ابلیکا

اسلم راہی
ایم اے

صدیوں کے سکوت میں لپٹی ہوئی ایک حسین داستان

اپلیکا

اسلم راہی ایم۔اے

مکتبہ القریش

مکتبہ القریش، چوک اردو بازار لاہور۔فون: 7231595

انتساب

گزری ہوئی رُوحوں اور آنے والی
نسلوں کے نام

اسلم راہی ایم۔اے

پیش لفظ

ابلیکا۔۔۔ ایک مکمل تاریخ اور گرم نعروں کے زور و جوش سے بھرپور ایک داستان بھی ہے۔ ابلیکا اپنی ذات میں دنیا کی تاریخ کا ایک مکمل انسائیکلو پیڈیا اور مردہ پھولوں کے اندر سے نکالی ہوئی ایک حسین اور جذب و کشش رکھنے والی ایک عمدہ اور طویل کہانی بھی ہے جس کے کردار حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر موجودہ دور تک یلغار کرتے ہیں اس لحاظ سے یہ ایک دنیا کی مکمل تاریخ بھی ہے۔

ابلیکا کے اندر تاریخ بھی ہے اور مذہب بھی۔ روحانیت بھی ہے اور جمالیات بھی۔ بنیادی طور پر نیکی اور بدی کے تناظر میں لکھی گئی یہ ایک طویل ترین کہانی ہے، جسے آپ کی خدمت میں کئی جلدوں میں پیش کیا جا رہا ہے۔

ابلیکا میں جہاں محبت کی حمد گاتی صبح ہے وہاں تاریکی جیسے اندھے جذبے بھی ہیں جہاں بلبل کا ترنم اور دوستی جیسا اجلا پن ہے وہاں دریاؤں کا خروش اور تباہ کن خطرات بھی ہیں، ابلیکا جہاں مٹی کی طرح مطیع، حطیم حسن اور جلترنگ کی لے پر محورقص ہے وہاں اس کے اندر شمع کے متلاشیوں اور نور کے جویایوں کے مقابلے میں کہکشاں کو کمان میں کسنے والے اور داستان کے ابواب کے اندر المیوں کی رنگ آمیزی کرنے والے بھی ہیں۔ ابلیکا کے اندر جہاں جمال وحدت، سحر و جذب اور قضائے الٰہی اپنی طلب اور لگن کے ساتھ ہیں، وہاں اس کے اندر سوگ کا عصا، درد کے آنگن اور عزازیل کے وسوسات بھی ہیں۔

ابلیکا میں جہاں یہ کوشش کی گئی ہے کہ قاری کو اس کے ذریعے دنیا کی مکمل تاریخ اور مذاہب سے روشناس کرایا جائے، وہاں اس کے اندر کہانی کے سارے لوازمات، داستان کی ساری ضرورتیں اور ناول کی ہر مانگ کو سامنے رکھ کر لکھا گیا ہے، ابلیکا دراصل نیکی کے عناصر اور فطرت سے بغاوت کرنے والے کے درمیان ایک کشمکش ہے، خدائے رحمان کے بندوں اور ابلیسی گماشتوں کے درمیان ایک جنگ اور جہد مسلسل ہے۔

کہانی کی صورت میں تاریخ عالم پر مشتمل یہ داستان آپ کو کئی جلدوں میں پڑھنے کو ملے گی، اس لیے کہ یہ داستان ملک کے چوٹی کے ڈائجسٹ ''نئے افق'' میں قسط وار چھپ رہی

ہے۔ ''نئے افق'' ڈائجسٹ کے مالک جناب مشتاق قریشی صاحب کی کوششیں قابل ستائش ہیں کہ وہ اپنے روایتی معیار کو برقرار رکھتے ہوئے ابلیکا کو قسط وار چھاپ رہے ہیں۔ ''مکتبہ القریش لاہور'' کے مالک عبدالحفیظ قریشی صاحب ان کوششوں کو اور آگے بڑھاتے ہوئے اس طویل ترین تاریخی ناول کو کتابی صورت میں بڑے اہتمام کے ساتھ لا رہے ہیں۔ خداوند رحمان و رحیم ان کی کوششوں اور ان کی جدوجہد کو اور زیادہ مضبوط و مربوط کرے۔

مکتبہ القریش کا ذکر آیا ہے تو میں یہ بھی کہتا چلوں کہ ہمارے ملک میں مکتبہ القریش واحد ادارہ ہے جس نے نہ صرف یہ کہ ہمیشہ نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کی ہے بلکہ تاریخی ناول اور دیگر اسلامی کتب ایک معقول معاوضہ دے کر چھاپنے میں پیش پیش رہا ہے۔ میرا اپنا ذاتی تجربہ اور مشاہدہ بھی ہے کہ اس وقت مکتبہ القریش کسی مصنف کی اچھی تحریر کو بہتر سے بہتر اور عمدہ سے عمدہ معاوضہ ادا کرنے میں ملک کے پبلشروں میں سرفہرست ہے، میری دلی دعا ہے کہ خداوند اس ادارے کو اور زیادہ توفیق دے کہ وہ فزوں تر کی تلاش میں اور زیادہ کامیاب اور فوز مند رہیں۔

میں ان ہزاروں قارئین کا بھی تہہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے ابلیکا کی پسندیدگی کا اظہار اپنے خطوط کے ذریعے کیا۔ پڑھنے والوں سے میری یہ بھی گزارش ہے کہ میری صحت کے لیے بھی دعا کریں کہ خداوند حی و قیوم مجھے احسن طریقے سے ابلیکا مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اب آپ ابلیکا کا مطالعہ شروع کریں اور یہ بھی امید کی جاتی ہے کہ اسے پڑھنے کے بعد آپ اپنے تاثرات سے ضرور آگاہ کریں گے۔

اسلم راہی ایم۔ اے
غریب پورہ، گجرات

حضرت آدم علیہ السلام کی نعش کوہستان نوذ کے غار میں پڑی تھی۔ حضرت آدمؑ کے بیٹے حضرت شیثؑ اور ان کی اولاد کے ان گنت لوگ دعائیہ انداز میں لاش کے اردگرد چکر لگا رہے تھے۔ کوہستان نوذ جنوبی ہندوستان کے سرسبزترین پہاڑوں میں سے ہے، جب حضرت آدمؑ کو جنت سے نکالا گیا تو اسی پہاڑ پر ان کا نزول ہوا تھا۔ کوہستان نوذ کے ایک طرف حضرت شیثؑ اپنے قبیلے کے ساتھ تھے جبکہ جبل نوذ کی دوسری طرف ان کے بڑے بھائی قابیل اپنے قبیلے کے ساتھ پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔ یہ حضرت آدمؑ کا بیٹا وہی قابیل تھا جس نے اپنے چھوٹے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا تھا۔

اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا، جنوب میں آدم کا پل[1] اور آدم کی چوٹی[2] کے پہاڑوں کا سلسلہ صاف دکھائی دے رہا تھا، ہر شے ڈوبتے سورج کی آخری جھلک دیکھ رہی تھی، پھر کوہستانوں کے تاریک سلسلے پر شام کی سیاہی غالب آنے لگی۔ جاڑے کی لمبی ٹھٹھرتی رات نزول کرنے لگی۔ طیور پیڑوں میں شام کا بسیرا کرنے کو تیزی سے اڑے جا رہے تھے اور تیز

---

[1] ۔۔ بھارت اور سیلون کے درمیان سمندر میں ریت اور پتھر کے چھوٹے چھوٹے ٹیلوں کی ایک لمبی قطار، روایت ہے کہ حضرت آدمؑ جب جنت سے نکالے گئے تو وہ اسی راستے سے سمندر کو عبور کر کے سیلون کی طرف گئے تھے، اس لیے اسے آدم کا پل کہتے ہیں یہ پل آج بھی موجود ہے۔ 1883ء میں ماہرین طبقات الارض نے اس پل کو گرا کر اس علاقے کو جہازرانی کے قابل بنانے کی کوشش کی تھی لیکن انہیں کامیابی نہ ہوئی تھی، اس کوہستانی پل کے آس پاس پانی کی گہرائی تین چار فٹ سے زیادہ نہیں ہے

[2] ۔۔ یہ جنوب وسطی لنکا میں واقع کولمبو سے 45 میل جنوب مشرق کی طرف ایک پہاڑی ہے جس کی بلندی 7360 فٹ ہے۔ اس کی چوٹی پر ایک پانچ فٹ چار انچ لمبا اور دو فٹ چھ انچ چوڑا انسانی پاؤں کا نشان ہے۔ روایت ہے کہ یہ حضرت آدمؑ کا نقش پا ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا آف اسلام)

سرد ہواؤں میں درختوں سے بے نیاز پیڑوں کی شاخیں بری طرح چیخ چلا اٹھی تھیں۔ کارگاہ زیست میں ظلمتوں کا نزول ہونے لگا تھا، افق کے دریچے لال گوں ہو کر سفیدی میں ڈوبنے لگے تھے۔ رات سنسان ہو کر جنونی کیفیت اختیار کرنے لگی اور ستارے آپس میں آدمؑ کے دونوں بیٹوں کے قبائل کو دیکھ دیکھ کر مسکرانے لگے تھے، شیثؑ، آدمؑ کی نعش کے پاس دو کڑیل محافظوں کو چھوڑ کر اپنے قبیلے کے دیگر لوگوں کے ساتھ اپنے پڑاؤ کی طرف جا چکے تھے۔ شیثؑ اور قابیل کے قبائل کا قیام کوہستانی غاروں اور پہاڑوں کی گپھاؤں میں تھا، یہاں دونوں قبائل کا قیام چونکہ عارضی تھا، اس لیے انہوں نے اپنے گھر تعمیر نہ کیے تھے۔

جب شیثؑ، آدمؑ کی نعش کے پاس دو محافظوں کو چھوڑ کر اپنے کوہستانی ٹھکانے کی طرف چلے گئے، اس وقت عزازیل[1] نے اپنے پانچ ساتھیوں ثبر، اعور، مسوط، داسم اور زکنبور کے ساتھ کوہستان نوذ پر نازل ہوا، پھر ابلیس (عزازیل) نے اپنے ساتھی داسم کو حکم دیا کہ جاؤ قابیل اور اس کے قبیلے کو بلا کر لاؤ اور انہیں کہو کہ اس چٹان کے سامنے جمع ہوں جس پر میں اس وقت کھڑا ہوا، میرا نام لے کر قابیل کو پیغام دینا، وہ اپنے قبیلے کے لوگوں کو لے کر بھاگتا ہوا میری طرف آئے گا۔ عزازیل کا ساتھی کچھ کہے بغیر وہاں سے روپوش ہو کر چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد قابیل اپنے قبیلے کے مرد عورتوں کو لے کر اس چٹان کے سامنے آ کھڑا ہوا جس چٹان کے اوپر عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کا منتظر تھا۔ آلِ قابیل کو مخاطب کرتے ہوئے عزازیل نے اپنے پانچوں ساتھیوں کے ناموں کا تعارف کرایا، پھر اس نے بلند آواز میں قابیل قبیلے کو مخاطب کر کے اپنے ان پانچوں ساتھیوں سے متعلق تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اے آلِ قابیل! میرے ساتھیوں میں جو ثبر ہے اس کے اختیار میں مصیبتوں کا کاروبار ہے جس میں لوگ ہائے واویلا کرتے ہیں اور گریبان پھاڑتے ہیں، منہ پر طمانچے مارتے ہیں اور جاہلیت کے نعرے لگاتے ہیں۔

میرے دوسرے ساتھی کا نام اعور ہے، یہ لوگوں کو بدی کا مرتکب کرتا ہے اور اسے ان پر اچھا اور پسندیدہ کر کے دکھاتا ہے۔

---

[1] ابلیس یعنی شیطان کا اصل نام عزازیل ہے۔

میرے تیسرے ساتھی کا نام مسوط ہے، یہ کذب اور دروغ پر مامور ہے جسے لوگ کان لگا کر سنیں۔ جس طرح یہ اب میرے ساتھ انسانوں کی شکل میں ہے، ایسی ہی شکل میں یہ انسانوں سے ملتا ہے اور انہیں فساد برپا کرنے کی جھوٹی خبریں سناتا ہے۔

میرے چوتھے ساتھی کا نام داسم ہے۔ یہ آدمی کے ساتھ اس کے گھر میں داخل ہوتا ہے اور گھر والوں کے عیب اس کو دکھاتا ہے اور ان پر غضب ناک کرتا ہے۔

میرا پانچواں ساتھی زکنبور ہے۔ یہ بازاروں کا مختار ہے، بازاروں میں آ کر یہ قسم قسم کی بدی اور بددیانتی کے جھنڈے گاڑتا ہے۔

''اے آلِ قابیل! میں تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ خاندان شیثؑ کے پاس آدمؑ کی نعش کی صورت میں ایک ایسی چیز ہے جس کے گرد وہ گھومتے ہیں، اس کی تعظیم کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے وہ اپنے اندر برکت محسوس کرتے ہیں اور تمہارے پاس کچھ نہیں ہے۔''

قابیل آگے بڑھا اور عزازیل سے نزدیک ہوتے ہوئے اس نے کہا۔ ''اے عزازیل! تو میرا پرانا دوست، مہربان اور غمگسار ہے، تو نے مجھے اپنے بھائی ہابیل پر قبضہ پانے کو کہا، سو میں نے تیرے مشورے پر عمل کیا اور کامیاب و فوزمند رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ تم اب کہو گے وہ بھی ہماری بہتری کی خاطر ہی ہوگا، کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔''

عزازیل نے کہا۔ ''سنو قابیل! آدمؑ کی نعش کو اٹھا کر اپنے قبیلے میں لے آؤ اور بنی شیثؑ کا یہ وہم نکال دو کہ صرف وہی آدمؑ کے اصل اور صحیح وارث ہیں، اس طرح بنی شیثؑ کو اقتدار اور بزرگی میں تم پر غلبہ نہ رہے گا۔''

قابیل نے کہا: ''اے عزازیل! یہ کیونکر ممکن ہے میرے قبیلے میں کون ہے جو میرے باپ آدمؑ کی نعش کو اٹھا کر اپنے ہاں لے آئے گا کیونکہ نعش پر بنی شیثؑ کے دو جوانوں کا پہرہ ہے۔ ان دو جوانوں میں سے ایک یوناف اور دوسرے کا نام جرموق ہے۔ ان دونوں میں سے جو یوناف ہے وہ سوختہ جان موت کی طرح بھیانک اور کوہستانی پتھروں کی طرح مضبوط اور کڑا ہے۔ وہ ایسا طاقتور ہے کہ چٹانوں کو اکھاڑ کر رکھ دے۔ وہ بنی شیثؑ کی راتوں کا تارا اور انفرادی شجاعت میں نور کا روشن دھارا ہے۔ وہ اس قدر زور آور ہے کہ اگر اس کے بس میں ہو تو زمین کا کمر بند پکڑ کر اسے اپنے سامنے پچھاڑ کر رکھ دے۔ بنی شیثؑ اسے اپنا آخری اور مضبوط برج سمجھتے ہیں، وہ ایسا جوان ہے جو صاعقہ آسمانی بن کر تقدیر کا نوشتہ بدل

دے۔ شیثؑ اور اس کے سارے بیٹے اور خاص کر اس کا بیٹا انوش یوناف سے بے پناہ محبت کرتے ہیں اور اپنے لیے اسے ایک قیمتی متاع جانتے ہیں۔۔۔ اور دوسرا جس کا نام جرموق ہے، گووہ یوناف سے کمتر ہے لیکن وہ بھی ایسا طاقتور ہے کہ پہاڑ اکھیڑ کر رکھ دے۔ بنی شیثؑ اس سے بھی محبت کرتے ہیں، ایسے میں اے عزازیل! کون میرے باپ آدمؑ کی لاش اس غار سے نکال کر میرے پاس لے آئے گا جبکہ میرے پاس قبیلے میں یوناف جیسا ایک ہی طاقتور جوان ہے اس کا نام عارب ہے لیکن وہ ان دنوں علیل ہے اور غار کے اندر بیمار پڑا ہے۔"

عزازیل نے کہا۔ "اے قابیل! کیا تیرے قبیلے میں کوئی اور ایسا نہیں جو یوناف کا مقابلہ کرے۔"

قابیل نے کہا۔ "اے عزازیل! میرے قبیلے میں ایک اور طاقتور اور گرانڈیل جوان بھی ہے، اس کا نام عملاق ہے لیکن اسے ابھی تک کسی کام میں آزمایا نہیں گیا۔ کیا خبر وہ یوناف سے چیت ہوتا ہے یا اسے مغلوب کرتا ہے کیا ایسا ممکن نہیں کہ عارب کے صحت یاب ہونے کا انتظار کیا جائے اور جب وہ اچھا ہو جائے تو اسے اور عملاق کو بھیجا جائے کہ وہ دونوں کسی حیلے سے کام لے کر یوناف اور جرموق پر غالب آ رہیں اور کوہستان نوذ کے اس غار سے میرے باپ آدمؑ کی نعش اٹھا کر یہاں میرے پاس میرے قبیلے میں لے آئیں، پھر عارب اور عملاق بھائی بھی ہیں اور دونوں مل کر اس کام کو گر گزریں گے۔"

عزازیل نے بے اطمینانی اور انتشار طبع کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، میرا ایک ساتھی تھوڑی دیر قبل بنی شیثؑ میں سے ہو کر آیا ہے۔ وہ شاید کل تک آدمؑ کی نعش کو دفن کر دیں گے۔ اے قابیل! جو کچھ کرنا ہے آج ہی کی رات کو کر لو۔ جب اہل شیثؑ آدمؑ کی نعش کو زمین میں دفن کر دیں گے تو پھر تمہاری کوئی حق داری اور وراثت نہ رہے گی۔"

قابیل سر جھکا کر کچھ سوچنے لگا۔

عزازیل نے پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے قابیل! ملول نہ ہو، تفکر میں نہ پڑ، کیا تیرے قبیلے میں کوئی ایسی لڑکی نہیں جو بے انتہا خوبصورت ہو۔"

قابیل نے چونک جانے کے انداز میں اپنا جھکا ہوا سر اوپر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "اے

عزازیل! میرے قبیلے میں ایک ایسی خوبصورت لڑکی ہے جس کا کوئی ثانی نہیں، کوئی مثال نہیں۔ میرے اور شیثؑ دونوں کے قبیلوں میں کوئی لڑکی بھی ایسی حسین نہیں ہے، اس کا نام بیوسا ہے اور وہ میری ایک نواسی کی لڑکی ہے، اے عزازیل! بیوسا کا حسن شعلہ اور سکر و مستی ہے۔ وہ خیالستان حسن، نگارستان نغمہ ہے، وہ میرے پورے قبیلے کے دلوں کی دھڑکن ہے اور ہر کوئی اس سے شادی کرنے کا متمنی ہے لیکن اے عزازیل! وہ ستاروں کا خوشہ اور بہاروں کا توشہ بیوسا، مردوں سے انتہائی نفرت کرتی ہے، خالق ارض و سما نے اس کی جبلت میں، شعور اور اس کے خمیر میں دو چیزیں بھر دی ہیں، ایک مردوں سے نفرت، دوسرے صرف اپنی ذات سے محبت۔"

عزازیل نے کہا۔ "تمہارے قبیلے میں کوئی اور خوبصورت لڑکی بھی ہے۔"

قابیل نے کہا۔ "ہاں۔ ایک اور بھی انتہائی خوبصورت لڑکی ہے، اس کا نام نبیطہ ہے، یہ میرے پوتے کی بیٹی ہے۔ عمر میں بیوسا اور نبیطہ ایک جیسی ہی ہیں لیکن حسن و خوبصورتی میں بیوسا بڑھ کر ہے۔ اپنے شعور، اپنے خمیر اور جبلت میں نبیطہ، بیوسا کا الٹ ہے جہاں بیوسا انتہائی خوبصورت سادہ، خاموش طبع اور مردوں سے نفرت کرنے والی ہے وہاں نبیطہ خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ پرلے درجے کی شوخ طبع مردوں کی طرف میلان رکھنے والی اور بھڑکیلی و غصیلی طبیعت کی لڑکی ہے۔ یہ عماق کی بہن ہے، عارب اور عماق دونوں سگے بھائی ہیں جبکہ حسین بیوسا ان تینوں کی پھوپھی زاد ہے، کاش! عارب بیمار نہ ہوتا تو وہ بنی شیثؑ کے یوناف کا خوب مقابلہ کرتا۔"

عزازیل نے کہا۔ "سنو قابیل! تم عارب کے بھائی عملاق کو اس غار کی طرف روانہ کرو جس میں آدمؑ کی نعش ہے اور جہاں اس وقت یوناف اور جرموق پہرہ دے رہے ہیں۔ عملاق کے ساتھ تم بیوسا اور نبیطہ کو بھی روانہ کر دو، وہاں جا کر عملاق، یوناف کو مقابلے کی دعوت دے جب وہ مقابلے کے لیے تیار ہو تو نبیطہ جرموق کے ساتھ جا بیٹھے اور اسے باتوں میں لگا کر اور اپنے حسن اور خوبصورتی کا چرکہ لگا کر یوناف کی طرف سے غافل کر دے۔ حسین بیوسا کا کام یہ ہو گا کہ وہ اپنے جسمانی زاویوں کو خوب واضح کر کے یوناف کے سامنے رہے، یوناف اس کے حسن کی مہک اور جسم کی چکا چوند میں کھو جائے گا اور صحیح طور پر عملاق سے مقابلہ نہ کر سکے گا اور شکست کھا جائے گا جس وقت یوناف ہار جائے تو حسین

بیوسا اس کے قریب جائے، اسے تسلی دے اور اس سے ہمدردی کا اظہار کرے، اس طرح یوناف اور جرموق دونوں آدمؑ کی لاش سے غافل ہو جائیں گے۔ بیوسا اور نبیطہ اسی طرح باتوں اور ہمدردی سے یوناف اور جرموق کو بہلاتی رہیں اور عملاق ان کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر آدمؑ کی نعش کو اٹھا کر یہاں لے آئے۔ جب بیوسا اور نبیطہ اندازہ کر لیں کہ عملاق آدمؑ کی نعش کو لے کر اپنے قبیلے میں پہنچ چکا ہو گا تو وہ بھی یوناف اور جرموق کو چھوڑ کر واپس آجائیں۔''

قابیل نے فکر مندی سے کہا۔ ''اگر یوناف اور جرموق، بیوسا اور نبیطہ کو واپس نہ آنے دیں اور انہیں بے آبرو کرنا چاہیں پھر.........''

عزازیل نے کہا۔ ''ان کا ایسا کرنا ناممکن ہے، سنو قابیل! اگر وہ ایسا کرنا چاہیں تو بیوسا اور نبیطہ انہیں دھمکی دیں کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو وہ شور مچا کر سارے قبیلہ بنی شیثؑ کو جمع کر لیں گی۔ ظاہر ہے پھر یوناف اور جرموق شیثؑ کی سزا کے خوف سے ایسا کرنے کے متعلق سوچ بھی نہ سکیں گے، اس طرح بیوسا اور نبیطہ بھی واپس آجائیں گی۔''

قابیل نے خوش اور مطمئن ہو کر کہا۔ ''ہاں یہ ترکیب ٹھیک ہے۔ میں عملاق، بیوسا اور نبیطہ کو بلواتا ہوں۔''

عزازیل نے کہا۔ ''ان تینوں کو سارا معاملہ سمجھا کر لانا کہ انہیں کہاں جانا ہے اور وہاں جا کر انہوں نے کیا کچھ کرنا ہے؟''

قابیل نے کہا۔ ''مطمئن رہو، میں ان سے سب تفصیلات کہہ دوں گا۔'' قابیل مڑا اور اپنے پیچھے کھڑے اپنے قبیلے والوں کے اندر گھس گیا۔

تھوڑی دیر بعد قابیل لوٹا تو اس کے ساتھ عملاق، بیوسا اور نبیطہ تھے، جیسا کہ قابیل نے عزازیل کے سامنے تعریف کی تھی، بیوسا ویسی ہی حسین تھی، اس کی غزل خواں اور زمزمہ ریز آنکھوں میں اک حشر برپا تھا۔ اس کے صندلی اور گلابی جوان جسم سے مہک، لذت و شہوات اور ضبط کے بندھن توڑ دینے والی خوشبو اٹھ رہی تھی، اس کے آلوچہ ہونٹ، ان پر ایک جھلملاہٹ اس جھلملاہٹ میں ایک مسکراہٹ اور اس مسکراہٹ میں ایک گھلاوٹ تھی اس کی جھکی ہوئی دراز پلکوں، خاموش و روشن آنکھوں میں قوس قزح کی رنگین لہریں، روشنیوں کا سیلاب اُمڈ رہا تھا۔ اس کے سرمدی وجود کا اسرار رکھنے والے چہرے پر زمزموں کا ارتعاش،

فطرت کے گیت، دہکیلی روشنی، چاند کا فسوں، کرنوں کا جادو، نغموں کا خواں اور رِستے جھرنوں کا رس رقص کناں تھا، اس کے عارضوں کی لالہ کاری، آہ! جیسے گل و یاسمین کی طراوت، اس کے کاکلوں کی تابداری، جیسے رات کا فسوں، اس کے احمریں و گلنار ہونٹوں کی طراوت جیسے رات کے پہلے پہر کے دلکش خواب کے کنوار پنے کی تازگی۔

نبیطہ بھی نغموں کے خواں، نگاہوں کے خمار اور نسیم سحر کی لطافت جیسی خوبصورت تھی لیکن وہ حسن اور کشش میں بیوسا سے کافی کمتر تھی۔

عزازیل نے ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''کیا تمہارے جد امجد قابیل نے تم تینوں کو سمجھا دیا ہے کہ تمہیں کہاں جانا ہے اور وہاں جا کر کیا کام سرانجام دینا ہے۔''

عملاق نے کہا۔ ''اے عزازیل! ہم جان چکے ہیں کہ ہمیں بنی شیثؑ کے غار میں جانا ہے اور وہاں سے آدمؑ کی لاش کو اٹھا کر لانا ہے تاکہ آنے والی نسلوں میں ہم ہی آدمؑ کے حمایت کار اور وارث کہلائیں۔''

عزازیل نے کہا۔ ''تو پھر جاؤ، جس طرح قابیل نے تمہیں سمجھا دیا ہے، اسی طرح عمل کرو، تمہاری واپسی تک تمہارے اہل قبیلہ اور میں بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہیں موجود رہوں گا۔''

عملاق، بیوسا اور نبیطہ اس غار کی طرف چل دیئے جہاں آدمؑ کی نعش پڑی ہوئی تھی۔

○

کوہستان نوذ کے غار میں آدمؑ کی نعش پڑی تھی۔ سردی سے بچنے کے لیے یوناف اور جرموق نے غار کے منہ کے پاس آگ کا الاؤ روشن کر رکھا تھا اور یوں آگ کے پاس بیٹھے وہ پہرہ دے رہے تھے۔

آگ کے جلتے الاؤ نے غار کے اندرونی اور باہر کے حصے کو دور دور تک روشن کر دیا تھا۔ سنگین اور جوان رات شبنم سے ہم آغوش ہو کر اپنے حاشیہ خیالات میں دور تک نکل گئی تھی۔ آسمان خاموش تھا، زمین کی سانس بوجھل تھی اور رات کے سینے کے ویران گوشوں کے سر پر چمکتے چاند کی کرنیں اپنی آخری ضربیں لگا رہی تھیں۔

الاؤ کی تیز روشنی میں یوناف ایسے لگ رہا تھا، گویا کوئی بھولا بسرا انسان اور ویرانہ نورد وہاں آ بیٹھا ہو اور اپنے اطراف کو بڑے انہماک اور غور سے دیکھ رہا ہو، وہ بڑا دراز قد،

خوبصورت کڑیل، دیوہیکل وگرانڈیل جوان تھا، اس کے پاس بیٹھا جرموق بھی ایک کوہ پیکر جوان تھا، لیکن وہ یوناف کی نسبت کمتر تھا۔

عین اس وقت جلتے الاؤ کی روشنی کے ہالے میں عملاق، حسین بیوسا اور دلفریب نبیطہ نمودار ہوئے۔ انہیں دیکھتے ہی یوناف کی بڑی اور سیاہ آنکھوں میں خون اتر آیا اور وہ شرار برق کی طرح اٹھ کھڑا ہوا اسے دیکھتے ہوئے جرموق بھی کھڑا ہو گیا۔ قریب آ کر عملاق نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے بنی شیثؑ کے کوہ پیکر جوان! میرے قبیلے کے ایک جوان نے مجھے بتایا ہے کہ بنی شیثؑ میں تو سب سے زور آور ہے، اس چاندنی رات میں تجھے میں مقابلے اور زور آزمائی کی دعوت دیتا ہوں، میں فیصلہ کر کے آیا ہوں کہ تجھ سے مقابلہ کر کے تجھے مات دوں گا اور بنی قابیل کا نام روشن کروں گا۔

یوناف کے دل و دماغ پر گویا سرخ شعلوں کا رقص شروع ہو گیا تھا۔ اس کی نگاہوں کے تجسس میں اندھے اور بھیانک طوفان کروٹیں لینے لگے تھے۔ اس کی حالت سے ایسا لگتا تھا جیسے خاموش فضاؤں کے اشارے تلخ حقائق اور مایوسی کا اندھیرا پھیلانے پر تل گئے ہوں، پھر اس نے جواب طلب نگاہوں سے عملاق کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے قابیل کی اولاد! کیا تجھے کسی نے بتایا نہیں، کیا قابیل نے بھی تجھے نہیں سمجھایا کہ میں خودسروں کو ہرگز برداشت نہیں کرتا، کیا تجھے خبر نہیں میں شیثؑ کے پوتے کا بیٹا یوناف ہوں اور یہ بھی تیرے علم میں ہو گا کہ میرے آبا شیثؑ کو خدا نے سرفراز کیا اور آدمؑ کے بعد اسے سب پر فوقیت دی جبکہ تیرا جد قابیل اپنے بھائی ہابیل کا قاتل ہے۔ اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ سو وہ عزازیل کی طرح مردود ومقہور ہو گیا، جا اپنے قبیلے میں لوٹ جا اور مجھے اس مقدس غار کی حفاظت کرنے دے کہ یہاں ہمارے جد اعلیٰ آدمؑ کی لاش پڑی ہے لوٹ جا کہ اس غار کے تقدس کا مجھے خیال اور احترام ہے ورنہ اب تک میں تجھے تیرے خون میں لتھیڑ چکا ہوتا۔ قبل اس کے کہ تو میرے ہاتھوں مارا جائے اور تیری ماں، تیری بہنیں اور بھائی اور تیرا باپ اور تیرا جد تیری جواں مرگ پر نوحہ کریں لوٹ جا اور مجھے اس کام پر لگا رہنے دے جس پر میرے باپ کے دادا شیثؑ نے مجھے مقرر کر رکھا ہے۔''

یوناف اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

عملاق نے سخت آواز اور کرخت لہجے میں کہا۔ ''اے بنی شیثؑ کے بزدل یوناف! میں

تجھے مقابلے کی دعوت دیتا ہوں اور تو مجھے اپنے قبیلے میں واپس جانے کی ترغیب دیتا ہے، اٹھ! میرا مقابلہ کر، تاکہ میں اپنے قبیلے کی عزت وسطوت کا باعث بنوں، دیکھ میرا بڑا بھائی عارب جو مجھ سے کہیں زیادہ طاقتور ہے، بیمار پڑا ہے، وہ اگر اچھا ہوتا تو اپنے قبیلے کی فوقیت ثابت کرنے کو وہ تیرے ساتھ مقابلہ کرنے آتا اور اب تک وہ تجھے پچھاڑ کر آگ کے اس الاؤ کے پاس لہولہان کر چکا ہوتا، اٹھ میرا مقابلہ کر ورنہ میں تجھے مار کر چلا جاؤں گا۔

عملاق کی گفتگو پر یوناف اپنی جگہ سے یوں اٹھا جیسے زمین کی جوف کے اندر بے انت زلزلے اچانک حرکت میں آ گئے ہوں یا کسی بلند چٹان پر اچانک آگ کے ان گنت الاؤ بھڑک اٹھے ہوں، یوناف نے کسی ہمہ سوز طوفان کی طرح عملاق کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''تو پھر سنبھل اے عملاق! میں تجھے منحوس ستارہ جان کر تجھ پر حاوی ہوں گا، تیری ساری سطوت کے ایوان گراؤں گا، تیرے دامن کو تار تار کروں گا اور تجھے تباہی کی آگ، مایوسی کا اندھیرا اور ذلت وندامت کے آنسوؤں میں نہلا دوں گا۔''

نبیطہ فوراً آگے بڑھی اور جرموق کو اپنی طرف راغب کرتے ہوئے اسے باتوں میں لگا لیا حسین ساحرہ بیوسا آگے بڑھ کر الاؤ کی تیز روشنی میں آئی اور ایسے زاویے پر آ کھڑی ہوئی کہ یوناف کی نگاہ براہ راست، اس پر پڑے۔ ایک بار اس پر نگاہ پڑتے ہی یوناف اس کی خوبصورتی، کشش اس کی چمکیلی آنکھوں اور بھرے بھرے گلابی جسم کو دیکھ کر گڑبڑایا، پر جلد ہی اس نے اپنے سر کو جھٹکا دیا، سنبھلا اور اپنے چمڑے کا فرغل اتار کر ایک طرف پھینکتے ہوئے اس نے ایک جست لگائی اور عملاق کی طرف بڑھا۔

حسین بیوسا کا حربہ ناکام رہا اور یوناف نے آگے بڑھ کر عملاق کو اپنی گرفت میں لے لیا، دونوں ایک دوسرے سے گتھ گئے اور ایک دوسرے پر ضربیں لگانے لگے، اچانک یوناف نے عملاق کو اپنی گرفت میں لیا اور ایک وحشی نعرہ مارتے ہوئے اس نے خوب قوت کے ساتھ عملاق کو فضا میں اوپر کو اچھالا اور انتہائی بے بسی کی حالت میں عملاق ایک چٹان پر گرا اور مر گیا۔

''یہ مر چکا ہے تم دونوں اسے اپنے قبیلے میں لے جاؤ اور سنو! عملاق کے مرنے کا یہاں شور اور واویلا نہ کرنا ورنہ میرے قبیلے والے یہاں آ جمع ہوں گے اور معاملہ کی چھان بین

کرنے کی خاطر تم دونوں کو یہاں روک لیں گے میں جانتا ہوں عملاق مجھ سے مقابلہ کرنے کسی مقصد کے تحت آیا تھا، تم دونوں اپنے قبیلے کی حسین ترین لڑکیاں ہو اور تم دونوں کا اس کے ساتھ آنا ہی انگنت غلط فہمیاں کھڑی کرنے کو کافی ہے، میرا دل کہتا ہے آدمؑ کی لاش اٹھانے آیا تھا اور تم دونوں کو اس لیے اپنے ساتھ لایا تھا کہ تم دونوں اپنے حسن اور اپنی خوبصورتی سے مجھ کو اور جرموق کو اپنی طرف مائل کر کے ہمارے فرض سے ہمیں غافل کر دو، پر ایسا کیونکر ممکن ہے؟''

ذرا رک کر اور بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے یوناف نے پھر کہنا شروع کیا۔

''سنو بیوسا! تمہارا میرے سامنے اس بے باکی سے آنا اس امر کی دلیل ہے کہ تمہیں مجھ پر جال ڈالنے کو مقرر کیا گیا تھا، اب جبکہ تم میرے سامنے آ ہی گئی ہو تو سن رکھو، اب میں تمہیں اپنے لیے حاصل کر کے رہوں گا میں جانتا ہوں جس قدر تم خوبصورت اور پرکشش ہو، اسی قدر تم مردوں سے نفرت کرتی ہو، پھر بھی جان رکھو کہ تمہاری اس ساری نفرت اور کرودھ کے باوجود میں تمہیں حاصل کروں گا اور تمہیں اپنی رفاقت میں لاؤں گا۔''

بیوسا نے سخت نفرت سے زمین پر تھوکتے ہوئے کہا۔ ''آج سے میں دوسرے مردوں کی نسبت تم سے زیادہ نفرت کروں گی۔''

یوناف نے کہا۔

''قبل اس کے کہ میرے قبیلے والے یہاں آ جمع ہوں اور تم سے پوچھ گچھ کی خاطر تمہیں یہاں روک لیں، تم دونوں عملاق کی لاش اٹھاؤ اور یہاں سے چلی جاؤ۔''

بیوسا اور نبیطہ نے جلدی جلدی عملاق کی لاش اٹھائی اور وہاں سے چلی گئیں۔

O

عزازیل اسی طرح جبل نوذ پر اپنے پانچوں ساتھیوں کے ہمراہ کھڑا تھا اور اس کے سامنے قابیل اپنے قبیلے والوں کے ساتھ کھڑا تھا کہ بیوسا اور نبیطہ عملاق کی لاش اٹھائے وہاں پہنچ گئیں، انہوں نے لاش کو قابیل کے پیروں کے پاس رکھ دیا۔ نبیطہ بھائی کی لاش کے پاس بیٹھ کر رونے لگی جبکہ بیوسا پرسکون تھی اور اس نے قابیل سے کہا۔ ''اے میری ماں کے نانا! عملاق، یوناف کا مقابلہ نہیں کر سکا، وہ اس سے گتھ گیا، اسے ایک بے تواں بچہ جان کر اس نے فضا میں اچھالا، عملاق ایک چٹان پر گرا اور مر گیا۔''

نبیطہ کے رونے کی آواز سن کر اس کا دوسرا طاقتور بیمار بھائی عارب بھی غار سے وہاں آ گیا، اس نے بھی بیوسا سے علاق کے مرنے کے واقعات سنے اور لاش کے پاس بیٹھ کر رونے لگا، قابیل نے اس وجہ سے عملاق کو جلدی دفن کر دیا کہ اس کی موت سے اس کے قبیلے والوں پر برا اثر نہ پڑے اور وہ بنی شیثؑ سے خوفزدہ نہ ہو جائیں۔

عملاق کی تدفین کے بعد عزازیل نے بنی قابیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے آلِ قابیل! بنی شیثؑ کے پاس اس وقت آدمؑ کی لاش ہے جس کے گرد وہ گھومتے ہیں اور اس کی تعظیم کرتے ہیں جبکہ تمہارے پاس کچھ نہیں، کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز دوں جو دائمی تمہارے پاس رہے اور خدا کے بجائے اس سے تم خیر و برکت حاصل کرو۔''

سب بنی قابیل نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی، عزازیل نے اس بار عارب، نبیطہ اور بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''کیا تم یوناف سے عملاق کی موت کا انتقام نہ لو گے؟''

عارب نے کہا۔ ''صرف یوناف ہی نہیں پورے بنی شیثؑ سے انتقام لیں گے، میں اس وقت بیمار ہوں، اچھا ہو جاؤں تو یوناف کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔''

عزازیل نے قابیل کے پاس کھڑے عارب، بیوسا اور نبیطہ سے اور نزدیک ہوتے ہوئے کہا۔ ''کیا تم تینوں کے ناسوت میں لاہوت کا ایک عمل نہ کر دوں۔ لاہوت کے اس عمل سے تم تینوں ابدی اور دائمی تو نہ ہو جاؤ گے پر ایک وقت مقررہ تک جیتے رہو گے اور اس مقررہ وقت میں ہزاروں سال بھی ہو سکتے ہیں، جب تمہارے ناسوت پر لاہوت کا عمل ہو جائے گا تو تم تینوں ہمیشہ جوان رہو گے مافوق الفطرت قوتوں کے مالک ہو گے اور تمہاری حیثیت اپنے اپنے ہمزاد جیسی ہو جائے گی جس طرح وہ محیر العقول کام کر سکتا ہے، اسی طرح تم تینوں بھی کر سکو گے، کیا تم اس عمل کے لیے تیار ہو؟''

عارب، بیوسا اور نبیطہ نے فوراً اس کا جواب اثبات میں دیا۔

عزازیل نے اس بار قابیل سے کہا۔ ''مجھے اپنے قبیلے کا ایک ایسا آدمی دو جو خوب دانشمند ہو تیز اور چالاک بھی ہو تا کہ میں اسے ایک ایسا فن سکھاؤں جس سے وہ تمہارے لیے ایسی چیز بنائے جس کے سامنے تم خدا کے بجائے جھکو اور اس سے خیر و برکت حاصل کرو۔''

قابیل نے اپنے قریب کھڑے ایک نوجوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''اس

جوان کو وہ فن سکھاؤ۔ اس کا نام طیراش ہے۔ یہ بڑا چالاک اور تیز ہے۔“

عزازیل نے کہا۔ ”قابیل! تم اپنے قبیلے والوں کو لے کر اپنے مسکن کی طرف لوٹ جاؤ، میں ان چاروں کو لے کر کوہستان نوذ کی چوٹی پر جاؤں گا اور وہاں پر اپنا عمل کروں گا۔“

قابیل اپنے قبیلے کو لے کر لوٹ گیا جبکہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ بنی قابیل کے ان چار افراد کو لے کر جبل نوذ کی چوٹی کی طرف چل پڑا۔

چوٹی کی طرف جاتے ہوئے طیراش نے پوچھا۔ اے عزازیل! تو پیدائش آدمؑ سے لے کر اس کے جنت سے نکالے جانے کے اور بعد کے سارے حالات سے بخوبی واقف ہے کیا تو ہمیں یہ سارے حالات و واقعات نہ سنائے گا کہ ہم اپنے جد امجد پر گزرنے والے حوادث کی اصلیت سے آگاہ ہوں۔“

عزازیل نے دکھ سے کہا۔ آہ! آدمؑ کی یہ داستان بھی میرے لیے کیسی دل فگار اور زوال کا باعث ہے۔ سنو! خداوند خدا نے مجھے زمین کی طرف بھیجا تا کہ میں ادیم زمین[1] سے ہر جز و شیریں و شور مٹی کو لے کر آؤں۔ میں یہ مٹی لے کر آیا تو خدا نے چالیس دن تک اس مٹی کے اندر خمیر اٹھایا، پھر اس مٹی پر اپنا ہاتھ مارا تو پاک و طیب مٹی دائیں ہاتھ میں اور ناپاک و خبیث مٹی بائیں ہاتھ میں چلی گئی، پھر دونوں کو خلط ملط کر کے آدم کو بنایا، جب آدم کا دھڑ بنایا گیا تو میں اس کے اِرد گرد گھوما کرتا تھا۔ چونکہ یہ مٹی میں ہی زمین سے لایا تھا اس لیے مجھے جستجو تھی کہ خدا اس کا کیا کرے گا، میں نے جب دیکھا کہ آدم کے دھڑ میں جوف ہے تو میں سمجھ گیا کہ یہ مخلوق مستقیم نہ رہے گی، سب سے پہلے آدم کے سر میں روح آئی اور حرکت پیدا ہوئی، پھر جثہ میں جسے حرکت میں آتے خود آدمؑ دیکھ رہا تھا۔ عصر کے وقت تک دونوں پاؤں باقی رہ گئے تھے۔ یہ دیکھ کر آدم نے کہا۔

”اے رات کے پروردگار جلدی کر[2] کیونکہ رات آ رہی ہے۔“

جب آدمؑ کے سارے جسم میں روح پھیل گئی تو اسے چھینک آئی تب آدمؑ نے خدا کی حمد کی۔ جواب میں خدا نے کہا۔

---

[1] ادیم کا مطلب سطح زمین ہے۔ اسی ادیم سے لفظ آدم بنا، چونکہ آدمؑ کی اولاد سے نسیان متوقع ہے لہٰذا انسان کہلائی۔

[2] اسی بناء پر خدا نے فرمایا، خلق الانسان عجولاً: انسان جلد باز پیدا ہوا (طبقات ابن سعد)

”رحمک ربک۔ تجھ پر تیرے رب کی رحمت۔“

پھر خدا نے قریب کھڑی روحوں کی طرف اشارہ کر کے آدمؑ سے کہا۔

”ان کی طرف جا اور انہیں سلام کہہ، پھر جو وہ جواب دیں مجھ سے آ کر کہہ۔“

آدمؑ ان کی طرف گیا اور انہیں سلام کہا، روحوں نے جواب دیا۔

”الحمد للہ رب العالمین۔“

آدمؑ نے یہی آ کر خدا سے کہا، پس خدا نے آدمؑ کو حکم دیا کہ یہ تیرا اور تیری ذریات کا سلام ہوگا۔ پھر خدا نے سب کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں، سب نے کیا اور میں نے انکار کر دیا، بھلا میں اس مٹی سے بنے انسان کو کیونکر سجدہ کرتا جسے میں خود سطح زمین سے اٹھا کر لایا تھا، پس خدا نے مجھے راندۂ درگار اور مردود کر کے اپنا لعنت زدہ کر دیا اور میں خدا سے اس کے بنائے ہوئے انسان کو قیامت تک بھٹکانے کی مہلت لے کر علیحدہ ہو گیا۔

خدا نے آدمؑ اور حواؑ کو جنت میں ڈال دیا، میں نے انہیں جل دے کر جنت سے نکلوا دیا کیونکہ میری ترغیب پر آدم نے وہ کھا لیا[1] جس کی خدا نے ممانعت کر رکھی تھی۔

پس آدم و حوا زمین پر پھینک دیے گئے، تلافی مافات میں آدمؑ و حواؑ دو سو برس تک روتے رہے، چالیس دن تک نہ کچھ کھایا نہ پیا، سو برس تک آدمؑ و حواؑ الگ تھلگ رہے، آدمؑ کوہستان نوذ پر رہے، خدا نے جنت سے آدمؑ کے ساتھ اس کا درخت ایک پتھر[2]، ایک عصا[3]، ایک سندان، ایک ہتھوڑا، ایک سنی اور بھیڑ بکریوں کے آٹھ جوڑے اتارے[5]۔ جب آدمؑ جبل نوذ پر گرے تو انہوں نے وہاں لوہے کی ایک سلاخ دیکھی۔ انہوں نے لکڑیاں گرم کر کے اس سلاخ کو تپایا اور لوہے کا سندان کر ہتھوڑے سے اس کی چھری بنائی۔ آدمؑ اسے کام میں لاتے اس کے بعد لوہے کا ایک تنور بنایا[6]۔ اور سنو! آدم کا قد ساٹھ ہاتھ اور جسم کی چوڑائی سات ہاتھ تھی پھر خدا نے آدمؑ کو حکم دیا کہ میرے عرش کے بالکل نیچے میرا ایک گھر

---

[1] بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ دانہ گندم تھا، دیگر کا خیال ہے انگور تھا۔ [2] یہی حجر اسود تھا، حضرت آدمؑ نے اسے کوہ ابو قبیس پر نصب کیا تھا، یہ اندھیری راتوں میں چاند کی طرح روشن رہتا تھا بعد کو جب حائض عورتیں اور نجس زن پہاڑ پر آ کر اسے چھوتے رہے تو یہ سیاہ ہو گیا۔ (طبقات ابن سعد) [3] یہی عصاء موسیٰؑ تھا۔ (طبقات ابن سعد) [5] انہی بھیڑ بکریوں کو حضرت آدمؑ نے ذبح کر کے اول اول ان کا گوشت کھایا اور ان کی کھالوں سے اپنے اور حوا کے لیے لباس بنائے۔ (طبقات ابن سعد) [6] یہی تنور حضرت نوحؑ کو ورثہ میں ملا تھا اور اسی کے اندر سے طوفان نوح پھوٹ پڑا تھا۔ (طبقات ابن سعد)

تعمیر کرو[1]۔ سو آدمؑ نے زمین پر خدا کا گھر تعمیر کر دیا۔"

کوہستانِ نوذ کی چوٹی کی طرف جاتے ہوئے عزازیل کہتا رہا۔ "آدمؑ اور حواؑ کے جو پہلی اولاد پیدا ہوئی وہ قابیل اور اس کی بہن لبود تھے، دوسرے بطن سے ہابیل اور اس کی بہن اقلیما پیدا ہوئے، جب یہ چاروں جوان ہو گئے تو خدا نے آدمؑ کو حکم دیا کہ ایک بطن کی اولاد کو دوسرے بطن کی اولاد سے بیاہ دیا جائے تاکہ ایک ہی بطن کے بھائی بہنوں کا آپس میں نکاح نہ ہو۔ قابیل کی بہن لبود چونکہ ہابیل کی بہن اقلیما سے خوبصورت تھی لہٰذا قابیل اقلیما کے بجائے اپنی بہن لبود سے شادی کرنا چاہتا تھا جبکہ خدا کا حکم تھا کہ ہابیل اور لبود کی شادی کی جائے۔ آدمؑ کی زبان سے خدا کا یہ حکم سن کر قابیل بھڑک اٹھا اور اس نے اپنے باپ سے کہا۔ "اے آدمؑ! یہ خدا کا نہیں تیرا فیصلہ ہے۔"

تب آدمؑ نے کہا۔

"یہی بات ہے تو تم دونوں قربانی کرو، اللہ تعالیٰ آسمان سے آگ نازل کرے گا اور تم دونوں میں سے جو بھی لبود کا مستحق ہو گا آگ اس کی قربانی کو کھا لے گی۔"

ہابیل اور قابیل دونوں اس فیصلے پر رضا مند ہو گئے۔

ہابیل ایک چرواہا تھا وہ قربانی کے لیے ایک بہترین دنبہ[2] لے کر آیا۔ مکھن اور دودھ بھی ساتھ تھے۔ قابیل زراعت پیشہ تھا، وہ اپنی زراعت کی بدترین پیداوار لے کر آیا، دونوں بھائی کوہِ نوذ پر چڑھ گئے۔ آدمؑ بھی ان کے ساتھ تھا۔ وہاں قربانی کا سامان رکھا گیا اور حضرت آدمؑ نے خدا سے دعا کی۔ اس موقع پر قابیل نے اپنے دل میں کہا "قربانی قبول ہو نہ ہو مجھے پرواہ نہیں، میری بہن لبود کی شادی میرے ہی ساتھ ہو گی۔ ہابیل کے ساتھ نہیں۔"

پس آسمان سے آگ اتری اور ہابیل کی قربانی کھا گئی۔ قابیل کی قربانی دھری رہ گئی کہ اس کی نیت صاف نہ تھی۔ آخر ہابیل کی شادی لبود سے اور قابیل کی شادی اقلیما سے ہو گئی۔

---

[1]۔ خانہ کعبہ، خدا کے حکم کے مطابق حضرت آدمؑ اس گھر کے گرد طواف کرتے اور فریضہ حج ادا کرتے آدمؑ نے پانچ پہاڑوں کے مصالحے سے خانہ کعبہ کی تعمیر کی: 1- جبل سینا، 2- جبل زیتون، 3- جبل لبنان، 4- جبل جودی، 5- جبل حرا۔ (طبقات ابن سعد)

[2]۔ یہ وہی دنبہ ہے جو بعد میں حضرت اسماعیلؑ کی جگہ قربانی کے لیے پیش کیا گیا۔ (طبقات ابن سعد)

اس بناء پر قابیل ہابیل سے نفرت کرنے لگا، پھر ایک روز جبکہ وہ اپنا ریوڑ چرا رہا تھا، قابیل نے اسے قتل کر دیا، ڈر اور خوف کے مارے وہ ہابیل کی لاش اپنے کندھوں پر اٹھائے پھرتا رہا اور نادم ہوا کہ اس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا، آخر خدا نے دو کوے[1] بھیجے۔ ایک نے دوسرے کو مارا اور چونچ سے گڑھا کھود کر اسے دفن کرنے لگا۔

قابیل نے جو یہ دیکھا تو افسوس کرتے ہوئے کہا۔ "ہائے حیف! میں ایسا ہی عاجز ہوں کہ اس کوے جیسا بھی نہیں کہ جس طرح یہ کوا مردہ چھپا رہا ہے میں بھی اپنے بھائی کی لاش چھپا سکتا۔" پھر اس نے گڑھا کھود کر ہابیل کو دفن کر دیا۔

اس کے بعد آدمؑ اور حواؑ کے ہاں شیثؑ اور اس کی بہن عزورا[2] پیدا ہوئے۔ پس یہ ہے آدمؑ، میری اور تمہارے جد قابیل کے داغوں بھری داستان۔

اب جبکہ اپنے چالیس ہزار افراد چھوڑ کر آدمؑ مر گیا ہے، مرنے سے قبل اس نے نصیحت کر دی تھی کہ اولادِ شیثؑ کی مناکحت اولادِ قابیل میں نہ ہونے پائے اور اس نے یہ نصیحت اس لیے کی تھی کہ بنی قابیل میں زنا کاری، شراب، نوشی اور فتنہ و فساد پھیل گیا ہے جبکہ میں چاہتا ہوں بنی شیثؑ اور بنی قابیل کی آپس میں شادیاں ہوں اور سب مل کر گناہوں میں ملوث ہو کر برابر کا بوجھ اٹھائیں تاکہ میرا اللہ سے کیا ہوا وعدہ پورا ہو کہ میں زمین پر اس کے بندوں کو ان کی اصل راہ سے بھٹکاؤں گا۔

عزازیل اپنے پانچوں ساتھیوں اور بیوسا، عارب، نبیطہ اور طیراش کے ساتھ جبل نوذ کی چوٹی پر اس جگہ پہنچ گیا تھا جہاں خدا کے حضور ہابیل اور قابیل نے اپنی قربانیاں پیش کی تھیں۔ اچانک بولتے بولتے عزازیل رک گیا اور اس طرف دیکھنے لگا، جدھر بنی شیثؑ رہتے تھے، پھر اس نے آہ بھر کر چونک جانے کے انداز میں کہا۔ "آہ! بنی شیثؑ کی طرف دیکھو، ان پر جبرائیل[3] اترا ہے۔ شاید وہ شیثؑ کے لیے خدا کا کوئی پیغام لے کر آیا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ آدمؑ کی لاش دفن کرنے کا سامان کر گئے ہوں۔"

---

[1]۔ بھائی کو دفن کرنے کے لیے خدائے بزرگ وحی بھی کر سکتے تھے لیکن قابیل چونکہ نبی نہ تھا قاتل اور گناہگار تھا لہٰذا اس پر وحی نہ ہوئی اور کووں کی مثال دے کر اسے سمجھایا گیا۔ [2]۔ جب حضرت آدمؑ فوت ہوئے تو زمین پر ان کی نسل کی تعداد 40 ہزار ہو چکی تھی، آپ کی عمر 936 سال تھی (طبقات ابن سعد)

[3]۔ جبرائیل حضرت شیثؑ کو حضرت آدمؑ کی نماز جنازہ سمجھانے آئے تھے، تیس تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی گئی، پانچ تکبیریں نماز پنجگانہ کی اور 25 تکبیریں آدمؑ کی فضیلت کے لیے۔ (طبقات ابن سعد)

پھر اس نے اپ نے ساتھی شبر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''تم بنی شیثؑ میں جاؤ اور معلوم کر کے آؤ کہ جبرائیلؑ کس غرض سے ان کے پاس آیا ہے۔''

جبل نوذ پر کھڑے ہو کر عزازیل نے عارب، بیوسا اور نبیطہ کو جبل نوذ پر اس جگہ بٹھا دیا جہاں ہابیل کی قربانی قبول ہوئی تھی، ان تینوں کو بے ہوش کر کے ان کے ناسوت پر لاہوت کا عمل کر دیا۔ کافی دیر تک وہ تینوں بے ہوش پڑے رہے، اس دوران عزازیل نے طیراش کو مصوری اور بت تراشی کا فن سکھا دیا۔ پھر طیراش کو مخاطب کرتے ہوئے عزازیل نے کہا۔ ''دیکھ طیراش! میں نے اپنے عمل سے تجھے ایک بہترین سنگ تراش اور مصور بنا دیا ہے اور دیکھ اب جبکہ میرے تیرے اور میرے ساتھیوں کے علاوہ یہاں اور کوئی نہیں ہے۔ عارب، بیوسا اور نبیطہ بے ہوش پڑے ہیں، میری بات غور سے سن، دیکھ واپس جا کر اپنے قبیلے بنی قابیل کے لیے ایک بت تراش تا کہ وہ اس کا طواف کریں۔ خدا کے بجائے اس سے اپنی حاجات طلب کریں اور میں خدا سے کیے اس وعدہ کو نبھا سکوں کہ میں زمین پر فساد برپا کروں گا اور تیرے بندوں کو تیری طرف جاتی راہوں سے منحرف کروں گا۔''

طیراش نے کسی قدر حیران و پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ ''اے عزازیل۔ میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے مجھ پر ایسا عمل کیا، پر دیکھ! بنی قابیل میں پانچ اشخاص ورہ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر ایسے نیک اور پرہیز گار ہیں کہ وہ ضرور میرے کام میں مزاحم ہوں گے۔ وہ صالح و متقی ہیں اور صرف ایک خدا کی پرستش و عبادت پر زور دیتے ہیں، بنی قابیل کے باقی افراد کی طرح وہ زنا کاری، دنگا فساد اور شراب نوشی میں ملوث نہیں ہوتے بلکہ لوگوں کو ان سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں، اے عزازیل! اگر میں نے بت تراش کر لوگوں کو دعوت دی کہ خدا کی جگہ اس کی عبادت کرو اور اس سے اپنی حاجات طلب کرو تو یہ پانچوں میرے خلاف ہو جائیں گے اور بت پرستی کے خلاف بھرپور آواز اٹھائیں گے اور ایسا احتجاج کریں گے جو میرے حق میں ضرر رساں ہوگا، بنی قابیل کا ہر فرد ان پانچوں کا احترام اور ان کی عزت کرتا ہے۔ جب میرا ان سے ٹکراؤ ہوگا تو بنی قابیل کا ہر فرد میری نسبت ان کی حمایت اور طرف داری کرے گا اور پھر مجھے بھی قابیل والے قتل کر دیں گے یا قبیلے سے نکال باہر کریں گے۔''

عزازیل نے سکون اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''اے طیراش! تو انتہائی

دانشمند اور فہیم ہے تو نے خود اپنی اور میری ساری مشکلات کا حل تلاش کر لیا ہے، دیکھ! یہاں سے واپس جا کر ان پانچوں کو قتل کر دے، پہلے ان پانچوں کو ایک جگہ جمع کر لینا تا کہ پانچوں ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ مارے جائیں، پھر تو بنی قابیل کے لیے ان پانچوں کے بت بنا دینا، پھر دیکھنا بنی قابیل کس تیزی اور سرعت کے ساتھ خدا کے بجائے ان پانچوں کے بتوں کی پوجا کرتے ہیں، اور ان سے مدد اور حاجات طلب کرتے ہیں۔''

طیراش نے اپنی بے بسی اور بے چارگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''اے عزازیل! میں کیسے اور کیونکر ان پانچوں کو ایک جگہ جمع کروں گا اور انہیں جان سے ماروں گا، اگر ایسا ہوا تو لوگ مجھ پر شک کریں گے میں دھر لیا جاؤں گا اور بے کار مارا جاؤں گا۔''

عزازیل نے کچھ سوچا پھر کہا۔ ''تو ٹھیک کہتا ہے طیراش! اس طرح تو پکڑا جائے گا، دیکھ میں تیرے ساتھ اپنا ایک ساتھی بھیجتا ہوں، وہ اس کام میں تیری مدد کرے گا، تم دونوں مل کر آج رات ہی ورہ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر پانچوں کو ہلاک کر دو پھر ان کے بت بنا دو، پھر دیکھو بنی قابیل کس تیزی اور سرعت کے ساتھ ان بتوں کی طرف مائل ہوتے ہیں اور یہی۔۔''

عزازیل کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

اس کے سامنے کوہستان نوذ کی چوٹی پر پڑے ہوئے عارب، بیوسا اور نبیطہ اب ہوش میں آ رہے تھے اور ان میں حرکت پیدا ہو رہی تھی، جب وہ تینوں اٹھ کر بیٹھ گئے تو عزازیل اپنی کامیابی پر مسکرایا اور ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ ''دیکھو! میں نے تم تینوں کے ناسوت پر لاہوت کا عمل کر کے تم تینوں کو محیر العقول اور مافوق الفطرت بنا دیا ہے، اب تم بنی شیثؑ میں سے جس سے بھی چاہو انتقام لے سکتے ہو۔''

پھر عزازیل عارب، بیوسا اور نبیطہ کو ان ساری قوتوں سے متعلق سمجھانے لگا جو اس کے عمل سے انہیں حاصل ہو گئی تھیں اور ان قوتوں کو استعمال کرنے کا طریقہ بھی انہیں سمجھا دیا اس دوران نبیطہ نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔ ''کیا میں اس عمل کو آزما بھی سکتی ہوں''

عزازیل نے کہا۔ ''بے شک! تم آزما سکتی ہو۔''

نبیطہ نے عزازیل کی ہدایت کے مطابق عمل کیا اور سب کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ جبل نوذ سے غائب ہو گئی، تھوڑی دیر بعد وہ پھر وہاں لوٹ آئی، وہ بے حد خوش اور مسرور تھی، عارب

اور بیوسا بھی مطمئن اور شاد تھے۔

عزازیل نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا۔ ''سنو! اس عمل سے تم تینوں ایک مقررہ وقت تک جوان رہو گے اور یہ مقررہ وقت ہزار برسوں پر محیط ہو سکتا ہے ہاں مگر یاد رکھو! تم میں سے جو چاہے جس سے بھی شادی کرے اس کے ہاں اولاد نہ ہو گی، تم تینوں کے ہاں تناسل کا سلسلہ جاری نہ رہ سکے گا اور سنو! لاہوت کے اس عمل سے تمہارے ذہن میں یہ گمان بھی نہیں آنا چاہیے کہ تم مافوق الفطرت، ناقابل تسخیر یا ابدی ہو گئے ہو، سنو! ابدی صرف خداوند کی ذات ہے، میں خود جو تمہارے سامنے کھڑا ہوں ابدی نہیں ہوں۔ خداوند نے روز محشر تک مجھے مہلت دے رکھی ہے، اب یہ مہلت سینکڑوں برس بھی ہو سکتی ہے اور ہزاروں لاکھوں برس بھی۔ محشر کب برپا ہو گا؟ یہ ایک راز ہے جو خداوند کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ سنو! اس دنیا میں ایسی ہستیاں بھی ہوں گی جو قوت اور اپنی عرفانی طاقت میں تم سے بھی بالا اور ارفع ہوں گی اور تم اپنی لاہوتی طاقتوں کے باوجود ان کے سامنے نیست و ہیچ ہو گے۔ کبھی بھی کسی نبی اور رسول کے منہ نہ لگنا ورنہ مات کھاؤ گے اور ہو سکتا ہے ان کے ماننے والے تم کو کسی عذاب میں مبتلا کر کے رکھ دیں۔

تمہیں اس لاہوتی عمل سے چھپی ہوئی اور پوشیدہ قوتیں دینے کا مقصد یہ ہے کہ تم تینوں میرے اور میرے ساتھیوں کی طرح انسانوں کو ان کی اصل راہ سے گمراہ کرو۔ ہر وقت اسی عمل میں لگے رہو۔

عارب! تم اپنے کام کی ابتدا اپنے مرنے والے بھائی کے انتقام سے کرو۔ سنو آدمؑ کو دفن کر دیا گیا ہے اب وہاں یوناف پہرہ نہ دیتا ہو گا، تم جب دیکھو کہ یوناف اپنی بستی سے باہر نکلا ہے تو اس پر پل پڑو اور اسے قتل کر کے اپنے بھائی کا انتقام لو، اسے قتل کر کے اس کی لاش کو یوں ہی پڑا رہنے دینا تاکہ بنی شیثؑ اس سے عبرت پکڑیں، یوناف کے قتل کے بعد تم کوئی اور کام کرنا۔''

عارب نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔ ''میں یوناف سے انتقام لینے کے لیے اپنی لاہوتی قوتوں کو استعمال نہ کروں گا، میں اپنی جبلی اور فطری قوت سے اس پر غالب آؤں گا اور اسے اپنے سامنے زیر کروں گا۔''

عزازیل نے اس بار بیوسا اور نبیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''تم دونوں باری

باری اس ظاہری شکل کے بجائے اپنی لاہوتی قوت سے کام لے کر انتہائی حسین لڑکیوں کا روپ دھارنا اور بنی شیثؑ میں جا کر ان کے مردوں کو بنی قابیل کے مردوں کی طرف ترغیب دلانا، ان کے مردوں کو باری باری تم بنی قابیل میں لے کر آنا تاکہ ان کے مرد تمہاری عورتوں سے شادیاں کر کے اختلاط کریں تاکہ ایک نئی نسل پیدا ہو اور تم پر بنی شیثؑ کی فوقیت ختم ہو جائے، اب آؤ میرے ساتھ، میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ تم چاروں کو تمہارے قبیلے میں چھوڑ کر آتا ہوں۔''

عزازیل ان سب کو کوہ نوذ کی بلندیوں سے نیچے لایا، جب وہ اس جگہ آئے جہاں بنی قابیل آباد تھے تو انہوں نے دیکھا وہاں قابیل شاید ان ہی کے انتظار میں کھڑا تھا، جب وہ اس سے قریب ہوئے تو قابیل نے ابلیس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے عزازیل! میں علیحدگی میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔''

عزازیل نے فوراً عارب، بیوسا، نبیطہ اور طیراش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اب تم جاؤ اور اپنے اپنے کام میں لگ جاؤ۔''

جب وہ چاروں چلے گئے تو قابیل ایک استفہامیہ اور تکلیف دہ احساس سے عزازیل کے پانچوں ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگا۔ عزازیل نے قابیل کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا۔ ''یہ پانچوں میرے ساتھی ہیں جن سے میں کوئی راز نہیں رکھتا، تم کو جو کچھ کہنا ہے، ان کی موجودگی میں ہی کہو، یہ ہر لحاظ سے قابل بھروسہ ہیں۔''

قابیل نے پریشانی اور الجھن سے کہا۔ ''اے عزازیل! جب میں نے اپنے بھائی کو قتل کیا ہے تب سے میں ایک کرب میں مبتلا ہوں، اس لیے کہ رات کو کبھی سوتے میں اور کبھی بیداری کی حالت میں ہابیل کی روح اکثر مجھ پر وارد ہوتی ہے اور مجھ سے ایسی گفتگو کرتی ہے جس سے ہمیشہ میرے کرب، میرے دکھ اور میری پریشانی میں اضافہ ہی ہوا ہے، اے عزازیل! چند روز ہوئے میرے بھائی ہابیل کی روح میرے پاس آئی اور اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اے نیکی اور راست بازی کے قاتل! تو اپنے بیٹے کے ہاتھوں مارا جائے گا۔''

اے عزازیل کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہابیل کی روح میری طرف نہ آئے یا میں اس پر قابو پا لوں اور اس کی باتوں کے کرب سے نجات حاصل کر لوں، کیا تو میرے لیے ہابیل کی

روح کو تسخیر کر کے اسے میرے تابع نہیں بنا سکتا۔

عزازیل نے کہا۔ ''نہیں ایسا ہرگز ممکن نہیں ہے، ہابیل ایک نیک اور خدا کا پسندیدہ انسان تھا، اس کی روح نیکی اور برکتوں کی امین ہے اس پر میرا بس نہ چل سکے گا، اس پر خداوند کی نظر عنایت ہے۔ اے قابیل! اگر ہابیل کی روح نے تجھے مخاطب کرتے ہوئے یہ کہا ہے تو اپنے بیٹے کے ہاتھوں مارا جائے گا تو پھر سن رکھ ایسا ہی ہوگا، اگر تیری تقدیر کا نوشتہ یہی ہے تو کوئی کیونکر اسے بدل سکے گا۔

قابیل نے انتہائی مایوسی اور کرب میں کہا۔ ''کیا میں یہ سمجھ لوں کہ تو ہم سے بے اعتنائی برت رہا ہے اور ہمیں بدترین اذیت میں مبتلا کرنا چاہتا ہے یا ہماری اپنی امیدیں اونگھنے لگی ہیں اور اب ہمیں بدترین نوشتوں اور تلخ حقائق کا سامنا کرنا ہوگا''

عزازیل نے کہا۔ ''اے قابیل! خدا کی حکمت کو کوئی نہیں بدل سکتا، کسی میں اتنی سکت کہاں کہ اس کی ابدیت کی گہرائیوں میں اترنا تو بہت دور کی بات ہے۔''

قابیل نے کہا۔ ''کاش! میں نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل نہ کیا ہوتا تو آج میں یوں تباہی کی آگ اور مایوسی کے اندھیروں میں نہ بھٹکتا، بے کسی اور ندامت کے آنسو نہ بہاتا۔''

عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے مثل ایک دھوئیں اور غبار کے غائب ہوگیا، جبکہ قابیل گردن جھکائے اپنے قبیلے کی طرف چل دیا۔

OOO

●

سحر ایک نجات دہندہ، روشنی کے مینار اور بھٹکتے قافلوں کی نا خدا بن کر نمودار ہوئی۔ مشرق سے طلوع ہوتی روشنیوں نے اپنے حیات بخش رنگوں اور روشنیوں کے آگے آگے تاریکیوں کو بیابان کے وحشیوں اور جانوروں کو ہنکا کر شکار کرنے والے کسی ماہر شکاری کی طرح مار بھگا کر، نا دید و ناشنید کر کے رکھ دیا تھا۔

تاریکیاں ختم ہوتے ہی فضاؤں میں آبشاروں کے ترنم اور پھولوں کی مہک بکھر گئی تھی، سورج جس وقت کافی اوپر چڑھ آیا تو بنی قابیل کا ایک جوان بھاگتا ہوا عارب کے پاس آیا اور اپنی پھولی ہوئی سانسوں میں اس نے کہا۔ ''عارب! عارب میں نے وہ کام کر دیا جو تو نے میرے ذمے لگایا تھا۔''

عارب نے دلچسپی لیتے اور اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ''میں نے تو تمہیں ہدایت کی تھی کہ تم بنی شیث کے یوناف پر نگاہ رکھو اور جب تم اسے کہیں اکیلا اور اپنے قبیلے والوں سے علیحدہ دیکھو تو مجھے اطلاع کرو۔''

اس جوان نے اپنے سانسوں پر قابو پاتے ہوئے جلدی سے کہا۔ ''میں اسے اکیلا دیکھ کر آیا ہوں، وہ بائیں طرف کی وادی میں دریا کے کنارے اپنی بکریاں چرا رہا ہے، اس کا ریوڑ کوہستان کے دامن میں ہے جبکہ وہ خود دریا کے کنارے ریت پر بیٹھا ہے۔''

عارب نے ایک تکبر اور تفاخر سے کہا۔ ''بس تو پھر آج کا دن یوناف کی زندگی کا آخری دن ہوگا، میں اسے دریا کے کنارے اس کے ریوڑ کے پاس ماروں گا۔ اس کا سر زمین میں دھنسا کر اسے خوب رگیدوں گا۔ اسے اس کی ساری بے بسی کے ساتھ فضاؤں میں اچھال کر اس طرح ماروں گا جس طرح اس نے میرے بھائی عملاق کو مارا تھا۔''

عارب نے اس نوجوان کا شکریہ ادا کیا جو اس کے پاس یوناف کی خبر لے کر آیا تھا، پھر وہ بڑی تیزی سے اس طرف روانہ ہوگیا جس طرف اسے یوناف کے اکیلا موجود ہونے کی خبر دی گئی تھی۔

دریا کے کنارے اور کوہستانوں کے دامن میں جس جگہ کی نشاندہی کی گئی تھی، عارب

اس جگہ آیا اس نے دیکھا وہاں ایک کڑیل ، دراز قد اور دہرے جسم کا تنومند اور انتہائی خوبصورت جوان دریا کنارے کی خشک ریت پر بیٹھا ہوا تھا، عارب اس کے پاس آیا اور ایک حقیر انداز سے تمسخرانہ لہجے میں اس سے پوچھا۔''اگر میں غلطی پر نہیں تو تیرا نام یوناف ہے اور تیرا تعلق بنی شیثؑ سے ہے۔''

یوناف نے اس کی طرف ایک ہمدردانہ اور سرسری نگاہ ڈالتے ہوئے کہا۔

''اے اجنبی! تیرا اندازہ درست ہے، پر تو کون ہے اور مجھ سے ایسا کیوں پوچھتا ہے۔''

عارب نے کہا۔''میرا تعلق بنی قابیل سے ہے اور میں تیرا دشمن ہوں۔ میرا نام عارب ہے تو نے میرے بھائی عملاق کو قتل کیا اس وقت جبکہ تو اور تیرا ساتھی غار میں رکھی آدمؑ کی میت کی حفاظت کر رہے تھے۔''

یوناف نے کہا۔

''اگر عملاق تیرا بھائی تھا تو میں اس کی موت پر تجھ سے ہمدردی کا اظہار نہ کروں گا۔ اس لیے کہ وہ خود چل کر مجھ سے مقابلہ کرنے کے لیے غار میں آیا تھا۔ سو مقابلے کے دوران میں نے اسے زور سے پٹخا اور اس کی بدقسمتی کہ وہ زمین پر گرتے ہی مر گیا۔''

عارب نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔''جس طرح تو نے میرے بھائی عملاق کو ہوا میں اُچھال کر مار دیا تھا، ایسے ہی میں بھی تمہیں اُچھالوں گا اور تیری زندگی کا اختتام کروں گا۔''

عارب کی اس گفتگو پر حسین اور کڑیل یوناف کی حالت بے تحاشہ، اندھی، بے روک نفرت، طوفانی یورش، شعلہ بے باک اور وقت کی آندھیوں کی یلغار جیسی ہو گئی۔ لگتا تھا اس کے سینے میں طوفانوں کے تلاطم، دل اور ذہن میں آتشیں ستیزہ کاری، آنکھوں میں کالی صدیوں کی آگ اور خون کا ہیجان، چہرے پر بے کل کر دینے والی جنونی کیفیت اور فیصلوں میں سرخ شعلوں کا رقص شروع ہو گیا ہو۔

پھر یوناف نے اپنے بے لگام اور طوفانی ارادوں کو بڑی مشکل سے اپنے قابو میں کرتے ہوئے کہا۔

''جدھر سے آیا ہے، ادھر ہی چلا جا، ورنہ میں شرارِ برق بن کر تجھ پر ٹوٹوں گا۔ سیلاب کے ریلے کی طرح تجھ پر وارد ہوں گا، بے چین شراروں کے سارے رنگوں کو میں تیری یخ بستہ اداسی اور یورش کو خلا میں بدل دوں گا، یہاں سے چلا جا۔ تیرا بھائی عملاق بھی کبھی

میرے ساتھ مقابلہ کرنے آیا تھا۔ تو اس کے انجام سے ڈر اور عبرت حاصل کر۔''

یوناف خاموش ہوا تو عارب نے کہا۔''دیکھ تیرا میرا ٹکراؤ آج ٹل نہ سکے گا، تو اگر مجھ سے بھاگ کر پاتال میں بھی اتر گیا تو میں تیرے رشتوں کی زنجیریں کاٹنے ہمہ سوز سموم بن کر وہاں بھی پہنچ جاؤں گا، میں آج اس دریا کے کنارے تجھ پر آتش زنی و خوں ریزی کروں گا۔ تیری ساری قوت ارادی کو خستگی و بے چارگی اور برف و جمود میں تبدیل کر دوں گا۔''

یوناف نے ایک بار اپنی عقابی نگاہیں خونخوار انداز میں عارب پر جما دیں۔ پھر اس نے کوئلے اور گندھک کے دھماکے کی طرح پلٹتے ہوئے کہا۔

''بنی قابیل میں ابھی کوئی ایسا جوان پیدا نہیں ہوا جو میرے لیے عبرت کا سامان کھڑا کرے۔ تیرے جیسے کئی باؤلے کتوں کو میں نے پتھر مار مار کر بھگا دیا اور اب تیری بھی ان جیسی ہی حالت ہو گی۔''

عارب نے جذبات اور غصے میں آ کر آؤ دیکھا نہ تاؤ، ایک لمبی زقند کے ساتھ وہ یوناف پر پل پڑا۔ لیکن یہ اس کی حماقت اور اندھا جوش تھا ورنہ اس کے مقابلے میں یوناف ایک طوفان اور پرہول سناٹا تھا، قبل اس کے کہ عارب یوناف پر جست لگانے کے بعد اسے کوئی نقصان پہنچاتا، یوناف نے اسے اپنے دونوں مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں لے لیا پھر اسے بلند کر کے ہوا میں اچھال دیا۔ عارب بڑی بے بسی اور لاچارگی کی حالت میں ریت پر گرا۔ اس کے گرتے ہی یوناف نے بھی اس پر چھلانگ لگا دی اور اسے رگیدنا شروع کر دیا۔ یوناف ایسی قوت اور شہ زوری کا اظہار کر رہا تھا کہ جس طرح کسان کے ہل کا لوہے کا پھالا زمین کے اندر گہرے سیار بناتا ہے، اسی طرح اس نے بھی عارب کے سر کو زمین میں دبا کر اسے رگیدتے ہوئے ریت کے اندر گہرے سیار بنانے شروع کر رکھے تھے۔ یوناف ایسی قوت کا مالک تھا کہ عارب کے سر کا زیادہ حصہ اس نے زمین کے اندر دھنسا کر رکھ دیا تھا۔ عارب کو یوں لگا جیسے قبر کھود کر اسے دفن کیا جا رہا ہو۔ اپنے آپ کو یوناف کی طاری کردہ اذیت اور عذاب سے نجات دلانے کے لیے عارب نے عزازیل کی عطا کردہ مافوق الفطرت قوتوں کو استعمال کیا اور ایک دم وہ یوناف کے نیچے سے نکل کر یوں غائب ہو گیا جیسے وہ تھا ہی نہیں۔

عارب کے اس طرح اچانک اس کے نیچے سے مافوق الفطرت انداز میں غائب ہو

جانے پر یوناف سخت حیران و پریشان ہوا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ عارب اس کے ہاتھ سے یوں بچ کر بھاگ جائے گا، وہ ریت پر دریا کے کنارے یونہی پریشان اور رنجیدہ حال بیٹھا تھا کہ جہاں وہ تھوڑی دیر قبل عارب کو رگڑ رہا تھا کہ اس کا ساتھی جرموق وہاں آ گیا اور یوناف کے پاس بیٹھتے ہوئے اس نے پوچھا۔

''یوناف! یوناف!! تم یہاں کیوں بیٹھے ہو اور اس قدر رنجیدہ اور پریشان حال کیوں ہو؟''

یوناف نے کہا۔

''جرموق! میرے دوست!! تھوڑی دیر قبل بنی قابیل کا ایک جوان کہ جس کا نام عارب ہے میرے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے یہاں آیا۔ وہ مجھ سے میرے ہاتھوں مرنے والے اپنے بھائی عملاق کا بدلہ لینا چاہتا تھا وہ اپنے آپ کو زور آور اور طاقتور سمجھتا تھا، سو دیکھ جرموق! میں نے اسے زمین پر گرا لیا اور اسے رگیدنے لگا، پھر ایسا ہوا کہ وہ اچانک میری نظروں سے غائب ہو کر روپوش ہو گیا، میں تب سے یہاں پریشان بیٹھا ہوں، میں سوچتا ہوں کیا وہ عارب نام کا نوجوان ہماری طرح کا انسان نہ تھا، اگر تھا تو وہ یوں ہوا کی طرح کیسے غائب ہو گیا؟''

جرموق نے بھی پریشانی اور تعجب سے پوچھا۔

''یوناف! یوناف!! یہ تم کیا کہہ رہے ہو، تم کوئی حقیقت بیان کر رہے ہو، یا دریا کے کنارے اس ریت پر دن کے وقت تم نے کوئی خواب دیکھا ہے۔''

یوناف نے کہا۔

''نہیں میرے دوست! یہ خواب یا سپنا نہیں، ایک سچائی اور حقیقت ہے۔ عارب میرے پاس آیا، اس نے یہاں میرے ساتھ گفتگو کی، پھر میرے ساتھ مقابلہ کرنے اور مجھ سے اپنے بھائی عملاق کا بدلہ لینے کی خاطر اس نے مجھ پر چھلانگ لگائی، میں نے اسے ہوا میں اچھالا، پھر اپنے نیچے دبا کر اسے رگید رہا تھا کہ اچانک وہ میرے نیچے سے یوں غائب ہو گیا جیسے وہ کوئی وجود ہی نہ رکھتا ہو، اس کے اس طرح غائب ہو جانے سے میں مایوسی اور ندامت کا شکار ہو گیا ہوں۔ وہ مجھ سے اپنا آپ بچا کر یوں غائب ہو گیا جیسے وہ رات کی خاموشی میں کسی ساز کی آواز ہو یا اس کا جسم سونفی مہک کی طرح اپنا کوئی وجود ہی نہ رکھتا

ہو۔''

جرموق چند ثانیوں تک گہری سوچوں میں کھویا رہا پھر اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''یوناف! یوناف!! ایسا انکشاف کر کے تم نے مجھ پر غم اور خوف طاری کر دیا ہے جو کچھ تم نے کہا ہے اگر یہ سچ ہے تو پھر میری اور تمہاری زندگی کے دن گنے جا چکے ہیں، ہم دونوں سے عارب اپنے مرنے والے بھائی عملاق کا انتقام لے گا۔''

یوناف نے جرموق کو ڈھارس اور تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''خوفزدہ نہ ہو، اللہ پر بھروسہ رکھو، وہی ہم دونوں کی مدد و اعانت کرے گا، وہ بہترین محافظ اور مددگار ہے۔''

چند ثانیے دونوں خاموش رہے۔ اتنی دیر میں بنی شیثؑ کے کچھ اور چرواہے بھی اس طرف آتے دکھائی دیے، لہٰذا دونوں سنبھلے اور خاموشی سے دوسرے چراہوں میں شامل ہو گئے۔

○

یوناف سے خوب پٹنے اور مار کھانے کے بعد عارب اپنی نیم لاہوتی قوتوں کے سبب پلک جھپکتے میں کوہستانِ نوذ کی دوسری سمت نمودار ہوا۔ بنی قابیل کی آبادیوں سے باہر اس نے ایک جگہ اپنی بہن نبیطہ اور بنی قابیل کی سب سے زیادہ حسین اور دلکش لڑکی بیوسا کو کھڑے دیکھا۔ عارب ان دونوں کے قریب آیا۔

اس کی حالت دیکھ کر اس کی بہن نبیطہ چونک پڑی، اس لیے کہ عارب کی بری حالت ہو رہی تھی۔ اس کے کپڑے جگہ جگہ سے پھٹے ہوئے تھے۔ سر کے بالوں میں ریت بھری ہوئی تھی اور اس کی گردن اور پیشانی پر خون کے دھبے بھی تھے۔

نبیطہ نے پریشانی سے چونکتے ہوئے مغموم آواز میں پوچھا۔ ''اے میرے بھائی! تمہاری یہ حالت کس نے بنائی ہے۔''

عارب نے دل شکستہ سی آواز میں کہا۔ ''اس کوہِ نوذ کے دوسری جانب میں بنی شیثؑ کے یوناف سے اپنے بھائی عملاق کا بدلہ لینے گیا تھا، میں نے اسے دریا کے کنارے جا لیا۔ وہ

وہاں اپنے ریوڑ کی دیکھ بھال کے لیے اکیلا تھا، میں نے اس سے مقابلہ کیا پر ہائے حیف! وہ مجھ سے بہت زیادہ طاقتور نکلا۔''

عبیطہ نے چونک کر پوچھا۔ ''اے میرے بھائی کیا وہ تم سے بھی طاقتور نکلا۔ جس کے پاس ایسی پوشیدہ اور مافوق الفطرت قوتیں ہیں؟''

عارب نے کہا۔ ''یوناف سے مقابلہ کرتے ہوئے میں اپنی ان لاہوتی قوتوں کو حرکت میں نہ لایا تھا اس کے خلاف میں نے اپنی فطری قوت و جبلت کو استعمال کیا تھا، پر اے میری بہن! یوناف کے سلسلے میں اب تک میں غلط فہمیوں کا شکار تھا، وہ مجھ سے کئی گنا زیادہ قوت کا مالک ہے، ایک بچے کی طرح اس نے مجھے فضاؤں میں اچھالا اور دریا کنارے کی ریت پر رگید کر رکھ دیا، اگر میں اپنی لاہوتی قوتوں کو استعمال کر کے اور اس سے جان چھڑا کر بھاگ نہ نکلتا تو وہ مجھے ایک ناقابل برداشت عذاب اور اذیت میں مبتلا کر کے رکھ دیتا۔ وہ بجلیوں کے گھوارے، طوفانی قوتوں اور لرزہ براندام خونی ہیولوں کی طرح مجھ پر وارد ہوا، اس کی قوت میں ایک طوفان، اس کے عزم میں اوروں کے لیے ایک حوصلہ شکنی، اس کی لپک میں شہاب ثاقب کی سی تیزی اور اس کی گرفت میں شرر و برق تھے۔ اس نے لمحوں کے اندر اپنی تیز یلغار اور ترکتاز سے مجھ پر اعضا شکنی طاری کر کے رکھ دی۔ میں نے اس کی نگاہوں میں ایسا قہر اور چہرے پر ایسا کرب اور غصہ دیکھا ہے کہ وہ اگر اپنی وہبی قوت سے چاہے تو چٹانوں کو الٹ کر رکھ دے، کاش میں اس پر غالب آ سکتا۔''

بیوسا نے دونوں بہن بھائی کی گفتگو کے درمیان ابھی تک کچھ نہ کہا تھا۔ عبیطہ نے پھر عارب کی ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا۔ ''اے میرے بھائی! تم نے اپنی پوشیدہ قوتوں سے کام لیا ہوتا اور اپنی خفی طاقتوں سے لمحوں کے اندر یوناف کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہوتا، اگر تم ایسا نہیں کرنا چاہتے تو میں خود اس کی طرف جاتی ہوں اور اپنی خفی طاقتوں سے اس کی حالت ایسی کردوں گی جس طرح تیز طوفانوں کے اندر خشک پتے اور خس و خاشاک اُڑتے ہیں۔''

عارب نے غصے اور خفگی سے کہا۔ ''اگر تم نے ایسا کیا تو میں سمجھوں گا تم میری بہن ہی نہیں ہو اور میں اپنی قوتوں کو تمہارے خلاف استعمال کروں گا تم اور بیوسا میں سے کوئی بھی اسے نقصان نہ پہنچائے۔ میں اسے اپنی طبعی قوت سے ماروں گا، میں اسے اپنی وہبی قوتوں

سے زیر ہوتے دیکھنا چاہتا ہوں، میں اس کے لیے انتظار کروں گا خواہ یہ انتظار سینکڑوں برس کا ہی کیوں نہ ہو، جب وہ بوڑھا ہو جائے گا اس کے قویٰ اور اعضا و جوارح کمزور ہو جائیں گے اور میں ویسے کا ویسا ہی جوان رہوں گا، پھر میں اس پر وارد ہوں گا، اس سے اپنا تعارف کہوں گا اور پکار کر اس سے میں اپنے بھائی کا بدلہ لوں گا۔''

عارب خاموش ہوا تو بیوسا نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''جب وہ بوڑھا ہو گیا تو پھر اس سے اپنے مرنے والے بھائی کا بدلہ لیا تو کیا لیا، شاید اس وقت تک اس کا بوڑھا ذہن تمہارے بھائی کا نام اور اس کے مرنے کے واقعات تک کو فراموش کر کے زمانے کی نذر کر چکا ہو۔ پھر تم نے اسے مار بھی دیا تو کیا معرکہ مارا، تم بنی قابیل میں سب سے طاقتور اور شجاع جوان مانے جاتے ہو، اگر یوناف نے تمہیں آسانی کے ساتھ مات کر دیا ہے تو اس کا مطلب ہے یوناف اس وقت بنی قابیل اور بنی شیثؑ دونوں کا طاقتور ترین انسان ہے۔''

عارب نے اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے کہا۔ ''ہاں تمہارا کہا درست ہے جوانی میں یوناف سے مقابلہ ناممکن ہے۔''

تھوڑی دیر تک وہ وہاں چپ کھڑے رہے پھر اپنے قبیلے کی طرف چل پڑے۔

○

ایک روز طیراش نے عیاری سے کام لے کر ورہ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو قتل کر دیا، جب بنی قابیل نے اپنے قبیلے کے ان پانچ صالح اور نیک انسانوں کو دفن کر دیا تو طیراش کوہستان نوز کی ایک چٹان پر آ کھڑا ہوا اور بنی قابیل کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔

''اے بنی قابیل! عزازیل نے مجھے ایک ایسا علم سکھایا ہے جس سے میں ان مرنے والے پانچ نیک انسانوں ورہ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو زندہ تو نہیں کر سکتا، تاہم میں ایک ایسا عمل ضرور کر سکتا ہوں جس سے تم ان پانچوں کو ہر وقت اپنے سامنے دیکھو۔ ان کے سامنے اپنی نذریں اور حاجات پیش کرو، میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ تمہاری گفتگو سنیں گے اور تمہاری حاجات کو پورا کریں گے۔''

پھر طیراش نے کوہستانِ نوذ کی چٹانوں کو تراش کر ودہ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کے بت بنائے اور بنی قابیل کو ان کی پرستش کرنے کی ترغیب دی۔ اس طرح بنی آدم میں بت پرستی کی ابتداء ہوئی اور لوگوں نے طیراش سے سنگ تراشی سیکھ کر خود اپنے لیے بت تراشنے شروع کر دیئے۔

عزازیل کے طے شدہ لائحہ عمل کے تحت نبیطہ ایک انتہائی خوبصورت لڑکی کی شکل میں بنی شیثؑ میں گئی اور وہاں کے مردوں کے سامنے اس نے بنی قابیل کی لڑکیوں کے حسن اور خوبصورتی کی تعریف کی اور ان میں سے سو جوانوں کو وہ بنی قابیل میں لے آئی جنہوں نے بنی قابیل کی لڑکیوں سے شادیاں کرلیں۔ اس طرح بیوسا بھی اپنے حسن اور خوبصورتی کا دھوکہ دے کر بنی شیثؑ کے سو اور جوانوں کو بنی قابیل میں لے آئی اور انہوں نے بھی وہاں شادیاں کرلیں، اس طرح بنی شیثؑ اور بنی قابیل آپس میں خلط ملط ہو گئے۔

وقت گزرتا گیا اور ان کی تعداد بڑھتی چلی گئی۔

کوہستانِ نوذ کے غاروں اور آبادیوں سے نکل کر بنی شیثؑ اور بنی قابیل ایرخ کی سرزمین میں آکر آباد ہو گئے۔ (ایرخ۔ سرزمین عراق کا قدیم نام) اور بابل شہر آباد کر دیا گیا تھا۔ اس دوران حضرت ادریسؑ بابل میں پیدا ہو چکے تھے اور انہوں نے حضرت شیثؑ سے تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی تھی۔ اسی دوران قابیل کے ایک بیٹے نے قابیل کو پتھر مار کر ہلاک کر دیا۔

ہند کی سرزمین سے مغرب کی طرف جانے کے بعد بنی شیثؑ نے حضرت آدمؑ[1] کی لاش کو فلسطین میں اور ہابیل کی لاش کو دمشق کے شمال میں جبل قاسیون[2] پر دفن کر دیا تھا۔

ایک روز یوناف اور اس کا بچپن کا ساتھی اور دوست جرموق دریائے فرات کے کنارے بابل شہر سے باہر ایک چٹان پر بیٹھے تھے۔ نیچے وادی میں ان دونوں کے ریوڑ چر رہے تھے کہ

۱۔ بحوالہ تاریخ بلاد فلسطین و شام

۲۔ دمشق کے شمال میں جبل قاسیون پر ایک زیارت گاہ بنی ہوئی ہے جو مقتل ہابیل کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے متعلق ابن عساکرؒ نے احمد بن کثیر کا خواب نقل کیا ہے کہ انہوں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ ان کے ساتھ ہابیل بھی تھے، ہابیل نے قسم کھا کر کہا کہ میرا مقتل یہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے قول کی تصدیق کی۔ (قصص القرآن)

جرموق نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

یوناف! یوناف میرے بھائی!! میرے دوست میرے محسن! کیا معاملہ ہے کہ میں اور تم عمر میں ایک جیسے ہیں، پھر میں کیوں بوڑھا ہو گیا ہوں اور تو ویسے کا ویسا نوجوان، تازہ دم اور نوعمر ہے۔ آخر تو کیا کھاتا پیتا ہے کہ ویسے کا ویسا ہی تروتازہ، طاقتور اور شہ زور ہے جبکہ تیری عمر کے سب سنگی ساتھی بوڑھے ہو گئے ہیں۔"

یوناف نے کہا۔

"جرموق! میرے بھائی، میرے دوست!! تو دیکھتا ہے میں تیرے ہی ساتھ کھاتا پیتا ہوں، مجھے کچھ خبر نہیں کہ میں کیوں اور کیسے ویسے کا ویسا ہی ہوں، دیکھ! دوپہر ہو گئی ہے، تو یہاں بیٹھ میں نیچے دریائے دجلہ سے جا کر پانی کی چھاگل بھر کر لاتا ہوں، پھر دونوں کھانا کھاتے ہیں۔"

جرموق خاموش رہا اور یوناف لکڑی کی بنی ہوئی چھاگل اٹھا کر دریا کی طرف چلا گیا۔

اسی وقت عارب، بیوسا اور نبیطہ اس کوہستان پر نمودار ہوئے۔ عارب جرموق کو مارنے کے ارادے سے آگے بڑھا، جرموق نے اپنا دفاع کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ وہ بوڑھا ہو چکا تھا جبکہ عارب ویسے کا ویسا ہی جوان اور زور آور تھا، عارب نے جرموق کو پکڑ کر ہوا میں اچھالا وہ بے چارہ ایک پتھر پر گرا اور دم توڑ گیا۔

پانی کی چھاگل بھرنے کے بعد یوناف اس چٹان کے قریب آیا جہاں تھوڑی دیر قبل وہ اپنے عزیز دوست جرموق کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، اس نے دیکھا وہاں چٹان کے اوپر عارب، بیوسا اور نبیطہ کھڑے تھے جبکہ چٹان کے نیچے جرموق کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ غصے اور غضب میں یوناف کا رنگ آگ کی طرح بھڑک اٹھا، چٹان پر کھڑے عارب، بیوسا اور نبیطہ نے بھی غور سے یوناف کی طرف دیکھا پھر نبیطہ نے کسی قدر حیرت و تعجب سے اپنے بھائی عارب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "عارب! عارب میرے بھائی! کیا تو نے یوناف کو دیکھا، وہ پہلے ہی کی طرح تروتازہ اور جوان ہے جبکہ اس کا ساتھی جرموق تو بوڑھا ہو گیا تھا، یہ کیا معاملہ ہے میرے بھائی! کیا ہماری طرح اس پر بھی کسی قوت نے اپنے باطنی زور سے اس کے ناسوت پر لاہوت کا عمل کر دیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو کیا جرموق کی موت کے بعد یہ ہمارے لیے مسائل کھڑے نہ کر دے گا؟ میرے بھائی! میری مانو تو اپنی طبعی قوت سے اس کا مقابلہ

نہ کرو، اپنی لاہوتی قوت کا استعمال کرو اور یوناف کا خاتمہ کر دو۔"

عارب نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ "ایسا ممکن نہیں، میں اسے اپنی طبعی قوت سے ہی موت کے گھاٹ اتاروں گا۔ یہ میرا اپنی ذات کے ساتھ وعدہ ہے اور میں اسے پورا کروں گا، سنو نبیطہ میری بہن! یہ تمہارا وہم ہے کہ یوناف بوڑھا نہیں ہوا، اتنا عرصہ گزر گیا ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ یوناف بوڑھا کمزور اور لاغر نہ ہو گیا ہو، یہ محض چہرے سے تر و تازہ دکھائی دیتا ہوگا، ورنہ جرموق کی طرح اسے بھی بڑھاپے کی دیمک نے چاٹ لیا ہو گا اور جرموق کی طرح اسے بھی میں پٹخ کر موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔

نبیط نے ہمدردی سے عارب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے میرے بھائی! یوناف کے ساتھ ٹکرانے سے قبل میرے ساتھ وعدہ کرو کہ اگر تم اپنی طبعی قوت سے اسے زیر نہ کر سکے تو اپنی لاہوتی اور اکتسابی قوتوں کو عمل میں لا کر یوناف کا خاتمہ کر دو گے۔"

عارب نے یوناف کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ "اے میری بہن! میں تم سے ایسا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ آج میں ہر حال میں یوناف کا خاتمہ کروں گا۔"

عارب کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر یوناف نے نفرت اور غصے کی حالت میں اپنے ہاتھ میں تھامی لکڑی کی چھاگل دور پھینک دی اور عارب کی طرف بڑھا۔

جونہی عارب نے قریب آ کر یوناف کے اوپر چھلانگ لگانا چاہی، نبیطہ اور بیوسا بھی آگے بڑھنے لگیں، پھر ایک لمبی جست کے ساتھ عارب نے یوناف پر چھلانگ لگا دی۔ اس نے چونکہ اونچائی سے چھلانگ لگائی تھی اور اس کے سامنے یوناف تدریجی ڈھلان پر کھڑا تھا لہٰذا یوناف عارب کی قوت اور بوجھ کے باعث اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور زمین پر گر گیا، ڈھلان کی وجہ سے دونوں تیزی کے ساتھ لڑھکتے ہوئے دریائے فرات کے کنارے پر آ رکے۔ بیوسا اور نبیط بھی بھاگتی ہوئی دریا کے کنارے کی طرف بڑھنے لگیں۔

جب یوناف اور عارب دونوں ڈھلوان پر لڑھکنے کے بعد ہموار زمین پر رکے تو دونوں ہی تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک دوسرے پر انہوں نے مکوں کی بارش کر دی۔ کافی دیر تک دونوں جم کر لڑتے رہے یہاں تک کہ دونوں زخمی ہو گئے، پھر لمحہ بہ لمحہ یوناف عارب پر غالب آنے لگا۔ یوناف کی ضربیں عارب پر تھکان طاری کرنے لگی تھیں۔ عارب نے جب دیکھا کہ یوناف کی پُر قوت ضربوں کے سامنے اس کے جسم میں

نقاہت اور پاؤں میں لڑکھڑاہٹ پیدا ہونے لگی ہے تو وہ اپنی لاہوتی قوتوں کو عمل میں لایا اور یوناف کے سامنے سے غائب ہو کر ذرا فاصلے پر بے چینی اور پریشانی کی حالت میں کھڑی بیوسا اور نبیطہ کے پاس جا کر نمودار ہوا۔

عارب کے اس طرح اپنے سامنے سے غائب ہو کر بیوسا اور نبیطہ کے پاس جا نمودار ہونے پر یوناف بے بسی اور لاچارگی سے اسے دیکھتا رہ گیا۔ عارب کے اس طرح غائب ہو کر نمودار ہونے سے وہ پریشان اور ہراساں بھی تھا۔

بیوسا اور نبیطہ کے پاس جا کر عارب نے حیرت اور تعجب سے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "یہ امر میرے لیے باعث تشویش ہے کہ یوناف ابھی تک جوان ہے۔ اس کی قوت، اس کی تر و تازگی، اس کا شباب اور اس کی توانائی ویسے کی ویسی ہی ہے، میں اپنی طبعی قوت سے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کاش! کوئی مجھے بتاتا، کوئی مجھ پر یہ بھید افشا کرتا کہ یوناف کی توانائیاں کیونکر بڑھاپے کا شکار نہیں ہوئیں؟"

اس موقع پر بیوسا نے کہا۔ "آؤ ہم اپنی لاہوتی قوتوں کو عمل میں لائیں اور آج دریائے فرات کے کنارے تینوں مل کر یوناف کا خاتمہ کر دیں ورنہ جرموق کی موت کے بعد یہ ہمارے لیے کئی مسائل کھڑے کر دے گا۔

تینوں آہستہ آہستہ موت کی نشانیاں بن کر یوناف کی طرف بڑھنے لگے۔ اپنی جگہ پر یوناف کھڑا انہیں حیرت و استعجاب سے اپنی طرف بڑھتے دیکھ رہا تھا کہ اسے اپنی گردن کے گرد ایک ریشمی لمس محسوس ہوا جیسے کوئی سانپ اس کی گردن کے گرد بل کھا رہا ہو، پھر یوناف کے کانوں میں ایک نہایت شیریں اور شہد میں ڈوبی ہوئی رس گھولتی، جوان اور نوعمر نسوانی آواز پڑی۔

"گھبراؤ نہیں۔ یہ تینوں تمہارا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے، میں تمہاری ہمدرد، تمہاری ساتھی تمہارے ساتھ ہوں۔ سنو!"

اس نادیدہ ہستی کی بات کاٹتے ہوئے یوناف نے پوچھا۔

"پہلے یہ بتاؤ تم کون ہو......؟ کیوں میری مدد پر آمادہ ہو اور تم مجھے نظر کیوں نہیں آتی ہو؟"

اس آواز نے پھر اپنی بھرپور جوانی بھرے لہجے میں کہا۔

''فی الوقت کہ تمہاری جان کو ان تینوں سے خطرہ ہے، یہ بھول جاؤ کہ میں کون ہوں اور سنو! عارب، بیوسا اور نبیطہ کے ناسوت پر عزازیل نے لاہوت کا عمل کر کے انہیں پراسرار اور ہولناک قوتوں کا مالک بنا دیا ہے، پر تم فکر مند نہ ہو، تم بھی ان تینوں کے سامنے بے بس، لاچار اور نہتے نہیں ہو۔''

اس نے مزید بتایا۔

''جس رات عزازیل نے ان تینوں پر عمل کیا تھا، اسی رات سوتے کی حالت میں ہابیل کی نیک روح نے تم پر بھی یہی عمل کر دیا تھا، اب تم بھی پراسرار اور ہولناک قوتوں کے مالک ہو اور جس طرح عارب، بیوسا اور نبیطہ ایک مدت مقررہ تک جوان اور زندہ رہیں گے ایسے ہی تم بھی جوان اور پرقوت رہو گے، تمہاری یہ زندہ اور جوان رہنے کی قوت ہزاروں برس پر بھی محیط ہو سکتی ہے، پر ان تینوں کی طرح تمہیں بھی ایک دن موت آئے گی کیونکہ انسان فانی ہے اور اس کے خمیر میں فنا بھر دی گئی ہے۔''

یوناف نے پوچھا۔

''میری موت یا میرا خاتمہ کس کے ہاتھوں ہوگا؟''

رس گھولتی اس نسوانی آواز نے کہا۔

''تیرا خاتمہ کسی بہت بڑی شخصیت کی وجہ سے ہوگا۔''

یوناف نے تجسس سے پوچھا۔

''کیا وہ شخصیت مجھ سے بھی زیادہ طاقتور ہوگی۔''

اس شیریں آواز نے کہا۔

''تم فی الحال ان باتوں کو چھوڑو اور سنو! جو قوتیں تمہیں ملی ہیں انہیں نیکی اور بھلائی کے فروغ کے لیے استعمال کرنا اور ان سے اپنا دفاع کرتے رہنا۔ بدی کی قوتوں کا ان سے خاتمہ و استحصال کرنا۔''

پھر وہ پراسرار نسوانی آواز بڑی تیزی کے ساتھ یوناف کو اسے ملنے والی پراسرار قوتوں اور ان کے استعمال کی تفصیل بتانے لگی۔ اس سحر زدہ کر دینے والی نسوانی آواز نے جلدی جلدی اسے سب کچھ سمجھا دیا۔ اتنی دیر میں عارب، بیوسا اور نبیطہ بلندی سے اتر کر دریائے فرات کے کنارے پر آ گئے تھے۔

یوناف کو پھر محسوس ہوا جیسے کوئی سانپ بڑی تیزی سے اس کی گردن کے گرد بل کھانے لگا ہو۔ ساتھ ہی وہی میٹھی آواز پھر اس کے کانوں میں پڑی۔

وہ کہہ رہی تھی۔

''یوناف! یوناف!! اگر وہ تینوں ایک ساتھ تم پر بل پڑیں اور تم پر اپنی لاہوتی قوتوں کے عمل شروع کر دیں اور تم ان تینوں کے سامنے اپنے آپ کو عاجز اور بے بس محسوس کرنے لگو۔ تو جس طرح تھوڑی دیر قبل عارب تمہارے سامنے سے غائب ہو کر بیوسا اور نبیطہ کے پاس جا کر نمودار ہوا تھا، اسی طرح تم بھی غائب ہو جانا اور جب یہ تینوں عاجز ہو کر چلے جائیں تو تم اپنے ریوڑ کو ہانک لے جانا۔''

یوناف کو پھر اپنی گردن کے گرد سانپ کے بدن کا ریشمی لمس محسوس ہونے لگا، اسے ایسا لگا جیسے کوئی سانپ اس کی گردن کے گرد سے اپنے بل کھول کر علیحدہ ہو رہا ہو۔

یوناف کے قریب آ کر بیوسا، نبیطہ ایک جگہ کھڑی ہو گئیں، عارب آگے بڑھا اور اس نے ایک عجیب انداز میں اپنی پلکوں سے اشارہ کیا۔ یوناف اس طرح ہوا میں اچھلا جیسے کسی بہت بڑی قوت نے اسے اٹھا کر ہوا میں اچھال دیا ہو، فضا میں بلند ہو کر یوناف بے بسی کی حالت میں دریا کے کنارے کی ریت پر گرنے کو تھا کہ تھوڑی دیر قبل اس پراسرار نسوانی آواز نے لاہوتی قوتوں کے رموز کا جو اس پر انکشاف کیا تھا، وہ ان کو عمل میں لایا، اپنا دفاع کیا اور زمین پر بے بسی کی حالت میں گرنے کے بجائے وہ انتہائی آرام دہ حالت اور پرسکون انداز میں زمین پر اتر آیا، عارب، بیوسا اور نبیطہ اس کے اس عمل پر پریشان اور دنگ رہ گئے۔

اچانک یوناف نے اپنا دایاں ہاتھ عارب کی طرف سیدھا کر کے اپنا عمل کیا اور اس کے ہاتھ کی انگلیوں سے انسانی جسم پگھلا دینے والی شعاعیں پھوٹ کر عارب کی طرف لپکیں، عارب فوراً پھدک کر ایک طرف ہٹ گیا اور ذرا فاصلے پر نبیطہ اور بیوسا کے پاس جا کھڑا ہوا پھر ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''تم دونوں نے دیکھا، ہماری طرح یوناف بھی پراسرار قوتوں کا مالک ہے، شاید ہماری طرح اس پر بھی کسی نے لاہوتی عمل کر دیا ہے اور اب یہ بھی مقررہ وقت تک جوان رہے گا۔ آؤ فی الوقت یہاں سے ٹل جائیں، پھر کسی وقت اچانک اس کو آ لیں گے اور

اسے مجبور و بے بس کر دیں گے۔ اب ہم اس کی موت کا باعث تو نہیں بن سکتے، صرف اسے کوئی جسمانی عیب ہی لگا سکتے ہیں کیونکہ اب اسے بھی ایک مقررہ مدت تک موت نہ آئے گی، تاہم جب تک یہ زندہ ہے ہم اپنی طرف سے اس پر قہر اور عذاب بن کر برستے رہیں گے۔'' پھر عارب نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''تیری قسمت اچھی ہے کہ تو آج بھی ہمارے ہاتھوں سے بچ گیا، ورنہ دریائے فرات کے کنارے اور بابل کی سرزمین میں جہاں ان چند ٹیلوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے، ہم نے تیری زندگی کا خاتمہ کر دیا ہوتا۔''

یوناف نے جرأت مندانہ انداز میں چند قدم آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''بدی کے گماشتو! گناہ کے فرزندو!! میں اب اس قابل ہوں کہ تم سے اپنی طبعی قوت کے علاوہ اور طریقوں سے بھی نمٹ سکوں۔''

اس بار عارب نے کوئی جواب نہ دیا اور بیوسا اور نبیطہ کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گیا۔

یوناف نے جرموق کی لاش کو اٹھایا اور پھر اپنے اور جرموق کے ریوڑوں کو ہانکتا ہوا بابل شہر کی طرف چل دیا۔

○

حضرت شیثؑ کے بعد حضرت ادریسؑ[1] نے بھٹکے ہوئے گمراہ لوگوں کو تبلیغ کے ذریعے راہ ہدایت پر لانے کی کوشش کی لیکن بنی قابیل کے طیراش کے تراشے ہوئے ودہ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کے بتوں کی پوجا اس قدر عام ہو چکی تھی کہ لوگ حضرت شیثؑ کے بعد حضرت ادریسؑ کو اور ان کی تبلیغ کو بھی جھٹلانے لگے تھے۔ ان پانچوں بتوں کو جگہ جگہ تراشا جاتا اور گھر گھر ان کی پوجا اور عبادت کی جاتی۔ خداوند کریم نے حضرت ادریسؑ کو نبوت سے

۱۔ آپ حضرت نوحؑ کے جدامجد ہیں۔ عبرانی میں آپ کو فنوخ، عربی میں اخنوخ یونانی میں طرملیس اور ہرمس الہرامسہ اور مصریوں نے نمود تاذیمون کہہ کر پکارا، قرآنِ مقدس نے آپؑ کو ادریس کہہ کر پکارا اور سورۂ مریم اور انبیاء میں آپ کا ذکر ہوا۔ (قصص القرآن)

سرفراز کیا۔ آپ پہلی ہستی ہیں جنہوں نے قلم کا استعمال شروع کیا۔ آپ نے ہی علم حکمت و نجوم کی ابتداء کی۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو افلاک، ان کی ترتیب، کواکب اور ان کے اجتماع و افتراق کے نقاط اور ان کے باہم کشش کے رموز و اسرار کی تعلیم دی تھی اور آپ کو علم اعداد و حساب اور رمل کا عالم بنایا تھا۔

آپ نے بابل میں اپنی تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا اور ایک چھوٹی سی جماعت آپ پر ایمان لا کر مشرف بہ اسلام ہوگئی اور بتوں کی پوجا پاٹ چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کرنے لگی تھی۔ اس پر شریروں اور مفسدوں کی ایک جماعت آپ کے در پے ہوگئی۔ ان حالات میں حضرت ادریسؑ اپنے پیروکاروں کے ساتھ بابل سے مصر کی طرف ہجرت کر گئے۔ یوناف بھی حضرت ادریسؑ پر ایمان لے آیا اور وہ بھی بابل سے مصر کی طرف ہجرت کر گیا۔ مصر میں دریائے نیل کے کنارے مقیم ہو کر حضرت ادریسؑ نے پھر تعلیم و تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔

حضرت ادریسؑ نے اپنے پیروکاروں کو حکمت، نجوم اور رمل کی بھی تعلیم دی۔ آپ کی تعلیمات جب خوب پھیلیں تو آپ نے دنیا کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصے میں تبلیغ و تعلیم کے لیے اپنی طرف سے ایک ایک حاکم مقرر کیا۔ ان میں سے ایک کا نام اسقلیبوس، دوسرے کا نام ایلاوس، تیسرے کا نام زوس اور چوتھے کا نام بسیلوس تھا۔ ان میں سے اسقلیبوس نے سب سے زیادہ کام کیا۔ یہ شخص اس خطۂ زمین میں گیا جسے آج کل یونان کہتے ہیں، وہاں سے اس نے حضرت ادریسؑ سے سیکھے ہوئے حکمت، نجوم، رمل اور دیگر علوم کو چٹانوں پر کندہ کرا دیا، اسی لیے طوفانِ نوحؑ کے بعد بھی یہ کندہ شدہ علوم محفوظ رہے اور یونان نے ان میں خوب ترقی کی۔

○

حضرت ادریسؑ کے بعد حضرت نوحؑ نبوت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت ادریسؑ کے بعد لوگوں نے ان کی تعلیم کو فراموش کر دیا اور خدائے واحد کی عبادت ترک کر کے دوبارہ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کی پوجا شروع کر دی۔ آپ نے بھی اپنی تعلیم کا سلسلہ دجلہ و

فرات کے دوآبہ سے شروع کیا۔ جب آپ لوگوں کو بتوں کی پوجا سے منع کرتے کرتے اور انہیں راہ راست پر لانے میں ناکام ہو گئے، تب آپ نے ان کے حق میں بددعا کی جو قبول ہوئی۔ خداوند کریم نے آپ کو کشتی بنانے کا حکم دیا، جب کشتی بن گئی تو آپ ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے تھے، اس کشتی میں سوار ہو گئے، پھر زمین پر خدا کی طرف سے ایک سیلاب اور طوفان آیا جس نے ہر شے کو غرق کر کے رکھ دیا۔

یہ کشتی جس میں حضرت نوحؑ سمیت ، جانوروں کے علاوہ اسی افراد سوار تھے۔ 300 ہاتھ لمبی، 50 ہاتھ چوڑی اور 30 ہاتھ اونچی تھی۔ ہاتھ کا یہ پیمانہ حضرت نوحؑ کے پردادا کے ہاتھ کے مطابق تھا جس وقت یہ کشتی پانی کے اندر تیر رہی تھی تو عزازیل ایک بوڑھے کی شکل میں کشتی میں داخل ہوا۔ حضرت نوحؑ نے اسے پہچان لیا اور برہم ہو کر کہا۔

''اے فتان! تو یہاں کیوں آیا، خدا کے دشمن یہاں سے دفعہ ہو جا۔''

ابلیس نے کہا۔ ''دیکھ میرے پاس پانچ باتیں ہیں، ان میں سے تین تم سے کہوں گا اور دو تم سے نہ ہوں گا۔''

[illegible]

[illegible]

''ایک حسد اور دوسری حرص ہے۔ حسد نے مجھے مردود بنایا اور حرص نے آدم کو جنت سے باہر کیا۔''

حضرت نوحؑ کے ڈانٹنے پر عزازیل کشتی سے نکل گیا۔

آخر جب طوفان کا پانی اتر گیا تو کشتی موصل کے ایک پہاڑ جودی پر رک گئی۔ حضرت نوحؑ انسانوں اور جانوروں کے ساتھ زمین پر اترے اور اس عذاب اور تباہی کے بعد زمین پر جو بستی بنائی گئی، اس کا نام سوق ثمانین ''اسی آدمیوں کا بازار'' رکھا گیا۔ اس طرح دنیا میں دوبارہ انسانی آبادی بڑھنے لگی۔

دنیا کے صرف دو خطے تھے، جہاں شروع میں تقریباً 6 ہزار سال قبل مسیح انسانوں نے آباد ہونا شروع کیا۔ ایک میسوپوٹیمیا (موجودہ عراق) اور دوسرا مصر۔

انسان کے کہیں آباد ہونے کے لیے تین چیزوں کا ہونا بنیادی طور پر ضروری ہے۔

اولاً: وافر مقدار میں خوراک

ثانیاً: پانی کی بہتات

ثالثاً: گھر تعمیر کرنے کے لیے پتھر، اینٹیں یا دیگر اشیاء۔

میسوپوٹیمیا میں دریائے دجلہ و فرات کی وجہ سے پانی کی بہتات تھی جس سے فصلیں اُگا کر سال بسال خوراک مہیا ہو سکتی تھی۔ اس کے علاوہ یہاں چکنی مٹی بہت تھی جس کی اینٹیں بنا کر اور دھوپ میں انہیں خشک کر کے مکان تعمیر کیے جا سکتے تھے۔ یہی حالت مصر میں تھی۔ وہاں دریائے نیل کی وجہ سے پانی کی کمی نہ تھی، پھر وہاں چونے کا پتھر بہت زیادہ تھا جس سے مکان تعمیر ہو سکتے تھے۔ دریائے نیل میں سال کے دوران چار ماہ کے لیے سیلاب رہتا تھا جس کی وجہ سے دریائے نیل کے جنوب کے پہاڑوں سے لائی ہوئی مٹی دور دور تک پھیلا دیتا تھا، اس سے زمین خوب زرخیز ہو جاتی تھی اور فصلیں خوب پیدا ہو سکتی تھیں۔ سو مصر میں بھی دریائے نیل کے ساتھ ساتھ انسانوں نے بستیاں بسا کر رہنا شروع کر دیا تھا۔

مصر اور عراق میں آباد ہونے والے لوگوں میں ایک نمایاں فرق یہ تھا کہ عراق میں ہر شہر کا علیحدہ بادشاہ ہوا کرتا تھا اور ہر شہر میں ایک مذہبی پروہت ہوتا تھا، جو اکثر جادوگر ہوا کرتا تھا۔ لوگوں کے دلوں پر ہر وقت اس کا خوف رہتا تھا۔ بادشاہ کی نسبت اس کی زیادہ عزت کی

[illegible]

[illegible]

ان کے علاوہ [illegible]

کیا جاتا تھا۔

مصر کی حالت عراق سے برخلاف تھی۔ وہاں شروع ہی سے دو بڑی حکومتیں قائم ہو چکی تھیں۔ ایک بالائی مصر اور دوسری زیریں مصر۔ بالائی مصر کا مرکزی شہر [illegible] تھا۔ یہ مملکت بیس صوبوں میں تقسیم تھی، صوبے کو نومز کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ بادشاہ کی طرف سے ہر صوبے کا ایک حاکم مقرر تھا۔

زیریں مصر کا مرکزی شہر میمفس تھا۔ یہ مملکت بھی بیس صوبوں میں تقسیم تھی اور ہر صوبے کا الگ حاکم مقرر تھا، جو حد دونوں مملکتوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرتی تھی وہ موجودہ شہر قاہرہ کے پاس سے گزرتی تھی۔

عراق اور مصر کے علاوہ چین میں دریائے یانگ ہو اور ینگ سی کیانگ کے کناروں پر بھی انسان آباد ہو گئے تھے۔ اس کے علاوہ حجاز میں یمن کے سرسبز علاقوں میں قوم

عادؑ اور ان کے مغرب کی طرف قوم ثمود نے اپنی آبادیاں بنالی تھیں، کچھ خانہ بدوش قبائل عرب کے صحراؤں کے اندر خانہ بدوش زندگی بسر کرنے لگے تھے۔ اس کے علاوہ حضرت نوحؑ کے بیٹے حام کی نسل کے لوگ ایشیا کے شمالی حصے، کوہستان پامیر اور کوہستان التائی کے درمیان آباد ہو گئے تھے۔ یہاں آباد ہونے والوں میں بھی دو طرح کے لوگ تھے۔ کچھ نے پتھروں کے گھر بنا کر مستقل رہائش اختیار کر لی تھی اور کچھ چراگاہوں کی تلاش میں ادھر ادھر خانہ بدوش زندگی بسر کر رہے تھے۔

ہندوستان میں بھی پنجاب اور سندھ میں دریاؤں کے کنارے لوگ آباد ہو گئے تھے۔ پنجاب میں آباد ہونے والوں کا بڑا اور مرکزی شہر ہڑپہ تھا جبکہ سندھ میں ان آبادکاروں کا بڑا اور مرکزی شہر موہنجوداڑو تھا۔

شمالی فارس کو بھی لوگوں نے خوب آباد کر لیا تھا۔

OOO

[1]۔۔۔ یہ وہی عاد ثمود تھے جن کا ذکر قرآن مقدس میں آیا ہے اور بعد کے دور میں جب یہ قوم شرک اور بت پرستی کا شکار ہوگئی تو اس میں حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ مبعوث کیے گئے۔

یوناف مصر چلا گیا تھا جبکہ عارب، بیوسا اور نبیطہ بابل سے نکل کر اریدو شہر میں رہنے لگے تھے۔ اسی دوران عرب کے صحراؤں کے اندر ایک طوفان اٹھا۔ خانہ بدوش قبائل اپنے گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار اپنے ریوڑوں کو ہانکتے صحراؤں سے باہر نکل آئے، پھر یہ دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ ہر حصہ ہزاروں انسانوں پر مشتمل تھا۔ ان میں سے ایک گروہ سومیری قوم کے شمال میں دریائے فرات اور دجلہ کے درمیان آباد ہو گیا اور یہاں انہوں نے دو بڑے اور تاریخی شہر نینوا اور آشور تعمیر کر لیے۔ یہ لوگ جس بڑے سردار کی رہنمائی میں عرب کے صحراؤں سے نکل کر فرات اور دجلہ کی سرزمین پر آباد ہوئے، اس کا نام آشور تھا، لہٰذا یہ آشوری کہلانے لگے۔

دوسرے گروہ نے شمال مغرب کا رخ کیا اور بحیرہ روم کے ساتھ ساتھ فلسطین سے لبنان تک آباد ہو گئے۔ یہ لوگ بحری جہاز اور کشتیاں بنانے کا فن جان گئے تھے، لہٰذا انہوں نے جہاز اور کشتیاں بنا کر مصریوں کے ساتھ تجارتی لین دین شروع کر دیا۔ اس لیے یہ لوگ فونیقی کہلائے۔

یوناف زیریں مصر میں گمنام زندگی بسر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ بالائی مصر کے بادشاہ نارمر نے زیریں مصر پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا اور مصر کے دونوں حصوں کو ایک ہی حکومت کے تحت متحد کر دیا۔ نارمر کے بعد فیس بادشاہ بنا۔ اس نے ممفس نام کا نیا شہر آباد کیا۔ اس کے بعد خنخیم بادشاہ بنا، جس نے کوئی کارہائے نمایاں ادا نہ کیا، خنخیم کے بعد زوسر مصر کا بادشاہ بنا اور یہی وہ بادشاہ ہے۔ جس نے ایک طویل عرصے تک مصر پر حکومت کی اور اس نے ملک

کو خوشحال بنا دیا۔ زوسر کے دور کی اس خوشحالی میں اس کے وزیر امحوتپ[1] کا بڑا ہاتھ تھا جو زوسر کو بروقت اور صحیح مشورے دیتا تھا وہ ایک عمدہ حکیم، ایک بے مثل جادوگر اور ایک اعلیٰ پائے کا منتظم تھا۔ زوسر اور امحوتپ دونوں نے مل کر نئے شہر ممفس کو خوب آباد کیا۔ اسے مصری حکومت کا مرکزی شہر قرار دیا۔ اپنے قیام کے لیے انہوں نے ممفس میں دریائے نیل کے کنارے عالی شان محل تعمیر کرائے اور شہر کو ایسا خوبصورت بنا دیا کہ دور دور سے لوگ وہاں آ کر آباد ہونے لگے۔

یوناف نے بھی ممفس شہر میں آباد ہونے کا ارادہ کر لیا تھا۔ ایک روز وہ سہ پہر کے قریب ممفس شہر کے باہر ایک درخت تلے ستانے کو رک گیا۔ اس نے دیکھا اس درخت تلے پہلے سے ہی ایک خوبصورت جوان اور ایک بوڑھی عورت بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ ضعیف انتہائی بے بسی کے عالم میں اپنے دونوں ہاتھ بار بار زمین پر مارتی تھی۔ بین کرتی تھی اور دھاڑیں مار مار کر روتی تھی اور وہ جوان کہ اس بوڑھی عورت کا بیٹا محسوس ہوتا تھا، بار بار اسے اپنے ساتھ لپٹا کر تسلی اور ڈھارس دیتا تھا۔

یوناف ان دونوں کے قریب جا کر ان کا دکھ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ چونک پڑا۔ اس نے دیکھا کہ جس درخت تلے وہ آیا تھا اس کے پتوں سے چھم چھم پانی کے قطرے گرنے لگے تھے۔ یوناف سوچ میں ڈوب گیا کیونکہ یہ سہ پہر کا وقت تھا اور درخت سے شبنم کے قطرے گرنے کا بھی کوئی امکان نہ تھا۔

یوناف کو ایسا لگا جیسے اس بڑھیا کی بے بسی اور اس کے بین و آہ و زاری پر وہ درخت بھی رو رہا ہو۔ وہ اس بوڑھی عورت اس جوان کی طرف بڑھنے ہی کو تھا کہ اسے اپنی گردن کے گرد وہی حریری اور ریشمی لمس محسوس ہوا جیسے کوئی سانپ اس گردن کے گرد ہلکی ہلکی نرمی کے ساتھ بل کھا رہا ہو، پھر اس کے کانوں میں وہی شہد ملی جوان نسوانی آواز پڑی۔

”یوناف! یوناف! یہ درخت کے نیچے بیٹھے بڑھیا اور جوان دونوں ماں بیٹا ہیں۔ بڑھیا مصر کے پہلے بادشاہ خنخیم کی بیوہ اور وہ جوان اس کا بیٹا ہے۔ ان دونوں کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ آگے بڑھو اور ان کا دکھ سنو کہ یہی تمہاری زندگی کا مقصد اور منشاء ہے۔ میں

1۔ قدیم تاریخ کا مؤرخ جوزف وارڈ سوین اپنی کتاب ”دنیا کی قدیم تاریخ“ میں امحوتپ کا ذکر تفصیل سے کرتا ہے۔ وہ بھی اسے ایک حکیم، طلسم گر اور دانشمند بیان کرتا ہے۔

بھی اس معاملے میں تمہارے ساتھ ہوں، گو یہ معاملہ بڑا خطرناک اور دشوار ہے، پھر بھی اے میرے دوست! اس پر تم قابو پا لو گے۔“

یوناف نے کہا۔

”میں ان کی مدد تو ضرور کروں گا لیکن پہلے تم مجھے اپنا نام بتاؤ۔“

وہ حریری ریشمی لمس رکھنے والی ہستی کی شہد جیسی میٹھی اور اپنائیت سے بھرپور آواز یوناف کو سنائی دی۔

”یوناف۔ میرے حبیب! میرے دوست! تم مجھے ابلیکا کہہ کر پکار سکتے ہو۔“

یوناف نے کہا۔

”سنو ابلیکا! میری تمہاری آخری ملاقات بابل میں ہوئی تھی۔ اس کے بعد نہ تم وارد ہوئیں اور نہ ہی مجھے تمہاری ضرورت پیش آئی۔ اب شاید حالات میرے لیے مشکل شروع ہوں یا کبھی عارب بیوسا اور عبیطہ کی طرف سے ہی کوئی دشواری ہو تو اپنی مدد کے لیے میں تمہیں کیسے، کیونکر اور کس طرح پکاروں یا بلاؤں۔“

ابلیکا نے کہا۔

”جونہی تم میرا نام اپنی زبان پر لایا کرو گے میں تمہارے پاس حاضر ہو جایا کروں گی۔“

یوناف نے ایک تجسس سے پوچھا۔

”کیا تم جسمانی روپ میں میرے پاس نہیں آ سکتیں تاکہ میں دیکھ اور جان سکوں کہ تم کون ہو؟ کیسی ہو؟“

ابلیکا نے گھٹی گھٹی سی آواز میں کہا۔

”یوناف! یوناف!! ایسا ممکن نہیں ہے۔ سنو! ہم دو دوستوں کی طرح ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے۔ ایسے دوست جو ایک دوسرے کے لیے اپنا سب کچھ نچھاور اور قربان کر دینے کا حوصلہ اور عزم رکھتے ہوں، آج کے بعد تم یہی سمجھو کہ میں تمہارے ہی جسم کا حصہ ہوں۔ سنو یوناف! لوگ مجھ پر گرفت کرنے، مجھے تسخیر کرنے، مجھ پر قابو پانے یا میری دوستی کی طلب میں بڑے بڑے جتن اور روگ طے کرتے ہیں، تم خوش قسمت ہو کہ میں تمہاری طلب اور خواہش کے بغیر کسی کے کہنے پر تمہارے پاس چلی آئی ہوں، اب تم جو بھی کہو گے میں کروں گی۔“

یوناف کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی اور اس نے پوچھا۔

''تم کس کے کہنے پر میرے پاس چلی آئی ہو۔''

ابلیکا نے کہا۔

''میں کس کے کہنے پر تمہارے پاس آئی ہوں اسے تم فی الحال بھول جاؤ۔ اب میرا تمہارا صدیوں کا ساتھ ہے۔ مناسب وقت پر میں تمہیں سب کچھ بتاتی رہوں گی، اب تم وقت ضائع نہ کرو، آگے بڑھو اور مصر کے سابق بادشاہ ضخیم کی بیوہ اور اس کے بیٹے کی مدد کرو۔''

یوناف آگے بڑھا اور اس بوڑھی عورت کے پاس بیٹھے اس خوبصورت جوان کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

''اے جوان تم کون ہو، تمہارا نام کیا ہے؟ یہ بوڑھی خاتون کون ہے اور کیوں رو رہی ہے؟''

وہ جوان اٹھ کھڑا ہوا اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''اے اجنبی! یہ انتہائی دکھ اور تکلیف بھری داستان ہے کیا کرو گے سن کر، اور پھر ایسی داستان سنانے کا کیا فائدہ جس میں کوئی مدد ہی نہ کر سکے۔''

یوناف نے کہا۔

''تم بد دل اور مایوس نہ ہو، تم مجھے اپنی روداد کہو، میں وعدہ کرتا ہوں تمہاری مدد کروں گا۔''

اس جوان نے کہا۔

''اے اجنبی! یہ ایک ایسا روگ ہے جس کا کوئی مداوا نہیں ہے۔ ایک ایسا نصیب خفتہ کام ہے، جسے کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا، آہ! یہ خیر و شر کا کھیل ہے جس میں شر غالب ہے۔ اے اجنبی! تم نے جہاں جانا ہے جاؤ، ہماری قسمت میں اب اندھیرے کی عبا ہے۔ آہ! ہمارے لیے اب دریائے نیل کے چرواہوں کے گیت میں کوئی کشش اور ترنم نہیں رہا۔''

''تم اپنی داستان تو کہو۔ ہو سکتا ہے، اس دنیا میں ایک میں ہی وہ شخص ہوں جو تمہارے کام آ سکتا ہوں۔''

اس جوان نے کہا۔

''اے جوان! اگر تم بضد ہی ہو تو سنو، میرا نام قدیفس ہے اور یہ خاتون میری ماں ہیں۔ ان کا نام بوران ہے۔ سنو! میں مصر کے بادشاہ ضخیم کا بیٹا ہوں۔''

پھر قدیفس نے ہاتھ کے اشارے سے یوناف کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

''وہ بائیں طرف دیکھو ممفس شہر سے باہر اور دریائے نیل کے کنارے جو وہ بڑے بڑے پتھروں کا محل نظر آ رہا ہے، وہ ہماری رہائش ہے، یہ ممفس شہر بعد میں آباد ہوا جبکہ ہمارے باپ اور مصر کے سابق بادشاہ نے یہ محل میری ماں کے لیے پہلے ہی تعمیر کر دیا تھا۔ میرے باپ کی کئی بیویاں تھیں اور ہر ایک کے لیے اس نے مختلف جگہوں پر ایسے ہی محل تعمیر کرائے تھے، اپنے باپ کی موت کے بعد ہم گھر کے صرف تین افراد بچے۔ ایک میری ماں، ایک میں اور ایک میری بہن جو مجھ سے چھوٹی ہے۔''

قدیفس ذرا رکا، پھر وہ کہتا چلا گیا۔

''میری بہن کی بدبختی! کہ وہ بے حد خوبصورت تھی۔ مصر کے بڑے بڑے رؤسا اور شہزادوں نے اس سے شادی کرنے کی پیشکش کی لیکن اس نے کسی پر آمادگی کا اظہار نہ کیا۔ آہ میری بہن! اس کی بدنصیبی کہ ایک دن وہ گھڑ سواری کرتی ہوئی اس طرف آ نکلی، یہاں جس جگہ ابھی ہم کھڑے ہیں، اس پر ایک ایسے جادوگر کی نگاہ پڑی جس کا نام یافان ہے اور جو جنوب میں اس جگہ رہتا ہے جہاں کوہستانی سلسلے میں زرد اور سفید نیل آپس میں ملنے کے بعد پھیلتے ہیں، وہاں دونوں دریاؤں کے سنگم پر بائیں کنارے رباح دیوتا کا مندر ہے، جبکہ دریا کے وسط میں پانی کے اندر ایک چھوٹے سے جزیرے کی صورت میں کچھ چٹانیں پانی کے اندر ابھری کھڑی ہیں، ان چٹانوں پر ہی یافان نے اپنے لیے ایک قلعہ نما محل بنا رکھا ہے۔ سنا ہے یافان جادوگر نے بہت سی ارواح کو تسخیر کر رکھا ہے جو اس کی خدمت پر مامور ہیں اور کوئی بھی یافان جادوگر کے قلعے میں داخل نہیں ہو سکتا۔''

''شاید میں اصل موضوع سے ہٹ گیا ہوں، ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ یافان جادوگر نے میری بہن کو دیکھا اور اس پر فریفتہ ہو گیا اور فوراً ہی اسے شادی کی پیشکش کر دی جسے میری بہن نے حقارت سے ٹھکرا دیا، یافان کے بار بار سمجھانے کے انداز میں میری بہن کو یہ پیشکش قبول کر لینے کی ترغیب دی اور ہر بار میری بہن کے انکار پر آخر وہ غصے میں آپے سے باہر ہو گیا۔ اس نے اپنے جادوئی عمل سے نجانے کیا پھونکا کہ میری عزیز از جان اکلوتی

بہن اس درخت میں بدل گئی جس کے نیچے اس وقت ہم کھڑے ہیں، جس وقت میری بہن درخت میں تبدیل ہوئی تو قریب ہی میری ماں کھڑی یہ تماشہ دیکھ رہی تھی، میری ماں نے اس جادوگر کی بڑی منت سماجت کی کہ میری بیٹی واپس کر دے لیکن وہ نہ مانا اور چلا گیا۔"

"اب ہم دونوں ماں بیٹا ہر روز اس درخت کے نیچے آ کر روتے ہیں اور آہ و زاری کرتے ہیں، پھر اس درخت سے بھی پانی کے قطرے گرتے ہیں جیسے میری بہن رو رہی ہو۔ اے اجنبی! اس درخت سے کبھی کبھی آہوں اور سسکیوں کی آوازیں بھی سنائی دیتی ہیں۔ سنو ہمارے موجودہ بادشاہ زوسر کا وزیر امحوتپ بھی ایک بے مثل جادوگر ہے ہم نے اسے بھی ساری روداد سنائی اور منت کی کہ ہماری بہن کو اچھا کر دے لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ لگتا ہے وہ بھی یافان جادوگر کا کوئی ساتھی ہے اور اس کی طرفداری کرتا ہے۔ اب بولو اجنبی! کیا تم ہماری خاطر یہ کام کر سکتے ہو اور ہماری بہن کو ہمیں واپس دلا سکتے ہو۔"

یوناف نے کہا۔

"ہاں میں یہ کام کر سکتا ہوں، میرے لیے یہ کوئی مشکل فعل نہیں ہے۔"

بوڑھی بوران چونک کر اٹھ کھڑی ہوئی اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے حیرت اور خوشی کے ملے جلے جذبات سے پوچھا۔

"اے اجنبی! کیا تو واقعی یہ کام کر دے گا، کیا یہ حقیقت ہے کہ تو میری بیٹی کو ہمیں واپس دلا دے گا۔"

یوناف نے ایک عزم کے ساتھ کہا۔

"ہاں خاتون! میں یہ کام ضرور کروں گا۔"

بوران نے اس بار انتہائی شفقت اور نرمی سے کہا۔

"دیکھ بیٹے! اگر تو نے ہمیں اپنی بیٹی دلا دی تو میں تم سے عہد کرتی ہوں کہ اسے تم سے بیاہ دوں گی۔ میری بیٹی کا نام شوطار ہے، مصر میں کوئی لڑکی اس جیسی حسین نہ تھی۔"

یوناف نے بوران کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے خاتون! تم اپنے بیٹے کے ساتھ درخت سے ذرا ہٹ کر کھڑی ہو جاؤ تا کہ میں اپنے عمل کی ابتدا کروں۔"

بوران اور قدیفس دونوں ذرا پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ یوناف نے ان دونوں کی طرف پیٹھ کر لی پھر اس نے رازدارانہ سرگوشی میں پکارتے ہوئے کہا۔

"ابلیکا! ابلیکا!! کیا تم میرے لیے یافان جادوگر کے اس طلسم کو توڑ کر سابق بادشاہ ضخیم کی بیٹی شوطار کو اچھا کر دو گی؟"

جواب میں ابلیکا کی گہری خوشی میں ڈوبی ہوئی آواز یوناف کو سنائی دی۔

"یوناف! میرے حبیب! میرے رفیق!! میں تیری خاطر یہ کام ضرور کروں گی، دیکھو میں سابق فرعون ضخیم کی بیٹی کو اپنی اصل حالت میں لاتی ہوں اور یافان کے طلسم کو توڑتی ہوں پر پہلے تو ایک کام کر۔ اس درخت کے قریب دو زانو ہو کر بیٹھ جا تا کہ بوران اور قدیفس یہ سمجھیں کہ تم نے ہی کوئی عمل کیا ہے جس سے شوطار اپنی اصل حالت میں آ گئی ہے اور سنو یوناف! جب شوطار اپنی اصل حالت پر آ جائے اور اس کی ماں اسے تم سے بیاہنا چاہے تو تم ہرگز اس سے انکار نہ کرنا۔ اس سے شادی کر لینا۔ میں چاہتی ہوں کہ اس شہر ممفس میں تمہارا کوئی گھر ہو، تمہاری کوئی بیوی ہو جو تم سے محبت کرتی ہو، یوناف! میں تمہیں خوش اور پرسکون دیکھنا چاہتی ہوں۔"

یوناف فوراً درخت کے قریب دو زانو ہو کر بیٹھ گیا اور مدھم دھیمی آواز میں اس نے ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"ابلیکا! ابلیکا! اے میری صدیوں پر محیط زندگی کے احوال کی رازداں! تو جیسا کہے گی میں ایسا ہی کروں گا، بس تم ضخیم کی بیٹی شوطار کو اچھا کر دو۔"

ابلیکا نے اپنی مسکراتی ہوئی آواز میں تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا۔

"بس اب تم خاموشی اور سکون سے سر جھکا کر بیٹھ جاؤ کہ میں اپنے عمل کی ابتدا کرنے لگی ہوں۔"

یوناف خاموش ہو گیا اور اس نے اپنی گردن ایسے جھکا لی جیسے وہ کسی گہرے مراقبے میں ڈوب گیا ہو۔

چند ہی ثانیوں بعد یوناف چونک اٹھا۔

اس نے دیکھا یافان کا طلسم ابلیکا نے توڑ دیا تھا اور اب وہاں درخت کے بجائے ایک ایسی لڑکی کھڑی تھی جو راز بستہ کے عرفان، عروس شگوں اور گلکار خیالات کے عکس کی

طرح حسین، روح کے سرِ نہاں، کن کی پراسرار صداؤں کی بازگشت اور طغیانِ نشاط جیسی پرکشش تھی۔ وہ کسی صنم شعلہ جمال، منقش کرن اور حسین دیویوں کی خوش رنگ محفل کی طرح کافرانہ انداز میں کھڑی تھی۔ اس کے مرمر، مرجان اور حریری پیکر سے طلسمات شہود جیسی کشش اور طراوتِ گل جیسی خوشبو پھوٹ رہی تھی۔

یوناف ابھی تک مراقبے کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا کہ شوطار بھاگ کر اپنی ماں سے لپٹ گئی جبکہ قدیفس پیار اور نرمی میں اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہا تھا، پھر بوران نے شوطار کو علیحدہ کرتے ہوئے کہا۔

''اے میری بیٹی! وہ جوان جو اس وقت مراقبے کی حالت میں ننگی زمین پر دو زانو بیٹھا ہے، اس نے یافان کے طلسم کو توڑ کر تمہیں اچھا کیا ہے، اے میری بیٹی! اس جوان سے میں نے وعدہ کیا تھا کہ اگر اس نے میری بیٹی شوطار مجھے دلا دی تو میں اپنی بیٹی اس سے بیاہ دوں گی۔ اے میری بیٹی تو اس کے ساتھ شادی کرنے سے انکار تو نہ کرے گی؟ اگر تو نے ایسا کیا تو مجھے اس کے ساتھ کیے ہوئے وعدے پر ندامت اور شرمندگی ہو گی۔''

شوطار نے صرف ایک گہری نگاہ یوناف پر ڈالی پھر اس نے شرمیلی سی مسکراہٹ سے کہا۔

اے میری ماں! میں تجھے شرمندہ اور ندامت زدہ نہ ہونے دوں گی۔ میں تیرا وعدہ نبھاؤں گی۔ میں اس جوان سے جو کہ خوابوں کے باسیوں کی طرح خوبصورت اور دراز قد ہے، شادی کرلوں گی۔ اے میری ماں! وہ میرے محسن ہیں۔ انہوں نے مجھے نئی زندگی دی ہے۔ میں انہیں اپنی زندگی کا ساتھی بناؤں گی۔ پر ماں! تو نے یہ تو بتایا ہی نہیں وہ کون ہے؟ کہاں سے آئے ہیں؟ کدھر جانا اور کہاں رہتے ہیں؟''

بوران نے کہا۔

''شوطار! میں نہیں جانتی وہ کون ہے؟ نہ ہی ابھی تک میں نے اس سے اس کا نام پوچھا ہے۔ وہ کوئی اجنبی اور پردیسی لگتا ہے۔ میں تو قدیفس کے ساتھ یہاں بیٹھی رو رہی تھی کہ یہ شمال کی طرف سے نمودار ہوا، یہاں اس سے میری گفتگو ہوئی اور اس نے تمہیں اچھا کر دیا۔''

اتنی دیر میں یوناف اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ بوران نے شوطار اور قدیفس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے میرے بچو! آؤ اس جوان کی طرف چلیں اور اس سے اس کا نام وا حوال پوچھیں۔''

شوطار، بوران اور قدیفس تینوں یوناف کے قریب آئے، پھر بوران نے اسے انتہائی شفقت اور پیار سے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اے مہربان اجنبی! میں کیسی احمق ہوں کہ ابھی تک تیرا نام تک نہیں پوچھا۔''

یوناف نے جواب دیا۔

''میرا نام یوناف ہے۔''

اس بار شوطار نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''میں آپ کی احسان مند ہوں کہ آپ نے مجھے یافان کے طلسمی چنگل سے نجات دلائی۔''

یوناف جواب میں کچھ کہنے کو تھا کہ قدیفس آگے بڑھا اور اس نے یوناف کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔

''آپ نے شوطار کو زندہ اور جیتا جاگتا کر کے ہم پر ایسا احسان کیا ہے، جس کی کوئی قیمت اور کوئی اجر نہیں ہے۔''

جب قدیفس یوناف سے علیحدہ ہوا تو بوران نے کہا۔

''بیٹے! میں اس قابل تو نہیں کہ تیرے اس احسان کا بدلہ چکاؤں پر تو میرے ساتھ میرے محل میں چل تاکہ تیرا وہاں قیام ہمارے لیے خوشی اور سکون کا باعث ہو، میں نے شوطار کے معاملے میں تجھ سے ایک وعدہ کیا تھا، کیا تم اس کے لیے تیار ہو؟''

یوناف نے کہا۔

''ہاں۔ اگر شوطار کی رضامندی اس میں شامل ہو تو میں بخوشی اس کے لیے تیار ہوں۔''

بوران نے انتہائی مہربان نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں اس سلسلے میں پہلے ہی شوطار سے بات کر چکی ہوں، وہ تمہارے ساتھ شادی کرنے پر رضامند ہے۔''

یوناف نے کہا۔

''اگر ایسا ہے تو پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔''

بوران نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''آج کا دن میرے لیے زندگی کا سب سے بڑا خوشی کا دن ہے۔ آؤ بیٹے میرے ساتھ اب تم ہمارے ساتھ ہی رہا کرو گے۔''

یوناف چپ چاپ ان تینوں کے ساتھ ہولیا۔

دریائے نیل کے کنارے ایک بہت بڑا محل تھا جس میں یوناف، شوطار بوران اور قدیفس کے ساتھ داخل ہوا۔ سارا محل بڑے بڑے سرخ پتھروں سے بنا ہوا تھا۔ اور کافی اونچائی پر تھا، تاکہ نیل کے سیلاب کا پانی اس میں داخل نہ ہو سکے۔ مشرقی سمت کی لمبی لمبی کئی سیڑھیاں دریا کے اندر تک اترتی چلی گئی تھیں۔ محل کے اندر دو خادمائیں بھی تھیں جنہوں نے شوطار کو دیکھ کر انتہائی خوشی کا اظہار کیا۔ اس موقع پر یوناف نے بوران سے پوچھا۔

''گھر کے اخراجات چلانے کے لیے آپ کے ذرائع آمدن کیا ہیں؟''

بوران نے کہا۔

''بیٹے! میرا شوہر اور مصر کا سابق بادشاہ میرے اور بچوں کے لیے اس قدر نقدی اور مال و متاع چھوڑ گیا ہے کہ ہم اپنی ساری زندگیاں آرام اور سکون سے بسر کر سکتے ہیں۔ شروع شروع میں جب ممفس شہر آباد ہوا تھا تو ہمارے محل سے ایک فرلانگ دور تھا۔ اب شہر اس قدر پھیل گیا ہے کہ لوگوں نے ہمارے محل کے اردگرد بھی مکان تعمیر کرنے شروع کر دیے ہیں۔''

یوناف خاموش ہو گیا۔

پہلے چاروں نے مل کر کھانا کھایا پھر اسی دن یوناف اور شوطار کی شادی ہو گئی۔

○

ممفس شہر میں ایک روز مصر کا بادشاہ زوسر اپنے شاہی محل میں بیٹھا تھا کہ اس کا وزیر امحوتپ اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ زوسر نے ہاتھ کے اشارے سے امحوتپ کو ایک نشست پر بیٹھنے کو کہا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو زوسر نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''امحوتپ! جانتے ہو آج یوں تمہیں میں نے تنہائی میں کیوں بلایا ہے؟''

امحوتپ نے کہا۔ ''کوئی ایسا ہی کام ہو گا جس کے لیے آپ تنہائی میں میری ضرورت محسوس کرتے ہوں گے۔''

زوسر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ ''تمہارا اندازہ درست ہے۔''

زوسر چند لمحے کچھ سوچتا رہا، پھر اس نے دوبارہ امحوتپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''تم جانتے ہو دریائے نیل ہر سال چند ماہ کے لیے سیلاب کی حالت میں رہتا ہے۔ کھڑی فصلیں خراب ہو جاتی ہیں۔ نئی فصل کے لیے زمینیں تیار نہیں ہو پاتیں۔ اس طرح اس عرصے میں کسان بے کار ہو جاتے ہیں اور اس بے کاری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ گروہوں اور جماعتوں کی صورت میں آس پاس کی بستیوں میں ڈاکہ زنی لوٹ مار شروع کر دیتے ہیں، یوں مصر میں امن و امان کا ایک مسئلہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ یہ بے کار کسان، لوگوں کو بے دریغ قتل کر دیتے ہیں۔ بستیوں کو لوٹ کر آگ لگا دیتے ہیں اور مرد عورتوں کو غلام بنا کر شمالی اور شمال مغربی ملکوں کی طرف بھیج دیتے ہیں۔

میں ان دنوں سخت پریشان ہوں کیونکہ چند دنوں تک دریائے نیل سیلاب کی صورت اختیار کر لے گا اور ملک میں قتل و غارت اور لوٹ مار کا ایک سلسلہ شروع ہو جائے گا جو میرے لیے سخت بدنامی اور نااہلی کا باعث ہو گا۔''

امحوتپ نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''میرے لیے یہ خوشی کا باعث ہے کہ آپ نے مجھ سے مشورہ طلب کیا۔ میں آپ کے سامنے ایک ایسی تجویز پیش کرتا ہوں جس سے ملک کے اندر کسانوں کی بیکاری ختم ہو جائے گی اور وہ قتل و غارت اور لوٹ مار کا سلسلہ بند کر دیں گے۔''

زوسر نے چونک کر پوچھا۔ ''کہو، وہ کیا تجویز ہے۔''

امحوتپ نے چند ثانیوں کے تفکر کے بعد کہا۔ ''آپ بڑے بڑے اہرام بنانا شروع کریں۔ ان اہرام کے اندر آپ اپنی دولت رکھتے جائیں اور بادشاہ کے خاندان سے جو بھی فرد مرے اس کی لاش انہی اہرام کے اندر محفوظ اور حنوط کر کے رکھ دی جائے۔ ان اہراموں کی تعمیر کے لیے پہاڑوں سے بڑے بڑے پتھر لائے جائیں اور اہراموں کی بڑی بڑی، بلند اور ہیبت ناک عمارتیں تعمیر کی جائیں اس طرح سیلاب کے دور میں سارے کسان بری طرح مصروف رہیں گے اور ملک میں امن و امان برقرار رہے گا۔''

احوتپ کی اس تجویز پر زوسر کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا، پھر اس نے کسی قدر فکر مندی سے پوچھا۔ ''لیکن جو اہرام تم تجویز کر رہے ہو، ان میں رکھی جانے والی دولت کیسے محفوظ رہے گی اور پھر شاہی خاندان کی جو لاشیں ان میں رکھی جائیں گی ان کی جو چاہے بے حرمتی کرتا رہے۔''

احوتپ نے کہا۔ ''شاہی خاندان کی لاشیں وہاں دفن نہ کی جائیں گی بلکہ میں ایک ایسا مسالہ تیار کروں گا جسے لگا کر اگر کوئی لاش ان اہراموں میں رکھ دی گئی تو وہ ہمیشہ کے لیے سلامت اور تر و تازہ رہے گی، پھر نہ ہی کوئی وہاں داخل ہو کر وہاں سے دولت چرا سکے گا اور نہ ہی شاہی افراد کی بے حرمتی کر سکے گا، اس لیے کہ میں وہاں ایک ایسا طلسم قائم کر دوں گا کہ ان اہراموں میں داخل ہونا تو دور کی بات کوئی ان کی طرف رخ بھی نہ کر سکے گا۔ پھر یہ کام ایسا ہے کہ کسان اس میں بری طرح مصروف رہیں گے کیونکہ انہیں کوہستانوں سے بڑے بڑے پتھر لا کر اس تعمیر میں حصہ لینا ہوگا۔ اس طرح دریائے نیل میں ہر سال جتنے ماہ سیلاب رہتا ہے اتنے ماہ سارے کسان کوہستانوں سے پتھر لا کر جمع کرتے رہیں گے، اور جب سیلاب کا پانی اتر کر زمین خشک ہو جایا کرے گی تو کسان پھر اپنے آبائی کام میں لگ جائیں گے جبکہ دیگر کاریگر اہراموں کی تعمیر میں مصروف ہو جائیں گے۔''

زوسر نے اپنے اطمینان اور دل جمعی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''احوتپ! تم واقعی ایک بے مثل دانشمند، حکیم اور طلسم گر ہو۔ اب تمہاری اس تجویز سے ملک میں پوری طرح امن و امان رہا کرے گا۔ سنو! کل نہیں بلکہ آج ہی اہراموں کی تعمیر کا اعلان کر دو اور جہاں جہاں کسانوں کی بستیاں ہیں، وہاں مناد روانہ کر دو کہ سیلاب کے دنوں میں کسان بے کار نہیں رہیں گے بلکہ انہیں کام مہیا کیا جائے گا، جس کے لیے انہیں معقول معاوضہ دیا جائے گا۔''

احوتپ اٹھا اور زوسر کے کمرے سے باہر نکل گیا۔ اسی روز اس نے اپنے کام کی ابتدا کر دی۔ ممفس شہر سے باہر اہراموں کی تعمیر کا اعلان کر دیا گیا۔ ماہر کاریگروں کو طلب کر لیا گیا۔ دریائے نیل کے کنارے کنارے پھیلی کسانوں کی ساری بستیوں میں منادی کرا دی گئی کہ سیلاب کے دنوں میں انہیں معقول معاوضہ پر کام مہیا کیا جائے گا۔ سیلاب کا موسم آتے ہی ممفس شہر میں جوق در جوق کسان جمع ہونا شروع ہو گئے۔

احوتپ نے بڑی بڑی گاڑیوں سے جنہیں بیل اور خچر کھینچتے تھے، پہاڑوں سے پتھر

منگوانے شروع کر دیے۔ یوں مصر میں اہرام کی تعمیر کی ابتدا ہوئی اور کسانوں کے کام پر لگ جانے سے ملک میں امن و امان ہو گیا۔

○

یوناف اور شوطار کی شادی کو کئی ماہ ہو گئے تھے۔

یوناف اب یافان جادوگر سے انتقام لینے کی سوچ رہا تھا جس نے ممفس شہر سے باہر شوطار کو ایک درخت میں تبدیل کر دیا تھا۔

ایک روز یوناف دریائے نیل کے کنارے شوطار کے محل کی ان سیڑھیوں پر اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ جن سے ٹکرا کر دریائے نیل گزرتا تھا۔ بوران، شوطار اور قدیفس شہر کے بازار میں گئے ہوئے تھے۔ کہ یوناف کو اپنی گردن پر وہی حریری اور ریشمی لمس محسوس ہوا، پھر ابلیکا کی مسحور کن اور میٹھی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

''یوناف! یوناف!! سنبھلو اور چوکنے ہو جاؤ، تمہارے لیے تکلیفوں اور امتحان کا وقت آ گیا ہے۔ عارب، بیوسا اور نبیطہ تینوں تمہاری تلاش میں اور بدی پھیلانے کے لیے نکلنے والے ہیں۔

سنو! عارب نے بابل میں شادی کر لی تھی جس کی وجہ سے وہ تمہاری طرف سے غافل رہا۔ نبیطہ نے بھی بابل کے حکمران خاندان کے ایک نوجوان سے شادی کر لی تھی۔ اس کا شوہر بھی بوڑھا ہو کر مر چکا ہے۔ ہاں بیوسا نے شادی نہ کی تھی کہ وہ مردوں سے نفرت کرتی ہے۔ اب وہ تینوں بدی کے حق میں اور تمہارے خلاف حرکت میں آ رہے ہیں۔ عارب شمالی فارس کے شہر اگبتانا کی طرف، نبیطہ بال، قوم عیلام اور مصر میں جبکہ حسین بیوسا آشور، حتی، فونیقی اور ان سے ملحقہ اقوام کی طرف جائے گی ان سب قوتوں میں تمہیں تلاش کرنے کے علاوہ وہ بدی پھیلائیں گے۔''

یوناف نے چونکتے ہوئے کہا۔

''میں تو مصر کے یافان جادوگر کے خلاف حرکت میں آنے کا ارادہ کر چکا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ مصر کے اندر یہ سب سے بڑی بدی ہے اور جہاں بھی بدی ہو اس کے خلاف حرکت

میں آنا میری زندگی کا اصل مقصد ہے۔ اب جبکہ تم مجھے عارب، بیوسا اور نبیطہ سے متعلق نئی اطلاعات فراہم کر رہی ہو تو بتاؤ مجھے اب کیا کرنا چاہیے؟"

ابلیکا نے کہا۔ "فی الحال تم یافان کو بھول جاؤ۔ اس کے خلاف تم جب چاہو حرکت میں آ سکتے ہو، پہلے عارب کا رخ کرو۔"

یوناف نے پوچھا۔

"میں عارب کا رخ کروں اور تم کیا کرو گی؟"

ابلیکا نے یوناف کی گردن کے گرد اپنا لمس تیز کرتے ہوئے کہا۔

"یوناف! یوناف! سنو صرف عارب، بیوسا اور نبیطہ ہی نہیں بلکہ جہاں کہیں بھی بد اور بدکاری، گناہ اور معصیت کے خلاف تم حرکت میں آؤ گے میں تمہارے ساتھ ہوں گی۔ تمہاری زندگی کا مقصد فرعون خسخسیم کے اس محل میں شوطار کے ساتھ جامد رہ کر زندگی بسر کرنا نہیں اپنے آپ کو حرکت میں لاؤ، دریا کی لہروں اور سمندری موجود کی طرح اور آج ہی عارب کی طرف کوچ کر جاؤ کہ حرکت میں رہنا ہی تمہاری زندگی کا......"

یوناف نے ابلیکا کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"ابلیکا! ابلیکا! تم ٹھیک کہتی ہو۔ میں جانتا ہوں میری زندگی کا مقصد برائی کے خلاف حرکت میں آنا ہے اور خاص کر اس برائی کے خلاف جو عارب، بیوسا اور نبیطہ پھیلائیں۔ پر اے میری محسن! ہو سکتا ہے کہ عارب، بیوسا اور نبیطہ کی برائیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے مجھے ایک طویل عرصہ درکار ہو۔ اس دوران اگر اس غلیظ جادوگر یافان کو یہ خبر ہو گئی کہ شوطار جسے اس نے اپنے جادو کے زور سے درخت میں بدل دیا تھا، دوبارہ اپنی اصل حالت میں آ گئی ہے تو کیا وہ شوطار کے خلاف حرکت میں نہ آ جائے گا اور میری غیر موجودگی میں وہ نہ صرف شوطار بلکہ اس کی ماں اور بھائی کو بھی نقصان نہ پہنچائے گا؟ یہ صورت حال میرے لیے ناقابل برداشت ہو گی۔ میں چاہتا ہوں یافان سے نمٹ کر ایک مطمئن انداز میں پہلے عارب، پھر بیوسا اور بعد میں نبیطہ کا تعاقب کروں، مجھے امید ہے جو حالات میں نے بیان کیے ہیں، ان کی روشنی میں تم مجھ سے اتفاق کرو گی اور پہلے مجھے یافان سے نمٹنے دو گی۔"

ابلیکا نے اس بار کسی قدر نرم، شیریں اور خوش کن آواز میں کہا۔

"تمہارا کہنا بھی ٹھیک ہے یوناف، عارب، بیوسا اور نبیطہ ابھی تو سومیریوں[1] کے شہر اریدو[2] میں مقیم ہیں۔ شاید وہ وہاں سے کوچ کرنے میں ابھی کچھ دن لیں۔ اس دوران تم یافان جادوگر سے نمٹ دیکھو لیکن میں تمہیں متنبہ کر دوں کہ یافان انتہائی فوق الفطرت قوتوں کا مالک ہے۔ جب تم اس کی طرف جاؤ گے تو تم دیکھو گے تھیبس شہر کے سامنے دریائے نیل کے اس جزیرے میں یافان کا جو قلعہ نما مسکن ہے اس کے ارد گرد دریائے نیل میں جگہ جگہ ریت کے ٹیلوں کی طرح دھواں نما نیلی نیلی دھند کے دھبے موجود ہیں۔ یہ دراصل نیلی دھند نہیں بلکہ وہ شیطانی قوتیں ہیں جو یافان کی گرفت میں ہیں اور اس کے کہنے کے مطابق حرکت میں آتی ہیں جو شخص بھی یافان سے ٹکرانے کی کوشش کرتا ہے یہ شیطانی قوتیں اس کے خلاف اٹھ کھڑی ہوتی ہیں، ادھر ایسے شخص کو موت کے علاوہ ان شیطانی قوتوں سے کہیں بھی پناہ نہیں ملتی۔"

یوناف نے کہا۔

"لیکن یافان کے سامنے میری حیثیت تو عام لوگوں سے مختلف ہو گی۔"

ابلیکا نے کہا۔

"تمہاری حیثیت یقیناً اس لحاظ سے مختلف ہو گی کہ یافان کسی بھی طرح تمہیں موت کے گھاٹ نہیں اتار سکتا، پر اپنے سیاہ علوم کے بل بوتے پر وہ تمہیں ایسے عذاب اور اذیت میں ضرور مبتلا کر سکتا ہے جسے موت سے بھی بدتر کہا جا سکے۔"

یوناف نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ابلیکا! ابلیکا! جیسا کہ تم بتا چکی ہو عارب، بیوسا اور نبیطہ بابل اور اریدو میں رہ کر وہاں کے طلسم گروں سے جادو کے بہت سے علوم پر دسترس حاصل کر چکے ہیں تو کیا مجھے بھی

---

[1] بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ سومیری عراق میں آباد ہونے والی پہلی قوم ہے لیکن یہ درست نہیں۔ سومیریوں سے پہلے وہاں سامی نسل کے لوگ آباد تھے جو عربوں کے ہم قبیل تھے۔ میں اپنی کم علمی کے باوجود سومیریوں کو بھی سامی نسل کی ایک شاخ کہوں گا کیونکہ ان کی شکل ان کے پیشرو سامیوں سے ملتی جلتی تھی۔ اس معاملے میں بعض مؤرخین ضرور اختلاف رائے کریں گے۔

[2] اریدو، سومیری قوم کا ایک عظیم مرکزی شہر تھا۔ ان کے دوسرے بڑے شہر لارسہ، اسین، خفا، اروک، کلاب، اریم (ار) لاگاش، نیپور، کش اور عبید تھے۔ بقول مسٹر پاکانوف لاگاش شہر کی آبادی اس وقت ایک لاکھ اور بقول مسٹر لیونارڈ ووالی ار شہر کی آبادی 3 لاکھ 60 ہزار تھی۔

ان باطل اور ابلیسی قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ان علوم میں مہارت نہیں حاصل کر لینی چاہیے؟''

ابلیکا نے مسکراتی آواز میں کہا۔

''تمہاری سوچیں یقیناً عمدہ اور پائیدار ہیں۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو باطل قوتوں کے خلاف تمہاری طاقت میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔

یوناف نے کہا۔ ''کیا ان علوم کے جاننے میں تم میری کوئی مدد کر سکتی ہو۔''

ابلیکا نے اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں، میں ایسا نہیں کر سکتی لیکن اس سے متعلق تمہاری رہنمائی ضرور کر سکتی ہوں۔''

پھر اس نے مزید کہا۔ ''سنو یوناف! تھیبس شہر سے باہر جا کر دیکھو راع[1] دیوتا کا جو مندر ہے اس کی پجارن[2] ان علوم کی ماہر ہے۔ بظاہر اس کے تعلقات یافان سے بہت اچھے ہیں کیونکہ یافان قوت میں اس سے زیادہ ہے لہٰذا وہ اس سے ڈرتی لیکن اندر ہی اندر وہ پجارن کہ جس کا نام کولم ہے یافان سے نفرت کرتی ہے اور یہ نفرت و حقارت زیادہ تر یافان کی بالادستی کی بنا پر ہے۔ سنو، یافان کی ایک بیٹی بھی ہے جس کا نام اریشیا ہے یہ لڑکی بھی اپنے باپ ہی کی طرح ان علوم میں ماہر ہے مصر کے لوگ یافان، اس کی بیٹی اریشیا اور راع دیوتا کے مندر کی پجارن کولم سے پریشان رہتے ہیں حتیٰ کہ مصر کے بادشاہ بھی ان پر ہاتھ نہیں ڈالتے نہ ہی یہ تینوں مصر کے بادشاہ زوسر کو کوئی نقصان پہنچانے کا سوچ سکتے ہیں کیونکہ بادشاہ زوسر کا وزیر امحوتپ بھی اگر ان سے بڑھ کر نہیں تو ان کے پائے کا طلسم گر ضرور ہے اور پھر وہ ایک بے مثل حکیم اور ایک عمدہ وزیر اور نایاب دانشمند بھی ہے۔ مصریوں کا خیال ہے کہ یہ چاروں قوتیں ارواح[3] کی تسخیر کا علم بھی جانتی ہیں۔

1۔ راع اہل مصر کا سب سے بڑا دیوتا تھا، یہی دیوتا آگے چل کر یونانیوں میں زیوس رومنوں میں جیوپیٹر قدیم جرمنوں میں ڈونا اور نارو کی قدیم قوموں میں تھور کے نام سے پوجا گیا۔ 2۔ ایسی پجارنیں راع دیوتا کے لیے وقف ہو جاتی تھیں اور لوگ خیال کرتے تھے کہ دیوتا سے اس کی شادی ہو گئی ہے۔ یونان اور روم میں بھی زیوس اور جوپیٹر کے لیے ایسی ہی پجارنیں وقف کی جاتی تھیں۔ بابل میں بعل دیوتا کے لیے بھی اسی طرح پجارنیں وقف ہوتی تھیں، بابل میں بعل دیوتا کا ایک 8 منزلہ معبد تھا۔ سب سے اونچے مینار کے اندر وقف ہونے والی پجارن کا پرتکلف بستر لگایا جاتا تھا۔ 3۔ روح سے متعلق قدیم دور میں لوگوں کے مختلف خیالات تھے۔ جنوبی امریکہ کے ہورانوقبائل کا خیال تھا کہ روح آدمی کا ہی ایک چھوٹا نمونہ ہوتی ہے۔ قدیم سکیموؤں کا خیال تھا روح کی ہیئت اس جسم کی سی ہی (باقی اگلے صفحے پر)

یوناف! یوناف!! تم تھیبس جاؤ، وہاں راع دیوتا کے مندر میں کولم سے ملو، اس کے دل میں تمہارے لیے ہمدردی میں ڈال دوں گی، تم اس سے یہ سیاہ علوم سیکھو، اگر تم اس سے یہ کہو کہ تم یافان کا خاتمہ کرنا چاہتے ہو تو شاید وہ تمہیں یہ علوم سکھانے پر آمادگی کا اظہار کر دے۔''

یوناف نے کہا۔

''تم لفظ شاید کیوں استعمال کرتی ہو کیا تمہیں اس کا پختہ یقین نہیں۔''

ابلیکا نے کہا۔

''اے یوناف۔ غائب کے علوم خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ فرشتے اور ارواح بھی اس سے ناواقف ہیں، میں تمہیں وہی خبریں دے سکتی ہوں جو میری محدود قوت کے دائرہ علم میں ہیں۔ سنو۔ میری قوت، میرے علوم، میری حسیات غیر محدود نہیں ہیں، بہر حال تم مایوس نہ ہونا۔ میں تمہارے لیے اکثر مواقع پر ناممکنات کو سہل اور ممکن بنا دوں گی اور......''

ابلیکا کہتے کہتے خاموش ہو گئی کیونکہ بوران، شوطار اور قدیفس بازار سے لوٹ آئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی یوناف اٹھ کھڑا ہوا، پھر اس نے کہا۔

''میں بڑی بے چینی سے تم لوگوں کا انتظار کر رہا تھا، میں آج بلکہ ابھی یافان سے نمٹنے کے لیے یہاں سے روانہ ہو رہا ہوں۔''

شوطار کا رنگ یوناف کی اس بات پر زرد ہو گیا۔ وہ یوناف کے قریب آئی اور پریشانی سے اس نے کہا۔

''کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم اپنے اس محل میں پرسکون زندگی بسر کرتے رہیں اور یافان کو اس کے حال پر چھوڑ دیں، میں ڈرتی ہوں کہیں وہ آپ کو نقصان نہ پہنچائے۔''

یوناف نے کہا۔

(گزشتہ سے پیوستہ)
ہوتی ہے جس سے اس کا تعلق ہو پر یہ لطیف اور رقیق ہوتی ہے۔ نوٹکاؤں کے نزدیک روح اپنے جسم کے اندر ایک بونے کی طرح ہے۔ ملایا کے لوگ روح کو انگوٹھے کے برابر بالشتیا تصور کرتے تھے۔ فجیوں، ناگیلو کے ہاں بھی روح کا تصور ایک بونے جیسا تھا۔ پنجاب کے پرانے لوگ جو اپنے جسموں پر تصویریں کھدواتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ان کے تن خاکی کے اندر جو ننھی روح ہے، وہ ان ہی نقش و نگار کے ساتھ آسمان پر جائے گی۔

"ہم تو یوفان کو اس کے حال پر چھوڑ دیں گے لیکن وہ ہمیں ہمارے حال پر نہ چھوڑے گا۔ اسے جب خبر ہو گی کہ تم پر سے اس کا طلسم ختم کر دیا گیا ہے اور تم ٹھیک ہو کر میرے ساتھ شادی کے بعد پرسکون زندگی بسر کر رہی ہو تو وہ ہم چاروں میں سے کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑے گا، سو میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ قبل اس کے کہ وہ ہم پر ہاتھ ڈالے کیوں نہ میں پہل کر کے اس کا خاتمہ کر دوں۔"

اس بار بوران نے بولتے ہوئے کہا۔

"شوطار! یوناف ٹھیک کہتا ہے اگر یہ یافان سے نمٹ سکتا ہے تو اسے ایسا جلد کر لینا چاہئے ورنہ یافان کے مزاج اور اس کی قوتوں سے تم خود بھی واقف ہو۔"

شوطار بے چاری خاموش ہو رہی۔

اس موقع پر قدیفس نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا میں بھی آپ کے ساتھ نہ چلوں، شاید میں بھی آپ کے کسی کام آ سکوں۔"

یوناف نے کہا۔

"نہیں۔ یہ مجھ اکیلے کا کام ہے، میں ابھی یہاں سے تھیبس شہر کی طرف کوچ کروں گا تم لوگ فکرمند نہ ہونا، شاید میں چند دن تھیبس[1] شہر سے باہر راع دیوتا کے مندر کی پجارن کے پاس بھی رہوں کیونکہ مجھے اس سے کچھ حاصل کرنا ہے کہ وہ یافان سے نمٹنے میں میری مدد اور رہنمائی بھی کر سکتی ہے۔"

بوران نے محل کے اندرونی حصے کی طرف جاتے ہوئے کہا۔

"آؤ پھر کھانا کھا لو، اس کے بعد تم یہاں سے کوچ کر جانا۔"

یوناف، شوطار اور بوران، قدیفس کے ساتھ محل کے اندرونی حصے کی طرف جا رہا تھا۔

○

۱۔ پہلے یہی شہر مصر کا دارالحکومت تھا۔

ڈوبتے سورج کی آخری جھلکیاں دیتے سائے ٹڈی دل کی طرح پھیل گئے تھے، آسمان سے آگ برسنا بند ہو گئی تھی اور دریائے نیل کی طرف سے خنک ہوائیں چل پڑی تھیں۔ افق کے دریچے اپنا رنگ بدلنے لگے تھے۔ ایسے میں یوناف تھیبس شہر سے باہر راع دیوتا کے معبد میں داخل ہوا، لوگ معبد کے اندر آ جا رہے تھے۔ ان میں یوناف بھی گھس کر آگے بڑھ گیا۔

اچانک اسے اپنی گردن کے گرد ابلیکا کا کسی سانپ کا سا باریک و ریشمی لمس محسوس ہوا، ساتھ ہی اس کے کانوں میں ابلیکا کی آواز پڑی۔

"یوناف! یوناف!! معبد کے دائیں طرف کا جو برج ہے اس پر چڑھو، وہ سامنے اس کی سیڑھیاں دکھائی دے رہی ہیں، راع دیوتا کی پجارن کولم کا کمرہ اسی برج کے اوپر ہے۔"

ابلیکا کی ہدایت کے مطابق یوناف تیزی سے اس برج کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

اوپر جا کر اس نے دیکھا ایک کمرے کے سامنے دو مسلح پہریدار کھڑے تھے۔ ابلیکا کی رس گھولتی آواز پھر اس کی سماعت میں سما گئی۔

"یوناف! یوناف!! جس کمرے کے سامنے یہ دونوں پہریدار کھڑے ہیں، یہی کولم کا کمرہ ہے، ان محافظوں سے پوچھ کر اندر داخل ہو جاؤ۔"

یوناف ان محافظوں کے پاس گیا اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے بولا۔

"میرے عزیزو! میں ممفس سے آیا ہوں اور کولم سے ملنا چاہتا ہوں۔"

قبل اس کے کہ محافظوں میں سے کوئی جواب میں کچھ کہتا اندر سے ایک قند گھولتی شیریں آواز سنائی دی۔

"اسے اندر آنے دو۔"

محافظوں نے فوراً دروازہ کھول دیا اور یوناف اندر داخل ہو گیا۔

کمرے میں ایک بہت بڑی مسہری پر ایک عورت جو عمر میں تیس برس کے قریب ہو گی، نیم دراز تھی اور اٹھارہ بیس برس کی ایک لڑکی اس کی پیشانی پر صندل کی مالش کر رہی تھی، کمرے میں دائیں طرف چاندی کا عود دان رکھا تھا جس سے نکلتی ہوئی ہلکی ہلکی فرحت بخش خوشبو کمرے میں پھیل رہی تھی۔

پلنگ پر لیٹی ہوئی وہ عورت اٹھ کر بیٹھ گئی اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں ہی اس معبد کی پجارن کولم ہوں جو راع دیوتا کے لیے وقف ہو چکی ہوں، یہ لڑکی بھی اسی معبد کی ایک پجارن ہے۔" ساتھ ہی اس نے لڑکی کو اشارہ کیا اور وہ اٹھ کر باہر نکل گئی۔ پھر سامنے کی نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کولم نے کہا۔ "بیٹھو اور کہو تم نے کیا کہنا ہے؟"

یوناف بیٹھ گیا اور کہا۔

"میں تم سے کچھ سیکھنے آیا ہوں۔"

کولم نے جواب طلب نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"طلسم؟"

یوناف نے کہا۔"ہاں میں طلسم کے لیے ہی آیا ہوں میں یافان کو ٹھکانے لگانا چاہتا ہوں۔"

کولم کی گردن جھک گئی اور گہرے تفکر میں ڈوب کر کچھ سوچنے لگی۔

ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا لمس ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"یوناف! یوناف!! اس سے کہو کہ تم اپنے ذہن میں یہ خیالات دوڑا رہی ہو کہ اگر اس طلسم سے یافان قابو میں آ سکتا تو میں خود کب کی اس کا خاتمہ کر چکی ہوتی۔"

پھر ابلیکا نے اپنائیت سے کہا۔

"تم بوکھلا کیوں رہے ہو یوناف! جو کچھ میں تم سے مخاطب ہو کر کہہ رہی ہوں وہ کوئی اور نہیں سن سکتا۔"

یوناف نے فوراً کولم کو مخاطب کر کے کہا۔

"اب تم ذہن میں یہ سوچ رہی ہو کہ اگر اس طلسم سے یافان پر قابو پایا جا سکتا تو تم خود اب تک اس کا خاتمہ کر چکی ہوتیں۔ سنو کولم! بظاہر تمہارے اور یافان کے تعلقات بہت اچھے اور مفاہمانہ ہیں لیکن بباطن تم اس سے نفرت کرو دھ اور بغض و حسد رکھتی ہو، میرے اپنے پاس بھی کچھ ماورائی قوتیں ہیں اور انہیں کو میں یافان کے خلاف حرکت میں لاؤں گا، تم سے جو میں سیاہ علوم سیکھوں گا ان کا تریاق اور علاج بھی تم ہی سے حاصل کروں گا اور یہ میں تین ایسی قوتوں کے خلاف انسانیت کی بھلائی کے لیے استعمال کروں گا جن کا اولین و آخرین مقصد ہی بدی پھیلانا ہے۔"

کولم نے گردن سیدھی کی اور کہا،

"جہاں تک میرا علم کام کرتا ہے تم اپنی ذات میں ایک نہیں دو ہو۔"

یوناف نے کہا۔

"دو تو ہر کوئی ہے، ایک اس کی ذات ایک اس کی روح۔"

کولم نے کہا۔

"پھر اس لحاظ سے تم ایک کے اندر تین ہو۔"

یوناف نے محسوس کیا کہ اس کی گردن سے ابلیکا کا لمس جاتا رہا تھا اور ساتھ ہی کولم بڑے خوش کن انداز میں اپنی گردن پر ہاتھ پھیرنے لگی تھی جس کا مطلب تھا کہ ابلیکا اس کے پاس سے کولم کی طرف چلی گئی تھی، ساتھ ہی کولم کی گنگناتی اور مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"آہ! یہ کیسا انوکھا، اچھوتا اور خوشگوار لمس میری گردن پر محسوس ہوتا ہے اور کوئی اپنی شیریں آواز میں مجھے تمہارے ساتھ تعاون کرنے کا التماس کرتا ہے، شاید یہ کوئی روح ہے جو تمہاری ذات سے وابستہ ہے۔"

یوناف نے کہا۔"میں، یوناف تم سے تعاون کی استدعا کرتا ہوں، سن رکھو تم سے یہ علوم حاصل کرنے سے پہلے میں یافان پر قابو پانے کی ماورائی اور ان دیکھی قوتیں رکھتا ہوں۔"

کولم نے کہا۔

میں تم سے پوری طرح تعاون کروں گی یوناف! جادو کی دو بڑی قسمیں ہیں، ایک سحر مشارک[1] دوسری سحر بالمثل[2] اس کے علاوہ ان دو گروہوں کے اندر سحر اور جادو کی کئی ذیلی قسمیں بھی

---

[1]۔ سحر مشارک، وہ سحر ہے کہ وہ چیزیں جو کبھی باہم مربوط رہی ہوں، علیحدہ ہونے کے بعد بھی ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتی ہیں، اس طلسم کو قانون اتصال یا قانون تعدی بھی کہا جاتا ہے، مثلاً ایک آدمی جو کپڑے اپنے جسم پر پہن چکا ہو اور اس کے جسم سے کپڑے مس کر چکے ہوں، ان کپڑوں کے ٹکڑوں کی مدد سے اس شخص پر جادو کیا جا سکتا ہے، اس طریقہ کو سحر مشارک کہتے ہیں، اس سحر کا سب سے بڑا مرکز آسٹریلیا ہے۔ دارامنگا نام کا قبیلہ اس جادو میں بڑی مہارت رکھتا تھا، اس کے علاوہ کولمبیا کے انڈین، نیوگنی کے وحشی قبائل اور قدیم امریکہ کے کیریر قبائل بھی سحر مشارک قسم کے جادو میں بڑی مہارت اور دسترس رکھتے تھے۔ (جیمس جارج فریزر: شاخ زریں)

[2]۔ جادو کے اس طریقے سے بابل اور مصر و یونان کے لوگ بڑی آگاہی رکھتے تھے۔ آسٹریلیا افریقہ اور سکاٹ لینڈ کے کینہ پرور لوگ آج بھی اس طریقہ سے اپنے دشمنوں کو زیر کرتے ہیں، امریکہ کے ریڈ انڈین میں بھی یہ طریقہ مقبول تھا۔ ملایا، بورینو بھی اس طریقے کے بڑے مرکز تھے۔ اس طریقے سے بیماریوں کا علاج کرنے کا فلاحی کام بھی کیا جاتا تھا۔

ہیں۔ مثلاً ایجابی[1] سحر، سلبی[2] سحر۔۔۔۔ لیکن میں سب سے پہلے تمہیں مشارک اور بالمثل سحر سکھاؤں گی۔ اس کے بعد دوسری اقسام سے تمہیں روشناس کراؤں گی۔ سنو! سحر مشارک کسی انسان کے جسم سے اترے ہوئے کپڑے، اس کے چھوڑے ہوئے کھانے یا ہر وہ چیز جس سے اس کا جسم مس ہوا ہو، کے ذریعے اس سحر کو حرکت میں لایا جاتا ہے اور جو اثر ان چیزوں پر کیا جاتا ہے، وہی اس شخص پر بھی ہو گا جس سے ان اشیاء کا لمس رہا ہو۔

سحر بالمثل، مثل سے پیدا ہونے والے اصول کے مطابق کام کرتا ہے۔ اگر کسی دشمن کو ضرر پہنچانے کی نیت ہو تو اس کی شبیہ یا پتلا بنالیا جاتا ہے اور پھر سحر بالمثل استعمال کرتے ہوئے جو اذیت اور تکلیف اس شبیہ یا پتلے کو دی جائے گی، وہی اذیت اس شخص کو بھی ہو گی جس کا وہ پتلا یا شبیہ ہو گی، اس مقصد کے لیے تمہیں کم از کم ایک ہفتہ تک راع دیوتا کے اس مندر میں قیام کرنا ہو گا، اگر تم ایسا کر سکو تو میں تمہیں یہ سارے علوم سکھا دوں گی، یہاں نیچے معبد کے کچھ کمرے ہیں جو مہمان خانے کے طور پر استعمال ہوتے ہیں وہاں تمہاری رہائش کا انتظام بھی کر دیا جائیگا۔"

یوناف نے کہا۔

"مجھے منظور ہے۔"

کولم نے اپنے پہریدار کو آواز دی جب وہ اندر آیا تو کولم نے کہا۔

انہیں نیچے مہمان خانے میں لے جاؤ، یہ ایک ہفتہ یہاں قیام کریں گے۔ اس دوران ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھا جائے۔"

یوناف اٹھا اور اس محافظ کے ساتھ ہو لیا۔

○

۱۔ ایجابی سحر انسان کے لیے یہ تعین کرتا ہے کہ یہ کام کرو گے تو یہ صورت حال پیدا ہو گی۔

۲۔ سلبی سحر انسان کے لیے یہ رہنمائی فراہم کرتا ہے کہ فلاں فلاں کام سے بچو ورنہ فلاں فلاں مصیبت پیش آئے گی۔ (شاخ زریں)

ایک روز عارب، بیوسا اور عبیطہ اریدو شہر سے باہر ایک ایسے چوک میں جمع ہوئے، جہاں سے اروک[1] شہر کو ایک شاہراہ جاتی تھی۔ عارب نے بیوسا اور عبیطہ کو مخاطب کر کے کہا۔ "میری بہنو! ہم تینوں کی زندگی کا مقصد بدی پھیلانا ہے، اب جبکہ ہم بابل اور اریدو سے طلسم کے گہرے علوم میں بھی دسترس حاصل کر چکے ہیں، میرا خیال ہے ہمیں مختلف سمتوں کو نکل کر بدی پھیلانے کے لیے کام کرنا چاہیے۔ میرا ارادہ ہے میں فارس اور ہند کی طرف جاتا ہوں، عبیطہ آشور، اکار، سومیر اور مصر میں جائے گی اور بیوسا، تم حتیوں، یونانیوں، فونیقیوں اور کریٹین کی طرف چلی جاؤ۔"

حسین بیوسا نے کہا۔ "عارب میرے بھائی! اس سلسلے میں تم سے اختلاف رکھتی ہوں، ہمیں جدھر اور جہاں بھی جانا چاہیے تینوں کو اکٹھا جانا چاہیے، تم جانتے ہو ہمارا بدترین دشمن یوناف ہے جو ہماری طرح جوان ہے۔ اس کے ناسوت پر بھی لاہوت کا عمل ہو چکا ہے اور وہ بے پناہ قوتوں کا مالک ہے۔ ایسا نہ ہو وہ فرداً فرداً ہم پر حملہ آور ہو کر ہمیں کسی اذیت اور مصیبت میں مبتلا کر دے۔ اکٹھے رہ کر اگر ہم اس پر قابو نہ پا سکیں گے تو کم از کم اس سے اپنا دفاع تو کر سکیں گے۔"

عارب نے کہا۔

"بیوسا، میری بہن، میں تمہارے مشورے سے اتفاق کرتا ہوں، چند دن تک ہم یہاں سے فارس کے شہر اگبتانا اور وہاں سے ہند کا رخ کریں گے۔"

پھر وہ تینوں اریدو شہر کی طرف چل پڑے۔

○

۱۔ کبھی یہ عراق کا سب سے بڑا شہر تھا اور اریدو سے پہلے یہی سومیریوں کی راجدھانی تھا، یہ رقبے کے لحاظ سے موہنجوداڑو اور بہاولپور میں نئے دریافت ہونے والے شہر گن ویری والا سے پانچ گنا اور ہڑپہ سے سات گنا بڑا تھا، اس دور میں اس سرزمین کا نام عراق نہ تھا، بلکہ یہ سرزمین تین حصوں میں تقسیم تھی۔ جنوب میں جہاں سومیری رہتے تھے اسے سومیر، وسط میں جہاں اکادی رہتے تھے اسے اکاد اور شمال میں جہاں آشوری رہتے تھے اسے آشور کہا جاتا تھا۔ بعد میں یونانیوں نے اس سرزمین کو میسوپوٹیمیا کا نام دیا۔ (شاخ زریں)

راع دیوتا کے معبد میں یوناف اپنے کمرے میں بیٹھا تھا کولم تیز تیز چلتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی، اس کے ہاتھ میں ایک چرمی خرجین تھی۔ قریب آ کر اسنے یوناف سے کہا۔

''یوناف! تم خوش قسمت ہو، اس معبد میں قیام کیے ہوئے تمہیں آٹھ دن ہو گئے ہیں اور جن علوم کے لیے تم یہاں آئے تھے تم ان میں مہارت بھی حاصل کر چکے ہو اور تمہارا شکار بھی چل کر تمہارے پاس آ گیا ہے۔''

یوناف چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ ''کیا شکار سے تمہاری مراد یافان ہے۔''

کولم نے کہا۔

''ہاں۔ وہ آج قلعے سے نکل کر تھیبس شہر کی طرف آئے گا۔ وہاں اس کے ایک عقیدتمند کی لڑکی بیمار ہے، وہ اسے اچھا کرنے آ رہا ہے، اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی ہو گی۔

سنو یوناف! یافان کے مسکن میں جا کر اس کا خاتمہ کرنا تمہارے لیے اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو گا، لیکن اب تمہارا کام آسان ہو گیا ہے، جب وہ دونوں باپ بیٹی شہر تھیبس میں آئیں تو ان دونوں کی گردنیں کاٹ کر چمڑے کی اس خرجین میں ڈالنا اور اس خرجین کو بحر شور[1] کے گرد پھیلے ہوئے صحرا میں دفن کر دینا۔ ان دونوں کا اس طرح خاتمہ ہو جائے گا، دونوں باپ بیٹی کے کٹے ہوئے سر کہیں اور نہ رکھنا ورنہ یافان کی شیطانی قوتیں تمہارا جینا حرام کر دیں گی۔ اور سنو! دونوں کو ختم کرنا، ان دونوں میں سے اگر کوئی ایک بچ گیا تو وہ تمہاری موت کا باعث بن جائے گا۔ میں اپنا ایک محافظ تمہارے ساتھ روانہ کرتی ہوں جو اس مکان تک تمہاری رہنمائی کرے گا جہاں تھوڑی دیر میں یافان اور اس کی بیٹی ارتیشیا آئیں گے۔''

یوناف نے کولم کے ہاتھ سے چرمی خرجین لیتے ہوئے کہا۔ ''تمہارے محافظ کے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں۔ میں خود ہی جان لوں گا کہ وہ دونوں باپ بیٹی کہاں ہیں۔''

کولم سے خرجین لے کر یوناف باہر آیا اور راع دیوتا کے معبد سے نکل کر اس نے مدھم آواز میں پکارا۔

''ابلیکا! ابلیکا تم کہاں ہو۔''

تھوڑی دیر بعد اسے گردن پر ابلیکا کا لمس محسوس ہوا۔ ساتھ ہی اس کی آواز سنائی دی۔

۱۔ یہ وہی بحر شور ہے جس میں بعد کے دور میں حضرت موسیٰ کا دشمن فرعون اپنے لشکر سمیت غرق ہوا تھا۔

''کیا بات ہے یوناف!''

یوناف نے کہا۔

''ابلیکا! یافان کی بیٹی ارتیشیا اور یافان تھوڑی دیر بعد تھیبس شہر میں آ رہے ہیں، جس گھر میں انہوں نے آنا ہے وہاں تک میری رہنمائی کرو۔''

ابلیکا نے کہا! ''چلو شہر کی طرف چلو۔''

اپنے لاہوتی عمل کو یوناف کام میں لایا اور پلک جھپکتے میں وہ تھیبس شہر میں جا موجود ہوا۔ شہر کے اندر ابلیکا اس کی راہنمائی کرتی رہی اور پھر پتھروں سے بنے ایک مکان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''یوناف! تھوڑی دیر تک یافان اور اس کی بیٹی اس مکان میں آئیں گے۔''

یوناف اس مکان کے باہر رک گیا۔

تھوڑی دیر بعد ایک بوڑھا اور ایک بے حد حسین لڑکی اس مکان میں داخل ہونے لگے تو ابلیکا نے کہا۔ ''یوناف! یوناف!! یہی یافان اور اس کی بیٹی ارتیشیا ہیں۔''

یوناف نے تلوار کھینچی اور یافان کی گردن اڑا دی۔ جونہی وہ ارتیشیا کی طرف بڑھا وہ فوراً دھواں بن کر غائب ہو گئی۔ یوناف نے جلدی جلدی یافان کا سر چرمی خرجین میں ڈالا اور وہ بھی وہاں سے غائب ہو گیا۔

اپنے لاہوتی عمل کے سبب یوناف چند ثانیوں بعد سینکڑوں میل دور بحر شور سے ملحقہ صحرا میں داخل ہوا، وہ چاہتا تھا کہ خرجین ریت پر رکھ کر وہاں گڑھا کھودے اور خرجین کو وہاں دبا دے کہ خرجین کے اندر سے یافان کے کٹے ہوئے سر کا خون ریت پر ٹپک پڑا جونہی خون کے قطرے ریت پر گرے ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا، صحرا میں ہولناک اور کرب انگیز چیخیں بلند ہونے لگیں، پھر کسی نادیدہ قوت نے یوناف کے ہاتھ سے وہ چرمی تھیلی چھین لی جس میں یافان کا کٹا ہوا سر تھا۔

پھر یوناف نے محسوس کیا کہ صحرا کے اندر وہی دریائے نیل والی نیلی دھند پھیلنے لگی تھی۔ افق لال گوں ہونے لگا، ماحول کا تپتا صحرا آگ اور خون کا پیغام دینے لگا۔ پھر اس سنسان اور ژولیدہ صحرا میں لحہ بہ لحہ دھند بڑھتی رہی، موت کی خاموشی پھیلتی رہی۔

پھر یوناف نے دیکھا اس نیلی دھند کے اندر یافان کی شیطانی قوتیں نمودار ہو رہی ہیں وہ

قرمزی رنگ کے کپڑوں میں عجیب عجیب ہیولے تھے جن کی آنکھیں سورج کی دہکتی پیشانی اور سرخ شعلوں کے رقص کی طرح روشن تھیں اور ان کی آنکھوں کے اندر تباہی کی آگ، جنگلی جلال، وحشی قہرمانیت اور درندہ طلبی تھی۔

اس جہنمی صحرا میں یافان کی وہ شیطانی قوتیں اپنی دہکتی آنکھوں سے بے کراں آرزوؤں کے سرسام جیسا چیلنج دیتی ہوئی یوناف کی طرف بڑھ رہی تھیں اور یوناف رات کے کسی تھکے ہوئے مسافر کی طرح پھٹی پھٹی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

OOO

نیلی دھند کے اندر مدہم سیاہ ہیولوں کی صورت میں یافان کی شیطانی قوتیں یوناف کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ یوناف نے دیکھا ان کے ہاتھوں میں ایسی تلواریں تھیں جو گرم سرخ لوہے کی طرح تپ رہی تھیں اور ان سے دھواں اٹھ رہا تھا، اسی طرح کی آگ اور دھواں ان کی آتشی آنکھوں سے بھی اٹھ رہا تھا۔

اسی لمحہ یوناف نے دیکھا جنوب کی طرف سے ایک قافلہ اس طرف آ رہا تھا، اونٹوں کی لمبی لمبی قطاروں پر مشتمل شاید وہ کوئی تجارتی کارواں تھا جو مصر سے کسی اور سمت جا رہا تھا۔ صحرا کے اندر اونٹوں کی گردنوں سے بندھے جرس کی آوازیں اب لمحہ بہ لمحہ تیز اور بلند ہو کر سنائی دینے لگی تھیں۔

یوناف فوراً سنبھلا۔ اپنی مخفی قوتوں کو وہ حرکت میں لایا اور وہاں سے غائب ہو گیا۔ جنوب کی طرف سے آنے والا کارواں اب قریب آ گیا تھا۔

یوناف کے اس طرح غائب ہو جانے پر یافان کی شیطانی قوتیں آگے بڑھتے بڑھتے رک گئیں اور بد ہیئت ہیولے اب قہرمانہ انداز میں، ایک تجسس اور جستجو کے عالم میں ادھر ادھر دیکھ رہے تھے، پھر وہ شیطانی قوتیں جو چار ہیولوں پر مشتمل تھیں حرکت میں آئیں اور انسانی بو کی مدد سے یوناف کا تعاقب کرنے لگیں۔ اسی لمحہ صحرا کے اس حصے میں یافان اور اس کی بیٹی نمودار ہوئے یافان کی حالت اب عجیب تھی۔ وہ ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ تھا اور اس ہڈیوں کے سیاہ ڈھانچے پر اس نے ایک لمبی سیاہ عبا پہن رکھی تھی۔ چہرے پر نقاب ڈال رکھا تھا جس کے باعث ایسا لگتا تھا گویا وہ کوئی ڈھانچہ نہیں زندہ انسان ہو۔

یافان کی بیٹی اریشیا کے ہاتھ میں وہی چرمی خرجین تھی جس کے اندر یوناف، یافان کا سر کاٹ کر لایا تھا۔

پھر اریشیا آگے بڑھی اور جہاں یوناف تھوڑی دیر پہلے کھڑا تھا وہاں سے اس کے پاؤں کے ایک نشان سے اس نے مٹھی بھر ریت اٹھا کر خرجین میں ڈالی اور اپنے باپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اب میں دیکھوں گی یہ کون ہے اور مجھ سے کیسے بچ نکلتا ہے، ویسے مجھے امید ہے آپ کی یہ کالی قوتیں جو اس کے پیچھے لگی ہیں ضرور اس کا سر کاٹ کر آپ کے پاس لائیں گی اگر اس کے پاس نظروں سے غائب ہو جانے کا علم ہے تو اس نے کیا ہوتا ہے یہ کالی قوتیں تو انسانی بو پر تعاقب کرتی ہوئی اس تک جا پہنچیں گی۔''

یافان کے ڈھانچے سے ایک غم آلود آواز سنائی دی۔ ''پر اس غائب ہو جانے والی عجیب وغریب ہستی نے میرا سر کاٹ کر مجھے ایک اذیت میں ڈال دیا ہے، اب مجھے اسی ڈھانچے میں اپنی ذات کا ہمیشہ کے لیے تعین کرنا ہوگا۔''

اریشیا نے کہا۔ ''کیا میں نے بر وقت یہاں پہنچ کر چرمی خرجین میں سوراخ کر کے آپ کے سر کا خون اس ریت پر نہیں بہایا اور عین وقت پر اس سے وہ تھیلی چھین نہیں لی جس میں آپ کا سر تھا؟ اگر میں ایسا نہ کرتی اور آپ کا کٹا ہوا سر زمین میں دفن ہو جاتا تو آپ اس ڈھانچے کی صورت میں نہ ہوتے اور آپ کا جسم گل سڑ کر ختم ہو جاتا۔''

یافان نے کہا۔ ''میں تمہارا ممنون ہوں، بیٹی میرا سر کاٹنے والا اب مجھ سے بچ نہ سکے گا۔''

پھر دونوں باپ بیٹی وہیں کھڑے ہو کر اپنی شیطانی قوتوں کی واپسی کا انتظار کرنے لگے جو یوناف کے تعاقب میں گئی تھیں۔

○

شیطانی قوتوں سے ہٹ کر یوناف سیدھا جنوب کی طرف سے آنے والے اس تجارتی کارواں کی طرف گیا، یوناف جب اس تجارتی کارواں میں گھسا تو ان شیطانی ہیولوں نے جو اب گہری نیلی دھند کی صورت میں تھے۔ اس تجارتی کارواں پر حملہ کر دیا۔ وہ اپنی آنکھوں سے برستی آگ اور اپنی تپتی ہوئی سرخ تلواروں سے کارواں کے لوگوں کو جلا اور قتل کر رہے تھے۔

یوناف فوراً کارواں کے اندر ظاہر ہوا وہ ان شیطانی ہیولوں کے سامنے آیا، ان کی طرف اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں سیدھی کیں، پھر اس نے اپنی مخفی قوتوں کا استعمال کیا۔ اس کی آنکھیں دہکنے لگیں، پھر اس کی آنکھوں اور ہاتھوں کی انگلیوں سے آگ کے شعلے نیلی دھند کے اندر ان شیطانی ہیولوں کی طرف لپکے جس سے ان ہیولوں کی چیخیں اور آہ وزاری کی آوازیں بلند ہونے لگیں، تھوڑی دیر بعد نیلی دھند وہاں سے چھٹ گئی، جس کا مطلب تھا وہ شیطانی ہیولے وہاں سے چلے گئے تھے۔

جب یافان اور اریشیا کی شیطانی قوتیں وہاں سے چلی گئیں تو کارواں کا ایک شخص اپنے اونٹ کو یوناف کے قریب لایا اور کہا۔

''اے مہربان اجنبی! تو نے ہم پر بڑا احسان اور مہربانی کی ہے، ہم دنیا کے طاقتور ترین لوگ ہیں لیکن تھوڑی دیر قبل نہ جانے یہ کیسی قوتیں تھیں جو ہمارے کارواں پر حملہ آور ہوئیں اور اتنے بہت سے لوگوں کو مارا اور جلا دیا۔ ایسا لگتا تھا دھوئیں کی آڑ میں ہم پر ابلیس اور اس کے گماشتوں نے حملہ کر دیا ہو۔ اے اجنبی! تم کون ہو؟ تم نے کیا خوب ہماری مدد کی اور انہیں مار بھگایا۔''

یوناف نے کہا۔

''میں بدی کی ایسی قوتوں کا دشمن ہوں، میرا نام یوناف ہے اور میں مصر کے شہر ممفس میں رہتا ہوں پر تم لوگ کون ہو، اس صحرا میں کدھر سے آئے ہو اور کدھر جاؤ گے؟''

ڈھلی ہوئی عمر کے اس شخص نے کہا۔

''میرا نام جلباد ہے اور میں اس کارواں کا امیر ہوں۔ ہمارا تعلق قوم عاد سے ہے، ہم مال کا لین دین کرنے مصر کی طرف آئے تھے۔ اور اپنا کام ختم کرنے کے بعد اب واپس یمن میں اپنے شہر احقاف کی طرف جا رہے ہیں، سنو! ہماری سلطنت حضر موت اور یمن کے علاوہ خلیج فارس کے سواحل سے شمال کے دو دریاؤں کی سرزمین عراق تک پھیلی ہوئی ہے۔ میرا تعلق قوم عاد کے ایک قبیلے خلود سے ہے، تم نے ہم پر حملہ آور ان ابلیسی گماشتوں کو بھگا کر ہم پر بڑا احسان کیا ہے، میری تم سے استدعا ہے کہ تم ہمارے ساتھ ہمارے شہر تک چلو، اس طرح تمہاری معیت میں ہم ان بدی کی قوتوں سے محفوظ رہ کر لوٹ جائیں گے، دوسرے وہاں ہمیں تمہاری خدمت کا موقع ملے گا، دیکھو انکار نہ کرنا، یہی سمجھو کہ یہ ہم

پر تمہارا دوسرا احسان ہوگا۔''

یوناف نے کہا۔

''ہاں! میں تمہارے ساتھ چلوں گا اور تم لوگوں کو حفاظت سے تمہارے شہر پہنچا کر آؤں گا کہ بدی کی روک تھام اور نیکی کا پھیلاؤ ہی میری زندگی کا اولین مقصد ہے۔''

حلباد خوش ہوگیا اور کارواں دوبارہ آگے بڑھنے لگا۔

یافان جو اب صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا، ابھی تک اپنی بیٹی اریشیا کے ساتھ وہیں کھڑا تھا، دونوں باپ بیٹی اپنی شیطانی قوتوں کے ناکام لوٹنے پر غضب ناک اور فکر مند تھے اور شیطانی قوتیں ان کے قریب نیلے دھوئیں کی صورت میں بکھری ہوئی تھیں۔

کارواں جب ان دونوں باپ بیٹی کے پاس پہنچا تو یوناف نے پہلی بار غور سے اریشیا کی طرف دیکھا، وہ ابھی کم سن ہی تھی اور اپنی عمر کے اس حصے میں تھی جہاں بچپن اور جوانی ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں، وہ قوس قزح کی رنگین لہر، روشنیوں کے رنگا رنگ سیلاب اور بہتی سیال خوشبو جیسی حسین تھی۔ اس کا بھرا بھرا جوان گلابی جسم لعل بدخشاں جیسا تھا۔ اس کی چمکیلی پراسرار آنکھوں کی سحر کاری میں رنگین شام کے اندر بکھرتی ستاروں کی روشنی جیسا سماں تھا۔ اس کے چہرے پر کنوارے پن کی تازگی میں جھرنوں کی سی معصومیت، گیتوں کی دھیمی دھیمی آواز کا سا سرور اور رتاگری کے پھولوں جیسی کشش تھی۔ اس کے جسم کے بیدار ہوتے ذرے ذرے سے خانقاہوں سے اٹھتی سونفی مہک کی سی خوشبو آ رہی تھی۔ اریشیا اپنی ذات میں صحرا کا اچھوتا حسن اور خوبصورتی اور جذبات میں پگھلا ہوا ایک حسین ترین مرکب تھی۔

اسی لمحہ یوناف نے اپنی گردن پر ابلیکا کا لمس محسوس کیا۔ ساتھ ہی اس کی آواز بھی اس کے کانوں میں رس گھول گئی۔

''یوناف! یوناف!! میرے حبیب۔ جس چرمی خرجین میں تم یافان کا سر کاٹ کر لائے تھے، اس میں سے اگر یافان کے خون کے قطرے صحرا میں نہ گرتے اور تم اس کٹے سر کو خرجین سمیت یہاں دفن کر دیتے تو یافان سے ہمیشہ کے لیے چھٹکارا مل جاتا۔ پر ایسا نہیں ہوا، یافان کا خون اس چرمی خرجین سے گرا کر اس کی بیٹی اریشیا نے اپنے باپ کو پہلے سے بھی ہولناک بنا کر رکھ دیا ہے۔ گو اب یہ ہڈیوں کا ڈھانچہ ہے لیکن اس کی ساری حرکات

وسکنات عام آدمیوں جیسی ہوں گی۔ یہ اب زخمی سانپ کی طرح خطرناک ہوگا دیکھو! یہاں ان کے سامنے جم کر زور دار گفتگو کرنا۔ ان کے سامنے کمزوری کا اظہار نہ کرنا، میں تمہارے ساتھ ہوں۔''

اریشیا بڑے غور اور انہماک سے اپنے قریب کھڑے اونٹ پر حلباد کے پیچھے بیٹھے یوناف کی طرف دیکھ رہی تھی۔

یوناف نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''میں ہی وہ شخص ہوں جس نے تمہارے باپ یافان کا سر کاٹا، میں وہی ہوں جس نے ابھی تھوڑی دیر قبل تم دونوں کی نیلے دھوئیں کے اندر ظاہر ہونے والی شیطانی قوتوں کو زخمی اور ناکام کر کے تمہاری طرف لوٹا دیا ہے، تم دونوں غور سے سنو! جو ہو چکا ہے، اب اس معاملے کو تم دونوں نے اور بڑھانے کی کوشش کی تو میں اس سے بھی بڑھ کر تمہارے خلاف حرکت میں آؤں گا۔''

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں یافان کے ڈھانچے کے استخوانی ہاتھ حرکت میں آئے۔ اس نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیا۔ یافان کے اس ڈھانچے میں جہاں منہ اور دونوں آنکھوں کے بڑے بڑے سوراخ تھے وہاں آگ کے شعلے حرکت کر رہے تھے۔ حلباد اور بنو عاد کے لوگوں پر ایک سکتہ اور وحشت طاری تھی جنہوں نے یافان کو اس حالت میں دیکھ لیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ان کھولتے شعلوں کے اندر سے یافان کی ہولناک آواز سنائی دی۔ ''اے میرے جسم کے قاتل! کاش بحر شور کے کنارے اس خوفناک صحرا میں تیرے ساتھ بنو عاد کا یہ کارواں نہ ہوتا تو میں تجھے اس صحرا میں دفن کر دیتا۔ میرا جسم بے شک فنا ہو گیا پر میری روح اس وقت تک تیرے خلاف حرکت میں رہے گی، جب تک تو بدترین موت کے حوالے نہیں کر دیا جاتا۔''

پھر یافان نے اریشیا کا ہاتھ تھام لیا اور سب کے سامنے سے وہ اک ہیولے اور سراب کی طرح غائب ہو گئے۔

ان کے نظروں سے اوجھل ہو جانے پر حلباد نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

''اے ہمدرد اجنبی! یہ لڑکی اور اس کے ساتھ یہ ہولناک ہڈیوں کا ڈھانچہ کون تھے؟ اس کے منہ اور آنکھوں کے سوراخوں میں کیسے اور کیوں آگ کے شعلے متحرک تھے اور پھر وہ

ڈھانچہ جس نے اپنے اوپر لمبی سیاہ عبا ڈال رکھی تھی کیسے حرکت اور گفتگو کر رہا تھا؟''

یوناف نے کہا۔

''میرے بزرگ! یہ مصر کا سب سے بڑا اور ہولناک جادوگر یافان ہے۔ میں نے اس کی گردن کاٹ دی تھی، پر یہ اپنی بیٹی کی اور اپنی شیطانی قوتوں کے سبب اس ڈھانچے میں بھی حرکت میں ہے۔ نیلے دھوئیں کے اندر جو شیطانی قوتیں تم لوگوں کے کارواں پر حملہ آور ہوئی تھیں وہ اسی یافان ہی کی تھیں''

حلباد نے مزید کچھ نہ کہا۔ وہ دنگ اور خوفزدہ ہو گیا تھا، پھر کارواں وہاں سے کوچ کر گیا۔

○

بحر شور اور پھر بحیرہ احمر کے ساتھ ساتھ سفر کرتے ہوئے بنو عاد کا وہ کارواں اپنے مرکزی شہر احقاف کے قریب جا پہنچا۔

یوناف نے دیکھا، شہر سے باہر بلند چٹانوں کے ایک سلسلے کے پاس انگنت لوگ جمع تھے۔ یوناف نے حلباد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''میرے بزرگ! یہ اس قدر لوگ تمہارے شہر کے باہر کیوں جمع ہیں؟''

حلباد نے کہا۔

''ان بلند چٹانوں کے اندر چٹانوں ہی کو تراش کر میری قوم نے ودہ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر، صمود اور ہلتار کے بت بنا رکھے ہیں۔ لوگ ہر روز یہاں جمع ہوتے اور ان کی عبادت کرتے ہیں۔''

یوناف نے پوچھا۔

''مگر ودہ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر تو قدیم بت ہیں اور ان کی اصلیت و ابتدا سے میں خوب واقف ہوں پر یہ صمود اور ہلتار کیا ہیں؟''

حلباد نے کہا۔

''یہ دونوں میری قوم کے بزرگ اور نیک انسان تھے اور ان کے مرنے پر میری قوم نے ان کے بت بنا کر ان کی بھی پوجا شروع کر دی تھی''

یوناف خاموش رہا۔ اس دوران اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ایک شخص کہ جس کی داڑھی بڑی رنگ سرخ و سفید اور چہرہ انتہائی وجیہ اور خوبصورت تھا، ایک چٹان کے اوپر نمودار ہوا اور وہاں جمع قوم عاد کے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''اے میری قوم! اپنی جسمانی طاقت[1] اور حکومت کے جبروت پر گھمنڈ نہ کرو بلکہ خدا کا شکر ادا کرو کہ اس نے تم لوگوں کو یہ نعمت عطا کی، قوم نوحؑ کی تباہی کے بعد تم لوگوں کو خدا نے زمین کا مالک بنایا۔ خوش عیشی، فارغ البالی اور خوشحالی عطا کی لہٰذا اس کی نعمتوں کو نہ بھولو اور خود ساختہ بتوں کی پرستش سے باز رہو جو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ کوئی دکھ دے سکتے ہیں، موت و زیست، نفع و ضرر سب خدا، ایک واحد خدا کے ہاتھ میں ہے۔

اے میری قوم!

میں جانتا ہوں کہ تم ایک عرصہ سے خدا کی نافرمانی اور سرکشی میں مبتلا ہو مگر آج بھی اگر تم لوگ توبہ کر لو۔ اس سے مغفرت چاہو اس کی طرف رجوع کرو تو وہ تمہیں معاف کر دے گا۔

تقویٰ اور طہارت کی زندگی اختیار کرو۔ وہ تم لوگوں کو عزت اور سرفرازی عطا فرمائے گا۔

اے میری قوم!

میں اپنی اس تبلیغ کا تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو میرے خدا کے پاس ہے، مجھے تمہارے مال و دولت، ریاست و حکومت سے کوئی غرض نہیں۔

میرا مقصد اپنے خدائے واحد کے احکام کی پیغامبری ہے۔''

یوناف نے دیکھا اس بولنے والے کو خاموش ہو جانا پڑا تھا کیونکہ لوگوں کے ہجوم میں سے اس پر طرح طرح کے آوازے کسے جانے لگے تھے۔

ایک نے بلند آواز میں کہا۔ ''اے ہودؑ! تو ہمارے پاس ایک دلیل بھی نہیں لایا اور تیرے کہنے پر ہم اپنے خداؤں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ ہی تم پر ایمان لانے والے ہیں۔''

۱۔ قوم عاد کا دعویٰ تھا کہ مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّۃ (طاقت میں ہم سے بڑھ کر کون ہے!)

کسی دوسرے نے چلا کر کہا۔ ''ہم اس ڈھونگ میں آنے والے نہیں کہ تجھے تیرے خدا کا رسول مان لیں اور اپنے خداؤں کو چھوڑ کر یہ یقین کر لیں کہ وہ خدائے اکبر کے سامنے سفارشی نہ ہوں گے۔''

جب لوگ خاموش ہوئے تو بزرگ ہودؑ نے پھر کہنا شروع کیا۔

''اے لوگو!

میں تم پر بڑے دن کے عذاب کے آنے سے ڈرتا ہوں کہ کہیں تم اس کے مستحق نہ ٹھہر جاؤ۔''

لوگوں کے ہجوم میں سے ایک نے پھر چلاتے ہوئے کہا۔ ''اے ہودؑ! ہم تیری ان روز روز کی نصیحتوں سے تنگ آ گئے ہیں اور اب یہ ہم سے سنی نہیں جاتیں، اگر تو واقعی اپنے قول میں سچا ہے تو وہ عذاب جلد لے کر آ تا کہ ہمارا قصہ پاک ہو جائے۔''

کسی اور نے بلند آواز میں کہا۔ ''پس تو لا ہمارے پاس اس شے کو جس کا تو ہم سے وعدہ کرتا ہے، اگر تو واقعی سچوں میں سے ہے۔''

اس ہستی نے بلند آواز میں لوگوں کی ان آوازں کے جواب میں کہا۔

''بلاشبہ تمہارے پروردگار کی جانب سے تم پر عذابِ غضب آ پہنچا ہے۔''

اے میری قوم!

کیا تم مجھ سے ان من گھڑت ناموں (بتوں) کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو جنہیں تم نے اور تمہارے باپ داداؤں نے گھڑ لیا ہے کہ جن کے بارے میں تمہارے پاس خدا کی کوئی حجت نہیں آئی۔ پس تم عذاب الٰہی کا انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔''

وہ شخص جو حضرت ہودؑ تھے۔ ایک مایوسی کے عالم میں اس چٹان سے اتر کر چلے گئے۔

یوناف نے حلباد کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

''میرے بزرگ! یہ تبلیغ کرنے والی ہستی کون ہے۔ بخدا اس نے وہی باتیں کی ہیں جو آدمؑ کے بیٹے شیثؑ، ادریسؑ اور نوحؑ کیا کرتے تھے۔''

حلباد نے چٹان سے اتر کر جانے والے اس روشن چہرے والے مبلغ کی طرف دیکھتے

ہوئے جواب دیا۔

''ان کا نام ہودؑ ہے۔ یہ خدا کے فرستادہ اور نبی ہیں۔ ادریسؑ اور نوحؑ کی طرح۔ ان کا تعلق میرے قبیلے خلود سے ہے اور ہم لوگ اپنے قدیم ترین بزرگ عاد کے بیٹے ثمود کی نسل سے ہیں۔ اس لیے ہم ثمودی اور خلودی بھی کہلاتے ہیں۔ خلود بھی ہمارا ایک بزرگ تھا جو ثمود ہی کی نسل سے تھا۔ ہمارے قبیلے کے کچھ لوگ ہودؑ پر ایمان لا چکے ہیں اور ان کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں، ان ایمان والوں میں خلود قبیلے کے اور بہت سے لوگ بھی شامل ہیں، ہماری قوم عاد اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں کی پوجا کرتی ہے جبکہ ہودؑ اپنی قوم کو اس بت پرستی سے روکتے ہیں اور صرف ایک خدا کی عبادت کی تلقین کرتے ہیں۔''

حلباد رکا، پھر اس نے مزید کہا۔

''میں ڈرتا ہوں، کہیں ہودؑ کی بات نہ ماننے پر میری قوم کسی عذاب اور قہر خداوندی میں مبتلا نہ ہو جائے۔''

یوناف نے کہا۔

''مجھے ہودؑ جو خدا کے نبی ہیں، کے پاس لے چلو۔ مجھے ان سے ملاؤ، میں ان پر ایمان لاؤں گا اور یہاں سے مصر کی طرف کوچ کر جاؤں گا۔''

حلباد نے کہا۔

''کیا تم میرے ہاں ایک معزز مہمان ایک عظیم محسن کی حیثیت سے رکو گے نہیں؟ دراصل ہماری قوم پچھلے کئی سال سے ہودؑ کی نافرمانی کے باعث خشک سالی اور قحط کا شکار ہے، تمہارے یہاں رہنے سے مجھے حوصلہ ہو گا۔''

یوناف نے کہا۔

''میرے بزرگ! میں ضرور تمہارے پاس رکتا۔ پر تم جانو، میرا واسطہ مصر میں کن شیطانی قوتوں سے ہے، مجھے فوراً یہاں سے مصر جانا چاہیے۔ ایسا نہ ہو یافان کی وہ شیطانی قوتیں جو اس کے جسمانی پنجر کو حرکت میں لا رہی ہیں یا اس کی بیٹی اریشیا، میری بیوی یا اس کی ماں اور بھائی کے خلاف حرکت میں نہ آ جائیں، میں مصر میں رہ کر ان کا استیصال کر سکوں گا۔ امید ہے آپ میری مجبوریوں کو سمجھ گئے ہوں گے۔''

جواب میں مطمئن انداز میں حلباد مسکرا دیا، پھر وہ یوناف کو لے کر ہودؑ کی طرف چل

پڑا۔

○

عارب ، بیوسا اور نبیطہ ایک اور شمالی ایران کی سلطنت میڈیا کے مرکزی شہر اگبتانا[1] میں داخل ہوئے۔ یہ سلطنت مغرب میں کوہستانِ زوگراس، جنوب میں پارس کی سلطنت، شمال میں کوہستانِ ایلبرز اور مشرق میں دشت کویر تک پھیلی ہوئی تھی۔

عارب، بیوسا اور نبیطہ اگبتانا شہر کے وسط میں ایک سرائے کے اندر داخل ہوئے، تینوں سیدھے سرائے کے اصطبل کے عین سامنے اس جگہ اپنے گھوڑوں سے اترے جہاں سرائے کا مالک بیٹھا ہوا تھا۔

سرائے کے مالک کو مخاطب کرتے ہوئے عارب نے کہا۔''میرا نام عارب ہے اور یہ دونوں میری بہنیں ہیں، بیوسا اور نبیطہ۔ ہم کچھ عرصہ یہاں اگبتانا شہر میں قیام کرنا چاہتے ہیں، کیا اس سرائے میں کوئی کمرہ مل جائے گا؟''

سرائے کے مالک نے کہا۔

''میرا نام دیوکس ہے، تم تینوں جب تک چاہو میری سرائے میں قیام کر سکتے ہو۔ وہ دائیں ہاتھ والا کمرہ خالی ہے، تم تینوں اس میں ٹھہر سکتے ہو، تم لوگوں نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ تم کہاں سے آئے ہو اور کدھر جاؤ گے؟''

عارب نے کہا ''ہم تینوں سومیریوں کے شہر اریدو سے آئے ہیں، یہاں کچھ عرصہ قیام کریں گے۔ اس کے بعد کہیں اور کا رخ کریں گے، ہماری زندگی کا مقصد ایک خاص کام کے لیے جگہ جگہ گھومنا اور اس کی تشہیر کرنا ہے۔''

''کیا تم تینوں میہاں میرے پاس بیٹھنا پسند کرو گے؟ میں یہیں تم تینوں کے لیے کھانا منگواتا ہوں، میں تم لوگوں سے بہت کچھ سننا پسند کروں گا۔ سومیریوں اکاریوں اور آشوریوں اور ان کے رہن سہن کے طریقوں کے متعلق۔''

[1] آجکل اس شہر کا نام ہمدان ہے۔ قدیم دور میں عربوں نے اسے آمدانہ، جنوب کے پارسیوں نے ہگمتان اور پرانے یونانیوں نے اسے اکبتانا کہہ کر پکارا [illegible]

عارب بیوسا اور نبیطہ اس کے سامنے خالی نشستوں پر بیٹھ گئے، پھر عارب نے دیوکس سے پوچھا۔''پہلے تم ہمیں میڈیا کی اس سلطنت کے متعلق تفصیل سے بتاؤ کہ یہ کیسے قائم ہوئی؟

اس کا بانی کون تھا؟ آجکل اس کا حکمران کون ہے اور اپنی رعایا کے ساتھ وہ کیسا ہے؟''

دیوکس نے کہا۔

یہاں کے لوگ آریائی[1] نسل سے ہیں۔ یہ لوگ چراگاہوں کی تلاش میں پامیر سے چل کر اس سرزمین میں داخل ہوئے۔ شروع شروع میں یہ لوگ بخارا اور سمرقند میں آباد ہوئے، وہاں کے حالات ساز گار ہوئے تو ایران کا رخ کیا۔ اس وقت یہ مختلف قبائل میں منقسم تھے۔ ایران میں داخل ہونے کے بعد یہ قبائل دو حصوں میں بٹ گئے۔ ایک گروہ شمالی ایران میں اور دوسرا گروہ جنوبی ایران کے علاقے پارس میں آباد ہو گیا۔ شمال میں آباد ہونے والوں نے میڈیا اور جنوب میں آباد ہونیوالوں نے سلطنت پارس کی بنیاد رکھی، پر شروع شروع میں یہ لوگ بغیر کسی حکمران کے قبائلی زندگی بسر کرتے رہے۔ کھیتی باڑی اور ریوڑ چرانے کے ذریعے اپنی گزر اوقات کرتے رہے۔ میڈیا کی سلطنت کی ابتدا پہلے ہوئی۔ ان کے ہمسائے میں کوہستانِ زوگراس کے مغرب میں عرب کے آشوری آباد تھے جو آئے دن کوہستانِ زوگراس عبور کر کے ان پر حملہ آور ہوتے رہتے تھے۔ ان حالات میں میڈیا کے اندر آباد ہونے والے آریاؤں نے اپنے سب سے بہادر اور زورآور جوان کا انتخاب کیا اور اسے اپنا بادشاہ بنا لیا۔ اس جوان کا نام کیومرث[2] تھا۔ یہ جوان کوہِ دماوند کے اوپر رہا کرتا تھا اور اس پہاڑ کے اوپر جنات کا بھی مسکن تھا، اس جوان کے بیٹے بھی اس کے ساتھ رہتے تھے۔ کیومرث نے جنات[3] کو مار مار کر کوہستان دماوند[4] سے بھگا دیا۔ لوگوں نے اسے اپنا بادشاہ بنا لیا۔

[1] آریائی نسل کے ان گروہوں نے چار ہزار قبل مسیح کے لگ بھگ پامیر سے نکل کر بخارا اور سمرقند کے راستے ایران کا رخ کیا۔ [2] کیومرث قدیم ایران کا پہلا بادشاہ تھا، یہ کیومرث بن مربن یافت بن نوح تھا، قدیم ایرانیوں نے اسے زرتشتی آدم کا نام بھی دیا ہے۔ [3] تاریخ ایران کے مؤلف پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ [4] جبل دماوند طبرستان کا ایک مشہور کوہستانی سلسلہ ہے۔

کیومرث کا ایک بیٹا سیامک بڑا خلوت پسند اور خاموش طبع تھا اور اپنا زیادہ وقت عبادت میں گزارتا تھا۔ ایک دن کوہستانِ دماوند پر وہ عبادت میں مصروف تھا کہ جنات نے ایک بڑی چٹان توڑ کر اس پر دے ماری اور سیامک مر گیا۔ اس طرح جنات نے کیومرث سے کوہستان دماوند کا اپنا ٹھکانہ چھن جانے کا انتقام لے لیا۔ کیومرث[1] سات سو برس تک زندہ رہا۔ اس کے بعد اس کے مرنے والے بیٹے سیامک کا بیٹا ہوشنگ حکمران بنا۔ آج کل یہی ہوشنگ میڈیا کا بادشاہ ہے۔

ہوشنگ پہلا شخص ہے جس نے آریاؤں کو درخت کاٹ کر مکان بنانے کی ترغیب دی اور غاروں کے بجائے لوگ مکانوں میں رہنے لگے۔ اس نے زمین سے سونا، چاندی اور لوہا نکلوایا۔ آبپاشی کے لیے کاریزیں بنوائیں۔ جانوروں کی پرورش کی۔ کتوں کو سدھایا جن سے جانوروں کا شکار کرنے کا کام لیا گیا اور اب لومڑیاں اور دوسرے جانور جو شکار کیے جاتے ہیں ان کی کھالیں تن ڈھانپنے کے کام آتی ہیں۔ بستیاں بسائی اور شہر آباد کیے گئے ہیں۔ رہن سہن کے لیے کچھ قوانین مرتب کیے گئے ہیں، اس بناء پر ہمارا یہ موجودہ بادشاہ پیش داد[2] کے نام سے مشہور ہے۔ ہمارے اسی بادشاہ کے دور میں پتھروں کو رگڑ کر آگ[3] پیدا کرنے کا فن معلوم ہوا جبکہ اس سے پہلے آگ مانگ کر لائی جاتی تھی اور محفوظ کر لی جاتی تھی، ہمارا یہ بادشاہ پچھلے دو سو سال[4] سے زیادہ عرصے سے ہم پر حکومت کر رہا ہے۔“

عارب نے اگبتانا[5] کی سرائے کے مالک ویوکس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ”ویوکس!

---

[1]۔ پروفیسر بدخشانی نے اس کا دورِ حکومت 700 برس ہی لکھا ہے جبکہ مورخ ابن خلدون نے اس کی عمر ایک ہزار برس تحریر کی ہے۔ [2]۔ اسی نسبت سے شروع شروع کے اس عہد کو پیش دادی عہد کہا گیا۔
[3]۔ اسی آگ کی نسبت سے ایک جشن منایا جاتا تھا جسے جشن سدہ کہا جاتا تھا۔ [4]۔ ماخوذ از تاریخ ہمدان بسلسلہ حماستہ ملی۔

[5]۔ اگبتانا (ہمدان) اس قدر مضبوط شہر تھا کہ اس کی سات فصیلیں تھیں۔ ہر فصیل کا رنگ جداگانہ تھا، پہلی فصیل سفید رنگ کے پتھروں کی تھی، دوسری سیاہ پتھروں کی، تیسری سرخ پتھروں کی، چوتھی دیوار کا رنگ اور پانچویں دیوار کے پتھروں کا رنگ آبی تھا، چھٹی دیوار کا رنگ روپہلی اور ساتویں دیوار کا سنہری تھا۔ ان سات دیواروں کے اندر بادشاہ کا قلعہ تھا۔ (تاریخ ایران از پروفیسر مقبول بیگ)

ہم ایک عرصے تک تمہاری اس سرائے میں قیام کریں گے۔ اس دوران تم ہمارے لیے ایسے لوگوں کو تلاش کرو جو قاتل اور بدکار ہوں اس کام کے لیئے ہم تمہیں اس قدر معاوضہ دیں گے جس کے سامنے تم اپنی سرائے کے اس کام کو حقیر اور کمتر خیال کرو گے۔“

ساتھ ہی عارب نے اپنے لباس کے اندر سے سنہری سکوں کی ایک تھیلی نکالی اور ویوکس کی گود میں ڈالتے ہوئے کہا۔ ”فی الحال اسے قبول کرو، جب تم ہمارا کام کرو گے تو ہم تمہیں ایسا نوازیں گے کہ تم اگبتانا کے امیر ترین آدمی ہو جاؤ گے۔“

ویوکس نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ ”اگر ایسی بات ہے تو میں تم لوگوں کے لیے ایسے ایسے جرائم پیشہ لوگ تلاش کر کے لاؤں گا کہ تم تینوں دنگ رہ جاؤ گے۔“

عارب نے کہا۔ ”اگر تم نے ایسا کر دکھایا تو میں تمہیں مال و دولت سے ایسا نوازوں گا کہ تم اور تمہاری آنیوالی نسلیں کچھ بھی نہ کریں تب بھی خوشحالی کی زندگی بسر کرتی رہیں گی۔“

ویوکس خاموش ہو گیا کیونکہ اس کے خدام کھانا لے آئے تھے، پھر وہ سب مل کر کھانا کھانے لگے۔

O

یوناف کی غیر حاضری میں اس کی بیوی شوطار کا بھائی ایک روز اپنے محل سے نکل کر دریائے نیل میں اترتی سیڑھیوں پر آیا تو اس نے دیکھا ممفس شہر کے بازار کی طرف سے ایک جوان تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی طرف آ رہا تھا۔ قدیفس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی، وہ اس کا دوست افریدوش تھا۔ وہ قدیفس کو دیکھتے ہی رک گیا اور ہاتھ کے اشارے سے اس نے قدیفس کو اپنی طرف بلایا۔ قدیفس اس کے قریب گیا تو افریدوش نے کہا۔

”قدیفس! قدیفس!! میرے دوست میرے ساتھ آؤ۔ ذرا ہٹ کر دریا کے کنارے بیٹھتے ہیں، میں تم سے ایک انتہائی اہم مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔“

قدیفس اس کے ساتھ ہو لیا۔ دونوں دریائے نیل کے کنارے ایک درخت تلے آ کر بیٹھ گئے۔ پھر افریدوش نے کہا۔

”قدیفس! میرے دوست اگر تم میرا ساتھ دو تو ہم دونوں مصر کی سب سے بڑی دولت حاصل کر سکتے ہیں۔“

قدیفس نے کہا

"کیا تم سمجھتے ہو میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا؟"
افریدوش نے کہا۔
"ایسی بات نہیں۔ میں صرف تمہاری طرف سے یقین دہانی چاہتا ہوں۔"
قدیفس نے کہا۔
"میری طرف سے مکمل یقین دہانی ہے اور میں ہر معاملے میں تمہارا ساتھ دوں گا۔"
افریدوش بولا۔

"تو پھر سنو! ہمارا موجودہ بادشاہ زوسر کل صبح اپنے ایک لشکر جرار کے ساتھ شمالی علاقوں کی تسخیر کے لیے روانہ ہو رہا ہے۔ اس کا وزیر اور مصر کا مانا ہوا طلسم گر امحوتپ بھی اس کے ساتھ جا رہا ہے، ان کی غیر موجودگی میں ہم دونوں مل کر ایسا کام کرتے ہیں جس سے ہمیں انگنت دولت ہاتھ آئے گی۔ سنو سنو قدیفس! زوسر نے سقارہ[1] کے میدانوں کے اندر ایک اہرام تعمیر کیا ہے جو پچھلے کئی ماہ سے بنایا جا رہا تھا، اب یہ اہرام تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ اس اہرام میں زوسر نے اپنے مال و دولت کے علاوہ گزشتہ چند ماہ کے دوران اپنے خاندان کے اندر مرنے والے افراد کی لاشیں بھی محفوظ کر کے وہاں رکھ دی ہیں۔"

"لوگوں کا کہنا ہے کہ زوسر کے وزیر امحوتپ نے ایک ایسا مسالہ تیار کیا ہے جسے اگر کسی لاش پر لگا دیا جائے تو وہ محفوظ رہتی ہے، لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس اہرام میں جس کے اندر زوسر نے اپنی دولت اور اپنے خاندان کی لاشیں محفوظ کی ہیں وہاں امحوتپ نے ایک طلسم ڈال دیا ہے لیکن میرا اس پر یقین نہیں اور نہ ہی میں اس کو تسلیم کرتا ہوں، اس طلسم کی وجہ سے لوگ سقارہ کے میدانوں میں اس اہرام کی طرف جاتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ اس اہرام کے پاس سے گزر کر جو راستے شمال کی طرف جاتے تھے وہ اب بند ہو گئے ہیں اور لوگوں پر ایسی دہشت جم گئی ہے کہ وہ اس اہرام سے میلوں دور رہ کر گزرتے ہیں۔"

"میں چاہتا ہوں میں اور تم کل رات اس اہرام میں داخل ہوں اور وہاں سے جس قدر دولت ہم دونوں اٹھا سکیں وہ وہاں سے نکال کر نیل کے کنارے کسی خاص جگہ دفن کر دیں

۱۔ ممفس شہر سے باہر سقارہ کا ایک وسیع میدان ہے۔ اسی میدان کے اندر مصر کا سب سے پہلا اور زوسر کے عہد کا اہرام امحوتپ نے تعمیر کرایا تھا۔ اس میدان کے اندر سے کئی راستے گزر کر شمالی صحرائے سینا اور پیٹرا شہر کی طرف جاتے تھے۔

اور جب یہ معاملہ پرانا ہو جائے گا اور زوسر اور امحوتپ اس واقعے کو فراموش کر دیں گے تو وہ دولت نکال کر ہم اپنی مرضی سے کام میں لا سکیں گے۔"
قدیفس نے کہا۔

"اس معاملے میں پوری طرح تمہارے ساتھ ہوں اور دولت دفن کرنے کا کیا ہے۔ یہاں جس درخت تلے ہم اس وقت بیٹھے ہیں، اس کی سیدھ میں ذرا دریا کی طرف گہرا دفن کر دیں گے اور پھر میرے لیے ان دنوں ایک آسانی یہ بھی ہے کہ میری بہن شوطار کے شوہر یوناف ان دنوں گھر سے باہر ہیں اور میں کھل کر آزادی کے ساتھ تمہارا ساتھ دے سکوں گا ان کے ہوتے ہوئے میں ایسا نہ کر سکتا تھا کیونکہ میری حفاظت اور بہتری کی خاطر وہ مجھ پر گہری نگاہ رکھتے ہیں۔"
افریدوش نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"تو پھر ہم دونوں کل شام کے وقت کہاں ایک دوسرے سے ملیں کہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہو سکیں، سنو! سقارہ کے میدان میں بننے والے اس اہرام کے جنوب میں کسانوں کی ایک بستی ہے وہاں بھٹیاروں کی کچھ دکانیں بھی ہیں۔ رات کا کھانا ہم وہیں کھائیں گے اور اگر وہاں کے لوگوں نے ہم سے کچھ پوچھا تو کہہ دیں گے کہ ہم مسافر ہیں، تھیبس شہر کی طرف آئے ہیں اور شمال کی طرف جانا ہے، اس طرح جب رات گہری ہو جائے گی اور لوگوں پر نیند کا غلبہ ہونے لگے گا تو ہم اس بستی سے نکل کر اہرام کی طرف چل دیں گے۔ میں اپنے ساتھ اپنا گھوڑا اور سفر کا ضروری سامان ہمراہ لے آؤں گا تاکہ بستی والوں کو یقین ہو جائے کہ ہم مسافر ہی ہیں، تم اپنی ماں اور بہن سے یہ کہہ کر آ جانا کہ افریدوش کے ہاں دعوت ہے اور میں رات وہیں رہوں گا۔"
قدیفس نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میری ماں اور بہن کو کوئی اعتراض نہ ہوگا، میں انہیں یقین دلا کر آؤں گا کہ میں رات افریدوش کے ہاں ہی رہوں گا، سنو افریدوش! کل سورج غروب ہونے کے بعد میں تمہیں یہیں ملوں گا جہاں ہم اس وقت کھڑے ہیں۔"

پھر قدیفس اور افریدوش نے آپس میں مصافحہ کیا اور اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے گئے۔

دوسرے روز جب افق کے دریچے لال گوں ہونے لگے ماحول کا تپتا صحرا فضاؤں کے خاموش اشاروں سے بغل گیر ہونے لگا۔ طیور پیڑوں میں شام کا بسیرا کرنے کی خاطر نیل کے اوپر سے گزر کر درختوں کے بڑے بڑے جھنڈوں کا رخ کر رہے تھے۔ دریائے نیل کے اندر مچھلیاں پکڑنے والے ماہی گیر اپنے گھروں کا رخ کر رہے تھے، قدیفس اپنے سرخ پتھر کے محل سے نکلا اور نیل کے کنارے اسی درخت کی طرف بڑھا جس کے پاس اس نے افریدوش سے ملنے کا وعدہ کیا تھا۔ درخت کے قریب گیا تو دیکھا کہ افریدوش اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے وہاں درخت کے نیچے کھڑا تھا۔ قدیفس کے قریب آتے ہی افریدوش نے کہا۔

''قدیفس ! قدیفس !! میرے دوست تم بڑے اچھے وقت پر آئے ہوئے، مجھے زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑا، آؤ چلیں۔''

پھر وہ دونوں اپنے اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور وہاں سے کوچ کر گئے۔

کچھ دیر تک دونوں اِدھر اُدھر گھومتے رہے، جب شام خوب گہری ہوگئی تو وہ سقارہ کے میدانوں میں کسانوں کی ایک بستی میں داخل ہوئے، ایک بھٹیار خانے کے سامنے دونوں اپنے اپنے گھوڑوں سے اترے، انہوں نے دیکھا بھٹیار خانے کے اندر کسانوں کی بستی کے بہت سے لوگ بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ قدیفس اور افریدوش نے بھی اپنے گھوڑوں کو وہاں باندھا اور بھٹیار خانے میں داخل ہو گئے۔ دونوں نے کھانا کھایا اور کچھ دیر وہاں بیٹھے رہے۔ اس دوران ان کے قریب بیٹھے ہوئے ایک معمر شخص نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''تم دونوں مجھے مسافر لگتے ہو، کدھر سے آئے ہو اور کہاں جاؤ گے؟''

افریدوش نے کہا۔

''آپ کا اندازہ درست ہے، ہم مسافر ہیں، جنوب میں تھیبس شہر کی طرف سے آئے ہیں اور شمال میں پیٹرا شہر کی طرف جائیں گے تھوڑی دیر یہاں ستائیں گے پھر

کوچ کر جائیں گے۔''

اس بوڑھے نے انہیں متنبہ کرنے کے انداز میں کہا۔

''ان میدانوں کے اندر زوسر اور امحوتپ نے جو اہرام بنایا ہے اس سے دور رہ کر سقارہ کے میدانوں کے مغربی کناروں کے ساتھ ساتھ شمال کی طرف بڑھنا، ان راستوں کو استعمال نہ کرنا جو سقارہ کے میدانوں میں شمال کی طرف جاتے ہیں۔''

اس بوڑھے کی گفتگو میں دلچسپی لیتے ہوئے افریدوش نے پوچھا۔

''آخر ہم ایسا کیوں کریں اس کی کوئی وجہ بھی تو ہوگی نا!''

اردگرد بیٹھے لوگ بھی ان کی گفتگو توجہ سے سننے لگے تھے۔ بوڑھے نے کہا۔

''حالات میں اب تبدیلی آگئی ہے، ہمارے بادشاہ زوسر اور اس کے وزیر امحوتپ نے سقارہ کے ان میدانوں میں ایک اہرام تعمیر کیا ہے جو کسی پہاڑ کی طرح بلند ہے۔ اس اہرام میں زوسر نے اپنی دولت اور اپنے خاندان کی لاشیں رکھی ہیں۔ ان لاشوں کو ایسا مسالہ لگایا گیا ہے جس کی وجہ سے اہرام کے اندر کی لاشیں اور دولت محفوظ ہے کیونکہ اس طلسم کی وجہ سے اس اہرام میں داخل ہونا تو دور کی بات کوئی اس کے قریب سے بھی نہیں گزر سکتا۔''

اس بار قدیفس نے کہا۔

''میں سمجھتا ہوں یہ ساری سنی سنائی من گھڑت افواہیں اور بے بنیاد بے حقیقت حکایتیں ہیں۔''

بوڑھے نے چونک کر خوفزدہ انداز سے کہا۔

''نہیں نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ یہ کوئی من گھڑت افواہ یا بے حقیقت حکایت نہیں ہے۔ یہ ایک سچائی ہے جس کی ان علاقوں کا ہر باسی گواہی دے گا۔ بڑے بڑے سورماؤں نے اس اہرام میں دولت کے لالچ میں داخل ہونے کی کوشش کی مگر کوئی بھی اس میں کامیاب نہ ہوا اور اگلے روز ایسے ہر شخص کی لاش اہرام سے دور کھلے میدانوں میں پائی گئی اور ان لاشوں کی حالت ایسی ہوگئی تھی، جیسے انہیں کسی بھوکے درندے نے بھنبھوڑ کر رکھ دیا ہو، اب تک ایسے چار جوان اس طلسم کا شکار ہو چکے ہیں۔''

بوڑھے نے اپنی آواز میں اور زیادہ دھیما پن اور راز داری پیدا کرتے ہوئے کہا۔

''اے اجنبی جوانو۔ سنو! وہ چار جوان جو اس طلسمی عفریت کا شکار ہوئے، ان کے متعلق

یہاں کے لوگوں کا خیال ہے کہ وہ چاروں ہی فوق البشر حیثیت اختیار کر گئے ہیں اور وہ بھی اب اس عفریت کی طرح اس اہرام کی حفاظت کرتے ہیں۔ گو وہ چاروں مر گئے تھے لیکن ان میں سے دو کو یہاں کے لوگوں نے بستی کے باہر سقارہ کے میدانوں میں کئی بار ایک ہیولے اور ایک جھلک کی صورت میں دیکھا ہے۔ ان چاروں میں سے دو کی گردنیں اس طلسمی عفریت نے ان کے دھڑ سے علیحدہ کر دی تھیں اور دو کو بری طرح زخمی کر کے مار دیا تھا، یہاں کے اکثر لوگوں کا اب خیال ہے کہ جن دو کی گردنیں علیحدہ ہو گئی تھیں وہ دونوں تو ختم ہو گئے تھے، لیکن جو دو صرف زخمی ہو کر مر گئے تھے، وہ دونوں فوق البشر حیثیت اختیار کر کے اس طلسمی عفریت کی طرح نہ صرف اہرام کی حفاظت کرتے ہیں بلکہ وہ اردگرد کی بستیوں میں بھی رات کے وقت داخل ہو کر لوگوں کو مار کر اور ان کا خون پی کر ایک نئی وحشت پھیلانے لگے ہیں، اب تک ہماری بستی کی دو عورتیں ان لوگوں کے عذاب اور قہرمانیت کا شکار ہو چکی ہیں۔

سنو!

اب تک جو یہ چار آدمی مارے جا چکے ہیں، ان چاروں کی لاشیں ہماری بستی والے اٹھا کر لائے تھے اور انہیں ہم نے دفن کر دیا تھا لیکن جب ان میں سے دو کو لوگوں نے رات کے وقت ایک عفریت کی صورت میں اپنی بستی کے اندر دیکھا اور پھر چند دن کا وقفہ رکھ کر انہوں نے بستی کی دو حسین ترین عورتوں کو مار کر رات کے وقت ان کا خون پی لیا تو لوگوں کو ان کے متعلق تشویش ہوئی، پھر بستی کے لوگوں نے ان چاروں کی قبریں کھود کر دیکھا اور یہ سن کر تم حیران ہو گے کہ جن دو کی اس طلسمی عفریت نے گردنیں الگ کر دی تھیں، ان کی لاشیں تو قبروں کے اندر تھیں، وہ دو جو صرف زخمی ہو کر مر گئے تھے، ان کی لاشیں قبروں سے غائب تھیں۔''

افریدوش نے چند ثانیوں تک سوچنے کے انداز میں اپنی گردن کو جھکائے رکھا، پھر اس نے کہا۔

''پہلے اگر ہم نے سقارہ کے میدانوں سے ہٹ کر گزرنا تھا تو اب ہم ضرور امحوتپ کے بنائے ہوئے اس اہرام کے پاس سے گزر کر شمال کی طرف جائیں گے۔''

بوڑھے نے ڈری ڈری آواز میں کہا۔

''ایسا مت کرنا۔ اگر اپنا نہیں تو اپنے ماں باپ پر ہی رحم کھاؤ اور اہرام سے پہلو تہی کر کے شمال کی طرف نکل جاؤ۔''

افریدوش نے ایک عزم سے کہا۔

''اے میرے بزرگ! آپ دیکھیں گے کہ ہم دونوں امحوتپ کے طلسم کو توڑتے ہوئے شمال کی طرف چلے جائیں گے۔''

بوڑھا بچارہ خاموش ہو گیا، پھر تھوڑی دیر بعد اس نے افریدولش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''ہم لوگ ایک وفد کی صورت میں امحوتپ کے پاس گئے تھے اور اس سے التجا کی تھی کہ وہ ہمیں ان دو جوانوں کے عذاب اور قہرمانیت سے بچائے جو اس کے طلسمی عفریت سے زخمی ہو کر فوق البشری صورت اختیار کر کے خود بھی عفریت بن گئے تھے، پر امحوتپ نے ہماری التجا پر کوئی توجہ نہ دی، صرف اس نے لوگوں کو یہ تنبیہ کر دی کہ اہرام کی طرف کوئی نہ جائے، اب سقارہ کا یہ اہرام اردگرد کے لوگوں کے لیے خوف اور دہشت کی شکل اختیار کر گیا ہے۔''

افریدوش نے کہا۔

''امحوتپ نے لوگوں کو بے وقوف بنا رکھا ہے اور اب ہم لوگوں کو مزید حماقت کا شکار نہ ہونے دیں گے۔''

افریدوش اور قدیفس دونوں اٹھے، بھٹیار خانے سے باہر آ کر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور وہاں سے کوچ کر گئے۔ بھٹیار خانے کے اندر بیٹھے لوگ ان کے متعلق کھسر پھسر کر رہے تھے۔

○

رات گہری ہو گئی تھی۔

ہر شے سلگتے رازوں اور ویران مرقدوں کی طرح یوں خاموش اور چپ تھی جیسے ان کے مقدر کا خدا سو گیا ہو، صحرائی رات کی اس گہری خاموشی میں چاندنی رات اپنی تمام تر نگینیوں، دلفریبیوں اور رعنائیوں کے ساتھ پھولوں کی مہک اور آبشاروں کے ترنم کی طرح

ہر چیز سے بغل گیر تھی۔

افریدولیش اور قدیفس اپنے گھوڑوں پر سوار بڑی تیزی سے احوتپ کے طلسمی اہرام کی طرف بڑھ رہے تھے، ابھی وہ اہرام سے کچھ دور ہی تھے کہ انہیں فضا کے اندر ہولناک آوازیں سنائی دیں، ایسی آوازیں جیسے زرد آنکھوں والے بے شمار چیتے یکبارگی غرائے ہوں یا ان گنت زہریلے اژدہے اپنی بھیانک آوازوں میں کراہ اٹھے ہوں۔ افریدولیش اور قدیفس کا گھوڑا یوں بدک اٹھا جیسے اس کے حواس پر کسی نے خوف وہراس کا ایک طوفان برپا کر دیا ہو، گھوڑا آگے کی طرف بھاگتے بھاگتے رک گیا۔ اس سنسان وژولیدہ اور جہنمی صحرا کے اندر ایک بار پھر ویسی ہی قیامت مچا دینے والی اور حشر برپا کر دینے والی بھیانک آواز سنائی دی۔

ایسا لگتا تھا کہ خون آشام تلوار جیسی تیز آوازیں افریدوش اور قدیفس کو آگے نہ بڑھنے کی تنبیہ کر رہی ہوں، اس موقع پر قدیفس نے افریدوش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”افریدوش! میرے دوست!! یہ بھیانک اور ہولناک آواز جو دوبار اپنی پوری طوفانی شدت کے ساتھ سقارہ کے ان ریگزاروں میں ہمیں سنائی دی ہے، اس سے میرا دل دہل گیا تھا، میرے ذہن کی رگیں پھٹنے لگی ہیں اور میرا ضمیر مجھے ملامت کرنے لگا ہے۔ افریدولیش! افریدوش!! یہ آواز کوئی عام سی اور معمولی آواز نہیں ہے، میرا دل کہتا ہے اس بستی کے بھٹیار خانے میں اس بوڑھے نے جو ہمیں باتیں بتائی تھیں، وہ سچ اور حقیقت ہیں، ابھی کچھ نہیں بگڑا میرے دوست! اپنے گھوڑے کو بستی کی طرف موڑ لو کہ یہاں سے بھاگ چلیں، میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اہرام کے اندر احوتپ نے ضرور کوئی طلسم ڈال رکھا ہے۔“

افریدولیش کچھ کہنے ہی والا تھا کہ گھوڑا ایسا بدکا کہ وہ خود بخود مڑا اور بستی کی طرف بھاگ کھڑا ہوا، اب وہ گھوڑا ان دونوں کے بس سے باہر ہو کر واپس بھاگ رہا تھا، اچانک افرودلیش اور قدیفس کو ایسے لگا جیسے کوئی زلزلہ برپا ہونے لگا ہو۔

اچانک بستی کی طرف بھاگتا ہوا گھوڑا دولتیاں جھاڑنے لگا، پھر وہ ان دونوں کو اپنی پیٹھ سے گرا کر بھاگ گیا۔ افریدولیش اور قدیفس بھی تیز رفتاری سے بستی کی طرف بھاگ اٹھے۔ اچانک ان دونوں نے محسوس کیا جیسے ان کے پیچھے کوئی نادیدہ ناشنیدہ قوت لگ گئی ہو، وہ ایسا محسوس کر رہے تھے گویا ان کے پیچھے شکست و ریخت اور بے روک و بے تحاشا

طوفان لگ گیا ہو، انہیں ایسا لگ رہا تھا جیسے ان کے تعاقب میں کوئی ایسی بھاری بھرکم چیز بھاگ رہی ہو جس کی وجہ سے زمین کا سینہ دہلا جا رہا ہو، وہ دونوں اپنے تعاقب میں، اندیشہ خون گشتہ، تباہ کن آندھی، وحشت و بربریت کی ستم آرائی، فنا کی تحریریں اور مایوسی کا اندھیرا بھاگتا ہوا محسوس کر رہے تھے، کسی کے بھاگنے کی زمینی دھمک لمحہ بہ لمحہ، آن کی آن ساعت کی ساعت، تیز سے تیز تر اور قریب سے قریب تر ہوتی جا رہی تھی، انہیں ایسا لگ رہا تھا جیسے ابھی کوئی ظلم کا قہر برساتا طوفان ان سے ان کے سانسوں کی آزادی چھین کر ان کے سروں پر موت بن کر پھیل جائے گا۔

تعاقب سمٹتا رہا۔

شیطانی قوتوں کی وحشت بے کراں، آرزوؤں کے سرسام کی طرح بڑھتی رہی، فضا کی بوجھل سانسیں اور صحرا کا سکوت اک قعرِ گمنامی، جوالا مکھی اور موت کی تلاش کا سماں پیش کرنے لگے تھے۔

اچانک افریدولیش اور قدیفس کو محسوس ہوا جیسے کوئی نادیدہ اور ان دیکھی طلسمی قوت ان کے سروں پر آ پہنچی ہو کیونکہ اس کے بھاگنے کی دھمک سے ان دونوں کے بھاگتے قدم لڑکھڑانے لگے تھے۔ جونہی ان دونوں نے مڑ کر دیکھا انہیں فضا کے اندر بیابانوں کے وحشیوں جیسی جلتی سلگتی آنکھیں اپنے تعاقب میں دکھائی دیں، انہیں کوئی ایسی شے دکھائی نہ دی تھی جس کے جسم کا وہ تعین کر سکیں، اب ان دونوں کی حالت بجلیوں سے کھیلنے اور طوفانوں سے لڑنے والے انسانوں جیسی ہو گئی تھی۔ تلخ حقائق کے سامنے جہاں ان دونوں کی تالیفِ قلوب کرنے والا کوئی نہ تھا، وہ دونوں تند طوفان میں شور کرتی خشک شاخوں کی طرح چیخ اٹھے۔

پھر دفعتاً افریدوش کو یوں لگا جیسے تعاقب کرتی کسی طلسمی قوت نے اسے اپنا تانبے کی طرح سخت منہ مارا ہو۔ قدیفس نے دیکھا افریدولیش زمین پر گر پڑا تھا اور وہ سراپا التجا بن کر قدیفس سے اپنے بچاؤ اور مدد کی التجا کر رہا تھا، ایسا لگتا تھا کوئی درندہ صفت چیز اسے بری طرح بھنبھوڑ رہی ہے اور دکھائی بھی نہ دے رہی تھی، قدیفس نے دیکھا افریدولیش کا حلقوم پھٹ گیا تھا اور اس کا خون سقارہ کے میدانوں کی ریت کو سرخ کرنے لگا تھا، قدیفس اس سے آگے کچھ نہ دیکھ سکا اور جس قدر تیزی سے بھاگ سکتا تھا وہ بستی کی طرف

بھاگ نکلا۔ حملہ آور طلسمی عفریت نے افریدوش کے جسم پر جگہ جگہ زخموں کے نشانات لگا دیے تھے۔ افریدوش کے جسم کی حالت ایسی ہوگئی تھی جیسے اسے گدھوں نے جگہ جگہ سے نوچ لیا ہو، صحرا میں ایک بار پھر فریاد کناں، کاٹ کھانے والی خاموشی بکھر گئی تھی۔

بستی کی طرف بھاگتے ہوئے قدیفس کو ایک بار پھر اچانک اپنے پیچھے اس عفریت کے بھاگتے بھاری قدموں کی آوازیں اور ہانپتی ہوئی سانسیں سنائی دینے لگی، قدیفس کی اپنے جسم کی باگوں، راسوں اور عنان و لگام پر اپنی گرفت ڈھیلی ہونے لگی تھی اس پر جنونی سی کیفیت طاری ہونے لگی تھی، وہ بلند اور اونچی آواز میں مدد کے لیے چیخنے چلانے لگا تھا اس کی آواز میں لٹے ہوئے کارواں جیسی رحم انگیزی اور قضا کو آواز دیتی خواب انگیز صداؤں جیسی ہو رہی تھی۔

اچانک قدیفس کے شانے پر کسی کا سخت منہ لگا اور وہ لڑھکنیاں کھاتا ہوا سقارہ کے میدانوں کی ریت پر گر گیا، پھر قدیفس نے محسوس کیا جیسے کسی درندے نے اسے پنجے مارے ہوں۔ اس کا بایاں شانہ بری طرح زخمی ہوگیا اور اس سے خون بہہ نکلا۔

قبل اس کے کہ وہ طلسمی عفریت قدیفس کو افریدوش کی طرح جھنجھوڑ کر مار ڈالتا، بستی کی طرف سے کچھ لوگ شور کرتے اور خوف و پریشانی کی ملی جلی آوازیں بلند کرتے ہوئے اس کی طرف آ نکلے۔

قدیفس نے محسوس کیا کہ بستی کے لوگوں کے آنے کی وجہ سے وہ عفریت بھاگ گیا تھا۔ اس طرح اس کی جان بچ گئی۔

قدیفس پر ایسی دہشت اور خوف و ہراس طاری ہوا تھا کہ وہ بے ہوش ہوتے ہوتے بچا۔ تلواروں، برچھوں اور بھالوں سے لیس بستی والے وہاں پہنچ گئے تھے۔ ان میں وہ بوڑھا بھی شامل تھا جس نے بستی کے ہتھیار خانے میں افریدویش اور قدیفس کو اہرام کی طرف سے گزرنے سے منع کیا تھا۔ بستی کے لوگوں نے سہارا دے کر قدیفس کو اٹھایا وہ بیچارہ ایک مجرم کی طرح ان سب کی طرف دیکھ رہا تھا۔

اتنی دیر میں وہ بوڑھا لوگوں کے ہجوم سے نکلا اور قدیفس کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''میرا نام قبط ہے، میں نے تم دونوں کو سمجھایا تھا نا کہ اس اہرام کے قریب سے نہ

گزرنا، تم دونوں نے میری بات نہ مانی اور وہی ہوا جس کا مجھے خدشہ تھا، بستی کے لوگوں کو میں ہی اپنے ساتھ تم لوگوں کی مدد کے لیے لے کر آیا ہوں۔''

پھر بوڑھے قبط نے قدیفس کے زخمی شانے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''ایسا لگتا ہے الحوتیپ کے اس طلسمی عفریت نے تم پر حملہ کیا ہے؟''

قدیفس نے ہکلاتی اور لرزتی آواز میں کہا۔

''میرے بزرگ! تمہارا کہا درست ہے، ہمیں اس اہرام کی طرف نہ آنا چاہیے تھا، پر میرا ساتھی بہت ضدی تھا، وہ ہر صورت میں اہرام کی طرف جانا چاہتا تھا، میرے بزرگ! ہم نے تم سے جھوٹ بولا تھا کہ ہم مسافر ہیں، میں مصر کے سابق بادشاہ ضخیم کا بیٹا ہوں، میرا نام قدیفس ہے اور ہم لوگ ممفس شہر میں رہتے ہیں، ہمارا اصل مقصد اہرام میں داخل ہو کر وہاں سے دولت حاصل کرنا تھا، کاش میں نے اپنے ساتھی کی بات نہ مانی ہوتی، بستی کے ہتھیار خانے میں تم نے جو کچھ کہا تھا وہ حرف بہ حرف سچ ثابت ہوا، لالچ، حرص اور طمع نے میرے ساتھی پر غلبہ کر رکھا تھا، میں بھی اس کی ترغیب اور پھسلاوے میں آ گیا جس کا اس قدر بدترین خمیازہ ہمیں بھگتنا پڑا۔''

بوڑھے قبط نے تسلی آمیز انداز میں پوچھا۔

''تمہارا ساتھی کہاں ہے؟''

قدیفس نے کہا۔

''اس کا نام افریدوش تھا اور اسے اہرام کے اس طلسمی عفریت نے ختم کر دیا ہے، اس کا خاتمہ کرنے کے بعد ہی وہ عفریت میرے پیچھے آیا تھا، جب ہم سقارہ کے ان میدانوں میں داخل ہوئے تو اہرام کے اس طلسمی عفریت نے شاید ہمیں متنبہ کرنے کے لیے دو بار آواز نکالی تھی اور وہ آواز اس قدر ہولناک، مہیب اور ڈراؤنی تھی کہ ہم دونوں پر ہیبت اور اضطراری کیفیت طاری ہوگئی تھی۔ ہمارا گھوڑا ایسا بیخ پا ہوا کہ ہم دونوں کو اپنی پیٹھ سے گرا کر بھاگ گیا، جس وقت اس عفریت نے ہمارا تعاقب شروع کیا تو ایسا لگتا تھا اس کے قدموں سے زمین لرز رہی ہو۔ اس کی سانسوں کی آوازیں یوں سنائی دیتی تھی، گویا ان گنت تھکے ہوئے اور بھاگتے بیابانوں کے وحشی اپنی سلگتی آنکھوں اور پھولی سانسوں کے ساتھ کسی کے تعاقب میں لگ گئے ہوں۔ سقارہ کے ان میدانوں کے اندر مجھے یوں لگا گویا کسی مہیب اور

شورہ پشت قوم کے جنگ جوؤں نے اپنی پوری آتشزنی اور خونریزی کے ساتھ ہم پر حملہ کر دیا ہو۔''

بوڑھا قبط آگے بڑھا، اس نے قدیفس کے پھٹے ہوئے لباس سے تھوڑا سا کپڑا پھاڑ کر اس کے شانے کے زخم پر کس کر باندھ دیا، پھر اس نے قدیفس کو تسلی دینے کے انداز میں کہا۔

''اب تم ہمارے ساتھ بستی میں چلو، وہاں ایک طبیب ہے اس سے تمہارا ان زخموں کا علاج کراتے ہیں۔ جب تم ٹھیک ہو جاؤ تو اپنے گھر چلے جانا، سنو! وہ طبیب بہت سیانا اور اپنے کام میں مانا ہوا ہے۔ وہ تمہارے ان زخموں کو دنوں میں ٹھیک کر دے گا، بصورت دیگر یہ زخم تمہارے لیے مہلک اور خطرناک بھی ثابت ہو سکتے ہیں۔''

قدیفس ایسا گھبرایا ہوا تھا کہ اس نے منہ سے کچھ بھی نہ کہا اور چپ چاپ ان لوگوں کے ساتھ ہو لیا۔

قدیفس کو سقارہ کے میدانوں کی اس بستی میں لایا گیا اور ایک وسیع حویلی کے ایک کمرے میں اسے ایک نرم بستر پر لٹا دیا گیا، بستی کے لوگ تھوڑی دیر تک وہاں کھڑے رہ کر چلے گئے، جبکہ بوڑھا قبط قدیفس کی مسہری کے قریب بیٹھ گیا تھا، پھر قدیفس کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''پتھروں سے بنی یہ عمارت جس میں تمہیں لایا گیا ہے، اس بستی کا مشترکہ مہمان خانہ ہے، ایک جوان کو میں نے طبیب کو اس کے گھر سے بلانے بھیجا ہے، مجھے امید ہے تھوڑی دیر میں وہ یہاں پہنچ جائے گا، وہ بہت اچھا انسان ہے۔ تمہارے ان زخموں کو وہ چند ہی دنوں میں اچھا کر دے گا.........''

قبط کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ کمرے میں ایک بزرگ صورت بوڑھا داخل ہوا تھا، اس کے ہاتھ میں بکری کی کھال سے بنا ہوا ایک تھیلا تھا، قبط نے قدیفس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''لو طبیب بھی آ گئے، اب تمہارے زخموں کی تکلیف اور جلن جاتی رہے گی۔''

طبیب کو شاید سارے حالات کا علم ہو چکا تھا، اس لیے اس نے آتے ہی اپنا کام شروع کر دیا۔ قدیفس کے زخم پر پہلے سے بندھی ہوئی پٹی اس نے کھولی، زخم کو دھو کر

صاف کیا اور اس پر دوا چھڑک کر صاف پٹی باندھ دی، پھر اس نے پتھر کے ایک پیالے میں قدیفس کو ہرے رنگ کا ایک عرق پلایا جس سے قدیفس پر غنودگی طاری ہونے لگی، پھر وہ گہری نیند میں ڈوب گیا۔

○

دوسرے روز جب قدیفس کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا سورج کافی چڑھ آیا تھا اور دھوپ خوب گرم ہو گئی تھی، قبط اس کی مسہری کے قریب بیٹھا تھا، قبط نے اٹھ کر وہیں مسہری پر اس کا منہ ہاتھ دھلایا اور اسے کھانا دیا۔ جب قدیفس کھانا کھا چکا تو اس نے قبط سے پوچھا۔

''میرے بزرگ! آپ رات کو اپنے گھر نہیں گئے؟''

قبط نے کہا۔

''یہی مہمان خانہ میرا گھر ہے، میری بیوی یا بچے نہیں ہیں، میں اس مہمان خانے ہی کا خدمت گار ہوں جس کے صلے میں مجھے پیٹ بھر روٹی مل جاتی ہے، کھانا میں بستی کے بھٹیار خانے سے کھاتا ہوں، تمہارے لیے بھی وہیں سے لایا ہوں، ایسے سارے اخراجات بستی کے لوگ مل جل کر برداشت کرتے ہیں۔''

قدیفس نے توصیفی انداز میں قبط کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس بستی کا تو بہت اچھا انتظام ہے۔''

قبط نے اس بار خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''لیکن ایک برا کام بھی ہوا۔''

قدیفس نے چونک کر پوچھا۔

''وہ کیا؟''

قبط نے کہا۔

''میں آج جب بھٹیار خانے گیا تو وہاں پتہ چلا کہ آج سورج طلوع ہونے کے بعد کچھ نوجوان تمہارے ساتھی کی لاش تلاش کرنے گئے تھے لیکن ناکام لوٹ آئے ہیں، ان کو

تمہارے ساتھی افریدوش کی لاش کہیں نہیں ملی، جس طرف سے تم بھاگتے ہوئے آئے تھے، وہ اسی سمت تمہارے پاؤں کے نشانات کی رہنمائی میں گئے تھے، وہاں انہیں افریدوش کے پاؤں اور اس کے گرنے کے نشانات تو ضرور ملے ہیں لیکن اس کی لاش وہاں نہیں ملی اور نہ ہی اس جگہ خون کے دھبے ہیں۔ افریدوش کی لاش وہاں سے غائب ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ پہلے اہرام کے اردگرد کی بستیوں پر دو عفریت منڈلاتے تھے، اب ان کی تعداد دو سے تین ہو جائے گی اور یہ لوگوں کی تباہی اور بربادی کا باعث بنیں گی۔''

قدیفس نے چونک کر سہمے ہوئے انداز میں پوچھا۔

''میرے بزرگ! کیا تمہاری اس گفتگو کا مطلب یہ ہے کہ افریدوش بھی اہرام کے اس طلسماتی عفریت کے ہاتھوں مارے جانے کے باعث فوق البشری صورت اختیار کر جائے گا، اگر ایسا ہے تو پھر بڑا برا ہوگا۔ اس طرح تو وہ مجھ سے بھی انتقام لے گا کہ میں نے اس عفریت کے سامنے اس کی مدد نہ کی اور بھاگ گیا جبکہ وہ مجھے اپنی مدد کے لیے لگاتار آوازیں دیتا رہا تھا۔ وہ بڑا منتقم مزاج آدمی تھا۔ کاش! میں نے اہرام کی طرف آنے میں اس کا ساتھ نہ دیا ہوتا۔ کاش میں نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا ہوتا۔''

قبط نے غمزدہ انداز میں قدیفس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تمہارے اندیشے بھی درست ہیں، ممکن ہے افریدوش فوق البشری حیثیت اختیار کرنے کے بعد تم سے اس امر کا انتقام لے کہ تم نے اس طلسمی عفریت کے سامنے اس کی مدد کیوں نہ کی، بہر حال اگر تم میری مانو تو یہاں سے نکل کر فوراً اپنے گھر چلے جاؤ، جیسا کہ تم نے بتایا تھا کہ تم مصر کے سابق بادشاہ حسخیم کے بیٹے ہو تو میرا مشورہ ہے تم ممفس شہر جا کر امحوتپ سے سارا قصہ کہو۔ ہو سکتا ہے وہ تمہاری مدد پر آمادہ ہو جائے لیکن اس سے یہ نہ کہنا کہ تم اپنے ساتھی کے ساتھ اہرام کی دولت چرانے گئے تھے، ایسی صورت میں مجھے یقین ہے وہ تمہیں مروا دے گا، ایک دو روز یہاں رہو اور جب تم محسوس کرو کہ اس طبیب کے علاج سے تمہارا زخم ٹھیک ہونا شروع ہو گیا ہے تو تم یہاں سے چلے جانا۔''

قدیفس نے کہا۔

''ہاں۔ میں ایسا ہی کروں گا، میں اپنی ماں اور بہن سے بھی سارے حالات درست کہہ دوں گا۔''

قبط اٹھ کر باہر نکل گیا اور قدیفس بے چارہ گہری سوچوں میں کھو گیا۔

اسی روز رات کا کھانا کھانے کے بعد قدیفس بستی کے مہمان خانے میں اپنے بستر پر دراز تھا۔ دور کہیں صحرا کے اندر گھڑے کی تھاپ پر صحرائی لوگ نغمات کی برسات جیسا گیت گا رہے تھے، سنسان رات، گھڑے پر بجنے والے گیت کے علاوہ خاموشی تھی۔ چاند مدھم، آسمان چپ تھا، کالی صدیوں جیسی رات میں آسمان پر تیرتے بادل سایہ ابر گریزاں کی طرح ادھر ادھر بھاگ رہے تھے، گھڑے کی تھاپ پر ابھرتا گیت یوں لگ رہا تھا جیسے یورش افلاس کی ماری اور جینے سے بے زار مفلوک الحال دہقان زادیاں سرکش اور باغی الفاظ سے لکھے گئے زندگی کے آخری حزیں گیت گا رہی ہوں، بوجھل، ویران زندگی اور اس غم بستہ اداسی میں یوں لگتا تھا جیسے روز حساب آن پہنچا ہو۔

ایسے میں اپنے بستر پر لیٹے قدیفس نے دیکھا، اس کے کمرے کا دروازہ جو اندر سے بند تھا، طوفانی انداز سے کھل گیا، اسے یوں لگا گویا ان گنت بگولے اس کے کمرے میں داخل ہوئے اور ہر طرف ردی تمباکو کی سی سڑاند پھیل گئی، پھر کسی ماورائی قوت نے کمرے کا دروازہ پہلے کی طرح اندر سے بند کر دیا۔

اس کے ساتھ ہی اس نے دیکھا کہ کمرے کے فرش پر افریدوش نمودار ہوا، وہی افریدوش جو امحوتپ کے اہرام کے طلسمی عفریت کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ قدیفس نے دیکھا افریدوش کا لباس جگہ جگہ سے پھٹا ہوا اور خون آلود تھا، اس کے جسم پر زخم اور خراشیں تھیں۔ اس کا حلقوم پھٹا ہوا تھا اور سب جگہ خون جم کر خشک ہو چکا تھا۔

اپنے مر جانے والے دوست افریدوش کو اس حالت میں دیکھ کر قدیفس پر خود فراموشی طاری ہونے لگی، اس کا حلق کڑوا اور زبان بد ذائقہ ہو کر رہ گئی۔ اس کے دل کا تجسس، آنکھوں کی حیرت، روح کی کلپنا اور ذہن کا تحیر ایک لاوے کی طرح کھول اٹھا۔

قدیفس نے دیکھا افریدوش کی ویران آنکھوں میں ایک جلال تھا۔ اس کے چہرے پر ایک عجیب مسکراہٹ تھی، ایسی مسکراہٹ جس میں گھلاوٹ تھی نہ گرمی۔ اس کے چہرے پر سرخ شعلوں کے رقص جیسی اذیت کوشی اور بے چین شراروں کے خروش جیسی موت و حیات کی کشمکش کا سلسلہ تھا۔

چند ثانیوں تک ایک رحم انگیز استفسار کے ساتھ قدیفس اسے دیکھتا رہا، پھر اس نے غیر

متشکل سے جذبوں پر قابو پاتے ہوئے لرزتی اور بکھرتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

''افریدولیش !تم ،اس حالت میں یہاں؟ کیاتمہیں امحوتپ کے اس طلسمی عفریت نے ختم نہ کر دیا تھا اور کیا تم امحوتپ کے اس طلسمی عفریت کے ہاتھوں موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد ایک فوق البشری حیثیت اختیار کر گئے ہو؟ اے میرے عزیز دوست ! اگر ایسا ہے تو پھر یہ کیسی بدبختی ہے، اب نہ جانے کب تک تمہاری یہ حالت رہے گی اور تم سکون کو ترستے رہو گے؟''

قدیفس نے دیکھا افریدوش کی رگیں کھنچ سی گئیں۔ اس کا چہرہ تانبا ہو گیا، پھر اس کی شعلۂ بے باک، شورِ آہ و بکا اور شرارِ برق جیسی آواز عہد گم گشتہ کی لہروں کی تڑپ کی طرح کمرے میں بلند ہوئی۔۔۔''قدیفس ! قدیفس !! میرے دوست ! اس خزاں زدہ اور بریدہ رنگ زندگی میں صرف میں ہی نہ ہوں گا، اس حاصل حیات اور مصارف زندگی میں تم بھی میرا ساتھ دو گے۔ میں ظلمتوں کے نزول، سنگین رات اور خوابیدہ امنگوں جیسی زندگی میں اک عدد تتبائن بن کر نہ رہوں گا، بلند و بالا حیات کی شکنوں سے نکل کر اس انسانیت کش زندگی میں تمہیں بھی میرا ساتھ دینا ہوگا۔

قدیفس ، قدیفس !! تم مجھ سے ایکانت اور علیحدگی اختیار نہیں کر سکتے۔ یہ فاصلے ختم ہوں گے، تمہیں میرے زخموں کا مرہم اور میرے ساتھ پانی سے آگ بننا ہوگا۔''

افریدوش ذرا رکا پھر دوبارہ رات کے خنک ویران اندھیروں میں سمندر کی اٹھنے والی مہیب آوازوں کے سے انداز میں بولا۔۔۔'' قدیفس ! میرے دوست !! اس ناآسودہ زندگی کی آخری حدود کو میں اکیلا ہی کیوں چھوؤں۔ صحرا میں تپتے تنہا درخت کی طرح میں تنہا اپنا دل جلاتا ہوا یہ کفارہ کیوں ادا کروں۔ اس گہرے نیلے آسمان تلے حالات کی بے قراری و اضطراری، ابدیت کی گہرائیوں جیسی ناامیدیوں، بحر ذخار اور سیلاب کے ریلے جیسی طوفانی زندگی میں تمہیں بھی میرے ساتھ آگ و خون کا پیغام، مایوسی کی گھٹا اور اک جگہ خراش چیخ بن کر رہنا ہوگا۔

سن رکھ ! تیرا انکار میرے لیے باعث اشتعال ہوگا، اگر تو نے میری طرف بازدہی اور واپسی سے انکار کیا تو قسم ہے مجھے اقسام ازل میں عملاً و فعلاً تیرے خلاف حرکت میں آ جاؤں گا، پھر کوئی محجوب و پوشیدہ قوت بھی تیرے لیے نجات دہندہ بن کر میری راہ نہ

روک سکے گی۔ ان بادیہ، ان صحراؤں اور ان بیابانوں میں تجھے میرے ساتھ آوارہ وطن طیور کی سی زندگی بسر کرنا ہوگی۔''

قدیفس نے اپنی آنکھوں کے بھیگے موتی صاف کیے، پھر اس نے کھوکھلی سی آواز میں پوچھا۔

افریدوش ! میرے دوست !! میں کیونکر تمہارے ساتھ اس فوق البشر زندگی میں شامل ہو سکتا ہوں۔''

افریدوش نے کہا۔ ایسے ہی جس طرح فضاؤں کے اندر اُفق کے دریچوں پر تاریکی چھاتی ہے بلکہ یوں جیسے صحرا و بیابان کے اندر بعد الشرقین کو نظر انداز کر کے اپنے برگشتہ بختوں کو بسرام، سکھ اور آرام بخشنے کی خاطر اجالا اور تاریکی گلے ملتے ہیں بلکہ اسی انداز میں جس طرح میں زندگی کی وزنی زنجیریں اتار کر حروف اور قام کی طرح اس حالت میں داخل ہو گیا ہوں۔

میری طرح، ہاں میری طرح اپنے ویرانہ حیات کے گوشوں کو خون رنگ کرو، اک مصلحت اندیش شعور تب و تاب کے تحت اپنی ہی ذات پر موت بن کر کھیل جاؤ۔''

قدیفس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

''میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔''

افریدوش چند ثانیوں کو رکا۔ پھر وہ تانت کے باجے جیسی اداس اور غمگین آواز میں بولا۔

''قدیفس ! قدیفس !! میرے دوست سنو! اس کے لیے تمہیں میری طرح صرف ایک رات کی اذیت اور کرب برداشت کرنا ہوگا، جس طرح ہم دونوں امحوتپ کے اس طلسمی اہرام کی طرف گئے تھے اب تم ایک رات کے لیے اکیلے اس اہرام کی طرف جاؤ، اپنے آپ پر اس طلسمی عفریت کو حملہ آور ہونے کا موقع دو اور جب وہ میری طرح تمہارا حلقوم کاٹ کر تمہارا خاتمہ کر دے گا تو تم میرے ساتھ آ ملو گے، پھر ہم دونوں زمین پر بسنے والے ان لوگوں سے اپنی ناآسودگی کا انتقام لیں گے۔''

قدیفس کانوں پر ہاتھ رکھ کر چلا اٹھا۔

''نہیں نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا، میں تلواروں کی چھاؤں اور نیزوں کی بارش میں تو کھڑا ہو سکتا ہوں، میں خود اپنی زیست کی کشتی کے چپوار توڑ سکتا ہوں، میں خود اپنی ذات پر ضرب

لگا کر اسے موت میں ضم کر سکتا ہوں، پر اپنے آپ کو اس طلسمی عفریت کے حوالے نہیں کر سکتا۔

افریدوش نے کہا۔ ''یہ تمہاری بھول ہے، تمہیں ایسا کرنا ہو گا، میں تمہیں صرف ایک دن کی مہلت دیتا ہوں، اگر پھر بھی تم میری تجویز پر رضا مند نہ ہوئے تو میں تمہیں موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔''

پھر افریدوش وہاں سے کسی ہیولے اور دھوئیں کی مانند غائب ہو گیا جبکہ قدیفس اپنا سر جھکائے بستر پر بیٹھ کر گہری سوچوں میں کھو گیا۔

○

رات کی تنہائی اور خود فراموشی ختم ہو گئی تھی۔ اندھیروں کا مہیب سناٹا اور لامحدود خاموشی اپنی کم مائیگی و بے زری کا شکار ہو گئے تھے۔ تاروں بھرا نیلا آسمان اب صاف تھا۔ مشرق سے ڈھیلی روشنی نے ہر شے کو عیاں کر دیا تھا۔ پنکھڑیوں پر شبنم کے قطرے، جنگلی پھولوں کی پرانی مہک اور دریائے نیل کی پر سکون ہلکی ہلکی لہریں روشنی کے گیت گانے لگی تھیں۔ آوازوں کو ترستے سنسان صحرا اور ویران کھنڈر جاگ رہے تھے۔ ہر طرف زندگی کا رسیلہ پن بکھرنے لگا تھا کہ سورج طلوع ہو گیا تھا۔

قدیفس بھاگتا ہوا دریائے نیل کے کنارے اپنے محل میں داخل ہوا۔ ابھی وہ سیڑھیوں پر ہی تھا کہ اندر سے اس کی ماں بوران اور بہن شوطار بھاگتی ہوئی نکلیں اور اس کا پھٹا لباس اور زخمی شانہ دیکھ کر ٹھٹک گئیں، وہ اس سے کچھ پوچھنا چاہتی تھیں کہ قدیفس نے پہلے ہی ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''میں جانتا ہوں میری ماں اور بہن مجھ سے بہت کچھ پوچھنا چاہیں گی، پر یہاں سیڑھیوں پر نہیں، اندر چلو! میں بتاتا ہوں۔ میں ایک بہت بڑی افتاد سے گزر کر یہاں پہنچا ہوں۔ بدبختی ابھی تک میرے تعاقب میں ہے۔''

بوران اور شوطار خاموشی سے اس کے پیچھے ہو لی تھیں، تاہم وہ دونوں بے حد پریشان ہو گئی تھیں۔

قدیفس اپنے کمرے میں آ کر بیٹھ گیا اور جب بوران اور شوطار بھی دونوں اس کے سامنے آ کر بیٹھ گئیں تو قدیفس نے افریدوش کے ساتھ اخوتپ کے طلسمی اہرام کی طرف جانے، وہاں طلسمی عفریت کے ہاتھوں افریدوش کے مارے جانے، اپنے زخمی ہونے اور افریدوش کے فوق البشری ہیئت اختیار کرنے کے بعد اسے طلسمی عفریت کی طرف دوبارہ جانے اور اپنے آپ کو ہلاک کرا کے فوق البشری کیفیت اختیار کرنے کی افریدوش کی دھمکی سے متعلق تفصیل سے کہہ دیا۔

قدیفس کی باتیں سن کر شوطار بے چاری کی گردن یوں جھک گئی، جیسے اس کی زیست کے سارے موتی سمندر میں گر گئے ہوں، جیسے اس کی گرفت سے نکل کر ان گنت، ہیرے مٹی میں کھو گئے ہوں۔ دوسری طرف بوران بھی اپنے موتی کی تلاش میں روتی سیپ کی طرح اداس ہو گئی تھی۔

اپنی ماں اور بہن کو اُداس اور افسردہ دیکھ کر قدیفس نے کہا۔

''میرا دوست افریدوش ایسا لگتا تھا گویا وہ ایک خبیث روح کی سی صورت اختیار کر گیا ہو۔ وہ جرم کے مجسمے کی طرح غمگین و دلگیر تھا۔ وہ مر گیا تھا لیکن اب بھی وہ ناطق وجود رکھتا ہے، ایسا لگتا تھا، اس کا باطن بے کل ہو اور اس کے اندر فطرت کی پراسرار قوتیں جگہ پا گئی ہوں۔ اس کے لہجے میں معاندانہ کھنک اور آواز میں زہر بھرا ہوا تھا۔ کاش! میں اس کے ساتھ اخوتپ کے اس طلسمی اہرام کی طرف نہ گیا ہوتا۔ آہ! اب وہ مجھے ریت کے گھروندوں، بوسیدہ لکڑی کے محل، کچے دھاگوں اور لچکیلی ٹہنیوں کی طرح ختم کر کے میری لاش کو ایک اذیت خانہ بنا کر رکھ دے گا۔''

بوران نے پہلی بار لب کھولتے ہوئے کہا۔

''اے میرے بیٹے! تجھے کیا لالچ تھا کہ تو دولت کی ہوس میں اس کے ساتھ ہو لیا، تیرے پاس سب کچھ ہے، پھر تو نے کیوں اس کا ساتھ دے کر اپنے آپ کو ایک نئی اور تکلیف دہ الجھن میں مبتلا کر لیا ہے۔''

شوطار نے سمجھانے کے انداز میں کہا۔

''قدیفس! قدیفس میرے بھائی! تم نے کم از کم اس سے کچھ دن کی مہلت ہی لے لی ہوتی، ہو سکتا ہے اس دوران تمہارے بھائی آ جاتے اور ہمیں اس خباثت سے نجات مل

جاتی اور ....''

شوطار کہتے کہتے خاموش ہوگئی۔

اس نے دیکھا کمرے میں نیلے رنگ کی دھندسی داخل ہو رہی تھی، پھر وہ دھند بڑھتی چلی گئی، یہاں تک کہ اس دھند میں یافان نمودار ہوا، وہ پوری طرح سیاہ رنگ کی قبا میں چھپا ہوا تھا، اس کا چہرہ بھی ڈھکا ہوا تھا۔

پھر اچانک یافان کا استخوانی ہاتھ حرکت میں آیا اور اس نے اپنے چہرے سے نقاب الٹ دیا، اسے ہڈیوں کے ڈھانچے کی صورت میں اور اس کی آنکھوں اور منہ کے گڑھوں میں کھولتی، بپھرتی آگ دیکھ کر شوطار کے حلق سے ایک کربناک چیخ نکل گئی اور اس نے ہاتھوں سے چہرے کو ڈھانپ لیا۔

بوران اور قدیفس بھی خوفزدہ ہو گئے تھے۔ اسی دوران انہوں نے دیکھا اس نیلے دھوئیں کے اندر ہیولوں کی صورت میں شیطانی قوتیں نمودار ہوئیں وہ تعداد میں تین تھیں۔ ان کی آنکھیں اور چہرے جلتے الاؤ جیسے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں عجیب بد وضع سی تلواریں تھیں جن کی کیفیت تپتے ہوئے سرخ لوہے جیسی ہو رہی تھی۔ پھر ان شیطانی، ہیولوں نے آگے بڑھ کر وہ سرخ سلگتی ہوئی تلواریں جن سے دھواں اٹھ رہا تھا، بوران، شوطار اور قدیفس پر برسا دیں، اس کے ساتھ ہی شوطار، قدیفس اور بوران کی حالت ایسی ہوگئی جیسے ان کے جسم کا گوشت جل گیا ہو کیونکہ کمرے میں ان کی صرف ہڈیوں کے ڈھانچے رہ گئے تھے۔ یافان اس نیلی دھند کے اندر روپوش ہو گیا اور پھر وہ دھند کمرے سے باہر نکلنے لگی۔

O

یمن میں بنو عاد سے نکل کر یوناف دریائے نیل کے کنارے اپنی بیوی شوطار کے محل میں داخل ہوا۔

پہلے کمرے میں داخل ہوتے ہی دنگ رہ گیا، اس کمرے میں خادماؤں کی ہڈیوں کے ڈھانچے پڑے تھے، وہ دوسرے کمرے میں آیا جہاں شوطار، قدیفس اور بوران کے ڈھانچے پڑے ہوئے تھے۔

یوناف کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، اس کا چہرہ آزردہ، جسم خستہ د ماندہ اور آنکھوں میں خدشات بھرے تخیلات کی گرد اڑنے لگی تھی۔ اس کی حالت بے بس، شکستہ، پست و مضمحل اور ان پرانی زنجیروں کی سی ہوگئی جن کے آپ سے آپ ٹوٹنے کا وقت آ گیا ہو اور اس گرم دوپہر کی طرح اس کا چہرہ فق ہو کر رہ گیا۔

محل سے نکل کر یوناف نیل کے کنارے سیڑھوں پر آ کر بیٹھ گیا۔ تیز ہوائیں، درختوں پر چیخ رہی تھیں۔ یوناف کی گردن جھکی ہوئی تھی جیسے وہ تلخ یادوں کے سمندر کی اذیت اور گرم ہوا کی زرد مٹی کے غبار کا شکار ہو گیا ہو۔

اسی لمحہ اسے اپنی گردن پر ابلیکا کا لمس محسوس ہوا اور پھر ابلیکا کی کھوکھلی سی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

''یوناف! یوناف!! میں سارے حالات تفصیل سے معلوم کر کے آ رہی ہوں، تمہاری غیر موجودگی میں قدیفس اپنے دوست افریدوش کے ساتھ رات کے وقت انحوتپ کے طلسمی اہرام سے دولت نکالنے گیا تھا لیکن ان دونوں پر اہرام کے طلسمی عفریت نے حملہ کر دیا۔ افریدوش مارا گیا جبکہ قدیفس زخمی ہوا ور سقارہ کے میدانوں میں کسانوں کی ایک بستی کے لوگ اسے اٹھا کر لے گئے اور وہاں کے ایک بوڑھے شخص قبط نے بستی کے مہمان خانے میں اس کی تیمار داری کی۔

افریدوش اس طلسمی عفریت کے ہاتھوں مارے جانے کی وجہ سے فوق البشری حالت میں تبدیل ہو گیا ہے اور اس نے قدیفس کو دھمکی دی تھی کہ وہ ایک بار پھر رات کو اہرام کی طرف جائے اور اس طلسمی عفریت کے ہاتھوں مر کر اس سے آ ملے لیکن قدیفس نے انکار کر دیا اور بھاگ کر اپنے محل میں آ گیا۔ اسی روز یافان کی شیطانی قوتوں نے شوطار، بوران اور قدیفس اور خادماؤں کا خاتمہ کر دیا۔ یوناف! یوناف!! میرے عزیز، مجھے تم سے ہمدردی ہے، کاش ایسا نہ ہوا ہوتا، اب تم کچھ روز مکمل طور پر آرام کر لو۔

یوناف نے ابلیکا کی باتوں کا کوئی جواب نہ دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ ابلیکا نے انتہائی ہمدردی سے پوچھا۔

''اب کیا کرنے لگے ہو اور کہاں جاؤ گے؟''

یوناف نے کہا۔

''میں اب راع دیوتا کے مندر کی پجارن کولم کی طرف جاؤں گا اور اس سے صلاح مشورہ کروں گا۔''

ابلیکا نے کہا۔

''یوناف! میرے حبیب!! بحرِ شور کے کنارے صحرا کے اندر جہاں تم یافان، ارتیشیا اور ان کی شیطانی قوتوں کے سامنے سے غائب ہو گئے تھے۔ وہاں سے ارتیشیا نے تمہارے پاؤں کے نشانات سے ریت کی مٹھی اٹھا کر اپنی چرمی خرجین میں ڈال لی تھی۔ اس طرح وہ تم پر جادو کر کے تمہیں اپنے سامنے بے بس کرنا چاہتی تھی لیکن میں نے اس کی چرمی خرجین کے اندر سے وہ مٹی غائب کر دی تھی لہٰذا وہ اب تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔''

یوناف نے دھیمی اور غمزدہ سی آواز میں کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا!! میں تمہارا ممنون ہوں۔''

اس کے بعد وہ اپنی لاہوتی قوتوں کے سبب دریائے نیل سے غائب ہو گیا اور راع دیوتا کے مندر میں نمودار ہوا، پھر وہ اس برج کی سیڑھیاں چڑھنے لگا جس کے اوپر راع دیوتا کی پجارن کولم کا کمرہ تھا۔

یوناف ابھی کمرے سے باہر کھڑے محافظوں کے پاس آ کر رکا ہی تھا کہ کمرے کے اندر سے کولم کی آواز آئی۔

''یوناف! یوناف!! اندر آ جاؤ۔''

یوناف اندر داخل ہوا، کمرے میں کولم ایک نشست پر بیٹھی تھی، یوناف بھی اس کے سامنے جا بیٹھا اور کہا۔

''میرے ساتھ کچھ ایسے حالات پیش آئے ہیں جن سے متعلق میں تم سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔''

کولم نے کہا۔

''پہلے وہ حالات کہو۔''

جواب میں یوناف نے یافان کا سر کاٹنے سے لے کر شوطار، قدیفس اور بوران کے مارے جانے تک کے حالات تفصیل کے ساتھ سنا ڈالے۔

کولم نے تاسف سے کہا۔

''کاش تم اس چرمی خرجین سے یافان کا خون نہ گرنے دیتے لیکن یہ تمہاری نہیں میری غلطی ہے، یہ راز مجھے تم سے پہلے ہی کہہ کر تمہیں متنبہ کر دینا چاہیے تھا، بہر حال اب یافان تمہارے لیے اور زیادہ زہریلا اور خطرناک ہو جائے گا لیکن میں حیران ہوں کہ تم نے صحرا کے اندر یافان، ارتیشیا اور ان کی شیطانی قوتوں کو کیسے اور کیونکر مار بھگایا جو کچھ تم نے یہاں راع کے مندر میں مجھ سے سیکھا تھا، اس سے تو یہ کچھ نہیں ہو سکتا۔''

یوناف نے کہا۔

''پچھلی ملاقات میں تمہیں میں نے بتا دیا تھا کہ میری اپنی بھی ایک حیثیت ہے۔''

کولم نے کہا۔

''وہی حیثیت تو میں جاننا چاہتی ہوں۔''

یوناف نے عارب، بیوسا اور نبیطہ سے اپنی دشمنی، اپنے ناسوت پر عارب، بیوسا اور نبیطہ کی طرح لاہوت کا عمل اور اپنی طویل عمری کا راز، سب کچھ بتا دیا۔

کولم نے کہا۔

''تم خود ایک بڑی قوت ہو، تبھی تم نے صحرا کے اندر یافان، ارتیشیا اور ان دونوں کی شیطانی قوتوں کو مار بھگایا، قبل اس کہ میں تمہیں اس صورتحال کے متعلق کوئی مشورہ دوں کیا تم مجھے آدمؑ اور ان کی اولاد سے متعلق نہ بتاؤ گے تاکہ میں ان کے بارے میں تفصیل سے جان سکوں کہ تم ان حالات کے ایک مقدس راز دان ہو۔''

جواب میں یوناف نے اسے حضرت آدمؑ، حضرت شیثؑ، حضرت ادریسؑ اور حضرت نوحؑ کے مختصر حالات بتائے۔

کولم نے کہا۔

''تم نے یہ حالات بہت اختصار سے کہے ہیں، بہر حال حضرت شیثؑ اور حضرت نوحؑ کی اولاد کے متعلق بھی کچھ کہو تم سے بڑھ کر کون یہ حالات حقیقت کے ساتھ بیان کر سکتا ہے؟''

یوناف نے سنبھل کر نشست پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''میں کچھ دن آرام کرنا چاہتا ہوں، پہلے یہ بتاؤ کیا میں کچھ دن یہاں راع دیوتا کے زمیں رہ سکوں گا؟''

کولم نے فراخ دلی سے کہا۔

"کیوں نہیں، تم جب تک چاہو یہاں میرے پاس رہ سکتے ہو، تمہاری یہاں موجودگی کے باعث میں یافان اور اریشیا سے اپنی ذات کے لیے ایک تحفظ محسوس کروں گی۔"

یوناف نے مطمئن اور خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"تو پھر میں تمہیں پرانے حالات تفصیل سے سناتا ہوں۔

سنو کولم!

شیثؑ[1] پر تیس صحیفے خداوند کی طرف سے نازل ہوئے اور وہ سب علم و حکمت سے بھرے ہوئے تھے۔ شیثؑ کی عمر اڑھائی سو سال تھی کہ ان کے ہاں ان کا بیٹا انوشؑ پیدا ہوا۔ انوش کا نام اورنش بھی تھا۔ اس کی ماں کا نام حوالہ السمار تھا جو جنت کی ایک حور تھی اور جسے خداوند نے اپنے خاص کرم سے شیثؑ کو عطا کیا تھا۔ انوش اپنی ماں کا تنہا بیٹا تھا، دوسرے بچے دوسری ماؤں سے پیدا ہوئے جو کہ جڑواں تھے۔ انوش ہی نے تحریر اور حساب کا علم مدوّن کیا۔ اوقات، دنوں، مہینوں اور برسوں کی گنتی اسی سے شروع ہوئی۔

انوش کے بیٹے کا نام قینان اور اس کی والدہ کا نام واسطہ تھا جو کیل بن شیثؑ بن آدمؑ کی بیٹی تھی۔ قینان اپنے قبیلے کو لے کر کوہستان حرمون[2] پر چلا گیا اور وہاں عبادت میں مصروف ہو گیا۔ اس دوران عزازیل (ابلیس) نے ڈھول طبلہ، تری، جھانجھ اور اس قسم کی دوسری اشیاء تیار کر لیں اور انہیں بنی قابیل کو دے کر کہا کہ جاؤ یہ چیزیں کوہستان حرمون کے نیچے جا کر بجاؤ۔ آل قابیل نے ایسا ہی کیا، ورجس سے قینان کے خاندان والوں کو ترغیب ہوئی اور ان میں سے کچھ کوہستانِ حرمون سے اتر کر آل قابیل کی طرح برے کاموں میں مصروف ہو گئے اور نقش کاری نے ان کے اندر رواج پا لیا۔

قینان کو جب ان حالات کا علم ہوا تو غم اور دکھ نے ان پر ایسا غلبہ پایا کہ وہ

۱۔ تورات میں آپ کا نام سیت لکھا گیا ہے۔

۲۔ ارض فلسطین کا ایک مشہور کوہستانی سلسلہ، اسے جبل الشیخ بھی کہا جاتا ہے۔ بحیرہ جلیل سے جسے بحیرہ طبریہ بھی کہا جاتا ہے کوہستانِ حرمون چالیس میل شمال میں ہے، بلندی کے لحاظ سے یہ نو ہزار دو سو فٹ کے قریب ہے۔

بے چارے اسی میں گھل گھل کر ختم ہو گئے۔

قینان کی عمر جب 170 برس کی تھی تو ان کے ہاں مہلائیل[1] پیدا ہوا۔ اس کی والدہ کا نام نحلہ تھا اور وہ سولان بن سبیطل بن شیثؑ کی بیٹی تھی۔ مہلائیل کے بیٹے کا نام یردؑ[2] تھا اور اس کی والدہ کا نام سیمال تھا جو برمائیک بن شیثؑ کی بیٹی تھی۔

یرد کے بیٹے کا نام اخنوک تھا۔ یہی ادریسؑ پیغمبر تھے۔ ادریسؑ انہیں اس لیے کہتے تھے کہ وہ درس میں بہت مصروف رہتے تھے۔ ان کی ماں کا نام دست تھا اور وہ بیان بن آدمؑ کی بیٹی تھیں۔ قابیل اور اس کی اولاد چونکہ بت پرستی اور آتش پرستی میں مشغول ہو گئے تھے، اس کے علاوہ انہوں نے شراب بنا کر پینی شروع کر دی تھی۔ نکاح کی قید اٹھا دی تھی۔ ہر آدمی غیب کی باتیں بتانے کا دعویدار ہو گیا تھا۔ بہت سے لوگ کاہن بن بیٹھے تھے اور ان خرافات کو مذہب بنا کر رکھ دیا تھا۔ سو خداوند نے ان کی ہدایت کے لیے ادریسؑ کو مبعوث کیا۔ انہیں ستاروں کا علم دیا اور فرمایا کہ انسانوں کو شیثؑ کے صحیفوں کی تعلیم دو۔ 650[3] سال کی عمر میں آپ کو زندہ آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا۔

کپڑا سینے اور قلم سے لکھنے کا فن خداوند تعالیٰ کے حکم سے ادریسؑ نے ہی شروع کیا۔ خداوند نے آپ[4] کو رمل و نجوم کا علم عطا کیا اور اسی علم کو معجزہ بنا کر آپ نے لوگوں پر اپنی نبوت ثابت کی۔ دور فلکی میں درجوں اور دقیقوں کا

۱۔ تورات کے باب پیدائش (12:5) میں مہلائیل کا نام محلل ایل لکھا گیا ہے، بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ شمالی ایران کا پہلا بادشاہ کیومرث اسی مہلائیل کی اولاد میں سے تھا، بدکاروں کی بدی اور فحاشی کو روکنے کے لیے آپ کے دور میں ایک لشکر ترتیب دیا گیا جسے پہلا لشکر کہا جا سکتا ہے۔

۲۔ مصر کی قدیم قبطی قوم اسی یرد کی اولاد سے تھی۔ آپ کی اولاد سے ایک شخص جس کا نام سامیارس تھا، بادشاہ بھی ہوا۔

۳۔ ماخوذ از قصص القرآن و طبقات ناصری۔

۴۔ مشہور مؤرخ و مفسر طبری سے روایت ہے کہ ادریسؑ کی جان چوتھے آسمان پر قبض ہوئی، ایک فرشتہ آپ کو اپنے بازوؤں پر بٹھا کر لے اڑا تھا۔ جب وہ چوتھے آسمان پر پہنچے تو فرشتۂ موت زمین کے لیے اتر رہا تھا۔ اس نے پوچھا: "ادریسؑ کہاں ہیں" اس دوسرے فرشتے نے کہا: "میری پشت پر۔" فرشتۂ موت نے کہا: "میں پریشان تھا کیونکہ خداوند کی طرف سے حکم تھا کہ ادریسؑ کی جان چوتھے آسمان پر قبض کی جائے، میں سخت حیران و تعجب میں تھا کہ یہ کیسے ممکن ہوگا جبکہ ادریس زمین پر ہوں گے۔" اس کے ساتھ ہی اس نے آپ کی جان قبض کر لی۔ (قصص القرآن)

(باقی اگلے صفحہ پر)

معاملہ بھی آپ ہی نے شروع کیا تھا، حکمت کی ابتداء بھی آپ ہی سے ہوئی۔ ان کا ایک بیٹا جوانی میں فوت ہو گیا تھا۔ اس بیٹے کو علم و دانائی اور خوبصورتی میں درجہ کمال حاصل تھا۔ آپ کو اپنے اس بیٹے کی مفارقت کا بڑا رنج ہوا اور اکثر اس کی خاطر غمگین اور اداس رہتے تھے۔

اخنوکؑ (ادریسؑ) کے بیٹے کا نام متوشلخ تھا ان کی ماں کا نام بدکیا تھا جو کسرجیل بن خویلہ بن آدمؑ کی بیٹی تھیں۔ یہ لوگوں کو نیکی اور پاکیزگی کا درس دیتے اور ظلم و جور سے الگ رہنے کی نصیحت کرتے تھے۔ سات سو سال کی عمر میں آپ کے ہاں آپ کا بیٹا لمک پیدا ہوا اور اس کے 200 سال بعد آپ فوت ہو گئے۔

لمک کی ماں کا نام عربا تھا اور وہ عرایل بن متوسل بن حیرین بن شیث کی بیٹی تھی، لمک بہت جگہوں میں پھرا، اس کا بھی ایک جوان بیٹا فوت ہو گیا تھا۔ اس کی مفارقت میں لمک[1] نے بہت گریہ زاری کی۔ اپنے بیٹے کی شکل سے ملتا جلتا ایک بربط[2] بنا لیا۔ اسے کندھوں پر اٹھائے پھرتا اور اپنا غم غلط کرنے کے لیے اسے بجاتا اور روتا رہتا تھا۔ آخر خداوند کریم نے اسے نوحؑ جیسا بیٹا عطا کیا اور اس کی حالت درست ہو گئی۔''

یوناف خاموش ہو گیا۔

کولم نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم خاموش کیوں ہو گئے، اپنا سلسلہ کلام جاری رکھو۔''

یوناف نے کہا۔

''میں اب آرام کرنا چاہتا ہوں، اس سے آگے کے واقعات پھر کسی اور نشست میں

(گزشتہ سے پیوستہ) تورات میں ہے کہ اخنوک (ادریسؑ) خدا کے ساتھ چلتا رہا اور وہ غائب ہو گیا کیونکہ خدا نے اسے اُٹھا لیا۔ (پیدائش 24:5) اس سے پہلی ایک آیت میں ہے کہ اخنوک 300 برس خدا کے ساتھ چلتا رہا۔ (پیدائش 23:5) خدا کے ساتھ ساتھ چلنے کے معنی یہ ہوئے کہ خدا کے احکام اور اس کی رضا کے راستے پر گامزن رہے۔

1۔ اپنے بیٹے کے مارے جانے پر لمک حجاز، عراق، ماوراء النہر، فارس، کرمان، قہستان اور خراسان میں پریشان حال گھومتا رہا۔ (طبقاتِ ناصری)

2۔ ماخوذ از طبقاتِ ناصری

سناؤں گا، پچھلی بار تم نے مجھے قیام کرنے کے لیے جو کمرہ دیا تھا، کیا مندر کا وہی کمرہ پھر مجھے مل سکتا ہے، کہ میں اس میں قیام کر سکوں۔''

کولم نے کہا۔

''اس وقت تم ایک اجنبی کی حیثیت سے راع دیوتا کے اس مندر میں داخل ہوئے تھے، لہٰذا تمہیں وہ کمرہ دے دیا گیا تھا لیکن اب مجھے تم سے ہمدردی ہے بلکہ میں اب تمہیں اپنی ذات کا ایک حصہ ہی سمجھنے لگی ہوں، سو تم میرے اسی کمرے میں رہو گے جس میں تم اس وقت بیٹھے ہوئے ہو۔ اس کمرے کے ساتھ والا کمرہ بھی ایسا ہی ہے میں اس میں رہوں گی۔ تم کچھ دن یہاں مکمل آرام کر لو، پھر کسی وقت دونوں بیٹھ کر فیصلہ کریں گے کہ یافان اور اس کی بیٹی کے خلاف کیا قدم اٹھانا چاہیے۔''

کولم اٹھ کر باہر نکل گئی۔ یوناف اٹھا اور اس کے بستر میں گھس کر لیٹ گیا۔

ООО

قوم عاد پر ہودؑ[1] کی نافرمانی کے باعث خشک سالی اور قحط کے سات برس پورے ہو گئے تو قوم کے سرکردہ لوگ خشک سالی اور قحط سے نجات حاصل کرنے کے لیے مکہ مکرمہ آئے، یہاں انہوں نے بارش کی دعا کی۔ ان میں خلود قبیلے کا سردار مرثل بن سعید بن عقیر بھی شامل تھا جو حضرت ہودؑ پر ایمان لا چکا تھا، یہ دعا سے قبل ہی دوسرے سرداران قوم سے علیحدہ ہو کر واپس اپنے شہر احقاف میں حضرت ہودؑ کے پاس چلا گیا۔

رئیسان عاد جب مکہ مکرمہ میں بارش کے لیے دعا کرنے کے بعد واپس اپنے شہر احقاف پہنچے تو آسمان پر تین رنگ کے بادل نمودار ہوئے ایک سفید، دوسرا سرخ اور تیسرا سیاہ رنگ کا۔

پھر ان بادلوں سے ایک آواز سنائی دی کہ۔

''ان تین بادلوں میں سے ایک کو اختیار کر لو۔''

قوم عاد کے سرداروں کو یقین ہو گیا کہ انہوں نے مکہ جا کر جو برسات کے لیے دعا کی تھی وہ قبول ہوئی اور یہ کہ اب ان پر بارش ہو گی اور قحط اور خشک سالی سے انہیں چھٹکارا مل جائے گا، لہٰذا انہوں نے صلاح مشورے کے بعد سیاہ رنگ کا بادل اختیار کیا تا کہ اس سے

ا۔ آپ کا نسب نامہ ہود بن عامر بن سالخ بن ارفخشذون بن سام بن نوح ہے: (ابن خلدون)
آپ کی عمر 464 برس تھی: طبقات ناصری
قوم عاد کی تباہی کے بعد آپ ایمان لانے والوں کے ساتھ حضرموت میں آباد ہو گئے۔ حضرموت کے قریب ایک مقام پر آپ کا مزار ہے جسے قبر ہود کہتے ہیں۔ ہر سال 15 شعبان کو یہاں عرس ہوتا ہے۔
آپ آدمؑ سے مشابہ تھے۔

اس قدر بارش ہو کہ صحرا کے اندر پانی ہی پانی ہو جائے۔

قوم عاد کو ابھی تک خبر نہ ہوئی تھی کہ ان پر عذاب نازل ہونے والا ہے، اس دوران حضرت ہودؑ ان لوگوں کے ساتھ جو ان پر ایمان لائے تھے مکہ مکرمہ کی طرف چلے گئے، ان لوگوں میں عقیر بھی شامل تھا۔

پھر اس سیاہ بادل سے جس کا چناؤ قوم[1] عاد نے کیا تھا خداوند کریم نے آگ اور ہوا پیدا کی۔ قوم عاد پر سات یوم تک ہوا اور آگ کا وہ طوفان چلتا رہا اور قوم عاد کے لوگ جو بڑے کڑیل اور قد آور[2] تھے، تیز طوفان کے آگے کھجور کے درختوں کی طرح گر گر کر ختم ہو گئے، اس طرح قوم عاد کا مشہور شہر احقاف[3] صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔ اس کے علاوہ ان کے دو اور بڑے بڑے شہر شبام اور البحر الصافی بھی ختم ہو گئے۔

ا۔ قوم عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح کی نسل سے تھی۔ عاد سرزمین عرب کا پہلا بادشاہ تھا۔ اس کی ایک ہزار بیویاں اور چار سو لڑکے تھے۔ اس نے 1200 سال کی عمر میں وفات پائی۔ عاد کے بعد اس کے تین لڑکے شداد، شدید اور ارم یکے بعد دیگرے بادشاہ بنے۔ شداد وہی تھا جس نے باغ ارم میں جنت بنائی تھی، روایت ہے کہ شداد سے ایک نیک دل شخص نے کہا: ''اگر تو بت پرستی چھوڑ کر حق پرستی اختیار کرے تو خداوند تجھے جنت دے گا۔'' اس نے جواب میں کہا: ''مجھے تیرے اللہ کی جنت کی ضرورت نہیں۔'' اسی بناء پر اس نے صحرائے عدن میں خود ایک جنت بنوائی جسے شداد کی جنت یا باغِ ارم کہا جاتا ہے۔ (ابن خلدون)
۲۔ قوم عاد کے لوگ بڑے قوی الجثہ اور قد میں سو سو گز کے تھے جو ان میں سے زیادہ چھوٹے قد کے تھے وہ بھی 60 گز سے کم نہ تھے۔ (طبقات ناصری)
۳۔ احقاف کی موجودہ حالت دیکھ کر کوئی شخص یہ گمان نہیں کر سکتا کہ کبھی یہاں کوئی عظیم قوم رہتی تھی، ہزاروں برس پہلے یہ ایک سرسبز و شاداب علاقہ تھا، لیکن تبدیل آب و ہوا کے باعث صحرا اور ریگ زار بن کر رہ گیا۔ آج اس کی حالت یہ ہے کہ ایک لق و دق صحرا ہے جس کے اندرونی حصوں میں جانے کی ہمت نہیں رکھتا۔ 1843ء میں بوہریا کا ایک فوجی سپاہی ایک عرب رہنما کے ساتھ اس علاقے کو دیکھنے کی غرض سے آیا۔ اس نے جب اس جگہ جانے کا ارادہ کیا جہاں قوم عاد غرق ہوئی تھی تو اس عرب نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا کیونکہ عرب کے بدو اس علاقے سے بہت ڈرتے ہیں۔ وہ سپاہی اکیلا ہی اس طرف گیا، اس کا بیان ہے کہ صحرا کا یہ حصہ ایک ہزار فٹ نشیب میں نظر آتا ہے اور جو چیز وہاں گرتی ہے ریت میں غرق ہو جاتی ہے۔ ریت باریک سفوف کی مانند ہے۔ اس نے ایک دیگچے کو رسی سے باندھ کر وہاں پھینکا، پانچ منٹ میں دیگچہ وہاں غرق ہو گیا اور رسی کا سرا گل سڑ گیا۔ (تفسیر سورہ احقاف)

ایک روز عارب، بیوسا اور عنیطہ، اگبتانہ شہر سے نکل کر شمال کی طرف آئے۔ انہوں نے دیکھا شہر کے شمال میں صرف ایک فرلانگ کے فاصلے پر ایک ندی بہتی ہے، ندی کے کنارے کئی بستیاں آباد تھیں اور ندی کے اس پار ایک کھلا، وسیع میدان تھا جس کے بعد کوہستانی سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔

انہوں نے دیکھا اس کھلے میدان میں ایک اونچے پتھر پر ایک چرواہا بیٹھا تھا اور اس کھلے میدان میں کوہستانوں تک اس کا ریوڑ چر رہا تھا۔

عارب نے بیوسا اور عنیطہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''میری بہنو! آؤ ندی کے اس پار اس گڈریئے سے ملیں اور بدی اور گناہ کا ذریعہ بنانے کی کوشش کریں۔''

بیوسا اور عنیطہ چپ چاپ عارب کے ساتھ ہو لیں، تینوں نے اس ندی کو عبور کیا جس کا پانی بالکل شفاف اور پنڈلی پنڈلی تھا۔

تینوں ندی عبور کر کے چرواہے کی طرف بڑھے۔ ان کو اپنی طرف آتے دیکھ کر گڈریا پتھر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ قریب جا کر عارب نے گڈریے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''کیا یہ ریوڑ جو اس کوہستان کے دامن میں چر رہا ہے، تمہارا ہے؟''

چرواہے نے کہا۔

''ہاں، یہ میرا ریوڑ ہے۔''

عارب نے پوچھا۔ ''اگر تمہیں اس ندی کے کنارے ایک پتھر کا عالی شان محل تعمیر کر دیں تو کیا تم اس میں رہنا پسند کرو گے؟''

چرواہے نے کہا۔

''کیوں رہنا پسند نہ کروں گا لیکن کون کسی کے لیے ایسا کرتا ہے۔''

عارب نے کہا۔ ''ہم تمہارے لیے ایسا کریں گے۔ پہلے یہ بتاؤ تم گھر کے کتنے افراد ہو؟''

اس چرواہے نے جو ڈھلتی ہوئی عمر کا تھا، بشاشت سے کہا۔

''ہم گھر کے دو ہی افراد ہیں، ایک میں اور ایک میرا بیٹا، چند برس ہوئے میری بیوی مر گئی تھی۔''

عارب نے مزید پوچھا، ''تمہارا اور تمہارے بیٹے کا کیا نام ہے؟''

چرواہے نے کہا۔

''میرا نام ساقط اور میرے بیٹے کا نام لاون ہے۔''

عارب نے پوچھا۔ ''اگر تمہیں ہر شے مہیا ہو تو تم کتنے روز میں اس ندی کے کنارے ایک دو منزلہ محل بنا سکتے ہو۔''

بوڑھے ساقط نے کہا۔

''اگبتانا شہر میں ایسے ایسے کاریگر ہیں کہ وہ ایسے محل کو ایک ماہ سے بھی کم مدت میں بنا لیتے ہیں۔''

عارب نے کہا۔ ''دیکھو، اگباتانہ شہر کے وسط میں ایک سرائے ہے جس کے مالک کا نام ویوکس ہے، تم آج سورج غروب ہونے کے بعد وہاں آؤ، ہم تمہیں رقم مہیا کریں گے جس سے تم اس ندی کے کنارے ایک ماہ سے پہلے پہلے ایک محل تیار کراؤ اس محل کا ایک حصہ تمہارے پاس اور ایک حصہ ہمارے تصرف میں رہے گا اور سنو تمہارا بیٹا کیا کرتا ہے اور کہاں ہوتا ہے؟''

ساقط نے کہا۔

''یہ ریوڑ تو میرا بیٹا لاون ہی چراتا ہے، پر پچھلے کئی روز سے اسے بخار ہے، اب بخار تو اتر چکا ہے لیکن لاغر ہے اس لیے میں اسے ریوڑ کے ساتھ نہیں آنے دیتا بلکہ خود ریوڑ لے کر آتا ہوں تاکہ وہ کچھ دن آرام کر کے مکمل طور پر صحت مند ہو جائے۔''

عارب نے کہا۔ ''سورج غروب ہونے کے بعد جب تم ہمارے پاس سرائے میں آؤ تو لاون کو بھی ساتھ لے کر آنا۔''

ساقط نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''میں ضرور آؤں گا۔''

عارب، بیوسا اور عنیطہ ساقط سے رخصت ہوئے اور ندی پار کر کے شہر میں داخل ہو گئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ تینوں اگبتانہ کے ایک ایسے رئیس کے گھر میں داخل ہوئے جو شہر کے نواح میں سب سے زیادہ باغات کا مالک تھا۔ رئیس کی حویلی کے دربانوں نے ان تینوں کو

روکنا چاہا لیکن عارب نے اپنی سری قوتوں سے کام لیا۔ اس نے اس انداز میں ان دربانوں کی طرف دیکھا کہ اس کی آنکھوں سے شعلے ان کی طرف لپکے اور وہ ہلاک ہو گئے۔

تینوں اس حویلی کے ایک ایسے کمرے میں داخل ہوئے جس کے اندر خود اگباتانہ کا رئیس بیٹھا تھا، انہیں اپنے کمرے میں دیکھتے ہی وہ رئیس اٹھ کھڑا ہوا اور بدحواسی کے عالم میں اس نے پوچھا۔

''تم تینوں کون ہو اور کس غرض سے میری حویلی میں داخل ہوئے ہو؟''

ان تینوں میں سے کسی نے بھی اس رئیس کے سوال کا جواب نہ دیا۔ اس دوران عارب نے رئیس پر اپنا عمل شروع کیا اور اپنی سری قوتوں سے اس رئیس کا ذہن مفلوج کر کے اپنے قبضے میں کر لیا، پھر اس نے تحکمانہ انداز میں اس سے کہا۔ ''تمہارے پاس اس قدر دولت اس کمرے میں ہمارے آگے ڈھیر کر دو لیکن جلدی، دیر نہ کرو۔''

وہ رئیس یوں حرکت میں آیا جیسے عارب کا زرخرید غلام ہو، وہ بھاگتا ہوا، ایک دوسرے کمرے میں گیا اور نقدی کا ایک توڑا لا کر عارب کے قدموں میں رکھ دیا، اسی طرح بھاگ بھاگ کر اس نے کئی چکر لگائے اور عارب کے قدموں میں اس نے دولت کے انبار لگا دیئے۔

حویلی کے دربانوں کی طرح عارب نے اس رئیس کا بھی کام تمام کر دیا، پھر عارب نے حویلی کے اصطبل سے ایک گھوڑا لیا اور ساری نقدی اس پر لاد کر بیوسا اور نبیط کے ساتھ ویوکس کی سرائے کی طرف چلا گیا، اس رئیس کے اہل خانہ کو خبر تک نہ ہوئی کہ ان کی حویلی میں کچھ ہوا بھی ہے یا نہیں؟

○

سورج کی قرمزی کرنیں پتھریلے ساحلوں میں لہروں کی سرسراہٹ کا رس گھولتی ہوئی روپوش ہو رہی تھیں۔ غمگین نیلے آسمان پر رات کا گہرا اداس سکوت چھا گیا تھا، تھمی تھمی رکی رکی فضا میں زمستانی ہوائیں تیزی اختیار کرنے لگی تھیں۔ شیطان کی طرح سیاہ اندھیرے اور اس کے اندر غراتی، دھاڑتی ہواؤں نے ہر شئے کو کرب آشنا اور تلخ و تاریک کر کے رکھ

دیا تھا۔

ویوکس کی سرائے میں عارب، بیوسا اور نبیطہ اپنے کمرے میں بیٹھے تھے کہ بوڑھا چرواہا ساقط اپنے بیٹے لاون کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔ عارب نے اٹھ کر ان دونوں سے مصافحہ کیا اور انہیں ایک نشست پر بیٹھنے کو کہا۔

دونوں باپ بیٹا بیٹھ گئے، پھر ساقط نے عارب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''میں ندی کنارے آپ کی گفتگو سے ایسا متاثر اور خوش ہوا تھا کہ آپ کا نام پوچھنا ہی بھول گیا۔''

عارب نے ہلکی سی مسکراہٹ سے کہا۔ ''میرا نام عارب ہے اور یہ دونوں میری بہنیں بیوسا اور نبیطہ ہیں۔''

ساقط پھر بولا۔ ''میں نے گھر جا کر لاون سے آپ کی گفتگو کا ذکر کیا تھا، یہ خوش ہے اور اس کام کے لیے تیار ہے۔''

عارب نے کمرے کے ایک کونے میں رکھے نقدی کے توڑوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''وہ سامنے نقدی کے توڑے پڑے ہیں محل کی تعمیر کے لیے۔ جس قدر دولت تم مناسب سمجھو اٹھا کر لے جاؤ، لیکن محل ایک ماہ سے پہلے پہلے تعمیر ہو جانا چاہیے۔''

ساقط اور لاون اپنی جگہوں سے اٹھے، دونوں نے نقدی کے دو توڑے اٹھا لیے، ساتھ ہی ساقط نے کہا۔

''اس نقدی سے ندی کنارے پتھروں کا ایک بہترین محل تیار ہو سکتا ہے۔''

عارب نے کہا۔ ''تو پھر تم دونوں جاؤ اور محل کی تعمیر کا انتظام کرو۔ اس کے علاوہ بھی اگر تم دونوں کو نقدی کی ضرورت پڑی تو میں دوں گا۔''

ساقط اور لاون دونوں خاموشی سے خوش خوش نقدی کے توڑے لے کر ویوکس کی سرائے کے کمرے سے نکل گئے۔

ساقط اور لاون کو گئے ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ عارب، بیوسا اور نبیطہ کے اس کمرے میں سرائے کا مالک ویوکس داخل ہوا، عارب نے خالی نشست کی طرف اشارہ کیا اور خوش طبعی سے کہا۔ ''بیٹھو''

ویوکس نے کہا۔ ''میں بیٹھوں گا نہیں، میں نے آپ کے لیے کچھ جرائم پیشہ لوگوں کو تلاش کیا ہے۔''

عارب نے خوشی سے چونک جانے والے انداز میں پوچھا۔ ''کون ہیں وہ اور اس وقت کہاں ہیں؟''

ویوکس نے کہا۔ ''وہ دو بھائی ہیں اور ان کے ساتھ ان دونوں کی بیویاں بھی ہیں جو دونوں سگی بہنیں ہیں۔ ان چاروں نے مل کر ایک سال قبل اگیاتانا میں دس افراد کے ایک خاندان کو قتل کر دیا تھا جس کے جواب میں اس خاندان کے رشتہ داروں نے ان کے مکان کو آگ لگا دی تھی لیکن یہ چاروں کسی طرح آگ سے بچ کر نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔ اب تک وہ اپنے ایک دور کے رشتہ دار کے ہاں اس کے تہہ خانے میں روپوشی کی زندگی بسر کرتے رہے ہیں، ان کا وہ رشتہ دار میرا جاننے والا ہے اسی لیے وہ میرے ہاتھ لگ گئے، اصل معاملہ یہ ہے کہ ان دونوں کی بیویاں انتہائی خوبصورت ہیں، جس خاندان کے دس افراد کو ان چاروں نے مل کر قتل کیا تھا، اس کے دو نوجوان ان دونوں بہنوں سے شادی کے خواہشمند تھے لیکن لڑکیوں نے انکار کر کے ان دونوں بھائیوں سے شادی کر لی۔ وہ دونوں نوجوان ان کے شوہروں کو قتل کر کے ان لڑکیوں پر قبضہ کرنے کے خواہشمند تھے کہ ان چاروں نے مل کر ان دونوں جوانوں اور ان کے خاندان کے آٹھ افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ میں سمجھتا ہوں، یہ چاروں آپ کے لیے انتہائی سود مند اور کارآمد ثابت ہوں گے۔''

عارب نے اٹھ کر ویوکس کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔ ''قسم عزازیل کی، تم انتہائی دانشمند انسان ہو لیکن تم ان چاروں کو اپنے ساتھ لائے ہوتے کہ میں ان سے اپنا تعارف کراتا اور آج سے ہی انہیں ایسے علوم کی تربیت دینا شروع کر دیتا جس سے وہ اگیاتانہ کے اندر ایک ہلچل اور طوفان پیدا کر سکتے ہیں۔''

ویوکس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''آپ فکر مند نہ ہوں، میں انہیں اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں، وہ چاروں اس وقت میری سرائے میں موجود ہیں اور میں انہیں اپنے ذاتی کمرے میں ٹھہرا کر آیا ہوں۔''

عارب نے اک بے تابی اور بے چینی سے کہا۔ ''ابھی اور اسی وقت جاؤ اور ان چاروں کو لے کر یہاں آؤ۔''

تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ دو نوجوان اور دو لڑکیاں تھیں ویوکس نے ان کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ ''یہ دونوں بھائی صیفون اور رعوبل ہیں صیفون بڑا اور رعوبل چھوٹا ہے۔ ان کے ساتھ ان کی بیویاں ہیں۔ صیفون کی بیوی کا نام ازبل ہے اور رعوبل کی بیوی کا نام عوبد ہے۔ میں پہلے ہی آپ کو بتا چکا ہوں کہ یہ دونوں سگی بہنیں ہیں۔'' ساتھ ہی ویوکس نے ان چاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''جیسا کہ میں تم کو بتا چکا ہوں یہ عارب اور اس کے ساتھ اس کی بہنیں بیوسا اور نبیطہ ہیں۔''

وہ چاروں خالی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ صیفون، رعوبل اور ازبل سامنے بیٹھے تھے اور عوبد کو چونکہ ان کے ساتھ جگہ نہ ملی تھی اس لیے وہ اپنے شوہر رعوبل کے پیچھے بیٹھی تھی۔

عارب نے پہلی بار غور سے صیفون اور رعوبل کے برابر بیٹھی ازبل کی طرف دیکھا۔ وہ تہذیب کے کھردرے ہاتھوں سے بچا ہو کتاب زندگی کے اوراق کا ایک حسین ورق اور شباب کی امنگوں کا ایک ابلتا چشمہ تھا۔ اس کے چہرے پر ایک ندرت اور وقار تھا جیسے صبح کے اندھیروں میں ایک خواب آمیز انداز میں جنگل جنگل، صحرا صحرا میں کوئی سماوی خوشبو رقص کر رہی ہو۔ اس کی پھولوں جیسی حسین آنکھوں میں آدھی رات کے آسمان پر تابندہ ستاروں کے گیتوں جیسی کشش تھی، اس کے جلتے جلتے ہونٹ ایسے لگ رہے تھے گویا وہ دنیا کے آغاز و ابتدا کے گیت گانے کو بنائے گئے ہوں، اس کے چہرے پر ملائم مسکراہٹ، طفلانہ سادگی اور میٹھی تڑپ تھی۔

ازبل سے نگاہیں ہٹا کر عارب نے اپنے شوہر کے پیچھے بیٹھی عوبد کی طرف دیکھا، وہ بالکل ازبل کی ہم شکل تھی۔ ازبل ہی کی طرح وہ نارنجی پھول، تابندہ موتی اور نغمہ گل جیسی حسین تھی۔ اس کی سیاہ آنکھوں کی سیدھی نگاہ میں پراسراریت اور سیمابی کیفیت تھی۔ اس

کے چہرے پر وہی خوشدلانہ مسکراہٹ اور پرکشش بشاشت تھی جو عارب نے اس سے پہلے ازبل کے چہرے پر دیکھی تھی۔

پھر ان چاروں کو مخاطب کرتے ہوئے عارب نے کہا۔ ''ویوکس مجھے بتا چکا ہے کہ تم چاروں ان دنوں روپوشی کی زندگی بسر کر رہے ہو، اس لیے کہ تم چاروں نے کسی خاندان کے دس افراد کو قتل کر دیا تھا، اگر تم چاروں کو میں ایسے علوم سکھا دوں جن کے باعث تم ایک آزادانہ زندگی بسر کرنے کے ساتھ ساتھ یہاں اگبتانہ میں ایک ہلچل اور حشر بھی برپا کر دو اور تم چاروں کا نام سنتے ہی لوگوں پر وحشت طاری ہو جائے تو کیا تم چاروں اس کے لیے تیار ہو۔ قسم عزازیل کی کہ میں تم لوگوں کو ایسا خوفناک اور پُر ہیبت بنا دوں گا کہ اگباتانہ کا بادشاہ ہوشنگ بھی اس قدر لاؤ لشکر رکھنے کے باوجود تم چاروں سے خوفزدہ ہو جائے۔''

صیفون نے کہا۔ ''ہم چاروں اس کام کے لیے رضا مند ہیں، ہم ایسے علوم ضرور سیکھیں گے، میں ان تینوں کا بڑا ہوں، یہ میری بات مانتے ہیں اور میرا کوئی فیصلہ رد نہیں کرتے۔ اگر ہم چاروں اپنی مرضی سے روپوشی کے بجائے آزاد زندگی بسر کر سکیں تو اس سے بڑھ کر ہمارے لیے اور کیا نعمت ہو سکتی ہے؟ اس کے لیے ہم آپ کے ممنون ہوں گے۔''

عارب نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا۔ ''تو پھر سنو! اگباتانہ کے شمال میں بہنے والی ندی کے کنارے کل سے پتھروں کا ایک محل بننا شروع ہو گا جب یہ مکمل ہو جائے گا تو تم چاروں اس میں رہو گے میں اس محل کے اندر ایک ایسا طلسم ڈال دوں گا کہ کوئی لاکھ تم چاروں کو وہاں تلاش کرے تم کسی کو دکھائی نہ دو گے، تم چاروں وہاں آزادی اور خوشی سے زندگی بسر کر سکوں گے، تم چاروں کو اس محل میں رہ کر کام کیا کرنا ہے، یہ میں تم کو وہ محل مکمل ہونے کے بعد بتاؤں گا لیکن تم چاروں اپنے ذہن میں یہ بات ضرور بٹھا رکھو کہ یہاں اگباتانہ میں تم چاروں کو میں ایک طرح سے ناقابل تسخیر بنا کر رکھ دوں گا اور سنو! جب تک وہ محل تیار نہیں ہو جاتا، اس وقت تک تم

چاروں یہیں اس سرائے میں ہی قیام کرو گے۔''

صیفون نے کہا۔ ''ہم ہر وہ کام کرنے کو تیار ہیں جو آپ کہیں گے لیکن یہاں اس سرائے میں قیام کے دوران اگر کسی نے ہمیں دیکھ اور پہچان لیا تو پھر سمجھ لیں کہ ہماری موت یقینی ہے نہ صرف ہمارے دشمنوں کو ہماری تلاش ہے بلکہ اگبتانہ کے محافظ بھی ہمیں پکڑ کر بادشاہ کے سامنے پیش کر دیں گے اور وہ یقیناً ہم چاروں کے سر قلم کرنے کا حکم دے دے گا جبکہ ہم چاروں ابھی مرنا نہیں چاہتے اس لیے کہ ہماری شادیوں کو ابھی صرف ایک سال اور چند ماہ ہی تو ہوئے ہیں۔''

عارب نے کہا۔ ''تم چاروں کوئی فکر نہ کرو، ہمارے بائیں طرف جو کمرہ ہے اس میں تم چاروں رہو، جب تک تم ہمارے ساتھ اس سرائے میں ہو کوئی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا اور سنو! تمہارا یہاں ہمارے ساتھ اس سرائے میں قیام اس لیے ضروری ہے کہ میں آج سے تم لوگوں کو سری علوم کی تربیت دینا شروع کروں گا اور چند ہی یوم میں تم لوگ اس قابل ہو جاؤ گے کہ ہر خطرے سے خود ہی اپنی حفاظت کر سکو گے۔''

پھر عارب نے ویوکس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''کیا تم ہمارے بائیں طرف کا کمرہ ان چاروں کو دے سکتے ہو۔''

ویوکس نے بڑی اراتمندی سے کہا۔ ''کیوں نہیں، میں ابھی اور اسی وقت وہ کمرہ ان کو دے دیتا ہوں۔''

عارب نے صیفون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''صیفون! صیفون!! تم چاروں اس وقت ویوکس کے ساتھ والے کمرے میں چلے جاؤ، یہ وہاں آرام اور کھانے کی ہر چیز تمہیں مہیا کرتا رہے گا اور آج شام کو کھانا کھا کر تم چاروں پھر یہاں ہمارے پاس آؤ، ہم تینوں آج ہی سے تمہاری تربیت شروع کر دیں گے۔'' ساتھ ہی عارب نے ویوکس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''تمہارے کمرے کے اس کونے میں وہ نقدی کے تھیلے پڑے ہیں، ان میں سے ایک اٹھا لو اور اپنے کام میں لاؤ۔''

ویوکس نے خوشی خوشی نقدی کا ایک تھیلا اٹھایا اور صیفون، رعوبل، ازبل اور عوبد کو لے کر وہ عارب کے کمرے سے باہر نکل گیا۔

عارب نے اسی روز سے ان چاروں کو طلسم اور بدی پھیلانے والے دوسرے علوم کی تربیت دینی شروع کر دی۔

OOO

وقت ۔۔۔۔ کسی کو روح کا چین، کسی کو ذہنی رفعت اور شیر گرم سکون بخشتا، کسی کو اک سوالیہ کیفیت میں غم و حسرت کی نقاب اڑھاتا، کسی کو ابلتی آنکھوں اور موت کی مسکراہٹ میں بد حال اور رنجیدہ کرتا، کسی کو فاقہ کشی کی بے زاری اور اداسی دیتا ہوا ایک ہیجان کا عالم برپا کرتا ہوا گزرتا رہا۔

عارب، بیوسا اور نبیطہ نے صیفون، رعوبل، عوبد اور ازبل کو طلسم اور دوسرے علوم میں خوب طاق کر دیا تھا۔

ایک روز شام سے کچھ پہلے عارب، بیوسا اور نبیطہ کے کمرے میں صیفون، رعوبل، عوبد اور ازبل بیٹھے ہوئے تھے کہ ساقط چرواہا کمرے میں داخل ہوا اور عارب کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

”اے مالک! وہ محل جس کے لیے آپ نے حکم دیا تھا مکمل ہو گیا ہے اور جو نقدی آپ نے مجھے دی تھی اس میں سے کچھ بچ بھی گئی ہے۔“

عارب نے خوش ہوتے ہوئے کہا: ”جو نقدی بچ گئی ہے اسے تم اپنے پاس رکھو اور اپنے کام میں لاؤ۔ اب یہ بتاؤ تمہارا بیٹا لاون کہاں ہے۔“

ساقط نے کہا۔

”اے مالک! وہ اس محل کے قریب ہی اپنا ریوڑ چرا رہا ہے اور اس محل کی حفاظت بھی کر رہا ہے کہ کوئی اس میں داخل نہ ہو۔“ اے مالک! اس محل کی تعمیر سے ہم باپ بیٹے کا بڑا چرچا ہے، لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ یہ محل تم نے کیسے تیار کر لیا۔ میں ان سے یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ یہ محل میں نے تیار کر لیا ہے ورنہ وہ مجھ سے پوچھیں گے کہ اس قدر رقم میں نے کہاں سے لی؟ پھر میرے پاس اس کا کوئی جواب نہ ہو گا، میں نے

لوگوں سے کہہ رکھا ہے کہ یہ محل ایک متمول آدمی کا ہے جس نے مجھے اس کی تعمیر کے لیے نگرانی کا کام سونپا ہوا ہے۔ لوگ جب یہ پوچھتے ہیں کہ وہ متمول آدمی کون ہے تو میں کہہ دیتا ہوں کہ وہ اگباتانہ کا نہیں، باہر سے ہے اور کبھی کبھار یہاں آتا ہے لیکن اے مالک! یہاں کے لوگوں نے ہوشنگ سے میری شکایت کر دی اور اس نے مجھے بلا کر پوچھا تو میں اسے کیا جواب دوں گا اور اگر میں اسے مطمئن نہ کر سکا تو میری گردن کاٹ کر رکھ دے گا کیونکہ پہلے اگباتانہ کا ایک رئیس اچانک اپنے گھر میں ایک ماہ ہوا مارا جا چکا ہے اور شہر کے محافظ شکاری کتوں کی طرح قاتلوں کی تلاش میں ہیں۔''

عارب نے کہا۔ ''تم فکر مند نہ ہو۔ ہم آج ہی تمہاری یہ شکایت رفع کر دیں گے۔''

پھر اس نے ایک نشست کی طرف اشارہ کیا۔ ''تم یہاں بیٹھ جاؤ۔''

ساقط چپ چاپ وہاں بیٹھ گیا۔

عارب نے اس بار رعوبل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''رعوبل! رعوبل! تم جاؤ اور ویوکس کو بلا کر لاؤ۔''

رعوبل اٹھا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹ آیا، اس کے ساتھ ویوکس بھی تھا۔

عارب نے ویوکس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''ویوکس! ساقط نام کے اس چرواہے کے ساتھ بیٹھ جاؤ مجھے تم دونوں سے ایک اہم فیصلہ کرنا ہے۔''

ویوکس بے چارہ سہما سہما ساقط کے ساتھ بیٹھ گیا پھر ویوکس کے دیکھتے ہی دیکھتے عارب اپنا آپ بدلنے لگا۔

عارب کے چہرے پر چنگاریاں سی بھڑک اٹھیں اور زندگی کا ضمیر، خاموشی کی لہروں اور صدیوں کے بوجھ تلے دبنے لگا۔ ویوکس اور ساقط کے ہونٹ پتھرا گئے، انہوں نے دیکھا عارب کے چہرے پر ژولیدگی اور درندگی اور موت کی خاموشی میں خشمگین عناصر

رقص کر رہے تھے، اس کی آنکھیں تخریب کی پیاسی ہو گئیں اور ان کے اندر کدورت، حیوانی طلب اور نادیدہ زمان و مکاں کی قہرمانیت بھر گئی۔ پھر دفعتاً عارب کی آنکھیں آتش فشاں ہو گئیں اور ان سے ایسی محیر العقول شعاعیں پھوٹیں کہ ساقط اور ویوکس اپنی جگہوں پر بیٹھے بیٹھے ختم ہو گئے۔ ان کے جسموں سے گوشت جل کر ختم ہو گیا تھا اور اب صرف ہڈیوں کے ڈھانچے ہو کر رہ گئے تھے۔ ساتھ ہی عارب کی عجیب و غریب کیفیت میں روکھی سوکھی سپاٹ سی آواز بھی کمرے میں گونجی۔ ''ان دونوں کا ختم ہونا ہی ہمارے لیے بہتر تھا، ساقط کا بیٹا لادن بھی ختم ہو جائے گا ورنہ آنے والے دنوں میں یہ تینوں جو ہمارے رازوں سے آگاہ ہیں ہمارے لیے خطرہ نہ بن جائیں۔''

یوسا اور عبیطہ کے چہرے کسی تاثر سے خالی تھے۔ تاہم عارب کی سپاٹ اور روکھی سوکھی آواز میں ان دونوں کو مارنے کی وجہ سن کر صیفون، رعوبل، عوبد اور ازبل بھی مطمئن ہو گئے تھے۔

پھر عارب کی حالت سدھرنے لگی، اس جہنمی شہر جیسے تاریک و قدیم چہرے سے جذبۂ رقابت آتشیں حروف اور خنجر جیسی شدت و شقاوت جاتی رہی۔ اب اس کے چہرے پر نئی صبح کا سراپا نرم فروغ اور آئینے کا سکون چھانے لگا تھا۔ پھر اس نے اک آہستگی، ٹھہراؤ کے ساتھ ملائم، مدھ بھری آواز میں صیفون اور رعوبل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اب تم دونوں بھائی اٹھو اور ویوکس اور ساقط دونوں کے ان ڈھانچوں کو توڑ کر اصطبل کی چھت پر پھینک آؤ۔''

صیفون اور رعوبل دونوں اٹھ کھڑے ہوئے، ساقط اور ویوکس کے ڈھانچوں کو انہوں نے زور زور سے زمین پر مار مار کر چھوٹے ٹکڑوں میں تبدیل کر دیا، پھر وہ دونوں ان ٹکڑوں کو اٹھا کر اصطبل کی چھت پر پھینک آئے۔

فضاؤں میں اب سورج غروب ہو جانے کے باعث اندھیرا پھیل گیا تھا۔ عارب نے اس بار سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''چلو اب اس سرائے کو الوداع کہیں اور ندی کے کنارے نئے بننے والے محل کی طرف چلیں اور وہاں سے اپنے کام کی ابتداء کریں۔ صیفون! تم وہ کونے میں پڑی نقدی کی تھیلیاں اٹھا لو۔''

صیفون اور رعوبل نے مل کر نقدی کی ساری تھیلیاں اٹھا لیں، پھر وہ سرائے سے نکل

کر محل کی طرف چل پڑے۔

○

سورج غروب ہوتے ہی ہر شے پر تاریکی ملفوف ہو گئی تھی۔ فضاؤں کی آنکھیں دھندلا گئی تھیں۔ اپنا پیٹ بھر کر اجنبی سرزمینوں کی طرف سے آتے طیور مسحور کن آوازوں میں حمد کے ترانے گاتے طمانیت کی گودوں جیسے اپنے آشیانوں کو جا رہے تھے۔ فضاؤں کے اندر ایک خوش دلانہ اور پرنور سکوت تھا۔

ساقط کا بیٹا لاون ابھی تک ندی کے کنارے محل کے قریب اپنے ریوڑ کو روکے اپنے باپ کے لوٹ آنے کا انتظار کر رہا تھا، اچانک اس نے دیکھا کہ کچھ سائے ندی کا چوبی پل پار کر کے اس کی طرف آ رہے تھے، جب وہ نزدیک آئے تو لاون پہچان گیا وہ عارب اور اس کے ساتھی تھے۔

عارب نے آتے ہی ویوکس اور ساقط کی طرح لاون کو بھی ختم کر دیا اور اس کے ریوڑ کو شہر کی طرف ہانک دیا، پھر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ محل کے سامنے آ کھڑا ہوا جو گہری تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔

عارب نے صیفون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''صیفون! تم چاروں یہاں کھڑے رہو، میں اور میری یہ دونوں بہنیں اندر جاتے ہیں اور اس محل کے اندر اپنے طلسم کی تکمیل کرنے کے بعد پھر تمہاری طرف لوٹتے ہیں۔''

صیفون بے چارہ رعوبل، ازبل اور رعوبد کے ساتھ وہیں کھڑا رہا جبکہ عارب، بیوسا اور نبیط محل کے اندر چلے گئے۔

ان چاروں کو کافی انتظار کرنا پڑا حتیٰ کہ اچانک محل یوں روشن ہو گیا جیسے اس کے اندر فی الفور ہزاروں فانوس روشن کر دیے گئے ہوں، پھر محل سے باہر کھڑے ان چاروں نے دیکھا عارب، بیوسا اور نبیط مسکراتے ہوئے محل کے بیرونی دروازے پر اچانک نمودار ہو گئے۔

عارب نے ان چاروں کے پاس آ کر کہا۔ ''ہم نے اس محل کے اندر اپنے کام کی تکمیل کر دی ہے، اب ہم ساتوں میں سے جو بھی اس محل

میں داخل ہو گا، وہ کسی کو دکھائی نہ دے گا، اس محل کے اندر تم چاروں کو دنیا کی ہر چیز میسر ہو گی۔

اس محل کو اپنی پناہ گاہ بنا کر اب تم چاروں کو اگباتانہ اور اس کے گرد و نواح میں بدی، جرائم اور قتل و غارتؒ کے فروغ اور دہشت زدگی کے لیے کام کرنا ہو گا، دیکھو! میں چند روز تک محل میں داخل ہونے والی راہداری کے دائیں بائیں جو دیواریں ہیں ان پر سیاہ رنگ کے دو ہولناک اور خوفزدہ کر دینے والے بیلوں کی تصویر بناؤں گا، پھر ان تصویروں کے اندر طلسم بھروں گا جس کے زور سے جب تم چاروں میں سے کوئی چاہے گا وہ بیل حرکت کریں گے۔

ان بیلوں پر سوار ہو کر سب سے پہلے تم اس خاندان میں جاؤ جو تمہارے متلاشی اور تم چاروں کے خون کے پیاسے ہیں۔ ان کے کچھ لوگوں کو قتل کرو اور کچھ کو اٹھا کر یہاں لاؤ اور عبرتناک سزا دو، اس طرح تمہارے مخالفوں میں یہ مشہور ہو جائے گا کہ تمہارے مکان کو آگ لگ جانے کے باعث تم چاروں ہلاک ہو گئے تھے اور یہ کہ تم چاروں کیونکہ بے چینی اور بے سکونی کی حالت میں مارے گئے تھے اس لیے تم چاروں کی روحیں اپنے سکون اور چین کی تلاش میں قتل عام کرتی پھر رہی ہیں، اس طرح چند ہی یوم میں پورے اگباتانہ اور اس کے گرد و نواح میں تم لوگ مشہور ہو جاؤ گے اور دور دور تک تم لوگوں کی دہشت پھیل جائے گی، پھر اسی دہشت کی آڑ میں تم لوگوں کے اندر جس قسم کے چاہو جرائم کی ابتدا کر سکتے ہو۔''

صیفون نے خوفزدہ سے انداز میں عارب سے پوچھا۔ ''اگر لوگوں نے ہم پر قابو پانے کے لیے ان طلسمی بیلوں پر حملہ کر دیا اور ان بیلوں کو کوئی نقصان پہنچا تب؟''

عارب نے کہا۔ ''تم حماقت کی باتیں کرتے ہو، دیکھو، وہ دونوں بیل طلسمی ہوں گے۔ انہیں اپنے خوف ناک اور مہیب ہیبت کے ساتھ ہر کوئی دیکھ تو سکے گا لیکن انہیں مس نہ کر سکے گا اور ان پر جو کوئی جھپٹے گا اسے بھی کوئی

مس نہ کر سکے گا کیونکہ یہ بیل اصلی تو نہ ہوں گے بلکہ یہ انسانوں کی نظر بندی کا سا کام ہوگا جسے دیکھا تو جا سکے گا مگر وہ کوئی ایسی مادی شے نہ ہوگی، جسے کوئی چھو سکے۔ اس کے علاوہ اب تم چاروں کے پاس بھی طلسم ہے اور تم چاروں اپنی اپنی ذات میں ایک بہت بڑی قوت اور طاقت ہو۔

سنو! میں بیوسا اور نبیطہ چند روز تمہارے ساتھ یہاں رہیں گے، اس کے بعد ہم تینوں یہاں سے کوچ کر جائیں گے، اس طرح ہم تینوں کے بعد تم چاروں ہی کو اس محل اور اس کے طلسم کی حفاظت کرنا ہوگی۔''

صیفون نے پریشانی سے پوچھا۔ ''آپ تینوں یہاں سے نکل کر کہاں جائیں گے؟''

عارب نے کہا۔ ''ہماری زندگی کا مقصد ہی جگہ جگہ بدی اور گناہ کو فروغ دینا ہے، اس لیے ہم ایک جگہ جم کر نہیں رہ سکتے۔ یہاں سے نکل کر ہم تینوں جنوبی ایران میں فارس کے لوگوں کی طرف جائیں گے اور وہاں سے یمن کا رخ کریں گے ان دونوں جگہ اپنے فرائض ادا کرنے کے بعد پھر ہم اپنی نئی منزل کا تعین کریں گے جو شاید ہند کی زمین ہو۔

تم چاروں اس محل کے اوپر کی منزل میں رہو گے جبکہ ہم تینوں نیچے ہوں گے اب تم اوپر جا کر آرام کرو۔ وہاں تمہیں ضرورت کی ہر شے میسر ہوگی اور سنو! میں کل اگباتانہ شہر جاؤں گا، وہاں سے میں کسی ایسے شخص کو رضا مند کر کے اپنے ساتھ لے آؤں گا جو نہ صرف اس محل کے چوکیدار کی حیثیت سے کام کرے گا بلکہ تم لوگوں کو ضرورت کی ہر شے اگباتانہ شہر سے لا دیا کرے گا، اب تم جاؤ، اوپر جا کر آرام کرو۔''

صیفون، رعوبل، عوبدار اور ازبل خاموشی سے اوپر کی منزل کی طرف چلے گئے۔

تھیبس شہر سے باہر راع دیوتا کے مندر میں یوناف حسین کولم کے کمرے میں داخل ہوا، وہ اس وقت دریائے نیل کے بہاؤ کی طرف منہ کر کے راع دیوتا کی عبادت کر رہی تھی۔

یوناف کمرے میں ایک طرف بیٹھ گیا۔

جب وہ عبادت سے فارغ ہوئی تو یوناف نے پوچھا۔

''میں نے دیکھا ہے تم ہمیشہ دریائے نیل کی روانی کی طرف منہ کر کے عبادت کرتی ہوں۔''

کولم نے مسکرا کر کہا۔

''میں ہی نہیں مصر کے سب لوگ ایسا ہی کرتے ہیں، دریائے نیل مصر کی سرزمین کا رزاق ہے لہٰذا اس کے احترام میں سب دیوتاؤں کی عبادت اسی کی طرف منہ کر کے کی جاتی ہے۔ سنو! میں تمہیں اس دریا کی حقیقت بتاتی ہوں۔

یہ دریا جنوب[1] کی پہاڑیوں سے نکلتا ہے اور صحرا[2] کے اندر ایک آبی لکیر بناتا ہوا شمال[3] کے سمندر میں جا گرتا ہے، مغربی سرحد میں داخل ہونے کے بعد یہ دریا 500 میل تک ایک خشک اور اونچے پلیٹو کے درمیان سے گزرتا ہے۔ اس علاقے میں دریا کا طاس دس بارہ میل سے زیادہ چوڑا نہیں لہٰذا وہاں کے باشندے اسی تنگ وادی میں رہنے پر مجبور ہیں، البتہ دریا جب ممفس کے قریب آتا ہے تو پہاڑوں کے دور ہٹ جانے سے وادی بڑی کشادہ ہو جاتی ہے۔ آگے بڑھتے ہوئے دریا کی کئی شاخیں بن جاتی ہیں اور دریا کا پانی ان شاخوں میں بٹ کر چار سو میل لمبے ڈیلٹا کو آباد کرتا ہے، یہ ڈیلٹا دراصل اس مٹی سے بنا ہے جو دریائے نیل اپنے ساتھ بہا کر لاتا ہے، اس مٹی کا رنگ سیاہ ہے۔ مصر کے موجودہ صورت میں متحد ہونے سے قبل جب یہ چھوٹی چھوٹی حکومتوں میں بٹا ہوا تھا تو اسی ڈیلٹا کے لیے اکثر جنگیں ہوا کرتی تھیں۔

سنو یوناف!

اس دریا کی طرف منہ کر کے عبادت کرنا بے بنیاد نہیں بلکہ اس کی ان گنت

۱۔ جنوب میں دریائے نیل یوگنڈا کے کوہستانوں سے نکلتا ہے۔
۲۔ آجکل یہی صحرا افریقہ کا صحرائے اعظم کہلاتا ہے۔
۳۔ دریائے نیل بحیرہ روم میں گرتا ہے۔

وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ دریا بڑا شائستہ اور قابل اعتبار ہے، ہر سال چار ماہ تک اس کا پانی چڑھتا اور سیلاب آتا ہے جس کے باعث یہ دور دور تک زرخیز مٹی پھیلاتا ہے اور زمینوں کو فصلوں کے لیے زرخیز بناتا ہے اور کیا مجال ہے کہ دریا کے اس معمول میں فرق آئے اور اگر کبھی فرق آئے بھی تو ملک میں قحط[1] پڑ جاتا ہے۔ تم جانو مصر کی ساری آبادی اسی دریا کے کنارے آباد ہے اور اس کی فیض رسانیوں کی احسان مند ہے پھر کیوں نہ اس کے بہاؤ کی طرف منہ کر کے عبادت کی جائے۔''

کولم خاموش ہوئی تو یوناف نے کہا۔

''میں تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ میں آج یہاں سے رخصت ہو رہا ہوں، پہلے میں دریائے نیل کے اندر یافان اور اریثیا کے مسکن کی طرف جاؤں گا اور ان دونوں سے نمٹ کر میں سقارہ کے ان میدانوں کا رخ کروں گا جہاں امحوتپ نے زوسر کے لیے طلسمی اہرام بنایا ہے، میری بیوی کا بھائی قدیفس وہاں کسی عفریت کے ہاتھوں زخمی ہو گیا تھا۔ میں اس کی حقیقت جاننا چاہوں گا، اس کے بعد میری منزل شمالی فارس کا شہر اگبتانہ ہو گی جہاں مجھے اپنے ابتدائی حریفوں عارب، بیوسا اور نبیطہ کی بدیوں اور گناہوں کا سد باب کرنا ہو گا کہ یہی میری طویل زندگی کا مقصد اولیں ہے۔''

کولم نے اک چاہت اور اپنائیت سے کہا۔

''میں تمہیں یہ کام کرنے سے روکتی نہیں بلکہ چند روز تک مصر کی مرکزی قربان گاہ میں فصلوں میں برکت کے لیے قربانی ہونے والی ہے، اس میں ہمارے دیوتاؤں کے معبدوں کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ مصر کا بادشاہ اور اس کا وزیر ذاتی طور پر اس میں شرکت کرتے ہیں، میں چاہتی ہوں اس بار تم بھی میرے ساتھ اس تہوار میں شریک رہو۔

---

[1]۔ حضرت یوسفؑ کے عہد میں دریائے نیل کے اس بہاؤ اور معمول میں فرق آ گیا تھا لہٰذا مصر کو ایک ہولناک قحط نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔

فصلوں کے فروغ کے لیے اس مرکزی قربان گاہ میں دیوتاؤں کے نام پر انسانی قربانی[1] پیش کی جاتی ہے۔''

یوناف نے تجسس سے پوچھا۔

''یہ مرکزی قربان گاہ کہاں ہے اور یہاں انسانی قربانی کیوں دی جاتی ہے اور اس کا طریقہ کار کیا ہے؟''

کولم نے کہا۔

''سنو! میں تمہیں تفصیل سے بتاتی ہوں، یہ مرکزی قربان گاہ عیبروز شہر میں ہے جو یہاں سے صرف چند میل کے فاصلے پر ہے۔ شروع شروع میں مصری قومیں اپنے بادشاہ کو جوانی ہی میں افزائش فصل کے لیے قربان کر دیا کرتی تھیں۔ پھر بعد میں اس رسم میں ترمیم کر دی گئی اور بادشاہ کے بجائے اس کے نامزد کردہ مرد یا عورت کی قربانی دی جانے لگی۔ ہر سال اسی موسم میں افزائش فصل کے لیے یہ انسانی قربانی کی جاتی ہے، قربانی سے تین روز قبل بادشاہ اپنے تخت سے اتر جاتا ہے اور اپنی جگہ قربان کیے جانے والے شخص کو اپنے تخت پر بٹھا دیتا ہے جو تین روز تک برائے نام حکومت کرتا ہے۔ اس کے بعد موت کے دیوتا انوبس کے مندر کا بڑا پجاری گیدڑ کا چہرہ اور گیدڑ کی کھال اوڑھ کر شاہی محل میں داخل ہو جاتا ہے اور اس قربان کیے جانے والے انسان کو بڑے تزک و احتشام کے ساتھ مرکزی قربان گاہ کی طرف لے جایا جاتا ہے، اس مرکزی قربان گاہ میں اس شخص کو سانپوں سے ڈسوا کر ختم کر دیا جاتا ہے۔ پھر اس کے دل،

---

[1]۔ انسانی قربانی کی یہ رسم صرف مصر ہی میں نہ تھی بلکہ آسٹریلیا اور میکسیکو میں بھی اس کا رواج تھا۔ فلسطین، عرب اور شام میں لوگ پہلوٹی کے بچے کی قربانی دیا کرتے تھے۔ ہندوستان کے شہر اڑیسہ میں انسانی قربانی کی جاتی تھی۔ قربانی کیے جانے والے انسان کی بڑی عزت اور خاطر کی جاتی تھی۔ پھر مندر کے پاس قربان گاہ میں اسے قتل کر دیا جاتا۔ پھر بڑا پجاری اس کے جسم کے ٹکڑے کر کے ان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتا۔ ایک حصہ وہیں زمین میں دفن کر دیا جاتا اور دوسرا حصہ گاؤں کے مکھیا کے حوالے کر دیا جاتا جو اس گوشت کو ہر گھر میں بانٹتا پھر اس گوشت کے ٹکڑے کو ہر گھر کا بڑا فرد اپنے کھیت میں دفن کر دیتا۔ قربان کیے جانے شخص کے سر، ہڈیوں اور انتڑیوں کو چتا میں جلا کر راکھ کر دیا جاتا اور یہ راکھ بھی افزائش فصل کے لیے کھیتوں میں چھڑک دی جاتی تھی۔ (ماضی کے مزار)

پھیپھڑوں اور انتڑیوں کو ایک کھیت میں دفن کر دیا جاتا ہے اور بادشاہ اس کھیت میں ہل چلاتا ہے، یہ ہے افزائش فصل کے لیے قربانی کی تفصیل۔''

''یہ تو انسانی جان پر ظلم ہے، فصل کی افزائش کرنے والا تو وہ خدا ہے، جو سب کا رازق ہے اور جس نے ہر ایک کی تخلیق کی۔''

کولم نے کہا۔

''اور سنو یوناف! بادشاہ زوسر اور وزیر احوتپ اپنا لشکر لے کر نئے علاقوں کو اپنی سلطنت میں شامل کرنے کے لیے شمال کی طرف گئے تھے، سنا ہے کہ انہوں نے پیٹرا شہر تک کے علاقوں کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا ہے اور آج زوسر تخت سے اتر گیا ہے اور اس شخص کو تخت پر بٹھا دیا گیا ہے جس کی قربانی دی جانی ہے۔''

یوناف نے کہا۔

کولم! کولم!! میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ قربانی کی اس رسم میں ضرور شامل ہوں گا لیکن اس سے پہلے میں یافان اور اریشیا سے نمٹنا چاہتا ہوں اور اس مقصد کے لیے میں ابھی اور اسی وقت ان کی طرف جا رہا ہوں۔''

یوناف کی گفتگو پر کولم الفاظ کی رقت، مجروح کن حقیقت، شدید ناامیدی، اتھاہ غم اور قفس کی تاریکی کی طرح اداس ہو گئی۔ اس کے چہرے پر خوف و ہراس برسنے لگا اور اس کی حالت پر شکستہ چڑیا جیسی ہو گئی، تھوڑی دیر تک اس کی زبان غوطے کھاتی رہی پھر اس نے اندیشوں میں ڈوبی آواز میں کہا۔

''تم اس وقت وہاں جاؤ گے جب کہ رات اپنی پوری تاریکیوں کے ساتھ نزول کر چکی ہے، میں چاہتی ہوں تم ان باپ بیٹی سے دن کے وقت مقابلہ کرو۔ یافان تو خطرناک ہی ہے پر اریشیا بھی بڑی مرد مار اور ستیاناسی جڑ کی سی لڑکی ہے۔''

یوناف نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ سے کہا۔

''تم تو یوں خوف زدہ ہو رہی ہو جیسے میں تمہیں اپنے ساتھ چلنے کو کہہ رہا ہوں۔'' کولم نے فوراً سنبھلتے ہوئے کہا۔

''میں ڈرنے والی نہیں ہوں، اگر تم کہتے ہو تو میں تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔''

یوناف اٹھ کھڑا ہوا اور بولا۔

''میں اب جاتا ہوں تم آرام کرو۔''

کولم نے تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا۔

''یافان کی ان شیطانی قوتوں سے بچ کر رہنا جو نیلے دھوئیں کے اندر نمودار ہوتی ہیں۔''

یوناف نے ہاتھ میں پکڑی چرمی تھیلی سے سیاہ مٹی کا ایک خشک گولہ نکالتے ہوئے کہا۔

''میں نے تمہیں کہا تھا ناں کہ تم سے طلسم سیکھنے سے پہلے میری ایک اپنی بھی حیثیت تھی اور اپنی اسی حیثیت کو استعمال کرتے ہوئے میں نے یافان کی ان شیطانی قوتوں سے نمٹنے کے لیے مٹی کا یہ گولہ تیار کیا ہے۔''

کولم کچھ اور پوچھنا چاہتی تھی کہ یوناف باہر نکل گیا!

○

رات کے گھپ اندھیرے میں یوناف دریائے نیل کے کنارے آ کھڑا ہوا، یہاں اسے گردن پر ابلیکا کا سکون بخش لمس محسوس ہوا اور ساتھ ہی ابلیکا کی شیریں آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

''یوناف! یوناف!! میرے حبیب! تھوڑا اور شمال کی طرف جاؤ، وہاں ماہی گیروں کی کشتیاں بندھی ہوئی ہیں، ان میں سے ایک کشتی میں سوار ہو کر آگے بڑھو اور سیاہ مٹی کا گولہ ان پر پھینکنے کے بعد ان سے اپنے آپ کو محفوظ کر کے یافان اور اریشیا کا رخ کرو۔ اس وقت وہ ساری شیطانی قوتیں نیلی دھند کی صورت میں کشتیوں کی سیدھ میں دریا کے وسط میں جمع ہیں۔''

ابلیکا کی ہدایت پر یوناف شمال کی طرف آیا، وہاں ماہی گیروں کی کشتیوں میں سے ایک کو کھولا اور اس میں سوار ہو کر دریائے نیل میں آگے بڑھنے لگا۔

رات اپنے ازلی التہاب اور ابدی اضطراب کے ساتھ اپنی تقدیر کے پامال راستوں پر بھاگتی جا رہی تھی، ہر طرف ایک وجدان و عرفان، طلسمات کے تفکرات کے رنگ، ایک مشہودی کیفیت اور سرمدی وجودوں کا اسرار بکھرا ہوا تھا، آسمان پر بادبانوں کے تاریک وزنی ٹکڑے ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہے تھے، رات کے جادو اور چاند کے افسوں نے قدیم داستانوں کے ہمزاد دریائے نیل کا ہر طاق منور، ہر کوچہ مصور کر دیا تھا۔ انبر انبر بکھرے بادلوں سے بجتی پگھلتی چاندنی دریائے نیل کے الحاق میں اتر رہی تھی، ہر طرف ایک نیستاں کا سماں تھا، گیلی ریت کی سوندھی خوشبو شب کے سناٹوں سے بغل گیر ہو کر آسمان سے برستے خنک نور جیسی ہو گئی تھی۔

یوناف کشتی کو دریائے نیل کے وسط میں کھڑی اس نیلی شیطانی دھند کے اندر لے گیا تو دھند کے اندر سے ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے فطرت کے جنگجو عناصر کسی سے حرب آزما ہونے کی تیاریاں کرنے لگے ہوں۔ فضاؤں کے اندر سالوں کی کسک، مہینوں کی تڑپ، راتوں کی جلن، دنوں کی دھڑکن، لمحوں کے خواب اور نگاہوں کے خمار ایسا اسرار تھا۔ پھر اچانک یوناف حرکت میں آیا اور سیاہ مٹی کا گولہ اس نے نیلی دھند کے اندر پھینک دیا۔ فضاؤں میں ایک زوردار گہری گونج لہرائی، ایسا لگا جیسے جھیل کی طرح پرسکون اور صنم خانہ کی طرح خاموش نیل ابل پڑا ہو یا کسی نے قرن پھونک دیا ہو اور دریا قعر مذلت کے طوفان کا شکار ہو گیا ہو۔ فضاؤں کے اندر چیختی چنگھاڑتی آندھیاں چل پڑی تھیں، جن کے باعث یوناف کی کشتی الٹ گئی اور وہ دریا میں جا گرا۔

ہر طرف موت کے سائے رقص کرنے لگے تھے......!

○○○

کشتی سے گرنے کے بعد یوناف ایک طرح سے دریائے نیل کی تہہ کی طرف ڈوبتا چلا گیا تھا۔ لیکن جلد ہی اپنے ہاتھ پاؤں کو حرکت میں لا کر وہ سطح آب پر نمودار ہوا۔

اس نے دیکھا، فضاؤں کے اندر آندھیوں کی چنگھاڑ، طوفانوں کی قہرمانیت، موت کے سایوں کا ہجوم ختم ہو چکا تھا۔ ماحول کی تخریب و ویرانی، خشمناکی اور شوریدہ سری جاتی رہی تھی۔ دامن فطرت اب بساط رنگ و بو کی طرح پرسکون تھا۔ دریائے نیل، کواکب و قمر اور آسمان پر بھاگتے دبیز بادل اب پوری سطوت، تمکنت اور جاہ و جلال میں نظر آ رہے تھے۔

یوناف نے دیکھا جس کشتی میں وہ آیا تھا وہ ڈوب چکی تھی، دریائے نیل کی سطح اب نیلے اور سنہری پھولوں کی طرح خاموش تھی اور شیطانی قوتوں کی نیلی دھند وہاں سے غائب ہو چکی تھی۔ اس نے دیکھا نیل کے وسط میں یافان کا مسکن اب اس کے جنوب میں قریب ہی دکھائی دے رہا تھا۔

یوناف اپنی سری قوتوں کو عمل میں لایا اور دریائے نیل سے نکل کر وہ یافان کے مسکن کی چٹانوں پر نمودار ہوا، اب وہ گہری تاریک رات میں بڑی تیزی کے ساتھ دریائے نیل کے اندر جزیرے پر بنی اس عمارت کی طرف جا رہا تھا۔ آسمان اونگھ رہا تھا، دور مغرب کی پرفشاں ظلمتوں کے اندر سے بادلوں کے بڑے بڑے ٹکڑے بلند ہو رہے تھے۔

تیز تیز چلتا ہوا یوناف مہیب، پرہول تاریکی اور کاٹ کھانے والے بھیگے اندھیرے میں اس عمارت کے دروازے پر آ رکا اور کچھ سننے کی کوشش کرنے لگا۔ اسے یوں لگا جیسے مدھم سُروں میں اس عمارت کے اندر سے سکر و مستی اور غنودہ نیم والحموں میں ڈوبا کوئی نغمہ اور ایک

آتش ناکی کے ساتھ صعود و ہبوط کرتا ہوا کوئی سرود سوز ناک سنائی دے رہا ہو، پھر دلوں پر لطافت و رعنائی برسانے والا وہ ستاروں کے خوشوں اور بہاروں کے توشوں جیسا گیت بلند ہوتا رہا، یہاں تک کہ خیالوں کے عفریت میں ڈبو دینے والا وہ نغمہ خوب بلند ہو کر سنائی دینے لگا۔

یوناف اس گیت کی طغیانی عنبر اور برسات آتشیں میں کھویا ہوا تھا کہ عمارت کا دروازہ آہستہ آہستہ کھلنے لگا، یوناف چونکا ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے اپنی تلوار نکالی اور اس پر کوئی عمل کیا، اس کی تلوار یکایک گیلی لکڑی کی طرح سلگنے لگی۔ پھر یوناف کھنچی ہوئی کمان کی طرح مستعد اور ترو تازہ گیہوں کی طرح مطمئن ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے دیکھا عمارت کے اندر سیاہ مشکبوں لباس جیسا ہول آفریں اندھیرا چھایا ہوا تھا اور جس نغمے کی آوازیں ابھر رہی تھیں، وہ اب خاموش ہو چکا تھا۔

یوناف نے اپنی سلگتی تلوار سامنے کر لی اور آگے بڑھا، جونہی اپنی سلگتی تلوار کے ساتھ یوناف اندر داخل ہوا عمارت کے اندر سینوں میں امواج اور دلوں میں شکستگی و انہدام پیدا کر دینے والا شور بلند ہوا اور ساتھ ہی عمارت کا پورا اندرونی حصہ روشن ہو گیا اور ہر چیز واضح طور پر دکھائی دینے لگی۔

یوناف جس کمرے میں کھڑا تھا اس کے سامنے والی دیوار کے ساتھ اریشیا کھڑی تھی، تیز روشنی میں اس کا حسن و شباب رو پہلے خواب گوں جلووں، سفید بلور کے پیالے، صباحت و لطف کی تازگی جیسا لگ رہا تھا۔ وہ نغمۂ حسن و شباب لڑکی اس سمے میدے اور گلاب کا مجسمہ دکھائی دے رہی تھی، اس کے عارض کی لالہ کاری میں گل دمن کی طراوت اور اس کے کاکل کی تابداری میں نسیم سحر کی سی لطافت تھی۔

یوناف نے ایک گہری نگاہ اریشیا پر ڈالی۔ ساتھ ہی اس نے پرشوکت لہجے، بارعب نوا اور اپنی پوری تاثیر و دلکشی سے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اس روز بحر شور کے کنارے سے تم بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئی تھیں۔ اب بلاؤ اسے، کہاں ہے وہ تمہارا ہڈیوں کا ڈھانچہ باپ؟''

اریشیا نے اپنی سرود انجم اور صفیر بلبل جیسی آواز میں کہا۔

''اس روز تمہاری خوش بختی تھی کہ تم زندہ نکل گئے، پر آج یہاں سے بچ

کر نہ جا سکو گے۔''

یوناف نے کہا۔

''آج میں تیرے سارے بگڑنے سنورنے تخریب و تعمیر کے عمل، تیرے لاحقوں اور سابقوں کو، تیری یاسیت برپا کر دینے والی قوتوں اور تیری ہاؤ ہو اور اختلافِ مادتو کو ادھیڑ کر رکھ دوں گا۔''

اس مکمل شباب اور مجسم بہار اریشیا نے اک صولت و دبدبے سے کہا۔

''تم اتنے قادر نہیں ہو کہ مجھے قیود و سلاسل میں ڈال سکو، میں اپنے ارادوں میں مطلق اور اپنے عمل کی صلاحیت میں آزاد ہوں۔ اقصائے عالم اور مشارق و مغارب کے ان بیکراں سلسلوں میں ابھی کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا جو۔۔۔ اپنی مرضی مجھ پر مسلط کر سکے۔''

اچانک یوناف کے کانوں میں ابلیکا کی آواز گونج گئی۔

''یوناف! یوناف!! سنبھلو، تمہاری پشت سے یافان تم پر حملہ آور ہو رہا ہے۔''

یوناف برق کے کوندے کی طرح مڑا، اس نے دیکھا ہڈیوں کا ڈھانچہ یافان سیاہ رنگ کی عبا میں ملبوس ایک طوفان کی طرح اس کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا، اس کے ہاتھ میں کسی جانور کی پنڈلی کی لمبی ہڈی تھی جو مشعل کی طرح جل رہی تھی۔

یافان چاہتا تھا کہ جلتی ہوئی وہ لمبی ہڈی یوناف کے منہ پر دے مارے کہ یوناف نے اس ہڈی کو اپنی تلوار پر روک لیا، ہڈی کا یوناف کی تلوار سے ٹکرانا تھا کہ یافان کے ڈھانچے سے ایک ہولناک اور کرب خیز چیخ بلند ہوئی، یافان کے ہاتھ سے جلتی ہوئی ہڈی چھوٹ کر زمین پر گری اور بجھ گئی۔

پھر ایسا لگا جیسے یافان کا ڈھانچہ سرکشیدہ لپکتے شعلوں کی زد میں آ گیا ہو۔ پلک جھپکتے میں یافان پراسرار طور پر غائب ہو گیا۔

یوناف پھر اریشیا کی طرف مڑا اور اپنی تلوار کی نوک اس کی طرف سیدھی کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''یافان تو بھاگ گیا اور جل جانے سے بچ نکلا۔ پر میں تمہیں یہاں سے

فرار نہ ہونے دوں گا۔"

اریشیا نے کہا۔

"یہ تمہاری خوش فہمی ہے، میں جب چاہوں وہموں کے آسیب، فریب تزویر کی یلغار اور اوہام کے جال کی طرح اپنا آپ سمیٹ کر نکل جاؤں۔"

یوناف نے کہا۔

"خوش فہمی میں تم ہو، میں نہیں، تمہارے عمل کو میں نے کوتاہ اور تمہارے افکار کو منقطع کر دیا ہے، ذرا اپنی جگہ سے جنبش تو کر کے دکھاؤ۔"

اریشیا نے دائیں طرف حرکت کرنا چاہی مگر ہل نہ سکی، ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی نے اسے وہاں خوب کس کر باندھ دیا ہو۔

بے بسی و مجبوری میں اریشیا کی حالت ایسی ہوگئی، جیسے اس کے جسم و جان میں کسی نے آگ بھر دی ہو۔ اس کا سارا صیقل پن ساری جلا جاتی رہی تھی۔ وہ ویران دشت و جبل اور کشتہ سنسان سی ہوگئی تھی، لگتا تھا، وہ کسی تصادم کا شکار ہو کر سوچوں کے سمندر میں اٹھتے طوفانوں کا نشانہ ہوگئی ہو۔

یوناف نے ایک ہلکا مگر گہرا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"دیکھا، میں نے تمہاری ساری قوتوں کے نعروں کی گونجوں کو، تمہارے شور ستیز تمہاری بانگ رجز، تمہارے ہر داؤ ہر گھات کو اور تمہاری ساری مستی و شادمانی کو زائل کر کے رکھ دیا ہے، اب تم دیکھو گی کہ ایک بے بسی و مجبوری کے عالم میں تم میری تلوار کے ساتھ ساتھ حرکت کرنے پر مجبور ہوگی۔"

پھر آہستہ سے یوناف نے اپنی تلوار کی نوک کو اپنی طرف حرکت دی اور تلوار کے ساتھ ساتھ اریشیا بھی اپنی پوری عنبر فامی اور محشر خرامی کے ساتھ یوناف سے قریب ہونے لگی۔ یوناف نے تلوار کی نوک کو جب اپنے پہلو میں لا کر روکا تو اریشیا بھی اس کے پہلو میں آ کھڑی ہوئی تھی۔

یوناف نے تلوار کا رخ ارشیا کی طرف ہی رکھا اور اپنا دوسرا ہاتھ بڑھا کر اس کا بازو پکڑ لیا۔ اریشیا کا حسین و گداز بازو ہاتھ میں لینے پر یوناف کو ایسے لگا جیسے کوئی نیا قطرہ دریا سے اور اجنبی ذرہ صحرا کے ساتھ خود شناسی کی خاطر بے خودانہ بے حجابانہ متعارف ہو رہا ہو۔

یوناف نے غور سے اریشیا کی طرف دیکھا۔

اس کی آنکھوں میں طلوع آفتاب کی سی دل کشی، فطرت کے گیتوں کی تازگی، مخفی رازوں کے اسرار و محاسن اور سریع التاثیر کشش تھی۔

یوناف زیادہ دیر تک اریشیا کی طرف نہ دیکھ سکا کیونکہ اسے اپنے دائیں طرف ایک ملحقہ کمرے کے دروازے کی طرف دیکھنا پڑا تھا جہاں سے نیلا دھواں بڑی تیزی کے ساتھ اس کمرے میں داخل ہو رہا تھا جس میں یوناف اریشیا کو لیے کھڑا تھا پھر کمرے کے اندر نیلا دھواں خوب گاڑھا ہو گیا اور اس کے اندر شیطانی قوتیں اپنی جلتی انگارہ آنکھوں کے ساتھ سلگتے ہیولوں کی صورت میں یوناف پر حملہ آور ہونے کو بڑھنے لگیں۔

یوناف نے جونہی بے خیالی میں نیلے دھوئیں کے اندر ایک ہیجانی کیفیت میں اپنی تلوار کی نوک ان کی طرف سیدھی کی تو وہ شیطانی قوتیں فوراً وہاں سے غائب ہو گئیں اور نیلا دھواں وہاں سے چھٹ گیا۔

اسی لمحہ یوناف کو فضاؤں کے اندر لرزاں اور پھٹی ہوئی آواز میں درد میں ڈوبی ہوئی ایک چیخ کمرے میں سنائی دی، اس کے ساتھ ہی اریشیا کا بازو اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا، اس نے چونک کر اپنے پہلو میں دیکھا، اریشیا وہاں نہ تھی، وہ بچ کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔

اریشیا کے اس طرح فرار ہو جانے سے یوناف کی حالت بدل گئی، اس کے چہرے پر بشاشت آمیز شائستگی کی بجائے اب سمندر کی سی دہشت ناکی، صدیوں کے انتقام کی گرد، ذہنی مفلسی، ناامیدی کی چنگاریوں کا شور اور آنکھوں میں جلتے ویران موسم کی دھول اور تلخ اور تاریک جذبات رقص کر رہے تھے۔

لیکن جلد ہی یوناف نے اپنی حالت کو سنبھال لیا۔

پھر انتقامی کارروائی کے طور پر اس نے اپنی تلوار کو حرکت دی اور اس عمارت کی لکڑی کی چھت کو آگ لگا دی، خود وہاں سے نکل کر دریائے نیل کے کنارے آ کھڑا ہوا تھا، جب ساری عمارت جل گئی اور در و دیوار ملبہ کا ڈھیر ہو گئے تو یوناف راع دیوتا کے مندر کی طرف جانے کے لیے نیل کے دوسرے کنارے پر آیا، اچانک اسے کچھ یاد آ گیا اور اس نے خوش کن دھیمی آواز میں کہا۔

’’ابلیکا! ابلیکا!! ماہی گیروں کی وہ کشتی جو میں دریا کے وسط میں نیلی دھند کے پاس لے گیا تھا اور جو وہاں ڈوب گئی تھی، نکال دو، وہ ان غریب ماہی گیروں کی ہے جو اس سے مچھلیاں پکڑ کر اپنی گزر بسر کرتے ہیں۔‘‘

جواب میں ابلیکا نے شہد کا سا رس گھولتی آواز میں کہا۔

’’تم چلو، چل کر آرام کرو، میں کشتی نکال آتی ہوں۔‘‘

یوناف راع دیوتا کے مندر کی طرف گیا اور اس کمرے میں گھس کر سو گیا جو کولم نے اس کے لیے خالی کر رکھا تھا۔

O

دوسرے روز ایک پجارن اسے کھانا دے گئی۔ ابھی وہ کھانا کھا کر فارغ ہوا ہی تھا کہ حسین کولم کمرے میں داخل ہوئی اور تعجب سے پوچھا۔

’’تم کب آئے؟‘‘

یوناف نے کہا۔

’’میں تو رات کے پہلے حصے ہی میں آ گیا تھا۔‘‘

کولم یوناف کے سامنے بیٹھ گئی اور یوناف نے اسے وہاں پیش آنے والے سارے واقعات سنا ڈالے۔

کولم نے تاسف بھرے انداز میں کہا۔

’’یہ بہت برا ہوا کہ اریشیا بچ کر نکل گئی۔ اب وہ پھر کہیں سے تمہارے خلاف حرکت میں آئے گی، بہر حال تم نے یہ اچھا کیا کہ ان کے مسکن کو جلا کر خاک کر دیا۔ اب تلاش کرنا پڑے گا کہ وہ دونوں باپ بیٹی کدھر گئے ہیں بہر حال یہ بعد کی بات ہے، پہلے تم میرا ایک ادھورا کام تو مکمل کرو۔ اس وقت تم فارغ ہو اور تمہارے پاس وقت بھی ہے۔‘‘

یوناف نے تعجب سے پوچھا۔

’’تم کونسا اپنا ادھورا کام مکمل کرانا چاہتی ہو۔‘‘

کولم نے کہا۔

’’تم مجھے قدیم بزرگوں کے حالات سنا رہے تھے اور وعدہ بھی کیا تھا کہ اگلی کسی نشست میں ان کے حالات مکمل کرو گے۔‘‘

یوناف نے پوچھا۔

’’اچھا تو ہم لوگ کہاں تک پہنچے تھے؟‘‘

کولم نے کہا۔ ’’تم نے نوحؑ کی پیدائش تک کے حالات و واقعات سنائے تھے۔‘‘

یوناف نے سنبھل کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

’’تو لو۔ اب آگے کے واقعات سنو!

نوحؑ کو نوح اس لیے کہتے تھے کہ وہ اپنے رب کی یاد میں بہت نوحہ[1] کرنے والے تھے، آپ کی والدہ کا نام قینتوس تھا اور وہ برالیک بن متوشلح کی بیٹی تھیں جس وقت انہیں نبوت کی وحی آئی تو وہ 150 سال کے تھے اور جس روز آپ کے ہاں آپ کا بیٹا سام پیدا ہوا اس روز آپ کی عمر 500 برس کی تھی۔ پھر طوفان آیا اور گزر گیا، طوفان نوح کے بعد نوحؑ نے دنیا کو اپنے بیٹوں[2] میں تقسیم کر دیا۔ آپ پر کوئی کتاب نازل نہ ہوئی اور آپ لوگوں کو آدمؑ، شیثؑ اور ادریسؑ کے صحیفوں کی پیروی کرنے کی دعوت دیتے تھے۔ آپ کے دور میں یغوث، یعوق اور نسر کی پوجا عام تھی۔ نوحؑ نے 1450[3] برس کی عمر پائی۔

سام[4] جو نوح کا بیٹا تھا اس کی ماں کا نام عروہ[5] تھا جو برالیک بن محول بن ادریس کی بیٹی تھیں۔ سام کی اولاد میں انیس[6] زبانیں رائج ہوئیں، جب سام کی عمر 198 برس کی ہوئی تو ان کے ہاں ان کا بیٹا ارفخشد، طوفانِ نوح سے دو سال بعد پیدا ہوا۔

جس وقت ارفخشد 135 سال کا ہوا تو اس کے ہاں اس کا بیٹا شالح پیدا ہوا، اس کی ماں کا نام سرود تھا اور وہ سروش یافت بن نوحؑ کی بیٹی تھیں۔

۱۔ بعض مفسرین نوحؑ کو نوحہ سے، یعقوبؑ کو عقب سے اور یوسفؑ کو لفظ اسف سے مشتق قرار دیتے ہیں۔
۲۔ سام کو عرب، شام، عراق، فلسطین اور ان سے ملحقہ علاقے دیئے، سام سے عاد و ثمود جدلیس، جرموق، عبیل، طسم اور عمالیق قبائل چلے۔ ان کی زبان عربی تھی، موصل، دیلم، حضر موت، سبا، جرجان، کرو، بابل، دمشق، فلسطین، شام اور حمص کے شہر بنو سام ہی نے آباد کیے۔ یافت کو ترک، خزر، روم اور شمال کا علاقہ ملا، ترک، ہمدان، قبچاق، انحطا العنور اور خزر وغیرہ یافت کی اولادیں مشہور ہوئے۔ حام کو سوان، ہند اور مصر کا علاقہ ملا، حام کی اولاد سے مصر صفدون اور قوط بہت مشہور ہوئے۔ ۳۔ طبقات ناصری ۴۔ توریت میں سام کو جابجا سم لکھا گیا ہے۔ ۵۔ طبری نے اس کا نام عمورہ لکھا ہے۔ ۶۔ طبقات ناصری

جس وقت شالخ کی عمر 130 سال کی ہوئی تو اس کے ہاں اس کا بیٹا عابر پیدا ہوا، اس کی ماں کا نام مکعبہ[1] تھا اور وہ عویلم بن سام بن نوحؑ کی بیٹی تھیں۔ عابر کی پیشانی سے نبوت کا نور چمکتا تھا۔ وہ بتوں کو توڑتے اور خدائے واحد کی عبادت کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ عابر[2] کی عمر 134 برس کی ہوئی تو ان کے ہاں ان کا بیٹا فالخ پیدا ہوا۔ اس کے بعد کے حالات ایسے پھیلے کہ مجھے یاد نہیں اور لوگ اس قدر زیادہ ہو گئے کہ پہچان میں نہ آنے لگے۔"

یوناف نے بات ختم کی پھر کولم کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔

"میرا خیال ہے آج اتنے واقعات ہی کافی ہیں۔ نوحؑ کے دوسرے دو بیٹوں حام اور یافت کے حالات میں سوچ کر اور اپنے ذہن میں مجتمع کر کے تمہیں بتاؤں گا۔"

کولم نے کہا۔

"اگر تم نہ رکتے تو میں خود ہی تمہیں روکنے والی تھی اس لیے کہ میں یہ سارے واقعات کئی نشستوں میں سننا چاہتی ہوں۔ اس طرح کم از کم تم سے ملاقات کا ایک سلسلہ تو رہے گا، دیکھو! عبیروز کی قربان گاہ کی طرف جانے کے لیے میں نے تمہارے لیے کچھ نئے لباس اپنی پجارنوں سے بنوائے ہیں۔"

آؤ وہ لباس میں تمہیں دکھاؤں۔"

کولم یوناف کا ہاتھ تھام کر اپنے کمرے کی طرف چل دی!

O

چند یوم کی لگاتار محنت کے بعد عارب نے محل کے اندر تک چلی گئی راہ داریوں کے

---

[1] تاریخ سیستان کے مؤرخ نے عابر کی ماں کا نام مرغانہ بتایا ہے۔

[2] اہل یمن اہل ربیعہ، اہل مصر اور کچھ دیگر قدیم خاندان اور اقوام یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ عابر بن صالح ہی ہودؑ ہیں اور انہوں نے 474 برس کی عمر پائی، عابر کی بہن کا ایک بیٹا یقطان نام کا تھا۔ اس نے اپنے وقت میں لوگوں پر بڑا ظلم کیا۔ لوٹ مار کے کام کا آغاز اسی نے کیا اور لوگوں کے اندر دہشت و خوف پھیلایا۔

دونوں طرف کسی ماہر و فرزانہ فنکار کی طرح دو انتہائی خوف ناک خد و خال کے سیاہ رنگ کے سانڈ بنائے جو خوب قد آور تھے۔ حملہ آور ہونے کے انداز میں ان کی دمیں اٹھی ہوئی اور خوب کسی ہوئی تھیں۔ ان دونوں کے مونہوں سے جہنم کی بھٹیوں کی طرح آگ کے شعلے نکل کر پھیل رہے تھے، ان کے سینگ خوب لمبے، بل دار اور سامنے کی طرف آبدار خنجروں کی طرح تنے ہوئے تھے۔ ان کی کوہانیں خوب بلند تھیں اور اوپر کا حصہ ایک طرف ڈھلک رہا تھا، ان کی گردنیں خوب موٹی اور ان کے نیچے لٹکتا ہوا چمڑا خوب موٹا اور گھٹنوں سے بھی نیچے تک چلا گیا تھا۔ منہ کی طرح ان کے نتھنوں سے بھی دھواں آمیز آگ کے شعلے لپک رہے تھے۔ ان کے کھر بڑے، ٹانگیں دراز اور موٹی اور دم کے بال خوب لمبے اور گھنے تھے۔

جس روز اس ہیبت کے دونوں بیلوں کی تصویریں راہداری کے آمنے سامنے دیواروں پر مکمل ہو گئیں اس روز عارب نے بیوسا، نبیطہ، صیفون، رعوبل، عوبد اور ازبل کو وہاں جمع کیا، جب وہ سارے راہداری میں آ کر بیٹھ گئے تو عارب نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔

"میرے ساتھیو! میں ان دونوں بیلوں کی تصویریں مکمل کر چکا ہوں۔"

رعوبل نے کہا۔ "یہ تو انتہائی خوفناک اور بد ہیئت سیاہ رنگ کے سانڈ ہیں۔" عارب نے پھر کہا۔ "دیکھو اب ان دونوں بیلوں کے اندر میں ایک طلسم بھرتا ہوں جس کے بل پر یہ دونوں بیل اصل بیلوں کی طرح حرکت میں آئیں گے ان کے منہ اور نتھنوں سے آگ نکلے گی لیکن یہ آگ کسی کو نقصان نہ پہنچا سکے گی کیونکہ یہ تو فقط نگاہوں کا فریب ہو گا۔"

پھر عارب وہاں فرش پر بیٹھ گیا اور اپنے عمل کی ابتداء کر دی۔

تھوڑی دیر بعد جب اس کا عمل سحر مکمل ہو گیا تو دیواروں پر بنے ہوئے دونوں بیل بالکل اصلی سانڈ کی طرح دیواروں سے اتر کر فرش پر آ کھڑے ہوئے۔ ان کی آنکھوں سے روشنی پھوٹ نکلی تھی، منہ اور ناک سے حرکت کرتی آگ اور دھواں نکلنے لگا تھا جو تھوڑی دور جا کر غائب ہو جاتا تھا، ان کی دُمیں اور جسم کی ہر شے حرکت میں تھی۔

عارب نے بلند آواز میں کہا۔ "صیفون! تم چاروں جوڑا جوڑا ہو کر ان بیلوں پر بیٹھ جاؤ۔"

آن کی آن میں ایک بیل پر صیفون اور ازبل اور دوسرے پر رعوبل اور

رعوبد بیٹھ گئے۔ عارب نے پھر انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔ ''جو طلسم میں تم چاروں کو سکھا چکا ہوں، اسے استعمال میں لاتے ہوئے تم ان دونوں بیلوں کو حرکت میں لاؤ گے۔ اس طلسم کے ذریعے جس طرح تم چاہو گے یہ بیل ویسے ہی حرکت کریں گے، میں کچھ دن اور یہاں تمہارے پاس رہوں گا اس کے بعد میں اپنی بہنوں کے ساتھ جنوب کی طرف چلا جاؤں گا، ہمارے بعد تم چاروں کو ہی ان بیلوں سے کام لینا ہے اور یہ محل بھی تم چاروں ہی کے تصرف میں رہے گا، آج جب یہ رات ذرا گہری ہو جائے تو تم چاروں ان پر سوار ہو کر اگباتانہ شہر کی طرف جانا۔ پہلے اپنے دشمنوں سے جیسا چاہو انتقام لو اور اس کے بعد ان بیلوں کی مدد سے اگباتانہ شہر میں قتل و غارت اور بدی و برائی کا بازار گرم کر دو۔''

○

شفق کے پیچھے سورج کب کا غروب ہو چکا تھا۔ رات حنظل کی بیلوں کی طرح اپنا غضب و قساوت، جور و استبداد اور اوہام و ابہام پھیلاتی بھاگتی جا رہی تھی۔ ہر شے غیر آباد اور غیر مستعمل سی ہو گئی تھی۔ آسمان پر ٹمٹماتے لرزاں ستارے اپنی ضیاء انگیزیوں کی حکایات مکمل کرنے کی خاطر رواں دواں تھے۔

ندی کنارے بننے والے اس محل سے دونوں سیاہ طلسمی بیل نمودار ہوئے اور ندی کو عبور کرنے کے بعد اگباتانہ شہر کی طرف بڑھے۔ ایک پر صیفون اور اس کی بیوی ازبل اور دوسرے پر رعوبل اور عوبد دونوں میاں بیوی سوار تھے۔ دونوں بیلوں کے منہ اور نتھنوں سے آگ کے شعلے اور دھوئیں کے مرغولے نکل رہے تھے۔

کوہستان البرز کی طرف سے آنے والی برفانی ہواؤں کے اندر خزاں کے طوفانی جھونکے چیخ چلا رہے تھے۔ سرما کے ابتدائی چاند کی مدھم مدھم روشنی تھی۔ سقف آسمان بادلوں سے صاف اور فرش زمین خاک و دھول کی زد میں تھا۔

دونوں بیل ایسے ماحول میں رانبھتے ہوئے اگباتانہ شہر کے ایک بیرونی محلے میں داخل

ہوئے۔ دونوں بیلوں کے رانبھنے کی آوازیں ایسی وحشت ناک و جنوں خیز تھیں کہ ان کے خوف سے ہڈیوں کے گودے تک میں لرزہ طاری ہونے لگتا تھا، یوں لگتا تھا گویا وقت کی بدترین آندھیوں اور ادبار کے خونی طوفانوں نے ماحول کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہو۔

جس محلے میں وہ دونوں بیل داخل ہوئے تھے، وہاں ایک ہل چل مچ گئی تھی۔ گو برفانی ہواؤں کے باعث لوگ اپنے گھروں میں آتشدان جلا کر لحافوں کے اندر دبک گئے تھے۔ پر ان بیلوں کی وحشت ناک آوازیں سن کر گھروں سے نکل آئے تھے۔ جونہی انہوں نے بھیانک اور بد ہئیت بیلوں اور ان کی پیٹھ پر سوار صیفون، ازبل، رعوبل، اور رعوبد کو دیکھا وہ پھر اپنے اپنے گھروں میں گھسنے لگے، ایک گھر کے اندر سے ایک بوڑھے کی آواز بلند ہوئی، شاید وہ اپنے اہل خانہ کو تنبیہ کر رہا تھا۔

''یہ صیفون، ازبل، رعوبل اور رعوبد کیسی آتش افروز بلاؤں پر سوار ہیں، ان کو تو ان کے گھروں میں جلا دیا گیا تھا، پر اب ایسا لگتا ہے، ان چاروں کی روحیں اپنے انتقام کی تکمیل کے لیے حرکت میں آ گئی ہیں۔''

بوڑھا اپنے اہل خانہ کو گھر کے اندر لے گیا اور دروازے کو اندر سے زنجیر لگا دی۔

اس بوڑھے کے مکان سے تیسرے مکان کے سامنے دونوں بیل رک گئے۔ پھر اگلے بیل پر سوار صیفون نے اس مکان کی دیوار کے اوپر سے اندر جھانکتے ہوئے ہراس و وحشت طاری کرنے اور فگار و مجروح کرنے والی آواز میں پکار کر کہا۔ ''دوما! دوما!! باہر نکلو، دیکھو کون آج تم سے ملنے آیا ہے۔'' دوما! دوما!! دیکھو اور سنو، میں صرف تین بار تمہیں پکاروں گا اور اگر میرے تیسری بار پکارنے کے بعد بھی تم اپنے اہل خانہ کے ساتھ گھر کے صحن میں نہ آئے تو سن رکھو، میں تمہارے مکان کو آگ لگا دوں گا اور تم سب جل کر راکھ ہو جاؤ گے۔''

صیفون کی دوسری پکار پر ہی اس کے گھر کے سارے مکین اپنے صحن میں آ کھڑے ہوئے ان سب سے آگے ایک طوفانی دن جیسا بھیانک اور لوہے کی موٹی زنجیروں جیسا سخت جوان تھا۔

صیفون نے اسی جوان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''دوما دوما!! تم نے اپنی دانست میں ہمیں ہمارے مکان میں جلا کر ختم کر دیا تھا لیکن ہم چاروں کی

طرف دیکھو۔ ہم ایک نئی صورت، ایک انوکھی ہیئت میں تم سے اپنی بے چینی، اپنی غیر اطمینانی کا انتقام لینے آئے ہیں۔''

دوما نے اپنی تلوار زور سے فضا میں لہراتے ہوئے کڑکتی آواز میں پوچھا۔

''تم چاروں چاہتے کیا ہو؟''

صیفون نے کرب پیدا کر دینے والی آواز میں کہا۔ ''تمہارے گھر کے سب افراد کا خون۔''

دوما فوراً اپنے صحن کی دیوار پر چڑھ کر کھڑا ہوا اور بلند آواز میں پکارتے ہوئے اس نے کہا۔

''اے اہل محلہ! اس سیاہ پوش رات اور برفانی آندھیوں کے اندر اگر یہ لپکتے شعلوں اور بھڑکتی بھٹیوں کی طرح ہم پر حملہ آور ہو رہے ہیں تو آنے والے دنوں میں تمہاری باری آئے گی۔ قبل اس کے کہ یہ ہمیں موت کی تاریک گہرائیوں میں ڈال دیں، قبل اس کے کہ یہ بے لگام عفریت رات کے تاریک سینے میں گنہ گار کے ضمیر اور فنا کی پکار بن کر ہم پر چھا جائیں، قبل اس کے کہ یہ شہوات و لذات کے رسیا اور بے نفس و بے ضمیر لوگ موجوں کی شر انگیزی کی طرح ہم پر چھا کر ہماری زندگیوں کو نچوڑ لیں۔ آؤ! علو ہمتی اور محنت کشی کے ساتھ ان پر حملہ آور ہو کر ان کو عہد تاریک اور بگولوں کے برج کی طرح اڑا کر رکھ دیں۔ آؤ! مل کر یکجا ہو کر ذلت و رسوائی کے ان پیغامبروں، ظلمتوں کی اس یلغار اور موت کے ان قاصدوں کو مار بھگائیں، آج اگر انہوں نے ہمارا خون چکھ لیا تو آنے والے دنوں میں تم سب کا خون بھی ان کے لیے لذیذ اور ارزاں ہو جائے گا۔''

دوما کی اس پکار پر محلے کے کیا مرد کیا عورتیں، کیا بوڑھے، کیا بچے، سب تلواریں، برچھے اور خنجر سنبھال کر اپنے گھروں سے نکل آئے دوما اور اس کے مسلح اہل خانہ بھی باہر آ گئے تھے اور پھر سب نے متحد ہو کر ان دونوں سیاہ بیلوں پر حملہ کر دیا لیکن ان سب کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی، جب ان میں سے کسی کا بھی ہتھیار، کسی کا بھی وار ان بیلوں اور ان پر

سوار صیفون، ازبل، رعوبل اور رعوبد کو مس نہ کر پایا، کافی دیر تک ناکام حملے کرتے کرتے جب وہ تھک گئے تو ان میں سے بڑی عمر کے چند لوگوں نے صلاح مشورہ کر کے ان بیلوں کو پکڑنا چاہا پر ان کی حیرت اور پریشانی کی کوئی انتہا نہ رہی، جب ان پر یہ انکشاف ہوا کہ ان بیلوں پر ان پر سوار صیفون، ازبل، رعوبل اور رعوبد کو وہ صرف دیکھ سکتے ہیں، انہیں مس نہیں کر سکتے۔

اب لوگوں کے اندر خوف و ہراس کی لہر تیز ہونے لگی۔

اس موقع پر صفیون، رعوبل، ازبل اور رعوبد نے اپنی تلواریں تیزی سے حرکت میں لا کر دوما اور اس کے اہل خانہ کا کام تمام کر دیا۔

ساتھ ہی صیفون نے رعوبل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ رعوبل! رعوبل! میرے بھائی! یہاں سے کم از کم دو چھوٹی عمر کے لڑکے اٹھا لو ان سے ہم بہت بڑا کام لیں گے۔''

رعوبل اور رعوبد نے دو لڑکے پکڑ کر اپنے بیل پر بٹھا لیے۔ اس طرح صیفون اور ازبل نے بھی دو لڑکے پکڑ کر اپنے ساتھ بٹھا لیے۔ پھر دونوں بیل رانبھتے ہوئے واپس چل دیے

چار معصوم بچے اٹھائے جانے کی وجہ سے اس محلے کے لوگ ان کا تعاقب کرنے لگے۔

تعاقب کرتے ہوئے یہ لوگ ندی کے کنارے محل تک آئے اور جب وہ اس محل میں داخل ہونے کے بعد ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تو لوگ مایوس اور پریشان ہو کر واپس لوٹ گئے۔

محل کے اندر دونوں بیل ابھی راہداری میں آ کر رکے ہی تھے کہ ایک کمرے کے اند سے عارب، یوسا اور نبیطہ باہر نکل آئے۔

عارب نے خفگی سے کہا۔ ''صیفون! صیفون!! تم ان بچوں کو اگباتانہ شہر سے کیوں اپنے ساتھ اٹھا لائے ہو، کیا اس طرح تمہارے کام میں رکاوٹیں نہ کھڑی ہوں گی؟''

صیفون نے کہا۔ ''آپ ناراض نہ ہوں، میں ایک خاص مقصد کے تحت ان کو اپنے ساتھ لایا ہوں، ان کے علاوہ میں اور بہت سے بچے اس عمارت میں جمع کرنا چاہتا ہوں، آنے والے دور میں اگر ہماری ان

کارروائیوں کی اطلاع اگباتانہ کے بادشاہ ہوشنگ کو ہوگئی اور ہم پر قابو نہ پانے کے بعد اس نے لوگوں کے کہنے پر اس محل کو گرانے کا حکم دے دیا تو ہمارے لیے مشکلات کھڑی ہو جائیں گی لیکن اگر ہمارے ساتھ اس محل میں اگباتانہ کے بچے بھی ہوں گے تو یہاں کے لوگ اس احتیاط کے تحت اس عمارت کو نہ گرائیں کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو عمارت کے گرنے کے ساتھ ساتھ ان کے بچے بھی ہلاک ہو جائیں گے۔"

عارب کے چہرے پر اطمینان اور خوشی بکھر گئی۔ آگے بڑھ کر اس نے صیفون کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "صیفون! صیفون!! عزازیل کی قسم، میرے ذہن میں یہ بات نہ آئی تھی کہ ان بچوں سے اتنا بڑا کام بھی لیا جاسکتا ہے، تم بہت ذہین، عقلمند اور دور اندیش ہو صیفون! اب مجھے یقین ہوگیا ہے کہ جب میں اور میری دونوں بہنیں یہاں سے رخصت ہو جائیں گے تو ہماری غیر موجودگی میں تم گناہوں اور بدی کو پھیلانے کے اس کام کو اچھے طریقے سے انجام دے سکو گے۔ ان چاروں لڑکوں کو اوپر لے جاؤ اور انہیں ایک کمرے میں جمع کرتے جاؤ۔"

صیفون، رعوبل، ازبل اور رعوبد بچوں کو اوپر لے گئے۔

اب چند یوم کا وقفہ دے کر وہ چاروں اگباتانہ شہر کی طرف جاتے اور شہر میں گناہ اور بدی پھیلانے کا کام سرانجام دینے لگے، عارب نے اگباتانہ کے ایک بوڑھے کو ملازم بھی رکھ لیا تھا جو عمارت کی دیکھ بھال کرنے کے علاوہ ان کے لیے بازار سے سوداسلف بھی لا دیتا تھا۔

چند یوم اور وہاں رہنے کے بعد عارب، بیوسا اور عبیطہ جنوب ایران کی طرف کوچ کر گئے۔ بچوں کے لیے انہوں نے عمارت میں طلسم بھر دیا تھا اور وہ وہاں داخل ہونے کے بعد دکھائی نہ دیتے تھے۔

○

یوناف اور کولم ایک روز مصر کے قدیم شہر عبیدوز میں داخل ہوئے، وہ شہر سے باہر مرکزی قربان گاہ کے پاس آئے جو ایک بلند جگہ پر واقع تھی اور اس کے دائیں بائیں دو بڑے معبد تھے۔

قربان گاہ کے آس پاس اور اطراف میں لوگوں کا بے پناہ ہجوم تھا، اس لیے کہ آج فصلوں کی افزائش کے لیے انسانی قربانی دی جانے والی تھی، دور و نزدیک کے سب معبدوں کے لوگ وہاں جمع تھے۔ یوناف نے قربان گاہ کے دائیں بائیں کے بڑے بڑے معبدوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کولم سے پوچھا۔

"کولم! کولم! اس قربان گاہ کے دائیں بائیں بڑی بڑی اور بلند عمارتیں کیسی ہیں؟"

کولم نے کہا۔

"یہ مصر کے سب سے بڑے دیوتا ازریس اور حوریس کے معبد ہیں اور ان کی قبریں بھی ان کے اندر ہی ہیں۔"

یوناف نے پوچھا۔

"کیا وہ دونوں حقیقت میں انسان تھے؟"

کولم نے کہا۔

"ہاں۔ تمہارا اندازہ درست ہے، لو میں تمہیں تفصیل سے ان دونوں کے بارے میں بتاتی ہوں۔

سنو یوناف! جس طرح راع دیوتا قدیم دور میں مصر کے ایک حصے کا بادشاہ تھا، اور نیک ہونے کی وجہ سے لوگ اس کی موت کے بعد اس کی پرستش کرنے لگے اور اس کے لیے معبد تعمیر کرنے لگے اسی طرح ازریس بھی عبیدوز کا بادشاہ تھا۔ اس وقت مصر پر اور کئی چھوٹے چھوٹے حکمران بھی مسلط تھے اور مصر کئی حصوں میں بٹا ہوا تھا۔ ازریس کے باپ کا نام گیب اور ماں کا نام نوت تھا۔ گیب اور نوت کے دو بیٹے ازریس اور ساقت اور دو ہی بیٹیاں ازلیس اور نفتیس تھیں۔ ازریس کی شادی اپنی بہن زلیس اور ساقت کی شادی دوسری بہن نفتیس سے ہوگئی۔

وقت گزرتا رہا۔

اپنی نیکی اور رحم دلی کے باعث ازریس عبیدوز کا بادشاہ بن گیا اور اس کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام حوریس رکھا گیا، جس وقت ازریس عبیدوز کا بادشاہ بنا، اس وقت مصر کے باشندے بالکل وحشی، جنگلی اور خونخوار تھے اور اس پر مستزاد یہ کہ آدم خور بھی تھے۔ ازریس نے جو، گیہوں کے جنگلی پودے تلاش کیے اور اہل مصر کو کاشت کاری کا فن سکھایا، ازریس کی وجہ سے اہل مصر نے آدم خوری ترک کر دی اور اپنی خوراک کے لیے اناج پیدا کرنے لگے۔ اس کے علاوہ نیک دل اور رحم کا جذبہ رکھنے والے ازریس نے مصر کے باشندوں کو درختوں کا پھل کھانا اور انگور کی شراب بنانا بھی سکھایا۔

ازریس چاہتا تھا کہ مصر کے سب لوگ عبیدوز کی طرح تہذیب کی ان برکتوں سے واقف ہو جائیں، لہٰذا اس نے اپنی بہن اور بیوی ازلیس کو عبیدوز کے تخت پر بٹھایا اور خود مصر کے سفر پر روانہ ہو گیا۔ واپس آیا تو لوگوں نے اس کا شاندار استقبال کیا اور اسے دیوتا قرار دیا۔ اس کا بھائی ساقت جو عمر میں ازریس سے چھوٹا تھا، اس سے، اس کی شہرت و ہردلعزیزی سے جلنے اور حسد کرنے لگا۔

اس نے ارادہ کر لیا کہ وہ اپنے بڑے بھائی ازریس کو قتل کر کے خود عبیدوز کا بادشاہ بن کر اپنے بھائی جیسا ہردلعزیز ہو جائے گا اور نہ صرف یہ بلکہ اپنی قوت کو خوب مضبوط اور مجتمع کر کے آس پاس کے علاقوں پر بھی قبضہ کر کے اپنی سلطنت کی حدود کو اور وسیع کرے گا۔

اپنے ان ارادوں کی تکمیل کے لیے ساقت نے سوتے میں ازریس[1] کے بدن کا ناپ حاصل کر لیا اور اس کے مطابق اس نے ایک نہایت خوبصورت تابوت بنوا لیا ایک روز جبکہ شراب کا دور چل رہا تھا اور سب لوگ مدہوش ہو رہے تھے، ساقت نے ازریس کو اس تابوت میں ڈالا

۱۔ مصر میں ازریس کے دو سب سے بڑے اور متبرک معبد تھے۔ ایک نیل کے ڈیلٹا میں بوراِرس کے مقام پر اور دوسرا عبیدوز میں۔ ازریس کا تیوہار اکتوبر میں منایا جاتا تھا۔

اور تابوت کا ڈھکنا بند کر کے اس کے پٹ پر پگھلا ہوا سیسہ بھر دیا اور تابوت کو دریائے نیل میں بہا دیا۔ جب ارزلیس کو اس حادثے کی خبر ہوئی تو اس نے اپنی زلفیں کاٹ ڈالیں، ماتمی لباس پہنا اور اپنے شوہر کی تلاش کی خاطر عبیدوز سے روانہ ہو گئی۔

ادھر ازریس کا تابوت دریائے نیل سے نکل کر سمندر میں داخل ہوا اور تند و تیز موجیں اسے بہا کر ببلوس[1] کے ساحل کی طرف لے گئیں جس جگہ وہ تابوت آ کر ساحل سے لگا وہاں دفعتاً ایک بہت بڑا درخت زمین سے نمودار ہوا اور اس درخت نے اس تابوت کو اپنے تنے میں چھپا لیا۔

دفعتاً وہاں کے فونیقی بادشاہ[2] ملکاندر نے اس درخت کو دیکھا۔ اسے وہ درخت بہت پسند آیا اور اس نے حکم دیا کہ اس درخت کو کاٹ کر اس کا تنا اس کے محل میں نصب کر دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بادشاہ کے مصاحبوں نے وہ درخت کاٹ کر محل کے باغ میں نصب کر دیا، اس تنے کے اندر ابھی تک وہ تابوت محفوظ تھا جس میں ازریس کی لاش تھی۔

ازلیس کو خبر ہو گئی کہ اس کے شوہر کی لاش کا تابوت بہتا ہوا فونیقیوں کے ساحل پر آ لگا اور اب وہ ایک درخت کے تنے میں محفوظ ہے جو بادشاہ کے محل میں نصب ہے۔ ازلیس یہ خبریں اس لیے حاصل کر لیتی تھی کہ وہ ایک بہترین ساحرہ تھی اور اپنے دور میں منتر کرنے میں جواب نہ رکھتی تھی، بہر حال اپنے شوہر کا تابوت حاصل کرنے کی خاطر ارزلیس نے ایک غریب عورت کا بھیس بدلا اور اس کنوئیں[3] کی منڈیر پر آ بیٹھی جو شاہی محل کے قریب تھا۔ وہ یہاں بیٹھ کر روتی رہتی اور جب محل میں کام کرنے والی

۱۔ لبنان میں عربوں کا ایک مشہور ساحلی شہر۔
۲۔ فونیقی وہ عرب تھے جو عرب کے صحراؤں سے نکل کر لبنان میں جا کر آباد ہوئے ان کا پیشہ تجارت اور جہاز رانی تھا۔
۳۔ لبنان میں چند برس قبل تک یہ کنواں آباد تھا اور عورتیں اس کنوئیں سے پینے کے لیے پانی بھرا کرتی تھیں، لیکن اب یہ کنواں خشک اور کھنڈر ہو چکا ہے۔

عورتیں وہاں پانی بھرنے آتیں تو ازریس ان کی زلفیں سنوارتی اور اپنے مقدس جسم کی خوشبو سے ان کے بالوں اور جسموں کو مہکاتی رہتی۔

آخر ازلیس کا چرچا محل میں پہنچ گیا بادشاہ ملکاندر کی ملکہ نے اسے محل میں طلب کیا اور اسے اپنے بیٹے کی آیا کے طور پر محل میں ملازم رکھ لیا۔ ازلیس اس شہزادے کو اپنا دودھ نہ پلاتی تھی بلکہ صرف اپنی انگلیاں بچے کو چسا دیتی اور بچہ آسودہ و مطمئن ہو جاتا تھا۔

ایک دن ملکہ نے بچے کو ازلیس کی انگلیاں چوستے دیکھ لیا، تب ازریس نے ملکہ سے اپنی اصلیت اور مصیبت و دکھ کی ساری داستان کہہ دی۔ ساتھ ہی اس نے ملکہ سے درخواست کی کہ درخت کا وہ تنا جو محل میں نصب ہے اس کے حوالے کر دیا جائے کہ اس کے اندر اس کے شوہر کی لاش ہے۔ بادشاہ ملکاندر اور ملکہ دونوں اس پر رضا مند ہو گئے اور درخت کا وہ تنا انہوں نے ازلیس کے حوالے کر دیا۔ ازلیس نے تنے کے اندر سے وہ تابوت نکال لیا جس کے اندر اس کے شوہر ازریس کی لاش تھی اور پھر اس تابوت کو کشتی میں رکھ کر مصر کی طرف روانہ ہو گئی۔

ازلیس نے مصر پہنچ کر دریائے نیل کے کنارے بوتو کے مقام پر اپنی کشتی کو روکا اور پھر کشتی کو وہیں چھوڑ کر اپنے بیٹے حوریس کو بلانے کے لیے بھاگی تاکہ تابوت کھول کر اندر سے ازریس کی لاش نکالی جائے جس وقت ازلیس تابوت لے کر مصر پہنچی اس وقت رات ہو رہی تھی اور جب وہ تابوت کو کشتی میں چھوڑ کر اپنے بیٹے حوریس کو بلانے گئی اس وقت ازریس کے چھوٹے بھائی اور اس کے رقیب و حاسد ساقت کا ادھر سے گزر ہوا، چاندنی رات میں ساقت نے وہ تابوت پہچان لیا جس میں اس نے عبیدوز کے بادشاہ اور اپنے بڑے بھائی کو بند کیا تھا۔ وہ فوراً اس تابوت کی طرف لپکا اور اپنی بہن اور ازریس کی بیوی کے لوٹنے سے پہلے ہی اس نے تابوت کو کھولا۔ ازریس کی لاش کے چودہ ٹکڑے کیے اور ان ٹکڑوں کو دریائے نیل میں بہا دیا تا کہ ان پر کسی کی نظر نہ پڑے۔

تھوڑی دیر بعد ازلیس اپنے بیٹے حوریس اور اپنی بہن نفتیس جو اپنے بھائی ساقت کی بیوی بھی تھی، کے ہمراہ وہاں پہنچ گئی، انہوں نے بڑی محنت اور جانفشانی سے ازریس کے جسم کے ٹکڑے ایک جگہ جمع کیا اور پھر تینوں ازریس کی لاش پر بین کرنے اور رونے لگے۔ روتے روتے وہ راع دیوتا سے رحم کی التجائیں بھی کرنے لگے۔ آخر راع دیوتا کا ایک پجاری اور معتقد آیا اس کا نام انوبیس تھا، اس نے ازلیس، نفتیس اور حوریس کی مدد سے ازریس کے ٹکڑوں کو جوڑا پھر انوبیس نے جو ایک بڑا طلسم گر بھی تھا، ازریس کے جسم کو سحری ہوا دی جس سے ازریس دوبارہ زندہ ہو گیا پھر حوریس نے ساقت سے اپنے باپ کا انتقام لیا اور اُسے ٹھکانے لگا دیا۔

ان واقعات و حادثات کی بناء پر ازریس اور حوریس دونوں باپ بیٹا نیکی کے دیوتا کہلائے۔ ازلیس اور نفتیس نیکی کی دیویاں کہلائیں، ساقت بدی کا اور انوبیس زندگی اور موت کا دیوتا کہلایا۔''

کولم ذرا رکی پھر اس نے یوناف سے کہا۔

''یہ ہے وہ داستان جو ازریس اور حوریس دیوتاؤں سے منسوب ہے۔''

یوناف کچھ کہنے والا تھا کہ کولم نے کہا۔

''یوناف ! یوناف !! اب قربان گاہ کے پاس چلیں کہ قربانی شروع ہونے والی ہے۔''

دونوں قربان گاہ کے پاس جا کھڑے ہوئے جو ایک اتھلے اور گول منڈیر والے کنوئیں کی صورت میں تھی۔ اس کے اوپر تین بلیاں آپس میں ملا کر بندھی ہوئی تھیں اور جہاں تینوں لکڑی کی بلیاں آپس میں ملتی تھیں، وہاں سے ایک رسا قربان گاہ کے کنوئیں میں اندر کو لٹک رہا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد قربان گاہ کے کنارے رکھی نشستوں پر مصر کا بادشاہ زدسر اور اس کا وزیر الحوتپ آ کر بیٹھ گئے۔ پھر ایک شخص جو اپنے چہرے پر گیدڑ کا چہرہ لگائے ہوئے تھا اور جسم پر بھی اس نے گیدڑ ہی کی کھال پہن رکھی تھی۔ ایک ایسے آدمی کو وہاں لایا جس کے ہاتھ پاؤں اور آنکھیں بندھی ہوئی تھیں۔

پھر زوسر کے حکم پر اس آدمی کو رسے سے باندھ کر قربان گاہ کے اس گڑھا نما کنوئیں میں لٹکا دیا گیا، یوناف نے دیکھا ان گنت بڑے بڑے اور زہریلے سانپ کنوئیں میں پھنکار رہے تھے۔ جونہی قربانی کیے جانے والے آدمی کو قربان گاہ کے کنوئیں میں لٹکایا گیا، اسے کنوئیں کے ان بھیانک سانپوں نے ڈس لیا اور وہ مر گیا، منڈیروں پر کھڑے پجاری دعائیں[1] گا رہے تھے۔

جب اس قربان کیے جانے والے آدمی کے جسم کو چیر پھاڑ کر اس کے جسم سے اس کا دل، پھیپھڑے اور انتڑیوں کو نکال کر ایک قریبی کھیت میں دفن کر دیا گیا۔ پھر اس کھیت میں علامتی برکت کے طور پر زوسر نے ہل چلایا اور پھر قربان کیے جانے والے اس آدمی کا خون اس کھیت میں چھڑک دیا گیا اور اس کے جسم کے دوسرے اعضا ایک علیحدہ جگہ دفن کر دیئے گئے۔ اس طرح اس قربانی[2] کی تکمیل ہوگئی۔

قربانی کی رسم کے بعد یوناف نے کولم کو مخاطب کرتے ہوئے کو کہا۔

"کولم! کولم" اب تم یہاں سے اپنے معبد کی طرف چلی جاؤ، میں یہاں سے ممفس کا رخ کروں گا اور وہاں ان فوق البشر قوتوں کا سراغ لگا کر ان کا خاتمہ کرنے کی کوشش کروں گا جن کی وجہ سے قدیفس زخمی ہوا اور جنہوں نے اسے اہرام کے طلسمی عفریت کا دوبارہ سامنا کرنے کی دھمکی دی تھی، وہاں سے فارغ ہونے کے بعد میں فارس کے شہر اگباتانہ کا رخ کروں گا۔"

کولم نے تجسس اور جستجو سے پوچھا۔

"لیکن تم یافان اور اریشیا کا کیا کرو گے؟ تم نے ان دونوں کے مسکن میں جا کر نہ صرف ان دونوں کو زک پہنچائی ہے بلکہ ان کے مسکن کو آگ لگا کر خاکستر بھی کر دیا ہے۔ ایسی صورت میں وہ اپنے آپ کو بہتر طور پر مسلح کر کے تمہارے خلاف حرکت میں آئیں گے۔ میرا ان دونوں سے متعلق تمہارے لیے مخلصانہ مشورہ ہے کہ ان دونوں کی طرف سے

۱۔ یہ دعائیں کتاب اموات مصری میں درج ہیں۔ یہ دعائیں فرعونوں اور امرائے سلطنت کے تابوتوں پر بھی لکھی جاتی تھیں، اس کتاب سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بعد میں انسان کی جگہ جانوروں کی قربانی دی جانے لگی تھی۔

۲۔ مصر کے شہر مدینتہ الحبو میں اس قربانی کے آثار آج بھی دیواروں پر منقش ملتے ہیں، ایسے ہی ایک منظر میں فرعون رامیسس سوئم کو ایک کھیت میں ہل چلاتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔

بے حد محتاط اور چوکنے رہو۔"

پھر اس نے مزید بتایا۔

"سنو! جہاں یافان نقیب بغاوت اور سرگشتہ و ویران کر دینے والا طلسم گر ہے وہیں وہ سیاہ زندہ مرقع ابلیسی خدو خال کا پیکر اور سفالین کا سر اولین بھی ہے۔ وہ بوڑھے باریک بین سورج جیسا دانا اور بوڑھا ہو جانے کے باوجود ایک جری، بے خوف، بے خطر آدمی ہے۔ وہ عبدالصنم جب اپنے انتقام پر آتا ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے ابلیس کے منہ سے لگام نکل گئی ہو، اس سے محتاط رہنا، اگر کبھی تم اس کے قابو میں آ گئے تو وہ غاروں کے اندھیرے اور بگولوں کے اندر اڑتے ریگزاروں کی طرح تم پر وارد ہو گا اور تمہارے چہرے پر وقت کی بدترین اور المناک داستان مرقوم کر کے تمہاری زیست کو داغدار کر جائے گا۔

دوسری طرف اریشیا بھی بڑی مرد مار قسم کی لڑکی ہے۔ وہ دل کش و اسرار خیز رعنائی و لطافت اور سرمدی وجود کے اسرار جیسا حسن رکھنے والی لڑکی ضرور ہے، پر اس کے بین السطور وہ اپنا انتقام لینے میں افکار و حوادث کی شورانگیزی، موت کی کف اڑاتی موج، دست قضا کی سیاہ آندھی اور فلاکت و ناداری کا سرخ سیلاب ہے۔ اریشیا اپنی حریفانہ کشمکش میں بگولے سے طوفان بن جانے والی لڑکی ہے۔

یاد رکھو! وہ دونوں باپ بیٹی کسی مناسب موقع پر ضرور تم سے ٹکرا کر تم پر ضرب لگانے کی کوشش کریں گے اور سنو یوناف! اپنی زندگی کے برہم و پریشاں اور رقصاں و جولاں دنوں سے اگر کبھی فرصت ملے تو راع دیوتا کے معبد میں مجھے ضرور آ کر ملنا۔"

یوناف نے کہا۔

"اگر قدرت نے کبھی مہلت دی تو ضرور آؤں گا۔"

اس کے بعد یوناف عبیدوز شہر میں کولم سے رخصت ہو گیا۔ اس کا رخ اب سقارہ کے میدانوں کی طرف تھا۔

○

پر عذاب شب کا خاتمہ ہو گیا تھا۔

سورج سے محروم آسمان پر مشرق کی طرف سے روشنیاں ایک تعجیل سے ترارے بھرنے

اور چھلانگیں لگانے لگی تھیں۔ رات کی نیندوں کا واہمہ اور اندھیرے کی بیداری کا مجاہدہ ختم ہو گیا تھا اور دن کی محنتوں کا ثمر شروع ہو رہا تھا۔

پرندوں کے غول اپنی فکروں میں غلطاں، مہر و مروت کے گیت گاتے شاداں و فرحاں اپنے آشیانوں سے نکل کر روزی کی تلاش میں رواں دواں ہو گئے تھے، پھر مشرق سے سورج طلوع ہوا اور آگ کے ایک گولے کی شکل میں ابھرنے لگا، غیر متشکل سائے لرزنے لگے اور ان کی صورت گری ہونے لگی۔

ایسے میں یوناف سقارہ کے میدانوں میں کسانوں کی بستی میں داخل ہوا اور سیدھا قبط کے مہمان خانے کی طرف گیا۔

اس وقت بوڑھا قبط مہمان خانے سے باہر نکل رہا تھا، یوناف اس کے پاس رکا اور اس سے پوچھا۔

"میرے بزرگ! کیا اس بستی کا مہمان خانہ یہی ہے؟"

قبط نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بستی کا مہمان خانہ تو یہی ہے پر تمہیں کس سے ملنا ہے؟"

یوناف نے کہا۔

"میں قبط نام کے اس بزرگ سے ملنا چاہتا ہوں جو اس مہمان خانے کا نگران ہے۔"

بوڑھے قبط نے خندہ پیشانی سے کہا۔

"قبط تو میں ہی ہوں، آؤ اندر آ کر بیٹھو اور کہو کیا تم نے کہنا ہے؟"

قبط نے یوناف کو ایک کمرے میں لا بٹھایا پھر اس سے پوچھا۔

"کس غرض کے تحت تم مجھ سے ملنا چاہتے تھے؟"

یوناف نے غور سے قبط کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا آپ کے ذہن میں دو ایسے نوجوانوں کی کچھ یادیں ہیں جن کے نام قدیفس اور افریدوش ہوں۔"

قبط کے غنچے، ڈھلے اور ملائم چہرے پر لمحہ بھر سکون درہم برہم کر دینے والے جذبے چھا گئے، پھر اس نے کرب اور بجھے ہوئے شعلے کی طرح اداس اور غمزدہ لہجے میں کہا۔

"آہ! افریدوش اور قدیفس۔ وہ دونوں بدقسمت جوان الحوتپ کے بنائے اس طلسمی

اہرام کے اندر سے دولت نکالنے کے لیے رات کے وقت اس بستی کے بھٹیار خانے میں داخل ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے آپ کو تھیبس شہر کی طرف جانے والے مسافر ظاہر کیا تھا۔

پر ہائے حیف!

وہ مسافر نہ تھے۔ وہ دونوں بڑے ہڈیالے اعضا والے مضبوط جوان تھے۔ ان کے ہوش و حواس اور جوش و جذبوں پر اہرام کی دولت بھوت بن کر سوار تھی، ان کے نفس مجہول نے قرب و بعد کے سارے فاصلے مٹا کر ان کی زیرکی، دانائی، فراست پر رعونت و سرکشی اور ان کی ذکاوت و ذہانت پر خواری و خرابی طاری کر رکھی تھی، میں نے بستی کے بھٹیار خانے میں انہیں اہرام سے پہلو تہی کرنے کی زوردار تنبیہ کی لیکن انہوں نے میری بات اور نصیحت کو بے حرارت اور بے حلاوت جانا، رات کی تاریکی میں وہ اہرام کی طرف گئے اور گھپ اندھیرے میں الحوتپ کے طلسمی عفریت نے ان دونوں پر حملہ کر دیا۔

افریدوش تو اس عفریت کے ہاتھوں مارا گیا لیکن جس وقت وہ عفریت قدیفس پر حملہ آور ہوا، اس وقت میں اپنی بستی کے کچھ جوانوں کو لے کر وہاں پہنچ گیا، اس طرح قدیفس بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا، وہ زخمی تھا میں اسے مہمان خانے میں لے آیا، پھر ایک روز وہ اچانک ہی کچھ بتائے بغیر یہاں سے غائب ہو گیا۔ میں اس کے متعلق بڑا فکر مند اور پریشان تھا۔"

قبط نے ذرا رک کر پھر کہا۔

"اے اجنبی نوجوان! تم نے ابھی تک اپنا نام نہیں بتایا۔"

یوناف نے کہا۔

"میرا نام یوناف ہے اور زخمی ہو کر اس مہمان خانے میں آنے والا قدیفس میری بیوی کا بھائی تھا۔ اے میرے بزرگ! کیا قدیفس کے دوست افریدوش نے الحوتپ کے طلسمی عفریت کے ہاتھوں مارے جانے کے بعد فوق البشری حیثیت اختیار کر لی تھی؟"

قبط نے کہا۔

"اے یوناف! تمہارا کہا درست ہے جو شخص اس طلسمی عفریت کے ہاتھوں مارا جائے وہ فوق البشری حیثیت اختیار کر کے خود بھی اس اہرام کی حفاظت کرنے لگتا ہے۔ ہاں! جو کوئی

اس عفریت کے ہاتھوں صرف زخمی ہو تو وہ فوق البشری حیثیت اختیار نہیں کرتا، اب تک تین جوان جو اس طلسمی عفریت کے ہاتھوں مارے گئے وہ فوق البشری حیثیت اختیار کر چکے ہیں، ان میں سے ایک افریدوش ہے۔''

''فوق البشری حالت میں داخل ہو جانے والے ان تینوں جوانوں نے اہرام کے ارد گرد سقارہ کے میدانوں میں واقع کسانوں کی بستیوں کو بہت نقصان پہنچایا ہے، اب تک وہ دس افراد کو موت کے گھاٹ اتار چکے ہیں اور زیادہ تر عورتیں اور لڑکیاں ان کی ہوس اور خونخواری کا شکار ہوئی ہیں، ان کی وجہ سے اب آس پاس کی بستیوں میں خوف و ہراس پھیلنے لگا ہے۔ انحوتپ نے اس اہرام میں نہ جانے کیسا طلسم ڈال دیا ہے کہ وہ ایک عفریت کی صورت میں اہرام کی طرف جانے والوں پر حملہ آور ہوتا ہے اور کوئی اب تک اس پر قابو نہیں پا سکا۔''

یوناف نے اسے تسلی دینے کے انداز میں کہا۔

''قبط! قبط!! میرے بزرگ!!! میں انحوتپ کے اہرام کے اس طلسمی عفریت اور فوق البشری حالت میں چلے جانے والے ان تینوں جوانوں سے نمٹ کر ان کا خاتمہ کروں گا، عنقریب دیکھو گے میں ان پر قابو پالوں گا اور سقارہ کے میدانوں کی بستیوں کو ان کے خوف و ہراس سے نجات دلا دوں گا۔''

بوڑھے قبط نے خوفزدہ انداز میں کہا۔

''اہرام کے اس طلسمی عفریت کو ختم کرنا تو ناممکن ہے کیونکہ انحوتپ نے اہرام کے اندر کوئی ایسا پیچیدہ اور الجھا ہوا طلسم بھر دیا ہے جس پر قابو پانا کسی کے بس کا روگ نہیں، تاہم اہرام کے عفریت کے ہاتھوں فوق البشر حیثیت اختیار کر جانے والے تینوں جوانوں کا اگر تم خاتمہ کر دو تو یہ سقارہ کی ان بستیوں پر تمہارا بہت بڑا احسان ہو گا اور یہاں کے لوگ تمہارے ممنون ہوں گے۔''

یوناف نے پوچھا۔

''کیا تم بتا سکتے ہو وہ کب ان بستیوں کی طرف آتے ہیں اور کہاں رہتے ہیں؟''

قبط نے کہا۔

''میرے خیال میں وہ رہتے تو اہرام کے اندر ہی ہیں لیکن بستیوں پر حملہ آور ہونے کے

لیے ان کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے تاہم اگر تم ان کو ختم کر سکتے ہو تو تمہیں کچھ دن یہاں رک کر ان کے نمودار ہونے کا انتظار کرنا ہو گا۔ اس مہمان خانے میں تم جب تک چاہو قیام کر سکتے ہو۔''

یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

''تو پھر میں یہاں رک کر ان کا انتظار کروں گا۔''

قبط اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔

''تو پھر تم آرام کرو، میں تمہارے لیے کھانا لاتا ہوں۔''

پھر وہ مڑا اور باہر نکل گیا۔

قبط کے جانے کے بعد ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا لمس ظاہر کیا۔ ساتھ ہی اس کی تنبیہ کرتی ہوئی سنائی دی۔

''یوناف! یوناف!! تم ان تین جوانوں سے ضرور نمٹ لو جو اہرام کے طلسمی عفریت کے باعث فوق البشری حالت میں ان بستیوں کے لوگوں کے لیے ذلت و عذاب بنے ہوئے ہیں، پھر تم اہرام کے اندر انحوتپ کے طلسمی عفریت کا ابھی سامنا کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ اہرام کے اندر وہ ایک گہرا اور الجھا ہوا طلسم ہے جس کا جال انحوتپ جیسے ماہر طلسم گر نے بن رکھا ہے، اگر تم نے اہرام کے اس عفریت کو زیر کر بھی لیا تب بھی یہ کام تمہاری ذات کے لیے تکلیف دہ ہو گا، اس لیے کہ اس صورت میں انحوتپ بھی تمہارے دشمنوں کی اگلی صف میں شامل ہو جائے گا اور اگر کبھی کوئی ایسا لمحہ آ گیا کہ عارب، بیوسا اور نبیطہ، یافان، اریشیا اور انحوتپ نے تمہارے خلاف اتحاد کر لیا تو تم اپنے آپ کو نئے اور اذیت دہ حالات میں محسوس کرو گے، بہتری اسی میں ہے کہ فی الوقت تم خاموش رہو اور اہرام کے اس عفریت سے متعلق کوئی عملی قدم نہ اٹھاؤ، پھر جب کبھی حالات درست ہوں تو اہرام کے عفریت سے بھی نمٹ سکتے ہو۔''

یوناف نے کہا۔

''میں تو فیصلہ کر چکا تھا کہ چند دن یہاں رک کر میں اہرام کے اندر انحوتپ کے اس طلسمی عفریت سے بھی نمٹتا جاؤں گا، پر اب تم کہتی ہو تو میں اس کے خلاف حرکت میں نہیں آتا، صرف ان فوق البشر بن جانے والے جوانوں کا خاتمہ کر کے یہاں سے

اگبا تانہ شہر کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ کیا اس دوران اور اس مہمان خانے میں قیام کے دنوں میں تم میرا ایک کام کرو گی۔"

ابلیکا نے بڑے پیار اور رغبت سے کہا۔

"تم میرے ساتھ اس قدر عاجزی اور انکساری کے ساتھ کیوں بات کرتے ہو۔ تم حکم دینے کے انداز میں مجھے یہ بھی تو کہہ سکتے ہو کہ میرا یہ کام کر دو، اچھا کہو، کیا کام ہے۔"

یوناف نے کہا۔

"یہ معلوم کرو کہ یافان اور اریشیا دریائے نیل کے اندر اپنے مسکن کے جل جانے کے بعد اب کہاں اور کس طرف گئے ہیں تا کہ میں ان کی طرف سے محتاط رہوں اور اگر ضرورت درپیش ہو تو ان کے خلاف حرکت میں آ سکوں۔"

ابلیکا نے کہا۔

"میں عنقریب تمہیں بتاؤں گی کہ یافان اور اس کی حسین بیٹی اریشیا دونوں کہاں ہیں۔"

پھر اس نے ذرا رک کر کہا۔

"یوناف! یوناف! میرے خیال میں یافان اور اریشیا کسی ایسی محفوظ جگہ چلے گئے ہیں جہاں چند روز تک ستانے کے بعد وہ پھر تمہارے خلاف حرکت میں آئیں گے وہ ہر صورت میں ایک بار اپنے آپ کو تمہارے مقابلے میں کامیاب و سرخرو دیکھنا چاہیں گے اور اس کے لیے وہ ہر حربہ تمہارے خلاف آزمائیں گے۔"

ابلیکا خاموش ہو گئی کیونکہ بوڑھا قبط یوناف کے لیے کھانا لے کر کمرے میں داخل ہو رہا تھا، پھر یوناف مہمان خانے کے اس کمرے میں بیٹھا کھانا کھانے لگا۔

O

مصر کے شمال اور ایران کے مغرب میں دجلہ و فرات کے دو آبہ کے اندر اور آس پاس عربوں کی چار بڑی حکومتیں تھیں، ایک سومیری، دوسرے عکادی، تیسرے آشوری اور چوتھے عیلامی۔

سومیر دو آبہ کے جنوب میں تھے اور جس طرح مصری اپنے بادشاہ کو فرعون کہہ کر

پکارتے تھے، اسی طرح سومیری اپنے بادشاہ کو پاتسی کہہ کر پکارتے تھے۔ ان کا مرکزی شہر جہاں ان کا پاتسی رہتا تھا، اریدو تھا۔ ان کے دیگر بڑے بڑے شہر لواسہ، اسین، خفا، اروک، اُر، گالاش، نپور، کش اور عبید تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ ان کا پاتسی امور سلطنت خدا کی مرضی کے مطابق سرانجام دیتا ہے اس لحاظ سے پاتسی ایک طرح کے مطلق العنان بادشاہ تھے۔

عراق کے دو آبہ کے اندر سومیریوں کے شمال میں عکادی سلطنت تھی۔ ان کا مرکزی شہر عکاد تھا، ان کے دوسرے بڑے بڑے شہر کیش، سپار اور بابل تھے۔ اپنے مرکزی شہر عکاد کی نسبت سے یہ لوگ عکادی کہلاتے تھے۔

عکادیوں کے شمال میں آشوری سلطنت تھی۔ ان کا مرکزی شہر آشور تھا، دیگر بڑے بڑے شہر نینوا، کلاہ تھے۔ عرب کے صحراؤں سے نکل کر پہلے پہل یہ لوگ بابل کے آس پاس بیٹھ گئے۔ پھر وہاں سے بھی ترک وطن کر کے شمال کی طرف بڑھے اور شمال کے وسیع علاقوں پر اپنی سلطنت قائم کر لی، ان کے مرکزی شہر اور ان کے سب سے بڑے دیوتا کا نام بھی آشور تھا اور خدا کو بھی یہ لوگ آشور کہہ کر پکارتے تھے، یہ لوگ زراعت پیشہ تھے لیکن جن علاقوں میں آ کر وہ آباد ہوئے وہ چونکہ بابل کی طرح زرخیز اور شاداب نہ تھے، اس لیے انہوں نے لوٹ مار کو اپنا پیشہ بنا لیا۔ ہر سال موسم بہار میں یہ ہمسایہ ممالک میں لوٹ مار، قتل وغارت کرتے اور جو لوگ ان کے ہاتھوں اسیر ہوتے انہیں غلام بنا لیتے اور ان سے محنت و مشقت کا کام لیتے۔

ان کی تعداد چونکہ کم تھی اور ان کے مقبوضہ علاقے بہت وسیع تھے، لہٰذا اپنی مفتوح اقوام کو مطیع رکھنے کے لیے یہ ان کے ساتھ سخت رویہ رکھتے تھے۔

ان کے مغرب اور جنوب مغرب کی طرف قدیم حتی قوم آباد تھی اور ان کے شمال میں پرانی کاسی[1] قوم آباد تھی۔ ان کے مشرق میں کوہستان زاگروس کے اس پار شمالی ایران کی طاقت ور سلطنت تھی جس کا بادشاہ ان دنوں ہوشنگ تھا۔

آشوری شروع شروع میں مختلف قبائل میں بٹے ہوئے تھے اور ان کا سردار قبیلے کا جادوگر ہی ایک طرح سے ان پر حکومت کرتا تھا ہاں ضرورت پڑنے پر یہ لوگ اپنے مرکزی

1۔ کاسی قوم کرمان شاہ کے نزدیک کوہستانی سلسلے کے اندر آباد تھی۔ اس قوم کا سلسلہ اب تک جاری ہے اور اب یہ لوگ کاسی یا کاسو کے بجائے کرد کہلاتے ہیں۔

شہر آشور کے حکم پر ہر کام کرنے کو تیار ہو جاتے تھے۔ انہوں نے باقاعدہ اور ایک طاقتور سلطنت[1] کی شکل بہت بعد میں اختیار کی۔

اس علاقے میں عربوں کی چوتھی بڑی سلطان عیلام تھی۔ اس کا مرکزی شہر شوش تھا، سلطنت کے مغرب میں دریائے دجلہ تک، مشرق میں ایران کے تھوڑے سے حصے تک، شمال میں اس شاہراہ تک جو بابل سے ہمدان تک جاتی تھی اور جنوب میں خلیج فارس تک پھیلی ہوئی تھی۔ مرکزی شہر شوش کے علاوہ ان کے دوسرے بڑے شہر مادا، کتورومی، اہواز اور خایدالو[2] تھے۔

○

آسمان پر ستارے رخصتی ہنسیاں اڑا رہے تھے، صبح طلوع ہو رہی تھی، کائنات کی ہر شے کی آنکھوں میں مسکراہٹ بکھرنے لگی تھی۔ پکے ہوئے لسوڑے جیسی حسینائیں پانی بھرنے جھرنوں کو چل پڑی تھیں۔ سوئے سمندر جاگ اٹھے تھے۔ تابندہ سورج نے ہر سو اپنی کرنیں بکھیر دی تھیں اور چرواہے ارغنوں کی گہری گونجدار آوازوں سے ہم آہنگ ہو کر حسین نغمے بکھیرتے اپنے ریوڑوں کو چراگاہوں کی طرف لے جا رہے تھے۔

ایسے میں

آشوری عربوں نے کوہستانِ زاگروس کے سلسلے کو عبور کیا اور شمالی ایران میں قوم حاد کی سلطنت کی حدود میں داخل ہوئے۔ ان کا لشکر ہزاروں کی تعداد میں تھا اور وہ اپنے ایک سردار تخلا کی سرکردگی میں کوہستانی سلسلے سے نکل کر لوٹ مار کی غرض سے سلطنت اگباتانہ کی حدود میں داخل ہو گئے تھے۔

ثروت و دولت کے متلاشی آشوری عرب آہوں کے جھونکوں، کہر کے پھیلے پردوں، طوفانی رات کی ٹھٹھرا دینے والی یخ بستگی، عتابِ جہنم، فنا کی راکھ اور وہم و اوہام کے پجاریوں کی طرح اگباتانہ کی حکمران قوم کے علاقوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔ انہوں نے

---

[1] آشوریوں نے بہت بعد یعنی 1600 قبل مسیح میں ایک زبردست سلطنت اور قوت کی شکل اختیار کی۔
[2] بعض مورخین کا خیال ہے کہ خاویدالو شہر اس جگہ آباد تھا جہاں آجکل مشہور شہر خرم آباد ہے۔

ایران کی سرزمین میں اپنے غیر فانی عمل اور مرگ آفریں رقص کی ابتدا کر دی تھی۔ ان کے حملوں میں موت کی وسعت اور پنہائی اور مرگ کی حرارت و توانائی تھی، جن ایرانی بستیوں میں آشوریوں نے لوٹ مار اور قتل و غارت شروع کی تھی، ان کے مکینوں نے اپنا دفاع کرنے کی بھرپور کوشش کی لیکن انہیں بری طرح ناکامی ہوئی تھی۔

آشوری ان گنت صدیوں کی تاریکی، وقت کے سیلاب کی طرح قوم کی تقدیر کو سرنگوں کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے، اپنے سامنے آنے والے ہر (ایرانی) کو انہوں نے خون بداماں و خون آلود کر دیا۔ انہوں نے قوم کی بستیوں کو موت کی داد دی سمجھ کر وہاں آگ اور صلیب کا کھیل کھیلنا شروع کر دیا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ ان کے پس پردہ کوئی ساحر کام کر رہا ہے، وہ اپنے سامنے جمنے والی ہر قوت کو خاک میں لتھڑاتے، خون میں نہلاتے، اپنے سردار تخلا کی سرکردگی میں فتح و نفرت کی کرنوں اور اک ہنگامہ و اژدہام کی طرح آگے بڑھتے رہے، ایسا لگتا تھا وہ کوئی اساطیری وجود رکھتے ہیں جس کا سد باب ممکن نہیں۔

آشوریوں نے قوم حاد کے جوانوں پر روح کی پژمردگی طاری کر کے ان کے آغاز وانجام اور ان کے امروز و فردا کو تخریب و تباہی کا مرکب بنا کر رکھ دیا تھا۔ ایرانی، بستیوں اور قصبوں کو لوٹ لوٹ کر وہ ہاتھ آنے والا مال اور نقدی و جواہرات کوہستان زاگروس کے اندر اپنے خاص دستوں کی زیر نگرانی محفوظ کرنے لگے۔

○

شمالی ایران کی قوم حاد کا بادشاہ ہوشنگ اگباتانہ شہر میں اپنے قصر کے اندر اپنے اراکین سلطنت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور ان کے سامنے ایک جوان لڑکی بیٹھی ارغنوں کی سریلی دھن کی طرح گا رہی تھی۔ گانے والی وہ لڑکی تابندہ صدف کی سی جوان، نشاط آفریں لمس جیسی دلفریب روشنی کے آنچل جیسی پرکشش، زعفرانی نیلی لہروں جیسی حسین، پگھلے ہوئے جذبات جیسی جنوں خیز، شہد جیسی میٹھی، پھول جیسی کومل، جل جیسی نرمل اور قرب و لمس جیسی متبسم و شاداں تھی۔ اس کا فرصورت اور تسخیر کائنات جیسا حسن رکھنے والی لڑکی کی آواز میں ایک حلاوت و خمار اور اک نغمگی و خوشبو تھی۔ اس کی آواز نغمہ سراطیور کی طرح انتظار کی اذیتوں

میں رس گھول دینے والی تھی۔

اپنے دامن میں قیامت اور نغموں کی حلاوت لیے جب وہ لڑکی خاموش ہوگئی تو قصر ہوشنگ میں ایک مصاحب داخل ہوا اور دست بستہ ہوکر ہوشنگ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''اے بادشاہ! اگباتانہ کے کچھ شہری فریاد لے کر آئے ہیں اور وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔''

ہوشنگ نے گہرے سکون اور مسکراہٹ سے کہا۔

''ان سب کو اندر لاؤ۔''

وہ مصاحب احتراماً جھکا اور باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد ہوشنگ کے اس قصر میں کچھ لوگ داخل ہوئے جن کی رہنمائی ایک بوڑھا کر رہا تھا۔

وہ قریب آئے تو ہوشنگ نے پوچھا۔

''تم لوگ کس کے خلاف اور کیسی فریاد لے کر آئے ہو؟''

اس بوڑھے نے کہا۔

''اے بادشاہ! ہم لوگ اگباتانہ کے شمال مغربی حصے کے رہنے والے ہیں، کچھ عرصہ ہوا، شمال کی طرف سے ایک عفریب ہم پر وارد ہوتا ہے، یہ دو سیاہ رنگ کے خوفناک بیل ہیں جن پر دو ایسے جوان اور ان کے ساتھ ان کی بیویاں سوار ہوتی ہیں جو کچھ عرصہ قبل اپنے مکان میں اپنے دشمنوں کے ہاتھوں جلا کر مار دیئے گئے تھے، سیاہ بیلوں پر سوار یہ چاروں خون بہاتے ہیں۔ لوگوں کے اندر قتل و غارت گری کا بازار گرم کرتے ہیں اور معصوم بچوں کو اٹھا کر لے جاتے ہیں، اب تک وہ ان گنت لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار کر بیسیوں بچوں کو شہر سے اٹھا کر لے گئے ہیں۔''

ہوشنگ نے چونک جانے والے انداز میں پوچھا۔

''بیلوں کی صورت میں یہ عفریت اور ان پر سوار وہ چاروں میاں بیوی جو مر کر بدروحوں کی صورت اختیار کر چکے ہیں کہاں اور کس طرف سے آتے ہیں؟''

بوڑھے نے کہا۔

''اے مالک! اگباتانہ کے شمال میں ندی کنارے کسی نے ایک محل تیار کیا ہے، وہ دونوں بیل جو سیاہ رنگ کے بدہیبت، ہیولوں جیسے ہیں، اس محل سے نکلتے ہیں اور ندی پار کر کے رانبھتے ہوئے اگباتانہ شہر کی طرف بڑھتے ہیں۔ ان دونوں بیلوں پر چاروں سوار پہلے قتل و غارت گری کرتے اور پھر معصوم بچوں کو اٹھا کر لے جاتے تھے۔ پر اب انہوں نے اپنے کام کا دائرہ وسیع کر دیا ہے۔ اب وہ عصمتوں کو تار تار کرنے لگے ہیں، مکانوں کو منہدم اور کھلیانوں کو آگ بھی لگانے لگے ہیں، ان بدہیئت بیلوں کے منہ اور نتھنوں سے آگ اور دھواں نکلتا ہے اور کوئی ان پر یا ان پر سوار چاروں میاں بیوی پر حملہ آور نہیں ہو سکتا کیونکہ انہیں دیکھا تو جا سکتا ہے لیکن انہیں مس نہیں کیا جا سکتا۔

اے مالک! ہم نے کئی بار ان بیلوں کا تعاقب کیا لیکن اس محل میں داخل ہونے کے بعد وہ دکھائی نہیں دیتے اور جن بچوں کو وہ اٹھا کر لے گئے ہیں کبھی کبھار ان بچوں کی آوازیں تو اس محل سے سنائی دیتی ہیں پر بچے وہاں دکھائی نہیں دیتے، اب اس محل کا ایک چوکیدار بھی ہے جو اگباتانہ ہی کا ایک غریب آدمی ہے۔ اسے وہ لوگ معقول معاوضہ دیتے ہیں، اس کا کہنا ہے وہ اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا کہ اس محل میں چار میاں بیوی رہتے ہیں جو کہ فوق البشری انسان لگتے ہیں وہ خود ان سے خوفزدہ ہے لیکن ان کی خدمت اس خدشے کے تحت کر رہا ہے کہ انکار کی صورت میں وہ کہیں اسے اور اس کے اہل خانہ کو نقصان نہ پہنچائیں، اس لیے وہ بے چارہ ان کے لیے بازار سے ضرورت کی اشیاء خرید کر بھی لے جاتا ہے۔

اے آقا!

ہم نے کئی بار ارادہ کیا کہ اس عمارت ہی کو گرا دیں جس میں سے وہ بیل سوار بدروحیں نکل کر اگباتانہ کے شہریوں پر حملہ آور ہوتی ہیں وہ چاروں بیلوں پر سوار ایسے ہی دکھائی دیتے ہیں جیسے وہ زندہ انسان ہوں اور معمول کی زندگی بسر کرتے ہوں لیکن انہیں چھوا نہیں جا سکتا۔ ایسا لگتا ہے وہ چاروں زائر اجل اور لوگوں کی قسمتوں کے مالک بن گئے ہوں، گو ان چاروں کی تعریف ایک غایت وانتہا درجے کا غلو اور مبالغہ لگتا ہے۔ لیکن ان کے خلاف ہماری ہر کوشش اور ہر سعی ناکام ہوئی ہے اور وہ چاروں ہمیں تخیل سے ماورا مگر قلب و نظر رکھنے والی باطل تہذیب کی تخلیق لگتے ہیں، آج مجبور ہو کر ہم آپ کے پاس آئے ہیں کہ

آپ ان کے مقابلے میں ہماری مدد کریں تا کہ ہم غریبوں کے خلاف ان کی ستم آرائیاں اور حشر سامانیاں بند ہو جائیں۔''

بوڑھے کی گفتگو کے جواب میں ہوشنگ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ وہی مصاحب جو ان فریادیوں کو لایا تھا، ایک بار پھر اندر آیا اور ہوشنگ سے کہا۔

اے آقا! مشرقی سرحدوں کی طرف سے کچھ لوگ آئے ہیں، ان کے ساتھ ان کا سرکردہ ایک جوان بھی ہے جو مشرقی سرحدوں سے متعلق کوئی اہم مگر بدترین خبر آپ سے کہنا چاہتا ہے۔''

ہوشنگ نے چونک جانے والے انداز میں کہا۔

''اسے فوراً اندر لے آؤ۔''

مصاحب تھوڑی دیر بعد ایک جوان کو اندر لایا جو ہوشنگ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔۔۔

ہوشنگ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''میرا مصاحب کہہ رہا تھا کہ تم مغربی سرحدوں کی طرف سے آئے ہو، کہو! تم نے کیا کہنا ہے؟''

اس جوان نے کہا۔

''اے بادشاہ! کوہستانِ زاگردس کو پار کر کے خونخوار آشوری ہمارے علاقوں پر حملہ آور ہو گئے ہیں۔ وہ رسن و دار، شور و فغاں، خوف ناک شام اور ماتمی ستاروں کی طرح ہمارے اندر تک گھس آئے ہیں۔ وہ دہکتی آگ، صحرائی سموم کی ویرانی اور چنگھاڑتے اہرمن کی طرح طبل و دف بجاتے قتل و غارت اور لوٹ مار پر اتر آئے ہیں، ان کے حملوں میں نوامیس الہیہ اور قوانین فطرت کی سی ضبطگی ہے جبکہ ان کے مقابلے میں ہمارے کسی مساعی کسی کوشش میں کوئی ربط نہیں ہے۔ وہ ایک تاب و تپش اور شہر واژدر کی طرح ہمارے علاقوں میں تباہی کی آگ اور خانہ ویرانی کی تیرگی بن کر دوڑ رہے ہیں اور ان کے سامنے ہمارے جوانوں میں کوئی قاعدہ کوئی ضابطہ نہیں ہے۔ وہ آشوری جو تعداد میں ان گنت ہیں، اک وقار و شجاعت اک ترقی و پیش قدمی کے ساتھ لہو کے پرچم اڑاتے، لوگوں کے ذہنی رشتوں کو کاٹ کر، بے انداز خرمن و مال و متاع اکٹھا کر رہے ہیں۔ انہوں نے ہر طرف جنگ و نفرت، ظلم و کدورت اور اک حشر جیسی کیفیت برپا کر دی ہے۔ ان کے سامنے عورتیں اپنے دامن جھاڑ

کر بین کر رہی ہیں اور رو رہی ہیں کہ کب یہ عذاب ان کے سروں سے ٹلے گا۔

اے بادشاہ!

آشوری ہماری سرزمین میں باطل تہذیب، قبر کی سی تاریکی اور دامن شب کی طرح پھیلتے ہوئے لوگوں کی سانسیں کاٹ رہے ہیں۔ کاش کوئی انہیں روکتا، کوئی اپنے حیات بخش کھلیانوں کی ان سے حفاظت کرتا۔ انہوں نے ہمارے ہر جوان کو پابجولاں کر کے سر مقتل لا کھڑا کیا ہے۔ آہ نہ جانے اور کب تک تکبر گزیدہ آشوری اس رزم میں ہماری رگوں کا لہو نچوڑتے رہیں گے۔''

ہوشنگ کی رگ حمیت سلگ اٹھی۔

اس نے اپنے جسم کی پوری قوت سے چیختے ہوئے کہا۔

''قسم آسمان کے ستاروں کی! ہم حملہ آور آشوریوں کی حالت برگ آوارہ، سنسان ساگر اور افق در افق پھیلے اندھیروں جیسی کر دیں گے، ان سے ہم اپنی اہانت کا انتقام لیں گے اور ان کے آغاز و انجام کو ادھیڑیں گے اور ان کی اندھی بصیرتوں کو مرقوم حقائق سے روشناس کریں گے جب ہم زینہ بہ زینہ اترتی شام کی طرح ان پر وارد ہو کر، ان پر برق کی طرح حملہ آور ہو کر قوی ضربیں لگائیں گے تو ان کی حالت تنہائی کے سمندر، موت کی حقیقت اور بے وطن اشجار سے مختلف نہ ہو گی۔

پھر ہوشنگ نے قصر میں موجود اپنے مصاحبوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں ابھی اور اسی وقت اپنے لشکر کے ساتھ آشوریوں کی طرف کوچ کر رہا ہوں، میرے بعد تم لوگ کسی آزمودہ کار ساحر کو بلا کر ان دو بیلوں کے عفریت سے نمٹ لینا۔''

پھر وہ قصر سے باہر نکل گیا۔

ہوشنگ نے آشوریوں کو سبق سکھانے کے لیے اپنے لشکر کے ساتھ بڑی برق رفتاری کے ساتھ کوہستانِ زاگروس کی طرف کوچ کیا۔ آشوریوں کی لوٹ مار، ان کی پیش قدمی اور یلغار اور ترکتاز کو کم کرنے کے لیے اس نے اپنے ایک نائب کی کمانداری میں اپنے لشکر کا ایک حصہ ہراول کے طور پر برق رفتاری سے آشوریوں پر حملہ آور ہونے کے لیے روانہ کیا۔

آشوریوں نے بڑی دانشمندی اور پیش بینی سے کام لیا۔ انہوں نے فوراً ہوشنگ کے ہراول پر ایک خونی طوفان کی طرح حملہ کر دیا اور اسے تہ تیغ کر دیا۔ پھر آگیا تانہ کی سلطنت پر یلغار

کرنے کے باعث جو کچھ مال و متاع، نقدی اور جانور ان کے ہاتھ لگے تھے، انہیں سمیٹ کر وہ کوہستانِ زاگروس عبور کر کے اپنی سرزمین آشوریہ کی طرف لوٹ گئے۔

ہوشنگ جب اپنے لشکر کے ساتھ کوہستانِ زاگروس کے دامن میں اپنی بستیوں کی طرف آیا تو اس نے دیکھا ساری بستیاں لٹ چکی تھیں۔ لوگ در بدر ہو چکے تھے اور اس کے ہراول دستے کے جوانوں کی لاشیں ادھر ادھر بکھری پڑی تھیں۔

ہوشنگ کے پاس سوائے پچھتانے کے اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔ وہ کوہستانِ زاگروس کو عبور کر کے آشوریوں پر حملہ آور بھی نہ ہو سکتا تھا، اس لیے کہ وہ جانتا تھا کہ آشوری حملہ آور ہونے میں آتش تر اور بحر پر قہر، جان دینے میں ظلوم و جہول، دشمن کے لیے موجوں کی مانند بے زنجیر ہونے کے علاوہ شوریدہ و جنوں خیز اور آپس میں ایک دوسرے کے لیے سوکھے دلوں کے لیے نمی اور شہد و شکر تھے۔ وہ جانتا تھا اگر اس نے کوہستانِ زاگروس کو عبور کر کے آشوریوں پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو وہ شوخ و شنگ وحشی عرب اس کے لیے آشوب و ننگ بن کر اٹھ کھڑے ہوں گے لہٰذا ہوشنگ نے اپنے لشکر کے ساتھ چند روز میں رک کر اجڑی بستیوں کی از سرِ نو تعمیر کی پھر وہ اپنے دارالحکومت اگباتانہ کی طرف لوٹ گیا۔

آشوریوں کے اگباتانہ کی وسیع اور طاقتور سلطنت پر کامیاب حملہ اور پھر ہوشنگ کی بے بسی اور ناکامی دیکھ کر آشوریوں کی ہمسایہ اکادی مملکت کا باتسی (بادشاہ) جس کا نام مانستو تھا، لرز گیا۔ اسے یہ وہم اور خدشہ ہو گیا کہ وہ آشوریوں کا سب سے قریبی ہمسایہ ہے اور اگر آشوریوں نے کبھی ہوشنگ کی طرح اس پر حملہ کر دیا تو وہ یقیناً اس کی سلطنت کا صفایا کر کے رکھ دیں گے لہٰذا اس امر پر مشورہ کرنے کے لیے اس نے اپنے سارے دور و نزدیک کے مصاحبوں کو اپنے مرکزی شہر اکاد میں طلب کیا۔

جس روز سب لوگ اکاد شہر میں مانستو کے محل میں جمع ہوئے تو مانستو نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"رفیقانِ من! میں نے تم لوگوں کو اس لیے جمع کیا ہے کہ آشوریوں سے متعلق تم لوگوں سے مشورہ کروں، یہ خبر تم لوگوں تک پہنچ چکی ہو گی کہ آشوریوں نے اگباتانہ کی سلطنت پر ایک خون خشک کر دینے والا کامیاب حملہ کیا ہے اور اس جنگ میں ان کے ہاتھ بہت کچھ لگا ہے اور ان کے مقابلے میں اگباتانہ کا بادشاہ ہوشنگ بالکل بے بس نظر آیا ہے، میں سوچتا

ہوں آشوری ہمارے ہمسائے ہیں، اگر انہوں نے ایسا ہی حملہ کبھی ہم پر بھی کر دیا تو ہم اسے شاید برداشت نہ کر سکیں گے۔"

اکاد شہر کے اس محل میں بیٹھے ایک بوڑھے نے مانستو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے بادشاہ! آشوری ہمارے عرب بھائی ہیں اور وہ ہم عربوں پر حملہ آور نہ ہوں گے بلکہ ان ہی کی وجہ سے اگباتانہ والوں کو بھی یہ جرأت نہیں ہوتی کہ وہ دجلہ و فرات کے دوآبہ میں کسی عرب مملکت پر حملہ آور ہوں۔"

مانستو نے کہا۔

"اگر آشوریوں نے عرب ہونے کے ناطے کو پس پشت ڈال کر ہم پر حملہ کر دیا تو پھر؟"

اس بوڑھے نے کہا۔

"ایسا کوئی وقت آیا تو پھر دیکھا جائے گا۔"

مانستو نے کہا۔

"دیکھا نہیں جائے گا بلکہ میں نے دیکھ لیا ہے، میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ ہم اپنے مشرقی ہمسائے عیلام قوم پر حملہ کر کے ان کے خلاف ایک زبردست کامیابی حاصل کریں، اس طرح گرد و نواح میں ہماری دھاک بیٹھ جائے گی اور کسی کو ہم پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہ ہو گی۔"

اس بوڑھے نے پھر کہا۔

"لیکن عیلام بھی تو سامی اور عرب ہیں، کیا عرب، عربوں کا خون بہائیں گے، اگر ایسی رسم چل نکلی تو پھر کوئی بھی اس خونریزی سے نہ بچ سکے گا۔"

مانتسو[1] نے کہا۔

"ہمیں ایسا کرنا ہو گا، یہ ہماری مجبوری ہے۔ تم میں سے جو لوگ میری اس رائے سے اختلاف رکھتے ہیں وہ اٹھ کھڑے ہوں۔"

اس بوڑھے کے سوا کوئی بھی کھڑا نہ ہوا، لہٰذا فیصلہ کر لیا گیا کہ قوم عیلام پر حملہ کر دیا جائے۔

چند یوم کی زبردست تیاری کے بعد اکاد کے بادشاہ مانستو نے ایک لشکر جرار تیار کیا، پھر

۱۔ پروفیسر [illegible] نے اس کا نام مانیستو لکھا ہے۔

اس نے ایک خونخوار یلغار کے ساتھ اپنے مشرق میں قوم عیلام پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ ایسا زور دار اور اچانک تھا کہ عیلامی اس کا مقابلہ نہ کر سکے اوران کا بادشاہ اس جنگ میں گرفتار ہو گیا۔ بعد میں مانستو نے خراج کی رقم طے کر کے عیلامی بادشاہ کو آزاد کر دیا۔

اس طرح قوم عیلام اکادیوں کی خراج گزار قوم بن گئی اور یوں دجلہ وفرات کے دوآبہ میں عربوں کی حکومتوں کے درمیان ایک چپقلش اور عداوت کی ابتدا ہو گئی۔

○

سقارہ کے میدانوں میں کسانوں کی بستی کے اس مہمان خانے میں یوناف کو قیام کیے ہوئے تیسرا روز تھا۔

اس وقت شام ہو رہی تھی، اجالا تاریکی، بہار وخزاں کی رقابت کی طرح ایک دوسرے سے دست وگریباں تھے۔ یوناف مہمان خانے میں اکیلا بیٹھا تھا، حریم شب میں تاریکیاں بکھر کر اور گہری ہونے لگی تھیں۔

اچانک یوناف کو کمرے میں اک بدیسی خوشبو اور اپنی گردن پر وہی شناسا وشیریں لمس محسوس ہوا، اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''اے میری رفیق! تیرا کیا حال ہے۔ اے میری عزیز! تو کہاں رہی کہ اس خاکسار بے نوا اور خستہ حال انسان کو تمہارا ہی انتظار تھا۔ میں نے تمہیں آواز دے کر اس لیے نہیں پکارا کہ شاید تم کہیں میرے ہی کام کے سلسلے میں مصروف ہو۔''

جواب میں ابلیکا کی نوری جھرنے جیسی دلکش اور آشیانوں کو جاتے ہوئے صحرائی پرندوں جیسی سہانی آواز آئی۔

''اے میرے ستواں، سادہ اور ہمدرد حبیب! تم خاکسار وکمترین کب سے ہو گئے۔''

ذرا رک کر ابلیکا نے پھر اشک شوق مفرط میں، ایک ان دیکھے زیر و بم، اک وجدانی کیف وکم اور ایک نشیلے انداز میں نرم شیریں آواز میں کہا۔

''اے میرے حبیب! سنو۔ یافان اور ارشیا دونوں باپ بیٹی اس وقت سومیری قوم

کے شہر ایدو کے ایک معبد میں ٹھہرے ہوئے ہیں اس معبد کا بڑا پجاری یافان کی طرح ہی ایک بے کل سحرکار ہے اور وہ دونوں ایک دوسرے کے جاننے والے ہیں۔ سنو میرے حبیب! فی الوقت تمہیں یافان اور ارشیا سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔''

ابلیکا ذرا رکی اور پھر دوبارہ وہ اک مطربہ ومغنیہ کی سی آواز میں بھرپور مرصع کار لہجے میں کہہ رہی تھی۔

''اے میرے حبیب! میں ان تین جوانوں کا بھی پتہ لگا کر آئی ہوں جو انحوتپ کی طلسمی عفریت کی وجہ سے فوق البشر حالت میں جا چکے ہیں اور جنہوں نے سقارہ کے میدانوں کے اندر بستیوں میں خون، بے عصمتی اور قتل و ہراس کا کھیل شروع کررکھا ہے۔ سنو یوناف! وہ تینوں انحوتپ کے اس طلسمی اہرام کے اندر ہی رہتے ہیں اور طلسمی عفریت کی طرح وہ بھی اہرام کی ہر شے کی حفاظت کرتے ہیں اور سنو یوناف! وہ آج اس بستی پر حملہ کریں گے جس میں تم نے قیام کیا ہے، میں اہرام کے اندر ان کی پوری گفتگو سن کر آئی ہوں۔ اس بستی میں روبیہ نام کی کوئی حسین لڑکی ہے، آج وہ تینوں پہلے روبیہ کے گھر والوں کا خاتمہ کریں گے پھر اس لڑکی کو اپنی بدی کا نشانہ بنائیں گے۔ آج رات بھی بڑی عجیب ہے، باہر ہلکی ہلکی بوندا باندی اور پھوار بھی پڑ رہی ہے۔''

یوناف نے کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا!! خداوند بیدار کی قسم! اس شب نمط میں میں ان تینوں فوق البشر حیثیت اختیار کر جانے والے جوانوں کا خاتمہ کر کے ان بستیوں کو ان کے عذاب سے نجات دلا دوں گا۔ ابلیکا! ابلیکا!! تمہاری گفتگو، تمہاری ہمدردیاں تمہیں میری زندگی کا رس، میری ذات کا قرار وسکون اور میرا انیس جاں بناتی جا رہی ہیں، مجھے یوں لگتا ہے جیسے کسی دن شوطار کے بعد تمہیں ہی اپنی رفیقہ حیات بنانا پڑے گا۔''

ابلیکا نے شب کے باطن میں اٹھنے والی گہری آواز میں کہا۔

''میرا اور تمہارا شوطار جیسا رشتہ ناممکن ہے۔ یوناف۔ ہم دونوں کے لیے آخری حد ہے کہ ہم دونوں اچھے اور مخلص ساتھیوں کی طرح ایک دوسرے سے تعاون کرتے رہیں۔''

یوناف نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

''کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم پھوار بن کر پھول بن کر کسی پر نچھاور ہو جاؤ۔ ترانہ بن کر رنگ

بن کر کسی پر بہہ جاؤ۔ اک سیل نور اور نغمہ بن کر کسی کی ذات کو اپنا لو۔ آہ! تمہاری ملوکانہ آواز میں کیسے شیرینی وفرط بھرے پیغامات ہیں۔"

ابلیکا نے پھر ایک دلگیر اور ملول سی آواز میں کہا۔

"کاش ایسا ہو سکتا، جیسی تم خواہش کر رہے ہو۔ کاش میں تمہاری خواہشوں کا احترام کر سکتی۔ تمہاری ان چاہتوں کا جواب دے سکتی، پر اے میرے حبیب! ہم دونوں ہی بے بس ہیں۔ ایسا ناممکن ہے۔"

ابلیکا کی اس پژمردہ کر دینے والی گفتگو پر یوناف تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہا، پھر زور زور سے پکارنے لگا۔

قبط! قبط! تم کہاں ہو جلدی ادھر آؤ۔"

تھوڑی دیر بعد مہمان خانے کا نگران بوڑھا قبط وہاں آ گیا اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"آپ نے مجھے بلایا؟"

یوناف نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے تمہیں ہی آواز دی ہے سنو! وہ تینوں فوق البشر اور عفریت نما جوان آج رات تمہاری اس بستی پر حملہ آور ہوں گے۔"

یوناف کی اس اطلاع پر بوڑھے قبط کی حالت ایسی ہو گئی، جیسے اس کے قلب وجگر میں ایک آگ، موت کی آگاہی اور غم دہر کا بے انت اندوہ بھر دیا گیا ہو۔ اس کے چہرے پر ناآسودگی، اس کی آنکھوں میں علائق دنیا قیود عالم کا سماں اور اس کی رنگت میں خوف و دہشت کی آمیزش وآویزش حلول کر گئی ہو پھر اس نے سہمی سہمی آواز میں پوچھا۔

"لیکن تمہیں کیسے خبر ہو گئی کہ آج رات وہ تینوں اس بستی میں وارد ہوں گے؟"

یوناف نے کہا۔

"میرا ایک ساتھی ہے جو ایسی ہولناک خبریں لا سکتا ہے۔"

قبط نے پوچھا۔

"کیا تمہارا وہ ہولناک خبریں لانے والا ساتھی ان عفریتوں سے نمٹ نہیں سکتا۔"

یوناف نے کہا۔

"یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے۔ اس کی وضاحت تمہیں میں بعد میں کروں گا، پہلے یہ بتاؤ کہ تمہاری اس بستی میں کوئی ایسی لڑکی بھی ہے جو حسین ترین ہو اور اس کا نام روبیہ ہو۔"

قبط نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ روبیہ اس بستی کی حسین ترین لڑکی ہے۔"

یوناف نے کہا۔

"تو پھر وہ تینوں فوق البشر جوان اس لڑکی کی طرف آئیں گے اور اس کے گھر والوں کا خاتمہ کر کے اپنی بدی کا مظاہرہ کریں گے۔"

قبط نے ایک دکھ اور تاسف سے کہا۔

"اگر روبیہ ان عفریتوں کی بدی کا شکار ہو گئی اور اس کے گھر والے مارے گئے، تو یہ بہت ہی برا ہو گا۔"

یوناف نے تسلی دینے والے انداز میں قبط سے کہا۔

"تم فکر مند نہ ہو میں روبیہ کو ان کا شکار نہ ہونے دوں گا اور نہ ہی اس کے گھر والوں کو کوئی نقصان پہنچنے دوں گا، تم مجھے روبیہ کے گھر لے چلو۔"

قبط نے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو آئیں میرے ساتھ۔ ہمیں اس معاملے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے ورنہ حالات خطرناک صورت اختیار کر سکتے ہیں۔ روبیہ بہت معصوم لڑکی ہے اور اس کے گھر والے شرافت کا معیار ہیں، ہمیں ہر حالت میں ان کی حفاظت اور مدد کرنی چاہیے۔"

یوناف چپ چاپ قبط کے ساتھ ہو لیا۔

بستی کے شمالی حصے میں ایک مکان کے سامنے قبط رک گیا اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔

"یہ روبیہ کا مکان ہے جس کا آپ نے ذکر کیا تھا۔"

یوناف نے کہا۔

"پہلے تم اندر جاؤ اور اس کے گھر والوں کو صورتحال سے آگاہ کرو۔"

یوناف اس مکان کے باہر ہی کھڑا رہا جبکہ قبط اندر چلا گیا، تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو

اس کے ساتھ ایک بوڑھا شخص بھی تھا جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے یوناف سے کہا۔

"یہ رویہ کا باپ ہے، آپ اندر آ جائیں۔"

اس بوڑھے نے جو رویہ کا باپ تھا، یوناف سے مصافحہ کیا اور پھر وہ دونوں یوناف کو لے کر اندر داخل ہوئے۔

مکان میں داخل ہوتے ہی قبط نے پھر یوناف سے کہا۔

"میں نے ان لوگوں سے سارے حالات کہہ دیئے ہیں، یہ اب فکر مند ہیں کہ ان کا کیا ہوگا۔"

یوناف مکان کے صحن میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا وہاں رویہ کھڑی تھی، اس کے ساتھ اس کی ماں اور چھوٹے بہن بھائی بھی تھے۔ اس کا حسن واقعی ستاروں سا روشن اور سمندر سا گہرا تھا۔ اس کا بدن لعل و مرمر اور توانا و پرعزم جذبوں کا پیکر تھا، وہ محبت کی مظہر کہکشاں اور دامن آسماں کے نقش و نگار کی طرح چپ اور خاموش کھڑی تھی، صحن کے اندر جلتی مشعل کی روشنی میں اس کی آنکھوں میں ایسا لگ رہا تھا جیسے ابھی پھول، شرر بن کر بھڑک اٹھیں گے اور رم جھم طوفان کی شکل اختیار کر لے گی۔

یوناف جب صحن میں آیا تو رویہ آگے بڑھی اور شفیق و حلیم اور تعظیم و تکریم سے بھرپور انداز میں اس نے اپنی پوری خوش بیانی اور خوش کلامی سے کہا۔

"میں آپ کی ممنون ہوں کہ آپ ہماری مدد کو آئے ہیں، ان عفریتوں کا خیال آتے ہی میری روح جسم سے جدا ہونے لگتی ہے۔"

یوناف نے رویہ کے باپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"آپ اپنے اہل خانہ کو ایک کمرے میں جمع کر لیں اور اس کمرے میں مشعل جلا کر اسے خوب روشن رکھیں تاکہ آپ میں سے کسی کو کوئی نقصان یا گزند نہ پہنچے۔"

رویہ کا باپ اپنے سارے اہل خانہ کو فوراً ایک کمرے میں لے گیا، جس کے اندر پہلے سے مشعل جل رہی تھی اور وہ روشن تھا، رویہ، اس کی ماں اور چھوٹے بھائی بہن بہت پریشان و ہراساں ہو رہے تھے۔

یوناف نے اس کمرے کا جائزہ لیا، کمرے کے سامنے ایک چھوٹی سی چھت دار راہداری

تھی اور اس راہداری کی دوسری جانب بھی کمرے تھے، یوناف نے رویہ کے باپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "آپ لوگ اس کمرے کے اندر ہی رہیں اور کوئی اب باہر نہ نکلے۔ دروازے کو اندر سے زنجیر لگا لیں، میں دروازے سے باہر اس راہداری میں بیٹھ کر ان کا انتظار کروں گا۔"

یوناف کے کہنے پر رویہ کے باپ نے دروازے کو اندر سے زنجیر لگا لی۔ بوڑھا قبط بھی ان کے ساتھ تھا، یوناف راہداری کے ایک کونے میں رکھے ہوئے توشکوں کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنی برنجی تلوار نکال کر اس پر اپنا عمل کیا، پھر اسے اپنے پہلو میں رکھ کر اس نے دھیمی اور رازدارانہ آواز میں کہا۔

"ابلیکا! ابلیکا تم کہاں ہو؟"

ابلیکا نے فوراً اسے اپنا لمس دیا اور مٹھاس برساتی ہوئی آواز میں اس نے کہا۔

"اے میرے حبیب! میں یہیں ہوں، میں نے کہاں جانا ہے۔"

یوناف نے کہا۔

"اے مونس پر خلوص! ان پر نگاہ اور دھیان رکھنا اور جب وہ آنے والے ہوں تو مجھے اطلاع کرنا۔"

ابلیکا نے مسکراتی اور پھول برساتی آواز میں کہا۔

"اگر یہ بات تم نہ بھی کہتے تب بھی ایسا کرنا میرا فرض تھا۔"

○

رات خاموش اور حیران تھی جیسے ابہام کے پردے چاک ہو کر کوئی بہت بڑا انقلاب برپا ہونے والا ہو، اندھیرا دل کے لوحوں پر آلائش دہر اور معبد کی سی خاموشی اور ویرانی کے جال بنتا جا رہا تھا۔ ہر قسم کی منشا و مصرف سے بے نیاز فضاؤں میں اک کہر دھند سی پھیلتی جا رہی تھی۔ دور افتادہ افق کے ملگجے دھوؤں میں شفق کے رنگ ماند پڑ رہے تھے، پانی کی بوند بوند کو لپکتے سسکیاں بھرتے ہوا کے بے نشان جھونکے سپنوں کی کہر کے اندر پروں کی چاپ جیسا سماں باندھ رہے تھے۔ دریچے مقفل اور گلی کوچے ویران ہو گئے تھے، شب کے سناٹے میں ماحول کی نندا سی آنکھیں ابر پوش آسمان کی طرف سے کسی گھن گرج کی منتظر تھیں۔

اچانک یوناف کے کانوں میں ابلیکا کی آواز پڑی۔

"یوناف! یوناف۔ وہ تینوں آ رہے ہیں۔"

یوناف فوراً سنبھل کر بیٹھ گیا۔ اپنی تلوار اس نے گرفت میں لے لی۔ اس کا چہرہ گرم بھٹی اور پگھلے ہوئے لوہے کی طرح دہک اٹھا تھا، ایسا لگتا تھا جیسے کارگاہ علائق و ربط میں کوئی بہت بڑا طوفان نمودار ہونے والا ہو، ہر طرف بے نشاں دھند کے کنارے اور ویرانیوں میں سنکتی ہوئی ہوائیں تھیں۔ یوناف کے کانوں میں پھر ابلیکا کی آواز پڑی۔

"یوناف۔ یوناف! وہ اس مکان کے قریب آ گئے ہیں، ابھی تک وہ تینوں فوق البشری حالت میں ہیں، میرا خیال ہے کہ وہ اگر اسی حالت میں اس مکان میں داخل ہوئے تو تمہیں دکھائی نہیں دیں گے۔"

یوناف نے کہا۔

"اس میں فکر مند ہونے کی کیا بات ہے میں بھی فوق البشری صورت اختیار کر سکتا ہوں اور ایسا کر کے ان تینوں کو دیکھ سکتا ہوں۔"

ابلیکا نے تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا۔

"ایسا نہ کرنا یوناف۔ اگر تم نے ان تینوں کو فوق البشری حالت میں ختم کر دیا تو وہ یہاں کے لوگوں کو دکھائی نہ دیں گے اور یہ لوگ تمہاری بات پر اعتبار نہ کریں گے کہ تم نے ان تینوں کو ختم کر دیا ہے اور ان کا خوف ان کے مارے جانے کے باوجود یہاں کے لوگوں پر ہمیشہ ہمیشہ طاری رہے گا، تم خود بھی فوق البشری حالت میں نہ آؤ اور ان تینوں کو بھی ان کی اصلی حالت میں لا کر مارو۔"

ابلیکا نے سلسلہ کلام فوراً ختم کر دیا اور یوناف سے رازداری اور سرگوشی میں اس نے کہا۔

"یوناف! یوناف!! وہ تینوں دروازے سے نہیں، دیوار پھلانگ کر اندر آ گئے ہیں اور فوق البشری حالت میں ہیں، سنو، اب وہ اس دروازے کی طرف بڑھ رہے ہیں جس میں روشنی ہو رہی ہے اور جس کے اندر روبیہ اور اس کے گھر والے ہیں۔ یوناف! یوناف!! اب تم کوئی بات نہ کرنا ورنہ سارا کھیل بگڑ جائے گا، جب وہ اس دروازے پر آئے تو میں تمہیں بتا دوں گی، سنو وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے روبیہ کے کمرے کی طرف بڑھ رہے ہیں۔"

اچانک ابلیکا نے یوناف کے کان میں میٹھی سرگوشی کی۔

"یوناف۔ میرے حبیب فوراً اپنے عمل کی ابتدا کر دو، وہ دروازہ کھول چکے ہیں اور اب

اندر داخل ہونے والے ہیں۔"

یوناف نے فوراً اپنی تلوار کا رخ دروازے کی طرف کر دیا۔ اس لمحے یوں لگا جیسے برق و رعد بھڑک اٹھے ہوں یا آتش پُر التہاب بھڑک اٹھی ہو اور مستور و سربستہ چیزیں ان مٹیالی راہوں کی طرح روشن ہو گئی ہوں جس پر انگنت مشعلیں روشن کر دی گئی ہوں۔

وہ تینوں اب اپنی اصلی حالت میں دروازے کے پاس حیران و ششدر کھڑے تھے۔ وہ اندر داخل ہوتے ہوئے ہچکچا رہے تھے کیونکہ ان کی فوق البشری کیفیت کے خاتمے نے ان پر ایک خوف اور ہراس طاری کر دیا تھا، ان کے حلقوم پھٹے ہوئے تھے، کپڑے بوسیدہ اور تار تار تھے، جس پر جگہ جگہ زخموں اور خراشوں کے نشان تھے۔ دروازہ چونکہ انہوں نے کھول دیا ہوا تھا روبیہ اور اس کے اہل خانہ اور قبط نے انہیں دیکھ لیا تھا، ان کی بد ہیئتی سے ان پر ایسا خوف و ہراس طاری ہوا کہ وہ بری طرح واویلہ کرنے لگے۔

یوناف نے ابھی تک تلوار کا رخ ان کی طرف کر رکھا تھا اور وہ دروازے کے قریب اپنی اصل حالت میں کھڑے تھے پھر ایک بے جھجک، دبنگ اور شوریلی و غصیلی آواز میں یوناف نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری سعی و ادراک، تلاش و تعب، کاوش و حصول، حدود و تعین سب ختم ہوئے۔ اب تمہارے تصورات کے بت ٹوٹنے کا وقت آ گیا ہے کہ شب کے اس تاریک باطن میں تمہاری جگر خواری کو بیخ و بن سے اکھاڑا جائے اور رات کی اس گھمبیر خاموشی میں تم سب کی ذات کو حشر تک کا سکوت اور قرار و سکون دیا جائے۔"

ابھی تک وہ تینوں پر ہول ریتلے صحرا میں کسی مظلوم صورت کی طرح کھڑے تھے، پھر ان میں سے ایک نے مہر مغرب کی سی خشمگینی اور سرخ ضو آنکھوں میں بکھیرتے ہوئے جگر جگر بے دخان شعلوں کی طرح دہکا دینے والے انداز میں کہا۔ "یہ تمہاری بھول ہے۔ تم ہمارے محتسب نہیں ہو سکتے۔ ہم جب چاہیں تمہیں اور اس گھر کے افراد کو زیر کر کے چلے جائیں۔"

یوناف نے بھی جواب میں تپتی ریت کے پھیلتے دامن جیسے لہجے میں کہا۔

"تم بکواس کرتے ہو، اس کمرے میں داخل ہونا یا دوبارہ فوق البشری حالت میں آ جانا تو دور کی بات ہے تم تینوں مجھے ذرا اپنی جگہ سے حرکت تو کر کے دکھاؤ۔"

ان تینوں نے اپنی جگہ سے حرکت کرنا چاہی لیکن وہ ایسا نہ کر سکے، اب ان کی آنکھوں میں دن کے سمٹنے اور رات کے پھیلنے کا اداس منظر بکھر گیا تھا۔

یوناف آہستہ آہستہ ایک ماہر جلاد کی طرح ان کی طرف بڑھا۔ ان تینوں کی حالت اب افراتفری و بدنظمی، انتشار و تشتت اور ڈوبتی ابھرتی لہروں جیسی ہو رہی تھی، یوناف نے آگے بڑھ کر ایک پر اپنی تلوار گرائی اور اس کی گردن کاٹ دی، تلوار کا رخ ہٹتے ہی دوسرے دو نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن یوناف ان سے تیز ثابت ہوا ان کے ایک ساتھی کی گردن کاٹنے کے بعد اس نے اپنی برنجی تلوار کا رخ فوراً ان دونوں کی طرف کر دیا اور ان کو رکنا پڑ گیا۔

یوناف نے ان پر بھی تلوار برسا کر ان کی گردنیں کاٹ کر رکھ دیں، پھر اس نے کمرے کا پورا دروازہ کھول دیا اور روبیہ کے باپ اور قبط کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں نے ان تینوں کو ختم کر دیا ہے، اب یہ تینوں بے جان مٹی کے ڈھیر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے آپ لوگ انہیں دفن کر دینا، میں اب جا رہا ہوں۔''

قبل اس کے کہ روبیہ کا باپ یا قبط کوئی جواب دیتا، روبیہ نے خود آگے بڑھ کر یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی گرم جولانی اور سرور آمیز شیریں لہجے میں کہا۔

''آپ نے ان عفریتوں کا خاتمہ کر کے ہم پر ایسا احسان کیا ہے جس کا کوئی اجر، کوئی صلہ نہیں ہو سکتا۔''

روبیہ کی آواز میں کسی ندی جیسی دلکشی، نغمگی، کیف صندلیں جیسا سرور اور گھنے سایوں جیسا سکون تھا۔

روبیہ کے باپ نے آگے بڑھ کر یوناف کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔

''آپ تو ہمارے لیے ایک نجات دہندہ بن کر آئے ہیں، کیا آپ آج رات ہمارے ہاں قیام نہ کریں گے۔''

یوناف نے کہا۔

''افسوس میں اب ان تینوں کے خاتمے کے بعد مزید یہاں نہ رک سکوں گا، مجھے ایک ایسے ہی اور کام کے لیے نکلنا ہے اور اس کام میں بھی انسانیت کی بہتری اور بھلائی ہے۔''

روبیہ کا باپ خاموش ہو گیا تاہم قبط نے کہا۔

''ہم ان تینوں کی لاشوں کو کل دن کی روشنی میں دفن کریں گے تاکہ ان بستیوں کے لوگ

بھی انہیں دیکھ لیں اور ان کا ان کی طرف سے خوف جاتا رہے، اس طرح سقارہ کی ان بستیوں میں امن سکون ہو جائے گا۔''

یوناف نے روبیہ کے باپ اور قبط سے مصافحہ کیا اور وہاں سے روانہ ہو گیا۔

OOO

عارب، بیوسا اور نبیطہ ایک روز جنوبی فارس کے شہر پازارگد[1] کے قریب ایک جبل کی چوٹی پر نمودار ہوئے۔ ان کے قریب ہی ایک چرواہا ایک پتھر پر بیٹھا ہوا تھا اور نیچے وادی میں اس کا ریوڑ چر رہا تھا۔

عارب نے چرواہے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے میرے عزیز! یہ سامنے بائیں ہاتھ پر جو شہر نظر آ رہا ہے، اس کا کیا نام ہے اور کون یہاں حکومت کرتا ہے۔''

چرواہے نے کہا۔

''اے اجنبی دوست! اس شہر کا نام پازارگد ہے، یہاں کا کوئی بادشاہ نہیں جو اس شہر پر حکومت کرتا ہو۔ پازارگد اور اس کے نواح میں تین قبیلے[2] آباد ہیں۔ ایک کا نام پازارگد ہے اور یہ شہر اسی قبیلے کے نام پر ہے۔ دوسرے کا نام مارفین اور تیسرے کا نام مارسپئین

---

[1] ہیرلڈلیم نے اس شہر کو پارساگرد بھی لکھا

[2] ان تین بڑے قبیلوں کا تعلق بھی ان آریاؤں کے قبیلوں سے تھا جو شمالی ایران میں آباد ہوئے اور جنہوں نے اکباتانہ آباد کیا اور تاریخ میں قوم ماد کے نام سے شہرت پائی۔ پارس آباد ہونے کی وجہ سے یہ لوگ پارسی مشہور ہو گئے، ان کی آمد کے وقت جو لوگ پارس میں آباد تھے ان میں سے اکثر تو اس خوف سے بھاگ کر دوسری سرزمینوں میں جا آباد ہوئے اور جو وہاں رہ گئے وہ ان پارسیوں کے اندر ہی رس بس گئے، یہ تینوں آریائی قبیلے ایک عرصہ تک قبائلی زندگی بسر کرتے رہے، یہاں تک کہ آنے والے دور میں ایک شخص نے کہ جس کا نام ہخامنش تھا، ان کے اندر ایک مضبوط حکومت قائم کی۔ اسی ہخامنش کی اولاد میں سے کورش اعظم (سائرس اعظم) تھا جسے بعض علماء اور مورخین نے قرآن پاک کا ذوالقرنین قرار دیا ہے، اسی ہخامنش کے نام پر ایک قبیلہ ہخامنش بھی کہلاتا تھا۔

ہے۔ ان تین بڑے قبیلوں کے اندر آگے ان گنت ذیلی قبیلے بھی ہیں جن کے ناموں کا ذکر کرنا تمہارے لئے کیا سودمند ہو سکتا ہے۔''

''سنو اجنبی! تاہم تینوں میں سب سے زیادہ طاقتور پازارگد ہے، عموماً یہی قبیلہ اس شہر پازارگد اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں پر حکومت کرتا ہے۔ پازارگد[1] میں چونکہ بے شمار ذیلی قبیلے ہیں جن کے درمیان اقتدار کے لیے جنگ ہوتی رہتی ہے جو قبیلہ زیادہ طاقتور ثابت ہوتا ہے وہی پازارگد پر حکومت کرتا ہے۔''

عارب وہاں سے پیچھے ہٹ گیا، پھر بیوسا اور نبیطہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''یہ قبائل تو پہلے ہی ایک دوسرے سے دست و گریباں ہیں اور پھر یہاں کسی کی کوئی مستحکم حکومت بھی نہیں ہے، ان کا آپس میں لڑنا ہی بدی کا پھیلاؤ ہے۔ آؤ پہلے یمن کا رخ کرتے ہیں، اس کے بعد ہندوستان سے ہوتے ہوئے یہاں آئیں گے اور جاتے جاتے یہاں کسی نئی بدی اور انتشار کی ابتدا کرتے جائیں گے۔''

بیوسا اور نبیطہ نے اس کی تائید کی اور تینوں اس کوہستان کی چوٹی سے غائب ہو کر یمن کی طرف کوچ کر گئے۔

شام ہونے سے کچھ دیر قبل عارب، بیوسا اور نبیطہ یمن میں شہر صفا کے بالکل ساتھ ایک گہرے نیلے پانی کی جھیل کے پاس نمودار ہوئے، جہاں ایک مچھیرا مچھیاں پکڑ چکنے کے بعد شاید گھر جانے کے لیے اپنا جال سمیٹ رہا تھا۔

بیوسا اور نبیطہ کے ساتھ عارب اس مچھیرے کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے اس سے پوچھا۔ ''اے میرے عزیز! کیا تم مجھے بتا سکو گے کہ یمن کے اس شہر کا ان دنوں بادشاہ کون ہے؟ اس کے عساکر کس قدر ہیں اور بادشاہ کی اولاد کتنی اور کیسی ہے؟''

مچھیرے نے اپنا جال کھینچ کر کنارے پر رکھ دیا، ایک بار غور سے اس نے عارب، بیوسا اور نبیطہ کی طرف دیکھا پھر کہا۔

''اے اجنبی! یمن کے موجودہ بادشاہ کا نام علوان ہے اور یہ نوحؑ کے بیٹے سام[2] سے

---

[1] پازارگد سب سے طاقتور قبیلہ تھا۔ اس کے اندر سات بڑے اور ذیلی قبیلے بھی تھے اور یہی قبیلے باری باری پازارگد یا پارساگرد پر حکومت کرتے رہے، ان کے قدیم حالات ہنوز گمنامی کی دبیز تہوں میں دفن ہیں۔

[2] طبری نے اس کا شجرہ سام بن نوحؑ سے ملایا ہے۔

ہے۔ علوان[1] بڑا پاکیزہ سیرت، نیک اور رحم دل بادشاہ ہے۔ اس کے عساکر کی قوت بہت زیادہ ہے، اس کے باوجود اس نے اپنے آپ کو ان علاقوں تک محدود کر رکھا ہے۔"

عارب خاموشی سے کھڑا ہو کر کچھ دیر تک گہرے تفکرات میں ڈوبا رہا، پھر اس نے مچھیرے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "کیا تم ان مچھلیوں کو یہاں سے پکڑ کر بازار میں جا بیچتے ہو؟"

مچھیرے نے کہا۔

"نہیں۔ میں شہر کے ایک رئیس کا خادم ہوں۔ اس نے ایک مگرمچھ پال رکھا ہے جسے میں نے ہی کچھ عرصہ قبل اس جھیل سے پکڑا تھا۔ اس رئیس نے وہ مگرمچھ مجھ سے خرید لیا اور مجھے اس مگرمچھ کی خدمت پر مامور کر دیا ورنہ اس سے قبل میں یہاں سے مچھلیاں پکڑ کر اور بازار میں بیچ کر گزر بسر کرتا تھا۔ اب میرے اور میرے اہل خانہ کے سب اخراجات وہ رئیس ہی پورے کرتا ہے اور میرا کام یہ ہے کہ میں اس جھیل سے مچھلیاں پکڑ کر اس کے مگرمچھ کا پیٹ بھرتا ہوں۔"

چند ثانیوں تک عارب گہری سوچ میں ڈوبا رہا، دوبارہ اس نے مچھیرے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "جس مگرمچھ کی خوراک کا تم انتظام کرتے ہو، اسے اس رئیس نے کیا اپنے گھر میں پال رکھا ہے؟"

مچھیرے نے جال اور مچھلیاں اٹھائیں اور عارب سے کہا۔

"آؤ۔ میں تم لوگوں کو دکھاتا ہوں وہ مگرمچھ کہاں ہے۔"

عارب، بیوسا اور نبیطہ اس کے پیچھے پیچھے ہو لیے۔ جھیل سے تھوڑی ہی دور ایک جوہڑ کے کنارے سرکنڈوں سے بنی ہوئی جھونپڑی کے پاس وہ مچھیرا رک گیا اور اس جوہڑ کی طرف اشارہ کر کے اس نے کہا۔

"وہ مگرمچھ اس جوہڑ میں رکھا گیا ہے، اب دیکھنا وہ خونخوار باہر آئے گا، جب بھی میں اس کے لیے خوراک لاتا ہوں، وہ مچھلیوں کی بو پا کر باہر آ جاتا ہے۔"

مچھیرا کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ ایک بہت بڑا مگرمچھ اس جوہڑ سے نکل آیا تھا، عارب فوراً اس مگرمچھ کی طرف بڑھا اور جھک کر اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے

---

[1] ۔ ماخوذ از تاریخ ابن خلدون وطبقات ناصری

اپنے کسی طلسم کی ابتدا کر دی۔ مگرمچھ وہیں رک گیا اور عارب اس پر عمل کرتا رہا پھر اچانک اس نے اپنی تلوار کھینچی اور اس غریب مچھیرے کی گردن کاٹ دی، اس کی لاش کے ٹکڑے کر کے اس نے مگرمچھ کے آگے ڈال دیئے اور مگرمچھ تیزی سے مچھیرے کی لاش کے ٹکڑوں کو نگل گیا، پھر عارب نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور مگرمچھ دوبارہ پانی میں چلا گیا۔

اب عارب نے بیوسا اور نبیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "میری عزیز بہنو، سنو! ہمارا کام بدی کا فروغ ہے۔ اس مگرمچھ پر میں نے ایک عمل کر دیا ہے، چند یوم تک اسے یہاں کے لوگوں کو قتل کر کے انسانی گوشت کھلاتا رہوں گا جب یہ پوری طرح آدم خور ہو جائے گا تو میں اس کا رخ شہر کی طرف کر دوں گا اور اس کے ذریعے تم دونوں دیکھنا یہاں کے لوگوں میں کیسی تباہی اور ہولناکی برپا کرتا ہوں۔ اب ہمارا قیام شہر کی کسی سرائے میں ہو گا تم دونوں آؤ میرے ساتھ۔"

بیوسا اور نبیطہ خاموشی سے اس کے ساتھ ہو لیں، جیسے وہ اس کے لائحہ عمل سے مطمئن اور خوش ہوں۔

O

قوم ماد کے بادشاہ ہوشنگ کو اپنے مرکزی شہر اگباتانہ پہنچنا نصیب نہ ہوا، وہ آشوریوں کی سرکوبی کے لیے کوہستانِ زاگردس کی طرف آیا تھا لیکن اس کی آمد سے پہلے خونخوار آشوری ان گنت بستیوں کو لوٹ کر اور ہوشنگ کے ہراول لشکر کا صفایا کرنے کے بعد کوہستانِ زاگردس عبور کر کے اپنی سرزمینوں کی طرف چلے گئے اور ہوشنگ کو ناکام لوٹنا پڑا۔ پھر راستے میں ہی وہ بیمار پڑا اور مر گیا۔

اس کی موت کے بعد ایران کی قوم ماد نے طہمورث کو اپنا بادشاہ بنا لیا جس روز طہمورث اگباتانہ کے تخت پر بیٹھا اسی روز اگباتانہ شہر کے کچھ لوگ عارب کے بنائے بیلوں اور ان پر سوار صیفون، رعوبل، ازبل اور رعوبد کے مظالم کی شکایت لے کر آئے۔

طہمورث نے ایک نگاہ غلط انداز سے اپنے مشیروں کو گھور کر دیکھا اور ان پر اپنی ناراضگی وخفگی کا اظہار کیا، پھر اس نے کہا۔

”مجھے اچھی طرح یاد ہے جب ہوشنگ آشوریوں کی مہم پر روانہ ہونے والا تھا تو اس نے ان طلسمی بیلوں کے باعث پھیلنے والی تباہی کے سدِ باب کا حکم دیا تھا۔“

ایک مشیر نے اٹھ کر کہا۔

”آپ نے درست یاد دہانی کرائی، ہم نے کوہستانِ داماوند کے ایک ساحر کو یہاں بلایا تھا کہ وہ ان طلسمی بیلوں سے اگباتانہ کے لوگوں کی جان چھڑائے۔ اس ساحر کو اگباتانہ کے شاہی مہمان خانے میں ٹھہرایا گیا تھا، پر اگلے روز وہ مہمان خانے میں مردہ پایا گیا، عام لوگوں کا خیال ہے کہ وہ شیطانی قوتیں جوان بیلوں کو حرکت میں لا رہی ہیں، انہوں نے ہی اس ساحر کا کام تمام کر دیا ہے۔“

طہمورث نے جواب میں کچھ کہنے والا تھا کہ اس کا محافظ اندر آیا اور طہمورث سے مخاطب ہوتے ہوئے اس نے کہا۔

”اے آقا! ایک نوجوان کہ خوب دراز قد اور حسین ہے کسی اجنبی سرزمین سے اگباتانہ شہر میں وارد ہوا ہے، اس کا کہنا ہے کہ وہ ان دونوں طلسمی بیلوں کا خاتمہ کر سکتا ہے۔ اپنا نام یوناف بتاتا ہے، اس وقت وہ قصر سے باہر کھڑا ہے، اگر آپ حکم دیں تو میں اسے اندر لاؤں۔“

طہمورث نے خفگی بھرے انداز میں کہا۔

”ایسے کام کے نوجوان کو تم نے باہر کیوں کھڑا کر رکھا ہے۔ اسے فوراً اندر لاؤ، شاید یہ جوان ہی ان بیلوں کے مقابلے میں نجات دہندہ ثابت ہو۔“

محافظ باہر نکل گیا، تھوڑی دیر بعد اندر آیا، اس بار اس کے ساتھ یوناف تھا۔ طہمورث اپنی جگہ سے اٹھ کر آگے بڑھا، ایک استقبالیہ انداز میں اس نے یوناف سے مصافحہ کیا اور پوچھا۔

”اے اجنبی نوجوان کہ تمہارا نام مجھے یوناف بتایا گیا ہے، کیا تم بیلوں کے اس طلسم سے اہل اگباتانہ کو نجات دلا دو گے، ہم اس محل کو بھی گرا سکتے تھے جس کے اندر سے یہ بیل نمودار ہوتے ہیں، پر اس محل کے اندر وہ بچے بھی ہیں جنہیں بیلوں کو ہانکنے والی شیطانی قوتیں اگباتانہ شہر سے اٹھا کر لے جاتی رہی ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ ان میں سے کسی بچے کو بھی کوئی ضرور پہنچے۔ اے اجنبی نوجوان! پہلے تم اس محل اور اس میں سے نکلنے والے بیلوں کو

دیکھ لو پھر اندازہ لگاؤ کہ کیا تم ان سے نپٹ سکتے ہو۔“

یوناف نے کہا۔

”اے بادشاہ! میں کل اس شہر میں داخل ہوا تھا، میں ممفس کا رہنے والا ہوں، اس شہر میں داخل ہوتے ہی لوگوں سے بیلوں کی کیفیت جاننے کے علاوہ میں ندی کے کنارے اس محل کو بھی دیکھ چکا ہوں، اگر آپ اجازت دیں تو میں آنے والی رات ان بیلوں اور انہیں حرکت دینے والی قوتوں کے خلاف اپنے کام کی ابتداء کروں گا۔ قبل اس کے کہ وہ شیطانی قوتیں میرے خلاف متحرک ہونے میں پہل کر کے میری ذات کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں میں ان کا خاتمہ کر دینا چاہتا ہوں، آج رات کے پہلے حصے میں ہی ان قوتوں کو میں آپ لوگوں کے سامنے ان کی انسانی صورت میں عیاں کر دوں گا، اس کے بعد انہیں سزا دینا آپ کا کام ہو گا، میں اس محل کو دیکھ چکا ہوں۔ بیلوں پر سواری کرنے والے چاروں میاں بیوی ہیں اور اگباتانہ ہی کے جرائم پیشہ ہیں، وہ روپوش تھے کہ کچھ شرپسند قوتوں سے انہوں نے طلسم کا عمل سیکھ لیا اور اگباتانہ والوں کے لیے مصائب کھڑے کر دیئے۔ وہ چاروں کوئی فوق البشر حیثیت نہیں رکھتے۔“

طہمورث نے غصے کی حالت میں کہا۔

”اگر وہ چاروں زندہ انسان ہیں اور ان کی کوئی فوق البشری حیثیت نہیں ہے تو میں انہیں ایسی سزا دوں گا جو اوروں کے لیے بھی عبرتناک ہو گی۔ اگر تم نے ان کا طلسم توڑ کر انہیں ہمارے سامنے ان کی اصل حالت میں پیش کر دیا تو ان کی حالت یقیناً سبق آموز ہو گی۔“

پھر اپنے ایک مشیر کو مخاطب کر کے طہمورث نے کہا۔

”اس جوان کو شام تک میرے اپنے محل کے مہمان خانے میں ٹھہرایا جائے اور چند خونخوار اور بھوکے کتے تیار رکھے جائیں جنہیں ان چاروں پر چھوڑ کر ان کا خاتمہ کیا جائے گا۔“

وہ مشیر اٹھا اور یوناف کو لے کر قصر سے باہر نکل گیا!

رات ہوگئی تھی، شام کی حسیناؤں نے اندھیروں کے بحر میں رقص و رم کی ابتدا کر دی تھی۔ مغرب کی خون آشام لہریں ماند ہوتی جارہی تھیں۔ آسمان پر آوارہ ابر افتاں و خیزاں تھے۔

یوناف اگباتانہ شہر سے باہر ندی کے کنارے محل کے سامنے آیا، اس کے پیچھے پیچھے طہمورث کے کچھ مسلح جوان تھے جن کے پاس خونخوار نسل کے چند کتے بھی تھے اور ان کے پیچھے اگباتانہ کے شہر کے ان گنت لوگ تھے۔

یوناف کے ساتھ طہمورث کا ایک مشیر بھی تھا محل کے دروازے کے قریب آ کر اس مشیر نے ڈری ڈری اور سہمی ہوئی آواز میں یوناف سے پوچھا۔

”آپ کی طرف سے اس موقع پر جبکہ ہم اس ہولناک محل کے پاس آگئے ہیں، ہمارے لیے کیا حکم ہے۔“

یوناف نے مشیر کو تسلی دینے والے انداز میں کہا۔

”تم سب لوگ یہیں رکو، میں اکیلا ہی اس محل میں داخل ہوں گا، خداوند بخشندہ و مہربان کی قسم! آج کی رات ابلیس کے ان رفیقوں اور شیطان کے ان جلیسوں کو میں رخنہ رخنہ جگر، پارہ پارہ دل اور نوحہ کرتی ہوئی راہوں جیسا کر دوں گا، ان کے سکون و شفا کو زینت و فرحت کو، طیب و خوشبو، انس و محبت، سعادت و بقا، ننگ و ناموس، تسکین و راحت، ذوق و غذا اور ان کی صیادی و مکاری کا خاتمہ کر دوں گا۔ یہ بوم و خفاش، مردود مقہور اور روسیہ لوگ ہیں، یہ اوروں کے تن اُجاڑ کر اپنے دل آباد کرنے والے لوگ ہیں، یہ نوامیس قدرت کے باغی ہیں۔ میں ان کے دماغ میں جالے اور زبان پر تالے لگا دوں گا، یہ لوگ آلودہ معصیت اور کفر آشنا ہیں، آج کی رات ہاں! میں آج کی رات ان اندھیروں میں ان چاروں کو پریشان، محزوں اور خاموش و حیران اور لکنت زدہ کر دوں گا۔ یہ محل اب ان کا دارِ عمل اور دارِ بقا نہ رہے گا۔“

طہمورث کا مشیر اور دیگر سب لوگ دور ہی کھڑے رہے۔ یوناف اکیلا آگے بڑھا محل کا چوکیدار شاید اس وقت جا چکا تھا محل کے دروازے پر آ کر یوناف نے ہلکی نرم آواز میں پکارا۔

”ابلیکا! ابلیکا!!“

جواب میں ابلیکا کی شوخ و شنگ آواز سنائی دی۔

”ہوں! کیا بات ہے؟“

یوناف نے کہا۔

”میں اپنے کام کی ابتدا کرنے لگا ہوں۔“

ابلیکا نے پھر اسی چنچل سی آواز میں کہا۔

”تم اپنا کام شروع کرو، میں ہمہ وقت تمہارے ساتھ ہوں۔“

یوناف نے اپنی برنجی تلوار نکال کر اس پر اپنا افسونی اور لاہوتی عمل کیا۔ پھر تلوار اس نے اپنے سامنے کی اور محل میں داخل ہوگیا۔

جونہی یوناف محل میں داخل ہوا، محل کے اندر شعلوں جیسی خوفناک اور گرج کی طرح وزنی آوازیں ابھرنے لگیں، ایسا لگتا تھا جیسے بے صدا اور روشن ستاروں کے اندر ایک شور رو ہنگامہ، حق و ہوس کی زور آزمائی اور جنگ و جدل میں بے رنگی و نیرنگی کا بست و کشاد ہونے لگا ہو۔ ماحول ایسا پر خوف اور دہشت ناک ہوگیا تھا، گویا اس کے رگ و ریشہ میں کسی ان جانی قوت نے مخالفت و اہانت اور کلفت و مصیبت کے سخت جھونکے بھر کر ہر طرف گھمبیر مگر پر شور رات میں ایک طوفان برپا کر دیا ہو۔

یوناف آگے بڑھتا رہا، شور اور چمک بلند ہوتے رہے جیسے کوئی بہت بڑی قوت رقص و وجد پر آگئی ہو۔

شور اور گھن گرج اور تیز اور بلند ہوتی رہی، جس جگہ اوپر کی منزل کو زینہ جا رہا تھا وہاں آ کر یوناف نے پھر اپنی برنجی تلوار پر کوئی عمل کیا، پھر اس تلوار کو اپنے چاروں اطراف میں گھمایا شاید اس طرح اس نے اس محل کے طلسم کو ختم کر دیا تھا۔

اسی لمحہ یوناف کو اوپر کی سیڑھیوں سے دو سیاہ رنگ کے بیل اترتے دکھائی دیے۔ ان کے منہ سے مافوق الفطرت انداز میں آگ اور نتھنوں سے دھوئیں کا طوفان اٹھ رہا تھا اور ان بیلوں پر صیفوان رعوبل، ازبل اور رعوبد سوار تھے جونہی یوناف نے اپنی تلوار کی نوک ان بیلوں کی طرف کی۔ دونوں بیل کسی اچانک تیز ہوا میں بجھ جانے والے چراغ کی طرح ختم ہوگئے اور ان کی پیٹھوں سے صیفون، رعوبل، ازبل اور رعوبد سیڑھیوں پر گر پڑے۔

ان چاروں کی طرف جب یوناف نے اپنی تلوار سیدھی کی تو وہ لرزتے کانپتے ہوئے اٹھ

کھڑے ہوئے اور یوناف کی تلوار کی حرکت کے مطابق عمل کرنے لگے۔ تلوار کی نوک کے اشارے پر یوناف انہیں باہر لے جانے لگا، ان چاروں کے پیچھے اگباتانہ شہر کے وہ ان گنت بچے بھی باہر آ رہے تھے جو انہوں نے وہاں بند کر رکھے تھے کیونکہ محل کا طلسم ختم ہو چکا تھا اور اب وہ آزاد تھے، بچے بھاگتے ہوئے ان چاروں سے پہلے عمارت سے باہر نکل گئے اور ان کے ماں باپ اور دوسرے رشتے دار بھاگ بھاگ کر ان سے بغل گیر ہونے لگے۔

یوناف کے آگے آگے صیفون، رعوبل، ازبل اور رعوبد جب محل سے باہر نکلے تو لوگ انہیں پہچان کر ان کے خلاف شور و واویلا کرنے لگے۔ اسی وقت طہمورث کے کارکنوں نے ان چاروں پر خونخوار بھوکے کتوں کو چھوڑ دیا جنہوں نے لمحوں کے اندر ان کی تکا بوٹی کر کے رکھ دی۔

یوناف فوراً ہی وہاں سے غائب ہو گیا!

O

عارب، بیوسا اور عبیطہ ایک روز شام سے کچھ دیر قبل اس جوہڑ کی طرف جانے کو نکلے جس میں بدی کے فروغ کے لیے وہ مگرمچھ کو انسانی گوشت کھلا کر ایک خاص مقصد کے لیے تیار کر رہے تھے۔ شہر سے باہر نکلتے ہی عارب نے بیوسا اور عبیطہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

’’میری بہنو! میں چند دن اور اس مگرمچھ کو انسانی گوشت کھلاؤں گا، اس کے بعد اپنے کام کے لیے استعمال کرنا شروع کر دوں گا، وہ اب پوری طرح انسانی بو سے آگاہ ہو چکا ہے اور رات کے وقت وہ شہر میں داخل ہو کر ایک تباہی اور ہولناکی مچا دیا کرے گا۔‘‘

عارب کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ اس وقت وہ جھیل کے پاس سے گزر رہے تھے اور اس کی نگاہ وہاں ایک ایسی لڑکی اور نوجوان پر پڑی جو تقریباً ہم شکل تھے اور اپنے چہرے اور جسمانی ساخت سے بہن بھائی لگتے تھے۔ لڑکی آرزو انگیز طراوت اور قوس قزح کے ایوان جیسی پُرکشش، رقص و وجد اور لمس نرم و حلاوت جیسی طراوت انگیز تھی۔ اس کا حسن مست و بے خود کرنے کے علاوہ دل کے تاروں کے اندر اک لحن پیدا کر دینے والا تھا۔ عارب نے بیوسا اور عبیطہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

’’یہ جو لڑکی جھیل کنارے کھڑی ہے میں اسے پسند کر چکا ہوں۔ دیکھو میں اسے اپنی

طرف مائل کرتا ہوں، میں اس سے شادی کر کے کچھ عرصہ یمن کے اس شہر میں ایک پرسکون اور راحت انگیز زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں، انہیں ذرا غور سے دیکھو، یہ دونوں مجھے بہن بھائی لگتے ہیں اور ان کے گھوڑے بھی پاس کھڑے ہیں جبکہ یہ بے فکری کے عالم میں جھیل کے کنارے بیٹھے ہیں، شاید ان دونوں کا تعلق اسی شہر سے ہے اور یہ گھڑ دوڑ کے لیے باہر آئے ہیں۔‘‘

عبیطہ نے جواب میں کہا۔ جس طرح تم نے اس لڑکی کو پسند کیا ہے، اسی طرح میں اس کے ساتھی جوان کو پسند کرتی ہوں اور اسے اپنی طرف مائل کرتی ہوں۔‘‘

اس موقع پر بیوسا نے قدرے بے زاری کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ’’یہ جو تم دونوں بہن بھائی بار بار شادیاں کر لیتے ہوئے اس سے مجھے بڑی بے زاری ہوتی ہے خواہ مخواہ آدمی پابند اور بے کار ہو کر رہ جاتا ہے۔‘‘

عارب نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ سے کہا۔ ’’بیوسا! بیوسا! تم تو اس معاملے میں بالکل پتھر ہو۔‘‘

بیوسا خاموش رہی اور اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

اس لڑکی اور اس کے ساتھی نوجوان کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے عارب اور عبیطہ نے اپنا سحری عمل شروع کر دیا۔ جب وہ دونوں اس سے فارغ ہوئے تو انہوں نے دیکھا، اس لڑکی اور اس کے ساتھی جوان نے اپنے اپنے گھوڑے کی باگیں پکڑیں اور ان کی طرف بڑھے، جب وہ قریب آئے تو لڑکی لگا تار عارب کو دیکھے جا رہی تھی اور اس جوان کی نگاہوں کا مرکز عبیطہ بنی ہوئی تھی جبکہ حسین بیوسا خاموش اور کسی قدر بے زاری سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔

ان دونوں کا انہماک اس وقت ٹوٹا جب عارب نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

’’تم دونوں کون ہو اور تمہارے نام کیا ہیں؟‘‘

اس جوان نے عارب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

’’ہم دونوں بہن بھائی ہیں، گھڑ سواری کے لیے آئے تھے، اور تھوڑی دیر کے لیے اس جھیل کنارے رک گئے۔ میرا نام سلمون اور میری اس بہن کا نام نیاہ ہے۔ ہم دونوں صنعا

کے موجودہ بادشاہ علوان کی خالہ کی اولاد ہیں۔ میرے باپ کا نام عقبر اور ماں کا نام زلفہ ہے۔ اب تم لوگ کچھ اپنے متعلق کہو۔

عارب نے کہا۔ ''ہمارا تعلق تومیری قوم سے ہے اور اریدو شہر میں ہمارا گھر ہے، ہم تینوں بہن بھائی ہیں، میرا نام عارب ہے، میری دائیں طرف جو کھڑی ہے اس کا نام بیوسا اور بائیں جانب جو ہے اس کا نام نبیطہ ہے، ہم لوگ اس دنیا کو دیکھنے کی غرض سے اپنے گھر سے روانہ ہوئے تھے۔ اریدو سے ہم ایران کے شہر اگباتانہ گئے، کچھ عرصہ وہاں رہے، اس کے بعد پارس کے شہر پازارگد کی طرف گئے لیکن وہاں ہم نے قیام نہیں کیا، اس شہر میں ہمارے لیے کوئی کشش نہ تھی کیونکہ وہاں لوگ مختلف قبائل میں بٹ کر زندگی بسر کر رہے ہیں اوران کی باطنی کیفیت میں کوئی الحاق و اتحاد نہیں ہے۔

''اب پچھلے چند روز سے ہم تینوں صنعا شہر کی ایک سرائے میں ٹھہرے ہوئے ہیں، یہ شہر ہمیں بے حد پسند آیا ہے، یہاں ہریالی ہے۔ کوہستان اور پانی کی افراط ہے اور لوگ مہمان نواز جفاکش اور بہادر، فطین و فیاض ہیں۔ دل چاہتا ہے ساری زندگی اسی شہر میں گزار دیں لیکن یہاں ہم اجنبی ہیں اور کوئی ٹھکانہ ہمارا نہیں ہے۔''

سلمون نے کہا۔

''اگر میں آپ کی اس بہن سے جس کا نام آپ نے نبیطہ بتایا ہے شادی کر لوں تو کیا آپ تینوں یہاں ہمارے ساتھ رہنا پسند کریں گے؟ ہماری حویلی بہت بڑی ہے جبکہ ہم گھر کے صرف چار ہی افراد ہیں۔''

عارب نے کہا۔ ''ہم آپ لوگوں کے ساتھ آپ کی حویلی میں رہنے کو تیار ہیں لیکن اس شرط پر کہ جب تمہاری اور نبیط کی شادی ہو تو وہیں میری اور نیاہ کی شادی بھی کر دی جائے، اگر تم اس کے لیے رضا مند ہو تو ابھی تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہیں۔''

''نیاہ نے اس بار خود عارب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اگر آپ اپنی اس خواہش کا اظہار نہ بھی کرتے تب بھی میں خود یہی کہنے والی تھی کہ میں آپ سے شادی کی خواہشمند ہوں۔''

عارب نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''اگر ایسی بات ہے تو پھر یہ ہم سب کی خوش بختی ہے، میں سمجھتا ہوں اب ہمارے ایک ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔''

سلمون نے کہا۔

''تو کیا آپ ابھی ہمارے ساتھ چلنے کو تیار ہیں، میری ماں اور باپ آپ لوگوں کو دیکھ کر خوش ہوں گے اور ہم چاروں کی فی الفور شادی کر دیں گے، کیونکہ انہوں نے کبھی ہماری کسی خواہش کو رد نہیں کیا۔''

سلمون اور نیاہ کی خواہش پر عارب، بیوسا اور نبیطہ ان کے ساتھ ہو لیے۔

سلمون اور نیاہ ان تینوں کو لے کر ایک وسیع حویلی میں داخل ہوئے جس کے اندر کافی غلام اور لونڈیاں تھیں۔

سلمون اور نیاہ نے ان تینوں کو حویلی کے مہمان خانے میں بٹھایا اور خود حویلی کے اندرونی حصے کی طرف چلے گئے۔ عارب، بیوسا اور نبیطہ کو زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑا کہ اس مہمان خانے میں سلمون اور نیاہ کے علاوہ ان کا باپ عقبر اور ماں زلفہ داخل ہوئے، سلمون نے سب کا آپس میں تعارف کرایا اور عارب نے اٹھ کر عقبر سے مصافحہ کیا، پھر عقبر بھی بیٹھ گیا اور عارب کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''مجھے سلمون اور نیاہ نے تم تینوں سے متعلق پورے حالات سنائے ہیں اور دونوں نے کھل کر اپنی اپنی خواہش کا اظہار کیا ہے، اگر تم چاروں سنجیدگی سے ایک دوسرے کو اپنانے کے لیے تیار ہو تو ....''

عارب نے بیچ میں بولتے ہوئے کہا۔ ''آپ اندیشہ نہ کریں، ہم چاروں نے باہم مل کر خلوص کے ساتھ یہ فیصلہ کیا ہے، اگر آپ کی رضا مندی ہوئی تو ہم شادی کے بعد ہمیشہ کے لیے یہیں رہیں گے۔''

جس وقت عارب عقبر سے محو گفتگو تھا، اسی وقت نبیطہ نے عقبر اور زلفہ پر اپنا عمل کر دیا تاکہ وہ شادی سے انکار نہ کر دیں۔

عقبر نے خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''اگر اسی میں تم چاروں کی خوشی ہے تو یہ شادی آج بلکہ اسی وقت ہوگی۔ میں اس کے لیے ابھی سارے انتظامات کرتا ہوں۔''

عقبر اور زلفہ اٹھ کر باہر نکل گئے جبکہ سلمون اور نیاہ وہیں مہمان خانے میں بیٹھے رہے، اسی روز عارب اور نیاہ اور نبیطہ اور سلمون کی شادی ہوگئی اور بیوسا بھی ان کے ساتھ وہیں

حویلی میں رہنے لگی۔

○

لعل گوں افق دن کے انحطاط اور شام کی آمد کی خبر دینے لگا تھا، کائنات کے حریم دل میں خواہشوں کی اک لطیف لذت بھرنے لگی تھی۔ راستے دھندلے ہو رہے تھے۔ آسمان پر سحاب حزاں ہر احساس زیادہ، موج ومنشا اور مرگ وتولید کے عمل سے بے پرواہ اپنے گلابی تبسم میں ڈھلتی گھنی چھاؤں کی طرح ہواؤں کے دوش پر رواں تھے۔

ایسے میں یوناف صنعا شہر سے باہر اس تالاب کے کنارے نمودار ہوا جس میں صنعا کے اندر تباہی پھیلانے کے لیے مگر مچھ کو آدم خور بنا کر پال رکھا تھا۔ تالاب کے کنارے یوناف نے نزول کیا ہی تھا کہ ابلیکا نے اپنا لمس دیا اور روح کی اس مصور اور حسن کی پیغمبر نے لحن حریر جیسی آواز میں کہا۔

"یوناف! یوناف! میرے حبیب۔ تھوڑی دیر تک عارب، بیوسا اور نبیطہ یہاں آنے والے ہیں، آج وہ اس آدم خور مگر مچھ کو اس تالاب سے نکال کر اس کا رخ شہر کی طرف کریں گے اور شہر کے اندر تباہی اور غارت گری کی ابتدا کریں گے۔ سنو میرے حبیب! عارب اور نبیطہ نے یمن کے بادشاہ علوان کی خالہ کے ہاں شادیاں کر لی ہیں اور وہاں وہ پرسکون ازدواجی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ بیوسا بھی ان کے ساتھ رہتی ہے۔"

یوناف نے کہا۔

"ابلیکا! ابلیکا! میں ایسا کیوں نہ کروں کہ ان کے یہاں آنے سے قبل ہی اس آدم خور مگر مچھ کو باہر نکال کر اس کا خاتمہ کر دوں۔"

یوناف خاموش ہو گیا کیونکہ تالاب کے اندر ایک بھیانک اور ہولناک آواز سنائی دی تھی۔ جیسے کسی ماورائی عفریت نے اپنی آزادی کو بے خلل کرنے کی خاطر زنجیروں کے حلقے توڑ دیئے ہوں، پھر تالاب کے اندر سے کراہ آمیز آوازوں کا شور وفغاں بڑھنے لگا۔

ابلیکا نے کہا۔

"یوناف! یہ اس مگر مچھ کی آواز ہے جو عارب نے پال رکھا ہے۔ وہ چونکہ آدم خور ہو چکا

ہے اس لیے تمہاری بو پا کر باہر آ رہا ہے۔"

جواب میں یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دوسرے معنوں میں اس کی موت اسے باہر لا رہی ہے۔"

ابلیکا خاموش رہی کیونکہ ان کے نزدیک ہی مگر مچھ پانی سے باہر نکل آیا تھا اور اب گیلی ریت پر چلتا اور غراتا ہوا یوناف کی طرف بڑھا تھا۔ یوناف نے اپنی تلوار کھینچی، اس پر اپنا کوئی عمل کیا پھر جونہی اس نے اپنی برنجی تلوار کا رخ مگر مچھ کی طرف کیا، وہ فوراً اپنی جگہ پر رک گیا اور اس کا کھلا ہوا آگ برساتا منہ بند ہو گیا۔ یوناف نے آگے بڑھ کر اپنی سحر زدہ تلوار مگر مچھ کی کمر پر گرائی اور اسے کاٹ کر رکھ دیا مگر مچھ کا سرخ خون ریت پر بہہ نکلا پھر مگر مچھ کی لاش کے قریب ہی ایک چٹان کی طرف اشارہ کر کے یوناف نے کہا۔

"ابلیکا! ابلیکا! کیا میں اس چٹان کی اوٹ میں بیٹھ کر ان کا انتظار نہ کروں۔"

ابلیکا نے کہا۔

"اب یہاں رکنے کی کیا ضرورت ہے مگر مچھ تو ختم ہو گیا ہے، یہی ہمارا کام تھا، اب یہاں سے کوچ کریں، میرا مشورہ یہ ہے کہ راع دیوتا کے معبد کی طرف چلیں وہاں پجارن کولم ان دنوں تمہیں بہت یاد کرتی ہے، وہ تمہاری خیر اندیش اور مخلص ہے۔"

یوناف نے کہا۔

"میرا ارادہ ہے میں عارب، بیوسا اور نبیطہ سے بات کر کے جاؤں اور انہیں بتاؤں کہ تم تینوں گندگی کی طرح جو گناہ اور بدی کے داعیے پھیلا رہے ہو، میں نے ان کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اس طرح.........."

ابلیکا درمیان میں بول پڑی اور کہا۔

"سنبھلو یوناف! عارب، بیوسا اور نبیطہ آ گئے ہیں۔"

یوناف نے سامنے دیکھا وہ تینوں واقعی تیز تیز قدم اٹھاتے آ رہے تھے۔

ابلیکا نے کہا۔

"اے میرے حبیب! جہاں تم کھڑے ہو، اب یہیں کھڑے رہنا، یہاں میں تمہارے گرد ایک ایسا حصار کھینچتی ہوں جس کی وجہ سے عارب، بیوسا اور نبیطہ کا کوئی بھی عمل تم پر کارگر نہ ہو گا اور تم اس حصار میں محفوظ رہو گے۔"

ابلیکا خاموش ہوگئی۔

عارب، بیوسا اور عبیطہ اب قریب آ گئے تھے، تھوڑی دیر بعد ابلیکا کی آواز پھر یوناف کو سنائی دی، وہ کہہ رہی تھی۔

''یوناف! یوناف! میں نے تمہارے گرد حصار کھینچ دیا ہے، اب یہ تینوں تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔''

اچانک ابلیکا رکی، پھر چونک پڑنے کے انداز میں اس نے کہا۔

''یوناف! یوناف! میرے حبیب! سنبھلو اور محتاط ہو جاؤ۔ یافان اور اریشیا بھی دونوں آندھی اور طوفان کی طرح ادھر آ رہے ہیں۔ شاید وہ اسی دن کا انتظار کر رہے تھے کہ جب کوئی اور قوت تمہارے ساتھ ٹکرائے تو وہ بھی اس کے ساتھ شامل ہو کر تم سے اپنا انتقام لے سکیں۔''

یوناف نے فوراً اپنی برنجی تلوار پر کوئی دوسرا عمل کیا، پھر وہ اس حصار میں کھڑا سب کا انتظار کرنے لگا۔

OOO

عارب، بیوسا اور عبیطہ جب مگرمچھ کے قریب آئے تو انہوں نے دیکھا ان کا آدم خور مگرمچھ دو حصوں میں کٹا پڑا تھا اور اردگرد کی ریت اس کے خون میں بھیگی ہوئی تھی۔ مرے ہوئے مگرمچھ کے قریب یوناف ابلیکا کے بنائے ہوئے حصار کے اندر کسی ستون کی طرح خاموش اور پرسکون کھڑا تھا۔

اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا، شام کے دھندلکے شفق سے بغل گیر ہو رہے تھے۔ تاریکیاں ایک آفت و بلا کی طرح نزول کرنے لگی تھیں۔ ہر طرف اک پرہول خاموشی طاری تھی۔

عارب نے دوپہر کی باؤ کے سے گرم انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''تو یہ تمہارا کام ہے؟''

یوناف نے کہا۔

''اے ظالم و جاہل انسان! میرے علاوہ تم جانو ایسا کام کون کر سکتا ہے، سن رکھو، یہی نہیں میں اگباتانہ شہر میں تمہارے ان سیاہ بیلوں کے ساتھ ساتھ ان پر کام کرنے والے تمہارے چاروں گماشتوں کا بھی صفایا کر آیا ہوں۔''

اتنی دیر میں یافان اور اریشیا بھی یوناف کے قریب نمودار ہوئے اور اس کے بائیں پہلو میں آ کھڑے ہوئے، پھر یافان نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹایا۔ عارب، بیوسا اور عبیطہ اسے ایک ہڈیوں کے ڈھانچے کی صورت میں دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

یافان نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''تم تینوں میری طرف سے فکر مند نہ ہو۔ میں مصر کے شہر تھیبس کا ساحر یافان ہوں اور میرے ساتھ یہ میری بیٹی اریشیا ہے۔ مجھے ہڈیوں کے اس ڈھانچے میں تبدیل اس یوناف نے کیا ہے جو ایک دشمن کی صورت میں تم تینوں کے سامنے کھڑا ہے۔ آؤ اس جوہڑ کے کنارے پانچوں مل کر اس کی لاش کو خون آلود کریں کہ آنے والی صبح جب طلوع ہو تو اس کی لاش کو چیلیں اور کوے نوچ رہے ہوں۔''

جس وقت یافان اور عارب آپس میں گفتگو کر رہے تھے، اس وقت یوناف ایک مطمئن انداز میں حسین بیوسا کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے حسن میں وہی ندرت اور انوکھا پن، وہی عمدگی و نادر پن تھا جو اس نے اس میں سینکڑوں برس پہلے کوہستانِ نوز کی غار کے پاس دیکھا تھا۔ اس کے چہرے پر نضارت و تازگی، آبداری و نفاست اور پاکیزگی و نفیس قدسیہ جیسی ایک کشش تھی۔ اس کا حسن ویسا ہی نوشین و رنگین تھا۔ اس کے چہرے کی تازگی ویسی ہی نمط و رنگین تھی۔ اس کی بڑی بڑی حسین آنکھوں میں ان گنت نویدوں اور بشارتوں کا ایک سلسلہ تھا۔

یافان خاموش ہوا تو عارب نے کہا۔ ''آج یہ ہم پانچوں کے سامنے خوب پھنسا ہے، ہم ہر حال میں اس کی زندگی کو آج داغدار اور بے ربط کریں گے۔''

یوناف نے کہا۔

''یہ تم لوگوں کی بھول ہے تم پانچوں مل کر بھی میرے سامنے ایک ناآزمودہ کار، ناآگاہ اور نومشق و مبتدی بچے جیسے ہو، تم من حیث المجموع اپنی تمام تر وحدت اور وحدت نوعی کو بھی کام میں لے آؤ تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اگر میرے ان الفاظ میں تم میں سے کسی کو شک ہو تو اپنا اپنا حربہ، اپنا اپنا زور اور طلسم آزما دیکھو، تم لوگوں کا کوئی بھی نہج و قاعدہ مجھ پر کوئی خوف و لاچاری طاری نہ کر سکے گا۔''

سب سے پہلے حسین بیوسا حرکت میں آئی۔ اس نے اپنا پاؤں زمین پر مارا جس کے جواب میں آگ کا ایک گولا سا یوناف کی طرف لپکا لیکن وہ بگولہ یوناف کے قریب اس جگہ جا کر معدوم ہو گیا جہاں پر ابلیکا نے اپنا حصار کھینچ رکھا تھا۔

دفعتہً یوناف نے اپنی تلوار اپنے سر کے اوپر کر لی۔ اس احتیاط کے تحت کہ اگر کوئی اوپر سے اس کے سر کی جانب وار کرے تو وہ بروقت اس کا دفاع کر سکے۔

یوناف کے خلاف اپنی اس ناکامی پر حسین بیوسا کسمسا کر اور بے چین ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کے چہرے پر مضطر و مضطرب جذبے بکھر گئے تھے۔

یوناف نے بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''گو تو قابیل کی بیٹی نہیں پر تو چونکہ اس کی ہی نسل سے ہے لہٰذا آج سے میں تمہیں بنت قابیل کہہ کر مخاطب کیا کروں گا، سو اے بنت قابیل! سن رکھ۔ اب بھی وقت ہے کہ تو عارب اور نبیطہ کا ساتھ ترک کر دے، بدی اور گناہ کی تشہیر اور اس کے پھیلاؤ سے باز آ۔ میرے ساتھ بیاہ کر لے کہ تو عارب اور نبیطہ کے عذاب اور قہرمانیت سے بھی محفوظ رہے گی اور میں تجھے خوش بھی رکھوں گا۔ دیکھ ابھی وقت ہے، ایسا نہ ہو سماں بیت جائے پھر تو میری رفیقہ بننے کی خواہشمند ہو اور میں انکار کر دوں، پھر کیا تو تجرد کی زندگی بسر کرنا پسند کرے گی؟

یوناف کی گفتگو پر بیوسا کی حالت ایسی تکلیف دہ ہو گئی تھی جیسے تیز دھوپ میں نیلا آسماں پگھل چلا ہو، پھر اس نے ایک منافرت، انتشار اور پراگندگی کے عالم میں یوناف کی طرف تھوکتے ہوئے کہا۔ ''تو میرا آخورد اور داروغہ تو نہیں لگا ہوا، میں تجھ سے نفرت اور بیزاری کا اظہار کرتی ہوں۔ تیری نیچ اور گھٹیا خواہشات و رغبت پر ملامت و لعنت بھیجتی ہوں، تیری ہمارے ساتھ شروع سے دشمنی اور عداوت ہے اور یہ آخری دن تک رہے گی۔''

بیوسا خاموش ہو گئی کیونکہ اچانک عارب نے نیچے جھک کر مٹھی بھر ریت اٹھائی۔ اس پر کوئی عمل کیا اور پھر اس ریت کو اس نے یوناف کے اوپر ایک طرح سے بکھیر دینے کے انداز میں پھینک دیا، موٹی موٹی ریت کے وہ ذرات فضا میں بکھرنے کے بعد انگاروں کی طرح تپ کر سرخ ہو گئے۔ ان میں ایک ناقابل برداشت تپش پھوٹ رہی تھی۔ بالکل ایسے جیسے فضاؤں میں سرخ انگاروں کی بارش ہونے لگی ہو، پھر وہ موٹی ریت کے دہکتے سرخ ذرات بلندی سے یوناف کی طرف لپکے لیکن یوناف نے فی الفور اپنی تلوار اپنے اوپر بلند کی اور جب وہ ذرات تلوار کی سیدھ میں آئے تو ان کی ساری دہکتی کیفیت ختم ہو گئی اور وہ عام ریت کے ذرات کی طرح زمین پر گر گئے اور یوناف وہیں ابلیکا کے کھینچے ہوئے حصار کے اندر ایک وقار و استقلال، متانت و منزلت اور اک رفعت و بلندی کی شان میں کھڑا رہا۔

جب عارب کا وار خالی گیا تو یوناف نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اے دشمن دیں! اے کور باطن اور بد مقصد نوجوان! تم لوگوں کا کوئی طلسم و ستم، کفا و جفا

مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ تم اپنے ان حربوں سے میری ذات پر نیست و عدم، نابود و قضا اور فنا و معدوم طاری نہیں کر سکتے۔''

یوناف نے دیکھا یافان اور اریشیا بھی اس کے خلاف کسی عمل کی تکمیل کرنے والے تھے۔ اس نے فوراً ان کی طرف پہل کر دی اور اپنی تلوار کا رخ اریشیا کی طرف کر دیا، اریشیا کی حالت غیر اور جامد ہونے لگی، پھر اپنی تلوار کو حرکت میں لا کر یوناف اریشیا کو اپنے قریب لایا، جونہی اس نے اریشیا کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا فضاؤں میں اریشیا کی چیخیں بلند ہوئیں اور یوناف کے گرد ابلیکا نے جو حصار کھینچ رکھا تھا، اس حصار کے عمل کی وجہ سے اریشیا ختم ہو گئی۔ اس کے جسم کا گوشت ختم ہو گیا اور جب وہ حصار کے اندر یوناف کے قدموں میں آ کر گری تو وہ صرف ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ تھی۔

اسی لمحہ یوناف کے کانوں میں ابلیکا کی سریلی آواز پڑی۔

''یوناف۔ یوناف! میرے حبیب! اریشیا کے اس ڈھانچے کو تلوار سے ریزہ ریزہ کر دو، پھر ان ریزوں کو یہاں اسی حصار کے اندر ریت میں دفن کر دو۔ پھر یافان کی شیدائی قوتیں اریشیا کے اس ڈھانچے کو حرکت میں لا کر تمہارے خلاف کوئی نیا محاذ نہ کھول سکیں گی۔''

اریشیا کی وہ بدترین حالت دیکھتے ہی یافان وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔ دوسری طرف اریشیا کی ہولناک مرگ پر عارب، بیوسا اور عبیطہ کی حالت بھی سنسان رات، منہدم، ویران و برباد گھونسلے جیسی ہو گئی۔ ان کے چہروں پر ان گنت وحشتیں برسنے لگیں اور پھر یافان کی طرح وہ تینوں بھی وہاں سے غائب ہو گئے۔

اپنے خنجر کو نکال کر یوناف نے اس حصار کے اندر ریت میں گڑھا کھودا اور اریشیا کی ہڈیوں کو اس نے وہاں دفن کر دیا، پھر وہ حصار سے باہر نکلا، اس کے ساتھ ہی ابلیکا کی شہد برساتی اور رس گھولتی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

''یوناف! یوناف! اب کیا خیال ہے؟''

یوناف نے گہری مسکراہٹ سے کہا۔

''جو تمہارا خیال ہے وہی میرا بھی خیال ہے، پر یہ فیصلہ کرنے سے پہلے میری تم سے ایک التماس بھی ہے۔''

یوناف نے کہا۔

''التماس کیسی؟ تم میری رفیقہ ہو، میری ساتھی اور معین ہو، پھر تم التماس کیوں کرو، تم فیصلہ کن انداز میں بھی مجھ سے کہہ سکتی ہو۔ سنو سنو ابلیکا! اب جبکہ میرا تمہارا یہ سنگ اور ساتھ صدیوں پر محیط ہے تو کیا میں تمہیں اپنے سکون اور اطمینان قلب کی خاطر اپنی روحانی بیوی تصور کر سکتا ہوں۔''

ابلیکا نے کھنکتی اور خوش کن آواز میں کہا۔

''ہاں یوناف! مجھے تمہارا یہ فیصلہ منظور ہے۔ آج سے میں تمہاری روحانی بیوی ہوں، میں ایک وفادار بیوی کی طرح ہی تمہاری خدمت کروں گی اور مجھے تمہارے ساتھ اس رشتے پر فخر و ناز ہو گا۔''

یوناف نے پوچھا۔

''اب کہو تم کیا کہنے والی تھیں؟''

ابلیکا نے کہا۔

''میرے حبیب! میں تم سے یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ جب کبھی تم عارب، بیوسا اور عبیطہ پر غلبہ پا لو تو ان تینوں کے ساتھ نرم رویہ رکھنا، اگر تم ایسا نہ کر سکو تو کم از کم بیوسا سے کچھ مت کہنا، اسے تکلیف میں دیکھ کر مجھے دکھ اور ملال ہو گا۔''

یوناف نے حیرت اور تعجب سے پوچھا۔

''کیا بیوسا کے ساتھ تمہارا کوئی رشتہ ہے؟''

ابلیکا خاموش رہی اور اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ یوناف نے دوبارہ زور دے کر کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا! تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا؟''

ابلیکا نے بکھری بکھری ویران آواز میں کہا۔

''بس ایسا ہی سمجھ لو کہ بیوسا کے ساتھ میرا عزیز ترین رشتہ ہے اور ایسا ہی تعلق عارب اور عبیطہ کے ساتھ بھی ہے۔''

یوناف نے کہا۔

''کیا تم مجھے بتاؤ گی کہ ان سے تمہارا کیا ناطہ ہے؟''

ابلیکا نے جواب دیا۔

''میرے حبیب! جس طرح میری اپنی ذات کی تفصیل کا راز میں رہنا ضروری ہے،

ایسے ہی بیوسا، نبیطہ اور عارب کے ساتھ میرے تعلق کو بھی راز میں ہی رہنا چاہیے۔ شاید کبھی کوئی ایسا وقت آئے کہ میں یہ ساری باتیں، سارے راز کہہ دوں۔"

یوناف نے پھر پوچھا۔

"کیا اس رشتے کی بناء پر مجھے یہ توقع رکھنی چاہیے کہ اگر تمہیں کبھی ایسے وقت کا سامنا کرنا پڑا جس میں تمہیں مجھے یا عارب، بیوسا اور نبیطہ میں سے کسی ایک طرف، ایک جہت کو رکھنا پڑے تو تم مجھے ان تینوں کی خاطر چھوڑ بھی دو گی؟"

ابلیکا نے تڑپ کر کہا۔

"ہرگز نہیں۔ تمہاری خاطر میں ہزاروں بیوسا، عارب اور نبیطہ قربان کر سکتی ہوں اور پھر اب تو تم میرے روحانی شوہر بھی ہو۔ میں نے تو صرف ازراہ ہمدردی کہا تھا کہ ان تینوں سے نرم رویہ رکھنا، اگر ان تینوں سے میرا کوئی رشتہ ہے تو پھر ایسا رشتہ تو تمہارا بھی ان کے ساتھ ہے کہ ہم سب آدمؑ کی ابتدائی اور قریبی اولاد میں سے ہیں۔ یوناف! یوناف! یہ وہم اپنے ذہن سے نکال دو کہ میں ان تینوں کی خاطر تمہیں چھوڑ سکتی ہوں۔ ہاں! تمہاری خاطر میں ان تینوں کو اپنی ہمدردیوں سے محروم کر سکتی ہوں۔ انہیں چھوڑ سکتی ہوں۔ ان سے قطع تعلق کر سکتی ہوں۔ تمہاری خاطر ہر ایک کو لات مار سکتی ہوں۔"

یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب سلسلہ کلام بند کرو۔ مجھے تمہیں اس قدر ثبوت دینے کی ضرورت نہیں ہے، مجھے تم پر مکمل اعتماد اور بھروسہ ہے، اچھا یہ بتاؤ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

ابلیکا نے کہا۔

"چلو۔ دریائے نیل کے کنارے اپنی بیوی شوطار کے محل میں جا کر رہو۔ گو شوطار اب نہیں ہے لیکن پھر بھی اس دنیا میں وہ محل ہی اب تمہارا ٹھکانہ اور رہائش گاہ ہے۔ ہاں اگر تم پسند کرو تو تم کولم کے پاس بھی جا کر رہ سکتے ہو۔ وہ بہت اچھی ہے اور تمہیں پسند کرتی ہے۔"

یوناف نے پوچھا۔

"کیا تم چاہتی ہو میں اس سے شادی کر لوں؟"

ابلیکا نے کہا۔

"تم غلط سمجھے ہو یوناف! میرا یہ مطلب نہ تھا اور پھر کولم تمہیں اس نظریے کے تحت پسند

نہیں کرتی۔ وہ تمہیں ایک بھائی کی طرح چاہتی ہے اور تمہارا احترام اور عزت کرتی ہے۔"

یوناف نے ہار مان جانے والے انداز میں کہا۔

"جیسے تمہاری مرضی ابلیکا۔ چلو پھر شوطار کے محل کی طرف ہی چلتے ہیں اور وہاں مجرد زندگی بسر کرتے ہیں اس لیے کہ تمہارا شوہر ہونے کے باوجود میں مجرد ہی رہوں گا۔"

ابلیکا نے جیسے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجرد کیوں؟ جب تم کوئی اچھی لڑکی دیکھو اور وہ تمہیں پسند ہو تو تم اس سے شادی کر لو اور سنو یوناف! میں نے کسی خاص مقصد کے تحت نہیں کہا کہ تم عارب، بیوسا اور نبیطہ سے نرم رویہ رکھنا، میرا مطلب تھا، تمہاری طرح ان کے ناسوت پر بھی لاہوت کا عمل ہو چکا ہے، اس کے باعث وہ ہزاروں برس تک زندہ رہیں گے۔"

"اور سنو یوناف! تمہاری طرح انہیں بھی زخم آ سکتے ہیں اور جس کے باعث وہ عام انسان جیسی تکلیف محسوس کرتے ہیں لیکن تم اور وہ تینوں بھی اپنی سری قوتوں کے باعث ان زخموں پر قابو پا کر پھر تندرست اور ٹھیک ہو سکتے ہو۔ ایک وقت تک ان کا کام ہے بدی پھیلانا اور تمہارا کام ہے، اس بدی کو سمیٹنا اور سنو یوناف! تمہارا یہ فرض نہیں ہے کہ جہاں کہیں بھی بدی نمودار ہو اسے سر نہ ابھارنے دو۔ یہ امر مشیت ایزدی کے خلاف ہے، کسی انسان سے بدی کا واقع ہونا مشیت خداوندی ضروری ہے۔ لیکن اس میں رضا مندی خالق نہیں ہے، بدی اور گناہ اس دنیا میں ہوتے رہیں گے کہ یہ ایک امتحان گاہ ہے لہٰذا تم اپنے آپ کو ان بدیوں اور گناہوں کے سمیٹنے تک محدود رکھو جو عارب، بیوسا اور نبیطہ سے سرزد ہوں یا ایسے لوگوں سے وابستہ ہوں جن سے تمہاری ذات کی دشمنی ہو جیسے طلسم گر یافان۔"

یوناف خاموش رہا، پھر وہ ممفس شہر کی طرف چل پڑا۔

○○○

وقت گزرتا رہا، یوناف وہیں شوطار کے محل میں قیام پذیر رہا۔

اس دوران مصر کا بادشاہ زوسر اور اس کا وزیر امحوتپ دونوں مر گئے۔ امحوتپ کے بعد اس کا ساحر اور طلسم گر بیٹا موتپ مصر کا وزیر بنا۔ زوسر کے بعد دو فرعون چند ماہ حکومت کر کے ختم ہو گئے۔ پھر سنیفرو کو مصر کا بادشاہ بنایا گیا اور امحوتپ کا بیٹا پتاہ موتپ جو طلسم گری میں اپنے باپ سے بھی بڑھا ہوا تھا اس کا وزیر بنا۔

سنیفر بڑا قوت والا بادشاہ تھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اس نے زوسر کی طرح سقارہ کے میدانوں میں ایک اہرام کی تعمیر کی۔ اس کے علاوہ اس نے اپنی بحری قوت کو زبردست بنانے کے لیے بحری جہازوں کی تعمیر بھی شروع کر دی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے اپنے عساکر کی تعداد بھی بڑھانا شروع کر دی تھی۔

قوم عاد کے بچے کھچے لوگ حضرموت کے آس پاس رہتے تھے۔ حضرت ہودؑ کے بعد ان کی رہنمائی کے لیے حضرت لقمانؑ آئے۔ یہاں تک کہ یمن میں ایک طرح سے بنو عاد ختم ہو گئے۔ ہاں ان کی دوسری شاخ نے جو حجاز کے شمال مغربی علاقوں کی طرف ہجرت کر گئی تھی، قوم ثمود کے نام سے بہت ترقی کی۔ اپنی سلطنت قائم کی اور وہ بہت پھولے پھلے، ایک عرصہ تک یہ لوگ خدا کی عبادت کرتے رہے مگر آہستہ آہستہ اپنے آباء ہی کی طرح یہ لوگ بھی بُت پرستی میں مبتلا ہو گئے اور ان کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے خداوند نے ان میں حضرت صالحؑ کو مبعوث فرمایا۔

شمالی ایران کا بادشاہ طہمورث مر گیا اور اس کی جگہ جمشید شمالی ایران میں قوم ماد کا بادشاہ بنا۔ تاہم یمن میں ابھی تک علاوان کی ہی حکومت تھی۔

عارب، بیوسا اور نبیطہ ابھی تک یمن میں ہی قیام پذیر تھے۔ عارب کی بیوی اور نبیطہ

کا شوہر بوڑھے ہو کر مر چکے تھے۔

○

ایک روز عزازیل نے یمن کے شہر صنعا میں اس مکان کے اندر نزول کیا جس میں عارب، بیوسا اور نبیطہ رہتے تھے۔ اس وقت شام گہری ہو چکی تھی۔ عارب، بیوسا اور نبیطہ تینوں ایک کمرے میں بیٹھے اپنے ماضی کے حالات پر گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک ان تینوں کو کمرے میں عزازیل دکھائی دیا۔ اسے دیکھتے ہی وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے، قبل اس کے کہ ان میں سے کوئی کچھ کہتا خود عزازیل نے بولنے میں پہل کی۔

وہ عارب کے سامنے آیا اور کہا۔ ''اے ہمدم دیرینہ! تم اور تمہاری دونوں بہنیں کیسی ہیں؟''

عارب نے کہا۔ ''اے محسنِ قدیم! ہم ٹھیک ہیں۔ تم نے جو فرض ہمیں سونپا تھا، اس پر ہم سختی سے عمل کر رہے ہیں اور ہر جگہ ہم نے بدی اور گناہ کے پھیلاؤ کے لیے ہر ممکن کوشش کی ہے لیکن جو بھی اور جہاں بھی ہم نے ایسی کوشش کی، بنو شیثؑ کے یوناف نے اسے ناکام بنا دیا۔ اے ہمارے عظیم راہنما، کیا ایسا ممکن نہیں کہ تو یوناف کو ہمارے راستے سے ہٹا دے۔ اس طرح ہمارا کام سہل ہو جائے گا اور ہم بدی اور گناہ کو بہتر طور پر پھیلا سکیں گے۔''

عزازیل نے ایک مایوسی کے انداز میں کہا۔ ''میرے عزیز! تمہاری طرح بنو شیثؑ کے یوناف کے ناسوت پر بھی لاہوت کا عمل ہو چکا ہے، تمہاری طرح وہ بھی صدیوں تک جیتا رہے گا۔ اس پر قابو پانا اب اس قدر آسان نہیں۔ اپنی ذات کے اندر وہ ایک بھرپور اور بے تحاشا قوت ہے، میں جانتا ہوں اس نے اگباتانہ شہر میں تمہارے پھیلائے ہوئے جال کو جلا کر رکھ دیا۔ یہ بھی میرے علم میں ہے کہ اس نے یہاں یمن میں بھی تم لوگوں کو بدی اور گناہ سے باز رکھا لیکن اس کے ان کارناموں سے تم تینوں کو اپنے فرائض سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ سن رکھو! یوناف کا اپنا کام ہے اور تمہارا اپنا۔ تمہارا کام بدی اور گناہ کا پھیلاؤ ہے۔ وہ اگر اس پھیلاؤ کو سمیٹتا ہے تو سمیٹنے دو۔ وہ اپنا کام کرتا رہے اور تم

اپنا کام کرتے رہو۔ بہر حال تمہاری دلجوئی اور حوصلہ مندی کے لیے میں اپنے ساتھی شبر کو اس کی طرف روانہ کروں گا۔ شبر لوگوں پر ایسی مصیبتیں اور کرب بپا کرتا ہے جس میں وہ نوحہ کرتے ہیں، واویلا اور شور مچاتے ہیں، اپنے کپڑے پھاڑتے ہیں اور اپنے منہ پر طمانچے مارتے ہیں۔ اگر شبر میرا ساتھی، یوناف کو اپنے کرب و آلام میں مبتلا کرنے میں کامیاب ہو گیا تو بہر حال کچھ عرصہ کے لیے یوناف کی ترکتاز اور یلغار سے تم لوگوں کو نجات مل جائے گی۔

لیکن اے رفیقانِ دیرینہ! تم تینوں میں سے کسی نے بھی مجھ سے یمن میں آنے کی وجہ نہیں پوچھی۔''

اس بار بیوسا نے کہا۔ ''اے عظیم محسن! اس کی وجہ تو تم ہی بہتر جانتے ہو گے۔''

عزازیل نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ ''تو پھر سنو۔ آج کی رات میں یمن میں انقلاب بپا کرنے والے عوامل پیدا کروں گا، میں چاہتا ہوں کل کا سورج یمن کے بادشاہ علوان کو مردہ حالت میں دیکھے۔ علوان کی جگہ میں اس کے بڑے بیٹے ضحاک کو یمن کا بادشاہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ ظالم، جابر اور ایک بے رحم و بے دید انسان ہونے کے علاوہ ایک اعلیٰ پائے کا طلسم گر بھی ہے۔''

عارب نے کہا۔ ''ہم تینوں اس سے کئی بار مل چکے ہیں۔ وہ بیوسا کو دیکھتے ہی اس پر مرمٹا تھا اور اس سے شادی کا خواہاں تھا لیکن بیوسا نے اپنی سری قوتوں سے کام لے کر ضحاک کے دل میں اپنے لیے نفرت پیدا کر دی۔ اب ضحاک نبیطہ کو پسند کرنے لگا ہے اور بیوسا کو وہ اپنی بہن کہہ کر پکارتا ہے۔''

عارب رکا۔ پھر دوبارہ کہنے لگا۔ ''ضحاک اور اس کا چھوٹا بھائی سنان دونوں ہمارے اچھے جاننے والے ہیں کیونکہ میری بیوی اور نبیطہ کا شوہر جو مر چکے ہیں وہ ضحاک اور سنان کے چچا اور چچی تھے۔ علوان ضحاک، سنان اور یمن کے دیگر لوگ ہم سے پوچھا کرتے تھے کہ ہم تینوں کی عمر کیوں نہیں بڑھی اور ہم جوان کے جوان کیوں ہیں، ہم نے انہیں یہ کہہ کر مطمئن کر دیا تھا کہ برسوں پہلے ایک بزرگ نے ہماری درازی عمر اور ہمیشہ جوان رہنے کی دعا کی تھی، سو وہ دعا قبول ہوئی اور ہم لمبی عمر پانے کے باوجود جوان ہیں، اب یہاں کا کوئی فرد ہم سے ہماری درازی عمر اور جوان رہنے سے متعلق کوئی سوال نہیں

کرتا۔''

عزازیل نے کہا۔ ''میں اب اپنے کام کی ابتدا کرنے کے لیے جاتا ہوں۔ آنے والی صبح تم سے ملوں گا اور تم سے اپنی کارگزاری کہوں گا۔''

اچانک عزازیل نے نبیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''نبیطہ! نبیطہ! کیا تو ضحاک[1] کے ساتھ شادی کرنا پسند کرے گی؟''

نبیطہ نے کہا۔ ''اے ہمارے محسنِ عظیم! جیسی تمہاری مرضی۔ اگر ایسا کرنے میں ہمارے لیے کوئی بہتری ہے تو میں ضرور ضحاک سے شادی کروں گی۔''

عزازیل نے کہا۔ ''تم جانو۔ یمن کا موجودہ بادشاہ علوان جس قدر نیک اور رحمدل ہے ضحاک اسی قدر ظالم، بے رحم اور سرکش ہے۔ وہ ایک اعلیٰ پائے کا جادوگر ہے اور جادو کے یہ علوم اس نے بابل جا کر سیکھے تھے۔ اس کے باپ علوان نے اس کے بابل میں رہ کر یہ علوم سیکھنے کا بہترین انتظام کیا تھا اور اس کے جادوگر ہونے کی وجہ سے ہی اس کا چھوٹا بھائی اس سے ڈرتا اور خوفزدہ رہتا ہے اور اس کی ہر بات آنکھیں بند کر کے ماننے پر تیار ہو جاتا ہے۔ اگر تو ضحاک سے شادی کر لے تو ضحاک جو ایک سرکش اور بیخ پا گھوڑے کی مانند ہے، ہمارے اختیار میں ہو گا۔ اس کی باگیں ہمارے ہاتھ میں ہوں گی اور اس کی وجہ سے ہم ان سرزمینوں کو بدیوں، برائیوں اور گناہوں سے بھر دیں گے اور پھر ضحاک تمہیں پسند بھی تو کرتا ہے، اگر تم اس سے شادی پر رضا مندی ظاہر کر دو تو یمن میں انقلاب لانے کا میرا کام اور بھی آسان اور سہل ہو جائے گا۔''

نبیطہ نے کہا۔ ''اگر ایسا معاملہ ہے تو میں اس سے ضرور شادی کروں گی۔ اگر ضحاک ایک سرکش اور بد رکاب گھوڑا ہے تو اس گھوڑے کی باگیں میں اپنے ہاتھ میں لے کر اور کھینچ کر رکھوں گی۔''

عزازیل نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''اب میرا کام کافی حد تک آسان ہو جائے گا اور آنے والی صبح کا سورج علوان کی جگہ ضحاک کو یمن کا بادشاہ دیکھے

---

[1] مشہور مورخ ابن خلدون اور طبری نے ضحاک کو ایک ماہر جادوگر لکھا ہے، اس کے علاوہ طبقاتِ ناصری کے مصنف منہاج سراج اور تاریخ ایران کے مؤلف مقبول بیگ بدخشانی بھی ضحاک کے طلسم گر ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔

گا۔"

اس بار عزازیل نے حسین بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "بیوسا! بیوسا! تم کب تک کسی کی ہو جانے اور کسی مرد سے شادی کرنے سے نفرت کرتی رہو گی۔ یہ دنیا لہو و لعب ہے، اس کی رنگینیوں، لطافتوں اور رنگوں سے تم بھی لطف اٹھاؤ۔"

بیوسا نے کہا۔ "میں ان بکھیڑوں میں پڑنے والی نہیں۔"

عزازیل نے پوچھا۔ "آخر کب تک؟"

بیوسا نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ "جب تک میں جیتی ہوں۔"

عزازیل چند ساعتوں تک رکا پھر ہلکی ہلکی مسکراہٹ اور دبی دبی خوشی سے اس نے کہا: "اچھا۔ میں جاتا ہوں کہ ضحاک کے ساتھ اپنے کام کی ابتدا کروں۔"

○

رات اپنی ابدی قربان گاہوں کی طرف بھاگتی جا رہی تھی۔ اندھیرے روز ازل کے متلاشیوں کی طرف اجنبی صحراؤں اور قریب و دور کی سرزمینوں میں پھیل گئے تھے۔ ہوائیں سمندروں اور دریاؤں کی سرگوشیاں چرا کر اپنی بے چین انگلیوں پر انہیں نچاتی ہوئی فضاؤں کے اندر بکھیرنے لگی تھیں۔ ہر شے اندھے اور بے بس پرندے کی طرح اپنی کھوہ، اپنے ٹھکانوں میں دبک کر رہ گئی تھی کہ رات کے سکون سے لطف اندوز ہو۔

یمن کے بادشاہ علوان کا بیٹا ضحاک شاہی محل کے اپنے کمرے میں سونے کی تیاری کر رہا تھا کہ اس کا ایک غلام اندر آیا اور اس نے کہا۔

"اے آقا! باہر ایک ڈھلتی عمر کا آدمی آیا ہے۔ وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے، اپنا نام عزازیل بتاتا ہے، میں نے اسے ٹالنے کی انتہائی کوشش کی لیکن اس کا کہنا ہے کہ ابھی اور اسی وقت ضحاک سے ملنا چاہتا ہوں کہ اس میں ضحاک کی بہتری ہے۔"

ضحاک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اگر اس میں میری بہتری ہے تو اسے اندر لے آؤ۔"

تھوڑی دیر بعد عزازیل نے ایک نیک صورت انسان کی شکل میں اس غلام کے ساتھ

کمرے میں داخل ہوا۔ ضحاک نے اسے ایک نشست پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور جب وہ وہاں بیٹھ گیا تو ضحاک نے پوچھا۔ "یہ تمہارا نام کیسا ہے؟ یہ تو شیطان اور ابلیس کا نام ہے۔"

عزازیل نے کہا۔ "اے آقا! میں زیریں شام کا باشندہ ہوں۔ ماں باپ نے یہی نام رکھا تھا، سو اسے ہی نبھا رہا ہوں۔ میں دو علوم میں یکتا قسم کی مہارت رکھتا ہوں، ایک رونما ہونے والے واقعات کا اندازہ نجوم کی مدد سے اور دوسرا عمدہ اور لذیذ کھانے تیار کرنے میں کوئی میرا ہم پایہ نہیں ہو سکتا۔"

ضحاک نے چونک کر پوچھا۔ "تو کیا تم ستاروں کے حوالے سے انسان کے رونما ہونے والے واقعات پر بھی روشنی ڈال سکتے ہو؟"

عزازیل نے کہا۔ "صرف روشنی ہی نہیں ڈال سکتا۔ ان کی تفصیل بتا سکتا ہوں اور انہیں اپنے حق میں کر لینے کے طریقے تک بتا سکتا ہوں۔ میں بتا سکتا ہوں کہ کون سی چیز خداوند کی مشیت سے ظہور میں آنے والی ہے۔ کون سے اسباب اس کے لیے مساعد ہیں اور کون سے نامساعد۔"

ضحاک نے خوش ہو کر کہا۔ "اگر تم نامساعد کو مساعد میں بدل سکتے ہو تو میرے لیے انتہائی کارآمد اور سود مند ثابت ہو سکتے ہو، میری ایک خواہش ہے جو بظاہر نامساعد لگتی ہے، اگر تم اسے مساعد کر دو تو میں زندگی بھر تمہارا شکر گزار رہوں گا۔"

عزازیل نے اپنی خشخشی داڑھی میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "آپ کی خواہش یقیناً کسی حسین ترین لڑکی سے شادی کرنا ہے اور آپ کی یہ خواہش اس وقت پوری ہو گی جب آپ یمن کے بادشاہ بن جائیں گے۔"

ضحاک نے توصیفی انداز میں عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تمہارا علم یقیناً حیرت انگیز ہے، گو میں خود بھی طلسم کا فن جانتا ہوں لیکن لگتا ہے تمہارے سامنے میں کچھ بھی نہیں ہوں، جس لڑکی سے میں شادی کرنا چاہتا ہوں، اس کا نام عبیطہ ہے، میں نے اپنی سحری قوت سے اسے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ ایسی ہی ایک کوشش میں نے اس کی ایک ساتھی لڑکی کے لیے بھی کی تھی لیکن اس میں بھی مجھے ناکامی ہوئی تھی۔ اب اس لڑکی کو میں نے بہن بنا لیا ہے۔ ایسا لگتا ہے وہ دونوں طلسم کا

توڑ جانتی ہیں یا ان کی ذات ایسے عوامل کی مالک ہو جس پر طلسم کا اثر ہی نہ ہوتا ہو، پر نبیطہ اب بھی میرے دل میں بستی ہے، تم نے یہ کہہ کر میرے لیے ایک اور مشکل کھڑی کر دی ہے کہ اس سے میری شادی میرے بادشاہ بننے کے بعد ہی ہو سکتی ہے جبکہ ابھی میرے بادشاہ بننے کے دور دور تک کوئی آثار نہیں ہیں، آخر یہ مشکل معاملہ کیسے اور کیونکر طے ہو؟"

عزازیل نے کہا۔"اس مشکل کا حل تو آپ کی مٹھی میں بند ہے۔ آپ چاہیں تو کل ہی یمن کے بادشاہ بن سکتے ہیں اور اس کے بعد نبیطہ سے شادی کر سکتے ہیں۔ نبیطہ کو اس شادی پر آمادہ کرنا میرا کام ہے۔"

ضحاک نے بے چین ہو کر کہا۔"میں یہ تو تسلیم کر لیتا ہوں کہ تم نبیطہ کو میرے ساتھ شادی کرنے پر آمادہ کر لو گے لیکن میں کل ہی یمن کا بادشاہ کیسے بن سکتا ہوں؟"

عزازیل نے کہا۔"آپ اپنے باپ کا خاتمہ کر دیں۔"

ضحاک نے رازداری سے پوچھا۔"وہ کیسے؟ کیا میں اپنے باپ کو قتل کر دوں؟"

عزازیل نے کہا۔"نہیں آپ کی سوچ غلط ہے، آپ اسے ہرگز قتل نہ کریں ورنہ یمن کے لوگ آپ کو اپنے باپ کا قاتل قرار دے کر آپ کے خلاف ہو جائیں گے۔ اس طرح آپ کا بادشاہ بننا تو دور کی بات ہے، آپ کا یمن میں رہنا بھی مشکل ہو جائے گا اور لوگ آپ کے قتل کے درپے ہو جائیں گے۔"

ضحاک نے اک بے بسی کے عالم میں پوچھا۔"تو پھر میں اپنے باپ کی موت کے لیے کیا طریقہ اختیار کروں؟"

عزازیل نے ضحاک سے کسی قدر بے تکلف ہوتے ہوئے اور اپنا انداز تخاطب بدلتے ہوئے کہا۔"دیکھ ضحاک! تیرا باپ روزانہ صبح کے وقت ابھی اندھیرا ہی ہوتا ہے کہ سیر کے لیے باہر جاتا ہے جس طرف وہ جاتا ہے وہاں راستے میں ایک اندھا کنواں

دیکھ رکھا ہے۔ وہ اتنا گہرا نہیں ہے کہ میرا باپ اس میں گر کر مر جائے۔"

عزازیل نے کہا۔"تو اس کی فکر نہ کر۔ آج کی رات میں اس اندھے کنوئیں میں ایک ایسا بڑا زہریلا سانپ چھوڑ دوں گا جو تمہارے باپ کو ڈس لے گا اور وہ مر جائے گا۔ پھر کوئی قوت تمہیں بادشاہ بننے سے روک نہ سکے گی۔"

ضحاک نے کہا۔"اے عزازیل! تو نے کیا خوب ترکیب نکالی ہے۔ میں اس پر عمل کروں گا اور کل سے میں ہی یمن کی اس سرزمین کا بادشاہ ہوں گا۔"

عزازیل اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔"لے! میں اب چلتا ہوں کہ اس اندھے کنوئیں میں کوئی زہریلا سانپ گرانے کا کام سرانجام دوں۔"

ضحاک بھی اٹھ کھڑا ہو گیا اور کہا۔"تو اس وقت بے شک جا لیکن کل جب میں بادشاہ بن جاؤں گا تو تو میرے پاس آئے گا اور تیری حیثیت میرے شاہی باورچی کی سی ہو گی اور تو میرے لیے لذیذ کھانے تیار کرے گا۔"

عزازیل نے باہر نکلتے ہوئے کہا۔"ہاں یہ مجھے منظور ہے۔"

اگلے روز صبح کے وقت ضحاک نے اپنے باپ کو کنوئیں[1] میں گرا کر اس کا خاتمہ کر دیا اور خود یمن کا بادشاہ بن گیا۔ چند یوم بعد اس نے نبیطہ سے شادی کر لی اور عزازیل بھی ضحاک کے پاس باورچی[2] کا کام کرنے لگا۔

○

شمالی ایران میں اکباتانہ شہر میں قوم ماد کا بادشاہ جمشید اپنے قصر میں بیٹھا تھا کہ اس کا ایک محافظ اندر آیا اور کہا۔

"اے مالک! باہر ایک ساحر کھڑا ہے۔ وہ کوہستانِ دماوند کی طرف سے آیا ہے۔"

1۔ [illegible] تاریخ ایران جلد اول [illegible] باپ کو کنوئیں میں گرا کے مار دیا۔

2۔ بقول تاریخ ایران عزازیل ایک باورچی کی حیثیت سے ضحاک کی خدمات انجام دیتا رہا۔

جمشید نے کہا۔

''اسے فوراً اندر بھیجو۔''

وہ محافظ باہر نکل گیا، تھوڑی دیر بعد ایک ایسا شخص اندر آیا جس کی جوانی اپنا پورا عروج دیکھ چکی تھی۔ جمشید نے اسے اپنے سامنے بیٹھنے کو کہا، وہ بیٹھ گیا۔ پھر جمشید نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''مجھے تمہارا نام برنمرود بتایا گیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ تم ایک ساحر ہو۔ کہو تم کس غرض سے میرے پاس آئے ہو۔''

برنمرود نے کہا۔ ''اے بادشاہ! میں ایک ایسا ساحر ہوں جس کی مثل بابل، ار، اور اریدو شہر چھوڑ کر کہیں نہیں مل سکتی۔ میں نے طلسم کے یہ علوم ار شہر سے باہر تنار دیوتا کے معبد کے بڑے پجاری سے حاصل کیے ہیں۔ اے بادشاہ! میں جنات کو تمہارے ماتحت کر دوں گا۔ پہاڑ کاٹ کر تمہارے لیے چونا بنوا دوں گا جس سے عظیم الشان عمارتیں تعمیر ہو سکیں گی۔ پن چکیاں چلواؤں گا، لکڑی کے پل بنانا سکھاؤں گا۔ کانوں سے سونا چاندی، تانبا اور سیسہ نکالنا سکھاؤں گا، طرح طرح کے عطریات تیار کروں گا۔ جڑی بوٹیوں سے دوائیں تیار کروں گا، تیرنے والی چھوٹی چھوٹی کشتیاں بنواؤں گا۔ غوطہ خوری کا فن سمجھاؤں گا، لکڑی اور ہاتھی دانت کے رتھ تیار کرواؤں گا اور جنات کی مدد سے ان رتھوں کو ہواؤں میں اڑاؤں گا۔ آلات مے کشی کا فن بتاؤں گا۔ ریشم کا دھاگہ، کپڑا بننا اور سینا سکھاؤں گا اور اے بادشاہ! تیرے لیے بلور کا ایک ایسا پیالہ تیار کروں گا کہ اس کے ذریعے سے آسمان کے ستاروں کا مقام اور پھر ان کے وسیلے سے جو سوال کیا جائے گا اس کا جواب اس پیالے سے ملا کرے گا۔''

جمشید نے کسی قدر حیرت سے برنمرود کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کیا تو حقیقتاً کوئی نیرنگ ساز اور ساحر ہے یا تو کسی مہیب و وحشت انگیز جنوں کا شکار ہے اور میرے ساتھ ایسی منفعت اور سودمندی کی باتیں کرتا ہے، سن رکھ! تیری گفتگو ایسی نوع اور طریق اور ایسے ڈھنگ وصورت کی ہے جو پہلے کبھی کہی اور سنی نہ گئی۔ دیکھ اپنی ذات اور اپنے جنوں کو ممیز کر کے میرے ساتھ گفتگو کر۔''

برنمرود نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ سے کہا۔ ''اے بادشاہ! میں دیوانہ اور مجنوں نہیں ہوں، جو کچھ میں زبان سے کہہ رہا ہوں تیری بہتری کے لیے میں عملی صورت بھی دوں گا۔''

جمشید نے اس پر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''اگر تو میرے لیے ایسا کر دے تو تو مجھے بے انتہا عزیز ہوگا لیکن یہ وعدہ بھی کر کہ یہ علوم تو مجھے بھی سکھائے گا جن سے تو ایسے فوق البشر کام انجام دے گا۔''

برنمرود نے کہا۔ ''میں یہ سارے علوم آپ کو ضرور سکھاؤں گا۔''

جمشید نے کہا۔ ''میری نگاہوں میں تمہاری حیثیت ایک بہترین مشیر اور ہر دلعزیز عامل کی ہوگی پر جن امور کا تم نے ذکر کیا ہے ان پر کام کرنا کب سے شروع کرو گے؟''

برنمرود[1] نے کہا۔ ''ان امور پر تو میں آج سے ہی کام شروع کر سکتا ہوں۔''

جمشید نے ایک سرخوشی اور اطمینان سے کہا۔

''تم نے یقیناً میرے دل کی بات کی ہے۔ تم آج ہی اپنے کام کی ابتدا کر دو۔ میں ابھی اور اسی وقت تمہارے ساتھ چلتا ہوں اور تمہارے لیے اپنے محل کا ایک حصہ خالی کراتا ہوں۔ محل کے اسی حصے میں تمہاری رہائش ہوگی، یہیں رہ کر تم مجھے علومِ سحر کی تربیت دو گے اور یہیں میری نگاہوں کے سامنے تم ان سارے امور کی تکمیل کرتے رہو گے تاکہ مجھے ان سے متعلق بھی آگاہی اور مشق ہوتی رہے۔''

پھر جمشید اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔ ''اب آؤ میرے ساتھ، میں پہلے تمہاری رہائش اور آرام کا بندوبست کراتا ہوں۔''

جمشید برنمرود کا ہاتھ پکڑ کر قصر سے باہر نکل گیا۔

چند ہی یوم میں برنمرود نے جمشید[2] کے لیے پن چکیاں چلوائیں۔ لکڑی کے پل بنوائے، جنات سے بلند عمارتیں[3] اور محل تعمیر کرائے۔ کانوں سے سونا چاندی، تانبا اور سیسہ نکلوایا۔ ہرنوں سے مشک نافہ حاصل کیا، طرح طرح کے عطریات، عنبر اور جڑی

۱۔ ابنِ خلدون بھی برنمرود کا تذکرہ جمشید کے عالم کی حیثیت سے کرتا ہے۔

۲۔ عام طور پر مشہور ہے جن دو بادشاہوں نے جنات کو مسخر کیا وہ سلیمانؑ اور جمشید ہیں، اس لیے بعض لوگوں نے غلط فہمی کی بنا پر کہہ دیا کہ سلیمان اور جمشید ایک ہی ہستی ہیں۔ آخر ابن المنع نے اسے غلط قرار دیا کیونکہ جمشید حضرت سلیمانؑ سے 3000 برس پہلے گزرا تھا۔

۳۔ مرغاب اور دیگر مقامات پر جو جمشید کے عہد کے کھنڈرات ملتے ہیں، ان سے صاف ظاہر ہے کہ یہ عمارات جنات کی تعمیر کردہ ہیں کیونکہ یہ عمارات بڑے بڑے پہاڑوں کو کاٹ کر بنائی گئی ہیں اور یہ کام انسانی بس کا نہیں۔

بوٹیوں سے دوائیں تیار کرائیں۔ کشتیاں بنوائیں۔ غوطہ خوروں کی مدد سے مروارید نکلوائے، لکڑی اور ہاتھی دانت کے رتھ تیار کر کے جنات کی مدد سے ان رتھوں[1] کو ہوا میں اڑایا۔ ریشم کاتا گیا، کپڑے بننے اور سینے کا فن سکھایا گیا اور یوں برنمرود نے جمشید کے زر و مال اور جاہ و جلال[2] کو اوجِ کمال تک پہنچا دیا۔ پھر برنمرود نے جمشید کے لیے وہ پیالہ[3] بھی تیار کیا جس میں وہ اپنے سوالات کے جوابات اور آنے والے تکلیف دہ حالات کا حل معلوم کر لیا تھا۔

OOO

---

[1]۔ جمشید کی جو پہلی رتھ فضا میں اڑی اس نے جبل دماوند سے بابل کی طرف سفر کیا۔ یہ پرواز ماہ فروری میں آغازِ بہار پر ہوئی لہٰذا اسی کی یاد میں نوروز کی تقریب منائی جاتی ہے۔
[2]۔ مشہور شاعر فردوسی بھی اپنے شاہ نامے میں ان تمام محیرالعقول اور فوق البشر واقعات کا ذکر کرتا ہے۔ شاہنامہ ثعالبی سے بھی ان کی تصدیق ہوتی ہے۔
[3]۔ یہ طلسمی پیالہ فارسی اور اردو ادب میں جام جم یا جام جمشید کے نام سے مشہور ہے۔

اندھیروں کی نور العین رات اپنے سارے نوال و بخشش، نغم و گیت، نشیب و پستی، فراز و بلندی، نزع و تکرار اور نزاری و لاغر پن کے ساتھ نمودار ہوئی تھی۔ ہر طرف خس و خاشاک کا سا سکوت بکھرا تھا۔

یوناف دریائے نیل کے کنارے فرعون خنخیم کے محل کے اندر اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی گردن جھکی ہوئی تھی اور وہ گہری سوچوں میں کھویا ہوا تھا، اچانک وہ چونکا اس کی گردن پر ابلیکا نے اپنا لمس ظاہر کیا تھا، پھر ابلیکا کی میٹھی مسکراتی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

"یوناف! یوناف! میرے حبیب! میں تمہارے لیے دو اچھی خبریں لائی ہوں۔"

یوناف نے کہا۔

"ابلیکا! ابلیکا! تم میرے لیے ہمیشہ اچھی خبریں ہی لاتی ہو۔"

ابلیکا نے ہنس کر کہا۔

"صرف اچھی ہی نہیں، بری بھی لاتی ہوں۔"

یوناف نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"وہ بری خبریں بھی میرے لیے اچھی ہی ہوتی ہیں کیونکہ ایسی خبریں بھی تم میری بہتری، بھلائی اور پیش بندی کے لیے لاتی ہو۔ اچھا تم یہ کہو اس وقت تم کیسی خبریں لائی ہو؟"

ابلیکا نے کہا۔

''تمہارا قدیم دشمن اور ہڈیوں کا ڈھانچا یافان ان دنوں تھیبس شہر میں ہے، وہ پچھلے کئی برس سے وہاں قیام کیے ہوئے ہے۔ اس نے دریائے نیل کے کنارے راع دیوتا کے معبد کے قریب کوہستانی چٹانوں کے اندر بڑے بڑے پتھروں کی ایک بلند و بالا عمارت تعمیر کرائی ہے۔ اس عمارت میں اس نے مکتب کھول رکھا ہے اور اس مکتب میں وہ اپنے شاگردوں کو طلسم و نجوم و رمل اور دیگر سری و سیاہ علوم کی تعلیم دیتا ہے۔ دور دور شہر سے دلچسپی رکھنے والے لوگ اس کے پاس یہ علوم سیکھنے جاتے ہیں، لیکن یافان ہر آنے والے کو مکتب میں داخل نہیں کرتا۔ وہ چند مخصوص ذہن رکھنے والے جوانوں کو اس میں تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دیتا ہے اور اکثر کو ناامید لوٹا دیتا ہے، مکتب میں اس نے ساحروں کی ایک بڑی جماعت اپنے گرد جمع کر لی ہے اور ان سب سے اس نے حلف لیا ہے کہ اس کے مکتب سے چلے جانے یا دیگر ناگزیر حالات کی صورت میں وہ اس عمارت کے اندر نسل در نسل سحر کی تعلیم دینے کا سلسلہ جاری و ساری رکھیں گے۔''

''یوناف! یوناف! اس کے علاوہ اس نے ایک اور سلسلہ بھی شروع کر رکھا ہے، وہ کسی حسین اور قد آور لڑکی کو تلاش کرتا ہے پھر اپنے سحری عمل سے وہ اس لڑکی کا چہرہ اپنی بیٹی ارنیشیا جیسا کر دیتا ہے اور اپنے سحری عمل سے ہی وہ اس کے ذہن میں پہلے خیالات صاف کر کے اپنے جذبات بھر دیتا ہے کہ وہ لڑکی اسے اپنا باپ سمجھنے لگتی ہے۔ اس طرح یافان اپنی بیٹی کی کمی پوری کر لیتا ہے، اسے چونکہ اپنی بیٹی ارنیشیا سے بے حد محبت و انس تھا، لہٰذا اس نے اپنے ساتھ اپنی بیٹی کو زندہ رکھنے کے لیے یہ طریقہ استعمال کیا ہے۔''

''دوسری بات یہ ہے کہ بنو عاد کا وہ حصۂ قوم جو ہودؑ پر ایمان لایا تھا اور اپنے شہر احقاف سے نکل کر شمال مغرب کی طرف جا آباد ہوئے تھے اور ثمود کہلاتے تھے کیونکہ یہ لوگ عاد کے بیٹے ثمود کی نسل سے تھے۔

یہ لوگ کچھ عرصہ تو حضرت ہودؑ کی تعلیمات پر عمل کرتے رہے اور خدا کے بتائے ہوئے سیدھے راستے پر گامزن رہے۔ پھر رفتہ رفتہ یہ لوگ اپنے پیش رو بنو عاد کی طرح بت پرستی میں مبتلا ہو گئے اور خدائے واحد کی تعلیمات کو انہوں نے پس پشت ڈال دیا، تب خداوند نے ان کی طرف سے نبی صالحؑ کو مبعوث کیا۔ اب صالحؑ ان دنوں قوم ثمود کی حالت سنوارنے کی کوششیں کر رہے ہیں لیکن اہل ثمود ان کی تعلیمات پر عمل نہیں

کر رہے اور بدستور بتوں کی پوجا پاٹ پر زور دے رہے ہیں۔ کاش! یہ سنبھل جائیں اور صالحؑ کی تعلیمات پر عمل شروع کر دیں ورنہ ان کا انجام اپنے آباؤ اجداد کی طرح ہی ہو گا۔

ابلیکا رکی۔ پھر دوبارہ اس نے پوری مٹھاس سے کہا۔

''یہ ہیں دو اہم خبریں جو میں نے تم سے کہہ دی ہیں، ان کے علاوہ بھی کچھ خبریں ہیں جو اتنی اہم نہیں ہیں۔''

یوناف نے کہا۔

''جو اہم نہیں ہیں، وہ بھی کہہ دو۔''

ابلیکا نے کہا۔

''وہ یہ ہیں کہ یمن کا بادشاہ علوان کے بجائے اس کا بیٹا ضحاک ہے۔ اگباتانہ میں قوم ماد کا بادشاہ اب جمشید ہے اور مصر کے بادشاہ سنیفرو نے پہلے بادشاہ زوسر کی ہی طرح سقارہ کے میدانوں میں ایک بڑا اہرام تعمیر کرایا ہے اور جس طرح زوسر کے اہرام میں اس کے وزیر امحوتپ نے طلسم ڈالا تھا، ایسے ہی سنیفرو کے تعمیر کردہ اس اہرام میں امحوتپ کے بیٹے اور مصر کے موجودہ وزیر پتاہ حوتپ نے طلسم ڈال دیا ہے اور زوسر کے اہرام کی طرح سنیفرو کے اہرام نے بھی اپنے طلسم کی وجہ سے خوف اور دہشت پھیلا دی ہے۔ اس کے علاوہ سنیفرو اور پتاہ حوتپ اپنی عسکری قوت میں بھی اضافہ کر رہے ہیں اور عنقریب وہ شمالی فونیقی قوم پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔''

یوناف نے کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا! میں نے ایک فیصلہ کیا ہے اور مجھے امید ہے تم اس میں تعاون کرو گی۔''

ابلیکا نے پوچھا۔

''پہلے یہ بتاؤ نے کیا فیصلہ کیا ہے۔''

یوناف نے کہا۔

''آج ہی رات میں یافان پر حملہ آور ہوں گا اور اس کا خاتمہ کرنے کی کوشش کروں گا۔''

ابلیکا نے بجھی بجھی آواز میں کہا۔

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔ سنو یوناف! یافان تو اس وقت ہی مر گیا تھا، اب تو اس کے ڈھانچے کو ایک خوفناک انداز میں وہ شیطانی قوتیں حرکت میں لا رہی ہیں جو کبھی اس کے تابع تھیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رکھو کہ ہڈیوں کا ڈھانچہ ہونے کے باوجود یافان ایک بہت بڑی بدقوت ہے اس لیے کہ ان شیطانی قوتوں نے اسے اس کا اپنا شعور اور لاشعور اور ساری ذہنی قوتیں بھی دے رکھی ہیں، اس لیے وہ اسی انداز میں سوچنے، سمجھنے اور عمل کرنے کی طاقت وقوت رکھتا ہے جس طرح وہ اپنی اصل زندگی میں تھا۔ اس لیے تم اپنی سری اور سحری قوتوں سے یافان کو یہاں سے بھگا تو سکتے ہو، اس کا خاتمہ نہیں کر سکتے لیکن اس بار تم محتاط ہو کہ اس پر ہاتھ ڈالنا یوناف! کیونکہ یافان نے اپنے گرد ساحروں کی ایک جماعت جمع کر لی ہے اور وہ تمہارے خلاف اس کی مدد کر سکتے ہیں اور اس کی قوت میں اضافہ کر سکتے ہیں۔"

یوناف نے کہا۔

"چلو۔ میں یافان کو یہاں سے بھگا دینے پر ہی اکتفا کرلوں گا لیکن میرا جی چاہتا ہے جہاں بھی بدی ہو، میں اس کا خاتمہ کر دوں۔"

ابلیکا نے کہا۔

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔ سن رکھو کہ خداوند نے حق و باطل کی بساط بچھا کر اس پر انسان کو یہ اختیار و انتخاب کی آزادی بھی دے رکھی ہے کہ وہ حق کو باطل پر فوقیت دے کر حق کو اختیار کرے یا باطل کو حق پر ترجیح دے کر باطل اختیار کرے اور پھر حق کی طرف مائل کرنے کے لیے خدا بندوں کی رہنمائی کے لیے اپنی نبیؐ اور رسولؑ روانہ کرتا ہے۔ سنو! خداوند نے یہ کائنات ایک حکمت کے تحت پیدا کی ہے اس کائنات کے اندر اس کی مشیت اور رضا دونوں کارفرما ہیں۔ اس کائنات کے ہر کام، ہر فعل اور ہر عمل مین خداوند کی مشیت شامل ہے، پر ہر کام میں اس کی رضا شامل نہیں ہے۔"

"سنو یوناف! دنیا میں کوئی واقعہ کبھی صدور میں نہیں آتا، جب تک اللہ اس کے صدور کا اذن نہ دے اور اپنی اس عظیم الشان کائنات میں اس کے صدور کی گنجائش نہ نکالے اور اسباب کو اس حد تک مساعد نہ کر دے کہ وہ واقعہ صادر ہو سکے، کسی چور کی چوری، قاتل کا قتل، ظالم کا ظلم، مفسد کا فساد کافر کا کفر، مشرک کا شرک اللہ کی مشیت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اسی

طرح کسی متقی کا تقویٰ، کسی نیک کی نیکی، مومن کا ایمان بھی مشیت الٰہی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ دونوں قسم کے واقعات یکساں طور پر مشیت کے تحت رونما ہوتے ہیں مگر پہلی قسم کے واقعات میں اللہ کی رضا نہیں جبکہ دوسری قسم کے واقعات میں اس کی رضا شامل ہے، اس لیے اپنی بزرگ تر مصلحتوں کی بناء پر خداوند نے اطاعت و معصیت، آدمیت و شیطنت، اوریسیت و ابلیسیت، نوحیت و اضامیت، ہودیت، و عادیت، اور صالحیت وثمودیت دونوں کو اپنا اپنا کام کرنے کا موقع دیا ہے تاکہ انسان اور جن جو ذی اختیار مخلوق ہیں، اپنے اختیار وانتخاب سے خیر اور شر اپنا سکیں۔"

"تاہم خدا اپنے نبیوںؑ اور رسولوںؑ کے ذریعے انسان کی رہنمائی ضرور کرتا ہے تاکہ وہ انہیں سیدھی راہیں دکھائے اور انسان و جن، باطل پر حق کو فوقیت دے کر خیر اور نیکی کی راہ اختیار کر سکیں۔ سو اے میرے حبیب! اس دنیا سے تم بدی اور باطل کا خاتمہ نہیں کر سکتے کہ یہ خداوند کی مشیت کے تحت پھلتے پھولتے ہیں، اس لیے کہ یہ دنیا تو ایک امتحان گاہ ہے اور انسان کو اختیار وانتخاب کی قوتیں دے کر اسے ایک آزمائش میں ڈالا گیا ہے۔"

یوناف نے کہا۔

"ابلیکا! ابلیکا! تم نے بہت اچھی باتیں کہی ہیں، پر میں مصر کی اس سرزمین سے یافان کو ضرور بھگا کر چھوڑوں گا۔ اس کے بعد میں قوم ثمود کی سرزمینوں کا رخ کروں گا تاکہ دیکھوں وہاں حق و باطل کیسے ایک دوسرے سے برسر پیکار ہیں، میں آج رات کے پچھلے حصے میں یافان پر وارد ہوں گا، کیا تم اس کے لیے تیار ہو؟"

ابلیکا نے خوشی برساتی آواز میں کہا۔

"میں تو ہمہ وقت تمہارے ساتھ ہوں، میری کیا بات ہے۔"

ابلیکا کے جواب پر یوناف کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی، پھر وہ اپنی مسہری پر دراز ہو گیا!

○

خرمن مہتاب کی چاندنی چاروں طرف بکھری ہوئی تھی۔ اودے باغ ہرے مخملیں تاکستان خاموش تھے۔ بلوریں نگار خانے ویران، مشفقیں وحریری گل عذار جسم گہری نیند سے

بغلگیر تھے۔ آسمان پر جھلملاتے ستارے پاسبانانِ عزت و آزادی اور جوانانِ صف شکن کی طرح اپنی نمود آگہی اور اپنے عرفان کے راز کھلی کتابوں کی طرح بکھیرتے اپنی شمعیں روشن کیے ہوئے تھے۔

دریائے نیل کے کنارے راع دیوتا کے معبد کے قریب یوناف بڑے بڑے پتھروں سے بنی اس عمارت کے پاس نمودار ہوا جس کو یافان نے سحر کی تعلیم کا مکتب بنا رکھا تھا۔ تھوڑی دیر عمارت سے باہر کھڑے ہو کر یوناف اس عمارت کو دیکھتا رہا، مشرق کی طرف سے قبا شیر سحر کی تنویریں پھوٹنے لگی تھیں۔ چاند کی تیز چاندنی میں صحرا شرر شرر، چٹانیں سفید بھیڑوں کا غول اور دریائے نیل شکن شکن دکھائی دے رہا تھا۔ ہر شے اک عکس ارم اور نقس فروش لگ رہی تھی، گریبان دریدہ ہوائیں تندی جوئے کہسار کی طرح فضاؤں کے اندر ان کہے الفاظ اور ناشنید صدائیں بکھرتی جا رہی تھیں۔

یافان کے سحری مکتب کے دروازے پر آ کر یوناف نے ہلکی آواز میں کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا! جب میرا یافان اور اس کے ساتھیوں سے ٹکراؤ ہو تو احتیاطاً میرے گرد حصار کھینچ دینا۔''

ابلیکا نے پیار میں سلگتی ہوئی آواز میں کہا۔

''تم نہ بھی کہتے تب بھی میں ایسا ہی کرتی۔ اس لیے کہ میرا اب تمہارے ساتھ روحانی رشتہ ہے اور یہ رشتہ مجھے ہر شے سے عزیز ہے۔ یوناف! یوناف! میں ہر چیز کھو سکتی ہوں، تمہیں نہیں۔''

جواب میں یوناف نے کچھ نہ کہا تاہم اس کے لبوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ ضرور بکھر گئی تھی۔ پھر وہ اس عمارت کا دروازہ کھول کر جونہی اندر داخل ہوا۔ اس نے دیکھا اندرونی حصے میں ایک جوان پہرہ دے رہا تھا، اس نے فوراً اپنی تلوار یوناف کی طرف سیدھی کرتے ہوئے پوچھا۔

''تم کون ہو اور کیوں اس عمارت میں داخل ہوئے ہو؟''

یوناف نے بڑی نرمی اور عاجزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

''میں ممفس سے آیا ہوں اور یافان سے ملنا چاہتا ہوں، وہ میرا پرانا اور قدیم جاننے والا ہے۔ ایک انتہائی ضروری کام سے آیا ہوں۔''

اس پہریدار نے اپنی تلوار نیچے کر لی اور اس بار اس نے لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔

''اول تو یافان کسی سے ملتے نہیں اور اگر وہ تمہارے جاننے والے ہوئے اور تم سے ملنا بھی انہوں نے چاہا تو پھر یہ ملاقات کل دن کی روشنی میں ہو سکتی ہے۔ اس وقت کم از کم میں ان سے تمہاری ملاقات نہیں کرا سکتا۔''

یوناف نے فوراً پہریدار پر اپنا کوئی سری عمل کیا اور ایسا لگا جیسے اس محافظ کے سینے کی آرزوؤں، نگاہوں کی جستجو میں تبدیلی آ گئی ہو۔ وہ اب یوناف کے سامنے عزم و ایثار کی تصویر اور وفا و خلوص کا پیکر بنا کھڑا تھا۔

پھر یوناف نے اسے تحکمانہ انداز میں کہا۔

''یافان کے کمرے تک میری رہنمائی کرو۔''

وہ محافظ فوراً حرکت میں آیا اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے بڑے ادب سے کہا۔

''آپ میرے ساتھ آئیں۔''

یوناف اس کے پیچھے ہو لیا۔ اچانک ایک جگہ وہ پہریدار رک گیا اور یوناف سے اس نے کہا۔

''اس راہداری میں سیدھا آگے جا کر آخر میں بائیں طرف کا کمرہ یافان کا ہے۔ میں اب اس سے آگے نہ جاؤں گا کیونکہ ان کے کمرے کے باہر نیلی دھند پہرہ دیتی ہے اور اس دھند کے اندر ایسی ماورائی قوتیں ہیں جو آقا یافان کی حفاظت کرتی ہیں اور کسی کو ان کی طرف جانے نہیں دیتیں، میری مانو تو تم بھی انہیں کل دن کی روشنی میں ملو۔ ایسا نہ ہو یہ نیلی دھند تمہیں نقصان پہنچائے اور تم یافان سے ملتے ملتے اپنی جان سے بھی جاؤ۔''

یوناف نے اس پہریدار سے کہا۔

''اب تم واپس اپنی جگہ پر چلے جاؤ۔ میں یافان سے ملوں گا۔ اس نیلی دھند سے میری پرانی جان پہچان ہے اور یہ مجھے کچھ نہ کہے گی، تم جاؤ اور میرے متعلق فکرمند نہ ہو۔''

وہ محافظ ایک پُرخلوص غلام کی طرح اتباع کرتا ہوا چلا گیا جبکہ یوناف اس لمبی راہداری میں آگے بڑھنے لگا۔

یوناف اس راہداری کے آخری حصے کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اس نے دیکھا راہداری کے

ر رات کے اندھیرے میں گہری نیلی دھند بکھری ہوئی تھی۔ یوناف جب اور آگے بڑھا تو
ند میں سے شوریلی و غصیلی آوازیں ابھرنے لگیں۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے اس عمارت کے
ر برق و زلزلہ یا کوئی طوفان بلاخیز اٹھ کھڑا ہوگا اور ایک نیا جدال وفساد برپا کرکے ہر شے
و زخم زخم اور ہر چیز کو ہنگامہ مرگ میں فنا کر دے گا۔

اسی لمحہ یوناف نے اپنے لباس کے اندر سے کپڑے میں لپٹا ہوا مٹی کا ایک گولا نکال کر
اس نیلی دھند کے اندر پھینک دیا، ساتھ ہی اس نے غضب ناک آواز میں کہا۔

''موت کے فرزندو! حوادث کے دل بندو! یہاں سے چلے جاؤ ورنہ میں تم سب کا چھن
کچل کر رکھ دوں گا۔''

اس نیلی دھند کے اندر سے ایک بار صاعقہ، رعد و زلزلے جیسی انتہائی خوفناک آوازیں
سنائی دیں جیسے حق و باطل کی ان گنت قوتیں ایک دوسرے سے معرکہ آرائی اور تیغ زنی پر اتر
ذ ہوں۔ اس کے ساتھ ہی وہ نیلی دھند وہاں سے چھٹنی اور غائب ہونی شروع ہوگئی۔

ہداری میں ہولناک آوازیں بلند ہونے کے باعث بائیں طرف کا دروازہ کھلا اور اس
س سے یافان نمودار ہوا۔ وہ اپنے ہڈیوں کے ڈھانچے کو اسی طرح سیاہ رنگ کی لمبی قبا میں
پائے ہوئے تھا، چہرہ بھی اس نے ڈھانپ رکھا تھا۔ یافان کے پیچھے ایک نوعمر لڑکی بھی تھی
پنے قد کاٹھ، حسن و جوانی اور شکل و شمائل میں بالکل یافان کی بیٹی اریشیا جیسی تھی، وہ گوہر
گنجینہ اور دلنشین لڑکی جو اپنی خوبصورتی اور کشش میں سنبل و ریحان، گلاب و یاسمین اور اک
ج و حریری عذرا تھی، چند ثانیوں تک غور سے یوناف کو دیکھتی رہی۔ پھر اس نے یافان کو
طب کرتے ہوئے کہا۔

''اے میرے باپ! یہ جوان کون ہے؟ اس نے رات کے اس پہر ہمیں اٹھنے پر مجبور
کیوں کیا اور حیرت کی بات یہ ہے کہ ہماری نیلی دھند کی قوتیں بھی اس وقت یہاں سے
غائب ہیں۔'' اس لڑکی کی آواز میں دریاؤں کی دل نشین لے اور سرخوشی و زندہ دلی کی لہر تھی۔

یافان نے اس لڑکی کو جواب دیا۔ ''اریشیا! اریشیا! میری بیٹی! یہ یوناف نام کا وہی جوان
ہے جس کا ذکر میں اکثر تم سے کرتا ہوں۔''

اس بار اریشیا نے بے زاری و نفرت اور اِک واسوختگی و جلن سے کہا۔

''تو یہ ہے یوناف جس نے آپ کو ہڈیوں کے اس ڈھانچے کی اذیت دہ حالت میں

تبدیل کیا تھا۔ اے میرے باپ! آج یہ بچ کر یہاں سے نہ جائے۔ آؤ دونوں مل کر اس کا
صفایا کریں اور اپنے انتقام کی تکمیل کر لیں۔''

اسی دوران ابلیکا نے یوناف کے کان میں سرگوشی کی۔

''یوناف! یوناف! میرے حبیب میں نے تمہارے گرد حصار بنا دیا ہے۔''

اس لمحہ یوناف نے یافان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اے موید و حکیم! اے طبیب و دانا! اے دلبر دیرینہ! تم کیسے ہو؟ دیکھو تو میں کہاں
کہاں پر تم سے ملنے آ جاتا ہوں۔''

تھوڑی دیر کے لیے یافان کے چہرے پر غم و آلام کی گرد، ناپائیداری و بے ثباتی اور بے
یقینی کے نادیدہ مخفی سے جذبے نمودار ہوئے لیکن جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور
کھولتی ہوئی آواز میں کہا۔ ''میں دیکھتا ہوں، برسہا برس گزر جانے کے باوجود تو ویسے کا ویسا
ہی جوان ہے۔ سن رکھ! میں یہ بھی جان چکا ہوں کہ تیرے قبضے میں ایک بے پناہ قوت ہے
جو تیری مدد کرتی ہے، یہ قوت کوئی نادیدہ ابلیسی قوت یا کوئی نیک و خونخوار روح بھی ہو سکتی
ہے، میں یہ قوت تجھ سے چھین لوں گا یا کوئی ایسی ہی قوت تیرے مقابلے پر لاؤں گا، پھر
میں تیری ساری سری قوتوں، تیری جوانی اور تیرے سارے وجد و ذوق کو ویران کر کے رکھ
دوں گا۔ آج اگر تو مجھ پر حاوی ہے تو کل میں تجھے اپنے سامنے منقص و مکدر کر کے رکھ دوں
گا۔ تجھ پر ایک روز میں اَن گنت مصائب کی منبت کاری، نقاشی اور کندہ کاری کروں گا،
تیرے جسم کو غم کدہ، تیری روح کو ماتم گھر اور جو مخفی و ماورائی قوت تیری مدد و معاونت کرتی
ہے، اسے میں ضرور نابود و معدوم اور فانی و نیست کر دوں گا، پھر اس روز تو اپنی ساری خرمی
اور نہال پن کو بھول کر میرے سامنے کسی بے اختیار مخلوق کی طرح ناچار و لاغر ہوگا۔ اس روز
میں تم سے ان گنت سوال کروں گا جن کے جواب تیرے لیے تکلیف دہ ہوں گے۔''

یوناف نے کمال جرأت و جسارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

''اے نافرجام و بدانجام۔ خدائے جن و انس اور عرش و فرش کی قسم! تو بدی کا سرچشمہ
اور گناہوں کا منبع ہے، جب تک رب سمٰوٰت و ارض میرا حامی و ناصر اور مددگار معین ہے تو
میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا بلکہ میں تیرے گناہوں کی زنجیروں اور تیری بدیوں کے سلسلوں کو کاٹتا
رہوں گا۔

اچانک اریشیا حرکت میں آئی، اس نے کوئی عمل کیا اور جو چادر اس نے اپنے جسم پر لے رکھی تھی وہی اس نے ہوا میں اچھال دی۔ اس چادر نے فوراً آگ پکڑ لی اور پھر شعلے برساتی وہ چادر یوناف کی طرف لپکی۔

یوناف اپنی جگہ پر کشورِ عزم و ثبات، ارضِ یقین، مہرِ عزم، آہنی حصار اور سینہ کہسار کی طرح کھڑا رہا، شعلے برساتی ہوئی اریشیا کی چادر اس حصار پر آئی جو ابلیکا نے یوناف کے گرد کھینچ رکھا تھا اور چادر سے نکلتے ہوئے شعلے دم توڑ گئے اور چادر اپنی اصلی حالت پر آ گئی، پھر یوناف نے ہاتھ بڑھا کر چادر کو پکڑا اور اسے اریشیا پر پھینکتے ہوئے کہا۔

''اے وسیم و جمیل حسینہ! یہ اپنی ودیعت، اپنی امانت واپس لے لے تو کسی ودود و محبّ کو تلاش کر کے اس کے ساتھ خوشگوار زندگی بسر کر۔ تو ابھی اس قابل نہیں کہ ایسے کاموں میں حصہ لے۔ میری اور یافان کی دشمنی تو تب سے ہے، جب تو تھی ہی نہیں، تو ایک غیر جانبدار تماشائی بن کر کھڑی رہ۔ ورنہ تیری حالت بھی اس نوبت و دمامے جیسی ہو جائے گی جو کام کا نہ رہا ہو، مجھے اپنے اس رب کی رضا اور توکل پر بھروسہ ہے جو جب چاہے کن کہہ کر ایک قطرہ کو باراں اور ایک جرع کو دریا بنا دے۔ اگر تو یافان کا ساتھ دیتی رہی تو حالات تیرے لیے بھی نامساعد اور ناموافق ہو جائیں گے اور تیری ساری نازش و فخر نا متناہی اور بے اتھاہ آلام کا شکار ہو جائیں گے اور تمہاری حالت اس کشت و کھیتی جیسی ہو گی جس کے اندر بارش نہ ہونے کی وجہ سے دھول اڑتی پھرے۔''

اریشیا بے چاری دلفگار و دلگیر و اندوہ گیں ہو گئی تھی جیسے اس کی زندگی کا کوئی مرام و حصول و آدرش نہ رہا ہو۔

یوناف نے اس بار یافان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے دشمن دیرینہ! مصر کی اس سرزمین کو چھوڑ کر کہیں اور چلا جا ورنہ یاد رکھ میں قدم قدم پر تیرے لیے نبردگاہ اور آلام کے جبل کھڑے کرتا رہوں گا۔ مصر کو چھوڑ کر چلا جا ورنہ قسم ہے مجھے خداوند غفور و منتقم کی میں تیری ساری بلندی و رفعت، ساری عزت و احتشام خاک میں ملا دوں گا۔''

یافان نے کہا۔ ''میں اب تو جاتا ہوں پر یاد رکھ! وہ وقت زیادہ دور نہیں، جب تو میرے سامنے بے بس ہو گا۔''

پھر یافان نے اریشیا کا ہاتھ تھاما اور وہاں سے غائب ہو گیا۔

○

یوناف ایک روز حجاز سے شام کی طرف جانے والے راستے پر واقع قوم ثمود کے مرکزی شہر حجر[1] کے قریب نمودار ہوا۔ اس نے دیکھا کہ ایک شخص کوہستانوں کے اندر چرتے ہوئے اپنے اونٹوں کو ہانک کر حجر شہر کی طرف لے جانا چاہ رہا تھا کہ شہر کی طرف سے وادی القریٰ[2] میں دو شتر سوار اپنے اونٹوں کو دوڑاتے ہوئے اس کی طرف آئے اور اس پر حملہ کر دیا۔ وہ شخص فوراً اپنے ایک اونٹ پر سوار ہوا اور حجر شہر کی مخالف سمت اس نے اپنے اونٹ کو سرپٹ چھوڑ دیا جبکہ حملہ آور شتر سوار اس کا تعاقب کرنے لگے۔

یوناف فوراً اپنی جگہ سے فضاؤں کے اندر غائب ہوا اور پلک جھپکتے میں وہ اس شتر سوار کے سامنے جس کا تعاقب کیا جا رہا تھا، ایک چٹان پر نمودار ہوا، جب وہ نزدیک آیا تو یوناف نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اے میرے عزیز! رک جا۔ اور اپنے پیچھے اس بھاگتے ہوئے شتر کو روک کر مجھے بتایا کہ تو کون ہے اور تیرے پیچھے دو شتر سوار کیوں پڑے ہوئے ہیں۔'' اس شخص نے جو ادھیڑ عمر کا تھا، اپنے شتر کو روک لیا اور کہا۔

''اے مہربان اجنبی! تو پہلے تو یہاں نہ تھا، تو کدھر سے غول بیاباں کی طرح یہاں آ نمودار ہوا ہے۔''

یوناف نے کہا۔

''یہی سمجھ لو کہ میں تمہاری مدد کو آیا ہوں پر پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تعاقب کرنے والوں سے تمہاری کیا دشمنی ہے۔''

اس سوار نے اپنے شتر کی نکیل کھینچتے ہوئے کہا۔

''اے اجنبی! میرا نام جندع بن عمرو[3] ہے۔ ہم بتوں کی پوجا کرتے تھے کہ خدائے

۱۔ آجکل اس شہر کا نام مدائن صالح ہے۔

۲۔ اس کو وادی القریٰ اس لیے کہتے ہیں کہ عہد قدیم میں اس کے اندر چھوٹی چھوٹی آبادیاں جا بجا تھیں، ان بستیوں کے کھنڈرات اب بھی باقی ہیں۔ القری، لفظ قریہ (بستی) کی جمع ہے۔ (تاریخ ارض القرآن)

۳۔ قوم ثمود کا یہ واحد سردار تھا جو صالحؑ پر ایمان لایا۔ (ابن خلدون)

مہربان نے ہم میں صالحؑ نام کا ایک نبی بھیجا جس نے خدا کا پیغام ہم تک پہنچایا اور ہمیں ایک خدا کی عبادت کرنے کی تلقین کی، میں اور میرے چند رفقاء صالحؑ پر ایمان لے آئے۔ میرا تعاقب کرنے والے مفسد اور کافر ہیں، میرا خدا کے نبی صالحؑ پر ایمان لانا ہی ان کی میرے ساتھ دشمنی کی سب سے بڑی وجہ ہے۔''

یوناف نے پوچھا۔

''جو دو شتر سوار تمہارا تعاقب کر رہے ہیں ان دونوں کے نام کیا ہیں؟''

جندع بن عمرو نے کہا۔

''ان کے نام مصدع بن مہرج اور قدار بن سالف ہیں۔ یہ دونوں قوم ثمود کے سب سے طاقتور اور بہادر جوان ہیں اور قوم ثمود میں ان دونوں کی قوت اور طاقت کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ دونوں چٹانیں اکھیڑ دینے والے جوان ہیں۔ اے اجنبی جوان! کاش تو نے مجھے روکا نہ ہوتا تو میں ایک کاوا کاٹ کر اپنی جان بچا کر واپس اپنے گھر جا سکتا تھا، پر اب وہ دونوں اس قدر نزدیک آ گئے ہیں کہ ان دونوں کے ہاتھ سے میرے بچنے کی اب کوئی امید نہیں رہی، آہ! میرے بعد جبکہ یہ دونوں مجھے قتل کر دیں گے کون نابت کی حفاظت کرے گا۔''

یوناف نے پوچھا۔

''یہ نابت کون ہے جس کا تم نے ذکر کیا ہے۔''

جندع بن عمرو کچھ کہنا چاہتا تھا کہ تعاقب کرنے والے دونوں جوان وہاں پہنچ گئے۔ جندع بن عمرو اپنے شتر سے اتر کر یوناف کے قریب آ کھڑا ہوا۔

جب مصدع بن مہرج اور قدار بن سالف وہاں پہنچے تو یوناف نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''تم دونوں نے ناحق جندع عمرو کا تعاقب کیا۔ اب یہ میری حفاظت میں ہے۔ تم دونوں واپس لوٹ جاؤ۔''

وہ دونوں اپنے اونٹوں سے اتر گئے، پھر مصدع بن مہرج نے یوناف کو خاطب کرتے ہوئے کہا۔''اے اجنبی جوان! تمہارا تحفظ و حمایت بھی جندع بن عمرو کے کسی کام نہ آئیں گے تو اس کی حمایت سے باز رہ۔ ورنہ میں اور میرا ساتھی قدار بن سالف مرگ بے زنجیر اور

بحرِ بے قرار کی طرح تم پر حملہ آور ہو کر تمہارے لئے ایک حشر برپا کر دیں گے، پھر تمہارے پاس حیف و حسرت، ارمان و دلگیری اور مسکنت و ذلت کے علاوہ کچھ نہ رہے گا، جب ہم تم پر حملہ آور ہو جائیں گے تو تمہاری آہیں، دعائیں، سبکیاں اور مناجاتیں و سسکیاں کسی کام نہ آئیں گی۔ تمہارے ہاتھ ہم دونوں کا سہ کاسہ، نگاہیں فغاں فغاں اور تمہاری حالت داستانِ عاد جیسی کر دیں گے۔''

''اے اجنبی جوان سن رکھ! یہ جندع بن عمرو آج ہم سے نہیں بچ سکتا اور اگر تم نے آڑے آنے کی کوشش کی تو تمہاری حالت ایسی کر دیں گے جس طرح طوفان نوحؑ نے زمین سے انتقام لیا تھا، یاد رکھو جو بھی آج تک ہم سے ٹکرایا وہ عذاب و غضب، من کے دکھ، جی کی جلن، دل کی تپک اور ضمیر کی کسک کا شکار ہو گیا، ہم نے آج تک اپنے دشمنوں کی نفرت و بدی کی طاقت اور ان کی بغاوت کو ایسا منتشر کیا ہے جیسے روئی کی طرح کسی پہاڑ کو بری طرح دُھنک دیا جائے۔''

یوناف نے بلند گونجتی ہوئی آواز میں کہا۔

''اے ابلیس کے اُمتیو! مکاری و سفاکی کے اُمتیو! اوروں کے خون سے روباہی و ریمن کے صحیفے لکھنے والو! سازشوں اور بغاوتوں کے مددگارو! اندر جالوں کے حلیفو! سن رکھو۔ قسم ہے مجھے خدائے نادیدہ کی عزت و حرمت کی، اگر تم نے اپنے غلط رویے کی اس جندع بن عمرو سے معافی نہ مانگی تو میں تمہارے سینے داغدار اور تمہاری زندگیوں کو اسیری کی شب تاریک جیسا کر دوں گا۔ سن رکھو! جب میں تم دونوں پر وارد ہوں گا تو تمہاری ساری ہمت ارجمند اور بخت بلند بحرِ شور جیسی یلغار کا شکار ہو جائیں گی اور تم دونوں لرزاں، غم گزیدہ اور خاموش ہو کر رہ جاؤ گے، جاؤ! جندع بن عمرو سے معافی مانگ کر لوٹ جاؤ۔ خداوند خلیل و جامع اور رافع و رزاق کی قسم! اسی میں تم دونوں کی بہتری ہے، ورنہ میں جب آمادۂ یلغار اور تمہارے درپے آزاد ہو گیا تو تمہاری کمان اندر کمان اور کمین دو کمین اور ان گنت عذاب بھر دوں گا، اجالوں کو اندھیروں کی بشارت دینے والو! سالوس و تبلیس کی تصویرو! جو کچھ میں کہہ رہا ہوں، اس پر عمل کرو اور لوٹ جاؤ، ورنہ تم دونوں تیار ہو جاؤ میں تم دونوں کو ایک ساتھ مقابلہ کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔''

اس بار قدار بن سالف نے کہا۔''اے اجنبی! کیا تمہارے ذہن نے کام کرنا ترک کر

دیا ہے؟ جوتم ایسی باتیں کرنے لگے ہو سن رکھو! میرا نام قدار بن سلف اور میرے ساتھی کا نام مصدع بن مہرج ہے اور تمہارے پہلو میں کھڑا جندع بن عمرو جانتا ہے کہ بنوثمود میں کوئی بھی جوان طاقت وقوت میں ہم سے بڑھ کر نہیں۔ اور سنو! یہ بنوثمود پر ہی موقوف نہیں بلکہ آس پاس کی اقوام میں بھی کوئی ہمارا مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں کرتا، پھر اے اجنبی! تو کون ہے، کہاں سے آیا ہے اور اس وادی القریٰ کے ریگزاروں کے اندر کیوں اپنی موت کو پکار رہا ہے تو یہاں سے چلا جا، جندع بن عمرو سے انتقام لینا ہمارا فرض ہے اور یہ ہمارے انتقام سے بچ نہیں سکتا۔''

یوناف آگے بڑھ کر ان دونوں کے سامنے آ کھڑا ہوا اور کہا۔

''ابلیس کے گماشتو! سنو، میں چونکہ جندع بن عمرو کو اپنے تحفظ اور پناہ میں لے چکا ہوں، اس لیے اب میں اس کا محافظ و ذمہ دار ہوں لہٰذا تم نے اگر اس سے کوئی انتقام لینا بھی ہے تو آؤ پہلے مجھ سے ٹکراؤ، پھر دیکھو کون قوت و طاقت میں زیادہ ہے، قسم ہے مجھے قادر و قدوس کی تم خواہی نخواہی موت کی آگ کی طرف بڑھ رہے ہو، تمہیں تاسف و پچھتاوے کے سوا کچھ نہ ملے گا۔''

قدار بن سلف اور مصدع بن مہرج میں سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا، اب وہ دونوں نچے تلے قدموں سے اک اور قہرمانیت کے ساتھ دیکھتے ہوئے یوناف کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

پہلے قدار بن سلف آگے بڑھا اور اس نے دائیں ہاتھ کی ایک سخت ضرب یوناف کو لگانا چاہی، پر یوناف نے اسے پکڑ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور انتہائی بے بسی کے عالم میں اسے اس کے ساتھی مصدع بن مہرج پر گرا دیا، پھر گویا اس پر بحران و ہذیان طاری ہو گیا، وہ ملتہم مزاج اور حرف کن کے رازداں کی طرح آگے بڑھا اور ان دونوں پر اس نے بری طرح ضربیں لگانی شروع کر دیں۔ یوناف کے سامنے قدار اور مصدع دونوں ایسا محسوس کر رہے تھے گویا وہ اہتزاز جاں کا شکار ہو گئے ہیں۔ یوناف ان پر کسی غضب آلود عذاب اور جادو کے سرن کی طرح برس رہا تھا۔ ان دونوں نے انتہائی کوشش کی کہ یوناف پر کوئی ضرب لگا کر اسے مجبور و بے بس کر دیں لیکن ایسا کرنے میں انہیں مکمل طور پر ناکامی ہوئی۔

قدار[1] بن سلف اور مصدع بن مہرج نے جب دیکھا کہ یوناف ان کے بس کا نہیں ہے

---

[1]۔ قومِ ثمود کے طاقت ور ترین جوان، یہی صالحؑ کی اونٹنی کے قاتل بھی تھے۔ (ابن خلدون)

تو وہ زور زور سے الغیاث اور الامان پکارنے لگے۔ قریب کھڑا جندع بن عمرو ان کی اس حالت پر خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے مسکرا رہا تھا، قدار اور مصدع کے چیخنے چلانے پر یوناف نے ان دونوں کو چھوڑ دیا اور پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ قدار اور مصدع چند ثانیوں تک اپنی جگہ حیران و سرگرداں کھڑے رہے پھر لرزیدہ جسم، ترسیدہ آنکھ، لغزیدہ چال کے ساتھ نزدیک آئے اور لکنت زدہ زبان میں مصدع نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

''اے اجنبی تو کون ہے؟ تیرا تعلق کس سرزمین سے ہے؟''

یوناف نے کہا۔

''میرے ساتھ مقابلہ کرنے سے قبل تم دونوں اپنی طاقت وقوت پر کیسے اتراتے تھے، کیا میں نے تم دونوں کی حالت دھواں دھواں شام، ویران بستیوں، صبح سیاہ کی تنگی و تیرگی، لباسِ جوع وخوف، حسرت آگیں لہر اور جاڑے کے اجاڑ پن جیسی نہیں کر دی؟''

مصدع نے کہا۔

''اے اجنبی! تو نے حق بات کہی تو نے یقیناً سچ کہا، تو نے ہماری حالت یقیناً ریگ پریشان، ہنگام غروب، زوالِ شب اور بے قرار و بے دیار کر کے رکھ دی ہے، ہم سمجھتے تھے اس عالم میں ہم جیسا کوئی توانا اور طاقت ور نہیں ہے لیکن اے اجنبی! تو نے ہمارے ابلتے لہو اور چڑھتی جوانی کا سارا زور توڑ دیا ہے ہماری طنز و تحریص اور شورش و طوفان کا خاتمہ کر دیا ہے۔ تو نے ہمارا بھرم توڑ دیا ہے، کاش تو نے ادھر کا رخ نہ کیا ہوتا۔''

اس بار قدار بن سلف نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

''اے اجنبی! کیا تو یہ نہ بتائے گا کہ تیرا نام کیا ہے؟''

یوناف نے کہا۔

''سن لو کہ میرا نام یوناف ہے، اب تم یہاں سے چلے جاؤ۔''

قدار اور مصدع اپنے اپنے اونٹوں پر سوار ہوئے اور وہاں سے چل دیئے، جب وہ دونوں وہاں سے چلے گئے تو جندع بن عمرو نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اے دردمند و جوہر شناس جوان! تو پہلا انسان ہے جس نے قدار اور مصدع کے طالع سعد کو نغمہ مصور اور کوکب مسعود کو عفریت شب سے روشناس کرایا ہے ورنہ تو وہ دونوں اپنے آپ کو ہنگامہ نمود اور رم عرکہ بود و نبود کی اصل اور جز تصور کرتے تھے۔''

''اے مہربان و بے نظیر جوان ! تو نے کیا خوب ان کی فولادی صلابت برف اور ہواؤں کے جھکڑوں جیسی ضربیں لگا کر ان کی رعد جیسی بلا خیزی اور ان کا سارا جرار مات کر کے ان کا جری پن ختم کر کے رکھ دیا ہے اس وادی القریٰ میں تو نے ان دونوں کو بیک وقت اپنے سامنے مات کر کے ان کے دل کو دھواں دھواں اور جگر کو لہولہو کر دیا ہے تو نے انہیں بے گھر وکمتر کر دیا ہے اور تیرے ساتھ مقابلہ کرتے وقت ان کی حالت بھوک، سردی اور بد حالی کے مارے مسافروں جیسی ہوگئی تھی، تو کیا خوب ان کی حریت کے آسمان پر اریب و اجل بن کر ٹوٹا اور دونوں کو غم کے پتوں اور ہجر کے پھولوں جیسا بے قرار و بے دیار کر دیا۔ کاش ! تیرے ساتھ میرا کوئی رشتہ ہوتا تو میں تمہیں شہر الحجر میں رہنے کو کہہ سکتا۔ تمہارے یہاں رہنے سے میرے حالات کیسے ہم کف و ہم عناں ہو کر رہیں گے، پر میں بھی کیسا جاہل انسان ہوں کہ خیالات کی بلند عمارتیں کھڑی کرنے لگا ہوں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ تو نہ جانے کہاں سے آیا، کدھر کو جائے گا، میں نے تم سے بے بنیاد و بے حقیقت خواہشیں وابستہ کرنا شروع کر دی ہیں۔''

یوناف نے جندع کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے میرے بزرگ ! اگر میں تمہارے ساتھ تمہارے شہر الحجر میں رہنا پسند کروں، تب؟''

جندع بن عمرو کے چہرے پر لذت قیلولہ اور حدیث آسمان جیسی خوشی و اطمینان بکھر گیا اور اس نے کہا۔

''آہ ! میں کیسا خوش بخت اور صالح کوکب انسان ہوں کہ تو مجھے خود الحجر میں رہنے کی پیشکش کر رہا ہے۔ اے اجنبی و زندہ دل نوجوان ! اگر تو ایسا کرے تو میں تجھے اپنا بیٹا جان کر تیرا خیال رکھوں گا تو میرے ساتھ گھر چل۔ باقی باتیں گھر میں بیٹھ کر آرام سے ہوں گی۔

○

یوناف جب جندع بن عمرو کے ساتھ قوم ثمود کے شہر حجر میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا قوم ثمود نے بڑی بڑی چٹانوں کو تراش کر اپنے لیے بہترین اور عمدہ مکانات بنائے ہوئے تھے۔ ان چٹانوں ہی کو تراش کر انہوں نے پرستش کے لیے بت بنا رکھے تھے۔ ایک جگہ

جندع کے ساتھ یوناف رک گیا۔ اس نے دیکھا وہاں چٹانوں کو تراش کر ود[1]، سواع، یغوث، یعوق، نسر صمود اور ہتار کے بڑے بڑے بت بنائے گئے تھے۔ لوگ ان بتوں کے گرد جمع تھے۔ ان کی عبادت کر رہے تھے اور ان پر نذرانے چڑھا رہے تھے۔

اتنے میں ان بتوں کی ایک قریبی چٹان پر ایک شخص نمودار ہوا کہ وہ اپنی شکل سے نہایت صالح، حلیم اور منکسر المزاج لگتا تھا۔ اس کا رنگ سرخ و سفیدی کی طرف مائل تھا، بال بالکل سیدھے اور باریک تھے جن کا رنگ خفیف سا بھورا تھا، اور پاؤں سے ننگا تھا۔

اس شخص کو دیکھ کر جندع نے کہا۔

''یوناف ! یوناف ! میرے عزیز تھوڑی دیر اور رک جاؤ، پھر گھر چلتے ہیں، وہ دیکھو چٹان کے اوپر جو شخص نمودار ہوا ہے وہ صالحؑ[2] ہے۔ شاید وہ کچھ کہیں۔ آؤ سنتے ہیں آج وہ کیا تبلیغ کرتے ہیں۔''

یوناف بھی بڑے غور اور عقیدت سے حضرت صالحؑ کی طرف دیکھنے لگا تھا، آپ ننگے پاؤں چلتے ایک بلند چٹان پر آ کھڑے ہوئے اور بتوں کی پوجا پاٹ میں مصروف لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی گونجتی ہوئی خوش کن آواز میں فرمایا۔

''اے میری قوم کے لوگو !

اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہی ہے جس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور پھر اسی میں تمہیں بسایا، پس چاہیے کہ اس سے بخشش مانگو اسی کی طرف رجوع ہو کر رہو، یقین کرو میرا پروردگار ہر ایک کے پاس ہے اور ہر ایک کی دعاؤں کا جواب دینے والا ہے۔''

بتوں کی پوجا و پرستش میں مصروف قوم ثمود کے ایک قوی ہیکل شخص نے جو کہ خوب دراز قد تھا۔ حضرت صالحؑ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے صالحؑ ! پہلے تو تو ایک ایسا آدمی تھا کہ ہم سب کی امیدیں تم سے وابستہ تھیں، پھر کیا تو ہمیں روکتا ہے کہ ان معبودوں کی پوجا

1۔ عزازیل (ابلیس) نے بنی قابیل میں 5 بتوں کی ابتدا کی تھی، قوم عاد اور ثمود نے ان میں دو اور کا اضافہ کر کے سات کر لیا تھا۔ (قصص القرآن)

2۔ حضرت صالحؑ حلیم و منکسر المزاج تھے۔ رنگ سرخ و سفیدی کی طرف مائل، بال باریک اور سیدھے۔ ہمیشہ ننگے پاؤں رہتے تھے۔ مکان بھی نہیں بنوایا، عمر بھر مسجد میں رہے، وہیں رات کو سو جاتے تھے، جب آپ سن شعور کو پہنچے تو نبوت عطا ہوئی۔ ابن خلدون

نہ کریں جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں۔ یہ کیسی بات ہے ہمیں تو اس میں بڑا شک ہے جس کی تم دعوت دیتے ہو کہ یہ ہمارے دل میں اترتی نہیں ہے۔"

حضرت صالحؑ نے اس کے جواب میں فرمایا۔

"اے میری قوم کے لوگو!

کیا تم نے اس بات پر بھی غور کیا کہ اگر میں نے اپنے پروردگار کی طرف سے ایک دلیل روشن پر ہوں اور اس نے اپنی رحمت مجھے عطا فرمائی ہو تو پھر کون ہے جو اللہ کے مقابلے میں میری مدد کرے گا، اگر میں اس کے حکم سے سرتابی کروں؟ تم لوگ مجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچاتے بلکہ تباہی کی طرف لے جانا چاہتے ہو۔

اے میری قوم کے لوگو!

کیوں جلدی مانگتے ہو برائی کو بھلائی سے پہلے۔ کیوں نہیں اپنے گناہ بخشواتے اللہ سے شاید تم پر رحم ہو جائے۔

وہاں جمع شدہ لوگوں میں سے ایک نے چلا کر کہا۔"اے صالحؑ! ہم نے تجھے منحوس قدم دیکھا اور تیرے ساتھ والوں کو بھی جو تجھ پر ایمان لائے، منحوس قدم دیکھا کہ تم ہمارے ان بتوں کی تکفیر کرتے ہو جن کی پرستش صدیوں سے ہمارے آباؤ اجداد کرتے آ رہے ہیں۔"

حضرت صالحؑ نے کہا۔

"تمہاری بری قسمت اللہ کے پاس ہے، تمہارا کہنا صحیح نہیں، بلکہ تم لوگ جانچے اور پرکھے جاتے ہو۔"

حضرت صالحؑ ذرا رکے پھر انہوں نے انتہائی دکھ اور تاسف سے کہا۔

"اے میری قوم کے لوگو!

میں نے اپنے پروردگار کا پیغام تمہیں پہنچایا اور نصیحت کی مگر افسوس تم پر کہ تم نصیحت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔"

پھر حضرت صالحؑ اس چٹان کے دوسری طرف اتر کر وہاں سے چلے گئے۔

جندع بن عمرو نے یوناف کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"یوناف! یوناف! آؤ گھر چلیں۔"

یوناف اس کے ساتھ ہو لیا۔ جندع نے پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"یوناف! یوناف! تم نے صالحؑ کو دیکھا۔ یہ خداوند کی طرف سے قوم ثمود کے لیے رہبر خاص و عام ہیں۔ نوع انسان کے امام اور عقیدہ مرگ و حیات کے رازداں ہیں۔ ایسے لوگ ہی ناموس کبریا اور عالم بشریت میں ظل رب جلیل اور خدائی نگہبان ہوتے ہیں۔ آہ! صالحؑ اپنی قوم کو قافلہ رفتگاں کی عبرت اور خدائی احکام سے آگاہ کرتے ہیں پر یہ آل ثمود کیسے کینہ خواہ ہیں کہ ایک مؤقف و معزز انسان کا کہا جھٹلا کر ایک موہبت عظمیٰ اور بڑی نعمت کو جھٹلا کر غنیمت، سعادت اور برکت و کامرانی کے بدلے بیکسی و تنہائی اور اندوہ گیں لمحوں کو آواز دیتے ہیں۔ کاش یہ کسی ہمدم و ہم نفس کی پکار کو سنتے۔ خدا کے کلام پر کان دھرتے اور نبیؑ کے پیغام کی اتباع کرتے۔

یوناف نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"میں یہاں رہ کر صالحؑ نبی پر ایمان لاؤں گا اور ان کے احکام کی اتباع کروں گا اور......؟

یوناف کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ چٹانوں کو تراش کر بنائی ہوئی ایک بہت بڑی عمارت کے سامنے جندع بن عمرو رک گیا تھا، پھر اس نے یوناف سے کہا۔

"یوناف! یوناف! میرے عزیز! یہ میری اقامت گاہ ہے، میرے دادا نے اسے برسوں پہلے بنایا تھا اور اب یہ میرے تصرف میں ہے۔"

پھر یوناف کے ساتھ جندع اس حویلی میں داخل ہوا، صدر دروازے کے ساتھ ہی اس نے یوناف کو ایک کمرے میں بٹھایا اور کہا۔

"یوناف! یوناف! میرے عزیز۔ تم یہاں تھوڑی دیر کے لیے بیٹھو، میں اپنا اونٹ باندھ کر آتا ہوں۔"

یوناف کمرے میں بیٹھ گیا۔ جندع جب اپنے اونٹ کو اصطبل کی طرف لے جا رہا تھا تو حویلی کے اندرونی حصے سے ایک لڑکی نمودار ہوئی۔ وہ رازوں کے طلسم، زمینی خلد کی حور،

حسن تخلیق کے اعجاز، نیرنگی قدرت، سربستہ رازوں کے عرفان اور عروس جیسی حسین و خوبصورت تھی۔ اس کے ہونٹ گلنار اور چہرہ گلابی تھا، اس پیکر گل کی نگاہوں کے فسوں میں اک لذت پیدائی، طرب انگیزی، طغیانِ نشاط اور عطر افشانی تھی، اس طراوتِ گل، آہو چشم اور بالا قد حسینہ کے نیم وا ہونٹ حسن و جوانی کی رعنائی اور خلوت میں گل و لالہ کی بساط بچھا دینے والے تھے وہ امواج نسیم، دوشیزۂ نورس اور دہکتے ہوئے پیکر والی لڑکی تھی جو بھاگ کر آگے بڑھی اور جندع بن عمرو سے اس نے اونٹ کی نکیل لیتے ہوئے کہا۔

''اے میرے ماموں! آپ نے لوٹنے میں اتنی دیر کیوں لگا دی؟''

جندع نے گہری خوشی سے کہا۔

''اے میری بیٹی! آج تو میں بڑی مشکل سے بچا ہوں، لگتا تھا آج میری زندگی کا آخری دن ہے، پر میں بچ گیا ہوں۔ نابت، نابت! میری بیٹی! آج مجھے اکیلا دیکھ کر مصدع بن مہرج اور قدار بن سلف نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ وہ مجھے قتل کر دینا چاہتے تھے۔ پر میرے خدا نے مجھے بچا لیا۔''

نابت نے اپنی غمگین اور بوکھلائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

''اے میرے ماموں! یہ کیسے ہوا، جب بکریاں اور اونٹ حویلی میں داخل ہوئے اور آپ ان کے ساتھ نہ تھے تو میں آپ سے متعلق فکر مند ہو گئی تھی۔''

جندع بن عمرو نے کہا۔

''اے میری بیٹی! میں اپنی بکریوں کے ریوڑ کو بستی کی طرف ہانک رہا تھا تو بستی کی طرف سے اونٹوں پر سوار مجھے مصدع اور قدار اپنی طرف آتے دکھائی دیئے قریب آ کر انہوں نے مجھے للکارا، میں ریوڑ کو چھوڑ کر ایک اونٹ پر سوار ہوا اور اپنی جان بچانے کی خاطر اسے میں نے مخالف سمت میں بھگا دیا، مصدع اور قدار دونوں ہی میرے تعاقب میں لگ گئے لیکن میں ابھی تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اے میری بیٹی! ایک بلند چٹان ایک کوہ پیکر جوان نمودار ہوا۔ اس نے مجھے روکا اور مجھ سے ہمدردی کا اظہار کیا، پھر مصدع اور قدار بھی وہاں پہنچ گئے وہ دونوں میرا خاتمہ کر دینا چاہتے تھے کہ اس جوان نے میری مدد کی اور اس اکیلے نے ان دونوں کو مار مار کر ان کی حالت بری کر دی، یہاں تک کہ مصدع اور قدار دونوں نے اس جوان سے معافی اور امان طلب کی، اس جوان نے ان کو معاف کر دیا اور وہ

دونوں بستی کی طرف بھاگ آئے۔''

نابت نے شک و شبہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''اے میرے ماموں! یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی اکیلا جوان مصدع اور قدار کو نیچا دکھا دے جبکہ طاقت و قوت میں وہ آل ثمود میں سب سے زیادہ ہیں۔ وہ دونوں تو ناقابل تسخیر سمجھے جاتے ہیں، ہر کوئی ان سے ڈرتا اور خوفزدہ رہتا ہے پھر کیونکر کوئی ان دونوں کو نیچا دکھا سکتا ہے۔''

جندع بن عمرو نے کہا۔

''اے میری بیٹی! جب تک وہ جوان ان دونوں سے ٹکرایا نہ تھا، اس وقت تک ان دونوں کے متعلق میرا بھی یہی خیال تھا لیکن میرے سامنے اس جوان نے مصدع اور قدار کو مار مار کر عاجز و بے بس کر دیا تو پھر میں اس جوان کی عظمت اور مصدع اور قدار کی بے بسی کا قائل ہو گیا۔''

نابت نے اس بار دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

''اے میرے ماموں! وہ جوان کون ہے اور اسے آپ کہاں چھوڑ آئے۔ آپ کو چاہیے تھا کہ اسے ساتھ لیکر آتے۔ آخر اس نے آپ کی جان بچائی تھی اور اس لحاظ سے وہ ہمارا محسن ہے۔''

جندع بن عمرو نے کہا۔

''اے میری بیٹی! اس جوان کا نام یوناف ہے، وہ کوہستانوں کی مانند مضبوط و ثابت قدم اور ہوا میں اڑتے بادلوں کی طرح تیز رفتار ہے۔ وہ عجیب جانباز، یگانہ، جری، بے باک اور نڈر انسان ہے۔ وہ مصدع اور قدار پر سمندر کے خروش، کرنوں کے تیروں اور شورِ قہر مانیت کی طرح حملہ آور ہوا اور لمحوں کے اندر مصدع اور قدار کو ذات کی شکستگی اور آشوب نفس میں مبتلا کر کے رکھ دیا۔ اس مردِ حر اور پاسبانِ شہر پناہ جوان نے مصدع اور قدار پر کف آلود دریا اور سمندر کے عمق کی طرح نزول کیا اور ان دونوں کے دلوں کو لہولہو اور ان دونوں کی جوان خواہشوں کو برگ خزاں کی بریدہ شاخوں جیسا کر دیا۔ آہ! وہ یوناف نام کا جوان اپنے کمال میں طامع اور اپنی قوت و طاقت میں نیرِ شناس و سحر کار ہے۔ میں نے اس کے حملوں اور جذبوں میں ایک ولولہ، تب و تاب اور ظفر مندی دیکھی ہے، میں سوچتا ہوں کاش! میرا

بھی کوئی اس جیسا بیٹا ہوتا۔

اے میری بیٹی! میرے دیکھتے ہی دیکھتے مصدع اور قدار پر یوناف نام کا وہ جوان قبولیت کی ساعتوں اور بشارت کے لمحوں کی طرح چھا گیا تھا۔ اس کے حملہ آور ہونے سے ایسا لگتا تھا گویا وہ دشت و صحرا کو شفق کی آگ اور تاکستانوں کو بساط ریگ سے بھر دے گا۔''

نابت نے کہا۔

''اے میرے ماموں! آپ نے یوناف نام کے نوجوان کی تعریفیں کر کے میرے دل میں اس سے ملنے کے جذبوں اور خواہشوں کے طغیان رنگ اور سیل خوشبو کی طرح ابھار کر رکھ دیا ہے۔''

نابت ذرا رکی پھر اس نے آتش ہجر کی طرح تکلیف دہ کیفیت میں کہا۔

''اے میرے ماموں، بتائیں نا۔ آپ اس جوان کو کہاں چھوڑ آئے ہیں۔''

جندع نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اے میری بیٹی! تو اس سے متعلق فکر مند نہ ہو، میں اسے اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں، میں اسے دیوان خانے میں بیٹھا کر اپنا اونٹ اصطبل میں باندھنے کی غرض سے آیا تھا۔ اے میری بیٹی میں نے ابھی اس سے یہ نہیں پوچھا کہ اس کا تعلق کس قوم اور کس سرزمین سے ہے؟''

نابت نے سبک و خرم اور لذت انگیز لہجے میں کہا۔

''اے میرے ماموں! میں اونٹ کو اصطبل میں باندھ آؤں پھر اس کے پاس دیوان خانے میں چلتے ہیں، میں اس جوان کو دیکھنا چاہتی ہوں جس نے بیک وقت مصدع اور قدار کو زیر کیا ہے۔ قسم خداوند رزاق کی! یقیناً یوناف نام کا وہ جوان ایک طوفان ہو گا جس نے مصدع اور قدار جیسے کڑیل اور دیو پیکر جوانوں کو شکست و ہزیمت تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔''

نابت اونٹ کو اصطبل کی طرف لے گئی۔ جندع بن عمرو بھی اس کے پیچھے پیچھے اصطبل میں آیا اور جب نابت اونٹ کو باندھ کر فارغ ہوئی تو جندع سے اس نے کہا۔

''اے میرے ماموں! میں نے بکریوں کا دودھ نکال لیا ہے، کیا میں آپ کے ساتھ چل کر اب یوناف کو دیکھ سکتی ہوں۔''

جندع بن عمر نے کہا۔

''اے میری بیٹی! میں تجھے اس کے پاس لے کر ضرور چلتا ہوں لیکن اس کے پاس جانے سے قبل میں تمہارے ساتھ ایک فیصلہ کن بات کرنا چاہتا ہوں۔''

نابت نے چونک کر جندع کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کیسی بات؟''

جندع نے کہا۔

''اے میری بیٹی! میرے کہنے پر یوناف یہاں میرے پاس رہنے پر آمادہ ہو گیا ہے۔ اے میری بچی! ابھی تک معلوم نہیں وہ کون ہے، کس سرزمین سے ہے، پھر بھی میں نے اسے اپنا بیٹا بنا لیا ہے کہ اگر اس نے پسند کیا تو میں تمہیں اس سے بیاہ دوں گا، اے میری بیٹی! تجھے اس پر کوئی اعتراض تو نہ ہو گا۔''

نابت نے کہا۔

''اے ماموں! جس جوان کو میں نے ابھی تک دیکھا ہی نہیں جس کی شکل، کردار اور طبع تک سے میں ناواقف و ناآشنا ہوں، اس کے تعلق اے ماموں! میں اتنا بڑا فیصلہ کیسے اور کیونکر کر سکتی ہوں، ہاں اگر وہ یہاں رہا اور اس کی طبع اور اطوار ٹھیک ہوئے تو میں اس سے شادی کرنے پر رضا مند ہو جاؤں گی۔''

جندع بن عمرو نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''میری بیٹی! میں تم سے ایسا ہی جواب سننے کا خواہش مند تھا، آؤ اب یوناف کی طرف چلتے ہیں۔''

دونوں دیوان خانے کی طرف ہو لیے۔

جندع بن عمرو اور نابت دونوں دیوان خانے میں داخل ہوئے پھر جندع نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''یوناف! یوناف! میرے عزیز میرے بیٹے۔ یہ میری بھانجی نابت ہے۔ میں نے اسے تمہارے متعلق تفصیل سے بتا دیا ہے، میں تمہیں نابت کے متعلق بتاؤں کہ یہ میری عزیز بہن کی بیٹی ہے اور قوم ثمود کے سب سے بڑے سردار ابور غال کی بیٹی ہے اور میری بہن اس کی بیوی تھی، آج

صالحؑ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور قوم ثمود کو بتوں کی پرستش چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کرنے کی دعوت دی تو میری یہ بھانجی ان پر ایمان لے آئی لیکن اس کے باپ ابورغال نے اس کا برا مانا۔ پہلے اس نے اپنے طور کوشش کی کہ نابت کو حق پرستی سے منحرف کر کے پھر بتوں کی طرف راغب کر لے لیکن نابت نے ایسا کرنے سے قطعی طور پر انکار کر دیا۔

ابورغال نے جب دیکھا کہ اس کی بیٹی کسی بھی طور اس کا کہا مان کر دوبارہ بت پرستی کی طرف راغب ہونے والی نہیں ہے تو اس نے نابت کی شادی ایک ایسے نوجوان سے کر دینا چاہی جو مصدع اور قدار کے بعد قوم ثمود کا سب سے طاقتور جوان ہے لیکن نابت نے ابورغال کی اس گھناؤنی سازش کو بھی ناکام بنا دیا اور اپنے گھر سے بھاگ کر میرے پاس آ گئی اب یہ پچھلے دو سال سے میرے ہاں ٹھہری ہوئی ہے۔ اس کے باپ نے اسے واپس لے جانے کی کئی بار کوشش کی لیکن نابت نے ہر بار اپنے باپ کے ساتھ واپس جانے سے انکار کر دیا، ابورغال مجبور ہے، وہ میرے خلاف نابت کے سلسلے میں کوئی زیادتی یا زبردستی بھی نہیں کر سکتا کیونکہ میں قوم ثمود کے ایک قبیلے کا سردار ہوں اور ابورغال کو اندیشہ ہے کہ اگر اس نے میرے خلاف کوئی کارروائی کی یا نابت کو میرے ہاں سے زبردستی لے جانا چاہا تو میرا قبیلہ مزاحمت کرے گا اور اس طرح قوم ثمود میں، ایک نہ ختم ہونے والی جنگوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔''

ذرا رک کر جندع نے دوبارہ کہا۔

''میرا خیال ہے آج جو مصدع اور قدار نے میرا تعاقب کر کے مجھے قتل کرنے کی کوشش کی ہے یہ بھی ابورغال کے اشارے پر ہوئی ہے۔ اس نے سوچا ہو گا کہ اگر مجھے باہر گمنامی کی موت مار دیا جائے تو کسی پر کوئی حرف نہ آئے گا۔ اس طرح میں بھی راستے سے ہٹ جاؤں گا اور قوم ثمود قبائلی خانہ جنگی سے بھی بچ جائے گی۔ اب بھی اگر میں اپنے قبیلے والوں سے مصدع اور قدار کے مبینہ حملے کا ذکر کر دوں تو قوم ثمود کے اندر ایک طوفان اٹھ کھڑا ہو۔''

یوناف نے تسلی اور ڈھارس دینے کے انداز میں کہا۔

''اب آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب میں آپ اور نابت کی حفاظت کروں گا اور آپ دیکھیں گے کہ قوم ثمود میں سے کوئی بھی آپ دونوں کی طرف آنکھ اٹھا

کر نہ دیکھ سکے گا۔''

جندع بن عمرو نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''یوناف! یوناف! بخدا مجھے تم سے ایسی ہی گفتگو کی توقع تھی۔ یوناف میرے بیٹے! ان دنوں ہم کھجوروں اور قرظ کی فصل کاٹ رہے ہیں اور اس مقصد کے لیے میں اور نابت روزانہ اپنے باغات کی طرف صبح سویرے ہی چلے جاتے ہیں، کیا کل سے تم بھی ہمارے ساتھ چلو گے؟''

یوناف نے کہا۔

''اب جبکہ میں اس گھر کا ایک فرد ہوں اور آپ دونوں کا محافظ بھی ہوں تو پھر میں کیونکر نہ آپ کا ساتھ دوں گا۔''

جندع بن عمرو نے خوشگوار لہجے میں کہا،

''یوناف! یوناف! تم نے ایسی گفتگو کر کے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ اب مجھے یہ احساس نہ رہے گا کہ میرا کوئی بیٹا نہیں ہے، میرے بیٹے! میری بیوی تین ہی برس پہلے فوت ہوئی ہے۔ مجھے فخر ہے کہ وہ صالحؑ نبی پر ایمان لانے کے بعد مری ہے۔ اس سے میری کوئی اولاد نہیں ہوئی اور اس کی موجودگی میں میں نے کوئی اور شادی بھی نہیں کی۔ اب جبکہ تم اس حویلی میں آ گئے ہو تو میں سمجھوں گا میرے خدا نے مجھے ایک جوان بیٹا دے دیا ہے۔''

جندع خاموش ہوا تو نابت نے پہلی بار یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''آپ نے ابھی تک یہ تو بتایا ہی نہیں کہ آپ کا تعلق کس قوم اور کس سرزمین سے ہے۔''

یوناف نے کہا۔

''میرا تعلق مصر کی سرزمین سے ہے، وہاں میں ممفس شہر میں رہتا ہوں۔''

یوناف رکا پھر اس نے بات بناتے ہوئے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھا اور کہا۔

''میرے ماں باپ عرصہ ہوا مر چکے ہیں، میں ان کی واحد اولاد تھا، میں وہاں اکیلے رہتے رہتے اکتا گیا تھا۔ آخر میں نے ایک سوداگر سے قوم ثمود اور اس کے اندر حضرت صالحؑ کے نبی کی حیثیت سے مبعوث کیے جانے کے بارے میں سنا تو میں حضرت صالحؑ پر ایمان لانے کے شوق میں اس طرف روانہ ہو گیا۔ میں صالحؑ پر ایمان لانے کے بعد قوم

ثمود میں ایک ایماندار کی حیثیت سے زندگی بسر کروں گا۔''
نابت نے خوشی اور اطمینان کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔
''اور میں اور میرے ماموں جندع بن عمرو دونوں قوم ثمود میں آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ مجھے امید ہے آپ اس حویلی میں ہمارے ساتھ رہ سکیں گے۔''
یوناف نے کہا۔
''مجھے امید ہے کہ میں اپنے ساتھ آپ دونوں کو بھی خوش رکھ سکوں گا۔''
نابت اٹھتی ہوئی بولی۔
''میں کھانا لاتی ہوں، تینوں یہیں بیٹھ کر کھاتے ہیں۔''
جندع نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔
''چلو بیٹی۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔''
جندع اور نابت دونوں اٹھ کر دیوان خانے سے باہر نکل گئے۔
ان کے جانے کے بعد یوناف نے اپنی گردن پر ابلیکا کا لمس محسوس کیا، پھر ابلیکا کی مٹھاس بھری آواز یوناف کے کانوں میں پڑی۔
''یوناف! یوناف میرے حبیب! نابت بہت اچھی لڑکی ہے، مخلص اور وفا شعار ہے، اگر جندع تمہیں اس سے شادی کی پیشکش کرے تو فوراً قبول کر لینا، ہرگز انکار نہ کرنا، نابت تمہیں خوش رکھے گی اور سنو! قوم ثمود میں اس وقت تین حسین ترین لڑکیاں ہیں۔ ایک نابت، دوسری قطام اور تیسری قبال، لیکن نابت حسن و خوبصورتی میں قطام اور قبال دونوں سے بڑھ کر ہے۔ قوم ثمود کے کئی جوان نابت سے شادی کی خواہش کا اظہار کر چکے ہیں لیکن اس نے ابھی تک کسی کی طرف بھی اپنے آپ کو مائل نہیں ہونے دیا۔ جندع ارادہ رکھتا ہے کہ تمہیں اپنا بیٹا بنا کر نابت سے بیاہ دے۔ شاید اس سلسلے میں وہ نابت کی مرضی کا خیال بھی رکھے گا، اگر نابت بھی تمہارے ساتھ آمادگی اور دلچسپی کا اظہار کرے تو تم بھی انکار نہ کرنا۔''
یوناف نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
''ابلیکا! ابلیکا! یہ تم مشورہ دے رہی ہو یا حکم؟''
ابلیکا نے کہا۔
''اے میرے حبیب! میں تمہیں حکم کیونکر دے سکتی ہوں، یہ تو میرا ایک پرخلوص مشورہ

ہے اور امید ہے تم اس پر عمل کرو گے۔''
یوناف جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ نابت اور جندع کھانے کے برتن لے کر دیوان خانے میں داخل ہوئے، پھر وہ تینوں کھانے میں مصروف ہو گئے۔

○

نبیطہ کی یمن کے نئے بادشاہ ضحاک سے شادی کے بعد عارب اور بیوسا بھی شاہی محل میں منتقل ہو گئے تھے۔
ایک روز ضحاک کہیں باہر گیا ہوا تھا اور محل کے اندر عارب، بیوسا اور نبیطہ ایک کمرے میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے کہ عزازیل جو یمن کے اس محل میں بڑے باورچی کی حیثیت سے کام کر رہا تھا، کمرے میں داخل ہوا۔ عزازیل کو دیکھتے ہی عارب، بیوسا اور نبیطہ کھڑے ہو گئے۔ عزازیل آگے بڑھا اور ایک نشست پر بیٹھتے ہوئے اس نے کہا۔ ''اے رفیقانِ کار! بیٹھ جاؤ۔'' عارب، بیوسا اور نبیطہ اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے۔
عزازیل نے پھر کہا۔ ''اے عزیزانِ من! تم تینوں نے دیکھا میں نے یمن میں کیسا زبردست انقلاب برپا کر دیا ہے۔ یمن کے بادشاہ علوان کو اتار پرے کیا ہے اور اس کی جگہ ضحاک کو یمن کا بادشاہ بنا کر نبیطہ کو اس کی رفیقۂ حیات بنا دیا ہے۔ سنو میرے عزیزو! عنقریب میں ضحاک کی زندگی میں ایک اور تبدیلی برپا کروں گا۔ اس کی وجہ سے میں اس سرزمین میں خونریزی، بربادی اور تباہ کاری برپا کروں گا، اب کی بار میں سلطنتوں کو آپس میں ٹکرا کر ابنائے آدم کے لیے ایک نئی اور انوکھی ہولناکی پیدا کروں گا۔ ضحاک کو آلۂ کار بنا کر میں گناہ اور بدی کی خوب تشہیر کروں گا کہ یہی ہمارا مقصد و منتہا ہے لیکن اے میرے عزیزو! اس وقت میں تمہیں ایک نئی خبر سے آگاہ کرنے آیا ہوں جو یقیناً تم تینوں کے لیے دلچسپی کا باعث ہوگی کیونکہ اس میں تم تینوں ذاتی طور پر ملوث ہو۔''
عارب نے ایک جستجو سے پوچھا۔ ''اے ہمارے راہبر و راہنما! وہ کونسی بات ہے جس کا تعلق صرف ہم تینوں سے ہے اور آپ اس میں ملوث نہیں ہیں۔''
بیوسا نے بھی ایک خواہش و خلش اور اک اشتیاق و اضطراب سے پوچھا۔ ''ہاں اے

خداوند شر! وہ کون سی ایسی خبر ہے جس کی دلچسپی ہم تینوں ہی کی ذات سے تعلق رکھتی ہے۔''

عزازیل نے کہا۔ ''میں نے اپنے پانچ[1] ساتھیوں میں سے دو کو یعنی ثبر[2] اور زکنبور کو ایک اہم کام پر روانہ کیا ہے۔ میرے یہ دونوں ساتھی بڑے حوصلے اور قوت والے ہیں، میں تم تینوں کی خوشی کے لیے یہ کہوں کہ ان دونوں کو میں نے تمہارے قدیم دشمن یوناف کی طرف روانہ کیا ہے اور انہیں نصیحت کی ہے کہ وہ یوناف کو اپنے سامنے زیر کریں اور تمہارے ساتھ ٹکرانے اور تمہارے خلاف کام کرنے کی اسے کڑی سزا دیں۔ وہ دونوں آج ہی یہاں سے روانہ ہوئے ہیں اور یوناف کو تلاش کرنے کے بعد اسے کڑی سزا دیں گے، ایسی سزا کہ وہ تم تینوں کے خلاف حرکت میں آنے کے سارے ارادوں کو بھول جائے گا۔''

عارب نے تاسف کرنے کے انداز میں کہا۔ ''کاش میں بھی اس وقت وہاں ہوتا جس وقت ثبر اور زکنبور یوناف پر وارد ہوں گے، وہاں میں یوناف کی بے بسی دیکھتا اور ....''

عارب کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ ضحاک ان کی طرف آ رہا تھا۔

عزازیل اٹھ کر باہر نکل گیا۔ عارب، بیوسا اور نبیطہ پہلے کی طرح باتوں میں مصروف ہو گئے تھے۔

OOO

1۔ ابلیس کے ان پانچ ساتھیوں کا ذکر علامہ ابن جوزی نے اپنی کتاب ''تلبیس ابلیس میں تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔

2۔ عزازیل کے ساتھیوں میں سے دو ساتھی۔

قوم ثمود میں جندع بن عمرو اور نابت کے ساتھ رہتے ہوئے یوناف کو دو یوم ہو گئے تھے۔ اس دوران وہ حضرت صالحؑ پر ایمان بھی لے آیا تھا اور اب گھر کے ایک فرد کی طرح وہ جندع اور نابت کے ساتھ ان کے کھجور اور قرظ کے باغات میں کام بھی کرنے لگا تھا۔

تیسرے روز یوناف، نابت اور جندع اپنے شہر حجر سے نکل کر باغات کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں پانی کے ایک ذخیرے کے پاس سے گزرتے ہوئے نابت نے یوناف کی طرف دیکھ کر کہا۔

''قوم ثمود میں پانی کا یہ واحد ذخیرہ ہے جہاں سے پینے اور دیگر استعمال کا پانی حاصل کیا جاتا ہے، اس وادی میں صرف ایک ہی چشمہ ہے جس کا پانی یہاں جمع کیا جاتا ہے۔''

یوناف جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ جندع نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یوناف! یوناف میرے بیٹے! تم اور نابت باغات کی طرف چلو، میں ریوڑ کو چرنے کے لیے چھوڑ کر آتا ہوں۔''

جندع جب ریوڑ کو لے کر دائیں طرف چلا گیا تو باغات کی طرف جاتے ہوئے یوناف نے نابت سے پوچھا۔

نابت! نابت! کیا ریوڑ کے جانوروں کو یونہی کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے، کیا ان ریوڑوں کو کوئی ہانک کر نہیں لے جاتا ہے؟''

نابت نے کہا۔

"یہاں ریوڑ کی چوری یا اس کے کھو جانے کا کوئی خطرہ نہیں۔ سب لوگ اپنے اپنے ریوڑ چرنے کے لیے چھوڑ آتے ہیں اور شام کے وقت سب اپنے ریوڑوں کو ہانک کر لاتے ہیں۔ اگر کوئی نہ لینے جائے تو عموماً ریوڑ خود ہی اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔"

باتیں کرتے کرتے دونوں باغات میں داخل ہو کر کام کرنے لگے۔ تھوڑی دیر میں جندع بھی وہاں آ گیا اور تینوں مل کر کھجوروں اور قرظ کے ڈھیر لگانے لگے۔

کھجوروں کے ڈھیر کے پاس نابت اور جندع کے ساتھ کھڑے یوناف اچانک چونک اٹھا ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا پھر اس نے سنجیدہ آواز میں کہا۔

"یوناف! یوناف! سنبھلو! عزازیل کے دو ساتھی شبر اور زکنبور جو جنات سے ہیں تمہاری طرف آ رہے ہیں، ان دونوں کو عزازیل نے تمہاری طرف روانہ کیا ہے اور اس نے ایسا عارب کے کہنے پر کیا ہے۔ عارب تم سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ سنو یوناف! شبر اور زکنبور تھوڑی دیر میں یہاں پہنچنے والے ہیں۔ وہ اس باغ کے اندر انسانی صورت میں تمہارے سامنے آئیں گے اور تم سے مقابلہ کر کے تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔"

یوناف نے کہا۔

ابلیکا! ابلیکا! میری حبیبہ! تم جندع اور نابت کے گرد حصار کھینچ کر ان دونوں کو محفوظ کر دو میں شبر اور زکنبور سے مقابلہ کروں گا۔"

اسی وقت شبر اور زکنبور باغ میں ذرا فاصلے پر نمودار ہوئے۔ پھر وہ دونوں آہستہ آہستہ یوناف کی طرف بڑھے۔ اس موقع پر ابلیکا نے پھر یوناف سے کہا۔

"یوناف! تم نابت اور جندع دونوں کو حصار کے اندر رہنے کو کہہ دو کیونکہ اس وقت وہ دونوں جہاں کھڑے ہیں وہاں ان کے گرد میں نے حصار کھینچ دیا ہے۔"

یوناف نے فوراً شبر اور زکنبور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نابت کو مخاطب کر کے کہا۔

"نابت! نابت! وہ دیکھو باغ میں میرے دو قدیم دشمن داخل ہوئے ہیں، وہ میرے ساتھ حرب آزما ہوں گے۔ تم دونوں ماموں بھانجی جہاں ہو وہیں بیٹھ جاؤ، حالات کچھ بھی ہو جائیں تم دونوں اپنی جگہ نہ چھوڑنا ورنہ تم دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے یہ سمجھ لو کہ تم دونوں کے گرد ایک طلسمی حصار ہے، جسے یہ دونوں آنے والے عبور کر کے تمہیں نقصان

نہ پہنچا سکیں گے۔ اگر تم دونوں اپنی جگہ سے ہل گئے تو پھر سمجھ لو یہ دونوں آنے والے تم دونوں کا خاتمہ کر دیں گے۔"

نابت اور جندع بن عمرو فوراً وہاں بیٹھ گئے، ساتھ ہی نابت نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ہم دونوں ماموں بھانجی اپنی جگہ سے نہ ہلیں گے۔"

اتنی دیر میں شبر اور زکنبور یوناف کے سامنے آ کھڑے ہوئے، پھر بلند آواز میں ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے یوناف نے کہا۔

"اے شبر! اے زکنبور! اس باغ کے اندر تم دونوں کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ خداوند قادر و قدوس کی قسم! میں تمہارے سیاہ عزائم کو پورا نہ ہونے دوں گا۔"

شبر نے زہریلے لہجے میں کہا۔ "اے سراپا فسوں و افسانہ انسان! ہم تو تیری قسمت کو برگشتہ اور تیرے مقدر کو دلسوز و دارستہ کرنے آئے ہیں، ہمیں کسی نے بھیجا ہے کہ تمہیں رنجور وحزیں، راہوں کا غبار، ہجر کی شام اور دکھ کا سیل بنا کر رکھ دیں۔ کیا تو اپنے آپ کو ہمارے حوالے کرتا ہے یا ہم دونوں قضا کے ساربان اور اجل کے کارواں کی طرح خود آگے بڑھ کر تجھ پر وارد ہوں، اور پیاس کے اک صحرا کی طرح تیرے اصنام خیال کا طلسم توڑ کر رکھ دیں۔"

یوناف نے آہستگی، سادگی اور بے ساختگی سے کہا۔

"اے نسل آدم کے دشمنو! خونخوارو! فسادیو! آگے بڑھ کر دیکھو میں کس طرح تم دونوں کی حالت ملول و تنہا سلگتی، کراہتی زندگی اور نوحہ کناں ہواؤں جیسی کرتا ہوں۔"

اس بار زکنبور نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "تو ایسا جری و قوی تو نہیں کہ ہم پر ستم دریدگی، زخم کی پر آشوبی، درماں طلبی و بے چارگی طاری کر دے۔ ہم دونوں اپنی پوری حقارت و برہمی میں تیری نیت کا سارا فساد نکال کر رکھ دیں گے۔"

اس موقع پر یوناف کے کانوں میں ابلیکا کی رس گھولتی ہوئی آواز آئی۔

"یوناف! یوناف! میرے حبیب آگے بڑھو اور ان پر ضرب لگاؤ۔ اپنے دائیں ہاتھ سے شبر پر ضرب لگانا اور بایاں ہاتھ ضرب لگاتے کے انداز میں زکنبور کی طرف بڑھا دینا تا کہ انہیں یہ احساس ہو کہ تم نے بیک وقت دونوں کو اپنا نشانہ بنایا ہے ورنہ شبر پر تمہارا وار

پڑے گا اور زنکبور پر میں خود ضرب لگاؤں گی۔ اے میرے صدیوں کے ساتھی! پہلے میں ایسے کاموں سے احتراز و پہلو تہی کرتی تھی کہ کہیں تمہارے ساتھ میری موجودگی کا کسی کو احساس نہ ہو جائے لیکن اب جبکہ میرا تمہارے ساتھ ایک روحانی رشتہ ہے میں ایسا کرنے پر مجبور ہوں، اگر میری ذات اور میری موجودگی کا کسی کو احساس بھی ہو گیا تو دیکھا جائے گا کیا بنتا ہے۔ اگر تمہارے ساتھ میری موجودگی کی کسی کو خبر ہو گئی تو وہ مجھ پر قابو پا کر مجھے تم سے علیحدہ کرنے کی کوشش بھی کر سکتا ہے۔ بہر حال یہ دور کی بات ہے، اس وقت تم آگے بڑھو کہ ان پر مل کر ضرب لگائیں۔''

یوناف فاتحانہ انداز میں آگے بڑھا اس قدر دلیری اور بے باک انداز میں یوناف کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر شبر اور زنکبور دونوں ہی دنگ رہ گئے۔ پھر یوناف نے ایک مافوق البشر زقند لگائی۔ اس موقع پر وہ اپنی لاہوتی و ماورائی قوتوں کو حرکت میں لایا تھا اپنے دائیں ہاتھ کی ضرب اس نے شبر پر لگائی اور اسی لمحہ بایاں ہاتھ زنکبور کی طرف بڑھا دیا۔ یوناف کی ضرب سے شبر لڑکھڑاتا ہوا دور جا گرا جس وقت زنکبور کی طرف یوناف کا ہاتھ بڑھا تھا، اسی لمحہ ابلیکا نے اس پر ایک ایسی زور دار ضرب لگائی تھی کہ زنکبور اچھلتا اور بل کھاتا ہوا کھجور کے ایک درخت سے جا ٹکرایا تھا۔ شبر اور زنکبور دونوں ہی اپنی حالت پر حیرت و پریشانی کے عالم میں یوناف کی طرف دیکھے جا رہے تھے۔ ان دونوں کی حالت ان طیور جیسی تھی جو اپنی چونچیں اپنے پروں کے اندر دے کر گہری گھمبیر سوچوں کے الجھاؤ میں کھو کر رہ گئے ہوں۔ فضاؤں میں ایسی خاموشی طاری تھی گویا گئے موسموں کو اندر ہی اندر روتے پیڑ دعائیں مانگنے لگے ہوں کہ کوئی بولے، کوئی دھڑکے اور کوئی بھڑکے کہ بے جان اور بے حس فضاؤں پر چور چور کر دینے والی اعضاء شکنی طاری ہو جائے۔

شبر اور زنکبور دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر زنکبور نے اس پریشانی اور جستجو کی حالت میں شبر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''شبر! شبر! میرے دوست! قسم عزازیل کی۔ یوناف نام کا یہ جوان اپنی ذات میں اکیلا نہیں ہے۔ اس کے ساتھ اس کی ہم نوا کوئی اور قوت بھی ہے جو اس کے ساتھ ساتھ ہی سیل کی بلا خیزی اور شور جاں فروشاں کی طرح ضرب لگاتی ہے اور ضرب بھی ایسی کاری اور غضب کی قوت والی کہ دل پر خزاں کے برگ کا کرب اور مرگ ناگہاں کا غبار طاری کر کے رکھ دے۔''

شبر اور زنکبور ابھی تک پہلی ضرب کے کرب میں ہی مبتلا تھے کہ یوناف ظفر مندانہ انداز میں پھر آگے بڑھا۔ اپنا بایاں ہاتھ زنکبور کی طرف کھینچ مارا اور دائیں ہاتھ کی ضرب شبر پر لگائی۔

شبر نے یوناف کے اس وار سے بچنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ یوناف کی ہتھوڑے جیسی ضرب اس کی گردن پر پڑی اور وہ پراگندہ توازن ہو کر دور جا گرا۔ اسی لمحہ ابلیکا بھی ضرب لگا چکی تھی اور زنکبور اس طرح شبر کے اوپر جا کر گرا تھا جیسے کسی نے اسے ہوا میں اچھال کر بری طرح شبر کے اوپر پٹخ دیا ہو۔

دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور زنکبور نے شبر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے ہمدم دیرینہ! قسم عزازیل کی۔ یہ کوئی عام سا انسان نہیں ہے۔ یہ مجھے کوہستانوں جیسا سخت جان اور بدن کے عضو عضو کے پیچ کھول دینے والا انسان لگتا ہے۔ یہ عجیب سا نیر شناس اور سحر کار جوان ہے۔ کیا اس نے ہماری حالت رزق کرگساں اور بے نام و نسب لوگوں جیسی نہیں کر دی۔ شبر! شبر! میرے ہمدم! آؤ انسانی صورت سے نکل کر اپنی اصلی حالت میں آئیں اور یوناف کا خاتمہ کر دیں۔''

شبر نے تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا۔ ''زنکبور! میرے دوست! تم بھول رہے ہو۔ اس جوان کو تم موت کے گھاٹ نہیں اتار سکتے۔ کیا عزازیل نے کہا نہ تھا کہ یوناف نام کے اس جوان پر لاہوتی عمل ہو چکا ہے۔ یہ آدمؑ کے وقت سے ہے اور مقررہ وقت تک ایسا ہی رہے گا اور یہ مقررہ وقت صدیوں پر محیط بھی ہو سکتا ہے۔ اے زنکبور! اس بات کو اس عمل میں تم یوں بھی کہہ سکتے ہو کہ یوناف کا ناسوت (جسم) اپنی موت مر چکا ہے۔ اب وہ لاہوت کے عمل کے باعث زندہ و متحرک ہے اور یہ زندگی اور تحریک کب تک رہے گی اس کا علم تمہیں اور مجھے نہیں ہے اور سنو! اپنے لاہوتی عمل کے باعث یوناف کے پاس کچھ لاہوتی اور سری قوتیں بھی ہیں جن سے کام لے کر وہ نہ صرف اپنا دفاع کر سکتا ہے بلکہ ہم پر جارحانہ انداز میں وارد بھی ہو سکتا ہے، اگر ہم اپنی طبعی اور جناتی صورت میں بھی اس پر حملہ آور ہوئے تو ہمیں ناکامی ہو گی کیونکہ یوناف کوئی عام انسان نہیں جو ہمارے سامنے مغلوب ہو جائے۔''

زنکبور نے کہا۔ ''لیکن ہمیں اپنی کوشش تو کر دیکھنی چاہیے۔ اگر اس پر ہماری کوئی کوشش کارگر نہ ہوئی تو اس کے ساتھ جو ادھیڑ عمر کا شخص اور وہ جو حسین نوخیز لڑکی ہے ان دونوں ہی

کا خاتمہ کرتے جائیں گے۔"

شبر نے فوراً تائید کرتے ہوئے کہا۔ "ہاں، ہمیں کم از کم ایسا تو ضرور کرنا چاہیے، آؤ پھر اپنی طبعی حالت میں ان کے خلاف حرکت میں آتے ہیں۔"

اس موقع پر ابلیکا نے فوراً یوناف سے کہا۔

"یوناف! میرے حبیب! عزازیل کے یہ دونوں ساتھی تمہارے ہاتھوں بری طرح پٹنے کے بعد اب اپنی طبعی حالت میں تمہارے خلاف حرکت میں آنے والے ہیں۔ سنو! میں نے تمہارے گرد حصار کھینچ دیا ہے تم اس حصار کے اندر بالکل کسی ستون اور چٹان کی طرح خاموش کھڑے رہو۔ میرے حبیب! میں جانتی ہوں تم میں اس قدر لاہوتی اور سری قوتیں ہیں کہ تم ان دونوں سے ان کی طبعی حالت میں بھی نمٹ سکتے ہو لیکن میں چاہتی ہوں کہ تم ساکن و بے حرکت کھڑے رہو اور میں ان سے نمٹوں، اس طرح یہ دیکھ کر ان پر اور زیادہ دہشت و خوف طاری ہو جائے گا کہ تم کوئی حرکت و جنبش کیے بغیر ان دونوں کو بھگانے اور ان سے نمٹنے کی ہمت و جرأت رکھتے ہو۔"

یوناف مسکرا دیا اور ابلیکا کی تائید کرتے ہوئے بولا۔

"اے میری روحانی رفیقہ! اگر تم ایسا چاہتی ہو تو یوں ہی سہی۔ اس بار میں تمہیں ضرب لگانے کا موقع فراہم کرتا ہوں۔"

پھر یوناف نے شبر اور زکنبور کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی کھولتی اور قہر برساتی ہوئی آواز میں کہا۔

"اے عزازیل کے غلیظ گماشتو! اپنی طبعی حالت اختیار کر کے مجھ پر حملہ آور ہونے میں دیر نہ کرو۔ پھر دیکھو میں کیسے صدائے ناقوس بن کر تم پر چھا جاتا ہوں اور کس طرح تمہیں دھان جان کر موسل سے کوٹتا ہوں۔ اپنی طبعی حالت میں آؤ کہ میں تمہیں بے کفن و بے گور کروں اور تمہیں غول سراب جان کر تمہارے خوب کو ناخوب اور تمہاری سری قوتوں کو غبار آلود و داغدار کر دوں۔"

شبر اور زکنبور فوراً وہاں سے غائب ہو گئے۔ ان کے اس طرح آنکھوں سے اوجھل ہو جانے پر جندع اور نابت دونوں پریشان اور خوفزدہ ہو گئے۔ اچانک فضا میں شبر اور زکنبور کی بے حد ہولناک چیخیں بلند ہوئیں۔ شاید وہ یوناف کی طرف بڑھتے ہوئے ابلیکا کے کھینچے

ہوئے حصار کے قریب آ گئے تھے اور وہاں انہیں کسی تکلیف اور اذیت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

جس وقت فضا میں شبر اور زکنبور کی چیخیں بلند ہوئیں، اسی وقت ابلیکا کی طرف سے آگ کا ایک طوفانی بگولہ سا شبر اور زکنبور کی طرف لپکا اور ان کی چیخوں اور کراہوں میں اور اضافہ ہو گیا۔ ابلیکا نے اس موقع پر یوناف کے کان میں کہا۔

"یوناف! یوناف! شبر اور زکنبور دونوں یہاں سے ہٹ کر نابت اور جندع کی طرف گئے ہیں، دیکھو میں انہیں وہاں سے بھی کیسے مار بھگاتی ہوں۔"

تھوڑی دیر بعد جندع اور نابت کے پاس بھی آگ کا ایک طوفانی بگولہ شبر اور زکنبور پر حملہ آور ہوا اور وہ دونوں کراہ آمیز چیخیں بلند کرتے ہوئے وہاں سے بھاگ گئے۔

ابلیکا پھر واپس یوناف کے پاس آئی اور طائر خوش نما و خوش نوا جیسی آواز میں کہا۔

"یوناف! یوناف! وہ دونوں بھاگ گئے ہیں، اب وہ دونوں آئندہ تم پر حملہ آور ہونے کی کوئی نئی کوشش نہ کریں گے۔"

یوناف اپنی جگہ سے حرکت کر کے نابت اور جندع کے پاس آیا۔ نابت نے پریشانی اور حیرت سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ دونوں وحشی انسان جو یوں آپ پر حملہ آور ہوئے اور پھر آپ سے پٹنے کے بعد وہ دونوں دھوئیں کی طرح فضا میں غائب ہو کر شاید آپ پر دوبارہ حملہ آور ہوئے تھے اور شاید آپ کی طرف سے لپکتے شعلوں نے ان کو مار بھگایا، کون تھے؟"

یوناف نے کہا۔

"یہ دونوں عزازیل کے گماشتے ہیں اور انسان کے ازلی دشمن ہیں، میری ان سے پرانی عداوت ہے۔ یہ مجھ سے مار کھانے کے بعد اپنی طبعی حالت میں مجھ پر حملہ آور ہو کر مجھے زیر کرنا چاہتے تھے۔ پر میرے قبضے میں بھی اک سری اور ماورائی قوت ہے جس کی وجہ سے میں نے ان دونوں کو یہاں سے مار بھگایا ہے۔ وہ دونوں شیطانی کارندے تم دونوں ماموں بھانجی پر بھی حملہ آور ہونا چاہتے تھے لیکن میری طرف سے لپکتی آگ نے ان دونوں کے ہر ارادے کو ناکام بنا دیا۔"

اس بار جندع نے کہا۔

"یوناف! میرے بیٹے! میں سمجھتا ہوں جس کے تم محافظ ہو، اسے کوئی بھی ماورائی و دیدہ

و نادیدہ قوت نقصان وگزند نہیں پہنچا سکتی۔“

یوناف نے جندع اور نابت کو ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا۔

”اب جبکہ وہ دونوں جہنمی کارندے یہاں سے ناکام و نامراد بھاگ گئے ہیں، آؤ ہم اپنا معمول کا کام شروع کریں۔“

جندع اور نابت دونوں اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ تینوں پہلے کی طرح کھجوریں اور قرظ اکٹھی کر کے ایک جگہ جمع اور ڈھیر کرنے لگے!

○

قوم ثمود کا سب سے بڑا سردار اور نابت کا باپ ابورغال[1] اپنی حویلی کے دیوان خانے میں بیٹھا ہوا تھا کہ قومِ ثمود کے سورما اور ناقابل تسخیر پہلوان مصدع بن مہرج اور قدار بن سلف آئے اور ابورغال کے سامنے ایک نشست پر بیٹھ گئے۔

دیوان خانے میں چند ثانیوں تک نقش پائے رہرواں اور گمشدہ نشانات کی سی خاموشی طاری رہی، پھر مصدع نے ابورغال کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ”اے بزرگ سردار! ہم شرمندگی کے باعث دو دن تک تمہارے پاس نہ آسکے اس لیے کہ......“

ابورغال نے مصدع کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ ”مجھے اطلاع مل گئی تھی کہ ہمارے شہر میں داخل ہونے والے کسی اجنبی جوان نے تم دونوں کو زیر کر کے اور مار مار کر شہر کی طرف بھگا دیا تھا اور ہاں! مجھے یہ اطلاع بھی مل چکی ہے کہ وہ اجنبی جوان کہ جس کا نام یوناف ہے، ان دونوں میری بیٹی نابت اور اس کے ماموں جندع کے پاس رہ رہا ہے، مجھے یہ سن کر سخت دکھ اور صدمہ ہوا تھا کہ اس اجنبی جوان نے تم دونوں کو مار مار کر بھگا دیا جبکہ تم دونوں قوم ثمود کے طاقت ور ترین آدمی ہو، ایسا لگتا ہے وہ جوان لوہے اور پتھر کا بنا ہوا ہے۔ کاش! تم دونوں ان چٹانوں کے اندر جندع بن عمرو کو قتل کر دیتے تو اس وقت میری بیٹی نابت میرے پاس ہوتی۔ سنو۔ سنو میرے عزیز جوانو! میں نے اپنے معبدوں کے بڑے پجاریوں ذوآب بن عمرو اور رباب[2] بن صغر کو بلایا ہے، میں ان کے ساتھ مشورہ کرنا چاہتا ہوں، میری

۱۔ قصص القرآن میں یہ نام ابورغال ہی لکھا ہے۔

۲۔ ذوآب بن عمرو اور رباب بن صغر ہی قوم ثمود کے وہ بڑے پجاری تھے جنہوں نے قوم ثمود کو گمراہ کیا اور لوگوں کو صالحؑ پر ایمان لانے سے باز رکھا۔ (قصص القرآن)

خواہش ہے کہ قوم ثمود میں صالحؑ کے ساتھ ساتھ اس اجنبی جوان کا بھی خاتمہ کر دیا جائے۔“

ابورغال کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ دیوان خانے میں قوم ثمود کے بت خانے کے بڑے پجاری ذوآب بن عمرو اور رباب بن صغر داخل ہوئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی ان کے احترام اور تقدس میں ابورغال، مصدع اور قدار تینوں اٹھ کھڑے ہوئے، جب وہ دونوں بڑے پجاری بیٹھ گئے تو وہ تینوں بھی اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے، پھر ابورغال نے دونوں پجاریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ”پہلے ہماری قوم میں صالحؑ کی صورت میں صرف ایک ہی مصیبت اور دشواری تھی کہ وہ ہمارے آبائی بتوں اور رسم و رواج کو جھٹلا کر صرف ایک خدا کی عبادت کرنے کو کہتا ہے لیکن اب قوم ثمود پر ایک اور ابتلا و مصیبت آن پڑی ہے اور وہ ایک اجنبی جوان یوناف ہے اور اس اجنبی جوان نے مصدع اور قدار دونوں کو مار مار کر شکست خوردہ کر دیا تھا، حالانکہ سب لوگ جانتے ہیں کہ قوم ثمود میں طاقت و قوت میں مصدع اور قدار جیسا اور کوئی بھی نہیں ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ وہ یوناف نام کا اجنبی جوان مصدع اور قدار کو نیچا دکھانے کے بعد جندع بن عمرو کے پاس مستقل طور پر رہنے لگا ہے۔“

ذرا رک کر نابت کے باپ ابورغال نے پھر کہا۔ ”اے مقدس پجاریو! تم دونوں بے مثل ساحر بھی ہو۔ تمہارا سحر آج تک صالحؑ کے خلاف کامیاب اور سودمند نہیں ہوا لیکن کیا تمہارا طلسم قوم ثمود میں داخل ہونے والے اس اجنبی جوان کے خلاف بھی کامیاب ثابت نہیں ہو سکتا، جو جندع کے پاس آ کر رہنے لگا ہے، مجھے خدشہ ہے کہ کہیں جندع میری بیٹی نابت کی شادی اس یوناف نام کے جوان سے نہ کر دے، اگر ایسا ہوا تو بہت برا ہو گا کیونکہ میں ہر حال میں نابت کی شادی سلول سے کرنا چاہتا ہوں وہ میری بہن کا بیٹا ہے۔“

دونوں بڑے پجاریوں میں سے رباب بن صغرہ نے کہا۔ ”ہمارا طلسم صالحؑ پر اس لیے ناکام نہیں رہا کہ صالحؑ خدا کا رسول ہے بلکہ ہمارا سحر اس لیے اس کے خلاف ناکام رہا کہ وہ ہم سے بھی بڑا ساحر ہے اور صرف ہم دونوں ہی نہیں بلکہ بڑے سے بڑا ساحر بھی صالحؑ کے خلاف کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ سوتے جاگتے میں صالحؑ کا سحر اس کی حفاظت کرتا ہے، اس لیے ہمارا طلسم اس کے خلاف کامیاب نہیں ہوتا۔ اے سردار! ہم ابھی تک جندع بن عمرو کے خلاف اپنا طلسم استعمال کر کے تمہاری بیٹی کو واپس لا سکتے تھے لیکن تم

مجھے تم دونوں سے کوئی شکوہ اور گلہ نہیں کہ تم دونوں جندع کو قتل کر کے مجھے میری بیٹی واپس نہ دلا سکے۔ اب دونوں پجاریوں نے صالحؑ کو ختم کرنے کا راستہ تلاش کر لیا ہے، اس کے بعد وہ اپنے سحر سے کام لے کر جندع اور یوناف کا بھی خاتمہ کر دیں گے اور ان دونوں کے خاتمے کے بعد میری بیٹی نابت مجھے واپس مل جائے گی اور میں اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق اس کی شادی سلول سے کر سکوں گا۔

مصدع بن مہرج اور قدار بن سلف بھی اٹھے اور وہاں سے چلے گئے۔

○

رات۔۔۔خزاں کی خنک رات ہواؤں کے منہ سے نقاب سرکاتی اپنے دب اکبر، طوق و سلاسل، تہمت و بہتان، زنجیر و سلاسل کے ساتھ پاؤں کو بی کرتی ہوئی بھاگی جا رہی تھی۔ مشرقی کوہستانوں کی چوٹیوں کے اس پار سے فجر کی زردی سرخی میں بدل رہی تھی کہ نرم و شیتل اور طلائے احمر جیسی سحر کے آثار واضح ہونے لگے تھے۔ شیشے کی طرح شفاف و بے داغ آسمان خاموش تھا، بیکراں رات کے سینے میں چاند کی کرنوں کے تیر ہجوم کر رہے تھے۔

ایسے میں یمن کے بادشاہ ضحاک کے محل میں شبر اور زکنبور اس کمرے میں نمودار ہوئے جہاں عزازیل ضحاک کے بڑے باورچی کی حیثیت سے قیام پذیر تھا، جونہی وہ اس کمرے میں نمودار ہوئے مسہری پر لیٹا عزازیل اٹھ کھڑا ہوا اور شبر و زکنبور کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا۔ ''اے میرے عزیزو! تم میرے لیے کیا خبر لے کر آئے ہو؟''

شبر اور زکنبور دونوں میں سے کسی نے بھی کوئی جواب نہ دیا تاہم ان دونوں کی گردنیں ندامت سے جھک گئی تھیں۔

عزازیل نے تاسف سے کہا۔ ''آہ! تم دونوں کا انداز بتایا ہے کہ تم یوناف سے نمٹنے اور اسے کوئی نقصان پہنچانے میں ناکام رہے ہو۔''

اس بار زکنبور نے کہا۔ ''اے ہمارے آقا! یوناف نام کا وہ جوان انتہائی طاقتور اور سری قوتوں کا مالک ہے ہم نے پہلے مل کر انسانی صورت میں اس پر حملہ کیا لیکن اس نے ہمیں ایسا مارا کہ ہم لاچار ہو گئے۔ ناچار ہم نے اپنی طبعی صورت اختیار کر کے اس پر حملہ کیا لیکن

اس میں بھی ہم ناکام رہے۔ وہ ایک جگہ چٹان و ستون کی صورت کھڑا رہا۔ ہم اس کے نزدیک بھی نہ جا سکے اور ہم پر ایسی آگ لپکی جو ہمارے جسموں کو پگھلائے دیتی تھی حالانکہ عام آگ ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔''

''اے آقا! لگتا ہے وہ کوئی انسان نہیں بلکہ چٹانوں اور پتھروں سے ڈھلا ہوا ناقابل تسخیر شاہکار ہو۔ اے آقا! ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ جوان ہمارے بس کا نہیں، ایسا لگتا ہے اس کے قبضہ میں کوئی بے کنار و لامحدود قوت ہو۔''

عزازیل نے کہا۔ ''مجھے پہلے ہی امید تھی کہ تم دونوں ناکام رہو گے، اچھا تم جاؤ، ضرورت کے وقت میں تمہیں بلا لوں گا۔''

شبر اور زکنبور وہاں سے غائب ہو گئے جبکہ عزازیل پہلے کی طرح اپنی مسہری پر دراز ہو گیا تھا۔

○

رات، صبح کے سنہری گالوں کو بوسے دیتی ہوئی رخصت ہو رہی تھی، پھر سورج کے طلوع ہوتے ہی خاموش و ویران خلوتیں اور ہر دریچے کا اجاڑ انتظار آزادی و سرفرازی کی طرح بارونق اور قرار و قول کی شمعوں جیسا درخشاں ہونے لگا، ہر چاند سے چہرے کا نور، برہنہ پنڈلیوں کی آگ اور ہر آہنی بازو کی قوت عیاں و نمایاں ہونے لگی۔ چاروں طرف بکھرتی روشنی نے اداس اور ادھورے ماحول کو ریشم و بلور جیسا شفاف، قرب کی سرشاری جیسا پرکشش اور مقدس صحیفوں کی آیتوں جیسا درخشاں کر دیا تھا۔

یوناف، نابت اور جندع کے ساتھ باغ میں کام کر رہا تھا جس وقت وہ ایک کھجور کو ہلا کر کھجوریں گرا رہا تھا، ذرا فاصلے پر نابت اور جندع کھجوروں کو ایک جگہ جمع کر رہے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہا۔

''یوناف! یوناف! آج کا دن تمہارے لیے انتہائی اہم اور ذمہ داری کا دن ہے۔''

یوناف نے ازراہ تمسخر پوچھا۔

''کیوں، آج کا دن میرے لیے کیوں اہم ہے، کیا تم قوم ثمود سے میرا کوچ کرا کے میرے سارے جذبوں اور ولولوں کا خون تو نہیں کرنا چاہتیں؟''

ابلیکا نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

''نہیں میرے حبیب! ایسی بات نہیں ہے، قومِ ثمود کے بڑے سردار اور نابت کے باپ ابورغال نے قوم ثمود کے بڑے پجاریوں ذوآب بن عمرو اور رباب بن صغرہ کے ساتھ مل کر صالحؑ کے خلاف ایک انتہائی گھناؤنا اور مکروہ بدترین فیصلہ کیا ہے اور تمہیں ان کے اس فیصلے کو ناکام و نامراد بنانا ہوگا۔''

یوناف بے تابی و بے چینی سے پوچھا۔

''ان بدبختوں نے مل کر حضرت صالحؑ کے خلاف کیا فیصلہ کیا ہے؟''

ابلیکا نے کہا۔

''سنو یوناف! حضرت صالحؑ دن کے وقت تبلیغ کی غرض سے نواحی بستیوں کی طرف چلے جاتے ہیں اور شام کے وقت جب اندھیرا ہو جاتا ہے تو لوٹتے ہیں ابورغال نے دونوں بڑے پجاریوں کے مشورے اور ترغیب سے اپنے بھانجے سلول کی سرکردگی میں دس ایسے جوان مقرر کیے ہیں جو آج شام شمال کوہستانوں کے اندر اس راستے پر گھات میں بیٹھ جائیں گے جس پر سے صالحؑ لوٹتے ہیں۔ پھر یہ سلول کی سرکردگی میں کام کرنے والے جوان صالحؑ پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیں گے۔ سنو یوناف! یہ سلول وہی ہے جس کے ساتھ ابورغال نابت کی شادی کرنا چاہتا ہے۔''

یوناف نے غصے اور کرب سے کہا۔

''قسم مجھے اپنے رب کی جو خطا بخش اور خطا پوش ہے، میں انہیں ایسا نہ کرنے دوں گا۔ صالحؑ کے قتل کا ارادہ رکھنے والے سارے جوانوں کے عزم کو میں بے روش و بے مایہ کر دوں گا۔ ان کے اسرارِ حیات، پروازِ تخیل، صبحِ نجات کو افسانہ خونی میں بدل دوں گا۔ ابلیکا! ابلیکا! جس وقت یہ جوان حضرت صالحؑ کے قتل کے لیے گھات لگائیں گے اس وقت میں بھی ان کے اوپر کوہستان پر موجود رہوں گا اور ان پر ایسا وار کروں گا کہ ان کی ساری استقامت و استواری، امید و انتظار اور آرزو طلبی کو الوداعی شام، دشتِ عدم اور صحرا کے خشک پیاسے نخل جیسا کر دوں گا، ابلیکا ابلیکا! میں صالحؑ کو ان آوارہ مزاج اور کافر صفت جوانوں کے ہاتھوں نقصان نہ پہنچنے دوں گا۔ میں ان سب کا وہیں پر خاتمہ کر دوں گا جہاں وہ گھات میں بیٹھیں گے۔''

ابلیکا نے تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا۔

''لیکن میرے حبیب! ان کا خاتمہ اس طریقے سے کرنا کہ تم ان کے سامنے نہ آؤ اور کسی کو یہ خبر بھی نہ ہو کہ ان کے قاتل تم ہو۔ اگر قوم ثمود کو خبر ہو گئی کہ ان کے گھات میں بیٹھنے والے جوانوں کا قتل تم نے کیا ہے تو سن رکھو! قوم ثمود تمہیں یہاں نہ رہنے دے گی جبکہ تمہارا ابھی یہاں رہنا ضروری ہے کیونکہ ابھی تک عارب، بیوسا اور نبیطہ بھی بدی اور برائی پھیلانے کے لیے حرکت میں نہیں آئے کہ تمہیں ان کی طرف جانے کی ضرورت درپیش ہو۔ اس کے علاوہ جندع اور نابت کی حفاظت کے پاسبانی کے لیے بھی تمہارا یہاں رہنا ضروری ہے کیونکہ نابت کو حاصل کرنے کے لیے اس کا باپ ابورغال کسی نہ کسی طریقے سے جندع کو ٹھکانے لگانے کی کوشش کرے گا اور ایسے حالات میں تم یہاں رہ کر جندع اور نابت دونوں کی حفاظت کر سکتے ہو، ابورغال کھل کر جندع کے خلاف حرکت میں نہیں آ سکتا کیونکہ ایسی صورت میں قوم ثمود خانہ جنگی کی تباہی کا شکار ہو جائے گی۔ اس لیے کہ جندع ایک قبیلے کا سردار ہے اور وہ قبیلہ طاقت و قوت میں سب پر بالا ہے اور جندع کو نقصان پہنچنے کی صورت میں یہی قبیلہ قوم ثمود میں ایک تباہی کھڑی کر سکتا ہے۔''

یوناف نے کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا! صالحؑ کا قتل کا ارادہ رکھنے والے جوانوں کو ٹھکانے لگانے کا میں نے ایک بہترین طریقہ سوچ لیا ہے، ایک ایسا طریقہ کہ نہ میں ان کے سامنے آؤں گا، نہ ہی مجھے کوئی انہیں قتل کرتے ہوئے دیکھ سکے گا سب لوگ یہی سمجھیں گے کہ وہ سب اپنی طبعی موت مر گئے ہیں۔''

ابلیکا نے تیز آواز میں پوچھا۔

''ذرا بتاؤ تو سہی، میں بھی تو تمہارا وہ طریقہ سنوں کہ تم کیسے ان کے خلاف حرکت میں آؤ گے؟''

یوناف نے کہا۔

''ابھی میں تم سے کچھ نہ کہوں گا، تم میرے ساتھ ہی ہو گی، دیکھ لینا کہ میں ان کے خلاف کیسے حرکت میں آتا ہوں اور میرا طریقہ کار یقیناً تم پسند کرو گی۔''

ابلیکا جواب میں خاموش رہی کیونکہ وہاں بنو ثمود کا ایک جوان آیا اور یوناف کے قریب

ہی بیٹھے جندع اور نابت کو مخاطب کر کے یوناف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

''کیا یہی وہ جوان ہے جو تمہارے ہاں رہ رہا ہے جس کا نام یوناف ہے۔''

جندع بن عمرو نے اس جوان کی طرف دیکھتے ہوئے رعب دار آواز میں جواب دیا۔

''ہاں۔ یہی وہ جوان ہے جس کا نام یوناف ہے اور جو ہمارے ہاں رہ رہا ہے، پر تم کیوں اس قدر دلچسپی سے اس کے متعلق پوچھ رہے ہو؟''

اس جوان نے کہا۔

''اے ابن عمرو! اس جوان کو نابت کے باپ ابورغال نے اپنی حویلی میں بلایا ہے، وہاں ابورغال دونوں بڑے پجاری ذوآب بن عمرو اور رباب بن صغرہ، مصدع بن مہرج اور قدار بن سلف اور ابو رغال کا بھانجا سلول بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ کسی اہم مسئلہ پر یوناف سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں، وہ سب بے چینی سے اس کا انتظار کر رہے ہیں اور مجھے انہوں نے اسے بلانے کو بھیجا ہے۔ اے ابن عمرو! یہ معاملہ بڑا سنگین ہے، اس جوان سے کہ جس کا نام یوناف ہے، کہو کہ یہاں سے چلا جائے۔ اگر یہ ایسا نہیں کرسکتا تو کم از کم وقتی طور پر ہی ادھر ادھر ہو جائے۔ اس طرح کم از کم اس کی غیر حاضری سے حالات کی موجودہ سنگینی کچھ کم ہی ہو جائے گی اور اس کی جان بچ جائے گی۔''

نابت نے چلا کر کہا۔

''کون ان کی جان کے در پے ہے۔ اگر انہیں ضرر پہنچانے والوں میں میرا باپ بھی شامل ہے تو سن رکھو، میں اس کے پیٹ میں بھی خنجر گھونپ دوں گی۔''

اس جوان نے منت کرنے کے انداز میں کہا۔

''اے بنت ابورغال! آہستہ بولو۔ اگر کسی کو خبر ہو گئی کہ میں نے تم لوگوں سے اصل حالات کہہ دیئے ہیں تو مجھ غریب کی کھڑے کھڑے چمڑی ادھیڑ دی جائے گی۔''

جندع نے پیار سے اس جوان کو اپنی طرف بلایا۔

''زولاف! زولاف! ادھر میرے پاس آ کر بیٹھو۔''

زولاف نام کا وہ جوان جب جندع کے پاس آ کر بیٹھ گیا تو جندع نے اپنے لباس کے اندر سے نقدی کی ایک چھوٹی سی خریطی نکالتے ہوئے کہا۔

''زولاف! زولاف! دیکھ اس میں قیمتی سکے ہیں۔ یہ اب تیرے ہیں، پر تو مجھے یہ بتا کہ ابورغال کے ہاں وہ لوگ کیوں جمع ہیں اور انہوں نے کس مقصد کے تحت یوناف کو وہاں بلایا ہے۔

زولاف نے فوراً نقدی کی وہ خریطی اپنے قبضے میں کر لی۔ اسے کھول کر اس کے اندر موجود سنہری سکوں کا جائزہ لیا، پھر وہ خریطی اس نے جندع کو لوٹاتے ہوئے کہا۔

''ابن عمرو! اسے اپنے پاس ہی رکھو اور سنو! میں ابورغال کا خدمت گار ضرور ہوں لیکن اس کے خیالات و افکار سے ہرگز اتفاق نہیں رکھتا۔ دیکھ ابن عمرو! تو اور تیری بھانجی دونوں صالحؑ نبی پر ایمان لا چکے ہو۔ اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا کہ بظاہر میں صالحؑ نبی کے مخالفوں اور انکار کرنے والوں کا حامی ہوں لیکن اندر ہی اندر خفیہ طور پر میں تم دونوں کی طرح صالحؑ نبی پر ایمان لا چکا ہوں اور تمہاری طرح مسلمان ہوں۔ اس تفصیل کی ضرورت نہیں۔ میں تمہیں خود ہی سارے حالات کہہ دیتا ہوں۔ سنو! ابورغال! دونوں بڑے پجاری مصدع اور قدار اور سلول سب صالحؑ اور یوناف کے قتل کے در پے ہیں، پہلے ان کا رادہ تھا کہ آج صالحؑ کا خاتمہ کر کے بعد میں یوناف سے نمٹا جائے لیکن اب ابو رغال نے اپنے ارادے میں تبدیلی کر لی ہے اور صالحؑ کے ساتھ ساتھ یوناف سے بھی آج ہی نجات چاہتا ہے۔ اسے خدشہ ہے کہ جندع بن عمرو کہیں اس کی بیٹی نابت کی شادی یوناف سے نہ کر دے جبکہ وہ نابت کو حاصل کر کے اس کی شادی اپنے بھانجے سلول سے کرنا چاہتا ہے۔''

اس موقع پر ابلیکا نے دوبارہ یوناف کی گردن پر اپنا حریری لمس دیا، ساتھ ہی لحن مغنی سروش غیبی اور آبشاروں کی نوا جیسی نغمات سے لبریز آواز میں اس نے کہا۔

''یوناف! یوناف! اس وقت تم ابورغال کے بلانے پر اس کے ہاں مت جاؤ، ایسا نہ ہو وہ تمہیں اور مسائل میں الجھا دے اور تم صالحؑ کی حفاظت اور ان کی مدد کرنے سے رہ جاؤ۔ صالحؑ پر حملہ کرنے والے جوانوں سے نمٹ کر تم ابورغال سے مل لینا، قوم ثمود کے دونوں بڑے پجاری ساحر بھی ہیں لیکن وہ تمہارا کیا بگاڑ سکتے ہیں، تمہارے اپنے پاس لاہوتی و سحری قوتیں ہیں اور پھر میں تمہارے پاس ہوں۔''

ابلیکا خاموش ہوئی تو یوناف نے زولاف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اے زولاف! تم ابورغال کے پاس واپس جاؤ اور اس سے کہو میں اس وقت اس سے

نہیں مل سکتا کہ کام میں مصروف ہوں ہاں جب سورج غروب ہوجائے اور رات چھا جائے تو اس کے ہاں اس سے ملنے ضرور آؤں گا، اب تم جاؤ اور ابو رغال کو میرا یہ پیغام پہنچاؤ۔''

زولاف اٹھا اور چلا گیا۔

جندع بن عمر نے اس کے جانے کے بعد کہا۔

''اگر ابو رغال کو خدشہ ہے کہ میں نابت کی شادی یوناف سے کردوں گا اور اس وجہ سے وہ یوناف کو راستے سے ہٹانا چاہتا ہے تو میں یوناف کی شادی ضرور نابت سے کروں گا۔''

پھر اس نے نابت کو مخاطب کر کے پوچھا۔

''اے میری عزیز بیٹی! اگر آج ہی یہاں سے واپسی کے بعد میں تیری شادی یوناف سے کردوں تو کیا تجھے اس پر کوئی اعتراض ہوگا؟''

جندع کے اس سوال پر اس بنت مہتاب، شاخِ زریں، طراوتِ گل، زہرہ نگار اور شعاع خورشید نابت کے چہرے پر ایک لذت حرف و حکایت، طغیان نشاط، طلسمات شہود، بنت حوا کی ساری فسوں کاری اور اک مدہوشی و طرب ناکی سی بکھر گئی۔ اس نگہت گل و لالہ کے خمارِ نگاہ میں گل پوش و زرفشاں اور ان گنت طرب انگیز جذبوں کا انتشار تھا۔ اس موقع پر نابت کی حالت تیز ہواؤں کے اندر لرزتی کانپتی انگور کی بیلوں جیسی ہوگئی تھی۔ چند ثانیوں تک وہ اپنے خوابیدہ ارادوں کو مجتمع کرتی رہی، پھر اس نیلم و الماس و گہر اور صنم شعلہ جمال نابت نے ناہید نغم اور لحن بلبل کے انداز میں کہا۔

''اے میرے ماموں! یوناف ایک بے مثل و نایاب اور خوبصورت جوان ہیں۔ میں ان کے ساتھ شادی سے کیونکر انکار کرسکتی ہوں؟''

جندع نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''اے بیٹی! میں تیرا ممنون ہوں کہ تو نے میری بات رکھی۔ اپنا کام سمیٹو کہ آج ہم جلدی گھر چلے جائیں تاکہ تم دونوں کے نکاح کا بندوبست کرسکوں۔''

جندع خاموش ہوا تو تاروں بھری رات جیسی حسین نابت نے اپنے آپ کو سنبھالا اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے مہوش کی پائل جیسی آواز میں پوچھا۔

''اب جبکہ میرے ماموں مجھے آپ کے حوالے کر چکے ہیں، اس نسبت سے آپ کی حفاظت اور سلامتی میری ذات کی سب سے مقدم اور مقدس خواہش ہے اور اس رشتے کی

بناء پر میں آپ سے پوچھتی ہوں کہ آپ نے زولاف سے یہ کیوں کہا کہ آج شام کے بعد آپ میرے باپ ابو رغال سے ملنے اس کی حویلی میں جائیں گے۔''

یوناف مسکرا دیا۔

اس مسکراہٹ میں ایک صبح اول کے سربستہ رازوں جیسا سکون اور سرخوشی تھی، پھر اس نے نابت سے کہا۔

''نابت! نابت! آج شام پہلے میں صالحؑ نبی کو قتل کرنے کا ارادہ رکھنے والے جوانوں سے نمٹوں گا، اس کے بعد تمہارے باپ کی حویلی میں جانے سے قبل تم سے گفتگو کر کے اور تمہیں مطمئن کر کے جاؤں گا۔''

نابت نے دوبارہ اک تجسس اور فریب کھائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

''کون جوان کہاں صالحؑ کو قتل کرنا چاہتے ہیں اور آپ اکیلے کہاں ان کی کس طرح حفاظت کریں گے۔''

یوناف نے ایک طرح سے بحث سمیٹتے ہوئے کہا۔

''یہ ساری گفتگو گھر بیٹھ کر آرام سے کریں گے، آؤ پہلے اپنے کام سے نمٹ لیں۔''

نابت خاموش ہوگئی۔

تینوں نے جلدی جلدی اپنا کام نمٹایا اور گھر لوٹ گئے، وہاں شام سے پہلے پہلے خاموشی اور رازداری کے ساتھ جندع بن عمرو نے یوناف اور نابت کا نکاح پڑھا کر دونوں کو رشتہ رفاقت میں باندھ دیا۔

○

یوناف حجر کے شمالی کوہستانی سلسلے کی ایک بڑی اور بلند چٹان کے پاس نمودار ہوا۔ اس وقت آفاق کا مشعل بردار سورج غروب ہوگیا تھا۔ نیچے اس راستے کے کنارے جو نواحی بستیوں کی طرف سے آتا تھا، صالحؑ کو قتل کرنے کے لیے سلول کی سرکردگی میں دس جوان گھات لگا کر بیٹھ چکے تھے، یوناف انہیں بلندی سے واضح طور پر دیکھ سکتا تھا۔

اتنے میں دور اس راستے پر صالحؑ آتے دکھائی دیئے۔ انہیں قتل کرنے کے لیے آنے والے قوم ثمود کے جوان چوکنے اور مستعد ہوگئے۔ اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور پوچھا۔

''دیکھو۔ صالحؑ نبی آرہے ہیں۔ تم قوم ثمود کے ان جوانوں سے کیسے نمٹو گے؟''
یوناف نے کسی فلک کے دربان اور شب گیر حدی خوان کے انداز میں کہا۔
''رب الارباب کی قسم! ان جوانوں میں غم جاوداں، دائمی کسوف، آرزوئے برگشتہ، ہیولوں کا غبار، طوفانِ مہیب، بارش و آلام، حلقہ فتراک اور دامِ بلا کی طرح نازل ہوں گا اور ان کی حالت پراگندہ گلشن کی بزم، جل بجھی شمع، افکارِ پریشان اور مژدہ آلام جیسی کر دوں گا۔ میرا رب جو خالق وقت ہے اور اسیر صبح و شام نہیں، مجھے ان کے خلاف ضرور کامیاب کرے گا۔''

پھر یوناف کسی بادوباراں کے طوفان، کثیف دھوئیں، ہلاکت خیزی، کسی آئندہ مصیبت کے پیش خیمے اور کسی سروشِ غیبی کی طرح حرکت میں آیا اور جس بہت بڑی چٹان کے پاس وہ کھڑا تھا، اسے ایک سعی پیہم اور عزم جواں کے ساتھ اٹھا کر اس نے گھات میں بیٹھے قوم ثمود کے جوانوں پر پھینک دیا۔
فضا میں تاریکی بڑھ رہی تھی اور ہر طرف ایک مہیب سناٹا، جان لیوا احساس کی طرح پھیلتا جا رہا تھا، ہر طرف خاموشی تھی، پھر پتھر گرنے کی آواز بلند ہوئی اور بس!

○○○

یوناف نے بلندی سے جو بڑی چٹان اٹھا کر گرائی تھی، قوم ثمود کے سارے جوان اس چٹان تلے دب کر مر گئے تھے، پھر یوناف اس کوہستان کی بلندی سے غائب ہو گیا اور حضرت صالحؑ وہاں سے محفوظ گزر کر شہر کی طرف چلے گئے۔
تھوڑی ہی دیر بعد یوناف حویلی میں داخل ہوا۔ نابت اور جندع بن عمرو پریشانی اور بے تابی سے اس کا انتظار کر رہے تھے۔ نابت بے چاری یوناف کے انتظار میں کاہش و کسک اور حرب و ضرب کے ہنگامہ جیسی بے چین و پریشان ہو رہی تھی کہ اب وہ یوناف کی بیوی تھی۔
یوناف جونہی ان کے پاس آیا نابت نے اندوہناک سے لہجے میں پوچھا۔
''آپ جس کام کے لیے گئے تھے اس کا کیا ہوا؟''
یوناف نے کہا۔
''نابت! نابت! تم فکر مند نہ ہو، میں نے ان سب جوانوں کا خاتمہ کر دیا ہے جو صالحؑ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ وہ گھات میں بیٹھے تھے کہ میں نے بلندی پر سے ان پر ایک بہت بڑی اور وزنی چٹان گرا دی، اور وہ سب اس چٹان تلے دب کر مر گئے، ان مرنے والوں میں تمہارا پھوپھی زاد بھی شامل ہے۔''
تھوڑی دیر قبل تک یوناف کے انتظار میں خستہ و شکستہ، دلگیر و حزیں، مجبور و ناشاد دکھائی دینے والی کی نابت حالت یوناف کے اس انکشاف پر بالکل بدل گئی۔ اب وہ گنجینۂ اسرار اور مسرت کے خزینوں جیسی خوش اور پرسکون تھی۔

نابت کو مخاطب کر کے یوناف نے پھر کہا۔

''میں تمہارے باپ ابورغال سے مل کر ابھی آتا ہوں۔''

نابت نے چونک کر کہا۔

''وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے، جسے آپ سے کوئی کام ہوگا خود چل کر یہاں آئے گا۔''

''مجھے وہاں جانا ہوگا، اس لیے کہ میں ان سے شام کے بعد آنے کا وعدہ کر چکا ہوں اور اگر میں نے یہ وعدہ نہ کیا ہوتا تو میں ان کے اس بلاوے کو کوئی اہمیت نہ دیتا۔'' یوناف نے صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے نابت سے کہا۔

نابت نے جواب میں کہا۔

''اگر آپ وہاں جانے پر بضد ہی ہیں تو میں اور ماموں بھی وہاں آپ کے ساتھ چلیں گے، میں آپ کو اکیلا وہاں نہ جانے دوں گی۔ اس لیے کہ وہ سب آپ کے دشمن ہیں اور آپ کو.....''

نابت کہتے کہتے خاموش ہو گئی کیونکہ حویلی کے صحن میں جلتی مشعلوں کی روشنی میں قوم ثمود کے دونوں بڑے پجاری اور ساحر ذوآب بن عمرا اور رباب بن صغرہ کے علاوہ دو انتہائی حسین و جمیل لڑکیاں، اس کا باپ ابورغال اور مصدع اور قدار داخل ہوئے تھے۔ جندع نے یوناف اور نابت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم دونوں میاں بیوی آپس میں اب بحث و تکرار نہ کرو کہ نابت کا باپ ابورغال اپنے آدمیوں کے ساتھ یہیں آ گیا ہے۔ نابت! نابت! میری بیٹی تم دیوان خانے کا دروازہ کھولو کہ ان سب کو وہاں بٹھائیں اور دیکھیں کہ یہ یوناف سے کیا کہنا چاہتے ہیں۔ اچھا ہوا کہ یہ یہاں آ گئے اور یوناف ان کے ہاں جانے سے بچ گیا۔''

نابت نے آگے بڑھ کر خوش طبعی سے اپنے باپ کا استقبال کیا، پھر صحن کے اندر جلتی ایک مشعل اٹھائی اور دیوان خانے کا دروازہ کھولا، پھر ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشعل سے اس نے ان دونوں مشعلوں کو روشن کر دیا جو دیوان خانے کی دیواروں سے لٹک رہی تھی، ابورغال اپنے ساتھیوں سمیت دیوان خانے میں آ کر بیٹھ گیا۔

یوناف اور جندع بھی دیوان خانے میں داخل ہوئے اور دونوں ابورغال کے ساتھ بیٹھ

گئے۔ نابت نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشعل باہر صحن میں ایک دیوار کے ساتھ لٹکا دی اور دوبارہ دیوان خانے میں آ کر یوناف کے ساتھ بیٹھ گئی۔

ابورغال نے اس کے وہاں بیٹھنے پر سخت لہجے میں اعتراض کرتے ہوئے کہا۔''نابت! نابت! میری بیٹی! یہ جوان کہ جس کا نام یوناف ہے، نہ صرف قوم ثمود کے لیے اجنبی ہے بلکہ تمہارے لیے نامحرم بھی ہے، پھر تم کیوں اس کے ساتھ بیٹھ گئی ہو، وہاں سے اٹھ کر میرے پاس آ بیٹھو یا پھر اپنے ماموں کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ یوناف کے ساتھ یوں گھل مل کر اور بے باکی سے تمہارا بیٹھنا مجھے ناگوار اور ذلت و رسوائی کا سا لگتا ہے۔''

ابورغال کی گفتگو پر نابت کے لبوں پر مسکراہٹ سی بکھر گئی، پھر اس نے چھلکتی مینائے سحر اور قرمزی موجوں کے ابھرنے کے انداز میں اپنے باپ ابورغال کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے میرے باپ! یہ جوان جن کا نام یوناف ہے، میرے لیے اجنبی اور نامحرم نہیں ہیں۔ آج شام سے تھوڑی دیر قبل میرا ان سے نکاح ہو چکا ہے، اب میں ان کی بیوی اور یہ میرے شوہر ہیں اور میں جب اور جیسے چاہوں ان کے ساتھ بیٹھ اٹھ سکتی ہوں۔''

اپنی گفتگو ختم کرتے ہوئے رنگ و بو، سمن و سنبل اور اوس میں بھیگے برگ گل تر جیسی نابت حرکت میں آئی، اس نے اپنے مرمریں و مرجان اور حریری جسم و پیکر کو سمیٹا اور یوناف کے ساتھ ایک طرح سے اور زیادہ قریب ہو کر بیٹھ گئی۔

نابت سے یوناف کی شادی کا سن کر ابورغال کی حالت کلبہ احزان، ظلمت کدہ غم، تاریک نوا خانہ اور ہلاکت خیزی جیسی ہو گئی تھی۔ پھر اس نے کسی آسیب زدہ اور اندوہناک لہجے میں جندع کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔''اے ابن عمرو! تو پیکر شر ہی شر ہے، تو نے میری بیٹی نابت کی شادی اس جوان سے میری اجازت کے بغیر کیسے اور کیوں کر دی؟ یاد رکھ! تیرے اس گھناؤنے فعل کا انجام جھڑے ہوئے خشک پتوں اور گرسنگی کے گڑھوں سے بھی بدتر ہو گا۔ اے ابن عمرو! تو نے مجھ پر امتداد زمانہ اور یاس قنوط طاری کرنے کی کوشش کی ہے، تو نے مجھے ظلمتوں کے اندر بھٹکا دینے کی کوشش کی ہے، پر میں ایسا نہ ہونے دوں گا، اس جوان کو ابھی اسی وقت یہاں میرے سامنے نابت کو چھوڑنا ہو گا۔''

نابت نے اس بار ذرا سخت لہجے میں متانت سے کہا۔

"اے میرے باپ! یہ شادی میرے ماموں کے دباؤ اور ایماء پر نہیں ہوئی بلکہ اس میں میری اپنی مرضی شامل ہے اور کوئی بھی، خواہ وہ میرا باپ ہی کیوں نہ ہو، مجھے میرے شوہر سے علیحدہ ہونے پر مجبور نہیں کر سکتا۔"

ابو رغال نے غصے اور غضب میں اپنے ہونٹ کاٹنے شروع کر دیئے۔ یوناف ابھی تک خاموش تھا، البتہ جندع بن عمرو نے ابو رغال کو مخاطب کر کے کہا۔

"ابو رغال! تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔ یاد رکھو! میری صرف ایک پکار پر میرے قبیلے کے لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے اور پھر میرے حریت پسند ساتھی تیری جہل و نادانی کے خلاف قوم ثمود کے اندر خون کے تازہ نشانوں والا ایک طوفان کھڑا کر دیں گے، قبل اس کے کہ میں اپنے اہل قبیلہ کو پکاروں تم اپنے یہاں آنے کا مقصد کہو اور یہ بھی بتاؤ کہ تم نے یوناف کو اپنی حویلی میں کیوں طلب کیا تھا۔"

ابو رغال نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ اپنی آنکھوں سے برستی آگ اور اپنی بے قابو سانسوں پر قابو پاتے ہوئے اس نے کہا۔ "میں یوناف سے کچھ کہنا چاہتا تھا، اس لیے میں نے اسے اپنی حویلی میں بلایا تھا، جب یہ نہیں آیا تو میں خود یہاں چلا آیا۔ میں یوناف سے کہنا چاہتا ہوں کہ میں اسے دو پیشکشیں کرتا ہوں، دونوں میں سے کسی کو مان کر ایک طرف ہو جائے۔ میری اس کے لیے پہلی بات یہ ہے کہ یہ نابت کو چھوڑ کر فوراً قوم ثمود سے نکل جائے، اگر یہ ایسا نہ کرے تو میرے پاس ایک دوسری پیشکش بھی ہے۔"

ابو رغال رکا، پھر اس نے اپنے ساتھ آنے والی دونوں لڑکیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میری دوسری پیشکش یہ ہے کہ نابت کو چھوڑ کر یوناف ان دونوں لڑکیوں میں سے جس سے چاہے شادی کر لے اگر چاہے تو دونوں سے کر لے اور ان سے شادی کے بعد اگر چاہے تو یہاں سے چلا جائے اگر چاہے تو ان کے ساتھ یہیں پر سکون زندگی بسر کرے۔ ان دونوں لڑکیوں کے نام قطا اور قبال ہیں اور میری بیٹی نابت کے بعد یہ قوم ثمود کی سب سے حسین و جمیل لڑکیاں ہیں۔"

یوناف نے پہلی بار ابو رغال کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے ابو رغال! میں تمہاری دونوں ہی پیشکشیں پائے حقارت سے ٹھکراتا ہوں۔ نابت نے اپنی مرضی سے میرے ساتھ شادی کی ہے اور میں اسے اس وقت تک نہیں چھوڑ

سکتا جب تک نابت خود نہ ایسا چاہے۔"

اس بار پجاری رباب بن صغرہ نے خانہ بدوشوں کے سے غضب ناک لہجے میں کہا۔

"اگر تم نہ مانے تو ہم ایسا زبردستی بھی کر سکتے ہیں۔ ہم ابھی تک جندع بن عمرو کی وجہ سے خاموش اور غیر جانبدار تھے، پر اب ایسا نہ ہوگا، اگر تم نے ہٹ دھرمی سے کام لیا تو ہم بھی زبردستی و طاقت و قوت سے کام لیں گے اور جان رکھو میں اور میرا رفیق کار ذوآب بن عمرو اپنے طلسم کے بل بوتے پر اب تک تم سے نمٹ سکتے تھے۔ لیکن میں نہ صرف جندع بن عمرو کا مہمان سمجھتے ہوئے تمہارے ساتھ ایسا نہیں کیا، پر اب وقت آ گیا ہے کہ تمہارے ساتھ ٹیڑھے پن سے نمٹا جائے۔"

یوناف کی حالت دل فگار و دلخراش ہو گئی تھی، اس نے تلاش و جستجو کے انداز میں انتہائی خونباری اور خصومت و عداوت سے رباب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"خدائے مستجیب کی قسم! اگر تم دونوں اپنے طلسم کے ساتھ میرے خلاف حرکت میں آئے تو سن رکھو! اے منافقت کے وارثو! میں تم دونوں اور تمہارے فکر و نظر کے اسالیب کو شورش زدہ زنجیروں میں باندھ کر رکھ دوں گا، تم دونوں ذرا اپنے طلسم کو حرکت میں تو لاؤ، پھر میں دیکھوں کہ تمہارے سحر کی گہرائی اور اتھاہ کیسی ہے۔"

رباب بن صغرہ فوراً حرکت میں آیا اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے اس نے کوئی عمل کیا اور اپنی جگہ سے بلند ہو کر وہ فضا میں معلق ہو گیا۔ اسی طرح ذوآب بن عمرو بھی اپنے طلسم کے بل بوتے پر فضا میں معلق ہو گیا۔ اب ان دونوں نے فضا کے اندر حرکت کی۔ رباب، یوناف کے عین سامنے اور ذوآب اس کی پشت پر فضا میں بلند ہوتے ہوئے کافرانہ تمکنت سے بڑی بے باکی کے ساتھ قہقہے لگانے لگے۔ ابو رغال، مصدع، قدار اور قطام اور قبال اپنے پجاریوں کی اس کامیاب حرکت پر مسکرا رہے تھے۔

دوسری طرف جندع بن عمرو اور نابت کی حالت دور افتادہ پردیسیوں جیسی ہو گئی تھی، دونوں ہی بختِ نامراد اور عرصۂ مصاف جیسے پریشان کن اور اداس ہو گئے تھے۔ تاہم یوناف کے چہرے پر کسی قسم کے جذبات نہ تھے، وہ پہلے جیسا پر سکون تھا اور اپنی جگہ پر مضبوط چٹانوں کی صلابت اور مینار کی مانند خاموش اور کوئی اثر لیے بغیر بیٹھا ہوا تھا۔ نابت بیچاری پریشانی کے عالم میں بار بار کبھی فضا میں معلق قہقہے لگاتے ساحروں کی طرف اور کبھی

یوناف کی طرف دیکھ رہی تھی۔

اسی وقت ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا لمس دیا اور اپنی نکہت برساتی آواز میں اس نے یوناف سے کہا۔

''اے میرے رفیق و دمساز! میں جانتی ہوں تم اپنی لاہوتی اور سحری قوتوں کے بل بوتے پر لمحوں کے اندر ان سے نمٹ سکتے ہو لیکن اے میرے حبیب! ان دونوں کے طلسم کی لبان و شباب اور اورنگ نشینی کو میں خاک میں ملاؤں گی۔ تم صرف اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کرو۔ ایک ذوآب کی طرف اور دوسرا رباب کی طرف۔ میں ان دونوں کی گردنیں تمہارے ہاتھوں میں دے دوں گی اور تم ان دونوں کو ان کی نشتوں کی طرف پٹخ دینا، اب تم ان دونوں کی طرف اپنے ہاتھ پھیلاؤ کہ میں اپنے کام کی ابتدا کروں۔''

یوناف کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی اور اس نے اپنا ایک ہاتھ ذوآب کی طرف اور دوسرا رباب کی طرف پھیلا دیا۔

یوناف کے ہاتھ فضا کے اندر پھیلتے ہی ابلیکا حرکت میں آئی اور طرفۃ العین میں اس نے ذوآب بن عمرو کی گردن یوناف کے بائیں ہاتھ میں اور رباب بن صغرہ کی گردن اس کے دائیں ہاتھ میں دے دی۔ یوناف نے دونوں کے سر آپس میں بری طرح ٹکرائے اور پھر اس نے ان دونوں کو بڑی سختی کے ساتھ ان کی نشتوں پر پٹخ دیا، ساتھ ہی اس نے ان دونوں پجاریوں کی طرف دیکھتے ہوئے زہر آلود لہجے میں کہا۔

''اے دشمنانِ بدنہاد! اگر تم دونوں نے اپنے طلسم وسحر کی بنا پر اور زیادہ پھیلنے اور بڑھنے کی کوشش کی تو میں تم دونوں کے ناک میں نکیل ڈال کر تمہیں اونٹ کی مار ماروں گا۔ سن رکھو! میں طلسم اور ایسے تمام دیگر علوم سے خوب آگاہی رکھتا ہوں، مجھ میں اتنی سکت ہے کہ یہیں بیٹھے بیٹھے تم دونوں کے احساس بیداری کو تمام کر دوں۔ اے باطل پرستو! اگر تم دونوں نے ابورغال کی حمایت میں مجھ سے، نابت یا جندع بن عمرو سے ٹکرانے کی کوشش کی تو میں خشک چوب کی طرح تمہاری طراوت نفس کو خشک اور ظفر مندی کے سارے حوصلوں کی تکمیل کاری کو پت جھڑ کی رت جیسا کر دوں گا، اب تم سب لوگ اٹھو اور یہاں سے دفع ہو جاؤ ورنہ میں تم سب کے بیٹھے بٹھائے کی روحیں فنا کر کے رکھ دوں گا۔''

ابورغال، مصدع بن مہرج، قدار بن سلف دونوں پجاری اور دونوں لڑکیاں اٹھ

کر باہر نکل گئے!

○

شفق صبح ختم ہو گئی تھی، سبز پوش و مہربان رات کی جگہ سورج مشرق سے طلوع ہو کر زمین کے برہنہ سینے اور عریاں ساق کو رومان سے لبریز حیرت انگیز، انسانوں کی طرح روشن و نمایاں کرنے لگا تھا۔ سورج کی کرنیں اپنے سولنی ہونٹوں پر پر کیف تبسم بکھیرے ہر شے کو گلے لگاتی پریشان لمحوں کے فروغ کی طرح پھیلنے بکھرنے لگی تھیں۔

یوناف، جندع بن عمرو اور نابت اپنے باغات میں کام کرنے کو جا رہے تھے کہ شہر کے وسطی حصے میں وہ تینوں اس جگہ رک گئے، جہاں قوم ثمود نے چٹانوں کو تراش تراش کر اپنے پر ہیبت بت بنا رکھے تھے۔ حضرت صالحؑ ان بتوں سے ملحقہ اسی چٹان پر کھڑے ہو کر وعظ کر رہے تھے جہاں وہ اکثر کھڑے ہوتے تھے، وہ تینوں بھی کھڑے ہو کر حضرت صالحؑ کو سننے لگے جبکہ ان کا ریوڑ آگے بڑھ گیا تھا۔

حضرت صالحؑ کہہ رہے تھے۔

''اے میری قوم!

شرک چار قسم کے ہیں جس میں تم لوگ مبتلا ہو۔

پہلا شرک خدا کی ذات میں شرک ہے اور وہ اس طرح کہ تم لوگ خداوند کے جوہر الوہیت میں اپنے ان بتوں کو بھی حقدار قرار دیتے ہو اور اپنے سرداروں اور حکمرانوں کو جنس اللہ کے افراد قرار دیتے ہو۔ یہ سب شرک فی الذات ہیں۔

تمہارا دوسرا شرک خداوند کی صفات میں شرک ہے۔ خدائی صفات جیسی کہ وہ خدا کے لیے ہیں، ویسی ہی ان کو یا ان میں سے کسی ایک صفت کو تم اپنے بتوں اور پجاریوں کے لیے قرار دیتے ہو اور تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ تمہارے پجاریوں پر غیب کی ساری حقیقتیں روشن ہیں یا یہ کہ یہ تمہارے اپنے تراشے ہوئے بت سب کچھ سنتے اور دیکھتے ہیں یا یہ کہ تمہارے پجاری اور یہ بت تمام کمزوریوں سے منزہ اور بالکل بے خطا ہیں، حالانکہ تمہارے پجاری صرف ساحر ہیں، اس کے علاوہ کچھ نہیں اور نہ ان کے پاس کچھ ہے۔

تمہارا تیسرا شرک خداوند کے اختیارات میں شرک ہے۔ خدا ہونے کی حیثیت سے جو

اختیارات صرف اللہ کے لیے خاص ہیں، ان کو یا ان میں سے کسی ایک کو تم لوگ اپنے بتوں اور پجاریوں کے لیے تسلیم کرتے ہو، مثلاً فوق الفطرت طریقے سے نفع نقصان پہنچانا، حاجت روائی، دستگیری، دعاؤں کا سننا، قسمتوں کا بنانا و بگاڑنا، نیز حرام و حلال اور ناجائز و جائز حدود کا تعین تم اپنے بتوں اور پجاریوں سے منسوب کرتے ہو۔ سن رکھو! یہ سب خداوند کے مخصوص اختیارات ہیں اور ان میں سے کسی کو بھی غیر اللہ کے لیے تسلیم کر کے تم خدا کے اختیارات میں شرک کے مجرم ٹھہرتے ہو۔

تمہارا چوتھا شرک خدا کے حقوق میں شرک ہے۔ بندوں پر جو خدا کے مخصوص حقوق ہیں، ان میں سے مثلاً رکوع و سجود، دست بستہ قیام، آستانہ بوسی، شکر نعمت، اعتراف برتری اور ایسی دیگر صورتیں جو اللہ کے حقوق میں سے ہیں، ان میں تم لوگ اپنے بتوں اور ساحر پجاریوں کو شریک ٹھہراتے ہو۔ یہ اللہ کا حق ہے کہ اس کی غیر مشروط اطاعت کی جائے لیکن تم لوگ ان بتوں کی اطاعت کا جوا بھی اپنی گردنوں میں ڈالتے ہو اور یہ خدا کے حقوق میں شرک ہے۔

اے میری قوم کے لوگو!

میں تمہارے پاس پیغام لانے والا معتبر ہوں۔ سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور میں تم سے اس کا کوئی بدلا نہیں مانگتا۔ میرا بدلا تو اس جہان کے پالنے والے کے پاس ہے اور وہ وقت یاد کرو جب خدا نے تمہیں قوم عاد کے بعد ان کا جانشین بنایا اور اس زمین میں تمہیں اس طرح بسایا کہ تم پہاڑوں کو تراش کر اپنے گھر بنا لیتے ہو، یہ اسی کا تم پر احسان ہے، پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو اور ملک میں سرکشی کرتے ہوئے خرابی نہ پھیلاؤ۔

اے میری قوم کے لوگو!

ان بتوں کی پوجا ترک کر دو اور صرف ایک خدا کی عبادت کرو جو سب کا خالق ہے۔" لوگوں کے ہجوم میں کھڑے ابو رغال نے بلند آواز میں صالح کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے صالح! پہلے تو تو ایسا آدمی تھا کہ ہم سب کی امیدیں تجھ سے وابستہ تھیں پھر کیا تو ہمیں روکتا ہے کہ ہم اپنے ان معبودوں کی پوجا نہ کریں جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں، یہ کیسی بات ہے، ہمیں تو اس میں بڑا شک ہے جس کی تم دعوت دیتے

ہو۔ یہ ہمارے دل میں اترتی نہیں۔ اے صالح! اگر تو خدا کا فرستادہ ہے تو کوئی نشانی دکھا تاکہ ہم تیری صداقت پر ایمان لے آئیں۔"

حضرت صالح نے جواب میں فرمایا۔

"ایسا نہ ہو کہ نشانی آنے کے بعد بھی تم لوگ رد و انکار پر مصر اور سرکشی و بغاوت پر قائم رہو۔"

ابو رغال نے کہا۔ "اے صالح! اگر تو ہماری مرضی کے مطابق ہمیں کوئی نشانی دکھا دے تو میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ قوم ثمود تم پر ایمان لے آئے گی۔ نشانی دیکھنے کے بعد ہم یقیناً تیرے پیغام کی تکفیر نہ کریں گے۔"

حضرت صالح نے ابو رغال سے کہا۔

"اے ابو رغال! تو اپنی قوم سے مشورہ کر کے مجھے بتاؤ کہ تم لوگ کس قسم کی نشانی دیکھنا چاہتے ہو۔"

ابو رغال چند ثانیوں تک وہاں موجود قوم ثمود کے بڑوں سے مشورہ کرتا رہا، پھر اس نے حضرت صالح کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے صالح! ہماری خواہش ہے کہ شہر کے شمال میں چشموں کے پانی کا جو حوض ہے اور اس کے سامنے جو پہاڑ ہے اس پہاڑ کے اندر سے ایک حاملہ اونٹنی نکلے اور وہ اونٹنی اس کوہستانی سلسلے سے نکل کر ہمارے سامنے فوراً بچہ دے۔ اگر تو ایسا کر دکھائے تو پھر اے صالح! میں تجھے یقین دلاتا ہوں کہ قومِ ثمود ضرور تم پر اور تمہارے خدا پر ایمان لے آئے گی۔"

حضرت صالح دعائیہ انداز میں ہاتھ اٹھائے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے دعا کرتے رہے، پھر انہوں نے کہا۔

"اے ابو رغال! میں تم لوگوں کے لیے ایسا کرنے کو تیار ہوں، تم قوم کے لوگوں کو اپنے ساتھ لو اور اس پہاڑ کے پاس لے چلو، میں اپنے رب کے حکم سے تم لوگوں کے لیے اس سنگلاخ چٹان کے اندر سے گابھن اونٹنی نکالتا ہوں جو باہر آ کر تم لوگوں کی آنکھوں کے سامنے بچہ دے گی۔"

ابو رغال نے فوراً اپنے قریب کھڑے چند جوانوں سے کہا۔ "شہر میں منادی کرا دو کہ سب لوگ شہر کے شمال میں جمع ہوں کہ وہاں صالح ہماری فرمائش پر کوہستان کی چٹانوں

سے حاملہ اونٹنی نکالیں گے۔''
وہ جوان شہر میں منادی کرنے کے لیے بھاگتے ہوئے ادھر ادھر پھیل گئے۔

○

تھوڑی دیر بعد قوم ثمود کے لوگ شہر کے شمالی میں حوض کے پاس کوہستانی سلسلے کے سامنے جمع ہو گئے۔

وہاں کھڑے ہو کر صالح ؑ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی اور اسی وقت سامنے والی پہاڑ کی ایک سخت اور سنگلاخ چٹان پھٹی اور اس میں سے ایک حاملہ اونٹنی نمودار ہو کر باہر نکلی اور اس نے سب کے سامنے بچہ دیا۔

اس موقع پر صالح ؑ نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اے میری قوم! یہ نشانی میرے خدا کی طرف سے تمہاری طلب کردہ ہے۔ یہ اونٹنی خدا کی اونٹنی ہے اور خدا کا یہ فیصلہ ہے کہ پانی کی باری مقرر ہو۔ پانی کے حوض سے ایک دن اس اونٹنی کے پانی پینے کی باری ہوگی اور دوسرے دن ساری قوم اور اس کے چوپایوں کے پانی پینے کی باری ہوگی اور خبردار اس اونٹنی کو کوئی گزند اور اذیت نہ پہنچے اور اسے کھلا چرنے دو جہاں چرتی ہے۔''

اس موقع پر قوم ثمود کے پجاری رباب بن صغرہ نے بلند آواز میں چلاتے ہوئے کہا۔

''اے صالح ؑ! ہم جانتے ہیں کہ تم بہت بڑے ساحر ہو۔ اس چٹان کے پھٹ کر اس کے اندر سے اونٹنی کا نکلنا کچھ بھی نہیں۔ یہ تو تمہاری طرف سے صریحاً ایک جادو ہے، اس لیے ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں۔ آخر ہم تمہارے اس سحر کی وجہ سے اپنے ان بتوں کی پرستش کو کیوں ترک کر دیں جن کی پرستش ہم سے پہلے ہمارے آباؤ اجداد بھی کرتے آئے ہیں۔''

صالح ؑ نے فرمایا۔

''اے میری بدبخت قوم! گو تم یہ حیرت زا معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائے۔ پر یہ دستور جاری رکھنا کہ پانی کی باری ایک روز ناقہ کی اور ایک روز تم لوگوں کی ہوگی اور تمام قوم اس کے دودھ سے فائدہ اٹھائے گی اور اگر تم لوگوں نے اللہ کی اس ناقہ کو نقصان

پہنچایا تو تم پر نہ ٹلنے والا عذاب نازل ہوگا، اس لیے کہ یہ معجزہ دیکھنے کے بعد تم لوگوں پر حجت تمام ہو چکی ہے۔ اب جوہر الوہیت کے خلاف تم لوگوں کی بغاوت کی سزا تمہیں دردناک عذاب کی صورت میں مل سکتی ہے۔''

پھر صالح ؑ وہاں سے چلے گئے۔ یوناف، نابت اور جندع بھی اپنے باغات کی طرف چل دیئے۔

شام ہو گئی تھی۔

یمن کا بادشاہ ضحاک اپنی بیوی عبیطہ کے ساتھ مسند پر بیٹھا کھانا کھا رہا تھا جبکہ ان کے سامنے والی مسند پر عارب اور بیوسا بیٹھے ان کے ساتھ کھانے میں شریک تھے۔ وہ چاروں ریشمی چوغے اور اطلسی عبائیں پہنے ہوئے تھے۔ ضحاک کی اس طلسمی خواب گاہ کے فرش پر مخمل و بانات کا فرش بچھا ہوا تھا۔ خواب گاہ کی دیواروں کے سامنے زنبوری جھالروں والے انگوری پردے لٹک رہے تھے۔ دیواروں کے ساتھ مغرق مسندیں بچھی تھیں اور ان کے سامنے ایک لے نواز اور زمزمہ کار بیٹھا کوئی قدیم گیت الاپ رہا تھا۔ اس طلسمی خواب گاہ کے اندر جگہ جگہ چرمی مشعلیں جل رہی تھیں جنہوں نے خواب گاہ کو خوب روشن کر رکھا تھا۔

عبیطہ اپنی حالت پر خوش اور اک نازش و تمکنت کے ساتھ ضحاک کے پہلو میں بیٹھی تھی۔ ضحاک بھی جبل پر محو خواب کسی چرواہے کی طرح مطمئن و پرسکون تھا۔ عزازیل ایک باورچی کی حیثیت سے دست بستہ اُن کے ساتھ ایک اچھے خدمت گار کی طرح کھڑا تھا۔

جب وہ چاروں کھانا کھا چکے تو گانے والا اٹھ کر باہر نکل گیا۔ عزازیل نے پہلے سارے برتن اٹھا کر باہر رکھے پھر وہ دوبارہ ضحاک کے سامنے آ کھڑا ہوا اور کہا۔ ''اے مالک! اگر آپ اجازت دیں تو کچھ عرض کروں؟''

ضحاک نے نرمی سے کہا۔ ''ضرور کہو۔''

عزازیل نے ندائے غیب اور مسلسل گونجتی غار جیسی اپنی آواز میں پوچھا۔ ''اے مالک! ایک باورچی کی حیثیت سے میں نے آپ کی کیسی خدمت کی؟''

ضحاک نے ایک سرخوشی، ترنگ اور موج میں کہا۔ ''اے عزازیل! اے میرے بزرگ! تیرا نام گو ابلیس اور شیطان جیسا ہے پر تو نے ایک خدمت گار کی حیثیت سے بڑی کاوش اور جاں ماری کے ساتھ میری خدمت کی ہے۔ اے عزازیل! اگر یہ معاملہ آج چھڑ ہی گیا ہے تو

پھر مانگ اپنی اس خدمت کے صلے میں تو ہم سے کیا مانگتا ہے۔"

عزازیل نے انکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ "اے مالک! میں بندہ خاکسار و کمترین آپ سے کیا مانگوں گا۔"

اس بار نبیطہ نے کہا۔ "اے عزازیل! میرے بزرگ! اگر تمہارے آقا کہہ رہے ہیں تو کچھ نہ کچھ تو مانگو۔"

عارب نے بھی نبیطہ کی تائید کی اور کہا۔ "ہاں ہاں عزازیل! ضرور مانگو۔ ضرور کسی ایسی خواہش کا اظہار کرو جو تمہارے دل میں ہے۔"

عزازیل نے ضحاک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے آقا! میں آپ سے کچھ بھی طلب نہیں کرتا، تاہم برسوں سے میرے دل میں ایک خواہش ضرور ہے۔"

ضحاک نے خوش طبعی سے پوچھا۔ "اے عزازیل! تو اپنے دل میں کیسی خواہش رکھتا ہے، بلا جھجک اس کا اظہار کر، اسے پورا کیا جائے گا۔"

عزازیل نے کہا۔ "اے آقا! میری خواہش ہے کہ میں آپ کے دونوں شانوں پر بوسہ دوں اور ان پر اپنی خلوص خدمت اور جاں نثاری کے نشانات ثبت کر دوں۔ اے مالک! کیا آپ مجھے اپنے دونوں شانوں پر بوسہ دینے کی اجازت دیں گے۔"

ضحاک نے اپنے شانوں پر سے لباس ہٹاتے ہوئے کہا۔ "اے عزازیل! تمہیں میرے شانوں پر بوسہ دینے کی اجازت ہے۔"

عزازیل فوراً آگے بڑھا اور ضحاک کے دونوں شانوں کو باری باری چوم لیا۔ ساتھ ہی اس نے کہا۔ "اے آقا! آپ کے شانوں پر جہاں میں نے بوسے دیئے ہیں وہاں عنقریب دو اژدہے نمودار ہوں گے۔ جب یہ اژدہے خوب لمبے اونچے اور بلند ہو جائیں اور آپ کے لیے تکلیف کا باعث بنیں تو انہیں کاٹ دیا کرنا اور اگر ان اژدہوں کے کاٹنے سے اژدہوں کی اذیت جاتی رہے اور ان کے کاٹنے سے آنے والے زخموں کی تکلیف بڑھ جائے تو شمالی ایران میں اگباتانہ میں قوم ماد کی سلطنت پر حملہ کر دینا۔ یہی تمہاری قسمت میں لکھا ہے، ایسا ہو کر رہے گا اور یہی ان اژدہوں اور ان کے باعث آنے والے زخموں کا

۱۔ تاریخ ایران جلد اول کا مؤلف پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی اس واقعہ کو طبری سے نقل کرتے ہوئے اس طرح بیان کرتا ہے۔ (تاریخ ایران: ص 29)

علاج ہے۔"

عزازیل کی اس گفتگو پر ضحاک کے چہرے پر رشک و حسد، کدورت و طیش، کینہ و بغض اور جذبات رقابت جیسے آثار نمودار ہو گئے۔ اس کی آنکھوں میں متناقص و متضاد جذبے رقص کرنے لگے۔ وہ غصے کی حالت میں عزازیل سے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ عزازیل انتہائی برق رفتاری سے پیچھے ہٹا اور وہاں سے غائب ہو گیا۔ ضحاک کے دونوں شانے جو ابھی تک برہنہ تھے، وہاں کندھوں کے بیچ دو اژدہے[1] نمودار ہوئے اور اپنا پھن کھڑا کر کے ہوا کے اندر لہرانے لگے۔

اپنی یہ ہیئت و کیفیت دیکھ کر ضحاک تڑپ کر باہر آیا۔ پر جب وہ اپنی خواب گاہ سے باہر آیا تو عزازیل وہاں نہ تھا۔ ضحاک نے ادھر ادھر دیکھا مگر اسے ناکامی ہوئی کیونکہ عزازیل اسے چھوڑ کر جا چکا تھا۔

ناچار ضحاک[2] اپنی جگہ پر آ بیٹھا۔ چند لمحوں اپنی جگہ پر اسرارِ نہاں اور نرسل کی جھونپڑی کی طرح خاموش بیٹھا رہا۔ اس کا چہرہ مضحکہ خیز و جہل آمیز ہو گیا تھا، اس کے چہرے کی سوچیں، اس کا وجدان کسی جمالیات کی حقیقت جاننے والے مصور و سنگ تراش کی طرح پھیلنے بکھرنے لگی تھیں۔ لگتا تھا وہ تلملاتی و بلبلاتی حالت میں شاید عزازیل کے بچھائے ہوئے اس دامِ اوہام سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اس دوران نبیطہ پر کیف تبسم اور اپنی چتونوں کے غمزۂ بے باک میں ضحاک کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔ آخر ضحاک نے اپنا جھکا ہوا سر سیدھا کیا اور نبیطہ، بیوسا اور عارب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "میں نے اپنا سارا طلسم، ساری قوت آزما دیکھی لیکن میں ان دو اژدہوں کو اپنے شانوں سے مٹا دینے میں ناکام رہا ہوں۔ یہ عزازیل نام کا شخص نہ جانے کیسا پراسرار اور خفی و سری قوتوں کا مالک تھا کہ مجھے یہ نہ مٹنے والی نشانی دے کر غائب ہو گیا۔ اب مجھے وہم ہو رہا ہے کہ یہ عزازیل جو میرا باورچی رہا ہے، صحیح معنوں میں وہی عزازیل ہے، جسے ہم ابلیس کہتے ہیں۔

۱۔ ماخوذ تاریخ ایران

۲۔ تاریخ ایران جلد اول ص 38 پر تفصیل سے لکھا ہے کہ عزازیل ضحاک کے باورچی کا کام کرتا تھا اور اس کے کندھوں پر بوسے دے کر اژدہا نمودار کر دیئے۔ اسی بناء پر ایرانی ضحاک کو اژدہاک کہتے ہیں۔ (تاریخ ایران ص 39)

کاش! میں نے اسے اپنے ہاں ملازم ہی نہ رکھا ہوتا۔ کاش! میں نے اسے اپنے شانوں کا بوسہ لینے کی ہی اجازت نہ دی ہوتی۔ اگر یہ ابلیس ہی تھا تو انسانی بھیس میں یہ میرا کیوں کر مخلص و جاںنثار ہو سکتا ہے کیونکہ ذلیل اور ٹھکرایا ہوا یہ عزازیل تو اپنے خالق سے بھی مخلص نہ رہا اور اپنے تکبر کی بناء پر اپنے خالق سے بھی بغاوت کر بیٹھا۔ آہ عزازیل! تو نے مجھے ایک نئی اذیت میں مبتلا کر دیا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی ضحاک نے ان دونوں اژدھوں کو ڈھانپنے کے لیے اپنے کندھوں پر اپنا ارغوانی پیرہن ڈال لیا تھا، تاہم وہ کچھ اور افسردہ ہو گیا تھا جیسے اس کی کوئی انمول چیز کھو گئی ہو۔

عبیطہ نے اپنی قرمزی عبا کو سمیٹتے ہوئے اور ضحاک سے اور قریب ہوتے ہوئے ضحاک کو ڈھارس اور تسلی دینے کے انداز میں کہا۔ "آپ پریشان نہ ہوں، کسی طبیب سے مشورہ کر کے اس نئی آفت سے ہم نجات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اور اگر کامیابی نہ ہوئی تو وہ بوڑھا باورچی عزازیل جاتے جاتے یہ تو کہہ گیا ہے کہ اگر یہ دونوں اژدہے تکلیف کا باعث بنیں تو ان کو کاٹ دیا کریں اور اگر کاٹنے سے زخم تکلیف دیں تو شمالی ایران کی قوم ماد پر حملہ کر دیں۔ ہم ان اژدھوں کو کاٹنا شروع کر دیں گے اور اگر پھر بھی سکون نہ ملا تو ہم اپنی جنگی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد قوم ماد پر حملہ کر دیں گے، ہو سکتا ہے، اس قوم پر فتح حاصل کرنے کے بعد ہمیں ان دونوں اژدھوں سے نجات مل ہی جائے۔"

عارب اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے بھی ضحاک سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "عبیطہ ٹھیک کہتی ہے، ہمیں ایسا ہی کرنا پڑے گا، بہر حال کل سے میں بھی اس بوڑھے عزازیل کی تلاش کا کام شروع کر دوں گا تاکہ اسے پکڑ کر یہاں لاؤں اور اس کے ذریعے آپ کو اس اذیت سے نجات دلاؤں۔"

......

عارب اٹھ کر محل کے اندر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا، بیوسا نے بھی ضحاک سے ہمدردی کا اظہار کیا اور وہ بھی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی، ضحاک اور عبیطہ بھی اپنی خوابگاہ میں آرام کرنے کی تیاریاں کرنے لگے۔

قوم ثمود کے شہر حجر کے ایک معبد میں قوم کے بڑے پجاری اور ساحر ذوآب بن عمرو اور رباب بن صغرہ ایک کمرے میں بیٹھے تھے کہ رباب بن صغرہ نے ذوآب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے ابن عمرو! میں نے اپنی زندگی میں ایسی ذلت کبھی نہیں اٹھائی جتنی جندع بن عمرو کے ہاں ٹھہرے ہوئے یوناف کے ہاتھوں میں نے اٹھائی۔ وہ نہ جانے کیسی قوتوں کا مالک ہے کہ اس نے لمحوں کے اندر ہمارے طلسم کو زائل کر کے رکھ دیا اور ہم سمجھتے ہیں کہ قوم عاد کی قوم ثمود کے افراد یعنی ہم بھی دنیا میں سب سے زیادہ طاقتور اور قوت والے ہیں لیکن تم نے دیکھا یوناف نے ہم دونوں کو بیک وقت ہماری گردنوں سے اس آسانی سے پکڑا جیسے ہم کوئی ہلکی پھلکی چوبی مورتی ہوں، پھر اس نے انتہائی نفرت سے ہم دونوں کو ایک ہی نشست پر دے مارا، میں سمجھتا ہوں ہمارے بڑے پجاری اور ساحر ہونے کی حیثیت سے ابو رغال، مصدع بن مہرج، قدار بن سلف، جندع بن عمرو، نابت اور قطام اور قبال کی نگاہوں میں ہماری کوئی عزت اور وقعت نہیں رہ گئی کہ ان سب نے ہمیں یوناف کے ہاتھوں ذلیل و رسوا ہوتے دیکھا ہے۔ ذوآب! ذوآب میرے دوست! کوئی ایسی ترکیب ہو کہ ہم یوناف سے انتقام لے کر کم از کم ابو رغال کی نگاہوں میں اپنی عزت کو بحال کر سکیں۔"

ذوآب نے کہا۔ "اے ابن صغرہ! میرے دوست! تمہارا کہنا درست ہے، پر یہ عزت دوبارہ ابو رغال کی نگاہوں میں کیسے بحال ہو اور اگر ہم نے اپنی گرتی ہوئی ساکھ کو بحال نہ کیا تو ہو سکتا ہے ابو رغال ہماری جگہ کسی اور کو قوم ثمود کے معبدوں کا بڑا پجاری مقرر کر دے کیونکہ ہمارے ماتحت پجاریوں میں اب کافی لوگ ایسے ہو گئے ہیں جو ہمارے درجے کا ہی علم اور طلسم رکھتے ہیں۔ پر میری سمجھ میں نہیں آتا، ہماری یہ عزت نفس کیسے بحال ہو اور کس طرح ہم ایک بار پھر......"

ذوآب کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ معبد کے اس کمرے میں دو نوجوان داخل ہوئے تھے۔ وہ عزازیل کے ساتھی شبر اور زکنبور تھے۔

ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے رباب نے پوچھا۔ "تم دونوں کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟"

زکنبور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ''ہم دونوں بے پناہ قوتوں کے مالک ہیں، میرا نام زکنبور ہے اور میرے اس ساتھی کا نام شبر ہے۔ ہم دونوں فوق البشر قوتوں کے مالک ہیں اور تم دونوں کی مدد کرنے آئے ہیں۔''

رباب نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔ ''تم دونوں ہماری کیا مدد کر سکتے ہو؟''

زکنبور نے کہا۔ ''ہم قوم ثمود اور خاص کر قوم ثمود کے سردار ابورغال کی نگاہوں میں تمہارے وقار، تمہاری عزت کو بحال کر سکتے ہیں۔''

ذوآب نے ان دونوں کی طرف مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''اس کا کیا ثبوت ہے کہ تم دونوں ایسا کر سکتے ہو۔؟''

زکنبور نے کہا۔ ''سنو بزرگ پجاریو! جس شکل میں تم ہمیں دیکھ رہے ہو۔ یہ ہماری تکوینی، طبعی اور تخلیقی اور وہبی شکل نہیں ہے بلکہ یوں سمجھو کہ ہم نے یہ شکل اختیار کر رکھی ہے۔''

رباب نے پوچھا۔ ''تو پھر تم دونوں کی اصل حیثیت کیا ہے؟''

زکنبور نے کہا۔ ''اے میرے بزرگ پجاری! ہم دونوں کا تعلق جنس نار سے ہے۔ ہم دونوں عزازیل کے قریبی اور عزیز ترین ساتھیوں میں سے ہیں اور ہمارا یہاں آنے کا مقصد تمہاری اس ذلت اور رسوائی کو دور کرنا ہے، جو تم نے یوناف کے ہاتھوں اٹھائی ہے۔ کیا تم لوگ پسند نہ کرو گے کہ یوناف کو کوئی زک پہنچائی جائے؟''

رباب نے کہا۔ ''اے میرے عزیز! تم دونوں ہم سے نفسی و ذہنی مماثلت رکھتے ہو۔ پھر یوں اس طرح تم دونوں وہاں کیوں کھڑے ہو، آگے بڑھو اور ہمارے پاس آ کر بیٹھو۔''

زکنبور اور شبر آگے بڑھے۔ دونوں پجاریوں سے انہوں نے والہانہ مصافحہ کیا۔ پھر وہ دونوں وہاں بیٹھ گئے۔

رباب نے پھر شبر اور زکنبور کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے ہمارے عزیزو! تم دونوں کا جذب و قبول ہم دونوں کی کامیابیوں اور فوز مندیوں کا مبداء و سرچشمہ ثابت ہو سکتا ہے۔ میں اور میرا ساتھی ذوآب دونوں یہ خواہش رکھتے ہیں کہ یوناف پر کوئی ایسی قوت اور طاقت وارد ہو جو اسے حرماں نصیب، نفرتوں کی بازگشت اور کرب زار کر دے اور اس کی زندگی کو عزا خانہ، یاس کا اندھیرا اور جلتا بھڑکتا تنور بنا کر رکھ دے۔ ہم چاہتے ہیں

کوئی اور اس اخگر خاکستر پوش کو زندگی کی شیرینی، جہاں کی رنگینی، رشتوں کی خوشبو سے محروم کر دے۔ اس کے اخذ و اثر کو خستہ و برہم کر کے اسے کو بہ کو، خانہ بہ خانہ اور در بہ در دھکے کھانے پر مجبور کر دے۔ اے میرے عزیز! کیا تم دونوں ہماری خواہش پر یوناف کی ایسی حالت کر سکتے ہو۔''

اس بار زکنبور کے بجائے شبر نے کہا۔ ''اے مقدس و محترم پجاریو! ہم یوناف کی حالت یقیناً تمہاری خواہش کے مطابق ابتر و ویران کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے ہمیں تم دونوں کا تعاون درکار ہے، اگر تم دونوں ہمارا ساتھ دو تو یوناف کے بدن کو ہم خستہ، اس کی طبیعت کو برہم اور اس کے وجدان اور اس کی ساری قوتوں کو اپنے انتظامات کا اسیر کر سکتے ہیں۔''

ذوآب نے پوچھا۔ ''آخر تم دونوں ہم سے کیسا تعاون چاہتے ہو۔''

زکنبور نے کہا۔ ''سنو مقدس پجاریو! ہم اپنے راہنما و پیشوا عزازیل کے کہنے پر تمہاری طرف آئے ہیں۔ عزازیل نے ہمیں بتایا ہے کہ یوناف کے پاس زبردست قوتیں ہیں۔ اولاً اس کے ناسوت پر لاہوت کا عمل ہے۔ یہ سمجھو کہ اس کا ناسوت فنا ہے اور لاہوت حرکت میں ہے۔ ثانیاً یوناف کے قبضے میں ایک روح ہے جو اس کے لیے مافوق البشر ہی نہیں فوق الشیاطین کام کرتی ہے۔ اب یوناف پر قابو پانے کی صورت صرف یہ ہے کہ سب سے پہلے اس روح کو اس سے علیحدہ کیا جائے۔ اس کے بعد اس کی ذہنی قوتوں کو کسی سحری عمل کے ذریعے ایسا سن اور منجمد کر دیا جائے کہ وہ اپنی لاہوتی قوتوں کو حرکت میں نہ لا سکے۔''

''سنو اے مقدس پجاریو! یہ کام میں اور شبر مل کر انجام دیں گے اور اس کام کی تکمیل کرنے کے لیے ہم تمہارے ہاں چند یوم تک اس معبد میں قیام کریں گے اور تمہاری خاطر اس کام کو سرانجام دینے کے بعد یہاں سے رخصت ہو جائیں گے۔ اس کام کی ابتدا اس طرح ہو گی کہ جس وقت یوناف، اس کی بیوی نابت اور جندع بن عمرو باغ میں کام کر رہے ہوں گے اور روزمرہ کی طرح نابت دونوں کے لیے دوپہر کا کھانا لانے گھر جائے گی تو میں اور شبر یوناف کی طرف جائیں گے، میں نے اس وقت نابت کی شکل و صورت اور جسمانی ہیئت اختیار رکھی ہو گی۔ یوناف یہی سمجھے گا کہ میں اس کی بیوی ہوں۔ اس طرح شبر میرے ساتھ نابت کی ایک سہیلی کی شکل میں ہو گا ہم دونوں اس باغ میں دور کھڑے ہو کر اپنے گرد ایک طلسمی دائرہ کھینچ لیں گے، پھر میں اشارے سے یوناف کو اپنی طرف بلاؤں گا۔''

”یوناف یہی سمجھے گا کہ میں نابت ہوں لہٰذا وہ بھاگا بھاگا میری طرف آئے گا اور جونہی وہ میری بات سننے کے لیے طلسمی حصار میں داخل ہوگا، اس کے ماتحت کام کرنے والی روح اس سے علیحدہ ہو جائے گی کیونکہ اس دائرے میں یہ خاصیت ہوگی کہ کوئی روح اس میں داخل نہ ہو سکے گی۔ جونہی روح اس سے جدا ہوگی میں ایک اور عمل کی ابتدا کرتے ہوئے آگے بڑھ کر یوناف کا ہاتھ تھام لوں گا اور میرے ہاتھ تھامنے سے یوناف پر یہ اثر ہوگا کہ اس کا ذہن، اس کی پرانی یادداشتیں سب منجمد و جامد ہو جائیں گی اور اس کے ذہن سے یہ بات نکل جائے گی کہ وہ لاہوتی قوتوں کا مالک ہے اور ان لاہوتی قوتوں سے کام لینا جانتا ہے اور کام لے سکتا ہے، پھر ثبر میرے آگے آگے اس حصار سے لے کر اس معبد تک ایک لکیر کھینچتا چلا آئے گا اور میں اس لکیر پر چلتا ہوا یوناف کا ہاتھ تھامے اس معبد کی طرف آؤں گا، جب تک میں اس حصار سے لے کر لکیر پر چلتا رہوں گا، یوناف کی روح اس پر وارد نہ ہو سکے گی۔“

”میرے آگے آگے لکیر کھینچ کر ثبر اس طرف آئے گا اور ہم یوناف کو لا کر معبد کے کمرے میں بند کر دیں گے اور اس کے گرد ایک حصار بنا دیں گے جب تک یوناف اس سحری حصار کے اندر رہے گا، اس کا ذہن اور اس کے اندر محفوظ ساری یادداشتیں اور قوتیں منجمد و بے حس رہیں گی اور یوناف ان سے کوئی کام نہ لے سکے گا۔ جب ایسا ہو چکے تو تم دونوں میں سے ایک جا کر قوم ثمود کے سردار ابو رغال کو بلا کر لائے گا، جب ابو رغال آ جائے تو تم دونوں اس کے سامنے یوناف کو اذیت دینا شروع کر دینا۔ اس طرح ابو رغال نہ صرف تم دونوں کی سحر کاری کا لوہا مان جائے گا بلکہ اس کی نگاہوں میں تمہاری عزت، تمہارا وقار اور زیادہ ہو جائے گا۔“

رباب بن صغرہ اٹھا اور زکنبور کے پاس آ کر اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے اسے گلے لگایا اور بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ”اے میرے عزیز! اگر ایسا ہو جائے تو ہم ابو رغال کی موجودگی میں یوناف کو مار مار کر اس کی چمڑی ادھیڑ دیں گے۔ اس طرح وہ اسی معبد کے تہ خانے میں سسک سسک کر کتے کی موت مر جائے گا۔“

ثبر نے تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا۔ ”اے عزیز پجاریو! تم دونوں یوناف کی حالت پامال پھولوں جیسی، وسوسوں کی آماجگاہ جیسی اور تپش آموز جنوں جیسی تو کر سکتے ہو، پر تم اس کا

خاتمہ نہیں کر سکتے۔ اس کی موت و مرگ کا باعث نہیں ہو سکتے۔ اس لیے کہ اس کے ناسوت پر لاہوت کا عمل ہے اور وہ ایک طویل مدت تک جیتا رہے گا، یہ مدت ہزاروں برس پر بھی محیط ہو سکتی ہے اور سن رکھو جیسا کہ ہمارے پیشوا عزازیل نے ہمیں بتایا ہے کہ ایسے لوگوں کی موت و مرگ کسی عام انسان کے ہاتھوں نہ ہوگی بلکہ اس کی موت کی کوئی خاص وجہ ہو گی۔“

”اور سنو اے میرے عزیز پجاریو! یوناف کو زک پہنچانے میں ہم دونوں تمہارا ساتھ اس لیے دے رہے ہیں کہ تم دونوں کی طرح اس نے ہمارے پندار، انا اور عظمت کے ادعا پر بھی ضرب لگائی تھی۔ ایک موقع پر اس نے ہم پر ہاتھ اٹھایا تھا اور ہم پر ہماری طبعی و تخلیقی اور اکتسابی و مصنوعی دونوں حالتوں میں وہ ضرب لگانے میں کامیاب ہوا تھا اور جواب میں میں اور زکنبور اس کا کچھ بھی بگاڑ نہ پائے تھے۔“

ثبر کے خاموش ہونے پر رباب نے کہا۔ ”وہ ہمارے ہاتھوں نہ بھی مرے تب بھی کوئی بات نہیں لیکن اس کی ذات کے لیے کیا یہ کم ضرب ہوگی کہ وہ ہمارے معبد کے تہ خانے میں ہمارے سامنے کسی سحری حصار کے اندر مجبور و بے بس ہو جائے گا اور اپنے سردار ابو رغال کی موجودگی میں ہم اس پر جیسا چاہیں ظلم برپا کر سکتے ہیں۔ اس طرح ابو رغال ہماری عظمت کا قائل ہو جائے گا اور قومِ ثمود میں ہماری عزت پہلے کی نسبت اور زیادہ ہو جائے گی۔“

ثبر کے خاموش ہونے پر زکنبور نے ذو آب کو مخاطب کر کے کہا۔ ”اے میرے بزرگ پجاریو! یہ تو کہو کہ جب ہم دونوں یوناف کو مجبور و بے کس کر کے تمہارے اس معبد کے کمرے میں لا ڈالیں اور اس دوران اگر ہم جندع اور اس کی بھانجی نابت کو قتل کر دیں تو کیسا رہے گا۔“

رباب نے چونک جانے کے انداز میں کہا۔ ”نہیں نہیں۔ تم لوگ فی الحال ایسا مت کرنا۔ اس کے دوسرے پہلو متوقع ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ جندع کے قتل سے اس کا قبیلہ بغاوت پر آمادہ ہوگا اور قوم ثمود میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ جندع صالحؑ پر ایمان لا چکا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں صالحؑ ہی ہمارے لیے مزید مصیبت کا باعث بن جائے۔ تم لوگ جانتے ہو کہ وہ خداوند کے سچے اور برحق نبی ہیں۔ ہم تو انہیں اس لیے

جھٹلاتے ہیں کہ ان کے پیغام سے ہمارے بتوں پر ضرب لگتی ہے۔ ان بتوں پر جن کی پرستش ہمارے آباؤ اجداد کرتے رہے ہیں اور اگر تم لوگوں نے نابت کو نقصان پہنچایا تو سن رکھو کہ وہ قوم ثمود کے سردار! ابورغال کی بیٹی ہے اور اس کی مرگ پر ابورغال یقیناً ہم سب کے خلاف ایک طوفان کھڑا کر دے گا اور نابت اس کی چونکہ واحد اولاد ہے لہٰذا یہ بھی ممکن ہے کہ ابورغال ہم دونوں کی گردنیں ہی کٹوا دے۔''

زکنبور نے رباب اور ذو آب کو مخاطب کر کے کہا۔''اے مقدس پجاریو! ہم دونوں تم دونوں کی بات کو مانتے اور تسلیم کرتے ہیں کہ جندع اور اس کی بھانجی نابت کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے لیکن یوناف سے متعلق ہمارا اور تمہارا معاملہ اب طے ہے۔ اسے ہم بے بس و مجبور کر کے یہاں لائیں گے اور اس کی حالت بدسب دیکھیں گے، آنے والے دو چار روز میں باغات میں کام کرتے ہوئے نابت جب بھی یوناف اور جندع کے لیے دوپہر کا کھانا لانے گھر جائے گی، ہم یوناف کے خلاف حرکت میں آجائیں گے۔''

اس کے ساتھ ہی زکنبور اور شبر اٹھ کر چلے گئے!

OOO

مصر میں تھیبس شہر کے باہر یوناف کے ہاتھوں زک اٹھانے کے بعد یافان اپنی نئی بنائی ہوئی بیٹی اریشیا کے ساتھ ار شہر سے باہر بلند کوہستانوں کے اوپر ننار دیوتا کے معبد کے پاس نمودار ہوا۔

اریشا نے یافان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔''اے میرے باپ! یہ کونسی جگہ ہے اور سامنے یہ معبد نما عمارت کیسی ہے۔''

یافان نے کہا۔''اے میری بیٹی! یہ قوم اکاد کی سرزمین ہے اور یہ شہر جو تم اپنے دائیں جانب دیکھ رہی ہو اس کا نام اُر ہے اور سامنے یہ جو معبد نما عمارت دکھائی دے رہی ہے، یہ قوم اکاد کے دیوتا ننار[1] کا معبد ہے اور اس معبد کے بائیں طرف جو چند قدم کے فاصلے پر عمارت دکھائی دے رہی ہے وہ قوم اکاد کی زبردست دیوی نن گل[2] کا معبد ہے۔ یہ دونوں بڑے قدیم معبد ہیں اور میں پہلے بھی یہاں آتا رہا ہوں۔ اب میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ میں یہاں پر مستقل سکونت اختیار کروں گا۔ میں یہاں اپنی رہائش کو ناقابل تسخیر بناؤں گا اور اپنے اردگرد ایک محکم و مضبوط حصار بنانے کے بعد یوناف پر ضرب لگاؤں گا۔''

اریشیا نے یافان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔''اے میرے باپ! یوناف کے پاس کیسی قوتیں ہیں جو وہ آپ پر غالب آگیا ہے۔''

یافان نے اداس اور بکھری ہوئی آواز میں کہا۔''یہ ایک تکلیف دہ حقیقت ہے، میری بیٹی! تمہارے لیے اس قدر جاننا ہی کافی ہے کہ یوناف بے انت و بے کنا قوتوں کا مالک ہے، پر مجھے ان قوتوں کے سامنے بند باندھ کر اس سے انتقام لینا ہے۔ آؤ میری بیٹی! اس ننار دیوتا کے معبد میں چلیں۔ اس معبد کا پہلا بڑا پجاری تو میرا جاننے والا تھا، پر وہ تو کب کا

۱۔ تفہیم القرآن ۔ سورہ الانعام ۔ ص 554   ۲۔ ماخوذ از تفہیم القرآن مولانا مودودی

مرکھپ گیا ہوگا، اب نہ جانے کون یہاں کا بڑا پجاری ہے، بہر حال جو کوئی بھی ہو، اس سے ملیں گے اور اس کے ساتھ مل کر یہاں اپنی حالت مستحکم کرنے کی کوشش کریں گے۔"

"اریشیا! اریشیا میری بیٹی! نناردیوتا اور ننگل دیوی کے معبدوں کے درمیانی حصے میں ایک گہری زمین دوز غار ہے جو دونوں معبدوں کو ایک طرح کے خفیہ راستے سے آپس میں ملاتی ہے۔ اس غار کے اندر ان گنت کمرے ہیں اور ان کمروں میں وہ پجارنیں اور دیوداسیاں رہتی ہیں جو نناردیوتا اور ننگل دیوی کے لیے وقف ہو چکی ہیں۔"

ذرا رک کر یافان پھر اریشیا کو بتا رہا تھا۔ "اے میری بیٹی! میں یہاں کے بڑے پجاری سے مل کر اپنے لیے اس غار کے اندر ہی جگہ حاصل کرنے کی کوشش کروں گا، یہ بڑی محفوظ جگہ ہے اور یہاں رہ کر میں اپنی رہائش کے اردگرد ایک ایسا طلسمی حصار بناؤں گا جس کے اندر یوناف داخل نہ ہو سکے گا اور اس پر ضرب لگانے کے بعد میں یہیں آ کر پناہ لیا کروں گا۔ سنو میری بیٹی! مجھے خبر ہو چکی ہے کہ یوناف مارا نہیں جا سکتا۔ وہ صدیوں سے ہے اور صدیوں تک رہے گا، وہ صدیوں پہلے بھی جوان تھا۔ اب بھی اور آنے والی صدیوں میں بھی جوان رہے گا۔ اس کی یہ سدا جوانی اور طویل العمری ایک راز ہے، میری بیٹی اور یہ راز کم از کم میں نہیں جانتا۔ یہاں اس غار کے اندر میں کسی خوں خوار روح کو تسخیر کروں گا اور اسے یوناف کے پیچھے لگاؤں گا کہ وہ یوناف سے میرا انتقام لے۔ مجھے امید ہے کہ میں یوناف کو اپنے سامنے بے بس کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ آؤ، اب اس معبد میں چلیں۔"

یافان اور اریشیا، نناردیوتا کے معبد کی طرف بڑھنے لگے۔

دونوں باپ بیٹی معبد میں داخل ہوئے اور قریب سے گزرتی ہوئی ایک پجارن کو مخاطب کرتے ہوئے یافان نے کہا۔ "اے بیٹی! ہم دونوں باپ بیٹی ہیں، بہت دور سے آئے ہیں اور نناردیوتا کے اس معبد کے بڑے پجاری سے ملنا چاہتے ہیں۔"

پجارن نے کہا۔ "آپ دونوں میرے ساتھ آئیں۔ میں آپ دونوں کو بڑے پجاری کے پاس لے جاتی ہوں۔"

پجارن معبد کے ایک کمرے کے سامنے رک گئی۔ پھر اس نے یافان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ کمرہ بڑے پجاری کا ہے۔ اس کا نام یمنع ہے، آپ اندر جا کر اس سے مل سکتے ہیں۔"

پجارن چلی گئی تو یافان اور اریشیا کمرے میں داخل ہوئے، ان دونوں نے دیکھا کہ اونٹ کی کھال اور اس کی ہڈیوں سے بنی ہوئی ایک نشست پر ایک ادھیڑ عمر کا شخص بیٹھا تھا۔ یافان اور اریشیا کو دیکھتے ہی یمنع نام کے اس بڑے پجاری نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "تم دونوں کون ہو اور کس غرض سے اس کمرے میں داخل ہوئے ہو؟ میں نناردیوتا کے اس معبد کا بڑا پجاری یمنع ہوں اور یہ تم دونوں کے گرد پھیلی ہوئی نیلے رنگ کی دھند کیسی ہے، یہاں کے لوگوں میں مشہور ہے کہ کچھ عرصہ قبل جب اس معبد کا بڑا پجاری ایک شخص دوبان ہوا کرتا تھا تو اسے مصر کا ایک ساحر یافان ملنے آیا کرتا تھا۔ یافان کی گرفت میں شیطانی قوتیں تھیں جو نیلی دھند کی صورت میں اس کے ساتھ رہ کر اس کی حفاظت کیا کرتی تھیں۔ تمہارے ساتھ جو یہ نیلی دھند ہے کیا یہ بھی ...."

یافان نے یمنع کی بات کاٹتے ہوئے۔ "اے بزرگ یمنع! میں ہی مصر کا وہ ساحر یافان ہوں جو نیلی دھند کے ساتھ یہاں آیا کرتا تھا۔ یہاں کا بڑا پجاری دوبان میرا دوست تھا اور اے قوم اکاد[1] کے بزرگ پجاری یمنع! اب میں تمہارے پاس آیا ہوں تاکہ تم سے ایک ایسا کام لوں جو تمہارے بس میں ہے۔ یہ میرے ساتھ میری بیٹی اریشیا ہے۔"

نناردیوتا کے معبد کے بڑے پجاری یمنع نے اپنے سامنے ایک نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "پہلے آپ یہاں آرام سے بیٹھیں، پھر میں آپ سے بات کرتا ہوں۔"

یافان اور اریشیا دونوں آگے بڑھ کر وہاں بیٹھ گئے۔

یمنع نے یافان کو مخاطب کر کے کہا۔ "یہ کیسے اور کیونکر ممکن ہے کہ آپ اور آپ کی بیٹی اریشیا ابھی تک اس حالت میں زندہ ہیں جبکہ آپ کا دوست دوبان جو کسی دور میں اس معبد کا پجاری ہوا کرتا تھا، ایک عرصہ ہوا مر چکا ہے۔"

یافان تب حرکت میں آیا اور اس نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیا۔ پجاری یافان کو ہڈیوں کا ڈھانچہ اور اس کی آنکھوں اور منہ کے سوراخوں کے اندر کھولتی اور بھڑکتی آگ دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ پھر اس نے یافان سے کہا۔ "تم جانو! میں خود بھی ایک اعلیٰ پائے

[1] قوم اکاد میں 50 ہزار خداؤں کے نام ملتے ہیں۔ ملک کے مختلف شہروں کے الگ الگ خدا ہوا کرتے تھے اور ہر شہر کا ایک بڑا اور محافظ خدا ہوا کرتا تھا، جسے رب البلا یا رئیس الالٰہ سمجھا جاتا تھا، اس کا احترام دوسرے خداؤں سے زیادہ کیا جاتا تھا۔ اُر شہر کا رب البلا ننار دیوتا تھا۔ اس کا دوسرا نام قمرنیہ بھی تھا (باقی اگلے صفحہ پر)

کا ساحر ہوں اور ایران کی قوم ماد کا جو بادشاہ جمشید ہے اس کا برنمرود نام کا جو قابل اعتماد اور ساحر مشیر ہے اس نے طلسم اور دیگر علوم مجھ سے ہی سیکھے تھے، پر اے یافان! جو حالت تمہاری ہے، ایسی پہلے کبھی میں نے دیکھی نہیں۔''

یافان نے کہا۔ ''یہ سمجھو کہ جسمانی طور پر میں اس قدیم معبد کے پجاری اور اپنے دوست دوبان کی طرح ختم ہو چکا ہوں، اس نیلی دھند کے اندر یہ شیطانی قوتیں جنہیں میں نے تسخیر کرلیا تھا، مجھے حرکت میں لائی ہوئی ہیں اور میں زندوں جیسا ہی لگتا ہوں۔''

یمنع چند ثانیوں تک خاموش رہا پھر اس نے کہا۔ ''آپ مجھ سے کونسا کام لینا چاہتے ہیں جو میرے بس میں ہے۔''

یافان نے کہا۔ ''میرا ایک ایسی ہستی سے ٹکراؤ ہے جو صدیوں سے ہے اور صدیوں تک رہے گی۔ اس کا نام یوناف ہے۔ صدیوں پہلے بھی وہ جوان تھا، اب بھی اور آنے والے دور میں بھی وہ ایسا ہی رہے گا۔ وہ بے انت سری قوتوں کا مالک ہے اور ایک انتہائی طاقتور جوان ہے۔ اس نے مجھے مغلوب کر کے اس ہڈیوں کے ڈھانچے کی سی حالت میں تبدیل کیا۔ اس نے میری بیٹی اریشیا کو بھی اور نیلی دھند کے اندر میری شیطانی قوتوں کو بھی اپنے سامنے مغلوب کر کے رکھ دیا۔

اے یمنع! میں چاہتا ہوں کہ مجھے اس غار کے اندر اپنی بیٹی اریشیا کے ساتھ رہنے کی اجازت مل جائے جو ننار دیوتا اور ننگل دیوی کے معبدوں کو زیر زمین ملاتی ہے اور جس کے اندر ننار اور ننگل کے معبدوں کی پجارنیں اور داسیاں رہتی ہیں۔ یہاں رہتے ہوئے میں اپنی قوتوں کو محکم اور مستحکم کروں گا اور پھر یوناف پر ضرب لگاؤں گا جس نے مجھے اس طرح مغلوب کیا تھا۔''

یمنع نے حیرت سے پوچھا ''آپ اس غار سے کیسے واقف ہیں؟''

یافان نے کہا۔ ''میں دوبان کے دور میں اس غار کو کئی بار دیکھ چکا ہوں۔''

(گزشتہ سے پیوستہ) کیونکہ اسے چاند دیوتا بھی سمجھا جاتا تھا۔ ننگل اکادیوں کی سب سے بڑی دیوی تھی اور اسے ننار کی بیوی سمجھا جاتا تھا۔ ننار کو خوش کرنے کے لیے ہر روز ایک پجارن دلہن بن کر اس کے معبد میں اس کے مدفن کے پاس سوتی تھی، معبد کے اندر ان گنت دیوداسیاں کام کرتی تھیں جو ننار دیوتا کے نام پر وقف تھیں۔
اکادیوں کا دوسرا بڑا دیوتا شماس (سورج دیوتا) تھا جو ان کے دوسرے شہر لرکا رب البلا تھا۔ اس کے تحت بھی ننار کی طرح ان گنت چھوٹے چھوٹے خدا تھے۔ ماخوذ از کتاب ابراہیم۔

یمنع اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔ ''آپ دونوں میرے ساتھ آئیں، آپ کو نہ صرف اس غار کے اندر رہنے کی اجازت ہے بلکہ یوناف کو زیر کرنے کے لیے میں بھی آپ کا ساتھ دوں گا۔''

یافان اور اریشیا اٹھ کر یمنع کے ساتھ ہو لیے۔

یمنع اپنے کمرے سے نکل کر ساتھ والے کمرے میں داخل ہوا۔ وہاں ایک دروازے کے ذریعے سیڑھیاں نیچے اس غار کی طرف اترتی تھیں، جو ننار دیوتا اور ننگل دیوی کے معبدوں کو آپس میں ملاتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ غار میں داخل ہوئے جو کافی وسیع اور چوڑی تھی، اوپر بڑے بڑے اور بلند روشن دان کھڑے کر کے ان کے اندر روشنی اور دھوپ کا معقول بندوبست کیا گیا تھا۔ غار کے دونوں جانب بڑے بڑے اور آراستہ کمرے بنے ہوئے تھے۔ گو دونوں معبدوں کی پجارنوں اور داسیوں کے لیے معبدوں کے اطراف میں بھی رہائش گاہیں بنی ہوئی تھیں لیکن اس غار کے اندر کافی پجارنوں کی رہائش تھی۔

غار کے اندرونی حصے کا منظر اس کی خوبصورتی اور صفائی کی وجہ سے ایک شاہی محل کا سا تھا۔ اس کے علاوہ اس غار سے کئی چھوٹے چھوٹے غارنما چور راستے بھی نکلتے تھے۔

بڑا پجاری یمنع ان دونوں باپ بیٹی کو لے کر غار کے ایک کمرے میں داخل ہوا، جس میں ضرورت کی ہر شے موجود تھی۔ پھر اس نے یافان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اس غار کے اندر دو کمرے سب سے زیادہ خوبصورت اور مرصع ہیں۔ ایک یہ جس میں اس وقت ہم کھڑے ہیں اور دوسرا اس کے ساتھ والا کمرہ۔ یہ دونوں کمرے ایک درمیانی دروازے سے آپس میں ملے ہوئے ہیں، تم دونوں باپ بیٹی ان دونوں کمروں میں ہی رہو گے اور تم دونوں کا کھانا اور ضرورت کی دیگر اشیا معبد کی طرف سے مہیا کی جائیں گی اور کچھ پجارنیں تمہاری خدمت پر مامور ہوں گی، اب تم دونوں آرام کرو۔''

یمنع ان دونوں کو وہاں چھوڑ کر باہر نکل گیا۔

O

ایک روز یوناف اور جندع بن عمرو باغ میں کام کر رہے تھے کہ ایک قریبی کھجور کے

درخت کے پاس نابت نمودار ہوئی، اس کے ساتھ اس کی ایک سہیلی بھی تھی۔ نابت نے اشارے سے یوناف کو اپنی طرف بلایا، جندع نے بھی ان دونوں کو وہاں کھڑے دیکھ لیا تھا، لہٰذا اس نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”یوناف! یوناف! نابت تمہیں اشارے سے اپنی طرف بلا رہی ہے، جاؤ سن لو، وہ کیا کہتی ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی ایسی بات ہو جو وہ شرم و حیا کے باعث میری موجودگی میں نہ کہنا چاہتی ہو۔“

جندع کے کہنے پر یوناف، نابت اور اس کی سہیلی کی طرف چل دیا۔

وہ دونوں نابت اور اس کی سہیلی نہیں بلکہ اصل میں عزازیل کے گماشتے اور ساتھی شبر اور زکنبور تھے، وہ دونوں اس وقت حصار کے اندر کھڑے تھے، جونہی یوناف اس حصار میں داخل ہوا، ابلیکا اس سے علیحدہ ہوگئی اور پھر جب آگے بڑھ کر زکنبور نے جو نابت کی شکل صورت میں تھا، یوناف کا ہاتھ تھام لیا تو یوناف کا ذہن منجمد اور شل ہوگیا، ساری یادداشتیں، سارے علوم اس کے ذہن میں بے حس و حرکت ہو کر رہ گئے اور یہ بات اس کے ذہن سے نکل گئی کہ وہ انگشت لاہوتی قوتوں کا مالک ہے اور ان سے کام لے کر اپنا دفاع کر سکتا ہے۔

شبر جو نابت کی سہیلی کی صورت میں تھا، اس کے ہاتھ میں ایک نوکدار کھونٹا تھا جس کی نوک سے وہ حصار کے ساتھ سے ایک لکیر کھینچتے ہوئے حجر کے معبد کی طرف چل پڑا جبکہ زکنبور یوناف کا ہاتھ تھامے اس لکیر پر اپنے پاؤں رکھتا ہوا شبر کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا، یوناف کی حالت ایسی ہو رہی تھی جیسے اسے کنج لحد میں ڈال کر پچھتاوے کے شکنجوں میں کس دیا گیا ہو۔ وہ اپنا ہاتھ زکنبور کے ہاتھوں میں دیئے ایسے جا رہا تھا گویا اسے امتحانِ جذب اور نقابت ذہنی کا شکار کر کے اس کی ذہنی افادیت کو مسترد و منقطع کر دیا گیا ہو۔

نابت اور اس کی سہیلی کی صورت میں زکنبور اور شبر یوناف کو لے کر معبد میں داخل ہوئے۔ یوناف پر اس وقت مریضانہ خستگی طاری تھی۔ رباب بن صغرہ اور ذو آب بن عمرو نے ان کا استقبال کیا۔ چاروں مل کر یوناف کو معبد کے ایک کمرے میں لائے۔ شبر ابھی تک آگے آگے ایک لکیر کھینچتا چلا جا رہا تھا۔ پھر اس نے کمرے کے اندر کھونٹے کی نوک سے ایک حصار کھینچا اور یوناف کو اس حصار کے اندر ڈال دیا گیا۔ یوناف اس حصار کے اندر اس طرح لیٹ رہا جیسے اسے ضرورت سے زیادہ شراب پلا کر مدہوش کر دیا گیا ہو، پھر شبر نے اس

حصار سے باہر ایک اور حصار بنا دیا۔ اب زکنبور اور شبر اپنی اصل حالتوں پر آ گئے اور زکنبور نے رباب بن صغرہ کو مخاطب کر کے کہا۔ ”یہ ہے یوناف! جس نے تمہیں اور ہم دونوں کو زک پہنچائی تھی۔ شبر نے اس کے گرد دو حصار بنا دیئے ہیں۔ پہلے حصار سے اس کی اپنی ذہنی قوتیں مفلوج رہیں گی اور اس کے پاس جو طلسم اور دوسرے علوم ہیں، ان سب کی یادداشتیں یا الفاظ اسے بھول جائیں گے دوسرے حصار کی وجہ سے اس کے پاس اگر کوئی روحانی یا شیطانی طاقت ہے تو وہ اس کی مدد نہ کر سکے گی کیونکہ وہ اس حصار کے اندر داخل نہ ہو سکے گی، اے مقدس پجاریو! اب تم یوناف سے جیسا چاہو انتقام لے سکتے ہو۔

رباب بن صغرہ نے زیست کی نوید بکھیرتی اور اکسیر زندگی کی خوشیاں لٹاتی آواز میں کہا۔

”زکنبور، شبر! ہمارے حلیفو! ہمارے محسنو! تم دونوں نے یقیناً وہ کام کر دکھایا ہے جس کی توقع صرف تم دونوں سے ہی کی جا سکتی تھی، میرے عزیزو! میں نے اپنے ایک پجاری کو بھیجا ہوا ہے کہ وہ سردار ابورغال کو بلا کر لائے۔ وہ آتا ہی ہوگا۔ پھر یوناف سے متعلق ہم کوئی فیصلہ کرتے ہیں، میرا ارادہ ہے کہ یوناف کو کوئی ایسی ٹھوکر یا داغ لگائیں جو ساری عمر اس کے لیے روگ بنا رہے اور......“

رباب بن صغرہ کہتے کہتے رک گیا کیونکہ ثمود کا سردار ابورغال معبد کے اس کمرے میں داخل ہوا تھا۔

ذو آب بن عمرو نے خوشی میں وجد انگیز اور فسوں خیز آواز میں کہا۔ ”اے ہمارے سردار! دیکھ ہم نے اپنے فسوں سے کس طرح یوناف کو بے بس اور مجبور کر دیا ہے۔“

ابورغال نے ایک نظر حصار کے اندر لیٹے یوناف پر ڈالی۔ پھر زکنبور اور شبر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ”یہ دونوں کون ہیں؟“

ذو آب نے کہا۔ ”اے سردار! یہ دونوں اجنبی زمینوں سے تعلق رکھنے والے مہمان ہیں۔ یوناف کو اس طرح بے بس کرنے میں دونوں نے بھی ہماری مدد کی ہے۔

ابورغال نے زکنبور اور شبر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”اس سلسلے میں جو کچھ بھی تم دونوں نے کیا ہے۔ اس کے لیے میں تم دونوں کا ممنون ہوں۔“

پھر ابورغال نے رباب کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ”تم لوگوں نے دیکھ لیا نا کہ یوناف اس وقت ہمارے سامنے واقعی بے بس ہے یا یہ اس حالت میں بھی کوئی طوفان اور

عذاب کھڑا کر سکتا ہے۔"

رباب بن صغرہ نے ایک بلند قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "اے سردار! اس سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اب یہ مٹی کا ڈھیر ہے اور بھس جیسا بے ضرر ہے۔"

ابو رغال نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ سے کہا۔ "تو پھر میں یہاں بیٹھتا ہوں۔ اپنے ماتحت پجاریوں سے کہو کہ آگ روشن کر کے اس پر کسی برتن میں پانی رکھیں، جب پانی کھولنے لگے تو وہ پانی یوناف پر ڈالیں۔ میں اس کی بے بسی، مجبوری، اذیت اور کرب کا منظر دیکھنا چاہتا ہوں۔"

رباب بن صغرہ کمرے سے باہر نکلا اور پھر اس کے حکم پر پجاری پانی گرم کرنے لگے۔

نابت گھر سے کھانا لے کر آئی تو اس نے دیکھا باغ میں اس کا ماموں اکیلا ہی کام کر رہا تھا اور یوناف غائب تھا۔

نابت نے پریشانی میں پوچھا۔

"اے میرے ماموں! یوناف کدھر گئے ہیں۔"

ساتھ ہی نابت نے کھانے کے برتن جندع کے سامنے رکھ دیئے۔

جندع نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ سے کہا۔

"تو اسے خود ہی تو بلا کر لے گئی تھی بیٹی! اور اب مجھ سے پوچھ رہی ہے کہ یوناف کہاں ہے؟"

نابت نے حیرت اور تعجب سے پوچھا۔

"میں کب بلانے آئی تھی، ان کو؟"

جندع بن عمرو نے کہا۔

"اے میری بیٹی! تو اپنی ایک سہیلی کے ساتھ میرے سامنے آئی۔ دور رہ کر تو نے یوناف کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔ میں نے ہی یوناف سے کہا کہ جاؤ جا کر نابت کی بات سن لو۔ سو اے میری بیٹی! یوناف تمہاری طرف گیا اور تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ لے گئی۔"

نابت نے چلا کر کہا۔

"نہ میں یہاں آئی نہ انہیں اشارے سے اپنی طرف بلایا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے

ساتھ لے گئی۔ اے میرے ماموں! یہ ہمارے ساتھ ضرور کوئی دھوکہ اور فریب ہوا ہے۔"

جندع بن عمرو کی حالت ستیز گاہ میں کوندتی تلواروں اور ہوا کے دوش پر آہ و بکا کرتی صداؤں جیسی ہو گئی، وہ نابت سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا کہ ان دونوں کے کانوں میں ابلیکا کی فکرمند سی آواز پڑی۔

"تم دونوں ماموں بھانجی وہموں میں نہ پڑو۔ سنو! ابلیس کے دو ساتھی ہیں زکنبور اور شبر وہ دونوں ایک بار یوناف کے ہاتھوں اسی باغ میں پٹ بھی چکے ہیں۔ اب یہی زکنبور اور شبر قوم ثمود کے بڑے پجاری رباب بن صغرہ اور ذوآب بن عمرو کے ساتھ مل کر یوناف کے خلاف حرکت میں آئے ہیں۔ نابت! نابت! جس وقت تم گھر سے کھانا لینے گئیں، اس وقت ابلیس کے ساتھی زکنبور اور شبر، تمہاری اور تمہاری ایک سہیلی کی شکل میں یہاں آئے۔ یوناف کو اشارے سے بلایا اور اپنے ساتھ لے گئے۔ یوناف اس وقت معبد کے ایک کمرے میں بند ہے اور اسے مدد کی ضرورت ہے۔ میں اس لیے تم دونوں کی طرف آئی ہوں اور تم دونوں کو ماورائی انداز میں مخاطب کر رہی ہوں۔"

ابلیکا کی گفتگو سن کر نابت کے ہوش و خرد جنوں آمیز ہو گئے۔ اس کے کاسہ چہرے اور گہری نیلی آنکھوں میں دکھ اتر آیا۔ اس کی حالت یخ زدہ رگ و پے اور مزار و مرقد جیسی ہو گئی۔ ایسا لگتا تھا، اس کے رخسار گرم گوں اور گریبان تار تار ہونے کو ہے۔ جلد ہی وہ سنبھلی اور اپنی کلبلاتی اور سینے میں چھید کرتی آواز میں اس نے ابلیکا سے پوچھا۔

"پہلے یہ تو بتاؤ کہ تم کون ہو اور تم ہمیں نظر کیوں نہیں آتی ہو۔"

ابلیکا کی آواز پھر سنائی دی۔

"بس تم دونوں ماموں بھانجی کے لیے اتنا ہی جان لینا کافی ہے کہ میں ایک ماورائی قوت ہوں اور ہمیشہ یوناف کے ساتھ رہتی ہوں اور اس کی مدد کرتی ہوں۔ سن رکھو! ایک سری عمل کے ذریعے عزازیل کے ساتھ زکنبور اور شبر نے مجھے یوناف سے علیحدہ کر دیا اور یوناف کے ذہن کو بھی منجمد کر دیا ہے تاکہ وہ میری غیر موجوگی میں اپنی قوتوں سے بھی کام نہ لے سکے۔"

ابلیکا ذرا رکی پھر دوبارہ کہنے لگی۔

"یوناف کو اس وقت میری سخت ضرورت ہے۔ زکنبور اور شبر نے اسے معبد کے ایک

کمرے میں جا بند کیا ہے اور اس کے گرد دو حصار کھینچ دیئے ہیں۔ پہلے حصار کی وجہ سے یوناف کی ذہنی یادداشتیں اور قوتیں بدستور منجمد اور شل رہیں گی اور باہر والے حصار کی وجہ سے میں وہاں داخل ہو کر اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتی۔ نابت ! نابت ! اگر تم میرا ساتھ دو تو یوناف کو ان کی گرفت سے نکالا جا سکتا ہے۔

نابت نے بین کرتی ہوئی آواز میں کہا۔

''میں اپنے شوہر کی رہائی کے لیے اپنی جان بھی گنوا سکتی ہوں، تم مجھے صرف یہ بتاؤ کہ اس موقع پر میں ان کے لیے کیا کر سکتی ہوں۔''

ابلیکا نے کہا۔

''اسی وقت اپنے گھر جاؤ، وہاں سے ایک جلتی ہوئی مشعل اور کچھ روئی لے کر معبد کے اس کمرے میں جاؤ جہاں انہوں نے یوناف کو حصار کے اندر ڈال رکھا ہے، وہاں تمہارا باپ ابورغال بھی آیا ہوا ہے جو وہاں معبد میں پانی گرم کر رہا ہے اور چاہتا ہے کہ کھولتا ہوا پانی یوناف پر ڈال کر اسے کرب، اذیت اور تکلیف میں مبتلا کر دے۔

نابت نے غصہ اور قہر برساتی آواز میں کہا۔

''میں ایسا نہ ہونے دوں گی اور اگر میرے باپ نے ایسا کیا تو پھر ان دونوں پجاریوں کے ساتھ میں اپنے باپ کو بھی آگ لگا دوں گی۔

ابلیکا نے کہا۔

''میں نے ابھی اپنی بات ختم نہیں کی۔ غور سے سنو۔ گھر سے جلتی ہوئی مشعل اور روئی لے کر معبد کے اس کمرے میں پہنچو جہاں یوناف کو رکھا گیا ہے۔ میں بھی وہاں تمہارے ساتھ رہوں گی اور تمہاری حفاظت کروں گی۔ تم روئی کو باہر والے حصار پر رکھ کر مشعل سے آگ لگا دینا۔ جہاں آگ روشن ہو گی حصار کے اس حصے سے عمل کا اثر ختم ہو جائے گا اور وہاں سے میں اندر داخل ہو کر یوناف کے پاس چلی جاؤں گی اور اندرونی حصار کو ختم کر کے میں یوناف کی ذہنی قوتوں کو بحال کر دوں گی اور جب یوناف کی ذہنی قوتیں بحال ہو جائیں گی تو وہ میرے لیے بیرونی حصار ختم کر سکتا ہے کیونکہ آگ کے بجھتے ہی بڑے حصار کے اس حصے کا عمل دوبارہ بحال ہو جائے گا۔ اب تم وقت ضائع نہ کرو اور جلدی کرو، ورنہ وہ کھولتا ہوا پانی یوناف پر ڈال کر اسے اذیت اور تکلیف دینا شروع کر دیں گے۔''

جندع بن عمرو نے کہا۔

''نابت ! نابت ! میری بیٹی ! چلو گھر چلیں۔ وہاں سے مشعل اور روئی لے کر معبد کا رخ کرتے ہیں، میں بھی تمہارے ساتھ ہوں گا۔''

پھر نابت اور جندع دونوں تیزی سے گھر کی طرف چل دیئے۔

○

یوناف اسی طرح مدہوش اور بے سدھ سا معبد کے کمرے میں حصار کے اندر پڑا ہوا تھا ابورغال، زکنبور، ثبر اور دونوں پجاری ذو آب اور رباب اس کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔

اتنے میں باہر کسی نے آواز دی۔

''پانی کھولنے لگا ہے۔''

ابورغال نے کہا۔ ''اٹھا کر اندر لے آؤ تاکہ ہم یوناف پر اپنے اذیت ناک عمل کی ابتدا کریں۔''

اس وقت نابت اور جندع بن عمرو اس کمرے میں داخل ہوئے۔ نابت کے ہاتھ میں روئی تھی اور جندع نے جلتی ہوئی مشعل تھام رکھی تھی۔ نابت کو دیکھتے ہی ابورغال نے کہا۔

''آ میری بیٹی ! تو بڑے اچھے وقت پر آئی۔ دیکھ تیرا شوہر جو ناقابل تسخیر بنا پھرتا تھا ہم نے اسے کیسے معذور اور بے بس کر رکھا ہے۔''

نابت نے اپنے باپ کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے فوراً روئی، بیرونی حصار کی لکیر پر رکھی اور جندع بن عمرو نے مشعل سے روئی کو آگ لگا دی۔ آگ روشن ہوتے ہی یوناف اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا پھر اپنی شہد برساتی ہوئی آواز میں کہا۔

''اے میرے حبیب ! تم کیسے ہو؟''

یوناف نے اپنے سر کو جھٹکتے ہوئے پوچھا۔

''یہ مجھے کیا ہو گیا تھا، میں کہاں ہوں اور یہ لوگ میرے اردگرد کیوں جمع ہیں؟ آہ ! یہاں

ساتھی زکنبور اور ثبر بھی ہیں۔"

ابلیکا نے کہا۔

"اے میرے حبیب! زکنبور اور ثبر دونوں نابت کی سہیلی اور نابت کی صورت اختیار کر کے تمہاری طرف گئے تھے۔ تمہیں اشارے سے بلایا اور تم ان کے ساتھ ہو لیے۔ ان دونوں نے ایک عمل کر کے پہلے مجھے تم سے علیحدہ کر دیا پھر ذہن کو منجمد اور شل کر کے تمہیں معبد کے اس کمرے میں لے آئے۔ انہوں نے تمہارے گرد دو حصار کھینچ دیئے تھے۔ اندر کا حصار تمہاری ذہنی غنودگی کو جاری رکھنے کے لیے اور بیرونی حصار اس لیے کہ میں اندر داخل ہو [illegible]

[illegible]

یوناف نے اپنا ہاتھ سیدھا کر کے پیار سے [illegible] ابلیکا سے کہا۔

"ابلیکا! ابلیکا! [illegible] حصار کا تم نے ذکر کیا ہے [illegible] تمہاری قوت [illegible] ہوا۔"

جس وقت یوناف اور ابلیکا کے درمیان یہ گفتگو ہو رہی تھی ابورغال سنبھل کر بیٹھ گیا تھا۔ ابورغال نے چونک کر زکنبور کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "یوناف تو مجھے بھلا چنگا لگتا ہے جبکہ تم لوگ کہتے ہو کہ تم لوگوں نے اس کی ذہنی یادداشتوں کو شل کر کے رکھ دیا ہے۔ کیا تم سب نے مل کر میرے ساتھ دھوکہ دہی اور مذاق تو نہیں کیا؟"

زکنبور نے کہا۔ "اے ابورغال! ہم نے یوناف کو یقیناً اپنے سامنے بے بس و مجبور کر دیا تھا لیکن ایسا لگتا ہے کہ تمہاری بیٹی نے ہمارے حصار پر آگ روشن کر کے یوناف کی ذہنی غنودگی ختم اور اس کی ان گنت قوتوں کو بحال کر دیا ہے۔"

ابورغال کے سینے میں دہکتی آتش نمرود اس کی رگ رگ میں سنسنا گئی۔ ایسا لگتا تھا اس پر غصے میں جاں کنی کی حالت طاری ہوگئی ہو۔ پھر اس نے اجل قاطع کی طرح اپنی بیٹی نابت کی طرف دیکھا اور کہا۔ "تم نے حصار کی لکیر پر آگ روشن کر کے حصار کی قوت کا خاتمہ کر کے اچھا نہیں کیا۔ آج میں تمہیں ختم کر دوں گا۔"

پھر ابورغال کا ہاتھ فضا میں بلند ہوا۔ وہ نابت کے منہ پر طمانچہ مارنا چاہتا تھا کہ فضا ہی کے اندر ابلیکا نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور ابورغال کا بازو مروڑ کر اسے دور پھینک دیا۔

ابورغال نے کہا۔ "آہ! کسی غیر مرئی قوت نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر میرا ہاتھ اور بازو بری طرح موڑ کر مجھے دور پھینک دیا ہے۔"

زکنبور نے فکرمندی سے کہا۔ "اے ابورغال! یہ امر اب یقینی ہے کہ یوناف کی یادداشتیں اور قوتیں بحال ہوگئی ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی زکنبور اور ثبر وہاں سے غائب ہوگئے۔

[illegible]

رباب نے دکھ اور تاسف سے کہا۔ "اے ابورغال! [illegible] دونوں [illegible] صورت [illegible] ابلیس [illegible] لہذا اپنی ابلیست [illegible] گئے ہیں۔"

اس دوران دو پجاری کھولتے ہوئے پانی کا ایک برتن اٹھا کر اندر لائے اور اس کو ابورغال کے پاس رکھ دیا۔ اس برتن کے ساتھ لکڑی کا ایک پیالہ بھی بندھا تھا۔ شاید اسی پیالے سے ابورغال یوناف پر کھولتا ہوا پانی ڈالنا چاہتا تھا۔ ابورغال نے رباب بن عمرہ کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی ٹوٹتی بکھرتی آواز میں کہا۔ "کیا تمہاری گفتگو سے میں یہ اندازہ کر لوں کہ یوناف ٹھیک ہو چکا ہے اور یہ کہ اس کی قوتیں بحال ہو چکی ہیں۔"

رباب نے پراگندہ سے لہجے میں کہا۔ "ہاں سردار، ایسا ہی سمجھ لو۔"

ابورغال نے پانی لانے والے دونوں پجاریوں کی طرف دیکھ کر کہا۔ "گرم پانی کا یہ برتن اٹھا کر باہر لے جاؤ، اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔"

قبل اس کے کہ وہ دونوں پجاری اس برتن کو اٹھاتے، یوناف اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے کہا۔

"گرم پانی کے اس برتن کو یہیں رہنے دیا جائے۔ اے ابورغال، یہ پانی جو تم نے میرے لیے گرم کرایا تھا اب تمہارے اوپر ڈالا جائے گا۔"

یوناف کی بات پر ابورغال بھولی بسری ساعتوں کی طرح اعصاب کا شکار ہو گیا اس کے دل میں ہوک اور رگ و پے میں ایک سنسنی سی دوڑ گئی۔

دوسری طرف یوناف کی بحالی پر حسین نابت آبی طیور، صدیوں کی گود کے زمزمے، بادبانِ وا، امواجِ نسیم، بخت مہرباں اور تدبیر سازگار کی طرح خوش اور راحت افزا ہو گئی تھی۔ اس کے چہرے پر ہنس مکھ کنواریوں اور چنچل و سمن اندام شگوفوں جیسے انار اور لال گلاب کے رنگ بکھر گئے تھے۔ اس کی آنکھوں میں مسرت و راحت کے پس منظر میں ساری رات جگانے والے نغمات رقص کر رہے تھے۔

یوناف جب شبر کے کھینچے ہوئے حصار سے باہر آیا تو نابت آگے بڑھی اور اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیتے ہوئے اونٹوں کی پر خواب گھنٹیوں جیسا طلسمات کا سماں باندھتی ہوئی اپنی آواز میں پوچھا۔

''آپ اب کیسے ہیں؟''

''تم فکر مند نہ ہو نابت! میں اب ٹھیک ہوں، میں تمہارا ممنون ہوں کہ تم نے ابلیکا کے کہنے پر آگ روشن کر کے ان ابلیسیوں کے حصار کو توڑا ہے۔''

نابت نے پھر دل کا سکون اور روح کی نشاط بکھیرتی ہوئی آواز میں کہا۔

''آپ کو میرا ممنون ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ آخر میں آپ کی بیوی ہوں اور ایسا کرنا میرا فرض تھا۔''

یوناف نے اس بار اپنے سارے رنج و کرودھ اور کینے اور نفرتوں سے ابورغال کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ابورغال! میرا جی تو چاہتا ہے کہ میں یہ گرم پانی کا برتن اٹھا کر تمہارے اوپر انڈیل دوں لیکن تم نابت کے باپ ہو اور نابت میری بیوی ہے۔ اس ناطے میں تمہیں معاف کرتا ہوں لیکن یاد رکھنا تمہاری مہلت اور ڈھیل کی رسی اب مزید دراز نہ ہوگی۔ اگر ایسی ہی حرکت تم نے پھر کی تو تمہاری حالت میں ان بتانِ خیال اور اجسامِ سنگ جیسی کر دوں گا جن کے بکھرنے اور ٹوٹنے کا وقت آ گیا ہو۔''

ابورغال نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموش رہا۔

یوناف نے اس بار رباب بن صغرہ اور ذو آب بن عمرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے غلیظ و گناہ گار پجاریو! یہ دوسری بار تم لوگوں نے ٹکرانے کی کوشش کی ہے، سن رکھو! اگر تم دونوں نے ایسی ہی کوئی حرکت تیسری بار کی تو پھر جس طرح عزازیل کے گماشتے زکنبور اور شبر تم دونوں کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں، ایسے ہی پھر ایک روز تم دونوں کی روحوں کو بھی میں تمہارے جسموں سے رخصت کر دوں گا۔''

ذو آب اور رباب نے کوئی جواب نہ دیا جبکہ یوناف، نابت اور جندع بن عمرو کے ساتھ وہاں سے نکل گیا۔

یوناف، نابت اور جندع کے جانے کے بعد ابورغال نے دونوں پجاریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''آج اگر نابت کی وجہ سے یوناف نے مجھے معاف نہ کر دیا ہوتا تو تم دونوں اپنے ساتھ مجھے بھی مروا دیتے۔''

رباب بن صغرہ نے فوراً اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا۔ ''اے ابورغال! ہم نے یقیناً اسے مجبور و زیر کر لیا تھا، اگر نابت آ کر آگ روشن کر کے حصار کے سلسلے کو منقطع نہ کرتی تو یوناف اب بھی ہمارے شکنجے میں ہوتا اور نابت کی جگہ کوئی اور ایسی حرکت کرتا تو ہم یقیناً اس کی گردن کاٹ کر رکھ دیتے۔''

ابورغال نے طنزاً کہا۔ ''اے رباب! تم ایسا بھی نہ کر سکتے، اس لیے کہ میں نے جب نابت کو مارنا چاہا تو فضا کے اندر ہی کسی نے میرا بازو پکڑ لیا تھا اور پھر کسی نے مجھے خشک ہلکی لکڑی کی طرح اچک کر دور پھینک دیا، میں حیران ہوں کہ ایسا میرے ساتھ کیسے، کیوں اور کس وجہ سے ہوا۔ کیا نابت کے پاس بھی غیر مرئی قوتیں ہیں؟''

رباب نے کہا۔ ''نابت کے پاس کچھ بھی نہیں۔ میرا خیال ہے زکنبور اور شبر نے یوناف کے گرد جو حصار کھینچ رکھا تھا اس پر نابت نے جو آگ روشن کی تھی، شاید اس آگ کی وجہ سے اس حصار کا اثر ختم ہو گیا اور یوناف اپنے حواس میں آ گیا اور اس نے کوئی عمل کر کے آپ کو نابت پر ہاتھ نہ اٹھانے دیا۔ آپ نے دیکھا نہ تھا کہ جس وقت حصار کی لکیر پر نابت نے آگ روشن کی تھی اسی وقت یوناف اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ ایسا لگتا ہے نابت کو ایسا کرنے کے لیے کسی اور نے کہا ہو۔''

اس بار ذو آب نے زبان کھولی اور کہا۔ ''ابلیس کا ساتھی زکنبور کہہ تو رہا تھا کہ یوناف کے پاس کوئی روحانی یا شیطانی قوت ہے۔ ہو سکتا ہے اسی نے نابت کو ایسا کرنے کے لیے کہا

ہو۔''

رباب نے کہا۔''ہاں یہ بھی ممکن ہے۔''

ابورغال نے کہا۔''اچھا تم لوگ اب اس موضوع پر بحث بند کرو۔ اس لیے کہ یوناف ہمیں معاف کر کے جا چکا ہے اور میں نے عہد کر لیا ہے اب اس سے ٹکرانے کی کوشش نہ کروں گا، میں سمجھتا ہوں اس کے ساتھ ٹکرانے سے ہمیں نقصان کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوگا کیونکہ میرے خیال میں یہ شخص بے تحاشا قوتوں کا مالک ہے، میں نے اب ایک اور کام کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔''

ذو آب اور رباب دونوں نے ابورغال کے اور زیادہ قریب ہوتے ہوئے رازداری سے پوچھا۔''کیا کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ آپ نے؟''

ابورغال نے کہا۔''میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس اونٹنی کو مار دیا جائے جسے صالحؑ نے پہاڑ کے اندر سے معجزے کے طور پر نکالا ہے۔ اس اونٹنی نے ہم پر بہت زیادہ بوجھ ڈال دیا ہے۔ گو اس کے دودھ سے سب لوگ مستفید ہوتے ہیں، پر یہ فصلیں کھا جاتی ہے اور پانی اس قدر پیتی ہے کہ اس نے ہمیں پانی کے قحط میں مبتلا کر دیا ہے۔''

رباب نے سہمے سہمے لہجے میں پوچھا۔''لیکن اس اونٹنی کو مارے گا کون؟ جبکہ سارے لوگ اس اونٹنی سے خوفزدہ ہیں اور اس اونٹنی کی وجہ سے صالحؑ پر ایمان لانے والوں میں اضافہ بھی ہوا ہے۔ لوگ اونٹنی پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے ڈرتے ہیں کیونکہ صالحؑ نے کہا ہے کہ اگر تم لوگوں نے اونٹنی کو مارا تو تم پر خدا کا قہر نازل ہوگا۔ ایسی صورت میں کون اس اونٹنی کو قتل کرنے کی ہمت اور جرأت کرے گا؟''

ابورغال نے کہا۔''یہ کام میں مصدع بن مہرج اور قدار بن سلف سے لوں گا۔''

ذو آب نے اپنا اندیشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔''گو مصدع اور قدار جنات جیسے طاقتور ہیں اور قوت و ہمت میں قوم ثمود کے اندر ان کا کوئی ثانی نہیں ہے پھر بھی اے سردار! وہ اس اونٹنی کو قتل کرنے کی حامی نہ بھریں گے۔''

ابورغال نے کہا۔''میں نے اپنے غلام زولاف کو مصدع اور قدار کو بلانے بھیجا ہوا ہے۔ زولاف ان دونوں کو لے کر یہیں آئے گا، پھر ان دونوں سے اونٹنی کو مارنے کے لیے بات کر لیتے ہیں۔''

رباب بن صغرہ نے کہا۔''میرا خیال ہے مصدع اور قدار دونوں ہی اونٹنی پر حملہ آور ہونے کی حامی نہ بھریں گے۔''

ابورغال نے کہا۔

''قوم ثمود میں صرف مصدع بن مہرج اور قدار بن سلف ہی ہیں جو اس اونٹنی کو مار سکتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور کوئی جوان نہیں جو اس کام کو انجام دے سکے اور ان دونوں کو اس کام پر آمادہ کرنے کے لیے میرے پاس ایک چال بھی ہے۔ سنو مقدس پجاریو! اس لالچ اور لوبھ میں آ کر مصدع بن مہرج اور قدار بن سلف ضرور اونٹنی کو مارنے پر رضا مند ہو جائیں گے۔''

ذو آب نے کہا۔

''اے ابورغال! وہ کون سا لالچ ہے جو آپ نے تیار کر رکھا ہے اور جس کی وجہ سے مصدع اور قدار اونٹنی کو مارنے پر اپنی رضا مندی کا اظہار کر دیں گے۔؟''

ابورغال نے گہری مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔''اے مقدس پجاریو! تم جانتے ہو، میری بیٹی نابت کے بعد قوم ثمود میں قطام اور قبال نام کی لڑکیاں سب سے خوبصورت اور حسین ہیں۔ سن رکھو مجھے خبر ہے کہ مصدع قبال کو اور قدار قطام کو پسند کرتا ہے اور اس سلسلے میں مصدع اور قدام نے قطام اور قبال کی ماؤں سے رابطہ بھی قائم کیا ہے لیکن انہوں نے ابھی تک قطام اور قبال کی شادی مصدع اور قدار سے کر دینے کی حامی نہیں بھری۔ سنو! میں نے قطام اور قبال کی ماؤں کو بھی یہاں بلوایا ہے، وہ بھی آتی ہی ہوں گی اور سب کی موجودگی میں یہ معاملے طے ہو جائے گا۔''

''سنو میرے عزیزو! تم جانتے ہو قطام اور قبال[1] دونوں خالہ زاد بہنیں ہیں، قطام کی ماں عنیزہ اور قبال کی ماں صدوق[2] دونوں بہنیں ہیں اور ان دونوں کے خاوند مر چکے ہیں، میں نے عنیزہ اور صدوق سے پہلے ہی بات کر لی ہے اور انہیں اس امر پر آمادہ کر لیا ہے کہ اگر مصدع اور قدار، صالحؑ کی اونٹنی کو مارنے پر رضا مند ہو جائیں تو وہ دونوں اپنی بیٹیوں کا رشتہ انہیں دینے پر آمادگی کا اظہار کر دیں اور سنو میرے عزیزو! اگر ایسا ہو گیا تو ......''

1۔ ابن خلدون نے اپنی تاریخ کی جلد اول اور دوئم میں ان کے نام قطام اور قبال ہی لکھے ہیں۔

2۔ بقول علامہ حفظ الرحمن خود صدوق قطام کے ساتھ ایک کردار تھی۔

ابورغال کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ مصدع بن مہرج اور قدار بن سلف معبد میں داخل ہوئے تھے، ان کے ساتھ زولاف بھی تھا جو خفیہ طور پر صالحؑ پر ایمان لا چکا تھا۔ ابورغال کے اشارے پر مصدع اور قدار اس کے سامنے ایک نشست پر بیٹھ گئے۔ ابھی ابورغال ان سے گفتگو کا آغاز کرنا ہی چاہتا تھا کہ قوم ثمود کی حسین لڑکیاں قطام اور قبال اندر داخل ہوئیں۔ ان کے ساتھ ان کی مائیں عنیزہ اور صدوق بھی تھیں۔ ابورغال نے ان چاروں کو مخاطب کر کے کہا۔ ''میں تم چاروں کا ممنون ہوں کہ تم چاروں میرے بلانے پر آئی ہو، ادھر میرے دائیں طرف آ کر بیٹھو کہ میں اپنی گفتگو کا آغاز کروں۔''

قطام و قبال اور عنیزہ و صدوق جب ابورغال کے کہنے پر وہاں بیٹھ گئیں تو ابورغال نے مسدع بن مہرج اور قدار بن سلف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے قوم ثمود کے نا قابل تسخیر جوانو! میں نے فیصلہ کیا ہے کہ صالحؑ کی اونٹنی کا خاتمہ کر دیا جائے کیونکہ یہ اونٹنی نہ صرف فصلوں کے نقصان کا باعث بنتی ہے بلکہ پورے ایک دن کا پانی بھی پی جاتی ہے، لہٰذا میرا فیصلہ ہے کہ اس اونٹنی کو مار دیا جائے اور اے مصدع اور قدار! اس اونٹنی کو مارنے کے لیے میں نے تم دونوں کا انتخاب کیا ہے۔''

قدار بن سلف نے چونک کر کہا۔ ''ہم اور صالحؑ کی اونٹنی کو قتل کریں گے، یہ کیسے اور کیونکر ممکن ہے، تم لوگ جانو صالحؑ نے اپنے سحر کے زور سے پہاڑ کا ایک حصہ پھاڑ کر اس گابھن اونٹنی کو نکالا جس نے باہر نکل کر بچے کو جنا، ہم دونوں نے اگر اس اونٹنی کو مار دیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ صالحؑ اپنے سحر سے ہم دونوں کو زندہ نہ چھوڑے گا۔ آہ! میں سمجھتا ہوں یہ اگر ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل کام ضرور ہو گا، جس پر عمل کرنے والا مشکلات سے دوچار ہو کر رہ جائے گا، اے ابورغال! کاش تم ہمیں کوئی اور کام سونپنے کا فیصلہ کرتے۔''

ابورغال نے اپنی طرف سے آخری ضرب لگاتے ہوئے کہا۔ ''اگر میں تم لوگوں کو یہ کام سونپ رہا ہوں تو تم دونوں کو اس کا صلہ بھی ایسا دوں گا کہ پوری قوم ثمود تمہاری قسمت پر فخر و ناز کرے گی۔''

اس پر مصدع بن مہرج نے پوچھا۔ ''وہ کیا صلہ آپ ہمیں دیں گے کہ پوری قوم ثمود جس پر فخر کرے گی۔''

ابورغال نے کہا۔ ''سنو میرے عزیزو! اگر تم نے صالحؑ کی اس اونٹنی کو مار دیا تو میں قطام اور قبال کو تم دونوں کی مرضی اور خواہش کے مطابق تم سے بیاہ دوں گا۔ اب بولو۔ کیا تم یہ کام کرتے ہو؟''

مصدع اور قدار نے حیرت و تعجب سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر قدار نے ابورغال کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''ہم اونٹنی کو مارنے کا کام ضرور کر گزریں گے بشرطیکہ آپ ہمارے ساتھ پختہ وعدہ کریں کہ قطام اور قبال ہماری ہوں گی۔''

ابورغال نے کہا۔ ''میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب تم صالحؑ کی اونٹنی کو مار دو گے تو قطام اور قبال تمہاری ہوں گی۔''

قدار بن سلف نے کہا۔ ''اے سردار! آپ تو اس کا وعدہ کر رہے ہیں۔ قطام اور قبال کی ماؤں نے اگر اس وعدے کا پاس نہ کیا تب؟''

اس بار قطام کی ماں عنیزہ نے قدار بن سلف اور مصدع بن مہرج کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اگر تم دونوں نے اونٹنی کو مار دیا تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ اپنی بیٹی قطام کی شادی قدار سے کر دوں گی۔''

عنیزہ کے خاموش ہونے پر صدوق نے کہا۔ ''اور میں بھی وعدہ کرتی ہوں کہ جب تم دونوں مل کر اونٹنی کو مار دو گے تو میں اپنی بیٹی قبال کی شادی مصدع سے کر دوں گی۔''

ابورغال نے اس بار مصدع اور قدار کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اب بولو، تم دونوں کا کیا ارادہ ہے؟''

اس بار مصدع نے کہا۔ ''میں اور قدام، قطام اور قبال کی خاطر صالحؑ کی اونٹنی کو ضرور مار دیں گے۔''

لا انتہا خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے ابورغال نے کہا ''تو پھر اے مصدع اور قدار، سن رکھو! کل اونٹنی کی چشمے سے پانی پینے کی باری ہے۔ اس کا معمول ہے کہ غار سے اپنے بچے کے ساتھ نمودار ہوتی ہے۔ پانی پیتی ہے اور فصلوں سے پیٹ بھر کر دوبارہ غار میں چلی جاتی ہے۔ سنو! تم دونوں کل منہ اندھیرے ہی اس جگہ گھات میں بیٹھ جانا جہاں سے وہ اونٹنی اس بچے کے ساتھ آ کر پانی پیتی ہے، جب وہ پانی پینے آئے تو تم دونوں مل کر اس کی ٹانگیں کاٹ دینا، اس طرح ہمیں اس اونٹنی سے نجات مل جائے گی جس کی وجہ سے ہماری فصلیں تباہ ہوتی ہیں اور لوگوں اور جانوروں کو ایک دن کے لیے پانی سے محروم ہونا پڑتا

ہے۔ سنو! اگر تم دونوں چاہو تو تم دونوں کی امداد کے لیے کچھ اور جوان بھی مقرر کر سکتا ہوں۔"

قدار نے کہا۔ "نہیں نہیں۔ ہمیں اور کسی کی ضرورت نہیں۔ اس کام کے لیے میں اور مصدع کافی ہیں اور آپ دیکھیں گے کہ کل کا دن اس اونٹنی کے لیے آخری دن ہو گا۔"

ابو رغال نے کہا۔ "اونٹنی کے مارے جانے کے ایک ہفتہ بعد قطام اور قبال سے تم دونوں کی شادیاں کر دی جائیں گی۔"

قدار نے کہا۔ "اب جبکہ ہمارے درمیان معاملہ طے ہو گیا ہے ہم دونوں یہاں سے جاتے ہیں۔"

ابو رغال نے کہا۔ "ہاں تم دونوں جا سکتے ہو۔"

مصدع بن مہرج اور قدار بن سلف اٹھے اور معبد کی اس عمارت سے باہر نکل گئے۔ ان دونوں کے چلے جانے کے بعد عنیزہ نے ابو رغال کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے سردار! ہم دونوں بہنیں تمہارے کہنے پر یہاں آ تو گئی ہیں لیکن ایسا نہ ہو کہ اس اونٹنی کی موت کے بعد تم قطام اور قبال کی شادی مصدع اور قدار سے کرنے پر آمادہ ہو جاؤ۔"

ابو رغال نے کہا۔ "تم دونوں مطمئن رہو، جب تم دونوں کے ساتھ میں ایک بار سارا معاملہ طے کر چکا ہوں تو پھر اس معاملے میں تم دونوں کو فکر مند ہونے کی کیا ضرورت ہے۔"

بڑے پجاری رباب بن صغرہ نے چونک کر پوچھا۔ "تو کیا یہ معاملہ سچائی سے طے نہیں ہوا اور کیا اونٹنی کی موت کے بعد تم قطام اور قبال کی شادی مصدع اور قدار سے نہ کرو گے؟"

ابو رغال نے سکون سے کہا۔ "رباب بن صغرہ! یہ تو اونٹنی کو مروانے کی ایک چال[1] ہے۔ ورنہ قطام اور قبال تو پہلے ہی ان دونوں سے شادی کرنے سے انکار کر چکی ہیں۔ میں نے بڑی مشکل اور کوشش سے ان کی ماؤں کو اس دھوکہ دہی پر آمادہ کیا ہے، اب تم دونوں کہیں اس معاملے کی اطلاع مصدع بن مہرج اور قدار بن سلف کو نہ کر دینا ورنہ سارا بنا بنایا کھیل

---

[1]۔ ابن خلدون بھی اپنی تاریخ کی جلد اول اور دوم میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ قبال اور قطام کو مصدع اور قدار سے کوئی دلچسپی نہ تھی اور اونٹنی کی موت کے بعد شادی کا وعدہ ایک دھوکے اور فریب سے زیادہ حیثیت نہ رکھتا تھا۔

بگڑ جائے گا۔"

رباب بن صغرہ نے کہا۔ "ہم ایسا کیوں کریں گے، ہم تو چاہتے ہیں کہ اونٹنی کا خاتمہ ہو جائے اور قوم ثمود پر سے صالحؑ کا یہ جادو ختم ہو جائے۔"

ابو رغال نے کہا۔ "تو پھر مطمئن رہو، کل مصدع اور قدار اس اونٹنی کا خاتمہ کر دیں گے اور اس کے ساتھ ہی صالحؑ کے سحر کا بھی انجام ظاہر ہو جائے گا۔"

ابو رغال جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔

قطام اور قبال کی مائیں اور وہ دونوں بھی اٹھ کر ابو رغال کے ساتھ قوم ثمود کے اس معبد سے باہر نکل گئیں۔

○

رات بحر شور کی طرح چیختے چنگھاڑتے لمحوں کو سمیٹتی ہوئی اک بھیانک اور ڈراؤنی نقاہت بھری تھرتھری کے ساتھ رخصت ہونے کی تیاریاں کرنے لگی تھی۔ سمندروں کا تلاطم کوہستانوں کا سکون، پہاڑوں کی اترائیاں، سنگ وکلوخ اور سوسن و رزق کے پھول نمایاں اور عیاں ہونے لگے تھے، پھر ختم ہوتی ہوئی رات کے خلوت و وصال کے اندر سے ڈوبے لمحوں اور سنبلیں زلفوں میں سے سورج اک شعلہ خاموش کی طرح طلوع ہو کر چہار سو شفق کے نارنجی پردے بکھیرنے لگا۔ قصر زنداں سے طلوع ہونے والے سورج کے شہابی لبوں سے حکایات خونچکاں کی ابتدا ہونے والی تھی۔

مصدع اور قدار دونوں اونٹنی کا خاتمہ کرنے کے لیے پانی کے ذخیرے کے پاس گھات لگائے بیٹھے تھے۔ قوم ثمود کے دیگر لوگ بھی اپنے اپنے گھروں سے نکل کر روز مرہ کے کاموں میں مصروف ہو چکے تھے۔

مصدع اور قدار اونٹنی کے نکلنے کا بڑی بے چینی سے انتظار کر رہے تھے کہ اونٹنی اپنے غار سے نمودار ہوئی۔ اس کے پیچھے پیچھے اس کا بچہ بھی تھا۔ جونہی اونٹنی پانی کے ذخیرے کے پاس آ کر پانی پینے لگی۔ مصدع اور قدار اپنی جگہ سے نکلے اور اونٹنی پر تلواریں برسا کر انہوں نے اس کی ٹانگیں کاٹ دیں۔ اونٹنی وہاں ذخیرے کے کنارے گری اور مر گئی جبکہ اس کا بچہ

واپس غار کی طرف بھاگا۔ غار کے دہانے کے قریب جا کر اس نے آسمان کی طرف منہ کر کے ہولناک انداز میں تین بار چیخیں[1] ماریں اور پھر بولنے کے انداز میں چیختا ہوا اس غار کے اندر گھس گیا۔

مصدع نے فکر مند لہجے میں کہا۔ ''قدار! قدار! اس اونٹنی کے ساتھ ہمیں اس کے بچے کو بھی مار دینا چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو اونٹنی کے مارے جانے کے بعد اس کا بچہ ہمارے لیے کوئی مصیبت اور اذیت کھڑی کر دے۔''

قدار نے لا پروائی سے کہا۔ ''اس اونٹنی نے ہمیں کچھ نہیں کہا تو اس کا بچہ ہمارے لیے کیا مصیبت کھڑی کر سکتا ہے، بہر حال اگر تم اس کے متعلق فکر مند ہو تو آؤ دونوں اس کا تعاقب کرتے ہیں، وہ سامنے والی غار ہی میں تو گیا ہے۔ بچے کو وہیں مار کر ہم واپس چلے جائیں گے۔''

پانی کے ذخیرے کے قریب کام کرنے والے لوگوں نے مصدع اور قدار کو اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ کر اسے موت کے گھاٹ اتارتے دیکھ لیا تھا، لہٰذا ان میں سے جو لوگ صالحؑ پر ایمان لا چکے تھے وہ شور و واویلا کرتے ہوئے شہر کی طرف بھاگنے لگے۔

مصدع اور قدار جب اس غار میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ اونٹنی کا وہ بچہ جو ان کے سامنے غار میں گھسا تھا، وہاں نہیں تھا۔

مصدع نے قدار کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''قدار! قدار! میرے اندیشے درست ثابت ہوئے نا! تم نے دیکھ لیا اونٹنی کا بچہ یہاں نہیں ہے۔ وہ آخر کہاں چلا گیا۔ ایسا لگتا ہے، یہ بچہ ہم دونوں کے لیے کسی مصیبت کا پیش خیمہ بنے گا۔''

قدار نے اسے تسلی دینے کے انداز میں کہا۔ ''تم فکر مند نہ ہو مصدع! وہ اونٹنی کا بچہ ہمارے لیے کسی مصیبت کا باعث نہیں بنے گا۔ آؤ اب غار سے باہر چلیں، تم خواہ مخواہ اپنے دل میں خوف اور اندیشہ بٹھا رہے ہو۔''

مصدع اور قدار جب اس غار سے باہر آئے تو دیکھا وہاں مردہ اونٹنی کے گرد قوم ثمود کے بہت سے لوگ جمع تھے۔ ان میں صالحؑ پر ایمان لانے والے بھی تھے اور ابو رغال،

---

[1] علامہ ابن خلدون نے اپنی تاریخ کی جلد اول اور دوم میں جو مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی نے قصص

دونوں بڑے پجاری، یوناف، نابت، جندع اور دیگر لوگ بھی تھے۔

اس موقع پر صالحؑ ایک بلند چٹان پر کھڑے ہوئے اور قوم ثمود کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا۔

''اے میری قوم!''

آخر وہی ہوا جس کا مجھے خوف تھا۔ تم لوگوں نے مصدع بن مہرج اور قدار بن سلف سے اونٹنی کو مروا کر ایک انتہائی گھناؤنی نافرمانی کی ہے جس کی سزا بہر حال تمہیں ملے گی۔

اے میری قوم کے لوگو!

دیکھو۔ اس اونٹنی کے بچے کو ہی تلاش کرو۔ اگر وہ بچہ تم لوگوں کو مل جائے تو عجب نہیں کہ تم لوگ خداوند کے عذاب سے بچ جاؤ۔''

حضرت صالحؑ کا یہ فرمان سن کر کچھ لوگ ادھر ادھر بھاگ کر اونٹنی کے بچے کو تلاش کرنے لگے۔

تھوڑی دیر بعد کچھ لوگ صالحؑ کے پاس آئے اور ان میں سے ایک جوان نے ان سے کہا۔

''ہم مصدع اور قدار سے پتہ کر کے آئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اونٹنی کے مرنے کے بعد اس کا بچہ غار کی طرف بھاگا۔ غار کے دہانے کے قریب اس نے اپنا منہ آسمان کی طرف کر کے تین ہولناک آوازیں نکالیں، پھر غار کے اندر گھس گیا۔ مصدع اور قدار نے غار کے اندر جا کر اس بچے کو ڈھونڈا مگر بچہ وہاں نہ تھا۔ انہوں نے ساری غار کو چھان مارا پر بچہ انہیں وہاں نہ ملا۔ حیرت ہے کہ اونٹنی کا وہ بچہ غار میں داخل ہونے کے بعد کہاں غائب ہو گیا۔''

حضرت صالحؑ چند ثانیوں تک تاسف اور افسوس کے انداز میں اس چٹان کے اوپر کھڑے رہے، پھر دوبارہ انہوں نے قوم ثمود کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

تمہاری بدبختی کی ابتدا ہو گئی ہے، اونٹنی کے بچے نے آسمان کی طرف منہ کر کے اور غار میں داخل ہونے سے پہلے تین بار آواز[1] نکالی لہٰذا اے میری بد بخت قوم! تین دن بعد

---

[1] قصص القرآن اور تاریخ ابن خلدون۔

تم پر خدا کا عذاب نازل ہو گا۔ سن رکھو! ان تین دنوں میں اے میری قوم تم پر تین تغیرات ظاہر ہوں گے۔ عذاب نازل ہونے سے قبل ان تین دنوں میں پہلے تم لوگوں کے چہرے زرد[1] ہو جائیں گے۔ دوسرے روز سرخ اور تیسرے روز سیاہ ہو جائیں گے۔

سن رکھو! چوتھے روز تم پر خداوند کا عذاب نازل ہو گا اور تم میں سے کوئی بھی، سوائے ان کے جو ایمان لا چکے ہیں، اس عذاب سے بچ نہ سکے گا۔

اے میری قوم!

یہی وہ عذاب ہے جس سے میں تمہیں ڈرایا کرتا تھا۔

اے میری قوم!

''اب تمہاری حالت قوم عاد[2] جیسی ہو گی!''

اس کے بعد حضرت صالحؑ اس چٹان سے اتر کر ایمان لے آنے والے لوگوں کے ساتھ شہر کی طرف چلے گئے۔

قوم ثمود کا سردار ابورغال بھی اپنے دونوں بڑے پجاریوں ذوآب اور رباب کے ساتھ شہر کی طرف چل پڑا کہ اچانک اس کی نظر اپنے غلام پر پڑی جو ان لوگوں کے ساتھ جا رہا تھا جو صالحؑ پر ایمان لا چکے تھے۔ ابورغال نے دونوں پجاریوں سے کہا۔ ''تم لوگ چلو۔ میں ایک شخص سے مل کر آتا ہوں۔

ذوآب اور رباب آگے بڑھ گئے۔ ابورغال تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اپنے غلام زولاف کے پاس آیا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس نے بڑی نرمی اور شفقت سے کہا۔ ''زولاف!

۱۔ حضرت صالحؑ کی تنبیہ کے مطابق عذاب سے پہلے قوم ثمود پر یہ تینوں کیفیتیں طاری ہوئیں۔ (ابن خلدون)

۲۔ یہودی و نصرانی 1837ء تک قرآن کی بیان کردہ قوم عاد کو ایک فرضی داستان اور میتھالوجی سمجھتے رہے لیکن 1837ء میں ایک انگریز بحری افسر جیمز ولیسٹڈ ر کو قوم عاد کی سرزمین سے ایک کتبہ ملا جس سے ان لوگوں کو قوم عاد کی حقیقت کا یقین ہو گیا۔ یہ کتبہ 2000ء قبل مسیح کا تھا اور اس پر لکھا تھا۔ ''ہم نے ایک طویل زمانہ اس شان سے گزارا کہ ہماری زندگی تنگی اور بدحالی سے دور تھی۔ ہماری نہریں دریا کے پانی سے لبریز رہتی تھیں اور ہمارے حکمران بادشاہ برے خیالات سے پاک اور اہل شر و فساد پر سخت تھے وہ ہم پر ہودؑ کی شریعت کے مطابق حکومت کرتے تھے اور عمدہ فیصلے ایک کتاب میں درج کر لیے جاتے تھے اور مرنے کے بعد ایک مقررہ وقت پر دوبارہ جی اٹھنے پر ایمان رکھتے تھے۔ (تفسیر سورہ اعراف)

زولاف! ذرا علیحدگی میں میری بات تو سنو۔''

زولاف چونکہ حضرت صالحؑ پر ایمان لا چکا تھا لہٰذا اس نے ابورغال کو شبہ کی نگاہ سے دیکھا، پھر کوئی فیصلہ کر کے ابورغال کے ساتھ ہو لیا۔

لوگوں کے ہجوم سے علیحدہ لے جا کر ابورغال نے زولاف سے کہا۔ ''زولاف! زولاف! میں جانتا ہوں کہ تو صالحؑ پر ایمان لا چکا ہے۔ سن زولاف......''

زولاف نے ابورغال کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''اے ابورغال! میں یقیناً صالحؑ پر ایمان لا چکا ہوں، اپنے آبائی بتوں کو چھوڑ کر میں خدائے واحد کی عبادت کرتا ہوں۔ میں نے آج تک اپنے ایمان لانے کی کیفیت کو چھپائے رکھا، لیکن اب جبکہ خدا کے پیغمبر نے قوم ثمود کو تین دن بعد عذاب آنے کی تنبیہ کر دی ہے، تو میں کھل کر ایمان لانے والوں میں شامل ہو گیا ہوں۔ اے ابورغال! میں تمہارا غلام ضرور ہوں لیکن تم نے اس موقع پر اگر میرے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کرنے کی کوشش کی تو میں نہ صرف تمہارے خلاف بغاوت کر دوں گا بلکہ میرے وہ ہم مذہب بھائی جو صالحؑ پر ایمان لا چکے ہیں، وہ بھی اس موقع پر تمہارے خلاف میری مدد کریں گے۔ سن رکھ ابورغال! اب قوم ثمود تین دن بعد آنے والے عذاب سے نہیں بچ سکتی۔''

ابورغال نے بڑے پیار سے کہا۔ ''زولاف! زولاف! میرے عزیز! تم غلط سمجھ رہے ہو مجھے اب اس سے کوئی سرکار نہیں کہ تم بتوں کی پرستش چھوڑ چکے ہو۔ تمہارے اس ایمان لانے کو بھی کسی پر افشا نہ کروں گا، اس کے عوض تم بھی میرا ایک راز، راز ہی رہنے دو گے۔

سنو زولاف! میں آج ہی یہاں سے رخصت ہو جاؤں گا اور اپنے لوگوں کو یہ تاثر دوں گا کہ نواحی بستیوں کی طرف جا رہا ہوں جبکہ میں مکہ جاؤں گا اور وہاں جا کر حرم میں پناہ لے لوں گا۔ سنو زولاف! مجھے اب یقین ہو گیا ہے کہ جس طرح صالحؑ نے پہاڑ کے اندر سے گابھن اونٹنی نکال دی تھی، اسی طرح تین دن بعد اس نے جس عذاب کی خبر دی ہے وہ آ کر رہے گا، وہ ایک ایسا ساحر ہے جو ہر بات کو پورا کر کے چھوڑتا ہے۔ کاش! میں اس قہرمانیت کو ٹال سکتا جو تین دن بعد میری قوم پر نازل ہو گی۔

سنو زولاف! میں مکہ میں جا کر حرم میں پناہ لے لوں گا اور چار دن کے بعد جب اس عذاب کی مدت پوری ہو جائے گی تو میں حرم سے نکل کر وہیں آباد ہو جاؤں گا یا دوبارہ اپنی

بستی کا رخ کروں گا، اگر یہاں کے سب لوگ مارے گئے تو میں دوبارہ مکہ چلا جاؤں گا، میں آج شام ہوتے ہی یہاں سے کوچ کر جاؤں گا۔ میری روانگی کے بعد اگر تم سے میرے متعلق کوئی پوچھے تو تم بھی اس سے یہی کہنا کہ میں نواحی بستیوں کی طرف گیا ہوا ہوں تا کہ لوگوں کو یقین رہے کہ میں کہیں بھاگا نہیں بلکہ اپنی قوم کے اندر ہی ہوں اور اے زولاف! تم اس آنے والے عذاب کے لیے کیا پیش بندی کرو گے؟''

زولاف نے کہا۔

''آپ میری فکر نہ کریں میں چونکہ صالحؑ پر ایمان لا چکا ہوں، اس لیے میرا یقین ہے کہ جس طرح قوم عاد میں سے ہودؑ اور ان کے ایمان لانے والے عذاب سے بچ گئے تھے، اسی طرح تین دن بعد آنے والے اس عذاب سے صالحؑ کی پیش گوئی کے مطابق قوم ثمود کے چہرے زرد[1] سرخ اور سیاہ ہو جائیں گے۔''

ابورغال نے کہا۔ ''دیکھو زولاف! میں اب جاتا ہوں، میرے راز کو افشا نہ کرنا، ورنہ اگر قوم ثمود کو خبر ہوگئی کہ میں صالحؑ کے متوقع عذاب سے بچنے کے لیے پیش بندی کے طور پر مکہ چلا گیا ہوں تو یہ لوگ وہاں تک میرا تعاقب کریں گے اور مجھے قتل کر کے چھوڑ دیں گے۔''

زولاف نے کہا۔

''تم جاؤ، تمہارا راز، راز ہی رہے گا۔''

ابورغال وہاں سے چلا گیا جبکہ زولاف ان لوگوں میں جا شامل ہوا جو صالحؑ پر ایمان لا چکے تھے۔

○

اسی روز شام کے قریب جبکہ یوناف اور نابت اپنے دیوان خانے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے، جندع بن عمرو حویلی میں داخل ہوا، وہ اپنے آگے آگے تین گھوڑوں اور چار

---

[1]۔ حضرت صالحؑ کی پیش گوئی کے مطابق ثمود کے چہرے پہلے روز زرد دوسرے روز سرخ اور تیسرے سیاہ ہوگئے اور چوتھے روز ان پر ہولناک عذاب نازل ہوا۔ قصص القرآن

اونٹوں کو ہانکتا ہوا لا رہا تھا۔ اسے دیکھ کر یوناف اور نابت دیوان خانے سے باہر آ گئے۔ پھر نابت نے حیرت سے جندع کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''اے میرے ماموں! آپ اپنے ساتھ صرف تین گھوڑے اور چار اونٹ ہی لائے ہیں، ریوڑ کے باقی جانور کہاں ہیں۔''

جندع بن عمرو نے کہا۔

''اے میرے بچو! صالحؑ آج اپنے ایمان لانے والے ساتھیوں کے ساتھ یہاں سے کوچ کر رہے ہیں۔ وہ بستی کے شمال میں اس جگہ کھڑے ہیں، جہاں اونٹنی کو مصدع اور قدار نے مارا تھا، جو لوگ ان پر ایمان لائے ہیں وہ اپنے جانوروں اور ساز و سامان کے ساتھ ان کے پاس جمع ہو رہے ہیں، میں بھی اپنے ریوڑ کو وہاں چھوڑ آیا ہوں، اپنے ساتھ یہ تین گھوڑے اس لیے لایا ہوں کہ ہم تینوں ان پر سوار ہو جائیں گے اور یہ جو چار اونٹ ہیں، ان پر گھر کا اثاثہ لاد کر ہم یہاں سے کوچ کرتے ہیں۔''

''میرے بچو! آؤ اپنے گھر کا سامان ان اونٹوں پر لاد دیں۔''

یوناف فوراً آگے بڑھا اور اونٹوں کے گھٹنوں پر ان کی نکیل کی رسیاں مار کر انہیں صحن میں بٹھانے لگا۔ نابت اور جندع گھر کا ضروری سامان باہر صحن میں ڈھیر کرنے لگے۔

یوناف اس سامان کو بڑی ترتیب سے اونٹوں پر لادنے لگا۔ تھوڑی دیر میں ان تینوں نے اپنے گھر کا سامان اونٹوں پر لاد لیا اور پھر وہ تینوں اپنے گھوڑوں پر زینیں ڈالنے کے بعد ان پر سوار ہوئے اور اونٹوں کو اپنے آگے آگے ہانکتے ہوئے وہ اپنے گھر سے رخصت ہو گئے۔

جب وہ تینوں اپنے اونٹوں کو ہانکتے ہوئے شہر کے شمال میں پہنچے تو انہوں نے دیکھا صالحؑ پر ایمان لانے والے لوگ اپنے سامان کے ساتھ شہر سے نکل کر وہاں جمع ہو رہے تھے، وہاں صالحؑ کے پاس شہر کے وہ ان گنت لوگ بھی کھڑے تھے جو ان پر ایمان نہ رکھتے تھے ان میں قوم ثمود کے بڑے بڑے پجاری ذو آب بن عمرو اور رباب بن صغرہ کے علاوہ، اونٹنی کو مارنے والے مصدع اور قدار بھی کھڑے تھے، پھر رباب نے صالحؑ کے قریب آ کر طنزیہ انداز میں کہا۔ اے صالحؑ! تو ان لوگوں کو اپنے گھروں سے نکال کر کہاں لے جائے گا کیوں قوم کے ان افراد کو جنگل جنگل صحرا صحرا خانہ بدوشوں کی سزا دے کر تباہ و برباد کرنا چاہتے ہو، ہم جانتے ہیں جس طرح اونٹنی کو مار دینے سے کچھ نہیں

ہوا، اسی طرح تمہارے اس عذاب کا بھی کچھ نہیں ہونے کا۔ جس کے متعلق تم نے قوم کو تین دن کی مہلت دی ہے میں تو اس وقت سے ڈرتا ہوں جب تم پر ایمان لانے والے لوگ صحراؤں کے اندر دھکے کھا کھا کر بھوک پیاس سے مر جائیں گے۔''

صالحؑ نے کہا۔

''اے قوم ثمود کے فسادی پجاریو!

تم لوگوں نے قوم کو دھوکے اور فریب میں ڈال رکھا ہے، میں تم سب کے لیے اس دن سے خوفزدہ ہوں، جب تم پر عذاب نازل ہوگا۔ یہ تو کہو تمہارا سردار ابورغال کہاں ہے؟''

رباب بن صغرہ نے کہا۔ ''وہ اپنی نواحی بستیوں کی طرف گیا ہے۔''

صالحؑ نے کہا۔ ''وہ آنے والے عذاب[1] سے ڈرتا پھر رہا ہے۔''

رباب نے کہا۔ ''ابورغال تمہارے اس بے بنیاد عذاب سے ڈر کر کیوں بھاگے گا، جب تمہارے خدا نے اونٹنی کو مار دینے پر مصدع اور قدار کو کوئی سزا نہیں دی تو ابورغال کو عذاب کا کیسا ڈر اور خوف۔ اونٹنی کا قتل مصدع اور قدار کا انفرادی فعل تھا اور اس انفرادی فعل کی سزا اگر ملنی ہوتی تو ان دونوں کو مل چکی ہوتی، جس طرح ان دونوں کو کچھ نہیں ہوا، اسی طرح قوم ثمود پر تمہارا کہا ہوا عذاب بھی نہیں آئے گا۔''

''اے قوم ثمود کے گمراہ کن پجاریو! گو اونٹنی کو مارا مصدع قدار نے ہی لیکن پوری قوم چونکہ ان کے جرم کی پشت پر تھی اور یہ دونوں قوم کی مرضی کے آلہ کار تھے، اس لیے الزام پوری قوم پر عاید ہوتا ہے، لہٰذا پوری قوم سوائے ایمان لانے والوں کے عذاب کا شکار ہوگی۔ یاد رکھو! ہر وہ گناہ جو قوم کی خواہش کے مطابق کیا جائے یا جس کے ارتکاب کو قوم کی رضا اور پسندیدگی حاصل ہو وہ قومی گناہ ہے، خواہ اس کا ارتکاب کرنے والا آدمی ایک ہو یا دو ہوں بلکہ جو گناہ قوم کے درمیان علی الاعلان کیا جائے اور قوم اسے گوارا کر لے وہ بھی قومی گناہ ہو گا۔ مصدع اور قدار کے کام کی پوری قوم پشت پناہ تھی لہٰذا اب تم سب عذاب کا انتظار کرو۔ میں اپنے اوپر ایمان لانے والوں کے ساتھ رخصت ہوتا ہوں کہ آنے والے تین دن قوم ثمود

---

[1]۔ ابورغال مکہ کی طرف بھاگ گیا تھا اور وہاں جا کر اس نے حرم میں پناہ لے لی تھی، جب چار دن بعد عذاب کی مدت پوری ہوئی اور وہ حرم سے نکلا تو وہیں اس پر اللہ کا عذاب نازل ہوا اور وہ مکہ شہر ہی میں مر گیا۔ (قصص القرآن)

پر بھاری اور چوتھا اس سرزمین پر ان کا آخری دن ہوگا۔''

اس کے بعد حضرت صالحؑ اپنے اوپر ایمان لانے والوں کے ساتھ وہاں سے کوچ[1] کر گئے۔

اگلی صبح سے قوم ثمود پر عذاب الٰہی کی علامات ظاہر ہونا شروع ہوگئیں۔

پہلے دن ان کے چہرے اس طرح زرد پڑ گئے جیسا کہ خوف کی حالت میں ہوتا ہے، دوسرے روز ان کے چہرے سرخ ہوگئے، گویا خوف و دہشت کا یہ دوسرا درجہ تھا اور تیسرے روز ان سب کے چہرے سیاہ ہوگئے اور ہر سو تاریکی چھا گئی۔ یہ خوف کا تیسرا مقام تھا جس کے بعد موت ہی کا درجہ باقی رہ جاتا ہے۔

تین دن کی ان علاماتِ عذاب نے ان کو اور ان کے دلوں کو صالحؑ کے سچا ہونے کا یقین دلا دیا تھا لیکن وہ صرف حسد و بغض کی بناء پر سچائی کا انکار کرتے رہے۔

بہر حال ان تین دنوں کے بعد وقت موعود آ پہنچا اور رات کے وقت ایک ہیبت ناک[2] آواز نے ہر شخص کو اس حالت میں ہلاک کر دیا[3] جس حالت میں وہ تھا۔

حضرت صالحؑ کے ساتھ جو لوگ عذابِ خداوندی سے بچ گئے تھے وہ اُن کے ساتھ فلسطین کے شہر رملہ اور پھر وہاں سے حضر موت کی طرف چلے گئے۔ آپ کی وفات کے بعد وہ دوبارہ[4] اپنی سرزمین کی طرف آئے اور ان کی جو بستیاں اور شہر عذاب سے تباہ و برباد ہو

---

[1]۔ اپنے شہر الحجر سے نکل کر صالحؑ فلسطین کے شہر رملہ میں چلے گئے اور وہاں سے انہوں نے حضر موت کا رخ کیا اس لیے کہ قوم عاد اور ان کا اصل وطن وہی تھا۔ یہاں ایک قبر ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ یہ قبر صالحؑ کی ہے۔ بقول علامہ آلوسی آپ کی قبر کعبہ کے غربی جانب حرم کے اندر ہے۔ صالحؑ پر ایمان لانے اور عذاب سے بچ جانے والوں کی تعداد 120 تھی۔

[2]۔ اس ہیبت ناک آواز کو قرآن مقدس میں کہیں رجفہ (زلزلہ۔ سورہ اعراف) کہیں صیحہ (چیخ۔ سورہ ہود) کہیں صاعقہ (کڑک دار بجلی۔ سورہ والنجم) کہیں طاغیہ (دہشت ناک۔ سورہ والشمس) کہہ کر پکارا گیا ہے۔ یہ تمام تعبیرات ایک ہی حقیقت کے مختلف اوصاف کے اعتبار سے کی گئی ہیں تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ خدائے برتر کے اس عذاب کی ہولناکی کیسی گوناگوں تھی۔ (قصص القرآن)

[3]۔ اس عذاب میں قوم ثمود کے 1007 شہر اور بستیاں اور ان گنت لوگ مارے گئے۔ حضرت صالحؑ نے 85 سال کی عمر پائی۔ چہار شنبہ کو اونٹنی ماری گئی اور یک شنبہ کو قوم ثمود ہلاک ہوگئی۔ (ابن خلدون)

[4]۔ قصص القرآن میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ لوگ دوبارہ اپنے وطن میں آ کر آباد ہو گئے تھے، اس کے علاوہ مندرجہ ذیل تاریخی شواہد بھی ان کے اپنی سرزمین میں دوبارہ آباد ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

(الف) تاریخ میں ثمود ثانیہ کا نام روشن نظر آتا ہے۔ ایک طرف اسیریا کے کتبوں میں اور دوسری طرف رومیوں کی تاریخ میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ رومی حضرت عیسیٰؑ سے کچھ عرصہ قبل قوم ثمود کے ان علاقوں پر قابض ہو گئے تھے جو عذاب کے بعد انباط اور ادوم قبائل کے تسلط میں آ گئے تھے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

گئے تھے انہیں پھر سے آباد کرنا شروع کر دیا۔ یہی لوگ ثمود ثانیہ کہلائے لیکن بعد کے دور میں یہ لوگ پہلے کی طرح قوت و شہرت حاصل نہ کر سکے، اس لیے کہ قوم ثمود کے زیادہ تر افراد مارے گئے تھے اور ان کے بڑے بڑے عالیشان محل[1] اور عمارتیں عذاب خداوندی کے سامنے کھنڈر ہو کر رہ گئے تھے۔ یہ کھنڈر[2] دوبارہ اپنی پہلی سی عظمت حاصل نہ کر سکے۔

○○○

(گزشتہ سے پیوستہ)

(ب) شرغون ثانی جو 722 قبل مسیح میں ارض شام کا بادشاہ تھا، اس نے عرب پر فوج کشی کی تھی جس کا ذکر اس نے اپنے کتبۂ فتح میں کیا ہے۔ اس کتبہ میں جن محکوم قبائل کا ذکر ہے، ان میں ثمود کا نام بھی ملتا ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بچے کھچے ثمود دوبارہ آباد ہونے پر کوئی قوت حاصل نہ کر سکے۔

(ج) اس کے علاوہ دیگر مؤرخین مثلاً ڈائیڈ ورس، پلینی، بطلیموس اور نیوس اور اسپرنگر بھی ثمود ثانیہ کے متعلق تحریر کرتے ہیں۔

(د) رومیوں نے جب شمالی عرب پر قبضہ کیا تو ثمود رومیوں کی فوج میں شامل ہو گئے۔ 300 جوان ان کی فوج میں شامل تھے اور ان کے لمبے لمبے نیزے اور سواری کے اونٹ مشہور تھے۔ (تاریخ ارض القرآن)

۱۔ پہاڑ تراش کر عمارتیں بنانے کی قوم ثمود کی یہ کیفیت ایسی ہی تھی جیسی بھارت میں ایلورا اور اجنتا کے مقامات پر نظر آتی ہے۔

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم جب غزوۂ تبوک کے موقع پر شمال کی طرف جاتے ہوئے قوم ثمود کے ان کھنڈرات میں سے گزرے تو آپؐ نے ایک کنویں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ ''یہی وہ کنوں ہے جہاں حضرت صالحؑ کی اونٹنی پانی پیتی تھی۔'' آپؐ نے مسلمانوں کو ہدایت کی کہ صرف اسی کنویں کا پانی لینا باقی کنوؤں کا پانی نہ لینا۔

ایک پہاڑی درہ دکھا کر آپؐ نے فرمایا۔ ''اسی درے سے وہ اونٹنی پانی پینے کے لیے آتی تھی۔''

اس درے کا نام آج بھی فج الناقہ ہے۔ قوم ثمود کے ان کھنڈرات کے اندر جو مسلمان سیر کرنے لگے تھے، آپؐ نے ان سب کو جمع کیا۔ ایک خطبہ دے کر عبرت دلائی اور فرمایا۔

''یہ اس قوم کا علاقہ ہے جس پر خدا کا عذاب نازل ہوا لہٰذا یہاں سے جلدی جلدی گزر چلو۔ یہ سیر گاہ نہیں، رونے کا مقام ہے۔ (تفہیم القرآن۔ سورہ اعراب)

●

مصر کا بادشاہ سنیفرو[1] اور اس کا وزیر تپا ہوتپ[2] ممفس شہر میں اپنے قصر[3] کے ایک کمرے میں بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے۔ تپا ہوتپ نے سنیفرو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے آقا! گزشتہ شب کچھ تاجر میرے پاس آئے تھے۔ وہ طائر[4] اور سیدون شہروں کی طرف تجارت کی غرض سے جاتے ہیں، انہوں نے مجھ سے ایک ایسی بات کہی ہے جو حیرت اور تعجب میں ڈال دینے والی ہے، وہ کہہ رہے تھے فونیقی[5] قوم کی کشتیاں اور جہاز نامعلوم سرزمینوں کی طرف جاتے ہیں اور وہاں سے سونا، چاندی اور دیگر قیمتی دھاتیں مثلاً کانسی، لوہا، قلعی، رانگا (ٹین) افریقہ کے شمالی[6] ساحل پر جمع کرتے ہیں، وہاں فونیقیوں نے اپنے تجارتی پڑاؤ بنا رکھے ہیں اور جب یہ ساز و سامان اور قیمتی دھاتیں کافی مقدار میں وہاں جمع ہو جاتی ہیں تو انہیں اپنے جہازوں اور کشتیوں میں لاد کر اپنے مرکزی شہر طائر کی طرف لے جاتے

۱۔ جوزف واٹرسیون نے اپنی کتاب قدیم دنیا میں سنیفرو کو زوسر کے بعد کامیاب ترین بادشاہ کہا ہے۔

۲۔ تپا ہوتپ کی وہی حیثیت تھی جو زوسر کے ہاں امحوتپ کی تھی۔ (تاریخ قدیم دنیا)

۳۔ قدیم مصر کا بادشاہ اور اس کا وزیر و مشیر ایک ہی محل میں رہا کرتے تھے۔ (جوزف وارڈ)

۴۔ یہ موجودہ شہر صیدا اور رسور تھے۔

۵۔ یہ عرب تھے جو عرب کے صحراؤں سے اٹھ کر بحیرہ روم کے کنارے آباد ہو گئے۔ ان کا پیشہ تجارت تھا۔ انگریزوں نے انہیں کارتیج، لاطینیوں نے کارتھیگو، یونانیوں نے کارچیڈن اور توریت میں ان کو کرجاو کہا گیا۔ (تاریخ کارتیج، مصنف الفرڈ چرچ)

۶۔ فونیقیوں کا یہ تجارتی پڑاؤ اس جگہ تھا جسے آجکل خلیج ٹیوش کہا جاتا ہے، بعد میں اسی جگہ فونیقیوں نے اپنا مشہور شہر قرطاجنہ آباد کیا (الفرڈ چرچ)

ہیں، میں چاہتا ہوں فونیقی قوم کی اس آمدنی میں ہم بھی حصہ دار بنیں، وہ تاجر گزشتہ رات مجھے بتا رہا تھا کہ فونیقی ان سے اناج حاصل کرتے ہیں اور بدلے میں انہیں یہی قیمتی دھاتیں دیتے ہیں جنہیں وہ اکادیوں اور سمیریوں کے ہاتھ بیچ کر منافع حاصل کر لیتے ہیں۔"

سنیفرو نے غور سے اپنے وزیر پتاہوتپ کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے رازدارانہ لہجے میں کہا۔ "پتاہوتپ! کھل کر کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔"

پتاہوتپ نے کہا۔

"اے آقا! میری دو خواہشیں ہیں، اول یہ کہ ہم اپنے جہاز اور کشتیاں فونیقیوں کے پیچھے لگائیں اور یہ جاننے کی کوشش کریں کہ فونیقی یہ قیمتی دھاتیں کس سرزمین سے لا کر شمالی افریقہ کے ساحل پر جمع کرتے ہیں، جہاں سے وہ یہ قیمتی اشیاء حاصل کرتے ہیں، وہاں سے ہم بھی حاصل کریں گے، اگر ہم ایسا نہیں کر سکتے تو میری دوسری خواہش یہ ہے کہ ہم شمالی افریقہ کے اس مقام پر حملہ کر دیں جسے فونیقی اپنے پڑاؤ کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور ان سے وہ ساری قیمتی دھاتیں چھین لیں جو انہوں نے وہاں پر جمع کر رکھی ہوں۔ اس طرح ہم اپنی مالی حالت کو استوار کر کے اپنی جنگی قوت میں اضافہ کر سکتے ہیں اور آنے والے دور میں ہمارے اطراف میں اگر کوئی قوم طاقتور قوت حاصل کر کے سر اٹھانے کی کوشش کرے تو ہم بآسانی اس سے نمٹ سکیں گے۔"

سنیفرو نے چند ثانیوں کی سوچ بچار کے بعد کہا "پتاہوتپ! تمہارا کہنا درست ہے لیکن میں تمہاری پہلی خواہش سے اختلاف کرتا ہوں، فی الحال ہمیں اس جستجو میں نہیں پڑنا چاہیے کہ فونیقی یہ قیمتی دھاتیں کہاں سے لاتے ہیں، ہو سکتا ہے اس معاملے میں ہمارا فونیقی قوم سے سمندر میں ٹکراؤ ہو جائے، اگر ایسا ہوا تو فونیقی غالب رہیں گے کیونکہ اس وقت دنیا میں ان کی بحری قوت سب سے زیادہ مضبوط اور منظم ہے۔ اس حالت میں وہ ہمیں ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتے ہیں اور پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جہاں سے وہ قیمتی دھاتیں حاصل کرتے ہوں، وہاں سے ہمارے لیے حاصل کرنا مشکل اور دشوار ہو اور ہم قیمتی دھاتیں حاصل کرنے کی کوشش میں اپنی بحری قوت کا نقصان بھی کر لیں اور کچھ بھی حاصل کر نہ کر سکیں، اس لیے میرا ارادہ یہ ہے کہ فی الحال شمالی افریقہ میں فونیقیوں کے اس پڑاؤ پر حملہ کر دیں جہاں ان قیمتی دھاتوں کا ذخیرہ ہے۔"

"سنو پتاہوتپ! ہماری جنگی تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں اور ہم نے اپنی بحری قوت[1] میں خوب اضافہ کر لیا ہے، پہلے میرا ارادہ تھا کہ میں کنعانیوں[2] کے شہر مجیدو[3] پر حملہ آور ہوتا۔ انہیں مغلوب کرتا اور اپنی مرضی کے مطابق ان پر خراج کی رقم بھی مقرر کرتا لیکن اب میں سمجھتا ہوں کہ تمہاری ان اطلاعات کے بعد مجیدو شہر پر حملہ آور ہونا ایک حماقت سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا، ہو سکتا ہے، ہمیں مجیدو سے کچھ بھی حاصل نہ ہو کیونکہ یہ شہر کنعانیوں کے چھوٹے شہروں میں سے ایک ہے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ کنعانی ایسی مزاحمت کریں کہ ہم مجیدو پر حملہ کر کے ناکام ہوں۔ ایسی صورت میں کنعانی ہمیں نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں۔ پتاہوتپ! میں تمہارا ممنون ہوں کہ تم نے کامیابی کا ایک دوسرا راستہ نکالا ہے جس سے وقتاً فوقتاً کام لے کر ہم کنعانیوں پر ان کے افریقی مقبوضہ جات پر ضرب لگا کر اپنی حالت کو مستحکم اور کنعانیوں کو کمزور کر سکتے ہیں کیونکہ افریقہ کا ساحل ہمارے قریب ہے اور اس پر ہم آسانی سے ضرب لگا سکتے ہیں۔ پتاہوتپ! اگر ہم اس مہم میں کامیاب رہے تو اپنی بحری قوت میں اور اضافہ کریں گے اور کنعانیوں کے پیچھے ان علاقوں کی طرف جائیں گے جہاں سے یہ لوگ سونا چاندی اور دوسری قیمتی دھاتیں حاصل کرتے ہیں۔"

اسی دوران قصر کے اس کمرے میں سنیفرو کا بیٹا خوفو[4] داخل ہوا۔ سنیفرو نے پتاہوتپ کے ساتھ اب تک ہونے والی بات چیت سے اسے آگاہ کیا۔ پھر اسے اس گفتگو میں اپنے ساتھ شامل کر لیا۔

خوفو کے آنے پر پتاہوتپ نے کہا۔ "کیوں نہ خوفو کو ہی کنعانیوں کے خلاف اس مہم کا سالار بنائیں، میں بھی اس کے ساتھ رہوں گا، اس طرح خوفو کو اپنی صلاحیتیں ظاہر کرنے کا موقع مل جائے گا۔"

خوفو نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔ "میں ضرور اس مہم کی سربراہی کروں گا بلکہ میں تو اس

1۔ اپنی بحری قوت میں اضافے کے لیے سنیفرو اور پتاہوتپ نے ایسے بحری جہاز بنوائے جن کی لمبائی 170 فیٹ تک تھی۔ (جوزف وارڈ قدیم دنیا)

2۔ فونیقیوں کو کارتھیج بھی کہا گیا۔ شروع دن سے یہ کنعانی کہلائے، بعد میں یونانیوں نے انہیں فونیقی کہنا شروع کیا، انہیں آرامی بھی کہتے ہیں۔ (تاریخ ارض القرآن، تاریخ شام)۔

3۔ مجیدو کے علاوہ ان کے دوسرے بڑے شہر اریحا، شان، عکو، صور، صیدا، جبلہ، عرقہ اور سمیرا ہیں۔ (تاریخ شام)

4۔ سنیفرو کے بعد خوفو ہی مصر کا بادشاہ بنا۔

حق میں ہوں کہ کنعانیوں کا تعاقب کیا جائے کہ وہ ایسی قیمتی دھاتیں کس سرزمین سے لا کر افریقہ کے ساحل پر جمع کرتے ہیں۔''

سنیفرو نے کہا۔ ''نہیں۔ یہ وقت ابھی اس کام کے لیے موزوں نہیں ہے۔ خوفو! خوفو! میرے بیٹے! تو کنعانیوں کی قوت کا غلط اندازہ لگا رہا ہے۔ یہ عرب صحراؤں کی قدیم قوم ہے، ان کا آبائی پیشہ جنگ و جدل ہے لیکن ان لوگوں نے عرب کے صحراؤں سے اٹھ کر اور بحیرہ روم کے کنارے آباد ہونے کے بعد کشتی رانی میں حیرت انگیز ترقی کی ہے۔''

''خوفو! خوفو! موجودہ دور میں کنعانی ایک تجارتی قوم ضرور ہے لیکن ہمیں ان کا یہ پہلو ہرگز نظرانداز نہیں کرنا چاہیے کہ بنیادی طور پر یہ ایک جنگجو قوم ہے اور اگر ایک بار انہوں نے ہمیں پسپا کر دیا تو یاد رکھو وہ نیل کے ڈیلٹا تک ہمارا تعاقب کریں گے، اگر ایسا ہوا تو ہماری حالت بدترین ہو گی اور اگر ہم ان پر غالب رہے، تب بھی ہم ان کے علاقوں میں دور تک یلغار نہ کر سکیں گے کیونکہ ایسی صورت میں وہ دو اور قوموں کو بھی اپنی مدد پر آمادہ کر کے ہمارے لیے مشکلات کھڑی کر سکتے ہیں۔ ان دو قوموں میں سے ایک حتی[1] ہیں اور دوسری آشوری[2]۔ پھر یہ بھی یاد رکھو کہ آشوری کنعانیوں کے ہم قوم ہیں اور یہ بات طے ہے کہ آشوریوں جیسا کوئی جنگجو نہیں ہے، میں نے سن رکھا ہے کہ ایرانی قوم ماد کی سلطنت بھی آشوریوں سے خوفزدہ ہے۔ فی الحال ہم ان کے افریقی پڑاؤ پر ہی حملہ کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اس کے بعد اپنی عسکری قوت اور مضبوط کر کے کسی اور سمت سے کنعانیوں پر ضرب لگائیں گے۔''

پتا ہوتپ نے فیصلہ کن انداز میں پوچھا۔ ''تو پھر ہمیں کب یہاں سے اپنی مہم پر کوچ کرنا چاہیے؟''

سنیفرو نے کہا۔ ''میرا خیال ہے خوفو اور تم دونوں کو بہت جلد اس مہم پر روانہ ہو جانا چاہیے اور وہ اس لیے کہ تین ماہ بعد فصلوں کی افزائش کے لیے قربانی کے دن آ رہے ہیں۔ اس قربانی کی رسومات میں تم دونوں کی شرکت لازمی اور ضروری ہے۔''

۱۔ اناطولیہ کے میدانوں میں آباد ایک قدیم قوم۔
۲۔ کنعانیوں کی طرح آشوری بھی عرب تھے۔ ان کے مشرق میں آباد تھے اور عرب کے صحرا سے اٹھ کر وہاں گئے تھے۔

خوفو نے کہا۔ ''میرا خیال ہے ہم پرسوں یہاں سے اپنی مہم کے لیے کوچ کرتے ہیں اور بہت جلد واپس آنے کی کوشش کریں گے۔''

سنیفرو نے کہا۔ ''میں اس سے اتفاق کرتا ہوں، تم دونوں پرسوں اپنی آدھی بحری قوت کے ساتھ یہاں سے کنعانیوں کے افریقی پڑاؤ کی طرف روانہ ہو جاؤ۔''

اس معاملے کو آخری شکل دینے کے بعد وہ تینوں کمرے سے نکل گئے۔

○

تیسرے روز تپاہوتپ اور سنیفرو نے ممفس شہر سے اپنے بحری بیڑے کے ساتھ کوچ کیا۔ دریائے نیل کے اندر شمال کی طرف بڑھتے ہوئے وہ بحیرہ روم میں داخل ہوئے اور یہاں سے انہوں نے اپنا رخ مغرب کی طرف موڑ لیا۔ ماکومید، تھبا کیٹ، سبارتا سے ہوتے ہوئے انہوں نے جزیرہ مینکس[1] کے ساحل پر اپنے بحری بیڑے کے ساتھ پڑاؤ کیا، یہاں انہوں نے ایک دن قیام کر کے اپنے لشکریوں کو آرام کرنے کا موقع دیا، ساتھ ہی انہوں نے اپنے لیے خوراک کا ذخیرہ بھی کر لیا۔ اس کے بعد انہوں نے دوبارہ اپنی منزل کی طرف کوچ کیا۔

جزیرہ مینکس سے نکل کر ایک دن جزیرہ سرسین[2] میں گزارا۔ اس کے بعد وہ حادر و میتم اور نیپولس[3] سے ہوتے ہوئے اوتیکا[4] کے قریب جا پہنچے۔ اوتیکا سے ذرا فاصلے پر خوفو اور تپاہوتپ نے ایک غیر آباد اور سنسان علاقے میں لنگر انداز ہوتے ہوئے اپنے کچھ آدمیوں کو کنعانیوں کے پڑاؤ کا حال معلوم کرنے کے لیے روانہ کر دیا۔

آدھی رات کے قریب جبکہ رات گلوگیر نوا اور محبوس فغاں تھی ہر شے بحر شفق پوش کی پہنائیوں میں اتر چکی تھی، وادی و کوہ میں رات کے عذابِ جان مہتاب اپنی کرنوں سے انوار بکھیر رہا تھا۔ سمن پوش جزیروں کی طرف سے آتی آوارہ مزاج ہوائیں، جنگلی پھولوں کی خوشبو اور آبشاروں کی پُراسرار و سبک لہروں کی نوید دے رہی تھیں۔

۱۔ موجودہ لیبیا کے سامنے سمندر میں ایک قدیم جزیرہ۔
۲۔ موجودہ تیونس کا ایک جزیرہ۔
۳۔ جزیرہ سرسین اور کنعانیوں کے پڑاؤ کے درمیان ایک اہم شہر۔
۴۔ اور تیکا وہی جگہ ہے جہاں بعد میں شمالی افریقہ کے ساحل پر مستقل قبضہ کرنے کے بعد کنعانیوں نے مشہور زمانہ شہر قرطاجنہ آباد کیا تھا۔

ایسے میں جبکہ ہر شے تعزیر جنوں کا شکار اور اجل خوردہ ہو رہی تھی، سمندر کے کنارے کھڑے جہازوں کے اندر چند جوان اس جہاز میں داخل ہوئے جس کے اندر خوفو اور پتا ہوتپ بیٹھے تھے۔

انہیں دیکھتے ہی خوفو نے پوچھا۔ ''اے میرے عزیزو! تم ہمارے لیے کیا خبریں لائے ہو''

ان میں سے ایک نے کہا۔ ''اے ہمارے آقا! ہم کنعانیوں کا پڑاؤ دیکھ کر آ رہے ہیں، یہاں سے صرف چند میل آگے اوتیکا کے مقام پر ان کا پڑاؤ ہے، وہ جگہ ان کے مال و دولت اور سامان سے بھری پڑی ہے۔ رع کی قسم! ہم نے آج تک اتنا مال کہیں نہیں دیکھا اور اس مال کے محافظ بھی کچھ زیادہ نہیں ہیں، اگر ہم آج ہی رات کے پچھلے حصے میں ان پر حملہ کر کے ان کے سارے اموال کو اپنے جہازوں میں لاد کر یہاں سے واپس جانے کی کوشش کریں تو ہمیں برائے نام مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا اور ہم بڑی آسانی سے اپنا مقصد پورا کر کے کامیاب لوٹ سکتے ہیں۔''

خوفو نے بلند آواز میں کہا۔ ''میں تم لوگوں سے اتفاق کرتا ہوں۔ یہ حملہ آج ہی رات کو کیا جائے گا۔''

پھر خوفو کے حکم پر اس کا بحری بیڑہ اوتیکا کے مقام پر کنعانیوں کے پڑاؤ کی طرف روانہ ہو گیا۔

رات کی اتھاہ تاریکی میں ہر شے پریشان لمحوں کے اندر کسی فروغ کی منتظر تھی۔ زیست کے کاشانے چپ، ہیکل و اشجار خاموش اور رنگ و بو کے جلو سے اندیشہ ہائے این و آن میں غرق تھے۔

خوفو اور پتا ہوتپ نے اپنے بحری بیڑے کو اوتیکا کے قریب لنگر انداز کیا اور پھر رات کی تاریکی میں کنعانیوں کے پڑاؤ پر حملہ آور ہو کر انہوں نے پڑاؤ کے محافظوں کو تہ تیغ کر دیا، پڑاؤ کی ہر شے کو انہوں نے اپنے جہازوں کے اندر لاد لیا اور رات کی تاریکی میں وہ کامیاب شب خون مارنے کے بعد مصر کی طرف واپس کوچ کر گئے۔ انہیں کنعانیوں کے اس پڑاؤ سے امید سے بڑھ کر مال و دولت ہاتھ لگا تھا۔

O

عذاب سے بچ جانے والے قوم ثمود کے افراد نے جب کنعانیوں کی سرزمین کے شہر رملہ سے اپنے قدیم آبائی شہر حضرموت کی طرف کوچ کیا تو راستے میں حسین نابت چند دن بیمار رہ کر مر گئی۔ یوناف کو اس کی جواں مرگی کا انتہائی صدمہ ہوا۔ دل برداشتہ سا ہو کر حضرموت کے بجائے اس نے مصر کی طرف جانے کا قصد کیا اور دوبارہ شوطار کے محل میں جا رہنے کا فیصلہ کر لیا۔

ایک روز سہ پہر کے قریب وہ دریائے نیل کے کنارے شوطار کے محل کے قریب نمودار ہوا اس نے دیکھا محل آباد تھا اور اس کے اندر بہت سے لوگ رہ رہے تھے، یوناف آگے بڑھ کر ان لوگوں کی کیفیت جاننے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا، پھر اس کی شہد بھری آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

''شوطار کا یہ محل مصر کے موجودہ بادشاہ سنیفرو نے اپنے ایک رشتے دار کو دے رکھا ہے اور اس نے اپنے اہل خانہ کے ساتھ اس کے اندر رہائش اختیار کر لی ہے۔ اگر تم چاہو تو شوطار کا محل ان سے خالی کرا لو اور پہلے کی طرح اس میں رہائش رکھ لو کہ تم یہ محل خالی کرانے کی قوت رکھتے ہو۔''

یوناف نے بکھری بکھری آواز میں کہا۔

''نہیں، میں کسی پر ظلم نہیں کروں گا، میں کسی کو بے گھر نہ کروں گا، میں آخر کب تک اس محل کا مالک بن کر بیٹھ سکتا تھا اور پھر میں کیسے اور کیونکر ان لوگوں کو یقین دلا سکتا ہوں کہ میں مصر کے فرعون خسخیم کی بیٹی کا شوہر ہوں اور اس ناطے اس محل کا مالک ہوں۔ لوگ مجھے دیوانہ کہیں گے اس لیے اب میں ادھر ادھر دھکے کھا کر ہی زندگی بسر کر لوں گا۔ شاید میری تقدیر میں لکھا گیا ہے۔

ابلیکا نے کہا۔

''اے میرے حبیب! نابت کی بے وقت موت نے تمہیں مایوس اور افسردہ اور ملول کر دیا ہے، کاش وہ کچھ عرصہ اور تمہارے ساتھ رہتی''

یوناف نے ابلیکا کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور ممفس شہر کے بازار کی طرف بڑھنے

لگا، جب وہ بازار میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا بازار کے اندر ایک لاغر سا بوڑھا بربط بجا
کر گاتا ہوا ایک طرف جا رہا تھا۔

یوناف کو اس بوڑھے کی آواز کا سوز اور اس کے گیت کے بول بھلے اور پرکشش لگے لہٰذا
وہ اس کا تعاقب کرنے لگا۔

بوڑھا گا رہا تھا۔

شعلوں میں مانند چوب خشک مجھے جلاتے ہو۔
میری رگ رگ میں آتش بے دود شعلہ زن کرتے ہو
میرے روم روم میں اضطراب کی لہریں .
میرے برگ برگ میں زنبور کے زہر بھرتے ہو
میرے تناسل کے سلسلے کو گرانبار بیڑیاں پہنا کر
عدم کی تیرہ و تار مسافتوں کی طرف لے جاتے ہو
میری خواہشوں کو شب یلدائے گور اور پر از عذاب کرتے ہو
میری امنگوں کی اوج موج کو منقاش و زنگ خوردہ کرتے ہو
سوندھی سہانی گلنار ساعتوں کے متلاشیو!
بھینی باس خوشبو کے خوشگوار احساس کے تاجرو!
عدل و راستی کو رنج و اشتعال عطا کرنے والو!
آہ! زیست کے یہ کارواں، ہجوم خوباں میں کو بہ کو ہواؤں کی طرح دمادم اک عمر رواں
کی طرح شعلہ ریز ماحول کی طرف بڑھتا رہے گا
ایک وقت آئے گا
جب میرے نغمے، میرے افکار
میرے تعینات و علائق کے بندھن، میرے نفس کا نگار
تمہارے مفرح مشروب میں، تمہارے کورے پنڈوں میں، سنہری کاکلوں میں تمہارے
حسن درخشاں میں، تبانِ خیال میں، تمہارے رفیقانِ دلنواز کے ذہنوں میں۔
بے اماں شعلہ، پے بہ پے سوزِ دروں، دمادم برق نہاں بن کر داخل ہوگا

اچانک بربط بجا کر گاتے اور آگے بڑھتے اس بوڑھے نے راستے کے ایک پتھر سے ٹھوکر

کھائی اور زمین پر گر پڑا، یوناف بھاگ کر آگے بڑھا اور اس بوڑھے کو سہارا دے کر اٹھایا،
بوڑھے نے ایک بار غور سے یوناف کی طرف دیکھا پھر کہا۔

''اے جوان! تیری مہربانی کہ تو میرے کام آیا، میری نظر اس قدر کمزور ہوگئی ہے کہ
اکثر ٹھوکر کھا جاتا ہوں۔''

یوناف نے پوچھا۔

''اے بزرگ محترم! تمہارا نام کیا ہے اور تم کس کے بارے میں ابھی بربط پر گیت گا
رہے تھے۔''

بوڑھے نے کہا۔

''میرا نام سلادف ہے اور میں ان قوتوں کے خلاف گا رہا تھا جو اروں کے بحر نوال اور
قلزم عطا میں اس لیے آگ لگاتے ہیں کہ اپنی یکسائی حیات کی تطہیر و تزکیہ کریں، کاش!
کبھی نہ فرد ہونے والی بحر کی آگ نے، کسی جنگ و جدل کی تیرگی، زندگی کی نہ تھمنے والی
مجبوریوں کے کسی طوفان نے اب تک مجھے موت کے اندر ڈبو دیا ہوتا۔''

یوناف نے کہا۔

''اے مہربان سلادف! کھل کر کہو، میں سمجھا نہیں۔''

بوڑھے سلادف نے کہا۔

''اگر سننا ہی چاہتے ہو تو سنو، ہم دو بھائی تھے۔ دوسرا مجھ سے بڑا تھا، اس کی ایک بیٹی
اور ایک بیٹا تھا، پچھلے سال میرے بھائی کے بیٹے کو یہاں حکمرانوں نے افزائش فصل کے
لیے عبیدوز کی مرکزی قربان گاہ میں بھینٹ چڑھا دیا۔ بیٹے کے مارے جانے پر میرا بھائی
بھی چند ماہ بعد سسک سسک کر مر گیا۔ اس کی بیٹی عطیشہ کو میں اپنے گھر لے آیا کہ اپنے
بھائی کی اس نشانی کو اپنے بیٹے سے بیاہ دوں گا، میرا ایک ہی بیٹا ہے اور اس کا نام لیا۔
ہے۔ پر ہائے حیف! ہائے بدبختی! مصر کے حکمرانوں نے اس سال افزائش فصل کے لیے
میرے بیٹے کو قربان کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ میں نے پتا ہوتپ کی بہت منتیں کی ہیں لیکن وہ
مانتا ہی نہیں۔ نہ جانے اسے ہم سے عناد اور دشمنی ہوگئی ہے۔''

''یہ قربانی اب ایک ہفتہ بعد ہوگی۔ کاش! کوئی یہ سوچتا کہ میری بینائی کمزور ہے اور میرا
ایک ہی بیٹا ہے، اس کے قربان ہو جانے کے بعد میں اور عطیشہ دھکے کھا کھا کر مر جائیں

گے۔''

یوناف نے کہا۔

''اے میرے بزرگ! میں آپ کو اور آپ کی بیٹی کو دھکے نہ کھانے دوں گا، میں لبان کو بچاؤں گا۔''

سلادف نے مایوسی سے کہا۔

''آہ میرے بیٹے! لبان کو کوئی نہیں بچا سکتا۔ وہ ایسی جگہ ہے جہاں سے اسے کوئی نہیں نکال سکتا۔''

یوناف نے کہا۔

''اے سلادف! تم فکر مند نہ ہو۔ مصر کے حکمران اگر لبان کو زمین کی تہہ میں لے گئے ہوں میں تب بھی اسے نکال لاؤں گا، بس تم مجھے اپنے گھر لے چلو۔''

بوڑھے سلادف نے ایک بار غور سے یوناف کی طرف دیکھا، اس کے چہرے پر امید کی روشنی نمودار ہوئی، پھر وہ یوناف کا ہاتھ تھامے اپنے گھر کی طرف چل دیا۔

○○○

سورج اپنے رامش و رنگ اپنے نور کی شعاعیں اور اپنے تن آئینہ کو سمیٹتا ہوا صانع تخلیق کی مقصود مشیت کے تحت حفیظ ظلمات میں اتر رہا تھا۔ خونبار و شرر تاب شفق آوارہ وحشتوں کے پیش منظر میں جبل پر محو خواب کسی چرواہے جیسا قرارِ دلِ زار بکھیرنے لگی تھی۔ بوڑھا سلادف یوناف کو لے کر اپنے گھر میں داخل ہوا۔ اندر سے ایک لڑکی بھاگتی ہوئی نکلی اور سلادف کا ہاتھ تھامتے ہوئے اس نے کہا۔

''اے عم! آپ اتنی دیر سے کیوں آئے ہیں۔''

لڑکی کے سوال کا جواب دینے کے بجائے بوڑھے سلادف نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے لڑکی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

''اے میرے عزیز! یہ میرے بھائی کی بیٹی، میری بھتیجی اور میرے بیٹے لبان کی منسوبہ ہے۔ اے میرے عزیز! گو تو نے راستے میں مجھے اپنا نام بتایا تھا لیکن میں بھول گیا ہوں، ایک بار پھر اپنا نام کہو۔''

یوناف نے کہا۔

''میرا نام یوناف ہے۔''

سلادف نے لڑکی کی طرف دیکھا اور کہا۔

''عطیشہ! عطیشہ میری بیٹی! یہ نیک دل جوان جو میرے ساتھ آیا ہے، لبان کو بچانے کا وعدہ کرتا ہے۔ میں ٹھوکر کھا کر گر پڑا تھا، اس نے مجھے اٹھایا، مجھ پر احسان کیا۔ اب یہ

میرے بیٹے لبان کو بھی بچانے کا وعدہ کرتا ہے۔ اب دیکھو یہ اس کام کی تکمیل اور انجام دہی کیسے کرتا ہے۔''

''آہ! اب لبان کو کون بچا سکے گا۔ اب وہ بے چارہ تو ایسی جگہ ہے جہاں سے اسے کوئی نکال نہیں سکتا۔''

عطیشہ نے ماضی کے نگارینہ دیار کی سی اداسی اور اک حسرت خیز افسردگی کے ساتھ کہا۔ اس لمحہ اس کی گردن غم واندوہ سے جھک گئی۔

یوناف نے اس کی ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا۔

''اے میری بہن! تمہارے منسوب اور سلادف کے بیٹے لبان کو میں بچاؤں گا۔''

عطیشہ جس کی حالت برے ایام کی ویرانی کی سی ہو رہی تھی، پرامید نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

''پر اے میرے بھائی! آپ کیسے یوناف کو بچائیں گے۔''

یوناف کا جواب سننے سے قبل ہی عطیشہ نے پھر کہا۔

''میں بھی کیسی احمق ہوں، آپ مجھے احمق کہہ کر پکار رہے ہیں، اور میں نے آپ کو باہر ہی کھڑا کر رکھا ہے۔ آپ پہلے اندر چل کر بیٹھیں پھر آپ سے گفتگو ہوگی۔''

سلادف اور عطیشہ ، یوناف کو اپنے گھر کے ایک کمرے میں لے گئے اور اسے وہاں بٹھانے کے بعد عطیشہ نے کہا۔

''اے میرے بھائی! آپ لبان کو کیسے بچائیں گے جبکہ کل اسے عبیدوز شہر کی بڑی قربان گاہ پر فصلوں کی افزائش کے لیے قربان کر دیا جائے گا۔''

یوناف نے کہا۔

''اے میرے عزیز بہن! تو فکر مند نہ ہو۔ میں تجھے سلادف دونوں کو فرو مائندہ ذلت اور ماندہ زار نہ ہونے دوں گا، میں اسے قربان گاہ کے اندر سے بھی زندہ نکال لاؤں گا۔''

''نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ ناممکن ہے۔''

''میں نے ناممکن کو ہی تو ممکن بنانا ہے۔ میری بہن!'' یوناف نے خوش طبعی سے کہا۔

عطیشہ نے کہا۔

''میرے بھائی! تم جانتے ہو کہ جس شخص کی افزائش فصل کے لیے قربانی دی ہوتی

ہے اس کے لیے مصر کا فرعون تین دن کے لیے اپنے تخت سے علامتی طور پر دست بردار ہو جاتا ہے اور تین دن تک وہ شخص تخت پر بیٹھتا ہے، لبان کو تخت پر بیٹھتے آج تیسرا دن ہے اور کل اسے عبیدوز کی قربان گاہ میں قربان کر دیا جائے گا۔ فرعون کے کارندے آج رات کے پچھلے پہر میں لبان کو لے کر عبیدوز کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔''

یوناف نے کہا۔

''تم ملول نہ ہو میری بہن! ہم بھی ابھی عبیدوز کی طرف کوچ کریں گے اور پھر تم اپنی آنکھوں سے دیکھنا کہ میں تمہارے منسوب لبان کو قربان گاہ کے اندر سے کس طرح زندہ نکال باہر لاتا ہوں۔''

بوڑھے سلادف نے بیچ میں بولتے ہوئے کہا۔

''عطیشہ! عطیشہ میری بیٹی! ہمارے پاس اب اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ ہم یوناف کی بات پر اعتبار کریں، تم کھانا تیار کرو، ہم کھانا کھا کر عبیدوز شہر کی طرف کوچ کرتے ہیں، پھر وہاں دیکھ لیں گے کہ یوناف ہماری مدد کے لیے کس طرح اور کیسی تدبیر کرتا ہے۔''

عطیشہ نے کہا۔

''اے عم! کھانا تیار ہے، میں ابھی لاتی ہوں۔''

عطیشہ کھانا لے آئی، تینوں نے مل کر کھانا کھایا، پھر ممفس شہر کی سرائے سے یوناف نے تین گھوڑے حاصل کیے اور وہ تینوں عبیدوز شہر کی طرف کوچ کر گئے۔

○

مصر کے شہر عبیدوز میں ازریس اور حوریس دیوتاؤں کے معبدوں کے درمیان مصر کی بڑی قربان گاہ کے اردگرد لوگوں کا بہت بڑا ہجوم جمع تھا۔ مصر کا فرعون سنفیرو، اس کا بیٹا خوفو اور دوسرے اہل خاندان اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔ ان کے بائیں طرف پتاہوتپ اور اس کے اہل وعیال بھی اپنی اپنی موزونیت کے مطابق بیٹھ چکے تھے۔

قربان کیے جانے والے شخص کو سانپوں سے بھرے جس اتھلے کنویں میں پھینکا جاتا تھا، اس کے قریب ہی یوناف کھڑا تھا، اس کے دائیں طرف بوڑھا سلادف اور بائیں طرف

عطیشہ کھڑی تھی۔ اتنے میں ایک طرف سے سلادف کے بیٹے لبان کو لایا گیا۔ اسے موت کے دیوتا انوبس کے مندر کے بڑے پجاری نے پکڑ رکھا تھا جس نے گیدڑ کا چہرہ لگانے کے علاوہ گیدڑ کی کھال بھی پہن رکھی تھی۔ پھر وہ اپنے چند ماتحت پجاریوں کی مدد سے لبان کو رسیوں میں جکڑنے لگا۔

اس موقع پر سلادف اور عطیشہ کی حالت نالۂ نیم شبی اور آہِ سحر گاہی جیسی ہوگئی تھی۔ پھر سلادف نے سوزِ پیہم میں ڈوبی مجذوبانہ سی آواز میں یوناف سے پوچھا۔

''یوناف! یوناف! میرے بیٹے اب تو وہ لبان کو قربانی کے کنویں میں پھینکنے لگے ہیں، کیا تمہارے خیال میں اب بھی میرے بیٹے کو بچا لینا ممکن ہے۔''

''میرے بزرگ! تم مایوس نہ ہو، میں اپنا وعدہ ہر صورت میں پورا کروں گا۔ سن رکھو، تم اپنے بیٹے کو زندہ سلامت اپنے ساتھ اپنے گھر لے کر جاؤ گے۔ میں تمہارے بیٹے کے خلاف ان کی ہر سازش کو ناکام بنا دوں گا۔'' یوناف نے سلادف کو ڈھارس اور تسلی دینے کے انداز میں کہا۔

اس بار عطیشہ بولی۔

''اے میرے بھائی! آپ کی گفتگو اور آپ کا رویہ ہمارے لیے ناقابل فہم ہے۔''

یوناف نے کہا۔

''اب تم دونوں چچا بھتیجی خاموش رہو اور چپ چاپ صبر کے ساتھ دیکھتے جاؤ کہ میں تم سے کیا ہوا وعدہ کیسے پورا کرتا ہوں۔''

سلادف اور عطیشہ دونوں خاموش ہوگئے۔

یوناف ان دونوں سے ذرا ہٹ کر ایک طرف ہوگیا، پھر اس نے سرگوشی میں پکارا۔

''ابلیکا! ابلیکا! تم کہاں ہو۔''

ابلیکا نے فوراً اس کی گردن پر لمس دیا، پھر اس کی سماعت میں رس گھولتی اس کی آواز سنائی دی۔

''اے میرے حبیب! میں یہیں تمہارے قریب ہی ہوں۔''

یوناف نے کہا۔

''سنو ابلیکا! یہ موت کے دیوتا انوبس کے معبد کا بڑا پجاری جو گیدڑ کا چہرہ لگائے ہوئے

ہے۔ اسے میں قربان گاہ کے کنویں میں پھینک دوں گا، جب اسے سانپ ڈس لیں اور یہ مر جائے تو تم فوراً حرکت میں آنا اور قربان گاہ کے اس کنویں میں جس قدر سانپ ہیں، سب کو ہلاک کر دینا۔ اس کے بعد تم فرعون سنیفرو پر وارد ہونا اور اسے یہ اعلان کرنے پر مجبور کرنا کہ بڑے پجاری کی قربانی کافی ہے، لہٰذا لبان کو چھوڑ دیا جائے۔''

ابلیکا نے الحان کا ایک زیر و بم برپا کرتی ہوئی آواز میں کہا۔

''اے میرے حبیب! ہر کام تمہاری خواہش کے مطابق ہوگا۔'' ساتھ ہی ابلیکا اس سے علیحدہ ہوگئی۔

''جب لبان کو رسیوں میں جکڑ کر قربان گاہ کے کنویں میں پھینکنے کے لیے اوپر کھینچا جانے لگا تو موت کے دیوتا انوبس کا پجاری کنویں کی پختہ منڈیر کے پاس کھڑا رہا، یوناف نے اپنی سری اور لاہوتی قوتوں کو عمل میں لا کر اپنی آنکھ کا اشارہ کیا اور موت کے دیوتا کا وہ پجاری اچھل کر قربان گاہ کے کنویں میں جا گرا۔ کنویں کے اندر ان گنت سانپوں نے اسے ڈس لیا اور وہ مر گیا۔

اسی لمحہ ابلیکا حرکت میں آئی اور اس نے قربان گاہ کے سارے سانپوں کو ہلاک کر کے رکھ دیا۔ اسی وقت قربان گاہ کے اندر گر کر مر جانے والے بڑے پجاری کے ماتحت پجاری نے ہوا میں معلق لبان کی رسیاں ڈھیلی کر دیں اور وہ کنویں میں جا گرا، اس دوران ابلیکا تمام سانپوں کا خاتمہ کر کے سنیفرو پر وارد ہو چکی تھی۔

پجاریوں نے جب دیکھا کہ ان کا بڑا پجاری مر چکا ہے جبکہ قربان کیا جانے والا جوان زندہ ہے اور قربان گاہ کے سارے سانپ بھی مر چکے ہیں تو شور مچانے لگے فرعون سنیفرو اور وزیر تپاہوتپ بھی بھاگ کر وہاں آگئے۔ فرعون نے جو یہ کیفیت دیکھی تو اس نے پجاریوں کو مخاطب کر کے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ ''اس بڑے پجاری کی قربانی ہی کافی ہے۔ اس جوان کو رہا کر دیا جائے۔''

ان پجاریوں نے لبان کو کھینچ کر باہر نکالا اور اس کی رسیاں کھول کر اسے رہا کر دیا۔

اس دوران سلادف اور عطیشہ بھی یوناف کے ساتھ کنویں کی منڈیر کے قریب آ کھڑے ہوئے تھے۔ رہا ہونے کے بعد لبان نے اپنے باپ سلادف کو دیکھا تو بھاگ کر آیا اور اس سے لپٹ گیا اور بولا۔

''اے میرے باپ! یہ میری کیسی خوش بختی ہے کہ میں قربان ہونے سے بچ گیا ہوں۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ایسا ہوا ہے ورنہ جو بھی یہاں لایا گیا، موت نے اسے ضرور اپنا لقمہ بنایا۔''

سلادف نے لبان کو علیحدہ کرتے ہوئے کہا۔

''تو بچ نہیں گیا، میرے بیٹے! بچالیا گیا ہے۔''

پھر اس نے اپنے قریب کھڑے یوناف کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

''تو اس جوان کا شکریہ ادا کر کہ اس کا نام یوناف ہے اور اسی نے تیری جان بچائی ہے۔''

قبل اس کے کہ لبان یوناف سے مخاطب ہو کر کہتا، عطیشہ نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اے میرے بھائی! تو نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا۔ اپنے قول کے مطابق تو نے لبان کو عین قربان گاہ سے آ بچایا۔ اے میرے بھائی! میں تیرا شکریہ کیسے ادا کروں۔''

یوناف نے کہا۔

''جب بھائی کہتی ہو تو پھر شکریہ کیوں ادا کرتی ہو۔ میرے لیے یہی سب سے بڑی نعمت ہے کہ تم میری بہن ہو۔ دیکھ میری بہن! میرے پاس کچھ سری طاقتیں ہیں جن کی بناء پر میں نے موت کے دیوتا کے پجاری کو قربان گاہ میں پھینک دیا اور ایسی سری قوت سے کام لے کر میں نے لبان کے نیچے گرنے سے قبل ہی قربان گاہ کے سارے سانپوں کو ہلاک کر دیا تھا۔''

لبان تیزی سے آگے بڑھا اور یوناف کو اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے اس نے کہا۔

''اے جوان! میں نہیں جانتا تم کون ہو۔ کہاں سے آئے ہو۔ کاش! ایسے موقع پر میں ایسے الفاظ جمع کر سکتا جن سے کم از کم تمہاری اس نیکی کا شکریہ ادا کر سکتا۔''

لبان کی اس گفتگو کے جواب میں سلادف نے وہیں کھڑے کھڑے یوناف سے ملاقات اور وہاں تک آنے کے حالات بیان کر دیئے۔

یوناف نے ان تینوں کو مخاطب کر کے کہا۔

''اب تم تینوں جاؤ اور اپنے گھر میں سکون اور خوشی کی زندگی بسر کرو۔''

عطیشہ نے حیرت اور تعجب سے پوچھا۔

''اور اے میرے بھائی! آپ کہاں جائیں گے؟''

یوناف نے کہا۔ ''عزیز بہن! میری زندگی خانہ بدوشانہ ہے، میرا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ بس سمجھ لو کہ میں برسوں سے ایسا ہی ہوں اور ایسا ہی رہوں گا۔''

عطیشہ بچاری ملول اور غمگین سی ہوگئی اور سلادف نے یوناف کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا۔

''اے عزیزی! کہ تو ہمارا محسن عظیم، ہمارا مہربان ہے پھر کیوں تمہیں چھوڑ کر ہم تینوں چلے جائیں، ہم تجھے ساتھ لے کر جائیں گے اور تم اب ہمارے ساتھ ہی رہوگے، گھر جا کر میں جو سب سے پہلا کام کروں گا وہ لبان اور عطیشہ کی شادی ہوگی اب انکار نہ کرنا چلو ہمارے ساتھ۔''

یوناف خاموشی سے ان کے ساتھ ہولیا۔

عبیدوز شہر سے واپس جب وہ اپنے گھر پہنچے تو لبان اور عطیشہ کی شادی کر دی گئی اور یوناف ان کے ساتھ ہی رہنے لگا۔

○

شمالی ایران کی قوم ماد کے بادشاہ جمشید[1] نے کوہستان دماوند کے ساحر برنمرود سے جادو اور دوسرے علوم سیکھ کر بے پناہ قوت حاصل کر لی تھی۔ جنات اس کے قبضے میں تھے جو اس کے لیے کوہستانوں کے اندر پارہ[2] اور لعل و گوہر نکالتے، اس کے لیے شیشہ پختہ اینٹیں اور چونا وغیرہ تیار کرتے تھے، پھر اسی کے عہد میں نوبت[3]، نقارہ، جھنڈا وغیرہ ایجاد ہوئے۔ اس نے ایران میں ایسی قوت پکڑ لی جو پہلے کسی کو نصیب نہ ہوئی تھی۔ اپنی اس قوت اور جاہ وحشمت اور جناب کو اپنے قبضے میں دیکھ کر جمشید گمراہ ہو گیا اس نے خدائی[4] کا دعویٰ کر دیا۔

1۔ جمشید ایران کے پہلے بادشاہ طہمورث کا حقیقی بھائی تھا۔ (ابن خلدون)

2۔ ماخوذ از طبقات ناصری۔

3۔ منہاج سراج نے اپنی طبقات میں ایسے ہی بیان کیا ہے۔

4۔ جمشید نے واقعی خدا ہونے کا دعویٰ کیا تھا، ملاحظہ ہو تاریخ ابن خلدون، جلد اول، دوم ص 303 تاریخ ایران جلد 1 ' ص 307 ، طبقات ناصری ص 250۔

اس کے اس دعوے اور گمراہ ہو جانے کی وجہ سے اس کے بھائی استوبر[1] نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور ایک جرار لشکر تیار کر کے جمشید کے مقابلے پر نکلا۔ پر جمشید نے جنگ میں استوبر کو شکست دی اور اسے قتل کر دیا۔

اپنے بھائی استوبر کے لشکر پر قابو پانے اور اسے قتل کرنے کے بعد جمشید اپنے خدائی کے دعوے پر مطمئن ہو گیا تھا۔ گو برنمرود نام کا ساحر جس سے جمشید نے طلسم اور دیگر علوم سیکھے تھے وہ قوم ماد کے مرکزی شہر اگباتانہ سے نکل کر کوہستان دماوند پر اپنے مسکن میں جا چکا تھا لیکن جمشید کو اطمینان تھا کہ اس نے برنمرود سے کم از کم وہ علوم ضرور سیکھ لیے تھے جو اس کے خدائی کے دعوے کو قائم رکھنے کے لیے ضروری اور مرکزی حیثیت رکھتے تھے۔

لیکن اس کا یہ اطمینان اور سکون زیادہ عرصہ تک جاری نہ رہ سکا کیونکہ اسے خبریں ملنے لگی تھیں کہ یمن کا بادشاہ ضحاک اس پر حملہ آور ہونے کے لیے ایک لشکر جرار لے کر اگباتانہ کی طرف بڑھ رہا ہے اور یہ تھی بھی حقیقت اس لیے کہ عزازیل (ابلیس[2]) نے اس کے شانوں کا بوسہ لے کر وہاں اژدہے اگا دیئے تھے کیونکہ فساد برپا کرنے اور لوگوں کو بدی کے راستے پر چلانے کے لیے وہ ایسے ہتھکنڈے[3] استعمال کرتا ہے۔ عزازیل کے کہنے پر اپنے شانوں پر نمودار ہونے والے اژدہوں کو ضحاک نے کاٹنا شروع کر دیا تھا لیکن اس کے زخموں میں چونکہ تکلیف ہوتی تھی لہٰذا اس نے عزازیل کی نصیحت کے مطابق شمالی ایران پر حملہ کر دیا۔ وہ اس اذیت سے نجات پانا چاہتا تھا کیونکہ اژدہوں کے کاٹے جانے کے بعد جلد ہی وہ پھر مکمل اژدہوں کی صورت اختیار کر لیتے تھے۔

اپنے جرار لشکر کے ساتھ ضحاک ایک طوفان کی طرح قوم ماد کی سرحدوں میں داخل ہوا۔ اپنے پیچھے یمن میں اس نے اپنے بھائی سنان کو اپنا نائب اور مختار مقرر کر دیا تھا۔ ضحاک کے ساتھ اس کے لشکر میں عارب، بیوسا اور نبیطہ بھی شامل تھے، وہ اپنے لشکر کے ساتھ ماد کی سرحدوں کے اندر ابھی تھوڑی دور تک ہی گیا تھا کہ جمشید نے اس کی راہ روک دی۔ پھر

---

[1] ابن خلدون نے جمشید کے باب میں اس کا نام استوبر ہی لکھا ہے۔

[2] ابلیس کے لفظی معنی ''انتہائی مایوس'' کے ہیں۔ اصطلاحاً یہ اس جن کا نام ہے جس نے اللہ کے حکم کی نافرانی کر کے آدم اور بنی آدم کے لیے مطیع و مسخر ہونے سے انکار کر دیا۔ (تفسیر سورۃ البقرہ)

[3] ابلیس کو انسان پر کوئی اختیار حاصل نہیں کہ وہ زبردستی اسے کھینچ کر اپنی راہ پر لے جائے، وہ صرف بہلانے پھسلانے سے کام لے سکتا ہے۔ سورہ بنی اسرائیل آیت 65۔

دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہو گئے، جب دونوں لشکروں کی صفیں درست ہو رہی تھیں، عارب نے بیوسا اور نبیطہ کو مخاطب کر کے کہا۔ ''اے میری بہنو! میں نے سن رکھا ہے کہ جمشید جادوگر ہے اور اس کے قبضے میں جنات ہیں۔ دیکھو میں اس کی طرف جاتا ہوں جمشید سے اس کا سحر اور جنات کو تابع رکھنے کے علوم سے دور کر دیتا ہوں۔''

حسین بیوسا اور نبیطہ نے عارب کی ہاں میں ہاں ملائی اور عارب وہاں سے غائب ہو گیا۔

جس وقت ضحاک اپنے لشکر کی صفیں درست کر کے اپنے لشکر کے سامنے آیا، اس وقت ایک طرف سے عارب اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا۔ شاید وہ اپنے کام کی تکمیل کر آیا تھا۔ بیوسا اور نبیطہ کو لشکر کے پیچھے اس خیمہ گاہ میں منتقل کر دیا گیا جو لشکر کے ساتھ آنے والی دیگر عورتوں کے لیے نصب کیا گیا تھا۔

ضحاک کے پاس آ کر عارب نے اپنے گھوڑے کو روکا اور اس نے کہا۔ ''اے آقا! میں رزم گاہ میں اترتا ہوں اور جمشید کے لشکریوں کو مقابلے کے لے للکارتا ہوں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ قوم ماد میں سے جو بھی میرے مقابلے پر اترا میں اسے موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔ اس طرح جمشید کے لشکر میں بددلی، مایوسی، نا امیدی، بدشگونی اور شکستہ دلی پھیل جائے گی اور یہ سارے عوامل مل کر ہماری فتح اور فوز مندی پر منتج ہو سکتے ہیں۔''

ضحاک نے عارب کی اس پیشکش کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ ''عارب: عارب! میں تمہاری اس تجویز سے مکمل اتفاق کرتا ہوں، میں تمہیں میدان میں اتر کر قوم ماد کو للکارنے کی اجازت دیتا ہوں۔''

اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا عارب میدان میں اترا۔ دونوں لشکروں کے درمیانی حصے میں آ کر اس نے جمشید کے لشکر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے قوم ماد! میں یمن کے بادشاہ ضحاک کے ادنیٰ خدام سے ہوں۔ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو میدان میں اترے اور میرا مقابلہ کرے۔ اے قوم ماد کے فرزندو! آج کا دن تمہاری شکست، بدبختی اور نحوست کا ہے۔ اے جمشید کے لشکریو! آج ہم تمہارے مقتضیاتِ دوراں کا اختتام کر دیں گے، تمہیں دل برداشتہ کر کے صاحب ملک و منصب نہ رہنے دیں گے۔ تمہاری جھولیوں میں سرمایہ ندامت، حسرت خیزی اور پراگندہ نصیبی بھر دیں گے۔ اس میدانِ جنگ میں ہم صاعقہ وار

تم پر جھپٹیں گے۔ تمہاری گردنوں میں زنجیر و رسن ڈالیں گے اور تمہاری عظمت دیرینہ کو ایسا عبرت آموز کر کے اپنے سامنے سرنگوں سار کریں گے کہ یہاں کوئی تمہاری تقلید و توارث کرنے والا نہ رہے گا۔ اے قوم ماد! میرے مقابلے میں کوئی ایسا جوان نکالو جو اپنے زیر کمند، ان گنت فتراک رکھتا ہو کہ میں سنگ و شرر اور تیشہ کی طرح اس پر وارد ہو کر تم سب کے سامنے اسے زیر و خون آلود کروں۔''

اس موقع پر اپنے لشکر کے سامنے کھڑے جمشید نے اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا۔
''آہ! کیسی بد نصیبی اور بدبختی ہے کہ اس موقع پر میرا سارا طلسم اور جنات کو مطیع رکھنے کے علوم مجھ سے چھن گئے۔ کوئی حرف، کوئی لفظ، کوئی جملہ، کوئی فقرہ، کوئی عمل میرے ذہن میں نہیں آ رہا۔ ایسا لگ رہا ہے، میرا ذہن بالکل نئی اور خام لوح ہو جس پر ابھی تک کسی نے کوئی تحریر نہ لکھی ہو۔ کاش! میرے علوم میرا ساتھ دیتے تو میدان میں اترنے والے ضحاک کے اس لشکری کو میں لمحوں کے اندر زیر کر کے رکھ دیتا۔ کاش! اس موقع پر کوئی میرے معلم اور راہنما برنمرود کو ہی کوہستان دماوند میں اطلاع کر دیتا کہ سارے علوم میرے ذہن سے قطع ہو گئے ہیں اور یہ کہ اس موقع پر میں اس کی سخت ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ کاش! کوئی برنمرود کو میرے لیے اس رزم گاہ میں بلا لاتا۔''

جمشید چونک سا پڑا، کیونکہ اس کا ایک سالار اپنا گھوڑا میدان میں دوڑاتا ہوا عارب سے مقابلے کے لیے اترا تھا۔ جمشید اس کی طرف تحسین آمیز نگاہوں سے اسے عارب کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھنے لگا۔

قوم ماد کے اس سالار نے جاتے ہی عارب پر حملہ کر دیا۔ عارب نے اس کے وار کو آسانی سے روک لیا، پھر جواب میں اس نے ایسا زوردار اور پر از قوت وار کیا کہ جمشید کے اس سالار کو اس نے اس کے گھوڑے سمیت کاٹ کر رکھ دیا۔

اپنے سالار کی یہ حالت دیکھ کر جمشید کی حالت غلامانہ تب و تاب اور شعلۂ پیچاں کی سی ہو کر رہ گئی جبکہ مادی لشکر پر بھی اس کے برے اثرات مرتب ہوئے۔

اس ذلت و رسوائی کو رفع کرنے کے لیے جمشید نے عام حملے کا حکم دے دیا۔ چند ہی ثانیوں بعد گھمسان کی جنگ چھڑ گئی۔ عرب اور مادی ایک دوسرے پر بھوکے کاگ و کرگس کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ میدان جنگ کے اندر سنگین موت اور سنسان، اجل گھپ اندھیرے

اور جادوئے جرس کی طرح رقص کرنے لگی تھی۔ رزم گاہ میں اسقاط و اضافات کا عمل شروع ہو گیا تھا۔ اپنے تیز حملوں کی لغزشِ مستانہ میں عربوں نے مادیوں کو چست و چالاک اندیشوں، ذلت و رسوائی کے شکووں، دہر ہمرنگ زمیں اور ایک انوکھی درد آشامی میں مبتلا کر کے رکھ دیا تھا۔

پھر آہستہ آہستہ عرب غالب آنے لگے۔ جوہرِ انسان کا ممتحن مادیوں کو مغلوب ہوتے دیکھ رہا تھا۔ عرب اپنی شورشِ دغا اور شورِ مبارز طلبی میں اضافہ کرتے ہوئے اچانک بھڑک اٹھنے والے شعلوں کی طرح حملہ آور ہونے لگے تھے۔ ایسے موقعے پر قوم ماد کے بادشاہ جمشید کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے کسی نے اسے تنک مشروب پلا دیا ہو، تھوڑی دیر بعد مادی صاف مغلوب دکھائی دینے لگے۔ ان کے لشکری اگلی صفوں سے پیچھے کی طرف بھاگنے لگے اور یوں وہ جنگ سے منہ موڑ کر پچھلی اپنی ہی صفوں میں کھلبلی اور انتشار برپا کرنے لگے۔

قوم ماد کو افراتفری کے عالم میں دیکھ کر عرب اب ان کے حواس پر بادیہ و بیابان کی ہولناکی اور تنفس کی آمد و رفت کی طرح چھانے لگے تھے۔ ان کی رگِ عصبیت پر وہ النا کی اور ان کے دل و روح پر ان گنت اندیشے محیط اور جاگزیں کرنے لگے تھے۔ بادیوں کے اندر نا امیدیوں کے شکنجے سخت ہونے لگے تھے جبکہ عرب اپنے ساحرانہ انداز کے ساتھ ان پر چھانے لگے تھے۔

اس موقع پر ضحاک پرجوش انداز میں اپنے لشکریوں کو مخاطب کر کے ان کا حوصلہ بڑھا رہا تھا جبکہ جمشید کے لشکر کی ساری تنظیم مبہم، خلط ملط اور منتشر ہو گئی تھی، پھر جلد ہی مادیوں کے لشکر کی حالت ٹوٹ جانے والے شکستہ پائیدان کی طرح ہو گئی اور جمشید کے دیکھتے ہی دیکھتے ان کے لشکری جنگ سے منہ موڑ کر بھاگنے لگے۔

جمشید نے جب اپنے لشکر کی یہ حالت دیکھی تو اس نے عام پسپائی کا حکم دے دیا۔ وہ چاہتا تھا کہ کھلے میدان میں ہزیمت اٹھانے کے بعد وہ اپنے مرکزی شہر اگباتانہ میں محصور رہ کر ضحاک کا مقابلہ کرے۔ لہٰذا وہ اپنے لشکر کو لے کر اپنے مرکزی شہر اگباتانہ کی طرف بھاگ کھڑا ہوا، دوسری طرف ضحاک بھی فانوس صد پہلو کی طرح سوچوں کی ان گنت جہتیں رکھنے والا انسان تھا۔ اس نے یادوں کے تازیانوں اور نباتات کے خواص کی طرح جمشید کا تعاقب شروع کر دیا اب مادی آگے آگے اور عرب ان کے پیچھے پیچھے اس انداز میں بھاگ

رہے تھے جس طرح ان گنت بھوکے بھیڑیے لومڑیوں کا شکار کرتے ہیں۔

اس موقع پر جمشید سے ایک غلطی ہوئی۔ راستے میں کسی مناسب اور محفوظ جگہ جم کر اس نے پھر ضحاک کے خلاف جنگ کر کے قسمت آزمائی کی کوئی اور کوشش نہ کی بلکہ اپنے آگے آگے اس نے اگباتانہ کی طرف ہرکارے روانہ کر دیئے کہ شہر کے سارے دروازے کھول دیئے جائیں تاکہ عربوں کے آگے آگے بھاگتے لشکریوں کو شہر میں داخل ہونے میں آسانی رہے، یہی غلطی جمشید کو مار گئی۔

جب وہ عربوں کے آگے آگے بھاگتا ہوا اگباتانہ شہر میں داخل ہوا تو ضحاک بھی اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا، جمشید کا خیال تھا کہ وہ سات فصیلوں والے اس شہر میں داخل ہو کر محفوظ ہو جائے گا لیکن یہاں ساری تدبیریں اس کی سوچوں کے برعکس ہو گئی تھیں، اس لیے کہ ضحاک نے اگباتانہ میں داخل ہو کر اس کے لشکر کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔

اس کے علاوہ ضحاک نے شہر اگباتانہ کے ہر محلے اور کوچے میں اپنے مناد روانہ کر دیئے جو شہریوں کو مخاطب کر کے یہ منادی کرنے لگے کہ شہری جنگ میں حصہ نہ لیں، اپنے اپنے گھروں کے اندر بند رہیں، اس طرح وہ محفوظ رہیں گے اور ان کے جان و مال کی حفاظت کی جائے گی اور اگر انہوں نے بھی باہر نکل کر ہتھیار اٹھانے کی کوشش کی تو ان کا بھی قتل عام شروع کر دیا جائے گا۔

ان منادوں کے اعلان کا خاطر خواہ اثر ہوا، لوگ اپنے اپنے گھروں میں بند ہو گئے اور ضحاک اور اس کے عرب لشکری قوم ماد کے لشکر کا قتل عام کرتے رہے، جب جمشید کے لشکر کی تعداد قتل عام کے بعد نہ ہونے کے برابر رہ گئی تو بچے کھچے لوگوں نے ہتھیار ڈال کر امان طلب کر لی۔ ضحاک نے انہیں معاف کر دیا جبکہ جمشید کو زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی شاہی خاندان کے سارے افراد کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ شہر کے اندر ضحاک نے عام معافی کا اعلان کر دیا تاکہ عام لوگ جمشید کو بھول کر اس کے حق میں ہو جائیں۔

جب جمشید کو ضحاک کے سامنے پیش کیا گیا تو ضحاک چند ثانیوں تک غور سے اسے دیکھتا رہا، پھر اس نے پوچھا "اے گناہوں کے فرستادہ! تو نے اپنی حالت دیکھی۔ ہم نے تمہارے عہد گزشتہ کو تمہاری طاقت تحمل، بساط ذہن کو کپکپاتے جھٹ پٹے اور پھیلتی دھند میں مبتلا کر دیا۔ کیا ہم نے تم پر ضربیں لگا کر تمہاری حالت گل خیزی کی بکھری ہوئی خشک پتیوں

جیسی نہیں کر دی، کیا ہم نے تم پر اندوہ غم طاری کر کے اور تم پر ناخوش گوار حالت مسلط و حاوی کر کے تمہاری حالت عذاب زدہ ذہن جیسی نہیں کر دی۔

جمشید نے کوئی جواب نہ دیا، گردن جھکائے وہ سراپا نیوش کھڑا رہا۔ اگباتانہ کے اندر جو لوگ اس کے مخالف اور دشمن تھے وہ بھی ضحاک کے قریب جا کھڑے ہوئے تھے۔

ضحاک نے پھر اس سے کہا۔ "اے جمشید! دیکھ میں تجھے ایک ناخوشگوار خبر دیتا ہوں، تو جانے پانی ہمیشہ نشیب کی طرف رواں ہوتا ہے، میرے سامنے تو اس وقت نشیب ہے۔ سو میں تیرے خلاف نفرت کے نوشخند کا اظہار کرتے ہوئے تجھے آرے میں چیرنے اور تیرے سارے رشتے داروں کو قتل کا حکم دیتا ہوں۔"

ضحاک کے حکم پر جمشید کو آرے[1] میں چیر دیا گیا اور اس کے رشتے داروں کو قتل کر دیا گیا۔ پھر ضحاک نے جمشید کے دشمنوں کو، جو وہاں جمع تھے، پوچھا۔ "کیا جمشید کے خاندان سے کوئی زندہ بچا ہے؟"

جمشید کے ان دشمنوں میں سے ایک نے کہا۔ "اے بادشاہ! قوم ماد کے حکمران طبقے میں سے تقریباً سبھی لوگ مارے گئے ہیں، ہاں ایک شہزادہ کہ جس کا نام فریدوں[2] ہے پہلے ہی اگباتانہ سے بھاگ گیا تھا، جس وقت اسے آپ کی فتح اور جمشید کی شکست کا علم ہوا، وہ اسی وقت طبرستان کی طرف بھاگ گیا تھا، اے بادشاہ! ہو سکتا ہے آنے والے دور میں یہی فریدوں تمہارے لیے آلام اور مصیبتوں کا باعث بن جائے۔"

ضحاک نے کہا۔ "میں فریدوں کو یوں ہی نہ چھوڑوں گا، میں اس کے پیچھے اپنے آدمی روانہ کروں گا جو اسے ڈھونڈ کر تہہ تیغ کر دیں گے۔"

پھر ضحاک اپنے آدمیوں کے ساتھ اگباتانہ کے انتظام و انصرام میں لگ گیا، تاہم اس نے اپنے آدمی فریدوں کے تعاقب میں روانہ کر دیئے تھے لیکن فریدوں کو بھی اس تعاقب کی خبر ہو گئی لہٰذا وہ طبرستان سے بھی بھاگ گیا اور رے شہر میں جا کر گمنامی کی زندگی بسر کرنے لگا۔

○

---

[1] ماخوذ از تاریخ ایران: ص 37۔ تاریخ ابن خلدون ص 303۔
[2] فریدوں نام کا یہی شہزادہ بعد میں ضحاک کی تباہی و بربادی کا سبب بنا۔

جمشید کے بعد ضحاک ایران کی قومِ ماد پر حکومت کرنے لگا کہ اس کی زندگی میں پھر ایک انقلاب رونما ہوا۔

ایک روز جبکہ صبح کا ناسفتہ گہر اور زیر نقاب شدت جذب رکھنے والی آنکھوں کی طرح نمودار ہوئی تھی۔ ضحاک، نبیطہ، بیوسا اور عارب اگباتانہ کے شاہی محل کے ایک کمرے میں محو گفتگو تھے کہ ضحاک کا ایک محافظ اندر آیا اور اس نے کہا۔

''اے آقا! ہند کی سرزمین سے ایک درویش صفت شخص آیا ہے اور آپ سے ملاقات کا خواہشمند ہے۔ اے آقا! اس شخص کی گفتگو نازک و پرکار اور اس کی باتوں میں دانش و حکمت کا اک فیضان ازل ہے۔''

ضحاک نے فوراً کہا۔''اس شخص کو اندر لاؤ۔''

تھوڑی دیر بعد ڈھلتی ہوئی عمر کا ایک شخص محل کے اس کمرے میں داخل ہوا۔ وہ عزازیل یعنی ابلیس تھا۔ وہ ایک اور روپ میں تھا، لہٰذا ضحاک اسے پہچان نہ سکا لیکن عارب، بیوسا اور نبیطہ نے اسے پہچان لیا تھا کیونکہ وہ ان کا محسن و رہنما تھا۔

ضحاک نے ہاتھ کے اشارے سے اسے ایک نشست پر بیٹھنے کو کہا، جب وہ بیٹھ گیا تو ضحاک نے پوچھا۔''اے میرے بزرگ! آپ کون ہیں، آپ کا نام کیا ہے اور آپ کیوں مجھ سے ملنا چاہتے ہیں؟''

عزازیل نے کہا''اے بادشاہ! میں اک اسم با مسمّٰی ہوں۔ میری ماں نے میرا نام حکمت رکھا تھا جبکہ پیشے کے لحاظ سے بھی میں ایک حکیم ہوں، میرا تعلق ہند کی سرزمین سے ہے، مجھے خبر ہوئی کہ آپ نے جمشید کو زیر کر کے اس کی سلطنت پر قبضہ کر لیا ہے لہٰذا میں آپ کو مبارکباد دینے آیا ہوں، میں جمشید کے پاس بھی آیا کرتا تھا، اسے اچھے اچھے مشورے دیتا تھا، پر اس نے میری کوئی بات نہ مانی، خدائی کا دعویٰ کیا اور تباہ ہو گیا۔''

عزازیل ذرا رکا، پھر اپنے مکر و فریب کے جال کو اور دراز کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''اے ضحاک! خدا اپنی ذات میں حی القیوم اور جلیل و معتبر ہے۔ وہ چاہے تو تاج وروں کو خاک نشیں کر دے اور چاہے تو چرواہوں کے ہاتھ میں وقت کی لگام دے دے۔ اس کی حکمت میں کوئی شکوہ نہیں کہ اس کی ذات سہو و خطا سے پاک ہے، پر اس کی انگارۂ خاکی سرشت میں لغزش و سہو ہے۔ اس کے خمیر میں حق و تعجیل ہے۔ اس لیے یہ ہمہ وقت مضطرب

و مستعجل رہتا ہے۔ اے ضحاک! یہ فیض خورشید سے جو یہ جہان روشن ہے اور اس نیرِ درخشاں سے جو یہ عالم تابی ہے تو یہ سب خداوند جلیل کے کرم کے باعث ہے جو باہمہ کو بے ہمہ، کفِ خاک کو دشت و صحرا، چاند تاروں کو خرام گلنار اور سایوں کو سعادت اثری عطا کرتا ہے۔''

ضحاک نے کہا۔''اے بزرگ! تیری باتوں میں کہکشاں کے فرزندوں جیسا سکون اور صدفِ دربستہ جیسا مشکینۂ فسوں ہے۔''

اپنی نیک طینتی کا جال بچھانے کے بعد عزازیل فوراً اپنے مطلب کی طرف آیا اور چونک جانے کے انداز میں اس نے پوچھا۔''اے ضحاک یہ تیرے دونوں کندھوں پر ابھار کیسا ہے؟ کہیں تو عزازیل کے فریب اور مکر کا شکار تو نہیں ہو گیا اور تیرے دونوں کندھوں پر اژدہے تو نمودار نہیں ہو چکے؟''

ضحاک نے حیرت سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔''اے بزرگ حکمت تیرا اندازہ بالکل درست ہے۔''

اس موقع پر نبیطہ نے درمیان میں بولتے ہوئے کہا۔''اے بزرگ حکمت! کیا تو عزازیل کے کاموں سے واقفیت رکھتا ہے اور کیا تیرے پاس اس غم، اس دکھ کا کوئی درماں و چارہ بھی ہے، یا نہیں؟

اک آہ بھرنے کے انداز میں عزازیل نے کہا۔''اے خاتون! میرے پاس اس کا چارہ اور علاج ہے، پر ایسا لگتا ہے کہ ضحاک کے کندھوں پر عزازیل نے بوسہ لیا ہو اور......''

اس کی بات کاٹ کر ضحاک نے کہا۔''اے بزرگ حکمت! تیری سوچیں بالکل درست ہیں۔''

میرے ان کندھوں پر عزازیل نے بوسہ دیا تھا اور اس کا اثر یہ ہوا کہ میرے کندھوں پر اژدہے نمودار ہو گئے جو پھنکار پھنکار کر مجھے تنگ کرتے رہتے ہیں، میں انہیں کاٹتا ہوں۔ اس طرح ان کی زہریلی پھنکار سے تو مجھے نجات مل جاتی ہے، پر کاٹنے سے جو زخم آتے ہیں، وہ آہستہ آہستہ ابھر کر پھر اژدہوں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور اس دوران میں ان زخموں کے اندر شدید تکلیف محسوس کرتا ہوں۔''

عزازیل نے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔''یہ عزازیل بھی بڑا نامراد ہے جس پر

وارد ہوتا ہے آہ و فغاں اس سے رخصت نہیں ہوتا اور اندوہ گراں سے اسے فرصت نہیں ملتی۔''

''آہ عزازیل ! جب یہ اپنی لغزشوں کی مقاومت میں کسی پر وارد ہوتا ہے تو اس کے دیدوں کو خونابہ نشان اور اس کی عشرتوں کو سوز نہاں کر دیتا ہے، پرائے ضحاک ! تو فکر مند نہ ہو، میں تجھے اس تکلیف سے نجات بھی دوں گا اور تجھے ایک نصیحت بھی کروں گا جس کے باعث تیری ذات ایک عالمگیر شہرت کی حامل ہو جائے گی۔

سن ضحاک ! یہ جو تو ان اژدھوں کو کاٹتا ہے اور ان زخموں سے جو تجھے تکلیف ہوتی ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اگر ان زخموں پر انسانی[1] مغز نکال کر ان پر رکھو تو تمہیں بالکل آرام آ جائے گا اور جو نصیحت میں نے تمہیں کرنی تھی وہ یہ ہے کہ ہند کی سرزمین پر حملہ کر دو، ان دنوں وہاں کے حالات ایسے ہیں کہ تمہاری فتح یقینی ہے۔ اس طرح تمہاری شہرت، تمہاری ناموری کو چار چاند لگ جائیں گے اور تم ایک عالمگیر حیثیت اختیار کر جاؤ گے۔''

ضحاک نے کہا۔''اے بزرگ حکمت ! میں پہلے تمہارے علاج پر عمل کروں گا، اگر مجھے آرام آ گیا تو میں تمہاری نصیحت کے مطابق ہند پر حملہ کر دوں گا۔''

ضحاک کے حکم پر اسی وقت قوم ماد کے ایک آدمی کو مار دیا گیا اور جب اس کا مغز نکال کر اس کے کندھوں پر اژدھوں کے زخموں پر لگایا گیا تو اسے آرام آ گیا۔ عزازیل تو چند یوم ضحاک کے پاس رہ کر رخصت ہو گیا لیکن ضحاک کا اب یہ معمول بن گیا کہ وہ ہر روز گلی کوچوں سے دو آدمیوں کو پکڑواتا اور ان کے مغز نکال کر اپنے زخموں پر لگاتا جس سے اسے سکون مل جاتا، اس طرح ایک لحاظ سے اس نے قومِ ماد کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ ہر روز دو آدمی قتل ہو جانے کے باعث لوگوں میں خوف و ہراس پھیل گیا تھا، اس لیے لوگ بھاگ بھاگ کر کوہستان دماوند کی غاروں میں پناہ لینے لگے تھے تاکہ ضحاک کے ظلم سے نجات پا سکیں۔

قوم ماد کے لوگ ضحاک کے اس ظلم کے خلاف نہ آواز اٹھا سکتے تھے اور نہ ہی بغاوت کر سکتے تھے، اس لیے کہ کوئی ان کی تنظیم کرنے والا نہ تھا۔ ضحاک نے نہ صرف فریدوں کے سوا

[1]۔ انسانی مغز نکالنے کے اس واقعہ کو تاریخ ایران ص 40 اور طبقاتِ ناصری ص 225 پر تفصیل سے لکھا گیا ہے۔

شاہی خاندان کے سارے افراد کو قتل کر دیا تھا بلکہ ایک طرح سے اس نے قوم ماد کے جرنیلوں کا بھی آہستہ آہستہ صفایا کر کے رکھ دیا تھا۔ اگباتانہ شہر میں امن و سکون رکھنے کی خاطر اب اس نے انسانی مغز حاصل کرنے کے لیے روزانہ دو آدمی اگباتانہ کے مضافات یا دیگر شہروں سے پکڑنے شروع کر دیئے تھے۔ اس کے لیے اس نے شہروں کے ایسے عامل مقرر کیے جو اس کے اس کام میں پورا پورا تعاون کرتے تھے۔

اس دوران ایک ایسی واقعہ پیش آ گیا جس نے آگے چل کر ضحاک کے خلاف ایک خونی انقلاب برپا کر دیا۔

اصفہان کے حاکم نے اپنی باری پر مغز حاصل کرنے کے لیے کچھ جوان ضحاک کی طرف روانہ کیے۔ ان میں دو بھائی بھی تھے جو اصفہان کے ایک لوہار کے بیٹے تھے جس کا نام کاوہ تھا، جب یہ دونوں بھائی قتل ہو گئے تو کاوہ کو سخت صدمہ ہوا، کیونکہ اس کے صرف دو ہی بیٹے تھے جو اس کا سہارا تھے، ان کے قتل ہو جانے پر وہ ضحاک کے خلاف انتقامی کارروائی کرنے کے متعلق سوچنے لگا۔

دوسری طرف ضحاک اپنی جگہ مطمئن اور پرسکون تھا کہ انسانی مغز اس کے زخموں کو آرام آ گیا ہے لہٰذا وہ عزازیل، جو بزرگ حکمت کی شکل میں اس کے پاس آیا تھا، کی نصیحت پر عمل کرنے کے لیے ہندوستان پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرنے لگا۔ بوڑھے حکمت پر اسے اعتماد اور بھروسہ ہو گیا تھا کیونکہ اس کے نسخے سے اسے سکون مل گیا تھا اور اسے پوری امید تھی کہ اگر وہ حکمت کے مشورے پر ہندوستان پر حملہ کرے گا تو ضرور کامیاب رہے گا لہٰذا اس حملے کے لیے وہ اپنی عسکری قوت میں اضافہ کرنے لگا۔

○

سورج ساری گل فشانی اور آرائش چمن کو ویرانیوں میں بدلتا ہوا یوں غروب ہو رہا تھا جیسے وہ خلد گم گشتہ اور رویائے جمیل کی تلاش میں اپنی جولان گاہوں کو نالہ شب گیر اور جشن چراغاں کے حوالے سے جا رہا ہو۔ کائنات میں جلوہ اقصائے شبستان اور اسرار خمستان جیسا سکوت بکھرنے لگا تھا۔

یافان اپنی نئی بنائی ہوئی بیٹی اریشیا کے ساتھ ارشہر میں نار دیوتا اور ننگل دیوی کے معبدوں کو ملانے والی اس غار سے باہر نکلا جس کے اندر اس نے اپنی مستقل رہائش بنالی تھی، غار سے نکل کر یافان اور اریشیا جب نار دیوتا کے بڑے پجاری یمنع کے کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ یمنع کسی شخص سے محو گفتگو تھا، یافان اور اریشیا کو دیکھتے ہی اس نے خوشی اور مسرت کا اظہار کیا اور کہا۔ ''تم دونوں وہیں کیوں کھڑے ہوگئے، اندر آجاؤ۔ تم عین وقت پر آئے ہو۔ ورنہ تھوڑی دیر تک میں خود ہی کسی کو بھیج کر تم دونوں کو یہاں بلانے والا تھا۔''

یافان اور اریشیا آگے بڑھے، اس دوران یمنع نے اپنے سامنے بیٹھے شخص کو مخاطب کر کے کہا۔ ''برنمرود! یہی یافان ہے جس کا میں تم سے ذکر کر رہا تھا اور اس کے ساتھ اس کی بیٹی اریشیا ہے۔''

جب یافان اور اریشیا ان کے پاس آئے تو یمنع نے کہا۔ ''تم دونوں باپ بیٹی اس سے ملو یہ برنمرود[1] ہے۔ میں پہلے بھی کئی بار تم سے اس کا ذکر کر چکا ہوں کہ یہ میرے شاگردوں میں سے ہے اور قوم ماد کے بادشاہ جمشید کے پاس چلا گیا تھا۔ اسی نے بادشاہ جمشید کو جادو کے علوم سکھانے کے علاوہ اس کے لیے جنات اس کے مطیع کیے۔ ان سے اس نے انہیں ہوا میں کشتیاں اڑوائی تھیں۔ اس کے علاوہ اس نے کوہستان دماوند کے اندر اپنی رہائش اختیار کر لی تھی۔ اب یہ میرے پاس آگیا ہے اور یہیں رہے گا، اس لیے کہ جمشید کی سلطنت پر یمن کے بادشاہ ضحاک نے قبضہ کر لیا ہے۔ تم دونوں کے آنے سے قبل میں برنمرود کو تمہارے ہی متعلق تفصیل بتا رہا تھا۔''

یافان بیٹھ گیا جبکہ اسے حرکت میں لانے والی شیطانی قوتیں نیلی دھند کی صورت میں اس کے پیچھے پھیل گئی تھیں۔

برنمرود چند ثانیوں تک اس نیلی دھند کو حیرت و تعجب سے دیکھتا رہا، پھر جب یافان چہرے سے نقاب ہٹا دیا تو وہ اور بھی دنگ رہ گیا۔

اس کی کیفیت دیکھ کر یمنع نے کہا۔ ''برنمرود! نیلی دھند کی صورت میں یہی وہ قوت ہے جو یافان کے تابع ہے جس کا ذکر میں پہلے تم سے کر چکا ہوں۔''

۱۔ ابن خلدون نے اس کا پورا نام سواد برنمرود تحریر کیا ہے۔

قبل اس کے کہ برنمرود جواب میں کچھ کہتا یافان نے یمنع کی طرف دیکھا اور کہا۔ ''اے یمنع! میں نے اس غار کے اندر اپنے زیر استعمال کمروں میں ایسا طلسم ڈال دیا ہے کہ اب وہاں کسی کو کچھ دکھائی نہ دے گا، بظاہر وہ کمرے ہی دکھائی دیں گے لیکن ان کمروں کے اندر میں اور اریشیا کسی کو بھی دکھائی نہ دیں گے، اب میں تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ مجھے کسی ایسے شخص کی قبر بتاؤ جس نے انتہائی خونخوار اور گناہ آلود زندگی بسر کی ہو تاکہ میں اس کی روح کی تسخیر کر کے اپنے قابو میں لاؤں، پھر اس روح کو بھیانک ترین صورت میں یوناف کے پیچھے لگا دوں تاکہ وہ روح اگر یوناف کا خاتمہ نہ کرے تو کم از کم اسے ایسا روگ تو لگائے کہ وہ حرکت کے قابل نہ رہے، مفلوج ہو کر میری گرفت میں آجائے اور میں اسے اپنی مرضی کے مطابق کرب و اذیت میں مبتلا کر سکوں۔''

یمنع نے چند ثانیوں تک تفکر سے کام لیا پھر کہا۔ ''اے یافان! میری نگاہوں میں ایک ایسے شخص کی قبر ضرور ہے جس نے انتہائی خونخوار اور گناہ آلود زندگی بسر کی لیکن اے میرے دوست! میں نے برنمرود سے تمہارے حالات تفصیل سے کہہ دیئے ہیں، برنمرود نے تو یوناف کے لیے کچھ اور ہی سوچ لیا ہے۔''

یافان نے استفہامیہ انداز میں پوچھا۔ ''برنمرود نے یوناف کے بارے میں کیا سوچا ہے؟''

اس بار برنمرود بولا اور اس نے کہا۔ ''اے بزرگ یافان! کیا یوناف ایسی ہی قوتوں کا مالک ہے کہ میں، آپ اور بزرگ یمنع تینوں مل کر بھی اسے زیر نہ کر سکیں۔''

یافان نے کسی قدر بے اعتمادی سے کہا۔ ''شاید ہم تینوں مل کر اس سے نمٹ سکیں لیکن اس کے ٹھکانے پر جا کر اس پر حملہ آور ہونا ہمارے لیے دشوار ہی نہیں خطرناک بھی ہوگا۔''

برنمرود نے کہا۔ ''اس کے ٹھکانے پر جا کر اس پر حملہ آور نہ ہوں گے بلکہ اسے یہاں بلا کر زیر کریں گے۔''

یافان نے کہا۔ ''ہم میں سے کسی کو بھی علم نہیں کہ یوناف ان دنوں کہاں ہے، کون اسے تلاش کرے گا اور کیسے اسے یہاں لائے گا۔''

برنمرود نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔ ''میں اسے یہاں لاؤں گا وہ جہاں کہیں بھی ہے، بھاگتا ہوا اس طرف آئے گا، میں اپنے ایک سحری عمل کے ذریعے اس کے ذہن میں ایک

ایسی لڑکی بٹھا دوں گا جو اس کے اعصاب پر سوار ہو جائے گی۔ وہ اس لڑکی کی تلاش میں بھاگتا ہوا ادھر آئے گا جس کمرے میں ہم اس وقت بیٹھے ہیں لڑکی اس کے ساتھ والے کمرے میں رہے گی اور اس لڑکی کی تلاش میں جب یوناف اس کمرے میں آئے گا تو ہم اس پر قابو پالیں گے۔''

یافان نے اس بار دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ ''یہ سحری عمل کب اور کیسے ہوگا اور وہ کون لڑکی ایسی خوبصورت اور پرکشش ہوگی کہ یوناف کو یہاں کھینچ لائے گی۔''

برنمرود نے کہا۔ ''یہ سحری عمل آج اور ابھی آپ کی موجودگی میں ہوگا۔ یہ عمل میں نے بابل کے ایک گمنام بوڑھے ساحر سے حاصل کیا تھا۔ اس کے پاس ایسے اور بہت سے پراسرار عمل بھی تھے، پر افسوس میں اس سے سب کچھ نہ سیکھ سکا کیونکہ جب میری اس سے ملاقات ہوئی تو اس کے چند روز بعد ہی وہ مر گیا تھا۔''

ذرا رک کر برنمرود نے پھر کہا۔ ''اے بزرگ یافان! اس عمل کے لیے میں اور بزرگ یمنع نے مل کر ایک لڑکی کا انتخاب کیا ہے، وہ لڑکی اسی معبد میں دیو داسی ہے۔ بزرگ یمنع کا کہنا ہے کہ اُرشہر اور اس کے گرد و نواح میں اس جیسی کوئی حسین لڑکی نہ ہوگی۔ اس معبد میں آئے اسے ابھی چند ہی روز ہوئے ہیں۔ بزرگ یمنع کا کہنا ہے کہ وہ لڑکی اپنی بیوہ ماں کے ساتھ رہ رہی تھی۔

اس کا کوئی اور رشتہ دار بھی نہیں، چند روز ہوئے اس کی ماں بھی مر گئی لہٰذا اس نے اپنے آپ کو ننار دیوتا کے معبد کے لیے وقف کر دیا۔ بزرگ یمنع نے اس لڑکی کا نام اقلیما بتایا ہے اور ایک پجاری کو بھیج رکھا ہے کہ اقلیما کو یہاں بلا لائے۔''

یافان نے کہا۔ ''تم دونوں میری ایک نصیحت پلے باندھ کر رکھنا۔ یوناف انتہائی خوفناک قوتوں کا مالک ہے، ہوسکتا ہے، وہ اس سحری طریقے سے ہمارے ہاتھ ہی نہ آئے، اگر وہ یہاں آ بھی گیا تو اس پر دیکھ بھال کر اور سوچ سمجھ کر ہاتھ ڈالنا، ایسا نہ ہو کہ اسے اذیت اور کرب میں مبتلا کرتے کرتے ہم خود کسی کرب اور اذیت کا شکار ہو جائیں۔''

برنمرود نے کہا۔ ''آپ بے فکر رہیں، اگر ہمارا یہ طریقہ اس کے خلاف کامیاب نہ رہا یا وہ ہماری گرفت میں آتے آتے نکل بھاگا تو پھر ہم آپ کا طریقہ آزمائیں گے اور اس کے پیچھے وہ گناہ آلود اور خونخوار بد روح لگا دیں گے جو اس سے سارے حساب لے گی۔ ویسے

مجھے امید ہے کہ اس سحری طریقے سے ہم یوناف پر قابو پالیں گے اور اپنی خواہش اور مرضی کے مطابق اس پر ضرب لگا سکیں گے، میں ایک بار بابل میں جبکہ میں ابھی جوان ہی تھا ایک لڑکی پر اس عمل کو آزما چکا ہوں، وہ لڑکی بے حد خوبصورت تھی اور مجھے پسند آ گئی تھی اور اس پر میرا یہ عمل کامیاب رہا تھا اس کے علاوہ دوسری بار......''

برنمرود کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ کمرے میں ایک لڑکی داخل ہوئی تھی، وہ ابھی نوعمر تھی اس کا رخ گلگوں، لب میگوں، جسم سرخ مونگے اور کندن کا سا، سرخ یاقوتی ہونٹ ایک فطری اور ملکوتی مسکراہٹ لیے اور اس مسکراہٹ میں اس کے دانت یوں لگ رہے تھے جیسے شفق کے اندر ستارے، وہ ننار دیوتا کے معبد کی داسی اقلیما تھی، وہ قد و زلف میں خوب دراز تھی، اس کی آنکھوں میں نیلم کی جھلک، جشن طرب اور چشم نظارہ کو مرغوب کر لینے والی ایک کشش تھی، وہ قرمزی رنگ کی زرکار حریری پوشاک میں تھی اور اس کا بلا خیز شباب تہ بہ تہ برف کے اندر دبی ایک سرمستی اور آتشنا کی لگ رہا تھا۔

یافان کی نئی بیٹی اریشیا بھی گو حسن میں بے مثل تھی لیکن وہ بھی اقلیما کے حسن اور اس کی خوبصورتی کے جذب کو دیکھتی رہ گئی، وہ بھی محسوس کر رہی تھی کہ اقلیما فکر و نظر جیسی شوخ و حسین، لعل و گہر جیسی پر تجمل اور رنگین ہوتے شام و سحر کی طرح اپنی جسمانی ساخت میں بھرپور و مرصع تھی۔

یمنع نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اقلیما! اقلیما! تم دروازے پر ہی کیوں رک گئی ہو، یہاں ہمارے سامنے آ کر بیٹھو، ہم نے تمہیں ایک نیک اور با مقصد کام کے لیے یہاں بلایا ہے ڈرو نہیں۔ میں یہاں موجود ہوں، یہاں کوئی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔''

اقلیما کی ہچکچاہٹ کچھ جاتی رہی اور حسن میں صدف اور گوہر نایاب جیسا فسوں خماریں رکھنے والی حسین لڑکی آہستہ آہستہ آگے بڑھی، اس کی چال ایسی تھی جیسے اٹھلا کر چلتی کسی بھرپور جوانی کی نس نس میں لذت تخلیق اور لپکتے شعلوں جیسی روشنی بھر دی گئی ہو۔

اقلیما جب نزدیک آئی اور اس کی نظر یافان کے ننگے چہرے پر پڑی جو محض ہڈیوں کا ایک ڈھانچا تھا تو وہ کسی جنگلی آہو کی طرح بدک گئی اور چھلانگ مار کر ایک طرف کھڑی ہو گئی، وہ بے چاری سہمی سہمی اور ویران سی ہو کر رہ گئی تھی۔

تاہم یمنع نے اس کی ہمت بندھاتے ہوئے کہا۔ ''ڈرو نہیں اقلیما! یہ ہمارے مہربان

اورمحسن یافان ہیں اور ان کے ساتھ ان کی بیٹی اریشیا ہے۔ اس سے کوئی خطرہ اورخوف نہ محسوس کرو، یہاں ہمارے نزدیک آ کر بیٹھ جاؤ۔“

اقلیما ڈری ڈری آگے بڑھی اور اریشیا کے قریب جا کر بیٹھ گئی۔

یمنع نے سب سے پہلے تفصیل سے وہ سارے واقعات اقلیما کو سنائے جن کی بناء پر یوناف نے یافان کی حالت ہڈیوں کے ڈھانچے کی سی کر دی تھی، پھر اصل موضوع کی طرف آتے ہوئے اس نے پدرانہ شفقت اور نرمی سے کہا۔”اقلیما! اقلیما! تمہاری مدد سے ہم یوناف کو یہاں بلا کر اس سے اپنے اس بزرگ یافان کا انتقام لینا چاہتے ہیں۔“

اقلیما نے لرزتے کانپتے ہوئے کہا۔

”یوناف کا ذکر ابھی ابھی آپ نے جس خوفناک انداز میں کیا ہے میری وجہ سے وہ یہاں کیوں آئے گا۔“

اس بار برنمرود نے انتہائی نرمی سے کہا۔

”اقلیما! میری بیٹی! ڈرو نہیں، تم جانتی ہو، تم لا انتہا اور بے مثل حد تک حسین اور پرکشش ہو۔ ہم ایک سحری عمل کے ذریعے اس کمرے میں بیٹھے ہی بیٹھے تمہاری بھرپور جوانی، تمہارے حسن اور تمہارے جسم کے جذب کو یوناف کے ذہن پر وارد کر کے اسے یہاں آنے پر مجبور کر دیں گے اور جب وہ یہاں آئے گا تو میں، یمنع اور یافان مل کر اس سے انتقام لیں گے، میرے خیال میں تم یقیناً اس معاملے میں ہم لوگوں سے تعاون کرو گی۔“

اقلیما نے سکھ اور سکون کا لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”میں سمجھ رہی تھی کہ مجھے اس یوناف کے پاس جانا ہو گا اور اسے اپنی طرف مائل کر کے یہاں لانا ہو گا۔ اس خیال سے میں خوفزدہ ہو گئی تھی، اگر یوناف کو بلانے کے لیے میری مدد سے یہ سحری عمل اسی کمرے میں کرنا ہے تو میں تیار ہوں۔“

برنمرود کے چہرے پر اقلیما کے اس جواب سے مسکراہٹ کھیل گئی، پھر اس نے نار دیوتا کے بڑے پجاری یمنع کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔”اے بزرگ یمنع! ذرا اپنے پجاریوں کو بلائیں کہ وہ لکڑیاں، عود، عنبر، صندل لے کر آئیں، یہاں آگ روشن کریں تا کہ میں اپنے سحری عمل کی ابتدا کر سکوں۔“

یمنع نے قریب پڑا ہوا لکڑی کے دستے والا ایک ہتھوڑا اٹھایا اور اس نے اسے اپنی پشت

کی طرف لٹکتے ایک برنجی طشت پر دے مارا۔ ایک گونجدار آواز بلند ہوئی جس کے جواب میں ایک پجاری اندر آیا۔

یمنع نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔”لکڑیاں، آگ روشن کرنے کا سامان، عود، عنبر، صندل یہاں لاؤ کہ ایک سحری عمل کی ابتدا کی جائے۔“

پجاری واپس چلا گیا، تھوڑی دیر بعد وہ پھر لوٹا، اس کے ساتھ اس کا ایک اور ساتھی بھی تھا اور وہ دونوں لکڑیاں، جلتی ہوئی ایک مشعل اور دوسرا سامان اٹھائے ہوئے تھے۔ برنمرود نے اٹھ کر ان سے مشعل لے لی اور دیوار میں اڑس دی، پھر ان سے کہا۔”یہ لکڑیاں اور دوسرا سامان کمرے کی سامنے والی دیوار کے ساتھ رکھ دو اور تم دونوں چلے جاؤ، آگ میں خود روشن کروں گا۔“

پجاری لکڑیاں اور سامان وہاں رکھ کر چلے گئے۔

برنمرود نے اقلیما کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔”اقلیما! اقلیما! تم اٹھو اور سامنے والی دیوار کے ساتھ جہاں لکڑیاں پڑی ہیں وہاں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو جاؤ۔“

اقلیما خاموشی سے اٹھی اور دیوار کے ساتھ لگ کر جا کھڑی ہوئی۔

برنمرود نے اپنے لباس کے اندر سے ایک خنجر نکالا، پہلے اس نے اس خنجر پر کوئی سحر کیا۔ پھر حسین اقلیما کے جسم کے اردگرد خنجر سے دیوار پر لکیر کھینچتے ہوئے برنمرود نے دیوار پر اقلیما کی سر سے پاؤں تک ایک شبیہ بنا دی، پھر اس نے اقلیما کو وہاں سے ہٹا دیا اور دیوار پر بنی اقلیما کی شبیہ کے نیچے آگ روشن کر دی اور اس آگ کے اندر اس نے عود، عنبر صندل کی لکڑی ڈال دی۔

کمرے کے اندر خوشبو اور مہک بھر گئی۔

پھر برنمرود نے اقلیما سے کہا۔”اقلیما! اقلیما! اب تم اس آگ کے پاس آ کر بیٹھ جاؤ اور جس عمل کی ہم ابتدا کرنے لگے ہیں، یہ ہر روز اس وقت تک ہوتا رہے گا جب تک یوناف یہاں نہیں آ جاتا۔

اقلیما آگ کے پاس آ بیٹھی۔ یمنع، یافان اور اریشیا حیرت و خاموشی سے برنمرود کی طرف دیکھ رہے تھے، کچھ دیر تک برنمرود اپنا عمل کرتا رہا اور اقلیما اس کے پاس خاموش بیٹھی رہی۔ آگ کی وجہ سے اس کا چہرہ اور روشن اور خوبصورت ہو گیا تھا، اس لمحے آگ کے پاس

اقلیما اجالے کوئی دودھیا لہر، پگھلے ہوئے سونے کے رخشندہ قرمزی موج اور کوہ قاف کی جادوگر شنگولی لگ رہی تھی۔

برنمرود نے اپنا عمل ختم کرنے کے بعد اقلیما سے کہا۔''اقلیما! اقلیما! میں اپنا ایک عمل ختم کر چکا ہوں اور اب دوسرے عمل کی ابتدا کروں گا، اس دوسرے عمل کے ساتھ اب تمہارا کام بھی شروع ہو گا، اب تم کہو گی۔

میں اقلیما ہوں۔

میں اُرشہر کے ننار دیوتا کی دیوداسی ہوں۔

یوناف! یوناف! میری طرف آؤ۔

''میں تمہیں پکارتی ہوں۔''

اقلیما نے کہا۔

''میں اقلیما ہوں۔''

میں اُرشہر کے دیوتا ننار کی دیوداسی ہوں۔

یوناف! یوناف! میری طرف آؤ۔

میں تمہیں پکارتی ہوں۔''

برنمرود نے کہا۔''اقلیما! اقلیما! یہی الفاظ دہراتی رہو۔ اس وقت تک جب تک کہ اس آگ کے شعلے اوپر اٹھنا بند نہیں ہو جاتے۔''

اقلیما لگاتار وہ الفاظ دہرانے لگی، برنمرود نے اپنے دوسرے عمل کی ابتدا کر دی تھی۔ اس عمل کے دوران وہ اپنے عمامے کے پلو سے بار بار ہوا دے کر آگ کے شعلوں کو ہوا دے کر دیوار پر بنی اقلیما کی شبیہ کی طرف پھینکتا تھا۔

یمنع، یافان اور اریشیا اپنی جگہ پر خاموش بیٹھے تھے، رات کسی خوش الحان ارغن کی طرح ہر ایک کو کنیزانِ شبستان اور تجدید نوازش جیسا سکون بخشتی ہوئی گزر رہی تھی اور برنمرود کا سحری عمل جاری تھا۔

اس کارگہِ شیشہ گراں میں رات بے ساختہ و برجستہ اپنی آرزو خیز اداؤں کی کشش اور زلف مشکیں کی عنایات پھیلاتی، تھکے ماندے راہوں کو دل دریا کا سا سکون اور سینوں میں مست مگن کر دینے والا سکون برپا کرتی ہوئی بھاگی چلی جا رہی تھی، ہر شے ورطہ سکوت میں غرق تھی، رات خود سپردانہ انداز میں مائل بہ کرم رعنائی ہو کر پر کشش قسم کے تزویر و ترغیب کے خمیر اٹھاتی جا رہی تھی۔

ممفس شہر میں بوڑھے سلادف کے گھر میں سویا ہوا یوناف گہری نیند سے چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر روز مکافات اور اک عزافانہ اضطراب، اس کی آنکھوں میں کسی صحرا کی آشفتگی اور کسی جام تلخاب کی سی کڑواہٹ تھی۔ اس کی حالت ایسی ہو رہی تھی جیسے اس کا حوصلہ و ضبط اس کا سارا ثبات و کاوش اس سے چھن گیا ہو۔

اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور ویرانہ دہر کو گلشن کر دینے والی آواز میں اس نے پوچھا۔

''اے میرے حبیب! کیا ہوا۔ تم گہری نیند سے چونک کر اٹھ کیوں گئے ہو، کیا تم نے کوئی برا خواب دیکھ لیا ہو۔''

یوناف نے کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا! میں نے سوتے میں ایک عجیب سی کیفیت دیکھی ہے، ایک لڑکی میرے سامنے آتی ہے اور پکار پکار کر مجھے کہتی ہے'' میں اقلیما ہوں، میں اُرشہر کے ننار دیوتا کی دیوداسی ہوں۔ یوناف! یوناف میری طرف آؤ، میں تمہیں پکارتی ہوں۔'' ابلیکا! ابلیکا! وہ لڑکی جو اپنا نام اقلیما بتاتی ہے کوہستانِ عدم کے سیاہ بادلوں سے ڈھکی ہوئی چوٹیوں پر کسی پہرہ دینے والے فرشتے کی سی حسین تھی۔ اس کے سنہرے بدن سے نسترن کی خوشبو اٹھ رہی تھی۔ اس کے عارض گلاب نفس گل، چہرہ نجم سحر اور آنکھیں صدف کے موتی لگتی تھیں۔ اس کے بلانے کے انداز میں ابدیت کا سا جذب اور اس کی آواز میں حواس خمسہ پر طیلسان ڈال دینے والا طلسم تھا۔

''ابلیکا! ابلیکا! وہ جب مجھے پکارتی تھی تو مجھے یوں لگتا تھا گویا میرا دل سینے سے نکل کر اس کی طرف بھاگا جا رہا ہو، مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی ماورائی قوت مجھے اس لڑکی کی طرف

بھگا لیجانے کی کوشش کر رہی ہو اور اگر اس نے مجھے دو ایک بار اور اسی طرح پکارا تو ابلیکا!
مجھے لگتا ہے میں اس کی طرف بھاگ کھڑا ہوں گا۔ آہ اقلیما نام کی وہ لڑکی حشر کا طلوع و
غروب اور اک طلب شگفتہ جبیں تھی۔ اس کے بلانے میں لذت وصال دینے والی سازش و
ترغیب اور بھسم کر دینے والا التہاب جنوں تھا۔"

اس پر ابلیکا کی فکرمندسی آواز بلند ہوئی۔

"یوناف! یوناف! اگر ایسا ہے تو پھر محتاط ہو جاؤ، میرا خیال ہے یافان ایک نئے انداز
میں تمہارے خلاف حرکت میں آ رہا ہے، میں ایسا کرتی ہوں کہ وہاں جا کر اس سارے
معاملے کی نوعیت جان کر لوٹتی ہوں، میرے آنے تک اسی کمرے میں رہنا، سونا بھی مت،
جاگ کر وقت گزارنا، میں زیادہ دیر نہ لگاؤں گی۔"

یوناف نے کہا۔

"ابلیکا! ابلیکا! تمہارے جانے کی ضرورت نہیں، رات آدھی سے زیادہ جا چکی ہے،
میرا خیال ہے صبح ہم یہاں سے اُرشہر کی طرف کوچ کر جائیں اور وہاں جا کر دیکھ لیں کہ
کیا معاملہ ہے؟"

ابلیکا نے یوناف کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں! یہ بھی ٹھیک ہے، کل ہم یہاں سے رخصت ہوتے ہیں اور اُرشہر میں جا کر یہ
دیکھتے ہیں کہ کیا معاملہ ہے۔"

پھر ابلیکا اور یوناف آپس میں گفتگو کر کے رات بسر کرنے کی کوشش کرنے لگے۔

دوسرے دن صبح ہی صبح یوناف نے پہلے سلادف، لبان اور عطیشہ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا
کھایا، پھر اطلاع دینے کے انداز میں اس نے تینوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"میرے عزیزو! میں آج بلکہ ابھی یہاں سے رخصت ہو رہا ہوں، خدا نے پھر کبھی موقع
دیا تو ضرور آپ لوگوں سے ملوں گا۔"

وہ تینوں یوناف کے اس انکشاف پر چونک سے گئے، پھر سلادف نے بے حد افسردہ سی
آواز میں پوچھا۔

"یوناف! یوناف! میرے عزیز! کیا تم یہاں ہمارے پاس گھر میں کوئی تکلیف محسوس کر
رہے ہو جو تم رخصت ہو رہے ہو۔"

یوناف نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے پہلے ہی آپ سے کہا تھا کہ میرے پاس کچھ سری
قوتیں ہیں اور اس سلسلے میں میرے کچھ دشمن بھی ہیں۔ بس آپ تینوں یہی سمجھ لیں کہ میں
اپنے دشمنوں کے خلاف حرکت میں آ رہا ہوں، اگر میں نے ایسا نہ کیا تو وہ خود حرکت میں آ
جائیں گے اور مجھے نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو جائیں گے، اس لیے مجھے آج ہی یہاں
سے رخصت ہونا ہوگا، میرا رخ شمالی شہر اُر کی طرف ہوگا۔

سلادف نے کہا۔

"اگر ایسا معاملہ ہے تو ہم تمہیں روکتے نہیں لیکن جاتے ہوئے ہمیں کوئی نصیحت کر جاؤ
جو ہمارے لیے سودمند اور بہتری کا باعث ہو۔ تم ان گنت چھپی ہوئی قوتوں کے مالک ہو۔
کوئی ایسی بات کہو جو ہماری فلاح کا باعث ہو۔"

یوناف نے کہا۔

"دیکھو! جس طرح یہاں قیام کے دوران میں تم لوگوں کو تبلیغ کرتا رہا ہوں کہ صرف
ایک خدا کی پرستش کرنا۔ ابلیس کی پیروی سے بچنا اور جب وہ اکساہٹ کرے تو اپنے رب
سے پناہ مانگو وہ سننے اور جاننے والا ہے، اگر ایسا کرو گے تو وہ ازلی میثاق پورا ہوگا جو خدا اور
بندوں کے درمیان ہے اور جسے عہد الست کہا گیا ہے۔"

اس بار لبان نے کہا۔

"یوناف! یوناف! تم نے ایک بار پہلے بھی اس عہد الست کے بارے میں ہمیں بتایا تھا
کیا تم اس کے متعلق تفصیل سے نہ کہو گے۔"

یوناف نے کہا۔

"تخلیق آدم کے وقت جس طرح سارے فرشتوں کو جمع کر کے انسان کو سجدہ کرایا گیا
اور زمین پر انسان کی خلافت کا اعلان کیا گیا، اسی طرح پوری نسل آدم کو بھی جو قیامت تک
پیدا ہونے والی تھی، خدا نے بیک وقت وجود اور شعور بخش کر اپنے سامنے حاضر کیا تھا اور ان
سے اپنی ربوبیت کی شہادت لیتے ہوئے پوچھا تھا۔

"کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟"

اس کے جواب میں سب نے کہا تھا۔

"بے شک تو ہمارا رب ہے اور ہم گواہی دیتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ اسی عہد الست[1] کو قیامت کے روز انسان پر حجت بنائے گا تاکہ انسان یہ نہ کہہ سکے کہ میں تو غفلت میں مارا گیا یا نہ کہے کہ شرک تو ہمارے آباؤ اجداد نے کیا تھا اور یہ کہ ہم تو ان کے بعد آنے والی ان کی اولاد تھے، ہمیں ان کے باطل کی وجہ سے کیا ہلاکت میں ڈالا جائے گا۔"

سلادف نے کہا۔

"اگر اس عہد الست کو انسان کے خلاف قیامت کے دن حجت کے طور پر پیش کیا جانا ہے تو پھر یہ عہد ہمارے ذہنوں میں تازہ ہونا چاہیے لیکن ایسا نہیں ہے، ہمارے ذہن میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ ہم نے ابتدائے آدم کے وقت اپنے رب سے کوئی عہد باندھا تھا۔"

یوناف نے کہا۔

"اے میرے بزرگ! اگر اس عہد الست کے نقوش انسان کے ذہن اور حافظ میں تازہ رہنے دیے جاتے تو انسان کا موجودہ دنیا میں بھیجا جانا ہی سرے سے فضول ہو جاتا کیونکہ اس کے بعد تو آزمائش اور امتحان کے کوئی معنی ہی نہ رہتے جبکہ انسان کو آزمائش اور امتحان کے لیے ہی تو اس دنیا میں بھیجا گیا، ہاں مگر اس عہد الست کے نقوش ہر انسان کے تحت الشعور اور وجدان میں ضرور ہیں۔ خداوند کریم جو انسان کی فلاح کے لیے رسولؐ اور مقدس کتب نازل فرماتا ہے تو یہ وہ خارجی تحریکیں ہیں جو اس عہد کو انسان کے تحت الشعور اور وجدان سے اس کے ظہور میں لا کر انسان کو اس عہد کے مطابق کام کرنے کی تبلیغ کریں تاکہ وہ خدائے واحد کے احکامات کا اتباع کرے اور فلاح پا سکے۔ اس بات کو تم یوں بھی کہہ سکتے ہو کہ یہ عہد انسان کے تحت الشعور اور اس کے وجدان میں ایک قوت کی صورت میں موجود ہے۔ اس قوت کو فعل و عمل کی صورت میں تبدیل کرنے کے لیے کسی تحریک کی ضرورت ہے اور خدا کے رسولؐ اور اس کی کتب کے علاوہ کوئی بہتر خارجی تحریک نہیں ہے۔"

لبان نے کہا۔

"ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم عہد الست کے مطابق اللہ کے علاوہ کسی اور کو اپنا رب، اپنا

[1] القرآن؛ سورۃ الاعراف: 172، 173

حاکم اور اپنا خداوند تسلیم نہ کریں گے لیکن اے بھائی! تم جس طرف جا رہے ہو، وہاں سے دوبارہ کب ہماری طرف لوٹو گے؟"

یوناف نے کہا۔

"لبان! لبان! تم جانو میری زندگی خانہ بدوشوں کی سی ہے، آج یہاں کل وہاں۔ ہاں اگر حالات نے اجازت دی تو میں ضرور تمہاری طرف لوٹوں گا لیکن اس کے لیے میں تمہارے ساتھ کوئی پکا وعدہ نہیں کر سکتا۔"

اس کے ساتھ ہی یوناف اٹھ کھڑا ہوا، سلادف اور لبان سے اس نے باری باری مصافحہ کیا۔ عطیشہ کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا اور پھر وہاں سے رخصت ہو گیا۔

○

اگباتانہ اور قوم ماد کے دیگر شہروں میں اپنے عمال کو منظم، اپنے احوال کو درست اور اپنی جنگی تیاریوں کو مکمل کرنے کے بعد ضحاک حرکت میں آیا۔ اگباتانہ میں اپنا ایک نائب مقرر کیا اور ایک جرار لشکر کے ساتھ وہ ہندوستان پر حملہ آور ہونے کے لیے اگباتانہ سے کوچ کر گیا۔

ضحاک کی روانگی کے بعد عزازیل ایک روز انتہائی بزرگ صورت میں اصفہان شہر کے لوہار کاوہ کے پاس آیا جس کے دونوں بیٹوں کو ضحاک نے قتل کر کے ان کا مغز استعمال کر لیا تھا۔

عزازیل اصفہان میں جب کاوہ کے گھر میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا، کاوہ لوہار اپنی بھٹی پر کام کر رہا تھا۔ عزازیل خاموشی سے اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ کاوہ نے اپنی دھونکنی چلانی بند کر دی اور عزازیل سے پوچھا۔

"اے بزرگ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ اس سے قبل میں نے تجھے نہیں دیکھا۔ تو مجھے اجنبی لگتا ہے تو کس غرض سے میرے پاس آیا ہے؟"

عزازیل نے کہا۔ "اے کاوہ! دیکھ، میں تجھے اپنا نام نہ بتاؤں گا اس لیے کہ میں اجنبی ہوں، میرا تعلق اس سرزمین سے نہیں، پر دیکھ میں تیری بھلائی کے لیے اس طرف آیا ہوں۔

اگر تو نے میرے کہنے پر عمل کیا تو تو کامیاب رہے گا اور تو اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں کامیاب بھی ہو جائے گا۔

کاوہ نے حیرت اور پریشانی سے پوچھا۔

''میرے دشمن؟ یہ تم کیسی گفتگو کر رہے ہو، میرا کون دشمن ہو سکتا ہے، نہ ہی میری کسی سے دشمنی ہے۔''

عزازیل نے بروقت کاوہ کے ذہن پر ٹھوکر لگاتے ہوئے استفہامیہ انداز میں پوچھا۔

''اے کاوہ! کیا ضحاک تیرا دشمن نہیں کہ اس نے تیرے دونوں بیٹوں کو قتل کیا اور پھر ان دونوں کا مغز نکال کر اپنے استعمال میں لایا۔ اے کاوہ! کیا ضحاک کی طرف سے اصفہان شہر کا حاکم تیرا دشمن نہیں ہے کہ اس نے تیرے دونوں بیٹوں کو پکڑا اور انتہائی سنگدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان دونوں کو ضحاک کی طرف بھیج دیا کہ وہاں ان کو قتل کر دیا جائے۔ کیا تو اپنے ان دشمنوں سے انتقام نہ لے گا؟

کاوہ نے اپنی بے بسی اور مجبوری کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''میں ایک غریب اور معمولی سا لوہار ہوں، میں کیسے اور کیونکر ضحاک اور حاکم اصفہان سے ان کی ہوسناکی اور درندگی کا انتقام لے سکتا ہوں؟''

عزازیل نے کہا۔''اگر تم ان دونوں سے انتقام لینا چاہو تو بآسانی لے سکتے ہو، اس کے لیے راستہ تمہیں میں بتا سکتا ہوں۔''

کاوہ نے چونک کر پوچھا۔

''کیا راستہ۔''

عزازیل نے کہا۔''کاوہ! دیکھ ضحاک اور اس کا اصفہان کا عامل دونوں ہی تیرے بیٹے کے قاتل ہیں۔ ضحاک ان دنوں ہندوستان پر حملہ آور ہونے کے لیے گیا ہوا ہے۔ ایسا کرو کہ اس کی غیر موجودگی میں قوم ماد میں بغاوت کھڑی کر دو۔''

کاوہ نے غور سے عزازیل کی طرف دیکھا، پھر طنزیہ انداز میں کہا۔

''اے اجنبی! تو بزرگ صورت ہے، پر کاش تیرا مشورہ، تیری نصیحت بھی تیری شخصیت جیسی ہی ہوتی۔ کیا میں اس دھونکنی کے بل پر ضحاک کے خلاف علم بغاوت بلند کر دوں؟''

عزازیل نے اپنی آواز میں زور پیدا کرتے ہوئے کہا۔''اے کاوہ! میں نے اپنی

شخصیت سے بڑھ کر تجھے مشورہ دیا ہے ہاں تو اس دھونکنی کے بل بوتے پر بھی ضحاک کے خلاف ایک کامیاب ترین بغاوت کھڑی کر سکتا ہے، دیکھ کاوہ! فی الوقت قوم ماد کے اندر دو عوامل ایسے ہیں جو تیری اس بغاوت کو کامیاب بنا سکتے ہیں۔ ایک قوم ماد کا شہزادہ فریدوں اور دوسرے وہ لوگ جو ضحاک کے مظالم سے تنگ آ کر اس وقت کوہستان دماوند کی غاروں میں گزر بسر کر رہے ہیں۔ یہ لوگ وہاں فصلیں اگا کر اور ریوڑ چرا کر گزارا کرتے ہیں، انہیں بس ضحاک کے خلاف صرف ایک رہنما اور تحریک کی ضرورت ہے، پھر یہ خود بخود ہی مسلح ہو کر ضحاک کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔''

کاوہ نے چونک کر دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

''اے اجنبی بزرگ! مجھے کیسے خبر ہوتی کہ قوم ماد کا شہزادہ فریدوں زندہ ہے اور یہ کہ کوہستان دماند کے اندر ضحاک کے ستائے ہوئے لوگ جمع ہیں۔''

عزازیل نے اپنی سفید داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔''کیا اس عمر میں تم سے جھوٹ بولوں گا، دیکھ کاوہ! اپنی اس دھونکنی کا علم بنا اور اٹھ کھڑا ہو۔ پہلے افریدوں سے مل، وہ رے شہر میں زرگروں کے بازار میں رہتا ہے۔ زرگروں کے بازار میں ایک بزرگر ہے نام اس کا شینذار ہے۔ یہ شخص وہاں زرگری کی دکان کرتا ہے اور اس کی دکان کے پیچھے ہی اس کا گھر ہے جہاں افریدوں رہتا ہے شنیذار کے گھر میں ایک تہہ خانہ بھی ہے اور خطرے کی صورت میں وہ افریدوں کو اسی تہہ خانے میں منتقل کر دیتا ہے دیکھ کاوہ! تو رے شہر میں افریدوں سے مل وہ ضحاک کے خلاف بغاوت کرنے میں فوراً تیرے ساتھ مل جائے گا۔ اس کے بعد تم دونوں مل کر کوہستان دماند کی طرف جاؤ۔ وہاں ضحاک کے ستائے ہوئے لوگ بھی کسی راہنما کے منتظر ہیں وہ افریدوں اور تجھے اپنا نجات دہندہ سمجھیں گے اور تمہارے لیے ایک بہت بڑی قوت بن جائیں گے۔ اسی قوت کے سہارے تم اور افریدوں ضحاک کو شکست دے کر قوم ماد کے لیے آزادی کے پیغام بر بن سکتے ہو۔''

کاوہ نے تحسین آمیز نگاہوں سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے اجنبی! جو کچھ تو نے کہا ہے، اگر یہ درست ہے تو یہ نہ صرف ایک حیرت انگیز انکشاف بلکہ تعجب میں ڈال دینے والی ایک خبر ہے۔''

عزازیل اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔''میں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا۔ اب قوم ماد کی آزادی کا

انحصار تم پر اور افریدوں پر ہے۔"

کاوہ نے اس بار جوش میں آ کر چھاتی تانتے ہوئے کہا۔

"میں اس آزادی کی تکمیل ضرور کروں گا۔"

عزازیل نے کہا۔"اگر ایسا ہے تو پھر میں چلتا ہوں کہ میں نے اپنے کام کی تکمیل کر دی ہے۔تم بھی اب اپنے کام کی ابتدا کے لیے حرکت میں آؤ۔"

کاوہ بے چارہ عزازیل کو روکتا رہ گیا، پر وہ وہاں سے چلا گیا۔

کاوہ چند ثانیوں تک وہاں بیٹھا کچھ سوچتا رہا پھر اس نے اپنی دھونکنی ادھیڑ دی اور اس دھونکنی کے اس چمڑے کو علم[1] کی صورت میں ایک لکڑی کے ساتھ باندھ کر وہ بھی اصفہان سے رے شہر کی طرف کوچ کر گیا۔

OOO

---

[1]۔ بعد کے دور میں کاوہ لوہار کا یہی علم قوم ماد کا قومی جھنڈا بن گیا اور اس جھنڈے کو چونکہ موتیوں سے سجایا گیا تھا لہٰذا کاوہ کی نسبت سے یہ علم درفش کاویانی کہلایا۔ یہ علم بعد میں تمام ایرانی تاجداروں کے خزانوں کی زینت بنتا رہا۔ اس پر بیش بہا جواہرات ٹانکے گئے، یہاں تک کہ اس کا چمڑا نظر نہ آتا تھا۔ یہ جھنڈا جب کھولا جاتا تو جواہرات کی چمک اور چکا چوند سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں۔ قوم ایران کا یقین تھا کہ اس جھنڈے کی برکت سے انہیں فتح ہوتی ہے، اسلامی دور میں جنگ قادسیہ کے دوران یہ جھنڈا ایرانیوں سے چھن گیا، ایک عرب شاعر نے اس کے متعلق لکھا ہے۔

ترجمہ:۔ نوشیرواں درفش کاویانی کے نیچے سپاہیوں کی صفیں لے کر چل رہا ہے اور موتیں کھڑی دیکھ رہی ہیں۔

ایک روز جبکہ سحر نے اپنے حصار بدن سے ہر شے پر اپنی روشنی کی لہریں بکھیر دی تھیں اور لوگ کوچہ و بازار اور قریہ و بستی میں اپنے کاموں میں لگ گئے تھے، کاوہ لوہار اپنے ہاتھ میں اپنی دھونکنی کے چمڑے سے بنایا ہوا جھنڈا اٹھائے اصفحان شہر میں داخل ہوا۔ لوگوں سے پوچھتا ہوا وہ زرگروں کے بازار میں شیفذاد نام کے اس شخص کی دکان کے سامنے آیا، جس کی نشان دہی عزازیلؔ نے کی تھی، کاوہ نے دیکھا دکان کے اندر ایک بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا جس کی عمر پندرہ سولہ سال کے قریب ہوگی۔

اپنی دھونکنی کا علم اٹھائے کاوہ اس دکان میں داخل ہوا اور اس بوڑھے کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

"اگر میں غلطی پر نہیں تو آپ کا نام شیفذاد ہے۔"

بوڑھے نے جواب دیا۔

"میرا نام یقیناً شیفذاد ہی ہے پر تم کون ہو اور مجھ سے کیا چاہتے ہو، تم اجنبی لگتے ہو کہ میں نے اس سے پہلے تمہیں نہیں دیکھا ہے۔"

کاوہ نے مڑ کر پہلے دکان کے دروازے کی طرف دیکھا، پھر آگے بڑھ کر انتہائی رازدارانہ انداز میں اس نے کہا۔

"یہ لڑکا جو تمہارے پاس بیٹھا ہے اسے کہو اپنی دکان کے عقبی دروازے سے تھوڑی دیر کے لیے اپنے گھر چلا جائے میں تم سے ایک انتہائی اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔"

شیفذاد نے فوراً اپنے بیٹے کو اشارہ کیا اور وہ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔ کاوہ شیفذاد کے پاس بیٹھ گیا اور اس نے مدھم آواز میں کہا۔

"اے شیفذاد! میرا نام کاوہ ہے۔ میں اصفہان کا ایک لوہار ہوں، مجھے فریدوں سے ملاؤ میرے پاس اس کے لیے ایک پیغام ہے۔"

شیفذاد نے حیرت اور تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تم کیسی گفتگو کر رہے ہو۔ یہ فریدوں کون ہے اور اگر کوئی ہے تو اس کا میری دکان اور میری ذات سے کیا تعلق؟"

کاوہ نے اس بار فیصلہ کن انداز میں آواز میں زور پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"شیفذاد! مجھے احمق نہ بناؤ، جس طرح مجھے یہ یقین ہے کہ میں اپنی ذات میں ایک انسانی جسم رکھتا ہوں، اسی طرح مجھے یہ بھی یقین ہے کہ قوم ماد کا آخری بچ جانے والا شہزادہ فریدوں تمہارے ہاں پناہ لیے ہوئے ہے۔ سن رکھو شیفذاد! میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں ایک لوہار ہوں پر اب میں نے یہ کام ترک کر دیا ہے، ادھر دیکھو! میں نے اپنی دھونکنی کو پھاڑ کر علم بنا دیا ہے۔ اور اسی علم تلے میں قوم ماد کے جوانوں کو جمع کروں گا اور ضحاک کے خلاف بغاوت کر کے اپنی قوم کو آزادی دلاؤں گا۔ اسی سلسلے میں مجھے فریدوں کا تعاون درکار ہے۔"

"سنو شیفذاد! اس کام میں میری کوئی ذاتی غرض نہیں ہے۔ میں سارا کام خلوصِ نیت کے ساتھ قوم ماد کی آزادی کے لیے کرنا چاہتا ہوں اور فریدوں کو اس لیے اپنے ساتھ ملانا چاہتا ہوں کہ فریدوں واحد شخص ہے جو قوم ماد کے تخت کا حقدار ہے، میں چاہتا ہوں کہ ضحاک کے خلاف بغاوت کرنے کے بعد جب ہمیں کامیابی حاصل ہو تو فریدوں قوم ماد کا بادشاہ بن کر ان پر حکمرانی کرے۔ شیفذاد! دیر نہ کرو، مجھے فریدوں سے ملاؤ، میں اسے لے کر آج ہی کوہستانِ دماوند کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔

ضحاک کے مظالم سے تنگ آ کر ان گنت لوگ اس کوہستانی سلسلے میں پناہ لے چکے ہیں، میں فریدوں کے لیے انہیں متحد کروں گا اور انہیں ایک قوت بنا کر ضحاک کے سامنے لاؤں گا، مجھے امید ہے کہ ہم ضحاک کو زیر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

شیفذاد اٹھ کھڑا ہوا اور بولا۔

"اے کاوہ تم تھوڑی دیر بیٹھو میں ابھی آتا ہوں۔"

شیفذاد جانا ہی چاہتا تھا کہ دکان کے عقبی دروازے سے ایک جوان اندر داخل ہوا۔ اسے دیکھتے ہی شیفذاد پریشان سا ہو گیا اور بھاگ کر اس نے اپنی دکان کا دروازہ بند کر دیا، وہ جوان قریب آیا اور کاوہ کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

"اے کاوہ! میں ہی فریدوں ہوں جس کی تجھے تلاش ہے، میں درمیانی دروازے کی اوٹ میں کھڑا ہو کر تیری ساری گفتگو سن چکا ہوں، میں، فریدوں تجھ پر بھروسہ اور اعتماد کرتا ہوں۔ اب تو تفصیل سے میرے ساتھ گفتگو کر تو کس طرح ضحاک کے خلاف بغاوت کھڑی کر کے کامیابی کا امیدوار ہے جبکہ تو جانتا ہے کہ ضحاک کی عسکری قوت بے پناہ ہے۔"

کاوہ اپنی جگہ سے اٹھا، پرجوش انداز میں اس نے فریدوں سے مصافحہ کیا اور دونوں آمنے سامنے بیٹھ گئے جبکہ شیفذاد اپنی نشست پر بیٹھ گیا تھا۔ اس کے بعد کاوہ نے کہا۔

"اے فریدوں، آپ سے مل کر مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے۔ میرا لائحہ عمل یہ ہے کہ اس وقت جبکہ ضحاک اپنے لشکر کے ساتھ ہندوستان کی طرف روانہ ہو چکا ہے ہم بغاوت کر کے اصفہان پر حملہ کر دیں اور اس کے بعد یکے بعد دیگرے دوسرے شہروں پر قبضہ کر کے ضحاک کے لوٹنے تک اپنی قوت میں اس قدر اضافہ کر لیں کہ ضحاک کی واپسی پر ہم اس سے ٹکرا کر اسے شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں۔"

فریدوں نے تعجب سے پوچھا۔

"پر اے کاوہ! یہ کام کیسے اور کیونکر ہوگا، کیا میں اور تم دونوں مل کر اس کام کو انجام دے سکیں گے۔"

کاوہ نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔

"ہاں، ہم دونوں اس کام کو انجام دے سکیں گے۔ سنو فریدوں! ہم دونوں آج ہی شام کو اندھیرا پھیلنے کے بعد کوہستان دماوند کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ اس کوہستانی سلسلے کے اندر ان گنت لوگ ایسے ہیں جنہوں نے ضحاک کے مظالم سے تنگ آ کر وہاں پناہ لے رکھی ہے، ہم ان سے رابطہ قائم کریں گے اور انہیں ساتھ ملا کر پہلے اصفہان پر قبضہ کریں گے، اس کے بعد مجھے امید ہے کہ لوگ کھل کر ہمارا ساتھ دیں گے اور ہم قوم ماد کی عظمت کو بحال کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

فریدوں نے اطمینان اور خوشی سے کہا۔

''اے کاوا! میں اس معاملے میں تم سے مکمل اتفاق کرتا ہوں، تم اٹھ کر اندر چلو، پہلے کھانا کھاؤ پھر آج شام کے بعد جب اندھیرا پھیل جائے تو ہم یہاں سے کوہستان دماوند کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔''

فریدوں اور شیفذاد دونوں دکان کے عقبی دروازے سے کاوہ کو اندر لے گئے۔ اسی روز شام کے بعد فریدوں اور کاوہ اصفہان سے کوہستانِ دماوند کی طرف کوچ کر گئے۔

○

فریدوں اور کاوہ ایک روز کوہستانِ دماوند میں داخل ہوئے وہاں غاروں کے اندر پناہ لینے والے لوگوں کے سامنے انہوں نے اپنا مدعا بیان کیا اور کوہستان دماوند کے ایک حصے کے لوگوں کو انہوں نے ایک جگہ جمع کیا، جب لوگ ایک کھلی وادی میں جمع ہو گئے تو کاوہ ان کے سامنے ایک بلند چٹان پر چڑھا اور لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''قوم ماد کے فرزندو!

میں اصفحان کا ایک لوہار کاوہ ہوں اور میرے ساتھ قوم ماد کے شاہی خاندان کا بچنے والا آخری شہزادہ فریدوں ہے۔ سن رکھو! ظالم ضحاک ہندوستان پر حملہ آور ہونے کے لیے ان دنوں اپنے لشکر کے ساتھ ہماری سرزمینوں سے باہر ہے۔ آؤ اس کی غیر موجودگی میں اس کے خلاف بغاوت کر دیں اور ایسی قوت حاصل کر لیں کہ ضحاک کو ہم اپنی سرزمین سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیں۔

اے قوم ماد کے لوگو!

سن رکھو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ضحاک اور اس کے پیرو کار ہمیشہ کے لیے تمہیں اور تمہاری نسلوں کو اپنے باطن کی خباثت، دغا، مکر اور درد و کدورت اور نفاق و بغض میں جکڑے رکھیں گے۔ خمارِ ابلیس کی طرح اس تماشہ گاہِ عالم میں تمہاری حالت نیرنگی ایام کشکولِ گداگانہ، صدفِ تشنہ اور مہرہ موم

جیسی کر دیں گے۔ اپنی آزادی اور عظمت رفتہ کے لیے اٹھ کھڑے ہو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ضحاک تم لوگوں کو آتشی چکیوں میں پیستا رہے گا۔ تمہارے جابر و جوان جذبوں کو مرغ پر بند کی طرح پابند سلاسل کرتا رہے گا اور اس گنبد افلاک میں وہ تم لوگوں کی تقدیر کے ترکش میں کم اندیشی، تعمیل و حماقت، نفاق و بغض اور آزار فروشی بھرتا رہے گا۔ قبل اس کے کہ وہ تمہارے دلوں کو الماس و پتھر کر دے، قبل اس کے کہ تمہاری قسمتوں میں شب یلدا جیسی کیفیت لکھی جائے، قبل اس کے کہ وہ تم سے روشنی کی ننھی کرن تک چھین کر تمہاری زیست کے نہاں خانوں میں قحط زاروں کی بربادی، بجلی کی بے قراری اور موت کی آوازیں بھر دے، اپنے نفع و ضرر کی خاطر اٹھ کھڑے ہو، کب تک آوارہ ابر کی طرح خدمت اغیار پر اطمینان کا اظہار کرتے رہو گے؟ قبل اس کے کہ ضحاک چپکے چپکے غلامی کا زہر تمہاری رگوں کے اندر بھر دے، اٹھ کھڑے ہو۔ حرفوں کی دھوپ، لفظوں کی چاندنی کی طرح۔ اب بھی وقت ہے راکھ کے اندر سے برق و شرر اور نیم سوز شعلے کی طرح اٹھ کر سورج کی سرخ سوت کی طرح پھیل جاؤ اور اپنی قوم کے اندر طلوع سحر کی سی شگفتگی پھیلا دو۔

سنو!

زندگی کا راز حرکت ہے۔ اگر تم اب بھی نہ اٹھنا چاہو تو پھر اسرافیل کے صور اور مژدہ محشر کا انتظار کرو، ایسی صورت میں تم لوگ آپ ہی قاتل، آپ ہی قتیل، آپ ہی تیر اور آپ ہی ہدف بنتے رہو گے۔''

کاوہ خاموش ہو گیا۔

اس کے الفاظ نے وہاں جمع لوگوں کے پندار میں نا آسودگی سی بھر دی۔ ان کی رگ رگ میں آگ سی لگا دی۔ اس کے الفاظ نے معجز اثری کا کام کیا اور لوگ چلا چلا کر فریدوں اور کاوا کا ساتھ دینے کا عہد کرنے لگے۔

فریدوں اور کاوہ نے ان کے ہاں رک کر انہیں منظم کیا اور ان کے اندر ان کے لیے سردار مقرر کیے، پھر وہ آگے بڑھ گئے اور کوہستانِ دماوند کے دیگر علاقوں کے لوگوں کو اپنا

ہمنوا بنانے میں مصروف ہو گئے۔

اس طرح کوہستان دماوند کے اندر چند ہفتوں کی لگاتار محنت سے فریدوں اور کاوہ نے اپنے لیے ایک جرار لشکر تیار کر لیا۔ لشکر کو اچھی طرح منظم اور مسلح کرنے کے بعد وہ کوہستان دماوند سے نکلے اور اصفہان شہر کا رخ کیا، شہر انہوں نے فتح کر لیا اور ضحاک کی طرف سے اصفہان کے حاکم کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ شہر پر قبضہ کر کے سرکاری خزانہ حاصل کیا اور سارا زرو مال لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

اس کے بعد فریدوں اور کاوہ نے اہواز شہر کا رخ کیا، یہاں بھی انہوں نے لوگوں کو ضحاک کے جور و ستم کے خلاف ابھارا، اہل اہواز نے ان کا ساتھ دیا۔ اہواز کے حاکم کو بھی قتل کر دیا گیا اور شہر پر بھی فریدوں کاوہ کا قبضہ ہو گیا۔ اصفہان اور اہواز پر قبضہ مکمل کرنے کے بعد ان دونوں نے اپنی عسکری قوت کو مربوط کرنے کے علاوہ دیگر علاقوں پر بھی حملے شروع کر دیئے۔

O

کوئلے کی طرح سلگتی رات اپنے اختتام کو پہنچ گئی تھی۔ مشرق میں شفق کے رنگوں میں سے طلوع ہوتے سورج نے عرش و فرش کے مابین روشنیاں بھر دی تھیں۔ خوابیدہ سبزے، اک طلسمات ناز کے سے انداز میں جاگ گئے تھے۔ کدورتِ بشریت پھیلنے لگی تھی۔ رات بھر کے بھوکے طیور اپنی آوازوں میں ساز کے پردوں سے پھوٹتی نغمگی جیسے شیریں، رسیلے اور لذت فروش نغمات کی شیرینی بکھیرتے رزق کی تلاش میں نکل گئے تھے۔ ہر ذی روح کی آوارہ گرد خواہش اور بے خانماں خیالات زمان و مکاں کی قیود سے آزاد ہو کر ابھرنے بکھرنے لگے تھے۔

ایسے میں قوم ماد کو زیر نگیں کر لینے والا ضحاک اپنے لشکر کے ساتھ ہندوستان پر حملہ آور ہونے کے لیے ہند کی سرزمین میں داخل ہو رہا تھا کہ اگباتانہ شہر سے اس کا جانا پہچانا ایک قاصد اس کے پاس آیا۔

اس قاصد کو دیکھتے ہی ضحاک نے اپنے لشکر کو رک جانے کا اشارہ کیا۔ ساتھ اس نے

باگیں کھینچ کر اپنے گھوڑے کو بھی روک لیا، پھر اس نے حیرت، تعجب اور کسی قدر پریشانی سے اس قاصد سے پوچھا۔ ''میں تو تمہیں اگباتانہ میں چھوڑ کر آیا تھا تم یہاں میری طرف کیسے آ گئے؟''

قاصد نے کہا۔ ''اے آقا! میں انتہائی برے حالات میں اس طرف آیا ہوں، آپ ہندوستان پر حملہ آور ہونے کا ارادہ ترک کر دیں اور واپس جا کر اپنے مفتوحہ علاقوں کو سنبھالیں، آپ کی روانگی کے بعد اصفہان شہر کے ایک لوہار نے قوم ماد کے واحد بچ جانے والے شہزادے فریدوں کو اپنے ساتھ ملا کر منظم و مسلح کیا۔ پھر انہوں نے یکے بعد دیگرے اصفہان اور اہواز پر حملہ کیا۔ دونوں شہروں کے حاکموں کو قتل کیا اور شہروں پر قبضہ کر لیا۔''

ذرا توقف کے بعد قاصد نے مزید کہا۔

اے آقا! اگر آپ نے ہندوستان کا خیال ترک کر کے قوم ماد میں واپس جا کر قوم ماد کے باغیوں فریدوں اور کاوہ کی سرکوبی نہ کی تو اندیشہ ہے کہ دونوں ایسی قوت پکڑ لیں کہ پھر ان سے نمٹنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو جائے گا۔

اس اندوہناک خبر پر ضحاک چند ثانیوں تک گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا۔ ضحاک کے اردگرد اپنے گھوڑوں پر سوار عارب، بیوسا اور عبیطہ بھی پریشانی اور تعجب سے ضحاک کی طرف دیکھ رہے تھے۔ پھر ضحاک نے گردن اٹھائی اور بھاری آواز میں اس نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ ''میں ہندوستان کے اندرونی علاقوں کی طرف پیش قدمی موقوف کرتا ہوں، اپنے لشکر کے ساتھ یہیں سے واپس اگباتانہ شہر کی طرف جاؤں گا، پہلے وہاں فریدوں اور کاوہ سے نمٹوں گا اور قوم ماد کی سرزمینوں کے اندر امن و امان بحال کر کے دوبارہ ہندوستان کی طرف آؤں گا۔''

اس موقع پر عارب، بیوسا اور عبیطہ نے آپس میں کوئی مشورہ کیا، پھر عبیطہ نے اپنے چہرے پر منور نقوش کی جھلمل پھیلاتے ہوئے ضحاک کی طرف گرم ملائم آنکھوں سے دیکھا، پھر اس آتش سیال نے ضحاک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ اپنے لشکر کے ساتھ فریدوں اور کاوہ کی سرکوبی کے لیے واپس چلے جائیں جبکہ ہم تینوں ہندوستان کے اندر پیش قدمی کرتے رہیں جب تک آپ فریدوں کاوہ سے نمٹ کر دوبارہ ادھر کا رخ کرتے ہیں، اس وقت تک ہم ہندوستان کے اندرونی حالات اور وہاں کے حکمرانوں سے

بہت کچھ معلومات حاصل کر چکے ہوں گے اور یہی معلومات ہندوستان پر حملہ آور ہونے میں آپ کے کام آ سکتی ہیں۔"

ضحاک نے نبیطہ کے اس مشورے سے مکمل اتفاق کیا، اس طرح ضحاک اپنے لشکر کے ساتھ اکباتانہ واپس لوٹ گیا جبکہ عارب، بیوسا اور نبیطہ ہندوستان کی سرزمین میں اندر آگے بڑھ گئے تھے۔

○

فریدوں اور کاوہ لوہار کو بھی خبر ہوگئی تھی کہ ضحاک ہندوستان کی مہم ترک کر کے اپنے لشکر کے ساتھ اکباتانہ کی طرف لوٹ کر آ رہا ہے تاکہ ان دونوں کی بغاوت کو فرو کر سکے، لہٰذا وہ محتاط ہوگئے اور ضحاک کا مقابلہ کرنے کے لیے انہوں نے بھی اپنی عسکری تیاریاں تیز کر دیں۔ آخر رے شہر کے پاس دونوں لشکروں کا سامنا ہوا۔

تھوڑی دیر بعد دونوں لشکروں نے اپنی صفیں درست کیں اور دونوں شکروں کے درمیان ایک ہولناک جنگ چھڑ گئی۔ جس طرح دریا کی تند موجوں کے اندر چیونٹیاں بہہ جاتی ہیں۔ ایسے ہی دونوں اطراف کے لشکری خاک اور خون میں نہانے لگے، جنگ غاز الذنوب کی طرح پھیلتی رہی، شروع میں ضحاک کے لشکر کا پلہ بھاری رہا لیکن بعد میں اس کے لشکر کو شکست ہوئی، فریدوں اور کاوہ نے ضحاک کو گرفتار کر لیا۔

ضحاک[1] کا لشکر کاٹ کر رکھ دیا گیا جبکہ ضحاک کو پا بہ زنجیر کر کے کوہستانِ البرز[2] کی ایک غار کے اندر قید کر دیا گیا۔ ضحاک اسی غار میں سسک سسک کر مر گیا جبکہ فریدوں[3] نے قوم ماد کے بادشاہ کا تاج اپنے سر پر رکھا اور کاوہ کو اس نے اپنا سالارِ اعظم مقرر کر دیا۔ فریدوں نے اسے ہر چیز سے نوازا لیکن کاوہ کے جھنڈے کو جو اس نے اپنی دھونکنی سے بنایا

۱۔ ضحاک سے متعلق مشہور عرب شاعر! ابونواس کا ایک فخریہ قصیدہ ہے جس کا ایک شعر ہے وکان منا الضحاک یعبدہ، الخابل والجن فی مسار بھا۔ (ہم میں سے ایک ضحاک ہے کہ شیطان اور جن چمن زاروں کے اندر اس کی عبادت کرتے ہیں۔ ۲۔ تاریخ ایران: جلد 1، ص 24 ۳۔ فریدوں وہ پہلا بادشاہ تھا جس نے علم ہیئت میں دسترس حاصل کی۔ وہ علم طب میں بھی بڑی مہارت اور ذہانت رکھتا تھا، تریاق اسی نے تیار کرایا تھا، ہاتھی پر سب سے پہلے اسی نے سواری کی اور پہلی بار دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے میں ہاتھیوں سے کام لیا۔" (تاریخ ایران)

تھا، شاہی خزانے میں رکھ لیا اور اسے شاہی علم قرار دیا۔ اس طرح قوم ماد کی حکمرانی ضحاک سے چھن کر فریدوں کے پاس چلی گئی۔

○

یوناف مصر کے شہر ممفس میں بوڑھے سلادف، اس کے بیٹے لبان اور بھتیجی عطیشہ سے رخصت ہونے کے بعد اُر شہر کے باہر ایسی عمارات کے قریب نمودار ہوا جو کبھی آباد رہی ہوں گی لیکن اب کھنڈرات کی شکل اختیار کر چکی تھیں۔

چند ثانیوں تک وہاں کھڑے رہ کر یوناف اس پتھروں سے بنی اور غیر آباد عظیم عمارت کو دیکھتا رہا اس نے دیکھا ان کھنڈرات کے قریب ہی کچھ چرواہے بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے سامنے ان کے ریوڑ چر رہے تھے۔ یوناف ان چرواہوں کے قریب آیا اور ان کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"اے نیک دل چرواہوں! میں اس سرزمین میں اجنبی ہوں، کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ تمہارے عقب میں یہ عمارات کیسی ہیں اور ویران کیوں پڑی ہیں؟"

سب چرواہے چند ثانیوں تک غور سے یوناف کو دیکھتے رہے جو ان کے سامنے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے کھڑا تھا، پھر ایک چرواہے نے کہا۔

"اے اجنبی! یہ عمارت جو تم دیکھ رہے ہو کبھی ایک قدیم دیوتا کا معبد ہوا کرتا تھا لیکن بعد میں لوگوں نے اس دیوتا کی پرستش ترک کر دی اور ننار نام کے ایک نئے دیوتا کو اپنا لیا، اس شہر کے لوگ آج کل ننار دیوتا ہی کی پرستش کرتے ہیں۔"

یوناف نے اسی چرواہے سے پوچھا۔

"کیا میں اس عمارت کے اندر جا کر اسے دیکھ سکتا ہوں۔"

یوناف کے سوال پر چرواہے کا رنگ زرد ہو گیا۔ وہ برسوں کا علیل اور مریض لگنے لگا، دوسرے چرواہوں کی حالت بھی ایسی ہی ہوگئی تھی، پھر اسی چرواہے نے کہا۔

"اے اجنبی! یہ عمارت کبھی شاش دیوتا کا معبد تھی، پر اس پر کسی شیطانی قوت نے قبضہ کر لیا ہے، پھر ایسا ہوا کہ اس عمارت کے اندر شاش دیوتا کی پرستش ترک کر دی گئی، اب

ایک دوسرے شہر لرسہ میں شاش دیوتا کا معبد ہے اور وہیں اس کی پرستش ہوتی ہے۔ یوں جانو کہ شاش دیوتا لرسہ شہر کا رب الٰہہ ہے جبکہ اس شہر کا رب الٰہہ نار دیوتا ہے۔ یہ عمارت اب ویران پڑی ہے۔ اس کے اندر قدیم بت ویسے کے ویسے ہی پڑے ہیں تاہم اس عمارت کے اندر کوئی داخل نہیں ہوتا کیونکہ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اس عمارت پر شیطانی قوتوں کا قبضہ ہے۔"

"اے اجنبی! اس عمارت میں داخل ہونے والے بہت سے لوگ ہلاک ہو چکے ہیں، کچھ لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ شاش دیوتا کی اصل روح، اس کے بت میں لوٹ آئی تھی اور اس نے اس عمارت میں داخل ہونے والوں پر تباہی برسا دی تھی کیونکہ کسی دور میں شاس اس علاقے کا ایک نیک اور پرہیزگار انسان تھا اور اس کی موت پر اس کا بت بنا کر اس کی پرستش شروع کر دی گئی تھی۔"

وہ چرواہا ذرا رکا پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

"اے اجنبی! حالات و واقعات کچھ بھی ہوں ہم چرواہوں کا روز کا اس طرف آنا ہے، لہٰذا ہمارا تمہارے لیے پرخلوص مشورہ ہے کہ اس عمارت میں ہرگز داخل نہ ہونا کہ اگر ایک بار تم اس میں داخل ہو گئے تو پھر جیتے جی باہر نہ نکل سکو گے، اے اجنبی! یہ بھی سن رکھو کہ اُر شہر اور اس کے گرد و نواح میں شاش دیوتا کے معبد کی یہ سنگلاخ عمارت "موت کا گھر" کے نام سے مشہور ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اپنی منزل کی راہ لو، کئی لوگ جستجو کے تحت اس عمارت کے اندر داخل ہوئے لیکن پھر اس کے بعد انھیں اس عمارت سے باہر آنا نصیب نہ ہوا۔"

یوناف نے ان سارے چرواہوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے نیک دل چرواہو! گواہ رہنا کہ میں اس عمارت میں داخل ہوتا ہوں اور پھر تم سب کی حیرت رفع کرنے کی خاطر میں صحیح و سلامت اس عمارت سے باہر بھی نکلوں گا۔ دیکھو! میں کچھ دن تک اس عمارت کے اندر ہی رہوں گا اور سنو اے چرواہو! جب اس عمارت سے نکل کر میرا یہ گھوڑا چرنے کے لیے تمہاری طرف آیا کرے تو اس کی دیکھ بھال کیا کرنا۔ کوئی اسے گزند نہ پہنچائے۔"

ایک چرواہے نے خوفزدہ ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

"اے اجنبی! تم بے بنیاد باتیں کر رہے ہو جیسے تمہارے شعور نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے،

تم ایسے وثوق اور عزم کا اظہار کر رہے ہو، جیسے اس عمارت کے اندر تمہیں اور تمہارے گھوڑے کو رہنا نصیب ہو گا۔

یوناف نے اس چرواہے کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اے میرے عزیز! تمہارا کہنا یقیناً درست ہے میں ہی وہ جوان ہوں جو اپنے گھوڑے کے ساتھ اس عمارت کے اندر گزر بسر کر سکتا ہے۔"

پھر یوناف ان چرواہوں سے مزید کوئی گفتگو کیے بغیر اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے اس سنگی عمارت کی طرف بڑھنے لگا جبکہ وہ سارے چرواہے اسے حیرت اور پریشانی کے عالم میں دیکھ رہے تھے۔

اس عمارت کے قریب جا کر یوناف رکا پھر اس نے ہلکی ہلکی آواز میں پکارا۔

"ابلیکا! ابلیکا! تم کہاں ہو؟"

ابلیکا نے فوراً اس کی گردن پر اپنا حریری لمس دیا، ساتھ ہی اس کی زندگی کی مسکراہٹوں اور جلوہ اقصائے شبستان میں ڈوبی ہوئی آواز ابھری۔

"یوناف! یوناف! میرے حبیب! کیا بات ہے؟"

یوناف نے کہا۔

"اے میری ہمسفر! میں یہ جاننا چاہوں گا کہ اس عمارت کے اندر کیا واقعی کسی شیطانی قوت کا بسیرا ہے یا سب وہموں اور خوش کن عقیدوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔"

ابلیکا نے جواب دیا۔

"میں جانتی تھی تم ضرور یہ پوچھو گے، میں چرواہوں کے ساتھ تمہاری گفتگو سننے کے بعد چلی گئی تھی اور اس عمارت کی حقیقت اور اصلیت معلوم کر آئی ہوں۔"

"سنو یوناف! یہ عمارت کسی شیطانی قوت کا مسکن نہیں ہے۔ برسوں پہلے یہ عمارت شاش دیوتا کا معبد تھی لیکن یہاں کے قدیم پجاری نہیں چاہتے تھے کہ لوگ نار دیوتا کی جگہ شاش دیوتا کی پرستش کریں جبکہ نار دیوتا ان دنوں چھوٹے دیوتاؤں میں شمار کیا جاتا تھا، پھر یوناف یوں ہوا کہ ان قدیم پجاریوں میں سے ایک پجاری جو روحوں کی تسخیر کا علم جانتا تھا، اس نے ایک خونخوار روح کو تسخیر کیا اور اس روح کو اس نے عمارت میں متعین کر دیا جو اس میں داخل ہونے والوں کا خاتمہ کر دیا کرتی تھی، آہستہ آہستہ لوگ شاس دیوتا سے بے زار

ہونے لگے۔ اسی دوران ان قدیم پجاریوں نے اُرشہر کے باہر ایک کوہستانی سلسلے پر نار دیوتا اور نن گل دیوی کے معبد تعمیر کر دیئے اور اسی روح کی مدد سے ان پجاریوں نے نار دیوتا اور نن گل دیوی کے معبدوں میں کچھ مافوق البشر کام دکھانے شروع کر دیئے۔ اسی طرح قدیم پجاریوں کی خواہش پر لوگوں نے شماش دیوتا کی اہمیت ختم کر دی اور اس کی جگہ نار دیوتا کی پرستش شروع کر دی۔ لیکن شماش دیوتا کی پرستش کو ختم نہ کیا جا سکا کیونکہ انہی سرزمینوں کے اندر لرسہ شہر میں شماس دیوتا کی حیثیت اب بھی رب الٰہہ اور سب سے بڑے دیوتا کی سی ہے۔ شماس دیوتا کے اس معبد کی عمارت میں اس خونخوار روح کی بھیانک کارروائیوں کے باعث یہ عمارت اب کھنڈر ہوگئی اور خوف کے مارے کوئی بھی اس عمارت کا رخ نہیں کرتا۔ تاہم اس عمارت کے اندر قدیم دیوی دیوتاؤں کے بت اب تک محفوظ ہیں، اب یہ عمارت محفوظ ہے اور اس کے اندر کوئی روح یا شیطانی قوت نہیں ہے تاہم لوگوں نے عجیب و غریب داستانیں اس عمارت کے حوالے سے گھڑی ہیں، لہٰذا اس عمارت کی طرف آنے سے خوفزدہ ہیں اور کوئی بھی اس طرف آنے کی جرأت نہیں کرتا۔"

"اے ابلیکا! اس عمارت کے اندر اگر کوئی شیطانی قوت ہوتی تو میں اس میں داخل ہوتا اور ضرور اس کا خاتمہ کر دیتا، بہر حال میں حیران ہوں کہ لوگوں نے اس عمارت سے متعلق کیا کیا قصے ترتیب دے کر اس عمارت کو موت کا گھر قرار دے دیا ہے۔ اب یہاں اس معبد کے اندر رہ کر میں ان قوتوں کو حرکت میں لاؤں گا جنہوں نے اپنے طلسم سے اقلیما نام کی اس خوبصورت اور حسین لڑکی کو میرے پیچھے لگا دیا ہے، میں اس لڑکی کو بھی اپنے سامنے بے بس اور مجبور کر دوں گا۔"

یوناف خاموش ہوا تو ابلیکا نے کہا۔

"یوناف! یوناف! اس کھنڈر عمارت کی حقیقت سے نار دیوتا کا موجودہ بڑا پجاری ینمع بھی باخبر ہے۔"

ابلیکا ذرا رکی پھر بولی۔

"یوناف! یوناف! تم نے اُرشہر آ کر پورے ساز و سامان کے ساتھ یہ گھوڑا کیوں خرید لیا اور اسے کیوں ساتھ ساتھ لیے پھرتے ہو۔"

"ابلیکا! ابلیکا! تم اس مصلحت کو نہیں سمجھتی ہو۔ میں نے یہ گھوڑا اور اس کی پیٹھ پر بندھا

سامان اس لیے خریدا کہ لوگ مجھے دور کی سرزمینوں کا کوئی اجنبی خیال کریں۔ ان ہی سرزمینوں کا باسی نہ سمجھ لیں۔ ابلیکا! ابلیکا! اب تم جاؤ اور اس لڑکی کی کیفیت اور اس سے کام لینے والے لوگوں کا پتہ کر کے آؤ۔"

ابلیکا فوراً یوناف کی گردن سے ہٹ گئی جبکہ یوناف اس سحر زدہ عمارت میں داخل ہونے کے لیے آگے بڑھ گیا۔

○

اپنے گھوڑے کو عمارت سے باہر ایک درخت کے ساتھ باندھنے کے بعد یوناف اس عمارت میں داخل ہوا۔

عمارت کا اندرونی حصہ بھی بڑا وسیع تھا۔ عمارت کے وسط میں بہت بڑا صحن تھا جس کے اطراف میں کمرے بنے ہوئے تھے۔ شمالی حصے میں ایک بہت بڑے کمرے کی شکل میں عبادت خانہ تھا، جس کے اندر شمالی دیوار کے ساتھ بڑے بڑے بت رکھے ہوئے تھے۔

یوناف اس بت خانے میں داخل ہوا ہی تھا کہ اس کی گردن پر ابلیکا نے لمس دیا، ساتھ ہی اس کی آواز بھی یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔

"یوناف! یوناف! میں اس لڑکی کی، جس کا نام اقلیما ہے، پوری حقیقت معلوم کر کے آئی ہوں۔ وہ نار دیوتا کے معبد کی حسین ترین دیوداسی ہے، میں اسے دیکھ کر آئی ہوں اور تمہارے خلاف اسے تین اشخاص حرکت میں لا رہے ہیں، وہ اس پجاری دیوداسی کو استعمال کر کے تمہیں اپنے قابو میں لانا چاہتے ہیں۔ نار دیوتا کے معبد میں وہ ہر روز تمہیں بلانے کے لیے اقلیما پر سحر کرتے ہیں تاکہ تم تڑپ تڑپ کر ان کے پاس جانے کے لیے مجبور ہو جاؤ اور وہ تم پر قابو پا لیں۔

جو تین اشخاص اقلیما کو تمہارے خلاف حرکت میں لا رہے ہیں، ان میں سے ایک تمہارا پرانا اور قدیم ترین دشمن یافان ہے، دوسرا اُرشہر کے نار دیوتا کا بڑا پجاری ینمع اور تیسرا ایک بہت بڑا ساحر اور ینمع کا شاگرد ہے جس کا نام نمرود ہے۔ برنمرود گو ینمع کا شاگرد ہے لیکن یہ ینمع سے بھی زیادہ ماہر اور تجربہ کار ساحر ہے، اس نے بہت سے شہر گھوم پھر کر یہ علوم

حاصل کیے ہیں۔"

یوناف! یوناف! یہ برنمرود کبھی قوم ماد کے بادشاہ جمشید کا مشیر تھا۔ اس نے اس کے لیے جنات کو قابو کیا اور ان کی مدد سے اس نے جمشید کی جنگی رتھیں ہوا میں اڑائیں۔ اس کے لیے ایک ایسا پیالہ بنایا جس میں وہ مستقبل کے حالات دیکھتا تھا، اس کے علاوہ بھی اس نے جمشید کو بہت کچھ سکھایا، جب یمن کے بادشاہ ضحاک نے جمشید کو شکست دے کر اس کا خاتمہ کر دیا اور اس کے ملک ایران پر قبضہ کر لیا تو برنمرود، جس نے اپنی رہائش دہاں کوہِ دماوند میں رکھی ہوئی تھی، وہاں سے نکلا اور یہاں اُر شہر میں یمنع کے پاس چلا آیا۔ تمہارے خلاف اقلیما پر جو سحر کا کام ہو رہا ہے، اس کا کرنے والا بھی برنمرود ہی ہے۔ اب ہم نے یہ کوشش کرنی ہے کہ ان تینوں پر قابو پائیں۔"

"سنو یوناف! جس طرح تم پر قابو پانے کے لیے اقلیما پر برنمرود سحر کر رہا ہے ایسا ہی اور اس سے ملتا جلتا ایک سحری طریقہ ہم بھی اپناتے ہیں، میں آتی دفعہ اس حسین دیو داسی اقلیما کا ایک ایسا لباس لیتی آئی ہوں جو وہ پہنتی رہی ہے، یہ لباس میں عمارت کے باہر کھڑے تمہارے گھوڑے کی خرجین میں ڈال آئی ہوں۔ اسی لباس کی مدد سے ہم اقلیما کو ان کھنڈرات میں بلانے کا عمل کریں گے، جب اقلیما ان کھنڈرات کی طرف آئے گی تو ظاہر ہے برنمرد، یمنع اور یافان بھی اس کے پیچھے آئیں گے اور ایسی صورت میں ہم ان سے بھی نمٹ لیں گے۔ برنمرود اور یمنع یہ سارا کام یافان کی مدد کے طور پر کر رہے ہیں، ہم بھی اپنے عمل کی ابتدا اس وقت کریں گے جب برنمرود اپنے عمل کی ابتدا اقلیما پر کرے گا اور عمل شروع کرنے سے قبل ہی میں تمہارے گرد ایک حصار بنا دوں گی جس کی وجہ سے تم برنمرود کے عمل کی تکلیف سے محفوظ رہو گے۔"

یوناف نے ابلیکا کی اس گفتگو کے جواب میں کچھ نہ کہا اور وہ اس عبادت خانے کے بتوں کو بغور دیکھنے لگا۔

اس نے دیکھا دائیں طرف تین بڑے بڑے دیوتاؤں اور ایک دیوی کا بت تھا جبکہ بائیں طرف کسی دیوتا کا اکیلا بت تھا۔

یوناف نے کہا۔

"ابلیکا! ابلیکا! اگر میں ان بتوں کے بارے میں جاننا چاہوں تو کیا کچھ بتا

سکوں گی؟"

ابلیکا نے کہا۔

"کیوں نہیں۔ سنو میں تمہیں تفصیل سے بتاتی ہوں۔"

"دائیں طرف جو چار بت ہیں، ان میں سے پہلا بت انو دیوتا کا ہے۔ سومیری قوم کا یہ سب سے بڑا دیوتا ہے اور اسے آسمان کا دیوتا سمجھا جاتا ہے، سومیری اسے رب الارباب اور دوسرے تمام دیوی دیوتاؤں کا باپ اور سربراہ تصور کرتے ہیں۔ خطرے کے وقت سومیری اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں، سومیریوں کا عقیدہ ہے کہ یہ دیوتا آسمانوں پر رہتا ہے اور گاہے گاہے آسمان کے اس حصے پر ٹہلتا ہے جو اس کے لیے مخصوص ہے۔ ٹہلنے کے اس راستے کو سومیری انو کا راستہ کہتے ہیں۔"

دوسرا بت سومیریوں کے دوسرے بڑے دیوتا ان لل کا ہے انو کی طرح یہ بھی بڑا اہم دیوتا ہے اور اسے زمین کا دیوتا سمجھا جاتا ہے۔ سومیریوں کا عقیدہ ہے کہ ان لل نے ہی زمین کو آسمان سے جدا کیا۔ اس نے نباتات کی تخلیق کی اور یہ کہ ان لل حیات بخش پانیوں کا محافظ ہے۔ ان لل طوفانوں اور سیلابوں کا بھی دیوتا ہے اور سومیری سمجھتے ہیں کہ طوفان اور سیلاب ان لل دیوتا کے ہتھیار ہیں۔

سومیریوں کا عقیدہ ہے کہ ان کا دیوتا ان لل اکثر و بیشتر مشرق کے عظیم کوہستانی سلسلے پر آ کر رہتا ہے، سومیریوں کے بقول یہی دیوتا ہے جو ان پر عتاب اور رحمت نازل کرتا ہے۔

تیسرا بت سومیریوں کے تیسرے بڑے دیوتا ان کی کا ہے، ان کو سومیری دھرتی کا بادشاہ اور عقل و دانش کا دیوتا تصور کرتے ہیں۔ سومیری کہتے ہیں کہ ان کی دیوتا اپنی دانائی کی بدولت دیوتاؤں کی غلطیوں کا ازالہ کر دیتا ہے۔

چوتھا بت جو کسی حسین عورت کا لگتا ہے، یہ سومیریوں کی حسین اور مقبول ترین دیوی انانا کا ہے۔ انانا محبت اور جنگ کی دیوی ہے، اپنی گوناگوں صفات کی وجہ سے بعض صورتوں میں وہ سومیریوں کے تمام دیوتاؤں سے زیادہ مقبول اور مقتدر ہے۔ سومیریوں کا عقیدہ ہے کہ جب یہ غیض و غضب میں آتی ہے تو زندگی تہس نہس کر کے رکھ دیتی ہے اور جب مہربان ہوتی ہے تو ان لل جیسے مختار کل اور غضب ناک دیوتا کی تباہ کاریوں سے بھی نسل انسانی کو بچا لیتی ہے۔

سومیری کہتے ہیں کہ اننا آسمان کی ملکہ ہے اور نسل انسانی کو یہ فلاح و خوشحالی سے نوازتی ہے اور یہ جو دائیں طرف اکیلا بت ہے یہ شماس دیوتا کا ہے۔

سنو یوناف! یہ انو، ان لل، انن کی اور اننا سومیریوں کے قومی دیوی دیوتا ہیں اور ہر قومی تہوار کے موقع پر ان کی پرستش کی جاتی ہے، ان قومی دیوی دیوتاؤں کے علاوہ سومیریوں کے ہر شہر کے لیے علیحدہ علیحدہ دیوتا ہے جنہیں وہ شہروں کا محافظ سمجھتے ہیں۔ مثلاً آج کل اُر شہر کا محافظ دیوتا ننار ہے اور اسی شہر کی محافظ دیوی ننگل ہے جبکہ شماش آج کل لرسہ شہر کا محافظ ہے۔''

یوناف نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا! تم نے ان دیوی دیوتاؤں سے متعلق مجھے بہترین تفصیل کے ساتھ بتا دیا ہے۔ اب میں باہر جاتا ہوں اور اپنے گھوڑے کو عمارت کے اندر لاتا ہوں۔''

عبادت گاہ کے کمرے سے نکل کر یوناف جب صحن میں آیا تو اس نے دیکھا وہاں لکڑیوں کا ایک ڈھیر لگا تھا ان لکڑیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوناف نے کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا! میں گھوڑے کو عمارت میں لانے کے بعد عبادت کے کمرے میں ان لکڑیوں سے آگ روشن کروں گا تاکہ اس سے میں نہ صرف اپنے آپ کو گرم اور آسودہ رکھ سکوں بلکہ اس سے اقلیما کو یہاں بلانے کے عمل کی ابتدا بھی کر سکوں۔''

ابلیکا نے پیار سے کہا۔

''شام ہونے والی ہے۔ جاؤ پھر اپنا گھوڑا لے آؤ۔''

یوناف تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا عمارت سے باہر نکل گیا۔

اس قدیم اور کھنڈر نما عمارت سے باہر آ کر یوناف نے دیکھا کہ آسمان پر پہلے کی نسبت بادل اور گہرے ہو گئے تھے اور بارش کے امکانات پیدا ہو چلے تھے۔ چرواہے واپس جانے کے لیے اپنے ریوڑوں کو اکٹھا کر رہے تھے۔ انہوں نے جب یوناف کو اس آسیب زدہ عمارت سے باہر آتے دیکھا تو وہ سارے ایک بلند چٹان پر کھڑے ہو کر اسے تعجب اور حیرت سے دیکھنے لگے۔

یوناف نے باہر بندھا ہوا اپنا گھوڑا کھولا اور اسے عمارت کے اندر لے گیا۔ گھوڑے کو اس نے عمارت کے ایک کمرے میں باندھ کر اس کی زین اتاری اور زین سے بندھا ہوا بستر اور

خرجین لے کر وہ اس بڑے کمرے میں داخل ہوا جس کے اندر سومیری قوم کے بت تھے۔

یوناف نے اننا دیوی[1] کے بت کے قریب زمین صاف کر کے اس پر بستر لگا دیا پھر صحن میں اِدھر اُدھر بکھری لکڑیاں اس نے کمرے کے اندر جمع کیں اور انو[2]، ان لل[3]، ان کی[4] اور اننا کے بتوں کے سامنے اس نے آگ کا الاؤ روشن کیا، پھر خرجین کے اندر سے اقلیما کا وہ لباس نکالا جو ابلیکا اپنے ساتھ لائی تھی، وہ اس نے اپنے بستر پر رکھ دیا، پھر خرجین سے اس نے کھانا نکال کر کھایا، مشکیزے سے پانی پی کر جب اس نے بستر پر بیٹھے بیٹھے آگ کی طرف ہاتھ پھیلائے تو ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور کہا۔

''یوناف! یوناف! میرے حبیب! باہر سورج غروب ہونے کے بعد اندھیرا پھیل کر رات ہو گئی ہے، میں نے تمہارے گھوڑے کے لیے چارے کا انتظار کر دیا ہے اور وہ اس وقت اپنا پیٹ بھر رہا ہے۔''

''سنو یوناف! تھوڑی دیر بعد برنمرود اقلیما پر اپنا سحری عمل شروع کرے گا جس کی وجہ سے تمہاری حالت و کیفیت ایسی ہو جائے گی کہ تم اس کے خلاف اپنے عمل کی ابتدا نہ کر سکو گے پہلے مجھے اپنا لائحہ عمل بتاؤ کہ تم اقلیما کو ان کھنڈرات میں بلانے کے لیے کونسا طریقہ اختیار کرو گے تاکہ اس کے مطابق میں تمہارے گرد ایک ایسا حصار بنا دوں جس کے اندر رہ کر تم برنمرود کے سحری عمل سے محفوظ رہو گے اور اطمینان سے اپنے طلسماتی عمل کی تکمیل بھی کر سکو گے۔''

یوناف نے کہا۔

''سنو ابلیکا! یہ جو تم اقلیما کا لباس لائی ہو، یہ لباس میں اننا دیوی کے مجسمے کو پہناؤں گا، پھر ذہن میں اقلیما کا خیال رکھ کر میں اس مجسمے اور اقلیما کے لباس پر اپنا عمل کروں گا جس کی وجہ سے اقلیما اس طرف آئے گی اور پھر سب سے عمدہ بات یہ کہ میرے ذہن میں اقلیما کی صورت اور جسمانی ساخت بھی ہے، اس طرح میرا سحری عمل زیادہ بھرپور اور پرقوت ہو گا اور ....''

۱۔ یہی اننا دیوی بعد کے دور میں بابل اور بعلبک کے عربوں میں عشتار دیوی کے نام سے پوجی گئی۔
۲۔ انو آسمان کا دیوتا تھا۔
۳۔ ان لل زمین کا دیوتا تھا۔
۴۔ ان کی پانی کا دیوتا تھا۔

یوناف کو خاموش ہو جانا پڑا کیونکہ اس کی سماعت میں ابلیکا کی رس گھولتی ہوئی آواز بکھر گئی تھی۔

"یوناف! یوناف! سنبھلو! اقلیما کا یہ لباس انا دیوی کو پہنا دو اور اپنا عمل شروع کرنے کے لیے دیوی کے بت کے پاس بیٹھ جاؤ تاکہ میں تمہارے گرد حصار بنا دوں اور تم برنمرود کے عمل سے محفوظ رہو۔"

یوناف فوراً اٹھ کھڑا ہوا، اقلیما کا لباس اس نے انا دیوی کے بت کو پہنا دیا، پھر وہ وہاں بیٹھ گیا اور اقلیما کے لباس کا ایک پلو پکڑ کر اس نے اپنے سحری عمل کی ابتدا کر دی۔ اتنے میں ابلیکا کی آواز پھر سنائی دی۔

"یوناف! یوناف! میں نے تمہاری حفاظت کے لیے تمہارے گرد حصار بنا دیا ہے، اب تم اطمینان سے اپنا عمل کرتے جاؤ، برنمرود کا کوئی حربہ تم پر اثر انداز نہ ہو سکے گا۔

دوسری طرف۔

نار دیوتا کے معبد میں یمنع کے ساتھ اس کمرے میں یافان اور اریشا بیٹھے تھے جبکہ ان کے قریب ہی برنمرود ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ دونوں کے درمیان آگ روشن تھی اور برنمرود اپنے عمامے کے پلو سے آگ کے شعلوں کو دیوار پر بنی اقلیما کی شبیہ کی طرف پھینک رہا تھا جبکہ اس کے سامنے بیٹھی حسین اقلیما نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں اور وہ خوب بلند آواز میں کہہ رہی تھی۔

یوناف یوناف!

میں نار دیوتا کے معبد کی دیوداسی ہوں۔

تم کہاں ہو؟

میں تمہیں پکارتی ہوں!

برنمرود اور آگ کے سامنے بیٹھی حسین اقلیما نے اچانک چونک کر اپنی آنکھیں کھول دیں پھر اس نے ہولناک چیخ بلند کی، اس کے بعد وہ برنمرود کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی بے بسی کی حالت میں بولی۔

"کوئی مجھے شماش دیوتا کے معبد کی طرف بلا رہا ہے۔

کوئی مجھے ان کھنڈرات کی طرف جانے کو اکسا رہا ہے۔

آہ! کوئی قوت مجھے موت کے اس گھر کی طرف بلا رہی ہے۔

میرے حواس پراگندہ، ذہن مد و جزر کا شکار ہے۔

میرے دل میں کوئی کریدنی، جگر میں التہاب بھر رہا ہے۔

آہ! کوئی میرے حصار بدن کو توڑ رہا ہے۔

میری روح کو ایسے کر رہا ہے جیسے کلی میں باس مقید

میرے دل کی حالت ایسی کر رہا ہے جیسے باجے کے اندر راگ اسیر۔

اس آتش شب سرما میں، ان رات کی تاریکیوں میں اور بارش میں

کوئی مجھ پر جنونی اور خفقانی کیفیت طاری کر کے مجھے، ہاں مجھے،

بشریت کے تمام تر خداداد تقاضوں کے ساتھ کھینچ رہا ہے۔

بیداری کے گہوارے میں عشق کی دلسوزی کے ساتھ، کوئی

ادب آموزی اور با ذوق جبر کے ساتھ آمادۂ اظہار کر رہا ہے۔

اچانک شب عروسی کے قصے کی طرح حسین اور سنہری زیتونی رنگت والی اقلیما نے دوبارہ ایک چیخ بلند کی اور پھر وہ اٹھی اور بھاگتی ہوئی باہر نکل گئی۔

برنمرود اٹھ کر اس کے پیچھے بھاگنے لگا تھا، اس موقع پر یمنع بھی اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے بھی ان دونوں کے پیچھے بھاگنا چاہا لیکن یافان نے لپک کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے دوبارہ اس کی جگہ پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "یمنع! یمنع! تم اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ، اس نازک صورتحال میں تمہارا ان دونوں کے پیچھے جانا انتہائی خطرناک اور مہلک ہے۔ سن رکھو، میرا تجربہ کہتا ہے کہ یوناف یہاں پہنچ گیا ہے، وہ اس وقت شماش دیوتا کے کھنڈرات میں ہو گا۔ برنمرود نے چونکہ اسے اقلیما کا عکس دکھا کر اپنے پاس حاضر ہونے اور قابو کرنے کی کوشش کی ہے لہٰذا یوناف یہاں پہنچ گیا ہے اور اس نے جوابی عمل کر کے اقلیما کو اپنی طرف بلا لیا ہے، اب حالات انتہائی پرخطر صورت اختیار کر رہے ہیں۔"

یمنع! یمنع! برنمرود کو اکیلے ہی اقلیما کے پیچھے جانے دو، ہو سکتا ہے یوناف اسے اپنے لیے اجنبی جان کر اسے معاف کر دے، اگر میں اور تم بھی برنمرود کے پیچھے وہاں گئے تو وہ بھڑک اٹھے گا اور ہم سب کو نقصان پہنچائے بغیر نہ رہے گا، میں اسے خوب جانتا ہوں وہ اپنی ذات میں انتہائی طاقتور اور مضبوط ہونے کے علاوہ حیرتناک سری قوتوں کا مالک ہے

اور اگر وہ یہاں پہنچ گیا تو .....''

یمنع نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔''یافان ! یافان ! سب سے زیادہ خطرہ تمہیں ہے کیونکہ یوناف اصل دشمن تو تمہارا ہی ہے، بہتر ہے تم اریشیا کے ساتھ اپنے کمروں میں چلے جاؤ، وہاں نہ تم کسی کو دکھائی دو گے اور نہ کوئی تمہارے خلاف حرکت میں آئے گا، اگر یوناف یہاں آ گیا تو وہ ہمیں تو کچھ کہے نہ کہے لیکن تم دونوں کو اذیت اور نقصان پہنچائے بغیر نہ رہے گا۔''

یافان فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے یمنع سے کہا۔''یمنع ! یمنع ! تم درست کہتے ہو، میں اریشیا کو لے کر اپنے کمرے کی طرف جاتا ہوں، اگر آج کے روز برنمرود یوناف کے خلاف ناکام رہا تو پھر مجھے کسی خونخوار شخص کی قبر کی نشان دہی کر دینا۔ میں اس کی روح کو مسخر کر کے اسے ایک پر ہیبت قوت بنا کر یوناف کے پیچھے لگا دوں گا اور اس

''اقلیما ! اقلیما''

اپنی بد حواسی اور بگڑی ہوئی حالت پر قابو پاؤ اور سنبھل کر شتاس دیوتا کی اس ویران عمارت میں داخل ہو جاؤ، فکرمند نہ ہونا، تم بے باکی سے عمارت کے اندر داخل ہو۔ تمہاری حفاظت اور مدد کے لیے میں بھی تمہارے پیچھے پیچھے عمارت میں داخل ہوں گا۔ مجھے امید ہے کہ آج رات ان ویرانوں اور کھنڈرات کے اندر میں یوناف پر قابو پا کر اسے نار دیوتا کے معبد کی طرف لے جاؤں گا، میں اسے اپنے سامنے ایسا بے بس کروں گا کہ یافان بآسانی اس سے اپنا انتقام لے سکے گا۔''

برنمرود کے سمجھانے پر اقلیما نے اپنی حالت درست کی۔ اپنے حواس پر کسی حد تک اس نے قابو پایا اور اپنا بھیگا ہوا لباس ٹھیک کرنے کے بعد وہ دوبارہ آہستہ آہستہ عمارت کی طرف بڑھنے لگی۔ برنمرود اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

''یوناف ! یوناف ! سنبھلو۔ تمہارے اس محل کے نتیجے میں حسین اقلیما یہاں آ گئی ہے، اس کے پیچھے برنمرود بھی ہے جس وقت یہ دونوں عمارت میں داخل ہو چکیں گے تو میں دروازے پر ایسا خط کھینچ دوں گی جس کی وجہ سے یہ بھاگ کر عمارت سے باہر نہ جا سکیں گے، کوشش کرنا کہ تم جہاں اس وقت ہو وہیں رہ کر اپنی ساری کارروائی کرو اور اگر یہاں سے اِدھر اُدھر ہونا ہی پڑا تو میں ایسی صورت میں تمہارے گرد نیا حصار لگا دوں گی پھر تم خود بھی اپنی حفاظت کا فن خوب جانتے ہو۔''

ابلیکا خاموش ہو گئی۔

رات سے گھپ اندھیروں اور اس پر ہلکی ہلکی بارش میں حسین اقلیما اس طرح، جس کا کوئی خریدار اور فروختہ شدہ ندر پا ہو، شتاس دیوتا کے کھنڈرات کی طرف بڑھ رہی تھی جبکہ برنمرود اس کے تعاقب میں تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے برنمرود جان بوجھ کر ایک طے شدہ فاصلہ رکھ کر اس کا تعاقب کر رہا ہو۔

کھنڈرات کے پاس جا کر برنمرود نے اچانک اپنی رفتار تیز کی اور لپک کر اقلیما کو پکڑ لیا اور سرگوشی میں اسے سمجھانے کے انداز میں بولا۔

ان کھنڈرات کی طرف بلایا ہے۔''

ہوا، جب وہ بھی اقلیما کے پاس آ کھڑا ہوا تو یوناف نے اقلیما کے لباس کا پلو ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ اپنا عمل بھی اس نے بند کر دیا اور پھر ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے اقلیما اور برنمرود! رات کے وقت اس بارش اور اندھیرے میں یہاں شاس دیوتا کے کھنڈرات میں آنے پر میں تم دونوں کو خوش آمدید کہتا ہوں۔''

ساتھ ہی یوناف نے آگ کے الاؤ کے اندر کچھ لکڑیاں اور ڈال دی تھیں اور لکڑیاں آگ میں رکھنے کے دوران ہی اس نے اپنی تلوار پر بھی اپنا سحری عمل مکمل کر لیا تھا۔

گویا۔۔۔

اس نے اپنے آپ کو برنمرود کے لیے ہر طرح سے تیار کر لیا تھا!

برنمرود نے پہلی بار یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا! ''اے جوان! تو کون ہے، شاس دیوتا کے ان کھنڈرات میں تو کس کے لیے یہ سارا عمل کر رہا ہے؟ تیرا تعلق کس سرزمین سے ہے کہ تیرے جیسا خوبصورت اور توانا جوان میں نے آج تک اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔'' اور پھر حیرت پر حیرت ہے کہ تو نے مجھے اور اقلیما کو ہمارے ناموں سے مخاطب کیا ہے۔ آخر تم ہمیں کیسے جانتے ہو اور ہمارے نام تمہیں کیسے معلوم ہوئے؟''

یوناف نے جواب میں کہا۔

''اے برنمرود! میری طرف غور سے دیکھ، میں وہی یوناف ہوں جسے تم اقلیما کی مدد سے اپنے پاس بلا کر یافان کا انتقام لینے کے لیے عمل کرتے رہے ہو۔ اے برنمرود! تو نے برا کیا جو میرے خلاف حرکت میں آیا۔ میں نے آج تک کسی کو ناجائز تنگ نہیں کیا، بلاوجہ کسی پر وار نہیں کیا، میرے خلاف حرکت میں آ کر کیا تو چاہتا ہے کہ میں تیری حالت بھی یافان جیسی کر دوں؟''

قبل اس کے برنمرود جواب میں کچھ کہتا، اقلیما نے بولنے میں پہل کرتے ہوئے حیرت اور استعجاب سے پوچھا۔

''تو کیا تم یوناف ہو، مجھے تو بتایا گیا تھا کہ یوناف ایک عفریت نما انسان ہے جس نے بزرگ یافان کو ایک عذاب میں مبتلا کر کے ہڈیوں کے ڈھانچے میں تبدیل کر دیا تھا لیکن تم تو ایک قابل دید جوان ہو اور یہ جو تم نے اننا دیوی کے بت کو لباس پہنا رکھا ہے یہ تو میرا ہے، یہ تم نے کہاں سے حاصل کیا۔''

یوناف نے اقلیما کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے ننار دیوتا کی معتبر دیوداسی! مجھے اس قدر استطاعت ہے کہ میں جو چیز جس وقت بھی چاہوں حاصل کر لوں، کیا میں نے اپنے عمل سے تمہیں اور برنمرود کو یہاں آنے پر مجبور نہیں کر دیا۔''

برنمرود جو اب تک سب کچھ خاموشی سے سنتا رہا تھا، یوناف کی اس بات پر پھٹ پڑا اور غضبناک ہو کر اس نے کہا۔ ''تم میں اتنی طاقت و جسارت کہاں کہ تم مجھے اپنے کسی عمل کے بل بوتے پر بلا سکو۔ میں تو اقلیما کے تعاقب میں یہاں آیا ہوں اور یہ تعاقب انتہائی سودمند رہا کہ تم میرے ہاتھ لگ گئے۔ اب ان ویرانوں کے اندر تمہیں وہ قرض ادا کرنا ہوگا جو محترم یافان اور اس کی بیٹی اریشیا کا واجب الادا ہے۔''

برنمرود کی اس گفتگو پر یوناف کی رگیں خون کی حدت سے تن گئیں، اس کے گٹھے ہوئے پٹھے اس کے انتہائی ضبط اور غضب کی نشان دہی کر رہے تھے۔ اس کی حالت حریف سخت جان اور مضبوط کمان جیسی ہو گئی تھی، پھر یوناف اپنے اردگرد ابلیکا کے بنائے ہوئے حصار کو فراموش کر کے اٹھ کھڑا ہوا، اپنی نگاہوں میں نفرتوں کی جھیل لیے وہ برنمرود کی طرف بڑھا، قریب آ کر اس نے برنمرود کے منہ پر ایک ایسا زوردار طمانچہ مارا کہ برنمرود گیند کی طرح اچھل کر ویران معبد کی دیوار کے ساتھ جا گرا۔

اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کے کان میں سرگوشی کی اور کہا۔

''میں نے یہاں بھی تمہارے گرد حصار بنا دیا ہے، تم بلاجھجک اس سے نمٹو۔''

یوناف نے بھی سرگوشی کی۔

''تم حصار نہ بھی بناؤ، تب بھی ایسے ایسوں سے تو اکیلا ہی بغیر حصار کے نمٹ سکتا ہوں۔''

دیوار کے ساتھ بے بسی کی حالت میں گرنے کے بعد برنمرود نے قہرآلود نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا اور کہا۔ ''اے یوناف! یافان کا انتقام اب میں فراموش کرتا ہوں، میں تم سے تمہارے اس طمانچے کا انتقام اب ایسا بھیانک لوں گا کہ تم اس کی سختی اور ہیبت ناکی کا اندازہ تک نہ کر سکو گے۔''

اس کے ساتھ ہی برنمرود نے وہاں سے اپنے قریب ہی پڑا ہوا چھوٹا سا ایک پتھر اٹھایا

اور اس پر اپنا کوئی عمل کرنے لگا۔

اپنے سحری عمل کی تکمیل کے بعد برنمرود نے پتھر عین یوناف کے اوپر چھت پر دے مارا۔ یوناف نے دیکھا اوپر تک پہنچنے کے بعد وہ چھوٹا سا پتھر ایک بہت بڑی چٹان کی صورت اختیار کر گیا تھا، پھر وہ نوکیلی چٹان تیزی سے یوناف کی طرف لپکی، یوناف تیزی سے حرکت میں آیا۔ اس نے اپنی تلوار جس پر اس نے پہلے سے اپنا لاہوتی عمل کر رکھا تھا، عین اس کے اوپر گرتی چٹان کی طرف سیدھی کر دی۔ چٹان اپنی جگہ پر رک گئی، پھر یوناف نے تلوار کو حرکت دے کر اس چٹان کو عین برنمرود کے اوپر لا کر جونہی اپنی تلوار نیچے گرائی وہ چٹان انتہائی تیزی سے برنمرود کے اوپر گر پڑی۔ برنمرود نے بچنا چاہا لیکن ناکام رہا۔ چٹان اس کے اوپر گری اور اس کا خاتمہ ہو گیا۔

اس ویران معبد میں رات کے ہولناک سناٹوں کے اندر برنمرود کی صرف ایک دہشت ناک چیخ بلند ہوئی تھی۔ اس کے بعد برنمرود موت کی وادیوں میں اتر گیا تھا، برنمرود کے سحری عمل سے چٹان کی صورت اختیار کر لینے والا پتھر دوبارہ اپنی اصل لت پر آ گیا تھا اور اب وہ مردہ برنمرود کے اوپر پڑا ایک چھوٹا سا پتھر ہی تھا جس نے برنمرود کی جان لے لی تھی۔

یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد اقلیما بے چاری کی حالت عجیب ہو رہی تھی، اس کی آنکھوں میں کسی کاروان رفتہ کی ویرانی، چہرے پر فرومایہ و پراگندہ کر دینے والے جذبے تھے۔ مجموعی طور پر اس ویران معبد کے اندر اقلیما کی حالت اس ناؤ جیسی تھی جس کا کوئی مانجھی نہ ہو نہ کوئی ناخدا رہا ہو۔ وہ اندیشہ و تامل اور فکر و فریب میں ڈوبی خاموش اپنی جگہ پر بے حس کھڑی تھی۔

یوناف حرکت میں آیا اور اقلیما کا وہ لباس جو اس نے انا دیوی کے بت کو پہنا رکھا تھا، اتارا اور آگے بڑھ کر وہ لباس اقلیما کے کندھے پر رکھتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں تم نار دیوتا کے معبد کی دیوداسی ہو اور اس سارے عمل میں تم بے قصور ہو۔ لہٰذا تم اپنا یہ لباس سنبھالو اور یہاں سے واپس نار دیوتا کے معبد کی طرف چلی جاؤ اور سنو! یمنع اور یافان سے جا کر کہنا میں یوناف ہوں اور برنمرود میں نے جو کچھ کہ اس نے میرے خلاف کیا، اس کے جرم میں اسے ٹھکانے لگا دیا ہے، لہٰذا وہ دونوں برنمرود کا انتقام لینے سے باز رہیں۔ یافان سے تو میری پرانی عداوت ہے اور شاید یہ چلتی ہی رہے لیکن تم

واپس جا کر خصوصیت کے ساتھ یہ باتیں یمنع سے کہنا کہ وہ آئندہ میرے خلاف محتاط رہے اور اگر وہ میرے خلاف حرکت میں آنے سے باز نہ آیا تو پھر اس کے ذہن میں ڈال دینا کہ اس کی حالت برنمرود سے مختلف نہ ہو گی۔"

اقلیما وہاں سے چلی گئی جبکہ یوناف نے پہلے برنمرود کی لاش کو باہر لا کر زمین میں دبایا اور پھر وہ اپنے بستر میں گھس کر بے فکری کی نیند سو گیا۔

○

اقلیما، نار دیوتا کے معبد میں یمنع کے کمرے میں داخل ہوئی، وہ آگ کے پاس بیٹھا شاید برنمرود اور اقلیما ہی کا منتظر تھا۔

اقلیما کمرے میں آئی تو یمنع نے کسی قدر پرسکون لہجے میں کہا۔ "اقلیما! اقلیما! شکر ہے کہ تم لوٹ آئی ہو۔ برنمرود تمہارے ساتھ نہیں ہے، وہ کہاں رہ گیا؟"

اقلیما نے کہا۔

"وہ ایسی جگہ پہنچ گیا ہے جہاں سے کوئی لوٹ کر نہیں آتا۔"

یمنع نے انتہائی بے بسی اور دل فگاری سے اپنے آپ سے کہا۔ "تو گویا یوناف نے برنمرود کو مار دیا ہے۔"

اقلیما نے کہا۔

"ہاں! وہ یوناف ہی ہے جس نے برنمرود کا خاتمہ کر دیا ہے وہ شاس دیوتا کے ویران اور غیر مستعمل ٹھیہہ میں ا ہوا ہے اس نے آپ کے نام بھی پیغام بھیجا ہے، اس نے کہا ہے کہ یمنع سے کہنا یافان کے ساتھ مل کر میرے خلاف حرکت میں آنے سے باز رہے اور اگر اس نے ایسا نہ کیا کہ پھر یمنع کی حالت برنمرود سے مختلف نہ ہو گی۔"

ساتھ ہی اقلیما نے برنمرود کے یوناف پر پتھر پھینکنے اور پھر اس کے مارے جانے کے حالات پوری تفصیل سے سنا دیے۔

یمنع نے انتہائی بے زاری سے کہا۔ "اقلیما! اقلیما! تم اب چلی جاؤ۔ تمہارا کام ختم ہوا۔ میں برنمرود کا خون رائیگاں نہ جانے دوں گا۔ میں اس سلسلے میں پہلے یافان سے مشورہ کروں

گا، اس کے بعد یوناف کے خلاف حرکت میں آؤں گا۔"

اقلیما مڑی اور کمرے سے نکل گئی۔

یمنع اٹھ کر یافان کی طرف جانا ہی چاہتا تھا کہ اسی لمحہ یافان اور اریشیا اس کمرے میں داخل ہوئے اور ان دونوں کے پیچھے پیچھے نیلی دھند کی صورت میں یافان کی شیطانی قوتیں بھی تھیں۔ یمنع دوبارہ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تو یافان کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ "یافان! یافان! اچھا ہوا کہ تم آ گئے ورنہ میں اٹھ کر تمہاری طرف جانے والا تھا۔"

یافان نے کہا۔ "نیچے غار میں ایک دیوداسی اپنی ساتھی دیوداسی کو بتا رہی تھی کہ اقلیما لوٹ آئی ہے، اس لیے میں فوراً ادھر چلا آیا۔"

یمنع نے کہا۔ "واقعی لوٹ آئی ہے لیکن اس سے سارے حالات جاننے کے بعد میں نے اسے واپس بھیج دیا ہے تاکہ وہ جا کر آرام کر لے اور ......"

یافان نے بیچ میں بولتے ہوئے کہا۔ "پر برنمرود کا کیا ہوا، وہ کہاں ہے؟"

یمنع نے کہا۔ "سنو یافان! یوناف شماس دیوتا کے معبد میں آ کر ٹھہرا ہوا ہے۔ اس نے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر اپنی طرف اقلیما کو بلایا تھا۔ کاش میں اس وقت برنمرود کو اقلیما کا تعاقب کرنے سے روک دیتا۔ برنمرود نے وہاں جا کر شماس دیوتا کے معبد میں یوناف سے مقابلہ کیا اور اس مقابلے میں یوناف نے برنمرود کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور اقلیما کو واپس بھیج دیا ہے۔"

یوناف کی آمد اور برنمرود کی موت کا سن کر یافان اور اریشیا دونوں کی حالت ایسی ہو گئی تھی، گویا وہ برسوں کے مریض ہوں۔ چند ثانیوں تک یافان انتہائی مایوسی اور افسردگی سے یمنع کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ "اے یمنع! میں جانتا تھا کہ یوناف کے مقابلے میں یقیناً برنمرود ناکام ہو گا۔ یوناف پر قابو پانے کے لیے اس نے غلط طریقہ کار اختیار کیا تھا جبکہ میں ابتدا ہی میں اس کے خلاف تھا۔ سنو یمنع! یوناف کوئی عام ساحر نہیں ہے۔ میری ان نیلی دھند کی شیطانی قوتوں کا کہنا ہے کہ یوناف ایک قدیم ترین انسان ہے۔ یہ آدمؑ کے وقت سے ہے اور اس کے ناسوت پر لاہوت کا عمل ہے۔ وہ ایسی قوتوں کا مالک ہے کہ ابلیس کے گماشتے بھی اس کا سامنا کرتے ہوئے ہچکچاتے ہیں۔"

یمنع نے بات کو ایک نئے رخ کی طرف لے جاتے ہوئے کہا۔ "اے یافان! کیا

تمہاری اس نیلی دھند میں رہنے والی شیطانی قوتیں یوناف کو اپنی گرفت میں نہیں لے سکتیں، کیا ان میں اتنی سکت نہیں کہ یوناف پر قابو پا لیں۔"

یافان نے انتہائی مایوسی سے کہا۔ "اے یمنع! تمہاری یہ امید و مانگ اپنی جگہ درست ہے، پر میں اپنی ان شیطانی قوتوں کو کئی بار یوناف سے ٹکرا چکا ہوں، مگر ان کے مقابلے میں یوناف ہمیشہ کامیاب و فوز مند رہا اور میری ان قوتوں کو یوناف کے مقابلے میں ناکام و نامراد رہنا پڑا۔ اے یمنع! میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ برنمرود ناکام رہے گا لہٰذا تم مجھے کسی ایسے شخص کی قبر کی نشاندہی کرو جس نے انتہائی خونخوار زندگی بسر کی ہو۔"

یمنع نے کہا۔ "آج میں تجھے اس کی ضرور نشان دہی کروں گا۔ سنو یافان! اُرشہر کا ایک جوان تھا، انتہائی طاقتور اور خونخوار۔ وہ بچپن میں یتیم ہو گیا تھا لہٰذا اُرشہر کے ایک رئیس نے اس کی پرورش کی۔ یہ رئیس اُرشہر میں جرائم پیشہ لوگوں کا سرغنہ تھا۔ اس یتیم بچے کو اس نے بلی اور انسان کا گوشت کھلا کر بڑا کیا۔ اس یتیم بچے کا نام ملیتا تھا۔ جب ملیتا اس رئیس کے ہاں جوان ہوا تو انتہائی طاقتور اور خونخوار ہو چکا تھا۔ وہ رئیس اس سے اپنے دشمنوں کو قتل کراتا تھا۔"

یافان نے درمیان میں بولتے ہوئے کہا۔ "اے یمنع! میں تمہاری گفتگو سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ مجھے کسی ایسے ہی جوان کی روح کی ضرورت ہے۔ پر یہ تو بتاؤ وہ رئیس اسے بلی کا گوشت تو مہیا کرتا ہو گا پر وہ اس کے لیے انسانی گوشت کہاں سے مہیا کرتا تھا؟"

یمنع نے کہا۔ "جب تک ملیتا بچہ تھا وہ رئیس اسے نئے مرنے والوں کی لاشیں قبروں سے نکال کر کھلاتا رہا اور جب وہ جوان ہو گیا تو خود ہی لوگوں کو مار کر انسانی گوشت کھانے لگا۔"

"ملیتا کے جوان ہونے کے چند ہی برس کے بعد وہ رئیس مر گیا۔ اس رئیس کی مرگ کے صرف دو سال بعد کچھ جوانوں نے ملیتا کو سوتے کی حالت میں باندھ دیا اور پھر اسے اذیتیں دے دے کر مار ڈالا، ملیتا چونکہ بے اطمینانی کی حالت میں مارا گیا تھا، لہٰذا اس کی روح بھی بے چین اور سکون کی متلاشی ہو گی اور ایسی روح سے تم بہت کام لے سکتے ہو۔"

یافان نے آگے بڑھ کر یمنع کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔ "اے یمنع! تم انتہائی کام کے آدمی ہو۔ مجھے یقیناً ایسی ہی روح کی تلاش ہے۔ کاش تم نے مجھے بہت پہلے اس کی نش

دہی کر دی ہوتی، اب کہو تم مجھے کب تک ملیتا کی قبر پر لے کر جاؤ گے۔''

یمنع نے کہا۔ ''جب تم چاہو۔''

یافان نے کہا۔ ''تو پھر میں ابھی اور اسی وقت جاؤں گا اور ملیتا کی قبر سے اس کی ہڈیاں نکال کر یہاں لاؤں گا۔ ان ہڈیوں پر اپنا سحری عمل کر کے میں اس کی روح کو تسخیر کروں گا اور اس سے ایسا کام لوں گا کہ یوناف بھی اس روح کے سامنے بے بس ہو جائے گا۔'' یافان کے لہجے میں بے پناہ جوش اور ولولہ تھا۔

یمنع نے کچھ سوچا، پھر اس نے اپنے قریب لٹکتے ہوئے پیتل کے ایک طشت پر لکڑی کا ایک ہتھوڑا دے مارا۔ کمرے میں رات کے سناٹے میں ایک گونجدار آواز بلند ہوئی اور ڈوب گئی۔ اس کے ساتھ ہی ایک پجاری کمرے میں داخل ہوا اور دروازے کے قریب ہی مؤدب انداز میں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔

یمنع نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اپنے تین چار ساتھی بھی لے کر آؤ جن کے پاس کدالیں بھی ہوں۔ ہم ابھی اور اسی وقت قبرستان کی طرف جائیں گے، وہاں ایک قبر کے اندر سے ہڈیاں نکالنی ہیں۔''

پجاری مڑا اور واپس چلا گیا۔

یمنع نے یافان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے یافان! میرے عزیز اس کام کے لیے یہ رات بے حد موزوں ہے۔ باہر ہلکی ہلکی بارش ہو رہی ہے۔ بارش میں جب قبر کھود کر دوبارہ بھر دی جائے گی تو بارش کی وجہ سے وہ پھر ویسی ہی ہو جائے گی اور کسی کو شک نہ ہو گا کہ اس قبر کو کھودا گیا ہے۔

یافان نے اپنا اندیشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ ''قبرستان میں رات کے وقت گورکن تو ہو گا، کیا وہ ہمیں قبر کھودنے دے گا۔''

یمنع نے کہا۔ ''تم فکر مند نہ ہو۔ رات کے وقت وہاں کوئی گورکن نہیں ہوتا۔ یہاں کئی گورکن ہیں جو اپنے گھروں میں رہتے ہیں اور بوقت ضرورت لوگ انہیں بلا لیتے ہیں اور کام لے کر معاوضہ ادا کر دیتے ہیں۔''

یافان نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''اور اگر ایسا ہے تو پھر تم میرا ایک اور کام بھی کرو۔ یمنع! وہ یہ کہ اپنے لوگوں سے کہہ کر کوئی ایسا گھوڑا تلاش کراؤ جو اچھی نسل کا

ہونے کے علاوہ خوبصورت بھی ہو اور دیکھنے والے کی آنکھوں کو خوب بھانے والا ہو۔ ملیتا کی روح کو تسخیر کرنے کے بعد میں اس روح کو اس گھوڑے پر وارد کر دوں گا۔ مجھے امید ہے کہ یوناف کچھ روز تک شاس دیوتا کے اس معبد میں قیام کرے گا اس خوبصورت گھوڑے پر ملیتا کی روح کو طاری کرنے کے بعد ہم اس گھوڑے کو شاس دیوتا کے معبد کی طرف روانہ کریں گے جو ملیتا کی روح کو معبد کی طرف لے جائے گا۔ یوناف یقیناً اس گھوڑے کو پسند کرے گا اور اس پر سوار ہونا چاہے گا، جونہی وہ اس گھوڑے پر سوار ہو گا، میرے حکم پر وہ روح حرکت میں آئے گی اور پلک جھپکتے میں یوناف کو اس گھوڑے سمیت یہاں پہنچا دے گی۔ اس کے بعد یوناف میرے بس میں ہو گا اور میں اپنی خواہش کے مطابق اس سے اپنا انتقام لے سکوں گا، میں ملیتا کی روح کو بھی یوناف کے خلاف استعمال کرتے ہوئے اپنے دل کا کرودھ نکال سکتا ہوں لیکن میں اسے اپنے سامنے اپنے ہی ہاتھوں بے بس اور اذیت میں دیکھنا چاہتا ہوں۔''

یمنع نے کہا۔ ''میں ایک عمدہ، خوبصورت اور بہترین گھوڑے کا انتظام تو کل ہی کر دوں گا، پر جب یہ گھوڑا یوناف کو یہاں لائے گا اور یہاں آ کر یوناف برنمرود کی طرح تم پر بھی اپنی سری قوتوں کی وجہ سے غالب آ گیا تو پھر؟''

یافان نے کہا۔ ''اس سے متعلق تم فکر نہ کرو، تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے کمروں میں طلسم ڈال رکھا ہے جس کی وجہ سے میں اور اریشیا داخل ہونے کے بعد کسی کو دکھائی نہیں دیتے۔ اب میں ان کمروں میں ایک اور طلسم ڈال دوں گا اور اس کا اثر یہ ہو گا کہ یوناف جب وہاں داخل ہو گا تو اس کے پاس جو بھی طلسم یا سحری قوت ہو گی وہ اس کے ذہن سے جاتی رہے گی۔''

یمنع نے گرہ لگاتے ہوئے کہا۔ ''لیکن یوناف کے پاس تو بقول تمہارے لاہوتی قوتیں بھی ہیں۔''

یافان نے کہا۔ ''میرے اس عمل سے یوناف کے ذہن سے لاہوتی قوتوں کی یادداشت اور ان کا استعمال بھی جاتا رہے گا۔ ہاں! اس کے ناسوت پر جو لاہوت کا عمل ہے وہ اپنی جگہ رہے گا، میرا سحری عمل اسے ختم نہ کر سکے گا۔''

یمنع کے چہرے پر سکون اور خوشی بکھر گئی۔ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ کچھ پجاری کمرے میں

داخل ہوئے جو اپنے ہاتھوں میں کدالیں لیے ہوئے تھے۔ یمنع اٹھ کھڑا ہوا۔ یافان اور ارپشیا بھی اس کے ساتھ ہو لیے۔ تینوں ان پجاریوں کے ساتھ رات کی تاریکی اور بارش میں قبرستان کی طرف چل دیے جو اُر شہر کے جنوب کی طرف واقع تھا۔

اُر شہر کے جنوبی قبرستان میں داخل ہونے کے بعد یمنع نے ایک قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''اس قبر کو کھودو۔''

پجاریوں نے آن کی آن میں اس قبر کو کھود ڈالا۔ جب اس قبر کے اندر سے مٹی نکالی گئی تو وہاں سے ایک بہت بڑا انسانی ڈھانچہ برآمد ہوا۔ نیچے اترے ہوئے پجاریوں میں سے ایک نے یمنع کو آواز دے کر اس انسانی ڈھانچے کی اطلاع دی جس پر یمنع نے اپنے قریب کھڑے یافان سے کہا۔ یافان! یافان! قبر کھد چکی اور ملیتا کا ڈھانچہ مل گیا ہے تو تم اب اس کے ہڈیوں کے ڈھانچے سے کیا چیز حاصل کرنا چاہتے ہو جس کی مدد سے تم ملیتا کی روح کو تسخیر کر سکو۔''

یافان نے کہا۔ ''مجھے صرف اس ڈھانچے میں سے کھوپڑی کی ضرورت ہے۔''

اس کے ساتھ ہی یافان اس کھدی ہوئی قبر میں اترا اور اس ڈھانچے سے کھوپڑی علیحدہ کر کے باہر لے آیا، پھر اس کے کہنے پر پجاریوں نے جلدی جلدی قبر کو دبا کر پہلے کی طرح کر دیا۔

معبد کے اندر واپس آ کر یافان ارپشیا کو لے کر غار میں اپنے کمرے کے اندر گھس گیا، پہلے اس نے کھوپڑی کے دو سوراخوں میں سے رسی گزاری اور اس کے دونوں سروں کو گانٹھ دے دی پھر ایک کاغذ پر اس نے اپنا طلسم لکھ کر اس کھوپڑی کے اندر ڈالا اور کھوپڑی کو اپنے کمرے کی چھت کے ساتھ باندھ دیا۔

اس کے بعد اس نے ملیتا کی خونخوار روح، سکون کی متلاشی روح کو تسخیر کرنے کا عمل شروع کر دیا۔

○

چند روز پہلے ہی ....

جن دنوں یافان ملیتا کی روح کو تسخیر کرنے میں لگا تھا، اس سرزمین کے حالات اچانک خراب ہو گئے اور سلطنت عیلام کے بادشاہ ارخ نے قوم سومیر پر حملہ کر دیا۔ ماضی میں چونکہ اکدیوں کے بادشاہ مانیستو نے عیلام پر حملہ آور ہو کر اس سلطنت کو نہ صرف کافی نقصان پہنچایا تھا بلکہ اکدی بادشاہ نیستو نے عیلامیوں سے خراج بھی وصول کیا تھا۔

قوم عیلام کا نیا بادشاہ ارخ ماضی کے اس داغ کو مٹانا چاہتا تھا، وہ ایک عرصہ سے جنگی تیاریوں میں مصروف تھا اور اپنی عسکری قوت کو خوب مضبوط کر لینے کے بعد اس نے سومیریوں پر حملہ کر دیا تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ سومیریوں کو روندتا ہوا شمال کی طرف بڑھے اور اکدیوں کو بدترین شکست دینے کے بعد وہ سومیری اور اکدی دونوں اقوام کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دے۔ اس طرح وہ سومیریوں اور اکدیوں کو اپنے زیر نگیں لا کر اپنی سلطنت کو شمال میں آشوری عربوں تک پھیلا دینا چاہتا تھا جو ابھی تک وحشی خانہ بدوشوں کی سی زندگی بسر کر رہے تھے۔

ان دنوں سومیری[1] قوم کا بادشاہ دونگی تھا جو نہایت شجاع اور دلیر انسان تھا اور اس کے دور میں علوم وفنون[2] کو انتہائی ترقی ہوئی تھی۔ عیلام کے بادشاہ ارخ نے جب سومیریوں پر حملہ کیا تو سومیریوں کے بادشاہ دونگی نے فوراً اس حملے کی اطلاع اکدیوں کے بادشاہ سارگن کو دی اور ارخ کے مقابلے میں سارگن سے مدد طلب کی۔ سومیری اور اکدی چونکہ اپنے آپ کو ایک ہی قوم تصور کرتے تھے لہٰذا ایک دوسرے کی مدد کرنا وہ فرض عین سمجھتے تھے۔ سارگن کی عسکری قوت بھی بے حد مضبوط تھی کیونکہ اس نے ماضی میں پے در پے فتوحات حاصل کر کے اپنی سلطنت کو مغرب میں شام تک شمال[3] میں کوہستانِ زاگروس تک وسعت دے دی تھی۔

---

[1]۔ سومیریوں کا سب سے بڑا تاریخی کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے خط میخی ایجاد کیا ان کا دوسرا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے یہ سلطنت کے قوانین مرتب کیے جو آگے چل کر حمورابی بادشاہ کے قوانین کا سنگ بنیاد ثابت ہوئے۔

[2]۔ سومیریوں نے مختلف صناع اور علوم وفنون کی ابتدا کی، یہی علوم وفنون ایک قوم سے دوسری قوم میں منتقل ہوتے گئے اور کمال کو پہنچے۔ آثار قدیمہ کے ماہرین کی تحقیق کے مطابق قدیم یونانیوں نے بھی ان ہی علوم سے افادہ کیا۔ ماہرین آثار قدیمہ کے مطابق سومیری تمدن اور دور تک پھیلا، یہاں تک کہ یہ تمدن موجودہ بلوچستان تک بھی پہنچا۔ (تاریخ ایران)

[3]۔ اکادیوں کے اس بادشاہ سارگن نے کوہستان زاگروس کی طرف موجود کرمانشاہاں تک اپنی سلطنت کو وسعت دی۔

سارگن[1] نے فوراً ایک لشکر تیار کیا اور اسے دونگی کی مدد کے لیے روانہ کر دیا۔ اب ارخ کے مقابلے میں دونگی کی عسکری حالت بہتر ہوگئی تھی کیونکہ سارگن کا لشکر بھی اس کے لشکر سے آملا تھا۔

کوہستانِ زاگردس کے جنوبی سلسلوں کے قریب ارخ اور دونگی کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ عیلامی لشکر کو یہ خبر نہ تھی کہ سومیریوں کی مدد کے لیے اکدیوں کا لشکر بھی ان میں آشامل ہوا ہے۔ عیلامی اپنی ہی دھن میں آگے بڑھے کہ وہ ہر حال میں سومیریوں کو شکست دے کر رہیں گے اور ان کے مرکزی شہر اُر پر قبضہ کر کے ان سے اپنی مرضی کے مطابق خراج وصول کریں گے لیکن سومیریوں اور اکدیوں نے مل کر نہ صرف عیلامیوں کے زور دار طوفانی حملے کو روک دیا بلکہ ایک طرح سے انہوں نے عیلامیوں پر جارحانہ حملوں کی ابتدا بھی کر دی۔ اب سومیریوں اور اکدیوں کی ضربت تیشہ آفات کے سامنے عیلامیوں کی اصنام خیالی ٹوٹنے لگی تھی۔ ان کی ساری جولانی نفس اور ان کا سارا بدمست جوش پابوسِ زمین ہو کر رہ گیا۔

تھوڑی دیر کی ہولناک جنگ کے بعد جب ارخ نے دیکھا کہ دشمن آہستہ آہستہ ان کے لشکر پر حاوی ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے لشکر کو گھیرتا بھی جا رہا ہے تو اس نے اپنے لشکر کو عام پسپائی کا حکم دے دیا۔ اب عیلامی لشکر آگے آگے اور سومیری اور اکادی متحدہ لشکر دونگی کی سرکردگی میں اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ عیلامی نفع وضرر سے بے پرواہ اپنے مرکزی شہر شوش کی طرف بھاگ رہے تھے اور اس فرار میں ان کا بادشاہ ارخ سب سے آگے تھا۔ سومیری اور اکادی وسوسہ و اضطراب، اشتداد و اندیشہ اور سینے کا بوجھ بن کر عیلامیوں کا تعاقب کر رہے تھے۔

ارخ اپنے لشکر کے ساتھ بھاگتا ہوا اپنے مرکزی شہر میں آ کر محصور ہو گیا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ شہر پناہ کے اندر رہ کر سومیریوں کے خلاف اپنی مزاحمت جاری رکھے گا اور اس طرح شاید محاصرہ طول پکڑنے پر دونگی یہ محاصرہ ترک کر کے اپنے لشکر کے ساتھ واپس چلا جائے گا۔ دونگی بھی جان گیا تھا کہ اس وقت حالات اس کے حق میں ہیں لہٰذا اس نے

---

[1]۔ سارگن اکادیوں کا ایک زبردست بادشاہ تھا۔ اس کا سب سے اہم کارنامہ یہ ہے کہ اس نے تمام اکادی ادب جو سحر، مذہب اور قوانین سلطنت سے متعلق تھا، سامی زبان میں منتقل کر دیا۔

شوش[1] شہر کا سختی کے ساتھ محاصرہ کر لیا۔ شوش شہر کے لوگ اپنے سب سے بڑے دیوتا انشوع[2] کے پاس جا کر نجات کی دعائیں مانگنے لگے جبکہ دونگی نے روز بروز محاصرے میں سختی پیدا کرنا شروع کر دی۔

ہر انس و جاں کو بے عاطفہ و بے وجدان کرنے کی خاطر سورج غروب ہونے کو جھک رہا تھا، حسن فطرت آشفتگی صحرا اور آرام و فراغت سے بھرپور جذبے، خون کے دو آبے بہاتی آنکھوں کی طرح اداس ہونے لگے تھے۔

ایسے میں یوناف شماس دیوتا کے ویران معبد میں بت خانے کے اندر اپنے بستر پر بیٹھا تھا کہ اسے عمارت کے باہر چرواہوں کا شور سنائی دیا۔ جب وہ معبد کی عمارت سے باہر آیا تو اس نے دیکھا سارے چرواہے ایک جگہ جمع تھے اور ان کے قریب دو گھوڑے آپس میں بری طرح لڑ رہے تھے، ان لڑتے ہوئے گھوڑوں کو دیکھ دیکھ کر چرواہے خوشی میں شور کر رہے تھے۔

یوناف نے دیکھا ان میں سے ایک تو اس کا اپنا گھوڑا تھا اور دوسرا کوئی نووارد گھوڑا تھا۔ یوناف عمارت سے اس طرف کو بھاگا جب وہ قریب گیا تو اس نے دیکھا دوسرا گھوڑا جو نہایت پلا ہوا اور اپنے سفید رنگ میں بے حد خوبصورت تھا، یوناف کے گھوڑے کو بری طرح کاٹ رہا تھا، پھر یوناف کا گھوڑا کھڑا نہ رہ سکا، اور سفید گھوڑے کے مقابلے میں جان چھڑا کر عمارت کی طرف بھاگ نکلا۔

یوناف کو سفید رنگ کا وہ گھوڑا بڑا بھلا لگا۔ اس گھوڑے کو پکڑنے کی خاطر یوناف اس کی طرف بڑھا گھوڑا اپنے پکڑے جانے پر بالکل سیخ پا نہ ہوا اور آرام سے ایک جگہ کھڑا رہا۔ یوناف کو گھوڑے کی یہ ادا بھی بھلی لگی۔ آگے بڑھ کر اس نے گھوڑے کو ایالوں سے پکڑ لیا۔ تھوڑی دیر تک وہ پیار سے اس کی گردن تھپتھپاتا اور اس کی پشت پر ہاتھ پھیرتا رہا، پھر جونہی ایک تیز جست کے ساتھ یوناف اس پر سوار ہوا، وہ گھوڑا وہاں سے یوں غائب ہوا جیسے وہ وہاں تھا ہی نہیں۔

---

[1]۔ یہ شہر کھدائی کے بعد معلوم ہوا ہے، اسی طرح شوش شہر کی کھدائی سے عیلامیوں سے متعلق اکثر معلومات فراہم ہوئی ہیں، یہ عیلام کا مرکزی شہر تھا۔

[2]۔ یہ قوم عیلام کا سب سے بڑا دیوتا تھا۔ (تاریخ ایران)

یہ منظر دیکھ کر چرواہے خوفزدہ ہو گئے اور اپنے اپنے ریوڑ کو ہانکتے ہوئے تیزی سے اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔

○○○

●

ننار دیوتا اور ننِ گل دیوی کے معبد کے درمیانی غار کے اندر جو دو کمرے یافان اور اریشیا کے استعمال میں تھے ان میں سے ایک کمرے کے اندر یوناف کے ہاتھ اور پاؤں لوہے کی مضبوط زنجیر سے بندھے ہوئے تھے، وہ کمرے کے ننگے فرش پر چت لیٹا تھا۔ اس کے ہاتھ زنجیروں میں جکڑنے کے بعد خوب کس کر دیوار میں لوہے کے ایک کڑے سے بندھے تھے جبکہ اس کے پاؤں بھی زنجیروں میں باندھ کر دوسری سمت کی دیوار کے اندر لوہے کے ایک دوسرے کڑے کے ساتھ باندھ دیئے گئے تھے۔

یوناف کے بدن پر صرف ایک بوسیدہ سا لنگوٹ تھا جبکہ یافان اور اریشیا اس کے پاس کھڑے باری باری اس پر کھولتا پانی ڈال رہے تھے، یوناف کے بدن پر جگہ جگہ آبلوں کی صورت میں داغ پڑ گئے تھے اور اس کی حالت برص کے مریض جیسی ہو گئی تھی۔

یوناف کی حالت ایسی اذیت ناک تھی جیسے آبگینے ہجر کی چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئے ہوں، اس کے چہرے پر اندیشۂ عواقب اور موت کی اترائی کی سی کیفیت تھی۔ اس کی آنکھوں میں اجاڑ غاروں کی سی ویرانی تھی۔ وہ انتہائی ہراساں اور پریشان جذبوں کا اظہار کرتے ہوئے یافان اور اریشیا کی طرف دیکھتا تھا اور ان سے رحم کی التجا اور اپنی رہائی و گلو خلاصی کی دریوزہ گری کرتا تھا، اس موقع پر یافان نے قہر آلود انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''تم نے اپنی بے بسی کو میرے سامنے دیکھا۔ میں تم سے تمہارے سکون کی ندرت، تمہارا فراغِ دل اور قرارِ جاں تک چھین لوں گا، تم دیکھو گے کہ میرے اس عذاب کے سامنے تمہارے لیے کوئی دادخواہ اور کوئی مستغیث نہ ہو گا تمہاری ساری صفت و صمدیت ختم ہوئی۔ میرا عذاب تمہارے لیے لحظہ بہ لحظہ انت اور طوفان کی شکل اختیار کرتا رہے گا اور تم اس غار کے کمرے میں اپنے آپ کو تر شول میں اٹکا محسوس کرتے رہو گے۔ میرے اور میری بیٹی اریشیا کے لیے یہ کیسی خوشی اور سکون کا باعث ہے کہ تم یہاں شکستہ و

بر باد اور خراب و ویران پڑے رہو گے۔ میں جان کنی طاری کرنے والی مصیبتوں کو تمہارے
گلے کا ایسا طوق بناؤں گا کہ کوئی تمہاری نشاط رفتہ پر ماتم کرنے والا نہ ہو گا اور تم زندہ
رہنے کے بجائے مردوں کے ساتھ پاتال میں اتر جانے کو زیادہ پسند کرو گے۔ یاد کرو تم
اپنے ماضی میں میرے ساتھ کیسا سلوک کرتے رہے ہو۔ یہ سب کچھ تمہاری ان ہی بد
اعمالیوں کا نتیجہ ہے۔ دیکھو میں نے تمہارے پیچھے ایک خونخوار روح لگا دی ہے۔ وہی تجھے
یہاں لیکر آئی ہے اور اسی نے تجھے یہاں زنجیروں میں جکڑ کر میرے سامنے بے بس و بے
ضرر کر رکھا ہے۔''

یوناف نے اجنبیت سے یافان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے اعمال نامۂ گناہ گار جیسے سیاہ انسان! میں نہیں جانتا تو کون ہے اور تیری میرے
ساتھ کیا دشمنی اور عداوت ہے، پر میں اپنی اس کربناک حالت کے باوجود دیکھتا ہوں کہ
تمہاری ہر بات شرارت کا شاخسانہ ہے۔ اے راندہ و مردود انسان! میں دیکھتا ہوں تیرے
انتقام کی دیگ جوش مار رہی ہے، پر تو یہ بتا! تیری میری کیا دشمنی اور عداوت ہے؟ سن رکھ
! آب و گل کے اس جہاں میں میرا رب ہی میرا مددگار ہے، ساری صفت و صمدیت اسی
کے لیے ہے وہ کردگار کریم ہے، میرے لبوں پر اسی کی واحدانیت کے لیے تشہد رہتی ہے۔
اے سیاہ رو انسان! تو قضائے الٰہی اور مشیت ایزدی سے بغاوت و سرکشی نہیں کر سکتا۔ اگر
میرے خدا نے میرے لیے رحمت حق کا نزول اور آزادی و گلو خلاصی لکھ دی ہے تو تیرے
جیسا شر انگیز انسان مجھے رحمت یزداں سے محروم نہیں کر سکتا۔

دیکھ! اس وقت تیرا جوش سیلابی پانی کی طرح جوش مار رہا ہے پر عنقریب تو دیکھے گا
تیرے گناہوں کو کہیں بھی امان نہ ملے گی کہ میرے پاس نہ حوصلوں کی کمی ہے نہ ہمت کا
قحط۔''

یافان کا چہرہ اتر سا گیا اور اس نے اریشیا کی طرف دیکھتے ہوئے مایوسانہ انداز میں
کہا۔''اریشیا! اریشیا! میں بھی کیسا احمق ہوں اور اے میری بیٹی! تو نے بھی مجھے یاد نہیں
دلایا میں خواہ مخواہ اس سے ماضی سے متعلق گفتگو کرتا رہا ہوں، میرے ذہن میں تو یہ خیال
ہی نہیں آیا کہ ہم نے اس کے ذہن پر سحری اثر کر کے اس کے ذہن سے جو اس کی لاہوتی
اور سحری قوتوں کی یادیں مٹائی ہیں تو اس کے ساتھ ہی یہ اپنا سارا ماضی بھی فراموش کر بیٹھا

ہے اور اب اس میں یہ قوت بھی نہیں کہ یہ اپنے ذہن میں ہمارے ساتھ دشمنی اور عداوت
کی وارداتوں اور باتوں کو مجتمع کر سکے۔ آہ! اسے اس حالت میں اذیت دینے سے کیا
حاصل، جب اسے یہ خبر ہی نہیں کہ میں یافان ہوں اور یہ کہ اسے اس کے کن کاموں کی
سزا دے رہا ہوں۔ نہیں نہیں۔ میں اس کی ساری یادیں اسے لوٹا کر اسے اذیت دوں گا
تاکہ یہ مجھے پہچانے اور جانے کہ یہ اس کے کن اعمال اور افعال کی سزا و عذاب ہے۔''

اریشیا نے چونک جانے کے انداز میں کہا۔''اے میرے باپ! یہ آپ کیا ارادہ کر
رہے ہیں۔ اگر اس پر آپ نے اپنا سحری عمل ختم کر دیا تو اس کی ساری یادیں لوٹ آئیں
گی۔ اس طرح اس کی ساری لاہوتی اور طلسماتی طاقتیں اس کے ذہن میں اجاگر ہو
جائیں گی اور عین ممکن ہے کہ انہی قوتوں سے کام لے کر یہ ہم دونوں کو کسی نئے کرب
میں مبتلا کر دے، میرے خیال میں اس موقع پر بزرگ یمنع کو بھی بلا لینا چاہیے اور ان
سے بھی اس سلسلے میں مشورہ کر لینا چاہیے۔

یافان نے کہا۔''اے بیٹی! میں نے ایک دیوداسی کو بھیجا تھا کہ وہ یمنع کو بلا کر لائے
میں اسے یوناف کی بے بسی اور کربناک حالت دکھانا چاہتا تھا، پر اس دیوداسی نے آ کر
مجھے بتایا کہ یمنع دیگر پجاریوں اور دیوداسیوں کے ساتھ اس وقت نار دیوتا کے معبد میں
ہے۔ ان کا بادشاہ دونگی چونکہ ان دنوں قوم عیلام کے بادشاہ ارخ کے خلاف مصروف جنگ
ہے لہٰذا یمنع پجاریوں اور دیوداسیوں کے ساتھ مل کر دیوی دیوتاؤں کے سامنے اپنے بادشاہ
کی فتح کے لیے گیت اور دعائیں مانگ رہے ہیں۔''

اریشیا نے کہا۔''کیا میں خود جا کر بزرگ یمنع کو بلا لاؤں کہ وہ بھی آ کر یوناف کی
حالت دیکھے اور خوش ہو۔''

یافان نے جواب دیا۔''اے بیٹی! میرا تو ارادہ ہے کہ میں ملیتا کی روح سے اس
سلسلے میں مشورہ کروں کہ اگر ہم یوناف پر سے اپنا طلسمی عمل ختم کر کے اسے اپنی اصل
حالت میں لائیں تو کیا وہ یوناف کو اس کی لاہوتی اور سحری قوتوں کے باوجود اپنی گرفت
اور قابو میں رکھ سکے گا۔''

اریشیا نے کہا۔''اے میرے باپ! آپ کا کہنا ٹھیک ہے، پر کیا ہی اچھا ہو کہ ہم یہ
ساری کارروائی بزرگ یمنع کی موجودگی میں کریں۔ اس طرح ہم پر اس کا اعتماد اور پختہ ہو

گا۔"

یافان نے انتہائی پیار اور شفقت سے کہا۔"اریشیا! اریشیا! اگر تمہارا یہی ارادہ ہے تو تم خود جاؤ اور یمنع کو بلا لاؤ۔ اس لیے کہ اس ساری کارروائی کے دوران اگر کسی موقع پر ہمارے لیے کوئی مصیبت اور خطرہ اٹھ کھڑا ہوا تو یمنع کی یہاں موجودگی ہمارے لیے سود مند ہوگی اور وہ بروقت ہماری مدد کا کوئی سامان کر سکے گا۔"

اریشیا نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔"اے میرے باپ! میں بھی اس نظریے اور پیش بندی کے تحت چاہتی تھی کہ اس ساری کارروائی کے دوران بزرگ یمنع بھی یہاں ہو۔"

یافان نے کہا۔"اچھا تم جاؤ، تمہارے جانے اور یمنع کے ساتھ واپس لوٹنے تک میں وہ طلسم ختم کرتا ہوں جس کی وجہ سے ان کمروں کے اندر ہم کسی کو دکھائی نہیں دیتے۔"

اریشیا باہر نکل گئی۔

اپنے کمرے سے نکل کر اریشیا نار دیوتا کے معبد میں اس حصے کی طرف جس میں بت رکھے تھے، ابھی تھوڑی ہی دور گئی تھی کہ کسی نے اسے پیچھے سے پکارا۔

"اے اریشیا! تم کہاں جا رہی ہو؟"

اریشیا نے مڑ کر اسے دیکھا۔ وہ نار دیوتا کے معبد کی ایک دیوداسی تھی جس نے اسے پکارا تھا۔

اریشیا اس کی خاطر رک گئی اور کہا۔"میں ذرا عبادت کے کمرے سے بزرگ یمنع کو بلانے جا رہی ہوں، میرے باپ نے انہیں بلایا ہے۔"

دیوداسی نے قریب آ کر کہا۔

"چلو! میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں، میں نے بھی ادھر عبادت کے کمرے میں ہی جانا ہے۔" اریشیا اس کے ساتھ پھر آگے بڑھنے لگی۔

نار دیوتا کے عبادت کے کمرے میں بھی بتوں کی ترتیب وہی تھی جو شاس دیوتا کے اس ویران اور غیر آباد معبد میں تھی جس کے اندر یوناف ٹھہرا ہوا تھا۔ فرق صرف یہ تھا کہ یہاں انو، ان لل، ان کی اور دیوی انا کے ساتھ شاس دیوتا کے بجائے نار دیوتا کا بت رکھا ہوا تھا۔ اس لیے کہ اب نار ہی اُر شہر کا محافظ سمجھا جاتا تھا، لہٰذا قومی دیوی اور دیوتاؤں کے

پاس اسی کے لیے جگہ ہو سکتی تھی، پجاری انو، ان لل، ان کی اور نار دیوتا کے سامنے جمع تھے جبکہ دیوداسیاں انا دیوی کے سامنے دعائیہ انداز میں کھڑی تھیں۔

یمنع کی سرکردگی میں پجاری گا رہے تھے۔

پجاری شاید انو اور ان کی دیوتا کی تعریف پہلے ہی گا چکے تھے کیونکہ جس وقت اریشیا اس دیوداسی کے ساتھ اس عبادت گھر میں داخل ہوئی۔ یمنع کے ساتھ پجاری ان لل دیوتا کی تعریف گا رہے تھے۔ اریشیا ایک طرف کھڑی ہوگئی تاکہ یمنع فارغ ہو تو اسے اپنے ساتھ لے کر چلے۔ یمنع کے ساتھ ساتھ پجاری بلند آوازوں میں ان لل کی تعریف گا رہے تھے۔

ان لل جس کا حکم ہمہ گیر ہے۔ اس کا حکم سربلند اور مقدس ہے
جس کا حکم[1] تبدیل نہیں کیا جا سکتا
جو مستقبل میں دور دور تک مقدروں کا تعین کرتا ہے
جس کی اٹھی ہوئی آنکھیں ملک میں جھانک لیتی ہیں
جب ان لل باپ مقدس شاہ نشین پر پھیل کر بیٹھتا ہے
جب "نونم نز"[2] بادشاہت اور سلطانی کو اکمل ترین بنا دیتا ہے
دھرتی کے دیوتا برضا و رغبت اس کے سامنے جھک جاتے ہیں
ان انا[3] اس کے سامنے عاجزی کرتے ہیں
ہدایت کے مطابق فرمانبرداری سے کھڑے ہو جاتے ہیں
عظیم اور جلیل القدر آقا
آسمان اور زمین میں مقتدرِ اعلیٰ
کائنات کے ارفع نپور[4] کو اپنا مسکن بنایا
تہمت، شرارت، غلط بیانی، گستاخی، مخاصمت، ظلم
تکبر، قول شکنی، معاہدہ شکنی، عدالتی فیصلے پر نکتہ چینی
شہر[5] برداشت نہیں کرتا

1۔ حکم سے یہاں مراد فیصلہ ہے۔ 2۔ یہ ان لل دیوتا کا ایک دوسرا نام ہے۔ 3۔ ان انا سے مراد دیگر دیوتا ہے۔ 4۔ نپور سومیریوں کا ایک عظیم الشان شہر تھا۔ 5۔ یہاں شہر سے مراد نپور شہر ہے، گویا نپور شہر برائیاں برداشت نہیں کرتا۔

نپور جس کا بازو ایک وسیع جال ہے
جس کا دل سبک رفتار ہورن[1] ایک پرندہ ہے
فوئش[2] پجاری مقدس دعاؤں کے لیے موزوں ہیں
اس کا مفرد کاشت کار ملک کا وفادار چرواہا[3] ہے۔"
دوسری طرف جوان اور حسین دیوداسیاں اننا دیوی کی تعریف گا رہی تھیں
"سارے می[4] کی ملکہ، درخشاں نور
حیات بخش خاتون ان[5] اور اراش[6] کی پیاری
ان کی مقدس دیوداسی، جواہرات سے لدی پھندی
تواش[7] کر کی طرح گرجتی ہے تو روئیدگی ختم ہو جاتی ہے
تو جو کوہساروں سے سیلاب لاتی ہے،
عظیم ترین جو آسمان اور زمین کی افنا ہے
جو زمین پر شعلے کی طرح لپکتی آگ برساتی ہے
تیرے پاؤں تھکتے نہیں
تو نے آہ و فغاں کے بربط پر نوحے بجوائے
میری ملکہ عظیم دیوی اننا
ملکہ پرمسرت کلیجے والی شاداں واں و فرحاں دل والی
لیکن جس کا غصہ ٹھنڈا نہیں پڑ سکتا، سن[8] کی بیٹی
اُش اُم گل انا[9] کی محبوب دیوی
میری ملکہ پرکشش ہے
اے اننا! تیری تعریف ہو

ا۔ ہورن، ایک پرندہ۔ سومیری روایات کے مطابق یہ عقاب نما اساطیری پرندہ ہے۔ ۲۔ فوئش پجاریوں کا ایک معزز طبقہ تھا۔ ۳۔ وفادار چرواہے سے مراد سومیری قوم کا بادشاہ ہے۔ (ماخوذ از دنیا کا قدیم ترین ادب) ۴۔ تہذیب کے بنیادی عناصر جن کی تعداد سومیریوں کے ہاں سو کے قریب تھی، ان عناصر کو "می" کہا جاتا تھا۔ ۵۔ آن، آسمان کے دیوتا انو کا دوسرا نام۔ ۶۔ اراش۔ انو دیوتا کی بیوی کا نام۔ ۷۔ اش کر۔ طوفان، بارش اور ہوا کے دیوتا کا نام۔ ۸۔ سن نناردیوتا کا دوسرا نام۔ ۹۔ اُش ام گل انا۔ اس دیوتا کا نام جسے اننا دیوی کا شوہر تسلیم کیا جاتا ہے۔

جب ان لل دیوتا اور اننا دیوی کی تعریف پجاریوں اور دیوداسیوں نے ختم کر لی تو اس بڑے کمرے کے اندر سارے پجاری اور دیوداسیاں ایک جگہ جمع ہو گئے اور سارے دیوتاؤں سے اپنے بادشاہ کی کامیابی کے لیے دعا گانے لگے۔

انو اور ان لل نے آسمان کا سانس زمین کا سانس پھونکا
زی اسدار بادشاہ
انو اور ان لل کے سامنے سجدہ ریز ہوا
اور انو اور ان لل نے اسے برکت دی
وہ اس کے لیے دیوتا جیسی ابدی سانس کھینچ لائے
اور زی اسدار کو
اور نوع انسانی کے تخم کا وجود برقرار رکھنے کو
عبور کرنے کی سرزمین طلوع آفتاب کی سرزمین دلمون[1] میں رکھا
ایسے ہی ہمارا بادشاہ دونگی بھی۔
انو، ان لل، ان کی، اننا اور ننار و نن گل کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے
ان کے لیے بیل اور بٹیر ذبح کرتا ہے۔
دیوی دیوتا اسے عیلام کے ارخ کے مقابلے میں فتح کرے۔"

جب پجاریوں اور دیوداسیوں کی تعریف اور دعائیں ختم ہو گئیں تو اریشیا آگے بڑھی اور یمنع کے قریب جا کر اس نے کہا۔ "اے بزرگ یمنع! میرے باپ نے آپ کو بلایا ہے، اس نے ملیتا کو جو تسخیر کیا تھا وہ روح یوناف کو غار کے اندران کمروں میں لے آئی ہے جو ہمارے تصرف میں ہیں۔ ملیتا کی روح نے یوناف کو زنجیروں میں جکڑ دیا ہے اور میرے باپ نے اپنے طلسمی عمل سے اس کے ذہن سے اس کی ساری لاہوتی قوتوں اور سحری طاقتوں کو مٹا دیا ہے، اب وہ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہماری گرفت میں ہے۔ اس کے جسم پر ہم نے کھولتا ہوا پانی ڈال کر اسے داغدار اور برص کا مریض بنا کر رکھ دیا ہے۔ اب وہ بڑی عاجزی سے ہم سے اپنے لیے رحم اور آزادی کی التماس کرتا ہے۔ اے بزرگ یمنع! اس موقع پر یوناف کی بے بسی، بے چارگی و درماندگی اور ذلت دیکھنے والی ہے۔ یہ

ا۔ دلمون کو محققین نے موجودہ پاکستان کی سرزمین قرار دیا ہے۔ (دنیا کا قدیم ترین ادب)

جوان کبھی ہمارے حواس پر خوف بن کر طاری تھا لیکن ملیتا کی روح نے اسے عجیب طرح سے ہمارے سامنے بے ضرر اور بے بس بنا کر رکھا دیا ہے۔ میری اور میرے باپ کی خواہش ہے کہ آپ بھی یوناف کو اس حالت میں دیکھیں۔''

یمنع نے اطمینان اور خوشی سے مسکراتے ہوئے کہا۔''اے میری بیٹی ! میں ضرور تمہارے ساتھ چلوں گا۔

پھر وہ اسی وقت اریشیا کے ساتھ ہو لیا۔ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اس کمرے میں داخل ہوئے۔

جب وہ اندر داخل ہوئے تو یافان نے چاہا کہ کمرے میں وہ طلسم ڈال دے جس کی وجہ سے وہ باہر سے وہاں کسی کو دکھائی نہ دیتے تھے، پر ایسا کرنے سے قبل وہ دنگ رہ گیا جب اس نے دیکھا کہ ایک جھٹکے کے ساتھ یوناف نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی زنجیریں توڑ کر دور پھینک دی تھیں، پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

اس کے جسم سے کھولتے پانی کے باعث پڑ جانے والے آبلے اور داغ جاتے رہے تھے اور اس نے اٹھتے ہی قریب پڑے ہوئے اپنے کپڑے پہنے اور تلوار سنبھال لی۔ ساتھ ہی اس نے تلوار سے اپنے گرد حصار بنا لیا تھا۔

اس پر یمنع نے حیرت سے یافان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔''اے یافان ! جس وقت میں اس کمرے میں داخل ہوا اس وقت یوناف زنجیروں میں بندھا ہوا تھا اور اس کے جسم پر داغ اور آبلے ہی آبلے تھے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ یہ فی الفور ٹھیک ہو گیا ہے۔ زنجیریں اس نے توڑ ڈالی ہیں اور اپنے کپڑے پہن کر اس نے تلوار سنبھال لی ہے۔ کہیں یہ تمہاری طلسمی گرفت اور ملیتا کی روح کے احاطے سے نکل تو نہیں گیا۔''

یافان پریشان ہو گیا۔

وہ فوراً پلٹا اور ساتھ والے کمرے میں چھت سے لٹکتی ملیتا کی کھوپڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے زور زور سے کہا۔''اے ملیتا کی روح ! تو کہاں ہے، کیا یوناف ہم سے باغی ہو رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اسے اپنی گرفت میں لے اور پہلے کی طرح اسے میرے سامنے بے بس اور مجبور کر دو۔''

اسی لمحہ ملیتا کی کھوپڑی کے اندر سے نارنجی شعلے جیسی اور دہکتی شفق کی مانند روشنی نمودار

ہوئی اور یوناف کی طرف لپکی، اس روشنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یافان نے یمنع سے کہا۔''اے یمنع ! یہ جو روشنی ملیتا کی کھوپڑی سے نکلی ہے یہی ملیتا کی روح ہے۔ یہ پہلی بار اس طرح روشنی کی صورت میں نمودار ہوئی ورنہ اس سے پہلے جب میں نے اسے تسخیر کیا تھا اس وقت یہ ایک آواز دیتی ہوئی حرکت میں آئی تھی۔ اب یہ آواز کی جگہ روشنی دیتی ہوئی نمودار ہوئی ہے۔'' اسی لمحہ اس نارنجی روشنی کے اندر سے ایک بھاری اور تحکمانہ آواز سنائی دی۔''روشنی ہو یا صورت، یہ سب میری ہی حرکت اور نمود کا اظہار ہیں اور یہ کہ.....''

ملیتا کی روح خاموش ہو گئی کیونکہ اس جیسی نارنجی روشنی یوناف کی طرف سے نمودار ہو کر ملیتا کی روح کی طرف لپکی تھی، دونوں روشنیاں آپس میں اس انداز سے ٹکرا رہی تھیں جیسے دو قوتیں ایک دوسرے سے گتھ گئی ہوں۔

وہ ابلیکا تھی !

جو نارنجی روشنی کی صورت میں یوناف کی طرف سے نمودار ہو کر ملیتا کی روح سے ٹکرا گئی تھی۔

اس موقع پر جبکہ یوناف کی طرف سے ابلیکا، ملیتا کی روح سے ٹکرائی تھی، کمرے کے اندر نیلی دھند کی صورت میں پھیلی یافان کی شیطانی قوتیں کچھ پریشان اور دہشت زدہ ہو گئی تھیں اور خوف کے مارے کمرے کے ایک کونے میں سمٹ گئی تھیں۔

ملیتا کی روح سے ٹکراتی ہوئی ابلیکا ایسی ہی نارنجی روشنی دے رہی تھی جس کا اظہار ملیتا کی روح کر رہی تھی۔

اس موقع پر یمنع نے یافان کی طرف دیکھتے ہوئے خوفزدہ سے لہجے میں سرگوشی کی۔ ''اے یافان ! کیا تم دیکھتے نہیں ملیتا کی روح نے حرکت میں آتے ہوئے جیسی روشنی دی تھی ایسی روشنی دیتی ہوئی ایک قوت یوناف کی طرف سے بھی نمودار ہو گئی ہے۔ میرا خیال ہے یوناف کی گرفت میں بھی کوئی روح ہے اور اس وقت یہ دونوں روحیں فضا میں ایک دوسرے سے ٹکراتی پھر رہی ہیں۔ ایسے میں کیا ہم تینوں یہاں غیر محفوظ نہیں ہیں اور کیا ہمیں اس وقت یوناف کی طرف سے خطرہ نہیں ہے۔''

یافان نے کہا۔''مجھے امید ہے کہ روحوں کے اس ٹکراؤ میں ملیتا کی روح کامیاب رہے گی اور اس کی کامیابی ہماری حفاظت کی ضمانت ہے۔ اس لیے ہمیں پریشان اور خوفزدہ

ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔''

اس بار یمنع نے ایک اور تجویز پیش کی۔ ''یافان! یافان! تم اپنی ان نیلی دھند والی شیطانی قوتوں کو کیوں حرکت میں نہیں لاتے۔ انہیں آگے بڑھاؤ کہ یہ دوسری روح کے مقابلے میں ملیتا کی مدد کریں۔ اس طرح ہماری حفاظت اور ملیتا کی روح کی کامیابی یقینی ہو جائے گی۔''

یافان جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ یوناف حرکت میں آیا۔ اس نے اپنی تلوار لہرا کر فضا کے اندر ٹکراتی ابلیکا اور ملیتا کی روح کی طرف کر دی تھی۔ تلوار کی نوک کا رخ ان کی طرف ہونے سے فی الفور اثر یہ ہوا کہ ابلیکا اور ملیتا کی روشنی دیتی ہوئی روحیں پیچھے ہٹ گئی تھیں۔ پھر یوناف نے تلوار کا رخ خالصتاً ملیتا کی روح کی طرف کر دیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ملیتا کی روح فضا کے اندر ہی ایک جگہ پر بے حس و حرکت ہو گئی۔ یوناف ایک بار پھر اپنی تلوار کو حرکت میں لایا۔ اس کی تلوار کے ساتھ ساتھ ملیتا کی روح بھی حرکت کر رہی تھی۔

یافان، یمنع اور ارشیا یہ سارا منظر دیکھ کر پریشان اور حیرت زدہ ہو رہے تھے۔ اپنی تلوار کو حرکت دیتا ہوا یوناف ملیتا کی روح کو چھت کے ساتھ لٹکتی اس کی کھوپڑی کے اندر لے گیا تھا۔ اس دوران ابلیکا روشنی دیتی ہوئی یوناف کی طرف لوٹ آئی تھی۔ ایسا لگتا تھا وہ یوناف کے جسم میں تحلیل ہو کر رہ گئی ہو۔

یوناف نے تلوار کا رخ ملیتا کی کھوپڑی کی طرف ہی رکھا اور یافان کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''اے دشمن دیرینہ! تو نے میرے ذہن کو اپنے طلسم کے بل بوتے پر مفلوج کر کے مجھے قطعی طور پر اپنا محکوم بنانے کی کوشش کی تھی لیکن تم اس میں ناکام رہے ہو۔ اے شرارت اور کجروی کے پیغامبر! تم اوروں کو میرے ساتھ ٹکرا کر ان کی زندگیوں سے کیوں کھیلتے ہو۔ تم نے برنمرود کا حال سن لیا ہو گا۔ اب تم نے یمنع کو کیوں ورطہ ہلاکت میں جھونک دینے کا فیصلہ کر لیا ہے شاید تیری ہڈیوں کی تازگی تجھے کہیں سکون سے بیٹھنے نہیں دیتی۔ اے مردود انسان! سن رکھ۔ میرے پاس نہ حوصلوں کی کمی ہے، نہ ہمتوں کا قحط۔ میں اپنے دم قدم پر بھروسہ کر کے تیرے کفر کے نشانات مٹا دینے کی استطاعت رکھتا ہوں۔ یہ تیرے

این و آں میں ڈوبے خراب و خرافات کے ارادے میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ کاش تو اپنے اس دلِ ملحد کو نیکی اور راست بازی کی طرف راغب کرتا۔ پر لگتا ہے تو بس اک مسافر ضلالت و گمراہی ہے اور تیرے مقدر کا درِ فیض بند ہو چکا ہے۔''

اس پر یافان نے چلا کر کہا۔ ''اے ملیتا کی روح کہ تو میری معمول ہے اور میری گرفت اور قدرت میں ہے۔ میں تمہیں تمہارے عامل کی حیثیت سے حکم دیتا ہوں کہ اپنی کھوپڑی سے نکل کر یوناف کا خاتمہ کر دے۔''

ملیتا کی روح کی طرف سے کوئی آواز نہ سنائی دی اور نہ ہی روشنی نظر آئی۔ یوناف کی تلوار کا رخ ابھی تک اس کی طرف تھا اور شاید اس عمل کی وجہ سے ملیتا کی روح اپنی کھوپڑی کے اندر محبوس رہنے پر مجبور تھی لہٰذا یافان کے حکم سے اس نے کوئی اثر نہ لیا تھا۔

یافان نے اس بار غصے اور جھلاہٹ میں اپنی پوری قوت کے ساتھ چلا کر کہا۔ ''اے ملیتا کی روح! میں یافان کہ تیرا عامل اور تو میری مسخر و معمول ہے۔ اس ناطے سے اگر تو میری آواز اور میرا حکم سننے کے باوجود حرکت میں نہیں آ رہی تو کیا تیری طرف سے یہ اپنے فرائض کے خلاف بغاوت نہیں ہے اور یہ کہ ایسا کرنے پر اگر میں تجھے کسی اذیت و کرب میں مبتلا کر دوں تو کیا میں اس میں حق بجانب نہ ہوں گا۔''

یافان کو اس بار بھی مایوسی ہوئی کیونکہ ملیتا کی روح نے اس بار بھی اس کی گفتگو اور دھمکی کا کوئی جواب نہ دیا تھا۔ شاید یہ سب کچھ یوناف کی اس سحر کی ہوئی تلوار کی وجہ سے تھا، جس کا رخ اب بھی ملیتا کی کھوپڑی کی طرف تھا۔ یافان اداس ہو گیا اور اس کی گردن جھک گئی۔

اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ ساتھ ہی اس کی ورقِ ناخواندہ جیسی کوری اور طلسم زیست سے بھرپور آواز سنائی دی۔

''یوناف! یوناف! تم اچانک ہی شماس دیوتا کے معبد سے غائب ہو گئے، میں جب وہاں لوٹی تو تمہیں نہ پا کر انتہائی پریشان ہو گئی، پھر میں نے ان چرواہوں کی گفتگو سنی، مجھے پتہ چلا کہ تم کسی گھوڑے پر سوار ہوئے تھے اور وہ تمہیں لے کر غائب ہو گیا۔ اس سے میں سمجھ گئی کہ یہ ضرور یافان یا یمنع کی کوئی چال ہو گی۔ اسی لیے میں اس معبد کی طرف آئی، پر یہاں مجھے یافان اور ارشیا کہیں دکھائی نہ دیئے۔ اس لیے میری پریشانی

میں اور اضافہ ہو گیا۔ دراصل یافان نے ان کمروں کے اندر ایسا طلسم ڈال رکھا تھا کہ باہر سے کسی کو اس کمرے کے اندر کچھ نظر نہ آتا تھا۔ لہٰذا میں تمہاری تلاش میں اِدھر اُدھر بھٹکنے لگی، آخر تمہاری تلاش کے لیے میں نے یہ فیصلہ کر لیا میں یمنع پر وارد ہوں گی اور اس پر دہشت طاری کر کے اس سے تمہارے متعلق پوچھوں گی لیکن اس کی نوبت ہی نہیں آئی کیونکہ اس وقت بتوں کے اس کمرے میں جس کے اندر یمنع اپنے پجاریوں اور دیوداسیوں کے ساتھ اپنے دیوتاؤں کی تعریف اور اپنے بادشاہ کے لیے دعائیں گا رہا تھا، وہاں اچانک اریشیا داخل ہوئی، میں نے اس کی یمنع سے ساری گفتگو سنی۔ تمہاری حالت کے متعلق سن کر میں بڑی پریشان ہوئی، لہٰذا میں یمنع اور اریشیا کے ساتھ اس کمرے میں داخل ہو گئی، تمہاری حالت سے میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ یافان نے تم پر ضرور کوئی ایسا سحر کیا ہو گا جس کی بناء پر تم اپنی لاہوتی و سحری قوتوں کو فراموش کر بیٹھے ہو گے۔''

''اس کمرے میں داخل ہوتے ہی میں نے جو سب سے پہلا کام کیا، وہ تمہاری یادداشتوں کی بحالی تھی۔''

یوناف نے رازداری سے کہا۔

''تمہارا شکریہ ابلیکا، پھر تم نے میرا بھی حرکت میں آنا دیکھا کہ ذہنی قوتیں بحال ہوتے ہی میں نے کمرے میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔''

ابلیکا نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

''یوناف! یوناف! تم میرا شکریہ کیوں ادا کرتے ہو، کیا میرا تمہارا کوئی رشتہ نہیں۔''

یوناف جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ خاموش ہو گیا کیونکہ یافان، جو گردن جھکائے گہری سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا، اریشیا نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ ''اے میرے باپ! اگر آپ کے حکم کے مطابق ملیتا کی روح حرکت نہیں کر رہی تو اس میں اس کا کیا قصور؟ آپ اسے کسی اذیت یا کرب میں مبتلا کیوں کرتے ہیں، آپ نے دیکھا نہیں یوناف کی تلوار کا رخ اس کی طرف ہے۔ یوناف نے ضرور کوئی عمل کر کے ملیتا کی روح کو کھوپڑی میں محبوس رہنے پر مجبور کر دیا ہے۔''

یافان کی طرف سے کسی جواب کا انتظار کیے بغیر اریشیا نے مٹی کا ایک برتن اُٹھایا اور

اسے پورے زور سے یوناف کے تلوار والے ہاتھ پر دے مارا، یوناف کے ہاتھ پر ضرب لگنے سے جونہی اس کی تلوار کا رخ چھت سے لٹکتی کھوپڑی کی طرف سے ہٹا، اس کھوپڑی کے اندر سے ملیتا کی روح پھر نارنجی روشنی دیتی ہوئی نمودار ہوئی لیکن یوناف نے فی الفور اپنی تلوار کا رخ پھر اس کی طرف کر کے اسے دوبارہ کھوپڑی کے اندر محبوس کر دیا۔

اریشیا نے خوشی سے چلا کر کہا۔ ''دیکھا میں کہتی تھی کہ یوناف کی تلوار ہی کی وجہ سے ملیتا کی روح آپ کا حکم نہ ماننے اور اپنی کھوپڑی کے اندر دبکی رہنے پر مجبور ہے۔''

یافان نے اس بار غور سے یوناف کی طرف دیکھا، پھر اریشیا سے کہا۔ ''اے بیٹی! دیکھ میں اس کا بھی کیا بندوبست کرتا ہوں۔

اسی لمحہ ابلیکا نے بھی یوناف سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

''یوناف! یوناف! دیکھو اس کمرے میں یافان کے خلاف میں بھی کیا انقلاب لاتی ہوں۔ دیکھو میں اریشیا پر وارد ہوتی ہوں اور اس پر سے یافان کا وہ سحر زائل کرتی ہوں جس کی وجہ سے وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہے کہ یافان اس کا باپ ہے۔''

قبل اس کے کہ یافان کسی طرح یوناف کے خلاف حرکت میں آتا۔ ابلیکا اریشیا پر وارد ہوئی اور اچانک اس کی حالت بدلنے لگی، پھر دفعتاً وہ انتہائی غصے کی حالت میں یافان کی طرف بڑھی اور اس کی سیاہ عبا کو پکڑ کر زور سے کھینچتے ہوئے کہا۔

''تو کون ہے؟''

''ہوش میں رہو۔ میں تمہارا باپ ہوں۔'' یافان نے گھمبیر اور گرجتی آواز میں کہا۔

اریشیا نے روتی اور چلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

''تو جھوٹا ہے۔ فریبی ہے۔ تو میرا باپ نہیں۔ تیرا میرا کوئی رشتہ نہیں تو نے ...... تو نے اے ظالم انسان! مجھے میرے ماں باپ سے علیحدہ کر دیا تھا۔ آہ! وہ تو میری شادی کرنا چاہتے تھے، پر تو نے اے ذلیل آدمی! مجھے ان سے علیحدہ کر دیا۔ میں تجھے زندہ نہ چھوڑوں گی، مار دوں گی تو ایک بھیانک مجرم ہے کہ تیرے جرائم کی سزا تجھے ضرور ملنی چاہیے۔

اریشیا کی اس گفتگو سے یافان کی حالت بدل گئی۔ پھر اچانک اس نے کمرے کے کونے میں سمٹی اپنی نیلی دھند والی شیطانی قوتوں کو مخاطب کر کے کہا۔ ''اس کا کام تمام کر

دو کہ اب یہ میرے کام کی نہیں رہی۔'' جواب میں نیلی دھند کا ایک حصہ علیحدہ ہوا اور اس کے اندر سے ایک ہیولہ اریشیا کی طرف بڑھا۔ اس ہیولے نے آناً فاناً اریشیا کا خاتمہ کر دیا۔

نیلی دھند کا ہیولہ اب واپس جا رہا تھا جبکہ اریشیا کی لاش فرش پر پڑی تھی اور یمنع کبھی حیرت اور تعجب سے یافان اور کبھی اریشیا کی لاش کی طرف دیکھ رہا تھا۔

اریشیا کے مارے جانے کے بعد یافان نے پھر اپنی شیطانی قوتوں کو اشارہ کیا اور جواب میں کمرے میں پھر ایک انقلاب برپا ہوا اور وہ یہ کہ یافان اچانک وہاں سے غائب ہو گیا۔ نہ وہ خود وہاں تھا، نہ نیلی دھند کے اندر اس کی شیطانی قوتیں اور نہ ہی چھت سے لٹکتی ملیتا کی کھوپڑی ہر چیز غائب ہو گئی تھی، صرف یمنع کمرے میں حیران و پریشان کھڑا تھا۔

یوناف نے اب اپنی تلوار کا رخ یمنع کی طرف کر دیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے گونجدار آواز میں کہا۔

''اے یمنع! میں نے تیری حسین دیوداسی اقلیما کے ہاتھ تمہارے لیے پیغام بھجوایا تھا کہ تو میرے خلاف حرکت میں آنے سے باز رہ لیکن تو نے برنمرود کے انجام پر نگاہ رکھی نہ ہی میرے اس پیغام کو خاطر میں لائے اور میرے خلاف تم نے یافان کے ساتھ اپنا تعاون جاری رکھا۔ اے یمنع! میں جانتا ہوں تو ایک عمدہ و نایاب ساحر ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ تو نار دیوتا کا پجاری بھی ہے اس لحاظ سے تیرے پاس بہت سی قوتیں ہیں لیکن سن رکھ یمنع! تم یافان کے سامنے ایسے ہی ہو جیسے کسی وحشی جنگلی اور زور آسا، سانڈ کے سامنے کوئی مریل بیل۔''

''اے یمنع! جب میں نے اس سانڈ کو بھاگنے پر مجبور کر دیا تو پھر تمہاری کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ میں چاہوں تو جہاں تم اس وقت کھڑے ہو یہاں سے تمہیں ہلنے بھی نہ دوں اور تمہیں لاش میں بدل دوں، پر میں کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اب میں تمہیں آخری موقع دیتا ہوں اور کچھ دن یہاں رک کر میں انتظار کروں گا، اگر تم نے یافان کے کہنے پر پھر میرے خلاف کوئی حرکت کی تو تم اپنی موت کو دعوت دو گے۔''

یمنع نے بڑی عاجزی و بے چارگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

''میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ میں تمہارے خلاف یافان کا ساتھ نہ دوں گا میں تمہارا

ممنون ہوں کہ تم نے مجھے سنبھلنے کا ایک موقع فراہم کیا۔''

یوناف نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

''اگر ایسا ہے تو تم جا سکتے ہو۔''

کچھ کہے بغیر یمنع مڑا اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف سے سرگوشی کرتے ہوئے پوچھا۔

''اب کیا ارادہ ہے؟''

یوناف نے کہا۔

''میں کچھ دن یہاں رک کر حالات کا جائزہ لوں گا کہ یافان پھر کہیں دوبارہ نار دیوتا کے اس معبد کو اپنا مرکز بنا کر میرے خلاف حرکت میں تو نہیں آتا اگر یافان نے یہاں قیام نہ کیا بلکہ کہیں اور چلا گیا تو پھر میں بابل کا رخ کروں گا، ویسے ابلیکا! مانتی ہو کہ میں نے کیسی خوش اسلوبی کے ساتھ ملیتا کی خونخوار روح کو تم سے دور رکھا۔

''یہ تم نے کوئی نیا اور انوکھا کام تو نہیں کیا، ہر کوئی اپنی رفیقہ اور ساتھی کی اسی طرح حفاظت کرتا ہے جس طرح تم نے کی۔''

''مجھے افسوس ہے ابلیکا! مجھے تم سے ایسے الفاظ نہیں کہنا چاہیے تھے۔'' یوناف نے شرمندگی کے احساس سے کہا۔

جواب میں ابلیکا نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ میرا تمہارا رشتہ ہی ایسا ہے کہ تم مجھ سے ہر طرح کی بات کر سکتے ہو۔ میں تمہاری ہر بات برداشت کر سکتی ہوں۔ سنو یوناف! ملیتا کی روح کیسی بھی خونخوار سہی پر وہ مجھے کوئی گزند کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ ہاں ہم دونوں ایک دوسرے کو زیر کرنے کی خاطر زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتے ہیں کہ ایک دوسرے کے عامل یا محبوب کو نقصان پہنچائیں۔ یوناف! یوناف! ملیتا کی روح کی طرف سے اب تمہیں محتاط رہنا ہو گا۔ یافان کسی بھی وقت اس سے تم پر حملہ کرا سکتا ہے، بہرحال تم فکر مند نہ ہو۔ اس کا بھی کوئی حل تمہیں بتا دوں گی۔ فی الوقت تو تم شاس دیوتا کے معبد میں چل کر آرام کرو۔''

یوناف نے جواب میں کچھ نہ کہا اور خاموشی کے ساتھ وہاں سے نکل گیا۔

○

سومیریوں کے بادشاہ دونگی نے اسی طرح قوم عیلام کے مرکزی شہر شوش کا محاصرہ کر رکھا تھا، قوم عیلام کے بادشاہ ارخ نے ارادہ کیا تھا کہ وہ شوش کے اندر محصور رہ کر دونگی سے جنگ کرتا رہے گا اور محاصرے کو طویل ہوتا دیکھ کر دونگی خود ہی اپنے لشکر کے ساتھ واپس چلا جائے گا، لیکن حالات و واقعات ارخ کی ساری خواہشوں کے الٹ نمودار ہوئے۔ سومیریوں کا بادشاہ دونگی دن بدن محاصرے میں سختی کرتا چلا گیا۔ پہلے اس نے شوش شہر کے لیے رسدو کمک بند کی۔ پھر اس نے مضافاتی علاقوں سے شوش کے اندر سبزیاں، پھل اور اناج بھی لے جانے پر پابندی عائد کر دی۔ اس طرح شوش کے حالات دن بدن خراب ہونے لگے اور شہر کے لوگ بھاگ بھاگ کر شہر کے اندر اپنے سب سے بڑے دیوتا انشوع کے معبد میں جانے لگے اور وہاں اپنی گلو خلاصی و آزادی کے لیے گڑ گڑا کر دعائیں مانگنے لگے۔

ایک روز قوم عیلام کا بادشاہ ارخ بھی جب انشوع دیوتا کے معبد میں اپنی آزادی کے لیے دعا مانگ کر فارغ ہوا تو انشوع کے معبد کا بڑا پجاری جو قوم عیلام کی رسومات کی رو سے بادشاہ کا سب سے زیادہ قابل اعتماد مشیر بھی ہوا کرتا تھا، بادشاہ کے پاس آیا اور ارخ کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

"اے آقا! تو دیکھتا ہے کہ شہر پر مصائب و آلام بڑھتے جا رہے ہیں، شہر کا محاصرہ دن بدن سخت اور بدترین ہوتا جا رہا ہے، لوگ بد دل ہو رہے ہیں اور یہ بد دلی انہیں بغاوت اور سرکشی کی طرف بھی لے جا سکتی ہے۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم سومیریوں کے بادشاہ دونگی سے صلح کی بات کریں اور اگر وہ ایسی شرائط کے عوض جو ہمارے لیے قابل قبول ہوں، ہمارے شہر شوش کا محاصرہ اٹھا لینے پر رضا مند ہو جائے تو یہ صلح ہمارے لیے بری نہ ہوگی اور پھر اے بادشاہ! تم حالات کو دیکھو۔ باہر سے خوراک آنی بند ہوگئی ہے اور لوگ دن بدن نالاں اور بے زار ہو رہے ہیں۔"

ارخ چند ثانیوں تک گہری سوچوں میں ڈوبا رہا، پھر اس نے غور سے پجاری کی طرف دیکھا اور کہا۔

"اے مقدس پجاری! تیرا کہنا درست ہے اور میں تم سے مکمل طور پر اتفاق رکھتا ہوں۔ لہٰذا تو خود ہی شہر سے نکل کر سومیریوں کے بادشاہ دونگی کے پاس جا اور اس سے امن و صلح کی بات کرو جو شرائط تو اس کے ساتھ طے کرے گا، وہ میرے لیے قابل قبول ہوں گی۔"

بڑے پجاری نے اطمینان اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اس مقصد کے لیے میں ابھی دونگی کے لشکر کی طرف جاتا ہوں۔"

پھر وہ پجاری معبد سے باہر نکل گیا۔

○

قوم سومیر کا بادشاہ دونگی اونٹ کے چمڑے سے بنائے گئے خیمے میں اپنے جنگی مشیروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اس کا ایک سپاہی اندر آیا اور دونگی کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے ادب سے کہا۔

"اے بادشاہ! باہر قوم عیلام کا بڑا پجاری آیا ہے، وہ آپ کے ساتھ جنگ بندی اور صلح کی شرائط طے کرنا چاہتا ہے۔"

دونگی نے اپنے مشیروں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

"قوم عیلام کے پجاری کو یہاں بلانے سے قبل میں تم لوگوں سے یہ جاننا چاہوں گا کہ ہمیں کن شرائط پر عیلام کے ساتھ صلح کرنی چاہیے؟"

خیمے کے اندر چند ثانیوں تک گہری خاموشی چھائی رہی، پھر ایک معمر مشیر نے کہا۔

"اے بادشاہ! عیلامیوں کے ساتھ صلح کرنے کے لیے میرے ذہن میں تین عمدہ شرائط آئی ہیں۔"

"کہو! وہ کیا شرطیں ہیں۔" دونگی نے بے تابی سے پوچھا۔

اس معمر مشیر نے کہا۔

"تین شرائط پر قوم عیلام سے صلح کر لی جائے۔"

اولاً جنگ میں جس قدر ہمارے اخراجات ہوئے ہیں قوم عیلام اس سے دوگنا ہمیں ادا کرے۔

ثانیاً میں نے سن رکھا ہے کہ بادشاہ ارخ کی ایک بیٹی ہے جس کا نام یوام ہے اور اپنے حسن اور خوبصورتی میں جواب نہیں رکھتی، قوم عیلام ارخ کی بیٹی یوام کو آپ کی

زوجیت میں دینا قبول کرے۔

ثالثاً قوم عیلام اپنے سب سے بڑے دیوتا انشوع کا وہ بت جو ان کے مرکزی معبد میں ہے ہمارے حوالے کر دے تاکہ اس بت کو ہم اپنے مرکزی شہر اُر کے مضافات میں جا گاڑیں اور لوگوں کو ہماری فتح اور عظمت کا احساس ہو سکے۔"

دونگی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں یہ انتہائی معقول اور مناسب شرائط ہیں، تم میں سے جس کو ان پر کوئی اعتراض ہو وہ اٹھ کر اپنی شرائط پیش کرے۔"

جب کوئی بھی نہ بولا تو دونگی نے سپاہی کو مخاطب کر کے کہا۔

"عیلامیوں کے پجاری کو اندر آنے دو۔"

سپاہی پلٹا اور خیمے سے باہر نکل گیا، تھوڑی ہی دیر بعد عیلامیوں کا بڑا پجاری اندر آیا۔

دونگی نے اسے تعظیم دی اور اپنے پاس بٹھایا، پھر پوچھا۔

"اے مقدس پجاری! وہ کون سی غرض ہے جو تمہیں شوش شہر سے میری طرف لے آئی ہے۔" پجاری نے سنبھل کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اے سومیریوں کے عظیم بادشاہ! میں اور ہمارا بادشاہ ارخ چاہتے ہیں کہ آپ کے ساتھ صلح ہو جائے اور مزید لوگ جنگ کی بھٹی میں جلنے سے بچ جائیں۔ اس کے لیے آپ کی کوئی شرائط ہوں تو کہیے؟"

دونگی نے اپنے اسی معمر مشیر کو مخاطب کیا جس نے کہ پجاری کی آمد سے پہلے تین شرائط تجویز کی تھیں اور کہا۔

"مقدس پجاری سے صلح کی شرائط کہو۔"

مشیر نے پجاری کی طرف دیکھا اور کہنا شروع کیا۔

"اے مقدس پجاری! جنگ کو صلح پر ختم کرنے کے لیے ہماری صرف تین شرائط ہیں۔

"اول یہ کہ اس جنگ میں جس قدر اخراجات ہمارے ہوئے ہیں، اس سے دگنے قوم عیلام ہمیں ادا کرے۔

دوئم یہ کہ قوم عیلام کا بادشاہ ارخ اپنی بیٹی یوام کو ہمارے بادشاہ کی بیوی بنا دے۔

سوئم یہ کہ شوش کے بڑے معبد میں اے مقدس پجاری! جو انشوع دیوتا کا بت ہے وہ

ہمیں دے دیا جائے، اس بت کو ہم اُر شہر کے باہر نصب کریں گے اور یہ ہمارے پاس ایک یادگار ثبوت ہوگا کہ ہمارے عظیم بادشاہ دونگی نے قوم عیلام پر فتح حاصل کی تھی۔"

"میں پہلی اور تیسری شرط قبول کرتا ہوں، دوسری شرط جو ہمارے بادشاہ ارخ کی بیٹی یوام سے متعلق ہے، اس کے بارے میں میں اپنے بادشاہ ارخ اور یوام سے جا کر گفتگو کرتا ہوں، امید ہے وہ اس پر رضا مند ہو جائیں گے۔ اس کے لیے کیا آپ لوگ مجھے تھوڑا سا وقت دیتے ہیں، مجھے امید ہے آج شام سے پہلے پہلے ہم ضرور کسی تصفیہ پر پہنچ جائیں گے۔"

دونگی نے کہا۔

"اے مقدس پجاری! ہم تمہیں شام تک کی مہلت دیتے ہیں، تم یہاں سے واپس جا کر اپنے بادشاہ ارخ اور اس کی بیٹی یوام سے مشورہ کرو اور شام تک ہمیں اپنے فیصلے سے آگاہ کر دو۔"

بڑا پجاری اٹھا اور خیمے سے باہر نکل گیا۔

قوم عیلام کا وہ بڑا پجاری دونگی سے گفتگو کرنے کے بعد جب شوش شہر میں اپنے بادشاہ ارخ کے محل کی طرف لوٹا اور محل کے دیوان خانے میں داخل ہوا تو ارخ پہلے ہی وہاں اس کا منتظر بیٹھا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی بیٹی یوام بھی تھی جو دل آگینہ، امید وصل، جمالِ وحدت اور جذبِ سحر جیسی پرکشش تھی۔ اس کا بدن جیسے کسی آبدار موتی میں خطِ احمر، اس کے دانت گہر تاب اور چاندنی کے برج تھے۔ اس موقع پر وہ بت شنگرف اپنے باپ ارخ کے پاس بیٹھی مخمل و کمخواب اور سنبل کا ڈھیر لگ رہی تھی۔ اس کی رگوں میں جوانی کا خون جوش مار رہا تھا اور اس کے شہابی ہونٹوں پر شرم و شوخی کے رامش و ریحان جذبے تھے۔

جب بڑا پجاری ارخ کے پاس آ کر بیٹھ گیا تو اس نے پوچھا۔

"اے مقدس پجاری! تم دونگی سے کیا طے کر آئے ہو؟"

پجاری نے کہا۔

"اے بادشاہ! دونگی اور اس کے مشیر ہمارے ساتھ صلح پر آمادہ ہیں، پر اس کے لیے وہ تین شرطیں رکھتے ہیں۔

پہلی شرط یہ کہ اس جنگ میں جو ان کے اخراجات ہوئے ہیں اس سے دگنی رقم انہیں ادا کر دی جائے۔

دوسری شرط یہ کہ شوش شہر کے سب سے بڑے معبد کے اندر جو ہمارے دیوتا انوع کا بت ہے وہ ان کے حوالے کر دیا جائے۔

ان کی تیسری اور آخری شرط یہ ہے کہ آپ کی بیٹی یوام کو ان کے بادشاہ دونگی کی بیوی بنا دیا جائے۔

اے بادشاہ! میں سومیریوں کی پہلی دونوں شرائط تو تسلیم کر آیا ہوں مگر تیسری شرط کے لیے تمہاری اور یوام کی مرضی جاننے آیا ہوں۔

پجاری ذرا رکا، پھر دوبارہ بولا۔

"اے بادشاہ! یوام کو دونگی کی بیوی بنا دینا مناسب ہے۔ اسی میں قوم عیلام کی بہتری ہے، اور اگر ہم نے یوام کو دونگی کی زوجیت میں دینے سے انکار کر دیا تو دونگی ہمارے شہر شوش کا محاصرہ جاری رکھے گا اور اب ہم میں اتنی سکت نہیں کہ شہر سے باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کر سکیں جبکہ سومیریوں کو برابر اپنے مرکزی شہر اُر سے کمک اور رسد مل رہی ہے۔ اس طرح روز بروز ہماری عسکری قوت میں ضعف اور سومیریوں کی جنگی قوت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے، اگر حالات ایسے ہی رہے تو ہماری قوم کے حق میں انتہائی مہلک اور خطرناک ہوں گے۔"

ارخ چند ثانیوں تک بڑے غور و انہماک سے یوام کی طرف دیکھتا رہا جس کی کیفیت عجیب ہو رہی تھی، اس کا چہرہ حیا سے لال بھبھوکا ہو رہا تھا اور جسم پسینے سے تر تھا، ایسے لگتا تھا جیسے وہ ترک آرزو اور بے خواب کر دینے والے جذبوں سے جنگ کر رہی ہو۔ پھر ارخ نے پجاری کی طرف دیکھا اور کہا۔

"یوام کو دونگی کی بیوی بنا دینے کا معاملہ انتہائی اہم ہے اور اس سلسلے میں میں اپنی بیٹی یوام سے ضروری صلاح مشورہ کروں گا اور سنو! مقدس پجاری! تم جانتے ہو میری بیٹی کی ماں مر چکی ہے۔ لہٰذا ......"

ارخ یہیں تک کہہ پایا تھا کہ رک گیا کیونکہ اس کے قریب بیٹھی یوام سنبھلی اور اس نے بیچ میں بولتے ہوئے کہا۔

"اے میرے باپ! میری ذات میری قوم اور میرے ملک سے اہم نہیں، اگر عیلام کی سلطنت نہ رہی اور یہ سرزمین ہی باقی نہ رہی تو پھر میں کس کام کی لہٰذا میں اپنی خوشی اور رضا سے سومیریوں کے بادشاہ دونگی سے شادی کرنے پر راضی اور تیار ہوں۔"

ارخ کے چہرے پر رونق آ گئی۔ اس نے آگے بڑھ کر یوام کی پیشانی چوم لی اور کہا۔

"اے میری بیٹی! تیری عزت، تیرا وقار اس نور سحر کی مانند زیادہ ہوتا رہے جس کی روشنی دوپہر تک بڑھتی رہتی ہے تو نے کیا عمدہ اور خوش کن فیصلہ کیا ہے۔"

چند ثانیے خاموش رہنے کے بعد ارخ پھر یوام سے کہہ رہا تھا۔

"یوام! یوام میری بیٹی! میری دعا ہے تو دونگی کے ساتھ عقل حیات کے سرچشموں کی طرح خوش اور مطمئن رہے، دیکھ بیٹی! تو دونگی کی خدمت کرنا، اپنے ہونے والے شوہر کے سامنے دروغ گوئی سے بچنا۔ دروغ گوئی بے ٹھکانہ راہوں جیسی اور دروغ گو ان لوگوں جیسا ہوتا ہے جو اپنی آبرو کسی غیر کے حوالے کر دیتے ہیں، دونگی کی خدمت میں اپنی آنکھوں میں نیند اور جھپکی نہ آنے دینا۔ قوم عیلام کے عظیم دیوتا تمہیں اُر شہر میں ایسے رکھیں گے جیسے ہرنی صیاد سے، فاختہ شکاری سے اور چیونٹی سیلاب سے محفوظ ہو جاتی ہے۔"

اپنے کردار میں اونچی آنکھ، جھوٹی زبان اور نفرت و کراہت ملے سلوک سے بچنا، سن بیٹی!۔ بے گناہوں کا خون بہانے والا ہاتھ، برے منصوبے بنانے والا دل، شرارت کے لیے تیز پاؤں اور بدی کی منتظر آنکھ قابل مذمت ہوتی ہے، میری بیٹی! تو اپنے باپ اور قوم عیلام پر بہت بڑا احسان کر رہی ہے۔ اس کے بدلے اور صلے سے دیوتا تجھے نوازیں گے اور تو اُر شہر میں دونگی کی زوجیت میں بڑی پرسکون زندگی بسر کرے گی۔

یوام نے کوئی جواب نہ دیا، بس وہ سر جھکائے اپنے باپ کی نصیحتوں بھری گفتگو کو غور سے سنتی رہی۔

ارخ خاموش ہوا۔

پھر اس نے پجاری کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے مقدس پجاری! اب جبکہ ساری مشکلات رفع اور رکاوٹیں دور ہو گئی ہیں تو ایک بار پھر دونگی کے لشکر میں جا اور اس کے ساتھ صلح کی گفتگو کو آخری شکل دے۔"

پجاری اٹھ کر باہر نکل گیا۔

اسی روز سارا معاملہ طے کر دیا گیا، یوام کی شادی دونگی سے کر دی گئی، قوم عاد کے سب سے بڑے دیوتا انتوع کا بت دونگی کے حوالے کر دیا گیا اور اس کے جنگی اخراجات سے دگنی رقم بھی اسے ادا کر دی گئی۔

اس کے جواب میں دونگی نے شوش شہر کا محاصرہ اٹھا لیا اور اپنے لشکر کے ساتھ واپس چلا گیا، اس نے قوم عیلام کے دیوتا انتوع کا بت واپس جا کر اُرشہر سے باہر نصب کر دیا تاکہ وہ سومیری قوم کی عیلامیوں پر فتح اور ان سے خراج وصول کرنے کی یادگار کے طور پر وہاں رہے۔

O

یوناف کو شماس دیوتا کے کھنڈرات میں قیام کیے ہوئے کئی روز ہو چکے تھے کہ ایک روز دوپہر کے قریب ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور ساتھ ہی اس نے اپنی شیریں آواز میں یوناف سے کہا۔

''اے میرے حبیب! کب تک یہاں ٹھہرے رہو گے۔ تمہارا قدیم دشمن یافان یہاں سے جا چکا ہے، اب یہاں پڑے رہنے سے فائدہ، اس سے تو بہتر ہے مصر کی طرف لوٹ چلو۔''

یوناف نے چند لمحوں کی سوچوں کے بعد کوئی آخری فیصلہ کرتے ہوئے کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا! میں یہاں سے مصر کی طرف نہ جاؤں گا بلکہ آگے شمال کی سرزمینوں کی طرف بڑھوں گا، میں اب کہیں اپنے لیے مستقل ٹھکانہ نہ بناؤں گا، اب جبکہ یافان جا چکا ہے۔ عارب، بیوسا اور عنیطہ خاموشی کی زندگی گزار رہے ہیں تو پھر ان پرسکون دنوں میں شمال کی طرف بڑھتے ہوئے میں یہاں سے بابل، پھر شمال کی طرف آشوریوں اور حتیوں کی سرزمین میں سے گزرتے ہوئے دور تک آگے کو بڑھوں گا۔ ایک طویل سیاحت کروں گا، پھر شمال سے جنوب کا رخ کر کے کنعانیوں کی سرزمین کی طرف آؤں گا، ان کے اندر کچھ عرصہ قیام کروں گا، پھر فیصلہ کروں گا کہ اس کے بعد مجھے کدھر کا رخ کرنا ہے۔''

ابلیکا نے مسکراتی ہوئی آواز میں کسی قدر استفہامیہ لہجے میں کہا۔

''اگر اس قدر طویل سیاحت پر ہی روانہ ہونا ہے تو پھر یہاں کیوں بیکار پڑے ہو،

یہاں سے کوچ کر جاؤ۔''

یوناف کے لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی، پھر وہ چھلانگ لگانے کے انداز میں اپنے بستر سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا! میں تمہارا کہا کیونکر رد کر سکتا ہوں، میں آج اور ابھی یہاں سے کوچ کر رہا ہوں۔''

اس نے جلدی جلدی اپنا بستر باندھا اور بستر کو کندھے پر رکھ کر شماس دیوتا کے معبد سے باہر نکل گیا۔

عمارت سے نکل کر یوناف اس جگہ آیا، جہاں چرواہے ایک جگہ جمع ہو کر بیٹھے ہوئے تھے، وہ جب ان کے قریب گیا تو وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔

یوناف نے ان کے قریب آ کر اپنا بستر زمین پر رکھ دیا اور کہا۔

''اے نیک دل چرواہو! جس روز میں یہاں آیا تھا تم سب نے مجھے خوفزدہ کیا تھا کہ شماس دیوتا کے اس معبد کی عمارت میں نہ جانا کہ یہ شیطانی قوتوں کا مسکن ہے، تم نے دیکھا کہ میں نے کئی روز تک اس کے اندر قیام کیا اور مجھے کسی نے کچھ نہیں کہا۔ سن رکھو! یہ عمارت بے ضرر ہے اور اس کے اندر کسی شیطانی قوت کا ٹھکانہ نہیں ہے۔''

''اے عزیز چرواہو!

میں آج یہاں سے کوچ کر رہا ہوں۔ سنو! میرا گھوڑا تو تم لوگوں کے جانوروں کے اندر چر رہا ہے، یہ اب تمہارا ہے، اسے تم لوگ بیچ کر رقم آپس میں تقسیم کر لینا اور یہ بستر بھی میں تم لوگوں کے لیے چھوڑ رہا ہوں، جو تم میں زیادہ ضرورمند ہو لے لے۔''

پھر اپنی کمر سے لٹکتی تھیلی کے اندر سے چند سکے نکال کر اس نے ان چرواہوں میں تقسیم کر دیے چرواہے اسے دعائیں دینے لگے اور یوناف اُرشہر کی طرف چل پڑا۔

اُرشہر کے قریب ابلیکا نے پھر اس کی گردن پر لمس دیا اور پوچھا۔

''اے میرے حبیب! اب کیا ارادہ ہے چرواہے اب نگاہوں سے اوجھل ہو گئے ہیں۔ اپنی لاہوتی قوتوں کو حرکت میں لاؤ کہ بابل کے پاس جا نمودار ہو۔''

یوناف مسکرایا پھر اس نے سرگوشی کی۔

''ابلیکا! ابلیکا! میں پہلے ینبع کی طرف جاؤں گا۔ اسے بتاؤں گا کہ میں جا رہا ہوں

اور اگر اس نے میری غیر موجودگی میں یافان کو اپنے ہاں ٹھہرانے یا اس کی مدد کرنے کی کوشش کی تو میں اسے برنمرود کی طرح موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔"

ابلیکا خاموش رہی۔ یوناف آگے بڑھتا رہا۔

یوناف جب یمنع کے کمرے میں پہنچا تو ایک پجاری سے اسے پتہ چلا کہ یمنع عبادت خانے میں ہے، جہاں بت رکھے ہیں۔

یوناف جس وقت پجاری سے گفتگو کے بعد یمنع کے کمرے سے نکلا تو ابلیکا نے اس کان میں کہا۔

"یوناف! یوناف! یمنع عبادت کے کمرے میں ہے۔ وہاں قوم سمیر کا بادشاہ، اس کی نئی بیوی جو عیلام کے بادشاہ ارخ کی بیٹی ہے اور اس کے مشیر بھی اس کے ساتھ ہیں، اکثر پجاری اور دیوداسیاں بھی وہاں جمع ہیں اور وہاں پر وہ اپنی فتح پر دعائیں گا رہے ہیں۔"

یمنع کے کمرے سے یوناف جب عبادت گاہ کے دروازے پر آیا تو اس نے دیکھا اندر کمرے میں بتوں کے سامنے سومیریوں کا بادشاہ دونگی، اس کے مشیر پجاری اور دیوداسیاں سب مل کر گا رہے تھے جبکہ دونگی کی بیوی ان کے درمیان کھڑی ان کی نقل کرنے کی کوشش کر رہی تھی، آوازیں یکجا ہو کر ابھر رہی تھیں۔

دیوتاؤ!
تمہارا چہرہ شیر کا سا ہے
تمہاری گرج گرجتے لپکتے سیلاب جیسی ہے
میں اپنے شہر کو لوٹ آیا ہوں
دیوتاؤں کو دشمن کی مرگ کی خبر دوں گا
سومیر کی بھری کشتی غرقاب نہ ہو گی
تین تہوں والا کپڑا کاٹا نہ جائے گا
دیوار پر کوئی مغلوب نہ ہو گا
کوئی آگ ہمارے گھروں اور جھونپڑوں کو تباہ نہ کر سکے گی
تم میری مدد کرو
میں تمہاری مدد کروں گا

تو پھر ہمیں کیا نقصان پہنچ سکتا ہے
میں نے پکڑے ہوئے سانڈ کی طرح دشمن کی ناک میں حلقہ باندھ دیا ہے
عیلامیوں کو رسیوں میں جکڑے جانے والے قیدیوں کی طرح شکست میں جکڑا ہے
میں دیوتاؤں کے حکم پر
اپنی قوم کی حفاظت کرتا رہوں گا!

عبادت گاہ میں فتح کی خوشی کا گیت ابھی جاری تھا لیکن اس گیت کو یوناف اس سے آگے نہ سن سکا کیونکہ اس کمرے سے حسین اقلیما نکل کر اس کی طرف آئی تھی اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔

"آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں، کیا کسی سے ملنا ہے؟"

یوناف نے بھی نرمی سے جواب دیتے ہوئے کہا

"تمہارا اندازہ درست ہے اقلیما! میں آج یہاں سے رخصت ہو رہا تھا، پر کوچ سے پہلے ایک ضروری کام کے سلسلے میں مجھے یمنع سے ملنا تھا۔"

اقلیما تھوڑی دیر تک سر جھکائے کچھ سوچتی رہی پھر اس نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ سے یوناف کی طرف دیکھا اور کہا۔ "جس وقت آپ نے اپنی خفی قوتوں کو کام میں لا کر مجھے شاس دیوتا کے ویرانوں میں آنے پر مجبور کیا تھا اور برنمرود میرا پیچھا کرتا ہوا وہاں آ گیا تھا جسے آپ نے ختم کر دیا تھا اس وقت میں آپ کے احسان اور مہربانی کا شکریہ ادا نہ کر سکی تھی۔"

"میں نے تم پر کوئی احسان کوئی مہربانی نہ کی تھی؟" یوناف نے حیرت اور تعجب سے اقلیما کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا کم احسان تھا کہ آپ نے برنمرود کو ختم کر دیا اور مجھے میرا لباس دے کر نرمی اور شفقت سے واپس بھیج دیا حالانکہ آپ چاہتے تو میرا بھی کام کر سکتے تھے، اس لیے کہ آپ کو دکھ دینے میں برنمرود نے مجھے بھی آپ کے خلاف اپنا شریک بنا لیا تھا، میرے لیے تو یہی سب سے بڑا احسان اور مہربانی ہے۔" اس موقع پر حسین اقلیما کی گردن جھک گئی اور اس کی آواز میں اور زیادہ نرمی حلول کر گئی تھی۔

یوناف جواب میں کچھ کہنے والا تھا کہ خاموش ہو گیا کیونکہ عبادت گاہ کے اندر کا

گیت ختم ہو گیا تھا اور لوگ باہر نکلنا شروع ہو گئے تھے۔ اقلیما بھی احتیاطاً ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔

یمنع ، اپنے بادشاہ دونگی اور اس کی نئی بیوی یوام کے ساتھ عبادت گاہ سے باہر نکلا، جب دونگی اپنی بیوی یوام اور اپنے مشیروں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا اور دیگر لوگوں کے علاوہ پجاری اور دیوداسیاں بھی ادھر ادھر ہونے لگیں تو یمنع بھی اپنے کمرے کی طرف چل پڑا، ابھی وہ چند ہی قدم آگے گیا تھا کہ یوناف نے اسے پیچھے سے پکارا۔

”یمنع ! یمنع ! ذرا رک کر میری بات سنو۔“

یمنع فوراً رک گیا، جب اس نے مڑ کر یوناف کو اپنی طرف آتے دیکھا تو اس کے چہرے پر زندگی کے سارے پر خار جذبے اور ان گنت خدشوں کے طوفان ابھر آئے۔

یوناف قریب آیا اور یمنع کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

”اے یمنع ! میں آج اور ابھی تمہارا یہ شہر چھوڑ کر جا رہا ہوں لیکن رخصت ہونے سے پہلے میں تم سے ملنے کی خواہش رکھتا تھا، سنو یمنع ! میں تو جا رہا ہوں لیکن اگر میرے بعد تم نے پھر یافان کو اپنے ہاں رہنے کی جگہ دی یا میرے خلاف تم نے اس کے ساتھ کسی بھی قسم کا تعاون کیا تو یہ جان رکھنا کہ میں تمہاری حالت برنمرود سے بھی بدتر کردوں گا اور یہ تو تم جان گئے ہو گے کہ میں آسانی سے کسی کے قبضے اور گرفت میں آنے والا انسان نہیں ہوں۔ تم نے دیکھا یافان نے میرے خلاف حرکت میں آنے کے لیے اپنی ساری قوتیں صرف کر دی تھیں۔ ایک خونخوار روح کو مسخر کر کے مجھ پر وارد کر دیا تھا لیکن وہ پھر بھی مجھے کوئی نقصان نہ پہنچا سکا۔“

یمنع نے خوش طبعی سے کہا۔

”اے یوناف ! تم بے فکر رہو۔ میں سب کچھ دیکھ چکا ہوں، میں ایسا احمق بھی نہیں کہ یافان کی خاطر تم سے دشمنی مول لوں، میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ میں نہ یافان کو نار دیوتا کے اس احاطے میں رہنے کی اجازت دوں گا اور نہ ہی تمہارے خلاف اس سے کوئی تعاون کروں گا، میری طرف سے تم مطمئن ہو کر یہاں سے جاؤ، میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آنے والے دنوں میں میری طرف سے تمہارے خلاف کوئی شرارت کا شاخسانہ کھڑا نہ ہو گا۔“

یوناف نے کہا۔

”اگر ایسا ہے تو پھر تم جاؤ۔“

یمنع مڑا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔

یوناف نے مڑ کر دیکھا حسین اقلیما ابھی تک وہیں کھڑی تھی۔ یوناف دوبارہ اس کے پاس آیا۔ اپنی کمر کے ساتھ بندھی خرجین کے اندر سے اس نے چند سکے نکالے اور اقلیما کو دیتے ہوئے اس نے کہا۔

”یہ رکھ لو، مجھے تمہارے حالات کی خبر ہو گئی ہے میں جانتا ہوں تمہارے ماں باپ اور دیگر رشتہ دار مر چکے ہیں اور تم صرف مجبوری کی حالت میں اس معبد کی دیوداسی بننے پر مجبور ہوئی ہو۔ یہ رقم رکھ لو تمہارے کام آئے گی، کاش ! میرا کوئی گھر اور ٹھکانہ ہوتا تو میں تمہیں اس معبد سے نکال کر وہاں رکھ سکتا۔

اقلیما نے وہ سکے لے لیے اور جواب میں کچھ کہنا چاہتی تھی کہ یوناف اسے چھوڑ کر وہاں سے آگے بڑھ گیا۔

سورج اب روشنیوں کے نقوش اور دہر کے نظاروں کو سمیٹتا ہوا غروب ہو رہا تھا، تازہ برگ زیتون جیسے گل فروش نظارے اپنی نس نس اور پتے پتے سے اک ارتباط روحانی بکھیرتے پیڑ اندھیرے کی طیلسان اوڑھنے لگے تھے، وادیوں کا حسن جلوہ فروش فنا پذیر ہونے لگا تھا، تاریکیاں آسمان کی اونچائی اور زمین کی پستی ایک کر رہی تھیں۔

یوناف جا رہا تھا، اقلیما اپنی جگہ پر اداس اور ویران کھڑی تھی، گہری تاریکی میں ٹوٹے چراغ اور بے فصیل و مسمار شہر کی طرح کھنڈر ہو گئی تھی۔ اس کے چہرے پر اڑتی بے آشیانہ ابابیلوں کی طرح پریشان دھول اڑ رہی تھی، تھوڑی دیر بعد یوناف اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا، تب وہ سر جھکائے یوں چل پڑی جس طرف دیوداسیوں کی رہائش گاہ تھی۔

○

ضحاک بادشاہ کو فریدوں اور کاوہ لوہار کے ہاتھوں مارا جا چکا تھا لیکن اس کے جدا ہونے کے بعد عارب، بیوسا اور عبیط سیستان سے ہوتے ہوئے ہند کے مغربی کوہستانی

سلسلے کے پاس نمودار ہوئے۔ ہندوستان کی سرزمین میں پہنچنے کے لیے وہ جس درے[1] میں داخل ہوئے اس میں ایک دریا بل کھاتا ہوا مشرق کی طرف جا رہا تھا۔ یہ درہ کرم[2] تھا اور اس کے اندر سے بہہ کر جنوب کی طرف جانے والا وہ دریا، دریائے کرم تھا۔

بیوسا اپنے گھوڑے سے اتر کر کرم[2] کے کنارے ایک چٹان پر کھڑی ہوگئی اور چٹانوں کے اندر بل کھا کر گزرتے ہوئے پانی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا۔ ''اے میرے عزیز بھائی اور بہن! اس دریا کا نظارہ دیکھو کیسا دلفریب ہے، پانی کی شفاف لہریں کیسے خوش کن انداز میں پتھروں سے ٹکراتی مغرب کی طرف جا رہی ہیں۔''

عارب اور نبیط بھی بیوسا کی طرح تھوڑی دیر تک چٹانوں کے اندر بہنے والے دریائے کرم کے اس دلفریب منظر کو دیکھتے رہے پھر نبیط نے عارب اور بیوسا سے کہا۔ ''اے میرے بھائی اور بہن! آؤ پہلے یہ جانیں کہ یہاں نزدیک شہر کونسا پڑتا ہے تاکہ اب ہم گھوڑوں پر سفر کر کے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر اس شہر میں جا نمودار ہوں اور وہاں عزازیل سے وعدے کے مطابق بدی و گناہ پھیلانے کا کام شروع کریں۔''

بیوسا اسی چٹان پر بیٹھتی ہوئی بولی۔ ''آؤ تھوڑی دیر کے لیے یہاں بیٹھ کر اس ماحول سے تو لطف اندوز ہوئیں۔''

عارب اور نبیط بھی اپنے گھوڑوں سے اتر کر اس کے پاس چٹان پر آ بیٹھے اور اپنے گھوڑوں کو انہوں نے چرنے کے لیے کھلا چھوڑ دیا۔

بیوسا چند ثانیوں تک دریائے کرم کی اچھلتی کودتی لہروں کو غور سے دیکھتی رہی، پھر اس نے عارب اور بیوسا کی طرف دیکھا اور کہا۔ ہم نے ہندوستان کی سرحد کے آس پاس مختلف قصبوں میں قیام کر کے اب تک وقت ہی ضائع کیا ہے ورنہ اب تک تو ہم ہندوستان کے کسی شہر میں داخل ہو کر اپنے کام کی ابتدا کر چکے ہوتے۔''

---

[1]۔ ان پانچ دروں میں سے ایک جو پاکستان کی مغربی سرحد پر ہیں، پہلا درہ خیبر جو کابل سے دریائے کابل کی وادی اور پشاور کی طرف آتا ہے، دوسرا درہ گومل بنوں کی طرف سے داخل ہونے کا راستہ ہے، تیسرا درہ ٹوچی جو غزنی کی طرف سے داخل ہوتا ہے۔ چوتھا درہ گومل جو افغانستان اور ڈیرہ اسماعیل خان کے درمیان راستہ بناتا ہے اور چوتھا درہ بولان جو قندھار کی طرف سے دشوار گزار کوہستانی سلسلے کو عبور کرتا ہے۔

[2]۔ دریائے کرم: یہ دریا افغانستان کی طرف سے آتا ہے۔ درہ کرم سے گزر کر یہ پاکستان کے ضلع بنوں کے اندر بہتا ہوا دریائے سندھ میں جا گرتا ہے۔

نبیط نے صفائی پیش کرنے کے انداز میں کہا۔ ''تم ٹھیک کہتی ہو، بیوسا! پر ان قصبوں کے اندر ہمارا قیام اس غرض سے تھا کہ شاید ضحاک کی طرف سے کوئی خبر آئے پر اس کی طرف سے کوئی ہرکارہ یا قاصد آیا ہی نہیں جو ہمیں یہ خبر دے کہ اس کاوہ لوہار اور فریدوں کے ساتھ جنگ کا کیا فیصلہ ہوا۔ اس انتظار میں واقعی ہمارا کافی وقت برباد ہو گیا ورنہ ابھی تک ہم نے ہندوستان کے کسی اچھے اور جانے پہچانے شہر میں داخل ہو کر اب تک وہاں کہرام اور ہنگامہ کھڑا کر دیا ہوتا۔

عارب نے گہری سوچوں سے سر اٹھاتے ہوئے کہا۔ ''اے میری بہنو! کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ یوناف ان دنوں کہاں ہوگا۔ کاش! میں اس سے اپنے بھائی کا انتقام لے سکتا! کاش میں اسے زیر کر سکتا۔ اسے پامال کر سکتا۔ اے میری بہنو! یہ انتقام کبھی کبھی مجھ پر بے خوابی اور طائر پر بند جیسی کیفیت طاری کر دیتا ہے۔ آہ یوناف! وہ ہمارا قافلہ تو بہار کی خزاں، ہماری آبروئے رفتگاں کا صیاد اور راہ سعی میں ہماری جستجو کے قدم کے سامنے سب سے بڑی رکاوٹ اور دیوار ہے۔ یوناف نے ماضی میں مجھے ایک سے زیادہ بار اپنے سامنے بے بس و مجبور کر کے میری حالت راتوں کو سلگتے کوئلے کی تاریکی اور سطح سمندر پر لرزاں لہر جیسی کر دی ہے۔ کاش! میں اس سے نمٹ سکتا۔ اس سے انتقام لے سکتا اور اسے زیر کر سکتا۔''

بیوسا نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ''یوناف! اب وہ شروع دن والا یوناف تھوڑا ہی ہے۔ شروع میں تو وہ آل شیث اور بنو قابیل کا سب سے باہمت اور طاقتور جوان تھا، پر اب وہ اپنی اس طبعی اور وہبی طاقت و قوت کے علاوہ ایک طوفان ہے۔ اب اس کے پاس معجز اثری قوتیں ہیں جن کی بناء پر وہ ہمارے لیے اور زیادہ آزاد فروش ثابت ہو سکتا ہے، اب وہ اپنی ذات میں ایک ہولناک آزار اور حصارِ محکم ہے، اب وہ ایسی قوتوں کا مالک ہے کہ جب چاہے ہمارے پندار کو ناآسودہ اور ہماری وسعت قلبی کو تنگ اور ہماری تسکین دلی کو پست و پامال کر کے رکھ دے۔''

عارب نے جھلاتے ہوئے کہا۔ ''اچھا اچھا دفع کرو یوناف کے ذکر کو۔ پہلے مجھے عزازیل کی عطا کردہ قوتوں کو حرکت میں لا کر یہ جاننے دو کہ ہندوستان میں کون سا شہر ہمارے لیے مناسب ہوگا اور اس کے لیے ہمیں کدھر کا رخ کرنا ہوگا۔''

پھر عارب کی گردن جھک گئی اور وہ مراقبے میں ڈوب گیا۔

جن دنوں عارب، بیوسا اور نبیطہ ہندوستان میں داخل ہوئے ان دنوں داروڑی[1] تہذیب اپنے عروج پر تھی، گو آرین بھی اس زمین میں داخل ہو چکے تھے لیکن ابھی تک وہ مغربی حصوں ہی میں تھے اور انہوں نے ابھی تک آگے بڑھ کر دراوڑوں سے جنگوں کا سلسلہ شروع نہ کیا تھا اور ہندوستان کے اندر دراوڑی تہذیب اور ثقافت ابھی تک ایسی زور دار تھی کہ آرین کو انہوں نے آگے نہ بڑھنے دیا تھا۔ ہندوستان میں اس وقت دراوڑی تہذیب کے مرکز امری[2]، ہڑپہ[3]، موہنجوداڑو[4]، نل[5]، نندارا[6]، ژوب[7]، کوئٹہ[8] اور گنویری[9] والا تھے۔ آرین کی آگے بڑھنے کی رفتار ابھی تک نہایت سست تھی اور وہ اس وقت تک اپنے آپ کو شمالی مغربی علاقوں تک محدود رکھنے پر مجبور تھے۔

۱۔ ہندوستان کی قدیم ترین قوم۔ ۲۔ یہ دراوڑ قوم کا قدیم ترین شہر ہے اور پاکستان کے صوبہ سندھ میں کھدائی کے دوران نمودار ہوا ہے، اپنے عروج کے زمانے میں یہ بڑے شہروں میں شامل تھا، کھدائی کے دوران امری سے جو مٹی کے برتن ملے ہیں وہ گلابی اور بھورے رنگ میں ہیں اور دوسرے شہروں کے برعکس اس شہر کے برتنوں پر کسی قسم کی تصویر کشی نہیں کی ہے۔ ۳۔ یہ شہر پاکستان کے صوبہ پنجاب میں ہے۔ 1856ء میں جنرل کننگھم نے اسے دریافت کیا تھا یہ شہر بیلوں سے کھینچے جانے والے چھکڑے بنانے میں مشہور تھا۔ اس شہر کے لوگ ایسے آئینے بنانے میں ماہر تھے جن کا دستہ عورت کی گردن کے نیچے دھڑ کے مطابق تھا اور جو کوئی یہ آئینہ دیکھتا تھا اس کا چہرہ ملا کر وہ دستہ نما انسانی دھڑ مکمل ہو جاتا تھا۔

۴۔ صوبہ سندھ کے موجودہ ضلع لاڑکانہ کا ایک شہر۔ یہ شہر اپنی قدامت اور منفرد تہذیب کی بنا پر دنیا بھر میں مشہور ہے، اسے ایک انگریز مسٹر آر ڈی بنجیری نے کھدائی کے دوران دریافت کیا تھا۔ ۵۔ نل، شمالی بلوچستان کا ایک قدیم شہر۔ اس شہر کی کھدائی سے تانبے اور مٹی کے برتن ملے ہیں جن پر گدھ کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ ۶۔ نندرا۔ جنوبی بلوچستان میں ہے۔ اس شہر کی کھدائی کے دوران جو برتن ملے ہیں ان پر شیر، مچھلی، بیل، پیپل کے درخت اور دیگر جانوروں اور پرندوں کی تصویریں ہیں۔ اس شہر کی کھدائی سے ایسے مکانوں کا پتہ چلتا ہے جن کے ان گنت کمرے ہوا کرتے تھے۔ ۷۔ شمالی بلوچستان کی وادی ژوب میں کھدائی کے دوران ایک قدیم شہر رانا گنڈائی کے آثار ملے ہیں، یہاں سے کوہان والے بیلوں، بھیڑوں، گدھوں اور گھوڑوں کے ڈھانچے ملے ہیں، یہاں سے چکنی مٹی سے بنے ہوئے ایک دیوی کے مجسمے بھی دریافت ہوئے ہیں۔ ۸۔ کوئٹہ بھی اپنی قدامت کے لحاظ سے مشہور ہے۔ یہاں کھدائی کے دوران جو برتن ملے ہیں گو وہ ایک ہی رنگ کے ہیں ان پر کوئی تصویر بھی نہیں لیکن ان کا ڈیزائن نہایت عمدہ ہے۔ ۹۔ یہ شہر کھدائی کے دوران نیا نیا دریافت ہوا ہے۔ یہ پنجاب میں بہاولپور ڈویژن میں واقع ہے، اسے ڈاکٹر محمد رفیق مغل نے دریافت کیا، اپنی قدامت اور وسعت کے لحاظ سے یہ شہر موہنجوداڑو اور ہڑپہ کا ہم عصر ہے۔

کافی دیر مراقبے میں پڑے رہنے کے بعد عارب نے اپنی گردن سیدھی کی اور بیوسا اور نبیطہ کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ ''اے میری بہنو! ہمارا رخ یہاں سے جنوب مشرق کی طرف ہوگا، وہاں ایک دریا کے کنارے ایک بہت بڑا شہر ہے، ہم تینوں اس شہر میں داخل ہوں گے اور وہاں قیام کر کے اپنے کام کی ابتدا کریں گے، میرے خیال میں ہم اپنے گھوڑوں کو یہیں چھوڑ دیں اور اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر اس شہر کے پاس جا نمودار ہوں اور پھر ......''

عارب کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ اچانک ان کے پاس عزازیل کا ساتھی ثبر نمودار ہوا تھا، اسے دیکھتے ہی وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

ثبر نے ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے ہمارے قدیم ہمدمو! تم تینوں کیسے ہو؟''

عارب نے جواب دیا۔ ''اے ثبر! ہم تینوں مطمئن ہیں، کیا تو ہمارے لیے عزازیل کی طرف سے کوئی نیا حکم لے کر آیا ہے۔''

''میں تمہارے لیے عزازیل کی طرف سے ہدایات کے علاوہ اور بھی بہت سی خبریں لے کر آیا ہوں۔''

ثبر نے کہا۔

عارب نے بے تابی کا اظہار کیا۔ ''تو پہلے وہ خبریں کہو جو تم ہمارے لیے لائے ہو۔''

ثبر نے کہا۔ ''تم تینوں کے لیے پہلی خبر یہ ہے کہ قوم ماد کی سرزمین پر فریدوں اور کاوہ لوہار کے مقابلے میں ضحاک کو شکست ہوئی ہے۔ اس جنگ میں ضحاک کو زندہ گرفتار کر لیا گیا تھا اور فریدوں نے اسے کوہستان البرز کے ایک غار کے اندر قید کر دیا تھا، اسی غار کے اندر ضحاک نے سسک سسک کر جان دے دی۔''

نبیطہ نے پوچھا، ''پر ہمیں تو کسی نے اس شکست کی اطلاع نہیں دی۔''

ثبر نے طنزاً کہا۔ ''اطلاع کون کرتا۔ ضحاک گرفتار ہو گیا اور اس کا لشکر جنگ میں کام آ گیا۔''

عارب نے ثبر کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ ''تم تینوں کے لیے تیسری خبر یہ ہے کہ تمہارا قدیمی دشمن یوناف مصر سے نکل کر سومیریوں کے شہر ار کی طرف آیا تھا، یہاں اس کا ٹکراؤ

ایک بار پھر یافان سے ہوا۔ یافان نے ایک خونخوار روح کو تسخیر کر لیا تھا اور اسی روح کی مدد سے اس نے یوناف کو اپنی گرفت میں کر لیا، پھر اس پر کھولتا ہوا پانی پھینک کر اسے اذیتیں پہنچائیں۔ یافان نے نتار دیوتا کے معبد کی ایک غار کے اندر اپنی تسخیر کردہ روح کی مدد سے یوناف کو زنجیروں سے جکڑ دیا تھا۔ اسی سلسلے میں دو اور ساحر برنمرود اور یمنع نے بھی اس کی مدد کی۔ پر برنمرود کا یوناف نے خاتمہ کر دیا۔ پھر یافان کے مقابلے میں بھی یوناف نہ جانے اپنی کون سی قوتوں کو حرکت میں لے آیا حالانکہ یافان نے اس پر سحری عمل کر کے اس کے ذہن کے اندر سے اس کی ساری لاہوتی وسحری یادداشتوں کو ختم کر دیا تھا۔ اس کے باوجود یوناف نے نہ جانے کن قوتوں سے کام لے کر یافان کی زنجیریں توڑ دیں جن میں وہ بند ہوا تھا اور اس روح پر بھی اس نے قابو پا لیا جسے یافان نے اس کے لیے تسخیر کیا تھا۔ یہاں بھی یافان یوناف کے مقابلے پر نہ ٹھہر سکا اور اپنے بچاؤ کی خاطر وہاں سے بھاگ گیا۔''

عارب نے ایک آہ بھرتے ہوئے کہا۔ ''کاش میں اس وقت وہاں ہوتا، جب یافان نے یوناف کو زنجیروں میں جکڑ کر اس پر کھولتا ہوا پانی ڈالا تھا، کاش میں یوناف کی بے بسی، درماندگی و لاچارگی اور کرب دیکھ سکتا، ہم سے تو یافان ہی اچھا رہا جس نے کم از کم یوناف کو زیر تو کر لیا اور اسے اذیت میں بھی مبتلا کیا، ہم سے تو یہ بھی نہ ہو سکا۔''

ثبر نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ ''اس فکر، قلق اور اضطراب سے کیا حاصل؟ سن رکھ یوناف غیر معمولی قوتوں کا مالک ہے اور اسے زیر کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ ایک بار میں اور میرا ساتھی زکنبور بھی اس سے ٹکرائے تھے لیکن اس نے ہمیں بھی زیر کر کے رکھ دیا تھا۔ سنو عارب! یوناف اپنی ذات میں سوز بھی ہے ساز بھی۔ نشتر بھی ہے نسترن بھی، طلسم کی رعنائی بھی رکھتا ہے اور دیگر سری قوتوں کی آہنگی و توازن بھی۔ یافان کو زیر کر کے اور اسے اُر شہر سے بھگانے کے بعد اب یوناف بھی اُر سے بابل کی طرف کوچ کر گیا ہے۔ شاید اس شہر میں وہ کچھ عرصہ قیام کرے۔ مجھے امید ہے کہ وہ ضرور بابل میں رہائش رکھے گا۔ اب جبکہ وہ تم سے ایک دُوری اور بعد پر ہے تم یہاں ہندوستان کی سرزمین میں اطمینان کے ساتھ اپنا کام جاری رکھ سکتے ہو۔ یہاں کوئی قوت ایسی نہ ہو گی جو تمہارے سامنے رکاوٹ ثابت ہو۔''

ثبر کے خاموش ہونے پر عارب نے پوچھا۔ ''اور عزازیل کی طرف سے ہمارے لیے ہدایات کیا ہیں؟''

ثبر نے بڑے مدبرانہ انداز میں کہا۔ ''عزازیل کی طرف سے ہدایات یہ ہیں کہ تم تینوں موہنجوداڑو چلے جاؤ۔ یہ شہر دریائے نیلاب[1] کے کنارے آباد ہے اور اس شہر میں رہ کر تم لوگ گناہ اور بدی پھیلانے کا کام شروع کر دو۔ اس شہر میں تمہارے لیے ایک سہولت بھی ہے اور وہ یہ کہ یوناف سے زک اٹھانے کے بعد یافان بھی اُر شہر سے بھاگ کر یہیں سکونت اختیار کر چکا ہے۔ سنو۔ اس شہر میں دریائے نیلاب کے کنارے تین منہ کی مورتی[2] کا مندر ہے۔ اسی مندر کے اندر یافان نے سکونت اختیار کر رکھی ہے۔ اپنی سحری قوتوں، اپنی ہڈیوں کے ڈھانچے پر مشتمل جسمانی ساخت اور اس کے علاوہ اس کے قبضے میں جو خونخوار روح اور شیطانی قوتیں ہیں، ان کی وجہ سے یافان نے اس مندر کے پجاریوں اور دیوداسیوں کے اندر ایک قابل عزت مقام حاصل کر لیا ہے اور لوگ ایک دیوتا کی طرح اس کا احترام کرتے ہیں۔ سنو! موہنجوداڑو کے لوگ سکتی[3]، سیوا[4] کے علاوہ جانوروں[5] کی پرستش بھی کرتے ہیں اور تم بھی ان کے ان معبودوں کا احترام کرنا۔''

ثبر جب خاموش ہوا تو نبیطہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ ''کیا موہنجوداڑو میں رہتے ہوئے یافان ہم سے تعارف کرنا پسند کرے گا۔''

جواب میں ثبر مسکرایا اور کہا۔ ''یافان تم لوگوں کو تمہارے چہروں سے بھی جانتا ہے، ایک بار وہ اور اس کی بیٹی اریشیا یمن شہر سے باہر یوناف کا مقابلہ کرتے ہوئے تم تینوں کو دیکھ چکے ہیں۔ یاد رکھو عرصہ ہوا یافان کی بیٹی اریشیا تو یوناف کے ہاتھوں ماری گئی تھی لیکن یافان اب بھی ویسی ہی قوتوں کا مالک ہے۔ بہت عرصہ پہلے یوناف نے یافان کا بھی خاتمہ کر دیا تھا۔ اس نے یافان کا سر کاٹ دیا تھا، پر یوناف سے ایک غلطی ہوئی۔ اگر وہ

---

[1] دریائے سندھ کا پرانا نام نیلاب تھا۔ [2] تین منہ کی یہ مورتی جس کی موہنجوداڑو میں پرستش کی جاتی تھی۔ اس کا ایک نمونہ بمبئی کے قریب الفنٹا کے غاروں سے بھی ملا ہے۔ تین منہ کی اس مورتی میں درمیانہ چہرہ سیوا کا، بائیں طرف کا منہ گھورا کا اور دایاں چہرہ اوما کا ہے۔ [3] سکتی دیوی جس کی موہنجوداڑو کے لوگ پوجا کرتے تھے۔ [4] ایک دیوتا کا نام۔ [5] جانوروں کے علاوہ درختوں کی بھی پوجا ہوتی تھی، خاص کر پیپل کے درخت کی۔ موہنجوداڑو سے جو لوحیں ملی ہیں۔ ان پر بیل ہاتھی، گینڈا، مگرمچھ اور چیتے کی تصویریں پائی گئی ہیں۔

یافان کے کٹے ہوئے سر کو زمین میں دفن کر دیتا تو یافان ختم ہو جاتا۔ پر یافان کی بیٹی اریشیا نے اپنے باپ کی مدد کی، اس نے اس خرجین سے جس کے اندر یافان کا کٹا ہوا سر تھا، خون کے قطرے زمین پر بہا دیے۔ اس خون کی بو کے پیچھے یافان کی قوتیں حرکت میں آ گئیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ اریشیا نے یوناف سے وہ خرجین ہی چھین لی جس میں اس کے باپ کا سر تھا۔''

''پھر کیا تھا؟ صحرائے شور میں جہاں یوناف یافان کے کٹے ہوئے سر کو دفن کر دینا چاہتا تھا۔ اریشیا اور یافان کی قوتوں نے ایک طوفان برپا کر دیا اور وہ یافان کو حرکت میں لے آئیں۔ اب یافان گو جسمانی طور پر ختم ہو چکا ہے لیکن اس کی ماتحت قوتیں اسے ہڈیوں کے پنجر کی صورت میں حرکت میں لائی ہوئی ہیں۔ یافان کا ذہن اور اس کی یادداشتیں پہلے کی طرح ہی کارآمد ہیں اور اس کے پاس اس کی سحری اور دوسری سری قوتیں ویسی ہی محفوظ اور تازہ ہیں اور اب ان پر مستزاد یہ کہ اس نے ایک روح کو بھی اپنے لیے مسخر کر لیا ہے۔ یہ ایک انتہائی جوان خونخوار روح ہے جس کا نام ملیتا تھا۔ ملیتا بچپن ہی میں یتیم ہو گیا تھا۔ اُرشہر کے ایک رئیس نے اسے پالا وہ اسے بلی اور انسان کا گوشت کھلایا کرتا تھا، اس طرح ملیتا جوان ہو کر ایک انتہائی خونخوار اور آدم خور انسان بنا، وہ رئیس جس نے اسے پالا تھا، وہ اس سے اپنے دشمنوں کو ختم کرانے کا کام لیتا تھا۔''

''پھر یہ رئیس مر گیا۔ اس رئیس کی موت کے چند سال بعد ہی ملیتا کو بھی اس کے دشمنوں نے رسیوں میں جکڑ کر اور اذیتیں دے دے کر مار ڈالا۔ ملیتا بے اطمینانی کی حالت میں مارا گیا تھا لہٰذا اس کی روح بھی بے اطمینان اور سکون کی متلاشی ہے لہٰذا اس نے ایک خونخوار اور بھیانک عفریت کی حیثیت اختیار کر لی ہے گو یوناف نے ملیتا کی روح کو بھی زیر کر لیا تھا لیکن یہاں ہندوستان کی سرزمین میں یافان ملیتا کی اس روح سے بہت کام لے گا۔ میں نے تم لوگوں کو یافان کے متعلق تفصیل سے بتا دیا ہے، اب تم تینوں موہنجوداڑو کی طرف کوچ کر جاؤ۔ میں یافان کو موہنجوداڑو میں تم تینوں کی آمد سے پہلے ہی آگاہ کر چکا ہوں وہاں بھی میں وقتاً فوقتاً تم لوگوں سے ملتا رہوں گا۔''

شبر وہاں سے غائب ہو گیا۔

عارب، بیوسا اور نبیطہ بھی اپنے گھوڑوں کو وہیں چھوڑ کر موہنجوداڑو کے لیے وہاں سے

غائب ہو گئے!

○

اُرشہر سے غائب ہونے کے بعد یوناف قومِ اکاد کے مرکزی شہر اکد میں اس جگہ نمودار ہوا جہاں ایک کھلے میدان کے اندر غلاموں کی خرید و فروخت کا کام ہوتا تھا۔

یوناف غلاموں کے پاس آ کھڑا ہوا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور اپنی شیریں آواز میں پوچھا۔

''یوناف ! یوناف! تم نے تو کہا تھا کہ تم بابل شہر کا رخ کرو گے جبکہ تم یہاں قوم اکاد کے شہر اکد میں آ نمودار ہوئے ہو۔ مجھے تمہارے اس فیصلے کی سمجھ نہیں آئی۔''

یوناف نے کہا۔

''دیکھو ابلیکا ! یہاں غلاموں کی خرید و فروخت ہو رہی ہے، بس میں انہی انسانوں کی بے بسی دیکھنے کو رک گیا ہوں اور تم نے دیکھا ابلیکا......''

یوناف کہتے کہتے رک گیا۔ اس نے دیکھا کہ فروخت ہونے والے غلام صف در صف کھڑے تھے اور خریدار ان کا جائزہ لے رہے تھے، ادھیڑ عمر کا ایک شخص بھی سب سے اگلی صف میں کھڑا تھا، اتنے میں پچھلی صفوں کی طرف سے ایک کوہ پیکر اور آہنی جوان نمودار ہوا۔ وہ اگلی صف کی طرف آیا اور ادھیڑ عمر شخص کو اٹھا کر اس نے پیچھے پھینک دیا اور خود چھاتی تان کر اس کی جگہ کھڑا ہو گیا۔

یوناف کے دل میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ذہن میں لہروں کا سا پیچ و تاب شروع ہو گیا، اس کے چہرے پر مہیب جذبے اور آنکھوں میں اجاڑ غاروں کی سی ویرانی بکھر گئی، بڑی تیزی سے وہ آگے بڑھا اور اس دیوہیکل جوان کو اٹھا کر اس نے بری طرح دور پٹخ دیا۔ اس جوان کو اپنے اس بری طرح پٹخے جانے پر انتہائی غصہ آیا۔ اس کی آنکھوں سے یوناف کے خلاف غضب اور نفرت کے سوتے پھوٹ نکلے۔ وہ خود سر انسان اپنے اس زخم ذلت کو برداشت نہ کر سکا اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے تادیب و تنبیہ کے انداز میں کہا۔

"اے اجنبی! میں نہیں جانتا تو کون ہے، پر اپنے اس بے جا رویے پر مجھ سے معافی مانگ۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں اک ہلاکت کا پیشرو بن کر تم پر کانٹا و پھندا اور قہر کی اِک لاٹھی بن کر نازل ہوں گا۔ پھر اے اجنبی! تیری حالت دہکتے انگاروں پر رکھے کوئلوں جیسی ہوگی۔"

یوناف نے اسے سمجھانے کے انداز میں کہا۔

"اے نفاق پرست انسان تو نے اس بوڑھے کو اٹھا کر جو اگلی صف سے باہر پٹخا ہے تو یہ تو نے گناہ اور جرم کیا ہے اور میں نے اسی جرم کی تمہیں سزا دی ہے۔ دیکھ! تو حق نہیں رکھتا کہ اس بوڑھے کو ہٹا کر وہاں اس کی جگہ خود کھڑا ہو۔ دیکھ، تیری میری کوئی عداوت نہیں، پر تو اس بوڑھے سے اپنے رویے کی معافی مانگ، دیکھ چوری کا پانی میٹھا اور روٹی ضرور لذیذ ہوتی ہے، پر یہ دل کو اطمینان نہیں بخشتے، جبکہ مطمئن دل ہی جسم کی جان اور حسد ہڈیوں کو بوسیدگی ہے، دیکھ تو نے اپنے خالق کی اہانت کی ہے تو نے گناہ کیا ہے اور گناہ سے رسوائی ہوتی ہے۔ دیکھ جو بھائیوں میں نفاق پیدا کرتا ہے، ایسے ہی ہے جیسے کوئلوں پر چلے اور سمجھے کہ جلے گا نہیں، تو اپنے اس رویے کی اس بوڑھے سے معافی مانگ۔ تیرے دل کو اطمینان اور ہڈیوں کو شفا مل جائے گی۔"

جواب میں اس جوان نے نفرت اور کراہت سے یوناف کی طرف دیکھا اور کہا۔

"تو نے مجھ پر ہاتھ اٹھانے میں پہل کی ہے، تجھ سے میں اس کا انتقام لوں گا۔ تجھے میں عمر سریع الزوال جیسا ناشاد سوگوار کر دوں گا۔ گھلتی شمع جیسا حواس پراگندہ بنا دوں گا۔"

یوناف نے اس بار طیش میں آتے ہوئے کہا۔

"اے صنم پرست انسان! گو میرے خلوص کو اندیشہ زوال نہیں اور تیری زبان کے زخموں کا کوئی اندمال نہیں پھر بھی میں تجھ سے کہوں گا کہ عاجز رہ۔ فروتنی عزت کی پیشوا ہوتی ہے اور پھر تو اپنے منہ، اپنی زبان کی نگہبانی کر۔ اگر تو نے مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کی تو میں تیری حالت ذبح ہونے والے بیل اور جال میں پھنس جانے والے پرندے جیسی کر دوں گا۔"

اس جوان نے یوناف کی گفتگو کے جواب میں اسے زیر کرنے کے لیے اس پر ایک زور دار جست لگا دی۔

یوناف نے اس جوان کو اپنے اوپر گرنے ہی نہ دیا بلکہ ہوا ہی کے اندر اسے پکڑ لیا، پھر اس کے منہ پر ایک ایسا زور دار طمانچہ مارا کہ وہ جوان بوکھلا کر رہ گیا اور اس کی حالت ایسی ہوگئی گویا اس کے حواس گم ہوگئے ہوں، پھر وہاں سے ہٹ گیا اور وہاں کھڑے غلاموں کی بھیڑ میں گم ہوگیا۔

اتنے میں ایک ادھیڑ عمر اور خوش پوش شخص یوناف کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے اس نے کہا۔

"اے جوان! ذرا علیحدگی میں میری بات تو سنو۔"

وہ یوناف کو ایک طرف لے گیا۔ پھر اس نے بڑی نرمی اور شفقت سے کہا۔

"میرا نام یوفار ہے اور میں اس شہر کا ایک رئیس ہوں، میں ایک ایسے غلام کی تلاش میں آیا تھا جو ایک انتہائی خطرناک کام کرنے کی حامی بھرے۔ میں نے اس جوان کے ساتھ تیری ساری گفتگو سنی ہے۔ واہ! تیری دل پسند باتیں شہد کا چھتہ ہیں، ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ مجھے ایک ایسے غلام کی تلاش ہے جو ایک خطرناک کام کر سکے اور تجھے دیکھ کر میں ایسے محسوس کر رہا ہوں کہ مجھے تیری ہی ضرورت ہے۔"

"اگر تو غلام ہے تو بتا تیرا آقا کون ہے کہ جس قدر وہ تیری قیمت مانگے، میں اس سے دگنی ادا کر کے تجھے اپنے ساتھ لے جاؤں، ایسا لگتا ہے حالات مجھ پر مہربان ہیں اور میری تقدیر میرا ساتھ دے رہی ہے جو تم مجھے مل گئے ہو۔ دیکھ جوان! گو میں تجھے ایک غلام کی حیثیت سے خرید رہا ہوں، پر قسم ہے قوم اکد کے سارے معزز و محترم دیوتاؤں کی! میں تجھے غلام نہیں اپنا بیٹا بنا کر رکھوں گا۔ ذرا تم اپنے متعلق تفصیل تو کہو۔"

یوناف نے کہا۔

"میرے محترم! میرا نام یوناف ہے۔ میں غلام نہیں ہوں، میں تو اس شہر میں ایک اجنبی ہوں۔ بابل جا رہا تھا کہ تھوڑی دیر کے لیے یہاں رک گیا ہوں۔"

یوفار کی حالت مغلوبوں کی فریاد اور آشیانوں سے بھٹک جانے والے طیور کی سی ہو گئی۔ یوں لگنے لگا گویا کسی نے اسے موت کے سایوں کی وادی اور مرگ کے سرابوں میں بھٹکا کر رکھ دیا ہو، پھر اس نے بڑی عاجزی سے یوناف کی طرف دیکھا اور ایک سرد آہ بھرنے کے انداز میں اس نے کہا۔

"کاش ! اس موقع پر کوئی میری مدد کر سکتا، ورنہ میری پہچان اور میرے خاندان کے نشان تک مٹ جائیں گے۔"

یوناف نے اسے تسلی اور ڈھارس دینے کے انداز میں کہا۔

"تم کھل کر کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ کیاافتاد تم پر پڑی ہے کہ جس کی وجہ سے تم کسی طاقتور جوان کو غلام بنا کر اس سے کوئی کام لینا چاہتے ہو۔"

یوفار نے کہا۔

"دیکھ اے اجنبی ! کہ تو اپنا نام یوناف بتاتا ہے، میرا ایک ہی بیٹا ہے، کل سے میرے بیٹے اور ہمارے موجودہ بادشاہ سارگن کے بیٹے کے درمیان گھڑ دوڑ کا مقابلہ ہوا جس میں میرے بیٹے نے سارگن کے بیٹے کو ہرا دیا۔ سارگن نے اس جرم میں میرے بیٹے کو گرفتار کرلیا۔ اس کی خواہش تھی کہ میرے بیٹے کو گھوڑ دوڑ میں خود ہی ہار جانا چاہیے تھا لیکن میرے بیٹے نے ایسا نہیں کیا بلکہ جیت گیا۔ اب سارگن نے اسے شہر پناہ کے مغربی برج کے اندر قید کر رکھا ہے اور اس کے حکم کے مطابق صبح میرے بیٹے کو اس برج سے گرا کر ہلاک کر دیا جائے گا۔

"اب میں چاہتا تھا کہ اس بازار سے کوئی طاقتور ترین غلام خریدوں اور اسے ایک بھاری رقم دے کر اس بات پر آمادہ کرلوں کہ وہ اس برج کے اندر سے میرے بیٹے کو لے بھاگے اور کسی دوسرے ملک اور شہر کی طرف لے جائے، پھر میں یہاں سے آہستہ آہستہ اپنی جائیداد اور باغات بیچ کر اپنے بیٹے کے پاس پہنچ جاؤں گا۔

یوناف چند ثانیوں تک کچھ سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔

"تمہارا یہ کام تو میں بغیر کسی معاوضے کے ہی کر دوں گا۔ سنو ! تمہارے بیٹے کو یہاں سے بھاگنے کی بھی ضرورت نہیں ہے وہ اسی شہر میں تمہارے ساتھ ہنسی خوشی زندگی بسر کرے گا۔"

یوفار نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے یوناف کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ کیسے ممکن ہے؟"

"سب کچھ ممکن ہے۔ پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا سارگن کی کوئی بیٹی بھی ہے، اگر اس کی بیٹی ہے تو سارگن خود اپنی بیٹی کی شادی تمہارے بیٹے سے کر دے گا۔" یوناف نے گہری

نگاہوں سے یوفار کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں یوفار کے لیے اعتماد اور بھروسے کی چمک تھی۔

یوفار نے کہا۔

"سارگن کی بیٹی تو کوئی نہیں، ہاں اس کی ایک بھتیجی ہے جو اس کے پاس رہتی ہے اور وہ اسے اپنی بیٹی کی طرح ہی چاہتا ہے۔"

یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

"تو پھر سارگن تمہارے بیٹے کو رہا بھی کرے گا اور اپنی بھتیجی سے اس کی شادی بھی کرے گا۔"

یوفار نے کہا۔

"گو تمہاری آواز میں ایک اعتماد اور گفتگو میں بھروسے کی جھلک ہے، پھر بھی میرا ذہن مجھے شکوک وشبہات سے متزلزل کر رہا ہے کہ یہ کیسے ہوگا۔"

یوناف نے کہا۔

"یہ تم مجھ پر چھوڑ دو۔ اب تم ایسا کرو کہ تم اسی وقت اس برج کے پاس جا کھڑے ہو جس کے اندر تمہارا بیٹا بند ہے، تھوڑی دیر تک سارگن خود وہاں آئے گا، وہ تمہارے بیٹے کی رہائی کے علاوہ اس سے اپنی بھتیجی کی شادی کا اعلان بھی کرے گا۔ یہ شادی آج ہی اکد شہر کے سب امراء و رؤسا کی موجودگی میں ہوگی لہٰذا اس شادی کے بعد سارگن تمہارے بیٹے کے خلاف حرکت میں نہ آ سکے گا۔

یوفار وہاں سے چلا گیا۔

یوناف نے اس بار سرگوشی کی۔

"ابلیکا ! ابلیکا ! تم کہاں ہو؟"

جواب میں ابلیکا کی آواز اس کے کان میں پڑی۔

"میں یہیں ہوں میرے حبیب ! میں نے تمہاری اور یوفار کی ساری گفتگو سن لی ہے۔"

یوناف نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

"پھر کیا خیال ہے۔"

ابلیکا نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا۔

''اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میں سارگن پر وارد ہو کر اسے یوفار کے بیٹے کو رہا کرنے اور اپنی بھتیجی کی شادی اس سے کرنے پر مجبور کر دوں تو یہ کام میں ابھی کیے دیتی ہوں۔''
یوناف نے مطمئن انداز میں کہا۔
''تو پھر شروع کرو۔ دیر کا ہے کی!''
ابلیکا نے کوئی جواب نہ دیا اور یوناف سے علیحدہ ہو گئی۔
تھوڑی ہی دیر بعد اکادیوں کا بادشاہ خود چل کر برج کے پاس گیا۔ اس نے نہ صرف یوفار کے بیٹے کی رہائی کا اعلان کیا بلکہ اسی شام اپنی بھتیجی کی شادی بھی اس سے کرنے کا حیرت انگیز اعلان کیا۔

شام کے قریب جب سارگن نے اپنے امراء و روٴسا کی موجودگی میں اپنی بھتیجی کی شادی یوفار کے بیٹے سے کر دی تو ابلیکا سارگن کو چھوڑ کر یوناف کے پاس آئی اور کہا۔
''لو۔ میں نے تمہارا وعدہ پورا کر دیا۔''
یوناف نے کہا۔
''مجھے تمہارا ہی انتظار تھا، اب میں بابل کی طرف روانہ ہوں گا۔''
ابلیکا نے پوچھا۔
''کیا رخصت ہونے سے قبل تم یوفار سے نہ ملو گے کہ اس کے لیے تم نے اتنا بڑا کام سرانجام دیا ہے۔''
یوناف نے کہا۔
''نہیں! میں ایسا نہیں کروں گا۔ میں نے اس کے ساتھ نیکی کی ہے اور اب میں اس کے سامنے آ کر اسے اپنے احسانوں کے بوجھ تلے دبانا نہیں چاہتا۔''
پھر یوناف وہاں سے بابل کے لیے کوچ کر گیا۔

○

عارب، بیوسا اور نبیطہ موہنجوداڑو میں دریائے سندھ کے کنارے تین منہ کی مورتی کے مندر میں داخل ہوئے، وہاں ایک ہجوم تھا اور لوگ مندر میں آ جا رہے تھے۔ ایک طرف کچھ

پجاری اور دیوداسیاں کھڑی آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔
عارب، نبیطہ اور بیوسا تینوں ان کے پاس گئے، پھر عارب نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے مقدس و محترم پجاریو! ہم اس سرزمین میں اجنبی ہیں، ہمیں خبر ملی ہے کہ ہمارا ایک عزیز کہ نام جس کا یافان ہے اس مندر میں ٹھہرا ہوا ہے۔''
سارے پجاریوں اور دیوداسیوں نے چونک جانے کے انداز میں ان تینوں کی طرف دیکھا، پھر ایک پجاری نے بڑی عقیدت و ارادتمندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''محترم یافان یقیناً اسی مندر میں قیام کیے ہوئے ہیں، آپ میرے ساتھ آئیں۔''
پجاری مندر کے مشرقی حصے میں بنی عمارتوں کی طرف چل دیا جبکہ عارب، بیوسا اور نبیطہ اس کے پیچھے پیچھے چل دیے۔
اس عمارت کے اندر جا کر پجاری نے ایک دروازے پر دستک دی، اندر سے کوئی جواب نہ ملا تو اس نے دوسری بار دستک دی۔ اس پر اندر سے آواز آئی۔ ''عارب، بیوسا اور نبیطہ! مجھے خبر ہو گئی ہے کہ تم آ گئے ہو۔ دروازے پر نہ رکو اندر آ جاؤ کہ یہ خلوت خانہ تم تینوں ہی کا منتظر ہے۔''
وہ پجاری چلا گیا جبکہ عارب، بیوسا اور نبیطہ کمرے میں داخل ہوئے تو یافان دروازے کے قریب ہی ان کا استقبال کرنے کو کھڑا تھا، اس نے اپنا پورا جسم اور چہرہ لمبی عبا اور نقاب سے ڈھانپ رکھا تھا۔
ان تینوں کے اندر داخل ہوتے ہی یافان نے کہا۔ ''میں تم تینوں کو موہنجوداڑو کے اس مندر میں خوش آمدید کہتا ہوں۔''
پھر اس نے کمرے کے اندر بنی لکڑی کی نشستوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
''اب تم تینوں آ گئے ہو تو میرے لیے کیا خوب رونق رہے گی۔''
بیوسا اور نبیطہ کے ساتھ ان نشستوں پر بیٹھنے کے بعد عارب نے کہا۔ ''ہمیں ابوقتیر[1] کے کارکن شبر نے اطلاع کی تھی کہ آپ یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ابوقتیر نے ہمارے ذمے گناہ اور بدی کے پھیلاؤ کا کام لگا رکھا ہے۔ شبر نے ہمیں ابوقتیر کے حکم پر کہا تھا کہ ہم موہنجوداڑو میں تین منہ کی مورتی کے مندر میں جائیں اور وہاں آپ کے ساتھ مل کر کام

ا۔ ابوقتیر یعنی تکبرہ۔ ب۔ قتیر کے معنی ہیں تکبر اور گھمنڈ، یہ ابلیس (عزازیل) کی کنیت ہے۔

کریں۔"

یافان نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "یہ یقیناً ایک عمدہ اور بہترین فیصلہ ہے، میں تم سے ہر ممکن تعاون کروں گا۔ اے عارب! میری نگاہوں میں تمہاری حیثیت ایک بیٹے کی سی ہے جبکہ بیوسا اور نبیطہ میرے لیے سگی بیٹیوں جیسی ہوں گی۔ قسم ہے مجھے تمہارے ابوقتیر کی! تم تینوں کے آنے پر میں خوش ہوں اور یہ خوشی اس امر کی نہیں کہ تم اس کام میں میرے مددگار و معاون ثابت ہو گے بلکہ میری خوشی اس وجہ سے ہے کہ اب میں اپنے آپ کو ایک خاندان کا سربراہ سمجھوں گا کہ تم تینوں کی صورت میں مجھے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں مل گئی ہیں۔ سنو میرے بچو! تمہارے آنے سے قبل میں نے اس شہر میں جو دن گزارے ہیں، ان کے دوران میں نے بہت کچھ حاصل کیا ہے۔

میرے عزیز و سنو!

یہاں کے لوگ اپنے بادشاہ کو راجن یا راشٹرا کہتے ہیں۔ بادشاہ کا سب سے قریبی مشیر یا کوئی نجومی یا ساحر ہوتا ہے اور اسے پروہت کہا جاتا ہے۔ سب سے بڑے جرنیل کو سینا پتی کہا جاتا ہے۔ لشکری زیادہ تر دیہاتوں سے لئے جاتے ہیں، لہٰذا دیہاتوں کے لیے بھی راجن کے صلاح کار ہوتے ہیں اور انہیں گرامنی کہتے ہیں، ہر گاؤں کا ایک محافظ ہوتا ہے جسے کلا پاس کہا جاتا ہے۔

سنو میرے عزیز!

یہاں سب سے بڑا مندر تین منہ کی مورتی دیوی کا ہے جس کے احاطے میں تم تینوں اس وقت موجود ہو۔ دوسرا بڑا مندر ان کی دیوی سکتی کا ہے اور یہ مندر بالکل دریائے نیلاب (سندھ) کے کنارے پر ہے۔

میرے بچو سنو!

میں سکتی دیوی کے مندر میں کئی بار رہ چکا ہوں، وہاں میں نے ایک ایسی دیوداسی دیکھی ہے کہ قسم مجھے تمہارے عزازیل کی! میں نے اپنی پوری زندگی میں ایسی پرکشش اور حسین لڑکی نہیں دیکھی۔ وہ ابھی نوعمر ہے، زیادہ سے زیادہ پندرہ سولہ برس کی ہو گی۔ میں نے اس سے متعلق تفصیل بھی حاصل کر لی ہے، آج سے کچھ عرصہ قبل موہنجوداڑو کے دو ہمسائے راجن اپنے اپنے لشکر کے ساتھ ایک دوسرے سے لڑ پڑے، آخر موہنجوداڑو

کے راجن نے مداخلت کی اور جس راجن نے زیادتی کی تھی اسے مروا دیا اور اس کی بیوی کو اپنے ایک رئیس کے حوالے کر دیا۔ اس راجن کی وہ بیوی اس وقت حاملہ تھی۔ وہ رئیس پہلے ہی شادی شدہ تھا، لہٰذا اس نے راجن کی بیوہ کو ایک رشی کے حوالے کر دیا۔ اس رشی نے اسے اپنے پاس بہن بنا کر رکھا، یہاں اس راجن کی بیوہ کے ہاں یہ لڑکی پیدا ہوئی، اس بچی کی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد وہ بیوہ مر گئی، لہٰذا اس رشی نے اس لڑکی کی پرورش اپنی بیٹی بنا کر کی اور جب وہ بڑی ہوئی تو اس نے سکتی دیوی کے مندر کی داسی بنا دیا۔ اب وہ لڑکی اسی مندر میں ہے اور اس کا نام تپاس ہے۔

جس رشی نے تپاس کی پرورش کی تھی وہ بھی وہیں سکتی دیوی کے مندر ہی میں رہتا ہے، وہ اسے مندر سے باہر نہیں نکلنے دیتا تاکہ کوئی اسے دیکھ کر اس پر فریفتہ نہ ہو جائے۔ اسی رشی کے کہنے پر تپاس نے اپنے آپ کو مندر کی چار دیواری تک محدود کر رکھا ہے، اگر اس شہر کے راجن کو خبر ہو جائے کہ تپاس حسن و خوبصورتی میں ایسی بے مثل ہے اور یہ کہ وہ اس کے حکم پر مارے جانے والے ایک راجن کی بیٹی ہے تو وہ ضرور اس لڑکی کو اپنے محل میں بلائے اور خود اسے اپنی زوجیت میں لے لے یا اسے اپنے کسی بیٹے سے بیاہ دے۔ میں نے جب پہلی بار اس لڑکی کا کمالِ حسن دیکھا تھا تو میں دنگ سا رہ گیا تھا۔"

عارب نے ایک لوبھ اور لالچ میں کہا۔ "محترم یافان! آپ نے تپاس کے حسن اور خوبصورتی کی یہ تعریف کر کے میری ذات میں اس لڑکی کو دیکھنے کی اشتہا، اس سے گفتگو کرنے کی پیاس اور اسے اپنانے کی خواہش کو بھڑکا کر تیز کر دیا ہے۔ آپ کب ہمیں اس کے مندر میں لے کر جائیں گے تاکہ میں اس لڑکی کو دیکھوں اور اسے اپنے لیے متاثر کرنے کی کوشش کروں تاکہ وہ میری طرف مائل ہو اور میں اسے ایک رفیقہ کی حیثیت سے اپنے ساتھ رکھ سکوں۔"

یافان نے عارب کو سمجھانے کے انداز میں کہا۔ "اے عزیز من! اتنی جلدی نہ کرو ورنہ پھسل جاؤ گے، دو ایک روز یہاں آرام کرو پھر وہ لڑکی میں تمہیں دکھا دوں گا ورنہ بنا بنایا کام بگڑ کر رہ جائے گا وہ رشی بھی بے پناہ سری قوتوں کا مالک ہے جس نے تپاس کو پال کر بیٹی کی طرح جوان کیا ہے۔"

عارب نے مایوس سی آواز میں کہا۔ "تو کیا آپ یہ کہنا چاہتے کہ تپاس کو حاصل کرنے

کے لیے اس رشی پر قابو پانا ہو گا جو ناقابل تسخیر ہے۔''

یافان نے تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا۔''تم نے میری بات کا غلط اندازہ لگایا ہے برخوردار! میرا یہ مطلب تو ہرگز نہ تھا، میں تو یہ کہنا چاہتا تھا کہ یہ کام ٹھہر کر، تحمل اور رازداری سے کرنے کا ہے اور اگر اسی کشمکش میں کہیں راجن کو یہ خبر ہو گئی تو پھر تپاس کسی کے ہاتھ نہیں لگے گی بلکہ شاہی محل میں پہنچ جائے گی۔

عارب سر جھکا کر کچھ سوچنے لگا۔

یافان نے دوبارہ اسے مخاطب کیا۔''عارب! عارب! میرا اپنا بھی ایک لائحہ عمل ہے، میں یہاں اس شہر موہنجوداڑو میں رہ کر ایک عزت اور وقار قائم رکھنا چاہتا ہوں۔''

پھر یافان نے کمرے کے ایک کونے میں نیلی دھند کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اے عارب میرے پاس اس نیلی دھند کی صورت میں شیطانی قوتوں کے علاوہ ایک روح بھی ہے جسے میں نے تسخیر کر رکھا ہے۔

پھر یافان نے چھت کی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔ عارب، بیوسا اور نبیطہ نے دیکھا چھت کے ساتھ ایک انسانی کھوپڑی لٹک رہی تھی۔

یافان نے کہا۔''جس روح کو میں نے تسخیر کر رکھا ہے وہ اسی کھوپڑی کے اندر ہے اور ہر وقت میرے احکامات کا اتباع کرنے کی منتظر رہتی ہے۔ یہ روح ایک انتہائی خونخوار اور آدم خور انسان کی ہے، اس کا نام ملیتا تھا وہ اُر شہر کا رہنے والا تھا اور اس کی پرورش بلی اور انسان کے گوشت پر ہوئی تھی، یہ کھوپڑی میں نے ملیتا کی قبر کھود کر حاصل کی تھی۔

اسی روح کی مدد سے میں یہاں موہنجوداڑو کے حکمران طبقے اور یہاں کے رشیوں و پجاریوں کے اندر ایک اعلیٰ و ارفع مقام حاصل کروں گا۔ یہی میرا سب سے بڑا مقصد بھی ہے اور میرے اسی مقصد کے ساتھ ساتھ تم تینوں بھی اپنے آقا ابوقتیر کے حکم کے مطابق بدی اور گناہ کے پھیلاؤ کا کام کر سکتے ہو۔''

عارب نے کہا۔''محترم یافان! ذرا کھل کر کہو کہ اس روح کی مدد سے تم کس طرح یہاں مختلف طبقوں میں وقار حاصل کر لو گے؟''

یافان ذرا سا مسکرایا اور بولا۔''سنو! میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں۔ کہ ملیتا کی روح انتہائی خونخوار اور آدم خور انسان کی ہے لہٰذا یہ روح بھی ایسے ہی کاموں کی طرف مائل

ہے۔ میں یہاں موہنجوداڑو میں اس روح کو ایک آدم خور عفریت کی صورت میں پیش کروں گا اور اس سے اس نوعیت کے ہولناک اور لرزہ خیز کام کراؤں گا کہ اس کی آدم خوری اور خون خواری کے باعث لوگوں کے اندر خوف و ہراس پھیل جائے گا اور یہاں کے لوگ اس سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے، اور ظاہر ہے کہ ایسا ممکن نہیں، پھر ایسے موقعے پر میں خود نمودار ہوں گا اور اس عفریت کو قابو میں لانے کا اعلان کروں گا۔ اس طرح ایسے موقعے پر جب یہاں کا حکمران طبقہ ہی نہیں بلکہ یہاں کے رشی اور پروہت اور ساحر بھی میری کھڑی کی ہوئی اس عفریت پر قابو پانے میں ناکام رہیں گے تو اے عارب! میں ایسے موقعے پر جب یہاں کے لوگوں کو اپنی ہی عفریت سے نجات دلا دوں گا تو اس کے بدلے میں یہاں کا ہر فرد مجھے اس شہر میں عزت و وقار نہ دے گا؟''

عارب نے مسکرا کر کہا۔''ضرور دے گا۔''

یافان نے کہا۔''بس تو یہی میرا مقصد و آدرش ہے اور جب مجھے اس شہر میں ایسی ساکھ حاصل ہو جائے گی تو پھر تم تینوں جو چاہے کرو کوئی تمہیں پوچھنے والا اور تم سے جواب طلبی کرنے والا نہ ہو گا۔''

پھر یافان اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔''میرے ساتھ آؤ۔ اب میں تمہیں وہ کمرے دکھاؤں جو تم تینوں کے لیے آراستہ کیے گئے ہیں۔''

عارب، بیوسا اور نبیطہ تینوں اس کے ساتھ ہو لیے۔ یافان نے اپنے تسلط میں کمرے کے ساتھ ہی انہیں تین ایسے کمرے کھول کر دکھائے جو ضرورت کی ہر شے سے مرصع تھے۔

پھر یافان نے ان سے کہا۔''یہ تینوں کمرے تمہارے لیے تیار کئے گئے ہیں۔ اب تم حیران و پریشان ہو کر پوچھو گے کہ مجھے پہلے سے یہاں تمہارے آنے کی خبر کیسے ہو گئی جو میں نے تمہاری آمد سے قبل ہی یہ کمرے تیار کرا دیئے تو اس کے لیے میں یہ کہوں گا کہ شبر نے تم تینوں کے آنے کی اطلاع پہلے ہی سے مجھے دے دی تھی۔''

عارب نے کہا۔''شبر نے ہمیں اس خبر سے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا، اس وقت جب ہم ہند کی سرزمین میں داخل ہو رہے تھے۔

اپنے کمرے کو دیکھتے ہوئے عارب نے کہا۔''اے بزرگ یافان! کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم ابھی اور اسی وقت تپاس کو دیکھنے سکتی دیوی کے مندر کی طرف جائیں۔''

یافان نے عیارانہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ ''اتنی بے صبری اور بے چینی کا مظاہرہ نہ کرو۔ میرے عزیز! دو ایک روز آرام کرو پھر میں تمہیں وہاں لے چلوں گا۔''

یافان نے انہیں کمرے دکھائے اور چلا گیا جبکہ وہ تینوں اپنے اپنے کمرے میں آرام کرنے لگے۔

○○○

●

قوم اکاد کے مرکزی شہر اکاد سے نکل کر یوناف نے بابل کا رخ کیا۔ بابل ان دنوں اکادیوں کا ایک شہر تھا ور اسے مرکزیت ابھی تک حاصل نہ ہوئی تھی کیونکہ اکادیوں کا دارالحکومت ان دنوں اکاد تھا اور بابل دوسرے درجے کے بڑے شہروں میں سے تھا۔

یہاں اس نے چند دن قیام کیا اور آگے بڑھ گیا۔ وہ آشوریوں کے مرکزی شہر آشور میں آیا۔ آشوری اس وقت صنعت تجاری، معماری، کتبہ نگاری، نقاشی، زرگری اور خاتم کاری کے کام میں بے حد عروج[1] پر تھے۔ گو ان کا یہ فن اور خود قوم آشور ابھی تک صحیح طرح سے تاریخ کے اوراق پر نمودار نہ ہوئے تھے۔ یہاں بھی اس نے چند روز قیام کیا اور آگے بڑھ گیا۔

یوناف اب تدمر شہر میں نمودار ہوا اور تدمر بنت حسان کی قبر پر اس نے اپنے اور تدمر بنت حسان[2] کے لیے دعائے مغفرت کی، تدمر سے یوناف نے شمال مغرب کا رخ

۱۔ آشوریوں کی ان صنعتوں کے نمونے کے ایک قدیم شہر یونجیک کی کھدائی کے دوران حاصل ہوئے ہیں اور یہ سارے نمونے پیرس کے میوزیم میں محفوظ ہیں۔

۲۔ تدمر شہر حضرت نوحؑ کی چھٹی پشت سے ایک لڑکی تدمر بنت حسان کے نام پر آباد کیا گیا تھا، یہاں اس شہر میں اس لڑکی کی قبر تھی۔ اموی خاندان کے آخری خلیفہ مردان ثانی نے تدمر شہر میں بغاوت تدمر پر حملہ کیا۔ اس نے باغیوں کو کچلا اور شہر کی فصیلیں اس نے مسمار کر دیں۔ اس موقع پر ایک بڑی غار ملی، اس میں ایک پتھر کے نیچے ایک حجرہ، جس کے اندر صندل کی ایسی تازہ خوشبو تھی جیسے ابھی ابھی کوئی معمار کوچی پھر کر گیا ہو، تھا جس میں ایک ارگھی تھی، جس پر ایک عورت کی لاش اوندھے منہ پڑی تھی۔ اس کے اوپر 70 لبادے پڑے تھے۔ اس کے بال لمبے تھے جن میں چھلے پروئے ہوئے تھے اور ان میں سونے کی ایک تختی تھی جس پر لکھا تھا۔ ''بسم اللھم! میں تدمر بنت حسان ہوں، میرے اس حجرے میں جو داخل ہو خدا اسے ذلیل کرے۔'' تب مروان نے اس حجرے کی کوئی چیز چھیڑے بغیر اس حجرے کے آگے دیوار چنوا کرا سے بند کر دیا۔ (تاریخ بلاد فلسطین و شام)

کیا اور حتی[1] قوم کے مرکزی شہر ختوشاش[2] میں داخل ہوا، یہاں بھی اس نے چند روز قیام کیا۔ یہ قوم بھی سولہ صدیاں قبل مسیح تک کھل کر تاریخ کی بساط پر نمودار نہ ہوئی تھی اور ایک طرح سے خاموشی اور گمنامی کے پردوں میں تھی۔ حتیوں کی سرزمین کے بعد یوناف پھر جنوب کی طرف پلٹا اور اب وہ اموریوں[3] کی سرزمین کا رخ کر رہا تھا۔ ان کا مرکزی شہر دمشق[4] تھا۔

اموریوں کی سرزمین میں داخل ہونے کے بعد یوناف پہلے بعلبک اور دمشق شہر کے درمیان ایک جگہ عین البحر[5] رکا۔ یہاں وہ اس جگہ کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا رہا، جہاں سے حضرت نوحؑ طوفان کے موقع پر کشتی میں سوار ہوئے تھے۔ عین البحر سے یوناف دمشق کے نواح میں جبل قاسیون کے پاس آیا۔ یہاں وہ مغارۃ الدم[6] نام کی غار میں داخل ہوا جس کے اندر وہ پتھر[7] ہے جو قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کے سر پر مار کر اسے قتل کر دیا تھا۔ اس غار کے اندر حضرت آدمؑ کے بیٹے ہابیل کے خون کے نشان بھی

۱۔ حتی قوم شروع شروع میں اناطولیہ کے میدانوں میں دریائے ہالیس کے آس پاس آباد تھی پہلے ان کا مرکزی شہر کشار تھا، بعد میں ختوشاش مرکز بنا۔ حتیوں کی ناک ابھیر ہوئی اور پیشانی پیچھے کی طرف ہٹی ہوتی تھی۔

۲۔ حتیوں کے مرکزی شہر ختوشاش کو آجکل بوغاز کوئی کہتے ہیں اور یہ انقرہ سے نوے میل مشرق کی طرف ہے۔

۳۔ اموری عربوں کا وہ پہلا گروہ تھا جس نے عرب کے صحراؤں سے نکل کر ارض شام کا رخ کیا تھا، پہلے یہ لوگ البقاع کی وادیوں میں ریوڑ چرایا کرتے تھے اور خانہ بدوش تھے، بعد میں یہ ایک جگہ آباد ہو گئے، پھر اپنی سلطنت وسیع کی اور دمشق کو مرکزی شہر بنا لیا۔

۴۔ دمشق دنیا کا قدیم ترین شہر ہے، اس کی بنیاد خوسام بن نوحؑ کے پڑپوتے کے بیٹے دمشق نے رکھی تھی۔

۵۔ بعلبک اور دمشق کے درمیان وادی بقاء میں وہ مقام ہے جس کے متعلق روایت ہے کہ حضرت نوحؑ وہاں سے اپنی کشتی میں سوار ہوئے تھے۔

۶۔ اسی خون کی وجہ سے غار کا نام مغار الدم یا کہف الدم ہے۔

۷۔ مغارۃ الدم (خون کی غار) کے اندر یہ وہی پتھر ہے، جس سے قابیل نے اپنے بھائی کو مارا تھا۔ وہ پریشان تھا کہ ہابیل کو کیسے مارے کہ ابلیس وہاں نمودار ہوا اور قابیل کو نمونہ دینے کے لیے ایک پتھر اٹھا کر اپنے سر پر مارنے لگا۔ تب بات قابیل کی سمجھ میں آئی اور اس نے وہ پتھر اٹھا کر اپنے بھائی کو دے مارا اور اسے ہلاک کر دیا۔ اس پتھر کے علاوہ اس غار کے اندر ہابیل کے خون کے دھبے بھی ہیں۔

تھے۔ اس غار کو حسرت کی نگاہ سے دیکھنے کے بعد یوناف دمشق[1] شہر میں داخل ہوا۔ یہاں اس نے کچھ روز قیام کیا پھر وہ جرون[2] کی طرف گیا جہاں اس نے حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ اور حضرت نوحؑ کے بیٹے سام کی قبروں پر دعائے استغفار کہی۔

جرون سے جب یوناف نکلا تو ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور پوچھا۔

''اے میرے حبیب! اب کدھر کا ارادہ ہے؟''

یوناف نے کہا۔

''اے رفیقہ غم گسار! یہ سارے مقامات دیکھ کر میرا دل عجیب طرح سے اچاٹ ہو گیا ہے۔ آہ! انسانی زندگی بھی کیسی عبرت خیز ہے اور یہ زمین کیسے کیسے درس آمیزی کے سامان رکھتی ہے۔ اے میری حبیبہ! اب میں کنعانیوں[3] کے شہر ٹائر[4] اور سیدون[5] کا رخ کروں گا۔ وہاں میں کچھ عرصہ قیام کروں گا اور ان کنعانیوں کے طریق زندگانی کا مطالعہ کروں گا جو عرب کے صحراؤں سے اٹھ کر بحیرہ روم کے کنارے آ آباد ہوئے ہیں اور جنہوں نے خانہ بدوشی اور ریوڑ چرانے کی زندگی کو خیر باد کہہ کر کشتیوں کے ذریعے تجارت کرنے کا پیشہ اپنا لیا ہے۔''

ابلیکا نے کچھ جواب نہ دیا جبکہ یوناف ارض کنعان کی طرف کوچ کر گیا۔

۱۔ دمشق کی جامع مسجد میں باب الباعتہ کی میں وہ پتھر بھی رکھا ہوا ہے جس پر ہابیل و قابیل نے اپنی اپنی قربانی پیش کی تھی۔ ہابیل اپنا دنبہ اور قابیل اناج لایا تھا۔ ان دنوں دمشق کے نواح میں بیت اناف اور لحیا کے مقام پر حضرت آدمؑ و حوا رہا کرتے تھے۔ ہابیل اپنے ریوڑ کے ساتھ مقرا میں قابیل قسنینہ کے مقام پر رہا کرتا تھا۔

۲۔ جرون میں حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ اور سام کے مدفن ہیں، بعد میں حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ بھی یہیں دفن ہوئے۔

۳۔ یہ آموری ہی تھے جو صحرائے عرب سے ہجرت کر کے بحیرہ روم کی طرف آئے۔ یہ لوگ چونکہ نشیب میں آ کر آباد ہوئے تھے اور نشیبی علاقے کو سامی زبان میں کنعان کہتے ہیں لہٰذا یہ کنعانی کہلائے۔ بعد میں یونانیوں نے انہیں فونیقی کہہ کر پکارا۔

۴۔ آجکل ٹائر کا نام صور ہے اور یہ بحیرہ روم کے کنارے آباد ہے۔

۵۔ سیدون کا نام آجکل صیدا ہے اور یہ بھی بحیرہ روم کے کنارے آباد ہے۔ کنعانیوں کے دوسرے بڑے شہر تبلوس (جبیل) اور اردوس (ارداد) بھی ہیں۔

○

عارب ، بیوسا اور عبیط کے ساتھ موہنجوداڑو میں دریائے سندھ میں کنارے سکتی دیوی کے مندر میں داخل ہوئے۔

اس موقع پر یافان نے عارب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔''اے عارب ! پہلے ہم تینوں مندر کے اندرونی حصے میں اس طرف جاتے ہیں جہاں سکتی دیوی کا بت رکھا ہوا ہے اور جہاں یہ لوگ پوجا پاٹ کرتے ہیں، ہمیں کسی کو یہ تاثر نہیں دینا چاہیے کہ ہم صرف اس مندر کی حسین پجارن تپاس کو دیکھنے آئے ہیں۔''

عارب نے انتہائی محتاط رویے کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔''بزرگ یافان آپ مطمئن رہیں، میں ان لوگوں کو کسی قسم کے شک وشبہ میں مبتلا نہ ہونے دوں گا۔''

چاروں مندر کے اس حصے میں داخل ہوئے جہاں سکتی دیوی کا بت رکھا تھا، وہاں پجاری اور پجارنوں کے علاوہ پوجا پاٹ کے لیے آنے والے بہت سے لوگ بھی جمع تھے اور سب لوگ یافان کو عزت و وقار کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔

عارب، بیوسا اور نبیطہ نے دیکھا کہ کمرے کے سامنے والے کھلے اور وسیع حصے میں چٹانوں سے تراشا گیا سکتی[1] دیوی کا بہت بڑا بت رکھا تھا۔ بت کے دائیں بائیں پیپل کے درخت تھے اور دائیں جانب کے پیپل کے درخت کے ساتھ متصل سات حسین ترین لڑکیوں کے بت تھے جو بڑی ارادتمندی کے ساتھ سکتی دیوی کے پہلو میں کھڑی تھیں جبکہ بائیں طرف ایسی ہی ایک اور لڑکی کا بت رکھا تھا جو پوجا کے انداز میں دوزانو بیٹھی تھی۔

سکتی کے بت کے سامنے یافان بھی مقامی لوگوں کی طرح پوجا پاٹ کرنے لگا جبکہ عارب، بیوسا اور عبیطہ اس کا اتباع کر رہے تھے۔

جب وہ سکتی دیوی کے اس کمرے سے نکلے تو یافان نے صحن کے اندر کھڑی ایک دیوداسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انتہائی رازداری سے کہا۔''عارب ! عارب ! مندر کے

---

[1] موہنجوداڑو سے کھدائی کے دوران ایک ایسی لوح ملی ہے جس پر درخت کی ٹہنیوں کے درمیان ایک دیوی کھڑی ہے، اس کے ایک طرف سات اور دوسری طرف کوئی ایک لڑکی بیٹھی پوجا کر رہی ہے۔ اس سے ملتی جلتی ایک لوح ہڑپہ سے بھی ملی ہے۔ ہندوستان کی قدیم تاریخ۔ لکھ راج

صحن میں یہ جو لڑکی کھڑی ہے وہی حسین تپاس ہے اور جس بوڑھے کے ساتھ وہ محو گفتگو ہے وہ رشی ہے جس نے اسے پالا ہے، یہاں کسی کو علم نہیں کہ تپاس کوئی عام لڑکی نہیں بلکہ ایک راجکماری ہے، ہاں اس رشی اور خود تپاس کو علم ہے کہ وہ راجکماری ہے، تاہم یہ لڑکی بڑے ٹھنڈے مزاج کی اور خوش باش ہے۔ نہایت انکسار سے گفتگو کرتی ہے اور اس رشی کو جس کا نام دسارتھ ہے، اپنے باپ کی طرح سمجھتی ہے۔ آؤ ! میں تم تینوں کا ان سے تعارف کرواتا ہوں۔''

عارب نے دیکھا تپاس چاندتاروں کے نظام جیسی حسین تھی۔ اس سے اس کے ماتھے پر جھومر، گلے میں ہنسلی، کانوں میں کرن پھول اور ہاتھوں میں کنگن تھے۔ وہ صحن میں رشی دسارتھ کے ساتھ کھڑی سپنوں کے نیلے دھندلکوں کی کوئی اپسرا اور برکھا رُت کی دھنک لگ رہی تھی۔ اس کا جسم بھرا ابھرا، بازو سڈول تھے، چہرے پر آزادی کے گیت اور رسیلی زبان کے سروں جیسا روپ کا سہانہ پن تھا وہ ہیروں کی جھالر کی چمک اور امن کی مٹھاس جیسی خوبصورت و پرکشش تھی۔

رشی دسارتھ نے جب یافان کو دیکھا تو آگے بڑھ کر اس کا سواگت کیا اور نرم آواز میں کہا۔

''آپ کب آئے مہاراج! کم از کم پہلے آپ میری کٹیا میں ہی آتے۔''

تپاس بھی دوستی جیسی حسین اجلی نگاہوں سے یافان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ یافان نے پہلے دسارتھ اور تپاس کا تعارف کرایا پھر اس نے ان دونوں سے کہا۔''یہ تینوں میرے مہمان عارب، بیوسا اور نبیطہ ہیں۔ میری طرح یہ بھی مصر کی سرزمینوں سے آئے ہیں اور ان گنت قوتوں کے مالک ہیں۔''

دسارتھ نے آگے بڑھ کر عارب سے ہاتھ ملایا جبکہ تپاس مسکرا مسکرا کر بیوسا اور نبیطہ کی طرف دیکھ رہی تھی، اس کے مسکراتے ہونٹوں اور رقص کرتی آنکھوں کے اندر ایک طرفہ پن تھا۔ پھر اس نے بلبل جیسی اپنی مترنم آواز میں کہا۔

''اس سرزمین میں ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔''

عارب نے محسوس کیا کہ ان سے گفتگو کرتے وقت تپاس کی آواز شیریں نغمے کی طرح بکھر رہی تھی اور اس سے اس کا چہرہ صبح کی روشنی جیسا صاف اور چمکدار تھا۔ اس صبح کی روشنی

جیسا جس کے اندر کوئی بادل نہ ہو۔

تپاس اس وقت کتانی اور ارغوانی مہین پوشاک زیب تن کیے ہوئے تھی اور اس کا حسن اس کی کشش اسے دیکھنے اور سننے والے پر طلسماتی اثر کر رہے تھے۔

اس موقع پر دسارتھ نے یافان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"بزرگ یافان! کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ تھوڑی دیر کے لیے ہمارے ساتھ ہماری کٹیا میں بیٹھیں۔"

اپنے چہرے سے نقاب ہٹائے بغیر یافان نے ٹالنے کے انداز میں کہا۔ "میں پھر کبھی آؤں گا اور آپ دونوں کے ساتھ بیٹھوں گا۔ اس وقت میں جلدی میں ہوں۔ ان تینوں کو سکتی دیوی کا یہ مندر دکھانے لایا تھا۔ اب میں جاؤں گا۔"

عارب شاید وہاں تپاس کے پاس رکنا چاہتا تھا، اس لیے اسے یافان کی بات بری لگی، بہر حال اپنے آئندہ منصوبوں کی تکمیل کے لیے اس نے دسارتھ سے پوچھا۔ "آپ اور تپاس دونوں کہاں رہتے ہیں۔"

دسارتھ نے بائیں طرف کے کمروں کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"وہ سامنے جو ایک طرف کونے میں دو کمرے ہیں، وہ ہم دونوں باپ بیٹی کے لیے ہیں۔"

بات کو طول دینے کی خاطر عارب نے پوچھا۔ "کیا آپ دونوں صرف باپ بیٹی ہی ہیں اور کوئی نہیں آپ کے ساتھ اور کیا آپ نے اپنی بیٹی تپاس کی شادی نہیں کی۔"

تپاس کو شاید عارب کی گفتگو گراں گزری تھی، اس لیے وہ غصے اور نفرت کا اظہار کرتے ہوئے سکتی دیوی کے مندر کے اندرونی حصے کی طرف چلی گئی، تاہم دسارتھ نے خوش طبعی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تپاس اس مندر کی ایک دیوداسی ہے۔ اس کی شادی کسی سے نہ ہو گی، وہ اب ایسی ہی مجرد زندگی بسر کرے گی کیونکہ اس نے اپنے آپ کو اس دھرم اور دیوی کے لیے بھینٹ کر دیا ہوا ہے۔ اب وہ کسی اور کی نہیں ہو سکتی، نہ کسی کا گھر آباد کر سکتی ہے اور پھر تپاس خود بھی ایسا کرنے کی کوئی خواہش اور ارادہ نہیں رکھتی۔"

یافان نے پھر کہا۔ "اے بزرگ دسارتھ! ہم اب چلتے ہیں کسی وقت آپ اور تپاس کے

پاس ضرور بیٹھیں گے۔"

پھر یافان نے دسارتھ سے ہاتھ ملایا اور سکتی دیوی کے مندر سے باہر چل پڑا۔ عارب، بیوسا اور عبیطہ بھی اس کے ساتھ ساتھ تھے۔

تین منہ کی مورتی کے مندر میں واپس جا کر یافان کے ساتھ اس کے کمرے میں بیٹھتے ہوئے عارب نے اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا اور کہا۔ "اے بزرگ یافان! آپ نے سکتی دیوی کے مندر سے نکلنے میں بہت عجلت کی، کم از کم کچھ دیر تو اور رکتے اور جب دسارتھ آپ کو اپنے کمرے میں بیٹھنے کی دعوت دے رہا تھا تو آپ یہی بات مان لیتے کہ ہمیں حسین تپاس کے پاس رہنے کے لیے کچھ اور وقت مل جاتا۔"

یافان نے تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا۔ "برخوردار! تم جلد بازی اور نادانی سے کام لیتے ہو۔ دیکھا تم نے اپنی گفتگو سے تپاس کو ناراض کر دیا اور تم پر غصے اور ناراضگی کا اظہار کرتی ہوئی وہ وہاں سے ہٹ گئی تھی، سنو عارب! یہ دسارتھ انتہائی دانش مند اور فہیم آدمی ہے۔ وہ تمہاری گفتگو کو خوب سمجھ اور جانچ رہا تھا۔"

"میں نے تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا اس شہر میں ایک اعلیٰ پائے اور اونچے درجے کا رشی ہے۔ وہ ظاہری و باطنی علوم کا ماہر ہے۔ سنو! جس طرح گدھا اپنی چرنی کو اور مالک کو بیل خوب پہچانتا ہے، ایسے ہی یہ دسارتھ بھی ظاہری و باطنی خواہشوں کو جان لینے کا علم رکھتا ہے۔ اس سے بچ کر اور محتاط رہنا ورنہ یہ ایک روز تمہاری جان کا روگ اور تمہاری خواہشوں کے سامنے سب سے بڑی رکاوٹ بن کر کھڑا ہو جائے گا۔"

عارب نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔ "اگر کوئی ایسا وقت آیا تو آپ دیکھیں گے میں دسارتھ کو بے بس اور لاچار کر کے رکھ دوں گا اور پھر کیا ہمیں ایسے موقعے پر یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ ہیں۔"

یافان نے کہا۔ "میں یقیناً ہر حال میں تم تینوں کا ساتھ دوں گا لیکن اگر ان حالات میں یوناف بھی درمیان میں آ ٹپکا تو پھر؟"

عارب نے کرودھ اور غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "آپ اکیلے نے پہلے اُر شہر میں ایک بار یوناف پر قابو پا کر اور اسے زنجیروں میں جکڑ کر کھولتے پانی کی اذیت میں مبتلا کیا تھا اور پھر یہاں موہنجوداڑو میں تو میں بھی آپ کے ساتھ ہوں اور مجھے امید ہے کہ ہم دونوں مل

کر اس کے سارے کس بل اور اس کی ساری جرأت و جسارت نکال کر رکھ دیں گے۔"

یافان نے مغموم سی آواز میں کہا۔ "کہنے اور سننے میں بڑا فرق ہے۔ میرے عزیز! آہ میں کئی بار یوناف سے ٹکرایا۔ پر ہر بار اس کے مقابلے میں مجھے ہزیمت اٹھانا پڑی۔ اُرشہر میں اسے زنجیروں میں جکڑ کر جب میں نے اسے کھولتے پانی کے عذاب میں مبتلا کیا تھا تو میں خوش تھا کہ میں نے ملیتا کی روح کی مدد سے اس پر قابو پالیا ہے لیکن ہائے حیف! وہ ظالم بھی ناقابل یقین قوتوں کا مالک ہے۔ جس وقت میں نے اس کا دماغ اس کی یادداشتوں سے خالی کر رکھا تھا، نہ جانے اس نے کونسا حربہ استعمال کیا کہ اس کا کھولتے پانی کی وجہ سے داغدار بدن ٹھیک ہو گیا اور زنجیریں توڑ کر وہ میرے خلاف اٹھ کھڑا ہوا اور ملیتا کی خونخوار روح کو بھی اس نے زیر کر لیا۔ آہ! ہم سب ایک بار یمن میں بھی اس کے سامنے اکٹھے ہوئے تھے، پر اس موقع پر بھی وہ ظالم بھاری رہا حتیٰ کہ میری بیٹی اریشیا کو بھی اس نے ختم کر دیا۔"

ایک لمبا سانس لے کر یافان نے پھر کہا۔ "کاش! میں یوناف سے کم از کم اپنی بیٹی اریشیا کا ہی انتقام لے سکتا۔"

عارب نے اس موضوع سے جان چھڑاتے ہوئے کہا۔ "اے بزرگ یافان! لعنت بھیجیں یوناف پر۔ اس وقت اس کا ذکر لے بیٹھنے کی کیا ضرورت تھی۔ آپ نے یہ جو کہا ہے کہ ملیتا کی روح کو ایک عفریت کی صورت میں یہاں پیش کر کے یہاں کے لوگوں میں خوف و ہراس پھیلا دیں گے، تو اس کام کی ابتدا آپ کب اور کیسے کریں گے؟"

یافان نے خوش کن لہجے میں کہا۔ "جب تم چاہو۔"

"ابھی کیوں نہیں۔" عارب نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

یافان جواب میں کچھ سوچتے ہوئے فیصلہ کن انداز میں بولا۔ "اگر تم چاہتے ہو تو اس کی ابتدا ابھی اور اسی وقت کر دیتے ہیں۔"

عارب، بیوسا اور عبیطہ غور سے یافان کی طرف دیکھنے لگے۔ یافان حرکت میں آیا اور چھت کے ساتھ لٹکتی ملیتا کی کھوپڑی کی طرف منہ کر کے اس نے قدرے بلند آواز میں کہا۔

"اے ملیتا کی روح! میں تیرا عامل یافان ہوں، تو اس وقت کہاں ہے کہ میں تجھ سے اپنی بہتری کا ایک کام لوں۔"

کھوپڑی کے اندر سے ایک ہولناک و بھیانک آواز سنائی دی۔ "اے یافان! میں یہیں ہوں۔"

یافان نے پھر کہا۔ "اے ملیتا کی روح! میں ان بندھنوں کو توڑنا چاہتا ہوں جو سمندر جیسی موجزن باطل خیالی کو روکتے ہیں، میں تیرے ہاتھوں کو خون آلودہ کر کے اس شہر کے اندر موت کی وادیوں کا سماں اور ہلاکت کی پراگندگی برپا کرنا چاہتا ہوں۔ اے ملیتا کی روح! اے میری معمول! تو کسی طاقتور اور خونخوار درندے پر وارد ہو جا اور اس سے کام لیتے ہوئے اس شہر میں خوف و ہراس اور دہشت پھیلا دے۔ اے ملیتا کی روح! میں جانتا ہوں تو خون کی عادی ہے، کسی درندے پر وارد ہو کر اس شہر میں خوب خونریزی اور آدم خوری کرو۔ تم جس درندے پر وارد ہو کر حرکت میں آنے کی کوشش کرے گا، اس سے میں تمہاری حفاظت کروں گا۔ اب تم جاؤ، کسی درندے پر وارد ہو اور اس شہر کے اندر خونریزی اور آدم خوری کی ابتدا کر دو کہ اسی طریقے سے اس شہر کے اندر مجھے عزت اور وقار حاصل ہو سکتا ہے۔"

ملیتا کی روح نے کھوپڑی سے نکلنے کی نشانی کے طور پر صرف پلک جھپکنے جیسے لمحے کے لیے ارغوانی سی روشنی دی، پھر وہاں سے غائب ہو گئی۔

اس طرح یافان نے موہنجوداڑو کے اندر دہشت گردی کی ابتدا کر دی۔

○

تین چار دن بعد ایک روز جبکہ موہنجوداڑو کے کچھ کسان شہر سے باہر اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے کہ دریا کے کنارے گھنے درختوں کے اندر سے ایک توانا چیتا برآمد ہوا۔ بری طرح وہ چیتا ان سب پر حملہ آور ہوا اور ان میں سے ایک جوان کو اٹھا کر لے گیا۔

اس واقعے کو ایک عام سا حادثہ سمجھ کر فراموش کر دیا گیا لیکن چند ہی روز بعد چیتا موہنجوداڑو کے ماہی گیروں کی جھونپڑیوں میں نمودار ہوا۔ یہ جھونپڑیاں دریا کے کنارے لکڑی اور نرسل سے بنائی گئی تھیں۔

وہ چیتا ایک جھونپڑی کو توڑ کر اندر گھسا اور وہاں سے ایک جوان ماہی گیر کو اٹھا کر لے

گیا۔ ان دو واقعات سے شہر کی اکثریت کو آگاہی نہ ہوئی اور زیادہ تر لوگ مطمئن ہی تھے، جن لوگوں کے پاس یہ خبر پہنچی تھی، انہوں نے ایک حادثہ قرار دیا اور خاموش ہو گئے لیکن تیسرے حادثے نے لوگوں کو چوکنا کر دیا اور شہر کے اندر خوف و ہراس پھیلنا شروع ہو گیا۔

موہنجوداڑو کے راجن کا دھوبی جو اور بہت سے دھوبیوں کے ساتھ دریا کنارے کپڑے دھو رہا تھا، وہ چیتا اس پر حملہ آور ہوا اور اسے اٹھا کر لے گیا۔ راجن کو اپنے دھوبی کے اس طرح مارے جانے کا سخت دکھ ہوا۔ اس نے کچھ لوگوں کو روانہ کیا کہ وہ اس آدم خور چیتے کو ماریں، پر وہ ناکام لوٹ آئے کیونکہ دریا کنارے کے جنگل میں چیتا انہیں کہیں دکھائی نہ دیا تھا۔

چند دنوں کے وقفے کے بعد ایک تجارتی کارواں پنجاب کی طرف سے موہنجوداڑو کی طرف آیا۔ یہ تجارتی کارواں اپنے ساتھ پنجاب[1] سے سنگ مرمر لے کر آ رہا تھا۔ وہ چیتا اس تجارتی کارواں پر حملہ آور ہوا، ان گنت لوگوں کو اس نے زخمی کیا اور ایک کو اٹھا کر لے گیا۔ کچھ مسلح لوگوں نے چیتے پر حملہ بھی کیا لیکن اس پر کچھ اثر نہ ہوا، جب چیتا ان کے ساتھی کو لے کر بھاگا تو انہوں نے تعاقب کیا، پر انہیں اس وقت مایوسی اور تعجب ہوا، جب ایک گہری کھائی میں جا کر چیتا ان کی نظروں سے اچانک غائب ہو گیا۔

اس کارواں کے لوگوں نے موہنجوداڑو کے راجن سے جا کر اس سارے معاملے کی شکایت کی اور اس تجارتی کاروان کے لوگوں نے موہنجوداڑو شہر میں جا کر جب زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والوں کے سامنے اس چیتے کے حملہ آور ہونے اور پھر اچانک ان کی نظروں سے غائب ہو جانے کی گفتگو کی تو لوگوں کے اندر خوف و ہراس پھیل گیا۔

اب لوگ ایک دوسرے سے بڑے وثوق اور اعتماد کے ساتھ کہنے لگے کہ یہ کوئی عام چیتا نہیں ہے بلکہ کوئی خونخوار روح ہے جو حملہ کرنے کے بعد کامیابی سے بچ نکلتا اور کبھی دیکھنے

1۔ ان دنوں موہنجوداڑو، ہڑپہ کے تجارتی تعلقات عروج پر تھے۔ اس کے علاوہ دوسرے شہروں سے بھی تعلقات استوار تھے۔ موہنجوداڑو میں سونا میسور اور اننت پور سے آتا تھا۔ تانبا جس سے اوزار اور برتن بنتے تھے، راجپوتانہ سے منگوایا جاتا تھا، اس کے علاوہ ٹین بہار سے اور چونے کا پتھر سکھر کے کوہستانی سلسلے سے حاصل کیا جاتا تھا۔ سکھر سے چونے کا پتھر بڑی بڑی کشتیوں میں لایا جاتا تھا۔ پیلے رنگ کا پتھر جیسلمیر سے، کچھ قیمتی پتھر بدخشاں سے۔ اس کے علاوہ خراسان، پامیر، مشرقی ترکستان اور تبت سے بھی تجارتی تعلقات استوار تھے۔ اسی طرح کے تجارتی تعلقات ہڑپہ اور دیگر قدیم حکومتوں کے بھی ہندوستان کے دوسرے شہروں اور دوسرے ملکوں کے ساتھ قائم تھے۔ (ہندوستان کی قدیم تاریخ: مکھ راج)

والوں کی نگاہوں سے غائب ہو جاتا ہے۔

دوسری طرف اس چیتے نے بھی اپنی وارداتوں میں اضافہ کر دیا جس پر یافان نے ملیتا کی روح کو مسلط کر رکھا تھا، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ موہنجوداڑو کا روزمرہ کا کام متاثر ہونے لگا۔ شہر کے گرد و نواح میں لوگوں نے اپنے کھیتوں میں کام کرنا بند کر دیا۔ شہر میں تازہ سبزی، پھل اور ضروریات کا دیگر سامان آنا بند ہو گیا اور لوگ اپنے آپ کو اذیت اور کرب میں مبتلا محسوس کرنے لگے۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے موہنجوداڑو کے راجن نے شہر کے اندر جس قدر مذہبی لوگ تھے، ان کا ایک اجلاس طلب کیا۔ ان میں رشی دسارتھ پیش پیش تھا، راجن نے سب سے التماس کی کہ اگر یہ چیتا کوئی بد روح ہے تو اسے قابو کر کے ختم کرنے کی کوشش کی جائے۔ راجن نے ان سارے مذہبی لوگوں کا سربراہ دسارتھ کو بنایا اور اپنے شاہی نجومی تریندر کو اس کا نائب مقرر کیا اور تلقین کی کہ اس بدروح پر جس قدر جلد ممکن ہو قابو پایا جائے اور شہر کے لوگوں کو اس کے خوف و ہراس سے نجات دلائی جائے۔

○

یافان اپنے کمرے میں بیٹھا تھا کہ عارب وہاں آیا اور یافان کے سامنے بیٹھتے ہوئے اس نے کہا۔ "اے بزرگ یافان! میں آپ کے لیے ایک بری اور نئی خبر لے کر آیا ہوں۔"

یافان نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کہو کیا خبر لائے ہو؟"

عارب نے کہا۔ "مجھے ایسا لگتا ہے جیسے ملیتا کی روح اور وہ چیتا جس پر آپ نے اسے مسلط کیا ہے دونوں خطرے میں پڑ گئے ہیں۔"

یافان نے چونک کر پوچھا۔ "وہ کیسے؟"

عارب نے رازداری سے کہا۔ "اے بزرگ یافان! موہنجوداڑو کے راجن نے رشیوں اور ان لوگوں کی جو سیاہ علوم اور سحر کے ماہر ہیں ایک مجلس مقرر کر دی ہے جس کا سربراہ رشی دسارتھ کو اس کا نائب راجن کے نجومی تریندر کو مقرر کیا ہے۔ تریندر دیگر سحری علوم کا بھی ماہر ہے۔ اب یہ سارے رشی اور طلسمات کے ماہر اس چیتے کے خلاف حرکت

میں آئیں گے اور میرا خیال ہے کہ اب اس چیتے اور ملیتا کی روح کے لیے خطرات اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔"

یافان نے کہا۔ "ایسی کوئی بات نہیں، جب تک ملیتا کی روح اس چیتے کے ساتھ ہے، اسے کوئی خطرہ نہیں اور سنو عارب! جس رشی کی طرف سے مجھے ملیتا کے لیے خطرہ محسوس ہوا، میں اسی چیتے سے اس کا کام تمام کرا دوں گا۔ ملیتا کی روح کو اس چیتے پر رکھ کر میں کچھ عرصہ اور اس شہر کے اندر خوف و دہشت پھیلاتا رہوں گا، اس کے بعد میں خود ہی موہنجوداڑو کے راجن کے سامنے جاؤں گا اور ان سے کہوں گا کہ یہ بدروح نما چیتا ہے میں اسے زیر کرسکتا ہوں۔ اس طرح راجن خوش ہوگا اور خود مجھے اس کام پر مامور کر دے گا۔ اس کے بعد میں چیتے سے ملیتا کی روح کو ہٹا لوں گا اور اسی سے چیتے کو مروا کر راجن کے سامنے پیش کر دوں گا، اس طرح اس شہر میں اور راجن کی نگاہوں میں مجھے وہ عزت اور وقار نصیب ہوگا جو اب تک کسی پروہت یا رشی کے حصے میں نہ آیا ہوگا، اس لیے کہ سارے رشی و پروہت اس چیتے کو قابو کرنے سے عاجز آچکے ہوں گے اور اس موقع پر میرا چیتے کو قابو کر لینا راجن کی نگاہوں میں میرے لیے بہت بڑا اعزاز ہوگا، ہاں مجھے اگر کوئی خطرہ ہے تو وہ صرف رشی دسارتھ کی طرف سے ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے علوم سے اس چیتے کو قابو کر سکتا ہو یا کم از کم ملیتا کی روح ہی کو چیتے سے علیحدہ کر دے۔ دسارتھ کے علاوہ اور کوئی ایسا نہیں ہے جو اس کام میں ہاتھ ڈال سکے۔"

عارب نے ایک نئی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔ "اگر میں رشی دسارتھ کو اس دوران میں ایک اور ہی الجھن میں مبتلا کر دوں تب؟ اس طرح وہ اپنے راجن کی ہدایت کے مطابق چیتے کو قابو کرنے کا وقت نہ نکال سکے گا اور آپ کو کھل کر اپنا کام پورا کرنے کا موقع مل جائے گا۔"

یافان ذرا چونکا، پھر پوچھا۔ "عارب میرے عزیز! تم دسارتھ کو کس عذاب میں ڈالو گے کہ وہ چیتے کی طرف دھیان ہی نہ دے۔"

"اے بزرگ یافان!"

عارب نے اپنی جگہ پر پہلو بدلتے ہوئے کہا۔

"آج رات کے کسی حصے میں میں دریائے نیلاب کے کنارے سکتی دیوی کے مندر

میں داخل ہوں گا اور جن کمروں کے اندر دسارتھ اور تپاس رہتے ہیں، وہاں سے میں تپاس کا کوئی استعمال شدہ لباس حاصل کرنے کی کوشش کروں گا، اس کے بعد اے بزرگ یافان! دیکھنا میں تپاس کی کیا حالت کرتا ہوں۔ اس کی وجہ سے دسارتھ بری طرح مصروف رہے گا۔ اس کے بعد میں خود ہی سکتی دیوی کے مندر میں جا کر تپاس کو بھلا چنگا کرنے کی کوشش اور پیشکش کروں گا۔"

"اور اے بزرگ یافان! میرے اس طرح تپاس کو ایک ہولناک اذیت اور عذاب سے نجات دینے پر کیا اس کے دل میں میرے لیے کوئی ہمدردی اور جانبداری پیدا نہ ہوگی۔ بس میں اسی ہمدردی کو بنیاد بنا کر اسے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کروں گا اور پھر آپ دیکھیں گے کہ تپاس خود بخود میری زندگی کا ساتھی بننے کی خواہش کرے گی۔"

یافان نے توصیفی انداز میں عارب کی طرف دیکھا اور کہا۔ "تمہاری سوچیں درست اور معقول ہیں۔ پر بشرطیکہ دسارتھ نے تمہیں اس میں کامیاب ہونے دیا تب؟"

عارب نے بڑے وثوق سے کہا۔ "آپ فکر نہ کریں، میں مہرے بدل بدل کر تپاس پر وارد ہوتا رہوں گا۔ ہر بار جب وہ چیتے کی طرف دھیان دینے والا ہوگا، میں تپاس کو اذیت میں مبتلا کر کے اس کے سارے ارادوں کو خاک میں ملا دوں گا۔"

یافان نے اپنے ہڈیوں کے ہاتھ سے عارب کا شانہ تھپتھپایا اور کہا۔ "اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہوگئے تو یقیناً تم تپاس کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔"

یافان کے ان الفاظ سے عارب کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل گئی۔ پھر وہ اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

○

رات ٹوٹے برتن کی طرح اداس، گھناؤنے مقاصد کی طرح سیاہ اور متروکہ داشتہ جیسی افسردہ تھی، آسمان پر گہرے بادلوں میں ہلکی ہلکی بوندا باندی جاری تھی، ہر شے شقاوتِ ذہنی اور قساوتِ قلبی میں مبتلا تھی۔ ہر طرف موت کا سا ہول تھا۔ آسمان پر بار بار برق کوند کر ٹیڑھی ترچھی لکیریں بنا رہی تھیں۔ جیسے قدرت کے عناصر زمین کے گنہ گار باسیوں کو ایک رسوا کن

عذاب، ایک دکھ کی مار جیسی ابتلا میں ڈالنے کے لیے اپنے رب کے حضور بددعا کے لیے زبانیں کھول رہے ہیں۔

ایسے میں تین منہ کی دیوی کے مندر سے اپنی شرارت اور بدی کی تکمیل کے لیے عارب نکلا اور دریائے سندھ کے کنارے سکتی دیوی کے مندر کی طرف بڑھا۔ اس کے چہرے پر بے دینی کے جذبوں کا ایک سیلاب تھا اور آنکھوں میں دانش و نیکی سے دست بردار بے سروپا تاویلات تھیں۔

تھوڑی دیر بعد وہ سکتی دیوی کے مندر کے پاس آیا۔ اپنے اطراف کا جائزہ لیتے ہوئے پہلے وہ مندر کے دروازے پر نمودار ہوا۔ ادھر ادھر دیکھا، مندر کا جائزہ لیا اور دوبارہ غائب ہونے کے بعد وہ تپاس کے کمرے میں نمودار ہوا۔ دیوار میں لکڑی کے ایک کیل سے لٹکتے تپاس کے لباس میں سے تھوڑا سا کپڑا پھاڑا اور تین منہ کی دیوی کے مندر کی طرف لوٹ گیا۔

عارب جب اپنے کمرے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ یافان وہاں پہلے سے بیٹھا شاید اسی کا منتظر تھا۔

عارب کو دیکھتے ہی یافان نے کہا۔ ”اے میرے عزیز! میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ میں خوش ہوں کہ تم تپاس کے لباس کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہو جس وقت تم یہاں سے روانہ ہوئے تھے تو میں نے اپنی نیلی دھند کے ایک کارکن کو تمہارے تعاقب پر روانہ کیا تھا اور تم پر نگاہ رکھنے کو کہا تھا، اس نے مجھے تمہاری کامیابی کی خبر دی ہے۔
اے عارب! تمہارے پاس بھی یوناف جیسی ہی قوتیں ہیں، پھر نہ جانے کیوں اس میں اور کیا خوبی ہے جو تم پر غالب رہتا ہے۔“

عارب نے کہا۔ ”اس کے پاس لاہوتی قوتوں اور سحر کے علاوہ کچھ اور بھی ان جانی قوتیں ہیں جو ہر میدان میں اسے کامیابی دلاتی ہیں۔“

یافان نے افسردہ سے لہجے میں کہا۔ ”بہر حال تم تپاس کے لیے اپنے عمل کی ابتدا کرو، مجھے امید ہے کہ تم اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ میں اب اپنے کمرے میں جاتا ہوں اور وہاں جا کر اپنی نیلی دھند کے ایک کارکن کو پھر سکتی دیوی کے مندر کی طرف روانہ کروں گا تاکہ تمہارا عمل شروع ہونے کے بعد وہ مجھے تپاس کی حالت اور کیفیت کہے جس سے تمہارے عمل کے باعث وہ دو چار ہو گی۔“

یافان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا، پھر رات کی تاریکی میں وہ عارب کے کمرے سے نکل گیا۔

یافان کے جاتے ہی عارب آتش دان کے پاس آیا جس کے اندر آگ سلگ رہی تھی، اس نے آتش دان میں لکڑیاں ڈالیں، پھر آگ کے قریب ہی چکنی مٹی کے دو ڈھکے ہوئے پیالے اٹھا کر اس نے اپنے سامنے رکھ لیے۔ جب اس نے ان پیالوں کے اوپر سے ڈھکن اٹھائے تو ایک پیالے میں خون اور دوسرے میں خشک آٹا تھا۔ عارب نے تپاس کے لباس کا وہ ٹکڑا لیا اور اسے نوچ نوچ کر وہ آٹے کے پیالے میں روئی روئی کرنے لگا۔

تپاس کے لباس کے اس ٹکڑے کو ریزہ ریزہ نوچ کر عارب نے آٹے میں ڈال دیا، پھر آٹے میں خون ڈال ڈال کر وہ اسے گوندھنے لگا، آٹا اس نے کافی سخت رکھا، پھر اس سے عارب نے ایک مورتی تیار کی جو اپنی شباہت کے لحاظ سے بالکل تپاس جیسی تھی، جب خون ملے اس آٹے سے مورتی تیار ہو گئی تو اس نے اس مورتی پر اپنا کوئی طلسم ڈالا، پھر عارب نے اس مورتی کو آتش دان کے اندر جلتی آگ میں ڈال دیا۔

رات اپنے باطن کی مخفی شرارتوں اور نخر و فراز کے ساتھ بھاگ رہی تھی۔ نگار خانہ ہستی کی ہر نقش طرازی، ہر رنگ آمیزی رات کی فتنہ شناس آنکھوں میں ڈوب گئی تھی۔

ایسے میں سکتی دیوی کے مندر میں جہاں دسارتھ اور تپاس رہتے تھے، ہولناک چیخیں بلند ہونا شروع ہو گئیں۔ ایسا لگتا تھا، گویا کسی سے اس کی زندگی کی ساری طراوت چھین کر اس پر بدی لاد کر اسے پسپا اور رسوا کیا جانے لگا ہو۔

وہ آواز کسی جوان اور نوخیز لڑکی کی تھی جو سکتی دیوی کے پورے مندر میں گونج رہی تھی۔ اپنے کمرے میں لیٹا رشی دسارتھ گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا، پھر وہ بھاگ کر ساتھ والے کمرے میں داخل ہوا جہاں کہ تپاس سوتی تھی۔

دوسرے کمرے میں داخل ہوتے ہی رشی دسارتھ دنگ رہ گیا۔

اس نے دیکھا حسین تپاس چیختی چلاتی ہوئی کمرے سے باہر کو بھاگنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر اسے پکڑ لیا۔ اس نے دیکھا تپاس کی حالت ایسی ہو رہی تھی جیسے اسے قبر کے اندر زندہ دفن کر دیا گیا۔ ہو وہ کراہتے کراہتے تھک گیا ہو اور اس کی کراہیں سننے والوں کی ہڈیوں میں بے قراری بھرنے لگی ہوں۔

دسارتھ نے تپاس کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اور انتہائی شفقت سے کہا۔

''اے میری بیٹی! تیری ساری راہیں استوار رہیں، تیرے ہونٹ لطافت بھرے، تیرا منہ نیکی وسچائی کی گفتار سے بھرا رہے، تجھے کیا ہو گیا ہے؟''

تپاس نے رو دینے کے انداز میں کہا۔

''اے میرے باپ! مجھے ملتجب دوزخ جنسی عصیان اور فحش کے مرکز کی طرف بلا رہا ہے، کسی کی مذموم سعی میرے قلب و ذہن میں مستول ہو گئی ہے۔ میری نگاہوں کی وسعتوں میں، میرے ذہن کی کشادگی میں کوئی استبلا و غلبہ مجھے پکڑنا چاہتا ہے۔ اے میرے باپ! مجھے بچالو ورنہ میں بے موت ماری جاؤں گی۔''

تپاس اپنا آپ چھڑا کر باہر بھاگنے کی جدوجہد کر رہی تھی جبکہ دسارتھ اسے اپنے ساتھ لپٹا کر اسے اس کی مسہری کی طرف لے جانے کی کوشش کر رہا تھا۔

○○○

مشتاق وغواص رات، ظلم کے عصا جیسی تنگی وتاریکی میں اپنے ظاہر و باطن کی تزئین و آرائش کرتی ہوئی بھاگی جا رہی تھی۔

عارب آتش دان کے پاس بیٹھا آٹے کو خون میں گوندھ کر اپنی بنائی ہوئی اس مورتی کو آگ میں رکھے ہوئے تھا جس کے اندر اس نے حسین تپاس کے لباس کا ایک ٹکڑا ریزہ ریزہ کر کے ڈالا تھا، جب وہ آٹے کی مورتی پکنے کے قریب آتی عارب اسے پانی سے تر کر کے دوبارہ آگ میں رکھ دیتا اور ایسا وہ بار بار کر رہا تھا۔

اتنے میں عارب نے بیرونی دروازے کے قریب کھٹکا سا محسوس کیا۔ اس نے فوراً آٹے کی وہ مورتی آگ سے باہر نکال کر رکھ دی، پھر جب اس نے مڑ کر دیکھا تو یافان کمرے میں داخل ہو رہا تھا اور اس کے پیچھے پیچھے نیلی دھند کی صورت میں اس کی شیطانی قوتیں بھی تھیں۔

یافان آگے بڑھا اور کمرے کے اندر لگی نشستوں میں سے ایک پر آ کر بیٹھ گیا۔ عارب اٹھا اور یافان کے سامنے آ بیٹھا۔

یافان چند ثانیوں تک غور و انہماک سے عارب کی طرف دیکھتا رہا، پھر کسی قدر طنزیہ انداز میں اس نے کہا۔ ''عارب! عارب! میرے عزیز! تمہاری اس مورتی کا بنایا ہوا سارا کھیل تمام ہوا، تمہارے سارے عرفان، تمہاری ساری روشن ضمیری، تمہارے آتشی نہاد اور تمہاری ساری حیلہ گری اور جادو سازی کو تمہارے [illegible] استبلا و غلبہ کو تمہاری [illegible]

شوکت و حشمت کو اس چالاک رشی دسارتھ نے ناکام و نامراد بنا کر رکھ دیا ہے۔ سنو عارب! میری نیلی دھند کے ایک کارکن نے آ کر مجھے بتایا ہے کہ تمہارے اس طلسمی عمل کا حسین تپاس پر زبردست ردِعمل ہوا تھا اور وہ اٹھ کر باہر کو بھاگ کھڑی ہوئی تھی پر دسارتھ نے اسے سنبھال لیا اور اپنی سری قوتوں کو استعمال میں لاتے ہوئے اس نے تپاس سے تمہارے طلسمی عمل کا اثر زائل کر دیا۔ اب حسین تپاس اپنے بستر پر لیٹی آرام و سکون کی گہری نیند سو رہی ہے اور دسارتھ اس کے پاس بیٹھا جاگ رہا ہے۔

اے عارب! گو اب بھی تمہاری یہ آٹے اور خون کی مورتی آگ میں پڑی ہوئی تھی لیکن اس کا تپاس پر کوئی اثر نہیں ہے کیونکہ دسارتھ نے ایک جوابی عمل کر کے تمہاری ان ساری کاوشوں کے ردِعمل کو بے اثر کر دیا ہے۔''

یافان کی گفتگو سننے کے بعد عارب چند ثانیوں تک گردن جھکائے سوچتا رہا، پھر اس نے گردن سیدھی کی اور دم بریدہ سانپ کی طرح پیچ و تاب کھاتے ہوئے کہا۔ ''یافان! میرے محترم! دسارتھ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ میں ہر صورت میں تپاس کو حاصل کر کے رہوں گا، اگر میری اس خواہش میرے ان ارادوں میں دسارتھ نے رکاوٹ بننے کی کوشش کی تو میں اس کے ہر طرفہ پن اور اس کے اعلیٰ مدارج کو نحیف اور کچلا ہوا بنا کر رکھ دوں گا۔ میں اس کی زندگی کی ساری خوش نمائی کو اونٹ کٹارے کے کانٹوں میں بدل دوں گا۔ اس کے ردِعمل کے ہر تالاب کو سراب اور اس کی روح کی شادمانی کو بیابان و ویرانہ کردوں گا۔ سنو بزرگ یافان! دسارتھ جب مجھ سے ٹکرائے گا تو اس کی ساری قوتوں کو میں ٹھیکرے کی مانند خشک کر دوں گا اور اس کی زبان تالو سے یوں چپکا دوں گا، گویا وہ اپنی جگہ پر تھی ہی نہیں۔

اے بزرگ یافان! شہد کے چھتے سے ٹپکے قطرے بڑے شیریں اور خوشنما ہوتے ہیں، پر ان ٹپکوں اور چھتے کے اندر جب زہر گھول دیا جائے تو یہی ٹپکے کراہت آمیز و خوفناک لگنے لگتے ہیں۔ میں ایسی ہی حالت دسارتھ کی کر دوں گا میں ہر روز تپاس کو ایک نئے کرب اور ابتلا میں ڈالتا رہوں گا پھر دیکھوں گا دسارتھ کب تک مجھ سے اور میرے عمل سے محفوظ و مامون رہتا ہے، ایک نہ ایک دن واجب و ناواجب، درست و نادرست رویے سے اسے تپاس کو میرے حوالے کرنا ہی ہو گا۔''

''تپاس کی خاطر تم جو بھی قدم اٹھاؤ مجھے اس سے آگاہ رکھنا تاکہ میں اس کے مقابلے

میں تمہارا ساتھ دے سکوں۔ میں اب جاتا ہوں، تم بھی آرام کرو۔'' یافان نے اپنی جگہ پر کھڑے ہوتے ہوئے عارب سے کہا۔

○

ایک روز جبکہ سورج کافی چڑھ آیا تھا، یوناف فونیقی قوم کے شہر ٹائر کے نواح میں ایک ایسے بلند ٹیلے کے پاس نمودار ہوا جس پر ایک چرواہا بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے ایک لمبا عصا رکھا تھا جبکہ نیچے وادی میں اس کا ریوڑ چر رہا تھا۔

یوناف نے دیکھا جس جگہ چرواہا بیٹھا تھا، وہاں ایک شفاف پانی کا چشمہ بھی تھا۔ یوناف چرواہے کے قریب آیا اور اس سے پوچھا۔

''اے نیک دل چرواہے! میں اس سرزمین میں اجنبی ہوں، کیا میں اس چشمے سے پانی پی سکتا ہوں۔''

چرواہے نے جو عمر میں 40 سے اوپر کا ہی ہو گا، ایک بار شفقت بھری نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا، پھر اس نے پدرانہ محبت سے کہا۔

''اے میرے اجنبی عزیز! ایسے چشمے تو دیوتاؤں کی دین ہوتے ہیں۔ ان پر کسی ایک کا حق نہیں ہوتا، ہر کوئی ان سے برابر کا مستفید ہو سکتا ہے، تم کسی سے پوچھے بغیر یہاں سے پانی پی سکتے ہو۔''

پانی پی کر یوناف اس چرواہے کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور پوچھا۔

''اے میرے عزیز! کیا تم مجھے کنعانیوں سے متعلق تفصیل سے بتاؤ گے کہ اس سے میرے علم میں اضافہ ہو اور اگر میں ان کے اندر رہنے کا فیصلہ کروں تو مجھے ان کے مذہب اور دیگر رسم و رواج سے آگاہی ہو۔''

چرواہے نے اپنے سامنے رکھا عصا اٹھا کر اپنے بائیں طرف رکھتے ہوئے کہا۔

''اے عزیز! پہلے تو تم اپنا نام کہو اور یہ کہو کہ تم کن سرزمینوں کی طرف سے آئے ہو۔''

جواب میں یوناف نے کہا۔

''میرا نام یوناف ہے اور میں اس وقت اکادی قوم کے شہر اکاد کی طرف سے آ رہا ہوں۔''

چرواہے نے ذرا دیر کے لیے خاموشی اختیار کی پھر وہ دوبارہ بولا۔

”اے عزیز! اس سرزمین میں جس کے اندر تم ابھی بیٹھے ہو کنعانی آباد ہیں۔ میں بھی ایک کنعانی ہوں۔ سنو میرے عزیز! ایک طویل مدت پہلے انسانوں کا ایک سیل صحرائے عرب سے نکلا تھا، یہ لوگ خانہ بدوش[1] تھے اور بہتر چراگاہوں کی تلاش میں انہوں نے شمالی سرزمینوں کا رخ کیا تھا۔ شمال میں آکر یہ خانہ بدوش عرب دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک حصہ ارض شام میں البقاع[2] کی وادیوں میں آباد ہو گیا۔ یہ گروہ ابھی تک وہیں آباد ہے اور ان لوگوں نے اپنے مشرق میں اکادیوں اور سمیریوں کے ساتھ بڑے اچھے تعلقات قائم کر رکھے ہیں، یہاں تک کہ ان لوگوں نے اکادیوں اور سمیریوں کے ساتھ[3] شادی بیاہ کا سلسلہ بھی شروع کر دیا ہے، لیکن اب اس گروہ نے آہستہ آہستہ خانہ بدوشانہ زندگی بھی ترک کر دی ہے اور یہ لوگ ارض شام کے مشہور دریا خابور کے کنارے کنارے اپنے لیے بڑے بڑے شہر[4] آباد کر رہے ہیں۔“

ذرا رک کر اس کنعانی چرواہے نے پھر کہا۔

”ہاں تو اے یوناف! میں کہہ رہا تھا کہ عربوں کے اس گروہ نے اب اپنی حالت یکسر ہی بدل لی ہے۔ وہ اب بڑے بڑے شہر آباد کر رہے ہیں اور دریائے خابور[5] سے نیچے دریائے فرات کے کنارے انہوں نے اپنا ایک مرکزی شہر بھی تعمیر کر لیا ہے، اس شہر کا نام ماری[6] ہے۔ اس شہر کے گرد انہوں نے عمدہ قسم کی سنگی فصیلیں تعمیر کی ہیں، ایسا لگتا ہے کہ ہم عربوں کا یہ گروہ طاقت ور ہونے کے بعد اپنے مشرق کی طرف بڑھے گا اور اے یوناف! تو دیکھنا ایک روز ہمارا یہ گروہ قوم اکاد اور سمیر پر حاوی[7] ہو جائے گا، آجکل

1۔ مولینا سلیمان ندوی اپنی کتاب ارض القرآن اور فلپ کے حتی تاریخ لبنان میں اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ یہ لوگ عرب کے صحراؤں سے خانہ بدوشی کی صورت میں نکلے اور بعد کو دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ 2۔ وادی البقاع کو مصری چونکہ امور کے نام سے پکارتے تھے لہٰذا عربوں کا جو گروہ اس وادی میں آکر آباد ہوا اسے اس کے ہمسایہ سمیریوں نے اموری کہہ کر پکارنا شروع کیا، اسی نسبت سے تاریخ میں یہ گروہ اموری کے نام سے پہچانے جانے لگے۔ 3۔ ماخوذ از تاریخ لبنان 4۔ فلپ کے حتی: تاریخ لبنان اور تاریخ شام 5۔ ارض شام کا ایک دریا۔ 6۔ موجودہ شہر تل الحریری ہی زمانہ قدیم میں ماری کے نام سے اموریوں کا مرکزی شہر تھا۔ 7۔ بعد کے دور میں اموری مشرق کی طرف خوب پھیلے۔ پہلے انہوں نے شام کے وسیع علاقوں پر قبضہ کر کے دمشق کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ اس کے بعد قوم اکاد کے دوسرے بڑے شہر بابل پر بھی قبضہ کر لیا اور یہاں انہوں نے بابل کی ایک علیحدہ سلطنت کی داغ بیل ڈالی۔ بابل کی تاریخ کا مشہور بادشاہ حمورابی اموریوں ہی سے تھا۔ یہ پہلا بادشاہ تھا جس نے مجموعہ قوانین جاری کیا، اس کے حالات بعد میں تفصیل سے آئیں گے۔

اس گروہ کو دوسری اقوام اموری کہتی ہیں۔

اے میرے عزیز!

یہ احوال تو تھے صحرائے عرب سے نکلنے والے عربوں کے ایک گروہ کے۔ اب میں تمہیں دوسرے گروہ کے حالات سناتا ہوں۔

جہاں پہلا گروہ اموری کہلایا، وہاں دوسرا گروہ جس سے میں تعلق رکھتا ہوں بحیرہ روم کے کنارے آکر آباد ہو گیا۔ یہ علاقہ چونکہ دیگر علاقوں کی سطح مرتفع سے نیچا تھا اور نشیبی علاقے کو چونکہ کنعان کہتے ہیں لہٰذا دوسری اقوام میں ہم لوگ کنعانی مشہور ہو گئے۔ اموری اب بھی ریوڑ پال کر اپنی گزر بسر کرتے ہیں، اس کے علاوہ انہوں نے آشوری عربوں کی طرح کھیتی باڑی بھی شروع کر دی ہے لہٰذا اب وہ کافی خوش حال اور عسکری لحاظ سے بھی طاقتور ہو گئے ہیں۔ ہم اب نہ ریوڑ پالتے ہیں نہ ہم اموری لوگوں کی طرح کلی طور پر کھیتی باڑی پر انحصار کرتے ہیں۔ گو ہماری قوم کی بستیوں میں ریوڑ بھی پالے جاتے ہیں اور کھیتی باڑی بھی ہوتی ہے لیکن اموریوں کی طرح یہ ہماری گزر بسر کا واحد ذریعہ بھی نہیں ہیں۔

ہم لوگوں نے کشتیاں اور جہاز بنانے سیکھ لیے ہیں اور ان کی مدد سے ہم دور و نزدیک کی اقوام کے ساتھ تجارت کرتے ہیں۔ ہم دوسرے ملکوں کو لکڑی، گیہوں[1]، تیل، شراب، لوبان[2] و مسالے، پارچہ جات، دھاتی ظروف[3]، اونی و سوتی کپڑے خاص کر ارغوانی رنگ کے، آبنوس اور ہاتھی دانت کے منبت کاری کا گھریلو سامان، دھاتیں، گوند اور رال[4] برآمد کرتے ہیں اور ان کے بدلے میں دوسری اقوام سے ہم اپنی ضرورت کا سامان حاصل کرتے ہیں۔

ذرا رکنے کے بعد وہ کنعانی چرواہا پھر کہہ رہا تھا۔

”اے یوناف! ہماری بحری تجارت میں لکڑی کی برآمد ہماری آمدنی کا سب سے بڑا

1۔ گیہوں اور تیل خود پیدا کر کے فونیقی برآمد نہ کرتے تھے، یہ دونوں چیزیں وہ فلسطین کے عربوں سے حاصل کرتے تھے اور اس کے بدلے انہیں عیش و آرائش کی چیزیں فراہم کرتے تھے۔ 2۔ لوبان اور مسالے کاروانی تجارت کے ذریعے جنوبی عرب اور ہندوستان سے حاصل کیے جاتے تھے۔ 3۔ بقول فلپ کے حتی کنعانی نہ صرف لوہے کو پگھلانا جانتے تھے بلکہ اس میں دوسری دھاتوں کی آمیزش سے فولاد سازی میں بھی مشاق تھے۔ 4۔ موجودہ لبنان چونکہ کنعانیوں کے زیر اثر تھا لہٰذا صنوبر اور دیودار کے درختوں سے گوند اور رال حاصل کر کے برآمد کرتے تھے، یہ دونوں چیزیں جہازوں اور کشتیوں کو پانی سے محفوظ رکھنے کے کام آتی تھیں۔

ذریعہ ہے اور یہ لکڑی زیادہ تر صنوبر اور دیودار کی ہوتی ہے، ہماری اس لکڑی کا سب سے بڑا گاہک مصر[1] ہے اور اس لکڑی کے بدلے میں ہم مصر سے کھانے پینے کی کئی اشیا حاصل کرتے ہیں، اس کے علاوہ یہ لکڑی آشوریوں، اکادیوں، سومیریوں[2]، عیلامیوں اور حتیوں کے علاوہ سمندر پار کی اقوام[3] کو بھی جاتی ہیں۔ مصری اس لکڑی سے زیادہ تر جہاز[4]، شاہی خاندان کے تابوت[5] اور دوسرا گھریلو سامان بناتے ہیں، اس کے علاوہ یہ لکڑی معبدوں کے اندر بھی استعمال ہوتی ہے۔ پھر شیشہ[6] بھی ہماری آمدنی کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور اسے ہم دوسرے ملکوں کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں اور پھر پارچہ[7] بافی اور ارغوانی رنگ سے بھی ہم بہت کچھ کما لیتے ہیں۔''

اپنے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے اس کنعانی چرواہے نے پھر کہا۔

1۔ مصری آثارِ قدیمہ کا کوئی ایسا عجائب خانہ نہ ہوگا جس میں کنعانیوں کی لکڑی کے ٹکڑے نہ پائے گئے ہوں۔ (تاریخ لبنان) 2۔ سومیریوں کے بادشاہ لوگل زگیسی اور اکادیوں کے بادشاہ سرجون اکادی کی تحریروں اور دعاؤں میں بھی لبنان اور اس کی لکڑی کا ذکر ہے۔ 3۔ کنعانیوں کے قبرص، کریٹ، سارڈینیا، مالٹا، آئی بیریا اور دوسرے جزائر سے بھی تجارتی تعلقات تھے۔ 4۔ مصر کے فرعون سنیفرو کی ایک دستاویز میں لبنان سے لکڑی لانے اور اس سے جہاز تیار کرنے کا ذکر ہے (فلپ کے حتی) 5۔ سنیفرو (فرعون) کو دہشور کے جنوبی حرم میں دفن کیا گیا تھا۔ 1954ء میں کھدائی کے دوران اس کا مدفن نکل آیا تو اس میں سے لبنانی دیودار کے شہتیر برآمد ہوئے یہ شہتیر اچھی حالت میں تھے اور اب تک ستونوں کا کام دے رہے ہیں، اس کے علاوہ مصر کے ایک جواں سال ماہر آثار قدیمہ کو اس بڑے حرم کے قریب کھدائی کے بعد ایک 60 فٹ لمبی کشتی ملی جو چونے کے پتھر میں محفوظ کر دی گئی تھی اس میں سنیفرو کے بیٹے خوفو کی لاش رکھ کر دفن کے لیے لے جائی گئی تھی، یہ کشتی بھی لبنانی دیودار سے بنائی گئی تھی اور کھدائی کے وقت اس میں دیودار کی خوشبو باقی تھی۔ لبنانی دیودار کے باقیات میں اس کشتی کو دوسرا قدیم ترین اثر سمجھا جاتا ہے۔ قاہرہ کے مصری عجائب گھر میں دیودار کے متعدد تابوت بڑی اچھی حالت میں محفوظ ہیں۔ تاریخ لبنان۔ 6۔ کنعانیوں نے جن فنون میں بہت اونچا مقام حاصل کیا، ان میں ایک شیشہ گری بھی تھا۔ کلاسیکی روایات کے مطابق شیشہ گری کا سہرا انہی کے سر ہے۔ کچھ محققین کا خیال یہ بھی ہے کہ شیشہ مصریوں کی ایجاد ہے۔ 7۔ کاتنے اور بننے کا فن ابتدا ہی میں رائج ہو گیا تھا کنعانیوں کے شہرلوں کی کھدائی کے دوران جو مختلف اشیاء برآمد ہوئی ہیں، ان میں تکلے کے چھوٹے چھوٹے حلقے جو پتھر اور مٹی سے بنائے گئے ہیں اور پتھر اور مٹی کے وہ اوزان جن سے کپڑا بنتے وقت کام لیا جاتا تھا۔ کنعانی چونکہ عرب تھے اور عربی میں کپاس کو قطن بولتے ہیں لہٰذا بعد کے دور میں کنعانیوں کا یہی قطن یونانیوں کے توسط سے انگریزی زبان میں داخل ہوا اور انہوں نے اسے قطن کی نسبت سے COTTON کاٹن کہنا شروع کر دیا۔ زمانہ قدیم میں کنعانی ریشم سازی سے بھی واقف تھے اور یہ ریشم وہ خود بخود پیدا ہونے والے ریشم کے کیڑوں سے حاصل کرتے تھے۔ (تاریخ لبنان)

''اے میرے اجنبی عزیز! میں یہاں تمہیں یہ بھی بتاتا چلوں کہ شیشہ گری اور ارغوانی رنگ کی صنعت ہماری اپنی ہی ایجاد ہے اور ہم نے ہی اسے ترقی دی ہے۔ شیشہ گری سے متعلق ہمارے ہاں ایک روایت ہے کہ ہمارے کچھ تاجر جو تجارت کی غرض سے مصر گئے تھے، واپس لوٹتے ہوئے انہوں نے کملہ شہر کے قریب اپنے جہاز روک دیئے اور ساحل پر کھانا تیار کرنے کے لیے انہوں نے پڑاؤ کیا، جب ساحل پر چولہے بنانے کے بعد کھانا تیار کر کے وہ کھا بھی چکے تو اپنے برتن وغیرہ سمیٹ کر جہازوں میں رکھنے لگے تو جس جگہ انہوں نے چولہے بنائے تھے وہاں انہیں مٹی کے ڈھیلوں کے اندر شورے کی صاف رگیں دکھائی دیں کیونکہ کھانا بنانے کے لیے انہوں نے جو مٹی چولہوں کے لیے استعمال کی تھی، اس کے اندر شورہ تھا۔

اس انکشاف پر وہ تاجر بے حد خوش ہوئے۔ انہوں نے وہیں شورے کو پگھلا کر جب ساحل کی ریت کو شامل کر لیا تو شیشہ[1] تیار ہو گیا۔ اس وقت سے ہم کنعانی مصری اور دوسری اقوام کو شیشہ برآمد کرتے ہیں اور اب تو ہم نے شیشوں کو رنگ دینے کے فن میں بھی خوب دسترس حاصل کر لی ہے اور اس سے ہم مختلف اقسام کے برتن بھی تیار کرتے ہیں۔ ہماری ارغوانی رنگ کی صنعت بھی اپنے عروج پر ہے۔ یہ رنگ بھی ہم دوسری اقوام کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں اور اس ارغوانی رنگ کو ہم سمندر کی ایک قسم کی مچھلی[2] سے حاصل کرتے ہیں۔''

یوناف نے چرواہے کی باتوں میں دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

''اے عزیز! میں دیکھتا ہوں تم چرواہے ہو لیکن تمہارا علم بڑا وسیع ہے، کیا تم مجھے

1۔ رنگین شیشہ بھی کنعانیوں کی ایجاد ہے۔
2۔ یہ رنگ صدف نما ایک مچھلی سے حاصل ہوتا تھا۔ یہ مچھلی چونکہ چھوٹی ہوتی تھی اور اس سے چند قطرے ہی رنگ کے نکلتے لہٰذا یہ رنگ بہت مہنگا تھا اور پھر اس پر محنت و مشقت بھی بہت آتی تھی، بعد کے دور میں یونانی اساطیر میں بیان کیا گیا ہے کہ جب ہیلن ٹرائے پہنچ گئی تو ایک روز وہ ساحل پر ٹہل رہی تھی کہ اس نے دیکھا کہ اس کا کتا ایک صدف نما مچھلی پکڑ کر کھا گیا ہے اور اس کی وجہ سے کتے کا منہ گہرا ارغوانی ہو گیا تھا، ہیلن کو یہ رنگ ایسا بھلا لگا کہ اس نے اعلان کر دیا کہ جو شخص میری نظر لطف کا خواہاں ہو، وہ سب سے پہلے اس رنگ کا لباس میری نذر کرے۔ صور شہر کا ارغوانی رنگ سب سے مشہور تھا، ہیلن آف ٹرائے کے حالات اگلے صفحات میں تفصیل سے آئیں گے۔

کنعانیوں کے دیوی دیوتاؤں کے متعلق بھی معلومات فراہم کرو گے؟“

چرواہے نے بڑی فراخدلی سے کہا۔

”کیوں نہیں، سنو! میں تمہیں تفصیل سے بتاتا ہوں۔

ہم کنعانیوں کا سب سے بڑا دیوتا ایل[1] ہے اور اس کی ساتھی اور سب سے بڑی دیوی کا نام اشیرت ہے۔ ایل کو ہم خالق و معبود مانتے ہیں۔ اسے تمام دیوتاؤں کا باپ سمجھتے ہیں اور بت خانوں اور معبدوں میں اسے سب سے اونچی جگہ رکھا جاتا ہے۔ اس کی مورتی اور بت ایسے بنائے جاتے ہیں گویا یہ بہت بوڑھا ہو چکا ہو۔ ہمارا دوسرا بڑا دیوتا بعل[2] ہے اور اس کی ساتھی اور دوسری بڑی دیوی عشار ہے۔ اس کے علاوہ بھی ہمارے دیوتا ہیں مثلاً ہدد طوفان کا دیوتا۔ اشمون[3] علاج و شفا کا دیوتا ہے۔ رشف[4]، آگ، روشنی اور موت کا دیوتا ہے۔ وجون[5] غلے اور اناج کا دیوتا ہے۔ میں یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ ہماری سب سے محترم اور عزیز دیوی عشار[6] جو بعل دیوتا کی ساتھی جانی جاتی ہے، یہ بیک وقت، زندگی بخش و زندگی کش ہونے کے علاوہ محبت اور جنگ کی بھی دیوی ہے۔ ہماری ایک اور دیوی بھی ہے جس کا نام عنت[7] ہے۔ یہ بھی عشار کی طرح مختلف اوصاف کی مالک ہے اور اسے خاتون آسمان بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بعل دیوتا کی بہن خیال کی جاتی ہے۔“

1۔ ایل کا لفظ خدا کی ذات کے لیے استعمال ہوتا تھا جیسے اسماعیل (اسمع ایل) بمعنی خدا کی باتیں سننے والا۔ اسی طرح جبرائیل، میکائیل وغیرہ۔ بعد میں لوگوں نے اس نام کے بت بنا کر ان کی پوجا شروع کردی۔ ایل عبرانی اور عربی دونوں میں استعمال ہوا ہے اور عربی میں اسی لفظ ایل سے الہ کا لفظ نکلا۔

2۔ بعل دیوتا شہروں کا محافظ تھا۔ اس کے علاوہ بارشیں اور فصلیں بھی اسی کے اختیار میں سمجھی جاتی تھیں کنعانیوں کی ندیوں، دریاؤں کا نگران بھی تھا اور خیال کیا جاتا تھا کہ جشن منانے سے یہ خوش ہوتا ہے اور قربانیاں اس کے دل میں لطف و رحم پیدا کرتی ہیں۔

3۔ اشمون دیوتا کی صیدا شہر میں بطور خاص پوجا کی جاتی تھی۔ اس کا بڑا معبد بھی یہیں تھا، اس دیوتا کا نشان یہ تھا کہ اس کے ہاتھ میں جو عصا ہوتا تھا اس پر دو سانپ کنڈلی مارے بیٹھے ہوئے تھے۔ آجکل بھی اسی کو طب کا نشان مانا جاتا ہے۔ سومیری قوم کے ایک علاج و شفا کے دیوتا کا بھی یہی نشان تھا۔

4۔ رشف کے معنی روشنی کے ہیں۔ بابل کے اموری فاتح بھی اس دیوتا کی پوجا کرتے تھے۔ فلسطین کا موجودہ شہر ارسوف اسی دیوتا کا بگڑا ہوا نام ہے۔ اسی لیے موجودہ اسرائیلی حکومت نے اس کا نام بدل کر رشف رکھ دیا ہے۔

5۔ کنعانیوں کے اس دیوتا کو بعد میں فلسطینیوں نے اپنا قومی دیوتا مان لیا تھا۔

6۔ عشار دیوی کی حیثیت وہی تھی جو یونانیوں کے ہاں وینس (زہرہ دیوی) کی تھی۔

7۔ عنت کو ایک دوشیزہ مانا جاتا تھا اور اسے سخت جنگجو سمجھا جاتا تھا۔

یوناف نے پوچھا۔ ”مجھے اگر کنعانیوں کے معبدوں اور ان کے بتوں کو دیکھنا ہو تو مجھے کس کس شہر کا رخ کرنا چاہیے؟“

کنعانی چرواہے نے کچھ سوچا، پھر اس نے کہا۔

”اگر تم میری قوم کے معبدوں کی عظمت و سطوت دیکھنے کے خواہشمند ہو تو پھر اغاریت[1]، جبلہ، ٹائر اور سیدون کا رخ کرو کہ جو کچھ میں نے تم سے بیان کیا ہے یہ تمہیں وہاں عملی صورت میں دیکھنے کا موقع ملے گا۔

سنو میرے عزیز! اگر میری مانو تو سب سے پہلے شہر اغاریت کا رخ کرو، وہاں بعل اور وجون دیوتاؤں کے سب سے بڑے معبد ہیں۔“

اس کنعانی چرواہے کا شکریہ ادا کرنے کے بعد یوناف وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ چرواہا اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا ہے تو وہ وہاں سے غائب ہو گیا۔

O

تھوڑی ہی دیر بعد لاذقیہ[2] کے شمال میں راس الشمرہ[3] کے پاس یوناف اغاریت شہر میں داخل ہوا۔ جب وہ اس جگہ آیا جہاں پر بعل اور وجون دیوتاؤں کے معبد تھے تو ابلیکا نے

1۔ اغاریت شہر 1929ء میں کھدائی کے دوران نمودار ہوا۔ اتفاق سے ایک شاہی دہقان کو ایک ٹیلے پر ایک قدیم شے مل گئی جسے راہنما بنا کر ایک فرانسیسی ماہر آثار قدیمہ نے اس ٹیلے کی کھدائی کا کام شروع کر دیا جس سے اغاریت کے کھنڈر نمودار ہوئے اور اس شہر سے کنعانی ادب کا ایک اہم حصہ دستیاب ہوا۔ ان کھنڈرات میں بعل اور وجون کے معبدوں کے نشانات بھی ملے ہیں جو چیزیں یہاں سے دستیاب ہوئی ہیں، ان میں سب سے زیادہ قیمتی مٹی کی وہ لوحیں ہیں جن پر تحریریں ثبت ہیں، یہ تختیاں ایک معبد کے حلقے سے ملی ہیں۔ ان میں کچھ تحریریں صحیفہ ایوب علیہ السلام سے فکری اور اسلوبی لحاظ سے مشابہت رکھتی ہیں۔ الفاظ اور ادبی وضع و ترتیب میں یہ تحریریں عبرانی بربط سے مطابقت رکھتی ہیں۔ اغاریت اپنے زمانہ عروج میں ایک بہترین تجارتی منڈی اور بندرگاہ تھی۔ کنعانی ادب میں جو بہترین چیزیں تھیں، وہ بعد کے دور میں عبرانیوں اور ان کے دیگر ہمسایوں نے اپنے مقدس نوشتوں اور تحریروں میں محفوظ کر لیں۔ اس امر کی تصدیق ان حکیمانہ اقوال سے ہوتی ہے جو امثال زبور اور غزل الغزلات میں مستعار لیے گئے ہیں۔

2۔ کرہ ارض کے کنارے انطاکیہ کے جنوب میں یہ شہر اب بھی ہے۔

3۔ لاذقیہ کے شمال میں راس الشمرہ ہے جس کے کنارے قریب ہی کنعانیوں کا قدیم شہر اغاریت تھا۔ اغاریت کے معنی کھیت کے ہیں۔

اس کی گردن پر اپنا حریری لمس دیا، ساتھ ہی اس کی کسی قدر سنجیدہ آواز ابھری۔

''یوناف ! یوناف ! قریہ قریہ اور نگر نگر کی سیاحی اب ختم کرو۔ حالات پھر تمہارا امتحان لینے کے درپے ہیں۔ وقت کی پکار نے ایک بار پھر تمہیں آواز دی ہے۔ آؤ دونوں مل کر اس پکار کا جواب دیں۔ اس آواز پر پورے اتریں۔''

یوناف ایک جگہ رک گیا اور فکرمند آواز میں اس نے پوچھا۔

''ابلیکا ! ابلیکا ! میری عزیزہ ! کن حالات نے مجھے آواز دی ہے اور اخاریت سے نکل کر مجھے کدھر کا رخ کرنا ہوگا۔''

ابلیکا کی آواز پھر یوناف کے کانوں میں پڑی۔

''یوناف ! یوناف ! ہندوستان کے شہر موہنجوداڑو کے اندر یافان ، عارب، بیوسا اور نبیط اکٹھے ہو کر سرگرم عمل ہوگئے ہیں۔ یافان نے ملیتا کی روح کو ایک چیتے پر وارد کر دیا ہے جس کی وجہ سے اس چیتے نے موہنجوداڑو اور اس کے نواحی علاقوں میں خوف و ہراس اور تباہی پھیلا دی ہے۔ ایسا کر کے یافان موہنجوداڑو کے بادشاہ جس کو راجن کہتے ہیں، کی نگاہوں میں عزت و وقار حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ موہنجوداڑو میں اب یہ بات عام ہوگئی ہے کہ یہ چیتا نما کوئی بدروح ہے، اسی لیے یہ کسی کے قابو میں نہیں آتا، لہٰذا یافان خود ہی اس پر قابو پا کر وہاں کے راجن اور عوام کی نگاہوں میں قدر و منزلت حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔

یہ تو ہے یافان کی حالت!

اب عارب کی سنو۔ یوناف ! موہنجوداڑو شہر میں دریائے نیلاب کے کنارے سکتی دیوی کا ایک مندر ہے۔ اس مندر کی ایک دیوداسی ہے جو بے حد حسین اور پرکشش ہے۔ عارب اس پر فریفتہ ہوگیا ہے اور اسے حاصل کرنا چاہتا ہے، اس دیوداسی کا نام تپاس ہے۔ عارب نے آٹے اور خون میں تپاس کا لباس کا ایک ٹکڑا ملا کر تپاس کی ایک مورتی تیار کی ہے جس پر سحر کر کے وہ تپاس کو ہر روز ایک نئی اذیت میں مبتلا کرتا ہے لیکن اس مندر کا ایک رشی دسارتھ ہے، وہ اب تک تپاس کو سنبھالے ہوئے ہیں، پر اب خدشہ ہے کہ عارب اس رشی کے خلاف بھی حرکت میں آ جائے گا۔ اس طرح اگر وہ رشی مارا گیا تو حسین تپاس بے چاری عارب کے ہاتھوں میں ایک کھلونا بن کر رہ جائے گی۔''

ابلیکا تیزی سے کہتی جارہی تھی۔

''سنو یوناف ! میں تمہیں تپاس کے حالات بھی تفصیل سے بتادوں تاکہ وہاں کے سارے حالات پر قابو پانے میں تمہیں آسانی رہے۔ یہ حسین تپاس اصل میں ایک راج کماری ہے۔ موہنجوداڑو کے دو ہمسائے راجن آپس میں لڑ پڑے۔ جب ان دونوں کی جنگ نے طول پکڑا تو موہنجوداڑو کے راجن نے مداخلت کی اور جس راجن نے زیادتی کی تھی، اس کی بیوی یرغمال کے طور پر موہنجوداڑو میں اپنے ایک سردار کے حوالے کر دی۔ راجن کی یہ بیوی پہلے سے حاملہ تھی لہٰذا اس سردار نے اسے اپنی بہن بنا کر اپنے پاس رکھ لیا، راجن کی اس بیوی کے ہاں ایک بچی پیدا ہوئی جس کا نام تپاس رکھا گیا۔ پر جلد ہی تپاس کی ماں اور موہنجوداڑو کا وہ سردار جس نے تپاس کی ماں کو اپنی بہن بنا کر پاس رکھا تھا، یکے بعد دیگرے موت سے ہمکنار ہوگئے لہٰذا سکتی دیوی کے مندر میں رہنے والے ایک رشی دسارتھ نے تپاس کی پرورش کی۔ اب تپاس جوانی کی حدود میں داخل ہو چکی ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ انتہائی حسین اور پرکشش ہے۔

یوناف نے استفہامیہ انداز میں پوچھا۔

''تو اے رفیقہ ! اس موقع پر مجھے کیا کرنا چاہیے۔''

ابلیکا کی آواز پھر یوناف کے کانوں میں گونجی۔

''یوناف ! یوناف ! تم فوراً موہنجوداڑو کی طرف کوچ کر جاؤ۔ وہاں یافان نے ملیتا کی روح سے کام لیتے ہوئے جو تباہی پھیلا رکھی ہے اس کا خاتمہ کر دو۔ اس کے علاوہ عارب نے دسارتھ اور تپاس پر جو آلام و ابتلا کی شروعات کر رکھی ہیں، انہیں بھی ختم کر دو۔ نیک بنو، نیکی پھیلاؤ، کہ یہی زندگی ہے میرے عزیز!

سنو یوناف ! موہنجوداڑو میں داخل ہونے کے بعد تم واں کے راجن کے سامنے پیش ہو اور اسے یقین دلاؤ کہ جس روح نے اس چیتے کی صورت میں تباہی پھیلا رکھی ہے، تم اس پر قابو پا سکتے ہو، تمہارے اس فیصلے سے وہ راجن بے حد خوش ہوگا اور جب تم واقعی اس چیتے سے وہاں کے لوگوں کو نجات دلا دو گے تو راجن کے بعد سب سے زیادہ قدر و منزلت تمہاری ہوگی۔ پھر تم تپاس کی اور دسارتھ کی بھی مدد کرو اور تپاس کو عارب کی اذیت سے نجات دلاؤ۔''

جواب میں یوناف بڑی نرمی و انکساری سے بولا۔

''اے میری رفیقہ ! میں تمہارے کہنے پر ضرور عمل کروں گا، تم بے فکر ہو جاؤ۔ میں ہر صورت میں یافان، عارب، بیوسا اور نبیطہ کے خلاف حرکت میں آؤں گا اور ان کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دوں گا۔''

○

موہنجوداڑو کا راجن اپنے ایوان میں بیٹھا تھا، اس کے سامنے اس کے مشیر اور رشی اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے تھے

ایوان میں سکوت تھا اور راجن انتہائی غضب اور غصے کی حالت میں تھا، اس لیے کہ چیتے نے دو ماہی گیروں کو ختم کر دیا تھا، ابھی تک کوئی بھی اس پر قابو نہ پا سکا تھا۔

اتنے میں ایوان کا ایک منتظم اندر آیا اور راجن کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

''اے راجن ! دور دیس سے ایک اجنبی آیا ہے اور آپ سے ملنا چاہتا ہے، وہ دعویٰ کرتا ہے کہ جس چیتے نے یہاں تباہی پھیلا رکھی ہے اس کا وہ خاتمہ کر سکتا ہے۔''

راجن نے غضب ناک حالت میں کہا۔

''ایسا کوئی جوان اگر آیا ہے تو اسے باہر کیوں روک دیا گیا ہے، اسے فی الفور اندر لایا جائے۔'' منتظم باہر نکل گیا، جب وہ دوبارہ ایوان کے اس کمرے میں داخل ہوا تو یوناف بھی اس کے ہمراہ تھا۔

راجن نے چند ثانیوں تک سر سے پاؤں تک تعجب سے یوناف کی طرف دیکھا، پھر اس نے اس سے پوچھا۔

''اے اجنبی جوان ! تیرا نام کیا ہے اور کس سرزمین سے تیرا تعلق ہے۔''

بڑی عاجزی اور انکساری سے یوناف نے جواب دیا۔

''اے راجن ! میرا نام یوناف ہے، تھوڑی ہی دیر ہوئی کہ میں اس شہر میں داخل ہوا ہوں، میں دور مغرب میں کنعانیوں کے شہر اغاریت سے آیا ہوں۔ اے راجن ! شہر میں داخل ہونے کے بعد مجھے خبر ہوئی کہ ایک چیتے کی صورت میں کوئی عفریت ہے جس نے اس شہر میں اور اس کے گرد و نواح میں تباہی پھیلا رکھی ہے۔ میں اس عفریت پر قابو پا کر یہاں کے لوگوں کو اس سے نجات دلانا چاہتا ہوں۔''

راجن نے ایک خالی نشست کی طرف اشارہ کیا اور یوناف وہاں بیٹھ گیا۔ اسے مخاطب

کرتے ہوئے راجن نے پھر پوچھا۔

''اس عفریت نما چیتے پر قابو پانے کے لیے اگر تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو کہو، اگر تم اپنے ساتھ مسلح جوان چاہتے ہو تو ان کا بندوبست بھی کیا جا سکتا ہے۔''

یوناف نے کہا۔

''مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے، میں اکیلا اور آج ہی اس عفریت پر قابو پالوں گا۔''

اس موقع پر وہاں موجود رشی وسارتھ نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

''اے نیک دل اجنبی جوان ! یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم یہاں اس شہر کے سب سے قدیم علوم کے ماہر اس چیتے کو زیر کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں لیکن کسی کو کامیابی نہیں ہوئی۔ پھر تم اکیلے بھی ہو، پھر تم آج ہی اس عفریت پر کیسے اور کیونکر قابو پالو گے جبکہ اس شہر میں تم اجنبی بھی ہو۔''

اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور اس کے کان میں سرگوشی کی۔

''یوناف ! یوناف ! یہی وہ رشی وسارتھ ہے جس نے حسین تپاس کی پرورش کی ہے۔ یہ بہت اچھا اور نیک دل انسان ہے۔ یہ تپاس کے ساتھ سکتی دیوی کے مندر میں رہتا ہے اور ابھی تک اس نے حسین تپاس کو عارب کی گرفت سے دور رکھا ہوا ہے۔ ورنہ اب تک تپاس کو عارب اپنے قابو میں کر چکا ہوتا۔''

ابلیکا کی بات ختم ہوئی تو یوناف نے غور سے رشی وسارتھ کی طرف دیکھا پھر کہا۔

''اے رشی وسارتھ ! کچھ کام ایسے ہوتے ہیں جو کسی کے مقدر میں لکھ دیئے جاتے ہیں، ایسا سمجھو کہ اس عفریت کا خاتمہ بھی میرے مقدر میں لکھا ہوا ہے۔''

رشی وسارتھ نے بڑی فراخدلی اور بشاشت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''اے اجنبی جوان ! اگر ایسا ہے تو اس شہر میں ہم تمہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور اس وقت کا بے چینی سے انتظار کریں گے جب تم اس عفریت نما چیتے کو زیر کر لو گے۔''

یوناف جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ راجن نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اے یوناف ! اس شہر میں تم کہاں ٹھہرے ہو۔ اگر تم نے کہیں قیام نہیں کیا تو تم میرے اس شاہی ایوان میں ایک معزز مہمان کی حیثیت سے رہو۔''

یوناف نے جواب میں کہا۔

"اگر رشی وسارتھ برا نہ مانیں تو میں ان کے ساتھ سکتی کے مندر میں رہنا پسند کروں گا۔"

وسارتھ نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارا ہمارے ساتھ سکتی دیوی کے مندر میں رہنا نہ صرف ہمارے لیے باعث فخر ہوگا بلکہ ہمیں ایک طرح کی روحانی آسودگی بھی ہوگی۔"

یوناف اٹھ کھڑا ہوا اور راجن سے کہا۔

"تو پھر مجھے اجازت دیں کہ میں رشی وسارتھ کے ساتھ سکتی دیوی کے مندر میں جاؤں اور وہاں سے اپنے کام کی ابتدا کروں۔"

راجن نے کہا۔

"اس چیتے نے آج ہی دو ماہی گیروں کو پکڑ مارا ہے اور دریا کے کنارے اس کے پنجوں اور اس کے بھاگنے کی سمت کو ٹھیکرے رکھ کر محفوظ کر دیا گیا ہے، اگر تم چاہو تو ان نشانات سے بھی فائدہ اٹھا کر اس عفریت تک پہنچنے میں کامیاب ہو سکتے ہو۔"

یوناف نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں، میں ایسے نشانات کی کوئی مدد نہیں چاہتا۔ آپ دیکھیے گا، میں اس چیتے پر ایسی گرفت کروں گا کہ اس کا میرے ہاتھوں بچ نکلنا ناممکن ہو جائے گا، میں امید رکھتا ہوں کہ آنے والی رات کو میں یہ کام کر دکھاؤں گا۔"

راجن یوناف کی گفتگو پر مطمئن ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور پھر اپنی نشست کے عقبی حصے میں پردے کے پیچھے چلا گیا۔ جبکہ اس کے سامنے بیٹھے ہوئے سارے مشیر اور رشی ایوان سے باہر نکل رہے تھے۔

ایوان سے باہر آ کر رشی وسارتھ ایک جگہ رک گیا۔ شاید وہ یوناف کا انتظار کر رہا تھا۔

اتنے میں یوناف اس کے قریب آیا اور بولا۔

"اے رشی وسارتھ! تمہارے راجن کے سامنے تو میں نے کھل کر بات نہیں کی لیکن میں تم سے کہہ دوں میں صرف دو کاموں کی غرض سے اس شہر میں داخل ہوا ہوں، ایک اس عفریت نما چیتے کا خاتمہ، دوسرے تپاس کو اس اذیت سے نجات جس میں وہ روزانہ مبتلا کر دی جاتی ہے۔"

رشی وسارتھ نے حیرت و تعجب سے یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"اے یوناف! میں حیران و پریشان ہوں کہ تم تپاس کو کیسے اور کیونکر جانتے ہو اور کس طرح تمہیں یہ خبر ہوئی کہ وہ ہر روز ایک اذیت میں مبتلا کر دی جاتی ہے۔"

یوناف نے اس کی ڈھارس بندھائی اور کہا۔

"تم حیران و پریشان نہ ہو رشی وسارتھ! میرے پاس کچھ ایسی قوتیں ہیں جو مجھے کچھ برائی کرنے والوں کی برائی سے آگاہ کرتی ہیں اور اس طرح میں اس برائی کے پیچھے پڑ جاتا ہوں۔ اس چیتے اور تپاس کی خبر بھی مجھے اس نے کی لہٰذا میں یہاں پہنچ گیا اور اب تم دیکھو گے کہ میں کیسے ان دونوں کاموں کو احسن طریقے سے سرانجام دیتا ہوں۔

سنو رشی وسارتھ! مجھ سے کوئی بات چھپا کر نہ رکھنا، یہ بھی یاد رکھنا کہ مجھے یہ بھی علم ہے کہ تپاس کسی عام آدمی کی نہیں بلکہ ایک ہمسائے راجن کی بیٹی اور راج کماری ہے، تم اسے سکتی کے مندر سے باہر نہیں نکلنے دیتے!"

"اور سنو رشی وسارتھ! اس کے علاوہ تپاس خود بھی احتیاط برتتی ہے تاکہ اس کا چہرہ دیکھ کر کوئی اس پر فریفتہ نہ ہو جائے کیونکہ وہ انتہائی خوبصورت ہے۔ تم نے لوگوں میں یہ مشہور کر رکھا ہے کہ وہ ایک غریب آدمی کی بیٹی ہے اور یہ کہ اس کا باپ مر چکا ہے اور تم نے اسے پالا ہے، پر سن رکھو! میں تو جانتا ہوں کہ وہ ایک انتہائی خوبصورت راجکماری ہے کہ راجن کو اس کی خبر ہو گئی تو وہ ضرور اسے اپنے ایوان میں بلکہ اپنے حرم میں داخل کر لے گا۔ کیا میرا اندیشہ درست نہیں ہے وسارتھ!"

وسارتھ نے خوفزدہ اور بدحواس آواز میں کہا۔

"اے میرے عزیز! تمہارا ہر اندیشہ درست اور تمہاری ہر بات حقیقت پر مبنی ہے، پر میری تم سے بنتی ہے کہ اس راز کو راز ہی رہنے دینا۔ اگر تپاس کو کسی اور نے لے لیا تو میں زندہ نہ رہ سکوں گا، اس لیے کہ میں اسے سگی بیٹیوں جیسا پیار کرتا ہوں۔"

یوناف نے وسارتھ کی ڈھارس بندھائی۔

"رشی وسارتھ! مطمئن رہو۔ یہ راز راز ہی رہے گا اور اگر کسی دوسرے نے بھی اس راز کو فاش کرنے کی کوشش کی تو میں تمہاری اور تپاس کی سلامتی کے پیش نظر اس کے خلاف بھی حرکت میں آ جاؤں گا۔"

وسارتھ نے آگے بڑھ کر یوناف کا ہاتھ تھام لیا اور کہا۔

"آؤ میرے ساتھ، تپاس تم سے مل کر بے حد خوش ہوگی۔"

یوناف چپ چاپ رشی وسارتھ کے ساتھ ہولیا۔ دونوں کا رخ سکتی کے مندر کی طرف تھا۔

○

یوناف کو لے کر رشی وسارتھ سکتی کے مندر میں داخل ہوا اور جو دو کمرے اس کے اور تپاس کے استعمال میں تھے، ان میں سے ایک کمرے میں یوناف کو بٹھانے کے بعد اس نے کہا۔

"یوناف! یوناف! تم تھوڑی دیر یہاں بیٹھو۔ میں تپاس سے سارے حالات کہتا ہوں، پھر اسے ساتھ لے کر یہاں آتا ہوں۔ بے شک وہ تمہارے متعلق سن کر بے حد خوش ہوگی۔"

یوناف کو وہاں بٹھانے کے بعد وسارتھ وہاں سے نکل کر ساتھ والے کمرے میں چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وسارتھ دوبارہ اس کمرے میں داخل ہوا۔ اس بار اس کے ساتھ تپاس بھی تھی۔ وہ دونوں یوناف کے سامنے بیٹھ گئے، پھر یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے وسارتھ نے کہا۔

"یوناف! یوناف! یہ تپاس ہے۔ میں نے تم سے متعلق سارے واقعات اس سے کہہ دیئے ہیں۔ تمہارے متعلق سن کر یہ بے حد خوش ہوئی اور اسے اُمید ہے کہ یہاں کے لوگوں کو چیتے سے نجات مل جائے گی اور جس اذیت میں یہ خود مبتلا ہے اس سے بھی اس کی جان چھوٹ جائے گی۔"

یوناف نے کہا۔

"تپاس نے جو کچھ میرے متعلق اندازہ لگایا ہے امید ہے اس کی خواہشوں اور امیدوں کے مطابق میں ضرور ان پر پورا اتروں گا۔

میں آج رات ہی حرکت میں آؤں گا، چیتے کا بھی خاتمہ کر دوں گا اور اس شخص پر بھی ضرب لگاؤں گا جو تپاس کو اس اذیت میں مبتلا کر رہا ہے۔"

"کیا آپ اسے جانتے اور پہچانتے ہیں جس نے مجھے اس سحری اذیت میں مبتلا کر

رکھا ہے۔"

ایک عزم کے ساتھ یوناف نے کہا۔

"ہاں۔ میں اسے خوب اچھی طرح جانتا ہوں اور پہچانتا ہوں جس نے تمہیں ایک سحری طلسم میں ڈال رکھا ہے۔ اس کا نام عارب ہے اور وہ اس شہر میں تین منہ کی مورتی والے مندر میں یافان، بیوسا اور نبیطہ کے ساتھ رہتا ہے اور اس کام میں یافان، بیوسا اور نبیطہ بھی اس کے مددگار ہیں۔ میں عارب اور یافان دونوں کے مکروہ عزائم سے خوب واقف ہوں اور مجھ سے بہتر ان دونوں کو کوئی نہ جانتا ہوگا۔ یہ دونوں ہی ابلیس کے گماشتے ہیں اور ہر وہ کام کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں جس میں انسانوں کی بھلائی کے بجائے نقصان ہی نقصان ہو۔"

ذرا رک کر یوناف نے اپنے لباس کے اندر سے لوہے کا ایک کیل نکالا اور وسارتھ کو دیتے ہوئے اس نے کہا۔

"اے میرے بزرگ! یہ ایک ایسا کیل ہے جس پر میں نے اپنا سحری عمل کر دیا ہے رات کے وقت جب تپاس اذیت میں مبتلا ہو تو اس کو پلنگ پر لٹا دینا اور اس کے لباس کا کوئی بھی حصہ پلنگ کی کسی بھی جگہ پر رکھ کر یہ کیل اس میں ٹھونک دینا اور پھر ردعمل کے طور پر دیکھنا کہ اس کا کیا اثر ہوتا ہے۔

اس کیل کے ٹھکنے سے تپاس تو ٹھیک ہو جائے گی لیکن عارب ضرور اس کی وجہ سے ایک کرب اور اذیت میں مبتلا ہو جائے گا اور اسے یہ احساس ہو جائے گا کہ اس شہر میں اس کے خلاف بھی حرکت میں آنے والا کوئی ہے۔

میں اب اس عفریت نما چیتے کی تلاش میں جا رہا ہوں، اگر میں جلد لوٹ آیا اور تپاس یہاں میری موجودگی میں کسی اذیت میں مبتلا ہوئی تو میں یہ کیل خود ٹھونک لوں گا اور اگر مجھے تاخیر ہوگئی تو یہ کیل آپ بے دھڑک ہو کر ٹھونک دینا، اس کے بعد جو بھی حالات ہوں گے میں ان سے نمٹ لوں گا۔"

وسارتھ نے ہمدردی اور شفقت سے کہا۔

"اب جبکہ سورج غروب ہونے والا ہے اور ابھی اندھیرا پھیل جائے گا تم رات کی تاریکی میں اس ہولناک چیتے کو کہاں تلاش کرتے پھرو گے ایسا نہ ہو کہ کہیں بے خبری میں تم

پر حملہ آور ہو کر تمہیں نقصان پہنچا دے۔''

یوناف نے ایک گہرے اور مضبوط عزم کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''آپ فکر مند نہ ہوں، رشی وسارتھ! میری سری قوتیں بھی حرکت میں ہوں گی اور وہ مجھے چیتے کی ہر حرکت سے آگاہ کرتی رہیں گی۔ مجھے امید ہے کہ آج رات کے پہلے حصے میں ہی میں اس چیتے کو زیر کر کے رکھ دوں گا۔''

دیکھو رشی وسارتھ! تم جانو تین منہ کی مورتی میں قیام کرنے والا یافان ایک ہولناک مردہ ہے، اس نے اپنی طرف سے اس چیتے پر ایک روح طاری کر رکھی ہے۔ یہ روح انتہائی خونخوار و آدم خور جوان ملیتا کی ہے اور وہی اس چیتے کو حرکت میں لا کر اس سے حیرت انگیز کام کراتی ہے اور پھر تعاقب کرنے والوں کی نگاہوں سے اوجھل کر دیتی ہے۔ اس طرح وہ چیتا ہر واردات کے بعد محفوظ رہتا ہے۔

''تو اس کا مطلب ہے یوناف! کہ تمہیں بیک وقت دو قوتوں سے ٹکرانا ہو گا۔ ایک بذات خود چیتا اور دوسری ملیتا کی روح جو یافان نے اس پر طاری کر رکھی ہے، میرے خیال میں تو یہ ایک بے حد دشوار کام ہے، اگر ایسا ہی تھا اور تمہیں سارے حالات کی خبر تھی تو کیوں تم نے راجن کے آگے اس چیتے کو آج ہی ہلاک کرنے کا دعویٰ کیا۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہوئے تو راجن یقیناً تم سے خفا ہو گا۔ ہو سکتا ہے اس دعوے میں ناکامی کے بعد وہ تمہارے لیے کوئی سزا تجویز کر دے۔''

یوناف کی ساری گفتگو سننے کے بعد رشی وسارتھ نے مایوسی اور فکر مندی کی حالت میں اس سے کہا تھا۔

اس موقع پر یوناف کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اس کے بولنے سے پہلے حسین تیاس نے اسے مخاطب کیا اور کہا۔

''کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ تھوڑی دیر اور یہاں بیٹھیں اور کھانا کھا کر جائیں، میں تھوڑی دیر میں کھانا تیار کر لیتی ہوں۔''

یوناف اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور بولا۔

''میں اب چلتا ہوں، کھانا تو میں واپس آ کر ہی کھاؤں گا۔''

ذرا رک کر یوناف نے رشی وسارتھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ کسی فکر میں نہ پڑیں، میں بہت جلد اپنے مقصد میں کامیاب لوٹوں گا۔''

پھر یوناف اس کی طرف سے کسی جواب کا انتظار کرنے کے بعد باہر نکل گیا۔

○

سکتی دیوی کے مندر سے نکلنے کے بعد دریائے نیلاب کے کنارے ایک ویران جگہ پر آ کر یوناف نے ہلکی ہلکی آواز میں پکارا۔

''ابلیکا! ابلیکا! تم کہاں ہو؟''

تھوڑی ہی دیر بعد ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور کہا۔

''اے میرے حبیب! میں یہیں ہوں، تم فکر مند نہ ہو۔ میں سارے احوال جان چکی ہوں، جن کی تم مجھ سے امید رکھتے ہو۔''

یوناف نے تمسخرانہ انداز میں پوچھا۔

''کون سے حالات جان آئی ہو تم!''

جواب میں ابلیکا کہہ رہی تھی۔

''یہی کہ تم مجھ سے پوچھو گے وہ چیتا اس وقت کہاں ہے جس پر ملیتا کی روح سوار ہے۔''

یوناف نے توصیفی انداز میں کہا۔

''اے ابلیکا! تو کیسی دانشمند اور دور اندیش ہے۔ کاش! تو مجسم صورت میں میری رفیقہ ہوتی۔''

جواب میں ابلیکا نے کہا۔

''اچھا باتیں نہ بناؤ اور غور سے سنو۔ جس جگہ تم اس وقت کھڑے ہو یہاں سے سیدھا آگے دریا کے کنارے کنارے شمال کی طرف آگے بڑھتے جائیں تو دو میل آگے بلند چٹانوں کا ایک سلسلہ ہے۔ انہی چٹانوں کے اندر وہ چیتا اس وقت محو استراحت ہے جس پر ملیتا کی روح حاوی ہے۔''

یوناف نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''اور ملیتا کی روح اس وقت کہاں ہے۔''

ابلیکا نے جواب دیا۔

''ملیتا کی روح بھی اس چیتے کے ساتھ ہی ہے جس کے اندر وہ ہیں، میں اس غار کا پوری طرح جائزہ لے کر آئی ہوں، وہ کوئی اتنی بڑی غار نہیں ہے لیکن اس میں داخل ہونے کے دو راستے ہیں۔ ایک مشرق اور دوسرا مغرب کی سمت۔ اور ان دو راستوں کا فائدہ یہ ہے کہ خطرے کی صورت میں ملیتا کی روح چیتے کو جو بھی راستہ محفوظ ہو وہاں سے نکال لے جاتی ہے۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ ہم دونوں یہاں سے غائب ہو کر اس غار کے پاس نمودار ہوں، پھر ایک راستے سے میں اور دوسرے راستے سے تم اس غار میں داخل ہونا، ایسی صورت میں وہ چیتا ہم دونوں سے بچ کر کہاں جائے گا۔ غار کے اندر داخل ہوتے وقت تم بھی اپنا وجود ظاہر نہ کرنا اس طرح وہ چیتا تمہیں دیکھ ہی نہ سکے گا ہاں ملیتا کی روح ضرور چونکے گی۔''

''یوناف! یوناف! اگر تم اپنی لاہوتی قوتوں سے کام لے کر اپنے وجود کو اوجھل رکھ کر اس غار میں داخل ہو تو ہم بآسانی ان پر قابو پالیں گے۔ مجھے دیکھتے ہی ملیتا کی خونخوار روح مجھ پر حملہ آور ہونے کے لیے ضرور میری طرف لپکے گی تم اس موقع سے فائدہ اٹھانا اور چیتے کا خاتمہ کر دینا، ویسے مجھے امید ہے کہ ملیتا کی روح تم سے الجھنے کی کوشش نہ کرے گی کہ وہ تمہاری قوتوں سے خوب آگاہ ہے میرے خیال میں وہ تم سے پہلو تہی کی کوشش ہی کرے گی، ویسے یافان کسی بھی وقت ملیتا کی روح کو تم پر اچانک حملہ آور کرا سکتا ہے لیکن اس میں بھی وہ کامیاب نہ ہو گا کیونکہ میں ہمہ وقت تمہارے ساتھ ہوتی ہوں۔''

یوناف نے خوشی اور اطمینان کے اظہار سے کہا۔

''تو پھر چلو، چلیں اور اپنے کام کی ابتدا کریں۔ اس چیتے کے مارے جانے کے بعد یافان کو جو افسوس اور ملال ہو گا، وہ میرے لیے انتہائی اطمینان کا باعث ہو گا۔''

پھر یوناف دریائے نیلاب کے کنارے سے غائب ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد یوناف دریا کے کنارے ایک چٹان کے پاس نمودار ہوا۔ وہاں ابلیکا نے پھر اس کی گردن پر لمس دیا اور کہا۔

''یوناف! یوناف! وہ جو سامنے چٹان ہے، اسی کے اندر غار ہے جس میں وہ چیتا ہے۔

ایک راستہ اس طرف اور دوسرا چٹان کے دوسری جانب ہے، تم سامنے والے راستے سے اس غار میں داخل ہو جاؤ جبکہ میں دوسری سمت سے اس غار میں داخل ہوتی ہوں۔''

یوناف نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں، یہی ٹھیک ہے ابلیکا! سورج غروب ہو چکا ہے۔ اس لیے غار کے اندر گہری تاریکی ہو گی بہر حال غار میں داخت ہوتے وقت میں اپنی تلوار پر لاہوتی عمل کر کے اسے فضا میں بلند رکھوں گا جس کی وجہ سے وہ ساری غار روشن ہو جائے گی اور وہاں کی ہر شے نمایاں اور واضح ہو گی۔''

''اگر تم نے اپنی تلوار روشن نہ بھی رکھی تب بھی کوئی بات نہیں۔ اس لیے کہ میں اس غار کے اندر تیز ارغوانی روشنی دیتی ہوئی نمودار ہوں گی اور میری اس روشنی سے ساری غار روشن ہو گی۔''

یوناف نے کہا۔

''یہ بھی اچھا ہے، غار کے دونوں جانب سے جب ہم تیز روشنیوں کے ساتھ نمودار ہوں گے تو ملیتا کی روح شروع ہی میں بدحواس ہو کر رہ جائے گی۔''

ابلیکا نے کہا۔

''چلو پھر ابتدا کریں۔''

اس کے ساتھ ہی ابلیکا یوناف سے علیحدہ ہو گئی۔

یوناف نے وہیں کھڑے کھڑے اپنی تلوار پر سحری عمل کیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی تلوار سے روشنی کے سوتے پھوٹنے لگے، گو ابلیکا نے اسے مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنی سری قوتوں کو کام میں لا کر اور اپنے وجود کو نگاہوں سے اوجھل رکھ کر غار میں داخل ہو لیکن یوناف نے اپنے وجود کو غائب نہ کیا تاہم وہ صرف اپنی تلوار پر سحری عمل کر کے آگے بڑھا تھا۔

جس وقت یوناف اس غار میں داخل ہوا تو اس کی تلوار کی روشنی سے اندھیری غار پوری طرح روشن ہو گئی۔ اس نے دیکھا اس کے سامنے غار کے وسط میں چیتا لیٹا ہوا تھا۔ تلوار نے غار کے اندر چکا چوند کا سا سماں باندھ دیا تو چیتا بوکھلا کر اٹھ بیٹھا اور غور سے اپنی طرف بڑھتے ہوئے یوناف کی طرف دیکھنے لگا۔

اسی وقت غار کے دوسرے دہانے سے ایک تیز ارغوانی شعلے کی صورت میں ابلیکا غار

کے اندر داخل ہوئی۔ اب چیتا بدک کر رہ گیا۔ اسی وقت چیتے کے پاس سے ملیتا کی روح ارغوانی شعلے کے روپ میں ظاہر ہوئی اور ابلیکا کی طرف بڑھی۔ اسی وقت بدحواس چیتا حرکت میں آیا اور بھاگ کر اس نے یوناف پر چھلانگ لگا دی۔ یوناف پہلے ہی اس کے لیے تیار تھا، اس نے فوراً تلوار پھینک دی فضا میں بلند چیتے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا اور غار کی دیوار پر دے مارا۔ چیتے کے حلق سے آواز تک نہ نکلی اور وہ ختم ہو گیا۔ زمین پر پڑی تلوار روشن تھی اور اس کی وجہ سے یوناف غار کا اندرونی منظر دیکھ سکتا تھا۔ اس نے دیکھا ارغوانی شعلوں کی صورت میں ابلیکا اور ملیتا کی روح ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار تھیں۔

یوناف نے اپنی تلوار اٹھائی اور غار کے اندر اور آگے بڑھا۔ ارغوانی شعلوں کے پاس جا کر اس نے دبی دبی، مدھم مدھم سی آواز میں کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا تم اپنی روشنی ختم کر کے ایک طرف ہو جاؤ۔''

اچانک جب ایک ارغوانی شعلہ ختم ہو گیا تو یوناف نے اپنی سحر کی ہوئی تلوار اس ارغوانی شعلے پر دے ماری جو ملیتا کی روح کا تھا۔ غار کے اندر ایک ہولناک اور کرب انگیز آواز بلند ہوئی جس سے پوری غار گونج کر رہ گئی، اس کے ساتھ ہی وہ ارغوانی شعلہ بجھ گئی اور ملیتا کی روح وہاں سے غائب ہو گئی۔

اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور پرسکون اور مسکراتی ہوئی آواز میں اس نے یوناف سے کہا۔

''یوناف! یوناف! ملیتا کی روح تو یہاں سے بھاگ گئی، تمہاری سحر کی ہوئی تلوار کا وار اس کے لیے اذیت ناک ثابت ہوا۔ اس مرنے والے چیتے کو اٹھا لو اور آؤ لوٹ چلیں۔''

جواب میں یوناف نے بھی مطمئن اور پرسکون آواز میں پوچھا۔

''ویسے تمہارے خیال میں ہم دونوں کی یہ مہم کیسی رہی؟''

ابلیکا نے چہکتی آواز میں کہا۔

''انتہائی فوز مند۔ انتہائی کامیاب۔ چیتا مر چکا ہے جبکہ ملیتا کی روح ناکام و نامراد ہو کر یافان کی طرف بھاگ گئی ہے۔ ہم نے یافان کی اس خواہش کو اندھا اور بے کار کر دیا ہے کہ وہ مناسب موقع پر خود ہی چیتے کا خاتمہ کر کے یہاں کے راجن کی نگاہوں میں ایک

عزت اور وقار حاصل کر لے گا۔ اے میرے حبیب! اب یہ عزت و وقار تمہارے حصے میں آئے گا۔ اب حرکت میں آؤ۔ چیتے کو اٹھاؤ کہ یہاں سے نکل چلیں۔''

یوناف چیتے کے پاس آیا۔ اپنی تلوار پر کیا ہوا سحری عمل ختم کر کے اس نے تلوار کو نیام میں کر لیا۔ اس کے بعد چیتے کو اٹھایا اور غار سے باہر نکل گیا۔

○

عارب اپنے کمرے میں آتش دان کے پاس بیٹھا آٹے، لہو اور تپاس کے لباس کے ریشوں سے بنائی جانے والی مورتی کو آگ میں رکھے سحری عمل کر رہا تھا کہ یافان اس کے کمرے میں داخل ہوا اور عارب کے پاس ہی آتش دان کے پاس خالی نشست پر آ کر بیٹھ گیا۔ قبل اس کے وہ دونوں آپس میں کوئی بات کرتے، آگ کے اندر رکھی مورتی آپ سے آپ حرکت میں آئی اور ہوا میں اچھل کر زور سے عارب کے چہرے پر پڑی۔ اس کے بعد لگاتار اور تابڑ توڑ اس مورتی نے عارب کے چہرے پر ضربیں لگانی شروع کر دیں۔ عارب کا چہرہ جھلس کر رہ گیا اور وہ ایک نئی اذیت اور کرب میں مبتلا ہو کر رہ گیا، پر جلد ہی عارب نے مورتی کو پکڑ لیا اور اسے توڑ کر اس نے مورتی کے ٹکڑوں کو قریب ہی پڑے پانی کے برتن میں ڈال دیا۔ پانی کے اندر مورتی کے دونوں حصے بے حس و حرکت ہو کر رہ گئے۔

عارب اپنی کسی سری قوت کو حرکت میں لایا اور اپنا ہاتھ اس نے اپنے چہرے پر پھیرا اور اس کا جھلسا ہوا چہرہ پہلے جیسا صاف اور درست ہو گیا، پھر عارب نے غور سے یافان کی طرف دیکھا اور سنا کہ اس کے ڈھکے ہوئے چہرے سے ہلکے ہلکے قہقہوں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ عارب نے خفگی کے انداز میں جھلا کر کہا۔ ''اے بزرگ یافان! میری جان پر بن گئی تھی اور آپ ہنس رہے ہیں۔ آخر کیوں؟''

یافان نے طنزیہ سے لہجے میں کہا۔ ''اب تو جان پر بننے کے دن آ ہی گئے ہیں اور اس موہنجوداڑو شہر میں اب امن اور سکون پر اندیشے اور خطرے غالب آنے لگے ہیں۔''

''بزرگ یافان! آپ کہنا کیا چاہتے ہیں، صاف صاف کہیں اور مجھے پہیلیوں میں نہ ڈالیں۔''

عارب نے تیز نگاہوں سے یافان کی طرف دیکھا۔

یافان نے جواب دیا۔ ''اے عارب! یوناف یہاں پہنچ گیا ہے۔''

عارب اُچھل سا پڑا۔ اس نے اپنی جگہ پر بدک جانے کے انداز میں کہا۔ ''کب آیا وہ اس شہر میں۔ اور آپ کو اس کی آمد کی کیسے خبر ہو گئی۔ کہیں آپ میرے ساتھ ٹھٹھا تو نہیں کر رہے۔''

یافان کی اس بار سنجیدہ آواز کمرے میں گونجی۔ ''میں تم سے ٹھٹھا اور مذاق کیوں کروں گا سنو! یوناف کے آنے کی اطلاع مجھے ملیتا کی روح نے دی ہے۔ آج دن کے وقت واردات کرنے کے بعد وہ چیتے کو دریا کنارے کی ایک غار میں لے گئی اور بقول اس کے سورج غروب ہونے کے بعد اس غار میں ایک طرف سے یوناف داخل ہوا اور دوسری طرف سے روح داخل ہوئی جو یوناف کی مددگار اور معاون ہے۔ وہ روح تو ملیتا کی روح سے الجھ گئی اور اس دوران میں یوناف نے چیتے کو اٹھا کر غار کی دیوار پر ایسے پٹخا کہ چیتا مر گیا۔ اس کے بعد یوناف ملیتا کی روح کے خلاف حرکت میں آیا۔ اس نے اپنی سحر کی ہوئی تلوار اس پر دے ماری اور ملیتا کی روح کو ایک عذاب اور اذیت میں مبتلا کرتے ہوئے غار سے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ یہ ہیں وہ اطلاعات جو ملیتا کی روح نے مجھے دی ہیں۔ اب تم کہو اس سلسلے میں کیا کہتے ہو؟''

عارب چند ثانیوں تک سر جھکائے سوچتا رہا، پھر اس نے یافان کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ ''اے بزرگ یافان! اگر یوناف یہاں پہنچ گیا ہے تو کیا ہم اور تم مل کر اس پر قابو نہ پالیں گے۔''

عارب ذرا رکا پھر یافان کے جواب کا انتظار کیے بغیر اس نے اپنا سلسلہ کلام دوبارہ جاری کیا۔ ''اے بزرگ یافان! ہم یقیناً یوناف کا مقابلہ کریں گے۔ اس کی آمد پر ہم یہاں سے بھاگیں گے نہیں بلکہ رشی وسارتھ اور حسین تپاس کے خلاف اب ہم اور طرح سے حرکت میں آئیں گے، ہم یہاں کے راجن کے کان میں یہ انکشاف ڈلوائیں گے کہ تپاس کوئی عام لڑکی نہیں بلکہ ایک راجکماری ہے۔ اس طرح اگر تپاس ہمیں نہ ملے گی تو پھر وسارتھ کے پاس بھی نہ رہ سکے گی۔

''اور اے بزرگ یافان! اس آگ میں رکھی ہوئی مورتی نے جو پے در پے میرے

چہرے پر ضربیں لگائی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی یوناف کی طرف سے ہی ردِعمل ہے ورنہ وسارتھ ایسا کرنے کی ہمت نہیں رکھتا۔''

یافان نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ ''تمہارے خلاف آگ میں رکھی اس مورتی کا حرکت میں آنا یقیناً یوناف ہی کی طرف سے ہے، ایسے الٹے سیدھے اور مشکل و ناممکن کام اس کی طرف سے ہی رونما ہو سکتے ہیں۔ اے عارب! اب ہمیں بہت زیادہ محتاط رہنا ہوگا۔ میں نے اپنی نیلی دُھند کی قوتوں کو بھی چوکس کر دیا ہے کہ وہ اس تین منہ کی مورتی کے مندر کی ساری عمارت کو اپنی نگاہ میں رکھیں اور جو بھی کوئی بری نیت سے ہم چاروں کی طرف آئے، اس سے متعلق وہ ہمیں پیشگی ہی اطلاع کر دیں۔''

عارب نے پھر یافان کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ ''کیا ایسا ممکن نہیں کہ یوناف کی مددگار و معاون روح کو ہم قابو کر کے اس سے علیحدہ کر دیں اور اسے کمزور کر دیں۔ اس طرح ہو سکتا ہے، ہم اسے زیر کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔''

یافان نے آہ بھرنے کے انداز میں عارب کو جواب دیتے ہوئے کہا۔ ''عارب! عارب! تمہاری تجویز بڑی معقول ہے۔ پر ملیتا کی روح کا کہنا ہے کہ وہ انتہائی پاکیزہ اور حسین و جمیل لڑکی کی روح ہے اور یوناف نے اس روح کو تسخیر کر کے اپنے ساتھ نہیں ملایا بلکہ وہ اپنی مرضی سے اس کا ساتھ دیتی ہے۔ ملیتا کی روح کا کہنا ہے کہ یوناف اور اس کی ساتھی روح کے درمیان میاں بیوی کا سا رشتہ ہے اور وہ روح ہر طرح سے اس کی حفاظت کرتی ہے، ایسی روح کو تسخیر کر کے اپنے قابو میں لانا فی الحال میرے بس میں نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کبھی ایسا وقت آئے کہ میں اس کام کو انجام دے سکوں، پر اس وقت میں اس قابل نہیں ہوں کہ یوناف کی اس ساتھی روح کو کسی سحری عمل کے ذریعے یوناف سے علیحدہ کر سکوں۔''

عارب نے جھلا کر کہا۔ ''بہر حال ہمیں یوناف کے خلاف حرکت میں آنا ہوگا، یہ میرے لیے ناقابل برداشت ہے کہ وہ ایک لامتناہی مدت کے لیے ہم پر بھاری رہے اور بار بار ہمیں اپنے سامنے زیر کرتا رہے۔''

عارب کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ بیوسا اور نبیطہ کمرے میں داخل ہوئی تھیں وہ شاید یوناف کے مقابلے میں اپنی بے بسی کو ان پر ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتا تھا، لہٰذا اس نے

سلسلۂ کلام تبدیل کر کے یافان کے ساتھ وسارتھ اور تپاس پر گفتگو شروع کر دی۔ بیوسا اور نبیطہ بھی دونوں ان کے ساتھ اس گفتگو میں شامل ہو گئیں۔

○

سکتی دیوی کے مندر میں دسارتھ اور تپاس اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے، کمرے میں چند ثانیوں کی خاموشی کے بعد مسہری پر بیٹھی تپاس نے اپنے قریب بیٹھے رشی دسارتھ کی طرف دیکھا اور پھر اس نے پوچھا۔

''بابا! یہ یوناف آپ کو کیسا لگا۔ آپ نے دیکھا بابا! جو کیل اس نے ہمیں دی تھی جونہی وہ میرے لباس میں ٹھکی میری حالت ایسی پر سکون ہو گئی گویا مجھے کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ یہ کیسا حیرت انگیز جوان ہے بابا! پھر تم نے دیکھا وہ ....''

تپاس کہتے کہتے خاموش ہو گئی کیونکہ کمرے میں یوناف داخل ہوا تھا۔ اسے دیکھتے ہی رشی دسارتھ اپنی جگہ پر بے چینی کی حالت میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا، پھر اس نے بے تابی کا اظہار کرتے ہوئے یوناف سے پوچھا۔

''یوناف! یوناف! میرے معزز مہمان! جس کام کے لیے تم گئے تھے اس کا کیا بنا؟ کیا تم نے اس چیتے کو زیر کر لیا یا وہ اس رات کے اندھیرے میں تمہیں ملا ہی نہیں۔''

''ملا کیوں نہیں۔ میں نے اسے ڈھونڈ کر اس کا خاتمہ کر دیا ہے۔ ثبوت کے طور پر میں مردہ چیتے کو اٹھا کر لے آیا ہوں۔''

تپاس نے خوشی سے تقریباً اچھلتے ہوئے پوچھا۔

''کہاں ہے، اس پر اسرار چیتے کی لاش؟''

''اس کی لاش تو میں نے آپ کے ان دونوں کمروں کے سامنے رکھ دی ہے، آپ دونوں باہر آ کر اسے دیکھ سکتے ہیں۔'' یوناف نے تپاس کو جواب دیا۔

تپاس خوشی سے ہرنی کی طرح قلانچیں بھرتی ہوئی باہر کو بھاگی۔ دسارتھ اس کے پیچھے تھا، باہر آ کر انہوں نے دیکھا، وہاں چیتے کی لاش پڑی ہوئی تھی، پر وہ اندھیرے میں واضح طور پر دکھائی نہ دیتی تھی۔ تپاس دوبارہ بھاگی بھاگی اندر گئی اور کمرے کے اندر جلتی مشعل

سے اس نے ایک اور مشعل کو روشن کیا، پھر اس نئی مشعل کو اس نے دونوں کمروں کی بیرونی دیوار میں گاڑ دیا، اب مشعل سے سکتی دیوی کے مندر کا وہ حصہ دور دور تک روشن ہو گیا تھا۔

وہ کافی لمبا اور خوب قد کاٹھ والا چیتا تھا۔ اس کے دانت کافی لمبے اور چہرہ خونخوار تھا۔

تپاس نے بے حد خوشی سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ نے یقیناً وہ کام کیا ہے جسے لوگوں نے ناممکن سمجھ لیا تھا۔''

اس پر اسرار چیتے کو غور سے دیکھنے کے بعد رشی دسارتھ یوناف کی طرف بڑھا پھر اس نے ایک گہری شفقت سے یوناف کو گلے لگایا اور کہا۔

''اب میں راجن کے پاس جا کر بڑے فخر کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس ناقابل تسخیر چیتے کو آخر اسی جوان نے ٹھکانے لگایا ہے جو میرے پاس ٹھہرا ہوا ہے۔''

پھر رشی دسارتھ نے سکتی دیوی کے مندر کے بیرونی دروازے کی طرف بھاگتے ہوئے کہا۔

''تپاس! تپاس! میری بچی! تم یوناف کو کھانا کھلاؤ میں راجن کو اس واقعے کی اطلاع کرتا ہوں۔''

رشی دسارتھ کے چلے جانے کے بعد حسین تپاس نے اپنی آواز کی پوری شیرینی اپنے لہجے کی پوری مٹھاس میں کہا۔

''آیئے کھانا کھا لیں۔''

یوناف نہ جانے کن سوچوں میں الجھا رہا اور اس نے تپاس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

اس پر تپاس آگے بڑھی۔ بڑی ہمت اور جرأت سے کام لیتے ہوئے اس نے اپنے نرم و نازک ہاتھوں میں یوناف کا بازو پکڑ کر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

''آپ کہاں کھو گئے ہیں۔''

یوناف چونکا اور کہا۔

''میں سوچ رہا تھا کہ بزرگ دسارتھ کو اس وقت جانے کی کیا ضرورت تھی، یہ خبر صبح بھی راجن کو بتائی جا سکتی تھی۔''

تپاس نے کہا۔

''نہیں۔ اس خبر کا ابھی بتایا جانا بہتر ہے تاکہ راجن کو پتہ چلے کہ آپ نے کس قدر جلدی اس چیتے کو ختم کرنے کا وعدہ پورا کر دکھایا ہے۔ آپ باہر کیوں کھڑے ہو گئے ہیں،

آیئے اندر چل کر بیٹھیں۔"

یوناف جب دوبارہ کمرے میں آیا تو تپاس نے انتہائی عقیدت اور چاہت سے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"میں بابا کی موجودگی میں آپ کا شکریہ تک ادا کرنے کی جرأت نہ کرسکتی تھی، میں آپ کی احسان مند ہوں کہ آپ کی وجہ سے مجھے اس روز روز کی اذیت سے نجات ملی ہے۔"

تپاس ذرا رکی پھر اس نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"آپ نے میرے لباس پر کیل کا عمل کیا ہے تو کیا مجھے ہمیشہ کے لیے اس اذیت سے نجات مل گئی ہے یا وہ لوگ پھر بھی مجھے ایسی ہی تکلیف اور کرب میں مبتلا کرتے رہیں گے۔"

یوناف نے کہا۔

"مجھے امید ہے کہ آئندہ وہ ایسا نہ کریں گے کیونکہ کیل کے اس عمل نے عارب نام کے اس شخص کو ایک تکلیف دہ اذیت میں مبتلا کر دیا ہوگا جو تمہیں اس کرب میں مبتلا کرتا ہے۔"

تپاس نے پھر پوچھا۔

"کیا مجھے اذیت میں متلا کرنے کے اس عمل میں وہ حیرت انگیز انسان نما مردہ یافان بھی شامل ہے۔"

یوناف نے نرمی سے تپاس کی طرف دیکھا پھر بولا۔

"ہاں تپاس! اس عمل میں یافان بھی عارب کے ساتھ شامل ہے بلکہ عارب کے ساتھ جو دولڑکیاں ہیں، وہ بھی اس کریہہ عمل میں عارب سے پورا پورا اتفاق اور تعاون کرتی ہیں۔"

یافان کے تعاون کا سن کر تپاس کا رنگ ہلدی ہوگیا اس کا نازک جسم کپکپانے لگا اور اس کی پیشانی پر پسینے کی ہلکی ہلکی بوندیں بھی نمودار ہوگئی تھیں۔

یوناف نے فکرمندی اور ہمدردی سے پوچھا۔

"کیا ہوا تپاس؟ یہ تمہارا جسم کیوں کپکپا رہا تھا اور تمہیں پسینہ کیوں آنے لگا ہے۔"

تپاس بے چاری نے آہ بھرنے کے انداز میں کہا۔

"اگر وہ حیرت انگیز انسان یافان میرے اس اذیت دیئے جانے کے عمل میں شامل ہے

تو پھر میں کیونکر زیادہ دیر زندہ رہ سکوں گی۔ وہ گوشت پوست کا عام انسان تو نہیں ہے، وہ کئی بار بابا سے ملنے آچکا ہے اور میں اسے بغور دیکھ چکی ہوں۔ آپ نے شاید نہ دیکھا ہو وہ تو ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ ہے جو نہ جانے کیسے اور کیونکر حرکت کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایک نیلی دھند بھی ہوتی ہے، بالکل بادل کی صورت میں، میں نے بابا سے پوچھا تھا کہ یہ شخص ہڈیوں کا ڈھانچہ کیوں ہے تو وہ ٹال گئے تھے۔ ہاں انہوں نے اشارۃً اتنا ضرور کہا تھا کہ یہ شخص انتہائی قسم کی فوق البشر قوتوں کا مالک ہے۔"

ذرا رکنے کے بعد تپاس انتہائی مایوسی اور کرب سے دوبارہ کہہ رہی تھی۔

"مجھے لگتا ہے جیسے اب میری زندگی کے آخری دن آگئے ہیں، آپ نے بھی تصدیق کر دی ہے کہ یافان بھی میرے خلاف حرکت میں ہے۔ کون اس کے خلاف میری حفاظت کا سامان کرے گا۔

"یوناف نے اپنی چھاتی پر ہاتھ مارتے ہوئے ہمدردی میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔

"تپاس! تپاس! تم فکرمند ہوتی ہو، میں تمہاری حفاظت کروں گا۔ یافان کی جرأت نہیں کہ وہ تمہیں ہاتھ تک لگا سکے۔ دیکھو تپاس! یہ انکشاف میں تم پر کر رہا ہوں، کسی اور سے تم اس کا ذکر نہ کرنا۔ یافان کی میرے ساتھ دشمنی اور عداوت بہت پرانی ہے۔ یہ مصر کا اعلیٰ پائے کا جادوگر ہے۔ اسے میں نے اس کی گردن کاٹ کر ختم کر دیا تھا اور یہ جسمانی طور پر بھی مر چکا ہے لیکن اس کے ساتھ جو نیلی دھند ہے اس کے اندر وہ شیطانی قوتیں ہیں جو یافان نے زیر کر رکھی تھیں، پھر یافان کے ہڈیوں کے اس ڈھانچے کو اب وہی نیلی دھند کی شیطانی قوتیں حرکت میں لاتی ہیں، پر تم مطمئن اور پرسکون رہو تپاس! میں سب سے تمہاری حفاظت کروں گا، کوئی تمہیں گزند نہیں پہنچا سکتا۔"

تپاس نے اس بار بھی مایوس سے لہجے میں کہا۔

"جو کچھ آپ نے کہا یہ میرے لیے اطمینان اور سکون کا باعث ضرور ہے لیکن آپ آخر کب تک یہاں میری حفاظت کرتے رہیں گے اور کب تک میں ان لوگوں سے آپ کی وجہ سے بچتی رہوں گی۔"

یوناف نے پھر اسے تسلی دی۔

"تپاس! تپاس! تم جب تک چاہو گی میں یہاں تمہارے پاس رہوں گا اور اگر مجھے

ہنگامی طور پر کہیں اور جانا پڑا تو میں تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا، کہو تمہیں منظور ہے یہ۔“

یوناف کی اس پیشکش پر تیاس کی گردن جھک گئی۔ چند ثانیوں تک وہ کچھ سوچتی رہی پھر اس نے اپنا جھکا ہوا سر اوپر اٹھایا اور فیصلہ کن انداز میں کہا۔

”میں آپ کا پورا ساتھ دوں گی۔ میں اب اس مندر کی دیوداسی نہ رہوں گی، صرف آپ کی داسی بن کر آپ کی خدمت کروں گی اور اگر آپ کو یہ جگہ چھوڑ کر کہیں اور جانا پڑا تو میں آپ کی ایک ادنیٰ داسی ہی کی حیثیت سے آپ کے ساتھ رہوں گی اور جیون بھر آپ کی سیوا کروں گی۔“

چند ثانیوں تک یوناف غور سے تیاس کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔

”تیاس! تیاس! اگر تم ناراض نہ ہو اور برا نہ مانو تو ایک بات تم سے پوچھوں۔“

اپنے ہونٹوں پر پرسکون مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے تیاس نے چاہتوں بھری آواز میں کہا۔

”آپ بلا جھجک کہیں میں آپ کی کسی بھی بات کا برا نہ مانوں گی۔“

یوناف نے کہا۔

”اگر ایسا ہے تو سنو۔ تم آخر ایک داسی کی حیثیت سے میرا ساتھ کیوں دینا چاہتی ہو، کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم دونوں بیاہ رچا لیں اور ایک پرسکون اور تفکرات سے آزاد زندگی بسر کریں۔“

تیاس کے چہرے پر اعتماد و اشتیاق کی لہریں بکھر گئیں وہ گو ہر عصمت جیسی پرسکون اور کسی ابدی گیت جیسی خوش نظر آنے لگی، پھر رات کے سناٹے میں ارغنون کی طرح نغمہ سرا اور طنبور کی ارتعاش جیسی پرکشش اور دلنواز اس کی آواز بلند ہوئی۔

”یوناف! یوناف! اگر آپ اس قدر مہربان ہو رہے ہیں تو پھر سنیے میں زندگی بھر آپ کا ساتھ دوں گی اور اپنے سارے جیون کو آپ کی خدمت اور سکون کے لیے وقف کر دوں گی میں آپ کا ایسا ساتھ دوں گی جیسے ندی کنارے کا، سایہ جسم کا اور چاندنی چاند کا دیتی ہے۔“

تھوڑی دیر کے لیے تیاس رکی۔ پھر اس نے اپنا نازک و نرم ہاتھ یوناف کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”آپ بھی میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر عہد کریں کہ آپ بھی میرا ساتھ نبھائیں گے

اور کبھی بھی مجھے اپنے سے علیحدہ نہ کریں گے اور اگر آپ نے ایسا کیا تو میں دریا میں یا کسی اندھے کنوئیں میں کود کر اپنی جان دے دوں گی۔“

یوناف نے تیاس کا خوبصورت اور نرم و نازک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا۔

”سنو تیاس! میں عہد کرتا ہوں کہ تمہیں زندگی بھر اپنے ساتھ رکھوں گا اور کبھی بھی تمہیں اپنے آپ سے جدا نہ کروں گا۔ اب میں کسی مناسب موقع پر رشی وسارتھ سے بھی اس سلسلے میں گفتگو کروں گا تاکہ وہ خود ہی اپنی خوشی اور رضامندی سے ہم دونوں کی شادی کر دیں۔“

تیاس نے چونک کر کہا۔

”ابھی ان سے اس سلسلے میں بات نہ کیجئے گا۔ وہ کیا سوچیں گے کہ آپ کو یہاں آئے ہوئے ابھی صرف ایک ہی دن ہوا ہے اور میں نے آپ کے ساتھ پیار کی رہ و رسم پیدا کر کے اور مندر کی سیوا کو تیاگ کر آپ کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ آپ ابھی خاموش رہیں یہ تو ہم دونوں میں طے ہے کہ ہم ایک دوسرے کے ہیں لیکن بابا سے جب بات کرنی ہو گی تو پھر میں خود ہی آپ کو بتا دوں گی۔..........“

اپنی بات کہتے کہتے تیاس چونک سی پڑی اور کہا۔

”میں بھی احمق ہوں، میں آپ کو کھانا کھلانے کے لیے کمرے میں لائی تھی اور کھانا دینے کے بجائے آپ کو اپنی ہی باتوں میں لگا لیا، آپ بیٹھیں میں کھانا لاتی ہوں۔“

یوناف نے اس کا بازو پکڑ کر پھر اس کی جگہ پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

”تم بیٹھو تیاس! تمہارے بابا آتے ہیں تو پھر تینوں مل کر کھانا کھاتے ہیں۔“

تیاس جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ باہر سے انگنت لوگوں کا شور سنائی دیا۔ تیاس چونک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اپنے چہرے پر اس نے نقاب ڈال لیا۔ یوناف نے اس کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”یہ کیا؟“

تیاس نے کہا۔

”شاید بابا راجن کو یہاں لے آیا ہے، اور اس کے ساتھ بہت سے لوگ بھی چیتے کو دیکھنے آ گئے ہیں۔ میں نے چہرے پر نقاب ڈال لیا ہے اور یہ میری تب سے عادت ہے جب میں نے جوان ہونا شروع کیا تھا اور ایسا کرنے کو مجھے بابا نے کہا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ میں بہت

زیادہ خوبصورت ہوں لہٰذا مجھے اپنا چہرہ مردوں سے چھپا کر رکھنا چاہیے ورنہ کوئی مجھے اٹھا کر لے جائے گا، میں جب مندر میں کام کرتی ہوں، تب بھی چہرے پر نقاب ڈالے رکھتی ہوں۔ آپ اٹھ کر باہر جائیں کیونکہ راجن آپ سے ضرور ملنا چاہے گا، میں نہیں چاہتی کہ وہ اندر آجائے اور اس کی مجھ پر نگاہ پڑ جائے یا وہ میرے متعلق کچھ پوچھ بیٹھے۔''

یوناف اٹھ کر باہر نکل گیا جبکہ تپاس نے اندر سے کمرے کا دروازہ بند کر لیا تاہم وہ کھڑکی میں کھڑی ہو کر چوری چوری باہر کا نظارہ کرنے لگی۔

یوناف جب کمرے سے نکلا تو دیوار میں جو مشعل تپاس نے لگائی تھی اس کی روشنی میں اس نے دیکھا چیتے کے پاس رشی دسارتھ کے ساتھ راجن کھڑا تھا اور اس کے ساتھ ان گنت لوگ تھے جو ایک گول دائرے کی صورت میں کھڑے چیتے کو دیکھ رہے تھے، جونہی راجن کی نگاہ یوناف پر پڑی وہ ہجوم کو چیرتا ہوا، اس کے پاس آیا، خوب زور سے اسے گلے لگایا اور بڑی شفقت سے اس نے یوناف سے کہا۔

''اے میرے عزیز! میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ جن کا سہارا لے کر میں تیرا شکریہ ادا کر سکوں تو نے وہ کام کیا ہے جو یہاں کوئی بھی نہ کر سکا۔ کاش! تیرے ساتھ میرا کوئی رشتہ ہوتا کیا یہ ممکن نہیں کہ تو میرے ساتھ چل کر میرے محل میں رہے تاکہ یہاں کے لوگوں کو خبر ہو کہ میری نگاہ میں تمہاری کتنی عزت و اہمیت ہے اور اگر تو وہاں چل کر میرے ساتھ رہے تو اس میں بھی میرا سکون اور اطمینان ہوگا۔ بے شک تو ایک ایسا جوان ہے جس کی ہمت و جوانمردی بے مثل ہے کیا تو ابھی اور اسی وقت میرے ساتھ میرے محل میں نہ چلے گا۔''

یوناف نے بڑی عاجزی اور انکساری سے کہا۔ ''میری خوشی اسی میں ہے کہ آپ مجھے شکتی دیوی کے اس مندر میں رشی دسارتھ کے ساتھ رہنے کی اجازت دیدیں۔ یہیں میرا سکون ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس مندر میں رہتے ہوئے میں آئندہ بھی اس طرح ضرورت کے وقت آپ کی ہر خدمت بجا لاتا رہوں گا۔''

راجن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''اے عزیز! اگر رشی دسارتھ کے ساتھ اسی مندر میں رہنا ہی تیری خوشی ہے تو میں کوئی اعتراض نہ کروں گا کہ اب تیری خوشی میں ہی ہماری خوشی ہے لیکن ہماری نگاہوں میں تمہاری حیثیت بیٹوں جیسی ہے، تم جب چاہو بغیر اجازت محل میں آ کر مجھ سے مل سکتے ہو۔ اس کے ساتھ ہی راجن وہاں سے چلا گیا اور چیتے کی لاش بھی

ساتھ ہی لے گیا۔ دوسرے لوگ بھی وہاں سے چلے گئے۔

یوناف اور دسارتھ بھی کمرے میں داخل ہوئے، تپاس نے کھانا نکالا پھر وہ اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھانے لگے۔

OOO

شمالی ایران میں قوم ماد کے بادشاہ ضحاک کے مارے جانے کے بعد فریدوں قوم ماد کا بادشاہ بنا اور کاوہ کو اپنے دست راست کے طور پر اس نے اپنے ساتھ رکھا تھا۔ فریدوں کے دور حکومت میں وہ دس برس تک اصفہان شہر کا گورنر رہا، پھر وہ مر گیا۔ فریدوں بھی تخت و تاج سے ایسا دلبرداشتہ ہوا کہ اس نے اپنی ساری سلطنت کو اپنے تین بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔

ایشیائے کوچک کی طرف کے علاقے پر اپنے سب سے بڑے بیٹے سلم کو حکمران بنایا اور اسے قیصر کا لقب دیا۔

سلطنت کا شمال مغربی علاقہ اپنے دوسرے بیٹے تور کے حوالے کیا اور اسے اس نے تغفور کا لقب دیا۔

سلطنت کا تیسرا اور مرکزی حصہ فریدوں نے اپنے سب سے چہیتے اور چھوٹے بیٹے ایرج کو دیا۔ رسمی طور پر سلطنت کا بادشاہ فریدوں ہی رہا لیکن عملی طور پر اس کے تینوں بیٹے اپنے اپنے علاقوں میں خود مختار تھے۔

فریدوں کے دونوں بڑے بیٹے سلم اور تور سلطنت کی اس تقسیم پر خوش اور مطمئن نہ تھے۔ انہیں سب سے بڑا اعتراض یہ تھا کہ سلطنت کا جو زرخیز علاقہ ہے وہ ایرج کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ اور یہ مرکز کے سارے خزانے ایرج ہی کو ملے ہیں۔ اس بناء پر سلم اور تور اپنے اپنے علاقے اور اپنے اپنے طور پر فریدوں اور ایرج کے خلاف سازشوں میں لگ گئے۔

○

دوسری طرف مصر کا بادشاہ سنیفرو اپنا بہترین اور سنہری عہد گزارنے کے بعد موت کا شکار ہو چکا تھا اور مصر پر اب اس کا بیٹا خوفو حکمران تھا، جس طرح سنیفرو نے سلطنت کے کام کاج میں اپنے بیٹے خوفو کو شامل کیا تھا تاکہ وہ اس کے بعد ایک کامیاب حکمران ثابت ہو، بالکل اسی طرح خوفو نے اپنے بیٹے خافرع کو سلطنت کے امور میں اپنے ساتھ شامل کیا تاکہ وہ اس کے بعد ایک کامیاب بادشاہ ثابت ہو۔ خوفو نے ممفس شہر کے شمال میں ایک بڑا حرم[1] تعمیر کرایا اور اپنے باپ کی طرح مصر کے لیے ایک ہر دلعزیز بادشاہ ثابت ہوا۔ اس نے مصر کے تمام امور میں ترقی کی ایک لہر دوڑا دی۔

خوفو کے بعد اس کا بیٹا خافرع مصر کا بادشاہ بنا اور اپنے باپ کی تقلید کرتے ہوئے اس نے بھی ممفس شہر کے نواح میں ایک حرم[2] تعمیر کرایا۔

خافرع کے بعد مصر میں ایسے بادشاہوں کا سلسلہ چل نکلا جنہوں نے کوئی ایسا غیر معمولی کام نہ کیا جس کی بناء پر وہ تاریخ کے اوراق میں اہمیت حاصل کر سکتے۔

○

یمن کے اندر بھی ایک انقلاب برپا ہو چکا تھا۔ گو ضحاک نے اپنے بھائی سنان کو یمن کا حاکم مقرر کیا تھا لیکن سنان زیادہ دیر تک زندہ نہ رہا، اور کچھ دن بیمار رہ کر مر گیا، اس کی موت سے یمن میں بدامنی پھیل گئی اور یمن پر خانہ بدوش[3] چرواہوں نے قبضہ کر لیا۔

یہ خانہ بدوش چرواہے ہزاروں کی تعداد میں جنگجو تھے۔ ان کا اصل کام تو اپنے ریوڑوں کے لیے ہری بھری چراگاہیں تلاش کرنا تھا اور یہ اکثر یمن سے شام اور شام سے یمن کی طرف اپنے ریوڑوں کے ساتھ حرکت کرتے رہتے تھے۔ پر انہوں نے جب دیکھا کہ یمن کا بادشاہ سنان مر گیا ہے اور اس کا بھائی ضحاک ایران میں مصروف عمل ہے تو انہوں نے یمن میں دخل اندازی کی۔ یمن کی محافظ افواج ان خانہ بدوش جنگجوؤں کا مقابلہ نہ کر سکیں اور یمن پر

۱۔ آج بھی زائرین اس حرم کو دیکھنے جاتے ہیں۔ جوزف وارڈ

۲۔ ماخوذ از تاریخ قدیم دنیا۔

۳۔ ماخوذ از طبقات ناصری، یہ وہی خانہ بدوش تھے جو مصر میں داخل ہوئے تاریخ میں انہیں چرواہے بادشاہ یا ہکسوس لکھا گیا جبکہ قدیم عربوں نے اپنے ان عرب بھائیوں کو عمالیق کا نام دیا۔

ان خانہ بدوشوں نے قبضہ کر کے افراتفری اور ہلچل مچا کر رکھ دی۔

ضحاک کو بھی یمن کے حالات کی اطلاع ہوگئی تھی، اسے اپنے بھائی کے مرنے کی خبر بھی مل گئی تھی۔ وہ یمن کے حالات درست کرنا چاہتا تھا، پر ایران میں وہ فریدوں اور کاوہ سے الجھ کر خود ہی ختم ہوگیا اور یمن اسی طرح خانہ بدوشوں کی گرفت میں رہا۔

جس وقت یمن کے اندر ان عمالیق یا چرواہوں کی گرفت عروج پر تھی، قدرت پھر حرکت میں آئی۔ یمن میں قدیم عربوں کا ایک قبیلہ حمیر تھا، اس کے سردار کا نام منیب[1] تھا۔ منیب کا ایک جوانمرد فرزند تھا جس کا نام فرع[2] تھا۔ فرع انتہائی بہادر خوبصورت اور وجیہہ تھا۔

ایک روز جبکہ بنوحمیر کا سردار منیب بن ایمن اپنی حویلی کے اندر بیٹھا اپنے قبیلے والوں کی شکایات سن رہا تھا کہ اس کا بیٹا فرع بھی اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ جب منیب شکایات سن چکا اور ہر ایک کا فیصلہ کر چکا تو لوگ اس کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے تو فرع نے اپنے باپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اے میرے باپ! میں گزشتہ کئی ماہ سے آپ کے ساتھ ایک معاملہ پر گفتگو کرنے کا ارادہ کرتا رہا ہوں، پر میں کوئی فیصلہ نہ کر پا رہا تھا، مگر آج میں نے اس موضوع پر بات کرنے کا تہیہ کرلیا ہے۔ اے میرے باپ! کیا آپ دیکھتے نہیں کہ یمن پر ان دنوں خانہ بدوشوں اور چرواہوں نے قبضہ کر رکھا ہے وہ یمن پر حکومت کرتے ہیں اور یمن میں ان کا ہر ادنیٰ فیصلہ ایک اعلیٰ سے اعلیٰ مرتبہ انسان کے لیے حکم کا درجہ رکھتا ہے۔ اے میرے باپ! مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ ہم یمن کے ساتھ حکمران ضحاک اور سنان کے رشتے دار ہیں لہٰذا اس نسبت سے یمن پر حکومت کرنے کا حق ہمیں پہنچتا ہے نہ کہ ان خانہ بدوشوں اور چرواہوں کو۔''

منیب بن ایمن نے ایک بار غور سے اپنے بیٹے فرع کی طرف دیکھا اور کہا۔

''اے میرے بیٹے! یہ خانہ بدوش، یہ چرواہے جو اس وقت یمن پر حکمران ہیں، یہ بھی پرائے نہیں ہیں۔ یہ عرب ہیں اور ہمارے بھائی بند ہیں اور پھر یمن سے تو ان کا پرانا اور

1۔ یہ شخص ہمیع بن حمیر کے فرزندوں میں سے تھا۔ منہاج سراج
2۔ طبقاتِ ناصری میں اس کا یہی نام لکھا گیا ہے۔

قدیم تعلق ہے، اس کے علاوہ یہ لوگ کسی پر ظلم نہیں کر رہے، کسی شعبہ میں نا انصافی اور بربریت کا مظاہرہ نہیں کر رہے بلکہ ان کی حکومت میں انصاف ہے تو پھر تو کیوں ان کے خلاف حرکت میں آنا چاہتا ہے؟''

فرع نے اپنی صفائی بیان کرتے ہوئے کہا۔

''اے میرے باپ! میں ان کے خلاف حرکت میں نہیں آ رہا بلکہ اپنا حق حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔''

''اے میرے باپ! آج کے دن سے اپنے قبیلے کے علاوہ میں دوسرے ہم خیال قبائل کے جوانوں کو بھی جنگ کے لیے منظم کرنا شروع کروں گا اور عنقریب میں ان خانہ بدوشوں اور چرواہوں کے خلاف اعلان جنگ کروں گا اور یمن کی حکومت ان سے چھین کر اپنے تسلط میں کرلوں گا اور اس کام میں زیادہ عرصہ نہ لگنے دوں گا۔''

منیب بن ایمن نے اپنے بیٹے کے ارادوں اور خواہشوں کا احترام کرتے ہوئے کہا۔

''اے میرے بیٹے! تم جو بھی قدم اٹھاؤ گے، اس میں تمہیں میرا پورا پورا تعاون حاصل ہوگا۔

باپ کی اس یقین دہانی پر فرع مطمئن ہوکر اٹھا اور باہر نکل گیا۔

فرع بن منیب واقعی اپنے ارادوں کا پکا اور اولوالعزم ثابت ہوا، اندر ہی اندر اس نے بنی حمیر اور دیگر ہم خیال قبائل کے جوانوں کو اپنے ساتھ ملا کر اس نے ایک منظم اور مضبوط عسکری قوت حاصل کر لی۔ پھر مناسب موقع جان کر اس نے یمن کے چرواہے حکمرانوں کے خلاف بغاوت کر دی، یمن میں ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں فرع کامیاب رہا۔ آخر ان خانہ بدوش چرواہوں کو یمن سے نکال دیا گیا اور فرع بن منیب کو بادشاہ[1] بنا دیا گیا۔

اسی دوران میں قوم سومیر، اکاد اور قوم عیلام میں بھی انقلاب آ چکا تھا۔ عیلام کا بادشاہ ارخ جس نے اپنی بیٹی یوام کی شادی سومیریوں کے بادشاہ دونگی سے کر دی تھی، وہ اب مر چکا تھا اور اب قوم عیلام کا بادشاہ دورنان خونڈی[2] تھا۔ دونگی اور اس کی حسین بیوی یوام دونوں ہی مر چکے تھے اور قوم سومیری میں ایک طرح سے انتشار پھیلا ہوا تھا، دوسری طرف اکادیوں کے زبردست بادشاہ سارگن کی موت کے بعد نرام سین[3] اکادیوں کا بادشاہ بنا۔ اس

1۔ ماخوذ از طبقاتِ ناصری: یمن کے تباج حکمران 2۔ از تاریخ ایران۔ 3۔ ایضاً۔

نے بھی بڑے جاہ و جلال کے ساتھ حکومت کی لیکن جلد ہی یہ بھی موت کا شکار ہو گیا، اب ایک طرف سے سومیر اور اکاد دونوں قوموں میں کوئی مضبوط حکومت نہ تھی، جبکہ ان کی پرانی دشمن اور حریف قوم عیلام اپنے زبردست بادشاہ کودونان خوندی کے تحت بڑی قوت حاصل کر چکی تھی اور اپنی عسکری قوت کو انہوں نے بہت زیادہ بڑھا لیا تھا۔

کودونان خوندی نے اپنی عسکری تیاریوں کی تکمیل کے بعد جب یہ اندازہ لگا لیا کہ سومیری اور اکادی ان دنوں انتشار کا شکار ہیں تو وہ اپنے زبردست لشکر کے ساتھ قوم سومیری پر حملہ آور ہو گیا، سومیری، کودونان کے اس زبردست حملے کے سامنے اپنا دفاع نہ کر سکے۔

عیلامیوں نے ان کو زبردست شکست دی اور ان کے مرکزی شہر ار پر قبضہ کر لیا[1]۔ ار شہر سے باہر جو عیلامیوں کے سب سے بڑے بت کا مجسمہ نصب تھا اپنے اس بڑے بت کا مجسمہ بھی عیلامی اُٹھا کر اپنے مرکزی شہر شوس لے گئے۔ اس طرح عیلامیوں نے سومیریوں کو محکوم بنا لیا۔ اس کے بعد انہوں نے اکادیوں کو بھی اپنا زیردست بنا لیا۔ یہیں سے ان دونوں قدیم ترین قوموں کا زوال اور بربادی اور خاتمے کا وقت شروع ہو گیا تھا۔

○

سورج غروب ہو گیا تھا، سلگتی شام اپنے دامن سیاہ میں لذت گراں خوابی اور تاریک و ناتمام جذبوں کو لپیٹے کسی گلیم کی طرح پھیلنا شروع ہو گئی تھی۔

سکتی کے مندر میں یوناف رشی دسارتھ اور حسین تپاس کے پاس بیٹھا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر اپنا مرمریں لمس دیا، پھر اس کی سنجیدہ اور تفکرات برساتی ہوئی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔

”یوناف! یوناف! میرے حبیب! سنبھلو! یافان، عارب، بیوسا اور غنیط ایک نئے انداز میں تمہارے، دسارتھ اور تپاس کے خلاف حرکت میں آ رہے ہیں۔ تین منہ کی مورتی کے مندر کا بڑا پجاری جو ہے اس کے ذریعے سے انہوں نے یہاں کے راجن کے کانوں میں تپاس کی اصلیت ڈلوا دی ہے۔ انہوں نے راجن کے سامنے تپاس کے زاہد شکن حسن کی

۱۔ ایضاً
۲۔ کودونان خوندی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ اس نے اپنا بت واپس لے لیا۔

بے پناہ تعریف کی ہے اور سارے حالات اس سے کہہ دیئے ہیں کہ یہ عام لڑکی نہیں راجکماری ہے۔ انہوں نے راجن سے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ بہت زیادہ حسین اور دل کش ہونے کی وجہ سے تپاس اپنے چہرے پر نقاب ڈالے رکھتی ہے تاکہ راجن یا حکمران طبقے میں سے کسی کی نگاہ اس پر نہ پڑے اور کوئی اسے رشی دسارتھ سے علیحدہ نہ کر دے۔

سنو یوناف!

راجن اس انکشاف پر بڑا حیران ہوا ہے اور اس نے فیصلہ کیا ہے کہ تپاس سے شادی کر کے ضرور اسے اپنے حرم میں داخل کرے گا بلکہ وہ رشی دسارتھ سے باز پرس بھی کرے گا کہ اس نے اب تک کیوں تپاس کی اصلیت اس سے چھپائی اور تپاس کے اس قدر حسین اور دلکش ہونے کو کیوں چھپا کر رکھا۔ راجن نے اس مقصد کے لیے اپنے چند سپاہی اس طرف روانہ کر دیئے ہیں جو تپاس اور دسارتھ کو پکڑ کر اس کے پاس لے جائیں گے۔“

ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف نے غور سے تپاس اور دسارتھ کی طرف دیکھا پھر دسارتھ کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

”رشی دسارتھ! جو قوتیں چند یوم قبل تپاس کے خلاف حرکت میں تھیں، وہ اب پھر اپنے ابلیسی چکر کی ابتدا کر رہی ہیں، انہوں نے تین منہ کی مورتی کے مندر کے بڑے پجاری کے ذریعے سے راجن کے کانوں میں تپاس کے راج کماری ہونے کی ساری اصلیت اور روداد ڈال دی ہے۔ راجن کے سامنے تپاس کے حسن اور دل کشی کی بے حد تعریف کی ہے جس کی بناء پر راجن نے اپنے چند آدمی اس مندر کی طرف روانہ کیے ہیں تاکہ وہ تمہیں اور تپاس کو راجن کے پاس لے جائیں۔

رشی دسارتھ! راجن تم سے باز پرس کرے گا کہ تم نے اتنا عرصہ تپاس کی اصلیت کو اس سے کیوں چھپا کر رکھا جبکہ تپاس کے ساتھ اس نے شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔“

یوناف جب اپنی بات ختم کر چکا تو تپاس بے چاری نے رندھی ہوئی اور روتی آواز میں اس سے پوچھا۔

اگر راجن نے مجھ سے شادی کر کے اپنے حرم میں ڈالنا چاہا تو میں اپنی جان ہی کا خاتمہ کر لوں گی، میں کسی اندھے کنوئیں میں کود مروں گی نہیں تو دریا ہی میں ڈوب کر اپنی جان دے دوں گی۔“

یوناف نے اسے تسلی دینے کے انداز میں کہا۔

''ایسی مایوسی کی گفتگو نہیں کرتے۔ میں تمہارے ساتھ ہوں، میں راجن، عارب، نبیطہ، بیوسا اور یافان اور دیگر ایسی بری نسل کے لوگوں سے تمہاری حفاظت کرتا رہوں گا۔''

اس موقع پر رشی دسارتھ نے جلدی جلدی اور بڑی تیزی سے بولتے ہوئے کہا۔

''یوناف ! یوناف ! میری بات غور سے سنو، اب حالات نہ جانے کیا کروٹ لینے والے ہیں۔ پر ایک ٹھکانہ ایسا ہے جہاں ہم ان لوگوں کی دست برد سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ سنو سکتی کے مندر کے عین سامنے دریائے نیلاب کے اندر ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے، وہاں ایک چھوٹا سا مندر ہے جس کے اندر سکتی دیوی کا ایک بہت بڑا بت رکھا ہے اور جس سے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ وہ سکتی کا سب سے قدیم بت ہے۔ اسی جزیرے میں اور مندر سے ملحق رشیوں کا آشرم بھی ہے اب آشرم میں ایسے ہی رشی رہتے ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو مکمل طور پر دھرم کے حوالے کر دیا ہو اور وہ اس دنیا داری کی الجھنوں میں نہیں پڑتے۔ اس رشی آشرم کے سارے اخراجات اسی مندر کی آمدنی سے پورے ہوتے ہیں جس میں اس وقت ہم بیٹھے ہیں۔''

سنو یوناف!

اس آشرم کی عمارت میں خفیہ راستوں والے کئی تہہ خانے ہیں، ویسے وہ عمارت بذات خود انتہائی پیچیدہ اور اسرار خیز سی ہے، میرا خیال ہے ہم تپاس کو اس آشرم کے تہہ خانوں میں چھپا دیتے ہیں اور جب......''

رشی دسارتھ کہتے کہتے رکا۔ پھر اس نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

''یوناف! یوناف! پچھلے چند روز میں جو میں نے اندازہ لگایا ہے اگر وہ غلط نہیں تو پھر تم اور تپاس ایک دوسرے کو پسند کرتے ہو۔ اس رشی آشرم کے سارے رشی میرے جاننے والے ہیں۔ وہ میرے قابل اعتماد اور راز دار دوست ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہاری اور تپاس کی شادی کر دوں کیونکہ تپاس اب دیوداسی کی حیثیت سے اس مندر میں نہیں رہ سکتی اور جب یہ دیوداسی بن کر نہیں رہ سکتی تو پھر اپنا گھر آباد کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تپاس کی خوبصورتی اور حسن کو مد نظر رکھتے ہوئے تم سے بڑھ کر کوئی اور جوان اس کے لیے مناسب نہیں ہو سکتا اور یہ کام میں ابھی اور اسی وقت کر گزرنا چاہتا ہوں۔

یوناف اور تپاس دونوں خاموش رہے جبکہ رشی دسارتھ نے اپنے مقامی رسم و رواج کے مطابق وہیں سکتی کے مندر کے اسی کمرے میں دونوں کو رشتہ ازدواج میں جکڑ دیا، جب دسارتھ اس کام سے فارغ ہوا تو یوناف نے کہا۔

''اس سارے معاملے کو نمٹانے کے لیے میرے پاس ایک معقول اور کارآمد تجویز ہے۔''

رشی دسارتھ نے کہا۔

''تو پھر تم اپنی تجویز کہو۔ تم رکے کیوں ہوئے ہو۔ ویسے مجھے امید ہے کہ تمہاری تجویز یقیناً مجھ سے بہتر ہو گی لیکن بیٹے ! یہ تو تم نے بتایا ہی نہیں کہ یہاں ہمارے سامنے بیٹھے بیٹھے تمہیں کب، کس وقت اور کیسے خبر ہو گئی کہ راجن کے سپاہی ہماری طرف آ رہے ہیں۔''

جواب میں یوناف نے کہا۔

''اے رشی دسارتھ ! میں نے آپ کو اور تپاس کو پہلے بھی بتایا تھا کہ میرے پاس ایک فوق البشر قوت ہے اور اسی قوت نے مجھے رونما ہونے والے ان سارے حالات سے آگاہ کر دیا ہے۔

سنو رشی دسارتھ ! اب میری تجویز یہ ہے کہ آپ اور تپاس دونوں یہاں سے اسی کمرے کے اندر بیٹھے رہیں۔''

تپاس نے بے چین اور پریشان ہو کر پوچھا۔

''اور آپ کہاں جائیں گے۔''

یوناف نے تپاس کی ڈھارس دینے کے انداز میں کہا۔

''میں بھی یہیں رہوں گا، تم فکر مند نہ ہو۔ اب تم میری بیوی ہو اور میں ہر طرح سے تمہاری حفاظت کروں گا۔

سنو! جب راجن کے سپاہی ہمیں لینے کے لیے آئیں گے تو بغیر کسی مزاحمت کے ہم ان کے ساتھ ہو لیں گے۔ راستے میں میرے قبضے میں جو قوت ہے، وہ میں ان سپاہیوں پر وارد کر دوں گا وہ قوت ان سب سپاہیوں کا خاتمہ کر دے گی اور ایک کو بچ کر بھاگنے کا موقع دے گی تاکہ وہ راجن کو جا کر بتا سکے کہ کسی ان جانی اور ان دیکھی قوت نے راستے میں حملہ کر دیا اور ہم تینوں کو وہ قوت اپنے ساتھ لے گئی جبکہ ہم تینوں اندھیرے کی اوٹ میں بھاگ کر دریائے نیلاب کے اندر جزیرے میں رشی آشرم کی طرف بھاگ جائیں گے جہاں پر رہنے

کی تجویز آپ نے پیش کی ہے۔ اس طرح اس رشی آشرم میں رہتے ہوئے ہم حالات کے مطابق اپنا دفاع کرتے رہیں گے، اب بتائیں آپ کا کیا خیال ہے۔''

رشی دسارتھ جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ کمرے کے باہر کھٹکا ہوا اور اس کے بعد راجن کے پانچ سپاہی کمرے میں داخل ہوئے، پھر ان میں سے ایک نے رشی دسارتھ کو مخاطب کرتے ہوئے بارعب آواز میں کہا۔

''اے رشی دسارتھ! آپ کو اور آپ کی بیٹی کو اسی وقت راجن نے طلب کیا ہے۔ آپ فوراً اٹھیں اور ہمارے ساتھ چلیں۔''

دسارتھ نے چہرے پر مصنوعی تفکر اور پریشانی لاتے ہوئے پوچھا۔

''آخر ایسا کیا معاملہ ہوا ہے کہ راجن نے ہمیں رات کے وقت بلایا ہے اور ساتھ میں میری بیٹی کو بھی۔ اے آنے والے سپاہیو! کیا تم مجھے بتا سکو گے کہ کیا معاملہ ہے۔''

اس سپاہی نے پھر جواب دیا۔

''ہمیں کچھ خبر نہیں کہ کیا معاملہ ہے، بہر حال راجن نے ہمیں سختی سے حکم دیا ہے کہ آپ دونوں کو فی الفور اس کے سامنے پیش کیا جائے۔''

اس موقع پر یوناف نے اس سپاہی سے پوچھا۔

''اب جبکہ میں بھی ان کے ساتھ اسی مندر میں رہ رہا ہوں تو کیا میں ان دونوں کے ساتھ راجن کے پاس نہیں جا سکتا تا کہ میں بھی دیکھ سکوں کہ وہ کیا معاملہ ہے جس کی وجہ سے راجن نے رات کے وقت ان دونوں کو بلایا ہے۔''

اس سپاہی نے کہا۔

''آپ بھی بے شک ان دونوں کے ہمراہ چلیں ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے اور پھر ہم آپ کو منع بھی کیونکر کر سکتے ہیں جبکہ راجن نے احکام جاری کر رکھے ہیں کہ ہر کوئی آپ کو ایسی عزت ایسا احترام دے جیسا اس کی اولاد کو دیا جاتا ہے۔

یوناف نے تپاس اور دسارتھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اگر راجن نے بلایا ہے تو پھر چلو چلیں۔ ضرور کوئی اہم کام ہی ہو گا، جس کی وجہ سے رات کو اس وقت بلایا گیا ہے۔''

دسارتھ اور تپاس اٹھ کھڑے ہوئے، پھر وہ تینوں ان سپاہیوں کے ساتھ ہو لیے۔

دریائے نیلاب کے کنارے کنارے یوناف، دسارتھ اور تپاس تھوڑا سا فاصلہ ہی طے کر پائے تھے کہ یوناف نے رازدانہ سی سرگوشی میں پکارا۔

''ابلیکا! ابلیکا! تم کہاں ہو۔''

''میں جانتی ہوں تم نے مجھے کیوں پکارا ہے، سنو میرے حبیب! میں تمہارے، رشی دسارتھ اور تپاس کے درمیان اور اس کے بعد راجن کے سپاہیوں کے ساتھ تمہاری ساری گفتگو سن چکی ہوں، یقیناً تم یہ کہنا چاہو گے کہ میں راجن کے ان سپاہیوں پر ایک عذاب وارد کر کے ان میں سے صرف ایک کو بھاگ جانے کا موقع دوں تا کہ وہ ساری کیفیت جا کر راجن سے کہہ سکے۔ یہی کہنا چاہتے ہو نا میرے حبیب۔''

یوناف نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا! بخدا تمہارے اندازے درست ہیں۔ میری یہی خواہش ہے جو تم نے کہہ دی ہے۔''

ابلیکا پھر بولی۔

''اے میرے حبیب! کیا ایسا ممکن اور مناسب نہیں کہ میں ان سپاہیوں سے کسی کو بھی ہلاک نہ کروں بلکہ سب کو ایسی اذیت ایسے عذاب سے دو چار کر دوں کہ یہ سب تم تینوں کو چھوڑ کر بھاگ جائیں۔ اس طرح کسی کا جانی نقصان بھی نہ ہو گا اور ہمارا کام بھی بن جائے گا۔''

یوناف نے پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں ابلیکا! اگر تم ایسا کر سکو تو یہ اور زیادہ بہتر اور مناسب ہو گا۔''

ابلیکا فوراً یوناف سے علیحدہ ہو گئی۔

پھر تھوڑی ہی دیر بعد وہ پانچوں سپاہی بری طرح واویلا اور شور کرنے لگے۔ ایسا لگتا تھا کہ کسی نے ان کے حواس پراگندہ کر دیئے ہوں اور ان کے جسموں پر ناقابل برداشت ضربیں لگانا شروع کر دی ہوں۔ ابلیکا نے ان کی حالت بدترین کر کے رکھ دی تھی اور وہ پانچوں سپاہی یوناف، تپاس اور دسارتھ کو بھول کر وہاں سے بھاگ نکلے تھے۔

یوناف کو پہلے ہی امید تھی کہ وہ اپنی جانیں بچانے کے لیے ایسا ہی کریں گے۔ اس لیے ان پانچوں سپاہیوں کے بھاگ جانے کے بعد رات کے سنگین سناٹے میں اس نے دسارتھ

اور تپاس سے انتہائی رازداری اور دھیمے پن سے کہا۔

"اب جبکہ پانچوں سپاہی بھاگ گئے ہیں، ہمیں فوراً اس جزیرے میں جا کر اپنے آپ کو محفوظ کر لینا چاہیے ورنہ تھوڑی دیر تک ہر طرف ہماری تلاش شروع ہو جائے گی کیونکہ جب یہ سپاہی اس حادثے کی خبر جا کر راجن سے کہیں گے تو وہ فوراً ہماری تلاش کا حکم دے دے گا۔ کیونکہ اس کے ذہن پر تپاس کی جسمانی کشش اور خوبصورتی سوار ہے لہٰذا وہ ہر حال میں تپاس کو حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔"

اس موقع پر دسارتھ نے انتہائی شفقت اور محبت سے کہا۔

"یوناف ! یوناف ! تمہارا کہنا درست ہے بیٹے ! چلو جلدی جلدی دریا کے کنارے کنارے شمال کی طرف چلو تا کہ ہم اس گھاٹ کی طرف چلیں، جہاں اس چھوٹے جزیرے کی طرف جانے کے لیے کشتیاں کھڑی رہتی ہیں۔"

تینوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اس شمالی گھاٹ پر آئے۔ وہاں انہوں نے دیکھا چھوٹی بڑی ان گنت کشتیاں دریا کے کنارے بندھی تھیں۔ گھاٹ اس وقت کسی مسان کی طرح اجاڑ اور ویران تھا۔ ہر جانب خاموشی اور سکوت تھا۔

یوناف آگے بڑھا۔ ایک کشتی کا رسہ کھولا۔ پھر ریت پر کھڑی کشتی کو وہ اکیلا دھکیل کر پانی میں لے گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے دسارتھ اور تپاس کو کشتی میں سوار ہونے کو کہا۔ دسارتھ اور تپاس فوراً کشتی میں بیٹھ گئے۔ اس کے بعد یوناف نے چپو سنبھال کر چلانے شروع کیے اور کشتی بڑی تیزی سے دریا میں آگے بڑھنے لگی۔

دریائے نیلاب کے وسط میں کشتی چھوٹے سے ایک جزیرے کے ساحل سے جا لگی، وہاں کچھ اور کشتیاں بھی کھڑی تھیں۔ کشتی سے باہر نکلنے کے بعد ایک بڑی چٹان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دسارتھ نے کہا۔

"تم دونوں میاں بیوی اس چٹان کے پاس میرا انتظار کرو۔ میں یہاں رہنے والے رشیوں سے بات کر کے بہت جلد لوٹتا ہوں۔"

یوناف اور تپاس دونوں اس چٹان کے پاس کھڑے ہو گئے جبکہ دسارتھ جزیرے کے اندر آگے بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد یوناف نے ہلکے سے پکارا۔

"ابلیکا ! ابلیکا ! کہاں ہو؟"

ابلیکا نے فوراً اپنا لمس دیا اور کہا۔

"میرے حبیب ! تم فکر مند نہ ہو، میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

یوناف نے کہا۔

"ابلیکا ! یہ جس کشتی میں ہم تینوں آئے ہیں اسے واپس لے جا کر پہلے کی طرح دوسرے کنارے پر باندھ دو۔"

ابلیکا اس سے علیحدہ ہو گئی جبکہ یوناف اور تپاس پہلے کی طرح انتظار کرنے لگے۔

O

یوناف اور تپاس کو کچھ دیر تک اس چٹان کے پاس انتظار کرنا پڑا، یہاں تک کہ دسارتھ واپس لوٹ آیا۔ اس کے ساتھ ایک اور رشی بھی تھا جو عمر میں دسارتھ سے کم ہی ہو گا۔ یوناف اور تپاس کے قریب آ کر دسارتھ نے کہا۔

"سارا انتظام مکمل ہو گیا ہے۔ تم دونوں میاں بیوی میرے ساتھ آؤ۔"

یوناف اور تپاس خاموشی سے ان دونوں کے پیچھے ہو لیے۔ اس جزیرے میں رشی آشرم کے پاس جو چھوٹا سا مندر تھا وہ چاروں اس کی پتھروں سے بنی ہوئی قدیم عمارت کی طرف آئے، پھر ایک دروازے کے سامنے دسارتھ اور اس کا ساتھی رشی رک گئے۔ دسارتھ کو مخاطب کرتے ہوئے اس رشی نے کہا۔

"میں اب جاتا ہوں اور آپ تینوں کے کھانے کا بندوبست کرتا ہوں، آپ ان دونوں کو اب ان کے رہنے کی یہ جگہ دکھائیں۔"

وہ رشی چلا گیا جبکہ دسارتھ نے وہ دروازہ کھولا، پھر یوناف اور تپاس کے ساتھ وہ اندر داخل ہو گیا۔

یوناف نے دیکھا عمارت کا وہ حصہ جس میں وہ داخل ہوئے تھے، تین کمروں پر مشتمل تھا، پہلے کمرے میں ایک مسہری پر صاف ستھرا بستر لگا تھا جبکہ دوسرے کمرے میں ایسے ہی دو بستر تھے۔ ان دونوں سے متصل ایک اور کمرہ تھا جس میں کھانا پکانے کا سامان اور گھریلو

ضروریات کی دیگر اشیاء تھیں۔ اس کمرے کے ساتھ ہی ایک طہارت خانہ تھا۔

دسارتھ نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''سنو میرے بچو! میں عمارت کے اس حصے کی صفائی ستھرائی کا سارا انتظام کرنے کے بعد تم دونوں کو لینے گیا تھا یہ کمرے اس سے پہلے مندر اور آشرم کے لیے مہمان خانے کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔ اب مہمان خانے کے لیے عمارت کا کوئی اور حصہ استعمال ہوگا۔ یہ تینوں کمرے اب ہمارے استعمال میں رہیں گے جس کمرے میں ایک بستر ہے وہ میرا ہوگا اور دو بستر والا کمرہ تم میاں بیوی کے استعمال میں رہے گا۔

ذرا رک کر اس نے پھر کہا۔

''سنو میرے بچو! یہ کمرے بہت محفوظ ہیں، میرے اور تمہارے دونوں کے کمروں کی کھڑکیاں دریا کی سمت کھلتی ہیں اور دریا میں اس طرف آتی ہر کشتی کو وہاں سے دیکھا جا سکتا ہے اور ضرورت کے وقت احتیاطی تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں اور سنو! عمارت کا یہ حصہ جزیرے کے اس حصے پر ہے جس سے ٹکرا کر دریا کا پانی گزرتا ہے۔ یہ عمارت ایک مضبوط چٹان پر ہے لہٰذا دریا کا پانی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس کے علاوہ خطرے کے وقت ان کمروں کے اندر ہی رہ کر اس جزیرے سے بھاگ کر اپنی جان بھی بچائی جاسکتی ہے۔

تپاس نے چونک کر پوچھا۔

''پر وہ کیسے بابا!! یہ کیسے ممکن ہے کہ ان کمروں سے باہر بھی نہ نکلا جائے اور خطرے کے وقت جانِ بچا کر جزیرے سے بھاگ بھی لیا جائے۔

دسارتھ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

''تم دونوں میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں اس کا عملی مظاہرہ دکھاتا ہوں۔''

دسارتھ طہارت خانے کی طرف چل پڑا۔ یوناف اور تپاس خاموشی سے اس کے ساتھ ہو لیے۔

طہارت خانے میں آ کر دسارتھ نے دیوار پر کپڑے لٹکانے کے لیے ایک گول الگنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوناف سے کہا۔

''یوناف! یوناف میرے عزیز! لکڑی کی اس الگنی کو پہلے اپنی طرف کھینچو، پھر اسے بائیں طرف گھماؤ۔''

یوناف نے آگے بڑھ کر اس گول الگنی کو اپنی طرف کھینچا پھر جو اس نے اسے بائیں طرف گھمایا تو بائیں دیوار کا ایک حصہ پھٹ گیا اور وہاں ایک راستہ نمودار ہوگیا جس کے اندر سے دریا کی لہروں کی آوازیں صاف سنی جاسکتی تھیں۔

دسارتھ نے پھر کہا۔

''تم دونوں تھوڑی دیر یہیں رکو میں ابھی آتا ہوں۔''

دسارتھ جا کر ساتھ والے کمرے سے ایک جلتی ہوئی مشعل لے آیا اور اس مشعل کی روشنی میں یوناف اور تپاس نے دیکھا کہ دیوار کا جو حصہ پھٹا تھا اس میں سیڑھیوں کا ایک سلسلہ تھا جو نیچے اترتا تھا۔ دسارتھ نے جلتی ہوئی مشعل اپنے سامنے رکھی اور دیوار میں نمودار ہونے والے اس شگاف میں داخل ہوتے ہوئے بولا۔

''میرے پیچھے پیچھے آؤ۔''

دسارتھ کے پیچھے یوناف اور تپاس وہ سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ سیڑھیاں ایک بڑی شہ نشیں پر ختم ہوگئیں۔ شہ نشیں دریا کی سطح سے کافی بلند تھی اور دریا کا پانی اس سے ٹکرا کر گزر رہا تھا۔ اس شہ نشیں کے دائیں جانب کی چند سیڑھیاں دریا میں اترتی تھیں اور ان سیڑھیوں کے پاس ایک کشتی کھڑی تھی جو شہ نشیں کے اندر لگے لوہے کے ایک کڑے کے ساتھ بندھی ہوئی تھی۔ دسارتھ نے فخریہ انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یوناف میرے عزیز! تم نے دیکھا یہ سارا کمال، اس طہارت خانے کی گول الگنی کو اپنی طرف کھینچنے کے بعد جب بائیں طرف گھمایا جائے تو دیوار میں یہ سیڑھیوں والا راستہ نمودار ہوتا ہے اور سیڑھیاں اتر کر اگر اس شہ نشیں کی طرف آئیں تو تم دونوں دیکھ رہے ہو کہ یہاں اس شہ نشیں کے پاس ایک کشتی بندھی ہے جو ہر وقت یہیں رہتی ہے اور بوقت ضرورت اس کے ذریعے فرار ہو کر جان بچائی جاسکتی ہے، یہ سارا انتظام اس لیے کیا گیا ہے کہ دھرم کا کوئی آدمی راجن یا اس کے عہدیداروں میں سے کسی کی عداوت کا نشانہ بنے تو اسے اس جزیرے میں رکھا جائے اور بعد میں خطرے کی صورت مین یہاں سے بھی غائب کر کے کسی اور محفوظ جگہ پر پہنچا دیا جائے۔''

تپاس نے دسارتھ کی طرف توصیفی انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''کسی کی جان اور عزت بچانے کے لیے یہ عمدہ ترین انتظام ہے۔ اب ہم تینوں کم از کم

راجن کے سپاہیوں کی دستبرد سے تو محفوظ رہ سکیں گے۔''

تپاس دسارتھ کے ساتھ محوِ گفتگو تھی کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور پھر اس کے کانوں میں سرگوشی کی۔

''یوناف ! یوناف ! راجن کے جن پانچ سپاہیوں کو میں نے ایک ان دیکھے عذاب اور اذیت میں مبتلا کیا تھا۔ انہوں نے جا کر راجن سے کہا ہے کہ ہم یوناف، دسارتھ اور تپاس کو اپنے ساتھ لے کر آ رہے تھے کہ راستے میں کسی نے ہم پر حملہ کر دیا، ہمیں مار مار کر بھگا دیا اور ان تینوں کو ہم سے چھین کر نہ جانے کہاں لے گئے ان سپاہیوں نے بڑی احتیاط اور دانشمندی سے کام لیا ہے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ کسی ماورائی قوت نے ان پر حملہ کر کے انہیں بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اس صورت میں انہیں خدشہ تھا کہ راجن ان کی بات پر اعتبار نہ کرے گا لہٰذا انہوں نے راجن سے کہا ہے کہ بہت سے سوار جنہوں نے اپنے چہرے ڈھانپ رکھے تھے، ہم پر حملہ آور ہو گئے اور تم تینوں کو ان سے چھڑا کر لے گئے۔

سنو یوناف ! راجن نے اپنے بہت سے آدمیوں کو اس کام پر لگا دیا ہے جو تم تینوں کو تلاش کر کے راجن کے سامنے پیش کریں گے کیونکہ راجن اب یہ بھی جاننا چاہتا ہے کہ وہ حملہ آور کون تھے جو بقول سپاہیوں کے تم تینوں کو چھڑا کر لے گئے۔''

ایک ذرا توقف کے بعد ابلیکا نے پھر کہا۔

''یوناف ! یوناف ! اس جزیرے کی اس قدیم عمارت کا یہ ٹھکانہ گو کافی محفوظ ہے لیکن کب تک تم تینوں یہاں پڑے رہو گے اور پھر یہ بات بھی ذہن میں رکھو کہ یافان کی نیلی دھند کی شیطانی قوتیں یا ملیتا کی روح یافان کو بتا دے گی کہ تم تینوں نے کہاں پناہ لے رکھی ہے، عارب تپاس سے شادی کرنا چاہتا تھا لہٰذا اسے جب خبر ہو گی کہ تم نے تپاس سے شادی کر لی ہے تو کیا وہ یافان، بیوسا اور عنیطہ کے ساتھ مل کر تم سے مقابلہ کرنے کی نہ ٹھان لے گا۔ وہ اگر خود اس ٹھکانے پر تم پر قابو نہ پا سکے تو یہ بات راجن کے کانوں میں ڈلوا دے گا کہ تم لوگوں نے اس جزیرے پر پناہ لے رکھی ہے لہٰذا راجن تم لوگوں کے خلاف حرکت میں آ جائے گا۔''

تپاس نے دسارتھ کے ساتھ اپنی گفتگو ختم کر لی تھی، پر وہ دونوں جان گئے تھے کہ یوناف اپنی اس قوت کے ساتھ مصروف گفتگو ہے جو اس کی ساتھی ہے لہٰذا وہ خاموش کھڑے رہے

تا کہ یوناف فارغ ہو تو اس سے باتیں کریں۔

ابلیکا خاموش ہوئی تو یوناف نے کہا۔

''اگر ایسی بات ہے تو پھر تم ہی بتاؤ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟''

جواب میں ابلیکا نے مسکراتی اور گنگناتی آواز میں کہا۔

''میرے پاس ایک تجویز ہے جس سے یہ معاملہ زیادہ نہ بڑھنے پائے گا۔''

یوناف نے بے چینی سے کہا

''تو کہو نا وہ کیا تجویز ہے، رک کیوں جاتی ہو۔''

ابلیکا نے کہا

''سنو یوناف ! آج کی رات تم تینوں یہیں ان کمروں کے اندر بسر کرو لیکن صبح ہونے سے ذرا دیر پہلے تم اور دسارتھ دریا کے اس پار شہر کے شمالی کوہستانی سلسلے میں چلے جانا، تپاس یہیں رہے گی۔ اس کوہستانی سلسلے میں جا کر تم لیٹ جانا وہاں تم دونوں کے ہاتھ پیر بندھوا دوں گی، پھر راجن کے ان سپاہیوں کو تمہاری طرف راغب کروں گی جو تم تینوں کی تلاش پر مامور ہیں۔''

یوناف نے بیچ میں بولتے ہوئے طنزاً کہا۔

''تا کہ وہ لوگ ہم دونوں کو پکڑ کر راجن کے پاس لے جائیں اور اس کے بعد دسارتھ کا قصہ تمام ہو؟ گویا ادھر ہم پکڑے جائیں اور ادھر اس کمرے میں یافان یا عارب میں سے کوئی تپاس کو ڈھیر کر دے۔''

ابلیکا نے پھر اپنی کھنکتی ہنسی، مسکراتی آواز میں کہا۔

''تم بیچ میں بول پڑے ہو یوناف ! میں نے ابھی اپنی گفتگو ختم نہیں کی۔ ہاں تو میں کہہ رہی تھی کہ میں تم دونوں کو رسیوں میں جکڑوا کر راجن کے سپاہیوں کو تمہاری طرف راغب کروں گی اور وہ تم دونوں کو راجن کے سامنے پیش کر دیں گے، تم لوگ وہاں یہ کہنا ہم تو تپاس کو لے کر آ رہے تھے پر راستے میں کوئی حملہ آور ہو گیا۔ ہم دونوں کو باندھ کر حملہ آور کوہستانی سلسلے میں ڈال گئے اور تپاس کو نہ جانے کہاں لے گئے، ظاہر ہے راجن تم سے تو کوئی بازپرس نہ کرے گا، صرف دسارتھ سے پوچھے گا کہ اس نے تپاس کو کیوں چھپا کر رکھا تو دسارتھ کہہ دے کہ جس سردار کے حوالے تپاس کی ماں کو کیا گیا تھا، اس کے اور تپاس کی

ماں کے مرنے کے بعد اس نے تپاس کو بیٹی کی طرح پالا اور اسی کی خواہش پر اسے سکتی کے مندر کے لیے وقف کر دیا لہٰذا وہ وہاں دیوداسی کی حیثیت سے رہی اور جب آپ نے بلایا تو میں فوراً اسے لے کر آپ کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس طرح راجن کی نگاہوں میں تم دونوں کی حیثیت صاف ہو جائے گی، اس کے علاوہ دسارتھ کو چاہیے کہ جب راجن اس کی گفتگو سے مطمئن ہو جائے تو وہ راجن سے کہہ دے کہ اب جبکہ تپاس اس کے پاس نہیں رہی تو اس کا دل دنیا سے اچاٹ ہو گیا ہے لہٰذا میں سکتی کے مندر کو چھوڑ کر جزیرے میں رشیوں کے آشرم میں جا رہوں گا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تم بھی راجن سے کہہ دینا کہ تم بھی دسارتھ کے ساتھ رشی آشرم میں رہو گے۔ اس طرح تم اور دسارتھ یہاں آ کر تپاس کے ساتھ رہ سکو گے۔''

درمیان میں بولتے ہوئے یوناف نے خدشہ ظاہر کیا۔

''اور اگر یافان یا عارب میں سے کسی نے راجن سے کہہ دیا کہ تپاس اس وقت رشیوں کے جزیرے میں ہے تو پھر''

مطمئن انداز میں ابلیکا نے کہا۔

''یافان یا عارب براہ راست راجن کے سامنے یہ بات نہیں کہہ سکتے۔ اس طرح ان دونوں کو یہ خدشہ بھی رہے گا کہ یوناف راجن کے سامنے ان کی اصلیت ظاہر کر دے گا۔ ہاں وہ ایسا ضرور کر سکتے ہیں کہ کسی اور کے ذریعے سے بادشاہ کے کان میں یہ بات ڈلوائیں کہ تپاس رشیوں کے جزیرے میں ہے اور اگر ایسی کوئی صورت سامنے آئی تو ہم تپاس کی حفاظت کا سامان کر لیا کریں گے۔''

چند ثانیے کے بعد ابلیکا نے پھر کہا۔

''یہاں اس جزیرے میں رہتے ہوئے اصل خطرہ یہ نہیں ہے کہ راجن کے سپاہی تپاس کو تلاش کرتے ہوئے ادھر آ جائیں گے بلکہ اصل خطرہ یہ ہے کہ یافان اور عارب خود تپاس سے انتقام لے سکتے ہیں اور اس کام کے لیے وہ ملیتا کی روح یا نیلی دھند والی شیطانی قوتوں کو استعمال کر سکتے ہیں، عارب اس معاملے میں کوئی انتہائی قدم بھی اٹھا سکتا ہے، اس لیے کہ تپاس اس کی پسند ہے اور جب اسے یہ خبر ہو گی کہ تپاس اب تمہاری بیوی ہے تو وہ دیوانگی کے عالم میں نہ صرف تپاس بلکہ تمہارے خلاف بھی کوئی عملی اقدام کرنے کے لیے

تیار ہو جائے گا اور اس کے لیے وہ اپنے علاوہ یافان کی نیلی دھند کی قوتوں اور ملیتا کی روح سے بھی کام لے سکتا ہے کیونکہ یافان ان دنوں اس کا کہا مانتا ہے۔''

یوناف نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

''یافان اور عارب سے نمٹنا بعد کی بات ہے، جب وہ ہمارے خلاف حرکت میں آ جائیں گے تو انہیں بھی دیکھ لیں گے، فی الوقت میں تمہاری تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔''

اتنے میں اوپر کھٹکا ہوا۔ دسارتھ نے کہا۔

''چلو اوپر چلیں، میرے خیال میں وہ رشی جو ہمیں یہاں چھوڑ کر گیا تھا، کھانا لے کر آ گیا ہے۔''

یوناف نے کہا۔

''جو کچھ کرنے کے لیے طے ہوا وہ میں اوپر جا کر آپ کو بتاتا ہوں۔''

پھر وہ تینوں دریائے نیلاب کے اندر کھلنے والے اس تہہ خانے سے نکل کر اوپر اپنے کمروں کی طرف چل دیے۔

○

موہنجوداڑو کا راجن اپنے قصر میں بیٹھا تھا کہ اس کا ایک محافظ اندر آیا اور اسے مخاطب کر کے اس نے کہا۔

''اے راجن! ہمارے وہ سپاہی جو یوناف، دسارتھ اور تپاس کی تلاش کرنے پر مامور تھے، ان میں سے کچھ نے یوناف اور دسارتھ کو تلاش کر لیا ہے۔ وہ شمال میں کوہستانی سلسلے کے اندر دریا کے کنارے کے قریب رسیوں میں جکڑے پڑے تھے۔ ہمارے سپاہی ان کو کھول کر یہاں لے آئے ہیں۔

راجن نے پریشانی اور فکرمندی سے پوچھا۔

''کیا ان دونوں کے ساتھ تپاس نہیں ہے، اگر نہیں ہے تو پھر وہ کدھر گئی۔''

محافظ نے پھر کہا۔

''ان کے ساتھ تپاس نہیں ہے راجن!''

مایوسانہ انداز میں راجن نے کہا۔

''ان دونوں کو میرے پاس لاؤ۔''

محافظ باہر نکل گیا، تھوڑی دیر بعد یوناف اور دسارتھ کو اپنے ساتھ لے کر وہ قصر کے اسی کمرے میں داخل ہوا۔

راجن نے اپنے سامنے ان دونوں کو اچھی نشستوں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا، جب وہ بیٹھ گئے تو راجن نے ہمدردانہ انداز میں پوچھا۔

''تم لوگوں کے ساتھ کیا بیتی اور کس نے تم دونوں کو رسیوں سے جکڑ کر کوہستانی سلسلے کے اندر ڈال دیا تھا؟''

دسارتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اے راجن! جس وقت آپ کا حکم مجھے ملا اسی وقت تپاس کو لے کر میں آپ کی طرف روانہ ہو گیا۔ یوناف بھی ہمارے ساتھ تھا کہ راستے میں کچھ حملہ آوروں نے ہم پر حملہ کر دیا، اندھیرے میں ہم انہیں دیکھ تک نہ سکے۔ ان حملہ آوروں کی وجہ سے آپ کے سپاہی بھاگ گئے جبکہ وہ حملہ آور ہم تینوں کو اٹھا کر لے گئے۔ پھر انہوں نے مجھے اور یوناف کو تو رسیوں میں جکڑ کر شمالی کوہستانی سلسلے کے اندر ڈال دیا اور تپاس کو لے کر نہ جانے کہاں غائب ہو گئے۔''

پھر دسارتھ نے انتہائی غمگین انداز میں کہا۔

''آہ! نہ جانے تپاس کہاں اور کس حال میں ہو گی۔ میں نے اس کی پرورش اپنی ہی بیٹی جان کر کی تھی۔ اے راجن! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ اسے بیاہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو قسم ہے مجھے سکتی کی میں شروع دن ہی میں اسے آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا۔ آپ ضرور پوچھیں گے کہ اگر وہ راجکماری تھی تو میں نے اسے چھپا کر کیوں رکھا؟ میں عرض کروں گا کہ وہ راجکماری ضرور تھی، پر آپ نے اس کی ماں کو اپنے ایک سردار کے حوالے کر دیا تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ آپ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتے بلکہ ان سے نفرت کرتے ہیں۔ تبھی تپاس کی ماں کو آپ نے ایک سردار کے حوالے کر دیا تھا حالانکہ تپاس کی ماں بھی تپاس جیسی ہی خوبصورت تھی۔ اس سردار نے تپاس کی ماں کو اپنی بہن بنا لیا، وہیں اس کے گھر پر تپاس پیدا ہوئی۔ جب تپاس کی ماں اور وہ سردار مر گئے تو تپاس کو میرے حوالے کر دیا گیا۔ میں نے

اس کی پرورش کی اور اس کے ذہنی رجحان کو دیکھتے ہوئے اسے سکتی کے مندر کی دیوداسی بنا دیا۔

اے راجن! تپاس ضرور اپنی خوبصورتی اور حسن چھپانے کے لیئے اپنے چہرے پر نقاب ڈالے رکھتی تھی، پر ایسا کرنے کو میں نے اسے نہ کہا تھا۔ وہ اپنی مرضی سے اپنا چہرہ چھپا کر رکھتی تھی چونکہ وہ اپنے آپ کو مندر کے حوالے کر چکی تھی اس لیے نہیں چاہتی تھی کہ کوئی اس کی خوبصورتی اور حسن سے متاثر ہو کر اسے اس کی مرضی کے خلاف زبردستی اپنے گھر میں ڈال لے لیکن آپ کا معاملہ اور تھا۔ آپ کا تو پیغام ملتے ہی میں تپاس کو لے کر آپ کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ کاش! میں اسے آپ کے حوالے کر سکتا۔''

دسارتھ نے ساری بات کو ایسے انداز میں راجن سے کہا کہ راجن جواب میں اس سے کسی قسم کا تعرض نہ کر سکا بلکہ اس نے دسارتھ کی طرف دیکھتے ہوئے ہمدردی سے کہا

''دسارتھ! دسارتھ! میں تمہارا ممنون ہوں کہ تم نے مجھے اتنی اہمیت دی۔ پر اب ہم سب کو مل کر ان حملہ آوروں کو تلاش کرنا ہو گا، جو تم دونوں کو رسیوں میں جکڑ کر کوہستانی سلسلے میں پھینک گئے اور تپاس کو اپنے ساتھ لے گئے۔

دسارتھ نے جب دیکھا کہ اس کی گفتگو سے راجن مطمئن ہو گیا ہے اور اس نے تپاس کے سلسلے میں مزید کوئی باز پرس نہیں کی تو اس نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔

''میں اور یوناف ضرور آپ سے تعاون کریں گے اور مجھے امید ہے کہ تپاس کو ہم آپ کے لیے ڈھونڈ نکالیں گے۔''

راجن نے اس بار یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یوناف! یوناف! مجھے قوی امید ہے کہ جس طرح تم نے چیتے کو تلاش کر کے اس کا خاتمہ کر دیا تھا، ویسے ہی تم تپاس کو اٹھا لے جانے والے حملہ آوروں کا کھوج بھی لگانے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ میں ان لوگوں کو انتہائی کڑی سزا دوں گا جو تپاس کو اٹھا کر لے گئے ہیں۔''

یوناف نے کہا۔

''اے راجن! مجھے امید ہے کہ آپ کی خاطر میں ان لوگوں کو ضرور تلاش کر لوں گا جو تپاس کو اٹھا لے گئے ہیں، پر اے راجن! کیا یہ ممکن نہیں کہ آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم

سکتی دیوی کے مندر کو چھوڑ کر دریائے نیلاب کے اندر رشیوں کے آشرم میں جا رہیں۔ یہ اجازت آپ سے دسارتھ طلب کرنا چاہتے تھے، پر ان کی جگہ یہ اجازت میں نے طلب کر لی ہے کیونکہ تپاس کے اٹھائے جانے کے بعد دسارتھ اب سکتی کے مندر کا رخ نہیں کرنا چاہتے کیونکہ وہاں تپاس کے ساتھ گزارے دنوں کی یاد میں ان کے لیے تکلیف اور اذیت کا باعث ہوگی، اس لیے یہ سکتی کے مندر سے رشیوں کے آشرم میں منتقل ہونا چاہتے ہیں اور میں ان کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔''

راجن نے کہا۔

''مجھے کوئی اعتراض نہیں کہ تم سکتی کے مندر کو چھوڑ کر رشیوں کے آشرم میں رہو لیکن ساتھ ہی ساتھ میں یہ ضرور کہوں گا کہ اب تم جاؤ اور اپنے طور پر تپاس کو تلاش کرنے کی کوشش کرو۔''

یوناف اور وسارتھ باہر نکل گئے۔ پھر وہ کشتی میں بیٹھ کر جزیرے کی طرف چل پڑے، جہاں تپاس بے چینی سے ان کی منتظر تھی۔

○

یمن سے جن چرواہے[1] حکمرانوں کو نکال کر فرع بن منیب خود یمن کا بادشاہ بن گیا تھا، ان چرواہوں نے یمن سے نکل کر شمال کا رخ کیا، شاید یہ لوگ ارض شام کی سرسبز چراگاہوں کا رخ کرنا چاہتے تھے، پر فلسطین کے جنوب میں ان کی ملاقات ایسے چرواہوں اور خانہ بندوشوں سے ہوگئی جو وہاں پڑاؤ کیے ہوئے تھے اور ان کے ہم قبیلہ تھے۔

یہاں دونوں گروہوں کے ملنے سے ان کی تعداد کافی ہوگئی اور ان کے اندر لڑاکا، جنگجو جوانوں کی تعداد بھی پہلے سے کئی گنا بڑھ گئی، یہیں فلسطین کے ان جنوبی میدانوں کے اندر ان چرواہوں نے ایک تاریخ ساز فیصلہ کیا اور وہ یہ کہ مصر کی حکومت پر حملہ کر کے وہاں کی سلطنت کو اپنے ہاتھ میں لے لیا جائے۔

یہاں فلسطین کے ان جنوبی میدان کے اندر چند ماہ رک کر ان چرواہوں نے اپنی عسکری

1۔ ان چرواہے بادشاہوں کو ہکسوس اور عمالیق بھی کہا گیا ہے۔

قوت کو خوب مضبوط کیا۔ انہوں نے آشوریوں اور آرامیوں سے رابطہ قائم کیا کیونکہ یہ دونوں قومیں انہی کی طرح عرب تھیں۔ ان سے ان چرواہوں نے سامان حرب وضرب حاصل کیا، پھر انہوں نے متحد ہو کر ایک طوفان کی صورت میں مصر کا رخ کیا۔

مصر کی حکومت ان دنوں انتشار کا شکار تھی۔ وہ ان چرواہوں کا مقابلہ نہ کر سکی لہٰذا یہ چرواہے مصر پر قابض ہو گئے اور وہاں انہوں نے اپنی حکومت قائم کر لی۔

دوسری طرف دجلہ وفرات کے دو آبہ میں قوم سومیر اور اکاد کے اندر بھی ایک انقلاب رونما ہوا۔ گو قوم عیلام کے بادشاہ کودونان نے ایک طرح سے سومیریوں اور اکادیوں کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی، لیکن یہاں بھی ایک قوت نمودار ہوئی۔ کودونان کے ہاتھوں شکست کھانیوالے سومیری اور اکادی سپاہی مغرب کے کوہستانی سلسلے میں جمع ہونے لگے اور جنگ سے بھاگ کر ان کوہستانوں کے اندر پناہ لینے والے سومیریوں اور اکادیوں کے ان لشکریوں نے ایک شکست خوردہ جنگجو کو اپنا رہنما بنا لیا۔ اس جنگجو کا نام ارنمو[1] تھا۔

ارنمو نام کے اس فوجی افسر نے بڑی سرعت اور تیزی کے ساتھ جنگ سے بھاگے ہوئے سومیری اور اکادی سپاہیوں کو اپنے پاس جمع کر کے جنگی تیاریاں شروع کر دیں اور جب اس نے دیکھا کہ اس کی عسکری حیثیت خوب مضبوط ہو گئی ہے تو اس نے حملہ کر کے قوم عیلام کے بادشاہ کو دونان سے سومیریوں اور اکادیوں کا سارا علاقہ چھین لیا اور وہاں اپنی حکومت قائم کر لی۔ اب ارنمو سومیریوں اور اکادیوں کا بادشاہ تھا اور مرکزی شہر اُر ہی کو رکھا گیا تھا۔

قوم ماد کے سارے بتوں کو توڑ دیا گیا اور دجلہ وفرات کے اس دوآبے میں ننار، شماس اور دوسرے قدیم دیوتاؤں کا بول بالا کر دیا گیا۔

○

شمالی ایران میں قوم ماد کا بادشاہ فریدوں اگباتانہ شہر میں اپنے قصر کے ایک کمرے میں اپنے بیٹے ایرج[2]، بیٹی قرسین اور ایرج کی بیوہ ماہ آفرید[3] کے ساتھ بیٹھا تھا کہ قصر کے

1۔ ارنمو جانشین نمو تھا، یہی نمو عربی میں نمرود کہلایا اور یہی حضرت ابراہیمؑ والا نمرود تھا۔ اس کے واقعات آئندہ صفحات میں مفصل آئیں گے۔

2۔ فریدوں کا سب سے چھوٹا بیٹا جس سے وہ بے حد محبت کرتا تھا۔

3۔ اسی ماہ آفرید کے بطن سے ایرج کا جانشین اور ایران کا اگلا بادشاہ منوچہر پیدا ہوگا۔

محافظوں کا سردار اندر آیا اور فریدوں کی طرف دیکھتے ہوئے تعظیم کی خاطر زمین کی طرف اپنی گردن کو خم کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''اے آقا! بابل کا ایک شخص کہ عمر میں ادھیڑ سا ہے اگباتانہ شہر میں داخل ہوا ہے۔ وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے، اس کا کہنا ہے کہ وہ بابل کے عمدہ اور نایاب نجومیوں میں سے ہے۔''

فریدوں نے بے تابی اور انتہائی دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

''اگر وہ بابلی نووارد ہے تو پھر اسے روکا کیوں گیا ہے۔ اسے فوراً میرے پاس لاؤ۔''

سردار مڑ کر باہر نکل گیا، تھوڑی دیر بعد وہ پھر لوٹا تو اس کے ساتھ ادھیڑ عمر کا ایک شخص تھا جو سر سے پاؤں تک سفید لباس میں ملبوس تھا۔ اس کی داڑھی کے آدھے بال سفید اور آدھے سیاہ تھے، فریدوں اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نو وارد بابلی سے پر جوش مصافحہ کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''میں قوم ماد کا بادشاہ فریدوں ہوں، میرے ساتھ اس کمرے میں میرا بیٹا، بیٹی اور میری بہو ہیں۔''

ایرج نے بھی آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کیا۔ فریدوں نے اس بابلی نجومی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ کی نشست پر بٹھایا، پھر اسے مخاطب کر کے اس نے کہا۔

''کیا میں آپ سے آپ کا نام نہ پوچھوں۔''

نجومی نے کہا۔ ''اے بادشاہ! نام تو میرا مناخیم ہے اور شاید آپ کے محافظوں کا سالار آپ کو بتا چکا ہو کہ میرا تعلق بابل سے ہے اور پیشے کے لحاظ سے میں ایک نجومی ہوں۔ اے بادشاہ! میں بغرض سیاحت بابل سے روانہ ہوا تھا۔ میں قدیم اقوام کے مسکن دیکھنا چاہتا تھا۔ اس مقصد اور خواہش کے لیے میں نے پہلے قوم ثمود کے کھنڈرات کا رخ کیا، اس کے بعد میں مصر گیا اور مصر کے مرکزی شہر ممفس کے آس پاس اور سقارہ کے میدانوں کے اندر وہ عظیم الشان اور حیرت انگیز احرام دیکھے جن کی تعمیر کا سلسلہ مصر کے بادشاہوں نے شروع کیا تھا۔ مصر سے میں یمن آیا اور وہاں میں نے عربوں کی قدیم قوم عاد کی تباہی اور ان کی بستیوں کے کھنڈرات دیکھے۔ یمن سے میرا ارادہ تھا کہ میں سیدھا بابل کی طرف جاؤں گا، اس لیے کہ میرے ساتھ کچھ اور ساتھی بھی ہیں اور وہ لوٹنے پر مصر تھے۔ میں بھی انہیں اپنی

خاطر زیادہ اذیت میں نہ ڈالنا چاہتا تھا، پر حالات ہی ایسے ہو گئے کہ یمن میں میری ملاقات ایک سوداگر سے ہوئی جس کا نام الغور تھا۔ اس نے میری موجودگی میں ہی دم توڑا۔ وہ آپ کا جاننے والا تھا اور آپ کے نام اس نے ایک پیغام دیا تھا اور استدعا کی تھی کہ میں یہ پیغام آپ تک پہنچا دوں۔ سوداگری کی غرض سے وہ اکثر بابل آیا کرتا تھا اور......''

فریدوں نے درمیان میں بولتے ہوئے غم اور دکھ سے کہا۔

''آہ الغور! اس کی موت میرے لیے دکھ، تکلیف اور صدمے کا باعث ہے۔ وہ اپنا تجارتی مال لے کر اکثر میرے پاس یہاں آیا کرتا تھا۔ وہ بستی بستی، شہر شہر اور نگر نگر گھومنے والا انسان تھا۔ لہٰذا میں نے اسے ایک کام بھی سونپ رکھا تھا۔''

مناخیم نے غور سے فریدوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''کیا آپ نے اسے یہ کام سونپ رکھا تھا کہ وہ آپ کی بیٹی قرسین کے لیے کوئی اچھا اور مناسب رشتہ تلاش کرے۔''

فریدوں نے تائید کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں نے اسے یہی کام سونپ رکھا تھا۔''

مناخیم نے کہا۔ ''تو پھر مطمئن رہیے۔ الغور نے آپ کا یہ کام کر دیا تھا۔ وہ آپ کی بیٹی کی شادی یمن کے موجودہ حکمران فرع بن منیب سے کرانا چاہتا تھا اور اس نے فرع کو اس شادی کے لیے رضا مند بھی کر لیا تھا، اس سلسلے میں نے خود فرع سے بات کی ہے اور وہ اس شادی پر واقعی خوش ہے۔''

فریدوں نے کچھ سوچا پھر کہا۔

''یہ فرع بن منیب یمن کا نیا نیا بادشاہ ہوا ہے، میں اس کے متعلق کچھ زیادہ معلومات نہیں رکھتا اور نہ یہ جانتا ہوں کہ وہ اپنی وضع قطع میں کیسا ہے۔''

مناخیم نے کہا۔ ''میں کچھ دن فرع کے بہت قریب رہا ہوں۔ وہ انتہائی خوش شکل اور شجاع و جنگجو انسان ہے۔ یہ اسی کی جرأت و ہمت ہے کہ اس نے یمن سے چرواہے حکمرانوں کو نکال باہر کیا ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور کی جرأت نہ تھی کہ وہ ان چرواہوں کا مقابلہ کر سکے۔ اے بادشاہ! میرا بھی آپ سے مخلصانہ مشورہ ہے کہ آپ قرسین کی شادی فرع سے کر دیں۔ میں اپنا حساب لگا کر پہلے ہی اس شادی کے متعلق جان چکا ہوں کہ یہ انتہائی کامیاب رہے گی اور آپ کی بیٹی قرسین یمن کے بادشاہ فرع کے ساتھ خوشحال

ازدواجی زندگی بسر کرے گی۔

فریدوں نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"میں تمہاری یہ بات تو تسلیم کرتا ہوں کہ قرسین فرع کے ساتھ کامیاب زندگی بسر کرے گی اور میں نے یہ فیصلہ بھی کر لیا ہے کہ چند روز تک قرسین کی شادی فرع سے کر دوں گا، اب تم اپنے علوم کو کام میں لا کر چند اور پہلوؤں کے متعلق بھی بتاؤ۔

سنو مناخیم! میں نے اپنی سلطنت کو اپنے تینوں بیٹوں تور، سلم اور ایرج میں تقسیم کر دیا ہے، اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ سلطنت کی یہ تقسیم کیسی رہے گی۔ یہ کامیاب رہے گی یا ناکام اور یہ کہ کیا میرے تینوں بیٹے اتفاق کے ساتھ اپنے اپنے علاقوں میں حکومت کرتے رہیں گے اور یہ کہ ایک دوسرے کیخلاف برسر پیکار تو نہ ہوں گے۔"

مناخیم نے لباس کے اندر سے تانبے کے چند سکے نکالے جن میں سوراخ تھے اور وہ سب ایک سفید دھاگے میں پروئے ہوئے تھے، ان سکوں پر سومیری زبان میں کچھ نا مانوس سی تحریریں بھی تھیں۔

مناخیم نے وہ سکے فریدوں کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔"اے بادشاہ! ایک بار ان سکون کو اپنے ہاتھ میں لیجیے۔ پھر میں اپنے عمل کی ابتدا کرتا ہوں۔"

فریدوں نے ان سکوں کو ہاتھ لگایا، اس کے بعد مناخیم نے ان سکوں کو فرش پر پھینک دیا جس ترتیب سے وہ سکے فرش پر پڑے مناخیم نے ویسے ہی پڑے رہنے دیئے اور ان کے اوپر لکھی تحریروں سے وہ اپنا حساب لگانے لگا۔

چند ثانیوں تک وہ اسی طرح اپنا عمل کرتا رہا، پھر اچانک اس کے چہرے پر فکر مند جذبے رقص کرنے لگے۔ اس کے بعد اس نے فریدوں کی طرف دیکھا اور کہا۔"اے بادشاہ! جو میں نے دیکھا ہے وہ آپ سے کہتا ہوں۔" آپ نے اپنی سلطنت کو تقسیم کر کے غلطی کی ہے۔ عنقریب ایک افشار اور انتشار جنم لے گا۔" آپ کے بیٹے چپقلش اور باہمی کشمکش کا شکار ہو جائیں گے۔ دو بیٹے تیرے خلاف اتحاد کریں گے، ہولناک جنگ ہو گی جس میں باہم اتحاد[1] کرنے والے کامیاب رہیں گے اور تیسرا جانی اور مالی نقصان اٹھائے گا اور اسے

ا۔ اس بابلی نجومی مناخیم کی پیش گوئی سچ ثابت ہوئی، اور چند ہی دنوں میں فریدوں کے بڑے بیٹوں تور اور سلم نے آپس میں اتحاد کر کے اگیاتانہ پر حملہ کر دیا، اس جنگ میں ایرج مارا گیا تھا۔ ان واقعات کی تفصیل آئندہ صفحات میں بیان ہو گی۔

بادشاہ! اس کام کی کوئی پیش بندی بھی نہیں ہے، یہ ہر صورت میں ہو کر رہے گا۔

اے بادشاہ! میں ایک مواحد ہوں، تقدیر الٰہی اور مشیت قدرت پر ایمان رکھتا ہوں۔ میرے علم کی رُو سے جو حالات میرے سامنے آئے ہیں، میں نے آپ سے کہہ دیئے۔ اے بادشاہ! نجوم، رمل اور ستاررہ شناسی کا علم برحق ہے تاہم اس کے استعمال میں انسانی غلطیوں اور کوتاہیوں کا امکان ضرور ہے، پر اس کے باوجود اس علم کا حساب یقینی ہے۔

فریدوں نے کہا۔

"اے مناخیم! میں تمہارے علم اور حساب پر یقین رکھتا ہوں۔ ان حالات کا مجھے خود بھی خدشہ تھا۔ آج تم نے اسے یقین میں بدل دیا ہے۔ بہر حال میں پہلے اپنی بیٹی قرسین کی شادی فرع سے کروں گا، اس کے بعد حالات کا انتظار کروں گا۔ اے مناخیم! میری بیٹی کی شادی تک تم میرے ساتھ یہیں میرے محل میں رہو گے جبکہ تمہارے ساتھیوں کا قیام شاہی مہمان خانے میں ہو گا۔"

مناخیم نے فریدوں کی اس خواہش پر حامی بھر لی اور فریدوں کے محل میں قیام کر لیا۔

فریدوں نے چند روز بعد اپنی بیٹی قرسین کی شادی یمن کے بادشاہ فرع سے کر دی، پھر وہ رونما ہونے والے حادثے کا انتظار کرنے لگا۔

اس کا یہ انتظار زیادہ طویل ثابت نہ ہوا، چند ہی دن بعد وہ حالات رونما ہونے لگے جن کی بابل کے نجومی مناخیم نے پیش گوئی کی تھی۔

ایک روز فریدوں کا منجھلا بیٹا تور اپنے مصاحبوں کے ساتھ دارالحکومت سے باہر شکار پر تھا، اس کے ساتھ جو لشکر شکار کرنے کے لیے تھا، اس کے خیمے دور دور تک نصب تھے، اس وقت شام ہو رہی تھی جب تور اپنے خیمے میں اکیلا بیٹھا تھا کہ اس کے ایک محافظ نے آ کر کہا۔

"اے آقا! آپ کے بڑے بھائی سلم آپ کے خیمے کی طرف آ رہے ہیں، ان کے پہنچنے سے پہلے ہی میں آپ کو خبر کرنے آ گیا ہوں۔"

تور جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا، جب وہ خیمے سے باہر نکلا تو دیکھا اس کا بڑا بھائی سلم جسے فریدوں نے اس علاقے کا حکمران بنایا تھا جو ایشیائے کوچک کی طرف تھا، آ رہا تھا۔ تور اس کے استقبال کو آگے بڑھا۔

نزدیک آ کر سلم اپنے گھوڑے سے اترا۔ پہلے دونوں بھائی بغل گیر ہوئے، پھر تور نے سلم سے کہا۔ ''اگر آپ کو مجھ سے کوئی کام تھا تو آپ نے قاصد بھیج کر مجھے بلا لیا ہوتا۔ میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔''

سلم نے کہا۔

''میں خود بھی شکار کے لیے نکلا تھا کہ تمہارے دارالحکومت سے باہر ہونے کی اطلاع ملی لہٰذا میں تم سے ایک اہم معاملہ طے کرنے ادھر آ نکلا، میں رکوں گا نہیں اور نہ ہی قیام کروں گا بلکہ ابھی تم سے بات کر کے لوٹ جاؤں گا۔''

تور نے کہا۔

''آپ چل کر میرے خیمے میں تو بیٹھیں، پھر آرام سے گفتگو کرتے ہیں۔''

سلم نے کہا۔

''نہیں۔ میں خیمے میں نہ جاؤں گا، پھر شام بھی ہو رہی ہے۔ یہیں کھڑے کھڑے میری بات سنو کہ میں فوراً لوٹ جانا چاہتا ہوں۔''

سنو میرے عزیز! تم نے ایک بار میری طرف پیغام بھجوایا تھا کہ ہمارے باپ نے سلطنت کے بٹوارے میں میرے اور تمہارے ساتھ نا انصافی کی ہے۔ اس نے سلطنت کا اچھا اور زرخیز علاقہ ہمارے چھوٹے بھائی ایرج کو دیا ہے اور سارے خزانے بھی اس کے حوالے کر کے ہمیں نظر انداز کر دیا ہے۔

سنو تور! میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں ایرج کے خلاف لشکر کشی کروں گا اور بزورِ شمشیر اپنے حقوق اپنے باپ اور بھائی سے حاصل کروں گا۔ تور! تور! کیا تم ....''

تور نے سلم کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''آپ یہ پوچھنا چاہیں گے کہ اس لشکر کشی میں، میں آپ کا ساتھ دوں گا یا نہیں۔ تو اس کے لیے میرا جواب یہ ہے کہ اس لشکر کشی میں اپنی پوری قوت کے ساتھ میں آپ کے ساتھ شامل ہوں گا۔''

سلم نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''تو پھر سنو۔ میرا کام ختم ہوا، آج سے پورے سات روز بعد میں اپنے لشکر کے ساتھ ادھر آؤں گا، تم بھی تیار رہنا۔ پھر ہم اپنے حملے کی ابتدا کریں گے۔'' اس کے ساتھ ہی سلم

تور کو گلے لگا کر دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔

تور، سلم کو روکتا رہ گیا پر وہ نہیں رکا۔ ایک سخت مہمیز اس نے اپنے گھوڑے کو لگائی اور اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کر گیا۔

ٹھیک سات دن بعد سلم اور تور اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ وہاں ایک دوسرے سے ملے پھر اپنے چھوٹے بھائی پر حملہ آور ہونے کے لیے انہوں نے اگباتانہ شہر کی طرف کوچ کیا۔

○○○

اپنی آنکھوں سے شبنم پونچھتی رات کا خاتمہ ہو رہا تھا۔ مشرق میں سورج طلوع ہونے کے آثار، حسیناؤں کے عارضِ گلگوں جیسی کیفیت اختیار کر گئے تھے، رات گلی گلی، کوچے کوچے میں بکھرے اندھیروں کو سمیٹ رہی تھی۔ پتھر و فولاد جیسی چٹانیں عریاں ہونے لگی تھیں۔ کائنات کے اندر سحر طراز رنگوں کے جلوے بکھرنے لگے تھے۔

قوم اکاد بادشاہ فریدوں کے بیٹے سلم اور تور اپنے لشکروں کے ساتھ آذر بائیجان[1] کے کوہستانی سلسلے میں داخل ہوئے تو ایک وادی سے گزرتے ہوئے جبکہ سورج طلوع ہو چکا تھا، سلم نے آواز دیکر اپنا لشکر روک دیا۔ تور جو سلم کے ساتھ ہی تھا، اس نے بھی اپنے لشکر کو روک دیا اب دونوں لشکر وادی کے اندر رک کر سلم اور تور کے اگلے حکم کا انتظار کر رہے تھے۔

تور نے سلم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”اے میرے بھائی! آپ نے یہاں اس وادی میں لشکر کو کیوں روک دیا ہمیں اپنا سفر جاری رکھنا چاہیے تاکہ ہم جلد از جلد اگباتانہ پہنچ کر اپنا مدعا حاصل کر سکیں۔“

سلم چند ثانیوں تک غور سے تور کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔

”میرے عزیز! تیرا کہنا درست ہے، پر میں بھی پچھلی کئی ساعتوں سے اسی موضوع پر سوچتا رہا ہوں اور اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم اگباتانہ کے بجائے کچھ دن یہیں رک کر حالات کو اپنے حق میں کرنے کی کوشش کریں، میں سمجھتا ہوں اگر ہم اپنے حقوق جنگ و

۱۔ تاریخ ایران کے مطابق دونوں بھائیوں نے آذر بائیجان کے کوہستانوں کے اندر قیام کیا۔

جدال کے بغیر حاصل کر لیں تو یہ ہماری بہت بڑی کامیابی ہوگی۔ بھائی میرے دیکھ! مجھے تیری بہادری، جراتمندی، استقلال اولالعزمی اور حوصلہ مندی پر کوئی شک نہیں۔ پر یہ بھی تو سوچ کہ رات سونے سے مختصر نہیں ہو جاتی اور دن محض غلط کاموں سے نہیں بنتا۔ ہمیں ہر بلندی ہر پستی کو فراموش کرنے سے پہلے ہر تدبیر ہر تعزیر پر غور کرنا ہوگا۔“

”سنو میرے بھائی! ہم دونوں اپنے لشکروں کے ساتھ یہاں پڑاؤ کرتے ہیں اور اپنے کچھ مشیر اگباتانہ کی طرف روانہ کرتے ہیں تاکہ وہ ہمارے باپ اور بھائی سے جا کر بات کریں اور ان سے ہمارے حقوق طلب کریں۔ اگر انہوں نے ہمارے حقوق کو تسلیم کر کے ان کی ادائیگی کر دی تو پھر ہمیں باپ اور بھائی کے خلاف ہتھیار اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ ایسی صورت میں ہم سلطنت کے لوگوں میں بدنام ہو جائیں گے کہ ہم نے جنگ کی ابتدا کی اور اس طرح لوگوں کی تائید سے محروم ہو جائیں گے اور اگر ہمارے باپ اور بھائی نے ہمیں ہمارے حقوق دینے کی بجائے ہمارے خلاف اعلان جنگ کر دیا تو وہ دونوں بھی لوگوں کی تائید سے محروم ہو جائیں گے کیونکہ لوگوں کے ذہن میں یہ بات ہوگی کہ ہم نے اپنے جائز حقوق کا مطالبہ کیا تھا جس کے جواب میں ہم پر حملہ کر دیا گیا اور پھر تم جانو اگر ہم نے آگے بڑھ کر اگباتانہ کا محاصرہ کیا تو ہمیں کچھ حاصل نہ ہوگا کیونکہ اگباتانہ ناقابل تسخیر اور اس میں داخل ہونا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، یہ ایک وقت طلب کام ہوگا۔ اگباتانہ کا محاصرہ طول بھی پکڑ سکتا ہے اور ہم رسد و کمک سے محروم بھی ہو کر نقصان اٹھا سکتے ہیں۔“

”اور اگر ہمارے باپ اور بھائی نے ہمیں ہمارے حقوق دینے کی بجائے ہمارے خلاف لشکر کشی کا فیصلہ کیا تو ظاہر ہے ہم پر قابو پانے کے لیے انہیں آذر بائیجان کا رخ کرنا ہوگا اور اگر انہوں نے یہاں آ کر ہم سے جنگ کرنے کا فیصلہ کیا تو ہمارے حق میں بہتر ہوگا کہ جن دشواریوں سے ہم دو چار ہوں گے ان کا سامنا انہیں بھی کرنا ہوگا بلکہ ہم فائدے میں رہیں گے کہ ہم ان پر دو طرفہ حملے کر کے ان پر قابو پانے میں کامیاب رہیں گے۔“

سلم خاموش ہوا تو تور نے توصیفی انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں سمجھتا ہوں آپ کی سوچیں درست اور راست ہیں، میں اس سلسلے میں مکمل اور قطعی طور پر آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔ آپ آج ہی اگباتانہ کی طرف ایلچی روانہ کریں تاکہ پتہ

چلے کہ اگباتانہ میں انہیں کیا جواب ملتا ہے۔"

"اگر تم میری اس تجویز سے اتفاق کرتے ہو تو اپنے لشکر سے دو ایلچی نکالو اور دو ایلچی میں اپنے لشکر سے نکالتا ہوں۔ ان چاروں کو ابھی اور اسی وقت اگباتانہ کی طرف روانہ کرتے ہیں۔" سلم نے اپنی تجویز مانے جانے پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

پھر دونوں بھائی حرکت میں آئے۔ اپنے اپنے لشکر سے دو دو ایلچی نکالے اور انہیں خوب اچھی طرح سمجھا کر اگباتانہ کی طرف روانہ کر دیا۔ اس کے بعد ان دونوں نے اپنے اپنے لشکروں کو آذر بائیجان کے اس کوہستانی سلسلے کے اندر پڑاؤ کرنے کا حکم دیدیا۔

○

فریدوں اور اس کا بیٹا ایرج[1] اگباتانہ کے قصر میں امور سلطنت پر ایک دوسرے سے گفتگو کر رہے تھے کہ ان کے حاجب نے انہیں سلم اور تور کے ایلچیوں کے آنے کی اطلاع کی۔ فریدوں نے ان چاروں کو اندر طلب کر لیا۔

جب وہ چاروں اس کے سامنے پیش ہوئے تو اس نے پوچھا۔

"تم چاروں کو سلم اور تور نے کیا پیغام دے کر بھیجا ہے۔"

سب سے پہلے سلم کے ایلچی نے جواب دیا اور کہا۔

"اے بزرگ بادشاہ! ہم ایلچی ہیں اور جو کچھ سلم اور تور نے ہم سے کہا ہم آپ تک پہنچانے آئے ہیں، ہم جانتے ہیں کہ اس پیغام میں آپ کے لیے......"

فریدوں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔

"تم وہ پیغام بلا جھجک کہو جس کا حکم تم لوگوں کو سلم[2] اور تور[3] نے دیا ہے۔ اگر وہ پیغام ہماری ذات کے خلاف اور ہمارے مزاج پر بوجھ ہے، تب بھی تم چاروں سے کوئی باز پرس نہ ہو گی اور تم چاروں کی جانیں محفوظ رہیں گی۔"

۱۔ ایرج کا اصل نام ایران تھا اور موجودہ ایران کا نام اسی کی نسبت سے پڑا۔ (طبقات ناصری)
۲۔ سلم کا دوسرا نام سرم تھا۔ (ابن خلدون)
۳۔ تور کو تاریخ میں طوج کے نام سے بھی لکھا گیا ہے۔ (ابن خلدون)

ایلچیوں کے بے رونق اور خشک چہروں پر سکون بکھر گیا۔ اس بار سلم کے ایلچی نے فریدوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے بزرگ بادشاہ! سلم اور تور دونوں بھائی سلطنت کی تقسیم سے ناخوش ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہمیں سلطنت کے ناکارہ حصے دیے گئے ہیں اور زرخیز زمین کے علاوہ ایرج کو سارے خزانے اور عساکر بھی دے دیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت کا اصل اختیار بھی ایرج ہی کے پاس ہے لہٰذا سلم اور تور سلطنت کی دوبارہ تقسیم کا مطالبہ کرتے ہیں، ساتھ ہی ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ وہ دونوں چونکہ بڑے ہیں لہٰذا قوم ماد کی سلطنت کے اصل عساکر اور خزانے ان کے حوالے کیے جائیں کہ وہ ان کے حقدار ہیں اور اگر آپ نے ان دونوں کے مطالبات کو منظور نہ کیا تو وہ دونوں آپ کے خلاف لشکر کشی کا ارادہ بھی رکھتے ہیں۔ اس وقت سلم اور تور اپنے اپنے لشکر کے ساتھ آذر بائیجان کی ایک وادی میں پڑاؤ کیے ہوئے ہیں اور یہاں سے ہماری واپسی کے بعد ہی وہ کوئی اگلا قدم اٹھائیں گے۔"

یہ پیغام سننے کے بعد فریدوں کی حالت عجیب ہو گئی۔ اس کا رنگ غصے میں سرخ ہو گیا اور جسم پر ایک کپکپاہٹ سی طاری ہو گئی، پھر اس نے ایلچیوں کی طرف دیکھتے ہوئے سخت برافروختگی کے عالم میں کہا۔

"سنو اے سلم اور تور کے سارے ایلچیو! میں سلم اور تور دونوں کو ملک وقوم کا باغی[1] قرار دیتا ہوں اور ان دونوں کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں۔"

پھر فریدوں نے ایرج کی طرف دیکھا اور کہا۔

"اے فرزند عزیز! اب مناسب یہ کہ تم بھی ان دونوں کی سرکوبی کے لیے لشکر کشی کرو اور ان پر ثابت کر دو کہ ان کا باپ اور چھوٹا بھائی ایسے کمزور نہیں ہیں کہ ان کی بغاوت کو کچل نہ سکیں۔"

فریدوں خاموش ہوا تو ایرج نے دست بستہ عرض کرتے ہوئے کہا۔

"اے پدر محترم! مجھے آپ کے حکم کی تعمیل میں کوئی عذر نہیں لیکن بھائیوں کے درمیان جنگ ہونے سے ملک میں انقلاب آ جائے گا۔ خون کی ندیاں بہہ جائیں گی اور قوم ماد کو اور ملک کو بدبختی سے دو چار ہونا پڑے گا۔ سلم اور تور میرے بڑے بھائی ہیں اور ان کو ہر حال

۱۔ ماخوذ از تاریخ ایران: بسلسلہ افریدوں

میں مجھ پر فوقیت حاصل ہے۔ اس لیے اگر اجازت ہو تو میں آذر بائیجان جا کر اپنے بھائیوں سے ملوں۔ ان کے لیے قیمتی تحائف لے کر جاؤں۔ ان کی دلجوئی کروں اور وہ بدگمانی جو ان کے دلوں میں پیدا ہو گئی ہے، وہ صاف کر کے ان کے ساتھ تجدید عہد کر لوں۔“

فریدوں نے گو ایرج کے اس مشورے کو خلاف مصلحت سمجھا لیکن ایرج سے چونکہ اسے بے پناہ محبت تھی لہٰذا اس نے اسے ایسا کرنے کی اجازت دے دی۔

فریدوں کی طرف سے اجازت ملنے کے بعد ایرج نے سلم اور تور کے ایلچیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”تم میں سے دو ابھی آذر بائیجان روانہ ہو جائیں اور میرے بھائیوں کو جا کر اطلاع کریں کہ ایرج خود ان سے گفتگو اور تجدید عہد کرنے آ رہا ہے۔“

ایرج چند ثانیوں کو رکا پھر اس نے حاجب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”ان میں سے دو کو یہاں روک لو۔ انہیں شاہی مہمان خانے میں ٹھہراؤ اور ان کی عمدہ ترین خدمت کا انتظام کرو اور باقی دو کو مناسب مال سے نواز کر اور اچھا زاد راہ دے کر رخصت کر دو تاکہ یہ جا کر میرے بھائیوں کو اطلاع کر دیں کہ میں خود آذر بائیجان آ رہا ہوں تاکہ وہ بدگمانیاں جو ہمارے درمیان حائل ہو گئی ہیں، انہیں باہمی بات چیت سے رفع کیا جا سکے۔

حاجب ان چاروں ایلچیوں کو لے کر قصر سے باہر نکل گیا۔

O

سورج طلوع ہونے کے بعد ہر بلندی ہر پرتی روشنی میں نہا گئی تھی اور کائنات کی ہر شے اپنے مفاہیم و مطالب کے ساتھ عیاں ہو گئی تھی کہ ایک پہریدار شور کرتا ہوا ایک زرنگار خیمے کے اندر داخل ہوا۔

”ایرج آ گیا۔ اگباتانہ سے ایرج آ گیا۔“

اس خیمے کے اندر سلم اور تور آپس میں محو گفتگو تھے۔ ایرج کی آمد کا سن کر دونوں بھائی جلدی سے اٹھ کر باہر آئے۔ ان دونوں نے دیکھا کہ ان کے خیمے سے کچھ فاصلے پر ایرج آ

رہا تھا۔ اس کے ساتھ کچھ ساتھی بھی تھے اور سامان سے لدی ہوئی کچھ خچریں بھی تھیں۔ اس موقع پر تور نے سلم کو ٹہوکا دیتے ہوئے کہا۔

”اے میرے بزرگ بھائی! جو میرے اور تمہارے درمیان ایرج کے معاملے میں طے ہوا ہے، اب ایسا ہی ہوا۔ جونہی ایرج ہمارے خیمے میں داخل ہو، اس کا سر قلم کر دیا جائے اور پھر اس کا کٹا ہوا سر اپنے باپ کی طرف بھجوا دیا جائے تاکہ اسے خبر اور نصیحت ہو کہ ناانصافی کا انجام ایسا بھیانک اور برا بھی ہو سکتا ہے۔“

جواب میں سلم نے کہا۔

”تم فکرمند نہ ہو میرے عزیز بھائی! ایرج اب کیونکر ہم سے بچ کر اگباتانہ واپس باپ کے پاس جا سکے گا۔ ہمیں ہر حال میں اس کا کام تمام کرنا ہو گا ورنہ ایسا سنہری موقع پھر ہمیں کبھی بھی میسر نہ ہو گا۔“

دونوں خاموش ہو گئے کیونکہ ایرج اپنے ساتھیوں کے ساتھ اب قریب آ گیا تھا، دونوں اس سے گلے ملے اور بڑے تپاک اور گرمجوشی سے اس کا استقبال کیا۔ ایرج نے سامان سے لدی ہوئی خچریں ان کے حوالے کر دیں اور باپ کا سلام کہا، پھر سلم اور تور ایرج کو خیمے کے اندر لے گئے۔ اسے اپنے پاس بٹھایا، اس سے میزبانی کا سلوک کیا اور باپ کا حال پوچھا، پھر ایرج نے وہ جواہرات[1] ان کے حوالے کیے جو وہ ان دونوں کے لیے تحفے کے طور پر اگباتانہ سے لایا تھا۔

سلم اور تور تو پہلے ہی ایرج کے خلاف ایک سازش تیار کر چکے تھے۔ انہوں نے جان لیا تھا کہ باپ کی غیر منصفانہ تقسیم پر ضرب لگانے اور ایرج کو راہ سے ہٹانے کے لیے ان دونوں کو اس سے بہتر اور کوئی موقع نہ ملے گا لہٰذا جس وقت ایرج انہیں تحائف دے چکا تو دونوں نے مل کر ایرج کو قتل کر دیا[2] اور اس کا سر کاٹ کر ان لوگوں کے ہاتھ اگباتانہ کی طرف روانہ کر دیا جو ایرج کے ساتھ آئے تھے۔

ایرج کا کام تمام کرنے کے بعد سلم اور تور نے آذر بائیجان کی ان وادیوں سے کوچ کیا

۱۔ بقول پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی چھوٹے بھائی ایرج نے بڑی عاجزی کا اظہار کیا اور جواہرات تحفے میں پیش کیے پر بڑے بھائی سلم اور تور نے قدر نہ کی اور ایرج کو قتل کر دیا۔

۲۔ ماخوذ از تاریخ ایران

اور اپنے اپنے علاقے کی طرف چلے گئے۔ انہیں خدشہ تھا کہ ایرج کا کٹا ہوا سر جب ان کے باپ فریدوں کے پاس پہنچے گا تو وہ ایک جرار لشکر تیار کر کے ایرج کا انتقام لینے کی خاطر ان دونوں پر چڑھ دوڑے گا، اس لیے انہوں نے احتیاط سے کام لیا اور واپس لوٹ گئے۔

ایرج کا کٹا ہوا سر جب فریدوں کے سامنے پیش کیا گیا اور سر لانے والوں نے ایرج کے ساتھ پیش آنے والے سارے واقعات جب اسے کہہ سنائے تو اسے سخت صدمہ ہوا اور کچھ عرصہ وہ اپنی اس عظیم بدبختی پر گریہ و زاری کرتا رہا۔ ایرج کو اپنا جانشین بنانے کے بعد اس نے اپنی ذات میں دلچسپی لینا چھوڑ دی تھی لیکن ایرج کے قتل کے بعد وہ اپنی درازی عمر کی دعائیں کرنے لگا اور اب اس نے اپنی ساری توجہ ایرج کے بیٹے منوچہر[1] پر مرکوز کر دی تھی تا کہ وہ بڑا ہو کر اپنے تایوں سے اپنے مقتول باپ ایرج کا انتقام لے سکے۔ اس نے منوچہر کی تربیت و پرورش ہی سلم اور تور سے نفرت کی بنیاد پر کی، اب اس نے منوچہر کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور اس کی تربیت کے لیے سلطنت کے لائق ترین اتالیق مقرر کیے تا کہ وہ ہر طرح سے مؤدب و مہذب ہو کر جوان ہو۔

فریدوں جس طرح اپنے جرار لشکر کے ساتھ ایرج کو سلم اور تور کے مقابلے کے لیے بھیجنا چاہتا تھا، اب وہی کام اس نے منوچہر سے لینے کا عزم کر لیا اور اس مقصد کے لیے اس نے اپنے مشہور جرنیل کاوہ کے بیٹے قارن[2] کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔

○

جزیرے کی اس عمارت کے اندر رہتے ہوئے یوناف، تیاس اور وسارتھ کو کئی روز گزر چکے تھے۔ ایک رات جبکہ ہر طرف سناٹے بکھرے ہوئے تھے۔ لوگ اپنے اپنے بستروں

۱۔ مؤرخین کا خیال ہے کہ منوچہر اس وقت پیدا ہوا جب ایرج کو قتل کیا گیا، بعضوں کا خیال ہے کہ یہ اپنے باپ کی واحد اولاد تھا، کچھ کا خیال ہے کہ اس کے دو بھائی اور ایک بہن تھی جن کے نام دندان، اسطور یہ اور بہن کا نام خورک تھا۔

۲۔ بعد میں جب سلم اور تور کے خلاف لشکر کشی کی گئی تو اس لشکر کا سالار یہ قارن ہی تھا۔ اگلے صفحات میں ان کے حالات تفصیل سے آئیں گے۔

میں دبکے ہوئے تھے، ابلیکا نے بستر پر سوئے ہوئے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ یوناف چونک کر اٹھ بیٹھا اور جلدی سے پوچھا۔

''کیا بات ہے ابلیکا؟''

ابلیکا نے سنجیدہ آواز میں کہا۔

''یہ وقت سونے کا نہیں جاگنے کا اور امتحان کا وقت ہے۔ عارب اور یافان کو خبر ہو گئی ہے کہ تیاس کہاں ہے۔ انہیں یہ بھی پتہ چل گیا ہے کہ تم نے تیاس سے بیاہ کر لیا ہے۔ اب وہ دونوں اور ان کے ساتھ ملیتا کی روح اور نیلی دھند کی بھیانک قوتوں کے علاوہ بیوسا اور نبیطہ بھی اس طرف آ رہی ہیں۔ اٹھو اور اٹھ کر اپنا دفاع کرو۔ اس وقت وہ دریا عبور کر رہے ہیں، ذرا اٹھ کر ان کے آنے کا منظر تو دیکھو۔''

یوناف فوراً اٹھ کر بھاگا اور دریا کی سمت کھلنے والی کھڑکی کی طرف آیا۔ اس نے باہر دیکھا رات گہری چاندنی تھی۔ ٹھنڈ گہرے نیلے آسمان پر چاند ستارے پوری آب و تاب سے چمک رہے تھے۔ دریا کے اندر نیلی دھند پھیلی صاف دکھائی دے رہی تھی جو لحظہ بہ لحظہ جزیرے کی اس عمارت کے قریب ہوتی جا رہی تھی اور اس کے پیچھے ہیولوں کی صورت میں یافان، عارب، بیوسا اور نبیطہ بھی آ رہے تھے۔ اس وقت دریا کی حالت ایسی تھی جیسے وقت کی بھٹکتی ارواح نوحہ گر رہنے کے بعد ابھی ابھی خاموش ہوئی ہوں۔

یوناف بھاگ کر باہر نکلا۔ دریا کنارے اس نے گیلی مٹی اٹھائی۔ اس پر اپنا کوئی عمل کیا اور پھر اس مٹی کا ایک گولہ بنا کر اس نے ایک کپڑے میں بندھ لیا اور پھر مٹی کے اس عمل کیے ہوئے گولے کو اس نے مضبوطی سے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ پھر اس نے تیاس اور وسارتھ کو بھی جگا دیا اور تیزی سے ان سے کہا۔

''اٹھ جاؤ اور جلدی کرو۔ یافان اور عارب دونوں اپنی ابلیسی قوتوں کے ساتھ ہم پر حملہ آور ہو رہے ہیں، ان کے ساتھ بیوسا اور نبیطہ بھی ہیں اور تھوڑی دیر تک وہ سب یہاں اس عمارت میں پہنچنے والے ہیں۔''

تیاس اور وسارتھ فوراً اپنے بستروں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور یوناف کے قریب آ کر تیاس نے اس سے پوچھا۔

''یافان اور عارب کہاں ہیں، آپ نے انہیں کہاں اور کس جگہ دیکھا ہے۔''

جواب میں یوناف نے کہا۔

''اس کھڑکی میں سے دریا کی طرف دیکھو۔ یافان کی نیلی دھند کی قوتیں اسی طرف آ رہی ہیں، ان کی رفتار گو اتنی تیز نہیں لیکن وہ جلد ہی پہنچ جائیں گے اور اس دھند کے پیچھے دیکھو، ہیولوں کی صورت میں یافان، عارب، بیوسا اور عبیطہ بھی ادھر آ رہے ہیں۔''

تپاس نے جلدی سے کھڑکی میں سے دیکھا، نیلی دھند واقعی اب قریب آ گئی تھی، تپاس کسی ردِعمل کا اظہار کرنا ہی چاہتی تھی کہ اس کے کانوں میں یوناف کی آواز پڑی۔

''تپاس! تپاس! تم بھاگ کر اس طرف آؤ۔''

تپاس بھاگتی ہوئی جب وہاں آئی تو یوناف نے اپنی تلوار نکال کر اس پر اپنا کوئی عمل کیا پھر تپاس اور وسارتھ کو کمرے کے اندر ایک جگہ کھڑا کر کے اس نے تلوار سے ان دونوں کے گرد ایک حصار بنایا اور کہا۔

''حالات کچھ بھی ہو جائیں تم دونوں اس حصار سے باہر نہ آنا اور اگر ایسا کرو گے تو زبردست نقصان اٹھاؤ گے۔''

تپاس اور وسارتھ خاموشی سے اس حصار کے اندر کھڑے ہو گئے، دونوں سہمے ہوئے اور خوفزدہ تھے۔

اچانک یوناف کی نگاہ کمرے کے اندر گھومتی پھرتی تین بلیوں پر پڑی۔ اس کے ذہن میں کوئی خیال گزرا۔ اپنی لاہوتی قوتوں کو وہ عمل میں لایا اور اپنا بایاں ہاتھ ان بلیوں کی طرف بڑھایا۔ تینوں بلیاں جہاں تھیں وہیں رک گئیں، وسارتھ اور تپاس بڑی حیرت اور پریشانی سے یوناف کی طرف دیکھ رہے تھے۔ یوناف بلیوں کے قریب آیا۔ پہلے اس نے بلیوں کے سارے جسم پر ہاتھ پھیر کر اس نے کوئی عمل کیا، پھر دوسرا عمل اس نے ان کے سر پر کیا اور جب اس کے دونوں عمل ختم ہو گئے تو بلیاں ایسے انداز میں یوناف کی طرف دیکھنے لگیں جیسے اس کی طرف سے وہ کسی حکم کی منتظر ہوں۔

اس موقع پر ابلیکا نے پھر یوناف کی گردن پر لمس دیا اور توصیفی انداز میں کہا۔

''یوناف! یوناف! میں تمہاری ذہانت کی داد دیتی ہوں۔ میں جان گئی ہوں کہ تم ان بلیوں سے کیا کام لو گے، بہر حال یہ ایک اچھا اور کامیاب ترین اقدام ہو گا لیکن میرے حبیب! کیا ہی اچھا ہو کہ مٹی کا جو گولہ یافان کی شیطانی قوتوں کے لیے تمہارے ہاتھ میں

ہے، ایسا ہی گولہ کسی ناگہانی صورتحال کے لیے اور تیار کر لو، پر جلدی کرو، وہ اب کنارے کے پاس آ گئے ہیں۔''

یوناف نے تیزی سے کہا۔

''اے میری عزیز! تم فکر مند نہ ہو۔ میرا یہ عمل صرف مٹی کے گولے پر ہی کام نہیں کرتا، یہ کام میں کسی پتھر اور ڈھیلے سے بھی لے سکتا ہوں، سنو ابلیکا! ذرا مستعد رہنا، اس بار ہمارا مقابلہ چھ قوتوں سے ہے۔ ایک ملیتا کی روح، دوسرے شیطانی قوتیں اور پھر یافان اور عارب کے علاوہ عبیطہ اور بیوسا بھی ہیں اور تم جانو کہ یہ دونوں بھی ان گنت قوتوں کی مالک ہیں۔ ویسے اس بار میں ملیتا کی روح کے خلاف بھی تمہاری مدد کروں گا۔ عارب، بیوسا اور عبیطہ کو تو میں فی الفور مصروف کر لوں گا تا کہ وہ فوری طور پر کوئی عملی قدم نہ اٹھا سکیں، تم ملیتا کی روح سے الجھنے کے ساتھ ساتھ تپاس وسارتھ کی سلامتی پر بھی نگاہ رکھنا۔''

ابلیکا نے کہا۔

''تم فکر مند نہ ہو، میں تمہاری خواہش کے عین مطابق تمہارے دشمنوں پر ضرب لگاؤں گی اور سنو یوناف! اب کمرے سے باہر نکلو، وہ لوگ کنارے پر آ گئے ہیں، وہ ادھر ہی کا رخ کر رہے ہیں۔ آگے آگے ملیتا کی روح ہے، اس کے پیچھے ملیتا کے بعد نیلی دھند کی قوتیں ہیں اور اس دھند کے بعد یافان، عارب، بیوسا اور عبیطہ ہیں۔''

یوناف فوراً کمرے سے باہر نکلا اور کنارے کی طرف بڑھا۔ اندھیرے میں اچانک اس کا ہاتھ ایک پتھر پر پڑا، اس نے جھک کر دیکھا وہاں تین چار پتھر پڑے تھے، وہ سب اس نے اٹھا لیے، پھر آگے بڑھا، جن بلیوں پر اس نے عمل کیا تھا، وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ چل رہی تھیں۔

اس موقع پر یوناف نے پکارا۔

''ابلیکا! ابلیکا! تپاس اور وسارتھ کا دھیان رکھنا، میں ملیتا کی روح اور نیلی دھند کے خلاف حرکت میں آ رہا ہوں۔''

جواب میں ابلیکا نے کہا۔

''جس جگہ تم کھڑے ہو کیا میں یہاں تمہارے گرد حصار بنا دوں؟''

یوناف نے کہا۔

”نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس بار میں انتہا پسند ہو کر ان سے نمٹوں گا، میں ایک جگہ رکوں گا نہیں بلکہ مجھے ادھر ادھر ہو کر ان سب پر ضربیں لگانی ہوں گی، لہٰذا تمہارا حصار بے کار ہو جائے گا اور پھر اس بار ....“

یوناف خاموش ہو گیا کیونکہ ملیتا کی روح ارغوانی روشنی دیتی ہوئی قریب آ گئی تھی، اس کے پیچھے نیلی دھند تھی۔ یوناف نے ہاتھ میں پکڑا ہوا مٹی کا گولہ یافان کی اس نیلی دھند کے اندر دے مارا۔

فضا میں ہولناک آوازیں ابھریں۔ ایسی آوازیں جیسے ساون بھادوں کے بپھرے ہوئے بادل پر جوش ہو کر چنگھاڑ اٹھے ہوں۔ کوہستانِ عدم کے نیلے بادلوں جیسی وہ دھند دھنکی جانے والی روئی کی طرف مضطرب و منتشر ہونے لگی تھی۔

نیلی دھند کی یہ حالت دیکھ کر ملیتا کی روح ایک لمحہ کو ٹھٹھک کر رکی، اسی لمحہ یوناف نے وہ پتھر اسے دے مارا جس پر اس نے اپنا عمل کیا تھا، فضاؤں کے اندر ملیتا کی روح کی سینے میں کہرام اور ذہن میں اک طوفان برپا کر دینے والی چنگھاڑ بلند ہوئی اور پھر خاموشی چھا گئی، کمرے کے اندر حصار میں کھڑے وسارتھ اور تپاس بڑی کسمپرسی کے عالم میں یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے، تاہم وہ دونوں حصار کے اندر ہی رہے۔

یوناف کے ساتھ ہی ابلیکا بھی حرکت میں آ گئی تھی، اس نے جب دیکھا کہ یوناف نے ملیتا کی روح کو اذیت میں مبتلا کر کے ایک جگہ روک دیا ہے تو اس نے اپنا رخ یافان کی طرف کر لیا۔ دفعتاً اس نے یافان کو پتنگ کی طرح رات کی تاریکی میں فضاؤں کی بلندی پر اچھال دیا، یافان اگر اتنی بلندی سے نیچے گرتا تو یقیناً اس کا پنجر چکنا چور ہو جاتا لیکن نیلی دھند کی قوتیں حرکت میں آئیں اور زمین پر گرنے سے انہوں نے یافان کو بچا لیا۔ عین اس وقت یوناف نے سحر کردہ بلیوں کو عارب، بیوسا اور نبیطہ پر حملہ آور ہونے کا اشارہ کیا۔ اس کا اشارہ پاتے ہی وہ معصوم اور بھولی بھالی بلیاں خونخوار چیتے کی حیثیت اختیار کر گئیں اور آگے کو جھپٹتے ہوئے انہوں نے عارب، بیوسا اور نبیطہ کے چہروں پر حملہ کر دیا۔

ایک طرح سے بلیوں نے ان تینوں کو اپنے ساتھ بری طرح مصروف کر لیا تھا اور پنجے مار مار کر ان کے چہروں کو لہو لہان کر دیا تھا، اس وقفے میں ملیتا کی روح نے کمرے کے اندر تپاس اور وسارتھ کی طرف بڑھنا چاہا لیکن ابلیکا اس سے ٹکرا گئی اور اس نے اسے باہر

ہی روک دیا، جب بلیاں عارب، بیوسا اور نبیطہ کے ساتھ مصروف اور ان کے چہروں کو لہو لہان کر رہی تھیں۔ یوناف نے اپنے پاس جلدی جلدی کچھ پتھر جمع کر لیے۔ پھر وہ پتھر اٹھا کر اس نے زور اور قوت سے عارب، بیوسا اور نبیطہ کو مارنے شروع کیے کہ وہ تینوں چیخیں مارتے ہوئے وہاں سے بھاگ لیے۔ جزیرے کے رشی بھی اب اپنی اپنی کوٹھڑیوں سے نکل کر حیرت، تعجب اور پریشانی کے ساتھ یہ منظر دیکھ رہے تھے۔

عارب، بیوسا اور نبیطہ تینوں بھاگ کر دریا میں اتر گئے۔ ان کی دیکھا دیکھی یافان اور اس کی نیلی دھند بھی دریا میں اتر گئے۔ ایسے میں یوناف ملیتا کی روح کی طرف بڑھا جو ابھی تک ابلیکا سے الجھی ہوئی تھی، ملیتا کی روح نے جب دیکھا کہ یافان، عارب، بیوسا اور نبیطہ بھاگ کر دریا میں اتر گئے ہیں اور یوناف اس پر ضرب لگانے کو آ رہا ہے تو وہاں سے غائب ہو گئی۔ یوناف بھی بھاگ کر دریا کے کنارے اس جگہ آیا جہاں تھوڑے ہی فاصلے پر پانی کے اندر نیلی دھند ٹھہری ہوئی تھی اور اس کے قریب ہی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر یافان، عارب، بیوسا اور نبیطہ پانی پر معلق تھے۔

یوناف نے دریا کنارے سے مٹی اٹھا کر اس کا گولہ بنایا، اس پر اپنا عمل کیا اور پھر اس گولے کو اس نے نیلی دھند کے اندر دے مارا۔ دریا کے اندر ایک ہولناک دھماکہ ہوا، ایسا لگا کہ دریا میں طغیانی آ گئی ہو یا وہ ابل پڑا ہو۔

نیلی دھند کے اندر پہلے کی طرح کرب ناک چیخیں بلند ہوئیں۔ یوناف کے اس عمل کا خاطر خواہ اثر ہوا اور نیلی دھند دوسرے کنارے کی طرف روانہ ہو گئی۔ یافان، عارب اور نبیطہ بھی بیوسا سمیت اس نیلی دھند کے ساتھ واپس چل پڑے۔

دریا کنارے سے ہٹ کر یوناف اپنے کمرے میں داخل ہوا اور حصار میں پریشان کھڑے تپاس اور وسارتھ سے کہا۔

”خطرہ ٹل گیا ہے، اب حصار میں رہنے کی ضرورت نہیں۔“

اس طرح وہ پہلے کی طرح اپنے بستروں میں جانے لگے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا حریری لمس دیتے ہوئے سنجیدہ اور متین آواز میں کہا۔

”اے میرے حبیب! گو ہم نے ایک طوفانی عذاب کو ٹال دیا ہے پر یہ سارا کام عارضی اور وقتی ہے۔ یافان، عارب، بیوسا اور نبیطہ کسی طور بھی یہاں سے ٹلنے والے نہ تھے انہوں

نے تہیہ کر لیا تھا کہ وہ ہر حال میں تم پر قابو پا کر رہیں گے وہ تو میرے یافان کو ہوا میں اچھالنے کے عمل اور بلیوں کے ان پر اچانک خونخواری سے حملہ آور ہونے نے انہیں عارضی طور پر ٹال دیا ہے لیکن اب وہ زیادہ بہتر طور پر مسلح ہو کر آئیں گے اور جس طرح تم نے بلیوں پر عمل کر کے ان کے لیے دشواریاں کھڑی کر دی ہیں، اسی نوع کی مشکلات وہ تمہارے لیے بھی پیدا کر سکتے ہیں اس لیے کہ وہ چاروں بھی بہر حال بے پناہ قوتوں کے مالک ہیں، پھر انہوں نے راجن کو بھی خبر کر دی ہے کہ تپاس یہاں ہے۔ اس سے بھی مسائل اٹھ کھڑے ہوں گے کیونکہ اب کسی بھی صورت میں تپاس کو یہاں تنہا نہیں چھوڑا جا سکتا۔ ورنہ تو میں اور تم دونوں ہی اس عمارت کے ہو کر رہ جائیں گے اور اگر کسی کام سے ہم دونوں کو باہر جانا پڑا تو ہماری غیر موجودگی میں یافان اور عارب یا تو تپاس کو یہاں سے اٹھا لے جائیں گے اور یا پھر تمہارے خلاف انتقامی کارروائی کرتے ہوئے اسے جان سے مار دیں گے۔''

''اے میرے حبیب! اس قسم کے حالات کو دیکھتے ہوئے میں یہ کہنا پسند کروں گی کہ یہاں ہند کی سرزمین سے نکل جاؤ۔ مصر کا رخ کرو اور سنو! دریائے نیل کے کنارے تمہاری سابقہ بیوی شوطار کا محل ان دونوں خالی پڑا ہے کہ اسے آسیب زدہ قرار دے دیا گیا ہے۔ لوگ ڈرتے ہوئے اب اس کا رخ ہی نہیں کرتے اور ایسا میں نے تمہیں بتائے بغیر خود کیا ہے۔ اکثر تم سے علیحدہ ہو کر میں ان لوگوں کا رخ کرتی تھی اور وہاں رہنے والوں کو مختلف حیلے بہانوں سے خوفزدہ اور ہراساں کرتی تھی جس کے نتیجے میں اب وہ محل بیکار اور ویران پڑا ہے۔ تم تپاس اور دسارتھ کے ساتھ وہاں جا رہو، فی الحال یہاں موہنجوداڑو میں ہمارا کوئی کام بھی نہیں ہے۔ اگر یہاں کسی دوسرے شہر میں یافان، عارب، بیوسا اور عبیطہ میں سے کسی نے بدی پھیلانے کی کوشش کی تو ہم دونوں پھر ان کی راہ کا پتھر بننے کو ان کے سامنے آ جائیں گے کیونکہ ایسا کرنا ہمارے فرائض میں سے ہے اور پھر ہم دونوں بدی کے ان گماشتوں سے ڈرنے والے بھی نہیں ہیں۔''

تپاس اور دسارتھ یوناف کے پاس خاموش کھڑے تھے کیونکہ وہ جان گئے تھے یوناف اپنی ساتھی قوت سے ہم کلام ہے۔

جب ابلیکا خاموش ہوئی تو یوناف نے جواب میں کہا۔

''اے ابلیکا! تمہارا کہنا درست ہے، ہم ضرور یہاں سے کوچ کر جائیں گے پر میں اس سرزمین کو چھوڑنے سے پہلے یافان پر ایک کاری ضرب لگانا چاہتا ہوں اور وہ یوں کہ میں یافان کو ملیتا کی اس بد روح سے محروم کر دینا چاہتا ہوں۔ کیا تمہارے پاس اس کا کوئی طریقہ ہے یا میں خود ہی اس کا کوئی حل تلاش کروں کیونکہ ہر بار وہ تمہارے ساتھ الجھ کر تمہیں مفلوج کرنے کی کوشش کرتی ہے اور یہ میرے لیے دکھ اور تکلیف کا باعث ہے۔''

ابلیکا نے کہا۔

''اے میرے حبیب! گو ملیتا کی روح میرے لیے کسی مصیبت اور اذیت کا باعث نہیں بن سکتی لیکن اس کے باوجود اس کی طرف سے میرے لیے جو فکر مندی اور تکلیف کا اظہار تم نے کیا ہے اس کے لیے میں تمہاری ممنون ہوں۔''

سنو یوناف! ملیتا کی روح کو یافان سے علیحدہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ یافان کے کمرے میں چھت کے ساتھ جو ملیتا کی کھوپڑی لٹک رہی ہے اس کھوپڑی میں ایک ریشمی کپڑے کی گانٹھ بھی کھوپڑی کے ساتھ بندھی ہوئی ہے جس کے اندر ایک کپڑے کا ٹکڑا ہے، اس پر وہ عمل تحریر ہے جس کی وجہ سے ملیتا کی روح یافان کی مطیع و فرمانبردار رہتی ہے اور اگر اس عمل کو وہاں سے نکال کر دریا میں بہا دیا جائے اور ملیتا کی کھوپڑی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں تو پھر ملیتا کی روح کا یافان سے کوئی تعلق نہ رہے گا۔ وہ آزاد ہو گی اور اس کی فرمانبردار نہ رہے گی۔''

''ہاں سنو یوناف! ملیتا کی وہ کھوپڑی ٹکڑے ٹکڑے کرنا ضروری ہے ورنہ اسی کھوپڑی کی مدد سے یافان پھر ملیتا کی روح کو اپنا معمول اور اطاعت گزار بنا لے گا۔''

یوناف نے پرسکون لہجے میں کہا۔

''تو اے ابلیکا! یہ کام میں آج ہی رات کروں گا اور آج رات میں دسارتھ اور تپاس کے ساتھ یہاں سے کوچ کر جاؤں گا اور دریائے نیل کے کنارے بالکل تمہاری خواہش کے مطابق میں شوطار کے محل میں جا رہوں گا۔''

ابلیکا نے مسکراتی، گنگناتی آواز میں کہا۔

''ضرور۔ ضرور! ایسا ممکن ہے۔ میں یافان، عارب، بیوسا اور عبیطہ پر نگاہ رکھتی ہوں اور موقع مناسب ہوا تو میں تمہیں اطلاع کر دوں گی اور تم فوراً اس کی تکمیل کر لینا۔'' اس کے

ساتھ ہی وہ یوناف سے علیحدہ ہوگئی۔''

جب یوناف فارغ ہو کر تپاس اور وسارتھ کی طرف متوجہ ہوا تو تپاس نے یوناف سے فکر مندی کے ساتھ پوچھا۔

''آپ اور آپ کی اس نادیدہ، ماورائی قوت کے درمیان موجودہ حالات پر کیا فیصلہ ہوا ہے۔''

یوناف اپنے بستر پر بیٹھ گیا اور کہا۔

''فیصلہ یہ ہوا ہے کہ ہم تینوں آج رات ہی یہاں سے مصر کوچ کر جائیں گے وہاں دریائے نیل کے کنارے میرا اپنا محل ہے، جہاں ہم تینوں رہیں گے۔ اے وسارتھ اور تپاس! تم فکر مند نہ ہو۔ شاید تم یہ سوچ کر پریشان ہو جاؤ کہ تمہیں ایک طویل اور کٹھن سفر کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں گی۔ پر ایسا نہ ہوگا، یہ قوت جو میرے ساتھ ہے اس کے علاوہ بھی میرے پاس اور بہت سی سحری اور سری و لاہوتی قوتیں ہیں، میں انہی قوتوں کو حرکت میں لاؤں گا اور ہم پلک جھپکتے میں یہاں سے مصر کی سرزمین میں داخل ہو کر نیل کے کنارے اپنے محل میں پہنچ جائیں گے۔''

تپاس نے اپنی چاہتوں کو آواز میں سمیٹتے ہوئے کہا۔

''آپ ہمارے متعلق فکر مند نہ ہوں۔ کم از کم میں تو آپ کے ساتھ سفر کرتے ہوئے کٹھن اور دشوار ترین منازل طے کرتے ہوئے بھی خوشی اور سکون محسوس کروں گی۔''

یوناف نے کہا۔

''تپاس! تپاس! میں تمہارے جذبے کی قدر کرتا ہوں۔ اگر ایسا ہے تو سنو۔ اب ہمارے لیے سونے کا وقت نہیں ہے کہ آج رات ہی میں نے یہاں سے دریائے نیل کی طرف کوچ کر جانا ہے۔ ابلیکا اس وقت یافان اور اس کے ساتھیوں کی طرف گئی ہے اور واپس آ کر مجھے بتائے گی کہ ان پر ہاتھ ڈالنے کا کونسا موقع اچھا ہے کیونکہ یافان کے قبضے میں ایک بدروح ہے جو میرے لیے دشواری اور میرے ساتھ کام کرنے والی میری قوت کے لیے اذیت کا باعث بنتی ہے، میں مصر روانہ ہونے سے پہلے اس کو یافان سے علیحدہ کر دینا چاہتا ہوں تاکہ آئندہ کے لیے وہ اس سے کام نہ لے سکے اور نہ ہی کسی طور پر ہمارے خلاف حرکت میں لا سکے۔''

تپاس نے فکر مندی سے پوچھا۔

''اس کام میں آپ کو کوئی خطرہ تو نہیں۔''

یوناف نے کہا۔

''بالکل کوئی خطرہ نہیں ہے اور پھر میری حمایت میں کام کرنے والی قوت بھی تو میرے ساتھ ہی ہے۔''

تپاس اب کچھ مطمئن ہوگئی۔ اس کے بعد وہ تینوں وقت گزارنے کے لیے آئندہ کے لائحہ عمل پر گفتگو کرنے لگے۔

O

دریائے سندھ کے اس جزیرے میں یوناف اور ابلیکا کے ہاتھوں پسپا ہونے کے بعد یافان، عارب، بیوسا اور نبیطہ، عارب کے کمرے میں جمع ہوئے اور یافان نے کسی قدر غصیلی آواز میں ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''یوناف کے مقابلے میں تم لوگوں نے پسپا ہونے میں یقیناً جلد بازی سے کام لیا ہے، اگر تم وہاں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے اور وہاں کچھ دیر اور رُک جاتے تو ہم سب مل کر یوناف کو ایک نہ ختم ہونے والے کرب اور صعوبت میں مبتلا کر دیتے اور پھر میں حیران ہوں کہ تم لوگوں نے وہاں یوناف کے خلاف کوئی جوابی کارروائی نہ کی اور دریا میں اترتے ہوئے پسپا ہو گئے۔ آخر تم تینوں کے پاس بھی تو یوناف کی طرح فوق البشر اور غیر معمولی قوتیں ہیں پھر کیوں نہ تم لوگوں نے اپنی ان گنت قوتوں کو اس کے خلاف استعمال کیا، اگر تم ایسا کرتے تو یقیناً ہم کامیاب رہتے، اس لیے کہ وہاں ہم تینوں کے علاوہ ملیتا کی روح اور نیلی دھند کی قوتیں بھی تھیں جبکہ یوناف ہمارے مقابلے میں اکیلا تھا یا زیادہ سے زیادہ وہ روح تھی جس کا عام طور پر ملیتا کی روح سے ٹکراؤ ہوتا ہے۔ اگر ہم چھ قوتیں وہاں مختلف سمتوں اور جہتوں سے یوناف پر حملہ آور ہوتے تو یوناف اپنی اس مددگار روح کی اعانت کے باوجود ہماری گرفت میں آنے سے نہ بچ سکتا۔''

عارب نے جواب میں کہا۔ ''اے بزرگ یافان! تمہارا کہنا درست ہے، پر وہاں حالات اس قدر تیزی اور سرعت سے تبدیل ہوئے کہ ہم بوکھلا کر رہ گئے اور پسپا ہونے پر

مجبور ہو گئے۔ ہمارے سامنے یکے بعد دیگرے ایسے حالات رونما ہوئے کہ ہم دباؤ میں آ کر پسپائی پر مجبور ہو گئے۔ پہلے یوناف نے کوئی چیز پھینک کر نیلی دھند کی قوتوں کو مفلوج کر دیا، اس کے بعد ایسی ہی ایک اذیت میں ملیتا کی روح مبتلا ہوئی۔ پھر سب سے بڑھ کر حیرت ناک یہ کہ کسی قوت نے آپ کو کھجور کے درختوں کی بلندی تک بری طرح اوپر اچھال دیا، اگر اس موقع پر آپ کی نیلی دھند کی قوتوں نے لپک کر آپ کو سنبھال نہ لیا ہوتا تو آپ کا یہ موجودہ جسم ریزہ ریزہ اور چور چور ہو جاتا۔''

یافان نے سر کو ہلا کر اس کے خیالات کو رد کرنے کے انداز میں کہا۔ ''نہیں۔ ہرگز نہیں۔ یہ تمہاری خام خیالی ہے، نیلی دھند کی قوتیں جو میری طرف لپکیں تو ان کی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری تھی کہ وہ آخر کو میری ماتحت قوتیں ہیں، ورنہ یاد رکھو کہ میری اپنی بھی ان گنت قوتیں ہیں، میں ہوا کے اندر وہیں معلق بھی ہو سکتا تھا یا اپنی سحری قوتوں کو استعمال کر کے بغیر کسی نقصان کے زمین پر اتر سکتا تھا۔ یوناف کی طرف سے کسی قوت نے مجھے بری طرح فضا میں اچھالا ضرور تھا مگر میں اپنا دفاع کر سکتا تھا۔''

''لیکن جب میں نے دیکھا تم پسپا ہو کر دریا میں اتر گئے ہو تو پھر میرا وہاں ٹھہرنا بے کار تھا۔ لہٰذا میں بھی وہاں سے پیچھے ہٹ گیا، بہر حال جو ہوا سو ہوا، اب میں ملیتا کی روح کو بلا کر پوچھتا ہوں کہ کیا کوئی ایسا طریقہ ہے کہ یوناف اور اس کے ساتھ کام کرنے والی روح کو علیحدہ علیحدہ کر کے ان پر قابو پایا جا سکے۔''

پھر یافان نے پکارنے کے انداز میں کہا۔ ''اے ملیتا کی روح! میں یافان تمہارا عامل ہوں اور تجھے پکار رہا ہوں۔''

یافان کا اتنا کہنا تھا کہ ملیتا کی روح ارغوانی روشنی دیتی ہوئی کمرے میں نمودار ہوئی پھر یافان کے آس پاس منڈلانے لگی۔

عین اس وقت ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہا۔

''اے میرے حبیب! جلدی کرو ملیتا کی کھوپڑی حاصل کرنے کا اس سے بہتر موقع نہ ملے گا۔ وہ سب لوگ اس وقت عارب کے کمرے میں جمع ہیں، ملیتا کی روح بھی اس وقت وہیں ہے لہٰذا اپنا کام کر جاؤ۔''

یوناف نے تیاس اور وسارتھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں، پھر یہاں سے کوچ کرتا ہوں۔''

یوناف وہاں سے غائب ہوا، پلک جھپکتے میں وہ یافان کے کمرے میں نمودار ہوا، چھت کے ساتھ بندھی اس نے ملیتا کی کھوپڑی اتاری، پھر وہ ویسے ہی پلک جھپکتے میں دریائے نیلاب کے کنارے آ نمودار ہوا، وہاں اس نے کھوپڑی کے اندر ریشمی گانٹھ نکالی اور اسے ناخنوں سے کھولنے لگا۔

ملیتا کی روح جب یافان کے قریب آئی تو یافان نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اے ملیتا کی روح! اے میری معمول! کوئی ایسا طریقہ بتاؤ کہ یوناف اور اس کے ساتھ کام کرنے والی روح دونوں کو علیحدہ علیحدہ کر کے ان پر قابو پایا جا سکے۔ یاد رکھو۔ یوناف کے ہاتھوں روز روز کی ذلت اور ہزیمت سے ہم بری طرح تنگ آ چکے ہیں یا یوں جانو کہ ہمارے پیمانے اب لبریز ہیں اور ان کے اندر مزید صبر کی اب کوئی گنجائش نہیں ہے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب بیکار اور نکمے ہیں۔''

جواب میں ملیتا کی روح نے دو ایک بار تیز روشنی دی، پھر اس روشنی میں سے ایک ایسی آواز ابھری جیسے گہرے تاریک کنویں کے اندر سے کوئی آواز بلند ہو رہی ہو۔ ''اے یافان! میرے عامل! یہ کوئی دشوار اور مشکل کام نہیں ہے۔ یوناف اور اس کے ساتھ کام کرنے والی روح ابلیکا کو علیحدہ علیحدہ کر کے ان پر قابو پانا ممکن اور سہل ہے، سنو کہ ان دونوں پر کیسے قابو پایا جا سکتا ہے، تم لوگ ایسا کرو کہ.....''

یہاں تک کہنے کے بعد ملیتا کی آواز رک گئی۔ پھر دو ایک بار اس کی روشنی پھڑ پھڑائی اور وہاں سے غائب ہو گئی۔

چونکہ ملیتا کی روح ایک بہت بڑا انکشاف کرتے کرتے غائب ہو گئی تھی لہٰذا یافان کی غصے اور غضب سے بھرپور آواز کمرے میں بلند ہوئی اور وہ بار بار اسے پکارنے لگا۔ ''اے ملیتا کی روح! میں یافان تیرا عامل ہوں۔ تجھے پکارتا ہوں، تو کہاں نکل گئی ہے، میں تجھے اپنی طرف آنے کا حکم دیتا ہوں۔''

اس کے بار بار پکارنے پر بھی جب ملیتا کی روح نہ آئی تو یافان اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے بھاری آواز میں کہا۔ ''اے میرے رفقاء کار! سن رکھو کہ ملیتا کی روح کا اس طرح سرکش اور باغیانہ انداز میں ایک بہت بڑے انکشاف کی تکمیل کیے بغیر غائب ہو جانا بھی

یوناف ہی کی طرف سے کوئی حادثہ اور ضرب ہے۔"

پھر وہ اپنے کمرے کی طرف بھاگا۔ عارب، بیوسا اور نبیطہ بھی چونک کر اٹھے اور اس کے پیچھے اس کے کمرے کی طرف بھاگے۔ نیلی دھند بھی ان کے تعاقب میں تھی۔

یافان جب اپنے کمرے میں داخل ہوا اور دیکھا کہ چھت پر سے ملیتا کی کھوپڑی غائب ہے تو وہ مڑا اور عارب، بیوسا اور نبیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے رندھی اور کچلی ہوئی آواز میں کہا۔" آہ! یوناف اپنا کام کر چکا ہے۔ ملیتا کی کھوپڑی ہی غائب ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اب ملیتا کی روح میرے قبضے سے گئی۔"

پھر یافان نیلی دھند کی طرف مڑا اور گرج کر کہا۔" جاؤ دیکھو ملیتا کی کھوپڑی کہاں گئی اور ملیتا کی روح کو بھی تلاش کرو۔"

نیلی دھند کی قوتیں ان گنت اژدہوں کی طرح پھنکارتی ہوئی وہاں سے غائب ہوگئیں۔

دوسری طرف دریا کے کنارے بیٹھ کر یوناف نے وہ ریشمی گانٹھ کھولی اور اس کے اندر سے وہ کپڑا جس پر یافان نے اپنا سحر لکھا تھا، نکال کر پھاڑا اور دریا میں پھینک دیا، پھر اس نے ایک پتھر سے ملیتا کی کھوپڑی کو ریزہ ریزہ کیا اور اسے بھی دریا میں بہا دیا۔

اس کام کی تکمیل کے بعد یوناف اپنی سری قوتوں سے فوراً دریا کے اس کنارے سے جزیرے میں داخل ہوا جہاں تپاس اور وسارتھ اس کے منتظر بیٹھے تھے۔ ایک بار پھر یوناف اپنی لاہوتی قوتوں کو کام میں لایا اور لمحوں کے اندر وہ تپاس اور وسارتھ کے ساتھ دریائے نیل کے کنارے شوطار کے محل کے سامنے نمودار ہوا۔ ابلیکا کی اطلاع کے مصداق وہ محل خالی اور ویران پڑا تھا۔ تپاس اور وسارتھ کو ساتھ لے کر وہ محل میں داخل ہو گیا۔

○

تھوڑی ہی دیر بعد نیلی دھند یافان کے کمرے میں داخل ہوئی۔ اسے دیکھتے ہی یافان نے دہکتے ہوئے لہجے اور غصے اور اضطراب میں کپکپاتی آواز میں پوچھا۔" کیا تم سب ملیتا کی روح اور اس کی کھوپڑی تلاش کرنے میں کامیاب ہوئے ہو؟"

نیلی دھند کے اندر سے ایک ہیولے نے کہا۔" اے آقا! ملیتا کی روح اور اس کی

کھوپڑی اب دونوں ہی آپ کی دسترس سے بہت دور ہیں۔ ملیتا کی کھوپڑی یہاں سے یوناف نکال کر لے گیا تھا، دریا کے کنارے جا کر اس نے کھوپڑی کے اندر سے ریشمی گانٹھ نکال کر اس میں سے کپڑے کا وہ ٹکڑا پا لیا جس پر آپ کا ملیتا کی روح کو قابو میں کرنے کا عمل تھا۔ یوناف نے اسے پھاڑ کر دریا کے اندر پھینک دیا۔ اس نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ایک پتھر سے ملیتا کی کھوپڑی کے ٹکڑے اور ریزے کر دیئے اور ان کو بھی دریا میں پھینک دیا۔ اس طرح نہ اب ملیتا کی روح آپ کی ملکیت اور گرفت میں رہی ہے اور نہ اس کی کھوپڑی، جس وقت ملیتا کی روح یوناف اور اس کی مددگار روح کو علیحدہ علیحدہ کر کے قابو کرنے کا انکشاف کرنے والی تھی، اسی وقت یوناف نے آپ کا عمل پھاڑ کر دریا میں پھینک دیا۔ اسی وقت ملیتا کی روح آپ کی تسخیر سے آزاد ہوگئی اور آزاد ہوتے ہی وہ اپنے انکشاف کو ادھورا چھوڑ کر فرار اور غائب ہوگئی۔"

"اے آقا! آپ کے لیے ایک اور خبر یہ ہے کہ ہم نے یوناف کو جزیرے میں بھی دیکھا، وہ تپاس اور وسارتھ کے ساتھ یہاں سے کہیں اور چلا گیا ہے۔ کہاں گیا ہے اب تک ہم یہ معلوم نہیں کر سکے۔"

نیلی دھند کی وہ قوت جب خاموش ہوئی تو عارب نے گرجتے ہوئے کہا۔" وہ اب کہیں بھی چلا جائے ہمارے انتقام سے بچ نہیں سکتا۔" قسم عزازیل کی میں اسے زیر کر کے رہوں گا۔

پھر اس نے یافان کو مخاطب کر کے کہا۔" اے بزرگ یافان! اب تپاس اور یوناف دونوں ہی میری ضد ہو گئے ہیں، میں اب تپاس کو ختم کرنے کا عہد کرتا ہوں اور یہ بھی عہد کرتا ہوں کہ یوناف کو بے بس و مجبور کروں گا خواہ اس کے لیے مجھے عزازیل سے ہی کیوں نہ مدد لینی پڑے۔"

یافان نے جواب میں کچھ نہ کہا۔ ملیتا کی روح کا اس کے ہاتھ سے نکل جانا اس کے لیے بہت بڑا دکھ اور صدمہ تھا، لہٰذا اس نے چپ ہی سادھ لی، اس کے چہرے پر مضمحل آرزوؤں اور اندوہ و ملال کا اظہار تھا، پھر وہ سب اپنے اپنے کمروں کی طرف چلے گئے۔

○

اکادیوں کے بادشاہ ارنمو کی موت کے بعد اس کی نسل سے ایک ایسا شخص قوم اکاد کا بادشاہ بنا جس کا نام نمو[1] تھا۔ قوم اکاد کے بادشاہ کی حیثیت سے تخت نشین ہونے کے بعد اکادیوں کی رسومات اور قاعدے کے مطابق نمو نے اپنے تمام مشیروں، حاکموں، نجومیوں، کاہنوں اور مستقبل کے حالات بتانے والے سارے لوگوں کا ایک اجلاس طلب کیا۔ جب سارے لوگ اس کے دربار میں جمع ہو گئے تو نمو نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے میرے عزیز کاہنو، نجومیوں اور مستقبل کے حالات بتانے والو! میرے آنے والے دنوں کا بھی حساب لگاؤ اور بتاؤ کہ میرے حالات کیسے رہیں گے۔ اور اگر کوئی خطرے کی بات ہو تو بھی مجھے کھل کر بتانا کہ میں احتیاطی تدابیر اختیار کر سکوں، مجھے امید ہے کہ تمہارے حسابات، اندازے اور تخمینے میرے لیے سود مند ثابت ہوں گے اور میں ان پر عمل کر کے قوم اکاد کے اندر ایک مثالی اور توصیفی حکومت کی داغ بیل ڈال سکوں۔ اپنا اپنا حساب لگاؤ اور پھر اپنے اپنے حسابات آذر[2] (بڑا پجاری) کو پیش کرو تا کہ میں یہ اندازہ لگاؤں کہ میرے آنے والے دن کیسے ہوں گے۔''

جو پجاری اس وقت بادشاہ کے قصر میں حاضر تھے۔ ان میں حضرت ابراہیمؑ کا باپ آذر[3] بھی بیٹھا ہوا تھا۔ پجاری اور کاہن کافی دیر تک اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے حساب لگاتے رہے، پھر انہوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار آذر سے کرنا شروع کیا، جب سب کاہن اور پجاری اپنے اپنے خیالات کا اظہار آذر سے کر چکے تو آذر نے اپنے بادشاہ کو مخاطب کر کے کہا۔

''اے بادشاہ! ہم سب نے مل کر آپ کے آنے والے دنوں کے لیے جو کچھ اخذ کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عنقریب آپ کی سلطنت میں ایک بچہ[4] پیدا ہو گا جس سے آپ کی

۱۔ اس کا اصل نام نمو ہی تھا جو عربی میں شامل ہونے کے بعد نمو سے نمرود بن گیا۔
۲۔ قوم اکاد کے سب سے بڑے پجاری کو آذر کہا جاتا تھا۔
۳۔ حضرت ابراہیمؑ کے باپ کا نام قارح تھا۔ اکادی چونکہ اپنے بڑے پجاری کو آذر کہا کرتے تھے، اور حضرت ابراہیمؑ کا باپ بھی چونکہ آذر تھا لہٰذا یہی آور عربی میں داخل ہو کر آذر بن گیا۔ یہی نام قرآن مقدس میں بھی آیا، گویا حضرت ابراہیمؑ کے باپ کا اسمی نام قارح اور وصفی نام آذر تھا۔
۴۔ ماخوذ از طبقات ناصری جلد اول اور تاریخ ابن خلدون (قبل از اسلام)

سلطنت ہی کو نہیں بلکہ سارے قومی بتوں کو بھی خطرہ ہو گا اور وہ لڑکا قوم اکاد کے بتوں کا توڑنے والا ہو گا۔ اے بادشاہ! وہ بچہ جوان ہو کر ایک نئے دین کی ابتدا کرے گا اور اس کے سامنے اے بادشاہ! کئی موقعوں پر تمہیں پسپائی اور ہزیمت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اے بادشاہ! ہمارا یہ بیان ختم ہوا جو ہم سب پجاریوں اور کاہنوں نے مل کر اخذ کیا ہے اور اے بادشاہ! یہ بچہ زیادہ سے زیادہ ایک دو سال میں ہی پیدا ہونے والا ہے۔''

ار کے بادشاہ نمو نے بڑے پجاری کے یہ الفاظ سننے کے بعد چند لمحوں تک اپنی گردن جھکائے رکھی، وہ تکلیف دہ سوچوں اور گہرے اضطراب میں ڈوبا ہوا لگتا تھا، پھر تھوڑی دیر بعد اس نے اپنی جھکی ہوئی گردن سیدھی کی اور اپنے زعما و اراکین سلطنت کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''آذر کے الفاظ سننے کے بعد تم لوگ مجھے کیا مشورہ دیتے ہو۔''

نمرود کے قصر میں اس وقت بالکل خاموشی طاری تھی، پھر نمرود کا ایک مشر اٹھا اور اس نے کہا۔ ''اے بادشاہ! اگرچہ اخذ کیا جانے والا معاملہ اذیت دہ ہے کہ اس سے نہ صرف آپ کی حکومت کو خطرہ لاحق ہے بلکہ اس سے ہمارے معبودوں اور ہمارے مقدس بتوں کو رسوا ہونے کا بھی اندیشہ ہے پر اے بادشاہ میرے ذہن میں اس کا ایک حل ہے۔''

نمرود نے بے چین ہو کر مشیر سے کہا۔ ''تو پھر جلد کہو جو حل تمہارے ذہن میں ہے تا کہ اس پر عمل کیا جائے۔''

''اے بادشاہ! دو سال کے لیے ہر اس بچے کو قتل[1] کر دیا جائے جو ہماری سلطنت کی حدود کے اندر پیدا ہو اور جو شخص ان دو سالوں میں اپنی بیوی کے پاس جائے، اسے قتل کر دیا جائے۔ اس طرح ہم اس ممکنہ مصیبت اور آفت کو ٹالنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔''

نمرود کو یہ بات بڑی پسند آئی لہٰذا اس نے کسی قدر اطمینان اور بلند آوازی سے کہا۔ ''یہ ایک مناسب اور بہترین پیش بندی ہے لہٰذا آج کے بعد جو بچہ بھی ہماری سلطنت میں پیدا ہوا سے قتل کر دیا جائے اور ان دو سالوں میں جو شخص اپنی بیوی کے پاس جائے اسے بھی قتل کر دیا جائے، آج ہی منادوں کے ذمے یہ کام لگا دیا جائے تا کہ وہ دونوں حکم ہر شخص کے کان میں ڈال دیں۔'' اس کے ساتھ ہی نمرود اپنے تخت سے اٹھ گیا اور نشست برخاست ہو گئی۔

۱۔ ابن خلدون اور منہاج سراج نے بچوں کے قتل کا تذکرہ کیا ہے۔

آذر[1] (حضرت ابراہیمؑ کا باپ) نمرود کے قصر سے نکل کر جب اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا تو وہ پریشان اور بکھرا بکھرا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عنقریب اس کے ہاں بھی بچہ پیدا ہونے والا تھا اور اس کی بیوی بنت ثمران[2] ان دنوں امید سے تھی۔

آذر جب بجھا بجھا سا اپنے گھر میں داخل ہوا تو صحن میں لکڑی کے ایک بڑے تخت پر اس کا باپ ناخور[3] اور بھائی ہاران[4] بیٹھے تھے اور قریب ہی دائیں طرف ایک کونے میں آذر اور ہاران دونوں بھائیوں کی بیویاں بیٹھی ہوئی تھیں۔

ہاران نے آذر کو مخاطب کر کے پوچھا۔

''اے میرے بھائی! کیا بات ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تو پریشان اور بکھرا بکھرا سا ہے۔''

ناحور نے بھی کہا۔

''ہاں بیٹے! تو مجھے بھی ایسے ہی لگ رہا ہے آخر کیا وجہ ہے؟''

جواب میں آذر نے وہ سارے واقعات سنا ڈالے جو نمرود کے دربار میں رونما ہوئے تھے۔ یہ سب سن کر ناخور اور ہاران دونوں ہی خاموش ہو گئے۔

آذر نے پریشان سے لہجے میں پوچھا۔

''اے میرے باپ اور اے میرے بھائی! تم دونوں جانتے ہو میری بیوی امید سے ہے اور عنقریب ہمیں ایک بچے کی خوشی ملنے والی ہے، میں نہیں چاہتا کہ نمرود کے حکم کے مطابق میرے بچے کو بھی قتل کر دیا جائے۔''

آذر اور ہاران کی بیویاں بھی اور زیادہ قریب ہو کر یہ گفتگو سننے لگی تھیں۔ ہاران نے ایک عزم کے ساتھ کہا۔

''دیکھ میرے بھائی! ہم تیرے ہونے والے بچے کو قتل نہ ہونے دیں گے، تو تو ہر وقت

---

[1]۔ اس کا اصل نام تو تارح تھا لیکن وصفی نام آذر زیادہ مشہور ہے لہٰذا ہم بھی یہی نام استعمال کر رہے ہیں۔
[2]۔ حضرت ابراہیمؑ کی والدہ بنت ثمران کا نام بعض مؤرخین نے اہلیہ بھی لکھا ہے۔
[3]۔ حضرت ابراہیمؑ کے دادا کا نام ناخور تھا۔ اسی طرح ان کے ایک بھائی کا نام بھی ناحور تھا۔
[4]۔ ہاران حضرت ابراہیمؑ کا بھائی تھا۔ اس کی دو بیٹیاں تھیں سارہ اور ملکا سارہ کی شادی حضرت ابراہیمؑ اور ملکا کی شادی آپ کے بھائی ناحور سے ہوئی تھی۔

نمرود کے دربار میں رہتا ہے لہٰذا تجھے باہر کے حالات کی خبر نہیں، میں جن کوہستانوں کے اندر اپنا ریوڑ چراتا ہوں وہاں ویسے تو بہت سی غاریں ہیں لیکن ان میں ایک غار[1] بہت محفوظ ہے جس کے اندر داخل ہونے کا راستہ چھوٹا ہے اور اوپر نیچے دو چار پتھر رکھ کر اسے بند بھی کیا جا سکتا ہے۔

''میں جانتا ہوں چند دن تک تمہارے ہاں بچے کی ولادت ہونے والی ہے، ہم ایسا کرتے ہیں کہ تمہاری بیوی کو کل ہی وہاں لے جائیں گے۔ اس غار کی صفائی کر کے وہاں بستر لگا دیں گے اور ضرورت کی چیزیں بھی وہاں رکھ دیں گے، ایسا کریں گے کہ میں اور میری بیوی دونوں ہی ریوڑ کے ساتھ جایا کریں گے۔ میں ریوڑ کی نگرانی کروں گا اور میری بیوی تمہاری بیوی کی دیکھ بھال کرے گی۔ رات کے وقت تم خود وہاں رہا کرو گے جبکہ ہم میاں بیوی لوٹ آیا کریں گے اور جب بچے کی پیدائش ہو جائے گی، تب بھی باری باری اس پر نگاہ رکھی جائے گی۔ کبھی ہم دونوں میاں بیوی اس کے پاس ہوں گے اور کبھی تم۔ اب کہو یہ تجویز کیسی ہے اور سنو! اڑوس پڑوس کی جن عورتوں کو تمہاری بیوی کی حالت کی خبر ہے انہیں یہ کہہ کر مطمئن کر دیا جائے گا کہ بچہ مردہ[2] ہوا ہے۔ اس طرح کسی کو کوئی اعتراض بھی نہ ہو گا اور ہمارا بچہ لوگوں کی نگاہوں سے دور پرورش بھی پاتا رہے گا۔''

آذر کی حالت اپنے بھائی ہاران کی گفتگو پر کافی سنبھل گئی تھی اور اس بار اس نے مطمئن انداز میں کہا۔ ''اے میرے بھائی! تیری تجویز واقعی سودمند ہے۔ اس طرح میری بیوی اور بچہ دونوں ہی سلامت رہیں گے، اب میری فکر جاتی رہی اور میں مطمئن ہوں، کل سے ہم اپنی تجویز پر عمل کریں گے۔''

غرض دوسرے دن آذر کی بیوی ثمران کو غار میں لے جایا گیا جہاں حضرت ابراہیمؑ کی پیدائش ہوئی اس طرح اپنے باپ، ماں، چچا اور چچی کی نگرانی میں اسی غار کے اندر آپ کی پرورش ہوتی رہی اور آپؑ تیزی[3] سے بڑھتے چلے گئے۔

---

[1]۔ بقول علامہ ابن خلدون، بقول علامہ ابن العقاد اور شارہ طبقاتِ ناصری اسی غار کے اندر حضرت ابراہیمؑ کی پیدائش ہوئی۔ (ماخوذ از تاریخ ابن خلدون)
[2]۔ ابن خلدون نے اپنی تاریخ کی جلد اول و دوئم میں مردہ بچے کا بہانہ کرنے کی طرف اشارہ کیا ہے۔
[3]۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ ابراہیمؑ ایک دن میں اس قدر بڑھتے تھے جس قدر عام طور پر کوئی بچہ ایک ماہ میں بڑھتا ہے۔

اب چونکہ نمرود کی طرف سے بچوں کے قتل کا اندیشہ ختم ہو گیا تھا لہٰذا آذر کے ہاں حضرت ابراہیمؑ کے بعد دو اور بھائی پیدا ہوئے۔ ایک کا نام چچا کی نسبت سے ہاران اور دوسرے کا نام دادا کی نسبت سے ناحور رکھا گیا۔

دوسری طرف آذر کے بھائی ہاران کے ہاں دو لڑکیاں پیدا ہوئیں ایک سارہ[1] اور دوسری ملکا[2]۔

اسی غار کے اندر حضرت ابراہیمؑ کی پرورش ہوتی رہی۔ خداوند کریم کی طرف سے بھی آپ کی نگرانی اور حفاظت کا انتظام تھا۔ جب گھر والوں میں سے کوئی فرد آپ کے پاس نہ ہوتا تو جبرائیلؑ[3] آپ کی دیکھ بھال کرتے اور اپنی انگلی آپ کے منہ میں ڈال دیتے اور اس انگلی میں سے بحکم خدا دودھ جاری[3] ہو جاتا اور آپ اسے چوستے رہتے۔ غرض اسی غار کے اندر آپ عام بڑھوتری کی رفتار سے پہلے جوان[3] ہو گئے اور اس غار میں رہنے کی وجہ سے آپ نے کبھی سورج، چاند، ستاروں اور دیگر چیزوں کو نہ دیکھا تھا، آخر جب یہ خطرہ ٹل گیا کہ شک کی بناء پر کوئی اندازہ نہ کر سکے کہ یہ جوان بچوں کے قتل کیے جانے والے سالوں میں پیدا ہوا تھا تو آپ کے والد آذر آپ کو اپنے ساتھ ایک روز شام کے وقت اس غار سے نکال کر گھر لے گئے۔

گھر کی طرف جاتے ہوئے آپ جو بھی جانور دیکھتے اپنے باپ آذر سے اس کے متعلق سوال کرتے اور جواب میں آذر بتاتا جاتا کہ یہ اونٹ ہے، یہ گائے اور یہ بکری ہے۔ بہر حال آپ کو اپنے گھر لایا گیا۔ اسی دوران آپ کے دادا ناحور فوت ہو چکے تھے۔ آپ کے چچا ہاران کی بیٹیاں سارہ اور ملکا بھی بچپن کی حدود سے نکل کر جوانی کی حدود میں داخل ہو رہی تھیں جبکہ آپ کے بھائی ناحور اور ہاران بھی جوان ہو رہے تھے۔

جب رات ہوئی اور آپ نے آسمان پر ایک ستارہ[4] چمکتا ہوا دیکھا تو چلا کر کہا۔

۱۔ سارہ حضرت ابراہیمؑ کی بیوی تھیں آپ انتہائی خوبصورت تھیں، آپ کی خوبصورتی کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ابراہیمؑ آپ کو نگاہ بھر کر نہ دیکھتے تھے۔ (علامہ ابن العقاد) آپ حضرت اسحاقؑ کی والدہ تھیں، بعض لوگ سارہؑ، ام موسیٰؑ اور ام عیسیٰؑ تینوں کو نبی مانتے ہیں کیونکہ ان تینوں کے ساتھ فرشتوں نے بچے کی پیدائش اور موسیٰؑ کو دودھ پلانے کے سلسلے میں کلام کیا تھا لیکن قرآن مقدس نے سورہ یوسف آیت 109 میں کسی عورت کے نبی ہونے کی مکمل طور پر نفی کر دی۔

۲۔ ملکا جو بعد میں حضرت ابراہیمؑ کے بھائی ناحور کی بیوی بنیں۔

۳۔ بحوالہ علامہ ابن العقاد

۴۔ از کتاب ابوالانبیا حضرت ابراہیمؑ ۔۔ از علامہ ابن العقاد

ھذا ربی، یہ میرا رب ہے۔

پر جب وہ ستارہ آنکھوں سے غائب ہو گیا تو فرمایا۔

لا احب الا فلین۔

"میں چھپ جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔"

پھر رات کے وقت جب چاند نمودار ہوا تو آپ نے کہا۔

"یہ میرا رب[1] ہے۔"

لیکن جب چاند بھی غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا۔

"میں غروب ہونے والے کو دوست نہیں رکھتا۔"

اس کے بعد آپ نے فرمایا۔

"اگر مجھے میرا رب ہدایت نہ کرتا تو بے شک میں گمراہ لوگوں میں شامل ہو جاتا۔"

دوسرے روز جب سورج طلوع ہوا تو آپ نے پھر چلا کر کہا۔

"ھذا ربی ھذا اکبر"

"یہ میرا رب ہے، یہ بڑا ہے۔"

لیکن شام کے وقت جب سورج بھی غروب ہو گیا تو اسے بھی آپ نے رب ماننے سے انکار کر دیا۔

پھر آپ کے ذہن میں یہ خیال گزرا کہ جو چیز متغیر ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ حادث بھی ہو اور جو حادث ہو گا، وہ الوہیت کے قابل نہ ہو گا، جب سارا معاملہ ہو چکا تو ابراہیمؑ نے بلند آواز میں لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے قوم!

میں شرک کرنے والوں سے بری ہوں۔ بلا شبہ میں نے اپنا رخ اس خدا کی طرف موڑ

۱۔ حضرت ابراہیمؑ نے جو ستارے، چاند اور سورج کو دیکھ کر یہ کہا کہ یہ میرا رب ہے تو اس میں کوئی شرک کا شائبہ نہ تھا بلکہ خدا کی واحدانیت کو پانے کا ایک ذریعہ تھا، گویا یہ بیچ کی منزلیں ہر جویائے حق کے لیے ناگزیر ہیں، ان پر ٹھہرنا بسلسلہ طلب ہوتا ہے نہ کہ بصورت قیام۔ دوسرے ان باتوں کو قوم پر حجت بھی بنانا تھا کہ وہ چاند، سورج اور ستاروں کی عبادت بھی کرتے تھے لہٰذا ثابت ہو گیا کہ یہ چیزیں فانی ہیں اور فانی الہٰ نہیں ہو سکتا۔ ورنہ حضرت ابراہیمؑ کے لیے تو سورہ انبیاء میں اللہ نے فرمایا۔ "اور بلا شبہ ابراہیمؑ کو ہم نے پہلے ہی سے ہدایت عطا کر دی تھی اور ہم اس کے واقف کار تھے۔

دیا جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، اس حالت میں کہ میں حنیف ہوں، مشرک نہیں ہوں۔''

آپ کے باپ آذر نے پوچھا۔

''اے ابراہیمؑ! ان باتوں سے تیرا کیا مطلب ہے؟''

ابراہیمؑ نے کہا۔

''میں ان سب بتوں سے نفرت و بے زاری کا اظہار کرتا ہوں جن کی پرستش کی جاتی ہے، یہ برسوں سے پوجے جانے والے ننار، شاس اور دیگر ان گنت بت ایک پتھر سے بڑھ کر کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ یہ اپنے نفع ونقصان تک کے مالک نہیں ہیں، پھر یہ کسی اور کو کیا دیں گے، ان بتوں کی پرستش ہی شرک ہے اور میں اس سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ میں ایک خدا کی طرف راغب ہوتا ہوں جو سب کا مالک و خالق اور واحد و قہار ہے۔''

آذر نے کہا۔

''کیا تو ان بتوں کو برا کہتا ہے جن کی ہم اور ہمارے آباؤ اجداد پرستش کرتے رہے ہیں۔ خاموش رہ! ورنہ لوگ تجھے نکال باہر کریں گے۔''

ابراہیمؑ نے کہا۔

''اے میرے باپ! کیا آپ میرے اللہ کے بارے میں مجھ سے جھگڑا کرتے ہیں۔''

''اے میرے باپ! میں دیکھتا ہوں آپ بتوں کو خدا بتاتے ہیں، میں آپ کو اور آپ کی قوم کو ایک کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں۔''

آذر نے کہا۔

''اے ابراہیمؑ! میں دیکھتا ہوں کہ تو ان بتوں کے خلاف بولنے لگا ہے جن کا اتباع پوری قوم کر رہی ہے میں ڈرتا ہوں کہ اگر تو نے اپنے آپ کو تبدیل نہ کیا اور ایسا ہی رہا تو لوگ تمہیں جیتا نہ چھوڑیں گے، پھر بتوں کے خلاف میں بھی تمہاری حمایت و مدد نہ کرسکوں گا۔''

ابراہیمؑ نے کہا۔

''اے میرے باپ! میں دیکھتا ہوں ایک پجاری کی حیثیت سے آپ بتوں کی پرستش میں پیش پیش ہیں۔ خدا کے علاوہ کسی کی عبادت شرک ہے اور میں اس شرک سے آپ کو

باز رہنے کی تلقین کرتا ہوں اور خدائے واحد کی طرف بلانے کا کام میں اپنے گھر سے شروع کر رہا ہوں۔''

آذر نے کہا۔

''لگتا ہے تیری میری راہیں جدا ہیں۔''

ابراہیمؑ نے کہا۔

''اگر آپ شرک ترک نہیں کرتے تو میری اور آپ کی راہیں یقیناً جدا جدا ہیں۔''

یہیں سے حضرت ابراہیمؑ اور ان کے باپ آذر کے درمیان ایک چپقلش شروع ہوگئی تاہم آپ نے اپنی تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ اسی دوران آپ کی شادی آپ کی چچازاد سارہ سے آپ کے بھائی ناحور[1] کی شادی سارہ کی بہن ملکا اور تیسرے بھائی ہاران[2] کی شادی ایک اور جگہ ہوگئی۔ آپ نے اپنی تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا اور وقت تیزی سے گزرتا رہا۔

O

بیوسا اور عبیطہ عارب کے کمرے میں بیٹھی تھیں اور وہ تینوں آپس میں محو گفتگو تھے کہ یافان کمرے میں داخل ہوا اور گفتگو میں ان کے ساتھ شامل ہوگیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد عزازیل اپنے پانچ ساتھیوں شبر، اعور، مسوط، واسم اور زکنبور کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا اسے دیکھتے ہی وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ یافان بھی کھڑا ہوگیا اور اس کی نیلی دھند کی قوتیں بھی ایک کونے میں سمٹ گئیں۔

عارب نے عزازیل کو مخاطب کر کے پوچھا۔ ''اے آقا! تو کیسا ہے اور یہ ہمارے ساتھ یافان ہے۔ ہمارا ساتھی، ہمارا معاون۔''

عزازیل اپنے ساتھیوں سمیت وہاں بیٹھ گیا۔ عارب، بیوسا اور عبیطہ بھی یافان کے ساتھ اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے۔

عزازیل نے ان سب کو مخاطب کر کے کہا۔ ''میں نے دیکھا تم سب یوناف کی وجہ سے ایک کرب اور صعوبت میں مبتلا ہو۔ سو میں تمہاری طرف آیا کہ تم لوگوں کی مدد کروں۔ اے

1۔ جس وقت ابراہیمؑ نے اُر شہر سے ہجرت کی ناحور بھی ان کے ساتھ تھا۔ ابراہیمؑ فلسطین کی طرف چلے گئے اور ناحور شام میں آباد ہوگئے۔ بعد میں اسحاق کی شادی ناحور کے بیٹے بتوایل کی بیٹی ربقہ سے ہوئی۔ یہ ایک طویل داستان ہے جس کی تفصیل اگلے صفحات میں آئے گی۔ 2۔ ہاران جلد ہی مرگیا۔ اس کا ایک ہی بیٹا تھا اور یہ لوطؑ تھے۔ ہاران کی وفات کے بعد لوطؑ کی پرورش ابراہیمؑ اور سارہؑ نے کی۔

یافان ! تم نے بہت بڑا کام کیا جو ملیتا کی روح کو قابو کر کے اسے یوناف کے خلاف استعمال کرنا چاہا۔ پر سن رکھو ! جب تک یوناف کے ساتھ ابلیکا ہے تم سب اور کوئی روح اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ یہ بھی جان رکھو کہ یوناف کی معاونت میں کام کرنیوالی ابلیکا مجھ سے اور میرے ان پانچ ساتھیوں سے بھی ٹکرا سکتی ہے اور ہمیں بھی اپنے کام اور خواہشوں میں ناکام بنا سکتی ہے۔ سن رکھو کہ ابلیکا ایک بہت بڑی قوت ہے اور کوئی روح یا ناری قوت اسے زیر نہیں کر سکتی تا آنکہ ایک خاص طرح سے اس کے خلاف حرکت میں نہ آیا جائے۔''

نبیطہ نے بوریت محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔ ''اے آقا ! یہ ابلیکا آخر ہے کیا چیز؟ اور اسے کیوں زیر نہیں کیا جا سکتا اور اگر اس پر گرفت کی جا سکتی ہے تو وہ کیا طریقہ ہے؟''

عزازیل نے کہا۔ ''سنو میرے عزیزو ! ابلیکا بڑی قوت والی روح ہے۔ میں اس سے متعلق تفصیل تم لوگوں کو بعد میں کسی وقت بتاؤں گا، پہلے وہ بات سن لو جس کے لیے میں تم لوگوں کے پاس آیا ہوں۔ سنو میرے عزیزو ! یوناف اس وقت تپاس اور وسارتھ کے ساتھ مصر میں ہے۔ ممفس شہر کے نواحی علاقے میں دریائے نیل کے کنارے ایک بہت بڑا محل ہے۔ یوناف نے اسی محل کے اندر قیام کر رکھا ہے۔ اس پر اور ابلیکا پر قابو پانے میں تمہاری مدد میں اور میرے ساتھی کریں گے جس محل میں یوناف رہ رہا ہے یہ محل کبھی اس کی ایک بیوی کا ہوا کرتا تھا اس کا نام شوطار تھا اور وہ مصر کے ایک فرعون خنخیم کی بیٹی تھی۔

اس موقع پر یافان نے کچلی اور رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ ''آہ ! وہ بھی کیا وقت تھا، جب میں نیل کے جزیرے میں حکمرانوں کی طرح رہتا تھا۔ آہ ! کبھی میں نے بھی اس شوطار کو چاہا تھا اور اس سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتا تھا، پر برا ہو یوناف کا کہ یہ بیچ میں آ ٹپکا۔ آہ ! میری بیٹی اریشیا بھی میرے ساتھ تھی۔ کیسا اچھا وقت تھا پر یوناف نے میری ہر خواہش کو خواب کر دیا۔''

یافان خاموش ہوا تو عزازیل نے پھر کہنا شروع کیا۔ ''یافان ! تم فکر مند نہ ہو۔ ہم یوناف سے تمہارا بھی انتقام لیں گے۔ اب تم لوگ غور سے سنو۔ ہم سب لوگ یہاں سے مصر کی طرف کوچ کریں گے، میرے ساتھی وہاں ایک ایسے مکان کا بندوبست کر چکے ہیں جو دریائے نیل کے کنارے اس محل کے قریب ہی ہے جس میں یوناف، تپاس اور وسارتھ رہ رہے ہیں، اس مکان میں رہتے ہوئے تم لوگ یوناف پر نگاہ رکھنا اور پھر مناسب موقع دیکھ

کر اس پر قابو پا لیا جائے گا۔

عارب نے غور سے عزازیل کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ ''اے محترم آقا ! کیا مصر میں داخل ہونے کے بعد آپ ہم سے علیحدہ ہو جائیں گے اور اس معاملے میں ہماری کوئی مدد نہ کریں گے جبکہ آپ جانتے ہیں کہ یوناف اب ہمارے لیے بوجھ بنتا جا رہا ہے، کیا آپ یہ بوجھ اتار پھینکنے میں ہماری مدد نہ کریں گے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ آپ اپنا سینگ[1] ہلا دیں تو یوناف کا کام تمام کر دیں۔''

عزازیل نے فوراً عارب کو تنبیہ کرتے اور اس کی دلجوئی کے لیے کہا۔ ''یہ نہ کہو میرے صرف ایک سینگ ہلا دینے سے یوناف کا کام تمام ہو سکتا ہے۔ سن رکھو یوناف اس وقت بہت سی قوتوں کا مالک ہے۔ اس کے علاوہ ابلیکا کی صورت میں اس کے ساتھ اور قوتیں بھی ہیں جو تم لوگوں کے ساتھ مجھے بھی کرب اور اذیت میں مبتلا کر سکتی ہیں۔''

''بہر حال تم لوگ فکر مند نہ ہونا۔ تمہارے مصر میں قیام کے دوران میں خود بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ یوناف پر نگاہ رکھوں گا اور جب دیکھوں گا کہ ابلیکا اس کے ساتھ نہیں ہے تو میں ایک ایسا عمل کروں گا کہ ان دونوں میں مفارقت اور دوری ڈال دوں گا۔ اس طرح وہ دونوں یکجا نہ ہو سکیں گے اور ایک دوسرے کی کوئی مدد نہ کر سکیں گے، ان دونوں کے لیے میرا جو آئندہ لائحہ عمل ہے وہ بھی سنو ! ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ کرنے کے بعد میں دونوں کو ایسی جگہ بند کر دوں گا جہاں سے وہ نکل ہی نہ سکیں گے اور اپنے اپنے انجام تک وہیں کرب میں دن گزارتے رہیں گے اور اے عارب ! میرے اس عمل سے یوناف کی حالت ایسی ہو رہے گی کہ تم جب چاہو اس پر ضرب لگا سکو گے اور اس سے اپنے ماضی کا انتقام لے سکو گے۔''

عارب نے بے پناہ خوشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ ''اے آقا ! مجھے بھی تو بتائیں کہ آپ یوناف کے ساتھ کیا معاملہ کریں گے؟''

عزازیل نے کہا۔ ''سنو عارب ! مصر کے اندر ممفس شہر میں دو نایاب قسم کے طلسم گر

۱۔ حضرت انسؓ سے روایت کی گئی ہے کہ ایک حدیث میں بھی شیطان کے سینگوں کا ذکر ہے۔ جب سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے تو شیطان اس کے سامنے کھڑا ہو کر اپنے سینگوں کو ہلاتا ہے جس سے جگمگاہٹ پیدا ہوتی ہے اور اس کی عبادت کرنے والے اسے پوجتے ہیں۔

گزرے ہیں۔ ان کے نام امحوتپ اور تپا ہوتپ تھے۔ یہ دونوں باپ بیٹا تھے۔ انہوں نے کچھ اہرام تعمیر کیے تھے، جس کے اندر انہوں نے اپنے فرعونوں اور ان کے خاندان کے افراد کی لاشوں کو حنوط کر کے رکھا تھا اور ان احراموں کے اندر انہوں نے ان فرعونوں کی دولت بھی ڈال دی تھی، پھر اس دولت اور فرعون اور اس کے اہل خانہ کی لاشوں کی حفاظت کے لیے انہوں نے ان احراموں کے اندر ایک ایسا طلسم ڈال دیا تھا کہ ان اہراموں میں داخل ہونا تو دور کی بات کوئی ان کے نزدیک تک نہ پھٹک سکتا تھا۔ ان دونوں کے بعد بھی مصر میں بہت سے اہرام بنے اور اپنے اپنے وقت کے جو فرعون تھے، ان کے ساحروں نے ان اہراموں کے اندر بھی طلسم ڈالے، پر وہ طلسم ایسا زوردار اور کامل نہیں جیسا امحوتپ نے فرعون زوسر اور تپا ہوتپ نے فرعون سنیفرو کے اہرام میں ڈالا تھا، میں یوناف اور ابلیکا دونوں کو امحوتپ اور تپا ہوتپ کے ان اہراموں میں علیحدہ علیحدہ بند کردوں گا۔''

اس موقع پر یافان نے کہا۔ ''اے محترم عزازیل! تو نے بھی کیا وقت یاد دلایا ہے۔ آہ! امحوتپ اور تپا ہوتپ دونوں باپ بیٹا میرے گہرے دوستوں میں سے تھے اور ان کے ساتھ میرے عزیزانہ روابط و مراسم تھے۔ وہ دونوں باپ بیٹا ہی نایاب ساحر تھے۔ پر اے عزازیل! ان اہراموں کے اندر داخل ہی نہیں ہوا جاسکتا، جب تک کہ اس طلسم کو توڑا نہ جائے اور سن! اس طلسم کو توڑنے کا فن صرف دو شخص ہی جانتے تھے اور وہ امحوتپ اور تپا ہوتپ تھے۔ اور وہ مر چکے ہیں تو اب کون اس طلسم کو توڑے گا۔ امحوتپ اور تپا ہوتپ کو مجھ پر یہی برتری تھی کہ میں یہ طلسم ڈالنا اور توڑنا نہ جانتا تھا جبکہ ان دونوں باپ بیٹے پر نیلی دھند کی قوتوں پر قابو پانے کی مجھے برتری تھی۔ میں نے ان دونوں سے اس طلسم کا راز جاننا چاہا۔ جواب میں ان دونوں نے مجھ سے نیلی دھند کا راز جاننے کی خواہش ظاہر کی جس پر میں نے انکار کر دیا۔ کاش! میں ایسا نہ کرتا تو آج میں اس طلسم کے جاننے والا ہوتا۔ آہ! وقت کیسا بدترین دشمن ہے کہ گزرے حالات پر سوائے تاسف اور دکھ کے اور کچھ دے کر نہیں جاتا۔''

عزازیل نے کہا۔ ''اے یافان! یہ طلسم میں خود توڑوں گا اور تم جانتے ہو گے کہ میں ایسے سارے علوم اور افعال کا استاد ہوں اور پھر تمہاری اطلاعات بھی درست نہیں ہیں، یافان۔ اس طلسم کو ڈالنا اور توڑنا یا معطل کرنا صرف امحوتپ اور تپا ہوتپ ہی نہ جانتے تھے

بلکہ رع دیوتا کی بڑی پجارن کولم بھی اس طلسم کو ڈالنا اور معطل کرنا جانتی تھی اور یوناف چونکہ کولم کے پاس رہتا رہا ہے لہٰذا یہ سحر یوناف نے بھی اس سے سیکھ لیا تھا۔ اب یوں کہو کہ میرے علاوہ اب یوناف بھی اس طلسم کا راز دان ہے اور سنو! پجارن کولم بظاہر تم سے اور اریشیا سے دبی دبی رہتی تھی اور تم دونوں کی بے انتہا عزت کرتی تھی، پر اے یافان! کولم اندر ہی اندر تم باپ بیٹی سے نفرت کرتی تھی اور ہر وقت تم دونوں کی تباہی کے متعلق سوچتی رہتی تھی اور جب اسے یوناف جیسا باہمت اور بیش قیمت جوان میسر آ گیا تو اس نے اسے ہر اس سحر سے آراستہ کر دیا جو وہ جانتی تھی۔ اس کی خواہش تھی کہ وہ کسی طرح تم دونوں باپ بیٹی کو زیر اور شکست خوردہ دیکھے اور اس کی یہ خواہش پوری ہوگئی۔ یوناف اس کی امیدوں پر پورا اترا اور اس نے تم دونوں کا خاتمہ کر دیا اور اب تم ایک بھیانک روپ میں حرکت کرنے پر مجبور ہو۔''

ذرا توقف کے بعد عزازیل نے سب کو مخاطب کر کے کہا۔

''میرے عزیز! ان دونوں اہراموں کے اندر ان گنت کمرے بنے ہوئے ہیں، طلسم کو معطل کرنے کے بعد میں ان دونوں کو ان کمروں کے اندر بند کر کے طلسم دوبارہ بحال کر دوں گا۔ اول تو وہ دونوں وہاں سے نکل ہی نہ پائیں گے اور اگر کسی طرح انہوں نے وہ کمرے کھول کر وہاں سے بھاگنے کی کوشش کی تو وہ دونوں ایسا نہ کر سکیں گے یوناف پر تو اس اہرام کے عفریت حملہ آور ہو کر اسے واپس کمرے میں جانے پر مجبور کر دیں گے جبکہ ابلیکا کو اس کمرے میں ایک اور طلسم نے جکڑ رکھا ہوگا۔ اس طلسم سے اس کا نکلنا ممکن نہ ہوگا اور اگر وہ کسی بھی طرح اس سحر سے نکل گئی تو اس کمرے کی دیواروں، چھت اور فرش حتیٰ کہ دروازوں پر ایک اور سحر ہوگا جس کی وجہ سے وہ ان کے نزدیک نہ جا سکے گی۔ لہٰذا کمرے سے نکلنا اس کے لیے ناممکن اور محال ہو جائے گا۔''

اس موقع پر عارب نے کہا۔ ''اے محترم آقا! اگر یوناف بھی اپنے کسی علم کی بناء پر وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا تب؟''

عزازیل نے کہا۔ ''تم فکرمند نہ ہو، میں اس کا ذہن دھو کر سن کر دوں گا اور اس میں پرانی یادیں اور قدیم علوم کچھ بھی نہ رہے گا۔ اس کے پاس صرف اس کا اپنا آپ اور اس کی ذات پر کیا ہوا الاہوتی عمل رہ جائے گا۔ اس کے علاوہ وہ بالکل تہی دست ہوگا۔ مصر میں قیام

کے دوران میں اس پر نگاہ رکھوں گا اور مناسب موقع جان کر اس پر اپنی گرفت کرلوں گا اور ابلیکا کو اس سے دور اور بے بس کر دوں گا۔ اس کے بعد بدی پھیلانے کی خاطر تم لوگ جو چاہو کرتے رہو کوئی تمہیں پوچھنے والا نہ ہوگا، اس طرح تم لوگوں کو ہر جگہ اپنی خواہش کے مطابق کام کرنے کا موقع مل جائے گا اور میں تم لوگوں کو ہر قسم کی مدد و حمایت فراہم کروں گا۔"

عارب نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "واہ! وہ منظر بھی کیا خوب ہوگا، جب یوناف ہمارے سامنے مجبور و بے بس ہوگا اور ہم اس سے غلاموں جیسا سلوک اور برتاؤ کرنے پر قادر ہوں گے۔"

عزازیل نے کہا۔ "اب تم لوگ مصر کے شہر ممفس کی طرح کوچ کر جاؤ۔ میرا ساتھی زکنبور تمہارے ساتھ ہوگا اور اس مکان تک تمہاری رہنمائی کرے گا جس میں تم سب کو قیام کرنا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی عزازیل جو انسانی صورت میں وہاں آیا تھا، اپنے ساتھیوں سمیت وہاں سے غائب ہو گیا، صرف اس کا ایک ساتھی زکنبور وہاں رہ گیا، پھر تھوڑی ہی دیر بعد عارب، یاقان، بیوسا اور عنیطہ بھی عزازیل کے ساتھی زکنبور کے ساتھ موہنجوداڑو سے مصر کی طرف کوچ کر گئے۔

O

ابراہیمؑ نے بڑی تندہی سے خدا کے احکامات کی تبلیغ کا کام شروع کر دیا تھا۔ ان کا باپ آذر چونکہ بڑا پجاری ہونے کے علاوہ بت گر بھی تھا اور اپنی قوم کے بت نناز، شماس، نن گل، ان، اش کر، اراش، سن اور ایسے ہی دوسرے بت بنا کر بازار میں بیچا بھی کرتا تھا، جب یہ بت بازار میں بکنے جاتے تو ابراہیمؑ بلند آواز میں پکار کر کہتے۔

"کون ان کو خریدے گا جو کسی کو کوئی نفع و نقصان ہی نہیں پہنچا سکتے۔"

لوگ آپ کی باتیں سن کر تعجب کرتے اور ان کی طرف نہ آتے۔ اس طرح آذر کے بتوں کی فروخت کم ہونا شروع ہو گئی۔ اس کے علاوہ آپ اپنے باپ کے بنائے ہوئے بتوں کو پکڑ کر پانی میں ڈبوتے اور اپنے باپ کے علاوہ اور لوگوں کو بھی سنانے کی خاطر طنزاً ان بتوں سے کہتے۔

اشربی[1]۔ اشربی۔

"پی لو۔ پی لو۔"

رفتہ رفتہ ابراہیمؑ کی یہ باتیں مشہور ہونے لگیں، کچھ عرصہ تک تو لوگ آپ کی ایسی باتوں کو بھولے پن اور مذاق پر محمول کرتے رہے لیکن خلعت نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد جب آپ نے بڑی سنجیدگی سے توحید، اللہ کی عبادت اور اس کے سچے دین کی دعوت زور و شور کے ساتھ دینا شروع کی تو اُر شہر کے لوگوں کے کان کھڑے ہو گئے۔ وہ جلسوں میں آپ کے متعلق گفتگو کرنے لگے۔ آپ نے اپنی تبلیغ کا سلسلہ اپنے گھر سے شروع کیا لیکن بد قسمت باپ کے نصیب میں ایمان کی دولت نہ تھی لہٰذا وہ ایمان نہ لایا اور برابر بتوں کی حمایت میں بولتا رہا اور ابراہیمؑ کے پیغام کو رد اور انکار کرتا رہا لیکن اپنی قوم کے ساتھ ساتھ آپ برابر اپنے باپ کو بھی تبلیغ کرتے رہے۔ قوم کے بتوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے۔

"یہ کیا صورتیں[2] ہیں۔ جن کی تم لوگ مجاورت کرتے ہو؟"

جواب میں قوم کے لوگ کہتے۔ "ہم نے اپنے باپ[3] دادوں کو انہیں ہی پوجتے پایا ہے۔"

اس پر ابراہیمؑ نے فرمایا۔

"بے شک تم اور تمہارے[4] آباؤ اجداد کھلم کھلا گمراہی میں تھے۔"

آپ کی یہ باتیں سن کر آپ کی قوم کے لوگ گھبرا اٹھتے اور پریشان ہو کر پوچھتے۔

"تمہارے[5] پاس یہ سچی بات لے کر آئے ہو یا مذاق کہہ رہے ہو۔"

اپنی قوم کو جواب میں ابراہیمؑ فرماتے۔

"میں یہ باتیں تم لوگوں سے مذاق میں نہیں کہتا بلکہ میں تو صاف اور واضح طور پر کہتا ہوں کہ جن بتوں کی تم لوگ پرستش کرتے ہو وہ خدا نہیں ہیں بلکہ تمہارا رب[6] وہی ہے جس

---

[1]۔ ماخوذ از ابن خلدون۔ [2]۔ ما هٰذا التماثيل الّتي انتم لها عاكفون (سورۂ انبیاء) "یہ کیا صورتیں ہیں جن کی تم مجاورت کرتے ہو" [3]۔ قالو وجدنا اباء فالها عٰبدين "کہا، ہم نے اپنے باپ دادوں کو انہیں ہی پوجتے دیکھا ہے۔" [4]۔ لقد كنتم انتم و اباء كمْ في ضلٰلٍ مبين "تم اور تمہارے آباؤ اجداد کھلی گمراہی میں تھے۔" [5]۔ قالوا اجئتنا بالحق ام انت من اللّٰعبين "تم ہمارے پاس سچی بات لے کر آئے ہو یا مذاق کر رہے ہو۔" [6]۔ قال بل ربّ كم ربّ السمٰوات والارض الذي فطرهنّ وانا علٰى ذٰلكم من الشّٰهدين "بلکہ تمہارا رب وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں اسی کا قائل ہوں۔"

نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور میں اسی بات کا قائل ہوں۔"

ابراہیمؑ کی طرف سے لوگ ایسی تبلیغ سن کر خاموش تو ضرور ہو گئے لیکن خفیہ طور پر آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد اس کوشش میں لگ گئے کہ کسی طرح ابراہیمؑ کو اپنے خداؤں (بتوں) کی عظمت ضرور دکھانی چاہیے تاکہ ان کے خیالات اور خطرات رفع ہو جائیں۔"

دوسری طرف ابراہیمؑ نے بھی فیصلہ کر لیا تھا کہ کسی روز اپنی قوم کے لوگوں کو ان بتوں کی بے کسی اور بے بسی ان اندھوں پر ضرور ثابت کرنی چاہیے تاکہ یہ خدا کو بھولے ہوئے گمراہ لوگ اپنے بے ہودہ اور فرسودہ خیالات کو ترک کر کے راہ راست پر آ جائیں۔

بہر حال ایک طرف قوم نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ابراہیمؑ کو بدل کر رہیں گے، دوسری طرف ابراہیمؑ مصمم ارادہ کر چکے تھے کہ وہ قوم کو ہر صورت میں راہِ راست کی نشاندہی کریں گے۔ دونوں طرف سے کوششیں شروع ہو گئیں۔

پھر ایسا ہوا کہ قوم اکاد کی عید[1] کا دن آ گیا جو وہ ہر سال ایک بار منایا کرتے تھے، چنانچہ اس روز قوم اکاد میں سے وہ چند لوگ جو حضرت ابراہیمؑ کے جاننے والے تھے اور واحدانیت کے متعلق ان کی باتیں سنتے آئے تھے، حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئے اور کہا۔

"اے ابراہیمؑ! تم ہمارے خداؤں (بتوں) کو برا اور ذلیل کہا کرتے ہو، چلو آج ہمارے ساتھ کہ ہم تمہیں اپنے خداؤں کا جاہ و جلال دکھائیں۔"

حضرت ابراہیمؑ نے ان کے ساتھ جانا پسند نہ کیا اور اپنے علیل[2] ہونے کا کہہ کر انہیں ٹال دیا، جب یہ لوگ چلے گئے تو آپ نے دلی زبان میں فرمایا۔

"اللہ کی قسم[3]! میں تمہارے بتوں کا علاج کروں گا، جب تم پیٹھ پھیر کر جا چکو گے۔"

قوم اکاد کے لوگ اچھے اچھے کھانے پکا کر اور اپنے بت خانوں میں رکھ کر عید منانے چلے جاتے تھے، اس یقین کے ساتھ کہ جب وہ واپس آئیں گے تو ان کے کھانوں میں ان

1۔ سال میں ایک دن یہ لوگ عید مناتے تھے۔ اس روز بتوں کو نہلاتے اور نئے کپڑے پہنا کر ان کے سامنے اچھے اچھے کھانے رکھتے پھر وہاں سے لوٹ کر بتوں کو سجدہ کر کے کھانے کو تبرکاً کھاتے تھے۔

2۔ آپ نے انہیں یہ کہہ کر ٹال دیا۔ "میں بیمار ہوں۔"

3۔ تا اللہ لا کیدف اصنامک بعد ان قولو مدبرین "قسم اللہ کی میں تمہارے بتوں کا علاج کروں گا، جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے۔"

کے بتوں نے برکت ڈال رکھی ہو گی، لہٰذا واپس آ کر وہ کھائیں گے۔

جب سب لوگ اس میدان میں چلے گئے جس میں عید منائی جاتی تھی تو حضرت ابراہیمؑ نے اپنا تیشہ لیا اور شہر کے نار دیوتا کے بت خانے میں داخل ہوئے، انہوں نے دیکھا کہ بت خانے میں بڑی زینت اور آرائش تھی۔ نار دیوتا کا بڑا بت ایک مرصع تخت پر رکھا تھا اور اس کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے بت مناسب طور پر رکھے ہوئے تھے اور سب بتوں کے سامنے انواع و اقسام کے کھانے رکھے ہوئے تھے، جب آپ نے یہ کیفیت دیکھی تو ان سارے بتوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "تم کیوں[1] نہیں کھاتے ہو؟"

جب اس بت خانے کے اندر سے آپ کو کوئی جواب نہ ملا تو آپ نے پھر ان بتوں کو مخاطب کرتے ہوئے طنزاً کہا۔ "تمہیں کیا ہو گیا[2] ہے کہ تم بولتے نہیں ہو۔"

جب آپ کے اس طنزیہ سوال کا بھی کوئی جواب نہ ملا تو آپ نے اپنا کام شروع کر دیا۔ آپ نے اپنا تیشہ مار مار کر نار دیوتا کے بڑے بت کو اور پھر باقی تمام بتوں کو بھی توڑ کر رکھ دیا۔ پھر آپ نے تیشہ نار دیوتا کے بڑے بت کے کندھے پر رکھا اور بت خانے سے چلے گئے۔

جب قوم اکاد کے لوگ عید منانے کے بعد بت خانے میں آئے اور انہوں نے اپنے بتوں کی حالت دیکھی تو چلا اٹھے۔

"کس[3] نے یہ کام ہمارے بتوں کے ساتھ کیا ہے۔ بے شک وہ ظالموں میں سے ہے۔"

پھر ان میں سے ایک جوان نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"کل کا ذکر ہے کہ وہ جوان جس کا نام ابراہیمؑ ہے، ہمارے بتوں کی برائیاں کر رہا تھا، عجب نہیں کہ یہ کام اسی کا ہو۔"

اس پر لوگوں نے اس واقعے کی اطلاع اپنے بادشاہ نمرود کو دی۔ نمرود چونکہ آذر کی بڑی قدر کرتا تھا لہٰذا اس نے بلا حیل و حجت ابراہیمؑ کو گرفتار کر لینا معیوب سمجھ کر کہا۔ "اچھا ابراہیمؑ کو ہمارے سامنے لاؤ۔ شاید کچھ آدمی اس کی شہادت دے سکیں۔"

جب حضرت ابراہیمؑ کو نمرود کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے پوچھا۔ "اے ابراہیمؑ[4]!

1۔ آپ کے ان الفاظ کو ان میں سے دو ایک نے سن بھی لیا تھا۔ "ابن خلدون" 2۔ ما الکم لا تنطقون۔ "تمہیں کیا ہو گیا ہے، تم بولتے نہیں۔" (سورہ الصفات) 3۔ من فعل ھذا با الھتنا انہ لمن الظالمین۔ کس نے یہ کام کیا ہمارے بتوں کے ساتھ۔ بے شک وہ ظالموں میں سے ہے۔" (سورہ انبیاء) 4۔ سورہ انبیاء: آیت 62

کیا تو نے ہمارے بتوں کے ساتھ یہ کام کیا ہے۔''

حضرت ابراہیمؑ نے نمرود کے اس سوال کے جواب میں صریحاً انکار نہ کیا بلکہ اشارتاً آپ نے فرمایا۔

''یہ کام بڑے بت نے کیا ہے اور اگر یہ بولتے ہیں تو پھر انہی[1] سے پوچھ لو۔''

حضرت ابراہیمؑ کی یہ بات سن کر نمرود کے دربار میں جمع پجاریوں اور دیگر لوگوں کے چہروں پر فکر و تشویش کے آثار نمایاں ہو گئے۔ ''بے شک[2] تم ہی ظالموں میں سے ہو۔''

اس طرح ان پر یہ حقیقت ایک طرح سے واضح اور عیاں ہو رہی تھی کہ ہم لوگ یونہی ان بتوں کی پوجا کرتے ہیں، جو بول تک نہیں سکتے، پر جلد ہی شیطان وہاں آ کر اپنا کام کر گیا۔ لوگوں کی عقل کی آنکھوں پر اس نے ناحق شناسی کے پردے ڈال دیئے اور وہ حقیقت کو اپنے سامنے ظاہر ہوتے دیکھ کر بھی اسے تسلیم کرنے سے منکر ہو گئے۔

حضرت ابراہیمؑ سے مخاطب ہو کر انہوں نے کہا۔ ''بے شک تم کو یہ علم ہے کہ یہ بولتے نہیں ہیں، اسی لیے تو ان بتوں سے دریافت کرنے کو کہہ رہے ہو۔ دیکھو ابراہیمؑ! سچ بتاؤ یہ کام کس کا ہے۔''

ان لوگوں کے جواب میں حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا۔

''کیا پھر[3] تم اللہ کے سوا ان بتوں کی عبادت کرتے ہو جو تمہیں کوئی نفع و نقصان پہنچانے پر قادر نہیں۔ تم پر تف ہے، تم لوگ کیوں اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہو۔ کیا تم لوگ عقل نہیں رکھتے۔

جب ان سے حضرت ابراہیمؑ کے ان سوالوں کا کوئی جواب نہ بن پڑا تو نمرود نے حضرت ابراہیمؑ کو مخاطب کر کے پوچھا۔ ''کیا تم نے اپنے اس رب کو دیکھا ہے جس کی عبادت کرتے ہو۔ ''تمہارا وہ رب کون ہے جس کی طرف تم لوگوں کو بلاتے ہو۔''

حضرت ابراہیمؑ نے کہا۔

''میرا رب[4] وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔''

نمرود نے کہا۔ ''یہ کوئی مشکل کام نہیں، یہ تو میں خود بھی کرتا ہوں۔''

---

[1] - سورہ انبیاء آیت 63 [2] - سورہ انبیاء آیت 64

[3] - سورہ انبیاء آیت 67 [4] - سورۃ البقرہ آیت 258

پھر نمرود نے چلا کر کہا۔ ''ہیزن[1] کو بلاؤ اس کے علاوہ زندان سے دو ایسے قیدیوں کو میرے سامنے لاؤ جو واجب القتل قرار دیے جا چکے ہوں۔''

تھوڑی ہی دیر بعد نمرود کے ہرکارے زندان سے ایسے دو قیدی لے آئے جنہیں ان کے جرائم کی وجہ سے قتل کیے جانے کی سزا دی جا چکی تھی اور ان کے ساتھ ہی نمرود کا جلاد ہیزن بھی دربار میں آ گیا۔

نمرود نے ہیزن سے کہا۔ ''ان دو قیدیوں میں سے ایک کو قتل کر دو اور دوسرے کو چھوڑ دو۔''

ہیزن نے آگے بڑھ کر ایک تلوار ماری اور ایک کا سر قلم کر دیا، دوسرے کو اس نے جانے دیا۔

پھر نمرود نے حضرت ابراہیمؑ کی طرف دیکھ کر کہا۔ ''اے ابراہیم! تو نے دیکھا میں نے کیسے ایک کو مارا اور دوسرے کو زندہ کیا۔ اس لحاظ سے میں ہی مارنے اور زندہ کرنے والا ہوں، تمہارے رب میں مجھ سے کوئی زائد صفت نہیں ہے، اب وہ بات کہو جو تمہارے رب میں تو ہو لیکن مجھ میں نہ ہو۔''

حضرت ابراہیم نے کہا۔ ''بے شک[2] اللہ سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے، پس تو اسے مغرب سے نکال۔''

چونکہ یہ کام نمرود کے لیے ممکن نہ تھا، اس لیے بڑا شرمندہ ہوا اور جب کوئی جواب نہ بن پڑا تو اپنی خفت مٹانے کے لیے اس نے حضرت ابراہیمؑ سے کہہ دیا۔ ''چلے جاؤ میں اپنے مشیروں سے صلاح مشورے کے بعد تمہارے متعلق کوئی فیصلہ کروں گا۔''

حضرت ابراہیمؑ نمرود کے دربار سے باہر نکل گئے۔

آپ جب نمرود کے دربار سے نکلے تو وہاں پریشانی کے عالم میں آپ کی بیوی سارہ، بھائی ناحور اس کی بیوی ملکا اور حضرت ابراہیمؑ کے مرحوم بھائی ہاران کے بیٹے لوط[3] کھڑے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کو دیکھتے ہی وہ بھاگ کر ان کی طرف لپکے اور پریشانی اور دکھ بھری ملی

---

[1] - ابن خلدون نے اس کا نام ہیزن ہی لکھا ہے۔ اسے حضرت ابراہیم کو قتل کرنے پر مامور کیا گیا تھا۔

[2] - سورۃ البقرہ: آیت 258

[3] - یہ وہی لوطؑ پیغمبر تھے جن کی قوم پر بعد کے دور میں عذاب نازل ہوا۔ آپ حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے

جلی آواز میں سارہؑ نے حضرت ابراہیمؑ سے پوچھا۔

''ان ظالموں نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے۔''

حضرت ابراہیمؑ نے جواب میں کہا۔

''جو کچھ انہوں نے مجھ سے پوچھا میں نے کہہ دیا۔ اب وہ میرے معاملے کا فیصلہ آپس میں صلاح مشورہ کر کے کریں گے اور بعد میں مجھے اس کی اطلاع دیدیں گے۔''

سارہ غم کے مارے خاموش ہو رہیں۔

اس بار ناحور نے پوچھا۔

''اے میرے بھائی! تم اپنے لیے نمرود کی طرف سے کوئی خطرہ تو محسوس نہیں کرتے۔''

حضرت ابراہیمؑ نے بڑے اطمینان سے کہا۔

''میرا رب ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔''

جس وقت یہ سب نمرود کے محل کے باہر کھڑے حضرت ابراہیمؑ سے باتیں کر رہے تھے۔ اس وقت محل کے اندر نمرود نے اپنے پجاریوں اور مشیروں سے پوچھا۔ ''تم لوگوں کا کیا خیال ہے ہمیں آذر کے بیٹے ابراہیمؑ سے کیا سلوک کرنا چاہیے۔''

ان پجاریوں میں آذر خود بھی موجود تھا۔ نمرود کے سوال پر ایک پجاری نے فوراً اٹھ کر ابراہیمؑ کے بارے میں کہا۔ ابراہیمؑ ابھی زیادہ دور نہ گیا ہوگا۔ آپ اپنے جلاد ہیزن کو اس کے پیچھے روانہ کریں کہ یہ ابراہیم کا سر[1] قلم کر کے لے آئے۔

ایک اور پجاری نے اٹھ کر مشورہ دیا کہ ابراہیم کو شہر بدر[2] کر دیا جائے۔ اس طرح اس پر جب صعوبتوں اور دکھوں کے پہاڑ ٹوٹیں گے تو وہ خود ہی راہِ راست پر آ جائے گا اور ہمارے بتوں کو برا بھلا کہنا ترک کر دے گا۔

ایک اور پجاری نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''میرا مشورہ ہے کہ ایک بہت بڑی آگ روشن[3] کی جائے اور ابراہیمؑ کو منجنیق کے ذریعے اس آگ کے اندر پھینک دیا جائے۔ اس طرح ہمارے بتوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہونے والا یہ فتنہ خود بخود ختم ہو

1۔ تاریخ ابن خلدون صفحہ 75
2۔ " " " " " " " " " " "
3۔ تاریخ ابن خلدون میں ایسا ہی تحریر ہے۔

جائے گا۔''

ایک اور پجاری اٹھا۔ ایک بار غصے سے اس نے اپنے قریب بیٹھے آذر کی طرف دیکھا پھر زہر اگلتے ہوئے کہا۔ ''اے بادشاہ میں یقین سے کہتا ہوں کہ ابراہیمؑ وہی ہے جس کی پیدائش سے متعلق سارے پجاریوں اور کاہنوں نے متفقہ طور پر کہا تھا کہ ایک بچے کی وجہ سے اس سلطنت اور اس کے بتوں کو خطرہ ہے۔ یہ آذر کی غلطی ہے کہ اس نے ابراہیمؑ کی پیدائش کو خفیہ رکھا ہے اور اب ابراہیمؑ جوان ہو کر اس سلطنت کے لیے مصائب کا پیش خیمہ ثابت ہو رہا ہے۔ آذر کو یقیناً اپنے اس بچے کی پیدائش کو ظاہر کرنا چاہیے تھا، اس معاملے کو خفیہ رکھ کر اس نے جرم کیا ہے، لہٰذا اسے اس کے جرم کی سزا ضرور ملنی چاہیے۔''

نمرود نے آذر کو گھورتے ہوئے کہا۔ ''اے آذر! تو واقعی مجرم ہے! تو نے کیوں ابراہیمؑ کی پیدائش کو اخفا میں رکھا۔ میں تجھے تیری گزشتہ خدمات کے عوض کوئی بڑی سزا نہیں دینا چاہتا، تیرے لیے یہی کافی ہے کہ تو اٹھ کر یہاں سے چلا جا۔ آج کے بعد تیرا اس قصر سے کوئی تعلق نہیں۔'' ساتھ ہی نمرود نے اپنے جلاد کو مخاطب کر کے کہا۔ ''اے ہیزن! تم ابھی ابراہیم کے پیچھے جاؤ اور اس کا سر کاٹ کر ہمارے پاس لے آؤ۔''

سارہ، ملکا، ناحور اور ابراہیمؑ ابھی تک نمرود کے قصر سے باہر محوِ گفتگو تھے۔ ابراہیمؑ کے بھائی ناحور نے اس موقع پر مشوررہ دیتے ہوئے کہا۔

''اے میرے بھائی! بہتر ہے کہ ہم حران[1] شہر کی طرف ہجرت کر جائیں اور یہ ہجرت ایسی خفیہ ہو کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ اسی طرح نمرود اگر آپ کے خلاف کوئی قدم بھی اٹھانا چاہے تو اسے ناکامی ہو گی کیونکہ اس وقت تک ہم اس کی دسترس سے دور جا چکے ہوں گے اور آپ جانتے ہیں کہ حران نمرود کی سلطنت میں شامل نہیں ہے۔ ایسی صورت میں نمرود ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا، میرا تو مشورہ ہے کہ ہم آنے والی رات کو ہی حران کی طرف ہجرت کر جائیں۔''

حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا۔

''اے میرے بھائی! میں حران کی طرف ہجرت نہیں کر سکتا جب تک کہ میرے رب کی

طوفانِ نوح کے بعد آباد ہونے والا یہ پہلا شہر تھا۔ طوفانِ نوح میں چونکہ اسّی (80) انسان زندہ بچے تھے لہٰذا اس کا پہلا نام سوق الثمانین (اسّی آدمیوں کا بازار) تھا۔ بعد میں یہ حران کے نام سے موسوم ہو گیا۔

طرف سے مجھے کرنے کا حکم نہ ملے۔ میں نمرود کی طرف سے فکر مند نہیں ہوں کیونکہ میں نے اس کے سامنے حق بات کی ہے اور یہی میرے رب کا حکم ہے، میرے ذمے یہی تو ہے کہ میں اپنے رب کا حکم اور پیغام اس کے بندوں تک پہنچا دوں، چاہے کسی کو برا لگے یا اچھا۔ میرا کام صرف پہنچانا ہے۔ اس کے آگے کے حالات میرے اللہ کی گرفت میں ہیں۔''

سارہ نے کچھ کہنا چاہا پر اس نے دیکھا اس کا عم اور حضرت ابراہیمؑ کا باپ آذر نمرود کے قصر سے دوڑتا ہوا ان کی طرف آ رہا تھا لہٰذا وہ خاموش ہوگئی۔

آذر نے قریب آ کر بدحواسی اور پریشانی میں حضرت ابراہیمؑ سے کہا۔

''اے بیٹے! تو یہاں سے بھاگ جا، جلدی کر۔ اپنی بیوی سارہ کو بھی ساتھ لے اور کسی طرف کو نکل جا، کہیں روپوش ہو جا۔ دیکھ! نمرود نے ہیزن کو حکم دیا ہے کہ تجھے قتل کر دے۔ ابھی ہیزن آئے گا، تیرا سر قلم کر کے نمرود کے پاس لے جائے گا۔''

حضرت ابراہیمؑ نے کہا۔

''اے میرے باپ! میری زندگی اور موت میرے رب کے ہاتھ میں ہے۔ میں یہاں سے بھاگوں گا نہیں، نمرود کے مقابلے میں میرا اللہ میری حفاظت اور میری اعانت فرماتا ہے۔ وہ علیم ہے اور ہر خفیہ و ظاہر کو جاننے والا ہے۔''

اتنے میں قصر کے اندر سے جلاد ہیزن باہر نکلتا دکھائی دیا۔ اس کو دیکھتے ہی سب کے رنگ فق ہو گئے۔ سارہ کی حالت حضرت ابراہیمؑ کی وجہ سے انتہائی بدحال اور شکستہ تھی۔

آذر نے انتہائی ملول اور رنجیدہ آواز میں کہا۔

''اے فرزند! دیکھ وہی ہو رہا ہے جس کا مجھے کھٹکا تھا۔ ادھر دیکھ، نمرود کا جلاد ہیزن، قتل کرنے کے لیے تیری طرف آ رہا ہے۔ اب تم اس کی تلوار سے بچ کر کیسے جا سکو گے؟ کاش تو نے میری بات مان لی ہوتی اور سارہ کو لے کر اب تک تو یہاں سے بھاگ گیا ہوتا۔ اب تو ان حالات کا سامنا کر جو تیرے سامنے آ رہے ہیں، میں تیری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ تیری وجہ سے اب نمرود کے قصر میں میرے لیے کوئی جگہ نہیں رہی۔ اس نے بڑی حقارت سے تیری وجہ سے ہاں صرف تیری وجہ سے مجھے اپنے دربار سے علیحدہ کر دیا ہے۔ اب میری کوئی عزت نہیں کوئی وقار نہیں۔ کاش! میں مر ہی گیا ہوتا، میں تجھ پر ایمان بھی نہیں لا سکتا کہ تیری باتیں میرے ضمیر کی ضد ہیں۔ نمرود میرے ساتھ راضی رہے یا ناراض میں ان بتوں کی

عبادت ترک نہیں کر سکتا جنہیں میرے آباؤ اجداد پوجتے رہے ہیں تو مجھے کیسی بھی ترغیب کر پر میں اپنے بتوں کو چھوڑ کر تیرے خدائے واحد پر ایمان لانے والا نہیں ہوں۔''

جلاد ہیزن چونکہ قریب آ گیا تھا لہٰذا آذر خاموش ہو گیا۔ پھر ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا، سارہ کی حالت اس موقع پر قابل رحم تھی۔ وہ کبھی اپنے شوہر ابراہیمؑ کی طرف کبھی بے بسی سے اپنے چچا آذر کی طرف اور کبھی قریب آتے ہیزن کی طرف دیکھ رہی تھی، پر جلد ہی آذر، سارہ ناحور، ملکا اور لوطؑ دنگ رہ گئے۔ ہیزن نے قریب آ کر جونہی اپنی تلوار سیدھی کی حضرت ابراہیمؑ پر حملہ آور ہو کر ہیزن پورے کا پورا زمین میں دھنس گیا[1] اور اس کی تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔

ماحول پر ایک سناٹا چھا گیا تھا۔

نمرود کے کچھ کارندے بھی یہ منظر دیکھ رہے تھے، لہٰذا نمرود بھی اپنے پجاریوں کے ساتھ قصر سے باہر نکل آیا۔ ان سب نے بھی ہیزن کے جسم کا آخری حصہ بھی زمین میں دھنستے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

اس موقع پر نمرود کے دل پر ایک خوف اور لرزہ طاری ہو گیا۔ یہ ہولناک منظر دیکھ کر اس کی گردن جھک گئی۔

قریب ہی کھڑے ایک پجاری نے نمرود کو اس کیفیت سے نکالنے کے لیے فوراً کہا۔

''اے بادشاہ اب اس امر میں کوئی ابہام اور گنجلک نہیں ہے کہ ابراہیمؑ وہی ہے جس کے متعلق کاہنوں اور نجومیوں نے پیش گوئی کی تھی۔ اے بادشاہ! اب بھی اگر آپ نے اس کا کوئی انتظام نہ کیا تو پھر آپ کی سلطنت ہی نہیں بلکہ آپ بھی رونما ہونے والے بدترین حالات کا مقابلہ کرنے کو تیار ہو جائیں۔

پجاری کی اس گفتگو پر نمرود چونکا اور پوچھا۔ ''تمہارے خیال میں اب ہمیں ابراہیمؑ کے لیے کیا کرنا چاہیے جبکہ تم دیکھتے ہو کہ ہم اسے قتل نہیں کر سکتے۔ ہیزن جو اس کام کے لیے مقرر تھا، زمین میں دھنس گیا ہے۔ اب اور کیا طریقہ اس شخص کو ٹھکانے لگا سکتا ہے، میں تو اب اس سے خوف زدہ ہو گیا ہوں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اس پر قابو نہ پا سکیں، اس دوران

1۔ ابن خلدون نے اپنی تاریخ کی جلد اول اور دوم میں ہیزن کے زمین میں بقضائے الٰہی دھنس جانے کا ذکر کیا ہے۔

حالات ہماری دسترس سے باہر ہو جائیں اور پھر کوئی بھی ہمیں ہماری بربادی سے محفوظ نہ رکھ سکے۔ اے پجاری کہو اب ہمیں ابراہیمؑ کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے۔"

پجاری نے جھٹ کہا۔ "ایک بہت بڑی آگ روشن کی جائے اور منجنیق کے ذریعے ابراہیمؑ کو اس کے اندر پھینک دیا جائے اور آگ اس قدر ہو کہ کئی روز تک پہلے جلتی رہے تاکہ ابراہیمؑ اپنی فوق البشریت اور خرق عادت قوتوں کی وجہ سے اس آگ سے باہر نہ نکل سکے۔ تھوڑی ہوئی تو آگ سے ابراہیمؑ نکل کر اپنی جان بھی بچا سکتا ہے اور اس صورت میں یہ ہمارے لیے اور زیادہ بھی خطرناک ثابت ہوگا۔

پجاری کی تجویز نمرود کو پسند آئی لہٰذا اس نے اسی وقت بآواز بلند اعلان کر دیا کہ "آج کے بعد ابراہیمؑ پر کڑی نگاہ رکھی جائے تاکہ وہ یہاں سے بھاگ کر کہیں اور نہ جا سکے۔ عنقریب ہم اس کے لیے بہت بڑی آگ روشن کریں گے اور اسے اس آگ میں ڈال دیا جائے گا۔"

یہ اعلان کرنے کے بعد نمرود اپنے پجاریوں اور مشیروں کے ساتھ قصر کے اندر چلا گیا۔ حضرت ابراہیمؑ، آذر، سارہ، لوط، ناحور اور ملکا بھی وہاں سے اپنے گھر کی طرف چل دیئے، ہاں نمرود کے کچھ مسلح کارندے بھی ابراہیمؑ پر نگاہ رکھنے کے لیے ان کے ساتھ ہو لیے تھے۔

○

سورج دن سے اپنے سارے رشتہ ہائے اتحاد و یگانگت اور اپنی ساری روشنی کے مفاہیم اور مطالب کو سمیٹتا ہوا غروب ہونے کو جھک رہا تھا۔

یوناف گھریلو ضروریات کی اشیاء ممفس شہر سے خرید کر دریائے نیل کے کنارے اپنے محل کی طرف جا رہا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا، اس کے ساتھ ہی یوناف کو لگا کہ جیسے اس کے گلے میں کوئی چیز ڈال دی گئی ہو۔ پہلے تو وہ اسے اپنا وہم سمجھا پر جب اس نے اپنا جائزہ لیا تو اس کے گلے میں واقعی کوئی چیز موجود تھی۔ اس نے ہاتھوں میں پکڑا سامان زمین پر رکھ دیا، پھر اس نے دیکھا کہ اس کے گلے میں چمڑے کا ایک ٹکڑا تھا جس میں ایک مضبوط دھاگہ پرو کر اس کے گلے میں ڈال دیا گیا تھا، چمڑے کا اوپر کا حصہ بالکل صاف اور کورا تھا لیکن چمڑے کے ٹکڑے کو الٹ کر دیکھا تو دوسری طرف ایک تحریر تھی جو

بڑی واضح اور نمایاں تھی۔ یہ تجویز کسی نوکدار چیز کو آگ میں گرم کر کے لکھی گئی تھی کیونکہ الفاظ چمڑے میں کھد سے گئے تھے۔

یوناف نے وہ تحریر پڑھ لی۔ اسی لحہ ابلیکا کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

"یوناف۔ یوناف میرے حبیب! یہ تمہارے گلے میں چمڑے پر لکھی ہوئی جو تحریر میں نے ڈالی ہے تم نے اسے پڑھا۔"

یوناف نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہاں۔ میں نے اس تحریر کو پڑھ لیا ہے لیکن یہ سب کیا ہے۔ کیا تم کوئی نیا چکر تو نہیں چلانے لگی ہو۔ یہ میرے گلے میں تم نے کیسی تحریریں ڈالنا شروع کر دی ہیں۔"

ابلیکا نے کہا۔

"سنو یوناف! تمہیں یاد ہے ایک مرتبہ اُر شہر میں ننار دیوتا کے معبد میں یافان نے تم پر عمل کر کے تمہارے ذہن کی ہر یاد کو منجمد کر دیا تھا اور تم اپنے ہر عمل کا استعمال بھول گئے تھے کہ یافان نے تمہاری یادداشتیں مفلوج کر دی تھیں۔"

یوناف نے احتجاج کرنے کے انداز میں کہا۔

"یہ یافان کے ذکر کا کونسا موقع ہے۔ ابھی تو میں بازار سے سودا سلف لے کر گھر جا رہا ہوں۔ تپاں بے چینی سے میرا انتظار کر رہی ہوگی۔

ابلیکا نے کہا۔

"اس کام کا یہی موقع ہے۔ سنو یوناف! یافان اگر کبھی پھر تمہارے ذہن کو مفلوج کر دے تو یہ تحریر جو میں نے تمہارے گلے میں ڈالی ہے اس کے پڑھنے سے تمہاری یادداشت لوٹ آئے گی اور تم اپنے علم و عمل کو کام میں لا سکو گے۔"

یوناف نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"کیا ایسا کوئی امکان ہے کہ یافان پھر مجھ پر غلبہ پا سکے جبکہ ملیتا کی روح بھی اب اس کے پاس نہیں ہے، اگر تم میری سلامتی کی خاطر احتیاطاً یہ قدم اٹھا رہی ہو تو ٹھیک ہے میں اس تحریر کو گلے میں ڈالے رکھوں گا۔"

"یوناف! یوناف! میں یہ تحریر تمہارے گلے میں احتیاط کے طور پر بھی ڈال رہی ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں تم پر یہ انکشاف بھی کر دوں کہ [illegible]

نبیطہ اب موہنجوداڑو میں نہیں بلکہ اسی شہر میں ہیں، وہ تمہارے محل کی پشت پر جو مکانوں کی قطار ہے اس میں دائیں طرف جو پہلا مکان ہے وہ چاروں اس مکان میں رہ رہے ہیں۔ سنو یوناف! انہوں نے ضرور کوئی نیا علم یا زوردار افسونی عمل حاصل کرلیا ہے جس کی بناء پر وہ تمہارا تعاقب کرتے ہوئے اس طرف آئے ہیں ورنہ اس سے پہلے وہ کبھی تمہارے تعاقب میں نہ نکلے تھے۔

یوناف نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا! میں تمہارا ممنون ہوں کہ تم نے میرے گلے میں احتیاطاً یہ تحریر ڈال دی اور ان چاروں شیطانوں کی آمد سے مجھے آگاہ کیا، میں بہر حال محتاط رہوں گا۔ میری غیر موجودگی میں تم بھی تپاس اور وسارتھ پر نگاہ رکھنا۔''

ذرا رک کر یوناف نے پوچھا۔

''ابلیکا! ابلیکا! کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم عارب، یافان، بیوسا اور نبیطہ پر حملہ کرنے میں پہل کر دیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم انتظار میں رہیں اور وہ کوئی اچانک حملہ کر کے اپنا مدعا نکال لیں۔''

ابلیکا نے کہا۔

''نہیں، نہیں۔ ہمیں حملہ کرنے میں پہل نہیں کرنی چاہیے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ تمہارے تعاقب کے بجائے کسی اور کام سے ادھر آئے ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہیں خبر ہی نہ ہو کہ تم، تپاس اور وسارتھ کے ساتھ ان دنوں ممفس کے اس محل میں رہ رہے ہو۔''

یوناف نے کہا۔

''ٹھیک ہے، میں تم سے اتفاق کرتا ہوں۔ ہم ان پر نگاہ رکھ کر مناسب وقت کا انتظار کریں گے۔''

اس کے بعد یوناف نے اپنا سامان اٹھایا اور ابلیکا سے باتیں کرتا ہوا اپنے محل کی طرف چل پڑا۔

OOO

شمالی ایران کی قوم ماد کے بادشاہ فریدوں کا پوتا اور فریدوں کے فرزند ایرج کا بیٹا منوچہر اب بڑا ہوگیا تھا۔ فریدوں نے اسے اپنا ولی عہد مقرر کر دیا تھا اور بہترین اور لائق اتالیق کی زیر نگرانی اس کی پرورش ہوئی تھی۔

ایک روز مناسب موقع جان کر فریدوں نے منوچہر سے کہا۔

''اے میرے لخت جگر! آج میں تم سے وہ بات کہنا چاہتا ہوں جو میرے دل کا مدعا اور میرے ضمیر کی آواز ہے۔ دیکھ! تو جانتا ہے کہ تیرے باپ اور میرے ہر دلعزیز بیٹے ایرج کو تیرے تایا سلم اور تور نے اس وقت قتل کر دیا تھا، جب ان سے صلح اور باہمی اتفاق کی گفتگو کرنے وہ آذربائیجان کی طرف گیا تھا۔ اے فرزند! میں چاہتا ہوں کہ تو سلم اور تور سے ایرج کا انتقام لے اور جس طرح ان دونوں نے ایرج کو قتل کیا اور جس بے رحمی سے اس کا سر کاٹ کر میری طرف روانہ کر دیا تھا، اسی طرح میں چاہتا ہوں تو ان کے خلاف حرکت میں آئے اور ان دونوں کے سر کاٹ کر مجھے روانہ کردے۔ اس طرح پاداش اور مکافات کا عمل پورا ہوگا اور میرے لیے سکون کا باعث ہوگا۔''

فریدوں کی بات پر منوچہر گردن جھکا کر کچھ سوچنے لگا، اس پر فریدوں نے اسے پھر مخاطب کر کے کہا۔

''اے فرزند! اگر تو اس کام کے لیے متردد ہے تو کوئی بات نہیں، میں یہ کام خود کر گزروں گا۔ یہ کام بہر حال کسی نہ کسی طور انجام کو پہنچنا ہے اور اگر تم اس کے لیے تیار نہیں

ہوتو اس کی تکمیل کے لیے میں یقیناً اور کوئی انتظام کروں گا۔‘‘

اس پر منوچہر نے اپنی گردن سیدھی کی۔ فریدوں کی طرف دیکھا اور کہا۔

’’اے دادا! میں اس معاملے میں متردد کیوں ہوں گا۔ میں تو آپ کے ہر حکم کا اتباع کروں گا، میرے تایا سلم اور تور میرے باپ ایرج کے قاتل ہیں۔ لہٰذا ان سے انتقام لینا میرا فرض ہے، میں تو یہ سوچنے لگا تھا کہ وہ وقت کیسا خوش بخت ہوگا، جب میں اپنے تایا سلم اور تور دونوں کے سر کاٹ کر آپ کے سامنے پیش کروں گا، آپ جب بھی حکم دیں گے میں اپنے لشکر کے ساتھ سلم اور تور کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔‘‘

فریدوں نے منوچہر کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔

’’اے فرزند! میں تیرے منہ سے یہی سننے کو بے چین تھا۔ اب مجھے یقین ہے کہ سلم اور تور اپنے پاداش عمل سے بچ نہ سکیں گے۔ دیکھ فرزند! میں نے تیرے لیے ایک جرار لشکر خوب تربیت یافتہ تیار کر رکھا ہے اور کاوہ کا بیٹا قارن تیرے ایک سپہ سالار کی حیثیت سے کام کرے گا۔ وہ اپنے باپ کی طرح جانباز اور مخلص ہے اور کاوہ کو مجھ سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ ضحاک کے خلاف اس نے میرا ساتھ انتہائی خلوص سے دیا اور کاوہ ہی کی وجہ سے میں ضحاک سے قوم ماد کا یہ تخت واپس لینے میں کامیاب ہوا۔ قارن تیرے لیے ایک بہترین اور سود مند معاون ثابت ہوگا، اب تو مجھے بتا کہ کب یہاں سے کوچ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔‘‘

منوچہر نے کہا۔

’’اے دادا! میں تو آج ہی سلم اور تور کی طرف کوچ کرنے کو تیار ہوں۔‘‘

فریدوں نے کہا۔

’’نہیں یہ روانگی ایک ہفتہ بعد ہوگی۔‘‘

پھر فریدوں اور منوچہر دونوں لشکر کے کوچ کی تیاریوں میں لگ گئے۔

ایک ہفتہ بعد منوچہر نے اپنے لشکر کے ساتھ سلم اور تور کی طرف کوچ کیا۔ کاوہ لوہار کا بیٹا قارن بھی اس کے نائب کی حیثیت سے اس کے ساتھ تھا۔

دوسری طرف سلم اور تور کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ ان کا بھتیجا منوچہر ایک جرار لشکر کے ساتھ اپنے باپ ایرج کا انتقام لینے ان کی طرف آ رہا ہے، لہٰذا منوچہر کی سرکوبی کے لیے سلم اور

تور اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ نکلے اور آذر بائیجان آ کر قیام کیا اور منوچہر کا انتظار کرنے لگے۔ منوچہر اور قارن نے آذر بائیجان پہنچتے ہی سلم اور تور کے لشکروں پر حملہ کر دیا۔

منوچہر اور قارن نے بہترین جنگی مہارت کا ثبوت دیا۔ انہوں نے آذر بائیجان سے تھوڑی ہی دور پڑاؤ کر کے اپنے لشکریوں، گھوڑوں اور دیگر جانوروں کو تازہ دم کر لیا اور پھر سلم اور تور کے پاس پہنچتے ہی ان پر حملہ کر دیا، سلم اور تور کے لیے ایک طرح سے یہ حملہ اچانک ہی ثابت ہوا کیونکہ وہ دونوں امید لگائے بیٹھے تھے کہ منوچہر یہاں پہنچ کر کم از کم ان سے مصالحت کی گفتگو ضرور کرے گا یا یہ نہیں تو اپنے لشکر کا پڑاؤ کر کے اسے آرام مہیا کرے گا لیکن منوچہر نے ایسا نہیں کیا اور آتے ہی ان پر زور دار حملہ کر دیا۔ آذر بائیجان کی وسیع و عریض وادیوں کے اندر گھمسان کا رن پڑا۔ دونوں طرف سے پہلے تیروں کی بوچھاڑ ہوئی۔ ایسا لگتا تھا فضا میں تیروں کی وجہ سے تاریکی[1] چھا گئی ہو۔ اس کے بعد تلوار، نیزے اور گرز ایک دوسرے پر برسنے لگے، کافی دیر تک یہ ہولناک جنگ جاری رہی اور آخر سلم اور تور کے لشکر منتشر ہو گئے اور انہیں شکست ہوئی۔

اس جنگ میں سلم اور تور کو زندہ گرفتار[2] کر لیا گیا۔ پھر میدان کے اندر منوچہر کے لیے خیمہ نصب کیا گیا۔ اس کے بعد منوچہر قارن بیٹھ گئے، سلم اور تور کو ان کے سامنے پیش کیا گیا۔ جب وہ دونوں منوچہر اور قارن کے سامنے آ کھڑے ہوئے اس حالت میں ان دونوں کے ہاتھ ان کی پیٹھ پر رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔

چند ثانیوں تک منوچہر اپنے تایا سلم اور تور کی طرف غور سے دیکھتا رہا، پھر اس نے انہیں مخاطب کر کے پوچھا۔

’’تم دونوں نے جب اپنے بھائی اور میرے باپ ایرج کو قتل کیا تو تم دونوں کو یہ خیال بھی نہ گزرا کہ وہ تمہارا چھوٹا بھائی ہے اور یہ کہ وہ تم دونوں کے پاس اگبا تانہ سے یہاں آذر بائیجان میں صلح اور امن کی گفتگو کرنے کے لیے آیا تھا، وہ تم دونوں کے لیے ان گنت تحائف بھی لایا تھا، پھر کیوں تم دونوں نے اسے قتل کر دیا۔ تم دونوں اس سے کچھ مطالبات کر کے اس معاملے کو سلجھا بھی تو سکتے تھے۔‘‘

1۔ پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی نے تیروں کی یہ کیفیت اسی طرح بیان کی ہے۔

2۔ تاریخ ایران میں ان دونوں کی گرفتاری اور پھر برے انجام کے احوال شرح و بسط سے دیے گئے ہیں۔

منوچہر اپنے دونوں تایوں کی طرف سے کوئی جواب سننے کی خاطر خاموش رہا لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

منوچہر پھر بولا۔

''گو میرے دادا اور تم دونوں کے باپ افریدوں کا یہ حکم تھا کہ میں تم دونوں پر قابو پانے کے بعد فوراً تمہیں قتل کر دوں اور تم دونوں کے سر کاٹ کر اس کی طرف بھیج دوں لیکن میں نے قرابت داری کا خیال کرتے ہوئے تم پر احسان کیا کہ تم دونوں کو اپنی صفائی کا موقع دیا لیکن تم دونوں تو یوں خاموش ہو جیسے منہ میں زبان نہیں رکھتے۔ تمہاری خاموشی سے صاف ظاہر ہے کہ تم دونوں قاتل ہو اور اپنی صفائی میں کہنے کے لیے تمہارے پاس کچھ نہیں۔ لہٰذا تمہارے باپ افریدوں نے جو مجھے تمہارے متعلق حکم دیا تھا میں اس پر عمل کروں گا اور تم دونوں کے سر کاٹ کر تیز رفتار قاصدوں کے ہاتھ اپنے دادا افریدوں کے پاس بھیج دوں گا۔''

اس بار تور نے بولتے ہوئے کہا۔

''اے منوچہر! تو بے شک ہمارے سر کاٹ کر ہمارے باپ افریدوں کے پاس بھیج لیکن کیا تو سمجھتا ہے کہ اس طرح یہ سارا قضیہ حل ہو جائے گا ہرگز نہیں دیکھ! میرا ایک بیٹا ہے تجھ سے زیادہ حسین، تم سے کہیں زیادہ طاقتور، جوانمرد اور جنگجو۔ وہ میرے ساتھ اس جنگ میں شریک ہونا چاہتا تھا مگر میں نے اسے روک دیا، اسے جب تیرے ہاتھوں میرے قتل کی خبر ہو گی تو وہ جنگی تیاریاں شروع کر دے گا اور پھر مناسب موقع دیکھ کر تم پر ضرور ضرب لگائے گا اور جس طرح اس وقت ہم دونوں تیرے سامنے اس بے بسی اور کسمپرسی کی حالت میں کھڑے ہیں اے منوچہر! ایک روز ایسا ضرور آئے گا کہ اسی حالت میں تو میرے بیٹے افراسیاب[1] کے سامنے کھڑا ہوگا۔''

منوچہر نے اس بار غصے اور خفگی کی حالت میں کہا۔

''تم مجھے اپنے بیٹے افراسیاب سے ڈرانا چاہتے ہو۔ اگر وہ ایسا ہی تھا تو تم اسے اپنے ساتھ لے آئے ہوتے۔ میں ایسی دھمکیوں سے مرعوب ہونے والا نہیں ہوں، میں تم دونوں سے اپنے مقتول باپ ایرج کا انتقام ضرور لوں گا۔ میرے سامنے تم دونوں مجرم ثابت ہو

---

[1] افراسیاب نے بعد کے دور میں منوچہر پر حملہ کیا اور اسے بری طرح شکستیں دیں، اس کے حالات آئندہ صفحات میں آئیں گے۔

چکے ہو لہٰذا میں تم سے وہی سلوک کروں گا جس کا میرے دادا نے حکم دیا تھا۔''

پھر منوچہر نے اپنے قریب بیٹھے قارن کی طرف دیکھا اور کہا۔

''اے قارن! ذرا ان دونوں کے خلاف حرکت میں آؤ تا کہ ان کے سر میں اپنے دادا کی طرف بھجوا سکوں۔''

قارن اپنی جگہ سے زخمی سانپ کی طرح اٹھا، ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے اپنی تلوار نکالی اور باری باری سلم اور تور کی گردنیں اڑا دیں۔

منوچہر نے تیز رفتار قاصدوں کے ہاتھ سلم اور تور[1] کے سر افریدوں کی طرف روانہ کر دیئے خود اس نے اپنے لشکر کے ساتھ چند روز وہاں قیام کیا اور اس سامان کو سمیٹتا رہا جو سلم اور تور کے شکست خوردہ عسا کر چھوڑ بھاگے تھے۔ اس کے بعد وہ بھی اگبا تانہ کی طرف کوچ کر گیا۔

○

عزازیل، اس کے ساتھی یافان، عارب، بیوسا اور نبیطہ اس مکان کے ایک کمرے میں بیٹھے تھے جو انہوں نے یوناف کے محل سے ذرا فاصلے پر اپنی رہائش کے لیے رکھا تھا۔ عزازیل نے سب کو مخاطب کر کے کہا۔ ''اب وقت آ گیا ہے کہ ہم یوناف اور ابلیکا پر ضرب لگائیں۔ سنو! یوناف ابھی ابھی اپنے گھر کی ضروریات کا سامان خریدنے بازار گیا ہے لہٰذا ہم محل کا رخ کرتے ہیں۔ یوناف کی غیر موجودگی میں ابلیکا، تیاس اور وسارتھ کی حفاظت کرتی ہے۔ میں ابلیکا کو اپنے ساتھ الجھا لوں گا۔ اس دوران یافان اپنی نیلی دھند کی قوتوں کو حرکت میں لائے اور ان کے ذریعے تیاس اور وسارتھ کو قتل کرا دے۔ اس کے بعد ہم یہاں سے واپس اپنے کمرے میں آ جائیں گے۔ میں بھی ابلیکا کو چکمہ دے کر یہاں آ جاؤں گا جب ابلیکا مجھ سے فارغ ہو کر دیکھے گی کہ تیاس اور وسارتھ کو قتل کر دیا گیا ہے وہ جان لے گی کہ یہ ہمارا کام ہے لہٰذا ہم سے نمٹنے کے لیے وہ فوراً یوناف کو لے کر یہاں آئے گی۔''

---

[1] تاریخ ایران: جلد 1، ص 45

''اور سنو عزیزو! ان دونوں کے آنے تک میں ان کے لیے اپنا جال پھیلا دوں گا۔ ہم سب پہلے کمرے کو چھوڑ کر دوسرے کمرے میں بیٹھ جائیں گے۔ یوناف! ابلیکا کے ساتھ جب ہمارے پہلے کمرے میں داخل ہوگا تو وہاں میں نے ایسا عمل کر رکھا ہوگا کہ ابلیکا فوراً اس سے علیحدہ ہو جائے گی، اسے مجبوراً علیحدہ ہونا پڑے گا۔ اس موقع پر وہ بھاگنے کی کوشش کرے گی لیکن وہ ایسا بھی نہ کر سکے گی کیونکہ اس وقت میں اپنے عمل سے ایک ایسا عمل جوڑ دوں گا کہ ابلیکا اس کمرے تک محصور ہو جائے گی، دوسری طرف یوناف پہلے کمرے سے نکلنے کے بعد جب دوسرے کمرے میں جس میں ہم سب بیٹھے ہوں گے داخل ہوگا تو اس پر میں اپنا تیسرا عمل کروں گا۔ جس کی بناء پر اس کی ساری یادداشتیں جاتی رہیں گی، اب اسے اسی کمرۂ میں رہنا ہوگا۔ واپس بھی نہ جا سکے گا کیونکہ جس کمرے سے وہ گزر کر آئے گا وہاں ابلیکا محصور ہوگی اور میرے عمل کی وجہ سے اس کمرے سے گزر کر واپس جانا اس کے لیے ممکن نہ ہوگا، ایسی صورت میں تم لوگ اسے اپنے کمرے میں گھسیٹ لینا اور اس سے اپنا انتقام لینا۔

''اس دوران میں ابلیکا پر اپنے ایک اور عمل کی ابتدا کروں گا اور اسے میں ایک مشعل کے شعلے میں محصور کر دوں گا، پھر رات کے وقت ہم سقارہ کے میدانوں کی طرف روانہ ہو جائیں گے، پہلے زوسر کے حرم کی طرف جائیں گے اور وہاں یوناف کو قید کر دیں گے، پھر سنیفرو کے اہرام کا رخ کریں گے اور اس میں ابلیکا کو محصور کر دیں گے، اس طرح نہ رہے گا یوناف نہ ابلیکا اور تم سب کو آزادی و بے فکری کے ساتھ بدی پھیلانے کے مواقع مل جائیں گے۔''

اب بتاؤ میرے عزیزو! کیسی ہیں میری سوچیں اور کیسے پختہ ہیں میرے منصوبے۔ اب اٹھو چلیں کہ اپنے کام کی ابتدا کریں۔ میں محل میں داخل ہوں گا تم لوگ پشت پر کھڑے رہنا، میں ابلیکا کو اپنے پیچھے لگا کر دریائے نیل کی طرف بھاگوں گا، جب تم دیکھو کہ میں دریائے نیل کے پانی کے اوپر بھاگ رہا ہوں تو سمجھ جانا کہ ابلیکا میرے پیچھے ہے لہٰذا اسی وقت یافان اپنی نیلی دھند کی قوتوں کو محل میں داخل کر کے تیاس اور وسارتھ کا خاتمہ کرا دے ایسا کر کے تم فوراً لوٹ آنا، میں بھی ابلیکا سے جان چھڑا کر تمہاری طرف آ جاؤں گا۔ ابلیکا زیادہ دور تک میرا تعاقب نہ کرے گی کیونکہ اسے تیاس اور وسارتھ کی سلامتی کی بھی فکر ہو

گی۔''

پھر عزازیل کے کہنے پر وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ عزازیل ذرا فاصلہ رکھ کر ان کے آگے آگے رہا، پھر وہ محل کے اندر داخل ہو گیا۔ عارب، بیوسا، عنبیطہ اور یافان اپنی نیلی دھند کے ساتھ محل کے پچھواڑے کھڑے رہے۔

تھوڑی دیر بعد جب انہوں نے دیکھا کہ عزازیل محل سے نکل کر بڑی تیزی سے دریائے نیل پر بھاگا تو یافان نے فوراً اپنی نیلی دھند کو اندر داخل ہو کر تیاس اور وسارتھ کا خاتمہ کرنے کا اشارہ کیا۔ نیلی دھند تیز سیلاب کی طرح محل کے اندر داخل ہوئی اور تھوڑی ہی دیر بعد لوٹ آئی اور یافان کو تیاس اور وسارتھ کے مارے جانے کی اطلاع دی۔ اس کے ساتھ ہی یافان، عارب، بیوسا اور عنبیطہ بڑی تیزی سے اپنے مکان کی طرف لوٹ گئے۔

○

نمرود کے کہنے پر اس کی سلطنت کے سب لوگوں نے کیا مرد کیا عورتیں، لکڑیاں جمع کرنا شروع کر دیں حتیٰ کہ ایک پہاڑ کے برابر لکڑیوں کا ڈھیر لگ گیا، پجاریوں نے چونکہ نمرود کو یقین دلایا تھا کہ جس سے اس کی سلطنت اور بتوں کو خطرہ ہو سکتا ہے وہ حضرت ابراہیمؑ ہی ہیں لہٰذا ان کو آگ میں ڈالنے کے لیے ان لکڑیوں کو آگ لگا دی گئی اور پھر اس آگ[1] میں ابراہیمؑ کو پھینکنے کے انتظامات کیے جانے لگے۔

نمرود کے حکم پر حضرت ابراہیمؑ کو اس جگہ لایا گیا جہاں مناسب فاصلے پر منجنیق گاڑی گئی تھی۔ اس موقع پر آپ کو برہنہ کر دیا گیا[2] اور آپ کے دونوں ہاتھ پشت[3] پر رسیوں سے

[1]۔ بمطابق لغات ہیرلڈ اور اسلامی انسائیکلو پیڈیا یہ آگ تین میل کے احاطے میں تھی اور اس کی گرمی کے باعث کوئی بھی ذی حیات 12 میل کی حدود میں قریب نہ آ سکتا تھا۔

[2]۔ آگ میں پھینکنے کے لیے جب آپ کو برہنہ کیا گیا تو اسی وقت جبرائیل امینؑ جنت میں سے ایک قمیض لائے اور حضرت ابراہیمؑ کو پہنا دی۔ یہ قمیض آپ کے پاس محفوظ رہی، آپ کے بعد یہ اسحاقؑ کے پاس رہی۔ ان کی وفات کے بعد حضرت یعقوبؑ کو ملی۔ آپؑ نے اسے متبرک شے کی طرح ایک نلکی میں باندھ کر حضرت یوسفؑ کے گلے میں بطور تعویذ ڈال دیا تاکہ نظر بد نہ لگے، جب حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے آپ کا کرتہ اتار کر آپ کو کنوئیں میں ڈال دیا تو جبرائیلؑ نے ''کنوئیں میں سے آپ کو نکال کر یہ کرتا آپ کو دیا پھر یہ آپ کے پاس محفوظ رہا، جب آپ کے بھائی مصر میں آپ سے ملے تو یہی کرتا آپ نے حضرت یعقوبؑ کی طرف روانہ کیا اور اس کی برکت سے ان کی بینائی لوٹ آئی۔ مفصل حالات آئندہ صفحات میں آئیں گے۔

[3]۔ اسلامی انسائیکلو پیڈیا

باندھ دیئے گئے۔ اس موقع پر حضرت ابراہیمؑ نے آسمان کی طرف دیکھا اور خداوند کریم کے حضور عرض کی۔

''اے خدا[1]! تو اکیلا ہے، آسمان میں اور تو اکیلا ہے زمین میں۔ کافی ہے مجھ کو اللہ اور وہ بہت ہی اچھا وکیل ہے۔''

اس وقت فرشتوں نے خداوند کے حضور عرض کی۔

''اگر آج ابراہیمؑ جلا دیئے گئے تو کوئی شخص دنیا میں تیرا نام لینے والا نہ ہوگا۔ اگر تیری اجازت ہو تو ہم ابراہیمؑ کی مدد کریں۔''

مولا کریم نے فرمایا۔

''اگر وہ تم میں سے کسی کی مدد چاہے تو اجازت ہے، اس کی مدد کرو اور اگر اس نے میرے سوا کسی کو نہ پکارا تو میں اس کی مدد کو موجود ہوں۔''

فرشتے ابراہیمؑ کے پاس آئے اور پوچھا۔

''اما علیک حاجۃ: کیا تم کو کچھ ضرورت ہے؟''

ابراہیمؑ نے جواب میں کہا۔

''اما علیک، فلا: ہاں ہے مگر تم سے نہیں۔''

اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے اپنے رب کے حضور اوپر لکھی ہوئی دعا کی اور جواب میں مولانا کریم نے فرمایا۔

یا نار کونی برداً و سلماً[2] علیٰ ابراھیم[3]

''اے آگ! ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔''

بہر حال حضرت ابراہیمؑ کو منجنیق میں ڈال کر آگ میں پھینک دیا گیا۔ مولا کریم نے اس رسی کو تو جلا دیا جس سے آپ کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے لیکن آگ حضرت ابراہیمؑ کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی بن گئی۔

آگ ایک عرصہ تک جلتی رہی یہاں تک کہ نمرود کو یقین ہو گیا کہ اس آگ نے حضرت

---

[1]۔ ماخوذ از حدیث نبویؐ

[2]۔ اگر برد کے بعد سلما نہ کہا جاتا تو آگ ابراہیمؑ پر ایسی ٹھنڈی ہو جاتی کہ ''اس کی ٹھنڈ ان کو نقصان پہنچاتی۔''

[3]۔ اگر آپ کو مولا کریم اعلیٰ ابراہیم نہ فرماتے تو دنیا بھر کی آگ ٹھنڈی ہو جاتی اور آج آگ کا نام و نشان نہ ہوتا۔

ابراہیمؑ کا کام تمام کر دیا ہوگا۔ جب آگ کا زور کم ہو گیا اور اس کی تپش میں زور نہ رہا تو ایک روز اتفاقاً اس آگ کے پاس سے گزرتے ہوئے نمرود نے اندر کی طرف دیکھا تو اسے لگا جیسے حضرت ابراہیمؑ آگ کے اندر سلامت بیٹھے ہوں۔ اس نے اسی وقت اپنی قوم کے افراد کو جمع کیا اور کہا۔ ''مجھے شبہ ہو گیا ہے کہ ابراہیم زندہ ہے، لہٰذا تم لوگ میرے لیے ایک ایسا اونچا مکان تعمیر کرو جس سے میں ابراہیم کو اس آگ کے اندر دیکھ سکوں۔''

نمرود کی قوم نے بہت جلد ایک ایسا بلند مقان تعمیر کر لیا۔ نمرود نے اس مکان پر چڑھ کر جب آگ کی طرف دیکھا تو پہلے کی نسبت زیادہ متعجب ہوا۔ اس نے دیکھا اس سے قریب ہی ابراہیمؑ سلامتی کے ساتھ آگ میں بیٹھے تھے اور ان کے قریب ہی ان ہی کی شکل و صورت کا ایک اور شخص بھی بیٹھا تھا۔ نمرود تھوڑی دیر تک خاموشی کے عالم میں یہ حیرت انگیز منظر دیکھتا رہا۔ پھر اس سے صبر نہ ہو سکا اور حضرت ابراہیمؑ کو مخاطب کر کے اس نے چلا کر کہا۔ ''اے ابراہیمؑ! تیرا خدا بہت ہی بڑا ہے۔ اس کی قدرت و منزلت اس درجہ بڑھ گئی ہے کہ میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تجھ میں اور آگ میں حائل ہو گئی ہے۔ کیا تجھ میں اس قدر طاقت ہے کہ اس آگ سے صحیح سلامت نکل آئے۔''

جواب میں حضرت ابراہیمؑ نے کہا۔

''ہاں۔ ممکن ہے جس خدا نے مجھے یہاں صحیح و سالم رکھا ہے اس کی قوت و مدد سے میں باہر بھی آ سکتا ہوں۔''

یہ کہہ کر حضرت ابراہیمؑ اٹھے اور آگ سے باہر آ گئے۔ آپ کے ساتھ جو دوسرا ہم شکل تھا وہ وہاں سے غائب ہو گیا۔

نمرود نے پوچھا۔ ''اے ابراہیمؑ! وہ دوسرا تمہارا ہم شکل کون تھا؟''

حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا۔

''وہ ملک الظل[1] (سایوں کا فرشتہ) تھا۔ اللہ کریم نے اسے میرے پاس اس غرض سے بھیجا تھا کہ مجھ سے باتیں کرے تاکہ تنہائی میں مجھے بوریت نہ ہو۔''

اس واقعہ کے بعد نمرود نے پھر ابراہیمؑ کو بلایا اور کہا۔ ''میں اس چیز کے عوض جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو تمہارے رب کے لیے قربانی کرنا چاہتا ہوں۔''

---

[1]۔ تاریخ ابن خلدون: ص 77

حضرت ابراہیمؑ نے کہا۔

''جب تک تو اس ذات واحد پر ایمان نہ لائے گا، میرا اللہ تیری کسی قربانی کو قبول نہ کرے گا۔''

نمرود نے کہا۔ ''میں یہی ایک امر تو نہیں کر سکتا کہ یہ میری شان کے خلاف ہے۔''

اس کے بعد اس نے چار ہزار گایوں کی قربانی دی اور پھر حضرت ابراہیمؑ کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو ہجرت کا حکم مل گیا اور آپ اپنے باپ قارح، بھائی ناحور اور اس کی بیوی ملکا، اپنی بیوی سارہ اور بھتیجے لوط کے ساتھ حران شہر کی طرف ہجرت کر گئے۔ حران میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد آپ اپنی بیوی سارہ[1] اور بھتیجے لوطؑ کے ساتھ فلسطین کی طرف چلے گئے جبکہ آپ کا باپ آذر[2]، بھائی ناحور[3] اور اس کی بیوی ملکا حران میں ہی مقیم رہے۔

○

ممفس شہر کے بازار میں یوناف نے ابھی سودا خریدنا شروع بھی نہ کیا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا پھر اس کی غمزدہ سی آواز بلند ہوئی۔

''یوناف! یوناف! میرے حبیب! یہ خریداری ترک کر دو۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

۱۔ اسرائیلی روایات کے مطابق سارہ کی شادی حضرت ابراہیمؑ سے ہجرت کے بعد حران شہر میں ہوئی (واللہ اعلم)

۲۔ آذر اپنے بیٹے ناحور کے ساتھ حران ہی میں مقیم رہا، یہیں اس نے 250 برس کی عمر میں وفات پائی۔ (ابن خلدون) ض حضرت ابراہیمؑ برابر آذر کی مغفرت کے لیے دعا کرتے رہے، یہاں تک کہ خداوند کریم کی طرف سے ان پر یہ بات واضح کر دی گئی کہ آذر مشرک اور اللہ کا دشمن ہے لہٰذا کسی نبی کو زیب نہیں دیتا کہ اللہ کے دشمن کے لیے دعائے مغفرت کرے۔ اس کے بعد آپ نے اس کے لیے دعائے مغفرت کرنا بند کر دیا۔ (سورۃ التوبہ)

۳۔ ناحور حران شہر میں مقیم ہو گیا، یہاں اس نے دومہ نام کی ایک عورت سے بھی شادی کر لی۔ اپنی پہلی بیوی ملکا سے اس کے آٹھ بیٹے عوضا، بوزا، قموئیل، کاسدو، حزدا، قلداش، یدلاف اور بتوئیل پیدا ہوئے۔ اسی بتوئیل کی بیٹی رفقہ سے حضرت اسحاقؑ کی شادی ہوئی۔ دوسری بیوی دومہ سے چار بیٹے تابع، جاگم، تاحش اور معکتہ پیدا ہوئے۔

یافان اور عارب اپنا کام کر چکے ہیں، انہوں نے تیاس اور وسارتھ کو ٹھکانے لگا دیا ہے۔ ان دونوں کی لاشیں محل میں پڑی ہیں، پہلے ان کی تکفین کا انتظام کرو۔''

یوناف نے چونک کر اور قدرے سخت آواز میں پوچھا۔

''یہ تم کیا کہہ رہی ہو ابلیکا! تمہاری وہاں موجودگی میں یافان اور عارب نے کیسے تیاس اور وسارتھ کو ختم کر دیا، کیا میں یہ سمجھوں کہ تم ان دونوں کی حفاظت میں ناکام رہی ہو یا تم نے خود ہی اس نیت سے ان کی حفاظت نہیں کی کہ میں پھر ایک آوارہ گرد اور خانہ بدوش کی طرح نگر نگر سکون کی تلاش میں گھومتا رہوں۔ آہ تیاس! وہ تو اب میرے دل کا سکون اور میری روح کی دل جمعی تھی۔ ابلیکا ابلیکا! کاش تم نے اس کی حفاظت کی ہوتی۔ کاش! تم نے ان دونوں کو بھیڑیوں سے بچا لیا ہوتا۔ دو کوے ایک فاختہ کو کہ جس کا کوئی گناہ کوئی جرم نہیں، اس کا کام تمام کر کے چلے گئے اور تم خاموش تماشہ دیکھتی رہیں حالانکہ ان دونوں کے مقابلے میں تم تیاس اور وسارتھ کی حفاظت کے لیے بہترین صلاحیتیں رکھتی ہو پھر بھی کیوں تم نے تیاس کو اپنے سامنے موت کی وادی میں اتر جانے دیا۔''

ابلیکا نے پھر دکھی اور غمگین آواز میں کہا۔

''یوناف! میرے حبیب! تم غلط سمجھ رہے ہو، پہلے میری پوری بات سنو، پھر تم خود ہی سمجھ جاؤ گے میں وہاں کیسی بے بس تھی اور یہ کہ تیاس اور وسارتھ کی موت میں میری کوئی سستی اور غفلت شامل نہیں ہے۔ سنو! تمہارے اس طرف آنے کے تھوڑی ہی دیر بعد محل میں عزازیل داخل ہوا۔ اس کی آمد پر میں چونکی، مجھے یقین تھا کہ وہ یافان اور عارب کی طرف سے آیا ہو گا اور ضرور تیاس اور وسارتھ پر ہاتھ ڈالے گا لہٰذا میں اس پر حملہ آور ہو گئی۔ عزازیل میرے آگے آگے محل سے نکل کر دریائے نیل کے کنارے بھاگا۔ میں اس کے تعاقب میں تھی۔ میں اسے اپنے آگے دریائے نیل کے اس پار کافی دور تک بھگاتی لے گئی۔ پر ہائے حیف! جب میں عزازیل کے تعاقب سے لوٹی تو محل کے اندر تیاس اور وسارتھ کی لاشیں پڑی تھیں۔ میرے خیال میں یہ ان سب کی ہمارے خلاف چال تھی۔ انہوں نے جب دیکھا کہ تم بازار چلے گئے ہو تو عزازیل محل میں داخل ہوا اور مجھے اس نے اپنے ساتھ مصروف کر لیا اور یوں میری غیر موجودگی میں یافان اور عارب نے آ کر تیاس اور وسارتھ کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہو گا لیکن اے یوناف! میرے حبیب! [illegible]

بچ سکیں گے۔''

یوناف نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا! میں تمہارا مدعا سمجھ گیا ہوں یقیناً یہ عارب اور یافان کی پہلے سے ترتیب دی ہوئی سازش ہے اور بار بار میرے ہاتھوں زک اٹھانے کے بعد اس بار وہ عزازیل کو میرے خلاف حرکت میں لائے ہیں، پر ہم دونوں مل کر عزازیل کو بھی ایک کرب میں مبتلا کر دیں گے۔''

ابلیکا نے کہا۔

''یوناف! یوناف! آؤ پہلے تپاس اور وسارتھ کو دفن کر دیں، اس کے بعد ان لوگوں کے خلاف اپنی پوری جارحیت کے ساتھ حرکت میں آئیں۔ عارب اور یافان کی تو جو حالت ہوگی وہ ہوگی ہی لیکن اس بار عزازیل بھی ایک کرب میں مبتلا ہو کر رہے گا۔''

یوناف نے اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہتی ہو ابلیکا! عزازیل، عارب اور یافان بہر حال ہمارے انتقام سے نہ بچ سکیں گے۔ تپاس اور وسارتھ کی مرگ کے بعد ہم انہیں آزادی اور بے فکری سے گھومنے نہ دیں گے، آؤ اب چلیں کہ تپاس اور وسارتھ کو دفن کر کے ان کے تعاقب میں نکلیں۔''

پھر یوناف بڑی تیزی سے محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ جس وقت وہ محل میں داخل ہوا اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا، محل کے اندر تپاس اور وسارتھ کی ہڈیوں کے ڈھانچے دیکھ کر وہ اور زیادہ اداس ہو گیا۔ کچھ دیر تک وہ انتہائی بے بسی اور دکھ کے عالم میں کھڑا ان ڈھانچوں کو دیکھتا رہا، پھر اس نے دکھ سے کہا۔

''آہ! یہ انسان بھی کیسا فانی ہے۔''

پھر وہ باہر آیا اور ان دونوں کے ڈھانچوں کو دفن کرنے کے لیے محل کے وسیع صحن کے ایک کونے میں بڑی تیزی سے گڑھا کھودنے لگا۔

O

ابلیکا سے بچ جانے کے بعد عزازیل اس مکان میں داخل ہوا جس میں عارب، بیوسا،

نبیطہ اور یافان ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہ سب ایک کمرے میں بیٹھے شاید اسی کا انتظار کر رہے تھے۔ عزازیل ان کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور فخریہ انداز میں پوچھا۔ ''دیکھا تم نے۔ میں نے کیسا چکمہ دیا ابلیکا کو۔ جونہی میں محل میں داخل ہوا وہ میری طرف لپکی، میں اس کے آگے آگے بھاگا اور اس نے میرا تعاقب کیا اور یہ سارا کام میں نے ایسی تیزی سے کیا کہ پلک جھپکتے میں اسے میں دریائے نیل کے اس پار لے گیا تاکہ تم دونوں کو اپنا کام کرنے کا موقع مل جائے لیکن واپس جا کر جب اس نے تپاس اور وسارتھ کی لاشیں دیکھی ہوں گی تو اسے کس قدر تکلیف اور دکھ ہوا ہوگا۔

اس موقع پر یافان نے کہا۔ ''اے مہربان آقا! پر آپ نے ہمارا بھی حرکت میں آنا دیکھا، جونہی ہم نے دیکھا کہ ابلیکا اب ضرور آپ کے تعاقب میں ہوگی کیونکہ آپ دریائے نیل پر بھاگے تھے، اسی وقت ہم نے نیلی دھند کی قوتوں کو محل میں داخل کر دیا۔ ان قوتوں نے لمحوں کے اندر تپاس اور وسارتھ کو ختم کر دیا اور پھر ہم یہاں لوٹ آئے۔''

یافان کے خاموش ہونے پر عارب نے کہا۔ ''ہم نے یوناف پر کیا کاری ضرب لگائی ہے۔ تپاس اگر ہماری نہ ہو سکی تو اس کے ساتھ بھی نہ رہی۔ آج میرا دل خوش اور مطمئن ہے۔ ایک طرح سے یہ پہلا موقع ہے کہ ہم یوناف پر بوکھلا دینے والی ضرب لگانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔''

یافان نے کہا۔ ''تم لوگوں کی یوناف پر بے شک یہ پہلی ضرب ہے لیکن یوناف پر یہ میری تیسری کاری ضرب ہے، پہلی وہ جب میں اپنی بیٹی اریشیا کے ساتھ تھا اور اسی محل کے اندر میں نے اس کی پہلی بیوی شوطار کا خاتمہ کیا تھا۔ وہ انتہائی حسین تھی اور میں اسے پسند کرتا تھا۔ یوناف پر دوسری ضرب میں نے اُر شہر میں نار دیوتا کے معبد میں لگائی تھی، جہاں میں نے ملیتا کی روح کی مدد سے اسے اس کے ماضی سے محروم کر کے اسے کھولتے پانی کے عذاب میں مبتلا کر دیا تھا۔ اب تپاس اور وسارتھ کا قتل یوناف پر تیسری ضرب ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میں نے یوناف سے اپنا اور اپنی بیٹی اریشیا کا خوب انتقام لیا ہے، اب جب ابلیکا اسے بتائے گی کہ بزرگ عزازیل بھی ہمارے ساتھ ہیں تو وہ سوچ سمجھ کر ہم پر ہاتھ ڈالے گا۔''

عزازیل نے کہا۔

سکتے ہیں۔ وہ دونوں مل کر ان گنت قوتوں کے مالک بنتے ہیں اور میری موجودگی میں بھی حملہ آور ہو سکتے ہیں بلکہ ابلیکا کی حیثیت تو ایسی ہے کہ وہ مجھ پر بھی حملہ کر سکتی ہے۔“

یافان نے پوچھا۔ ”اے بزرگ عزازیل ! کیا ابلیکا آپ سے بھی زیادہ قوتوں کی مالک ہے کہ آپ اسے اپنی گرفت میں نہیں کر سکتے ! آہ یہ کیسی روح ہے جو آپ پر بھی حملہ آور ہو سکتی ہے۔“

عزازیل نے کہا۔ ”میرے عزیزو ! سن رکھو۔ابلیکا دیگر روحوں سے مختلف روح ہے، یاد رکھو یہ مجھ پر بھی حملہ آور ہو کر مجھے کرب و اذیت میں مبتلا کر سکتی ہے۔ کبھی فارغ وقت میں تم لوگوں سے ابلیکا سے متعلق تفصیل سے کہوں گا۔ فی الحال میں جا رہا ہوں، تم سب یہیں میرا انتظار کرو، میں محل کی طرف جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ یوناف کے کیا تاثرات ہیں۔ ابلیکا نے اسے یقیناً تپاس اور وسارتھ کی موت سے باخبر کر دیا ہو گا اور اب تک وہ محل میں لوٹ چکا ہو گا، میں دیکھتا ہوں اس کا کیا ردِعمل ہے تاکہ اس کے مطابق ہم بھی اس کے خلاف اقدام کر سکیں کیونکہ وہ ضرور ہمارے خلاف حرکت میں آئے گا۔“

اس کے ساتھ ہی عزازیل اٹھا اور مکان سے باہر نکل گیا۔

O

تپاس اور وسارتھ کے ڈھانچوں کو صحن کے اندر دفن کرنے کے بعد یوناف ہاتھ دھو رہا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور کہا۔

”یوناف ! یوناف ! سارے کام چھوڑ دو، عزازیل ہماری گرفت میں آ رہا ہے وہ یہ دیکھنے آیا ہے کہ تپاس اور وسارتھ کے بعد ہمارا کیا ردِعمل ہے، دیکھو پہلی بار جب وہ آیا تھا اور میں نے اس کا تعاقب کیا تھا تو وہ انسانی روپ میں تھا لیکن وہ اب اپنے اصل روپ میں ہے اور جب تک اپنی لاہوتی قوتوں کو تم عمل میں نہ لاؤ گے وہ تمہیں نظر نہ آئے گا۔ اس وقت وہ محل کے باہر بائیں طرف ہے۔ میں یہاں سے نکل کر اس کی پشت پر نمودار ہوتی ہوں۔ اتنی دیر تک تم یہاں سے نکل کر دریائے نیل کے وسط میں جا کھڑے ہو۔ ظاہر ہے وہ میرے آگے آگے دریا کی طرف بھاگے گا اور پھر جب تم سامنے کھڑے ہو گے تو ہم دونوں،

دونوں طرف سے اسے پانی کے اوپر گھیر لیں گے اور وہاں اسے ایسا سبق سکھائیں گے کہ وہ ایک عرصہ تک یاد رکھے گا۔“

یوناف نے کہا۔

”چلو پھر حرکت میں آئیں۔“

ابلیکا علیحدہ ہو کر چلی گئی۔ یوناف فوراً اپنی لاہوتی قوتوں کو حرکت میں لایا اور دریائے نیل کے وسط میں پانی پر جا کھڑا ہوا۔

سورج غروب ہو چکا تھا اور فضاؤں کے اندر اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ ابلیکا محل سے نکل کر عزازیل کی پشت پر نمودار ہوئی اور اس پر حملہ آور ہو گئی۔ عزازیل اس کے آگے آگے دریائے نیل کی طرف بھاگا۔ وہ دریا کے اس پار جانا چاہتا تھا لیکن جب یوناف کو اپنے سامنے کھڑا پایا تو دریائے نیل کے پانی میں گھس گیا۔

اس بار بغیر کسی لمس کے کانوں میں ابلیکا کی آواز پڑی۔

”یوناف ! یوناف ! عزازیل پانی کی تہہ میں اتر گیا ہے، میں اس کے تعاقب میں جاتی ہوں، تم پانی کے باہر ہی رہنا اور ضرورت پڑنے پر میں تمہیں اندر بلا لوں گی۔ دیکھو رات ہو گئی ہے اور اندھیرا پھیل گیا ہے میں پانی کے اندر سے تمہیں ارغوانی روشنی دوں گی جس سے پتہ چلتا رہے گا کہ میں اس کے تعاقب میں کدھر کدھر جا رہی ہوں، تم بھی میری روشنی کے ساتھ حرکت میں آنا۔

برق کے کوندوں کی طرح عزازیل پانی کی گہرائی میں شمال کی طرف بڑھا تھا، ابلیکا اس کے تعاقب میں تھی اور یوناف کی رہنمائی کے لیے وہ ارغوانی روشنی بھی دے رہی تھی۔ عزازیل جان چکا تھا کہ پانی کے اندر ابلیکا اور پانی کی سطح پر یوناف اس کے تعاقب میں ہے، لمحوں کے اندر وہ دریائے نیل کی لمبائیوں کو عبور کرتا ہوں بحیرہ روم میں داخل ہو گیا۔ اب وہ سمندر کی تہہ میں اتر گیا اور اپنا رخ بدل کر اس نے مغرب کی طرف بڑھنا شروع کر دیا تھا۔

عزازیل سمندر کی تہہ میں اس طرح مغرب کی طرف بڑھ رہا تھا جیسے بحر ذخار میں برق رفتار سیلاب کے ریلے چل نکلے ہوں۔ رات اب کسی گناہ گار کے اعمال نامے جیسی سیاہ ہو گئی تھی، یوناف بھی اس قوس قزح کی رنگین لہروں جیسی روشنی میں جو ابلیکا اس کے لیے مہیا

کر رہی تھی، سمندر میں اپنی لاہوتی قوتوں کے باعث عزازیل اور ابلیکا جیسی رفتار کے ساتھ ہی سمندر میں آگے بڑھ رہا تھا رات کا خنک ویران اندھیرا اور سمندری لہروں کی جگر دوش چیخیں ہر شے پر وحشت اور خوف طاری کر رہی تھیں۔

بحیرہ روم سے نکل کر عزازیل بحر ظلمات میں داخل ہو گیا تھا، سمندر کی تہہ میں ابلیکا اور سطح پر یوناف اسی طرح اس کے تعاقب میں تھے۔ ہواؤں کے تیز جھکڑ چل رہے تھے جن کی وجہ سے بڑی بڑی سمندری لہریں بے انت اور طوفانی شکل اختیار کر گئی تھیں۔

بحر ظلمات میں داخل ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد سمندر میں ابلیکا کی زوردار آوازیں بلند ہوئیں سمندر کی تہہ میں اس نے پکار کر کہا۔

"یوناف! یوناف!"

سمندر کے اندر سے ابلیکا کی وہ صدا آتشی چکیوں کے اندر پستی ہوئی آواز جیسی تھی اور اس کی ان آوازوں کا آخری حصہ بالکل بجتے ہوئے گھڑے کی بوجھل اور غمگین آوازوں جیسا تھا۔ ارغوانی رنگ کی وہ ابلیکا کی روشنی بھی جھلملانے لگی تھی۔ اس روشنی کے تعاقب میں یوناف بڑی تیزی سے سمندر کی تہہ کی طرف اس طرح لپکا جیسے کوئی شاہین اپنے پر بند کر کے فضا سے زمین کی طرف لپکتا ہے۔

یوناف جب بحر ظلمات کی تہہ میں گیا تو دنگ رہ گیا، وہاں نہ ابلیکا تھی اور نہ عزازیل وہ ارغوانی روشنی بھی جاتی رہی تھی جو ابلیکا اس کی رہنمائی کے لیے دیتی رہی تھی۔

سمندر کی تہہ میں یوناف نے اپنے اطراف میں نگاہ دوڑائی لیکن وہاں سمندر کی تہہ میں اجاڑ غاروں کی سی ویرانی، صنم خانوں کی سی ویرانی اور ابدیت کی سی گہرائیوں کے سوا کچھ نہ تھا، اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے عزازیل اور ابلیکا اس کے دیکھتے ہی دیکھتے بلند و بالا حیات کی شکنوں کے اندر کھو گئے ہوں۔

○○○

کافی دیر تک بحر ظلمات[1] کی تہہ میں یوناف ادھر ادھر چکر کاٹتا ہوا ابلیکا اور عزازیل کو تلاش کرتا رہا لیکن اسے مایوسی ہوئی لہٰذا اس نے اوپر اٹھنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ وہ جزائر کناری[2] اور جزائر مدیدا[3] کے درمیانی حصے میں سمندر کی سطح پر نمودار ہوا، پھر وہ اپنی سری قوتوں کو عمل میں لا کر انتہائی برق رفتاری سے جزائر کناری کی طرف بڑھا، تھوڑی ہی دیر بعد وہ جزیروں کے اس سلسلے کے پاس آیا اور سمندر سے نکل کر اس جزیرے میں داخل ہوا جو ان میں سب سے بڑا تھا[4]۔ اس نے دیکھا بظاہر وہ جزیرہ غیر آباد تھا، اس نے جزیرے میں تھوڑی دیر تک ادھر ادھر گھوم کر جائزہ لیا۔ اندھیرے میں ڈوبا ہوا جزیرہ ویران ہی لگتا تھا اور کہیں بھی روشنی کے آثار نہ تھے۔

یوناف اس جزیرے سے نکلا اور بحر ظلمات میں داخل ہو گیا، اب وہ افریقہ کے مغربی ساحل کی طرف بڑھا، چند ہی ثانیوں بعد وہ مغربی افریقہ کے اس ساحل پر نمودار ہوا، جہاں پر کوہستان اطلس مغرب[5] کی طرف بڑھتا ہوا بحر ظلمات[6] تک چلا گیا ہے۔

---

[1]۔ بحر اوقیانوس کا دوسرا نام۔ [2]۔ افریقہ کے مغربی ساحل کے قریب ہی چند جزیروں کا ایک سلسلہ۔ اس میں زیادہ مشہور سانتا کروز، لاس پلماس، اریسف، فریٹونچرا، تیزائف، گومیرا اور حیارو ہیں، یہ جزائر آجکل سپین کے قبضے میں ہیں۔ [3]۔ جزیروں کے اس سلسلے میں فنچال اور پورٹو سانتو مشہور ہیں، یہ آجکل پرتگال کے قبضے میں ہیں۔ [4]۔ یہ جزیرہ سانتا کروز تھا۔ [5]۔ یہ مراکش کا طویل پہاڑی سلسلہ ہے۔ [6]۔ وہ علاقہ جو مراکش کی موجودہ جنوبی بندرگاہ سدی افنی کے جنوب میں ہے، جہاں کوہستانِ اطلس بحیرہ ظلمات تک چلا گیا ہے۔

یوناف نے دیکھا وہاں ساحل پر دور دور تک بڑی بڑی جہاز نما کشتیاں کھڑی تھیں اور ساحل کے ساتھ ساتھ آگ کے الاؤ روشن تھے۔ کچھ لوگ الاؤ کے ارد گرد بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ اس وقت تیز سمندری ہوائیں چل رہی تھیں، سمندر کی بڑی بڑی لہریں ساحل سے ٹکرا کر شور کر رہی تھیں۔

جب وہ آگ کے ایک الاؤ کے قریب گیا تو ان لوگوں نے اسے دیکھ لیا اور پھر ان میں سے ایک نے للکارا۔

''کون ہو تم؟''

اس کے ساتھ ہی وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ یوناف ان کے نزدیک گیا اور نرم لہجے میں ان سے کہا۔

''میں نہیں جانتا تم لوگ کون ہو لیکن میرا تعلق مصر کی سر زمین سے ہے۔ میں اپنے ایک دشمن کے تعاقب میں اس طرف آ گیا لیکن وہ مجھے چکمہ دے کر کسی اور طرف نکل جانے میں کامیاب ہو گیا اور میں اس کے تعاقب میں ناکام ہو کر اس طرف آ گیا، یہاں کشتیاں کھڑی دیکھ کر میں نے سوچا کہ ذرا دیکھوں یہ لوگ کون ہیں۔''

یوناف نے انہیں ان ہی کی زبان میں جواب دیا تھا۔ ان میں سے ایک نے یوناف کے اور قریب ہوتے ہوئے پوچھا۔

''تم کون ہو اور ہماری زبان تم کیسے بول رہے ہو۔''

یوناف نے پھر انہی کی زبان میں کہا۔

''میرا نام یوناف ہے، میں ہر زبان جانتا ہوں۔''

اتنی دیر میں دوسرے الاؤ کے گرد بھی وہاں لوگ جمع ہو گئے اور اچھا خاص جمگھٹا لگ گیا، پھر ایک شخص جو عمر میں چالیس کے قریب ہو گا، ایک قریبی کشتی کے اندر سے نکلا اور اس نے پکار کر لوگوں سے پوچھا۔

''یہ شور کیسا ہے اور تم لوگ کس سے باز پرس کر رہے ہو۔''

ایک اور جوان یوناف کے قریب آیا اور بولا۔

''ہم لوگ کنعانی ہیں اور تجارت کی غرض سے اس طرف آئے ہیں، یہ شخص جو کشتی سے نکل کر اس طرف آ رہا ہے، یہ ہمارے اس تجارتی کارواں کا سالار اور ہمارے اس بحری

بیڑے کا امیر البحر ہے۔''

اتنی دیر میں امیر البحر نزدیک آ گیا اور یوناف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

''یہ جوان کون ہے اور کیا چاہتا ہے۔''

ایک جوان نے آگے بڑھ کر اپنے سردار سے کہا۔

''یہ اجنبی جوان اپنا نام یوناف بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کا تعلق مصر سے ہے اور یہ اپنے ایک دشمن کا تعاقب کرتے ہوئے اس طرف آ نکلا ہے۔''

امیر البحر نے آگے بڑھ کر اپنے آدمیوں سے سرگوشی میں کچھ کہا جس پر وہ ملاح حرکت میں آئے ان میں سے دو بھاگ کر گئے اور ایک کشتی میں سے رسیاں اٹھا لائے، پھر انہوں نے یوناف کو گھیر لیا اور اس کے ہاتھ پاؤں جکڑ کر اسے آگ کے پاس بٹھا دیا، پھر امیر البحر یوناف کے قریب آیا اور یوناف کو سخت لہجے میں مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

''سچ سچ بتاؤ تم کون ہو؟ ہماری کشتیوں کی طرف کیوں آئے ہو؟ ایسا لگتا ہے تم ہمارے تعاقب میں آئے ہو۔ سن رکھو! اس سے پہلے بھی بہت سے لوگوں نے اس غرض سے ہمارا تعاقب کیا کہ جان سکیں ہم کہاں کہاں اور کس کس قوم سے تجارت کرتے ہیں اور یہ کہ ہم ٹین، لوہا اور دوسری قیمتی دھاتیں کہاں سے نکال کر لاتے ہیں، پر یاد رکھو ہم نے ہر تعاقب کرنیوالے کا خاتمہ کر دیا اور اپنے راز کو راز ہی رہنے دیا۔''

''اب تم نے بھی اگر ہمارے سامنے غلط بیانی سے کام لیا اور سب کچھ سچ سچ نہ اگلا تو سن رکھو جس طرح تم رسیوں میں بندھے بیٹھے ہو، اسی حالت میں ہم تمہیں آگ میں ڈال دیں گے اور تم جل کر راکھ ہو جاؤ گے۔''

یوناف نے سردار کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کیا تم سمجھتے ہو کہ ان رسیوں میں جکڑ کر تم مجھے بے بس کر چکے ہو، ہرگز نہیں۔ میں اگر چاہتا تو تمہارے آدمی مجھے رسیوں میں جکڑ ہی نہ سکتے تھے۔ پر میں خاموش رہا اور کوئی مزاحمت نہ کی۔ اس بناء پر کہ شاید تم میری بات پر اعتبار کر لو۔ پر سن رکھو، اگر تم نے میرے معاملے میں حد سے نکلنے کی کوشش کی تو تمہیں میرے ہاتھوں نقصان اٹھانا پڑے گا، مجھے تم اپنے جیسا کوئی عام آدمی خیال نہ کرو بلکہ ذہن میں یہ بات بٹھا رکھو کہ میری ابلیس کے

ساتھ ذاتی عناد ہے اور میں سمندر کے اندر سے اس کا تعاقب کرتے ہوئے اس طرف آیا تھا، یہ تعاقب رات کے شروع حصے میں دریائے نیل سے شروع ہوا تھا اور اس سرزمین کے مغربی جزیروں کے پاس یہ تعاقب تمام ہوا۔ میں اگر چاہوں تو پلک جھپکتے میں خود کو آزاد کرا لوں اور پھر تمہارے خلاف ایسا حرکت میں آؤں کہ تم اپنی ساری چوکڑیاں بھول جاؤ۔''

سردار نے قہر مانیت سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جس بات کا تم دعویٰ کر رہے ہو، اسے کر کے دکھاؤ ورنہ میں ابھی اور اسی وقت تمہیں آگ میں پھنکوا دوں گا۔''

یوناف فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا، اس نے اپنی آنکھ کا اشارہ کیا اور رسیاں کھل کر زمین پر گر پڑیں، پھر یوناف ایک جست کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا، اب دوبارہ اس نے اپنے کسی سری عمل کی ابتدا کی اور دوسری طرف اُنگلی کا اشارہ کیا جس پر سردار انتہائی بے بسی کے عالم میں اچھل کر آگ کے اوپر فضا میں معلق ہو گیا۔

سارے ملاح خوفزدہ ہو گئے۔ سردار کو جب آگ کی تپش محسوس ہوئی تو وہ چلانے لگا۔

''میں تمہارے ہر دعوے کو سچ مانتا ہوں، تم ایک بار مجھے آگ کے اوپر سے ہٹاؤ۔''

یوناف نے پھر انگلی کا اشارہ کیا تو سردار آگ کے اوپر سے ہٹ کر دوبارہ آپ سے آپ اپنی جگہ پر آ کھڑا ہوا، پھر اس نے پوچھا۔

''تم ہمارے ساتھ عربی[1] میں گفتگو کرتے ہو۔ کیا ہماری طرح تم بھی کنعانی ہو؟''

---

[1]۔ عربی ایک قدیم ترین زبان ہے۔ آسمان کی دفتری زبان عربی، فرشتوں کی زبان عربی، لوح محفوظ کی زبان عربی، اہل حقیقت کی زبان عربی، جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث ہے کہ تین بنا پر عرب سے محبت کرو۔ ایک یہ کہ میں عربی ہوں، دوم یہ کہ قرآن عربی میں ہے، سوم یہ کہ اہل جنت کی زبان عربی میں ہے۔ (معارف القرآن) بقول علامہ سیوطی سب آسمانی کتب کی زبان عربی تھی، دوسری آسمانی کتب کا ملکی اور قومی زبان میں ترجمہ کر کے جبرائیلؑ نے پیغمبروں کو پہنچایا لہٰذا قرآن کے سوا اور دوسری کتب کے معانی تو اللہ کی طرف سے ہیں مگر الفاظ اللہ کی طرف سے نہیں ہیں جبکہ قرآن کی یہ صفت ہے کہ اس کے الفاظ اور معانی دونوں اللہ کی طرف سے ہیں۔ اس کے علاوہ قدیم پیغمبروں کے نام بھی یہ بتاتے ہیں کہ سب سے پرانی زبان عربی ہے۔ آدمؑ کا نام ادیم ہے۔ ادیم عربی زبان میں سطح زمین کو کہتے ہیں۔ آدمؑ کی پیدائش سطح زمین کی مٹی سے ہوئی تھی لہٰذا آپ ادیم کی نسبت سے آدمؑ کہلائے۔ حضرت ادریسؑ کا نام عربی کے لفظ درس سے ہے۔ چونکہ آپ بہت زیادہ درس دینے والے تھے لہٰذا ادریسؑ کہلائے ورنہ آپ کا نام اخنوخ تھا۔ حضرت نوحؑ کا نام عربی لفظ نوحہ سے ہے چونکہ آپ خدا کے حضور بڑی آہ و زاری کرنے والے تھے۔

یوناف نے جواب دیا۔

''اول تو میں تم سے یہ کہوں کہ میں ساری رائج الوقت زبانوں پر مکمل عبور رکھتا ہوں اور پھر عربی تو میری بنیادی زبان ہے، یہ صرف تم کنعانیوں کی زبان نہیں ہے بلکہ یہ آشوریوں، عیلامیوں، اموریوں، آرامیوں اور اکادیوں کی بھی زبان ہے۔ اس کے علاوہ قوم عاد اور قوم ثمود کی بھی یہی زبان رہی ہے۔''

ملاحوں کے سردار نے کہا۔

''پہلے مجھے یقین نہ آیا تھا کہ تم نے رات کے پہلے حصے میں دریائے نیل سے ابلیس کا تعاقب شروع کیا تھا اور رات کے اس وقت تم نے اس دور افتادہ سرزمین کے مغربی جزیروں تک اس کا تعاقب کیا لیکن اب تمہاری طرف سے فوق البشریت اور خرق عادت کو دیکھ کر مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم نے واقعی ابلیس کا ایسا تعاقب کیا ہو گا۔ پہلے تم ہمارے لیے ایک اجنبی تھے لیکن اب تمہاری حیثیت ہمارے اندر ایک معزز مہمان کی سی ہے، پرائے ہمارے محترم مہمان! تمہاری ابلیس کے ساتھ کیسی اور کس قسم کی دشمنی ہے جس کی وجہ سے تم نے دریائے نیل سے یہاں تک اس کا تعاقب کیا؟

تمہارے اس تعاقب کا ہم یہ مطلب بھی لے سکتے ہیں کہ تم ابلیس پر غلبہ رکھتے ہو اور یہ کہ وہ تم سے خوفزدہ ہونے کی وجہ سے تمہارے آگے آگے بھاگا تھا۔''

یوناف نے کہا۔

''ایسی بات نہیں۔ ابلیس بھی اپنی جگہ ایک بہت بڑی قوت ہے، پر یہ اس کا احساس جرم ہے جس نے اسے ہمارے سامنے بھاگنے پر مجبور کیا۔ کیا تم اپنی روزمرہ کی زندگی میں دیکھتے نہیں کہ کوا ہر لحاظ سے فاختہ کی نسبت زور آور اور زبردست ہوتا ہے، پر جب وہ فاختہ کے انڈے پیتا ہے اور فاختہ اس کے تعاقب میں آتی ہے تو کوا اس کے آگے آگے بھاگتا ہے۔ یہ اس کا صرف احساس جرم ہے جو اسے فاختہ کے آگے بھاگنے پر مجبور کرتا ہے ورنہ وہ ہر لحاظ سے فاختہ پر فوقیت رکھتا ہے۔''

سردار نے پوچھا۔

''پرائے عزیزی! تم نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ تمہاری ابلیس کے ساتھ کیسی ذاتی عداوت اور دشمنی ہے۔''

یوناف نے کہا۔

''میری اور ابلیس کی عداوت کو تم ایسا ہی جانو جس طرح انسان کے اپنے جسم کے اندر نیکی اور بدی کے داعیوں کے درمیان ہوتی ہے۔''

ذرا رک کر اس نے پھر کہا۔

''جو کچھ تم نے پوچھا میں نے بتا دیا۔ اب تم لوگ یہ کہو کہ کہاں سے آئے ہو۔ کس سرزمین سے تمہارا تعلق ہے اور اس دور افتادہ ساحل پر تم لوگ اپنی کشتیاں کھڑی کر کے کس کا انتظار کر رہے ہو؟''

سردار نے کہا۔

''ہم لوگ کنعانی ہیں، ہمارا تعلق طائر و ٹائر، اغاریت اور سیدون سے ہے۔ اس طرف ہم لوگ تجارت اور مال کے تبادلے کی غرض سے آتے ہیں۔ اس ساحل سے تھوڑے ہی فاصلے پر وحشی لوگ آباد ہیں جو اپنے پہاڑوں سے سونا نکالتے ہیں کیونکہ یہاں سونا بہت ہوتا ہے، ہمارا اور ان کا تجارتی معاملہ یوں ہوتا ہے کہ ہم ساحل پر دن کے وقت آگ کا بہت بڑا الاؤ روشن کرتے ہیں جس سے دھواں اٹھ کر آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے۔ اس دھوئیں کو دیکھ کر وحشی سونا لے کر ساحل کے پاس جمع ہو جاتے ہیں۔ ان کے آنے سے پہلے ہم لوگ اپنا تجارت کا سامان ان کو دکھانے کے لیے ساحل پر بچھا دیتے ہیں اور دوبارہ اپنی کشتیوں کے پاس آ کھڑے ہوتے ہیں۔ وحشی لوگ ہمارے سامان کا جائزہ لیتے ہیں اور پھر اس کے مطابق وہاں سونا رکھ کر پیچھے ہٹ جاتے ہیں، ایک دفعہ ہم لوگ پھر آگے بڑھتے ہیں اور سونے کا جائزہ لیتے ہیں، اگر سونے کی مقدار مناسب ہو تو ہم اٹھا کر اپنے جہازوں میں لے آتے ہیں اور وہ وحشی ہمارا سامان اٹھا کر لے جاتے ہیں۔''

''اور اگر سونے کی مقدار[1] ہمارے مال کی نسبت کم ہو تو ہم سونا اور اپنا سامان وہیں چھوڑ کر پھر اپنی کشتیوں کے پاس آ جاتے ہیں جس سے وہ سمجھ جاتے ہیں کہ سونا کم ہے، لہٰذا وہ اور سونا لا کر رکھ دیتے ہیں، اس طرح ہم دوبارہ سامان کے پاس جاتے ہیں اور اگر سونے کی مقدار مناسب ہوتی ہے تو اٹھا کر واپس آ جاتے ہیں اور وحشی اپنا خریدا ہوا مال

۱۔ تجارت کے اس طریقے کا ذکر مشہور یونانی مؤرخ ہیروڈوٹس نے اپنی ایک کہانی میں ہیرلڈلیم نے تاریخ لبنان میں اور الفرڈ جے چرچ نے اپنی مشہور کتاب دی ایمپائر آف دی افریقہ (کارتھیج) میں کیا ہے۔

لے جاتے ہیں، اگر سونا پھر بھی کم ہو تو ہم دوبارہ اپنی ں کے پاس آ جاتے ہیں اور وہ وحشی اور سونا لا رکھتے ہیں۔ اس طرح ہمارا اور ان کا معاملہ طے ہو جاتا ہے، ویسے عام طور پر یہ وحشی پہلی ہی بار میں سونا لانے میں بخل نہیں کرتے اور ہمیں بار بار کے چکروں سے بچاتے ہیں۔

یوناف نے سردار کی باتوں میں دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

''یہ تو تجارت اور مال کے تبادلے کا ایک عمدہ اور صاف ستھرا طریقہ ہے، پر تم لوگ کس قسم کا سامان اس طرف لاتے ہو۔''

سردار نے کہا۔

''ہم لوگ اس طرف ہر طرح کا اناج، کھجور، انجیر، مر[1]، آلوچہ، بادام، زیتون اور مصالحہ جات لاتے ہیں۔ ہم اپنے وطن سے نکل کر سیدھا ادھر کا رخ نہیں کرتے بلکہ راستے میں پڑنے والے جزیروں[2] کے رہنے والوں کے ساتھ تجارت کرتے ہوئے اس طرف آتے ہیں۔ ان کے علاوہ ہم شمال میں دور افتادہ[3] سرزمینوں کی طرف بھی جاتے ہیں اور آئی بیریا[4] کی سرزمین کے اندر بھی ہم نے کچھ ٹھکانے[5] بنا رکھے ہیں۔''

ملاحوں کا سردار خاموش ہوا تو یوناف نے کہا۔

''تجارت کے معاملے میں تم کنعانی حیرت انگیز ہو۔''

ملاحوں کے سردار نے کہا۔

۱۔ لوبان کی مانند ایک خوشبو دار گوند

۲۔ ان کنعانیوں نے جزائر بلیارک، جزیرہ منورقہ، سارڈینیا، سسلی اور مالٹا سے بھی تجارتی لین دین کیا اور یہاں اب بھی کنعانیوں کے آثار ملتے ہیں۔ ان میں سے اکثر جزیروں پر کنعانیوں کا قبضہ رہا۔ منورقہ کا دارالحکومت ماہن ایک کنعانی جرنیل کے نام پر ہے۔ سسلی کا دارالحکومت پلرمو اس مقام پر آباد ہوا جہاں کنعانیوں نے اپنی پہلی آبادی قائم کی۔ مالٹا کا پرانا نام ملاط ہے جس کے معنی پناہ گاہ اور بچ نکلنے کے ہیں کیونکہ کنعانی سمندر کے طوفانوں سے یہاں پناہ لیتے تھے۔ مالٹا کی موجودہ زبان میں بہت سے الفاظ کنعانی (فونیقی) کے ہیں۔

۳۔ انگلستان کی سرزمین جس کے ساحل کارنوال سے ٹین نکال کر لاتے تھے۔

۴۔ ہسپانیہ اور پرتگال کا پرانا نام آئی بیریا تھا۔

۵۔ یہ ٹھکانے ہسپانیہ میں ترشیش اور مالقہ میں تھے۔ ترشیش کنعانیوں کی پہلی آبادی تھی۔ عربی میں مالقہ کے معنی کارخانے کے ہیں، یہاں کنعانی مچھلیوں کو نمک لگا کر محفوظ کرتے تھے۔ اس کے علاوہ موجودہ

''آپ میرے ساتھ چل کر میری کشتی میں آرام کریں۔ آپ کی حیثیت اب ہمارے ایک معزز مہمان کی سی ہے۔ اس کے بعد اگر آپ نے ہمارے ساتھ رہنا ہوا تو بخوشی رہیں اور اگر آپ نے کسی اور طرف کوچ کرنا ہوا تو آپ کی مرضی۔ ویسے میری خواہش ہے کہ آپ ہمارے ساتھ رہیں۔ یہ ہمارے لیے خوشی کا باعث ہوگا کہ آپ ہمارے ساتھ رہیں۔ اس سے ہمارے حوصلوں کو تقویت اور ولولوں کو جلا ملے گی۔''

یوناف نے کہا۔

''نہیں، میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ میں صبح تک یہاں ہوں اور اس سرزمین کے وحشیوں کے ساتھ تمہاری تجارت اور مال کا لین دین دیکھوں گا۔ اس کے بعد میں کسی اور طرف کوچ کر جاؤں گا۔''

کنعانی امیر البحر نے کہا۔

''تو پھر آئیں میرے ساتھ!''

یوناف امیر البحر کے ساتھ اس کی کشتی میں داخل ہوا۔ وہاں اس نے یوناف کے لیے بستر لگا دیا۔ آرام کرنے کی خاطر یوناف اس پر دراز ہو گیا۔

○

بستر پر دراز ہوئے یوناف کو ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا، یوناف نے فوراً اس سے پوچھا۔

''ابلیکا! ابلیکا! تم کہاں غائب ہو گئی تھیں؟ جب بحر ظلمات کی تہہ سے تم نے مجھے بھیانک انداز میں پکارا تو میں اسی وقت تمہاری طرف لپکا تھا مگر اسی وقت تم نے روشنی دینی بند کر دی، میں جب بحر ظلمات کی تہہ میں گیا تو وہاں نہ تم تھیں، نہ عزازیل تھا، اس پر میں سمندر کی سطح پر نمودار ہوا اور پھر اس ساحل کی طرف چلا آیا۔''

ابلیکا نے جواب میں کہا۔

''اے میرے حبیب! میں عزازیل پر کئی ایک ضربیں لگانے میں کامیاب ہو گئی تھی، جس وقت میں نے سمندر کی تہہ سے تمہیں پکارا تھا، اس وقت عزازیل

ساتھیوں نے مجھ پر حملہ کر دیا تھا، میں جب ان سے الجھی تو عزازیل چکمہ دے کر غائب ہو گیا اور جب میں اسے تلاش کرنے کو لپکی تو اس کے ساتھی بھی روپوش ہو گئے۔ اس وقت ان کا رخ مصر کی طرف تھا، میرا خیال ہے عزازیل اور اس کے ساتھی ممفس شہر کی طرف چلے گئے ہیں، اب بولو تمہارا کیا خیال ہے اور ہمیں کیا کرنا چاہیے۔''

یوناف نے کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا! ابھی تو میں یہاں آرام کروں گا اور اگلی صبح دیکھوں گا کہ یہ کنعانی ملاح اور سوداگر اس سرزمین کے وحشیوں سے کس انداز میں تجارتی لین دین کرتے ہیں۔''

''ابلیکا ابلیکا! سمندر سے نکلنے کے بعد میں نے اس لیے تمہیں پکارا نہ تھا کہ خود تم عزازیل کے تعاقب کو تمام کر کے میرے پاس آؤ گی، میں تمہیں پرسکون ہو کر اس کے خلاف کام کرنے کا موقع فراہم کرنا چاہتا تھا، آنے والی صبح کو حالات کا جائزہ لیں گے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ ابلیکا! ابلیکا! یہ کنعانی ملاح اور سوداگر مجھے اچھے لگے ہیں، یہ عجیب لوگ ہیں، یہ لوگ اپنے تجارتی لین دین میں پوری دنیا کو کھنگالتے ہیں، چھوٹے بڑے جزائر[1] کے علاوہ یہ لوگ بڑی بڑی سرزمینوں[2] سے بھی تجارتی تعلقات رکھتے ہیں۔''

ابلیکا نے کہا۔

''اچھا اب تم آرام کرو، اس سے آگے ہمیں کیا کرنا ہے یہ کل طے کریں گے۔''

دوسرے روز سورج طلوع ہونے کے بعد سارے کنعانی ملاح حرکت میں آئے۔ اپنی کشتیوں سے انہوں نے تجارت کا سامان اتار اتار کر ساحل سے ذرا فاصلے پر خوب پھیلا کر اور سنوار کر رکھنا شروع کر دیا۔ ان ملاحوں کے امیر البحر کے ساتھ یوناف یہ سب کچھ بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا، ساحل پر سامان رکھنے کے بعد کنعانیوں نے ساحل پر کھڑی اپنی

---

[1]۔ مالٹا، کارسیکا، سارڈینیا، سسلی، منورقہ اور بلیارک کے علاوہ ساموس اور کریٹ بھی کنعانیوں کی نو آبادیاں تھیں، ان دونوں جزیروں کے نام بھی سامی الاصل ہیں۔

[2]۔ یونان جیسی بڑی سرزمین سے بھی کنعانیوں کا تعلق رہا ہے۔ یونانی دیوتا کارنتھ کو ایک کنعانی ہیرو ملقرت کی نسبت سے اپنایا گیا تھا۔ آگے چل کر جو حالات و واقعات یونانیوں نے اپنے ہیرو ہرکولیس سے وابستہ کیے حقیقت میں یہ واقعات اور داستانیں ملقرت ہی کی تھیں جس نے منطقۃ البروج کے 12 دشمن حیوانوں سے لڑائیاں کی تھیں۔ کیڈ جس نام کا پہلا کنعانی تھا جس نے یونان میں کان کنی شروع کی۔

کشتیوں کے قریب خشک لکڑیوں اور گھاس کے ڈھیر لگانے شروع کر دیئے۔ جب کافی لکڑیاں اور گھاس جمع ہو گئی تو انہوں نے ایک بہت بڑا آگ کا الاؤ روشن کر دیا اور اس آگ میں وہ وقفے وقفے سے سمندر کا پانی پھینکتے رہے تا کہ آگ کم جلے اور دھواں زیادہ ہو۔

تھوڑی ہی دیر بعد ساحل کے ساتھ ساتھ آسمان پر بھی دھواں ہی دھواں ہو گیا اور اس دھوئیں کے جواب میں اندرونی حصے کی طرف بڑے بڑے ڈھول بجنے کی آوازیں آنے لگیں تھیں، سارے کنعانی اب اپنی کشتیوں کے قریب ہی جمع ہو کر بیٹھ گئے تھے اور افریقہ[1] کے وحشی لوگوں کا انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر بعد افریقہ کے وحشی لوگ کنعانیوں کے سامان کے پاس جمع ہونا شروع ہو گئے۔ ان کے آنے کا یہ سلسلہ دوپہر تک جاری رہا۔ ان میں مرد عورتیں سبھی شامل تھے، دوپہر کے وقت جب وہاں وحشیوں کا خوب جمگھٹا ہو گیا تو وہ سامان کا جائزہ لینے لگے۔ اس کے بعد وہ سب ایک ساتھ پیچھے ہٹ گئے جس کا مطلب تھا کہ انہوں نے کنعانیوں کے مال کی قیمت کے طور پر وہاں سونا رکھ دیا ہے، ان کے پیچھے ہٹنے کے بعد کنعانی آگے بڑھے۔ سامان کے پاس جا کر انہوں نے دیکھا وہاں سونا رکھا ہوا تھا، سونے کا جائزہ لینے کے بعد کنعانیوں کے سردار نے یوناف سے کہا۔

''اے نیک دل مہمان! تم ہمارے لیے خوش بختی کی علامت بن کر آئے ہو۔ اس بار وحشیوں نے ہمارے سامان کی قیمت خوب لگائی ہے، ہمیں اتنے سونے کی ہرگز توقع نہ تھی جس قدر ان لوگوں نے رکھ دیا ہے، میری خواہش ہے تم ہمارے ساتھ ہی رہو کہ ہمارے درمیان تمہاری موجودگی عزت و برکت کا باعث ہوگی۔''

یوناف نے اسے جواب دیا۔

''میں تم لوگوں کا ساتھ نہیں دے سکتا، تم لوگ اپنا سونا اٹھاؤ اور یہاں سے چلے جاؤ۔ میں اس سے بھی بڑا ایک فیصلہ کر چکا ہوں اور وہ یہ کہ میں ان وحشیوں کے اندر رہ کر ان

---

[1] افریقہ کا نام اس وقت افریقہ نہ تھا بلکہ ایک گمنام سرزمین تھی۔ بعد میں یمن کا بادشاہ افریقس بن ابرہہ نے اس سرزمین پر حملہ کیا تو اس کا نام افریقش کی نسبت سے افریقہ پڑ گیا۔ آئندہ صفحات میں یہ حالات تفصیل سے آئیں گے۔

کے حالات کا جائزہ لوں گا۔''

سردار نے خدشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

''یہ لوگ تم سے مانوس نہ ہو پائیں گے اور ہو سکتا ہے تمہیں نقصان پہنچائیں۔''

یوناف نے بڑی دلچسپی سے کہا۔

''تم فکر نہ کرو۔ میں ان کی زبان بھی جانتا ہوں، لہٰذا یہ لوگ مجھے برداشت کرلیں گے بلکہ میری عزت کریں گے۔ تم لوگ اپنا سونا اٹھاؤ اور جاؤ''

کنعانیوں نے اپنا سونا اٹھایا اور اپنی کشتیوں میں چلے گئے۔ یوناف وہیں کھڑا رہا، اس دوران کنعانی اپنی کشتیوں میں وہاں سے کوچ کر گئے۔

یوناف نے جب دیکھا کہ کنعانی وہاں سے کوچ کر گئے ہیں اور وہ وحشی وہاں اس کی موجودگی کی وجہ سے اس طرف نہ آ رہے تھے تو اس نے انہیں انہی کی زبان میں پکار پکار کر اپنی طرف بلانا شروع کیا۔ یوناف کی اس پکار کے جواب میں وہ وحشی ڈھول پیٹتے، چیخیں مارتے اور شور مچا کر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے سامان کی طرف آنے لگے۔ شاید انہیں یہ جان کر خوشی ہوئی تھی کہ وہاں کھڑا جوان ان کی زبان سمجھتا ہے اور ان سے اس کا کوئی تعلق ہے۔

وہ سب مرد عورتیں آئے اور سامان سمیٹنے لگے جبکہ ان کے دو جوان جو بھالوں اور تیر کمانوں سے مسلح تھے، یوناف کے پاس آئے اور کہا۔

''چلو ہمارا سردار تمہیں بلاتا ہے۔''

یوناف بغیر مزاحمت کے ان کے ساتھ ہو لیا۔ سب مرد اور عورتیں کنعانیوں سے لیا ہوا سامان سمیٹ رہے تھے۔ اناج اور دوسرا بھاری سامان اونٹوں اور خچروں پر لادا جا رہا تھا جبکہ ہلکا پھلکا سامان عورتیں اپنے سروں پر اٹھائے بستی کی طرف جا رہی تھیں۔

جہاں یہ لوگ کام میں مصروف تھے، اس سے پیچھے وہ دونوں مسلح جوان یوناف کو لے گئے۔ پھر ان میں سے ایک نے سامنے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''وہ دیکھو سامنے ہمارا سردار بیٹھا ہے، وہ ہمارا بادشاہ ہے۔ اس کا نام ایطال ہے۔ اس کے قریب جو حسین لڑکی بیٹھی ہے وہ اس کی بیٹی کیتم ہے اور وہ جو سردار سے ذرا فاصلے پر بیٹھا ہے، وہ ہمارا پجاری لطیّن ہے۔ دیکھو ہمارا بادشاہ ایطال تم سے ملے گا، تم

اس کے جسم[1] کو ہرگز ہاتھ نہ لگانا اور نہ اس کے سامنے تھوکنا[2]۔ اگر تھوکو تو اس کو دبا دینا یا اس پر اپنا پاؤں مار دینا۔ اگر تم میرے ان مشوروں پر عمل نہ کرو گے تو یاد رکھو تم یقیناً نقصان اٹھاؤ گے۔ جب تم ایطال کے سامنے جاؤ تو تم دیکھو گے کہ اس کے ہاتھ میں سونے کا ایک چھوٹا سا عصا ہو گا۔ تمہیں ملتے وقت وہ اپنا سنہری عصا تمہاری طرف بڑھائے گا۔ اس طرح عصا کا ایک سرا ایطال کے ہاتھ میں ہو گا اور دوسرا سرا تم تھام لینا، یہی اس کا مصافحہ ہے اور سنو۔ اس کے ساتھ جو گفتگو کرو، اس میں محتاط رہنا۔ کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکال دینا جو تم نہ کر سکو کیونکہ اس کے سامنے اپنی صفات کا تم جو بھی دعویٰ کرو گے ایطال اس کے لیے تمہارا عملی امتحان لے گا۔“

وہ جوان خاموش ہو گیا کیونکہ وہ اس جگہ کے قریب آ گئے تھے، جہاں ان کا بادشاہ ایطال بیٹھا ہوا تھا۔

یوناف جب اس کے سامنے آیا تو ایطال نے اس کی طرف اپنا سنہری عصا بڑھایا۔ یوناف نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کا ایک سرا تھام لیا، پھر ایطال نے اپنا عصا کھینچ لیا اور یوناف کو اپنے سامنے بیٹھنے کو کہا۔

یوناف جب ریت پر بیٹھ گیا تو ایطال نے پوچھا۔

”تم کون ہے۔ تمہارا نام کیا ہے۔ کس سرزمین سے تمہارا تعلق ہے کہ تم ہماری زبان کیسے جانتے ہو کہ تم نے میرے آدمیوں کو پکار پکار کر اپنی طرف بلایا تھا؟“

یوناف نے کہا۔

”اے ایطال! میرا نام یوناف ہے۔ میرا تعلق مصر کی سرزمین سے ہے، میں ہر قوم کی

---

[1]۔ بہت سی اقوام میں بادشاہوں اور سرداروں کو ان کے تقدس کی وجہ سے نہ چھوا جاتا تھا چنانچہ سپارٹا کے بادشاہوں پر ہاتھ رکھنا خلاف قانون تھا۔ سیام کے بادشاہوں کو چھونے کی سخت ممانعت تھی اور اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کی سزا موت تھی، کمبوڈیا کے بادشاہ کو اس کے حکم کے بغیر کوئی نہ چھو سکتا تھا۔ ایک مرتبہ جولائی 1874ء میں کمبوڈیا کا بادشاہ اپنی گاڑی سے گر کر بے ہوش ہو گیا اور زمین پر پڑا رہا لیکن اس کے خدام میں سے کسی کو اسے ہاتھ لگانے کی جرأت نہ ہوئی۔ اتفاق سے ایک غیر ملکی ادھر آ نکلا اور وہ بادشاہ کو اٹھا کر محل میں لے گیا، کسی زمانے میں کوریا کے بادشاہ کو بھی کوئی نہ چھو سکتا تھا۔ اگر بادشاہ کسی کو چھونے کا اعزاز بخشتا تو وہ شخص معزز خیال کیا جاتا اور امتیازی نشان کے طور پر وہ ریشم کا ایک ڈورا باندھے رہتا۔

[2]۔ منقطع بالوں اور ناخنوں کی طرح قدیم قومیں اپنے تھوک بھی چھپا دیتی تھیں تاکہ ان پر کوئی سحر شارک نہ کر دے۔ (جارج فریز)

زبان جانتا ہوں۔ میرے پاس کچھ سری علوم ہیں جن کی بناء پر میں ایسا کر لیتا ہوں، میں تم لوگوں کے اندر رہنا چاہتا ہوں اور تم لوگوں کے لیے سودمند ثابت ہوں گا کہ میں تمہارے بیماروں کو اچھا کروں گا، تمہیں تمہارے دشمنوں کے ارادوں سے آگاہ کر کے تمہاری حفاظت کا سامان کر دوں گا۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے امور میں تم لوگوں کے لیے نفع بخش ثابت ہوں گا۔“

ایطال چند ثانیوں تک غور سے یوناف کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔

”یہ کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں جو تم نے کہی ہے۔ بیماروں کو اچھا ہمارے پجاری بھی کرتے ہیں، یہ جس کے جسم سے چاہیں[1] روح بھی نکال لیتے ہیں اور جس جسم میں چاہیں روح ڈال بھی دیتے ہیں۔ ان کے پاس بھی بہت سے سری علوم ہیں جن کا تم دعویٰ کر رہے ہو۔ ایسی صورت میں ان پجاریوں اور تم میں کوئی فرق نہ ہوا۔ پھر میں کیوں تمہیں اپنے لوگوں کے درمیان رہنے کی اجازت دوں۔ کوئی ایسا کام کرو جس سے میں متاثر ہوں اور مجھے یقین ہو جائے کہ تم واقعی غیر معمولی قوتوں کے مالک ہو۔“

اس پر یوناف نے چلا کر زور سے کہا۔

”اے ایطال! اپنے عصا کی طرف دیکھو۔

ایطال نے جب عصا کی طرف دیکھا تو وہ سانپ بن چکا تھا۔ اس نے فوراً اسے ریت پر پھینک دیا اور اٹھ کھڑا ہوا، لیکن وہ سانپ جب ریت پر گرا تو پھر سنہری عصا بن چکا تھا۔ اس موقع پر بڑے پجاری لطین نے چاہا کہ وہ سنہری عصا اٹھا کر اپنے بادشاہ کو دیدے لیکن جونہی لطین نے اسے ہاتھ لگایا وہ عصا پھر سانپ بن کر پھنکارنے لگا۔ لطین دہشت زدہ ہو گیا اور اس نے دوبارہ اسے ریت پر پھینک دیا۔

---

[1]۔ افریقہ کے بعض قبیلوں کا عقیدہ تھا کہ جب کوئی شخص بیمار ہوتا ہے تو یہ اس لیے ہوتا ہے کہ اس کی روح جسم کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر نکل جاتی ہے چنانچہ ایسی صورت میں یہ لوگ اپنے پجاری اور جادوگر سے رجوع کرتے تھے تاکہ وہ آوارہ روح کو گرفتار کر کے انکے جسم میں واپس لائے۔ (شاخِ زریں) سماٹرا کے باتک قبائل کا خیال تھا کہ جسم سے روح کی غیر حاضری کی وجہ سے آدمی بیمار اور ناتواں ہو کر مر جاتا ہے۔ اس صورت میں ان کے جادوگر روحوں کو واپس بلاتے تھے۔ بیمار شخص کو اس کے گھر کی دہلیز پر پانی، چاول اور شراب رکھ کر پھر منتر پڑھ کر روح کو واپس بلایا جاتا تاکہ وہ چیزیں کھا کر تھکی ماندی روح پھر تازہ دم ہو جائے۔

یوناف ابھی تک پر سکون انداز میں اپنی جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ ایطال لطین اور ایطال کی بیٹی کیتم کے علاوہ دونوں مسلح جوان بھی جو اسے وہاں لے کر آئے تھے، پریشان اور دہشت زدہ تھے۔ یوناف نے اس بار خود ہاتھ آگے بڑھا کر اس سنہری عصا کو پکڑا۔ اس پر انہوں نے دیکھا کہ وہ عصا عصا ہی رہا، سانپ نہ بنا۔ ایطال کو دینے کے لیے عصا یوناف نے اس کی طرف بڑھایا لیکن ایطال ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے ہچکچا رہا تھا اور خوف محسوس کر رہا تھا۔

یوناف نے کہا۔

''اے ایطال! اسے تھام لو، اب یہ تمہارے عصا کے سوا کچھ نہیں ہے۔''

اس کے کہنے پر ایطال نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور عصا تھام لیا۔ یوناف پھر حرکت میں آیا۔ ایک زوردار جھٹکے کے ساتھ اس نے اپنی تلوار نکالی۔ اس پر سری عمل کیا اور پھر جونہی اس نے اس تلوار کا رخ لطین کی طرف کر کے تلوار کا اگلا حصہ بلند کیا، اسی نسبت سے پجاری لطین ہوا میں معلق ہو گیا۔ یوناف اسے سر کی بلندی تک لے گیا، پھر اس نے اپنی تلوار کو نیچا کر کے اسے پھر اپنی جگہ پر بٹھا دیا۔

ایطال فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور یوناف کو اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے اس نے کہا۔

''میرا کوئی بیٹا نہیں۔ آج سے تم میرے بیٹے ہو اور کیتم کے بھائی۔ اب چونکہ میں نے تمہیں چھو لیا ہے لہٰذا تم میرا بیٹا ہونے کے ناطے میرے لوگوں کے لیے محترم اور مقدس ہو گے۔ پجاری لطین واپس جا کر اپنی ساری بستیوں میں اعلان کرا دے گا کہ تم میرے چھوئے ہوئے ہو۔ اس طرح سب لوگ تمہیں مقدس مان کر تمہارا احترام کریں گے۔ تو بستیوں میں جدھر بھی جائے گا تجھے عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔''

یوناف نے کہا۔

''اے سردار! یہ ایک معمولی سا مظاہرہ ہے جو میں نے اپنی قوت کا کیا ہے، میں اس کے علاوہ بھی بہت کچھ کر سکتا ہوں لیکن اے سردار! یہ تم نے اپنے پجاریوں کے لیے جو دعویٰ کیا ہے کہ یہ انسانی جسم سے روح نکال بھی لیتے ہیں اور اس میں ڈال بھی دیتے ہیں اسے میرا دل نہیں مانتا۔ کسی کے مردہ جسم میں روح ڈال دینا ناممکن ہے۔ اسی طرح کسی

کے جسم سے روح نکالی بھی نہیں جا سکتی۔ ہاں اگر اسے جان سے مار دیا جائے تو علیحدہ بات ہے۔

اس موقع پر لطین نے ایطال کی تائید میں بولتے ہوئے کہا۔

''جو کچھ سردار ایطال نے کہا ہے درست ہے، میں اور ان سرزمینوں کے میرے جیسے کئی اور لوگ بھی روحوں کو نکالنے اور ڈالنے پر گرفت رکھتے ہیں اگر تم کہو تو میں یہیں بیٹھے بیٹھے اس کا عملی نمونہ دکھا دوں۔''

یوناف نے کہا۔

''ضرور۔ ذرا میں بھی تو دیکھوں۔''

پجاری لطین سنبھل کر بیٹھا اور اس نے اپنا عمل شروع کر دیا، تھوڑی دیر تک وہ آنکھیں بند کیے خاموش بیٹھا رہا اور اس کے ہونٹ ہلتے رہے، پھر اس نے بلند آواز میں کہنا شروع کیا۔

''ادم! میرا تیر اکارت جاتا ہے۔ میرا تیر اکارت جاتا ہے کہ چاند پر اداسی چھاتی ہے، میرا تیر اکارت جاتا ہے۔ سورج گل ہو گیا ہے۔ تارے مدہم ہوئے جاتے ہیں، میرا تیر اکارت جاتا ہے لیکن میرا نشانہ سورج نہیں، چاند نہیں، تارے نہیں، میرا نشانہ کریون ہے۔ کٹ! کٹ! کٹ! کریون کی روح! آ میرے ساتھ چل اور میرے پاس بیٹھ اور میرے ساتھ ایک تکیے پر سو۔ کٹ! کٹ! روح!''

لطین نے اس عمل کو تین مرتبہ دہرایا اور اس کے ردعمل میں دو مسلح محافظوں میں سے ایک حواس باختہ ہو کر زمین پر گر پڑا۔

پجاری نے خوشی میں نعرہ مارنے کے انداز میں کہا۔

''دیکھا۔ میں نے اس محافظ کہ جس کا نام کریون ہے، جسم سے روح نکال لی ہے اور

ا۔ روحوں کا یہ اغوا صرف تاریک براعظم ہی میں رائج نہ تھا بلکہ جزیرہ نمائے ملایا سے زیادہ شاید ہی کسی ملک میں روحوں کو اغوا کرنے کا فن فروغ اور کمال پذیر ہوا۔ ملایا میں اس مقصد کے لیے مختلف [illegible] ہیں اور مختلف مقاصد کے لیے روحوں کو اغواء کیا جاتا ہے کبھی کسی دشمن قبیلے کی تباہی کے لیے [illegible] اوقات کسی سنگدل یا شرمیلی نازنین کا دل جیتنے کے لیے ایسا کیا جاتا ہے اور یہ کام عموماً [illegible] وقت کیا جاتا ہے جب چاند افق پر ابھر آئے۔ (جارج فریزر)

اس کا دھڑ اب بیکار ہو کر زمین پر گر گیا ہے۔''

یوناف نے ایک بار اس گرنے والے محافظ کو غور سے دیکھا، پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر اس نے اس کی نبض پر ہاتھ رکھا دیا۔ نبض چل رہی تھی۔

اس دوران پجاری لطین کی آواز پھر بلند ہوئی۔

''گو یہ عمل اس وقت کیا جاتا ہے جب چاند افق مشرق سے ابھر رہا ہو اور چاندنی رات میں دائیں پاؤں کا انگوٹھا بائیں پاؤں کے انگوٹھے پر رکھا جائے اور دائیں ہاتھ کی مٹھی ترم کی طرح منہ کو لگا لی جائے۔ میں نے انگوٹھوں کو بھی ایک دوسرے پر رکھا اور مٹھی کو بھی ترم کی طرح منہ پر لے گیا مگر دیکھو چاندنی رات نہ ہونے کے باوجود میں نے اس عمل کو کیا کامیاب کر دکھایا ہے۔''

یوناف نے غور سے پجاری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے لطین! کریون زندہ ہے۔ اس کی سانس چل رہی ہے۔ اس کی روح اس کے جسم کے اندر ہے، ہاں تم نے اس پر اپنا سحر کر کے اسے صرف بے ہوش کر دیا ہے ورنہ یہ بھلا چنگا ہے۔''

لطین نے چلا کر کہا۔

''نہیں۔ اس کی روح اس کے جسم میں نہیں ہے۔ وہ اس وقت میری گرفت میں ہے اور اس کا جسم اس وقت مردہ ہے جس کے اندر اگر میری نکالی ہوئی روح نہ ڈالی جائے تو بھلے اس کو دفن ہی کر دیا جائے۔''

یوناف نے اپنی جگہ پر بیٹھے ہی بیٹھے اس بے ہوش محافظ پر اپنا کوئی سری عمل کیا جس کے جواب میں وہ فوراً پہلے کی طرح اٹھ کھڑا ہوا۔

یوناف نے لطین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''دیکھا! میں نے کہا تھا نہ کہ یہ زندہ ہے۔ اس کی سانس چل رہی ہے اور اس کی روح اس کے جسم میں ہے لیکن تم نہ مانے۔ اب تم سنبھال کر رکھو، اس روح کو جس کے متعلق تمہارا دعویٰ ہے کہ تم نے اس کے جسم سے نکال لی ہے۔''

لطین نے پھر چلا کر کہا۔

''نہیں۔ نہیں۔ میں نے کریون کے جسم سے یقیناً روح نکالی تھی لیکن وہ روح تم نے

مجھ سے چھین کر دوبارہ اس کے جسم میں ڈال دی ہے۔''

یوناف نے پوچھا۔

''تم نے روح کو نکال کر کہاں رکھا تھا۔''

لطین نے کہا۔

''وہ میری مٹھی میں تھی۔''

یوناف نے اس بار طنزاً پوچھا۔

''مٹھی تو تمہاری اب بھی بند ہے پھر روح کیسے نکل بھاگی۔''

لطین نے تاسف بھرے انداز میں کہا۔

''آہ! وہ روح تم نے مجھ سے چھین لی۔ یقیناً تمہارا عمل میرے عمل سے بلند اور برتر ہے، کاش وہ علوم جو تمہارے پاس ہیں، میرے پاس بھی ہوتے۔''

لوگ سارا سامان سمیٹ کر مرکزی بستی کی طرف لے گئے تھے۔ لہٰذا سردار ایطال اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔

''چلو اب چلیں۔ باقی گفتگو پھر کسی موقع پر ہوگی۔''

یوناف، کیتم اور پجاری لطین بھی کھڑے ہو گئے اور ایطال کے ساتھ ہو لیے۔ جب وہ اپنی مرکزی بستی کے پاس پہنچے تو وہاں سامان کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ یوناف نے دیکھا ان وحشیوں کے گھر پتھر کے بنے ہوئے تھے اور ان کی بستیاں کوہستانِ اطلس کے دامن میں دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں، بستی سے باہر کوہستانی سلسلے کے پاس ایک بہت بڑی عمارت تھی جوان کا معبد تھا۔ سردار ایطال نے پہلے وہ سارا سامان اپنی مختلف بستیوں میں تقسیم کیا، اس کے اپنے حصے کا سامان اس کے محافظ لے کر چلے گئے۔

جب تقسیم کا کام تمام ہوا تو ایطال یوناف اور کیتم کے ساتھ ایک بہت بڑی اور وسیع حویلی میں داخل ہوا، پھر یوناف کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

''اے یوناف! کہ اب تم میرے بیٹے ہو۔ یہ میری حویلی ہے، پہلے ہم گھر کے صرف دو ہی افراد تھے، ایک میں اور دوسری کیتم، تمہارے آنے سے اب ہم گھر کے تین افراد ہو گئے ہیں۔

پھر وہ باپ بیٹی کھانے پینے کی اشیاء سے یوناف کی تواضع کرنے لگے!

○

ممفس شہر میں عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس مکان میں داخل ہوا جس میں یافان، عارب بیوسا اور نبیطہ رہ رہے تھے۔ سورج طلوع ہو چکا تھا اور دھوپ چڑھ آئی تھی۔ اسے دیکھتے ہی عارب نے پوچھا۔ ''اے آقا! آپ تو یوناف اور ابلیکا کو دیکھنے گئے تھے۔ کیا وجہ ہوئی کہ آپ لوٹے نہیں۔ رات بھر باہر رہے اور یوناف اور ابلیکا میں سے بھی کوئی اس طرف نہیں آیا۔''

عزازیل نے کہا۔ ''ان دونوں نے مجھے دیکھ لیا تھا، لہٰذا وہ میرے تعاقب میں لگ گئے۔ اپنے آپ کو ان سے بچانے کے لیے میں دریائے نیل میں کودا، پھر وہاں سے سمندر میں داخل ہوا، پھر وہ دونوں میرے تعاقب میں رہے۔ یہ تعاقب مغرب میں دور کے سمندروں تک جاری رہا، یہاں تک کہ میرے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے اور ان کی مدد سے میں ابلیکا اور یوناف کو چکمہ دینے میں کامیاب ہو گیا، میں پورے حالات کا جائزہ لے کر آ رہا ہوں۔ یوناف وہاں سمندر کے کنارے ایک وحشی قوم کے اندر آباد ہو گیا ہے لیکن اسے ہم کسی بھی صورت معاف نہ کریں گے۔''

''سنو میرے عزیزو! جس قوم میں یوناف جا کر آباد ہوا ہے۔ اس کی دشمن قوم کا سردار میرا خوب جاننے والا ہے کہ ایک بار انسانی روپ میں اس کے سامنے آ کر میں نے اس پر ایک احسان کیا تھا، ہم سب وہاں اس سردار کے پاس جا کر رہیں گے اور وہاں قیام کے دوران یوناف اور ابلیکا کو ایک عذاب میں مبتلا کر کے رکھ دیں گے۔''

''حالات کا تقاضا تو یہی تھا کہ ہم ابھی اور اسی وقت ان کی طرف روانہ ہو جاتے لیکن میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ابھی چند امور کو نمٹانا ہے۔ اسی لیے میں چند روز بعد تمہاری طرف لوٹوں گا پھر ہم ان گمنام سرزمینوں کا رخ کریں گے، جہاں جا کر یوناف آباد ہو گیا ہے۔ اب میں جاتا ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گیا۔

○

ابراہیم علیہ السلام نمرود کی ہٹ دھرمی اور تعصب سے تنگ آ کر اس کی سلطنت کے طبقاتی کشمکش[1] والے معاشرے سے نکل کر حاران شہر کی طرف گئے۔ یہاں خدائے قدوس کی طرف سے آپ پر وحی[2] ہوئی جس کے مطابق خداوند کریم کے حکم کے مطابق ابراہیمؑ اپنی بیوی سارہ اور بھتیجے لوطؑ کے ساتھ نکل کر فلسطین کی طرف کوچ کر گئے۔ آپ کے ساتھ وہ لوگ[3] بھی حاران شہر سے فلسطین کی طرف روانہ ہو گئے جو حاران شہر میں ابراہیمؑ کے قیام کے دوران آپ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر آپ پر ایمان لے آئے تھے۔ اس وقت آپؑ کی عمر پچھتر[4] برس کی تھی۔ اس گروہ کے ساتھ لگاتار سفر کرتے ہوئے آپ فلسطین میں داخل ہوئے اور سیکم[5] کے مقام پر آپ نے قیام کیا، یہاں قیام کے دوران آپ کے ساتھیوں اور آپ کے ریوڑ کے جانوروں کی تعداد خوب بڑھنا شروع ہو گئی تھی۔

دوسری طرف شمالی ایران میں قوم ماد کے لیے بھی ایک طوفان کروٹیں لے رہا تھا۔ گو منوچہر نے ایک زبردست جنگ میں اپنے تایا سلم اور تور کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور وہ پرسکون ہو کر قوم ماد پر حکومت کر رہا تھا لیکن اندر ہی اندر مصائب کا ایک طوفان اس کے خلاف حرکت میں آنے کو منہ کھول رہا تھا اور وہ یہ کہ تور کا بیٹا افراسیاب جنگی تیاریوں

---

[1] ۔نمرود کی سلطنت کا معاشرہ اس وقت تین طبقوں میں تقسیم تھا جو باہم کشمکش میں مبتلا تھا۔ پہلا طبقہ عمیلو کہلاتا تھا، اس میں اونچے درجے کے لوگ مثلاً پجاری اور حکومت کے عہدے دار شامل تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کا باپ آذر بھی ان طبقے کا ایک فرد تھا۔ دوسرا طبقہ مشکینو کہلاتا تھا۔ اس میں اہل تجارت، صناع اور سوداگر شامل تھے۔ تیسرے طبقے کا نام آردو تھا اور یہ غلاموں پر مشتمل تھا۔۔۔ (یہودیوں کی مذہبی کتاب تالمود اور تفہیم القرآن)

[2] ۔خداوند کریم نے حضرت ابراہیمؑ پر وحی کی کہ ''اس ملک میں جا جو میں تجھے دکھاؤں گا اور میں تجھے ایک بڑی قوم بناؤں گا اور برکت دوں گا اور تیرا نام سرفراز کروں گا۔ سو تو باعث برکت ہو۔ جو تجھے مبارک کہیں ان کو میں برکت دوں گا جو تجھ پر لعنت کرے اس پر میں لعنت کروں گا اور زمین کے سب قبیلے تیرے وسیلے سے برکت پائیں گے۔ ماخوذ از: توریت، پیدائش کا باب 12: آیت 2-3۔

[3] ۔ماخوذ از توریت (پیدائش) باب 12: آیت 5۔

[4] ماخوذ از توریت (پیدائش) باب 12: آیت 4۔

[5] ۔سکم وہی جگہ ہے جہاں حضرت یعقوبؑ کے بیٹے اپنا ریوڑ چرایا کرتے تھے، یہاں ان کی کچھ زمین بھی تھی۔ انہوں نے اپنے بھائی یوسف پر سختیاں کیں پھر انہیں دوتن کے کنوئیں میں ڈال دیا۔ اس سے متعلق مفصل

میں مصروف تھا تا کہ وہ اپنے چچا زاد بھائی منوچہر سے اپنے باپ تور اور چچا سلم کا انتقام لے۔

ادھر ہندوستان میں کچھ حوادث درپے انقلاب تھے آرین جنہوں نے ابھی تک اپنے آپ کو ہندوستان کے شمال مغرب کے بہت مختصر علاقوں تک محدود کر رکھا تھا، ایشیائے کوچک اور ازمیر سے نئے ہجرت کر کے آنے والے آریوں کی وجہ سے ان کی تعداد کافی بڑھ گئی تھی اور وہ بھی آگے بڑھ کر ہندوستان کے قدیم باسی دراڑوں پر ضرب لگانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔

○

عزازیل اور اس کے پانچوں ساتھی انسانی روپ میں یافان، عارب، بیوسا اور نبیط کے ساتھ کوہستانِ اطلس کی بحر ظلمات کی طرف جانے والی شاخ کے جنوب میں افریقہ کے ان وحشی قبائل کے پاس نمودار ہوئے جو ان قبائل کے دشمن تھے جن قبائل کے اندر یوناف نے قیام کر رکھا تھا، پھر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ عزازیل ان قبائل کی مرکزی بستی کے پاس آیا اور بستی کے باہر ایک وسیع حویلی کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ ''سنو میرے ساتھیو! یہ ان قبائل کے سردار کی حویلی ہے۔ اس کا نام اثور ہے۔ اس کی بیوی کا نام زان ہے۔ اس کا ایک انتہائی طاقتور اور جوان بیٹا ہے اور اس کا نام سوریان ہے اور وہ جو تم سردار اثور کی حویلی کے دائیں طرف پتھروں کی ایک عمارت دیکھ رہے ہو وہ مہمان خانہ ہے، جس کے اندر وہ لوگ قیام کرتے ہیں جو اجنبی اور پردیسی ہوں یا ان قبائل کے مہمان بن کر ٹھہریں۔ ہمارا قیام بھی اسی عمارت میں ہوگا اور وہاں سے ہم بہتر طور پر یوناف کے خلاف حرکت میں آ سکیں گے۔ آؤ اب حویلی میں چلیں کہ میں سردار سے تمہارا تعارف کراؤں۔''

اپنے ساتھیوں کے ساتھ عزازیل حویلی میں داخل ہوا۔ اس وقت سردار اثور، اس کی بیوی زان اور بیٹا سوریان حویلی کے بیرونی احاطے میں بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے، جونہی انہوں نے عزازیل کو دیکھا وہ تینوں اس کی طرف لپکے

اس موقع پر عزازیل نے یافان، عارب، بیوسا اور نبیط کو مخاطب کر کے کہا۔ ''میں نے ان کو اپنا نام عزازیل ہی بتا رکھا ہے لیکن ان پر یہ ظاہر نہیں کیا کہ میں ابلیس ہوں، اس لیے تم لوگ ذرا محتاط رہنا، یہ لوگ میرے ساتھیوں کے نام بھی جانتے ہیں۔''

اتنی دیر میں وہ تینوں قریب آ گئے۔ سب سے پہلے اثور اور سوریان عزازیل سے بغل گیر ہوئے۔ پھر دوسرے لوگوں نے ہاتھ ملایا جبکہ زان، بیوسا اور نبیط کے پاس آ کھڑی ہوئی، سب حویلی کے احاطے میں بیٹھ گئے۔

پھر اثور نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ ''اے ہمارے عظیم محسن! آج آپ کا ادھر آنا کیسے ہوا''

عزازیل نے انتہائی نرم اور شفیقانہ لہجے میں کہا۔ ''یہاں ان وادیوں، صحراؤں اور کوہستانوں کے اندر تمہارے لیے ہولناک مصائب اور اذیتیں اٹھنے والی ہیں، میں اسی غرض سے اس طرف آیا ہوں کہ تم لوگوں کو اس ہولناکی سے آگاہ کروں اور اس سے تم لوگوں کو بچانے کے لیے تدبیر کروں۔''

اثور، زان اور سوریان حیرت و تعجب سے عزازیل کی طرف دیکھنے لگے۔ پھر اثور نے پوچھا۔

''اس سرزمین کے اندر کیا ہولناکی آنے والی ہے۔''

عزازیل نے کہا۔ ''اے اثور! تمہارے دشمن قبائل کے اندر ایک ایسا شخص داخل ہوا ہے جو بے پناہ قوتوں کا مالک ہے۔ اس کا قیام تمہارے دشمن قبائل کے سردار ایطال کے ہاں ہے۔ ایطال نے اسے اپنا بیٹا بنا لیا ہے اور اس کی بیٹی کیتم اسے اپنا بھائی کہنے لگی ہے۔ ایطال اگر چاہے تو اس نوارد نوجوان کی مدد سے تم پر قابو اور گرفت حاصل کر کے تم لوگوں کو صعوبتوں اور اذیتوں میں ڈال سکتا ہے کیونکہ وہ جوان حیرت انگیز اور ان گنت سری قوتوں کا مالک ہے۔ میں نے اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ اس لیے تمہاری طرف آیا ہوں کہ ایطال اگر اس جوان کو جس کا نام یوناف ہے تمہارے خلاف حرکت میں لائے تو میں تمہاری مدد کر سکوں۔''

اثور نے چند لمحوں کے بعد پوچھا۔ ''اے عزازیل! تم نے ایک بار مجھ پر اپنی ان گنت

عزازیل نے کہا۔ ''ہاں وہ مجھ سے بھی ٹکرا سکتا ہے اور ایسا وہ پہلے کئی بار کر چکا ہے۔
میں یہاں رہ کر اسے قابو کر کے اپنے سامنے بے بس کرنے کی کوشش کروں گا جب تک یہ
کام ہو نہیں جاتا مجھے اجازت دو کہ میں تمہارے مہمان خانے میں رہ سکوں۔''

اثور نے خوش طبعی سے کہا۔ تم ضرور اس میں قیام کرو بلکہ میں تو پسند کروں گا کہ تم
ہمیشہ کے لیے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس مہمان خانے میں رہو تا کہ تمہاری موجودگی
میں ہم لوگوں کے لیے قوت اور اعتماد کا باعث رہے۔ اے عزازیل! تم ہمارے لیے ایسا
کرو کہ اس یوناف کو قابو کر کے ایک دفعہ ہمارے تہہ خانے میں ڈال دو پھر وہ ہمارے
لیے باعث نقصان نہ ہو سکے گا۔''

اس بار عارب نے گفتگو میں دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔ ''تم لوگوں کے تہہ خانے کس
جگہ اور کہاں ہیں اور کس مقصد کے لیے ہیں؟''

اثور نے کہا۔ ''کوہستان اطلس کا ایک حصہ ہمارے قبضے میں اور کچھ حصہ ہمارے
دشمن قبائل کے تصرف میں ہے اور اسی حصے سے سب قبائل سونا نکالتے ہیں۔ اسی
کوہستان کے اندر ہم لوگوں نے بہت بڑے بڑے اور حیرت انگیز تہہ خانے بنا رکھے
ہیں ان تہہ خانوں کے اندر ہم باغی، سرکش اور مجرم لوگوں کو رکھتے ہیں۔ انہیں زنجیروں
میں جکڑ کر ان سے سونے کی کھدائی کا کام بھی لیتے ہیں، اگر تم لوگ اس جوان کو
ہمارے تہہ خانوں کے اندر بند نہیں کر سکتے تو پھر تم سب مل کر اس کا کام تمام کر دو کہ وہ
کبھی ہمارے لیے زیاں اور اذیت کا باعث نہ بنے۔''

عزازیل نے کہا۔

''ہم میں سے کوئی بھی اس جوان کو ختم نہیں کر سکتا۔ ہاں! ہمارے لیے یہ ضرور ممکن
ہے کہ ہم اسے اس کی سری قوتوں سے محروم کر کے اس طرح کر دیں کہ اس کے ذہن کو
اس کی یادداشتوں اور اس کے سارے علوم سے صاف کر دیں اور ایک عام انسان کی
کیفیت میں ہم اسے تم لوگوں کے تہہ خانوں میں بند کر دیں، یہاں تم لوگ اسے زنجیروں
میں جکڑ دینا اور اس سے کوہستانوں کے اندر سے سونا نکلوانے کا کام لینا، یہ بھی سن رکھو کہ
وہ ایک قدیم ترین انسان ہے اور اپنی مخصوص اور وہبی قسم کی قوتوں کی بناء پر زندہ ہے۔ وہ
انتہائی طاقتور ہے اور تم لوگوں کے دس انتہائی طاقتور جوان مل کر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر

سکتے۔

اثور نے بے چین ہو کر کہا۔

''نہیں ہرگز نہیں۔ میں اسے تسلیم کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں کہ وہ ہمارے دس
جوانوں کو مات کر دے، وہ ہمیں اپنی سری قوتوں سے نقصان تو پہنچا سکتا ہے لیکن ایسا
طاقتور نہیں ہو سکتا کہ ہمارے دس جوانوں کو پچھاڑ دے۔ سنو! ہمارے تہہ خانے کے اندر
ایک ایسا جوان بند ہے کہ جو طاقت میں ہاتھی کی طرح ہے۔ وہ بڑا کام کا آدمی ہے لیکن
اس نے میرے خلاف بغاوت کی اور میرے قتل کے درپے ہوا لہٰذا میں نے اسے تہہ خانے
میں بند کر دیا ہے وہ زنجیروں میں جکڑا ہے اور اس سے بھی کانوں کی کھدائی کا کام لیا جاتا
ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اکیلا ہی یوناف کو زیر کر سکتا ہے بشرطیکہ یوناف اپنی سری قوتیں
استعمال نہ کرے۔

عزازیل نے کہا۔ ''اچھا! ہم لوگ یوناف کی سری قوتوں پر قابو پانے کے بعد یوناف کو
انہی تہہ خانوں میں بند کر دیں گے جن میں تمہارا وہ بغاوت کرنے والا جوان بند ہے اور
اس کا تم نے نام نہیں بتایا۔ پھر دیکھ لیں گے کہ دونوں میں کون کس کو زیر کرتا ہے، پہلے
میں اپنے ان ساتھیوں کو مہمان خانے میں لے جانا چاہتا ہوں تا کہ یہ سب وہاں آرام
کریں۔ اور سنو اثور! یہ جو میرا ساتھی ہے۔'' عزازیل نے یافان کی طرف اشارہ کرتے
ہوئے کہا۔ ''یہ بھی انتہائی بھیانک قوتوں کا مالک ہے یہ اپنا چہرہ اور اپنا جسم نقاب اور لمبی
عبا سے اس لیے ڈھانپے رہتا ہے کہ اس کی ہیئت اور جسمانی ساخت ایک منفرد نوعیت کی
ہے۔ یہ میں تمہیں اس لیے بتا رہا ہوں کہ اگر اچانک تمہارے لوگوں کا اس سے سامنا ہو
جائے کہ اس نے اپنا چہرہ ڈھانپ نہ رکھا ہو تو وہ اس سے خوفزدہ نہ ہو جائیں۔''

ساتھ ہی عزازیل نے یافان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اے محترم یافان! اپنا نقاب
ہٹاؤ اور چہرہ ننگا کرو تا کہ یہ لوگ تمہیں دیکھیں اور بعد میں اپنے آدمیوں کو بھی تمہارے
بارے میں تفصیل سے بتا دیں۔''

یافان نے جب اپنا ہاتھ عبا سے باہر نکالا تو اس کے استخوانی ہاتھ کو دیکھ کر اثور، زان اور
سوریان بری طرح پریشان ہو گئے اور جب اپنا ہاتھ حرکت میں لا کر یافان نے اپنے
چہرے سے نقاب ہٹایا تو اس کا ہڈیوں پر مشتمل بھیانک چہرہ دیکھ کر ان تینوں کی چیخیں نکلتے

نکلتے رہ گئیں وہ تینوں انتہائی خوف زدہ انداز میں یافان کو دیکھ رہے تھے۔

عزازیل اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔ ''ہمیں اب چلنا چاہیے، کیا تم سوریان کو ہمارے ساتھ نہ بھیجو گے کہ ہمیں مہمان خانے تک چھوڑ آئے۔''

اثور نے کہا۔ ''ضرور ضرور! سوریان آپ لوگوں کو مہمان خانے تک چھوڑ آتا ہے۔ میں آپ سے یہ بھی کہوں گا کہ جب تک آپ لوگوں نے یہاں قیام کرنا ہے، مہمان خانہ کلی طور پر آپ لوگوں کے تصرف میں رہے گا۔ اگر کسی کا کوئی اور مہمان آیا تو اسے کسی اور مناسب جگہ پر ٹھہرا دیں گے۔''

سوریان خاموشی سے اٹھ کر عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہولیا۔

سوریان سب کو لے کر مہمان خانے میں آیا، وہاں اس نے انہیں مہمان خانہ کے سارے کمرے دکھانے کے بعد مہمان خانے کے محافظوں کو تاکید کر دی کہ مہمان خانہ مکمل طور پر عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے استعمال میں رہے گا۔

جب سوریان چلا گیا اور ان سب نے اپنے اپنے کمروں کا تعین کر لیا تو عزازیل نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ ''اب تم لوگ سکون کے ساتھ یہاں قیام کرو۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اب یہاں سے جاؤں گا، چند دن بعد لوٹوں گا، پھر عملی طور پر ہم یوناف کے خلاف حرکت میں آئیں گے۔''

عارب نے حیرت سے کہا۔ ''آپ کہاں جائیں گے، آپ کی تو اب یہاں سخت ضرورت ہے۔'' عزازیل نے کہا۔ ''میرے اور بھی ان گنت کام ہیں، میں چند یوم کے لیے اب آسمانوں کی طرف پرواز[1] کروں گا اور خداوندی احکامات کی سن گن[2] لینے کی کوشش کروں گا اور یہ کام ہمارے لیے سب سے افضل اور اہم ہے اور اسی کی وجہ سے ہم لوگوں کو اپنے

۱۔ جس طرح ابوالبشر کی پیدائش گارے کی کھنکتی مٹی سے ہوئی ایسے ہی ابوالجان (جنوں کا جد امجد) کی پیدائش بے دھوئیں کے شعلے سے ہوئی جیسے کے سورہ رحمٰن میں فرمایا۔ خلق الجان من مارج النار اور سورۃ الحجر میں فرمایا۔ والجان خلقنه من قبل من نار السموم۔ جنات کی پیدائش چونکہ انسان کی نسبت فرشتوں کی پیدائش سے زیادہ قریب ہے لہٰذا یہ آسمان کی طرف پرواز کر سکتے ہیں۔

۲۔ جیسا کہ سورۃ الحجر کے رکوع 2 آیت 18 میں فرمایا کہ: ''یہ چوری چوری آسمانی خبروں کی سن گن لینے کی کوشش کرتے ہیں۔'' اسی موضوع پر حدیث نبویؐ ہے کہ: ''فرشتے کبھی کبھی جب نیچے اتر کر آسمانی خبروں کا باہمی تذکرہ کرتے ہیں تو شیاطین اسی فضائے آسمانی میں چھپ کر یہ خبریں سننے کی کوشش کرتے ہیں۔''

حلقۂ اثر میں داخل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ آسمان سے جو خبریں ہم حاصل کرتے ہیں، جب ہم لوگوں سے یہ کہتے ہیں تو وہ ہمارا اتباع کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔''

عارب نے اس بار تعجب سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''کیا آسمانوں کی یہ خبریں آسانی سے حاصل کی جا سکتی ہیں اور ان خبروں کو کس طرح آپ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔''

عزازیل نے کہا۔ ''اے عارب! یہ خبریں ہم کاہنوں، عالموں اور غیب دانی کا ڈھونگ رچانے والوں کو مہیا کرتے ہیں، جن کی مدد سے وہ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ رہا تمہارا یہ سوال کہ کیا آسمانوں سے خبریں حاصل کرنا آسان کام ہے؟ تو سن رکھو کہ یہ کوئی ایسا کام نہیں ہے کہ ہم فضاؤں کی طرف پرواز کریں اور خبریں لے کر لوٹ آئیں، ہم یوں تو روزانہ آسمانوں کی طرف پرواز کرتے ہیں لیکن کبھی کبھی ہی کوئی سن گن لینے میں کامیاب ہوتے ہیں ورنہ یہ آسمانی نظام ایسا سخت ہے کہ ہم وہاں سے خبریں حاصل نہیں کر سکتے۔''

''یہ صرف سن گن لینے والی بات ہے ورنہ خدائے ذوالجلال نے فضاؤں کے اندر مضبوط برج[1] بنا رکھے ہیں۔ جب ہم خبریں حاصل کرنے کے لیے ان برجوں کی طرف جاتے ہیں تو روشن شعلے[2] ہمارا تعاقب کرتے ہیں اور ہم وہاں سے بھاگنے پر مجبور ہو جاتے

۱۔ ان برجوں کا ذکر سورۃ الحجر میں بھی کیا گیا ہے۔ ان برجوں سے متعلق محققین کی مختلف آراء ہیں ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ وہ بارہ برج ہیں جن پر سورج کے مدار کو تقسیم کیا گیا ہے۔ دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ یہ فضاؤں کے اندر سیارے ہیں اور تیسرا گروہ کہتا ہے کہ یہ عالم بالا میں جو مختلف خطے ہیں جن کو مستحکم سرحدوں سے ایک دوسرے سے علیحدہ کیا گیا ہے تاکہ ایک خطے کی آفات دوسرے میں داخل نہ ہو سکیں اور یہی مستحکم سرحدیں برج ہیں۔

۲۔ ان روشن شعلوں کو قرآن مقدس، شہاب ثاقب اور شہاب مبین بھی کہا گیا ہے۔ ان کے متعلق بھی محققین کے تین گروہ ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ جب سمندر سے بخارات اٹھتے ہیں تو ان کے ساتھ کچھ آتشی ذرات بھی اوپر چلے جاتے ہیں جو اوپر کی فضا میں گرمی پا کر سلگ اٹھتے ہیں، دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ یہ کائناتی شعاعیں (COMIC RAYS) ہیں۔ تیسرا گروہ جو جدید سائنسدانوں پر مبنی ہے ان کا خیال ہے کہ اوسطاً ہر روز دس کھرب شہاب ثاقب فضائے بسیط میں نمودار ہوتے ہیں ان کی رفتار 5 میل فی سیکنڈ ہوتی ہے۔ ان میں سے ہر روز دو کروڑ کی تعداد میں زمین کے بالائی خطے میں داخل ہوتے ہیں اور بڑی مشکل سے اکا دکا زمین پر گرنے میں کامیاب ہوتے ہیں ورنہ یہ فضاؤں کے اندر ہی جل کر ختم ہو جاتے ہیں، ہر روز 10 کھرب نمودار ہونیوالے ان شہاب ثاقب یا روشن شعلوں ہی سے شیاطین کو اوپر جانے سے روک دیا جاتا ہے۔ 1833 میں شمالی امریکہ کے جنوبی ساحل پر نصف شب سے لے کر صبح تک شہاب ثاقب کی بارش ہوئی تھی اور وہاں 2 لاکھ شہاب ثاقب گرے تھے۔ دنیا میں جو عجائب گھروں کے اندر شہابی پتھروں کے نمونے پائے جاتے ہیں، ان میں سب سے بڑا 645 پونڈ کا ایک پتھر ہے جو گر کر گیارہ فٹ زمین میں دھنس گیا تھا۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینکا 1946۔ جلد 15۔ صفحہ 337 تا 339۔

ہیں، بہر حال تم اس گفتگو کو چھوڑو کہ اس سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میری غیر موجودگی میں تم لوگ محتاط رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ ابلیکا میری غیر حاضری کے دنوں میں یوناف کو تمہارے متعلق خبر دے اور وہ تمہارے خلاف حرکت میں آ کر سارے کھیل کو بگاڑنے میں کامیاب ہو جائے۔ اگر ایسا ہو گیا تو ان وحشی قبائل کے اندر ہماری کوئی عزت نہ رہے گی۔ ویسے میں احتیاطاً اپنے دو ساتھی ثبر اور زکنبور یہاں چھوڑے جا رہا ہوں۔ یہ اپنی اصل حالت میں تمہارے اطراف میں رہیں گے اور اگر ابلیکا یا یوناف کی طرف سے تمہیں کوئی خطرہ ہوا تو یہ تمہیں بر وقت اطلاع کر دیں گے۔ اس کے علاوہ یہ مجھے بھی خبر کر دیں گے اور میں موقع پر پہنچ کر ان دونوں کے خلاف حرکت میں آ جاؤں گا۔"

"ویسے یہ مہمان خانے کوہستانِ اطلس کے دامن میں ایک محفوظ جگہ ہیں اور پھر اس مہمان خانے کے محافظ اور خدام تم لوگوں کی ہر آسائش کا خیال رکھیں گے کیونکہ سردار اثور کا بیٹا سوریان انہیں تمہارے متعلق خوب تنبیہ کر گیا ہے اور سنو۔ ان تاریک سرزمینوں کے اندر سردار کے بعد سب سے زیادہ عزت ان پجاریوں کی ہوتی ہے یہ جڑی بوٹی اور جادو کی مدد سے لوگوں کا علاج بھی کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو پوجا پاٹ کے طریقے بھی سکھاتے ہیں، تم لوگ سردار کی طرح ان پجاریوں کے ساتھ بھی عزت سے پیش آنا۔ ان تاریک سرزمینوں کے سب لوگ خواہ سردار اثور کے قبائل کے ہوں یا ان کے دشمن قبیلوں کے، سارے ہی ایسے بڑے بڑے بتوں کی پوجا کرتے ہیں، جس کا اوپر کا دھڑ حسین ترین عورت کا اور نچلا دھڑ شیر[1] کا ہے۔ اس قسم کی مخلوق قدیم زمانے میں ان علاقوں میں پائی جاتی تھی، لہٰذا یہ لوگ اسی کی عبادت اور پوجا کرتے ہیں۔"

"اور سنو میرے عزیزو! ان وحشی قبائل کے یہاں بڑے بڑے معبد ہیں اور ان معبدوں کے اندر اسی مخلوق کے سونے کے بڑے بڑے بت ہیں جن کی یہ لوگ پرستش کرتے ہیں اور ان کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں، یہاں کے لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مخلوق

---

[1]۔ عورت اور شیر کے دھڑ کی مخلوق برطانوی دور میں کوئٹہ میں بھی پائی گئی تھی جسے مم کہہ کر پکارا گیا۔ یہ آدم خور ہو گئی تھی اور لوگوں کو اٹھا کر لے جاتی تھی، آخر آرمی کے دستے اس کے خلاف حرکت میں آئے اور اسے مار کر کوئٹہ کے گورا قبرستان میں دفن کیا گیا جہاں اس کی باقاعدہ قبر ہے اور اس قبر پر اس کا مجسمہ بنا ہوا ہے جس کا دھڑ عورت کا اور شیر کا ہے۔ ایسے ہی عورت اور شیر کے دھڑ والے مجسمے مصر میں بھی پائے گئے ہیں۔

ختم نہیں ہو گئی بلکہ یہ اب بھی کوہستان اطلس کے غاروں میں دکھائی دے جاتی ہے کوہستانوں کے اندر ان لوگوں نے کچھ غاریں مخصوص کر رکھی ہیں جن کے متعلق ان کا خیال ہے کہ ان کے اندر وہ مخلوق پائی جاتی ہے۔ یہ لوگ ان غاروں کے باہر ڈھیروں کی صورت میں کھانے پینے کی اشیاء رکھ دیتے ہیں تا کہ یہ مخلوق ان سے اپنا پیٹ بھرتی رہے اور بھوکی ہو کر کہیں ان ہی کو اپنی بھوک کا نشانہ نہ بناتی رہے۔ ان لوگوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اس عجیب و غریب مخلوق کی محبوب ترین غذا جانوروں کا کچا گوشت ہے۔

"اسی لیے یہ لوگ ان غاروں کے دہانوں پر زیادہ تر گوشت ہی رکھتے ہیں، ان لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ اگر اس مخلوق کو ان کی ضرورت کے مطابق گوشت مہیا نہ کیا جائے تو کبھی کبھی ان میں سے کوئی آدم خور بھی ہو جاتی ہے اور ایسی صورت میں یہ انتہائی ہولناک ہو کر ارد گرد کی بستیوں میں تباہی مچا کر ویرانی اور بربادی برپا کر دیتی ہے۔"

اس گفتگو پر عارب چونکا اور عزازیل سے کہا۔ "تو پھر ایسی تباہی کا بندوبست ہم ان وحشی قبائل کے لیے کیوں نہ کر دیں جن کے اندر یوناف ٹھہرا ہوا ہے۔"

عزازیل نے پوچھا۔ "کھل کر کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔"

عارب نے کہا۔ "پہلے مجھے یہ بتائیں کہ جن وحشی قبائل کے اندر یوناف ٹھہرا ہوا ہے کیا وہ لوگ بھی ایسی غاروں کے دہانوں پر کھانے پینے کی اشیاء رکھتے ہیں۔"

عزازیل نے غور سے اس کی طرف دیکھا اور کہا۔ "ہاں۔ وہ بھی چند غاروں کے دہانوں پر کھانے پینے کا سامان رکھتے ہیں۔"

عارب نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "پھر تو سارا معاملہ ہی طے ہو گیا اور جو کچھ میں نے سوچ رکھا ہے اس پر عمل ہو کر رہے گا۔"

عزازیل نے جستجو سے پوچھا۔ "کیا سوچ رکھا ہے تم نے؟"

عارب نے کہا "جو کچھ میں نے سوچ رکھا ہے، اس کے نتائج انتہائی بھیانک ہوں گے اور وہ اس طرح کہ جن قبائل میں یوناف ٹھہرا ہوا ہے، ان قبائل کے لوگ جب اپنی غاروں کے پاس کھانے پینے کا سامان رکھ کر جایا کریں گے تو میں، بیوسا اور نبیطہ حرکت میں آئیں گے، اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائیں گے اور جو غار اس دشمن قبیلے کی بستیوں کے قریب ترین ہو گی اس کے دہانے سے شام کے وقت تمام اشیاء ہٹا دیا کریں گے، ا ر . ط

چند روز تک اس مخلوق کو کھانے پینے کو کچھ نہ ملے گا تو وہ مجبور ہو کر غار سے باہر آئے گی اور قریبی بستیوں کی طرف بڑھے گی، اس طرح ممکن ہے وہ انسانوں کو اپنا نشانہ بنائیں اور اگر ایک بار وہ انسانی خون کی عادی ہوگئیں تو پھر ان بستیوں پر ایسی بربادی لائیں گی کہ جس سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔''

''اور پھر ہم سردار اثور سے یہ بھی کہہ دیں گے کہ اس کے دشمنوں پر آئی ہوئی مصیبت ہماری وجہ سے ہے۔ وہ ہم سے خوش ہوگا اور ہم یہاں سکون سے رہ سکیں گے۔''

عزازیل چند ثانیوں تک توصیفی انداز میں عارب کی طرف دیکھتا رہا، پھر اس نے انتہائی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔''عارب! تم نے کیا بہترین سوچ کا مظاہرہ کیا ہے۔ ایسا کام ضرور کرو۔ اس طرح اثور واقعی مان جائے گا کہ ہم اس کے قبائل میں اس کی بھلائی اور بہتری کے لیے آئے ہیں۔ میں اب جاتا ہوں، تم میرے بعد بہر حال اس کام کو عمدگی اور احتیاط سے سرانجام دینا۔''

اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گیا۔

○

یوناف وحشی قبائل کے سردار ایطال کی حویلی کے صحن میں بیٹھا تھا۔ اس کے ساتھ ایطال کی بیٹی کیتم اور قبائل کا بڑا پجاری لطین بھی موجود تھے اور سب باہم گفتگو کر رہے تھے لطین جان گیا تھا کہ یوناف بے پناہ قوتوں کا مالک ہے، اس بناء پر وہ یوناف کے قریب رہنے اور اس کی عزت کرنے لگا تھا۔

وہ چاروں آپس میں گفتگو میں مصروف تھے کہ مرکزی بستی کا ایک جوان بھاگتا ہوا وہاں آیا اور اس نے لطین کو مخاطب کر کے کہا۔

''لطین! لطین! جلدی کرو، مغربی محلے میں ایک جوان آدمی مر رہا ہے اور اسے تمہاری ضرورت ہے۔!''

اس کے ساتھ جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا تو یوناف بھی کھڑا ہو گیا، پھر اس نے

''چلو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔''

لطین کے بولنے سے قبل ہی سردار ایطال نے کہا۔

''ہاں ہاں چلو۔ میں اور کیتم بھی تم لوگوں کے ساتھ چلتے ہیں۔'' پھر وہ چاروں بڑی تیزی سے اس جوان کے ہمراہ ہو لیے۔

اس جوان کے ساتھ وہ بستی کے ایک گھر میں داخل ہوئے، جہاں پہلے سے کچھ چھوٹے پجاری بھی موجود تھے۔ بڑے پجاری کو دیکھتے ہی وہ چھوٹے پجاری گھر کے اندر سے مختلف برتنوں میں خشک آٹا، پھل، مچھلی، کچے انڈے، ایک مرغی، ایک چوزہ، ایک ریشمی عبا، سونا اور ایک بازو بند لے آئے۔ یہ ساری چیزیں انہوں نے صحن میں رکھ دیں۔ لطین ان چیزوں کے پاس بیٹھ گیا، پھر اس نے یوناف سے کہا۔

''یہ جوان بیمار ہے یا مر گیا ہے، اس کی روح کو بھوت چرا لے گئے ہیں۔ میں اس سے اس روح[1] کو واپس لینے کی کوشش کرتا ہوں۔''

یوناف خاموش رہا اور لطین اپنا عمل کرنے لگا، پھر وہ زور زور سے چلانے لگا۔

''اے بھوت[2]! ہم یہ کھانا، کپڑا، سونا وغیرہ تیری نذر کرتے ہیں تو یہ لے لے اور اس مرنے والے کی روح کو لوٹا دے، ہم تجھ سے التجا کرتے ہیں کہ تو اس کی روح کو اس کے جسم میں واپس جانے دے۔''

پھر لطین نے کھانے کی اشیاء میں سے کچھ وہاں موجود لوگوں کو کھانے کے لیے بانٹ

---

[1]۔ روح کی واپسی یا تبدیلی کی یہ رسمیں قدیم ہندوستان میں بھی ادا کی جاتی تھیں، جیسے ایک ہندوستانی قصے میں ایک راجہ اپنی روح کو ایک برہمن میں منتقل کرتا ہے۔ اسی وقت ایک کبڑا اپنی روح کو راجہ کے خالی جسم میں داخل کر دیتا ہے۔ اس طرح راجہ برہمن اور کبڑا راجہ بن جاتا ہے تاہم کبڑے کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی روح کو ایک مرے طوطے میں ڈالے اور اپنی مہارت کا ثبوت دے۔ کبڑا جب ایسا کرتا ہے تو راجہ فوراً اپنی روح کو اپنے جسم میں داخل کر کے راجہ بن جاتا ہے۔ ایسی ہی ایک کہانی ملایا میں بھی مشہور ہے کہ ایک بادشاہ نے بلا وجہ اپنی روح کو ایک بندر میں منتقل کر دیا۔ اس پر چالاک وزیر نے جھٹ اپنی روح بادشاہ کے جسم میں پہنچا دی اور سلطنت کے علاوہ ملکہ کا بھی مالک بن گیا اس دوران بادشاہ بندر کے روپ میں غم کھاتا رہا۔ وزیر کو جو بادشاہ بن گیا تھا مینڈھے لڑوانے کا بڑا شوقین تھا، ایک روز، لڑائی کے دوران جب ایک مینڈھا مر گیا تو اس نے اپنی روح مینڈھے میں ڈال دی اصلی بادشاہ جو تاک میں تھا اس نے فوراً اپنی روح کو اپنے جسم میں منتقل کر دیا۔ (شاخِ زریں جلد اوّل)

[2]۔ ایسی ہی رسم، جزائر مولکا میں بھی ادا کی جاتی تھی۔ (ایضاً)

دیں۔ مرغی کو مرنیوالے کی روح کے فدیے کے طور پر کھلا چھوڑ دیا اور انڈے وہیں پڑے رہنے دیئے، تاہم وہ ریشمی عبا، سونا اور بازو بند لے کر مرنے والے کے سرہانے آ کھڑا ہوا اور اسے مخاطب کر کے اس نے کہنا شروع کیا۔

''اے جوان! لو اب تمہاری روح آزاد ہو گئی ہے اور تم ضرور اچھے ہو جاؤ گے اور بڑی عمر پاؤ گے۔'' جب کافی دیر گزر گئی اور وہ جوان اچھا نہ ہوا تو یوناف نے اٹھ کر اس کا جائزہ لیا پھر وہ لطین کے پاس آیا اور اس کے کان میں سرگوشی کے انداز میں اس نے کہا۔

''اے لطین! یہ جوان مر چکا ہے۔ اب میں نہ تم بلکہ خدا کے علاوہ دنیا کی کوئی طاقت اس کی روح کو دوبارہ اس کے جسم میں داخل نہیں کر سکتی لہٰذا اب ان قبائل کے لوگوں میں اپنی عزت کو برقرار رکھنے کے لیے ان سے کہو مجھے دیر سے بلایا گیا ہے لہٰذا اب اس جوان کی روح کو واپس نہیں بلایا جا سکتا۔''

لطین چند ثانیوں تک اپنی جگہ پر سر جھکائے خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے آہستہ آہستہ اپنا سر اٹھایا۔ اپنے اردگرد لوگوں پر ایک غائر نگاہ ڈالی، پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنا ایک ہاتھ بلند کر کے اس نے لوگوں سے کہا۔

''لوگو! سنو! یہ جوان مر چکا ہے اور اس کی روح کو اس کے جسم میں لوٹایا نہیں جا سکتا۔ کاش! تم مجھے پہلے بلاتے، تم نے مجھے بلانے میں دیر کر دی ہے، وہ بھوت اب ہمارے دائرہ عمل سے بہت دور نکل گئے ہیں جنہوں نے اس کی روح کو اس کے جسم سے نکال کر اس پر قبضہ کر لیا تھا، اس مرنے والے کے عزیز و اقارب رونے لگے۔

یوناف، لطین اور کیتم کھڑے رہے، پھر اس جوان کی لاش کو دفن کرنے کے لیے اس کی چار پائی کو اٹھا کر قبرستان کی طرف لے جایا گیا۔ سارے پجاری اور ان گنت لوگ بھی لاش کے ساتھ ہو لیے۔ وہ چاروں بھی ان کے ساتھ تھے۔

جس وقت اس جوان کی لاش کو دفن کیا جا رہا تھا تو وہاں کھڑے کئی مرد بانسریاں بجانے لگے اور عورتیں آہستہ آہستہ سیٹیاں بجا رہی تھیں۔ یوناف ان کی ان حرکتوں پر پریشان سا ہوا، پھر اس نے لطین کے کان میں سرگوشی کی اور پوچھا۔

''اے لطین! یہ کیا چکر ہے، یہ مرد بانسریاں اور عورتیں سیٹیاں کیوں بجا رہی ہیں۔''

لطین ذرا سا مسکرایا اور بولا۔

''اے یوناف! یہاں کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ مرنے والے کی روح اپنے ساتھ زندوں کی روح کو بھی لے جاتی ہے۔ اس لیے یہ مرد اور عورتیں بانسریاں اور سیٹیاں بجا کر ایک طرح سے مرنے والے کی روح کو لبھانے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ روح موسیقی کی ان دھنوں میں ہی مگن رہے اور قبرستان میں کھڑے لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اسے دفن کرنے کے بعد یہ لوگ بستی تک بانسریاں اور سیٹیاں بجاتے جائیں گے اور ساتھ ہی زور زور سے اپنے ہاتھ بھی ہلاتے جائیں گے تاکہ مرنیوالے کی روح کو اپنے آپ سے دور رکھ سکیں پھر یہاں سے لوٹنے کے بعد یہ سب لوگ ایک جلوس[1] کی شکل میں اس مرنے والے جوان کے گھر جائیں گے اور وہاں بلند آواز میں مرنیوالے کی روح کو مخاطب کر کے اس سے التجا کریں گے کہ وہ مرنے والے کے ساتھ چلی جائے، اس کے بعد یہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے اور یہ کارروائی تمام ہو جائے گی۔''

پھر جب قبر کے اندر مٹی ڈالی جانے لگی تو کچھ لوگ قبر کے کنارے کھڑے ہو گئے انہوں نے اپنے ہاتھوں میں بانس اور لکڑیاں پکڑ رکھی تھیں، پھر انہوں نے اپنے بانس قبر کے اندر ڈال دیئے اور لکڑیاں ان بانسوں کے اندر پھیرنے لگے۔

یوناف نے لطین سے پوچھا۔

''اور اب یہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔''

لطین نے کہا۔

''یہ بانسوں[2] کے اندر لکڑیاں پھیر کر اپنی روحوں کو بتا رہے ہیں کہ اگر مرنے والے کی روح تمہیں بھی اپنے ساتھ لے جائے تو تم اس بانس کے سوراخ میں سے باہر نکل آنا، یہ سب لوگ مرنے والے کے رشتے دار ہیں۔ اب تھوڑی دیر بعد جب قبر میں مٹی کافی ہو جائے گی تو یہ لوگ بانسوں کو کھینچ کر احتیاط سے ایک طرف رکھ دیں گے کہ اگر ان کی روحیں ان بانسوں میں موجود ہوں تو ان کی بد احتیاطی سے مٹی کے ساتھ قبر میں نہ دب جائیں، پھر مرنے والے کو دفن کر کے یہ اپنی روحوں سے ساتھ چلنے کی منتیں کرتے

۱۔ افریقہ ہی میں نہیں جزائر لاطینی میں بھی ایسی ہی رسومات ادا کی جاتی تھیں۔ (شاخ زریں)

۲۔ قدیم قبائل کارنوں کے ہاں بھی مرنے والے کے ساتھ اور مرنے والے کی روح سے اپنی روحوں کو بچانے کے لیے ایسے ہی طریقے اپنائے جاتے تھے۔ (شاخ زریں)

ہوئے بانس اٹھا کر یہاں سے چل دیں گے۔''

یوناف ان لوگوں کو غور سے دیکھ رہا تھا، وہ بالکل لطین کے انکشاف کردہ طریقے پر عمل کر رہے تھے۔ جب قبر میں کچھ مٹی ڈال دی گئی تو ان لوگوں نے اپنے بانس کھینچ کر بڑی احتیاط کے ساتھ ایک طرف رکھ دیئے، پھر وہ بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر مٹی ڈالنے لگے۔ تاہم بانسریاں اور سیٹیاں بجانے والے مرد اور عورتیں ابھی تک اپنے کام میں مصروف تھے، پھر جب قبر میں پوری طرح مٹی ڈالی جا چکی تو ان لوگوں نے بڑی احتیاط کے ساتھ اپنے بانس اور چھڑیاں اٹھا لیں اور بڑے عاجزانہ لہجے میں وہ بلند آوازوں میں کہنے لگے۔

''اے ہماری عظیم و مکرم روحو! ہمارے ساتھ روانہ ہونا کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں اس مرنے والے کی روح کھینچ لے۔ تمہیں اس کی صحبت پسند آ جائے اور واپس آنے کی بجائے تم یہیں الجھ جاؤ۔ چلو چلو، ہمارے ساتھ چلو کہ ہم تمہاری خدمت کریں گے اور ایک معزز مہمان کی طرح خوب آؤ بھگت کریں گے۔''

پھر وہ سب وہاں سے روانہ ہونے لگے تو ایک عورت حرکت میں آئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی، وہ بھاگ بھاگ کر قبر کے گرد چکر لگانے لگی۔ وہ فضا میں ہاتھ میں پکڑی لکڑی کو یوں مار رہی تھی جیسے وہ کسی کو ہنکا کر لے جانے کی کوشش کر رہی ہو۔ ساتھ ساتھ وہ بلند آواز میں کہتی بھی جا رہی تھی۔

''چلو چلو۔ یہاں سے بھاگ چلو۔ اب تم لوگوں کا یہاں کوئی کام نہیں۔ مرنے والے کی روح سے تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ اپنے اپنے جسم کے ساتھ چلو کہ واپس جانا ہی زندگی ہے۔ یہاں اس مرنے والے کی روح کے پاس رہنا موت ہے اور موت تاریکی اور صعوبت کا دوسرا نام ہے، تم اپنے آپ کو تاریکی اور صعوبت میں نہ ڈالو اور ہمارے ساتھ خوشگوار زندگی کی طرف چلو، چلو چلو بستی کی طرف چلو۔ بستی کے لوگ تمہاری آؤ بھگت اور استقبال کریں گے۔''

یوناف نے پھر لطین کے کان میں سرگوشی کی۔

''لطین! لطین! یہ عورت اب کیا کر رہی ہے؟''

لطین نے بھی جواباً سرگوشی کی۔

''یہ ہمارے قبائل کی جادوگرنی ہے۔ یہ اپنا عمل[1] کر رہی ہے اور یہ جو مرنے والے کی قبر کے گرد بھاگ بھاگ کر بار بار اپنی چھڑی ہوا میں چلا رہی ہے تو اس طریقے سے یہ زندہ لوگوں کی روحوں کو یہاں سے بھگا رہی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کسی کی روح یہاں رہ جائے اور پھر قبر میں اتر جائے اور وہیں کی ہو جائے اور کوئی اور آدمی مر جائے کیونکہ ضروری نہیں کہ کسی شخص سے اس کی روح موت یا نیند کی حالت میں ہی جدا ہو بلکہ روح بیداری[2] کی حالت میں بھی اس سے جدا ہو سکتی ہے، اور ایسی صورت میں اس شخص پر دیوانگی، بیماری یا موت طاری ہو سکتی ہے، ایسی صورت میں ہم پجاریوں یا قبیلے کے جو دوسرے جادوگر اور جادوگرنیاں ہیں، انہیں حرکت میں آنا پڑتا ہے اور جس شخص کی روح رخصت ہو جائے تو پجاری یا جادوگر اس علیحدہ ہونیوالی روح کا تعاقب کرتے ہیں اور اسے مجبور کر کے دوبارہ اس کے جسم میں داخل کر دیتے ہیں۔''

یوناف نے اپنے کندھوں کو جھٹکتے ہوئے استہزائیہ انداز میں کہا۔

1۔ سوماٹرا کے کاروباتک قبائل کے لوگ بھی اپنے لوگوں کو دفن کرتے وقت ایک جادوگرنی کے ذریعے ایسا ہی عمل کیا کرتے تھے۔

2۔ بیداری کی حالت میں روح کے علیحدہ ہو جانے کی وارداتیں آسٹریلیا میں بھی ملتی ہیں، جہاں دو رین جیری قبیلے کے ایک آدمی پر نزع کی کیفیت طاری ہو گئی تھی کیونکہ اس کی روح اس سے رخصت ہو گئی تھی۔ آخر ایک طلسم گر اس کے پیچھے روانہ ہوا اور راستے میں ہی اسے عین اس وقت جا پکڑا جب وہ پھولتی شفق یعنی اس روشنی میں غائب ہونے والی تھی جو مغرب میں غروب آفتاب کے مقام پر عالم اسفل سے نکلتی ہوئی روحیں ڈالی جاتی ہیں۔ اس طرح اس طلسم گر نے روح کو پکڑ کر دوبارہ جسم میں داخل کر دیا۔ اسی طرح برما کے کارنیوں کو یہ تردد رہتا ہے کہ ان کی روحیں انہیں مرتا چھوڑ کر آوارہ گردی کے لیے نہ نکل کھڑی ہوں چنانچہ اس قسم کے موقع پر ایک رسم ادا کی جاتی ہے جس میں سارے کنبے کو حصہ لینا پڑتا ہے اس میں ایک خاص قسم کا کھانا تیار کیا جاتا ہے جو ایک مرغ، مرغی، خاص قسم کے چاول اور کیلے کے گچھے پر مشتمل ہوتا ہے، پھر صدر خاندان وہ پیالہ اٹھاتا ہے جس میں چاول کی پچ نکالی جاتی ہے اور اسے گھر کی سیڑھیوں پر تین بار مار کر کہتا ہے ''پرو لوٹ آ روح! باہر نہ ٹھہر بارش میں بھیگ جائے گی۔ دھوپ میں تپ جائے گی تجھے مچھر بھنبھوڑ ڈالیں گے۔ جونکیں کاٹ کھائیں گی۔ شیر ہڑپ کر جائے گا۔ برق و رعد چیں کر رکھ دیں گے۔ پرو! لوٹ آ، یہاں تجھے ہر طرح کا آرام رہے گا، ہر چیز میسر ہو گی۔ آ ہوا اور طوفان سے محفوظ رہ اور کچھ کھا پی لے۔''

اس کے بعد کنبے کے سب لوگ مل کر وہ کھانا کھا لیتے ہیں پھر ہر شخص اپنے دائیں پاؤں پر جادوگرنی کی دی ہوئی ڈوری باندھتا اور روح کو روکنے یا واپس لانے کی رسم ختم ہو جاتی ہے۔ (شاخ زریں)

"یہ ایسی عجیب و غریب رسمیں[1] ہیں جو مجھے یہیں دیکھنے کو ملی ہیں۔"

لطین نے کہا۔

"اے میرے عزیز! ابھی تم نے کچھ بھی نہیں دیکھا، یہاں ہمارے قبائل کے اندر قیام کرو گے تو اس سے بھی زیادہ ہولناک رسوم دیکھنے کو ملیں گی بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ یہ رسومات تو کچھ بھی نہیں۔ اسی سرزمین میں سمندر کے ساحل کے ساتھ ساتھ جنوب کی طرف جائیں تو ایک علاقے ٹوگو نامی کے لوگ جو ٹوگو کہلاتے ہیں، وہاں ایک پہاڑ ہے "کوہ آگو" جس پر ایک روح رہتی ہے جو وہاں کے لوگوں کے درمیان باگبا کہلاتی ہے۔ یہ روح گرد و نواح کے علاقوں میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ بارش برسانا یا روکنا اسی روح کے اختیار میں ہے۔ ساری ہوائیں معہ اس سموم کے جو اندرونی علاقے میں چلتی ہے، یہ سب اسی کی تابع ہیں۔"

"اس کے پجاری کی بود باش پہاڑ کی سب سے اونچی چوٹی پر ہوتی ہے، جہاں وہ بڑے بڑے مرتبانوں کے اندر ہوائیں اور بارش بند کر کے رکھتا ہے اور بوقت ضرورت ان کے منہ کھولتا ہے، وہاں کے لوگ اسے چیتے کے دانت اور ناخن مہیا کرتے ہیں جن کی مدد سے وہ ان کے لیے حیرت انگیز اور طلسماتی کام سرانجام دیتا ہے۔ اس علاقے کا ایک سردار بھی ہوتا ہے لیکن پجاری کو اس سے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے وہ اپنے مکان کے اندر ہی رہتا ہے اور سال میں صرف ایک بار خرید و فروخت کے لیے بازار جاتا ہے۔"

لطین کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ جادوگرنی اپنا عمل مکمل کر چکی تھی، سب لوگ بستی کی طرف روانہ ہو گئے۔ لطین بھی بستی کی طرف چل پڑا۔

یوناف نے اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

---

[1] ۔ افریقہ کے موجودہ ملک کانگو میں بھی ایسی ہی رسومات تھیں۔ یہاں کا بھی ایک ہی مذہبی پیشوا تھا جو چیوٹے یا چیوٹمبے کہلاتا تھا۔ اسے وہاں کے نیگرو خدائے ارض و سما سمجھتے تھے اس لئے جب تک وہ اپنی فصلوں کا ثمر اور رس اس کی نذر نہ کر دیتے ایک دانہ اپنے منہ میں نہ رکھتے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ اگر وہ اس دستور سے انحراف کریں گے تو ان پر طرح طرح کی مصیبتیں نازل ہو جائیں گی۔ جب وہ اپنے ملک کے دورے پر جاتا تھا کوئی شادی شدہ مرد اس کے تقدس کے باعث اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا تھا۔ اس کے علاوہ اہل ہسپانیہ نئی دنیا امریکہ میں جب داخل ہوئے تو وہاں کے وحشی باشندے جو زاپوٹیکو کہلاتے تھے ان میں بھی ایسی ہی رسومات تھیں۔ (شاخِ زریں)

"جس کوہستان آگو کا تم نے ذکر کیا ہے ایک روز میں ضرور ان پہاڑوں کی طرف جاؤں گا اور ان پر واضح کر دوں گا کہ وہاں کوئی روح نہیں ہے اور اگر ہے تو اس کے اختیار میں ہواؤں کا چلانا یا بارشوں کا برسانا ہرگز نہیں ہے۔"

پھر وہ خاموش ہو گیا کیونکہ سردار ایطال اور کیتم بھی ان کے پاس آ گئے تھے، وہ سب خاموشی سے بستی کی طرف جا رہے تھے۔

O

حضرت ابراہیمؑ فلسطین میں سکم کے مقام پر ہی مقیم تھے کہ یہاں آپ پر وحی نازل ہوئی اور خداوند نے اس وحی میں آپ سے وعدہ کیا۔

"یہی ملک[1] میں تیری نسل کو دوں گا۔"

جس جگہ آپ پر وحی نازل ہوئی اس جگہ حضرت ابراہیم نے ایک قربان گاہ بنائی۔ اس کے بعد انہوں نے کوچ کیا اور بیت ایل مشرق کے کوہستانی سلسلے کی طرف چلے گئے اور ایسی جگہ پڑاؤ کیا جہاں بیت ایل ان کے مغرب میں اور رعی کا علاقہ مشرق میں پڑا۔ وہاں بھی حضرت ابراہیمؑ نے خدا کے لیے ایک قربان گاہ بنائی اور وہاں خدا کے حضور دعا کی۔ آپ نے چند روز ہی اس جگہ قیام کیا تھا کہ وہاں قحط پڑ گیا، لہٰذا آپ نے اپنی بیوی سارہ، بھتیجے لوطؑ، وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے تھے اور اپنے ریوڑ کے ساتھ مصر کی طرف کوچ کیا۔

مصر میں داخل ہونے کے بعد جب ابراہیمؑ نے اپنے کارواں کے ساتھ مصر کے مرکزی شہر ممفس کے قریب پہنچے تو اس حالت میں کہ آپ گھوڑے پر سوار تھے اور آپ کی بیوی سارہ ایک اونٹ پر سوار تھیں۔

آپ نے اپنی بیوی سارہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"سارہ! سارہ! غور سے سنو۔ میں جانتا ہوں تم خوبصورت ہو اور مصری جب تمہیں دیکھیں گے تو وہ مجھے مار ڈالیں گے اور تجھے زندہ رکھیں گے سو تو کہہ دینا کہ میں اس کی بہن[2] ہوں

---

[1] ۔ توریت، حصہ پیدائش۔ باب 12 : آیت 6-10

[2] ۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس موقع پر کسی غلط بات کا اظہار نہ کیا تھا بلکہ سارہ دو طرح سے ان کی بہن تھیں۔ ایک تو وہ آپ پر ایمان لا چکی تھیں لہٰذا وہ آپ کی دینی بہن تھیں اور بیوی کے (باقی اگلے صفحہ پر)

تاکہ تیرے سبب میری خیر ہو اور میری جان بچی رہے۔"

سارہ کو سارا معاملہ اچھی طرح سمجھانے کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے ممفس شہر سے باہر ہی پڑاؤ کر لیا۔

جس دور میں حضرت ابراہیمؑ مصر میں داخل ہوئے اس وقت وہاں بادشاہ رقیون حکومت کرتا تھا، یہ چرواہے حکمران کہلاتے تھے۔ یہ چونکہ عرب تھے اور مصر کے سب سے بڑے دیوتا رع کو نہ مانتے تھے، اس لیے یہ فرعون[1] نہ کہلاتے تھے کیونکہ صرف مقامی اور قبطی بادشاہ ہی رع دیوتا کی نسبت سے فرعون کہلاتے تھے۔

ایک روز رقیون اپنے قصر میں بیٹھا تھا کہ اس کا ایک سردار اس کے پاس آیا اور اس نے رقیون کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے بادشاہ! میں نے آج ایک ایسی حسین ترین عورت دیکھی ہے کہ پورے مصر میں کوئی عورت اس جیسی حسین نہ ہوگی۔ وہ یقیناً اس قابل ہے کہ اسے آپ کے حرم میں داخل کیا جائے۔"

رقیون[2] نے بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"تم جانتے ہو ہم حسین ترین عورتوں کی قدر اور عزت افزائی کرتے ہیں۔ آخر یہ عورت جس کا تم ذکر کر رہے ہو آج تک کہاں رہی ورنہ اس سے پہلے اگر کوئی اسے دیکھتا تو ضرور مجھے اس کے متعلق خبر کرتا۔"

سردار نے کہا۔

(گزشتہ سے پیوستہ)
رشتے سے اسلامی اخوت کا رشتہ منقطع نہیں ہو جاتا۔ دوسرے بقول ابن کثیر، ابن خلدون اور دیگر مؤرخین کے آپ کے چچا ساران کی بیٹی تھیں اس لیے وہ آپ کی چچا زاد بہن بھی تھیں۔ (قصص القرآن)

۱۔ لفظ فرعون کے معنی ہیں سورج دیوتا کی اولاد۔ قدیم اہل مصر سورج کو جوان کا رب اعلیٰ تھا، رع کہہ کر پکارتے تھے اور فرعون اسی رع کی طرف منسوب تھا۔ اہل مصر کے اعتقاد کی رُو سے کسی فرمانروا کی حاکمیت کے لیے اس کے سوا کوئی بنیاد نہیں ہو سکتی کہ وہ رع کا جسمانی مظہر اور اس کا ارضی نمائندہ ہو۔ اس لیے جو بھی حکمران ہوتا فرعون کہلاتا یعنی رع دیوتا کی اولاد۔ چرواہے بادشاہ چونکہ عرب تھے اور رع دیوتا کو نہ مانتے تھے، اس لیے وہ فرعون نہ کہلاتے تھے۔ اسی لیے قرآنِ مقدس نے حضرت ابراہیم اور حضرت یوسفؑ کے دور کے مصری بادشاہوں کو لفظ فرعون سے نہیں پکارا۔ (تفہیم القرآن)

۲۔ ابن خلدون نے اس کا نام رقیون ہی لکھا ہے۔

"اے بادشاہ! اس سے قبل آپ کو کوئی کیسے اس حسین و پرکشش عورت کی اطلاع کرتا کیونکہ اس کا تعلق اس سرزمین سے نہیں ہے۔ شہر کے باہر کچھ لوگوں نے پڑاؤ کیا ہے، ان کے سرکردہ کا نام ابراہیمؑ ہے۔ یہ لوگ ارض کنعان سے آئے ہیں، وہاں چونکہ ان دنوں قحط ہے، اس لیے انہوں نے یہاں کا رخ کیا ہے۔

میں اس کارواں کے لوگوں سے مل کر آ رہا ہوں اور اس کارواں کے سرخیل ابراہیمؑ سے بھی ملا ہوں۔ اس عورت کا تعلق اسی کارواں سے ہے اور وہ خود کو ابراہیمؑ کی بہن بتاتی ہے۔ یہ لوگ پچھلے دو روز سے یہاں خیمہ زن ہیں، ان کے ساتھ بہت سے آدمی اور ریوڑ ہیں، اب آپ کہیں اس عورت کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو حسین ترین ہے اور اس کا نام سارہ ہے۔"

رقیون نے کہا۔

"تم ابھی اور اسی وقت اپنے کچھ ساتھیوں کو لے جاؤ اور ابراہیمؑ اور اس کی بہن سارہ کو لے کر میرے پاس واپس آؤ۔"

سردار نے جھک کر رقیون کو تعظیم دی اور قصر سے نکل گیا۔

سردار شہر سے باہر آیا اور حضرت ابراہیمؑ کو اور سارہ کو بادشاہ کے قصر میں لے گیا۔

حضرت ابراہیمؑ جانتے تھے کہ ان کا خدا، رقیون کے قصر میں ان کی اور سارہ کی حفاظت کا سامان کر چکا ہے۔

اپنے قصر میں جب رقیون نے جب سارہ کے قریب آنا چاہا تو خدائے بزرگ کی طرف سے سارہ کی حفاظت پر ایک فرشتہ مقرر[1] ہوا۔ جس وقت بھی رقیون نے سارہ کے قریب جانے کی جسارت کی تو اس فرشتے نے اس کے پاؤں پر ضربیں لگائیں جس سے رقیون نامردی[2] اور جذام کی بیماریوں میں مبتلا ہو گیا۔ اس کے علاوہ اس کے ذہن پر یہ خوف بھی طاری کر دیا گیا کہ اگر اس نے آگے بڑھنے کی ناپاک جسارت کی تو اس کی قوم میں وبا[3] پھیل جائے گی اور سارہ ابراہیمؑ کو لوٹانی پڑے گی۔

۱۔ کتاب الانبیاء، حضرت ابراہیمؑ: ص 79

۲۔ علامہ عباد العقاد نے اپنی کتاب ابو الانبیا میں اسی طرح تحریر کیا ہے۔

۳۔ کتاب الانبیا۔

رقیون نے جب دیکھا کہ کوئی غیر مرئی قوت اسے سارہ کی طرف بڑھنے سے بری طرح روک دیتی ہے اور اس کے ذہن کا خوف بڑھتا جا رہا ہے تو اس نے سارہ سے پوچھا۔

''تو کون ہے اور تیری کیا اصلیت ہے؟''

جواب میں سارہ نے اسے سارے حالات کہہ سنائے۔ اس پر رقیون انتہائی خجل اور شرمندہ ہوا۔ سارے حالات سن کر رقیون نے کمرے میں رکھے پیتل کے طشت پر ضرب لگائی جس کے جواب میں ایک محافظ اندر آیا تو رقیون نے اسے حضرت ابراہیمؑ کو بلانے کے لیے کہا۔

حضرت ابراہیمؑ جب رقیون کے سامنے آئے تو اس نے کہا۔

''اے ابراہیمؑ یہ آپ نے کیا کیا۔ آپ نے مجھے کیوں نہ بتایا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں، تو نے کیوں کہا کہ یہ تیری بہن[1] ہے۔ میں نے تو اسی لیے چاہا کہ یہ میری بیوی بن ے۔ سو دیکھ تیری بیوی حاضر ہے تو اسے لے جا، پر ٹھہر! اب جبکہ مجھ پر واضح ہو گیا ہے کہ میں غلطی پر تھا اور تم دونوں ٹھیک ہو اور انسانیت کے اعلیٰ معیار ہو تو میں اپنی غلطی کا کفارہ اس طرح ادا کرتا ہوں کہ میں اپنی اکلوتی بیٹی کو تیرے نکاح میں دیتا ہوں اور ساتھ ان گنت بھیڑ بکریاں، گائے، بیل، گدھے، گھوڑے، اونٹ اور غلام لونڈی دیتا ہوں تاکہ تم لوگ خوش حال اور فارغ البال زندگی بسر کر سکو۔''

اس کے ساتھ ہی رقیون نے ایک محافظ سے کہا۔

''جاؤ اور میری بیٹی کو یہاں لے کر آؤ۔''

تھوڑی ہی دیر بعد ایک نوخیز اور حسین لڑکی کمرے میں داخل ہوئی اور رقیون کے پاس آ کھڑی ہوئی۔

رقیون نے اس لڑکی کی طرف اشارہ کر کے ابراہیمؑ اور سارہ سے کہا۔

''میں اپنی اس اکلوتی بیٹی کو تمہارے نکاح میں دیتا ہوں۔''

رقیون نے وہیں ابراہیمؑ اور اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور کہا۔

''میں سمجھتا ہوں کہ میری بیٹی کا تمہارے گھر میں لونڈی بن کر رہنا دوسرے گھر میں ملکہ

۱۔ از توریت: حصہ پیدائش باب 12۔ آیت 8 تا 20 قصص القرآن از مولانا حفظ الرحمٰن جلد اول ص 211

بن کر رہنے سے بہتر ہے، اب جبکہ میری بیٹی تمہاری بیوی ہے تمہیں اختیار ہے کہ یہاں رہو یا اپنی سرزمینوں کو لوٹ جاؤ، جن اموال اور جانوروں کا میں نے ذکر کیا ہے، وہ ابھی تھوڑی دیر میں تمہیں مل جائیں گے، اب تم لوگ جا سکتے ہو۔''

حضرت ابراہیمؑ اپنی بیویوں سارہ اور ہاجرہ[1] کے قصر سے باہر نکل گئے، آپ نے چند یوم تک مصر میں قیام کیا اس کے بعد دوبارہ فلسطین میں اسی جگہ پر آ کر آباد[2] ہو گئے جہاں سے کوچ کر کے آپ مصر کی طرف گئے تھے۔

OOO

۱۔ اسرائیلی روایات میں جو ہاجرہ کو لونڈی ظاہر کیا گیا ہے وہ درست نہیں۔ خود یہودیوں کے مشہور عالم دین شلومو اسحاق اس کی نفی کرتا اور کہتا ہے کہ ہاجرہ کو ابراہیمؑ کے نکاح میں دیتے ہوئے رقیون نے کہا تھا کہ
''میری بیٹی کا تمہارے گھر میں لونڈی بن کر رہنا دوسرے گھر میں ملکہ بن کر رہنے سے بہتر ہے۔''
یہ بات حضرت ابراہیمؑ کی قدر شناسی کی بنا پر کہی گئی تھی ورنہ ہاجرہ لونڈی نہیں مصر کے بادشاہ رقیون کی اکلوتی بیٹی تھیں۔ ہاجرہ اصل میں لفظ ہاغار سے ہے۔ عربی اور عبرانی میں اس کے معنی اجنبی ہیں۔ چونکہ مصر کو چھوڑ کر یہ اجنبی دیس فلسطین کی طرف چلی گئی تھیں لہٰذا ہاجرہ کہلائیں ورنہ ان کا اصل نام کچھ اور تھا۔

۲۔ توریت: باب پیدائش 13۔ آیت 1 تا 4

ہواؤں میں اڑتے وقت کے ہیولے، سورج کو اپنے سامنے غروب ہوتا دیکھ رہے تھے، شام سرپٹیتی بال کھولے اپنے آپ کو نحوست کی گھڑیوں اور ظلمت کی زنجیروں سے لیس ہرشے میں سمانے لگی تھی۔ اپنے ضابطوں کے مطابق سورج غروب ہوتے ہوئے اپنے پیچھے چراغوں کی روشنی پھیلا گیا تھا۔

ایسے میں عارب، بیوسا اور نبیطہ ایک ایسی غار کے پاس نمودار ہوئے جو سردار ایطال کے قبیلے کے قریب تھی اور جہاں اس کی بستیوں کے لوگ اس غار کے دہانے پر مم کے لیے انواع و اقسام کے کھانے رکھتے تھے، جن کے انہوں نے بت بنا رکھے تھے اور جن کی وہ پوجا کرتے تھے۔

عارب، بیوسا اور نبیطہ نے ایک بار غور سے اس غار کا جائزہ لیا پھر جس قدر وہاں کھانے پینے کا سامان تھا وہ انہوں نے ایک گہرے گڑھے میں ڈال کر اس پر مٹی ڈال دی، اس کے بعد وہ اس مہمان خانے کی طرف چلے گئے جس میں ان تینوں نے یافان کے ساتھ قیام کر رکھا تھا۔

ایک روز یوناف سردار ایطال اور کیتم کے ساتھ ان کی حویلی میں محو گفتگو تھا کہ قبیلے کا بڑا

پجاری لطین وہاں آیا۔ وہ ابھی یوناف سے مصافحہ کر کے وہاں بیٹھا ہی تھا کہ ایک جوان بھاگا بھاگا حویلی میں داخل ہوا۔ سورج اس وقت غروب ہونے کے قریب تھا، اس جوان نے انتہائی بدحواسی میں لطین کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے بزرگ پجاری! دو جوان اور گئے، میں نے اور میرے ساتھی گڈریوں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس قریبی غار کے اندر سے ...."

لطین نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اس جوان کو خاموش رہنے کے لیے کہا وہ جوان جس کی حالت موت کی کوٹھڑی میں بند بے ضمیری کے خواب جیسی ہو رہی تھی، فوراً خاموش ہو گیا، اس کے چہرے سے لگ رہا تھا جیسے اس کے جذبات میں طوفان اٹھ رہے ہوں۔ آندھیاں چل رہی ہوں جس سے وہ فوراً نجات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ بہر حال اس کے خاموش ہونے پر لطین نے ایطال اور یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

"میں آپ لوگوں کے لیے ایک انتہائی تکلیف دہ خبر لے کر آیا ہوں۔ میرے پاس اس کا ایک حل بھی ہے پر وہ حل میں آپ لوگوں کی رائے جاننے کے بعد پیش کروں گا، خبر یہ ہے کہ ہمارے قبیلے کی بستیوں میں ایک کہرام اور وحشت برپا ہو رہی ہے جس کی شروعات اس طرح ہوئی کہ چند یوم سے ہماری اس مرکزی بستی کے لوگ غائب ہو رہے ہیں جو بھی اکیلا آدمی یہاں سے نزدیکی مم کی غار پر کھانے پینے کا سامان رکھنے جاتا ہے واپس نہیں آتا، ایسا تین بار ہوا اور بستی کے تین جوان غائب ہو گئے۔

بہر حال میں نے لوگوں کو خبردار کر دیا تھا کہ وہ اکا دُکا غار کی طرف نہ جائیں بلکہ اکٹھے ہو کر غار کے دہانے پر خوراک رکھنے جایا کریں، جب سے وہ اجتماعی طور پر وہاں جانے لگے ہیں کوئی جوان غائب نہیں ہوا لیکن یہ حادثہ ہمارے ضمیر کے لیے ایک خلش بن گیا جسے میں زیادہ دن تک برداشت نہ کر سکا اور آج اس کا اظہار کرنے آپ لوگوں کی طرف چلا آیا ویسے میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ یہ کام غار کی کسی مم کا ہے۔ ضرور ان میں سے کوئی غیر معمولی حالات کی بناء پر آدم خور ہو گئی ہے۔"

ایطال کچھ فکرمند ہو گیا۔ کیتم بھی بدحواس لگ رہی تھی، تاہم یوناف اپنی جگہ پر پرسکون اور مطمئن تھا۔

لطین کے خاموش ہو جانے پر سردار ایطال نے کہا۔

"ہم اپنی رائے کا اظہار بعد میں کریں گے لیکن پہلے اس جوان کی بات سن لیں جو بد حواس سا بیٹھا اور کچھ کہنا چاہتا ہے۔ اس نے جو ادھوری بات کی تھی، اس سے یہی پتہ چلا تھا کہ یہ بھی غار سے متعلق ہی کچھ کہنا چاہتا ہے، پہلے اس کی بات سن لیں پھر کوئی فیصلہ کریں گے۔"

جواب میں پجاری لطین نے کہا۔

"یہ جوان بھی کسی اور آدمی کے غائب ہونے کی خبر لایا ہو گا یا اس کے ساتھ کوئی غار کی طرف گیا ہو گا اور غائب ہو گیا ہو گا۔"

اس بار جوان خود بولتے ہوئے کہنے لگا۔

"نہیں۔ یہ بات نہیں ہے بلکہ میں اس سے بھی بدتر اور ہولناک خبر لایا ہوں۔"

ایطال کی حالت ایسی ہونے لگی جیسے اس کے خون کی شریانیں پھٹنے لگی ہوں۔ اس نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"جلدی کہو۔ وہ کیا ہولناک خبر ہے۔"

اس جوان نے کہا۔

"میں چرواہا ہوں۔ آج دن بھر ریوڑ چرانے کے بعد جب ہم واپس بستی کی طرف آ رہے تھے اور ریوڑ کے جانوروں کی وجہ سے چاروں طرف دھول اڑ رہی تھی تو جب ہم اپنی بستی کے قریبی غار کے پاس سے گزر رہے تھے تو ہماری چیخیں نکل گئیں غار کی طرف سے دھول کے اندر ایک نر اور دوسری مادہ مم نمودار ہوئی اور ہم پر جھپٹیں۔ ہم اپنے ریوڑ چھوڑ کر بستی کی طرف بھاگے لیکن ان دونوں نے ایسی سرعت اور تیزی سے ہمارا تعاقب کیا کہ ہم ابھی ریوڑوں کے پاس ہی تھے کہ انہوں نے ہمیں آ لیا اور پھر ہم میں سے دو جوانوں کو اٹھا کر وہ دونوں مم اپنی غار کی طرف واپس چلی گئیں۔"

"بس یہ ہے وہ خبر جو میں سنانے آیا ہوں۔ سارے چرواہوں پر ایک خوف و ہراس طاری ہو گیا ہے۔ مم آدم خور ہو گئی ہیں اور اگر جلدی ہی ان کا کوئی بندوبست نہ کیا گیا تو چرواہے ریوڑ چرانا بند کر دیں گے جس کا فوری اثر یہ ہو گا کہ نہ صرف جانور بلکہ انسان بھی بھوکوں مرنا شروع ہو جائیں گے مجھے سب نے اپنا نمائندہ بنا کر آپ کی طرف بھیجا ہے۔

مجھے یہ بھی خدشہ ہے کہ اگر مم پر قابو پانے کا کوئی بندوبست نہ کیا تو لوگ اس بستی کو چھوڑ کر

کہیں اور جا کر آباد ہونا شروع کر دیں گے اور اس طرح یہ بستی ویران و تباہ ہو کر رہ جائے گی۔ اب بھی وقت ہے۔ ابھی تک لوگوں میں زیادہ ہراس نہیں پھیلا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ مم کی پرستش کرتے ہیں اور لوگوں کو ان سے عقیدت ہے لیکن معاملہ اگر بڑھ گیا اور زیادہ لوگ ان کا شکار ہو گئے، تو پھر بربادی کی یہ داستانیں ہر طرف پھیل جائیں گی اور ہمارے لیے مشکل ہو جائے گا کہ ہم لوگ یہاں رہ سکیں۔"

سردار ایطال کی حالت قابل رحم تھی، وہ اس وقت صحرائے وحشت میں بے آب چشمے کی طرح اداس لگ رہا تھا، وہ تشنہ دہنی، آشوب محشر، خیالوں کے زندان اور محرومیوں کی آگ کا شکار ہو کر رہ گیا تھا۔ کیتم اور لطین کی حالت بھی ایسی ہی تھی۔

پھر اس نے لطین کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"اے لطین! کیا تمہارے پاس کوئی ایسا طریقہ ہے جس سے اس ابتلا اور مصیبت پر قابو پایا جا سکے۔"

"میرے پاس طریقہ تو ہے لیکن وہ قبیلے والوں کے لیے دشوار اور مہنگا ثابت ہو گا۔"

ایطال نے کہا۔

"تم کہو تو! آخر اس عذاب سے نجات کے لیے ہمیں کچھ تو کرنا ہی ہو گا۔"

لطین نے کہا۔

"ہر بستی کے لوگ باری باری انسانی خون مہیا کریں۔ ہر بستی والے اپنے جسموں سے تھوڑا تھوڑا خون نکال کر دیں اور اس انسانی خون کو اس خوراک پر بہا دیا جائے جو غار کے منہ پر روزانہ رکھی جاتی ہے مم چونکہ آدم خور ہو گئی ہیں لہٰذا وہ اس خوراک کو کھا لیا کریں گی پھر آہستہ آہستہ ہم انسانی خون کی مقدار کم کرتے جائیں گے، میرے خیال میں یہی ایک طریقہ ہے جس سے مم کو انسانی خون کی عادت ترک کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔"

لطین کی بات سن کر ایطال اندھیرے کی دیوار کے سرد سینے کی طرح خاموش ہو گیا۔

کیتم بھی بوسیدہ دہلیز جیسی اداس اور ٹوٹے پھوٹے خوابوں کی دھجیوں جیسی منتشر تھی، اس پر یوناف نے پہلی مرتبہ زبان کھولی اور کہا۔

"وہ مم ایسی تو نہیں ہیں کہ ان پر قابو نہ پایا جا سکے اور پھر میں لطین کے طریقے سے اتفاق نہیں کرتا۔ انسانی خون نکال کر مم کو پیش کرنا ایک غیر فطری طریقہ ہے اور اللہ کی مخلوق

پر بھی ظلم بھی ہے کہ زندہ انسانوں کا خون نکال کر مم کو دیا جائے۔ آپ لوگ بے فکر ہو جائیں اور اس معاملے کو مجھ پر چھوڑ دیں۔ اس غار کے اندر جتنی بھی مم ہیں ان کی ہلاکت کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔''

کیتم نے غور سے یوناف کی طرف دیکھا پھر تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا۔

''اے میرے بھائی! یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ یہ بہت دشوار کام ہے بلکہ میں تو کہوں گی کہ مم پر قابو پانا ہی ناممکن ہے۔''

یوناف نے کیتم کو تسلی دینے کے انداز میں کہا۔

''تم اطمینان رکھو میری بہن! مشکل کام کرنا میری پرانی عادت ہے، سو میں اس ناممکن کو بھی ضرور ممکن بنانے کی کوشش کروں گا۔''

کیتم نے پھر کہا۔

''آپ چونکہ میرے بھائی ہیں، میرا پہلے کوئی بھائی نہ تھا، اس لیے میرے لیے یہ رشتہ انتہائی عزیز اور قیمتی ہے۔ اس بناء پر میں آپ کے لیے فکر مند اور پریشان ہوں۔ میں نہیں چاہتی کہ آپ مم کا سامنا کریں اور وہ آپ کو نقصان پہنچائے، میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ ہمارے قبیلوں میں سے کوئی بھی جو ان مم کا سامنا نہ کرے گا کیونکہ یہ لوگ مم کی پرستش کرتے ہیں اور انہیں فوق البشری مخلوق سمجھ کر ان سے سخت خوفزدہ اور ہراساں ہیں لہٰذا ان پر حملہ آور ہونے میں کوئی بھی آپ کا ساتھ نہ دے گا۔''

یوناف نے اپنی آواز میں زور پیدا کرتے ہوئے کہا۔

''میں نے کب کہا ہے کہ کوئی میرے ساتھ چلے نہ ہی میں کسی کو ساتھ لے جانے کی ضرورت محسوس کرتا ہوں، میں اکیلا ہی کافی ہوں اور آپ لوگ دیکھیں گے کہ وہ مم خواہ کتنی ہی کیوں نہ ہوں میں انہیں زیر کر لوں گا اور انہیں ہلاک کر کے لوگوں کو ان کی اذیت سے نجات دلا دوں گا، میں آج ہی رات ان کے خلاف حرکت میں آؤں گا اور صبح تک غار سے باہر لوگ ان کی لاشوں کو دیکھ سکیں گے۔''

چند ثانیوں تک یوناف کچھ سوچتا رہا پھر اس نے پجاری لطین اور سردار ایطال دونوں کو مخاطب کر کے پوچھا۔

''کیا آپ مجھے بتا سکیں گے کہ یہ مم آدم خور کیوں ہو گئی ہیں اور کیا اس سے پہلے بھی

کوئی ایسا واقعہ ہوا کہ مم آدم خور ہو گئی ہوں؟''

لطین نے یوناف کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اے میرے عزیز! یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ ہے کہ مم آدم خور ہو گئی ہوں، اس سے پہلے لوگوں نے مختلف مواقع پر انہیں اپنی غاروں سے باہر دیکھا ضرور تھا لیکن کوئی بھی مم آدم خور نہیں ہوئی۔ یہ پہلا موقع ہے کہ مم آدم خور ہو گئی ہیں اور خدشہ ہے کہ آنے والے دور میں بھی ان پر ایسی کیفیت طاری ہو سکتی ہے، اس لیے سب سے پہلے ہمیں اس بات پر غور کرنا ہو گا کہ وہ کونسی وجوہات ہیں جن کی بناء پر یہ مم آدم خوری پر مجبور ہو گئی ہیں اور اگر ہم نے ان وجوہات کا سدِ باب نہ کیا تو ایک دن ہم سب ان مم کا شکار ہو جائیں گے اور ہماری ساری بستیاں ویرانوں اور کھنڈروں میں بدل جائیں گی۔''

سردار ایطال نے بھی کہا۔

''ان مم کے آدم خور ہونے کی بظاہر دو ہی صورتیں نظر آتی ہیں۔ اول یہ کہ ان کو ان کی ضرورت کے مطابق خوراک مہیا نہیں کی گئی اور دوسری صورت یہ ہے کہ یہ دونوں مم جو آدم خور ہو گئی ہیں، شاید کسی وقت غار سے باہر آئی ہوں اور کسی نے انہیں چھیڑا ہو اور جواب میں ان مم نے اس پر حملہ کر کے اسے اپنی خوراک بنا گئی ہوں اور تبھی سے یہ آدم خور ہو گئی ہوں۔

پجاری لطین نے پھر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''ان کے آدم خور ہونے کی وجہ دوسری صورت ہو سکتی ہے، پہلی کو میرا دل تسلیم نہیں کرتا'' اس لیے کہ مم کو خوراک با قاعدگی سے اور وافر مقدار میں مہیا کی جاتی رہی ہے، جب سے ان کی آدم خوری کی خبریں پھیلی ہیں، میں بہت سے جوانوں کو لے کر تین بار وہاں گیا ہوں لیکن وہاں غار کے دہانے پر کھانے پینے کی کوئی شے نہ تھی جبکہ لوگوں کا کہنا تھا کہ وہ بڑی بڑی ٹولیوں میں وہاں خوراک ڈال کر جاتے رہے ہیں۔''

اب تفکر اور سوچ کی بات یہ ہے کہ آخر وہ خوراک کہاں گئی، مجھے خدشہ ہے کہ ہمارے دشمنوں نے ہمیں اس عذاب میں مبتلا کیا ہے، وہ ضرور کسی طریقے سے رات کے وقت وہاں سے خوراک اٹھا لیتے ہوں گے۔ اس طرح مم بھوکی رہیں اور انہوں نے انسانی جانوں کو اپنا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔''

سردار ایطال نے کسی قدر بلند آواز میں کہا۔

"لطین ! لطین ! تمہارا یہ خیال میرے دل کو لگتا ہے، میرا خیال بھی یہی ہے کہ بات کچھ ایسی ہی ہے۔ مم کی خوراک اٹھا کر انہیں آدم خوری پر مجبور کیا گیا ہے تاکہ وہ ہمارے لیے مصیبت و آفت کا باعث بنیں۔

اسی لمحے ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور اس کی آواز یوناف کے کانوں میں رس گھولنے لگی۔

"یوناف! یوناف! میرے حبیب! میں سارے حالات و واقعات جان کر آ رہی ہوں۔ مم کے لیے رکھی جانے والی خوراک عارب، بیوسا اور عبیطہ غار کے دہانے سے غائب کرتے رہے ہیں جس کی وجہ سے مم آدم خور ہو گئی ہیں۔ وہ تینوں یافان کے ساتھ مصر سے یہاں آ گئے ہیں اور وہ سردار ایطال کے دشمن قبائل کے مہمان خانے میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ میں انہیں دیکھ اور ان کی ساری گفتگو سن کر آ رہی ہوں۔ آج شام وہ پھر غار کے آگے سے خوراک ہٹانے آئیں گے۔"

ابلیکا رکے بغیر کہتی رہی۔

"یوناف ! یوناف ! میرے حبیب ! شاید عزازیل نے عارب وغیرہ کی توجہ اس طرف دلائی ہو یا ہو سکتا ہے عارب بذات خود اپنی سری قوتوں کے باعث جان گیا ہو کہ تم کہاں ٹھہرے ہوئے ہو۔ ان کا یوں اس طرح آنا ظاہر کرتا ہے کہ وہ ضرور تم پر ضرب لگانے کی کوشش کریں گے، یہاں محتاط رہنا یوناف ! ویسے میں حیران ہوں کہ اس تاریک سرزمین میں عزازیل ان کے ساتھ نہیں ہے حالانکہ اسے یہاں ان کے ساتھ ہونا چاہیے تھا کیونکہ سمندر کے اندر ہم نے اس پر ضربیں لگائی تھیں، ان کی بناء پر اسے ہم سے انتقام لینے کے لیے یہاں ہونا چاہیے تھا۔ بہر حال فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں، میں خود بھی ان پر نگاہ رکھوں گی۔"

ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف نے سردار ایطال اور پجاری لطین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اے میرے عزیزو ! میرے پاس جو پراسرار قوت ہے، اس کے ذریعے سے مجھے سارے حالات کی خبر ہو گئی ہے، مم کی خوراک وہاں سے اٹھائی جاتی رہی ہے جس کی بناء

پر وہ آدم خور ہو گئی ہیں۔ یہ خوراک کون اٹھاتے ہیں، یہ بھی میں جان گیا ہوں۔ آج رات میں ان سے انتقام لوں گا۔"

لطین نے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔"

یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

"نہیں لطین ! میں اکیلا جاؤں گا، وہ میرے قدیم اور ذاتی دشمن ہیں۔ وہ مصر سے یہاں آئے ہیں اور تمہارے دشمن قبائل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ مم کی خوراک اٹھا کر انہوں نے تم لوگوں کے قبائل کو ایک کرب میں مبتلا کرنے کی کوشش کی ہے۔ سنو لطین ! وہ لوگ میری طرح غیر معمولی اور سری قوتوں کے مالک ہیں۔ اگر تم میرے ساتھ گئے تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ لہٰذا ان کی طرف میں اکیلا ہی جاؤں گا کہ میں ان پر حملہ کرنے اور انہیں زیر کرنے کا فن جانتا ہوں۔"

"لطین ! لطین ! اب اٹھو اور اپنے قبائل میں یہ خبر پھیلا دو کہ آدم خور مم کا خاتمہ کر دیا گیا ہے لہٰذا لوگ ان کی طرف سے بے فکر ہو جائیں کیونکہ میں آج رات ان دونوں مم کا خاتمہ کر دوں گا۔"

لطین خاموشی سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔

O

یوناف سر شام ہی مم کی غار کے پاس ایک چٹان کی اوٹ میں بیٹھ گیا تھا۔ وہ نبض دوراں کی طرح جاگتا رہا۔

چاند عروج پر تھا۔ ستارے رات کے فرش پر اپنی کرنیں بچھا رہے تھے، ہر طرف ٹوٹی گردنوں اور خمیدہ سروں جیسی خاموشی تھی، جیسے تمام ذی روح کے طوفانی اعمال و افعال جامد اور آرزوئیں مضمحل ہو گئی ہوں۔ چاندنی ہر چیز سے محاذ آرا تھی۔

یوناف خاموشی سے چٹان کی اوٹ میں غار کے قریب ہی ذرا بلندی پر بیٹھا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور اپنی کھنکتی آواز میں کہا۔

"یوناف ! یوناف ! عارب ! بیوسا اور نبیط غار کے منہ سے خوراک ہٹانے آ رہے ہیں۔ اگر ان کے خلاف کچھ کرنا ہے تو سنبھل جاؤ۔"

یوناف نے پوچھا۔

"وہ کہاں اور کس جگہ ہیں۔"

ابلیکا کی آواز پھر ابھری۔

"وہ تھوڑی ہی دور ہیں اور چند ثانیوں میں یہاں ہوں گے۔"

یوناف سنبھل کر بیٹھ گیا اور ایک بڑی سی چٹان کی اوٹ سے چاندنی میں صاف نظر آتی ہوئی غار کی طرف دیکھنے لگا۔

تھوڑی ہی دیر بعد غار کے قریب عارب، بیوسا اور نبیط نمودار ہوئے۔ چاندنی میں وہ یوناف کو صاف دکھائی دے رہے تھے، جب وہ تینوں غار کے دہانے پر آئے تو اچانک اندر سے دو مم نمودار ہوئیں لیکن فوراً ہی عارب، بیوسا اور نبیط اپنی خفی قوتوں کو حرکت میں لا کر ظاہری نگاہوں سے روپوش ہو گئے۔ مم وہاں کھڑی ابھی پریشانی کی حالت میں ادھر ادھر دیکھ رہی تھیں کہ بلندی سے یوناف نے دو بڑے بڑے پتھر ان پر دے مارے دونوں پتھر نشانے پر پڑے اور دونوں مم ان کی زد میں آ کر ہلاک ہو گئیں۔

مم کے اس طرح اچانک مارے جانے پر عارب، بیوسا اور نبیط پھر وہاں نمودار ہوئے، اس بار وہ پریشان اور ملول تھے، جب وہ آگے بڑھ کر مم کا جائزہ لے رہے تھے، یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور ان تینوں کی پشت پر موجود ایک چٹان کی طرف اشارہ کیا، چٹان متحرک ہوئی اور لڑھکتی ہوئی ان تینوں کی طرف لپکی۔

چٹان چونکہ پیچھے سے آئی تھی اس لیے عارب، بیوسا اور نبیط اسے بروقت نہ دیکھ سکے۔ اس کا احساس انہیں اس وقت ہوا جب وہ ان کے قریب آ چکی تھی۔ اگر وہ تینوں زقند لگا کر ایک طرف نہ ہٹ گئے ہوتے تو وہ چٹان انہیں کچل کر نکل جاتی۔ جونہی وہ تینوں چھلانگیں لگا کر دوسری طرف ہوئے یوناف نے ایک اور چٹان ان کی طرف لڑھکا دی۔ ان تینوں نے اس سے بھی بچنے کی کوشش کی تو یوناف نے بڑی تیزی سے اس کے بعد دوسری چٹان ان کی طرف لڑھکانا شروع کر دی۔ اس طرح یکے بعد دیگرے چٹانیں آنے سے عارب، بیوسا گھبرا گئے۔ وہ تینوں کوئی جوابی قدم اٹھانا چاہتے تھے کہ انہیں سردار ایطال کی

بستی کی طرف سے ان گنت لوگوں کا شور سنائی دیا لہٰذا کوئی جوابی کارروائی کرنے کے بجائے وہ وہاں سے فرار ہو گئے۔

بستی کے لوگ قریب آ گئے تھے، ان میں مرد، بوڑھے، بچے اور عورتیں سبھی شامل تھے اور ان میں سردار ایطال، کیتم اور پجاری لطین بھی تھے۔

یوناف بھی اب بلندی سے اتر کر اس جگہ آ گیا جہاں مردہ مم پڑی تھیں۔ لوگوں نے جب آ کر مردہ مم کو دیکھا تو وہ خوشی کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ یوناف کی تعریفیں کرنے لگے۔ ایطال، کیتم اور لطین اس کے پاس آ کھڑے ہوئے، پھر ایطال نے فخریہ انداز میں کہا۔

"اے میرے بیٹے ! تو نے اپنا وعدہ خوب وفا کیا۔"

یوناف کے جواب دینے سے قبل کیتم نے بھی کہا۔

"اے میرے بھائی ! میں آپ کی بہن، آپ پر ہمیشہ فخر کروں گی۔"

دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں نے مم کو ایک گڑھے میں ڈال کر دبا دیا اور پھر بستی کی طرف واپس چل پڑے۔

○

شمالی ایران کی قوم ماد کا بادشاہ فریدوں مر گیا تھا اور اس کی جگہ اب اس کا پوتا اور اس کے ہر دلعزیز بیٹے ایرج کا بیٹا منوچہر[1] قوم کا بادشاہ تھا۔ منوچہر نے ایک جنگ میں چونکہ اپنے حقیقی تایا سلم اور تور کو قتل کر دیا تھا لہٰذا سلم اور تور کی اولاد اس کے خلاف تھی۔

تور کی اولاد میں سے ایک جوان کہ جس کا نام افراسیاب تھا، انتہائی دلیر، بہادر اور جنگجو تھا۔ اس نے اپنی جنگی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد آذر بائیجان کی طرف پیشقدمی کی۔ یہ وہی جگہ تھی، جہاں اس کے باپ تور اور چچا سلم کو شکست ہوئی اور منوچہر نے ان دونوں

---

[1] منوچہر نے بڑے عدل و انصاف سے حکومت کی۔ زمینوں کو آباد کرایا۔ نئی نئی بستیاں آباد کیں۔ یہ پہلا بادشاہ ہے جس نے شہروں کے اردگرد حفاظت کے لیے خندقیں کھدوائیں تا کہ دشمن کے حملوں کا سد باب ہو سکے۔ (تاریخ ایران)

کے سر کاٹ کر اپنے دادا فریدوں کی طرف روانہ کر دیے تھے۔

دوسری طرف جب منوچہر کو افراسیاب کی اس پیشقدمی کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ افراسیاب کی طرف بڑھا۔ دونوں لشکر انہی وادیوں کے اندر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہوئے جن میں منوچہر نے سلم اور تور کو شکست دے کر ان کے سر کاٹے تھے۔ دونوں لشکروں نے ان وادیوں میں ایک دن آرام کیا اور دوسرے دن انہوں نے صبح ہی صبح ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہونا شروع کر دیا۔

جب دونوں لشکروں کی صفیں جنگ کے لیے درست ہوگئیں تو منوچہر کے لشکر سے ایک جوان انفرادی جنگ کے لیے میدان میں نمودار ہوا۔ میدان کے وسط میں آ کر قوم ماد کے اس جوان نے اپنا ہاتھ للکارنے کے انداز میں فضا میں بلند کیا اور افراسیاب کے لشکر کی طرف دیکھتے ہوئے مقابلے کے لیے للکارا۔ اس کی پہلی للکار پر ہی افراسیاب کے لشکر سے ایک جنگجو نمودار ہوا اور قوم ماد کے جوان کی طرف بڑھا۔ ایک دوسرے کے قریب آتے ہی وہ دونوں ایک دوسرے پر بھوکے درندوں کی طرح ٹوٹ پڑے۔ مقابلہ زیادہ طویل نہ ہوا کیونکہ افراسیاب کا جوان غالب ہوتا دکھائی دے رہا تھا، پھر جلد ہی اس نے منوچہر کے جوان کو پے در پے وار کر کے بری طرح زمین پر گرایا اور اس کی گردن کاٹ کر رکھ دی۔ افراسیاب کے لشکر میں ایک ہنگامہ، شور اور خوشی کی آوازیں ابھرنے لگیں جبکہ منوچہر کے لشکر پر خاموشی طاری ہوگئی۔

انفرادی جنگ کے اختتام پر دونوں لشکروں نے اجتماعی طور پر ایک دوسرے پر حملہ کر دیا، کافی دیر تک ان وادیوں میں ہولناک جنگ ہوتی رہی، پھر لحہ بہ لحہ افراسیاب اپنے لشکر کے ساتھ غالب آتا دکھائی دینے لگا۔

افراسیاب نے آہستہ آہستہ آگے بڑھتے ہوئے منوچہر کی صفوں کے اندر گھس کر انہیں منتشر اور پراگندہ کرنا شروع کر دیا جبکہ اس کے جواب میں منوچہر کا لشکر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگا، پھر جنگ ہولناک ہوتی گئی اور منوچہر کا آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنا باقاعدہ پسپائی میں تبدیل ہونے لگا، میدان جنگ ایک بھگدڑ اور افراتفری کا شکار ہونے لگا۔ منوچہر کے لشکر کی صفیں بے ترتیب ہو کر ادھڑ سی گئی تھیں۔ خود منوچہر بھی حالات کو دیکھتے ہوئے لشکر کی اگلی صفوں سے پشت کی طرف چلا گیا تھا اور وہاں رہ کر وہ اپنے لشکریوں کا حوصلہ بڑھانے

لگا تھا لیکن اس کے لشکریوں کی حالت اب یہ تھی کہ وہ دو قدم آگے بڑھاتے تھے تو چار قدم پیچھے ہٹتے تھے۔ آخر یہ کھیل بھی تمام ہوا۔ اس موقع پر افراسیاب نے اپنے لشکر کو سمیٹ کر انہیں مختلف اشارے دیتے ہوئے ایک ہولناک حملہ کیا، منوچہر اس حملے کے دباؤ کو برداشت نہ کر سکا اور اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔

منوچہر اپنے لشکر کے ساتھ میدان جنگ سے فرار ہو کر طبرستان کی طرف بھاگا۔ ساتھ ہی اس نے طبرستان سے کمک حاصل کرنے کے لیے اپنے آگے آگے تیز رفتار ہرکارے بھی روانہ کر دیے طبرستان سے چند میل کے فاصلے پر یہ کمک منوچہر کو مل گئی۔ افراسیاب کے آگے آگے بھاگتے ہوئے وہ رک گیا اور پھر جنگ شروع کر دی۔ یہ جنگ پہلی جنگ سے بھی زیادہ ہولناک ثابت ہوئی کیونکہ اس میں منوچہر کے ان گنت لشکری کام آ گئے تھے۔ منوچہر یہاں بھی قدم نہ جما سکا اور افراسیاب نے اس کی ہر کوشش کو ناکام بنا دیا۔ نتیجتاً منوچہر پھر بھاگ کھڑا ہوا اور افراسیاب اپنے لشکر کے ساتھ پھر اس کے تعاقب میں لگ گیا۔

منوچہر اپنے طبرستان کے قلعے میں محصور ہو گیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ یہاں وہ اپنے مرکزی شہر اگباتانہ سے اپنے لیے کمک اور مزید لشکر کے آنے کا انتظار کرے گا جس کے لیے اس نے اپنے قاصد پہلے ہی روانہ کر دیے تھے۔ منوچہر دراصل اپنی عسکری قوت میں اضافہ کر کے پھر افراسیاب سے ٹکرانا چاہتا تھا لیکن افراسیاب اس چال کو سمجھ رہا تھا۔ اس نے نہ صرف طبرستان کے محاصرے میں سختی پیدا کر دی بلکہ اس نے ان راستوں کی بھی ناکہ بندی کر دی جو اگباتانہ کی طرف سے آتے تھے۔ اس طرح محاصرے میں دن بدن سختی پیدا ہوتی رہی۔ اس دوران اگباتانہ کی طرف سے ایک لشکر منوچہر کی مدد کے لیے آیا لیکن افراسیاب نے اس لشکر کی منوچہر کو خبر تک نہ ہونے دی اور ایک بھرپور حملہ کر کے اس نے اگباتانہ کی طرف سے آنے والے اس لشکر کا خاتمہ کر دیا۔

منوچہر نے جب دیکھا کہ افراسیاب نے محاصرے میں انتہائی سختی پیدا کر دی ہے اور وہ باہر سے قلعے کے اندر کھانے پینے کی اشیاء بھی نہیں آنے دیتا، تب اس نے اپنے مشیروں کے ساتھ ایک خفیہ مشاورت کی جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ افراسیاب سے صلح کی درخواست کی جائے اور اس سے یہ کہا جائے کہ آپس میں باہم ایک سرحد کا تعین کر لیں اور

آئندہ کے لیے نہ منوچہر اور نہ ہی افراسیاب اس کی خلاف ورزی کرے گا۔ یہ بھی طے پایا کہ افراسیاب کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ اس حد بندی کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا جائے کہ قومِ ماد کے پہلوان ارش کو کوہستان دماوند پر کھڑا کیا جائے اور اسے کہا جائے کہ وہ اپنی کمان میں تیر رکھ کر شمال کی طرف چلائے اور جہاں پر ارش کا چلایا ہوا تیر گرے، اس علاقے کو منوچہر اور افراسیاب کے درمیان مستقل سرحد مان لیا جائے۔

یہ معاملات طے کرنے کے بعد منوچہر نے اپنے دو مشیروں کو اپنا سفیر بنا کر افراسیاب کی طرف روانہ کیا۔

افراسیاب کو جب خبر ہوئی کہ منوچہر کی طرف سے اس کے سفیر صلح کی شرائط طے کرنے کے لیے آئے ہیں تو اس نے اپنے مشیروں کو خیمے میں طلب کیا، جب سب مشیر آگئے تو اس نے منوچہر کے دونوں سفیروں کو بھی وہیں بلا لیا اور ان سے آنے کی وجہ پوچھی۔

ایک سفیر نے کہا۔

”اے بادشاہ! ہم اپنے آقا منوچہر کی طرف سے آپ کے لیے صلح کی شرائط لے کر آئے ہیں اور وہ یہ کہ دونوں مملکتوں کے درمیان ایک ایسی سرحد قائم کر لی جائے جو آپ اور آقا منوچہر دونوں کے لیے قابل قبول ہو۔ آقا منوچہر نے اس کے لیے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ہمارے پہلوان ارش کو کوہستان دماوند پر کھڑا کر دیا جائے اور اسے شمال میں تیر چلانے کو کہا جائے۔ اس کا تیر جہاں بھی جا گرے اسے باہمی طور پر مستحکم سرحد مان لیا جائے۔“

افراسیاب اس پیشکش کو سن کر بے حد خوش ہوا کیونکہ کوہستان دماوند تو منوچہر کی سلطنت کے اندر تھا اور اس کے شمال میں دور دور تک منوچہر کی سلطنت پھیلی ہوئی تھی، اس صورت میں افراسیاب کو منوچہر کا میلوں علاقہ ملنے کی امید تھی، لہٰذا اس نے اس طریقے پر عمل کی حامی بھر لی۔ ساتھ ہی طے پایا کہ اب چونکہ معاملات طے پا گئے ہیں لہٰذا طبرستان کا محاصرہ اٹھا لیا جائے اور دونوں بادشاہ اپنے اپنے لشکر کے ساتھ کوہستانِ دماوند کی طرف روانہ ہو جائیں تا کہ نئی سرحد کا تعین ہو سکے۔

افراسیاب نے فوراً طبرستان کا محاصرہ اٹھا لیا اور پھر وہ اور منوچہر اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ کوہستان دماوند کی طرف روانہ ہو گئے۔ ساتھ ہی منوچہر نے اپنے تیز رفتار قاصد

اگباتانہ کی طرف روانہ کر دیئے تا کہ وہ ایرانی پہلوان ارش سے جا کر کہیں کہ منوچہر نے اسے ایک اہم کام کے لیے کوہستان دماوند کی طرف بلایا ہے۔

افراسیاب اور منوچہر اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ کوہستان دماوند کے پاس آ کر خیمہ زن ہو گئے اور دونوں بڑی بے چینی سے اس بات کا انتظار کرنے لگے کہ ارش وہاں پہنچے اور اس کے ذریعے اس معاملے کو نمٹایا جا سکے۔

ان دونوں کو زیادہ دن انتظار نہ کرنا پڑا کیونکہ چند ہی یوم بعد ارش وہاں پہنچ گیا۔ اسے سارا معاملہ سمجھا دیا گیا کہ وہ کوہستانِ دماوند کی چوٹی پر کھڑا ہو کر تیر چلائے۔ ارش نے اس کا اتباع کیا اور کوہستانِ دماوند کی چوٹی پر کھڑے ہو کر اس نے شمال کی طرف تیر چلا دیا۔ اس کا تیر طبرستان، گورگان، نیشا پور، سرخس اور مرو کے بیابانوں پر پرواز کرتا ہوا جیحوں کے کنارے جا گرا۔ اب افراسیاب اور منوچہر اپنے اپنے لشکر کے ساتھ تیر کی تلاش میں نکلے۔ یہ تیر انہیں دریائے جیحوں کے کنارے جا کر ملا۔ افراسیاب کو بڑی مایوسی ہوئی وہ تو امید لگائے بیٹھا تھا کہ منوچہر کے وسیع علاقے اس کے ہاتھ آئیں گے لیکن تیر تو وہاں آ گرا تھا جو پہلے ہی ان دونوں کے درمیان سرحد کا کام دیتا تھا۔ افراسیاب اب اس سے انکار بھی نہ کر سکتا تھا کیونکہ وہ وعدہ کر چکا تھا، لہٰذا وہ اپنے لشکر کے ساتھ واپس چلا گیا۔ تاہم اس نے منوچہر کے لشکر کو شکست دے کر اور پھر اس کے تعاقب کے دوران راستے کے شہروں اور بستیوں سے بہت کچھ حاصل کر لیا تھا۔ اس طرح منوچہر نے اپنی دانشمندی سے اپنے آپ کو اور اپنی سلطنت کو بربادی سے بچا لیا تھا۔

○

ابراہیم علیہ السلام اپنی ازواج سارہ، ہاجرہ اور بھتیجے لوطؑ کے ساتھ بیت ایل میں مقیم تھے کہ یہاں ان کی زوجہ ہاجرہ سے ان کے فرزند حضرت اسماعیل پیدا ہوئے۔ اسی دوران خدا نے لوطؑ کو نبوت سے سرفراز فرمایا اور انہیں یردن کی اترائی میں واقع اس قوم کی طرف جانے کا حکم دیا جو انتہائی بدکار اور گنہ گار تھی۔

اس قوم کے لوگوں نے اپنے آپ کو ہم جنس پرستی جیسے گھناؤنے اور مکروہ فعل میں ملوث

کر رکھا تھا، حضرت ابراہیمؑ سے علیحدہ ہو کر لوطؑ اس قوم میں آئے۔ آپ کے ساتھ آپ کا ریوڑ اور چرواہے تھے۔ آپ اس قوم کے سب سے بڑے شہر سدوم میں آ کر آباد ہوئے۔ اسی شہر کی ایک عورت سے آپ نے شادی کر لی اور خدا کے احکام کے مطابق تبلیغ شروع کر دی۔

جس قوم کی طرف آپ مبعوث ہوئے یہ قوم جس سرزمین میں آباد تھی، وہ ساری سرزمین پانچ بڑے بڑے حصوں میں تقسیم تھی اور ہر حصے کا ایک بڑا مرکزی شہر تھا۔ گویا اس قوم کے پانچ بڑے شہر تھے جو سدوم، عمورہ، ادمہ، ضبوئیم اور ضغر تھے۔ ان شہروں کے علیحدہ علیحدہ بادشاہ تھے۔ سدوم کے بادشاہ کا نام برع، عمورہ کے برشع، ادمہ کے بادشاہ کا نام سنی اب، ضبوئیم کے بادشاہ کا نام شیمبرا اور ضغر کے بادشاہ کا نام بالع تھا۔

ان لوگوں کے اندر رہتے ہوئے لوطؑ نے تبلیغ کا کام شروع کیا، وہ انہیں ہم جنس پرستی سے باز رہنے کی تلقین کرتے اور بدی و گناہ کو ترک کر کے خدائے بزرگ و برتر کی عبادت کرنے کی تاکید اور تلقین کرتے۔

O

ہندوستان میں بھی آہستہ آہستہ ایک انقلاب رونما ہو رہا تھا۔ آرین جو کوہستان ہندوکش کے دروں کو عبور کرنے کے بعد کابل کی وادیوں میں داخل ہوئے تھے، اب آہستہ آہستہ زور اور قوت پکڑ رہے تھے۔ آریوں کی آمد کا سلسلہ جاری تھا، گو ابھی تک یہ غالب قوم بن کر تاریخ کے پردے پر نمودار نہ ہوئے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس سرزمین کے اندر قدیم لوگ ابھی قوت اور عسکری طاقت میں برتری رکھتے تھے۔ ان قدیم لوگوں کے مختلف گروہ مختلف علاقوں میں آباد تھے۔ جہاں انہوں نے اپنی طاقتور حکومتیں قائم کر رکھی تھی۔

ان قدیم لوگوں میں گندھارا[1]، مجاوقت[2]، سرنجیا، بھارت، یادو، ترواس[3]، درجیوس، انوس، پورس اور درتچونت تھے اور یہ لوگ گیارہ دریاؤں کی زرخیز زمین پر آباد تھے، یہ گیارہ دریا

۱۔ یہ لوگ اون کی صفت میں بہت آگے تھے۔

۲۔ یہ دریائے کابل کے جنوبی ساحل پر آباد تھے۔

۳۔ سندھ کا پرانا نام نیلاب، کابل کا کبہا، جہلم کا دیتاستا، چناب کا اسکینی، راوی کا پاروشنی، بیاس کا ویاس، ستلج کا سوقدری اور دریائے سوناتھ کا پرانا نام سشوما تھا۔

یہ تھے۔

دریائے سندھ	دریائے کابل
دریائے جہلم	دریائے چناب
دریائے راوی	دریائے ستلج
دریائے بیاس	دریائے سرسوتی
دریائے گنگا	دریائے جمنا

اور دریائے سوناتھ

آرین بھی انہی قدیم لوگوں کے آس پاس آ کر آباد ہو گئے تھے۔ گو وہ ابھی تک زیادہ تر خیموں میں ہی زندگی بسر کر رہے تھے لیکن ان کے کچھ قبائل نے مستقل طور پر پختہ گھروں میں آباد ہونا شروع کر دیا تھا۔ ان آرین کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ ہندوستان کے ان قدیم باشندوں کو آپس میں لڑوا کر کمزور کیا جائے اور پھر یکے بعد دیگر ان پر حملہ آور ہو کر انہیں یا تو جلا وطن کر دیا جائے یا بالکل ہی نابود کر دیا جائے۔ اور ان کی سرزمینوں پر قبضہ کر لیا جائے۔

ان قدیم لوگوں کی دس حکومتوں کو باہر سے مدد ملنے کی کوئی امید نہ تھی، یہ صرف اپنے اتفاق ہی کے بل بوتے پر متحد اور زندہ رہ سکتے تھے۔ آرین نے ان کے اس اتحاد پر بھی ضرب لگانی شروع کر دی تھی، پھر آرین کو ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ ان گنت آرین کوہستان ہندوکش کے دروں کے ذریعے ہجرت کر کے ان کے پاس آ کر آباد ہو رہے تھے اور یہاں ان دو جگہوں پر آرین نے اپنی قوت میں خوب اضافہ کر لیا تھا۔ بالالفاظ دیگر انہوں نے ہندوستان میں اپنی انفرادی طاقت کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا تھا۔ آریوں کے ان دو گروہوں میں سے ایک کا سردار کاواش[1] تھا اور دوسرے حصے کے سردار کا نام سانمبر[2] تھا۔ آریوں کے ان دونوں سرداروں کاواش اور سانمبر آریوں کو متحد کرنے کے ساتھ ہندوستان کے اصل اور قدیم باشندوں میں گروہ بندی، انتشار اور شکوک پھیلانے کی کوشش کرنے لگے تھے۔

۱۔ ہندوستان کی قدیم تاریخ میں اس کا نام کاواش ہی ہے۔

۲۔ سانمبر آریوں کا دوسرا بڑا سردار تھا۔ (ماخوذ از قدیم ہندوستان: مصنف موکھر جی)

ایک روز صبح ہی صبح سردار سانمبر، سردار کاواش کے پاس آیا۔ ان دنوں جاڑا اپنے عروج پر تھا، اس لیے کاواش اپنے اہل خانہ کے ساتھ اپنے نئے مکان کی مشرقی دیوار کے ساتھ دھوپ میں بیٹھا ہوا تھا اور ان کے قریب ہی چھوٹے چھوٹے بچے آگ روشن کیے بیٹھے تھے۔ انہوں نے اپنے قریب کماد کے پھوس کا ڈھیر لگا رکھا تھا اور آگ پر تھوڑا تھوڑا پھوس رکھ کر وہ اپنے آپ کو گرم رکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

سانمبر کو آتا دیکھ کر کاواش کی بیوی اور اس کی لڑکی اٹھ کر مکان کے اندر چلی گئیں۔

سانمبر کاواش کے پاس آ بیٹھا، پھر اس نے انتہائی رازداری سے کہا۔

''کاواش ! کاواش ! آؤ ان مقامی باشندوں کو آپس میں لڑانے کے لیے کوئی عملی قدم اُٹھائیں، یاد رکھو جب تک یہ آپس میں لڑیں گے نہیں، تب تک کمزور نہ ہوں گے اور جب تک کمزور نہ ہوں گے اس وقت تک ہم ان پر قابو نہیں پا سکتے۔ اور جب تک ہم ان کو زیر دست کر کے ان پر قابو نہ پا لیں۔ اے کاواش! اس وقت تک ہم ان سرزمینوں میں اپنے قدم نہیں جما سکتے۔ ان لوگوں کو آپس میں لڑانے کی جو آج تک ہم چھوٹی چھوٹی کوششیں کرتے رہے ہیں، وہ ہر طرح سے ناکام رہی ہیں۔''

کاواش نے سانمبر کی طرف غور سے دیکھا اور کہا۔

''یہ آج تم صبح ہی صبح میرے پاس چلے آئے ہو تو کیا میں اس کا یہ مطلب نہ لوں کہ تمہارے ذہن میں ان لوگوں کو آپس میں لڑانے کے لیے کوئی بڑی مؤثر ترکیب آئی ہے۔''

سانمبر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہارا خیال درست ہے، میرے پاس ان لوگوں کو آپس میں لڑانے کے لیے ایک نہیں دو ترکیبیں ہیں۔''

کاواش نے دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔

''ذرا یہ دونوں ترکیبیں کہو تو، میں بھی سنوں۔''

سانمبر نے کہا۔

''پہلی ترکیب تو یہ ہے کہ ان کے اندر مذہبی غلط فہمیاں ڈال کر انہیں باہم لڑنے پر مجبور کیا جائے۔''

کاواش نے پھر پوچھ لیا۔

''وہ کیسے؟''

سانمبر نے ہونٹوں پر زبان پھیری اور کہا۔

''وہ یوں کہ مذہبی لحاظ سے یہ لوگ دو بڑے گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ایک گروہ وشستا[1] دیوی کو اہمیت دیتا ہے اور دوسرا گروہ اوشا دیوی[2] کو۔''

کاواش پھر بولا۔

''کیا یہ لوگ ان دیویوں کے علاوہ کسی اور کو نہیں مانتے۔''

سانمبر نے کہا۔

''نہیں۔ یہ باقی سب دیوی دیوتاؤں کو بھی مانتے ہیں لیکن ایک گروہ وشستا اور دوسرا گروہ اوشا کو صبح کی دیوی مانتا ہے اور دونوں گروہ اپنے اپنے ہاں اپنی اپنی دیوی کو اہمیت دیتے ہیں۔''

کاواش نے غور سے سانمبر کی طرف دیکھا اور کہا۔

''ان مقامی لوگوں کے دوسرے دیوی دیوتاؤں کے نام بھی لو تا کہ میں معاملہ کی جڑ تک پہنچ سکوں۔''

سانمبر نے کہا۔

''ان لوگوں کے دوسرے دیوی دیوتاؤں میں پہلا دیاس ہے۔ یہ جنت اور فضاؤں کا دیوتا ہے۔ اس کے بعد پرتھوی ہے۔ یہ زمین کی دیوی ہے۔ پھر دردا[3] آسمانوں کا دیوتا ہے۔ اس کے بعد بارش اور گرج کا دیوتا اندر، آندھیوں کا دیوتا اروت ہے۔ بارش کا دیوتا پرجینا ہے۔ اس کے علاوہ بھی ان کے اور دیوتا ہیں مثلاً رودرا، سیوا، داپو اور پھر سب سے بڑا ان کا دیوتا ''سورج دیوتا'' ہے جس کی پرستش چھ مختلف کاموں کے لیے کی جاتی ہے۔ سوریا کی حیثیت سے یہ روشنی کا دیوتا ہے۔ سویتا کا نام سے زرخیزی کا، مترا کے نام سے قوت کا، پشن کے نام سے زراعت اور وشنو کے نام سے تیزی اور سرعت کا دیوتا منسوب ہے۔''

۱۔ موکھر جی نے اس کا نام بھی لکھا ہے۔

۲۔ یہ دیوی قدیم ہندی اور سنسکرت شاعری میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

۳۔ دیوی دیوتاؤں کی یہ ساری ترتیب موکھر جی کی تحریروں سے حاصل کی گئی ہے۔

کاواش نے سانمبر کی طرف حیرت سے دیکھا اور پوچھا۔

''ان لوگوں سے متعلق تمہارا علم تو حیرت انگیز ہے، یہ ساری معلومات تم نے کہاں سے اور کیسے حاصل کیں؟''

سانمبر نے کہا۔

''میں نے ان لوگوں سے متعلق بہت کچھ جان رکھا ہے۔ ان لوگوں میں مذہبی اختلاف کی بنیاد پر لڑائی جھگڑا اس طرح شروع کرایا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ دو مذہبی گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں، ایک گروہ وشستا دیوی کو اور دوسرا اوشا دیوی کو اہمیت دیتا ہے۔ وشستا دیوی کا سب سے بڑا مندر ہڑپہ شہر میں ہے اور اوشا دیوی کا سب سے بڑا مندر بھارت شہر میں ہے۔ ان دنوں وشستا دیوی کے مندر کے بڑے پجاری کا نام وشوا مترا اور اوشا دیوی کے مندر کے سب سے بڑے پجاری کا نام بھریگ ہے۔''

''اب ان لوگوں میں لڑائی جھگڑا شروع کرانے کی پہلی ترکیب تو یہ ہے کہ ان کے یہ جو دونوں بڑے پجاری ہیں، ان دونوں کے درمیان ایسے دھرمی اختلافات پیدا کیے جائیں کہ یہ دونوں اپنے ماتحت مندروں کو بھی ایک دوسرے کے خلاف کام کرنے پر اکسائیں۔ اس طرح ان لوگوں کے درمیان ایسے جھگڑے اٹھ سکتے ہیں جو انہیں کمزور کر سکتے ہیں اور یوں ہم ان پر قابو پا کر انہیں اپنا بنا سکتے ہیں۔''

''انہیں لڑانے اور کمزور کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان دنوں ان کے دو سب سے بڑے بادشاہ ہیں، ان کے درمیان اختلافات پیدا کیے جائیں اور اختلافات بھی ایسے کہ یہ لوگ ایک دوسرے کو مرنے مارنے پر تیار ہو جائیں۔ ان دنوں بڑے بادشاہوں میں ہڑپہ کا بادشاہ انوس ہے جس کا تعلق انوس قبیلے ہی سے ہے۔ دوسرا بڑا بادشاہ بھارت قبیلے کا سورداس ہے۔ اب یہ کام ہمارا ہے کہ ہم ہڑپہ اور بھارت میں اختلافات پیدا کر کے ان میں جنگ کرائیں اور اپنی بہتری اور ترقی کے لیے راہیں ہموار کریں۔''

اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے سانمبر کہتا رہا۔

''ان قدیم لوگوں میں لڑائی اور فساد برپا کرنے کے لیے میں پہلا طریقہ یہ استعمال کروں گا کہ میں جنگجو اور جفا کش قسم کے جوانوں کے دو گروہ تیار کروں گا، ایک گروہ بھارت اور دوسرے کو ہڑپہ کی طرف روانہ کروں گا۔ ہڑپہ جانے والے گروہ کا کام یہ ہو گا

کہ یہ وہاں وشستا دیوی کے بڑے مندر میں داخل ہوں اور وہاں وشستا دیوی کا سب سے بڑا جو بت ہے اسے توڑ دیں۔ اسی طرح دوسرا گروہ بھارت کے شہر میں اوشا دیوی کے سب سے بڑے مندر میں داخل ہو گا اور وہاں اوشا کے بت کو توڑ دے گا۔ ہڑپہ کے مندر میں داخل ہونے والے جوان وشستا دیوی کا بت توڑنے کے بعد وہاں یہ تحریر رکھ دیں گے کہ وشستا دیوی کا بت بھارت شہر کے بڑے پجاری بھریگ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے توڑا گیا ہے اور بھارت میں اوشا دیوی کا بت توڑنے والے اس مندر میں یہ تحریر چھوڑیں گے کہ اوشا دیوی کا بت ہڑپہ میں وشستا دیوی کے بڑے پجاری وشوامتر کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے توڑا گیا ہے۔''

سانمبر خاموش ہوا تو کاواش نے کہا۔

''یہ طریقہ تو بہت اچھا ہے بشرطیکہ کامیاب رہے اور میں تمہارے اس طریقہ کار سے اتفاق بھی کرتا ہوں۔''

سانمبر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔

''بس میں تمہاری تائید چاہتا تھا، اب میں جاتا ہوں اور اپنے اس منصوبے کو عملی صورت دیتا ہوں۔

سانمبر وہاں سے چلا گیا۔

○

رات اپنے اختتام پر تھی۔ سحر، یاقوت و لعل کی طرح چمکتی ہوئی نمودار ہو رہی تھی، خوابوں کے زندان ٹوٹنے لگے تھے۔ محرومیوں کی آگ بجھنے لگی تھی۔ روشنی اندھیرے کے گلے میں پھندا ڈال کر اسے ہواؤں کی طرح نگلتی جا رہی تھی۔

عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس مکان میں داخل ہوا جس کے اندر یافان، عارب، بیوسا اور نبیطہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس وقت وہ لوگ صبح کے ناشتے کی تیاری کر رہے تھے۔ عزازیل کو دیکھ کر وہ چاروں اس کے گرد جمع ہو گئے۔ عزازیل کے ساتھی شبر اور زکنبور بھی وہاں آ گئے جن کو عزازیل یافان اور عارب کے پاس چھوڑ گیا تھا۔

انہوں نے دیکھا کے عزازیل کے ہاتھ میں جلتی ہوئی ایک مشعل تھی اور اس کے باقی ساتھیوں میں سے ایک کے ہاتھ میں کھلے منہ کا ایک برتن تھا جو بنولوں سے بھرا ہوا تھا۔ دوسرے کے ہاتھ میں مٹی کا ایک منہ بند برتن تھا۔ پھر عزازیل نے یافان، عارب، بیوسا اور نبیطہ کو مخاطب کر کے کہا۔ ''اے میرے عزیزو! کیا تم یقین کر لو گے کہ ابلیکا اور یوناف دونوں اس وقت میری گرفت اور قابو میں ہیں۔''

یافان اور عارب نے ایک دوسرے کی طرف غور سے دیکھا پھر عارب نے تعجب اور خوشی کے ملے جلے جذبات میں پوچھا۔ ''اے آقا! تیری ذات کی قسم! یہ آپ کیسا انکشاف کر رہے ہیں۔ آپ تو یہ کہہ کر گئے تھے کہ واپس آکر آپ یوناف کے خلاف کوئی عملی قدم اٹھائیں گے لیکن اب آپ کہہ رہے ہیں کہ ابلیکا اور یوناف دونوں ہی آپ کے قبضے میں ہیں۔''

عزازیل نے کہا۔ ''سنو میرے عزیزو! میں ٹھیک کہتا ہوں۔ ابلیکا اس وقت میرے قبضے میں ہے اور یوناف میں ان وحشی قبائل کے تہہ خانوں پر مشتمل زندان میں بند کر کے آرہا ہوں۔ اس کے سارے علوم اور شکتیاں، اس کے سارے اسرار اور اس کی ساری یادداشتیں میں نے اس کے ذہن سے صاف کر دی ہیں۔ اب وہ عام انسانوں جیسا ایک انسان ہے جس سے تم اپنی پسند اور خواہش کے مطابق انتقام لے سکتے ہو۔''

عارب نے منت کرنے کے انداز میں کہا۔ ''اے آقا! کیا آپ ہمیں اپنے اس معرکے کی تفصیلات نہ بتائیں گے تاکہ ہم جان سکیں کہ آپ نے یوناف اور ابلیکا کو ایک ساتھ کیسے زیر کر لیا۔''

عزازیل نے کہا۔ ''میں تمہیں ان دونوں کو اپنی گرفت میں لانے کی تفصیلات بھی سناؤں گا اور تم لوگوں کو ان تہہ خانوں میں بھی لے کر جاؤں گا جن کے اندر میں نے یوناف کو بے بس کر کے بند کر دیا ہے۔''

پھر عزازیل ایک کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے اشارے پر اس کے ایک ساتھی نے بنولوں سے بھرا ہوا جو برتن اٹھا رکھا تھا، وہ فرش پر رکھ دیا اور اس کے دوسرے ساتھی نے جو ایک بندھے منہ والا برتن اٹھا رکھا تھا، اس نے ڈھکن کھولا اور تیل جیسی کوئی چیز اس بنولوں سے بھرے ہوئے برتن میں انڈیل دی۔

پھر عزازیل نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی اور جلتی ہوئی مشعل بلند کی اور اپنے بھرپور تفاخر سے اس نے کہا۔ ''ابلیکا کو میں نے اس شعلے کے اندر محصور کر رکھا ہے اور یہ برتن جو تم دیکھ رہے ہو کہ بنولوں سے بھرا ہوا ہے اور اس کے اندر السی کا تیل ڈالا گیا ہے۔''

ساتھ ہی عزازیل نے تیل میں ڈوبے بنولوں کو آگ لگا دی اور وہ مشعل کی طرح جلنے لگے، پھر عزازیل نے ہاتھ میں پکڑی مشعل کا کپڑا بھی کھول کر اس جلتے ہوئے، بنولوں کے برتن میں ڈال دیا اور ساتھ ہی اس نے پھر کہا۔ ''اے میرے عزیزو! ابلیکا اب مشعل کی آگ سے ان بنولوں کی آگ میں منتقل ہو گئی ہے۔ اس برتن کے بنولے چند روز تک جلتے رہیں گے پھر جل کر راکھ ہو جائیں گے تاہم آگ بجھ جائے یا جلتی رہے ابلیکا پر میں نے ایسا عمل کیا ہے کہ وہ بنولوں کی اس راکھ میں ہی محصور پڑی رہے گی اور یہاں سے باہر نہ نکل سکے گی۔ اب آؤ میرے ساتھ۔ میں تم سب کو تہہ خانوں کی طرف لے جاتا ہوں وہاں میں تمہیں یوناف کی کسمپرسی اور بے بسی دکھاؤں گا اور راستے میں تم کو تفصیل بھی بتاؤں گا کہ میں نے کیسے اور کہاں ان دونوں کو قابو کیا۔''

عزازیل کے ساتھی، یافان، عارب، بیوسا اور نبیطہ چپ چاپ اس کے ساتھ ہو لیے!

(پہلا حصہ ختم ہوا)

○○○

صدیوں کے سکوت میں لپٹی ہوئی ایک حسین داستان

ابلیکا

دوسرا حصہ

اسلم راہی ایم اے

مکتبہ القریش چوک اردو بازار لاہور
فون: ۲۲۳۶۶۵

اس وحشی قوم کے تہ خانوں پر مبنی زندان کی طرف جاتے ہوئے عزازیل نے عارب، یافان، بیوسا اور بنبیطہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: "اے میرے عزیزو! اب میں تم لوگوں کو ان تہ خانوں کی طرف لے جا رہا ہوں جن کے اندر میں نے یوناف کو بے بس کر کے زنجیروں میں باندھ کر رکھا ہوا ہے۔ اب وہ ایک عام انسان ہے اور بے ضرر ہے۔ تاہم اس کی طبعی قوتیں اور طاقتیں اس میں ضرور ہیں۔"

اس موقع پر عارب نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: "اے آقا! آپ نے ابھی تک ابلیکا اور یوناف کو اپنی گرفت میں کرنے کی تفصیل تو بتائی ہی نہیں۔"

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد عزازیل نے پھر کہا: "سنو میرے عزیزو! میں گزشتہ شب دشمن قبیلے کے سردار ابطال کی حویلی کی طرف گیا۔ اس وقت رات آدھی کے قریب جا چکی تھی۔ میں ابطال کی حویلی میں داخل ہوا۔ پھر میں اس کمرے کی طرف گیا جس میں یوناف ٹھہرا ہوا تھا۔ وہ گہری نیند سویا ہوا تھا اور میری خوش قسمتی کہ اس وقت ابلیکا بھی اس کے پاس نہ تھی۔

میں نے موقع کو غنیمت جانا۔ میں فوراً حرکت میں آیا اور سوتے میں یوناف کا ذہن صاف کر کے اسے ہر چیز سے محروم کر دیا۔ صرف اس کی طبعی خصوصیتیں اس کے پاس ہیں۔ اسی وقت میں نے کمرے کے اندر ایک حصار بنا دیا جو ابلیکا کے لیے ایک پھندا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جب ابلیکا یوناف کی طرف آئی تو وہ اس پھندے میں پھنس گئی۔ میں نے فوراً کمرے میں جلتی ہوئی مشعل لی اور اس کی لو میں ایک دوسرے عمل کے ذریعے ابلیکا کو محصور کر دیا۔ اس کے بعد میں نے اپنے ساتھیوں کو بلایا اور ان کی

مدد سے سوتے میں ہی یوناف کو زندان میں لے آیا اور اب وہ وہاں زنجیروں میں جکڑا بے بس اور مجبور پڑا ہوا ہے۔ اور سنو میرے رفیقو! سردار اثور اور سوریان بھی اس وقت وہیں ہیں کیونکہ وہ دونوں یوناف کو دیکھنے کے بڑے خواہشمند تھے۔"

عارب نے اعتراض کرنے کے انداز میں کہا: "اے آقا! آپ سردار اثور کے بیٹے کو کبھی سوریہ اور کبھی سوریان کہہ کر پکارتے ہیں۔ اس کا اصل نام کیا ہے؟"

عزازیل نے کہا: "اس کا اصل نام تو سوریان ہی ہے لیکن اسے سوریہ کہہ کر پکارنے میں بھی کوئی ہرج نہیں ہے"۔

جواب میں عارب خاموش ہی رہا کیونکہ وہ اب تہ خانے میں داخل ہو گئے تھے۔

عزازیل ان سب کو لے کر ایک ایسے تہ خانے میں داخل ہوا جہاں سردار اثور اور سوریان یا سوریہ اپنے محافظوں کے ساتھ کھڑے تھے اور ان کے سامنے دو جوان موٹی موٹی زنجیروں میں تہ خانے کے ستونوں کے ساتھ جکڑے ہوئے تھے۔ ان دونوں میں سے ایک یوناف تھا۔ وہ سب اثور اور سوریہ کے پاس جا کھڑے ہوئے۔

عزازیل نے کہا: "میرے عزیزو! دیکھو یوناف اس وقت کیسی عبرت خیز حالت میں ہے۔ یہ وہی یوناف ہے جو کبھی ان گنت فوق البشری قوتوں کا مالک تھا اور تم سب کے لیے ناقابلِ تسخیر بنا ہوا تھا"۔

"اور یہ جو دوسرا جوان زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اس کا نام اسیلہ ہے۔ یہ سردار اثور کے قبیلے کا سب سے طاقتور جوان ہے۔ اس نے ایک بار چونکہ سردار اثور کے خلاف بغاوت کی تھی لہٰذا اسے ان تہ خانوں کا اسیر بنا دیا گیا۔ میرا اور اثور کا ارادہ ہے کہ یوناف اور اسیلہ کو آپس میں لڑا کر تماشہ دیکھا جائے۔ یہ مقابلہ یقیناً تم سب کے لیے بھی دلچسپی کا باعث ہوگا"۔

یافان نے مطمئن اور مسکراتی ہوئی آواز میں کہا: "یقیناً، یہ مقابلہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ مجھے یہ کیسا عجیب لگ رہا ہے کہ یوناف اپنی ساری قوتوں سے محروم ہو کر ہمارے سامنے زنجیروں میں جکڑا پڑا ہے"۔

اس دوران سردار اثور آہستہ آہستہ اسیلہ کی طرف بڑھا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا:

"اے اسیلہ! میں جانتا ہوں کہ تیرا گناہ بڑا بھیانک اور تیرا جرم بڑا کریہہ ہے۔ اس کے باوجود میں ایک شرط پر تمہیں آزاد اور معاف کرنے کو تیار ہوں"۔

اسیلہ نے بڑی بے چینی اور بے تابی سے پوچھا:

"میری معافی اور آزادی کی کیا شرط ہے"۔

اثور نے یوناف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"یہ جوان جو تمہارے ساتھ تہ خانے میں زنجیروں میں جکڑا پڑا ہے اس کا نام یوناف ہے۔ اگر تو اس کے ساتھ مقابلہ کر کے اسے زیر کر دے تو میں تجھے معاف کر دوں گا اور تیری آزادی کو بحال کر دوں گا"۔

اسیلہ نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"مجھے یہ شرط منظور ہے"۔

سردار اثور نے اپنے محافظوں کو حکم دیا:

"ان دونوں کو زنجیروں سے آزاد کر دو تاکہ اس مقابلے کی ابتدا ہو"۔

محافظ فوراً آگے بڑھے۔ یوناف اور اسیلہ کو انہوں نے زنجیروں سے آزاد کر دیا۔ جب اسیلہ کی زنجیریں کھل گئیں تو وہ یوناف پر حملہ آور ہونے کے لیے بڑی تیزی سے آگے بڑھا۔

یوناف نے اسے سمجھانے کے انداز میں کہا:

"اے اجنبی! میں نہیں جانتا تو کون ہے اور میری طرح کن جرائم کی پاداش میں تجھے یہاں لایا گیا ہے۔ پر سن رکھ! میرے ساتھ مقابلے میں تجھے تباہی و بربادی اور ناکامی و نامرادی کے سوا کچھ بھی نہ ملے گا۔ اس مقابلے سے باز رہ اور ان زنجیروں کی زندگی کو ہی اپنائے رکھ ورنہ اس مقابلے کے بعد تیرے پاس پچھتاوے کے علاوہ کچھ نہ ہوگا"۔

اسیلہ نے یوناف کی بات پہ کوئی دھیان نہ دیا اور آگے بڑھ کر اس نے ایک زوردار گھونسہ یوناف کی گردن پر دے مارا۔ اس اچانک حملے سے لڑکھڑا کر یوناف انتہائی بے بسی کے عالم میں زمین پہ گر پڑا۔

اس موقع پر یوناف کی اس بے بسی پہ عارب، ہیوسا، بنیطہ اور یافان کے علاوہ عزازیل نے بھی خوشی سے قہقہے بلند کیے۔ زمین پہ گرے ہوئے یوناف پر اسیلہ نے لگاتار اپنے پاؤں کی ٹھوکروں سے ضربیں لگائیں جن کے نتیجے میں یوناف کی پیشانی سے خون بہ نکلا۔

پھر دفعتاً برق کے کوندے کی طرح تیزی سے یوناف اٹھ کھڑا ہوا۔ اب وہ انتہائی غضب ناک دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے اسیلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

"لگتا ہے تو انسان کے بچوں کی طرح نہ مانے گا۔ اب میری طرف آ۔ پھر دیکھ میں تیرا کیا حشر کرتا ہوں!"

اسبیلہ نے پھر آگے بڑھ کر یوناف پر ضرب لگانا چاہی تو اس نے اسبیلہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور للکارتی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

"اگر تجھ میں ہمت ہے تو اپنے اس ہاتھ کو ذرا مجھ سے چھڑا کر دیکھ۔"

اسبیلہ نے انتہائی کوشش کی کہ وہ یوناف سے اپنا ہاتھ چھڑا لے لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے دو زوردار مکے اس کے پیٹ میں دے مارے۔ اسبیلہ درد کی شدت سے بری طرح کراہ اٹھا اور دوہرا ہو کر رہ گیا۔ یوناف نے اسے فوراً اپنے دونوں ہاتھوں پہ اٹھایا اور اسے فرش پہ پٹخ دیا۔

فرش پہ گر کر اسبیلہ اور زیادہ کراہنے لگا۔ جب اس نے دیکھا کہ یوناف انتہائی قہرمانیت کے ساتھ پھر اس کی طرف آ رہا ہے تو اس نے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ کر منت کے انداز میں کہا:

"مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے خطا ہوئی جو میں تمہارے ساتھ مقابلہ کرنے پر رضامند ہو گیا۔"

یہ سن کر یوناف آگے بڑھتے بڑھتے رک گیا۔

عین اس وقت عزازیل نے عارب کو مخاطب کر کے کہا: "اے عارب! کیا تم یوناف سے اپنے انتقام کی ابتدا اس تہ خانے سے نہ کرو گے؟ آگے بڑھ کر اس سے ٹکرا جاؤ۔ پہلے اپنی طبعی حالت میں اس سے مقابلہ کرو۔ اگر تم غالب رہو تو بہتر۔ ورنہ اگر تم یہ دیکھو کہ یوناف کو تم زیر نہیں کر سکتے تو پھر اپنی سری قوتوں کو عمل میں لاؤ اور یوناف کا حلیہ بگاڑ دو۔"

عارب فوراً آگے بڑھا اور یوناف کی پشت پہ آ کر اس نے ایک زوردار گھونسہ اس کی گردن پہ دے مارا۔

اس حملے کے لیے یوناف تیار نہ تھا لہٰذا وہ اپنا توازن کھو بیٹھا اور تہ خانے کے فرش پہ گر گیا مگر فوراً ہی اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے جب اس نے اٹھ کر عارب کی طرف دیکھا تو اس کی حالت بدل گئی۔ اس کی کیفیت ایسی ہو گئی جیسے اس نے کوئی تیز مشروب پی لیا ہو۔

اس کے چہرے پہ قہر کی بارش ہونے لگی۔ سینے سے چنگاریاں پھوٹنے لگیں اور آنکھیں آگ برسانے لگیں۔ پھر اس نے عارب کو مخاطب کر کے کھولتے ہوئے لہجے میں کہا:

"اے عارب! کیا تو بھی مجھ سے ٹکرانے لگا۔ کیا میں نے اس سے قبل تجھے ایک بار کوہستان نور

کے اندر اور دوسری بار جبل ناسیون کے اوپر شکست سے دوچار نہ کیا تھا۔ پر اس میں تیرا کیا قصور؟ تو حضرت آدم علیہ السلام کے جس بیٹے کی نسل سے ہے وہ بھی ایسا ہی تھا۔ ورنہ وہ اپنے بھائی ہابیل کو کیوں قتل کرتا۔"

پھر یوناف آہستہ آہستہ عارب کی طرف بڑھا۔ عزازیل، بیوسا، بنیسطہ اور یافان بڑے انہماک اور دلچسپی سے ان دونوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ قریب آ کر یوناف نے عارب پہ ایسی ضرب لگائی کہ وہ اچھل کر دور جا گرا۔

پھر یوناف اس پہ پل پڑا۔ اس نے اسے دم نہ لینے دیا۔ عارب نے سنبھلنے کی کوشش بہت کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا کیونکہ یوناف نے اس پہ لاتوں اور گھونسوں کی بارش کر دی تھی۔ عارب کی حالت ایسی ہو رہی تھی جیسے کوئی نادان اور کمسن بچہ اپنے غضب ناک باپ کے ہاتھوں پٹ رہا ہو۔

عزازیل، یافان، بیوسا اور بنیسطہ اب پریشان اور فکرمند دکھائی دے رہے تھے۔ عارب کے جسم میں کئی جگہ سے خون بہ نکلا تھا اور اس کا جسم یوناف کی مار سے پھٹنے لگا تھا۔ اچانک وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور یوناف کے نیچے لیٹے لیٹے اس نے ایسا حربہ استعمال کیا کہ یوناف بری طرح فضا میں اچھل کر تہ خانے کے سنگی ستون سے جا ٹکرایا۔ اس کے بعد جو عارب نے یوناف کو مارنا شروع کیا تو بس الاماں!

اپنی سری قوتوں سے مار مار کر یوناف کو اس نے ادھ موا کر دیا۔ پھر یوناف کے سر کے بال پکڑ کر اور اس کے منہ پہ ایک زوردار طمانچہ مارتے ہوئے عارب نے پوچھا: "کیا تم میرے ہاتھوں اپنی شکست تسلیم کرتے ہو؟"

یوناف نے مردہ سی آواز میں کہا:

"ہاں۔ میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں۔"

تب عارب نے یوناف کو چھوڑ دیا۔

ابلیکا نے احتیاط کے طور پر اس کے گلے میں جو چمڑے کا ٹکڑا ڈالا تھا جس پر وہ تحریر کندہ تھی جسے پڑھ کر یوناف اپنی عاری کھوئی ہوئی قوتیں حاصل کر سکتا تھا۔ یوناف اس سے کام لینا بھی بھول چکا تھا کیونکہ عزازیل نے اس پہ ایسا عمل کیا تھا جس کی وجہ سے وہ اپنی عاری سری، الہامی اور وہ قوتیں بھول چکا تھا جو ابلیکا سے وابستہ تھیں۔

اس موقع پر سردار اثور نے گرج کر اپنے محافظوں سے کہا:

"ان دونوں کو جکڑ کر سونے کی کانوں میں کام کرنے کے لیے لے جاؤ۔"

چاروں محافظوں نے یونان اور اسیلہ کو زنجیروں میں جکڑا پھر انہیں باہر لے گئے۔ عزازیل، عارب، بیوسا، بنیطا و بافان بھی سردار اثور اور اس کے بیٹے سوریہ کے ساتھ تہ خانوں سے نکل کر بستی کی طرف چل پڑے۔

○

حضرت ابراہیمؑ نے اپنا قیام ارضِ فلسطین میں ہی رکھا ہوا تھا۔ یہاں آپ نے قطورا نام کی ایک اور عورت سے بھی شادی کر لی جس کے بطن سے آپ کے بیٹے زمران، یقشان، مدان، مدین، اشبق، اور شوخ پیدا ہوئے۔

جن دنوں حضرت ابراہیمؑ کے ہاجرہؑ میں سے بڑے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ ابھی شیر خوار ہی تھے تو خدائے واحد نے آپؑ کو وحی کی کہ:

"ہم تمہیں کعبۃ اللہ کی دوبارہ تعمیر کے عظیم الشان کام پر مامور کرتے ہیں۔ ہم تمہیں اس جگہ کی نشاندہی کر دیں گے جہاں کعبہ کی تعمیر ہونا ہو گی تاکہ اس تعمیر ہونے والے گھر کو پاک صاف کر کے آپ طواف اور نماز سے آباد کریں لیکن اس گھر کی تعمیر سے پہلے اپنے چہیتے لختِ جگر اسمٰعیلؑ اور اپنی رفیقۂ حیات ہاجرہؑ کو اس سنسان اور بیابان جگہ چھوڑ آؤ جہاں کعبہ کی تعمیر ہونی ہے تاکہ تمہارے اس بیٹے کی وجہ سے یہ زمین آباد ہو جائے۔"

خداوندِ قدوس کے اس حکم کی تعمیل کے لیے جبرائیلؑ براق لے کر ابراہیمؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ تعمیلِ ارشادِ ربانی میں تاخیر نہ ہو۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی بیوی ہاجرہؑ اور بیٹے اسمٰعیلؑ کو ساتھ لیا اور اس براق پر ارضِ حجاز کی طرف روانہ ہوئے۔

دورانِ سفر جب آپؑ کا گزر کسی بستی کے اوپر سے ہوتا تو آپؑ جبرائیلؑ سے پوچھتے:

"کیا یہی ہمارا مقصودِ سفر ہے؟"

1- تاریخِ مکہ: ص 84

اس کے جواب میں جبرائیلؑ فرماتے:

"نہیں۔ ابھی آپ کا سفر جاری ہے۔"

آخر کار آپ ایک ایسی سرزمین میں داخل ہوئے جس کی زینت صرف خاردار جھاڑیاں اور ببول کے درخت تھے۔ ہر طرف خشک و بے آب و گیاہ گھاٹیاں تا حدِ نگاہ جاتی نظر آ رہی تھیں۔ پھر ایک ناہموار اور خشک ٹیلے کے پاس سفر تمام ہوا اور جبرائیلؑ نے اس سرخ ٹیلے کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"یہ ہے وہ جگہ جہاں آنے والے دور میں بیت اللہ کی تعمیر کرنا ہو گی۔"

چنانچہ جبرائیلؑ آپ کو وہاں چھوڑ کر چلے گئے۔ حضرت ابراہیمؑ کو بھی وہاں رکنے کے بجائے کوچ کر جانے کا حکم تھا لہٰذا آپ نے ہاجرہ اور اسمٰعیلؑ کو زمزم والی جگہ پر ایک درخت کے نیچے بٹھایا اور دونوں ماں بیٹے کو صبر کی تلقین کر کے جب آپ وہاں سے روانہ ہونے لگے تو ہاجرہ نے پوچھا:

"اس لق و دق صحرا اور چٹیل میدان میں ہمیں یکہ و تنہا چھوڑ کر آپ کہاں جا رہے ہیں جبکہ یہاں نہ کوئی ہمارا مونس و مددگار ہے اور نہ ہی کوئی ایسی چیز جس سے حیات کا سلسلہ جاری رہ سکے۔"

حضرت ابراہیمؑ نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔ ہاجرہ آپ کے پیچھے بھاگیں اور آپ کا دامن تھام کر پوچھا:

"کیا یہ مشیتِ ایزدی ہے اور کیا خداوندِ مہربان نے آپ کو ہمیں یہاں چھوڑ کر چلے جانے کا حکم دیا ہے۔"

تب حضرت ابراہیمؑ نے کہا:

"ہاں یہ مشیتِ ایزدی ہے اور میرے رب نے مجھے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔"

یہ سن کر ہاجرہؑ نے طمانیت اور سکون سے کہا:

"اگر یہ اس کا حکم ہے جو ہم سب کا رب ہے تو پھر آپ بے شک تشریف لے جائیے۔ اب میں فکر مند نہیں ہوں۔ اذن لا یضیع (وہ ہمیں ضائع نہ کرے گا)۔ اپنے رب پر ہمیں کامل بھروسہ ہے۔"

پھر ہاجرہ واپس لوٹیں اور اسمٰعیلؑ کو گود میں لے کر اس سنسان صحرا اور سنگستان میں۔

1- تاریخ مکۃ المکرمہ

بے یارومددگار بیٹھ گئیں[1]۔

حضرت ابراہیمؑ رخصت ہوکر جب ثنیہ[2] نامی ٹیلے کے پاس پہنچے توآپ کو یقین ہوگیا کہ ہاجرہؑ اب ان کا پیچھا نہیں کر رہی ہیں۔ آپ اس ٹیلے کے پاس بیٹھ گئے اور مڑکر دیکھا۔ اب انہیں وہ جگہ دکھائی نہ دے رہی تھی جہاں آپؑ نے اپنے رب کے حکم سے اپنی بیوی اور بیٹے کو چھوڑا تھا۔ آپؑ نے اپنا رخ اس سرخ ٹیلے کی طرف کیا جس پر بعد میں کعبۃ اللہ کی تعمیر ہونے والی تھی اور انتہائی عاجزی اور انکساری سے اپنے رب سے دعا کی:

"اے ہمارے رب[3]!

میں اپنی اولاد کو تیرے محترم گھر کے قریب ایک چٹیل میدان میں جو ناقابلِ زراعت ہے آباد کرتا ہوں تاکہ وہ نماز کا اہتمام کریں۔ تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل فرما دے اور انہیں پھلوں سے رزق عطا فرما تاکہ وہ تیرا شکر ادا کریں۔"

یوں حضرت ابراہیمؑ واپس ارضِ فلسطین کی طرف چلے گئے۔ حضرت ہاجرہؑ کے پاس جو پانی کا ذخیرہ تھا وہ جلد ہی ختم ہوگیا۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس پینے کو پانی کا ایک قطرہ نہ رہا۔ حضرت اسمٰعیلؑ پیاس کی شدت سے تلملانے لگے۔ حضرت ہاجرہؑ کبھی تو اپنی تنہائی اور بے کسی کا خیال کرتیں اور کبھی پیاس سے بے حال ہوتے حضرت اسمٰعیلؑ کی طرف دیکھتیں۔ اس بھیانک جنگل میں نہ تو کوئی انسان تھا اور نہ ہی کوسوں دور کسی بستی کا نشان تھا اور اس پر مستزاد یہ کہ اس بے آب و گیاہ وادی میں پانی ملنے کی کوئی امید نہ تھی۔

حضرت اسمٰعیلؑ کا اضطراب اور بے چینی دیکھ کر حضرت ہاجرہؑ دلبرداشتہ سی ہوکر اٹھیں اور قریب ہی جبلِ صفا کی طرف بھاگیں۔ جبلِ صفا پر چڑھ کر آپ نے اپنی متجسسانہ اور مضطربانہ نگاہیں ہر سمت دوڑائیں کہ شاید کوئی بھولا بھٹکا انسان دکھائی دے جائے یا کہیں پانی کی نشاندہی ہوجائے لیکن وہاں تو محرومی اور مایوسی کے سوا کچھ نہ تھا۔

۱۔ بخاری شریف۔ کتاب الانبیاء۔ البدایہ والنہایہ۔ جلد ۱۔ ص ۱۵۴۔ (ابنِ کثیر)

۲۔ ثنیہ نام کا یہ ٹیلہ آجکل موجودہ مکۃ المکرمہ کے محلہ شبیکہ کی طرف واقع ہے۔

۳۔ قرآنِ مقدس: سورۂ ابراہیم

آپ کی نگاہ قریبی پہاڑ پر پڑی جو جبلِ مروہ تھا۔ لہٰذا آپ صفا سے اتریں۔ درمیانی وادی کو بڑی تیزی سے طے کیا۔ پھر جبلِ مروہ پر آکر پوری توجہ سے گردوپیش کا جائزہ لیا لیکن وہاں بھی کچھ نہ تھا۔ مایوس ہوکر آپ نے دوبارہ جبلِ صفا کا رخ کیا۔ اس طرح حضرت ہاجرہؑ نے صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگائے۔ اسی سعی و کشمکش کے دوران آپ بھاگ کر اپنے بچے کو بھی دیکھ آتی تھیں حضرت اسمٰعیلؑ کی بگڑتی ہوئی حالت دیکھ کر آپ کے غم و اندوہ اور کرب و ملال میں ہر لمحہ اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

ساتویں مرتبہ جب حضرت ہاجرہؑ جبلِ مروہ پر آئیں تو انہیں کوہستانوں اور وادیوں کے اندر گونجتی ہوئی ایک پُرکشش اور دلفریب آواز سنائی دی۔ جبلِ مروہ کے اوپر آپ ہمہ تن گوش ہوکر دوبارہ اس آواز کو سننے کی کوشش کرنے لگیں۔ وہ خوش گوار آواز دوبارہ سنائی دی تو آپ نے اپنے آپ سے باتیں کرتے ہوئے کہا:

"یا اللہ! یہ کیسی آواز ہے"۔

آپ کے کان جب دوبارہ اس روح پرور آواز سے لطف اندوز ہوئے تو اندازہ ہوا کہ وہ آواز اس طرف سے آرہی ہے جدھر اسمٰعیلؑ پڑے تھے۔ وہ دیوانہ وار اس طرف دوڑ پڑیں۔ جب وہ حضرت اسمٰعیلؑ کے قریب پہنچیں تو دنگ رہ گئیں کہ وہاں حضرت اسمٰعیلؑ کے قریب اللہ کے مقرب فرشتے حضرت جبرائیلؑ کھڑے تھے۔

جبرائیلؑ نے پوچھا:

"ابراہیمؑ آپ کو اس سنسان و بیابان جنگل میں کس کے سپرد کر گئے ہیں"۔

حضرت ہاجرہؑ نے بڑی متانت سے جواب دیا:

"اللہ کے سپرد"۔

جبرائیلؑ نے کہا:

"پھر تو وہ کافی و شافی ہے"۔

تب حضرت ہاجرہؑ نے پوچھا:

"کیا میری دادرسی بھی ہوگی؟"

۱۔ تاریخ مکۃ المکرمہ

جواب میں حضرت جبرائیلؑ نے اپنی ایڑی[1] زمین پر رگڑی اور خدائے بزرگ و برتر نے وہاں پانی کا چشمہ جاری کر دیا۔ جبرائیلؑ وہاں سے روپوش ہو گئے۔

حضرت ہاجرہ نے اپنا مشکیزہ پانی سے بھر لیا تو خیال گزرا کہ یہ پانی ادھر ادھر ضائع نہ بہ جائے اس لیے اس کے اردگرد مٹی کی باڑ باندھ دی اور ساتھ ہی اپنی زبان سے فرمایا:

"زم زم"۔ یعنی "رک جا۔ رک جا"۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے چشمہ جاری فرما کر حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کے وہاں رہنے کے لیے ایک سبب بنا دیا اور دونوں ماں بیٹا وہاں سنسان بیابان کے اندر زندگی بسر کرنے لگے۔ تاہم حضرت ابراہیمؑ ان سے ملنے ہر سال آتے رہے۔

○

تھوڑے عرصے کے بعد قبیلہ بنو جرہم کا ایک تجارتی کارواں صحرا میں بھٹک کر اس جگہ کے قریب آ گیا جہاں حضرت ہاجرہؑ اور اسمٰعیلؑ قیام پذیر تھے۔

یہ بہت بڑا تجارتی کارواں یمن سے شام کی طرف بغرضِ تجارت جا رہا تھا مگر صحرا میں بھٹک گیا تو پڑاؤ کر لیا۔ اس کارواں کے تین بڑے سردار تھے۔ ایک سعید بن اسامہ بن اکیل۔ دوسرے مضاض بن عمرو اور تیسرا جلیل بن سعد بن عوف۔ پڑاؤ کرنے کے بعد یہ تینوں سردار ایک خیمے کے باہر سائے میں بیٹھے تھے کہ ایک جوان بھاگتا ہوا آیا اور ان تینوں سرداروں کو مخاطب کر کے اس نے کہا:

"اے سردارانِ جرہم! ذرا اوپر فضا میں تو دیکھو"۔

ساتھ ہی اس نے ہاتھ سے ایک طرف اشارہ بھی کر دیا۔ انہوں نے دیکھا فضا میں ایک پرندہ پرواز کرتا ہوا جا رہا تھا۔

سعد بن اسامہ نے کہا:

"یہ پرندہ ان صحراؤں کے اندر کیسے؟"

۱۔ بعض روایات میں ہے کہ جبرائیلؑ نے انگلی کا اشارہ کیا اور چشمہ جاری ہو گیا۔

اس جوان نے سعید کو مخاطب کر کے کہا:

"اے سردار! یہ صرف پرندہ نہیں بلکہ آبی پرندہ[1] ہے"۔

سعید بن اسامہ نے کہا:

"میں اسے پہچان چکا ہوں اسی لیے تو میں نے پوچھا تھا کہ یہ پرندہ ان صحراؤں کے اندر کیسے؟"

اس بار بنو جرہم کے دوسرے سردار مضاض بن عمرو نے کہا:

"اس پرندے کی ان صحراؤں میں موجودگی یہ بتاتی ہے کہ یہاں کہیں ضرور پانی کا ذخیرہ ہے جہاں سے یہ پرندہ آیا ہے یا جہاں جا رہا ہے"۔

مضاض خاموش ہوا تو تیسرے سردار جلیل بن سعد نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"یہ کیسے اور کیونکر ممکن ہے کہ ان صحراؤں اور سنگلاخ چٹانوں کے اندر پانی کا کوئی ذخیرہ ہو۔ برسوں سے ہم تجارت کی غرض سے یمن اور شام کے درمیان سفر کر رہے ہیں پر ان صحراؤں کے اندر ہم نے کبھی پانی کا کوئی ذخیرہ نہیں دیکھا"۔

اس بار سعید بن اسامہ نے کہا:

"ٹھیک ہے۔ ہم برسوں سے ان صحراؤں میں سفر کر رہے ہیں اور ہم نے کبھی کوئی پانی کا ذخیرہ نہیں دیکھا لیکن اس سے قبل ہم نے کبھی ایسے آبی پرندے کو بھی تو ان صحراؤں کے اندر نہیں دیکھا۔ میرا دل کہتا ہے یہاں نزدیک ہی کہیں پانی موجود ہے"۔

پھر سعید نے آنے والے نوجوان سے کہا:

"اپنے دو اور ساتھیوں کو ہمراہ لو اور جس سمت سے یہ پرندہ آیا ہے اس سمت ذرا آگے جا کر دیکھو۔ شاید کہیں پانی کا ذخیرہ ہو"۔

وہ جوان وہاں سے ہٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد تین سوار اپنے اونٹوں کو اس سمت سرپٹ دوڑا رہے تھے جدھر سے پرندہ آیا تھا۔

○

۱۔ مولانا محمد عبدالمعبود نے اپنی کتاب تاریخ المکۃ المکرمہ جلد اوّل میں اس پرندے کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔

حضرت ہاجرہؓ، حضرت اسمٰعیلؑ کے ساتھ دشت و بیابان میں اللہ کے حکم سے پھوٹنے والے اس چشمے کے کنارے بیٹھی تھیں کہ بنو جرہم کے وہ تینوں اونٹ سواران کے پاس آ کر رُکے۔ اس صحرا میں پہلی مرتبہ کسی اور انسان کو دیکھ کر آپ بے حد خوش ہوئیں۔ ان تینوں میں سے ایک سوار نے پوچھا:

"اے خاتون! تم اور تمہارا بیٹا کہاں سے آئے ہو اور اس چشمے کا راز کیا ہے جبکہ یہاں پہلے کوئی چشمہ نہ تھا۔ ہمارا تعلق یمن کے قبیلہ بنو جرہم سے ہے۔ یمن سے شام کی طرف جاتے ہوئے ہمارا تجارتی کارواں صحرا کے اندر بھٹک گیا۔ اس دوران ہمیں فضا میں ایک آبی پرندہ اڑتا دکھائی دیا جو اس طرف سے آیا تھا لہٰذا ہمیں شک ہوا کہ اِدھر پانی کا ذخیرہ ہے۔ ہمارے سردار نے ہمیں اس طرف روانہ کر دیا اور اب اس چشمے اور اس کے ارد گرد جمع ہو جانے والے پانی کو دیکھ کر ہمارے اندازے درست ثابت ہو گئے ہیں۔"

جواب میں حضرت ہاجرہؓ نے اپنے پورے حالات، حضرت ابراہیمؑ کے وہاں اس دشت میں چھوڑنے اور چشمہ جاری ہونے تک، تفصیل سے کہہ دیے۔ یہ سب سن کر وہ تینوں سوار وہاں سے چلے گئے۔

بنو جرہم کے تینوں سردار وہیں خیمے کے سائے میں بیٹھے تھے کہ وہ تینوں سواران کے پاس آئے اور ان میں سے ایک نے خوشی سے چلّا کر کہا:

"اے سردارانِ جرہم! ہم ایک معجزہ، ایک خرقِ عادت، ایک فوق البشری واقعہ دیکھ کر آ رہے ہیں۔ ان صحراؤں کے اندر پانی کا ایک چشمہ جاری ہے جس کی وجہ سے دشت کے اندر پانی کا ایک ذخیرہ جمع ہو گیا ہے اور اس چشمے کے کنارے ایک خاتون اور اس کا بیٹا رہ رہے ہیں۔ عورت کا نام ہاجرہ اور اس کے بیٹے کا نام اسمٰعیل ہے۔"

اس کے بعد اس نے حضرت ہاجرہؓ اور اسمٰعیلؑ کے پورے حالات اپنے سرداروں کو سنا ڈالے۔ جب وہ سوار خاموش ہوا تو مضاض بن عمرو نے کہا:

"یہ سوار تو بہت اچھی خبر لائے ہیں۔ اگر یہاں پانی وافر ہے تو پھر ان صحراؤں کے اندر آباد ہو کر ہم اپنے لیے خوب غلّہ اور اناج پیدا کر سکتے ہیں اور اس تجارت سے زیادہ کچھ کما سکتے ہیں۔ یہ زمین برسوں سے پانی کی منتظر ہے۔ اسے کسی نے جوتا ہی نہیں اور جب ہم اسے جوت کر پانی دیں گے، تو یہ ہمارے لیے بے شمار غلہ اور پھل پیدا کرے گی۔"

دوسرے سردار ہلیل بن سعد نے بھی بولتے ہوئے کہا:

"مضاض ٹھیک کہتا ہے۔ اس زمین کو جوت کر ہم اپنی ضرورت سے کہیں زیادہ پھل اور غلہ پیدا کر سکتے ہیں۔"

بنو جرہم کا اول سردار سعید بن اسامہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنا ہاتھ بلند کر کے اس نے چلّا کر کہا:

"اے بنو جرہم! اٹھ کھڑے ہو۔ اس چشمے کی طرف کوچ کرو اور وہاں اپنی خوش حالی کا سامان پیدا کرو۔"

پانی کے ذخیرے اور چشمے کی خوش خبری سن کر آن کی آن میں بنو جرہم کے ایک خیمے سے آخری خیمے تک خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ پھر سعید بن اسامہ کے حکم پر بنو جرہم وہاں سے کوچ کر کے چشمے کی طرف روانہ ہو گئے۔

جس وقت بنو جرہم وہاں پہنچے تو سب سے پہلے وہ پانی کے ذخیرے کے پاس خیمہ زن ہوئے پھر تینوں سردار حضرت ہاجرہؓ کے پاس آئے اور سعید بن اسامہ نے حضرت ہاجرہؓ کو مخاطب کر کے پوچھا:

"اگر آپ اجازت دیں تو ہم یہاں مستقل طور پہ قیام کر لیں۔ اس طرح آپ کے پاس رونق بھی رہے گی اور ہم اس پانی سے فائدہ اٹھا کر یہاں غلہ اور پھل پیدا کریں گے اور اس علاقے کو آباد کریں گے۔"

حضرت ہاجرہؓ نے کہا:

"مجھے خوشی ہوگی اگر تم لوگ یہاں آباد ہو لیکن اس شرط کے ساتھ کہ پانی کے مالکانہ حقوق میرے پاس رہیں گے۔"

بنو جرہم کے ان سرداروں نے شرط منظور کر لی اور وہاں آباد ہو گئے۔

○

آریوں کے دو بڑے سردار کاواش اور سانبر نے ہندوستان کے قدیم باسی دراوڑوں کے خلاف جو لائحہ عمل تیار کیا تھا اسے انہوں نے عملی صورت دینے کے لیے کام شروع کر دیا۔ سانبر نے اپنے جوانوں کے دو گروہ تیار کیے۔ ایک گروہ اس نے ہڑپہ کی طرف روانہ کیا جس

نے ہڑپہ شہر کی سب سے مقدس و محترم دیوی وشنتا کا بت توڑ دیا اور اس ٹوٹے بت کے مندر میں دیوار پر انہوں نے کوئلے سے نمایاں کر کے لکھ دیا کہ یہ کام انہوں نے بھارت شہر کے بڑے پجاری بھرگیہ کے ایما پر اور اس کی خوشنودی کے لیے کیا ہے۔

جوانوں کا دوسرا گروہ بھارت شہر میں داخل ہوا وہاں اس گروہ نے شہر کی ہر دلعزیز اور زیادہ چاہی جانے والی دیوی ادتنا کا بت توڑ دیا اور اس بت کے مندر کے اندر یہ تحریر لکھ دی کہ یہ بت انہوں نے ہڑپہ شہر کے بڑے پجاری وشوامتر کی خواہش و خوشی کی خاطر توڑا ہے۔

جانبر کی اس حرکت کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ آریوں کے ان دو بڑے سرداروں کا مدعا یہی تھا کہ پہلے ہندوستان کے مقامی باشندوں کو آپس میں لڑا کر کمزور کیا جائے۔ اس کے بعد اپنے لشکروں کے ساتھ آگے پیش قدمی کر کے دراوڑوں پہ آخری ضرب لگا کر ان کے وسیع و عریض علاقوں پہ قبضہ کر لیا جائے۔

دوسری طرف دراوڑ آریوں کی اس چال کی اور فریب سے بے خبر تھے۔ جب ہڑپہ اور بھارت شہروں میں وہاں کے بڑے پجاریوں بھرگیہ اور وشوامتر کے نام استعمال کرتے ہوئے اوشا اور وشنتا دیویوں کے بت توڑے گئے تو دونوں بڑے پجاریوں نے ایک دوسرے کے خلاف محاذ قائم کر دیا۔ انہوں نے اپنے اپنے ماتحت مندروں کو بھی حکم دے دیا کہ وہ ایک دوسرے کو خوب بُرا بھلا کہیں اور مندروں کے اندر پوجا پاٹ کے لیے آنے والوں کو بھی تلقین کریں کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف آواز بلند کریں۔

ہڑپہ اور بھارت، دونوں حکومتوں کے حالات دن بدن بد سے بدتر ہوتے چلے گئے۔ دراوڑوں کی شمالی ہندوستان میں اس وقت تقریباً دس حکومتیں تھیں۔ گویا دس بادشاہ وہاں حکومت کر رہے تھے۔ ہڑپہ کے بادشاہ انوس اور بھارت کے بادشاہ سوداس نے دوسرے بادشاہوں کو اپنے ساتھ ملانے کی کوششیں شروع کر دی تھیں۔ ان کوششوں کے نتیجے میں چار بادشاہ انوس کے ساتھ اور چار ہی سوداس کے ساتھ مل گئے۔ پھر ان دس[1] بادشاہوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس میں سوداس اور اس کے حامیوں کو شکست ہوئی اور انوس کامیاب رہا۔ گو لڑائی کے بعد ان سب نے آپس میں صلح کر لی لیکن اس جنگ نے انہیں کمزور کر دیا تھا اور آرین ان پہ ضرب

۱۔ تاریخ میں یہ جنگ دس بادشاہوں کی جنگ کہلاتی ہے۔

لگانے کو پَر تولنے لگے تھے۔

○

سردار ایطال اور بڑا پجاری سطین بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ سردار کی بیٹی کیتم آئی اور ان کے سامنے بیٹھ گئی۔ پھر اس نے اپنے باپ ایطال کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"اے میرے باپ! آپ جانتے ہیں کہ یوناف میرا بھائی ہے اور وہ مجھے بھائیوں جیسا ہی عزیز ہے۔ آج کئی روز سے اس سے متعلق کوئی خبر نہیں ہے۔ میں اس کے لیے بے حد پریشان ہوں۔"

ایطال نے نرمی اور شفقت سے کیتم کی طرف دیکھا اور کہا:

"اے میری بیٹی! میں اور سطین نے اپنے قبیلے کے کچھ لوگ یوناف کو تلاش کرنے پر مامور کیے تھے لیکن وہ سب ناکام لوٹ آئے ہیں۔ یوناف کا انہیں کہیں سراغ نہیں ملا۔ میں تو خود اس کے متعلق پریشان ہوں۔ میں تو اسے بیٹوں کی طرح چاہنے لگا تھا اور پھر میرے پاس تو وہ ایک طرح سے میری تقویت کا باعث بھی تھا۔"

کیتم نے کوئی جواب نہ دیا اور مایوس مایوس سی اٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔

○

یوناف اور اسیلہ ایک روز سونے کی کان میں کام کر رہے تھے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں کدالیں تھیں جن سے وہ چٹانوں پہ ضربیں لگا رہے تھے۔ اسیلہ ذرا سستانے کو رکا اور اس دوران وہ غور سے یوناف کو دیکھتا رہا۔ پھر اپنی کدال کندھے پہ رکھ کر وہ یوناف کے پاس آیا اور مدھم آواز میں رازداری سے بولا:

"یوناف! میرے دوست! تمہیں کئی روز ہو گئے ہیں یہاں میرے ساتھ کام کرتے ہوئے۔ مجھے تمہارے اخلاق نے بے حد متاثر کیا ہے۔ یہ لوگ اسی طرح ہم سے کام لے لے کر ہمیں مار ڈالیں گے۔ آؤ یہاں سے بھاگ چلیں۔ یہاں سے نیچے سمندر کے کنارے جنوب کی طرف کئی آبادیاں ہیں جہاں

میرے کچھ جاننے والے ہیں۔ یہاں سے بھاگ کر ہم دونوں وہاں جا رہیں گے۔ پھر یہ لوگ ہمیں نہ پا سکیں گے کیونکہ وہ قبائل ان سے طاقتور ہیں۔"

یوناف کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

"میں تم سے مکمل اتفاق کرتا ہوں۔ آؤ یہاں سے بھاگ چلیں"۔ اس نے غور سے اسبلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اسبلہ نے اپنی کدال پھینک دی اور سونے کی غار کے دہانے کی طرف چل پڑا۔ یوناف نے اسے تنبیہ کرتے ہوئے کہا:

"اسبلہ! اسبلہ! یہ کیا حماقت کر رہے ہو۔ اپنی کدال اپنے پاس رکھو۔ یہ تمہیں ہتھیار کا کام دے گی"۔

اسبلہ مڑا اور اپنی کدال پھر اٹھالی۔ دونوں کان کے دہانے کی طرف بڑھے۔ وہاں کھڑے دو محافظوں نے انہیں روکا لیکن یوناف اور اسبلہ نے ان کے سروں پہ کدالیں دے ماریں اور وہ بے ہوش ہو گئے۔ تب وہ دونوں وہاں سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔

اسی روز شام کے قریب عزازیل نے یافان، عارب، بیوسا اور بنیطہ کو ایک کمرے میں جمع کیا اور انہیں مخاطب کر کے کہا: "اے میرے عزیزو! میں دو ایک روز تک تم لوگوں سے رخصت ہو جاؤں گا لیکن یہاں سے روانہ ہونے سے قبل میں چاہتا ہوں کہ ابلیکا کا کوئی معقول بندوبست کر جاؤں۔ ایسا نہ ہو کہ میری غیر موجودگی میں تم لوگ کوئی بداحتیاطی کر بیٹھو اور ابلیکا تمہارے لیے پھر مصیبت اور اذیت بن جائے۔ بنولوں اور مٹی سے بھرے جس برتن کے اندر میں نے اسے محصور کر رکھا ہے اس میں ابھی تک تیل ہے اور بنولے جل رہے ہیں لیکن اگر یہ آگ بجھ بھی جائے تب بھی ابلیکا وہیں محصور رہے گی تاوقتیکہ وہ برتن ٹوٹ جائے یا کوئی اس برتن کو بنولوں اور مٹی سے بالکل خالی کر دے اور دونوں چیزوں کو پھیلا دے"۔

"میں سمجھتا ہوں کہ میرے بعد تم لوگ اس برتن کی معقول حفاظت کا بندوبست نہ کر سکو گے اور اگر تمہیں یہاں سے کہیں اور جانا پڑا تو تم لوگ کہاں کہاں اس برتن کو اٹھائے پھرو گے۔ سنو! اس بستی میں گزشتہ شب ایک آدمی مر گیا تھا جسے آج دن کے وقت بستی کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا ہے۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آج شام ہوتے ہی ہم سب بستی کے قبرستان کا رخ کریں گے۔ آج دفن ہونے والے مردے کی قبر کھود کر اس کی لاش باہر نکالیں گے اور وہاں قبر کو کچھ اور گہرا کھود کر

پہلے اس برتن کو وہاں دبا دیں گے جس کے اندر ابلیکا محصور ہے۔ اس کے بعد پہلے کی طرح برتن کے اوپر اس نعش کو دفن کر دیں گے۔ اس طرح ابلیکا صدیوں تک وہاں پڑی رہے گی۔ نہ اس قبر کو کوئی کھود دے گا اور نہ وہ برتن ٹوٹے گا نہ مٹی سے خالی ہوگا۔ اس طرح صرف تم ہی نہیں بلکہ میں بھی ابلیکا کے شر اور اس کی اذیت سے محفوظ ہو جاؤں گا۔ میں اب ارضِ حجاز کا رخ کروں گا اور وہاں اللہ کے پیغمبر ابراہیمؑ کے خلاف حرکت میں آؤں گا"۔

عارب، یافان، بنیطہ اور بیوسا نے اس معاملے میں عزازیل کی تائید کی لہٰذا جب شام ہوئی تو انہوں نے قبر کھود کر وہ برتن جس میں ابلیکا محصور تھی وہاں دبا دیا اور نعش کو پہلے کی طرح دفنا کر جب وہ قبرستان سے تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ بستی کا ایک جوان بھاگتا ہوا وہاں آیا اور اس نے عارب سے کہا:

"مجھے آپ کو یہ اطلاع دینے بھیجا گیا ہے کہ یوناف اور اسبلہ آج شام سے تھوڑی دیر پہلے غار سے بھاگ گئے ہیں"۔

عارب نے کہا: "تم جاؤ۔ میں ان دونوں کا بندوبست کرتا ہوں"۔

سب کے ساتھ عارب واپس آیا۔ وہاں سے اس نے اپنا چمڑے کا کوڑا لیا اور پھر وہاں سے غائب ہو گیا۔

رات کے وقت سمندر کے کنارے جب یوناف اور اسبلہ جنوب کی طرف بھاگے جا رہے تھے تو چاندنی رات میں ایک چٹان کے قریب وہ اچانک رک گئے۔ انہوں نے دیکھا اس چٹان کے اوپر عارب کھڑا تھا۔

ان دونوں کو دیکھتے ہی وہ کسی پرندے کی طرح لمبی لمبی زقندیں بھرتا ہوا ان دونوں کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ پھر اس نے ان دونوں کو مخاطب کر کے انتہائی غضب ناک اور زہریلے لہجے میں کہا: "یہ تمہاری غلط فہمی ہے کہ تم دونوں یہاں سے بھاگ جاؤ گے۔ تم دونوں پہ ہماری کڑی نگاہ ہے اور تم دونوں کے لیے یہاں سے بھاگ نکلنا ممکن نہیں ہے"۔

پھر اس نے اپنے چمڑے کے کوڑے سے ان دونوں کو مارنا شروع کر دیا۔ وہ انہیں اپنے آگے آگے ہنکاتا ہوا ان ہی تہ خانوں کے اندر لے آیا جہاں دن کو وہ سونے کی کان میں کام کرنے کے بعد رات کو آرام کرتے تھے۔

اس نے ان دونوں کو مار مار کر ادھ موا کر دیا اور پھر زنجیروں میں جکڑ دیا۔ اب ان دونوں

پر پہلے سے بھی زیادہ سختی اور نگرانی کی جانے لگی اور دوسرے قیدیوں کی نسبت ان دونوں سے سونے کی کان میں زیادہ مشقت لی جانے لگی۔

لوط علیہ السلام کو جس قوم کی طرف مبعوث کیا گیا تھا، دنیا کی کوئی برائی ایسی نہ تھی جو ان میں موجود نہ تھی اور کوئی خوبی ایسی نہ تھی جو ان میں پائی جاتی ہو۔

لوطؑ نے اپنی قوم کو راہِ راست پر لانے اور ان برائیوں سے دور رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی پر قوم نے ان کی ایک نہ مانی اور اسی طرح بدی کے مرتکب ہوتے رہے۔ چونکہ لوطؑ قوم کو سدھارنے کی کوششوں میں بری طرح مصروف تھے لہٰذا کچھ عرصہ کے لیے وہ ابراہیمؑ اور سارہ کو ملنے کیلیے ارضِ فلسطین کی طرف نہ جا سکے تھے۔

اس پر حضرت ابراہیمؑ کو فکر لاحق ہوئی اور ایک روز ارضِ فلسطین میں اپنی قیام گاہ میں انہوں نے اپنی بیوی سارہ کو مخاطب کر کے کہا:

"ایک عرصہ ہوا ہمیں لوطؑ کی طرف سے کوئی خبر نہیں ملی۔ کیا ہم اپنے غلام الیعزر کو سدوم کی طرف روانہ کریں کہ لوطؑ کی خیریت دریافت کر کے آئے۔"

سارہ نے مطمئن انداز میں کہا:

"میں خود اس کے لیے فکرمند ہوں اور سوچ رہی تھی کہ کسی ذریعے سے لوطؑ کی خبر ملے۔ آپ نے ایک طرح سے میری بھی اذیت کم کر دی ہے۔ میں تو کہتی ہوں کہ آپ ابھی الیعزر کو سدوم کی طرف روانہ کریں کہ وہ لوطؑ کی خیریت دریافت کر کے آئے۔"

حضرت ابراہیمؑ اسی وقت وہاں سے نکلے اور اپنے غلام الیعزر کو انہوں نے لوطؑ کی طرف روانہ

کر دیا۔

الیعزر اپنے گھوڑے کو بڑی تیزی سے دوڑاتا ہوا یرون کی وادی کی طرف جا رہا تھا کہ ایک جگہ وہ رک گیا۔ اس نے دیکھا اس کے بائیں طرف قریب ہی چھوٹا سا ایک تجارتی قافلہ پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔ الیعزر ان کی طرف گیا اور انہیں مخاطب کر کے اس نے پوچھا:

"اے قافلے والو! میں نے سدوم[1] شہر کی طرف جانا ہے۔ کیا تم لوگ میری رہنمائی کر سکو گے"۔

کارواں کے ایک ڈھلتی عمر کے ایک آدمی نے کہا:

"یہ میرا تجارتی قافلہ ہے۔ ہم لوگ اموری عرب ہیں۔ ہم لوگ کھانا کھانے لگے ہیں۔ آؤ پہلے ہمارے ساتھ کھانے میں شریک ہو۔ اس کے بعد ہم سدوم شہر کی طرف تمہاری رہنمائی کریں گے"۔

الیعزر نے ان کی پیش کش کو قبول کر لیا اور اپنے گھوڑے سے اتر کر وہ ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گیا۔

جب وہ کھانا کھا چکے تو اس اموری تاجر نے پوچھا:

"اے اجنبی! تم کس کام سے سدوم جا رہے ہو"۔

الیعزر نے کہا:

"اے سوداگر! میرا نام الیعزر ہے۔ سدوم شہر میں اللہ کے نبی لوطؑ رہتے ہیں۔ میں ان کے چچا حضرت ابراہیمؑ اور ان کی چچی سارہ کی طرف سے آیا ہوں اور ان کی خیریت دریافت کرنے سدوم جا رہا ہوں"۔

اموری تاجر نے کہا:

"سدوم اور اس میں بسنے والی قوم کے دوسرے شہر بہت ہی بری جگہ ہیں۔ ان کے اندر نیک لوگ صرف لوطؑ اور ان پر چند ایمان لانے والے ہیں ورنہ وہ ساری قوم انتہائی گھناؤنے افعال کی مرتکب ہو رہی ہے۔ میرا مشورہ ہے تم سدوم شہر نہ جاؤ تو بہتر ہے کیونکہ جو بھی اس قوم کی سرزمین میں داخل ہوتا ہے نقصان ہی اٹھاتا ہے۔ شاید تمہیں میری باتوں پر یقین نہ آئے لیکن میں تمہیں اس قوم کے چند ایسے واقعات سناتا ہوں جو اس قوم کی طرف سے مختلف لوگوں کے ساتھ پیش آئے جن

1- (قوم لوطؑ مشرقی اردن میں آباد تھی۔ سدوم ان کا مرکزی شہر تھا۔ تلمود میں اس کے علاوہ چار اور بڑے شہروں کا بھی ذکر آتا ہے۔)

سے تم اس قوم کی اصلیت و حقیقت جان جاؤ گے۔

ایک مرتبہ[1] قوم عیلام کا ایک مسافر ان کے علاقے سے گزرا۔ رات ہو گئی تو اسے مجبوراً سدوم شہر میں ٹھہرنا پڑا۔ اس کا زادِ راہ بھی اس کے ساتھ تھا۔ سدوم میں اس نے بہت سے لوگوں کی منت کی کہ وہ اسے اپنے ہاں رات بسر کر لینے دیں لیکن کوئی نہ مانا۔ ناچار وہ ایک درخت کے نیچے رات بسر کرنے کو بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک سدومی وہاں آیا اور اصرار کر کے اسے اپنے ساتھ اپنے گھر لے گیا۔ رات اسے اپنے ہاں رکھا اور صبح ہونے سے پہلے پہلے اس مسافر کا گدھا، زین اور سارا تجارت کا سامان اڑا لیا۔ اس نے شہر والوں سے فریاد کی لیکن کسی نے اس کی بات نہ سنی بلکہ اس کے پاس جو تھوڑا بہت سامان بچا تھا وہ بھی چھین لیا۔ پھر ان ظالموں نے اسے دھکے مار کر شہر سے نکال باہر کیا۔

ایک اور واقعہ[2] ان کی بدتمیزی کا یہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک غریب آدمی ان کے شہر میں داخل ہوا۔ کسی نے بھی اسے کھانے کو کچھ نہ دیا۔ وہ فاقے سے بے حال ہو کر ایک جگہ گر پڑا۔ لوطؑ کی بیٹی نے اسے دیکھ لیا اور اسے اپنے گھر سے کھانا پہنچایا۔ لوگوں نے دیکھ لیا کہ لوطؑ کی بیٹی نے اسے کھانا دیا ہے لہٰذا وہ طیش میں آ گئے۔ وہ اکٹھے ہو کر لوطؑ کے گھر آئے اور انہیں اور ان کی بیٹی کو خوب دھمکیاں دیں کہ ایسی حرکتیں کر کے تم لوگ ہمارے شہر میں نہیں رہ سکتے۔

کوئی تاجر[3] اگر ان کے شہروں اور بستیوں میں اپنے سامان کے ساتھ داخل ہوتا ہے تو اس کے مال کو دیکھنے کے بہانے ہر شخص تھوڑی تھوڑی چیزیں اٹھاتا اور اپنے گھر لے جاتا ہے جبکہ وہ سوداگر بے چارہ حیران و پریشان رہ جاتا ہے اور شکوہ کرنے اور رونے دھونے کے سوا اس کے پاس کچھ نہیں رہ جاتا۔ سن رکھو! قوم لوطؑ اعلانیہ ہم جنس پرستی اور دوسرے بدکاری کے کام کر کے فخر محسوس کرتی ہے۔ ایک لوطؑ کی زبان کے سوا کوئی اس بدقماش قوم کو روکنے ٹوکنے اور سمجھانے والا نہیں ہے"۔

1- تلمود (یہودیوں کی مذہبی کتاب) سے ماخوذ۔
تفہیم القرآن: جلد ۲ ص ۵۱۲

2- ماخوذ از تلمود

3- بروایت عبدالوہاب نجار از عبرانی ادب

"جس راہ پر تم جا رہے ہو یہ راستہ سیدھا سدوم شہر کو جاتا ہے۔ ہم تاجر لوگ اس شہر سے پہلو بچا کر نکل جاتے ہیں۔ میں تمہیں بھی مشورہ دوں گا کہ احتیاط کے ساتھ اس شہر میں داخل ہونا یہ قوم عذاب کی مستحق ہو چکی ہے۔"

الیعزر ان لوگوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر کوچ کر گیا۔

سدوم شہر میں داخل ہو کر الیعزر لوطؑ کے گھر کی طرف جا رہا تھا کہ سدوم شہر کا ایک آدمی اس کے قریب آیا اور ایک پتھر اٹھا کر اس کے سر پر دے مارا جس سے الیعزر کا سر پھٹ گیا اور خون سے اس کا سر بھیگ گیا۔ وہ سدومی الیعزر کے پاس آیا اور انتہائی ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس نے کہا: "اے اجنبی! دیکھ میں نے پتھر مار کر تیرا سر تیرے خون سے سرخ کر دیا ہے لہٰذا تو مجھے اس کا محنتانہ ادا کر۔"

الیعزر اپنے گھوڑے سے اترا اور اس سدومی سے کہا:

"اے احمق انسان۔ ایک تو تُو نے پتھر مار کر مجھے زخمی کر دیا ہے اور اس پر مزید حماقت اور ظلم یہ کہ تو مجھ سے مجھے ہی زخمی کرنے کا معاوضہ طلب کر رہا ہے۔"

اب ارد گرد سے بہت سے لوگ بھی جمع ہو گئے۔ اس سدومی نے بڑی سنجیدگی سے الیعزر کو جواب دیا: "اے اجنبی، تجھے پتھر مار کر زخمی کرنے میں اور تمہارے سر کو لہو سے سرخ کرنے میں کیا میری توانائی صرف نہیں ہوئی۔ لہٰذا میں تم سے اپنی صرف شدہ توانائی کا معاوضہ طلب کرنے میں حق بجانب ہوں۔"

الیعزر نے جب معاوضہ دینے سے انکار کیا تو وہ لوگ اسے پکڑ کر قاضی کے پاس لے گئے اور ساری تفصیل اس سے بیان کی۔ قاضی نے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے الیعزر سے کہا: "اے اجنبی! چونکہ تمہارا سر رنگین کرنے میں اس سدومی کو محنت کرنا پڑی ہے لہٰذا یہ حق رکھتا ہے کہ تجھ سے اس کا معاوضہ طلب کرے اور یہی انصاف کی بات ہے لہٰذا جس قدر تم سے وہ رقم کا مطالبہ کرتا ہے وہ اسے ادا کر دو اور اپنی راہ لو۔"

سدوم شہر کے قاضی کا فیصلہ سن کر الیعزر بے چارہ سٹ پٹا کر رہ گیا۔ تاہم اس کے ذہن میں

۱۔ تفہیم القرآن: سورۃ الحجر۔ رکوع ۵ آیت ۶۷

فوراً ہی ایک ترکیب آئی۔ اس نے زمین سے ایک پتھر اٹھایا اور قاضی کے سر میں دے مارا۔ قاضی کا سر پھٹ گیا اور خون بہ نکلا۔

پھر اس قاضی کو مخاطب کرتے ہوئے الیعزر نے کہا:

"اے سدومیوں کے بے انصاف قاضی! تجھے زخمی کرنے میں چونکہ میری محنت صرف ہوئی ہے لہٰذا میں تجھ سے محنتانہ طلب کرنے کا حق رکھتا ہوں۔ یہ تُو ایسا کرنا کہ جو محنتانہ تو نے مجھے ادا کرنا ہے وہ اس سدومی کو ادا کر دینا جس نے مجھے زخمی کیا ہے۔ اس طرح حساب صاف ہو جائے گا۔"

اس کے ساتھ ہی الیعزر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں سے بھاگ نکلا۔

حضرت ابراہیمؑ ایک روز اپنے ریوڑ کے ساتھ جنگل میں خیمہ زن تھے کہ تین انتہائی خوبصورت اور پرکشش قسم کے نوعمر نوجوان آپ کے پاس آ گئے۔ آپ بے حد متواضع اور مہمان نواز تھے۔ ان تینوں کو دیکھ کر آپ نے بے حد خوشی کا اظہار کیا اور ان کی خاطر تواضع کے لیے ایک بچھڑا ذبح کیا اور اس کا گوشت بھون کر ان کو پیش کیا لیکن ان تینوں نے جب ان کے آگے سے ہاتھ اٹھا لئے اور کھانا کھانے سے انکار کر دیا تو آپ کو خیال ہوا کہ کہیں وہ تینوں جوان کسی دشمنی کے ارادے سے تو نہیں آئے کیونکہ عربوں میں جب کوئی کسی کی ضیافت قبول کرنے سے انکار کرتا تو یہ سمجھا جاتا کہ وہ مہمان کی حیثیت سے نہیں قتل و غارت کی نیت سے آیا ہے۔

معاملے کی یہ نوعیت دیکھ کر حضرت ابراہیمؑ کے اہلِ خانہ بھی باہر آ گئے اور ہر کوئی اپنی جگہ فکرمند اور پریشان تھا۔

ان تینوں جوانوں نے یہ سب دیکھ کر کہا:

"آپ لوگ فکرمند نہ ہوں۔ ہم تینوں انسانی صورت میں فرشتے ہیں اور قوم لوطؑ پر عذاب طاری کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں لیکن قوم لوطؑ کی طرف جانے سے قبل ہم تینوں آپ کی طرف آئے تاکہ آپ کے اہلِ خانہ کو اللہ کی طرف سے ایک خوشخبری دیں۔"

پھر انہوں نے حضرت سارہ کو مخاطب کر کے انہیں ان کے بیٹے اسحٰقؑ اور ساتھ ہی اسحٰقؑ کے

بیٹے یعقوبؑ کی بھی خوشخبری دی۔

ان فرشتوں سے یہ خوشخبری سن کر حضرت سارہ نے تعجب اور خوشی کے ملے جلے جذبات سے کہا:

"یہ کیسی عجیب بات ہے کہ میرے ہاں اس وقت لڑکا ہوگا جب میں نوّے برس کی ہو چکی ہوں اور میرے میاں یعنی ابراہیمؑ سو برس کے ہو چکے ہیں۔"

اس پر ان فرشتوں نے کہا:

"کیا آپ اللہ کی قدرت پر تعجب کرتی ہیں۔ اے ابراہیمؑ کے اہلِ خانہ! تم لوگوں پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہیں اور ہمارا رب بڑی صفات اور بزرگی والا ہے۔"

فرشتوں کی باتیں سن کر حضرت سارہ خاموش ہوگئیں۔ فرشتوں نے کچھ دیر وہاں رک کر حضرت ابراہیمؑ سے قومِ لوطؑ سے متعلق گفتگو کی۔ اس کے بعد انہوں نے وہاں سے کوچ کیا اور قومِ لوطؑ کی طرف روانہ ہو گئے۔

○

جب انسانی صورت میں یہ تینوں فرشتے سدوم شہر کے قریب پہنچے تو انہوں نے دیکھا وہاں ایک کنویں سے ایک لڑکی پانی کھینچ رہی ہے۔ وہ تینوں اس کے پاس آئے اور اسے مخاطب کر کے انہوں نے اپنے مسافر ہونے کے ناطے رات بسر کرنے کی گزارش کی۔ وہ لڑکی حضرت لوطؑ کی بیٹی تھی۔ وہ اپنی قوم کے افعالِ بد سے واقف تھی۔ اس نے دیکھا کہ وہ تینوں ابھی نوعمر ہیں اور بعید خوبصورت ہیں اور پرکشش ہیں لہٰذا اس نے ان سے کہا:

"دیکھو۔ تم تینوں یہیں رک کر انتظار کرو۔ میں اللہ کے نبی لوطؑ کی بیٹی ہوں۔ میں اپنے بابا کے پاس جاتی ہوں اور ان کے سامنے تمہارا معاملہ پیش کرتی ہوں۔ پھر دیکھیں وہ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔"

حضرت لوطؑ کی بیٹی اپنا پانی سے بھرا ہوا برتن اٹھا کر وہاں سے چلی گئی۔ اپنے گھر آ کر اس نے حضرت لوطؑ سے کہا:

"اے بابا! میں کنوئیں سے پانی بھر رہی تھی کہ وہاں تین نوعمر نوجوان آئے۔ وہ تینوں خود کو

مسافر بتاتے ہیں اور یہاں رات بسر کرنے کی گذارش کرتے ہیں۔ میں انہیں کہہ آئی ہوں کہ یہاں رک کر انتظار کریں۔ میں ان کا معاملہ اپنے بابا کے سامنے پیش کرتی ہوں۔ پر اے بابا! وہ تینوں جوان ابھی نوعمر ہیں اور اس پر مستزاد یہ کہ بے حد خوبصورت و پرکشش بھی ہیں اور پھر اے میرے بابا! آپ اپنی قوم کی حرکتوں سے خوب آگاہ ہیں۔"

لوطؑ کچھ دیر تک سوچتے رہے۔ پھر انہوں نے کہا:

"اے میری بیٹی! اگر کسی اور نے ان لڑکوں کو دیکھ لیا تو میں ڈرتا ہوں کہ اس بدبخت قوم کے لوگ انہیں پکڑ کر شہر میں لے جائیں گے اور پھر ان کی بے عزتی اور بے حرمتی کریں گے۔"

"دیکھو بیٹی! میں ان تینوں لڑکوں کی طرف جاتا ہوں اور انہیں کسی محفوظ راستے سے اپنے گھر لے کر آتا ہوں تاکہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو اور ان کا صحیح طور پر خیر مقدم بھی ہو جائے۔"

اسی موقع پر لوطؑ کے داماد اور ان کے دونوں بیٹے موآب اور بن عمی بھی وہاں آ گئے۔ انہوں نے بھی لوطؑ کی تجویز سے اتفاق کیا۔ لہٰذا لوطؑ گئے اور ان تینوں کو اپنے گھر لے آئے لیکن اہلِ سدوم کو ان لڑکوں کے لوطؑ کے گھر آنے کی خبر ہو گئی لہٰذا سدوم کے سرداروں نے اپنے کچھ آدمی لوطؑ کے گھر روانہ کیے تاکہ ان سے مطالبہ کریں کہ وہ تینوں خوبصورت لڑکے ان لوگوں کے حوالے کر دیے جائیں۔

یہ حرام کار لوگ لوطؑ کے مکان پر چڑھ دوڑے اور ان سے مطالبہ کرنے لگے کہ لڑکوں کو ان کے حوالے کر دیا جائے۔ لوطؑ نے انہیں سمجھایا کہ میری قوم کی وہ بیٹیاں جو تمہارے نکاحوں میں ہیں ان کی طرف جاؤ اور اپنے آپ کو بے حیائی میں ملوث نہ کرو لیکن وہ نہ مانے اور ان کے مکان کے باہر شور مچانے لگے۔ آپ اپنے مکان کا دروازہ بند کر کے گلی میں ان سے گفتگو کر رہے تھے۔ جب انہوں نے لوطؑ کی کوئی بات نہ مانی اور سختی پر اتر آئے تو آپ نے انتہائی بے بسی کے عالم میں اپنی قوم کے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا:

"کیا تم میں کوئی بھی سلیم فطرت انسان اور رجلِ رشید نہیں ہے۔ کاش! مجھے تمہارے مقابلے کی طاقت ہوتی یا میرا کوئی سہارا ہوتا جس سے میں تمہارے خلاف حمایت حاصل کر سکتا۔"

ان تینوں لڑکوں نے لوطؑ کی یہ ساری بے بسی کی گفتگو سن لی کیونکہ وہ دروازے کے پاس ہی اندر کھڑے تھے۔ پھر ان لڑکوں نے جو اصل میں فرشتے تھے، دروازہ کھول کر لوطؑ کو اندر کھینچ لیا اور باہر شور کرنے والے لوگوں کو اندھا کر دیا کہ وہ لوطؑ کے گھر کا دروازہ ہی تلاش نہ کر سکیں۔

پھر ان فرشتوں نے لوطؑ کو مخاطب کر کے کہا:

"آپ ہماری ظاہری صورتوں کو دیکھ کر فکر مند نہ ہوں کہ ہماری خوبصورتی کی وجہ سے یہ حرام کار قوم آپ سے ہمارا مطالبہ کرتی ہے۔ اصل میں ہم اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں اور ہم ملائکہ عذاب ہیں۔ خداوند نے اس قوم کو سنبھلنے کے لیے جو مدت دی تھی وہ ختم ہوئی اور اب خدا کے قانون جزا کے تحت ان کا فیصلہ ان کے حق میں اٹل ہے۔ وہ اب ان پر سے ٹلنے والا نہیں ہے تاہم آپ اور آپ کے خاندان والے اس عذاب سے محفوظ رہیں گے لیکن آپ کی بیوی ان بچنے والوں میں شامل نہ ہوگی کیونکہ وہ ان بدکاروں کی حمایت کرنے والی ہے لہٰذا وہ ان ہی بے حیاؤں کی رفاقت میں رہے گی اور عذاب کا مزہ چکھے گی۔ آپ ایسا کریں کہ رات کے وقت اپنے اہلِ خانہ کو لے کر یہاں سے نکل جائیں تاکہ آپ لوگ محفوظ ہو جائیں کہ آج کی رات اس قوم کو عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔ یاد رکھیے ان پر ایسا عذاب طاری ہوگا کہ آنے والی نسلوں کے لیے عبرت خیزی کا کام دیں گے"۔

جب رات ہوئی تو لوطؑ اپنے اہلِ خانہ کو لے کر سدوم شہر سے نکل گئے۔ پس ان کے سدوم سے نکل جانے کے بعد وہ ملائکہ عذاب حرکت میں آ گئے۔ اس رات ابتدا میں اس قوم کے شہروں اور بستیوں میں ایک ہیبت ناک چنگھاڑ سنائی دی۔ اس چنگھاڑ نے ان سب کو تہ و بالا کر کے رکھ دیا۔ پھر ان کی آبادیوں کو اوپر اٹھا کر الٹا دیا گیا اور ان کے مکمل خاتمہ کے لیے ان پر پتھروں کی بارش کی گئی۔ یہ پتھروں کا برساؤ ایسا ہی تھا جیسے آتش فشاں کے پھٹنے سے پتھر اور لاوا برستا ہے۔ اس طرح قومِ لوطؑ کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا۔

۱۔ لوطؑ کی بیوی نے ان کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا اور راستے سے لوٹ آئی اور عذاب کا شکار ہو گئی۔ بقصص القرآن

۲۔ حجاز سے شام اور عراق سے مصر جاتے ہوئے یہ تباہ شدہ علاقہ راستے میں پڑتا ہے اور عموماً قافلوں کے لوگ تباہی کے ان آثار کو دیکھتے ہیں جو اس پورے علاقے میں آج بھی نمایاں ہیں۔ یہ علاقہ بحیرۂ لوط (بحیرۂ مردار) کے مشرق و جنوب میں واقع ہے۔ اور خصوصاً اس کے جنوبی حصے سے متعلق جغرافیہ دانوں کا خیال ہے کہ یہاں اس درجہ ویرانی پائی جاتی ہے کہ جس کی نظیر روئے زمین پر کہیں اور نہیں ملتی۔

سدوم شہر سے نکل کر لوطؑ نے اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ چھوٹے سے ایک شہر کہ جس کا نام صغر تھا، کا رخ کیا۔ جس وقت آپ اس شہر میں داخل ہوئے دھوپ نکل چکی تھی اور عذاب کے فرشتوں نے ان کی قوم پر گندھک اور آگ برسا کر ان کا خاتمہ کر دیا تھا اور ان تباہ ہونے والوں میں آپ کی بیوی بھی شامل تھی۔

خداوند قدوس نے حضرت ابراہیمؑ کو وحی کے ذریعے اس عذاب کی خبر دی لہٰذا عذاب کے اگلے روز آپ اس جگہ پہنچے جہاں قومِ لوطؑ پر عذاب نازل ہوا تھا۔ آپ نے قومِ لوطؑ کے بڑے شہروں سدوم اور عمورہ کی اترائی کو غور سے دیکھا اور پریشان ہو گئے کیونکہ ان شہروں کی زمین سے ابھی تک دھواں اٹھ رہا تھا جیسے بھٹی کا دھواں ہو۔ (اس عذاب کے واقعے سے کچھ عرصہ بعد ہی حضرت لوطؑ صغر شہر میں انتقال کر گئے۔)

حضرت لوطؑ کی قوم کی تباہی کے بعد حضرت ابراہیمؑ ارضِ حجاز میں اپنی بیوی حضرت ہاجرہ اور بیٹے اسمٰعیلؑ کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے کہ انہوں نے ایک خواب میں دیکھا کہ انہیں اپنی محبوب ترین چیز خدا کے نام پر قربان کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ یہ حکم تین رات تک مسلسل خواب میں ہوتا رہا۔ پہلی بار اٹھارہ ۸۔ ذی الحجہ کی رات کو ہوا۔ صبح جب آپ اٹھے تو متردد تھے کہ یہ حکم من جانب اللہ ہے یا شیطانی وسوسہ ہے۔ اسی نسبت سے اس دن کا نام یوم الترویہ پڑا۔

دوسری رات خواب میں پھر وہی حکم آپ کو دیا گیا۔ تب آپ جان گئے کہ یہ کوئی شیطانی وسوسہ نہیں ہے بلکہ حکم ربی ہے۔ اسی وجہ سے اس دن کا نام یوم عرفہ مشہور ہو گیا۔

پھر تیسری رات بھی جب آپ نے ایسا ہی خواب دیکھا تو آپ نے فیصلہ کر لیا کہ چونکہ میرے لیے سب سے محبوب متاع میرا بیٹا اسمٰعیل ہے لہٰذا میں اپنے بیٹے کو اللہ کی راہ میں قربان کر دوں گا۔

۱۔ تورات میں ہے کہ چونکہ لوطؑ کی بیوی انہیں چھوڑ کر واپس مڑی تھی لہٰذا وہ نمک کا ستون ہو گئی۔

۲۔ تورات: باب پیدائش، رکوع ۱۹، آیت ۲۸

اور قربانی کی نسبت سے اس تیسرے دن کا نام یوم النحر (قربانی کا دن) معروف ہوگیا۔

دوسرے روز حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کو علیحدگی میں لے گئے اور انہیں مخاطب کر کے بولے:

"اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ تُو بتا تیری کیا رائے ہے۔"

اسمٰعیل نے غور سے اپنے باپ حضرت ابراہیمؑ کو سنا اور کہا:

"اے میرے باپ! جس کام کا اللہ کی طرف سے آپ کو حکم ہوا ہے وہ کام آپ کر گزریے۔ انشاءاللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔"

حضرت ابراہیمؑ نے کہا:

"اے فرزندِ عظیم! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں منیٰ میں تیری قربانی دوں۔"

اپنی ذات کا پورا حق ادا کرتے ہوئے حضرت اسمٰعیلؑ نے کہا:

"چلیے! میں آپ کے ساتھ ہوں۔ آپ وہی کیجیے جس کا حکم ہمارے رب نے دیا ہے۔"

پس حضرت ابراہیمؑ نے رسی اور چھری لی اور حضرت اسمٰعیلؑ کو لے کر اس مقام کی طرف روانہ ہوئے جہاں یہ عظیم قربانی کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

اس موقع پر عزازیل بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔ اس نے خیال کیا کہ آج اگر یہ موقع ہاتھ سے نکل گیا اور میں ابراہیمؑ اور اس کے اہلِ خانہ کو نہ بہکا سکا تو پھر مجھے عمر بھر کے لیے ان لوگوں کی طرف سے مایوس ہو جانا پڑے گا۔ چنانچہ اپنی پوری قوتوں سے لیس ہو کر عزازیل حرکت میں آیا۔ اس نے ایک بزرگ اور انتہائی نیک آدمی کا روپ دھارا اور سیدہ ہاجرہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں مخاطب کر کے دریافت کیا: "اے خاتونِ محترم! کیا آپ جانتی ہیں کہ ابراہیمؑ آپ کے بیٹے اسمٰعیلؑ کو لیکر کہاں گئے ہیں؟"

سیدہ ہاجرہ نے ارشاد فرمایا:

"وہ اپنے بیٹے کو لے کر کسی کام سے ہی گئے ہوں گے۔"

۱۔ قرآنِ مقدس: پارہ ۲۳۔ سورۃ الصّٰفّٰت، رکوع ۷، آیت ۱۰۲

۲۔ تاریخ مکۃ المکرمہ: باب ذبیح اللہ ص ۱۰۲

عزازیل نے اس بار اپنی آواز میں زور، تعجب اور پریشانی پیدا کرتے ہوئے کہا: "ابراہیمؑ اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کو کسی کام سے نہیں لے گئے بلکہ وہ تو بچے کو ذبح کرنے کے لیے منیٰ کی طرف لے گئے ہیں۔"

"وہ اسمٰعیلؑ کو کیوں ذبح کریں گے جبکہ وہ ایک مہربان اور شفیق باپ ہیں اور اپنے بیٹے سے انتہائی محبت کرتے ہیں۔" حضرت ہاجرہ نے بڑے اطمینان اور سکون کے ساتھ عزازیل کو جواب دیا۔

عزازیل نے کہا: "وہ اسمٰعیلؑ کو اس لیے ذبح کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ اللہ نے انہیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔"

تب سیدہ ہاجرہ نے بغیر کسی سوچ بچار اور تفکر کے فرمایا:

"اگر یہ حکم ہمارے رب کی طرف سے ہے پھر تو اسے جلد پورا کرنا ہی بہتر ہوگا۔"

حضرت ہاجرہ کی گفتگو سے مایوس ہو کر عزازیل وہاں سے چلا گیا۔ اب اس نے ارادہ کیا کہ وہ ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کو بہکائے گا۔ لہٰذا وہ حضرت ہاجرہ کے ہاں سے نکل کر اس طرف گیا جہاں ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ قربانی کی تکمیل کے لیے جا رہے تھے۔

حضرت اسمٰعیلؑ اس وقت اپنے والد حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ قربان گاہ کی طرف جا رہے تھے۔ انہیں بہکانے کی ناپاک جسارت کرتے ہوئے عزازیل نے ان سے سوالیہ انداز میں پوچھا: "تمہیں کچھ خبر بھی ہے کہ تمہارا باپ تمہیں کہاں لے جا رہا ہے؟"

حضرت اسمٰعیلؑ نے فرمایا:

"وہ مجھے اپنے کام کے لیے اپنے ساتھ لے جا رہے ہیں۔"

عزازیل نے اپنے انکشاف پر زور دے کر کہا: "ہرگز نہیں۔ وہ تو تجھے ذبح کرنے کے لیے لے جا رہے ہیں۔"

اسمٰعیلؑ نے عزازیل سے پوچھا:

"کیوں؟"

۱۔ بروایت کعب احبار

۲۔ تاریخ مکۃ المکرمہ

عزازیل نے کہا: "وہ سمجھتے ہیں کہ ایسا کرنے کا حکم انہیں ان کے اللہ نے دیا ہے۔"

حضرت اسمٰعیلؑ نے خوشی اور اطمینان سے کہا:

"پھر تو یہ میری بڑی خوش نصیبی ہے کہ مجھے اللہ کی راہ میں قربان کیا جا رہا ہے۔ میرے والد کو تو جلدی کرنی چاہیے۔"

عزازیل، حضرت اسمٰعیلؑ کے اس جواب سے بڑا مایوس ہوا لہٰذا اس نے حضرت ابراہیمؑ کو اپنا شکار اور ہدف بنانے کی کوشش کی۔

لہٰذا سعی کے مقام پر عزازیل، حضرت ابراہیمؑ کے سامنے آیا۔ اس نے آپ کو بہکانے کی کوشش کی لیکن آپ نے اس پہ کوئی دھیان نہ دیا اور آگے بڑھ گئے۔ جب آپ جمرہ عقبہ[1] کے مقام پر پہنچے تو عزازیل پھر ان کے سامنے آیا۔ آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں اور وہ وہاں سے غائب ہو گیا۔ پھر تیسری مرتبہ جمرہ وسطیٰ کے مقام پر عزازیل آپ کے سامنے آیا۔ وہاں بھی آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں اور عزازیل غائب ہو گیا۔

حضرت ہاجرہ، حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت ابراہیمؑ تینوں کی طرف سے مایوس ہو کر عزازیل دفعان ہو گیا۔ جبکہ حضرت ابراہیمؑ حضرت اسمٰعیلؑ کے ساتھ منیٰ میں صخرہ[2] کے مقام پر اس جگہ پہنچ گئے جہاں پر اسمٰعیلؑ کو قربان کیا جانا تھا۔

قربانی سے قبل قربان گاہ پہ کھڑے ہو کر حضرت اسمٰعیلؑ نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا،

"اے میرے باپ! میرے ہاتھ پاؤں رسی سے خوب کس کر باندھ دیجئے[3] تاکہ میں تڑپ نہ سکوں اور آپ کا دل نرم نہ ہو جائے کہ میں قربانی کی اس سعادت سے ہی محروم ہو جاؤں۔"

اسمٰعیلؑ ذرا دیر کو رکے پھر دوبارہ انہوں نے حضرت ابراہیمؑ سے ان کے سفید کپڑوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

۱۔ افادہ از حدیثِ نبویؐ بروایت حضرت عبداللہ ابن عباسؓ۔ ان ہی تین مقامات پہ حضرت ابراہیمؑ کی یاد تازہ کرنے کے لیے حج کے دوران عزازیل کو کنکریاں ماری جاتی ہیں۔

۲۔ بقول علامہ سید محمود آلوسی، یہ قربانی منیٰ میں صخرہ کے مقام پر ہوئی۔ تفسیر روح المعانی جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۰ سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

۳۔ تاریخ مکۃ المکرمہ

"اے میرے باپ! اپنے دامن کو بچا کر رکھیے گا کہیں میرے خون کے چھینٹے اس پہ نہ پڑ جائیں اور اس طرح میرے ثواب میں کمی نہ ہو جائے۔ پھر جب آپ گھر جائیں گے تو میری ماں آپ کے کپڑوں پہ میرے خون کے چھینٹے دیکھ کر دل برداشتہ ہو جائیں گی۔ آپ اپنی چھری بھی خوب تیز کر لیں اور تیزی سے میرے حلق پہ چلائیے گا اور اگر میری قربانی کے بعد میرے خون میں بھیگی قمیض کو آپ میری والدہ کے پاس لے جانا چاہیں تو لے جا سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے یہی قمیض میری والدہ کی تشفی، تسلی اور اطمینان کا باعث بن جائے اور یہ جو چادر[1] ہے اسے اتار لیں تاکہ میری قربانی کے بعد اس میں آپ مجھے کفن دے سکیں۔"

اپنے تیرہ[2] سالہ نورِ نظر اور گوشۂ جگر کا غایت درجہ ادب اور تواضع، صبر و ضبط اور انکساری اور استقامت دیکھ کر حضرت ابراہیمؑ کے قلبِ مصفیٰ پر کیا کیفیت طاری ہوئی ہو گی یہ ایک سربستہ راز ہے لیکن آپ نے انتہائی صبر و استقلال سے فرمایا:

"اے فرزند! اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کرنے میں تم میرے کیسے عمدہ اور بہترین مددگار ثابت ہوئے ہو۔"

اس کے بعد آپ نے حضرت اسمٰعیلؑ کی پیشانی کو چوما اور پرنم آنکھوں کے ساتھ ان کے ہاتھ پاؤں رسی سے باندھ کر انہیں اوندھے منہ لٹا دیا۔ پھر پوری طاقت و قوت سے بڑی تیزی کے ساتھ آپ نے اپنی چھری کو اسمٰعیلؑ کی گردن پہ چلا دیا مگر قبل اس کے کہ چھری اپنا کام کرتی ان کوہستانوں اور وادیوں میں ایک دلفریب[3] اور خوش کن آواز گونجی:

قد صدقت الرؤیا

"بے شک آپ نے اپنا خواب سچ کر دکھایا۔"

ساتھ ہی دوبارہ فرمان جاری ہوا:

"اے ابراہیمؑ! اپنا ہاتھ روک لو اور اوپر دیکھو۔"

حضرت ابراہیمؑ نے جب اپنا ہاتھ روک کر اپنے سامنے دیکھا تو جبرائیلِ امین سامنے ہی

۱۔ علامہ ابن کثیر نے یہ واقعہ ایسے ہی بیان کیا ہے۔

۲۔ تفسیر کبیر جلد ۷ ص ۱۴۹۔ روح المعانی جلد ۱۲۔ ص ۱۲۹-۱۳۰

۳۔ تاریخ مکۃ المکرمہ

ایک جسیم و لحیم دنبہ لیے کھڑے تھے۔ پھر جبرائیلؑ کے کہنے پر حضرت اسمٰعیلؑ کی جگہ ان کے فدیے میں اسی جگہ اس دنبے کو ذبح کر دیا گیا۔ یوں رب العزت نے اس قربانی کو "ذبحِ عظیم" کے پُرشکوہ خطاب سے نوازا۔[1][2]

حضرت اسمٰعیلؑ کی جگہ قربان کیے جانے والے اس دنبے کے سینگ[3] بعد میں خانہ کعبہ کے اندر آویزاں کر دیے گئے۔ اس قربانی کے بعد آپ ارضِ حجاز سے واپس فلسطین گئے تو وہاں لوطؑ کی طرف جانے والے تین فرشتوں نے خداوندِ قدوس کی طرف سے اسحٰقؑ کی عطا کیے جانے کی خوشخبری دی تھی، اس کے مطابق حضرت سارہ سے آپ کے ہاں آپ کے بیٹے حضرت اسحٰقؑ پیدا ہوئے۔

○

عارب، یافان، ابیوسا اور بنیطہ اکٹھے بیٹھے گفتگو کر رہے تھے کہ عزازیل نمودار ہوا۔ وہ تینوں اسے دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

عزازیل عارب کے قریب آ کر بیٹھ گیا اور ایک آہ بھر کر کہا: "ہائے حیف! میں جس کام کے لیے گیا تھا اس میں مایوس اور ناکام اور رسوا ہوا۔ میں اللہ کے ایک نبی اور اس کے بیٹے کو ایک نیک کام سے روکنے کے لیے گیا تھا پر مجھے اس میں بری طرح ناکامی ہوئی۔"

عزازیل خاموش ہوا تو عارب نے اس سے کہا: "اے آقا! آپ کی غیر موجودگی میں ہم

۱۔ بقول امام فخرالدین رازیؒ، یہ دنبہ وہی تھا جو حضرت آدمؑ کے بیٹے ہابیل نے قربانی کے لیے پیش کیا تھا۔

۲۔ تفسیرِ کبیر۔ جلد ۷ ص ۱۵۴۔ معارف القرآن جلد ۷ ص ۴۶۰۔ روح المعانی جلد ۱۲ ص ۲

۳۔ یہ سینگ ابتدائے اسلام تک خانہ کعبہ کے اندر لٹکتے رہے۔ عبداللہ بن زبیرؓ کے دور میں جب خانہ کعبہ میں آگ لگی تو یہ سینگ بھی اس آگ میں جل گئے۔

: روح المعانی: جلد ۱۲ ص ۱۳۴

نے ایک فیصلہ کیا ہے۔"

عزازیل نے غور سے ان کی طرف دیکھا اور پوچھا: "کیا فیصلہ کیا ہے تم نے۔ کیا تم لوگوں نے ابلیکا اور یوناف کی رہائی کا فیصلہ تو نہیں کر لیا؟"

عارب نے کہا: "نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم اب یہاں سے ہند کی سرزمین کی طرف جائیں گے۔ یوناف کو بھی اپنے ساتھ لے جائیں گے اور وہاں پر اس پر ایسے ایسے مظالم ڈھائیں گے کہ یہ لوگوں کے لیے درس آمیز اور عبرت خیز بن کر رہ جائے گا۔"

عزازیل بولا: "مجھے تمہارے اس فیصلے سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ میں خوش ہوں گا اگر تم یوناف کے لیے اذیت کا سامان کرو۔"

عارب پھر بولا: "اے آقا! ابھی میری گفتگو ختم نہیں ہوئی۔ ہم نے اس کے علاوہ بھی ایک فیصلہ کیا ہے کہ ہم اپنے ساتھ اس مٹی بھرے برتن کو بھی اٹھا لے جائیں جو قبرستان میں دفن ہے۔ اور جس کے اندر ابلیکا بند ہے۔ اے آقا! کیا اس برتن کو وہاں سے نکالنے پر ابلیکا آزاد ہو کر ہمارے خلاف حرکت میں تو نہ آ جائے گی۔ ہم چاہتے ہیں کہ ابلیکا والے برتن کو بھی اپنے ساتھ لے جائیں اور وہیں دفن کریں جہاں ہم رہیں تاکہ کبھی کبھار اس پر ہماری نگاہ پڑتی رہے اور ہمیں اطمینان رہے کہ ابلیکا ابھی قید سے آزاد نہیں ہوئی۔"

عزازیل نے کہا: "مجھے تم لوگوں کے اس فیصلے سے بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اچھا ہے کہ تم اسے اپنے ساتھ لے جاؤ اور اپنی آنکھوں کے سامنے زمین میں دبا دو۔ سنو! برتن دبانے یا نکالنے کے عمل کے دوران ابلیکا اس برتن سے نہیں نکل سکتی اور نہ ایسا کرنے سے وہ حصار ٹوٹ سکتا ہے جس کی وہ اسیر ہے۔ ہاں اگر اس برتن سے مٹی نکال کر اسے خوب اچھی طرح پھیلا کر علیحدہ کر دیا جائے اس وقت تک ابلیکا آزاد نہیں ہو سکتی۔"

عارب نے خوش ہوتے ہوئے کہا: "ہمیں آپ سے یقیناً ایسی ہی گفتگو کی توقع تھی۔ اب دو ایک روز میں ہم ابلیکا کو قبرستان سے نکال لیں گے اور اپنی منزل کی طرف یعنی ہند کی سرزمین کے سفر پر روانہ ہو جائیں گے۔"

دو دن بعد عارب، یافان، ابیوسا اور بنیطہ نے ابلیکا کے مٹی بھرے برتن اور یوناف کو ساتھ لیا اور ہندوستان کی طرف کوچ کر گئے۔

○

یمن میں حالات میں کافی تبدیلی آچکی تھی۔ ایک شخص کہ جس کا نام منیب[1] تھا اور ہمیع بن عمیر کے فرزندوں میں سے تھا وہ چڑھ آیا ہے بادشاہوں کو یمن سے نکال کر خود یمن کا بادشاہ بن گیا تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بعد شداد بن ملطاط بن عمر بن ذی ہرم بن صفوان بن عبد شمس یمن کا بادشاہ بنا۔ اس نے بھی کوئی خاص کارنامے انجام نہ دیے اور تھوڑے عرصے بعد مر گیا۔ اس کی مرگ پر تھوڑی تھوڑی مدت کے لیے اس کے بھائی لقمان، ذوشداد، ہداد اور مداثر تخت نشین ہوئے۔ مداثر کے بعد اس کا بیٹا صعب[2] بن مداثر یمن کا بادشاہ بنا۔ یہ بڑے وقار اور عظمت والا بادشاہ تھا۔ اس نے مشرق و مغرب میں اور شمال میں دور دور تک فتوحات کیں۔ یہ خدائے واحد کو مانتا تھا اور مشہور پیغمبر خضرؑ اس کے وزیر تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کے دور میں یہی صعب بن مداثر یمن کا بادشاہ بنا۔ یہی قرآنِ مقدس کا ذوالقرنین بھی ہے۔

۱۔ تاریخ ابنِ خلدون

۲۔ ان کا نام ابو ریحان البیرونی نے اپنی کتاب الآثار الباقیہ عن القرون الخالیہ میں ابوبکر بن علی بن عمر بن افریقش حمیری بھی لکھا ہے۔ مشہور شاعر تبع حمیری یمنی نے بھی ان کے ذوالقرنین ہونے سے متعلق اشعار لکھے ہیں کیونکہ یہ ان کی اولاد سے تھا۔

شاعر تبع حمیری یمنی لکھتا ہے ؎

قد کان ذوالقرنین جدی مسلماً

میرے دادا ذوالقرنین مسلمان تھے

۳۔ ابوحیان نے اپنی کتاب بحرِ محیط اور علامہ آلوسی نے اپنی کتاب روح المعانی میں اسکندر یونانی مقدونی کو اور مولانا حفظ الرحمٰن نے قصص القرآن میں مشہور بادشاہ کوروش (یہودیوں نے اسے خورش، یونانیوں نے سائرس اور عربوں نے کیخسرو کہا) کو ذوالقرنین قرار دیا ہے لیکن یہ درست نہیں۔ ان دونوں کے تفصیلی حالات آئندہ صفحات میں آئیں گے۔

دوسری طرف سلطنتِ ایران کے حالات ایک عرصہ تک پرسکون رہے۔ شروع میں افریدون نے اپنی سلطنت کو اپنے تین بیٹوں میں تقسیم کیا تھا لیکن اس کے بیٹوں کے درمیان باہم جو خانہ جنگی ہوئی اس میں اس کے تینوں بیٹے مارے گئے۔ اب ایران کی سلطنت دو حصوں میں تقسیم تھی۔ جنوبی حصے کا بادشاہ منوچہر اور شمالی حصے کا بادشاہ افراسیاب تھا۔ گو افراسیاب نے بھی منوچہر پر حملہ کر دیا تھا اور وہ طبرستان کے قلعے میں محصور ہو گیا تھا لیکن بعد میں ان دونوں نے باہم گفت و شنید سے اپنی اپنی حکومتوں کے لیے ایک حدِ فاصل مقرر کر لی تھی لہٰذا اب ایران کا بادشاہ منوچہر اور ترکستان کا بادشاہ افراسیاب تھا۔

منوچہر کے بعد اس کا بیٹا نوذر اپنے مرکزی شہر اگباتانہ میں تخت نشین ہوا۔ افراسیاب کا چونکہ منوچہر کے ساتھ معاہدہ تھا کہ علاقوں کے بیچ جو حدِ فاصل قائم کی گئی ہے اس کا احترام کیا جائے گا اور ایک دوسرے پر جارحیت نہ کی جائے گی لہٰذا منوچہر کا دور تو امن سے گزر گیا لیکن منوچہر کے بعد جب اس کا بیٹا نوذر[1] بادشاہ بنا تو افراسیاب کو حملہ کرنے کا موقع مل گیا۔ اس نے بہانہ یہ بنایا کہ منوچہر نے چونکہ اس کے باپ تور اور چچا سلم کو قتل کیا تھا لہٰذا وہ نوذر سے اس کا انتقام لے گا۔ سو اس نے اگباتانہ پر لشکر کشی کر دی۔

نوذر نے بھی اپنی ساری عسکری قوت کو جمع کیا اور افراسیاب سے مقابلے کے لیے روانہ ہوا۔ طبرستان کے مقام پر دونوں عساکر آمنے سامنے صف آرا ہوئے۔

دونوں طرف سے بڑے بڑے سورما اور جنگجو پہلوان باری باری میدانِ جنگ میں نکلتے اور انفرادی جنگ کرتے رہے۔ ان انفرادی مقابلوں میں کبھی نوذر اور کبھی افراسیاب کا کوئی لشکری کامیاب رہتا۔ ان انفرادی مقابلوں کے بعد دونوں لشکروں میں ہولناک جنگ شروع ہو گئی۔ نوذر کا خیال تھا کہ وہ بہت جلد افراسیاب کو پسپا ہونے پر مجبور کر دے گا کیونکہ اس کے سامنے اس کا ماضی تھا جس میں اس کے آبا و اجداد اکثر افراسیاب کے باپ اور چچا کو نیچا دکھاتے رہے تھے لیکن یہاں معاملہ مختلف تھا۔ افراسیاب اپنے باپ اور چچا کی نسبت زیادہ بہادر، جنگجو، معاملہ فہم اور صاحبِ فراست تھا۔ طبرستان سے باہر کھلے میدان میں دونوں عساکر کافی دیر تک ایک دوسرے کے خلاف

۱۔ طبری نے اس کا نام ابرہ لکھا ہے لیکن ثعلبی اپنے شاہنامہ میں نوذر لکھتے ہیں۔ اور یہی درست ہے۔

برسرِ پیکار رہے۔ زمین لہو رنگ ہوتی رہی۔ لشکری کٹ کٹ کر گرتے رہے۔ نوذر نے جو امیدیں افراسیاب کی پسپائی سے متعلق وابستہ کی تھیں، خاک میں ملنے لگیں۔

جوں جوں جنگ طول پکڑتی گئی نوذر بددل ہوتا چلا گیا۔

دوسری طرف افراسیاب نے اپنی بہترین جنگی مہارت کا ثبوت دیا۔ وہ دائیں اور بائیں سے اپنی صفوں کو خوب پھیلا کر ایک طرح سے نوذر اور اس کے لشکر کا گھیراؤ کرنے لگا۔ اور جب وہ اپنی صفوں کو اپنے اطراف میں خوب پھیلا چکا تو اس نے اپنے حملوں میں سختی پیدا کر دی اور اب وہ نوذر پر نہ صرف سامنے کی طرف سے بلکہ دائیں بائیں سے بھی ہولناک ضربیں لگا رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے افراسیاب نے تین اطراف سے نوذر کے لشکر کا قتلِ عام شروع کر دیا ہو۔ نوذر ان سہ طرفہ حملوں کو زیادہ دیر تک برداشت نہ کر سکا۔ اس کے دفاع کی ساری تدبیریں درہم برہم ہو گئیں لہٰذا اس نے اپنے لشکر کو میدانِ جنگ سے پسپا ہونے کا حکم دے دیا۔ اپنے لشکر کے ساتھ بھاگتے ہوئے نوذر نے اگیانانہ کے بجائے ایران کے انتہائی جنوبی علاقے پارس[1] کا رخ کیا۔ افراسیاب بھی اپنے لشکر کے ساتھ اس کے تعاقب میں تھا۔

اس تعاقب کے دوران پھر افراسیاب نے اپنی بہترین جنگی حکمتِ عملی کا مظاہرہ کیا۔ اس نے اپنے لشکر کے دو حصے کیے۔ اپنے حصے کے ساتھ وہ نوذر اور اس کے لشکر کے تعاقب میں رہا اور انہیں مارکاٹ کر ان کی تعداد کم کرتا رہا جبکہ لشکر کا دوسرا حصہ اس نے آگے بڑھا دیا۔ اس حصے نے سامنے آکر نوذر کے لشکر کی راہ روک دی۔ ایک بار پھر افراسیاب اور نوذر کے درمیان ہولناک جنگ شروع ہو گئی۔ لیکن چونکہ افراسیاب کے لشکر نے پیچھے اور سامنے دونوں طرف سے ایرانی لشکر کا گھیراؤ کر رکھا تھا اور دونوں طرف سے افراسیاب نے اس پر خوفناک حملے شروع کر رکھے تھے اس لیے آخر کار نوذر کو شکست ہوئی۔ اس کا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ نوذر کو زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ جب اسے افراسیاب کے سامنے پیش کیا گیا تو افراسیاب اسے چند ثانیوں تک طنزیہ انداز میں دیکھتا رہا پھر اس نے نوذر کا سر قلم کر دیا۔[2]

۱۔ جنوبی ایران کے اس علاقے میں آریوں کا قبیلہ ہخامنشی حکمران تھا۔ یہ علاقہ پارس کہلاتا تھا۔

۲۔ تاریخ ایران۔ جلد ۱، ص ۴۶

اس طرح ایران پر افراسیاب کا مکمل قبضہ ہو گیا۔ افراسیاب چونکہ جانتا تھا کہ اس کے بیٹے یا وہ خود زیادہ دیر تک ایران پر مسلط نہ رہ سکیں گے لہٰذا اس نے ایران کی بیشتر دولت اور زر و جواہر کو ترکستان منتقل کرنا شروع کر دیا۔ یوں ایران کے خزانے خالی ہو گئے۔ پھر وہ ایرانیوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھانے لگا۔ اس پر مستزاد یہ کہ بارش نہ ہوئی۔ ایران کے چشموں کا پانی خشک ہو گیا۔ فصلیں کلی طور پر تباہ ہو گئیں اور ایران ایک ہولناک قحط کا شکار ہو گیا۔ ایرانیوں نے ایسی بدترین صورتحال پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ ضحاک کے دور میں بھی ان پر مظالم ہوتے تھے لیکن انہیں کھانے کو وافر ملتا تھا لیکن افراسیاب کے دور میں وہ بھوک ننگ اور ظلم و ستم دونوں کا شکار تھے۔ دوسری طرف افراسیاب کے ہاں شراب چلتی تھی۔ رباب و چنگ کی صدائیں بلند ہوتی تھیں۔ اس سے ایرانیوں کے دل مجروح ہوتے تھے۔ ایرانی بارہ برس تک افراسیاب کے مظالم کا یونہی نشانہ بنتے رہے۔

عارب، یافان، بیوسا اور بنیطہ افریقہ کی تاریک سرزمینوں سے نکل کر ہندوستان میں داخل ہوئے۔ وہ بھارت شہر اور اس کے اردگرد کے وسیع علاقوں کے بادشاہ سود اس کے علاقے میں آئے اور دریائے سرسوتی کے کنارے آباد اس شہر میں آئے انہوں نے مٹی سے بھرا ہوا وہ برتن جس کے اندر ابلیکا محصور تھی، ساتھ رکھا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ یوناف بھی ان کے ساتھ تھا، اس حالت میں کہ وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اور لوہے کے ایک مضبوط پنجرے میں بند تھا۔

رات کا وقت تھا۔ انہوں نے دیکھا بھارت شہر سے تھوڑا ہی دور دریائے سرسوتی کے کنارے ایک بہت بڑا مندر تھا جس کی عظیم عمارت کو بڑے بڑے پتھروں سے بنایا گیا تھا۔ یہ بھارت والوں کی مقدس اور سب سے بڑی دیوی اوشا کا مندر تھا۔

انہوں نے دیکھا کہ مندر سے باہر دریا کے کنارے پتھر کا ایک بلند چبوترہ بنا ہوا تھا جس کے چاروں طرف سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ یوناف کا آہنی پنجرہ انہوں نے اس چبوترے پر رکھ دیا پھر

۱۔ افراسیاب کے ہاتھوں ایران کی حالت مؤرخین نے ایسے ہی الفاظ میں بیان کی ہے

(پروفیسر مقبول بدخشانی)

مندر کے دائیں جانب ذرا فاصلے پر آئے جہاں پیپل کا ایک بہت بڑا درخت تھا۔ اس پیپل کی جڑوں میں گڑھا کھود کر انہوں نے ابلیکا والا برتن وہاں دفن کر دیا۔ پھر وہ چاروں یوناف کے پنجرے والے چبوترے پر آ کر بیٹھ گئے۔

عارب نے ان تینوں کو مخاطب کر کے کہا: "دیکھو میرے ساتھیو! یہ چبوترہ جس پر ہم اس وقت بیٹھے ہیں، ضرور کسی مقصد کے تحت بنایا گیا ہوگا۔ ہم نے اس پہ یوناف کا پنجرہ رکھ دیا ہے۔ ہوسکتا ہے جب دن چڑھے تو اس مندر کے پجاری یا اس شہر کا بادشاہ ہم سے باز پرس کرے تو سنو! اگر ایسا معاملہ پیش آیا تو ہم کہیں گے کہ اس پنجرے میں بند یوناف کوئی معمولی جوان نہیں ہے۔ ہم کہیں گے کہ جس آدمی کی کوئی خواہش ہو وہ یہاں آکر پنجرے میں بند یوناف کو پتھر مارے اور پھر اپنی حاجت ہم چاروں میں سے کسی ایک سے آ کر بیان کرے۔ اس کی حاجت یا ضرورت فوری طور پہ پوری ہو جائے گی۔ جب لوگ ہم سے آ کر اپنی حاجات کہیں گے تو ہم اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر ان کے کام کرتے رہیں گے۔ اس طرح پتھروں سے یوناف کو ایک سزا اور اذیت ملتی رہے گی اور ہم اس علاقے میں عزت و وقار کی نگاہ سے دیکھے جائیں گے اور اسی عزت و وقار کی آڑ میں ہم بدی کے پھیلاؤ کا کام کرتے رہیں گے۔ اب بتاؤ کیا تم مجھ سے اتفاق کرتے ہو۔"

یافان، بیوسا اور بنیطہ نے عارب سے مکمل اتفاق کیا۔ پھر وہ مطمئن ہو کر وہیں چبوترے پر سو گئے۔

○

دوسرے روز عارب چونک کر اٹھا۔ اسے کسی نے جگایا تھا۔ اس نے اٹھ کر دیکھا اس چبوترے پر دو معمر مرد اور ایک نوخیز، نوعمر اور حسین لڑکی زرق برق لباس میں ملبوس کھڑی تھی۔ عارب نے فوراً اپنے ساتھ ہی لیٹے ہوئے یافان، بیوسا اور بنیطہ کو بھی جگایا۔ پھر ان دو معمر مردوں میں سے ایک نے عارب سے کہا:

"میں اوشا دیوی کے مندر کا بڑا پجاری ہوں۔ میرے ساتھ بھارت شہر کے بادشاہ سوداس[1] اور

ا۔ یہ وہی بادشاہ ہے جسے ہڑپہ کے بادشاہ انوس نے شکست دی تھی۔

ان کی بیٹی داسیو ہے۔ تم لوگ کون ہو اور یہ کے اس پنجرے میں جو تم نے اس جوان کو بند کر رکھا ہے اس کی کیا حقیقت ہے"۔

عارب، بیوسا، بنیطہ اور یافان کھڑے ہو گئے۔ پھر عارب نے پجاری کو مخاطب کر کے نرمی سے پوچھا: "اے پجاری! تیرا نام کیا ہے"۔

"میرا نام بھرنگ[1] ہے"۔ پجاری نے بلا تامل جواب دیا۔

عارب نے اس بار سوداس کی طرف دیکھا اور کہا: "اے بادشاہ! میرا نام عارب ہے۔ میرے اس نقاب پوش ساتھی کا نام یافان ہے اور یہ دونوں میری بہنیں بیوسا اور بنیطہ ہیں۔ ہمارا تعلق مصر کی سرزمین سے ہے۔ یہ جوان جو پنجرے میں بند ہے اس کا نام یوناف ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ کسی کی اگر کوئی حاجت ہو تو وہ آکر پہلے اسے پتھر مارے پھر وہ حاجت ہم چاروں میں سے کسی سے آ کر کہے تو اس کی وہ حاجت فوری طور پہ پوری ہو جائے گی"۔

بادشاہ سوداس کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اس سے پہلے اس کی بیٹی داسیو بول پڑی:

"ایسا ہونا تو ناممکن ہے"۔

عارب گہری ہنسی ہنس دیا: "کیوں نہیں ہو سکتا۔ ایسا ممکن ہے۔ آپ آزما دیکھیں"۔

داسیو نے کہا:

"میں نے اس وقت نیلے رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اگر میں اس جوان کو پتھر مار کر تم سے کہوں کہ میرا لباس ہرے رنگ کا ہو جائے تو کیا ایسا ممکن ہے"۔

"بالکل ممکن ہے۔ آپ اسے پتھر ماریں اور آزما لیں"۔ عارب نے داسیو کی طرف دیکھ کر بڑے وثوق سے کہا۔

حسین داسیو چبوترے سے نیچے اتری۔ ایک پتھر اٹھا کر اوپر آئی اور زور سے یوناف کو دے مارا۔ پھر عارب سے کہا:

"لو میرے اس نیلے لباس کو ہرا کر دو"۔

عارب فوراً اپنی سری قوتوں کو عمل میں لایا اور داسیو کا لباس نیلے سے ہرا ہو گیا۔ داسیو خوشی

ا۔ بھارت کی سلطنت کا یہ بڑا پجاری تھا۔ گزشتہ صفحات میں اس کے حالات گزر چکے ہیں۔

چلا اٹھی:

"کیا کمال ہے جو لمحوں میں رُونما ہو گیا"۔

داسیو خاموش ہوئی تو عارب نے سوداس کو مخاطب کر کے کہا: "اے بادشاہ! کیا یہ ممکن ہے کہ پنجرے میں بند یہ نوجوان یوناف یہیں رہے اور لوگ اسے پتھر مار کر اپنی حاجات پوری کرتے رہیں اور میں اپنے دوست یافان اور اپنی دونوں بہنوں، بیوسا اور نبیطہ کے ساتھ اس مندر میں رہائش کر لوں"۔

سوداس نے مسکراتے ہوئے کہا:

"تم نے ایسا کام کر دکھایا ہے کہ ہم تمہاری ہر بات مانیں گے۔ اس یوناف کا پنجرہ اسی چبوترے پر رہے گا بلکہ ہم اس پر سنگِ مرمر کا ایک خوبصورت کمرہ تعمیر کرا دیں گے تاکہ یہ گرمی سردی سے محفوظ رہے۔ مندر کی سب سے خوبصورت داسی اس کی خدمت پر مامور کی جائے گی کہ وہ اسے وقت پر کھانا کھلائے، اس کے لباس کا خیال رکھے اور اس کی ہر ضرورت اور مانگ پوری کرے اور تم چاروں کے لیے اس مندر میں بہترین اور عمدہ رہائش و خوراک کا بندوبست کیا جائے گا مگر تم اس کی یہ زنجیریں کھول دو۔ یہ پنجرہ کافی بڑا ہے اور مضبوط بھی۔ یہ اس میں سے بھاگ نہیں سکتا۔ اٹھنے بیٹھنے کے علاوہ یہ اس میں آرام سے سو بھی سکتا ہے"۔

عارب نے آگے بڑھ کر یوناف کی زنجیریں کھول دیں پھر ان زنجیروں کو کھینچ کر پنجرے سے باہر رکھ دیا۔

جب وہ دوبارہ اپنی جگہ پر آیا تو سوداس اپنے بڑے پجاری بھرگیہ کو مخاطب کر کے بولا:

"بھرگیہ! چمڑے کی ایک موٹی تہوں کی صدری بنواؤ جو یوناف کو پہنا دو تاکہ جو پتھر اسے مارے جائیں ان سے اسے زخم نہ آئیں۔ دوسرے عام لوگوں میں یہ اعلان کر دو کہ پتھر اسے زور سے نہ ماریں اور نہ ہی اس کے چہرے یا جسم کے دیگر نازک حصوں پر۔ ایسا نہ ہو یہ مر جائے اور لوگوں کی ضروریات پوری ہونے کا سلسلہ ختم ہو جائے"۔

سوداس کے خاموش ہونے پر عارب بولا: "میں تو چاہتا ہوں کہ لوگ اسے خوب پتھر ماریں اور یہ لہو لہان ہو۔ اسی میں ہماری خوشی ہے جبکہ آپ پتھروں سے اس کی حفاظت کا انتظام کر رہے ہیں کہ یہ کہیں زخمی نہ ہو جائے"۔

سوداس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا:

"یہ جوان جیسا بھی ہے اسے زخمی نہیں ہونا چاہیے۔ یہ اپنے چہرے سے نہایت مہربان اور شفیق لگتا ہے۔ چلو تم لوگ آؤ میرے ساتھ۔ میں مندر کے اندر تم لوگوں کی رہائش اور خوراک کا عمدہ بندوبست کرا دوں"۔

وہ سب چبوترے سے اترنے ہی والے تھے کہ اچانک داسیو نے عارب کو مخاطب کر کے پوچھ لیا:

"یہ تمہارا جو ساتھی ہے جس کا نام تم نے یافان بتایا ہے اس کا کیا راز ہے کہ اس نے اپنا سارا چہرہ اور بدن ڈھانپ رکھا ہے اور اپنے ہاتھ تک یہ ننگے نہیں ہونے دیتا۔ پھر اس کے پیچھے بادلوں کی مانند نیلی دھند کا کیا راز ہے"۔

داسیو کی اس گفتگو پر عارب کچھ پریشان سا ہو گیا۔ پھر جلد ہی سنبھل گیا اور بولا: "آپ یافان اور اس کی نیلی دھند کی حقیقت میں نہ ہی پڑیں تو بہتر ہے"۔

پھر اسے سمجھانے کے انداز میں اس نے مزید کہا: "میرا یہ ساتھی یافان بہت بڑی قوت کا مالک ہے۔ یہ جو نیلی دھند ہے یہ کچھ شیطانی قوتیں ہیں جنہیں اس نے مسخر کر رکھا ہے اور یہ اس کے تابع ہیں اور اس کے لیے کام کرتی ہیں۔ خود یافان ایک قدیم ترین انسان ہے جسمانی طور پر یہ ختم ہو چکا ہے لیکن اس نیلی دھند کی قوتوں کی وجہ ہی سے یہ عام انسانوں کی سی زندگی بسر کر رہا ہے سینکڑوں سال پہلے یہ اپنی اصل جسمانی صورت میں تھا کہ مصر میں دریائے نیل کے ایک جزیرے میں رہتا تھا اور اپنے زمانے کا سب سے بڑا ساحر بھی تھا۔ یوناف، جو اس پنجرے میں بند ہے اور جو اس کی بربادی کا ذمہ دار ہے۔ اسی نے اس کی یہ حالت بنائی ہے۔

عارب ذرا رکا پھر مزید کہا: "اب ہم چاروں چاہتے ہیں کہ جو حالت یوناف نے یافان کی کر دی ہے وہی اس کی بھی ہو جائے کہ اسے اس کے اعمال کی سزا ملے میں نے نیلی دھند کا راز آپ سے کہہ دیا۔ بہتر ہے اسے ڈھکا ہی رہنے دیں"۔

"نہیں۔ میں اسے ہر صورت میں دیکھوں گی"۔ داسیو نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ پھر وہ بولتی ہی چلی گئی۔

"اور ہاں! یہ میں کسی وقت بعد میں تم لوگوں سے جان لوں گی کہ یوناف نے یافان کی یہ حالت کیوں اور کیسے کی۔ تم یافان سے کہو اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دے"۔

عارب نے غور سے یافان کی طرف دیکھا۔ جواب میں پہلے یافان کے ہاتھ حرکت میں آئے۔

جب یافان کے ہاتھ ننگے ہوئے تو سوداس، بھریگ اور داسیبو تینوں ہی اس کے ہڈیوں پر مشتمل ہاتھ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

پھر اس کے ہاتھ بلند ہوئے اور اس نے چہرے سے نقاب ہٹا دیا۔ اس کے چہرے کی ہڈیوں پر مشتمل بدہیئت منہ اور ناک کے گہرے سوراخ اور آنکھوں کے گڑھوں کے اندر دہکتی بھڑکتی آگ کے شعلے دیکھ کر داسیبو نے ایک ہولناک چیخ بلند کی اور غش کھا کر چبوترے پر گر گئی۔

سوداس اور بھریگ بدک کر پیچھے ہٹ گئے۔ یافان نے پہلے کی طرح چہرے پر نقاب ڈال لیا۔ سوداس نے داسیبو کو سنبھالا۔ بڑی مشکل سے اسے ہوش میں لایا گیا۔ پھر وہ سب مندر کی طرف چل پڑے۔

○

قربانی کے وقت حضرت اسمٰعیلؑ کی عمر تیرہ برس کی تھی۔ اپنے اور اپنی والدہ ماجدہ کے رہنے کے لیے اب انہوں نے جہاں آج عین کعبۃ اللہ ہے، وہاں ایک سادہ سی جھونپڑی بنالی تھی اور جہاں حطیم کعبہ[1] ہے وہاں انہوں نے اپنی بھیڑ بکریوں کے لیے باڑہ سا بنا لیا تھا۔ اپنی روزی کے لیے زیادہ تر آپ شکار کرتے اور آپ کی گزر اوقات زیادہ تر گوشت اور پانی پر تھی۔

جب آپ پندرہ برس کے ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہؑ انتقال فرما گئیں۔ آپ نے ان کی تجہیز و تکفین کی اور انہیں کعبہ[2] کے نیچے دفن کر دیا۔

والدہ کے انتقال نے آپ کے دل پر ایک ضرب سی لگائی۔ باپ کے سایۂ عاطفت اور پدری شفقتوں سے آپ پہلے ہی دور تھے۔ اب جو محبت کرنے والی ماں بھی جدا ہو گئیں تو آپ دل برداشتہ ہو گئے اور فیصلہ کر لیا کہ حجاز کی سرزمین سے نکل کر اپنے والدِ محترم حضرت ابراہیمؑ کے پاس فلسطین چلے جائیں گے۔

۱۔ تاریخ مکۃ المکرمہ

۲۔ " " ص ۱۰۵

بنو جرہم جو دیوانگی کی حد تک آپ سے محبت کرتے تھے جب انہیں خبر ہوئی کہ آپ حجاز چھوڑ کر فلسطین جانے کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ کی جدائی کے خیال سے وہ لوگ مضطرب اور پریشان ہو گئے۔ انہوں نے آپ کو نرمی اور شفقت سے سمجھایا اور انہیں آمادہ کر لیا کہ وہ فلسطین نہ جائیں۔

پھر بنو جرہم کے سرکردہ لوگوں نے باہم صلاح مشورہ کیا اور اپنے سردار سعید بن اسامہ کی بیٹی عمارہ بنتِ سعید سے آپ کی شادی کر دی۔ اس طرح آپ نے مستقل طور پر مکہ مکرمہ میں رہائش اختیار کر لی۔

حضرت ابراہیمؑ حسبِ سابق جب اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ اور بیوی حضرت ہاجرہؑ سے ملنے کے لیے آئے تو دنیا ہی بدلی ہوئی تھی۔ آپ جب حضرت اسمٰعیلؑ کے جھونپڑے میں داخل ہوئے تو اندر حضرت اسمٰعیلؑ کی بیوی عمارہ بیٹھی تھیں۔

آپ ٹھٹکے اور ان سے پوچھا:

"اے بیٹی! تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے"۔

"میرا نام عمارہ ہے اور میں اسمٰعیلؑ کی بیوی ہوں"۔ عمارہ نے بے رخی سے جواب دیا۔

حضرت ابراہیمؑ نے پیار، محبت اور نرمی سے پوچھا:

"اے بیٹی! اسمٰعیلؑ کی والدہ ہاجرہ کہاں ہے؟"

عمارہ کا لہجہ پھر سخت تھا:

"وہ فوت ہو چکی ہیں"۔

یہ خبر حضرت ابراہیمؑ پر بجلی بن کر گری۔ آپ ایک قریبی گھاٹ پر بیٹھ گئے۔ آپ کی گردن غم سے جھک گئی۔ عمامے کے پیچ ڈھیلے ہو کر آپ کے شانوں پر بکھر گئے۔ کچھ دیر بعد آپ سنبھلے۔ اپنے عمامے کو درست کیا۔ عمارہ کی طرف دیکھا اور پوچھا:

"اے بیٹی! اسمٰعیلؑ کہاں ہے"۔

عمارہ نے جواب دیا:

"وہ روزی کی تلاش میں شکار کرنے[1] گئے ہیں"

حضرت ابراہیمؑ نے پوچھا:

۱۔ حضرت اسمٰعیلؑ حرم شریف کی حدود سے باہر شکار کیا کرتے تھے۔

"تم لوگوں کی گزر بسر کیسے ہوتی ہے۔"

تب عمارہ نے برا سا منہ بنا کر جواب دیا:

"بڑا حال ہے۔ بڑی تنگی اور تکلیف میں بسر ہوتی ہے۔"

اس کے بعد عمارہ نے شکوہ و شکایات کا ایک لمبا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس کے خاموش ہونے پر آپ نے پوچھا:

"کیا میری مہمان نوازی کے لیے گھر میں کھانے پینے کی کوئی چیز ہے۔"

عمارہ نے صاف انکار کر دیا:

"ایک مہمان کے لیے اس گھر میں کھانے پینے کی کوئی چیز کیسے ہو سکتی ہے۔"

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے شانے پر رکھی چادر جھاڑی اور اٹھ کھڑے ہوئے پھر انتہائی مایوسی سے فرمایا:

"جب تمہارے خاوند اسمٰعیلؑ آئیں تو انہیں میرا سلام کہنا۔ انہیں بتانا کہ ابراہیمؑ نام کا ایک شخص ان سے ملنے آیا تھا۔ اور انہیں میری طرف سے پیغام دینا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل دیں۔"[1]

اس کے ساتھ ہی آپ رخصت ہو گئے۔

چند یوم کے بعد حضرت اسمٰعیلؑ جب شکار سے لوٹے اور اپنے جھونپڑے میں داخل ہوئے تو آپ کو مانوس سی کیفیت محسوس ہوئی۔

آپ نے اپنے آپ سے کہا:

"آہ! یہ تو میرے والد کی خوشبو ہے۔"

پھر آپ نے اپنی بیوی عمارہ سے پوچھا:

"میری غیر موجودگی میں کوئی آیا تھا؟"

عمارہ نے کہا:

"ایک عمر رسیدہ بزرگ آئے تھے۔ آپ کا دریافت کیا۔ میں نے کہا شکار پر گئے ہیں۔ انہوں نے گزر بسر کے متعلق پوچھا کیسی ہے۔ میں نے کہا تنگی اور پریشان حالی ہے۔ انہوں نے پوچھا کیا میری مہمان نوازی کے لیے گھر میں کچھ ہے۔ میں نے کہا کچھ بھی نہیں ہے۔ انہوں نے آپ کی والدہ کے

۱۔ تاریخ مکہ۔ ص ۱۰۸

متعلق پوچھا۔ میں نے کہا وہ مر چکی ہیں۔ اس پر وہ غمگین سے ہو کر اس گھاٹ پر تھوڑی دیر بیٹھے پھر چلے گئے۔"

حضرت اسمٰعیلؑ نے پوچھا:

"کیا انہوں نے اپنا نام بھی بتایا تھا۔"

عمارہ نے کہا:

"ہاں۔ انہوں نے اپنا نام ابراہیمؑ بتایا تھا۔"

حضرت اسمٰعیلؑ نے اس بار بے چین ہو کر استفسار کیا:

"کیا وہ میرے نام کوئی پیغام بھی دے گئے ہیں۔"

عمارہ نے کہا:

"ہاں۔ انہوں نے کہا تھا۔ جب تمہارے شوہر اسمٰعیلؑ شکار سے لوٹیں تو انہیں میرا سلام دینا اور کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل دیں۔"

حضرت اسمٰعیلؑ نے دکھ اور تاسف سے کہا:

"اے بدنصیب عورت! ابراہیمؑ نام کے وہ بزرگ میرے والد تھے اور ان کے اس پیغام کا مطلب تم سے وابستہ ہے۔ تم نے ان کے سامنے ناشکری کا اظہار کیا اس لیے وہ چوکھٹ بدلنے یعنی تمہیں طلاق دینے کا پیغام دے کر گئے ہیں۔ لہٰذا میں تمہیں طلاق دے کر اپنے اس گھر سے رخصت کرتا ہوں۔"

پھر آپ نے عمارہ کو طلاق دے کر فارغ کر دیا۔[1]

عمارہ کو طلاق دینے کے بعد حضرت اسمٰعیلؑ نے بنو جرہم کے دوسرے سردار مضاض بن عمرو جرہمی کی بیٹی سیدہ بنت مضاض سے شادی کر لی۔

اگلی بار جب حضرت ابراہیمؑ حضرت اسمٰعیلؑ سے ملنے کے لیے آئے تو حسنِ اتفاق سے اس وقت بھی وہ شکار کے لیے گئے ہوئے تھے اور گھر پر سیدہ بنتِ مضاض اکیلی تھیں۔ آپ نے جھونپڑے میں داخل ہوتے ہی پوچھا:

"اے بیٹی! تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے۔"

۱۔ بخاری شریف۔ کتاب الانبیاء۔ اخبارِ مکہ۔ ص ۴۴

سیدہ نے جواب دیا:

"نام میرا سیدہ ہے اور میں اسمٰعیلؑ کی زوجہ ہوں۔" یہ بات سیدہ نے نہایت خوشگوار لہجے میں کہی تھی۔

اس کے بعد سیدہ وہاں بیٹھ کر مزید گفتگو کرنے کے بجائے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ پانی گرم کر کے انہوں نے آپ کا وضو کرایا۔ سر دھویا۔ پھر دودھ، گوشت اور جو کچھ بھی گھر میں تھا آپ کو پیش کر دیا۔ اور ساتھ ہی معذرت چاہتے ہوئے کہا:

"آپ مجھے میرے شوہر کے جاننے والے اور معزز مہمان لگتے ہیں۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ یہاں گندم وغیرہ تو پیدا نہیں ہوتی۔ ہم لوگ دودھ، خرما اور شکار کے گوشت پر گزر بسر کرتے ہیں اور جو چیزیں ہم خود کھاتے ہیں وہی چیزیں میں نے آپ کو بھی پیش کر دی ہیں میرے محترم! میرے شوہر اسمٰعیلؑ شکار کے لیے گئے ہیں۔ وہ گھر پہ ہوتے تو یہی چیزیں آپ کی تواضع کے لیے پیش کرتے۔"

سیدہ کی گفتگو سے حضرت ابراہیم بہت مسرور و محظوظ ہوئے اور پوچھا:

"تمہاری گزر اوقات کیسی ہو رہی ہے"۔

سیدہ نے گہرے اطمینان سے جواب دیا:

"اللہ وحدہٗ لاشریک کا شکر ہے کہ ہم بڑے راحت و آرام سے ہیں۔ اللہ پاک کے سوا کوئی اور کارساز نہیں ہے۔ اس نے ہمیں روزی و رزق میں فراوانی و کشادگی عطا کر رکھی ہے اور ہمیں ہر طرح سے اطمینان و سکون ہے۔"

حضرت ابراہیمؑ نے پوچھا:

"تم لوگوں کی خوراک کیا ہے"۔

"سید الطعام اللحم: "خوراک ہماری گوشت ہے"۔ سیدہ نے پھر خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے جواب دیا۔

آپ نے پوچھا:

"پینے کو کیا ملتا ہے"۔

جواب ملا:

"زمزم کا پانی۔ جو آب کوثر کا ہم عصر ہے"۔

حضرت ابراہیمؑ نے دعا دینے کے انداز میں کہا:

"پروردگارِ عالم! ان لوگوں کے گوشت اور پانی کو اپنی برکتوں سے معمور کر دے"۔[1]

پھر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور سیدہ سے کہا:

"دیکھو بیٹی! جب تیرے شوہر اسمٰعیلؑ شکار سے لوٹیں تو انہیں میرا سلام کہنا اور بتانا کہ ایک شخص ابراہیمؑ نام کا آیا تھا اور تمہارے نام پیغام دے گیا ہے کہ اپنی چوکھٹ کو قائم اور آباد رکھنا اسے تبدیل نہ کریں"۔

پیغام دے کر آپ وہاں سے چلے گئے۔

سیدنا اسمٰعیلؑ جب شکار سے لوٹے تو جھونپڑے میں آپ کو حضرت ابراہیمؑ کی مخصوص خوشبو پائی۔ بے تاب ہو کر اپنی بیوی سیدہ سے پوچھا:

"کیا گھر پہ کوئی آیا تھا"۔

نیک دل بیوی نے جواب دیا:

جئنا بعدک شیخ احسن الناس وجھا واطیبھم ریحاً۔

"آپ کے بعد ایک بزرگ تشریف لائے جن کا چہرہ بے مثال حسین و جمیل تھا اور جن کے بدن سے عنبر کو شرما دینے والی روح پرور خوشبو آتی تھی"۔[2]

سیدہ کہتی چلی گئیں:

"ان کی مہک سے ہمارا گھر بھر گیا۔ میں نے اس مہمان ذی شان کی مقدور بھر خدمت کی۔ انہیں گوشت کھلایا۔ دودھ پلایا۔ ان کا سر دھویا اور وہ اس پتھر[3] کی طرف دیکھیے۔ اپنا سر دھلاتے وقت

۱۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اگر اسمٰعیلؑ کی بیوی کے پاس اس وقت کوئی اناج بھی ہوتا تو وہ حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں پیش کرتیں تو وہ انہیں اناج میں برکت کی دعا سے بھی نوازتے۔ یہ حضرت ابراہیمؑ کی دعا ہی کا کرشمہ ہے کہ مکہ مکرمہ کے لوگ گوشت اور پانی پہ بڑی عمدگی سے گزر بسر کر لیتے ہیں جبکہ دوسرے لوگ فقط ان دو اشیاء پر گزارہ نہیں کر سکتے۔

۲۔ بحوالہ بخاری شریف کتاب الانبیاء۔ ابن کثیر جلد ۱ ص ۱۷۶۔ ابن جریر جلد ۱۳۔ ص ۲۳

۳۔ یہ پتھر حضرت اسمٰعیلؑ نے سنبھال کر رکھ لیا تھا اور تعمیر کعبہ کے وقت (باقی اگلے صفحے پر)

انہوں نے اس پر اپنے پاؤں رکھے تھے۔ اس پتھر پر اب بھی ان کے پاؤں کے نشانات ہیں۔"

آپ نے پوچھا:

"انہوں نے اپنا نام کیا بتایا تھا اور جاتے وقت انہوں نے میرے نام کوئی پیغام بھی دیا تھا یا نہیں۔"

سیدہ نے جواب دیا:

"انہوں نے اپنا نام ابراہیمؑ بتایا تھا اور کہا تھا کہ جب اسمٰعیلؑ آئیں تو انہیں میرا سلام کہنا اور یہ پیغام دینا کہ اپنی چوکھٹ قائم اور آباد رکھیں اسے تبدیل نہ کریں۔"

حضرت اسمٰعیلؑ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"اے نیک بخت عورت! وہ بزرگ میرے والد تھے اور جاتی دفعہ تیرے حق میں دعا کر گئے ہیں۔ دیکھ میرا رب تجھے اس گھر میں آباد رکھے گا اور نیک اولاد[1] سے نوازے گا۔"

○

حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ سے ملنے آتے رہے۔ پھر دونوں باپ بیٹے نے مل کر اللہ کے حکم پر خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔ پھر مکہ شہر خوب آباد ہو گیا۔

خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد حضرت ابراہیمؑ ابھی مکہ ہی میں مقیم تھے کہ ذوالقرنین یعنی ابوکرب بن سمی بن عمر بن افریقش حمیری پیادہ پا حج کے لیے مکہ پہنچے۔ حضرت ابراہیمؑ کو جب ان کے آنے کی خبر ہوئی تو آپ نے مکہ شہر سے باہر نکل کر ذوالقرنین یعنی ابوکرب بن سمی کا

بقیہ گزشتہ حاشیہ:

حضرت ابراہیمؑ کو پیش کیا۔ اس پر کھڑے ہو کر آپ تعمیر کا کام کرتے تھے۔ اس پر آپ کے پیروں کے نشانات پڑ گئے تھے۔ یہ پتھر آجکل مقام ابراہیم ہے۔

۱۔ یہ حضرت ابراہیمؑ کی دعا تھی کہ اللہ نے آپ کو بارہ بیٹے عطا کیے جن کے نام یہ ہیں: نابت، قیدا، ادبیل، مسا، طیما، یطور، نافش، حداد، دوام، دوما، مشمع اور مہبم۔

استقبال کیا[1]۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان کے لیے دعا بھی کی اور کچھ وصیتیں اور نصیحتیں بھی فرمائیں۔ ان کے ہمراہ آپ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور قربانی دی۔

اس وقت تک ذوالقرنین نے دنیا کے وسیع علاقوں کو فتح کر لیا تھا۔ مشرق و مغرب میں دور دور تک فتوحات حاصل کرنے کے علاوہ انہوں نے شمال میں بھی یاجوج ماجوج کے علاقوں تک زمین کو تسخیر کیا۔ بیر سبع کے سلسلے میں ابراہیمؑ کا جو تنازعہ کھڑا ہوا تھا اس کا فیصلہ بھی ذوالقرنین نے حضرت ابراہیمؑ[2] کے حق میں دیا۔ اطراف و اکناف کے اکثر بادشاہ انہیں خراج ادا کرتے تھے۔

○

وقت گزرتا رہا۔

اسحٰقؑ بھی اب جوان ہو چکے تھے۔ ان دنوں ابراہیمؑ اپنے اہل خانہ کے ساتھ فلسطین میں جرون کے مقام پر مقیم تھے۔ یہیں پر حضرت سارہ ۱۲۷[3] برس کی عمر میں انتقال فرما گئیں۔

اس علاقے میں ایک طاقتور قبیلہ آباد تھا جس کا نام بنی حت تھا اور وہاں کی ساری زمین ان کی ملکیت میں تھی۔ حضرت ابراہیمؑ نے بنی حت کے سرکردہ لوگوں کو جمع کیا اور انہیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے بنی حت! تم جانتے ہو میری بیوی مر گئی ہے اور تم لوگوں کو یہ بھی معلوم ہے کہ میں تم لوگوں کے اندر پردیسی ہوں اور یہاں زمین کا کوئی ٹکڑا ایسا نہیں جو میری ملکیت ہو اور اس کے اندر میں اپنی بیوی کو دفن کروں۔ تمہاری قوم کے ایک فرد عفرون بن صخر کا کھیت میری نظر میں ہے جس کے اندر ایک غار ہے میں چاہتا ہوں اس غار کے اندر میں اپنی بیوی کو دفن کر دوں۔ تم سب لوگ عفرون سے میری

۱۔ معارف القرآن بسلسلہ تفسیر سورۂ کہف۔ جلد ۵ ص ۶۱۹

۲۔ " " " " " ص ۶۲۰

۳۔ توریت: باب پیدائش۔ رکوع ۲۳ ص ۲۲

سفارش کرو کہ وہ اس غار کو میرے ہاتھ فروخت کر دے تاکہ گورستان کے لیے تم لوگوں کے درمیان وہ غار میری ملکیت ہو جائے"۔

اس وقت عفرون بن صخر بھی بنی حت کے درمیان موجود تھا۔ اس نے حضرت ابراہیم سے مخاطب ہو کر کہا:

"میں صرف وہ غار ہی نہیں بلکہ پورا کھیت آپ کے حوالے کرتا ہوں اور اپنی قوم کے لوگوں کے سامنے یہ کھیت اور غار میں آپ کو دیتا ہوں تاکہ آپ اس میں اپنی زوجہ کو دفن کر سکیں"۔

حضرت ابراہیمؑ نے خوش ہو کر فرمایا:

"اگر تو یہ کھیت مجھے دینے پر رضامند ہے تو سن! میں تجھے اس کی قیمت ادا کر دوں گا اور جب تک تو اس کی قیمت مجھ سے نہ لے گا میں اپنی بیوی کو دفن نہ کروں گا"۔

عفرون مان گیا اور کہا:

"اے ابراہیمؑ! وہ کھیت چاندی کے چار سو[1] مثقال کا ہے"۔

آپ نے اُسے تول کر اتنی مالیت کی چاندی دے دی جتنی اس نے مانگی تھی۔ سو عفرون کا وہ کھیت اور اس کے اندر کا غار جو مکفیلہ کے نام سے مشہور تھا اور اس غار کے اندر جو درخت تھے سب آپ کی ملکیت ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت سارہ کو مکفیلہ نام کے اس غار کے اندر دفن کر دیا۔

اب آپ کی ایک ہی بیوی جس کا نام قطورہ[2] تھا، آپ کی خدمت کے لیے رہ گئی تھی۔

◉

خداوند قدوس نے حضرت ابراہیمؑ کو ہر کام میں برکت دے رکھی تھی۔ وقت گزرتا رہا۔ حضرت اسحٰقؑ جوان ہو چکے تھے اور آپ ضعیف اور عمر رسیدہ۔ ایک روز آپ نے اپنے پرانے خادم الیعزر کو بلایا اور کہا:

۱۔ توریت: باب پیدائش ص ۲۲

۲۔ 〃 〃 〃 〃

"اے الیعزر! میں اب بوڑھا اور ضعیف ہو چکا ہوں۔ میری زندگی کا اب کوئی اعتبار نہیں۔ میرا بیٹا اسمٰعیلؑ حجاز کی سرزمین میں آباد اور خوش ہے۔ میں چاہتا ہوں میری زندگی میں میرے بیٹے اسحٰقؑ کی بھی شادی ہو جائے۔ پر میں اس کی شادی اپنوں میں کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھ! تو جانتا ہے کہ میرا بھائی ناحور حران شہر میں رہتا تھا۔ وہاں سے آنے والے سوداگر مجھے اس کے احوال بتلاتے رہے ہیں۔ وہ خود تو فوت ہو چکا ہے پر اس کا ایک بیٹا بیتوایل[1] ہے جس کی ایک بیٹی نہایت عمدہ سیرت کی اور خوبصورت ہے اور اس کا نام ربقہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے بیٹے اسحٰقؑ کی شادی ربقہ سے کر دوں"۔

"دیکھ الیعزر! تو اپنا ہاتھ میری ران کے نیچے رکھ! میں تجھ سے خدائے بزرگ کی قسم لوں جو زمین و آسمان کا خدا ہے کہ میرے بعد تو میرے بیٹے اسحٰقؑ کی شادی ارضِ فلسطین میں بسنے والے کنعانیوں کے ہاں نہ کرے گا بلکہ تو میرے بھائی کے شہر جا اور وہاں سے میرے بیٹے کے لیے ربقہ کو لا کہ وہ میرے بیٹے کی بیوی بنے"۔

الیعزر نے خدشہ ظاہر کیا:

"اے آقا! ہو سکتا ہے وہ لڑکی میرے ساتھ اس ملک میں نہ آنا چاہے۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ میں اسحٰقؑ کو اپنے ساتھ حران لے جاؤں اور اس لڑکی سے شادی کرا کے واپس لے آؤں"۔

حضرت ابراہیمؑ نے تنبیہ کی:

"خبردار! تو میرے بیٹے کو وہاں ہرگز نہ لے کر جانا۔ جو کچھ میں تجھ سے کہہ رہا ہوں اس میں میرے رب کی رضامندی بھی شامل ہے۔ میرا رب اعلیٰ و ارفع ہے۔ اسی نے اس شہر میں میرے باپ کے گھر اور میری سرزمین سے مجھے نکالا۔ اسی نے مجھ پہ وحی کی اور میرے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ میری نسل کو یہ ملک عطا کرے گا۔ دیکھ حران شہر تک میرا رب ایک فرشتے کے ذریعے تیری راہنمائی کرے گا۔ سو تُو وہاں جا اور میرے بیٹے کے لیے اس کی بیوی لا"۔

"اور سن الیعزر! اگر وہ لڑکی تیرے ساتھ نہ آنا چاہے تو تُو میری اس قسم سے بری ہے پر میرے بیٹے کو وہاں ہرگز نہ لے کر جانا"۔

۱۔ یہ ناحور کا بیٹا حضرتِ سارہ کی بہن ملکاہ کے بطن سے تھا۔

۲۔ توریت: ص ۲۳

تب الیعزر نے حضرت ابراہیمؑ کی ران کے نیچے اپنا ہاتھ رکھ کر ان کی ہدایت کے مطابق قسم کھائی تو آپ نے اس سے کہا:

"تو میرے اونٹوں میں سے ایک اونٹ لے جا۔ اس لڑکی کے لیے کچھ اچھی اچھی چیزیں بھی میں تجھے دیتا ہوں۔ اپنی مدد کے لیے کچھ آدمی بھی اپنے ساتھ لے جا اور جو کچھ میں نے تجھ سے کہا ہے وہ کر۔"

الیعزر حضرت ابراہیمؑ کے حکم کے مطابق دس اونٹوں کا ایک قافلہ لے کر عراق کی سرزمین کی طرف روانہ ہو گیا۔

○

ایک روز شام سے تھوڑی دیر قبل الیعزر اپنے ساتھیوں کے ساتھ حران شہر سے باہر اس چشمے کے پاس پہنچا جہاں سے لڑکیاں پانی بھرنے آتی تھیں۔[1] چشمے کے قریب ہی جانوروں کے پینے کے لیے پانی کا ایک حوض بھی بنا ہوا تھا۔ الیعزر نے اپنے رب کے حضور دعا کی:

"اے خدا! میرے اور میرے آقا ابراہیمؑ کے رب! میں تیری منت کرتا ہوں کہ آج تو میرا کام بنا دے اور میرے آقا ابراہیمؑ پر کرم کر۔ میرے اللہ! میں اس چشمے پر کھڑا ہوں اور اس شہر کی لڑکیاں پانی بھرنے اس طرف آ جا رہی ہیں۔ سو میرے رب! تو ایسا کر دے کہ جس لڑکی سے میں کہوں کہ تو ذرا اپنا گھڑا جھکا دے اور میں پانی پی لوں اور وہ جواب میں کہے کہ پی لو، بلکہ یہ بھی کہے کہ میں تیرے اونٹوں کو بھی پانی پلا دیتی ہوں تو وہ وہی لڑکی ہو جسے تو نے اپنے بندے اسحٰقؑ کے لیے ٹھہرایا۔ اس سے میں سمجھ لوں گا کہ تو نے میرے آقا ابراہیمؑ پر کرم کر دیا ہے۔"

الیعزر کی دعا قبول ہوئی۔ اس نے اپنے دعائیہ الفاظ ختم کیے ہی تھے کہ شہر کی طرف سے ایک خوبصورت لڑکی نمودار ہوئی۔ وہ ربقہ ہی تھی جو حضرت ابراہیمؑ کے بھائی ناحور اور "ملکاہ" کی بیوی ملکاہ کے بیٹے بیتوایل کی بیٹی تھی۔

اپنا گھڑا کندھے پر رکھے ہوئے وہ چشمے پر آئی۔ پانی بھر کر جب وہ جانے لگی تو الیعزر نے

---

[1] توریت میں یہ تفصیل اسی طرح سے بیان کی گئی ہے۔

اسے مخاطب کر کے کہا:

"اے بیٹی! کیا تو اپنے گھڑے سے تھوڑا سا پانی مجھے نہ پلا دے گی؟"

ربقہ نے نرمی اور سعادت مندی کا مظاہرہ کیا:

"ضرور پیئیں۔"

اس کے ساتھ ہی اس نے مٹکا اپنے ہاتھوں پر اتار کر الیعزر کو پانی پلا دیا۔ جب الیعزر پانی پی چکا تو ربقہ نے کہا:

"دیکھ میں تیرے اونٹوں کو بھی پانی پلا دوں گی اور جب تک وہ پی نہ لیں یہاں سے واپس نہ جاؤں گی۔"

ربقہ نے گھڑے کا پانی حوض میں الٹ دیا اور تیزی سے اور بھاگ بھاگ کر چشمے سے اپنا مٹکا بھر بھر کر حوض میں ڈالنے لگی۔ الیعزر کے اونٹ پانی پینے لگے۔ اس کے ساتھی خاموشی سے ربقہ کو دیکھ رہے تھے جو بار بار اپنا مٹکا چشمے سے بھر کر لا رہی تھی۔ الیعزر کو یقین ہو گیا کہ خدا کے حضور اس کی دعا قبول ہوئی اور یہ وہی لڑکی ہے جس کے لیے وہ آیا ہے۔

جب سارے اونٹ پانی پی چکے اور ربقہ نے اپنا مٹکا بھر لیا تو الیعزر نے اپنی چرمی خرجین سے نصف مثقال سونے کی ایک نتھ اور دس مثقال سونے کے دو کڑے ربقہ کے لیے نکالے اور اس سے پوچھا:

"بتا تو سہی تیرا نام کیا ہے بیٹی؟ تو کس کی بیٹی ہے اور تیرے باپ کے گھر میں ہمارے ٹکنے کی کوئی جگہ ہے؟"

ربقہ نے پھر نرمی اور خوش مزاجی سے کہا:

"اے اجنبی! میں بیتوایل کی بیٹی ربقہ ہوں۔ میرا باپ ملکاہ کا بیٹا ہے جو میرے دادا ناحور سے اس کے ہاں ہوا۔ اور دیکھ ہمارے ہاں بھوسا اور چارہ بہت ہے اور تیرے اور تیرے ساتھیوں کے لیے ٹکنے کی وہاں جگہ بھی ہے۔"

تب الیعزر وہیں فرشِ خاک پہ اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو گیا اور تشکر آمیز لہجے میں کہا:

"اے خدا! میرے اور میرے آقا ابراہیمؑ کے خدا! تیرا صد شکر کہ تو نے میرے آقا کو کرم اور راستی سے نوازا اور مجھے سیدھی راہ پر چلا کر انہی لوگوں کے پاس لے آیا جو میرے آقا کے رشتے دار ہیں۔"

پھر الیعزر اٹھا اور سونے کی نتھ اس کے ناک میں اور کڑے ہاتھوں میں پہنا دیے۔ ربقہ کچھ کہہ ہی نہ پائی اور اپنا مٹکا اٹھا کر وہاں سے بھاگ نکلی۔

ربقہ بھاگتی ہوئی اپنے گھر میں داخل ہوئی جو کئی کمروں اور ایک وسیع صحن پر مشتمل تھا۔ صحن میں اس کی ماں، اس کا باپ بیتوایل اور اس کا بھائی بیٹھے تھے۔ پانی کا گھڑا رکھ کر اس نے انہیں سونے کی نتھ اور کڑے دکھائے اور جو حالات اسے چشمے پر پیش آئے تھے، کہہ سنائے اپنی بہن کی باتیں سن کر ربقہ کا بھائی لابن اٹھا اور اپنے باپ سے بولا:

"اے میرے باپ! میں پتہ کرتا ہوں کہ یہ اجنبی کون ہیں؟"

گھر سے نکل کر لابن چشمے پر آیا اور الیعزر سے کہا:

"میں ربقہ کا بھائی ہوں۔ تو ضعیف اور بزرگ ہے اور مجھے ہمارے لیے مبارک لگتا ہے۔ تو یہاں کیوں کھڑا ہے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہمارے ہاں چل۔ وہاں تیرے ساتھیوں اور تیرے اونٹوں کے لیے کافی جگہ ہے۔"

لابن، الیعزر اور اس کے ساتھیوں کو گھر لایا اور ان سب کو مہمان خانے میں ٹھہرایا۔ ان کے اونٹوں کو چارہ ڈالا۔ پھر باپ بیٹے نے ان کو کھانا پیش کیا۔

الیعزر نے کہا:

"جب تک میں اپنا مطلب اور وہ غرض نہ بیان کر لوں جس کے لیے میں یہاں آیا ہوں، میں کھانا نہ کھاؤں گا۔"

"دیکھو میرے محترم میزبانو! میں بیتوایل کے باپ ناحور کے بھائی ابراہیمؑ کا خادم ہوں۔ خدا نے میرے آقا کو بڑی برکت دے رکھی ہے اور میرے آقا اس وقت بڑے خوشحال ہیں۔ خدا نے انہیں بھیڑ بکریاں، گائے بیل، سونا چاندی، لونڈی غلام اور گدھے اونٹ خوب بخشے ہیں اور میرے آقا کی بیوی سارہ جب بوڑھی ہو گئیں تو ان کے ہاں ایک بیٹا ہوا۔ اور میرے آقا نے اپنا سب کچھ اسے دے دیا۔ سارہ اب فوت ہو چکی ہیں اور دیکھ بیتوایل! وہ معزز خاتون سارہ تیری ماں ملکاہ کی بہن اور تیری خالہ تھیں۔

سو میرے آقا ابراہیمؑ نے مجھے قسم دے کر کہا کہ میں ان کے بیٹے اسحٰقؑ کی شادی کنعانیوں میں نہ کروں اور حکم دیا کہ حران شہر میں ان کے بھائی کے ہاں جاؤں اور وہاں سے ان کے بیٹے کے لیے بیوی لے کر آؤں۔"

پھر الیعزر نے چشمے کے پاس آ کر دعا کرنے اور ربقہ سے ملاقات کے واقعات تفصیل سے سنا ڈالے۔ اپنی بات ختم کر کے الیعزر نے کہا:

"سو اب اگر تم کرم اور راستی سے میرے آقا کے ساتھ پیش آنا چاہتے ہو تو پھر میں بیٹھوں اور اگر تم لوگوں کو یہ معاملہ منظور نہیں تو پھر میں یہاں سے کوچ کر جاؤں۔"

ربقہ اور اس کی ماں بھی وہیں موجود تھیں اور بڑے غور سے یہ ساری گفتگو سن رہی تھیں بیتوایل نے کہا:

"دیکھ ہم تجھے اقرار یا انکار نہیں کر سکتے۔ یہ ربقہ تیرے سامنے کھڑی ہے۔ اسے لے جا اور خدا کے وعدے کے مطابق اسے اپنے آقا کے بیٹے اور میرے باپ کے بھائی ابراہیمؑ کے فرزند اسحٰقؑ سے بیاہ دینا۔"

جب الیعزر نے ایسی مناسب اور منکسر المزاج گفتگو سنی تو وہ اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو کر اس کا شکر ادا کرنے لگا۔

پھر اس نے اپنی چرمی خورجین کے اندر سے سونے چاندی کے زیورات اور عمدہ لباس نکال کر ربقہ کو دیے اور بہت سی قیمتی اشیا اس کے ماں باپ اور بھائی کو بھی پیش کیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں کھایا پیا۔ سکون سے رات بسر کی اور صبح کھانے کے بعد بیتوایل سے کہا:

"اے میرے معزز میزبان! اب مجھے میرے آقا کی طرف روانہ ہونے دو۔"

ربقہ کے ماں باپ اور بھائی نے آپس میں مشورہ کیا اور کہا:

"ربقہ کو کم از کم دس روز اور ہمارے پاس رہنے دو۔ پھر تم اسے یہاں سے لے کر کوچ کر جانا۔"

الیعزر نے ان سب کی منت کی اور کہا:

"مجھے نہ روکو۔ کیونکہ میرے خدا نے میرا یہ سفر مبارک کیا ہے۔ مجھے رخصت کر دو تاکہ میں اپنے آقا کے پاس جاؤں۔"

اس پر بیتوایل نے کہا:

"دیکھ الیعزر! ہم ربقہ کو بلا کر پوچھتے ہیں کہ وہ کیا کہتی ہے۔"

الیعزر نے فوراً ہاں میں سر ہلایا اور کہا:

"ہاں! یہ مجھے منظور ہے۔"

پھر ربقہ کو بلایا گیا جو مکان کے دوسرے حصے میں تھی۔ جب وہ وہاں آئی تو بیتوایل نے اس سے پوچھا:

"کیا تو الیعزر کے ساتھ آج ہی یہاں سے کوچ کرنے کو تیار ہے؟"

"ہاں۔ میں اس کے ساتھ جاؤں گی۔" ربقہ نے اثبات میں جواب دیا۔

تب انہوں نے ربقہ کو الیعزر کے ساتھ جانے کے لیے تیار کر دیا۔ لابن نے روانہ ہونے سے قبل اپنی بہن کو دعائیہ انداز میں کہا:

"اے میری بہن! تیری آنے والی نسلیں لاکھوں میں ہوں اور تیری نسل کینہ رکھنے والوں کے پھاٹک کی مالک بن کر رہے۔"

پھر ربقہ الیعزر اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ حران سے فلسطین کے شہر حبرون کی طرف کوچ کر گئی جہاں حضرت ابراہیمؑ مقیم تھے۔

جب یہ قافلہ حبرون کے قریب پہنچا تو اس وقت اسحٰقؑ کہیں باہر سے آ رہے تھے اور اپنے گھر جا رہے تھے۔ الیعزر کا قافلہ آتے دیکھ کر وہ رک گئے۔ جب الیعزر نے ان سے سلام کہا اور ان سے گفتگو کی تو ربقہ نے پوچھا:

"اے الیعزر! یہ کون ہے جسے تو نے سلام کہا؟"

الیعزر نے کہا:

"اے بیٹی! یہ میرے آقا ابراہیمؑ کے فرزند اسحٰقؑ[1] ہیں اور انہی کے ساتھ تیری شادی ہونا طے پائی ہے۔"

تب ربقہ نے فوراً چہرے پر نقاب ڈال لیا۔ پھر وہ قافلہ حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے ربقہ اور اسحٰقؑ کی شادی کر دی (اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ تھوڑا ہی عرصہ زندہ رہے اور ۱۷۵ برس کی عمر میں وفات پا گئے۔)

آپؑ کے سخت علیل ہونے کی اطلاع حضرت اسمٰعیلؑ کو بھی کر دی گئی تھی لہٰذا حضرت ابراہیمؑ جب فوت ہوئے تو آپ کے دونوں بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ اور[2] حضرت اسحٰقؑ آپ کے پاس موجود

۱۔ یہ سارے واقعات توریت سے اخذ کیے گئے ہیں۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحے پر)

تھے۔ پھر حضرت ابراہیمؑ کو مکفیلہ نام کی اسی غار کے اندر دفن کر دیا گیا جس میں حضرت سارہ کو دفن کیا گیا تھا۔

بقیہ حاشیہ گزشتہ:

۲۔ توریت بھی تصدیق کرتی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی تجہیز و تکفین کے وقت ان کے بڑے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ وہیں موجود تھے۔

تھوڑے سے ہی عرصہ بعد ربقہ کے ہاں دو جڑواں بچے پیدا ہوئے ۔ وہ بانجھ تھیں حضرت اسحٰقؑ نے اپنی بیوی کے حق میں دعا کی جو قبول ہوئی اور دو جڑواں بچے پیدا ہوئے ۔ پیدائش سے قبل ربقہ نے اپنے شکم میں سخت تکلیف محسوس کی ۔ مایوس ہو کر اس نے کہا:

"اگر ایسا ہی ہے تو میں جیتی کیوں ہوں بہتر ہوتا کہ میں مر جاتی"۔

تب خدا نے وحی کے ذریعے بتایا کہ دو قومیں تیرے پیٹ میں ہیں یعنی پیدا ہونے والے دونوں بچوں سے دو قومیں دنیا میں بنیں گی اور یہ بھی وحی ہوئی کہ دو قبیلے تیرے بطن سے نکل کر الگ الگ ہو جائیں گے اور ایک قبیلہ دوسرے سے زور آور ہوگا اور یہ کہ چھوٹا بڑے کی خدمت کرے گا۔

جب دونوں بچے پیدا ہوئے تو دیکھا کہ جو بچہ پہلے پیدا ہوا وہ خوب سرخ تھا اور اوپر سے ایسا تھا جیسے پشمینہ ہو لہٰذا اس کا نام عیسو رکھا تھا ۔ اس کے بعد جو دوسرا بچہ پیدا ہوا اس نے ہاتھ سے پہلے بچے کی ایڑی پکڑ رکھی تھی لہٰذا اس کا نام یعقوب رکھا گیا۔

جب یہ بچے پیدا ہوئے تو حضرت اسحٰقؑ کی عمر ۶۰ برس تھی ۔ پھر دونوں بچے پل کر جوان ہو گئے عیسو شکار میں ماہر ہو گیا اور اپنا زیادہ وقت جنگل میں گزارنے لگا ۔ یعقوب سادہ مزاج تھے اور گھر پر ہی رہنا پسند کرتے تھے ۔ اسحٰقؑ اسے زیادہ چاہتے تھے کیونکہ وہ انہیں شکار کا گوشت لا کر کھلاتا تھا جبکہ ربقہ یعقوبؑ سے زیادہ محبت کرتی تھیں کیونکہ وہ ہر وقت ان کے پاس اور ان کے سامنے رہتے تھے ۔

○

افراسیاب کو ایرانیوں پر ظلم کرتے جب بارہ سال ہو گئے تو ایران کے دو جرنیلوں طوس[1] اور گودرز نے افراسیاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے ایک ترکیب سوچی ۔ یہ ترکیب گودرز کے ذہن کی پیداوار تھی ۔ اس نے طوس سے کہا:

"طوس! میرے دوست! تو دیکھتا ہے کہ گزشتہ بارہ برس سے افراسیاب نے ہمیں اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنا رکھا ہے اور ترک ہم پر غالب ہیں اور طرح طرح کے مظالم ہم پر روا رکھتے ہیں ۔ افراسیاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کی میرے ذہن میں ایک ترکیب ہے"۔

طوس نے بے چینی اور بے تابی سے پوچھا:

"اگر کوئی ترکیب ہے تو کہو تا کہ اس پر عمل کر کے ایرانیوں کو ترکوں کے مظالم سے نجات دلائی جا سکے"۔

گودرز نے کہا:

"سن میرے دوست! ہمارے پاس لشکریوں کی کمی نہیں ۔ ان گنت اور جنگجو تجربہ کار افراسیاب کے خلاف لڑنے کو تیار ہیں لیکن ہمارے پاس قیادت کی کمی ہے ۔ اگر ہم دونوں ایرانی لشکر کی قیادت کریں گے تو لشکری اچھا تاثر نہ لیں گے اور نہ کسی جذبے کے تحت بے جگر ہو کر لڑیں گے ۔ کیونکہ ہم دونوں ایک بار افراسیاب سے شکست کھا چکے ہیں ۔ تو جانتا ہوگا کہ سیستان میں زال نام کا ایک پہلوان ہے کہ طاقت و قوت میں کوئی اس جیسا نہ ہوگا لہٰذا میں نے فیصلہ کیا ہے کہ زال کو ایرانی لشکر کا سپہ سالار بنایا جائے اور اس کی سرکردگی میں افراسیاب سے جنگ کی جائے ۔ مجھے قوی امید ہے کہ زال کی سرکردگی میں ایرانی لشکر جان کی بازی لگا دے گا کیونکہ لشکریوں کے ذہن میں یہ بات ہوگی کہ زال طاقت و قوت میں ناقابلِ تسخیر ہے لہٰذا وہ افراسیاب کو زیر کر لے گا"۔

طوس نے کہا:

۱۔ تاریخِ ایران میں ان کے نام طوس اور گودرز ہی بیان ہوئے ہیں۔

"میں تم سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں۔"

گودرز نے کہا:

"اگر ایسا ہے تو آج ہی زال سے ملنے چلیں اور اسے سپہ سالاری پہ آمادہ کریں۔"

طوس نے اس رائے سے بھی اتفاق کیا اور دونوں جرنیل اسی وقت سیستان کی طرف روانہ ہو گئے۔

○

گودرز اور طوس دونوں ایک روز سیستان میں زال[1] پہلوان سے اس کے مہمان خانے میں ملے اس وقت زال کا بیٹا رستم بھی اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ گودرز اور طوس نے پہلے اپنا تعارف کرایا۔ پھر اس سے اپنے آنے کا مدعا بیان کیا کہ وہ اسے ایرانی لشکر کا سپہ سالار بنا کر افراسیاب کے خلاف فیصلہ کن جنگ کرنا چاہتے ہیں۔

اس پیشکش پر زال چند لمحوں تک سر جھکائے سوچتا رہا پھر اس نے گودرز اور طوس کی طرف غور سے دیکھا اور فیصلہ کن انداز میں کہا:

"اگر میرے میدان میں آنے سے ایرانیوں کو ترکوں کی غلامی سے نجات مل سکتی ہے تو میں تیار ہوں پر تم دونوں پہلے یہ کہو کہ افراسیاب ان دنوں ہے کہاں؟"

گودرز اور طوس کے چہرے پر بے پایاں خوشیاں پھیل گئیں۔ پھر گودرز نے زال کو جواب دیتے ہوئے کہا:

"افراسیاب ان دنوں اپنے لشکر کے ساتھ رے شہر میں قیام کیے ہوئے ہے اور میرا ارادہ ہے کہ ہم اپنے لشکر کے ساتھ اسے وہیں جا لیں اور رے شہر سے باہر ہی اس سے ایک فیصلہ کن جنگ کریں اور یا تو جنگ کے دوران اسے ذلت کی موت مار دیں اور اگر یہ نہیں تو پھر اسے ترکستان کی طرف بھاگنے پر مجبور کر دیں"۔

1۔ زال ایران کے مشہور پہلوان رستم کا باپ اور سہراب کا دادا تھا۔ رستم اور سہراب کے حالات آئندہ صفحات میں تفصیل سے آئیں گے۔

زال نے کہا:

"تم دونوں آج رات میرے ہاں مہمان رہو۔ کل میں تمہارے ساتھ یہاں سے افراسیاب کے خلاف حرکت میں آنے کے لیے کوچ کروں گا۔"

گودرز اور طوس نے وہ رات اس کے ہاں بسر کی اور دوسرے روز وہ اگباتانہ کی طرف روانہ ہو گئے جہاں جا کر انہوں نے ایک جرار لشکر تیار کیا اور پھر افراسیاب سے جنگ کے لیے وہ رے شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔

دوسری طرف افراسیاب کو بھی خبر ہو گئی لہٰذا وہ اپنے لشکر کے ساتھ رے شہر سے باہر ایک کھلے میدان میں خیمہ زن ہو کر ایرانی لشکر کا انتظار کرنے لگا۔

زال، طوس اور گودرز بھی اپنے لشکر کے ساتھ رے شہر سے باہر اس کھلے میدان میں افراسیاب کے لشکر کے سامنے خیمہ زن ہوئے۔ ایرانی لشکر میں بڑا جوش و جذبہ تھا کیونکہ زال ان کا سپہ سالار تھا۔ اور زال کو ایرانی ناقابلِ تسخیر اور انتہائی طاقتور سمجھتے تھے۔

دوسری طرف زال، گودرز اور طوس کو بھی پورا پورا یقین تھا کہ اول تو وہ افراسیاب کو قتل کر دیں گے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو اسے ایران کی سرزمین سے نکال باہر کریں گے۔ عام جنگ شروع ہونے سے پہلے زال انفرادی جنگ کے لیے خود میدان میں اترنا چاہتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ انفرادی جنگ جیت لے گا اور اس طرح ترکوں پر ایک نفسیاتی اثر ڈالنے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن زال کو ایسا کرنے کا موقع ہی نہ ملا کیونکہ افراسیاب نے ترکوں کو ایرانیوں پر ایک دم عام حملہ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

ایرانیوں نے جوابی حملہ کیا اور ایک طرح سے انہوں نے ترکوں کے حملے کو روک دیا تھا لیکن یہ عارضی مرحلہ تھا کیونکہ اس کے بعد ایرانیوں پر ترکوں کا زوردار اور متواتر دباؤ بڑھنے لگا۔ ایرانیوں نے دیکھا ترک سرفروشانہ انداز میں موت سے کھیلتے ہوئے انتہائی مجنونانہ انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔ ہر لمحہ ان کے حملوں میں تیزی آ رہی تھی اور ان کے ان حملوں کے باعث ایرانی صفوں کے اندر بار بار بدنظمی اور بگاڑ پیدا ہونے لگا تھا۔ ایرانیوں نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ وسطی حصہ زال کے پاس تھا۔ دایاں حصہ گودرز اور بایاں حصہ طوس کی سرکردگی میں کام کر رہا تھا۔ ترکوں نے سب سے پہلے زال ہی کو اپنا ہدف بنایا اور اس پر ایسے زوردار اور جان لیوا حملے کیے کہ زال کو اپنی صفیں درست کرنے اور اپنے لشکریوں کا حوصلہ بڑھانے کی خاطر بار بار پیچھے ہٹنا پڑ رہا تھا۔

ترکوں کو جب یقین ہو گیا کہ انہوں نے زال کو صرف اپنے دفاع تک محدود کر دیا ہے تو انہوں نے ایسے ہی جان لیوا حملے گودرز اور طوس پر شروع کر دیے۔ رے شہر سے باہر میدانِ جنگ میں اب ایک طوفان برپا تھا۔ موت چاروں طرف رقص کر رہی تھی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایرانی دبتے چلے گئے اور ترک ان کی صفوں کے اندر گھس کر ان کا قتلِ عام کرنے لگے تھے۔ اس موقع پر زال، گودرز اور طوس کی حالت عجیب تھی۔ وہ تو افراسیاب کے قتل یا اسے اپنی سرزمین سے نکال باہر کرنے کا ارادہ لے کر آئے تھے لیکن یہاں ان کی ساری خواہشوں اور ارادوں کے خلاف ہو رہا تھا۔ آخر کار ترکوں نے ان کے لشکر میں گھس کر ایسا قتلِ عام اور کہرام مچایا کہ ایرانی جنگ سے منہ موڑ کر میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ زال، گودرز اور طوس نے جب یہ حالت دیکھی تو انہوں نے اپنے لشکریوں کو عام پسپائی کا حکم دے دیا۔ پھر وہ تینوں خود بھی اپنے لشکر کے ساتھ میدانِ جنگ سے بھاگ نکلے۔

زال، گودرز اور طوس کی خوش قسمتی تھی کہ افراسیاب نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا تعاقب نہیں کیا ورنہ وہ انہیں نئی ابتلا اور مصیبت سے دوچار کر سکتا تھا۔ افراسیاب کے تعاقب نہ کرنے کی وجہ سے وہ تینوں اپنے شکست خوردہ لشکر کے ساتھ اگرانہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر تینوں مل بیٹھے اور اپنی شکست کے اسباب پر غور کرنے لگے۔

گودرز نے کہا:

"میں تو اب سمجھنے لگا ہوں کہ ہم کبھی بھی افراسیاب کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور یہ کہ اس کے مقابلے میں ہمارے مقدر میں شکست ہی لکھی ہوئی ہے۔"

زال نے اسے تسلی دی اور کہا:

"ایسی کوئی بات نہیں۔ میرے پاس اب بھی ایک ایسی تجویز ہے جس پر عمل کر کے ہم افراسیاب سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔"

اس پر طوس نے بے چین ہو کر پوچھا:

"وہ کیا تجویز ہے؟"

زال نے کہا:

"سنو میرے دوستو! ہمیں سب سے پہلے شاہی خاندان کے کسی فرد کو ایرانی آنجہانی بادشاہ نوذر کا جانشین مقرر کر کے اس کی باقاعدہ تاجپوشی کے بعد پورے ایران میں اس کا اعلان کرا دینا چاہیے۔ اس طرح لشکریوں کے ذہن میں یہ بات آ جائے گی کہ ہم افراسیاب کو شکست دے کر

اقتدار پر قبضہ کر لیں گے۔ جب ان کا کوئی بادشاہ ہو گا تو وہ یقیناً نہایت جانفشانی سے اور مزید سرفروشانہ انداز میں افراسیاب کا مقابلہ کریں گے۔"

گودرز اور طوس نے اس تجویز کو سراہا اور شاہی خاندان کے ایک فرد زو بن طہماسپ کو اپنا بادشاہ بنا کر اس کی رسمِ تاجپوشی ادا کی اور سب لوگوں کے سامنے ان تینوں نے اس کی وفاداری کے لیے حلف اٹھایا۔ وہ یہ کام بڑی سرعت سے کر رہے تھے کیونکہ انہیں خدشہ تھا کہ افراسیاب ان سے نمٹنے کے لیے کہیں اگرانہ پر ہی حملہ آور نہ ہو جائے لہٰذا فی الفور انہوں نے افراسیاب سے مقابلہ کرنے کے لیے ایک جرار لشکر تیار کر لیا اور اس سے مقابلے کے لیے نکل پڑے۔

نئے بادشاہ زو بن طہماسپ کا لشکر اگرچہ زیادہ تربیت یافتہ نہ تھا لیکن لشکریوں کے لیے یہی کافی تھا کہ ان کا بادشاہ بنفسِ نفیس ان میں شامل تھا۔ اس لشکر کے علاوہ ایران کے لوگ ایک قومی جذبہ کے تحت گروہ در گروہ افراسیاب کے خلاف جنگ کرنے کے لیے طہماسپ کے علم تلے جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔ اب ایرانی لشکر کی تعداد اس سے کئی گنا زیادہ ہو گئی تھی جس نے زال کی سرکردگی میں افراسیاب سے شکست کھائی تھی۔

بہرحال رے شہر سے باہر دوبارہ ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں افراسیاب کو شکست ہوئی اور وہ اپنے لشکر کے ساتھ اپنے وطن ترکستان کی طرف واپس بھاگ گیا۔ طہماسپ نے دن رات محنت کر کے قحط کے اثرات دور کر دیے اور ملک پھر آباد اور خوشحال ہو گیا۔

O

بھارت شہر کے باہر دریائے سرسوتی کے کنارے اوشادلوی کے مندر کے سامنے جس اونچے چبوترے پر یوناف کا پنجرہ رکھا گیا تھا اس پر بھارت کے بادشاہ سوداس کی طرف سے سنگِ مرمر کا ان گنت ستونوں کا ایک عالیشان تعمیر کر دیا گیا تھا۔ روزمرہ کی ضروریات کے وقت اس پنجرے سے یوناف کو نکالا جاتا ورنہ وہ اس پنجرے میں ہی بند رہتا۔ پنجرہ کافی بڑا تھا جس کے اندر اس کا بستر لگا دیا گیا تھا۔ پنجرے کے اندر ایک بڑے دروازے کے علاوہ ایک سوراخ بھی رکھا گیا تھا جس میں سے یوناف کو کھانے پینے کی اشیاء دی جاتی تھیں۔ یوناف کی خدمت کے لیے

اوشا دیوی کے مندر کی حسین ترین دیوداسی بھی مقرر کر دی گئی تھی۔

دور دور سے ضرورت مند لوگ آتے۔ یوناف کو پتھر مار کر اپنی ضرورت عارب سے بیان کرتے اور وہ اپنی سری قوتوں کو کام میں لا کر ان کے کام کر دیتا۔ اس طرح یوناف کو لگاتار ایک اذیت اور کرب میں مبتلا کر دیا گیا تھا۔

ایک دن وہ دیوداسی جو یوناف کی خدمت پر مامور تھی، دوپہر کے وقت کھانا لے کر آئی۔ اس نے دیکھا جبوترے پر پنجرے کے اردگرد پتھر ہی پتھر بکھرے ہوئے تھے۔ پنجرے کے اندر یوناف آنکھیں بند کیے، سلاخوں سے ٹیک لگائے اپنے اطراف سے بے خبر بیٹھا تھا۔ دیوداسی نے کھانا پنجرے سے باہر رکھ دیا اور یوناف کو غور سے دیکھنے لگی۔ وہ بے حد خوبصورت تھی اور شکل و شباہت میں بادشاہ سوداس کی بیٹی داسیوہ سے ملتی جلتی تھی۔ چند لمحوں تک وہ انہماک سے یوناف کو دیکھتی رہی پھر اس نے نرم، دھیمی اور محبتوں سے بھرپور آواز میں پکارا:

"یوناف! یوناف! تم کہاں کھوئے ہوئے ہو"۔

یوناف نے آنکھیں کھول کر ایک بار اس کی طرف دیکھا اور پھر دوبارہ اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

دیوداسی نے غم واندوہ اور پریشانی و فکر مندی میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا:

"میں اتنی خدمت اور دیکھ بھال مندر کے اندر بڑے اوشا دیوی کے بت کی نہیں کرتی، جتنی تمہاری کرتی ہوں پھر بھی کبھی تم نے مجھ سے نہیں پوچھا کہ تم کون ہو، تمہارا نام کیا ہے"۔

"میں جانتا ہوں تمہارا نام داسیوہ ہے اور تم یہاں کے بادشاہ سوداس کی بیٹی ہو۔ تم ناحق میری خدمت کر رہی ہو۔ مجھ سے تمہیں کچھ حاصل نہ ہوگا۔ میں تو خود ایک مظلوم و مقہور، گناہ گار اور برا آدمی ہوں"۔ یوناف نے آنکھیں کھولے بغیر دیوداسی کو جواب دیا۔

دیوداسی روہانسی آواز میں بولی:

"یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔ میں داسیوہ نہیں ہوں۔ میں تو اوشا دیوی کے مندر کی دیوداسی ہوں اور میرا نام پریا ہے"۔

یوناف چونک پڑا:

"پھر تمہاری شکل حیرت انگیز طور پر داسیوہ سے کیوں ملتی ہے"۔

پریا نے کہا:

"میں اوشا دیوی کے مندر کی دیوداسی ہوں۔ میرا نام پریا ہے اور میں بھارت کے بادشاہ سوداس کی بیٹی اور داسیوہ کی بڑی بہن ہوں۔ میرے ماں باپ کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی لہذا انہوں نے منت مانی کہ اگر ہمارے ہاں اولاد ہوئی تو اسے مندر کے لیے وقف کر دیں گے لہذا جب میں پیدا ہوئی تو مجھے اس مندر کی دیوداسی بنا دیا گیا۔ یوناف! میں تم سے بہت کچھ کہنا چاہتی ہوں پر کھانا ٹھنڈا ہو جائے گا"۔

پھر اس نے سوراخ میں سے کھانا اندر رکھ دیا:

"میں نے تمہارے لیے کچھ نئے کپڑے بنائے ہیں۔ میں بھاگ کر وہ لے آؤں۔ اتنی دیر میں تم کھانا کھا لو۔ پھر میں واپس آکر تم سے باتیں کروں گی"۔

پریا اٹھی اور بھاگتی ہوئی اس پیپل کے درخت کے پاس آئی جس کی جڑوں کے پاس ابلیکا کا برتن دفن کیا گیا تھا۔ پریا جب کپڑے اتار رہی تھی کہ اس کے کانوں میں مسحور کر دینے والی بڑی آواز پڑی:

"پریا! پریا! سنو! میں ابلیکا ہوں۔ میرا ایک پیغام یوناف تک پہنچا دو"۔

پریا نے ادھر ادھر دیکھا وہاں کوئی نہ تھا۔ یہ آواز اس کے کانوں میں ضرور پڑی تھی پھر وہی آواز اسے دوبارہ سنائی دی:

"مہربان پریا! میں ابلیکا ہوں۔ میرا ایک پیغام یوناف تک پہنچا دو"۔

پریا اس آواز کو سن کر خوف زدہ اور وحشت زدہ ہوگئی۔ وہ سہمی سہمی سی اپنے اطراف میں دیکھنے لگی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ انتہائی سریلی، خوبصورت اور نسوانی آواز کہاں سے آرہی ہے جبکہ وہاں پیپل کے درخت کے پاس کوئی تھا بھی نہیں۔ اس نے یوناف کے جو کپڑے خشک ہونے کے لیے پیپل کے اس درخت پر ڈالے تھے وہ اس نے اتار لیے اور وہاں سے بھاگنے ہی کو تھی کہ وہی خوش کن، شہد جیسی شیریں اور پرکشش آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

"اے حسین و مہربان پریا! مجھ سے خوف زدہ نہ ہو۔ میں تمہیں نقصان نہ پہنچاؤں گی۔ دیکھ میں تجھ سے ایسا کام لوں گی جس میں بہتری ہی بہتری ہے اور اس میں میرا اور یوناف دونوں ہی کا فائدہ ہے"۔

یوناف کی بہتری کا سن کر پریا کچھ دلیر ہوگئی اور رک گئی۔ پھر وہ ہمہ تن گوش ہو کر اس انتظار میں رہی کہ جانوں وہ آواز کہاں سے آرہی ہے۔ اتنے میں وہ آواز پھر پریا کو آئی:

"حسین پریا! دیکھ میرا نام ابلیکا ہے۔ میں اس وقت انتہائی اذیت اور دشواری میں ہوں میں

ایک پیغام دیتی ہوں جو یوناف تک پہنچا دو۔ یہ پیغام میں تمہیں اس لیے دے رہی ہوں کہ مجھے تم سے یوناف کی خوشبو آ رہی ہے۔ دیکھو پریا اسے کہنا....."

پریا نے اب جانا کہ وہ پرکشش آواز ایک پھول میں سے آ رہی تھی۔ چونکہ وہ آواز اسے صاف نہ سنائی دے رہی تھی لہٰذا اس نے حماقت یہ کی کہ اپنے کان کو پھول کے قریب لے جا کر اس آواز کو سننے کی کوشش کرنے کے بجائے اس نے پھول کو توڑ کر اپنے کان سے لگا لیا۔ جونہی اس نے پھول توڑا اس نے ایک ہچکی اور سسکی سنی اور آواز آنا بند ہو گئی۔

پریا نے انتہائی تاسف اور دکھ سے اپنے آپ سے کہا:

"آہ! یہ میں نے کیا حماقت کی۔ کاش میں نے اس پھول کو نہ توڑا ہوتا تو میں اس آواز کو سن سکتی جو اس پھول میں سے آ رہی تھی اور جان سکتی کہ ابلیکا نام کی جس لڑکی کی آواز اس پھول میں سے آ رہی تھی وہ یوناف کی بہتری کے لیے کیا کہنا چاہ رہی تھی۔"

پریا نے دیکھا جس جنگلی پھول کے پودے سے اس نے اس پھول کو توڑا تھا وہ پیپل کی جڑوں کے بیچ میں سے ابھرا ہوا تھا۔ اس جیسے اور بھی پودے ارد گرد موجود تھے پر سرما اور خزاں کی وجہ سے کسی میں پھول نہ تھا۔ صرف اسی پودے میں پھول تھا اور وہ بھی ایک ہی، جسے پریا نے توڑ لیا تھا۔

پریا نے اپنے آپ سے کہا:

"جس پودے میں یہ پھول تھا میں اسے پانی دیتی رہوں گی۔ شاید بہار آنے پر اس میں پھر کوئی پھول کھلے اور میں وہ بات جان سکوں جو اس پھول کی آواز مجھ سے کہنا چاہتی تھی۔"

یہ سوچ کر پریا کچھ مطمئن سی ہو گئی۔ پہلے اس نے مندر سے پانی لا کر پودے کو دیا پھر یوناف کی طرف چل پڑی۔

پریا نے جھونپڑے سے پرے آ کر دیکھا کہ یوناف کھانا کھا چکا تھا اور خالی برتن اس نے پنجرے سے باہر رکھ دیے تھے۔ وہ پنجرے کے پاس ہی بیٹھ گئی۔ چند ثانیوں تک میٹھی میٹھی نگاہوں سے وہ یوناف کو دیکھتی رہی پھر اس نے پوچھا:

"یوناف! کیا تم ابلیکا کو جانتے ہو؟"

یوناف کی یادداشتیں چونکہ عزازیل نے منجمد کر دی تھیں لہٰذا اس نے فوراً کہہ دیا:

"نہیں۔ میں تو کسی ابلیکا کو نہیں جانتا۔ یہ نام مجھے کسی لڑکی کا لگتا ہے اور ایسے نام کی کسی لڑکی کو میں نہیں جانتا۔"

یوناف نے ابلیکا سے لاعلمی کا اظہار کیا تو پریا بے چاری خاموش ہو گئی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ معاملہ کیا ہے؟

تھوڑی دیر کے بعد اس نے پھر یوناف کو مخاطب کیا:

"اے یوناف! بہت دن سے میں یہ جاننا چاہ رہی تھی کہ آخر ان لوگوں نے کیوں تمہیں اس پنجرے میں بند کر رکھا ہے اور کس بات کا تم سے انتقام لے رہے ہیں۔ کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ تم اس پنجرے سے نکل کر کہیں اور چلے جاؤ۔ میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گی اور اپنی زندگی تمہاری خدمت کے لیے وقف کر دوں گی۔"

یوناف ہلکے سے مسکرا دیا۔ پھر اس نے پریا سے کہا:

"اے پریا! میری طرح تم بھی تو اس اوشا دیوی کے مندر کے پنجرے میں قید ہو۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ پنجرا بڑا ہے اور میرا پنجرہ چھوٹا ہے۔ تم بتاؤ کہ تم کیوں دیوداسی کی حیثیت سے مندر کے اس پنجرے میں بند ہو۔ تمہارا قصور کیا ہے؟"

پریا نے دکھ اور اذیت سے کہا:

"میرا قصور اور جرم کوئی نہیں۔ میں سمجھتی ہوں میرے بھاگ میں میری قسمت میں ایسا ہی لکھا ہوا تھا۔"

یوناف نے کہا:

"تو پھر یوں سمجھو کہ میری قسمت میں بھی ایسا ہی لکھا تھا۔ اس پنجرے سے بھاگ نکلنا میرے لیے مشکل نہیں۔ میں جب چاہوں لمحوں کے اندر اس پنجرے کو توڑ کر رکھ دوں گا لیکن میں عارب یافان، بیوسا اور بنیطہ سے بچ کر بھاگ نہیں سکتا۔ وہ چاروں فوق البشری قوتوں کے مالک ہیں۔ انہیں میرے بھاگنے کی خبر ہو جائے گی لہٰذا وہ طرح طرح کی اذیتیں دے کر مجھے دوبارہ اس پنجرے میں لا کر بند کر دیں گے۔"

پھر یوناف نے اپنے دونوں ہاتھ پنجرے کی سلاخوں پر جمائے اور پھر جو اس نے زور لگایا تو سلاخیں دوہری ہو گئیں۔ اس قدر کہ وہاں سے بآسانی کوئی انسان گزر سکتا تھا۔

یوناف نے پھر سلاخوں کو سیدھا کر دیا اور کہا:

"دیکھا میں جب چاہوں اس پنجرے سے باہر آ جاؤں لیکن میں بھاگ نہیں سکتا اس لیے کہ یافان، عارب، بیوسا اور بنیطہ مجھے ایسا کرنے نہیں دیں گے۔ اگر وہ سری قوتوں کے مالک نہ ہوں

تو میں لمحوں کے اندر ان چاروں کو مٹی کے برتن کی طرح توڑ کر رکھ دوں۔"

یوناف کی باتوں پر پریا بے چاری اداس ہو گئی۔ پھر وہ سنبھلی اور یوناف سے کہا:

"اے یوناف! دیکھ میں تیرے لیے کیسے اچھے اچھے کپڑے لائی ہوں۔ یہ چمڑے کی صدری ہے اس کی تہوں میں روئی ہے۔ اب جو پتھر تمہیں مارے جائیں گے ان سے تمہیں کوئی زخم نہیں آسکے گا۔"

پھر پریا یوناف کو دوسرے کپڑے دکھانے لگی جو وہ اس کے لیے لائی تھی۔ اتنی دیر میں کچھ لوگ پتھر مارنے کے لیے آ گئے۔ پریا نے انہیں پتھر آہستہ مارنے کی تاکید کی اور پھر وہ مندر کے اندر چلی گئی۔

○

جب اسحٰقؑ ضعیف ہو گئے اور ان کی نظر بھی کمزور ہو گئی تو انہوں نے ایک دن گھر والوں سے گوشت کھانے کی خواہش کی۔ اس پر بڑا بیٹا عیسو شکار پر چلا گیا تاکہ اپنے والد کو شکار کا گوشت لا کر کھلائے۔ اس وقت عیسو کی دو بیویاں تھیں۔ اس نے دونوں ہی شادیاں کنعانیوں میں کی تھیں۔ اس کی پہلی بیوی بیری حتی کی بیٹی یہودتھ اور دوسری ایلون کی بیٹی بشامتھ تھی۔ یہ دونوں ہر روز گھر میں ربقہ سے جھگڑتی تھیں اور ان کے لیے وبالِ جان بنی ہوئی تھیں۔

عیسو جب شکار پر چلا گیا تو یعقوبؑ نے باپ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اپنے اس مینڈھے کو ذبح کر دیا جو انہوں نے پال رکھا تھا اور اس کا گوشت بھون کر اسحٰقؑ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے گوشت کھایا اور اپنے بیٹے یعقوبؑ کے لیے دعا کی:

دیکھو! میرے بیٹے کی مہک
اس کھیت کی مانند ہے
جسے خداوند نے برکت دی ہو
خدا آسمان کی اوس اور زمین کی فربہی
اور بہت سا اناج اور مے تجھے بخشے

۱۔ توریت: ص ۲۷

قومیں تیری خدمت کریں
اور قبیلے تیرے سامنے جھکیں
تو اپنے بھائی کا سردار ہو
اور تیری ماں کے بیٹے تیرے آگے جھکیں
جو تجھ پر لعنت کرے، وہ خود لعنتی ہو
اور جو تجھے دعا دے وہ برکت پائے

جب عیسو شکار سے لوٹا اور اسے خبر ہوئی کہ اس کی غیر موجودگی میں یعقوبؑ نے اپنے والد حضرت اسحٰقؑ کو اپنا مینڈھا ذبح کر کے اور بھون کر کھلا دیا ہے اور جواب میں حضرت اسحٰقؑ نے یعقوبؑ کو دعا دی ہے اور اس دعا میں انہوں نے یعقوبؑ کو نبوت میں اپنا وارث قرار دیا ہے اور یہ انکشاف کیا ہے کہ عیسو، یعقوبؑ سے بڑا ہونے کے باوجود ان کے سامنے جھک کر رہے گا تو اپنی بیویوں سے یہ حالات سن کر وہ روتا اور چلاتا ہوا اپنے والد حضرت اسحٰقؑ کے پاس آیا۔ انہوں نے اس کی طرف دیکھا اور اس کے حق میں یہ دعا کی:

دیکھ! زرخیز زمین میں تیرا مسکن ہو
اور اوپر سے آسمان کی شبنم اس پر پڑے
تیری اوقات بسر تیری تلوار سے ہو
اور تو اپنے بھائی کی خدمت کرے
اور جب تو آزاد ہو
تو اپنے بھائی کا جوا اپنی گردن سے اتار پھینکے

پس عیسو نے اپنے دل میں کینہ رکھا۔ وہ اپنی دونوں بیویوں کے پاس آیا اور انہیں مخاطب کر کے اس نے کہا:

"اے میری بیویو! دیکھو میرے باپ کے ماتم کے دن نزدیک ہیں۔ پھر میں اپنے بھائی یعقوبؑ کو مار ڈالوں گا۔"

عیسو کی یہ گفتگو اس کی اور حضرت یعقوبؑ کی والدہ ربقہ نے بھی سن لی تھی۔ ربقہ یعقوبؑ کے پاس آئیں اور ان سے کہا:

"اے میرے فرزند! تیرا بھائی عیسو تجھے مار ڈالنے کے در پے ہے اور یہی سوچ کر وہ اپنے دل کو

تسلی دیتا ہے۔ سو اے میرے بیٹے! تو میری بات مان اور حاران شہر میں میرے بھائی اور اپنے ماموں کے پاس چلا جا اور تب تک وہیں رہ جب تک تیرے بھائی کا غصہ دور نہیں ہو جاتا۔ میں تم دونوں کی ماں ہوں اور نہیں چاہتی کہ ایک ہی دن تم دونوں کو کھو بیٹھوں۔"

"اور اے میرے فرزند! یہاں کی جن لڑکیوں سے میں نے عیسو کو بیاہا ہے۔ ان کے سبب میں اپنی زندگی سے تنگ اور وہ دونوں میرے دکھ اور کرب کا باعث ہیں اور اگر تو نے بھی یہاں رہ کر یہاں کی لڑکیوں میں سے کسی کے ساتھ شادی کر لی تو میری زندگی میں کیا لطف رہے گا۔"

پس ربقہ یعقوبؑ کو اسحٰقؑ کے پاس لے گئیں اور انہوں نے یعقوبؑ کو دعا دیتے ہوئے کہا:

"اے میرے بیٹے! تو یہاں کنعانیوں کی لڑکیوں میں سے کسی کے ساتھ بیاہ نہ کرنا تو حاران شہر چلا جا اور وہاں اپنے ماموں لابن کی بیٹیوں میں سے کسی کے ساتھ شادی کر لینا! قادرِ مطلق خدا تجھے برکت دے تجھے کامیاب کرے اور تجھے بڑھائے کہ تجھ سے قوموں کے جتھے پیدا ہوں اور خداوند ابراہیمؑ کی برکت تجھے اور تیری نسل کو دے کہ تیری مسافرت کی یہ سرزمین جو خدا نے ابراہیمؑ کو دی تھی تیری میراث ہو جائے۔"

اس طرح حضرت اسحٰقؑ نے یعقوبؑ کو ان کے ماموں کے پاس حاران شہر کی طرف روانہ کر دیا۔

عیسو کو بھی خبر ہو گئی کہ یعقوبؑ اپنے ماموں لابن کے پاس حاران چلے گئے ہیں اور یہ بھی کہ اسحٰقؑ اس کی دونوں کنعانی بیویوں کو ناپسند کرتے ہیں لہٰذا وہ بھی گھر سے رخصت ہو گیا۔ اس نے حجاز کی سرزمین کا رخ کیا اور اپنے چچا حضرت اسمٰعیلؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہیں اپنے گھر کے سارے حالات بتائے پھر ان کی بیٹی سے شادی کی درخواست پیش کی۔ حضرت اسمٰعیلؑ مان گئے اور اپنی بیٹی محلت کو عیسو سے بیاہ دیا۔

پس عیسو محلت کو بیوی بنا کر ارضِ فلسطین کی طرف روانہ ہو گیا۔ حضرت اسحٰقؑ اور ربقہ نے اس کے اس اقدام کو خوب سراہا۔

○

سو یعقوبؑ حاران شہر اپنے ماموں کے پاس جانے کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں اندھیری رات ہو گئی تو انہوں نے لوز نامی بستی کے قریب رات گزارنے اور آرام کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ آپ زمین پر لیٹ گئے اور ایک پتھر اٹھا کر سرہانے رکھ لیا۔

جب نیند نے آپ پر غلبہ پا لیا تو آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک سیڑھی زمین پر کھڑی ہے جس کا سرا آسمان تک پہنچا ہوا ہے۔ فرشتے اس سیڑھی پر سے چڑھتے اور اترتے ہیں۔ سیڑھی کے اوپر سے ایک آواز آ رہی ہے:

"میں تیرے باپ اسحٰقؑ اور ابراہیمؑ کا خدا ہوں۔ میں یہ زمین جس پر تو اس وقت لیٹا ہوا ہے تجھے اور تیری نسل کو دوں گا اور تیری نسل زمین کی گرد کے ذروں کی مانند ہو گی اور تو مشرق و مغرب، شمال و جنوب میں پھیل جائے گا اور زمین کے سب قبیلے تیرے اور تیری نسل کے وسیلہ سے برکت پائیں گے اور دیکھ یعقوبؑ! میں تیرے ساتھ ہوں اور ہر جگہ تو میری حفاظت میں ہو گا۔ میں تجھے اس ملک میں پھر لاؤں گا اور میرا کہا پورا ہو کر رہے گا۔"

یہ خواب دیکھ کر حضرت یعقوبؑ چونک کر اٹھ بیٹھے۔ پھر اپنے آپ کو مخاطب کر کے بولے:

"یقیناً خدا اس جگہ ہے۔"

اور خوفزدہ سے انداز میں کہا:

"یہ کیسی ذی ہیبت جگہ ہے۔ سو یہ خدا کے گھر اور آسمان کے آستانے کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔"

صبح ہوئی تو حضرت یعقوبؑ نے وہ پتھر جسے انہوں نے سرہانے کے طور پر استعمال کیا تھا، اسے ستون کی طرح کھڑا کیا۔ پھر اس پر تیل ڈالا اور اس جگہ کا نام بیت ایل (اللہ کا گھر) رکھا۔ حالانکہ اس سے قبل اس بستی کا نام لوز تھا۔ پھر وہاں کھڑے ہو کر آپ نے منت مانی:

"اگر میرا خدا میرے ساتھ رہے اور جو سفر میں کر رہا ہوں اس میں میری حفاظت کرے اور مجھے کھانے کو خوراک اور پہننے کو کپڑا بھی دیتا رہے اور پھر میں اس مہم سے اپنے باپ کے گھر کی طرف سلامتی کے ساتھ لوٹ بھی جاؤں تو خداوند خدا میرا خدا ہو گا۔ یہ پتھر جو ستون کی طرح میں نے کھڑا کیا ہے میرے خدا کا گھر ہو گا اور جو کچھ میرا رب مجھے دے گا اس کا دسواں حصہ میں اس کی راہ میں خرچ کر دوں گا۔"

یہ فیصلہ کر کے یعقوبؑ اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ وہ حاران شہر کے نزدیک پہنچ گئے انہوں نے دیکھا کہ شہر سے باہر ایک کنواں ہے جس کے نزدیک بھیڑ بکریوں کے تین ریوڑ بیٹھے ہیں۔ سب چرواہے اسی کنویں سے اپنے ریوڑوں کو پانی پلاتے تھے۔ جب سارے ریوڑ وہاں جمع ہو جاتے تو چرواہے مل کر کنویں کے منہ سے پتھر ہٹاتے اور اپنی بھیڑ بکریوں کو پانی پلا کر اس پتھر کو پھر کنویں کے منہ پر رکھ دیتے۔ ان چرواہوں کے قریب آ کر یعقوبؑ نے پوچھا:

"اے میرے بھائیو! تم کہاں کے رہنے والے ہو؟"

ان میں سے ایک چرواہے نے جواب دیا:

"اے اجنبی! ہم اسی حاران شہر کے باشندے ہیں۔"

آپ یہ سن کر خوش ہوئے اور پوچھا:

"کیا تم میں سے کوئی ناحور کے پوتے اور بتوایل کے بیٹے لابن کو جانتا ہے؟"

چرواہے نے کہا:

"بالکل۔ ہم اس سے خوب واقف ہیں۔ لابن کی سب سے چھوٹی بیٹی جس کا نام راحیل ہے وہ ہمارے ساتھ ہی ریوڑ چراتی ہے۔"

"کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ لابن کیسا ہے۔ میں اس کا بھانجا ہوں۔ میرا نام یعقوبؑ ہے۔ میری والدہ لابن کی بہن ربقہ ہیں۔ میں فلسطین سے آیا ہوں۔"

اسی چرواہے نے کہا:

"لابن تو خیریت سے ہے۔ پر تو ذرا مڑ کے دیکھ۔ لابن کی بیٹی راحیل اپنے ریوڑ کو پانی پلانے کے لیے اسی طرف لا رہی ہے۔"

راحیل ابھی دور ہی تھی کہ یعقوبؑ نے ان چرواہوں کو پھر مخاطب کر کے کہا:

"دیکھو۔ ابھی تو بہت دن ہے۔ یہ چوپایوں کے جمع ہونے کا وقت بھی نہیں ہے۔ سو تم اپنی بھیڑوں کو پانی پلا کر پھر چرنے کیوں نہیں لے جاتے۔"

اس بار دوسرے چرواہے نے جواب دیا:

"اے اجنبی۔ ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ جب سارے ریوڑ جمع ہو جائیں تب ہم سب مل کر اس کنوئیں کے منہ پر سے پتھر ہٹاتے ہیں اور اپنے ریوڑوں کو پانی پلاتے ہیں۔"

اتنی دیر میں راحیل اپنے ریوڑ کو ہانکتی ہوئی وہاں پہنچ گئی اور اپنے ریوڑ کے ساتھ ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ یعقوبؑ اس کی طرف گئے۔ وہ راحیل کو دیکھ کر بے حد خوش ہوئے۔ راحیل بے پناہ حسین اور خوبصورت تھی۔ پھر آپ کنوئیں کی طرف بڑھے اور آپ نے اکیلے ہی اس کے منہ پر سے پتھر کو ہٹا دیا اور اپنے ماموں کے ریوڑ کو پانی پلایا۔ راحیل ایک طرف کھڑی ہو کر خاموشی سے یہ سارا منظر حیرت اور تعجب سے دیکھتی رہی۔ جب سارے ریوڑ نے پانی پی لیا تو راحیل آگے آئی اور اس نے قریب آ کر حضرت یعقوبؑ سے پوچھا:

"اے اجنبی تو کون ہے۔ کہاں سے آیا ہے اور کیوں تو نے بغیر کسی معاوضے یا اجرت کے میرے ریوڑ کو پانی پلا دیا۔"

حضرت یعقوبؑ نے پوچھا:

"کیا تیرا نام راحیل اور تیرے والد کا نام لابن ہے؟"

راحیل اور زیادہ متعجب اور پریشان ہو گئی:

"ہاں یہ درست ہے۔"

تب یعقوبؑ نے کہا:

"اے راحیل! تو میری ماموں زاد اور میں تیری پھوپھی ربقہ کا بیٹا یعقوبؑ ہوں۔ میں ابھی ابھی یہاں پہنچا ہوں۔"

اس انکشاف پر راحیل ریوڑ کو وہیں چھوڑ کر اپنے گھر کی طرف بھاگی۔ اپنے گھر میں داخل ہوئی تو صحن میں اس کا باپ، بھائی اور بڑی بہن لیاہ کھڑے تھے۔ لیاہ کی آنکھیں چندھی تھیں جبکہ راحیل حسن و جمال میں بے مثل تھی۔ اس نے بڑی مشکل سے اپنی سانسوں پر قابو پایا اور لابن سے کہا:

"اے میرے باپ! جس کنوئیں سے ہم اپنے ریوڑوں کو پانی پلاتے ہیں وہاں ایک خوبصورت اور طاقتور جوان کھڑا ہے۔ اپنا نام وہ یعقوبؑ بتاتا ہے۔ اس نے میرے ریوڑ کو پانی پلایا اور مجھ سے کہا کہ تو میرے ماموں کی بیٹی ہے کیونکہ میں تیری پھوپھی ربقہ کا بیٹا ہوں۔"

یہ سننا تھا کہ لابن کنوئیں کی طرف بھاگا۔ اس کے بیٹے اور دونوں بیٹیاں لیاہ اور راحیل بھی اس کے ہمراہ تھیں۔

کنوئیں پر پہنچ کر راحیل نے کہا:

"اے میرے باپ! وہ جوان جو ہمارے ریوڑ کے پاس کھڑا ہے وہی تیرا بھانجہ یعقوبؑ ہے۔"

لابن آگے بڑھا اور قریب جا کر اس نے خوشی سے چلاتے ہوئے کہا:

"اے یعقوبؑ! میں تیرا ماموں اور تیری ماں ربقہ کا بھائی لابن ہوں۔"

دونوں ایک دوسرے کی طرف دوڑے۔ لابن نے یعقوبؑ کو گلے لگا کر چوما۔ پھر لابن کے بیٹے ان سے ملے۔ اس کے بعد وہ سب یعقوبؑ کو اپنے گھر لائے اور یعقوبؑ نے وہ سارے حالات کہہ دیے جن کی بنا پر وہ یہاں آئے تھے۔

لابن نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"تو میری ہڈی میرا گوشت ہے۔ تو یہیں میرے پاس رہ۔"

جب یعقوبؑ کو وہاں رہتے ہوئے ایک ماہ ہو گیا تو لابن نے محسوس کیا کہ ان کے آنے سے اس کے گھر میں خوشحالی اور برکت آ گئی ہے۔

تب ایک روز لابن نے یعقوبؑ سے کہا:

"اے بیٹے! چونکہ تو میرا رشتے دار ہے اس بنا پر یہ لازم نہیں کہ تو میری خدمت کرے۔ اس لیے میں تجھے اس خدمت کی اجرت دوں گا۔ تو بتا تیری اجرت کیا ہو گی؟"

آپ نے کہا:

"میں آپ کی چھوٹی بیٹی راحیل کی خاطر سات برس تک آپ کی خدمت کروں گا۔ سات برس بعد آپ راحیل کو میرے ساتھ بیاہ دیں۔"

لابن نے سکون اور اطمینان سے کہا:

"کسی غیر آدمی کو دینے کے بجائے بہتر ہے کہ میں راحیل کو تجھے ہی دے دوں لہٰذا تو اس شرط پر میرے پاس رہ۔"

چنانچہ لگاتار سات برس تک راحیل کی خاطر یعقوبؑ اپنے ماموں کی خدمت کرتے رہے اور اس کے ریوڑ چراتے رہے۔ اس دوران آپ کی برکت سے لابن ایسا خوشحال اور امیر ہو گیا کہ اس نے لیاہ اور راحیل کے لیے علیحدہ علیحدہ خادمائیں رکھ لیں۔ یہ خادمائیں بھی لیاہ اور راحیل کی طرح جوان تھیں۔

جب سات برس گزر گئے تو یعقوبؑ نے لابن سے کہا:

"اے میرے ماموں! سات سال کی وہ مدت جو میرے اور آپ کے درمیان طے تھی پوری ہو گئی ہے سو آپ راحیل کو میرے ساتھ بیاہ دیں۔"

لابن نے اپنی جان پہچان کے سب لوگوں کو جمع کیا۔ اور اسی ضیافت کے دوران جب شام ہوئی تو اس نے راحیل کے بجائے لیاہ کا نکاح یعقوبؑ سے پڑھا دیا۔ اور لیاہ کی جوان خادمہ زلفہ بھی لیاہ کے ساتھ کر دی تاکہ لیاہ کے ساتھ رہ کر اس کی خدمت کرتی رہے۔

دوسرے روز جب یعقوبؑ کو خبر ہوئی کہ ان کی شادی رات کی تاریکی میں راحیل کے بجائے لیاہ سے کر دی گئی ہے تو انہیں بڑا صدمہ ہوا۔ انہوں نے لابن سے کہا:

"اے میرے ماموں! یہ تو نے کیا کیا۔ میں نے لگاتار سات برس تک تیری جو خدمت کی وہ تو راحیل کی خاطر تھی۔ پھر تو نے کیوں میرے ساتھ دھوکا کیا کہ راحیل کی جگہ لیاہ کو مجھ سے بیاہ دیا؟"

لابن نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا:

"دیکھ میرے بھانجے! ہمارے ملک میں یہ دستور نہیں ہے کہ بڑی سے پہلے چھوٹی کو بیاہ دیا جائے۔ دیکھ میرے فرزند! میں ایک ہفتہ بعد راحیل کو بھی تم سے بیاہ دوں گا لیکن اس کے لیے تجھے سات برس اور میرے پاس رہ کر میری خدمت کرنا ہو گی۔"

یعقوبؑ نے لابن کی شرط کو تسلیم کر لیا اور پورے ایک ہفتے کے بعد راحیل کی شادی بھی ان کے ساتھ ہو گئی۔ لابن نے راحیل کے ساتھ اس کی جوان سال خادمہ بلہاہ کو بھی ساتھ کر دیا۔ اس کے بعد یعقوبؑ نے زلفہ اور بلہاہ کو بھی اپنے نکاح میں لے لیا۔ اس طرح اب ان کی چار بیویاں تھیں یعنی لیاہ، راحیل، زلفہ اور بلہاہ۔ اس کے بعد آپ نے سات سال اور لابن کی خدمت کی۔

ان دوسرے سات سالوں کے اواخر میں یعقوبؑ کی بیوی راحیل سے ان کے ہاں یوسفؑ پیدا ہوئے۔ یوسفؑ کی پیدائش پر آپ نے اپنے ماموں لابن سے کہا:

"اے میرے ماموں! دیکھ میں اپنی سات برس کی دوسری مدت بھی پوری کر چکا۔ سو تو اب مجھے رخصت کر دے کہ میں اپنے گھر اور وطن کی طرف جاؤں۔ میری بیویاں اور بال بچے جن کی خاطر میں نے اتنا عرصہ تیری خدمت کی ہے میرے حوالے کر اور مجھے جانے دے کیونکہ تو جانتا ہے کہ میں نے تیری کیسی خدمت کی ہے۔"

لابن نے انتہائی عاجزی اور انکساری سے کہا:

"اے یعقوبؑ! اگر تجھے ذرا سا بھی انس اور چاہت مجھ سے ہے اور اگر تو چاہے کہ مجھ پر نظرِ التفات کر اور پھر یہیں میرے پاس ہی رہ جا۔ کیونکہ میں جان گیا ہوں کہ خدا نے تیرے سبب مجھے برکت عطا کی ہے۔ میں بالکل غریب، بے مایہ اور مفلس و قلاش تھا پر تیرے آنے کے بعد اور تیری برکت سے میں خوب مالا مال ہو گیا۔ سو تو ایسا کر کہ میرے ساتھ اپنی کوئی اجرت ٹھہرا لے۔ بس تو یہیں میرے ساتھ رہ۔ میں تجھے وہ اجرت ادا کرتا رہوں گا۔"

یعقوبؑ نے اس سے کہا:

"اے میرے ماموں! تو جانتا ہے کہ میں نے تیری کیسی خدمت کی اور تیرے جانور میرے ساتھ کیسے رہے کیونکہ میرے آنے سے پہلے یہ تھوڑے سے تھے اور اب بڑھ کر بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔ جہاں جہاں میرے قدم پڑے خدا نے مجھے برکت بخشی۔ اب میں اپنے گھر کا بندوبست کروں گا۔"

لابن نے پوچھا:

"اے فرزند! میں تجھے کیا دوں کہ تو اپنے لیے کوئی علیحدہ بندوبست کر سکے۔"

آپ نے فرمایا:

"اے ماموں! تو مجھے کچھ نہ دے۔ پر تو اگر میرے لیے ایک کام کر دے تو میں پہلے کی طرح پھر تیری بھیڑ بکریاں چرانی شروع کر دوں گا۔ دیکھ ماموں! آج میں تیرے سارے ریوڑوں کے اندر چکر لگاؤں گا۔ اور ان میں جتنی بھیڑیں چتلی، ابلق اور کالی ہوں ان سب کو علیحدہ کر لوں گا۔ تیرے ریوڑ چرانے کے لیے یہی میری اجرت ہو گی۔ باقی سب بھیڑ بکریاں تیری ہوں گی۔"

لابن نے اپنی رضامندی کا اظہار کیا اور کہا:

"مجھے منظور ہے۔"

حضرت یعقوبؑ نے اسی وقت ریوڑوں کے اندر سے چتلی، ابلق اور کالی بھیڑیں نکال کر اپنے بیٹوں کے حوالے کر دیں۔ اس طرح ان کا اپنا ریوڑ ہو گیا جو ان کی ملکیت کہلانے لگا۔

○

اس نئے ریوڑ کو یعقوبؑ کے بیٹے چراتے تھے جبکہ خود یعقوبؑ لابن کا ریوڑ چراتے تھے اور ان دونوں ریوڑوں کے درمیان تین دن کے سفر کا فاصلہ رکھتے تھے۔ ان کے اپنے اس نئے ریوڑ میں خدا نے ایسی برکت دی کہ وہ تیزی سے بڑھتا چلا گیا اور آپ کے پاس کئی ایسے ریوڑ ہو گئے۔ اس کے باعث ان کے پاس کئی لونڈیاں اور خدام اور اونٹ، گھوڑے اور گدھے بھی ہو گئے۔

لابن کے بیٹوں نے جب حضرت یعقوبؑ کے ریوڑ میں ایسی برکت دیکھی تو وہ حسد کا شکار ہو گئے اور کہنے لگے:

"یعقوبؑ نے ہمارے باپ کا سب کچھ لے لیا اور ہمارے باپ ہی کے مال کی بدولت اس کی یہ ساری شان و شوکت اور مستحکم مالی حالت ہو گئی ہے۔"

پس حضرت یعقوبؑ نے لابن کے چہرے کو دیکھ کر تاڑ لیا کہ لابن بدلا بدلا سا ہے اور اس کے چہرے پر وہ پہلی سی بات نہ تھی۔

اسی دوران حضرت یعقوبؑ پر وحی ہوئی اور اللہ کی طرف سے آپ کو حکم دیا گیا کہ:

"تو اپنے باپ دادا کے ملک اور اپنے رشتے داروں کے پاس لوٹ۔ میں تیرے ساتھ رہوں گا۔"

ان حالات میں حضرت یعقوبؑ نے اپنی بیوی لیاہ اور راحیل کو اس میدان میں بلوایا جہاں وہ اپنے ریوڑ چراتے تھے اور ان دونوں سے کہا:

"تم جانتی ہو کہ میں نے مقدور بھر تمہارے باپ کی خدمت کی ہے لیکن تمہارے باپ نے دھوکہ دے کر اس بار میری مزدوری بدلی پر میرے خدا نے اس کو مجھے نقصان نہ پہنچانے دیا۔ جب اس نے کہا کہ چتلے بچے تیرے ہوں گے تو بھیڑ بکریاں خدا کے حکم سے چتلے بچے دینے لگیں یہاں تک کہ میرے ذاتی ریوڑ کے جانوروں کی تعداد بہت بڑھ گئی مگر اب تمہارا باپ اور بھائی مجھے شک کی نگاہ سے دیکھنے لگے ہیں۔ پھر یہ بھی سنو کہ خدا کے فرشتے نے خواب میں مجھ سے کہا:

"اے یعقوب!"

میں نے کہا:

"میں حاضر ہوں۔"

تب اس فرشتے نے کہا:

"میں تیرے اس خدا کی طرف سے ہوں جس نے بیت ایل میں تیری طرف وحی کی تھی اور جس خدا کے لیے تو نے پتھر کے ستون پر تیل ڈالا اور منت مانی تھی۔ پس اب تو اٹھ۔ اس ملک سے نکل اور اپنی زاد بوم کو لوٹ جا۔"

یہ ساری گفتگو سننے کے بعد راحیل اور لیاہ نے آپس میں مشورہ کیا۔ تب راحیل نے کہا:

"کیا اب بھی ہمارے باپ کے گھر میں ہمارا کوئی حصہ بخرہ یا میراث ہے۔ کیا وہ ہم کو اجنبی کے برابر نہیں سمجھتا۔ کیونکہ اس نے ہم کو بھی بیچ ڈالا اور ہماری رقم کھا گیا۔ اس لیے اب جو دولت ہمارے باپ سے خدا نے لی وہ ہماری اور ہمارے فرزندوں کی ہے۔ پس جو کچھ آپ کو خدا نے حکم دیا ہے آپ ویسا ہی کریں۔"

تب حضرت یعقوب نے اپنی چاروں بیویوں اور اپنے بچوں کو اونٹوں پر بٹھایا اور اپنے سب جانوروں کو اور سارے مال و اسباب کو سمیٹ کر کنعان کی سرزمین میں اپنے والد حضرت اسحٰقؑ کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت یعقوبؑ کی اس وقت ساری بیویوں سے اولاد تھی۔ بڑی بیوی لیاہ کے چھ بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ بیٹوں میں روبن، شمعون، لاوی، یہوداہ، اشکار اور زبولون تھے اور بیٹی کا نام دینہ تھا۔ بلہاہ کے دو بیٹے دان اور نفتالی تھے۔ زلفہ کے بھی دو بیٹے جد اور آشر تھے۔ اور راحیل سے آپ کے

سب سے زیادہ پسندیدہ اور انتہائی خوبصورت بیٹے یوسفؑ پیدا ہوئے۔

جس وقت حاران سے یعقوبؑ اپنے اہل بیت کے ساتھ کنعان کی طرف روانہ ہوئے اس وقت ان کا ماموں لابن اپنی بھیڑوں کی پشم اتارنے گیا ہوا تھا لہٰذا اس کی غیر موجودگی میں ہی وہ وہاں سے کوچ کر گئے۔ راحیل نے کوچ کرتے وقت ان بتوں کو بھی ساتھ لے لیا تھا جن کی اس کا باپ لابن اور اس کے اہلِ خانہ پوجا کیا کرتے تھے۔

لابن جب پشم اتار کر لوٹا اور اسے خبر ہوئی کہ یعقوبؑ اپنی بیویوں اور بچوں کے ساتھ اپنے وطن کو کوچ کر گئے ہیں تو اس نے اپنے آدمیوں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا اور جبلِ جلعاد پر یعقوبؑ کو جا لیا۔ اس وقت یعقوبؑ نے آرام کرنے کی خاطر وہاں پڑاؤ کر رکھا تھا۔

وہاں پہنچنے سے ایک رات قبل لابن نے خواب میں دیکھا کہ کوئی انتہائی معتبر ہستی ڈانٹ دینے کے انداز میں اس سے کہہ رہی ہے:

"خبردار! تو یعقوبؑ کو برا بھلا نہ کہنا۔"

اس لیے جب لابن نے حضرت یعقوبؑ کو جا لیا اور ان سے گفتگو شروع کی تو اس خواب کی وجہ سے وہ ان کی طرف سے خوفزدہ بھی تھا لہٰذا اس نے نرم آواز میں کہا:

"یہ تو نے کیا کیا کہ میرے پاس سے چوری چلا آیا اور میری بیٹیوں کو بھی اس طرح اپنے ساتھ لے آیا گویا وہ تیری تلوار کی اسیر ہوں۔ تو چھپ کر کیوں بھاگا اور مجھے کچھ کہا بھی نہیں ورنہ میں تجھے خوشی خوشی طبلے اور بربط کے ساتھ گاتے بجاتے ہوئے روانہ کرتا اور مجھے اپنی بیٹیوں اور ان کے بچوں کو چومنے بھی نہ دیا۔ یہ تو نے کیا کیا۔ دیکھ! مجھے اتنا مقدور ہے کہ میں تجھے دکھ دوں لیکن گزشتہ رات مجھے ہولناک انداز میں خواب کے اندر تجھے برا بھلا کہنے سے منع کر دیا گیا ہے۔ میں جانتا ہوں تو اپنے باپ کے گھر کا بڑا مشتاق ہے۔ خیر تم چلے آئے۔ ٹھیک کیا پر تم لوگ میرے بتوں کو کیوں اٹھا لائے؟"

یعقوبؑ نے کہا:

"میں تجھے بتائے بغیر اس لیے چلا آیا کہ کہیں تو اپنی بیٹیوں کو مجھ سے جبراً چھین نہ لے۔ رہا سوال تیرے بتوں کا تو میرا پڑاؤ حاضر ہے۔ تلاش کر لے اور لے جا۔"

اپنے آدمیوں کے ساتھ لابن نے خیموں کی تلاشی لی مگر اسے کچھ نہ ملا۔ کیونکہ راحیل نے اپنے اونٹ پر کجاوہ ڈال کر بتوں کو اس کے اندر چھپا دیا تھا۔ جب لابن تلاشی لے چکا اور اسے کچھ نہ ملا تو حضرت یعقوبؑ نے اسے غضب ناک حالت میں ملامت کرتے ہوئے کہا:

"میرا جرم میرا قصور کیا ہے کہ تو نے ایسی تندی سے میرا تعاقب کیا۔ تو نے جو میرا سارا اسباب ٹٹول کر دیکھ لیا سو تجھے یہاں تیرے گھر کی کیا چیز ملی۔ اگر کچھ ہے تو اسے ان کے سامنے رکھ جن کو اپنے ساتھ لایا ہے کہ ہم دونوں کے درمیان انصاف کریں۔ میں پورے بیس برس تیرے ساتھ رہا۔ اس دوران نہ تو تیری بھیڑ بکریوں کا گابھ گرا اور نہ تیرے ریوڑ کے مینڈھے میں نے کھائے۔ جسے درندوں نے پھاڑا اس کا نقصان میں نے سہا۔ جو دن یا رات کو جانور چوری ہوا اسے تو نے مجھ سے طلب کیا۔ میرا یہ حال رہا کہ میں دن کو گرمی اور رات کو سردی میں مرا اور میری آنکھوں سے نیند دور رہتی تھی اے لابن! ان بیس برسوں میں دس بار تو نے میری مزدوری بدل ڈالی۔ اگر میرے باپ کا خدا! ابراہیمؑ کا معبود جس کا رعب اسحٰقؑ مانتا تھا، میری طرف نہ ہوتا تو ضرور ہی تو مجھے یہاں سے خالی ہاتھ جانے دیتا۔ خدا نے میری مصیبت اور میرے ہاتھوں کی محنت دیکھی اور گزشتہ رات مجھے ڈانٹا بھی۔"

تب لابن نے کہا:

"دیکھو یہ بیٹیاں بھی میری ہیں۔ یہ لڑکے جو ان کے ہاں ہوئے اور یہ بھیڑ بکریاں بھی سب میری ملکیت ہیں۔ پر سنو! آج کے دن میں اپنی بیٹیوں یا ان کے لڑکوں سے کیا کر سکتا ہوں۔ پس آ کہ میں اور تم دونوں مل کر آپس میں ایک عہد باندھیں اور وہی عہد میرے اور تمہارے درمیان گواہ رہے گا۔"

پھر ان سب نے پتھروں کا ایک ڈھیر لگایا۔ پہلے سب نے اس ڈھیر کے پاس بیٹھ کر کھانا کھایا پھر لابن نے کہا:

"دیکھ یعقوبؑ! یہ ڈھیر آج کے دن میرے اور تمہارے درمیان عہد ہے کہ تو مجھے ضرر پہنچانے کے لیے اس ڈھیر سے میری طرف تجاوز نہ کرے گا اور نہ میں تجھے ضرر پہنچانے کے لیے اس ڈھیر سے آگے آؤں گا۔ بس یہ میرے اور تیرے درمیان حدِ فاصل ہے۔"

"جب ہم ایک دوسرے سے جدا ہوں تو خدا میرے اور تیرے بیچ نگرانی کرتا رہے اور اگر تو میری بیٹیوں کو دکھ دے اور ان کے سوا اور بیویاں کرے تو کوئی آدمی ہمارے ساتھ نہیں ہے پر دیکھ خدا تو ہمارے بیچ گواہ ہے۔"

پھر انہوں نے اس پہاڑ پر قربانی چڑھائی۔ رات وہیں کاٹی اور دوسرے روز لابن نے اپنی بیٹیوں اور ان کے بچوں کو چوما اور انہیں یعقوبؑ کے حوالے کر کے رخصت ہو گیا۔

حضرت یعقوبؑ جب اپنے اہل و عیال کے ساتھ سفر کرتے ہوئے کنعانیوں کی سرزمین میں سکم

شہر کے باہر آکر ٹھہرے اور سکم کی لڑکیاں اپنے کام کاج کرتی ہوئیں جب ان کے پڑاؤ کی طرف آئیں تو ان لڑکیوں کو دیکھنے کے لیے لیاہ کی بیٹی دینہ اپنے پڑاؤ سے باہر نکلی۔ شہر کے حاکم حمور کے بیٹے سکم کی نگاہ دینہ پر پڑی تو وہ اسے زبردستی اٹھا کر اپنے ساتھ لے گیا۔ اس وقت حضرت یعقوبؑ کے سارے بیٹے اپنے ریوڑ لے کر جنگل میں گئے ہوئے تھے۔

شام کو سکم شہر کا حاکم حمور خود چل کر یعقوبؑ کے پاس آیا اور اس نے اپنے بیٹے سکم کے لیے ان کی بیٹی دینہ کو مانگا۔ تب تک حضرت یعقوبؑ کے سارے بیٹے لوٹ آئے تھے۔ حمور نے ان سب کے سامنے اپنی بات دہراتے ہوئے کہا:

"میرا بیٹا تمہاری بیٹی کو دل سے چاہتا ہے اسی لیے اس نے دینہ کو اپنے محل میں رکھا ہوا ہے۔ پس تم لوگ اسے میرے بیٹے سے بیاہ دو اور میری بیٹیاں اپنے بیٹوں کے لیے لے لو۔ ایسا کرو گے تو ہمارے ساتھ بسے رہو گے۔ یہ ملک تمہارے سامنے ہے۔ اس میں بودوباش اور تجارت کرنا اور اپنی جائدادیں بنانا اور اگر تم لوگ میری یہ بات مان جاؤ تو یہ مجھ پر تمہاری نظرِ التفات ہوگی۔ پھر جو کچھ بھی تم چاہو گے میں دوں گا۔"

یعقوبؑ کے بیٹوں کے دل میں بات یہ تھی کہ ان کی بہن کو اٹھا کر انہیں اور ان کی بہن کو ایک طرح سے بے حرمت کیا گیا ہے۔ وہ اس بات کا انتقام لینا چاہتے تھے لہٰذا بھائیوں نے باہم مشورہ کیا۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا:

"ہم نامختونوں کو اپنی بہن نہیں دے سکتے کیونکہ اس میں ہماری رسوائی ہے لیکن جس طرح ہم ختنے کراتے ہیں اگر اسی طرح تم لوگ بھی ختنے کرا لو اور تمہاری قوم کے سارے مرد ختنے کرا لیں تو ہم راضی ہیں کہ اس طرح ہم سب ایک قوم ہو جائیں گے۔ اور اگر تم لوگ ایسا نہیں کر سکتے تو ہم اپنی بہن کو لے کر یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔"

حمور اور سکم نے اس پر بخوشی رضامندی کا اظہار کر دیا۔ پھر وہ دونوں باپ بیٹا شہر کے صدر دروازے پر آئے اور حمور نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا:

"یہ لوگ ہم سے میل جول رکھتے ہیں۔ پس یہ اس ملک میں رہ کر سوداگری کریں کیونکہ یہاں ان کے لیے بہت گنجائش ہے اور ہم اپنی بیٹیاں ان کو دے دیں اور ان کی بیٹیاں بیاہ لیں۔ اور وہ بھی ہمارے ساتھ ایک قوم بن کر رہنے کو راضی ہیں۔ فقط اس شرط پر کہ جس طرح وہ ختنے کراتے ہیں ایسے ہی ہم سب بھی ختنے کرا لیں۔ اگر ہم ایسا کر لیں تو ان کے ان گنت چوپائے اور سارا مال ہمارا ہو جائے گا۔"

پس شہر کے لوگوں نے حمور کی بات مان لی اور سب مردوں نے ختنے کرا لیے۔ اب یعقوبؑ کے بیٹے حرکت میں آئے۔ لہٰذا جب شہر کے سب مرد ختنے کرا کے چلنے پھرنے کے قابل نہ رہے تو انہوں نے شہر پر دھاوا بول دیا۔

شہر کے حاکم حمور اور اس کے بیٹے سکم کو بھی انہوں نے قتل کر دیا اور شاہی محل سے اپنی بہن دینہ کو نکال کر شہر کو خوب لوٹا۔ انہوں نے ان کی بھیڑ بکریاں، گائے بیل، گھوڑے گدھے اور جو کچھ شہر میں تھا سب لے لیا۔

حضرت یعقوبؑ کو جب بیٹوں کی اس حرکت کا علم ہوا تو انہوں نے ان کو بہت ملامت کی اور کہا:

"تم لوگوں نے مجھے اس شہر میں نفرت انگیز بنا دیا ہے کیونکہ میرے ساتھ تو چند افراد ہیں اور شہر کے لوگ جب تندرست ہو گئے تو سب مل کر ہمارے مقابلے پر اٹھ کھڑے ہوں گے اور ہمیں قتل کر دیں گے اور میں اپنے کنبے سمیت برباد ہو جاؤں گا۔"

جواب میں ان کے بیٹوں نے کہا:

"تو کیا ان لوگوں کے لیے مناسب تھا کہ وہ ہماری بہن سے ایسا سلوک کرتے۔"

تب خدا نے حضرت یعقوب کو وحی کی کہ تو یہاں سے بیت ایل کو جا اور وہاں قیام کر اور وہاں خدا کے لیے ایک مذبح بنا۔"

اس وحی کے ساتھ ہی حضرت یعقوبؑ نے سب کو مخاطب کر کے کہا:

"بیگانہ دیوتاؤں کو جو تمہارے درمیان ہیں دور کرو۔ طہارت کر کے اپنے کپڑے بدل لو اور آؤ ہم یہاں سے بیت ایل کو روانہ ہوں۔ وہاں میں اپنے خدا کے لیے جس نے میری تنگی کے دن میری دعا قبول کی، ایک مذبح بناؤں گا۔"

تب سب لوگ جو ان کے ساتھ تھے آگے آئے اور ان بتوں کو جو ان کے پاس تھے اور ان مندریوں کو جو ان کے کانوں میں تھیں، یعقوبؑ کے حوالے کر دیا۔ آپ نے انہیں وہاں سکم شہر کے باہر ہی بلوط کے ایک درخت تلے دبا دیا اور بیت ایل کی طرف کوچ کر گئے۔

بیت ایل پہنچ کر یعقوبؑ نے مذبح بنایا اور یہیں پر خدا نے یعقوبؑ کو وحی کی کہ:

"تیرا نام بے شک یعقوبؑ ہے پر تیرا نام مستقبل میں اسرائیل ہوگا اور میں کہ جو خدائے قادرِ مطلق ہوں تجھ سے قوموں کے جتھے پیدا کروں گا اور بادشاہ تیرے صلب سے نکلیں گے اور یہ ملک جو میں نے ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ کو دیا ہے سو تجھ کو اور تیرے بعد تیری نسل کو بھی یہی ملک دوں گا۔"

یہیں بیت ایل میں قیام کے دوران یعقوبؑ کے ہاں راحیل سے یوسفؑ کے چھوٹے بھائی بنیامین پیدا ہوئے لیکن اس بچے کی پیدائش پر راحیل فوت ہوگئی اور اسے وہیں بیت ایل ہی میں دفن کر دیا گیا۔

اسی مقام پر یعقوبؑ نے ایک دن جبکہ وہ اور یوسفؑ اکیلے تھے اور بنیامین اپنی خالہ لیاہ کے پاس اور دیگر بھائی ریوڑ چرانے گئے ہوئے تھے، یوسفؑ کے گلے میں لکڑی کی ایک نلکی ڈال دی اور ان سے کہا:

"اے بیٹے! لکڑی کی یہ نلکی جو میں نے تیرے گلے میں ڈالی ہے اس کے اندر وہ قمیض ہے کہ جب میرے دادا ابراہیمؑ کو نمرود نے آگ میں ڈالنے کے لیے برہنہ کروایا تو یہی قمیض جبرائیلؑ جنت سے لائے تھے اور میرے دادا ابراہیمؑ کو پہنا دی تھی۔ ابراہیمؑ نے یہ قمیض مرگ سے پہلے اسحٰقؑ کو دے دی تھی اور میرے والد اسحٰقؑ نے یہ قمیض میرے حوالے کر دی۔ اب اے میرے بیٹے! وہی قمیض لکڑی کی اس نلکی میں بند کر کے میں نے تیرے گلے میں لٹکا دی ہے اور خدائے قادرِ مطلق کے حضور دعا گو ہوں کہ یہ قمیض تیری سلامتی اور حفاظت کا ذریعہ بنے۔"

یعقوبؑ نے چند روز بیت ایل میں قیام کیا۔ پھر اپنے چند قاصد اپنے بھائی عیسو کی طرف روانہ کیے اور اسے پیغام بھجوایا کہ:

"اے میرے بھائی! تیرا بھائی یعقوبؑ کہتا ہے کہ میں اپنے ماموں لابن کے ہاں مقیم تھا اور اب میرے پاس گائے، بیل اور گھوڑے گدھے ہیں اور بھیڑ بکریاں نوکر چاکر اور بیوی بچے ہیں۔ میں یہ قاصد اس غرض سے تمہاری طرف روانہ کر رہا ہوں کہ تو اپنی پرانی رنجش مجھ سے ختم کر دے۔"

قاصدوں نے واپس آ کر بتایا:

"اے آقا! ہم آپ کے بھائی عیسو سے ملے اور آپ کا پیغام کہہ سنایا۔ اب وہ اپنے چار سو آدمیوں کے ساتھ اس طرف آ رہا ہے کہ آپ کا استقبال کرے۔"

اس خبر پر یعقوبؑ پریشان اور بے کل ہوئے۔ وہ عیسو کی طرف سے خطرہ محسوس کرنے لگے تھے

کہ شاید وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس طرف آ کر ان پر حملہ نہ کر دے۔ لہٰذا آپ نے تمام جانوروں کے دو غول کر دیے۔ دراصل آپ نے سوچا تھا کہ اگر عیسو اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان پر حملہ آور ہوا اور جانوروں کے غول پر آ پڑے تو کم از کم دوسرے غول کو بچ نکلنے کا موقع مل جائے۔ پھر وہیں بیت ایل میں آپ اپنے ربّ کے حضور سجدے میں گر کر دعا کرنے لگے:

"اے میرے دادا ابراہیمؑ کے خدا! میرے باپ اسحٰقؑ کے اور میرے خدا! میری مدد فرما! یہ تیرا ہی حکم تھا کہ میں اپنے رشتے داروں کی طرف لوٹ جاؤں اور یہ کہ تو میرے ساتھ بھلائی کرے گا۔ اے خدا! میں تیری رحمت اور وفا کے مقابلے میں جو تو نے مجھ سے کی، بالکل ہیچ ہوں کیونکہ میں اپنے بھائی عیسو کے خوف سے بھاگ کر جب یردن کے اس پار گیا تھا اس وقت میرے پاس ایک لاٹھی کے سوا کچھ نہ تھا اور اب تیری رحمت اور تیرے کرم سے میرے پاس جانوروں کے دو غول ہیں۔ اے میرے خدا! میں تیری منت کرتا ہوں کہ مجھے میرے بھائی عیسو کے شر سے بچا۔ اے میرے اللہ! اے میرے رب! تو میری مدد فرما!"

اپنی دعا ختم کر کے حضرت یعقوبؑ اٹھے۔ انہوں نے بیت ایل سے اپنے باپ اسحٰقؑ کی طرف کوچ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ آپ نے اپنے ریوڑ سے ۲۰۰ بکریاں، ۲۰ بکرے، ۲۰۰ بھیڑیں، ۲۰ مینڈھے، ۳۰ دودھ دینے والی اونٹنیاں بچوں سمیت، ۴۰ گائیں اور ۱۰ بیل، ۲۰ گدھیاں اور ۱۰ گدھے الگ کیے۔ پھر ان جانوروں کے علیحدہ علیحدہ غول بنائے اور انہیں اپنے ملازموں کے حوالے کر کے کہا:

"تم ان جانوروں کے ساتھ آگے کی طرف کوچ کرو۔ میں بھی تمہارے پیچھے آتا ہوں۔ جب میرا بھائی عیسو تم سے پوچھے کہ تم کون ہو اور یہ جانور کس کے ہیں تو جواب میں کہنا کہ یہ تیرے خادم یعقوبؑ کے ہیں۔ یہ نذرانہ اس نے اپنے بھائی عیسو کے لیے بھیجا ہے اور یہ بھی کہنا کہ یعقوبؑ خود بھی پیچھے اسی طرف آ رہا ہے اور اس نے سوچا ہے کہ نذرانہ دے کر پہلے اپنے بھائی کو راضی کروں پھر اس کا منہ دیکھوں گا۔ شاید وہ یونہی مجھے قبول کرے۔"

اپنے خادموں کو یہ باتیں سمجھا کر آپ نے روانہ کر دیا اور پھر کچھ فاصلہ دے کر خود بھی ان کے پیچھے کوچ کر گئے۔

جب یعقوبؑ آگے بڑھ رہے تھے تو انہوں نے دیکھا سامنے سے عیسو اپنے ۴۰۰ ساتھیوں کے ساتھ چلا آرہا ہے۔ شاید عیسو نے ان لوگوں اور جانوروں سے کوئی تعرض نہ کیا تھا جو حضرت یعقوبؑ نے اپنے آگے روانہ کیے تھے۔

قریب آکر عیسو اپنی سواری سے اترا اور یعقوبؑ سے ملنے کو بھاگا۔ حضرت یعقوبؑ بھی اپنی سواری سے اتر کر اس کی طرف بھاگے۔ دونوں بھائی بغل گیر ہو کر بڑی گرمجوشی سے ملے اور خوب روئے۔

یعقوبؑ نے پوچھا:

"اے میرے عزیز بھائی! میرے ماں باپ کیسے ہیں؟"

عیسو نے کہا:

"آہ! ماں تو مر گئی اور باپ کی بینائی جاتی رہی ہے۔ وہ تیرے لیے پریشان رہتے ہیں اور بڑی بے چینی سے تیرا انتظار کرتے ہیں۔"

پھر عیسو نے بچوں اور عورتوں کی طرف اشارہ کر کے پوچھا:

"یہ تیرے کون ہیں؟"

یعقوبؑ نے جواب دیا:

"یہ میرے بیوی بچے ہیں۔"

عیسو ان سب سے شفقت کے ساتھ ملا۔ پھر پوچھا:

"اے میرے بھائی! جانوروں کے وہ غول جو تو نے اپنے آگے آگے روانہ کیے ہیں ان سے تیرا کیا مطلب تھا؟"

یعقوبؑ نے کہا:

"وہ میں نے اس لیے روانہ کیے میرے بھائی! کہ تو انہیں قبول کر لے اور میں تیری نظروں میں مقبول ٹھہروں۔"

عیسو نے بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کیا اور کہا:

"اے میرے بھائی! میرے پاس بہت کچھ ہے، جو تیرا ہے وہ تیرا ہی ہے۔"

یعقوبؑ نے عاجزی اور نرمی سے کہا:

"مجھ پر میرے رب نے بڑا فضل کیا ہے اور میرے پاس اب بہت کچھ ہے۔ اب جبکہ تو مجھ سے راضی ہے تو میری طرف سے یہ جانور قبول کر۔ کیونکہ اسی میں میری خوشی ہے۔" یعقوبؑ کے زور دینے پر

عیسو نے وہ جانور قبول کر لیے۔

بہرحال یعقوبؑ حبرون شہر میں آئے جہاں حضرت اسحٰقؑ مقیم تھے اور یہیں آپ ان کے پاس رہنے لگے۔ یہیں پر حضرت اسحٰقؑ نے ۱۸۰ برس کی عمر میں وفات پائی۔ یعقوبؑ کی عمر اس وقت ۱۴۵ برس تھی۔

عیسو کے چار بیٹے ہوئے جن کے نام افیداع، الیفا، یعوش اور رعویل تھے۔ عیسو اپنے اہل و عیال کے ساتھ حبرون سے نکل کر بحیرۂ مردار اور خلیج عقبہ کے درمیانی علاقے میں جا آباد ہوئے۔ عیسو سے جو نسل چلی وہ بعد کے دور میں بنو ادوم کہلائی۔

حضرت ابراہیمؑ کی بیوی قنطورا سے ان کے دو لڑکے مدین اور ددان تھے وہ بھی حبرون سے نکل کر حجاز میں جا کر آباد ہو گئے۔ مدین سے بنو مدینؑ اور ددان سے اصحاب الایکہ کا سلسلہ چلا۔ دوسری طرح حضرت اسمٰعیلؑ بھی فوت ہو گئے اور اپنی والدہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

انہیں بنی مدین کی طرف حضرت موسیٰؑ کے سسر شعیبؑ کو مبعوث کیا گیا۔

مفسرین و محققین کا خیال ہے کہ اصحاب الایکہ کی طرف بھی شعیبؑ ہی کو مبعوث کیا گیا تھا۔

ایک روز جبکہ عارب، یانان اور بیوسا بیٹھے باتیں کر رہے تھے نبیطہ باہر سے آئی اور عارب کو مخاطب کر کے اس نے کہا: "اے میرے بھائی! وہ دیوداسی جس کا نام پیریا ہے اور جو یونان کی حفاظت پر مامور ہے۔ میں اس کی طرف سے کچھ مشکوک ہوں۔ میں دیکھتی ہوں کہ جس جگہ ہم نے ابلیکا کا برتن پیپل کی جڑوں کے پاس دفن کیا ہے۔ عین اس برتن کے اوپر وہ ایک پودے کو روزانہ پانی دیتی ہے۔ وہ ایک پھول دینے والا پودا ہے اور پانی دے کر بھی میں نے اکثر اسے پودے کے پاس اس انداز میں کھڑے دیکھا ہے جیسے وہ کسی کا انتظار کر رہی ہو۔ میں ڈرتی ہوں کہیں پیریا کو ابلیکا کے راز کا علم نہ ہو جائے اور اگر ایسا ہو گیا تو تم جانو ہمارے لیے ناموافق حالات کے طوفان اٹھ کھڑے ہوں گے۔ میرا دل کہتا ہے کہ ہمیں فوراً پیریا کا خاتمہ کر دینا چاہیے۔"

عارب نے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا: "تم احمق اور بے وقوف ہو نبیطہ! پیریا کوئی عام دیوداسی نہیں ہے بلکہ بھارت شہر کے بادشاہ سوداس کی بڑی بیٹی ہے۔ اگر کوئی ایسی صورت حال پیدا ہو بھی جائے کہ اس کو ختم کیے بغیر کوئی چارہ نہ رہے تب بھی اسے بڑے طریقے اور ڈھنگ سے ختم کیا جائے گا۔ فی الوقت پیریا پر ہاتھ ڈالنا مناسب نہیں ہے۔ ایسا کرتے ہیں کہ آج سے اس کی نگرانی شروع کر دیتے ہیں اور جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ ابلیکا کے برتن کے اوپر جو جنگلی پھول کا پودا اگ گیا ہے اسے پانی دینے کا کیا راز ہے۔ آخر ایسے پودے ارد گرد اور بھی تو ہیں۔ پیریا ان دوسرے پودوں کو کیوں پانی نہیں دیتی۔ شاید اسی طرح ہمارے ہاتھ کوئی ایسا راز لگ جائے جس سے ہماری کوئی بہتری ہو۔"

نبیطہ نے کہا: "ایک اور بات بھی ہے۔"

اس بار بیوسا نے قدرے پریشانی سے پوچھا: "وہ کیا ہے؟"

نبیطہ نے کہا: "پیریا وہاں کھڑے ہو کر اس پودے کے ساتھ اکثر باتیں کرتی ہے۔ اس وقت بھی پیپل تلے کھڑی اس پودے سے باتیں کر رہی ہے۔"

اس موقع پر یانان حرکت میں آیا۔ وہ اپنی پشت پر ٹھہری ہوئی نیلی دھند کی طرف متوجہ ہوا اور تحکمانہ انداز میں اس نے کہا: "تم میں سے ایک جائے اور مندر سے باہر پیپل تلے کھڑی پیریا کا حال جان کر آئے کہ وہ وہاں کیوں کھڑی رہتی ہے۔ پودے کو پانی کیوں دیتی ہے اور اس پودے سے کیسی گفتگو کرتی ہے۔"

نیلی دھند سے غبار کی صورت میں ایک حصہ علیحدہ ہوا اور برق کی سی تیزی سے مندر سے باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ غبار کا حصہ لوٹ آیا اور مدھم مگر بھاری آواز میں اس نے یانان سے کہا۔

"اے آقا! پیریا نام کی دیوداسی کی پوری اصلیت واضح ہو گئی ہے۔ اصل میں پیپل کی جڑوں کے پاس جنگلی پھولوں کا پودا ہے۔ اس کی جڑیں زمین میں مٹی کے اندر اس برتن کے اندر تک گئی ہوئی ہیں جس میں ابلیکا قید ہے۔ گزشتہ دنوں میں جاڑے اور خزاں کے موسم میں اس پودے پر ایک پھول آیا تھا۔ اس پھول کے ذریعے ابلیکا نے پیریا سے گفتگو کی تھی۔ وہ یونان کے نام اسے کوئی پیغام دینا چاہتی تھی۔ پیریا اس آواز کو سن کر پہلے تو خوفزدہ ہو گئی پھر بعد میں اسے پتہ چلا کہ آواز پھول میں سے آ رہی ہے اور وہ آواز یونان کی بہتری کے لیے کچھ کہنا چاہتی ہے۔ تب پیریا غور سے اس آواز کو سننے لگی۔

یہاں ایک اور انوکھا انکشاف ہوا ہے کہ پیریا دیوانگی کی حد تک یونان سے محبت کرتی ہے لیکن اس سے ایک حماقت یہ ہوئی کہ جب پھول میں سے ابلیکا کی آواز بہت مدھم آ رہی تھی تو اس آواز کو صاف سننے کے لیے پیریا نے وہ پھول توڑ کر کان سے لگا لیا۔ تب آواز آنا بند ہو گئی کیونکہ پھول کا تعلق پودے سے ختم ہو گیا تھا۔ ایسا ہونے پر پیریا بڑا پچھتائی۔"

یانان نے درمیان میں بولتے ہوئے کہا: "لیکن اب جبکہ وہ اس پودے سے پھول کو توڑ چکی ہے تو اب وہ اس سے کیا چاہتی ہے۔"

نیلی دھند میں سے آواز آئی: "اب وہ بڑی باقاعدگی اور چاہت کے ساتھ اس پودے کو پانی دیتی ہے اور امید رکھتی ہے کہ بہار کے موسم میں جب اس پودے پر پھر پھول آئیں گے تو شاید ان پھولوں کے ذریعے ابیکا اسے پھر وہ پیغام دے جو وہ یوناف کے نام دینا چاہتی ہے۔ پریا جب اس پودے کو پانی دینے آتی ہے تو روز اس سے گفتگو کرتی اور اسے یاد دلاتی ہے کہ کیسے اس کے ایک پھول نے ابیکا کے نام سے اس سے گفتگو کی تھی اور یوناف کے نام پیغام دینا چاہا تھا کہ اس نے حماقت کی اور پھول توڑ لیا۔ پریا کی ان باتوں سے ایک انجان آدمی بھی ماضی اور مستقبل کی اس کہانی کو مکمل طور پر سمجھ سکتا ہے۔"

یافان نے نیلی دھند سے کہا: "بس تم پریا پر نظر رکھو۔ جب کوئی غیر معمولی صورتِ حال پیش آئے تو ہمیں خبر کرو۔ اور روزانہ جو گفتگو وہ اس پودے سے کرتی ہے اس کی اطلاع ہمیں روز کے روز دیتے رہو۔"

پھر وہ چاروں روزمرہ کے کاموں میں معروف ہو گئے۔

○

دن گزرتے رہے۔

بڑی جانفشانی سے پریا اس جنگلی پودے کی حفاظت، دیکھ بھال اور آبپاشی کرتی رہی یہاں تک کہ جاڑا اتمام ہوا اور اس پودے پر بہار کے موسم کا پہلا پھول کھلا۔

جس صبح وہ پھول کھلا اس روز جب پریا اس پودے کو پانی دینے گئی تو اس میں سے اسے نغمہ بھری آواز سنائی دی:

"اے مہربان و حسین پریا! میں ابیکا تم سے مخاطب ہوں۔ وہی ابیکا جو گزشتہ جاڑے میں تم سے مخاطب ہوئی تھی۔ آہ! تم نے کیا ظلم کیا تھا کہ وہ پھول توڑ ڈالا تھا اور جو کچھ میں تم سے کہنا چاہتی تھی نہ کہہ سکی۔ پر اے مہربان پریا! اس بار تو غور سے میری بات کو سن! اور ایک مہربانی کرنا کہ گزشتہ مرتبہ کی طرح اس پھول کو نہ توڑ لینا جس کے ذریعے میں تم سے مخاطب ہوں۔ ورنہ مجھے ایک مرتبہ پھر ایک طویل انتظار کرنا پڑے گا۔"

پریا بے چین ہو کر بولی:

"تم کہو کیا کہنا چاہتی ہو۔ میں اسی دن کا تو بے چینی سے انتظار کر رہی ہوں۔ پھول توڑ کر مجھے اپنی حماقت کا احساس ہو گیا تھا۔ اے پراسرار ابیکا! تم مطمئن رہو۔ اس بار میں پھول توڑنے کی حماقت نہ کروں گی۔ تم کہو کیا کہنا چاہتی ہو۔"

ابیکا نے پھر اپنی میٹھی آواز میں کہا:

"دیکھ پریا! یہ پیغام میں تمہیں اس لیے دینا چاہتی ہوں کہ تم سے مجھے یوناف کی خوشبو آتی ہے کیا تم کسی ایسے خوبصورت و توانا جوان کو جانتی ہو جس کا نام یوناف ہو اور وہ مافوق الفطرت قوتوں کا مالک ہو۔"

پریا نے دکھی آواز میں کہا:

"ہاں۔ میں اسے جانتی ہوں اور دل کی گہرائیوں سے پسند کرتی ہوں۔ پر اے پراسرار ابیکا! وہ پراسرار قوتوں کا مالک تو نہیں ہے۔ بلکہ کچھ لوگوں نے جن کے نام عارب، یافان، بیوسا اور بنبیطہ ہیں اسے پنجرے میں بند کر رکھا ہے اور یہ پنجرہ اس مندر کے سامنے پڑا ہے جو دریائے سرسوتی کے کنارے ہے۔ میں اس مندر کی دیوداسی ہوں۔ جہاں اس وقت کھڑی میں تم سے باتیں کر رہی ہوں اس سے چند قدم کے فاصلے پر ہی یہ مندر ہے۔

دیکھو ابیکا! ایسا ہے کہ دور و نزدیک سے لوگ یوناف کو پتھر مارنے آتے ہیں۔ اور جو بھی آ کر پتھر مارتا ہے وہ عارب، یافان، بیوسا اور نبیطہ میں سے جس سے بھی اپنی کوئی خواہش اور ضرورت کہتا ہے وہ اسے فوراً پورا کر دیتے ہیں۔ اس طرح ان چاروں نے یوناف کو ایک دکھ اور اذیت میں مبتلا کر رکھا ہے۔"

ابیکا کی دکھ بھری اور مغموم آواز سنائی دی:

"آہ میری اور یوناف کی بدقسمتی! اس کا مطلب ہے انہوں نے یوناف پر قابو پا کر اسے اذیت اور عقوبت میں مبتلا کر رکھا ہے۔ ایسا انہوں نے یقیناً عزازیل کی مدد سے کیا ہو گا۔ اے حسین پریا! کیا تم میرا ایک کام کرو گی۔"

پریا نے کہا:

"جو کچھ کہنا ہے جلدی کہہ ڈالو ابیکا! ایسا نہ ہو کوئی آ جائے اور سارا کام چوپٹ ہو جائے۔"

ابیکا نے جواب میں کہا:

"سنو پریا! مجھے شیطان یعنی ابلیس نے محبوس کر رکھا ہے۔ اس بیل کی ان جڑوں کے پاس

مٹی اور ہڈیوں سے بھرا ہوا ایک برتن دفن ہے۔ مٹی میں مل کر اس برتن کے ہڈیاں بھی اب مٹی ہو چکے ہیں۔ دیکھ پریا! میں ایک روح ہوں اور یوناف کی مددگار ہوں۔ ہر مشکل گھڑی میں میں اس کے کام آتی ہوں۔ تم ایسا کرنا کہ یوناف کے پاس جانا اور اس سے کہنا کہ اس جگہ کو کھود کر یہ برتن نکال لے جس کے اندر میں قید ہوں اور اگر وہ اس برتن کی مٹی کو نکال کر بکھیر دے تو میں آزاد ہو جاؤں گی۔"

پریا نے شکایت بھرے انداز میں کہا:

"لیکن پچھلی بار جب تم نے مجھ سے گفتگو کی تھی تو میں نے یوناف سے جا کر پوچھا تھا کہ کیا وہ کسی ابلیکا کو جانتا ہے تو اس نے اجنبیوں کی طرح صاف انکار کر دیا تھا کہ وہ کسی ابلیکا کو نہیں جانتا۔"

ابلیکا کی دکھ بھری آواز سنائی دی:

"آہ! ایسا لگتا ہے ان ظالموں نے یوناف کی ساری یادیں مٹا کر اس کے سارے علوم اور سری قوتوں کو محو کر دیا ہے۔ دیکھ مہربان پریا! تو یوناف کے پاس جا اور سن۔ اس کے گلے میں چمڑے کا ایک ٹکڑا لٹک رہا ہے۔ اس ٹکڑے کے اندر کی طرف ایک تحریر کندہ ہے۔ یوناف سے کہنا کہ وہ اس تحریر کو پڑھے۔ جب وہ ایسا کرے گا تو اس کی ساری کھوئی ہوئی توانائیاں اور سری قوتیں لوٹ آئیں گی۔ پھر عارب یافان، بیوسا اور نبیطہ مل کر بھی اسے پنجرے میں بند نہ کر سکیں گے بلکہ خود یوناف اس حالت میں ہوگا کہ ان سب کو پنجرے میں بند کر کے مجبور و بے بس کر دے۔ اب تم جاؤ پریا! یوناف کو میرا پیغام دو اور اسے بتانا کہ میں یہاں محبوس ہوں۔ ایسا نہ ہو تم اسے کہنا بھول جاؤ اور مجھے تلاش کرتا پھرے اور ڈھونڈتا رہے۔"

پریا نے خوش ہوتے ہوئے کہا:

"اے پراسرار ابلیکا! تو نے کیا خوب انکشاف کیا ہے۔ میں بڑی بے چینی سے اس لمحے کا انتظار کروں گی جب یوناف چمڑے کے ٹکڑے کی تحریر پڑھ کر اپنی کھوئی ہوئی سری قوتیں حاصل کر لے گا۔ اب تو عارب، بیوسا، نبیطہ اور یافان کے کہنے پر لوگ اسے پتھر مارتے ہیں لیکن میں اس وقت خوش ہوں گی جب یہ چاروں یوناف کے سامنے بے بس ہوں گے اور لوگ ان چاروں کو پتھر مار رہے ہوں گے۔ آہ! وہ بھی کیا سماں ہوگا۔"

ابلیکا نے کہا:

"اے حسین پریا! میں تم سے یہ وعدہ کرتی ہوں کہ میں تم سے یہ مندر چھڑا دوں گی اور تمہاری شادی یوناف سے کرا دوں گی۔"

پریا نے خوشی میں جھوم کر کہا:

"میں ابھی جا کر یوناف سے سارے احوال کہتی ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی وہ وہاں سے ہٹی اور تیزی سے بھاگتی ہوئی مندر میں داخل ہو گئی۔

O

عارب، یافان، بیوسا اور نبیطہ اکٹھے بیٹھے تھے کہ نیلی دھند کی قوتوں میں سے ایک غبار آلود ہیولے کی شکل میں ان چاروں کے پاس آئی اور یافان سے کہا: "اے آقا! پریا کی کہانی تمام ہوئی۔ اس پودے پر آج ایک پھول آیا ہے اور اس پھول کے ذریعے مخاطب ہو کر ابلیکا نے پریا کو بتایا ہے کہ وہ یوناف کے پاس جائے اور اسے بتائے کہ اس کے گلے میں جو چمڑے کا ٹکڑا لٹک رہا ہے اس پر ایسی تحریر کندہ ہے جسے پڑھ کر اس کی ساری توانائیاں اور پراسرار قوتیں اسے واپس مل جائیں گی۔ ابلیکا نے پریا سے یہ بھی کہا ہے کہ جب یوناف کو اس کی ساری قوتیں مل جائیں تو اسے کہنا کہ بیل کی ان جڑوں کے پاس کھدائی کر کے اس برتن کو نکال لے جس میں وہ بند ہے اور اگر وہ اس برتن کی مٹی کو بکھیر دے تو وہ آزاد ہو جائے گی۔"

عارب اٹھ کھڑا ہوا اور بے چین ہو کر اس نے پوچھا: "پریا اب کہاں ہے؟"

اس قوت نے کہا: "وہ اس وقت مندر میں گئی ہے۔ وہاں سے اس نے کوئی چیز لینی ہوگی۔ اس کے بعد وہ شاید یوناف کی طرف جائے گی۔"

عارب نے کہا: "تم تینوں یہیں رہو۔ میں پریا سے نمٹ کر آتا ہوں۔" اس کے ساتھ ہی وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

اپنے کمرے سے نکل کر عارب غصے اور غضب کی حالت میں مندر کی بلند سیڑھیوں پر جا کھڑا ہوا۔ اس نے دیکھا پریا ابھی چبوترے پر پنجرے میں بند یوناف کی طرف نہ گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد مندر کے اس حصے سے جس میں مندر کی دیوداسیاں رہتی تھیں، پریا نمودار ہوئی۔ جونہی وہ مندر کی بلند سیڑھیاں اترنے لگی۔ عارب نے اس پر عمل کیا۔ پریا بری طرح ہوا میں اچھلی اور پھر لہراتی ہوئی انتہائی بے بسی کے عالم میں آخری سیڑھی پر اس زور سے آ کر گری کہ اس کا دم نکل گیا اور وہ مردہ حالت میں مندر کی

آخری سیڑھی پر بازو پھیلائے پڑی رہ گئی۔ عارب کو جب اطمینان ہو گیا کہ پریا مر گئی ہے تو وہ وہاں سے اپنے کمرے کو لوٹ گیا۔

پریا کی موت پر ایک کہرام سا مچ گیا۔ مندر کا ہر فرد حیران و پریشان تھا کہ پریا سیڑھیوں سے کیسے نیچے جا گری۔ اس کی موت کی خبر جب شہر پہنچی تو بھارت کا بادشاہ سوداس، پریا کی چھوٹی بہن داسیو اور اینما اور بھائی رام دیو فوری طور پر وہاں آ پہنچے۔ پریا کی لاش اٹھا کر صحن میں رکھ دی گئی تھی اور بھارت شہر کا ایک ہجوم تھا جو اس کی لاش پر کھڑا رو رہا تھا۔

جس وقت داسیو، اینما اور رام دیو اپنی بہن پریا کی لاش سے لپٹ کر رو رہے تھے کہ ایک دیوداسی وہاں آئی اور اس نے داسیو کے کان میں کچھ کہا۔ داسیو نے فوراً آنسو پونچھے اور اٹھ کر اس کے ساتھ ہو لی۔ اینما اور رام دیو بھی ان کے ساتھ تھے۔

دیوداسی ان کو پریا کے کمرے میں لے گئی۔ پھر اس نے داسیو سے پوچھا:

"کیا آپ مجھے پہچانتی ہیں؟"

داسیو نے روتی ہوئی بھاری آواز میں کہا:

"کیوں نہیں جانتی۔ تم میری بہن پریا کے ساتھ اس کمرے میں رہتی تھیں؟"

دیوداسی نے کہا:

"تو پھر سنیے۔ پریا مری نہیں ماری گئی ہے۔"

داسیو چونک پڑی:

"وہ کیسے۔ کھل کر کہو۔"

دیوداسی نے کہا:

"سنیے۔ آپ کی بہن پریا اس نوجوان سے محبت کرتی تھی جو پنجرے میں بند ہے اور جس کا نام یوناف ہے۔ پریا مجھ پر اعتماد کرتی اور ہر بات مجھ سے کہہ دیا کرتی تھی۔ گزشتہ جاڑے میں ایسا ہوا کہ جب پریا مندر کے قریب پیپل کے درخت پر یوناف کے کپڑے اتارنے گئی تو وہاں کسی نسوانی آواز نے اسے پکارا۔

پریا نے ادھر ادھر دیکھا۔ وہاں کوئی بھی نہ تھا پھر اس نے جانا کہ آواز اس پودے کے پھول میں سے آ رہی تھی جو پیپل کی جڑوں کے قریب اگ رہا تھا۔ پھول سے نکلنے والی اس آواز نے پریا سے کہا کہ میں ابلیکا ہوں۔ تم میرا ایک پیغام یوناف تک پہنچا دو کیونکہ تم میں سے اسے یوناف کی خوشبو آتی ہے لہٰذا وہ یوناف کے لیے اسے پیغام دینا چاہتی ہے۔ پریا کو وہ آواز صاف نہ سنائی دے رہی تھی اس لیے اس نے پھول کو توڑ کر کان سے لگا لیا تاکہ وہ بات غور سے سن سکے لیکن جب اس نے پھول توڑ کر کان سے لگایا تو اس پھول سے آواز آنا بند ہو گئی۔

پھر پریا بڑی جانفشانی سے اس پودے کی خدمت کرتی رہی اور اسے پانی دیتی رہی۔ یہاں تک کہ آج صبح اس پودے پر ایک پھول آیا اور اس میں سے آواز آئی کہ:

"میں ابلیکا ہوں اور ایک روح ہوں جسے ابلیس نے قابو اور محصور کر کے وہاں دفن کر دیا ہے۔"

ابلیکا نامی وہ روح یوناف کی معاون و مددگار ہے۔ اس نے پریا کو بتایا کہ یوناف بے پناہ سحری اور خرق عادت قوتوں کا مالک ہے اور یہ قوتیں عارب، بیوسا، بافان اور بنبیط نے اس سے چھین کر اسے پنجرے میں بند کر رکھا ہے اور اگر اس کی قوتیں بحال ہو جائیں تو وہ ان چاروں کو کرب اور عقوبت میں مبتلا کر سکتا ہے۔ ابلیکا نے پریا کو یہ بھی بتایا کہ یوناف کے پاس جائے۔ اس کے گلے میں چمڑے کا ایک ٹکڑا ہے جس کی پشت پر ایک تحریر کندہ ہے۔

اگر یوناف اس تحریر کو پڑھ لے تو اس کی ساری سحری قوتیں بحال ہو جائیں گی اور وہ عارب، بافان، بیوسا اور بنبیط کو اپنے سامنے زیر کر لے گا۔ پریا بے چاری یہ باتیں جان کر بھاگی بھاگی میرے پاس آئی اور اس نے یہ سب باتیں مجھ سے کہہ دیں کیونکہ اس کا مجھ سے کوئی بھید چھپا نہ تھا اور جب سے اس پھول کا واقعہ ہوا تھا وہ سب باتیں مجھ سے کہہ دیا کرتی تھی۔ پریا کا ارادہ تھا کہ جب یوناف اس تحریر کو پڑھ کر ان چاروں کی غلامی سے آزادی حاصل کر لے گا تو وہ اس سے شادی کر لے گی۔ ساری باتیں مجھ سے کہنے کے بعد وہ یوناف کے پنجرے کی طرف بھاگی تاکہ اس پھول کے بارے احوال اس سے جا کر کہے۔

اے داسیو! میں نے دیکھا پریا بھاگتی ہوئی جا رہی تھی اور عارب اس وقت سیڑھیوں کے پاس کھڑا ہوا تھا۔ جونہی وہ سیڑھیاں اترنے لگی عارب نے نہ جانے اس پر کیا عمل کیا کہ وہ انتہائی بے بسی کے عالم میں بری طرح اچھلی۔ فضا میں بلند ہوئی اور آخری سیڑھی پر گرتے ہی اس نے دم توڑ دیا۔ عارب نے جب دیکھا کہ پریا مر گئی ہے تو وہ اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

میں یہ سارا منظر اپنے کمرے سے دیکھ رہی تھی۔ پریا کی حالت دیکھ کر میں چیخنے چلانے لگی پھر سب لوگ جمع ہو گئے اور پریا کی لاش کو اٹھا کر اندر لائے۔ اس دوران عارب مندر سے نکلا میں نے اس پر نگاہ رکھی۔ وہ یوناف کے پنجرے کی طرف گیا اس کے گلے سے چمڑے کا ٹکڑا اتارا جس

کی نشاندہی پریا کو ہوئی تھی۔ اس کے بعد وہ ظالم آدمی پیپل کے درخت کی طرف گیا اور اسی پودے کو ہی اکھاڑ لے گیا جس کے پھول نے حیرت انگیز طور پر پریا پر یہ سارے انکشافات کیے تھے۔ آہ! پریا کیسی محنت سے اس پودے کی دیکھ بھال کرتی تھی۔

داسیو کا رنگ غصے میں سرخ انگارے جیسا ہو گیا۔ اس نے کہا:

"میں بھی حیران اور متجسس تھی کہ پریا سیڑھیوں سے اترتے ہوئے کیسے گر کر مر گئی جبکہ وہ بھی سیڑھیاں روزانہ کئی بار اترتی چڑھتی تھی۔ اب میں نے جانا کہ عارب میری بہن کا قاتل ہے۔ پر میں اسے یوں ہی نہ جانے دوں گی۔ اپنی بہن کا انتقام لوں گی۔ میں ہر صورت میں اس سے چمڑے کا وہ ٹکڑا حاصل کرنے کی کوشش کروں گی جس سے یوناف کی توانائیاں بحال ہو سکتی ہیں۔ اور جو پیار میری بہن نے اسے دیا ویسا ہی پیار میں اسے دوں گی اور اسے کہوں گی کہ وہ عارب سے پریا کے قتل کا انتقام لے"۔

پھر داسیو اپنی چھوٹی بہن انیما اور بھائی رام دیو کی طرف جھکی اور بڑی محبت اور شفقت سے ان دونوں سے کہا:

"اے میرے عزیز بھائی اور بہن! دیکھو۔ اس بات کا ذکر کسی اور سے نہ کرنا حتیٰ کہ اپنے باپ سے بھی نہ کہنا"۔

انیما جو شکل و صورت اور جسمانی ساخت میں بالکل پریا جیسی تھی، اس نے جواب میں کہا:

"اے میری بڑی بہن! ہماری ماں مر چکی ہے۔ آپ ہماری بڑی بہن بلکہ ایک طرح سے ماں کی جگہ ہیں۔ اس راز کو ہم دونوں بہن بھائی راز ہی رکھیں گے۔ ہماری خواہش ہو گی کہ یوناف ان لوگوں سے نجات پا کر ان سے ہماری عزیز بہن پریا کا انتقام لے۔ کاش اس وقت ہمارا کوئی جوان بھائی ہوتا تو وہ کبھوں نہ اپنی مرنے والی بہن کا انتقام لیتا"۔

داسیو نے اس بار دیوداسی سے کہا:

"اے میری مرنے والی بہن کی مخلص ساتھی! دیکھ جو باتیں یہاں ہوئی ہیں تو بھی ان کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔ چند دن گزرنے کے بعد میں اس مندر میں باقاعدگی سے آنا شروع کروں گی اور اپنی خوبصورتی اور حسن کو عارب پر آزماؤں گی۔ پھر اسے اپنی طرف مائل کر کے اس سے چمڑے کا ٹکڑا حاصل کرنے کی کوشش کروں گی جو اس نے یوناف کے گلے سے اتار لیا ہے اور یوناف کو آزاد کرانے کے بعد عارب کے لیے عذاب بن جاؤں گی"۔

داسیو خاموش ہو گئی کیونکہ پریا کی لاش محل لے جانے کے لیے اٹھائی جا رہی تھی۔ پھر وہ اپنے بھائی اور بہن کے ساتھ اس طرف چلی گئی۔

حضرت یعقوب اپنے بارہ بیٹوں[1] کے ساتھ حبرون شہر میں خوش حالی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ آپ کے ریوڑ تھے جنہیں آپ کے دس بیٹے ارضِ کنعان میں چرایا کرتے تھے۔ باقی دو بیٹے یوسفؑ اور بنیامین ان کے پاس گھر پر رہتے تھے کیونکہ حضرت یعقوب ان سے بے پناہ محبت کرتے تھے اور کسی بھی لمحہ ان کو اپنے سے علیحدہ اور نظروں سے دور نہ ہونے دیتے۔ بنیامین ویسے ہی ابھی چھوٹے تھے لہٰذا وہ بھی گھر پر رہتے تھے۔

اس دوران زلفہ اور بلہاہ فوت ہو گئیں اور اب صرف لیاہ ہی زندہ تھی جو یوسفؑ اور بنیامین کی سگی خالہ بھی تھی۔ یعقوبؑ کی رہائش گو حبرون[2] شہر میں تھی لیکن حبرون سے دور دوتن کی وادی کے اندر آپ اپنے ریوڑ چرایا کرتے تھے۔

ایک روز جبکہ یعقوبؑ اکیلے بیٹھے تھے یوسفؑ ان کے پاس آئے اور ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ ان کے چہرے سے ظاہر تھا کہ وہ متجسس ہیں۔

حضرت یعقوبؑ نے بڑی شفقت اور پیار سے پوچھا:

"اے فرزندِ دل بند! کیا بات ہے؟"۔

یوسفؑ نے کہا:

"اے میرے باپ! میں نے ایک خواب دیکھا ہے جو میں آپ سے کہنے آیا ہوں"۔

یعقوبؑ نے فرمایا:

"کہو بیٹے! تم نے کیا خواب دیکھا ہے؟"۔

یوسفؑ نے جواب میں کہا:

---

[1] یعقوبؑ کے انہی بارہ بیٹوں سے بنی اسرائیل کے بارہ قبائل کی ابتدا ہوئی۔

[2] حبرون کو آجکل الخلیل کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

"اے میرے باپ! میں نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند ہے جو سب کے سب مجھے سجدہ کر رہے ہیں"۔

یعقوبؑ نے چند ثانیوں کی سوچ بچار کے بعد کہا:

"اے فرزند عزیز! تمہارا یہ خواب ظاہر کرتا ہے کہ میرا رب تمہیں کوئی اعلیٰ مقام عطا کرے گا جو گیارہ ستارے ہیں وہ تمہارے گیارہ بھائی ہیں جبکہ سورج اور چاند خود میں اور تمہاری خالہ لیاہ ہیں جو تمہاری ماں کی طرح ہے"۔

"دیکھو میرے بچے! اس خواب میں تیری عظمت و تکریم پنہاں ہے۔ یہ خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا۔ ایسا نہ ہو وہ یہ خواب سن کر تیری عظمت و شان سے جل کر تجھے ہلاک کرنے کی کوئی تدبیر کریں کیونکہ یہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ وہ دنیاوی جاہ و جلال کی خاطر انسان کو ایسے ہی کاموں میں ڈال دیتا ہے۔

دیکھو میرے بیٹے! ایک خواب میں نے بھی دیکھا ہے اس لیے میں تمہاری طرف سے بڑا فکرمند رہتا ہوں"۔

یوسفؑ نے بے تابی سے پوچھا:

"آپ نے کیا خواب دیکھا ہے"۔

یعقوبؑ چند ثانیوں تک تفکرات میں غرق رہے پھر بولے:

اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک بلند پہاڑ کے اوپر کھڑا ہوں اور تم اس پہاڑ کے نیچے ہو۔ پھر وہاں وادی میں دس بھیڑیے نمودار ہوئے اور تم پر حملہ آور ہونا چاہا۔ پر ان دس میں سے ایک بھیڑیے نے مداخلت کر کے تمہیں بچا لیا۔ پھر اس کے بعد تم کہیں زمین کے اندر گھس گئے۔ اے میرے بیٹے! مجھے خدشہ ہے کہ یہ دس بھیڑیے تمہارے دس بھائی نہ ہوں جن میں سے تو کہیں تم پر حملہ آور ہو جائیں اور دسواں ان سے تمہارا دفاع کر کے تمہاری جان بچا لے۔ لہٰذا میرے بیٹے خاموش رہنا۔ اپنے خواب کو مخفی رکھنا۔ ایسا نہ ہو کہ یہ خواب تمہارے لیے دکھ اور مصیبت کا باعث بن جائے"۔

اس خواب کے بعد یعقوبؑ حضرت یوسفؑ سے اور زیادہ محبت کرنے لگے اور ہر وقت انہیں اپنی نگاہوں کے سامنے رکھنے لگے۔ یوسفؑ کے دس بھائی تو پہلے ہی ان سے نالاں تھے کہ ان کی نسبت ان کے والد حضرت یعقوبؑ ان کے بھائی یوسفؑ سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ وہ

ان کے بھائی بنیامین کو بھی ہم پر ترجیح دیتے ہیں۔

اس حسد کی بنا پر وہ دس کے دس بھائی باہم مشورہ کرنے کے لیے ایک جگہ جمع ہوئے پھر ان میں سے ایک نے باقی نو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"اے میرے بھائیو! ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا باپ بہ نسبت ہمارے یوسفؑ اور ان کے حقیقی بھائی بنیامین سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ حالانکہ ہم دس ہیں۔ ان سے بڑے ہیں اور گھر کا کام کاج سنبھالنے کی قوت اور استطاعت رکھتے ہیں جبکہ یوسفؑ اور بنیامین ابھی چھوٹے ہیں لہٰذا انہیں چھوٹے دو بھائیوں کی نسبت ہم سے زیادہ محبت کرنی چاہیے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا باپ اس معاملے میں کھلی بے انصافی کر رہا ہے۔ اگر تم لوگ اپنے گھر میں اس کیفیت کو ختم کرنا چاہتے ہو تو آؤ کوئی ایسا حربہ کریں کہ اپنے باپ کو اس بات پہ رضامند کر یں کہ کل جب ہم ریوڑ چرانے لے کر جائیں تو وہ یوسفؑ کو ہمارے ساتھ بھیج دے۔ پھر ہم یوسفؑ کو اپنے ساتھ لے کر یہاں سے اپنے ریوڑ چراتے ہوئے دوتن کی طرف نکل جائیں گے اور وہاں جا کر یوسفؑ کو قتل کر دیں گے۔ اس طرح جب یوسفؑ ہمارے راستے سے ہٹ جائے گا تو ہم اپنے باپ کی نظرِ عنایت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو سن رکھو۔ اس گھر کے اندر ہماری کوئی عزت کوئی تکریم کبھی نہ ہوگی۔ اب اگر تم میں سے کسی کو اس تجویز سے اختلاف ہو تو کہے تا کہ اگر وہ کوئی بہتر تجویز رکھتا ہو تو اس پر عمل کیا جا سکے"۔

ان سب نے یک زبان ہو کر اس تجویز سے اتفاق کیا۔ لہٰذا وہ دس کے دس یعقوبؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک نے سب کی نمائندگی کرتے ہوئے ان سے کہا:

اے ہمارے باپ! کیا بات ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کو یوسف کے بارے میں ہم پر اطمینان اور بھروسہ نہیں ہے۔ حالانکہ ہم اس کے بھائی، ہمدرد اور خیرخواہ ہیں۔ ہماری آپ سے گزارش ہے کہ کل اسے آپ ہمارے ساتھ سیر و تفریح کے لیے بھیجیں کہ وہاں وہ ہمارے ساتھ آزادی کے ساتھ کھائے پیے اور کھیلے کودے۔ آپ مطمئن رہیں ہم سب بھائی اس پر نگاہ رکھیں گے اور مکمل طور پر اس کی حفاظت کریں گے"۔

جواب میں حضرت یعقوبؑ نے فرمایا:

"میں یوسفؑ کو یوں باہر بھیجنا دو وجہ سے پسند نہیں کرتا۔ اول تو یہ کہ مجھے اپنے اس نورِ نظر کے بغیر چین نہیں آتا۔ دوسرے مجھے یہ خطرہ ہے کہ جب تم اسے اپنے ساتھ لے جاؤ تو کہیں اس کی طرف سے غافل نہ ہو جاؤ اور اس کو کوئی بھیڑیا نہ کھا لے"۔

آپ کی اس بات کے جواب میں ان کے بیٹوں نے کہا:

"اے ہمارے باپ! آپ کا یہ خوف و خطرہ اور دھڑکا بھی عجیب ہے۔ آپ یہ تو سوچیں کہ ہم دس بھائیوں کی ایک جماعت ہیں اور سب مل کر اس کی خوب حفاظت کر سکتے ہیں۔ بس اگر ہم سب کے ہوتے ہوئے بھی ہمارے چھوٹے اور عزیز بھائی کو بھیڑیا کھا جائے تو پھر اے ہمارے باپ! ہمارا تو وجود ہی بے کار ہو گیا۔ پھر ایسی صورت میں ہم سے کسی اور کام کی کیا امید ہو سکتی ہے۔"

یوسفؑ کے بھائیوں کو گیارہ ستاروں، سورج اور چاند والے خوابؑ کا علم ہو چکا تھا اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ اس کی تعبیر پوری ہو۔ اس لیے سب نے مل کر پورا زور لگایا کہ یعقوبؑ کسی بھی طرح یوسفؑ کو ان کے ساتھ بھیج دیں۔

یعقوبؑ نے اپنی پیغمبرانہ شان کے تحت اپنے بیٹوں کے سامنے اس بات کو نہ کھولا کہ مجھے یوسفؑ کے لیے اصل خطرہ تم ہی لوگوں کی طرف سے ہے اور وہ اس لیے کہ اول تو ان دس بیٹوں کی دل شکنی ہوتی اور دوسرے ان کے ایسا علانیہ کہہ دینے سے ممکن تھا دلوں میں دشمنی اور بڑھ جاتی اور اگر وہ اس وقت چھوڑ بھی دیتے تو بعد میں کسی اور بہانے سے ضرور یوسفؑ کو قتل کر دیتے۔ لہٰذا یعقوبؑ نے ان کو اجازت دیدی کہ کل وہ یوسفؑ کو ساتھ لے جائیں۔ تاہم اپنی تسلی اور اطمینان کے لیے اپنے بڑے اور پلوٹھے بیٹے روبن سے کہا:

"اے میرے بیٹے! میں یوسفؑ کو خصوصیت سے تیری نگرانی اور حفاظت میں دوں گا۔ تو ہر طرح سے اس کے آرام اور سکون کا خیال رکھنا۔ اس کی بھوک پیاس اور دوسری ضرورتوں کی پوری طرح سے خبر گیری کرنا اور اے میرے بیٹے! واپس لوٹنے میں دیر نہ کرنا اور یوسفؑ کو لے کر جلد آجانا۔"

اس موقع پر یوسفؑ بھی موجود تھے اور وہ یہ ساری گفتگو سن رہے تھے۔ بہر حال روبن نے یعقوبؑ سے یوسفؑ کی حفاظت کا پختہ عہد کر لیا۔

دوسرے روز جب سارے بھائی یوسفؑ کو لے کر اور اپنے ریوڑ کو ہانکتے ہوئے گھر سے روانہ ہوئے تو یعقوبؑ بھی یوسفؑ کی خاطر گھر سے نکل کر تھوڑی دور ان کے ساتھ گئے۔ سب بھائی باری باری یوسفؑ کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے جا رہے تھے۔ جب وہ یعقوبؑ کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تو جس بھائی نے اس وقت یوسفؑ کو کندھوں پر اٹھا رکھا تھا اس نے انہیں زور سے زمین پر پٹک دیا بے بسی اور لاچارگی میں یوسفؑ ان کے ساتھ پیدل چلنے لگے

کم سن ہونے کی وجہ سے جب یوسفؑ ان کا ساتھ دینے سے عاجز رہے تو ایک کے بعد

دوسرے بھائی کی پناہ لینی شروع کی لیکن کسی نے بھی ان کی مدد نہ کی بلکہ طنز سے کہنے لگے کہ تو نے جو گیارہ ستاروں اور چاند سورج کو اپنے آگے سجدہ کرایا تھا اب انہی کو پکار کہ وہ یہاں آ کر تیری مدد کریں سب سے مایوس ہو کر یوسفؑ روبن کے پاس آئے اور کہا:

"اے میرے بھائی! آپ میری صغر سنی، کم سنی، کمزوری اور اپنے والدِ ضعیف کے حال پر رحم کریں۔ اور اپنے اس عہد کو یاد کریں جو مجھے ساتھ لانے کے سلسلے میں آپ نے اپنے باپ سے کیا تھا۔ آہ! آپ نے کتنی جلدی اس پیمان کو بھلا دیا۔"

یوسفؑ کی یہ گفتگو سن کر روبن کو رحم آیا اور اس کا دل بھر آیا۔ اس نے یوسفؑ کو تسلی دی اور شفقت سے کہا:

"تم فکر مند نہ ہو۔ جب تک میں زندہ ہوں یہ سب تجھے کوئی تکلیف اور دکھ نہ پہنچا سکیں گے۔"

اسی طرح یہ لوگ اپنے ریوڑ کو ہانکتے ہوئے دوتن کی طرف لے گئے۔ وہاں جا کر انہوں نے قصد کیا کہ یوسفؑ کو قتل کر دیا جائے اور ان کی خون آلود قمیص اتار لی جائے اور واپس جا کر یعقوبؑ کو پیش کر دی جائے۔ ان سے جا کر یہ کہا جائے کہ ہم باہم دوڑنے کا مقابلہ کرنے لگے تھے اور یوسفؑ کو ہم نے اپنے سامان کے پاس بٹھا رکھا تھا۔ اسی دوران ایک بھیڑیا وہاں آ گیا اور یوسفؑ کو کھا گیا۔ یوں یوسفؑ کا بھی خاتمہ ہو جائے گا اور یعقوبؑ کو بھی مطمئن کیا جا سکے گا۔

لیکن اس موقع پر خداوند تعالیٰ نے روبن کے دل میں رحم کی توفیق ڈال دی اور اس نے اپنے تمام بھائیوں کو مخاطب کر کے کہا:

"اے میرے بھائیو! کسی بے گناہ کا قتل یاد رکھو جرمِ عظیم ہے۔ خدا سے ڈرو اور اپنے بھائی یوسفؑ کو جس سلامتی کے ساتھ گھر سے لائے ہو ایسے ہی اسے واپس بھی لے جاؤ۔ ہاں البتہ تم اس سے یہ عہد لے لو کہ تم نے اسے قتل کرنے کا جو منصوبہ بنایا ہے اس کی شکایت یہ گھر جا کر ہرگز نہ کرے گا۔"

روبن کی بات پر باقی بھائی سیخ پا ہو گئے اور ان میں سے ایک نے اس پر طنز کرتے ہوئے کہا:

"ہم جانتے ہیں کہ ایسی گفتگو سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ اس طرح تم یہ چاہتے ہو کہ تم ہماری نسبت اپنے باپ کے دل میں زیادہ جگہ حاصل کر لو لیکن ہم ایسا ہرگز نہ ہونے دیں گے۔"

ایک دوسرے بھائی نے روبن سے کہا:

"سن رکھو۔ اگر تم نے ہمارے ہاتھوں یوسفؑ کو بچانے کی کوشش کی تو ہم سمجھیں گے کہ تم

ہمارے ارادے میں مزاحمت کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔ ایسی صورت میں ہم تمہیں بھی یوسفؑ کے ساتھ ہی قتل کر دیں گے۔"

روبن نے جب دیکھا کہ وہ اپنے نو بھائیوں کے مقابلے میں اکیلا اور تنہا کچھ نہیں کر سکتا تو باپ سے کیے ہوئے وعدے کے مطابق یوسفؑ کی حفاظت کرنا بھی ضروری ہے تو اس نے انہیں ایک نیا مشورہ دیتے ہوئے کہا:

"سنو میرے بھائیو! اگر تم یہی طے کر چکے ہو کہ یوسفؑ کو ضائع کر دیا جائے تو پھر کوئی ضروری تو نہیں کہ اسے قتل ہی کر کے اپنی خواہش اور ارادوں کی تکمیل کی جائے۔ اس کے اور بھی ذرائع ہیں۔ سنو! غور سے سنو! دوتن^۱ کی اس وادی میں ایک پرانا اور قدیم کنواں ہے جس کے پانی کو اب صرف مسافر ہی استعمال کرتے ہیں۔ میں نے وہ کنواں دیکھ رکھا ہے۔ اس کنویں میں بہت سے جھاڑ نکل آئے ہیں جن میں سانپ، بچھو اور طرح طرح کے موذی جانور رہتے ہیں۔

تم ایسا کرو کہ یوسفؑ کو اس کنویں کے اندر ڈال دو۔ اگر اسے کسی سانپ نے ڈس کر اس کا کام تمام کر دیا تو تم لوگوں کی مراد پوری ہو جائے گی۔ اس طرح یوسفؑ کا خاتمہ بھی ہو جائے گا اور تم اس کا خون بہانے کے جرم سے بھی بری الذمہ ہو گے اور اگر اسے کسی موذی جانور نے نہ بھی ڈسا تو شاید ادھر سے گزرنے والا کوئی قافلہ جب پانی لینے کی غرض سے یہاں آئے تو اسے نکال کر اپنے ساتھ لے جائے۔ اس صورت میں بھی یوسفؑ سے تمہاری جان چھوٹ جائے گی اور تم لوگوں کو اس کے خون سے ہاتھ رنگنے کی نوبت نہ آئے گی۔"

تب سارے بھائی اس پر متفق ہو گئے کہ یوسفؑ کو قتل نہ کیا جائے بلکہ اس کی قمیض اتار کر اسے کنویں میں گرا دیا جائے۔ پھر ایک میمنہ ذبح کر کے اس کا خون یوسفؑ کی قمیض پر لگا کر یہ قمیض یوسفؑ کے اور اپنے باپ یعقوبؑ کو پیش کی جائے اور کہا جائے کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔

تب انہوں نے یوسفؑ کی قمیض اتار کر انہیں کنویں میں پھینک دیا اور اس کنویں کی نگرانی کرنے لگے کیونکہ وہ اپنے ریوڑ چرانے کے لیے کئی کئی روز گھر سے باہر رہا کرتے تھے لہٰذا انہوں نے کنویں پر نگاہ رکھی کہ یوسفؑ کا کیا حشر ہوتا ہے۔

○

۱۔ جس وقت یوسفؑ کو کنویں میں ڈالا گیا تو جبرائیلؑ حاضر ہوئے اور یوسفؑ کو دو طرح کی وحی کی۔

ایک یہ کہ آئندہ زمانے میں انہیں بھائیوں سے ملاقات کی خوشخبری دی کہ آئندہ دور میں جب وہ اپنے انہی بھائیوں سے ملیں گے تو بالادست ہوں گے جس کی وجہ سے آپ ان کے ظلم و ستم کا ان سے مواخذہ کر سکیں گے۔ اور وہ سب اس معاملے سے بے خبر ہوں گے۔

دوسری وحی یہ تھی کہ یوسفؑ کو اس کنویں سے سلامتی کے ساتھ نکالے جانے کی بھی خوشخبری دی گئی۔ ساتھ ہی جبرائیلِ امینؑ نے حضرت ابراہیمؑ کو جنت سے ملنے والی وہ قمیض جو آپ کے بعد حضرت اسحٰقؑ کو ملی اور ان سے حضرت یعقوبؑ کو ملی اور انہوں نے اس قمیض کو برکت کی خاطر ایک نلکی میں بند کر کے یوسفؑ کے گلے میں ڈال دیا تھا تو جبرائیلِ امینؑ نے کنویں کے اندر اس نلکی میں سے وہ قمیض نکالی اور یوسفؑ کو پہنا دی۔

ایک دن وہ اس کنویں سے دور اپنے ریوڑ چرا رہے تھے تو ایسا ہوا کہ اسمٰعیلیوں اور مدیانیوں کا ایک تجارتی کارواں وہاں سے گزرا۔ یہ کارواں اسی کنویں کے پاس آ کر فروکش ہوا اور اپنے کچھ آدمی انہوں نے کنویں سے پانی نکالنے کو مقرر کیے۔ جب انہوں نے ڈول کنویں میں ڈالا تو اس کے ساتھ یوسفؑ باہر آ گئے۔ وہ لوگ بڑے خوش ہوئے کہ ایک غلام مفت میں ہاتھ آ گیا۔ انہوں نے اپنے جانوروں کو پانی پلایا، خود بھی پیا۔ کچھ دیر سستائے اور کوچ کر گئے۔

اس تجارتی کارواں کے لوگ جلعاد^۱ شہر سے تجارت کی غرض سے مصر جا رہے تھے۔ بہرحال یوسفؑ اس کنویں میں تین دن تک رہے۔ چوتھے دن وہ کارواں والوں کے ہاتھ لگ گئے۔

یوسفؑ کے بھائی اپنے ریوڑ چراتے ہوئے جب پھر اس کنویں کے پاس آئے تو سب سے بڑے بھائی روبن نے کنویں میں جھانک کر دیکھا۔ کنواں خالی تھا کیونکہ بھائیوں نے جب یوسفؑ کو کنویں کے اندر پھینکا تھا تو قدرتِ خداوندی سے آپ کو کوئی چوٹ نہ آئی تھی بلکہ آپ نے دیکھا کہ کنویں میں ایک چٹان ابھری ہوئی ہے لہٰذا یوسفؑ اس چٹان پر بیٹھ گئے لیکن اب روبن نے دیکھا کہ وہ پتھر خالی پڑا تھا اور یوسفؑ وہاں نہ تھے۔

تب روبن نے اپنا پیراہن چاک کیا اور رونے اور واویلا کرنے لگا۔ پھر اس نے اپنے دوسرے بھائیوں سے کہا:

۱۔ جلعاد (شرق اردن) کے کھنڈرات آج بھی دریائے اردن کے مشرق میں وادی ام الیابس کے اندر موجود ہیں۔

ادھر مدینی اور اسمٰعیلی قافلے کے جس شخص نے یوسفؑ کو دوتن کے کنوئیں سے نکالا تھا اس کا نام مالک بن دعبر تھا۔ وہ اس تجارتی کاروان کے ساتھ یوسفؑ کو مصر لے گیا۔ یہ لوگ مصر کے دارالحکومت ممفس شہر میں داخل ہوئے اور مالک بن دعبر نے یوسفؑ کو غلاموں کی منڈی میں فروخت کے لیے پیش کیا۔ اتفاق سے اس وقت مصر کا وزیرِ خزانہ قطفیر وہاں سے گزرا۔ اس کے ساتھ فوطیفرع نام کا ایک شخص تھا جو ممفس کے اونناہی معبد کا پجاری تھا۔

قطفیر کی نگاہ یوسفؑ پر پڑی تو اس نے اپنے ساتھی پجاری کو مخاطب کر کے کہا:

"اے فوطیفرع! اس بچے کی طرف دیکھ کہ کیسا حسین و پُرکشش ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں کم از کم ایسا حسین و جمیل لڑکا کبھی نہیں دیکھا"۔

فوطیفرع نے یوسفؑ کو دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا۔ پھر وہ سنبھلا اور کہا:

"اے قطفیر! قسم مجھے رع دیوتا کی! یہ خوبصورتی اور حسن مجھے انسانی نہیں لگتا۔ کاش میں یہ جان سکتا کہ یہ لڑکا کون ہے۔ کہاں سے آیا ہے۔ اس کے ماں باپ کون اور کہاں ہیں اور اسے فروخت کرنے کے لیے غلاموں کے اس بازار میں کیوں لایا گیا ہے"۔

قطفیر اور فوطیفرع دونوں آگے بڑھے اور قطفیر نے یوسفؑ کے پاس کھڑے مالک بن دعبر کو مخاطب کر کے پوچھا:

"تمہارا نام کیا ہے"۔

مالک بن دعبر نے غور سے اس کی طرف دیکھا اور کہا:

"میرا نام مالک بن دعبر ہے"۔

قطفیر نے پھر سوال کیا:

"یہ لڑکا جو تم فروخت کرنے کے لیے اس بازار میں لائے ہو یہ مجھے کوئی غلام نہیں لگتا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس کا تعلق کسی بڑے گھر سے ہو اور یہ کسی انتہائی شریف خاندان کا چشم و چراغ ہو جسے حالات کی گردش یہاں کھینچ لائی ہے۔ مجھے شبہ ہے تم اسے کہیں سے اغوا کر کے لائے ہو"۔

مالک بن دعبر نے کہا:

"یہ میرا غلام ہے اور میں اسے فروخت کرنے یہاں لایا ہوں۔ آپ نے لینا ہو تو لیں ورنہ میں اسے کسی اور کے ہاتھ نکال دوں گا۔ میں نے تو اسے فروخت ہی کرنا ہے"۔

اس دوران بہت سے لوگ وہاں جمع ہو گئے اور یوسفؑ کو خریدنے کے لیے ان کی بولی لگانے لگے

"اے میرے بھائیو! یوسفؑ تو اس کنوئیں میں نہیں ہے۔ اب میں کہاں جاؤں اور اپنے باپ کو اس کے بارے میں کیا جواب دوں"۔

پھر ان سب نے مل کر مشورہ کیا۔ ایک میمنہ انہوں نے ذبح کیا اور یوسفؑ کی وہ قمیض جو کنوئیں میں ڈالنے سے پہلے انہوں نے اتاری تھی، کو اس خون میں ڈبویا اور اپنے ریوڑ ہانکتے ہوئے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

رات کے قریب سارے بھائی روتے ہوئے اپنے گھر کے پاس آئے۔ ان کے رونے کی آوازیں سن کر یعقوبؑ اور ان کی بیوی لیاہ باہر نکل آئے اور اپنے بیٹوں سے پوچھا:

"کیا تمہارے ریوڑ پر کسی نے حملہ کیا ہے۔ اور یوسفؑ کہاں ہے"۔

ان میں سے ایک نے کہا:

"اے ہمارے باپ! ہم نے آپس میں دوڑ لگائی اور یوسفؑ کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا۔ اس دوران ایک بھیڑیا نمودار ہوا اور حملہ آور ہو کر یوسف کو کھا گیا۔ اے ہمارے باپ! ہم خواہ کتنے ہی سچے کیوں نہ ہوں آپ ہماری بات کا اعتبار اور یقین نہیں کریں گے۔ یہ دیکھیے آپ کے اعتبار کی خاطر ہم اپنے بھائی کا خون آلود کرتہ اپنے ساتھ لائے ہیں"۔

ساتھ ہی انہوں نے یوسفؑ کا خون آلود کرتہ بھی پیش کر دیا جو میمنے کے خون میں انہوں نے بھگو لیا تھا۔

یعقوبؑ نے یوسفؑ کے اس کرتے کو غور سے دیکھا اور اپنے بیٹوں کا جھوٹ ان پر ثابت ہو گیا کیونکہ کرتہ کہیں سے پھٹا ہوا نہ تھا۔ وہ ایسا کرنا بھول گئے تھے کہ خون لگانے کے ساتھ کرتے کو بھی پھاڑ دیتے تاکہ بھیڑیے کا کھانا ثابت ہو جاتا۔

یوسفؑ کے صحیح و سالم کرتے کو دیکھ کر یعقوبؑ نے آہ بھر کر فرمایا:

"آہ میرے بیٹو! بھیڑیا کیسا حلیم اور عقلمند تھا کہ یوسفؑ کو اس نے اس طرح کھایا کہ اس کا کرتہ کہیں سے نہیں پھٹا۔ آہ! یہ بات تمہارے اپنے نفوس کی بنائی ہوئی ہے۔ اب میرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ میں اس پر صبر کروں اور جو کچھ تم کہتے ہو اس پر میں اپنے رب سے مدد مانگوں"۔

اور یوسفؑ کے اس کرتے کو لے کر غمزدہ سے سر جھکائے گھر کے اندر چلے گئے۔

قطفیر نے بھاری توطیبفرع کی طرف دیکھا اور کہا:

"کچھ بھی ہو۔ میں اسے ہر حالت میں خریدوں گا۔ میری کوئی اولاد نہیں۔ میں اسے اپنا بیٹا بنا کر رکھوں گا۔"

سو قطفیر نے سب سے بڑھ کر بولی[1] دی اور یوسفؑ کو خرید لیا۔

یوسفؑ کو خرید کر قطفیر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں بھاری توطیبفرع علیحدہ ہو کر اپنے اون نام کے معبد کی طرف چلا گیا۔ قطفیر یوسفؑ کے ساتھ اپنی شاندار حویلی میں داخل ہوا۔ اس کی بیوی راعیل[2] نے جو دیکھا کہ اس کا شوہر قطفیر ایک انتہائی خوبصورت اور حسین لڑکے کو ساتھ لایا ہے تو وہ حویلی کے صحن میں آئی اور پوچھا:

"یہ لڑکا کون ہے جسے تم اپنے ساتھ لائے ہو۔"

قطفیر نے کہا:

"یہ لڑکا عبرانی ہے۔ اسے میں غلاموں کی منڈی سے خرید کر لایا ہوں۔ تو اس کا بہترین خیال رکھنا۔ رہنے کے لیے اسے عمدہ جگہ مہیا کرو۔ اسے عام غلاموں کی طرح نہ رکھنا۔ اس کی ہر ضرورت کا انتظام کرنا۔ یہ لڑکا ہمارے بڑے کام آئے گا اور اسے ہم اپنا بیٹا بنا لیں گے۔ مجھے امید ہے کہ اس سے متعلق میں نے جو قیافہ اور اندازہ لگایا ہے وہ غلط ثابت نہ ہو گا۔"

قطفیر کی بیوی راعیل جو خود بھی بے انتہا خوبصورت تھی، اس نے اپنے شوہر کی ان باتوں سے اتفاق کیا۔

پھر ان دونوں میاں بیوی نے یوسفؑ کو اپنی حویلی کے سارے کمرے دکھائے۔ یوسفؑ نے دیکھا حویلی کے ہر کمرے میں مصر کے سب سے بڑے دیوتا رع کے بت پڑے ہوئے تھے۔ پھر حویلی کا ماحول بھی ان کے لیے کچھ نیا تھا کیونکہ کنعان جہاں یوسفؑ اپنے باپ اور بھائیوں کے ساتھ رہا کرتے تھے وہاں تو چند ہی آزاد قبائل تھے جو وقتاً فوقتاً ہجرت کرتے رہتے تھے اور بعض قبائل نے مختلف علاقوں میں سکونت

۱۔ یوسفؑ کی خریداری کے لیے طرح طرح کی قیمت لگائی گئی۔ کسی نے آپ کے وزن کے برابر سونا، کسی نے مشک اور کسی نے ریشم دینے کی پیش کش کی پر قطفیر خریدنے میں کامیاب رہا۔

۲۔ قرآن مقدس اور توریت میں اس کے نام کا کہیں ذکر نہیں۔ ہاں یہودیوں کی کتاب تلمود میں اسے زلیخا بھی لکھا گیا ہے۔

اختیار کر کے وہاں چھوٹی چھوٹی ریاستیں بھی بنالی تھیں۔ اس سرزمین میں یوسفؑ کو جو تربیت مل تھی اس میں بدویانہ زندگی کے محاسن اور خانوادۂ ابراہیمی کی خدا پرستی کے عناصر بھی شامل تھے۔

لیکن خداوند تعالیٰ اس وقت کے سب سے زیادہ متمدن اور ترقی یافتہ ملک مصر میں ان سے جو کام لینا چاہتا تھا اور اس کے لیے جس واقفیت، تجربے، بصیرت کی ضرورت تھی اس کا موقع بدوی زندگی میں نہ تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ انتظام فرمایا کہ انہیں مصری سلطنت کے ایک بڑے عہدیدار کے ہاں پہنچا کر آپ کی تربیت کا عمدہ ترین انتظام کیا۔

بہرحال قطفیر نے حضرت یوسفؑ کو اپنے پاس رکھا۔ جب اس نے دیکھا کہ یوسفؑ کے آنے سے اس کے گھر میں برکت اور کشائش آگئی ہے تو وہ اپنی اس خریداری پر بڑا خوش ہوا۔ پھر اس نے یہ بھی دیکھا کہ یوسفؑ جس کام میں بھی ہاتھ ڈالتے ہیں خدا انہیں اقبال مند کرتا ہے لہٰذا وہ جان گیا کہ خدا یوسفؑ کے ساتھ ہے۔ تب یوسفؑ قطفیر کی نظروں میں مقبول ہوئے۔ اس نے انہیں اپنے گھر کا مختار بنا کر سب کچھ انہیں سونپ دیا۔ اس پر خدا نے قطفیر کے گھر میں یوسفؑ کی خاطر اور زیادہ برکت رکھی اور اس کی سب چیزوں میں جو گھر اور کھیت میں تھیں خدا کی طرف سے اور زیادہ برکت ہونے لگی سو اس نے سب کچھ یوسفؑ کے ہاتھ میں دے دیا اور سوائے اس روٹی کے جو وہ کھاتا تھا اس نے ہر چیز کی نگرانی ختم کر دی۔ اس طرح یوسفؑ قطفیر کے گھر ایک عمدہ ماحول میں پرورش پانے لگے۔

○

ہندوستان میں نو وارد آریوں نے ہندوستان کے مقامی باشندوں یعنی دراوڑوں کے خلاف جو سازش تیار کی تھی اس میں وہ مکمل طور پر کامیاب دکھائی دے رہے تھے۔ انہوں نے دراوڑوں کے دس بادشاہوں کو آپس میں لڑا کر پہلے ہی کمزور کر دیا تھا۔ اب انہوں نے اپنی عسکری قوت کو مضبوط و مربوط کیا

۱۔ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ دنیا میں تین آدمی انتہائی عقلمند اور قیافہ شناس ثابت ہوئے ایک قطفیر کہ اس نے یوسفؑ کو خرید کر اپنے ہاں رکھا۔ دوسرے شعیبؑ کہ موسیٰؑ کو اپنے ہاں رکھ کر اپنا داماد بنا لیا اور تیسرے حضرت ابوبکر صدیقؓ کہ اپنے بعد انہوں نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنایا۔

اس کے بعد انہوں نے دراوڑوں کی ریاستوں پر عام ہلہ بول دیا۔ وہ موہنجو داڑو، ہڑپہ اور دراوڑوں کے دیگر بڑے شہروں کو تہس نہس اور زیروزبر کرنے کے بعد پنجاب میں یلغار کرتے ہوئے بھارت کی ریاست تک جا پہنچے تھے۔ بادشاہوں اور وزیروں کو انہوں نے قتل کر دیا۔ بھارت کا بادشاہ سوداس بھی مارا گیا۔ مشرق کی طرف بھارت نام کی یہ آخری ریاست تھی جس پر آریوں نے قبضہ کر لیا۔ وقتی طور پر انہوں نے اپنی پیش قدمی کو یہیں پر روک لیا اور مزید آگے جانے سے پہلے وہ اپنی عسکری قوت کو اور مضبوط کرنا چاہتے تھے۔

ان مفتوحہ علاقوں کے اندر آریوں نے کوئی مضبوط مرکزی حکومت قائم نہ کی بلکہ ان علاقوں کو ریاستوں کی صورت میں ان کے بڑے بڑے سالاروں نے آپس میں بانٹ لیا اور ان پر حکومت کرنے لگے۔

بھارت کی ریاست پر سترو نام کا ایک آرین سپہ سالار قابض ہو کر حکمران بن گیا تھا۔ اسی نے بھارت کے بادشاہ سوداس کو قتل کیا تھا اور پھر سوداس کی ایک بھتیجی سے شادی کر لی جس کا نام گومتی تھا۔ گومتی چونکہ داسیو، اینما اور رام کی چچا زاد بہن تھی لہٰذا اس نے ان تینوں بہن بھائیوں کو محل کے ایک خفیہ تہہ خانے میں چھپا دیا تھا اور ان کا پورا خیال رکھ رہی تھی۔ اسے یقین تھا کہ اگر اس کے شوہر سترو کو خبر ہو گئی کہ داسیو، اینما اور رام مرنے والے بادشاہ سوداس کی اولاد ہیں تو وہ ان تینوں کو قتل کر دے گا۔ اس لیے اس نے ان تینوں کو تہہ خانے میں محفوظ کر دیا تھا۔

عارب، یافان، بیوسا اور بنیطہ کی ذات پر اس انقلاب سے کوئی فرق نہ آیا تھا۔ نئے بادشاہ سترو کو جب ان کے احوال کی خبر ہوئی تو وہ بھی سوداس کی طرح ان کی عزت افزائی کرنے لگا تاہم یوناف پہلے کی طرح پنجرے میں بند تھا اور لوگ اسے پتھر مار کر اپنی مرادیں پوری کر رہے تھے۔

سترو نے مندروں اور دھرم کا کام کرنے والوں کو کوئی نقصان نہ پہنچایا تھا لہٰذا اوشا دیوی کا مندر دریائے سرسوتی کے کنارے ویسے کا ویسا ہی رہا۔ اور اس کے اندر کام کرنے والے پجاری اور دیوداسیاں بھی معمول کے مطابق کام کرتی رہیں۔ تاہم مندر کا بڑا پجاری بھرگیہ چونکہ برکت کی خاطر سوداس کے لشکر میں شامل تھا لہٰذا وہ جنگ میں اس کے ساتھ ہی مارا گیا تھا اور اب ہرشنا نام کے ایک پجاری کو اوشا مندر کا بڑا پجاری بنا دیا گیا تھا۔

آریوں کے ہاں کسی بیوہ عورت کو دوسری شادی کرنے کی اجازت نہ تھی اور بیواؤں کے لیے وہ ودوا آشرم تعمیر کر دیتے تھے۔ تاکہ بیوائیں ان کے اندر رہ کر اپنی زندگی کے باقی دن گزار دیں۔

جب بھارت شہر میں بھی سترو کے حکم سے ودوا آشرم تعمیر ہوا تو گومتی اپنی چچا زاد بہن داسیو کو

نکال کر تہہ خانے سے باہر لے آئی۔ اسے اپنی ایک بیوہ سہیلی ظاہر کیا جبکہ اینما اور رام دیو کو اس نے داسیو کی بیٹی اور بیٹا بتا کر ودوا آشرم میں منتقل کر دیا اور وہاں وہ تینوں ماں بیٹی اور بیٹے کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے لگے۔

○

قطفیر کے پاس رہتے ہوئے حضرت یوسفؑ جوان ہو گئے۔ یہاں تک کہ قطفیر کی بیوی راعیل نے ان کو گناہ اور بدی میں ملوث کرنے کا ارادہ کر لیا۔ کیونکہ یوسفؑ انتہائی حسین تھے اور وہ آپ کو پسند کرنے لگی تھی۔

ایک روز جب قطفیر گھر سے باہر تھا تو جس کمرے میں یوسفؑ تھے وہ اس کمرے میں داخل ہوئی اور اس کے سارے دروازے اندر سے بند کر دیے۔ پھر یوسفؑ کو اس نے بدی اور گناہ کی دعوت دی۔ آپ نے یہ صورتحال دیکھ کر فرمایا:

"اے خاتون! تیرے شوہر نے میری پرورش کی۔ مجھے اچھا ٹھکانا دیا۔ وہ میرا محسن ہے اور میں اس کے گھر کا امین اور محافظ ہوں۔ پھر کیونکر اس کے حرم پر میں دست درازی کروں گا۔ یہ ظلم ہے اور خوب سمجھ لو کہ ظلم کرنے والے کبھی فلاح نہیں پاتے۔"

قطفیر کی بیوی نے آپ کو الجھانے کی خاطر پھر کہا:

"آپ کے بال کس قدر حسین ہیں۔"

یوسفؑ نے فرمایا:

"یہ بال موت کے بعد سب سے پہلے جسم سے علیحدہ ہو جائیں گے۔"

راعیل پھر بولی:

"آپ کی آنکھیں کس قدر حسین ہیں۔"

آپ نے فرمایا:

"موت کے بعد یہ پانی ہو کر میرے چہرے پر بہہ جائیں گی۔"

تیسری بار راعیل نے کہا:

"آپ کا چہرہ کس قدر حسین و جمیل ہے۔"

یوسفؑ نے فرمایا:

"اے خاتون! یہ سب مٹی کی غذا ہے"۔

یوسفؑ نے بچنے کی انتہائی کوشش کی لیکن راعیل نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ انہیں بدی اور گناہ میں ملوث کر کے رہے گی اور وہ بڑی بے باکی سے آپ کی طرف بڑھی مگر آپ کے قریب آنے سے قبل کمرے میں موجود دائیں دیوتا کے بت پر کپڑا ڈال دیا۔

یوسفؑ نے پوچھا:

"اے خاتون! تو نے اس بت پر کپڑا کیوں ڈال دیا"۔

راعیل نے کہا:

"یہ میرا معبود ہے اور اس کے سامنے گناہ کرنے کی میں ہرگز جرأت نہیں کر سکتی"۔

آپ نے فرمایا:

"واللہ! میرا معبود تو اس سے بھی زیادہ حیا کا مستحق ہے"۔

اس موقع پر خدائے بزرگ و برتر نے یوسفؑ کے ذہن میں اپنے والد حضرت یعقوبؑ کا چہرہ روشن کر دیا۔ اس حالت میں کہ یعقوبؑ انگلی دانتوں میں دبائے یوسفؑ کو متنبہ کر رہے ہیں اور جب آپ نے کمرے کی چھت کی طرف نگاہ کی تو وہاں لکھا نظر آیا کہ:

"زنا کے قریب نہ جاؤ کہ یہ بہت بڑی بے حیائی اور قہرِ خداوندی کا سبب ہے"۔

ان حالات میں یوسفؑ کمرے کے دروازے کی طرف بھاگے تاکہ اسے کھول کر باہر نکل جائیں اور راعیل کی کھلی دعوت گناہ سے بچ جائیں۔ لیکن راعیل بھی ان کے پیچھے بھاگی اور جب اس نے آپ کو پیچھے سے پکڑنا چاہا تو اس کے ہاتھ میں آپ کی قمیض آ گئی اور زور لگا کر جب یوسفؑ نے اپنا آپ چھڑانا چاہا تو آپ کی قمیض پھٹ گئی اور اس کا پھٹا ہوا حصہ راعیل کے ہاتھ میں رہ گیا۔

بہرحال آپ بھاگتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے اور ان کے پیچھے ہی راعیل بھی جب کمرے سے باہر آئی تو اس نے دیکھا کہ سامنے قطفیر کھڑا تھا۔ شاید وہ ابھی ابھی باہر سے لوٹ کر آیا تھا۔ راعیل نے اپنے شوہر کو دیکھا تو فوراً پینترا بدل گئی اور یوسفؑ کی پھٹی ہوئی قمیض کا ٹکڑا جو اس کے ہاتھ میں تھا اس نے قطفیر کو دکھاتے ہوئے اپنی پاکدامنی ظاہر کرنے کے لیے اور یوسفؑ پر بہتان لگانے کی خاطر استفہامیہ انداز میں کہا:

"جو شخص تمہاری بیوی کے ساتھ بُرے کام کا ارادہ کرے اس کی سزا اس کے علاوہ اور کیا ہو گی

کہ اسے قید میں ڈال دیا جائے یا پھر اسے سخت جسمانی سزا دی جائے"۔

یوسفؑ اپنی پیغمبرانہ شرافت کی بنا پر غالباً راعیل کا راز فاش نہ کرتے مگر جب راعیل نے خود ہی پہل کرتے ہوئے یوسفؑ پر تہمت لگا دی تو مجبور ہو کر آپ نے قطفیر سے کہا:

"یہی مجھ سے اپنا مطلب نکالنے کے لیے مجھے پھسلا اور ورغلا رہی تھی"۔

یہ معاملہ بڑا نازک تھا اور قطفیر کے لیے اس موقع پر اس کا فیصلہ کرنا انتہائی سخت اور دشوار ہو رہا تھا کہ دونوں میں سے کسے سچا جانے جبکہ شہادت اور ثبوت کوئی نہ تھا لہٰذا وہ یوسفؑ اور راعیل کو ساتھ والے کمرے میں لے گیا جہاں اس کمرے میں راعیل کے کسی عزیزہ کا ایک بچہ گہوارے میں پڑا ہوا تھا۔ وہاں جب یہ معاملہ زیرِ بحث آیا تو خداوند تعالیٰ نے یوسفؑ کو رسوائی سے بچانے کے لیے ایک معجزانہ انتظام کیا۔ بالکل ایسے ہی جیسے اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو گناہ سے بچا لیتے ہیں اور انہیں معصوم و محفوظ رکھتے ہیں۔

خداوند کریم نے گہوارے میں پڑے بچے کو معجزانہ طور پر گویائی عطا کر کے یوسفؑ کی عزت و عصمت کی حفاظت کی۔ بالکل اسی انداز میں جس طرح مریمؑ پر لوگ تہمت باندھنے لگے تو صرف ایک دن کے بچے عیسیٰؑ کو حق تعالیٰ نے گویائی عطا کر کے ان کی زبان سے ان کی والدہ کی پاکیزگی اور تقدس کا اظہار کر دیا۔ جس طرح موسیٰؑ پر فرعون کو شبہ ہوا تو فرعون کی بیوی آسیہ کے بال سنوارنے والی عورت کی چھوٹی بچی کو گویائی عطا کر کے موسیٰؑ کو بچپن میں فرعون کی سزا اور عقوبت سے بچا لیا۔ لہٰذا جب قطفیر نے اس کمرے میں یوسفؑ اور راعیل کے اس معاملے پر بحث شروع کی تو یوسفؑ کو رسوائی سے بچانے کے لیے مولا کریم نے گہوارے میں پڑے ہوئے بچے کو گویائی عطا کر دی اور اس نے بلند آواز میں قطفیر کو مخاطب کرتے ہوئے فیصلہ کن آواز میں کہا:

"اے قطفیر! ان کا کرتہ دیکھو کہاں سے پھٹا ہوا ہے۔ اگر ان کا کرتہ آگے سے پھٹا ہوا ہے تو یہ عورت سچی ہے اور یہ جھوٹے اور اگر ان کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو یہ سچے ہیں اور عورت جھوٹی ہے"۔

اس بچے کے یوں بولنے پر ہی قطفیر سمجھ گیا کہ یوسفؑ کی برأت ظاہر کرنے کے لیے خرقِ عادات صورت پیش آ رہی ہے۔ پھر اس بچے کے کہنے کے مطابق جب اس نے یہ بھی دیکھ لیا کہ یوسفؑ کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو اسے یقین ہو گیا کہ اس کی بیوی راعیل گناہ گار اور قصوروار ہے اور یہ کہ یوسفؑ اس جرم سے بری ہیں۔ لہٰذا اس پر یوسفؑ کی بے گناہی اور معصومیت پوری طرح عیاں ہو گئی اور

اس کے دل میں یوسفؑ کی عزت پہلے سے بھی بڑھ گئی۔

پھر قطفیر نے غصے سے راعیل کو مخاطب کر کے کہا :

"یہ سب تمہارا مکروحیلہ ہے کہ اپنی خطا تم دوسرے کے سر ڈالنا چاہتی ہو۔ یقیناً عورتوں کا مکر اور حیلہ ایسا بُرا ہے کہ اسے سمجھنا اور اس سے نکلنا آسان نہیں ہے کیونکہ ان کا ظاہر نرم و نازک اور ضعیف ہوتا ہے کہ دیکھنے والے کو ان کی بات کا یقین آجاتا ہے"۔

پھر اس نے یوسفؑ سے کہا :

"اے یوسفؑ! تم اس واقعے کو نظر انداز کر دو اور یہ معاملہ کسی اور سے نہ کہنا کہ میری بدنامی اور رسوائی کا سبب نہ بنے۔ میں جانتا ہوں مجھ پر ثابت ہو گیا ہے کہ تم سچائی پہ ہو"۔

پھر قطفیر نے اپنی بیوی راعیل سے کہا :

"تم یوسفؑ سے اپنے اس رویے کی معافی مانگو"۔

اس طرح یہ معاملہ قدرے رفع دفع تو ہو گیا لیکن چھپانے کے باوجود یہ درباری عورتوں کے اندر پھیل گیا اور ان عورتوں نے اعلانیہ راعیل کو لعن طعن شروع کر دی اور کہنے لگیں کہ :

"دیکھو راعیل کی طرف۔ یہ کیسی حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ قطفیر کی بیوی کی حیثیت سے اتنے بلند مرتبے پر ہونے کے باوجود اس نے اپنی ذات کو اپنے ایک غلام کے ساتھ ملوث کرنے کی کوشش کی ہے"۔

راعیل نے جب ان عورتوں کی باتیں سنیں تو اس نے ان عورتوں کی اس دھتکار سے چھٹکارا پانے کے لیے ایک تدبیر سوچی اور اپنے گھر میں ان سب عورتوں کی دعوت کر دی۔

جب یہ عورتیں راعیل کی دعوت پر اس کے گھر آئیں تو راعیل نے انہیں انواع و اقسام کے پھل پیش کیے اور ہر ایک کے سامنے ایک چاقو بھی رکھ دیا۔ جب دعوت کا سارا انتظام مکمل ہو گیا اور دعوت شروع ہو گئی تو عورتوں نے پھل کاٹ کاٹ کر کھانے شروع کیے۔ تب راعیل نے آواز دے کر یوسفؑ کو وہاں بلایا۔ جب یوسفؑ عورتوں کے سامنے آئے تو ان کا حسن و جمال دیکھ کر وہ حیران و ششدر رہ گئیں۔ ان کے لیے یہ ایسا حیرت انگیز لمحہ تھا کہ پھل کاٹتے ہوئے ان عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے کیونکہ یوسفؑ کا حسن دیکھ کر ان کا دھیان بٹ گیا تھا۔

پھر وہ سب عورتیں یک زبان چلا پڑیں :

"حاشا! یہ کوئی بشر نہیں بلکہ کوئی بزرگ فرشتہ ہے اور ہم نے اپنی زندگیوں میں ایسا پُر جمال اور نورانی چہرہ نہیں دیکھا"۔

یوسفؑ کو دیکھ کر جو حالت ان عورتوں کی ہوئی اسے دیکھ کر راعیل نے خوش ہو کر ان عورتوں کو مخاطب کر کے کہا :

"دیکھ لو۔ یہی ہے وہ جوان جس کے بارے میں تم مجھے برا بھلا کہتی تھیں اور واقعی میں نے اس سے اپنا مطلب نکالنے کی خواہش کی تھی مگر یہ پاک صاف رہا۔ تاہم اس نے آئندہ بھی اگر میرا کہا نہ مانا تو بے شک زندان میں جائے گا اور بے عزت بھی ہو گا"۔

راعیل نے جب دیکھا کہ اس کا راز ان عورتوں پر ظاہر ہو چکا ہے تو وہ ان کے سامنے یوسفؑ کو ڈرانے دھمکانے لگی۔ اس موقع پر ان عورتوں نے بھی راعیل کی بھرپور طرف داری کی اور یوسفؑ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا :

"راعیل تمہاری محسن ہے لہٰذا تمہیں اس کو انکار نہیں کرنا چاہیے"۔

یوسفؑ نے جب دیکھا کہ ساری عورتیں بھی راعیل کی موافقت اور تائید میں بول رہی ہیں اور ان کے مکروفریب سے بچنے کی کوئی تدبیر نہیں تو آپ نے اپنے ربّ کی طرف رجوع کیا اور گڑگڑا کر اپنے رب العزت سے دعا کی کہ :

"اے میرے پالنے والے! یہ عورتیں مجھے جس کام کی طرف دعوت دیتی ہیں اس سے تو مجھے جیل خانہ زیادہ پسند ہے۔ اگر تو ہی ان کے داؤ پیچ کو مجھ سے رفع نہ کرے گا تو ممکن ہے میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں اور نادانی کا کام کر بیٹھوں"۔

یوسفؑ کا یہ کہنا کہ جیل خانہ مجھے پسند ہے کوئی قید و بند کی طلب اور خواہش نہ تھی بلکہ گناہوں کے مقابلے میں دنیوی مصیبت کو آسان سمجھنے کا اظہار تھا۔

اللہ تعالیٰ نے یوسفؑ کو ان عورتوں کے جال سے بچانے کے لیے یہ سامان کر دیا کہ قطفیر اور اس کے دوستوں کو اگرچہ یوسفؑ کی بزرگی، تقویٰ اور طہارت کی کھلی نشانیاں دیکھ کر ان کی بزرگی و پاکی کا یقین ہو چکا تھا مگر شہر میں اس واقعے کا چرچا ہونے لگا تھا لہٰذا اس چرچے، بدنامی اور رسوائی کو ختم کرنے کی خاطر انہیں یہی مصلحت نظر آئی کہ یوسفؑ کو جیل میں بند کر دیا جائے تاکہ اپنے گھر میں ان شبہات کا کوئی موقع بھی باقی نہ رہے اور لوگوں کی زبان سے اس کا چرچا بھی ختم ہو جائے۔

لہٰذا یوسفؑ کو زندان میں ڈال دیا گیا تاکہ بات پرانی ہو جائے اور یوسفؑ بھی لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہیں اور ان کا نام لے لے کر راعیل کو دھتکارنے اور ذلیل کرنے کا سلسلہ بھی مکمل طور پر ٹل جائے۔

خداوند تعالیٰ نے زندان میں بھی یوسفؑ پہ کامل رحم فرمایا اور وہ اس طرح کہ زندان کے داروغہ کی نظر میں ان کو مقبول، پسندیدہ اور برگزیدہ بنا دیا۔ ان سب قیدیوں کو جو زندان میں تھے یوسفؑ کے ہاتھ میں سونپا۔ قیدی جو کچھ کرتے آپ ہی کے حکم سے کرتے اور داروغہ زندان، ان تمام کاموں سے جو اس کے ذمے تھے، یوسفؑ کی وجہ سے بے فکر سا ہو گیا تھا۔ اس لیے کہ آپ جو بھی کام کرتے اللہ اس میں برکت اور اقبال مندی ڈال دیتا تھا جس کی بنا پر داروغہ آپ پر مکمل بھروسہ کرنے لگا تھا۔

ایک دن اس زندان میں دو قیدی لائے گئے۔ ان میں سے ایک مصر کے بادشاہ[1] ریّان بن اسیّد کا ساقی اور دوسرا اس کا نانبائی تھا۔ ان دونوں کا جرم یہ تھا کہ ریّان بن اسیّد کی ایک بہت بڑی دعوت کے موقع پر نانبائی کی تیار کردہ روٹیوں میں کرکراہٹ پائی گئی تھی اور ساقی نے جو شراب تیار کی تھی اس میں سے مکھی نکل آئی تھی۔

یہ دونوں بھی یوسفؑ سے بے پناہ محبت کرنے لگے تھے کیونکہ انہوں نے دیکھا تھا کہ یوسفؑ اپنے پیغمبرانہ اخلاق اور رحمت و شفقت کے سبب سب قیدیوں کی دلگیری اور خبر گیری کرتے تھے۔ جو بیمار ہو جاتا اس کی عیادت کرتے جیسے ہی کسی کو غمگین اور افسردہ دیکھتے اسے تسلی دیتے۔ صبر کی تلقین کرتے اور رہائی کی امید دلا کر اس کا حوصلہ بڑھاتے۔ خود تکلیف اٹھا کر دوسروں کو آرام پہنچانے کی فکر کرتے۔ رات بھر خدا کے حضور عبادت میں مشغول رہتے۔ ان کے انہی اوصاف کی بنا پر زندان کے سب قیدی اور داروغہ آپ کی بزرگی اور راست بازی کے معتقد تھے۔

ایک روز جب آپ ریان بن اسید کے نانبائی اور ساقی سے ملنے گئے تو آپ نے دیکھا کہ وہ دونوں اداس، غمگین اور افسردہ سے تھے۔

آپ نے ان کی تسلی کے لیے پوچھا:

"تم دونوں یوں اداس اور مغموم سے کیوں دکھائی دے رہے ہو؟"

ساقی نے کہا:

"آپ جانتے ہیں ہم ریان کے خدام میں سے ہیں اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمیں کس جرم میں اس زندان میں ڈالا گیا ہے۔ اے ہمارے محسن اور مربی! ہم دونوں نے ایک ایک خواب دیکھا ہے۔ پر کوئی ہمیں اس کی تعبیر بتلانے والا نہیں ہے اس لیے ہم اداس ہیں۔"

---

[1] اس کا نام بعض محققین نے اپوفیس بھی لکھا ہے۔

یوسفؑ نے فرمایا:

"تم وہ خواب مجھ سے کہو۔ میں ان کی تعبیر بتاؤں گا۔"

تب ساقی نے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے کہا:

"میں نے خواب میں دیکھا کہ انگور کی ایک بیل میرے سامنے ہے جس میں تین شاخیں ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ اس بیل میں کلیاں لگیں۔ پھول آئے اور اس کے سب گچھوں میں پکے پکے انگور لگے اور مصر کے بادشاہ[1] کا پیالہ میرے ہاتھ میں ہے۔ میں نے ان انگوروں کو نچوڑ کر بادشاہ کے پیالے میں رس نکالا اور پھر وہ پیالہ میں نے اپنے بادشاہ کو تھما دیا۔"

ساقی خاموش ہوا تو یوسفؑ نے کہا:

"تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ انگور کی بیل کی تین شاخیں جو تو نے دیکھیں وہ تین دن ہیں۔ سو سن! اب سے تین دن کے اندر بادشاہ تجھے سرفراز کرے گا۔ تیری رہائی کا حکم ہوگا اور دوبارہ وہ تجھے تیرے منصب پر بحال کر دے گا۔ لیکن جب تو خوشحال ہو جائے تو مجھے یاد رکھنا اور فرعون سے میرا ذکر کرنا اور اس زندان سے مجھے چھٹکارا دلانے کی کوشش کرنا کیونکہ عبرانیوں کے ملک سے مجھے یہاں لایا گیا ہے اور یہاں میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جس کی پاداش میں زندان کے اندر رکھا جاؤں۔"

ساقی خوش ہوا اور اس نے وعدہ کیا کہ وہ رہائی کے بعد ضرور بادشاہ سے ان کا ذکر اور ان کی

---

[1] میں نے یہاں مصر کے بادشاہ کو فرعون نہیں لکھا کیونکہ مصر کے مقامی بادشاہ کو فرعون ان کے سب سے بڑے دیوتا رع کی نسبت سے کہا جاتا تھا لیکن ابراہیمؑ اور یوسفؑ کے زمانے میں مصری بادشاہ مقامی نہیں عرب تھے اور تاریخ میں چرواہے بادشاہ کہلاتے۔ یہ چونکہ رع دیوتا کو ملنتے نہ تھے اس لیے فرعون نہ کہلاتے۔ قرآن مقدس میں جہاں موسیٰؑ کے وقت کے بادشاہ کو فرعون کہا گیا وہاں یوسفؑ کے زمانے کے بادشاہ کو کہیں فرعون نہیں کہا گیا کیونکہ موسیٰؑ کے وقت جو مصر کا بادشاہ تھا وہ مقامی تھا لہٰذا قرآن مقدس نے اسے فرعون کہہ کر پکارا۔ جن محققین اور مصنفین نے یوسفؑ کے وقت کے مصری بادشاہ کو فرعون کہہ کر پکارا اور لکھا ہے، میں سمجھتا ہوں وہ غلطی پہ ہیں۔

(مصنف)

رہائی کی کوشش کرے گا۔

اب نانبائی نے بھی اپنا خواب بیان کرتے ہوئے کہا:

"میں نے دیکھا کہ میرے سر پر سفید روٹیوں کی تین ٹوکریاں ہیں۔ اوپر کی ٹوکری میں ہر قسم کا پکا ہوا کھانا بادشاہ کے لیے ہے اور پرندے میرے سر پر رکھی ٹوکریوں میں سے کھا رہے ہیں۔"

یوسفؑ نے اس کے خواب کی تعبیر بتلاتے ہوئے کہا:

"تمہارے سر پر رکھی تین ٹوکریاں بھی تین دن ہیں۔ خواب سے تین دن کے اندر بادشاہ تیرا سر تن سے جدا کر کے تجھے ایک درخت پر ٹنگوا دے گا۔ وہاں پرندے تیرا گوشت نوچ نوچ کر کھا جائیں گے۔"

اور ایسا ہی ہوا۔

اس کے ٹھیک تین دن بعد مصر کے بادشاہ کی سالگرہ کا جشن تھا۔ جشن میں اس نے اپنے سارے خدام کو بھی بلوایا اور اس کے لیے زندانوں میں ڈالے گئے ساقی اور نانبائی کو بھی بلوایا۔ یوسفؑ کی بیان کردہ تعبیر کے مطابق بادشاہ نے ساقی کو اس کے منصب پہ بحال کر دیا اور وہ پھر بادشاہ کے ہاتھ میں پیالہ دینے لگا۔ جبکہ نانبائی کو اس نے پھانسی دلوا دی اور اس کی نعش کو پرندے نوچ نوچ کر کھا گئے۔ پر ساقی بادشاہ سے یوسفؑ کا ذکر کرنا بھول گیا اور آپ زندان میں ہی پڑے رہ گئے۔

یوسفؑ کی طرف سے ساقی اور نانبائی کے خوابوں کی سچی تعبیر سے زندان کا داروغہ بڑا خوش ہوا اور ایک روز یوسفؑ کے پاس آیا اور ان سے اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار کیا۔ جواب میں حضرت یوسفؑ نے اس سے فرمایا:

"خدا کے لیے مجھ سے محبت نہ کر کیونکہ جب بھی کسی نے مجھ سے محبت کی تو مجھ پر ضرور آفت آئی۔ بچپن میں میری پھوپھی کو مجھ سے بڑی محبت تھی اور اس محبت کی وجہ سے مجھ پہ چوری کا الزام لگا پھر جب باپ نے مجھ سے محبت کی تو اپنے ہی بھائیوں کے ہاتھوں میں کنوئیں میں قید ہوا اور پھر غلامی اور جلاوطنی میں مبتلا ہوا۔ اس کے بعد راعیل نے مجھ سے محبت کی اور تم دیکھتے ہو کہ اس کی محبت نے مجھے زندان میں ڈلوا دیا۔ اب کسی اور نے بھی مجھ سے محبت کی تو خدا معلوم میرا کیا انجام ہو گا۔"

داروغہ نے منت کرنے کے انداز میں کہا:

"میں تو یہ جانتا ہوں کہ آپ اپنے بھائیوں کی سنگدلی کی وجہ سے اس شہر مصر میں آئے اور یہ بھی میرے علم میں ہے کہ قطفیر کی بیوی راعیل کی وجہ سے آپ کو اس زندان میں آنا پڑا لیکن اگر آپ زحمت محسوس نہ کریں تو مجھے اپنی پھوپھی کا واقعہ ضرور سنائیں تاکہ میں جانوں کہ کن حالات کی بنا پر آپ پر چوری کا الزام لگا۔ یوں مجھے آپ کے حالات سے مکمل طور پہ آگاہی ہو جائے گی اور یہ میرے لیے ایک بہت بڑی سعادت ہو گی۔"

یوسفؑ نے افسردہ سی آواز میں کہا:

"سنو، میں تم سے پورا واقعہ کہتا ہوں۔ ہوا یوں کہ میرے چھوٹے بھائی بنیامین کی پیدائش پر میری والدہ فوت ہو گئیں۔ میری پھوپھی پہلے ہی مجھ سے بے حد محبت کرتی تھیں۔ ماں کی وفات کے بعد ان کی محبت میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ انہوں نے یہ کہہ کر ہم دونوں بھائیوں کو ہمارے والد سے مانگ لیا کہ یہ دونوں ابھی چھوٹے ہیں لہٰذا ان کی پرورش میں خود کروں گی۔ میرے والد بھی دیوانگی کی حد تک مجھ سے محبت کرتے تھے لیکن کمسن ہونے کی وجہ سے وہ یہ بھی ضروری سمجھتے تھے کہ ہم دونوں بھائیوں کو کسی عورت کی نگرانی میں رکھا جائے لہٰذا انہوں نے ہم دونوں کو پھوپھی کے حوالے کر دیا۔

اب ہماری محبت میں پھوپھی کا یہ حال ہو گیا کہ وہ کسی بھی لمحہ ہمیں اپنی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیتی۔ جب میں خوب چلنے پھرنے اور بھاگنے دوڑنے کے قابل ہو گیا تو میرے والدِ محترم کا ارادہ ہوا کہ اب وہ مجھے اپنے ساتھ رکھیں۔ اس خواہش کا اظہار جب انہوں نے اپنی بہن اور ہماری پھوپھی سے کیا تو انہوں نے عذر پیش کیا کہ ابھی میں چھوٹا ہوں مگر میرے والدِ محترم نے اصرار کیا کہ اب وہ مجھے اپنے ہی پاس رکھیں گے۔

پھوپھی کی یہ حالت تھی کہ وہ میرے والدِ محترم کو انکار بھی نہ کر سکتی تھیں اور مجھے اپنے آپ سے علیحدہ بھی نہ کرنا چاہتی تھیں۔ سو وہ مجھے والدِ محترم کو واپس کرنے پر رضامند تو ہو گئیں لیکن ساتھ ہی انہوں نے میری محبت سے مجبور ہو کر ایک ایسی حرکت کر دی جس کی وجہ سے وہ مجھے دوبارہ واپس لینے میں کامیاب ہو گئیں۔

جب انہوں نے مجھے والدِ محترم کے پاس بھیجنے کے لیے مجھے تیار کیا۔ نہلایا دھلایا نئے کپڑے پہنائے تو ساتھ ہی انہوں نے میرے لباس کے نیچے کمر کے ساتھ وہ پٹکا بھی باندھ دیا جو میرے دادا اسحٰقؑ کی طرف سے ان کو ملا تھا۔ یہ پٹکا ہمارے خاندان میں بڑا متبرک سمجھا جاتا تھا اور اس کی بڑی تعظیم اور تکریم کی جاتی تھی۔ کمر سے پٹکا باندھنے کے بعد مجھے پھوپھی نے والدِ محترم کی طرف روانہ کر دیا اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی کر دیا کہ خاندان کا وہ قیمتی اور متبرک پٹکا گم ہو گیا ہے۔ آخر تلاشی لی گئی اور میری کمر کے ساتھ بندھا ہوا وہ پٹکا مل گیا۔ لہٰذا مجھ پہ چوری کا الزام لگ گیا۔

گویا پھوپھی کی محبت بے پناہ نے مجھے اپنے پاس رکھنے کے لیے جو تدبیر کی اس بنا پہ

چوری نہ کرنے کے باوجود مجھ پہ چوری کا الزام لگ گیا۔

اے داروغۂ زندان! میرے والدِ محترم کی شریعت کے مطابق اب میری پھوپھی کو یہ حق حاصل ہوگیا تھا کہ وہ اس چوری کی بنا پر مجھے اپنا مملوک بنا کر رکھ سکیں۔ لہٰذا میرے والدِ محترم نے شرعی حکم کے تحت مجھے میری پھوپھی کے حوالے کر دیا۔ اس طرح میری پھوپھی خوش ہوگئیں کہ وہ اپنی خوشش تدبیری سے مجھے دوبارہ اپنے پاس رکھنے میں کامیاب ہوگئی تھیں۔ لہٰذا جب تک وہ زندہ رہیں میں ان کے پاس ہی رہا۔

تو یہ تھا وہ واقعہ جس کی بنا پر میں چوری کے الزام میں ملوث ہوا۔ حالانکہ سب جانتے تھے کہ میں اس چوری سے بری الذمہ ہوں اور یہ کہ یہ سب کچھ اس محبت کی وجہ سے ہوا جو میری پھوپھی کو مجھ سے تھی۔"

داروغۂ زندان نے ازراہِ ہمدردی کہا:

"میں آپ کی بزرگی اور بے گناہی کا معترف ہوں۔ کاش! میرے اختیار میں ہوتا تو میں ابھی اور اسی وقت آپ کو اس زندان سے رہا کر دیتا۔ ہاں! مگر میں یہ ضرور کر سکتا ہوں کہ یہاں اس زندان میں آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ لہٰذا یہ میرا آپ سے وعدہ ہے کہ حالات کچھ ہی کیوں نہ ہو جائیں جب تک میں اس زندان میں داروغہ ہوں آپ کو کوئی تکلیف نہ ہونے دوں گا۔"

پھر وہ اٹھ کر دوسرے حصۂ زندان کی طرف چلا گیا۔

○

مصر کے بادشاہ ریان بن السید کا ساقی گو اپنے وعدے کے مطابق یوسفؑ کا ذکر بادشاہ سے کرنا بھول گیا تھا جس کی بنا پر آپ کو کچھ عرصہ اور زندان کے اندر رہنا پڑا لیکن پھر خداوندِ کریم نے پردۂ غیب سے آپ کی رہائی کے لیے ایک صورت پیدا کر دی۔

ہوا یوں کہ بادشاہ نے ایک خواب دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات لاغر اور دبلی پتلی گائیں کھا گئیں۔ اور سات سرسبز و شاداب بالیوں کو سات خشک بالیوں نے نگل لیا۔

یہ عجیب و غریب خواب دیکھ کر مصر کا بادشاہ بڑا حیران و پریشان ہوا۔

اگلے روز اس نے اپنے مشیروں سے اس خواب کا ذکر کیا اور حکم دیا کہ اس خواب کی تعبیر کا

بندوبست کیا جائے۔

بادشاہ کے مشیروں نے مختلف شہروں کو اپنے آدمی روانہ کیے تاکہ وہ مصر کے بڑے بڑے شہروں عبیدوز اور تھیبس سے بڑے بڑے اہلِ علم، کاہنوں اور خوابوں کی تعبیر بتانے والوں کو لے کر آئیں۔ سب ایک مقررہ وقت پر بادشاہ کے دربار میں جمع ہوں اور بادشاہ کو اس کے خواب کی تعبیر بتائیں۔

جب یہ سب لوگ ایک مقررہ وقت پر بادشاہ کے دربار میں جمع ہو گئے تو بادشاہ نے ان کے سامنے اپنا خواب بیان کیا اور پھر ان سے اس کی تعبیر بتانے کو کہا۔ وہ سب مل کر بھی اس خواب کی کوئی تعبیر نہ بتا سکے اور اپنی کم فہمی پر پردہ ڈالنے کے لیے انہوں نے کہہ دیا کہ:

"اے بادشاہ! یہ کوئی خواب نہیں بلکہ پریشان خیالات ہیں جن کا کوئی خاص مطلب نہیں ہے ہم سچے خواب کی تعبیر تو بتا سکتے ہیں لیکن پریشان خیالوں کو حل نہیں کر سکتے۔"

بادشاہ کو یہ جواب دے کر ایک طرح سے ان لوگوں نے اپنی درماندگی اور بے چارگی کو چھپانے کی کوشش کی تھی۔

بادشاہ ان لوگوں کے جواب سے مطمئن نہ ہوا۔ ان حالات میں بادشاہ کے ساقی کو جو زندان سے رہا ہوا تھا، اچانک یوسفؑ اور ان سے کیا ہوا وعدہ یاد آ گیا۔ لہٰذا وہ آگے بڑھا اور اس نے بادشاہ کو مخاطب کر کے کہا:

"اے آقا! میں آپ کے اس خواب کی تعبیر نکلوا سکوں گا۔"

پھر ساقی نے یوسفؑ کے کمالات، ان کی شرافت، تعبیرِ خواب میں مہارت اور وہ تمام حالات کہہ دیے جن کی بنا پر مظلوم ہونے کے باوجود انہیں زندان میں ڈال دیا گیا تھا۔ پھر اس نے کہا:

"مجھے زندان میں ان سے ملنے کی اجازت دی جائے تو ہمیں ضرور اس خواب کی تعبیر مل جائے گی۔"

بادشاہ نے اس ملاقات کا انتظام کر دیا۔ پس وہ ساقی یوسفؑ کے پاس زندان میں آیا اور ان کو مخاطب کر کے کہا:

"اے یوسفِ صدیق! میں بے حد شرمندہ ہوں کہ میں آپ سے کیے ہوئے وعدے کے مطابق اپنے بادشاہ کے سامنے آپ کا ذکر نہ کر سکا۔ بہرحال میں اب ایک ایسے کام سے آیا ہوں جس کا تعلق بادشاہ کی ذات سے ہے۔ اگر آپ اس کو کر گزریں تو اس زندان سے آپ کی رہائی ممکن ہے۔"

یوسفؑ نے پوچھا:

"کہو، وہ کیا کام ہے۔"

ساقی نے کہا:

"بادشاہ ریان بن اسید نے خواب میں دیکھا ہے کہ سات گائیں فربہ اور تندرست ہیں جنہیں سات لاغر دکمزور گائیں کھا گئی ہیں۔ نیز یہ کہ سات گندم کے خوشے سرسبز و شاداب اور ہرے بھرے ہیں اور سات خوشے خشک ہیں۔ ان سات خشک خوشوں نے سرسبز خوشوں کو پیٹ کر انہیں بھی خشک بنا کر رکھ دیا۔ اب آپ مجھے اس عجیب و غریب خواب کی تعبیر بتلایئے تاکہ میں واپس جا کر ان سے یہ معاملہ کہہ سکوں اور انہیں بتا سکوں کہ بادشاہ کے خواب کی یہ تعبیر ممکن ہے اس طرح وہ آپ کے فضل و کمال سے واقف ہو جائیں۔"

خواب سننے کے بعد یوسفؑ نے ساقی سے کہا:

"اے بادشاہ کے ساقی! سن، میں تجھے اس خواب کی تعبیر بتاتا ہوں۔" اس موقع پر خداوند کریم کی طرف سے آپ کو خواب کی تعبیر سے آگاہ کر دیا گیا تھا للہٰذا آپ نے کہا:

"اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم لوگ سات برس تک لگاتار کھیتی باڑی کرتے رہو گے اور یہ تمہاری خوشحالی کے سال ہوں گے جب کھیتی کٹنے کا وقت آئے تو جس قدر مقدار تمہارے سال بھر کے کھانے کے لیے کافی ہو اسے الگ کر لو اور باقی غلہ ان کے خوشوں میں ہی محفوظ رہنے دو تاکہ گلے سڑے نہیں۔ اس کے بعد سات برس سخت مصیبت کے آئیں گے۔ وہ تمہارا جمع کیا ہوا تمام غلہ ختم کر دیں گے۔ اس کے بعد پھر ایک برس ایسا آئے گا کہ پانی خوب برسے گا۔ کھیتیاں ہری بھری ہوں گی اور لوگ پھلوں اور میووں سے عرق اور تیل بہتات کے ساتھ نکالیں گے یعنی موٹی گائیں اور سرسبز و ہری بھری بالیاں خوشحالی کے سال ہیں جبکہ دبلی پتلی گائیں اور خشک خوشے قحط اور خشک سالی کے برس ہیں۔ جو خوشحالی کی ساری پیداوار کو کھا جائیں گے۔"

یوسفؑ نے اس تعبیر میں نہ صرف بادشاہ کے خواب کا مطلب بتا دیا بلکہ ساتھ ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ خوشحالی کے ابتدائی سات برسوں میں آنے والے قحط کے لیے کیا پیش بندی کی جائے اور غلہ محفوظ کرنے کا کیا بندوبست کیا جائے۔ پھر مزید برآں آپ نے قحط کے بعد اچھے دنوں کے آنے کی خوشخبری بھی دی جس کا بادشاہ کے خواب میں ذکر نہ تھا۔

اس ساقی نے خواب کی یہ تعبیر جا کر اپنے بادشاہ ریان بن اسید سے کہی۔ بادشاہ اس ساقی کی زبان سے کچھ قبل پہلے ہی یوسفؑ کی تعریف میں سن چکا تھا۔ تعبیر خواب کا معاملہ دیکھ کر وہ یوسفؑ کے علم و دانش اور جلالت قدر کا قائل ہو گیا اور نادیدہ مشتاق بن کر اس نے کہا:

"ایسے دانشمند جوان کو میرے پاس لے کر آؤ۔"

اس کے ساتھ ہی کچھ شاہی قاصد ریان بن اسید نے اپنے ساقی کے ساتھ روانہ کر دیئے تاکہ وہ عزت و احترام کے ساتھ یوسفؑ کو لے کر آئیں۔

جب وہ شاہی قاصد یوسفؑ کو لینے زندان میں آئے اور یوسفؑ کے پوچھنے پر انہوں نے آپ کو بتایا کہ:

"آپ کو بادشاہ نے بلایا ہے۔"

تو آپ فی الفور اٹھ کر ان کے ساتھ نہیں چل دیئے بلکہ زندان سے پہلے انہوں نے ان سب الزامات کی تحقیق چاہی جن کی بنا پر انہیں زندان میں بند کیا گیا تھا۔

انہوں نے سوچا اگر بادشاہ کی اس مہربانی پر رہا ہو کر وہ زندان سے نکل گئے تو یہ بادشاہ کا ان پر رحم سمجھا جائے گا اور بے قصور اور صاحب عصمت ہونا پھر پردۂ اخفا میں رہ جائے گا اس لیے انہوں نے شاہی قاصدوں سے کہا:

"واپس چلے جاؤ اور جا کر اپنے بادشاہ سے کہو کہ پہلے ان عورتوں سے میرے معاملے کی تحقیق کرے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے۔"

یوسفؑ کا جواب سن کر وہ ساقی اور شاہی قاصد واپس چلے گئے اور یہی بات انہوں نے جا کر بادشاہ سے کہہ دی۔

بادشاہ نے قطفیر کی بیوی راعیل اور دوسری تمام عورتوں کو اپنے دربار میں بلایا اور جب ان سب سے یوسفؑ کے بارے میں پوچھا تو ان عورتوں نے متفقہ طور پر کہا:

"حاشَ للہ! ہمیں یوسفؑ کے اندر ذرا بھی برائی کی کوئی بات نظر نہیں آئی۔ وہ بالکل معصوم اور بے گناہ ہیں اور یہ کہ جن الزامات کی بنا پر انہیں زندان بھیج دیا گیا ہے ان کی کوئی حقیقت اور بنیاد نہیں ہے۔"

اس موقع پر قطفیر کی بیوی راعیل بھی موجود تھی۔ اس نے بھی یوسفؑ کے متعلق بیان کرتے ہوئے بادشاہ سے کہا:

"اب تو سچی بات ظاہر ہو گئی ہے۔ اب کسی بھی چیز کا اخفا اور راز میں رکھنا بے کار ہے۔ سچ

اور حقیقت یہی ہے کہ میں نے ہی ان سے اپنا مطلب پورا کرنے کی خواہش کی تھی نہ کہ انہوں نے ایسا کیا تھا جیسا کہ میں نے ان پر الزام لگا دیا اور بے شک یوسفؑ ہی سچے ہیں۔"

جب بھرے دربار میں ثابت ہو گیا کہ غلطی راعیل اور اس کی ساتھی عورتوں کی تھی اور یوسفؑ پاکباز اور سچے ہیں تو بادشاہ ریان بن الولید نے پھر اپنے شاہی قاصدوں کو حکم دیا کہ وہ یوسفؑ کے پاس جائیں۔ دربار کی ساری کاروائی ان سے کہیں اور انہیں بتائیں کہ آپ سچے اور بے قصور ہیں۔ غلطی عورتوں ہی کی تھی لہٰذا آپ زندان سے نکل کر بادشاہ کے پاس چلیے۔

ان قاصدوں نے جب یہ سارا معاملہ یوسفؑ سے جا کر کہا تو وہ زندان سے نکل کر ان کے ساتھ شاہی محل کو چل دیے۔

○

عارب، یافان، نبیطہ اور نتا دیوی کے مندر کے اندرونی حصے میں لوگوں کو اپنی دیوی کے سامنے پوجا پاٹ کرتے ہوئے دلچسپی اور انہماک سے دیکھ رہے تھے۔ یافان کی نیلی دھند کی قوتیں فضا کے اندر بکھرے بادلوں کی طرح پھیلی ہوئی تھیں اور پوجا کے لیے آنے والے لوگ اس دھند کو حیرت اور خوف بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے عارب نے یافان سے کہا: "یافان! میرے محترم! کیا یہ ممکن نہیں کہ اس نیلی دھند کو دریائے سرسوتی میں رکھا جائے اور ضرورت کے وقت آپ اسے اپنے مافوق الفطرت طریقے سے بلا لیا کریں، ایسے ہی جس طرح آپ اسے مصر میں دریائے نیل کے اندر رکھا کرتے تھے۔ یہ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ لوگ اسے ہمارے ساتھ دیکھ کر ہم سے کتراتے اور خوفزدہ ہوتے ہیں۔"

یافان نے ہلکا سا غراہٹ آمیز قہقہہ لگاتے ہوئے کہا: "اے عارب میں تم سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں۔"

ساتھ ہی اس نے نیلی دھند کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: "تم لوگ دریائے سرسوتی کی سطح پر اپنا مسکن بنالو۔ میں ضرورت کے وقت تم لوگوں کو طلب کر لیا کروں گا۔"

جس وقت وہ دھند یافان کے حکم کا اتباع کرتی ہوئی مندر سے باہر جا رہی تھی، بیوسا بھاگتی ہوئی مندر میں داخل ہوئی اور عارب کو مخاطب کر کے اس نے کہا: "اے میرے بھائی! ہم تو یہ سمجھتے رہے کہ آریوں کے بادشاہ سترو کے ہاتھوں بھارت کے سابق بادشاہ سوداس کی بیٹی داسیو ماری گئی ہے لیکن میں اسے خود دیکھ کر آ رہی ہوں۔ وہ یوناف کے پنجرے کے پاس کھڑی اس سے باتیں کر رہی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ پریا کے نقشِ قدم پر چل کر ہمارے لیے مصائب کھڑے کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے ساتھ اس کا چھوٹا بھائی اور بہن بھی تھے۔ اس نے اپنے بہن اور بھائی کو اپنے بچے ظاہر کر رکھا ہے اور خود کو وہ بیوہ بتاتی ہے اور وہ دو آشرم میں ایک بیوہ ہی کی حیثیت سے رہتی ہے۔"

عارب نے کہا: "میں اسے ابھی پکڑ کر لاتا ہوں کہ اس کی تو مجھے سخت ضرورت ہے۔ میں نے اپنے دل میں ایک عرصے سے اس کے لیے ایک بہت بڑا فیصلہ کر رکھا ہے۔"

پھر عارب بھاگتا ہوا مندر سے نکل گیا!

عارب بھاگتا ہوا مندر سے نکلا اور جب اس شہ نشین کے پاس آیا جس پہ یوناف کا پنجرہ رکھا ہوا تھا تو اس نے دیکھا وہاں اور لوگوں کے علاوہ داسیو اپنے چھوٹے بھائی رام دیو اور بہن اینما کے ساتھ کھڑی تھی اور لوگوں کو تلقین کر رہی تھی کہ وہ یوناف کو زور سے پتھر نہ ماریں۔

عارب اس کے پاس آیا اور بڑی نرمی سے اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا: "اے مہربان داسیو! میرے ساتھ ذرا مندر میں آؤ۔ میں تم سے ایک اہم مسئلے پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

داسیو نے بے رخی سے کہا:

"تمہیں مجھ سے کیا کام ہو سکتا ہے اور تم مجھ سے علیحدگی میں کیوں گفتگو کرنا چاہتے ہو۔ جبکہ میں نہ تم سے ملنا چاہتی ہوں نہ علیحدگی میں گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔"

اس بار عارب نے عیارانہ لہجہ استعمال کیا: "اے داسیو! تم مجھ سے ناراض اور خفا ہو تو سن رکھو کہ میری ناراضگی تمہاری تکلیف کا اور تباہی کا باعث بھی بن سکتی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم وردوا آشرم میں ایک بیوہ کی حیثیت سے رہ رہی ہو اور اپنے بھائی رام اور بہن اینما کو تم نے اپنے بچے بنا رکھا ہے۔ گو یہاں کے لوگ تمہاری عزت اور احترام کی وجہ سے کسی سے نہ کہیں گے کہ تم مرنے والے بادشاہ کی بیٹی ہو اور یہ کہ تم بیوہ نہیں، کنواری ہو لیکن میں تو ایسا نہ کروں گا۔ اگر تم مجھ سے ناراضگی اور سرکشی کا مظاہرہ کرو گی تو پھر میں بھی تمہاری ساری حقیقت سنرو بادشاہ سے کہہ دوں گا ایسا ہونے کے بعد وہ تم سے کیا سلوک کرے گا یہ تم خود ہی سوچ لو ....."

عارب خاموش ہو گیا کیونکہ رام دیو اور اینما پنجرے سے ہٹ کر ان کی طرف آ رہے تھے۔ داسیو نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں دور رہنے کو کہا: وہ دونوں حیرت و تعجب کے سے انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے پھر یوناف کے پنجرے کی طرف لوٹ گئے۔ داسیو نے اس بار نرم لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا:

"اے عارب! میری تمہارے ساتھ کوئی دشمنی، عداوت اور ناراضگی نہیں۔ مندر میں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر تم مجھ سے کچھ کہنا ہی چاہتے ہو تو یہیں ایک طرف ہو کر کہہ لو۔ میں تمہاری بات غور سے اور نرمی سے سننے کا وعدہ کرتی ہوں۔"

عارب کے چہرے پر مکاری اور عیاری بھری مسکراہٹ بکھر گئی: "اے حسین و مہربان داسیو! مجھے یہ بھی منظور ہے۔"

پھر جب دونوں، دوسرے لوگوں سے ہٹ کر ایک طرف کھڑے ہو گئے تو داسیو نے پوچھا:

"اب کہو، تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

عارب نے کہا: "میری عرصہ سے یہ خواہش تھی کہ میں تم سے شادی کروں۔ میں اس سلسلے میں خود تمہارے باپ سے بات کرنے ہی والا تھا کہ آریوں کے ساتھ جنگ چھڑ گئی اور سارا معاملہ ہی تلپٹ ہو کر رہ گیا۔ اب چونکہ تم خود مختار ہو اس لیے میں براہ راست تم سے گفتگو کر رہا ہوں۔ ویسے کوئی بھی آخری فیصلہ کرنے سے قبل یہ سوچ لینا کہ میرے ساتھ شادی کرنے میں تمہارے لیے فائدے ہی فائدے ہیں اور تم میرے ساتھ اس مندر میں عیش و طرب، خوش و خرم اور بے فکری اور سکون کی زندگی بسر کر سکو گی۔ پھر تم رام دیو اور اینما کو بھی یہاں مندر کے احاطے میں اپنے ساتھ رکھ سکتی ہو اور تم محسوس کرو گی کہ وردوا آشرم کی نسبت وہ دونوں یہاں ہمارے ساتھ عمدہ سہولتوں کے ساتھ بہترین پرورش پا سکیں گے اور خوش بھی رہیں گے۔"

"لیکن اگر تم نے انکار کیا اور میری اس پیش کش کو ٹھکرا دیا تو پھر سن رکھو اس فیصلے کے بعد تمہارے لیے کانٹے ہی کانٹے اور دکھ ہی دکھ رہ جائیں گے اور یہ کہ سنرو صرف تمہاری ہی نہیں رام اور اینما کی زندگی کے بھی درپے ہو جائے گا۔ یہ بھی یاد رکھو کہ اگر تم مجھ سے شادی کر لو تو سنرو سمیت کسی کو بھی جرأت نہ ہو گی کہ تم تینوں بہن بھائیوں کو کوئی تکلیف پہنچائے یا تم سے باز پرس کرے۔ گو میرے پاس ایسی قوتیں ہیں کہ میں زبردستی بھی تم سے شادی کر سکتا ہوں لیکن میں یہ کام جبر سے نہیں بلکہ تمہاری خوشی اور رضامندی سے چاہتا ہوں۔ بتاؤ۔ اس سلسلے میں تمہارا کیا

جواب ہے۔"

داسیو چند ثانیوں تک گردن جھکائے گہری سوچوں میں ڈوبی رہی۔ پھر اس نے غور سے عارب کی طرف دیکھا اور پوچھا:

"کیا ایسا ممکن نہیں کہ اس کام کی تکمیل کے لیے تم مجھے کچھ دنوں کی مہلت دو کہ میں خود بھی اس پر غور کروں اور اپنے بہن بھائی سے بھی مشورہ کر لوں۔"

عارب نے بھرپور خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا: "ضرور ضرور۔ تم خود بھی اس پر سوچو اور اپنے بھائی بہن سے بھی مشورہ کر لو۔ میں اس کے لیے تمہیں دنوں کی نہیں ہفتوں کی مہلت دے سکتا ہوں۔ اب میں جاتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی عارب وہاں سے ہٹ کر مندر میں چلا گیا۔

رام دیو اور اینما نے جب دیکھا کہ عارب وہاں سے چلا گیا ہے تو دونوں بہن بھائی بھاگتے ہوئے داسیو کے پاس آ گئے۔ اینما نے فکرمندی سے پوچھا:

"اے میری بہن! یہ عارب تم سے علیحدگی میں کیا کہنے آیا تھا۔"

داسیو نے ان دونوں سے اپنے اور عارب کے درمیان ہونے والی گفتگو کہہ دی تب رام نے پریشانی سے پوچھا:

"پھر تم اب کیا فیصلہ کرو گی میری بہن!"

داسیو نے کہا:

"پہلے تم دونوں بتاؤ کہ تمہارا کیا مشورہ ہے؟"

رام دیو نے کہا:

"میں تو اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ آپ بڑی ہیں اور ماں کی جگہ ہیں۔ جو فیصلہ آپ کریں گی وہی ہمارے لیے سب سے بہتر اور آخری فیصلہ ہے اور میرا خیال ہے اینما بھی میری ہی ہم خیال ہو گی۔"

اینما فوراً بول پڑی اور کہا:

"اے میرے بھائی! میں ہرگز تم سے اتفاق نہیں کرتی۔ میں تم سے اختلاف رکھتی ہوں۔ میں تو یہ مشورہ دوں گی کہ ہماری بہن کو فوراً عارب سے شادی کر لینی چاہیے۔ اس کے ہمیں دو زبردست فائدے ہوں گے۔ اوّل یہ کہ ہم تینوں بہن بھائی ایک طرح سے محفوظ ہو جائیں گے اور پُرسکون زندگی بسر کرنے لگیں گے۔ بصورتِ دیگر عارب ستر و سے ہماری حقیقت کہہ دے گا اور اس صورت میں ہماری بدبختی لازمی ہے اور اگر عارب ستر و سے نہ بھی کہے تو یہاں کے لوگ کب تک ہمارے راز کو چھپا کر رکھیں گے۔ ان کے اندر بھی ہمارے دشمن پیدا ہو سکتے ہیں۔ جو ستر و سے شکایت کر کے ہماری تباہی کا باعث بن سکتے ہیں۔"

"ہمارے لیے دوسرا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہم تینوں مندر کے اندر عارب کے پاس رہ کر یوناف کی بہترین خدمت کر سکتے ہیں۔ تم جانو میری شکل میری مرنے والی بہن پریا سے ملتی ہے اب پریا کی جگہ میں یوناف کی خدمت کروں گی۔ وہ مجھ سے مانوس ہو جائے گا اور ہماری رہنمائی کر سکے گا کہ ہم عارب سے پریا کا انتقام کیسے لے سکتے ہیں۔ پھر عارب کے پاس رہ کر ہم اس چمڑے کے ٹکڑے کو بھی حاصل کر سکتے ہیں جو عارب نے یوناف کے گلے سے اتارا تھا اور جس پر کندہ تحریر کو اگر یوناف پڑھ لے تو اس کی مری قوتیں بحال ہو جائیں گی اور وہ بھی عارب جیسا ہی مافوق الفطرت بن جائے گا اور جس دن ایسا ہو گیا، ہم سمجھیں گے ہم تینوں نے اپنی زندگی کا بہترین مقصد حاصل کر لیا ہے۔ یاد رکھو! جب یوناف اپنی کھوئی ہوئی قوتیں حاصل کر لے گا تو وہ ضرور ہماری مدد و اعانت کرے گا۔"

رام دیو نے پیار سے اینما کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور مسکراتے ہوئے کہا:

"اے میری بہن! میں سمجھتا تھا تو مجھ سے چھوٹی ہے اور یوں ہی ہو گی لیکن یہ مشورہ دے کر تو نے یقیناً اپنے ذہین اور عقلمند ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ اے میری بہن! میں تیرے اس مشورے سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں۔"

داسیو نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ سے کہا:

"آؤ چلیں! میرا بھی یہی ارادہ ہے۔ اپنی بہن کا انتقام لینے کے لیے اور یوناف کو اس پنجرے سے رہائی دلانے کے لیے مجھے عارب سے شادی کی ذلت برداشت کرنا ہی ہو گی۔"

پھر وہ تینوں بہن بھائی ددوا آشرم کی طرف واپس چل پڑے۔

○

مصر کا بادشاہ ریان بن اسید اپنے تخت پر بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے اس سے بالکل قریب

ایک طرف بڑا پجاری فوطیفرع اور دوسری طرف قطفیر بیٹھا تھا۔ ان کے بعد سلطنت کے دیگر ارکان، اپنے اپنے عہدے اور منصب کے مطابق بیٹھے تھے۔ وہ سب یوسفؑ کا انتظار کر رہے تھے۔ ایک طرف وہ بڑے بڑے کاہن، علمِ نجوم کے ماہر اور خوابوں کی تعبیر بتلانے والے بیٹھے تھے جو بادشاہ کو اس کے خواب کی تعبیر بتلانے سے قاصر رہے تھے اور اس خواب کو پریشان خیالات کہہ کر انہوں نے ٹال دیا تھا۔

اتنے میں یوسفؑ وہاں داخل ہوئے۔ سب لوگ ان کے احترام میں اپنی اپنی جگہوں پر اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ریان اپنے تخت سے اتر کر آپ سے ملا۔ پجاری فوطیفرع آپ کو گلے لگا کر ملا اور آپ کے کان میں اس نے کہا:

"قسم مجھے رع دیوتا کی۔ آپ جیسا راست باز، نیک خو اور خوابوں کی صحیح تعبیر بتلانے والا انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ میں آپ کے لیے پیش گوئی کرتا ہوں کہ اس سرزمین میں آپ کو بے پناہ عزت اور اختیار حاصل ہوں گے اور اب تک جو ناروا سلوک آپ کے ساتھ کیا جاتا رہا ہے ایک طرح سے اس کی تلافی ہو جائے گی اور آپ مصر کے اندر پُرسکون زندگی بسر کر سکیں گے۔"

ذرا رک کر اس نے مزید کہا:

"اے یوسفِ صدیق! جب آپ کو یہ مقام حاصل ہو تو مجھے بھولیے گا مت کہ مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔"

اس کے بعد راعیل کا شوہر قطفیر شرمندگی کی حالت میں آپ سے ملا۔ اس کے بعد سلطنت کے دیگر ارکان نے آپ سے مصافحہ کیا۔

بادشاہ نے یوسفؑ کو اپنے پاس بٹھایا اور کہا:

"اب جبکہ یہ بات کھل کر ثابت ہو چکی ہے کہ آپ بے گناہ ہیں اور ساری غلطی ان عورتوں کی ہی تھی تو اب نہ صرف میری نگاہوں میں بلکہ مصری عوام کی نگاہوں میں بھی آپ کی تقدیس، عزت اور احترام بہت بڑھ گیا ہے۔ اب آپ کی ذات ہر الزام سے بری ہے۔ آپ نے جو خواب کی تعبیر زندان سے بھجوائی تھی اسے تو میں سمجھ گیا اور وہ میرے دل کو خوب لگی لیکن یہ خواب جو میں نے دو مرتبہ دیکھا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے۔ اصل میں اس خواب سے متعلق میں آپ سے پوری معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ یہاں نہ ہوتے اور یہ تعبیر نہ بتلاتے تو پھر میں تو غموں اور دکھوں میں گھر کر رہ گیا ہوتا۔"

درباری بھی بلند آواز میں کہنے لگے:

"ہمیں ایسا دانش مند آدمی کہیں نہیں مل سکتا جیسے یوسفؑ ہیں کیونکہ خدا ان کے ساتھ ہے۔"

اس پر ریان نے فیصلہ کن انداز میں کہا:

"اے یوسفِ صدیق! آپ جیسا عقلمند اور دانشمند آدمی ہمیں کہیں اور نہیں مل سکتا سو آپ ہی اس ملک کے مختار ہوں گے اور میری ساری رعایا آپ کے حکم پہ چلے گی۔ میں تو صرف تخت کا وارث ہونے کی وجہ سے قابلِ عزت سمجھا جاؤں گا۔ دیکھ اے یوسفِ صدیق! میں آپ کو سارے مصر کا حاکم بناتا ہوں۔"

پھر ریان نے اپنی شاہی انگشتری اتار کر یوسفؑ کو پہنا دی اور آپ کے گلے میں سونے کا شاہی نشان ڈالا۔ اس کے بعد اس نے آپ کے لیے کتان کا صاف ستھرا لباس اور ایک شاہی رتھ لانے کا حکم دیا۔

جب لباس اور رتھ آ گئی تو یوسفؑ کو کتان کا لباس پہنایا گیا۔ پھر اس رتھ میں ریان نے یوسفؑ کو اپنے ساتھ بٹھایا اور سارے شہر میں گھمایا۔ اس رتھ کے آگے بہت سے لوگ تھے جو عین شہر کے لوگوں سے کہتے جا رہے تھے کہ:

"تعظیم کے لیے جھک جاؤ۔ آج سے مصر کا حاکمِ اعلیٰ یوسفؑ کو بنا دیا گیا ہے۔"

یوسفؑ کو سارے شہر میں پھرانے اور لوگوں کے اندر آپ کی حاکمیتِ اعلیٰ کا اعلان کرنے کے بعد ریان نے یوسفؑ سے کہا:

"اے یوسفِ صدیق! میں ریان بن اسید آپ سے یہ کہتا ہوں کہ آپ کے حکم کے بغیر کوئی بھی آدمی اس ملک میں اپنا ہاتھ پاؤں نہ ہلانے پائے گا۔"

یوں یوسفؑ کو مصر کا حاکم مقرر کر دیا گیا۔

○

اس واقعہ کے کچھ ہی عرصہ کے بعد ایک روز حسبِ معمول ریان بن اسید یوسفؑ سے ملنے آیا اور آپ سے کہا:

"اے مصر کے حاکمِ اعلیٰ! آج پجاری فوطیفرع میرے پاس آیا تھا۔ وہ کئی دنوں سے ایک بات آپ

یوسفؑ نے فرمایا:

"میں زندان سے بھی آپ کو کہلوا چکا ہوں کہ سات موٹی گائیں اور سات اچھی اور ہری بالیں دونوں ہی سات سال ہیں اور سات دبلی پتلی گائیں اور ہواؤں کی ماری ہوئی بالیں بھی سات برس ہی ہیں مگر کال اور قحط کے مارے ہوئے سال۔ یہ کال اور قحط ملک کو تباہ کر دے گا اور ارزانی ملک میں کسی کو یاد ہی نہ رہے گی کیونکہ جو کال پڑے گا وہ انتہائی سخت ہوگا۔

اور یہ خواب جو آپ نے دو مرتبہ دیکھا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات خداوند برتر کی طرف سے مقرر ہو چکی ہے اور خدا اسے جلد پورا کرے گا۔"

ریان نے پریشان اور منتشر سی آواز میں پوچھا:

"ان حالات پر قابو پانے کے لیے مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

یوسفؑ نے فرمایا:

"آپ کو چاہیے کہ کسی دانشور اور عقلمند آدمی کو تلاش کریں اور اسے اپنے ملک کا مختار بنا دیں تاکہ اسے اختیار ہو کہ وہ ملک کے اندر ناظروں کو مقرر کر سکے اور ارزانی کے سات برسوں میں سارے ملک کی پیداوار کا پانچواں حصہ لیا کرے اور ان سات اچھے برسوں کے دوران سب کھانے کی چیزیں جمع کرے اور ہر شہر، بستی اور قصبے سے جو ضرورت سے زیادہ غلہ ہو اسے جمع کرے اور اس کی حفاظت کا بندوبست کرے۔ لگاتار سات برسوں تک ایسا کیا جائے اور اس دوران جو غلہ جمع ہو وہ آنے والے قحط کے سات برسوں کے لیے کافی ہوگا اور اگر ایسا کر دیا جائے تو پھر ملک آنے والے اس قحط کی وجہ سے برباد نہ ہوگا اور لوگ اس طریقے سے امن اور سکون کی زندگی بسر کریں گے بلکہ ہمارے پاس اس قدر غلہ جمع ہو جائے گا کہ ہم مصر سے ملحقہ ان علاقوں میں جہاں یہ قحط نمودار ہوگا، اپنا غلہ فروخت کر کے اپنے لیے مزید خوشحالی کا سامان پیدا کر لیں گے۔"

ریان اور اس کے درباریوں کو یہ مشورہ بے حد پسند آیا اور سب یوسفؑ کی دانشمندی اور بلند بینی کی تعریف کرنے لگے۔

ریان نے یوسفؑ سے کہا:

"چونکہ خدا نے آپ کی رہنمائی کی ہے اور یہ ساری عقلمندی کی باتیں آپ کو سمجھا دی ہیں اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ خداوند کریم قدم قدم پر آپ کی رہنمائی کرتا ہے۔"

سے کہنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن ابھی تک وہ آپ کے مزاج کو سمجھا نہیں اس لیے وہ بات آپ سے براہِ راست کہہ بھی نہیں سکتا لہٰذا اس نے میرا سہارا لیا ہے اور وہی بات اس نے میرے ذریعے کہلا بھیجی ہے۔

فوطیفرع کی ایک بیٹی ہے جو انتہائی نیک اور پاکیزہ ہے اس کا نام آسانا تھ ہے۔ جو بے حد خوبصورت ہے۔ فوطیفرع کی خواہش ہے کہ آپ اس کی بیٹی سے شادی کر لیں۔"

یوسفؑ نے اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا اور آسانا تھ سے آپ کی شادی ہو گئی۔ اسی بیوی سے آپ کے دو بیٹے منشا اور افرائیم پیدا ہوئے۔

بعض راویوں، علما اور مفسرین کرام کا خیال ہے کہ اسی دور میں راعیل (زلیخا) کا شوہر قطفیر مر گیا لہٰذا راعیل کی شادی یوسفؑ سے ہو گئی۔

راوی یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شادی کے بعد یوسفؑ کے دل میں راعیل کی محبت اس سے زیادہ پیدا کر دی تھی جتنی راعیل کو یوسفؑ سے تھی حتیٰ کہ ایک مرتبہ یوسفؑ نے اس سے شکایت کی کہ:

"اس کی کیا وجہ ہے کہ تم مجھ سے پہلے جتنی محبت نہیں رکھتیں؟"

اس کے جواب میں راعیل نے کہا:

"آپ کے وسیلے سے مجھے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے سامنے سب تعلقات، خیالات مضمحل ہو کر رہ گئے ہیں۔"

بہر حال یوسفؑ مصر میں رہتے ہوئے ریان بن اسید کی تعبیرِ خواب کے مطابق غلے کو ذخیرہ کرنے کے انتظامات کرنے لگے اور سب سے بڑھ کر یہ ہوا کہ ریان بھی آپ پر ایمان لے آیا تھا۔

○

عارب، اوشا دیوی کے مندر کے صحن میں بیوسا اور بنبیطہ کے ساتھ بیٹھا تھا کہ حسین داسیو مندر میں داخل ہوئی۔ اس کے ساتھ اس کے بھائی اور بہن بھی تھے۔

اسے دیکھ کر عارب اپنی جگہ سے اٹھا اور بھاگ کر اس کی طرف بڑھا۔ قریب آ کر وہ اس سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا کہ داسیو خود ہی بول پڑی اور کہا:

"اے عارب! میں خوب سوچ بچار کے بعد تمہاری اس پیش کش پہ ایک فیصلہ کر کے آئی ہوں اور وہ یہ کہ میں تم سے شادی کرنے کو تیار ہوں کیونکہ میری اور میرے بھائی بہن کی بہتری اور فلاح اسی میں ہے کہ میں یہاں رہ کر پُرسکون زندگی بسر کروں اور پھر سب سے بڑھ کر تمہارا تحفظ بھی میرے لیے بڑا اہم ہے۔"

عارب نے پیار سے داسیہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا: "داسیہ! تم واقعی جتنی حسین ہو اتنی ہی عقلمند بھی ہو۔ تم نے اپنی زندگی کا بہترین فیصلہ کیا ہے۔ آؤ یہ خوشخبری بیوسا اور بنیطہ کو بھی سنائیں۔"

ان تینوں کو لے کر عارب بیوسا اور بنیطہ کے پاس آیا۔ پھر یافان کو بھی انہوں نے وہیں بُلا لیا۔ سب نے مل کر معاملہ طے کیا اور اسی روز اوشا دیوی کے مندر میں بڑے پجاری کی موجودگی میں ان دونوں کی شادی ہو گئی۔

(۱۰)

یوسف علیہ السلام نے ریان کے خواب کی جو تعبیر بتائی تھی اس کے مطابق ابتدائی سات سال پورے ملک کے لیے بڑے خوشحال رہے۔ پیداوار خوب ہوئی اور یوسفؑ نے زیادہ سے زیادہ غلّہ جمع کر لیا۔

اس کے بعد خواب کا دوسرا حصہ شروع ہوا اور قحط کے سات سال شروع ہو گئے۔ مصر اور اس کے نواح میں شدید قحط پڑا۔ جو سات برس تک رہا۔

یوسفؑ نے چونکہ اس کا انتظام کر رکھا تھا۔ اس لیے جب قحط نے زور پکڑا اور مصر کے باہر کے لوگ بھوکوں مرنے لگے اور وہاں کے تاجروں کو خبر ہوئی کہ مصر کے اندر اناج وافر مقدار میں دستیاب ہے تو دوسرے ملکوں کے لوگ بھی غلّہ خریدنے کی خاطر سمٹ سمٹ کر مصر میں آنے لگے۔

یوسفؑ نے ایک خاص انداز سے کے مطابق ان لوگوں کے ہاتھ غلّہ فروخت کرنا شروع کیا اور آپ ایک شخص کو ایک اونٹ سے زیادہ غلّہ نہ دیتے تھے۔ یہ فروخت آپ اپنی نگرانی میں کراتے تھے اور جو لوگ بھی غلّہ خریدنے آتے انہیں پہلے یوسفؑ کے سامنے پیش کیا جاتا اور جب وہ منظوری دیتے تب ان لوگوں کے ہاتھ غلّہ فروخت کیا جاتا۔

یہ قحط مصر سے باہر بھی دور دور تک پھیلا ہوا تھا اس لیے ارضِ کنعان جس کے اندر یعقوبؑ رہتے تھے، وہاں بھی قحط کے باعث لوگوں کی حالت بُری ہو گئی اور لوگ غلّہ حاصل کرنے کے لیے مصر کا رخ کرنے لگے۔

ایک روز یعقوبؑ نے اپنے دس بیٹوں کو اپنے پاس بلایا اور کہا:

"اے میرے بچو! تم دیکھتے ہو کہ قحط نے ان علاقوں کو بری طرح آ پکڑا ہے اور لوگ غلہ حاصل کرنے کے لیے مصر کا رخ کر رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم دس بھائی بھی مصر جاؤ اور وہاں سے غلہ لے کر آؤ۔ میں ریوڑ کا ایک حصہ فروخت کر کے اس اناج کے لیے تمہیں رقم مہیا کرتا ہوں۔ اور دیکھو جلد لوٹ آنا کہ میں تم لوگوں کے لیے فکرمند رہوں گا۔ تم دس کو میں اس لیے بھیج رہا ہوں کہ میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ مصر کا حاکم ایک شخص کو ایک اونٹ کے بوجھ سے زیادہ غلہ نہیں دیتا لہٰذا تم جتنے زیادہ جاؤ گے اتنا ہی زیادہ غلّہ لا سکو گے۔ سو میرے بچو! بنیامین میرے پاس رہے گا کہ یہ میرے بڑھاپے میں میرا سہارا و سکون بن کر میرے ساتھ رہے۔"

ان سب نے یعقوبؑ کی بات سے اتفاق کیا اور یعقوبؑ نے جب انہیں رقم مہیا کر دی تو وہ غلّہ خریدنے کی خاطر مصر کو روانہ ہو گئے۔

(۰)

مصر میں جو لوگ غلّہ حاصل کرنے کے لیے آتے تھے انہیں چونکہ سب سے پہلے یوسفؑ کے سامنے پیش کیا جاتا تھا اور آپ ایسے لوگوں سے ان کے احوال تفصیل سے معلوم کر کے اپنی تسلی کرنے کے بعد فی آدمی ایک اونٹ غلّہ دیا کرتے تھے لہٰذا جب ان دس بھائیوں کو بھی آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ آپ کو تعظیم بجا لائے۔

یوسفؑ اپنے بھائیوں کو پہچان گئے لیکن وہ آپ کو نہ پہچان سکے کیونکہ اس کی کئی وجوہات تھیں۔ اوّل یہ کہ یوسفؑ اس وقت جوان ہو چکے تھے اور آپ میں کافی تبدیلیاں آ چکی تھیں۔ دوم یہ کہ اب آپ مصر کے حاکم تھے اور آپ کے بھائی یہ گمان بھی نہ کر سکتے تھے کہ جس بھائی کو انہوں نے رقابت اور کدورت میں اندھے کنوئیں میں پھینک دیا تھا وہ ایک روز مصر کا حاکم ہو جائے گا۔

یوسف علیہ السلام نے بھائیوں پہ اپنا آپ ظاہر نہ کیا اور انجان بنتے ہوئے ان سے سخت لہجے

میں پوچھا:

"تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟"

آپ کے بھائی یہودہ نے جواب میں کہا:

"اے مالک! ہم دس کے دس بھائی کنعان کی سرزمین سے ہیں اور غلہ لینے یہاں آئے ہیں کہ اس سرزمین میں کال ہے اور لوگ اناج کو ترستے ہیں۔"

یوسفؑ نے اجنبی اور انجان پن سے کہا:

"اگر میں یہ کہوں کہ تم لوگ جاسوس ہو اور اس لیے یہاں آئے ہو کہ تم لوگ اس ملک کے حالات دریافت کرو تو پھر تمہارے پاس اپنی صفائی میں کہنے کو کیا ہے۔"

یہودہ نے بڑی نرمی اور عاجزی سے کہا:

"اے آقا! ایسا ممکن نہیں بلکہ تیرے یہ غلام تو صرف اناج کے لیے اس سرزمین کی طرف آئے ہیں۔ ہم سب ایک ہی شخص کے بیٹے ہیں اور سچے ہیں۔"

یوسفؑ نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا:

"نہیں۔ تم لوگ جاسوس ہو اور اس ملک میں جاسوسی کرنے آئے ہو۔"

تب دوسرے بھائی شمعون نے انکساری سے کہا:

"اے آقا! یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم جاسوس ہوں۔ ہم بارہ کے بارہ بھائی ایک ہی شخص کے بیٹے ہیں جو انتہائی خدا رسیدہ اور بزرگ ہے اور اس وقت کنعان میں ہے۔ ہم سب سے چھوٹا بھائی اس وقت ارضِ کنعان میں ہمارے باپ کے پاس ہے اور اس سے جو بڑا تھا اس کے متعلق کچھ خبر نہیں کیونکہ وہ بچپن میں کہیں کھو گیا تھا۔"

یوسفؑ نے کہا:

"میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ تم لوگ جاسوس ہو سو تمہاری آزمائش اس طرح کی جائے گی کہ جب تک تمہارا چھوٹا بھائی یہاں نہ آجائے تم لوگ یہاں سے جانے نہ پاؤ گے۔ سو اپنے میں سے کسی ایک کو بھیجو کہ وہ تمہارے گیارہویں بھائی کو لے آئے تاکہ تمہاری ان باتوں کی تصدیق ہو سکے کہ تم سچے ہو یا جھوٹے۔"

جب وہ ایسا کرنے پر رضامند نہ ہوئے تو یوسفؑ نے انہیں ایک کمرے میں بند کر دیا۔ پھر تیسرے دن ان سے کہا:

"اگر تم لوگ ایک کام کرو تو زندہ رہ سکو گے کیونکہ مجھے خدا کا خوف ہے اسی لیے میں تم سے نرمی کا برتاؤ کر رہا ہوں۔ اگر تم لوگ سچے ہو تو اپنے بھائیوں میں سے ایک کو یہیں میرے پاس نظربند رہنے دو اور باقی اپنے گھروں کے لیے اناج لے جاؤ اور دوبارہ واپس آؤ تو اپنے چھوٹے بھائی کو بھی ساتھ لے کر آؤ۔"

یوسفؑ نے مزید کہا:

"اگر تم میرا کہا مانو گے تو کسی تکلیف میں نہیں پڑو گے بلکہ اس میں تم لوگوں ہی کا فائدہ ہے اور تم ہلاکت میں نہ ڈالے جاؤ گے۔"

سو سارے بھائیوں نے مل کر باہم مشورہ کیا اور یوسفؑ کی تجویز پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ ان میں سے شمعون کو وہاں چھوڑا جائے اور باقی کے نو بھائی اناج لے کر ارضِ کنعان میں اپنے باپ کی طرف روانہ ہو جائیں۔

جب یہ فیصلہ ہو چکا تو روبن نے اپنے دوسرے بھائیوں کو مخاطب کر کے کہا:

"اے میرے بھائیو! دراصل ہم اپنے بھائی یوسفؑ کی وجہ سے مجرم ٹھہرے ہیں کیونکہ جب ہم اس معصوم اور بے گناہ کو ارضِ کنعان کے اندھے کنوئیں میں ڈال رہے تھے تو تمہیں یاد ہو گا کہ اس نے ہماری کس طرح منتیں کی تھیں کہ اسے اس اندھے کنوئیں میں نہ ڈالا جائے مگر ہم سب اس وقت ایسے سنگدل اور پتھر ہو گئے تھے کہ ہم نے اس کی ایک نہ سنی اور اسے اس اندھے کنوئیں کے اندر دھکیل دیا تھا۔

اے میرے بھائیو! کیا میں نے تمہیں اس وقت کہا نہ تھا کہ یوسفؑ پر ظلم نہ کرو پر تم لوگوں نے میری ایک نہ مانی۔ میری کسی نصیحت پر کان نہ دھرا۔ اب تم دیکھو کہ مصر کی سرزمین پر قدرت ہم سے اسی بھائی کے خون کا کیسا بدلہ لے رہی ہے۔"

سارے بھائی روبن کی گفتگو کو غور اور حیرت سے سنتے رہے۔ یوسفؑ بھی تاحکم مصر کے روپ میں ان کے پاس ہی کھڑے یہ سب باتیں سنتے رہے۔ روبن خاموش ہوا تو یوسف ان کے پاس سے ہٹ گئے اور ایک طرف جا کر خوب روئے۔ پھر یوسف سنبھلے اور واپس اپنے بھائیوں کے پاس آ گئے۔ ان کی زبانی ان کے سارے حالات جاننے کے بعد آپ نے کہا:

"جب تم دوبارہ ادھر آؤ تو سب سے چھوٹے بھائی کو بھی لے کر آنا۔ تم دیکھتے ہو کہ میں کس طرح پورا غلہ دیتا ہوں اور کس طرح مہمان نوازی کرتا ہوں۔

اے ارضِ کنعان کے رہنے والو! یہ بھی سن رکھو کہ اگر تم اپنے اس بھائی کو ساتھ لے کر نہ آئے تو پھر میں تمہیں دوبارہ غلّہ نہ دوں گا اور سمجھوں گا کہ تم لوگوں نے میرے ساتھ جھوٹ بولا ہے۔ ایسی صورت میں تم لوگ نہ میرے پاس آنا نہ مجھے اپنی شکل دکھانا۔"

اس کے بعد یوسفؑ نے اپنے خدام کو یہ حکم دیا کہ ان کے بوروں میں اناج بھر دیا جائے۔ جب ان کے بورے تیار ہو گئے تو آپ نے اناج کے بدلے جو رقم ان سے لی تھی وہ بھی اس بنا پر ان کے بورے میں ڈال دی کہ شاید ان کے پاس رقم نہ ہو اور یہ دوبارہ اناج لینے کے لیے ادھر کا رخ نہ کریں۔ اس کے علاوہ ان کے بوروں میں نقدی ڈالنے کی دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ آپ نے یہ گوارا نہ کیا کہ اپنے محترم والد اور بھائیوں سے غلّہ کی قیمت وصول کریں۔ لہٰذا غلّے کی قیمت آپ نے اپنے پاس سے ادا کر دی۔ اس طرح آپ کے بھائی غلہ لے کر کنعان روانہ ہو گئے۔

جب وہ اپنے والد یعقوبؑ کے پاس آئے تو ساری رُوداد انہیں سناتے ہوئے بولے:

"اے ہمارے باپ! جب ہم اناج لینے کے لیے مصر کے مرکزی شہر ممفس میں پہنچے تو ہمیں وہاں کے حاکم کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس شخص نے جسے مصر کے لوگ "حاکم مصر" کہتے ہیں ہم سے سخت لہجے میں باتیں کیں اور ہمیں جاسوس سمجھا۔ ہم نے اس سے کہا کہ ہم سچے آدمی ہیں، جاسوس نہیں ہیں بلکہ ہم تو بارہ بھائی ایک ہی باپ کی اولاد ہیں۔ ہم میں سے ایک کا کچھ پتہ نہیں اور سب سے چھوٹا اس وقت ہمارے باپ کے پاس کنعان میں ہے۔

تب اس شخص نے جو مصر کا مالک ہے ہم سے کہا کہ میں اس دن مانوں گا جب تم اپنے میں سے ایک کو چھوڑ کر یہ اناج اپنے گھر والوں کی طرف لے کر لوٹ جاؤ۔ پھر جب دوبارہ میرے پاس آؤ تو اپنے سب سے چھوٹے بھائی کو بھی اپنے ساتھ لے کر آؤ۔ پھر میں جان لوں گا کہ تم لوگ سچے ہو اور یہ کہ تم جاسوس نہیں ہو۔ اس صورت میں جب تم اپنے بھائی کو میرے پاس چھوڑ جاؤ گے میں اسے بھی رہا کر دوں گا۔ سو اے ہمارے باپ! ہم نے شمعون کو اس کے پاس چھوڑا اور غلّہ لے کر یہاں آ گئے ہیں۔ اب آپ ایسے کریں کہ بنیامین کو بھی ہمارے ساتھ بھیجیں تاکہ ہم اور غلّہ اور شمعون کو بھی ساتھ لے آئیں۔"

بیٹوں کی گفتگو سن کر یعقوب سخت فکرمندی اور کشمکش میں پڑ گئے۔ اس دوران ان کے بیٹوں نے اپنے اپنے اناج کے بورے کھولے تو ان میں سے وہ نقدی بھی نکل آئی جو انہوں نے اناج کی قیمت کے طور پر ادا کی تھی۔ یعقوبؑ اور ان کے بیٹے یہ دیکھ کر اور زیادہ پریشان ہوئے۔ چند لمحوں کے سکوت

کے بعد یعقوبؑ نے کہا:

"اے میرے بیٹو! آہ، تم تو مجھے بے اولاد کر دینا چاہتے ہو۔ یوسفؑ نہ رہا۔ پھر شمعون بھی گیا اور اب تم بنیامین کو بھی اپنے ساتھ اجنبی سرزمین کی طرف لے جانا چاہتے ہو۔ یہ سب باتیں میرے خلاف ہیں۔"

تب روبن نے کہا:

"اگر میں بنیامین کو آپ کے پاس واپس نہ لے کر آؤں تو اے میرے باپ! اس کی پاداش میں آپ بے شک میرے دونوں بیٹوں کو قتل کر دیجیے گا۔ آپ بنیامین کو مجھے سونپ دیں، میں اسے واپس آپ کے پاس لے کر آؤں گا۔"

یعقوبؑ نے دکھ بھری آواز میں جواب دیا:

"میرا بیٹا بنیامین تم لوگوں کے ساتھ نہ جائے گا کیونکہ اس کا بھائی یوسفؑ مر چکا ہے اور وہ اکیلا رہ گیا ہے۔ اگر مصر کی طرف جاتے ہوئے اس پر بھی کوئی آفت آ پڑی تو تم لوگ میرے سفید بالوں کو غم کے ساتھ قبر میں اتار دو گے۔"

وہ سب خاموش ہو گئے اور غلّہ سنبھالنے میں لگ گئے۔ اس طرح بات آئی گئی ہو گئی اور دن تیزی سے گزرنے لگے۔

ارضِ کنعان میں قحط نے اور زیادہ سختی اور شدت اختیار کر لی اور لوگ اناج کو ترسنے لگے۔ پھر وہ ریلے اور طوفان کی شکل میں غلہ حاصل کرنے کے لیے مصر کا رخ کرنے لگے۔ یعقوبؑ کے بیٹے جو غلہ مصر سے لائے تھے وہ ختم ہونے کو ہوا تو آپ سخت فکرمند ہوئے۔ لہٰذا ایک روز آپ نے سب بیٹوں کو جمع کیا اور کہا:

"جو اناج تم لے کر آئے تھے وہ ختم ہونے کو ہے لہٰذا تم لوگ ایک بار پھر مصر جاؤ اور وہاں سے اناج لے کر آؤ۔"

جواب میں یہودا بولا:

"اے ہمارے باپ! اس شخص نے جو مصر کا حاکم ہے ہمیں نہایت تاکید سے کہہ دیا تھا کہ تم لوگ ہرگز میرا منہ نہ دیکھنا اگر تم اپنے چھوٹے بھائی کو بھی ساتھ نہ لے کر آؤ۔ پس اے ہمارے باپ! جب تک بنیامین ہمارے ساتھ نہیں جاتا ہم مصر کا رخ نہیں کریں گے۔ ہاں اگر آپ بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیجنے پر رضامند ہیں تو ہم ابھی اور اسی وقت مصر جانے کو تیار ہیں۔"

یعقوبؑ نے غم واندوہ اور فکر و پریشانی سے اپنی گردن جھکالی۔ چند لمحے گہری سوچوں میں گم رہے پھر بولے اور انتہائی مایوسی اور دکھ میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا:

"اے میرے بیٹو! تم لوگوں نے کیوں مجھ سے یہ بدسلوکی کی۔ تم نے مصر کے اس حاکم کو کیوں بتا دیا کہ تمہارا ایک بھائی اور بھی ہے۔"

یہودا نے انکساری سے جواب دیا:

"اے والدِ محترم! مصر کے اس حاکم نے۔ بہ تفصیل ہمارے خاندان کا حال پوچھا کہ کیا تمہارا باپ اب تک زندہ ہے اور کیا تمہارا کوئی اور بھائی بھی ہے تو اے ہمارے باپ! ہم نے اس کے ان سوالوں کے مطابق اسے بتا دیا کہ ہاں ہمارا باپ جیتا ہے اور ہم کُل بارہ بھائی ہیں جبکہ ان میں سے ایک کھو گیا تھا اور سب سے چھوٹا بنیامین ہمارے باپ کے پاس رہتا ہے۔ اب ہمیں کیا معلوم تھا کہ ہمارے اس جواب پر وہ یہ کہہ دے گا کہ اپنے چھوٹے بھائی کو بھی ساتھ لے کر آؤ۔"

یہودا چند لمحوں تک رک کر اپنے باپ کے چہرے پر آتے جاتے اور بکھرتے جذبات کو دیکھتا رہا۔ پھر دوبارہ اپنے باپ کو قائل کرنے کی خاطر بولا:

"اے ہمارے باپ! بہتر ہے کہ آپ بنیامین کو ہمارے ساتھ کر دیں کہ ہم مصر کا رخ کریں اور وہاں سے ہم اناج لے آئیں تاکہ ہم، آپ اور ہمارے بال بچے زندہ رہیں اور ہلاک نہ ہوں۔ میں بنیامین کا ضامن ہوں۔ واپسی پر آپ بنیامین کو مجھ سے لینا۔ اگر میں اسے واپس لا کر آپ کے سامنے کھڑا نہ کر دوں تو میں ہمیشہ کے لیے گناہ گار ٹھہروں گا۔ اے ہمارے باپ! جب ہم نے پہلی بار آپ سے بنیامین کو ہمارے ساتھ مصر بھیجنے کی گزارش کی تھی اگر آپ اس وقت بنیامین کو ہمارے ساتھ روانہ کر دیتے تو اب تک ہم مصر سے دوسری بار غلہ لے کر لوٹ آئے ہوتے۔"

یہودا کی گفتگو کا یعقوبؑ پر خاطر خواہ اثر ہوا اور ان کی جھکی ہوئی گردن سیدھی ہو گئی۔ ساتھ ہی ان کے چہرے پر چھائے تفکرات بھی دور ہو گئے۔ پھر وہ بولے:

"اے میرے بیٹو! اگر یہی بات ہے تو ایسا کرو کہ اپنے برتنوں میں اس سرزمین کی پیداوار میں سے کچھ اس مہربان حاکم مصر کے لیے نذرانے بھی لیتے جاؤ۔ اس کے لیے یہاں سے روغنِ بلسان، شہد، گرم مصالحے، پستہ اور بادام بھی لیتے جاؤ۔ اناج خریدنے کے لیے نقدی بھی ساتھ لے لو اور اس نقدی کو بھی ساتھ واپس لیجاؤ جو پہلی بار اناج خریدتے وقت تمہارے بوروں میں ڈال دی گئی تھی۔ ہو سکتا ہے اس سے بھول ہو گئی ہو۔ اور اس نقدی کو پا کر وہ تم لوگوں سے خوش ہو جائے۔ تم

اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو بھی ساتھ لیتے جاؤ اور دوبارہ مصر سے اناج لے کر آؤ اور میرا خدا جو قادرِ مطلق اور واحد و لاشریک ہے۔ اس حاکم مصر کو تم پر مہربان کر دے گا کہ وہ بنیامین کو اس کی خواہش کے مطابق ساتھ لے جانے پر میرے اسیر کیے ہوئے بیٹے شمعون کو بھی رہا کر دے۔"

یعقوبؑ کی اس اجازت پر ان کے بیٹے بے حد خوش ہوئے۔ انہوں نے یوسفؑ کو پیش کرنے کے لیے نذرانے اور اناج خریدنے کے لیے نقدی لی اور اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو لے کر مصر کی طرف روانہ ہو گئے۔

پہلے کی طرح ان لوگوں کو یوسفؑ کے سامنے پیش کیا گیا۔ جب یوسفؑ نے ان کے ساتھ اپنے حقیقی چھوٹے بھائی بنیامین کو دیکھا تو آپ بے حد خوش ہوئے اور اپنے گھر کے منتظم سے کہا کہ ان سب کو میرے گھر لے جاؤ اور کوئی جانور ذبح کر کے کھانا تیار کراؤ کیونکہ یہ لوگ آج دوپہر کو میرے ساتھ کھانا کھائیں گے۔

منتظم یوسفؑ کے بھائیوں کو ان کے گھر لے گیا۔ وہاں اس نے شمعون کو کمرے سے نکالا۔ یوں وہ گیارہ بھائی یوسفؑ کے گھر میں جمع ہو گئے۔

اس موقع پر روبن نے باقی سارے بھائیوں سے کہا:

"یہ جو حاکمِ مصر نے ہم سب کو اپنے گھر پہنچا دیا ہے تو مجھے ڈر ہے کہ یہ ہمیں کسی اور دکھ اور تکلیف میں نہ پھنسا دے۔ مجھے خوف ہے کہ وہ نقدی جو پہلی بار ہمارے بوروں میں رکھ کر واپس کر دی گئی تھی اس کی وجہ سے شاید یہ حاکم ہمیں اپنے گھر میں بند کر دینا چاہتا ہے تاکہ اسے ہمارے خلاف بہانہ مل جائے اور وہ ہمیں اپنا غلام بنا لے اور ہم سے ہماری نقدی اور باربرداری کے تمام جانور چھین لے۔"

"اے میرے بھائیو! ہمیں اپنی بہتری اور رہائی کے لیے ضرور کچھ کرنا چاہیے۔ دیکھو! اس گھر کا منتظم اس سامنے والے کمرے میں گیا ہے ابھی سے اس سلسلے میں گفتگو کرتے ہیں اور اسے اس نقدی کے بارے میں بتا دیتے ہیں۔"

سارے بھائی مل کر منتظم کے کمرے میں گئے۔ جب منتظم نے ان سب کو یوں ایک ساتھ اپنے کمرے میں آتے دیکھا تو اس نے قدرے حیرت سے پوچھا:

"اے میرے عزیزو! تم مجھے پریشان لگتے ہو۔ کیا میں اس کی وجہ جان سکتا ہوں؟"

یہودا نے جواب دیتے ہوئے کہا:

"تمہارا اندازہ درست ہے۔ ہمیں ایک معاملے کا ڈر اور خوف ہے اور ہم تم پہ اس کا انکشاف کرنا چاہتے ہیں کہ جب ہم پہلے یہاں سے اناج لے کر گئے تھے۔"

منتظم بیچ میں بول پڑا:

"میں جانتا ہوں کہ تم پہلے بھی اناج لے کر گئے تھے مگر اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ تمہیں اس بار بھی اناج ملے گا۔"

"دراصل تم میرا مطلب نہیں سمجھے۔ میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں۔" یہودا نے اس کے قریب ہوتے ہوئے کہا: "میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پچھلی بار جب ہم اناج لے کر گئے تھے تو ایسا ہوا کہ جب ہم نے گھر جاکر بوروں کو کھولا تو سب بوروں کے اندر وہ نقدی بھی تھی جو ہم نے ادا کر کے اناج خریدا تھا۔ سو اے عزیز! وہ نقدی ہم اپنے ساتھ واپس لے آئے ہیں اور اس مرتبہ کے اناج کے لیے علیحدہ نقدی لائے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ نقدی ہمارے بوروں میں کس نے رکھ دی تھی۔"

یہودا خاموش ہوا تو منتظم نے کہا:

"تم سب کی سلامتی ہو۔ اس معاملے میں تم لوگ خوف زدہ نہ ہو۔ میں تو یہ کہوں گا کہ تمہارے خدا نے تمہارے ہی اناج کے بوروں کے اندر سے تم لوگوں کو خزانہ عطا کر دیا ہے لہٰذا اس نقدی کو تم لوگ اپنے پاس رکھو اور اپنے استعمال میں لاؤ۔ رہا تمہارے پہلے اناج کی قیمت کا سوال ہے تو مجھے اس اناج کی قیمت اسی وقت مل گئی تھی۔ اب تم آرام سے بیٹھو اور اس معاملے میں کسی قسم کا تردد نہ کرو۔"

اس پر سارے بھائی مطمئن ہوکر دوسرے کمرے میں جا بیٹھے۔ منتظم نے ان کے غسل کا انتظام کیا۔ ان کے جانوروں کو چارہ مہیا کیا اور ان کے لیے بہترین کھانے پکوائے۔

دوپہر کے وقت یوسفؑ بھی آ پہنچے اور اپنے بھائیوں کے پاس آ بیٹھے۔ سب بھائیوں نے ان کو وہ تحائف پیش کیے جو وہ یعقوبؑ کے کہنے پر ساتھ لائے تھے۔ پھر حضرت یوسفؑ نے ان سے انتہائی بے چینی سے پوچھا:

"تمہارا ضعیف باپ کیا اب تک جیتا ہے اور زندہ ہے؟"

روبن نے جواب میں کہا:

اے ہمارے محسن! ہمارا باپ اب تک جیتا ہے اور خداوند کی مہربانی سے خیریت سے ہے۔"

اس کے بعد آپ نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے بنیامین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سوالیہ انداز میں پوچھا:

"تو یہ ہے تمہارا بھائی جسے تم نے اپنے ساتھ لانے کا وعدہ کیا تھا۔ چونکہ تم نے اپنا وعدہ نبھایا ہے لہٰذا میں تمہیں تمہاری ضرورت کے مطابق اناج دے کر سب بھائیوں کو واپس جانے کی اجازت دے دوں گا۔"

اپنے چھوٹے بھائی کو سامنے دیکھ کر اور اپنے والد کی یاد میں یوسفؑ کی بری حالت ہو رہی تھی اس لیے وہ وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں گئے اور وہاں اپنے حالات پہ جی بھر کر روئے۔ پھر دوبارہ ہاتھ منہ دھو کر اپنے بھائیوں کے پاس آئے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد یوسفؑ منتظم کو علیحدگی میں لے گئے اور بڑی رازداری سے کہا:

"ان آدمیوں کے بوروں میں جتنا اناج لے جا سکیں بھر دینا۔ پھر ایسا کرنا کہ میرا چاندی کا پیالہ ان کے سب سے چھوٹے بھائی بنیامین کے بورے میں رکھ دینا اور ان کو یہ بھی سمجھا دینا کہ کل صبح ہی صبح ایک قافلہ یہاں سے ارض کنعان کو جائے گا لہٰذا یہ لوگ بھی اس کے ساتھ ہی یہاں سے کنعان کو کوچ کر جائیں۔"

اس کے بعد یوسفؑ وہاں سے چلے گئے۔ منتظم نے سارے بھائیوں کے بوروں میں اناج بھروا دیا۔ ان سے نقدی کی صورت میں اناج کی قیمت وصول کی اور پھر وہ نقدی بھی واپس ان کے بوروں میں ڈال دی۔ پھر یوسفؑ کی خواہش کے مطابق بنیامین کے بورے میں اناج کے ساتھ چاندی کا پیالہ بھی رکھ دیا اور بوروں کے منہ سی دیے۔ اس طرح سارے بھائی اگلی صبح شمال کی طرف جانے والے قافلے کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

چھوٹا سا یہ قافلہ ابھی ممفس شہر سے تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ پیچھے سے کچھ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے آئے اور قافلے کے پاس آ کر بلند آواز میں چلّانے لگے:

"اے قافلے والو ٹھہرو! تم لوگ چور ہو۔"

قافلہ رک گیا اور روبن نے ان سواروں سے پوچھا:

"تمہاری کیا چیز گم ہو گئی ہے جس کا شبہ تم ہم پر کر رہے ہو؟"

آنے والے سواروں نے کہا:

"ہمارے بادشاہ کا چاندی کا پیالہ نہیں ملتا اور ہمیں شک ہے کہ وہ تم لوگوں میں سے کسی کے پاس ہے۔ سنو قافلے والو! جو بھی وہ پیالہ لا کر دے گا میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسے ایک اونٹ

کے بوجھ کے برابر غلہ انعام دیا جائے گا۔"

اس بار یہودا نے ان سواروں سے کہا:

"بخدا تم کو خوب معلوم ہے کہ ہم ملک میں فساد پھیلانے والے نہیں ہیں نہ ہی ہم چور ہیں اور نہ ہی یہ ہمارا شیوہ ہے۔ شاید تم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ ہم تو وہ نقدی بھی لوٹانے کے لیے اپنے ساتھ لے آئے تھے جو یہاں سے غلطی سے ہمارے اناج کے بوروں میں اس وقت ڈال دی گئی تھی جب ہم پہلی بار اناج لینے آئے تھے اور ہم ایسا کر سکتے ہیں تو مصر کے بادشاہ کا پیالہ کیونکر چرا سکتے ہیں جبکہ وہ ہمارا محسن ہے کہ اس نے ہمیں ہماری ضرورت کے مطابق دو بار اناج دیا ہے۔ ہمیں اپنے ساتھ کھانا کھانے کی سعادت بھی بخشی۔ سو اے تعاقب کرنے والو! ہم کیونکر اپنے محسن کا پیالہ چرا سکتے ہیں؟"

ان تعاقب کرنے والوں میں سے ایک نے یہودا سے پوچھا:

"اگر تم میں سے کسی پر چوری ثابت ہو جائے تو پھر ایسے چور کی کیا سزا ہوگی؟"

یہودا نے اپنے باپ یعقوبؑ کی شریعت کے مطابق جواب دیا:

"جس شخص کے اسباب میں سے بادشاہ کا پیالہ ملے اسے اس چوری کے عوض غلام بنا لیا جائے۔ ہم لوگ چوروں کو یہی سزا دیتے ہیں۔"

اس کے بعد سب بھائیوں نے اپنے اونٹوں سے اناج کے بورے اتارنے شروع کیے اور تعاقب کرنے والوں نے ان کی تلاشی لینا شروع کی۔ انہوں نے سب سے پہلے بڑے بھائی روبن اور آخر میں بنیامین کے بورے کی تلاشی لی تو اس میں سے پیالہ نکل آیا۔

اس پر تعاقب کرنے والوں نے کہا:

"تم نے دیکھا۔ ہم نہ کہتے تھے کہ بادشاہ کا چاندی کا پیالہ تم میں سے ہی کسی ایک کے پاس ہے لہٰذا تمہارے اپنے ہی فیصلے کے مطابق اب ہم اس جوان کو اپنے ساتھ لے جائیں گے اور یہ ہمارے ہاں ایک غلام کی زندگی بسر کرے گا۔"

اس پر سارے بھائی غم و اندوہ میں آہ و پکار کرنے لگے اور جب تعاقب کرنے والے بنیامین کو اپنے ساتھ لے جانے لگے تو دوسرے بھائیوں نے بھی اپنے جانوروں کو موڑا اور ان کے ساتھ ہو لیے۔ جب سارے بھائیوں کو یوسفؑ کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے تعجب سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا:

"تم لوگوں نے میرے ساتھ یہ برائی کیوں کی جبکہ میں تو تم سب پہ احسان ہی کرنے والا تھا۔"

یہودا نے گلوگیر آواز میں کہا:

"اے بادشاہ! ہم کیا بات کریں۔ اب جبکہ ہم پر برائی ٹھہرا ہی دی گئی ہے اور ہمارے اس چھوٹے بھائی کو غلام بنا ہی لیا گیا ہے تو میں بھی اس کے ساتھ یہیں غلام کی حیثیت سے رہ جاؤں گا اور جس طرح یہ یہاں غلامانہ زندگی بسر کرے گا میں بھی کرتا رہوں گا۔"

یوسفؑ نے نرمی سے اسے سمجھاتے ہوئے کہا:

"خدا نہ کرے ایسا ہو۔ جس کے پاس سے پیالہ نکلا ہے صرف وہی یہاں غلام بن کر رہے گا۔"

اس پر یہودا طیش میں آ کر بولا:

"اے بادشاہ! ہم نے پہلی ملاقات میں آپ سے کہا تھا کہ ہمارا باپ بوڑھا ہے اور اس کے بڑھاپے کا سہارا ہمارا سب سے چھوٹا بھائی ہے۔ اس کا سگا بھائی بچپن ہی میں کہیں کھو گیا تھا سو ہمارا باپ اس پر جان دیتا ہے لیکن اے بادشاہ! آپ نے ہم سے کہا کہ چھوٹے بھائی کو لے کر آؤ تو شمعون کو رہائی ملے گی۔ سو اے بادشاہ! ہم آپ کی خواہش کے مطابق اس چھوٹے بھائی کو یہاں لے کر آئے۔ اب جبکہ اس پر چوری کا الزام لگ گیا ہے اور غلام بنا کر اسے یہاں روک لیا گیا ہے تو اے بادشاہ! ہم اس کے بغیر جا کر کیسے اپنے باپ کا سامنا کریں گے۔

جب ہمارے باپ کو خبر ہوگی کہ بنیامین کو چوری کے الزام میں محض روک لیا گیا ہے تو اے بادشاہ! میں ڈرتا ہوں ہمارا بوڑھا باپ اس صدمے سے جانبر نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ وہ تو اس بنیامین کو یہاں بھیجنے پر راضی ہی نہ تھا پھر میں اس معاملے میں ضامن بنا اور اپنے باپ سے کہا کہ اگر میں بنیامین کو تیرے پاس واپس نہ لے کر آؤں تو میں گنہ گار ٹھہروں گا۔ اس لیے میری آپ سے گزارش ہے کہ میرے چھوٹے بھائی کو رہا کر دیا جائے تاکہ وہ واپس جا کر ہمارے باپ کے سکون اور اطمینان کا باعث بنے اور اے بادشاہ! اس کے بدلے میں مجھے غلام بنا کر رکھ لیا جائے۔"

یوسفؑ نے جواب میں کہا:

"ایسا کیونکر ممکن ہے کہ جس نے چوری کی، اس کے بجائے کسی اور کو غلام بنا کر رکھ لیا جائے۔ جو پکڑا گیا ہے وہی غلام بن کر یہاں رہے گا۔ تم سب یہاں سے اپنی سرزمین کی طرف واپس لوٹ جاؤ۔ یہی بہتر ہے۔"

اس پر سب بھائی یوسفؑ کے حکم پر وہاں سے باہر نکل گئے۔ باہر آ کر روبن نے اپنے دوسرے

بھائیوں کو مخاطب کر کے کہا:

"اے میرے عزیز بھائیو! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہمارے باپ نے بنیامین کو واپس لانے کا ہم سے پختہ عہد لیا تھا۔ سنو! اس سے پہلے یوسفؑ کے معاملے میں بھی تم سے کوتاہی، غلطی اور گناہ سرزد ہو چکا ہے جبکہ میں اُس وقت تم سب کو منع کرتا رہا تھا کہ یوسفؑ کو مت مارو۔ آخر وہ ہمارا بھائی ہے پر تم اس کی میری جان کے بھی دشمن ہو گئے۔ ان حالات میں میں تو اب مصر کی سرزمین سے نہ جاؤں گا جب تک کہ میرے والدِ محترم مجھے واپس آنے کا حکم نہ دیں یا اس معاملہ پہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم نہ نازل ہو جائے۔"

لیکن دوسرے بھائیوں نے منّت سماجت کر کے روبن کو اپنے ساتھ لے جانے پر رضامند کر لیا۔ اس طرح سارے بھائی بنیامین کو یوسفؑ کے پاس چھوڑ کر اور اپنا اناج لے کر ارضِ کنعان کی طرف لوٹ گئے۔

○

بھائیوں کے چلے جانے کے بعد یوسفؑ اپنے چھوٹے اور حقیقی بھائی بنیامین کو مخاطب کرتے ہوئے بولے:

"اے عزیز! تم اگر چاہو تو میں تمہارے بھائی کی جگہ ہو جاؤں؟"

بنیامین نے دکھ سے کہا:

"میری ایسی قسمت کہاں کہ آپ جیسا کوئی میرا بھائی ہو۔"

اس پر یوسفؑ کھل کر رو پڑے اور بنیامین کو اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے انہوں نے ٹوٹتی ہوئی آواز میں کہا:

"اے میرے چھوٹے اور عزیز بھائی! میری طرف غور سے دیکھ! میں تیرا بڑا بھائی یوسف ہوں۔ مجھے بھیڑیے نے نہ کھایا تھا بلکہ بھائیوں نے مجھے اندھے کنویں میں ڈال دیا تھا۔ وہاں میرے اللہ نے میری مدد فرمائی کہ ایک قافلے نے مجھے وہاں سے نکالا اور یہاں مصر میں لا فروخت کیا۔ پھر میرے رب نے جو مجھے خوابوں کی تعبیر کا علم عطا کیا تھا وہ میرے کام آیا اور آج میں مصر کا حاکم ہوں۔"

دونوں بھائی ایک دوسرے سے لپٹ کر خوب روئے۔ اس کے بعد یوسفؑ نے بنیامین کو پاس بٹھا کر تفصیل سے اپنے سارے حالات سنائے۔

ان کے کہہ چکنے کے بعد بنیامین نے حیرت اور تعجب سے کہا:

"اے بھائی! آپ جانتے تھے کہ آپ کی جدائی میں والدِ محترم انتہائی بے چین اور غمزدہ ہوں گے۔ پھر کیوں نہ آپ نے انہیں اپنی خیریت کی اطلاع دی کہ انہیں سکون مل جاتا۔ اے میرے بھائی! آپ کے پاس بہت مواقع تھے کہ جب آپ اپنے متعلق والدِ محترم کو اپنی خیریت و عافیت کی اطلاع دے سکتے تھے۔ جب آپ غلام تھے تب بھی آپ کسی تجارتی کارواں کے ہاتھ ہی ہمارے لیے پیغام بھیج سکتے تھے۔ جس وقت آپ عزیزِ مصر کے گھر میں تھے تب تو آپ کو آزادی اور آسائش حاصل تھی اس وقت آپ بڑی آسانی سے اپنے متعلق کوئی خبر پہنچا سکتے تھے۔ اسی طرح زندان میں بھی اور اس کے بعد حاکمِ مصر بننے پر بھی آپ ایسا کر سکتے تھے بلکہ خود چل کر بھی والدِ محترم کی خدمت میں حاضر ہو سکتے تھے۔"

"اے میرے بھائی! آپ کی جدائی میں والدِ محترم کی بری حالت ہے۔ رو رو کر ان کی بینائی جاتی رہی ہے۔"

یوسفؑ نے پیار اور نرمی سے کہا:

"برادرِ عزیز! تمہارا کہنا درست ہے۔ بہت مواقع تھے کہ میں پیغام کسی کے ہاتھ بھیجنے کے علاوہ خود بھی وہاں آ سکتا تھا لیکن جو کچھ میں نے کیا بحکم قضا و قدر اور باشارات وحی کیا۔ اس میں میرے اپنے ارادے کو یا نیت کو کوئی دخل نہیں ہے۔ جس طرح میرے رب نے میری راہنمائی کی میں نے ویسا ہی کیا۔"

یوسفؑ کے جواب پر بنیامین مطمئن سا ہو گیا۔ پھر یوسفؑ نے اس کو اپنے بیوی بچوں سے ملوایا اور وہ ان کے پاس مصر میں ہی رہنے لگا۔

○

دوسری طرف یوسفؑ کے بھائی اناج لے کر ارضِ کنعان میں یعقوبؑ کے پاس آئے اور انہیں سب حالات بتائے جن کی بنا پہ بنیامین کو مصر میں روک لیا گیا تھا۔ بنیامین کی اسیری کے متعلق سن کر ان کی حالت بری ہو گئی لیکن قبل اس کے کہ وہ کچھ کہتے، یہودا نے اپنی اور دیگر بھائیوں کی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا:

"اے ہمارے باپ! بنیامین نے چوری کی اس لیے گرفتار کر لیا گیا اور ہم تو آپ سے وہی بیان کرتے ہیں جو کچھ وہاں ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اے ہمارے محترم باپ! بے شک ہم نے آپ سے بنیامین کو واپس لانے کا عہد کیا تھا پر ہم غیب کی باتوں کو تو نہیں جانتے۔ ہمیں کیا معلوم تھا کہ بنیامین وہاں چوری کرے گا۔ ہم پہلے سے جانتے تو کبھی آپ سے اسے واپس لانے کا عہد نہ کرتے۔ اگر آپ کو ہماری بات کا یقین نہیں ہے تو آپ مصر کے شہر ممفس سے باہر بستی والوں سے پوچھ سکتے ہیں جس کے پاس ہمیں حاکم مصر کے آدمیوں نے آ روکا تھا۔ ہم سب کے سامان کی تلاشی لی اور ہمارے اور بستی والوں کی موجودگی میں بنیامین کے بورے سے بادشاہ کا چاندی کا پیالہ نکل آیا اے پدر محترم! اگر آپ ایسا نہ کر سکیں تو پھر آپ اس قافلے والوں سے تصدیق کر لیں جس کے ساتھ ہم یہاں آئے ہیں۔ اس قافلے میں ارضِ کنعان کے بھی بہت سے لوگ شامل تھے۔"

اپنے بیٹوں کی گفتگو اور بنیامین کی اسیری کا سن کر یعقوبؑ کے دل میں یوسفؑ کی یاد تازہ ہو گئی۔ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آہ بھرتے ہوئے انتہائی تاسف اور دکھ بھرے لہجے میں انہوں نے کہا:

"ہائے افسوس! یوسفؑ نے تو غم اور دکھ میں میری کمر ہی توڑ کر رکھ دی ہے۔"

اس پر یہود نے کہا:

"اے ہمارے باپ! بخدا آپ تو ہمیشہ ہمیشہ یوسفؑ کی یاد میں ہی گم رہیں گے۔ ہمیں خدشہ ہے کہ اسی طرح یوسفؑ کی یاد میں آپ گھل گھل کر اپنی جان دے دیں گے۔"

اپنے بیٹوں کی بات سن کر آپ نے فرمایا:

"اے فرزندو! تمہیں میرے رونے اور واویلا کرنے سے کیا مطلب! میں تو صرف اپنے رب سے اپنے غم و رنج کو بیان کرتا ہوں۔ تم سے اس بارے میں کچھ نہیں کہتا اور اپنے اللہ کی باتوں کو جس قدر میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

سنو میرے فرزندو! میرے بیٹے یوسفؑ نے بچپن میں ایک خواب دیکھا تھا۔ وہ خواب میرے رب کی طرف سے تھا اور مجھے پورا یقین ہے کہ ایک روز اس خواب کی تکمیل ضرور ہو گی لہٰذا میرا دل کہتا ہے کہ یوسفؑ جہاں بھی ہے مرا نہیں زندہ ہے۔ سوائے میرے بیٹو! بنیامین اور یوسف کی تلاش میں تم سب ایک بار پھر مصر کا رخ کرو۔"

"بنیامین تو ظاہر ہے اس وقت مصر میں ہے اور یوسفؑ کو مصر میں جا کر تلاش کرنے کے لیے جو

میں تم سے کہہ رہا ہوں، یہ میں اس بنا پہ کہہ رہا ہوں جو میرے رب نے میری رہنمائی کی ہے اس لیے کہ میں تم سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میں اپنے رب کی وہ باتیں جانتا ہوں جن کا تمہیں علم نہیں۔ سوائے میرے بچو! ایک بار پھر اناج لینے کے لیے مصر کا رخ کرو اور وہاں اپنے دونوں بھائیوں کو تلاش کرو۔"

یعقوبؑ کی گفتگو سن کر ان کے بیٹے شمعون نے کہا:

"اے ہمارے باپ! ہم کیسے غلہ لینے کے لیے مصر کا رخ کریں جبکہ اس وقت ہمارے پاس نقدی ہی نہیں ہے۔"

یعقوبؑ نے فرمایا:

"گھر کے برتن اور دیگر اثاثہ ہی لے جاؤ لیکن تم مصر ضرور جاؤ۔ مجھے اپنے رب سے امید ہے کہ تم اپنے بھائیوں کو ڈھونڈ نکالنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔"

اس پر وہ سب دوبارہ مصر جانے پر رضامند ہو گئے تو آپ نے انہیں تشفی اور قدرے اطمینان سے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے میرے بچو! گھر کی ہر وہ چیز جو تم سمجھتے ہو کہ کچھ قیمت رکھتی ہے لے کر اور وقت ضائع کیے بغیر مصر کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ میں تمہیں روانگی کے وقت مصر کے حاکم کے نام ایک خط بھی لکھوا دوں گا۔"

اپنے والد کی ہدایت کے مطابق اپنے گھر کا سامان اور مصر کے بادشاہ کے نام یعقوبؑ کا خط لیکر جب وہ دس بھائی مصر پہنچے اور یوسفؑ کے سامنے آئے تو ان سے بنیامین کی رہائی کی بات کرنے سے قبل انہوں نے اناج لے جانے کی بات ہی شروع کی تاکہ یوسفؑ سے بات کرنے کا موقع ہاتھ آئے اور اس گفتگو کے دوران وہ بنیامین کی رہائی کے لیے ہی ان سے التجا کر سکیں۔ اس مرتبہ بڑے بھائی روبن نے انتہائی دردمندی، عاجزی اور انکساری کے ساتھ یوسفؑ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"اے بادشاہ! ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو قحط کی وجہ سے سخت دکھ اور تکلیف کا سامنا ہے یہاں تک کہ اب ہمارے پاس غلہ خریدنے کے لیے نقدی بھی نہیں رہی اور مجبور ہو کر ہم اپنے گھر کے برتن اور دیگر اثاثہ اٹھا لائے ہیں۔ ہماری التجا ہے کہ گو ہمارا آپ پر کچھ استحقاق تو نہیں ہے پھر بھی آپ ان گھر بلو اور نجی اشیا کی قیمت سے قطع نظر ہمیں پورا غلہ دے دیں اور اگر ان چیزوں کے بدلے آپ ہمیں غلہ نہ دینا چاہیں تو میں گزارش کروں گا کہ ہمیں غلہ خیرات سمجھ کر ہی دے دیں

بے شک اللہ جو بزرگ و برتر ہے وہ خیرات کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

اپنے بڑے بھائی کو اپنے سامنے یوں عاجزی اور انکساری سے التجا کرتے دیکھ کر یوسفؑ افسردہ ہوگئے۔ ان کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ قریب تھا کہ وہ کھل کر رو دیتے کہ روبن نے آنکھ اٹھا کر غور سے ان کی طرف دیکھا اور جب اس نے اندازہ لگا لیا کہ یوسفؑ ان کی باتوں سے متاثر ہیں تو اس نے اسی طرح منت و زاری کے انداز میں مزید کہا:

"اے بادشاہ! اناج حاصل کرنے کے علاوہ ہماری آپ سے یہ فریاد بھی ہے کہ ہمارا چھوٹا بھائی بنیامین جسے آپ نے اپنے چاندی کے پیالے کی چوری کے الزام میں اپنے ہاں روک رکھا ہے اسے بھی مہربانی کر کے ہمارے حوالے کر دیں اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو ہمارا بوڑھا باپ زندہ نہ رہے گا۔"

پھر اس نے اپنے لباس کے اندر سے تہ کیا ہوا ایک پارچہ نکالا اور یوسفؑ سے کہا:

"اے بادشاہ! اپنے اس چھوٹے بھائی کی رہائی کے لیے آپ کے نام میرے والد کی طرف سے یہ خط بھی ہے۔"

یوسفؑ چونک پڑے اور انتہائی بے تابی سے بولے:

"لاؤ، یہ خط مجھے دو کہ میں دیکھوں اس میں تمہارے والد محترم نے میرے لیے کیا لکھا ہے۔"

روبن نے وہ پارچہ یوسفؑ کو تھما دیا۔ آپ نے اس کی تہیں کھولیں۔ پھر وہ اپنے والد یعقوبؑ کی تحریر پڑھنے لگے۔ یعقوبؑ نے اس خط میں لکھا تھا:

من جانب یعقوبؑ صفی اللہ بن اسحٰقؑ بن ابراہیمؑ خلیل اللہ

بخدمت عزیزِ مصر! اما بعد

ہمارا پورا خاندان بلاؤں اور آزمائشوں میں مبتلا ہے۔ میرے دادا حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کا نمرود کی آگ سے امتحان لیا گیا۔ میرے والد اسحٰقؑ اپنی زندگی میں شدید امتحان میں مبتلا کیے گئے۔ پھر میرے ایک بیٹے کے ذریعے سے میرا بھی امتحان لیا گیا اور میرا یہ بیٹا مجھے سب سے زیادہ محبوب اور پیارا تھا۔ اس کا نام یوسفؑ تھا اور اس کی جدائی اور مفارقت میں میری بینائی بھی جاتی رہی ہے۔ اس کے بعد اس کا چھوٹا بھائی میرے پاس مجھ غم زدہ کی تسلی کا سامان تھا جسے آپ نے چوری کے الزام میں گرفتار کر لیا ہے اور اسے اپنے ہاں روک رکھا ہے۔ میں آپ کو یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ ہم اولادِ

انبیاء ہیں۔ نہ ہم نے کبھی چوری کی ہے اور نہ ہماری اولاد میں کوئی چور پیدا ہوا ہے۔"

یعقوبؑ کا خط پڑھ کر یوسفؑ لرز لرز گئے اور بے اختیار رو پڑے۔ سارے بھائی حیرت اور استعجاب کے عالم میں انہیں روتا ہوا دیکھ رہے تھے کہ یوسفؑ نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ پھر اپنے بھائیوں سے پوچھا:

"کیا تم لوگوں کو کچھ بھی یاد نہیں کہ تم نے اپنے بھائی یوسفؑ کے ساتھ کیا معاملہ کیا تھا؟ جبکہ وہ تمہاری جہالت کا زمانہ تھا کہ اس وقت تم لوگ برے بھلے کی سوچ اور انجام بینی سے غافل تھے۔ سنو میرے بھائیو! میں ہی یوسفؑ ہوں جسے تم لوگوں نے اندھے کنوئیں میں ڈال دیا تھا۔ وہاں سے ایک کارواں والے مجھے نکال لائے اور یہاں مصر میں لا کے مجھے فروخت کر دیا۔"

بھائیوں نے تعجب سے پوچھا:

"کیا واقعی آپ یوسفؑ ہیں۔"

یوسفؑ نے کہا:

"ہاں۔ میں ہی یوسفؑ ہوں اور بنیامین میرا حقیقی اور چھوٹا بھائی ہے اور اسے میں اپنے پورے حالات سنا چکا ہوں۔"

اس کے بعد یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو بھی وہ سارے حالات سنائے کہ کس طرح وہ کنوئیں سے نکل کر حاکمیتِ مصر تک پہنچے۔

اب برادرانِ یوسفؑ کے پاس اپنے جرم و خطا کے اعتراف اور یوسفؑ کے فضل و کمال کا اقرار کر لینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا تھا اس لیے انہوں نے یک زبان ہو کر کہا:

"بخدا! اللہ مہربان نے آپ کو ہم سب پر فضیلت اور برتری عطا فرمائی اور آپ یقیناً اس کے مستحق تھے۔ ہم نے آپ کے ساتھ جو معاملہ کیا اس میں بے شک ہم خطا وار تھے اس لیے ہمیں معاف کر دیجیے۔"

یہاں یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے اپنی پیغمبرانہ شان سے کہا:

"لا تثریب علیکم: آج تم پر کوئی ملامت نہیں۔"

یعنی میں نے تم لوگوں سے تمہارے ظلم کا انتقام لینے کے بجائے تم لوگوں کو معاف کر دیا۔ پھر آپ نے اپنے رب کے حضور ان سب کی مغفرت کے لیے دعا کی۔

اس کے بعد یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا:

"اب تم لوگ واپس ارضِ کنعان جاؤ اور والد محترم اور اپنے خاندان کے تمام افراد کو یہاں لے آؤ۔

سنو میرے بھائیو! میں تمہیں اپنا کرتہ دیتا ہوں۔ وہ کرتہ میرے والد کی آنکھوں سے لگانا تو ان کی بینائی لوٹ آئے گی۔"

یہ وہی کرتہ تھا جو جبرائیلؑ نے ابراہیمؑ کو پہنایا تھا جس وقت انہیں برہنہ کر کے نمرود کی آگ میں پھینکا جا رہا تھا۔ بعد میں یہ کرتہ اسحٰقؑ کو پھر یعقوبؑ اور آخر میں یوسفؑ کو تبرکاً ملا۔ بہرحال آپ کے بھائی واپس گئے اور یوسفؑ کا کرتہ بھی وہ اپنے ساتھ لیتے گئے۔

○

جس وقت یہ لوگ ممفس شہر سے روانہ ہوئے اس وقت یعقوبؑ اپنے گھر میں پوتے پوتیوں میں گھرے بیٹھے تھے کہ آپ نے خوش ہو کر کہا:

"اگر تم لوگ مجھے بے وقوف نہ کہو تو میں تمہیں بتاؤں کہ مجھے یوسفؑ کی خوشبو آ رہی ہے۔"

مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے کہا:

"آپ تو اپنے اسی پرانے اور غلط خیال میں محو ہیں کہ یوسفؑ زندہ ہیں اور پھر ملیں گے۔"

کنعان سے مصر کا شہر ممفس آٹھ دن کی مسافت پر تھا اس کے باوجود خدا نے معجزانہ طور پر کرتہ کی خوشبو آپ تک پہنچا دی تھی۔ ورنہ آپ کے قریب ہی اس کرتے کے ساتھ یوسفؑ اس اندھے کنویں میں رہے تھے لیکن وہاں سے آپ کو خوشبو نہ آئی تھی۔ گویا کوئی معجزہ کسی پیغمبر کے اختیار میں نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی معجزہ کسی پیغمبر کا اپنا فعل اور عمل ہوتا ہے بلکہ یہ براہِ راست جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے تو معجزے کا ظہور فرما دیتا ہے۔

حاضرین نے اس وقت تو یعقوبؑ کی بات پر اعتبار نہ کیا لیکن جب کچھ ہی دن بعد ان کے بیٹے یوسفؑ کا کرتہ لے کر آئے تو لوگوں کو آپ کی بات تسلیم کرنا پڑی۔ بہرحال یوسفؑ کا کرتہ آنکھوں پر رکھنے سے آپ کی بینائی لوٹ آئی اور آپ مصر کی طرف روانہ ہو گئے۔

یوسفؑ نے راستے میں آ کر اپنے بیٹوں کے ساتھ یعقوبؑ کا استقبال کیا اور یوں ایک مدت کے بعد یعقوبؑ اپنے بیٹے سے ملے۔ یعقوبؑ کے ساتھ ان کی بہوؤں کو چھوڑ کر ستر افراد آپ کے ساتھ مصر میں داخل ہوئے اور یہ سب لوگ آپ کے بیٹے اور پوتے تھے۔ ان میں اگر یوسفؑ اور ان کے دونوں بیٹوں منشا اور افرائیم کو بھی ملا لیا جائے تو ان کی کل تعداد ستر ہو جاتی تھی۔

مصر میں رعمسیس کا علاقہ سب سے زیادہ زرخیز اور سرسبز و شاداب تھا لہٰذا یوسفؑ نے یہیں اپنے سارے خاندان کے افراد کو آباد کیا۔ یہیں پر یعقوبؑ نے ۱۴۵ برس کی عمر میں وفات پائی مرنے سے پہلے آپ نے وصیت کر دی تھی کہ انہیں ارضِ کنعان کی اسی غار میں دفن کیا جائے جس کے اندر ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ دفن تھے۔ سو آپ کو آپ کے باپ دادا کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ اس کے بعد یعقوبؑ کی اولاد جو بنی اسرائیل کہلائی، ان کی تعداد مصر میں بڑی تیزی سے بڑھی۔ یہاں تک کہ ایک سو دس سال کی عمر میں یوسفؑ نے بھی وفات پائی۔ یوسفؑ نے اپنے بیٹوں کی اولاد تیسری پشت تک دیکھی۔ مرنے سے قبل آپ نے بنی اسرائیل کو وصیت کی کہ جب میرا خدا وعدے کے مطابق تم کو ارضِ فلسطین کی طرف لے جائے تو تم لوگ میری نعش یہاں سے نکال کر لے جانا۔ اس طرح یوسفؑ کی نعش کو تابوت میں ڈال کر خوشبو بھر دی گئی اور وہ تابوت وہیں مصر میں دفن کر دیا گیا۔

حسین داسیو کو عارب کے ساتھ شادی کیے ایک عرصہ گزر گیا تھا اور اب وہ بوڑھی ہوتی جا رہی تھی جبکہ اس کا بھائی رام دیو جوان ہو گیا تھا اور چھوٹی بہن اینما بھی جوان ہو کر بالکل اپنی مرنے والی بہن پریا جیسی ہو گئی تھی۔

ایک روز اینما اور رام دیو اپنے کمرے میں بیٹھے یوناف سے متعلق گفتگو کر رہے تھے کہ داسیو بھی وہاں آ گئی۔ وہ کچھ پریشان اور بکھری بکھری سی تھی۔ رام دیو اور اینما اس کے دائیں بائیں آ بیٹھے پھر رام دیو نے گہری محبت سے پوچھا:

"اے داسیو! میری بہن! میں دیکھتا ہوں کہ آج تم پریشان اور غمزدہ ہو۔ کیا بات ہے؟ کیا عارب سے تمہارا جھگڑا ہو گیا ہے یا کسی نے تمہیں خلافِ طبع کوئی بات کہہ دی ہے؟"

اینما نے داسیو کے کندھے پر پیار سے اپنی ٹھوڑی رکھ کر پوچھا:

"ہاں میری بہن! آج تمہارے یوں غمزدہ اور پریشان ہونے کی کیا وجہ ہے؟"

داسیو نے بوجھل اور غمگین آواز میں کہا:

"اے میری بہن اور بھائی! دونوں غور سے سنو۔ حالات ہمارے خلاف کروٹ لینے والے ہیں۔ تم جانتے ہو کہ میں نے یوناف کی بہتری کے لیے عارب سے چمڑے کا وہ ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے بحد کوشش کی ہے جس کی تحریر پڑھ کر یوناف اپنی اصلیت پا سکتا ہے لیکن میں ناکام رہی ہوں کیونکہ عارب ہر وقت چمڑے کے اس ٹکڑے کو اپنے گلے میں لٹکا کر رکھتا ہے۔ اب نہ وہ ٹکڑا اس سے مانگا جا سکتا

ہے نہ اس سے اس کا ذکر کیا جا سکتا ہے ورنہ وہ مجھے ہلاک کر دے گا۔ اب اس نے ایک اور بدترین فیصلہ کیا ہے۔ اس نے دیکھا ہے کہ میں اب چونکہ بوڑھی ہوتی جا رہی ہوں لہٰذا اے اینما! اب اس کی نظر تم پر ہے اور وہ تمہیں اپنی بیوی بنانا چاہتا ہے۔ میں نے گزشتہ شب یاخان، بیوسا، عارب اور نبیط کی گفتگو سن لی تھی۔ وہ دو ایک روز تک یہاں سے ایک مغربی شہر ملوتان[1] کی طرف روانہ ہوں گے اور آئندہ کچھ عرصہ وہیں رہیں گے۔ ہمیں بھی وہ اپنے ساتھ لے جائیں گے اور وہیں ملوتان میں عارب اینما سے شادی کرنا چاہتا ہے۔"

ذرا رک کر داسیو نے مزید کہا:

"اے اینما! جو میں نے ان کی گفتگو سنی ہے اس کے مطابق عارب تمہیں اس لیے پسند کرتا ہے کہ تمہاری شکل بالکل پریا جیسی ہے۔ عارب چونکہ پریا کو بھی پسند کرتا رہا ہے اس لیے وہ تمہیں بیوی بنانا چاہتا ہے۔ پریا چونکہ یوناف کو پسند کرتی تھی اور عارب کی طرف اس نے کبھی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا تھا لہٰذا عارب اس کی طرف سے مایوس ہو گیا تھا۔ اب پریا کی کمی وہ تم سے شادی کر کے پوری کرنا چاہتا ہے۔"

رام دیو یہ بات سن کر غصے اور غضب میں آ گیا اور دانت کچکچاتے ہوئے اس نے کہا:

"اگر عارب نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو میں اسے قتل کر دوں گا۔"

داسیو نے چونک کر کہا:

"نہیں نہیں۔ میرے عزیز بھائی! تم ایسا نہ کرنا کیونکہ تم عارب کو قتل نہیں کر سکتے۔ تم میرے باپ کی واحد نشانی ہو۔ اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میں زندہ نہ رہوں گی۔ پھر تم جانو عارب، یاخان، بیوسا اور نبیط ہم عام لوگوں کی طرح نہیں ہیں کہ کوئی انہیں قتل کر دے۔ تم لوگوں نے دیکھا نہیں کہ میں بوڑھی ہوتی جا رہی ہوں۔ تم دونوں بہن بھائی بچپن سے جوان ہو گئے لیکن وہ چاروں اسی طرح نوجوان اور تر و تازہ ہیں وہ کوئی عام انسان نہیں ہیں میرے بھائی کہ تم ان پر ہاتھ ڈال سکو۔ یہ لوگ مافوق البشر ہیں اور ان گنت سری قوتوں کے مالک ہیں۔"

اس موقع پر اینما نے داسیو سے کہا:

1۔ ملتان شہر کا پرانا نام۔ قدیم دور میں اس شہر کو شکیک پوری، پرلال پوری، ہمسلتان اور متروں کہہ کر بھی پکارا گیا۔ (البیرونی)

"اے میری بہن! یہاں تم ایک بات بھول رہی ہو۔ وہ یہ کہ یوناف بھی ان جیسا ہی فوق البشر ہے تم نے دیکھا نہیں وہ بھی ویسے کا ویسا ہی جوان اور تر و تازہ ہے۔ اے میری بہن! وہ انتہائی مخلص جوان ہے۔ میں جب اس کے لیے کھانے پینے کی اشیا لے کر جاتی ہوں تو وہ مجھے دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ میں نے اسے بتا رکھا ہے کہ میں پریا کی چھوٹی بہن انیما ہوں لیکن اس کے باوجود وہ مجھے پریا کہہ کر پکارتا ہے۔"

داسیبو نے دکھ اور تاسف سے کہا:

"صرف ہماری بہن پریا ہی یوناف کو نہ چاہتی تھی بلکہ یوناف بھی اسے پسند کرتا تھا۔ اب یوناف جانتا ہے کہ تم پریا نہیں انیما ہو لیکن وہ اپنے آپ کو تسلی دینے کی خاطر تمہیں پریا کہہ کر ہی پکارتا ہے کاش! میں وہ چمڑے کا ٹکڑا حاصل کر کے یوناف کی مدد کر سکتی مگر میں ایسا کرنے میں ناکام رہی ہوں۔"

داسیبو ذرا رک کر پھر بولی:

"اے میرے عزیز بھائی اور بہن! یوناف نیک انسان ہے تبھی ان چاروں نے اسے ایک کرب اور اذیت کا شکار بنا رکھا ہے۔ انیما! انیما! میں نے اپنے دل میں ارادہ کر رکھا ہے کہ یوناف اگر ان لوگوں کی اسیری سے آزاد ہو گیا تو میں تمہیں اس سے بیاہ دوں گی۔"

رام دیو نے مسکراتے ہوئے کہا:

"یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہ تو میں پہلے ہی آپ سے کہنے والا تھا کہ یوناف جب ان لوگوں سے آزادی حاصل کر لے تو انیما کو اس سے بیاہ دیں کیونکہ ہماری بڑی بہن پریا کی طرح یہ بھی یوناف کو پسند کرتی ہے۔"

داسیبو نے ایک آہ بھرتے ہوئے کہا:

"سب سے بڑا مسئلہ تو ان ابلیسوں سے یوناف کی رہائی ہے۔ مجھے امید ہے کہ یوناف اگر ایک بار اس چمڑے کی تحریر کو پڑھ کر اپنی کھوئی ہوئی اور سلب کی ہوئی قوتوں کو دوبارہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو وہ ان شیطانوں سے ہم تینوں کا بھی مکمل طور پر دفاع کر سکے گا لیکن افسوس! عارب اپنے گلے میں ڈالے چمڑے کے اس ٹکڑے کو علیحدہ ہی نہیں کرتا۔ کاش! میں یوناف کی آزادی اور رہائی کے لیے کچھ کر سکتا۔"

اچانک انیما کا چہرہ خوشی اور کسی نئے جذبے کے تحت چمک اٹھا اور اس نے داسیبو اور رام دیو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

"یوناف کی رہائی کا بندوبست تو اب ہو گیا ہے اور یہ سارا انتظام عارب نے خود ہی کر دیا ہے۔"

داسیبو نے حیرت اور تعجب سے انیما کی طرف دیکھا اور پوچھا:

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو انیما۔ میں سمجھتی ہوں تم اب دن کو بھی خواب دیکھنے لگی ہو۔"

انیما نے کہا:

"میں بالکل سنجیدہ ہوں۔ میری باتوں کو آپ دونوں مذاق اور تمسخر میں نہ ٹالیں کہ یوناف کی رہائی کا ایک سبب عارب نے خود ہی پیدا کر دیا ہے۔"

داسیبو نے پوچھا:

"اگر تم سنجیدہ ہو تو پھر کہو عارب کی طرف سے یوناف کی رہائی کا کیا سبب بن رہا ہے۔"

انیما نے دھیمی آواز میں انتہائی رازداری کے ساتھ کہا:

"وہ اس طرح کہ میں عارب کے ساتھ شادی کرنے کی حامی بھر لوں گی اور یہ بات ابھی تم جا کر اس سے کہو گی کہ میں اس سے شادی پر رضامند ہوں۔"

رام دیو نے انیما کو بات مکمل نہ کرنے دی اور گرج کر کہا:

"تم بکواس مت کرو انیما! میں تمہیں ہرگز عارب سے شادی کرنے نہ دوں گا۔ میں پہلے ہی شرمسار ہوں کہ عارب نے داسیبو سے زبردستی شادی کر لی تھی۔ اس وقت میں بچہ تھا اور کچھ نہ کر سکتا تھا لیکن اب میں جوان اور سمجھدار ہوں لہٰذا میں کسی بھی صورت اب عارب کو تمہارے ساتھ شادی کرنے میں کامیاب نہ ہونے دوں گا اور اگر عارب نے زبردستی ایسا کرنے کی کوشش کی تو میں اپنے انجام سے بے پرواہ ہو کر اس بھیڑیے سے ٹکرا جاؤں گا۔ اسے مار دوں گا یا خود اس کے ہاتھوں مر جانا پسند کروں گا۔"

داسیبو نے لرزتی کانپتی آواز میں کہا:

"او شانہ کرے کہ تم عارب کے ہاتھوں ختم ہو اور نہ میں تمہیں اپنی زندگی کا خاتمہ کرنے کی اجازت دوں گی۔ تمہاری سلامتی کی خاطر تو ہم دونوں بہنیں اپنا آپ قربان کر سکتی ہیں۔ دیوتا ہر کٹھنائی اور مصیبت میں تمہاری حفاظت کریں گے۔"

رام دیو نے شکوہ کرنے کے انداز میں کہا:

"تو پھر انیما عارب کے ساتھ شادی کرنے کی بات کیوں کرتی ہے۔"

اینما نے ایک بار داسیو اور رام دیو کی طرف تیز نگاہوں سے دیکھا پھر اس نے بچوں کی طرح منہ بسورتے ہوئے کہا:

"میری پوری بات تو آپ لوگوں نے سنی نہیں بیچ میں ایک نیا مسئلہ کھڑا کر دیا۔ جو کچھ میں کہنا چاہتی ہوں اسے آپ غور اور تحمل سے سنیں تو۔ پھر آپ کی جو رائے ہوگی میں اس پہ عمل کروں گی۔"

داسیو نے فوراً اینما کی حمایت اور تائید کرتے ہوئے کہا:

"ہاں میرے بھائی! ہمیں اس کی پوری بات تو سننی چاہیے۔"

رام دیو نے بیزاری میں کسی قدر کمی کرتے ہوئے کہا:

"اچھا کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ اب میں خاموشی اور غور سے سنوں گا۔"

اس پر اینما نے دوبارہ کہنا شروع کیا:

"جس طرح کہ داسیو نے انکشاف کیا ہے کہ عارب مجھے پسند کرتا اور مجھ سے شادی کرنے کا خواہشمند ہے تو بہن داسیو ابھی جا کر عارب سے کہہ دے گی کہ اینما اس سے دو شرائط کے عوض شادی کرنے کو تیار ہے۔ پہلی شرط یہ کہ عارب یوناف کے ساتھ کشتی کا مقابلہ کرے۔ اگر اس نے یوناف کو چت کر دیا تو میں اس سے شادی کر لوں گی۔

دوسری شرط یہ ہوگی کہ یہ شادی ملوتان شہر میں جا کر ہوگی اور یوناف کے ساتھ اس کا مقابلہ بھی وہیں ہوگا۔"

داسیو نے انتہائی مایوسی سے کہا:

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ عارب یقیناً ایسا کرنے پر رضامند ہو جائے گا۔ وہ ملوتان میں بڑی آسانی سے یوناف کو زیر کر کے تم سے شادی کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔"

اینما نے کہا:

"میں نے ابھی اپنی بات ختم نہیں کی۔ غور سے سنو۔ مجھ سے شادی کرنا عارب کے لیے اتنا آسان نہ ہوگا۔ میں ابھی جا کر یوناف سے بات کرتی ہوں اور اسے سارا معاملہ سمجھا دیتی ہوں کہ وہ جب میری شادی کے معاملے میں عارب سے کشتی لڑے تو دو میں سے ایک کام ضرور کرے۔ یا تو عارب کے گلے میں لٹکتا ہوا وہ چمڑے کا ٹکڑا اس سے چھین کر اس پہ کندہ تحریر پڑھ لے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو کشتی کے دوران کوئی ایسا حربہ استعمال کرے کہ وہ چمڑے کا ٹکڑا عارب کے

گلے میں لٹکتا ہے اور یوناف اس کی تحریر پڑھ لے۔ اس طرح اس کی ساری قوتیں اور توانائیاں لوٹ آئیں گی۔"

رام دیو نے آگے بڑھ کر پیار سے اینما کی پیشانی چوم لی۔ پھر اس نے نعرہ مارنے کے انداز میں کہا:

"اے اینما! تو نے اپنی زندگی میں پہلی بار ایسا لائحہ عمل پیش کیا ہے جس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ اس طرح ہم نہ صرف یوناف کو اس کی قید و بند سے رہائی دلانے میں کامیاب ہو جائیں گے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یوناف کی اسیری ختم ہونے کے باعث اس کی وجہ سے ہم عارب اور اس کے ساتھیوں کے شر سے بھی محفوظ رہ سکیں گے۔"

پھر رام دیو نے داسیو کو مخاطب کر کے کہا:

"داسیو بہن! تم عارب کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ اینما ان دو شرائط پہ اس سے شادی کرنے پر رضامند ہے جو اینما نے بیان کی ہیں۔"

رام دیو کے کہنے پہ داسیو مطمئن اور خوش خوش وہاں سے چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد اینما بھی کھڑی ہو گئی اور اس نے رام دیو سے کہا:

"اے بھائی! تم بیٹھو۔ میں اس معاملے میں یوناف سے بات کر کے آتی ہوں۔"

رام دیو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اینما کمرے سے باہر نکل گئی۔

○

اینما اوشا دیوی کے مندر سے باہر آ کر اس چبوترے پر چڑھی جس پر لوہے کا وہ پنجرہ رکھا تھا جس کے اندر یوناف بند تھا۔

آہستہ آہستہ چلتی ہوئی وہ پنجرے کے پاس آ کھڑی ہوئی۔ اس وقت یوناف پنجرے سے ٹیک لگائے افسردہ و اداس بیٹھا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں جیسے وہ ان جانی اور گہری سوچوں میں کھویا ہوا ہو۔

اینما پنجرے کے پاس بیٹھ گئی پھر اس نے یوناف کو کندھے سے پکڑ کر ہلاتے ہوئے کہا:

"یوناف! یوناف! کہاں کھوئے ہوئے ہو۔ کیا سوچ رہے ہو؟"

یوناف نے آہستہ آہستہ گردن گھما کر اسے دیکھا اور دھیمی سی آواز میں پوچھا:

"کیا بات ہے ایتما! تم نے مجھ سے کیا کہنا ہے؟"

ایتما نے احتجاج کرنے کے انداز میں کہا:

"آج آپ نے مجھے پریا کے بجائے ایتما کہہ کر کیوں پکارا ہے؟"

یوناف نے بوجھل آواز میں کہا:

"میں نے حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے۔ جب تمہارا نام ہی ایتما ہے تو پھر میں کیوں تمہیں پریا کہہ کر پکاروں۔ میں سمجھتا ہوں تمہیں پریا کہہ کر میں اپنے نفس کو دھوکہ دے کر اپنے آپ کو بہلا تا رہا ہوں۔"

ایتما نے خوش ہو کر کہا:

"یوناف! یوناف! غور سے سنو۔ میں تمہارے لیے ایک بڑی اہم خبر لے کر آئی ہوں جس پر عمل کر کے تم اپنے آپ کو اس آہنی پنجرے کی اسیری سے رہائی دلا سکتے ہو۔"

یوناف نے سنبھل کر چونکتے ہوئے پوچھا:

"ایتما! تم میری بہتری کی کیا خبر لائی ہو؟"

ایتما نے نرم لہجے اور خوشگن آواز میں بتایا:

"اے یوناف! میں تمہیں پہلے بھی بتا چکی ہوں کہ تم ان گنت اور بے پناہ قوتوں کے مالک ہو۔ یہ باتیں میری بہن داسبو نے عارب، ہفیطہ، بیوسا اور یافان کی باہمی گفتگو سے معلوم کی ہیں اور تمہاری یہ قوتیں عارب نے تم سے چھین رکھی ہیں۔ تمہارے علم میں یہ بات بھی ہے کہ پریا کو قتل کر کے عارب نے میری دوسری بہن داسبو سے زبردستی شادی کی تھی۔ میری مرنے والی بہن پریا کو معلوم ہو گیا تھا کہ تمہارے گلے میں چمڑے کا ایک ایسا ٹکڑا تھا جس پر کندہ تحریر کو پڑھ کر تم اپنی کھوئی ہوئی طاقتوں کو دوبارہ حاصل کر سکتے ہو لیکن چمڑے کا وہ ٹکڑا عارب نے تمہارے گلے سے اتار کر اپنے گلے میں اس لیے ڈال لیا ہے کہ تم وہ تحریر پڑھ کر کہیں اپنی کھوئی ہوئی سری قوتیں حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو جاؤ۔"

سنو یوناف! عارب اب مجھے پسند کرنے لگا ہے اور مجھ سے شادی کرنے کا خواہشمند ہے اس کے علاوہ وہ یہاں سے ایک مغربی شہر ملوتان کی طرف بھی ایک دو یوم تک کوچ کرنے والے ہیں تم جانتے ہو میں تمہیں پسند کرتی ہوں لہٰذا میں نے عارب کو ایک چکر دیا ہے کہ میں نے اس سے

شرائط پر شادی کے لیے رضامندی کا اظہار کیا ہے کہ ایک تو یہ شادی ملوتان شہر میں جا کر ہو گی اور دوسرے یہ کہ عارب یوناف سے کشتی کرے اور اگر اس نے یوناف کو پچھاڑ دیا تو میں اس سے شادی کر لوں گی۔"

یوناف نے دکھتے ہوئے لہجے میں کہا:

"یہ تم نے غلط فیصلہ کیا ہے۔ عارب ان گنت سری اور رفوق البشری قوتوں کا مالک ہے اور اپنی انہی خرقِ عادت قوتوں کو عمل میں لا کر وہ لمحوں کے اندر مجھے پچھاڑ کر رکھ دے گا پھر اس کے ساتھ تمہیں شادی کرنا ہی پڑے گی۔ تو پھر کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ تم یکسر ہی اس کے ساتھ شادی سے انکار کر دو۔"

ایتما نے یوناف کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا:

"اے یوناف! میں نے یہ فیصلہ خوب سوچ سمجھ کر کیا ہے اور اس مقابلے میں عارب تمہیں پچھاڑ نہ سکے گا اس لیے کہ اس کے گلے میں چمڑے کا جو ٹکڑا لٹکتا ہے اس کی تحریر پڑھ کر تم اپنی کھوئی ہوئی قوتوں کو حاصل کر سکتے ہو لہٰذا کشتی کے دوران تم کسی طرح چمڑے کی اس تحریر کو پڑھ لینا اور جب تمہیں اپنی سری قوتیں واپس مل جائیں گی تو پھر میں سمجھتی ہوں کہ تم عارب کو اپنے سامنے ہلکا اور کمتر محسوس کرنے لگو گے اور اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو عارب نہ ہی زبردستی مجھ سے شادی کر سکے گا اور نہ ہی کوئی اور کام زبردستی ہم سے کر سکے گا اور سب سے بڑھ کر میرے لیے خوشی کی بات یہ ہو گی کہ وہ تمہیں اس پنجرے میں نہ رکھ سکے گا اور جب ایسا ہو گا تو کوئی تمہیں پنجرے میں بند نہ رکھ سکے گا۔ جس روز یہ سب کچھ ہو جائے گا وہ میری زندگی میں سب سے زیادہ قیمتی، مقدس اور مبارک دن ہو گا۔ اور مجھے امید ہے کہ میں اپنی یہ خوشیاں حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گی۔"

یوناف نے تعجب ملے جذبات میں کہا:

"جیسا کہ تم کہتی ہو کہ میری کھوئی ہوئی کچھ سری قوتیں بھی ہیں اور انہیں پا کر میں عارب اور اس کے ساتھیوں پر غالب آ سکتا ہوں۔ اگر ایسا ہے تو پھر اے ایتما! میں عارب کے ساتھ ضرور کشتی لڑوں گا اور اس کشتی کے دوران اس چمڑے کی تحریر پڑھنے کی کوشش کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ میں ایسا کرنے میں کامیاب رہوں گا اور اگر مجھے ایسی قوتیں مل گئیں کہ میں عارب اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ کر سکوں تو میں ان کا حشر برا اور ابتر کر دوں گا۔"

ایتما اٹھ کھڑی ہوئی اور اس نے تاکیداً یوناف سے کہا:

"جو کچھ میں نے کہا ہے اب اس کے مطابق ہی عمل کرنا۔ ہو سکتا ہے یہاں سے روانگی تک اور پھر ملوتان شہر جا کر مجھے تم سے کچھ کہنے کا موقع نہ مل سکے۔ تمہارے لیے اب سب سے اہم کام اس کشتی کے دوران چمڑے پر لکھی وہ تحریر پڑھنا ہے۔ عارب سے ہم نے بہت سے انتقام لینے ہیں۔ اول یہ کہ اس نے تمہیں اس پنجرے میں رکھنے کا جرم کیا۔ دوئم وہ میری عزیز ترین بہن بربا کا قاتل ہے۔ سوئم یہ میری بہن داسیبو کو دھمکیاں دے دے کر زبردستی اس نے اپنے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کیا۔ چہارم یہ کہ اب جبکہ میری عزیز بہن داسیبو بوڑھی ہو رہی ہے تو یہ گھٹیا ترین اور بدکردار و بداخلاق انسان مجھے اپنی بیوی بنانے کا ارادہ کر رہا ہے اور میں نے ہر حال میں اس کے ارادوں کو ناکام بنانا ہے۔ اگر کشتی کے دوران تم اس چمڑے کی تحریر کو نہ پڑھ سکے تو پھر میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ عارب سے شادی کرنے پر اپنی زندگی کا خاتمہ کر لینے کو ترجیح دوں گی۔"

یوناف نے اسے تسلی دینے کے انداز میں کہا:

"تم فکرمند نہ ہو اینا! اب تو میں اپنی جان پر کھیل کر بھی چمڑے کی اس تحریر کو پڑھنے کی کوشش کروں گا اس لیے کہ اب اس تحریر کو پڑھنے میں میری اپنی فلاح کے ساتھ ساتھ تمہاری سلامتی اور تمہاری بہن داسیبو اور بھائی رام دیو کی حفاظت بھی وابستہ ہے لہٰذا میں یہ کام اپنی جان کی بازی لگا کر بھی پورا کروں گا۔"

یوناف کی بات پر اینا نے خوش ہو کر پُرسکون لہجے میں کہا:

"اس کے علاوہ میں آپ پر ایک اور انکشاف بھی کر دوں اور وہ یہ ہے کہ میں، میری بہن داسیبو اور بھائی رام دیو اس بات پر متفق ہیں کہ جب آپ کو عارب کے اس آہنی پنجرے سے آزادی مل جائے گی تو وہ مجھے آپ سے بیاہ دیں گے۔"

یوناف نے کہا:

"میں ان کا ممنون ہوں۔"

پھر اینا نے ادھر ادھر دیکھا اور کہا:

"میں اب جاتی ہوں۔"

یوناف خاموش رہا اور اینا وہاں سے اٹھ کر مندر کی طرف چلی گئی!

عارب، بیاخان، بیوسا اور نبیطہ، داسیبو، اینا اور رام دیو کے ساتھ ایک روز ملوتان شہر سے باہر ایک جگہ نمودار ہوئے۔ یوناف بھی آہنی پنجرے میں بندان کے ساتھ تھا۔

انہوں نے دیکھا اس وقت کا ملتان شہر ایک جزیرے کی صورت میں دریائے راوی کے دو حصوں[1] کے درمیان واقع تھا۔ جس جگہ وہ سب آکر نمودار ہوئے تھے وہاں دریائے راوی کی ایک شاخ کے کنارے ایک بہت بڑی عمارت تھی۔ اچانک عارب کی نظر ایک گوالے پر پڑی جو دودھ لے کر اس عمارت میں داخل ہونے کو تھا۔ عارب نے اسے آواز دے کر روکا اور اپنی طرف بلایا۔

جب وہ گوالا ان کے قریب آ کھڑا ہوا تو عارب نے پہلے غور سے اس کا جائزہ لیا۔ پھر اس نے پوچھا: "تم یہ دودھ لے کر کہاں جا رہے ہو؟"

اس جوان آدمی نے انتہائی نرمی سے کہا:

"میں گوالا ہوں اور دودھ لے کر اس عمارت میں جا رہا ہوں۔"

عارب نے پھر پوچھا: "یہ عمارت کیسی اور کس کی ہے؟"

گوالے نے ایک حیرت آمیز نگاہ ان سب پر ڈالی پھر کہا:

"یہ سورج دیوتا عابیتہ[2] کا مندر ہے اور میں اس مندر کے سب سے بڑے پجاری کیلیے دودھ لے کر جا رہا ہوں۔"

عارب نے ایک اور سوال کیا: "اے گوالے! تو دیکھ رہا ہے کہ ہم اس شہر میں اجنبی ہیں۔ کیا تو ہمیں اس شہر سے متعلق کچھ تفصیل سے نہ بتائے گا کہ ہماری معلومات میں اضافہ ہو۔ اور یہاں اس شہر میں ہم اپنے آپ کو اجنبی محسوس نہ کریں!"

اس گوالے نے کہا:

"اس وقت میں جلدی میں ہوں لیکن اس شہر سے متعلق تم لوگوں کو ضرور کچھ بتا دیتا ہوں کیونکہ تم یہاں نووارد ہو اور اجنبی پردیسی کی مدد ضرور کرنی چاہیے۔ سنو! یہ شہر ملوتان جیسا کہ تم لوگ دیکھتے ہو کہ دریائے ایراوتی کی دو شاخوں کے درمیان ایک جزیرے کی صورت واقع ہے۔ اس میں داخل ہونے کے درجن بھر دروازے[3] ہیں جن کے نام یہاں رہتے ہوئے تم لوگ خود ہی جان جاؤ گے۔ یہ

۱۔ پرانا ملتان شہر دریائے راوی میں جزیرے کی مانند تھا۔
۲۔ قدیم عربی تحریروں میں بھی اس سورج دیوتا کا ذکر ملتا ہے۔
۳۔ قدیم دور میں ملتان شہر کے دس دروازے تھے مثلاً دولت گیٹ، پاک گیٹ (باقی اگلے صفحے پر)

بہت پرانا اور قدیم شہر ہے بلکہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ دنیا کے چند قدیم ترین[1] شہروں میں سے ہے یہاں کی دو عمارتیں زیادہ اہم ہیں۔ ایک یہ سورج دیوتا عدیتیہ کا مندر[2] اور دوسرا یہ لاپوری کا مندر جو شہر کی دوسری سمت میں واقع ہے۔ یہ مندر دیکھنے کے قابل ہے۔ اس مندر کا ایک بڑا حصہ سونے سے تعمیر کیا گیا ہے جبکہ اس کی چھتیں بھی قیمتی اشیا سے بنی ہیں۔ اس شہر کی کچھ اپنی خصوصیات ہیں اور یہ ہتھیاروں، سکوں، برتنوں اور عمدہ قسم کے زیورات اور لباس تیار کرنے میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ شہر فنِ[3] موسیقی میں بھی بے مثل ہے اور یہاں موسیقی کی تعلیم کے لیے باقاعدہ مکتب ہیں۔"

عارب نے اس گوالے کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا: "اب تم جاؤ۔ میں تمہارا ممنون ہوں کہ تم نے اس شہر کے بارے میں ہمیں معلومات فراہم کی ہیں۔"

گوالے کو وہاں سے گئے ابھی چند ہی ثانیے گزرے ہوں گے کہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ہمراہ وہاں نمودار ہوا۔ عارب اور اس کے ساتھی اُسے اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر خوش ہو گئے۔ عزازیل نے آتے ہی کہا: "مجھے خبر ہو گئی تھی کہ تم لوگ ملتان کی طرف روانہ ہوئے ہو لہٰذا میں نے تمہارے یہاں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:

حرم گیٹ، بوہڑ گیٹ، خونی برج، خضری گیٹ، حرادی گیٹ، سکھی گیٹ وغیرہ۔ آجکل اس شہر کے صرف ۶ ہی دروازے رہ گئے ہیں۔

۱۔ آثارِ قدیمہ کے ماہرین کا خیال ہے کہ یہ شہر ۹ ہزار سال پرانا ہے جبکہ البیرونی نے اپنی تحریروں میں ملتان کو سوا دو لاکھ سال پرانا شہر بتایا ہے۔

۲۔ بعد کے دور میں نامعلوم وجوہات کی بنا پر اس مندر کی عمارت زمین میں دھنس گئی اور اس پر ایک اور مندر تعمیر کر دیا گیا۔

۳۔ پرانے دور میں ملتان موسیقی کے لیے مشہور تھا۔ موجودہ دور میں بھی کلاسیکل گائیکی کے استاد غلام علی خاں، کافیوں کی ماہر ثریا ملتانیکر، ٹھمری اور غزل کی ماہر اقبال بانو، صدارتی ایوارڈ یافتہ پٹھانے خاں کے علاوہ ناہید اختر وغیرہ سب اسی قدیم شہر کی پیداوار ہیں۔

پہنچنے سے قبل ہی میں نے تمہاری رہائش کا بندوبست کر دیا ہے۔ سورج دیوتا کے اس مندر کا پجاری میرا جاننے والا ہے۔ میں ابھی ابھی اس سے تمہارے بارے میں بات کر کے آرہا ہوں۔"

عارب نے حیرت اور تعجب سے پوچھا: "وہ آپ کا کیسے جاننے والا ہے۔"

عزازیل نے بلا تامل کہا: "ایسے ہی جیسے تم۔ سنو میرے عزیزو! ہر وہ شخص جو برائی، بدی اور شرک و گناہ کی طرف مائل ہو وہ میرا ساتھی ہے اور ایسے لوگوں کے برے اعمال میں خوب چمکا کر ان کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ ایسے کاموں میں ان کے لیے ایک کشش ہو اور وہ ایسے کام اور زیادہ دلجمعی اور جدوجہد سے کریں۔"

"سنو عارب! میں نے اس پجاری کے سامنے تم لوگوں کی مافوق الفطرت اور سری قوتوں کا ذکر کیا ہے یوناف کی حقیقت بھی میں نے اس پر واضح کر دی ہے لہٰذا وہ تم لوگوں کی رہائش کے علاوہ یوناف کے پنجرے کو بھی کسی مناسب جگہ پر رکھوا کر لوگوں میں اسے پتھر مار کر اپنی حاجات طلب کرنے کی تشہیر بھی کر دے گا۔"

عارب نے درمیان میں بولتے ہوئے عزازیل کو بتایا: "اے آقا! ہم ...."

وہ کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ پھر اس نے ایک نگاہِ غلط انداز اسیوہ، اینا اور رام دیو پر ڈالی اور آگے بڑھ کر عزازیل سے سرگوشی میں کہا: "اے آقا! ہم ابلیکا کو تو وہیں مندر کے قریب پیپل تلے دفن چھوڑ آئے ہیں۔ اس پر آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں۔ ہم نے یہ احتیاط کے طور پر اس لیے کیا ہے کہ بار بار ابلیکا کے برتن کو دفن کرنے اور نکالنے کے عمل سے کہیں اس برتن کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے اور ابلیکا وہاں سے آزاد ہو کر ہم سب کے لیے کرب اور دائمی تکلیف کا باعث نہ بن جائے۔"

عزازیل نے خوش طبعی سے سرگوشی کی: "نہیں۔ تم نے اچھا کیا جو ابلیکا کو وہیں چھوڑ آئے ہو۔ میں تمہارے اس فعل سے مطمئن ہوں لیکن اے عارب! جیسا کہ میں نے اپنے ایک ساتھی سے سن رکھا ہے کہ تم اس نوخیز اینا سے شادی کے خواہش مند ہو۔ اگر ایسا ہے تو اس داسیوا اور رام دیو کا خاتمہ کر دو ورنہ یہ ایک روز تمہارے لیے مصیبت کا باعث بن جائیں گے۔ میرے یہاں آتے ہی ان کا خاتمہ کر دو کہ میں یہاں سے مغرب کی طرف ایک انتہائی اہم کام کے سلسلے میں روانہ ہوں گا۔ وہ کام ایسا ہے کہ جس کے ساتھ میری ذات کا بھرم وابستہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ میں اس میں کامیاب ہوں گا اور اپنے رب سے جو میں نے دعویٰ کیا ہے اس میں ضرور اپنے آپ کو کامیاب کر دوں گا۔"

عارب نے پیچھے ہٹ کر ذرا بلند آواز میں پوچھا: "اے آقا! اپنے رب سے آپ کی کیا

مراد ہے؟"

عزازیل نے غور سے عارب کی طرف دیکھا اور کہا: "اپنے رب سے مراد میرا اللہ ہے۔ جو خالق و واحد، لاشریک و بے امتا ہے۔"

عارب نے پوچھا: "کیا اس سے سرکشی اور تکبر کرنے کے بعد بھی آپ اس کی ذات کو ایسا سمجھتے ہیں؟"

عزازیل نے کہا: "میرے ایسا سمجھنے یا نہ سمجھنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ وہ تو ہے ہی ایسا۔ وہ تو اس نے مجھے ایک وقتِ مقررہ تک مہلت دے رکھی ہے جو میں یہ سب کچھ کر رہا ہوں ورنہ میری حیثیت تو اس کے سامنے ایسی بھی نہیں جیسی مہیب و ہولناک طوفانوں کے سامنے ٹوٹے ہوئے پرکاہ کے ایک ذرے کی۔ اگر اس کی رضامندی نہ ہو تو میں حرکت تک نہیں کر سکتا۔ میں نے تو صرف آدم کو اس کے مٹی سے پیدا کیے جانے پر اسے سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا ورنہ اپنے رب کی ذات کے خلاف تو بغاوت نہ کی تھی اور نہ میں ایسا کر سکتا ہوں۔ مجھ سے بہتر اسے کون جانتا ہے کہ وہ خالق ہے واحد ہے اور جو باتیں ابھی میرے اور دوسرے لوگوں کے لاشعور میں بھی نہیں ہوتیں وہ ان کا بھی جاننے والا ہے۔ میں تو اس کی دی ہوئی مہلت کا مقروض ہوں اور یہ سب کچھ کر رہا ہوں۔"

عارب نے بات کا رخ بدلتے ہوئے پوچھا: "اے آقا! ابھی ابھی آپ بتا رہے تھے کہ آپ نے اپنے رب کے ساتھ کوئی دعویٰ کیا ہے۔ کیا آپ ہمیں اس کی تفصیل نہ بتائیں گے؟"

عزازیل نے کہا: "سنو میرے عزیزو! ایک روز کچھ ملائکہ جمع تھے اور انسانوں کی سعادت و مصیبت اور عبادت و اطاعت کی گفتگو کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا: "روئے زمین پر اس وقت ایک بھی انسان ایوبؑ کے پائے کا نہیں ہے کیونکہ وہ مومن، زاہد، عابد اور سجدہ گزار اور اطاعت شعار ہیں۔ خداوند تعالیٰ نے ان کی روزی وسیع اور عمر بہت دراز کی ہے لیکن انہوں نے اپنے مال میں سائل و محروم کا ایک حق مقرر کر لیا ہے اور اپنی عمر کے دنوں کو اللہ کی عبادت اور اس کی ان گنت نعمتوں کے شکرانے کے لیے وقف کر دیا ہے۔"

سنو میرے عزیزو! فرشتوں کی یہ گفتگو سن کر مجھے بڑی پریشانی لاحق ہوئی اور اپنے آپ پر غصہ بھی آیا کہ میں تو ہر وقت اسی کام پر لگا ہوا ہوں کہ نیک بندوں کو گمراہ کروں۔ مومنوں کو فساد اور عابدوں کو دل کے وسوسوں کے گرداب میں پھنسا کر مشکلات میں مبتلا کروں۔ لہٰذا میں نے فوراً ایوبؑ نام کے اس شخص کا رخ کیا جس کی فرشتے تعریف کر رہے تھے:

عارب نے درمیان میں پوچھ لیا: "اے آقا! آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ ایوبؑ نام کا یہ شخص کون ہے۔ کہاں رہتا ہے؟"

عزازیل نے کہا: "اے میرے عزیزو! ایوبؑ اللہ کا ایک بزرگ پیغمبر ہے۔ یہ بنی آدم میں سے ہے اور ان دنوں عوص نام کے قصبے میں رہتا ہے۔ یہ ایوبؑ بن زراح بن موص بن عیسو بن اسحٰقؑ بن ابراہیمؑ ہے اور چونکہ اللہ کا پیغمبر ہے لہٰذا انتہائی پارسا اور پرہیزگار ہے۔"

"ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ فرشتوں کی گفتگو سننے کے بعد میں نے ایوبؑ کا رخ کیا اور جو کچھ میں نے وہاں دیکھا وہ یہ تھا کہ وہ کامل نیک اور راست باز انسان ہے۔ اس کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں اور اس کی امارت کا یہ عالم ہے کہ اس کے پاس سات ہزار بھیڑیں، تین ہزار اونٹ، پانچ سو جوڑی بیل اور پانچ سو گدھوں کے علاوہ غلام اور خدمت گار اس قدر ہیں کہ کسی اور کے پاس نہ ہوں گے۔ اس کے علاوہ میں نے یہ بھی دیکھا کہ مال دار اور اس قدر شان و شوکت اور عظمت و عزت کا مالک ہونے کے باوجود وہ شخص اپنی ہر شے کو سرکشی اور کفرانِ نعمت سے بچائے ہوئے ہے اور یہ ساری نعمتیں جو اسے میسر ہیں اسے خدا کی یاد اور اس کی عبادت سے غافل نہ کر سکی ہیں۔ اس کی زبان ہر وقت خدا کی تسبیح میں مصروف رہتی ہے اور اس کے ہاتھ غریبوں، محروموں، مسکینوں اور فقیروں کی امداد کے لیے کشادہ رہتے ہیں اور اس کی زندگی لوگوں کے کام بنانے، غریبوں کو نوازنے، بھوکوں کو کھلانے، تنگ حالوں کو کپڑے پہنانے، قیدیوں کو چھڑانے اور سائلوں کے لیے بخشش کرنے میں بسر ہو رہی ہے۔

اس کے علاوہ ایوبؑ میں یہ خوبیاں بھی ہیں کہ وہ ظالموں کو ظلم سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ جاہلوں اور نادانوں کو علم و عرفان کی دولت سے آشنا کرتا ہے اور عام لوگوں کو حقداروں کے حق اور صداقت کی تلقین کرتا ہے۔

سو اے میرے عزیزو! میں نے ایسے شخص کو اصلاح کے راستے سے بھٹکانے اور گمراہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور ایسا ہوا کہ میں نے اپنی طرف سے پوری اور انتہائی کوشش کی کہ اس کے کانوں میں کوئی وسوسہ ڈالوں۔ دنیا کی رنگینیوں پر اسے فریفتہ کر دوں اور اللہ کی عبادت سے اسے روکوں لیکن ہائے افسوس میں ایسا نہ کر سکا۔ اس شخص کو بھٹکاتے وقت مجھے یوں لگا جیسے اس کے کان بے ہودہ باتیں سننے کے لیے بند ہیں اور اس کا دل شہوات کی پیروی سے ہٹا ہوا ہے۔ ایوبؑ کی یہ لت دیکھ کر مجھے بڑا غصہ آیا اور میں نے اس کے خلاف انتہائی قدم اٹھانے کا فیصلہ کر لیا۔

سنو عزیزو! میں نے اس ناگواری کی حالت میں بارگاہِ خداوندی میں مؤدب ہو کر گزارش کی:

"اے پروردگار! تیرا یہ بندہ ایوبؑ جو ہر وقت تیری عبادت و تسبیح میں مصروف رہتا ہے اور اس کا دل ہر وقت تیری اطاعت و تقدیس میں محو ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ کسی خلوص کی بنا پر نہیں ہے بلکہ وہ تو صرف تیری عطا کردہ نعمتوں کی وجہ سے تیری قربت چاہتا ہے اور تیری نعمتوں کے بدلے میں تیری عبادت کر رہا ہے۔ تو نے اسے مال و دولت دی ہے۔ اہل و عیال سے اس کا دل مطمئن کیا ہے اور یہی اس کے شکرانے، اطاعت، بندگی اور عبادت کی اصل وجہ ہے اور اسے یہ لالچ ہے کہ تو یہ نعمتیں اور جاہ و حشمت اس کے لیے برقرار رکھے اور وہ ہمیشہ ان سے فائدہ اٹھاتا رہے۔"

میں نے اپنے رب سے یہ بھی کہا کہ:

"یہ ہزاروں بھیڑ بکریاں، اونٹ، گھوڑے، گدھے اور بیل جو تو نے اسے دے رکھے ہیں۔

یہ ہزاروں ایکڑ زمین، سرسبز و شاداب باغات، کھیتیاں کھلیان جو ایوب کی ملکیت ہیں اور اس پر مستزاد اس کے لڑکے لڑکیاں اور خدام و غلام کیا اس بات کے متقاضی نہیں ہیں کہ وہ تیری عبادت اور شکر گزاری میں مصروف رہے۔ اصل میں ان تمام نعمتوں کے زوال کے خوف نے اس کے دل کو ہر وقت تیری یاد میں لگا رکھا ہے اور اس کی زبان کو تیرا شکر گزار بنا دیا ہے ورنہ اگر یہ بے انداز نعمتیں اس سے چھین لی جائیں اور یہ مال و دولت اس سے واپس لے لی جائے تو پھر اے میرے رب! میں دیکھوں کہ وہ کس طرح تیری عبادت کرتا ہے اور کیسے اس کا دل ہر وقت تیری یاد اور شکر گزاری میں لگا رہتا ہے۔

میری ان باتوں کے جواب میں خداوند تعالیٰ نے فرمایا:

"ایوبؑ ایک مومن بندہ ہے۔ اس کا ایمان ہر شک و شبہ سے مبرّا اور بالاتر ہے۔ وہ میری عبادت اس لیے کرتا ہے کہ میں ہی عبادت کے لائق ہوں۔ وہ اس لیے میری حمد و ثنا کرتا ہے کہ میں ہی اس کا حقدار ہوں۔ میرے لیے اس کا ذکر اور اطاعت دنیا کی محبت اور آلودگی سے پاک ہے اور نہ ہی وہ کسی غرض کے لالچ میں ایسا کرتا ہے لیکن تو اگر اس پر شک کرتا ہے تو جا۔ میں تجھے اس کے مال و منال پر اور دولت و اسباب پر اختیار دیتا ہوں۔ تو اور تیرے ساتھی میرے بندے ایوبؑ کو بہکانے کی کوشش کرو۔ وہ اپنے ایمان میں پختہ ہے اور اس بنا پر اس کا صبر و یقین بھی پختہ ہے۔ تم اور تمہاری امت اس پر پورا زور لگا لو لیکن یاد رکھو کہ تم لوگوں کو اس کی زبان اور دل پر کوئی اختیار نہ ہوگا اس لیے کہ اپنے دل اور زبان سے وہ میرا ذکر کرتا ہے۔"

عزازیل نے ذرا رک کر پھر کہا: "سوائے میرے عزیزو! اب میں ایوبؑ کے خلاف اپنے تمام ساتھیوں کو حرکت میں لاؤں گا کہ وہ اس کے خلاف اپنی پوری شیطنت، شرارت اور خباثت کے ساتھ

حرکت میں آئیں اور ہر طرف سے ایوبؑ پر ایسی ضرب لگائیں کہ وہ کسی بھی صورت اللہ کا نیک بندہ بن کر نہ رہ سکے۔ سوائے میرے عزیزو! یہاں تم لوگوں سے فارغ ہونے کے بعد میں عوض شہر کا رخ کروں گا اور وہاں ایوبؑ کے خلاف حرکت میں آؤں گا۔"

عزازیل عارب سے قریب ہو کر سرگوشی کے انداز میں بولا: "میرے یہاں ہوتے ہوئے رام دیو اور داسیو کا خاتمہ کر دو ورنہ یاد رکھو ان دونوں کی وجہ سے تم کسی کی ابتلا میں بھی پڑ سکتے ہو اور سنو۔ ان دونوں کی موت کے بعد حسین انیما کو چند دن کی مہلت دینا کہ وہ اپنے مرنے والے بھائی بہن کا سوگ منا لے۔ پھر تم اس سے شادی کر لینا اور یہاں ملتان میں بدی پھیلانے کے ساتھ ساتھ خوشحال اور پر تعیش زندگی بسر کرنا۔"

عارب نے کہا: "میں ابھی ان دونوں کا خاتمہ کیے دیتا ہوں۔"

اس نے اپنے اطراف میں نگاہ دوڑائی اور دیکھا کہ سورج دیوتا عدیتیہ کے مندر کے سامنے کچھ بیل چر رہے تھے۔ اس نے ان میں سے دو پر ایسا عمل کیا کہ وہ انتہائی خونخواری کے عالم میں ان کی طرف بھاگے۔ عارب کے اشارے پر سب لوگ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہے۔ ان انیما، داسیو اور رام دیو پریشان اور متفکر سے ہو گئے۔ بیل بھاگتے ہوئے سیدھے داسیو اور رام دیو کی طرف آئے اور آتے ہی ان دونوں کو اپنے سینگوں پر اٹھا کر ایسا پٹخا کہ دونوں بے جان ہو گئے۔ بیل بھاگتے ہوئے جدھر سے آئے تھے ادھر ہی واپس چلے گئے۔

رام دیو اور داسیو کی لاشوں پر انیما بے چاری رونے اور واویلا کرنے لگی۔ قریب ہی یوحے کے پنجرے میں بند یوناف اس خونی منظر کو افسردگی سے دیکھ رہا تھا۔

اتنے میں سورج دیوتا کے مندر کی طرف سے بڑا پجاری جوفر چند دوسرے پجاریوں کے ہمراہ اس طرف آیا۔ جب وہ قریب آئے تو عزازیل نے سب کا آپس میں تعارف کرایا اور ابھی ابھی پیش آنے والا بیلوں کا حادثہ بھی کہہ سنایا۔ جوفر نے اس پر دکھ اور افسوس کا اظہار کیا اور اس کے حکم پر اس کے ساتھی دونوں لاشوں کو اٹھا کر مندر میں لے گئے۔ عارب آگے بڑھ کر انیما کو ڈھارس اور تسلی دینے لگا۔

اس دوران بیوسا، نبیطہ اور یافان اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور آگے بڑھ کر انہوں نے یوناف کے پنجرے کو یوں اٹھایا جیسے وہ کوئی بے وزن ہلکی پھلکی سی چیز ہو۔ پھر وہ سب مندر کی طرف چل پڑے۔

عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ عوص کی سرزمین میں ایوبؑ کے پاس آیا اور اس نے ایوبؑ کے سارے چوپائے، مال و دولت، نوکر، خدام، تری و خشکی میں جس قدر بھی ان کی ملکیت میں جاندار یا بے جان تھے، کسی کو بھی نہ چھوڑا۔ سب کو تباہ حال بنا کر رکھ دیا تاکہ ایوبؑ بالکل تنگدست اور محتاج ہو کر رہ جائیں۔ چنانچہ ایوبؑ مفلس و محتاج ہو گئے۔ عزازیل نے آپ کے کھیت کھلیان تک تباہ کر کے رکھ دیے تھے۔

پھر عزازیل ایک بوڑھے دانا کے بھیس میں ایوبؑ کے پاس آیا اور آپ سے پوچھا: آپ کی تمام جائداد اور املاک میں آگ لگ گئی اور سب کچھ برباد ہو گیا۔ آپ کی کھیتیاں زہریلی ہواؤں نے جلا ڈالیں، بکریاں، گائیں، بیل، اونٹ، گھوڑے اور تمام چوپائے ہلاک ہو گئے۔ لوگوں کو اس ناگہانی آفت پر بے حد حیرت ہوئی ہے اور میں نے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ نے یہ بلائیں اور مصائب ایوبؑ پر نازل کیے ہیں تاکہ آپ کے دشمن خوش اور آپ کے دوست ملول اور غم زدہ ہوں۔

عزازیل کو اس وقت مکمل طور پر مایوسی ہوئی جب اس کی ان باتوں کا ایوبؑ پر کوئی اثر نہ ہوا بلکہ جواب میں آپ نے فرمایا:

اے اجنبی! میں نہیں جانتا تو کون ہے کیونکہ اس سے پہلے میں نے کبھی تجھے نہیں دیکھا پھر بھی تو سن رکھ کہ یہ تمام چیزیں جن کے نقصان کی تو نے مجھے خبر دی ہے، یہ سب عارضی تھیں اور خدا کی طرف سے مجھے عاریتاً ملی ہوئی تھیں اور یہ سب میرے اللہ کی طرف سے میرے پاس اس کی امانت تھیں۔ ان نعمتوں سے ہم نے ایک عرصہ تک فائدہ اٹھایا اور اب جبکہ میرے اللہ نے اپنی یہ نعمتیں اور امانتیں واپس لے لی ہیں تو اس پر ہم تاسف اور دکھ کا اظہار کیوں کریں۔ ہمیں تو چاہیے کہ خوشی اور غمی اور نفع و نقصان ہر حالت میں اپنے رب کا شکر ادا کریں اور اس کی حمد و ثنا کرتے رہیں کیونکہ وہ مالک الملک ہے۔ عزت اور ذلت جسے وہ چاہتا ہے دیتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی ایوبؑ اپنے رب کے حضور سجدے میں گر گئے۔

عزازیل ان کے اس رویے اور ایمان میں ان کی پختگی اور مضبوطی پہ حیران و شرمندہ ہو کر رہ گیا۔

لیکن عزازیل ابھی اپنی شکست تسلیم کرنے کو تیار نہ تھا لہٰذا اس نے اس محل کا رخ کیا جس میں ایوبؑ کی بیوی بچے اور دیگر لواحقین رہتے تھے۔ اپنے ساتھیوں کی مدد سے اس نے اس محل کی بنیادوں کو اس طرح ہلا دیا کہ محل کی تمام چھتیں یک لخت نیچے گر گئیں اور ایوبؑ کے تمام بیٹے اور بیٹیاں ان کے نیچے دب کر ہلاک ہو گئے۔ صرف آپ کی بیوی لیاہ جو یوسفؑ کی پوتی تھیں اور نسب کے لحاظ سے لیاہ بنت منشا بنت یوسفؑ تھیں، زندہ بچ رہیں۔

یہ کام کرنے کے بعد عزازیل پھر ایوبؑ کے پاس آیا اور بولا: اے ایوب! اگر تو اس جگہ موجود ہوتا اور اپنی آنکھوں سے دیکھتا کہ کس طرح تیرے محل کی چھتیں اور دیواریں گریں اور ان کے نیچے دب کر تیرے بیٹے اور بیٹیاں اور عزیز و اقارب پس کر رہ گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اللہ کی طرف سے تیرے ساتھ خفگی کا اظہار ہے اور تیرے رب نے تیری عمر بھر کی عبادتوں کو کچھ اہمیت نہیں دی اور تیری مدت کی حق گوئی پر بھی تیرے ساتھ کوئی رعایت اور نرمی نہ برتی۔

ایوبؑ نے جواب میں انتہائی صبر اور شکر کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا:

"یہ سب کچھ اللہ نے ہی عطا کیا تھا لہٰذا اس نے واپس لے لیا اور اس کی طرف سے خوشی اور دکھ ہر حالت اور ہر کیفیت میں اپنے رب کا شکر گزار ہوں۔ ممنون ہوں۔"

اس کے بعد آپ نے سجدے میں گر کر عزازیل کو اور زیادہ شرمندگی اور تعجب میں ڈال دیا۔

عزازیل نے اب بھی ہار نہ مانی اور پھر آپ کے خلاف حرکت میں آیا اور اس نے ایسی زہریلی ہوائیں چھوڑیں کہ آپ پر متعدد بیماریاں ٹوٹ پڑیں۔ آپ کا جسم لاغر اور کمزور ہو گیا۔ اس بیماری نے آپ کے سب ماننے والوں کو آپ سے دور کر دیا اور لوگوں نے آپ کو اٹھا کر بستی سے باہر ڈال دیا۔ ان حالات میں آپ کے پاس صرف آپ کی بیوی لیاہ بنت منشا بنت یوسفؑ ہی رہ گئی تھیں جو محنت مزدوری کر کے آپ کے لیے خوراک کا بندوبست کرتیں۔

ان حالات میں ایوبؑ کے ایمان و ایقان میں کوئی فرق نہ آیا اور آپ اپنے دل و زبان سے اپنے رب کی حمد و ثنا اور تسبیح میں مشغول رہتے جبکہ عزازیل اس انتظار میں تھا کہ دیکھوں اس بیماری کے طول پکڑنے پر ایوبؑ کا کیا ردعمل ہوتا ہے؟

آرین جس طرح ہندوستان اور ایران میں داخل ہوئے تھے ایسے ہی انہوں نے یورپی ممالک کا بھی رخ کیا۔ گو آریوں سے بہت پہلے دشتِ حجاز سے اٹھ کر بہت سے عرب جن کا پیشہ جہاز رانی اور سوداگری تھا اور ان کے علاوہ عربوں ہی کی نسل کے دوسرے لوگ جو بحیرہ روم کے ساحلوں پر آباد تھے وہ بحیرہ ایجیئن سے ہوتے ہوئے اور وہاں بکھرے ہوئے ان گنت جزیروں سے گزرتے ہوئے یونان، کریٹ، قبرص، مالٹا، کارسیکا اور سارڈینیا میں جا کر آباد ہو چکے تھے لیکن یہ لوگ آریوں کی طرح زراعت پیشہ نہ تھے بلکہ تاجر اور سوداگر تھے۔ لہٰذا انہوں نے وہاں کی سرزمینوں کو آباد کرنے کی طرف کوئی دھیان نہ دیا اور اپنے اردگرد اور اطراف کی اقوام کے ساتھ تجارت کر کے گزر بسر کرنے لگے لیکن جب ان کی آبادی بڑھی تو انہوں نے زراعت کی طرف بھی توجہ دی۔

جو لوگ یورپی ممالک میں داخل ہوئے ان میں زیادہ تر آہن گر اور کمہار شامل تھے۔ یہ لوگ ان ممالک میں خانہ بدوشوں کی سی زندگی بسر کرتے رہے اور جگہ جگہ گھوم پھر کر اپنے بنائے ہوئے برتن بیچا کرتے تھے "تاریخ میں انہیں بیل بیکر کا نام دیا گیا کیونکہ ان کے بنائے ہوئے اکثر برتنوں کی شکل گھنٹی جیسی ہوا کرتی تھی۔"

ان کے بعد آریوں نے بھی ان ممالک کا رخ کیا۔ ان کا ایک گروہ شمالی یونان اور شمالی اٹلی میں جا آباد ہوا۔ اور یہ پہلے لوگ تھے جنہوں نے ان سرزمینوں کے اندر یونانی اور لاطینی زبانوں کی ابتدا کی۔ آریوں کے دوسرے گروہوں نے مغرب کا رخ کیا۔ جنوبی جرمنی سے ہوتے ہوئے یہ لوگ شمال مشرقی فرانس اور بلجیم میں داخل ہوئے۔ ان آریوں کے دو گروہ بحیرہ ایجیئن کو عبور کرنے کے بعد ایشیائے کوچک میں داخل ہوئے۔ ایک گروہ نے حتی قوم کے نام سے ایک عظیم سلطنت کی بنیاد ڈال دی اور دوسرے گروہ نے ٹرائے کا تاریخی شہر آباد کر کے ایک الگ حکومت کی داغ بیل ڈالی۔

آریوں کے ایک اور گروہ نے روس کے برفانی علاقوں کے اندر ہی اندر سیدھا زمین کے انتہائی مغربی حصوں کا رخ کیا۔ خلیج کو عبور کیا اور بحرِ اعظم امریکہ میں جا کر آباد ہو گئے۔ انہی آریوں کے رشتہ داروں نے چین کے دریائے ینگ سی کے جنوبی اور شمالی حصوں کو آباد کیا

آریوں کے ایک اور گروہ نے دجلہ اور فرات کے شمالی حصوں کا رخ کیا اور میتانی کے نام سے وہاں انہوں نے ایک مضبوط حکومت قائم کی اور حلف کو اپنا مرکزی شہر بنایا۔

کچھ آرین اور آگے بڑھے اور شام کی وادیوں اور بحیرہ روم پہ پہلے سے آباد عربوں کے اندر جا کر رہنے لگے۔ یہ لوگ اپنی انفرادیت قائم نہ رکھ سکے اور دوسری اقوام میں ضم ہو کر رہ گئے۔

دجلہ و فرات کے شمالی حصوں میں میتانی سلطنت کے قریب ہی خانہ بدوش عربوں کا ایک بہت بڑا گروہ نمودار ہوا۔ آوارہ گردوں اور خانہ بدوشوں کا یہ گروہ جب موجودہ ترکی کے علاقے میں جھیل وان کے پاس آیا تو یہ علاقہ اسے اس قدر پسند آیا کہ اس گروہ نے یہاں کے وسیع علاقوں پر قبضہ کر کے اپنی حکومت قائم کر لی۔

تاریخ کے اس مرحلے پر یہ لوگ حورین کے نام سے مشہور ہوئے جبکہ توریت میں انہیں حوری کہہ کر پکارا گیا۔

میتانی سلطنت کے آریوں نے کوشش کی کہ ان لوگوں کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنا کر ان سے غلاموں کا کام لیں لیکن جب آریوں نے ان پر حملہ کیا تو حوریوں نے آریوں کو بدترین شکست دی لہٰذا آریوں نے حوریوں سے صلح کر لی بلکہ اپنی عسکری قوت کو مضبوط کرنے کے لیے انہوں نے حوریوں کو اپنے لشکر میں بھرتی کرنا شروع کر دیا۔

حوری کمال کے لوگ تھے۔ یہ لوگ بڑی فراخدلی سے آریوں کے لشکر میں شامل ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے آریوں پر مکمل طور پر غلبہ پا لیا۔ اس طرح میتانی سلطنت کا اقتدار آریوں کے ہاتھوں سے نکل کر حوریوں کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ حوریوں نے اپنی سلطنت کو اور وسعت دی اور آشوریوں کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا کیونکہ وہ ابھی تک قبائلی زندگی بسر کر رہے تھے اور اپنی کوئی مضبوط اور مرکزی حکومت بنانے میں کامیاب نہ ہو سکے تھے لہٰذا حوریوں نے انہیں اور ان کے علاقوں کو اپنی سلطنت کا ایک حصہ بنا لیا۔

○

عراق میں بھی انقلاب برپا ہوا۔ ابراہیمؑ کے بعد نمرود کے خاندان کا بھی خاتمہ ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی ار شہر کی اہمیت بھی کم ہو گئی۔ کیونکہ اس سرزمین پر ایک اور عرب خاندان حکمران ہو گیا تھا اور ان نئے حکمرانوں نے ار کے بجائے بابل کو اپنا مرکزِ حکومت بنا لیا تھا۔ اس خاندان کا پہلا حکمران سموابی تھا اس کے حالات تفصیل سے کسی کو معلوم نہیں۔ سلاطین کی فہرست میں صرف اس کا نام ہی ملتا ہے۔ اس خاندان میں دوسرا بادشاہ سمولا ایلو ہوا۔ اس کے متعلق صرف یہ معلوم ہے کہ اس نے بابل میں چھ مضبوط قلعے تعمیر کرائے تھے۔ تیسرا بادشاہ زابو تھا جس نے اپنے دور میں بابل میں ایک ہیکل تعمیر کرایا۔ اس کے بعد

اس خاندان میں مختصر مدت کے لیے دو اور بادشاہ افل سِن اور سِن مبلط ہوئے۔ ان کے بعد اس خاندان کا نامور بادشاہ تخت نشین ہوا جس کا نام حمورابی تھا۔

نمرود نے اپنے دور میں خاندانِ ابراہیمؑ کو اپنی سرزمین سے نکال دیا تھا اور آپ ہجرت کر کے ارضِ کنعان کی طرف چلے گئے تھے۔ نمرود نے ان پیغامات و احکامات کی طرف بھی کوئی توجہ نہ دی تھی جو ابراہیمؑ خدا کی طرف سے اپنی قوم پر پیش کرتے رہے تھے لیکن یہ احکامات و پیغامات جن میں انسانیت کی بہتری تھی لوگوں میں سینہ بہ سینہ منتقل ہوتے رہے۔ حمورابی نے ابراہیمؑ کے ان احکامات اور پیغامات کو تسلیم کیا اور جو دستور ابراہیمؑ نے پیش کیا تھا اس کے سارے احکامات حمورابی نے ایک مینار[1] پر کندہ کروا دیے۔ یہ سارے احکامات توریت کے احکامات سے مشابہ ہیں۔ اس مینار پر ۲۸۲ فرامین تھے جو قانون، تجارت، مذہب، کشتی سازی، عورتوں اور غلاموں کے حقوق اور دیگر معاشرتی امور سے متعلق تھے۔

حمورابی نے تخت نشین ہونے کے بعد فلاحی کام کرنے کے علاوہ اپنے لشکر کی قوت میں بھی اضافہ کرنا شروع کیا کیونکہ اس کے ہمسائے میں قوم عیلام حکومت بابل کی بدترین دشمن تھی اور ماضی میں عیلامیوں نے بابلیوں سے اوروک اور اسین نام کے دو شہر بھی زبردستی چھین لیے تھے اور اب حمورابی کے دور میں عیلام پر ان کا ایک طاقتور اور انتہائی دانشمند شخص ریم سین بادشاہت کر رہا تھا لہٰذا حمورابی نے ریم سین سے اپنے شہر واپس لینے کی تیاریاں شروع کر دیں۔

اب گویا دجلہ و فرات سے لے کر بحیرہ روم تک کی مضبوط حکومتیں ایک دوسرے کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھتی تھیں اور جنگی تیاریوں میں مصروف تھیں۔ موجودہ ترکی کے مغربی اور جنوبی حصوں میں لیڈیا نام کی سلطنت تھی جس کا مرکزی شہر ٹرائے تھا۔ ان کے ہمسائے میں حتیوں کی مضبوط سلطنت تھی جن کا مرکزی شہر ختوسناش تھا۔ حتیوں کے قریب اب حوریوں کی متانی سلطنت تھی اور اب انہوں نے دریائے خابور کے کنارے اشنونہ کانی شہر کو اپنا مرکز بنا لیا تھا۔

گو آشوری وقتی طور پر حوریوں سے دب گئے تھے لیکن آہستہ آہستہ اندر ہی اندر وہ لاوے کی صورت کسی بھی وقت پھٹ کر ایک ہولناک طوفان کھڑا کر سکتے تھے۔

حوریوں کے قریب ہی کوہستانِ زاگروس کے اندر کاسی نام کی ایک قوم خانہ بدوش زندگی بسر کر رہی تھی اور اب کوہستان سے باہر نکلنے کو پر تول رہی تھی۔

دمشق اور اس کے نواح میں پہلے ہی اموری عربوں کی حکومت تھی اور اب بابل اور اس کے گرد و نواح کے وسیع علاقوں پر بھی اموری عرب ہی حکمران تھے کیونکہ بابل کا بادشاہ حمورابی اموری عرب تھا۔ اس طرح حتیوں کی حکومت اور مصر کے درمیانی علاقے میں اموری عربوں نے اپنی وسیع اور مضبوط سلطنت قائم کر لی تھی جو حتیوں اور مصریوں دونوں کی پیش قدمی کے سامنے سب سے مضبوط اور بڑی رکاوٹ تھی۔

اموریوں کے مشرق میں قوم عیلام کی سلطنت تھی جس کا بادشاہ ریم سین تھا۔ ان کے ہمسائے میں ایران پر مادیوں کی حکومت تھی۔ مغرب میں بحیرہ روم کے کنارے موجودہ لبنان اور شمالی فلسطین پر کنعانی عربوں کی حکومت تھی۔ ان کا مرکزی شہر ٹائر تھا۔ ان کے جنوب میں مصر تک پورے فلسطین پر وہ عرب حکمران تھے جنہیں تاریخ اور مذہبی کتابوں میں فلستی کہہ کر پکارا گیا۔ ان کا مرکزی شہر اشدود تھا اور اسی شہر میں ان کے سب سے بڑے دیوتا دجون کا مندر تھا۔

یورپ اور براعظم امریکہ میں داخل ہونے والے ابھی تک تقریباً خانہ بدوش زندگی بسر کر رہے تھے۔ یونان میں بھی کوئی بڑی اور مرکزی حکومت قائم نہ ہو سکی تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یونان اپنے ان گنت پہاڑوں کی وجہ سے بے شمار چھوٹی چھوٹی وادیوں کے اندر بٹا ہوا ہے۔ ان وادیوں میں زیادہ تر دس بارہ میل لمبی اور چھ سے آٹھ میل تک چوڑی ہیں لہٰذا ان وادیوں میں رہنے والے اور آباد رہنے والے انہی وادیوں کے اندر خود مختار زندگی بسر کر رہے تھے۔

یوسفؑ کے بعد مصر کے اندر بھی ایک انقلاب رونما ہو رہا تھا۔ مصر کے عرب حکمران جنہیں تاریخ میں ہکسوس، عمالقہ اور چرواہے بادشاہ کے ناموں سے پکارا گیا ہے۔ یوسفؑ کے بعد ان حکمرانوں سے ایک شدید غلطی ہوئی جس نے بالآخر انہیں مصر سے نکل جانے پر مجبور کر دیا۔

ہوا یوں کہ ہکسوس نے اپنے آخری دور میں وجان نام کے ایک قبطی رئیس کو جنوبی مصر کے شہر تھیبیس کا گورنر مقرر کر دیا۔ وجان نے حاکم بنتے ہی اس نے مصر کے قدیم باشندوں یعنی قبطیوں کو متحد کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں جنگی تربیت دے کر مسلح اور مضبوط کرنا شروع کر دیا۔ اس نے

---

[1] یہ مینار ایک فرانسیسی آثارِ قدیمہ کے ماہر کے ہاتھ لگا اور آجکل یہ پیرس کے عجائب گھر میں ہے۔
حمورابی کو دنیا کا پہلا مقنن مانا جاتا ہے۔ حمورابی کے یہ قوانین انگریزی میں ایک رسالے کی صورت میں چھپ چکے ہیں۔

زور و شور سے قبطیوں کی عسکری تربیت جاری رکھی اور ہکسوس حکمرانوں کو یہ کہہ کر مطمئن کرتا رہا کہ مصر کی مرکزی حکومت کی ضرورت کے وقت مدد کرنے کے لیے بہترین اور طاقتور لشکر تیار کر رہا ہوں۔ ہکسوس وہاں کی اس یقین دہانی پر مطمئن ہو گئے جبکہ وہاں اپنا کام کرتا رہا۔ اب وہ کسی ایسے موقع کا منتظر تھا کہ وہ ہکسوس کے خلاف مسلح بغاوت کر کے ان کے خلاف اعلانِ جنگ کر دے اور انہیں مصر سے نکل جانے پر مجبور کر دے۔

○

سورج دیوتا عدبتیہ کے مندر میں عارب مندر کے بڑے پجاری حوفر کے کمرے میں آیا اور اسے کہا: "اے محترم حوفر! جیسا کہ میں آپ کو اپنے سارے حالات کہہ چکا ہوں اور آپ جانتے ہیں کہ انیما مجھ سے اس شرط پر شادی پر رضامند ہے کہ میں یوناف کو کشتی میں ہرا دوں۔ تو اے بزرگ پجاری! یہ کام میں آج ہی کرنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ آج یہ انتظام کر سکتے ہیں کہ آج اس مندر کے سارے پجاریوں اور دیوداسیوں کی موجودگی میں یہ کشتی ہو تاکہ اس کے فیصلے پر انیما یا یوناف میں سے کسی کو کوئی شک شبہ نہ رہے۔

پجاری حوفر نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا: "انتظام کا کیا ہے۔ میرے ایک اشارے پر سورج دیوتا کے اس مندر کے سارے پجاری اور دیوداسیاں مندر کے صحن میں جمع ہو جائیں گے اسی صحن میں آپ اور یوناف کی کشتی ہو جائے گی۔ آپ پہلے انیما اور یوناف سے بات کریں پھر میں صحن میں سب کو جمع کر لوں گا۔"

عارب نے حوفر کے مشورے سے اتفاق کیا اور وہاں سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔

وہ انیما کے کمرے میں آیا اور بڑی نرمی سے دھیمے لہجے میں اس نے انیما سے کہا: "اے انیما! اب تیرے بھائی اور بہن کو مرے ہوئے اتنے دن ہو گئے ہیں اور اب میں چاہتا ہوں کہ آج تیری شرط کے مطابق میرے اور یوناف کے درمیان کشتی ہو جائے تاکہ میں اسے زیر کر کے تجھ سے شادی کروں۔ کیا تو اس کے لیے تیار ہے۔ اگر تو ہاں کہے تو پھر میں یوناف کا پنجرہ اٹھوا کر یہاں لاؤں کہ وہ مندر کے سب پجاریوں اور دیوداسیوں کی موجودگی میں مجھ سے کشتی کر سکے۔ اے انیما! اگر میں نے یوناف کو چت کر لیا تو تم سے شادی کر لوں گا اور اگر میں ایسا نہ کر سکا تو تم آزاد ہو گی لیکن یہ تمہیں بتا دوں کہ یوناف ہرگز مجھ پر غالب نہیں آسکتا۔ اگر وہ ایسا کر سکتا تو آج میرے ہاتھوں یوں پنجرے کے اندر اسیری اور غلامی کی زندگی کیوں بسر کر رہا ہوتا۔"

انیما اپنی جگہ پر کھڑی ہو کر بولی:

"اے عارب! میں تم سے اتفاق کرتی ہوں۔ اگر تم نے سب لوگوں کی موجودگی میں یوناف کو زیر کر لیا تو میں تم سے شادی کر لوں گی۔"

عارب مطمئن سا ہو کر انیما کے کمرے سے چلا گیا۔

وہ کمرے سے نکل کر مندر کے احاطے میں اس جگہ آیا جہاں یوناف کا لوہے کا پنجرہ رکھا تھا اور یوناف اس میں اداس اور ملول بیٹھا تھا۔

عارب نے اس کی طرف طنز اور حقارت سے دیکھتے ہوئے پوچھا: "اے یوناف! تو جانتا ہے کہ انیما نے میرے ساتھ شادی کرنے کی یہ شرط عائد کی ہے کہ میں کشتی میں تمہیں چت کر دوں۔ انیما کی مرضی سے کشتی کے لیے آج کا دن رکھا گیا ہے۔ کیا تم اس کے لیے تیار ہو۔"

یوناف نے ایک گہری نگاہ عارب پر ڈالی۔ اس نے دیکھا عارب کے گلے میں چمڑے کا وہ ٹکڑا لٹک رہا تھا جس پر کندہ تحریر پڑھ کر وہ اپنی سری قوتیں پھر سے حاصل کر سکتا تھا۔ وہ فوراً پنجرے کے اندر کھڑا ہو گیا اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے اس نے اپنی خوشی کو کسی قدر دباتے ہوئے آہستگی سے کہا:

"ہاں عارب! میں اس کشتی کے لیے تیار ہوں۔"

عارب نے عیارانہ مسکراہٹ سے کہا: "میں ابھی مندر کے کچھ لوگوں کو بھجواتا ہوں جو تیرے پنجرے کو اٹھا کر مندر میں لے جائیں گے کیونکہ تیرا میرا مقابلہ مندر کے صحن میں ہوگا۔" پھر عارب وہاں سے ہٹ کر مندر میں چلا گیا۔

بڑے پجاری حوفر کے حکم پر مندر کے سب پجاری اور دیوداسیاں مندر کے صحن میں جمع ہو گئے تھے۔ حوفر بھی ایک طرف کھڑا تھا اور اس کے پاس دائیں طرف عارب، انیما، بافان، جنیطہ اور بیوصا کھڑے بار بار مندر کے صدر دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اتنے میں مندر کے صدر دروازے سے چند پجاری یوناف کا پنجرہ اٹھائے اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے پنجرہ لا کر حوفر اور عارب کے درمیان رکھ دیا اور خود ایک طرف ہو کر کھڑے ہو گئے۔ عارب آگے بڑھا اور اس نے یوناف کے پنجرے کا دروازہ کھول دیا۔

یوناف اس آہنی پنجرے سے باہر نکلا اور اطمینان بھری نگاہ قریب ہی کھڑی اینما پر ڈالی جواب میں اینما بھی اسے دیکھ کر مسکرائی۔

یوناف مطمئن سا ہو کر گول دائرے کی صورت میں کھڑے پجاریوں اور دیوداسیوں کے درمیان جا کھڑا ہوا۔ عارب بھی اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ یوناف مطمئن تھا کیونکہ وہ چمڑے کے اس ٹکڑے کو اسی طرح عارب کے گلے میں سٹکتا دیکھ رہا تھا جو اس کی ساری خوشیوں کا مرکز تھا۔

یوناف اور عارب جب دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے ہو گئے تو سندر کے بڑے پجاری حوفر نے ان دونوں کو مخاطب کر کے کہا: "جب میں اپنا دایاں ہاتھ فضا میں بلند کروں اس وقت یہ مقابلہ شروع ہو جائے گا۔"

عارب اور یوناف نے غور سے حوفر کی طرف دیکھتے ہوئے رخ بدل لیا۔ اینما بچاری بھی بے حد بے چینی سے یوناف کی طرف دیکھ رہی تھی۔ ارد گرد کھڑے پجاریوں اور دیوداسیوں کے چہروں پر ایک تجسس تھا کہ دیکھیں اس مقابلے کا کیا انجام ہوتا ہے۔

حوفر نے جونہی اپنا دایاں ہاتھ فضا میں بلند کیا تو یوناف اور عارب ازلی دشمنوں اور بھوکے درندوں کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے۔ عارب شاید وقت ضائع نہ کرنا چاہتا تھا اور فی الفور یوناف کو زیر کر کے اپنی فتح اور کامیابی کا اعلان کرنا چاہتا تھا، سو اس نے شروع ہی میں اپنی سری قوتوں سے کام لیا اور یوناف کو اٹھا کر اس نے بری طرح فضا میں اچھال دیا۔ اینما اس موقع پر پریشان اور افسردہ ہو گئی۔ یوناف زمین پر گرا تو عارب اس پر سوار ہو گیا اور اسے بری طرح صحن کے فرش پر رگیدنے لگا۔

عارب یوناف کو بری طرح مار رہا تھا کہ اچانک یوناف نے اسے یوں فضا میں اچھال دیا جیسے طوفانی اور خوف ناک بگولوں کے اندر خشک پتے آسمان کی طرف اڑ جاتے ہیں۔ اینما کے چہرے پر ان گنت خوشیاں بکھر گئیں۔ شاید اسے یقین ہو گیا تھا کہ یوناف چمڑے کی تحریر کو پڑھ کر اپنی سری قوتیں حاصل کر چکا ہے۔

عارب جب زمین پر گرا تو یوناف نے اسے بری طرح لاتوں اور گھونسوں پر رکھ لیا حتیٰ کہ اس کے منہ سے خون بہ نکلا۔

یافان، بیوسا اور بنیطہ بھی سمجھ گئے کہ یوناف اپنی سری قوتیں حاصل کر چکا ہے لہٰذا یافان نے اپنی نیلی دھند کو یوناف پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا۔ یافان کی نیلی دھند نے یوناف کو گھیرے میں لینا شروع کر دیا۔

عارب بدحواسی میں ایک طرف ہو گیا۔ اینما ایک بار پھر مغموم ہو گئی کیونکہ اس نیلی دھند کے اندر انتہائی ہولناک ہیولے نمودار ہو رہے تھے جو اپنے منہ سے آگ کی لپٹیں نکالتے ہوئے یوناف کی طرف بڑھ رہے تھے۔

اس موقع پر یوناف نے کوئی عمل کیا اور جس طرح گھر سے پانی میں چھلانگ لگائی جاتی ہے ایسے ہی اس نے نیلی دھند کے اندر چھلانگ لگا دی!

نیلی دھند کے اندر یوناف یوں کودا تھا جیسے کوئی اُتھل طوفان تند حقارت کے سناٹوں کو چیرتا ہوا اور شاخ شاخ وحشی شور کرتا ہوا ساگوان کے جنگل میں داخل ہوا ہو۔

یوناف کے نیلی دھند میں کودنے کے بعد وہاں موجود لوگوں کو ایسی ہولناک آوازیں سنائی دیں جیسے دھند سے اَٹے گھامے کے کسی جنگل میں اَن گنت آدم خور اور خونخوار پرندے اپنی پوری ہولناکیوں کے ساتھ ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے ہوں۔ چند ثانیوں تک نیلی دھند کے اندر سے روح میں، خیالوں میں، خوابوں میں، سوچوں میں، سانسوں اور یادوں میں ہیجان برپا کر دینے والا وحشی شور بلند ہوتا رہا پھر صدیوں کے چپ ستاروں جیسی خاموشی چھا گئی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور نیلی دھند بڑی تیزی کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گئی۔

اس کے بعد یوناف نمودار ہوا۔ اس نے دیکھا وہاں یافان، بیوسا، قبیطا اور عارب میں سے کوئی بھی نہ تھا۔ پھر وہ اینما کی طرف پلٹا لیکن اس نے دیکھا وہاں اینما کی لاش پڑی تھی۔ اس نے بوجھل اور بھاری بھاری آواز میں پوچھا:

"اسے کس نے مارا ہے"۔

وہاں کھڑے سب لوگ سہمے ہوئے اور خوفزدہ دکھائی دے رہے تھے تاہم ایک بوڑھے آدمی نے جواب دیا:

"عارب نے یہاں سے بھاگتے ہوئے اسے ختم کر دیا تھا"۔

یوناف کی حالت بنجر زمین کی کوکھ جیسی ویران اور لمبی مسافتوں کی تھکن جیسی پژمردہ ہو گئی۔ پھر اینما کی لاش اٹھا کر وہ مندر سے باہر لے گیا۔ مندر کے کچھ لوگ بھی اس کے ساتھ ہو لیے۔ یوناف نے مندر کے بیرونی احاطے میں اینما کو دفن کیا اور وہاں سے کوچ کر گیا۔

○

عزازیل نے طرح طرح سے ایوبؑ کو تنگ کیا اور اذیت دہ مصیبتوں میں مبتلا کر دیا۔ ایسی زہریلی ہوائیں آپ پہ چھوڑیں کہ آپ کا جسم زخم زخم ہو گیا اور آپ چلنے پھرنے کے قابل بھی نہ رہے۔ اس حالت میں لوگوں نے آپ کو شہر سے باہر ڈال دیا۔ صرف آپ کی بیوی لیاہ بنت منشا ابن یوسفؑ آپ کے ساتھ رہ گئیں جو ہمہ وقت آپ کی دیکھ بھال کرتیں یا پھر آپ کے کچھ دوست تھے جو کبھی کبھی آپ کا احوال پوچھنے چلے آتے تھے۔

ان دوستوں میں سے قابلِ ذکر نام الیفز تیمنی، سوخی اور نعمانی ہیں۔ بہر حال آپ بے حد اذیت میں تھے اور اس کرب میں ڈال کر عزازیل انتظار کرنے لگا کہ ایوبؑ ان حالات میں اپنے رب سے برگشتہ ہوتے ہیں یا نہیں؟

لیکن جب اس نے دیکھا کہ اس قدر اذیتوں اور تکالیف میں مبتلا ہونے کے باوجود ایوبؑ کا دل اور زبان ہمہ وقت اللہ کے ذکر اور اس کی تسبیح میں مصروف رہتے ہیں تو وہ بڑا خجل اور پریشان ہوا۔ اس نے تو اپنی طرف سے ایوبؑ پر تمام حربے آزما لیے تھے لیکن اس کا ہر جتن اور ہر کوشش ناکام و نامراد ہی رہی تھی۔

اللہ پر ایوبؑ کے بے مثل ایمان و ایقان کو دیکھ کر وہ ایک طرح سے حسد و رنج اور کرب و الم میں مبتلا ہو گیا تھا۔ یہ صورت حال دیکھ کر اس نے اپنے پانچوں جید ساتھیوں ثبر[1] الاعور، مسوط، داسم اور زکنبور کو مجلسِ مشاورت کے لیے ایک جگہ جمع کیا اور ان کے سامنے اپنی شکست کا اظہار کرتے ہوئے اس نے کہا: "اے میرے عزیز ساتھیو! میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں ایوبؑ کو اپنے رب سے برگشتہ اور

۱۔ امام جوزی بغدادی نے عزازیل کے ان ساتھیوں کے نام اور ان کے دائرہ کار پر اپنی کتاب تلبیسِ ابلیس میں تفصیلی بحث کی ہے۔

نالاں کرنے میں ناکام رہا ہوں۔ جتنا میں نے اسے اللہ کی راہ سے ہٹانے کی کوششیں کیں اسی قدر اس کا دل اور زبان اللہ کے ذکر اور یاد میں اور زیادہ مصروف ہوتے چلے گئے۔"

اس موقع پر مسوط نے حیرت افزا اور احتجاجی انداز میں پوچھا: "اے آقا! تُو تو سینکڑوں حیلے بہانے، مکر و فریب، چالاکیاں اور چالبازیاں جانتا ہے۔ آخر یہ تیرے سارے فنون کیا ہوئے۔"

مسوط کے بعد اعور نے کہا: "اے آقا! کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ اللہ کے اس بندے ایوبؑ کے سامنے ہم بے بس اور مجبور رہیں۔"

عزازیل خاموش رہا۔ یہاں تک کہ داسم نے کہا: "اگر ہم اس معاملے میں مجبور ہیں تو پھر اس کام کو ترک کر کے کوئی اور کام شروع کرنا چاہیے۔"

عزازیل نے جواب میں کہا: "اے میرے رفیقانِ کار! میرے مکر و فریب اور چالاکی و چالبازی کے ترکش میں جتنے تیر تھے وہ میں نے ایک ایک کر کے ایوبؑ پر چلا دیکھے لیکن میرا ایک بھی تیر نشانے پر نہ بیٹھا۔"

اس پر اس کے چوتھے ساتھی تبر نے پوچھا: "اے ابو فتیر (ابلیس کی کنیت) جس وقت تو نے آدم کو جنت سے نکلوایا تھا اس وقت تو نے کس حربے سے کام لیا تھا۔"

عزازیل نے کہا: "میں نے آدم کو اس کی بیوی کے ذریعے مغلوب کرایا تھا۔"

اس انکشاف پر ابلیس کے پانچویں ساتھی زلنبور نے چلّا کر کہا: "تو پھر اے ابو فتیر! کیوں نہ یہاں بھی اسی وسیلہ سے کام لیا جائے۔"

عزازیل یہ سن کر ایک اور حیلہ ہاتھ آنے پر بے حد خوش ہوا۔ پھر امید بندھ گئی کہ وہ ایوبؑ کے خلاف کامیابی حاصل کر سکتا ہے لہٰذا وہ ایک بزرگ صورت انسان کی شکل میں ایوبؑ کی بیوی لیاہ کے پاس آیا جو اس چٹان[1] کے قریب موجود تھیں جس کے پاس لوگ گندگی پھینکتے تھے اور جس پر لوگوں نے ایوبؑ کو ڈال دیا تھا۔

اس چٹان کے پاس آ کر عزازیل نے لیاہ سے پوچھا: "اے خاتون! تیرا شوہر کہاں ہے۔"

لیاہ نے چٹان کے سائے میں پڑے ایوبؑ کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا اور کہا:

"وہ میرے شوہر ہیں جو ضعف و ناتوانی کی وجہ سے جان بلب ہیں اور سالوں سے اس بیماری اور

۱۔ یہ چٹان دمشق کے نواح میں نوے کے مقام پر تھی۔ (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام)۔

اذیت کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہے ہیں۔ اب حالت یہ ہے کہ وہ نہ زندوں میں ہیں نہ مردوں میں کہ میں رو دھو کر بیٹھ جاؤں یا ان کے ٹھیک ہونے کی ہی کوئی توقع کر لوں۔"

لیاہ کی گفتگو پر عزازیل سوچ میں پڑ گیا کہ اسے کس طرح گمراہ کیا جائے۔ یہ ٹھان کر اس نے لیاہ کے سامنے ایوبؑ پر اللہ کی سابقہ نعمتوں اور آسائشوں کا ذکر شروع کر دیا اور لیاہ کو ان کا محل، گھر اس کی بربادی، مال و اسباب کی تباہی اور ان کی اولاد کی بھیانک موت یاد دلا کر لیاہ پر رقّت اور ناامیدی طاری کر دی۔

عزازیل یہ کام کر کے وہاں سے چلا گیا۔ جو کیفیت اس نے لیاہ پر طاری کر دی تھی اس کے دباؤ تلے لیاہ ایوبؑ کے پاس آئیں اور شکوے کے انداز میں پوچھا:

"کب تک آپ کا پروردگار آپ کو اس تکلیف اور دکھ میں مبتلا رکھے گا؟ وہ تمام دولت جس کے ہم کبھی مالک ہوا کرتے تھے کدھر گئی۔ آپ کے وہ عزیز اور جوان بیٹے کہاں کھو گئے۔ دوست آشنا اور ماننے والے کیوں غارت ہو گئے۔ آپ کی ساری عزت اور جاہ و جلال کیا ہوا؟"

ایوبؑ نے غور سے اپنی بیوی کی طرف دیکھا پھر فرمایا:

"پہلے تو تُو نے کبھی ایسی گفتگو میرے سامنے نہ کی تھی۔ آج یقیناً شیطان نے تجھے وسوسوں میں مبتلا کر دیا ہے جو تو کھوئی ہوئی عزت و حشمت اور اپنے مرے ہوئے بیٹوں پر افسوس کر رہی ہے۔"

لیاہ بنت منشا بن یوسفؑ نے کہا:

"آپ اپنے رب سے کیوں التجا نہیں کرتے کہ مصیبت و پریشانی اور دکھ و تکلیف کے ان تیرہ و تاریک سایوں کو آپ کی زندگی کے افق سے دور کر دے اور آپ کو بلاؤں اور ابتلا کے اس بھنور سے نکال دے۔"

ایوبؑ نے فرمایا:

"اے بنتِ حوّا! یہ جو ہمارا گزشتہ جاہ و جلال، عزت و حشمت، مال و دولت اور اولاد و فراوانی کا زمانہ تھا اس سے ہم کتنے عرصے تک مستفید ہوتے اور کتنے برس تک میں اپنے رب کی ان نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا رہا۔"

لیاہ نے کہا:

"تقریباً ستر برس تک ہم نے فراوانی کی زندگی بسر کی۔"

ایوبؑ نے دوبارہ پوچھا:

"اور ذرا یہ بھی تو کہو کہ گزشتہ کتنے برسوں سے میں اس بیماری، اذیت، ابتلا اور مصیبت میں مبتلا ہوں"۔

"تقریباً سات برس ہوتے ہوں گے"۔ آپ کی بیوی نے پریشانی اور تعجب سے ایوبؑ کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

ایوبؑ نے فیصلہ کن انداز میں کہا:

"جب میں لگاتار ستر برس تک اپنے ربّ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوا اور اب جبکہ اس نے مجھے ایک آزمائش میں ڈالا ہے تو یہ امر میرے لیے باعثِ شرم ہے کہ میں ستر برس تو اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤں اور صرف سات برس کی ابتلا پر اس کے سامنے اپنی ابتری پر واویلا شروع کر دوں۔ نہیں میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ میں جانتا ہوں شیطان نے مجھے پھسلانے کی کوشش کی ہے۔ میری طرف سے مکمل ناکام اور نامراد ہو کر اس نے تیرا سہارا لے کر مجھے صراطِ مستقیم سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی ہے لیکن میں اپنے مقابلے میں ابلیس کو کامیاب نہ ہونے دوں گا اور ہمیشہ اپنے رب سے اس کے فریب و وساوس کے سامنے پناہ مانگتا رہوں گا۔ میرا رب میری بہترین مدد کرنے والا ہے"۔

"اور سن لیاہ بنت منشا بن یوسفؑ! چونکہ تو نے ابلیس کے وسوسوں میں آ کر میرے ساتھ ایسی گفتگو کی ہے لہٰذا میں نے تمہارے لیے بھی ایک سزا تجویز کی ہے اور میں نے تمہارے لیے اس سزا کا عہد کیا ہے کہ جب میں تندرست ہو جاؤں گا اور میری قوت و توانائی لوٹ آئے گی تو میں تمہیں سو چھڑیاں ماروں گا۔ اب میں تجھ سے کسی کام کے لیے نہ کہوں گا لہٰذا تو ابھی اور اسی وقت میرے سامنے سے ہٹ جا تاوقتیکہ میرا رب تمہارے لیے اپنی مشیّت اور قضا کو جاری کر دے"۔

گو ایوبؑ نے اپنی بیوی لیاہ سے اپنی ذات کے لیے کوئی کام کہنا بند کر دیا تھا لیکن وہ نیک دل خاتون نے اسی طرح جاں نثاری اور تندہی کے ساتھ شب و روز آپ کی خدمت کرتی رہیں یہاں تک کہ اس بیماری میں آپ پر تیرہ برس کا طویل عرصہ گزر گیا۔

پھر ایسا ہوا کہ آپ کے جو دوست اس ابتلا میں آپ سے ملنے کے لیے آتے تھے[1] ان میں سے سوحی نے ایک روز اپنے دوسرے ساتھی نعمانی کو مخاطب کر کے کہا:

"میں سمجھتا ہوں کہ ایوبؑ نے اپنی زندگی میں کوئی بہت بڑا گناہ کیا ہے جس کی سزا اللہ پاک نے

۱۔ قصص القرآن اور توریت میں ایوبؑ کے ان دوستوں کے نام لکھے گئے ہیں۔

انہیں ایسی طویل اور ہولناک بیماری کی صورت میں دے رکھی ہے۔ دیکھو ایک طویل عرصہ گزر گیا ہے اور ایوبؑ کی اذیت سے جان ہی نہیں چھوٹتی۔ لہٰذا اے میرے دوست! میں تو اسی نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس دنیا میں ایوبؑ کے کسی گناہ کی وجہ سے انہیں یہ سزا ملی ہے ورنہ اب تک وہ ضرور اس سے جانبر ہو چکے ہوتے"۔

نعمانی نے سوحی کی اس گفتگو کو ناپسند کیا اور یہ ساری بات جا کر ایوبؑ سے کہہ دی۔ اپنے دوست کی سوچ پر ایوبؑ بڑے دل برداشتہ ہوئے۔ پہلے تو وہ اپنی بے بسی اور لاچارگی پر جی کھول کر روئے پھر اس بیماری اور مصیبت میں مبتلا ہونے پر انہوں نے پہلی بار اپنے ربّ کے حضور اپنی ذات کے لیے دعا کی۔

آپ نے نہایت عاجزی و انکساری کے ساتھ اپنے ربّ سے التجا کی:

"اے اللہ! تو کہ ظاہر و باطن، شعور و لاشعور میں مخفی ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔ میرے اللہ! میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں۔ ابلیس میرے درپے ہے اور اس کے مقابلے میں تیرے سوا کوئی بھی میرا مددگار نہیں ہے۔

اے میرے ربّ! میں تیری ہی پناہ مانگتا ہوں۔ بارِ الٰہا! دکھ درد، تکلیف و مصیبت اور ابتلا و بیماری نے مجھے گھیر لیا ہے۔ تو ارحم الراحمین ہے۔ تیرے سوا نہ میں کسی کی عبادت کرتا ہوں نہ ہی کسی اور کو اپنی مدد کے لیے پکارتا ہوں۔ اس کائنات کے اندر تو ہی میرا واحد کارساز اور لاشریک ہے۔ میرے مولا! تو اس بیماری، دکھ اور ابلیس کے مقابلے میں میری مدد فرما"۔

شاید خداوند کریم کی طرف سے ایوبؑ کی اس ابتلا کی مدت پوری ہو چکی تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے قدرت کے تماشے، فطرت کے قضا و قدر کے عناصر اور کارکنانِ خداوندی ایوبؑ کی اس دعا ہی کے منتظر تھے کہ کب وہ اپنے ربّ کے حضور ابلیس کے خلاف فریاد کریں اور کب وہ اپنے ربّ کی طرف سے اس دعا کی مقبولیت کے لیے ان کی طرف لپکیں۔

لہٰذا ایوبؑ کو ان کے صبر و ضبط اور بیماری و آزمائش میں ایمان و ایقان پر ثابت قدم رہنے کا صلہ خداوند کریم کی طرف سے یوں ملا کہ آپ کی دعا مقبول ہوئی اور جبرائیلِ امین یہ وحی لے کر ایوبؑ کی طرف آ پہنچے:

"اے ایوبؑ!

اپنے پاؤں کو زمین پر مار تاکہ ٹھنڈا اور خوش گوار پانی کا چشمہ پھوٹے۔ پس تو اس چشمے

سے اپنے جسم کو صاف کر اور اس کا پانی پی۔ یقیناً تیری کھوئی ہوئی قوت اور صحت واپس آجائے گی۔"

خداوندِ کریم کی وحی کے مطابق ایوبؑ نے جب اپنا پاؤں زمین پہ مارا تو وہاں سے صاف اور شیریں پانی کا ایک چشمہ پھوٹ نکلا۔ احکامِ خداوندی کے مطابق جب آپ نے عمل کیا تو آپ کے جسم کے سارے زخم بھر گئے۔ آپ کی صحت و تندرستی اور جسم کی ساری تازگی اور توانائی لوٹ آئی۔ بیماری و کرب اور کمزوری کا اب دور دور تک پتہ نہ تھا۔ آپ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کر ذرا فاصلے پہ ایک صاف ستھری جگہ پر جا بیٹھے۔

جس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ معجزہ رونما ہوا اس وقت آپ کی بیوی لیاہ وہاں موجود نہ تھیں جب وہ لوٹ کر واپس آئیں تو ایوبؑ کو اپنی جگہ پہ نہ پا کر سخت پریشان ہوئیں۔ انہیں خدشہ ہوا کہ ان کی غیر موجودگی میں کوئی درندہ انہیں اٹھا کر نہ لے گیا ہو۔ پھر وہاں پانی کے چشمے کو دیکھ کر لیاہ کی حیرت و پریشانی میں اور اضافہ ہو گیا۔

اتنے میں ان کی نظر ذرا فاصلے پر بیٹھے ایوبؑ پر پڑی۔ ایوبؑ اس وقت ایسی صحت مندی اور ترو تازگی میں تھے کہ لیاہ کی نگاہیں دھوکہ کھا گئیں۔ وہ ایوبؑ کو پہچان نہ سکیں لہٰذا انہیں مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے پوچھا:

"اے اجنبی! تو نے یہاں کسی بیمار اور لاغر شخص کو تو پڑے ہوئے نہیں دیکھا۔"

ایوبؑ نے خوشیوں بھرے تبسم سے کہا:

"اے نیک دل خاتون! میں ہی تیرا شوہر ایوبؑ ہوں۔ اللہ نے میری پکار کو سنا۔ میری فریاد کو اس نے قبول فرمایا۔ ابلیس کے مقابلے میں مجھے فوز مندی میں رکھا۔ تیری غیر موجودگی میں جبرائیلِ امین میری طرف وحی لے کر آئے اور خداوند تعالیٰ کے حکم کے مطابق میں نے زمین پہ ایڑی ماری تو وہ چشمہ جاری ہو گیا جو تو دیکھ رہی ہے۔ میں اس چشمے سے نہایا اور تو دیکھتی ہے کہ اب میں تندرست و توانا ہوں۔"

پھر دونوں میاں بیوی آپس میں ملے اور اپنے رب کے حضور سر بسجود ہو کر انہوں نے اس کا شکر ادا کیا۔

○

چونکہ اپنی بیماری کے دنوں اور ابتلا کے زمانے میں ایوبؑ نے عہد کیا تھا کہ جب میں اچھا ہو گیا اور میری توانائیاں لوٹ آئیں تو میں لیاہ کو سو چھڑیاں ماروں گا۔ اس عہد سے متعلق پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبرائیلِ امین یہ وحی لے کر آئے کہ سو تیلیاں لے کر ان کو ایک جگہ باندھو اور پھر اس مٹھے کو آہستہ اور نرمی سے اپنی بیوی کے جسم پہ مارو۔

پس ایوبؑ نے ایسا ہی کیا اور خداوند تعالیٰ نے لیاہ کو یہاں بھی آزردہ نہ کیا کیونکہ انہوں نے ایک مدتِ دراز تک بڑے خلوص کے ساتھ اپنے شوہر کی خدمت کی تھی لہٰذا خداوند کریم نے ایوبؑ کے سو چھڑیاں مارنے کے عہد کو یوں آسانی سے پورا کر دیا۔

بعد ازاں خداوند تعالیٰ نے ایوبؑ کے صبر و شکر کے صلہ میں جو کچھ مال و منال آپ کے پاس پہلے تھا اس سے بھی بدرجہا زیادہ عنایت فرما دیا۔ آپ کو ویسی ہی صالح اور نیک اولاد عطا فرمائی اور آپ ۱۴۰ برس تک زندہ رہے اور درس و تدریس و تبلیغ کر کے اپنی نبوت کا حق ادا کرتے رہے۔ اسی سرزمینِ دمشق پہ آپ نے وفات پائی اور یہیں آپ کو دفن[2] کر دیا گیا۔

○

مصر کے ہکسوس "چرواہے بادشاہ" حکمرانوں نے جو جنوبی مصر کے شہر تھیبس[3] کا حاکم دبان نام کے قبطی کو بنایا تھا تو اس کا خمیازہ انہیں بڑے بھیانک انداز میں بھگتنا پڑا۔

دبان اپنے بیٹے احموس[4] کے ساتھ مل کر اپنی عسکری حیثیت دن بدن مضبوط کر رہا تھا اور ہکسوس حکمرانوں کو وہ یہی چکر دے رہا تھا کہ وہ اپنے حکمرانوں کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لیے لشکر تیار کر رہا ہے۔ جب دبان نے اندازہ لگا لیا کہ اس کی عسکری قوت ایسی ہو گئی ہے کہ وہ اپنے حکمرانوں کا مقابلہ کر سکے تو اس نے ہکسوس حکمرانوں کا تختہ الٹ دینے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے ان کے احکامات کی صریح خلاف ورزی شروع کر دی اور

۱۔ ماخوذ از سفرِ ایوبؑ؛ اور اسلامی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام۔
۲۔ دمشق کے نزدیک نوبے نے کے مقام پر آپ کا مقبرہ تھا۔
۳۔ دریائے نیل کے کنارے مصر کا قدیم شہر۔
۴۔ دبان کی موت کے بعد یہی احموس اول کی حیثیت سے مصر کا بادشاہ بنا۔

ہر اس حکم کے الٹ کام کرنا جو اسے مصر کے مرکزی شہر ممفس سے جاری ہوتا تھا۔ اب ہکسوس حکمرانوں کی آنکھیں کھلیں اور دبان کے رویے سے انہوں نے اندازہ لگا لیا کہ وہ بغاوت پر آمادہ ہے لہٰذا مصر کے مرکزی شہر ممفس سے ایک لشکرِ جرار دبان کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا گیا۔

دبان کو چونکہ ان حالات کی پہلے سے توقع تھی لہٰذا وہ بھی اپنا لشکر لے کر تھیبس سے نکلا اور اپنے بیٹے احموس کو بھی نائب سالارِ لشکر کی حیثیت سے اس نے اپنے ساتھ رکھا۔

اب صورتِ حال یہ تھی کہ ایک طرف ہکسوس حکمرانوں کا لشکر ممفس سے جنوب کی طرف بڑھ رہا تھا اور دوسری طرف دبان کا لشکر تھیبس سے شمال کی طرف بڑھ رہا تھا۔ گویا دونوں لشکر دریائے نیل کے کنارے کنارے ایک دوسرے کی طرف بڑھ رہے تھے۔

یہاں دبان نے ایک عقلمندی و پیش بندی یہ کی کہ اس نے تھیبس کے جنوب میں جتنے بڑے بڑے مصری شہر تھے ان پر قبضہ کر کے وہاں اپنے عمال مقرر کر دیے اور ہکسوس حکمرانوں کے مقرر کردہ عمالوں کا مکمل طور پر صفایا کر دیا۔ اس طرح ادمباش، مکمر، ہراکونوپولس اور ایلفنٹائن جیسے بڑے شہر مکمل طور پر دبان کے قبضے میں چلے گئے۔

ہکسوس لشکر سے مقابلے کے لیے دبان اپنے لشکر کے ساتھ بڑی سرعت اور تیزی کے ساتھ شمال کی طرف بڑھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ ہکسوس لشکر کے ساتھ ٹکرانے سے قبل وہ راستے میں پڑنے والے شہروں پر قبضہ کر کے ان پر اپنے عمال مقرر کرتے ہوئے اپنی عسکری قوت میں اضافہ کرتا چلا جائے اور اس میں وہ پوری طرح کامیاب رہا تھا۔

اس طرح برق رفتاری کے ساتھ شمال کی طرف بڑھتے ہوئے دبان نے سب سے پہلے کرنک[2] شہر پر قبضہ کر لیا۔ کرنک سے شمال کی طرف جاتے ہوئے دریائے نیل ایک بہت بڑا اور طویل بل کھاتا ہے۔ لہٰذا وقت بچانے کی خاطر دبان نے دریائے نیل کا کنارا چھوڑ دیا اور بیچ کا ایک بے حد مختصر راستہ اختیار کرتے ہوئے دریا کے اس طویل بل سے بچ کر پھر دریا کے کنارے

۱۔ مصر کے یہ مختلف شہر دریائے نیل کے کنارے سوڈان کی طرف دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔

۲۔ تھیبس شہر سے صرف چند میل شمال میں ایک قدرے چھوٹا شہر تھا جس کا نام کرنک تھا۔

جا پہنچا۔ اب اس کا ہدف مصر کا دوسرا بڑا شہر عبیدوز[1] تھا۔

دبان نے آگے بڑھ کر عبیدوز کا محاصرہ کر لیا اور ایک سخت معرکے کے بعد اس نے یہ شہر بھی فتح کر لیا۔ یہاں بھی اس نے اپنا حاکم مقرر کیا اور پھر اسی تیز رفتاری کے ساتھ وہ دریائے نیل کے کنارے کنارے شمال کی طرف بڑھا۔ اس نے اپنے جاسوس اور قاصد لشکر کے آگے آگے روانہ کر رکھے تھے تاکہ وہ اسے ہکسوس لشکر کی نقل و حرکت سے آگاہ کرتے رہیں۔

عبیدوز کے بعد دبان نے بداری شہر پر قبضہ کیا اور جب وہ یہاں سے نکل کر چند ہی میل کے فاصلے پر تاما شہر کی طرف بڑھا تو اس کے جاسوسوں نے خبر دی کہ ہکسوس لشکر اب صرف چند دنوں کے فاصلے پر ہے لہٰذا بداری اور تاما شہروں کے درمیان دریائے نیل کے کنارے کھلے میدانوں کے اندر دبان اپنے لشکر سمیت خیمہ زن ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد ہکسوس لشکر بھی وہاں پہنچ گیا اور دبان کے لشکر کے سامنے ہی خیمہ زن ہو گیا اور دونوں لشکر جنگ کی ابتدا کو آخری شکل دینے لگے۔

ہکسوس کو اب بھی یقین تھا کہ دبان ان کے لیے ناقابلِ تسخیر نہیں ہے اور وہ اسے بہر طور زیر کر کے اسے اس کی بغاوت اور سرکشی کی عبرتناک سزا دیں گے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ جنگ سے پہلوتہی بھی کرنا چاہتے تھے لہٰذا انہوں نے اپنے دو سرداروں کو دبان کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ اس سے جا کر گفتگو کریں۔

جب یہ دونوں سردار دبان کے پاس پہنچے تو اس وقت وہ ایک جگہ پر کھڑا اپنے بیٹے احموس اور کچھ دوسرے سالاروں کے ساتھ اپنے لشکر کی ترتیب اور ترکیب کو آخری شکل دے رہا تھا۔ ان دونوں سرداروں نے جب دبان سے اپنا تعارف کرایا تو اس نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا پھر اسی عالم میں پوچھا:

"تم دونوں کیا پیغام لائے ہو۔"

ایک سردار نے کہا:

"اے دبان! ہم تم سے یہ کہنے آئے ہیں کہ جنگ سے باز رہو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ ہمارے مقابلے

۱۔ عبیدوز شہر دریائے نیل کے کنارے ہے۔ قدیم دور میں یہاں کے کاہن، جادوگر اور رمال اپنا جواب نہ رکھتے تھے۔

میں اس جنگ میں تم کامیابی حاصل کر لو گے۔ ہرگز نہیں اور اگر تم اس موقع پر بھی جنگ نہ کرنے کا اعلان کرو۔ اپنے رویے کی معافی مانگو تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہاری اس بھاری سرکشی اور بغاوت کو معاف کر کے تمہیں تھیبس شہر کی حاکمیت پہ بحال کر دیا جائے گا۔"

دبان نے طنز سے مسکرا کر کہا:

"اس پیش کش کو میں دھوکے اور فریب سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا کیونکہ اگر میں ایسا کرتا ہوں تو میں جانتا ہوں کہ میرا حشر کیا ہوگا۔ تم لوگ میری کھال کھنچوا کر اوروں کی عبرت کے لیے مجھے مصلوب کر دو گے لہٰذا میں کسی صورت تم لوگوں کی اطاعت نہ کروں گا۔ میں نے اپنی عسکری حیثیت کو ایسا مضبوط کر لیا ہے کہ اگر تمہارے ساتھ میری یہ جنگ طول بھی پکڑ جاتی ہے تو میرے لیے یہ بوجھ اور بار ثابت نہ ہوگی۔ یاد رکھو اس وقت جنوبی مصر کے وسیع علاقوں پر میرا قبضہ ہے اور ضرورت کے وقت وہاں سے مجھے ہر طرح کی کمک اور رسد مل سکتی ہے۔"

اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے دبان نے مزید کہا:

"اور یہ بھی یاد رکھو تم لوگوں نے کافی عرصہ تک مصر پہ حکومت کر لی ہے اب تمہارے یہاں سے کوچ کر جانے کا وقت آ چکا ہے کیونکہ جلیدوز تھیبس اور دوسرے بڑے بڑے شہروں کے کاہن، رمال اور ستارہ شناس مجھے بتا چکے ہیں کہ مصر کے اندر ایک بہت بڑا انقلاب رونما ہونے والا ہے۔ اس بنا پر مجھے اور میرے لشکریوں کو مکمل یقین ہے کہ اس جنگ میں فتح ہماری ہوگی لہٰذا تم واپس چلے جاؤ اس لیے کہ یہ جنگ ضرور ہوگی۔"

ان دونوں ہکسوس سرداروں کے جانے کے بعد جنگ کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ دونوں لشکر اپنی اپنی صفیں درست کرنے لگے۔ دونوں عساکر میں سے کسی نے بھی انفرادی جنگ کی زحمت نہ کی بلکہ ایک دوسرے پر حملہ بول دیا گیا۔ کافی دیر تک دریائے نیل کے کنارے کھلے میدانوں میں ہولناک جنگ ہوتی رہی۔ ہکسوس کو بے حد مایوسی ہوئی کیونکہ وہ تو اندازہ لگائے بیٹھے تھے کہ یہ جنگ جیتنے میں ان کو زیادہ مزاحمت نہ کرنا پڑے گی جبکہ وہ جنگ تو اپنی خونریزی کی انتہا کو پہنچ گئی تھی۔ ہکسوس میں مایوسی پھیلنے لگی تھی۔

اس موقع پر دبان کی بدبختی یہ ہوئی کہ وہ زخمی ہو کر اپنے گھوڑے سے گر پڑا۔ اپنے ہی لشکریوں کے گھوڑوں تلے آ کر اس کا سر بری طرح کچلا گیا اور وہ مر گیا۔

دبان کے یوں مرنے سے اس کے لشکر میں ابتری اور بدنظمی پھیل سکتی تھی لیکن اس کے بیٹے احموس نے اس موقع پر عقلمندی سے کام لیا۔ اپنے باپ کی لاش کو اس نے لشکر میں شامل ان کاریگروں کے حوالے کر دیا جو قدیم مصری دور میں ممی تیار کرنے کے ماہر تھے۔ انہوں نے دبان کو ممی[1] کی صورت میں محفوظ کرنا شروع کر دیا۔ جبکہ احموس اپنے گھوڑے سے اتر کر اپنے باپ کے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور اپنے لشکریوں کو للکار کر اس نے جنگ جاری رکھی۔ اس طرح اس نے قبطیوں کے اندر وہ خوف و ہراس اور بددلی و بے یقینی کی حالت نہ پھیلنے دی جو اس کے باپ دبان کی موت سے اس کے لشکریوں پر طاری ہو سکتی تھی۔

احموس اب للکار للکار کر اور خوب چیخ چیخ کر اپنے لشکریوں کو آگے بڑھنے کے لیے کہہ رہا تھا۔ وہ بلند آواز میں ایک ایک دیوتا اور دیوی کا نام لیتا اور سپاہیوں سے ان دیوی دیوتاؤں کی حفاظت اور عظمت کی خاطر جانفروشی کے ساتھ لڑنے کی التجا کرتا۔ اس طرح اس نے اپنے بوڑھے باپ کی نسبت اپنے لشکر میں زیادہ جوش و جذبہ پیدا کر دیا تھا۔ اس نے لشکر کے اندر کسی کو خبر نہ ہونے دی کہ مصر کا بادشاہ اور اس کا باپ دبان مارا جا چکا ہے۔

دبان کی لاش کو میدانِ جنگ سے پیچھے پڑاؤ میں بھیج دیا گیا تھا جہاں ممی تیار کرنے والے اس کے مردہ جسم کو محفوظ کر رہے تھے۔

احموس کی جدوجہد کے نتائج جلد ہی سامنے آنے لگے۔ قبطی اب آگے بڑھتے ہوئے دیوانہ وار حملے کر رہے تھے۔ احموس کی پکار نے ان میں ایک جنون پیدا کر دیا تھا اور اس کے جواب میں ہکسوس کی صفوں میں انتشار اور بدنظمی پھیل رہی تھی۔ آخرکار ہکسوس کو بدترین شکست ہوئی اور وہ اپنی جانیں بچانے کے لیے میدانِ جنگ سے بھاگ نکلے۔

احموس نے پہلے بداری[2] اور تاسا شہروں پر اپنا قبضہ مکمل اور مستحکم کیا۔ اس کے بعد ہکسوس کے تعاقب میں آگے بڑھا۔ یہاں تک کہ اس نے راستے میں پڑنے والے دوسرے تمام شہروں پہ بھی قبضہ کر لیا۔

ممفس سے چند میل جنوب میں فیوم نام کی ایک جھیل تھی۔ اصل میں یہ نشیبی علاقہ تھا۔ دریائے نیل

1۔ قاہرہ کے عجائب گھر میں دبان کی ممی اب بھی محفوظ ہے جس کا سر کچلا ہوا ہے۔

2۔ بداری اور تاسا دریائے نیل کے کنارے وسطی مصر کے دو مشہور شہر ہیں۔ یہاں پر دریائے نیل کا پاٹ بہت چوڑا ہو جاتا ہے۔

ہیں جب سیلاب آتا تھا تو اس نشیبی علاقے میں پانی جمع ہو جاتا تھا۔ آہستہ آہستہ یہی نشیبی علاقہ جھیل کی صورت اختیار کر گیا۔ اسی جھیل کے کنارے ہکسوس لشکر نے ایک بار پھر اپنے آپ کو منظم کیا اور پختہ عہد کیا کہ یہاں وہ قبطیوں کا جم کر مقابلہ کرنے کے بعد انہیں عبرت ناک شکست دے کر بھاگنے پر مجبور کر دیں گے۔

احموس کی سرکردگی میں قبطی جب ہکسوس کا تعاقب کرتے ہوئے اس جھیل کے کنارے آئے تو وہاں انہوں نے ہکسوس کو ایک بار پھر منظم اور مستعد دیکھا لیکن احموس اور اس کے لشکریوں کے حوصلے بلند تھے سو انہوں نے آتے ہی ان پر ایسا زوردار اور جان لیوا حملہ کیا کہ ہکسوس کے پاؤں اکھڑ گئے اور انہیں پھر شکست ہو گئی اور وہ میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان کو یقین ہو گیا کہ اب وہ کھلے میدان میں کہیں بھی جم کر قبطیوں کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ لہٰذا انہوں نے ممفس کا رخ کیا اور قلعہ بند ہو گئے۔ احموس نے ان کا تعاقب کیا اور ممفس کا محاصرہ کر لیا۔

ممفس کا محاصرہ طول پکڑتا گیا لیکن احموس نے بڑے استقلال سے اسے جاری رکھا۔ اس نے شہر سے مکمل طور پر ناکہ بندی کر دی۔ باہر سے کوئی کھانے پینے کی چیز وہ شہر میں داخل نہ ہونے دیتا تھا یہاں تک کہ ہکسوس تنگ آ کر شہر سے نکلے۔ سقارہ کے میدانوں میں ایک ہولناک اور فیصلہ کن جنگ ہوئی جس میں ہکسوس کو پھر شکست ہوئی لیکن یہ پہلی دو شکستوں سے زیادہ بدترین اور ہولناک تھی۔ ہکسوس اب جان گئے کہ مصر کی سرزمین میں ان کے دن گنے جا چکے ہیں لہٰذا وہ شمال کی طرف بھاگے۔ احموس نے ان کا تعاقب کیا اور اس تعاقب کے دوران دریائے نیل کے کنارے سے شمالی شہر غزہ اور بحدت پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس طرح وہ ہکسوس کو مصر سے نکال کر مصر کا بادشاہ بن گیا۔

ہکسوس نے مصر سے نکل کر اپنی آبائی سرزمین حجاز کا رخ کیا۔ یہ لوگ زخمی سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے حجاز پر حملہ آور ہوئے اور کامیابی حاصل کی اور حجاز پر قبضہ کر لیا۔ پھر یثرب کو اپنا مرکزی شہر بنا کر انہوں نے وہاں اپنی حکومت قائم کر لی۔ اس طرح ہکسوس[1] نے مصر میں اپنا سب کچھ گنوانے کے بعد حجاز میں اقتدار حاصل کر لیا۔

C

۱۔ ہکسوس کو عرب عمالقہ کے نام سے جانتے ہیں۔

قوم عیلام کے بادشاہ ریم سین نے ماضی میں بابل کی حکومت کے خلاف شاندار فتوحات حاصل کی تھیں۔ بابلیوں سے اس نے ان کے بہترین اور مرکزی تجارتی شہر اوروک، ایسین اور لارسا چھین لیے تھے۔

جب حمورابی بابل کا بادشاہ بنا تو اس نے نہ صرف ریم سین سے اپنے شہر لینے کا فیصلہ کیا بلکہ اس نے یہ عہد بھی کیا کہ وہ ریم سین سے اس کا انتقام بھی لے گا۔ اس موقع پر حمورابی نے بابل کے سب سے بڑے معبد یعنی اساگیلہ کے معبد میں اپنے سارے مشیروں، پجاریوں، کاہنوں اور غیب دانی کا دعویٰ کرنے والوں کی مجلس طلب کی۔ اساگیلہ کے معبد میں بتوں کے سامنے بہترین نشستوں کا انتظام کیا گیا۔ جب سب لوگ اپنی نشستوں پر آ بیٹھے تو حمورابی معبد میں داخل ہوا۔ اس کے اندر آتے ہی سب لوگ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ حمورابی نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور اس کے ساتھ ہی وہ خود بھی اپنی نشست پر بیٹھ گیا۔

حمورابی نے اساگیلہ کے معبد میں رکھے بتوں پر ایک نظر ڈالی۔ سب سے پہلے ایک بلند شہ نشین پر مردوک[1] دیوتا کا بت تھا جو بابلیوں کا سب سے بڑا دیوتا تھا اور ان کے ہاں اس کی حیثیت دیوتاؤں کے دیوتا کی سی تھی۔ مردوک کے بعد ننار دیوی کا بت تھا۔ جب بابل کے بجائے ار شہر دارالحکومت تھا اس وقت ننار ہی سب سے بڑی دیوی مانی جاتی تھی لیکن اب اس کی حیثیت ثانوی ہو گئی تھی۔ ننار کے بعد شماش دیوتا تھا جو پروں والے شیر پر سوار تھا اور اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے دکھائے گئے تھے۔ اس کے بعد حدد[2] دیوتا تھا۔ اسے بیل اور ریچھ کی شکل میں دکھایا گیا تھا۔ اس کے بعد ظلم کا دیوتا سین، پھر ایشتار جو مسلح تھا اور اس کے چہرے پر نقاب پڑا ہوا تھا اور اس کے بعد تین بڑی دیویوں عشتار، ان لل اور ننگل کے بت تھے جن کے بعد اور کئی دیوی دیوتاؤں کے بت تھے۔

۱۔ بابل شہر کی تباہی تک مردوک ہی بابل کا سب سے بڑا دیوتا رہا۔

۲۔ اسی حدد دیوتا کا نام رمانو یعنی رعد کا دیوتا بھی تھا۔ یہ بارشوں اور آندھیوں کا دیوتا تھا۔ بعد میں یہ مغربی ایشیا کے ایک عام دیوتا کی حیثیت اختیار کر گیا۔ تاریخ اور مذہب میں یہ بعل دیوتا کے نام سے مشہور ہوا اور اکثر اقوام نے اس کی اپنے اپنے زمانے میں پرستش کی۔

بنظرِ غائر سارے بتوں کا جائزہ لینے کے بعد حمورابی نے وہاں موجود سب لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"شاید تم سب لوگ جانتے ہو گے کہ میں نے تم لوگوں کو یہاں کیوں جمع کیا ہے۔ سنو! میں قوم عیلام کے بادشاہ ریم سین کے خلاف لشکر کشی کا ارادہ کر چکا ہوں۔ اس نے ماضی میں ہمارے خلاف کامیاب یلغار کر کے نہ صرف شہرت حاصل کی بلکہ ہمارے کئی شہروں پر قبضہ بھی کر لیا۔ میرا پختہ عزم ہے کہ میں اس سے اپنے شہر واپس لینے کے علاوہ اس سے وہ شہرت بھی چھین لوں گا جو اسے ہمارے خلاف کامیابیاں حاصل کرنے پر ملی۔

تم سب کو اساگیلہ کے اس معبد میں جمع کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تم مجھے اپنی اپنی رائے سے مطلع کرو تاکہ تم سب کی رائے اور فیصلوں کو بنیاد بنا کر میں عیلام کے ریم سین کے خلاف اپنی ترکتاز کی ابتدا کر سکوں۔"

حمورابی کی اس گفتگو کے جواب میں اساگیلہ کے اس معبد میں تھوڑی دیر کے لیے مکمل طور پر خاموشی طاری رہی۔ پھر کاہنوں، رمالوں اور غیب دانی کا دعویٰ کرنے والے پجاریوں نے متفقہ طور پر اپنا فیصلہ دیا کہ حمورابی کو کھل کر اور بے دھڑک عیلام کے بادشاہ ریم سین کے خلاف یلغار کرنی چاہیے۔ انہوں نے اپنے بادشاہ کو یہ نوید بھی سنائی کہ آئندہ ساری جنگوں میں اسے فتح نصیب ہو گی۔

اس کے بعد حمورابی کے سارے مصاحبوں اور مشیروں نے بھی اس کے اس فیصلے اور ارادے کی تائید کی۔

جب یہ سارے فیصلے ہو چکے تو بابل کے سب سے بڑے پجاری نے معبد کے سارے پجاریوں اور پجارنوں کو بادشاہ اور اپنے لشکر کی فتح و نصرت کے لیے بتوں کے سامنے دعائیہ گیت گانے کا حکم دیا۔ سارے پجاری اور پجارنیں وہاں جمع ہو گئے۔ پجارنیں چنگ و رباب اٹھائے ہوئے تھیں جبکہ پجاریوں کے ہاتھوں میں دفیں تھیں۔ پھر وہ سب مل کر چنگ و رباب اور دفوں کی لے پر گا رہے تھے:

جب مردوک اپنے جلال کے ساتھ مقدروں کا اعلان کرتا ہے
کوئی دیوتا بھی اس کی طرف دیکھنے کی جرأت نہیں کرتا
بادشاہ حمورابی نے بھی اپنے دیوتاؤں کو آگاہ کیا
اور ان کا مشورہ طلب کیا

کوئی شہر تعمیر نہ ہوتا
کسی بستی کی بنیاد نہ ڈالی جاتی
اصطبل تعمیر نہ کیے جاتے
باڑے نہ بنائے جاتے
کسی بادشاہ کا درجہ بلند نہ ہوتا
کسی دیوتا کا کوئی معبد نہ ہوتا
کوئی قاطوں کا نگران اور شگونوں کا محاسب نہ ہوتا
اگر مردوک کی مرضی اور رضامندی شامل نہ ہوتی
سمندر کی مچھلیاں گھاس میں انڈے نہ دیتیں
آسمان کے پرندے گھونسلے نہ بناتے
آسمان پر بارش سے لدے بادل اپنا منہ نہ کھولتے
کھیتوں اور چراگاہوں میں کثیر اناج نہ ہوتا
اگر مردوک کی مرضی اور رضامندی شامل نہ ہوتی
پس مردوک ہی ہمارے دشمنوں پہ ہماری ہیبت طاری کرے گا
دوسرے دیوتا اور دیویاں مردوک کے مددگار و معاون ہوں گے
اے بادشاہ، مقدس عشتار تیری فتح کی خاطر
پاکیزہ شہ نشینوں پر تیرے پہلو میں ہو گی
مقدروں کا اعلان کرنے والے ہمارے دیوتا
ہماری فتح کو یقینی بنائیں گے
مردوک دیوتاؤں کا دیوتا
عشتار، اس کی محبوبہ
تن کل کائنات کی ملکہ
نمار عظمت کا محور
ان لل ارفع ثنا والی
شماس روشنیوں والا

حدد آندھی و بارش والا
سین ظلم کا خزانہ
اینشا رقہر کی تیغ والا
اور دوسرے اٹل فیصلوں والے دیوتا
سب مل کر ہمارے بادشاہ کے مقدر کو سنوار دیں گے
طلوعِ آفتاب کے پہاڑ سے لے کر
غروبِ آفتاب کے پہاڑ تک
ہمارے عظیم بادشاہ کی خواب گاہیں ہوں گی
ہر قوت، ہر طاقت، جو ہمارے بادشاہ سے ٹکرائے
سارے دیوتا اسے بدبخت و نامراد کر دیں
سارے دیوتا ہمارے بادشاہ کو بلند بخت و بامراد کریں!

اس دعائیہ گیت کے بعد حمورابی اپنے مصاحبوں کے ساتھ معبد سے چلا گیا۔ چند روز تک وہ اپنی جنگی تیاریوں میں بری طرح مصروف رہا۔ اس دوران بابل کے ہر معبد میں اس کے لیے دعائیں مانگی جاتی رہیں۔ پھر حمورابی ایک جرار لشکر کے ساتھ بابل سے نکلا۔

سب سے پہلے اس نے اورک شہر کا رخ کیا۔ دوسری طرف قوم عیلام کے بادشاہ ریم سین کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ حمورابی ایک بڑے لشکر کے ساتھ اس کے علاقوں پر حملہ آور ہونے کو نکلا ہے۔ لہٰذا وہ بھی اپنے مرکزی شہر شوش سے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ نکلا تاکہ اپنے شہروں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ حمورابی کی سرکوبی بھی کر سکے۔ اپنی اطلاعات کے مطابق اس نے بھی اورک شہر ہی کا رخ کیا۔

دونوں لشکر اورک سے باہر ایک دوسرے سے متصادم ہوئے۔ ریم سین ابھی تک اسی غلط فہمی میں مبتلا تھا کہ ماضی کی طرح وہ پھر بابلیوں کو اپنے سامنے زیر کر لے گا لیکن جنگ سے قبل ہی حمورابی نے اپنی عسکری قوت میں جو بے پناہ اضافہ کر لیا تھا ریم سین اس کا صحیح اندازہ لگانے میں کامیاب نہ ہو سکا اور جنگ کی ابتدا میں ہی حمورابی کا پلہ بھاری ہونے لگا۔

ریم سین نے بہتیری کوشش کی کہ کسی طرح بابلیوں کو ماضی کی طرح پسپا ہونے پر مجبور

کر دے لیکن حمورابی اس کے سامنے چٹانوں کی طرح مضبوط و مستحکم ہو کر جم گیا۔ چند ساعتوں کی جنگ کے بعد اس نے ریم سین کو بدترین شکست سے دوچار کر دیا۔

حمورابی کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست اٹھانے کے بعد ندامت اور شرمندگی کے باعث ریم سین نے اپنے مرکزی شہر شوش کا رخ نہ کیا بلکہ ایک قریبی شہر لارسا میں جا کر محصور ہو گیا۔ لارسا سے اس نے قاصد بھیج کر شوش سے کمک طلب کر لی۔

دراصل ریم سین نے شکست کی ذلت کے ساتھ اپنے مرکزی شہر میں داخلے کو پسند نہ کیا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ خواہ ابتدا میں حمورابی سے چند ایک شکستوں ہی کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے لیکن انجام کار وہ حمورابی کو ایک بڑی شکست دینے کے بعد اپنے مرکزی شہر کا رخ کرے۔

دوسری طرف حمورابی نے بھی یہ ارادہ اور عہد کر رکھا تھا کہ وہ ریم سین کو پے در پے شکستیں دے کر اپنے مفتوحہ شہر ضرور واپس لے گا۔

اورک شہر پر قبضہ کرنے کے بعد حمورابی نے وہاں اپنا حاکم مقرر کرنے کے بعد اپنے دوسرے مفتوحہ شہر ایسین کا رخ کیا۔ یہ شہر چونکہ بنیادی طور پر بابلیوں کا تھا لہٰذا اس شہر نے کسی بھی قسم کی کوئی مدافعت نہ کی بلکہ ایسین کے اکابرین نے شہر سے باہر نکل کر حمورابی کا استقبال کیا اور شہر اس کے حوالے کر دیا۔

اتنی دیر میں ریم سین نے لارسا میں محصور رہ کر شوش سے کمک حاصل کر لی تھی اور اس نے حمورابی سے ایک آخری اور فیصلہ کن جنگ کرنے کی تیاریاں مکمل کر لی تھیں۔

حمورابی نے بھی ایسین پر قبضہ اور وہاں حاکم مقرر کرنے کے بعد لارسا کا رخ کیا۔ ریم سین کو جب یہ خبر ملی تو وہ بھی لارسا سے نکل کر ایک کھلے میدان میں اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہو گیا۔ وہ لارسا میں محصور رہ کر حمورابی کے ہاتھوں اپنے لیے آلام و ابتلا پیدا نہ کرنا چاہتا تھا لہٰذا وہ لارسا سے باہر کھلے میدان میں پڑاؤ کر کے حمورابی کا انتظار کرنے لگا۔

حمورابی بھی ریم سین کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر رہا تھا لہٰذا اس نے اسی میدان کا رخ کیا جس میں ریم سین نے پڑاؤ کر رکھا تھا۔ حمورابی اور اس کے لشکری گزشتہ کامیابیوں اور فتوحات کی بنا پر ایسے حوصلہ مند اور دلیر ہو گئے تھے کہ انہوں نے آتے ہی ریم سین کے لشکر پہ حملہ کر دیا۔ گو ریم سین بھی تیار تھا لیکن وہاں آتے ہی اور بغیر کسی پڑاؤ اور تیاری کے حمورابی کے حملے نے ان پہ بڑے برے اثرات مرتب کیے۔ ریم سین نے اپنی طرف سے پوری پوری کوشش کی کہ جنگ کا فیصلہ

اس کے حق میں ہو لیکن لگتا تھا کہ ریم سین نے اس کے سامنے پسپا نہ ہونے کی قسم کھا رکھی ہے۔ دوپہر سے لے کر سہ پہر تک ہولناک جنگ ہوتی رہی۔ ریم سین نے اپنے کھوئے ہوئے وقار کو بحال کرنے کی بعد کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ اس جنگ میں اسے شکست ہوئی اور یہ اس کی پہلی ہزیمت سے زیادہ بدترین تھی۔

جب ریم سین نے دیکھا کہ حمورابی کے مقابلے میں اس کی جدوجہد کارگر اور کوئی کوشش سودمند ثابت نہیں ہوتی تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ حمورابی نے پوری قوت کے ساتھ طوفانی انداز میں اس کا تعاقب کیا۔ ریم سین کی عسکری قوت کو اس نے بری طرح کچل کر رکھ دیا۔ اپنے تینوں شہر واپس لینے کے ساتھ ساتھ اس نے ریم سین کے بہت سے علاقوں پر بھی قبضہ کر لیا۔ پھر اس پر مستزاد یہ کہ اس نے عیلامی علاقوں میں دور دور تک طوفانی یلغار کی اور سرحدوں کے قریبی علاقوں کو تہ و بالا کر کے رکھ دیا۔

اس طرح حمورابی نے ریم سین کو پے در پے شکستیں دے کر اس کے سارے وقار اور قوم عیلام کی برتری کو خاک میں ملا کر رکھ دیا اور اس کے مقابلے میں اس نے ان جنگوں میں اپنی اور بابلیوں کی قوت اور عظمت بحال کر دی۔

اس کے بعد حمورابی نے آشوریوں، کسدیوں، آرامیوں، حوریوں (ضافی) اور دیگر ہمسایہ اقوام کے ساتھ اپنی سرحدیں درست کیں اور اپنی رعایا کے ساتھ ساتھ دیگر اقوام میں بھی ہر دلعزیز ہوا۔ اس نے سرحدوں پر امن قائم کرنے کے بعد ملک کے داخلی امن اور انتظام کی طرف دھیان دیا۔ اس نے اپنی رعایا کی بہتری کے لیے قانون، تجارت، مذہب، کشتی سازی، عورتوں اور غلاموں کے حقوق اور دیگر معاشرتی امور پر قوانین نافذ کیے۔ ایسے کل ۲۸۲ فرامین تھے جو اس نے ایک کتبے[1] پر کندہ کرائے گویا حمورابی بابل کی سلطنت کو ناقابلِ تسخیر بنا کر مرا لیکن اس کے بعد اس کے جانشین اس جیسے ثابت نہ ہوئے۔ ہمسایہ اقوام جنہیں حمورابی نے دبا کر رکھا ہوا تھا، انہوں نے بابل کی سلطنت کو للچائی ہوئی نظروں

۱۔ یہ کتبہ ابتدا میں سپار شہر میں نصب تھا۔ حمورابی کے جانشین جب کمزور ہو گئے تو عیلام کے حکمرانوں نے یہ کتبہ ان سے چھین کر اپنے مرکزی شہر شوش میں لا رکھا۔ موجودہ دور میں یہ کتبہ شوش شہر کی کھدائی کے دوران ملا۔ اور آجکل پیرس میں لوور کے میوزیم میں ہے۔

سے دیکھنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ قوم عیلام کے علاوہ کسدیوں اور حتیوں نے بابلیوں کے خلاف حمورابی کے بعد چھیڑ چھاڑ شروع کر دی تھی۔

○

ایران کے اندر بھی انقلاب رونما ہو چکا تھا۔ مشہور پہلوان زال کی مدد سے افراسیاب کو شکست دینے کے بعد زو بن طہماسپ ایک طویل عرصے تک ایران پر حکومت کرتا رہا۔ افراسیاب کی وجہ سے ایران کی جو حالت ہو گئی تھی اس ابتر حالت کا ازالہ کیا۔ ہر طرح سے عوام کی دلجوئی کی۔ زو بن طہماسپ نے ایران میں قحط کے اثرات دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ چند ہی برسوں میں اس نے ایران کو ایسا آباد اور خوش حال کیا کہ ہر طرف فصلیں لہلہانے لگیں اور لوگوں میں خوش حالی کا دور دورہ ہو گیا۔

ایک طویل عرصے تک ایران کا بادشاہ رہنے کے بعد زو بن طہماسپ مر گیا تو اس کے بیٹوں میں سے کسی کو بھی امرا اور سپہ سالاروں نے حکومت سنبھالنے کا اہل نہ سمجھا لہٰذا ان کی نگاہ شاہی خاندان کے ایک فرد کیقباد پر پڑی جو حکمرانی کے اکثر امور میں معیار پر پورا اترتا تھا۔ چنانچہ پہلوان زال کے علاوہ ایران کے دو اعلیٰ ترین سپہ سالار طوس اور گودرز اور با اختیار امیروں نے کیقباد کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا اور اس کی تاجپوشی کر کے عنانِ حکومت اس کے ہاتھوں میں دے دی۔

کیقباد نے اپنے نام کی نسبت سے ایران میں ایک نئے عہد کی بنیاد رکھی اور یہ کیانی عہد کہلایا "کے" پہلوی زبان کا لفظ ہے جس سے مراد نیک ہے۔ کیقباد اور اس کے بعد آنے والے اس کے جانشین نے نیکی کا راستہ اختیار کر کے اپنے آپ کو اس لقب کا اہل بنانے کی کوشش کی۔

ایران کا بادشاہ بننے کے بعد کیقباد نے پہلا کام یہ کیا کہ اس نے اگبتانہ کے بجائے دریائے جیحون کے کنارے بلخ کو اپنا دارالسلطنت بنایا۔ یہ شہر ایران کی آخری حدود پر واقع تھا۔ اس کے بعد اس نے ملک کے داخلی امور کی طرف دھیان دیا۔ اس نے آب پاشی کے لیے کاریزوں اور چشموں کے نظام کو بہتر بنایا۔ دیہات اور قصبوں کو خاص خاص ناموں سے موسوم کیا اور مختلف علاقوں کی حدود معین کیں۔ پیداوار کا دسواں حصہ لگان کے طور پر مقرر کیا جس کا بیشتر حصہ عسکری ضرورتوں پر صرف کیا جانے لگا۔

غرض ایران میں زو بن طہماسپ کے بعد کیقباد[1] ایک کامیاب بادشاہ کی حیثیت سے ملک پر حکمرانی کرنے لگا۔

○

ملونان شہر سے نکل کر عارب، یافان، بیوسا اور بنیطر حوریوں کی میتانی سلطنت کے مرکزی شہر اشوکانی[2] میں نمودار ہوئے۔ انہوں نے دیکھا یہ شہر دجلہ و فرات کے دوآبہ میں تل الحلف اور حران شہروں[3] کے درمیان دریائے خابور کے کنارے واقع تھا۔

وہ چاروں دریائے خابور کے کنارے جا کھڑے ہوئے۔ پھر ایک آہ بھر کر یافان نے کہا:
"اس دنیا میں کیسے کیسے انقلاب برپا ہوتے ہیں۔ ایسی ایسی تبدیلیاں رونما ہو جاتی ہیں جن کی امید بھی نہیں کی جا سکتی۔

میرے عزیزو! جہاں اس وقت ہم کھڑے ہیں کبھی یہاں سوباری قوم آباد تھی لیکن آج حوریوں نے یہاں عظیم الشان میتانی سلطنت قائم کر لی ہے۔"

یافان خاموش ہوا تو حسین بیوسا نے کہا: "اے بزرگ یافان! یہ انقلاب اور تبدیلی تو اس کائنات کے خمیر میں رچی بسی ہے۔ یہ دنیا تو ایک سرائے ہے۔ کوئی یہاں وارد ہوتا ہے تو کوئی برزخ کی طرف کوچ کر جاتا ہے۔ یہ سلسلہ تو لگا ہی رہے گا تاوقتیکہ مہلت تمام ہو۔ وہ بڑا دن آ جائے اور صور پھونک کر ہر چیز فنا کر دی جائے۔"

چند ثانیے خاموش رہ کر یافان نے ان تینوں کو مخاطب کر کے پوچھا: "اے میرے عزیزو! اب آگے مستقبل کے متعلق تمہارا کیا لائحہ عمل ہے۔ کدھر جاؤ گے۔ کس سمت کا رخ کرو گے اور کہاں جا کر رہو گے۔"

۱۔ بعض مورخین کا خیال ہے کیقباد نے سو برس تک حکومت کی۔
۲۔ اشوکانی کو آج کل فخاریہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔
۳۔ مصری میتانی سلطنت کو نہارین کہتے تھے جبکہ تل العمارنہ سے ملنے والے کتبوں میں اسے سوباریوں کی سرزمین لکھا گیا ہے کیونکہ ابتدا میں سوباری قوم ہی یہاں رہتی تھی۔

یافان کے خاموش ہونے پر عارب بولا: "اے بزرگ یافان! ابھی تک ہم تینوں نے مل کر کوئی فیصلہ تو نہیں کیا لیکن میرا ارادہ ہے کہ ہم یہاں سے کنعانیوں کے کسی شہر کا رخ کریں اور وہیں رہ کر عزازیل کی ہدایات کے مطابق اپنا کام شروع کریں۔ اب آپ کہیں اے بزرگ یافان! آپ کا کیا ارادہ ہے۔"

یافان نے ہلکی سی مگر معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا: "اے میرے عزیزو! تم جانو میرا معاملہ بنیادی طور پر کچھ مختلف ہے۔ تم عزازیل کے پابند اور اس کے کارکن ہو۔ اس کی خاطر اور اس کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق کام کرنا تم لوگ اپنا فرض سمجھتے ہو لیکن میں ایسی سب پابندیوں سے آزاد ہوں۔ میں نے تمہیں بتا رکھا ہے کہ گزشتہ دنوں میں دریائے نیل کے اندر ایک جزیرے کی صورت میں میرا اپنا ایک ٹھکانہ تھا اور میں نے اسے مضبوط اور قلعہ نما بنا رکھا تھا اور اس میں میں نے ایسے ایسے ہولناک طلسم ڈال رکھے تھے کہ دور دور تک اس جزیرے کی اور میرے اس مسکن کی دہشت تھی اور لوگ ادھر کا رخ نہ کرتے تھے یہاں تک کہ مصر کے حکمران بھی مجھ سے خوف زدہ رہتے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی مجھ سے بگاڑنا نہ چاہتا تھا بلکہ زیادہ سے زیادہ وہ لوگ میرا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

اے میرے عزیزو! اب بھی میرا دل چاہتا ہے کہ مصر کا رخ کروں۔ وہاں اگر کوئی جزیرہ میسر نہ ہو تو وہاں بڑے بڑے تعمیر ہونے والے اہرام ہی میں سے کسی اہرام کو اپنا مرکز اور ٹھکانہ بناؤں جس کے اندر پہلے سے بھی طلسم ہو۔ تم جانو مصر کے اکثر اہرام میں طلسم کارفرما ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ ان اہرام کے اندر جا رہوں۔ وہاں پرانے طلسم پر بھی قابو پاؤں اور اپنی طرف سے کوئی نیا سحر بھی وہاں ڈال کر ان اہرام کو ایسا بھیانک اور خوف ناک بنا دوں کہ کوئی ادھر کا رخ نہ کرنے کی کوشش کرے لیکن میں ایسا نہیں کروں گا کیونکہ مصر کی طرف اکثر یوناف کا آنا جانا رہتا ہے۔ دریائے نیل میں میرا پہلا مسکن بھی اسی نے برباد کیا تھا۔ میں نہیں چاہتا کہ ان اہراموں کے اندر بھی وہ میری ساری محنت غارت کر کے رکھ دے۔

اور سنو! تم اور تمہارا عزازیل، یوناف کو اپنی گرفت میں رکھنے سے ناکام رہے ہو۔ اب وہ آزاد ہے بلکہ وہ کسی طرح ابلیکا کو بھی عزازیل کے عمل سے آزاد کرانے کی کوشش کرے گا۔ اے عارب! تم نے چونکہ اسے پنجرے میں قید رکھ کر اس پر مظالم کیے ہیں لہٰذا وہ تم سے ضرور انتقام لے گا۔ وہ اور ابلیکا عل کر لاانتہا قوتوں کے مالک بن جاتے ہیں۔ وہ ضرور تمہیں کرب اور مصیبت میں مبتلا کرنے

کی کوشش کریں گے۔ میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ ان سے بچ کر رہنا۔"

عارب نے یافان کی گفتگو کو کوئی خاص اہمیت نہ دی اور کہا: "اے بزرگ یافان! میرا خیال ہے کہ یوناف ابیلکا سے منتقل نہ جان سکے گا کہ وہ کہاں ہے۔ ایسی صورت میں وہ اس کی رہائی اور آزادی کے لیے کچھ نہ کر سکے گا اور ہاں! وہ بھلا میرا کیا بگاڑ لے گا۔ وہ اکیلا ہے اور ہم تین اور بوقت ضرورت عزازیل اور اس کے ساتھی بھی ہر طرح سے ہماری مدد اور حمایت کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں کیسے اور کیونکر یوناف مجھ پر غلبہ حاصل کر کے مجھے کسی اذیت میں مبتلا کر دے گا۔"

یافان نے اپنی بات میں زور پیدا کرنے کی خاطر کہا: "تمہارا کہنا درست ہے عارب! لیکن یہ بھی تو سوچو کہ یوناف کے ساتھ حقانیت اور صداقت ہے اور حق اور سچائی بہت بڑی طاقت ہے بہر حال تم دفعہ کرو اس بحث کو۔ ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ میرا جی تو چاہتا ہے کہ مصر ہی جا رہوں لیکن وہاں ہر وقت مجھے یوناف کا سامنا کرنا پڑے گا اور میں جانتا ہوں کہ میں اکیلا زیادہ دیر تک اس کا مقابلہ نہ کر سکوں گا۔ لہٰذا اے میرے عزیزو! میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں مغربی سمندر کا رخ کروں گا۔ اس بڑے سمندر میں ان گنت چھوٹے بڑے جزیرے ہیں جو ابھی تک ویران اور غیر آباد پڑے ہیں۔ انہی میں سے کسی خوبصورت جزیرے کو میں اپنا مسکن بناؤں گا۔"

"سنو میرے عزیزو! یہاں اشو کانی شہر میں دریائے فاوور کے کنارے تم تینوں سے جدا ہو کر میں مغربی سمندر کے غیر آباد جزیروں کا رخ کروں گا۔ پہلے اپنی پسند کا کوئی جزیرہ تلاش کروں گا۔ پھر نیلی دھند کی قوتوں کو کام میں لاؤں گا اور یہ قوتیں میرے لیے دو کام کریں گی۔ اول یہ کہ اس جزیرے کو اور خوبصورت بنائیں گی اور دوم یہ کہ سمندر کے اندر سفر کرنے والے بحری جہازوں اور کشتیوں پر حملہ آور ہو کر ان کے مال کو جزیرے میں اتار لیا کریں گی اور جہازوں میں سوار لوگوں کو اس جزیرے میں آباد کر لیا جائے گا۔ جہازوں کے ملاحوں کو آزاد کر دیا جائے گا اور انہیں تاکید کی جائے گی کہ تجارت کی غرض سے وہ اس جزیرے کا رخ ضرور کریں اور اس پر مستزاد یہ کہ اس جزیرے کی طرف آنے والے ملاحوں کو ان گنت قیمتی تحائف اور انعامات سے نوازا جائے گا۔"

"اے رفیقان من! اس طریقے سے میں اپنے جزیرے کو خوب آباد کر لوں گا۔ دنیا کی حسین ترین لڑکیوں کو اپنی مصاحبت کے لیے وہاں جمع کروں گا۔ پھر اس جزیرے میں میری حیثیت ایک آمر ایک بادشاہ اور ایک مطلق العنان فرمانروا کی سی ہوگی۔ بڑے بڑے ساحروں اور طلسم گروں کو میں اس جزیرے میں جمع کروں گا اور اس جزیرے میں صفوں کا ایسا جال بچھاؤں گا کہ یوناف اس میں

داخل ہو کر مجھے کوئی نقصان پہنچانے کی جرأت نہ کر سکے گا۔ میری نیلی دھند کی قوتیں ہر قوم کی حسین لڑکیوں کو وہاں جمع کریں گی اور وہ ایسی ہوں گی کہ جو ایک بار انہیں وہاں دیکھ لے گا وہ کبھی وہاں سے رخصت ہونا پسند نہ کرے گا۔

اور سنو! اس جزیرے میں میری رہائش کے لیے ایک عالی شان محل تعمیر ہوگا جس میں بہترین پتھر اور کیمیائیوں کا عمدہ ترین شیشہ استعمال کیا جائے گا۔ ان حسین لڑکیوں کی اکثریت اسی محل کی دیکھ بھال اور نگرانی پر مقرر ہوگی۔"

عارب نے للچائے ہوئے لہجے میں پوچھا: "اگر میں کبھی اس جزیرے کی شادابی و حسن سے لطف اندوز ہونے کا ارادہ کروں تو کیا مجھے اس جزیرے میں داخل ہونے کی اجازت ہوگی؟"

یافان مسکرا دیا: "کیوں نہیں۔ اس جزیرے میں تمہاری حیثیت تو ایک معزز مہمان کی سی ہوگی۔ تم جب چاہو وہاں آ سکو گے۔"

"پر اے میرے عزیزو! اب آؤ سب دریائے فاوور کے کنارے ایک دوسرے کو الوداع کہیں اور اپنی اپنی منزل کی طرف کوچ کریں۔"

اس کے ساتھ ہی یافان نے عارب سے مصافحہ کیا اور وہاں سے غائب ہو گیا۔ اس کی نیلی دھند بھی ساتھ ہی یوں غائب ہو گئی جیسے تیز آندھیوں میں دھواں تحلیل اور غائب ہو گیا ہو۔ اس کے بعد عارب، بیوسا اور بنیطہ بھی وہاں سے غائب ہو گئے۔

عارب، یبوسا اور نبیطہ سے جدا ہونے کے بعد یافان قبرص میں نمودار ہوا۔ یہاں سے وہ موجودہ ترکی کے جنوبی جزیرے روڈس میں ظاہر ہوا۔ اس کے بعد اس نے بحیرہ روم، بحیرہ کریٹ اور بحیرہ ایجین کے اندر موجود ان گنت جزیروں کا جائزہ لیا۔ یہاں تک کہ اس نے جزیرہ کریٹ، جزیرہ روڈس اور جزیرہ سائیکلیڈ کے درمیان ایک چھوٹے سے جزیرے کو پسند کیا۔ اس جزیرے کا موجودہ نام سرنا[1] ہے۔

یافان نے دیکھا جزیرہ سرنا ان گنت خوبیوں کا حامل تھا۔ اس میں پہاڑ اور گھنے جنگلات تھے۔ دریاؤں، چشموں اور آبشاروں کا بہتا ہوا شفاف، ستھرا اور شیریں پانی تھا۔ جنگلی بکریوں اور گھوڑوں کی بہتات تھی۔ سرنا کو اپنے مسکن کے لیے پسند کرنے کے بعد یافان نے اس جزیرے کا نام فردوس[2] رکھا۔ پھر وہ اپنی اس فردوس کے اندر ایک بلند چٹان کے اوپر نمودار ہوا اور اپنی نیلی دھند کی شیطانی

۱۔ روڈس اور کریٹ کے درمیان یہ ایک چھوٹا سا مگر خوبصورت جزیرہ ہے۔

۲۔ فردوس، جنت کے لیے معروف ترین لفظ ہے جو تقریباً ہر زبان میں استعمال ہوا ہے۔ سنسکرت میں پیرپردیشا، قدیم کلدانی میں پردیسا، قدیم ایرانی (ژند) میں پیری دائژ، عبرانی میں پردیسی، ارمنی میں پردیز، سریانی میں فردیسو، یونانی میں پارادائسوس، لاطینی میں پراڈائس اور عربی میں فردوس!

قوتوں کو طلب کیا۔

یافان کے اس حکم کے جواب میں اس چٹان پر اس کے اردگرد دور دور تک گہری نیلی دھند جمع ہو گئی۔ پھر اس دھند کے اندر انتہائی بھیانک اور ہیبت ناک شکلوں والے ہیولے یوں دکھائی دینے لگے جیسے شفاف مگر متحرک پانی کے اندر کسی کا عکس نظر آتا ہے۔

ان ہیولوں کو مخاطب کر کے یافان نے کہا: "اے میرے مخلص و مضبوط رفیقانِ کار! میں نے اس جزیرے کا نام فردوس رکھا ہے سو تم اس جزیرے کو اس کے نام جیسا حسین اور پرکشش بنا دو۔ اسے میرے لیے ایسا ہی مسکن بنا دو جیسی اس کی تعریف میں نے عارب، یبوسا اور نبیطہ سے کی تھی۔ سب سے پہلے یہاں مختلف مقامات سے صناع، کاریگر اور کام کرنے والے مضبوط اور قوی ہیکل جوان جمع کرو اور ان کی مدد سے میرے لیے ایک خوبصورت ترین مسکن کے علاوہ یہاں پر ایک شہر آباد کرو اور جب یہ سارا کام مکمل ہو جائے تو پھر تم ایسے بحری جہازوں کا رخ کرو جن میں اناج اور کھانے پینے کی دیگر اشیاء لدی ہوئی ہوں۔

پس تم ان جہازوں کا رخ اس فردوس کی طرف موڑ دو اور دیکھو۔ جب یہاں ہر قسم کے اناج کا ذخیرہ ہو جائے تو سب سے پہلے زراعت پیشہ لوگوں کو یہاں لاؤ جو یہاں فصلیں اگائیں اور ہر طرح کے جانور پال کر یہاں دودھ، مکھن اور اس قبیل کی دوسری اشیاء کی فراوانی کر دیں۔ اس کے بعد تم ہر قوم کی حسین ترین لڑکیاں یہاں جمع کرو اور ان کو میرے ذاتی مسکن کی دیکھ بھال اور میرے مصاحبت کے علاوہ اور کوئی کام نہ ہو گا۔ ان سب لڑکیوں کی رہائش بھی میرے ذاتی مسکن کے اندر ہی ہو گی اور ان کو دنیا کی ہر آسائش حاصل ہو گی۔

جب یہ سارا کام ہو چکے تو پھر ان بحری جہازوں پر حملہ آور ہونا جو مسافروں کو لے کر ایک سے دوسری جگہ اور ایک سے دوسرے شہر جاتے ہیں۔ ایسے تمام جہازوں کو اپنی اس فردوس کی طرف لاؤ۔ تاکہ ان مسافروں کو اس جزیرے میں آباد کیا جائے۔ ان ایسے جہازوں کے ملاحوں سے کوئی تعرض نہ کرنا۔ ان پر بے جا اور ناجائز سختی نہ کرنا۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ ایسے جہازوں کے ملاحوں کے ساتھ نرم رویہ رکھنا۔ جب تم ایسے جہازوں کو یہاں لایا کرو گے تو میں ان کے ملاحوں کو انعامات و تحائف سے خوب نوازا کروں گا۔ اس طرح پھر انہیں اس جزیرے کی طرف آنے کی ترغیب ہو گی۔ اس طرح ملاح اپنے جہازوں کو اس جزیرے کی طرف لایا کریں گے۔ تجارتی لین دین ہوتا رہے گا اور پھر آہستہ آہستہ اردگرد بلکہ دور کے شہروں تک ہماری اس فردوس کی خوبصورتی، شادابی اور فراوانی کی کہانیاں پھیل جائیں گی۔

اور ان کاہنوں کے ساتھ ساتھ اس جزیرے کے ایک مطلق العنان حکمران کی حیثیت سے میرا نام بھی دور دور تک پہنچ جائے گا اور جب ایسا ہو جائے گا تو پھر تم لوگ دیکھنا دور دور سے لوگ اس جزیرے کو دیکھنے اور میری ذات کا نظارہ کرنے کے لیے ہماری اس فردوس کا رخ کریں گے اور جس دن ایسا ہو گیا وہ میرے لیے سب سے عزیز دن ہو گا کیونکہ ایسا ہونا میری اولین خواہشوں میں سے ایک ہے۔

اور سنو میرے رفیقو! یہ سارے انتظامات و انصرامات مکمل ہو جانے کے بعد میرے ذاتی مسکن کے قریب ایک ایسا تالاب بنایا جائے گا جس میں خونخوار اور آدم خور مگرمچھ رکھے جائیں گے ایک مضبوط دیوار کے ذریعے اس تالاب کا احاطہ کیا جائے گا تاکہ نہ کوئی اس میں داخل ہو نہ مگرمچھ اس میں سے باہر آ سکیں۔ اندر جانے کے لیے اس دیوار کے ساتھ سیڑھیاں ہوں گی اور اس سے تالاب کے اندر ان لوگوں کو ڈالا جائے گا جو میری مخالفت کریں گے۔ میرے احکامات کا انکار کریں گے اور میرے خلاف بغاوت و سرکشی کا ارتکاب کریں گے۔ اس کے علاوہ فردوس میں جمع کی جانے والی لڑکیوں میں سے جو بوڑھی ہو جائیں گی انہیں اس تالاب میں ڈالا جائے گا۔ یہ لڑکیاں صرف میری مصاحبت کے لیے ہوں گی اور انہیں شادی کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔"

یافان کہتا رہا اور نیلی دھند کہ وہ سیتیلائی تو تب، ہیولوں کی صورت میں سر جھکائے غور سے یافان کے احکامات کو سنتی رہیں۔

آخر میں یافان نے فیصلہ کن لہجے میں کہا: "اب تم جاؤ اور ابھی سے فردوس کی تعمیر کا کام شروع کر دو۔ اس کام کے لیے میں تمہیں زیادہ سے زیادہ تین دن دوں گا اور تمہاری طرف سے اس کام کی تکمیل کے لیے بے چینی سے انتظار کروں گا۔"

یافان کے اس حکم کے جواب میں نیلی دھند بڑی تیزی کے ساتھ وہاں سے چھٹ کر غائب ہونے لگی۔

O

دریائے نابور کے کنارے یافان سے علیحدہ ہونے کے بعد عارب، بیوسا اور نبیطہ ارضِ کنعان کے شہر جبلہ میں نمودار ہوئے۔ یہ کنعانیوں کی بہترین بندرگاہ تھی اور یہاں سے مصر کو نہ صرف

لکڑی بلکہ مرغوب ترین شراب، زیتون کا تیل اور لکڑی کے سامان کے لیے روغن اور سفید گوند بھی بھیجا جاتا تھا۔ یہ گوند صنوبر کے تنوں اور شاخوں سے حاصل کیا جاتا تھا۔ یہ لاشوں کو محفوظ کرنے اور شاہی خاندان کے افراد کی لاشوں کو ممیوں کی صورت میں محفوظ کرنے کے کام آتا تھا۔ اس شہر سے جو دیودار کی لکڑی مصر جاتی تھی اس سے وہاں مقبروں اور معبدوں کی چھتیں تیار ہوتی تھیں اور لاشوں اور ممیوں کو رکھنے کے لیے تابوت بنائے جاتے تھے۔ ان اشیا کے بدلے میں یہ کنعانی (فونیقی) مصریوں سے سونا، مختلف دھاتوں کی بنی ہوئی اشیا، پیپرس[1] اور وادیٔ نیل میں پیدا ہونے والی دوسری اشیا حاصل کرتے تھے۔

عارب، بیوسا اور نبیطہ نے جبلہ کی بندرگاہ پہ دیکھا کہ یہ شہر عین سمندر کے کنارے واقع تھا۔ ان کے سامنے سمندر کے اندر بڑے بڑے جہاز اور کشتیاں تیار کی جا رہی تھیں اور کچھ بحری جہازوں کے اندر دیودار کی لکڑی اور دوسری اشیا لادی جا رہی تھیں۔ اتنے میں ان تینوں کے پاس سے ایک بوڑھا شخص گزرا۔

عارب اس بوڑھے کی طرف متوجہ ہوا اور اسے مخاطب کر کے اس نے پوچھا: "اے بزرگ! ہم تینوں بہن بھائی ہیں۔ میرا نام عارب اور ان کے نام بیوسا اور نبیطہ ہیں۔ ہم اس سرزمین میں اجنبی ہیں کیا آپ ہمارے لیے اس سرزمین، بود و باش، تجارت، مذہب اور دوسری اہم اشیا پر کچھ روشنی ڈالیں گے تاکہ ہم یہ فیصلہ کر سکیں کہ ہم اس سرزمین کے کس شہر میں آباد ہو کر پُرسکون اور آسائش بھری زندگی بسر کر سکتے ہیں۔"

وہ کنعانی بوڑھا یوں غور و حیرت سے ان تینوں کو دیکھنے لگا جیسے وہ اس کے لیے کوئی عجوبہ ہوں۔ عارب نے پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا: "اگر آپ کسی اہم اور ضروری کام سے جا رہے ہیں اور آپ کو خدشہ ہے کہ ہمارے ساتھ ایسی گفتگو کی وجہ سے آپ کا وقت ضائع ہو گا تو ہم آپ کو اس کا بہترین اجر اور معاوضہ دیں گے اور یہ ایسی رقم پر مشتمل ہو گا جو تمہاری تالیفِ قلب کے لیے بہترین ہو گی۔"

بوڑھے نے پہلی بار زبان کھولی اور کہا:

"اے اجنبی! تم مجھے رقم کی ترغیب اور لالچ نہ دو۔ اجنبی کی حیثیت سے تم مجھے کچھ بھی نہ دو تو

1۔ دریائے نیل کے کنارے پیدا ہونے والے اس پودے سے کاغذ بنتا تھا۔

بھی میں تمہیں یہ تفصیل ضرور بتاؤں گا اس لیے کہ کسی اجنبی کی رہنمائی بہرحال ایک اہم انسانی اور اخلاقی فرض ہے۔

سنو اے نو وارد انسانو! یہ سرزمین کنعانیوں کی ہے اور شاید یہ بات تمہارے علم میں ہو کہ کنعانی بنیادی طور پر عرب ہیں۔ جس طرح آشوری، آرامی، اموری، حوری اور بعض دیگر اقوام عرب سے نقل مکانی کر کے مختلف علاقوں میں آباد ہو گئیں اسی طرح کنعانی بھی دشتِ عرب کی خانہ بدوش زندگی ترک کر کے یہاں سمندر کے کنارے آ کر آباد ہو گئے۔

سنو اجنبیو! سمندر کے کنارے ہم کنعانیوں کے پانچ بڑے شہر ہیں۔ پہلا شہر جبلہ[1]، دوسرا ارداد[2]، تیسرا سیدون[3]، چوتھا طائر[4] اور پانچواں اغاریت[5] ہے۔ جبلہ شہر تو یہ ہے جس میں تم اس وقت کھڑے ہو۔ باقی شہر اس کے جنوب میں ہیں۔ اس وقت ہمارا مرکزی شہر طائر ہے جو ایک بہترین اور بارونق اور خوبصورت شہر ہے۔ ویسے تو یہ پانچوں شہر اہم ہیں اور ارضِ کنعان کی آمدنی اور تجارت کے مرکز و محور ہیں لیکن طائر کی شان ہی کچھ اور ہے۔ طائر دیکھنے میں بہت حسین ہے اور یہاں کی بہترین جگہ بعل دیوتا کا مندر ہے۔ میں تمہیں دیوی دیوتاؤں کے متعلق کچھ نہ بتاؤں گا۔ اس لیے کہ جب تم طائر شہر جاؤ گے تو وہاں سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔

طائر شہر خشکی کے اس حصے پر واقع ہے جو سمندر کے اندر آگے تک بڑھا ہوا ہے۔ اس کی حفاظت کے لیے اس کے سامنے ایک میل لمبی اور تین چوتھائی میل چوڑی چٹان ہے۔ یہ چٹان امن کے دنوں میں جہازوں کے لیے اور جنگ کے دنوں میں لوگوں کے لیے حفاظت و سلامتی کا بڑا عمدہ ذریعہ ہے۔

اس شہر کی دو بندرگاہیں ہیں۔ ایک کا رخ شمالی جانب ہے اور اس کا نام صیدانی بندرگاہ ہے۔

۱۔ توریت میں اس شہر کو جبل لکھا گیا ہے۔ اس کا موجودہ نام جبلیل ہے۔ قدیم یونانیوں نے اس شہر کو بیبلوس کہہ کر پکارا ہے۔

۲۔ اس کا موجودہ نام ارادوس ہے۔

۳۔ فلسطین کا موجودہ شہر صیدا ہی قدیم شہر سیدون تھا۔

۴۔ موجودہ شہر صور کا پرانا نام طائر تھا۔ یہ بیروت کے جنوب میں تھا۔

۵۔ یہ اس جگہ تھا جہاں آجکل راس الشمرہ آباد ہے۔ اغاریت جزیرہ قبرص کی سیدھ میں ساحلِ سمندر پر واقع تھا۔

دوسری کا رخ جنوب کی طرف ہے اور یہ مصری بندرگاہ کہلاتی ہے۔ میں تم لوگوں کو پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ طائر شہر میں سب سے بہتر اور قابلِ دید جگہ بعل دیوتا کا معبد ہے۔ یہ پہلے ملکوت دیوتا کا معبد کہلاتا تھا۔ اب اس عمارت کو ملکوتی بھی کہتے ہیں اور بعل دیوتا کا معبد بھی۔ اس عمارت کی تفصیل تم کو طائر جا کر ہی معلوم ہو گی۔

رہی بات کنعانیوں کے پیشوں کی، تو یہاں کے لوگ زراعت، تجارت اور ماہی گیری پر گزر بسر کرتے ہیں۔ دست کاری اور دیگر فنون بھی آمدنی کا ذریعہ ہیں۔ ہمارے لوگ ظروف سازی میں بھی بے مثل ہیں اور ان ظروف کی مصر، کریٹ، نائی سینا، قبرص اور بحیرۂ ایجین کے دوسرے جزیروں میں بڑی مانگ ہے۔ ہمارے لوگ سنگتراشی میں بھی جواب نہیں رکھتے اور آلات و اسلحہ، جواہرات تراشی اور علومِ ہیئت میں بھی ماہر ہیں۔

اب اور بولو تم ارضِ کنعان کے بارے میں کیا جاننا چاہو گے؟"

جواب میں عارب مسکراتے ہوئے آگے بڑھ گیا اور وہ بوڑھا کچھ لیے بغیر آگے بڑھ گیا۔

اس کے جانے کے بعد عارب چند ثانیوں تک خاموش رہا اور حسرت سے اس بوڑھے کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ جب بوڑھا اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو اس نے ایک لمبا تاسف آمیز سانس لیا۔ پھر بیوسا اور بنیطہ کی طرف دیکھ کر بولا: "کچھ لوگوں کو بدی کی طرف مائل کرنا کس قدر دشوار ہو جاتا ہے۔ اب اس بوڑھے کنعانی ہی کو دیکھو۔ اسے میں نے معاوضے کی تحریص اور رقم کا لالچ دیا لیکن یہ کتنا عظیم تھا کہ میری اس ترغیب میں نہیں آیا اور ہمارے منہ پر سچائی کا طمانچہ مار کر چلا گیا ہے۔ انسان اگر واقعی انسان بن کر رہے تو کتنا عظیم ہو جاتا ہے اور اس کا رویہ اگر صحیح انسانیت کا مجسمہ ہو کر سامنے آئے تو پھر انسان اپنی تخلیق کے لحاظ سے کس قدر باعظمت اور ذی وقار ہو جاتا ہے۔"

"آہ! کبھی کبھی میں اپنی اس راہ سے خود کو ہٹتا ہوا محسوس کرتا ہوں جو عزازیل نے ہمارے لیے متعین کر رکھی ہے۔ اے میری بہنو! کبھی کبھی میں اس تعلق کو بکھرتے ہوئے دیکھتا ہوں جو عزازیل کے ساتھ ہیں ہے۔ شاید یہ اس روحانی عہد کی تاثیر ہے جسے عہدِ الست کا نام دیا گیا ہے یا یہ ان نیکی کے داعیوں کی پکار ہے جو خداوندِ بزرگ و برتر نے انسانی جسم کے اندر رکھ دیے ہیں۔"

پھر اچانک جیسے ابلیسی رو عارب پر غلبہ پا گئی۔ اس نے اپنے سر کو زور سے جھٹکا اور بولا۔ "اچھا لعنت بھیجو ایسے خیالات پر۔ ہاں تو اے میری عزیز بہنو! میں اب تم سے یہ کہنا چاہوں گا کہ آؤ طائر شہر کا رخ کریں اور وہاں اپنے لیے رہنے کی کوئی مناسب جگہ تلاش کریں۔ میں وہاں کم از کم ملکوت نام کا دہ

معبد دیکھنا ضرور پسند کروں گا اس لیے کہ اس کنعانی بوڑھے نے اس کی بہت تعریف کی ہے۔"

"اے میری عزیز بہنو! ہو سکتا ہے یہ ٹائر شہر ہی ہو جس میں رہنے کو ہمارے مقدر میں کوئی اچھا سا ٹھکانہ ہو۔ کیا تمہیں اس روانگی پر کوئی اعتراض ہے؟"

بیوسا نے جواب دیا: "میں صرف یہ کہوں گی کہ وہاں جا کر ہمیں اپنے لیے کوئی محفوظ ٹھکانہ بنانا چاہیے اس لیے کہ ہم یوناف کے ساتھ اپنی دشمنی میں اضافہ اور تندی پیدا کر چکے ہیں اور وہ کسی بھی لمحے ہماری گردن ناپنے کو پہنچ سکتا ہے۔ وہ اب کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دے گا جس سے فائدہ اٹھا کر وہ ہمیں اذیت اور کرب میں مبتلا کر سکے لہٰذا ٹائر شہر میں رہنے کا اگر ہم فیصلہ کرتے ہیں تو ایسی جگہ رہنا ہو گا جو محفوظ ہو اور جہاں یوناف سے نمٹنا آسان ہو اور اگر ہم نے اس احتیاط کو مد نظر نہ رکھا تو وہ ہمیں اس سے بڑھ کر برے سلوک سے نوازے گا جس کا اظہار رحم نے اسے پنجرے میں بند کر کے کیا تھا۔"

عارب نے ان خدشات کو نظر انداز کر دیا: "تم دونوں یوناف کی طرف سے اس قدر زیادہ بھی فکر مند نہ ہو۔ بہر حال حفاظت اور رہائش کا مسئلہ ٹائر جا کر ہی حل ہو گا۔ اب آؤ یہاں سے ابھی ابھی کوچ کر جائیں۔"

اس کے ساتھ ہی وہ تینوں جبلہ کی بندرگاہ سے غائب ہو گئے۔

○

عارب، بیوسا اور بنیطہ سیدون کے جنوب میں اور رملکا کے شمال میں واقع ٹائر شہر میں نمودار ہوئے۔ انہوں نے دیکھا خوبصورتی کے لحاظ سے یہ شہر اپنی مثال آپ تھا۔ مکانات پختہ اور خوبصورت پتھروں سے بنے ہوئے تھے۔ جگہ جگہ ظروف، آرائشی سامان، ہتھیار اور دوسری اشیا بنانے کے کارخانے کارگاہیں تھیں۔ چاندی[1] اور سونے کی دستکاری عروج پر تھی۔

ا۔ کنعانیوں کی ظروف سازی اور سونے چاندی کے کام میں ان کی مہارت ہومر کی نظموں سے بھی واضح ہوتی ہے۔ ایک نظم میں وہ لکھتا ہے کہ چاندی کا ایک پیالہ کنعانیوں نے ایسی ہنرمندی سے بنایا تھا کہ وہ دنیا بھر کی چیزوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھا۔

عارب نے بیوسا اور بنیطہ کو مخاطب کیا: "میرا خیال ہے کہ پہلے ملکوت معبد دیکھیں۔ اس کے بعد اپنے رہنے کے لیے کوئی ٹھکانہ تلاش کرتے ہیں۔ اس بوڑھے کنعانی نے اس معبد کی وہ تعریف کی ہے کہ میرے دل میں اسے دیکھنے کا اشتیاق زیادہ کر دیا ہے۔"

پھر اس نے بازار میں چلتے ہوئے ایک آدمی سے معبد کا راستہ پوچھا اور وہ تینوں اس معبد کی طرف روانہ ہو گئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ تینوں ملکوت معبد کی عظیم الشان عمارت میں داخل ہو رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ بڑے بڑے اور قیمتی پتھروں پر مشتمل وہ عمارت حیرت انگیز طور پر بنائی گئی تھی۔ عمارت میں عارب نے ایک پجاری کو مخاطب کر کے کہا: "میرا نام عارب ہے۔ یہ دونوں میری بہنیں بیوسا اور بنیطہ ہیں۔ ہم دونوں یہاں اجنبی ہیں۔ کیا اس معبد کی سیر کرنے میں تم ہماری مدد کر سکتے ہو؟"

پجاری فوراً تیار ہو گیا اور خوش طبعی سے بولا:

"میرا نام تموز ہے اور یہ نام ہمارے ایک دیوتا کا بھی ہے۔ آؤ میں تم تینوں کی معبد دیکھنے میں مدد کرتا ہوں۔"

عارب، بیوسا اور بنیطہ اس کے ساتھ ہو لیے۔

پجاری انہیں لے کر صنم خانے میں داخل ہوا۔ وہاں دو ایسے ستون تھے جنہیں دیکھ کر وہ تینوں چونک پڑے۔ قبل اس کے کہ وہ تموز سے کچھ پوچھتے وہ ان ستونوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خود ہی انکشاف کرتے ہوئے بولا:

"اے میرے اجنبی مہمانو! یہ دونوں ستون نہایت بیش قیمت اور اہم ہیں۔ ان میں سے ایک ستون سونے کا ہے اور دوسرا زمرد[1] کا۔ زمرد کا ستون نسبتاً بڑا ہے اور رات کی تاریکی میں خوب چمکتا ہے۔"

دونوں ستون دیکھ کر وہ صنم خانے کے اس حصے کی طرف بڑھے جہاں بت رکھے ہوئے تھے۔ ان کے متعلق تفصیل بتاتے ہوئے تموز نے کہا:

ا۔ مشہور یونانی مورخ ہیروڈوٹس ۵۰۰ سال قبل مسیح ٹائر شہر میں داخل ہوا اور اس نے ملکوت کے اس معبد کو دیکھا۔ وہ بھی سونے اور زمرد کے ان ستونوں کا ذکر کرتا ہے۔

"یہ سارے بتوں کے اوپر جو دو چھوٹے بت رکھے ہیں ان میں سے ایک ایل دیوتا کا ہے اور دوسرا الیشرت دیوی کا بت ہے۔ ایل کو تمام دیوتاؤں کا باپ اور الیشرت کو اس کی بیوی سمجھا جاتا ہے۔ تم دیکھو ان دونوں کے بت ایسے بنائے گئے ہیں کہ ان کو بوڑھا دکھایا گیا ہے۔ اب ان دونوں کی اتنی اہمیت نہیں رہی۔ اب ان کے بت صرف برکت کے لیے رکھے جاتے ہیں ورنہ لوگ اب بعل دیوتا کی طرف مائل ہو گئے ہیں اور سب مرادیں اسی سے مانگتے ہیں۔"

پھر تموز نے ایک بڑے بت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"یہ سب سے بڑا بت بعل دیوتا کا ہے۔ غور سے دیکھو یہ سونے سے بنا ہوا ہے اور اس کے اندر جا بجا زمرد لگائے گئے ہیں۔ جو رات کو چمک کر اسے روشن رکھتے ہیں۔ بعل دیوتا کی آنکھوں کے اندر بھی زمرد ہیں اور رات کے وقت یہ آنکھیں یوں چمکتی ہیں جیسے بعل دیوتا ہر چیز کو بذاتِ خود دیکھ رہا ہو۔

دوسری اقوام میں بعل دیوتا کی حدد اور علیان کے نام سے بھی پرستش کی جاتی ہے لیکن ہمارے ہاں اس کا نام بعل ہی شہرت رکھتا ہے۔ جس قدر ہم اس دیوتا کو اہمیت دیتے ہیں ایسی اہمیت اسے ابھی دوسری اقوام نے نہیں دی۔ شروع میں ہمارے ہاں بھی بعل دیوتا کی ایسی قدر نہ تھی اور لوگ اسے شہروں کا محافظ، بارشوں اور فصلوں کا مختارِ کار، ندیوں اور دریاؤں کا نگران خیال کرتے تھے لیکن اب ہمارے ہاں اس کی حیثیت مختلف ہے اور اسے سب سے بڑا دیوتا اور دوسرے دیوتاؤں کا نگران اور مالک تصور کیا جاتا ہے۔

بعل دیوتا کے مقابلے کی دیوی جسے اس کی بیوی سمجھا جاتا ہے، یہ دیوی ہمارے ہاں دو ناموں سے جانی پہچانی جاتی ہے۔ ایک بعلہ[1] اور دوسرا نام عشتارت ہے۔ بعل دیوتا کے ساتھ جو تم خوبصورت اور پرکشش مجسمہ دیکھ رہے ہو یہ بعلہ یا عشتارت دیوی ہی کا ہے۔ اسے ملکۂ آسمان سمجھا جاتا ہے اور یہ خاص طور پر فصلوں کی دیوی بھی ہے۔"

"بعلہ دیوی کے ساتھ جو بت ہے یہ عنت[2] دیوی کا ہے۔ یہ دیوی بیک وقت زندگی بخش بھی ہے

۱۔ آشوریوں اور بابلیوں نے اس کی عشتار کے نام سے پوجا کی۔ یہودیوں نے اسے اپنایا تو عستارات کہہ کر پکارا۔ یونانیوں نے اسے پوجا تو افرا ڈائٹ کا نام دیا۔

۲۔ قدیم مصریوں نے بھی کنعانیوں کی اس عنت دیوی کو اپنا لیا۔ اپنے ہاں (باقی اگلے صفحہ پر)

اور زندگی کش بھی۔ اس دیوی کو بڑا جنگجو سمجھا جاتا ہے۔ اس کے اوصاف میں محبت اور جنگ دونوں یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔

اس سے آگے ملکارت دیوتا کا بت ہے اور اس کے بعد اشمون اور رشفہ کے بت ہیں۔ اشمون علاج و شفا اور رشفہ آگ اور روشنی کا دیوتا ہے۔

اس سے اگلا بت دجون کا ہے جو غلے کا دیوتا ہے۔ لیکن یہاں میں یہ بھی بتا دوں کہ ہماری ہمسایہ قوم فلسطینیوں میں بھی اس دیوتا کی پرستش کی جاتی ہے۔ وہ اسے مچھلیوں کا اور اپنا قومی دیوتا تسلیم کرتے ہیں۔"

تموز صنم خانے میں عارب، بیوسا اور بنبیطہ کو بتوں کی تفصیل بتاتے بتاتے رک گیا۔ پھر اس نے رازداری سے سرگوشی میں ان کی طرف آنے والے ایک تیس پینتیس سالہ شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دھیرے سے کہا:

"وہ دیکھو۔ اس معبد کا نگران پجاری آ رہا ہے۔ اگر یہ مجھ سے کوئی باز پرس کرے تو تم اسے کہہ دینا کہ ہم دیوتاؤں کی تفصیل جان رہے تھے۔ اس کا نام یوساط ہے۔"

یوساط جب قریب آیا تو اس کے کچھ کہنے سے قبل ہی عارب نے آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کیا اور کہا: "میرا نام عارب ہے۔ میرے ساتھ میری دونوں بہنیں بیوسا اور بنبیطہ ہیں۔ قوم کنعان میں ہم اجنبی ہیں لہٰذا اس معبد کے دیوتاؤں کی تفصیل جاننے کے لیے ہم نے تمہارے اس پجاری کو اپنے ساتھ لگا لیا تھا۔"

نگران پجاری یوساط نے ایک بار غصیلی نگاہوں سے اپنے پجاری تموز کی طرف دیکھا پھر عارب کی طرف رخ کر کے بولا:

"یہ ایک پجاری کی توہین ہے کہ تم جیسے عام لوگوں کی یوں رہنمائی کرتا پھرے۔ یہ عام لوگوں کا کام ہے۔ پجاری یہ کام صرف خاص اور اہمیت رکھنے والے لوگوں کے لیے ہی کر سکتے ہیں۔ میں اجنبی جان کر تم تینوں سے کوئی باز پرس نہیں کرتا لیکن تموز سے بہرحال اس فعل کی جواب طلبی ضرور ہو گی۔"

بقیہ حاشیہ گزشتہ:

مصریوں نے اس دیوی کی شکل و صورت ویسی ہی رہنے دی پر عنت کے بجائے انہوں نے اس کا نام انتا رکھ لیا۔

یوساط کی بات پر عارب طیش میں آ گیا اور اس نے دائیں ہاتھ کا الٹا طمانچہ ایسا زوردار یوساط کے چہرے پر رسید کیا کہ وہ اچھل کر بعل دیوتا کے قریب جا گرا۔ ساتھ ہی عارب نے درندوں جیسی غراتی اور دھاڑتی ہوئی آواز میں یوساط کو مخاطب کر کے کہا: "تو تم ہمیں عام لوگ سمجھتے ہو۔ کیا ہم تمہیں عام لوگ دکھائی دیتے ہیں؟"

یوساط اٹھا۔ قہر آلود نظروں سے اس نے عارب کو دیکھا۔ پھر غضب ناک لہجے میں اس نے عارب سے کہا:

"تم تینوں اب یہاں سے اپنی جانیں سلامت لے کر نہیں جا سکتے۔ اسی معبد کے احاطے میں لوگ تم تینوں کو مصلوب ہوتا دیکھیں گے۔"

عارب نے یوساط سے بھی زیادہ غضب ناک لہجے میں جواب دیا: "اے یوساط! تیری یہ بھول ہے تو ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ دیکھ ہم تینوں ایسی فوق البشر قوتوں کے مالک ہیں کہ تو اپنے آپ کو ہمارے سامنے عاجز اور بے بس محسوس کرے گا۔ اے یوساط! تجھ میں اتنی ہمت نہیں کہ ہم پر گرفت کر سکے۔ تم میں اتنی قوت نہیں کہ ہم تینوں کو مصلوب کر سکے۔" پھر عارب نے آنکھوں ہی آنکھوں میں بیوسا اور بنیطہ کو اشارہ کیا۔

اس اشارے کے ساتھ ہی وہ تینوں وہاں سے غائب ہو گئے۔ یوساط اور تموز دونوں اپنی جگہ حیران و پریشان کھڑے تھے۔ وہ حیرت سے کبھی ایک دوسرے کو دیکھتے اور کبھی پریشانی سے اس طرف دیکھنے لگتے جہاں پر تھوڑی دیر قبل عارب، بیوسا اور بنیطہ کھڑے تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ تینوں پھر اپنی جگہ پر نمودار ہوئے اور ساتھ ہی عارب نے پھر یوساط کو مخاطب کر کے کہا: "تم نے ہماری خوق الفطرت قوتوں میں سے صرف ایک کا مظاہرہ دیکھا ہے۔ اے یوساط! کیا اب بھی تو اس گمان میں ہے کہ تو ہمیں مصلوب کر لے گا؟"

یوساط فوراً آگے بڑھا اور عارب کے قدموں پر گر پڑا۔ خوب گڑگڑاتے ہوئے اور منت کرنے کے انداز میں وہ عارب سے اپنے برے رویّے اور ناروا سلوک کی معافی مانگنے لگا۔

عارب نے فوراً حالات سے فائدہ اٹھایا اور بولا: "میں تمہیں اس شرط پر معاف کر سکتا ہوں کہ اس معبد کے احاطے میں یا اس سے باہر تم ہم تینوں کے لیے عمدہ رہائش کا بندوبست کرو۔"

یوساط اٹھ کھڑا ہوا اور جلدی سے بولا:

"آپ تینوں میرے ساتھ آئیں۔ میں اس معبد کے احاطے میں آپ کے لیے بہترین اور محفوظ رہائش کا بندوبست کرتا ہوں۔"

عارب، بیوسا اور بنیطہ میں سے کسی نے کچھ نہ کہا اور تینوں خاموشی سے یوساط کے ساتھ ہو لیے۔ تموز بھی ان کے ساتھ چل دیا۔

معبد کے احاطے میں جہاں پجاریوں اور پجارنوں کے لیے رہائش گاہیں بنی ہوئی تھیں، ان کے قریب ہی قیمتی اور بڑے بڑے پتھروں کی ایک چھوٹی سی مگر نئی عمارت بنی ہوئی تھی۔ یوساط اس عمارت کے پاس آیا اور عارب سے بولا:

"یہ عمارت میری رہائش کے لیے بنی ہے لیکن میں اسے آپ کو سونپتا ہوں۔ میں اب اپنی پہلی رہائش گاہ میں ہی رہوں گا۔ اس عمارت کے اندر کافی کمرے ہیں۔ آپ اندر جا کر عمارت کا جائزہ لیں۔ میں تموز کے ساتھ جاتا ہوں اور تھوڑی دیر بعد آپ لوگوں کے لیے یہاں سب ضرورت کا سامان مہیا کرتا ہوں۔"

یوساط اور تموز وہاں سے چلے گئے۔ عارب، بیوسا اور بنیطہ اندر جا کر عمارت کا جائزہ لینے لگے۔ تھوڑی دیر بعد یوساط نے اس عمارت میں ان کے لیے ضرورت کی ہر شے مہیا کر دی اور ان تینوں نے وہاں سکونت اختیار کر لی۔

○

ملتان شہر سے رخصت ہونے کے بعد یوناف ارضِ فلسطین میں کنعانیوں کے جنوب مشرق میں آباد قوم فلسطین کے مرکزی شہر اشدود میں نمودار ہوا۔ باب البحر سے اشدود میں داخل ہو کر تھوڑا ہی آگے بڑھا تھا کہ اس نے دیکھا ایک تباہ حال انسان بوسیدہ کپڑے پہنے سر جھکائے ایک طرف جا رہا تھا۔

یوناف اس شخص کی حالت کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوا۔ لپک کر وہ اس کے پاس آیا جو عمر میں ساٹھ سے اوپر ہی ہو گا۔ اسے مخاطب کر کے یوناف نے کہا:

"میرا نام یوناف ہے اور میں اس شہر میں اجنبی ہوں۔ کیا آپ مجھے کسی اچھی اور صاف ستھری سرائے کی نشاندہی کر سکیں گے جہاں کا ماحول اچھا ہو اور میں وہاں رہ سکوں؟"

اس شخص نے کہا:

"میرے ساتھ ہی آجاؤ۔ میں جس طرف جا رہا ہوں ادھر شہر کی سب سے بڑی اسب سے عمدہ مگر مہنگی سرائے ہے۔ تم دیکھ لینا اگر وہ تمہارے حال کے مناسب ہو تو تم اس میں رہ لینا ورنہ اس کے قریب ہی کوئی دوسری سرائے دکھا دوں گا۔ اس شہر اشدود میں عیلامی، بابلی، کنعانی اور مصری سوداگر کافی تعداد میں آتے ہیں لہٰذا یہاں سراؤں کی کمی نہیں۔"

یوناف اس کے ساتھ ہو لیا۔ پس چند قدم آگے جا کر اس نے کہا:

"کیا آپ مجھے اپنا نام نہ بتائیں گے اور کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ اس وقت کہاں اور کس غرض سے جا رہے ہیں۔"

اس شخص نے یوناف کی طرف دیکھے بغیر کہا:

"میرا نام زعور ہے۔"

اس کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔ یوناف نے دوبارہ اس سے پوچھا:

"آپ صرف اپنا نام بتا کر خاموش کیوں ہو گئے۔ کیا آپ بتانا پسند کریں گے کہ آپ کہاں اور کس غرض سے جا رہے ہیں۔"

زعور نے پہلی بار غور سے یوناف کی طرف دیکھا۔ یوناف نے دیکھا اور محسوس کیا کہ اس بوڑھے کی آنکھوں میں مجبوری اور بے بسی سے نمی امڈ رہی تھی۔ پھر اس نے یوناف کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا:

"اے اجنبی! کہ تم مجھے اپنا نام یوناف بتا چکے ہو، سنو۔ میں غربت، تنگ دستی اور رذالت کا مارا ایک انسان ہوں۔ میری پانچ جوان بیٹیاں ہیں اور ایک بیٹا ہے جو سب سے چھوٹا ہے اور ابھی کوئی کام کرنے کے قابل نہیں ہے۔ میں اب لاغر ہوں۔ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بازار میں بیچتا ہوں پر اس سے میری گزر اوقات نہیں ہوتی۔ گھر میں اگر صبح کے وقت کھانے کو ہوتا ہے تو رات کے لیے کچھ نہیں ہوتا اور اگر رات کو ہوتا ہے تو صبح خالی گزرتی ہے۔ بڑی اذیت اور تکلیف میں ہوں۔

یہاں ایک آدمی ہے۔ عمر کے لحاظ سے ابھی جوان ہی ہے۔ اس کا نام مازن ہے۔ عام لوگوں کا خیال ہے کہ اس کے پاس اسم اعظم ہے۔ اس کی حویلی محل نما ہے۔ اس کے ہاں دولت کی ریل پیل ہے۔ گو اس کی تیر کمان بنانے کی ایک کارگاہ ہے پر لوگوں کا خیال ہے کہ اس کے پاس اسم اعظم ہے جس کی وجہ سے اس کے ہاں مال و دولت کے انبار ہیں۔

میں مازن کے پاس اکثر جاتا ہوں اور اس کی منت کرتا ہوں کہ مجھے بھی اسم اعظم سکھا دے لیکن وہ مانتا ہی نہیں۔ انکار کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے پاس اسم اعظم ہے ہی نہیں۔ یہ دسویں بار اس کی طرف جا رہا ہوں۔ پچھلے تین ماہ میں نو بار میں اس کے پاس گیا ہوں۔ ہر بار وہ یہ کہہ کر مجھے ٹال دیتا ہے کہ میری محنت ہی میرا اسم اعظم ہے۔ وہ مجھے بتاتا تو کچھ نہیں پر میری مدد کرنے پر ضرور آمادہ ہو جاتا ہے لیکن میں نے ہمیشہ اس کی طرف سے امداد کی پیش کش قبول کرنے سے انکار کیا ہے اور اسم اعظم پر ہی بضد رہا ہوں۔ اب میں پھر اس کی طرف جا رہا ہوں کیونکہ اس وقت وہ اپنے گھر پر ہوتا ہے۔ کارگاہ میں وہ بات نہیں سنتا پر اپنے گھر میں ضرور وقت دے دیتا ہے۔ اب دیکھو آج وہ کیا جواب دیتا ہے۔ میں نے بھی تہیہ کر رکھا ہے کہ اس سے اسم اعظم حاصل کر کے رہوں گا۔"

زعور خاموش ہوا تو یوناف نے پوچھا:

"اے بزرگ زعور! کیا میں بھی مازن کے پاس تمہارے ساتھ جا سکتا ہوں۔"

زعور نے خوشی کا اظہار کیا:

"ہاں ہاں۔ ضرور چلو۔ اس کے بعد میں تمہیں سرائے کی طرف لے جاؤں گا۔"

پھر دونوں خاموشی سے آگے بڑھنے لگے۔ زعور کے ساتھ آگے جاتے ہوئے یوناف نے دل ہی دل میں اور پھر کسی قدر بلند آواز سے ابلیکا کو پکارا لیکن اس کی پکار کا کوئی جواب نہ آیا۔ حالانکہ اس سے قبل وہ ابلیکا کو اس انداز میں پکارتا تو وہ فوراً اس کی گردن پر اپنا لمس دے کر اس کی پکار کا جواب دیتی تھی۔

یوناف کو بڑی مایوسی ہوئی اور اس کے چہرے پر پریشانی اور فکرمندی کے جذبے بکھر گئے پھر یوناف کو جلد ہی سنبھل جانا پڑا کیونکہ وہ ایک حویلی کے سامنے آ گئے تھے۔ زعور نے یوناف پر شاف کرتے ہوئے کہا:

"اے مہربان اجنبی! یہی مازن کی حویلی ہے۔"

پھر زعور آگے بڑھا اور اس نے حویلی کے دیوان خانے کے دروازے پر دستک دی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور تیس پینتیس برس کا ایک شخص نمودار ہوا۔ اسے دیکھتے ہی زعور نے کہا:

"اے مازن! میں آج تیرے پاس پھر وہی درخواست لے کر آیا ہوں کہ مجھے اسم اعظم بتا دو تاکہ میں اپنی بدحالی کو خوشحالی سے بدل دوں۔"

مازن نے کہا:

"اے زعور! یہ سب تمہاری غلط فہمی ہے۔ میرے پاس کوئی اسمِ اعظم نہیں ہے۔ دن بھری یہ محنت ہی میرا اسمِ اعظم ہے پر تم مانتے ہی نہیں۔ دیکھو تم اندر آجاؤ۔ آج میں تمہارے ساتھ ایک فیصلہ کن معاملہ کرتا ہوں۔"

زعور جب اندر جانے لگا تو مازن سارا دروازہ کھول کر ایک طرف ہٹ گیا۔ یوناف نے دروازے میں سے دیکھا اندر دیوان خانے میں نقدی کا ایک ڈھیر لگا ہے اور اس کے گھر والے اسے گن رہے ہیں اور تھیلوں میں ڈال رہے ہیں۔

یوناف نے کوئی فیصلہ کیا اور کہا:

"اے بزرگ زعور! آپ اندر جائیں۔ میں ایک کام نمٹا کر تھوڑی دیر بعد یہیں آکر آپ سے پھر ملتا ہوں۔"

زعور نے اس سے کچھ کہنا چاہا لیکن یوناف نے اسے موقع نہ دیا اور فوراً پیچھے ہٹ گیا۔ ناچار زعور آگے بڑھا اور مازن کے دیوان خانے میں داخل ہو گیا۔

یوناف فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا۔ اپنے اطراف میں احتیاط سے دیکھا اور پھر وہاں سے غائب ہو گیا۔ اس کے بعد وہ مازن کی حویلی میں داخل ہوا۔ وہاں سے اس نے نقدی کی چند تھیلیاں اڑا لیں۔ پھر وہ دیوان خانے میں زعور اور مازن کی گفتگو سننے کے لیے رک گیا۔

مازن نے زعور کو اندر لا کر ایک نشست پر بٹھایا اور کہا:

"دیکھو بزرگ زعور! میں تمہیں کئی بار کہہ چکا ہوں کہ میرے پاس کوئی اسمِ اعظم نہیں ہے پر تم مانتے ہی نہیں۔ نہ ہی تم میری طرف سے مالی امداد قبول کرتے ہو۔ دیکھو۔ دیوان خانے میں اس وقت کس قدر نقدی پڑی ہے اس میں سے تم اپنی ضرورت کے مطابق اٹھا لو اور اپنے گھر جا کر اسے کام میں لاؤ۔"

زعور نے مایوسی سے کہا:

"نقدی لینی ہوتی تو میں پہلے ہی لے چکا ہوتا۔ میں تو اسمِ اعظم کے لیے آتا ہوں اور آتا رہوں گا۔ اس موقع پر اگر میں تمہاری طرف سے نقدی کی پیش کش قبول کرتا ہوں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ میں نقدی کے لالچ میں یہاں آتا رہا ہوں جبکہ میں ایسا نہیں چاہتا۔ میں اپنے عزم پر قائم ہوں اور تم سے اسمِ اعظم ہی قبول کروں گا۔"

مازن چند ثانیوں تک گردن جھکائے سوچتا رہا۔ پھر اس نے زعور کو ایک نیا مشورہ دیتے ہوئے کہا:

"اگر تم نقدی کے بجائے صرف اور صرف اسمِ اعظم ہی چاہتے ہو تو سنو۔ ابھی اٹھو اور شہر کے جنوبی دروازے پر جا کر بیٹھ جاؤ۔ تم شام تک وہاں رہو اور جو واقعہ تمہیں سب سے زیادہ متاثر کرے واپس آکر مجھ سے کہو۔ پھر میں تمہارے ساتھ اسمِ اعظم کا فیصلہ کر دوں گا۔"

زعور اٹھ کھڑا ہوا:

"اے مازن! میں تمہارے کہنے پر یہ کام بھی کر دیکھتا ہوں۔"

اسی وقت یوناف بھی باہر نکلا اور دیوان خانے کے باہر ایک طرف ہٹ کر ظاہر ہوا۔ زعور باہر آیا تو وہ اس کی طرف لپکا اور بولا:

"اے بزرگ زعور! کیا تمہارا کام ہو گیا۔"

زعور نے ذرا پُرامید لہجے میں کہا:

"آؤ چلتے ہیں۔"

یوناف اس کے ساتھ ہو لیا۔ زعور نے پھر کہا:

"اے یوناف! مازن کچھ مانتا تو ہے۔ اس نے مجھے کہا ہے کہ میں شہر کے جنوبی دروازے پر جا بیٹھوں اور وہاں جو بھی واقعہ مجھے سب سے زیادہ متاثر کرے وہ آکر اس سے کہوں۔ پھر اس کے بعد اسمِ اعظم کا مسئلہ میرے ساتھ طے کرے گا۔"

تھوڑا سا آگے جا کر زعور چونک کر چلتے چلتے رک گیا۔ اس نے یوناف کی طرف دیکھا اور اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے بولا:

"میں بھی کس قدر احمق ہوں۔ اپنے کام میں ایسا لالچی اور اندھا ہو گیا ہوں کہ تمہیں سرائے کی طرف لے جانا تو مجھے یاد ہی نہیں رہا۔ چلو میں تمہیں سرائے دکھا دوں پھر وہاں سے میں جنوبی دروازے کی طرف چلا جاؤں گا۔"

جواب میں یوناف مسکرا دیا اور نرم لہجے میں بولا:

"پہلے ہم دونوں جنوبی دروازے کی طرف چلتے ہیں۔ وہاں شام تک دیکھتے ہیں کیا غیر معمولی واقعہ پیش آتا ہے۔ اس کے بعد میں سرائے جاؤں گا۔"

زعور خوش ہو گیا اور بولا:

"اچھا تو آؤ پھر چلیں"۔

پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

○

یوناف اور زعور دونوں جا کر شہر کے جنوبی دروازے پر جا کر بیٹھ گئے۔ کافی دیر تک وہ وہاں بیٹھے رہے لیکن کوئی ایسا واقعہ پیش نہ آیا جو انہیں متاثر کر سکتا۔

شام سے تھوڑی دیر پہلے ایک بوڑھا جنگل کی طرف سے شہر کے جنوبی دروازے کی طرف آیا۔ وہ کوئی لکڑہارا لگتا تھا کیونکہ اس کے کندھے پر کلہاڑا تھا اور اپنے آگے آگے وہ جو گدھا ہانک رہا تھا اس پر ایندھن کے لیے استعمال ہونے والی لکڑیاں لدی ہوئی تھیں۔

بوڑھا دروازے پر آیا تو شہر پناہ کے محافظوں نے اس سے لکڑیاں شہر میں لے جا کر بیچنے کا محصول طلب کیا۔ بوڑھے نے ان کی منت کرتے ہوئے عاجزی سے کہا:

"اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے حسبِ معمول لکڑیاں بیچ کر محصول ادا کر دوں گا"۔

ایک محافظ بری طرح چلایا:

"تمہاری عادت ہو گئی ہے اور تم روزانہ ایسا ہی کرتے ہو"۔

بوڑھے نے ہاتھ جوڑ دیے:

"اگر روزانہ وعدہ کرتا ہوں تو اپنے وعدے کا بھرم بھی رکھتا ہوں اور لکڑیاں بیچ کر تم لوگوں کو محصول ادا کر کے پھر اپنے گھر کا رخ کرتا ہوں۔ کیا تم میں سے کوئی مجھ پہ یہ الزام لگا سکتا ہے کہ میں محصول ادا کیے بغیر کبھی گھر چلا گیا تھا"۔

شہر پناہ کا وہ محافظ کچھ زیادہ ہی غصیلا اور غضب ناک لگتا تھا۔ وہ اٹھا اور بوڑھے کو دھکا دے کر ایک طرف گرا دیا اور اس کا گدھا جس پر لکڑیاں لدی ہوئی تھیں، ایک طرف باندھ دیا۔ پھر زور سے چلا کر بولا:

"یہ گدھا ادھر بندھا ہوا ہے۔ آج تم محصول پہلے ادا کرو گے تب ہی ہم تمہیں شہر میں داخل ہونے دیں گے"۔

قبل اس کے کہ وہ بوڑھا کوئی جواب دیتا، یوناف اپنی جگہ سے اٹھ کر بوڑھے کے پاس آیا۔ اسے سہارا دے کر زمین سے اٹھایا اور پوچھا:

"اے میرے بزرگ! آپ اس عمر میں یہ مشقت کا کام کیوں کرتے ہیں"۔

بوڑھا اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے بولا:

"میں پچھلے چند روز سے ہی یہ کام کر رہا ہوں۔ اس سے پہلے میرا بیٹا یہ کام کرتا تھا۔ یہ کام ہی ہماری روزی کا واحد ذریعہ ہے۔ پر میرا بیٹا پچھلے کئی روز سے بخار میں مبتلا ہے۔ گھر میں کھانے اور اس کے علاج کے لیے کچھ نہیں ہے۔ میں بڑی مشکل سے تھوڑی سی لکڑیاں کاٹ کر بازار میں بیچ آتا ہوں۔ بڑی مشکل سے گزر بسر ہوتی ہے۔ پھر بھی اس اللہ کا شکر ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے۔ وہ جس حال میں رکھے ہم خوش ہیں"۔

یوناف نے چونک کر پوچھا:

"کیا تم خدائے واحد کے ماننے والے موحد ہو"۔

بوڑھے نے کہا:

"میں دینِ ابراہیمی کا ماننے والا ہوں۔ اور اس دین کے پیروکار اس شہر میں کچھ اور لوگ بھی ہیں"۔

یوناف نے بوڑھے پر انکشاف کرتے ہوئے شفقت سے کہا:

"اے میرے بزرگ! تمہاری طرح میں بھی خدائے واحد کو لاشریک و بے ہمتا مانتا ہوں۔ اس کی ذات ہی عبادت کے قابل ہے اور صرف اسی کی ذات ہے جسے مدد کے لیے پکارا جا سکتا ہے اس لیے کہ وہی سب کا خالق اور کارساز ہے۔ اے میرے بزرگ! بس یہ بات اب میرے اور تیرے درمیان ظاہر ہو گئی ہے کہ ہم دونوں کے درمیان خدائے واحد کو لاشریک ماننے کا ایک رشتہ ہے اور یہ رشتہ میرے خیال میں زبان، نسل، علاقائیت کے سارے رشتوں سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔ تو پھر اے میرے بزرگ!....."

یوناف نے ذرا رک کر اپنے جامے کے اندر سے نقدی کی ایک تھیلی نکالی اور زبردستی اس بوڑھے کو تھما کر دوبارہ کہا:

"اے میرے بزرگ! یہ آپ میری طرف سے قبول کریں۔ اسے اپنے کام میں لائیں۔ اس میں سے ان لوگوں کو محصول ادا کریں اور اپنا گدھا لے کر گھر کو جائیں اور اس نقدی سے اپنی آئندہ زندگی کو خوشحالی و سکون سے گزارنے کی کوئی تدبیر کریں"۔

بوڑھا یوناف سے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ یوناف پلٹ کر زعور کی طرف آیا اور اس کا بازو

تھامتے ہوئے بولا:

"اے زعور! ہمیں متاثر کرنے والا اس بوڑھے کا یہ حادثہ تو ہوگیا۔ آؤ اب مازن سے جا کر اس واقعے کا ذکر کریں۔"

زعور اٹھ کھڑا ہوا:

"ہاں، تم ٹھیک کہتے ہو۔ ہمیں اب مازن کے پاس جا کر اس واقعے کا ذکر کرنا چاہیے۔"

وہ دونوں وہاں سے چل دیے۔ بوڑھا چند لمحے تعجب اور ممنونیت کے ملے جلے جذبوں کے ساتھ وہاں سے جاتے یوناف کی طرف دیکھتا رہا۔ جب یوناف زعور کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تو اس نے محافظوں کو محصول ادا کرنے کے لیے تھیلی میں سے ایک سکہ نکالا اور تھیلی اپنے لباس میں چھپالی۔

پھر وہ محافظوں کے پاس آیا اور انہیں وہ سکہ دیتے ہوئے بولا:

"یہ سکہ یقیناً اس محصول سے زیادہ ہے جس کا تم مجھ سے مطالبہ کرتے ہو۔ بہرحال تم یہ سکہ رکھ لو۔ یہ مجھے وہ شخص دے گیا ہے جس نے مجھے زمین پر سے اٹھا کر تسلی دی اور وہ بے غرض انسان مجھے شکریے کا موقع دیے بغیر ہی یہاں سے چلا گیا۔"

شہر پناہ کے محافظوں نے وہ سکہ بوڑھے سے لے لیا۔ بوڑھے نے گدھے کو کھولا اور اسے ہانکتا ہوا شہر میں داخل ہوگیا۔

O

یوناف اور زعور ایک بار پھر مازن کی حویلی کی طرف آئے۔ اور مازن کے دیوان خانے کے دروازے پر دستک دی۔ جلد ہی مازن نے خود ہی دروازہ کھولا۔ زعور نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس پر انکشاف کیا:

"اے مازن! تمہارے کہنے کے مطابق میں شہر پناہ کے جنوبی دروازے پر جا کر بیٹھ رہا اور ایک ایسا واقعہ بھی میرے دیکھنے میں آیا جس نے مجھے بے حد متاثر کیا۔"

"اور ہاں مازن! یہ جوان جو میرے ساتھ ہے یہ شہر میں اجنبی ہے۔ اس کا نام یوناف ہے۔ اس نے مجھ سے شہر کی سب سے اچھی سرائے کا پتہ پوچھا۔ پر افسوس! میں ابھی تک اسے اپنے کام میں

ساتھ ساتھ لیے پھرتا ہوں۔ اب تمہارے ساتھ معاملہ طے کرنے کے بعد میں اسے دجون کی سرائے کی طرف لے جاؤں گا۔"

مازن نے خوش دلی سے پہلے آگے بڑھ کر یوناف سے مصافحہ کیا پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں زعور سے کہا:

"اگر تم نے جنوبی دروازے پر کوئی حادثہ دیکھا ہے تو پھر آؤ ہم آپس میں مل کر اسم اعظم کا معاملہ طے کر لیتے ہیں۔"

مازن کی اس فراخدلانہ پیش کش پر یوناف اور زعور آگے بڑھ کر دیوان خانے کی خالی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ مازن بھی ان دونوں کے سامنے ایک نشست پر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے پوچھا:

"اے زعور! اب بتاؤ جنوبی دروازے پر تم نے کیا دیکھا جس نے تمہیں متاثر کیا؟"

زعور ذرا سنبھل کر بیٹھا اور کہنے لگا:

"اے مازن! ہم دونوں شہر پناہ کے جنوبی دروازے پر جا کر بیٹھ گئے۔ شام سے تھوڑی دیر قبل ایک بوڑھا وہاں آیا۔ وہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لایا تھا اور بازار میں بیچ کر روزی کمانا چاہتا تھا۔ شہر پناہ کے محافظوں نے اس سے محصول طلب کیا لیکن بوڑھے کے پاس دینے کیلیے کچھ نہ تھا۔ اس نے محافظوں سے کہا کہ وہ یہ لکڑی فروخت کر کے ان کا محصول ادا کر دے گا کہ وہ پہلے بھی ایسا ہی کرتا رہا ہے لیکن ظالم محافظ نہ مانے۔ انہوں نے بوڑھے کو دھکا دے کر زمین پر گرادیا اور اس کا گدھا جس پر لکڑیاں لدی تھیں، دروازے کے پاس باندھ دیا۔ پھر یوناف اس بوڑھے کی طرف بڑھا۔ اس نے بوڑھے کو نقدی کی ایک تھیلی دی تاکہ وہ اس میں سے محصول ادا کر کے شہر میں داخل ہو جائے اور باقی نقدی کو کام میں لا کر اپنی روزی کا کوئی اور سلسلہ پیدا کرے۔ اس کے بعد ہم دونوں تو ادھر آگئے جبکہ وہ بوڑھا محصول ادا کر کے شہر میں داخل ہوگیا۔

اے مازن! یہ ہے وہ واقعہ جو شہر کے جنوبی دروازے پر رونما ہوا اور جس نے مجھے بےحد متاثر کیا ہے۔ میرا دل بار بار پکارتا تھا کہ کاش شہر پناہ کے وہ ظالم محافظ محصول لیے بغیر ہی اس بوڑھے کو شہر میں لکڑیاں لے کر داخل ہونے کی اجازت دے دیتے۔ تو اے مازن! اب تم کہو۔ اسم اعظم کے متعلق تم کیا کہتے ہو۔"

مازن نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا:

"اے زعور! میرا جواب یہ ہے کہ وہ بوڑھا ہی میرا استاد ہے جس کی تم مدد کر کے آئے ہو۔ اسی نے مجھے اسم اعظم سکھایا تھا۔ اپنی جوانی میں وہ بوڑھا لکڑہارا تھا اور خوشحال تھا۔ شہر کے اندر اس کی لکڑیوں کی بہت بڑی دکان تھی اور شہر کی اکثر سراؤں کو وہی لکڑیاں مہیا کرتا تھا پھر اس کا کام مندا ہونے لگا کیونکہ وہ خود بوڑھا ہو گیا اور اس کا بیٹا کام اور محنت سے جی چرانے لگا۔ جب وہ بوڑھا خوشحال تھا تو میں غربت و افلاس کا مارا ہوا تھا۔ پس میں نے اس بوڑھے کو دیکھتے ہوئے محنت کرنا شروع کی۔ پہلے بازاروں میں حمال کا کام شروع کیا۔ پونجی جمع کرتا رہا اور اپنی محنت میں اضافہ کرتا رہا اور ہر فضول کام پر میں نے محنت کو ترجیح دی۔

اور اے زعور! اس محنت کا نتیجہ ہے کہ آج میں نہ صرف شہر کے اندر تیر کمان کی ایک بڑی کارگاہ کا مالک ہوں بلکہ شہر کے امیر ترین لوگوں میں سے ہوں۔ سو اے زعور! تو ناحق اسم اعظم جاننے کے لیے میری حویلی کے چکر لگاتا رہا۔ محنت ہی اسم اعظم ہے۔ لگاتار محنت کرو۔ انجام کار تم دیکھو گے کہ محنت کا پھل میٹھا اور بابرکت ہوتا ہے۔"

یوناف اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے مازن سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا:

"آپ نے بزرگ زعور کو کیا عمدہ سبق دیا ہے۔"

پھر اس نے زعور کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور کہا:

"اے بزرگ زعور! اٹھو چلیں۔ مجھے اب سرائے کی طرف لے چلو۔ میں راستے میں اس ساری گفت گو کی حقیقت تم پر کھول دوں گا۔"

زعور نے ایک مایوس نگاہ مازن پر ڈالی۔ پھر احتجاجی انداز میں یوناف کی طرف دیکھا۔ اس کے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا اور دونوں خاموشی سے حویلی سے باہر نکل گئے۔

مازن دیوان خانے کے دروازے پر کھڑا ان دونوں کو دیکھتا رہا۔ جب وہ دونوں اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو اس نے دروازہ بند کر لیا۔

سرائے کی طرف جاتے ہوئے یوناف نے زعور کو مخاطب کر کے کہا:

"اے زعور! مازن نے تمہیں بوڑھے کی مثال دے کر یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اس کے

پاس اسم اعظم نہیں ہے بلکہ اس نے جو کچھ حاصل کیا ہے اپنی محنت سے کیا ہے لہٰذا اس کے لیے محنت ہی اسم اعظم ہے۔ سو اے زعور! اب میں تمہیں ایک راستہ بتاتا ہوں اور وہ راستہ یہ ہے کہ تم اس شہر اشدود کے بازار میں بقال کی دکان شروع کر لو۔ اس سے تمہیں خوب آمدن ہو گی اور تم اس قابل ہو جاؤ گے کہ اپنی بچیوں کی شادیاں کرنے کے علاوہ کچھ سرمایہ پس انداز بھی کر سکو۔ اس طرح تم اس شہر میں مازن جیسی ہی پُرسکون اور خوش حال زندگی بسر کر سکو گے۔"

زعور نے مایوسی سے کہا:

"پر اے مہربان یوناف! اشدود کے بازار میں بقال کا کام شروع کرنے کے لیے ایک بڑی رقم کی ضرورت ہے اور میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔"

یوناف نے موقع دیکھ کر مازن کے ہاں سے لی ہوئی تھیلیوں میں سے ایک تھیلی اپنے لباس میں سے نکال کر زبردستی اور جلدی سے زعور کو تھمائی اور کہا:

"اے زعور! وہ نقدی اس تھیلی کے اندر ہے جس سے تم اس شہر میں بقال کا کام شروع کرو گے۔ اور دیکھو بزرگ زعور! اب میں آپ کی طرف سے اس نقدی کے متعلق کوئی بات نہ سنوں گا۔ آپ اسم اعظم کے پیچھے پڑے ہوئے تھے اب جبکہ اس کی کوئی امید نہیں رہی تو یہی سمجھ لو کہ اب تمہاری محنت ہی تمہارے لیے اسم اعظم ثابت ہو گی۔ لہٰذا اس رقم سے محنت اور دیانت داری کے ساتھ اپنا کام شروع کر دو۔"

نقدی کی تھیلی دینے کے بعد یوناف زعور کو بولنے کا موقع نہ دینا چاہتا تھا اور چونکہ چلتے چلتے اب وہ ایک ایسی جگہ آ گئے تھے جہاں اب سامنے ایک بہت بڑی عمارت دکھائی دے رہی تھی لہٰذا یوناف نے اس عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا:

"اے زعور! یہ جو سامنے بہت بڑی عمارت ہے یہ کیا ہے؟"

"یہ دجون دیوتا کا معبد ہے۔" عمارت کی طرف دیکھتے ہوئے زعور نے کہا۔ "اور ہاں۔ اس معبد کے سامنے ہی وہ سرائے ہے جس کی طرف میں تمہیں لے جا رہا ہوں اور اس معبد کی نسبت سے اس سرائے کو بھی دجون کی سرائے کہتے ہیں۔"

یوناف نے تائید کی:

"ہاں ہم نے مازن کے ساتھ گفت گو کے دوران دجون کی سرائے کا ذکر کیا تھا۔ اور اے زعور! اس وقت تو میں اس سرائے میں قیام کروں گا۔ اس معبد میں نہ جا سکوں گا۔ تو کیا تم مجھے اس معبد اور

دجون دیوتا کے متعلق کچھ بتاؤ گے۔"

زعور کچھ دیر سوچتا رہا پھر بولا:

"اے یوناف! دجون ہمارا قومی دیوتا ہے۔ گو ہماری ہمسایہ کنعانی قوم اس کو غلے اور اناج کا دیوتا مانتی ہے لیکن ہمارے ہاں اس کی حیثیت مچھلیوں کے دیوتا کے ساتھ ساتھ ایک قومی اور سب سے بڑے دیوتا کی ہے جس طرح کنعانیوں کے ہاں سب سے بڑا دیوتا بعل کو تسلیم کیا جاتا ہے بالکل ویسے ہی ہمارے ہاں دجون کو سب سے بڑا دیوتا خیال کیا جاتا ہے۔ اپنی شکل اور اصل میں بھی یہ دوسرے دیوتاؤں سے مختلف اور عجیب ہے اس لیے کہ اس کا اوپر کا دھڑ انسان کا اور نیچے کا مچھلی کا ہے۔ دجون کے اس مندر کو بیتِ دجون بھی کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ تم کبھی اس معبد کے اندر ضرور جانا اس کا اندرونی حصہ قابلِ دید ہے۔"

دونوں چلتے چلتے اب اس جگہ آ گئے تھے جہاں دائیں طرف دجون مندر اور بائیں طرف دجون کی سرائے تھی۔ وہاں رک کر بائیں طرف سرائے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے زعور نے کہا:

"اے یوناف! یہ ہے دجون سرائے۔ یہ سب سے صاف ستھری ہے پر اس کے ساتھ ساتھ دوسری سراؤں سے کچھ مہنگی بھی ہے۔"

زعور نے مزید کہا:

"دوسری سرائیں ایک منزلہ ہیں جبکہ یہ دو منزلہ ہے۔ اب آؤ سرائے میں چل کر تمہارے قیام کا بندوبست کرتے ہیں۔"

یوناف خاموش رہا۔

دونوں سرائے میں آ گئے۔ سرائے کا مالک گھنی مگر چھوٹی چھوٹی داڑھی والا ایک بوڑھا تھا۔ یوناف نے اسے مخاطب کر کے کہا:

"کیا مجھے قیام کے لیے سرائے کی اوپری منزل میں کوئی کمرہ مل جائے گا؟"

۱۔ دجون دیوتا کی شکل و اصل قصص القرآن میں یوں ہی لکھی ہے کہ اس کا آدھا دھڑ انسانی اور باقی آدھا مچھلی کا تھا۔

۲۔ موجودہ زمانے میں فلسطین کے شہر رملہ کے قریب ایک بستی بیتِ دجون نام کی موجود ہے۔ کبھی یہیں دجون کا معبد اور اشدود شہر تھا۔

پھر سرائے کے مالک کے جواب دینے سے قبل ہی یوناف نے مٹھی بھر سکے اس کے سامنے ڈال دیے اور کہا:

"فی الحال یہ رقم رکھ لو اور مجھے بتا دینا کہ ان سکوں کے عوض میں کب تک اس سرائے میں قیام کر سکوں گا۔ اگر میں پہلے چلا گیا تو یہ سارے سکے تمہارے اور اگر میرا قیام طویل ہوا تو میں اور رقم ادا کر دوں گا۔"

سرائے کے مالک نے وہ رقم سمیٹ لی اور یوناف کو ایک چابی تھما کر کہا:

"اوپری منزل پر شاہراہ کی طرف دجون دیوتا کے معبد کے بالکل سامنے تیسرا کمرہ آپ کا ہوگا یہ کمرے بہت اچھے ہیں کیونکہ ان کے اندر سے معبد کا سارا منظر واضح دکھائی دیتا ہے۔"

یوناف نے چابی لی۔ پھر زعور کا ہاتھ تھام کر وہ کمرے سے باہر آیا اور بولا:

"اے بزرگ زعور! اب تم اپنے گھر جاؤ اور جس طرح میں نے کہا ہے اس طرح عمل کرو میرا اللہ تمہارے کام میں برکت دے گا اور بہت جلد تم اپنی مشکلات اور مصائب پر قابو پانے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔"

زعور نے ممنونیت سے کہا:

"میں تمہارا انتہائی احسانمند ہوں کہ تم نے میرے لیے ایک راستے کا تعین کیا ہے اور مجھے امید ہے کہ میں اس پہ کامیاب رہوں گا۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم میرے ساتھ میرے گھر چلو کہ میں اپنے اہلِ خانہ سے تمہارا تعارف کراؤں۔ وہ سب تم سے مل کر یقیناً خوش ہوں گے۔"

یوناف نے زعور کا شانہ تھپتھپایا:

"اس وقت تو تم اکیلے ہی جاؤ۔ پھر کبھی میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔"

اس کے ساتھ ہی اس نے مصافحے کے لیے ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ زعور نے اس سے ہاتھ ملایا اور رخصت ہو گیا۔ یوناف مڑا اور سرائے میں داخل ہو گیا۔

○

ہکسوس کو مصر سے نکال لینے کے بعد احموس اول مصر کا مطلق العنان بادشاہ بن گیا۔ اس نے کئی ایک اہم کام سرانجام دیے۔ سب سے پہلا کام تو اس نے یہ کیا کہ مصر کا دارالحکومت ممفس

کے بجائے تھیبس شہر کو قرار دیا۔ اس طرح تھیبس کی اہمیت میں اضافہ ہونے لگا۔

دوسرا اہم کام اس نے یہ کیا کہ اس کے دور تک مصر کا سب سے بڑا دیوتا رع تھا لیکن احموس اول نے رع کے بجائے آمون دیوتا کو ترجیح دی۔ حالانکہ آمون اس سے قبل تھیبس کے علاقائی اور چھوٹے دیوتاؤں میں شمار ہوتا تھا لیکن احموس نے آمون کو سب سے بڑا اور مصر میں سب دیوتاؤں کا دیوتا قرار دے دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کل تک رع دیوتا اور اس کے پجاریوں کے سامنے آمون دیوتا اور اس کے پجاریوں کو پوچھا نہ جاتا تھا اور اب حالت یہ ہو گئی تھی کہ آمون کے معبدوں اور پجاریوں کی ہر طرف عزت افزائی شروع ہو گئی اور رع اور اس کے پجاریوں کی ناقدری ہونے لگی۔

تیسرا اہم کام[1] احموس نے یہ کیا کہ ہکسوس تو اپنے دور میں جاگیرداری نظام کا خاتمہ کر چکا تھا لیکن اس نے اپنے ان دوستوں اور رشتہ داروں کو خوب نوازا جنہوں نے ہکسوس کے خلاف جنگ میں اس کی مدد کی تھی۔ اس طرح احموس نے ایک طرح سے پھر جاگیردارانہ نظام کی ابتدا کر دی۔

ہکسوس (عمالقہ) کو مصر سے نکالنے کے بعد احموس کو جو سب سے بڑا مسئلہ درپیش تھا وہ یہ تھا کہ اس کی نوزائیدہ مملکت پر جنوب کے وحشی نوبیان قبائل نے حملے شروع کر دیے تھے لہٰذا اس نے اپنے مختصر دورِ حکومت میں جو تھا بڑا کام یہ کیا کہ ان وحشی اور سرکش نوبیان قبائل پر تابڑ توڑ حملے کیے اور بار بار انہیں شکست دی اور انہیں مصر کی سرحدوں سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔

احموس اول کے بعد اس کا بیٹا آمون ہوتپ مصر کے تخت پر بیٹھا لیکن اس نے اپنے دورِ حکومت میں کوئی خاص کارنامہ سر انجام نہ دیا۔ اس کے بعد احموس اول کا داماد تھوتمس اول تخت نشین ہوا۔ اس نے مصر کی بہتری کے لیے کارہائے نمایاں سر انجام دیے۔

تھوتمس نے تخت نشین ہونے کے بعد تین بڑے اہم کام کیے جن کی بنا پر نہ صرف مصر کی سلطنت میں وسعت ہوئی بلکہ اس کی دولت اور قوت میں بھی اضافہ ہوا۔ اس نے جو پہلا کام کیا وہ یہ تھا کہ اس نے جنوب کے وحشی نوبیان قبائل کے خلاف خوفناک یلغار شروع کر دی۔ اس نے ان قبائل کو مغلوب کر لیا۔ نوبیان کی سرزمین کو اس نے ایک صوبے کی حیثیت سے مصر میں شامل کر لیا اور وہاں اس نے اپنا مصری حاکم مقرر کیا۔

---

[1] اس کے ان تینوں اہم کاموں کا ذکر تاریخ "قدیم دنیا" میں تفصیل سے ملتا ہے۔

مصر کی بہتری کے لیے تھوتمس نے دوسرا کام یہ کیا کہ اس نے مغرب میں لیبیائی قبائل کو زیر کیا جو آئے دن مصر کے سرحدی علاقوں پر حملہ آور ہو کر شورش اور فساد برپا کرتے تھے۔ اس نے مکمل طور پر ان کی سرکوبی کر دی۔

تھوتمس کا تیسرا قابلِ ذکر کارنامہ اور یادگار کام یہ ہے کہ اس نے مغربی اور جنوب کی سرحدوں کو محفوظ اور مضبوط کرنے کے بعد ایک جرار لشکر کے ساتھ صحرائے سینا کے اس پار شامی علاقے پر یلغار کی۔ وسیع علاقوں کو روندتا ہوا دریائے فرات تک آگے نکل گیا۔ اس نے کسی علاقے پر قبضہ نہ کیا لیکن اس کا اصل مقصد ان علاقوں پر لشکر کشی کر کے مال و دولت حاصل کرنا تھا جس میں وہ پوری طرح کامیاب رہا۔

اس حملے میں تھوتمس کے ہاتھ ڈھیروں دولت لگی۔ اس دولت سے اس نے آمون دیوتا کے معبد تعمیر کرائے اور آمون کے پجاریوں کو خوب نوازا۔ بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کیں۔ اپنے لشکر کی افرادی اور حرب و ضرب کی قوت میں اضافہ کیا۔ رعایا کی حالت کو درست کیا اور ایک طرح سے مصر کی تعمیرِ نو کی۔ جس سے مصر میں فارغ البالی اور خوشحالی کا دور دورہ ہو گیا۔

تھوتمس اول کے بعد اس کا بیٹا تھوتمس دوم کے نام سے مصر کا بادشاہ بنا۔ اس کی دو بیویاں تھیں ایک بیوی سے اس کا ایک ہی بیٹا تھا جس کا نام تھوتمس سوئم رکھا گیا۔ اس کی دوسری بیوی جو اس کی بہن بھی تھی، کا نام ہتشپسوت[1] تھا۔ یہ عورت انتہائی خوبصورت، ہوشیار، دانشمند اور پرلے درجے کی عیار بھی تھی۔ اپنے شوہر سے جو مصر کا بادشاہ اور اس کا بھائی بھی تھا اس کی صرف دو لڑکیاں تھیں۔ تھوتمس دوم کی پہلی بیوی فوت ہو گئی تو اس کا بیٹا تھوتمس سوئم جو ابھی چھوٹا ہی تھا، اسے آمون دیوتا کے معبد میں پجاری بنا دیا گیا۔ اس لڑکے کا حکمران طبقے کی طرف کوئی دھیان نہ تھا۔ وہ بس ایک پجاری کی حیثیت سے آمون دیوتا کے معبد میں گوشہ گیری کی زندگی بسر کرنے لگا۔

احموس اول سے پہلے مصر کا سب سے بڑا دیوتا رع تھا اور احموس اول نے رع کے بجائے آمون دیوتا کو مصر کا سب سے بڑا اور قومی دیوتا قرار دے دیا تھا لہٰذا اس کے اس فیصلے سے رع دیوتا کے پجاریوں کی دل شکنی اور آمون کے پجاریوں کی حوصلہ افزائی ہوئی تھی۔ اس طرح مصر کے اندر

---

[1] "قدیم دنیا" کے مصنف و مورخ چارلس فشر نے اس کا یہی نام لکھا ہے اور اس نے بھی ہتشپسوت کو تھوتمس دوئم کی بہن اور بیوی لکھا ہے۔

پجاریوں کے دو گروہ بن گئے تھے۔ ایک رع کو ماننے والا اور دوسرا آمون کو ماننے والا۔

تھوتمس دوئم مصر کا برائے نام بادشاہ تھا۔ اصل طاقت اور قوت اس کی خوبصورت بیوی اور بہن حتشپ سوت کے ہاتھ میں تھی۔ کوئی بھی حکم سوت کی اجازت کے بغیر جاری نہ کیا جاتا تھا۔ سوت کی شادی کمسنی ہی میں تھوتمس سے ہو گئی تھی لہٰذا وہ ابھی جوان ہی تھی کہ اس کی دونوں بیٹیاں نفرورا اور سیبل بھی جوان ہو گئیں۔ چونکہ پجاری دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے اس لیے رع دیوتا کے بڑے پجاری اتریکا اور آمون دیوتا کے بڑے پجاری سبارا کے درمیان بھی عداوت اور چپقلش چل نکلی تھی۔

اتریکا کا سوت کے پاس اکثر آنا جانا رہتا تھا اور سبارا کو خدشہ تھا کہ کہیں اتریکا سوت کے ساتھ مل کر پھر آمون کے بجائے رع کو بڑا اور قومی دیوتا قرار نہ دلوا دے لہٰذا اس نے سوت اور اتریکا دونوں کے خلاف سازشوں کا جال پھیلانا شروع کر دیا۔

○

سبارا نے اپنی سازشوں کی ابتدا یوں کی کہ اس نے آمون دیوتا کے معبد میں تھوتمس دوئم کا جو بیٹا تھوتمس سوئم پجاری بن گیا تھا[1] اسے اپنے کمرے میں طلب کیا۔ جب یہ تھوتمس سبارا کے کمرے میں آیا تو سبارا نے اس کے ساتھ تعلق اور شفقت کا اظہار کیا۔ پھر بڑی نرمی سے کہا:

"اے تھوتمس! کیا تجھے خبر ہے کہ میں نے تجھے کیوں اپنے کمرے میں بلایا ہے؟"

تھوتمس نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا:

"میں کیا جانوں آپ نے مجھے کیوں طلب کیا ہے۔ اگر آپ نے مجھ سے کوئی خدمت لینی ہے تو کہیں۔"

سبارا نے سوالیہ انداز میں پوچھا:

"اصل موضوع کی طرف آنے سے پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارے دل میں آمون دیوتا کے لیے کس قدر

---

[1] مشہور مورخ جوزف وارڈ بھی اس امر کا انکشاف کرتا ہے کہ تھوتمس سوئم کو اس کے بچپن ہی سے آمون دیوتا کے معبد میں پجاری بنا دیا گیا تھا۔

محبت اور عقیدت ہے؟"

تھوتمس نے بڑی جاں نثاری سے دعویٰ کیا:

"آمون دیوتا کے لیے تو میں اپنی جان تک قربان کر سکتا ہوں۔ اگر کوئی معاملہ آمون دیوتا کی عزت اور وقار کا ہے تو آپ بے دریغ کہیں۔ آپ دیکھیں گے میں آمون دیوتا کے لیے قربانی دینے والوں میں سب سے آگے ہوں گا۔"

سبارا نے اطمینان اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"اے تھوتمس! ہم آمون دیوتا کے لیے تم سے کسی قربانی کا مطالبہ نہیں کرتے۔ ہم تو بس دیوتا کی خوشنودی کے لیے تمہیں تمہارے باپ کے بعد مصر کا بادشاہ دیکھنا چاہتے ہیں۔"

تھوتمس نے حیرانی سے سبارا کی طرف دیکھا اور پوچھا:

"لیکن میرے بادشاہ بن جانے سے آمون کی ذات پر کیا بہتر اثر پڑے گا بلکہ اے بزرگ سبارا! آپ جانتے ہیں کہ مجھے بادشاہت اور حکمرانی سے کوئی دلچسپی نہیں اور ایک پجاری کی حیثیت سے میں اپنے آپ کو آمون کے اس معبد کی خدمت کے لیے وقف کر چکا ہوں۔"

سبارا نے ماہرانہ انداز میں گرہ لگائی:

"اے تھوتمس! میں تمہارے اس جذبے کی قدر کرتا ہوں لیکن اگر آمون دیوتا کا وقار ہی خطرے میں ہو تو تمہارے اس اپنے آپ کو وقف کر دینے کے عمل سے دیوتا اور اس کے ماننے والوں کو کیا حاصل ہو گا۔"

اس بار سبارا نے جو بات کہی اس پر تھوتمس نے کسی قدر فکرمندی سے اور بکھرے بکھرے لہجے میں کہا:

"اے بزرگ سبارا! کس کی طرف سے آمون کے وقار کو خطرہ ہے؟"

سبارا نے اب سازش اور معاملے کو واضح کر کے کھولتے ہوئے پیش کر دیا:

"اے تھوتمس! آمون دیوتا کو سب سے بڑا خطرہ تمہاری ماں حتشپ سوت کی طرف سے ہے۔ تم میری باتوں کا برا نہ ماننا لیکن میں تم پر یہ بات واضح کر دوں کہ تمہاری سوتیلی ماں حتشپ سوت کے پاس رع دیوتا کے بڑے پجاری اتریکا کا کافی آنا جانا ہے اور گزشتہ چند دنوں سے یہ آنا جانا کچھ زیادہ ہی ہو گیا ہے۔ میرا اپنا خیال یہ ہے کہ اتریکا ضرور حتشپ سوت کو استعمال کر کے مصر میں رع کو پھر سے قومی دیوتا کی حیثیت دلوانے کی کوشش کرے گا۔ ہم پہلے ہی بڑی مشکل

اور ان گنت مصائب سے گزرنے کے بعد آمون دیوتا کی عظمت بحال کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اب اگر اتریکا نے حتشپ سوت کے ساتھ مل کر پھر رع کا بول بالا کر دیا تو یاد رکھو یہ رع کے کٹڑ پجاری ہم سب کی گردنیں کاٹ کر رکھ دیں گے اور آمون کی حیثیت ایک بار پھر ثانوی بلکہ گمنام دیوتا کی سی ہو جائے گی۔"

تھوتمس نے عاجزی، خوف اور اندیشے کے ملے جلے جذبات کے تحت پوچھا:

"اے سبارا! تو کیا آپ مجھے میری سوتیلی ماں حتشپ سوت کے مقابلے میں لانا چاہتے ہیں یاد رکھیے وہ انتہائی عقلمند اور زیرک خاتون ہے۔ اگر اسے ذرا سا بھی شک ہو گیا کہ میں اس کے راستے میں رکاوٹ بن رہا ہوں تو وہ مجھے یوں اپنی راہ سے ہٹا دے گی کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو گی۔ بہتر یہی ہے کہ آپ مجھے اس کے مقابلے پر نہ لائیں۔ آپ جانتے ہیں کہ میرا باپ تو نام کا بادشاہ ہے۔ اصل اقتدار تو اس عورت کے ہاتھ میں ہے اور حکومت کا کوئی فیصلہ بھی اس کی اجازت کے بغیر نہیں ہوتا۔ اگر آپ حتشپ سوت اور اتریکا کے خلاف کوئی کارروائی کرنا ہی چاہتے ہیں تو مجھے اس میں ملوث نہ کریں۔"

سبارا نے اسے تسلی دی:

"تم میری باتوں کا غلط مطلب لے رہے ہو تھوتمس! سنو۔ ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ اپنے باپ کے بعد تم مصر کے بادشاہ بنو تاکہ تمہاری وجہ سے پورے مصر میں آمون دیوتا کا بول بالا ہو۔ ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ تمہارا باپ اپنی زندگی میں ہی تمہیں اپنا ولی عہد مقرر کر دے اور تمہاری سوتیلی ماں کی بیٹی اور تمہاری بہن نفرو[1] سے تمہارا بیاہ کر دے۔ اس طرح باپ کی موت کے بعد تم مصر کے بادشاہ بن جاؤ گے اور چونکہ حتشپ سوت کی اپنی بیٹی تمہاری بیوی ہو گی لہٰذا وہ تمہارے خلاف کسی قسم کی انتقامی کارروائی نہ کرے گی۔ اور اے تھوتمس! تم جانتے ہو کہ نفرو مصر کی حسین ترین لڑکیوں میں سرفہرست ہے۔ اگر وہ تمہاری بیوی بنتی ہے تو یہ تمہاری خوش قسمتی ہو گی جبکہ شاہی خاندان میں ہر کوئی نفرو کو اپنانے کی کوشش میں ہے۔"

دبی دبی مسکراہٹ کے ساتھ تھوتمس نے کہا:

"اے بزرگ سبارا! آپ کی ساری باتیں، سارے انکشافات درست اور محکم ہیں پر مجھے کیونکر اپنے باپ ہی کی زندگی میں ولی عہد قرار دیا جائے گا اور کیسے حسین نفرو کے ساتھ میری

1۔ حتشپ سوت کی اس حسین بیٹی کا نام جوزف وارڈ سوہن نے بھی نفرو ہی لکھا ہے۔

شادی ہو جائے گی؟"

اس پر سبارا نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر اپنے قریب کیا، پھر بڑی رازداری کے لہجے میں کہا:

"اے تھوتمس! چند دنوں تک آمون دیوتا کا میلہ ہے۔ اس میلے کے دوران جب ملک کے کونے کونے سے لوگ یہاں تھیبس شہر میں آمون دیوتا کے اس معبد میں جمع ہوں گے تو ہم تمہارے باپ، سوتیلی ماں اور بہنوں کی موجودگی میں ایک خرق عادت اور فوق البشری مظاہرہ کریں گے۔ وہ اس طرح کہ میلے والے دن جب سب لوگوں کی موجودگی میں تم جتنی مرتبہ آمون دیوتا کے مجسمے کے سامنے سے گزرو گے تو دیوتا تمہاری عزت اور تعظیم کے لیے جھک جائیں گے اور جب ایسا ہو گا تو پھر دیکھنا کہ لوگ تمہیں کتنا وقار اور عزت دیتے ہیں۔ اس دن تم بار بار آمون کے سامنے سے گزرنا تاکہ دیوتا بار بار تمہیں تعظیم دے اور سب لوگ غور سے اسے دیکھ سکیں بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ پہلی مرتبہ تم اپنے باپ، سوتیلی ماں اور بہنوں کے ساتھ ہی آمون دیوتا کے سامنے سے گزرنا تاکہ وہ دیوتا کو تمہارے سامنے جھکتا ہوا دیکھیں اور تمہاری عظمت کے قائل ہو جائیں۔"

تھوتمس نے دلچسپی سے سبارا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا:

"اے بزرگ سبارا! آپ کا کہنا درست کہ جب آمون دیوتا میرے سامنے سب لوگوں کے سامنے بار بار جھکے گا تو سب لوگ مجھے عزت دیں گے پر آمون دیوتا مجھ گنہ گار کے سامنے کیونکر جھکے گا؟"

سبارا نے اس بار تحکمانہ انداز اختیار کیا:

"آمون کو تمہارے سامنے جھکنا ہو گا اور بار بار جھکنا ہو گا اور اس کو بار بار جھکانے کا بندوبست بھی میں نے کر لیا ہے۔ آمون کے جھکنے کے بعد تم بھی دیکھنا کہ میں تمہیں مملکت کا ولی عہد کیسے بناتا ہوں اور کس طرح نفرو سے تمہاری شادی کا انتظام کرتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی سبارا نے زور سے تالی بجائی۔ ایک پجاری فوراً ہی اندر آیا۔ سبارا نے اس سے کہا:

"سیواک کو میرے پاس بھیجو۔"

پجاری باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد ایک معمر شخص جس کی داڑھی مونچھیں سب سفید چاندی ہو رہی تھیں، سبارا کے کمرے میں داخل ہوا۔

سبارا نے اٹھ کر اس معمر شخص سے مصافحہ کیا اور ساتھ ہی اس نے تھوتمس کو مخاطب کرتے ہوئے جلدی سے کہا:

"اے تھوتمس! ان سے ملو۔ یہ عبیدوز شہر کے سب سے بڑے ساحر سیواک ہیں۔ یہ آمون کے بت کو تمہارے سامنے میلے کے دن بار بار سرنگوں کریں گے۔ میں نے صرف اسی مقصد کیلیے ان کو عبیدوز سے بلوایا ہے۔ یہ آج ہی یہاں پہنچے ہیں۔

سنو تھوتمس! عبیدوز میں لوگوں کو سحر و طلسم سکھانے کا جو سب سے بڑا ادارہ ہے یہ اس ادارے کے سب سے محترم اور آزمودہ کار ساحر ہیں۔"

تھوتمس نے آگے بڑھ کر سیواک سے مصافحہ کیا جبکہ سبارا مسلسل اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا:

"اے تھوتمس! اس معاملے کو راز ہی رہنا چاہیے کہ ہم نے سیواک ساحر کی خدمات حاصل کر کے آمون کو تمہارے سامنے سرنگوں[1] کیا تھا۔ اس لیے کہ اس میں صرف ہماری ہی بہتری نہیں کہ اس طرح ہم ہمیشہ کے لیے آمون کا بول بالا کرنے کی ایک راہ نکال لیں گے اور رع دیوتا کا بڑا پجاری اتریکا حتشپسوت کی حمایت حاصل کرنے کے باوجود اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوگا بلکہ اے تھوتمس! اس میں تمہاری ذات کے لیے بھی بے حد منفعت ہے اور وہ اس طرح کہ تم سلطنت کے ولی عہد قرار دیے جاؤ گے اور مصر کی حسین ترین شہزادی نفرور تمہاری بیوی بن جائے گی۔"

تھوتمس نے سر کو جھکاتے ہوئے کہا:

"اے بزرگ سبارا! جب اس کام میں میری ذات کے لیے فوائد زیادہ ہیں تو کیونکر میں اس راز کو فاش کروں گا۔"

اس پر سیواک ساحر نے بھی لبوں کو جنبش دی اور کہا:

"اے سبارا! تھوتمس کو یہ بھی بتا دو کہ اس راز کو فاش کرنے کا انجام کیا ہوگا تاکہ اسے عبرت ہو

۱۔ آمون دیوتا کو مافوق البشری انداز میں اپنے سامنے جھکا کر تھوتمس کو ولی عہد اور حسین نفرور کا شوہر بنانے کے سارے حالات کو تاریخ "قدیم دنیا" میں بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اور اس راز کو بے فاش کرنے کی کوشش نہ کرے۔"

سبارا نے ساحر کے کہنے پر تھوتمس کی طرف دیکھا اور تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا:

"اے تھوتمس! آمون دیوتا کو تمہارے سامنے سرنگوں کرنے کا راز اگر تم نے کسی پر کھول دیا تو تمہارا انجام ایسا ہی ہوگا جیسا کہ اس وقت تمہارے سامنے ایک پجاری کی مثالی حالت پیش کی جا رہی ہے۔"

اس کے ساتھ ہی سبارا نے ایک بار پھر تالی بجائی اور جواب میں پھر وہی پجاری کمرے میں داخل ہوا جو سیواک کو بلا کر لایا تھا۔

سبارا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں اسے مخاطب کیا:

"اے آمون دیوتا کے پجاری! کمرے کی مشرقی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو جاؤ تاکہ تمہیں مثل بنا کر سیواک تھوتمس کو یہ دکھائے کہ اس کے اور ہمارے درمیان جو رازدارانہ معاہدہ ہو رہا ہے اگر اس راز کو اس نے افشا کیا تو اس کا کیا انجام ہوگا۔"

پجاری نے کوئی اعتراض نہ کیا نہ کوئی استفسار کیا۔ بس خاموشی سے سبارا کے حکم پر اس نے کمرے کی مشرقی دیوار کے ساتھ کمر ٹکا دی اور کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے سیواک نے ایک ہڈی اس پجاری کی طرف زور سے لہرائی۔

ہڈی میں سے ایک سفید رنگ کا بالکل میدے جیسا سفوف نکل کر دھوئیں کی مانند پجاری کی سمت پھیل گیا۔ پھر وہ گاڑھے دھوئیں کی شکل اختیار کر گیا۔ اس کے اندر عجیب و غریب خوفناک اور پر ہیبت قسم کی شبیہیں دکھائی دینے لگیں۔ پھر یہ شبیہیں بڑی اور واضح ہوتی چلی گئیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے ان شبیہوں نے دھوئیں اور آگ کا طوفان اگل دیا ہو۔ پھر ان شبیہوں نے ہولناک انداز میں پجاری کے جسم میں تبدیلی کی ابتدا کر دی۔ اسی لمحے پجاری کی ہولناک اور نہایت بھیانک چیخیں بلند ہونے لگیں۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کا گوشت جسم سے اترنا شروع ہو گیا اور ساتھ ہی ساتھ یہ گوشت جل کر ختم ہونے لگا۔ یہاں تک کہ وہاں صرف پجاری کی ہڈیوں کا ڈھانچہ ہی رہ گیا۔ دھواں اور اس کے اندر رقص کرتی صورتیں غائب ہو گئیں۔

یہ صورت حال دیکھ کر تھوتمس چلا اٹھا:

"نہیں نہیں بزرگ سبارا! میں یہ راز ہرگز ہرگز افشا نہ کروں گا۔"

پھر ا[illegible] میں انگلیاں دے کر وہ بھاگتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

جس روز بڑے پجاری سبارا نے ساحر سیواک کے ہاتھوں ایک پجاری پر سحر کر کے تھوتمس کو راز افشا نہ کرنے کا عبرت خیز درس دیا، اس سے چند روز بعد ہی آمون دیوتا کا میلہ ہوا۔ میلے والے دن سبارا اور سیواک نے مل کر بہترین انتظامات کیے اور اس روز مصر کے کونے کونے سے لوگ وہاں آ کر جمع ہو گئے۔ یہ لوگ اپنے نذرانے چڑھاتے اور منتیں مانتے ہوئے آمون کے بت کے سامنے سے گزر رہے تھے۔

جس وقت مصر کا بادشاہ تھوتمس دوئم اپنی بیوی حتشپ سوت، اپنی دونوں بیٹیوں نفرورا اور سیبل اور اپنے بیٹے تھوتمس سوئم کہ جو آمون دیوتا کے معبد میں پجاری تھا، وہاں سے گزرنے لگا تو بڑا پجاری سبارا اور ساحر سیواک اس موقع پر مستعد اور چوکنے ہو گئے۔ پھر عین اس وقت جبکہ تھوتمس سوئم آمون دیوتا کے بت کے سامنے سے گزرنے لگا تو سیواک نے اپنے سحر کے زور سے آمون دیوتا کے بت کو تھوتمس سوئم کے سامنے یوں جھکایا جیسے کوئی زندہ انسان کسی کے سامنے تعظیم کی خاطر جھکتا ہے۔

اس محیر العقول اور فوق الفطرت انکشاف کو دیکھ کر تھوتمس دوئم، اس کی بیوی، بیٹیاں اور وہاں موجود ان گنت لوگ متعجب و متحیر ہو گئے۔ پھر انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ جب تھوتمس سوئم وہاں سے گزر گیا تو آمون دیوتا کا بت پھر پہلے کی طرح سیدھا ہو گیا۔

تھوتمس دوئم نے یہ منظر دیکھا تو اپنی بیوی اور بیٹیوں کے ساتھ وہاں رک گیا۔ پھر اپنے بیٹے

تھوتمس سوئم کو حکم دیا کہ وہ دوبارہ آمون دیوتا کے سامنے سے گزرے۔

واپس جاتے ہوئے بھی جب بادشاہ کا پجاری بیٹا آمون دیوتا کے بت کے سامنے سے گزرا اور جب وہ دوبارہ ان کی طرف آتے ہوئے دیوتا کے سامنے آیا تب بھی آمون دیوتا کا بت اس کے سامنے پھر سرنگوں ہو گیا۔ اس دوران بڑا پجاری سبارا، سیواک کے پاس سے ہٹ کر بادشاہ کے پاس آ کھڑا ہوا۔

بادشاہ نے اپنے اعتماد اور پختگی کی خاطر اپنے پجاری بیٹے تھوتمس کو کئی بار آمون کے بت کے سامنے سے گزارا۔ اور ہر بار آمون دیوتا کا بت اس کے سامنے تعظیم کے لیے جھکا۔

پھر بادشاہ نے اپنے پجاری بیٹے کو بلا کر گلے لگا لیا۔ اور اپنے قریب کھڑے پجاری سبارا کو مخاطب کر کے پوچھا:

"اے بزرگ سبارا! تو نے دیکھا کہ جب بھی میرا بیٹا آمون کے سامنے سے گزرتا ہے تو وہ اس کے سامنے جھک جاتا ہے۔ تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟"

سبارا نے اس موقع کو اپنے لیے غنیمت اور سود مند خیال کیا اور فوراً ہی اس نے اپنے خیالات کا اظہار کر دیا:

"اے بادشاہ! آمون دیوتا کا کسی کے سامنے یوں تعظیم کے لیے جھک جانا کوئی عام اور معمولی بات نہیں ہے۔ آمون دیوتا کا یوں تھوتمس سوئم کے سامنے جھکنا اس فیصلے کی دلیل ہے کہ دیوتا کی خوشنودی آپ کے بیٹے کے ساتھ ہے لہٰذا اس موقع پر ان حالات کو دیکھتے ہوئے آپ کی اور ملک کی بہتری کے لیے میں آپ کو یہی مشورہ دوں گا کہ آپ اپنے بیٹے کو اپنا ولی عہد اور وارث مقرر کر دیں۔ اس طرح آپ کا یہ فیصلہ مصر کی خوشحالی اور سلامتی کا باعث ہو گا۔"

تھوتمس دوئم کو سبارا کا یہ مشورہ ایسا پسند آیا کہ اس نے سبارا کو آگے بڑھ کر گلے سے لگا لیا۔ سبارا نے اس کیفیت سے مزید فائدہ اٹھاتے ہوئے فوراً ہی بادشاہ کو دوسرا مشورہ بھی دے ڈالا:

"اے بادشاہ! اب جبکہ آپ کے بیٹے کے حق میں آمون دیوتا کی طرف سے یہ معجزہ ظاہر ہو چکا

- آمون دیوتا کو یوں ما فوق الفطرت انداز میں جھکا کر تھوتمس سوئم کو وارث بنانے اور نفرورد سے شادی کے واقعات "تاریخ قدیم دنیا" میں تفصیلاً لکھے گئے ہیں۔

ہے کہ دیوتاؤں کے دیوتا کی رضامندی اور خوشنودی آپ کے پجاری بیٹے کے ساتھ ہے تو میں یہ کہوں گا کہ آپ اپنی بیٹی نفرور کی شادی تھوتمس سوئم سے کر دیں۔ آپ کے ایسا کرنے سے آپ کے بعد سلطنت میں کوئی خرابی، خلل، غدر و فتنہ اور ہنگامہ و بلوہ کھڑا نہ ہوگا۔ اور ہکسوس کو اس سرزمین سے نکالنے کے بعد آپ کے جدِ امجد دہان نے جس سلطنت کی بنیاد رکھی ہے وہ اور زیادہ مضبوط اٹل اور مستحکم و پائیدار ہو کر رہ جائے گی اور لوگ آپ کے اس یادگار فیصلے پر آپ کی تعریف بھی کریں گے۔

مصر کے بادشاہ تھوتمس دوئم کو پجاری سبارا کی یہ گفتگو ایسی بھلی لگی کہ آمون دیوتا کے معبد سے واپس جانے کے بعد اس نے تھوتمس سوئم کے اپنے وارث ہونے کا اعلان کر دیا اور ساتھ ہی اس نے اپنی حسین ترین بیٹی نفرور کی شادی بھی اس کے ساتھ ہی کر دی۔ اس کے کچھ ہی عرصہ بعد تھوتمس دوئم مر گیا اور تھوتمس سوئم مصر کا بادشاہ بنا۔

مصر میں چونکہ رواج تھا کہ باپ کے مرنے کے بعد ماں ازخود اصولی طور پر بڑے بیٹے کی زوجیت میں آجاتی تھی پس تھوتمس دوئم کے بعد حتشپ سوت بھی تھوتمس سوئم کی بیوی بن گئی۔ یوں وہ اور اس کی بیٹی نفرور بیک وقت تھوتمس سوئم کی بیوی بن گئیں۔

حتشپ سوت کی پہلی شادی چونکہ کمسنی میں ہی ہو گئی تھی اس لیے گو اس کی دونوں بیٹیاں جوان تھیں پر ابھی تو وہ خود بھی جوان ہی لگتی تھی اور اپنے چہرے اور جسمانی کشش کو برقرار رکھے ہوئے تھی۔ اپنے پہلے شوہر کی طرح اس نے تھوتمس سوئم کو بھی اپنی گرفت میں کر لیا اور سارے احکامات اسی کی مرضی سے ہونے لگے۔ تھوتمس سوئم اس لیے بھی حتشپ سوت کا مطیع و فرمانبردار بن گیا کہ لوگ سوت کو پسند کرتے تھے۔

حتشپ سوت کی مقبولیت کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اس کی ماں ہکسوس کو مصر سے نکالنے اور مصر کی نئی سلطنت کے بانی دہان کی اولاد میں سے تھی لیکن جب پجاریوں نے دیکھا کہ تھوتمس سوئم بھی حتشپ سوت کے سامنے دب گیا ہے اور سارے احکامات پہلے کی طرح حتشپ سوت کے حکم سے

۱۔ قدیم مصری تاریخ میں اسے پجاری ہی بتایا گیا ہے۔

۲۔ یہ دنیا کی پہلی خاتون ہے جس نے اپنے نام کے ساتھ بادشاہ کا لفظ استعمال کیا ہے اور مصر کی وسیع سلطنت پر حکومت کی۔

ہی چل رہے ہیں تو انہوں نے دو کام کرنا شروع کیے۔

پہلا کام یہ کہ انہوں نے تھوتمس سوئم کو اکسانا شروع کیا کہ وہ حتشپ سوت کو اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دے اور ایک بیوی کی حیثیت سے اسے اپنا فرمانبردار بنا کر رکھے۔

دوسرا بڑا کام انہوں نے یہ کیا کہ سارے پورے ملک کے کونے کونے میں آمون دیوتا کے پجاریوں کو حکم دے دیا کہ وہ عام لوگوں میں آمون دیوتا کے تھوتمس کے آگے جھکنے کے واقعے کی خوب تشہیر کریں تاکہ لوگوں کی نظروں میں تھوتمس کو حتشپ سوت پر فضیلت مل سکے اور یہ کہ حتشپ سوت کی مقبولیت کم ہو سکے اور تھوتمس اسے اپنی گرفت میں رکھنے پر کامیاب ہو جائے۔

دراصل پجاریوں کے حتشپ سوت کے خلاف ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ یہ چاہتے تھے کہ حتشپ ہمسایہ ملکوں کے خلاف اعلانِ جنگ کر کے مصر کے اندر مال و دولت کے انبار جمع کرتی رہے جس طرح اس کے آباؤ اجداد نے کیا تھا۔ لہٰذا پجاری چاہتے تھے کہ دوسری اقوام کے خلاف حملوں کا سلسلہ جاری رکھا جائے تاکہ انہیں بھی کچھ ہاتھ لگے اور ان کی ذاتی دولت میں اضافہ ہو لیکن حتشپ اس کے الٹ کام کر رہی تھی۔ اس کے آبا نے چونکہ ہکسوس کو مصر سے نکالا تھا اور پھر دریائے فرات تک یلغار کر کے انہوں نے کافی دولت جمع کر لی تھی لہٰذا حتشپ اپنے آبا کی ان فتوحات اور دولت پر ہی تکیہ کرنا چاہتی تھی۔

اسی لیے وہ اپنے ہمسایہ ملکوں پر حملے کر کے دولت سمیٹنے کے خلاف تھی اور اس نے اپنی ساری توجہ اور توانائی ہمسایہ ممالک کے ساتھ تجارت اور مال کے لین دین پر صرف کی لیکن پجاری اس کی یہ پالیسی پسند نہ کرتے تھے۔

تھوتمس سوئم بھی اپنے ساتھی پجاریوں کا ہم خیال تھا اور وہ ہمسایہ ملکوں کے خلاف جنگوں کا سلسلہ شروع کرنا چاہتا تھا لیکن لوگوں کے اندر حتشپ کی مقبولیت کے باعث وہ مجبور تھا۔ اور کوئی بھی کام اس کی خواہش اور رضامندی کے خلاف نہ کرتا تھا۔

آمون دیوتا کے پجاریوں نے اندر ہی اندر حتشپ سوت کے خلاف اور تھوتمس کے حق میں جو عوامی تحریک شروع کی تھی اس کے اثرات نمایاں ہوتے دکھائی دینے لگے اور کچھ علاقوں کے لوگ یہ مطالبہ کرنے لگے کہ چونکہ آمون کی رضامندی اور خوشنودی تھوتمس کے ساتھ ہے لہٰذا سلطنت کا سارا کاروبار اور تمام فیصلے تھوتمس کی رضامندی اور حکم سے ہونے چاہییں نہ کہ حتشپ

سوت کی طرف سے۔

پجاریوں کی دیکھا دیکھی کچھ لوگ یہ مطالبہ بھی کرنے لگے کہ ہمسایہ ملکوں کے خلاف حملے شروع کیے جائیں تاکہ مصر کی دولت میں اضافہ ہو اور لوگ خوشحال ہو جائیں۔

ان حالات میں جبکہ تھوتمس کی عزت لوگوں کے اندر روز بروز بڑھ رہی تھی اور حتشپ کا وقار گرنے کے اندیشے پیدا ہو رہے تھے، حتشپ محتاط ہو گئی۔ وہ جان گئی کہ اس کا جوان شوہر اسے مکمل طور پر اپنی گرفت میں کرنے کے لیے پجاریوں کے ساتھ مل کر اس کے خلاف مہم چلا رہا ہے۔ لہٰذا اس نے بھی اپنی ذات کو سنبھالا دینے کے لیے ایک روز رع دیوتا کے بڑے پجاری اتریکا کو طلب کیا تاکہ اس سے مشورہ کرنے کے بعد تھوتمس اور آمون دیوتا کے پجاریوں کے خلاف کوئی قدم اٹھا سکے۔

اتریکا کو اپنے پاس بلاتے ہوئے حتشپ سوت نے بڑی احتیاط سے کام لیا اور اسے اس وقت بلایا جب تھوتمس وہاں موجود نہ تھا۔

حتشپ سوت نے پہلے سارے حالات اتریکا کو سنائے۔ اتریکا نے سارے حالات کو خاموشی سے سنا اور جب حتشپ خاموش ہوئی تب اتریکا بولا:

"اے مقدس ملکہ! گو آپ کے سارے حالات میں نے بڑے صبر و سکون سے سن لیے ہیں لیکن اگر آپ نہ بھی بتاتیں تب بھی یہ سب کچھ میرے علم میں تھا اور میں اس راز سے بخوبی آگاہ ہوں جس طرح آمون دیوتا کو تھوتمس کے سامنے تعظیم کے لیے جھکانے کے لیے ایک خرقِ عادت کام کیا گیا۔ اور یہ کہ اس کام کے ذریعے نہ صرف اسے مصر کا بادشاہ بنا دیا گیا بلکہ لوگوں کی نگاہوں میں اسے پسندیدہ اور ہر دلعزیز بنانے کے لیے دیوتاؤں کا پسندیدہ قرار دیا گیا۔ اے مقدس خاتون! یہ سب باتیں مجھ سے چھپی ہوئی نہیں ہیں۔ ایسے کام عموماً پجاری لوگ کرتے رہتے ہیں۔ سو آمون دیوتا کے پجاریوں نے بھی اپنے ساتھی پجاری تھوتمس اور آپ کے موجودہ شوہر کو بادشاہ بنانے کے لیے اور اس کے ذریعے اپنے فوائد کے حصول کے لیے یہ غیر معمولی کام دکھا کر عام لوگوں کو بے وقوف بنایا اور اپنا کام نکال لیا۔"

حتشپ سوت نے چونک کر اور انتہائی تعجب و حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"تو کیا اے محترم اتریکا! تمہارا خیال ہے کہ آمون کے تھوتمس کے سامنے جھکنے میں سچائی اور حقیقت نہیں ہے؟"

اتریکا غصے اور خفگی کا اظہار کرتے ہوئے بولا:

"ہرگز نہیں۔ آمون دیوتا کے تھوتمس کے سامنے جھکنے میں کوئی سچائی اور حقیقت نہیں ہے بلکہ یہ کام آمون دیوتا کے بڑے پجاری سبارا نے علبیدوز کے ساحر سیواک کے ساتھ مل کر کیا تھا۔ سیواک کے ایک ساتھی ساحر کا نام عریامس ہے جو سیواک کے ساتھ ہی علبیدوز کے اس ادارے میں کام کرتا ہے جہاں سحر اور طلسم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ عریامس بھی سحر و طلسم میں ایسی ہی مہارت رکھتا ہے جیسی سیواک کو حاصل ہے۔ سیواک نے میلے کے روز اپنے سحر سے بار بار آمون کے بت کو تھوتمس کے سامنے سب لوگوں کی موجودگی میں جھکا دیا تھا ورنہ تھوتمس جو آمون کا ایک عام اور تیسرے درجے کا پجاری رہا ہے وہ ایسا نیک اور مقدس کہاں ہے کہ دیوتا اس کے سامنے جھک کر اپنی خوشنودی کا اظہار کریں۔"

"اے محترم ملکہ! اگر آپ پسند کریں تو میں ایسا ہی ایک فوق البشری واقعہ آپ کی ذات سے بھی منسوب کر سکتا ہوں اور آپ کے حق میں ایسا واقعہ رونما کیا جائے گا کہ لوگوں میں آپ کا وقار اور عزت تھوتمس سے بڑھ کر ہو جائے گی۔ اس واقعے سے آپ کی حیثیت انتہائی اعلیٰ و ارفع ہو جائے گی اور آپ پہلے کی طرح تھوتمس کو اپنی گرفت میں رکھ کر سلطنت کے سارے احکامات اپنی مرضی سے جاری کرتی رہیں گی۔ اس صورت میں تھوتمس کی حالت آپ کے ہاتھوں میں ایک مہرے سے زیادہ نہ ہو گی۔ مصر کی حکمران آپ ہوں گی اور سب احکامات آپ ہی کی رضامندی اور منظوری کے بعد جاری ہو سکیں گے۔"

اتریکا جب اپنی گفتگو تمام کر کے خاموش ہوا تو حتشپ سوت نے بڑی بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے اس سے پوچھا:

"لیکن اے محترم اتریکا! میرے حق میں یہ واقعہ کس قسم کا ہو گا اور کون اس کے ظہور کا باعث بنے گا؟"

اتریکا نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا:

"اے مقدس خاتون! جس طرح علبیدوز کے ساحر سیواک نے تھوتمس کی خاطر آمون دیوتا کے بت کو جھکا دیا تھا اور اس کے بدلے میں سبارا سے بھاری معاوضہ وصول کر لیا تھا اسی طرح ہم علبیدوز کے دوسرے ساحر اور سیواک کے دوست عریامس کی خدمات حاصل کریں گے اور اس کی مدد سے آمون دیوتا کے معبد میں ایک ایسے واقعے کا ظہور کر بن گے جو تھوتمس کے واقعے سے بڑا ہو گا۔ پھر آپ دیکھیے

گا کہ جو کام ہم دکھائیں گے اس کے آپ کے حق میں کیسے مثبت اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔"

حتشپ سوت نے پھر بے صبری سے پوچھا:

"لیکن یہ تو آپ نے بتایا ہی نہیں کہ آمون دیوتا کے معبد میں میرے حق میں کیسا اور کس قسم کا واقعہ ہو گا۔ اور ہاں! چند دنوں تک پھر آمون دیوتا کا سالانہ میلہ آرہا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ میرے لیے آپ جو کام کرنا چاہتے ہیں وہ اسی میلے والے دن ہو تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اسے دیکھ سکیں اس طرح میرے حق میں زیادہ اور جلد تشہیر ہو سکے گی۔"

اتریکا نے حامی بھرتے ہوئے کہا:

"ہاں۔ یہ کام آمون کے میلے والے دن ہی ہو گا اور ساحر عریاس کے ذریعے آپ کی برتری کی خاطر جو کام ہم کریں گے وہ یہ ہو گا کہ میلے والے دن آمون دیوتا کا رخ الٹ کر دیوار کی طرف کر دیا جائے گا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بہت بڑا قلم دکھا دیا جائے گا۔ دیوتا کے قریب ہی معبد کے ایک پجاری کی لاش پڑی ہو گی اور دیوتا کے سامنے دیوار پر یہ لکھ دیا جائے گا کہ "حتشپ سوت کی ماں جو احموس بادشاہ کی بیٹی اور شہزادی تھی وہ اصل میں آمون دیوتا کی بیوی تھی اور آمون دیوتا نے تھوتمس اول کے روپ میں اس شہزادی سے شادی کی تھی۔ پس حتشپ سوت آمون دیوتا ہی کی بیٹی ہے۔"

آمون دیوتا کے ہاتھ میں بڑا سا قلم دے کر اور اس کے پاس کسی پجاری کی خون میں لت پت لاش رکھ کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی جائے گی کہ معبد کی دیوار پہ وہ تحریر خود آمون دیوتا نے اپنے ہاتھ میں پکڑے قلم کو اس پجاری کے خون میں ڈبو کر لکھی ہے۔ اور اے مقدس ملکہ! جب لوگ اس تحریر کو پڑھیں گے تو آپ کو آمون دیوتا کی بیٹی جان کر وہ آپ کے ہر فیصلے پر اپنا سر خم کر دیا کریں گے۔ لیکن آپ تھوتمس کو اپنی گرفت میں رکھ کر مصر پہ بادشاہت کر سکیں گی اور ہاں۔ عریاس کو اس کام کے لیے ہمیں بھاری معاوضہ دینا پڑے گا۔"

اتریکا کی گفتگو سن کر حتشپ سوت کے چہرے پر خوشی اور سکون پھیل گیا۔ اس نے اتریکا کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ فوراً ساتھ والے کمرے میں گئی۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ لوٹی تو اس کے ہاتھوں میں نقدی کی دو بڑی بڑی تھیلیاں تھیں۔

دونوں تھیلیاں اس نے اتریکا کے سامنے رکھ دیں اور کہا:

"یہ لے جاؤ اور اپنے منصوبے کو تکمیل تک پہنچاؤ۔ ایک تھیلی عریاس کو دے دو اور ایک

خود رکھ لو۔ اتنی رقم سیواک کو بھی اس کے کام کے بدلے نہ ملی ہو گی۔"

اتریکا مسکراتے ہوئے اور مطمئن انداز میں بولا:

"یہ کام تو اب ہوا ہی سمجھیں لیکن آپ ایک احتیاط ضرور کریں۔ اگر اس حملے کے بعد تھوتمس آپ سے اس موضوع پر گفتگو کرے اور آپ سے یہ کہے کہ آپ نے یہ کام اپنی برتری کے لیے کسی ساحر کا سہارا لے کر کیا ہے اور اس راز کو فاش کرنے کی دھمکی دے کر آپ کو دبانے کی کوشش کرے تو آپ ہرگز اس کے سامنے نہ جھکیں بلکہ اسے صاف صاف یہ بتا دیں کہ میں جانتی ہوں آمون کے گذشتہ میلے میں اسے تمہارے سامنے جو جھکایا گیا تھا وہ سب دھوکا اور فریب تھا۔ جس کی تکمیل سبارا نے سیواک کے ساتھ مل کر کی تھی۔"

حتشپ سوت نے بڑی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا:

"تم تھوتمس کی فکر ہی نہ کرو۔ اس کی جو کمزوری اب مجھے تم نے بتادی ہے اسے استعمال کر کے تو میں اسے اور زیادہ سختی سے اپنی گرفت میں رکھوں گی۔"

اتریکا نے یہ سن کر نقدی کی دونوں تھیلیاں سنبھالیں اور اٹھ کھڑا ہوا:

"میں اب چلتا ہوں آپ خاموش اور مطمئن رہیں۔ آمون کے میلے والے دن سب لوگوں کی موجودگی میں آپ کے حق میں اس تحریر کا فوق البشری کام ساحر عریاس کی مدد سے انجام دے دیا جائے گا۔"

حتشپ سوت نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا اور اتریکا باہر نکل گیا۔

O

جس روز آمون دیوتا کا میلہ تھا اس روز حتشپ سوت اور اتریکا کے درمیان طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق ساحر عریاس نے اپنا کام دکھایا۔

اس روز سب لوگوں نے دیکھا کہ آمون دیوتا کے بت کے قریب ایک پجاری کی لاش خون میں لت پت پڑی تھی اور آمون کا رخ عام لوگوں کی بجائے دیوار کی طرف تھا۔ آمون کے ہاتھ میں ایک بہت بڑا قلم تھا جو خون میں ڈوبا ہوا تھا اور آمون کے سامنے دیوار پہ وہی تحریر لکھی تھی جس کا ذکر اتریکا نے

ا۔ یہ تحریر اور اس سارے واقعے کا ذکر مسٹر سومن کی مصری تاریخ سے اخذ کیے گئے ہیں۔

حتشپ سوت سے کیا تھا۔

یہ سب کچھ دیکھ کر لوگوں نے یقین کر لیا کہ حتشپ سوت آمون دیوتا ہی کی بیٹی ہے۔ تھوتمس بھی اس وقت آمون دیوتا کے معبد میں تھا۔ اس نے بھی یہ سب کچھ دیکھا لہٰذا وہ رشک و حسد کی آگ میں جل کر رہ گیا۔ شاید وہ اس سلسلے میں حتشپ سے بات کرنا چاہتا تھا اسی لیے وہ معبد سے نکل کر شاہی محل کی طرف آ گیا۔

خفگی، بیزاری اور غضب کی حالت میں تھوتمس بڑی تیزی کے ساتھ حتشپ سوت کے کمرے میں داخل ہوا۔ حتشپ نے اسے آتے دیکھ لیا مگر خاموش رہی۔ قریب آ کر تھوتمس نے تیز غصیلے اور کسی قدر سخت لہجے میں کہا:

"یہ تم نے آمون کے معبد میں کیا چکر چلایا ہے۔ کیوں تم نے ایک پجاری کی جان لی اور پھر آمون کے ہاتھ میں قلم تھما کر تحریر دیوار پر لکھوانے کی کیا ضرورت تھی جس کی رو سے تم نے اپنے آپ کو آمون کی بیٹی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ سارا کام کسی ساحر کا سہارا لے کر رع دیوتا کے بڑے پجاری اتریکا نے کرایا ہوگا کیونکہ اسی کا تمہارے پاس خوب آنا جانا ہے۔ وہ ایسے حربے استعمال کر کے یقیناً لوگوں کی نگاہوں میں تمہیں مجھ سے افضل ثابت کرنے کے چکر میں ہے لیکن کسی ساحر کے ایسا کر دینے کے بعد تم مجھ پر برتری حاصل نہ کر سکو گی۔ پھر یہ بھی یاد رکھو کہ لوگ اس فریب میں نہ آئیں گے اور وہ کسی بھی صورت میں تمہیں آمون کی بیٹی تسلیم نہ کریں گے۔ اگر لوگ اس سحر سے متاثر ہوئے تو میں ان پر یہ راز کھول دوں گا کہ یہ سب کچھ ساحروں سے کرایا گیا ہے اور اس میں آمون کی کوئی خوشنودی نہیں ہے۔"

حتشپ سوت غصے میں اپنی جگہ پر کھڑی ہو گئی اور کڑک کر اس نے کہا:

"اگر تم نے میرا یہ راز فاش کر دیا تو پھر تمہاری بدبختی بھی شروع ہو جائے گی اس لیے کہ میں اس راز سے پردہ اٹھا دوں گی جس طرح آمون کو تمہارے سامنے جھکایا گیا تھا۔"

تھوتمس نے فوراً اپنی صورت حال واضح کرنے کی کوشش کی:

"آمون دیوتا کو میرے سامنے جھکایا نہ گیا تھا بلکہ وہ خود جھکا تھا اور لوگ کبھی یہ تسلیم نہ کریں گے کہ اسے کسی اور نے جھکایا تھا۔"

حتشپ زہریلے لہجے میں بولی:

"جب میں خود لوگوں کو بتاؤں گی کہ تمہارے سامنے آمون کے بت کو عبیدورز کے ساحر سیواک

نے جھکایا تھا، تو پھر جان رکھو لوگ تم سے نفرت کرنے لگیں گے اور ثبوت کے لیے میں سیواک کو یہاں لا کھڑا کر دوں گی۔ اب بولو۔ بات کھلنے پر لوگ تم سے نفرت کریں گے یا مجھ سے؟"

تھوتمس نے بوکھلا کر گھبراہٹ میں پوچھا:

"لیکن تمہیں سیواک کے اس راز کی کیسے خبر ہوئی اور تمہیں سیواک کے ملوث ہونے کی خبر کس نے دی؟"

حتشپ نے اپنی بڑائی کا اظہار کرتے ہوئے یونہی کہہ دیا:

"سنو تھوتمس! تمہارا کوئی راز مجھ سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ میں ہر حقیقت اور راز سے آگاہ ہوں۔"

اس پر تھوتمس خوفزدہ لہجے میں بولا:

"اے حتشپ سوت! اس راز کو راز ہی رہنے دینا ورنہ سیواک اور سبارا دونوں مل کر میری حالت مردوں سے بھی بدتر کر دیں گے۔ مصر کی اصل حکمران تم ہی ہو۔ جو چاہو کرتی رہو۔ میں کبھی کوئی اعتراض نہ کروں گا۔"

گردن جھکا کر تھوتمس مڑا اور وہاں سے چلا گیا۔ حتشپ سوت کے چہرے پہ کامیابی اور فتح مندی کی گہری مسکراہٹ بکھر گئی۔

حتشپ سوت اب تھوتمس کے دب جانے اور نرم پڑ جانے کے بعد مصر کی پوری طرح حکمران ہو گئی تھی اور اس نے خود کو مصر کا بادشاہ کہلوانا شروع کر دیا تھا۔ لیکن جلد ہی وہ مر گئی اور تھوتمس سوئم مصر کے خودمختار بادشاہ کی حیثیت سے سامنے آیا۔

تھوتمس نے سارے اختیارات مل جانے کے بعد اپنے ساتھی پجاریوں اور خود اپنی خواہشوں کا اتباع کرتے ہوئے ہمسایہ ممالک کے خلاف جنگوں کا سلسلہ شروع کرنے کے لیے اپنے لشکر کی قوت میں اضافہ شروع کر دیا۔

○

اپنی جنگی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد تھوتمس سوئم ایک جرار لشکر کے ساتھ مصر سے نکلا۔ اس کے ہمراہ اس کا جنگی بحری بیڑا بھی تھا۔ اپنے لشکر کے ساتھ وہ خود بھی ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ شمال کی طرف بڑھا۔ سب سے پہلے وہ فلسطین میں داخل ہوا۔

کوہستانِ کارمل کو عبور کرتے ہوئے وہ فلسطینیوں کے شہر مگیدو[1] کی طرف بڑھا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ یہ شہر فلسطینیوں کی بہت بڑی بندرگاہ تھی۔ انہوں نے اس کی حفاظت کے لیے پوری قوت صرف کر دی۔ مگیدو شہر سے باہر کھلے میدانوں میں ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں مصریوں کو فتح ہوئی اور فلسطینی شکست کھانے کے بعد میدان چھوڑ بھاگے۔

تھوتمس نے آگے بڑھ کر شہر پر قبضہ کر لیا۔ مگیدو سے تھوتمس کو اس قدر مال و اسباب ہاتھ لگا جس کا کوئی اندازہ و شمار نہ تھا۔

مگیدو کی فتح نے تھوتمس کے حوصلوں کو اور بھی بلند کر دیا اور اس نے ساحلِ سمندر کے ساتھ ساتھ دجون کے علاوہ فلسطینیوں کے مزید اہم شہروں پر بھی قبضہ کر کے لوٹ کے مال کے انبار لگا دیے۔ جب جاڑے کا موسم آیا اور شمالی علاقے سردیوں کی زد میں آ گئے تو لوٹ مار کا سارا مال سمیٹ کر وہ تھیبس شہر کی طرف لوٹ گیا۔

اگلی گرمیوں میں وہ پھر حملہ آور ہوا۔ اس بار فلسطین سے گزر کر اس نے کنعانیوں کو اپنا ہدف بنایا اور ان کے معروف ترین اور مرکزی تجارتی شہر اغاریت[2] پر قبضہ کر لیا۔ اب ایک طرح سے اس نے اپنی یہ عادت بنا لی کہ گرمیوں میں وہ دوسرے ملکوں پر حملہ آور ہوتا اور سردیوں میں اپنے مرکزی شہر تھیبس لوٹ جاتا اور اپنی سلطنت کا کاروبار چلاتا۔

اس طرح فلسطینیوں اور کنعانیوں کے علاوہ تھوتمس نے شام کے آرامیوں اور اموریوں کو بھی اپنا نشانہ بنایا یہاں تک کہ اس نے ارضِ شام کے اہم شہر کادیش[3] کو بھی فتح کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔

ان اقوام پر تھوتمس نے پندرہ بار یلغار کی[4] اور جو مال و اموال اسے ہاتھ لگا اس سے اس نے مصر کے اندر ان گنت کام کیے۔

لوٹ کے اس مال سے آمون دیوتا کے پجاریوں کو بھی بہت کچھ ملا۔ اس کے علاوہ کارنک کے

۱۔ مصری تاریخ کے مطابق تھوتمس نے کوہستانِ کارمل کا ہی راستہ اختیار کیا تھا۔

۲۔ مسٹر سوین نے اس کا یہی نام لکھا ہے۔

۳۔ کنعانیوں کا قدیم شہر۔

۴۔ شام کی سرزمین میں یہ شہر آخری حصہ پہ تھا جس پر تھوتمس نے قبضہ کیا۔ (تاریخ مصر)

۵۔ تاریخ مصر۔

مقام پر آمون دیوتا کا ایک بہت بڑا معبد تعمیر کیا گیا۔ اس مال و دولت کا کچھ حصہ تجارت اور تھیبس شہر پر بھی خرچ کیا گیا۔ یوں تجارت میں ترقی ہوئی اور دوسری طرف تھیبس شہر نئی عمارتیں بننے سے بڑا اور خوبصورت تر شہر بن گیا۔

تھوتمس نے جو جو علاقے فتح کیے انہیں ان کے اصل حکمرانوں کے تحت ہی رہنے دیا تاہم اس نے سارے مفتوحہ علاقوں پر خراج کی رقم مقرر کر دی اور یہ رقم ہر حال باقاعدگی سے اُسے مل جاتی تھی۔ خراج کی اس رقم اور مفتوحہ علاقوں کو اپنی گرفت میں رکھنے کے لیے اس نے دو اہم کام اور کیے۔

ایک یہ کہ ان علاقوں کے اندر اس نے اپنی فوجی چوکیاں بنائیں۔ ان چوکیوں میں اس کے جو لشکری رہتے تھے وہ اسے خراج وصول کر کے بھیجتے تھے۔

دوسرا اہم کام اس نے یہ کیا کہ فلسطینی، کنعانی اور شامی بادشاہوں کے بیٹے وہ اپنے ساتھ مصر لے گیا اور وہاں تھیبس میں اس نے ان کی تربیت شروع کر دی۔ انہیں سب سے بڑی ترغیب مصری حکومت کا مطیع و فرمانبردار رہنے کی دی جاتی تھی اور سرکشی و بغاوت کرنے کی ممانعت کی جاتی تھی۔ پھر جب ان مفتوحہ علاقوں میں سے کسی علاقے کا بادشاہ مر جاتا تو مصر میں تربیت پانے والے اس کے بیٹے کی شادی کسی بے حد حسین مصری لڑکی سے کر کے اسے اس کے علاقے کا بادشاہ بنا دیا جاتا۔

اس طرح ایک تو مصر میں حاصل شدہ تربیت اور دوسرے اپنی مصری بیوی کی وجہ سے یہ نئے بادشاہ مصر کے خلاف بغاوت نہ کرتے اور مصریوں کو خراج کی رقم باقاعدگی سے ملتی رہتی۔

تھوتمس چند برسوں کے بعد انتقال کر گیا لیکن مفتوحہ علاقوں میں مصریوں کی فوجی چھاؤنیوں، اور ان علاقوں کے شہزادوں کی طرف سے مصریوں کو ان علاقوں سے برابر خراج وصول ہوتا رہا۔ اس کے بعد آمون ہوتپ سوئم مصر کا بادشاہ بنا۔ اس نے تھوتمس جیسی فتوحات تو حاصل نہ کیں تاہم اس نے حکومت کا کاروبار بڑی کامیابی سے چلایا۔ اس کی اس کامیابی میں اس کی بیوی طیبہ[3] کا بڑا عمل دخل

۱۔ مسٹر سوین نے ان واقعات کو یونہی تحریر کیا ہے: مصر کی قدیم تاریخ

۲۔ ماخوذ از THE ANCIENT WRLD

۳۔ برلن کے عجائب گھر میں طیبہ کا مجسمہ محفوظ ہے۔

تھا رطیبہ ایک بجاری کی بیٹی تھی لیکن انتہائی ذہین تھی۔ اس نے اپنے شوہر آمون ہوتپ سوئم کو جنگوں کے بجائے دوسرے ملکوں کے ساتھ تجارتی تعلقات بڑھانے کی طرف راغب کیا اور انہی تعلقات کے نتیجے میں بابلی[1] اور متانی سلطنت کی شہزادیوں کے ساتھ بھی اس نے شادیاں کیں۔ اپنی بیوی کی مدد سے مصر میں کامیابی کے ساتھ حکومت کرنے کے بعد آمون ہوتپ سوئم جب مر گیا تو اس کا بیٹا آمون ہوتپ چہارم مصر کا بادشاہ بنا۔

○

۱۔ تاریخ مصر

یوناف نے اپنی رہائش فلسطینیوں کے مرکزی شہر دجون کی سرائے ہی میں رکھی ہوئی تھی۔ وہ دنیا کے بکھیڑوں سے الگ تھلگ گوشہ گیری کی پُرسکون زندگی بسر کر رہا تھا تاہم وہ نیکی کا ہر وہ کام کر گزرنے کی کوشش کرتا جو اس کے بس میں ہوتا اس لیے کہ نیکی کا پھیلاؤ اور بدی کے خلاف جہاد ہی اس کی زندگی کا مقصد تھا۔

کچھ عرصہ تک گوشہ گیر اور گمنام رہنے کے بعد آخر یوناف نے دجون شہر میں ایک انقلابی قدم اٹھایا۔

دجون دیوتا کے معبد سے ملحق جس سرائے میں وہ رہتا تھا اس کے سامنے اس نے ایک عمارت خریدی۔ اس عمارت کے اندر اس نے طرح طرح کی اجناس اور خوراک کے طور پر استعمال ہونے والی اشیا جمع کیں۔ اس کے بعد اس نے دجون کے چند مفلس مگر شریف نوجوانوں کو اس عمارت میں جمع کیا اور ان کے اور ان کے اہلِ خانہ کے سارے اخراجات اپنے ذمے لے لیے۔

ان جوانوں کو ہر روز عمارت میں جمع کر کے وہ انہیں بتوں کے خلاف اور خدا کی وحدانیت کے متعلق تبلیغ کرتا۔ اسی طرح چند ہی ماہ میں اس نے دجون شہر میں نوجوانوں کا ایک ایسا گروہ تیار کر لیا جو بُتوں سے متنفر ہو کر دینِ ابراہیمی کے مطابق ایک خدا کی بندگی اور عبادت کرنے لگا۔

اس کے بعد یوناف نے شہر سے باہر ایک وسیع قطعہ اراضی خرید کر ان جوانوں کے نام کر دیا اور انہیں کے ذمے یہ کام لگا دیا کہ اس زمین پر کاشت کر کے فصل اگائیں۔ فصل میں سے اپنی

ضرورت کے مطابق رکھ لیں اور فالتو اس عمارت میں جمع کر دیا کریں۔

جب یہ کام چل نکلا تو یوناف نے سرائے چھوڑ کر اس عمارت میں ہی رہائش اختیار کر لی۔

اب یوناف کے کہنے پر ان جوانوں نے جو اراضی پر محنت کر کے اس عمارت میں اناج جمع کرتے تھے، یہ اعلان کر دیا کہ دجون کا ہر مفلس اور غریب شخص وہاں آ کر مفت غلہ اپنی ضرورت کے مطابق حاصل کرے۔ اور یہ کہ جو کم حیثیت اور نادار لوگ دجون کی طرف آئیں اور مسافر ہوں وہ اس عمارت میں مفت رہائش اختیار کریں۔

یوناف صدیوں سے اکیلا رہتا چلا آ رہا تھا اور اس اکیلے پن کی زندگی سے وہ بیزاری سی محسوس کرنے لگا تھا لہٰذا وہ یہ خواہش کرنے لگا تھا کہ وہ بھی ایسی زندگی بسر کرے جیسی دوسرے لوگ اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ بسر کرتے ہیں۔ یہ کام کر کے ایک حد تک اس کی یہ خواہش پوری ہو گئی تھی کیونکہ جب مسافر اور غریب الوطن لوگ اس عمارت میں آ کر رہتے تھے اور ضرورت مند لوگ اپنی ضرورت کا غلہ حاصل کرنے آتے تھے تو ان کے باعث عمارت میں چہل پہل اور رونق ہو جاتی تھی اور یوناف سکون سا محسوس کرنے لگا تھا۔ اس طرح وہ دجون شہر کے اندر ایک مصروف اور خوشی کی زندگی بسر کرنے لگا۔

○

عارب، بیوسا اور بنیطہ کنعانیوں کے مرکزی شہر ہارٹر میں بعل دیوتا کے معبد میں پرسکون زندگی بسر کر رہے تھے۔ بعل دیوتا کے بڑے پجاری یوساطہ نے معبد کے احاطے میں اپنے لیے بننے والی نئی عمارت ان تینوں کے حوالے کر دی تھی۔ اس عمارت میں انہیں ہر آسائش حاصل تھی اور وہ تینوں خوش اور مطمئن تھے۔

جاڑے کی ایک سرد رات کو عارب، بیوسا اور بنیطہ شام کے بعد آتشدان کے پاس بیٹھے تھے کہ عزازیل نمودار ہوا۔ وہ تینوں اس کی تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے۔

عزازیل نے بڑی شفقت سے ان تینوں کی طرف دیکھا اور کہا: "اے رفیقانِ من! بیٹھو۔ میں ایک اہم کام کے سلسلے میں تم تینوں سے گفتگو کرنے آیا ہوں اور ہاں میرے عزیزو! اصل بات کرنے سے پہلے میں تم تینوں پر تمہارے پرانے رفیق یافان اور قدیم رقیب، یوناف کے متعلق بھی ذرا انکشاف

کر دوں۔

سنو میرے دائمی رفیقو! یوناف ان دنوں فلسطینی قوم کے مرکزی شہر دجون میں رہ رہا ہے۔ وہاں اس نے نیکی کی تشہیر کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ وہ یوں کہ اس نے دجون دیوتا کے معبد کے قریب ایک عمارت خرید رکھی ہے۔ وہاں وہ مفلس اور نادار ضرورتمندوں کے لیے مفت اناج اور دیگر ضروریات کا بندوبست کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اس نے اس عمارت میں غریب الوطن اور مسافر لوگوں کے لیے رہنے اور رات بسر کرنے کا مفت انتظام کر رکھا ہے اور ساتھ ہی ساتھ وہ اس عمارت کے اندر ٹھہرنے والوں کو وحدانیت کی تبلیغ بھی کرتا ہے اور لوگوں کو دینِ ابراہیمی پر عمل کرنے کی تلقین کرتا ہے لیکن یوناف کا یہ نیکی پھیلانے کا یہ سلسلہ میں زیادہ دیر تک چلنے نہیں دوں گا کیونکہ میں نے اپنے ایک ساتھی تبر کو دجون کے اندر یوناف کے خلاف سرگرم کر رکھا ہے۔ میرا یہ ساتھی وہاں دو اہم کام کرے گا۔ اول یہ کہ وہ دجون دیوتا کے پجاریوں کو یوناف کے خلاف بھڑکائے گا کہ یوناف وحدانیت کا درس دے کر لوگوں کو دجون دیوتا سے منحرف کر رہا ہے۔

دوسرا کام وہ یہ کرے گا کہ دجون شہر میں جس قدر سرائیں ہیں وہ انہیں یہ کہہ کر یوناف کی طرف سے بدگمان کرنے کی کوشش کرے گا کہ جب مسافر اور غریب الوطن لوگ یوناف کی خریدی ہوئی عمارت کے اندر مفت رہیں گے تو ان کی آمدنی میں فرق پڑے گا اور پھر ایک روز ایسا آئے گا کہ دجون شہر میں کوئی بھی مسافر کسی سرائے میں قیام نہ کرے گا۔ اس طرح پجاریوں اور سرائے کے مالکوں کو بھڑکا کر فلسطینیوں کے ذہن میں یوناف کے خلاف نفرت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی اور تم تینوں دیکھنا کہ ایک روز دجون کا بادشاہ یوناف کو شہر چھوڑنے کا حکم دے گا اور جب ایسا ہو گا تو پھر یوناف نیکی کی تشہیر نہ کر سکے گا اور اے میرے عزیزو! نیکی کی سرکوبی اور بدی و گناہ کا پھیلاؤ ہمارا مدعا اور بنیادی نگاہ ہے۔"

عزازیل خاموش ہوا تو عارب نے اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا: "اے آقا! یوناف وہاں رہ کر ہمارے خلاف حرکت میں آنے کی کوشش تو نہیں کر رہا اور یہاں ہارٹر شہر میں رہتے ہوئے ہمیں اس سے کوئی خطرہ تو نہیں۔"

عزازیل نے ذرا سے تفکر کے بعد جواب دیا: "ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ یوناف کے ارادے کیا ہیں۔ بہرحال یہ بات طے ہے کہ ایک نہ ایک روز یوناف اپنا انتقام لینے کی خاطر تم لوگوں کا تعاقب ضرور کرے گا کیونکہ آہنی پنجرے میں بند کر کے تم نے اسے جو اذیت دی تھی وہ بہر طور اس کا کوئی نہ کوئی

ردِعمل تو ظاہر کرے گا لیکن تمہیں اس کے انتقام سے فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تم سب کے ساتھ ہوں اور اس کے خلاف تمہاری پوری پوری مدد کرتا رہوں گا۔ مجھے قوی امید ہے کہ میری موجودگی میں وہ تم تینوں میں سے کسی کو بھی اذیت اور کرب کا شکار نہ کر سکے گا۔"

اس بار بیوسا نے فکرمندی سے پوچھا: "اور اے آقا! اس برتن کا کیا ہوا جس کے اندر آپ نے ابلیکا کو محصور کیا تھا اور جو ہم نے ہندوستان کے شہر بھارت میں اوشا دیوی کے مندر سے باہر پیپل کے ایک درخت تلے دفن کیا تھا۔"

عزازیل نے ایک ہولناک اور مکروہ قہقہہ لگایا۔ پھر اس نے خوش کن انداز میں بیوسا کی طرف دیکھا اور بولا: "اے بیوسا میری عزیزہ! یوناف ابلیکا کا پتہ نہیں چلا سکا کہ وہ کہاں ہے۔ لہٰذا وہ اسے ہمارے حصار سے نکال کر آزاد نہیں کر سکا۔ اس لیے ابلیکا ابھی تک اوشا دیوی کے مندر کے باہر پیپل تلے دفن ہے۔"

اس بار بلیطہ بولی: "اے آقا! یہ انکشاف اور حقیقت ہمارے حق میں بہتر اور سودمند ہے کہ ابلیکا آپ ہی کے حصار میں اسیر ہے اور اگر وہ ان حالات میں یوناف کے ساتھ ہوتی تو ضرور یوناف کے ساتھ مل کر ہمارے لیے کوئی طوفانی مصیبت کھڑی کرتی۔ اس لیے ابلیکا کا محصور اور اسیر رہنا ہی ہمارے لیے سودمند ہے۔"

عزازیل نے پھر کہا: "یہ حال تو یوناف کا ہے۔ اب تم تینوں یافان کی سنو۔ اس نے مرنا نام کے ایک غیر آباد، سنسان مگر انتہائی خوبصورت اور دلکش جزیرے کو آباد کرنا شروع کر دیا ہے۔ اپنی نیلی دھند کی قوتوں سے کام لے کر اس نے سب سے پہلے اس جزیرے میں ایک بہترین محل تیار کیا ہے۔ پھر اس میں بہترین اور دنیا کی حسین ترین لڑکیوں کو جمع کیا جو اس محل کی دیکھ بھال کے علاوہ اس کی مصاحبت میں رہتی ہیں۔ پھر اس جزیرے میں کاشت کاروں کو جمع کیا گیا جو وہاں زمین کاشت کر کے فصلیں اگا رہے ہیں۔ ان کاشت کاروں کے رہنے کا بھی عمدہ انتظام کیا گیا ہے اور یہ کاشتکار اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ وہاں رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں یافان نے ایک خوبصورت شہر تعمیر کرایا ہے۔ اب وہ اپنی نیلی دھند کی قوتوں کو کام میں لا کر لوگوں کو وہاں جمع کرے گا اور اپنے اس نوتعمیر شدہ شہر کو آباد کرے گا۔"

عارب نے عزازیل کی بات ختم ہونے پر پوچھا: "آپ نے یہاں آتے ہی کہا تھا کہ آپ ایک اہم کام کے سلسلے میں ہماری طرف آئے ہیں تو وہ کام کیا ہے؟"

جواب میں عزازیل مسکرایا اور بولا: "جس طرح یوناف نے دجون میں نیکیوں کی ابتدا کی ہے ایسے ہی تم تینوں ٹائر شہر میں گناہوں اور بدی کی ابتدا کر دو۔"

عارب نے مشورہ لینے کے انداز میں پوچھا: "اے آقا! ہم اس شہر میں بدی اور گناہ پھیلانے کے لیے کیسی اور کس قسم کی ابتدا کریں۔ کیا آپ اس سلسلے میں ہماری راہنمائی نہ کریں گے۔"

عزازیل عارب کی اس گفتگو پر خوش ہوا۔ پھر اس نے ان تینوں کو مشورہ دیا: "دیکھو میرے عزیزو! یہاں ٹائر شہر میں رہتے ہوئے اگر تم ایک کام کر لو تو سمجھ لو کہ اس شہر میں تم لوگوں نے بدی، گناہ، شرک و معصیت کے ڈھیر لگا دیے۔ اگر تم اس کام میں کامیاب ہو گئے تو اس کے گھناؤنے اور شرک آلودہ اثرات صدیوں پر محیط ہو کر رہ جائیں گے اور میں سمجھوں گا کہ یہاں رہ کر تم تینوں نے میری عمدہ اور بہترین خدمت کی ہے۔"

بیوسا نے چونک کر پوچھا: "اے آقا! وہ کون سا کام ہے؟"

عزازیل نے تبلیغ کرنے کے انداز میں عارب، بیوسا اور بلیطہ کو مخاطب کر کے کہا: "اے میرے عزیزو! سنو۔ تم جانتے ہو کہ کنعانی بعل دیوتا کو اپنا سب سے بڑا دیوتا مانتے ہیں اور اس سے انہوں نے کئی مافوق الفطرت رسمیں وابستہ کر رکھی ہیں۔ تم تینوں کوشش کر کے ان کی مذہبی رسومات میں ایک اور رسم کا اضافہ کر دو۔ وہ اس طرح کہ جس دن یہ بعل دیوتا کا میلہ کرتے ہیں خوب شراب پیتے اور خوشی مناتے ہیں۔ اس روز اگر یہ بعل دیوتا کی خوشی کے لیے انسانی بچے کی قربانی دینا شروع کر دیں تو سمجھو تم نے میری بہترین خدمت کی ہے۔ ایک بار اگر بچے کی قربانی کی یہ رسم چل نکلی تو پھر یہ مستقل ہو جائے گی۔ یوں یہ لوگ مزید ہولناک قسم کے شرک میں مبتلا ہو جائیں گے اور یہی میری زندگی اور اس مہلت کا مقصد ہے جو اللہ نے قیامت تک کے لیے مجھے دے رکھی ہے۔"

عزازیل رکا۔ پھر اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے اس نے کہا: "میں اب جاتا ہوں۔ چند ہفتوں تک کنعانی بعل دیوتا کے دن کی خوشی میں دور دور سے آ کر اس معبد میں جمع ہوں گے۔ یہ ان کی عید کا دن ہوتا ہے۔ اس روز بعل کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے طرح طرح کے نذرانے پیش کیے جاتے ہیں اور منتیں مانگی جاتی ہیں۔ اگر تم تینوں اپنی پوری جانفشانی کے ساتھ حرکت میں آؤ تو ان لوگوں میں انسانی بچے کی قربانی کی رسم جاری کر سکتے ہو۔"

وہ تینوں بھی اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ پھر عارب نے عزازیل کی تسلی و اطمینان کی خاطر جواب دیا: "اے مہربان آقا! آپ بے فکر ہو کر جائیے۔ میں آج ہی سے اپنا کام شروع کر دوں گا اور آپ دیکھیں گے

کہ بعل دیوتا اس آنے والے دن ہی کو یہ قوم انسانی بچے کو بعل دیوتا کے لیے قربان کرنے کی رسم میں مبتلا ہو جائے گی۔ پھر آپ کی خواہش و آرزو کے مطابق یہ رسم اس قوم کے اندر صدیوں تک جاری رہے گی۔"

عزازیل وہاں سے غائب ہو گیا۔

عارب کمرے سے باہر آیا اور زور زور سے پکارنے لگا: "تموز! تموز! تم کہاں ہو؟"

ایک بار پھر اس نے تموز کو بلند آواز سے پکارا۔ جواب میں پجاریوں کے کمروں کی طرف سے تموز بھاگتا ہوا آیا اور عارب کے سامنے آکر رکتے ہوئے بولا:

"کیا آپ نے مجھے بلایا ہے؟"

بغیر کسی تمہید کے تحکمانہ انداز میں عارب نے کہا: "بھاگ کر جاؤ اور اپنے بڑے پجاری بوساط کو بلا کر لاؤ۔ مجھے اس سے بے حد ضروری بات کرنی ہے۔"

تموز نے جواب میں کچھ نہ کہا اور تیزی سے بھاگتا ہوا بوساط کی رہائش گاہ کی طرف چلا گیا۔ عارب وہیں رک کر بوساط کا انتظار کرنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد بوساط تموز کے ساتھ وہاں آگیا۔ عارب نے بڑی اپنائیت سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا: "اے بوساط! مجھے آج تم سے ایک ایسی بات کہنی ہے جس میں تیری بھلائی زیادہ اور میرا فائدہ کم ہے۔ میں جو کچھ تم سے کہنا چاہتا ہوں اس میں کنعانی قوم کا بھی فائدہ ہے۔"

بوساط نے مؤدب ہو کر کہا:

"آپ کہیں۔ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ جو کہیں گے میں کروں گا کیونکہ میں یہ جانتا ہوں کہ آپ فوق البشری قوتوں کے مالک ہیں اور میں آپ کی کسی خواہش کا ارتداد نہیں کر سکتا۔"

عارب نے تموز سے کہا: "تموز! تم اپنے کمرے میں جاؤ۔ تمہارا کام ختم ہوا۔"

تموز جب چپ چاپ وہاں سے چلا گیا تو عارب بوساط کا ہاتھ پکڑ کر اندر لایا اور اسے بیوسا اور بنیطہ کے ساتھ آتشدان کے قریب لا بٹھایا۔

اس کے بعد عارب نے بوساط کی کرخت تنہائی اور بھرپور ہمدردی کے لہجے میں اس سے کہا:

"اے بوساط! میں نے تمہیں یہ کہنے کے لیے بلایا ہے کہ تم بعل دیوتا کے لیے انسانی بچوں کی قربانی شروع کر دو۔ یہ قربانی بعل دیوتا کے اب آنے والے دن سے شروع ہو جانی چاہیے۔"

بوساط چند لمحوں تک گردن کو جھکائے گہرے تفکرات میں ڈوبا رہا۔ پھر گہری نگاہوں سے اس نے عارب کی طرف دیکھا اور اپنا اندازِ تخاطب بدلتے ہوئے کسی قدر اپنائیت سے پوچھا: "اے عارب! تم جانو یہ ایک انتہائی مشکل اور دشوار کام ہے۔ میں کیسے اور کیونکر قومِ کنعان کو بعل دیوتا کے لیے انسانی بچوں کی قربانی دینے پہ آمادہ و مجبور کر سکوں گا؟"

جواب میں عارب مسکرایا اور بوساط کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے اسے تسلی اور ڈھارس دی: "لوگوں کو بعل دیوتا کے لیے انسانی بچوں کی قربانی پہ مائل اور آمادہ کرنے کا طریقہ تمہیں میں سمجھاؤں گا۔"

بوساط خوش ہو گیا:

"اگر ایسا ہے تو اے عارب! میں تمہاری مرضی اور خواہش کے مطابق یہ کام کر گزروں گا۔ بس تم مجھے یہ سمجھا دو کہ اس کام کی تکمیل کے لیے مجھے کیا طریقہ کار اپنانا ہوگا۔ اس کے بعد سارے کام میں خود ہی کروں گا۔"

بوساط کے خاموش ہونے پر عارب نے پوچھا: "پہلے یہ کہو کہ بعل دیوتا کا جو بت اس معبد میں پڑا ہے اس کا وزن کس قدر ہوگا۔ کتنے آدمی مل کر اسے حرکت میں لا سکتے ہیں یا اس کا رخ بدل سکتے ہیں؟"

بوساط بلا توقف بولا:

"اے عارب! بعل کا یہ بت ایک بہت بڑی سرخ چٹان کو تراش کر بنایا گیا ہے۔ پر میرا اپنا اندازہ یہ ہے کہ اسے حرکت میں لانے یا اس کا رخ بدلنے کے لیے کم از کم پچاس تنومند نوجوان درکار ہوں گے۔"

اپنی نشست پر پہلو بدلتے ہوئے عارب بولا: "تو سنو بوساط! ایسا ہے کہ میں اپنی سری قوتوں کو استعمال میں لا کر بعل کا رخ الٹی سمت میں یعنی دیوار کی طرف کر دوں گا جیسے وہ لوگوں سے ناراض اور خفا ہو۔ اس دوران تم لوگوں سے یہ کہنا شروع کر دینا کہ میں نے ایک بھیانک خواب دیکھا ہے جس میں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ بعل دیوتا قومِ کنعان سے ناراض ہے اور وہ ہر سال قوم سے بچوں کی قربانی مانگتا ہے۔

پھر اے بوساط! تم دیکھنا کیسے تمہاری قوم اس قربانی پہ آمادہ ہو جاتی ہے اور جب لوگ بعل کا بت سیدھا کرنے آئیں گے تو میں اس کا رخ پھر بدل دوں گا۔ یہ دیکھ کر وہ فی الفور قربانی دینے پر آمادہ ہو جائیں گے۔"

یوساط، عارب کا طریقہ کار سن کر خوش ہو گیا:

"اے عارب! یہ طریقہ واقعی معتبر اور آمادہ کرنے والا ہے۔ اس پر عمل کر کے ہم یقیناً بعل کے لیے انسانی بچوں کی قربانی پر لوگوں کو مائل کر سکتے ہیں۔"

عارب اس بار فیصلہ کن لہجے میں بولا: "اے یوساط! اگر ایسا ہے تو پھر اب تم جاؤ اور کل صبح سے اپنے اس خواب کی تشہیر کرنا شروع کر دو اور آنے والی رات کے پچھلے پہر میں بعل کے بت کا رخ بدل دوں گا۔ کل کا دن میں تمہارے ساتھ ہی معبد میں رہوں گا اور جو بھی حالات وہاں پیش آئیں گے ان سے میں نمٹتا رہوں گا۔"

یوساط وہاں سے رخصت ہو گیا۔

عارب کے چہرے پر اپنی فتح، کامیابی اور آثار نمایاں تھے جبکہ یوسا اور بنیطہ بھی اپنی جگہ مطمئن اور خوش تھیں۔

○

دوسرے روز صبح سویرے سے ہی یوساط نے اپنے خواب کی تشہیر شروع کر دی جبکہ رات کے پچھلے پہر میں عارب نے بعل دیوتا کا رخ بھی بدل کر دیوار کی طرف کر دیا۔ دوسرے دن جب معبد میں آنے والوں نے دیکھا کہ بعل دیوتا ناراضگی کے انداز میں ان کی طرف پیٹھ کیے کھڑا ہے تو انہیں یوساط کے خواب میں حقیقت محسوس ہونے لگی۔

یہ معاملہ دیکھ کر شہر کے حکام اور قوم کنعان کا بادشاہ بھی معبد میں جمع ہوئے۔ انہوں نے یوساط کا خواب سنا اور بعل دیوتا کا بدلا ہوا رخ بھی دیکھا۔ عارب، یوسا اور بنیطہ بھی وہیں موجود تھے کوئی فیصلہ کرنے سے قبل بہت سے جوانوں نے مل کر بعل کے بت کو سیدھا کیا لیکن جونہی وہ ایسا کر کے پیچھے ہٹے عارب نے اپنی سری قوتوں کو کام میں لا کر پھر اس کا رخ تبدیل کر دیا۔

۱۔ اس دیوتا کی کنعانیوں، موآبیوں اور دریانیوں میں زور و شور سے پرستش کی جاتی تھی۔ بعد میں اسرائیلی بھی اس کی پرستش کرنے لگے۔ موجودہ شہر بعلبک اسی بعل دیوتا کے نام پر ہے۔

قوم کنعان[۱] کے بادشاہ، حکام اور لوگوں نے جب اپنی آنکھوں سے بعل کو اپنا رخ تبدیل کرتے دیکھا تو وہ بے حد متاثر ہوئے۔ بادشاہ کے حکم پر پھر بت کو سیدھا کیا گیا لیکن عارب نے پھر حرکت کی اور سب لوگوں کی موجودگی میں بعل کا بت پھر اپنا رخ دیوار کی طرف پھیرنے لگا۔ لوگ اس بار بار کی تبدیلی پر حیران و پریشان ہو رہے تھے۔ اپنے یقین کو پکا اور پختہ کرنے کی خاطر کنعانیوں کے بادشاہ نے کئی بار بعل دیوتا کے بت کو سیدھا کرایا اور ہر بار عارب اس کا رخ تبدیل کرتا رہا۔

یہ دیکھ کر بادشاہ اور حاکموں کو یقین آ گیا کہ بڑے پجاری یوساط کا خواب سچا اور حقیقت پر مبنی ہے۔

ان حالات کے تحت بادشاہ نے اعلان کر دیا کہ بعل دیوتا کی خوشی اور رضامندی حاصل کرنے کے لیے ہر سال بعل کے میلے والے دن انسانی بچے[۱] کی قربانی دی جایا کرے گی۔ اس اعلان پر ہر کوئی خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔

یہ فیصلہ ہونے کے بعد جب سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے، تو یوساط کے پیچھے پیچھے عارب، یوسا اور بنیطہ بھی معبد سے باہر نکلے۔ تھوڑا سا آگے جا کر عارب نے یوساط کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور بڑی رازداری کے ساتھ اس نے یوساط سے پوچھا: "اے یوساط! یہ سارا معاملہ کیسا رہا؟"

یوساط خوش تھا:

"اے عارب! تم نے تو میری ساری مشکل ہی آسان کر دی۔ تم نے تو لوگوں کے سامنے ایک عجوبہ کر دکھایا جسے دیکھ کر ہمارے بادشاہ نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے بعل دیوتا کے لیے انسانی قربانی کا اعلان کر دیا۔ اے عارب! میں تیرا ممنون ہوں کیونکہ میں نے سوچ لیا ہے کہ اب بعل دیوتا کے لیے اس قربانی کے باعث ارض کنعان میں بعل دیوتا کے پجاریوں کی عزت و اہمیت میں بے حد اضافہ ہو جائے گا۔"

یوساط کی بات کاٹتے ہوئے اور اس کی معلومات میں اضافے کی خاطر عارب بولا: "اے یوساط! ایسا بھی ہوگا کہ بڑے بڑے گھرانوں کے لوگ اب اپنے بچوں کی قربانی سے بچنے کے لیے تمہاری طرف

۱۔ بعل دیوتا کے لیے اس انسانی قربانی اور اس سے ملتی جلتی دیگر رسومات کے خلاف الیاسؑ نے جہاد کیا تھا۔

رجوع کیا کریں گے۔ ہر کوئی اس سے بچنے کے لیے تیری منت کرنے پر مجبور ہوگا تو اے یوناط! کیا اس طرح میں نے تیری قدر و منزلت میں اضافہ نہیں کر دیا۔"

بوساط نے خوشی سے اس کا ہاتھ دباتے ہوئے کہا:

"یقیناً تم نے ہمارے لیے بہت اہم کام کیا ہے اور اس کے لیے میں تمہارا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔"

چونکہ پیچھے سے کچھ اور پجاری بھی تیزی سے چلتے ہوئے ان کے قریب آ گئے تھے لہٰذا عارب اور بوساط نے ذومعنی نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر بوساط دائیں طرف مڑ گیا جبکہ عارب، بیوسا اور بنیطا اپنی رہائش گاہ کی طرف چل دیے۔

O

جزیرہ سرنا کے اندر یافان نے اپنے لیے بہترین محل تعمیر کر لیا تھا جس میں لبنان کی دیودار، ارض کنعان کا شیشہ اور انتہائی قیمتی اور خوبصورت پتھر استعمال کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ جزیرے کے اندر کھیتی باڑی بھی ہونے لگی تھی اور ایک خوبصورت شہر بھی تعمیر کر لیا گیا تھا اور جزیرے کے نام کی نسبت سے اس شہر کا نام بھی سرنا رکھا گیا۔

اب یافان کے سامنے اس شہر کو آباد کرنے کا مرحلہ کھڑا تھا۔

ایک روز یافان اپنے محل سے باہر سمندر کے کنارے ایک بلند چٹان کے اوپر کھڑا تھا۔ اس کے اردگرد ان گنت حسین و خوبصورت لڑکیاں کھڑی تھیں۔ یہ وہ لڑکیاں تھیں جنہیں اس کی مصاحبت اور اس کے محل کی دیکھ بھال کے لیے مختلف اقوام سے لا کر وہاں جمع کیا گیا تھا۔ یافان کے سامنے سمندر تک یافان کی نیلی دھند پھیلی ہوئی تھی جبکہ اس کے پیچھے وہ لوگ کھڑے تھے جو کسان و صناع کی حیثیت سے سرنا میں آباد ہو چکے تھے۔

اچانک یافان نے دیکھا سمندر میں چند بڑے بڑے جہاز ان کے پاس سے گزرتے ہوئے شمال مشرق کی طرف جا رہے تھے۔ ان کے رخ سے پتہ چلتا تھا کہ وہ جزیرہ کریٹ سے جزیرہ روڈس کی طرف جا رہے تھے۔ ان جہازوں کو دیکھ کر یافان کے چہرے پر ایک مکروہ اور عیارانہ مسکراہٹ بکھر گئی۔ پھر اس نے نیلی دھند کو مخاطب کر کے کہا: "اے میرے آتشی معمولو! اے میری شیطانی قوتو!

سمندر میں وہ سامنے جانے والے بحری جہازوں کی طرف جاؤ اور ان جہازوں کے ملاحوں کو مجبور کر دو کہ وہ اپنے جہازوں کو ہمارے جزیرے کی طرف لے آئیں لیکن صرف اس صورت میں کہ اگر ان کے اندر مسافر موجود ہوں تاکہ انہیں ہم اپنے اس شہر میں آباد کریں اور اگر یہ جہاز صرف سامان لے جا رہے ہوں تو ان سے کوئی تعرض نہ کرنا اور انہیں نکل جانے دینا۔ تاکہ وہ ملاح اپنے سامان کو منزل پر پہنچا دیں۔"

یافان کا یہ حکم سننے کے بعد دور دور تک پھیلی ہوئی نیلی دھند کچھ سمٹی۔ پھر نیلے سمندر کے اوپر بڑی تیزی سے حرکت کرتی ہوئی ان بحری جہازوں کی طرف بڑھی جو کریٹ سے روڈس کی طرف جا رہے تھے۔

ان جہازوں کے ملاح اور ان میں سوار لوگ مطمئن اور پُرسکون تھے اور انہیں خبر تک نہ تھی کہ تھوڑی دیر بعد ہی وہ ایک بہت بڑے حادثے سے دوچار ہونے والے ہیں۔ ان جہازوں کے قریب جا کر یافان کی وہ نیلی دھند کئی حصوں میں بٹ گئی اور پھر نیلی دھند کے وہ حصے مختلف جہازوں کی طرف بڑھنے لگے۔

دھند کا سب سے آگے والا حصہ بڑی تیزی سے اس بحری جہاز کی طرف بڑھا جو دوسرے جہازوں کی راہنمائی کرتا ہوا سب سے آگے جا رہا تھا۔ وہ نیلی دھند سیدھی جہاز کے ملاحوں کی طرف گئی۔ جونہی وہ دھند جہاز کے اندر پھیلی تو ملاح خوف و ہراس کے باعث چیخیں مارتے ہوئے ادھر ادھر چھپ کر اپنی جانیں بچانے کی کوشش کرنے لگے کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ اس نیلی دھند کے اندر کریہہ اور ہولناک صورتوں والے ہیولے یوں لہرا رہے تھے جیسے کوئی مافوق الفطرت قوتیں رکھنے والا انسان خلاؤں کے اندر معلق ہو کر رہ گیا ہو۔

پھر ان ہیولوں میں سے ایک نے ملاحوں کو مخاطب کر کے چنگھاڑتی ہوئی آواز میں جہاز کے ملاحوں کو حکم دیا: "اپنے جہاز کا رخ جزیرہ سرنا کی طرف موڑ دو۔ اور یہ وہ جزیرہ ہے جو تمہارے دائیں ہاتھ تھوڑے فاصلے پر دکھائی دے رہا ہے۔"

ایک ملاح جو کچھ زیادہ جاہ تمند اور غیر معمولی قوتِ برداشت رکھتا تھا اس نے خوفزدہ لہجے میں پوچھ ہی لیا:

"تم لوگ کون ہو اور ہمیں کیوں جزیرہ سرنا کی طرف لے جانا چاہتے ہو؟"

دھند کے ہیولے نے جواباً کہا: "تمہیں اس سے کوئی غرض نہیں ہونی چاہیے۔ پھر بھی سن لو کہ

..... ہم لوگ اس جزیرے میں تم لوگوں کو آباد کریں گے۔"

ملاح پھر ہمت کر کے بولا:

"سب لوگ جانتے ہیں کہ وہ جزیرہ غیر آباد ہے۔ پھر وہاں تم لوگ کیسے اور کیونکر ہمیں آباد کرو گے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ تم لوگ بد روحیں یا کوئی شیطانی قوت یا دھتکاری ہوئی آسیبی طاقتیں ہو اور ہمیں اس جزیرے میں لے جا کر ہم سے اپنی خونی پیاس بجھانا چاہتے ہو؟"

ہیولے نے اس بار قدرے نرمی سے کہا: "سرنا جزیرہ اب غیر آباد نہیں۔ اب اس جزیرے کا ایک حکمران ہے جس کا نام یافان ہے۔ ہم لوگ ماورائی قوتیں ہیں اور یافان کی مرضی اور خواہش کے مطابق ہم کام کرتے ہیں۔ جزیرے میں یافان کا بہترین محل تیار ہو چکا ہے جس میں ہر قوم کی حسین لڑکیاں کام کرتی ہیں۔ کسان اور صناع بھی اس جزیرے میں آباد ہو چکے ہیں اور اپنے پیشے کے مطابق مصروفِ کار ہیں۔ اب اس جزیرے میں سرنا نام کا شہر آباد ہے جس میں انسانوں کو آباد کرنا باقی رہ گیا ہے۔ سن رکھو! اس شہر کو ایسے ہی لوگوں سے آباد کیا جائے گا جو تمہاری طرح ان بحری جہازوں میں ایک سے دوسری جگہ جاتے ہیں۔ کیا تم لوگ ان مختلف جہازوں پر مختلف گروہ ہو یا تمہارا تعلق کسی ایک ہی گروہ سے ہے اور کیا تم لوگ کسی مسافرت پر ہو یا تمہیں کوئی مہم درپیش ہے؟"

اس ملاح نے کہا:

"یہ بحری جہاز سب ہمارے اپنے ہیں۔ ہم مچھیرے ہیں اور ہم سب کا تعلق ایک ہی قبیلے سے ہے۔ ہم لوگ دراصل ٹرائے شہر کے رہنے والے ہیں اور جزیرہ کریٹ میں آباد ہونے کے لیے گئے تھے مگر چونکہ ہم وہاں کامیاب نہیں رہے اس لیے وہاں سے اب روڈس کے راستے واپس ٹرائے کی طرف جا رہے ہیں۔"

نیلی دھند کے ہیولے نے ایک وحشت ناک قہقہہ لگایا اور فیصلہ کن انداز میں کہا: "اگر یہ بات ہے تو پھر تم لوگ ہی ہمارے حاکم یافان کے شہر سرنا میں آباد کیے جانے کے قابل ہو۔ دوسرے لفظوں میں سرنا شہر کو آباد کرنے کے لیے تم لوگ بے حد مناسب اور سود مند ہو کیونکہ تم لوگ کسی اچھی جگہ آباد ہونے کی کوشش میں ہو جبکہ ہم سرنا شہر کے خوشگوار ماحول میں کسی کو آباد کرنے کے متلاشی ہیں گویا تم بھی ضرورت مند ہو اور ہم بھی۔ لہٰذا اب جہازوں کا رخ سرنا کی طرف موڑ دو کہ تمہاری منزل اب ٹرائے نہیں، سرنا ہے۔"

اس جوان اور باہمت ملاح نے ایک بار پھر بے خوفی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا:

"اگر ہم اپنے جہازوں کا رخ سرنا کی طرف نہ کریں، تب؟"

ہیولے نے کہا: "تب ہم تمہارے سارے جہازوں کے اندر جتنے بھی افراد ہیں سب کا خون کر کے واپس چلے جائیں گے۔"

اس ملاح نے کچھ سوچا پھر اس نے اپنے جہاز کا رخ جزیرہ سرنا کی طرف موڑ دیا۔ وہ دوسرے جہازوں کو بھی آواز دے کر ان کا رخ سرنا کی طرف موڑنا چاہتا تھا لیکن اس نے دیکھا ان جہازوں کے ملاحوں نے پہلے ہی جزیرہ سرنا کا رخ کر لیا تھا۔ شاید وہ نیلی دھند جو ان کے جہازوں کی طرف گئی تھی، اس دھند کے ہیولوں نے انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد سارے جہاز سمندر کے کنارے اس جگہ آ رکے جہاں یافان، لڑکیاں اور صناع و کسان کھڑے تھے۔

نیلی دھند کے ہیولوں کے مجبور کرنے پر جہازوں کے تمام لوگ اتر کر چٹان کے سامنے جمع ہو گئے۔ ان لوگوں میں عورتیں، مرد، لڑکیاں، بچے، بوڑھے، جوان سبھی شامل تھے۔ جب سب لوگ وہاں جمع ہو گئے تو یافان نے انہیں مخاطب کر کے کہا: "اے زندہ دل نو واردو! میرا نام یافان ہے اور میں اس جزیرے کا حاکم ہوں۔ اپنے کارکنوں اور ساتھیوں کے ساتھ مل کر ہم نے اس جزیرے کو خوب آباد کیا ہے۔ یہاں ضرورت کی ہر شے پیدا کی جا رہی ہے۔ تمہیں یہاں اس لیے لایا گیا ہے کہ تم اس نئے تعمیر شدہ شہر کو خوب آباد کرو۔ یہاں تم لوگوں کو ضرورت کی ہر شے اور آسائش میسر ہوگی۔ یہاں کوئی کسی پر ظلم اور زیادتی نہ کرے گا۔ ہر ایک کے ساتھ انصاف ہوگا۔ یہاں کوئی بھی ضرورت کی کسی شے سے محروم نہ رہے گا۔ مجموعی طور پر یہ ایک ایسا مثالی جزیرہ ہوگا جس میں رہنے والے ہر لحاظ سے مطمئن اور پُرسکون ہوں گے تاکہ اردگرد کی اقوام میں اس جزیرے کے انصاف و خوشحالی کی داستانیں بیان کی جائیں اور ہر کوئی اس جزیرے کے رہنے والوں اور اس کے حاکم کی تعریف و توصیف کرے۔"

"اے میرے نو وارد مہمانو! یہ تمہارے سامنے جو لوگ کھڑے ہیں یہ لوگ صناع اور کسان ہیں اور اپنے اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ یہاں آباد ہو چکے ہیں۔ یہ لوگ ابھی تم کو وہ سامنے نئے تعمیر ہونے والے شہر سرنا کی طرف لے جائیں گے اور وہاں تم لوگوں کو آباد کریں گے۔ سنو۔ ہر خاندان کو ایک گھر مہیا کیا جائے گا۔ شروع میں ہر خاندان کو چھ ماہ کے لیے ضرورت کی ہر شے مہیا کی جائے گی۔ اس کے بعد لوگوں میں ان کے پیشے تقسیم کر کے انہیں اس کی تربیت بھی دی جائے گی۔ اس کے بعد لوگوں کو اپنے اپنے پیشے کے مطابق کام کر کے خود اپنی روزی کا سامان کرنا ہوگا۔"

یافان خاموش ہوا تو ایک بوڑھے نے پوچھا:
جو شرائط ہمیں بتائی گئی ہیں ان کے مطابق ہم یہاں آباد ہونے کو تیار ہیں لیکن اے مخاطب!
گر تو اس جزیرے کا حاکم ہونے کا دعویٰ کرتا ہے پر تو نے اپنا چہرہ بلکہ سارا جسم یوں ڈھانپ رکھا ہے
جیسے کسی اور کے لیے تیرا چہرہ، جسم یا تیری جھلک دیکھ لینا گناہ ہے۔"
"جب تم یوں ہی اپنے آپ کو یوں ڈھانک اور چھپا کر رکھو گے تو ہم کیسے یہ جانیں گے کہ تم کون
ہو اور کیا پہچان ہوگی ہمارے پاس کہ کون ہمارا حاکم ہے۔"
بوڑھے کے اعتراض کے جواب میں یافان نے خاصی بلند آواز میں کہا: "اے میرے نووارد مہمانو!
تم لوگوں کے لیے اسی قدر جاننا کافی ہے کہ میں یافان تم لوگوں کا صرف حاکم ہی نہیں محافظ بھی ہوں۔ ہر آفت
مصیبت اور حملہ آور سے میں تمہاری حفاظت کروں گا۔ سنو! میرا اپنے آپ کو چھپا کر رکھنا ہی تم لوگوں
کے لیے میرے حاکم ہونے کی نشانی ہے۔ میں تم لوگوں پر یہ انکشاف بھی کر دوں کہ بنیادی طور پر میں ایک
ساحر ہوں۔ یہ نیلی دھند کے ہولناک ہیولے جو تم لوگوں کو بیچ سمندر سے یہاں لائے ہیں، سب میرے
مطیع و فرمانبردار ہیں۔
سنو اے نووارد و! میرا چہرہ نہ دیکھنا ہی تم لوگوں کے لیے بہتری اور بھلائی ہے اور جو کوئی میرا چہرہ
اور جسم دیکھنے کی جستجو میں پڑے گا وہ سخت نقصان میں رہے گا۔
سنو! مجھے غور سے سنو اور یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا رکھو کہ میں نہ صرف ایک فوق البشر انسان
ہوں بلکہ بے پناہ اور ہولناک قسم کی سری قوتوں کا مالک ہوں۔ یہ بھی سن رکھو کہ میں کھانے پینے
اور دوسری انسانی ضروریات سے ماوراء ہوں۔ جو کوئی اس سے زیادہ میری جستجو میں پڑے گا وہ یقیناً
اپنے آپ کو ہلاک کروائے گا۔ اب تم جاؤ اور اپنے اپنے گھر میں جا کر آباد ہو جاؤ۔"
وہاں کھڑے سب لوگ یافان کی اس گفتگو پر سہم سے گئے تھے۔ جواب میں کسی نے کچھ کہنے
کی ہمت نہ کی۔ پھر وہاں کھڑے کسان اور صناع ان کو لے کر نو تعمیر شدہ شہر کی طرف چل پڑے۔
اس طرح یافان نے سرنا جزیرے کو آباد کرنا شروع کر دیا۔ اس کے پاس بحری جہازوں کی تعداد بھی
بڑھتی گئی۔ لوگوں کو مختلف پیشوں پر لگا کر اس نے جزیرے کی خوش حالی میں خوب اضافہ کر دیا تھا۔
پھر اس نے کچھ حفاظتی دستے بھی مقرر کر دیے جن کے ذمے جزیرے کی دیکھ بھال اور وہاں کے لوگوں
کی محافظت تھی۔ اس طرح سرنا آس پاس کے آباد جزیروں اور ساحلوں کے اندر آہستہ آہستہ شہرت
حاصل کرنے لگا۔

○

آمون ہوتپ سوئم کے بعد اس کا بیٹا آمون ہوتپ چہارم مصر کا بادشاہ بنا۔ آمون ہوتپ سوئم کی
بیوی اور آمون ہوتپ چہارم کی ماں طیبہ چونکہ رع دیوتا کے بڑے پجاری اتریکا کی بیٹی تھی اور کبھی
خود بھی رع دیوتا کے معبد میں ایک پجارن رہی تھی[1] اور اس کا بڑا بھائی بھی رع کے معبد میں پجاری
تھا لہٰذا طیبہ شروع ہی سے آمون کے بجائے رع دیوتا کی طرف مائل تھی اور اس کی ساری ہمدردیاں رع
دیوتا کے لیے تھیں۔
طیبہ کی شادی کے کچھ ہی عرصہ بعد اس کا باپ مر گیا لہٰذا رع دیوتا کے معبد کا بڑا پجاری اتریکا
کے بیٹے اور طیبہ کے بڑے بھائی کو بنا دیا گیا۔ طیبہ رع دیوتا سے ایسی رغبت اور محبت رکھتی تھی کہ
جب اس کے ہاں اس کا بیٹا آمون ہوتپ چہارم پیدا ہوا تو اس نے اسے رع دیوتا کے معبد میں اپنے
بھائی کے پاس بھیج دیا تاکہ اس کی پرورش رع دیوتا کے پجاریوں کی نگرانی میں ہو اور آنے والے دور
میں وہ آمون کے بجائے رع دیوتا کا معتقد رہے۔
لیکن جلد ہی طیبہ کا بڑا بھائی اور رع دیوتا کے معبد کا بڑا پجاری مر گیا اور اس کی جگہ آئی نام
کے ایک پجاری کو رع دیوتا کا بڑا پجاری بنا دیا گیا۔ لہٰذا طیبہ نے آمون ہوتپ چہارم کو آئی کے
سپرد کر دیا۔
آمون ہوتپ چہارم اکثر آئی کے ہاں ہی رہتا تھا۔ آئی کی ایک بیٹی تھی نوفریتتی۔ اکٹھے رہنے کی
وجہ سے یہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرنے لگے لہٰذا کمسنی ہی میں ان دونوں کی شادی کر دی گئی۔
آمون ہوتپ سوئم مر گیا اور اس کی جگہ آمون ہوتپ چہارم مصر کا بادشاہ بنا تو ایک بادشاہ کی حیثیت سے

1۔ مشہور مورخ جوزف وارڈ تسلیم کرتا ہے کہ طیبہ شروع میں پجارن تھی۔
2۔ ماخوذ از: THE ANCIENT WORLD
3۔ مصری تاریخ سے ثابت ہے کہ آمون ہوتپ چہارم نے رع کے معبد میں پرورش پائی تھی۔
4۔ تاریخ مصر میں اس کا نام آئی ہی لکھا گیا ہے۔
5۔ تاریخ مصر

وہ مکمل طور پہ اپنی ماں کی نگرانی میں کام کرنے لگا۔

آمون ہوتپ چہارم کے بادشاہ بننے کے چند ہی روز بعد طیبہ نے شاہی محل میں اسے اور اس کی بیوی نوفریتیت[1] یعنی مصر کی ملکہ کو اپنے کمرے میں بلایا۔

جب وہ دونوں طیبہ کے کمرے میں آئے تو اس نے ان دونوں کو اپنے سامنے بٹھایا اور دونوں کو مخاطب کر کے کہا:

"اے نوفریتیت! تو جانتی ہے کہ آمون ہوتپ میرا اکلوتا بیٹا ہے اور ہم دونوں ماں بیٹا دیوانگی کی حد تک ایک دوسرے کو چاہتے ہیں۔ میں نے اپنے بیٹے کی خواہش پر اس کی شادی تم سے کر دی ہے۔ اب جبکہ تم مصر کی ملکہ اور میرے بیٹے کی بیوی ہو تو میری بھی بیٹی ہو اس لیے جو کچھ میں کہنے جا رہی ہوں اسے غور سے سننا۔

اے نوفریتیت! تو اچھی طرح جانتی ہے کہ میں اور میرا بیٹا دونوں ہی آمون کے بجائے رع دیوتا کے ماننے والے ہیں اور اب جبکہ میرا بیٹا مصر کا بادشاہ ہے اور میں اس کی واحد سرپرست ہوں تو میں چاہوں گی کہ مصر میں آمون کے بجائے رع کا بول بالا ہو اور یہ کہ اس کے بجائے رع ہمارا قومی دیوتا بنے۔"

طیبہ رکے بغیر کہتی چلی گئی:

"اے نوفریتیت! میں جانتی ہوں کہ تم اور تمہارا باپ رع دیوتا کے معاملے میں میری اور آمون ہوتپ کی طرح کٹر نہیں ہو[2]۔ اور یہ کہ تم دونوں باپ بیٹی رع کے ماننے والے تو ضرور ہو لیکن تم دونوں ہماری طرح آمون کی مخالفت کرنے والے بھی نہیں ہو لہٰذا آمون کے خلاف اور رع کے حق میں میرا بیٹا اور میں جو فیصلے کریں گے مجھے امید ہے تم ان پر کوئی اعتراض کرو گی نہ ان کے خلاف آواز بلند کرو گی۔ کیا میں تمہاری طرف سے ایسے رویے کی امید رکھوں؟"

1۔ نوفریتیت کا مجسمہ جرمنی برلن کے عجائب گھر میں محفوظ ہے۔ سال ہی میں قدیم آمادنہ شہر کی کھدائی کے دوران بھی اس کا ایک مجسمہ ملا ہے اور یہ دنیا کا حسین ترین مجسمہ مانا گیا ہے۔

2۔ مسٹر سوبن بھی تسلیم کرتا ہے کہ نوفریتیت کا جھکاؤ رع کے علاوہ آمون دیوتا کی طرف بھی تھا۔ اس لیے زندگی کے آخری دور میں اسی جھکاؤ کی بنا پہ اس کے اخناتون کے ساتھ کچھ اختلافات بھی ہو گئے تھے۔

حسین نوفریتیت نے گہری مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا:

"اب جبکہ آپ میری ماں ہیں تو میں کیونکر آپ کی مخالفت کروں گی۔ آپ مطمئن رہیں میں ہر صورت حال میں آپ کا اتباع کروں گی۔"

طیبہ نے آگے بڑھ کر نوفریتیت کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اور اس کا منہ چوم لیا۔

"اے نوفریتیت! میری بیٹی!! مجھے تم سے ایسے ہی جواب کی توقع تھی۔"

اس موقع پہ آمون ہوتپ ان کی اس گفتگو پہ کھل کر مسکرا رہا تھا۔

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد طیبہ پھر بولی:

"اے آمون ہوتپ! اب جبکہ میں اپنی بیٹی نوفریتیت سے معاملہ طے کر چکی ہوں تو مصر کے بادشاہ کی حیثیت سے تم فوری طور پر تین انقلابی اور بڑے کام کرو گے:

پہلا کام تم یہ کرو گے کہ تم اپنا نام تبدیل کرو گے۔ تمہارا یہ نام ہم نے تمہارے باپ کی خواہش پر رکھا تھا کیونکہ اس کی ہمدردیاں آمون دیوتا کے ساتھ تھیں لہٰذا اس کی خاطر میں نے تمہارا یہ نام قبول کر لیا تھا لیکن تمہارے اس نام سے آمون دیوتا کی بو آتی ہے اس لیے کہ آمون ہوتپ کے معنی ہیں "آمون خوش ہوا[1]" یا "آمون کی تسکین ہوئی"۔ جبکہ ہم آمون کی خوشی چاہتے ہیں نہ تسکین۔ ہمارا اس دیوتا سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ ہمارا سب کچھ تو رع دیوتا ہے۔"

"اے میرے بیٹے! رع دیوتا کا پرانا نام آتون[2] ہے جس کے معنی ہیں "سورج"۔ قدیم دور میں رع کی پرستش آتون کے نام سے ہی کی جاتی تھی۔ اب لوگ رع کے اس پرانے نام کو بھولتے جا رہے ہیں لیکن میں اس کے اس پرانے نام کو دوبارہ شہرت دے کر زندہ کروں گی لہٰذا اے میرے بیٹے! آج سے تمہارا نام آمون ہوتپ نہیں بلکہ اخناتون ہوگا۔ میں اور نوفریتیت ابھی سے تمہیں اس نام سے مخاطب کرنا شروع کر دیں گی جبکہ آج ہی سارے مصر کے اندر یہ اعلان کرا دیا جائے گا کہ مصر کے بادشاہ کا نام آمون ہوتپ نہیں اخناتون ہے۔ اے میرے بیٹے! اخناتون کے معنی ہیں "آتون دیوتا کی روح[3]"۔

1۔ آمون ہوتپ کے یہ معنی مصر کی قدیم تاریخ سے حاصل کیے گئے ہیں۔

2۔ رع کا قدیم نام آتون ہی تھا: قدیم مصری تاریخ۔

3۔ مصر کی قدیم تاریخ میں اخناتون کے یہی معنی لکھے گئے ہیں۔

"اے اخناتون! میرے بیٹے: تمہارا دوسرا کام یہ ہوگا کہ تھبیس شہر میں آمون دیوتا کا جو بڑا معبد ہے اسے چھوڑ کر شہر میں جو اَن گنت آمون کے معبد ہیں، انہیں بند کر دیا جائے۔ تم جانتے ہو ان معبدوں میں اس قدر دولت ہے جس کا اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔ ان تمام معبدوں کو بند کرنے کے نتیجے میں تمہیں اس قدر دولت ہاتھ لگے گی کہ مصر کا خالی خزانہ بھر جائے گا بلکہ اس دولت کو رکھنے کے لیے نئی جگہ کا بندوبست کرنا پڑے گا۔ آمون دیوتا کے ان معبدوں کو بند کرنے کے بعد تھبیس شہر میں رع دیوتا کا ایک، ایسا عالی شان معبد تعمیر کرو کہ آمون دیوتا کی ساری شان و شوکت اس کے سامنے دب کر رہ جائے۔ اس طرح مصر کے لوگوں کے ذہنوں میں آمون کے مقابلے میں رع کی عظمت عیاں ہو جائے گی۔"

ذرا خاموش رہ کر طیبہ پھر بولی:

"اور اے میرے بیٹے اخناتون! تیرا تیسرا کام یہ ہوگا کہ تو مصر کے مرکزی شہر تھبیس کی مرکزیت کو ختم کر دے اور مصر کے لیے ایک نیا شہر تعمیر کر۔ اس نئے شہر کا نام آمارنہ ہوگا اور یہ نیا مرکزی شہر مصر کے قدیم مرکزی شہر ممفس اور تھبیس کے درمیان ہونا چاہیے۔ آمارنہ کے اندر اے میرے بیٹے! رع کے لیے ایک ایسا بڑا اور عظیم معبد تعمیر کرنا کہ مصر کے اندر پہلے کبھی ایسی شان کا معبد نہ بنا ہو۔ اس معبد کا نام اخناتون رکھنا۔ اخناتون کے معنی ہوں گے آتون کی مشفق۔

اور اے میرے بیٹے! جب تو یہ کام کر گزرے گا تو پھر تیرا نام مصر کے نامور بادشاہوں میں شامل ہو جائے گا اور آنے والی نسلیں تیری عظمت کی معترف ہوں گی۔ اب تم دونوں میاں بیوی جاؤ۔ میں نے جو کہنا تھا کہہ چکی۔ اب میں انتظار کروں گی کہ میں نے جو تین کام تجھ سے کہے ہیں تم کس قدر جلد ان کی تکمیل کرتے ہو۔"

اخناتون جواب تک خاموشی سے اپنی ماں کی گفتگو سن رہا تھا، اس نے اپنی گردن کو خم کیا اور انکساری سے بولا:

"اے ماں! آپ دیکھیں گی کہ میں کس قدر جلد آپ کے احکامات کی تعمیل کرتا ہوں"۔ پھر وہ اپنی بیوی کے ہمراہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

اپنی ماں کی ہدایات کے مطابق اخناتون بڑی تیزی سے حرکت میں آیا۔ سب سے پہلے اس نے

ا۔ ماخوذ از قدیم مصری تاریخ۔

آمون کے بجائے آتون یعنی رع دیوتا کو مصر کا قومی دیوتا قرار دیا۔ پھر تھبیس شہر میں آمون دیوتا کے بڑے معبد کو چھوڑ کر باقی سب معبد بند کر دیے۔ اور ان سے حاصل ہونے والی بے شمار دولت قبضے میں لے لی۔

اس کے بعد تھبیس شہر میں اس نے رع دیوتا کا ایک عالی شان معبد تعمیر کروایا۔

ان کاموں سے فارغ ہونے کے بعد اس نے مصر کے قدیم مرکزی شہر ممفس اور موجودہ مرکزی شہر تھبیس کے درمیان دریائے نیل کے کنارے آمارنہ نام کا نیا شہر تعمیر کیا۔ اور اس شہر میں رع دیوتا کے لیے افارنہ کے نام کا معبد بھی تعمیر کر دیا۔ بعد میں یہ آمارنا شہر اسی اخناتون معبد کی نسبت سے اخناتون ہی مشہور ہو گیا اور لوگ اس شہر کو آمارنہ کے بجائے اخناتون ہی کہہ کر پکارنے لگے۔ جب اس شہر کی تعمیر مکمل ہو گئی اور اس کے اندر رع کا معبد بھی مکمل ہو گیا تو اخناتون نے مصر کا دارالحکومت تھبیس کے بجائے اس نئے شہر کو قرار دے دیا۔ اس طرح تھبیس شہر کی اہمیت پہلے سے کمتر ہو گئی۔

مصر کے بادشاہ تھوتمس نے اپنے دور میں شمالی ممالک پر لگاتار پندرہ بار یلغار کر کے فلسطینیوں کنعانیوں اور دمشق کے آموریوں کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنا لیا تھا اور آموریوں کا شہر کادیش فتح کر کے وہاں تھوتمس نے اپنی فوجی چوکیاں بھی قائم کی تھیں اور ان مفتوحہ ممالک سے مصر کے لیے نقدی اور جنس کی صورت میں سالانہ خراج بھی ملتا تھا جو خاصی بڑی مالیت پر مبنی تھا اور جس کی مدد سے مصر میں تعمیرات کے کام کرنے کے علاوہ اس خراج سے آمون دیوتا کے معبدوں پر بھی بہت کچھ خرچ کیا جاتا تھا۔ تھوتمس کے دور میں متانی سلطنت کے عربوں کے ساتھ بھی مصریوں کا ایک معاہدہ بھی ہو گیا تھا جس کے تحت دونوں سلطنتوں نے یہ عہد کیا تھا کہ بیرونی حملے کی صورت میں وہ ایک دوسرے

ا۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ اخناتون نے جو نیا مرکزی شہر تعمیر کیا اس کا نام شروع میں اخناتون رکھا گیا تھا جبکہ آجکل یہ جگہ اکارنہ کے نام سے مشہور ہے۔ ۔ ۔ ۔
واللہ اعلم!

کی مدد کیا کریں گے۔ اور یہ کہ مصری یا متانی جب اپنی توسیع پسندی کی خاطر کسی طرف حملہ آور ہوا کریں گے تو دونوں اس سلسلے میں ایک دوسرے سے تعاون کیا کریں گے۔ لیکن اخناتون نے ان معاہدوں کی طرف کوئی دھیان نہ دیا نہ اس نے اپنی ان فوجی چوکیوں کی مضبوطی اور دیکھ بھال پر کوئی توجہ دی جو مفتوحہ اقوام سے خراج وصول کرنے کیلیے قائم کی تھیں۔

اخناتون کی اس بے توجہی کا اثر یہ ہوا کہ ان اقوام سے مصر کو خراج ملنا بند ہو گیا تاہم اس سے مصر کی معیشت پر کوئی اثر نہ پڑا کیونکہ اخناتون نے ان ہی مفتوحہ اقوام کے ساتھ تجارت بڑھا کر مصری معیشت کو مضبوط و مستحکم بنا دیا تھا۔ مفتوحہ علاقوں کی طرف اخناتون کی اس بے توجہی کا دوسرا اثر یہ ہوا کہ وہاں مصری فوجی چوکیاں ختم ہو گئیں اور ان اقوام نے ایک دوسرے کو ہدف بنانا شروع کر دیا۔ مثلاً دمشق کے آموریوں نے کنعانیوں کے شہر جبلہ اور اغاریت[2] پر حملے شروع کر دیے۔ دراصل آموری چاہتے تھے کہ کنعانیوں کی بندرگاہ پر قبضہ کر کے وہ کنعانیوں کی طرح تجارت میں نام پیدا کر کے ان کی مانند خوب دولت حاصل کریں۔

کنعانیوں کے بادشاہ نے آموری عربوں سے اپنے شہر اور بندرگاہ جبلہ اور اغاریت کی حفاظت کرنے کے ساتھ ساتھ مصر کے بادشاہ اخناتون سے بھی مدد کی درخواست کی لیکن اخناتون نے نہ اس خط کا کوئی جواب دیا نہ ہی کنعانیوں کے بادشاہ کی اس درخواست کو کوئی اہمیت دی۔

آموریوں کو بھی چونکہ احساس تھا کہ کنعانیوں کی طرح وہ بھی مصریوں کی مفتوحہ قوم کی حیثیت رکھتے ہیں لہٰذا آموریوں کے بادشاہ کو جب خبر ہوئی کہ کنعانیوں کے بادشاہ نے آموریوں کے خلاف مصر کے بادشاہ کو خطوط لکھے ہیں تو اپنی صفائی کی خاطر آموریوں کے بادشاہ نے بھی اخناتون کو خط لکھے اور ان خطوط میں اس نے کنعانیوں کے بادشاہ کی کھل کر مذمت کی تھی اور صاف صاف لکھا تھا کہ کنعانی صرف اپنی مطلب براری کے لیے مجھ پر الزام تراشی کر رہے ہیں کہ میں ان پر حملہ آور ہو رہا ہوں اور یہ کہ میں ان کی بندرگاہ پر قبضہ کرنا چاہتا ہوں۔

آموریوں کے بادشاہ کو جو خطوط لکھے گئے وہ موجودہ دور میں کھدائی کے دوران دستیاب

۱۔ موجودہ صدی کے شروع میں کھدائی کے دوران اخناتون کی ممی ملی تھی اس کا مجسمہ (LOUVRE) کے عجائب گھر میں محفوظ ہے۔

۲۔ جبلہ اور اغاریت اس دور میں چونکہ سب سے بڑی تجارتی بندرگاہیں تھیں لہٰذا آموری ان پر قابض ہونا چاہتے تھے۔

ہوئے ہیں ان میں آموریوں کے بادشاہ نے اپنے آپ کو مصر کے بادشاہ کا غلام اور انکساری میں خود کو اس کے گھوڑوں کا کتا[1] تک تحریر کیا ہے۔

تاہم یہ حقیقت اپنی جگہ اٹل تھی کہ آموریوں کا بادشاہ اور اس کا بیٹا[2] بڑے زور و شور کے ساتھ کنعانیوں کے شہر جبلہ پر حملہ آور ہو رہے تھے تاکہ کسی بھی طرح وہ یہ بندرگاہ کنعانیوں سے چھین لیں۔ اس لیے کہ موجودہ کھدائی کے دوران پچاس[3] سے زائد ایسے خطوط ملے ہیں جو کنعانیوں کے بادشاہ نے اخناتون کو لکھے تھے جن میں اس نے آموریوں کے خلاف اپنے شہر جبلہ کی حفاظت کے لیے اس سے مدد طلب کی تھی لیکن اخناتون نے اس معاملے میں بے حسی کا ثبوت دیا اور آموریوں کے خلاف کنعانیوں کی کوئی مدد نہ کی۔

گو آموری اور کنعانی دونوں ہی عرب تھے اس کے باوجود آموری کنعانیوں کے درپے ہو گئے تھے اس طرح آموریوں کا بادشاہ اور اس کا بیٹا دونوں آموریوں کو ارضِ شام کی سب سے بڑی قوت بنانے میں مصروف رہے۔ دوسری طرف کنعانی بھی اپنے وسائل کے مطابق اپنے شہروں اور بندرگاہوں کی حفاظت کرتے رہے۔

اخناتون کی اس بے توجہی کا اثر متانی سلطنت پر بھی ہوا۔ گو ان کے اور مصریوں کے درمیان دفاعی معاہدہ[4] تھا لیکن جب آموریوں کے مقابلے میں مصریوں نے کنعانیوں کی کوئی مدد نہ کی تو حتی قوم نے متانی سلطنت کو اپنا نشانہ بنانے کا فیصلہ کر لیا۔

گو متانی سلطنت کے عربوں کی عسکری قوت بڑی مضبوط تھی اور اس نے شامی سرزمین میں آموری عربوں پر غلبہ پا کر اپنی عسکری قوت میں کافی اضافہ کر لیا تھا لیکن اس کے باوجود حتی ان سے زیادہ طاقتور تھے اس لیے کہ ان کے لشکر کی تعداد بھی متانیوں سے زیادہ تھی۔ اس کے علاوہ حتی ان اقوام میں

۱۔ بادشاہ کا غلام اور گھوڑوں کا کتا ہونے کے الفاظ اس خط سے لیے گئے ہیں جو کہ تاریخوں میں درج ہے۔

۲۔ مصر کی قدیم تاریخ میں بادشاہ اور اس کے بیٹے دونوں کا ذکر ہے۔

۳۔ مسٹر سوبن ایسے ۵۰ خطوں کی تصدیق کرتا ہے اور اپنی تاریخ میں انہیں تفصیل سے لکھتا ہے۔

۴۔ مصر کی قدیم تاریخ میں اس معاہدے کا باقاعدہ ذکر ہے۔

سرِ فہرست تھے جنہوں نے لوہے کے استعمال کا فن سب سے پہلے سیکھا تھا۔ اس لیے حتی اپنے جنگی ہتھیاروں کی وجہ سے بھی متانیوں پر فوقیت رکھتے تھے لہٰذا انہوں نے متانی سلطنت پر حملے شروع کر دیے تھے۔ حتیوں کا ارادہ تھا کہ مصری چونکہ خاموش ہیں لہٰذا وہ متانیوں پہ حملے جاری رکھ کر ان کے علاقوں پر آہستہ آہستہ قابض ہوتے جائیں اور اگر مصر کبھی بیدار ہوا اور اس نے اس سلسلے میں باز پرس کی تو وہ اپنے علاقوں میں سمٹ جائیں گے۔

متانیوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے حتی آموری عربوں کی طرف سے بھی فکر مند تھے۔ اس لیے کہ آموری ارضِ شام میں سب سے بڑی قوت بن کر ابھر رہے تھے اور پھر بابل کے اندر بھی ایسے لوگوں کی ہی حکومت تھی جو آموری نسل سے ہی تعلق رکھتے تھے لہٰذا حتیوں کو خطرہ تھا کہ اگر عرب قوم کی حیثیت سے متانیوں نے آموریوں کو پکار لیا اور آموریوں نے بھی ان کی مدد کرنے کا فیصلہ کر لیا تو پھر خود حتیوں کا وجود خطرے میں پڑ کر رہ جائے گا اور یہ کہ حتیوں کی سلطنت تباہ و برباد ہو جائے گی۔ اس لیے حتیوں نے متانیوں پہ حملہ آور ہونے کے ساتھ ساتھ آرامیوں کو بھی جبلہ اور اغاریت پر قبضہ کرنے کے لیے مدد فراہم کرنا شروع کر دی تھی۔

اس طرح حتی اپنی چال میں کامیاب رہے کہ انہوں نے آموری اور کنعانی دو عرب اقوام کو آپس میں لڑا کر ان کی توجہ اپنی طرف سے یکسر ہٹا دی جبکہ خود بھی متانی سلطنت کے خلاف حرکت میں آ گئے۔

دوسری طرف ان سارے حالات کی خبر رکھتے ہوئے بھی اخناتون نے اس طرف کوئی توجہ نہ دی اور اگر اس موقع پہ مصر مداخلت کرتا تو آج حتیوں اور متانیوں کی تاریخ مختلف ہوتی۔

حتیوں نے گو متانیوں کو اپنا نشانہ[1] بنانا شروع کر دیا تھا لیکن متانی سلطنت بھی کوئی ایسا تر نوالہ نہ تھی کہ حتی فوراً اس پر حملہ آور ہو کر اسے ہڑپ کر جاتے۔ اس لیے کہ متانیوں کی عسکری حیثیت بھی کافی مضبوط تھی لہٰذا انہوں نے ہر محاذ پر ڈٹ کر حتیوں کا مقابلہ کیا۔ اس طرح حتیوں اور متانیوں کی جنگیں طول پکڑ گئیں اور دونوں اقوام کے درمیان دائمی اور مستقل عداوت و دشمنی پیدا ہو گئی۔

دوسری طرف شاید خدا کو یہ منظور نہ تھا کہ آموری اپنی اندھی قوت کے بل بوتے پہ کنعانیوں پر غالب آ کر ان کے شہر جبلہ اور اغاریت پہ مستقل قبضہ کر لیں اس لیے کہ جن دنوں کنعانیوں اور آموریوں کے مابین جارحیت اور دفاع کی یہ ہولناک اور خوں ریز جنگ جاری تھی ان علاقوں میں

1۔ قدیم مصری تاریخ میں حتیوں اور متانیوں کی ان جنگوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

ایک ہولناک زلزلہ[1] آیا اور اس زلزلے نے جبلہ و اغاریت دونوں ہی شہروں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔

گو اس زلزلے کی ہولناک تباہ کاریوں کے بعد ان شہروں کو پھر سے آباد کر لیا گیا مگر اغاریت اور جبلہ کو پھر وہ شہرت اور چہل پہل نصیب نہ ہو سکی جو ان دونوں شہروں کو پہلے حاصل تھی۔ اس بنا پہ آموریوں نے اب ان شہروں میں دلچسپی لینی چھوڑ دی۔ اس طرح آموریوں اور کنعانیوں کے درمیان جنگوں کا سلسلہ رک گیا۔ تاہم حتیوں اور متانیوں کے درمیان چپقلش ابھی جاری تھی اور یہ دونوں ایک دوسرے کے خلاف جنگوں میں مصروف تھے جن کا کوئی نتیجہ واضح اور عیاں ہو کر سامنے نہ آیا تھا۔

○

ایران میں کیقباد کی حکومت چل رہی تھی۔ اس نے ایران میں ایک نئے یعنی کیانی عہد کی بنیاد ڈالی تھی۔ اس کے علاوہ اپنے مرکز کو اگباتانا سے بلخ لے گیا تھا اور اب ایران کی آخری سرحد پر دریائے جیحوں کے کنارے واقع شہر بلخ ہی ایران کا مرکزی شہر تھا۔

کیقباد کا عہد عدل و انصاف کی وجہ سے مشہور تھا۔ اس نے اپنے صد سالہ دورِ حکومت میں ملک کو خوش حال بنانے کی پوری پوری کوشش کی۔ زراعت کو ترقی دی۔ آبپاشی کے لیے چشموں اور کاریزوں کے نظام کو بہتر بنایا۔ دیہات اور قصبوں کو خاص خاص ناموں سے موسوم کیا۔ مختلف علاقوں کی حدود کا تعین کیا۔ لوگوں پہ پیداوار کا دسواں حصہ لگان مقرر کیا جس کا بیشتر حصہ فوجی مزدوروں پر خرچ کیا جاتا تھا۔

کیقباد کے یوں رفاہِ عامہ کے کاموں پر توجہ دینے کی وجہ سے ملک خوش حال ہو گیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ ملک کی آبادی اور خوشحالی میں شاہی خزانے کو بڑا دخل ہوتا ہے اس لیے اس نے ریگِ بیاباں[2]

1۔ اس زلزلے کا ذکر اکثر مؤرخین نے کیا ہے۔

2۔ ثعالبی نے اپنے شاہ نامے میں کیقباد کے خزانے کا ذکر "ریگِ بیاباں" کے الفاظ سے ہی کیا ہے۔

کی مانند مال و دولت جمع کی اور شاہی خزانے کو بیش بہا جواہرات سے بھر دیا۔ یوں ایران کی حالت پہلے سے اب بہت بہتر ہو گئی تھی۔ کیقباد نے اس کی عسکری قوت میں بھی بے حد اضافہ کر دیا تھا۔

ماضی میں چونکہ ذو بن طہماسپ کے دور میں ترکوں کو ایرانیوں کے ہاتھوں ہزیمت اٹھانا پڑی تھی لہٰذا انہوں نے ایرانیوں سے انتقام لینے کا فیصلہ کر لیا۔

ترکوں کے بادشاہ افراسیاب نے ایرانیوں سے انتقام لینے کی خاطر اپنے لشکر کی تعداد بڑھانے کے علاوہ زور و شور سے جنگ کی تیاریاں بھی شروع کر دیں۔

دوسری طرف کیقباد بھی غافل نہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ماضی کی طرح ترک ایران کو پھر اپنا ہدف بنانے کی کوشش کریں گے لہٰذا وہ ان کی طرف سے محتاط تھا۔ اس نے ترکوں کے علاقے کی طرف اپنے جاسوس پھیلا رکھے تھے جو اسے حالات سے آگاہ رکھتے تھے۔

ایک روز کیقباد بلخ میں دریائے جیحوں کے کنارے اپنے شاہی محل میں اس بڑے کمرے میں بیٹھا تھا جہاں بیٹھ کر وہ لوگوں کے ساتھ انصاف کرتا تھا کہ اس کا ایک جاسوس وہاں آیا اور اس نے ایرانیوں کے خلاف افراسیاب کی جنگی تیاریوں کی اسے اطلاع دی۔ کیقباد چند ثانیوں تک اپنی گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے جاسوس سے کہا:

"تم جاؤ اور دوبارہ دشمن پر نگاہ رکھنے کے کام میں لگ جاؤ۔ اور ہاں سنو۔ جاتے ہوئے میرے بیٹے کیکاؤس اور شاہی قاصد آرومہ کو میرے پاس بھیجتے جاؤ۔"

جاسوس چلا گیا اور کیقباد پھر پہلے کی طرح گہری اور فکر مند سوچوں میں کھو گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد کمرے میں کیقباد کا بیٹا کیکاؤس[1] داخل ہوا۔ اسے کیقباد نے اپنا ولی عہد بھی مقرر کر رکھا تھا۔ کیکاؤس نے اپنا بیٹا اور کیقباد کا پوتا سیاؤش[2] اپنی گود میں اٹھا رکھا تھا۔ کیکاؤس جب قریب آیا تو کیقباد نے ہاتھ بڑھا کر سیاؤش کو اس سے لے لیا اور اسے اپنی گود میں بٹھاتے ہوئے کیکاؤس کو ساتھ والی نشست پر بیٹھنے کا حکم دیا۔

1۔ کیکاؤس نے آگے چل کر یمن پر حملہ کیا اور اپنی زندگی کے بدترین دور سے گزرا۔ اگلے صفحات میں اس کے حالات تفصیل سے آئیں گے۔

2۔ اس نے آنے والے دور میں اپنے باپ کے خلاف بغاوت کی۔

جب کیکاؤس اپنی نشست پر بیٹھ گیا تو کیقباد نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"اے فرزند دلبند! جو جاسوس تمہیں بلانے گیا تھا وہ یہ خبر لے کر آیا ہے کہ افراسیاب اپنی جنگی تیاریوں میں بری طرح مصروف ہے اور یہ کہ وہ اپنی گزشتہ ہزیمت کا بدلہ لینے کی خاطر عنقریب ہم پر حملہ آور ہونے کے لیے ہماری سرزمینوں کا رخ کرے گا۔ میں نے اسی سلسلے میں مشورے کے لیے تمہیں بلایا ہے۔"

کیکاؤس نے بڑی سعادتمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا:

"آپ کا ہر فیصلہ ہمارے لیے حکم کا درجہ رکھتا ہے۔ آپ جو فیصلہ کریں گے ہم اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔"

کیقباد نے چند لمحوں تک کچھ سوچا۔ پھر بولا:

"اے کیکاؤس، میرے بیٹے! تم جانتے ہو کہ ماضی میں ہمارے پاس تین بہترین جرنیل رہے ہیں۔ ایک پہلوان زال۔ دوسرا طوس اور تیسرا گودرز۔ ان تینوں نے ہر دشمن کے خلاف خلوص نیت کے ساتھ اپنی قوم کی خدمت کی ہے۔ طوس اور گودرز مر چکے ہیں تاہم زال ابھی زندہ ہے جبکہ گودرز کا بیٹا بھی اب جوان ہو چکا ہے۔ میں اسے دیکھ چکا ہوں اور وہ مجھ سے متعارف ہو چکا ہے۔ اس کا نام گیو بن گودرز[1] ہے۔

اے بیٹے! میں نے فیصلہ کیا ہے کہ سب سے پہلے زال کو اس کے آبائی شہر سیستان سے بلایا جائے۔ جب وہ آ جائے تو گیو بن کو اس کے ساتھ کر کے ایک جرار لشکر ان کے حوالے کیا جائے۔ مجھے امید ہے کہ زال اور گیو بن لشکر کی بہترین راہنمائی کریں گے اور افراسیاب کو بدترین شکست سے دوچار کر کے اسے میدان جنگ سے بھاگنے پر مجبور کر دیں گے۔"

کیکاؤس نے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے جواب دیا:

"آپ کا فیصلہ بہترین اور عمدہ ہے۔ زال کی شجاعت اور جرأتمندی تو کسی تعریف کی محتاج نہیں ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ میں گیو بن گودرز کو بھی اچھی طرح جانتا ہوں۔ یقیناً وہ ان جوانوں میں سے ہے جن پر ضرورت کے وقت اعتماد اور بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔"

کیکاؤس کی بات پر کیقباد مسکرایا اور بولا:

1۔ پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی نے اس کا یہی نام لکھا ہے۔

"اے فرزند! تمہاری بات نے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ میں نے قاصد آرومہ کو بھی بلایا ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے ابھی سیستان کی طرف روانہ کروں کہ وہ زال کو بلا لائے تاکہ افراسیاب کے خلاف جنگی تیاریاں مکمل کر لی جائیں اور پھر اسے کیکاؤس! ــــــ"

کیقباد کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ شاہی قاصد آرومہ کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔ کیقباد نے اسے اپنے پاس بٹھایا پھر اسے مخاطب کر کے بولا:

"اے آرومہ! ابھی تھوڑی دیر قبل ایک مخبر یہ اطلاع لے کر آیا ہے کہ افراسیاب ہمارے خلاف جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہے اور عنقریب وہ ہم پر حملہ آور ہو گا لہٰذا تو ابھی اور آج ہی سیستان[1] کی طرف روانہ ہو جا اور وہاں سے زال کو بلا کر لا۔ تاکہ اس کے ساتھ مل کر افراسیاب کے مقابلے کے لیے اپنی سرزمینوں کی حفاظت اور دفاع کے انتظامات کو آخری شکل دی جا سکے۔ اے آرومہ! یہ کام جس قدر کم مدت میں ہو جائے بہتر ہے کیونکہ افراسیاب کے مقابلے کے لیے زال کا ہمارے لشکر میں ہونا ضروری ہے۔ تمہیں جو شے درکار ہے شاہی خزانے سے حاصل کر لو اور تھوڑی دیر بعد ہی روانہ ہو جاؤ۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

آرومہ اٹھ کر باہر نکل گیا جبکہ کیقباد اور کیکاؤس دونوں پھر پہلے کی طرح ملکی دفاع پر گفتگو کرنے لگے تھے۔

O

آرومہ ایک روز سیستان میں زال کے دروازے پر پہنچا اور دستک دی۔ دروازہ کھلا تو آرومہ نے دیکھا ایک کوہ پیکر اور دیو قامت نوجوان دروازے میں کھڑا تھا۔ آرومہ اسے دیکھ کر دنگ رہ گیا کیونکہ اس کی شکل زال پہلوان سے ملتی تھی۔

پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور اس جوان سے کہا:

میرا نام آرومہ ہے۔ میں شاہی قاصد ہوں اور بلخ سے آیا ہوں۔ میرے پاس اپنے شہنشاہ کی طرف سے زال پہلوان کے نام ایک انتہائی اہم پیغام ہے۔ کیا میں فی الفور زال پہلوان سے

1۔ زال کا یہ آبائی شہر تھا جس کا وہ حاکم بھی تھا۔

مل سکوں گا اور اے نوجوان! کہ تیری شکل زال پہلوان سے کافی حد تک ملتی ہے۔ کیا میں جان سکتا ہوں کہ تو کون ہے۔ تیرا کیا نام ہے اور زال سے تیرا کیا رشتہ ہے"۔

وہ نوجوان مسکرایا۔ پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے آرومہ سے پرجوش انداز میں مصافحہ کیا۔

اس کے بعد بولا:

"میرا نام رستم[1] ہے اور میں زال پہلوان کا بیٹا ہوں"۔

آرومہ نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا اور اس کی پیشانی چوم کر بولا:

"واہ! تو کیسا خوبصورت اور کوہ قامت جوان ہے۔ یقیناً زال کے بیٹے کو ایسا ہی ہونا چاہیے تھا"۔

رستم نے آرومہ سے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔ دونوں کو اندر لایا۔ پہلے اس نے آرومہ کو دیوان خانے میں بٹھایا۔ پھر گھوڑے کو اصطبل کی طرف لے جاتے ہوئے بولا:

"میں ابھی اپنے باپ زال کو بلا کر لاتا ہوں"۔

آرومہ وہاں بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد رستم زال کے ہمراہ کمرے میں داخل ہوا۔ زال اور آرومہ ایک دوسرے کے پرانے جاننے والے تھے کیونکہ ایک دوسرے کو دیکھ کر انہوں نے بے پناہ خوشی کا اظہار کیا۔ پھر پُرجوش انداز میں بغل گیر ہوئے۔ زال آرومہ کے سامنے بیٹھ گیا۔ جبکہ رستم اس کے پہلو میں بائیں طرف بیٹھا تھا۔

زال نے آرومہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"اے آرومہ! تو نے کس اہم کام کے لیے بلخ سے سیستان آنے کی زحمت کی ہے۔ یہ میرا بیٹا رستم ہے جو تم سے متعارف ہو چکا ہے۔ اس نے مجھے اسی قدر بتایا ہے کہ تم بادشاہ کا کوئی خاص پیغام لے کر آئے ہو"۔

آرومہ بولا:

"اے بزرگ زال! افراسیاب کی طرف سے حملے کا خطرہ ہے لہٰذا بادشاہ نے آپ کو بلایا ہے تاکہ آپ کی کمانداری میں لشکر ترتیب دے کر افراسیاب کا مقابلہ کیا جا سکے۔ بس آپ یہ سمجھیں کہ میں آپ کو لینے آیا ہوں۔ بادشاہ کا یہ حکم بھی ہے کہ یہ کام وقت ضائع کیے بغیر کم از کم مدت

1۔ ایران کے اس نامور پہلوان کے حالات آئندہ صفحات میں آئیں گے۔

میں کرنا ہے۔ اس بارے میں آپ سے یہ جاننا چاہوں گا کہ آپ کب تک بلخ کے لیے میرے ساتھ روانہ ہو سکتے ہیں"۔

زال چند ثانیوں تک اپنی گردن جھکائے سوچتا رہا۔ تھوڑی دیر کے لیے اس کے چہرے پر الجھن سی نمودار ہوئی۔ پر جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور گردن سیدھی کرتے ہوئے جواب میں بولا:

"اے آرومہ! مجھے انکار کرتے ہوئے شرم آرہی ہے۔ پر میں دو وجوہات کی بنا پر تیرے ساتھ بلخ نہ جا سکوں گا۔ اول یہ کہ میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں اور لشکروں کی کمانداری اب میرے بس کی بات نہیں رہی۔ دوئم یہ کہ میں گنٹھیا کا مریض ہوں اور چلنے پھرنے سے قاصر ہوں اور نہ ہی اب میں گھوڑے کی سواری کر سکتا ہوں۔

ہاں! یہ میرا بیٹا رستم حاضر ہے۔ جس قدر میں جوانی میں شجاع اور طاقتور تھا یہ اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔ پھر میں نے اسے فنون سپہ گری کی بہترین تربیت دی ہے۔ میرے بجائے اسے ساتھ لے جاؤ اور کیقباد کے سامنے پیش کرو۔ میں تم لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ رستم میری نسبت ایران کے لیے کئی گنا زیادہ کارآمد اور نامور ثابت ہوگا"۔

آرومہ نے غور سے رستم کی طرف دیکھا اور کہا:

"یہ تو رستم کی شخصیت سے ہی ظاہر ہے کہ وہ یقیناً بہترین کماندار ثابت ہوگا۔ آپ کی خواہش پر میں اسے ہی اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ پر آپ مجھے یہ بتائیں کہ میں کب تک یہاں سے بلخ کی طرف کوچ کر سکوں گا"۔

زال نے کہا:

"تمہارے آنے سے قبل ہم لوگ گھر میں کھانا کھانے کی تیاری کر رہے تھے۔ اب کھانا تیار ہے پہلے کھانا کھاؤ۔ پھر آج کا دن آرام کرو۔ اگر تم جلدی ہی جانا چاہتے ہو تو پھر کل یہاں سے کوچ کر جانا"۔

آرومہ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"میں مکمل طور پر آپ سے اتفاق کرتا ہوں"۔

اس دوران رستم اٹھا اور کھانے کے برتن اٹھا لایا۔ پھر وہ تینوں اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔

دوسرے روز رستم اور آرومہ سیستان سے بلخ کی طرف کوچ کر گئے!

○

چند روز بعد ایک دن جبکہ کیقباد اپنا دربار لگائے بیٹھا تھا اور اس کا ولی عہد بیٹا کیکاؤس اور دیگر اراکینِ سلطنت اپنے اپنے مراتب کے مطابق اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھے تھے کہ آرومہ رستم کو لے کر کیقباد کے سامنے حاضر ہوا۔

کیقباد نے حیرت و استعجاب کے عالم میں آرومہ کی طرف دیکھا اور پوچھا:

"اے آرومہ! تیرے ساتھ یہ کون جوان ہے اور تم اپنے ساتھ سیستان سے زال کو کیوں لے کر نہیں آئے"۔

آرومہ نے کہا:

"اے بادشاہ! میرے ساتھ یہ جوان رستم ہے جو زال پہلوان کا بیٹا ہے۔ اے بادشاہ! دو وجوہات کی بنا پر زال پہلوان نے آنے سے معذوری ظاہر کی ہے۔ ایک یہ کہ وہ اب کافی بوڑھا ہو چکا ہے اور لشکروں کی کمانداری کے قابل نہیں رہا۔ دوسرے یہ کہ گنٹھیا کا مریض ہے جو چلنے کی وجہ سے وہ زیادہ طویل سفر نہیں کر سکتا۔ ان وجوہات کی بنا پر وہ خود تو نہیں آیا البتہ اس نے اپنے بیٹے رستم کو بھیج دیا ہے اور ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہا ہے کہ اس کا بیٹا رستم اس کی نسبت زیادہ بہتر اور کامیاب کماندار ثابت ہوگا"۔

کیقباد اپنی جگہ سے اٹھا اور آگے بڑھ کر رستم سے گلے ملا۔ اس کے بعد دوسرے لوگ بھی اٹھ کر رستم سے باری باری ملے۔ اس کے بعد کیقباد نے باقاعدہ طور پر رستم کو اپنے لشکر کا کماندار بنانے کا اعلان کیا۔

اس طرح رستم بلخ میں اپنے ماتحت جرنیلوں کے ساتھ مل کر افراسیاب کے خلاف جنگی تیاریوں میں مصروف ہو گیا۔

○

یہاں ایران اور اس کے نواح میں تو کیقباد اور افراسیاب ایک دوسرے کے خلاف

جنگی تیاریوں میں معروف تھے ادھر بابل اور اس کی سلطنت کے اندر بھی ایک بہت بڑا انقلاب رونما ہوا۔ گو حمورابی نے بابل میں ایک مضبوط اور ناقابلِ تسخیر عسکری قوت پیدا کی تھی لیکن اس کے بعد اس کے جانشین نااہل ثابت ہوئے اور اس معیار کو قائم نہ رکھ سکے جو حمورابی نے ان کے لیے قائم کیا تھا۔ اس طرح بابل کی عسکری حیثیت میں کمزوری اور ضعف پیدا ہوتا چلا گیا اور اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ ہمسایہ اقوام بابل کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگی تھیں۔

اس دوران ایک غیر متوقع واقعہ ہوا اور یہ کوہستانِ زاگروس کے اندر کاسو[1] نامی ایک قوم کی نموداری تھی۔ اس قوم نے بابل پر حملہ کر دیا۔ کاسو قوم کا یہ حملہ ایسا زوردار تھا کہ بابل کا لشکر اس کا مقابلہ نہ کر سکا۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کاسو قوم نے بابل پر قبضہ کر کے وہاں سے اپنی حکومت[2] قائم کر لی۔

لارسا شہر جو کبھی بابلیوں سے عیلامیوں نے چھینا تھا اور جسے ایک سخت معرکے کے بعد حمورابی نے واپس لے لیا تھا۔ اس شہر کے گرد و نواح میں زیادہ تر سومیری آباد تھے۔ بابلی سلطنت کے حالات ابتر ہوئے تو لارسا اور اس کے گرد و نواح میں سومیریوں نے بغاوت کر دی اور بابل سے علیحدہ ہو کر اپنی ایک آزاد اور خودمختار حکومت[3] قائم کر لی لیکن ان کی بدقسمتی کہ جلد ہی دشتِ حجاز کی طرف سے کچھ خانہ بدوش نمودار ہوئے۔ ان کے سردار کا نام ایلیا ایلوم تھا۔ یہ خانہ بدوش دراصل چرواہے تھے اور اچھی اچھی چراگاہوں کی تلاش میں ایک جگہ سے دوسری جگہ سرگرداں رہتے تھے۔

ایلیا ایلوم[4] جب اپنے ان گنت خانہ بدوشوں کے ساتھ بابل کے ویران علاقوں کی چراگاہوں میں داخل ہوئے اور مقامی لوگوں سے اسے یہ خبریں ملیں کہ کوہستانِ زاگروس سے ایک وحشی قوم نے نکل کر بابل پر قبضہ کر کے اپنی حکومت قائم کر لی ہے اور یہ کہ لارسا کے باغی بھی اپنی علیحدہ سومیری سلطنت بنا چکے ہیں تو وہ ان خبروں سے بے حد متاثر ہوا اور اس نے بھی ان علاقوں میں قسمت

۱۔ اس کاسو قوم کے افراد وحشی کرد کہلاتے ہیں۔
۲۔ کاسو قوم کی حکومت سے متعلق پروفیسر مقبول بیگ نے تفصیل سے لکھا ہے۔
۳۔ تاریخ ایران
۴۔ تاریخ ایران

آزمانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے ارادہ کیا کہ وہ سومیریوں کو حملہ آور ہو کر لارسا شہر ان سے چھین لے گا اور اپنے خانہ بدوشوں کو وہاں آباد کر کے وہاں اپنی حکومت قائم کرے گا۔

ایلیا ایلوم ایک باہمت اور جفاکش جوان تھا۔ اس نے اپنے خانہ بدوشوں کا ایک لشکر ترتیب دیا اور اپنے ارادوں کی تکمیل کے لیے اس نے لارسا پر حملہ کر دیا۔ سومیریوں نے ایلیا سے اپنا دفاع کرنے کی بڑی کوشش کی لیکن اپنی ساری جنگی حکمتِ عملی کے باوجود ناکام رہے۔ اس لیے کہ ایلیا تو ایک ہولناک طوفان اور تباہ کن آندھی کی طرح ان پر حملہ آور ہوا تھا۔ سومیریوں کو ایلیا نے مکمل طور پر مغلوب کر لیا۔ پھر اس نے اپنے خانہ بدوشوں کو لارسا اور اس کے گرد و نواح میں آباد کیا اور وہاں اپنی حکومت قائم کر لی[1]۔

۱۔ ایلیا ایلوم کی حکومت بابل میں کاسو قوم کی حکومت کے بین بین چلتی رہی۔

یافان نے سرنا جزیرے میں جو سرنا نام کا شہر تعمیر کرایا تھا وہ اب خوب آباد ہو گیا تھا شہر کے اندر بازار، کوچے، محلے سب آباد تھے۔ یوں اس نے سرنا کو فردوس بنا لیا تھا۔

ایک روز یافان اپنے محل سے نکل کر بازار کی طرف جانے لگا تو اس کے محل کی دیکھ بھال اور اس کی مصاحبت پر مامور لڑکیوں میں سے ایک اس کے قریب آئی۔ اس کے ساتھ ایک بوڑھا مرد بھی تھا۔

لڑکی نے یافان کو مخاطب کر کے کہا:

"اے آقا! میں بازار سے گزر رہی تھی کہ یہ بوڑھا اپنے ایک جاننے والے کے ساتھ ایسی گفتگو کر رہا تھا جس نے مجھے بے حد متاثر کیا۔ میں اسے اس غرض سے اپنے ساتھ لائی ہوں کہ شاید اس کی گفتگو سننے کے بعد آپ نئے انکشافات جان کر اپنے لیے کوئی فائدہ حاصل کر سکیں اے آقا! یہ بزرگ دراصل بازار میں اپنے دوست کو یونان کے ایک ایسے شخص کے واقعات سنا رہا تھا جو فوق البشری قوتوں کا مالک ہے۔ میں اسے ساتھ لے آئی ہوں کہ وہی حالات آپ بھی سنیں۔ ہو سکتا ہے وہ آپ کے لیے مفید ہوں۔"

یافان نے بوڑھے سے پوچھا: "تم بازار میں اپنے دوست کو یونان کے جس شخص کے حالات سنا رہے تھے وہ تفصیل سے مجھے بھی کہو۔"

بوڑھا سکون کا ایک لمبا سانس لے کر بولا:

"میں تو ڈر رہا تھا کہ یہ لڑکی مجھے آپ کی طرف کیوں کھینچ لائی ہے۔ ہاں تو آقا! میں اپنے اس دوست کو ایک ایسے شخص کے حالات سنا رہا تھا جو بے پناہ قوتوں کا مالک ہے اور میں سمجھتا ہوں اس جیسا کوئی اور نہ ہو گا جو افلاک کی ترکیب، کواکب کے اجتماع، حکمت و نجوم، اعداد و حساب اور ستاروں کے کشش و رموز میں اس جیسی مہارت و بصیرت رکھتا ہو۔ اے آقا! اس کا نام افضان ہے اور وہ سپارٹا[1] شہر میں رہتا ہے۔ اس شہر پر ایکاین[2] قوم کی حکومت ہے اور دنیا میں ایکاین پہلی قوم ہے جس نے یونان میں چھوٹی چھوٹی حکومتوں کا اور سرداریوں کا خاتمہ کر کے ایک مضبوط اور مرکزی حکومت کی بنیاد رکھی ہے۔ اے آقا! یہ قوم انتہائی جفاکش اور دلیر ہے۔ اور یونان میں آباد سارے لوگوں کو متحد کرنے کے بعد اس قوم نے اپنا ایک جرار لشکر بھی تیار کیا ہے۔

ہاں تو آقا! میں آپ سے یہ کہہ رہا تھا کہ افضان نام کا وہ شخص ان علوم میں ایسی بصیرت اور مہارت رکھتا ہے کہ اس نے ایک پانی سے لبریز برتن رکھا ہوا ہے اور جس آدمی کے متعلق وہ چاہے اس کی تصویر اور عکس اس پانی میں ظاہر کر کے بتا سکتا ہے کہ وہ آدمی کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے لیکن اس میں ایک خامی ہے کہ وہ بڑا بد دماغ ہے۔ کسی کا کہا نہیں مانتا۔ بس اپنی مرضی کا مالک ہے۔ بڑے بڑے رؤسا اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں لیکن وہ جب چاہتا ہے ان کو کتے کی طرح دھتکار کر نکال دیتا ہے۔

اور اے آقا! افضان نے ایک طلسمی دیوار بھی بنا رکھی ہے۔ اس دیوار پر جب وہ کسی کی تصویر یا شبیہ بناتا ہے تو پھر اپنے طلسم کے زور پر جو بھی اذیت وہ دیوار پر بنی شبیہ کو دیتا ہے وہی اذیت اور تکلیف حقیقت میں اس فرد کو ہوتی ہے جس کی شبیہ وہ اپنی طلسمی دیوار پر بناتا ہے۔"

یہ سب سن کر یافان غراہٹ آمیز انداز میں ہنسنے لگا۔ اس کے اس طرح ہنسنے پر وہ بوڑھا

1۔ ہیلن آف ٹرائے اسی شہر کی رہنے والی تھی۔ مشہور یونانی ہیرو ہرکولیس بھی اسی سرزمین کا باشندہ تھا۔

2۔ یہ وہی قوم تھی جس نے اپنی بیٹی ہیلن کے لیے ٹرائے شہر میں تاریخی جنگ لڑی تھی۔

خوفزدہ ہو کر خاموش ہو گیا۔

اتنے میں یافان کی کھولتی ہوئی آواز سنائی دی: "تم اب جاؤ، عنقریب دیکھ لو گے کہ وہ بوڑھا میرے اس محل میں ہوگا۔"

وہ بوڑھا پلٹا اور چلا گیا۔ جو لڑکی اسے لائی تھی وہ بھی تعظیماً یافان کے سامنے جھکی اور محل کے اندر چلی گئی۔

یافان شہر کے بازار کی طرف جا رہا تھا اور اس کے پیچھے پھیلی اور بکھری ہوئی نیلی دھند اسے ہولناک اور بھیانک بنائے ہوئے تھی۔

○

یافان ایک روز سپارٹا شہر میں افصان کے گھر میں داخل ہوا۔ اس نے دیکھا وہ شخص چالیس برس کے قریب ہوگا اور اس وقت وہ ایک پانی سے بھرے ہوئے برتن کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

یافان نے اس کے قریب جا کر پوچھا: "تمہارا نام ہی افصان ہے؟"

بوڑھے نے جواب تو نہ دیا البتہ اپنی گردن اثبات میں ہلا دی۔

اس کے سامنے رکھے برتن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یافان نے کہا: "کیا یہی تمہارا طلسمی برتن ہے جس کے ذریعے تم دوسروں کے احوال کی عکاسی کرتے ہو۔"

افصان نے اس بار غور سے یافان کی طرف دیکھا اور خفگی سے پوچھا:

"تم کون ہو اور کس لیے مجھ سے ایسی گفتگو کر رہے ہو۔"

بھاری آواز میں یافان نے جواب دیا: "میں بحیرہ ایجین کے ایک جزیرے کا حکمران ہوں میرا نام یافان ہے اور میں تمہیں لینے آیا ہوں تاکہ تم میرے پاس وہاں چل کر رہو اور جو علوم تمہارے پاس ہیں وہ مجھے سکھانے کے علاوہ ان علوم کو وہاں میری بہتری کے لیے استعمال کرو۔"

افصان نے اس بار تضحیک و تحقیر آمیز انداز میں کہا:

"اگر میں وہاں نہ جانا چاہوں تو پھر....؟"

یافان نے بری طرح غراتے ہوئے کہا: "تو پھر مجھ میں اتنی ہمت و قوت ہے کہ میں تمہیں

زبردستی اپنے ساتھ لے جاسکوں۔"

اس کے ساتھ ہی یافان نے نیلی دھند کو افصان کا احاطہ کرنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی اس نے اپنا نقاب بھی ہٹا دیا۔

افصان نے جب یافان کی اصلیت دیکھی تو دہل کر رہ گیا۔ وہ یافان کو ہڈیوں کے پنجر کی صورت میں دیکھ کر پسینہ پسینہ ہو گیا۔ پھر یافان کے پنجر کے اندر آنکھوں کے گڑھوں میں کھولتی ہوئی آگ دیکھ کر وہ اپنا آپ چھوڑ گیا۔ اس کے بعد جب اس نے دیکھا کہ یافان کی نیلی دھند اس کے گرد جمع ہو رہی ہے اور اس نیلی دھند کے اندر جب اس نے شیطانی ہیولے دیکھے تو فوراً چلاتے ہوئے بولا:

"یافان! تم جہاں بھی مجھے لے جانا چاہتے ہو میں تمہارے ساتھ جانے کو تیار ہوں۔"

یافان نے بھیڑیوں جیسی غراہٹ کے ساتھ کہا: "مجھے تم سے ایسے ہی مثبت جواب کی امید تھی۔ اب جبکہ تم میرے ساتھ جانے پر رضامند ہو ہی گئے ہو تو یہ بتاؤ یہ علوم جو تمہارے پاس ہیں تم نے کہاں سے حاصل کیے۔"

افصان نے کہا:

"اے یافان: یہاں یونان کی سرزمین پر میرے علاوہ بھی بہت سے لوگ یہ علوم جانتے ہیں۔ لیکن میں ان علوم کا اوروں کی نسبت زیادہ مہارت رکھتا ہوں اور اے یافان! یہ سارے علوم مشہور رداناد حکیم اسقلیبوس[1] نے قدیم ہیکلوں اور غاروں میں کندہ کرائے تھے۔ بس وہیں سے یہ علوم ان سرزمینوں میں رواج پا گئے۔ یہاں اس سرزمین میں میری طرح اور بھی بہت لوگ ہیں جو اس فن اور علوم میں یکتا ہیں پر اے یافان تم میری طرف ہی کیوں متوجہ ہوئے۔"

س مصر کے مرکزی شہر تھیبس روانہ کر دیا جائے تاکہ میں اس سے شادی کر لوں اور اس کے مشورے کے مطابق مصر پر حکومت کروں۔

اریشس نے جو حتی شہزادوں میں سے کسی ایک کے ساتھ شادی کرنے کا فیصلہ کیا تھا وہ س نے پوری طرح راز میں رکھا۔ یہاں تک کہ اس نے اس کا اظہار اپنے نانا آئی پہ بھی نہ کیا۔ وہ یہ چاہتی تھی کہ جب کوئی حتی شہزادہ یہاں آجائے تو اس سے شادی کرنے کے بعد ہی وہ اپنے نانا

۱۔ حتیوں کے بادشاہ کا یہ نام مسٹر سوین نے مصری تاریخ سے حاصل کیا۔

یافان نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے نیلی دھند کو اشارہ کیا جس کے جواب میں وہ دھند افصان پر چھا گئی۔ پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد وہاں نہ یافان تھا نہ افصان اور نہ ہی نیلی دھند۔ ہر چیز غائب ہو چکی تھی۔

○

مصر کے بادشاہ اخناتون نے اپنی بڑی بیٹی کی شادی ایک ایسے نوجوان سے کر دی تھی جس کا نام سیمنخار[1] تھا۔ یہ اخناتون کی زندگی ہی میں مر گیا تھا۔

اخناتون نے اپنی دوسری اور چھوٹی بیٹی کی شادی توتنخ آمون[2] کے ساتھ کی اور اس شادی کے بعد جلد ہی اخناتون مر گیا۔ اس کا چونکہ کوئی بیٹا نہ تھا اس لیے اس کی موت کے بعد ہی توتنخ ہی مصر کا بادشاہ بنا اور سلطنت کا کام چلانے میں اس کی بیوی (اخناتون کی بیٹی) اور نوفریتیت (اخناتون کی بیوی) مدد کرنے لگیں۔ نوفریتیت کا باپ آئی بھی حکمرانی کے کام میں ان کی پوری پوری اعانت کر رہا تھا لیکن جلد ہی نوفریتیت مر گئی اور اس کے چند ہی ماہ بعد مصر کے بادشاہ توتنخ آمون نے اپنی بیوی اور اخناتون کی بیٹی اریشس کی رضامندی سے ایک انقلابی کام کیا۔

گو اخناتون رع دیوتا کا ماننے والا تھا اور وہ اپنے دارالحکومت کو تھبیس سے نئے تعمیر ہونے والے شہر اخناتون میں لے آیا تھا اور رع دیوتا کو مصر کا قومی دیوتا قرار دے دیا گیا تھا لیکن اخناتون کے خلاف توتنخ آمون آمون دیوتا کا ماننے والا تھا لہٰذا اس نے رع کے بجائے آمون کو مصر کا قومی دیوتا قرار دے دیا اور مصر کے دارالحکومت کو وہ پھر نئے شہر لتاتون سے تھبیس[3] کی طرف لے گیا۔ اور نیا آباد ہونے والا شہر اخناتون اور اس کے اندر رع دیوتا کا معبد مالکل اجڑ کر رہ گئے اور

"تم کون ہو اور کس لیے مجھ سے ایسی گفتگو کر رہے ہو۔"

بھاری آواز میں یافان نے جواب دیا: "میں بحیرہ ایجین کے ایک جزیرے کا حکمران ہے میرا نام یافان ہے اور میں تمہیں لینے آیا ہوں تاکہ تم میرے پاس وہاں چل کر رہو اور جو علوم تمہارے پاس ہیں وہ مجھے سکھانے کے علاوہ ان علوم کو وہاں میری بہتری کے لیے استعمال کرو۔"

افصان نے اس بار تضحیک و تحقیر آمیز انداز میں کہا:

"اگر میں وہاں نہ جانا چاہوں تو پھر۔۔۔۔؟"

یافان نے بری طرح غراتے ہوئے کہا: "تو پھر مجھ میں اتنی ہمت و قوت ہے کہ میں تمہیں

ہونے لگی تھی۔ لیکن یہ کام کرنے کے بعد جلد ہی توتنخ آمون مر گیا۔

اخناتون کے خاندان میں سے اب صرف اس کی بیٹی آریشس ہی بچی تھی لہٰذا اب وہ ملکہ کی حیثیت سے مصر پر حکومت کرنے لگی۔ اس کا نانا آئی ابھی زندہ تھا اور ہر کام میں اس کی راہنمائی کر رہا تھا۔

لیکن اپنے نانا کی موجودگی کے باوجود اریشس اپنے آپ کو تنہا اور امورِ حکومت کے معاملے میں کمزور خیال کرتی تھی اس لیے اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ کسی ایسے جوان سے شادی کرے گی جس کا تعلق شاہی خاندان سے ہو پر اس کے لیے اس نے کسی مصری جوان کا انتخاب نہ کیا۔

ان دنوں حتی قوم نے اپنی عسکری قوت بڑھا کر اپنی اہمیت میں بہت اضافہ کر لیا تھا اور حتیوں کا بادشاہ ببلیو لیماشش[1] ہمسایہ متانی سلطنت کے ساتھ برسرِ پیکار تھا۔ اریشس کو یہ بھی خبر ہو گئی تھی کہ ببلیو لیماش کے کئی بیٹے ہیں لہٰذا اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ حتیوں کے بادشاہ ببلیو کے کسی بیٹے سے شادی کرے گی اس طرح مصر اور حتی قریب آ جائیں گے۔ اس کا یہ بھی خیال تھا کہ اگر وہ کسی حتی شہزادے سے شادی کر لیتی ہے تو مصر کے اندر ایک حکمران ملکہ کی حیثیت سے بھی وہ ایک مضبوط و مستحکم حالت اختیار کر لے گی۔ کیونکہ اگر مصر میں اس کے خلاف کسی بھی قسم کی بغاوت ہوتی ہے تو وہ اپنے شوہر کی وساطت سے حتیوں سے مدد حاصل کر کے ایسی بغاوتوں کو آسانی فرو کر سکے گی۔

یہ فیصلہ کرنے کے بعد اریشس نے حتیوں کے بادشاہ ببلیو لیماش کے نام ایک خط لکھا۔ جس میں اس نے ببلیو کے بیٹوں میں سے کسی ایک کے ساتھ شادی کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اور ساتھ ہی اس نے یہ بھی لکھا کہ جس شہزادے کا اس کے لیے انتخاب کیا جائے اسے اس کے پاس مصر کے مرکزی شہر تھبیس روانہ کر دیا جائے تاکہ میں اس سے شادی کر لوں اور اس کے مشورے کے مطابق مصر پر حکومت کروں۔

اریشس نے جو حتی شہزادوں میں سے کسی ایک کے ساتھ شادی کرنے کا فیصلہ کیا تھا وہ اس نے پوری طرح راز میں رکھا۔ یہاں تک کہ اس نے اس کا اظہار اپنے نانا آئی پہ بھی نہ کیا۔ وہ یہ چاہتی تھی کہ جب کوئی حتی شہزادہ یہاں آ جائے تو اس سے شادی کرنے کے بعد ہی وہ اپنے نانا

1۔ حتیوں کے بادشاہ کا یہ نام مسٹر سوین نے مصری تاریخ سے حاصل کیا۔

آئی اور عام لوگوں سے اس کا اظہار کرے گی تاکہ اس کی شادی کی وجہ سے اگر کوئی اس کے خلاف بغاوت و سرکشی کرے تو حتیوں کی مدد سے وہ اسے دبا سکے۔

پیلیو لیماش کے نام پیغام[1] لکھنے کے بعد اس نے اس کپڑے کو تہ کیا۔ پھر اس نے اپنی حرم سرا کے سب سے قابل بھروسہ محافظ بانوس کو طلب کیا۔

جب بانوس اس کے سامنے آیا تو اریشس نے مٹھاس اور شہد بھرے لہجے میں اسے مخاطب کر کے کہا:

"اے بانوس! میں نے آج تک تمہیں کوئی ایسا کام نہیں سونپا جس میں رازداری کی ضرورت ہو۔ آج میں اگر ایسا کوئی کام تمہارے سپرد کروں تو کیا میں امید رکھوں کہ میرا یہ پیغام مکمل رازداری کے ساتھ تم پہنچا دو گے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اس پیغام کو کسی پہ بھی تم ظاہر نہ کرو گے۔ اس شرط میں میرا نانا آئی بھی شامل ہے کہ اسے بھی اس پیغام کا علم نہیں ہونا چاہیے۔"

بانوس نے اپنے سر کو خم کرتے ہوئے گہری عقیدت سے کہا:

"اے مقدس ملکہ! آپ مجھے وہ پیغام سونپ کر تو دیکھیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس پیغام کی رازداری کو برقرار رکھنے کے لیے میں اپنی جان کی بازی لگا دوں گا۔"

حسین اریشس کے پرکشش چہرے پر دلفریب اور رجان لیوا مسکراہٹ بکھر گئی۔ اپنی گود میں تہ کر کے رکھا ہوا کپڑا جس پر اس نے پیلیو لیماشش کے نام پیغام لکھا تھا، اس نے بانوس کو تھماتے ہوئے کہا:

"اے بانوس! میرا یہ پیغام حتی قوم کے بادشاہ پیلیو لیماشش کے نام ہے۔ میں چاہتی ہوں تم ابھی اور اسی وقت میرا یہ پیغام لے کر حتی قوم کے مرکزی شہر ختوشاش کی طرف روانہ ہو جاؤ اور وہاں میرا یہ پیغام ان کے بادشاہ کو پیش کرو۔ اور سنو! یہ پیغام کسی کی وساطت سے نہیں بلکہ خود بادشاہ کو براہِ راست پیش کرنا اور واپس آ کر صرف مجھے بتانا کہ پیلیو لیماشش نے میرے پیغام کا کیا جواب دیا۔ پھر میں یہ بھی چاہوں گی کہ جس قدر جلد ممکن ہو واپس آ کر میرے سامنے سارے احوال بیان کرو۔ بہتر ہے تم ابھی اور اسی وقت یہاں سے کوچ کر جاؤ۔"

بانوس نے پیغام آلودہ کپڑے کو سنبھالا۔ پھر اریشس نے اپنے پہلو میں رکھی ہوئی نقدی کی ایک تھیلی اٹھائی اور بانوس کو تھما کر کہا:

"اے بانوس! اس تھیلی میں جو رقم ہے اس کا صرف چوتھائی تمہارے آنے جانے پر خرچ ہو سکتا ہے۔ رقم کے باقی تین حصے تمہارے رازداری برتنے کا انعام ہوں گے۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

نقدی کی تھیلی لے کر بانوس وہاں سے نکل گیا اور اسی روز وہ تھیبس سے حتیوں کے مرکزی شہر ختوشاش کی طرف روانہ ہو گیا۔

O

بانوس ایک روز ختوشاش میں حتیوں کے بادشاہ پیلیو لیماش کے دربار میں اریشس کا پیغام اس کے حوالے کرنے کے بعد خاموش کھڑا تھا اور بادشاہ کے تاثرات کا جائزہ لے رہا تھا۔

کمرے میں اس وقت پیلیو کے علاوہ اس کے دائیں بائیں اس کے بیٹے بھی براجمان تھے کمرے میں گہرا سکوت طاری تھا۔ پیلیو حسین اریشس کے حریری کپڑے پر لکھے پیغام کو پڑھ رہا تھا اور جواب کا منتظر بانوس اس کے سامنے ستون کی طرح ایستادہ تھا۔

اریشس کا پیغام پڑھ چکنے کے بعد پیلیو لیماشش نے ایک بار غور سے بانوس کی طرف دیکھا اور پھر پوچھا:

"اے بانوس! تم کب تک ہمارے پاس قیام کرنا پسند کرو گے؟"

بانوس نے تعظیماً جھکتے ہوئے کہا:

"اے بادشاہ! میری خواہش ہے کہ میں صرف اپنی تکان مٹانے کی خاطر دو یوم یہاں قیام کروں اور واپس لوٹ جاؤں۔ کیونکہ آپ کے نام یہ پیغام دیتے وقت مصر کی مقدس ملکہ نے مجھے جلد از جلد واپس آنے کو کہا تھا۔"

پیلیو نے یہ سن کر فیصلہ کن لہجے میں کہا:

"اگر ایسا ہے تو اے بانوس! تم دو دن بعد یہاں سے اپنے مرکزی شہر تھیبس کو لوٹ جاؤ۔ تمہارے پیچھے ہی میرا بھی ایک آدمی مصر کی طرف جائے گا اور اس کے ذریعے تمہاری ملکہ اریشس

---

[1] یہ پیغام ہو بہو ویسا ہی یہاں نقل کیا گیا ہے جیسا قدیم مصری تاریخ میں درج ہے۔

کو اس کے پیغام کا جواب مل جائے گا۔"

بانوس کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اسی لمحہ پیلیو نے اپنے ایک محافظ کو آواز دی۔ جب محافظ اندر آیا تو اس نے تحکمانہ انداز میں اس سے کہا:

"ہمارے اس معزز مہمان کو مہمان خانے میں لے جاؤ۔ وہاں اس کی خوراک اور رہائش کا بہترین انتظام کرو۔"

محافظ نے تعظیماً سر جھکایا اور بانوس کچھ کہنے کی آرزو رکھتے ہوئے بھی کچھ نہ کہہ سکا اور اس محافظ کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گیا۔

بانوس کے جانے کے بعد پیلیو لیماش نے وہ خط وہاں بیٹھے اپنے بیٹوں میں سے ایک کو تھمایا اور بولا:

"تم پہلے مصری ملکہ اریشس کا خط پڑھو۔ پھر مجھے مشورہ دو کہ ملکہ کے اس پیغام کے جواب میں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"

پیلیو لیماش کے بیٹے اس کے دائیں طرف اکٹھے ہو کر خط پڑھنے لگے۔ جب وہ خط پڑھ چکے تو پیلیو نے پوچھا:

"اب بولو۔ مصری ملکہ کی اس خواہش کے جواب میں تم کیا مشورہ دیتے ہو۔"

پیلیو کے بڑے بیٹے نے کہا:

"اے ہمارے باپ! ہم میں سے کوئی بھی اس پیغام کے بارے میں کوئی مشورہ نہ دے گا کیونکہ ہم سب اس میں ملوث ہیں۔ اگر یہ معاملہ ہم پر چھوڑ دیا گیا تو ہم میں سے ہر کوئی یہی خواہش کرے گا کہ اسے اریشس کی طرف روانہ کیا جائے تاکہ وہ اس سے جا کر شادی کر لے اور مصر جیسی قدیم اور وسیع و عریض سلطنت کا بادشاہ کہلائے۔ لہٰذا ہم نہیں چاہتے کہ ہم بھائی مصری ملکہ کے حصول کی خاطر عداوت و نااتفاقی کا شکار ہو جائیں لہٰذا ہم سب کی آپ سے درخواست ہے کہ اس پیغام کے جواب میں آپ اپنی طرف سے کوئی فیصلہ جاری کر دیں اور وہ فیصلہ ہم سب کے لیے قابل قبول ہوگا۔"

پیلیو لیماش نے اطمینان اور خوشی کا اظہار کیا اور کہا:

"اے میرے بچو! تمہارے اس فیصلے نے مجھے خوش کر دیا ہے کہ تم سب نے اپنے آپ کو ابجذات کے لیے ہوس میں نہیں ڈالا اب جبکہ تم نے باہمی اتفاق سے یہ معاملہ مجھ پر ڈالا ہے تو

پھر میں نے جو اپنے دل میں ٹھان رکھی ہے وہ بھی سنو۔

میں چاہتا ہوں کہ اریشس کے اس قاصد کی روانگی کے بعد ہم اپنے شاہی سنگتراش کو تھیبس کی طرف روانہ کریں۔ وہ وہاں جا کر کچھ روز قیام کرے اور اریشس کا جائزہ لے کہ وہ اپنی عمر، جسمانی ساخت اور خوبصورتی میں کیسی ہے کیونکہ ان جمالیاتی چیزوں کا جائزہ ایک سنگتراش بہتر طور پر لے سکتا ہے جو دن رات لوگوں کی خواہشوں کے مطابق ان کے مجسمے بناتا ہے اور بڑے بڑے دیوتاؤں کے پرستش بت تراشتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ سنگتراش وہاں رہ کر اس بات کا بھی جائزہ لے گا کہ اریشس واقعی کسی شہزادے کی ضرورت مند ہے یا ہمارے ساتھ فریب اور دھوکہ کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ یہ سنگتراش وہاں یہ بھی دیکھے گا کہ وہاں مصر کے شاہی خاندانوں کا کوئی ایسا جوان تو نہیں جو وہاں اریشس کا خواہشمند ہو۔

اگر ایسا ہوا تو میرے بیٹو! جو بھی تم میں سے وہاں جائے گا نقصان اٹھائے گا۔ ایسی صورت میں ہم خاموشی اختیار کریں گے اور اس پیغام کا کوئی جواب نہ دیں گے اور اگر ہمارے سنگتراش نے آ کر یہ اطلاع دی کہ اریشس جوان اور حسین ہے اور یہ کہ واقعی وہ میرے بیٹوں میں سے کسی کی خواہشمند ہے اور یہ بھی کہ تھیبس میں کسی کے رقیب بن جانے کا بھی اسے کوئی خطرہ نہیں ہے تو پھر اے میرے بیٹو! میں تم سب کے نام قرعہ ڈالوں گا اور جس کا بھی نام نکلا اسے میں مصر کی طرف روانہ کر دوں گا۔"

سب بھائیوں نے اپنے باپ کے اس فیصلے کو سراہا اور اس کے بعد وہ سب اٹھ کر اس کمرے سے باہر نکل گئے۔

دو یوم بعد اریشس کا قاصد بانوس جب وہاں سے روانہ ہو گیا تو اس کی روانگی کے صرف ایک دن بعد پیلیو لیماش نے اپنے شاہی سنگتراش کو تھیبس کی طرف روانہ کر دیا تاکہ وہ مصری ملکہ اریشس سے متعلق ساری معلومات حاصل کرے۔

○

حتیوں کے بادشاہ پیلیو لیماش کے شاہی سنگتراش نے تھیبس شہر پہنچ کر ایک سرائے میں قیام کیا اور مصری ملکہ اریشس سے متعلق معلومات جمع کرتا رہا۔ چند بار اس نے اریشس کو اپنے

آنکھوں سے بھی دیکھ لیا۔ پھر اس نے اریشس کے رشتہ داروں اور ملکہ کی حرم سرا سے متعلق بھی معلومات حاصل کیں۔ یہ سنگتراش ہر طرح سے اطمینان کر چکا تو پھر وہ اپنے شہر خونتاش کی طرف واپس لوٹ آیا۔

جب یہ سنگتراش لوٹ کر آیا تو بیلیو لیباشں نے پھر اپنے کمرے میں اپنے سب بیٹوں کو جمع کیا اور پھر اس سنگتراش کو بلا کر پوچھا:

"اے پتھروں کے صورت گر! بتا تو نے اریشس سے متعلق کیا خبریں جمع کی ہیں"۔

سنگتراش نے جواب میں کہا:

"اے بادشاہ! گو میں سنگتراش ہوں۔ پر میں اریشس کی خوبیاں شاعرانہ تخیل کے ساتھ پیش کر سکتا ہوں۔ اے بادشاہ! اریشس ایسی حسین ہے جیسے برف زاروں کی پگھلی چاندنی پانیوں میں ڈھل جائے۔ جیسے ان گنت حسیناؤں کا انمول شباب شاخ در شاخ ہو کر کونپلوں میں بدل جائے۔ اے بادشاہ! اریشس خیالات کی لو اور لطافتوں کی دھنک جیسی پُرکشش ہے۔ اس کا جسم بہاروں کا سرور اور اس کی آواز سماعتوں کی شیرینی ہے۔ اس کی آنکھیں ایسی روشن ہیں جیسے نیلگوں فضاؤں میں چاندنی۔ اے بادشاہ! اریشس ایسا حسن رکھتی ہے جو سوچوں میں خوشبو، سانسوں میں مہک، دھڑکنوں میں دعا اور روح میں حلاوت بن کر چھا جائے۔

ان دنوں وہ اکیلی ہے۔ اس کے خاندان میں اس کے نانا کے علاوہ اور کوئی نہیں رہا۔ وہ آپ کے بیٹوں میں سے کسی ایک کو بیاہنے میں مخلص ہے اور اے بادشاہ! تمہیں میں اریشس کے تعلق سے کوئی رقیب بھی نہ ہو گا"۔

بادشاہ سنگتراش کی گفتگو سن کر خوش ہوا۔ پھر اس نے اپنے بیٹوں کے نام قرعہ ڈالا اور جس بیٹے کا نام نکلا اسے اس نے چند محافظوں کے ساتھ تھبیس روانہ کر دیا۔

۱۔ مصری ملکہ اریشس سے متعلق اپنے آدمی کے ذریعے پوری معلومات حاصل کر کے اپنے بیٹے کو جس طرح بیلیو لیباشں نے مصر روانہ کیا یہ سب حالات مفصل طور پر مصری تاریخ میں درج ہیں لیکن اس کے اس بیٹے کا انجام بہت دردناک ہوا جس کے حالات آئندہ صفحات میں آئیں گے۔

ابلیس کے ساتھی شبر نے دجون شہر میں سرائے کے مالکوں اور دجون دیوتا کے پجاریوں کو شب و روز کی محنت کے بعد یوناف کے خلاف برانگیختہ اور متنفر کیا کہ یہ سب لوگ ایک روز اپنے بادشاہ کے پاس گئے اور اجتماعی طور پر انہوں نے یوناف کے خلاف ایسی تحریک چلائی کہ بادشاہ کو انہوں نے یوناف کے خلاف طیش دلا کر رکھ دیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بادشاہ نے حکم دے دیا کہ یوناف کو گرفتار کر کے اس کے سامنے پیش کیا جائے۔

اپنی گرفتاری کے حکم سے بے خبر یوناف اس روز ساحل کی طرف نکل گیا۔ وہ ایسی جگہ جا نکلا جہاں دیس دیس سے آنے والے ملاح اپنے بحری جہاز کھڑے کیا کرتے تھے اور ساحل پہ ایک کھلی جگہ دجون شہر کے لوگ جمع ہو کر ان ملاحوں سے ملک ملک اور شہر شہر کی کہانیاں قصے اور حکایتیں سنا کرتے تھے۔

ان دنوں جاڑا عروج پر تھا اور سردی بھی اس روز انتہا پر تھی کیونکہ شمالی برفستانوں کی طرف سے چلنے والی زمستانی ہواؤں نے ہر شے کو ٹھٹھرا کر رکھ دیا تھا۔ ملاحوں نے ساحل پہ آگ روشن کر رکھی تھی۔ لوگ ان سے کچھ سننے کے لیے کافی تعداد میں وہاں جمع تھے۔ یوناف بھی ان میں جا شامل ہوا۔

تب ایک ملاح نے وہاں جمع لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"اے دجون شہر کے لوگو! آج میں تمہیں ایک ایسا واقعہ سناتا ہوں جسے تم لوگ خرقِ عادت اور فوق البشری خیال کرو گے یا یہ تخمینے لگاؤ گے کہ یہ واقعہ کسی شاعر اور افسانہ تراش کے تخیل کی پرواز ہے لیکن جو کچھ میں تم لوگوں سے بیان کرنے جا رہا ہوں وہ سچائی اور حقیقت پر مبنی ہے تو اے لوگو! سنو۔ غور سے سنو!

ایسا ہے کہ کریٹ اور روڈس کے درمیان سرنا نام کا ایک جزیرہ ہے۔ کبھی یہ جزیرہ ویران اور اجاڑ ہوا کرتا تھا۔ پھر یافان نام کے ایک ساحر نے اسے اپنا مسکن بنا لیا"۔

یافان کا نام سن کر یوناف چونکا اور اس ملاح کی گفتگو غور سے سننے کے لیے وہ ممکنہ حد تک اس سے قریب ہو کر جا بیٹھا۔

ملاح کہہ رہا تھا:

"ہاں تو اس ساحر نے کہ جس کا نام یافان ہے اس جزیرے پر قبضہ کر لیا۔ پہلے اس جزیرے میں اس نے کسان اور صناع جمع کیے۔ جزیرے میں کھیتی باڑی شروع ہوئی اور جزیرے

کے اندر یافان کے لیے ایک عالی شان محل تعمیر ہوا۔ اس محل کی دیکھ بھال کے لیے ان گنت اقوام کی حسین ترین لڑکیوں کو وہاں جمع کیا گیا۔ پھر یافان نے اس جزیرے میں سرنا نام کا ایک شہر تعمیر کیا۔

اے لوگو! میں اور میرے کچھ ساتھیوں نے یافان نام کے اس ساحر کو خود دیکھا ہے۔ وہ اپنے جسم کو اور چہرے کو ایک لمبی سیاہ رنگ کی قبا اور سیاہ نقاب سے ڈھانکے رکھتا ہے کسی کو خبر نہیں کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ نہ وہ انسان ہے اور نہ ہی اس دنیا کا باشندہ بلکہ کوئی اور ہی مخلوق ہے۔ کچھ لوگوں کا اندازہ ہے کہ وہ بے حد بدشکل اور بدصورت ہے جو یوں اپنے آپ کو لوگوں سے چھپائے رکھتا ہے لیکن اس کے راز کو آج تک کوئی نہیں جان سکا۔ پھر وہ کچھ کھاتا پیتا بھی نہیں ہے۔

اور اے دجون شہر کے لوگو! یافان نام کے اس ساحر کے ساتھ ساتھ ہر وقت ایک نیلے رنگ کی دھند رہتی ہے اور وہاں کے لوگوں کا خیال ہے کہ اس دھند کے اندر کچھ شیطانی قوتیں ہیں جو یافان کے احکامات کا اتباع کرتی ہیں۔ یافان کی اس نیلی دھند کی قوتیں بحری جہازوں پر حملہ آور ہو کر ان کو جزیرے کی طرف لے جاتی رہی ہیں اور یوں انہوں نے جزیرے میں نئے تعمیر ہونے والے اس شہر کو خوب آباد کر لیا ہے۔

سرنا نام کے اس شہر میں افصان نام کا ایک یونانی بھی رہتا ہے۔ یافان کی طرح اسے بھی اس جزیرے کا عجوبہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ اس کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ یافان یونان کے شہر سپارٹا سے اسے زبردستی اٹھا لایا تھا۔ افصان بھی یافان کی طرح ان گنت سری قوتوں کا مالک ہے۔ اس سے متعلق اس جزیرے میں مشہور ہے کہ وہ . . . . ."

وہ ملاح کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

ارد گرد کھڑے لوگ بھی کچھ پریشان سے دکھائی دینے لگے اور اکثر لوگ خوف و پریشانی میں ادھر ادھر ہٹنے لگے۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف بھی اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا تب اس نے دیکھا کہ چند مسلح جوان اس کی طرف بڑھے آ رہے تھے۔ ان مسلح جوانوں کے ساتھ دجون دیوتا کے پجاری بھی تھے۔ قریب آ کر ایک پجاری نے ہاتھ سے یوناف کی طرف اشارہ کیا اور ان مسلح جوانوں سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا:

"یہ ہے وہ جوان جسے گرفتار کر کے بادشاہ نے اپنے سامنے پیش کرنے کا حکم دیا ہے اس کا نام یوناف ہے اور یہی اس شہر کے لوگوں کو ہمارے دیوتا دجون سے برگشتہ کرنے کی مذموم کوششوں میں مصروف ہے۔"

ان مسلح جوانوں نے آگے بڑھ کر یوناف کو رسیوں میں جکڑ لیا۔ پھر وہ اسے اپنے بادشاہ کے سامنے پیش کرنے کے لیے لے کر چل پڑے۔

○

ان مسلح جوانوں کے ساتھ تھوڑی دور تک آگے جانے کے بعد یوناف رک گیا اور ضعیف کن لہجے میں ان جوانوں سے بولا:

"جن رسیوں میں تم نے مجھے جکڑ رکھا ہے یہ رسیاں کھول دو۔ مجھ میں اتنی ہمت ہے کہ میں وہاں تمہیں اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دیتا۔ پر وہاں میں نے اس لیے ایسا نہیں کیا کہ مجھے تم لوگوں کی عزت مقصود تھی۔ اگر وہاں ملاحوں اور عام لوگوں کی موجودگی میں تم لوگوں سے الجھ کر میں غالب رہتا تو تم ان کی نگاہوں میں گر جاتے لیکن میں نے ایسا نہیں ہونے دیا۔ اب جبکہ وہ ہمارے سامنے نہیں ہیں تو تم لوگ میری رسیاں کھول دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ بھاگوں گا نہیں بلکہ خود تمہارے بادشاہ کے سامنے جا پیش ہوں گا۔"

ان مسلح جوانوں میں سے ایک نے یوناف کو اپنے گھٹنے کی ضرب لگاتے ہوئے کہا:

"تم اس انداز میں ہم سے گفتگو کرتے ہو جیسے ہمارے محتسب ہو سیدھی طرح خاموشی سے ہمارے ساتھ چلتے رہو۔"

اس جوان کی اس حرکت پر یوناف کی آنکھوں میں غصے اور قہرمانیت کا طوفان رقص کرنے لگا ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے ساری رسیاں توڑ دیں اور جس جوان نے اسے گھٹنے سے ضرب لگائی تھی اس کا ہاتھ پکڑ کر اس نے ایسے زور سے دبایا کہ اس کے ہاتھ کی انگلیاں پھٹ گئیں اور اس کا خون بہ نکلا۔ ساتھ ہی وہ آہ و زاری کرنے لگا۔ دوسرے مسلح جوان اس واقعے سے بے حد متاثر ہوئے۔ یوناف

کی منت کر کے انہوں نے اپنے ساتھی کی جان چھڑائی اور اب کوئی مزاحمت یا زیادتی کیے بغیر اس کے ہمراہ آگے بڑھنے لگے۔

○

یوناف کو دجون شہر میں جب فلسطینیوں کے بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا تو بادشاہ نے اس سے پوچھا:

"اے جوان! تمہارا نام مجھے یوناف بتایا گیا ہے۔ مجھ پر یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ تم بڑی قوتوں کے مالک ہو۔ بہرحال تم پر دو الزام ہیں۔ اول یہ کہ تم نے دجون دیوتا کے معبد سے متصل ایک عمارت خرید رکھی ہے جس میں تم مسافروں اور غریب الوطن لوگوں کو ٹھہراتے ہو اور ان سے کوئی خرچہ نہیں لیتے جس سے سرائے کے مالکوں کو نقصان ہو رہا ہے اور انہوں نے اس بارے میں تمہاری شکایات کی ہیں۔

تم پر دوسرا الزام دجون دیوتا کے پجاریوں نے عاید کیا ہے اور وہ یہ کہ تم لوگوں میں دجون دیوتا کے خلاف تبلیغ کرتے ہو اور ایک رب العٰلمین کی طرف بلاتے ہو۔ یہ رب العٰلمین کون ہے جس کی عبادت کرنے کی تم دعوت دیتے ہو۔"

بادشاہ کے اس سوال پر یوناف نے کہا:

"اے بادشاہ! میں لوگوں کو اس رب العٰلمین کی طرف بلاتا ہوں جو انسان کو پیدا کرتا ہے۔ اس کی راہنمائی کرتا ہے۔ اسے کھلاتا پلاتا ہے۔ جب وہ بیمار ہوتا ہے تو اسے صحت دیتا ہے۔ وہ اسے مارتا ہے پھر دوبارہ زندہ کرے گا اور اس کے اعمال کا احتساب کرے گا۔"

بادشاہ نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا:

"اگر تمہارا وہ رب ایسی ہی قوتوں کا مالک ہے تو پھر وہ اپنے پسندیدہ دین کو لوگوں میں خود ہی زبردستی جاری کیوں نہیں کر دیتا۔"

یوناف نے دوبارہ ایک ماہر مبلغ کی طرح مؤثر انداز میں بادشاہ سے کہا:

"میرے اللہ کے لیے اپنا دین زبردستی جاری کرنا مشکل اور ناممکن نہیں ہے لیکن وہ ایسا نہیں کرتا اس لیے کہ اسے کسی کا جبری ایمان قبول نہیں ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ لوگ عقل و خرد سے کام لیکر

ان آیات کی مدد سے حق کو پہچانیں جو زمین و آسمان، آفاق اور خود انسان کی اپنی ہستی کے اندر پائی جاتی ہیں۔ اللہ نے انسان کو ارادے اور اختیار کی آزادی دی ہے۔ اسی بنا پر اس نے انسان کو یہ قدرت دی ہے کہ صحیح اور غلط جس راہ پر بھی چلنا چاہے، چل سکے۔ انسان کے اندر اس نے خیر و شر دونوں کے رجحانات رکھ دیے ہیں۔ فجور و تقویٰ کی دونوں راہیں اس کے آگے کھول دی ہیں۔

جہاں ابلیس کو اسے بہکانے کی آزادی دی وہاں اس کے لیے نبوت و وحی اور دعوتِ خیر کا سلسلہ بھی جاری کیا اور انسان کو انتخابِ راہ کے لیے ساری مناسبِ حال صلاحیتیں دے کر اس امتحان کے مقام پر کھڑا کر دیا ہے کہ وہ کفر و فسق کا راستہ اختیار کرتا ہے یا ایمان و اطاعت کا۔ یہ دنیا انسان کے لیے ایک امتحان گاہ ہے۔ اگر میرا رب انسان کو ایمان و اطاعت پر مجبور کر دے تو پھر اس امتحان کا سارا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ میرا اللہ چاہتا ہے کہ انسان خود اپنے ارادے اور اختیار کی قوتوں کو استعمال کر کے حق کو حق جان کر قبول کرے اور باطل کو باطل جان کر ترک کر دے۔

اگر اللہ کو نشانیاں نازل کر کے یا زبردستی ہی انسان کو اپنے دین پر جاری کرنا تھا تو پھر اس کی ضرورت ہی کیا تھی۔ خدا تو انسان کو اس فطرت و ساخت پر ہی پیدا کر سکتا تھا جس میں کفر و نافرمانی اور بدی و گناہ کا امکان ہی نہ ہوتا اور جس طرح اللہ کے فرشتے ازلی فرمانبردار ہیں انسان بھی ہو جاتا۔ بس یہی حقیقت ہے جس کی بنا پر رسولوں کے ذریعے اللہ نے انسان کو نیکی اور ہدایت اور راستی کی ہدایات جاری رکھی ہیں اور اے بادشاہ! میرا اللہ، میرا رب تو ایسا ہے کہ ..... "

بادشاہ نے بیچ میں بولتے ہوئے کہا:

"میں یہ تو تسلیم کر لیتا ہوں کہ جس اللہ اور رب کی تم تعریف کر رہے ہو، وہ ہر شے کو پیدا کرنے والا ہے کیونکہ طے شدہ امر ہے کہ تخلیق کا یہ عمل لکڑی اور پتھر کے بتوں میں نہیں ہے۔ کہ لکڑی سن نہیں سکتی اور پتھر اٹھ کر کسی کا کام نہیں کر سکتے لیکن تمہارے اس دعوے کو میں کیسے اور کیونکر قبول کر لوں کہ پیدا کرنے والا اللہ پیدا کرنے کے بعد ہدایت بھی دیتا ہے، کھلاتا پلاتا بھی ہے اور بیماری میں شفا بھی دیتا ہے۔"

ماہر مبلغ کی طرح یوناف نے پھر جواب دیا:

"اے بادشاہ! میرا اللہ تو انسان کی پیدائش کے وقت سے ہی انسان کی راہنمائی، کھلانے

پلانے اور شفا کی ہدایات و سہولتیں فراہم کر دیتا ہے۔

اے بادشاہ! بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو ماں کی چھاتیوں میں دودھ کون اتارتا ہے۔ کیا کوئی انسان ایسا کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ انسان کے بس کی بات نہیں۔ میرا اللہ پہلے دن سے ہی انسان کے کھانے پینے کا انتظام کر دیتا ہے۔

اور پھر اے بادشاہ! پیدا ہونے والے بچے کو کون سکھاتا ہے کہ وہ اپنی زبان اور مسوڑھوں کے دباؤ سے اپنی ماں کی چھاتیوں سے دودھ کی صورت میں اپنی خوراک حاصل کرے۔ اور یہ کون بچے کو سکھاتا ہے کہ دودھ کو حلق سے نیچے کیسے اتارا جائے اور یہ کہ جب وہ بھوک محسوس کرے تو بھوک کی یہ شدت ماں کے دودھ سے ہی مٹائی جا سکتی ہے۔"

"اے بادشاہ! میرے اللہ نے انسان کو پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا کہ وہ بتوں اور ایسے ہی دوسرے عناصر کا سہارا لیتا پھرے۔ زندگی کے ہر مرحلے میں اپنے وجود، نشو و نما اور بقا و ارتقا کے لیے جس سر و سامان کی حاجت انسان کو پیش آتی ہے اللہ نے اس زمین، فضا اور آسمانوں میں وہ سب کچھ اس کے لیے پیدا کیا۔ اور پھر اس سر و سامان سے فائدہ اٹھانے کے لیے اور اسے کام میں لانے کے لیے جن جن طاقتوں اور قوتوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ بھی میرا اللہ ہی انسان کو فراہم کرتا ہے۔ پھر یہ کہ انسانی وجود کی حفاظت کے لیے اور اسے آفات، بیماریوں، مہلک جراثیم اور زہریلے اثرات سے بچانے کے لیے خود انسانی جسم کے اندر ناقابلِ یقین انتظامات کر دیے ہیں۔"

"سنو بادشاہ! انسان کا معاملہ اپنے رب کے ساتھ اس دنیا اور اس کی زندگی تک ہی محدود نہیں ہے اور ایسا نہیں ہے کہ ادھر موت کی ہچکی آئی اور ادھر یہ تعلق ختم ہو گیا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کے بعد انسان کا انجام بھی اللہ کے ہاتھ میں آئے گا۔

اے بادشاہ! اگر میں آپ سے سوال کروں کہ کیا دنیا میں کوئی ایسا حکیم، ایسا دانا اور طبیب ہے جو انسانی موت کو ٹال دے۔"

بادشاہ نے اقرار کرتے ہوئے کہا:

"نہیں۔ ہرگز نہیں۔ کوئی بھی ایسا نہیں جو انسان کی موت کو ٹال دے۔"

یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا:

"اے بادشاہ! اگر ایسا ہے تو پھر کیا انسان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ صرف اپنے خالق کی ہی

بندگی اور عبادت کرے اور غیر خالق قوتوں کا اتباع نہ کرے۔"

بادشاہ نے چند ثانیوں تک گردن جھکائے رکھی اور کہا:

"اے یوناف! میں جان گیا ہوں کہ تمہاری باتوں میں وزن ہے لیکن ہم لوگ دجون دیوتا کی پرستش ترک نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ سالہا سال اور پشت ہا پشت سے ہمارے آبا و اجداد ایسا کرتے آئے ہیں۔ میں جانتا ہوں لکڑی اور پتھر کے یہ بت نہ ہماری پکار کو سنتے ہیں نہ ہمارے نفع و نقصان پر قادر ہیں۔ اس کے باوجود ہم اپنے آبا کی روش ترک نہیں کر سکتے۔ دجون دیوتا کے پجاریوں نے تو تمہارے لیے انتہائی سخت سزا تجویز کی تھی لیکن میں اس میں نرمی کر رہا ہوں میں تمہیں ملک بدر کرتا ہوں۔ تم آج ہی یہاں سے نکل کر کسی اور سرزمین کی طرف چلے جاؤ۔ دیکھو باہر اب شام ہوگئی ہے۔ تاریکی ہی میں روپوش ہو کر کہیں چلے جاؤ اور دجون دیوتا کے پجاریوں کے سامنے نہ آنا ورنہ یہ لوگ میرے خلاف ایک ہنگامہ کھڑا کر دیں گے۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

یوناف کچھ کہے بغیر مڑا اور وہاں سے نکل گیا۔

○

مصری ملکہ ریشس کا نانا آئی ایک روز بانوس کے گھر پر آیا۔ اس نے دروازے پر دستک دی اور پھر ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب بانوس نے دروازہ کھولا اور ملکہ کے نانا آئی کو دروازے پر کھڑے دیکھا تو بڑی عقیدت مندی سے کہا:

"آپ باہر کیوں کھڑے ہیں۔ آپ دستک دیے بغیر اندر آ گئے ہوتے۔"

آئی نے بڑی عیاری سے بانوس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

"میں جس کام کے لیے آیا ہوں اس کے لیے تمہارے گھر میں بیٹھ کر بات نہیں کی جا سکتی۔ تم تھوڑی دیر کے لیے میرے ساتھ آؤ۔ میں ایک نہایت اہم موضوع پر تم سے علیحدگی میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

بانوس نے جواب میں کچھ نہ کہا اور خاموشی سے آئی کے ساتھ ہو لیا۔

آئی اسے تھیبس شہر سے باہر دریائے نیل کے کنارے لے گیا اور ایک پتھر پر بیٹھتے ہوئے دوسرے پتھر کی طرف اشارہ کر کے بولا:

"تم بھی بیٹھ جاؤ بانوس!"

بانوس بے چارے کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آئی اسے کیا کہنا چاہتا ہے۔ تاہم وہ اس کے سامنے خاموشی سے بیٹھ گیا۔

اتنے میں آئی نے قریب پڑا ہوا ایک وزنی پتھر اٹھا کر دریا میں پھینکا اور پھر بانوس سے یوں مخاطب ہوا:

"اے بانوس! دیکھ میں جانتا ہوں کہ تو حتیوں کے بادشاہ شبلیولیماش کے پاس اریشس کا کیا پیغام لے کر گیا تھا۔"

بانوس چونک پڑا اور بدک جانے کے انداز میں بولا:

"آپ کو اس پیغام کی نوعیت کی کیسے خبر ہو گئی؟"

آئی نے گہری مکارانہ مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا:

"اے بانوس! دیکھ۔ حرم سرا کے اندر اریشس کی مشاطہ میرے اعتماد اور بھروسے کی عورت ہے۔ تمہاری حتیوں کی طرف روانگی کے بعد اس نے تمہاری بیوی کو کرید کرید کر یہ سارے حالات معلوم کر لیے۔ ہاں اگر تم نے ان باتوں کا ذکر اپنی بیوی سے نہ کیا ہوتا تو پھر اس کے متعلق میرا کچھ جاننا مشکل تھا۔"

بانوس نے آگے بڑھ کر آئی کے پاؤں پکڑ لیے:

"آپ کو آمون کی قسم! ان حالات کا ذکر ملکہ سے نہ کیجیے گا ورنہ وہ میری کھال اتروا کر رکھ دے گی!"

آئی نے سودے بازی کے انداز میں کہا:

"اے بانوس! میں ایک شرط پر ایسا کر سکتا ہوں۔"

"وہ کیا؟"

آئی نے مکاری سے کہا:

"وہ یہ کہ تم آج ہی جا کر اریشس کو جا کر مشورہ دو کہ وہ مجھ سے شادی کر لے۔ اے بانوس! دراصل میں نہیں چاہتا کہ اریشس کسی حتی شہزادے کے ساتھ شادی کرے۔ اگر ایسا ہوا تو مصر کا اقتدار مصریوں کے ہاتھوں سے نکل کر حتیوں کے پاس چلا جائے گا اور میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گا۔"

بانوس نے سہمے سہمے انداز میں کہا:

"کہیں ملکہ میرے اس مشورے پر ناراض نہ ہو جائے"۔

آئی نے اس کی ڈھارس بندھائی:

"نہیں۔ وہ ہرگز تم سے ناراض نہ ہوگی۔ دیکھو بانوس! اریشس کے کانوں میں یہ بات میں پہلے دو مرتبہ اس کی مشاطہ کے ذریعے ڈلوا چکا ہوں کہ وہ مجھ سے شادی کر لے اور اریشس نے اس مشورے پر مشاطہ سے صرف یہ کہا تھا کہ فی الحال اس کی نگاہ میں ایک جوان ہے اگر وہ میرے معیار پر پورا اترا تو میں ضرور آئی سے شادی کر لوں گی گویا اسے میرے ساتھ شادی کرنے سے انکار نہیں ہے"۔

اور بانوس! میں جانتا ہوں وہ جوان صرف حتی شہزادہ ہی ہے جس کا وہ انتظار کر رہی ہے۔ یہ انتظار اب کافی طویل ہو گیا ہے اور اریشس یقیناً اب اس انتظار سے تنگ آ کر مایوس اور بیزار ہو گئی ہوگی لہٰذا اسے اس موقع پر اگر تم میرے ساتھ شادی کرنے کا مشورہ دو گے تو وہ ہرگز برا نہ مانے گی اور مجھ سے شادی کرنے پر رضامند ہو جائے گی۔ اے بانوس! میری اریشس سے شادی میں مصر کی بہتری ہے اور اگر اس نے کسی حتی شہزادے سے شادی کر لی تو حتی یقیناً مصر کو لوٹ کھائیں گے اور یہ میں ہرگز نہ ہونے دوں گا لہٰذا تم اریشس سے بات کر کے دیکھو اور پھر حالات سے مجھے آگاہ کرو"۔

بانوس نے ہار مانتے ہوئے کہا:

"اگر آپ چاہتے ہیں تو میں ضرور اریشس سے اس موضوع پر گفتگو کروں گا"۔

آئی فوراً اٹھ کھڑا ہوا:

"چلو پھر چلیں۔ یہاں سے واپسی پر تم سیدھے اریشس کے پاس جاؤ اور اس سے اس موضوع پر بات کرو"۔

بانوس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ دونوں دریائے نیل کے کنارے سے واپس شہر کی طرف چل پڑے۔

آئی سے علیحدہ ہو کر بانوس سیدھا اریشس کے پاس پہنچا۔ وہ اس وقت اپنی خواب گاہ میں اکیلی تھی اور انتہائی خوش گوار کیفیت میں تھی۔

بانوس کو دیکھ کر وہ خوش ہوئی اور ایک نشست کی طرف اشارہ کر کے اس نے بانوس کو بیٹھنے کو کہا۔ اریشس کے اس سلوک سے بانوس کی حوصلہ افزائی ہوئی۔

بانوس وہاں بیٹھ گیا اور بولا:

"اے مقدس ملکہ! آج میں ایک ایسی بات کہنے آیا ہوں جو آپ کی ذات سے تعلق رکھتی ہے اگر آپ اجازت دیں اور برا نہ مانیں تو کہوں؟"

اریشس نے فراخدلی سے کہا:

"اے بانوس! تم نے جو کہنا ہے بلاجھجک کہو۔ میں جانتی ہوں تم جو کہو گے اس میں میری بہتری ہی ہوگی"۔

بانوس نے بغیر کسی تمہید کے جھٹ کہہ دیا:

"اگر ایسا ہے تو آپ اپنے نانا آئی سے شادی کر لیں۔ اس میں آپ کی ہی بہتری ہے حتیوں کے بادشاہ نے اپنے بیٹوں میں سے اگر کسی کو یہاں بھیجنا ہوتا تو اب تک بھیج چکا ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں اس نے ہمیں ٹال دیا ہے اور مصر کی بہتری میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا"۔

اریشس چند لمحے سر جھکائے کچھ سوچتی رہی۔ پھر اپنا فیصلہ سنا دیا:

"تم ٹھیک ہی کہتے ہو۔ سپیلیولیماشس نے اگر اپنے کسی بیٹے کو بھیجنا ہوتا تو اب تک ضرور ایسا کر چکا ہوتا۔ میں بھی اس سے مایوس ہو چکی ہوں۔ اور اے بانوس! تم نے جو مجھے اپنے نانا سے شادی کرنے کا مشورہ دیا ہے یہ پچھلے کئی روز سے میرے زیرِ غور ہے اس لیے کہ کئی ہفتے پہلے میری مشاطہ بھی کئی بار آئی سے شادی کر لینے کا مشورہ دے چکی ہے۔

اے بانوس! میں تمہارے اس مشورے کی شکرگزار ہوں تاہم اگر تم یہ مشورہ نہ بھی دیتے تو میں پہلے ہی آئی سے شادی کرنے کا فیصلہ کر چکی ہوں۔ اس لیے کہ جب میری مشاطہ نے مجھے کئی بار آئی سے شادی کر لینے کا مشورہ کر دیا تو میں نے فیصلہ کیا کہ سپیلیولیماشس تو اپنے کسی بیٹے کو بھیجے گا نہیں اس لیے آئی سے شادی کر لینا ہی میرے لیے سودمند ہے کیونکہ وہ میرے ساتھ مخلص تو رہے گا۔ اے بانوس! اب تم جاؤ اور آئی کو میرے اس فیصلے سے آگاہ کر دو کہ میں جلد ہی اس سے شادی کر لینا چاہتی ہوں"۔

بانوس کا اربشس کے اس فیصلے نے حوصلہ بڑھا دیا تھا لہٰذا وہ بولا:
"اگر میں آئی سے مل کر دو ایک دن تک اس شادی کا بندوبست کرا دوں تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہ ہوگا۔"

جواب میں اربشس مسکرا دی اور بولی:
"مجھے کوئی اعتراض نہیں بانوس! تم کل چھوڑ بے شک آج ہی یہ بندوبست کر دو میں تب بھی رضامند ہوں۔"

بانوس وہاں سے خوش اور مطمئن باہر نکل آیا۔ اس کے صرف دو روز بعد آئی اور اربشس کی شادی ہو گئی یوں نانا اور نواسی نے آپس میں شادی کر لی۔ اس طرح آئی ایک بار پھر اپنی نواسی اور بیوی اربشس کے ساتھ مل کر مصر پہ حکومت کرنے لگا۔[1]

○

حتیوں کا بادشاہ پیلیو لیاش تو دل سے چاہتا تھا کہ اس کا کوئی بیٹا اربشس کا شوہر بنے اور اس طرح مصری حکومت اور حتی ایک قوت بن جائیں لیکن اس سے حماقت یہ ہوئی کہ اس نے پہلے اپنے سنگتراش کو اس معاملے کی چھان بین کرنے میں کافی وقت ضائع کر دیا اور بہت تاخیر کے بعد اس نے اپنے ایک بیٹے کو اربشس کی طرف تھیبس روانہ کیا لیکن اس دوران میں اربشس نے اس کی طرف سے مایوس ہو کر اپنے نانا آئی سے شادی کر لی تھی۔ اس طرح مصر میں ایک حکمران کی حیثیت سے اربشس نے اپنی ذات کو مستحکم کرنے کا یہ دوسرا راستہ اختیار کر لیا تھا۔

آئی اور اربشس کی شادی کے بعد ایک روز جب آئی آمون دیوتا کے معبد سے نکل رہا تھا تو ایک مخبر آیا اور اس نے رازداری سے آئی سے کہا:
"اے آقا! میں آپ کے لیے ایک خبر لے کر آیا ہوں۔ اگر اس کا تدارک نہ کیا گیا تو یہ آپ کے لیے نقصان دہ ہوگی۔"

آئی نے پریشانی سے پوچھا:
"کیسی خبر لائے ہو تم میرے لیے۔ اور مجھے اس کا کیا تدارک کرنا ہوگا۔ تم کھل کر کہو معاملہ کیا ہے۔"

مخبر نے رازداری سے انکشاف کیا:
"اے آقا! حتیوں کے بادشاہ پیلیو لیاش کا ایک بیٹا مقدس ملکہ مصر اور آپ کی بیوی اربشس

---

[1] قدیم مصری تاریخ میں ان دونوں نانا نواسی کی شادی اور دونوں کے مل کر مصر پہ حکومت کرنے کے واقعات تفصیل سے تحریر ہیں۔

سے شادی کرنے کے لیے آنے والی صبح کو کسی بھی وقت شہر میں داخل ہوگا"۔

آئی نے چونک کر پوچھا:

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

مخبر نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے آئی کو سمجھانے کے انداز میں کہا:

"اے آقا! میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ حتیوں کے بادشاہ بیلیو لیاشش کا بیٹا مصر کی سرزمین میں داخل ہو چکا ہے اور مذکورہ مقصد کے لیے اس کا یہاں آنا خالی از خطر نہیں"۔

معاملے کی سنگینی اور سنجیدگی کا اندازہ کرتے ہوئے آئی نے پوچھا:

"یہ شہزادہ اس وقت کہاں ہے؟"

مخبر نے اندیشہ بھری آواز میں کہا:

"وہ گزشتہ صبح ممفس شہر میں داخل ہوا تھا۔ اس کے ساتھ اس کے چھ محافظ ہیں۔ انہوں نے ممفس کی ایک سرائے میں قیام کر رکھا ہے۔ ان کا ارادہ ہے کہ وہ دن بھر اس سرائے میں آرام کریں گے۔ پھر وہاں سے کوچ کر کے آنے والی صبح کو تھیبس شہر میں داخل ہو جائیں گے۔ اگر وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو اے آقا! آپ کے لیے مشکلات کھڑی ہو جائیں گی۔ ویسے اس حتی شہزادے یا اس کے محافظوں نے کسی پر ممفس شہر یا اس سرائے والوں پر اپنا آپ ظاہر نہیں کیا۔ وہ سب نووارد تاجروں کے بھیس میں سفر کر رہے ہیں۔ میں بڑی مشکل سے ان کا پتہ لگانے اور ان کی اصلیت جاننے میں کامیاب ہوا ہوں۔ اور اے آقا! اس حتی شہزادے کے پاس اپنے باپ بیلیو لیاشش کی طرف سے اریشس کے نام ایک خط بھی ہے۔ اب آپ بتائیں ہمیں کیا کرنا ہے؟"

آئی نے مخبر کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنے ساتھ ساتھ چلاتے ہوئے کہا:

"اے میرے عزیز! تم نے مجھے یہ خبر دے کر میری بھلائی کا اہم ترین کام کیا ہے۔ اب تم میرے ساتھ آؤ۔ اریشس اس وقت معبد ہی میں ہے۔ وہاں شہر کی کافی عورتیں جمع ہیں جن کے اندر وہ گھری ہوئی ہے اور تمہیں پورا معاملہ سمجھانے کے لیے میرے پاس بہترین موقع ہے"۔

آئی اس مخبر کو اپنے ذاتی کمرے میں لایا۔ پہلے انعام کے طور پر اسے نقدی کی ایک تھیلی دی۔ پھر اسے سمجھایا اور کہا:

"اے میرے عزیز محسن! اب تم میرے ساتھ مستقر کی طرف چلو۔ وہاں سے میں تمہارے ساتھ پندرہ سواروں کا ایک دستہ کر دوں گا جس کی مدد سے تم اس حتی شہزادے اور اس کے ساتھیوں کا ممفس کی سرائے ہی میں کام تمام کر دینا۔ اس طرح نہ اس شہزادے کو اریشس کی خاطر اس شہر میں داخل ہونا نصیب ہوگا نہ وہ میرے لیے خطرہ اور مشکل بن سکے گا"۔

آئی مخبر کو اپنے ساتھ فوجی مستقر میں لے گیا۔ وہاں سے اس نے اپنے اعتبار اور بھروسے کے پندرہ جوان اس کے ساتھ کر دیے۔

ان مسلح پندرہ جوانوں کے ساتھ وہ مخبر برق رفتاری کے ساتھ تھیبس سے ممفس کی طرف بڑھا اور وہاں اس نے سرائے میں مقیم حتی شہزادے اور اس کے محافظوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔[1] اس طرح ہوشیار و عیار آئی نے حتی شہزادے کا خاتمہ کر کے اپنی حیثیت کو مصر میں مزید مستحکم اور مضبوط کر لیا تھا۔

لیکن اریشس اور آئی کی حکومت زیادہ عرصہ نہ چل سکی کیونکہ جلد ہی اریشس اپنی طبعی موت مر گئی اور اس کے کچھ عرصہ بعد آئی بھی مر گیا۔

اس کے بعد مصری حکومت میں فوجی انقلاب آ گیا۔ آمون ہوتپ سوئم نے اپنے دور میں جب فلسطینیوں، کنعانیوں اور آموریوں پر غلبہ پایا تھا تو ان اقوام کے اندر اس نے خراج وصول کرنے کی خاطر فوجی چوکیاں قائم کی تھیں۔ ایسی ہی ایک فوجی چوکی فلسطینی قوم میں بھی تھی۔ جب یہ فوجی چوکی ختم ہو گئی تو اس چوکی کے لشکری اور ان کا جرنیل مصر میں واپس آ گئے۔ اریشس اور آئی کی موت کے بعد اسی جرنیل نے مصر میں فوجی انقلاب برپا کر دیا اور وہ ایک آمر کی حیثیت سے مصر پر حکومت کرنے لگا۔ اس جرنیل نے اپنے دورِ حکومت میں مصر کی فوجی قوت کو ناقابلِ تسخیر حد تک مضبوط و مستحکم کر دیا۔ معاشی حالات بھی اس نے کافی بہتر کیے اور مصر اس کے دور میں پہلے سے کہیں زیادہ خوشحال اور مضبوط ہو گیا تھا۔

یہ فوجی جرنیل آمون دیوتا کا کٹر پیروکار تھا لہٰذا اس کے دور میں آمون اور اس کے پجاریوں کے لیے بہت کام کیا گیا۔ اخناتون کے عہد میں رع دیوتا کے لیے جو بھی کام ہوا تھا اسے برباد کر دیا گیا اور اس جرنیل نے اخناتون کو مجرم اخناتون کہہ کر پکارنا شروع کر دیا۔[2]

۱۔ موجودہ دور کی کھدائی کے دوران حتیوں کے مرکزی شہر سے کچھ لوحیں ملی ہیں جن پر اس حتی شہزادے کی آمد اور قتل کے حالات درج ہیں۔

۲۔ ماخوذ از: THE ANCIENT WORLD

اس فوجی جرنیل کے بعد ایک شخص رعمسیس اوّل مصر کا بادشاہ بنا۔ اس نے مصر میں پھر مذہبی انقلاب برپا کر دیا۔ اس نے آمون کو مسترد کر دے کہ پھر رع دیوتا کو مصر کا قومی دیوتا قرار دے دیا۔ دیوتاؤں کی ان تبدیلیوں اور رسہ کشی دار الحکومتوں کے قیام میں سب سے زیادہ بدتر حالت بنی اسرائیل کی ہوتی تھی اس لیے کہ ایسے موقعوں پر اسرائیلیوں سے غلاموں سے بڑھ کر بدترین کام لیا جاتا تھا۔ نئی عمارتوں کی تعمیرات انہی سے کرائی جاتی تھیں۔ یہ کام ان سے زبردستی لیا جاتا تھا اور اس کا انہیں کوئی معاوضہ نہ دیا جاتا تھا۔ اس پر مستزاد یہ کہ مصر کے مقامی لوگ یعنی قبطی اسرائیلیوں کو اپنا پیدائشی غلام سمجھتے تھے اور ان سے بغیر کسی اجرت اور معاوضے کے ہر قسم کا کام اور بیگار لینا اپنا ذاتی حق تصور کرتے تھے۔

اس کے علاوہ جب بھی مصر پہ کوئی نیا بادشاہ تخت نشین ہوتا تو وہ اپنے اردگرد سلطنت کے کاہنوں، جادوگروں اور درباری نجومیوں کو جمع کر کے اپنے لیے آئندہ احوال جاننے کی کوشش کرتا اور نجومیوں کی بتائی ہوئی ان تفصیلات کے نتیجے میں بھی اکثر بنی اسرائیل پہ مظالم ہی ہوتے تھے۔
اسرائیل چونکہ یعقوبؑ کا دوسرا نام تھا اس لیے ان کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ شروع میں یوسفؑ سمیت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے اس سرزمین میں آباد ہوئے تھے لیکن ان بارہ بیٹوں کی اولاد جو اسرائیلی کہلاتی تھی، اب لاکھوں کی تعداد میں پہنچ چکی تھی۔ بہرحال ہر کام کے لیے اسرائیلیوں کو ذلت و رسوائی میں ڈالا جاتا تھا اور مصر میں ان کا جینا دوبھر ہو چکا تھا۔
رعمسیس اوّل صرف ایک سال حکومت کر کے مر گیا۔
اس کے بعد اس کا بیٹا رعمسیس دوم چونکہ ابھی چھوٹا اور نابالغ تھا اور اس قابل نہ تھا کہ اسے مصر کا بادشاہ بنایا جاتا لہٰذا اس کا چھوٹا بھائی سیتی مصر کا بادشاہ بنا اور سیتی نے اپنے بھائی رعمسیس اول کے بیٹے اور اپنے بھتیجے رعمسیس دوم کی پرورش اور تربیت بھی شروع کر دی۔

O

اُدھر حتیوں نے اب متانیوں کے ساتھ کاسوقوم اور ایلیاایلوم کو بھی اپنا ہدف بنانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

ہوا یوں کہ آتی نے جب حتیوں کے شہزادے اور ہیلیو لیاکش کے بیٹے کو قتل کرا دیا اور

ہیلیو کو اپنے بیٹے کے قتل کی خبر ہوئی تو وہ اس غم کو برداشت نہ کر سکا اور کچھ عرصہ بیمار رہ کر وہ مر گیا اس کے بعد اس کا بیٹا شپ ہیلیو لیاکش حتیوں کا بادشاہ بنا۔
شپ انتہائی ظالم و جابر اور جاہ پسند آدمی تھا اور ایک بہترین جرنیل ہونے کے ساتھ ساتھ عسکری بصیرت بھی رکھتا تھا۔ شپ کو بھی اپنے بھائی کے مارے جانے کا بڑا غم و غصہ تھا لہٰذا تخت نشین ہونے کے بعد اس نے مصر کے خلاف تو کوئی عملی قدم نہ اٹھایا لیکن متانیوں اور بابلیوں کے خلاف اپنا لائحہ عمل ضرور مرتب و تیار کر لیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ اپنی عسکری حیثیت کو اس حد تک بڑھا لے کہ مصریوں کو خبر تک نہ ہو اور وہ اچانک متانیوں اور بابلیوں پہ حملہ کر کے ان کے سارے علاقوں کو اپنی سلطنت میں داخل کر لے اور اس کے لیے اس نے دن رات محنت کر کے اپنے لشکر کی تعداد بڑھانے کے علاوہ سامانِ رسد کے ڈھیر لگانے شروع کر دیے جبکہ متانی اور بابلی شپ کی ان جنگی تیاریوں سے بالکل بے خبر تھے۔

O

فلسطینیوں کے بادشاہ نے چونکہ یوناف کو ملک بدر کر دیا تھا لہٰذا دجون شہر سے نکلنے کے بعد وہ یافان کے جزیرے سرنا میں نمودار ہوا۔
اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتا ہوا وہ محل کے اس حصے میں نمودار ہوا جس میں افصان نام کا یونانی طلسم گر و ستارہ شناس رہتا تھا۔
جس وقت یوناف اس کے کمرے میں داخل ہوا اس وقت وہ آتشدان کے پاس بیٹھا گہری سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ یوناف کو اپنے کمرے میں دیکھ کر افصان بدک سا گیا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر حیرت و پریشانی کے ملے جلے جذبات کے تحت اس نے پوچھا:
"اے اجنبی حسین اور دیوپیکر جوان!! تو میرے اس کمرے میں کیسے اور کیونکر داخل ہونے میں کامیاب ہوا جبکہ یافان کی اجازت کے بغیر تو کوئی پرندہ بھی یہاں پر نہیں مار سکتا۔ پھر تو کیسے یہاں پہنچ گیا۔ اگر تمہیں کسی نے نہیں دیکھا اور تم کسی طرح یہاں آنے میں کامیاب ہو ہی گیا ہے تو اب بھی وقت ہے جن راہوں سے تو یہاں آیا ہے انہی راہوں سے واپس جا کر جہنم کدے جیسی اس جگہ سے جان بچا لو۔ ورنہ یاد رکھو تم یافان کے عذاب سے نہ بچ سکو گے اس لیے کہ یافان ایسی ہولناک

قوتوں کا مالک ہے جن پر قابو نہیں پایا جا سکتا۔ گو میں نے آج تک اسے پوری جسامت میں نہیں دیکھا لیکن میرا اندازہ ہے کہ وہ کوئی بد روح یا شیطانی قوت ہے۔"

یوناف نے افصان کو ڈھارس اور تسلی دی:

"اے افصان! میں تمہاری نسبت یافان کو بہتر جانتا ہوں۔ وہ شیطانی قوت ہے یا بد روح، میں اس بھید سے بھی خوب آگاہ ہوں۔ اے افصان! میرا اور یافان کا ساتھ اور اس کے ساتھ میری عداوت و چپقلش صدیوں پر محیط ہے۔ میں اس کی اور وہ میری قوتوں سے آگاہ ہے لیکن اس وقت میرا مقصد تمہیں یافان کے بارے میں تفصیل بتانا نہیں ہے بلکہ میں تمہیں اس کے چنگل سے نکالنے آیا ہوں لیکن اس سے قبل کہ میں اس طلسمی جزیرے سے تمہیں نکالوں، تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم یونان کے رہنے والے ہو؟ اور ہاں۔ میرے سوالوں کا جواب دینے سے پہلے تم یافان کے خوف سے بے خطر ہو کر بیٹھ جاؤ۔ سن رکھو کہ میری موجودگی میں وہ بھیڑیا شیطان تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔"

یوناف کا ہمدردی بھرا لہجہ اور رویہ دیکھ کر افصان کو حوصلہ ہوا اور وہ دوبارہ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

پھر اس نے کہا:

"اے دیو پیکر اجنبی! میں نہیں جانتا تو کون ہے اور کیوں شیطانی قوتیں رکھنے والے یافان کے مقابلے میں میری مدد کرنا چاہتا ہے۔ بہرحال میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں یونان کے شہر سپارٹا کا باسی ہوں۔ اپنی ذات میں خود میں بھی بے پناہ قوتوں کا مالک تھا لیکن اس شیطان یافان نے مجھے زیر کر کے رکھ دیا ہے۔ کاش! میں کسی طرح اس سے اپنی جان چھڑا سکتا۔ اب تو اس نے مجھ سے وہ سارے علوم بھی سیکھ لیے ہیں جو میں جانتا تھا۔"

پھر افصان نے یوناف سے وہ ساری تفصیل کہہ دی جو کچھ اس نے یافان کو سکھایا تھا۔ اس کے بعد اس نے یوناف سے از راہِ ہمدردی کہا:

"اے اجنبی جوان! میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں۔ زندگی کے نشیب و فراز دیکھ چکا ہوں اور ہر طرح سے زندگی کا لطف اٹھا چکا ہوں لیکن تو ابھی جوان ہے تیری تو ابھی شادی بھی نہ ہوئی ہوگی اور تیرے آگے زندگی کی امیدیں اور خواہشات جنگل کی مانند ہیں جن سے تم نے لطف اٹھانا ہے۔ یافان اگر میرا خاتمہ کر دے تو کوئی بات نہیں کہ میں تو زندگی کی ہر رعنائی دیکھ چکا ہوں لیکن تجھے ابھی بہت کچھ دیکھنا ہے اور تمہیں یہاں دیکھ کر اگر یافان نے تیرا خاتمہ کر دیا تو مجھے بے حد صدمہ ہوگا۔ اس بنا پر

میں بڑے خلوص سے تمہیں مشورہ دوں گا کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ میں حیران ہوں کہ تم یہاں تک آنے میں کامیاب کیسے ہو گئے جبکہ اس محل کی دیکھ بھال ان گنت لڑکیاں کرتی ہیں جو کسی کو اندر آنے ہی نہیں دیتیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ جس طرح تو یہاں آنے میں کامیاب ہوا ہے ایسے ہی سلامتی کے ساتھ یہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو جائے۔"

افصان کے خاموش ہونے پر یوناف بولا:

"اے بزرگ افصان! میرا نام یوناف ہے۔ تم فکرمند نہ ہو۔ یافان کی طرح میں بھی سری قوتوں سے بھرپور ایک فوق البشر انسان ہوں۔ رہی تمہاری یہ بات کہ میں ابھی تک زندگی سے لطف اندوز نہیں ہوا تو سن رکھو کہ میں برسوں پر نہیں صدیوں پر محیط زندگی دیکھ چکا ہوں۔

بہرحال میرا دوسرا سوال تم سے یہ ہے کہ کیا تم سپارٹا شہر میں اکیلے ہی رہتے تھے یا تمہارے اہلِ خانہ بھی ساتھ تھے۔"

افصان اس سوال پر اداس سا ہو گیا۔ پھر اس نے گہرے دکھ سے کہا:

"آہ! یافان نے تو مجھے جنت سے نکال کر جہنم میں لا ڈالا ہے۔ میں اپنے گھر میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہتا تھا پر اس ظالم نے تو مجھے ان سے بھی جدا کر دیا۔ کاش! کوئی میری بیوی اور بیٹے کو ہی یہ خبر دیتا کہ میں ان دنوں کہاں اور کس مصیبت میں پھنسا ہوں تاکہ وہ میری رہائی کے لیے یافان کی منت ہی کریں۔ کاش! دنیا میں کوئی ایسا قاہر و جابر انسان ہوتا جو یافان کو میرے سامنے زیر کرتا۔ اگر ایسا نہیں تو پھر میں اپنے گھر والوں کے سامنے مر ہی گیا ہوتا کہ وہ مجھ پر رو دھو چکے ہوتے۔"

یوناف مسکرایا اور بولا:

"اے بزرگ افصان! یافان کے لیے جس جابر و قاہر انسان کی دعا مانگتے ہو وہ تو میں ہی ہوں۔ جس طرح یافان فوق الفطرت انداز میں تمہارے شہر سپارٹا سے تمہیں یہاں اٹھا لایا تھا ایسے ہی میں تمہیں واپس تمہارے گھر پہنچا دوں گا اور تم دوبارہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ پُرسکون زندگی بسر کر سکو گے۔"

افصان نے اسے شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہا:

"یہ کیسے اور کیونکر ممکن ہے۔"

یوناف کھل کر ہنسا۔

"بالکل ایسے ہی جیسے شیطان یافان تمہیں سپارٹا سے یہاں لایا تھا۔"

پھر یوناف اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے اپنی عبا کا ایک کونہ اس طرح پھیلایا جس طرح کوئی بہت بڑا پرندہ اپنے پروں کو پھیلاتا ہے۔ ساتھ ہی وہ بولا:

"اے بزرگ افصان! تم میری اس عبا کے اندر کھڑے ہو جاؤ۔ پھر دیکھو میں تمہیں کیسے سلامتی سے تمہارے گھر پہنچاتا ہوں"۔

عجب وحشت بھرے انداز میں مشکوک نگاہوں سے یوناف کو دیکھتے ہوئے افصان اپنی جگہ سے اٹھا اور یوناف کی پھیلی عبا کے اندر یوں گھس گیا جیسے مرغی کا کوئی چوزہ اس کے پروں کے اندر چھپ جاتا ہے۔

اسی لمحے یوناف نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور افصان کی بغل تلے جما دیا۔ اسی وقت افصان کو یوں لگا جیسے زمین اس کے قدموں تلے سے نکل گئی ہو اور وہ فضاؤں میں معلق ہو گیا ہو۔

تھوڑی دیر کے بعد افصان کے پاؤں پھر زمین سے لگے۔ اس ساری کارروائی کے دوران اس نے یہی محسوس کیا تھا جیسے کسی نے بچے کو اٹھا کر ایک سے دوسری جگہ کھڑا کر دیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی افصان کے کانوں میں یوناف کی ہمدردانہ آواز پڑی:

"اے بزرگ افصان! ذرا اپنی آنکھیں کھولو۔ میری عبا سے باہر آؤ اور دیکھو کہ تم اس وقت کہاں پر ہو؟"

افصان نے یوناف کی عبا سے نکل کر اپنے اطراف کا جائزہ لیا اور خوشی اور بے پناہ مسرت کا اظہار کرتے ہوئے چلا اٹھا:

"آہا! یہ تو میرا اپنا شہر سپارٹا ہے۔ وہ سامنے دیکھو میرا گھر دکھائی دے رہا ہے۔ آؤ چلو میرے ساتھ میرے گھر"۔

یوناف نے اس پر انکشاف کرتے ہوئے کہا:

"اے بزرگ افصان! میں اس وقت تمہارے ساتھ تمہارے گھر نہ جاؤں گا اس لیے کہ تم یافان کو وہ علم سکھا چکے ہو جسے استعمال کر کے وہ پانی کے برتن میں دیکھ سکتا ہے کہ تم اس وقت کہاں پر موجود ہو"۔

افصان نے یوناف کی بات کاٹتے ہوئے کہا:

"تم میرے ساتھ گھر تو چلو۔ میں تمہیں بھی یہ علوم سکھا دوں گا"۔

یوناف مسکرا دیا:

"اے افصان! میں تم سے یہ علوم ضرور سیکھوں گا لیکن تم پہلے میری ایک بات غور سے سنو جو میں تم سے کہنا چاہتا ہوں"۔

افصان نے تائید کرتے ہوئے کہا:

"اچھا کہو۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم"۔

افصان کو سمجھانے کے انداز میں یوناف نے کہنا شروع کیا:

"اے افصان! میں تم سے یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ یافان کو تم نے وہ علوم سکھا دیے ہیں جنہیں استعمال کر کے وہ جان لے گا کہ تم کہاں ہو اور جب وہ تمہیں اپنے جزیرے کے محل میں نہ پائے گا تو وہ ضرور یہی طریقہ اپنائے گا۔ وہ پانی سے بھرے برتن پر تمہارے ہی سکھائے ہوئے علم کو استعمال کرے گا اور دیکھ لے گا کہ تم سپارٹا شہر میں اپنے گھر پہنچ گئے ہو لہٰذا وہ یہاں آئے گا اور تمہیں بدترین سزا دے گا لیکن اگر میں ابھی تمہارے ساتھ تمہارے گھر جاتا ہوں تو پھر مجھے بھی وہ دیکھ لے گا اور چونکہ وہ میری قوتوں سے آگاہ ہے لہٰذا وہ ادھر کا رخ نہ کرے گا۔ یہ وہ اس انتظار میں ضرور رہے گا کہ کب میں تم سے علیحدہ ہوتا ہوں کیونکہ میں ہر وقت تو تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا اس لیے میرے تم سے علیحدہ ہوتے ہی وہ یہاں آئے گا اور تمہیں ساتھ لے جا کر کسی عذاب میں مبتلا کر دے گا۔

لہٰذا اے افصان! میرا تمہیں مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ تم اکیلے ہی اپنے گھر چلے جاؤ۔ میں بھی یہیں آس پاس ہی رہوں گا اور جب یافان تمہیں اکیلا دیکھ کر ادھر آئے گا تو میں یافان سے خود نبٹ لوں گا"۔

افصان نے کمال ممنونیت سے پوچھا:

"پر تم اس وقت جاؤ گے کہاں"۔

افصان کی بات پر یوناف مسکرانے لگا:

"تم میری فکر نہ کرو۔ میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ میں یافان سے بھی زیادہ سری اور فوق البشری قوتوں کا مالک ہوں۔ میں تمہیں بتائے بغیر کہیں نہ جاؤں گا اور یہ بھی اطمینان رکھو کہ جب تک تمہارے سلسلے میں یافان کے ساتھ میں گفتگو نہیں کر لیتا میں بے بسی کی حالت میں چھوڑ کر تمہیں نہ جاؤں گا۔ بس مختصراً تمہارے لیے اسی قدر جان لینا کافی ہے کہ میں اپنی سری قوتوں کے ذریعے اس حالت میں تمہارے گھر کے آس پاس رہوں گا کہ یافان اپنے عمل کے ذریعے مجھے

یہاں نہ دیکھ سکے۔ اب تم جاؤ۔ ایسا نہ ہو یافان کو سرنا سے تمہارے غائب ہو جانے کی اطلاع ہو گئی ہو اور وہ اپنے عمل کو حرکت میں لے آئے۔"

افصان کچھ کہے بغیر وہاں سے اپنے گھر کی طرف چلا گیا!

O

سرنا جزیرے میں یافان اپنے معمول کے مطابق جب افصان سے ملنے کے لیے اس کے کمرے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کمرہ خالی تھا اور افصان وہاں نہ تھا۔

اس نے محل کی محافظ لڑکیوں سے افصان کے متعلق پوچھا لیکن ہر ایک نے اس سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ یافان فکرمند ہو گیا۔ اور غصے اور غضب کی حالت میں اپنے خاص کمرے میں آیا۔ اس کی نیلی دھند اس کے ساتھ تھی۔ وہاں پانی سے بھرے برتن پر یافان نے وہی عمل کیا جو اس نے افصان سے سیکھا تھا۔

تھوڑی دیر تک وہ پانی پر اپنا عمل کرتا رہا۔ پھر چند ثانیوں کے بعد پانی کے اندر چند ہیولے نمودار ہوئے۔ پھر وہ ہیولے صاف ہو کر واضح عکس کی صورت میں دکھائی دینے لگے۔ ان میں نمایاں عکس افصان کا تھا جو اپنے گھر والوں کے ساتھ نظر آ رہا تھا۔ افصان کو اس حالت میں دیکھ کر یافان کا غصہ اور غضب انتہا کو پہنچ گیا۔

افصان کو اس کے گھر والوں کے ساتھ دیکھ لینے کی اس کامیابی پر یافان نے ایک ہولناک اور وحشت خیز قہقہہ بلند کیا۔ پھر کمرے میں اس کی آواز یوں بلند ہوئی جیسے کمرے کا سارا ماحول گونجنے لگا ہو: "اے افصان! میں تیرے سکھائے ہوئے علوم کو تیرے ہی خلاف استعمال کروں گا۔ اب تو مجھ سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ میں تیری موت تک تیرا پیچھا کروں گا اور تیرا جینا عذاب بنا دوں گا۔ اے افصان! تو نے میری اجازت کے بغیر اس محل کو چھوڑا۔ یقیناً یہ ایک ایسا جرم ہے جس کی میں تجھے کڑی سزا دوں گا۔"

اس کے ساتھ ہی طوفانی انداز میں یافان اپنے کمرے سے باہر آیا اور اپنی نیلی دھند سمیت وہاں سے غائب ہو گیا۔

افصان اپنے گھر والوں اور عزیزوں سے مل کر ابھی بمشکل فارغ ہوا ہی تھا کہ اپنی نیلی دھند کے ساتھ

وہاں نمودار ہوا۔

اسے دیکھتے ہی افصان کا رنگ پیلا پڑ گیا۔ اس کے گھر والے انتہائی تعجب سے کبھی افصان کو کبھی یافان کی لمبی سیاہ عبا اور نقاب میں چھپے بدن کو اور کبھی پھیلتی سکڑتی نیلی دھند کو حرکت کرتا دیکھ رہے تھے۔

یافان کو دیکھتے ہی افصان بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا اور قبل اس کے کہ وہ یافان کو مخاطب کر کے اپنی صفائی میں کچھ کہتا، یافان نے ہولناک انداز میں پوچھا: "اے افصان! تو نے میری اجازت کے بغیر کیوں سرنا شہر کو چھوڑا۔ کیا تو میری سری اور فوق البشری قوتوں کو فراموش کر گیا تھا جو تو وہاں سے نکل بھاگا۔ کیا تو سمجھتا ہے کہ اس طرح تو میری گرفت سے بچ جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ یہ کسی صورت ممکن ہی نہیں ہے۔ اے افصان! تو نے میرے خلاف بغاوت اور سرکشی کی ہے اور میں تمہیں اس کی ایسی سزا دوں گا کہ جسے تو اپنی موت تک فراموش نہ کر سکے گا۔ اے افصان! قبل اس کے کہ میں تمہیں ایک عذاب اور اذیت کا نشانہ بناؤں کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ یوں لمحوں میں تم سرنا سے یہاں پہنچنے میں کامیاب کیسے ہوئے؟ دیکھ افصان! اگر تو نے میرے اس سوال کا حقیقت پسندی سے جواب نہ دیا تو پھر یاد رکھنا کہ میں صرف تمہیں ہی عذاب میں نہ ڈالوں گا بلکہ تیرے ساتھ تیرے گھر والے بھی اس اذیت میں مبتلا ہو جائیں گے۔

اور اے افصان! آج میں تمہیں اپنا اصل روپ بھی دکھاتا ہوں تاکہ تو جان سکے کہ میں کون ہوں۔ اور میری حقیقت کیا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی یافان کی سیاہ عبا کے اندر حرکت ہوئی۔

افصان اور اس کے اہل خانہ نے یافان کی عبا کے اندر سے یافان کا ہڈیوں پر مشتمل ہاتھ نمودار ہوا تو وہ خوف سے لرز اٹھے۔ اور جب اپنے استخوانی ہاتھ کو حرکت دے کر اس نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹایا تو افصان کے گھر والے چیخیں مارتے ہوئے دوسرے کمروں میں بھاگ نکلے جبکہ افصان خود یافان کے سامنے بے بسی کی تصویر بنا کھڑا کانپ رہا تھا۔ اس کی زبان اس کا ساتھ نہ دے رہی تھی اس کی حالت خوف و دہشت سے اس مسافر کی سی ہو گئی تھی جو برف باری اور سردی کے طوفان میں پھنس گیا ہو۔

پھر یافان کی مکروہ آواز اس کمرے میں بلند ہوئی: "اے افصان! یہ ہے میرا اصل روپ۔ اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے یوں لمحوں کے اندر سرنا سے یہاں آنے کے لیے کون سا طریقہ اپنایا؟"

اچانک یوناف وہاں نمودار ہوا۔

اس کے دائیں ہاتھ میں برہنہ تلوار تھی۔ بائیں ہاتھ سے اس نے یافان کی گردن پکڑتے ہوئے غراتی اور کھولتی ہوئی آواز میں کہا:

"اے ابلیس کے گماشتے! یہ بے چارہ تیرے سوالوں کا کیا جواب دے گا۔ میں بتاتا ہوں کہ تمہارے شہر مرنا میں تمہاری قید سے نکل کر یہ یہاں پہنچنے میں کامیاب کیسے ہوا۔ اے یافان! اسے میں یہاں لایا ہوں۔ میں تیرے محل میں داخل ہوا اور تجھے خبر تک نہ ہوئی۔ کیا تو میری اس گرفت سے آزاد ہونے کی قوت رکھتا ہے؟"

یافان نے بہتیری اپنی گردن ادھر ادھر ہلائی لیکن وہ اپنے آپ کو یوناف کی گرفت سے آزاد کرانے میں بری طرح ناکام رہا۔

یوناف پھر خوف ناک لہجے میں بولا:

"اے یافان! تو اپنی جو چاہے سری اور فوق البشر قوت استعمال کرلے اور جو چاہے اپنا سیاہ علم آزمالے لیکن میں نے تیری ساری سری قوتوں اور سارے طلسم مسدود کر کے تیری گردن پر ہاتھ ڈالا ہے۔ اب جب تک میں نہ چاہوں اس وقت تو اس گرفت سے نہیں نکل سکتا۔"

یافان نے فوراً اپنے دفاع کا بندوبست یوں کیا کہ اس کی آنکھوں کے گڑھوں کے اندر جو آگ کے شعلے لہرا رہے تھے ان شعلوں کے اشارے سے اس نے نیلی دھند کو یوناف پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا۔

پر یوناف بھی غافل نہ تھا۔ وہ یافان کے ہر اشارے پر نگاہ رکھے ہوئے تھا اور اس نے پہلے ہی نیلی دھند کا بندوبست کر رکھا تھا۔ کیونکہ جونہی یافان کے اشارے پر نیلی دھند کی قوتیں یوناف کی طرف لپکیں اس نے تلوار کی نوک ان کی طرف اٹھادی۔ ایسا کرتے ہی وہاں ایک کہرام برپا ہو گیا۔ نیلی دھند کی قوتیں بری طرح چیخنے چلانے لگی تھیں۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ تلوار کی نوک ان کی طرف کر کے یوناف نے انہیں کسی عذاب اور تکلیف میں ڈال دیا ہے

نیلی دھند کے اندر کرب آمیز شور بلند ہوتا رہا۔ یوناف نے تلوار کا رخ ان کی طرف ہی رکھا۔ تھوڑی دیر تک چیخنے چلانے کے بعد نیلی دھند بڑی تیزی سے سمٹتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔

یہ صورت حال دیکھ کر افغان کے گھر والے دوسرے کمرے سے واپس آ کر پھر افغان کے قریب کھڑے ہو گئے اور اب کسی قدر دل جمعی سے یوناف اور یافان کو دیکھ رہے تھے۔

نیلی دھند کے بھاگ جانے پر یافان کی آنکھوں میں لپکتے ہوئے شعلے اب مدھم پڑ گئے تھے ایسا لگتا تھا جیسے دھند کے وہاں سے ہٹ جانے کی وجہ سے یافان کو سخت دکھ اور صدمہ ہوا ہو۔ اسی وقت یوناف کی آواز پھر بلند ہوئی:

"اے یافان! تو جانتا ہے میں تیرا صدیوں پرانا رقیب، ہمراز داں اور دشمن ہوں۔ میں تیری ساری قوتوں کے احوال سے بھی آگاہ ہوں۔ میں تیرے شیطانی اعمال اور گھناؤنی خواہشوں کی بھی خوب خبر رکھتا ہوں۔

اے یافان! صدیوں کی اس عداوت بھری رفاقت کے میدان میں تیرے صرف ایک کام سے میں خوش ہوا ہوں اور وہ یہ کہ تو نے سرنا جزیرے کو ضرور بندوں سے آباد کیا ہے۔ شاید تو نے زندگی میں پہلا اچھا کام کیا ہے۔ گو تیرے اس اچھے کام میں بھی جزیرے پر حکمرانی کی ہوس پنہاں تھی لیکن بہرحال تیرے سیاہ اعمال کو دیکھتے ہوئے اسے اچھا کام کہا جا سکتا ہے۔ گو تیرا یہ عمل بھی تیرے کسی کام نہ آئے گا کیونکہ کسی انسان کی نیکی بھی خدائے بزرگ کے حضور صرف اسی وقت فائدہ دے سکتی ہے جب وہ مومن اور صاحبِ ایمان ہو۔ پھر بھی اے یافان! تیری طرف سے ایسا کام قابلِ تعریف اور قابلِ تحیّر ہے۔"

یوناف جب خاموش ہوا تو یافان جھٹ بول پڑا: "اے یوناف! اگر یہ بات ہے تو پھر تجھ سے میری التجا ہے کہ اسی عمل کے طفیل تم مجھے معاف کر دو۔ اور یہاں سے جانے دو۔"

یوناف مسکرا دیا:

"میں تمہیں جانے تو دوں گا مگر دو شرائط پر۔"

"وہ کیا؟"

یوناف نے جواب میں کہا:

"پہلی یہ کہ آئندہ تم افغان کو تنگ نہیں کرو گے ورنہ میں تمہارے اس ہڈیوں کے پنجر کو توڑ پھوڑ دوں گا اور تیری نیلی دھند کی قوتوں کو پھر تمہارے پنجر کو جوڑنے کی زحمت کرنا پڑے گی۔ دوسری شرط یہ ہے کہ آئندہ تم عارب، بیوسا اور بنیطہ کا ساتھ دیتے ہوئے میرے خلاف حرکت میں نہ آؤ گے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو میں تمہیں کسی نت نئے کرب میں مبتلا کرنے کی کوشش کروں گا، یہ یاد رکھنا۔"

یافان نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا: "اے یوناف! میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں آئندہ کبھی نہ تو

افصان کو تنگ کروں گا اور نہ ہی عارب، بیوسا اور بنیطہ کی حمایت میں تمہارے خلاف حرکت میں آؤں گا۔"

یوناف نے اس کی گردن پر گرفت کچھ ڈھیلی کی اور بولا:

"اے یافان! ان دو شرائط کے ساتھ ساتھ میں تمہیں دو چیزوں سے بچنے کی بھی نصیحت کرتا ہوں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ میری ان نصیحتوں کا تم پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ بہرحال میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ حسد اور حرص سے بچ کر رہنا۔"

"دیکھ! عزازیل نے آدم کے خلاف حسد کیا۔ اپنے آپ کو آگ کہہ کر اپنی رفعت اور آدم کو مٹی کہہ کر اس کی پستی کا اظہار کیا۔ اسی حسد میں اس نے اپنے رب کی حکم عدولی کی اور آدم کو سجدہ نہ کیا بس اسی حسد نے ابلیس کو مردود اور راندہ درگاہ بنا دیا۔ اب چونکہ وہ خود دھتکارا ہوا ہے لہٰذا وہ لوگوں میں بدی اور گناہ خوب چمکا کر اور پُرکشش بنا کر پیش کرتا ہے تاکہ لوگ گناہ اور بدی کی طرف مائل ہو کر اس کے حامیوں میں اضافہ کریں۔"

"اس کے بعد تم حرص سے بچنا۔ کیونکہ آدم نے حرص سے کام لیا اور جنت سے محروم کر دیا گیا۔ سو اے یافان! میں تمہیں حسد و حرص سے بچنے کی تلقین کرتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی یوناف نے اس کی گردن سے ہاتھ ہٹا لیا اور پیچھے ہٹ کر کھڑے ہوتے ہوئے اس نے کہا:

"اے یافان! اب تم جا سکتے ہو۔ میں نے تم سے نیکی کی توقع رکھتے ہوئے تمہارے ساتھ نیکی کر دی ہے۔ امید ہے تم نیکی کا جواب بدی سے نہ دو گے۔ اس کے باوجود میں تمہیں جانے دے رہا ہوں۔"

یافان نے متاثر ہوتی ہوئی آواز میں جواب دیا:

"اے یوناف! تو نے اپنے اخلاق سے مجھے متاثر کیا ہے۔ قسم اس رب کی جس نے جنات کو آگ اور انسان کو مٹی سے پیدا کیا، میں تمہیں آج تک غلط ہی سمجھتا رہا۔ چونکہ میری اور تمہاری آج تک عداوت اور چپقلش ہی رہی اور باہم مل کر کبھی گفتگو نہ ہوئی لہٰذا میں تمہیں ایک انتہائی ہولناک انسان سمجھتا رہا لیکن اے یوناف! آدمیوں کے اس جنگل میں تم عمدہ تر انسان ہو۔"

"اے یوناف! ماضی میں تم نے دریائے نیل کے اندر میرے مسکن کو تباہ و برباد کر کے میری بیٹی اربیشا کو قتل کر دیا تھا لیکن اب میں ان حادثات پہ صبر کر چکا ہوں اور کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ

ں

یافان کے غائب ہونے کے بعد افصان مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور یوناف کو اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے اس نے کہا:

"اے یوناف! واقعی میں یافان کے لیے جس جابر و قاہر انسان کا منتظر تھا وہ تم ہی ہو۔ اے میرے عزیز! تو نے کیا خوب ابلیس جیسے ہولناک یافان کو مجبور و بے بس کر کے رکھ دیا تھا۔ جب تم نے اس کی گردن پکڑ رکھی تھی تو میں ایسا ہی محسوس کر رہا تھا جیسے کسی ماہر سپیرے نے کسی زہریلے ناگ کا پھن پکڑ رکھا ہو۔

اے یوناف! اب تم مجھے اپنے متعلق تفصیل سے بتاؤ کہ تمہارا خاندان، تمہارے ماں باپ اور بھائی بہن کہاں ہیں۔"

افصان کی بات پر یوناف مسکرا دیا اور بولا:

"اے افصان! میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ میں ایک فوق البشر انسان ہوں۔ میں صدیوں سے ہوں اور نہ جانے کب تک ایسے ہی جوان رہوں گا۔ اس دنیا میں میرے ماں باپ اور کوئی بہن بھائی زندہ نہیں ہیں۔ میں اکیلا ہی اس دنیا کے اندر خانہ بدوشانہ زندگی بسر کر رہا ہوں۔ بس میری ذات ہی میرا کُل سرمایہ ہے۔"

اپنے حالات بتاتے ہوئے یوناف کچھ افسردہ سا ہو گیا۔ افصان نے آگے بڑھ کر اس کی پیشانی

افضان کو تنگ کروں گا اور نہ ہی عارب، ابیوسا اور بنیطہ کی حمایت میں تمہارے خلاف حرکت میں آؤں گا۔"

یوناف نے اس کی گردن پر گرفت کچھ ڈھیلی کی اور بولا:

"اے یافان! ان دو شرائط کے ساتھ ساتھ میں تمہیں دو چیزوں سے بچنے کی بھی نصیحت کرتا ہوں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ میری ان نصیحتوں کا تم پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ بہرحال میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ حسد اور حرص سے بچ کر رہنا۔"

"دیکھو! عزازیل نے آدم کے خلاف حسد کیا۔ اپنے آپ کو آگ کہہ کر اپنی رفعت اور آدم کو مٹی کہہ کر اس کی پستی کا اظہار کیا۔ اسی حسد میں اس نے اپنے رب کی حکم عدولی کی اور آدم کو سجدہ نہ کیا پس اسی حسد نے ابلیس کو مردود اور راندہ درگاہ بنا دیا۔ اب چونکہ وہ خود دھتکارا ہوا [illegible] مگر [illegible]

افضان نے یوناف کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا:

"اے یوناف! میں یقیناً وہ سب علوم تمہیں سکھا دوں گا جو میں جانتا ہوں اور تمہیں وہ سارے مقامات بھی دکھا دوں گا جہاں اسقلیبوں کی پراسرار اور قیمتی تحریریں ثبت ہیں۔ یہ تمہارا اپنا گھر ہے تمہاری مرضی ہے جب تک چاہو یہاں رہو۔ جب تم جانا چاہو گے تو کوئی تمہاری راہ میں رکاوٹ نہ بنے گا۔

اب آؤ۔ کھانا کھائیں۔"

یوناف کا ہاتھ تھامے ہوئے افضان اسے اپنے کمرے کی طرف لے چلا۔ اس طرح یوناف عارضی طور پر سپارٹا شہر میں افضان کے ہاں رہنے لگا۔

○

سیتی کے بعد اس کا بھتیجا رعمسیس[1] دوئم مصر کا بادشاہ بنا۔

جب یہ شخص تھیبس شہر میں مصری تخت پر بیٹھا تو اس نے ممفس، عبیدوز، لکسر، اومباس اور دیگر بڑے بڑے مصری شہروں سے جادوگروں، کاہنوں، نجوم اور فلکیاتی علوم کے ماہروں کو اپنے دربار میں طلب کیا۔

جب ایک مقررہ دن اور وقت پر یہ سب لوگ رعمسیس دوئم کے دربار میں جمع ہو گئے تو رعمسیس نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا: "اے مصر کی سرزمین کے دانشمندو! میں نے اپنے آباؤ اجداد، ہمنشینوں اور ان کے علاوہ رع و آمون دیوتا کے پجاریوں سے سن رکھا ہے بلکہ میں نے شاہی محل میں کام کرنے والے بعض اسرائیلیوں سے بھی سنا ہے کہ بقول اسرائیلیوں کے ان کے بڑے پیغمبر ابراہیمؑ سے ان کے رب نے وعدہ کیا تھا کہ ان کی نسل و ذریت میں انبیاء اور بادشاہ پیدا کیے جائیں گے اور یہ کہ اس دور میں اسرائیلی بہت قوت پکڑ جائیں گے۔ ان کے اپنے بادشاہ ہوں گے جن کی مدد سے وہ بہت سی اقوام کو زیر کر لیں گے۔

اے میری سرزمین کے دانا و بینا لوگو! میں اسرائیلیوں کی ان روایات[2] سے متعلق تم لوگوں سے

۱۔ یہی رعمسیس دوئم موسیٰؑ کا فرعون تھا۔

۲۔ معارف القرآن

تفصیل جاننا چاہتا ہوں اور تم لوگوں کو یہاں جمع کرنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ ان روایات کے متعلق تم لوگوں سے مزید مشورہ کروں۔"

دربار میں بیٹھا ایک بوڑھا کاہن اٹھ کر بولا: "اے بادشاہ! بنی اسرائیل تو اس کے منتظر ہیں اور اس میں انہیں ذرا شک نہیں کہ ان کے اندر کوئی نبی اور رسول پیدا ہوگا۔ پہلے بنی اسرائیل کا خیال تھا کہ وہ نبی یوسفؑ اور یعقوبؑ ہیں لیکن جب ان کی وفات ہوگئی تو اسرائیلی کہنے لگے کہ یوسفؑ اس کے مصداق نہیں جو ابراہیمؑ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ اب ان کا خیال ہے کہ ان کے اندر کوئی اور نبی پیدا ہوگا جو انہیں مصر کی سرزمین سے نکال کر لے جائے گا۔ اس طرح اسرائیلی مصر کی غلامی سے آزاد ہو کر اپنی علیحدہ مملکت قائم کریں گے!

اس کاہن کے انکشافات سننے کے بعد چند لمحوں تک رعمسیس سر جھکائے سوچتا رہا۔ پھر اس نے وہاں جمع لوگوں کو مخاطب کر کے کہا: "اگر بنی اسرائیل میں کہ جنہیں ہم نے اپنا غلام بنا رکھا ہے کوئی نبی اور رسول پیدا ہو گیا اور وہ ان کو مصر سے نکال لے گیا اور یہ آزاد ہو کر یہاں سے چلے گئے تو مصری شہروں کے اندر غلامانہ کام اور محنت مشقت کون کرے گا۔

پس اے مصر کی سرزمین کے دانشمندو! مجھے مشورہ دو کہ میں کونسا طریقہ اختیار کروں کہ اسرائیلی یہاں مصر کی سرزمین سے نکلنے میں کامیاب نہ ہو سکیں اور ان کا کوئی نبی یا رسول ان کے اندر عروج حاصل نہ کر سکے۔"

ایک دوسرا کاہن اٹھا اور بولا: "اے بادشاہ! میں آپ کو مشورہ یہ دوں گا کہ بنی اسرائیل میں جو بھی لڑکا پیدا ہو اسے قتل کر دیا جائے۔ کچھ ایسے سپاہی مقرر کیے جائیں جن کے ہاتھوں میں تیز چھریاں ہوں اور اسرائیلیوں میں سے جس کے ہاں بچہ پیدا ہو یہ سپاہی موقعے پر ہی اس بچے کو ختم کر دیں۔ اس طرح بنی اسرائیل کے اندر کوئی نبی اور رسول پیدا نہ ہونے پائے گا اور ساتھ ہی ان کی افرادی قوت بھی کم ہوتی چلی جائے گی۔"

رعمسیس کو کاہن کا یہ مشورہ پسند آیا۔ دربار اس نے برخاست کر دیا اور سپاہیوں کے چند دستے اس نے ایسے مقرر کر دیے جو اسرائیلی بستیوں کے اندر گھومتے پھرتے رہتے تھے اور ہر نومولود بچے کو ذبح کر دیتے تھے۔

کچھ عرصہ تک بنی اسرائیل کے بچوں کا یہ قتلِ عام جاری رہا لیکن پھر رعمسیس کو ہوش آیا اور وہ خدشہ محسوس کرنے لگا کہ ہم سب خدمتیں اور محنت و مشقت کے کام تو بنی اسرائیل سے لیتے ہیں اگر ان کے نومولود بچوں کا یہ قتلِ عام جاری رہا تو ان کے بوڑھے ہو جانے والے مرد تو مر جائیں گے اور بچے بھی ذبح ہوتے رہے تو آئندہ بنی اسرائیل میں کوئی مرد نہ رہے گا جس سے خدمت و مشقت لی جا سکے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ محنت اور غلامی کے سارے کام انہیں خود کرنا پڑیں گے لہٰذا ایک بار پھر رعمسیس نے اپنے کاہنوں اور دیگر مشیروں کو جمع کر کے ان کے سامنے یہ صورتِ حال پیش کی۔ آخر سب سے مشورہ کرنے کے بعد رعمسیس نے فیصلہ کیا کہ ایک سال میں پیدا ہونے والے بچوں کو چھوڑ دیا جائے اور دوسرے سال میں پیدا ہونے والے بچوں کو ذبح کر دیا جائے۔ اس طرح بنی اسرائیل میں کچھ جوان باقی رہیں گے جو اپنے بوڑھوں کی جگہ لے سکیں گے اور ان کی تعداد بھی اتنی زیادہ نہ ہونے پائے گی جس سے مصری حکومت کے لیے کوئی خطرہ پیدا ہو۔

اب مصر میں یہ قانون نافذ کر دیا گیا کہ بنی اسرائیل کے لیے ہونے والے بچوں کو ایک سال چھوڑ دیا جائے اور دوسرے سال ان کا قتلِ عام کیا جائے۔ اس طرح بنی اسرائیل ظلم و عذاب کی چکی میں پسنے لگے تھے۔

بنی اسرائیل کے بچوں کے اس قتلِ عام کے دور میں مصر کی ہمسایہ قوم بنی مدین[1] میں ایک اہم واقعہ پیش آیا کہ اس قوم میں شعیبؑ کو نبوت عطا ہوئی۔

جو مدین ابراہیمؑ کے بیٹے مدین کی نسل سے تھے اور مدین ابراہیمؑ کی بیوی قطورا سے تھا۔ اس قبیلے کے جو لوگ شہروں اور متمدن قصبوں میں رہتے تھے انہیں مدین کہا گیا اور جو لوگ دیہاتی اور بدوی تھے انہیں اصحاب ایکہ[2] کہا گیا۔

شعیبؑ کو دونوں ہی کی طرف پیغمبر[3] بنا کر بھیجا گیا تھا۔

اہلِ مدین میں طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہو چکی تھیں مثلاً بت پرستی اور دیگر مشرکانہ رسومات تمام

۱۔ یہ لوگ حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے مدین کی اولاد سے تھے۔

۲۔ یہ حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے دوان کی نسل سے تھے : سورۃ الشعراء

۳۔ تفسیر سورۃ الشعراء

معاملات میں کھوٹ اور ڈاکہ زنی، خرید و فروخت میں بددیانتی، یعنی یہ لوگ لیتے وقت تو پورا لیتے اور دیتے وقت حق سے کم دیتے۔ دوسری اقوام سے تجارت اور لین دین کرنے کے لیے انہوں نے دو طرح کے باٹ رکھے ہوئے تھے۔ دوسری اقوام سے مال لیتے وقت بھاری باٹ استعمال کرتے اور ان کو دیتے وقت کم وزن کے باٹ استعمال کرتے تھے۔ اس کے علاوہ قافلوں کو لوٹ لینا بھی ان کا محبوب مشغلہ تھا۔

دراصل اہلِ مدین کی رفاہیت، خوش عیشی، دولت و ثروت کی فراوانی، زمین اور باغوں کی زرخیزی اور شادابی نے انہیں اس قدر مغرور بنا دیا تھا کہ وہ ان تمام امور کو اپنی ذاتی میراث اور اپنا خاندانی ہنر سمجھ بیٹھے تھے اور ایک ساعت کے لیے بھی ان کے دل میں یہ خطرہ نہ گزرتا تھا کہ یہ سب کچھ جس خدا کی عطا و بخشش ہے وہ اسے چھین بھی سکتا ہے۔

اس قوم کی ان ہی برائیوں کی وجہ سے بالآخر شعیبؑ کو مبعوث کیا گیا۔ شعیبؑ بڑے فصیح و بلیغ مقرر تھے۔ شیریں کلامی، حسنِ خطابت، طرزِ بیان اور طلاقتِ لسانی میں بہت نمایاں امتیاز رکھتے تھے اسی لیے انہیں خطیبُ الانبیاء کا لقب دیا گیا۔

نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد حضرت شعیبؑ نے پہلی مرتبہ اپنی قوم سے مخاطب ہوتے ہوئے ان سے فرمایا:

"اے میری قوم!

صرف ایک خدا کی عبادت کرو۔ اس کے علاوہ کوئی بھی پرستش اور مدد کے لیے بلائے جانے کے قابل نہیں ہے۔ خرید و فروخت اور ناپ تول میں انصاف کرو۔ لوگوں کے معاملات میں کھوٹ نہ کرو۔ کل تک ہو سکتا ہے تم لوگوں کو اپنی ان برائیوں اور بداخلاقیوں کا حال معلوم نہ ہوا ہو لیکن اب میں تمہاری طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں لہٰذا تمہاری طرف خدا کی حجت، نشانی اور برہان آ چکی ہے۔ اب کوئی بھی جہل و نادانی، عفو و درگزر کے قابل نہیں ہے۔ حق کو قبول کرو اور باطل سے باز رہو کہ یہی فلاح و کامرانی کی راہ ہے اور سنو! خدا کی زمین میں فتنہ و فساد برپا نہ کرو جبکہ خدائے بزرگ نے اس کی صلاح و خیر کے تمام سامان مہیا کر دیے ہیں۔ اگر تم میں ایمان و یقین کی صداقت پیدا ہوتی ہے تو یہی تمہارے لیے فلاح و بخشش کا سامان بنے گی اور دیکھو! دعوتِ حق کو روکنے اور لوگوں کو لوٹنے کے لیے راہوں پر نہ جا بیٹھو۔ جو خدا پر ایمان لائے اسے دھمکیاں نہ دینا اور اس کے خلاف کج روی اختیار نہ کرنا۔

اے میری قوم کے فرزندو!

اس وقت کو یاد کرو جب ہم بہت تھوڑے سے تھے۔ پھر خدا نے تم لوگوں کو امن و عافیت دی اور تمہاری تعداد کو ان گنت کر دیا۔

اے میری قوم!

ذرا اس پر بھی غور کرو کہ جن لوگوں نے خدا کی زمین پر فساد پھیلانے کا شیوہ اختیار کیا ان کا انجام کس قدر عبرت ناک ہوا۔ اگر تم میں سے ایک جماعت مجھ پر ایمان لے آئی اور ایک نہ لائی تو اسی پر میری نبوت کا معاملہ موقوف نہ ہو جائے گا بلکہ تم لوگوں کو اس وقت تک انتظار کرنا ہوگا کہ میرا رب ہمارے درمیان اپنا آخری فیصلہ جاری کر دے اور وہی بہترین فیصلہ ہوگا۔

اے میری قوم!

میں تم ہی سے ہوں۔ میں جانتا ہوں تم لوگ دوسروں کی راہ مارتے ہو۔ تجارت اور لین دین میں بے ایمانی اور فریب کرتے ہو۔ موقع مل جائے تو مسافروں کو لوٹ لیتے ہو۔ اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک ٹھہراتے ہو۔

اے میری قوم!

میں تم لوگوں کو نرم گرم ہر طریقے سے سمجھاؤں گا۔ یاد رکھو! جو لوگ تم میں سے میرا کہا مانیں گے وہ فلاح پائیں گے اور جو روگردانی کر کے بغاوت و سرکشی کا اظہار کریں گے میں انہیں اللہ کے عذاب سے ڈراتا ہوں"۔

یوں شعیبؑ نے زور و شور سے قوم مدین کے اندر تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا۔

○

حتیوں کا بادشاہ شپ پیلیولیماس شاہی محل کے اپنے کمرے میں بیٹھا تھا کہ اس کے دونوں بیٹے لوماریں اور رکاوک اور ان کے پیچھے ان کی بہن یعنی شپ پیلیولیماس کی بیٹی دلوکنہ بھی کمرے میں داخل ہوئی۔

شپ کے دونوں بیٹے لوماریں اور کاوک اس جیسے ہی تنومند اور قدآور تھے جبکہ دلوکنہ حسن میں اپنا جواب نہ رکھتی تھی۔ وہ کھنچی ہوئی کمان کی طرح چست و چالاک، انگیوں جیسی تر و تازہ اور

خوابِ وصل جیسی نشہ انگیز تھی۔ اس کے چہرے پر طلسمات جہاں کا سا صیقل پن اور جلا تھی۔ اس
کی آنکھوں میں شمعِ شبستاں اور اسرارِ ختنستاں جیسی رعنائی اور کشش تھی۔ اس کے آنے سے یوں
لگا جیسے اس کمرے میں حسن کا سیلاب، روح کی شادمانی اور رعونت و سطوت داخل ہو گیا ہو۔ لوہارس
اور کاوک اپنے باپ کے دائیں بائیں اور وہ مہکتے برگِ گل جیسی حسینہ آرزو خیز انداز میں اپنے
تنِ رو بینہ کو سمیٹتی ہوئی باپ کے سامنے بائیں طرف ہو کر بیٹھ گئی۔

کمرے میں ان کے علاوہ کوئی نہ تھا۔ لگتا تھا شپ نے انہیں کسی اتفاقی اہم کام کے سلسلے
میں وہاں بلایا ہے۔

اپنی نشست پر بیٹھنے کے بعد دلوکز نے شپ کو مخاطب کر کے پوچھا:

"اے میرے باپ! آپ نے تو اپنے سب مشیروں کو متانیوں کے خلاف جنگ شروع کرنے کے
سلسلے میں مشورہ کرنے کے لیے بلایا تھا۔ وہ سب مشیر کب یہاں سے گئے اور ان کے ساتھ مل کر آپ نے
کیا فیصلہ کیا؟"

شپ نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ سے دلوکز کو جواب دیا:

"اے میری بیٹی! ہمارے مشیر ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی یہاں سے اٹھ کر گئے ہیں۔ ان کے ساتھ
جو جو فیصلے ہوئے ہیں انہی سے متعلق گفتگو کرنے کے لیے میں نے تم تینوں کو بلایا ہے۔ اے
میری بیٹی! اس موقع پر شاید میرا یہ انکشاف تمہارے لیے خوشی کا باعث ہو کہ آج تک میں نے جو
تمہاری جنگی اور عسکری تربیت کا انتظام کیا ہے اب اس کے آزمانے کا وقت آ گیا ہے اور آنے والی
جنگوں میں تم میرے ساتھ ہو گی۔"

"سنو میرے بچو! مشیروں کے ساتھ جو فیصلے ہوئے ہیں ان کے مطابق ہمارا لشکر چند دنوں تک
یہاں سے کوچ کرے گا۔ ہمارا پہلا ہدف متانی ہوں گے۔ متانیوں کو زیر کرنے کے بعد ہمارا رخ بابل
کی طرف ہو گا۔ بابل پر اس وقت کاسو حکمران ہیں۔ بابل اور اس کے گرد و نواح پر قبضہ کرنے کے
بعد ہمارا رخ لارسا کی طرف ہو گا کیونکہ لارسا اور اس کے اطراف میں وسیع تر علاقوں پر ایک خانہ
بدوش ایلیا ایلوم کی حکومت ہے۔ ایلیا کو زیر کرنے کے بعد ہمارا سب سے اہم کام یہ ہو گا کہ ان
شہروں سے حاصل ہونے والی ساری دولت اور دیگر اموال سمیٹ کر اپنے مرکز کی طرف روانہ کر
دیں۔ اس کے بعد ان اقوام کے اندر عسکری چوکیاں قائم کر دیں گے تاکہ ان اقوام پر ہماری گرفت
مضبوط اور پائیدار رہے بالکل ایسے ہی جیسے ماضی میں مصریوں نے فلسطینیوں، کنعانیوں اور اموریوں

کے خلاف کامیاب جنگیں کرنے کے بعد وہاں اپنی گرفت مضبوط رکھنے کے لیے جگہ جگہ فوجی چوکیاں
قائم کر لی تھیں۔"

شپ ہلیو لیباشس جب خاموش ہوا تو حسین دلوکز نے اپنے خدشات کا اظہار کیا:

"اے میرے باپ! اس موقع پر اگر مصر نے مداخلت کی اور متانی، بابلی اور ایلیا ایلوم کی مدد
کی غرض سے اگر مصری ہمارے خلاف صف آرا ہو گئے تو پھر؟"

بیٹی کے اس سوال پر شپ خوش ہوا اور بولا:

"اے میری بیٹی! یہ سوال کچھ مشیروں نے بھی اٹھایا تھا اور اس پر ہم نے فیصلہ یہ کیا ہے
کہ اول تو مصر ان اقوام کی خاطر ہمارے خلاف حرکت میں آئے گا ہی نہیں اور اگر اس نے ایسا کوئی
قدم اٹھایا بھی تو اس کے ساتھ جنگ شروع ہونے تک ہم بابلی، متانی اور ایلیا ایلوم پر فتح حاصل
کر کے وہاں اپنی حیثیت عسکری طور پر مضبوط کر چکے ہوں گے۔ اس کے بعد اکیلے مصر سے جنگ
کرنا ہمارے لیے آسان اور سہل ہو گا۔ اور اس جنگ میں ہم مصر کو بھی نیچا دکھانے میں کامیاب ہو گئے
تو پھر دنیا میں کوئی بھی قوم حتیوں کا مقابلہ کرنے کے قابل نہ رہے گی اور اگر ایسا ہو گیا تو یہ حتی قوم
کے انتہائی عروج کا زمانہ ہو گا۔"

دلوکز نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"اے میرے باپ! مجھے امید ہے کہ ہم مصر کو بھی نیچا دکھانے میں کامیاب ہو جائیں گے اس لیے
کہ مصری لشکر اپنے مرکز سے دور ہو گا اور اسے رسد و کمک کی ترسیل کی دشواری ہو گی جبکہ ہم ضرورت کی ہر
چیز اپنے مفتوحہ علاقوں سے بھی حاصل کر سکیں گے۔"

دلوکز کے خاموش ہونے پر شپ نے کہا:

"تم تینوں کے متعلق میں نے فیصلہ کیا ہے کہ لوہارس اور کاوک تو یہیں رہیں گے اور میری
غیر موجودگی میں سلطنت کا کام سنبھالیں گے جبکہ دلوکز! اے میری بیٹی! میں اور تم دونوں لشکر میں
شامل ہوں گے۔ لشکر میں اور بھی ان گنت عورتیں اور لڑکیاں شامل ہوں گی اس لیے لشکر میں شمولیت
تمہارے لیے کسی دشواری کا باعث نہ ہو گی۔ اس کے علاوہ عددی لحاظ سے بھی ہمارا لشکر اس قدر
ہو گا کہ اگر متانی، بابلی اور ایلیا تینوں متحد ہو کر بھی ہمارے سامنے آ جائیں تب بھی ہماری تعداد ان
سے زیادہ ہو گی۔"

ذرا رک کر شپ نے پھر فخریہ انداز میں کہا:

"اے دلوکز! میری بیٹی! اگر مصریوں کے خلاف بھی ہمیں کامیابی ہوئی تو میں اپنی وسیع و عریض سلطنت کی تقسیم یوں کروں گا کہ بابل کی حکمراں میں تمہیں بنا دوں گا۔ متانی علاقوں کا بادشاہ لومارس کو بنا دیا جائے گا اور رکاوک حطیوں کا بادشاہ بن کر رہے گا۔"

لومارس اور رکاوک کے چہروں پر اس انکشاف سے ان گنت خوشیاں بکھر گئیں جبکہ دلوکز نے نعرہ مارنے کے انداز میں کہا:

"ایسا ہو کر رہے گا۔ متانی، بابلی اور مصری ہمارے ماتحت ہو کر رہیں گے۔"

شیب نے اس بار فیصلہ کن انداز میں کہا:

"اب تم تینوں بہن بھائی جا کر آرام کرو۔ اور اے دلوکز! تم اپنی تیاری مکمل کر لو کیونکہ صرف تین دن بعد ہمارا لشکر یہاں سے متانیوں کی طرف کوچ کرے گا۔"

تینوں بہن بھائیوں نے جواب میں کچھ نہ کہا اور خاموشی کے ساتھ وہاں سے اٹھ کر محل کے دوسرے حصے کی طرف چل پڑے۔

○

مصر میں بنی اسرائیل کے بچوں کے قتل کیے جانے والے سالوں میں حیرت خیز اور تاریخِ عالم کے دو بڑے حادثات اور واقعات رونما ہوئے۔

پہلا واقعہ یا حادثہ یہ ہوا کہ وہ سال جو بنی اسرائیل کے بچوں کے قتل کا سال تھا، اس سال میں بنی اسرائیل کے ایک شخص ظفر کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام موسیٰ رکھا گیا۔ اس بچے کی پیدائش پر اس کی والدہ کو خطرہ محسوس ہوا کہ ضرور اس بچے کو فرعونی سپاہی قتل کر دیں گے لہٰذا اس نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اپنے بچے کو اپنے سامنے قتل ہوتا دیکھنے سے بہتر ہے کہ وہ بچے کو کسی جنگل یا غار میں ڈال کر قدرت کے حوالے کر آئے۔ اس طرح اسے یہ بھروسہ اور یقین تو رہے گا کہ اس کا بچہ شاید زندہ رہے۔

یہ فیصلہ کرنے کے بعد وہ عورت خاموش ہو رہی اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دی کہ اس کے

۱۔ معارف القرآن: تفسیر سورۂ طٰہٰ

پر موجود تھی۔

عزازیل نے یوحانذ کو مخاطب کر کے کہا: "اے یوحانذ! میں تھیبس شہر کا ایک کاہن ہوں۔ تو نے یہ کیا کیا کہ اپنے عزیز بیٹے موسیٰؑ کو صندوق میں ڈال کر دریا کی سرکش لہروں کے حوالے کر دیا۔"

عزازیل کے ساتھ گفتگو کے دوران یوحانذ کے ذہن سے خداوند کریم کی وحی کے وہ الفاظ جاتے رہے جن میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کی حفاظت اور یوحانذ سے جلد ہی دوبارہ ملاقات کا وعدہ فرمایا تھا۔ عزازیل نے اپنا سلسلۂ گفتگو جاری رکھا اور یوحانذ کے دل میں وساوس ڈالنے کی خاطر اس نے کہا: "اے یوحانذ! اگر تیرا بچہ تیرے سامنے ذبح کر دیا جاتا تو اسے اپنے ہاتھوں سے کفن دفن دے کر تجھے کچھ تسلی تو ہوتی نا! اب تجھے کیا معلوم کہ اس وقت تیرا بیٹا کہاں ہے۔ پانی میں ڈوب گیا ہے یا دریائی جانوروں نے اسے کھا لیا ہے۔ کاش! تو بچے کو صندوق میں ڈال کر دریا برد نہ کرتی اور اسے اپنے پاس ہی رکھ کر مناسب وقت کا انتظار کرتی۔ ہو سکتا ہے ایسے حالات پیدا ہو جاتے کہ وہ بچہ تیرے پاس رہ کر بچ ہی جاتا۔"

یوحانذ عزازیل کے پھسلانے اور بہکانے میں آ گئیں اور وہ غمزدہ اور پریشان سی ہو کر تفکرات میں ڈوب گئیں۔ تب انہوں نے اپنی بیٹی کو مخاطب کر کے کہا:

"اے میری بیٹی۔ تُو ذرا جا تو۔ اپنے بھائی کو تلاش کر اور دریا کنارے سے سن گن لے اور لوگوں سے دریافت کر کہ تابوت اور بچے کا کیا انجام ہوا۔ وہ اب تک زندہ بھی ہے یا اسے دریائی جانور ہڑپ کر چکے ہیں۔"

اپنی والدہ کے کہنے پر موسیٰؑ کی بہن دریائے نیل کے کنارے کنارے اپنے بھائی کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئیں۔

○

ادھر آسیہ موسیٰؑ کو فرعون سے اپنے لیے حاصل کرنے کے بعد انہیں دودھ پلانے کی کوشش کر رہی تھیں لیکن آپ کسی کا دودھ پیتے ہی نہ تھے۔ ناچار آسیہ نے شاہی محل کی دونوں دائیوں صفرہ

۱۔ معارف القرآن: تفسیر سورۂ طٰہٰ

اور فوعہ کو طلب کیا۔

دونوں دائیاں حاضر ہوئیں اور دونوں نے پہلے جھک کر ملکہ آسیہ کو تعظیم دی۔ پھر سفرہ نے ادب سے پوچھا:

"اے مقدس ملکہ! آپ نے ہمیں کیوں طلب کیا ہے؟"

آسیہ نے کہا:

"دیکھو! میں نے ایک بچے کو اپنا لیا ہے۔"

پھر انہوں نے اپنی گود میں لیٹے موسیٰؑ کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"یہ اب میرا بیٹا ہے۔ میرے محل کی باندیاں دریا میں بہتے ہوئے ایک صندوق کو پکڑ لائی تھیں اور یہ بچہ اسی صندوق میں تھا۔ میں نے فرعون رعمسیس سے اس کے لیے بات کر لی ہے۔ میں نہیں جانتی کہ یہ بچہ کون ہے۔ تاہم میرا گمان اغلب ہے کہ یہ بچہ اسرائیلی ہے۔ بہرحال یہ کوئی بھی ہو اب میرا شوہر رعمسیس اسے میرے حوالے کر چکا ہے اور اب یہ میرا بیٹا ہے۔ میں نے اسے پروان چڑھانے اور پرورش کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔"

"پر اے دائیو! میں اس بچے کی طرف سے بڑی پریشان اور فکرمند ہوں۔ یہ کسی کا دودھ ہی نہیں پیتا۔ میں نے تم دونوں کو اس لیے بلایا ہے کہ اس کے دودھ پینے کا بندوبست کیا جائے۔ میں نے شہر کے کچھ منادوں کو بھی بلا رکھا ہے کہ اگر ضرورت پڑی تو شہر میں منادی کرا دی جائے گی کہ جو عورت اس بچے کو دودھ پلانے میں کامیاب ہو جائے گی اسے مناسب معاوضہ دیا جائے گا اور ہر طرح سے اس کی امداد بھی کی جائے گی۔ لیکن اس سے پہلے میں چاہتی ہوں کہ تم دونوں بھی اسے دودھ پلانے کی کوشش کرو۔ ہو سکتا ہے یہ تم دونوں میں سے کسی کا دودھ پی لے۔"

اس کے ساتھ ہی آسیہ نے موسیٰؑ کو گود سے اٹھا کر سفرہ کو تھما دیا۔ پہلے سفرہ نے موسیٰؑ کو دودھ پلانے کی کوشش کی پھر فوعہ نے۔ لیکن موسیٰؑ نے کسی کا بھی دودھ نہ پیا۔ جب یہ دونوں بھی ناکام ہو گئیں تو آسیہ نے بڑی پریشان سی آواز میں ان دونوں سے کہا:

"اے شاہی محل کی دائیو! میں سوچ رہی ہوں کہ یہ بچہ دودھ ہی نہ پیئے گا تو زندہ کیسے رہے گا۔"

اس کے ساتھ ہی آسیہ نے تالی بجائی جس پر ایک باندی بھاگتی ہوئی آئی اور آسیہ کے سامنے گردن جھکا کر کھڑی ہو گئی۔

آسیہ نے اس باندی کو حکم دیا:

"فی الفور ان منادوں کو بلا کر لاؤ جنہیں ہم نے طلب کیا تھا اور جو ہم سے ملنے کے منتظر بیٹھے ہیں۔"

باندی مڑی اور تیزی کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئی۔

تھوڑی دیر بعد چار مناد وہاں حاضر ہوئے اور آسیہ کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ ان میں سے تین نے اپنے گلے میں بڑی بڑی دفیں لٹکا رکھی تھیں جبکہ چوتھا مناد خالی ہاتھ تھا۔

آسیہ ان منادوں کو مخاطب کرتے ہوئے فکرگیر اور بکھری ہوئی آواز میں بولیں:

"اے منادو! یہ بچہ جو ان دائیوں نے اٹھا رکھا ہے اسے میں نے گود لے لیا ہے۔ لگتا ہے یہ کسی اسرائیلی عورت کا بچہ ہے۔ میں نے بڑے جتن کیے پر یہ کسی کا دودھ نہیں پیتا۔ اور اگر یہ دودھ نہ پیئے گا تو زندہ کیسے رہے گا۔ سو اے منادو! تم ابھی اور اسی وقت شہر کی طرف نکل جاؤ اور شہر کے گلی کوچوں میں منادی کر دو کہ جو عورت اس بچے کو دودھ پلانے میں کامیاب ہو گئی اور جس عورت کا دودھ یہ بچہ برضا و رغبت پی لے گا اسے نہ صرف انعام دیا جائے گا بلکہ اسے دودھ پلانے کی معقول اجرت بھی ادا کی جائے گی۔ بس اب تم جاؤ اور منادی کر دو اور ہاں یہ دونوں دائیاں بھی بچے کو اٹھائے تمہارے ساتھ جائیں گی۔"

منادوں کا سرکردہ جو خالی ہاتھ تھا، زمین کی طرف جھکا اور انتہائی عقیدت و احترام کا اظہار کرتے ہوئے بولا:

"اے مقدس ملکہ! آپ اطمینان رکھیے۔ ایسی عورت کی تلاش میں ہم شہر کی گلی گلی چھان ماریں گے جو اس بچے کو دودھ پلا سکے اور ہمیں امید ہے کہ ہم ایسی کوئی نہ کوئی عورت تلاش کرنے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔"

آسیہ مناد کی بات پر خوش ہوئیں۔ چند سنہری سکے اس نے اسے انعام میں دیے اور دعائیہ انداز میں بولیں:

"جس کام کے لیے تم نکلنے والے ہو رع دیوتا تم لوگوں کو اس میں کامیاب کرے اور تم لوگ کسی ایسی عورت کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاؤ جس کا دودھ یہ بچہ اپنی خوشی اور رضامندی سے پی لے۔ اگر ایسی عورت مل گئی تو میں سمجھوں گی میری ساری امیدیں بر آئی ہیں۔ اب تم چاروں ان دونوں دائیوں اور بچے کو ساتھ لے جاؤ اور شہر کی گلی گلی میں منادی کرا دو۔"

چاروں مناد اور دونوں دائیاں موسیٰؑ کو لے کر آسیہ کے شاہی محل سے نکل گئے اور شہر میں گھوم پھر کر ایسی عورت کے لیے منادی کرنے لگے جو موسےٰؑ کو دودھ پلا سکے۔

○

قدرت کے عناصر بھی اپنے پورے ساز و سامان کے ساتھ حرکت میں تھے۔

موسیٰؑ کی بہن انہیں تلاش کرتی ہوئی اس طرف نکل آئی جس طرف وہ چاروں مناد، دائیوں اور موسیٰؑ کے ساتھ منادی کر رہے تھے۔ جب انہوں نے سنا کہ یہ مناد اعلان کر رہے ہیں کہ ایک نوزائیدہ بچہ کسی کا دودھ نہیں پیتا اور جس عورت کا یہ دودھ پیے گا اسے انعام و اکرام اور دودھ پلانے کی اجرت دی جائے گی۔

پس موسیٰؑ کی بہن بھاگ کر لوگوں کے ہجوم میں گھس گئی۔ پہلے وہ یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ بچہ کون ہے جس کے لیے شاہی محل کی طرف سے منادوں کے ذریعے یہ اعلان کیا جا رہا ہے۔ جب اس نے اس بچے کو دیکھا تو اس کے چہرے پر خوشیاں بکھر گئیں اور آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔ خوشی اور مسرت کے ان آنسوؤں کی کوئی قیمت اور کوئی مول نہیں لگایا جا سکتا تھا اس لیے کہ وہ پہچان گئی تھی کہ وہ بچہ اس کا اپنا بھائی ہے۔

یہ معاملہ دیکھ کر موسیٰؑ کی بہن نے منادوں کے سربراہ سے کہا:

"کیا میں تمہیں ایک ایسے گھر کا پتہ نہ دوں جہاں مجھے امید ہے کہ یہ بچہ اس گھر کی ایک عورت کا دودھ پی لے گا اور وہ لوگ اس بچے کو خیر خواہی، محبت اور شفقت سے پالیں گے اور اس کی بہترین اور عمدہ حفاظت و کفالت کا بندوبست کریں گے۔"

یہ سن کر دائی فوعہ نے بڑے مناد کو مخاطب کر کے اپنے شک کا اظہار کیا اور کہا:

"اے مناد! اس لڑکی کا تعلق ضرور اس بچے سے ہے۔ اگر نہیں تو پھر یہ ضرور جانتی ہوگی کہ یہ بچہ کس خاندان سے تعلق رکھتا ہے ورنہ یہ لڑکی اتنے وثوق سے یہ بات نہ کہہ سکتی۔ میری مانو تو اس لڑکی کو گرفتار کر کے ملکہ کے سامنے پیش کر دو اور جو کچھ اس نے کہا ہے وہ بھی ملکہ سے جا کر کہہ دیتے ہیں پھر دیکھیں گے کہ ملکہ اس کے متعلق کیا فیصلہ کرتی ہے۔"

بڑے مناد نے فوعہ کی بات پر رضامندی کا اظہار کیا اور کہا:

"اے فوعہ! تو ٹھیک کہتی ہے۔ اس لڑکی کو ضرور ملکہ کے روبرو پیش کرنا چاہیے۔ آگے اس کی قسمت کہ ملکہ اس کے لیے کیا فیصلہ کرتی ہے۔"

دوسری دائی سفرہ نے نرمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس لڑکی کے ذریعے ہمیں کوئی ایسی عورت مل جائے جس کا دودھ یہ بچہ پی لے اور ہم سب ملکہ کی طرف سے کسی بڑے انعام کے حقدار ہو جائیں۔"

بڑے مناد نے سفرہ کی بات کے جواب میں کہا:

"اے سفرہ! تو بھی ٹھیک کہتی ہے۔ پر ہمیں پہلے اس لڑکی کو ملکہ کے سامنے پیش کر کے اصل حالات کہہ دینے چاہییں۔ ایسا نہ ہو کہ اس معاملے کی تہ میں کوئی راز ہو اور بعد میں جب رعمسیس کو اس کی خبر ہو تو کہیں ہماری گردنیں ہی نہ کاٹ دی جائیں۔"

مناد نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے آخر میں کہا:

"لہٰذا اے سفرہ! تو اگر اپنی اور ہم سب کی گردنیں محفوظ و مامون دیکھنا چاہتی ہے تو پھر اس لڑکی کو گرفتار کر کے ملکہ کے سامنے پیش کرنا ہی بہتر ہے۔ رہا سوال انعام کا تو اس لڑکی کی وجہ سے ملکہ کے سامنے اس بچے کے متعلق کوئی نیا انکشاف ہو گیا تب بھی یقین جانو ملکہ ہمیں انعام و اکرام سے مالا مال کر دے گی۔"

دائی سفرہ نے بھی بڑے مناد کے خیالات کی تائید کی لہٰذا انہوں نے موسیٰؑ کی بہن کو گرفتار کر لیا اور اسے ملکہ کے سامنے پیش کرنے کے لیے لے کر چل پڑے۔

○

جب مناد اور دائیاں موسیٰؑ اور ان کی بہن کے ساتھ ملکۂ مصر آسیہ کے سامنے آئے تو اس نے ایک تعجب خیز نگاہ منادوں اور دائیوں پر ڈالی۔ پھر حیرت و پریشانی کے عالم میں موسیٰؑ کی بہن کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا:

"یہ لڑکی کون ہے؟ اور کیا تم بچے کو دودھ پلانے والی کسی عورت کو تلاش کر کے اپنے ساتھ نہیں لائے؟"

بڑے مناد نے ملکہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"اے مقدس ملکہ! ہم بچے کے لیے منادی کر رہے تھے کہ بازار میں یہ لڑکی میرے پاس آئی اور مجھے مخاطب کر کے اس نے کہا کیا میں تجھے ایک ایسے گھر کا پتہ نہ دوں جہاں مجھے امید ہے کہ یہ بچہ اس گھر کی ایک عورت کا دودھ پی لے گا اور وہ لوگ اس بچے کو خیر خواہی، محبت اور شفقت سے پالیں گے اور اس کی بہترین حفاظت اور عمدہ کفالت کا بندوبست کریں گے۔"

"اے مقدس ملکہ! اس لڑکی کی گفتگو نے ہمیں شک و شبہ میں ڈال دیا ہے اور ہمیں شک ہے کہ یہ لڑکی اس بچے کے متعلق جانتی ہے کہ یہ کون ہے اور اس کا تعلق کس خاندان سے ہے۔ آپ اس سے پوچھیں اور سختی کریں۔ ہو سکتا ہے یہ اس بچے سے متعلق کوئی اہم راز اگل دے۔"

آسیہ نے غور سے موسیٰؑ کی بہن کی طرف دیکھا اور کہا:

"یہ مناد جو کچھ کہتا ہے کیا اس میں کچھ سچائی ہے؟"

موقع کی نزاکت اور اپنے آپ کو مشکل میں دیکھتے ہوئے موسیٰؑ کی بہن نے فوراً بات بنائی اور جواب میں کہا:

"اے مقدس ملکہ! یہ مناد اور دائیاں دراصل میری بات کا مطلب ہی غلط سمجھے ہیں۔ میں ان سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میں ایک غریب اسرائیلی خاندان سے تعلق رکھتی ہوں۔ میرے باپ کا نام عمران اور ماں کا نام یوحانذ ہے۔ میں چاہتی تھی کہ اس بچے کو میری ماں کے پاس لے جایا جائے۔ میرا ایک چھوٹا بھائی ہے جو ابھی ماں کا دودھ پیتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ میرے بھائی کے ساتھ یہ بچہ بھی میری ماں کا دودھ پی لے گا۔ اگر ایسا ہو گیا تو نہ صرف آپ تک ہماری رسائی ہو جائے گی بلکہ انعام و اکرام مل جانے سے ہمارے گھر کی حالت سدھر جائے گی۔ بس میں یہی بات ان منادوں کو سمجھانا چاہتی تھی لیکن انہوں نے میری کسی بات پر دھیان ہی نہ دیا اور مجھے کھینچ کر آپ کے پاس لے آئے۔"

آسیہ نے موسیٰؑ کی بہن سے ہمدردی کا اظہار کیا اور منادوں کو حکم دیا کہ بچے کو اس کی ماں کے پاس لے جایا جائے۔ ہو سکتا ہے یہ لڑکی کی ماں کا دودھ پی ہی لے۔

چنانچہ ملکہ آسیہ کے حکم کے مطابق مناد اور دائیاں موسیٰؑ کو لے کر موسیٰؑ کی والدہ کے گھر جانے کے لیے موسیٰؑ کی بہن کے ساتھ ہو لیے۔

موسیٰؑ کی بہن نے اپنی ماں یوحانذ کو الگ لے جا کر سب سمجھا دیا کہ جو بچہ آپ کی طرف لایا گیا ہے وہ میرا بھائی موسیٰؑ ہی ہے۔ پس جب یوحانذ دائیوں اور منادوں کے سامنے آئیں اور دائیوں نے بچہ ان کی گود میں رکھا تو بچہ فوراً ماں کی چھاتیوں سے لگ کر دودھ پینے لگا۔ یہاں تک کہ اس کا پیٹ بھر گیا اور وہ رک گیا۔

یہ معاملہ دیکھ کر مناد اور دائیاں فی الفور ملکہ آسیہ کے پاس گئے اور بچے کے دودھ پینے کا انہوں نے واقعہ سنایا۔ یہ سن کر ملکہ آسیہ کی خوشی اور اطمینان کی کوئی حد نہ رہی۔ انہوں نے ان کو حکم دیا:

"جاؤ اور اس عورت کو بچے سمیت یہاں میرے پاس لے کر آؤ تاکہ اس عورت کو یہاں دودھ پلانے پر ملازم رکھا جا سکے۔ اور سنو۔ اس عورت اور اس کی بیٹی کے ساتھ اخلاق اور نرمی سے پیش آنا ان پر کوئی سختی نہ کرنا۔"

مناد اور دائیاں وہاں سے روانہ ہو گئے۔ اور فوراً ہی پھر موسیٰؑ کی والدہ یوحانذ کے پاس آئے۔ انہوں نے دیکھا کہ بچہ دودھ پینے کے بعد انتہائی پرسکون انداز میں ان کی گود میں پڑا تھا۔ دائی مصر نے یوحانذ کو مخاطب کر کے کہا:

"اے خاتون! تو خوش قسمت ہے کہ تیرا دودھ اس بچے نے اپنی خواہش اور رغبت سے پی لیا ہے۔ سو تیری خوش بختی میں ہم بھی حصے دار ہو جائیں گے اس لیے کہ تجھے تو اس کام کا انعام و اجرت ملے گا ہی، ساتھ ہم بھی انعام و اکرام سے نوازے جائیں گے۔ اے خاتون! ہم نے اس واقعہ کی اطلاع ملکہ مقدس کو کر دی ہے۔ اب تو ہمارے ساتھ شاہی محل تک چل کیونکہ ملکہ نے تجھے بلایا ہے۔"

یوحانذ نے جواب میں کچھ نہ کہا۔ انہوں نے بچے کو سنبھالا اور منادوں اور دائیوں کے ہمراہ اٹھ کر محل کو چل دیں۔

جب یہ لوگ یوحانذ کو ملکہ آسیہ کے سامنے لائے تو وہ بڑی خوش ہوئیں کیونکہ بچہ ان کے پاس پرسکون تھا۔

ملکہ آسیہ نے یوحانذ کی عزت افزائی کی اور انہیں اپنے قریب ہی ایک خالی نشست پر بٹھایا اور پھر پوچھا:

"اے خاتون! تیرا نام کیا ہے اور بنی اسرائیل کے کس قبیلے سے تیرا تعلق ہے؟"

یوحانذ نے جواب دیا:

"اے ملکہ! میرا نام یوحانذ ہے اور میں اول اول یہاں اپنے بیٹوں کے ساتھ آباد ہونے والے یعقوبؑ کے بیٹے لاوی کی نسل سے ہوں۔ میرے شوہر کا نام عمران ہے وہ بھی بنو لاوی سے ہیں۔"

ملکہ آسیہ نے پوچھا:

"کیا تیرا شوہر تیرے ساتھ نہیں آیا؟"

یوحانذ بولیں :

"جس وقت یہ منادا ور دائیاں میری بیٹی کے ساتھ میرے گھر آئے اس وقت میرا شوہر گھر پر نہ تھا اس لیے میں اکیلی ہی ادھر آئی ہوں"۔

ملکہ آسیہ نے پھر پوچھا :

"اور تمہاری وہ بیٹی بھی تمہارے ساتھ نہیں آئی جس کی وجہ سے تم ہمیں ملی ہو"۔

یوحانذ نے موسیٰؑ کو گود میں سنبھالتے ہوئے کہا:

"اسے میں گھر پر چھوڑ آئی ہوں کیونکہ میرا اپنا بھی ایک دودھ پیتا بچہ ہے۔ اس کا نام ہارونؑ ہے میری بیٹی اس کی دیکھ بھال کرے گی"۔

ملکہ آسیہ نے اب اپنے مطلب پہ آتے ہوئے کہا:

"اے یوحانذ! چونکہ اس بچے نے تیرا دودھ پی لیا ہے جسے میں اپنا بیٹا بنا چکی ہوں لہٰذا تجھے یہاں اس لیے بلایا گیا ہے کہ تو یہیں شاہی محل میں رہ کر اسے دودھ پلاتی رہے"۔

یوحانذ نے محسوس کر لیا تھا کہ ملکہ آسیہ ان کی ضرورت محسوس کر رہی ہے سو انہوں نے خودداری سے کام لیا اور کہا :

"اے ملکہ! میں اپنے بچے کو گھر پر چھوڑ کر یہاں نہیں رہ سکتی کیونکہ وہ بھی شیر خوار ہے۔ ہاں اگر آپ راضی ہوں تو آپ یہ بچہ میرے سپرد کر دیں۔ میں اسے اپنے گھر پر رکھ کر دودھ پلاؤں گی اور وعدہ کرتی ہوں کہ میں اس بچے کی حفاظت و خبر گیری میں ذرا کوتاہی نہ کروں گی"۔

یوحانذ نے ملکہ آسیہ سے یہ بات اس لیے کہی تھی کہ انہیں خدائے بزرگ و برتر کا وہ وعدہ یاد آ گیا تھا جس میں انہیں بشارت دی گئی تھی کہ چند روزہ جدائی کے بعد ہم بچے کو تمہارے پاس واپس لے آئیں گے۔ یہ خیال آنے پر یوحانذ اپنی بات پہ جم گئیں۔

ملکہ آسیہ نے مجبور ہو کر یوحانذ کی بات مان لی اور مناّدوں اور دائیوں کو انعام دینے کے علاوہ یوحانذ کو بھی انعام و اکرام اور موسیٰؑ کی پرورش کے لیے رقم فراہم کی۔ اس طرح موسیٰؑ اپنی والدہ کے پاس پرورش پانے لگے۔

جب موسیٰؑ کچھ بڑے ہوئے اور اپنے ہاتھ پاؤں ہلانے کے قابل ہو گئے تو آسیہ نے اپنے چند درباریوں کو حکم دیا کہ بچے کو ان کے پاس لے کر آئیں۔ ساتھ ہی انہوں نے مناّدوں کے ذریعے شہر میں یہ اعلان کرا دیا کہ :

"میرا بچہ آج میرے گھر آ رہا ہے لہٰذا شہر میں کوئی ایسا نہ رہے جو اپنے گھر سے باہر نکل کر اس کا احترام و اکرام نہ کرے۔ میں خود اس کی نگرانی کروں گی اور دیکھوں گی کہ اہلِ شہر اس معاملے میں کیا کرتے ہیں"۔

اس اعلان کا یہ اثر ہوا کہ جب یوحانذ موسیٰؑ کو لے کر اپنے گھر سے نکلیں تو لوگوں نے ان دونوں پہ تحائف و ہدایا کی بارش شروع کر دی۔ یہاں تک کہ یوحانذ بچے کو لے کر ملکہ آسیہ کے پاس پہنچ گئیں۔ جس قدر تحائف ملے تھے ملکہ آسیہ نے یوحانذ کے حوالے کر دیے۔ بچے کو ان سے لیا اور اسے صحت مند اور چاک و چوبند دیکھ کر بڑی خوش ہوئیں۔ اسی خوشی میں انہوں نے اعلان کر دیا کہ :

"میں ابھی اپنے بچے کو لے کر رعمسیس کے دربار میں جاتی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ وہ میرے بیٹے کو کیا انعام دیتا ہے"۔

پس موسیٰؑ کو گود میں لیے ملکہ آسیہ بھرے دربار میں داخل ہوئیں اور موسیٰؑ کو رعمسیس کی گود میں ڈالتے ہوئے کہا :

"میں نے آج اپنے بیٹے کو اپنے پاس منگوا لیا ہے۔ سب لوگوں نے اسے تحائف پیش کیے ہیں اب میں اسے آپ کے پاس لے کر آئی ہوں کہ دیکھوں آپ اسے کیا تحفہ دیتے ہیں"۔

رعمسیس نے موسیٰؑ کو گود میں لے لیا۔ درباری بچے کو اس کی گود میں دیکھ کر خوش ہو رہے تھے رعمسیس آسیہ سے کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اسی لمحے موسیٰؑ نے رعمسیس کی داڑھی پکڑی اور اسے کھینچ کر زمین کی طرف جھکانا شروع کر دیا۔ ملکہ آسیہ یہ دیکھ کر پریشان ہو گئیں اور ہنستے ہنستے خوشی کا اظہار کرتے درباریوں پر خاموشی اور سنجیدگی طاری ہو گئی۔

اس موقع پہ دربار کا ایک بوڑھا کاہن اٹھا اور رعمسیس سے بولا: "اے بادشاہ! بنو اسرائیل کا وہ وعدہ ہم بھرے دربار میں پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ان کے اللہ نے ان کے بڑے نبی ابراہیمؑ سے وعدہ کیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا نبی پیدا ہو گا جو آپ پہ غالب آئے گا اور آپ کو پچھاڑ دے گا۔ پس اے بادشاہ! یہ وہی لڑکا ہے جو آنے والے دور میں آپ کے لیے آلام کا باعث بنے گا۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ اس نے آپ کی داڑھی پکڑ کر زمین کی طرف آپ کو جھکا دیا تھا۔

گویا یہ آپ کو پچھاڑنا چاہتا ہے۔"

یہ سن کر رعمسیس پریشان ہوگیا۔ اس کی دوسری بیوی مینک سے اس کا جوان بیٹا منفتاح بھی کاہن کی گفتگو پر حیران اور پریشان ہوگیا تھا۔

پھر کوئی فیصلہ کرنے کے بعد رعمسیس بلند آواز میں بولا: "ان سپاہیوں کو بلاؤ جو بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کرنے پر مامور ہیں تاکہ سب لوگوں کے سامنے اس بچے کو ذبح کر دیا جائے کہ آنے والے دور میں یہ ہمارے لیے کسی دکھ اور مصیبت کا باعث نہ بن سکے۔"

ملکہ آسیہ فوراً بولیں:

"اے رعمسیس! یہ بچہ تم مجھے دے چکے ہو۔ پھر تم اس کے ساتھ یہ معاملہ کیوں کر رہے ہو!"

رعمسیس غضب ناک ہو کر بولا: "یہ بچہ ایسی ہی سزا کا حقدار ہے۔ کیا تو نے دیکھا نہیں کہ میری داڑھی کھینچتے ہوئے گویا یہ دعویٰ کر رہا تھا کہ یہ مجھے زمین پر پچھاڑ دے گا اور مجھ پر غالب آ جائے گا لہٰذا اس کا قتل کرنا ضروری ہے۔"

ملکہ آسیہ نے معاملے کو بگڑتے اور بچے کو خطرے میں دیکھا تو بڑی فکر مند ہوئیں۔ فوراً ہی انہوں نے کچھ سوچا اور رعمسیس سے کہا:

"اس معاملے کو نمٹانے کے لیے میں ایک تجویز پیش کرتی ہوں جس سے فیصلہ ہو جائے گا کہ آپ کی داڑھی پکڑ کر زمین کی طرف کھینچنے کا معاملہ بچے نے اپنے بچپنے کی بے خبری اور لاشعوری جذبے کے تحت کیا ہے یا یہ کوئی دانستہ شوخی ہے۔ میری تجویز سے سارا معاملہ کھل کر سامنے آ جائے گا لیکن میری شرط یہ ہے کہ جب تک یہ معاملہ نمٹ نہ جائے اس وقت تک آپ بچوں کو ذبح کرنے والے سپاہیوں کو نہ بلائیں گے۔"

فرعون نے ملکہ سے وعدہ کیا: "کہو، تم اپنی تجویز کہو۔ میرا تم سے وعدہ ہے کہ جب تک اس پر عمل نہ کر لیا جائے گا سپاہیوں کو نہیں بلاؤں گا۔"

ملکہ آسیہ نے فیصلہ کن لہجے میں کہا:

"تو پھر ایسا کیجیے کہ دو طشتریاں منگوائیے۔ ایک طشتری میں آگ کے دہکتے ہوئے انگارے اور دوسری طشتری میں دو چمکدار اور انتہائی جاذب نظر اور پرکشش موتی ہوں۔ بس ان دونوں طشتریوں کو بچے کے سامنے رکھ دیا جائے۔ اگر بچہ ہاتھ بڑھا کر موتی اٹھا لے اور انگاروں کو چھوڑ دے تو سمجھ لیا جائے کہ اس نے آپ کی داڑھی پکڑ کر کھینچنے کا عمل اپنے عقل و شعور سے اور دانستہ طور پر کیا ہے ایسی صورت میں آپ کو حق ہوگا کہ آپ ان سپاہیوں کو بلائیں اور انہیں حکم دے کر اس بچے کو قتل کرا دیں۔ میں کوئی اعتراض نہ کروں گی۔ میں یہ سمجھ کر خاموش ہو جاؤں گی کہ میں نے کسی بچے کو اپنایا ہی نہ تھا۔"

"لیکن اے رعمسیس! اگر بچہ ہاتھ بڑھا کر انگاروں کو اٹھا لے اور موتیوں کو ترک کر دے تو پھر یہ سمجھا جائے گا کہ یہ کام اس نے عقل و شعور سے نہیں کیا بلکہ بچپن کی معصومیت اور بھولپن میں اس سے سرزد ہوا ہے۔ اس صورت میں مجھے یہ حق ہوگا کہ میں بچے کو یہاں سے لے جاؤں۔"

آسیہ کی اس تجویز پر رعمسیس کا غصہ فرو ہوگیا اور کسی قدر مسکراتے ہوئے اس نے اس تجویز کی تائید کی: "اے آسیہ! تم جانتی ہو میری سب بیویوں میں تم چھوٹی ہو اور میں تمہیں سب سے عزیز رکھتا ہوں۔ لہٰذا تمہاری خوشی کی خاطر میں اس تجویز کو منظور کرتا ہوں۔ میں اسے رد نہیں کر سکتا کیونکہ ایسا کرنے سے تم ناخوش ہو جاؤ گی اور اے آسیہ! تمہاری ناراضگی میری تکلیف کا باعث ہوگی لہٰذا یہاں سب لوگوں کے سامنے تمہاری تجویز پر عمل ہوگا۔"

رعمسیس نے اپنے پہلو میں بیٹھے اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے کہا: "اے منفتاح! میرے بیٹے! تم خود جاؤ اور دو ایسی طشتریاں لاؤ کہ ایک میں موتی اور دوسری میں انگارے ہوں۔" منفتاح اٹھ کر فوراً باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا۔ اس کے ساتھ شاہی محل کا ایک محافظ تھا جس نے دو طشتریاں اٹھا رکھی تھیں۔ ایک میں نہایت چمکدار اور پرکشش موتی تھے اور دوسری طشتری میں آگ کے انگارے تھے۔

رعمسیس اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور محافظ کو حکم دیا: "دونوں طشتریاں فرش پر رکھ دو۔" محافظ نے طشتریاں فرش پر رکھ دیں تو رعمسیس نے کہا: "اے آسیہ! اب تم بچے کو دونوں طشتریوں کے پاس بٹھا دو۔"

آسیہ نے فوراً بچے کو دونوں طشتریوں کے پاس بٹھا دیا۔ پس بچے نے موتیوں کو چھوڑ دیا اور انگاروں کو اٹھا لیا[1]

رعمسیس نے یہ دیکھا تو فوراً آگے بڑھ کر بچے سے انگارے چھین لیے کہ کہیں اس کا ہاتھ نہ جل

1۔ معارف القرآن: تفسیر سورۂ طٰہٰ

جائے۔ اس طرح بھرے دربار میں ملکہ آسیہ کی بات رہ گئی۔

رعمسیس نے بچے کو اٹھا کر آسیہ کو دیا اور پُر سکون انداز میں اس نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: "اے آسیہ! تم نے اپنی تجویز سے ثابت کر دیا ہے کہ اس بچے نے میری داڑھی پکڑ کر زمین کی طرف کھینچنے کا عمل یقیناً بچپن کی بے خبری اور معصومیت میں کیا ہے۔ اس نے انگاروں کو تھام کر ثابت کیا ہے کہ اس نے یہ کام اپنے عقل و شعور کے تحت دیدہ و دانستہ نہیں کیا لہٰذا اے آسیہ! تم بچے کو اپنے پاس رکھنے اور اس کی پرورش کرنے کا حق رکھتی ہو۔"

یہ معاملہ دیکھ کر درباریوں میں سے بھی کوئی نہ بولا اور سب خاموش رہے۔ آسیہ موسیٰؑ کو لے کر وہاں سے چلی گئیں۔

جب آسیہ اپنے کمرے میں واپس آئیں تو موسیٰؑ کی ماں یوحانذ کمرے میں بڑی بے چینی سے ان کا انتظار کر رہی تھیں۔ آسیہ نے بچے کو لا کر ان کی گود میں رکھتے ہوئے کہا:

"اے یوحانذ! آج تو میں اس بچے سے محروم ہو چلی تھی۔ میرا شوہر رعمسیس اس کا خاتمہ کرنے کے لیے سپاہیوں کو طلب کرنے ہی والا تھا کہ میری ایک تجویز نے وہاں کام کیا اور یہ بچہ مجھے زندہ واپس مل گیا۔"

آسیہ کی بات پر یوحانذ فکرمند اور پریشان ہو کر پوچھنے لگیں:

"اے مقدس ملکہ! یہ معاملہ کیوں کر اور کیسے ہوا۔ کیا آپ مجھے اس کی تفصیل نہ بتائیں گی کیونکہ میں بھی اس بچے کی پرورش میں اب ملوث ہوں۔"

آسیہ نے جو کچھ اس بچے اور اپنے شوہر رعمسیس کے دربار میں پیش آیا تھا انہیں سنا دیا۔ جب وہ خاموش ہوئیں تو یوحانذ نے فکرمندی سے کہا:

"اے مقدس ملکہ! یہ معاملہ اور حادثہ تو اس بچے کے لیے سودمند نہیں۔ اگر پھر کبھی ایسا ہوا تو بچے کی جان تو جاتی رہے گی جبکہ مجھے اب اس سے ایسی انسیت ہو گئی ہے جیسے یہ اب میرا اپنا ہی بیٹا ہو۔ اے مقدس ملکہ! کیا یہ ممکن نہیں کہ بچہ یہاں شاہی محل میں کم سے کم آئے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ پھر کبھی ایسی ہی یا اس سے بڑی ابتلا میں پڑ جائے۔ اس لیے اے مقدس ملکہ! اس کے بارے میں آپ احتیاط کریں اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ میرے بچے اس کے ساتھ ایسے مانوس ہو چکے ہیں کہ وہ پل بھر کو اپنے آپ سے اسے علیحدہ ہوتا نہیں دیکھ سکتے۔ ان حالات میں اے ملکہ! میں امید کرتی ہوں کہ آپ کوئی بہتر فیصلہ کریں گی۔ ایسا فیصلہ جس میں اس بچے کی بہتری اور عافیت شامل ہو۔"

یوحانذ کی باتوں سے متاثر ہو کر آسیہ نے فکرمندی آواز میں اپنی رائے اور فیصلے کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"اے یوحانذ! تو نے جن خدشات کا اور خطرات کا اس بچے کے متعلق اظہار کیا ہے میں ان سے مکمل اتفاق کرتی ہوں۔

سنو یوحانذ! میرا یہ فیصلہ ہے کہ یہ بچہ مکمل شاہی اخراجات پر تمہارے ہاں تمہاری نگہداری میں ہی پرورش پائے گا۔ آج جو حادثہ ہونے جا رہا تھا اگر دوبارہ ایسا ہی کوئی حادثہ رعمسیس کی موجودگی میں ہو گیا تو پھر اس بچے کی خیر نہیں۔ پھر اے یوحانذ! مزید یہ کہ مصر کے بڑے بڑے کاہن اور ستارہ شناس نہ جانے کیوں اس بچے کے مخالف ہو کر پنجے جھاڑ کر اس کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ یہ بچہ وہی ہے جو بڑا ہو کر مصر کے حکمرانوں کی تباہی اور بنی اسرائیل کی نجات، آزادی، فلاح اور عزت کا باعث بنے گا۔ لہٰذا اے یوحانذ! یہ بچہ اب زیادہ تر تیرے پاس ہی رہے گا۔ میں جب اسے ملنے کے لیے شاہی محل میں بلایا کروں گی تو اپنی طرف سے پوری کوشش کیا کروں گی کہ یہ رعمسیس کے نزدیک اور سامنے نہ جانے پائے۔"

"اور سنو یوحانذ! یہ بچہ مجھے دوسرے بچوں کی نسبت علیحدہ اور مختلف لگتا ہے۔ جس وقت میرا شوہر اس بچے کے قتل کے درپے ہو گیا تھا تو میں نے یونہی آگ کے انگاروں اور موتیوں کی تجویز پیش کر دی تھی۔ میں تو صرف اسے قتل ہونے سے بچانا چاہتی تھی لیکن اے یوحانذ! اس وقت میں حیران اور دنگ رہ گئی جب میری خواہش کے عین مطابق بچے نے موتیوں کو چھوڑ کر انگاروں کو تھام لیا۔ اس لیے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ یہ بچہ عام دوسرے بچوں کی نسبت منفرد ہے۔ اس کے علاوہ میں نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ اگر کسی موقعے پر میں اس بچے کی طرف سے زیادہ پریشان بھی ہوئی تو میں خود تمہارے گھر آ کر اس سے مل لیا کروں گی۔"

یوحانذ تو خود یہی چاہتی تھیں کہ بچہ ہمہ وقت ان کے پاس ہی رہے اور وہ خود اس کی پرورش اور نگرانی کریں لہٰذا وہ آسیہ کی گفتگو سے خوش اور مطمئن ہو گئی تھیں۔ اس کے بعد انہوں نے بچے کو سنبھالتے ہوئے اجازت طلب لہجے میں پوچھا:

"اے مقدس ملکہ! کیا اب میں بچے کو لے جاؤں۔"

آسیہ نے کچھ سوچا۔ پھر بولیں:

"ہاں یوحانذ! اب تم جاؤ۔ اور سنو۔ اس کی دیکھ بھال خوب عمدگی سے کرنا۔"

ساتھ ہی آسیہ نے نقدی کی ایک تھیلی نکال کر یوحانذ کو تھمائی اور بولیں:
"اے یوحانذ! اب تم جاؤ۔ سفرہ اور فوعہ گاہے بگاہے تمہیں بچے کی پرورش کے لیے معقول نقدی اور معاوضہ پہنچاتی رہیں گی۔"

یوحانذ مطمئن اور خوش، بچے کو لے کر شاہی محل سے چلی گئیں۔

اب موسیٰ بن ظفر (سامری) ایک منہ بند غار میں جبرائیلؑ امین کے ہاتھوں پرورش پانے لگا اور موسیٰؑ بن عمران اپنے ہی گھر میں اپنی والدہ کے پاس شاہی اخراجات پر پلنے لگے۔

○

ایران میں کیقباد، کیکاؤس، رستم اور گیو بن گودرز جنگی تیاریوں میں مصروف تھے اور انہوں نے اپنے آپ کو بدترین حالات کے لیے تیار کرلیا تھا۔ وہ اس انتظار میں تھے کہ ان کے بدا‌ئشی دشمن افراسیاب کی طرف سے ان کے خلاف کس قسم کے عمل کا اظہار ہوتا ہے۔

دوسری طرف خراسان کے بادشاہ افراسیاب نے بھی اپنی جنگی تیاریاں مکمل کرلی تھیں اور جب اس نے اندازہ لگالیا کہ اب وہ اس قابل ہے کہ ایران کے خلاف جنگ کر کے اپنی شکست کا بدلہ لے سکے، جو ذو بن طہماسپ کے دور میں رستم کے باپ زال کے ہاتھوں اسے ہوئی تھی تو ایک جرار لشکر کے ساتھ وہ خراسان سے نکلا اور ایرانی علاقوں کا رخ کیا۔

کیقباد کے جاسوس بھی اسے افراسیاب کی ان ساری تیاریوں اور نقل و حرکت سے متعلق اطلاعات فراہم کر رہے تھے لہٰذا افراسیاب کو سبق سکھانے کے لیے وہ بھی حرکت میں آیا۔ اس نے پہلوان رستم بن زال کو اپنے لشکر کا سپہ سالار بنایا اور اس کے ماتحت گیو بن گودرز کو نائب سالار بنا کر افراسیاب کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ اس طرح ایران و خراسان کے افق پہ ایک نئی جنگ کے رنگ رونما ہونے لگے۔

رستم اور گیو بن جب برق رفتاری سے پیش قدمی کرتے ہوئے دریائے جیحوں کے کنارے آئے تو انہوں نے دیکھا افراسیاب اپنے جرار لشکر کے ساتھ دریا کے دوسرے کنارے پر خیمہ زن ہو چکا تھا لہٰذا رستم نے بھی دریائے جیحوں کے اس طرف اپنے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم دیا۔

جب لشکر خیمہ زن ہو گیا تو اپنے نائب سپہ سالار گیو بن سے مشورہ کرنے کے بعد رستم نے افراسیاب کو پیغام بھجوا دیا کہ اگر دونوں لشکر دریا کے مخالف طرف خیمہ زن ہو کر پڑے رہے تو اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلے گا

لہٰذا اگر تم کوئی فیصلہ چاہتے ہو تو اپنے لشکر کے ساتھ دریا پار کر کے اس طرف آؤ۔ اگر تم اس پر رضامند ہوتے ہو تو ہم اپنے لشکر کو پیچھے ہٹا لیتے ہیں تاکہ ہماری طرف سے فی الوقت تمہیں کوئی خطرہ نہ ہو اور تم بغیر کسی اندیشے اور خطرے کے دریا پار کر کے اس طرف آسکو۔

اور اگر تم دریا کے اس پار نہ آنا چاہو تو اپنے لشکر کو چند میل پیچھے لے جاؤ تاکہ ہم دریا کو عبور کر کے تمہارا مقابلہ کریں۔

افراسیاب نے رستم کی اس پیش کش کا مثبت جواب دیا اور جوانمردوں والا فیصلہ کیا۔ اس نے رستم کو کہلا بھیجا کہ میں اپنے لشکر کے ساتھ دریائے جیحوں کو پار کر کے تمہاری طرف آتا ہوں لہٰذا تم اپنے لشکر کو دریا کے کنارے سے دور ہٹا لو۔

رستم نے اس کے جواب میں اپنے لشکر کو دریا کے کنارے سے ہٹا لیا لہٰذا افراسیاب نے اپنے لشکر کے ساتھ دریا کو عبور کیا اور ایرانی لشکر کے سامنے خیمہ زن ہوا۔ پھر دونوں لشکر مقابلے کے لیے اپنی اپنی صفیں درست کرنے لگے۔

دریائے جیحوں کے کنارے دونوں عساکر میں ہولناک جنگ ہوئی۔ افراسیاب نے بہتیری کوشش کی کہ رستم اور گیو کو پسپا ہونے پر مجبور کر دے پر وہ ایسا کرنے میں ناکام رہا۔ رستم نے بلخ شہر میں قیام کے دوران اپنے لشکر کی ایسی شاندار تربیت کی تھی کہ افراسیاب کا ہر حملہ اور ہر حربہ ناکام ثابت ہوا۔

شام تک خوفناک جنگ ہوتی رہی۔ افراسیاب کی ہر کوشش ناکام رہی۔ آخر رستم نے اپنے لشکر کو دشمن پر ایک زوردار حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ایرانیوں کا یہ حملہ خراسانیوں پر آخری ضرب ثابت ہوا۔ اس جنگ میں بھی افراسیاب کو بدترین شکست ہوئی اور بچے کھچے لشکر کے ساتھ وہ دریا پار کر کے فرار ہو گیا۔ رستم نے اس کا تعاقب نہ کیا اور ایک فاتح کی حیثیت سے اپنے لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر بلخ روانہ ہو گیا۔

○

ایران کے بادشاہ کیقباد اور اس کے بیٹے اور ایران کے ولی عہد کیکاؤس نے بلخ سے باہر آکر رستم، گیو اور اس کے لشکر کا استقبال کیا۔ انہیں دیکھتے ہی رستم اور گیو گھوڑوں سے اتر گئے جبکہ کیقباد اور کیکاؤس دونوں آگے بڑھے اور رستم اور گیو سے گلے ملے اور انہیں فتح کی مبارک دی۔ پھر کیقباد، کیکاؤس،

رستم اور گیو اور دوسرے اکابرینِ سلطنت آگے آگے چلنے لگے اور لشکران کے پیچھے پیچھے شہر کی طرف آرہا تھا۔

اس موقع پر کیقباد نے رستم سے پوچھا:

"اے رستم! اب جبکہ تم نے افراسیاب کو ذلت آمیز شکست دے دی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ تم اپنی رہائش مستقل طور پہ بلخ میں ہی رکھو۔ یوں تم میرے نزدیک اور قربت میں رہو گے"۔

رستم نے کیقباد کی پیش کش کے جواب میں وضاحت کرتے ہوئے کہا:

"اے بادشاہ! میں اس پیش کش پہ آپ کا ممنون ہوں۔ پر میں واپس اپنے گھر سیستان لوٹ جانا چاہتا ہوں۔ ضرورت پڑنے پہ جب بھی آپ مجھے طلب کریں گے میں آپ اور وطن کی خدمت کرنے کے لیے حاضر ہو جایا کروں گا۔ بالکل ایسے ہی جیسے ذوبن طہماسپ کے دورِ حکومت میں میرا باپ زال سیستان سے آیا جایا آتا تھا۔ پر میں اپنی مستقل رہائش سیستان میں ہی رکھوں گا اس لیے کہ میرا باپ ابھی زندہ ہے اور گنٹھیا کا مریض ہے۔ چلنے پھرنے میں دقت اور تکلیف محسوس کرتا ہے لہٰذا میرا اس کے پاس وہاں رہنا بے حد ضروری ہے۔ پھر ان دنوں آپ کو کسی طرف سے کوئی خطرہ بھی نہیں ہے لہٰذا میں چند دن یہاں بلخ میں قیام کرنے کے بعد سیستان روانہ ہو جاؤں گا۔ میرا باپ زال ہر روز سیستان سے باہر نکل کر میری واپسی کا انتظار کرتا ہو گا"۔

کیقباد نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا:

"اے رستم! اگر تمہارا یہی فیصلہ ہے تو میں تمہیں ایسا کرنے سے روک نہیں سکتا۔ اصل میں تمہیں بلخ میں مستقل سکونت اختیار کرنے کا جو میں نے تمہیں مشورہ دیا ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ میرا پوتا اور میرے بیٹے کیکاؤس کا بیٹا سیاؤش اب سیانا ہو گیا ہے اور عمر کے اس حصے میں ہے کہ جب اس کی جنگی تربیت شروع ہو جانی چاہیے۔ تمہیں یہاں روکنے کا یہ مقصد بھی تھا کہ سیاؤش کی جنگی تربیت تمہیں سونپی جائے تاکہ وہ آنے والے دنوں میں ایران کا بہترین دفاع کر سکے لہٰذا اس کی بہترین جنگی تربیت ہونی چاہیے تاکہ اپنے دورِ حکومت میں وہ اس قابل ہو کہ خود لشکروں کی سپہ سالاری کر کے دشمنوں پر قابو پا سکے اور اے رستم! میں دیکھتا ہوں کہ سیاؤش کے لیے تم سے بڑھ کر کوئی اچھا استاد مجھے نہیں مل سکتا"۔

کیقباد کی گفتگو سن کر رستم کی گردن جھک گئی اور وہ گہری سوچوں اور تفکرات میں ڈوب گیا۔ کیقباد یہ دیکھ کر اسے مخاطب کرتے ہوئے بولا:

"اے رستم! اس معاملے میں تم اس قدر فکر مند اور پریشان نہ ہو۔ میری اس خواہش کا ایک متبادل حل بھی ہے بشرطیکہ تم اسے پسند کرو اور میری اس متبادل پیش کش سے میری اور تمہاری دونوں ہی کی خواہشیں پوری ہو سکتی ہیں۔ یعنی تم سیستان میں بھی رہ سکتے ہو اور تمہاری زیرِ نگرانی سیاؤش کی جنگی تربیت بھی ہو سکتی ہے"۔

رستم نے چونک کر کیقباد کی طرف دیکھا اور امید افزا لہجے میں پوچھا:

"اگر اس پیش کش سے آپ کی مراد یہ ہے کہ میں آپ کے پوتے سیاؤش کو اپنے ہمراہ سیستان لے جاؤں اور وہاں اپنے ساتھ رکھ کر اس کی جنگی تربیت کروں تو اے بادشاہ! یہ اس مسئلے کا بہترین حل ہے اور میں اسے قبول کرتا ہوں"۔

کیقباد اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بولا:

"تم صحیح سمجھے ہو رستم! میں یہی چاہتا ہوں۔ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ سیاؤش تمہارے پاس ہی پل کر جوان ہو اور بالکل تم جیسا توانا و طاقتور بنے اور یہ کہ تم اسے اس وقت میرے سامنے لاؤ جب یہ تمہارے زیرِ سایہ جنگی تربیت حاصل کرنے کے بعد ایک تنومند اور خوبصورت جوان بن چکا ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ سیاؤش اپنے باپ کیکاؤس کی طرح میرا اور اپنے باپ کا طاقتور ترین بازو بن کر میرے سامنے آئے۔ تاکہ میں اپنے بیٹے کی طرف سے مطمئن اور پُرسکون ہو سکوں کہ میرے بعد یہ دونوں باپ بیٹا حکمرانوں کی حیثیت سے کامیاب اور کامران ثابت ہوں گے"۔

رستم نے بھی جواب میں مسرت آمیز لہجے میں کہا:

"اے بادشاہ! میں بطیبِ خاطر آپ کی اس پیش کش کو قبول کرتا ہوں۔ میں چند دن یہاں قیام کرنے کے بعد جب سیستان کی طرف روانہ ہوں گا تو سیاؤش کو ساتھ لے جاؤں گا۔ آپ مطمئن اور بے فکر رہیں۔ میں سیاؤش کو ایسا جوان اور جنگجو بنا کر آپ کے سامنے لاؤں گا کہ آپ اس پر رشک کرنے لگیں"۔

کیقباد نے رستم سے کہا:

"اے رستم! اس فتح کی خوشی میں تمہیں جو انعام ملے گا وہ تو ایک گراں قدر رقم پر مشتمل ہو گا ہی۔ یہ اس کے علاوہ تمہیں اس قدر نقدی فراہم کی جائے گی جو چار جوانوں کی عمر بھر کی جنگی تربیت کے لیے بھی کافی ہو"۔

رستم نے کوئی جواب نہ دیا محض مسکرا کر رہ گیا۔ پھر وہ سب خاموش ہی رہے کیونکہ اب وہ شہر میں داخل ہونے کو تھے۔

رستم نے اس فتح کے بعد چند یوم تک بلخ میں قیام کیا۔ اس کے بعد وہ کیقباد کے پوتے

سیاؤش کو ساتھ لے کر سیستان کی طرف کوچ کر گیا!

○

ایک روز سپارٹا شہر میں یوناف افصان کے گھر میں داخل ہوا۔ افصان اپنے ذاتی کمرے میں اکیلا ہی بیٹھا تھا۔

یوناف اندر آیا اور افصان سے اس نے کہا:

"اے میرے بزرگ! میں آج یہاں سے رخصت ہو رہا ہوں۔"

افصان نے غور سے اس کی طرف دیکھا اور دکھ سے پوچھا:

"کیا یہاں تمہیں کسی نے دکھ دیا ہے جو تم یہاں سے رخصت ہو رہے ہو؟"

یوناف نے کہا:

"اے میرے بزرگ! میں آپ سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میں ایک خانہ بدوش کی سی زندگی بسر کر رہا ہوں اور میری زندگی کو کہیں قرار نہیں ہے۔ آپ نے جو علوم مجھے سکھائے ان کے لیے میں آپ کا بے حد ممنون ہوں۔ اس کے علاوہ میں نے یہاں کی غاروں اور چٹانوں کی تحریروں سے بھی بہت کچھ حاصل کیا ہے جو ادریسؑ کے شاگرد استیلبوس نے کندہ کرائی تھیں۔ یہاں رہ کر میں نے اپنے علم میں بہت اضافہ کیا ہے اور اب پہلے کی نسبتاً اپنے آپ کو میں اپنے دشمنوں کے مقابلے میں زیادہ مضبوط اور زیادہ بہتر حالت میں پاتا ہوں۔"

افصان نے پھر بے یقینی سے پوچھا:

"اے یوناف! کیا واقعی آج تم جا رہے ہو؟"

یوناف سنجیدگی سے بولا:

"آج نہیں بلکہ ابھی میں آپ سے مل کر یہاں سے کوچ کر رہا ہوں۔"

افصان نے بے چینی سے پوچھا:

"کہاں جاؤ گے؟"

۱۔ تاریخ ایران، جلد اوّل صفحہ ہے۔ سیاؤش بیس برس تک رستم کے زیر تربیت رہا۔

لاپروائی سے یوناف نے جواب دیا:

"اللہ کی زمین بڑی وسیع ہے۔ کہیں بھی جا رہوں گا۔"

افصان نے اپنی تسلی کی خاطر پھر پوچھا:

"یہاں سے نکلنے کے بعد تم کدھر کا رخ کرو گے؟"

ہلکی ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ یوناف نے جواب دیا:

"یہاں سے نکلنے کے بعد میں جزیرہ مسرنا کا رخ کروں گا۔ وہاں یافان سے ملوں گا اور اس سے مل کر اندازہ لگاؤں گا کہ میں نے اسے جو نصیحت کی تھی اس کے ساتھ جو نیکی کی تھی اس کا اس پہ کیا اثر ہوا ہے؟"

افصان فکر مند ہو کر بولا:

"کہیں ایسا نہ ہو اپنے جزیرے میں تمہیں اکیلا دیکھ کر یافان تم سے انتقام لینے کا ارادہ کر لے۔"

یوناف نے حسب سابقہ لاپروائی سے جواب دیا:

"اگر اس نے ایسا کیا تو پھر اسے اپنی توڑ پھوڑ کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔"

پُر امید لہجے میں افصان نے پوچھا:

"اے یوناف! کیا میں امید کروں کہ میری تمہاری پھر ملاقات ہوگی؟"

یوناف نے اسے ڈھارس اور تسلی دیتے ہوئے کہا:

"اے بزرگ یا افصان! گو انسانی زندگی امیدوں ہی سے بھری ہوتی ہے۔ پھر بھی میں آپ کو غلط تاثر نہ دوں گا۔ اس لیے کہ جب میں ایک بار کسی سے بچھڑتا ہوں تو بہت کم اسے دوبارہ ملتا ہوں۔ بہرحال آپ کو پُر امید رہنا چاہیے۔ شاید ہمارا رب پھر کبھی ہمیں ملا دے۔"

اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ مصافحے کے لیے آگے بڑھا دیا:

"مجھے اب اجازت دیں۔ میں رخصت ہوتا ہوں۔"

مصافحہ کرنے کے بجائے افصان اس سے گلے ملا۔ پھر یوناف اس کے گھر سے نکل گیا۔

○

یافان سرنا شہر سے باہر اپنے محل میں اکیلا بیٹھا تھا کہ اس کے کمرے میں عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے ہمراہ عارب، بیوسا اور بنیطہ داخل ہوئے۔

یافان نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کا استقبال کیا۔ ان سب کو اپنے سامنے بٹھایا۔ عزازیل وغیرہ کے آنے سے یافان کی نیلی دھند سمٹ کر یافان کی پشت پہ چلی گئی تھی۔

یافان نے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا: "اے محترم عزازیل! آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کس طرف سے آئے ہیں؟"

عزازیل نے کہا: "عارب، بیوسا اور بنیطہ تو کنعانیوں کے شہر بارز میں مقیم تھے جبکہ میں مصر میں تھا وہاں ان دنوں میں ایک انتہائی اہم اور دوررس کام سرانجام دے رہا ہوں۔ بس تمہیں اور تمہارے اس جزیرے نما شہر کو دیکھنے کو جی چاہ رہا تھا سو میں ان کو لے کر ادھر چلا آیا۔"

یافان نے خوش طبعی سے کہا: "میں آپ کو اپنے شہر میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ پر اے عزازیل! آپ نے مصر میں کیا مصروفیت اختیار کر لی ہے؟"

عزازیل نے انکشاف کرنے کے انداز میں کہا: "سنو میرے عزیز! مصر کے شہر ممفس میں اس وقت دو بچے پرورش پا رہے ہیں۔ ایک موسیٰؑ بن عمران جو آگے چل کر رسول بننے والا اور بنی اسرائیل کو اس غلامی سے نجات دلانے والا ہوگا۔ اس کی پرورش مصر کا فرعون کر رہا ہے۔ دوسرا بچہ موسیٰ بن ظفر ہے جس کی تربیت جبرائیل کر رہا ہے اور یہ بچہ ایک غار میں بند ہے۔ اس کی ماں نے اسے قتل ہونے سے بچانے کے لیے وہاں بند کر رکھا ہے کیونکہ خود فرعون رعمسیس نے بنی اسرائیل کے بچوں کا قتلِ عام شروع کر رکھا ہے۔ اس غار میں جبرائیل کے جانے کے بعد میں داخل ہوتا ہوں اور موسیٰ بن ظفر کی پرورش اور تربیت کرتا ہوں۔ ایک روز اسی موسیٰ بن ظفر کو استعمال کر کے میں بنی اسرائیل میں پھوٹ اور شرک کی وبا پیدا کر دوں گا۔"

یافان نے موضوع بدلتے ہوئے بات چھیڑی: "کیا آپ کی ملاقات کبھی اپنے پرانے رفیق اور رقیب یوناف سے نہیں ہوئی؟"

عزازیل فخریہ انداز میں بولا: "وہ کچھ عرصہ پہلے تو دجون شہر میں تھا وہاں اس نے ایک عمارت خرید لی تھی جہاں وہ لوگوں کو وحدانیت کی تبلیغ کرنے کے علاوہ مسافروں اور غریب الوطن لوگوں کو مفت رہائش مہیا کرتا تھا۔ پر میں نے اپنے ساتھی بتر کو اس کے پیچھے لگا دیا۔ بتر نے وہاں کے پجاریوں اور سرائے کے مالکوں کو اس کے خلاف کر دیا اور انہوں نے اپنے بادشاہ سے اس کی شکایت کر دی لہٰذا بادشاہ نے اسے

دجون شہر سے نکال دیا۔ اب وہ نہ جانے کہاں ہے۔"

یافان نے مسکراتے ہوئے انکشاف کیا: "میری یوناف سے ملاقات ہوئی تھی۔"

عزازیل نے چونک کر پوچھا: "کب، کہاں اور کیسے؟"

جواب میں یافان نے افضان کے گھر میں یوناف سے اپنی ملاقات کی ساری تفصیل کہہ دی۔ یافان کی گفتگو سن کر عارب بھڑک اٹھا اور جواب طلبی کے انداز میں اس نے یافان سے پوچھا: "کیا تم نے واقعی یوناف سے وعدہ کر لیا ہے کہ آئندہ تم اس کے خلاف ہماری حمایت نہ کرو گے۔"

یافان نے لاپرواہی سے کہا:

"ہاں۔ میں نے اس سے وعدہ کر لیا ہے۔"

غصے میں عارب اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور غراتے ہوئے اس نے کہا: "تو پھر اے یافان! سن رکھو کہ یوناف کے ساتھ ساتھ ہم تمہارے خلاف بھی حرکت میں آ جائیں گے اور تمہیں ایک ایسے روگ میں ڈال دیں گے جس سے چھٹکارا تمہارے لیے مشکل ہوگا۔"

عارب کے اس گستاخانہ لہجے پر یافان زخمی سانپ کی طرح بل کھا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر اس نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیا۔ اس کی آنکھوں میں شعلے یوں بھڑکنے لگے جیسے ابھی عارب کی طرف لپک پڑیں گے۔ اس کے ساتھ ہی نیلی دھند کی قوتیں بھیڑیوں کی صورت اختیار کرتے ہوئے عارب کی طرف دیکھ کر بری طرح غرانے لگیں۔

ماحول میں وحشت اور بھیانک پن پیدا ہو گیا تھا۔ دو بپھرے ہوئے سانڈوں کی طرح یافان اور عارب ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے۔ یافان کی آنکھوں میں شعلے بھڑک رہے تھے۔ اس کی نیلی دھند کی قوتیں غرانے لگی تھیں۔

دوسری طرف عارب بھی غضبناک حالت میں کھڑا تھا اور اس کی مدد کو بیوسا اور بنیطہ بھی تیار تھیں۔ پھر یافان کی کھولتی ہوئی آواز بلند ہوئی:

"اے عارب! اپنی زبان کو اپنے حلقوم میں رکھ۔ میں تیرا دبیل نہیں جو تو میرے ساتھ ایسی گفتگو کرے۔ رہی تیری یہ دھمکی کہ تو مجھے کسی روگ میں ڈال دے گا تو سن رکھ! میں پہلے ہی زندگی کے ایک روگ میں مبتلا ہوں اور تو دیکھتا ہے کہ میں ہڈیوں کے ڈھانچے کی صورت میں پہلے ہی ایک فوق البشر کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔ میرے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا روگ ہوگا۔"

"پر اے عارب! یہ بھی سن رکھ! جب میں تجھ پر وارد ہوں گا تو تیری حالت بھی قابلِ رحم بن کر

رکھ دوں گا۔ میں تجھے آخری بار تنبیہ کرتا ہوں کہ میرے منہ لگنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ میرے ہاتھوں تو ایسی زک اٹھائے گا کہ اپنی زندگی کو بوجھ تصور کرنے لگے گا۔"

عارب جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ عزازیل حرکت میں آیا اور نہایت نرم اور ٹھنڈے لہجے میں اس نے یافان کو مخاطب کر کے کہا: "اے یافان! تم ہمارے بھائی ہو اور ہم آپس میں لڑتے اچھے نہیں لگتے۔ تم نے درست کہا ہے کہ تم عارب کے دبیل نہیں ہو۔ ہم تم سے یہ نہیں کہتے کہ تم یوناف کے خلاف ہمارا ساتھ دو۔ اگر تم اپنے وعدے کے پابند رہنا چاہتے ہو تو ہمیں تمہاری غیر جانبداری پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ لیکن اے یافان! میں ایک بات ضرور کہوں گا کہ کیا میں امید رکھوں کہ تم عارب کے خلاف یوناف کا ساتھ بھی نہ دو گے۔ میں چاہتا ہوں تم ہمارے اور یوناف کے جھگڑے سے دور رہو اور ہمارے تعلقات تمہارے ساتھ خوش گوار رہیں۔ اس وقت چونکہ باہم تلخی ہو چکی ہے لہٰذا ہم یہاں رکیں گے نہیں۔ جب دلوں کی کدورتیں دور ہو جائیں گی تو ہم سب ضرور تمہارے پاس آ کر قیام کریں گے۔"

اس کے ساتھ ہی عزازیل وہاں سے عارب، بیوسا، بنیطہ اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ باہر نکل گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد اس کمرے میں یوناف داخل ہوا۔ یافان بڑے تپاک سے اسے اٹھ کر ملا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر پاس بٹھاتے ہوئے اس نے پوچھا:

"آج تم راستہ بھول کر کیسے میری طرف آ نکلے۔"

یوناف مسکرا دیا:

"میں سپارٹا سے مصر جا رہا تھا۔ سوچا راستے میں تم سے بھی ملتا چلوں اور دیکھوں کہ میری باتوں کا تم پر کوئی اثر ہوا ہے یا نہیں۔"

یافان انکشاف کرنے کے انداز میں بولا:

"اگر تھوڑی دیر قبل یہاں آ جاتے تو عزازیل، عارب، بیوسا اور بنیطہ سے بھی تمہاری ملاقات ہو جاتی وہ ابھی ابھی یہاں سے گئے ہیں۔"

اس کے بعد یافان نے عارب اور عزازیل سے ہونے والی ساری گفتگو یوناف سے کہہ دی۔ یہ سنتے ہی یوناف اٹھ کھڑا ہوا اور بولا:

"جو کچھ جاننے کے لیے میں سپارٹا سے آیا ہوں وہ میں جان گیا ہوں۔ اے یافان! تمہارا غیر جانبدار رہنا ہی بہتر ہے۔ اب تم مجھے اپنا دوست پاؤ گے دشمن نہیں۔"

یافان کچھ کہنا چاہتا تھا کہ یوناف وہاں سے چلا گیا۔

یافان کے جزیرے سے نکل کر یوناف مصر میں نمودار ہوا۔ وہاں اس نے دریائے نیل کے کنارے اپنی مر جانے والی بیوی شوطار کا محل خرید لیا اور وہاں پر رہائش اختیار کر لی۔

○

موسےٰ بن عمران اپنے بھائی ہارونؑ کے ساتھ اپنی والدہ یوحانذ اور بہن مریم بنت عمران کی نگرانی میں شاہی اخراجات پر پرورش پاتے ہوئے اب کافی بڑے ہو گئے تھے۔

دوسری طرف موسیٰ بن ظفر بھی غار کے اندر جبرائیل کے ہاتھوں پرورش پاتا رہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ساتھ عزازیل بھی اس کی تربیت میں مصروف رہا۔ اسی دوران موسیٰ بن ظفر کے ماں باپ فوت ہو گئے۔

ایک روز عزازیل غار میں آیا اور اس نے موسیٰ بن ظفر سے پوچھا: "اے ابنِ ظفر! کیا تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں اور تیرا میرا کیا رشتہ ہے"۔

ابنِ ظفر نے بڑی انکساری سے جواب دیا: "اے عزازیل! آپ میری پرورش کرتے رہے ہیں۔ آپ میری خبرگیری اور نگہبانی کرنے والے ہیں۔ لہٰذا میرا اور آپ کا رشتہ ایسا ہی ہے جیسا ایک مربّی واحسان شناس اور ایک محسن و ممنون کا۔ اس لحاظ سے آپ میرے آقا و مالک ہیں"۔

عزازیل نے پوچھا: "اگر میں تم سے تمہارے بھلے کی بات کہوں تو کیا تم مانو گے"۔

ابنِ ظفر نے قدر شناسوں کے سے انداز میں کہا: "اگر اس میں میرا بھلا نہ بھی ہوا تو میں اسے ضرور مانوں گا"۔

عزازیل نے اپنا دایاں ہاتھ بلند کیا اور غار کے منہ پر بنی ہوئی بڑے بڑے پتھروں کی دیوار ہٹ کر گر گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آواز بلند ہوئی: "اے ابنِ ظفر! میرے ساتھ غار سے باہر چلو"۔

ابنِ ظفر خاموشی سے اس کے ساتھ ہو لیا۔ دونوں غار سے باہر آئے۔ ایک جگہ رک کر عزازیل بولا:

"اے ابنِ ظفر! یہ دنیا بڑی حسین ہے۔ اب تم اس کی رنگینیوں سے لطف اندوز ہو۔ غار سے تمہارا تعلق ختم ہوا! دیکھو، میں نے تھبیس شہر کے ایک سحر و طلسم کی تعلیم دینے والے ساحر سے بات کی ہے۔ اس نے میری التجا کو قبول کرتے ہوئے تمہیں اپنی درس گاہ میں رکھ کر سحر و طلسم سکھانے کی حامی بھر لی ہے۔ کیا تم اس کام کے لیے تیار ہو"۔

ایک جستجو اور اطمینان کے انداز میں ابنِ ظفر نے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: "اے میرے محسن! میں اس کام کے لیے تیار ہوں"۔

تب عزازیل فیصلہ کن لہجے میں بولا: "اے موسیٰ بن ظفر! اگر تم اس کے لیے تیار ہو تو سنو۔ آج بلکہ ابھی سے تم اپنا نام موسیٰ بن ظفر نہیں صرف سامری بتایا کرو گے۔ تھبیس کے اس ساحر کو بھی میں نے تمہارا نام سامری ہی بتایا ہے"۔

اس کے ساتھ ہی عزازیل نے نقدی کی ایک تھیلی نکالی اور سامری کو تھماتے ہوئے اسے سمجھانے لگا:

"اے سامری! نقدی کی یہ تھیلی اپنے پاس رکھ لو۔ یہ دورانِ تعلیم تمہارے کام آئے گی اور سنو! تھبیس کی اس سحر و طلسم کی درس گاہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد عبیدوز، ممفس اور دیگر شہروں کا رخ کرنا اور وہاں سے بھی علومِ سحری حاصل کر کے اپنے آپ کو ایک بے مثل ساحر بنا لو۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو اس میں تمہاری ہی بہتری ہے۔ میری اپنی ذات کے لیے اس میں کوئی فائدہ نہیں"۔

سامری جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ عزازیل نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور شفقت بھرے انداز میں اس سے مخاطب ہوا: "آؤ میرے ساتھ"۔

سامری اس کے احسانات تلے اس قدر دبا ہوا تھا کہ کچھ کہے بغیر وہ اس کے ساتھ ہو لیا۔

عزازیل، سامری کو لے کر تھبیس کی ایک بہت بڑی اور قدیم عمارت میں داخل ہوا۔ ابھی وہ چند ہی قدم آگے بڑھے تھے کہ اندر کی طرف سے ایک ادھیڑ عمر کا بوڑھا اس طرف آیا۔ اسے دیکھتے ہی عزازیل نے مسکرا کر اسے مخاطب کیا: "اے میرے بزرگ! یہ ہے سامری جسے میں آپ کے اس مکتب میں سحر کی تعلیم کے لیے آپ کے پاس چھوڑنا چاہتا ہوں۔ یہ یہیں رہے گا۔ اس کی رہائش کے لیے میں مناسب رقم پہلے ہی آپ کو ادا کر چکا ہوں"۔

بوڑھے نے سامری کا ہاتھ تھام لیا اور کہا: "اب تم مطمئن ہو کر جاؤ۔ ایک روز تم دیکھنا کہ اس جوان کو ہم سحر و فسوں میں تمہاری خواہش کے مطابق بے مثل بنا دیں گے"۔

عزازیل اس کا شکریہ ادا کر کے وہاں سے چلا گیا جبکہ وہ بوڑھا سامری کو لے کر عمارت کے اندرونی

حصے کی طرف چل پڑا۔ اس طرح تھیبس شہر میں ایک ساحر کی حیثیت سے، سامری کی تربیت اس درس گاہ میں شروع ہو گئی۔

O

موسیٰ بن عمران ایک روز شہر کے نواح میں چلے جا رہے تھے کہ انہوں نے دو آدمیوں کو آپس میں لڑتے ہوئے دیکھا۔ قریب گئے تو انہوں نے جانا کہ ان دونوں میں سے ایک مصر کا قدیم باشندہ یعنی قبطی تھا اور دوسرے کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا۔

اسرائیلی نے جب موسیٰؑ کو دیکھا تو انہیں مدد کے لیے پکارا۔ اس کی پکار پہ موسیٰؑ قریب گئے اور ان دونوں سے لڑائی کی وجہ پوچھی۔ اسرائیلی جھٹ بول پڑا: "اے موسیٰ! میں اپنے کام سے جا رہا تھا کہ اس نے مجھے پکڑ لیا اور اب یہ مجھے بیگار کے لیے گھسیٹ لے جانا چاہتا ہے۔ اے موسیٰ! آپ جانتے ہیں کہ یہ قبطی ہم اسرائیلیوں سے زبردستی کام لیتے ہیں اور کوئی معاوضہ بھی ادا نہیں کرتے"۔

اس قبطی کو سمجھانے کے انداز میں موسیٰؑ نے نرمی سے کہا:

"اس اسرائیلی کو جانے دو کہ یہ اپنے بیوی بچوں کی روزی کا سامان کرے"۔

قبطی نے موسیٰؑ کا کہا نہ مانا اور گھسیٹ کر اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہا۔ اس پہ موسیٰؑ کو طیش آ گیا۔ انہوں نے ایک زوردار گھونسہ اس قبطی کو رسید کر دیا۔ قبطی اس ضرب کو برداشت نہ کر سکا اور وہیں گر کر مر گیا۔ اس کے مرتے ہی اسرائیلی وہاں سے بھاگ گیا۔

موسیٰؑ نے جب یہ معاملہ دیکھا تو انہیں بے حد افسوس ہوا کیونکہ ان کا ارادہ ہرگز قتل کرنے کا نہ تھا آپ نے ندامت و شرمندگی سے اپنے آپ سے کہا:

"بلاشبہ یہ کارِ ابلیس ہے۔ وہی انسان کو ایسی غلط راہ پر ڈالتا ہے"۔

پھر آپ خدا کے حضور اس نادانستگی میں سرزد ہونے والے واقعے پر مغفرت کے خواستگار ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی غلطی کو معاف فرمایا اور مغفرت کی بشارت سے نوازا۔ بہر حال آپ وہاں سے ہٹ گئے۔

ادھر تھوڑی دیر بعد جب کچھ قبطیوں کا وہاں سے گزر ہوا تو انہوں نے ایک قبطی کو وہاں مرا ہوا پایا۔ اس پر وہ لوگ بڑے برافروختہ ہوئے اور ایک وفد کی صورت میں فرعون رعمسیس کے پاس آئے۔

فرعون اس وقت اپنے بیٹے منفتاح اور اپنے وزیر ہامان کے ساتھ بیٹھا محو گفتگو تھا۔ اس

قبطی وفد نے رعمسیس سے مطالبہ کیا کہ یہ قتل ضرور اسرائیلیوں میں سے کسی نے کیا ہے لہٰذا اسرائیلیوں سے اس کا انتقام لیا جائے۔ انہوں نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ اس معاملے میں اسرائیلیوں کو قطعاً کوئی ڈھیل نہ دی جائے۔

رعمسیس نے اس معاملے کو احسن طریقے سے نمٹانے کی خاطر لوگوں کو سمجھایا کہ مرنے والے کے قاتل کو معہ شہادت کے پیش کرو کیونکہ میں اگرچہ بادشاہ تمہارا ہی ہوں مگر اس میں کسی طور مناسب نہیں کہ بغیر ثبوت اور شہادت کے کسی سے انتقام لیا جائے۔ تم لوگ اس کے قاتل کو تلاش کرو اور ثبوت مہیا کرو میں ضرور اس سے تمہارا انتقام لوں گا۔

فرعون کا جواب سن کر قبطیوں کا وفد وہاں سے چلا گیا اور اس کے ارکان نے قاتل کا سراغ لگانے کی خاطر تھیبس شہر کے گلی کوچوں میں اپنے آدمیوں کو مقرر کر دیا تاکہ وہ گھوم پھر کر قاتل کا سراغ لگائیں۔ مگر وہ رات گئے تک قاتل کا سراغ لگانے میں کامیاب نہ ہوئے۔

اتفاق سے اگلے روز جب موسیٰؑ اپنے گھر سے نکلے تو انہوں نے پھر اس اسرائیلی کو دیکھا کہ وہ ایک دوسرے قبطی سے جھگڑ رہا تھا۔ موسیٰؑ کو دیکھتے ہی پھر اس اسرائیلی نے انہیں مدد کے لیے پکارا۔ موسیٰؑ نے دیکھا کہ قبطی غالب تھا اور اسرائیلی مغلوب۔

یہ دیکھ کر موسیٰؑ نے دوسری ناگواری محسوس کی۔ ایک طرف قبطی کا ظلم تھا اور دوسری طرف اسرائیلی کا شور و غوغا۔ گزشتہ دن کے تلخ واقعہ کی یاد کی جھنجھلاہٹ میں انہوں نے ایک ہاتھ قبطی کو باز رکھنے کے لیے بڑھایا اور دوسرے سے اسرائیلی کو پکڑ کر جھڑکتے ہوئے کہا:

"بلاشبہ تو کھلا گمراہ ہے اور خواہ مخواہ جھگڑا مول لے کر فریاد کرتا رہتا ہے۔ تو جھگڑالو آدمی ہے۔ تو نے کل بھی جھگڑا کیا اور آج بھی کر رہا ہے۔ یقیناً تو ہی ظالم ہے"۔

اس اسرائیلی نے موسیٰؑ کو جب اپنے متعلق تلخ و ناگوار الفاظ کہتے سنا تو سمجھا کہ شاید موسیٰؑ اسے مارنے کے لیے ہاتھ اٹھانے والے ہیں لہٰذا شرارت آمیز انداز میں چلا چلا کر کہنے لگا: "کیا تو چاہتا ہے کہ جس طرح تو نے کل ایک قبطی کو مار ڈالا ایسے ہی آج مجھے بھی مار ڈالے"۔

یہ گفتگو ہونے کے بعد وہ قبطی وہاں سے بھاگ گیا۔ اسرائیلی بھی فرار ہو گیا۔ موسیٰؑ بھی وہاں سے ہٹ گئے۔ اس قبطی نے یہ خبر جا کر اس وفد کو دی جو گزشتہ روز فرعون کے پاس گیا تھا کہ قتل ہونے والے قبطی کے قاتل موسیٰؑ ہیں۔

قبطیوں کا وفد فوراً فرعون کے پاس آیا اور ساری حقیقت اس کو بتا دی۔ فرعون نے اپنے جلاد کو

طلب کیا۔ پھر اس کے ساتھ کچھ محافظ بھی کر دیے اور انہیں حکم دیا کہ وہ موسیٰؑ کو گرفتار کر کے اس کے سامنے پیش کریں۔

یہ خبر ملکہ آسیہ کو بھی ہو گئی لہٰذا انہوں نے فوراً اپنا ایک قاصد موسیٰؑ کی طرف روانہ کیا اور انہیں کہلوا بھیجا کہ فوراً مصری سرزمین سے نکل کر کسی اور طرف چلے جائیں ورنہ فرعون انہیں قتل کرا دے گا۔

موسیٰؑ جب گھر واپس آئے تو اسرائیلی کے قتل کا انکشاف کر دینے والی حرکت کی وجہ سے کچھ ملول اور پریشان تھے۔ اس وقت گھر میں ان کے والدین، بہن مریم، بھائی ہارونؑ اور آپ کے بہترین اور قابلِ اعتماد دوست یوشع بھی موجود تھے۔

یوشع نے موسیٰؑ سے پوچھا:

"میں دیکھتا ہوں آپ کچھ پریشان ہیں۔ کیا وجہ ہے؟"

یوشع بن نون گو عمر میں موسیٰؑ سے کافی چھوٹے تھے پر نہایت دانشمند اور موسیٰؑ سے بے حد محبت کرنے والے تھے۔ یوشع کے سوال کے جواب میں موسیٰؑ نے قبطی کے اپنے ہاتھوں قتل ہونے کا واقعہ تفصیل سے سنا ڈالا۔

موسیٰؑ سے یہ واقعہ سن کر تمام گھر والے پریشان ہو گئے۔ ابھی وہ موسیٰؑ کو اس کے لیے کوئی مشورہ دینے کے بارے میں سوچ ہی رہے تھے کہ ملکہ آسیہ کا قاصد آ پہنچا۔ سامنے آتے ہی اس نے بغیر تمہید کے موسیٰؑ کو مخاطب کر کے کہا:

"اے موسیٰؑ! آپ فوراً یہاں سے نکل کر کسی اور سرزمین کی طرف چلے جائیں۔ گزشتہ روز جس قبطی کا قتل ہوا تھا، اس سے متعلق فرعون کو خبر دی گئی ہے کہ وہ آپ کے ہاتھوں ہوا تھا لہٰذا اس نے جلاد کو چند محافظوں کے ساتھ آپ کی طرف روانہ کیا ہے کہ آپ کو گرفتار کر کے اس کے سامنے پیش کیا جائے۔ اگر ایسا ہو گیا تو سمجھیں فرعون آپ کو زندہ نہ چھوڑے گا اس لیے کہ اس کے دربار میں بہت سے لوگ ہیں جو ہمہ وقت اسے آپ کے خلاف بھڑکاتے رہتے ہیں لہٰذا ملکہ نے پیغام بھیجا ہے کہ آپ یہاں سے کسی اور سرزمین کی طرف نکل جائیں۔ اسی میں آپ کی بہتری اور عافیت ہے۔"

سب گھر والوں نے بھی موسیٰؑ کو یہی مشورہ دیا کہ وہ وہاں سے بھاگ جائیں ورنہ ان کے مارے جانے کا اندیشہ ہے۔ اس پر موسیٰؑ اسی وقت گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور مصر سے نکل کر آپ نے مدین کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا۔

مدین جانے کا فیصلہ آپ نے اس لیے کیا تھا کہ اہلِ مدین سے آپ کی قرابت داری تھی اور وہ اس طرح

کہ موسیٰؑ، اسحٰقؑ بن ابراہیمؑ کی اولاد سے تھے جبکہ مدین والے اسحٰقؑ کے بھائی مدین بن ابراہیمؑ کی اولاد تھے۔ موسیٰؑ کے ساتھ کوئی رفیق و راہنما نہ تھا نہ ہی کوئی زادِ راہ ہمراہ تھا۔ جلدی میں گھر سے برہنہ پا ہی نکل پڑے تھے۔ مصر سے مدین کی طرف سفر کے دوران آپ درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرتے رہے۔ پھر سفر کی طوالت کے علاوہ برہنہ پا ہونے کی وجہ سے تلووں کی کھال تک اتر گئی تھی۔

بہرحال اس کسمپرسی کی حالت میں جب آپ ارضِ مدین میں داخل ہوئے اور اس قوم کے مرکزی شہر مدین کے نواح میں آئے تو دیکھا کہ وہاں ایک کنواں تھا اور کنوئیں کے قریب پانی کا حوض بنا ہوا تھا اور اس پر چرواہوں اور گڈریوں کی خوب بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ کئی چرواہے مل کر کنوئیں کے اندر سے پانی سے بھرے بہت بڑے اور وزنی ڈول کو کھینچ کر حوض میں پانی ڈالتے ہوئے اپنے اپنے ریوڑ کے جانوروں کو پلا رہے تھے۔ ان چرواہوں سے ذرا ہٹ کر دو لڑکیاں کھڑی تھیں اور اپنی بھیڑ بکریوں کو پانی کی طرف جانے سے روک رہی تھیں۔

موسیٰؑ سمجھ گئے کہ یہاں بھی وہی کچھ ہو رہا ہے جو دنیا کی ظالم قوتوں نے مظلوموں اور کمزوروں کے ساتھ طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔ آپ کو اندازہ ہو گیا کہ دونوں لڑکیاں کمزور اور ضعیف گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں جب ہی وہ اس انتظار میں کھڑی ہیں کہ قوی اور سرکش جب اپنے جانوروں کو سیراب کر چکیں تو وہ حوض کے اندر کا بچا کھچا پانی اپنے جانوروں کو پلا سکیں۔

ہر دور میں خواہ وہ قدیم ہو یا جدید، ہر قوی اور طاقتور نے ضعیف اور بے بس کے لیے یہی قانون وضع کر رکھا ہے کہ ہر فائدے میں وہ مقدم ہے اور کمزور مؤخر۔[1]

موسیٰؑ اس حالت کو برداشت نہ کر سکے لہٰذا آپ ان دونوں لڑکیوں کے پاس آئے اور انہیں مخاطب کر کے آپ نے پوچھا:

۱۔ ایک قدیم عرب شاعر عمرو بن کلثوم کا شعر بھی اس ظالم دستور کی نشاندہی کرتا ہے ؎

ونشرب ان وردنا الماء صفواً
ویشرب غیرنا کدراً وطیناً

ترجمہ:

"اور جب ہم کسی پانی پر آتے ہیں تو عمدہ اور صاف پانی ہمارے حصے میں آتا ہے جبکہ غیروں کے حصے میں گدلا پانی اور مٹی آتی ہے۔"

"تم دونوں نے اپنے ریوڑ کو یوں ایک طرف کیوں روک رکھا ہے اور اپنے جانوروں کو حوض کی طرف کیوں بڑھنے نہیں دیتیں کہ وہ پانی پئیں"۔

ان میں سے ایک لڑکی نے کہا:

"میرا نام صفورہ ہے اور یہ میری بہن ہے۔ ہمارے باپ کا نام شعیبؑ ہے اور وہ اللہ کے نبی ہیں۔ یہ ہماری قوم کے لوگ ان کے خلاف ہیں اس لیے کہ ہمارے والد اہل مدین کو بتوں کے بجائے صرف ایک اللہ اور حقیقی مالک و رازق، جو سب کا رب ہے، کی عبادت اور بندگی کی تلقین کرتے ہیں۔ ہمارا کوئی بھائی نہیں ہے۔ والد بوڑھے ہیں اس لیے ہم دونوں بہنیں اپنے ریوڑ کو چراتی اور اس کی نگہبانی کرتی ہیں۔

اے اجنبی! ہم نہیں جانتیں کہ تو کون ہے۔ پر میں دیکھتی ہوں کہ تیری باتوں میں ہمدردی اور تیری نگاہوں میں تقدس ہے۔ ہم دونوں بہنیں یوں ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہونے اور جانوروں کو آگے بڑھنے سے روکنے پر مجبور ہیں اس لیے کہ جب ہمارے جانور پانی پینے کے لیے آگے جائیں گے تو یہ طاقتور چرواہے انہیں مار کر پیچھے ہٹا دیں گے۔ ہمارے بوڑھے والد میں اتنی طاقت اور سکت نہیں کہ کسی کی مزاحمت کر سکیں۔ اس بنا پر ہم دونوں بہنیں یہاں دور ہٹ کر کھڑی ہیں کہ جب سارے چرواہے اپنے ریوڑوں کو پانی پلا کر چلے جائیں گے تب حوض کے اندر بچا ہوا پانی ہم اپنے ریوڑ کو پلا کر گھر کی طرف لوٹ جائیں گی۔ یہ تو ہمارا روز کا دستور ہے"۔

ان کو تسلی دینے اور ان کا حوصلہ بڑھانے کو موسیٰؑ بولے:

"پر آج میری موجودگی میں یہ ظلم پر مبنی قدیم دستور نہ چلے گا۔ دیکھو میں حوض کے ایک حصے سے ان چرواہوں کے جانوروں کو پیچھے ہٹاتا ہوں۔ تم دونوں اپنے ریوڑ کو وہاں لاؤ اور کنویں سے ڈول کھینچ کر میں ان کو پانی پلاتا ہوں"۔

صفورہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ موسیٰؑ تیزی سے وہاں سے ہٹ گئے۔ پھر ان دونوں کے دیکھتے ہی دیکھتے موسیٰؑ آگے بڑھے۔ کچھ جانوروں کو پیچھے ہٹا کر انہوں نے حوض کا ایک حصہ خالی کر لیا۔ پھر آپ کنویں پر چڑھ گئے ان چرواہوں پہ نہ جانے آپ کا کیا خوف اور دہشت طاری ہوئی کہ وہ ان کے سامنے بول نہ سکے اور نہ ہی اپنے جانور ہٹانے پر ان میں سے کوئی اعتراض کر سکا۔

موسیٰؑ نے آگے بڑھ کر ان چرواہوں سے ڈول لیا اور تیزی سے کنویں سے پانی نکال کر حوض میں ڈالنے لگے۔ صفورہ اور ان کی بہن نے جب یہ معاملہ دیکھا تو وہ اپنے ریوڑ کو آگے لائیں اور حوض سے اپنے جانوروں کو پانی پلانے لگیں۔

جب ان کا پورا ریوڑ پانی پی کر پیچھے ہٹ گیا تو موسیٰؑ نے ڈول ان چرواہوں کو تھما دیا جن سے انہوں نے لیا تھا۔

گو یہ سارا عمل ان چرواہوں کو ناگوار گزرا تھا پر موسیٰؑ کی پُرجلال صورت اور جسمانی طاقت سے وہ بری طرح مرعوب ہو گئے تھے اور کچھ نہ کہہ سکے تھے۔ کیونکہ انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ پانی کا جو ڈول کئی کئی جوان مل کر نکال رہے تھے وہ موسیٰؑ نے اکیلے اور ان کی نسبت زیادہ تیزی اور آسانی سے نکال لیا تھا۔ یوں وہ چرواہے ان کی اس قوت سے ہار مان گئے جس کے بل بوتے پہ وہ کمزوروں اور ناتوانوں کو پیچھے ہٹا دیا کرتے تھے۔

جب موسیٰؑ کنویں سے اترے اور ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے تو صفورہ ان کے پاس آئی اور انتہائی ممنونیت سے کہا:

"اے اجنبی! ہم دونوں بہنیں نہیں جانتیں کہ تیرا تعلق کس سرزمین سے ہے پر ہم تیری شکرگزار ہیں کہ تو نے طاقتوروں کے مقابلے میں ہماری حمایت و اعانت کی ہے۔ کاش ہر کوئی تیرے جیسا ہی ہو جائے ہمارا رب جو واحد و لاشریک ہے تجھے اس نیکی کا بدلہ اور احسان کا عوض دے گا"۔

موسیٰؑ اپنے سر کو جھکاتے ہوئے بولے:

"میرا نام موسیٰؑ ہے۔ میں مصر کی سرزمین سے آیا ہوں اور یہاں اجنبی اور مسافر ہوں"۔

یہ سن کر صفورہ پیچھے ہٹ گئی۔ پھر دونوں بہنیں اپنے ریوڑ کو ہانکتی ہوئی مدین کی طرف چلی گئیں۔ ان کے جانے کے بعد موسیٰؑ کنویں کے قریب ہی ایک درخت تلے سستانے کے لیے بیٹھ گئے۔ دیارِ غیر میں ہوتے، مسافرت اور بھوک پیاس سے ان کی حالت بری ہو رہی تھی۔ اس وقت آپ نے اپنے رب کے حضور دعا کی:

"اے میرے اللہ! اس وقت جو بھی بہتری کا سامان تو اپنی قدرت سے نازل کرے میں اس کا محتاج ہوں"۔

○

ادھر دونوں بہنیں جب اپنے ریوڑ کو ہانکتی ہوئی اپنے گھر میں داخل ہوئیں تو ان کے والد محترم

شعیبؑ نے پوچھا:

"اے میری بیٹیو! کیا وجہ ہے آج تم دونوں جلدی لوٹ آئی ہو"۔

صفورہ نے جواب میں انہیں موسیٰؑ کے مدد کرنے اور ریوڑ کو پانی پلانے کا واقعہ تفصیل سے سنا ڈالا۔

سارا واقعہ سن کر شعیبؑ بے چین سے ہوگئے اور صفورہ سے انہوں نے انتہائی شفقت اور ملائمت بھرے لہجے میں کہا:

"اے بیٹی! تو جلدی جا اور اس اجنبی کو میرے پاس لے آ۔ ابھی وہ وہیں کنوئیں کے پاس ہی ہوگا"۔

شعیبؑ اور ان کی دوسری بیٹی جانوروں کو گھر کے اندر بنے باڑے میں بند کرنے لگے جبکہ صفورہ تیزی سے باہر نکل گئی۔

صفورہ جب کنوئیں پر آئی تو اس نے دیکھا کہ موسیٰؑ ایک درخت تلے بیٹھے ہیں۔ وہ ان کے قریب آئی اور نیچی نگاہ کیے ان کو مخاطب کر کے کہا:

"آپ کو میرے والدِ محترم بلاتے ہیں۔ وہ آپ کے اس احسان کا بدلہ دیں گے جو آپ نے آج ہم پر کیا ہے"۔

موسیٰؑ نے مدھم سی آواز میں فرمایا:

"میں تمہاری دعوت اس لیے رد نہیں کرتا کہ شاید اس میں میری بہتری کی کوئی صورت نکل آئے۔ سو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ شاید میرے رب نے میری دعا سن لی ہو"۔

پھر موسیٰؑ اٹھ کھڑے ہوئے اور نظریں نیچی رکھے ہوئے ہی انہوں نے فرمایا:

"تو میرے پیچھے رہ کر میری راہنمائی کر"۔

صفورہ نے ایسا ہی کیا اور ان کو شعیبؑ کے پاس لے آئی۔

شعیبؑ بڑی نرمی اور شفقت سے موسیٰؑ سے ملے۔ ان کی حالت سے شعیبؑ نے اندازہ لگا لیا کہ موسیٰؑ بھوک محسوس کر رہے ہیں اس لیے سب سے پہلے ان کو کھانا پیش کیا گیا۔ خود شعیبؑ اپنی بیٹیوں کو لیکر گھر کے دوسری طرف چلے گئے تاکہ ان کی غیر موجودگی میں موسیٰؑ بلا کسی ہچکچاہٹ کے پیٹ بھر کر کھانا کھائیں۔

دوسرے کمرے میں جاکر صفورہ نے شعیبؑ کو مشورہ دیا:

"اے میرے باپ! اس مہمان کو اپنے ہاں ریوڑ چرانے پر اجیر رکھ لیجیے۔ اس لیے کہ یہ طاقتور بھی ہے اور امانت دار بھی"۔

"اور اے میرے باپ! اجیر وہی اچھا ہوتا ہے جو طاقتور بھی ہو اور امانت دار بھی"۔

شعیبؑ نے اپنی بیٹی صفورہ کی یہ گفتگو سننے کے بعد حیرت اور تعجب سے دریافت کیا:

"اے میری بیٹی! اس مہمان کی قوت اور امانت کا حال تجھے کیسے معلوم ہوا جبکہ تو اس سے پہلے اسے جانتی تک نہیں تھی"۔

صفورہ نے بلا تامل کہا:

"اے میرے باپ! اس مہمان کی قوت کا اندازہ تو میں نے اس بات سے لگایا کہ کنوئیں کا چرس (بڑا ڈول) اس نے اکیلے اور تیزی سے نکال لیا جبکہ آپ جانتے ہیں کہ وہ چرس کئی کئی جوان مل کر بمشکل کنوئیں سے نکالتے ہیں"۔

"اور اے میرے باپ! اس کے امانت دار ہونے کا اندازہ میں نے اس طرح لگایا کہ جب آپ کے حکم کے مطابق میں اسے بلانے گئی تو مجھے دیکھ کر اس نے اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور گفتگو کے دوران ایک مرتبہ بھی اس نے نگاہ اٹھا کر میری طرف نہ دیکھا اور جب وہ میرے ساتھ آنے لگا تو مجھے آگے کے بجائے پیچھے چلنے کو کہا اور خود آگے آگے چلے۔ اور اشاروں سے ان کی راہنمائی کرتی رہی۔ تو اے میرے باپ! کیا یہ دونوں باتیں اس کے قوی اور امانت دار ہونے کے لیے کافی نہیں ہیں"۔

اپنی بیٹی صفورہ کی باتیں سن کر شعیبؑ بے حد خوش ہوئے اور کہا:

"اے میری بیٹی! تو نے اس کا خوب اندازہ لگایا ہے۔ یقیناً یہ جوان طاقتور اور امین ہے اور اس قابل ہے کہ اسے اجیر رکھ لیا جائے۔ آؤ اس کے پاس چلتے ہیں اب وہ کھانا کھا چکا ہوگا"۔

شعیبؑ جب دوبارہ اپنی دونوں بیٹیوں کے ساتھ اس کمرے میں آئے جہاں موسیٰؑ کھانا کھا رہے تھے تو دیکھا کہ وہ کھانے سے فارغ ہو چکے تھے۔

شعیبؑ ان کے سامنے بیٹھ گئے جبکہ ان کی دونوں بیٹیاں ایک طرف ہو کر بیٹھ گئیں۔ پھر موسیٰؑ کو مخاطب کر کے شعیبؑ نے استفسار کیا:

"اے اجنبی مہمان! مجھے بتایا گیا ہے کہ تیرا نام موسیٰؑ ہے اور یہ کہ تیرا تعلق مصر کی سرزمین سے ہے۔ کیا تو مجھے بتائے گا کہ تجھ پر کیا بیتی جو تو اپنا گھر چھوڑ کر غریب الوطنی پر مجبور ہوا"۔

شعیبؑ کے اس استفسار پر موسیٰؑ نے من وعن اپنی ولادت، فرعون کے بنی اسرائیل پر مظالم پھر اپنے ہاتھوں ایک قبطی کے مارے جانے اور اس بنا پر مدین کی طرف بھاگ آنے حالات ان سے کہہ دیے۔

شعیبؑ نے موسیٰؑ کو تسلی دی اور فرمایا:

"اب تم مطمئن رہو اور اللہ کا شکر ادا کرو کہ تمہیں فرعون کے مظالم اور زبردستوں کے پنجۂ ستم سے نجات مل گئی ہے۔ یہاں اس سرزمین میں تمہارے لیے خوف کی کوئی بات نہیں ہے۔"

موسیٰؑ نے جواب میں کہا:

"اللہ کا صد شکر اور احسان کہ اس نے مجھے مصری حکمرانوں سے نجات دی۔ میں آپ کا بھی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے گھر بلا کر میری ضیافت کی۔"

شعیبؑ نے اس بار غور سے موسیٰؑ کی طرف دیکھا پھر فیصلہ کن انداز میں فرمایا:

"اے موسیٰؑ! اگر تم آٹھ برس تک میرے پاس رہو اور میری بکریاں چراؤ تو میں اپنی بیٹی صفورہ کو تم سے بیاہ دینے کو تیار ہوں اور اگر تم اس مدت کو دو سال اور بڑھا کر اسے دس سال کر دو تو اور بھی بہتر ہے کہ یہی میری بیٹی کا مہر ہوگا۔"

موسیٰؑ نے یہ شرط قبول کر لی اور جواب میں فرمایا:

"آپ یہ میری خوشی اور رضامندی پر چھوڑ دیں کہ ان دونوں مدتوں میں سے میں جسے چاہوں پورا کر دوں۔ آپ کی طرف سے مجھ پر اس بارے میں کوئی جبر اور پابندی نہ ہوگی۔"

موسیٰؑ کی اس قبولیت اور طرفین کی رضامندی کے بعد شعیبؑ نے اس مدت کو حق مہر قرار دے کر موسیٰؑ سے صفورہ کی شادی کر دی اور یوں موسیٰؑ مدین میں شعیبؑ کے پاس پُرسکون زندگی بسر کرنے لگے۔

○

حتیوں کا بادشاہ شپ پیلیو لیماش ایک عظیم اور جرار لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر ختوشاش سے نکلا۔ اس کا مقصد متانیوں کی سلطنت، بابل میں کاسو قوم کی حکومت اور لارسا کے علاوہ اس کے گردونواح کے وسیع علاقوں پر ایلیا ایلوم کو اپنا نشانہ بنانا تھا۔

اس نے اپنے بیٹے کاوک کو اپنے مرکزی شہر ختوشاش میں ہی چھوڑ دیا تاکہ اس کی غیر حاضری میں وہ سلطنت کے نظم و نسق پر حاکم رہے جبکہ اپنے دوسرے بیٹے لوبازن اور اپنی حسین اور نوجوان بیٹی دلوکز کو اپنے ساتھ لشکر میں رکھا۔

شپ نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک حصہ اس کے اپنے پاس تھا۔ دوسرا حصہ اس کے بیٹے لوبازن کی کمانداری میں اور تیسرا اس کی بیٹی دلوکز کے ماتحت تھا۔

اپنے اس جرار لشکر کے ساتھ شپ طوفانی انداز میں متانی سلطنت کی طرف بڑھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ پہلے متانیوں کو زیر کرے پھر بابل کو فتح کرے اور آخر میں ایلیا ایلوم پر کاری ضرب لگا کر اس کے علاقوں پر قبضہ کرے۔

متانیوں کے بادشاہ کو بھی حتیوں کے اس لشکر کے متعلق اطلاعات مل چکی تھیں لہٰذا اس نے اپنی سرحدوں پر شپ اور اس کے لشکر کا مقابلہ کیا لیکن متانیوں کی بدقسمتی کہ انہیں شکست ہوئی۔ پھر ان کے قدم کہیں بھی نہ جمنے پائے۔ یہاں تک کہ حتیوں نے ان کو پے در پے شکستیں دے کر ان کے مرکزی شہر اشوکانی پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح حتیوں نے متانیوں پر پوری طرح غلبہ پانے کے بعد ان کے علاقوں کو اپنے قبضے میں لے لیا۔

متانیوں کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنانے کے بعد شپ نے اپنے ایک سردار کی کمانداری میں اپنے لشکر میں سے چند دستے متانیوں کے مرکزی شہر میں چھوڑ دیے تاکہ وہ وہاں کا نظم و نسق سنبھال سکیں اور خود شپ اپنے لشکر کے ساتھ بابل کی طرف کوچ کر گیا۔

بابلیوں کو بھی حتیوں کی اس پیش قدمی کی خبر تھی لہٰذا انہوں نے اپنے سالارِ اعلیٰ ہزال کو حتیوں کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ ہزال بابلی فوج کا سپہ سالار ہونے کے علاوہ بابل کی حکمران کاسو قوم کے سرکردہ سرداروں میں سے بھی تھا۔ ذاتی طور پر انتہائی شجاع اور بہترین جنگجو تھا۔ اس نے حتیوں کو بابل شہر سے بہت دور ہی روک دینے کا فیصلہ کر لیا۔ اس مقصد کے لیے اس نے ایک جرار لشکر ہمراہ لیا اور بابل شہر سے نکل کر حتیوں کی سرکوبی کے لیے آگے بڑھا۔

یہاں شپ نے اپنی روایتی عیاری سے کام لیا۔ ہزال ابھی دور ہی تھا کہ اس نے اپنے لشکر کو فوراً تین کے بجائے دو حصوں میں تقسیم کر لیا۔ ایک حصہ اس نے اپنے بیٹے لوزمان کی کمانداری میں دیا اور اسے ہدایت کی کہ وہ ہزال کا مقابلہ کرے اور خود اپنی حسین بیٹی دلوکز کے ساتھ ایک دوسرا راستہ اختیار کرتے ہوئے بابل کی طرف بڑھا۔

لوزمان نے بھی یہاں بہترین جنگی بصیرت کا مظاہرہ کیا۔ جب اس کا باپ اور بہن آدھے لشکر کے ساتھ اس سے علیحدہ ہو گئے تو اس نے اپنے حصے کے آدھے لشکر کو ایک جگہ روک دیا اور وہاں اپنا پڑاؤ مضبوط کر لیا۔ اس نے اپنے تیراندازوں کے لیے زمین کے اندر گڑھے کھدوا لیے تاکہ ان کے اندر تیرانداز محفوظ رہ کر ہزال کے لشکریوں پر تیراندازی کر سکیں۔

جب ہزال کا لشکر لوزمان کے سامنے آیا تو لوزمان نے جنگ کرنے میں پہل نہ کی۔ دراصل

لوزمان اس جنگ کو طول نہ دینا چاہتا تھا تاکہ اس کے باپ اور بہن کو بابل پہ قبضہ کرنے کا موقع مل جائے اور اس کے بعد دونوں باپ بیٹی اس کی مدد کے لیے بھی آسکتے تھے۔

ہزال نے جب دیکھا کہ حتی فی الفور اس کے ساتھ جنگ شروع کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے تو اُس نے اسے غنیمت جانا۔ لوزمان کے سامنے اس نے پڑاؤ کیا۔ دو دن اپنے لشکر کو آرام اور جنگی تیاری کے لیے دیے اور تیسرے دن اس نے جنگ کی ابتدا کر دی۔

لوزمان اپنے قاعدے کلیے کے مطابق کام کر رہا تھا۔ جنگ کی رفتار دھیمی رکھ کر وہ جنگ کو طول دے رہا تھا۔ اس طرح یہ جنگ کئی روز ہوتی رہی مگر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔

اس دوران پیلیو لیماش کا بیٹا شپ اور اسکی پوتی دلوکز نے بابل شہر پہ جا حملہ کیا۔ ہزال اور اس کے لشکر کے جانے کے بعد وہاں مختصر سی حفاظتی فوج رہ گئی تھی۔ رات کے وقت حتی فوجی سیڑھیاں پھینک کر شہر کی فصیل پہ چڑھ گئے اور پھر ایک مختصر سی جنگ کے بعد حتیوں نے بابل کی حفاظتی فوج کو تہ تیغ کر دیا۔ شہر پر شپ کا قبضہ ہو گیا۔

بابل فتح کرنے کے بعد شپ تیزی سے حرکت میں آیا۔ اس نے دلوکز کو بابل کا حاکم مقرر کیا اور اپنے لشکر کے دو حصے کر کے ایک حصہ ہمراہ لے کر لوزمان کی مدد کے لیے روانہ ہو گیا جو ہزال کے ساتھ مصروفِ جنگ تھا اور دوسرا حصہ دلوکز کی کمان میں چھوڑ دیا۔

لوزمان اور ہزال آپس میں برسرِپیکار تھے کہ شپ نے پشت سے ہزال پہ حملہ کر دیا۔ لوزمان کو جب خبر ہوئی کہ اس کے باپ نے دشمن پر عقب سے حملہ کر دیا ہے تو اس نے بھی اپنے لشکر کو پوری قوت کے ساتھ حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ اب بابلی لشکر سامنے اور پیچھے دونوں سمتوں سے تیز اور جان لیوا حملوں کے دباؤ کا شکار ہو گیا۔ ہزال نے بہتیری کوشش کی کہ اپنے لشکر کو مناسب طور پر منظم کر کے دشمن کو پسپا کر دے لیکن اسے ناکامی ہوئی۔ تھوڑی ہی دیر بعد ہزال اپنے تباہ شدہ لشکر کے ساتھ بابل کی طرف بھاگ نکلا جبکہ شپ اور لوزمان اس کے تعاقب میں تھے۔

ہزال اپنے لشکر کے ساتھ بھاگتا ہوا بابل شہر کے قریب آیا تو اسے اطلاع ہوئی کہ اس کی غیر موجودگی میں شپ اسے فتح کر چکا ہے اور اب وہاں دلوکز حکمران ہے۔ اس تکلیف دہ انکشاف پہ ہزال فکرمند تو ہوا پر

اس نے حوصلہ نہ ہارا۔ اپنے لشکر کے ساتھ وہ راستہ بدل گیا۔ شپ اور لوزمان نے اس کا تعاقب ترک کر دیا لہٰذا وہ اپنے لشکر کے ساتھ کوہستانِ زاگروس میں جا گھسا۔

چونکہ کاسو قوم کا اصل مسکن کوہستانِ زاگروس کا یہی سلسلہ تھا لہٰذا یہاں آ کر ہزال کاسو قوم کے افراد کو اپنے لشکر میں شامل کرنے لگا۔ دن رات کی محنت اور جانفشانی سے وہ اپنی فوج کی نفری میں تیزی سے اضافہ کرتا جا رہا تھا۔

دوسری طرف شپ نے دلوکز کو بابل شہر میں رہنے دیا تاکہ وہ وہاں کا نظم ونسق درست کرے اور خود وہ لوزمان کے ساتھ بابل کے نواحی علاقوں کو مطیع و فرمانبردار بنانے کی مہم پر نکل پڑا۔ اس کے بعد دونوں باپ بیٹے نے اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ لارسا میں موجود ایلیا ایلوم کا رخ کیا۔

ایلیا ایلوم نے لارسا سے باہر نکل کر حتیوں کا مقابلہ کیا لیکن اس کے اور شپ کے لشکر کی نسبت ایک اور بیس تھی لہٰذا وہ حتیوں کے سامنے زیادہ دیر نہ جم سکا اور بالآخر اسی جنگ میں حتیوں کے ہاتھوں مارا گیا۔

حتیوں نے ایلیا ایلوم کے لشکر کو تہس نہس کر کے رکھ دیا اور لارسا شہر کے نواحی علاقوں پہ بھی قبضہ کر لیا۔

شپ نے چند ہفتے بابل میں قیام کیا۔ اس کے بعد وہ اپنی بیٹی دلوکز کو بابل اور لارسا کی ساری مفتوحہ سرزمینوں کا حاکم بنانے کے بعد متانیوں کے شہر اشوکا فی میں داخل ہوا۔ یہاں بھی اس نے چند ہفتے قیام کیا اور وہاں کے نظم ونسق کو اپنی پسند کے مطابق ڈھالا۔ پھر اپنے بیٹے لوزمان کو وہاں کا حکمران بنا کر اپنے مرکزی شہر ختوشاش کی طرف کوچ کر گیا۔

اس طرح حتی قوم اناطولیہ کے میدانوں سے نکل کر ارضِ شام کے علاوہ دجلہ و فرات کے دوآبہ پر بھی چھا گئی۔ اب متانی، آشوری، کاسو، بابلی، آموری وغیرہ ان کے مطیع و فرمانبردار تھے۔ اس طرح حتیوں نے اپنی تاریخ کا بہترین عروج حاصل کر لیا تھا۔ اور بڑی بڑی اقوام کو اپنا مطیع بنا کر اقوامِ عالم میں اپنے لیے ایک بہتر مقام حاصل کر لیا تھا۔

مصر کے بادشاہ رعمسیس دوئم کو جب حتیوں کی ان فتوحات کی اطلاع ہوئی تو وہ بڑا سیخ پا ہوا۔ اس نے حتیوں کے خلاف جنگ کر کے انہیں ان کے علاقوں کی طرف سمیٹ دینے کا فیصلہ کر لیا اور اس مقصد کے لیے اس نے بڑی تیزی سے جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔

دوسری طرف بابل کی کاسو قوم کا سپہ سالار ہزال بھی حتیوں سے شکست کھانے کے بعد بیکار نہ بیٹھا تھا۔ اس نے کوہستانِ زاگروس کے اندر بسنے والے وحشی اور خانہ بدوش کاسو باشندوں کو اپنے لشکر میں شامل کر کے ان کی باقاعدہ جنگی تربیت شروع کر دی۔ جب اسے یہ خبر ہوئی کہ شپ اپنی حسین اور جنگجو بیٹی دلوکز کو بابل کا حکمران بنا کر اپنے مرکزی شہر ختوشاش کی طرف لوٹ گیا ہے تو اس سے بھی اس کے اور اس کے لشکر کے حوصلے بلند ہو گئے۔

جب ہزال نے اندازہ کر لیا کہ حتیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے وہ عسکری قوت کے لحاظ سے ٹھیک ہے تو اپنے لشکر کے ساتھ وہ کوہستانِ زاگروس سے نکلا اور برق رفتاری سے بابل کی طرف بڑھا۔ اس نے بھی حتیوں کے خلاف ویسا ہی عیارانہ طریقہ کار استعمال کیا جو حتیوں نے اس کے خلاف کیا تھا۔
بابل کے نزدیک جا کر ہزال نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا۔ ایک حصہ اس نے اپنے پاس رکھا اور دوسرا اپنے ایک ماتحت سالار کی کمانداری میں دے کر اسے سمجھا دیا کہ رات کی تاریکی میں وہ بابل کے جنوب کی طرف سے حملہ آور ہو کر شہر کی فصیل پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے جبکہ خود اس نے آگے بڑھ کر شہر کی شمالی سمت سے حملہ کر دیا۔
بابل کی حکمران حتیوں کی شہزادی دلوکز بھی ہزال کے اس چکمہ میں آ گئی۔ ہزال نے چونکہ دن کی روشنی میں حملہ کیا تھا اس لیے وہ اس کی عیاری کو نہ سمجھ سکی لیکن جب رات ہوئی تو ہزال کے نائب نے بابل کے جنوب کی طرف سے شب خون مارا۔ رات کی تاریکی میں خونخوار کرد (کاسو) بابل شہر کی فصیل پر چڑھ گئے اور وہاں متعین دلوکز کے مختصر سے لشکر کو تہ تیغ کر دیا۔ دلوکز نے اپنے لشکر کی اصل قوت شمالی حصے کی طرف لگا رکھی تھی اس لیے جنوبی حصے کی طرف لشکریوں کی تعداد نسبتاً کم تھی اس لیے کردوں نے فصیل پر آتے ہی انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر وہ شہر کے اندر اترے اور انہوں نے شہر کی آبادی میں گھس کر جنگ شروع کر دی۔

دلوکز نے جب دیکھا کہ جنوب کی طرف سے کردوں نے شہر پر شب خون مارا ہے تو اس نے شمالی حصے سے اپنے لشکر کا ایک حصہ جنوبی حصے کی طرف روانہ کیا تاکہ جنوب کی طرف سے کسی طرح کردوں کی اس پیش قدمی کو روکا جا سکے لیکن اس وقت تک کرد بہت آگے بڑھ چکے تھے۔ شہر میں اتر کر انہوں نے حتیوں کا قتلِ عام شروع کر دیا۔ اسی افراتفری سے فائدہ اٹھا کر انہوں نے بابل شہر کا غربی دروازہ بھی کھول دیا۔ اسی وقت ہزال اپنے لشکر کے ساتھ غربی دروازے سے شہر میں داخل ہو گیا اور اب شہر میں ہر طرف حتیوں کا خون بہنے لگا۔ وہ کردوں کے آگے آگے بھاگ کر اپنی جانیں بچانے کی کوشش کر رہے تھے۔

دلوکز نے جب یہ سب دیکھا تو اپنے محافظوں کے ساتھ شہر کے شرقی دروازے سے بھاگ نکلی۔ یوں ہزال نے بابل کی سلطنت پر مکمل طور پہ قبضہ کر لیا جبکہ دلوکز فرار ہو کر اپنے باپ شپ کے پاس چلی گئی۔

کردوں کے جرنیل ہزال کے ہاتھوں شکست کھا کر جب دلوکز اپنے باپ شپ کے پاس اس کے مرکزی شہر ختوشاش میں آئی تو وہ بڑا برافروختہ ہوا۔ اور اس نے ہزال سے بدلہ لینے کی ٹھان لی۔ اس مقصد کے لیے اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور بابل کی طرف کوچ کر گیا۔ لشکر میں اس کے ساتھ اس کی بیٹی دلوکز بھی تھی۔
لیکن ان کی بدقسمتی کہ بابل کی طرف جانے کے لیے ابھی وہ اپنے مرکزی شہر سے نزدیک ہی تھے کہ انہیں اطلاع ملی کہ مصر کا بادشاہ رعمسیس اپنے جرار لشکر کے ساتھ حتیوں سے شامیوں اور بابلیوں کی شکست کا بدلہ لینے کی خاطر ان کی طرف بڑھ رہا ہے۔
اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے دونوں باپ بیٹی نے بابل کے بجائے شام کے مشہور شہر کادیش کا رخ کیا اور وہاں پڑاؤ کر کے رعمسیس کا انتظار کرنے لگے۔ ساتھ ہی شپ نے اپنی مدد کے لیے اپنے بیٹے لوزان کو بھی اس کے لشکر سمیت بلا لیا تھا۔
رعمسیس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ حتیوں کا بادشاہ شپ پلیجہ لیاش اپنے لشکر کے ساتھ کادیش میں اس کا منتظر ہے لہٰذا رعمسیس اسی خونخواری کے ساتھ اس میدان جنگ کی طرف آیا کہ آتے ہی اس نے حتیوں پر حملہ کر دیا اور تھوڑی دیر کی جنگ کے بعد اس نے حتیوں کو شکست دے دی۔ اس کے بعد رعمسیس اور شپ میں ایک معاہدہ طے پایا جس کے مطابق نہ صرف شپ نے دلوکز کو رعمسیس سے بیاہ دیا بلکہ تمام مفتوحہ علاقے بھی خالی کر دیے۔ اس طرح رعمسیس اپنا مقصد حاصل کرنے کے بعد مصر کی طرف

واپس چلا گیا اور حبشیوں نے جو کچھ حاصل کیا تھا رعمسیس کی وجہ سے کھو دیا۔

○

حبشیوں کی اس مہم سے فارغ ہونے کے بعد رعمسیس یہ سمجھا کہ اب اس کے اطراف میں امن اور سلامتی کا دور دورہ ہو گیا ہے لیکن ایسا نہ ہوا۔ اور حبشیوں کی اس مہم کے بعد وہ ایک بہت بڑے عذاب سے دوچار ہو گیا۔

ہوا یوں کہ مصر کے جنوبی اور شمالی علاقوں میں جنگلوں اور بیابانوں کے اندر اسبویہ نامی وحشی اور جنگجو قبائل آباد تھے۔ انہوں نے مصر کے خلاف بغاوت کر دی۔ یہ اپنے سرداروں کی سرکردگی میں حشرات الارض کی طرح مصر میں داخل ہوتے اور لوٹ مار کا بازار گرم کر دیتے۔ یہ قبائل مصری سرحد کے قریب آ کر خیمہ زن ہو گئے تھے اور وہاں سے وہ اندرونِ مصر ترکتاز کرنے لگے تھے۔

ان وحشی قبائل کی یلغار سے رعمسیس کو ایک خطرہ یہ بھی پیدا ہوا کہ کہیں ان کے حملوں کے ساتھ ساتھ اندرونِ مصر بنی اسرائیل بھی بغاوت نہ کر دیں۔

مصر میں چونکہ بنی اسرائیل پر طرح طرح کے مظالم کیے جاتے تھے اس لیے رعمسیس بنی اسرائیل کی طرف سے کسی بغاوت اور سرکشی کے متعلق سوچنے میں حق بجانب تھا گو رعمسیس کی اسبویہ قبائل سے جھڑپیں ہو رہی تھیں لیکن وہ بنی اسرائیل کی بغاوت کے خوف سے کھل کر ان کے خلاف حرکت میں نہیں آ رہا تھا۔ اس بات کا ان اسبویہ قبائل کے حملہ آوروں نے خوب فائدہ اٹھایا۔ یہ لوگ کھل کر اندرونِ مصر حملہ آور ہونے لگے اور مصر کے اندر اس لوٹ مار کے دوران انہوں نے اپنے پاس سونے چاندی، غلے اور دوسری قیمتی اشیاء کے ڈھیر جمع کر لیے تھے۔

ان قبائل سے فیصلہ کن انداز میں نمٹنے کے لیے رعمسیس نے پہلے بنی اسرائیل کا بندوبست کیا۔ اور وہ اس طرح کہ اس نے اپنی بحری سرگرمیوں کے لیے فیتوم اور رعمسیس نام کے دو نئے شہر اور بندرگاہیں تعمیر کرانی شروع کر دیں۔ ان کی تعمیر پر اس نے بنی اسرائیل کے جوانوں کو لگا دیا تاکہ ان کی طرف سے بغاوت کا کوئی خطرہ نہ رہے۔

ان دونوں شہروں کی تعمیر کے لیے اسرائیلی جوانوں کو دور دور سے پتھر لانا پڑتے تھے۔ پھر ان شہروں میں مکانوں کے علاوہ غلہ رکھنے کے بڑے بڑے گودام بھی تعمیر کیے جا رہے تھے اور بنی اسرائیل کے جوان دن رات ان شہروں کی تعمیر کے لیے زبردستی مصروف رکھے جاتے تھے۔ بنی اسرائیل کی طرف سے مطمئن ہو جانے کے بعد رعمسیس نے اپنی ساری عسکری قوت کو اسبویہ قبائل کی سرکوبی کے لیے لگا دیا۔ کئی ماہ تک ان وحشی قبائل سے اس کی ہولناک جنگیں ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ رعمسیس انہیں دبانے اور شکست دینے میں کامیاب ہو گیا۔

جب یہ وحشی قبائل رعمسیس کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد جنوبی صحراؤں اور بیابانوں کی طرف بھاگے تو اپنے ساتھ وہ سارے خزانے، جواہرات اور سونے چاندی کے انبار بھی لیتے گئے جو انہوں نے مصر میں لوٹ مار سے حاصل کیے تھے۔ لیکن ان قبائل کی بدقسمتی کہ شکست کھانے کے بعد جب یہ مغرب کی طرف جانے کے لیے بحیرہ روم کے ساتھ ساتھ صحرا میں سفر کر رہے تھے تو ایک عذاب ناک اور ہولناک طوفان آ گیا۔ یہ ایسا بھیانک اور تیز و تند طوفان تھا کہ اس نے ریت کے ٹیلوں کو اڑا کر صحرا کی شکل و ہیئت بدل کر رکھ دی۔ اس طرح اسبویہ قبائل کے یہ جنگجو اس طوفان کی نذر ہو گئے اور ریت تلے دب کر ہلاک ہو گئے مصر سے یہ لوگ اپنے ساتھ جو مال و دولت لائے تھے وہ بھی صحرا میں دفن ہو گیا۔

جب آس پاس کی دیگر وحشی قبائلی بستیوں کے لوگوں کو ان کے تباہ ہونے کی اطلاع ملی تو وہ اپنی بستیوں سے نکل کر صحرا میں اس جگہ آئے جہاں یہ سب دفن ہو گئے تھے۔ ان قبائل نے وہاں خیمے نصب کر لیے اور ریت میں دب جانے والے خزانوں کو تلاش کرنے لگے۔

دوسری طرف رعمسیس بھی ان حبشیوں کے ساتھ جنگ میں زخمی ہو گیا تھا۔ ان زخموں سے وہ جانبر نہ ہو سکا اور مر گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا بیٹا منفتاح مصر کا بادشاہ بنا۔

○

سامری (موسیٰ بن ظفر) مصر کے بڑے بڑے شہروں میں رہ کر طلسم و سحر کی تعلیم مکمل کر چکا تھا اور اب اس کا شمار مصر کے بہترین ساحروں میں ہونے لگا تھا۔ تھیبس، ہیلیوپولس، ابیاس، تکسر، ناسہ، بداری اور مصر کے دیگر بڑے بڑے شہروں میں سحر اور اس سے متعلقہ علوم میں دسترس حاصل کرنے کے بعد اب وہ ممفس میں مصر کے سب سے بڑے ساحر شمعون کے پاس ٹھہرا ہوا تھا۔ شمعون نابینا تھا اور اس کا قیام ممفس میں رع کے مندر میں تھا۔

شمعون اس مندر کا بڑا پجاری بھی تھا۔

ممفس شہر کے رع دیوتا کے مندر میں ایک روز شمعون، سامری اور ممفس کے دیگر ساحر جو شمعون کے شاگرد تھے اور اس کے ساتھ مندر میں کام بھی کرتے تھے، سب اکٹھے بیٹھے امیبیہ قبائل کی مناسب سرکوبی کرنے پر رعمسیس کے بارے میں توصیفی گفتگو کر رہے تھے کہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں نمودار ہوا۔

اسے دیکھتے ہی سامری اٹھ کھڑا ہوا اور آگے بڑھ کر اس نے عزازیل اور اس کے ساتھیوں کا استقبال کیا۔ پھر ان سب کو اپنے قریب لا بٹھایا۔

اس موقع پر اندھے ساحر شمعون نے پوچھا:

"کون آیا ہے؟"

سامری جواب میں بولا: "اے شمعون محترم! میرے ایک عزیز اپنے ساتھیوں کے ساتھ آئے ہیں۔ یہ میرے محسن بھی ہیں اس لیے کہ میری تربیت انہوں نے کی۔ اس کے علاوہ آج تک میں نے جو سحر کی تعلیم حاصل کی ہے وہ بھی انہی کی وجہ سے ہے کیونکہ اس سلسلے میں انہوں نے نہ صرف میرے اخراجات برداشت کیے بلکہ میری مناسب راہنمائی بھی کی۔"

شمعون جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی وہاں بیٹھے ساحروں میں سے ایک بول پڑا اور اس نے کہا:

"اے صاحبو! آج میں ایک انوکھی اور نئی بات کہنا چاہتا تھا لیکن رعمسیس کی توصیفی گفتگو کا سلسلہ ایسا شروع ہو گیا کہ میں کچھ نہ کہہ سکا۔ اب جبکہ یہ موضوع بند ہو گیا ہے تم لوگوں کی رضامندی ہو تو میں ایک انوکھی بات کہوں۔"

شمعون نے اسکی حوصلہ افزائی کی:

"ہاں ہاں ضرور کہو۔ ہم سن رہے ہیں۔"

وہ ساحر بولا:

"اے صاحبو! ممفس کے شمالی حصے میں دریائے نیل کے کنارے جو قدیم فرعونی محل ہے پچھلے کئی ماہ سے اس محل کے اندر ایک ایسا جوان رہ رہا ہے جس کے متعلق مختلف اور ان گنت قصے کہانیاں جنم لے چکی ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں وہ انسان نہیں کوئی روح ہے جس کی بنا پہ لوگ اس کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

"کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ روح نہیں کوئی عام انسان ہے پر اس کے پاس کچھ ایسی پُراثر اور

مافوق الفطرت قوتیں ہیں جن کے بل بوتے پر اس نے اپنی زندگی کی رفتار کو اپنے قابو میں کر رکھا ہے۔ اسی لیے صدیوں پر محیط زندگی گزار چکنے کے باوجود بھی جوان ہی ہے اور پھر کچھ لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ وہ جوان، خوبصورت اور پُرازقوت ہمیشہ ہی رہے گا اس لیے کہ اس نے زندگی کے تنزل، تخفیف، فنا اور نیستی پہ قابو پا لیا ہوا ہے۔"

پجاری کی گفتگو میں گہری دلچسپی لیتے ہوئے شمعون نے کہا:

"بات کو ل دے کر نہ کہو۔ کھل کر کہو جو کہنا چاہتے ہو اور تفصیل سے کہو کہ یہ جوان جس کا تم ذکر کر رہے ہو کہاں سے آیا ہے اور اس کی اصلیت کیا ہے۔"

وہ پجاری ذرا رکا۔ اپنے ہونٹوں پر اس نے زبان پھیری۔ پھر دوبارہ بولا:

"اے محترم شمعون! جس طرح کہ میں نے یہاں کے لوگوں سے سن رکھا ہے اس کے مطابق اس جوان کا نام یوناف ہے۔ چند برس قبل یوناف اس شہر میں داخل ہوا اور دریائے نیل کے کنارے جو فرعونی محل ہے وہ اس نے خرید لیا اور وہاں رہنے لگا۔ اب اس محل کے اردگرد رہنے والے لوگوں کے اندر طرح طرح کے قصے مشہور ہو گئے ہیں۔ لوگ اسے مافوق البشر سمجھتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ کوئی روح ہے جس نے اس محل میں سکونت اختیار کر لی ہے۔

شروع شروع میں جب وہ اس محل کے اندر آباد ہوا تو اردگرد کے کچھ جوانوں نے اسے قتل کر کے لوٹ لینے کا عزم کیا تھا۔ جو جوان اسے لوٹنے گئے تھے ان کی تعداد دس تھی۔ جب وہ اسے قتل کرنے کے لیے محل میں گئے تو اے بزرگ شمعون! پتہ ہے کیا ہوا۔ چاندنی رات میں یوناف اپنے محل کے چبوترے پر کھڑا تھا اس نے صرف اپنا ایک ہاتھ ان دس جوانوں کی طرف لہرا دیا جس کے جواب میں یہ دس کے دس جوان محل سے باہر نیل کے کنارے پٹخ دیے گئے۔ ایسے جیسے کسی پُراسرار قوت نے انہیں اٹھا کر باہر پھینک دیا ہو۔ اس کے بعد پھر کبھی کسی جوان نے ڈکیتی کی غرض سے اس محل کا رخ نہ کیا اور یوناف اب بھی اس محل میں اکیلا رہتا ہے اور جب کبھی وہ اپنے کسی کام سے باہر جاتا ہے تو لوگ خوفزدہ ہو جاتے ہیں تاہم کچھ لوگوں کو اس سے عقیدت اور محبت بھی ہے اور ایسے لوگ جو اس سے ملنے جاتے ہیں ان میں ہمارے کچھ ساحر اور پجاری بھی شامل ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ وہ جوان انتہائی نیک، شفیق اور رحم دل انسان ہے اور اے بزرگ شمعون! اس کے علاوہ ...."

پجاری خاموش ہو گیا کیونکہ عزازیل نے دخل اندازی کی تھی اور درمیان میں بولتے ہوئے کہا تھا۔

"اے یوناف اور اس کی ذات پر بحث کرنے والے شمعون اور اس کے شاگردو! میں یوناف کو تم سب سے

نہیں بلکہ دنیا کے اندر اس وقت جتنے لوگ ہیں ان سب سے بہتر طور پر میں یوناف کو جانتا ہوں اسلیے کہ میری اور اس کی دشمنی صدیوں پر محیط ہے اور نہ جانے ابھی یہ کب تک رہے گی۔ میں اسے تب سے جانتا ہوں جب دنیا کا اول ترین انسان آدمؑ بھی زندہ تھا۔"

مصری ساحر شمعون نے تعجب سے پوچھا:

"اے مخاطب تو کون ہے؟ تیری اصلیت کیا ہے تو آدمؑ تک سے یوناف کو کیسے جانتا ہے! اور تیری اس سے کیا دشمنی ہے جو صدیوں پر محیط ہے؟"

عزازیل، شمعون کے سوالوں کے جواب میں بولا: "اے شمعون! میرا نام عزازیل ہے۔ وہی عزازیل جسے تم لوگ ابلیس اور شیطان کہہ کر پکارتے ہو۔ وہی ابلیس جس نے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ وہی شیطان جس نے اپنے رب سے اس کے بندوں کو گمراہی کی طرف مائل کرنے کے لیے قیامت تک کی مہلت مانگی تھی۔"

عزازیل کے اس تعارف پہ سب لوگ چونک پڑے اور جب انہیں احساس ہوا کہ ان کے درمیان ابلیس اور شیطان بیٹھا ہوا ہے تو ان سب پہ خوف اور لرزہ طاری ہو گیا۔

اپنی موجودگی پہ سامری کے علاوہ وہاں موجود سب لوگوں پر جو دہشت طاری ہوئی تھی اس پہ عزازیل تھوڑی دیر کے لیے خوش ہوا لیکن جلد ہی اس نے اپنی اس کیفیت کو بدل دیا اور بولا: "اے میرے عزیز سامری کے مصاحبو! میرے ساتھ یہ میرے پانچ شاگرد اور ساتھی ہیں تم لوگ میری اس موجودگی سے خوفزدہ نہ ہو۔ میں تو تمہارا دوست اور حلیف ہوں۔ یہ جو تمہارے درمیان سامری ہے یہ مجھے بہتر طور پر جانتا ہے کہ میں اس کی تربیت کرتا رہا ہوں۔ میں تو سامری کو ایک فائدے کی بات بتانے آیا تھا۔ اچھا ہوا تم سب سے ملاقات ہو گئی۔ میں تو سامری سے یہ کہنے آیا تھا کہ اگر یہ تھوڑی سی کوشش اور ہمت کرے تو یہ بہت سے خزانوں کا مالک بن سکتا ہے۔"

شمعون نے چونک کر پوچھا:

"اے محترم عزازیل! میرا شاگرد سامری کیسے خزانوں کا مالک بن سکتا ہے؟"

عزازیل انکشاف کرنے کے انداز میں بولا: "اے میرے عزیزو! سنو۔ تم لوگوں کے علم میں ہو گا کہ گزشتہ دنوں مغربی ویرانوں کے وحشی اسحوبیہ قبائل نے مصر پہ یلغار کر دی تھی۔ انہوں نے اپنے حملوں کے دوران مصر کے اندر سے بے پناہ دولت حاصل کی تھی لیکن جب مصر کے بادشاہ رعمسیس نے ان قبائل کو شکست دی تو یہ لوگ مغرب کی طرف بھاگے لیکن اس فرار کے دوران وہ مغربی صحراؤں میں ہولناک طوفان سے

دوچار ہو گئے اور اس دولت سمیت صحرا میں دفن ہو کر رہ گئے۔ اب مغربی صحراؤں میں رہنے والے مختلف افریقی وحشی قبائل اس علاقے کا رخ کر رہے ہیں۔ وہ صحرا میں کھدائی کر کے ریت میں دفن ہو جانے والے خزانوں کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ افریقہ کے یہ وحشی اور غیر تہذیب یافتہ قبائل اپنے ساتھ کاہنوں اور اپنے جادوگروں کو بھی لے کر آ رہے ہیں تاکہ یہ لوگ ان خزانوں کی تلاش میں ان کی مدد کریں۔

اے سامری! میں چاہتا ہوں اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ تو بھی ادھر کا رخ کرے۔ اس طرح تو بھی وہاں سے بہت کچھ حاصل کر سکتا ہے۔ تو اگر ریت میں دفن کوئی خزانہ حاصل نہ کر سکے گا تو وہاں ایسے بہت سے قبائل ہوں گے جو ایک اچھے ساحر کی حیثیت سے تمہیں اپنے ساتھ رکھنے پر آمادہ ہو جائیں گے اور اس کے لیے تمہیں معقول معاوضہ دیں گے۔"

شمعون خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بولا: "اے سامری! میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ تو اپنے ساتھیوں کو لے کر وہاں ضرور جا۔ اب تو سحری علوم میں یکتا و بے مثل ہے اور سارے مروجہ سحری علوم میں بھی دسترس حاصل کر کے ناقابلِ شکست ہو چکا ہے اور ان علوم میں اگر ان صحراؤں کے اندر تیرا کسی ساحر سے مقابلہ بھی ہو جائے تو مجھے امید ہے کہ تو ضرور کامیاب و کامران رہے گا۔ اگر میں اندھا نہ ہوتا تو میں بھی تیرا ساتھ دیتا۔ دوسرے میں مصر کے سب سے بڑے ساحر ہونے کی حیثیت سے بادشاہ اور درباریوں کی نگاہ میں ہوں اس لیے بھی میرا اس کام کے لیے نکلنا معیوب ہو گا۔"

اس موقع پہ سامری نے کہا: "اے بزرگ شمعون! میں اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ ان مغربی صحراؤں کا ضرور رخ کروں گا پر اس سے پہلے اے محترم عزازیل! میں یوناف سے متعلق تفصیل سے جاننا چاہتا ہوں۔"

مسکراتے ہوئے خوش طبعی سے عزازیل نے پوچھا: "اے سامری! تو یوناف سے متعلق کیسی تفصیل جاننا چاہتا ہے؟"

سامری نے پوچھا: "اے آقا! جیسا کہ آپ کہہ چکے ہیں آپ اور یوناف کی دشمنی صدیوں پر محیط ہے تو میں یہ جاننا چاہوں گا کہ کیا یوناف اس قابل ہے کہ آپ کے ساتھ دشمنی نبھا سکے اور کیا آپ اس قابل نہیں ہیں کہ اپنے اس دشمن پر قابو پا سکیں اور کیا وجہ ہے کہ آپ کی یہ دشمنی صدیوں پہ محیط ہو گئی جبکہ میرا خیال ہے کہ اگر آپ چاہیں تو فوراً ہی اس پر قابو پا لیں۔ اے آقا! آپ کے اس انکشاف نے مجھے ایک اضطراب و انتشار، حیرانگی و پراگندگی میں مبتلا کر دیا ہے کہ کوئی انسان اس قابل بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کے ساتھ دشمنی نبھا سکے۔"

عزازیل سامری کو ڈھارس دینے کے انداز میں بولا: "اے سامری! میرے عزیز! تو اس انکشاف پر تفکر و تردد کا شکار نہ ہو۔ یوناف کوئی عام انسان نہیں ہے۔ وہ ایک مافوق البشر انسان ہے۔ وہ تب سے ہے جب آدمؑ بھی زندہ تھا۔ وہ آدمؑ کے بیٹے شیثؑ کی اولاد سے ہے۔ تمہارے لیے اسی قدر جان لینا کافی ہے کہ یوناف ایسی قوتوں کا مالک ہے کہ وہ میرے ساتھ دشمنی و کینہ اور بغض و دشمنی جاری رکھ سکتا ہے بلکہ وہ اس قابل بھی ہے کہ مجھے کسی کرب اور ابتلا میں ڈال دے۔ مصر آنے سے قبل یوناف فلسطینیوں کے شہر دجون میں رہتا تھا پر میں نے اپنے ساتھی شبر کی مدد سے اسے وہاں سے ملک بدر کرا دیا تھا۔ پر تم ان باتوں کو چھوڑو سامری! یہ کہو تم کب تک صحرا کے اندر رخ ان لوگوں کو تلاش کرنے والے وحشی قبائل کی طرف روانہ ہو جاؤ گے"۔

سامری نے کہا: "اے آقا! میں چند یوم تک اپنی اس مہم کی طرف کوچ کر جاؤں گا"۔

عزازیل اٹھ کھڑا ہوا اور بولا: "اے سامری! میں اب جاتا ہوں لیکن میں اپنے ساتھی شبر کو تمہارے پاس چھوڑے جا رہا ہوں جو مغربی صحراؤں کے اندر وحشی قبائل میں تمہارا بہترین مددگار اور معاون و حمایتی ثابت ہوگا"۔

اس کے ساتھ ہی عزازیل شبر کو وہاں چھوڑ کر اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد سامری نے دانت کچکچاتے ہوئے کہا: "اے آقا! مغربی صحراؤں کی اس مہم سے فارغ ہونے کے بعد میں ایک بار ضرور یوناف کو نیچا دکھاؤں گا"۔ اس کے بعد سامری، شبر کے ساتھ شمعون کے پاس آکر بیٹھ گیا۔

○

شام سے تھوڑی دیر قبل جبکہ یوناف اپنے محل کے باہر چبوترے پر بیٹھا تھا اور دریا کے نیل کے بہتے پانی کو غور سے دیکھ رہا تھا کہ ایک پجاری، جس کا اس کے ہاں آنا جانا تھا، نمودار ہوا اور یوناف کے پاس ہی چبوترے پر بیٹھتے ہوئے اس نے راز داری سے کہا:

"اے آقا! میں آپ سے ایک اہم بات کہنے آیا ہوں۔ شاید اس میں آپ کی بہتری کا کوئی پہلو نکل آئے اس لیے کہ رع دیوتا کے معبد میں آج جو گفتگو ہوئی ہے اس کا موضوع آپ تھے اور اس بحث میں حصہ لینے والے رع کے پجاریوں کے علاوہ مصر کے دو بڑے ساحر شمعون اور سامری بھی تھے اور اے آقا!

مزید یہ کہ اس گفتگو میں ابلیس اور اس کے ساتھی بھی شامل تھے۔ وہ سامری سے ملنے آئے تھے اور میں نے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ انہیں انسانی روپ میں دیکھا ہے"۔

یوناف نے گہری دلچسپی اور شوق ظاہر کرتے ہوئے کہا:

"مجھے وہ سارے حالات اور گفتگو سناؤ"۔

جواب میں اس پجاری نے وہاں ہونے والی ساری بات چیت یوناف سے کہہ دی۔ اس کے بعد اس نے امید و آس اور آرزو و توقع بھری آواز میں پوچھا:

"اے آقا! یہ ساری گفتگو جو میں نے آپ سے کہی ہے کیا اس میں آپ کی بہتری کا کوئی پہلو موجود ہے"۔

یوناف یک سرخوشی کا اظہار کرتے ہوئے بولا:

"اے پجاری! میں تمہارا ممنون ہوں کہ تم نے یہ باتیں مجھ سے آ کر کہیں۔ اس میں میری بہتری اور دلچسپی کے ایک سے زائد پہلو ہیں"۔

"اے پجاری! اوّل تو یہ کہ مجھے اب یہ خبر ہوئی کہ دجون سے مجھے نکلوانے میں عزازیل اور اس کے ساتھی شبر کا ہاتھ ہے۔ دوئم یہ کہ جیسا کہ تم نے مجھے بتایا ہے کہ سامری عزازیل کے ساتھی شبر کے ساتھ مغربی صحراؤں کے اندر ان قبائل کی طرف جائے گا جو صحراؤں کے اندر رخ ان لوگوں کو تلاش کرنے میں لگے ہوئے ہیں تو چند یوم میں میں بھی ادھر کا رخ کروں گا اور شبر سے انتقام لوں گا"۔

"تیسرا فائدہ مجھے یہ ہوا ہے کہ مجھے پتہ چل گیا ہے کہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کا سامری کے پاس آنا جانا ہے اور یہ کہ عزازیل سامری کو عزیز رکھتا ہے لہٰذا آج کے بعد میں بھی سامری کو اپنی نگاہ میں رکھوں گا تاکہ جب کبھی وہ ٹیڑھا ہونے کی کوشش کرے تو میں اس کے سارے کس بل نکال کر اسے سیدھا کر دوں"۔

پجاری اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولا:

"اے آقا! جو میں کہنے آیا تھا کہہ چکا۔ اب میں جاتا ہوں۔ شام کے بعد پھر آؤں گا"۔

یوناف نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پجاری وہاں سے چلا گیا۔

○

موسیٰؑ کی شادی شعیبؑ کی صاحبزادی صفورا سے ہو چکی تھی اور آپ مدین میں شعیبؑ کے پاس ہی رہتے اور ان کے ریوڑ چراتے تھے۔

اس دوران آپ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام آپ نے جیرسومؑ[1] رکھا۔ دس برس تک آپ مدین میں ریوڑ چراتے رہے۔

ایک روز شام کے وقت آپ ریوڑ چرا کر واپس آئے تو شعیبؑ سے کہا:

"اے میرے محترم! میرے اور آپ کے درمیان آٹھ سال کی مدت طے ہوئی تھی جو میں نے پوری کر دی۔ دو سال کی اختیاری مدت بھی میں نے پوری کر دی۔ اب آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے بیوی بچوں کو لے کر مصر میں اپنے گھر کی طرف جاؤں۔ اب تو سنا ہے رعمسیس مر چکا ہے اور مصر پر اس کا بیٹا منفتاح حکمران ہے۔ ہو سکتا ہے اب حالات بدل چکے ہوں اور ان کا جو آدمی میرے ہاتھوں مارا گیا تھا اسے وہ فراموش کر چکے ہوں۔ ایسی صورت میں اپنے ماں باپ کے پاس اپنے گھر میں پُرسکون اور گوشہ گیری و گمنامی کی زندگی بسر کر سکوں گا۔"

شعیبؑ خوش طبعی سے بولے:

"اے موسیٰؑ! میں جانتا ہوں تم دس سال کی مدت پوری کر چکے ہو اور مجھے یہ بھی امید تھی کہ ابھی چند

۱۔ توریت: باب خروج۔ رکوع ۲ آیت ۲۲

دنوں کے اندر تم ضرور مجھ سے واپس جانے کی گفتگو کرو گے۔ سو میرے عزیز! اس موضوع پر میں پہلے ہی صفورا سے بات کر چکا ہوں۔ تم جب چاہو اپنی بیوی اور بیٹے کے ساتھ مصر جا سکتے ہو۔ میں نے اپنے ریوڑ میں سے کچھ بکریاں بھی علیحدہ کر کے صفورا کو نشاندہی کر دی ہے جو میری طرف سے تمہارے لیے تحفہ ہوں گی۔ وہ بکریاں بھی تم ساتھ لے جانا۔"

بے پناہ خوشی کے اظہار کے ساتھ موسیٰؑ نے پوچھا:

"کیا میں کل ہی یہاں سے روانہ ہو سکتا ہوں؟"

شعیبؑ، موسیٰؑ کی اس بے تابی پر مسکرا دیے:

"ہاں۔ یہ تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔ تم چاہتے ہو تو کل ہی یہاں سے کوچ کر جاؤ۔ میری طرف سے تمہیں اجازت ہے۔"

مطمئن ہو کر موسیٰؑ شعیبؑ کے پاس سے ہٹ گئے اور دوسرے روز وہ اپنی زوجہ صفورا اور بچے جیرسومؑ اور بکریوں کے ایک چھوٹے سے ریوڑ کے ساتھ مدین سے تھیبس کی طرف روانہ ہو گئے۔

○

جب آپ سفر کرتے ہوئے کوہستانِ سینا کے پاس آئے تو رات ہو گئی۔ کوہستانِ سینا اپنی تمام تر ہیبت و صولت کے ساتھ ان کے سامنے کھڑا تھا۔ جہاں آپ رکے تھے یہ جبلِ سینا کا شرقی گوشہ تھا اور یہ مدین سے ایک روز کے فاصلے پر بحیرۂ قلزم کے دو شاخے کے درمیان مصر کو جاتے ہوئے واقع تھا۔

جاڑے کا موسم تھا۔ رات تاریک اور سرد تھی۔ ٹھنڈ کے باعث آپ نے مناسب نہ جانا کہ مزید سفر جاری رکھا جائے اور آگ کا الاؤ روشن کر کے رات جبلِ سینا کے دامن میں ہی گزار لی جائے۔ آپ نے ایک جگہ رک کر اپنے ریوڑ کو ٹھہرایا اور بیوی بچے کو وہاں بٹھا دیا۔ پھر گھاس پھونس جمع کی تاکہ آگ کا الاؤ روشن کریں۔ اس کے بعد آپ نے چاہا کہ پتھروں کو رگڑ کر آگ پیدا کریں مگر بہتیری کوشش کے بعد بھی آگ نہ جل سکی۔ حالانکہ اس سے قبل آپ پتھروں کو رگڑ کر ہی آگ حاصل کرتے تھے لیکن اس روز رات کی تاریکی اور سردی میں آپ ان پتھروں کو رگڑ کر آگ حاصل نہ کر سکے۔

ابھی آپ آگ روشن کرنے کی جدوجہد جاری رکھے ہوئے تھے کہ جبلِ سینا کی وادی ایمن میں آپ کو آگ دکھائی دی جو چمکتے ہوئے شعلے کی مانند تھی۔

اس موقع پہ آپ نے خوشی کا اظہار کیا اور اپنی بیوی کو مخاطب کر کے بولے:

"صفورا! صفورا! وہ دیکھو دائیں جانب کی وادی میں آگ دکھائی دے رہی ہے۔ تم لوگ یہیں بیٹھو۔ میں وہاں جاتا ہوں اور آگ لے کر آتا ہوں۔ ساتھ ہی جن لوگوں نے یہ آگ روشن کر رکھی ہے ان سے یہ بھی معلوم کر آؤں گا کہ مصر کو جانے والا نزدیک ترین راستہ کون سا ہے۔"

اس کے بعد آپ اس آگ کی طرف چل پڑے۔

جب آپ اس آگ کے پاس پہنچے تو آپ نے ایک خلافِ عقل، عجیب اور حیرت انگیز منظر دیکھا۔ آپ نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی آگ روشن ہے جو ایک ہرے بھرے درخت کے اوپر شعلے مار رہی ہے مگر حیران کن بات یہ تھی کہ اس درخت کی کوئی شاخ یا پتہ جلتا نہیں تھا بلکہ اس آگ نے درخت کی تر و تازگی، رونق و طراوت اور سرسبزی و جدت میں اضافہ کر دیا تھا۔

موسیٰؑ اس حیرت انگیز اور خلافِ عقل منظر کو تھوڑی دیر تک اس انتظار میں دیکھتے رہے کہ شاید ابھی اس آگ کی کوئی چنگاری زمین پر گرے تو اسے اٹھا کر واپس اپنے اہلِ خانہ کے پاس جائیں۔ مگر جب دیر تک کوئی چنگاری نہ گری تو موسیٰؑ نے اپنے اطراف میں سے کچھ خشک گھاس جمع کی اور اس کو اس آگ کے قریب کیا کہ اگر اس گھاس کو آگ لگ گئی تو بھی ان کا کام ہو جائے گا لیکن ان کی حیرت میں اور اضافہ ہوا جب انہوں نے دیکھا کہ جب وہ گھاس کو آگ کے پاس لے گئے تو آگ پیچھے ہٹ گئی اور جب گھاس کو آپ نے پیچھے ہٹایا تو آگ پھر آگے بڑھ آئی۔

یہ منظر دیکھ کر آپ کچھ پیچھے ہٹ گئے بہرحال آپ کا آگ حاصل کرنے کا مقصد پورا نہ ہو سکا اس عجیب و غریب آگ کی وجہ سے آپ وہاں وادیِ ایمن میں حیرت و تعجب کی حالت میں کھڑے تھے اور عصا مضبوطی سے تھام رکھا تھا کہ خطرے کی صورت میں اس سے کام لے سکیں۔

ابھی آپ اسی تردد و کشمکش میں تھے کہ اس آگ کے اندر سے ایک آواز آئی:

"اے موسیٰؑ! میں تمہارا رب ہوں۔ اپنے جوتے اتار دو[2] کہ اس وقت تم طویٰ کی مقدس وادی میں کھڑے ہو

1۔ مفسرین کا خیال ہے کہ یہ درخت کوہِ طور کے دامن میں سینٹ کیتھرائن کی خانقاہ میں موجود ہے جو صدیوں سے ہرا بھرا ہے۔ لوگ اس کی زیارت کو جاتے ہیں۔

2۔ مفسرین کا خیال ہے کہ جوتے اتارنے کو اس لیے کہا گیا کہ موسیٰؑ کے وہ جوتے مردہ گدھے کی کھال کے تھے۔

اور میں نے تمہیں پسند کیا ہے۔ سو تو سن جو حکم ہو۔ سو میں اللہ ہوں۔ میرے سوا کسی کی بندگی نہ کر اور نماز قائم کر۔ بے شک قیامت آنے والی ہے اور میں اسے مخفی رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر کسی کو بدلہ ملے جو کچھ اس نے دنیا میں کمایا سو تجھے کہیں روک نہ دے اس سے وہ شخص جو یقین نہیں رکھتا اور پیچھے پڑا رہا ہو اپنے مزوں کے اور پھر تو پھسل نہ جائے۔"

موسیٰؑ نے یہ آواز اس طرح سنی کہ ہر جانب سے یکساں آ رہی تھی۔ اس کی کوئی سمت کوئی جہت متعین نہ تھی اور اس آواز کا سننا بھی ایک عجب انداز سے ہوا کہ اس آواز کو صرف کانوں نے ہی نہیں بلکہ سارے اعضائے بدن نے سنا جو ایک معجزے کی صورت ہے۔

آواز کا حاصل یہ تھا کہ جس چیز کو آپ آگ سمجھ رہے ہیں وہ اللہ کی ایک تجلی ہے اور اس میں فرمایا کہ میں ہی آپ کا رب ہوں اور درخت کا آگ نہ پکڑنا، آواز کا ہر سمت و جہت سے آنا اور موسیٰؑ کا تمام اعضائے بدن سے اس آواز کو سننا اس وجہ سے تھا کہ موسیٰؑ کو یقین ہو جائے کہ یہ آواز ان کے رب ہی کی ہے۔

جب موسیٰؑ کو یقین ہو گیا کہ یہ آواز ان کے رب ہی کی ہے تو تاریک رات کے سرد ویرانوں میں وہ آواز پھر سنائی دی:

"اے موسیٰؑ! تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟"

گو رب العزت کو معلوم تھا کہ موسیٰؑ کے ہاتھ میں ان کا عصا ہے لیکن اس کے باوجود یہ بات اس لیے پوچھی گئی کہ حیرت انگیز مناظر دیکھنے اور کلامِ ربانی سننے سے جو ہیبت اور دہشت موسیٰؑ پر طاری ہو گئی تھی وہ اس لطف و کرم اور خاص مہربانی سے بھرپور اندازِ تخاطب سے جاتی رہے۔ اس سوال میں یہ حکمت بھی ہے کہ اس عصا کو اپنی ہیئت بدلنا تھی اس لیے پہلے ہی موسیٰؑ کو متنبہ کر دیا گیا کہ دیکھ لو، تمہارے ہاتھ میں کیا چیز ہے۔ اور جب موسیٰؑ نے اچھی طرح سے دیکھ لیا کہ ان کے ہاتھ میں لاٹھی ہے تب اسے اژدہا بنانے کا معجزہ ظاہر کیا گیا ورنہ موسیٰؑ کو یہ احتمال ہو سکتا تھا کہ شاید وہ رات کے اندھیرے میں لاٹھی کی جگہ سانپ ہی پکڑ لائے ہیں۔

اس سوال کے جواب میں موسیٰؑ نے اپنی بات کو طول دیا اور فرمایا:

"اے میرے رب! یہ میرا عصا ہے۔ میں اس سے بہت سے کام لیتا ہوں۔ ایک یہ کہ اس پر میں ٹیک لگاتا ہوں۔ دوسرے یہ کہ اس سے اپنی بکریوں کے لیے درختوں سے پتے جھاڑتا ہوں۔"

اس تفصیلی اور طویل جواب میں عشق و محبت اور اس کے ساتھ رعایتِ ادب کی جامعیت کا کمال ظاہر

ہوتا ہے۔

عشق و محبت کا تقاضہ ہے کہ جب محبوب مہربان ہو کر متوجہ ہو تو گفتگو کو دراز کیا جائے تاکہ بات کرنے کا زیادہ سے زیادہ موقع ملے اسی لیے موسیٰؑ نے رب تعالیٰ کے سوال کے جواب میں اس قدر تفصیل بیان کی۔

پھر موسیٰؑ کو حکم دیا گیا:

"اے موسیٰؑ! اس عصا کو زمین پر ڈال دو۔"

جب موسیٰؑ نے عصا کو زمین پر ڈال دیا تو دیکھا کہ وہ عصا ایک بہت بڑے اژدہے کی صورت اختیار کر گیا اور اس قدر جسیم ہونے کے باوجود وہ چھوٹے سے سانپ کی سی تیزی سے حرکت کرتا تھا یہ اژدہا ایسی تیزی سے حرکت کرتا تھا کہ اس کے پہلوؤں سے ٹکرا کر بڑی بڑی چٹانیں اکھڑ کر پیچھے لڑھک گئیں۔

موسیٰؑ یہ خوفناک منظر دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئے تب خداوند تعالیٰ نے پھر ان کو پکارا:

"اے موسیٰؑ! آگے آؤ اور ڈرو مت۔ تم ہر طرح سے امن میں ہو۔ یہ تمہارا معجزہ ہے۔ ہاتھ بڑھاؤ اور اسے پکڑ لو۔"

پس موسیٰؑ نے ہاتھ اس اژدہا پر ڈالا اور وہ پہلے کی طرح پھر عصا بن گیا۔

پھر ارشاد ہوا:

"اب تمہیں دوسرا معجزہ دیا جاتا ہے۔ اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو۔"

بحکم ربی جب موسیٰؑ نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر باہر نکالا تو آپ کا ہاتھ چمکتا ہوا اور روشن ہو گیا۔

اس کے بعد موسیٰؑ کو حکم ہوا:

"اے موسیٰؑ! یہ ہماری نشانیاں ہیں۔ انہیں لے کر فرعون کے پاس جاؤ اس لیے کہ اس نے سرکشی اختیار کر رکھی ہے۔"

جب موسیٰؑ کو احساس ہوا کہ انہیں پیغمبر بنا کر فرعون کی فہمائش کے لیے بھیجا جا رہا ہے تو آپ نے اس عظیم منصب کی آسانی کے لیے درخواست کی اور عرض کیا:

"اے میرے رب! میرا حوصلہ اور فراخ کر دے کہ میں تبلیغ میں تکذیب و مخالفت کے موقع پر اپنے دل میں تنگی محسوس نہ کروں۔ میرا یہ تبلیغ کا کام آسان کر دے اور میری زبان پر سے بستگی اور لکنت دور کر دے تاکہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں اور میرے واسطے میرے کنبے میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا معاون مقرر کر دے اور اس کے ذریعے میری قوت کو مستحکم کر دے اور میرے اس تبلیغ کے کام میں اسے شریک کر دے۔"

اس موقع پر موسیٰؑ نے یہ التجا بھی کی کہ:

"اے میرے رب! میرے ہاتھوں سے مصر میں ایک قتل بھی ہو چکا ہے اس لیے مجھے خوف ہے کہ وہ کہیں مجھے قتل ہی نہ کر دیں۔ اس کے علاوہ وہ مجھے جھٹلائیں گے اور میری تکذیب کریں گے۔"

اس موقع پر پھر خداوند قدوس کی آواز سنائی دی:

"اے موسیٰؑ! اگر تم فرعون کے سامنے کسی قسم کا خوف اور ڈر محسوس کرو تو اپنے بازو کو فوراً اپنے بدن کے ساتھ ملا لیا کرنا۔ اس سے تمہارا خوف اور ڈر جاتا رہے گا۔"

اس کے علاوہ خداوند تعالیٰ نے موسیٰؑ کی زبان کھول دی اور ہارونؑ کو نبی بنانے کی بشارت دی۔

پھر حکم ہوا کہ فرعون کے پاس جا کر اسے وحدانیت کا پیغام دو کہ وہ اللہ پر ایمان لائے۔ کسی کو اس کا ساجھی و سہیم نہ بنائے اور دوسرے یہ کہ ظلم سے باز رہے۔ بنی اسرائیل پر مظالم کا سلسلہ بند کر دے اور انہیں آزاد کر دے۔

پس اپنے رب کی طرف سے یہ احکامات ملنے کے بعد موسیٰؑ واپس اپنے اہل خانہ کے پاس آئے وہاں پیش آنے والے واقعات انہیں سنائے پھر وہاں سے رات کی تاریکی ہی میں مصر شہر کی طرف کوچ کر گئے۔

دوسری طرف خداوند بزرگ و برتر نے ہارونؑ کو بھی وحی کے ذریعے نبی بنائے جانے کی بشارت دی اور انہیں حکم دیا کہ:

"شہر سے باہر آ کر موسیٰؑ کا استقبال کرو۔"

پس رات کے وقت جب موسیٰؑ اپنے شہر پہنچے تو ہارونؑ نے ان کا استقبال کیا اور اپنے ساتھ گھر لے گئے۔

اس طرح دس سال بعد آپ اپنے ماں باپ اور بہن بھائی سے ملے۔ پھر دونوں بھائی فرعون کے سامنے جا کر اسے اللہ کا پیغام پہنچانے کی تیاری کرنے لگے۔

عزازیل اپنے شاگردوں کے ساتھ ایک بزرگ صورت انسان کی شکل میں بنی اسرائیل کی بستی میں داخل ہوا۔

اس موقع پر اس کے شاگرد اور ساتھی واصم نے پوچھا: "اے آقا! آپ کس نیت اور کام سے بنی اسرائیل کی بستی میں داخل ہو رہے ہیں۔"

گہرے تفکر کے بعد عزازیل نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور بولا: "اے میرے عزیزو! مصر اور خصوصاً بنی اسرائیل میں ایک انقلاب رونما ہونے والا ہے۔ سنو میرے عزیزو! بنی اسرائیل کے ایک جوان کو جو یعقوبؑ کے بیٹے لاوی کی نسل سے ہے اور جس کا نام موسیٰؑ بن عمران بن قاہث ہے، نبوت عطا ہو گئی ہے اور اسے بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔"

زکنبور نے درمیان میں بولتے ہوئے استفہامیہ انداز میں پوچھا: "اے آقا! کیا یہ وہی موسیٰؑ بن عمران ہے جس کی پرورش شاہی محل میں ہوئی تھی جسے فرعون کی بیوی آسیہ نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا اور جو ایک قبطی کو قتل کر کے بھاگ گیا تھا۔"

عزازیل نے کہا: "ہاں میرے عزیز! تمہارا اندازہ درست ہے۔ یہ وہی موسیٰؑ بن عمران ہے۔ یہ یہاں سے مدین چلا گیا تھا وہاں اس نے شادی کر لی تھی۔ اس کا ایک بیٹا بھی ہے جس کا نام جیرسوم ہے۔ دس سال مدین میں گزارنے کے بعد موسیٰؑ واپس آ رہا تھا کہ جبل سینا کی وادی ایمن میں خداوند تعالیٰ اس سے ہمکلام ہوا اور اسے نبوت عطا فرمائی۔ چونکہ اس کی زبان میں گانٹھ اور لکنت تھی لہٰذا اس نے خدا سے التجا کی کہ اس کے بھائی کو بھی نبوت کے کام میں اس کا مددگار و وزیر بنایا جائے لہٰذا خداوند تعالیٰ نے اس کے بڑے بھائی ہارونؑ کو بھی نبوت عطا کر دی ہے۔ سنو میرے عزیزو! میں انہیں کے خلاف تیاریاں کر رہا ہوں تاکہ آنے والے دور میں نہ صرف ان لوگوں کے لیے دشواریاں کھڑی کر سکوں بلکہ جو نیکی یہ پھیلائیں گے اس کے مقابلے میں بدی کا فروغ کر سکوں۔ اسی مقصد کے لیے میں آج ان کی بستی کی طرف آیا ہوں۔"

"سنو میرے عزیزو! سامری یعنی موسیٰ بن ظفر کو بھی میں نے اسی مقصد کے لیے چنا تھا اور اس کی تربیت کی تھی کہ بدی کے پھیلاؤ اور انتشار میں وہ ہمارا مددگار و معاون ثابت ہوگا۔ اب میں اسے موسیٰؑ اور ہارونؑ کے خلاف استعمال کروں گا۔"

اس بار ابلیس کا ساتھی اعور بولا: "اے آقا! سامری تو ان دنوں مغربی صحراؤں کے اندر مصروف ہوگا۔"

عزازیل عیارانہ مسکراہٹ کے ساتھ بولا: "تمہارا کہنا درست ہے اعور! وہاں مغربی صحراؤں میں بھی بہت سے وحشی قبائل آ بسے ہیں۔ یہ قبائل کے خزانوں کی تلاش میں جمع ہو گئے ہیں۔ شبر اور سامری ان قبائل میں فساد اور بدی کے پھیلاؤ کا باعث بنیں گے اور یہی ہمارا نصب العین ہے۔ سامری اب ہمارے خاص کارندوں میں سے ہے۔ وہ سحر و طلسم کے علوم سے پوری طرح مسلح ہو چکا ہے لہٰذا اسے بھی ہم کسی مناسب موقعے پر موسیٰؑ و ہارونؑ کے خلاف استعمال کریں گے۔"

ذرا رک کر اور کچھ سوچتے ہوئے عزازیل پھر بولا: "اے میرے ساتھیو! دوسرا آدمی جسے میں موسیٰؑ و ہارونؑ کے خلاف استعمال کرنا چاہتا ہوں وہ قارون بن یصحب ہے۔ اے میرے عزیزو! یہ قارون موسیٰؑ و ہارونؑ کا چچا زاد بھائی ہے۔ قارون یصحب بن قاہث کا بیٹا ہے اور موسیٰؑ و ہارونؑ عمران بن قاہث کے بیٹے ہیں۔ اس طرح موسیٰؑ و ہارونؑ کا باپ عمران اور قارون کا باپ یصحب دونوں سگے بھائی ہیں۔ قارون بنی اسرائیل میں سب سے مالدار شخص ہے۔ اس کے تعلقات مصر کے پہلے فرعون رعمسیس دوم سے اچھے تھے اور اب موجودہ فرعون اور رعمسیس کے بیٹے منفتاح سے بھی اچھے ہیں۔ قارون کا منفتاح کے ہاں خوب آنا جانا ہے اور یہ اسے خوش کرنے کے لیے اکثر تحائف و ہدایہ پیش کرتا رہتا ہے سو اے میرے عزیزو! میں قارون کو موسیٰؑ و ہارونؑ کے خلاف استعمال کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب رہوں گا۔ بس تم دیکھتے جاؤ کہ میں اس کے لیے کیا طریق کار استعمال کرتا ہوں۔"

بنی اسرائیل کی بستی میں عزازیل ایک حویلی کے سامنے رک گیا۔ پھر اس نے حویلی کے دروازے پر دستک دی اور ساتھ ہی اپنے ساتھیوں سے بولا: "یہ قارون کی حویلی ہے جس کا میں نے تم سے ذکر کیا ہے۔"

تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص نے دروازہ کھولا جس کی عمر کوئی چالیس برس کے لگ بھگ ہو گی۔ اسے مخاطب کر کے عزازیل بڑی شفقت و نرمی سے بولا: "اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو تم ہی قارون ہو۔"

دروازہ کھولنے والے نے جواب دیا: "ہاں۔ میں ہی قارون ہوں۔ پر تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو۔"

عزازیل کمال ہمدردی سے بولا: "میرا نام عزازیل ہے۔ میں مصر کے بہترین ساحروں میں سے ہوں۔ یہ چاروں میرے ساتھی ہیں اور فنون ساز بھی ہیں۔ اے قارون! ہم ایک ایسے اہم کام کے

کے سلسلے میں آئے ہیں جس میں تمہاری ہی بہتری ہے۔"

قارون نے کچھ سوچا۔ پھر خوشی سے بولا: "اگر تم لوگ میری بہتری کی ہی کوئی بات کرنا چاہتے ہو تو پھر اندر آ جاؤ کہ وہ بات رازداری سے کر سکیں۔"

ساتھ ہی قارون انہیں اپنے دیوان خانے میں لے گیا۔ انہیں وہاں بٹھا کر وہ خود ان کے سامنے بیٹھ گیا اور عزازیل سے مخاطب ہوا: "اے عزازیل! اب کہو تم میری بہتری کے لیے کون سی بات کہنا چاہتے ہو۔"

عزازیل ایک شفیق ناصح کی طرح بولا: "اے قارون! ایک نہیں کئی باتیں ایسی ہیں جو میں کہنا چاہتا ہوں اور جن میں یقیناً تمہاری بہتری ہے۔"

"سنو قارون! پہلا انکشاف میں تم پر یہ کروں کہ تمہارا چچا زاد بھائی موسیٰؑ بن عمران جو مدین سے واپس آیا ہے اسے راستے میں جبلِ سینا پر خداوند تعالیٰ سے نبوت عطا ہو چکی ہے اور اس کی التجا پر اس کے بھائی ہارونؑ کو بھی یہ رتبہ مل چکا ہے لہٰذا اوّل تو یہ کہ تم موسیٰؑ بن عمران کے پاس جا کر یہ اعتراض اور دعویٰ کر سکتے ہو کہ آخر تم بھی اس کے چچا زاد بھائی ہو اس لیے تم بھی نبوت کا حق رکھتے ہو اور موسیٰؑ سے یہ کہہ سکتے ہو کہ ہارونؑ کی طرح میرے لیے بھی ایسا ہی بلند مقام حاصل کیا ہوتا۔ پر اے قارون! میں جانتا ہوں کہ موسیٰؑ تمہارے اس سوال کا کیا جواب دے گا۔ وہ ضرور یہی کہے گا کہ عطائے نبوت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور کسی بندے کی مرضی سے نہیں ہو سکتی۔ ایسی صورت میں تمہیں موسیٰؑ کے سامنے جھکنا ہو گا۔ پر میں چاہتا ہوں کہ تمہیں ایسا طاقتور بنا دوں کہ تم بنی اسرائیل کے اندر رہ کر ضرورت کے وقت موسیٰؑ اور ہارونؑ پر اپنے مفاد کی خاطر ضرب لگا سکو۔"

قارون نے انتہائی دلچسپی اور شوق سے عزازیل کی طرف دیکھا اور دریافت کیا: "موسیٰؑ اور ہارونؑ کے خلاف تم میری کیا مدد کر سکتے ہو اور اس میں تمہارا کیا مفاد ہے۔"

عزازیل نے مسکراتے ہوئے کہا: "میرا اپنا اس میں یہ مفاد ہے کہ موسیٰؑ جس جوان کو یہاں سے قتل کر کے بھاگا تھا وہ میرا عزیز تھا لہٰذا اب میں موسیٰؑ سے انتقام لینا چاہتا ہوں۔ میں اسے قدم قدم پر بدنام کرنے اور ناکام بنانے کی کوشش کروں گا۔" اور تمہاری مدد میں یوں کر سکتا ہوں کہ سقارہ کے میدانوں کے پاس فرعون سنیفرو نے جو اہرام تعمیر کیے تھے وہاں تم لوگوں کے جدِ امجد یعقوبؑ کے بیٹے یوسفؑ کے زمانے کا ایک بہت بڑا خزانہ دفن ہے۔ میرے علاوہ اس خزانے کے محلِ وقوع اور اس کی اصلیت سے کوئی واقف نہیں ہے۔ پس اگر تم موسیٰؑ و ہارونؑ کے خلاف میرا ساتھ دینے کے لیے آمادہ ہو جاؤ تو

میں وہ خزانہ[1] تمہارے حوالے کر دوں گا۔"

"اور سنو قارون! وہ خزانہ اتنا بڑا ہے کہ مصر کے فرعون منفتاح کے پاس بھی نہ ہو گا۔ پس اگر تم مجھ سے اتفاق کرتے ہو تو اس میں تمہاری اپنی ہی بہتری ہے اور اگر تم اس سلسلے میں مجھ سے تعاون نہیں کرنا چاہتے تو میں بنی اسرائیل میں سے کسی کو اس کام کے لیے ساتھ ملاؤں گا۔"

قارون بے چین اور مضطرب سا ہو کر بولا: "نہیں نہیں۔ میں اس معاملے میں تمہارا پورا پورا ساتھ دوں گا پر میں یہ کیسے یقین کروں کہ تم وہ خزانہ مجھے دیدو گے اور یہ کہ اس سلسلے میں میرے ساتھ دھوکا نہیں کیا جائے گا۔"

عزازیل نے غور سے قارون کی طرف دیکھا اور پوچھا: "اے قارون! اگر میں اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ یہاں بیٹھا بیٹھا تمہاری نگاہوں سے غائب ہو جاؤں تو کیا تم مان جاؤ گے کہ میں تمہارا ہر کام سیدھا کرنے کے علاوہ تمہاری ہر طرح سے مدد بھی کر سکتا ہوں اور یہ کہ اگر تم میرے ساتھ دشمنی رکھو گے تو میں تمہیں ہر طرح سے نقصان بھی پہنچا سکتا ہوں۔"

قارون نے چونک کر اور خوفزدہ انداز میں عزازیل کی طرف دیکھا اور بولا: "اگر تم ایسا کر دکھاؤ تو میں زندگی بھر تم سے تعاون کرتا رہوں گا۔"

عزازیل اس بار ذرا بھیانک آواز میں بولا: "تو لو پھر تیار ہو جاؤ۔"

اور اس کے ساتھ ہی قارون نے دیکھا کہ عزازیل اپنے ساتھیوں سمیت وہاں سے غائب ہو چکا تھا اور اب دیوان خانے میں کچھ بھی نہ تھا۔

وہ حیران و پریشان اور سراسیمگی کی حالت میں کمرے میں کھڑا تھا کہ چند ساعتوں کے بعد عزازیل اپنے ساتھیوں کے ہمراہ دیوان خانے میں بیٹھا دکھائی دیا۔

اس موقع پر عزازیل مسکرایا اور قارون کی طرف دیکھ کر بولا: "اے قارون! اب کیا خیال ہے۔ کیا تم ہم پر بھروسہ کرتے ہو۔"

قارون نے خوشی کا اظہار کیا اور کہا: "اب تو تم پر میں آنکھیں بند کر کے اعتماد کر سکتا ہوں۔"

عزازیل نے اپنی شخصیت کو اور زیادہ وزنی کر کے قارون کے سامنے پیش کیا: "اے قارون!

1۔ معارف القرآن میں ہے کہ قارون کو یوسفؑ کا خزانہ ہاتھ لگ گیا تھا:
(بسلسلہ تفسیر سورۃ القصص)

اگر تم ہمارے ساتھ چلو گے تو ہم تمہارے اندر ایسے اوصاف، ایسی قوتیں اور تمہارے لیے ایسے مراتب و منصب دیں گے کہ لوگ تمہاری زندگی پر رشک کریں گے"۔

قارون انکساری اور عاجزی سے بولا: "اے عزازیل! تم مجھے بتاؤ کہ اب کیا کرنا ہے اور یہ کہ جس خزانے کا تم نے ذکر کیا ہے وہ مجھے کیسے، کس طرح اور کب مل سکتا ہے"۔

عزازیل اس بار قارون سے قریب ہوا اور رازداری سے اسے سمجھانے کے انداز میں بولا: "اے قارون! پہلے تم دو چیزیں تیار کرو۔ اول ایسے جوان جو تمہارے اعتماد کے ہوں اور تمہارے راز کو راز رکھ سکیں۔ دوسرے اونٹ جس قدر بھی تم مہیا کر سکو تاکہ ان جوانوں اور اونٹوں کی مدد سے تم اس خزانے کو اپنی حویلی میں منتقل کر سکو۔ اے قارون! وہ خزانہ اس قدر بڑا ہے کہ تمہیں اپنی حویلی میں مزید کمروں کا اضافہ کرنا پڑے گا۔ گو تمہاری حویلی فرعون کے محل کے بعد سب سے بڑی ہے لیکن پھر بھی اس قلعہ نما حویلی کے اندر وہ خزانے نہ سما سکیں گے جو میں تمہیں دینے والا ہوں"۔

قارون نے بے پناہ خوشی کا اظہار کیا: "اے عزازیل! میں حویلی کی تعمیر میں اضافہ بھی کر سکتا ہوں۔ اور ضرورت کے مطابق اونٹ اور جوان بھی مہیا کر سکتا ہوں"۔

عزازیل نے استفہامیہ انداز میں پوچھا: "لیکن کب تک؟"

قارون عقیدت سے عزازیل کے ہاتھ تھامتے ہوئے بولا: "میں جوانوں اور اونٹوں کا بندوبست تو کل ہی کر سکتا ہوں تاہم میری اس قلعہ نما حویلی کے اندر نئی تعمیر خزانہ دیکھنے کے بعد ساتھ ساتھ ہوتی رہے گی"۔

عزازیل اس بار فیصلہ کن انداز میں بولا: "اے قارون! اگر ایسا ہے تو پھر تم کل آدھی رات کے قریب فرعون سنیفرو کے احرام پر آ جانا۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ تمہیں وہیں ملوں گا اور تمہیں اس خزانے کی نشاندہی کروں گا۔ ہاں اپنے ساتھ مشعلیں بھی لے آنا"۔

خوفزدہ انداز میں قارون نے عزازیل کی طرف دیکھا اور وحشت بھرے انداز میں بولا: "اے عزازیل! میں فرعون سنیفرو کے احرام کے پاس کیسے اور کیونکر اونٹوں اور جوانوں کے ساتھ آ سکوں گا جبکہ تم جانتے ہو کہ ان احراموں کے اندر ایسا طلسم ڈالا گیا ہے کہ کوئی آدمی رات کے وقت ان کے قریب سے گزر بھی نہیں سکتا"۔

عزازیل نے اسے تسلی دی: "اے قارون! یہ طلسم سارے احرام میں نہیں ہیں بلکہ صرف چند احرام ایسے ہیں جن کے اندر خطرناک طلسم ہیں اور ان ہی کی بنا پر یہ مشہور ہو چکا ہے کہ یہ طلسم سارے

احرام کے اندر ہے جبکہ ایسا نہیں ہے اور پھر یہ بھی یاد رکھو قارون! اگر ان اہرام کے اندر طلسم ہوا بھی تو وہ تمہارے اونٹوں، جوانوں اور خود تمہارے لیے کیونکر خطرناک ثابت ہوگا اس لیے کہ میں خود بھی تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں موجود ہوں گا اور اگر ان اہرام کے اندر طلسم ہوا تو میں اسے زائل کر دوں گا۔ سن رکھو طلسم کی پابندیاں میرے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں"۔

عزازیل کے اس جواب پر قارون خجل اور شرمندہ ہو کر بولا: "ہاں! میں تو بھول ہی گیا تھا کہ تم خود بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ وہاں موجود ہو گے اور پھر تمہاری موجودگی میں مجھے کیا دکھ اور گزند پہنچ سکتا ہے بہر حال کل آدھی رات کے قریب میں اپنے قابلِ اعتماد جوانوں اور اونٹوں کے ساتھ وہاں ضرور پہنچ جاؤں گا"۔

عزازیل نے اٹھ کر قارون سے مصافحہ کیا: "اور کل میں وہاں تمہارا انتظار کروں گا"۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد قارون اپنے دیوان خانے میں تھوڑی دیر بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔ پھر اپنے گھر سے نکل کر وہ تیزی سے ایک سمت بڑھنے لگا۔

○

تھوڑی ہی دیر بعد قارون حضرت موسیٰؑ کے گھر میں داخل ہوا۔ اس وقت موسیٰؑ، ہارونؑ، مریم بنت عمران اور آپ کے ماں باپ یوحانذ اور عمران اکٹھے بیٹھے تھے:

قارون کو دیکھتے ہی مریم بنت عمران اپنی جگہ سے اٹھ گئی اور اسے مخاطب کر کے بولی:

"اے ابنِ عم! آؤ بیٹھو"۔

قارون موسیٰؑ کے سامنے آ کھڑا ہوا اور بولا: "اے میری بہن! میں بیٹھوں گا نہیں۔ میں جلدی میں ہوں۔ بس موسیٰؑ سے ایک بات کرنے آیا ہوں"۔

پھر اس نے موسیٰؑ سے کہا: "اے موسیٰؑ! مجھے میرے ایک ساحر دوست نے کہ نام جس کا عزازیل ہے یہ خبر دی ہے کہ جب تم مصر کی طرف آ رہے تھے تو جبلِ سینا کی وادی میں خداوند تعالیٰ تم سے ہمکلام ہوا اور تمہیں نبوت سے سرفراز فرمایا۔ پھر تمہاری التجا پر خداوند قدوس نے ہارونؑ کو بھی نبی بنا دیا۔ اے موسیٰؑ! میں بھی تمہارا بھائی تھا بے شک عم زاد ہی سہی پر سگوں جیسا ہوں۔ تم نے خدا سے

میرے نبی بنائے جانے کا کیوں التماس نہ کیا۔ آخر میں بھی بنی اسرائیل کی اولاد میں سے ہوں اور لاوی کی نسل سے بھی ہوں"۔

موسیٰؑ نے قارون کو سمجھایا:

"اے قارون! تو غلطی پر ہے۔ خدا جس طرح اپنے تخلیق اور تکوینی کام میں لاشریک اور واحد ہے ایسے ہی کسی کو مراتب و مناصب عطا کرنے میں بھی خود مختار ہے۔ کسی کے کہنے یا چاہنے پر وہ کسی کو نبوت عطا نہیں کرتا۔ مدین سے مصر کی طرف آتے ہوئے میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ راستے میں مجھے نبوت اور معجزات عطا کر دیے جائیں گے۔ سو اے قارون! میرا رب اپنے کاموں میں خود مختار مطلق ہے وہ جسے چاہے عزت و ہدایت دے اور جسے چاہے ذلّت و ضلالت دے۔ وہ اپنے جس بندے پر چاہے روح الامینؑ اور وحی نازل کرے۔ کائنات میں اس کے سوا کوئی ادنیٰ سا تصرف بھی نہیں کر سکتا۔ یاد رکھ اے قارون! کسی کو نبوت عطا کیے جانے کے عمل میں کسی انسان کو ایک کھجور کی گٹھلی کی جھلی کے برابر بھی اختیار حاصل نہیں ہے۔ یہ میرے ربّ کی دین ہے وہ جسے چاہے عطا کرے"۔

موسیٰؑ کے اس جواب پر قارون برافروختہ ہو کر باہر نکل گیا اور حسد نے اس کے دل و دماغ کو جکڑ لیا۔

○

دوسرے روز آدھی رات کے قریب جب قارون اپنے جوان اور اونٹ لے کر بیدوم کے مقام پر فرعون سنیفرو کے اہرام کے قریب پہنچا تو عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہلے سے وہاں موجود تھا۔ قارون انہیں وعدے کے مطابق وہاں پا کر خوش ہوا۔

جب وہ ان کے قریب آیا تو عزازیل نے رازداری سے کہا: "اپنے اونٹوں اور جوانوں کو یہیں اہرام کے باہر چھوڑ دو، پہلے تم میرے ساتھ اندر چلو"۔

قارون کچھ کہے بغیر خاموشی سے اس کے ساتھ ہو لیا۔ اہرام اندر سے بے حد خوبصورت تھا اور وہاں سنیفرو اور اس کے اہل خانہ کی ممیاں اور تابوت تھے۔

پھر عزازیل ایک بہت بڑے چٹان نما پتھر کو حرکت میں لایا۔ جب پتھر اٹھا تو عزازیل کے ساتھیوں میں سے ایک نے جو مشعل اٹھا رکھی تھی، اس کی روشنی میں قارون نے دیکھا چوڑی سیڑھیوں کا ایک سلسلہ نیچے کو جا رہا تھا۔

عزازیل اپنے ساتھیوں اور قارون کو لے کر ان سیڑھیوں سے نیچے اترا تو قارون دنگ رہ گیا۔ وسیع اہرام کا وہ تہ خانہ جو کئی ذیلی تہ خانوں پر مشتمل تھا سارے کا سارا قیمتی زر و جواہر سے بھرا ہوا تھا۔

پھر اس تہ خانے میں عزازیل کی آواز گونجی: "اے قارون! یہ سب خزانے تمہارے ہیں۔ یاد رکھو، اس قدر خزانے فرعون منفتاح کے پاس بھی نہ ہوں گے اور اے قارون! اس سارے خزانے کو منتقل کرنے میں تمہارے کئی دن لگ جائیں گے۔ سنو! میں تو ابھی یہاں سے رخصت ہو جاؤں گا۔ لیکن میرے ساتھی یہیں رہیں گے اور ہر طرح سے تمہاری حفاظت و امداد کریں گے۔ ان کی موجودگی میں کوئی تمہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا اور سنو! جب تک تم اس سارے خزانے کو اپنی حویلی میں منتقل نہیں کر لیتے تب تک ہر رات کو اسی وقت میرے یہ ساتھی تمہیں اس اہرام میں ملا کریں گے اور ان کی حفاظت میں تمہارے جوان کام کرتے رہیں گے اور اے قارون! کیا تم اپنے ساتھ مشعلیں لائے ہو"۔

قارون خوشی سے بے قابو ہوتے ہوئے بولا: "اے عزازیل! تمہارے کہنے کے مطابق میں اپنے ساتھ کئی مشعلیں لایا ہوں"۔

عزازیل نے کہا: "تو پھر ان مشعلوں کو روشن کرو اور اپنے کام کی ابتدا کر دو۔ صبح تک تم لوگوں کو کم از کم چار چکر ضرور لگانے چاہییں اور اگر کوئی پوچھے کہ یہ کیا ہے تو بتا دینا کہ تمہارا تجارتی مال آ رہا ہے اور سنو! کسی مناسب موقعے پر ان خزانوں میں سے کوئی عمدہ سی چیز فرعون منفتاح کو بھی پیش کرنا اور گاہے گاہے یہ سلسلہ جاری رکھنا۔ گو کہ فرعون تمہارا دوست ہے لیکن تمہاری طرف سے تحائف جانے پر تم اس کی نگاہوں میں اور زیادہ عزیز ہو جاؤ گے اور وہ ہر طرح سے تم پر اعتماد کرنے لگے گا"۔

اس کے ساتھ ہی عزازیل وہاں سے چلا گیا تاہم اس کے ساتھی وہیں رہے۔

قارون نے پہلے مشعلیں روشن کیں۔ پھر اس نے اپنے جوانوں کو حکم دیا اور خزانے اونٹوں پر لادنے شروع کر دیے۔

اس رات قارون نے اپنے اونٹوں پر پانچ چکر لگائے۔ اس طرح کئی دن کی لگاتار اور انتھک کوشش کے بعد قارون نے یوسفؑ کے محفوظ کردہ ان خزانوں کو اپنی حویلی میں منتقل کر لیا۔ پھر اس نے اپنے لیے نئے کارکن اور ملازم رکھے اور ان کے ذریعے اس نے اپنی تجارت کا سلسلہ دور دور کے ملکوں تک پھیلا دیا۔ اس طرح دن بدن اس نے اپنی دولت میں اضافہ کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ وہ اس

وقت میں دنیا کا امیر ترین آدمی بن گیا۔

○

یوناف ایک روز شام سے تھوڑی دیر قبل مصر کے جنوب میں ان صحراؤں میں داخل ہوا جہاں اسیوبیہ قبائل کا لشکر رعمسیس دوئم کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد مغرب کی طرف بھاگتے ہوئے اپنے خزانوں سمیت ہولناک طوفان کے باعث ریت میں دفن ہو گیا تھا۔

اس نے دیکھا سمندر کے کنارے سے لے کر صحرا کے اندر دور دور تک خیمے ہی خیمے نصب تھے اور کئی جگہوں پر لوگوں نے صحرا کو کھود کھود کر ریت کے اونچے اونچے ڈھیر لگا رکھے تھے۔

اتنے میں ایک جوان اس کی طرف بھاگتا ہوا آیا۔ یوناف اسے پہچان گیا۔ وہ رع دیوتا کا وہی پجاری تھا جس نے عزازیل، اندھے ساحر شمعون اور سامری کی گفتگو یوناف کے محل میں آ کر اسے سنائی تھی۔ وہ پجاری جب قریب آیا تو یوناف اسے مخاطب کر کے بولا:

"اے الحان! تو کب یہاں پہنچا اور کیا تیرے ساتھ ساحر شمعون، سامری اور عزازیل کا ساتھی شبر بھی ہیں؟"

الحان نے خوش ہوتے ہوئے کہا:

"اے یوناف! یہاں تو صرف سامری اور شبر ہی ہیں اور ان کے ساتھ کچھ چھوٹے ساحر بھی ہیں شمعون ادھر نہیں آیا۔ کیونکہ ایک تو وہ مصری عوام ہی نہیں مصری حکومت کی نگاہوں میں بھی سب سے بڑا ساحر مانا جاتا ہے اس لیے ایسے کاموں میں حصہ لینا وہ مناسب خیال نہیں کرتا۔ دوئم یہ کہ وہ اندھا ہے بھلا وہ کہاں ان صحراؤں میں آ کر دھکے کھاتا پھرتا۔"

ذرا رک کر الحان نے مزید کہا:

"اے یوناف! کیا میں یہاں خزانے ... نے والے قبائل کے کسی سردار سے آپ کے لیے بات کروں کیونکہ یہاں خیمہ زن قبائل کے لوگ ... خاطر بہتر سے بہتر ساحر کی خدمات حاصل کرنے کو بے تاب ہیں کیونکہ ان کا خیال ہے کہ یہ خزانہ ... کے لیے کوئی ساحر ہی ان کی مدد کر سکتا ہے۔"

یوناف نے پوچھا:

"اے الحان! پہلے تم یہ بتاؤ کہ یہاں کون کون سے قبائل جمع ہیں۔ اس کے بعد اس موضوع پہ تم سے گفتگو ہو گی۔"

الحان نے کچھ سوچا پھر بولا:

"اے یوناف! نوحؑ کے بیٹے حام کے چار فرزند[1] تھے مصرائم[2]، کنعان، کوش اور فوط۔ مصرائم کے سات لڑکے تھے جو لودی[3]، عنامی، لہابی، نفتوحی، فتروسی، کسلوحی اور کفتوری تھے۔ ان میں سے تین بھائیوں یعنی لودی، لہابی اور نفتوحی کی اولاد نہ جانے کدھر جا کر آباد ہو گئی۔ باقی چار بھائی یعنی عنامی، فتروسی، کسلوحی اور کفتوری کی اولاد ان صحراؤں میں آباد ہو گئی اور خوب پھیلی بڑھی اور ان صحراؤں اور آس پاس کے علاقوں میں رہنے والے لوگ ان چار بھائیوں کی نسبت سے چار ہی قبائل میں منقسم ہیں۔ گو یہ چاروں قبیلے اب کافی حصوں میں بٹ چکے ہیں اور ان کے اندر ان گنت سردار بھی ہیں پھر بھی یہ اپنے جدِ امجد کے نام سے ہی پکارے جاتے ہیں۔

اے یوناف! یہ چاروں قبائل اپنے اپنے سرداروں کے ساتھ یہاں جمع ہو گئے ہیں اور ریت میں غرق خزانوں کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔

اب ان قبائل نے دو گروہ بنا لیے ہیں۔ ایک طرف عنامیوں اور فتروسیوں نے اتحاد کر لیا ہے اور دوسری طرف کسلوحی اور کفتوری قبائل نے متحد ہو کر دوسرا گروہ بنا لیا ہے۔ اب ہر گروہ کی کوشش یہ ہے کہ خزانہ اسے ملے۔ عنامی اور فتروسی چونکہ طاقت اور انفرادی قوت میں زیادہ ہیں لہٰذا سامری اور شبر ان کے ساتھ مل گئے ہیں اور خزانہ تلاش کرنے میں ان کی مدد کر رہے ہیں۔ دو تین بار ان دونوں گروہوں میں تصادم بھی ہو چکا ہے جن میں ہر بار عنامی اور فتروسی ہی غالب رہے ہیں اور میرا خیال ہے کہ اگر دو ایک بار اور اسی طرح تصادم اور جھگڑا ہوا تو کسلوحی اور کفتوری یہاں سے بھاگ جائیں گے لیکن سامری نہیں

۱۔ ماخوذ از توریت۔ باب پیدائش۔ رکوع ۱۰، آیت ۶ اور تاریخ ابنِ خلدون۔ حصہ اول بسلسلہ حام کی اولاد۔

۲۔ مصرائم کو توریت میں مصر کے نام سے لکھا گیا ہے۔ ملک مصر کا نام بھی اسی کے نام کی نسبت سے پڑا۔

۳۔ توریت میں ان کے نام یہی ہیں۔ بقول ابنِ خلدون ان میں سے تین کے حالات دستیاب نہیں جبکہ باقی چار بھائیوں کے قبائل اسکندریہ کے اطراف میں آباد ہو گئے تھے۔

چاہتا کہ یہ دونوں قبیلے یہاں سے بھاگ جائیں کیونکہ کنتوری سردار کی ایک بیٹی ہے جس کا نام حریظہ ہے یہ لڑکی انتہائی خوبصورت ہے اور سامری اسے پسند کرنے لگا ہے۔ میرا خیال ہے سامری شبر اور چند وحشی قبائلیوں کی مدد سے اس لڑکی کو اٹھا لے جائے گا۔

ایک بات اور۔ عناصی اور فرزوسی قبائل دونوں مل کر عناصی قبائل کے سردار بجیلہ کے تحت کام کر رہے ہیں جبکہ کسلوحی اور کنتوری قبائل متحدہ طور پر کنتوری سردار طوج کے تحت کام کر رہے ہیں۔"

"یہ علاقہ جس کے اندر خزانوں کی تلاش جاری ہے کس کا ہے؟" الحان کے خاموش ہونے پر یوناف نے پوچھا۔

"اور ہاں۔ یہ بھی بتاؤ کہ سامری اور عزازیل کے ساتھ شبر کا قیام کہاں اور کس طرف ہے۔"

الحان جواب میں بولا:

"اے یوناف! یہ علاقہ کفتوری قبائل کی ملکیت ہے لیکن چونکہ یہ کمزور ہیں اس لیے عناصی اور فرزوسی زبردستی یہاں گھس آئے ہیں اور کفتوری کسلوحی قبائل کے ساتھ مل کر بھی انہیں زبردستی یہاں خزانہ تلاش کرنے سے روک نہیں سکتے۔

اس کے علاوہ ان دونوں گروہوں کے تھوڑی ہی دور مغرب میں ایک نخلستان ہے جہاں میٹھے پانی کا ایک کنواں ہے گو یہ بھی کفتوری قبائل کی ملکیت ہے لیکن عناصی اور فرزوسی زبردستی اپنی پانی کی ضروریات کے لیے اس کنویں کو استعمال کرتے ہیں اور کوئی انہیں روکنے اور منع کرنے والا نہیں ہے۔"

الحان کی ساری گفتگو سننے کے بعد یوناف نے کہا:

"اے الحان! گو اس طرف آنے کا میرا اصل مقصد شبر سے اپنا ذاتی انتقام لینا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ چونکہ مجھے یہاں رہنا ہوگا اور یہاں کے ماحول میں کفتوری قبائل مظلوم ہیں لہٰذا ظالم کے مقابلے میں مظلوم کی مدد میں ضرور کروں گا لہٰذا اے الحان! تم مجھے یہ بتاؤ کہ کفتوری قبائل کا پڑاؤ کس طرف ہے اور سنو! تم مجھے ضرورت کے وقت اور موقع ملنے پر عناصی اور فرزوسی قبائل کی خبریں پہنچاتے رہنا۔"

الحان نے کچھ سوچا اور بولا:

"اے یوناف! تمہیں کفتوری قبائل کے سردار طوج کی طرف جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے کہ آج چاروں قبائل کے سردار اور سرکردہ لوگ ایک جگہ جمع ہو رہے ہیں جہاں سب مل کر یہ فیصلہ کریں گے کہ کس طرح اس علاقے کو چار حصوں میں تقسیم کیا جائے کہ چاروں قبائل امن و سکون سے یہاں رہ کر خزانوں کی تلاش جاری رکھ سکیں۔

"تو گویا کفتوریوں کی سرزمین میں یہ لوگ مل کر فیصلہ کریں گے کہ کس سمت اور کہاں کہاں کس کس قبیلے کو خزانے کی تلاش کرنا ہوگی" یوناف نے الحان سے پوچھا۔ "اور ہاں الحان! کیا یہ کفتوریوں کے ساتھ زیادتی نہیں ہے۔"

"زیادتی تو ہے" الحان اپنی آواز میں زور پیدا کرتے ہوئے بولا: "پر یہ کفتوری سردار طوج نہ صرف ادھیڑ عمر ہے بلکہ انفرادی قوت میں بھی کمتر ہے جبکہ عناصی سردار بجیلہ جوان اور زور آور ہے بلکہ اس کے ساتھ طاقتور سیاہ فاموں کا ایک پورا لشکر ہے۔ اس کے کچھ اپنے ذاتی محافظ بھی ہیں جو قوت طاقت، جسامت اور قامت میں دیو ہیکل اور کوہ پیکر ہیں۔ اسی بنا پر کفتوری سردار طوج ان سے ایسی گفتگو پر رضامند ہوگیا ہے۔"

"اے الحان! اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ قبائلی سرداروں اور اکابر کا یہ اجتماع کہاں اور کس جگہ ہوگا"۔ یوناف نے الحان کے کندھے پر اپنا پیٹنٹ سے ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔ پھر اس نے اس کے کندھے کو تھپ تھپاتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی:

"بس تم مجھے اس جگہ کی نشاندہی کر دو اور جاؤ۔"

الحان نے اپنے سامنے خیموں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انکشاف کیا:

"یہ جو خیمے دائیں طرف والے ہیں اور سمندر کے کنارے تک پھیلے ہوئے ہیں یہ عناصی اور فرزوسی قبائل کے ہیں اور ان لوگوں کو سمندر کے راستے کشتیوں کے ذریعے بھی اپنی بستیوں سے رسد اور کمک ملتی رہتی ہے اور یہ جو خیمے بائیں طرف صحرا کے اندر تک پھیلے ہوئے ہیں یہ کسلوحی اور کفتوری قبائل کے ہیں اور ان دونوں قبائل کے درمیان جو خالی جگہ ان دونوں گروہوں کو جدا کرتی ہے یہیں پر آج اجتماع ہوگا۔"

الحان کے خاموش ہونے پر یوناف پھر بولا:

"اے الحان! جانے سے پہلے مجھے یہ بھی بتاتے جاؤ کہ ان قبائل کا مذہبی رجحان اور رنگاؤ کیسا اور کس طرف ہے۔"

الحان نے بلا تکلف جواب دیا:

"اے یوناف! یہ سارے ہی قبائل آتش پرست ہیں۔"

یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا:

"اے الحان اب تم جاؤ۔ میں اسی جگہ انتظار کرتا ہوں۔"

الحان نے جاتے جاتے کہا:

"اس اجتماع میں سامری اور شبر بھی آئے گا اس لیے میں بھی ان کے ساتھ ہوں گا۔"

اس کے ساتھ ہی الحان وہاں سے چلا گیا اور یوناف اس جگہ جا بیٹھا جہاں سرداروں اور اکابر کا اجتماع ہونا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد قبائلی سردار اور ان کے ساتھ بہت سے مرد اور عورتیں وہاں جمع ہوئے پہلے انہوں نے یہ طے کیا کہ کس قبیلے کو کس علاقے میں خزانہ تلاش کرنے کے حقوق حاصل ہونگے اس کے بعد وہاں جمع سب لوگوں نے شراب پی کر شور و غل کرنا شروع کر دیا۔ وہ اس طرح اپنی خوشی اور مسرت کا اظہار کر رہے تھے۔

قبائل کے کچھ لوگ اپنے ہاتھوں میں مشعلیں اٹھائے ہوئے تھے۔ سورج غروب ہو چکا تھا اور صحرا میں ہر سو تاریکیاں بکھر چکی تھیں لیکن صحرا کا یہ حصہ ان مشعلوں کی وجہ سے خوب روشن بلکہ چکا چوند ہو رہا تھا۔

اسی لمحے ایک طرف سے الحان تیزی سے آیا اور یوناف کو مخاطب کر کے بولا:

"یوناف! یوناف! تمہارے سامنے وہ جو مشعلوں کے درمیان سے گزر کر دو جوان جا رہے ہیں وہ سامری اور شبر ہیں۔ وہ دونوں کفتوری سردار طوج کی طرف جا رہے ہیں۔ میرے خیال میں وہ اس کی بیٹی حریلطہ سے متعلق اس سے گفتگو کریں گے۔"

الحان یہ کہہ کر فوراً ایک طرف ہٹا اور ہجوم میں روپوش ہو گیا۔ یوناف نے جلدی سے اپنا خنجر نکال کر اس پر کوئی عمل کیا پھر تیزی سے سامری اور شبر کے تعاقب میں لپکا۔

ایک ایسی جگہ جا کر سامری اور شبر رک گئے جہاں کچھ لوگوں کے درمیان ڈھلتی ہوئی عمر کا ایک آدمی اور ایک نوعمر مگر انتہائی حسین اور پرکشش لڑکی کھڑی تھی۔ یوناف نے اندازہ لگا لیا کہ وہ سردار طوج اور حریلطہ تھے۔

ان کے قریب جا کر وہ دونوں رک گئے۔ پھر سامری نے طوج کو مخاطب کر کے کہا: "اے کفتوری قبیلے کے سردار طوج! میرا نام سامری ہے۔ میں مصر کا اول نمبر کا نہیں تو دو نمبر کا ساحر ضرور ہوں۔ میرا قیام ان دنوں عنامی سردار بکیلہ کے ہاں ہے اور ہم جب چاہیں تمہیں اور تمہارے قبیلے کو اجتماعی یا انفرادی طور پر نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اور اے سردار! کیا یہ ممکن نہیں کہ اس نقصان سے بچنے کے لیے تم اپنی بیٹی کو مجھ سے بیاہ دو کہ میں اسے پسند بھی کرتا ہوں۔"

سامری جب خاموش ہوا تو شبر نے اس کی تائید کرتے ہوئے اور اس کی دھمکی اور تنبیہ کو اور موثر اور کارگر بنانے کی خاطر گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا: "اور اے طوج! ہم ساحر ہونے کے علاوہ بھی ان گنت قوتوں کے مالک ہیں لہٰذا اپنی بیٹی کو سامری سے بیاہ دینے میں ہی تمہاری سلامتی اور خیریت ہے۔"

قبل اس کے کہ سردار طوج ان دونوں کی دھمکی آمیز باتوں کا کوئی جواب دیتا، یوناف آگے بڑھا اور جونہی اپنے خنجر کی نوک اس نے شبر کی گردن سے مس کی وہاں شبر کی ایک ہولناک چیخ بلند ہوئی اور ساتھ ہی شبر وہاں سے غائب ہو گیا۔ فوراً ہی خنجر کی نوک بھی روشن اور چمکدار ہو گئی۔ اور اندھیرے میں روشنی دینے لگی۔

شبر کی چیخ اور غائب ہونے پر وہاں کھڑے سبھی لوگ پریشان اور دم بخود ہو گئے سامری نے بھی جب چونک کر اپنے پہلو میں دیکھا شبر کو وہاں نہ پایا تو وہ پریشان سا ہو گیا۔

یوناف نے غور سے سامری کی طرف دیکھا اور طنز بھرے لہجے سے بولا:

"اے سامری! تم فکرمند نہ ہو۔ تمہارا دوست اور عزازیل کا ساتھی شبر اب میرے خنجر کی نوک میں اسیر ہے۔ خنجر کی یہ نوک شبر کے آتشی وجود کے باعث ہی چمک رہی ہے۔ اے سامری! یاد رکھو اگر تم مصر کے بہترین ساحروں میں سے ہو تو میں تم جیسے ساحروں کا بھی باپ ہوں۔ میرا نام یوناف ہے اور یہ نام یقیناً تمہارے لیے اجنبی اور نیا نہ ہو گا۔"

سامری فوراً حرکت میں آیا۔ اس نے اپنے سحر سے کام لیا۔ ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھڑی پر اس نے اپنا عمل کیا اور یوناف پر پھینک دی۔ سامری کے اس عمل سے وہ چھڑی فضا کے اندر سانپ کی صورت اختیار کر گئی۔ اس سانپ کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ اپنے منہ سے آگ برساتے ہوئے سانپ فضا سے نیچے کی طرف آتے ہوئے یوناف پر لپکا۔

یوناف پر اس سانپ کا کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ اپنی جگہ پر مطمئن اور پرسکون کھڑا تھا۔ جب سانپ اس کے قریب آیا تو یوناف نے ہاتھ بڑھا کر اسے پکڑ لیا۔ سانپ کے ہاتھ میں آتے ہی سامری کا طلسم ختم ہو گیا۔ اور سانپ اب اس کے ہاتھ میں چھڑی کی اصل صورت اختیار کر گیا تھا۔

سامری اب اس ناکامی پر خجل سا ہوا لیکن اس نے ہمت نہ ہاری اور اس نے یوناف پر دوسرا وار کر دیا۔ اس بار اس نے منہ بھر کر یوناف پر تھوک دیا۔ اس کا وہ تھوک ان گنت انگاروں کی صورت میں یوناف کی طرف لپکا۔

اس بار یوناف نے اپنے ردِعمل کا مظاہرہ کیا۔ وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور جونہی اپنا دایاں ہاتھ چہرے کے سامنے لایا اس کا ہاتھ لوہے کے اس ٹکڑے جیسا ہو گیا جسے آگ میں تپا کر سرخ کر دیا گیا ہو

کستوری سردار طوج، اس کی حسین بیٹی حریلظہ اور وہاں موجود سب لوگ حیرت و تعجب سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ یہ منظر ان کے لیے اور زیادہ ہولناک تھا کہ یوناف کے تپے ہوئے سرخ لوہے کے سے ہاتھ سے دھواں بھی نکل رہا تھا۔

جب سامری کی طرف سے آنے والے وہ انگارے یوناف کے قریب آئے تو یوناف نے اپنا وہ ہاتھ فضا میں بلند کر دیا۔ اسی لمحے سامری کے وہ انگارے دوبارہ تھوک کی صورت اختیار کر گئے اور تھوک یوناف سے ذرا فاصلے پہ زمین پر گر گیا۔

اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنا وہ گرم سرخ ہاتھ سامری کے شانے پر دے مارا۔ سامری نے درد و کرب میں ڈوبی ہوئی ایک بھیانک چیخ بلند کی اور یوناف کے ہاتھ کی ضرب سے فضا میں اچھلتا ہوا دور جا گرا۔ اس کے شانے پہ سے جہاں یوناف کا ہاتھ پڑا تھا، لباس جھلس گیا تھا اور زمین پر گرنے کے بعد وہ تیزی سے اٹھا اور بھاگ نکلا۔

اس موقع پہ سردار طوج قریب آیا اور یوناف سے بولا:

اے میرے عزیز! میں نہیں جانتا تو کون ہے۔ کہاں سے آیا ہے اور کس سرزمین سے تیرا تعلق ہے میں کستوری قبیلے کا سردار طوج ہوں اور یہ میری بیٹی حریلظہ ہے۔ اے میرے عزیز! تو میرے ساتھ میرے خیمے میں چل۔ میں وہاں تیری مہمان نوازی کروں گا۔ تیرے حالات تفصیل سے سنوں گا۔ تیری حیثیت میرے قبیلے والوں کے لیے بھی ایک معزز مہمان کی سی ہو گی۔ مجھے امید ہے کہ تو انکار نہ کرے گا اس لیے کہ صحرا کے اس تکلیف دہ ماحول میں یقیناً میں تم جیسے جوان ہی کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔"

"میں ضرور تمہارے ساتھ چلوں گا۔" یوناف نے کہا۔ "اور اے سردار! میں اس ماحول میں تیری پوری پوری مدد بھی کروں گا۔"

طوج نے یوناف کا ہاتھ تھام لیا اور اسے لے کر خیمے کی طرف چل پڑا۔

ہندوستان کے شہر بھارت میں ایک روز تیز طوفانی اور موسلا دھار بارش ہوئی اور اس بارش کے ساتھ ہولناک طوفان بھی آیا جس نے بڑے بڑے درختوں کو جڑ سے اکھاڑ دیا۔ اوشا دیوی کے مندر کے باہر پیپل کا وہ پرانا درخت بھی جڑ سے اکھڑ کر زمین پہ آ رہا جس کی جڑوں کے پاس وہ برتن دفن تھا جس میں عزازیل نے اپنے عمل کے ذریعے ابلیکا کو بند کر رکھا تھا۔ درخت کے جڑ سے اکھڑنے اور زمین پہ گرنے کی وجہ سے ابلیکا والا وہ برتن بھی زمین سے باہر آ گیا۔

بارش کے دوسرے روز بھارت شہر کے دو لکڑ ہارے اس درخت کو کاٹنے کے لیے آئے اور ابھی وہ درخت کو کاٹنے کا عمل شروع کرنے ہی والے تھے کہ اس برتن کے اندر سے انہیں ابلیکا کی ہلکی سی آواز سنائی دی:

اے مہربان رحم دل لکڑ ہارو! میرا نام ابلیکا ہے۔ ابلیس نے ایک ہولناک عمل کے ذریعے مجھے اس برتن میں بند کر دیا تھا جو اس وقت درخت کی ان جڑوں کے پاس پڑا ہے۔ تم اس برتن کو اٹھا کر اس قدر زور سے زمین پہ مارو کہ یہ ٹوٹ جائے اور اس کے اندر کی مٹی بکھر جائے۔ تمہارے ایسا کرنے سے میں آزاد ہو جاؤں گی۔ اور سنو! میں ایک بے ضرر روح ہوں۔ اگر تم نے مجھے آزادی دلا دی تو میں اوشا دیوی کے اس مندر کے اندر سے تمہیں اسقدر نقدی لا کر دوں گی کہ تم دونوں کی زندگی آرام و سکون اور فراغت اور خوشحالی سے گزر جائے گی"۔

دونوں لکڑ ہارے یہ آواز سن کر خوفزدہ ہو گئے اور پیچھے ہٹ گئے۔ ابلیکا نے پھر ان لکڑ ہاروں کی منت سماجت کی اور کہا:

اے نیکدل لکڑ ہارو! خوفزدہ نہ ہو۔ میں ایک روح ضرور ہوں۔ پر تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچاؤں گی تم آگے بڑھ کر جڑوں کے پاس پڑے برتن کو اٹھاؤ اور زور سے زمین پہ پٹخ دو"۔

دونوں لکڑ ہاروں نے اس بار ہمت کی۔ ایک دوسرے کی طرف غور سے دیکھا۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں کوئی فیصلہ کیا اور پھر قدرے جھک کر آگے بڑھے۔ ان میں سے ایک نے برتن کو اٹھا کر اپنے دونوں ہاتھوں پر فضا میں بلند کیا اور پورے زور سے درخت کے تنے پر پٹخ دیا۔

لکڑ ہارے کے اس عمل سے برتن ٹوٹ گیا۔ اور اس کے اندر بھری ہوئی مٹی بکھر گئی۔

اس کے ساتھ ہی فضا کے اندر ایک ہولناک چنگھاڑ سنائی دی جیسے بادل زور سے گرجے ہوں۔ یا صحرا میں تیز آندھیوں نے ریت کے ٹیلوں کو اکھاڑ پھینکنا شروع کر دیا ہو۔

دونوں لکڑ ہاروں نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر آنکھیں بند کر لیں۔ پھر فضا میں خاموشی اور سکوت

طاری ہوگیا۔

دونوں لکڑہارے کچھ سنبھل کر پیچھے ہٹے اور پھر اپنے کلہاڑے سنبھال کر درخت کو کاٹنے کا عمل شروع کرنے ہی والے تھے کہ ان دونوں کے پیروں کے پاس نقدی سے بھری ہوئی چمڑے کی ایک ایک تھیلی آگری۔

اس کے ساتھ ہی ابلیکا کی آواز ان کی سماعت سے ٹکرائی:

'اے میرے عزیز، مہربان اور نیک دل لکڑہارو! نقدی کی یہ تھیلیاں تم دونوں کا انعام ہے جس کا میں نے تم دونوں سے وعدہ کیا تھا۔ اے میرے مہربانو! تمہاری کوششوں سے میں آزاد ہوئی ہوں میں تم دونوں کی ممنون ہوں۔ اب تم یہ نقدی کی تھیلیاں اٹھاؤ اور اپنے گھروں کو جاؤ۔ ان میں اس قدر نقدی ہے کہ تم دونوں اپنے اہل خانہ کے ساتھ بے فکری اور معاش کی کشمکش سے آزاد ہو کر پُرسکون زندگی بسر کر سکتے ہو۔ پر اے میرے محسنو! اس حادثے اور نقدی کی ان تھیلیوں کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ ورنہ لوگ تم سے یہ نقدی چھین لیں گے۔ اب تم جاؤ اور اپنے اپنے حصے کی نقدی کو رازداری کے ساتھ اپنے استعمال میں لاؤ۔'

دونوں لکڑہاروں نے نقدی کی تھیلیاں اٹھالیں۔ پھر کلہاڑوں کو کندھوں پر رکھے وہ واپس گھروں کو چل دیے۔

○

کفتوری سردار طوج اور اس کی حسین بیٹی حرنیطہ یوناف کو اپنے خیمے میں لائے۔ یوناف نے دیکھا سردار کے خیمے کے باہر آگ کا الاؤ روشن تھا۔ پاس ہی لکڑیوں کے ڈھیر لگے تھے اور کچھ لوگ الاؤ کو روشن رکھے ہوئے تھے۔

یوناف جان گیا کہ وہ آگ کا مقدس الاؤ تھا جس کی وہ لوگ پرستش کرتے تھے۔ خیمے کے اندر داخل ہو کر یوناف نے یہ بھی جائزہ لیا کہ خیمہ اونٹوں کی کھال سے بنا ہوا تھا اور بہت بڑا تھا جسے ریشمی پردوں کی دیواریں کھڑی کر کے کئی کمروں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔

جس کمرے میں وہ تینوں اس وقت موجود تھے وہ شاید دیوان خانے کے طور پر استعمال ہوتا تھا کیونکہ اس کمرے کے وسط میں ایک گڑھے کے اندر آگ جل رہی تھی اور سخت سردی میں بھی کمرہ خوب گرم

ہو رہا تھا۔ آگ کے اردگرد بیٹھنے کے لیے پورے کمرے میں دباغت کیا ہوا چمڑا بچھایا گیا تھا۔

طوج اور حرنیطہ دونوں باپ بیٹی گڑھے میں جلتی اس آگ کے پاس چمڑے کی چٹائی پر بیٹھ گئے طوج نے یوناف کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا۔ پھر اس نے پوچھا:

'اے اجنبی! اب بتا تو کون ہے۔ کس سرزمین سے آیا ہے اور ان صحراؤں کے اندر تیری کیا غرض و غایت ہے۔ میرا کوئی بیٹا نہیں ہے۔ میری بیوی مر چکی ہے اور میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں۔ اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں ان صحرائی قبائل کے یہاں جمع ہونے کی وجہ بتا دوں۔'

یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا:

'اس کی ضرورت نہیں ہے اس لیے کہ میں جانتا ہوں یہ سب صحرائی قبائل ان خزانوں کی تلاش میں یہاں آئے ہیں جو اسیوبیہ کے لشکر کے ساتھ اس صحرا میں دفن ہیں۔'

یوناف کے جواب پر طوج مسکرا دیا اور بولا:

'اگر تمہیں ان سارے حالات کی پہلے سے خبر ہے تو پھر اپنے بارے میں تفصیل سے کہو کیونکہ مجھے اور میری بیٹی کو اطمینان ہو۔'

'میرا نام یوناف ہے۔'

یوناف اپنے بارے میں بتاتے ہوئے بولا:

"میرا تعلق مصر کے شہر ممفس سے ہے۔ میں ایک ساحر ہوں۔ اس کے علاوہ میرے پاس اور بھی سری قوتیں ہیں جن کی وجہ سے میں لوگوں کے اندر فوق البشر صورت اختیار کر لیتا ہوں۔ میرے ایک ساحر دوست نے مجھے اطلاع دی تھی کہ اس صحرا میں مختلف قبائل اسیوبیہ کے خزانوں کی تلاش میں جمع ہو گئے۔ میرے ادھر آنے کا مقصد ان خزانوں کی تلاش نہیں ہے بلکہ میں اپنے ایک دشمن کی تلاش میں آیا ہوں۔ یہ دشمن ابلیس کا ایک ساتھی شبر ہے۔ اس نے ایک موقع پر فلسطینیوں کے شہر دجون سے مجھے جلاوطن کرا دیا تھا سو اس سے انتقام لینے کی خاطر میں نے ان صحراؤں کا رخ کیا۔

اور اے سردار طوج! تم جانتے ہو ابلیس کا یہ ساتھی اور میرا دشمن شبر کون ہے۔ یہ وہی ہے جو تمہارے دشمن قبیلے عناس کے ساحر سامری کے ساتھ آیا تھا۔ اب میں نے اسے اپنے ایک سری عمل کے ذریعے ابلیس کے ساتھی شبر کو اپنے خنجر کی نوک میں اسیر کر لیا ہے۔ اب میں اسے ایک ایسی اذیت میں مبتلا کروں گا کہ یہ نہ جیے گا نہ مرے گا۔

یہ تم لوگ جو میرے خنجر کی نوک میں ابھرتی چنگاریوں کو دیکھ رہے ہو یہ شبر کی یہاں اسیری کے

باعث ہیں:"

یوناف ذرا رکا پھر کہنے لگا:

"اے سردار طوج! ان صحراؤں میں داخل ہونے کے بعد سامری کے ایک ساتھی ساحر نے کہ جس کا نام اثمان ہے اور جو میرے عقیدتمندوں میں سے ہے مجھے تفصیل سے بتایا کہ صحرا کا یہ حصہ کفتوری قبیلے کی ملکیت ہے اور دوسرے قبائل زبردستی یہاں آ گھسے ہیں لہٰذا اے سردار! میں ان ظالموں کے مقابلے میں تمہاری پوری پوری مدد کروں گا۔"

"آہ یوناف! جس بات کے لیے میں تم سے التماس کرنا چاہتا تھا وہ بات تم نے خود ہی کہہ دی۔"

طوج نے یوناف کے کندھے پر شفقت اور پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا:

"اور اے یوناف! میں تمہارا ممنون ہوں کہ تم میری اور میرے قبیلے کی مدد پر آمادہ ہو گئے ہو۔ اور سنو میں نے کسلوحی قبیلے کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ ایک تو میری بیوی اور حریلطہ کی ماں اس قبیلے سے تھی اور دوسرے کسلوحی میرے ساتھ مخلص اور ہمدرد بھی ہیں۔ اے یوناف! یہ جو تم ہماری مدد اور اعانت پر رضامند ہوئے ہو تو اس کے لیے میں تمہاری یہ خدمت کروں گا کہ ان صحراؤں سے حاصل ہونے والے خزانوں میں سے ایک بہت بڑا حصہ تمہاری نذر کروں گا۔"

یوناف نے اس کا کندھا تھپتھپایا اور بولا:

"اے سردار! میں کسی خزانے کی حرص یا لالچ کے تحت تمہاری مدد پر آمادہ نہیں ہوا۔ میں بغیر کسی معاوضے اور اجر کی توقع کے تمہاری مدد کروں گا۔ صحرا کے اس حصے کے تم مالک ہو لہٰذا یہاں دفن خزانوں سے استفادہ کرنے کے بھی تمہی حقدار ہو اور میں اس سلسلے میں تمہارے دشمنوں کے خلاف تمہارا بھرپور ساتھ دوں گا۔"

طوج سرخوشی کے عالم میں اٹھا اور یوناف سے کہا:

"اے یوناف! میرے محسن!! تم تھوڑی دیر یہاں بیٹھو۔ میں اور حریلطہ کفتوری اور کسلوحی قبائل کو یہ خوشخبری سنا کر آتے ہیں کہ عناقی اور فردوسی قبائل کی طرح تمہاری صورت میں ہمارے پاس بھی ایک زبردست سحری قوت ہے۔ اگر ہمارے دشمنوں کے پاس سامری اور اس کے ساتھی ہیں تو تم ان سب پر بھاری ہو۔"

"اور اے یوناف! گزشتہ جنگوں میں جو کہ ہمارے دشمن قبائل کے ساتھ ہوئیں، ان میں چونکہ ہم زیردست رہے ہیں اس لیے ہمارے قبائل کے عورتیں کیا اور مرد کیا، ایک طرح سے سب ہی

ان حالات میں پریشان ہیں لیکن جب ہم انہیں تمہارے متعلق بتائیں گے تو ان کے حوصلے بلند ہو جائیں گے اور وہ دشمنوں کے خلاف پھر کمربستہ ہو جائیں گے۔

اے یوناف! میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے آنے سے ہمارے قبائل میں ہمت و قوت کی ایک نئی روح دوڑ جائے گی۔"

طوج خاموش ہوا تو حسین و پرکشش حریلطہ نے پہلی بار یوناف کو مخاطب کر کے گہری مسکراہٹ اور دلآویزی سے کہا:

"کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم دونوں باپ بیٹی اپنے لوگوں کو خوشخبری سنا کر واپس آئیں تو تم مافوق البشر انداز میں یہاں سے غائب ہو چکے ہو۔ اگر ایسا ہوا تو ہمیں سخت ندامت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کیا میں امید رکھوں کہ تم یہاں سے غائب نہ ہو گے۔"

یوناف نے ایک زوردار قہقہہ لگایا پھر کہا:

"اے بنتِ طوج! کیا تم مجھے ایسا ہی غیر ذمہ دار اور متلون مزاج خیال کرتی ہو۔ مطمئن ہو کر جاؤ۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جب تم واپس لوٹو گی تو میں تمہیں یہیں ملوں گا۔ ضرورت کے ان لمحات میں میں اس قدر جلدی بھاگنے والا نہیں ہوں تاوقتیکہ تم خود ہی مجھے یہاں سے جانے کو نہ کہہ دو۔"

حریلطہ کے سرخ لبوں پر قاتل مسکراہٹ بکھر گئی:

"میں تو کبھی بھی تمہیں یہاں سے جانے کو نہ کہوں۔ بلکہ میری تو یہ خواہش ہے۔ میں تم سے التماس و التجا کروں گی کہ تم ہمیشہ کے لیے یہیں رہ جاؤ۔"

یوناف بولا:

"تمہاری یہ خواہش غور طلب ہے۔ بہرحال ابھی تو تم دونوں جاؤ۔ پھر اس موضوع پر بعد میں گفتگو کریں گے۔"

طوج اور حریلطہ دونوں باپ بیٹی خیمے سے باہر نکل گئے۔

○

طوج اور حریلطہ ابھی اپنے خیمے سے نکلے ہی تھے کہ یوناف نے اپنی گردن پہ ابلیکا کا لمس محسوس کیا۔ وہی حریری اور ریشمی لمس جو یوناف کی نس نس اور روم روم میں ایک دل پسند لذت اور

اور روحانی اطمینان و قلبی سکون طاری کر دیتا تھا۔

ابلیکا کے اس حریری لمس پر یوناف یوں چونکا جیسے اس کی امید و توقع کے خلاف کوئی بہت بڑی خوشی حاصل ہو گئی ہو۔

اس کے ساتھ ہی یوناف پکار اٹھا:

"ابلیکا! ابلیکا! تم کیسی ہو۔ کہاں رہی ہو میری حبیبہ! ان گنت بار تمہیں یاد کیا۔ آوازیں دے دے کر پکارا لیکن کوئی ردِ عمل نہ ہوا۔ کیا تم میرے ساتھ ناراض ہو گئی تھیں۔"

ابلیکا نے جب کوئی جواب نہ دیا تو یوناف نے اپنی گردن کو جھنجھوڑ ڈالا اور پوچھا:

"تم بولتی کیوں نہیں ہو؟"

اس بار ابلیکا کی کرب و درد اور شکووں سے بھرپور آواز ابھری:

"یوناف! یوناف! میرے حبیب! تم انتہائی بے مروت ہو۔ ویسے تو تم مجھے اپنی محبوبہ، اپنی جان اور اپنی روحانی بیوی کہہ کر پکارا کرتے تھے لیکن اتنا عرصہ میری خبر تک نہ لی کہ میں کس کرب اور کس عذاب میں گرفتار رہی ہوں"۔

اس کے بعد ابلیکا نے عزازیل کے جال میں پھنسنے اور پھر لکڑ ہاروں کے ذریعے رہائی پانے تک کے سارے حالات کہہ دیے۔

ابلیکا کے حالات سن کر یوناف اداس ہو گیا اور اس کی گردن جھک گئی۔ ابلیکا نے اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے نرمی اور محبت سے کہا:

"اب تم بولتے کیوں نہیں۔ گردن کیوں جھک گئی ہے؟"

یوناف نے گردن اٹھائی اور کہا:

"اے ابلیکا! پہلے میرے حالات بھی غور سے سنو۔ پھر فیصلہ کرنا کہ اس معاملے میں میرا کوئی قصور ہے یا نہیں"۔

ابلیکا کی محبتوں اور چاہتوں میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی:

"اچھا کہو۔ کیا کہتے ہو؟"

جواب میں یوناف نے ابلیس اور عارب کے ہاتھوں لوہے کے پنجرے میں قید کیے جانے سے لے کر اب تک کے سارے حالات تفصیل سے سنا ڈالے۔ پھر پوچھا:

"ابلیکا ابلیکا! اب بتاؤ کیا اس میں میرا کوئی جرم اور قصور ہے؟"

یوناف کی اس داستان کے جواب میں ابلیکا نے مسکراتی اور کھلکھلاتی ہوئی آواز میں کہا:

"یوناف۔ میرے حبیب! قصور تمہارا ہے نہ میرا۔ ہم دونوں ہی اپنی اپنی جگہوں پر بے بس اور مجبور تھے"۔

چند ثانیوں تک یوناف خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر ابلیکا کو مخاطب کر کے بولا:

"اے ابلیکا! میری حبیبہ! شروع شروع میں جب میری تمہاری راہ و رسم ہوئی تھی اور تم میرے ساتھ وابستہ ہوئی تھیں تو میں نے تم سے دو سوال کیے تھے۔ ایک یہ کہ تمہاری اصلیت کیا ہے اور اس کائنات کے اندر بندوں میں سے تمہارا کس جسم کے ساتھ تعلق رہا ہے اور دوسرا یہ کہ کیا ایسا ممکن نہیں کہ جب تم میرے پاس آتی ہو اور میرے لیے مختلف انواع کے کام سرانجام دیتی ہو اس وقت میں تمہارے سراپا کو دیکھ سکوں؟ آج میں ایک بار پھر تم سے یہی دو سوال کرتا ہوں"۔

خیمے کے اندر چند لمحوں تک سکوت رہا پھر ابلیکا کی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی:

"یوناف! میرے حبیب! اپنے پہلے سوال کے لیے کسی مناسب وقت کا انتظار کرو۔ رہا تمہارا دوسرا سوال تو اسے میں آج حل کر دوں گی۔

اے میرے حبیب! میں تم سے ایک بات یہ بھی کہنا چاہتی تھی کہ میرے اور تمہارے درمیان ایسا تعلق ہونا چاہیے کہ اگر میں کسی کرب میں ہوں تو تم بھی میری مدد کر سکو اور یہ جان سکو کہ میں کہاں اور کس حال میں ہوں۔ اس طرح ہم دونوں کو علیحدہ کرنا ناممکن نہیں تو بے حد مشکل ضرور ہو جائے گا"۔

ابلیکا نے ایک بار پھر یوناف کی گردن پر اپنا لمس دینے کے بعد اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے رازداری سے کہا:

"اے میرے حبیب! ذرا اپنی گود کی طرف نگاہ کرو"۔

یوناف نے فوراً اپنی گود کی طرف دیکھا تو وہاں ایک درخت کا پتّہ پڑا تھا۔ یوناف نے اسے اٹھا لیا۔ ساتھ ہی ابلیکا کی آواز پھر ابھری:

"اے یوناف! اس پتّے پر دو طرح کی تحریریں ہیں۔ اگر تم اوپر والی تحریر پڑھا کرو گے تو میں تمہیں ہیولے کی صورت میں دکھائی دیا کروں گی لیکن ایک بات یاد رکھنا کہ میں جس وقت آ کر تمہاری گردن پر اپنا لمس دیتی ہوں اس وقت میرا روپ کچھ اور ہوتا ہے اسی طرح جب مختلف مواقع پر میں تمہاری مدد کو آتی ہوں اس وقت ضرورت اور موقع محل کے اعتبار سے میرا روپ کچھ اور ہوتا ہے۔ میرے ان گنت روپوں میں سے میرے کچھ روپ بھیانک اور وحشت ناک ہوں گے لہٰذا تم سے التماس ہے کہ ایسے روپوں سے مجھ سے متنفر

اور بیزار نہ ہو جانا۔

اور یہ جو نیچے والی تحریر ہے یہ تم اس وقت استعمال کرنا جب ہم دونوں میں کوئی ایسی جدائی اور علیحدگی ہو جائے جیسی گزشتہ دنوں میں ہو گئی تھی۔ اس تحریر کی وجہ سے میں جہاں کہیں بھی ہوں گی، تمہیں دکھائی دوں گی۔ تمہاری آواز کو سنوں گی اور تمہیں جواب بھی دوں گی۔ ان حالات میں تم بھی مجھے دکھائی دو گے۔"

اس موقع پر یوناف نے اشتیاق سے پوچھا:

"کیا میں تمہیں تمہارے اصل نسوانی روپ میں بھی دیکھ سکوں گا۔ اگر یہ ممکن ہے تو اپنے اس نسوانی روپ میں مجھے عمر کے کس حصے میں دکھائی دو گی۔"

جواب میں ابلیکا کی مسکراتی ہوئی آواز بلند ہوئی:

"اب تم اکثر مجھے میرے نسوانی روپ میں ایک ہیولے کی مانند دیکھو گے اور میرا یہ نسوانی روپ ایک سولہ سترہ برس کی نوجوان لڑکی کا ہو گا کیونکہ اسی عمر میں میں اپنے جسم سے جدا ہوئی تھی۔"

یوناف بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بولا:

"اے ابلیکا! میں نے وہ خنجر والی تحریر بھی زبانی یاد کر لی تھی۔ اب ان دونوں تحریروں کو بھی ازبر کر لیتا ہوں۔"

یوناف وہ دونوں تحریریں یاد کرنے لگا جبکہ ابلیکا اسے پھر مخاطب کر کے بولی:

"اے یوناف میرے حبیب! میں اس وقت یہاں آئی تھی جب تم سامری سے الجھے تھے اور بنر کو تم نے اپنے خنجر کی نوک میں اسیر کر لیا تھا۔ لیکن میں نے اس وقت تمہاری گردن پر اپنا لمس نہ دیا کیونکہ میں تمہارے پاس تنہائی میں آ کر کھل کر شکوہ شکایت کرنا چاہتی تھی۔ یہاں آ کر میں جان گئی ہوں کہ یہ قبائل کس غرض سے یہاں جمع ہیں۔۔۔۔"

اسی وقت یوناف نے خوشی سے نعرہ مارنے کے انداز میں کہا:

"او رے ابلیکا! میں نے ان تحریروں کو زبانی یاد بھی کر لیا ہے۔ اب میں اس تحریر کو استعمال کر کے تمہیں اپنے سامنے دیکھوں گا اور یہ کہوں گا کہ پہلی بار اس وقت تم میرے سامنے اپنے اصل یعنی نسوانی روپ میں آنا کیونکہ۔۔۔۔"

یوناف کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ اس موقع پر ابلیکا کی فکرمندی آواز آئی اور اس نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا:

"یوناف! یوناف! اٹھو اور اس خیمے سے باہر نکلو۔ سامری کے ذریعے عزازیل کو خبر ہو گئی ہے کہ تم نے بنر کو اسیر کر لیا ہے اس لیے وہ اسے چھڑانے آ رہا ہے۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہ انتہائی غضب ناک حالت میں ہے۔ اور وہ تمہیں نقصان پہنچا کر بنر کو اپنے ساتھ لے جانے کا پکا عزم کیے ہوئے ہے۔"

یوناف بھاگ کر خیمے سے باہر نکلا۔ اس کے اس طرح گھبرا کر باہر آنے پہ آگ کو روشن رکھے ہوئے جوان بھی گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ یوناف نے تحریروں والا پتہ آگ میں ڈال دیا کیونکہ ان کو وہ زبانی یاد کر چکا تھا۔ اس موقع پر سردار طوج اور حریطہ بھی واپس آ گئے۔

حریطہ نے فکرمندی سے یوناف سے پوچھا:

"آپ اس قدر جلدی میں کہاں جا رہے ہیں؟"

یوناف نے تیز تیز لہجے میں کہا:

"تم دونوں باپ بیٹی ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ۔ سامری ابلیس اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ اسی طرف آ رہا ہے۔ ابلیس اپنے ساتھی کو مجھ سے چھڑا کر لے جانا چاہتا ہے۔ میں خیمے سے باہر ہی ابلیس اور اس کے ساتھیوں کا سامنا کروں گا۔"

طوج اور حریطہ گھبرا کر ایک طرف ہٹ گئے اور آگ کے پاس بیٹھے جوانوں کے علاوہ قبیلے کے اور بہت سے لوگ بھی وہاں آ جمع ہوئے۔

اس دوران ابلیکا کی آواز یوناف کی سماعت میں رس گھول گئی:

"اے یوناف! ایک بار اس تحریر کا عمل کرنے کے بعد تم مجھے اس وقت تک دیکھ سکو گے جب تک تم پلکیں نہ جھپکو۔ اگر تم نے پلک جھپکی تو یہ عمل دوبارہ کرنا پڑے گا۔"

یوناف نے اثبات میں گردن ہلا دی۔

اس کے بعد پھر ابلیکا کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی:

"یوناف! میرے حبیب! دائیں طرف کھلی جگہ پہ جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ ابلیس اپنے ساتھیوں کے ساتھ اب قریب آ گیا ہے۔ سامری بھی ان کے ساتھ ہے۔ میں اب اپنا روپ بدلنے لگی ہوں۔ تمہارے قریب ہی بائیں طرف رہوں گی۔ تم فکرمند نہ ہونا۔"

اس کے ساتھ ہی ابلیکا یوناف کی گردن پر اپنا حریری لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی۔

اسی لمحے عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ یوناف کے سامنے نمودار ہوا۔ سامری بھی ان سب کے

ساتھ تھا۔

یوناف نے فوراً اپنی تلوار کھینچ کر اس پر عمل کر لیا۔ اب اس کے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں خنجر تھا جس کی نوک میں تیز ابیر تھا۔

اس موقع پر یوناف نے وہ تجربہ دہرائی جس کی وجہ سے وہ ابلیکا کو دیکھ سکتا تھا۔ تجربہ دہرانے کے بعد جب اس نے اپنے بائیں طرف دیکھا تو دنگ رہ گیا۔ صحرا کے اندر ابلیکا ایک بہت بڑے اژدہا کی صورت میں کھڑی تھی۔ اژدہے کا پھن جو کسی چٹان کی طرح تھا کئی گز تک زمین سے اوپر اٹھا ہوا تھا۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ اژدہے کی آنکھیں مسلسل عزازیل پر جمی ہوئی تھیں۔

قریب آ کر عزازیل نے جب یوناف پر اپنا وار کرنا چاہا تو اسی لمحہ اژدہے نے اپنا بہت بڑا اور بھیانک منہ کھولا۔ اور پھر اس کے منہ سے تیز طوفان کی صورت میں اس زور سے آگ نکلی کہ اس آگ نے آندھی کی طرح صحرا کی ریت کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

اس آگ کی آندھی کے باعث جو ریت کے ذرے فضا میں اڑے وہ بھی تپ کر انگاروں کی طرح سرخ ہو گئے تھے۔ پھر یہ آتشیں آندھی ابلیس کی طرف لپکی اور اس زوردار انداز سے پُرقوت طریقے سے لپکی کہ ابلیس انتہائی بے بسی کے عالم میں پتنگ کی طرح فضا میں بلند ہو گیا تھا۔

صحرا میں ابلیس کے اس طرح بے بسی سے فضاؤں کے اندر پتنگ کی طرح بلند ہونے اور ابلیکا کی طرف سے آگ کا طوفان نمودار ہونے کے حیرت انگیز اور خرقِ عادت انکشافات دیکھ کر کسلوحی اور کفتوری قبائل کے لوگوں میں خوف و ہراس اور وحشت و ویرانی طاری ہو گئی تھی۔ ایسے محرکات پہلے کبھی ان کے دیکھنے میں نہیں آئے تھے لہٰذا وہ ایک دوسرے سے حیرت و تعجب اور پریشانی و خدشات کا اظہار کر رہے تھے۔ جبکہ سردار طوج اور حریبطہ یوناف کو اپنا ہمدرد اور مخلص و حمایتی بتا کر لوگوں کو پُرسکون اور مطمئن رکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

عزازیل نے ابلیکا کی طرف سے نکلنے والی طوفانی آگ کی وجہ سے فضا میں بلند ہونے کے بعد ابلیکا کے خلاف جوابی کارروائی کی ابتدا کی اور فضا میں ہی شہابِ ثاقب کی طرح آگ کے ایک گولے کی صورت اختیار کر گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے چاروں ساتھی بھی اس کی مدد کرنے کے لیے اسی جیسے شراروں کی صورت اختیار کر کے فضا میں اس سے جا ملے تھے۔

اب سامری صحرا میں اکیلا کھڑا یہ بھیانک منظر دیکھ رہا تھا۔ یوناف بھی اپنی آنکھوں کو ساکت رکھے یہ ہولناک منظر دیکھ رہا تھا۔

اچانک یوناف پر حیرانی طاری ہونے لگی کیونکہ اس نے دیکھا کہ ابلیکا نے اپنی ہیئت بدل لی تھی۔ اب اس نے اس اژدہے سے کمتر درجے کے اژدہے کی صورت اختیار کر لی۔ پھر وہ تیزی سے یوناف کی طرف آئی اور اپنے آپ کو اس کے جسم کے گرد بل دینے لگی۔ یوں اس نے بغلوں تک یوناف کو اپنے بلوں میں چھپا لیا۔

پھر ابلیکا یوناف کے کندھے کے اوپر سے اپنا پھن بالکل اس کے منہ کے پاس لے آئی۔ یوناف نے پھن کو چوم لیا۔ پھر وہ پھن کے بعد اس کے پچھلے حصے کو بھی چومنے لگا۔ یہ دیکھ کر ابلیکا نے مسکراتی ہوئی آواز میں اسے کہا:

"گدگدی نہ کرو یوناف! دیکھو عزازیل ہم پر حملہ آور ہونے والا ہے۔ میں نے تمہیں اپنے بلوں میں اس لیے چھپا لیا ہے کہ ان کے سامنے ہم دونوں ایک ہی ہدف کی صورت میں ہوں تاکہ ان سب کو یک لخت حملہ آور ہونے میں دشواری محسوس ہو۔ اگر ہم دونوں الگ الگ ہوتے تو وہ دو حصوں میں بٹ کر اور کھل کر کارروائی کر سکتے تھے۔ اب وہ پانچوں اگر یک وقت ہماری طرف آئیں گے بھی تو احتیاط سے کیونکہ ان کے آپس میں بھی ٹکرانے کا اندیشہ ہے۔ پھر ہم دونوں ایک ہو کر اپنی قوتوں کو یکجا اور مربوط کر کے زیادہ محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اب جبکہ وہ ہم پر حملہ آور ہونے والے ہیں تو تم ان کے خلاف اپنی یہ سحر زدہ تلوار اور اپنی سری قوتوں کو کھل کر استعمال کرنا۔ ابلیس اور اس کے ساتھیوں کو اس پر بھی حیرت ہو رہی ہے کہ میں زمین کے اندر دفن برتن سے نکل کر تمہارے پاس کیسے آ گئی ہوں۔ بہرحال ہم دونوں مل کر انہیں نقصان سے دوچار کریں گے اور یوں ان پر ثابت ہو جائے گا کہ ہم دونوں پر ہاتھ ڈالنا اب اس قدر آسان اور سہل نہیں ہے۔"

اس لمحے یوناف نے اپنا تلوار والا ہاتھ ابلیکا کے پھن پر پیار و محبت کے ساتھ پھیرتے ہوئے اک لذت و سرخوشی سے کہا:

"اے ابلیکا! میری حبیبہ جی چاہتا ہے کہ تم یونہی ہمیشہ کے لیے مجھ سے لپٹی رہو اور میں یونہی ایک ستون کی طرح خاموش کھڑا تمہارے اس حریری لمس سے لطف اندوز ہوتا رہوں۔"

ابلیکا مسکراتی ہوئی تلذذ آمیز آواز میں بولی:

"زیادہ جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ادھر دیکھو عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ جلتے ہوئے شعلوں کی مانند ہم دونوں پر جھپٹنے کو ہے۔ اپنی تلوار بلند کر لو اور اپنا خنجر بچا رکھو جس کی نوک میں تم نے شر کو اسیر کر رکھا ہے۔"

گو رات ہو جانے کے باعث صحرا میں چاروں طرف تاریکیاں پھیل گئی تھیں لیکن اس کے باوجود اس مقدس آگ کے بڑے الاؤ کے علاوہ وہاں جلتی ان گنت مشعلوں کی روشنی میں قبائلی لوگ اس مقابلے کو پریشانی، فکرمندی اور جستجو کے ملے جلے جذبوں سے دیکھ رہے تھے۔

اچانک عزازیل اپنے ساتھیوں سمیت آسمان سے ٹوٹنے والے ستاروں کی طرح ابلیکا اور یوناف کی طرف جھپٹا۔

یوناف نے اپنی سحر کی ہوئی تلوار اپنے اور ابلیکا کے اوپر یوں گھمانی شروع کر دی جیسے کوئی انسان کوؤں سے بچنے کے لیے اپنے کسی کپڑے کو گول چکر میں اپنے سر کے اردگرد گھماتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا کے منہ سے بھی آگ کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر ابلیس اپنے ساتھیوں سمیت فضا ہی میں رک گیا۔ پھر وہ سب انسانی صورت میں زمین پر آتے اور سامری کو اپنے ساتھ لے کر وہاں سے غائب ہو گئے۔

اب ابلیکا نے یوناف کے بدن کے گرد سے اپنے بل کھول دیے۔ پھر اس نے یوناف کی گردن پر اپنا لمس دیا اور ساتھ ہی اس کی قند بھری آواز ابھری:

"اے میرے حبیب! تم کب تک اپنی آنکھوں کو یوں ہی ساکت رکھے کھڑے رہو گے۔ بزدل عزازیل اپنے ساتھیوں اور سامری کے ساتھ بھاگ گیا ہے۔ تم مجھے دیکھنے کی خاطر کب تک اپنی آنکھیں جھپکے بغیر خود کو اس اذیت میں مبتلا رکھو گے۔ میں تمہیں چھوڑ کر بھاگ تو نہیں رہی جو تم یوں مسلسل مجھ پر نظریں جمائے ہوئے ہو۔"

یوناف نے دیکھا اس وقت ابلیکا ایک انتہائی خوبصورت اور گلابی رنگ کے باریک سانپ کی صورت میں اس کی گردن کے گرد بل کھا رہی تھی اور اپنا منہ اس نے یوناف کے کان کے ساتھ لگا رکھا تھا۔ ابلیکا کی بات پر یوناف مسکرایا۔ اس نے اپنی پلکیں جھپکائیں اور بولا:

"اے ابلیکا! میری حبیبہ! تمہارا یہ گلابی اور باریک ریشمی سانپ کا روپ بھی مجھے بے حد پیارا لگا ہے۔ تمہاری ہر صورت اور ہر روپ میرے لیے پرکشش، جذباتی اور دلربا ہے۔ اے ابلیکا! میں اپنی ذات کو مکمل طور پر تمہاری ذات سے وابستہ کر چکا ہوں۔"

چند لمحے خاموش رہ کر یوناف ابلیکا سے کسی ردعمل اور جواب کی توقع کرتا رہا مگر ابلیکا نے کوئی جواب نہ دیا تب یوناف نے پوچھا:

"اے ابلیکا! تم بولتی کیوں نہیں ہو۔ کیا تم میری باتوں کا برا مان گئی ہو؟"

جواب میں ابلیکا کی خوش گوار آواز سنائی دی:

"اے یوناف! میرے حبیب! ایسی کوئی بات نہیں۔ تم نے جن جذبات کا اظہار کیا ہے میں ان کی قدر کرتی ہوں اور ایسے ہی جذبات میں بھی تمہارے لیے رکھتی ہوں۔

اور سنو یوناف! اب جبکہ عزازیل ہم دونوں کو مربوط و متحد دیکھ کر بھاگ گیا ہے اب تم واپس خیمے

کی طرف چلو۔ وہ دیکھو۔ سردار طوج اور حریفظ تمہارے منتظر کھڑے ہیں۔ اس کے علاوہ اے میرے حبیب! ہمیں اب عزازیل اور اس کے چیلوں کی طرف سے زیادہ ہوشیار اور چوکس رہنا پڑے گا۔ وہ ضرور شر کو چھیڑانے کے لیے آئیں گے۔ اس کے ساتھ ہی دو کام بھی کرنا ہوں گے۔

اوّل یہ کہ ہمیں حسین حریفظ پر نگاہ رکھنی ہوگی۔ ہو سکتا ہے سامری کے کہنے پر عزازیل یا اس کے ساتھی اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کریں یا اسے اٹھا لے جائیں لہٰذا ہم دونوں کو اس کی حفاظت کرنا ہوگی۔ اس لیے کہ اب تم کسلوجی اور کفتوری قبائل کی مدد کا وعدہ کر چکے ہو۔

دوسرا کام یہ ہے کہ ہمیں اس صحرا میں دفن شدہ خزانوں کی نشاندہی بھی سردار طوج کو کرنا ہوگی تاکہ وہ تدریجی انداز میں ان خزانوں کو نکال کر وہ اپنے قبائل کی حالت سنوارنے اور دشمن کے مقابلے میں انہیں مضبوط اور مربوط کرتا رہے۔

تیسرا کام ہمارے ذمے یہ ہوگا کہ ہمیں دشمن قبائل کو یہاں سے بھگانا ہوگا۔ اس کے دو فوائد ہوں گے اوّل یہ کہ عزازیل، سامری اور ان کے ساتھی ناکام و نامراد رہیں گے اور دوئم یہ کہ کفتوری اور کسلوجی قبائل اپنے علاقے میں پُرامن زندگی بسر کر سکیں گے۔"

یوناف اب آہستہ آہستہ طوج کے خیمے کی طرف چل دیا۔

ابیلکا نے مزید کہا:

"اور اے یوناف! شاید تم نے ابھی تک اس خزانے کے محلِ وقوع کے متعلق سوچا بھی نہ ہوگا لیکن میں معلوم کر چکی ہوں کہ وہ خزانے کہاں پر دفن ہیں۔ ان خزانوں کے متعلق سامری بھی اپنے کئی سحری عمل کر چکا ہے لیکن ابھی تک اسے کامیابی نہیں ہوئی۔

عزازیل گو ان خزانوں کے متعلق جانتا ہے مگر وہ کسی کو بتائے گا نہیں اس لیے کہ اس کی نیکی کی تخفیف اور بدی کا پھیلاؤ اور تشہیر ہے اس لیے کہ جب تک خزانے نہیں ملتے یہ سب قبائل برسرِ پیکار رہیں گے اور بدی کے پھیلاؤ کا ذریعہ بنتے رہیں گے۔ عزازیل جانتا ہے کہ خزانے مل جائیں تو قبائل کمزوروں پر غلبہ پالیں گے اور ساتھ ہی یہ معاملہ ختم ہو جائے گا اور اس صحرا میں بدی کے پھیلاؤ کا کوئی ذریعہ نہ رہے گا۔"

اور اے میرے عزیز! جس جگہ اس وقت کسلوجی اور کفتوری قبائل خیمہ زن ہیں اس سے تقریباً دو سو گز دُور جنوب مغرب میں ان خزانوں کی ابتدا ہوتی ہے۔ چونکہ اسیریہ قبائل مشرق سے مغرب کی طرف جاتے ہوئے ریت تلے دفن ہو گئے تھے۔ یہ خزانے میری نشان دہی کردہ جگہ پر مغرب میں دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔

اور یہ خزانے ریت کے اندر زیادہ گہرائی میں بھی نہیں ہیں۔ اگر کسلوجی اور کفتوری قبائل اپنے موجودہ پڑاؤ کو ختم کر کے دو سو گز جنوب میں جا خیمہ زن ہوں تو تقریباً سارے خزانے ان کے پڑاؤ کے نیچے آ جائیں گے۔ پھر یہ لوگ بڑی آسانی اور رازداری کے ساتھ اپنے پڑاؤ کو کھود کھود کر یہ خزانے حاصل کر سکیں گے۔"

یوناف چونکہ اب طوج کے قریب آ گیا تھا اس لیے اس نے ابیلکا سے کہا:

"اے ابیلکا! تم اپنی بات جاری رکھو۔"

اس دوران طوج نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے لے کر خیمے کی طرف چل پڑا جبکہ ابیلکا اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی:

"یوناف! میرے حبیب! عنامی اور فتروسی قبائل کے لوگوں کو سمندر کے راستے کشتیوں کے ذریعے بھی امداد اور کمک پہنچ رہی ہے۔ ایسی ایک کمک مزید چند دنوں تک یہاں پہنچنے والی ہے۔ اگر ہم ان قبائل کے اس کمک کے ذریعے کو کاٹ دیں تب بھی ہم ان قبائل کو صحرا کے اس حصے سے پڑاؤ اٹھا کر بھاگنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔"

ابیلکا پھر خاموش ہو گئی کیونکہ خیمے کے اندر جلتی آگ کے پاس دباغت کیے ہوئے چمڑے پر یوناف، طوج اور حریفظ بیٹھ گئے تھے۔ پھر حریفظ نے اپنی شہد بھری آواز میں پوچھا:

"اے یوناف! یہ رات کی تاریکی میں فضاؤں کے اندر سے ٹوٹنے والے ستاروں کی طرح آپ پہ حملہ آور ہونے والے کون تھے۔ اور آپ کے بائیں پہلو سے جو آگ کی ایک آندھی اٹھی تھی وہ کیسی تھی؟"

حریفظ کے سوالات پر یوناف مسکرایا اور بولا:

"یہ جو ٹوٹنے والے ستاروں کی مانند حملہ آور ہو رہے تھے وہ تو ابلیس اور اس کے ساتھی تھے جو ان صحراؤں میں سامری کی مدد کو نکلے تھے اور آتشی آندھی ایک ایسی قوت کی طرف سے تھی جو ہر وقت میری مدد کے لیے میرے ساتھ رہتی ہے اور آج بھی اسی کی وجہ سے ابلیس اپنے ساتھیوں کے ساتھ ناکام و نامراد ہو کر بھاگا ہے۔"

حریفظ نے اس پر خوشی کا اظہار کیا اور ساتھ ہی اس کی رسیلی آواز بلند ہوئی:

"یہ باتیں میں اپنے قبائل کو بہتر طور پر سمجھا سکوں گی۔ اس طرح ان پر سوار دہشت اور خوف جاتا رہے گا۔"

یوناف نے رازداری سے طوج کو مخاطب کیا اور کہا:

"اے سردار! جو باتیں میں اب تم سے کہنے والا ہوں انہیں غور سے سنو کہ ان میں تمہارے لیے ہی فوائد ہیں۔"

طوج اور حریلطہ ہمہ تن گوش ہو گئے۔ یوناف نے کہا:

"پہلی بات تو یہ کہ اپنے پڑاؤ کو ابھی اور اسی وقت اٹھا کر دو سو گز جنوب کی طرف لے جاؤ اور پھر اپنے پڑاؤ کو خوب مغرب کی طرف پھیلا دو۔ جس جگہ تمہارا پڑاؤ ہو گا وہیں ریت کے اندر وہ خزانے دفن ہیں جن کی تمہیں تلاش ہے لہٰذا تم آسانی اور رازداری کے ساتھ اپنے پڑاؤ کے اندر ہی ریت میں دفن خزانے نکال سکو گے۔ یہ خزانے زیادہ گہرائی میں بھی نہیں ہیں۔"

"دوسری بات یہ کہ اب حریلطہ کو سامری یا ابلیس اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے خطرہ لاحق ہے۔ وہ اسے اٹھا لے جانے کی کوشش کریں گے۔ بہرحال میں اور میری ساتھی فوق البشر قوت، دونوں مل کر حریلطہ کی حفاظت کریں گے۔"

"تیسری بات یہ کہ اپنے بہترین جنگجو سواروں پر مشتمل چند شتر سوار دستے تیار کرو۔ یہ دستے میرے ساتھ سمندر کے کنارے مغرب کی طرف جائیں گے اور ہم ان کشتیوں کو روکیں گے جو عنامی اور فتروسی قبائل کے لیے رسد و کمک لاتی ہیں۔ ہم اس سامان پر قبضہ کر کے اونٹوں پر لاد کر یہاں لے آئیں گے۔ ان کے آدمیوں کو قتل کر دیں گے اور ان کی کشتیوں کو آگ لگا دیں گے۔ اس طرح وہ چیزیں ہمارے پاس پہنچ جائیں گی جن سے ہماری حالت رسد اور بہتر ہو جائے گی جبکہ دشمن قبائل دشواریوں کا شکار ہو جائیں گے اور اگر ہم ان کے ساتھ یہ سلسلہ جاری رکھیں تو وہ بھوکوں مرنے کے بجائے یہاں سے اپنی بستیوں کی طرف کوچ کر جائیں گے۔ ان قبائل کے جانے کے بعد اے سردار طوج! ان خزانوں پر مکمل طور پہ تمہارا تصرف ہو گا۔"

سردار طوج نے تعجب اور حیرت کے ملے جلے جذبات کے تحت پوچھا:

"لیکن اے یوناف! یہ مہم کب شروع کی جائے گی؟"

اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کے کان میں سرگوشی کی:

"اس سے کہو یہ مہم دو دن بعد رات کے پچھلے حصے میں شروع کی جائے گی۔ میں کمک لے کر آنے والوں کا جائزہ لے آئی ہوں اور ان کا سارا لائحہ عمل جان چکی ہوں۔ وہ یہاں سے چند میل دور مغرب میں سمندر کے کنارے پڑاؤ کریں گے۔ وہاں وہ رات کا کھانا کھائیں گے۔ کچھ دیر ستائیں گے اور پھر رات کے پچھلے پہر وہاں سے روانہ ہو کر یہاں پہنچیں گے اور یوں ہم انہیں ان کے پڑاؤ پر ہی جا لیں گے۔ اس طرح

ان کی رسد کا سلسلہ کٹ جائے گا اور یہ قبائل کئی دشواریوں اور مسائل کا شکار ہو جائیں گے۔"

اسی لمحے طوج نے پریشانی اور حیرت سے پوچھا:

"یوناف! یوناف! تم کن تفکرات میں پڑ گئے ہو اور کیا سننے کی کوشش کر رہے ہو؟"

"میں اپنی اس روحانی قوت کی گفتگو سننے میں محو ہوں جو میرے ساتھ ہے اور میری صحیح اور بہترین راہنمائی کرتی ہے۔"

یوناف نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ سے کہا:

"اور ہاں سردار! میری اس روحانی قوت کو اپنی بات ختم کرنے دو پھر میں تم سے بات کرتا ہوں۔"

ابلیکا نے مزید کہا:

"یہ لوگ شاید تھوڑی دیر تک کھانا کھائیں گے لیکن انہیں کہو کہ اپنا پڑاؤ نئی جگہ لگانے کے بعد کھانا کھائیں۔"

ابلیکا کے خاموش ہونے پر یوناف نے طوج کو سمجھانے کے انداز میں کہا:

"اے سردار طوج! یہ مہم دو دن بعد شروع کی جائے گی۔"

اسی لمحے حسین حریلطہ نے یوناف سے کہا:

"اس مہم میں میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گی۔ آپ خود ہی کہہ چکے ہیں کہ مجھے سامری کی طرف سے خطرہ ہے اور یہ کہ آپ اس سے میری حفاظت کریں گے اس لیے میں آپ کے ساتھ ہی جاؤں گی بلکہ میں یہ بھی بتا دوں کہ چونکہ میرا کوئی بھائی نہیں ہے اور میں اپنے باپ کا بیٹا اور بیٹی بن کر ہی رہی ہوں۔ میں نے بہترین جنگی تربیت حاصل کر رکھی ہے اور اس مہم میں دوسرے جنگجو جوانوں کی طرح میں بھی سود مند ثابت ہوں گی۔"

طوج نے بھی اپنی بیٹی کی تائید کی:

"اے یوناف! حریلطہ ٹھیک کہتی ہے۔ اسے بھی اس مہم میں اپنے ساتھ رکھو۔ اس طرح یہ سامری اور ابلیس کے شر سے بھی محفوظ رہے گی اور میری طرف سے اس مہم میں شامل ہونے کا حق بھی ادا کر دے گی۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اگر حریلطہ اس مہم میں شامل ہوتی ہے۔"

یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا:

"بلکہ یہ اچھا ہے۔ اس طرح میں سامری اور ابلیس کے شر سے اس کی حفاظت بھی کر سکوں گا۔"

یوناف سے اپنے حق میں فیصلہ سننے کے بعد حریلطہ خوشی میں جھومتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور یوناف

سے اس نے کہا:

"میں آپ کے لیے کھانا لاتی ہوں"۔

یوناف نے اسے منع کر دیا:

"نہیں جریطہ۔ ابھی نہیں۔ پہلے یہ پڑاؤ تبدیل ہوگا۔ اس کے بعد کھانا"۔

اس کے ساتھ ہی یوناف، طوج اور جریطہ اٹھے اور خیمے سے باہر نکل آئے۔ سردار طوج نے اپنے قبائل کو فوراً تبدیلیِ جگہ کا حکم دیا۔ اس کی ہدایات پر کسوجی اور کفتوری قبائل کے جوان طوفان کی طرح حرکت میں آئے اور پڑاؤ تبدیل کر کے نئی جگہ لگا دیا گیا۔ مقدس آگ کو وہاں بھی سردار طوج کے خیمے کے باہر منتقل کر دیا گیا۔

جب پڑاؤ اور مقدس آگ منتقل ہو چکے تو یوناف نے ابلیکا سے مشورہ طلب کرنے کے انداز میں آہستہ سے کہا:

"اے ابلیکا! میں چاہتا ہوں کہ دو دن کے لیے ابلیس کے ساتھی شبر کو کسلوحی اور کفتوری قبائل کی مقدس آگ میں اسیر کر دوں۔ پھر دو دن بعد اپنی مہم کی طرف روانہ ہونے سے قبل ہم اسے رہا کر دیں گے۔ اس کے لیے مجھے دجون شہر سے نکلوانے کی اتنی ہی سزا کافی ہے۔ اس طرح اسے، اس کے ساتھیوں اور عزازیل کو یہ احساس ضرور ہوگا کہ ہم جب اور جہاں چاہیں ان سے ٹکر لے سکتے ہیں"۔

ابلیکا ہلکی ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بولی:

"ہاں یوناف! جو کچھ تم نے ٹھانا ہے درست ہے"۔

اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنے خنجر کی نوک پر جس میں اس نے شبر کو اسیر کر رکھا تھا، کوئی عمل کیا اور خنجر کو مقدس آگ میں پھینک دیا۔ پھر وہ خیمے میں داخل ہوا اور سردار طوج اور جریطہ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے لگا۔

○

مصر کا بادشاہ فرعون منفتاح دربار لگائے ہوئے تھا۔ اس کے تمام امراء اور اکابرین و سردار دربار میں موجود تھے جن میں قارون بھی تھا۔

جب دربار کی کارروائی ختم ہو گئی تو قارون اپنی جگہ سے اٹھا اور منفتاح کی خدمت میں ایک ہیرا پیش کیا۔ ایک تو وہ ہیرا اپنی جسامت میں بہت بڑا تھا۔ پھر اس کی چمک دمک بھی عام ہیروں سے مختلف اور زیادہ تھی۔

منفتاح نے ہیرے کو قبول کیا اور توصیفی انداز میں بولا: "اے قارون! یہ نایاب ہیرا تم نے کہاں سے حاصل کیا۔ ایسا ہیرا نہ صرف یہ کہ ہمارے خزانے میں موجود نہیں بلکہ ایسا بے مثل اور قیمتی ہیرا ہم نے پہلے دیکھا بھی نہیں"۔

قارون اس تعریف پر خوش ہوا اور بولا: "اے آقا! میں عدن کی طرف تجارت کی غرض سے گیا تھا۔ اور یہ ہیرا میں نے ایک یمنی تاجر سے صرف آپ کو پیش کرنے کی خاطر ایک بھاری رقم دے کر خریدا تھا۔ میں نے آج تک خود بھی ایسا ہیرا نہیں دیکھا تھا"۔

منفتاح اس موقعے پر کچھ اور بھی قارون کی تعریف میں کہنا چاہتا تھا کہ اس کا دربان اندر آیا اور اپنے سر کو زمین کی طرف خم کرتے ہوئے اس نے بڑی عاجزی سے کہا: "اے آقا! بنی اسرائیل کے موسیٰؑ و ہارونؑ کسی اہم سلسلے میں آپ سے ملنا چاہتے ہیں"۔

منفتاح نے ہیرا سنبھال لیا۔ قارون بھی واپس اپنی جگہ پر جا بیٹھا۔ اس کے بعد منفتاح نے تحکمانہ انداز میں دربان سے کہا: "ان دونوں بھائیوں کو اندر بھیج دو"۔

دربان واپس چلا گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد موسیٰؑ و ہارونؑ اندر داخل ہوئے تو منفتاح نے پوچھا: "اے موسیٰؑ و ہارونؑ! میرے دربان نے بتایا ہے کہ کسی اہم کام کے سلسلے میں تم دونوں مجھ سے ملنا چاہتے تھے۔ بتاؤ کیا کام ہے؟"

جواب میں موسیٰؑ نے فرمایا:

"اے فرعون! ہمیں ہمارے رب نے اپنا پیغمبر اور رسول بنا کر تمہاری طرف بھیجا ہے اور ہم تم سے دو اہم باتوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔

اول یہ کہ تم ایک خدا پر ایمان لے آؤ۔ کسی کو اس کا ساجھی، شریک اور سہیم نہ بناؤ۔

دوسری بات یہ کہ تم ظلم سے باز آ جاؤ اور بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات دے دو تاکہ ہم بنی اسرائیل کو مصر سے نکال کر اس سرزمین کی طرف لے جائیں جس کا خدا نے ان سے وعدہ فرما رکھا ہے۔

اور اے فرعون! ہم جو کہہ رہے ہیں یہ بناوٹ ہے نہ تصنع اور نہ ہی ہمیں ایسی جرأت و جسارت ہو سکتی ہے کہ خدائے برتر کے ذمہ غلط بات لگائیں۔ ہماری صداقت کے لیے جس طرح یہ تعلیم خود شاہد

ہے اسی طرح خداوند تعالیٰ نے ہمیں اپنی دو زبردست نشانیاں اور معجزے بھی عطا کیے ہیں۔ لہٰذا تیرے لیے مناسب یہی ہے کہ صداقت و حق کے اس پیغام کو قبول کر اور اپنی غلامی سے بنی اسرائیل کو آزادی دے کر انہیں ہمارے ساتھ مصر سے نکل جانے کی اجازت دیدے تاکہ ہم ان کو پیغمبروں کی اس سرزمین کی طرف لے جائیں جہاں بجز اپنے ربّ کی ذاتِ واحد کے یہ لوگ کسی اور کی عبادت و پرستش نہ کریں کہ یہی راہِ حق ہے اور یہی ان کے آباؤ اجداد کا ابدی شعار رہا ہے۔"

فرعون نے جب موسیٰؑ کی یہ گفتگو سنی تو بڑا سیخ پا ہوا اور خفگی سے بولا: اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی: "اے موسیٰؑ! آج تو تو پیغمبر بن کر میرے سامنے بنی اسرائیل کی رہائی کا مطالبہ کرتا ہے کیا تو وہ دن بھول گیا جب تو نے میرے ہی گھر میں پرورش پائی اور وہاں بچپن گزارا۔ اور اے موسیٰؑ! کیا تو یہ بھی فراموش کر بیٹھا ہے کہ تو نے ہمارے ایک مصری کو قتل کیا اور یہاں سے بھاگ گیا۔"

موسیٰؑ نے جواب میں فرمایا:

"اے فرعون! صحیح اور درست ہے کہ میں نے تیرے گھر میں پرورش پائی اور ایک عرصے تک تیرے محل میں رہا اور مجھے یہ بھی اعتراف ہے کہ غلطی سے نادانستہ طور پر ایک شخص میرے ہاتھوں مارا گیا تھا اور اسی خوف کے باعث میں یہاں سے چلا گیا تھا لیکن یہ میرے رب کی رحمت کا کرشمہ ہے کہ اس نے تمام بیکسانہ مجبوریوں کی حالت میں تیرے ہی گھر میں میری پرورش کا سامان کیا۔ اور یہ تم ہی لوگوں کی غلطی کے باعث ہوا کہ نہ تم بنی اسرائیل پر ظلم کرتے نہ ان کے بچوں کا قتلِ عام کرتے اور نہ میں تمہارے ہاں پرورش پاتا۔ اور پھر یہ تجھ پر میرے ربّ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھے دنیا کی سب سے بڑی نعمت نبوت سے سرفراز فرمایا۔"

موسیٰؑ کو خدا کی طرف سے تلقین کر دی گئی تھی کہ فرعون کو سمجھانے میں نرمی اور لطف و مہربانی کو پیشِ نظر رکھیں لہٰذا انہی ہدایات کے مطابق آپ نے فرعون کے طعن و تشنیع کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔

فرعون نے پھر موسیٰؑ سے کہا: "ہم مصریوں کے عقیدہ میں تو تربیتِ کائنات کا معاملہ ہمارے رع دیوتا کے سپرد ہے اور دنیا میں رع دیوتا کا صحیح مظہر مصر کا بادشاہ یعنی فرعون ہوتا ہے کیونکہ رع سے فرع اور فرع سے فرعون بنا۔ اسی لیے رع دیوتا کے اوتار کی حیثیت سے میں ہی یعنی فرعون رب ہوں لہٰذا تو یہ کیا نئی بات کرتا ہے کہ میرے علاوہ بھی کوئی رب ہے جس نے تجھے میری طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور اگر میرے علاوہ بھی کوئی رب ہے تو اس کی حقیقت بیان کر۔"

موسیٰؑ نے فرمایا:

"اے فرعون! اگر تجھ میں ایمانِ صحیح کی گنجائش ہے تو تجھے سمجھ لینا چاہیے کہ میں جس ہستی کو رب العٰلمین کہتا ہوں وہ ذاتِ اقدس ہے جس کے قبضۂ قدرت میں آسمان و زمین اور ان دونوں کے درمیان کی کل مخلوقات کی ربوبیت ہے۔ اے فرعون! کیا تو دعویٰ کر سکتا ہے کہ ان آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان تمام مخلوقات کو تو نے پیدا کیا ہے یا ان کی ربوبیت کا کارخانہ تیرے یدِ قدرت میں ہے۔ اگر نہیں اور بلاشبہ نہیں تو اے فرعون! پھر میرے رب کی ربوبیت سے انکار کیوں؟"

فرعون کے پاس چونکہ موسیٰؑ کی ان باتوں کا کوئی جواب نہ تھا اس لیے اس نے اپنے درباریوں کی طرف حیرت و تعجب سے دیکھتے ہوئے کہا: "کیا تم سنتے ہو۔ یہ موسیٰؑ بن عمران کیسی عجیب باتیں کہہ رہا ہے۔"

فرعون کی ان باتوں کی پرواہ کیے بغیر موسیٰؑ نے اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھا اور فرمایا:

"اے فرعون! میرا رب تو وہ ہستی ہے جس کی ربوبیت کے اثر سے تیرا اور تیرے باپ کا وجود بھی خالی نہیں ہے۔ یعنی جب تو عالمِ وجود میں نہ آیا تھا تجھے پیدا کیا اور تیری تربیت کی اور اسی طرح تجھ سے پہلے تیرے آباؤ اجداد کو وجود میں لایا اور انہیں اپنی ربوبیت سے نوازا۔"

فرعون سے موسیٰؑ کی اس زبردست دلیل کا جواب نہ بن پڑا۔ سوائے اس کے کہ اس نے اپنے درباریوں کو مخاطب کر کے کہا: "مجھے لگتا ہے کہ یہ موسیٰؑ بن عمران جو خود کو تمہارا پیغمبر اور رسول کہتا ہے مجنون اور پاگل ہے۔"

اس موقع پر موسیٰؑ نے مزید نرم اور دلنشیں پیرایۂ بیان میں خدا کی ربوبیت کو واضح کیا اور اس سے فرمایا:

"اے فرعون! یہ جو مشرق و مغرب کی ساری درمیانی کائنات نظر آتی ہے اس کی ربوبیت جس کے دستِ قدرت میں ہے میں اسی کو رب العالمین کہہ کر پکارتا ہوں۔"

غرض موسیٰؑ نے اپنے رب کے حکم کے مطابق کمالِ شیریں کلامی اور نرم گفتاری سے فرعون اور اس کے درباریوں کو راہِ حق دکھانے کا فرض ادا کیا۔ فرعون کی تحقیر و توہین اور مجنون جیسے سخت الفاظ خاموشی کے ساتھ برداشت کیے اور اس کی رشد و ہدایت کے لیے بہترین جوابات دیے۔ آپ نے فرعون کو شرک سے باز رہنے اور خدائے واحد کی بندگی کرنے کی پوری پوری تلقین کی۔

فرعون کے پاس چونکہ موسیٰؑ کے ان باتوں کا کوئی جواب نہ تھا لہٰذا اس نے بات کا رخ ہی بدل دیا۔ اور موسیٰؑ سے پوچھا: "اے موسیٰؑ! جو کچھ تو کہہ رہا ہے اگر اسے صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر ہم سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کا کیا حال ہوا کیونکہ ہم سے پہلے کے لوگ اور ہمارے باپ دادا جن کا عقیدہ تیری اس تبلیغ کے

مطابق نہ تھا۔ کیا وہ سب عذاب میں گرفتار اور جھوٹے ہیں۔"

موسیٰؑ جان گئے کہ فرعون کج بحثی پر اتر آیا ہے اور ان کے اصل مقصد کو الجھانا چاہتا ہے اس لیے آپ نے فوراً جواب دیا:

"اے منفتاح! ان پر کیا گزری اور ان کے ساتھ خدا کا کیا معاملہ رہا۔ اس کی ذمہ داری نہ مجھ پر ہے نہ تم پر۔ اس کا علم میرے رب کے پاس محفوظ ہے۔ ہاں میں یہ بتا دوں کہ میرا رب بھول چوک اور خطا و نسیان سے پاک ہے جس نے جو کچھ کیا ہے اس کے معاملے میں کوئی ظلم نہ ہوگا۔"

جب موسیٰؑ کی گفتگو نے فرعون کو مکمل طور پر شرمسار کر دیا تو اس نے اپنے درباریوں سے کہا:

"اے میرے درباریو! میں نہیں جانتا کہ میرے علاوہ بھی تمہارا اور کوئی رب ہے۔"

اس کے بعد فرعون نے اپنے وزیر ہامان کو مخاطب کر کے کہا: "اے ہامان! اینٹیں آگ میں پکاؤ۔ پھر ان اینٹوں سے ایک بہت بلند عمارت بنواؤ۔ شاید اس عمارت پر چڑھ کر میں موسیٰؑ کے رب کا پتہ لگا سکوں۔ اور میں تو بلاشبہ اس موسیٰؑ بن عمران کو جھوٹا خیال کرتا ہوں۔"

ہامان کو یہ حکم دینے کے بعد فرعون نے جنبصلہ کن انداز میں کہا: "اے موسیٰؑ! اگر تو نے میرے سوا کسی اور کو معبود قرار دیا تو میں تجھے قید میں ڈال دوں گا۔"

موسیٰؑ نے پھر بڑا معقول جواب دیا:

"اے فرعون! اگر میں تیرے سامنے اپنے خدائے واحد کی جانب سے واضح نشانی پیش کردوں تب بھی کیا تو میرے ساتھ ایسا ہی کرے گا۔"

فرعون نے اس بار کچھ مرعوب ہو کر کہا: "اگر تو اس بارے میں واقعی سچا ہے تو پھر تو مجھے کوئی نشانی دکھا۔"

فرعون کے اس مطالبے پر موسیٰؑ نے فرعون کے سامنے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا۔ عصا نے اسی وقت ایک اژدہے کی صورت اختیار کر لی اور سب نے دیکھا کہ وہ حقیقت تھی کوئی نظر کا دھوکا نہ تھا۔ اس کے ساتھ ہی موسیٰؑ اپنے دائیں ہاتھ کو گریبان میں لے گئے۔ جب آپ نے ہاتھ باہر نکالا تو سب نے دیکھا کہ ان کا وہ ہاتھ روشن ستارے کی طرح چمکتا ہوا نظر آ رہا تھا۔

فرعون یہ سب دیکھ کر لرز اٹھا۔

اس کے درباریوں نے جب ایک اسرائیلی کے ہاتھوں اپنے بادشاہ اور اپنی قوم کی شکست دیکھی تو وہ تلملا اٹھے اور کہنے لگے: "بلاشبہ یہ بہت بڑا جادوگر ہے اور یہ ڈھونگ اس نے اسی لیے رچایا ہے کہ ہم پر

غالب آ کر ہمیں ہی تمہاری سرزمین سے نکال باہر کرے۔ لہٰذا ہمیں اب یہ سوچنا ہے کہ اس بارے میں کیا ہونا چاہیے۔"

تب منفتاح اور اس کے درباریوں نے باہم مشورہ کیا اور یہ طے پایا کہ فی الحال موسیٰؑ و ہارونؑ کو مہلت دی جائے۔

اس دوران میں تمام سلطنت سے ماہر جادوگروں کو اپنے مرکزی شہر میں جمع کیا جائے۔ پھر ان ساحروں کے ساتھ موسیٰؑ کا مقابلہ کرایا جائے اور جب ان جادوگروں سے مقابلے میں موسیٰؑ شکست کھا جائیں تب ان کے سارے ارادے خاک میں مل جائیں گے۔

اپنے درباریوں کے ساتھ یہ معاملہ طے کرنے کے بعد منفتاح نے موسیٰؑ سے کہا: "اے موسیٰؑ! ہم خوب سمجھ گئے ہیں کہ تو اس حیلے سے ہمیں مصر سے بے دخل کرنا چاہتا ہے لہٰذا اب تیرا علاج اس کے سوا کچھ نہیں کہ مصر کے بڑے بڑے جادوگروں کو جمع کر کے تجھے شکست دی جائے۔ اب تیرے اور ہمارے درمیان مقابلے کے دن کا معاہدہ ہونا چاہیے اور جو معاہدہ ہوگا نہ ہم اس سے ہٹیں گے اور نہ تم اس کی خلاف ورزی کرنا۔

اے موسیٰؑ! اب بولو تم کیا کہتے ہو اور جو ساحر تمہارے مقابلے کے لیے ہم جمع کریں گے تم ان سے کب اور کس روز مقابلہ کرنے کے لیے رضامندی کا اظہار کرتے ہو۔ ہم مقابلے کا دن بھی تمہاری مرضی سے طے کرتے ہیں۔ تاکہ جب تم ہار جاؤ تو تمہیں یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ہم نے اپنی سہولت اور بہتری کا کوئی دن مقرر کر لیا تھا۔"

فرعون کی اس متکبرانہ گفتگو کے جواب میں موسیٰؑ نے فرمایا:

"اے فرعون! چند ہفتوں تک تمہارے سالانہ جشن اور میلے[1] کا دن آ رہا ہے۔ اس کام کے لیے یہی جشن کا دن بہتر ہے۔ اس دن سورج بلند ہونے پر ہم سب کو مقابلے کے لیے اس میدان میں ہونا چاہیے تمہارے اس میلے کا دن اس لحاظ سے بھی بہتر ہے کہ اس میلے میں دور دراز کے علاقوں سے بھی مصری لوگ یہاں جمع ہوتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ سب لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے۔ معجزہ کیا ہے اور سحر کیا ہے۔"

1۔ قرآن مقدس میں قدیم مصریوں کے اس میلے اور جشن والے دن کو "یوم الزینۃ" کہہ کر پکارا گیا ہے۔ یہ ایک طرح سے ان کے تہوار عید کا دن تھا۔

بہرحال فرعون منفتاح کے ساتھ مقابلے کا دن مقرر کر کے موسیٰؑ و ہارونؑ دونوں بھائی اس کے دربار سے رخصت ہو گئے!

○

ممفس شہر میں رع دیوتا کے بڑے معبد کے صدر دروازے سے ایک روز دو گھڑ سوار داخل ہوئے ایک پجاری کے پاس آ کر ان دونوں سواروں نے اپنے گھوڑوں کو روکا۔ پھر ان میں سے ایک نے اس پجاری سے پوچھا:

"اے مقدس پجاری! ہم تھیبس شہر سے آئے ہیں۔ ہمارے پاس فرعون منفتاح کی طرف سے تمہارے بڑے پجاری شمعون کے نام ایک پیغام ہے۔ کیا تم ہماری راہنمائی کرو گے کہ ہم اس معبد میں شمعون سے کہاں مل سکتے ہیں۔"

پجاری نے بڑی نرمی اور شائستگی سے جواب دیا:

"تم دونوں میرے ساتھ آؤ۔"

وہ دونوں سوار اپنے گھوڑوں سے اتر پڑے۔ پھر گھوڑوں کی باگ تھامے خاموشی سے اس پجاری کے ساتھ ہو لیے۔

تھوڑی دیر بعد پجاری ان دونوں سواروں کو لے کر معبد کے وسطی حصے میں ایک خوبصورت سکونتی عمارت کے سامنے آ رکا۔ وہاں کھڑے پجاری کے کان میں اس نے کچھ کہا پھر پیچھے ہٹتے ہوئے ان دونوں سواروں سے کہا:

"تم دونوں اپنے گھوڑوں کو یہیں باندھ دو۔ میں نے اپنے ساتھی پجاری سے کہہ دیا ہے۔ تم اس کے ساتھ اندر چلے جاؤ۔ یہ تمہیں بزرگ شمعون سے ملا دے گا۔"

دونوں سواروں نے اپنے گھوڑے عمارت کے باہر باندھ دیے اور دوسرے بجاری کی راہنمائی میں عمارت میں داخل ہو گئے۔ بجاری ان کو لے کر ایک کمرے میں داخل ہوا جس میں مصر کا سب سے بڑا ساحر اور رع دیوتا کا بڑا پجاری شمعون اپنے اور بہت سے ساتھی بجاریوں کے ساتھ آتش دان کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

جاڑے کا موسم عروج پر ہونے کی وجہ سے گو باہر سردی تھی لیکن کمرے میں جلتے آتش دان کی وجہ سے وہاں خوب گرمی اور سکون تھا۔

بجاری نے شمعون کو مخاطب کر کے کہا:

"اے آقا! طیبس شہر سے فرعون منفتاح کے دو قاصد آئے ہیں اور آپ کے نام بادشاہ کا کوئی پیغام لائے ہیں۔"

اندھے شمعون نے ہاتھ سامنے کو لہراتے ہوئے کہا: "ان دونوں کو میرے سامنے بٹھاؤ کہ میں ان سے گفتگو کر سکوں۔"

بجاری نے دونوں قاصدوں کو شمعون کے سامنے لا بٹھایا۔ پھر وہ خود بھی ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ پھر اندھا شمعون بولا: "اے شاہی قاصدو! تم دونوں میرے نام کیا پیغام لائے ہو۔"

دونوں میں سے ایک قاصد شمعون کو مخاطب کر کے بولا:

"اے بزرگ شمعون! بنی اسرائیل کا ایک جوان کہ نام جس کا موسیٰؑ ہے، اس نے فرعون منفتاح اور اس کے سارے درباریوں کے سامنے دعویٰ کیا ہے کہ وہ رب العالمین کی طرف سے اس کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اس نے فرعون سے دو مطالبات کیے ہیں:

اول یہ کہ سارے دیوتاؤں کے اتباع کو ترک کر دیا جائے اور صرف اس خدائے واحد کی عبادت کی جائے جو سب کا خالق و مالک ہے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرایا جائے۔

اس کا دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات دے کر آزاد کر دیا جائے تاکہ وہ انہیں اس سرزمین کی طرف لے جائے جس کا وعدہ ان کے رب نے ان سے کیا ہے۔

اے بزرگ شمعون! فرعون منفتاح نے موسیٰؑ بن عمران سے پیغمبر ہونے کی نشانی طلب کی تو اے بزرگ شمعون! جانتے ہو کیا ہوا؟"

اندھے شمعون نے بے تاب ہو کر پوچھا: "کیا ہوا۔"

"اے بزرگ شمعون! دیکھ ایسا ہوا کہ" قاصد ذرا رکا پھر کہتا چلا گیا۔

"موسیٰؑ بن عمران نے اپنے ہاتھ میں جو عصا پکڑ رکھا تھا وہ اس نے بھرے دربار میں فرعون کے سامنے ڈال دیا۔ عصا فوراً ہی ایک بہت بڑا اژدہا بن گیا۔ ایسا بڑا اور بھیانک کہ فرعون اور سارے درباری خوفزدہ ہو گئے اور اے شمعون! معاملہ یہیں پر ختم نہ ہوا۔ بلکہ اسی وقت موسیٰؑ نے اپنا دایاں ہاتھ گریبان کے اندر ڈال کر باہر نکالا تو وہ چمکتے ہوئے ستارے کی مانند روشن اور منور ہو گیا۔

ان دونوں خرق عادت چیزوں نے فرعون اور سارے درباریوں کو فکرمند کر دیا اور وہ یہ خیال کرنے لگے کہ موسیٰؑ اور اس کا بھائی ہارونؑ جو اس سارے معاملے میں اس کا ساتھی تھا، دونوں مل کر انہیں حکومت سے محروم کر کے مصر کی زمین سے نکال باہر کرنا چاہتے ہیں۔

اے شمعون! فرعون منفتاح نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اپنے ماہر جادوگروں سے موسیٰؑ بن عمران کے اس جادو کا مقابلہ کرایا جائے اور اسے اس مقابلے میں نیچا دکھا کر اس کے سحری اثر کو زائل کر دیا جائے۔ اس لیے کہ اس نے عصا سے جو اژدہا بنایا اور اپنے ہاتھ کو جو ستارے کی طرح چمکتا ہوا کر دیا تو ان دو واقعات کا درباریوں سے نکل کر اب عام لوگوں پر بھی اثر ہو رہا ہے اور لوگ موسیٰؑ سے متاثر اور خوفزدہ دکھائی دیتے ہیں۔ پس اسی خوف کو زائل کرنے کے لیے موسیٰؑ کے ساتھ اپنے ماہر ساحروں کا مقابلہ رکھا گیا ہے اور یہ مقابلہ یوم الزینۃ کے روز سورج تھوڑا سا چڑھ آنے پر ہو گا۔ پس اے بزرگ شمعون! تمہارے نام فرعون منفتاح کا پیغام یہ ہے کہ یوم الزینۃ کے موقع پر اپنے ماہر ساحروں کے ساتھ طیبس پہنچ کر موسیٰؑ کا مقابلہ کریں۔"

قاصد ذرا رکا پھر دوبارہ بولا:

"اور اے بزرگ شمعون! گو فرعون نے اپنی طرف سے تمام شہروں کو ہرکارے بھجوا دیے ہیں تاکہ وہ وہاں کے ماہر جادوگروں کو مقررہ دن وہاں آنے کی دعوت دیں لیکن فرعون نے کہا ہے کہ آپ چونکہ مصر کے سب سے بڑے اور ماہر جادوگر تسلیم کیے جاتے ہیں اور سب ساحر آپ کا احترام کرتے ہیں لہٰذا آپ اپنی طرف سے بھی مختلف شہروں کے ساحروں کو پیغام بھجوائیں کہ وہ مقررہ دن کو جمع ہو کر موسیٰؑ کا مقابلہ ضرور کریں۔"

بوڑھا شمعون گہرے تفکرات اور سوچوں سے نکلتے ہوئے بولا:

"میں سارے ساحروں کو یہ پیغام تو بھجوا دوں گا پر اے فرعون منفتاح کے قاصدو! میں تو اب تک یہی سوچ رہا ہوں کہ اس اسرائیلی جوان موسیٰؑ بن عمران نے ایسے خرق عادت کمالات کا مظاہرہ کیسے کیا؟ اگر وہ کوئی ماہر جادوگر ہے تو اس نے یہ سحری تعلیم کہاں سے حاصل کی۔ کاش اس وقت ساحری میرے پاس ہوتا

تو میں نہ صرف اسے اس مقابلے میں شامل کرتا بلکہ اس سے یہ معلومات بھی حاصل کرتا کہ موسیٰؑ نے جادو کی یہ تعلیم کہاں سے لی۔"

قاصد نے جھٹ جواب دیا:

"اے بزرگ شمعون! یہ بات تو میں بھی آپ کو بتا سکتا ہوں سامری کی یہاں کیا ضرورت ہے اور پھر سامری سحر میں آپ سے بڑھ کر تو نہیں۔"

شمعون بے تاب سا ہو کر بولا: "تو پھر بتاؤنا! خاموش کیوں ہو۔ جادو اور سحر کی یہ تعلیم موسیٰؑ نے کہاں سے حاصل کی۔"

قاصد نے پہلے اپنا گلا صاف کیا پھر بولا:

"اے بزرگ شمعون! تمہیں یاد ہو گا کہ موسیٰ بن عمران نے فرعون رعمسیس کے دور میں شاہی محل میں پرورش پائی تھی۔ پھر اس سے ایک قبطی قتل ہو گیا اور یہ مصر سے مدین چلا گیا۔ یہ بارہ سال وہاں رہا۔ وہیں اس نے شادی کی اور اس کا ایک بیٹا بھی ہوا۔

اے شمعون! یہ صرف میرا نہیں بلکہ مصر کے عام لوگوں کا بھی خیال ہے کہ اس نے مدین میں قیام کے دوران ہی سحر کی تعلیم حاصل کی اور اب وہ ایک بہترین ساحر ہے۔"

قاصد کی بات سن کر شمعون نے کہا: "اے قاصد! تم میری طرف سے فرعون کو جا کر یقین دلا دو کہ مقابلے کے روز ہم ضرور تھیبس شہر پہنچ جائیں گے اور اس مقابلے میں موسیٰؑ کو نیچا دکھا کر ضرور مصری عوام کا خوف دور کر دیں گے اس لیے کہ اس مقابلے میں بہرحال غالب ہم ہی رہیں گے۔"

شمعون ذرا رکا پھر بولا: "اور ہاں اے قاصد! میں شاید مقابلے سے چند روز پہلے ہی اپنے ساتھیوں کے ساتھ تھیبس پہنچ جاؤں۔ میرے آنے سے پہلے تم لوگ اندازہ لگا رکھنا کہ موسیٰؑ اگر دن کے کسی حصے میں سوتا ہے تو کب، کہاں اور کس وقت سوتا ہے۔ یہ بہت ضروری ہے۔ اس کی اس حالت سے میں اس کی سحری قوت کا اندازہ لگاؤں گا۔"

دونوں قاصد اٹھ کھڑے ہوئے اور وہی قاصد پھر بولا:

"اے بزرگ شمعون! ہم اب چلتے ہیں۔ آپ کے آنے سے قبل ہم یہ معلومات فراہم کر رکھیں گے۔"

اس کے ساتھ ہی وہ دونوں وہاں سے چلے گئے!

○

یوناف خیمے میں آتش دان کے پاس اکیلا بیٹھا تھا۔ سردار طوج اور حریبظ اپنے ان جوانوں کی تیاری کو آخری شکل دینے باہر گئے ہوئے تھے جنہوں نے تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھ بحیرۂ روم کے کنارے کنارے مغرب کی طرف عامی اور فزدمی قبائل کے جوانوں کے خلاف حرکت میں آنا تھا جو اپنے قبائل کے لیے رسد و کمک لا رہے تھے۔

یوناف نے اس تنہائی سے فائدہ اٹھایا اور ہلکی ہلکی پیار بھری سرگوشی میں پکارا:

"ابلیکا! ابلیکا! تم کہاں ہو۔"

اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی گردن پر ہلکا ساحر بری لمس دیا اور ساتھ ہی اس کی مسحور کن آواز یوناف کو سنائی دی:

"میں یہیں ہوں میرے حبیب!"

یوناف نے اس بار پُر شوق آواز میں پوچھا:

"ابلیکا! اب جبکہ طوج اور حریبظ باہر گئے ہوئے ہیں اور ہم خیمے میں اکیلے ہیں تو کیا اس وقت میں تمہیں تمہارے اصل نسوانی سراپے میں دیکھ سکوں گا۔"

تھوڑی دیر تک ابلیکا کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو یوناف نے پھر پوچھا:

"تم نے کوئی جواب نہیں دیا ابلیکا!"

اس بار لذت و خمار میں ڈوبی ہوئی ابلیکا کی آواز سنائی دی:

"دیکھو لو۔ میں نے کوئی انکار کیا ہے۔ جو تحریر میں نے تمہیں بتائی تھی تم اس کا عمل شروع کرو میں ایک ہیولے کی صورت میں تمہیں خیمے کے اس سامنے والے ریشمی پردے کے پاس دکھائی دوں گی۔"

یوناف نے فوراً اپنا عمل کیا اور جواب میں ایک ہیولے کی صورت میں ابلیکا اسے ریشمی پردے کے پاس دکھائی دی۔

یوناف نے اسے دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا۔

اس کا پیکر یہیں ایسا تھا جیسے سوئے ہوئے شعلے اچانک جاگ اٹھے ہوئے ہوں یا گیتوں کا کوئی روپ، نغمے کا کوئی پیکر اور نچیلی جبلیوں کا کوئی جوان و شوخ سراپا، رنگ و روشنی کے ماحول میں اور صبح کے اجالے میں رقصِ لافانی پہ آمادہ ہوا ہو۔

ابلیکا ہمہ رنگ، ہمہ خوشبو، ہمہ گداز اور ہمہ حسن دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی سلگتی نظروں کی آنچ میں ایک لذتِ شہد و شکر میں ڈوبے محبتوں کے ہزار طوفان تھے۔

اس کے لبِ گلنار پر چھائی انگور کے خوشوں جیسی مسکراہٹ میں نئی زندگی اور خوش کن حیات کے ان گنت پیغامات تھے۔

مجموعی طور پر ابلیکا اس وقت قامت میں بلندی کا وقار، تہذیب کا شاہکار، بھرپور لطافت و نزاکت، فطرت کا جمالِ رنگیں، مکمل حیا و شوخی، زندگی کی بشارت، عہدِ گزشتہ کے تبسم کی کرن، سلیقے سے سجائی گئی بزم اور خوابوں میں چلتے حسن جیسی ہو رہی تھی۔

کافی دیر تک یوناف خاموش و ساکت اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اپنی پلکیں جھپکائیں اور ابلیکا کا ہیولہ غائب ہو گیا۔

ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیتے ہوئے مسکراتی اور گنگناتی آواز میں پوچھا:

"اے میرے حبیب! میرا سراپا اور پیکر تمہیں کیسا لگا؟"

یوناف کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہو گئی اور وہ بولا:

"اے ابلیکا! میں نے تمہارے اس پیکر میں ایسی چاہت و طلب ایسی محبت و خواہش، ایسی کشش و رغبت اور ایسی دلپذیری و تسکین دیکھی ہے کہ جی چاہتا تھا اپنی جگہ منجمد و پتھر ہو کر ہمیشہ کے لیے تمہیں دیکھتا ہی رہوں۔ کاش! میں تمہیں چھو سکتا۔ تمہارا لمس محسوس کر سکتا۔"

ہلکے ہلکے ہنستے ہوئے ابلیکا نے پوچھا:

"تمہاری گردن پر جو لمس میں دیتی ہوں۔ کیا یہ کافی نہیں ہے۔ اس لیے کہ دنیا میں میرا تمہارا جیسا رشتہ اور تعلق ہے وہ کسی اور کو نصیب نہ ہوا ہو گا!"

یوناف نے بھرپور خوشی سے کہا:

"اے ابلیکا! مجھے تمہاری اس رفاقت اور رشتے و تعلق پر فخر ہے۔ پر اے ابلیکا! کیا یہ ممکن نہیں کہ میں تمہیں......!"

یوناف خاموش ہو گیا کیونکہ سردار طوج اور حریظہ خیمے میں داخل ہو رہے تھے۔ حریظہ اس وقت مردانہ جنگی لباس میں انتہائی پُرکشش اور خوبصورت دکھائی دے رہی تھی۔ قریب آ کر حریظہ یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے بولی:

"ہمارے جن مسلح جوانوں کو آپ کے ساتھ مہم پر روانہ ہونا ہے وہ کوچ کے لیے تیار ہیں اور آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔"

یوناف منہ سے تو کچھ نہ بولا تاہم وہ فوراً اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔

خیمے سے نکل کر وہ باہر جلتے منقد میں آگ کے الاؤ کے پاس آیا۔ ایک لکڑی کی مدد سے اس نے آگ کے اندر سے اپنا خنجر نکالا۔ خنجر کی نوک اب بھی روشن اور چمکدار تھی حالانکہ سارا خنجر آگ میں تپ کر خوب سرخ ہو چکا تھا۔

اسی لمحہ ابلیکا نے اس سے پوچھا:

"اے میرے حبیب! کیا کرنے لگے ہو۔ کیا تم بتر کو آگ کی اس ہولناک اسیری سے آزاد کرنے لگے ہو؟"

یوناف نرم آواز میں جواب دیتے ہوئے بولا:

"بتر کے لیے یہ دو دن کی اسیری اور یہ ہولناک سزا ہی کافی عبرت خیز ہے اور آئندہ یہ سوچ سمجھ کر مجھ پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرے گا۔ اور پھر ہم عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی طرح پُراز شیطنت نہیں۔ معاف کر دینا ہی بہت بڑی کامیابی ہے۔"

اس کے ساتھ ہی یوناف نے بتر کو اسیری سے آزاد کر دیا۔ اپنے جلے ہوئے دستے کا وہ خنجر یوناف نے ریت میں دبا دیا۔

پھر وہ حسین حریظہ کے ساتھ اس طرف آیا جہاں کسلوحی اور کفتوری جنگجو خوب مسلح ہو کر اپنے اونٹوں پر تیار بیٹھے اسی کے منتظر تھے۔ ان دستوں کے اگلے طرف دو خالی اونٹ تھے۔ حریظہ نے انتہائی لجاجت سے یوناف سے کہا:

"ان میں سے ایک اونٹ آپ کا اور ایک میرا ہے۔"

وہ دونوں اونٹوں پر سوار ہوئے اور مختصر سے اس لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کر گئے۔ سورج غروب ہو چکا تھا اور فضا میں تاریکی پھیل گئی تھی۔

○

کسلوحی اور کفتوری قبائل کے جنگجو جوانوں کے ساتھ یوناف اور حسین حریظہ بڑی تیزی کے ساتھ بحیرہ روم کے کنارے کنارے مغرب کی طرف بڑھ رہے تھے۔

رات ذرا ہی گزری تھی کہ وہ حرطا نام کے قصبے کے قریب سمندر کے کنارے آگ کے الاؤ جلتے دیکھ کر رک گئے۔ یوناف نے اپنے اونٹ کی نکیل کھینچ لی۔ اسے دیکھ کر حریظہ اور پھر سارے جوانوں نے اپنے

اونٹوں کو روک لیا۔

اس کے ساتھ ہی یوناف نے پکار کر کہا:

"ابلیکا! ابلیکا! تم کہاں ہو؟"

ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور ساتھ ہی اس کی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی:

"میں یہیں ہوں میرے حبیب! کیا بات ہے؟"

یوناف پھر بڑی نرم آواز میں بولا:

"اے ابلیکا! تم ذرا ان عنامی اور فنزدوسی قبائل کے احوال تو معلوم کر کے آؤ جو آگ کے الاؤ کے گرد پڑاؤ کیے ہوئے ہیں۔"

ابلیکا کچھ کہے بغیر یوناف کی گردن سے ہٹ گئی چند ہی ساعتوں کے بعد اس نے پھر یوناف کی گردن پر لمس دیا اور بولی:

"اے میرے حبیب! وہ سامنے جو عنامی اور فنزدوسی جوان خیمہ زن ہیں اپنی بستیوں اور شہروں کی طرف سے خورد و نوش کا سامان لے کر آ رہے ہیں۔ کشتیوں کو انہوں نے ساحل پر چڑھا رکھا ہے اور ان میں سامان بھرا ہوا ہے۔ آگ کے الاؤ کے گرد وہ کھانا کھا کر دفیں بجا رہے ہیں اور گیت گا رہے ہیں۔ وہ اس وقت مسلح نہیں ہیں اور اگر اچانک ان پر حملہ کر دیا جائے تو وہ بھاگ نکلیں گے۔"

اس دوران کچھ سر کردہ جوان اپنے اونٹوں کو ہانک کر یوناف کے پاس لائے۔ پھر ان میں سے ایک نے پوچھا:

"اے ہمارے معظم سپہ سالار! آپ نے اپنے لشکر کو روک کیوں لیا ہے۔ کیا سامنے کوئی خطرہ ہے یا ہم نے دشمنوں کو آ لیا ہے؟"

یوناف نے جواب دیا:

"تمہارا اندازہ درست ہے ہم نے دشمن کو آ لیا ہے۔"

اسی لمحہ ابلیکا نے اپنی شیریں آواز میں کہا:

"اے یوناف! اب تمہارا کیا لائحہ عمل ہے؟"

یوناف نے کچھ سوچا پھر اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔ شاید اس نے کوئی حتمی فیصلہ کر لیا تھا۔ ساتھ ہی اس نے سرگوشی کی:

"اے ابلیکا! عنامی اور فنزدوسی قبائل کے خلاف اس جنگ میں تم بھی پوری طرح حصہ لو گی۔ اور وہ اس طرح

کہ میں کچھ اونٹ ان سواروں سے خالی کرا لیتا ہوں۔ تم ان اونٹوں کو ہانک کر پڑاؤ کی طرف لے جانا۔ وہ صحرا میں جب ان بے سوار اونٹوں کو دیکھیں گے تو ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ان کو پکڑنے کی پوری کوشش کریں گے اور جب وہ اس کوشش میں مصروف ہوں گے تو میں پشت کی طرف سے ان پر حملہ آور ہو کر انہیں نیست و نابود کر دوں گا۔

اس کے بعد ہم ان کا کشتیوں میں لدا ہوا سامان اپنے اونٹوں پہ لاد دیں گے اور کشتیوں کو آگ لگا کر یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔"

ابلیکا نے مسکراتی ہوئی آواز میں یوناف کے کان میں سرگوشی کی:

"اے میرے حبیب! تمہارا یہ طریقۂ کار انتہائی عمدہ اور قابلِ تعریف ہے۔ تم کچھ اونٹ خالی کراؤ میں اس کام کی ابھی تکمیل کراتی ہوں۔"

یوناف نے اپنے لشکر کے کچھ جوانوں کو حکم دیا کہ وہ ایک ایک اونٹ پر دو دو سوار ہو جائیں اور چند اونٹ خالی کر دیں۔ فوراً ہی چند اونٹ خالی کر دیے گئے۔ پھر ابلیکا یوناف کی گردن سے ہٹ گئی۔ اس کے ساتھ ہی وہ سارے اونٹ ایک طرف کو بڑھنے لگے۔ شاید ابلیکا انہیں ہانکنے لگی تھی۔ ان اونٹوں کو ابلیکا آگ کے الاؤ کے پاس لے گئی۔

الاؤ کے گرد بیٹھے عنامی اور فنزدوسی جوانوں نے جب رات کے اس اندھیرے میں صحرا کے اندر ان اونٹوں کو دیکھا تو پریشان ہو گئے اور ایک دوسرے کو آوازیں دیتے ہوئے فوراً ہی مستعد اور مسلح ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔

لیکن جب آگ کی تیز روشنی میں انہوں نے دیکھا کہ اونٹ خالی ہیں اور ان کے ساتھ کوئی نہیں تو ان کے خدشات جاتے رہے۔ لہٰذا وہ اونٹوں کو پکڑنے کے لیے ان کی طرف بھاگے۔

اس دوران ابلیکا بھی حرکت میں آ گئی تھی اور اس نے اس انداز میں اونٹوں کو ہانک دیا جیسے وہ ان لوگوں کو آتا دیکھ کر بھاگے ہوں۔ یہ دیکھ کر عنامی اور فنزدوسی جوان اور تیزی سے ان کا تعاقب کرنے لگے۔ اسی لمحہ ابلیکا یوناف کے پاس آئی اور اس کی گردن پہ لمس دے کر بولی:

"اے یوناف! دشمن کے جوان اونٹوں کے تعاقب میں بھاگ رہے ہیں لہٰذا تم اپنی کارروائی شروع کر سکتے ہو۔"

اپنے ساتھیوں کے ساتھ یوناف حرکت میں آیا اور اونٹوں کا تعاقب کرتے ہوئے عنامی اور فنزدوسی جوانوں پر اس نے حملہ کر دیا۔

اس موقع پر صحرا کے اندر نعرہ ہائے دہشت بلند کرتا ہوا وہ نگاہ برہم اور شعلہ ور آگ کی طرح ان پر ٹوٹ پڑا تھا۔ اس کے حملوں میں اک رقص برق و باراں اور آہن نقش روئے نگاراں تھی۔ صحرا میں وہ دشمنوں کی حالت ریت کی ناؤ، جھاگ کے مانجھی، کاٹھ کے گھوڑوں اور سیب کے ہاتھیوں جیسی کر رہا تھا جو تیز آندھیوں میں ایک دوسرے سے ٹکرا کر ٹوٹ پھوٹ گئے ہوں۔

صحرا کے اس حصے میں یوں لگتا تھا جیسے واہموں اور جراحتوں کا طوفان اٹھا کر کوئی ابلیس رات کی تاریکی میں ناچ اٹھا ہو۔

ایک بے باک دھیانک اور چالاک و سرکش حملہ آور کی طرح یوناف نے ٹیلوں کے اندر عنامی اور فتروسی جوانوں کو کاٹ کر رکھ دیا۔

اس ٹیلوں کی جنگ سے فارغ ہونے کے بعد اپنے ساتھیوں کے ساتھ یوناف سامان سے بھری کشتیوں کی طرف گیا۔ کشتیاں سامانِ خورد و نوش کے علاوہ جنگی سامان سے بھی لبریز تھیں۔ یوناف کے حکم پر جوانوں نے آن کی آن میں سامان کشتیوں سے نکال کر اونٹوں پر لاد دیا۔ اس کے بعد سمندر کنارے کشتیوں کو ایک جگہ جمع کر کے انہوں نے آگ لگا دی اور پھر یوناف اپنے ساتھیوں کے ہمراہ وہاں سے کوچ کر گیا۔

○

سامان سے لدے اونٹوں اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ یوناف صبح سویرے کسلوحی اور کفتوری قبائل کے پڑاؤ میں داخل ہوا۔

جس وقت سامان سے لدے اونٹ طوج کے خیمے کے سامنے بٹھائے جا رہے تھے طوج بھاگتا ہوا آیا اور یوناف کو گلے لگا لیا۔ اس کے بعد وہ اپنی بیٹی سے ملا۔ پھر خوشی سے بھرپور لہجے میں اس نے یوناف سے کہا:

"اے یوناف! میرے عزیز! تم نے کسلوحیوں اور کفتوریوں کے لیے وہ معرکہ سر انجام دیا ہے جسے ہم اپنے لیے ضروری مگر ناممکن خیال کرتے تھے۔ اس مہم کے دو گہرے اثرات مرتب ہوں گے۔ اول یہ کہ عنامیوں اور فتروسیوں کی عسکری قوت میں کمی آ جائے گی کیونکہ کشتیوں پر ان کے لیے سامان لانے والے وہ جوان ان کے بہترین جنگجو تھے اور گزشتہ تمام لڑائیوں میں یہ سب جوان یہاں موجود ہوا کرتے تھے۔

ان کی غیر موجودگی میں عنامی اور فتروسی ہم سے لڑائی کی ابتدا نہ کرتے تھے۔ اب ان جوانوں کے مارے جانے سے عنامیوں اور فتروسیوں پر ایک بھاری اور کاری ضرب لگے گی اور اب یہ یونہی اندھے اونٹوں کی طرح منہ اٹھا کر ہم پر سر چڑھ دوڑا کریں گے بلکہ ایسا کرنے کے لیے آئندہ انہیں خوب سوچ بچار سے کام لینا ہوگا۔

اور اس مہم کا دوسرا بہترین فائدہ یہ ہوا ہے کہ ہمیں صحرا کے اس حصے میں بلا قیمت خورد و نوش کا بہت سا سامان ہاتھ لگ گیا ہے۔

اور اے یوناف! اس مہم کو سر کرنے کے بعد اب ہمیں اور زیادہ محتاط رہنا ہوگا۔ اس لیے کہ اپنے جوانوں کی تلاش میں عنامی اور فتروسی قبائل ان اطراف میں ضرور آئیں گے اور اس کے لیے وہ ساحری سے بھی کام لے سکتے ہیں۔"

یوناف نے خوش طبعی سے کہا:

"جب ایسا وقت آیا تو دیکھ لیں گے۔"

سردار طوج نے اپنے جوانوں کو اونٹوں سے سامان اتار کر خیموں میں ذخیرہ کرنے کا حکم دیا اور خود یوناف اور حزنیطہ کا ہاتھ تھام کر خیمے کی طرف چل دیا۔

○

یوم الزینۃ، جو مصریوں کی عید کا دن تھا۔ اس سے کئی روز پہلے موسیٰؑ سے مقابلہ کرنے کے لیے ساحر و جادوگر مصر کے مرکزی شہر تھیبس پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ مصر کا سب سے بڑا ساحر اندھا شمعون بھی مقابلے سے دو روز قبل شہر میں داخل ہو گیا تھا۔

مقابلے سے ایک روز قبل یہ سارے جادوگر ایک جگہ جمع ہوئے۔ مصر کے ان تمام ساحروں پر اندھے شمعون کو ناظم و نگران اور سرکردہ و سرخیل مقرر کیا گیا۔ جب یہ سارے ساحر اکٹھے ہوئے تو شمعون نے ان سب کو مخاطب کر کے کہا: "اے میرے ساحر ساتھیو! میں نے فرعون کے دو قاصدوں کی مدد سے یہ پتہ لگایا ہے کہ موسیٰؑ و ہارونؑ دن کو تبلیغ کا کام کرتے ہیں اور دوپہر کے وقت آرام کرنے کی خاطر شہر سے باہر کھجوروں کے ایک جھنڈ تلے سوتے ہیں۔ میرے کچھ ساتھی ساحر اس جگہ کو دیکھ آئے ہیں لہٰذا تم اپنے چند ساتھیوں کو اس طرف روانہ کرو جہاں موسیٰؑ و ہارونؑ سوتے ہیں۔ وہ انہیں نقصان پہنچانے

کے ارادے سے وہاں جائیں اور واپس آ کر ساری کیفیت مجھ سے کہیں تاکہ اس سے میں اندازہ لگا سکوں کہ موسیٰؑ و ہارونؑ جادو و سحر میں کس قدر مہارت و قوت رکھتے ہیں"۔

شمعون کی تجویز پر کچھ ساحروں کو وہاں جانے کے لیے منتخب کیا گیا اور وہ موسیٰؑ و ہارونؑ کی طرف روانہ ہو گئے۔

ساحروں کا یہ مختصر سا گروہ جب اس مخصوص جگہ پر پہنچا تو دیکھا کہ کھجوروں کے ایک جھنڈ کے نیچے موسیٰؑ و ہارونؑ گہری نیند سو رہے ہیں۔ جب وہ ان دونوں کو نقصان پہنچانے کے لیے آگے بڑھے تو دنگ رہ گئے کیونکہ موسیٰؑ کے قریب رکھا ان کا عصا اژدہے کی شکل اختیار کر گیا۔ پھر وہ ان کی طرف لپکا تو یہ سب ساحر وہاں سے بھاگ نکلے۔

واپس آ کر انہوں نے یہ سارا ماجرا شمعون سے بیان کر دیا۔ اندھا شمعون چند ثانیوں تک گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا۔ پھر اپنے ساتھی ساحروں سے بولا: "اے میرے ساتھیو! جادو اور سحر ایسے امر کے لیے مخصوص ہے جس کا سبب پوشیدہ ہو اور وہ اصل حقیقت کے خلاف خیال میں آنے لگے۔ گو سحر ایک حقیقت ہے اور مضرت رساں اثرات رکھتا ہے جس طرح زہر یا دوسری نقصان رساں اشیاء میں ہوتے ہیں اور یہ بھی سنو میرے ساتھیو کہ سحر قدرتِ الٰہی سے بے نیاز ہو کر خود موثر بالذات نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ بات بھی واضح کر دوں کہ کوئی ساحر کیسا ہی ماہر اور بے مثل جادوگر کیوں نہ ہو اس کا جادو نہ اس وقت کار آمد ہوتا ہے نہ حرکت میں آتا ہے جب وہ ساحر سو رہا ہو اور سونے کی حالت میں یہ جو موسےؑ کا عصا اژدہا بن کر حرکت میں آیا ہے تو اس نے مجھے تشویش اور خلجان میں ڈال دیا ہے"۔

ایک ساحر نے چونک کر پوچھا:

"تو کیا تمہارا خیال ہے کہ موسیٰؑ کے پاس سحر نہیں کچھ اور ہے"۔

شمعون نے جواب میں فیصلہ کن انداز سے کہا:

"ہاں، میرا دل کہتا ہے کہ یہ سحر نہیں کوئی معجزہ ہے اور معجزہ درحقیقت براہِ راست خالقِ حقیقی کا فعل ہے جو بغیر اسباب کے ایک صادق کی صداقت کے لیے وجود میں آتا ہے۔ معجزہ سحر کی طرح کسی اصول و قانون پر مبنی نہیں کہ ایک فن کی طرح اسے سیکھا جا سکے۔ معجزہ کسی شے کی ماہیت و صورت کو بدل دیتا ہے جبکہ نقصان دہ سحر ہے تو سہی مگر کسی شکل و ماہیت میں حقیقی انقلاب برپا نہیں کرتا بلکہ صرف قوتِ متخیلہ میں ایک انقلاب برپا کر سکتا ہے۔

ایک دوسرے ساحر نے خوف بھری آواز میں پوچھا:

"تو کیا ہمیں اس مقابلے میں حصہ نہ لینا چاہیے"۔

شمعون اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا:

"ہم ضرور اس مقابلے میں حصہ لیں گے اور دیکھیں گے کہ موسیٰؑ و ہارونؑ کی طرف سے ہمارے مقابلے میں کیا پیش کیا جاتا ہے۔ اب تم جاؤ اور کل کے مقابلے کے لیے ایسی رسیاں اور چھڑیاں تیار کرو جو مقابلے کے میدان میں سانپ بن کر بھاگنے لگیں"۔

سب ساحر یہ حکم پا کر وہاں سے چلے گئے۔

○

دوسرے روز سورج طلوع ہونے کے بعد مقابلے کے میدان میں تھبیس شہر اور باہر سے آئے ہوئے لوگ کھچا کھچ بھر گئے۔

میدان کے ایک طرف سارے جادوگر جمع تھے۔ اتنے میں موسیٰؑ و ہارونؑ بھی میدان میں نمودار ہوئے وہ سیدھے جادوگروں کے پاس آ گئے۔

پھر موسیٰؑ نے ان جادوگروں کو مخاطب کر کے کہا:

"اے ساحرو! تمہاری ہلاکت سامنے آ چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ پر افترا اور بہتان نہ لگاؤ کہ اس کے ساتھ خدائی میں فرعون یا کوئی اور شریک ہے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہارا رب جو تمہارا خالق و رازق ہے تمہیں عذاب میں پیس ڈالے گا اور تمہاری بنیاد اکھاڑ ڈالے گا اور سن لو کہ جو اللہ پر بہتان باندھتا ہے وہ ناکام و نامراد رہتا ہے"۔

موسےؑ کی یہ تقریر سن کر ان جادوگروں پر خاطر خواہ اثر ہوا اور ان میں سے کچھ یہ صلاح مشورہ کرنے لگے کہ ہمیں اس مقابلے سے باز رہنا چاہیے لیکن کچھ دوسرے ساحروں نے انہیں سمجھایا کہ اب تو مقابلہ سر پر آ گیا ہے۔ ایسے موقعے پر انکار کرنا بد دیانتی اور وعدہ خلافی ہے۔

عین اسی وقت فرعون، ہامان اور اپنے درباریوں کے ساتھ وہاں آ گیا۔ ایک اونچی جگہ ان سب کے لیے نشستیں بنائی گئی تھیں جن پر وہ سب بیٹھ گئے۔

ایک طرف فرعون منفتاح کی سوتیلی ماں آسیہ بھی آ کر بیٹھ گئی تھیں اور رو رو کر موسیٰؑ کی فتحمندی

کے لیے دعائیں مانگ رہی تھیں۔

منفتاح کی اس نشست کے دائیں جانب عام لوگوں کے اندر عزازیل بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ حق و باطل کا یہ معرکہ دیکھنے آموجود ہوا تھا۔

پھر سارے جادوگر، اپنے سردار شمعون کی سرکردگی میں فرعون کے سامنے آئے۔ اندھے شمعون نے فرعون سے پوچھا: "اے رع دیوتا کے عظیم اوتار! اگر ہم یہ مقابلہ جیت گئے تو کیا ہمیں کچھ انعام بھی ملے گا؟"

فرعون مسکرایا اور اپنے سامنے کھڑے سارے ساحروں کو خوش کرنے کی خاطر بلند آواز میں بولا:

"اے مصر کے معزز و محترم ساحرو! آج کا یہ میدان اگر تم نے موسیٰؑ و ہارونؑ کے مقابلے میں مار لیا تو سن رکھو کہ تم نہ صرف انعام و اکرام سے مالا مال کر دیے جاؤ گے بلکہ تمہاری حیثیت میرے ہاں مقربینِ دربار کی سی ہوگی اور یہ ایسی عزت افزائی ہے کہ ہر کوئی اس کا متمنی و خواہشمند ہے۔"

فرعون کے اس جواب پر ساحر مطمئن و خوش ہو گئے۔ پھر وہ پلٹے اور موسیٰؑ و ہارونؑ کے پاس آ گئے۔ اس کے بعد فرعون کے حکم پر ہامان نے اٹھ کر اعلان کیا کہ مقابلہ شروع کیا جائے۔ اس پر جادوگر اپنے سردار شمعون کا ہاتھ پکڑ کر موسیٰؑ و ہارونؑ کے سامنے آئے۔ پھر شمعون نے موسیٰؑ کو مخاطب کر کے کہا: "اے موسیٰؑ بن عمران! اب جبکہ منفتاح کی طرف سے مقابلہ شروع کرنے کا حکم جاری ہو گیا ہے تو کیا پہلے تم کچھ ڈالو گے یا ہم ابتدا کریں؟"

موسیٰؑ نے جواب میں فرمایا:

"تم لوگ ہی اپنے جادو سے ابتدا کرو۔"

اس پر اندھے شمعون نے بلند آواز میں نعرہ مارا: "فرعون کی عزت کی قسم! ہم ہی غالب رہیں گے۔"

اس نعرے کے جواب میں تمام ساحروں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں زمین پر ڈال دیں جو سانپ اور اژدہوں کی شکل میں دوڑتی نظر آنے لگیں۔

یہ معاملہ دیکھ کر لوگ دنگ رہ گئے۔

اس موقع پر جبرائیلؑ نازل ہوئے اور خداوند تعالیٰ کا یہ حکم سنایا کہ:

"آپ بھی اپنا عصا زمین پر ڈال دیں۔"

عزازیل بھی وہاں موجود یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔

موسیٰؑ کو یہ وحی بھی کی گئی کہ:

"خوف نہ کھاؤ ہمارا وعدہ ہے کہ غالب تم ہی رہو گے۔"

جادوگروں کی رسیوں اور لاٹھیوں کو سانپوں اور اژدہوں کی صورتوں میں دیکھ کر فرعون اور ہامان بھی اپنی جگہ خوش ہو رہے تھے۔

پس موسیٰؑ نے جب اپنا عصا ڈالا تو میدان کے اندر وہ عصا ایک بہت بڑا اژدہا بن کر نمودار ہوا۔ اور ان سارے ساحروں کے شعبدوں کو نگل گیا۔

سارا میدان صاف ہو گیا۔ اس طرح ساحر اپنے سحر میں ناکام رہے اور سب لوگوں کے سامنے مقابلہ ہار گئے۔

موسیٰؑ کے عصا کا یہ کرشمہ دیکھا تو جادوگر حقیقتِ حال کو جان گئے جسے اس وقت فرعون اور اس کے درباری پوشیدہ رکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ مگر وہ اس حقیقت کو چھپا نہ سکے اور انہوں نے شکست تسلیم کر لی۔

پھر سب لوگوں کے سامنے انہوں نے اقرار کیا کہ موسیٰؑ کا یہ عمل جادو سے بالاتر اور اللہ کا معجزہ ہے اور سحر سے اس کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ سارے جادوگر سجدے میں گر پڑے اور بآوازِ بلند اقرار کر لیا کہ:

"ہم موسیٰؑ و ہارونؑ کے رب پر ایمان لے آئے کیونکہ وہی سارے جہانوں کا رب ہے۔"

فرعون نے جب دیکھا کہ اس کا دامِ فریب تار تار ہو گیا ہے اور جو موسیٰؑ کو شکست دینے کی آخری صورت تھی وہ بھی ختم ہو گئی ہے اور یہ کہ سارے جادوگروں نے اس سے صلاح مشورہ کیے بغیر موسیٰؑ کے رب کو اپنا رب تسلیم کر لیا ہے اور موسیٰؑ پر ایمان لے آئے ہیں تو اسے خدشہ محسوس ہوا کہ کہیں مصری عوام بھی ہاتھ سے نہ جاتے رہیں اور موسیٰؑ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو جائیں۔ اس معاملے کو ٹالنے کے لیے اس نے مکر اور فریب کا ایک اور طریقہ اختیار کیا اور لوگوں کو سناتے ہوئے اس نے بلند آواز سے ساحروں کو مخاطب کر کے کہا: "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰؑ تم سب کا استاد ہے اور تم سب نے آپس میں سازش کر رکھی ہے تب ہی تو میری رعایا ہوتے ہوئے میری اجازت کے بغیر تم نے موسیٰؑ و ہارونؑ کے رب پر ایمان لانے کا اعلان کر دیا ہے۔

پس سن رکھو ساحرو! میں تم سب کو ایسی عبرت ناک سزا دوں گا تاکہ آئندہ کسی کو اس طرح کی بے وفائی اور غداری کی جرأت نہ ہو۔ سنو ساحرو! میں پہلے تو تم لوگوں کے ہاتھ پاؤں الٹے سیدھے کٹواؤں گا اور پھر میں

تمہیں صلیب پر لٹکا دوں گا۔"

لیکن ان ساحروں پر فرعون کی دھمکی کا کوئی اثر نہ ہوا اس لیے کہ وہ نیک نیتی اور خلوص سے ایمان لا چکے تھے۔ وہی جادوگر جو تھوڑی دیر قبل فرعون سے انعام و اکرام اور عزت و جاہ کی آرزوئیں اور التجائیں کر رہے تھے۔ وہی ساحر اب ایمان لانے کے بعد ایسے نڈر اور بے خوف ہو گئے کہ ان کے سامنے سخت سے سخت مصیبت اور دردناک ترین عذاب بھی ہیچ ہو کر رہ گیا اور کوئی دہشت بھی ان کے ایمان کو متزلزل نہ کر سکی۔

ان ساحروں نے پہلے اپنے سردار شمعون کے ساتھ مشورہ کیا۔ پھر انہوں نے بے دھڑک ہو کر فرعون سے کہہ دیا:

"اے بادشاہ! یہ ہم کبھی اور کسی صورت نہیں کر سکتے کہ سچائی اور روشن دلائل جو ہمارے سامنے آ گئے ہیں اور جس خدا نے ہمیں پیدا کیا ہے اس سے منہ موڑ کر تیرا حکم مان لیں۔

اے بادشاہ! تو جو کرنا چاہتا ہے کر گذر۔ تو زیادہ سے زیادہ یہی کر سکتا ہے کہ دنیا کی اس زندگی کا خاتمہ کر دے۔ ہم تو اپنے پروردگار پر ایمان لا چکے ہیں۔ وہ ہماری خطائیں بخشنے والا ہے۔ ہمارے لیے ہمارا اللہ ہی بہتر ہے اور وہی باقی رہنے والا ہے"۔

ان جادوگروں کے اس جواب پر فرعون اور اس کے اعیان و ارکان کو سخت ہزیمت اٹھانا پڑی اور سرعام وہ ذلیل و رسوا ہوئے۔ موسیٰؑ و ہارونؑ کے رب کا وعدہ پورا ہوا۔

یہ صورت حال دیکھ کر اسرائیلی نوجوانوں میں سے بھی ایک جماعت مسلمان ہو گئی لیکن فرعون کے ظلم و ستم کی وجہ سے اپنے اس ایمان کا اعلان نہ کر سکی کیونکہ ایمان قبول کرتے ہی اس کی عام قاہرانہ ستم کیشیوں اور ظلم پرستیوں کے علاوہ اس وقت فرعون کی ذلت و شکست نے اسے اور زیادہ غضبناک کر دیا تھا۔

اس موقع پر موسیٰؑ نے انہیں تلقین فرمائی کہ:

"مومن ہونے کے بعد تمہارا سہارا صرف خدا ہے"۔

ان ایمان والوں نے اس پر لبیک کہا اور خدا کے سامنے گڑگڑا کر رحمت و مغفرت کی دعائیں اور ظالموں کے ظلم و معصیت سے محفوظ رہنے کی التجائیں کرنے لگے۔

فرعون کی اس بے بسی کے موقع پر اس کے درباری اس کے پاس آ کھڑے ہوتے اور ان میں سے ایک نے اسے مشورہ دیتے ہوئے کہا: "اے خداوند! ہمیں فی الفور اس موسیٰؑ کو قتل کر دینا چاہیے تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ اور اس کے ساتھی مصر کے اندر فساد پھیلائیں اور ہمارے دیوتاؤں کو ٹھکراتے پھریں"۔

پر فرعون موسیٰؑ کی روحانی قوت کا مظاہرہ دیکھ کر بے حد مرعوب ہو چکا تھا۔ اس بنا پر اسے موسیٰؑ کو قتل کرا دینا تو دور کی بات، ان کے خلاف کچھ کہنے تک کی مطلق ہمت نہ ہوئی۔ اپنے اس درباری کی تسلی کے لیے اس نے جواب دیا: "تم لوگ گھبراتے کیوں ہو؟ میں اسرائیلیوں کی طاقت بڑھنے نہ دوں گا اور ان لوگوں کو اس قابل ہی نہ رہنے دوں گا کہ یہ ہمارا مقابلہ کر سکیں"۔

اسی دوران فرعون کا ایک درباری بھاگا بھاگا آیا اور اسے مخاطب کر کے بولا: "اے آقا! میں آپ سے ایک ایسی بات کہنے آیا ہوں جو نہ صرف ہم سب کے لیے تعجب خیز اور حیران کن ہے بلکہ بے حد تکلیف دہ ہے"۔

فرعون نے اس درباری سے فکر گیر آواز میں کہا: "جو کہنا ہے جلدی کہہ۔ مجھے مزید فکر و اوہام میں نہ ڈال"۔

درباری نے اپنی سانس درست کی اور بولا: "اے آقا! یہ نئی اور تلخ بات ہے کہ آپ کی سوتیلی ماں آسیہ بھی موسیٰؑ پر ایمان لا چکی ہیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ اس میدان میں عام لوگوں کے اندر بیٹھی موسیٰؑ کی فتحمندی اور کامیابی کے لیے دعائیں مانگ رہی تھیں۔ اور دعا بھی کوئی عام نہیں بلکہ وہ نہایت عاجزی و انکساری اور رقت و درد و آنسوؤں میں ڈوب کر اسی رب سے دعا مانگ رہی تھی جس پر ایمان لانے کو موسیٰؑ ہمیں کہتا ہے"۔

فرعون کے چہرے پر ناگواری اور انتقامی کیفیت طاری ہو گئی۔ اس نے چند ثانیے سوچا پھر وہ تحکمانہ انداز میں اپنے درباری سے بولا: "تم ابھی اور اسی وقت جاؤ اور آسیہ خاتون کو بلا کر میرے پاس لاؤ"۔

درباری بھاگا بھاگا واپس لوٹ گیا۔

آسیہ اس وقت میدان سے نکل کر شاہی محل کی طرف جا رہی تھیں کہ درباری نے انہیں جا لیا اور بولا: "اے مقدس ملکہ! آپ کے بیٹے منفتاح نے آپ کو بلوایا ہے اور وہ اپنے درباریوں کے ساتھ اس وقت میدان کے ایک طرف آپ کا منتظر ہے"۔

آسیہ نے ایک بار غور سے تجسس کے عالم میں درباری کی طرف دیکھا جس کے چہرے اور آنکھوں میں آسیہ کے پڑھنے اور اندازہ لگانے میں ان گنت تحریریں اور غیر متشکل جذبے تھے پھر انہوں نے دیر نہ کی اور خاموشی سے اس کے ساتھ ہو لیں۔

آسیہ جب فرعون منفتاح کے سامنے آئیں تو اس نے ناراضگی اور خفگی سے پوچھا: "اے خاتون!

مجھے خبر ملی" ہے کہ جادوگروں کے ساتھ مقابلے کے دوران تم موسیٰؑ و ہارونؑ کی کامیابی اور فتح مندی کے لیے دعائیں مانگتی رہی ہو۔"

آسیہ نے معنی خیز انداز میں اپنے سوتیلے بیٹے کی طرف دیکھا۔ پھر فیصلہ کن انداز میں جواب دیا:

"اے فرعون! تو نے جو سنا ہے سچ سنا ہے۔ میں تمہارے اور تمہارے درباریوں کے سامنے اقرار کرتی ہوں کہ موسیٰؑ و ہارونؑ کے رب پر میں ایمان لا چکی ہوں اور وہ ایسا رب ہے جو رازق و مالک ہے اور اس کے علاوہ کوئی بھی اس قابل نہیں جس کے سامنے مراسمِ عبودیت ادا کی جائیں۔

اے فرعون منفتاح! تم اور تمہارے درباری گواہ رہنا کہ میں کائنات کے اس مالک واحد رب پر ایمان لاتی ہوں جس نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا اور پھر اپنی بے مثل حکمت سے اس نے انسان کے اندر احساسات و جذبات، شعور و عقل اور فکر و تخیل جیسے جذبے بھر دیے۔

اے فرعون منفتاح! تو لوگوں کا رب ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ کیا تو بتا سکتا ہے کہ یہ جذبے انسان کے اندر کیسے بھر گئے۔ اور کیا تو ایسا کرنے پر قادر ہے اور کیا تو جانتا ہے کہ انسانی بناوٹ کے عناصرِ ترکیبی میں سے کونسا عنصر ان جذبوں کا منبع ہے۔"

فرعون کے پاس چونکہ ان باتوں کا کوئی جواب نہ تھا لہٰذا اپنے درباریوں اور وہاں جمع دوسرے لوگوں کے سامنے شرمندگی سے بچنے کے لیے اس نے ہامان کو مخاطب کر کے کہا: "اے ہامان! آسیہ خاتون خود اپنا جرم تسلیم کر چکی ہے اور سب کی موجودگی میں اس نے اقرار کر لیا ہے کہ وہ موسیٰؑ و ہارونؑ کے رب پر ایمان لے آئی ہے لہٰذا میری طرف سے اس کے لیے فیصلہ یہ ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے بستر کی طرح زمین پر لٹا دیا جائے۔ پھر اس کے اوپر ایک بھاری چٹان گرا دی جائے۔"

ہامان نے فوراً اس کا بندوبست کیا۔

آسیہ کو زمین پر لٹا دیا گیا۔ چٹان گرائے جانے سے قبل آسیہ نے رب تعالیٰ کے حضور نہایت عاجزی سے گڑگڑا کر دعا کی:

"اے میرے اللہ! مجھے اس رسوائی اور عذاب و کرب سے بچا۔"

آسیہ کی اس دعا کے ساتھ ہی چٹان ان کے اوپر گرنے سے پہلے ہی ان کی روح قبض کر لی گئی۔ اور چٹان ان کے مردہ جسم پر گری۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے ان کو چٹان گرنے کی اذیت سے نجات دے دی تھی۔

اس طرح فرعون آسیہ خاتون کو سزا دینے اور ساحروں کے لیے سزا تجویز کرنے کے بعد وہاں سے

ہٹ گیا تھا۔

دوسری طرف موسیٰؑ و ہارونؑ نے یہ مقابلہ جیتنے کے بعد اور زیادہ تگ و دو کے ساتھ تبلیغ شروع کر دی تھی!

○

صحرا کے اندر عمالی اور فنزوسی قبائل کے پڑاؤ میں سامری اپنے سر کو جھکائے کچھ سوچتا ہوا اپنے خیمے میں داخل ہوا۔

اندر ایک گوشے میں جلتی آگ کے پاس عزازیل کا ساتھی بشر بیٹھا تھا۔ سامری اس کے پہلو میں آ بیٹھا۔

اسے تفکر و تخیلات میں ڈوبے دیکھ کر بشر نے ہمدردی، رحم و شفقت اور ایثار و قربانی میں ڈوبی ہوئی آواز میں پوچھا: "اے سامری! تو کن سوچوں میں غرق ہے۔ بتا تجھ پہ کیا ابتلا اور دشواری آن پڑی ہے کہ تو اس طرح فکرمند اور پریشان ہے۔"

سامری نے نگاہ اٹھا کر تشکر آمیز نگاہوں سے بشر کو دیکھا اور کہا: "اے بشر! مجھے یقیناً تیری طرف سے ایسے ہی الفاظ سننے کی امید تھی۔ سنو بشر! عمالی اور فنزوسی قبائل پر ایک نئی افتاد آن پڑی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کا حل تم ہی تلاش کر سکتے ہو۔"

بشر مسکرایا اور اس نے گہری نگاہوں سے سامری کو دیکھ کر کہا: "اے سامری! پہلے یہ تو بتاؤ کہ معاملہ کیا ہے۔"

سامری نے اپنے آپ کو سنبھالا اور بشر کے سوال کا جواب دیتے ہوئے بولا: "اے بشر! میں ابھی ابھی سردار بجیلہ کے پاس سے آ رہا ہوں۔ وہ ان دنوں سخت پریشان اور فکرمند ہے۔ اس لیے کہ اس نے جن جوانوں کو اپنی بستیوں سے سامانِ رسد اور اسلحہ لانے کو روانہ کیا تھا وہ ابھی تک واپس نہیں آئے جبکہ اس کے اندازے کے مطابق کئی دن پہلے ان جوانوں کو سامان سے بھری ہوئی کشتیوں کے ساتھ یہاں پہنچ جانا چاہیے تھا۔ اے بشر! بجیلہ نے ابھی مجھے اپنے خیمے میں بلوا کر یہ کہا ہے کہ میں اپنے علم کے زور پر اس کے جوانوں اور کشتیوں کا پتہ لگاؤں۔"

سامری کے خاموش ہونے پہ بشر نہایت ہمدردی سے بولا: "سامری، سامری! میں تھوڑی دیر میں

یہاں سے روانہ ہوتا ہوں اور ساری خبر لا کر تفصیل سے تم سے کہتا ہوں کہ وہ جوان اپنی کشتیوں کے ساتھ اس وقت سمندر میں کس جگہ ہیں اور کب تک یہاں پہنچ جائیں گے۔

لیکن اے سامری! یہاں سے کوچ کرنے سے قبل میں تمہیں ایک ایسی خبر سنانا چاہتا ہوں جو شاید تمہارے لیے نئی اور تعجب خیز بلکہ پریشان کن بھی ہو۔"

سامری نے اندیشوں بھری آواز میں پوچھا: "شر! میرے دوست! ایسی کونسی خبر ہے؟"

شر سامری سے قریب ہوتے ہوئے بولا: "سنو میرے دوست! تمہاری مصر سے غیر حاضری کے دوران وہاں ایک زبردست انقلاب رونما ہوا ہے۔ تمہارے آنے سے پہلے ہی میرا آقا عزازیل مجھے مل کر گیا ہے اور اسی نے مجھے مصر میں اس انقلاب سے متعلق اطلاع دی ہے۔

اے سامری! وہ انقلاب یہ ہے کہ موسیٰؑ بن عمران اور ہارونؑ بن عمران دونوں بھائی ایک روز فرعون منفتاح کے دربار میں آئے اور اس کے درباریوں کے سامنے اس سے کہا کہ وہ سارے دیوتاؤں کی پرستش چھوڑ کر صرف ایک اللہ کی بندگی کرے جو رب واحد اور سب کا خالق ہے۔

فرعون نے موسیٰؑ کے اس دعوے پر کوئی نشانی طلب کی تو موسیٰؑ نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا عصا زمین پر ڈال دیا جو بہت بڑا اژدہا بن گیا۔ ساتھ ہی جب اس نے اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال کر باہر نکالا تو وہ ستاروں کی طرح روشن ہو گیا تھا۔

فرعون یہ دیکھ کر بڑا فکرمند ہوا اور اس نے اپنے درباریوں سے مشورہ کیا پس اس کے درباریوں نے اس سے کہا کہ موسیٰؑ و ہارونؑ دونوں ہی بہت بڑے جادوگر ہیں اور اپنے جادو کے زور پر ہمیں ہماری سرزمین سے نکال باہر کرنا چاہتے ہیں اور یہ کہ ان سے نمٹنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ مصر کے بڑے بڑے تمام جادوگروں کو جمع کیا جائے اور کسی مقررہ دن پر ان کا موسیٰؑ و ہارونؑ سے مقابلہ کرایا جائے جب ہمارے جادوگر موسیٰؑ و ہارون کو سحر و طلسم کے فن میں پچھاڑ دیں گے تو ان کا یہ دعویٰ اپنے آپ ختم ہو جائے گا۔

اے سامری! اس مقابلے کے لیے مصریوں کی عید کا دن یوم الزینہ مقرر کیا گیا۔ اور مصر کے تمام بڑے جادوگروں کو اس روز تھیبس میں جمع کیا گیا۔

اے سامری! غور سے سن! ان سارے جادوگروں کا سردار تیرا استاد اندھا شمعون تھا مقررہ دن پر یہ مقابلہ ہوا۔ اس مقابلے میں جادوگروں نے میدان کے اندر اپنی رسیاں اور چھڑیاں پھینکیں جو ان کے جادو کے زور سے سانپ بن کر میدان میں بھاگنے لگیں۔ پھر اسی وقت موسیٰؑ نے اپنا عصا میدان میں ڈالا۔ پس اے سامری! عصا اژدہا بن گیا اور اس اژدہے نے جادوگروں کے سارے طلسم کو نگل لیا اور یوں موسیٰؑ نے سب لوگوں کے سامنے مصر کے تمام بڑے بڑے جادوگروں کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کر دیا۔

اور اے سامری! یہ معاملہ یہیں پر ختم نہیں ہوا۔"

"اچھا۔ پھر اس کے بعد اور کیا ہوا؟" سامری نے بے چینی سے پوچھا۔

شر نے جواب دیا: "ہوا یہ کہ جب جادوگروں نے موسیٰؑ کے اس اژدہے اور اژدہے کے اس فعل کو دیکھا تو انہوں نے کھلم کھلا اعلان کر دیا کہ وہ موسیٰؑ اور ہارونؑ کے رب پر ایمان لاتے ہیں۔

فرعون نے جب یہ دیکھا کہ جادوگر تو موسیٰؑ کے رب پر ایمان لے آئے ہیں تو اس نے اپنی شرمندگی اور خفت مٹانے کے لیے جادوگروں پر یہ الزام لگایا کہ وہ موسیٰؑ و ہارونؑ کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور ایک باقاعدہ سازش کے تحت انہوں نے یہ مقابلہ ہار دیا ہے تاکہ بھرے میدان میں ہمیں ذلت کا سامنا کرنا پڑے۔

پس بھرے میدان میں فرعون نے جادوگروں پر یہ الزام لگانے کے بعد ان کے لیے ان کے ہاتھ پاؤں الٹی سمت سے کاٹ دینے کی سزا تجویز کر دی۔

اسی وقت فرعون کو یہ خبر ملی کہ اس کی سوتیلی ماں آسیہ خاتون بھی موسیٰؑ و ہارونؑ پہ ایمان لا چکی ہے پس فرعون نے آسیہ خاتون کو طلب کیا اور اس سے معاملہ پوچھا۔ جب اس نے اقرار کیا کہ وہ موسیٰؑ و ہارونؑ کے رب پر ایمان لا چکی ہے تب فرعون نے ایک بہت بڑی چٹان اس پر گرا کر اس کا خاتمہ کر دیا۔

بس اے سامری! یہ ہے وہ انقلاب جو مصر میں تمہاری غیر موجودگی میں رونما ہوا ہے اور جس کی میں تمہیں خبر دینا چاہتا تھا۔"

اس سارے واقعے کو سن کر حیرت و حسرت سے سامری نے کہا: "کاش! اس موقع پر میں بھی مصر میں موجود ہوتا اور اس مقابلے میں حصہ لے کر اپنے استاد شمعون کی مدد کر سکتا۔"

اس پر شر نے اسے سمجھانے کے انداز میں کہا: "سامری! سامری! میرے دوست! اچھا ہوا کہ تم یہاں ہو اور اس مقابلے میں شامل نہیں ہوئے ورنہ تم بھی انہی جادوگروں میں شامل ہوتے جو اس وقت فرعون کے زیر عتاب ہیں۔"

سامری نے غور سے شر کی طرف دیکھا اور کہا: "تمہارے کہنے کا مطلب ہے کہ موسیٰؑ و ہارونؑ حق پر ہیں اور یہ کہ جادوگر ایک باطل قوت کی طرح ہزیمت اٹھا چکے ہیں۔"

تبر نے جان چھڑانے کے انداز میں کہا: "اے سامری! یہ ایک نیا موضوع ہے جس سے میری اور تمہاری گفتگو کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ بہرحال اب میں یہاں سے کوچ کرتا ہوں"۔
اس کے ساتھ ہی تبر اپنی جگہ سے اٹھا اور سامری کو ایک الجھن اور خلجان میں مبتلا چھوڑ کر غائب ہو گیا!

○

شام رات میں ڈھل گئی تھی۔ سردی میں لپٹی تیز اور طوفانی سمندری ہوائیں صحرا کے اندر چیخ چلا رہی تھیں۔
یوناف سردار طوج کے خیمے میں آتشدان کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور اس کے دائیں طرف حریطہ اور بائیں طرف سردار طوج بھی آگ سے اپنے آپ کو گرم کر رہے تھے۔
یکا یک ابلیکا کی آواز یوناف کے کانوں میں پڑی:
"یوناف! یوناف! میرے حبیب! عنامی اور فتردسی قبائل پر فتح حاصل کرنے کے لیے قدرت تمہیں ایک بہترین موقع فراہم کر رہی ہے۔ اس وقت اگر تم میری تجویز پر عمل کرو تو میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ کسلوحی اور کفتوری قبائل کی جان ہمیشہ کے لیے ان عنامیوں اور فتردسیوں سے چھوٹ جائے گی۔
میرے حبیب! دیکھو کہ اس وقت تیز سمندری ہوائیں چل رہی ہیں جن کا رخ شمال سے جنوب کی طرف ہے اور تم جانتے ہو کہ سمندر کے کنارے عنامی اور فتردسی قبائل کے پڑاؤ کا رخ بھی شمالاً جنوباً ہی ہے اگر ابھی اور اسی وقت تم عنامیوں اور فتردسیوں کے خیموں کو جا کر آگ لگا دو تو ان سمندری ہواؤں کی وجہ سے یہ آگ انتہائی تیزی سے شمال سے جنوب کی طرف پھیلتی جائے گی۔
عنامی اور فتردسی اس آگ پر قابو نہ پا سکیں گے اور جب یہ آگ پوری طرح ان کے پڑاؤ کو جلا کر خاکستر کر دے تب تم اے میرے حبیب! اپنے کسلوحی اور کفتوری مسلح جوانوں کے ساتھ ان پر حملہ کر

دینا۔ وہ یقیناً ایسی بدحالی میں ہوں گے کہ اس حملہ کو برداشت نہ کرسکیں گے اور بھاگ کھڑے ہوں گے اوران کا یہ فرار ہی ان کی تباہی کا باعث بن جائے گا کہ تم لوگ ان کا تعاقب کر کے ان کا خاتمہ کر دینا۔ یوں ہمیشہ کے لیے عنامیوں اور فترد سیوں سے سردار طوج اور اس کے قبائل کی جان چھوٹ جائے گی۔"

یوناف کچھ کہنا چاہتا تھا کہ ابلیکا پھر بول پڑی:

"اے یوناف! ایسا کرنے میں دو چیزیں تمہارے حق میں ہیں۔ ایک سمندری ہوا جو شمال سے جنوب کو اس وقت صحرا میں چل رہی ہے اور لمحوں میں دشمن کے پڑاؤ کو جلا کر راکھ کر دے گی۔ اور دوسری یہ کہ عزازیل کا ساتھی شبر اس وقت سامری کے ساتھ عنامی اور فتردسی قبائل میں نہیں ہے کیونکہ سامری نے اسے ان جوانوں کا پتہ کرنے کے لیے روانہ کر رکھا ہے جنہیں تم نے گزشتہ دنوں سمندر کے کنارے قتل کر کے ان کی کشتیوں کو جلا دیا تھا۔ بس اے یوناف! اگر تم اس موقع پہ بھی میری تجویز پہ عمل کرو تو یقیناً یہ تجویز عنامیوں اور فتردسیوں کی بربادی اور کسلوحی اور کفتوری قبائل کی شاندار فتح کی بنیاد بن جائے گی۔"

"لیکن اس کے لیے ایک شرط بھی ہے اور وہ یہ کہ تم یہ کام ابھی اور اسی وقت کر لو۔ ورنہ شبر واپس آ گیا اور اس کی موجودگی میں تم نے ان خیموں کو آگ لگانے کی کوشش کی تو وہ تمہارے ایسا کرنے سے قبل ہی عنامیوں اور فتردسیوں کو اس بات کی اطلاع کر کے تمہارے اقدام کو ناکام بنا دے گا۔"

یہ سنتے ہی یوناف اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور سردار کو مخاطب کر کے بولا:

"اے سردار طوج! میری ساتھی نادیدہ قوت نے مجھے تمہارے دشمن قبائل کے خاتمے کی بہترین اور قابلِ عمل تجویز پیش کی ہے لہٰذا میں ابھی اور اسی وقت اس تجویز پر عملی صورت دینے کے لیے یہاں سے عنامی اور فتردسی قبائل کے پڑاؤ کی طرف روانہ ہوتا ہوں کیونکہ اس تجویز پہ عمل کرنے کے بعد ہم عنامیوں اور فتردسیوں پر حملہ کر دیں گے اور مجھے امید ہے کہ آج رات ہم ان کی تباہی اور بربادی کا باعث بنیں گے اور ان میں سے جو بچ نکلیں گے اور یہاں سے بھاگیں گے ان کے اس فرار کے بعد تم لوگ سکون اور چین سے ان خزانوں سے مستفیض ہو سکو گے جو اس وقت تمہارے پڑاؤ کے نیچے دفن ہیں۔"

سردار طوج اور حریطہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے پھر حریطہ نے قدرے پریشانی اور تعجب سے یوناف

کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا:

"کیا آپ ہمیں اس تجویز سے آگاہ نہ کریں گے جو آپ کی نادیدہ ساتھی نے آپ سے کہی ہے اور جس پر آپ عمل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔"

یوناف نے ان دونوں کو سمجھانے کے انداز میں کہا:

"تجویز یہ ہے کہ میں ابھی یہاں سے روانہ ہو کر عنامیوں اور فتردسیوں کے پڑاؤ میں شمال کی جانب سمندر کے کنارے نمودار ہوں گا اور ان کے شمالی خیموں کو آگ لگا دوں گا۔ اس وقت ہوا چونکہ سمندر سے صحرا کی طرف شمالاً جنوباً چل رہی ہے لہٰذا یہ آگ دشمن کے خیموں میں پھیل کر لمحوں میں دشمن کے سارے پڑاؤ کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی اور جب فتردسی اور عنامی اس آگ پر قابو پانے کی کوشش کر رہے ہوں گے تو ہم ان پر حملہ کر دیں گے اور مجھے امید ہے کہ ہم ان سے تعداد میں کم ہونے کے باوجود آج رات انہیں نیست و نابود کر کے رکھ دیں گے۔

پھر آج رات ہمیں یہ آسانی بھی ہے کہ عنامیوں اور فتردسیوں کے اندر سامری اور اس کی مدد کے لیے ابلیس کا ساتھی شبر، دشمن کے پڑاؤ میں موجود نہیں ہیں کیونکہ عنامیوں اور فتردسیوں کا سردار بحیلہ اپنے ان جوانوں سے متعلق فکرمند ہے جو اپنی بستیوں سے کشتیوں پر رسد اور اسلحہ کا سامان لے کر آنے والے تھے لہٰذا سامری نے شبر کو ان جوانوں کا پتہ کرنے کے لیے بھیجا ہوا ہے جن کو ہم نے گزشتہ دنوں تہ تیغ کر دیا تھا۔ پس عزازیل کے ساتھی شبر کی غیر موجودگی میں ہم دشمن پر بہتر اور کامیاب ضرب لگا سکتے ہیں۔"

جواب میں سردار طوج نے خوش کن انداز میں کہا:

"اے یوناف! میرے عزیز! اگر یہ بات ہے تو پھر تم جاؤ۔ تمہاری واپسی تک میں اپنے قبائل کے جوانوں کو حملہ کے لیے تیار رکھوں گا۔"

ساتھ ہی یوناف خیمہ سے باہر نکلا۔ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور حریطہ اور سردار طوج کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

۰

رات کی گہری اور بے کنار تاریکی میں یوناف عنامیوں اور فتردسیوں کے پڑاؤ کے شمالی حصے میں

نمودار ہوا۔

پڑاؤ کے اندر جو آگ کے الاؤ روشن تھے ان سے اس نے آگ حاصل کی اور تمام خیموں کو آگ لگا دی۔

چونکہ اس وقت وہ یوناف اپنی سری قوتوں کو استعمال کر رہا تھا لہٰذا عنامیوں اور فنتردسیوں میں سے کوئی بھی اسے ایسا کرتے ہوئے دیکھ نہ سکا۔ تیز سمندری ہواؤں کے باعث آگ انتہائی تیزی سے پھیلی۔ ایک سے دوسرے خیمے اور پھر ایک سے دوسرے سرے تک ہر خیمہ میں آگ لگتی چلی گئی۔

عنامی اور فنتردسی قبائل کے لوگ بھاگ بھاگ کر اس آگ پر قابو پانے کی کوشش کر رہے تھے۔

اسی دوران یوناف پھر سردار طوج کے خیمے کے باہر نمودار ہوا۔ اس نے دیکھا کہ سردار طوج اور حریظہ نے اپنے قبائل کے جنگجو جوانوں کو ایک جگہ جمع کر رکھا تھا۔ یوناف تیزی سے اس طرف آیا اور سردار طوج کو مخاطب کر کے بولا:

"دشمن کا سارا پڑاؤ اس وقت آگ کی لپیٹ میں ہے۔ اس وقت اگر ہم ان پر حملہ کر دیں تو یقیناً کامیابی ہماری ہے لیکن شرط یہ ہے کہ یہاں سے دشمن کے پڑاؤ کی طرف انتہائی خاموشی اور رازداری کے ساتھ سفر کیا جائے۔ اور ان پر اچانک ہی حملہ کر دیا جائے۔"

یوناف کی بات پر سردار طوج نے خوش ہو کر کہا:

"اے یوناف! میرے محسن! میں تمہارے ہر فیصلہ کو تسلیم کرتا ہوں۔ جس طرح تم کہو گے ویسے ہی یہاں سے کوچ کریں گے۔"

یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا:

"تو پھر آؤ۔ یہاں سے دشمن کی طرف کوچ کریں اور آج کی رات کو ان کی زندگی کی آخری رات بنا کر رکھ دیں۔"

اس کے ساتھ ہی سردار طوج، حریظہ اور ان کے جنگجو جوان یوناف کے ساتھ دشمن کے پڑاؤ کی طرف روانہ ہو گئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب دشمن کے قبائل پر وحشیوں اور درندوں کی طرح جا حملہ آور ہوئے۔ عنامی اور فنتردسی اس حملے کے لیے قطعاً تیار نہ تھے۔ ایک تو وہ اس آگ کو بجھانے میں مصروف تھے جس نے ان کے سارے پڑاؤ کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ دوسرے اس وقت وہ غیر مسلح بھی تھے لہٰذا کسلوحی اور کفتوری جوانوں نے لمحوں کے اندر انہیں کاٹ کر رکھ دیا۔ بہت کم عنامی اور فنتردسی وہاں سے جان بچا کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو سکے۔

عنامیوں اور فنتردسیوں کا سردار نکیلہ اور دیگر معززین بھی اس حملہ میں مارے گئے۔ صرف سامر بچ کر مشرق کی طرف بھاگنے میں کامیاب ہو سکا۔ یوں کسلوحی اور کفتوری اپنا کام مکمل کرنے کے بعد اپنے پڑاؤ کی طرف واپس چلے گئے۔

سردار طوج اور حریظہ کے ساتھ ان کے خیمے میں داخل ہونے کے بعد یوناف نے سردار طوج کو مخاطب کر کے کہا:

"اے سردار طوج! جس کام کے لیے میں نے ان صحراؤں کا رخ کیا تھا اسے میں مکمل کر چکا ہوں لیکن چونکہ شروع میں میرا مدعا عابثر کو ایک اذیت میں ڈالنا تھا اور میں ایسا کرنے میں کامیاب ہو چکا ہوں مگر اس کے ساتھ ساتھ میں نے تمہارے دشمن قبائل کو بھی تمہارے لیے زیر اور مفتوح کر کے رکھ دیا ہے۔ اب ان قبائل میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو تمہارے مقابلہ پر آ سکے۔"

"لہٰذا تم اطمینان اور بے فکری سے ان خزانوں سے مستفید ہو سکتے ہو جو تمہارے پڑاؤ کے نیچے دفن ہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں اب ان تمام امور کی تکمیل کے ساتھ ابھی اور اسی وقت واپس مصر کی طرف کوچ کر دوں گا۔"

سردار طوج نے جواباً انتہائی عاجزی وانکساری اور منت کرنے کے انداز میں یوناف کو مخاطب کر کے اپنے جی کی بات کہی:

"اے یوناف! میرے عزیز! کیا یہ ممکن نہیں کہ تم ہمیشہ کے لیے میرے ہی قبیلے میں میرے بیٹے کی حیثیت سے میرے ساتھ رہو۔ اگر ایسا ہو سکے تو یہ یقیناً میری خوشی اور میرے دلی سکون کا باعث ہو گا۔"

یوناف نے بلا توقف کہا:

"اے سردار طوج! کاش میں ایسا کر سکتا لیکن یہ ممکن نہیں ہے لہٰذا میں اب یہاں سے کوچ کر دوں گا"

اس کے ساتھ ہی اس نے مصافحے کے لیے ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

اس موقع پر قریب کھڑی حریظہ اداس اور افسردہ ہو گئی۔ پھر یوناف نے بڑے پرجوش انداز میں سردار طوج سے مصافحہ کیا۔

اور ـــــ

خیمے سے باہر آ گیا۔ اپنی سری قوتوں کو عمل میں لایا اور ان سب کے دیکھتے ہی دیکھتے وہاں سے

وہ پل بھر میں غائب ہو گیا۔

○

کسلوحی اور کفتوری قبائل کے ہولناک حملے سے بچنے کے بعد سامری ایک شتر پر سوار ہو کر بڑی تیزی سے مشرق کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اس کے سامنے تاریک اور ٹھٹھرتی ہوئی رات میں شبر نمودار ہوا۔ اس نے چلّا کر سامری کو اونٹ روکنے کو کہا۔

سامری نے آواز کو پہچان لیا اور فوراً اپنے اونٹ کو روک لیا۔ چند ہی ساعت بعد شبر پھر اس کے قریب نمودار ہوا اور حیرت و تعجب سے پوچھا: "اے سامری! میں عنامی اور فترد سیوں کے پڑاؤ کے اندر سے ہو کر آ رہا ہوں۔ میں نے وہاں آگ اور راکھ کے سوا کچھ نہیں پایا جبکہ کسلوحی اور کفتوریوں کے پڑاؤ اسی طرح ایستادہ ہیں۔ اے سامری! کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ عنامیوں اور فترد سیوں کے پڑاؤ کی یہ حالت کیسے اور کس نے کی؟"

شبر کے سوال پہ سامری نے انتہائی پریشان، تکلیف دہ اور افسردہ آواز میں جواب دیا: "اے شبر! میرے بھائی! تیرے جانے کے بعد مافوق الفطرت یوناف حرکت میں آیا۔ پہلے اس نے عنامیوں اور فترد سیوں کے قبائل کو آگ لگا دی۔ پھر کسلوحی اور کفتوری جوانوں کے ساتھ حملہ کر دیا۔ اس طرح اس نے پڑاؤ کو آگ لگا کر خاکستر کر دیا اور سارے عنامیوں اور فترد سیوں کو تہ تیغ کر دیا۔ اے شبر! بہت کم لوگ ہوں گے جو وہاں سے زندہ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو پائے۔ میں بھی خوش قسمت تھا کہ یہ اونٹ میرے ہاتھ لگ گیا اور میں فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔"

شبر نے دکھ بھرے انداز میں کہا: "سامری میرے دوست! عنانی اور فترد سی قبائل کی تباہی سے یہ امر بھی طے ہو گیا ہے کہ صحرا کے ان ویرانوں میں جو کشمکش ہم نے شروع کی تھی اور کروائی تھی، اس میں یوناف کامیاب اور ہم ناکام و نامراد رہے ہیں۔ اے میرے دوست! مجھے اپنی اس ناکامی کا سخت صدمہ اور افسوس ہے۔ کاش! ان صحراؤں میں، میں کسی طرح یوناف پہ غلبہ حاصل کر سکتا کہ اس نے مجھے اپنے خنجر کی نوک میں اسیر کر کے آگ کے عذاب میں ڈال کر ایک بے حد کرب ناک اذیت میں مبتلا کر دیا تھا۔ کاش! میں اس ظلم کا بدلہ لے سکتا لیکن اب تو ساری امیدیں ہی ختم ہو گئی ہیں کہ اب کوئی بھی یوناف کی اس کامیابی کو ناکامی میں تبدیل نہیں کر سکتا۔ اے سامری! میرے دوست!

اب تم مصر کا رخ کرو جبکہ میں اپنے آقا کی طرف جاؤں گا۔"

اس کے ساتھ ہی شبر وہاں سے غائب ہو گیا۔

سامری نے اپنے اونٹ کو ایڑ لگائی اور اس کا اونٹ مشرق کی طرف صحرا کے اندر سرپٹ مصر کی طرف بھاگنے لگا۔

جبکہ یوناف پھر پہلے کی طرح دریائے نیل کے کنارے شوطار کے محل میں رہنے لگا۔ سامری نے مصر میں آ کر پھر بنی اسرائیل کے اندر رہائش اختیار کر لی۔

○

حضرت موسیٰؑ ایک روز اپنی تبلیغ کے سلسلے میں بنی اسرائیل کو خطاب کرنے والے تھے اور اس وقت ان کے سامنے بنی اسرائیل میں سے سننے والوں کا ایک بہت بڑا مجمع وہاں موجود تھا۔ آپ کے خطاب کے دوران ایک اسرائیلی اٹھا اور بولا:

"اے موسیٰ ابن عمران! کیا آپ مجھے بتائیں گے کہ اس وقت دنیا میں کون سب سے زیادہ صاحب علم و خرد ہے۔"

اس اسرائیلی کے جواب میں آپ نے بلا توقف جواب دیا:

"اس وقت میں دنیا میں سب سے بڑا عالم ہوں۔"

خداوند کریم کو یہ بات پسند نہ آئی لہٰذا اسی وقت خداوند کریم کی طرف سے جبرائیلؑ وحی لے کر آئے اور موسیٰؑ پہ انکشاف کیا کہ:

"آپ نے جو خود کو دنیا میں اس وقت سب سے بڑا عالم بتایا یہ درست نہیں ہے۔ آپ کو اس سوال کا جواب یہ دینا چاہیے تھا کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس وقت دنیا میں کون سب سے زیادہ صاحب علم ہے۔"

"اور اے موسیٰؑ! میں اپنے رب کی طرف سے یہ بھی وحی لے کر آپ کی طرف آیا ہوں کہ اللہ کا ایک بندہ اس دنیا میں ایسا بھی ہے جو آپ سے زیادہ علم رکھتا ہے اور بعض امور میں وہ آپ سے بھی زیادہ دانا اور عالم ہے۔"

اس وحی پہ آپ سخت ملول اور متجسس ہوئے اور انتہائی عاجزی سے اپنے رب کے حضور یہ

التجا کی کہ:

"اے میرے رب! تیرا وہ بندہ جو اس وقت کا سب سے بڑا عالم اور مجھ سے زیادہ دانا ہے وہ کہاں ہے کہ اس سے مل کر میں دل کی تسلی کر سکوں"۔

موسیٰؑ کی اس التجا کے جواب میں پھر موسیٰؑ پر وحی کی گئی کہ:

"اس وقت وہ بندہ مجمع البحرین میں ہے۔ پس اے موسیٰؑ! تم ایک تلی ہوئی مچھلی اپنے پاس رکھ لو۔ جس مقام پہ وہ مچھلی گم ہو جائے اس جگہ وہ شخص تمہیں ملے گا۔"

موسیٰؑ نے تیاری کی اور اپنے ساتھی یوشع بن نون کو ساتھ لے لیا جسے آپ نے اپنا خلیفہ بنا لیا تھا اور دونوں دریائے نیل کے کنارے کنارے جنوب کی طرف مجمع البحرین کی طرف اس شخص سے ملنے روانہ ہو گئے۔

مصر سے سوڈان کی سرزمین میں داخل ہونے کے بعد جب موسیٰؑ اور یوشع اس مقام پر آئے جہاں نیل کی دونوں شاخیں البحرالارزق اور البحرالابیض آپس میں ملتی ہیں تو دونوں ایک چٹان کے پاس بیٹھ کر سستانے لگے۔ دونوں لیٹ گئے اور نیند نے ان پر غلبہ پا لیا۔ یہاں تک کہ یوشع بن نون بیدار ہوئے تو انہوں نے ایک حیرت انگیز واقعہ دیکھا۔

انہوں نے دیکھا کہ وہ مچھلی جو تل کر کھانے کے لیے وہ اپنے ساتھ لائے تھے ٹوکرے میں سے نکل کر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے لہراتی ہوئی پانی میں داخل ہوئی اور تیرتی ہوئی آگے نکل گئی۔

یوشع نے یہ حیرت انگیز منظر بھی دیکھا کہ پانی کے اندر جس جس طرف وہ مچھلی آگے گئی وہاں پانی برف کی طرح جم گیا اور پانی پر دریا میں برف کی ایک پگڈنڈی سی بن گئی۔

یہ واقعہ دیکھ کر یوشع موسیٰؑ کی بیداری کا انتظار کرنے لگے مگر تھوڑی دیر بعد جب موسیٰؑ بیدار ہوئے تو یوشع ان سے یہ واقعہ کہنا بھول گئے۔

پھر دونوں اس چٹان سے جو کہ دریائے نیل کے کنارے تھی اٹھے اور اپنے سفر پر روانہ ہو گئے اس کے بعد انہوں نے لگاتار ایک دن اور ایک رات کا سفر کیا۔ جب دوسرے دن کی صبح ہوئی تو موسیٰؑ نے یوشع سے فرمایا:

"اے نون کے بیٹے! میں بھوک محسوس کرنے لگا ہوں۔ آؤ یہاں بیٹھیں اور یہاں وہ مچھلی نکالو کہ اس سے بھوک کا تدارک کریں"۔

یہ سن کر یوشع کو وہ سارا واقعہ یاد آ گیا اور انہوں نے موسیٰؑ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"افسوس! مچھلی کا تو اس جگہ ایک تعجب خیز واقعہ پیش آیا تھا جہاں ہم نے دریائے نیل کے کنارے لیٹ کر آرام کیا تھا مگر میں واقعہ آپ کو بتانا بالکل بھول گیا۔ شاید یہ بھی ابلیس ہی کا چرکا ہو"

پھر یوشع نے وہ سارا واقعہ کہہ سنایا۔

یوشع سے یہ سب سن کر موسیٰؑ چونکے اور کہا:

"اے یوشع! افسوس کہ ہم بہت آگے نکل آئے۔ جہاں مچھلی کا یہ واقعہ پیش آیا۔ اسی جگہ ہماری منزل مقصود ہے۔ لہٰذا اے یوشع! آؤ واپسی کا سفر کریں اور اس چٹان کا رخ کریں جہاں پہ مچھلی کھو گئی تھی"۔

دونوں حضرات وہاں سے مڑے اور تیزی سے دریائے نیل کے کنارے اس چٹان کی طرف بڑھنے لگے جہاں پر مچھلی گم ہوئی تھی۔

جب دونوں واپس اس چٹان کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہاں ایک شخص نہایت صاف ستھرے کپڑے زیب تن کیے، سفید چادر اوڑھے لیٹا تھا۔ یہ خضرؑ تھے۔

موسیٰؑ نے انہیں دیکھتے ہی سلام کیا۔ موسیٰؑ کو سلام کا جواب دیتے ہوئے خضرؑ اٹھ گئے اور موسیٰؑ سے کہا:

"تمہاری اس سرزمین میں سلام کہا"۔

خضرؑ کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اس سرزمین میں مسلمان نہیں رہتے۔ موسیٰؑ نے اس بات پر ان سے کہا:

"میرا نام موسیٰؑ ہے"۔

خضرؑ نے اس بار استفہامیہ انداز میں پوچھا:

"موسیٰؑ بن اسرائیل؟"

موسیٰؑ نے ان کی تائید کی:

"ہاں! میں موسیٰؑ بن اسرائیل ہوں اور اس لیے آیا ہوں کہ آپ مجھے وہ خاص خاص علوم جو خدا نے آپ کو بخشے ہیں، سکھا دیں"۔

خضرؑ کے لبوں پہ ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر انہوں نے کہا:

"اے موسیٰؑ! تم ان معاملات پہ صبر نہ کر سکو گے۔ اس لیے کہ خداوند تعالیٰ نے مجھے تکوینی اور رموز و اسرار کا وہ علم عطا کیا ہے جو تمہیں نہیں دیا اور تمہیں ایسے تشریحی علوم عطا کیے ہیں جن سے

مجھے مستفیض نہیں کیا گیا۔ بس اے موسیٰؑ! میں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ ان معاملات میں تم میرے ساتھ صبر سے کام نہ لے سکو گے۔"

جواباً موسیٰؑ نے ایک عزم اور استقلال کا اظہار کرتے ہوئے وعدہ کیا کہ:

"آپ یقیناً مجھے صابر پائیں گے۔"

خضرؑ نے ان کے اس عزم کو تسلیم کرتے ہوئے کہا:

"میں ایک شرط پر تمہیں ساتھ رکھنے کو تیار ہوں کہ تم کوئی بھی واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر مجھ سے کوئی سوال نہ کرو گے تاوقتیکہ میں خود ہی تمہیں ان امور کی حقیقت سے آگاہ نہ کر دوں۔ اگر تم اس شرط کو تسلیم کر دو تو پھر میں تم دونوں کو سفر میں اپنے ساتھ رکھنے کو تیار ہوں جس کے دوران تم اسرار رموز اور تکوینی علوم سے متعلق جان پاؤ گے۔"

خضرؑ خاموش ہوئے تو موسیٰؑ نے کہا:

"مجھے آپ کی یہ شرط منظور ہے۔"

○

اب موسیٰؑ اور یوشعؑ خضرؑ کی راہنمائی میں دریائے نیل کے کنارے روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ وہ تینوں ایک ایسے گھاٹ پر جا پہنچے جہاں لوگوں کا ایک بہت بڑا مجمع ہو رہا تھا اور بے شمار کشتیاں بھی کھڑی تھیں جن میں دریا پار جانے کے لیے لوگ سوار ہو رہے تھے۔

خضرؑ نے بھی ایک کشتی میں بیٹھنے کا قصد کیا۔ جب وہ اس کشتی کے مالکوں کے پاس آئے اور انہیں کرایہ ادا کر کے دریا پار جانے کا کہا تو ایسا ہوا کہ کشتی والوں نے انہیں پہچان لیا اور ان سے کرایہ لینے سے انکار کر دیا۔

تب خضرؑ نے ارادہ کیا کہ وہ ان کی کشتی میں سوار نہیں ہوں گے بلکہ کسی اور ایسے ملاح کی کشتی میں دریا پار جائیں گے جو انہیں جانتا نہ ہو اور کرایہ بھی وصول کرے۔

کشتی والوں نے خضرؑ کو روک لیا اور اصرار کیا کہ وہ انہی کی کشتی میں سوار ہو کر دریا پار کریں۔

اس پر آپ آمادہ ہو گئے اور موسیٰؑ اور یوشعؑ کے ساتھ دریا پار جانے کے لیے اسی کشتی میں سوار ہو گئے۔

ابھی کشتی تھوڑی ہی دور پہنچی تھی کہ خضرؑ اپنی جگہ سے اٹھے اور کشتی کے سامنے والے حصے کا ایک تختہ اکھاڑ کر اس میں سوراخ کر دیا۔

موسیٰؑ خضرؑ کی اس حرکت پر ضبط نہ کر سکے اور بولے:

"کشتی والوں نے تو ہم پر یہ احسان کیا کہ آپ اور ہم دونوں کو بغیر کرایہ کے مفت اپنی کشتی میں سوار کر لیا اور آپ نے اس کا بدلہ یہ دیا کہ کشتی میں سوراخ کر دیا کہ اس کشتی کے سارے مسافر پانی میں ڈوب مریں۔"

موسیٰؑ کے اعتراض پر خضرؑ بولے:

"اے موسیٰؑ! میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ تم میری باتوں پر صبر نہ کر سکو گے۔ اور وہی ہوا جس کا مجھے خدشہ تھا اور تم بول پڑے۔"

موسیٰؑ نے فوراً معذرت خواہانہ انداز میں فرمایا:

"یہ بات میں بالکل فراموش کر بیٹھا تھا اس لیے آپ میری اس حرکت پر مجھ سے مواخذہ نہ کریں اور میرے معاملہ میں سخت گیری سے کام نہ لیں۔"

خضرؑ نے موسیٰؑ کی معذرت قبول کی اور سفر پھر شروع ہو گیا۔

اسی اثنا میں ایک چڑیا کشتی کے کنارے پر آ بیٹھی اور اس نے پانی میں چونچ ڈال کر ایک قطرہ پانی پی لیا۔

تب خضرؑ نے اس چڑیا کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"اے موسیٰؑ! بلاشبہ علمِ الٰہی کے مقابلے میں میرا اور تمہارا علم ایسے ہی بے حقیقت اور بے وقعت ہے جیسے اس بحر کے مقابلے میں پانی کا وہ ایک قطرہ جو اس چڑیا نے پیا ہے۔"

بہرحال کشتی دوسرے کنارے لگی اور تینوں اتر کر دریا کے کنارے کنارے آگے بڑھنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک بستی کے قریب آئے جس کے باہر ایک کھلا میدان تھا جس کے اندر بہت سے بچے آپس میں کھیل رہے تھے۔ خضرؑ نے ایک بچے کے پاس آ کر اسے غور سے دیکھا اور پھر اسے قتل کر دیا۔

موسیٰؑ کو پھر صبر کا یارا نہ رہا لہٰذا خضرؑ کو مخاطب کر کے فرمانے لگے:

"آپ نے ناحق ایک معصوم کو مار کر بہت برا کیا۔"

خضرؑ نے کہا:

"میں تو شروع ہی میں کہہ چکا ہوں کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر و ضبط سے کام نہ لے سکیں گے۔"

اس پر موسیٰؑ نے پھر فرمایا:

"خیر۔ اس مرتبہ اور نظر انداز کر دیجیے۔ اس کے بعد بھی اگر میں صبر نہ کر سکا تو پھر آپ معذرت کا کوئی موقع نہ دیجیے گا۔"

خضرؑ نے پھر اس عذر کو قبول کیا اور سفر دوبارہ شروع ہوا۔

چلتے چلتے یہ تینوں پھر ایک بستی کے پاس آئے۔ بستی کے اندر داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں کے باشندے خوشحال اور مہمان نواز لگتے تھے۔

یہاں پر خضرؑ نے موسیٰؑ سے کہا:

"میرا خیال ہے کہ تھوڑی دیر سستا لیا جائے اور بستی والوں سے مسافر ہونے کے ناطے کھانے کے لیے کچھ طلب کیا جائے۔"

موسیٰؑ نے ان کے خیال کی تائید کی اور تب خضرؑ ایک قریب ہی کھڑے شخص کے پاس گئے اور اسے مخاطب کر کے کہا:

"ہم اس بستی میں مسافر ہیں کیا یہ ممکن ہے کہ آپ ہماری مہمان نوازی کریں۔"

خضرؑ کی بات کے جواب میں اس شخص نے مہمان نوازی سے صاف انکار کر دیا۔ اس کے بعد خضرؑ نے چند اور افراد سے بھی یہی گزارش کی لیکن بستی کے کسی بھی فرد نے آپ کی مہمان نوازی کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

جب آپ لوگ بستی والوں سے مایوس ہو کر جانے لگے تو خضرؑ نے دیکھا کہ ایک مکان کی دیوار کچھ جھکی ہوئی ہے اور اس کے گر جانے کا اندیشہ تھا۔

خضرؑ نے مافوق الفطرت انداز میں دیوار کو سہارا دیا اور وہ دیوار سیدھی ہو گئی۔ اس پر موسیٰؑ نے پھر خضرؑ کو ٹوکا اور فرمایا:

"ہم اس بستی میں مسافرانہ وارد ہوئے مگر آپ کے التجا کرنے پر بھی بستی والوں نے ہماری مہمانداری نہ کی اور نہ ہی کسی نے ہمیں آرام کرنے کے لیے جگہ کی پیش کش کی اور آپ نے اپنی طرف سے یہ کیا کہ ایسے ناشکرے اور بے مروت لوگوں کی ایک گرتی ہوئی دیوار کو بغیر اجرت کے درست کر دیا۔"

اس پر خضرؑ نے فیصلہ کن انداز میں فرمایا:

"اے موسیٰؑ! اب میری اور تمہاری جدائی کا وقت آ گیا ہے۔ اب میں تمہارے سامنے تینوں واقعات کی حقیقت کھول کر بیان کرتا ہوں۔"

"پہلا واقعہ کشتی کا تھا جس میں میں نے سوراخ کر دیا۔ وہ کشتی چند غریب آدمیوں کی تھی اور وہ اس کے ذریعے محنت مزدوری کر کے روزی کماتے ہیں۔ اسی پر ان کی گزر بسر ہے۔ اس میں عیب ڈالنے کی وجہ یہ تھی کہ دریا پار ایک ظالم و جابر بادشاہ کی حکومت ہے جو ہر اچھی کشتی کو اس کے مالکوں سے چھین لیتا ہے۔ اگر میں کشتی میں سوراخ نہ کرتا تو ان غریب آدمیوں کی کشتی بھی ان سے چھن جاتی اور وہ اپنے اس روزی کے سہارے سے محروم ہو جاتے۔

دوسرا واقعہ اس لڑکے کا ہے جسے میں نے بلا وجہ قتل کر دیا۔ اس لڑکے کے ماں باپ صالح اور ایماندار ہیں۔ وہ لڑکا بڑا ہوتا تو کافر اور انتہائی ظالم و جابر ہوتا اور پھر اس کی ماں کو اس سے بے پناہ محبت بھی تھی سو اندیشہ تھا کہ یہ بچہ بڑا ہو کر ہر صورت اپنے ماں باپ کو ان کے ایمان کے خلاف سرکشی اور اسلام کے خلاف کفر پہ آمادہ نہ کر دے اس لیے کہ ماں باپ اپنے بیٹے سے بے حد محبت کرنے کی وجہ سے ایسا کرنے پر آمادہ ہو جاتے پس میں نے اس کے ماں باپ کا ایمان محفوظ کرنے کے لیے اس لڑکے کا کام تمام کر دیا۔ اب اس لڑکے کے بدلے میرا رب ان میاں بیوی کو پاکیزہ اور اس سے بہتر اولاد دے گا جو اپنے ماں باپ سے محبت کرنے والی ہو گی۔

اب تیسرے واقعے کی حقیقت سنیے۔ جو دیوار میں نے اس بستی میں بغیر معاوضہ کے سیدھی کر دی وہ دو یتیم لڑکوں کی ہے جو اس بستی میں رہتے ہیں۔ دیوار کے نیچے ان کا وراثتی مال دفن تھا جو ان کے صالح اور ایماندار باپ نے مرنے سے پہلے وہاں دفن کر دیا تھا۔ اگر دیوار گر جاتی تو بستی کے لوگ یہ مال لوٹ کر لے جاتے اس لیے ہمارے رب نے اپنی مہربانی سے چاہا کہ میں دیوار کو سیدھا کر دوں تاکہ وہ دونوں یتیم اپنے بلوغت کے سن کو پہنچ کر اپنے مال سے مستفید ہو سکیں۔

اور اے موسیٰؑ! یہ سارے کام میں نے اپنے رب کے حکم سے کیے ہیں۔ ان امور میں میرا اپنا کوئی عمل دخل نہ تھا اور نہ ہی ان کاموں میں سے کسی کو اپنی ذاتی رائے سے میں نے کیا ہے۔ سو اے موسیٰؑ! یہ ہیں وہ حقیقتیں جن پر آپ صبر نہ کر سکے۔"

اس کے بعد خضرؑ اپنی منزل کو روانہ ہو گئے

اور ــــ

موسیٰؑ اور یوشعؑ واپس مصر کو کوچ کر گئے!

عارب، بیوسا اور بنیطہ ابھی تک کنعانیوں کے مرکزی شہر ٹائر میں بعل دیوتا کے معبد میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ یہاں انہوں نے مستقل رہائش رکھ لی ہو۔

ایک روز وہ تینوں اپنے کمرے میں آتشدان کے قریب بیٹھے باہم گفتگو تھے۔ شام ڈھل کر رات میں بدل چکی تھی۔ معبد میں ہر طرف خاموشی اور سکوت تھا۔ ایسے میں عزازیل خاموشی سے ان کے کمرے میں داخل ہوا۔

اسے دیکھتے ہی عارب، بیوسا اور بنیطہ چونکے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ جب عزازیل ان کے قریب آکر بیٹھ گیا تو وہ بھی دوبارہ نشستوں پر جم گئے۔ ان تینوں نے دیکھا کہ آج خلافِ توقع عزازیل کے چہرے پر معمول سے زیادہ خوشی اور سکون تھا۔

قبل اس کے کہ ان میں سے کوئی اس کی وجہ پوچھتا، عزازیل خود ہی بول پڑا: "اے میرے عزیزو! کیا تم مجھ سے نہ پوچھو گے کہ میں رات کے اس پہر میں کہاں سے آ رہا ہوں اور کیوں ایسا پرسکون اور خوش ہوں۔"

اس پہ عارب بولا: "اے آقا! ہماری تو خواہش ہے کہ آپ ہمیشہ یونہی خوش اور پرسکون رہیں۔ پر ہم کیا جانیں کہ آپ کے اس سکون کی وجہ کیا ہے۔ آپ خود ہی بتا دیں اور یہ بھی کہ آپ کہاں سے آ رہے ہیں۔"

عزازیل نے اپنی جگہ پہ پہلو بدلا، پھر بولا: "اے میرے عزیزو! میں اس وقت جزیرہ نما اللسان کی طرف سے آ رہا ہوں۔"

عارب نے بیچ میں لقمہ دیتے ہوئے کہا: "اے آقا! پہلے یہ بتائیے کہ یہ جزیرہ کہاں اور کس جگہ واقع ہے۔"

عزازیل بولا: "سنو میرے رفیقو! بحیرہ مردار کے جنوب مشرق میں جو علاقہ انتہائی ویران اور سنسان پڑا ہے کبھی یہ علاقہ بے حد آباد تھا اور سینکڑوں قریئے اور قصبے اس کے اندر بستے مسکراتے تھے۔ یہ وادی عدن ہی کی طرح سرسبز و شاداب تھا پر پیغمبر لوطؑ کے دور میں جب یہاں عذاب نازل ہوا تو یہ علاقہ کھنڈر بن کر رہ گیا۔

اسی ویران اور کھنڈر علاقے کے جنوب میں جزیرہ اللسان ہے۔ یہ جزیرہ نما اپنے شمال میں اور جنوب میں بحیرہ مردار کے پانیوں سے گھرا ہوا ہے جبکہ مشرق کی طرف سے اس میں داخل ہونے کے لیے خشکی کا ایک راستہ ہے۔ کبھی یہ جزیرہ نما بحیرِ مردار کے جنوبی حصہ میں تھا۔ پر جب قومِ لوطؑ پہ خداوند کریم کی طرف سے عذاب طاری ہوا تو اس جزیرہ نما کا جنوبی حصہ بھی اس بری طرح سے زمین کے اندر دھنسا کہ یہ حصہ بھی بحر میں تبدیل ہو کر رہ گیا اور اب یہ جزیرہ نما ایک طرح سے بحیرہ مردار کے وسطی حصہ میں ہے۔

اب بھی اگر کوئی یہاں غور سے دیکھے تو اسے پانی کی تہ میں غرق شدہ بستیاں ضرور دکھائی دیں گی۔ اے میرے رفیقو! اس جزیرہ نما کے مغرب میں بحیرہ مردار کے ساحل تک یا مغربی ساحل سے جزیرہ نما تک پانی میں پیدل چل کر گزر جاتے ہیں۔ یہ جزیرہ نما انتہائی آباد و شاداب اور میٹھے پانی سے خوب سیراب ہے۔ یہاں دور دور تک باغات پھیلے ہوئے ہیں اور یہاں اناج اور پھلوں کی بھی بہتات ہے۔"

عزازیل خاموش ہوا تو عارب نے مؤدبانہ انداز میں کہا: "اے آقا! یہ تو اس جزیرہ نما کا محلِ وقوع تھا لیکن آپ نے یہ ابھی تک نہیں بتایا کہ آپ کی اس خلافِ توقع خوشی اور خلافِ معمول سکون کا باعث کیا ہے۔"

جواب میں عزازیل کھل کر مسکرایا۔ پھر انکشاف کرنے کے انداز میں بولا: "اے میرے رفیقو! میں وہاں ایک دوسری بیوسا دیکھ کر آ رہا ہوں۔"

عزازیل کی بات پر حسین بیوسا چونکی اور پوچھا: "اے آقا! آپ کون سی دوسری بیوسا کا ذکر کر رہے ہیں؟"

عزازیل نے باری باری غور سے ان تینوں کو دیکھا اور کہا: "اے میرے عزیزو! اللسان کے حاکم کا نام تنادم ہے جس کا ایک بیٹا اور ایک ہی بیٹی ہے۔ بیٹے کا نام اجیلہ اور بیٹی کا نام یوآم ہے۔ یوآم اپنی شکل و شباہت، خوبصورتی، حسن اور جذب و کشش اور قد کاٹھ میں بالکل بیوسا جیسی ہے بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر یوآم اور بیوسا کو اکٹھا کھڑا کر دیا جائے تو دیکھنے والے یہ ضرور کہیں گے کہ یہ دونوں جڑواں اور ہم شکل بہنیں ہیں اور اے عارب! میری خوشی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ میں ارادہ کر چکا ہوں کہ وہ یوآم جو بیوسا کی ہم شکل ہے تمہاری زندگی کی ساتھی اور تمہاری بیوی بنے گی۔"

عارب نے خوشی اور دلچسپی کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے عزازیل سے پوچھا: "اے آقا! یوام سے میری شادی کیسے اور کیونکر ہو گی۔"

عزازیل مسکرایا اور بولا: "اے عارب میرے رفیق کار! شالوم نے اعلان کر رکھا ہے کہ جو کوئی بھی تیغ زنی میں اس کے بیٹے اجیلا کو شکست دے گا اس سے وہ یوام کی شادی کر دے گا۔ اجیلا انتہائی طاقتور اور ماہر تیغ زن ہے۔ بڑے بڑے سرکش اور طاقتور جوانوں نے یوام سے شادی کی خواہش کی لیکن ہر ایک کو اجیلہ کے ہاتھوں شکست اٹھانا پڑی۔ یوں دو سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور بے شمار جوان اجیلہ سے شکست کھا چکے ہیں۔"

اے عارب! میں چاہتا ہوں کہ یوام کو حاصل کرنے کے لیے تم اجیلہ سے مقابلہ کرو۔ مقابلے کا طریقہ یہ ہے کہ اللسان کے مرکزی شہر جس کا نام بھی اللسان ہی ہے میں ایک میدان ہے جس کے باہر ایک بہت بڑی نوبت رکھی ہے۔ یوام سے شادی کا خواہشمند وہاں جا کر اس نوبت پر ضرب لگاتا ہے۔ پس نوبت کی آواز سن کر شالوم کے منتظم وہاں آجاتے ہیں۔ شالوم کو اطلاع کی جاتی ہے اس کے بعد مقابلہ ہوتا ہے۔

اے عارب! میں چاہتا ہوں تم کل یہاں سے اللسان کی طرف روانہ ہو جاؤ اور اجیلہ سے وہاں یوام کے لیے مقابلہ کرو۔ مجھے یقین ہے تم اجیلہ کو شکست دے کر یوام کو حاصل کرنے میں ضرور کامیاب ہو جاؤ گے۔"

عارب نے بھرپور عزم و ہمت سے کہا: "اے محترم عزازیل! آپ کی خواہش کے مطابق میں کل ہی یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا۔ وہاں میں اجیلہ کو زیر کر کے ضرور بالضرور یوام کو حاصل کرنے کی سعی کروں گا۔"

عارب کے خاموش ہونے پر بیوسا نے کہا: "اے محترم عزازیل! اس مقابلے میں حصہ لینے کے لیے عارب اکیلا ہی اللسان کی طرف روانہ ہو جائے۔ میرے اور بنیطہ کے وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے اس لیے ہم دونوں یہیں رہیں گی۔ عارب اجیلہ کو جیت کر کے یوام کو بھی یہیں لے آئے گا۔ اس لیے کہ ہم دونوں بہنوں نے ارادہ کیا ہے کہ ہم اسی معبد کو اپنی مستقل رہائش گاہ رکھیں گی کہ اتنی بڑی کائنات میں آخر کوئی جگہ تو ایسی ہونی چاہیے جسے ہم اپنا گھر کہہ سکیں اور بعل کا یہ معبد ہمارے لیے بہترین گھر ہے کہ یہ پُرسکون اور محفوظ ترین ہے۔"

عزازیل نے بنیطہ سے پوچھا: "اے بنیطہ! بیوسا نے جو کہا ہے تم اس بارے میں کیا کہتی ہو!"

بنیطہ نے ایک ہمدردانہ نگاہ بیوسا پر ڈالی اور بولی: "اے محترم عزازیل! میں اس معاملہ میں مکمل طور پر بیوسا کی ہم خیال ہوں۔ اس مقابلے میں عارب اکیلا ہی جائے تو بہتر ہے۔ ہم دونوں یہیں رہیں گی۔"

بیوسا کے جواب پر عارب بولا: "اے آقا! یہ دونوں ٹھیک کہتی ہیں۔ یہ دونوں یہیں رہیں گی۔ میں کل ہی آپ کی ہدایت کے مطابق اللسان کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔"

عزازیل اٹھ کھڑا ہوا اور بولا: "اے عارب! میں اب جاتا ہوں۔ تو حسب وعدہ کل یہاں سے روانہ ہو جانا۔"

اس کے ساتھ ہی عزازیل باہر نکلا اور اس ستارے کی طرح غائب ہو گیا جو آسمان سے ٹوٹتے وقت فضاؤں میں ہلکی ہلکی روشنی دے کر ہمیشہ کے لیے غائب ہو جاتا ہے۔

سورج طلوع ہو کر کافی بلند ہو چکا تھا۔

مرما کی بیلی اور پسندیدہ دھوپ ہر سو بکھر چکی تھی۔ یوناف دوپہر کے کھانے کا بندوبست کرنے کے لیے دریائے نیل کے کنارے اپنے محل سے نکل کر ممفس کے بازار کی طرف جانے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر اپنا حریری لمس دیا۔ پھر اس کی آواز یوناف کے کانوں میں رس گھولتی ہوئی ابھری:

"یوناف! یوناف میرے حبیب! کھانے کا انتظام ترک کر دو کہ میرے اور تمہارے لیے ایک نئی مہم پیدا ہو گئی ہے جس کے لیے ہمیں اسی وقت روانہ ہونا ہو گا۔ یہ نئی مہم ایسی ہے کہ جس میں تمہاری بہتری اور خوشی پنہاں ہے۔"

یوناف نے تعجب خیز انداز میں پوچھا:

"یہ کونسی مہم ہے جس میں میری خوشی اور سکون پنہاں ہے۔"

ابلیکا کی مسکراتی اور کھلکھلاتی ہوئی آواز ایک بار پھر سنائی دی:

"اے یوناف! میری بات غور سے سنو۔ ارض کنعان میں بحیرہ مردار کے اندر ایک جزیرہ نما ہے اللسان۔ اس کے حاکم شالوم کا ایک بیٹا ہے اجیلہ اور ایک ہی بیٹی ہے یوام۔ یوام اپنی شکل و صورت میں

بیوسا جیسی ہے۔ وہی بیوسا جسے تم پہلے دن سے چاہتے ہو۔ اگر ان دونوں کو اکٹھا کر دیا جائے تو یہ دونوں ہم صورت بہنیں لگیں گی۔

اے یوناف! میں چاہتی ہوں کہ تم ابھی اور اسی وقت جزیرہ اللسان کی طرف روانہ ہو جاؤ اور وہاں یوام سے شادی کر لو۔ اگر تم نے تاخیر کی تو عارب، تمہارا حریف یوام کو حاصل کر کے اس سے خود شادی کر لے گا۔"

یوناف نے دلچسپی سے پوچھا:

"اے ابلیکا! تم نے یہ خبریں اور اطلاعات کہاں سے حاصل کیں؟"

جواب میں ابلیکا کی مسکراتی ہوئی آواز آئی:

"اے میرے حبیب! میں عزازیل کی جستجو میں گئی تھی۔ اسے میں نے ٹارٹ شہر کے بعل دیوتا کے معبد میں پایا جہاں عارب، بیوسا اور بنیطہ رہ رہے ہیں۔ یوام کے بارے میں یہ اطلاعات جو تمہیں میں نے فراہم کی ہیں، یہی خبریں عزازیل عارب کو فراہم کر رہا تھا۔ عزازیل اس سے کہہ رہا تھا کہ شالوم نے یوام کی شادی کا اعلان پچھلے دو برس سے کر رکھا ہے لیکن یوام کی شادی وہ اس سے کرے گا جو اس کے بیٹے اجیلہ کی طاقت و قوت اور تیغ زنی کا مقابلہ کر کے اسے زیر کر لے گا۔ اب تک کئی جوانوں نے یوام کو حاصل کرنے کی کوشش کی مگر اجیلہ انتہائی طاقتور اور ماہر تیغ زن ہے۔ اس نے ہر ایسے جوان کو زیر کر کے رکھ دیا جو یوام سے شادی کرنے کی خواہش لے کر آیا۔

اب عزازیل نے عارب کو اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ وہ اللسان شہر جا کر اجیلہ سے مقابلہ کرے اور اسے زیر کر کے یوام کو جو کہ بیوسا کی ہم شکل ہے، حاصل کرے۔ اور اے یوناف! میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ عارب اب تک اللسان پہنچ چکا ہو گا۔ بخدا یوناف! یوام عارب کے لیے نہیں تمہارے لیے مناسب ہے کہ وہ بیوسا کی ہم شکل ہے اور تم بیوسا کو چاہتے ہو پسند کرتے ہو۔ اب کہو تم میری گفتگو کے جواب میں کیا کہتے ہو۔"

یوناف نے فیصلہ کن انداز میں جواب دیا:

"اے ابلیکا! جہاں عارب میرا بدترین دشمن اور حریف ہے وہاں بیوسا میری بہترین پسند اور چاہت ہے۔ میں کسی صورت یہ پسند نہ کروں گا کہ بیوسا کی ہم شکل کسی لڑکی پر عارب قابض ہو جائے۔ میں یوام کو حاصل کروں گا اور اس کے لیے میں ابھی اور اسی وقت اللسان کے جزیرہ نما کی طرف روانہ ہو رہا ہوں۔"

ابلیکا نے خوش ہوتے ہوئے کہا:

"اے یوناف! بخدا مجھے تم سے ایسی ہی بے تابی اور ایسے ہی فیصلے کی امید تھی۔ آؤ اب ہم اللسان کی طرف کوچ کریں۔"

یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور اگلے ہی لمحے دریائے نیل کے کنارے منوطار کے محل سے غائب ہو گیا۔

○

دوسرے روز عارب اکیلا ہی اللسان جزیرہ نما میں نمودار ہوا۔ بیوسا اور بنیطہ بعل دیوتا کے معبد میں ہی رک گئی تھیں۔

عارب اس میدان کے پاس آیا جس کی نشاندہی عزازیل نے کی تھی۔ اس نے دیکھا میدان کے باہر ایک بہت بڑی نوبت رکھی ہے اور قریب ہی چوٹ لگانے کے لیے کچھ دستیاں پڑی ہیں اس نے وہاں سے دو دستیاں اٹھائیں اور نوبت کو پیٹنے لگا۔

تھوڑی ہی دیر کے بعد وہاں دو جوان نمودار ہوئے۔ ان میں سے ایک نے اسے مخاطب کر کے بلند آواز میں کہا:

"اے نووارد! نوبت کو پیٹنا بند کرو اس لیے کہ تمہارا للکار نا سب نے سن لیا ہے اور کیا ہم یہ سمجھیں کہ تم یوام کو حاصل کرنے کے لیے اجیلہ سے مقابلہ کرنے آئے ہو؟"

عارب نے دونوں دستیاں زمین پر ڈال دیں اور بولا، اس کی آواز میں غرور، بڑائی اور حقارت نمایاں تھی: "تمہارا اندازہ درست ہے۔ میں یہاں کے حاکم شالوم کی بیٹی یوام کو حاصل کرنے کے لیے اجیلہ سے مقابلے کا خواہشمند ہوں۔"

نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا:

"اے اجنبی! تیرا نام کیا ہے اور تو کس سرزمین سے آیا ہے؟"

عارب نے جواب دیا: "میرا نام عارب ہے اور میں ٹارٹ شہر سے آ رہا ہوں۔"

نوجوان نے پھر کہا:

"اے کنعانیوں کے شہر ٹارٹ سے آنے والے اجنبی! تم میدان کے اندر بنا پتھروں کی نشستوں پر

بیٹھ کر انتظار کرو۔ جلد اس مقابلے کا انتظام کیا جاتا ہے"۔

دونوں جوان چلے گئے جبکہ عارب میدان میں داخل ہوا اور سرخ پتھروں سے بنی ہوئی ایک نشست پہ بیٹھ کر الاسان کے حاکم شالوم کے بیٹے اجیلہ کے ساتھ اپنے مقابلے کا انتظار کرنے لگا!

تھوڑی ہی دیر کے بعد عارب نے دیکھا کہ مقابلے کے اس میدان میں لوگ آنا شروع ہو گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے پتھروں کی تمام نشستیں پُر ہو گئیں اور میدان تماشائیوں سے بھر گیا۔ تاہم مشرقی حصے میں بنی ہوئی سنگِ مرمر کی بلند شہ نشیں ابھی تک خالی پڑی تھی۔ عارب نے اندازہ لگایا کہ اس شہ نشین پر شالوم اس کے اہلِ خانہ اور دیگر معزز اراکین آ کر بیٹھیں گے۔

اور ایسا ہی ہوا۔ عارب کے قریب بنی شہ نشین پہ الاسان کا حاکم شالوم، اس کی بیٹی یوام اور بیٹا اجیلہ اور کچھ اور رشتہ دار اور حکومت کے اراکین آ کر بیٹھ گئے۔

عارب نے دیکھا کہ یوام حیرت انگیز طور پہ حسین ہیرسا سے مشابہ تھی۔ اس نے یوام کی خوبصورتی کا اندازہ لگاتے ہوئے تسلیم کیا کہ عزازیل کا یہ کہنا درست تھا کہ یوام دنیا کی حسین ترین لڑکی ہے۔

وہ ابھی انہی خیالات میں کھویا ہوا تھا کہ وہی دونوں جوان جنہوں نے اسے یہاں بیٹھنے کو کہا تھا، اس کے پاس آئے اور ایک نے اس سے کہا:

"اے اجنبی عارب! تمہارے دائیں طرف شہ نشین پہ الاسان کا حاکم شالوم، اس کا بیٹا اجیلہ اور بیٹی یوام دیگر اکابر کے ساتھ براجمان ہو چکے ہیں۔ مقابلہ شروع کرنے کے لیے شالوم نے تمہیں طلب کیا ہے لہٰذا تم اٹھو اور ہمارے حاکم کے پاس چلو کہ مقابلہ شروع کرنے سے پہلے وہ تمہیں تمام شرائط سے آگاہ کر دے"۔

عارب اٹھا اور ان کے ساتھ ہو لیا۔

عارب شہ نشین کے پاس آیا تو اللسان کے حاکم شالوم نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"میں اللسان کا حاکم شالوم ہوں"۔

پھر اس نے اپنے دائیں بائیں بیٹھے اپنے بیٹے اور بیٹی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"یہ میرا بیٹا اجیلہ ہے اور یہ میری بیٹی یوام ہے"۔

عارب نے ایک سرسری نظر یوام پہ ڈالی۔ اس نے دیکھا وہ ساحلوں کی شام جیسی پُر فریب حد تک حسین تھی۔ اس کی گہری جھیل جیسی آنکھوں کی چمک میں ستاروں کے سلام اور بہاروں کے پیغام تھے۔ اس کے نرم، شفاف اور سرخ ہونٹ جذب و کشش کی آگ برسا رہے تھے۔ مجموعی طور پہ یوام اس وقت حسن کے انگاروں کی ایک بھٹی اور رنگوں کا ایک بہتا ساگر دکھائی دے رہی تھی۔

یوام کی طرف دیکھتے ہوئے وہ چونک پڑا کیونکہ شالوم اسے مخاطب کر کے مزید کہہ رہا تھا

"اے اجنبی! مجھے تمہارے متعلق صرف دو باتیں بتائی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ تمہارا نام عارب ہے اور دوسرے یہ کہ تم تاشر شہر سے آئے ہو۔ اے اجنبی! میرا بیٹا اجیلہ اس وقت جنگی لباس میں ہے اور اس کی طرح مسلح ہونے کے لیے تمہیں بھی ایسا ہی لباس فراہم کیا جائے گا۔ ذرا تم میرے بیٹے کی طرف غور سے دیکھو اور کہو کیا تم میری بیٹی یوام کے لیے اس سے قوت آزمائی کے لیے تیار ہو؟"۔

عارب نے جھٹ کہہ دیا: "اے محترم شالوم! میں ہر وقت اور ہر جگہ اس سے مقابلے کیلیے تیار ہوں"۔

عارب کا یہ جواب سن کر اجیلہ شہ نشین سے اتر آیا اور عارب سے مصافحہ کرتے ہوئے بولا:

"میں اجیلہ ہوں تمہیں یوام کو حاصل کرنے کے لیے میرے ساتھ مقابلہ کرنا ہے"۔

اسی وقت شالوم نے اپنے ایک سردار کو ہاتھ سے اشارہ کیا جو عارب کے لیے تلوار اور ڈھال لے آیا۔ شالوم نے کہا:

"اے عارب! خود کو مسلح کر لو"۔

عارب نے خود کو اسلحے سے لیس کیا۔ پھر شالوم اپنی جگہ پہ کھڑا ہوا اور اجیلہ اور عارب کو مخاطب کرتے ہوئے بولا:

"دونوں میدان کے وسط میں جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ میرا ہاتھ فضا میں بلند ہو تو تم ہی تم مقابلہ شروع کر دینا"۔

عارب اور اجیلہ میدان کے وسط کی طرف بڑھنے لگے۔

دونوں میدان کے وسط میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ میدان میں بیٹھے ان گنت لوگ جن میں مرد و زن، بوڑھے جوان سبھی شامل تھے بڑے اشتیاق سے کبھی ان دونوں کو اور کبھی شالوم کی طرف دیکھتے تھے۔

جب اچانک شالوم کا ہاتھ فضا میں بلند ہوا تو اجیلہ اور عارب ایک دوسرے پہ بھوکے درندے کی طرح ٹوٹ پڑے۔

میدان میں موجود لوگ یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ اجیلہ اس نووارد کو ترسا ترسا کر زیر کرے گا لیکن ان کو اس وقت بے حد مایوسی ہوئی جب اجیلہ تھوڑی دیر بھی عارب کے سامنے نہ ٹھہر سکا اور عارب نے ایک ہولناک وار کرتے ہوئے اپنی ساری قوتوں کو عمل میں لا کر اجیلہ کی تلوار دستے کے پاس سے کاٹ پھینکی۔

اجیلہ کی تلوار کاٹ کر عارب نے اپنی تلوار زمین پر پھینک دی۔ اجیلہ نے یہ دیکھا تو اپنی ٹوٹی ہوئی تلوار کا دستہ پھینک کر عارب کی طرف مڑا۔ دونوں قوت آزمائی کا ارادہ کر چکے تھے لیکن یہاں بھی تماشائیوں کو بے پناہ مایوسی کا سامنا کرنا پڑا اس لیے کہ جب پہلا ہی آہنی مکا عارب نے اجیلہ کو رسید کیا تو وہ بری طرح فضا میں اچھلا اور لڑھکتا ہوا دور جا گرا پھر اسے دوبارہ اٹھ کر عارب کا سامنا کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

اسی دوران دو جوان بھاگتے ہوئے میدان میں آئے۔ ایک نے سہارا دے کر اجیلہ کو شہ نشین کی طرف لے جانا شروع کیا جبکہ دوسرے نے عارب سے کہا:

"اے اجنبی! تم بھی اب شہ نشین کی طرف چلو"۔

عارب خاموشی سے اپنی تلوار اٹھا کر اس کے ساتھ ہو لیا۔

اجیلہ کو شہ نشین پر اس کی نشست پر بٹھا دیا گیا۔ جب عارب شہ نشین کے سامنے آیا تو شالوم نیچے اترا۔ آگے بڑھ کر اس نے عارب کو گلے لگایا اور اس کی پیشانی چوم کر کہا:

"اے عارب! واقعی تو نے خود کو میری بیٹی یوام کا حقدار ثابت کر دیا ہے۔ تم پہلے جوان ہو جس نے تیغ زنی اور طاقت کے اس مقابلے میں میرے بیٹے کو زیر کیا ہے۔ لہٰذا اب تم یہ مقابلہ جیت کر میری بیٹی کے مالک ہو۔ تم جب چاہو شادی کر کے اسے اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو اور اگر چاہو تو یوام سے شادی کر کے میرے بیٹے کی طرح یہاں بھی رہ سکتے ہو۔ اب یہ تم بتاؤ کہ دونوں میں سے کونسی صورت پسند کرو گے"۔

عارب نے کچھ کہنا چاہا مگر خاموش ہو گیا کیونکہ میدان کے باہر رکھی نوبت پر کسی نے اس قوت سے ضربیں لگانی شروع کی تھیں کہ پورا میدان گونج اٹھا تھا۔

لوگ حیرت اور اشتیاق کے عالم میں اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ شالوم نے ہاتھ اٹھا کر لوگوں کو پُرسکون رہنے کو کہا۔ اس پہ لوگ پھر اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ پھر شالوم نے اپنے ایک سردار کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"جاؤ دیکھو۔ کس نے ضرب لگائی ہے۔ یہ مقابلہ جیت کر عارب یوام کو حاصل کر چکا ہے لیکن اگر کوئی اور جوان یوام کے لیے آیا ہے تو میں پسند کروں گا کہ اس کا مقابلہ اجیلہ سے نہیں بلکہ عارب کے ساتھ ہو۔"

اس کے ساتھ ہی شالوم کا سردار تیزی سے میدان کے اس حصے کی طرف بڑھا جہاں پر نوبت رکھی ہوئی تھی۔

سردار کے جانے کے چند لمحوں بعد نوبت پہ ضرب پڑنا بند ہو گئی۔ اور جب وہ واپس لوٹا تو اس کے ساتھ یوناف چلا آ رہا تھا۔

سردار نے یوناف کا ہاتھ پکڑ کر شہ نشین کے سامنے عارب کے ساتھ لا کھڑا کیا۔ عارب نے خوف اور حیرت کے ملے جلے جذبات سے یوناف کو دیکھا پھر جلد ہی اس نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پا لیا جبکہ عارب کی طرف دیکھتے ہوئے یوناف بالکل پُرسکون اور حسبِ معمول ہشاش بشاش تھا۔

شالوم نے آگے آ کر یوناف سے مصافحہ کیا اور پوچھا:

"اے اجنبی! تمہارا نام کیا ہے اور تمہارا تعلق کس سرزمین سے ہے؟"

عارب نے طنزیہ انداز میں یوناف کی طرف دیکھ کر کچھ کہنا چاہا کہ شالوم پھر بول پڑا:

"اے اجنبی! مجھے افسوس ہے کہ میں نے اپنا تعارف کرانے سے پہلے ہی تم پر سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔ سنو! میں یہاں کا حاکم شالوم ہوں۔ شہ نشین پہ بیٹھی لڑکی میری بیٹی یوام اور اس کے ساتھ میرا بیٹا اجیلہ ہے۔ اب تم میرے سوالوں کا جواب دو۔"

یوناف نے مسکرا کر کہا:

"اے بزرگ شالوم! میرا نام یوناف ہے۔ میں مصر کے شہر ممفس کا رہنے والا ہوں اور اس میدان کے باہر رکھی نوبت پہ ضرب لگانے کا مقصد مقابلے میں حصہ لے کر یوام تمہاری بیٹی کو حاصل کرنا ہے۔"

شالوم نے پھر پوچھا:

"اے یوناف! مصر کی دور افتادہ سرزمین کے رہنے والے ہو کر تم نے میری بیٹی سے متعلق کس سے سنا کہ میں نے اس کی شادی کے لیے یہ طریقہ اپنا رکھا ہے۔"

یوناف نے کہا:

"اے بزرگ شالوم! یہاں اکثر مصری تاجر تجارت کی غرض سے آتے جاتے رہتے ہیں اور انہوں نے ہی مجھے اللسان نامی اس جزیرے اور یوام کے حسین ہونے اور آپ کے اس مقابلے کے بارے میں بتایا تھا۔"

شالوم نے فیصلہ کن انداز میں کہا:

"اے یوناف! یہ جوان جو تمہارے پہلو میں کھڑا ہے اس کا نام عارب ہے اور یہ میرے بیٹے اجیلہ سے تیغ زنی اور طاقت و قوت دونوں کا مقابلہ جیت کر اپنے آپ کو یوام کا حق دار ثابت کر چکا ہے۔ اب چونکہ ایک دعوے دار کی حیثیت سے تم بھی آ گئے ہو لہٰذا تمہارا مقابلہ اب اجیلہ کی بجائے عارب سے ہوگا۔ تم اس کی طرف غور سے دیکھو یہ جس طرح مسلح ہے تمہیں بھی یوں ہی مسلح کیا جائے گا۔ پھر اپنا فیصلہ دو کہ کیا تم عارب سے مقابلے کے لیے تیار ہو۔"

یوناف نے اپنی چھاتی تانتے ہوئے کہا:

"اے بزرگ شالوم! یہ مقابلہ جیتنے والا یہ عارب اگر اپنے جیسا کوئی اور جوان بھی حمایت میں لے آئے تب بھی قسم مجھے اپنے اس رب کی جو ساری کائناتوں کا پیدا کرنے والا ہے میں اس سے مقابلہ ضرور کروں گا۔"

یوناف کے جواب پہ خوش ہو کر شالوم نے کہا:

"اے عارب! میرا تو فیصلہ ہے کہ تمہارا اور یوناف کا مقابلہ ہوگا لیکن اس سلسلے میں اب یوام کا مشورہ بھی لینا ضروری ہے کہ وہ اپنا ہاتھ عارب کے ہاتھ میں ہی دینا پسند کرے گی یا تم دونوں کے درمیان مقابلے کی خواہشمند ہے اور جو جیتے اسی سے یوام شادی کرے گی۔"

یوناف نے پھر کہا:

"ضرور ضرور۔ مجھے یہ بھی منظور ہے۔ آپ یوام سے اس معاملے میں ضرور بات کریں اور اس کی رائے لے لیں۔"

شالوم یوام کی طرف مڑا اور پوچھا:

"اے میری بیٹی! جو کچھ میں نے ان جوانوں سے کہا ہے اس سلسلے میں تم کہو تمہارا کیا جواب اور کیا

راسے ہے"۔

یوام نے انتہائی شگفتگی، دلکشی اور افسانوی اندازِ تخاطب میں اپنے لہجے کی بھرپور کھنک کے ساتھ کہا:

"اے میرے باپ! میں چاہوں گی کہ عارب اور یوناف دونوں کے درمیان مقابلہ ہو اور جو بھی یہ مقابلہ جیتے میں اسی سے شادی کروں گی۔"

فوراً ہی شالوم نے اپنے ایک سردار کو اشارہ کیا۔ سردار نے جواب میں ایک تلوار اور ڈھال جا کر یوناف کو تھمائی۔

شالوم پھر بولا:

"اے یوناف! پہلے اپنے آپ کو مسلح کر لو۔ پھر عارب کے ساتھ میدان کے وسط میں جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ اور میرا ہاتھ اٹھنے کا انتظار کرو۔ جب تم میرا ہاتھ فضا میں بلند ہوتا دیکھو تو مقابلہ شروع کر دینا۔"

یوناف نے فوراً اپنے آپ کو مسلح کیا اور وہ تلوار شہ نشین پہ رکھ دی جو سردار نے اسے پیش کی تھی۔ پھر اس نے کہا:

"اے بزرگ شالوم! میرے پاس اپنی تلوار ہے۔ مجھے اس تلوار کی ضرورت نہیں ہے۔"

شالوم نے کہا:

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اگر تم اپنی تلوار سے عارب کا مقابلہ کرنا چاہتے ہو تو یہ تمہاری خوشی ہے۔"

اس کے ساتھ ہی عارب اور یوناف میدان کے وسطی حصہ کی طرف بڑھنے لگے۔

چلتے چلتے عارب نے گھور کر یوناف کی طرف دیکھا پھر اس نے کھولتے لہجے اور غضب ناک آواز میں پوچھا: "تمہارا اس طرف آنے اور اس مقابلہ میں حصہ لینے کا مقصد و مدعا کیا ہے؟"

یوناف نے لاپرواہی سے کندھے اچکاتے ہوئے کہا:

"میرا ادھر آنے کا وہی مقصد ہے جو تمہارا ہے۔ اے عارب! تم جانتے ہو میں شروع دن سے ہی یوسا کو پسند کرتا ہوں اور تم جانتے ہو یوام حیرت انگیز حد تک یوسا سے مشابہ ہے اور یوسا چونکہ تمہاری بہن اور میری محبوبہ ہے لہٰذا یوام پہ تمہاری نسبت میرا حق زیادہ ہے۔"

اس پر عارب نے دانت کچکچاتے ہوئے کہا: "کچھ بھی ہو۔ میں ہر صورت میں تمہارے ساتھ مقابلہ کر کے یوام کو حاصل کروں گا۔ اب تم جاؤ میں نے یوام کو اپنی زندگی کا محور و مقصد بنا لیا ہے۔"

"اور تم سے یہ مقابلہ جیتنے کے لیے مجھے جو بھی حربہ استعمال کرنا پڑا میں کروں گا۔"

یوناف نے عارب کو سمجھانے کے انداز میں کہا:

"اے عارب! میرے ساتھ یہ مقابلہ اپنی فطری اور طبعی ہمت و قوت کو استعمال کرتے ہوئے اور تیغ زنی میں اپنی حقیقی مہارت کام میں لاتے ہوئے کرنا کہ میں بھی تمہارے ساتھ ایسا ہی کروں گا۔ میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں اے عارب! کہ اگر اس مقابلے کے دوران تم نے اپنی سری اور ابلیسی قوتوں کو کام میں لانے کی کوشش کی تو یاد رکھو کہ میں بھی ایسا ہی کروں گا اور تمہارے یہ عمل اور تمہاری ہر سری قوت کو تمہارے سامنے ریزہ ریزہ کر کے رکھ دوں گا۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا کہ تماشائیوں سے بھرے اس میدان میں میں سب کے سامنے تمہیں زیر کروں گا اور تمہاری وہ حالت اور درگت بناؤں گا کہ تم مقابلے کے بعد کسی کو اپنا چہرہ دکھاتے ہوئے شرم اور عار محسوس کرو گے۔"

"میں نے جو کچھ کہنا تھا تم سے کہہ دیا۔ اب تمہاری مرضی ہے کہ چاہو تو اپنی فطری اور طبعی قوتوں کے ساتھ میرا مقابلہ کرو اور چاہو تو اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ۔ میں ہر طرح ہر روپ میں تمہارے ہر عمل کا جواب دوں گا۔"

اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا حریری لمس دیا۔ پھر اس کی کھنکتی ہوئی شیریں آواز اس کے کانوں میں پڑی:

"اے یوناف میرے حبیب! تم عارب کی طرف سے کسی قسم کا فکر نہ کرنا۔ میں اس پر نگاہ رکھوں گی اور اگر اس نے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لانے کی کوشش کی تو میں تمہیں بھی اس کی اطلاع کر دوں گی اور خود بھی اس کے خلاف حرکت میں آ جاؤں گی۔"

ابلیکا کی اس گفتگو اور یقین دہانی پہ یوناف کے لبوں پہ گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس دوران وہ اور عارب میدان کے وسط میں آ چکے تھے۔

پھر عارب نے نرمی اور انکساری سے یوناف کو مخاطب کر کے کہا: "اے یوناف! میں جانتا ہوں کہ تم اس وقت اپنی ساتھی ابلیکا سے محوِ گفتگو ہو۔ سنو! میں تم سے اس موقع پہ سچے دل سے یہ کہتا ہوں بلکہ تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ مقابلہ ہر طرح سے طبعی اور فطری قوتوں کے تحت ہو گا اور اس کے بیچ میں کوئی سری قوت استعمال نہ کروں گا۔"

یوناف اس کی طرف سے مطمئن ہو گیا۔ پھر وہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے ہو کر شالوم کے اشارے کا انتظار کرنے لگے۔

تھوڑی دیر کے بعد شالوم کا ہاتھ فضا میں بلند ہوا تو یوناف اور عارب دو ازلی دشمنوں اور وحشی درندوں کی طرح ایک دوسرے پر چڑھ دوڑے۔

وہ بڑی تیزی سے ایک دوسرے پر ہولناک وار اپنی تلواروں سے کرنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر تک دونوں جم کر ایک دوسرے کے خلاف تیغ زنی کا بہترین مظاہرہ کرتے رہے۔ پھر یوناف اپنا منفرد رنگ دکھانے لگا۔ یوں محسوس ہونے لگا جیسے وہ کائنات کی شجاعتوں اور جرأتوں کے خلاف سرکشی اور بغاوت پر آمادہ ہو گیا ہو۔ وہ اب دھواں ہی دھواں اور شعلوں اور سلگتی نظروں کا بھیانک پن تھا۔ ہولناک آندھیاں اور بیتاب طوفانوں کی صورت میں لمحہ لمحہ وہ عارب پر چھا جانے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ اس کے سامنے عارب کی حالت ظلم و جبر کی پیاس، ہواؤں میں رچی فریاد کی سی کیفیت، شو نے سنسار، اندھے کنویں کی اسیری، قریۂ گناہ خیز اور شہرِ بے فصیل کی سی ہو گئی تھی۔

پھر اچانک یوناف نے اپنے حملوں میں ایسی تیزی، ایسا غضب ناک پن اور ہولناکی بٹھا دی کہ اب وہ میدان میں عارب کو انتہائی بے بسی کے عالم میں اپنے آگے آگے چکر دینے لگا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ عارب پر تھکاوٹ طاری ہو گئی ہے۔

اسی لمحے یوناف نے ایک وحشت خیز نعرہ مارا:

"اللہ اکبر۔"

اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ایسا بھرپور اپنی تلوار کا وار عارب کی تلوار پر کیا کہ عارب کی تلوار کٹ کر دو حصوں میں بٹ گئی۔ اس کا ایک حصہ عارب کے ہاتھ ہی میں رہ گیا اور دوسرا حصہ دور میدان میں جا پڑا تھا۔

یوناف نے اپنی تلوار نیام میں کر لی اور دونوں ہاتھوں کا اشارہ کر کے عارب کو اپنی طرف بلانے کے انداز میں کہا:

"لو۔ اب میں نہتا ہو کر تمہیں اپنی طاقت اور قوت آزمانے کا موقع فراہم کرتا ہوں۔"

یہ سن کر عارب نے تلوار کا دستہ زمین پر پھینک دیا۔ چند لمحے لمبے لمبے سانس لے کر اس نے اپنے حواس درست کیے پھر اس نے ہوا میں اچھلتے ہوئے ہوا میں ایک لمبی جست کی اور یوناف پر لپکا لیکن یوناف نے ایسی ہولناکی اور قوت کے ساتھ اپنا فولادی گھونسا اس کے پیٹ میں رسید کیا کہ وہ دوہرا ہوتا ہوا دور جا گرا۔

پھر تو گویا یوناف پر وحشت سوار ہو گئی اور آگے بڑھ کر اس نے عارب پر پے بہ پے یکے بعد دیگرے مکوں اور لاتوں کی بارش کر دی۔

عارب نے کئی بار یوناف کے سامنے سنبھل کر جمنے کی کوشش کی لیکن یوناف نے اس کی ہر کوشش اور سعی کو ناکام بنا دیا۔ اس دوران عارب بھی چند جاندار مکے یوناف کو مارنے میں کامیاب ہو گیا جن کو یوناف بڑے استقلال اور صبر سے برداشت کر گیا۔

عارب کے بے مکے کھانے کے بعد یوناف پر گویا مکمل طور پر وحشت و بربریت چھا گئی۔ اس نے اپنا ایک ہاتھ عارب کی گردن اور دوسرا اس کی کمر کی چرمی پیٹی پر جما کر نعرہ مارنے کے انداز میں اس بری طرح ہوا میں اچھالا اور پے در پے چند مرتبہ یہی عمل دہرایا اور عارب کو مکمل طور پر بے بس کرتے ہوئے اپنے دونوں گھٹنوں پر زور زور سے مارنا شروع کر دیا۔ پھر وہ کھڑا ہوا اور اپنا دایاں پاؤں زمین پر بے بسی کے عالم میں پڑے عارب کی چھاتی پر رکھا اور آسمان کی طرف منہ کرتے ہوئے اس نے زور سے پکار کر نعرہ مارا:

"اللہ اکبر۔"

گویا اس نے فتح مندی کا اعلان کر دیا تھا۔

اس کے بعد اس نے عارب کی چھاتی سے ہٹا لیا اور پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ تب عارب اٹھا۔ ندامت اور شرمندگی کے مارے اس کی گردن جھکی ہوئی تھی۔ وہ تیزی سے میدان کے مشرقی حصے کی طرف گیا اور چوروں کی طرح میدان سے نکل گیا۔

شہ نشین کی طرف جا کر شالوم اور بوام کا سامنا کر کے شاید مزید خفت اٹھانا اس نے پسند نہ کیا تھا میدان سے باہر آ کر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے غائب ہو گیا۔

میدان میں شالوم کے دو جوان تیزی سے داخل ہوئے اور یوناف کو بے حد عزت و احترام کے ساتھ لے جا کر شالوم کے سامنے کھڑا کر دیا۔

شالوم شہ نشین سے اترا اور یوناف کو گلے لگا کر اس کی پیشانی چوم لی۔ اس کے کچھ کہنے سے قبل ہی اجیلہ بھی نیچے اترا اور یوناف کو گلے لگا کر بولا:

"اے شیر دل جوان! میں نے آج تک ایسا کوئی جوان نہیں دیکھا جو تم جیسا طاقتور اور پُر قوت ہو۔ عارب نے مجھے پھول کی طرح اٹھا کر پٹک دیا تھا اور جس طرح اس نے میدان میں مجھے بے بس اور زیر کیا تھا ایسے ہی تو نے اسے سب کے سامنے بے بس اور زیر کر دیا۔ میں خوش ہوں کہ تو نے میرا انتقام لیا اور یقیناً تو ہی اس قابل ہے کہ بوام کو تجھ سے بیاہ دیا جائے۔"

اجیلہ کے خاموش ہونے پر شالوم نے یوناف سے کہا:

"اے یوناف! اب جبکہ تم یہ مقابلہ جیت چکے ہو تو میں تمہیں بھی وہی پیش کش کروں گا جو میں نے عارب کو اجیلہ سے مقابلہ جیتنے پر کی تھی کہ اب جبکہ تم یوام کے حقدار ہو تو یہ میں تمہاری مرضی پر چھوڑتا ہوں کہ تم چاہو تو یوام سے شادی کر کے اسے اپنے ساتھ اپنی سرزمین میں لے جاؤ اور اگر چاہو تو یہیں ہمارے ساتھ عزت و وقار سے رہو۔"

"یہ کلی طور پر تمہاری مرضی پر منحصر ہے اس کے لیے تم پر کوئی پابندی عائد نہیں کی جائے گی۔ ہاں یہ بھی سنو کہ ابھی ان سب تماشائیوں، عزیزوں اور ارکان حکومت کے سامنے اسی جگہ تمہارا یوام سے بیاہ ہو گا اور اس کے بعد تم دونوں اپنی مرضی سے جہاں چاہو رہو تم پر کوئی پابندی نہ ہو گی۔"

شالوم اپنی بات ختم کر چکا تو یوناف نے کہا:

"اے بزرگ شالوم! کیا یہ ممکن نہیں کہ اس شادی سے پہلے مجھے اور یوام کو چند لمحوں کی علیحدگی میسر ہو تاکہ میں اس سے وہ باتیں کہہ سکوں جو شادی کے بعد اسے معلوم ہوں تو وہ ہمارے درمیان اختلافات کا باعث نہ بن سکیں۔"

یہ سنتے ہی یوام فوراً اپنی جگہ پر اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور گہری مسکراہٹ کے ساتھ اس نے یوناف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنا عندیہ پیش کیا:

"ہاں میں ان کی اس پیش کش کو قبول کرتی ہوں۔ شادی سے پہلے ایک دوسرے کے متعلق جاننے کے لیے ضرور تھوڑی دیر کی علیحدگی میسر آنی چاہیے۔"

شالوم نے مسکراتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار کیا اور کہا:

"میں تم دونوں کی اس گفتگو سے خوش ہوا ہوں۔ میں تم دونوں کو تخت نشین پر ہی علیحدگی مہیا کرتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی اس نے تخت نشین پر موجود اپنے سارے رشتے داروں اور اراکین حکومت کو حکم دیا کہ وہ سب تخت نشین سے اتر کر تھوڑی دور ہی سنگی نشستوں پر جا بیٹھیں۔ سب نے ایسا ہی کیا اور وہاں سے اٹھ کر پرے چلے گئے۔ ان میں اجیلہ بھی شامل تھا۔

ان کے جانے کے بعد یوام نے یوناف کو مخاطب کیا اور بولی:

"اب آپ یہاں اوپر میرے پاس آ جائیے۔"

یوناف تخت نشین پر چڑھا اور یوام کے قریب بیٹھتے ہوئے بولا:

"اے یوام! میں جانتا ہوں تم دنیا کی حسین ترین اور نوعمر لڑکی ہو اور اس عالم میں ہر کوئی اپنی جان کی بازی لگا کر بھی تم سے شادی کرنے کی کوشش کرے گا۔ میں بھی تم سے شادی کرنے کا خواہش مند ہوں لیکن میں تمہیں دھوکے میں نہیں رکھنا چاہتا۔ شادی سے قبل میں تمہیں اپنی اصلیت سے مکمل طور پر آگاہ کر دینا چاہتا ہوں۔

یوام! میں آدمؑ کے بیٹے شیثؑ کی اولاد سے ہوں اور اس وقت سے ہوں جب ابھی آدمؑ بھی زندہ تھے!

میرے ناسوت پر لاہوت کا عمل ہے جس کی بنا پر اپنے اس جسدِ خاکی کے ساتھ میں ابھی تک زندہ ہوں اور جس وقت میرے ناسوت پر لاہوت کا یہ عمل ہوا تھا میں اس وقت ایسا ہی جوان اور توانا و طاقتور تھا جیسے اب ہوں۔

اس کے علاوہ اے یوام! میں ان گنت سری اور مافوق الفطرت قوتوں کا بھی مالک ہوں لیکن یہ بات ذہن میں رکھنا کہ میں نے عارب سے جو مقابلہ جیتا ہے یہ اپنی طبعی اور فطری طاقت و قوت کی بنا پر جیتا ہے عارب نے اجیلہ کو اپنے سری عمل کی بنا پر شکست دی تھی اور عارب پر بھی لاہوت کا عمل ہے۔ وہ بھی میری طرح انتہائی قدیم ہے اور آدمؑ کے بیٹے قابیل کی نسل سے ہے۔ وہ نہ صرف میرا رشتہ دار ہے بلکہ ہم دونوں ایک ہی وقت سے زندہ، توانا اور جوان چلے آ رہے ہیں۔ وہ بھی میری طرح ان گنت سری اور مافوق الفطرت قوتوں کا مالک ہے۔ یوں جانو کہ عارب میرا قدیم ترین اور ازلی دشمن ہے اور ہم اپنی اس ہزاروں سالوں پر محیط زندگی میں ان گنت مرتبہ ٹکرا چکے ہیں اور یہ سب میرے اللہ کا مجھ پر احسان ہے کہ میں نے ہر مرتبہ اسے ناکام و نامراد کیا ہے۔

یوام! میرے پاس ایسی سری قوتیں ہیں کہ اگر میں تم پر استعمال کروں تو تم اپنے آپ مجھ سے شادی کے لیے اپنی آمادگی کا اظہار کرو لیکن میں اس شادی کی بنیاد خلوص، خیر خواہی اور محبت و شفقت پر رکھنا چاہتا ہوں۔ میں تمہیں اپنے بارے میں اندھیرے میں رکھ کر دھوکا دہی سے کام نہیں لینا چاہتا۔

یوام! یوام! میں ایسی سری قوتوں کا مالک ہوں کہ یہیں بیٹھے بیٹھے تمہارا ہاتھ تھام کر غائب ہو جاؤں اور اگلے لمحے ہم دونوں مصری سرزمین پر ہوں گے لیکن میں ایسا نہیں کروں گا۔ اے یوام! میں اپنے ماضی اور اپنی ذات و ہستی کا سارا نقشہ تمہارے سامنے بیان کر چکا ہوں۔ اب تم کہو۔ میرے بارے میں تمہارا کیا فیصلہ ہے؟"

یوام نے ایک عجب جوش میں اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا:

"میں آپ کے اس رویے پر بے حد خوش ہوں کہ آپ نے خود کو مجھ پر ظاہر کیا۔ اب میرا فیصلہ بھی

سنیے۔ آپ جو بھی ہیں اور جیسے بھی ہیں میں آپ ہی سے شادی کروں گی اور کوئی مجھے اپنے اس فیصلے سے سوائے آپ کے باز نہیں رکھ سکتا۔"

یوناف نے درمیان میں بولتے ہوئے کہا:

"اے یوام! ایک بات اور بھی ہے۔"

یوام نے مسکرا کر کہا:

"وہ بھی کہہ ڈالیے۔"

یوناف نے کہا:

"وہ یہ کہ اے یوام! شادی کے بعد تمہارے بطن سے میری کوئی اولاد نہیں ہوگی اس لیے کہ یہ ناسوت پر لاہوت کا عمل ہونے کا ردعمل ہے۔"

یوام نے گہری مسکراہٹ کے ساتھ کہا:

"اور اب آپ مجھ سے اور کچھ نہ کہیں۔ اس لیے کہ آپ سے شادی کرنا میرا اٹل اور آخری فیصلہ ہے۔ ہاں! آپ سے یہ ضرور پوچھنا چاہوں گی کہ آپ مجھے شادی کے بعد کہاں رکھیں گے کیونکہ شادی کے بعد میں یہاں رہنا پسند نہ کروں گی۔"

یوناف بولا:

"اے یوام! مصر کی سرزمین میں نیل کے کنارے میرا اپنا ذاتی محل ہے جس میں میں اکیلا ہی رہتا ہوں۔ یہی محل ہمارا ٹھکانہ ہوگا لیکن اس کے علاوہ اگر تم کہیں اور بھی رہنا چاہو گی تو میں اس کا انتظام کر دوں گا۔"

یوام کچھ سوچتی ہوئی بولی:

"اے یوناف! کیا ایسا ممکن نہیں کہ شادی کے بعد آپ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائیں اور ہم مختلف ملکوں اور اقوام سے اور مختلف شہروں سے ہوتے ہوئے مصر کا رخ کریں اور وہاں جا کر اپنے محل میں امن و سکون کی زندگی بسر کریں۔"

یوناف نے یوام کی اس خواہش کی تائید کی:

"یوام یوام! میں تمہاری اس آرزو کی مکمل طور پر تکمیل کروں گا۔ شادی کے چند دنوں بعد ہم اللسان سے کوچ کریں گے اور مختلف ممالک، اقوام اور شہروں سے ہوتے ہوئے مصر کا رخ کریں گے گو میں اس سے پہلے تقریباً ساری دنیا کے اندر گھوم پھر چکا ہوں لیکن تمہارے لیے یقیناً یہ ایک انوکھا

تجربہ ہوگا:

یوام نے مسکراتے ہوئے جواب دیا:

"اب جبکہ ہم نے علیحدگی میں ایک دوسرے کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے آپس میں تعاون کرتے ہوئے شادی اور ہمیشہ کے لیے ایک ساتھ رہنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو اب آپ یہیں بیٹھیں میں اپنے باپ کو مطلع کرتی ہوں کہ میں نے اور آپ نے علیحدگی میں جو کچھ ایک دوسرے سے کہنا تھا کہہ سن لیا ہے لہٰذا شادی کرنے کے لیے ہم دونوں میں مکمل اتفاق ہے۔"

اس کے ساتھ ہی یوام شہ نشین سے اتر کر اس طرف بڑھی جہاں دیگر افراد کے ساتھ شالوم اور اجیلہ بیٹھے ہوئے تھے۔

شالوم اور اجیلہ نے اسے اپنی طرف آتے دیکھا تو دونوں اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھے یوام ان کے قریب آ کر رک گئی۔

پھر شالوم نے اس سے پوچھا:

"اے یوام! میری بیٹی! تمہارے اور یوناف کے درمیان کیا گفتگو ہوئی اور تم دونوں نے کیا فیصلہ کیا ہے؟"

یوام کے لبوں پر گہری، دلفریب اور زہد شکن مسکراہٹ ابھری۔ پھر اس نے اپنے باپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"اے میرے باپ! ہم دونوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے وہ ایسی ہے کہ ہم دونوں ہی کے درمیان رہنی چاہیے اور کسی پر بھی اس کا انکشاف نہ ہونا چاہیے۔

اے میرے باپ! ہم دونوں میں مکمل طور پر خیالات کی ہم آہنگی ہے سو ہم نے شادی کرنے اور ہمیشہ کے لیے ایک ساتھ رہنے کا فیصلہ کیا ہے۔"

"اور اے میرے باپ! ہمارے مابین یہ بھی طے پایا ہے کہ شادی کے چند روز بعد ہم یہاں سے کوچ کر جائیں گے کیونکہ دریائے نیل کے کنارے یوناف کا اپنا بہترین محل ہے جس کے اندر ہم سکونت اختیار کریں گے۔"

شالوم کے چہرے پر اطمینان اور خوشی بکھر گئی۔ پھر اس نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے رشتے داروں اور دیگر اراکین حکومت کو شہ نشین پر آنے کا حکم دیا۔

جب وہ سب لوگ وہاں جا بیٹھے تو سب کی موجودگی میں یوناف اور یوام کو رشتۂ ازدواج میں

میں باندھ دیا گیا۔

○

کنعانیوں کے شہر ٹارڈ میں بعل دیوتا کے معبد میں بیوسا اور بنیطہ ابھی شام کا کھانا کھانے کی تیاری کر رہی تھیں کہ عارب ان کے کمرے میں داخل ہوا۔

وہ دونوں کھانا شروع کرنے ہی والی تھیں کہ عارب کو دیکھ کر رک گئیں۔ عارب کی حالت اور چہرے کے تاثرات دیکھ کر وہ کسی قدر فکر مند بھی ہو گئیں۔ جب عارب ان کے پاس آ کر کتان کی چادر پر بیٹھ گیا تو پریشانی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بنیطہ نے پوچھا: "اے میرے بھائی! خلاف توقع تم پریشان کیوں ہو؟"

عارب نے ابھی جواب نہ دیا تھا کہ بیوسا بول پڑی: "اے میرے بھائی! تم تو شالوم کی بیٹی یوام کو جیتنے گئے تھے۔ اس کے بھائی اجیلہ سے تمہارے مقابلے کا کیا بنا؟ اور تم اکیلے کیوں آئے ہو؟ یوام کہاں ہے جو عزازیل کے مطابق میری ہم شکل ہے۔ اے میرے بھائی! یوام کو تمہارے ساتھ نہ دیکھ کر کیا میں سمجھ لوں کہ تم اجیلہ سے مقابلہ ہار گئے اور ناکام و نامراد لوٹ آئے ہو؟"

بیوسا خاموش ہوئی تو بنیطہ نے فکر مندی سے کہا: "اے میرے بھائی! اگر بات یہی ہے جس کا اظہار بیوسا نے کیا ہے تو مقابلہ کے دوران جب اجیلہ تم سے زیادہ طاقتور ثابت ہو رہا تھا تو تم نے اپنی سری قوتوں کو ہی کام میں لائے ہوتے اور انہیں استعمال کر کے تم اجیلہ سے مقابلہ جیتتے۔ اور یوں اکیلے نہ آتے بلکہ دنیا کی اس حسین ترین لڑکی یوام کو بھی یہاں ہمارے پاس بعل دیوتا کے معبد میں لے کر آتے تاکہ وہ نہ صرف تمہارے سکون کا باعث بنتی بلکہ اس کے ساتھ رہنے پر ہمیں بھی سکون ملتا۔"

بیوسا اور بنیطہ کی ان باتوں کے جواب میں عارب نے اپنی جھکی ہوئی گردن اٹھائی اور ان کو ایک نظر دیکھ کر بولا: "اے میری بہنو! میرے متعلق غلط اندازے مت لگاؤ۔ اللسان شہر کے باہر میدان میں میں نے شالوم کے بیٹے اجیلہ کو بری طرح ہرا کر مقابلہ جیت لیا تھا اور یوام کو حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہو گیا تھا لیکن ہائے رے میری بدقسمتی! میری اور یوام کی شادی کا اہتمام ہونے جا رہا تھا کہ میدان سے باہر کھڑی نوبت پر کسی نے زوردار ضربیں لگانی شروع کر دیں اور جانتی ہو نوبت پر ضربیں لگانے والا کون تھا؟"

بیوسا نے بے چینی سے پوچھا: "کون تھا؟"

جواب میں عارب نے کہا: "یوناف۔ ہاں بیوسا! وہی یوناف جو دیوانگی کی حد تک تمہیں چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے۔ بس اسی نے مقابلے میں حصہ لینے کے لیے نوبت پر ضربیں لگائی تھیں سو اللسان کے حکمران شالوم کے حکم پر یوناف کو بھی میدان میں لایا گیا۔ یوام کی رضامندی کے بعد میرا اور یوناف کا مقابلہ کرایا گیا۔

مقابلے سے قبل یوناف نے مجھے دھمکی دی کہ وہ خود بھی سری قوتوں سے کام نہیں لے گا اور یہ کہ اگر میں نے سری قوتوں سے کام لیا تو وہ مجھے ریزہ ریزہ کر کے رکھ دے گا۔ اس وقت میں نے اندازہ کر لیا کہ اس کی ساتھی ماورائی قوت ابلیکا بھی اس کے ساتھ ہے۔

لہٰذا میں نے اس سے وعدہ کر لیا کہ یہ مقابلہ طبعی قوت کی بنا پر ہوگا لیکن اے میری بہن! میں اس مقابلے میں تسلیم کرتا ہوں کہ یوناف نے مجھے نہایت ذلت آمیز شکست دی اور یوں مجھے وہاں ناکام و نامراد رہنا پڑا۔ اس طرح میں یوام کو حاصل کرنے میں ناکام رہا اور اکیلا ہی واپس تمہاری طرف آنا پڑا۔"

"اے میری بہنو! آج میں مانتا ہوں کہ طبعی اور فطری قوت میں یوناف مجھ سے کہیں بڑھ کر ہے یہ مقابلہ اس نے اس آسانی کے ساتھ مجھ سے جیت لیا جس طرح مقابلے میں ایک طرف دو آدمی اور سامنے اکیلا آدمی ہو۔ اس بات کو تم یوں سمجھو کہ یوناف مجھ سے دگنی طاقت رکھتا ہے۔ اور مقابلے سے پہلے اس نے شالوم سے کہا تھا کہ عارب اگر اپنے جیسا کوئی اور بھی اپنے ساتھ ملا لے تب بھی وہ اسے زیر کر لے گا۔"

"تو اے میری بہنو! اب میں ضرور بالضرور اپنے جیسا ایک اور ساتھی ملا کر یوناف کا مقابلہ کروں گا۔ دراصل میں یہ اندازہ لگانے کی فکر میں ہوں کہ وہ کس قدر طاقت و قوت کا مالک ہے اور اے میری بہنو! واپس آتے ہوئے مجھے ٹارڈ شہر سے باہر عزازیل بھی ملا تھا۔ میں نے اللسان میں یوناف سے ہارنے کے سارے واقعات تفصیل سے اسے سنا ڈالے۔ اس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ بشر کو میرے ساتھ روانہ کرے گا تاکہ کسی مناسب جگہ اور موقع پر ہم دونوں یوناف سے مقابلہ کریں۔ پھر میں دیکھوں گا کہ وہ کیسے اپنی طبعی قوت کے بل بوتے پر ہم دونوں پر غالب رہتا ہے۔ پھر میں سمجھتا ہوں اس روز کے اسے اپنے یہ پُر غرور اور ہتک آمیز الفاظ واپس لینا پڑیں گے جو اس نے شالوم کے سامنے

دعویٰ کرتے ہوئے کہے تھے کہ:

"عارب اپنے جیسا کوئی اور بھی اپنے ساتھ لے آئے تب بھی میں اسے ہرا دوں گا۔"

اے میری بہنو! میں چند یوم تک ضرور تبر کے ساتھ یونان پہ وارد ہوں گا۔"

عارب کے خاموش ہونے پر یوسا نے پریشان اور فکرگیر لہجے میں کہا: "تو اس کا مطلب ہے کہ مصری اور قطری دونوں ہی قوتوں میں یوناف ہم پہ غالب ہے۔"

بنیطہ نے اس کی بات اچکتے ہوئے کہا: "اب جبکہ عارب یہ مقابلہ ہار چکا ہے تو دفعان کرو اس قصے کو۔ آؤ کھانا کھائیں۔"

رات کے اس سناٹے میں وہ تینوں آتشدان کے پاس بیٹھ کر کھانا کھانے لگے۔

مصر میں بنی اسرائیل کو مصروف رکھنے کے لیے فرعون نے جو دو نئے شہروں کی تعمیر شروع کرائی تھی وہ مکمل ہو چکے تھے۔ ان شہروں کے اندر اناج ذخیرہ کرنے کے لیے بڑے بڑے گودام بھی بنوائے گئے اب فرعون منفتاح نے بنی اسرائیل کو مصروف رکھنے کے لیے اینٹیں بنانے کا کام شروع کرا دیا۔ ان کو مصری تعمیراتی کاموں کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ ان اینٹوں کے لیے حکومت کی طرف سے بھس مہیا کیا جاتا تھا۔

دوسری طرف جادوگروں کو بری طرح شکست دینے کے بعد موسیٰؑ و ہارونؑ نے زور و شور سے بنی اسرائیل کے اندر تبلیغ کا کام شروع کر دیا تھا۔

فرعون نے جب دیکھا کہ بنی اسرائیل موسیٰؑ و ہارونؑ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر ان کی طرف رجوع کر رہے ہیں تو اس نے ایک نیا حربہ استعمال کیا تاکہ بنی اسرائیل کے پاس اتنا وقت ہی نہ رہے کہ وہ موسیٰؑ کی تبلیغ کی طرف دھیان دے سکیں۔

فرعون کے جو سردار بنی اسرائیل سے اینٹیں بنانے کی بیگار لینے پر مقرر تھے انہیں اس نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل کے غلاموں کو حکومت کی طرف سے بھس مہیا نہ کیا جائے اور یہ کہ وہ اپنے انتظام سے جہاں سے جی چاہیں اینٹیں بنانے کے لیے بھس مہیا کریں اور ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا کہ اینٹیں بنانے کی تعداد بھی اتنی ہی رہنی چاہیے جتنی اس وقت تھی جب بھس حکومت کی طرف سے مہیا کیا جاتا تھا۔

ان سرداروں نے صاف صاف بنی اسرائیل سے کہہ دیا کہ ایک تو وہ اپنے انتظام سے اینٹوں کے لیے بھس مہیا کریں اور دوسرے اینٹوں کی تعداد کم نہ ہونے پائے۔

ان حالات میں بنی اسرائیل مصر کے اندر بھس کی تلاش میں مارے مارے پھرنے لگے۔ جب وہ پہلے کی طرح روزانہ بننے والی اینٹوں کی تعداد کو برقرار نہ رکھ سکے تو فرعون کے بیگار لینے والے سرداروں نے ان پر ظلم و ستم روا رکھنا شروع کر دیا۔

ان تکلیف دہ حالات کو دیکھتے ہوئے بنی اسرائیل کے کچھ سردار فرعون کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس سے التجا کی کہ:

"اے مصر کے عظیم بادشاہ! تیرے اسرائیلی خادموں کے ساتھ تیری سرزمین میں ظلم ہو رہا ہے۔ ایک تو ہمیں پہلے کی طرح بھس نہیں دیا جاتا۔ اوپر سے مطالبہ یہ کیا جا رہا ہے کہ ہم روزانہ بھس کا بندوبست بھی خود کریں اور اینٹیں بھی اتنی ہی بنا کر دیں جتنی اس وقت بناتے تھے جب بھس حکومت کی طرف سے مہیا کیا جاتا تھا۔ اور اس صورت میں جب ہم اینٹوں کی سابقہ تعداد برقرار رکھنے میں ناکام رہے ہیں تو اے بادشاہ! ہم پر مزید ظلم و ستم کیا جا رہا ہے اور بیگار لینے والے سردار ہمیں انتہائی وحشیانہ انداز میں مارتے پیٹتے ہیں۔"

بنی اسرائیل کے سرداروں کی یہ التجا سن کر فرعون نے انتہائی تکبر اور نخوت سے انہیں مخاطب کر کے کہا: "تم لوگ کاہل ہو گئے ہو ورنہ تم موسیٰؑ و ہارونؑ کی تبلیغ کی طرف دھیان نہ دیتے لہٰذا میں تم لوگوں کو حکم دیتا ہوں کہ جاؤ اور بھس کا انتظام کر کے اتنی ہی اینٹیں بناؤ جتنی پہلے بناتے تھے جب تمہیں بھس ہم فراہم کرتے تھے۔"

فرعون کا یہ حکم سن کر بنی اسرائیلی سردار انتہائی مایوسی کے عالم میں اس کے محل سے باہر نکل گئے۔

جب یہ سردار واپس جا رہے تھے تو ان کی ملاقات موسیٰؑ و ہارونؑ سے ہو گئی۔ ایک سردار نے موسیٰؑ کو مخاطب کر کے کہا:

"اے موسیٰؑ بن عمران! تو نے ہمیں فرعون اور اس کے سرداروں کی نظر میں گرا کے رکھ دیا ہے اور یہ کہ تو نے ہمارے قتل کے لیے فرعون کے سرداروں کے ہاتھ میں گویا تلوار تھما دی ہے۔ اب وہ محض تیری

وجہ سے ہم پر عذاب و جبر کی انتہا کر رہے ہیں۔"

یہ سن کر موسیٰؑ اپنے رب کی طرف رجوع ہوئے اور بنی اسرائیل کی گلو خلاصی کے لیے دعا کی۔ تب خداوند کریم کی طرف سے موسیٰؑ کو وحی کے ذریعے حکم ہوا!

"اے موسیٰؑ! ہم نے ابراہیمؑ، اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ ہم انہیں اس سرزمین میں پہنچائیں گے جہاں وہ غلامی سے آزاد ہو کر اپنے رب کی بندگی اور عبادت کر سکیں گے۔ سو اے موسیٰؑ! ہم بنی اسرائیل کو مصریوں کے بوجھ سے نجات دیں گے اور انہیں غلامی سے آزادی دیں گے اور فرعون اور اس کے ساتھیوں کو سزا دیں گے اور بنی اسرائیل کی آزادی کا سامان کریں گے۔

سو اے موسیٰؑ!

تم فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ میرے رب نے مجھے یہ کہہ بھیجا ہے کہ تم سے یہ کہوں کہ بنی اسرائیل کو جانے دو تاکہ وہ میری عبادت کریں اور اے موسیٰؑ! اگر وہ اس پر راضی نہ ہو تو تم اپنا عصا دریا پہ مارنا سو وہ خون ہو جائے گا اور جو مچھلیاں دریا میں ہوں گی سب مر جائیں گی اور اس سے دریا میں ہولناک قسم کا طوفان اٹھے گا اور مصریوں کو دریا کا پانی پینے سے کراہت ہوگی۔"

دوسرے روز موسیٰؑ اور ہارونؑ صبح ہی صبح فرعون کے پاس گئے۔ وہ اس وقت نیل کے کنارے چہل قدمی کر رہا تھا۔ پس موسیٰؑ نے فرعون سے کہا:

"اے بادشاہ! تو شرک سے باز رہ اور یہ کہ بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات دے۔ انہیں آزاد کر دے کہ میں انہیں اس سرزمین کی طرف لے جاؤں جس کا وعدہ ہمارے خدا نے کر رکھا ہے۔"

مگر فرعون نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تب موسیٰؑ نے اپنا عصا دریائے نیل پر مارا۔ ان کے ردِعمل کے طور پر دریا کا پانی سب خون ہی خون ہو گیا۔ دریا کی ساری مچھلیاں مر گئیں اور دریا میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔

مصریوں پر ایک وبال آ پڑا کیونکہ اب نہ وہ پانی پی سکتے تھے کیونکہ اب شہر کے آس پاس کے نالوں اور جوہڑوں کا پانی بھی خون ہو کر رہ گیا تھا۔ مصری پانی کی ایک ایک بوند کو ترستے رہے۔ تب فرعون نے موسیٰؑ کو بلا کر کہا: "اے موسیٰؑ! اگر تو اپنے رب سے دعا کرے اور یہ خون پانی میں بدل جائے تو میں اس کے بدلے بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات دے کر تمہارے ساتھ جانے کی اجازت دے دوں گا۔"

موسیٰؑ نے اپنے رب کے حضور دعا کی اور ہر طرف پھیلا ہوا خون حسبِ سابق پانی بن گیا۔ جب ایسا ہو گیا تو فرعون نے اپنا وعدہ پورا کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

اس پر موسیٰؑ کو پھر وحی کے ذریعے خدائے تعالیٰ نے حکم دیا کہ:

"فرعون کے پاس جاؤ اور کہو کہ میرا اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو اس سرزمین سے جانے دو تاکہ وہ میری عبادت آزادی کے ساتھ اس سرزمین میں جا کر کر سکیں جس کا میں نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے۔"

"اور اگر تو انہیں ایسا نہ کرنے دے گا تو دیکھ تیرے ملک کو ہم مینڈکوں سے بھر دیں گے اور وہ تیرے گھر میں تیری آرام گاہ میں تیرے بستروں اور تیرے ملازموں کے گھروں اور تیری رعایا کے ہر گھر میں، تنوروں میں، آٹا گوندھنے کے برتنوں میں آ گھسیں گے۔"

یہ پیغام جب فرعون کو سنایا گیا تو اس نے اسے کوئی اہمیت نہ دی اور بنی اسرائیل کو آزاد نہ کیا۔ تب خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق موسیٰؑ نے اپنا عصا مارا۔ چنانچہ مینڈک چڑھ آئے اور مصر کی پوری سرزمین کو انہوں نے ڈھانپ لیا۔

جب فرعون نے دیکھا کہ ہر طرف، ہر برتن اور ہر کمرے میں اور ہر جگہ مینڈک ہی مینڈک ہو گئے ہیں اور لوگوں کا کھانا پینا اور آرام و سکون دوبھر ہو گیا ہے تو اس نے پھر موسیٰؑ کو بلوایا اور ان سے التجا کی کہ "رب کے حضور دعا کریں کہ وہ مینڈکوں کو مجھ سے اور میری رعایا سے دور کر دے۔ اگر ایسا ہو گیا تو میں بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ جانے دوں گا کہ وہ خدا کے لیے قربانی کریں اور آزادی کے ساتھ اس کی عبادت کریں۔"

موسیٰؑ نے اللہ کے حضور میں ان مینڈکوں سے نجات کے لیے دعا کی اور مصر کی سرزمین کو ان مینڈکوں سے چھٹکارا مل گیا۔ تب فرعون نے اپنا وعدہ پورا کرنے سے پھر انکار کر دیا۔

اس پر موسیٰؑ کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی لاٹھی زمین پر ماریں۔ انہوں نے ایسا کیا تو فرعون اور اس کی رعایا کو ایک نئے عذاب میں مبتلا کر دیا گیا اور وہ یہ کہ ہر طرف ٹڈیاں پھیل گئیں۔ انسان کیا اور جانور کیا سب پر ٹڈیاں چڑھ دوڑیں۔

فرعون نے پھر معافی مانگی اور نجات کی التجا کی۔ موسیٰؑ کے دعا مانگنے پر جب اسے اس عذاب سے نجات ملی تو وہ پھر مکر گیا۔

اب اس پر ایک اور عذاب نازل کیا گیا کہ اہلِ مصر پر مچھروں کے غول چڑھ دوڑے۔ ان مچھروں نے

ملک کا ستیاناس کر کے رکھ دیا۔ مچھر ہر گھر میں اس قدر گھس گئے کہ لوگوں کے لیے روزمرہ کا کام کرنا ناممکن ہو گیا۔

حسبِ معمول فرعون نے پھر موسیٰؑ و ہارونؑ کو بلوایا اور کہا کہ وہ اس مرتبہ ضرور اپنا وعدہ پورا کرے گا بشرطیکہ وہ اس عذاب کے ٹل جانے کی دعا کریں۔

جب موسیٰؑ و ہارونؑ کی دعا سے یہ عذاب بھی ختم ہو گیا تو فرعون نے حسبِ عادت پھر اپنے دل کو سخت کر لیا۔

خداوند کریم کی طرف سے حکم ملنے پر موسیٰؑ نے فرعون سے جا کر کہا:

"تو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ جانے دے ورنہ میرا رب اس بار تجھے ایک نئے کرب میں مبتلا کر دے گا اور وہ یہ ہو گا کہ تیرے سب چوپائے، گھوڑے، گدھے، بیلوں، بھیڑ بکریوں پر ایک بھاری موت بھیج جائے گی اور میرا خدا بنی اسرائیل کے چوپایوں کو مصریوں کے چوپایوں سے جدا کر دے گا۔ یعنی یہ عذاب صرف مصریوں اور تیرے لیے ہو گا۔"

فرعون پر اس بات کا کوئی اثر نہ ہوا۔

حسبِ وعدہ مصر پر یہ عذاب بھی طاری ہوا۔ فرعون نے جب اپنے آدمی بھیج کر پتہ کرایا تو معلوم ہوا کہ سب مصریوں کے مویشی مر گئے ہیں لیکن بنی اسرائیل کے چوپائے محفوظ ہیں۔ اس پر بھی فرعون بنی اسرائیل کو آزاد کرنے پر رضامند نہ ہوا۔

اس کے بعد فرعون اور اس کے حواریوں کو ایک اور عذاب دیا گیا۔ خداوند تعالیٰ کے حکم پر موسیٰؑ اور ہارونؑ نے راکھ مٹھی میں بھر کر آسمان کی طرف اڑا دی اور اس کا اثر ایسا بھیانک ہوا کہ انسانوں اور جانوروں کے جسموں پر پھوڑے پھنسیاں پیدا ہو گئے۔ اس پر بھی فرعون راہِ راست پر نہ آیا اور اس نے بنی اسرائیل کو جانے کی اجازت نہ دی۔

تب موسیٰؑ نے وحیِ خداوندی کے مطابق فرعون سے جا کر کہا:

"اے فرعون! تو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ جانے دے تاکہ وہ آزادی سے اپنے خدا کی بندگی اور عبادت کر سکیں ورنہ مزید عذابوں سے دوچار ہو گا۔ اور میرا رب اگر چاہتا تو اس سرزمین میں تجھے ہلاک کر چکا ہوتا لیکن اس نے تجھے اب تک اس لیے زندہ رکھا ہے کہ تجھ پر اپنی قوت کو واضح کرے اور تجھ پر ثابت کرے کہ لوگوں کے سامنے تو جو تکبر کرتا ہے وہ بے بنیاد ہے۔

اے بادشاہ! اب بھی اگر تو نے بنی اسرائیل کو جانے نہ دیا تو سن رکھ کہ تیری سلطنت پر ایسے اولے

برسیں گے کہ اہلِ مصر نے اس قدر ہولناک اور بڑے اولے کبھی نہ دیکھے ہوں گے۔ پھر بھی تو باز نہ آیا تو میرا رب تیرے لیے اور عذاب جاری کرے گا۔"

فرعون پھر بھی اپنی ہٹ پر قائم رہا۔

تب خداوند تعالیٰ کی طرف سے موسیٰؑ کو حکم ہوا کہ اپنی لاٹھی آسمان کی طرف اٹھاؤ۔ موسیٰؑ نے جب ایسا کیا تو عذاب کی صورت میں رات کو اولے اور آگ زمین پر برسائی گئی۔ یہ اولے اس قدر بھاری اور بڑے تھے کہ مصریوں نے اس سے پہلے کبھی اس قدر وزنی اولے گرتے نہ دیکھے تھے۔

ان اولوں نے سارے ملک میں تباہی و بربادی کا سماں پیدا کر دیا۔ کھیتوں کو ویران کر دیا اور درختوں کو توڑ کر رکھ دیا مگر بنی اسرائیل کے علاقے میں اولے نہ گرے۔

یہ تباہی و بربادی دیکھ کر فرعون نے پھر موسیٰؑ و ہارونؑ کو بلوایا اور گناہ قبول کرتے ہوئے التجائیہ انداز میں کہا، "اے موسیٰؑ! میں نے اس مرتبہ گناہ کیا ہے۔ تیرا خدا صادق و ماجد ہے۔ میں اور میری قوم ہی بدکار اور ذلیل ہیں۔"

پھر اس نے مزید کہا: "اے موسیٰؑ! تم اپنے خدا سے شفاعت کرو کیونکہ یہ زور زور کا گرجنا اور اولوں کا برسنا بہت ہو چکا۔ اور یہ کہ خدا ہمیں ان اولوں سے نجات دے تو اس کے بعد میں بنی اسرائیل کو جانے دوں گا۔"

پس اس التجا کے جواب میں موسیٰؑ نے رب تعالیٰ کے حضور دعا کی اور مصر پر اولے برسنا بند ہو گئے لیکن فرعون نے جب دیکھا کہ اولوں کا عذاب ٹل گیا ہے تو پہلے کی طرح اس نے اپنے دل کو سخت کر لیا اور اپنے وعدے سے پھر گیا۔

عذاب ختم ہونے پر بحکمِ خدا موسیٰؑ پھر فرعون کے پاس آئے اور کہا:

"اب تو حسبِ وعدہ بنی اسرائیل کو جانے دے ورنہ کل کو تیرے ملک میں ٹڈیاں چڑھ آئیں گی اور زمین کو وہ ایسا ڈھانپ دیں گی کہ فرشِ زمین کو کوئی دیکھ نہ سکے گا اور تیرا جو کچھ اولوں سے بچ رہا ہے وہ ٹڈیاں اسے کھا جائیں گی اور تیرے سارے درخت چٹ کر جائیں گی۔ وہ تیرے اور تیرا اتباع کرنے والوں کے گھروں میں بھر جائیں گی اور ایسا سماں تو نے اور تیرے آبا و اجداد نے پہلے کبھی نہ دیکھا ہو گا۔"

فرعون نے موسیٰؑ کی اس تنبیہ کو کوئی اہمیت نہ دی۔ فرعون کو اپنے رب کا حکم سنا کر موسیٰؑ و ہارونؑ وہاں سے چلے گئے۔

ان کے جانے کے بعد فرعون کے سرداروں نے باہم مشورہ کیا جن میں ہامان اور قارون دونوں بھی

شامل تھے۔

پھر ایک سردار نے فرعون سے کہا: "اے بادشاہ! یہ شخص کب تک ہمارے لیے پھندا بنا رہے گا۔ تم ایسا کرو کہ بنی اسرائیل کو جانے دو تاکہ وہ اپنے خدا کی عبادت کریں۔"

اے بادشاہ! کیا تمہیں خبر نہیں کہ مصر برباد ہو رہا ہے لہٰذا میں مشورہ یہی دوں گا کہ موسیٰؑ و ہارونؑ کو پھر دربار میں بلوایا جائے اور ان سے کہا جائے کہ وہ بنی اسرائیل کو لے کر یہاں سے نکل جائیں اور اپنی مرضی و منشا کے مطابق اپنے رب کی جا کر عبادت کریں۔"

فرعون نے کچھ سوچا اور قاصد کو بھیج کر موسیٰؑ و ہارونؑ کو بلوایا۔ جب دونوں بھائی آ گئے تو فرعون نے ان سے کہا: "میری طرف سے تم لوگوں کو اجازت ہے کہ تم جا کر اپنے رب کی عبادت کرو۔ پر تم میں سے کون کون ہیں جو اس عبادت کے لیے جائیں گے۔"

موسیٰؑ نے جواب دیا:

"ہم اپنے جوانوں، بوڑھوں، بیٹے بیٹیوں اور بھیڑ بکریوں، مویشیوں اور دوسرے سامان کے ساتھ یہاں سے جائیں گے۔"

فرعون کی نیت پھر خراب ہو گئی اور اس نے کہا: "تم صرف مرد مرد جا کر عبادت کر لو۔ بچوں اور عورتوں کو میں کسی صورت تمہارے ساتھ نہ جانے دوں گا۔"

یوں ایک بار پھر یہ گفت و شنید ناکام ہو گئی۔

اب خداوند کریم کی طرف سے موسیٰؑ و ہارونؑ کو حکم دیا گیا کہ اپنا عصا فضا میں بلند کریں۔ آپ نے ایسا کیا تو تیز مشرقی ہوائیں چلنے لگیں اور ایک رات اور دن رواں رہیں۔ صبح ہوتے ہی مشرقی آندھیوں کے دوش پر ٹڈیوں کے دل کے دل نمودار ہوئے اور سارے ملک پر چھا گئے۔ فضا تاریک ہو گئی اور یوں محسوس ہونے لگا جیسے دن کے وقت ہی مصر پر رات چھا گئی ہو۔ اس کے بعد یہ ٹڈیاں مصر کی زمین پر اترنے لگیں۔

یہ ٹڈیاں درختوں اور پیڑوں کو جو اولوں سے بچ گئے تھے چٹ کر گئیں حتیٰ کہ مصر میں ہریالی کا نام و نشان نہ رہا۔

فرعون نے پھر موسیٰؑ و ہارونؑ کو بلوایا اور التجا کی کہ میں تمہارا اور تمہارے خدا کا گنہگار ہوں، فقط اس بار میرا گناہ بخشوا دو اور اپنے خدا سے شفاعت کرو کہ وہ صرف اس مرتبہ مجھے معاف کر دے۔

حسبِ معمول موسیٰؑ نے پھر اس عذاب کو ٹالنے کے لیے اپنے رب کے حضور التجا کی، یہ دعا بھی

قبول ہوئی۔ مگر جب ٹڈیوں کا یہ عذاب ٹل گیا تو ظالم فرعون نے بنی اسرائیل کو پھر موسیٰؑ اور ہارونؑ کے ساتھ بھیجنے سے صریح انکار کر دیا۔

اس پر موسیٰؑ کو پھر حکم ہوا کہ اپنے عصا کو فضا میں بلند کریں۔ آپ نے جب ایسا کیا تو پورے مصر میں ہولناک اور بھیانک تاریکی چھا گئی۔ یہ تاریکی لگاتار تین دن چھائی رہی۔ ان تین دنوں میں کوئی ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکا اور نہ کسی جگہ کا سفر کر سکا۔ تاہم بنی اسرائیل کے مکانوں میں حسبِ معمول اجالا رہا۔

فرعون اس تاریکی سے بے حد خوفزدہ ہوا اور اس نے حسبِ معمول موسیٰؑ اور ہارونؑ کو بلوایا اور منت سماجت کر کے اس عذاب سے نجات حاصل کی۔

اس کے بعد اس نے کہا: "اے موسیٰؑ! بنی اسرائیل کے مرد، عورتوں، بچوں، بوڑھوں سب کو لے جاؤ اور اپنی مرضی کے مطابق اپنے خدا کی عبادت کرو مگر اپنے مویشی اور دوسرے جانور یہیں چھوڑ دو۔"

فرعون کے جواب میں موسیٰؑ نے کہا:

"اے بادشاہ! ایسا کیونکر ممکن ہے اس لیے کہ ہمیں تو اپنے رب کے حضور قربانیوں کے لیے جانوروں کی ضرورت پڑے گی تب ہم جانور کہاں سے لائیں گے۔ ہمارے چوپائے ہمارے ساتھ جائیں گے اور ان کا ایک کھر تک ہم یہاں چھوڑ کر کوچ نہ کریں گے۔"

اس پر فرعون پھر اکڑ گیا اور موسیٰؑ کو دھمکی دیتے ہوئے بولا: "اے موسیٰؑ! اب تو یہاں سے چلا جا اور دیکھ۔ پھر میرا منہ دیکھنے کے لیے کبھی میرے دربار کا رخ نہ کرنا ورنہ جس دن تو آیا اسی دن مارا جائے گا کیونکہ میں تیرے پیچھے اپنے آدمیوں کو لگا دوں گا جو تیرا کام تمام کر دیں گے۔"

موسیٰؑ نے فرمایا:

"اے فرعون! تو نے ٹھیک کہا۔ اب میں تیرا زندہ منہ کبھی نہ دیکھوں گا۔"

اسی لمحہ موسیٰؑ پر وحی ہوئی اور وحی کے مطابق موسیٰؑ نے فرعون کو مخاطب کرتے ہوئے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھا:

"اے بادشاہ! میرا خدا فرماتا ہے کہ آدھی رات کو تیرے لیے ایک نئے عذاب کی ابتدا ہوگی۔ مصر کے چوپایوں کے پہلوٹھے مار دیے جائیں گے اور سارے مصر میں ایسا ہولناک ماتم برپا ہوگا کہ نہ پہلے کبھی ہوا نہ کبھی ہوگا۔ لیکن اے فرعون! بنی اسرائیل میں سے کوئی انسان یا حیوان اس عذاب سے متاثر نہ ہوگا اور اس عذاب کے دوران اسرائیلی بستیوں میں کوئی کتا تک نہ بھونکے گا اور یہ اس لیے ہوگا کہ تم لوگ جان لو کہ میرا رب مصریوں اور اسرائیلیوں کے درمیان یعنی اپنے بندوں اور کفر کرنے والوں کے درمیان کیسے اور کس طرح

فرق کرتا ہے۔"

اور اے بادشاہ! اس عذاب کے دوران تم اور تمہارے حواری میرے پاس آ کر التجا کے انداز میں کہیں گے کہ میں بھلے بنی اسرائیل کو لے کر یہاں سے نکل جاؤں کوئی مجھ سے تعرض نہ کر سکے گا۔ اور اے بادشاہ! یہ میرے رب کا وعدہ ہے اور سن رکھو کہ میرا اللہ کسی صورت بھی اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا اس لیے کہ وہ حکیم و دانا ہے۔ دنیا میں کوئی ایسی ہستی نہیں جو اسے وعدہ خلافی کرنے پر مجبور کر سکے۔"

اس کے ساتھ ہی موسیٰؑ و ہارونؑ فرعون کے دربار سے نکل گئے۔

○

بنی اسرائیل کے لوگوں نے مصری ہمسایوں سے یہ کہہ کر ان کے سونے کے زیورات اور چاندی کے زیورات ادھار مانگے کہ ان کی عید آ رہی ہے لہٰذا وہ عید پر ان زیورات کو استعمال کر کے انہیں واپس لوٹا دیں گے۔

مصریوں نے جب اندازہ کر لیا کہ بنی اسرائیل والے سچ کہہ رہے ہیں تو انہوں نے فراخدلی سے ان کو زیورات دے دیے۔

تب موسیٰؑ کے حکم پر ہرکارے بنی اسرائیل کے اندر اعلان کرنے لگے کہ ہر گھر ایک ایسا دنبہ ذبح کرے جو بے عیب، ایک سالہ اور نر ہو۔ اور سب اسرائیلی دنبوں کو شام کے وقت ذبح کریں اور دنبوں کا تھوڑا سا خون لے کر ان گھروں کی چوکھٹوں پر لگا دیں جہاں وہ رہتے ہیں۔ پھر ان دنبوں کا تھوڑا تھوڑا سا گوشت آگ پر بھون کر بے خمیری روٹی اور کڑوے ساگ پات کے ساتھ کھائیں اور یہ کہ اپنے جوتے پہن کر اور ہاتھوں میں اپنی لاٹھیاں لے کر رات کے کسی بھی لمحہ کوچ کے لیے تیار رہیں۔

انہیں یہ بھی بتا دیا گیا کہ اللہ کی طرف سے ارضِ مصر پہ عذاب نازل ہوگا اور قدرت کے عذاب نازل کرنے والے عناصر ان کے گھروں کا بچاؤ کرتے چلے جائیں گے جن کی چوکھٹوں پہ ذبح شدہ دنبوں کا خون لگا ہوگا۔

بنی اسرائیل کو یہ بھی بتا دیا گیا کہ قربانی کا یہ دن مستقل طور پر ہمیشہ ہوتی قربانی دے کر منایا جائے گا۔ اور یہ بنی اسرائیل کے لیے عید کا دن ہوگا۔

انہیں یہ بھی بتا دیا گیا کہ آنے والی نسلوں میں بھی یہ رسم جاری رہے گی کہ وہ اس دن کو عید کے طور پر شان و شوکت سے منائیں۔

سو اس روز آدھی رات کو خداوند کا عذاب مصر پہ نازل ہوا اور فرعون جو بڑے تکبر اور غرور کے ساتھ اپنے تخت پہ بیٹھا کرتا تھا اس کے پلوٹھے سے لے کر وہ قیدی جو قید خانے میں تھا اس کے پلوٹھے تک بلکہ چوپایوں کے پلوٹھے کو بھی ہلاکت نصیب ہوئی۔

فرعونؔ اس کے ارکینِ سلطنت اور دیگر مصری رات کو اٹھ بیٹھے۔ مصر میں کہرام مچ گیا کیونکہ ایک بھی گھر ایسا نہ تھا جس میں کوئی مرا نہ ہو۔

تب موسیٰؑ و ہارونؑ کو حکم خداوندی ہوا کہ وہ رات ہی رات میں بنی اسرائیل کو لے کر مصر کی سرزمین سے نکل جائیں اور جاتے ہوئے اپنے ساتھ بھیڑ بکریاں، گائے بیل اور دوسرا سامان بھی لیتے جائیں۔ سو بنی اسرائیل بڑی جلدی میں تیار ہوئے اور گھروں میں رکھا گوندھا ہوا آٹا کپڑوں میں باندھ کر اور اپنا سامان لے کر جانوروں کو ہانکتے ہوئے موسیٰؑ و ہارونؑ کے ساتھ مصر سے روانہ ہو گئے۔ مصریوں سے لیے ہوئے سونے چاندی کے زیورات بھی انہوں نے ساتھ لے لیے تھے۔

چونکہ یوسفؑ نے مرتے وقت بنی اسرائیل سے قسم لے لی تھی کہ جب وہ مصر سے نکل کر فلسطین کی طرف روانہ ہوں تو اُن کی ہڈیاں بھی ساتھ لے جائیں۔ پس موسیٰؑ نے یوسفؑ کی ان ہڈیوں کو ایک تابوت میں ڈال کر اپنے ساتھ رکھ لیا۔

یوں بنی اسرائیل راہ، عمص اور دیگر اپنے شہروں سے نکل کر سکات کے مقام تک آ گئے اور بال بچوں کو چھوڑ کر وہ کوئی چھ لاکھ کے قریب تھے۔ ان کے ساتھ ان کی بھیڑ بکریاں، گائے بیل اور دوسرے چوپائے بھی تھے۔

راستہ میں انہوں نے گوندھے ہوئے آٹے کی روٹیاں پکائیں اور کھائیں۔ جس رات بنی اسرائیل مصر سے نکلے تھے اس رات تک یوسفؑ کے وقت سے لے کر انہیں مصر میں رہتے ہوئے چار سو بیس برس گزر چکے تھے۔

پس سکات میں پڑاؤ کرنے اور اپنے کھانے کا انتظام کرنے کے بعد بنی اسرائیل نے پھر آگے کو روانگی اختیار کی۔ خدائے تعالیٰ نے ان کی رہنمائی کا بندوبست یوں کیا کہ دن کے وقت انہیں راستہ بتانے کے لیے بادل کا ایک ستون سا ان کے آگے آگے چلتا تھا اور روشنی کا ایک مینار ان کے آگے آگے ان کی رہنمائی کرتا ہوا چلتا تھا۔

موسیٰؑ و ہارونؑ خدا کے حکم کے مطابق بحرِ قلزم کی طرف روانہ ہو گئے۔ انہوں نے صحرائے سینا سے گزر کر فلسطین کا رخ نہ کیا بلکہ بحرِ قلزم کا رخ کیا اور وہاں بعل صفون کے قریب بنی اسرائیل کے ساتھ بحرِ قلزم کے کنارے پڑاؤ کر لیا۔ کیونکہ دوسرے راستے میں مصری فوجی چوکیاں تھیں اور ان کے پکڑے جانے کا اندیشہ تھا اس لیے یہ ادھر سے نہ گئے۔

جب فرعون کو خبر ہوئی کہ بنی اسرائیل تو مصر سے نکل بھاگے ہیں تو اسے تشویش ہوئی۔ اس کے ارکینِ سلطنت بھی اس سے کہنے لگے کہ "اے بادشاہ! یہ تو نے کیا کیا کہ بنی اسرائیل کو آزاد کر کے یہاں سے جانے دیا۔ اب کون اس سرزمین میں مصریوں کے کام اور خدمت کرے گا۔"

اس پر فرعون نے اپنے لشکر سمیت بنی اسرائیل کا پیچھا کرنے کا فیصلہ کیا اور اس مقصد کے لیے اس نے اپنا جنگی رتھ تیار کروایا۔ اس کے علاوہ ۶۰۰ رتھ مزید اس کے لشکر میں شامل تھے۔ یوں وہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ بنی اسرائیل کے تعاقب میں نکلا۔

بنی اسرائیل ابھی تک بعل صفون میں پڑاؤ کیے ہوئے تھے کہ فرعون نے انہیں جا لیا۔ یہ دیکھ کر بنی اسرائیل بے حد خوفزدہ ہوئے۔

بنی اسرائیل کے سردار مل کر موسیٰؑ کی خدمت میں آئے اور بولے:

"اے موسیٰؑ! کیا مصر کی سرزمین میں ہمارے لیے قبریں نہ تھیں جو تو وہاں سے ہمیں ان بیابانوں کے اندر لے آیا ہے۔ اے موسیٰؑ! یہ تو نے ہمارے ساتھ کیا کیا۔ کیا ہم تجھ سے وہاں کہتے نہ تھے کہ ہمیں وہیں رہنے دے کہ ہمارے لیے مصریوں کی خدمت کرتے رہنا اس سے بہتر ہے کہ ان بیابانوں میں ذلت و گمنامی کی موت مارے جائیں۔"

جب یہ سردار اپنی بات ختم کر چکے تو موسیٰؑ نے فرمایا:

"اے بنی اسرائیل! گھبراؤ مت۔ خاموش اور پرسکون رہو اس لیے کہ میرا رب میرے ساتھ ہے۔ وہ ہمارے لیے ان مصریوں کے مقابلے میں کافی ہے کہ وہ بڑا حکمت والا اور زبردست ہے۔"

بنی اسرائیل اب بھی خوفزدہ اور اندیشوں کا شکار تھے اس لیے کہ وہ اپنے پیچھے فرعون کے لشکر کے سات لاکھ سوار دیکھ رہے تھے جن میں سے ۷۰ ہزار سپاہی سیاہ گھوڑوں پر سوار تھے۔

تب خدا تعالیٰ کی طرف سے موسیٰؑ کو وحی کی گئی کہ:

"اپنا عصا سمندر پر مارو۔"

پس موسیٰؑ نے اپنا عصا جب سمندر پر مارا تو اس میں بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے لیے بارہ رستے بن گئے اور اس طرح کہ پانی کے تودے بحرِ ہند کی طرح ہر رستے کے دونوں طرف پہاڑ کی طرح کھڑے تھے اور ان پانی

کی دیواروں کے درمیان خشک رستے نکل آئے تھے۔

ان راستوں کو قدرت نے ایسا شفاف بنا دیا تھا کہ ایک راستے سے گزرنے والے دوسرے راستے سے گزرنے والے کو دیکھتے بھی جاتے تھے اور آپس میں بات چیت بھی کر رہے تھے۔

بہرحال جب قلزم کے اندر بننے والے ان بارہ راستوں پہ بنی اسرائیل کے بارہ قبائل آگے بڑھ رہے تھے تو فرعون بھی اپنے لشکر کے ساتھ سمندر کے کنارے آ کھڑا ہوا۔

اس کے ایک درباری نے اس سے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا: "اے آقا! یہ کیا عجیب معاملہ ہے کہ سمندر کے اندر بارہ راستے بن گئے ہیں اور ان خشک راستوں پر بنی اسرائیل معجزانہ انداز میں رواں ہیں جیسے لوگ پکے اور پختہ رستے پر سفر کرتے ہیں۔"

فرعون نے اپنی بڑائی اور برتری ظاہر کرنے کے لیے کہا: "یہ بارہ رستوں کا سمندر میں بن جانا میری کرشمہ سازی ہے تاکہ تم بنی اسرائیل کو جا پکڑو۔ لہٰذا تم بے فکر ہو کر آگے بڑھو اور ان بنی اسرائیلیوں کو بچ کر نہ جانے دو۔"

چنانچہ فرعون کا سارا لشکر بنی اسرائیل کے تعاقب میں ان راستوں پر اتر گیا اور جب اس کا آخری سپاہی بھی ان راستوں پر اتر آیا تو خدا کے حکم سے سمندر پھر اپنی اصلی حالت پر آ گیا اور فرعون اور اس کا تمام لشکر اس میں غرق ہو گیا۔

جس وقت فرعون غرق ہو رہا تھا تو اسے ملائکہ عذاب اپنے سامنے نظر آنے لگے۔ اس پر وہ پکار کر کہنے لگا:

"میں اسی ایک وحدہٗ لاشریک ذات پر ایمان لاتا ہوں جس پہ بنی اسرائیل ایمان لائے اور یہ کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔"

مگر چونکہ یہ ایمان حقیقی نہ تھا بلکہ گزشتہ فریب کاریوں کی طرح نجات حاصل کرنے کے لیے ایک بہانہ تھا سو خداوند تعالیٰ کی طرف سے یہ بات یہ توبہ قبول نہ کی گئی اور جواب میں کہہ دیا گیا:

"آج کے دن ہم تیرے جسم کو ان کے لیے جو تیرے پیچھے آنے والے ہیں عبرت کا نشان بنا دیں گے۔"

فرعون کی لاش تھوڑی دیر سمندر میں ڈوبی رہی۔ اس دوران اس کی ناک کا ایک حصہ ایک مچھلی نے کھا لیا۔ اس کے بعد آنے والی نسلوں کے لیے فرعون کی لاش کو درس آمیز بنانے کے لیے معجزانہ طور پہ لہروں نے باہر اچھال دیا۔

جب بنی اسرائیل بحرِ قلزم کے اس پار خیر و عافیت سے اتر گئے اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے یہ بھی دیکھ لیا کہ سمندر کی لہروں نے مرے ہوئے فرعون کو کنارے پر لا پٹخا ہے تو انہوں نے خوشی کا اظہار کیا۔
اس موقع پر عورتوں نے دفیں بجانی شروع کر دیں اور بنی اسرائیل کے سب افراد خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے رب کی حمد و توصیف میں گا رہے تھے:

ہم خداوند کی ثناء گائیں گے
کیونکہ وہ جلال کے ساتھ فتح عطا کرتا ہے
اس نے گھوڑوں کو سواروں سمیت سمندر میں ڈال دیا
خدا ہمارا زور اور نجات ہے
وہ ہمارا خدا ہے
اور ہم اس کی بڑائی بیان کریں گے
وہ ہمارے باپ دادا کا بھی خدا ہے
ہم اس کی بزرگی کا ذکر کریں گے
کہ فرعون کے لشکر کو اس نے سمندر میں ڈال دیا
اور اس کے چیدہ چیدہ سردار بحرِ قلزم میں غرق ہو گئے
گہرے پانی نے انہیں چھپا لیا
اور وہ پتھر کی مانند تہ میں چلے گئے
خداوند تعالیٰ تو اپنی عظمت کے زور سے اپنی مخالفتوں کو تہ و بالا کرتا ہے
وہ اپنا قہر بھیجتا ہے
جو مخالفوں کو بھسم کر ڈالتا ہے
اور سیلاب تودے کی طرح سیدھے کھڑے ہو گئے
اور گہرا پانی سمندر کے بیچ میں جم گیا
دشمن نے تو یہ کہا تھا وہ ہمارا پیچھا کرے گا
ہمیں آ پکڑے گا
اور لوٹ کا مال تقسیم کرے گا
اس کی تباہی سے ہمارا کلیجہ ٹھنڈا ہوا

خدایا تو نے اپنے قہر کی پھونک سے انہیں سمندر میں ہی ڈالا
اور وہ سیلاب میں سیسے کی طرح ڈوب گئے
معبودوں میں اے خدا! تیرے مانند کون ہے
کون ہے جو تیری مانند اپنے تقدس اور جلال کے سبب رعب والا اور صاحب کرامت ہے
اپنی رحمت سے تو نے اپنے بندوں کی گلو خلاصی کی اور راہنمائی کی
اور اپنے زور سے تو انہیں اپنے مقدس مقام کو لے چلا ہے
اور فلسطین والوں کی جان پر بنی ہے
ادوم کے مسکین حیران ہیں
پہلوانوں کو کپکپی لگ گئی ہے
کنعان کے باشندوں کے دل بیٹھے جاتے ہیں
اور خوف و ہراس ان پر طاری ہے
اے خدا!
تیری عظمت کے سبب سے وہ پتھر کی طرح بے حس و حرکت ہیں
اے خدا!
تیری سلطنت ابدالآباد تک رہے گی!

بہر حال موسیٰؑ و ہارونؑ کی رہنمائی میں بنی اسرائیل نے بحرِ قلزم کے کنارے کنارے جنوب کی طرف بڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ مکہ کے مقام پر جا پہنچے اور یہاں انہوں نے آرام کرنے اور اپنے لیے کھانا تیار کرنے کی غرض سے پڑاؤ کر لیا۔

○

جزیرہ اللسان کے حاکم شالوم کی بیٹی یوام سے شادی کرنے کے بعد یوناف نے چند روز تک جزیرے میں قیام کیا۔ پھر وہ یوام کو لے کر وہاں سے کوچ کر گیا۔
یوناف نے چونکہ یوام سے وعدہ کر رکھا تھا کہ شادی کے بعد اپنی سری قوتوں کے ذریعے نہیں بلکہ سیر و سیاحت کرتا ہوا مصر میں اپنے محل کا رخ کرے گا اس لیے وہ دونوں الگ الگ گھوڑوں پر سفر کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ

کہ ایک روز دونوں بعلبک شہر میں داخل ہوئے۔

شہر کے اندر آگے بڑھتے ہوئے ایک بوڑھے شخص کے پاس یوناف نے اپنا گھوڑا روکا۔ نیچے اترا اور انتہائی نرمی سے پوچھا:

"اے بزرگ! ہم دونوں میاں بیوی اس شہر میں اجنبی ہیں اور چند روز یہاں قیام کر کے کوچ کر جائیں گے سو اے بزرگ! کیا آپ ہمیں اس شہر کی خصوصیات اور ایسی جگہوں کے متعلق اطلاعات فراہم کریں گے جو قابل دید ہیں۔"

بوڑھے نے باری باری غور سے یوناف اور بیوام کی طرف دیکھا پھر ہلکی ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے جواب دیا:

"اے میرے عزیزو! جو کچھ میں جانتا ہوں اس کے مطابق تو اس شہر کا نام بعل دیوتا کی نسبت سے رکھا گیا تھا یہاں انگور کثرت سے پیدا ہوتا ہے اور دریائے عاصی کے کنارے یہ ایک خوش گوار مقام ہے۔ بعلبک شہر کی سب سے زیادہ مشہور چیز یہاں کی ایک خاص مٹھائی ہے جسے معلبن کہا جاتا ہے اور اس کی خریداری کے لیے لوگ دور دور سے آتے ہیں۔ یہ مٹھائی انتہائی خوش ذائقہ اور مفرح ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ یہاں جو دیکھنے کی اہم چیز ہے وہ صابئوں کی قربان گاہ ہے جو شہر کے مغرب میں ایک بلند پہاڑی پر واقع ہے۔

ایک اور خاص چیز جو یہاں کی نسبت سے مشہور ہے وہ ایک خاص قسم کا بیر ہے جسے حب الملوک کہتے ہیں۔ یہ بھی اپنی مٹھاس اور ذائقے میں بے نظیر ہے اور اس کا مربہ بھی ڈالا جاتا ہے۔

یہاں انگور سے ایک خاص قسم کا مربہ بھی تیار کیا جاتا ہے جسے جبیس کہتے ہیں۔ پھر اس مربے میں سفوف یا بھنا ہوا آٹا ملا کر اسے گاڑھا کر لیتے ہیں اور اس کا شیرہ بن جاتا ہے۔ بعد میں اس شیرے میں بادام اور پستہ ملا کر اسے حلوے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

بعلبک شہر لکڑی کے چمچے اور اس طرح کا دوسرا سامان بنانے میں بھی مشہور ہے۔ تو اے عزیزو! یہ ہیں اس شہر سے وابستہ چند اہم باتیں۔"

بوڑھا خاموش ہوا تو یوناف نے پوچھا:

"کیا یہاں کوئی اچھی اور صاف ستھری سرائے بھی ہے؟"

بوڑھے نے جواب دیا:

"اس شہر میں کئی عمدہ اور صاف ستھری سرائے ہیں لیکن سب سے اچھی سرائے شہر کے مغرب میں صابئوں

کی قربان گاہ کے قریب ہے۔ باہر سے آنے والے تمام روسا اور تاجر اور مقامی امرا اسی سرائے میں قیام کرتے ہیں۔"

یوناف نے پیار سے بوڑھے کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا:

"اے بزرگ! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے اس قدر اطلاعات ہمیں فراہم کیں۔"

اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنے لباس میں سے دو سنہری سکے نکال کر بوڑھے کی ہتھیلی پر رکھتے ہوئے انکساری کے ساتھ کہا:

"یہ سکے آپ میری طرف سے قبول کریں۔ یہ میری طرف سے تشکر کے طور پر ہیں۔ آپ نے جس شفقت اور پیار سے اس اجنبی شہر میں ہماری راہنمائی کی اس پر ہم آپ کے ممنون ہیں۔"

بوڑھا حیرت سے اپنی ہتھیلی پر رکھے ان سنہری سکوں کو دیکھ رہا تھا کہ یوناف گھوڑے پر سوار ہوا اور بیوام کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔

شہر کی سرائے کی طرف جاتے ہوئے یوناف نے ایک بار مڑ کر جو دیکھا تو چھ سوار جو پوری طرح مسلح تھے ان کا تعاقب کر رہے تھے۔ یوناف نے بیوام سے اس کا کوئی ذکر نہ کیا اور خود بھی ان تعاقب کرنے والوں کو اتنی اہمیت نہ دی۔ وہ حسب سابق بیوام سے باتیں کرتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔

مغربی راستے پر چلتے ہوئے اس نے ایک اور آدمی سے سرائے کے متعلق پوچھا اور دوبارہ آگے بڑھنے لگا سرائے چونکہ شہر کے بیرونی حصے میں مغرب کی طرف تھی اس لیے جب یوناف اور بیوام سرائے کی طرف جاتے ہوئے قدرے ویران جگہ پر پہنچے تو وہ چھ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے آئے اور یوناف اور بیوام کی راہ روک لی۔

یوناف کے سانسوں میں آگ لگ گئی اور جسم میں شعلے سے بھر گئے۔ پھر بھی اس نے انتہائی تحمل سے کام لیتے ہوئے نرم انداز میں پوچھا:

"تم نے ہمارا راستہ کیوں روکا ہے؟"

جواب میں ان جوانوں کے سرکردہ جوان نے اپنے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے اپنے گھوڑے کی گردن تھپ تھپائی اور بولا:

"اجنبی! تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو ہم یہ جاننا نہیں چاہتے۔ ہم وہاں سے تمہارا تعاقب کر رہے ہیں۔ جہاں تم نے اس بوڑھے سے معلومات حاصل کی تھیں اور اس کی ہتھیلی پہ دو سنہری سکے رکھ دیے تھے۔ سنو۔ ایسا تو کوئی رئیس ترین آدمی بھی نہیں کرتا۔ اس انداز میں بوڑھے کو طلائی سکے دینے کا مطلب ہے

کہ تمہارے پاس ایسے سکوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ اپنے ان سکوں کی وجہ سے تم پھنس گئے ہو۔ سکوں کی تھیلی ہمارے حوالے کر دو تو ہم تمہارے راستے سے ہٹ جائیں گے۔

اور ہاں یہ بھی سن لو کہ اگر تم نے اپنے سنہری سکوں کی تھیلی ہمیں دینے سے انکار کر دیا تو پھر ہم تم پہ وارد ہوں گے اور سکوں کی تھیلی کے ساتھ ساتھ تم اس حسین اور خوبرو بیوی سے بھی محروم ہو جاؤ گے۔ اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔"

اسی وقت ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا پیار بھرا لمس دیا۔ پھر اس نے قدرے غصہ بھری آواز میں یوناف سے پوچھا:

"اے میرے حبیب! اگر تم کہو تو میں ان لٹیروں کے خلاف حرکت میں آؤں؟"

یوناف نے مسکرا کر کہا:

"اے ابلیکا! میں ابھی اس بات کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ ان سے میں خود نبٹوں گا۔ اے میری عزیز! اے میری ہمدم ساز! تم دیکھتی جاؤ کہ بعلبک شہر کے اس ویرانے میں ان گنہگاروں اور ابلیس کے گماشتوں کا میں کیا حشر کرتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی یوناف نے اس سرخیل کو مخاطب کر کے طنز سے کہا:

"تم میں سے کون ہے جو میرا سامنا کر کے میری تھیلی اور میری بیوی سے مجھ کو محروم کرنے کے اپنے دعوے کو عملی جامہ پہنا سکے۔"

ان سواروں کے سرکردہ جوان نے چھاتی پر زور سے ہاتھ مارتے ہوئے کہا:

"میں خود اس خدمت کے لیے تیار ہوں۔"

ساتھ ہی وہ گھوڑے سے کود گیا۔ یوناف بھی اس کی طرف دیکھ کر گھوڑے کی باگیں چھوڑتے ہوئے تیز زقند کے ساتھ کود گیا۔

یوناف اس سرخیل کے قریب آیا اور دونوں ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے اسے اپنے پاس بلایا پھر اس نے اسے دعوت دی:

"آگے بڑھ کر مجھ پہ وار کرو۔ اس لیے کہ جب میں تم پہ وار کروں گا تو مجھ پہ ہاتھ اٹھانے کی حسرت تمہارے دل میں ہی رہ جائے گی۔"

وہ جوان منہ سے کچھ کہے بغیر آگے بڑھا اور یوناف کی گردن پہ مکہ مارنا چاہا لیکن یوناف نے اس کا وہ ہاتھ ہوا ہی میں پکڑ لیا۔ اب اس جوان نے اپنے بائیں ہاتھ سے یوناف کے منہ پہ مکہ مارنا چاہا لیکن اس کا دوسرا

ہاتھ بھی یوناف نے پکڑ لیا۔

اب وہ اپنے دونوں ہاتھ چھڑانے کے لیے جدوجہد اور قوت آزمائی کر رہا تھا لیکن اپنا پورا زور لگانے کے باوجود بھی وہ یوناف سے اپنے ہاتھ نہ چھڑا سکا۔ اس کی حالت اس پرندے جیسی ہو گئی جس کے پر کسی نے نوچ کر بری طرح اپنی گرفت میں لے لیا ہو۔

جب وہ مکمل طور پر اپنے آپ کو بے بس محسوس کرنے لگا تب یوناف نے اس کے دونوں ہاتھ چھوڑ دیے اور اپنے پاؤں کی ایک زوردار ضرب اس کے پیٹ میں لگائی۔ وہ جوان بری طرح ہوا میں اچھلا اور قلابازیاں کھاتا ہوا اپنے ساتھیوں کے گھوڑوں کے پار جا گرا۔

اپنے ساتھی کی یہ حالت دیکھ کر گھوڑوں پہ بیٹھے پانچوں سوار کسی قدر خوف و دہشت کی ملی جلی کیفیت کا شکار ہو گئے تھے۔ جوان ضرب کی شدت کے باعث زمین سے اٹھنے کے بجائے دونوں ہاتھوں سے پیٹ کو تھامے شور اور واویلا کر رہا تھا۔

پانچوں سواروں نے سوالیہ انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ پھر وہ سنبھلے۔ کوئی آخری فیصلہ کیا اور اپنی تلواریں بے نیام کرتے ہوئے گھوڑوں سے کود گئے۔ اس کے ساتھ ہی ان میں سے ایک نے زہریلے انداز میں یوناف سے کہا:

"اے اجنبی! اب تو تیری ساتھی لڑکی اور تیری سنہری سکوں کی تھیلی یہاں سے بچ کر نہ جا سکیں گے۔"

یوناف نے اس کی بے ہودہ بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اپنی تلوار اس نے ایک جھٹکے سے کھینچی اور پھر آندھی اور طوفان کی طرح آگے بڑھتے ہوئے ان پر حملہ کر دیا۔

وہ موت کی ہولناکی، اجل کی سفاکی اور چھا جانے والی آہٹ و گونج کی طرح ان پر اس طرح حملہ آور ہوا تھا کہ چند ہی ثانیوں میں اس نے دو آدمیوں کو کاٹ کر رکھ دیا۔ پھر وہ پیچھے ہٹا اور بچ جانے والے تینوں سواروں کو مخاطب کر کے اس نے انتہائی ہولناک آواز میں کہا:

"اگر تم اپنی زندگی چاہتے ہو تو اپنے ان مردہ اور درد میں مبتلا ساتھیوں کو لے کر یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ ورنہ یاد رکھو میں دوبارہ حملہ آور ہوا تو تم تینوں کو بھی کاٹ کر رکھ دوں گا۔ اور سن رکھو کہ میں اپنی بیوی کے ساتھ یوں ہزاروں میل کا سفر اکیلا طے کرنے کے لیے نکلا ہوں تو ایسا میں نے کسی بل بوتے پر ہی کیا ہے۔

میں تم تینوں کو چند لمحے دیتا ہوں۔ اگر تم تینوں اس مہلت کے دوران اپنے تینوں ساتھیوں کو

ساتھ یہاں سے نہ گئے تو میں تم چاروں کو تہ تیغ کر کے اس مرلئے کی طرف چل دوں گا۔ اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے کہ چاہو تو موت سے بغل گیر ہو جاؤ اور پسند کرو تو زندگی کو گلے لگا کر یہاں سے چلے جاؤ۔ اس سے بہتر اور سود مند مہلت تمہیں نہ مل سکے گی"۔

ان تینوں نے باہم کوئی فیصلہ کیا اور اپنی تلواریں نیام میں کر لیں۔ مرنے والوں کی لاشوں کو ان کے گھوڑوں پر رکھا اور ان کا سرکردہ جو پیٹ کی ضرب سے ابھی تک کراہ رہا تھا، اسے بھی گھوڑے پر بٹھایا اور واپس شہر کو لوٹ گئے۔

اس لمحے حسین یوام اپنے گھوڑے سے اتری اور آگے بڑھ کر اس نے یوناف کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے ایک انداز سے کہا:

"کسی عورت اور نقدی کو تم سے بہتر محافظ نہیں مل سکتا"۔

یوناف مسکرا دیا۔ پھر وہ دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر آگے بڑھنے لگے۔ تھوڑا آگے جانے پر یوناف نے ایک بلند عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"اے یوام! میرے خیال میں یہ صابئون کی قربان گاہ ہے۔ آؤ اسے دیکھنے کے بعد سرائے کے اندر چلیں گے"۔

یوام خاموشی سے اس کے ساتھ ہو لی۔

اپنے گھوڑوں کو بھگاتے ہوئے وہ اس عمارت میں داخل ہوئے جو ویران اور اجڑی ہوئی تھی انہوں نے دیکھا اس بلند عمارت کی تعمیر میں بڑے بڑے پتھر استعمال کیے گئے تھے۔ اور عمارت کے اندر ذرا بلندی پر وہ جگہ بنائی گئی تھی جہاں صابی اپنے دیوتا کو سوختنی قربانی پیش کرتے تھے۔

عمارت کا جائزہ لیتے ہوئے یوام نے بیزاری سے کہا:

"میں بھوک اور تھکاوٹ محسوس کر رہی ہوں۔ آئیے سرائے کو چلیں۔ وہاں آرام کرنے کے بعد کل اس نوع کی چیزیں دیکھنے نکلیں گے"۔

یوناف نے یوام کی خواہش پر فوراً اپنے گھوڑے کو موڑ لیا اور دونوں گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے سرائے کی طرف چل پڑے۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں سرائے میں داخل ہو کر گھوڑوں سے اترے۔ سرائے کا ایک ملازم بھاگتا ہوا ان کی طرف آیا اور گھوڑوں کی باگیں پکڑ لیں۔

یوناف نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"ہمارے گھوڑوں کو سرائے کے اصطبل میں لے جاؤ اور ان کے دانے پانی کا اچھا انتظام کرو۔ ان کے دہانے اور زینیں اتار دینا اور سنو۔ اگر تم نے گھوڑوں کا خوب اچھا خیال رکھا تو میں تمہیں اچھا انعام بھی دوں گا"۔

اس کے ساتھ ہی یوناف نے دونوں گھوڑوں سے لٹکتی ہوئی چرمی خرجینیں اتار لیں تاہم زین کے ساتھ بندھے بستر یونہی رہنے دیے۔

ملازم نے سر جھکاتے ہوئے کہا:

"آپ بے فکر رہیے۔ آپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا"۔

ملازم گھوڑوں کو اصطبل کی طرف لے گیا اور یوناف سرائے کے مالک کے کمرے میں داخل ہوا اور اس سے کہا:

"ہمیں قیام کرنے کے لیے سرائے میں ایک صاف ستھرے اور معقول کمرے کی ضرورت ہے"۔

سرائے کے مالک نے حسین یوام کی طرف اشارہ کر کے پوچھا:

"یہ آپ کے ساتھ کون ہے"۔

جواب میں یوناف مسکرا کر بولا:

"یہ میری بیوی ہے"۔

سرائے کا مالک مطمئن ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے ایک چابی لی اور یوناف سے کہا:

"آپ دونوں میرے ساتھ آئیں"۔

یوناف اور یوام خاموشی سے اس کے ساتھ ہو لیے۔

سرائے کے مالک نے ایک کمرہ کھولا اور پھر ان دونوں کو ساتھ لے کر اس کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا:

"یہ کمرہ آپ کے لیے کیسا رہے گا"۔

یوناف نے کمرے کا جائزہ لیا۔ اس میں دو صاف ستھرے بستروں کے علاوہ ضروریات کا دیگر سامان بھی آراستہ تھا۔

اس نے مطمئن انداز میں کہا:

"ہمیں یہ کمرہ پسند ہے"۔

مالک نے کمرے کی چابی ان کے حوالے کی اور چلا گیا۔

یوناف نے یوام سے کہا:

"یوام! یوام! تم یہاں بیٹھو۔ میں دونوں گھوڑوں کی زینوں سے بندھے بستر اور دوسرا سامان لے کر آتا ہوں"۔

یوام آگے بڑھ کر ایک بستر پر بیٹھ گئی جبکہ یوناف باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ لوٹا تو بستر اور دوسرا سامان اٹھائے ہوئے تھا۔

سرائے کا مالک دوبارہ آیا اور یوناف سے پوچھنے لگا:

"کیا آپ کھانا مطبخ میں کھائیں گے"۔

یوناف نے فوراً کہا:

"نہیں۔ ہم دونوں کمرے میں ہی کھانا کھائیں گے"۔

سرائے کے مالک نے کہا:

"بہتر۔ میں کھانا بھجواتا ہوں"۔ اور واپس چلا گیا۔

یوام نے اٹھ کر دونوں بستروں کی جھاڑ پونچھ کی۔ پھر اپنے بستر کھول کر اندر سے صاف ستھری چادریں نکال کر ان پر بچھائیں۔ اتنی دیر میں ملازم کھانا لے آیا اور دونوں کھانے میں مصروف ہو گئے۔

○

کنعانیوں کے شہر ٹائر میں عارب، بیوسا اور بنیط بعل دیوتا کے معبد میں اپنے کمرے کے اندر ابھی ناشتے سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ وہ تینوں اس کے ادب میں اٹھ کھڑے ہوئے۔

جب عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کے قریب آ بیٹھا تو وہ سب بھی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔

پھر عزازیل نے فوراً ہی عارب کو مخاطب کر کے کہا: "اے عارب! یہ بات تیرے لیے نئی نہیں ہے

کہ یوناف کی شادی اللسان جزیرے کے حکمران نشالوم کی بیٹی یوام سے ہو چکی ہے لیکن یہ انکشاف تم پر ضرور نیا ہو گا کہ چند روز پہلے وہ یوام کو لے کر اللسان سے کوچ کر گیا ہے۔ اب وہ یوام کی خواہش کی تکمیل کے طور پر مختلف ملکوں اور شہروں کی سیر کرتے ہوئے مصر کا رخ کرے گا۔

اے عارب! اللسان سے نکل کر یوناف اور یوام بعلبک کے شہر میں داخل ہوئے اور گزشتہ تین روز سے وہیں مقیم ہیں۔ وہ وہاں کی سب سے بڑی سرائے میں رہ رہے ہیں اور تین دنوں میں انہوں نے خوب گھوم پھر کر شہر کو دیکھا ہے اور اے عارب! آج وہ وہاں سے کوچ کر کے حمص شہر کا رخ کریں گے۔ یوں شمال کی طرف مختلف شہروں اور اقوام کے بیچ سے گزرتے ہوئے وہ طرابلس شہر جائیں گے اور وہاں سے کسی جہاز میں مصر کا رخ کریں گے"۔

"عارب! کیا تو یوناف سے اللسان شہر میں اپنی شکست کا بدلہ لے گا"۔

عارب کے چہرے پر غصے، انتقام اور قہر کی لہریں بکھر گئیں اور اس نے ایک جوان عزم سے کہا:

"اے آقا! یوناف سے میں اس شکست کا حساب ضرور لوں گا۔ جزیرہ اللسان میں مقابلے سے پہلے اس نے نشالوم اور لوگوں کے سامنے کہا تھا کہ عارب اگر میرے سامنے اپنے جیسے اور بھی جوان لے آئے تب بھی میں اسے زیر کروں گا۔ میرے آقا! میں یہی وعدہ اسے یاد دلاؤں گا اور اسے دعوت دوں گا کہ بیک وقت وہ میرے اور بشر سے مقابلہ کرے اور مجھے امید ہے کہ بشر کے تعاون و حمایت سے میں اسے اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا کہ اسے زیر کرنا ہی میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے اور اس خواہش کی تکمیل کے لیے میں آدم کے زمانے سے سرگرداں، پریشان اور مضطرب ہوں"۔

عزازیل نے اسے سمجھانے کے انداز میں کہا: "اے عارب! اس بار بشر تمہارے ساتھ مل کر یوناف کا مقابلہ نہ کرے گا اس لیے کہ اسے مصر کے مغربی صحراؤں کے اندر گزشتہ دنوں یوناف نے اپنے خنجر کی نوک میں اسیر کر لیا تھا اور پھر ایک ہولناک عمل کے ذریعے اس نے لگاتار تین دن تک بشر کو آگ میں ڈال کر ناقابل برداشت اذیت دی تھی۔ اس طرح بشر اب ایک طرح سے یوناف کے بس میں آ چکا ہے۔ اس لیے اب میں نے تمہاری حمایت کے لیے داسم کو تیار کیا ہے اور سن رکھو کہ میرے سارے ساتھی اپنی طبعی اور مافوق الفطرت طاقتوں میں یکساں ہیں"۔

عزازیل کے خاموش ہونے پر عارب نے چونک کر پوچھا: "یوناف نے کب اور کہاں بشر پر قابو پا لیا۔ اے آقا! کیوں کر اور کیسے یوناف بشر کو آگ کے عذاب میں اور اذیت دینے میں قادر اور کامیاب ہو گیا تھا"۔

عزازیل بولا: "اے عارب! یہ ایک لمبا واقعہ ہے جو مصر کے مغربی صحراؤں میں پیش آیا۔ اس کی تفصیل میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے وہ معاملہ طے کر لیں جس کے لیے میں آیا ہوں۔"

عارب نے اس بار ایک فرمانبردار بچے کی طرح اپنے سر کو خم کر کے کہا: "کہیے۔ آپ مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

عزازیل بلاتوقف بولتا چلا گیا: "اے عارب! غور سے سنو۔ میں ابھی ابھی بعلبک شہر سے یہاں آ رہا ہوں۔ یوناف اور یوام دونوں وہاں کی مغربی سرائے میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور آج تھوڑی دیر تک وہاں سے حمص کے لیے کوچ کرنے والے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ جب وہ بعلبک سے حمص جانے والی شاہراہ پر کوہستانوں کے اندر سفر کر رہے ہوں تو تم اور داسم اس کی راہ روکو اور مقابلے کے لیے یوناف کو للکارو۔ لیکن ایک بات ذہن میں رکھنا کہ اگر یوناف اس مقابلے میں شکست کھا جائے تو یوام کو کسی قسم کا گزند نہ پہنچانا اور نہ ہی اپنی سری قوتیں استعمال میں لاتے ہوئے یوناف کی ذات کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرنا کیونکہ ابلیکا ان دونوں کے ساتھ ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر ایسا کیا تو ابلیکا اور یوناف مل کر تمہارے ساتھ داسم کو بھی ایک ناقابلِ برداشت اذیت اور عذاب میں ڈال کر رکھ دیں گے۔"

عارب نے انتہائی بے بسی اور لاچارگی سے عزازیل کی طرف دیکھ کر پوچھا: "اے آقا! اگر ہم ایسا کر بھی لیں تو کیا اس موقع پر آپ ابلیکا اور یوناف کے خلاف ہماری مدد کو نہ آئیں گے۔"

عزازیل نے مایوسی سے کہا: "میرے عزیز! ایسا ہرگز نہ کرنا ورنہ میں تمہاری مدد کو نہ پہنچوں گا۔ اس لیے کہ ابلیکا پہلے ہی میرے خلاف اسے ایک برتن میں مقید کر دینے کی وجہ سے انتقامی جذبہ رکھتی ہے اور تمہاری مدد کرنے کی خاطر اگر میں بھی اس کے سامنے آیا تو وہ ضرور مجھے کسی کرب میں مبتلا کرنے کی کوشش کرے گی اور یہ بھی سن رکھو کہ ابلیکا لاانتہا قوتوں کی مالک ہے جو تمہیں ہی نہیں مجھے بھی نقصان پہنچانے کی طاقت رکھتی ہے۔"

"لہٰذا میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ یوناف کو تم اور داسم اپنی طبعی قوتوں کے بل بوتے پر زیر کرنے کی کوشش کرنا اور کسی بھی صورت، خواہ تم دونوں ہار ہی کیوں نہ رہے ہو، اپنی سری قوتوں کو حرکت میں نہ لانا ورنہ تم لوگ نقصان اٹھاؤ گے۔"

عارب چند ثانیے گردن جھکائے سوچتا رہا پھر نگاہ اٹھا کر اس نے عزازیل کی طرف دیکھا اور پوچھا: "اے آقا! ابھی کب یہاں سے روانہ ہونا ہے اور کس جگہ یوناف کا راستہ روک کر اسے مقابلہ کرنے کی دعوت دینی ہے۔"

عزازیل بلاتوقف بولا: "اے میرے عزیز! میرا خیال ہے تم ابھی اور اسی وقت یہاں سے کوچ کرو اور بعلبک سے پانچ کوس دور اس شاہراہ پہ اس کی راہ روکو جو حمص کی طرف جاتی ہے اور وہاں سے یہ شاہراہ اونچے اور بلند کوہستانی سلسلے میں سے ہو کر گزرتی ہے۔ وہاں اکثر لوگ کارواں کے ساتھ سفر کرتے ہیں کیونکہ اکا دکا مسافروں کو راہزن لوٹ لیتے ہیں۔ اس لیے جب تم یوناف کو روکو گے تو میرا خیال ہے وہ شاہراہ سنسان پڑی ہوگی اور اس خاموش ماحول میں تم دونوں یوناف کے ساتھ بخوبی قوت آزمائی اور زور آزمائی کر سکو گے۔"

عارب نے پھر آس بھری آواز میں پوچھا: "اے آقا! آپ یہاں سے اب کہاں جائیں گے۔ کیا آپ بھی ہمارے ساتھ اس شاہراہ پر نہ چلیں گے۔ آپ کی موجودگی ہی ہمارے لیے بے حد تقویت اور حوصلے کا باعث ہوگی۔"

عزازیل نے مسکرا کر کہا: "اے عارب میرے عزیز! میں بھی ابھی تمہارے ساتھ اس شاہراہ کی طرف روانہ ہوں گا لیکن میں اور میرے ساتھی اوٹ میں رہ کر مقابلے کا لطف اٹھائیں گے۔ ہاں تم لوگ آپس میں فیصلہ کر لو کہ بیوسا اور بنیطہ تمہارے ساتھ جائیں گی یا نہیں۔"

عارب کے بولنے سے قبل ہی بیوسا نے جواب دیا: "جب وہاں کسی کے خلاف سری قوتوں کا استعمال ہی نہ ہوگا تو پھر ہم دونوں کے جانے کا فائدہ؟"

بنیطہ نے فوراً کہا: "نہیں بیوسا! ہم دونوں بھی جائیں گی اور دیکھیں گی کہ عارب اور داسم کس طرح یوناف کو زیر کرتے ہیں۔"

بنیطہ کی دلیل کے جواب میں بیوسا نے فیصلہ کن انداز میں کہا: "ہاں! میں اور بنیطہ بھی جائیں گی۔"

وہ سب کمرے سے باہر آئے اور اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے بعل دیوتا کے معبد سے غائب ہو گئے۔

○

تھوڑی دیر بعد وہ سب بعلبک سے پانچ میل دور حمص کی طرف جانے والی شاہراہ پہ نمودار ہوئے جو اس وقت سنسان پڑی تھی۔

وہ سب ایک بہت بڑی چٹان کی اوٹ میں ہو گئے جو قدرے بلندی پہ تھی اور وہاں سے وہ شاہراہ کو

صاف طور پر نگاہ میں رکھ سکتے تھے۔

تھوڑی دیر بعد عزازیل چونکا اور عارب سے بولا: "اے عارب! یوناف اور یوام شاہراہ پر ہمارے نزدیک ہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اس چٹان پر کھڑے ہو کر تم ان دونوں کو اپنے گھوڑوں پر سوار اس طرف آتے دیکھ سکو گے۔"

عارب فوراً چٹان کی اوٹ سے نکل کر اوپر چڑھا پھر چلا کر بولا: "اے آقا! آپ نے ٹھیک کہا۔ دو سوار اس طرف آ رہے ہیں جو یقیناً یوناف اور یوام ہی ہیں۔"

عزازیل نے رازداری سے کہا: "اب تم اور داسم دونوں یوناف کا راستہ روکنے کے لیے شاہراہ پر چلے جاؤ۔"

○

یوناف اور یوام اپنے گھوڑوں کو شاہراہ کے بائیں طرف کنارے پر لے گئے۔ وہاں جا کر یوناف اپنے گھوڑے سے ایک پرجوش زقند کے ساتھ کود گیا جبکہ یوام گھوڑے پر ہی بیٹھی رہی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر یوناف کے گھوڑے کی باگ بھی پکڑ لی۔

یوناف تیزی سے چلتا ہوا عارب کے سامنے آیا جو داسم کے ساتھ اس کی راہ روکے کھڑا تھا اور غصیلی بلند آواز میں اس نے کہا:

"اے بدی کے گماشتے! اس شاہراہ پر تو نے عزازیل کے ساتھی داسم کے ساتھ کس وجہ سے میری راہ روکی ہے۔ شاید اس لیے کہ تو مجھ سے اللسان کی شکست کا بدلہ لے سکے۔ اے عارب! سن رکھو کہ مجھے تمہارے سب عزائم کا علم ہے اور میں یہ بھی خبر رکھتا ہوں کہ اس بلند چٹان کی اوٹ میں عزازیل اس کے ساتھی اور بیوسا اور جنبیط بھی موجود ہیں اور اب تم اور داسم اپنے ذہن میں یہ بات ڈال لو کہ اگر تم نے یا تمہارے ساتھیوں میں سے کسی نے اس وقت میرے اور یوام کے خلاف کوئی شیطانی یا سری قوت استعمال کرنے کی کوشش کی تو قسم ہے مجھے اپنے رب کی جو انسانوں کو پیدا کرتے مارنے اور پھر زندہ کرنے پر قادر ہے میں تم سب کی وہ حالت کروں گا جو تم سب کے لیے بے حد اذیت دہ ہوگی۔"

یوناف کے خاموش ہوتے ہی عارب نے نرمی سے کہا: "اے عارب! میں تسلیم کرتا ہوں کہ طاقت اور قوت میں تو مجھ سے بڑھ کر ہے لیکن اللسان میں تم نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اگر میں اپنے جیسا اور جوان بھی تیرے مقابلے پر

لے آؤں تو تم اسے بھی زیر کر لو گے۔

سو اے یوناف! میں تمہارے اسی دعوے کی قلعی کھولنے کے لیے یہاں آیا ہوں اور تمہارا راستہ روکے کھڑا ہوں۔ میری مدد یہاں صرف داسم کرے گا اور ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں بلکہ اس رب کی قسم کھا کر کہتے ہیں جو سب کا خالق ہے کہ ہم تمہارے ساتھ اپنی طبعی اور فطری قوت کو استعمال کرتے ہوئے مقابلہ کریں گے۔"

"اے یوناف! مجھے امید ہے کہ ہم دونوں تمہیں اس ویرانے میں زیر کر لیں گے اور یہ بھی کہ یہاں آ کر ہمارا مدعا تمہیں نقصان پہنچانا نہیں ہے بلکہ میری سب سے بڑی خواہش تمہیں زیر کرنا ہے۔ امید ہے کہ تم میری بات کا اعتبار کرو گے۔"

یوناف چند قدم اور آگے بڑھا اور قدرے خوش طبعی سے کہا:

"اے عارب! اگر تم اس قدر خلوص اور نیک نیتی کا اظہار کر رہے ہو تو ان ویرانوں میں تمہارے اور داسم کے ساتھ میں مقابلہ کرنے کو تیار ہوں اور سن رکھو بدی کے گماشتو! مجھے امید ہے کہ میں اپنے رب کی نصرت کے سہارے اس سنسان شاہراہ پر تم دونوں کو زیر کر لوں گا۔ اب تم دونوں آگے بڑھو اور مجھ پر وار کرو کہ میں تم پر اپنی قوت اور طاقت ظاہر کر سکوں۔"

عارب اور داسم فوراً ہی اسے للکارتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے اس کی طرف بڑھنے لگے۔ یوناف کے قریب آ کر دونوں نے ایک ساتھ اس پر دائیں ہاتھ کی ضرب لگانا چاہی لیکن یوناف تو مستعد تھا۔ اس نے عارب کی ضرب کی کوئی پرواہ نہ کی تاہم داسم کا فضا میں اٹھا ہوا ہاتھ اس نے اپنی گرفت میں لے لیا اور دائیں ہاتھ کی ایک زوردار ضرب اس کے پیٹ میں لگائی۔ داسم ہوا میں اچھلا اور درد میں کلبلاتا ہوا دور جا گرا۔

اس دوران عارب یوناف پر ضرب لگانے میں کامیاب ہو چکا تھا اور اس کا مکہ یوناف کے شانے پر پڑا تھا۔ جواب میں یوناف نے جب اپنی آہنی ضرب عارب کے دائیں بازو پر رسید کی تو عارب سسکتا ہوا چند قدم پیچھے ہٹ گیا۔

یوناف اب ان پر پل پڑا اور بے جگری سے ان دونوں کو مارنے لگا تھا۔ وہ دونوں بھی اس پر ضربیں لگانے لگے۔ تھوڑی دیر تک تینوں جم کر لڑتے رہے اور یوں لگتا تھا جیسے کافی دیر تک ان کے درمیان کوئی فیصلہ نہ ہو سکے گا۔ پھر گویا یوناف نے مقابلے کو مختصر کرنے کے لیے اپنا آخری حربہ استعمال کیا اور لگاتار کئی مرتبہ زوردار آواز میں "اللہ اکبر" کا نعرہ بلند کیا اور پھر وحشیانہ انداز میں عارب پر ٹوٹ پڑا۔ داسم کو جیسے اس نے

نظرانداز کر دیا تھا۔

لگاتار یوناف نے کئی ضربیں عارب کے پیٹ، کندھے، چہرے اور سر پر رسید کیں جن کے جواب میں عارب نڈھال ہو کر زمین پہ گر پڑا۔

واسم ابھی تک تازہ دم تھا اور یوناف کی پشت اور کندھوں پہ زوردار ضربیں لگا رہا تھا لیکن یوناف نے حیرت انگیز قوتِ برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی جگہ پہ سے حرکت نہ کی۔

یوناف کی آہنی ضربوں سے نڈھال ہو کر جب عارب پتھریلی زمین پر گر پڑا تو یوناف کسی خونخوار درندے کی طرح پلٹا اور واسم پر حملہ آور ہوا۔ اس نے اپنی پہلی زوردار ضرب واسم کے سر پر لگائی تو واسم کو یوں لگا جیسے اس کے سامنے زمین بڑی تیزی سے گھوم رہی ہے۔ یوناف نے اس کی اس کیفیت سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور تیزی سے اس کے سر، چہرے اور گردن پر ضربیں لگائیں۔

واسم اپنے دفاع میں کچھ بھی نہ کر سکا اور یوناف نے اسے مار مار کر ادھ موا کر دیا یہاں تک کہ وہ بھی لڑکھڑاتا ہوا عارب کے قریب آ گرا۔

یوناف نے اپنے کپڑے اور ہاتھ جھاڑے پھر اس نے کہا:

"اے عارب! مجھے زیر کرنا تمہاری زندگی کی سب سے بڑی خواہش تھی لیکن میں نے تمہاری اس خواہش کو پورا نہیں ہونے دیا۔ میں نے اپنی طبعی قوتوں سے بھی تم دونوں کو زیر کر لیا ہے۔ اب تم دونوں اٹھو اور فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی شکست کو قبول کر کے یہاں سے چلتے بنو۔"

عارب اور واسم لڑکھڑاتے ہوئے اٹھے پھر عارب نے اپنی گردن کو سہلاتے ہوئے کہا: "اے یوناف! ہم تیرے مقابلے میں اپنی شکست تسلیم کرتے ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی دونوں مڑے اور اس چٹان کے پیچھے چلے گئے جہاں عزازیل اور اس کے ساتھی کھڑے تھے۔

یوناف وہاں سے ہٹ کر اپنے گھوڑے کے قریب آیا۔ تب ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور اس کی مسکراتی ہوئی آواز یوناف کے کانوں میں پڑی:

"اے یوناف میرے حبیب! اب تم اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر یہاں سے کوچ کرو۔ عزازیل اپنے سب ساتھیوں سمیت جا چکا ہے اور اے میرے ہمسفر! میں تمہیں اس فتح پہ اور اس کامیابی کی مبارکباد دیتی ہوں۔"

یوناف کے لبوں پہ مسکراہٹ بکھر گئی۔ اس کے ساتھ ہی وہ زقند لگا کر گھوڑے پہ سوار ہو گیا

اسی وقت یوام اپنا گھوڑا اس کے قریب لائی اور اس کے شانے کو ہاتھ سے دباتے ہوئے اس نے محبتوں اور چاہتوں سے بھرپور آواز میں کہا:

"اے میری زندگی کے رفیق! مجھے آپ کی ذات پر فخر ہے۔ ان ویرانوں میں آپ نے ان دونوں ابلیسوں کو شکست دے کر ثابت کر دیا ہے کہ آپ ان بدی کی قوتوں کے مقابلے میں ناقابلِ تسخیر اور زور آور ہیں۔"

"قسم ہے مجھے اپنے پیدا کرنے والے رب کی کہ میں آپ جیسے شوہر پہ ہمیشہ فخر کروں گی۔"

جواب میں یوناف مسکرانے لگا۔ پھر ان دونوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔

ایک روز صبح سورج طلوع ہونے کے ذرا دیر بعد یوناف اور یوام حمص شہر میں داخل ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ شہر ایک ندی کے کنارے واقع ہے۔ شہر میں تھوڑا سا آگے جا کر یوناف نے یوام کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا:

"اے یوام! کیوں نہ اس شہر کے کسی باشندے سے اس شہر کے بارے میں معلومات حاصل کریں"

جواب میں یوام نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا:

"آپ یہ بات نہ کہتے تب بھی میں خود آپ سے یہی بات کہنے والی تھی"

یوناف نے کہا:

"اگر یہ معاملہ ہے تو آؤ اس کام کے لیے کسی غریب آدمی کا انتخاب کرتے ہیں۔ جب وہ ہمیں اس شہر کے متعلق تفصیل سے بتائے گا تو ہم اسے انعام کے طور پر چند سنہری سکے دیدیں گے جس سے اس کا مستقبل آرام اور سکون سے گزر جائے گا"

یوام نے پھر گہری مسکراہٹ سے کہا:

"ہاں میں اس پر آپ سے مکمل اتفاق کرتی ہوں"

دونوں میاں بیوی باتیں کرتے ہوئے آگے بڑھے تو ان کی نگاہ راستے کے کنارے دھوپ میں کھڑے ایک ضعیف بھکاری پہ پڑی۔

اسے دیکھتے ہی یوناف نے کہا:

"اے یوام! یہ بوڑھا بھکاری ہمیں اس شہر کے متعلق ضروری اطلاعات فراہم کرنے کے لیے مناسب ہے، پس میں اس سے بات کرتا ہوں"

یوناف اپنے گھوڑے سے اترا اور اس بوڑھے کو مخاطب کر کے بولا:

"اے میرے بزرگ! ہم میاں بیوی اس شہر میں اجنبی ہیں اور اس شہر کی سیر کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ ہمیں اس شہر کے عجائبات اور مقامات سے متعلق کچھ تفصیل بتائیں گے"

بوڑھے نے خوش طبعی سے کہا:

"اے نووارد! میں ضرور تمہیں اس شہر کے بارے میں ضروری اطلاعات تم دونوں کو فراہم کروں گا"

پھر اس نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا:

"سنو اس شہر میں چند خصوصیات ہیں جو دوسرے شہروں میں نہیں۔ پہلی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ارضِ شام کا سب سے بڑا شہر ہے۔ دوسری یہ کہ اس شہر کے باشندے خوبروئی اور حسن میں مشہور ہیں۔ تیسری یہ کہ یہاں شہر کے گرد ایک ایسا طلسم ہے جو سانپ اور بچھو کو اس شہر میں داخل نہیں ہونے دیتا اور اگر کوئی سانپ یا بچھو شہر کے دروازے سے اندر داخل ہو تو فوراً مر جاتا ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس شہر کے وسط میں واقع گنبد کی چوٹی پر انسانی صورت کا ایک نارنجی بت بحالتِ سواری رکھا ہے جو ہوا سے ہر طرف گھومتا رہتا ہے۔

گنبد کی دیوار پر ایک پتھر پر بچھو کی صورت بنی ہوئی ہے اور جس آدمی کو سانپ یا بچھو ڈس لے تو وہ اس پتھر پر کچھ مٹی لگا کر اس مٹی کو ڈسی ہوئی جگہ پر رکھتا ہے اور سانپ یا بچھو کے زہر سے فوراً نجات پا جاتا ہے۔

یہ مٹی دور دور کے ملکوں اور شہروں میں جاتی ہے۔ اگر اس مٹی کا کچھ سانپ یا بچھو پر ڈال جائے تو وہ فوراً مر جاتا ہے۔

چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ یہ شہر المطلوب نامی ندی کے کنارے ہے جس نے اس کی خوبصورتی کو چار چاند لگا دیے ہیں"

یوناف نے ہمدردی سے پوچھا:

"اے بزرگ! کیا آپ اس گنبد کی طرف ہماری راہنمائی کریں گے جس کے ساتھ سانپ اور بچھو کا طلسم وابستہ ہے"

بوڑھے نے دائیں ہاتھ میں پکڑی لاٹھی کو زور سے زمین پر مارتے ہوئے بڑے جوش و جذبے کے ساتھ کہا:

"میں خود تمہارے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہوں۔"

یوناف نے خوش طبعی سے کہا:

"اگر آپ ایسا کریں تو میں آپ کا ممنون ہوں گا۔ آیئے! میرے ساتھ میرے گھوڑے پر سوار ہو کر چلیں۔"

یوناف نے پہلے بوڑھے کو گھوڑے پر سوار کرایا۔ پھر خود سوار ہوا اور اس نے اور یوام نے گھوڑوں کو آگے بڑھا دیا۔

تھوڑی دیر تک سیدھا جانے کے بعد بوڑھے نے یوناف کو دائیں طرف مڑنے کو کہا۔ انہوں نے گھوڑے دائیں طرف موڑ لیے۔ ذرا آگے جا کر بوڑھے نے کہا:

"بس۔ یہیں روک لو گھوڑوں کو۔"

دونوں نے گھوڑوں کو روک لیا۔ یوناف نے بوڑھے کو سہارا دے کر اتارا۔ اتنی دیر میں یوام بھی نیچے اتر آئی۔ پھر وہ بوڑھا دونوں کو بائیں ہاتھ بنی ایک عمارت میں لے گیا۔

یوناف نے دیکھا اس کے گنبد کی چوٹی پر آدمی کی صورت کا ایک نارنجی مجسمہ تھا جو گھوڑے پر سوار تھا۔ اور ہوا کے دوش پر چاروں طرف چکر لگاتا تھا۔ گنبد کی دیوار پہ مچھو کی شبیہ بنی ہوئی تھی جس کے ارد گرد لوگوں کا ہجوم تھا۔

عمارت میں خوب اچھی طرح گھوم پھر کر یوناف نے بوڑھے سے پوچھا:

"کیا آپ یہ بتا سکیں گے کہ حمص شہر میں قیام کرنے کے لیے ہمیں کوئی اچھی اور ستھری سی سرائے کس طرف ملے گی؟"

بوڑھے نے جھٹ جواب دیا:

"اسی طرف جس طرف سے آپ شہر میں داخل ہوتے ہیں۔ ندی اطلوب کے کنارے بہت سی اچھی سرائے ہیں۔"

یوناف نے چند سنہری سکے نکال کر بوڑھے کے ہاتھ پر رکھے اور کہا:

"یہ اس زحمت کا صلہ ہے جو آپ نے ہماری خاطر کی۔"

قبل اس کے کہ بوڑھا کچھ کہتا یوناف یوام کے ساتھ اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر وہاں سے روانہ ہو

گیا۔ دونوں تیزی سے ندی اطلوب کے کنارے آئے اور قیام کرنے کے لیے ایک سرائے میں داخل ہو گئے۔

○

موسیٰ و ہارون کی رہنمائی میں حیرت انگیز اور معجزانہ طور پہ بحر قلزم کو عبور کرنے کے بعد بنی اسرائیل ابھی تک منفقہ کے مقام پر پڑاؤ کیے ہوئے تھے۔

یہ مقام طور اور ابو زنیمہ شہروں کے درمیان تھا۔ یہاں پہ مصریوں کی تانبے اور فیروزے کی کانیں تھیں اور ان کانوں کی حفاظت کے لیے مصریوں نے یہاں پر اپنی چھاؤنیاں تعمیر کر رکھی تھیں۔

اس جگہ دو بڑے بڑے بت تھے۔ ایک مصریوں کا بت خانہ جس میں سنہری بچھڑے کی پوجا کی جاتی تھی اور دوسرا قدیم بت خانہ سامی قوم کا تھا اور اس کے اندر سامی اپنی چاند دیوی کی پرستش کیا کرتے تھے۔

ایک روز بنی اسرائیل کا ایک بہت بڑا گروہ جس میں سامری اور قارون بھی شامل تھے ان بت خانوں کی طرف آئے۔ پہلے وہ سامی بت خانے میں گئے پھر مصریوں کے قدیم بت خانے میں داخل ہوئے جہاں پر بچھڑے کی پوجا ہوتی تھی۔

کچھ دیر تک وہ ان لوگوں کے طریقہ عبادت کو دیکھتے رہے۔ بچھڑے کے لیے بنی ہوئی عمارت کو دیکھ کر وہ بے حد متاثر ہوئے۔ اچانک بت خانے میں عزازیل سامری کے پاس آیا اور اسے گلے لگا کر ملا پھر ہجوم سے نکال کر اسے ایک طرف لے گیا۔ ابھی وہ اس سے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ قارون بھی تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ان کی طرف آ گیا۔ شاید اس نے بھی عزازیل کو پہچان لیا تھا۔

قریب آ کر قارون بڑی گرمجوشی سے عزازیل سے ملا۔ اس موقع پر سامری نے حیرت سے قارون سے پوچھا: "کیا تم میرے آقا کو جانتے ہو؟"

قارون نے مسکراتے ہوئے باری باری دونوں کو دیکھا پھر سامری کو جواب دیا: "اے سامری! یہ عزازیل تمہارے ہی نہیں میرے بھی آقا ہیں۔ جو کچھ میرے پاس مال و متاع اور دولت و خزانوں کی صورت میں ہے وہ سب ان ہی کی وجہ سے ہے۔"

قارون ابھی اپنی بات جاری رکھے ہوئے تھا کہ اسی دوران ایک نہایت حسین و جمیل اسرائیلی لڑکی ان کی

طرف آتی ہوئی دکھائی دی۔

عزازیل نے چونک کر سامری اور قارون سے کہا: "میں تو علیحدگی میں تم دونوں سے کچھ کہنا چاہتا تھا مگر اب یہ لڑکی چلی آرہی ہے۔ یہ کون ہے۔ تم اسے یہاں سے ٹالنے کی کوشش کرو۔"

سامری اور قارون نے مڑ کر غور سے اس لڑکی کی طرف دیکھا پھر قارون نے معنی خیز انداز میں کہا: "اے آقا! یہ ہمارے بھروسے کی لڑکی ہے۔ بنی اسرائیل کی یہ حسین ترین اور بہترین رقاصہ اور مغنیہ ہے بنی اسرائیل کے سب لوگ اس سے خوب آشنا ہیں اور اس کی ایک جھلک اور رقص دیکھنے کے لیے بیتاب رہتے ہیں۔

اے آقا! یہ لڑکی بنی اسرائیل میں ایسی ہر دلعزیز اور مقبول ہے کہ لوگ اب اس کا نام لینے کے بجائے اسے مغنیہ کہہ کر ہی پکارتے ہیں۔"

اتنی دیر میں مغنیہ ان کے قریب آ کھڑی ہوئی تھی۔ قارون نے اُسے براہِ راست مخاطب کرتے ہوئے کہا: "اے مغنیہ! ان سے ملو۔ یہ میرے اور سامری کے آقا عزازیل ہیں۔"

قبل اس کے کہ مغنیہ جواب میں کچھ کہتی عزازیل بول پڑا: "اے مغنیہ! بنی اسرائیل میں سے آج سے سامری اور قارون کی طرح تو بھی میرے لیے قابلِ بھروسہ ہے۔"

جواب میں مغنیہ نے سر کو خم کیا اور اپنی ترنم خیز اور نقرئی آواز میں بولی: "اے آقا! میرے لیے یہ امر باعثِ فخر ہے کہ میں آپ کے لیے اعتماد اور بھروسے کے قابل ہوں۔"

مغنیہ کے خاموش ہونے پر عزازیل اپنے مطلب کی طرف آتے ہوئے بولا: "اے سامری! اے مغنیہ اور اے قارون! غور سے سنو۔ بنی اسرائیل کا یہ ہجوم جس وقت سامیوں کے بت خانے میں داخل ہوا اس وقت میں بھی اس کے ساتھ تھا اور اب جب یہ مصریوں کے اس بت خانے میں آ گئے ہیں تب بھی میں ان کے ساتھ ہوں۔ اب یہ واپس اپنے پڑاؤ میں جائیں گے اس لیے اب میں تم سے وہ بات کہنا چاہتا ہوں جس میں میرے لیے خوشی اور اطمینان ہے۔

وہ بات یہ ہے کہ یہاں سے واپس جا کر تم موسیٰؑ سے یہ مطالبہ کرو کہ ہمیں بھی ایسا ہی بت خانے جیسا ایک بچھڑا سونے کا بنا کر دو جس کی بنی اسرائیلی پوجا کریں۔"

"اور سنو۔ اگر تم ایسا کرانے میں کامیاب ہو گئے تو یہ میری خوشی اور دلجمعی کا باعث ہوگا۔ بس یہی بات میں تم سے کہنا چاہتا تھا۔ اب تم میری اس خواہش کی تکمیل میں لگ جاؤ۔ میں اب یہاں سے رخصت ہوتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی عزازیل وہاں سے چلا گیا۔

اس موقع پر سامری نے اپنے سینے پر بایاں ہاتھ جماتے ہوئے سر کو کسی قدر خم کرتے ہوئے کہا: "اے آقا تیری خاطر میں یہ کام سرانجام دوں گا۔"

پھر وہ وہاں سے ہٹ کر بت خانے میں ایک بلند جگہ پر آ کھڑا ہوا اور ہاتھ لہرا لہرا کر بنی اسرائیل سے خطاب کرنے لگا: "اے گروہ بنی اسرائیل! میں تم سے ہی تمہارا بھائی سامری ہوں۔ میں تمہاری بہتری اور خوشحالی کا خواہش مند ہوں۔ اے بنی اسرائیل! تم نے مصریوں کا یہ قدیم بت خانہ اور اس کے اندر اس سنہری بچھڑے اور اس کی پوجا کے طریقۂ کار کو بھی دیکھا ہے۔ کیا تم لوگ اپنے لیے ان چیزوں کو بھلا اور باعث کشش نہیں پاتے۔"

"اے بنی اسرائیل! کیوں نہ ہم بھی واپس جا کر موسیٰؑ سے التماس کریں کہ وہ سونا جو ہم مصر سے اپنے ساتھ لائے ہیں اس سے ہمیں بھی ایسا ہی ایک سنہری بچھڑا ڈھال دے تاکہ ہم بھی ان مصریوں کی طرح اس کی پرستش کریں۔ اور اے بنی اسرائیل! یقیناً اس بچھڑے کی پرستش ہمارے لیے خوشحالی و مال و دولت کی فراوانی کا باعث ہوگی۔"

بنی اسرائیل کو سامری کی یہ باتیں بھا گئیں کیونکہ جواب میں وہ ہاتھ لہرا لہرا کر اور بلند آوازوں میں اس کی تائید کرنے لگے تھے۔

سامری نے بنی اسرائیل کے اس جوش و خروش کو سود مند جانا اور بنی اسرائیل کے اس گروہ کو لے کر موسیٰؑ کی جانب روانہ ہو گیا۔

○

پڑاؤ میں واپس آ کر یہ گروہ موسیٰؑ کے پاس آیا اور انہیں مخاطب کر کے کہا: "اے موسیٰؑ! ہم ابھی مصریوں کے بت خانے سے ہو کر آرہے ہیں۔ وہاں سنہری بچھڑے کی پرستش کی جاتی ہے۔ اس بت خانے کا ماحول اور اس سنہری بچھڑے کی پوجا پاٹ کے طریقے ہمیں اچھے لگے ہیں۔

اے موسیٰؑ! ہماری گزارش ہے کہ ہمارے لیے بھی آپ ایک ایسا ہی سنہری بچھڑا بنا دیں جو ہمارا معبود کہلائے۔ اور ان مصریوں کی طرح ہم بھی اس کی پرستش کریں۔"

اسرائیلیوں کی اس گفتگو پر موسیٰؑ بے حد خفا ہوئے۔ انہوں نے ان کو عار دلائی۔ ملامت کی اور پھر ڈانٹنے کے انداز میں کہا:

"اے بنی اسرائیل! بد بخت گروہ! تم نے خدائے واحد کی پرستش چھوڑ کر بت پرستی کا ارادہ کر لیا ہے اور

خدا کی تمام نعمتوں کو فراموش کر بیٹھے ہو جن کا مشاہدہ تم کر چکے ہو۔

اے بنی اسرائیل! تم لوگ گزشتہ ساڑھے چار سو برس سے مصر کے جابر و قاہر بادشاہوں اور مصری قوم کے ہاتھوں میں غلام اور مظلوم چلے آ رہے تھے اور اب تک تم ان کی غلامی میں سخت سے سخت مصائب اور مظالم کا شکار ہوتے رہے ہو لیکن خداوند کریم کو تم پر رحم آیا اور اس نے مجھے نبی بنا کر تم میں مبعوث کیا۔ میں تمہیں ہدایت کی پیروی اور مظلوم قوم کی آزادی کا پیغام سنانے آیا ہوں۔

اے بنی اسرائیل! تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ فرعونی طاقت اپنے تمام مادی اسباب کے ساتھ حق کا مقابلہ کرتی رہی مگر ہر مرتبہ اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اور آخر کار حق کی ہی سربلندی کے لیے خدا نے تمہاری نجات اور آزادی کے لیے سمندر میں معجزانہ طور پر راستے بنا دیے جن سے ہوتے ہوئے تم خیر و عافیت کے ساتھ اس سرزمین میں داخل ہوئے۔

پھر یہ بھی تمہارے لیے ایک معجزہ ہوا کہ جن راستوں سے تم نے سمندر عبور کیا وہیں میرے رب نے فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کر کے رکھ دیا۔

اے بنی اسرائیل! اگر تم سوچو تو یہ سب معجزے صرف اس لیے ہیں کہ تم اللہ ہی کو اپنا واحد معبود جانو اور کسی اور کو اس کی صفات میں، ذات میں، حقوق اور اختیارات میں شریک نہ ٹھہراؤ۔ یاد رکھو اگر تم میں سے کسی نے بھی اس خدائے واحد کی عبادت چھوڑ کر کسی اور کو اپنا معبود بنانے کی کوشش کی یا کسی کو اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا تو پھر سن رکھو میں تم لوگوں کے خلاف جہاد کروں گا۔"

موسیٰ کے جواب پر سامری اور بنی اسرائیل کے دیگر لوگوں کو مایوسی ہوئی اور وہ سب وہاں سے ہٹ کر اپنے خیموں میں چلے گئے۔

○

یوناف اور یوام نے چند روز تک حمص شہر کی ایک سرائے میں قیام کیا۔ اس دوران انہوں نے سارا شہر اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں کو گھوم پھر کر دیکھا۔ پھر انہوں نے وہاں سے روانگی کا ارادہ کر لیا۔

کوچ کرنے کے ارادے سے جب وہ سرائے کے اصطبل میں آئے تو انہوں نے دیکھا کہ اصطبل میں کام کرنے والے لڑکے نے ان کے گھوڑوں پر زینیں کس دی تھیں اور ان کے بستر، خورجینیں اور دیگر ضروری سامان اور کھانے پینے کی اشیاء بھی گھوڑوں کی زینوں کے ساتھ باندھ دی تھیں۔

یوناف نے آگے بڑھ کر باری باری دونوں گھوڑوں کے تنگ میں انگلی ڈال کر زین کے کسے جانے کا اندازہ

لگایا پھر مسکراتے ہوئے لڑکے سے کہا:

"تم نے ہم دونوں کے گھوڑوں پر بڑی محنت اور شوق سے زینیں کسی ہیں۔"

اس نے چند سنہری سکے نکالے اور لڑکے کی ہتھیلی پر رکھتے ہوئے کہا:

"یہ تمہاری محنت، جانفشانی اور خلوص کا انعام ہے۔"

لڑکے نے سکے لے کر سنبھال لیے۔ پھر اس نے بڑے اشتیاق سے پوچھا:

"اب آپ دونوں کی منزل کیا ہو گی؟"

یوناف نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا:

"اے میرے عزیز! منزل تو ہماری مصر میں دریائے نیل کے کنارے ممفس شہر ہے لیکن ہم پہلے یہاں سے شہر کی طرف جائیں گے اور وہاں سے بحری جہاز کے ذریعے مصر کا رخ کریں گے اور اے میرے عزیز! اب یہاں سے ہم انطاکیہ جائیں گے۔ وہاں چند روز قیام کرنے کے بعد جبل غاروس سے بچتے بچاتے آگے بڑھتے ہوئے صدانہ اور آزین شہروں سے ہو کر ازمیر اور پھر ٹار شہر کو نکل جائیں گے۔"

یوناف کی بات سن کر لڑکے کے چہرے پر فکر و پریشانی کے آثار نمودار ہو گئے۔ پھر اس نے ہمدردی میں ڈوبی آواز میں کہا:

"یہاں سے انطاکیہ کا سفر تو انتہائی دشوار اور پُرخطر ہے۔ اکا دکا کوئی بھی شخص اس شاہراہ پر سفر نہیں کرتا اور جو کوئی ایسا کرے راستے میں ہی کوہستانی لوگ اسے لوٹ کر قتل کر دیتے ہیں۔ اس بنا پر میں یہ کہوں گا کہ آپ کیلئے اکیلے انطاکیہ کا سفر کرنا پُرخطر ہے۔

اسی سرائے میں انطاکیہ کا ایک تاجر ٹھہرا ہوا ہے جس کے ساتھ اس کے آٹھ ملازم اور یہاں سے اور دیگر شہروں سے خریدا ہوا کافی سامان بھی ہے۔ وہ اس انتظار میں ہے کہ یہاں سے انطاکیہ کی طرف کوئی تجارتی کارواں جانے والا ہو تو وہ اس کے ساتھ جائے گا۔ اپنے ساتھ آٹھ ملازم ہونے کے باوجود وہ سفر نہیں کر رہا صرف اس لیے کہ راستے میں وہ اپنے مال و جان سے محروم کر دیا جائے گا۔ اس بنا پر میں آپ کو مخلصانہ مشورہ دوں گا کہ آپ دونوں ابھی انطاکیہ کی طرف روانہ نہ ہوں بلکہ یہاں رک کر انتظار کریں اور جب کوئی تجارتی کارواں انطاکیہ کے لیے روانہ ہو تو آپ بھی اس کے ساتھ ہو لیں۔"

یوناف مسکرایا۔ پھر اس لڑکے کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے اس نے پوچھا:

"کیا تم مجھے اس تاجر سے ملوا سکتے ہو؟"

لڑکے نے بشاشت سے جواب دیا:

"ہاں ہاں۔ آپ میرے ساتھ آئیے۔"

یوناف اور یوام دونوں اس کے ساتھ ہو لیے۔

لڑکا ان دونوں کو اصطبل سے نکال کر مرائے کے اندرونی حصے کی طرف لے گیا اور وہاں اس نے ایک کمرے کے دروازے پر دستک دی۔

تھوڑی دیر بعد ڈھلتی ہوئی عمر کے ایک آدمی نے دروازہ کھولا اور ان تینوں کو دیکھ کر حیرت بھری آواز میں پوچھا:

"کیا آپ لوگوں کو مجھ سے کوئی کام ہے۔"

لڑکا جلدی سے بولا:

"یہ دونوں میاں بیوی ہیں۔ ان کے نام یوناف اور یوام ہیں۔ یہ انطاکیہ جانا چاہتے ہیں اور اسی بارے میں آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"

ادھیڑ عمر آدمی نے کہا:

"میرا نام مریان ہے۔ آپ اندر آ جائیے۔ اندر بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔"

یوناف نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے لڑکے سے کہا:

"اب تم جاؤ۔"

لڑکا وہاں سے چلا گیا۔ یوناف اور یوام اندر جا کر ایک نشست پر بیٹھ گئے۔ مریان بھی دروازہ بند کر کے ان کے سامنے آ بیٹھا۔

یوناف نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"میں اپنی بیوی کے ساتھ یہاں سے انطاکیہ کی طرف کوچ کرنے والا تھا کہ اس لڑکے نے مجھے تنبیہ کی کہ ہم دونوں کو یوں تنہا انطاکیہ کی طرف سفر نہیں کرنا چاہیے کیونکہ راستے میں کوہستانی لوگ مسافروں کو جان اور مال دونوں سے ہی محروم کر دیتے ہیں۔

اس نے مجھے آپ کے متعلق بتایا کہ آپ تاجر ہیں اور اس انتظار میں ہیں کہ کب کوئی کارواں انطاکیہ جانے کو تیار ہو اور آپ اس کے ساتھ ہو لیں۔

میں آپ سے یہ کہنے آیا ہوں کہ کیا ہم دونوں میاں بیوی اور آپ اکٹھے مل کر انطاکیہ کی طرف سفر نہیں کر سکتے؟"

جواب میں تاجر مریان نے کہا۔ اس کی آواز میں خوف اور خدشات تھے:

"اے جوان! شاید اس سے پہلے تو نے کبھی حمص سے انطاکیہ کی طرف سفر نہیں کیا۔ ورنہ مجھ سے ایسی بات نہ کہتا۔ اس لیے کہ میرے ساتھ آٹھ ملازم ہیں۔ نواں میں ہوں۔ تم دونوں میاں بیوی کو ملا کر تعداد گیارہ

ہو جائے گی جبکہ انطاکیہ جانے والی شاہراہ پر جب کوہستانی راہزن حملہ آور ہوتے ہیں تو پہاڑوں کے اندر سے بھوکے درندوں کی طرح نکل کر انسانی خون اچھال لیتے ہیں۔ یہ تعداد میں کچھ زیادہ نہیں ہوتے لیکن چونکہ کوہستانی راستوں اور دروں سے خوب واقف ہیں لہٰذا اکا دکا مسافروں یا چھوٹے گروہ پر حملہ آور ہو کر اور لوٹ مار کے علاوہ قتل و غارت کر کے ان پہاڑی دروں میں یوں غائب ہو جاتے ہیں جیسے کوئی وجود ہی نہ رکھتے ہوں۔ بڑے کارواں پر حملے میں انہیں خدشہ ہوتا ہے کہ ان کے اپنے ساتھی ہی قتل نہ ہو جائیں۔ بلکہ یہ خدشہ بھی انہیں ہوتا ہے کہ اگر ان کا کوئی آدمی تجارتی کارواں والوں کے ہاتھ لگ گیا تو وہ اس سے ان کے اصل ٹھکانوں سے متعلق بھی پوچھ لیں گے۔

اس لیے وہ چھوٹے چھوٹے قافلوں اور اکا دکا سفر کرنے والوں پر ہی حملہ آور ہوتے ہیں اور ان کا مال و اسباب لوٹ کر انہیں قتل کر دیتے ہیں۔

اے جوان! ہم گیارہ نفوس تو ان کے لیے لقمۂ تر ثابت ہوں گے پھر تمہارے ساتھ تو تمہاری جوان اور حسین بیوی بھی ہے۔ ہو سکتا ہے قزاق تمہیں قتل کر کے اسے اٹھا لے جائیں لہٰذا میں تمہیں مخلصانہ مشورہ دوں گا کہ کبھی بھی انطاکیہ کی طرف اکیلے سفر نہ کرنا۔ بہتر ہے تم اسی سرائے میں انتظار کرو اور جب کوئی کارواں جانے لگا تو میں تم دونوں کو مطلع کر دوں گا۔ پھر تم ہمارے ساتھ ہی انطاکیہ چلنا۔"

یوناف نے مریان کی طرف گہری نگاہوں سے دیکھا اور کہا:

"اگر میں تم پر یہ انکشاف کروں کہ میں کچھ مافوق الفطرت قوتوں کا مالک ہوں اور بحفاظت تمہیں اور تمہارے ملازموں کو مال و اسباب سمیت انطاکیہ لیجا سکتا ہوں تب بھی کیا تم میرے ساتھ سفر پر آمادہ نہ ہو گے؟"

مریان نے فیصلہ کن انداز میں کہا:

"اگر تم یہاں میرے کمرے میں بھی اپنی مرئی قوتوں کا مظاہرہ کر دو تب بھی میں کسی تجارتی کارواں کے بغیر انطاکیہ کا رخ نہ کروں گا۔ اس لیے کہ تجارتی مال کی صورت میں میرے پاس میری زندگی کا سرمایہ اور میری زیست کی پونجی ہے۔ میں اس سے محروم نہیں ہونا چاہتا۔ اگر تم دونوں فوق البشر قوتوں کے مالک ہو اور اکیلے ہی انطاکیہ جانا چاہتے ہو تو جاؤ۔ میں تمہارے ساتھ نہ جا سکوں گا۔ میں کسی تجارتی کارواں کے ساتھ ہی جاؤں گا۔"

مریان کے اس جواب پر یوناف نے کچھ بھی نہ کہا۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور یوام کے ساتھ انطاکیہ کی طرف تنہا سفر کرنے کے ارادے سے تاجر مریان کے کمرے سے نکل گیا!

○

سرائے میں تاجر مریان کے کمرے سے نکل کر یوناف اور یوام تیزی کے ساتھ اصطبل میں آئے۔ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور تیزی سے انطاکیہ جانے کے لیے سرائے سے کوچ کر گئے۔

ایک روز شام ہونے سے ذرا دیر قبل یوناف اور یوام حمص اور انطاکیہ کے درمیان ایک کوہستانی سلسلے میں سفر کر رہے تھے کہ یوناف چونک پڑا۔ کیونکہ اس نے اپنے سامنے بلندی سے کچھ پتھر لڑھک کر شاہراہ پر گرتے دیکھے تھے۔ یوام نے بھی یہ منظر دیکھا اور اس کے چہرے پر پریشانیاں اور تفکرات نے ہجوم کر لیا۔

یوام اپنے خدشات کے متعلق یوناف سے کچھ کہنے کے لیے اپنے حسین لب کھولنا ہی چاہتی تھی کہ رک گئی۔ اس لیے کہ آٹھ سے قریب مسلح جوان کوہستانی سلسلے کی بلندیوں سے بھاگتے ہوئے نیچے آئے اور ان کا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔

اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن لمس دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی مترنم اور کھنکتی ہوئی آواز یوناف کے کانوں میں پڑی:

"یوناف! یوناف! اے میرے حبیب! اگر تم کہو تو ان راستہ روکنے والوں کی طرف لپکوں اور انہیں راستے سے ہٹا دوں۔"

یوناف نے کہا:

"اے ابلیکا میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے حرکت میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں خود ہی ان لٹیروں سے

نمٹ لیتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی تلوار بے نیام کر لی اور اپنے گھوڑے کو آگے بڑھا کر ان کے قریب ہوتے ہوئے اس نے پوچھا:

"تم لوگ کون ہو اور کیوں ہماری راہ روکے کھڑے ہو؟"

مسلح جوانوں میں سے ایک نے جواب دیا:

"ہمیں حیرت ہے کہ تم نے ایک حسین لڑکی کے ساتھ انطاکیہ جانے والی شاہراہ پر یوں اکیلے اور تنہا سفر کرنے کی جسارت کیسے کر لی۔ یوں لگتا ہے تم ان سرزمینوں سے واقفیت نہیں رکھتے۔ جہاں تک تمہاری راہ روکنے کا تعلق ہے تو ہم تمہاری نقدی اور جان دونوں کے ہی طلب گار ہیں۔ تاہم تمہاری یہ ساتھی لڑکی محفوظ رہے گی اور اسے ہم اپنے ساتھ لے جائیں گے۔"

اس جوان کی بات پر یوناف کی حالت ایسی ہو گئی جیسے رقص کرتے ہوئے بے شمار تمتماتی موجوں اور گرداب کا ایک نہ ختم ہونے والا تلاطم سینے کے دہکتے داغوں کا ایک ہجوم ہو۔

کچھ دیر بعد اس نے اپنی اس کیفیت پر قابو پا کر کہا:

"اے گناہوں کے پرستارو! میری راہ سے نکل جاؤ ورنہ یاد رکھو میں تمہارے ظلم و جبر کی پیاس تمہارے ہی خون سے بجھاتا ہوا نکل جاؤں گا اور تمہاری حالت ہواؤں میں رقص کرتی نالہ و فریاد کی کیفیت جیسی کر کے رکھ دوں گا۔ ابھی وقت ہے میری راہ سے ہٹ جاؤ اور جدھر سے آئے ہو ادھر ہی کو لوٹ جاؤ۔ ورنہ تم دیکھو گے کہ میں تم سب کی حالت بے رونق بستیوں اور مردہ مایوسی جیسی کر دوں گا۔"

اس جوان نے پھر کہا:

"اے اجنبی! ایسی گفتگو ہم پہلے بھی کئی مسافروں سے سن چکے ہیں اور جو اپنے آپ کو اس شاہراہ پر بے بس محسوس کرتا ہے یہی دیکھ لیتا ہے کہ موت اس کے سر پر رقص کر رہی ہے اور پھر وہ اسی قسم کی بات چیت کرتا ہے جیسی تو نے کی ہے۔"

یوناف نے اس بار انتہائی غصے کے عالم میں اپنی تلوار ان کی طرف لہراتے ہوئے کہا:

"تم میں سے جو میرے ہاتھوں پہلے موت سے بغل گیر ہونا چاہتا ہے وہ آگے بڑھ کر مجھ پر پہلے حملہ آور ہو۔"

ان میں سے دو جوان آگے بڑھے اور ان میں سے ایک طنز سے بولا:

"ہم دونوں ہی تم دونوں کے لیے کافی ہیں۔ ہمارے باقی چھ ساتھی اس شاہراہ پر تم دونوں کی

بے بسی اور لاچارگی کا تماشہ دیکھیں گے۔

ابھی وہ دونوں مسلح جوان اپنی سوچوں میں غرق تھے کہ یوناف راتوں کے غیبی شعلوں اور سرخ ریت کے غیر آباد و بے آب و گیاہ صحرا کی طرح ان پر یوں حملہ آور ہوا کہ اپنی پہلی ہی جھپٹ میں اس نے ان دونوں جوانوں کی گردنیں کاٹ دیں۔ فضا میں ایک بار ان دونوں کی چیخیں بلند ہوئیں پھر ان سنگلاخوں کے اندر گہری خاموشی طاری ہوگئی۔

باقی چھ نے جب اپنے دو ساتھیوں کا یہ انجام دیکھا تو غصے اور انتقام کی آگ میں جلتے ہوئے وہ یوناف کی طرف بڑھے۔ یوناف نے بھی اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور ان پر حملہ آور ہوا۔ دوبارہ وہ ان پر اس طرح جھپٹا کہ اس نے پھر پہلے ہی ہلے میں ان میں سے دو اور کی گردنیں اڑا دیں۔ اب وہ باقی چاروں پر یوں حملہ آور ہوا جیسے بھیڑیا بھیڑوں کے ریوڑ میں یا شاہین کبوتروں کے غول میں گھس جاتا ہے۔

وہ چاروں زیادہ دیر تک یوناف کے سامنے نہ جم سکے اور اس نے ان چاروں کو بھی کاٹ کے رکھ دیا۔

پھر اس نے تلوار نیام میں کر لی اور حسین یوام سے کہا:

"یوام! یوام! آؤ اپنی منزل کی طرف چلیں۔ انہوں نے جس جوش و خروش اور جذبہ سے ہماری راہ روکی تھی اس کے مطابق یہ بہت کم وقت میرے سامنے ٹھہر سکے۔"

یوام گہری مسکراہٹ اور تشکر آمیز نگاہوں سے اسے دیکھتی ہوئی اس کے قریب آئی اور پیار سے اس کا شانہ تھپک کر بولی:

"دنیا کے اندر میرے خیال میں کوئی ایسا جوان نہیں جو طاقت اور قوت میں آپ کا مقابلہ کر سکے۔"

یوناف کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

پھر دونوں میاں بیوی اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر انطاکیہ کی طرف جانے والی شاہراہ پر سرپٹ دوڑاتے ہوئے روانہ ہوگئے۔

○

مفقہ میں چند روز قیام کرنے کے بعد موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لے کر آگے بڑھے۔ اور شور کے بیابانوں میں داخل ہوئے۔

تین دن تک ان ویرانوں میں سفر جاری رہا۔ اس دوران انہیں کہیں بھی راستے میں پینے کا پانی میسر

نہ ہوا۔ یہاں تک کہ وہ مارا نام کے شہر میں آئے۔

یوں موسیٰؑ کی ہدایت پر بنی اسرائیل نے آرام کی غرض سے پڑاؤ کیا کیونکہ بنی اسرائیل کو راستے میں پینے کے لیے میٹھا پانی نہ ملا تھا اور امید تھی کہ یہاں چند روز قیام کرنے کے دوران انہیں کم از کم پینے کے لیے میٹھا پانی تو ملے گا۔

لیکن بنی اسرائیل کو یہاں بھی مایوسی ہوئی اس لیے کہ مارا شہر اور اس کے گرد و نواح کا پانی کھارا اور کڑوا تھا جب بنی اسرائیل کو اس کا علم ہوا تو وہ موسیٰؑ کے گرد جمع ہو گئے اور ان سے غصے اور خفگی کا اظہار کرتے ہوئے وہ سب کہنے لگے:

"اب ہم یہاں کیا پئیں گے۔ ہم اور ہمارے بچے پیاسے مر جائیں گے۔"

بنی اسرائیل بڑبڑاتے ہوئے طرح طرح کے سخت الفاظ استعمال کرنے لگے۔ یہ صورت حال دیکھ کر موسیٰؑ نے رب تعالیٰ کے حضور بہتری کی دعا کی۔

تب جبرائیلؑ وحی لے کر نازل ہوئے اور موسیٰؑ کو ایک پیڑ دکھایا۔ ساتھ ہی ہدایت کی گئی کہ:

"اگر اس پیڑ کا کوئی حصہ پانی میں ڈالا جائے گا تو کھارا پانی میٹھا ہو جائے گا۔"

پس وحی کے مطابق عمل کیا گیا تو کڑوا پانی میٹھا ہو گیا اور یہاں کچھ روز اور بنی اسرائیل نے امن و سکون سے گزار دیے۔

یہیں پر موسیٰؑ کو بنی اسرائیل کے لیے خداوند تعالیٰ نے اپنے احکام کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لیے آئین اور شریعت عطا کی۔

بنی اسرائیل کو خداوند کریم کی طرف سے یہ حکم دیا گیا کہ اگر وہ خدا کی اطاعت کریں گے اور وہی کام کریں گے جو اس کی نظر میں بھلے ہوں تو وہ بنی اسرائیل کو ان بیماریوں اور عذابات سے محفوظ رکھے گا جو مصریوں پر نازل کیے گئے تھے۔

مارا میں کچھ دن قیام کرنے کے بعد موسیٰؑ و ہارونؑ کی راہنمائی میں بنی اسرائیل نے آگے کی طرف کوچ کیا حتیٰ کہ وہ ایلیم کے مقام پر آ پہنچے۔ یہاں پانی کے چشمے اور کھجوروں کے باغات تھے۔ سو بنی اسرائیل نے یہیں پر پڑاؤ کر لیا۔

○

ییلیم ایلیم کے مقام پر بنی اسرائیل ایک بار پھر موسیٰؑ و ہارونؑ کے ساتھ خفگی و ناراضگی کا اظہار کرنے لگے اور طرح طرح کی باتیں سناتے ہوئے بڑبڑانے لگے کہ :

"کاش ! ہم اپنے خداوند کے ہاتھوں مصر ہی میں مار دیے جاتے اس لیے کہ وہاں مصر میں ہم گوشت کی ہانڈیوں کے پاس بیٹھ کر جی بھر کر کھانا کھایا کرتے تھے اور اے موسیٰؑ ! تم ہم سب کو اس بیابان میں کیا اس لیے لائے ہو کہ ہمارے بنی اسرائیل کو بھوکوں مار کر ختم کر دو۔ یہاں پانی تو ضرور ہے پر یہ جو کھجوروں کے باغات ہیں ان پر ابھی کھجوریں آنے کا موسم نہیں ہے اور ہمارے پاس اب کھانے کو بھی کچھ نہیں رہا سو ان ویرانوں کے اندر ہم صرف پانی پر گزارا کر کے کیسے اور کیونکر زندہ رہ سکیں گے"۔

بنی اسرائیل کی اس خفگی اور ناراضگی کے جواب میں خداوند کریم کی طرف سے وحی نازل ہوئی۔ تب موسیٰؑ نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا :

"اے بنی اسرائیل ! آج شام تم جان لو گے کہ میرا رب جو تمہیں مصر سے نکال لایا ہے وہی ساری کائنات کا مالک ہے اور تم خدا کا جلال دیکھو گے کہ تم جو خدا پر بڑبڑاتے ہو تو وہ تمہارے اس رازداری کے ساتھ بڑبڑانے کو بھی سنتا ہے۔ اور ہم میں سے کون ہے جس پر تم ناراض ہوتے ہو۔ اگر تم ایسا کرتے ہو تو یہ تم خدا ہی کے خلاف کرتے ہو اس لیے کہ میں تو اپنے رب کے احکام کا اتباع کرتے ہوئے تمہیں مصر سے نکال لایا ہوں۔

اور سنو بنی اسرائیل ! میرا خدا جو خالق و وحدہٗ لاشریک ہے شام کو تمہیں کھانے کو گوشت اور صبح کو پیٹ بھر روٹی دے گا۔ پس یہ کھانا جو تمہیں خدا کی طرف سے مہیا کیا جائے گا اس کا نام من و سلویٰ ہو گا اور یہ ان بیابانوں کے اندر ہم سب پر خدا کی بہت بڑی نعمت اور عنایت ہو گی کہ ان صحراؤں کے اندر جہاں کھانے کو کچھ بھی نہیں مولا کریم ہمارے لیے ایسی خوراک نازل فرمائے جو بڑے سے بڑے امیر کو بھی میسر نہیں ہے"۔

پس جب شام ہوئی تو بنی اسرائیل نے دیکھا کہ ان کی خیمہ گاہ کے آس پاس اس قدر بٹیر جمع ہو گئے ہیں کہ انہوں نے جیسے پورے پڑاؤ کو ڈھانپ لیا تھا۔

بنی اسرائیل نے موسیٰؑ کے کہنے پر ان بٹیروں کو پکڑ لیا تاکہ انہیں ذبح کر کے اور بھون کر ان کا گوشت اپنے کام میں لائیں۔ اور اگلی صبح جب بنی اسرائیل اس دشت میں سو کر اٹھے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے پڑاؤ کے اطراف میں دھنیے کے دانے کی مانند کوئی شے بکھری ہوئی ہے۔

بنی اسرائیل چونکہ اس شے کو پہلے نہ جانتے تھے لہٰذا اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہ پکار اٹھے :

"یہی من ہے"۔

تب موسیٰؑ و ہارونؑ نے ان سے مخاطب ہو کر کہا :

"یہی تمہاری روٹی کا سامان ہے جس کا وعدہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا تھا سو خداوند کریم کا حکم ہے کہ تم اس من و سلویٰ کو اپنے اپنے کھانے اور اپنے اپنے گھر کے افراد کے مطابق جمع کر لیا کرو اور کوئی بھی اپنی ضرورت سے زیادہ جمع نہ کرے اور اگر کسی نے ایسا کیا تو جو اپنی ضرورت سے زیادہ جمع کرے گا اس میں کیڑے پڑ جائیں گے اور وہ سڑ گل جائیں گے"۔

ساتھ ہی ان کو یہ حکم بھی دیا گیا کہ :

"تم یونہی ہر روز اپنے لیے من و سلویٰ جمع کر لیا کرو لیکن جمعہ کے روز اپنے لیے دو دن کی خوراک کے طور پر جمع کیا کرو تاکہ ہفتہ کا دن تمہارے لیے مقدس اور آرام کا "سبت" دن کہلائے"۔

پس ان بیابانوں کے اندر بنی اسرائیل من و سلویٰ کی صورت میں خداوند کریم کی نعمتوں سے مستفید ہونے لگے۔

پھر ایلیم سے انہوں نے کوچ کیا اور دشتِ سینا کی طرف رفیدیم کے مقام پر جا پڑاؤ کیا۔

یہ سرزمین ایسی تھی کہ دور دور تک پینے کو پانی نہ تھا اور اسی بنا پر ایک مرتبہ پھر بنی اسرائیل کا موسیٰؑ و ہارونؑ سے جھگڑا ہوا کہ من و سلویٰ کی صورت میں ہمارے کھانے کا بندوبست تو ہو چکا لیکن اس دشت میں ہم پینے کا پانی کہاں سے لائیں گے۔

پھر وہ یہ بھی کہنے لگے کہ :

"اے موسیٰؑ ! تو ہمیں کیوں مصر سے نکال لایا کہ وہاں ہم اپنی مرضی سے کھاتے پیتے تھے"۔

اس پر موسیٰؑ نے پھر اپنے رب کے حضور فریاد کی اور جواب میں وحی کے ذریعے ان کو بتایا گیا کہ :

"کچھ آگے جا کر حورب نام کی چٹان پر اپنا عصا مارو۔ وہاں اس چٹان سے معجزانہ طور پر پانی کے بارہ چشمے جاری ہوں گے۔ پھر بنی اسرائیل ان بارہ چشموں کو آپس میں تقسیم کر لیں اور ہر قبیلہ اپنے اپنے چشمے کے پانی سے فائدہ اٹھائے"۔

پس من و سلویٰ کے ساتھ ساتھ اب بنی اسرائیل ان ریگزاروں میں پانی کی صورت میں خدا کی تیسری نعمت سے فوائد حاصل کرنے لگے۔

کھانے پینے کی ضروریات کی فراہمی سے بنی اسرائیل کو اطمینان ہو گیا تو انہوں نے موسیٰؑ سے ایک اور مطالبہ کر دیا کہ :

"دشت میں گرمی کی شدت عروج پر ہے اور یہاں کوئی سایہ دار درخت ہی نہیں ہے اور نہ ہی یہاں مصر کی طرح مکانوں کی سہولت و راحت میسر ہے اور اے موسیٰؑ ! ایسا نہ ہو کہ یہ تپش اور گرمی کہیں ہم سب کی زندگیوں کا خاتمہ کر دے"۔

بنی اسرائیل کے اس مطالبے کے جواب میں موسیٰؑ نے انہیں تسلی و تشفی دی اور اپنے خدائے بزرگ کے حضور عرض کی:

"اے میرے اللہ! جب تو نے بنی اسرائیل پر اپنے اتنے بڑے بڑے انعامات اور فضل و کرم کی بارش کی ہے تو اے میرے رب! تو دھوپ کی شدت سے بھی ان کو نجات عطا فرما۔"

موسیٰؑ کی دعا قبول ہوئی۔

آسمان سے بادلوں کے پرے کے پرے نمودار ہوئے اور انہوں نے بنی اسرائیل پر سایہ کر دیا۔

اب بنی اسرائیل دشتِ سینا میں جہاں بھی جاتے یہ بادل ان پر سایہ کیے رہتے۔ یوں ان کو من و سلویٰ کے علاوہ بارہ چشموں اور بادلوں کا سایہ بھی فراہم کر دیا گیا۔

○

رفیدیم کے مقام پر جہاں خداوند تعالیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل کو میٹھے پانی کے بارہ چشمے عنایت ہوئے تھے ان کے قریب ہی قوم عمالیق آباد تھی۔ انہوں نے جب دیکھا کہ ان کے قریب دشت کے اندر میٹھے پانی کے بارہ چشمے جاری ہو گئے ہیں جن کے ارد گرد بنی اسرائیل مصر سے آ کر آباد ہو گئے ہیں تو انہوں نے ان کے خلاف جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا۔

موسیٰؑ کو جب عمالیقیوں کے ان ارادوں کی خبر ہوئی تو ان کا مقابلہ کرنے کے لیے آپ بھی بنی اسرائیل کے جوانوں پر مشتمل ایک لشکر تیار کرنے لگے۔ اس لشکر کا سردار انہوں نے اپنے ساتھی اور خلیفہ یوشع بن نون کو بنا دیا۔

بنی اسرائیل کو چونکہ اس سے پہلے کبھی جنگ میں حصہ لینے کا موقع نہ ملا تھا اور وہ مصر میں غلامانہ زندگی بسر کرتے رہے تھے لہٰذا وہ خوف محسوس کرنے لگے۔

خداوند کریم کی طرف سے موسیٰؑ کو وحی ہوئی اور بنی اسرائیل کی ڈھارس کے لیے کہا گیا:

"اے بنی اسرائیل! تم بلا خوف و خطر عمالیقیوں کے خلاف جنگ کرو کہ یہ تمہارے رب کا حکم ہے اور تمہاری تسلی کے لیے میرے رب نے یہ معاملہ طے کیا ہے کہ میدانِ جنگ میں قریب ہی کے ایک پہاڑ پر میں اپنا عصا بلند کر کے کھڑا رہوں گا اور سن رکھو کہ جب تک عصا فضا میں بلند رہے گا میرے رب کی نصرت ہمارے ساتھ رہے گی۔"

"اے بنی اسرائیل! عمالیقیوں پر تم ہی غالب اور فتح مند ہو گے۔"

موسیٰؑ کی یہ باتیں سن کر بنی اسرائیل عمالیقیوں کے خلاف جنگ کرنے کے لیے آمادہ ہو گئے۔

جب بنی اسرائیل اور عمالیقی جنگجو رزم گاہ میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے صف آرا ہوئے تو موسیٰؑ، ہارونؑ اور ایک سردار حور پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے۔ جب وہاں موسیٰؑ نے اپنا عصا فضا میں بلند کیا تو اسرائیلیوں نے عمالیقیوں پر حملہ کر دیا۔ عمالیقی ایک جفاکش اور جنگجو قوم تھی۔ لڑائی کے دوران جب تک عصا فضا میں بلند رہتا بنی اسرائیل ان پر غالب رہتے اور جب موسیٰؑ کا ہاتھ تھک جاتا اور عصا نیچے ہو جاتا تو عمالیقی بنی اسرائیل پر غالب ہوتے دکھائی دینے لگتے۔

ہارونؑ اور حور نے یہ کیا کہ موسیٰؑ کو ایک بلند پتھر پر بٹھا دیا تاکہ وہاں سے ان کے ہاتھ میں بلند عصا نیچے لڑتے ہوئے بنی اسرائیلیوں کو دکھائی دیتا رہے۔ پھر ان دونوں نے موسیٰؑ کے بازوؤں کو تھام لیا تاکہ عصا پکڑے ان کے ہاتھ تھک نہ جائیں۔

یوں جب وہ عصا لگاتار فضا میں بلند رہا اور بنی اسرائیل کو دکھائی دیتا رہا تو بنی اسرائیل نے عمالیقیوں کو اپنی تلواروں پر رکھ کر ان کا قتلِ عام کرتے ہوئے ان کو شکست دی اور بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔

اس طرح دشتِ سینا میں خداوند تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فتح مند کیا اور پانی کے بارہ چشمے ان کے قبضے میں رہے۔

اسی رفیدیم کے مقام پر موسیٰؑ کے خسر شعیبؑ ان سے ملنے آئے۔ موسیٰؑ نے بڑی گرمجوشی سے ان کا استقبال کیا اور پورے حالات تفصیل کے ساتھ انہیں سنائے کہ کس طرح خدا نے انہیں اور بنی اسرائیل کو فرعون اور اس کے مظالم سے نجات دلائی۔

بنی اسرائیل میں قیام کے دوران شعیبؑ نے دیکھا کہ لوگ عموماً اپنے جھگڑوں اور تنازعوں کے فیصلے کرانے کے لیے موسیٰؑ کے پاس جمع ہو جاتے تھے اور آپ دن بھر ان کے فیصلے کرنے میں مصروف رہا کرتے تھے۔

ایک روز موسیٰؑ جب اپنے دن بھر کے کاموں سے فارغ ہوئے تو شعیبؑ نے ان کو نصیحت کرنے کے انداز میں کہا:

"اے موسیٰؑ! یہ لوگ انصاف حاصل کرنے کے لیے صبح سے شام تک کیوں تمہارے پاس اس طرح جمع رہتے ہیں؟"

موسیٰؑ نے کہا:

"یہ میرے پاس اس لیے آتے ہیں کہ میں ان کے جھگڑوں اور تنازعات کا فیصلہ خدا کے احکامات اور اس کی شریعت کے مطابق کروں۔"

شعیبؑ نے مشورہ دیتے ہوئے ان سے کہا:

"اے موسیٰؑ! یہ طریقہ کار درست نہیں ہے بلکہ تو بنی اسرائیل میں سے کچھ ایسے لوگوں کو چن جو خدا ترس، سچے، رشوت دشمن اور خدا پر پکا اور بے عیب ایمان رکھنے والے ہوں۔ ان لوگوں کو ان کی علمی حیثیت کے مطابق ہزار ہزار، سو سو اور پچاس پچاس اور دس دس آدمیوں پر حاکم بنا دے کہ وہ ہر وقت اپنے ماتحت لوگوں میں خود انصاف کیا کریں اور چھوٹے چھوٹے مقدمات خود ہی نمٹا لیا کریں۔ ہاں کوئی بڑا مقدمہ یا مسئلہ ہو جو وہ اپنے لیے دقیق خیال کریں تو انصاف کے لیے تم تک آئیں۔ اس طرح تمہیں صبح سے لے کر شام تک بیٹھنا نہ پڑے گا اور نہ ہی ان ضرورت مندوں کو صبح سے شام تک تمہارا انتظار کرنے کی زحمت اٹھانا پڑے گی۔"

موسیٰؑ نے شعیبؑ کے اس مشورے اور نصیحت کو خوش دلی سے پسند کیا اور آئندہ کے لیے وہ اسی طریق کار پر عمل کرنے لگے۔

شعیبؑ چند روز قیام کے بعد مدین روانہ ہو گئے!

○

رفیدیم سے نکل کر آخر کار موسیٰؑ و ہارونؑ کی رہبری میں بنی اسرائیل دشتِ سینا میں داخل ہوئے اور عین کوہستانِ سینا کے نیچے انہوں نے ڈیرے ڈال دیے۔

ایک روز موسیٰؑ جب جبلِ سینا پہ آئے تو خداوند تعالیٰ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"اے موسیٰؑ! تو بنی اسرائیل کو بتا دے کہ تم لوگوں نے دیکھا کہ میں نے تمہیں کیسے مصر سے نکالا اور مصریوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ پس اب اگر وہ میرا اتباع کریں اور میرے عہد پہ چلیں تو وہ سب قوموں سے افضل ٹھہریں گے۔

پس اے موسیٰؑ! تو بنی اسرائیل کے ستر سرکردہ لوگوں کو میرے پاس لا کہ میں ان کی موجودگی میں ان سے ہم کلام ہوں تاکہ انہیں یقین آ جائے کہ جو کچھ بھی احکامات تم انہیں پہنچاتے ہو وہ وحی کے ذریعے میری طرف سے ملتے ہیں اور یہ بھی لوگوں سے عہد لیا جائے کہ آئندہ اس راستے پر چلیں جو نیکی اور اطاعت کا راستہ ہے۔ سو تو تین دن بعد ان ستر سرکردہ اسرائیلیوں کو جبلِ سینا کے نیچے کھڑا کر کہ وہ میرا جلال دیکھیں اور اس عہد کی پابندی کریں جو میں ان سے لوں گا۔"

سو تین دن بعد موسیٰؑ نے اپنے رب کے حکم کے مطابق بنی اسرائیل کے ستر سرکردہ آدمیوں کو کوہستانِ سینا

کے نیچے لا کھڑا کیا۔

ان ستر افراد میں ہارونؑ کے علاوہ قارون بھی شامل تھا۔

پس تیسرے روز صبح ہوتے ہی بادل گرجنے اور بجلی چمکنے لگی۔ اپنے ستر سرداروں کو نیچے کھڑا کر کے جب موسیٰؑ جبلِ سینا پر گئے تو وہاں کالی گھٹائیں چھا گئیں اور اس کے ساتھ ہی قہرناک ہولناک آوازیں بلند ہونے لگیں۔ ان آوازوں نے ان ستر سرداروں بلکہ کچھ فاصلے پہ پڑاؤ کیے ہوئے بنی اسرائیل کو بھی خوفزدہ کر دیا اور کوہستانِ سینا اوپر سے نیچے تک دھوئیں سے بھر گیا۔

پھر خداوند تعالیٰ نے کوہستانِ سینا کی چوٹی سے موسیٰؑ کو پکارا اور یہ آواز سب نے سنی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے موسیٰؑ کو مختلف امور پہ ہدایات دی گئیں۔ ان آوازوں کو بھی نیچے کھڑے بنی اسرائیل کے سردار سن رہے تھے۔

یہاں پر موسیٰؑ کو جو ہدایات دی گئیں وہ یہ تھیں کہ:

۱۔ خدا کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ مانا جائے۔
۲۔ عبادت کے لیے نہ کوئی صورت تراشی جائے اور نہ کسی چیز کی مورت بنائی جائے۔
۳۔ اپنے ماں باپ کی عزت کی جائے۔
۴۔ خون نہ بہایا جائے۔
۵۔ زنا نہ کیا جائے۔
۶۔ چوری نہ کی جائے۔
۷۔ جھوٹی گواہی نہ دی جائے۔
۸۔ پڑوسیوں کے گھر کا لالچ نہ کیا جائے۔

ان امور کے علاوہ جو مزید احکام دیے گئے وہ غلاموں کی خرید و فروخت، مرد و عورت کے تعلقات اور ناراست گوئی وغیرہ سے متعلق تھے۔

اس کے علاوہ خدا تعالیٰ نے موسیٰؑ کو یہ حکم بھی دیا کہ:

"واپس جاتے ہوئے تین چیزوں کا انتظام کرنا:

۱۔ قبلہ، عبادت وہی جو مقدس کہلائے اور اس کی طرف رخ کر کے بنی اسرائیل عبادت کریں۔
۲۔ تابوتِ شہادت
۳۔ خیموں اور ان چیزوں کی بناوٹ اور ان سے متعلق دوسری ہدایات!

جب وحی کے ذریعے توریت کے یہ حلال و حرمت کے احکامات جاری ہوئے اور اس کے علاوہ مقدس شمعدان اور تابوت شہادت کی تعمیر اور ساخت بھی موسیٰؑ کو سمجھا دی گئی تب موسیٰؑ نے اپنے رب کے حضور التماس کیا:

"اے میرے رب! کیا ایسا ممکن نہیں کہ میں آپ کو دیکھ سکوں"

اس پہ خداوند قدوس نے فرمایا:

"اے موسیٰؑ! تم مجھے نہیں دیکھ سکو گے۔ ہاں البتہ تم اس جبلِ سینا کی چوٹی کی طرف دیکھو۔ اگر یہ سینا اپنی اصلی حالت پر رہ جائے تو شاید تم مجھے دیکھ سکو"

موسیٰؑ نے نگاہ اٹھا کر جبلِ سینا کی چوٹی کی طرف دیکھا کہ وہاں اللہ کا نورانی جلال ظاہر ہوا اور موسیٰؑ اس جلال کی تاب نہ لا کر وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

آپ ہوش میں آئے تو آپ نے خداوند تعالیٰ سے اپنی اس جسارت کی معافی چاہی اور جبلِ سینا سے اتر کر بنی اسرائیل کے ان ستر سرداروں کے ساتھ پڑاؤ میں لوٹ گئے۔

○

جبلِ سینا سے واپسی پر موسیٰؑ نے احکامِ خداوندی کے مطابق شمشاد کی لکڑی کا ایک صندوق بنایا جس کا طول ڈھائی ہاتھ اور عرض و اونچائی ڈیڑھ ڈیڑھ ہاتھ تھی۔ اس صندوق پہ اندر و باہر سونے کے پترے چڑھائے اور اس کے گرد طلائی کلس اور چار حلقے ڈھلے ہوئے سونے کے دو ایک طرف اور دو دوسری طرف لگائے گئے۔ شمشاد کی لکڑی ہی کی دو چوبیں بنا کر ان پر بھی سونا چڑھا دیا گیا اور ان کو اس غرض سے حلقوں میں ڈال دیا گیا کہ اس صندوق کو اٹھایا جا سکے۔

اس صندوق کا نام تابوتِ شہادت رکھا گیا۔

پھر ایک قبہ سونے کا ڈھائی ہاتھ لمبا ڈیڑھ ہاتھ چوڑا بنایا اور اسے تابوتِ شہادت کے اوپر رکھ دیا گیا اور اس قبہ کو کفارے کا سرپوش کہا جانے لگا۔

اس کے علاوہ ایک میز اسی درخت کی لکڑی کی دو ہاتھ لمبی اور ایک ہاتھ چوڑی اور ڈیڑھ ہاتھ اونچی بنا کر اس پر بھی سونے کے پترے چڑھا دیے گئے۔ اس کے چاروں طرف بھی طلائی کلس اور چاروں پایوں کے مقابل چار طلائی حلقے لگا کر ان میں چار چوبیں جو سونے سے مڑھی گئی تھیں لگا دی گئیں۔ اور یہ میز خداوند کریم کے حضور نذر چڑھانے کے لیے استعمال ہونے لگا۔

پھر ایک طلائی شمعدان تیار کروایا جس میں چھ شاخیں تھیں۔ ایک طرف تین اور دوسری طرف بھی تین ہی رکھی گئیں۔ اس شمع دان میں چار پیالے رکھے گئے۔

اس کے بعد ایک خیمہ باریک کتان کے آسمانی قرمزی سرخ رنگ کے پردوں کا تیار کیا گیا۔ ہر پردے کا طول ۲۸ ہاتھ اور عرض ۴ ہاتھ تھا۔ یہ پانچوں پردے ایک دوسرے سے اس طرح جوڑے گئے کہ ایک ایک طرف ان کے حاشیہ میں آسمانی رنگ کے پچاس تکمے ریشمی اور اس کے مقابل دوسری طرف پچاس گانٹھیں طلائی لگائی گئیں تاکہ ان کے ملانے سے وہ ایک خیمہ کی صورت اختیار کر جائے اور اس خیمہ کے بالائی حصے کے لیے گیارہ پردے بکریوں کے بالوں کے بنائے گئے جس کی لمبائی بیس ہاتھ اور چوڑائی ۴ ہاتھ تھی۔ پانچ پردے ایک میں اور چھ ایک میں ملا دیے گئے۔

چھٹا پردہ خیمے کے منہ کی طرف رکھا گیا۔ اس میں بھی ۵۰ تکمے اور ۵۰ گانٹھیں لگائی گئیں مگر اس کی ۵۰ گانٹھیں پیتل کی تھیں۔

اس پورے خیمے کو ڈھانکنے کے لیے بکریوں کی کھالوں کا ایک بہت بڑا خیمہ تیار کیا گیا۔ پھر ایک پردہ اور باریک کتان کا تیار کیا گیا جو آسمانی قرمزی ارغوانی رنگ کا تھا اور شمشاد کے چار ستونوں پہ خیمہ کے اندر لٹکا دیا گیا۔ پھر اس خیمہ کے پیچھے تابوتِ شہادت اور اس پر قبۂ شہادت رکھ دیا گیا اور میز پردے کے باہر اور میز کے روبرو شمعدان جنوب کی جانب رکھ دیا گیا۔

یہ خیمۂ وحی و عبادت فصلِ ربیع کے اوّل دن نصب کیا گیا اور یہ بنی اسرائیل کے لیے کعبہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ اور اس کی طرف منہ کر کے بنی اسرائیل نماز پڑھتے تھے اور اسی سے تقربِ الٰہی حاصل کرتے تھے۔ اس کی تمام خدمات حکمِ الٰہی کے مطابق ہارونؑ کے سپرد کر دی گئیں۔

جب موسیٰؑ اس میں داخل ہوتے تو بنی اسرائیل اس کے گرد کھڑے ہوتے تھے اور ابر کا ایک ٹکڑا اس کے دروازے پر نمودار ہوتا تھا۔ بنی اسرائیل یہ دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑتے اور خداوند تعالیٰ اسی ابر کے ٹکڑے کے ذریعے موسیٰؑ سے ہم کلام ہوتا اور جو حکم خدا کی طرف سے ملتا تھا بنی اسرائیل کو اس سے آگاہ کر دیا جاتا۔

جب کبھی بنی اسرائیل میں کسی امر پہ جھگڑا ہو جاتا اور وہ موسیٰؑ سے انصاف طلب کرتے تو آپ اسی قبہ اور قربان گاہ کی طرف آتے اور تابوت کے پاس خاموش کھڑے ہو کر مناجات کرتے۔ تب وحی نازل ہوتی اور اس کے مطابق مقدمات کا فیصلہ کیا جاتا۔

پھر ایک قربان گاہ یعنی مذبح بھی شمشاد کی لکڑی سے بنایا گیا جس کا طول و عرض ۵ ہاتھ اور بلندی ۳ ہاتھ تھی۔ اس کے چاروں کونوں پہ سینگ کی صورت بنا کر پیتل چڑھا دیا گیا اور اس کے اندر ایک آتش دان

پیتل کا بنا دیا گیا جو جالی دار تھا۔ اس کی راکھ کے لیے پیتل کی پھاوڑیاں بنالی گئیں اور جالی کے چاروں کونوں پر پیتل کے حلقے بنا کر قربان گاہ میں ڈال دیے گئے۔

قربان گاہ کے اٹھانے کے لیے شمشاد ہی کی چوبیں تیار کی گئیں اور قربان گاہ کے اندر باریک کتان کے پردوں کا صحن تیار کر دیا گیا جس کا طول ۱۰۰ ہاتھ اور عرض پچاس ہاتھ اور بلندی پانچ ہاتھ کی تھی اور اس پردے کے پلنے کی میخیں بھی پیتل کی تھیں۔

پھر بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا کہ وہ زیتون کا خالص تیل شمع دان کے روشن کرنے کے لیے لائیں اور تابوتِ شہادت کے پردے کے باہر ہارونؑ اور ان کے بیٹے صبح شام حاضر رہتے۔ اور یہی دستور العمل بنی اسرائیل میں نسل در نسل جاری رہا۔

O

قبۂ عبادت و وحی اور تابوتِ شہادت کی تیاری کے کئی روز بعد بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے اپنے چچازاد بھائی کو قتل کر دیا۔

مقتول ایک سرکردہ آدمی تھا اور قاتل نے اسے چھپ کر قتل کیا تھا۔ کسی کو خبر تک نہ ہوئی اور نہ ہی قاتل نے کسی کے سامنے یہ تسلیم کیا کہ وہ قتل میں ملوث ہے۔ آخر اس قتل نے پہلے تو ایک معمے کی شکل اختیار کی پھر یہ معاملہ بگڑتا ہوا آگے بڑھا اور اس کے بارے میں بنی اسرائیل کے مختلف قبائل کے لوگ ایک دوسرے پر شک کرنے لگے اور اس شک و تہمت کی بنا پر سارے بنی اسرائیل میں اختلافات پیدا ہو گئے۔ اور قریب تھا کہ وہاں سخت خانہ جنگی اور خونریزی کی صورت پیدا ہو جائے کہ بنی اسرائیل کے کچھ بڑے بوڑھے موسیٰؑ کے پاس آئے اور ان سے اس معاملہ پر انصاف کرنے کی التجا کی تاکہ بنی اسرائیل کے قبائل خانہ جنگی اور خونریزی سے بچ جائیں۔

یہ معاملہ سن کر موسیٰؑ قبۂ وحی میں داخل ہوئے اور تابوتِ شہادت کے روبرو کھڑے ہو کر انہوں نے اپنے رب کی طرف رجوع کیا اور انتہائی عاجزی کے ساتھ اپنے رب کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

"اے خدا! اس واقعے نے بنی اسرائیل کے اندر ایک انتشار اور جنگی صورتحال کی کیفیت اختیار کر لی ہے۔ اے خدا! تو حکیم و علیم ہے۔ اس سلسلے میں اے اللہ میری مدد فرما!"

جواب میں ان پر وحی نازل ہوئی اور ان کو حکم دیا گیا کہ:

"بنی اسرائیل سے کہو کہ پہلے ایک گائے ذبح کریں اور ذبح کی ہوئی گائے کے ایک حصے کو مقتول کے جسم سے مس کریں۔ اس طرح ہم مقتول کو دوبارہ زندگی بخش دیں گے اور مقتول خود اٹھ کر اپنے قاتل کی نشاندہی کر دے گا۔"

پس اس وحی کے بعد موسیٰؑ بنی اسرائیل کے سرکردہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو اس حکم سے آگاہ کیا۔

موسیٰؑ کی یہ بات سن کر وہ سردار تمسخر کرتے ہوئے کہنے لگے:

"اے موسیٰؑ! کیا تو ہم سے مذاق کرتا ہے۔ بھلا گائے کے ذبح کرنے کا اس معاملے سے کیا تعلق ہو سکتا ہے"۔

موسیٰؑ نے فرمایا:

"میں تو اللہ سے پناہ چاہتا ہوں کہ میں جاہلوں میں شمار ہوں۔ میں بھلا انصاف کے اس معاملے میں کیوں تم سے مذاق کروں گا۔"

اس پر بنی اسرائیل کے سرداروں نے کہا:

"اگر یہ واقعی خدا کا حکم ہے تو جو گائے ہم نے ذبح کرنی ہے کیسی ہو اور اس کی حقیقت کیا ہونی چاہیے؟"

اس پر موسیٰؑ کو وحی کے ذریعے جب گائے کی کیفیت سے آگاہ کر دیا گیا تو انہوں نے بنی اسرائیل کو بتاتے ہوئے کہا:

"وہ گائے ایسی ہو کہ نہ بوڑھی ہو اور نہ بچھیا۔ بلکہ درمیانی عمر کی جوان ہو۔ پس اب جو تمہیں کہا گیا ہے اس کی تعمیل کرو۔"

اس پر وہ سردار بولے:

"اے موسیٰؑ! تو اپنے خدا سے پوچھ کہ اس ذبح کی جانے والی گائے کا رنگ کیسا ہو۔"

اس پر پھر موسیٰؑ کو وحی کے ذریعے بتایا گیا اور انہوں نے کہا:

"خداوند کریم کا حکم ہے کہ گائے گہرے زرد رنگ کی ہو کہ دیکھنے والے کو خوش رنگ لگے۔"

ان سرداروں نے پھر حجت بازی کی اور کہا:

"اے موسیٰؑ! ہمیں گائے کی کیفیت کے بارے میں ابھی تک شبہ ہے کہ خدا کے حکم سے ہم واقعی کامیاب ہو جائیں گے۔"

اس پر موسیٰؑ نے کہا:

"اے بنی اسرائیل! خدا کا حکم ہے کہ وہ گائے نہ محنت ماری ہو نہ زمین میں ہل چلاتی رہی ہو اور نہ ہی کھیتوں میں سیراب کرتی رہی ہو بلکہ بے داغ اور بے دھبہ ہو۔"

اس پر وہ سردار کہنے لگے:

"اے موسیٰؑ! اس بار تو صحیح بات لایا ہے۔ پس اب ہم خداوند تعالیٰ کے حکم کے مطابق گائے ذبح کر دیں گے۔"

پس انہوں نے جس قسم کی گائے کی نشاندہی کی گئی تھی، ویسی گائے حاصل کی اور اسے ذبح کر دیا۔ پھر اس کے ایک حصۂ گوشت کو مقتول کے جسم کے ساتھ مس کر دیا۔ ایسا کرنے سے خدا کے حکم سے وہ مقتول زندہ ہو گیا اور اس نے اپنے قتل کا سارا واقعہ بیان کر دیا۔

اس طرح قاتل کو بھی اقرار کیے بغیر کوئی چارہ نہ رہا اور یوں بنی اسرائیل کے مختلف قبائل میں اختلافات پیدا ہو کر جو خونریزی اور خانہ جنگی کی صورت رونما ہو چکی تھی اس کا خاتمہ ہو گیا۔

○

چونکہ مصر میں رہتے ہوئے بنی اسرائیل گائے پرستی کی طرف مائل ہو گئے تھے کیونکہ ان کے ایک دیوتا حورس کا دھڑ بھی گائے جیسا تھا مصر کے اندر بھی سنہری گائے کی پوجا ہوتی تھی پس بنی اسرائیل کے اندر بھی کچھ لوگ گائے کو قابلِ پرستش خیال کرتے تھے اسی لیے مصر سے نکلنے کے بعد ایک بار انہوں نے جبلِ سینا کی طرف آتے ہوئے موسیٰؑ سے اپنے لیے ایک سنہری بچھڑا بنانے کی درخواست کی تھی۔

اس وقت موسیٰؑ نے ان کو ڈانٹ کر خاموش کرا دیا تھا لہٰذا اس گائے کو ذبح کرنے کی وجہ سے نہ صرف بنی اسرائیل کے اندر خانہ جنگی ختم ہو گئی بلکہ اس سے ان کو گائے پرستی سے دور رہنے کے لیے بھی تلقین کی گئی۔

دوسری طرف شعیبؑ ایک عرصہ تک اپنی قوم کو سیدھے راستے اور نیکی کی طرف بلاتے رہے اور انہیں شرک اور خرید و فروخت میں دھوکہ دہی سے منع کرتے رہے لیکن جب اہلِ مدین نے آپ کی تبلیغ پر کوئی دھیان نہ دیا تو آخر کار وہی ہوا جو قانونِ الٰہی کا ابدی اور سرمدی فیصلہ ہے۔

حجت و برہان کی روشنی آنے کے بعد بھی جب انہوں نے باطل پر اصرار کیا اور حقیقت و صداقت کا مذاق

اڑایا تو پھر عذابِ خداوندی ان پہ نازل ہوا اور نافرمانی و سرکشی کی پاداش میں قومِ شعیبؑ کو دو طرح کے عذابوں نے آ پکڑا۔

ایک تو انتہائی بھیانک اور ہولناک زلزلے کا عذاب۔

دوسرا آگ کی بارش کا عذاب!

جب وہ اپنے گھروں میں بے خبر آرام کر رہے تھے تو ایک بھیانک اور ہولناک زلزلہ آیا اور ابھی اس کی ہولناکی ختم نہ ہوئی تھی کہ اوپر سے آگ برسنے لگی۔

نتیجہ یہ نکلا کہ صبح کو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ اہلِ مدین کے سرکش اور مغرور اس صبح گھٹنوں کے بل اوندھے اور مردہ پڑے تھے۔

اس عذاب کے نزول سے قبل ہی شعیبؑ حضرموت کی طرف چلے گئے تھے اور یہیں پر ان کا انتقال ہو گیا۔

حضرموت میں ایک قبر ہے جو زیارت گاہِ عام و خاص ہے۔ وہاں کے باشندوں کا یہ دعویٰ ہے کہ یہی شعیبؑ کی قبر ہے۔

حضرموت کے مشہور شہر شیون کے مغربی جانب ایک مقام "شبام" ہے۔ اس جگہ اگر کوئی مسافر وادیِ ابن علی کی راہ سے ہوتا ہوا شمال کی جانب آگے بڑھے تو وادی کو عبور کرنے کے بعد اس قبر کی جگہ آتی ہے۔ یہاں مطلق کوئی آبادی نہیں ہے اور جو شخص بھی ادھر کا رخ کرتا ہے وہ صرف حضرت شعیبؑ کی قبر کی زیارت کے لیے ہی آتا ہے۔

○

دشتِ سینا میں ایک روز جبرائیلؑ موسیٰؑ پر یہ وحی لے کر اترے کہ:

"آپ کوہستانِ سینا پہ جا کر تیس دن کے روزے رکھیں اور وہاں اعتکاف میں بیٹھیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ انہیں بنی اسرائیل کی راہنمائی اور بھلائی کے لیے احکاماتِ عشرہ عطا فرمائے گا۔"

جس وقت جبرائیلِ امین خداوند تعالیٰ کا یہ پیغام لے کر موسیٰؑ کے پاس آئے اس وقت وہ ایک بہترین گھوڑے پر سوار تھے اور جس وقت یہ پیغام انہوں نے موسیٰؑ کو پہنچایا اس وقت بنی اسرائیل کے اور بہت سے لوگوں کے علاوہ سامری بھی وہاں موجود تھا۔ وہ جبرائیلِ امینؑ کو پہچان گیا۔ اچانک عزازیل وہاں نمودار ہوا اور

تیزی سے سامری کے پاس آ کر بولا:

"اے سامری! یہ شخص جو گھوڑے پر سوار ہے جانتے ہو یہ کون ہے؟"

سامری مسکرایا اور بولا: "اے محترم عزازیل! یہ جبرائیل ہیں۔"

اس پر عزازیل نے سرگوشی کے انداز میں کہا: "اے سامری! کیا میں تجھے اس کے بارے میں راز کی ایک بات نہ بتاؤں جس سے فائدہ اٹھا کر تم بنی اسرائیل میں ایک بہت بڑا فتنہ کھڑا کر کے اپنے لیے فوائد حاصل کر سکتے ہو؟"

اس پر سامری نے دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوچھا: "اے عزازیل! وہ کون سی راز کی بات ہے جس کی طرف تم اشارہ کر رہے ہو؟"

عزازیل بولا: "اے سامری! تم دیکھتے ہو جبرائیلؑ خداوند کریم کی طرف سے موسیٰؑ کے لیے کوئی پیغام لے کر آیا ہے۔ اور جس گھوڑے پر وہ اس وقت سوار ہے یہ حیات کا فرشتہ ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ دشتِ سینا میں جدھر جدھر سے یہ گھوڑا گزرے گا اور جہاں جہاں اس کے پاؤں پڑیں گے وہاں وہاں زمین پر سبزہ اگ آئے گا۔ یہ اس گھوڑے کے فرشتہ حیات ہونے کا ثبوت ہے۔

پس اے سامری! جہاں پر اس گھوڑے کا پاؤں پڑے وہاں سے اس کی مٹی اٹھا لو۔ پھر بنی اسرائیل کے لیے ایک گئو ساله تراشو اور اس میں یہ مٹی ڈالنا۔ مٹی ڈالتے ہی اس میں زندگی کے آثار پیدا ہوں گے اور وہ کسی زندہ اور ذی روح گوسالے کی طرح بھائیں بھائیں کرنے لگے گا۔"

یہ انکشاف کر کے سامری کے پاس سے عزازیل چلا گیا۔

سامری ایک طرف ہو کر بڑے غور سے جبرائیلؑ کو دیکھے جا رہا تھا جب جبرائیلؑ امین موسیٰؑ کو اللہ کے احکامات سے آگاہ کرنے کے بعد وہاں سے جا رہے تھے تو سامری نے دیکھا واقعی جبرائیلؑ کے گھوڑے کا پاؤں جس جگہ پڑتا تھا وہاں زمین پہ سبزہ اگ آتا تھا۔

سو سامری لپک کر آگے بڑھا اور جس جگہ اس گھوڑے کا پاؤں پڑا تھا وہاں سے اس نے مٹھی بھر مٹی اٹھا لی اور اسے ایک کپڑے میں باندھ کر محفوظ کر لیا۔

○

خداوندی کی طرف سے یہ احکام آنے کے بعد موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے فرمایا:

"میں کوہستانِ سینا پہ ایک ماہ کے روزے رکھوں گا اور اعتکاف میں بیٹھوں گا اور اس ایک ماہ کے بعد خداوند تعالیٰ کی طرف سے مجھے تمہاری بہتری کے لیے دس احکامات عطا ہوں گے سو اب میں ایک ماہ کے بعد واپس آؤں گا۔ میرے بعد میرے بھائی ہارونؑ تمہارے تمام احوال کے نگراں رہیں گے۔"

اس کے بعد آپ نے ہارونؑ کو بھی یہ بات سمجھا دی اور ہدایات جاری کیں اور خود خداوندی احکام کے مطابق جبلِ سینا کی طرف چل دیے۔

جبلِ سینا پہ جب موسیٰؑ کا ایک ماہ کا اعتکاف اور روزے ختم ہو گئے تو ایک ماہ کے روزوں کے سبب آپ کے منہ سے بُو محسوس ہونے لگی۔ آپ نے پسند نہ کیا کہ اس حالت میں رب تعالیٰ سے ہم کلام ہوں سو انہوں نے جبلِ سینا پہ اگی ایک خوشبودار گھاس کو چبایا اور کھایا بھی تاکہ منہ کی بُو، خوشبو میں بدل جائے۔

جب موسیٰؑ نے ایسا کیا تو وحی کے ذریعے ان کو روک دیا گیا کہ:

"اے موسیٰؑ! تم نے خداوند تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہم کلامی سے پہلے روزہ کیوں افطار کیا؟"

اس جواب طلبی پر آپ کو خوف محسوس ہوا تاہم صفائی پیش کرتے ہوئے کہا:

"منہ کی بُو دور کرنے کے لیے۔"

تب حکم خداوندی آیا کہ:

"دس دن کے روزے مزید رکھو پھر احکامِ عشرہ عطا کیے جائیں گے۔"

ساتھ ہی یہ بھی واضح کیا گیا کہ:

"یاد رکھو موسیٰؑ! خداوند تعالیٰ کو روزہ دار کے منہ کی بُو مشک و عنبر سے زیادہ محبوب ہے۔"

یوں موسیٰؑ کے اعتکاف اور روزوں کی مدت چالیس دن ہو گئی۔

دوسری طرف اس اضافہ شدہ مدت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عزازیل پھر سامری کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے بولا: "اے سامری! اب تو اس مٹی کو اپنے کام میں لا سکتا ہے۔"

سامری نے اشتیاق اور جستجو سے پوچھا: "وہ کیسے؟"

عزازیل نے ناصحانہ انداز میں کہا: "اے سامری دیکھ! موسیٰؑ تیس دن کا وعدہ کر کے جبلِ سینا پہ گیا تھا لیکن تیس دن پورے ہو گئے اور وہ واپس نہیں آیا۔ اس بنا پر بنی اسرائیل میں بے چینی اور اضطراب پھیل گیا ہے۔

سو اے سامری! تو اس اضطراب اور بے چینی سے فائدہ اٹھا کر بنی اسرائیل کے اندر موسیٰؑ سے بھی بڑا مقام حاصل کر سکتا ہے!"

عزازیل رکا پھر اپنا سلسلۂ کلام جوڑتے ہوئے اس نے کہا: "اے سامری! بنی اسرائیل کے لوگ مصر سے جو سونا اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں تو ایسا کر، بنی اسرائیل کے لیے اس سونے سے اپنے سحر کو استعمال کرتے ہوئے ایک بچھڑا بنا پس وہ مٹی جو تو نے فرشتۂ حیات کے پاؤں تلے سے اٹھائی ہے وہ مٹی اس بچھڑے میں ڈال دینا۔ اس مٹی کی برکت سے وہ بچھڑا آوازیں نکالنے لگے گا۔

ایسا کرنے کے بعد تو بنی اسرائیل سے کہنا کہ موسیٰؑ بھول گئے تھے تمہارا اصل معبود اللہ نہیں یہ بچھڑا ہے۔ چونکہ وہ اپنی آنکھوں سے اس سنہری بچھڑے کو بولتے ہوئے دیکھیں اور کانوں سے سنیں گے لہٰذا اے سامری! وہ تیرا اتباع کرنے پر تیار ہو جائیں گے اور سنہری بچھڑے کو اپنا معبود تسلیم کر لیں گے اور یوں اے سامری! نہ صرف بنی اسرائیل کو ہی بھٹکانے میں تو کامیاب ہو جائے گا بلکہ بنی اسرائیل میں تو ایک اعلیٰ و برتر مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ تو کیا تو ایسا کرنے کی حامی بھرتا ہے۔"

سامری نے بخوشی کہا: "اے محترم عزازیل! میں ضرور ایسا کروں گا۔"

اس کے بعد عزازیل تو چلا گیا مگر سامری جو بظاہر مسلمان تھا مگر اس کے دل میں کفر و تکفیر کی نجاست بھری ہوئی تھی اس لیے وہ عزازیل کے کہنے پر یہ کام کرنے پر رضامند ہو گیا۔

○

ایک روز سامری نے بنی اسرائیل سے کہا: "اے گروہِ بنی اسرائیل! میں دیکھتا ہوں موسیٰؑ جبلِ سینا سے وقتِ مقررہ تک واپس نہیں آیا اور تم میں ایک انقلاب کا اندیشہ ہے پس اگر تم مجھے اپنے وہ تمام زیور لا دو جو تم نے مصریوں سے مستعار لیے تھے تو میں تمہارے فائدے کے لیے ایک بہترین کام کر دوں گا۔"

پس بنی اسرائیل سامری کے کہنے میں آ گئے اور تمام زیورات اس کے حوالے کر دیے۔ اس سونے سے سامری نے ایک گوسالہ تیار کیا۔ پھر اس کے اندر فرشتۂ حیات کے پیروں کی مٹی ڈال دی۔

اس ترکیب سے گوسالے میں آثارِ حیات پیدا ہو گئے اور وہ ایک جاندار گوسالے کی طرح بھائیں بھائیں کی آوازیں نکالنے لگا۔

اس بچھڑے کو بولتے دیکھ کر بنی اسرائیل بڑے متاثر ہوئے۔ سامری نے ان کی اس کیفیت سے فائدہ اٹھایا اور ان سے مخاطب ہو کر کہا: "اے بنی اسرائیل! موسیٰؑ سے بھول ہو گئی کہ وہ خدا کی تلاش میں جبلِ سینا کی طرف گیا بلکہ میرا دعویٰ ہے کہ تمہارا معبود اس سنہری گوسالے کی صورت میں تمہارے سامنے موجود ہے لہٰذا تم اسی کی عبادت

اور پرستش کرو۔"

بنی اسرائیل چونکہ مصر میں غلامی کے دور سے ہی سنہری گائے کی پرستش میں دلچسپی رکھتے تھے جس کی بنا پر ان کے اندر مشرکانہ رسومات و عقائد نے جگہ بنائی تھی کیونکہ گوسالہ پرستی مصر کا قدیم عقیدہ تھا اور اسے ان کے مذہب میں بڑی اہمیت دی جاتی تھی۔ اس کے علاوہ مصریوں کے ایک بڑے دیوتا حورس کا منہ بھی گائے کی شکل کا تھا۔ اور مصری یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ گائے کے سینگ پر ہی دنیا قائم ہے سو بنی اسرائیل جو گائے پوجنے کے سلسلے میں پہلے ہی رغبت رکھتے تھے اپنے پرانے تاثرات کی بنا پر اس گوسالے کی پوجا کی طرف مائل ہو گئے۔ اور انہوں نے موسیٰؑ کی تبلیغ اور خداوند تعالیٰ کی ذاتِ مطہر کو پسِ پشت ڈال کر بآسانی اس گوسالے کو اپنا معبود تسلیم کر لیا۔

موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل کو راہِ راست پر رکھنے کی ذمہ داری چونکہ ہارونؑ پر تھی لہٰذا جب انہوں نے دیکھا کہ سامری نے ایک ایسا سنہری گوسالہ تیار کیا ہے جس کے اندر سے اصل بچھڑے کی سی آوازیں آتی ہیں تو انہوں نے اپنی قوم کو سمجھایا کہ:

"یہ بچھڑا جس کی تم خدا کو چھوڑ کر پوجا کر رہے ہو یہ سامری کے ایک دھوکے اور فریب سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔"

انہوں نے بنی اسرائیل پہ زور دیا کہ:

"تم بچھڑے کی طرف مائل نہ ہو اور خدائے واحد کی عبادت پر قائم رہو۔"

لیکن بنی اسرائیل نے ہارون کی اس نصیحت پہ کان نہ دھرا بلکہ ان کے کچھ لوگوں نے صاف صاف ہارونؑ سے کہہ دیا کہ:

"اگر تم نے ہمیں گوسالہ پرستی سے روکا تو ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔"

ہارون نے جب دیکھا کہ ان کے روکنے کی وجہ سے بنی اسرائیل دو گروہوں میں بٹ گئے ہیں اور اندیشہ ہے کہ وہاں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی تو وہ خاموش ہو گئے اور بڑی بے چینی سے حضرت موسیٰؑ کا جبلِ سینا سے واپسی کا انتظار کرنے لگے۔

○

موسیٰؑ کا جب چالیس دن کا اعتکاف پورا ہو گیا تو وہ جبلِ سینا کی چوٹی پہ پہنچے اور وہاں خداوند تعالیٰ ان سے ہم کلام ہوا:

وہاں تختیوں پر لکھے ہوئے انہیں وہ احکاماتِ عشرہ[1] عطا ہوئے جنہیں بنی اسرائیل کے اندر نافذ کیا جاتا تھا۔
ساتھ ہی ان کو یہ بھی بتایا گیا کہ:

"اے موسیٰؑ! ہمارا قانون یہ ہے کہ جب کوئی قوم ہدایت پہنچنے اور اس کی صداقت پر دلائل اور حجت آجانے کے باوجود بھی سمجھ سے کام نہیں لیتی اور گمراہی اور باپ دادا کی بُری رسومات پر قائم رہتی ہے اور اسی پر اصرار کرتی ہے تو پھر ہم بھی اس قوم کو گمراہی میں چھوڑ دیتے ہیں اور ہمارے بعنام میں اس کے لیے کوئی حق باقی نہیں رہتا اس لیے کہ اس نے قبولِ حق کے معاملے میں بغاوت اور سرکشی اختیار کی ہوتی ہے۔"

"اور اے موسیٰؑ! جو لوگ ناحق خدا کی زمین میں سرکشی کرتے ہیں ہم اپنی نشانیوں سے ان کی نگاہیں پھیر دیں گے۔ ایسے لوگ دنیا بھر کی نشانیاں دیکھ لیں تب بھی وہ ایمان نہ لائیں گے۔ اگر وہ دیکھیں کہ ہدایت کی سیدھی راہ سامنے ہے تو بھی اس پر نہ چلیں گے اور اگر دیکھیں کہ گمراہی کی ٹیڑھی راہ سامنے ہے تو فوراً ہی اس پر چل پڑیں گے۔ ان کی یہ حالت اس لیے ہوتی ہے کہ ہماری نشانیاں جھٹلاتے ہیں اور ان کی طرف سے غافل رہتے ہیں اور جن لوگوں نے ہماری نشانیاں جھٹلائیں اور آخرت کے پیش آنے سے بے فکر ہوئے تو ان کے سارے ہی کام غارت ہو گئے اور آخرت میں جو کچھ انہیں ملے گا وہ ان کے کرتوتوں کی سزا ہو گی جو وہ دنیا میں کرتے رہے۔"

موسیٰؑ کو احکاماتِ عشرہ عطا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے پوچھا:
"اے موسیٰؑ! تو نے ہماری طرف آنے میں جلدی کیوں کی اور اپنی قوم کو پیچھے کیوں چھوڑ آئے؟"

موسیٰؑ نے عرض کیا:
"اے خداوندِ برتر! میں نے ایسا اس لیے کیا کہ تیرے پاس جلد حاضر ہو کر قوم کے لیے ہدایت حاصل کروں۔"

اس پر خداوندِ قدوس نے فرمایا:
"اے موسیٰؑ! جس قوم کی ہدایت کے غم میں تم اس قدر مضطرب اور بے چین ہو وہ گمراہی میں مبتلا ہو چکی ہے۔"

"اے موسیٰؑ! تیری غیر موجودگی میں بنی اسرائیل نے اپنے لیے ایک سنہری گوسالہ تیار کر لیا ہے اور اب وہ میری بندگی اور عبادت کے بجائے اس گوسالے کی پرستش کرتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ سے یہ انکشاف سن کر موسیٰؑ کو سخت صدمہ اور غم ہوا اور غصہ اور ندامت میں وہ کوہستانِ سینا سے اتر کر اپنے پڑاؤ کی طرف بھاگے۔

غصے میں بھرے ہوئے جب موسیٰؑ بنی اسرائیل کے اندر آئے تو انہوں نے دیکھا کہ قوم گوسالہ پرستی کر رہی ہے، انہوں نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا:
"اے میری قوم! مجھ سے ایسی کیا غلطی ہو گئی جو تم نے یہ آفت بپا کی اور میرے بعد خدا کی پرستش چھوڑ کر تم نے گوسالہ پرستی شروع کر دی۔"

اس وقت موسیٰؑ انتہائی غیظ و غضب کی حالت میں تھے۔ ان کی اس جواب طلبی پر بنی اسرائیل کے افراد نے اپنی حیثیت واضح کرتے ہوئے کہا:
"اے موسیٰؑ! اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔ مصریوں کے زیورات کا بوجھ ہم ساتھ لیے پھر رہے تھے سامری نے ہم سے مانگ کر ہمیں یہ کہا کہ موسیٰؑ بھول گیا ہے جو جبلِ سینا پر اپنے رب کی تلاش میں گیا ہے۔ میں تمہارے لیے مصریوں جیسا ایک معبود تیار کرتا ہوں۔

اے موسیٰؑ! سامری نے ہمارے لیے ایک گوسالہ تیار کیا جو جاندار بچھڑے کی طرح آواز بھی نکالتا ہے اور اس کی تکمیل کے بعد سامری نے ہم سے کہا کہ یہی تمہارا معبود ہے۔ اے موسیٰؑ! اس سارے معاملے میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔"

اب موسیٰؑ ہارونؑ کی طرف متوجہ ہوئے۔ چونکہ یہ بہت گرم مزاج تھے اس لیے انہوں نے ایک ہاتھ ہارونؑ کی گردن میں ڈالا اور دوسرا ان کی داڑھی کی طرف بڑھایا کہ تمہیں میں نائب بنا کر گیا تھا تم نے ان کو گوسالہ پرستی سے کیوں نہ روکا۔

1۔ احکاماتِ عشرہ یہ تھے:
1۔ کلمۂ توحید
2۔ احترامِ سبت
3۔ والدین سے نیک سلوک
4۔ قتل کی ممانعت
5۔ چوری کے بارے میں احکامات
6۔ زنا کے بارے میں ہدایات
7۔ جھوٹی گواہی سے پرہیز
8۔ پڑوسی کے حقوق
9۔ پڑوسی کی عورت اور
10۔ پڑوسی کے اسباب کی طرف بری نگاہ سے نہ دیکھنا۔

ہارونؑ نے جواب میں کہا:

"اے موسیٰؑ! میرے بھائی! میرے ماں جائے! اس گوسالہ پرستی کے سلسلے میں میری مطلق خطا نہیں میں نے ان گمراہ ہونے والوں کو ہر چند سمجھایا مگر انہوں نے میری ایک نہ مانی اور کہنے لگے کہ جب تک موسیٰؑ نہ آجائے ہم تیری کوئی بات سننے پر تیار نہیں بلکہ انہوں نے مجھے کمزور پاکر مجھے قتل کر دینے کا بھی ارادہ کر لیا تھا۔ اس پہ میں نے سوچا کہ اب اگر بات بڑھی تو مومنین کامل اور شرک میں مبتلا ہونے والوں کے درمیان خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تو ہی آکر مجھ پہ غصے ہو جائے کہ میرے پیچھے قوم میں میرے بھائی نے تفرقہ ڈال دیا۔ اے موسیٰؑ! میں خاموشی سے تیرا منتظر رہا اس لیے اے میرے بھائی تو میرے سر کے بال نہ نوچ نہ میری داڑھی پہ ہاتھ ڈال کہ دوسروں کو مجھ پہ ہنسنے کا موقع ملے۔"

ہارونؑ کی معقول دلیلیں سن کر موسیٰؑ کا غصہ ان پر سے جاتا رہا۔ اب وہ سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے مخاطب کرکے فرمایا:

"اے سامری! تو نے یہ سنہری گوسالہ پرستی کا کیا ڈھونگ رچایا ہے۔"

سامری نے کہا: "اے موسیٰؑ! میں نے ایسی بات دیکھی جو ان اسرائیلیوں میں سے کسی نے بھی نہ دیکھی نہ سنی ہو گی۔"

موسیٰؑ نے پوچھا:

"وہ کیا ہے؟"

سامری نے جواب دیا: "اے موسیٰؑ! میں نے دیکھا کہ جبرائیلؑ آپ کے پاس آئے تو وہ فرشتۂ حیات پر سوار تھے جو گھوڑے کی صورت میں تھا۔ وہ جس جس طرف سے گزرتا تھا جہاں جہاں اس کا پاؤں پڑتا تھا وہاں پر ہریالی ہو جاتی تھی۔

بس میں نے آگے بڑھ کر اس کے قدموں کی خاک سے ایک مٹھی بھر لی اور اس خاک کو سنہری گوسالے میں ڈال دیا۔ تب اس میں بھی زندگی کے آثار پیدا ہو گئے اور وہ بھائیں بھائیں کرنے لگا۔ یہ لوگ خود ہی بھاگے بھاگے اس کی طرف امڈے اور اسے اپنا معبود مان کر اس کی پرستش شروع کر دی۔"

اس موقع پر سامری کے لیے موسیٰؑ پر وحی نازل ہوئی جس پہ موسیٰؑ نے سامری کو مخاطب کرتے ہوئے بڑے غصے سے کہا:

"اے سامری! بنی اسرائیل میں سنہری گوسالے کی صورت میں تو نے شرک کی ابتدا کی ہے اس لیے تیرے لیے یہ سزا تجویز کی گئی ہے کہ تو دنیا میں پاگلوں کی طرح مارا مارا پھرے گا اور جب کوئی انسان تیرے قریب آئے گا تو

تُو اس سے دور بھاگنے لگا اور کہے گا کہ "دیکھنا مجھے ہاتھ مت لگانا" اور اے سامری! یہ تو تیرے لیے دنیاوی عذاب ہے اور قیامت کے روز جو تیرے جیسے نافرمانوں اور گمراہوں کے لیے جو عذاب میرے رب کی طرف سے مقرر ہے وہ ہر صورت میں پورا ہونے والا ہے۔"

بس سامری کی یہ کیفیت ہو گئی کہ وہ صحراؤں کے اندر پاگلوں اور دیوانوں کی طرح پھرنے لگا اور جو کوئی بھی شخص اپنے سامنے دیکھتا اس سے دور بھاگتا اور شور مچاتا کہ دیکھو مجھے ہاتھ نہ لگانا۔

اس نے جو سنہری بچھڑا بنایا تھا موسیٰؑ نے اسے آگ میں ڈال کر خاک کر دیا پھر اس خاک کو دریا میں ڈال کر نابود کر دیا گیا۔

ان معاملات سے فارغ ہو کر موسیٰؑ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوئے اور التجا کی:

"اے خدا! بنی اسرائیل کے جو لوگ اس شرک وبے دینی میں مبتلا ہوئے ان کی تیرے ہاں کیا سزا ہے؟"

اللہ تعالیٰ نے وحی کی اور فرمایا:

"اے موسیٰؑ! جن لوگوں نے شرک کیا ہے انہیں اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔"

پس موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا:

"تمہاری توبہ کی صرف ایک ہی صورت ہے۔"

لوگوں کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا:

"وہ صورت یہ ہے کہ شرک میں مبتلا ہونے والے مجرموں کو اپنے آپ کو اس طرح ختم کرنا چاہیے کہ جو شخص رشتہ میں جس سے زیادہ قریب ہے اپنے عزیز کو اپنے ہاتھ سے قتل کرے یعنی باپ بیٹے کو اور بیٹا باپ کو اور بھائی بھائی کو قتل کرے۔"

بنی اسرائیل کو اس حکم الٰہی کے آگے سر جھکانا پڑا اور تین ہزار کے قریب اسرائیلی جو گوسالہ پرستی میں مبتلا ہوئے تھے اپنے ہی باپ بیٹے اور بھائیوں کے ہاتھوں مارے گئے۔

جب یہ کام ہو چکا تو موسیٰؑ اپنے رب کی طرف سے ملنے والی الواح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بنی اسرائیل سے بولے:

"اے میری قوم! یہ الواح مجھے خداوند تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی ہیں۔ تمہارا فرض ہے کہ ان پہ درج احکامات کا اتباع کرو۔"

بنی اسرائیل تو بہرحال بنی اسرائیل تھے۔ انہوں نے کہا:

"اے موسیٰؑ! ہم کیسے یقین کریں کہ یہ تختیاں خدا کی طرف سے ملی ہیں۔ صرف تیرے کہنے سے ہم تو نہیں مانیں گے۔

ہم تو جب مانیں گے کہ خدا کو ہم خود اپنی آنکھوں سے بے حجاب دیکھیں اور وہ یہ کہے کہ ہاں یہ تختیاں میری ہی طرف سے ہیں اور تم اس پر ایمان لاؤ۔"

موسیٰؑ نے اپنی قوم کو بہت سمجھایا کہ:

"یہ بے وقوفوں کے سے سوال نہ کرو۔ ان آنکھوں سے خدا کو کس نے دیکھا ہے جو تم دیکھ سکو۔ یہ باتیں احمقانہ ہیں۔"

لیکن بنی اسرائیل نے موسیٰؑ کی کوئی بات نہ مانی اور اپنے اس اصرار پر بدستور قائم رہے۔

موسیٰؑ نے جب دیکھا کہ یہ یوں ماننے والے نہیں ہیں تو ان سے فرمایا:

"اے میری قوم! یہ کیسے ممکن ہے کہ تم لاکھوں کی تعداد میں میرے ساتھ جبلِ سینا پر اس کی تصدیق کے لیے جاؤ۔ مناسب یہ ہے کہ تم میں سے چند سردار چن کر اپنے ساتھ لے جاتا ہوں۔ اگر وہ واپس آ کر تصدیق کر دیں تو پھر اے بنی اسرائیل! تم سب اسے تسلیم کر لینا اور چونکہ تم ابھی گوسالہ پرستی کے ایک بڑے گناہ سے گزر چکے ہو اس لیے اظہارِ ندامت اور خدا سے آئندہ نیکی کے لیے عہد کرنے کا بھی مناسب موقع ہے۔"

بنی اسرائیل اس پر تیار ہو گئے۔ انہوں نے اپنے ستر سردار چنے کہ وہ موسیٰؑ کے ساتھ جبلِ سینا کی طرف جائیں اور اگر یہ ستر سردار آ کر کہہ دیں کہ:

"ہم نے خدا کو دیکھا ہے اور یہ کہ احکامات جن کا ہمیں اتباع کرنے کو کہا جاتا ہے خداوند کریم کی طرف سے ہیں سو ہم بھی اسے مان لیں گے اور جیسا آپ چاہیں گے ویسا ہی عمل کریں گے۔"

آخر کار ان ستر سرداروں کو لے کر موسیٰؑ جبلِ سینا کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان ستر سرداروں کو ایک طرف کھڑا کرنے کے بعد موسیٰؑ آگے بڑھے اور خدا کے حضور ہمکلامی کے لیے التجا کی:

پس ان ستر سرداروں نے دیکھا کہ جبلِ سینا پر سفید رنگ کے بادل کی طرح نور نمودار ہوا جس نے موسیٰؑ کو گھیر لیا۔

جب یہ بادل نما نور موسیٰؑ پر پوری طرح چھا گیا تو موسیٰؑ نے اللہ سے گزارش کی:

"اے میرے اللہ! تو سب حالات کا دانا و بینا ہے۔ ان کی ضد پر ان کے ستر منتخب سرداروں کو اپنے ساتھ لایا ہوں۔ میرے اللہ! کیا ہی اچھا ہو کہ وہ بھی اس حجاب نور سے میری اور آپ کی ہم کلامی کو سنیں تاکہ قوم کے پاس جا کر اس کی تصدیق کر سکیں۔"

موسیٰؑ کی دعا قبول ہوئی اور پھر موسیٰؑ کے ساتھ بنی اسرائیل کے ستر سرداروں کو بھی حجابِ نور میں لے لیا گیا اور انہوں نے اپنے کانوں سے موسیٰؑ اور اللہ کی ہم کلامی کو سنا۔ پھر جب وہ پردۂ نور ہٹ گیا اور موسیٰؑ نے

سرداروں کو دیکھا تو وہ آپس میں مشورہ کرتے ہوئے اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم رہے اور موسیٰؑ سے اصرار کرتے ہوئے بولے کہ:

"جب تک ہم اپنے رب کو بے حجاب نہ دیکھ لیں اس وقت تک ہم ایمان لانے والے نہیں۔"

اس احمقانہ ضد اور ہٹ دھرمی پر غضبِ الٰہی حرکت میں آیا اور ایک ہیبت ناک کڑک، چمک اور زلزلے نے ان سرداروں کو آ لیا اور وہ ستر کے ستر سردار جبلِ سینا پر جل کر خاک ہو گئے۔

یہ دیکھ کر موسیٰؑ سجدے میں گر گئے اور گڑگڑاتے ہوئے نہایت عاجزی کے ساتھ اپنے رب کے حضور دعا مانگی:

"اے خداوند کریم! یہ بے وقوف اگر بے وقوفی کر بیٹھے ہیں تو تو انہیں اپنی رحمت سے معاف فرما۔ تاکہ بنی اسرائیل میں واپس جا کر یہ میرے حق میں گواہی دینے والے بنیں اور میں ان کے اندر تیرے احکام کے فروغ کے لیے کام کر سکوں۔"

موسیٰؑ کی یہ عاجزی قبول ہوئی۔

خدا تعالیٰ نے جل کر مر جانے والے ان ستر سرداروں کو دوبارہ حیاتِ تازہ بخشی۔ یہ ستر سردار جب موسیٰؑ کے ساتھ واپس بنی اسرائیل میں آئے تو انہوں نے اپنی قوم کو اپنے جل مرنے اور پھر حکمِ الٰہی سے دوبارہ زندہ ہونے کے واقعات تفصیل سے سنا ڈالے اور انہیں یقین دلانے کی کوشش کی کہ موسیٰؑ جو کہتے ہیں وہ حق اور سچ ہے۔ موسیٰؑ بے شک خدا کے فرستادہ ہیں۔

ان ستر سرداروں کی گواہی کا نتیجہ تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ سارے بنی اسرائیل کے لوگ خدا کا شکر بجا لاتے اور اپنے اوپر اس کے فضل و کرم کی فراوانی کے پیشِ نظر فرمانبرداری سے اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتے مگر ہوا یہ کہ انہوں نے اپنی ہٹ دھرمی اور ضد کو باقی رکھا اور اپنے نمائندوں کی تصدیق کے باوجود خداوند تعالیٰ کے احکامات کو قبول کرنے میں معاندانہ لیس و پیش شروع کر دی۔

جب بنی اسرائیل نے موسیٰؑ کے ساتھ یہ رویہ اختیار کیا تو موسیٰؑ نے اپنے رب کے حضور گزارش کی کہ:

"اے میرے اللہ! میں نے تو ہر طرح سے اس ضدی اور ہٹ دھرم قوم کو اطمینان دلانے کی کوشش کی مگر یہ لوگ حقیقت کو اپنے سامنے دیکھ کر بھی اعتبار نہیں کرتے۔ اے مولا کریم! ان بھٹکے ہوؤں کو سیدھی اور سچی راہ دکھا۔"

اس پر خداوند کریم کی طرف سے حکم ہوا:

"اے موسیٰؑ! ان نافرمانوں کے لیے میں تجھے ایک اور معجزہ اور حجت عطا کرتا ہوں اور وہ یہ کہ جس جبلِ سینا

پر تو مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے اور جس پر تیری قوم کے منتخب ستر سرداروں نے بھی حق کا مشاہدہ کیا ہے اسی پہاڑ کو میں حکم دیتا ہوں کہ اپنی جگہ سے حرکت کرے اور سائبان کی طرح بنی اسرائیل کے سروں پر آجائے اور زبانِ حال سے یہ اعلان کرے کہ موسیٰؑ خدا کا سچا نبی ہے اور یہ کہ تورات بلاشبہ خدا کی سچی کتاب ہے اور یہ کہ اگر حق و صداقت کے یہ دونوں مظہر نہ ہوتے تو یہ عظیم الشان نشانیاں تم نہ دیکھتے جن کا ظہور قدرتِ الٰہی کے سوا کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے۔"

چنانچہ یونہی خدا کا یہ تکوینی فیصلہ صادر ہوا اور جبلِ سینا بنی اسرائیل کے سر پر سائبان کی طرح آ گیا اور پھر بنی اسرائیل نے جبلِ سینا میں سے سنا کہ انہیں پکار کر کہا جا رہا تھا:

"اے بنی اسرائیل! اگر تم عقل و شعور باقی رکھتے ہو اور اگر تم حق و باطل کی تمیز رکھتے ہو تو غور سے سنو کہ میں اپنے رب کا نشان بن کر تم کو یقین دلاتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ موسیٰؑ نے بارہا مجھ پر کھڑے ہو کر خداوند کریم کے ساتھ ہم کلامی کا شرف حاصل کیا اور تورات کی صورت میں جو تمہارے لیے رشد و ہدایت کا قانون نازل کیا گیا ہے وہ بھی موسیٰؑ کو میری ہی پیٹھ پر عطا ہوا ہے۔

غفلت میں پڑنے والو! میری یہ کیفیت اور ہیبت جو تمہارے لیے پریشان و حیران کن بن رہی ہے یہ اس امر کی شہادت ہے کہ جب انسان کے سینہ میں دل کی نرمی سختی سے بدل جاتی ہے تو پھر وہ دل پتھر بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے اور رشد و ہدایت اس میں کسی طرف سے بھی سرایت نہیں کر پاتی۔

اے بنی اسرائیل! میری طرف عبرت کی نگاہ سے دیکھو۔ میں پتھروں پر مشتمل ایک کوہستان ہوں لیکن اپنے رب کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کیے کس طرح عبودیت کا مظاہرہ کر رہا ہوں جبکہ تم ہو کہ اپنی انانیت اور خودی کے گھمنڈ میں اپنی کسی حالت میں بھی "نہ" کو "ہاں" میں بدلنے کے لیے تیار نہیں ہو۔"

بنی اسرائیل نے جب جبلِ سینا کو اپنے اوپر معلق دیکھا اور اس آواز کو اپنے کانوں سے سنا تو ان پر خوف اور دہشت چھا گئی۔ جس کے بعد وہ تورات کے احکام کی طرف متوجہ ہوئے اور موسیٰؑ سے تورات کے احکام کی تعمیل کا اقرار کیا۔

تب خداوند کریم کی طرف سے موسیٰؑ پر وحی ہوئی اور اس میں بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اے بنی اسرائیل! جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اسے مضبوطی سے تھام لو اور جو احکامات موسیٰؑ کے ذریعے

تمہیں دیے گئے ہیں ان کی تعمیل کرو تاکہ تم متقی اور پرہیزگار بن سکو۔"

یہ سب کچھ دیکھنے اور سننے کے بعد بنی اسرائیل جبراً و قہراً بظاہر تورات کے احکامات کو تسلیم کرنے پر رضامند ہو گئے تھے۔

یوناف اور یوام حمص سے نکل کر انطاکیہ سے ہوتے ہوئے جبلِ عارس سے گزرے اور ایک روز ٹرائے شہر کے پاس نمودار ہوئے۔

انہوں نے دیکھا بحیرہ روم کے کنارے وہ ایک بہت بڑا شہر تھا جس کے اطراف میں اس قدر مضبوط اور چوڑی فصیلیں تھیں کہ ان پر گھوڑے دوڑائے جا سکتے تھے۔

انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ سمندر کے کنارے ایک کوہستانی سلسلے کے اوپر بڑے بڑے پتھروں کے اوپر ایک بلند عمارت بنی ہوئی تھی۔

یوناف نے یوام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"اے یوام! تم نے بائیں طرف والے جبل کے اوپر بنی اس عمارت کو دیکھا یہ کس قدر پراسرار قدیم اور عظیم عمارت لگتی ہے۔ آؤ۔ پہلے اسی کی طرف چلتے ہیں اور اس سے متعلق جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے بعد شہر کا رخ کریں گے۔"

یوام نے مسکراتے ہوئے کہا:

"اس کے متعلق ضرور اطلاعات حاصل کرنی چاہییں۔"

اس کے ساتھ ہی دونوں میاں بیوی گھوڑوں کو ایڑ لگا کر کوہستان پر بنی ہوئی اس عمارت کی طرف بڑھنے لگے۔

جب وہ دونوں کوہستانی سلسلے کے مغربی جانب گئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں سمندر کے کنارے خوب

چوڑی اور خوبصورت سیڑھیاں پہاڑ کے اوپر عمارت کی طرف جاتی تھیں جو کوہستانی سلسلے کو کاٹ کر بنائی گئی تھیں۔ سیڑھیوں کے پاس جا کر وہ گھوڑوں سے اتر گئے۔

ابھی وہ کوئی فیصلہ نہ کر پائے تھے کہ سیڑھیوں کے اوپر سے ڈھلتی ہوئی عمر کا ایک آدمی نیچے آتا دکھائی دیا اور قریب آ کر اس نے پوچھا:

"تم دونوں اجنبی لگتے ہو اور ایسا لگتا ہے کہ تم ابھی ٹرائے سے آئے ہو۔"

جواب میں یوناف نے کہا:

"میں نہیں جانتا تم کون ہو اور یہ عمارت کیسی ہے یا اس سے تمہارا کیا تعلق ہے لیکن یہ بتا دوں کہ میرا نام یوناف ہے اور یہ میرے ساتھ میری بیوی یوام ہے۔ ہم دونوں جزیرۃ اللسان سے آئے ہیں اور ہم نے یہ سفر اللسان سے حمص اور انطاکیہ اور جبلِ عارس کے راستے طے کیا ہے۔ اب ہم ٹرائے شہر سے کسی جہاز میں بیٹھ کر مصر کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ کیونکہ ہمارا آبائی گھر مصر ہی میں ہے اور یوں اس راستے مصر جانے کا مقصد اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ ہم دونوں میاں، بیوی سیاحت کرتے ہوئے گھر پہنچیں۔"

خاموش ہونے پر اس آدمی نے یوناف سے کہا:

"میں ایک پجاری ہوں اور تم دونوں کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ یہ کوہستانی سلسلہ جس کے پاس تم دونوں اس وقت کھڑے ہو اس کا نام جبلِ ایدا ہے اور اس پر جو بڑے بڑے کوہستانی پتھروں سے پراسرار قسم کی جو عمارت بنی ہوئی ہے یہ زیوس دیوتا کا معبد ہے اور میں اسی معبد کا پجاری ہوں۔ تم دونوں اگر واقعی زیوس دیوتا کے معبد کو دیکھنا چاہتے ہو تو میرے ساتھ اوپر چلو۔ میں یہ پوری عمارت دکھانے کے لیے بلا معاوضہ تمہیں راہنما کا کام دے سکتا ہوں۔"

اس پیش کش پر مسکراتے ہوئے یوناف نے کہا:

"اے زیوس دیوتا کے پجاری! میں بخوشی تمہاری اس مہربانہ پیش کش کو قبول کرتا ہوں۔ کیا تمہارے ساتھ جانے کے لیے ہم گھوڑوں کو یہیں کھڑا کر دیں۔"

اس پر وہ پجاری لپک کر آگے بڑھا اور دونوں کے گھوڑوں کو پتھروں کے ساتھ باندھنے کے بعد اس نے کہا:

"آپ دونوں کے گھوڑے یہیں رہیں گے۔ واپسی پر یہیں سے کھول لینا۔ اب آپ میرے ساتھ اوپر معبد کے اندر چلیں۔"

اچانک یوناف کی نگاہ سیڑھیوں کے دائیں جانب اٹھ گئی اور وہاں کے منظر کو دیکھ کر اس کے چہرے پر تشویش کی لہریں اور اندیشوں میں ڈوبے جذبے بکھر گئے۔ سیڑھیوں کے دائیں جانب سیاہ رنگ کی چٹانیں تھیں اور ان

کے اندر لوہے کے حلقے نظر آ رہے تھے۔ لوہے کے ان حلقوں کے ساتھ آہنی زنجیریں لٹک رہی تھیں جن کا ایک سرا حلقوں میں اور دوسرا سرا نیچے زمین پر پڑا تھا۔ اور ان سیاہ چٹانوں کے سامنے بنی زمین پر انسانی اعضا ڈھانچے اور کھوپڑیاں بکھری پڑی تھیں۔

یہ منظر دیکھ کر یوناف نے اچانک مڑ کر یوام کی طرف دیکھا اور فکر مند ہو گیا کیونکہ یوام بھی اس کی نگاہوں کے تعاقب میں انہی سیاہ چٹانوں کے سامنے پڑی انسانی ہڈیاں اور کھوپڑیوں کو دیکھ رہی تھی اور اس کے چہرے پر بے شمار تفکرات اور ان گنت خدشات رقص کر رہے تھے۔

یوام کی توجہ اس طرف سے ہٹانے کے لیے یوناف نے پجاری سے پوچھا:

"اے پجاری! کیا تو بتلائے گا کہ سبز ستونوں کے دائیں طرف سیاہ رنگ کی جو چٹانیں ہیں ان کے نیچے انسانی اعضا جو بکھرے پڑے ہیں ان کا کیا راز ہے؟"

پجاری ان کے چہروں پر پھیلی پریشانی اور تجسس کو بھانپ گیا لہٰذا اس نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیتے ہوئے کہا:

"اے یوناف! یہ جو سیاہ چٹانیں ہیں یہ زیوس دیوتا کے معبد کی قربان گاہ ہے جہاں ہر سال ایک انتہائی خوبصورت لڑکی قربان کی جاتی ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو زیوس دیوتا کی طرف سے ٹرائے شہر اور اس کے گرد و نواح میں طرح طرح کے عذاب شروع ہو جاتے ہیں۔"

یوناف نے پوچھا:

"اے پجاری! کیا تم مجھے اس قربان گاہ اور اس پر قربان کی جانے والی لڑکیوں کی قربانی کے بارے میں تفصیل سے بتاؤ گے؟"

پجاری نے کہا:

"ہر سال ان علاقوں سے ایک حسین ترین لڑکی چنی جاتی ہے اور اسے ان سیاہ چٹانوں کے پاس لا کر زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ پس وہ اس وقت تک ان زنجیروں میں جکڑی رہتی ہے جب تک کہ خود زیوس دیوتا سمندر سے ایک عفریت کی صورت میں نمودار ہوتا ہے اور لڑکی کا کام تمام کر دیتا ہے۔ اس طرح قربانی اپنے اختتام کو پہنچتی ہے اور یوں ٹرائے شہر کے لوگ اور اس کے گرد و نواح میں بسنے والے افراد عذاب و آفات سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ یہ قربانی دیوتا کو خوش کرنے کے لیے ہر سال کی جاتی ہے۔"

اس تفصیل کو جاننے کے بعد یوناف اور یوام کے اندیشے جاتے رہے۔ پھر وہ دونوں پجاری کے ساتھ معبد میں چلے گئے۔

اس پجاری نے سب سے پہلے انہیں معبد کا احاطہ دکھایا۔ پھر انہیں عمارت کے اندرونی حصے میں لے گیا جہاں معبد میں کام کرنے والے پجاریوں اور ان لڑکیوں کی رہائش گاہیں تھیں جو زیوس دیوتا کے لیے وقف تھیں اور دیوداسیاں کہلاتی تھیں۔

ان لڑکیوں کے ذمے عمارت اور زیوس دیوتا کے بت کی دیکھ بھال کے علاوہ معبد کے پجاریوں کی خدمت کرنا بھی تھا۔

معبد کے یہ حصے دکھانے کے بعد پجاری ان دونوں کو اس خاص کمرے میں لایا جہاں زیوس دیوتا کا بت رکھا ہوا تھا۔ یوناف اور یوام نے دیکھا وہ ایک بہت بڑا برنجی بت تھا جو بیٹھنے کی حالت میں بنایا گیا تھا۔ بت اس قدر بڑا تھا کہ اس حالت میں بھی اس کے پاؤں عمارت کے فرش پہ تھے اور سر اس سنگی عمارت کی چھت سے ٹکرا رہا تھا۔ پجاری نے بت کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"اے یوناف! یہ زیوس دیوتا کا بت ہے۔"

یوناف اور یوام غور سے اس بت کو دیکھنے لگے جس کو بہت سی دیوداسیاں گھیرے ہوئے تھیں۔ ان میں سے کئی تو پوجا پاٹ اور مذہبی رسوم ادا کر رہی تھیں۔ کچھ دوسری دیوداسیاں بت کی جھاڑ پھونک میں مصروف تھیں۔ بت کے بائیں طرف لمبے لمبے بانسوں سے بنی ہوئی ایک سیڑھی بھی رکھی تھی۔ شاید وہ سیڑھی اس لیے تھی کہ اس پر چڑھ کر بت کی صفائی کی جاتی ہو۔

یوناف اور یوام بڑے انہماک سے زیوس دیوتا کے بت کو دیکھ رہے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا:

"یوناف! یوناف! میں چاہتی ہوں کہ تھوڑی دیر کے لیے تم سے الگ ہو کر میں اس معبد کے متعلق تفصیلات حاصل کروں۔"

یوناف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا:

"ابلیکا! ابلیکا تم ضرور ایسا کرو۔"

اس کے ساتھ ہی ابلیکا یوناف کی گردن سے الگ ہو گئی۔ اس موقع پہ اس پجاری نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا:

"اے معزز مہمانو! کیا تم معبد کے بڑے پجاری سے ملنا پسند کرو گے؟"

یوناف نے جواباً کہا:

"ضرور۔ مگر یہ بتاؤ بڑے پجاری کا نام کیا ہے؟"

پجاری نے کہا:

"معبد کے بڑے پجاری کا نام طوفار ہے جو ایک بڑا ساحر بھی ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ وہ بے شمار سری قوتوں اور مافوق الفطرت طاقتوں کا مالک بھی ہے۔ اسی بنا پر ٹرائے کے حکمران اور عوام اس پجاری کی زیادہ اس لیے عزت کرتے ہیں کہ وہ سری علوم کا بے مثل ماہر ہے۔"

اس پر یوناف نے کہا:

"میں طوفار سے ضرور ملوں گا لیکن اس سے ملاقات کرنے سے قبل کیا تم مجھے اس ٹرائے شہر کے متعلق اہم معلومات فراہم نہ کرو گے؟"

پجاری نے خوش دلی سے کہا:

"کیوں نہیں۔ میں ضرور آپ کو یہ معلومات فراہم کروں گا۔"

تھوڑی دیر رک کر پجاری پھر اپنی بات شروع کرتے ہوئے بولا:

"اے یوناف! ٹرائے شہر کے مغرب میں بحیرۂ روم اور مشرق میں سکندر نام کا دریا ہے۔ شہر کے ارد گرد جو لوگ بستے ہیں انہیں ٹروجن کہا جاتا ہے۔

اے یوناف! آج سے برسوں پہلے درداوس نام کا ایک رئیس ہیلیتن شہر سے نکل کر گھومتا پھرتا ان علاقوں کی طرف آیا اور یہاں سے جنوب میں ایک چھوٹے سے شہر ماشیا میں آ کر رہنے لگا۔ یہاں اس نے بہادری، شجاعت اور اپنی شرافت و نجابت کی بنا پر ماشیا کے بادشاہ طوسر کی بیٹی سے شادی کر لی۔ طوسر گذرا ہوا بادشاہ کے نام سے مشہور تھا۔ درداوس کے پوتے کا ایک بیٹا انوس ہوا جس نے دریائے سکندر کے کنارے ٹرائے شہر آباد کیا اور اس جبل ایدا پر زیوس دیوتا کا معبد بھی تعمیر کرایا۔ زیوس کا یہ بت بھی اسی کے دور میں بنایا گیا تھا۔ ٹروجن قوم اور بھی بہت سے چھوٹے بڑے دیوتاؤں کی پوجا کرتی ہے لیکن زیوس کو ان سب پر فوقیت حاصل ہے اور اسے دیوتاؤں کا دیوتا خدا تسلیم کیا جاتا ہے۔

پجاری ذرا رکا پھر یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا:

"اے محترم و معزز یوناف! میں ٹرائے شہر، اس میں بسنے والی ٹروجن قوم اور اس شہر کو بسائے جانے کے بارے میں جو معلومات تمہیں فراہم کر چکا ہوں۔ کیا یہ کافی ہیں یا کچھ اور جاننے کی خواہش ہے۔"

1۔ یہ تفصیلات کتاب CLASSIC MYTH AND LEGEND سے حاصل کی گئی ہیں۔

یوناف نے کہا:

"اے پجاری! تیرا شکریہ کہ تو نے مجھے اس شہر کے بارے میں اس قدر اطلاعات فراہم کی ہیں۔ اب میں تمہارے بڑے پجاری طوفار سے ملنا چاہوں گا۔"

پجاری نے خوش طبعی سے کہا:

"میں ابھی تمہیں اس کے پاس لے جاتا ہوں لیکن کیا تم پسند کرو گے کہ تمہاری بیوی یہیں زیوس دیوتا کے بت کے پاس دیوداسیوں میں رہے اور تم میرے ساتھ طوفار کے پاس چلو اس لیے کہ طوفار عورتوں سے ملنا پسند نہیں کرتا؟"

یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا:

"ٹھیک ہے۔ میری بیوی یوام یہیں رک کر میرا انتظار کرے گی اور میں اکیلا ہی تمہارے ساتھ طوفار کے پاس چلوں گا۔"

اس کے ساتھ ہی پجاری دیوداسیوں کی طرف گیا اور بڑی راز داری کے ساتھ ان سے کوئی بات کرنے لگا۔ اسی لمحے یوناف نے اپنے پہلو میں کھڑی یوام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"اے یوام! تم نے پجاری کی بات سن لی ہے سو تم یہیں زیوس دیوتا کے بت کے پاس رک کر میرا انتظار کرو دیوداسیاں میرے بعد تمہارا خیال رکھیں گی۔ اے یوام! میں اس بڑے پجاری سے مل کر جلدی لوٹ آؤں گا۔ تم ہرگز فکرمند نہ ہونا۔"

اسی لمحے پجاری واپس آ گیا۔ اس کے ساتھ چند دیوداسیاں تھیں جنہوں نے بڑی خوش طبعی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یوام کو اپنے حلقے میں لے لیا۔

یوام کی طرف سے مطمئن ہو کر یوناف پجاری کے ساتھ ہو لیا۔ راستے میں اس عمارت کے مختلف کمروں سے گزرتے ہوئے یوناف نے کہا:

"اے پجاری! تو طوفار سے تعارف کراتے وقت کہہ دینا کہ میں بھی کوئی عام انسان نہیں ہوں بلکہ ان گنت سری اور مافوق الفطرت قوتوں کا مالک ہوں لہٰذا وہ میرے ساتھ گفتگو کے دوران آداب، مروت، لحاظ اور عزت ملحوظ رکھے۔"

پجاری نے چونک جانے کے انداز میں کہا:

"اے یوناف! کیا واقعی تم سچ کہہ رہے ہو۔ اگر ایسا ہے تو طوفار تم سے مل کر بے حد خوش ہوگا اور تم فکرمند نہ ہو میں طوفار سے تمہارا تعارف کراتے وقت تمہاری خواہش کے مطابق یہ بات کہہ دوں گا۔ مجھے امید ہے کہ اس انکشاف پر وہ تمہارے ساتھ احتیاط اور لحاظ سے گفتگو کرے گا۔"

ایک کمرے میں داخل ہو کر پجاری نے یوناف سے کہا:

"اے محترم یوناف! تم تھوڑی دیر یہاں رکو۔ میں بڑے پجاری طوفار کو تمہارے متعلق بتاتا ہوں اور اس سے اجازت لے کر لوٹتا ہوں۔"

یوناف نے کہا:

"ہاں، تم جاؤ میں یہیں رک کر تمہارا انتظار کرتا ہوں۔"

اس پر وہ پجاری کمرے سے چلا گیا۔ یوناف کمرے کا جائزہ لینے لگا۔ اس نے دیکھا کمرہ کافی بڑا تھا لیکن چاروں طرف سے بند تھا۔ اس کے اندر دو ہی دروازے تھے۔ ایک وہ جس سے وہ پجاری کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا تھا اور دوسرا وہ جس سے پجاری طوفار کی طرف گیا تھا۔ اس کے علاوہ اس کمرے میں کوئی دروازہ، روشن دان اور کھڑکی تک نہ تھی۔

اس نے یہ بھی دیکھا کہ اس کمرے کی چھت موٹی موٹی لکڑیوں اور شہتیروں پر کھڑی تھی لیکن وہ چھت بہت اونچی تھی۔

اچانک وہ چونک پڑا۔ اس نے دیکھا کہ جس دروازے میں سے پجاری باہر نکلا تھا وہ بند ہو گیا تھا اور بند بھی اس طریقے سے ہوا تھا کہ گویا وہاں کبھی کوئی دروازہ تھا ہی نہ تھا۔ اب اس جگہ جہاں پہلے دروازہ تھا دیوار برابر ہو گئی تھی۔

یوناف ابھی تشویش کے انداز میں دیوار کو دیکھ رہا تھا کہ وہ ایک بار پھر چونک پڑا۔ کیونکہ جس دروازے سے وہ اندر آیا تھا اب وہ بھی بند ہو گیا تھا اور اس کی جگہ بھی اب وہاں دیوار برابر ہو گئی تھی۔ یوں اب کمرے سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہ رہا تھا۔

یہ صورت حال دیکھ کر یوناف کے لبوں پر ایک طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس نے انتہائی غصیلے انداز میں اپنی تلوار بے نیام کی۔ اس کی نوک پر کوئی سحری عمل کیا اور تلوار کی نوک کو دیوار میں اس جگہ مس کیا جہاں وہ دروازہ تھا جس میں سے وہ پجاری کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا تھا۔

تلوار کی نوک کا دیوار سے مس ہونا تھا کہ کمرے میں ایک گڑگڑاہٹ سی ہوئی۔ دیوار تیزی سے بائیں طرف سرکی اور وہاں دروازہ نمودار ہو گیا۔

پھر یوناف کمرے کی دوسری سمت گیا اور وہاں بھی تلوار کو دیوار سے مس کیا۔ دیوار گڑگڑاہٹ کے ساتھ دائیں جانب ہو گئی اور وہاں بھی دروازہ نمودار ہو گیا۔

یوناف نے سحر کی ہوئی تلوار ہاتھ ہی میں رکھی اور تیزی سے اس دروازے میں داخل ہو گیا جہاں وہ پجاری

گیا تھا۔ اچانک بڑھتے بڑھتے وہ رک گیا کیونکہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا تھا اور ساتھ ہی اس کی آواز اس کے کان میں پڑی:

"یوناف! یوناف! یہیں رکو اور میری بات سنو۔ تم اس وقت خطرے میں ہو۔"

یوناف رک گیا۔ اور تجسس سے پوچھا:

"کیا ہوا ابلیکا اب مجھے یہاں کس قسم کا خطرہ ہے۔"

ابلیکا نے اداس اور افسردہ آواز میں کہا:

"اے یوناف! ان ظالموں نے تمہاری بوام کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔"

یوناف نے غصے میں بپھر کر کہا:

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو ابلیکا!"

ابلیکا جواب میں بولی:

"معاملہ یہ ہے یوناف کہ یہ لوگ ہر سال آفات اور سماوی ابتلاؤں سے بچنے کے لیے زیوس دیوتا کی قربان گاہ پر ایک حسین اور خوبصورت لڑکی کی قربانی دیتے ہیں۔

جس لڑکی کی قربانی دینی ہوتی ہے اسے ان سیڑھیوں کے قریب قربان گاہ میں جکڑ دیتے ہیں اور لوگوں میں مشہور کر دیتے ہیں کہ ایک روز زیوس دیوتا سمندر سے نکلے گا اور اس لڑکی کی قربانی وصول کرے گا لیکن یہ سب دھوکا اور فریب ہے۔ میں سب معلومات حاصل کر کے آئی ہوں۔

جس لڑکی کی انہوں نے قربانی دینی ہوتی ہے یہ اسے قربان گاہ میں زنجیروں سے جکڑ دیتے ہیں۔ کچھ لڑکیوں کو خود ہی ایسے وقت میں قتل کر دیتے ہیں جب معبد میں کوئی نہ ہو اور کچھ کو کئی کئی دن تک زنجیروں میں جکڑے رکھتے ہیں۔ پھر خود ہی اسے بھی قتل کر کے مشہور کر دیتے ہیں کہ سمندر سے زیوس دیوتا نکلا تھا اور اس لڑکی کی قربانی کو مکمل کر گیا۔

سنو اے یوناف! ان دنوں بھی یہ ایک قربانی دینے والے تھے اور قربانی کے لیے یہ لوگ ہر سال مختلف قبیلوں اور خاندانوں سے خوبصورت لڑکی حاصل کرتے ہیں اور جس سال قربانی شاہی خاندان سے حاصل کرنا ہوتی ہے اس سال یہ ظالم اپنے شاہی خاندان کو خوش کرنے کے لیے کسی اجنبی یا مسافر اور خوبصورت لڑکی کو پکڑ کر یہاں قربان کر دیتے ہیں اور لوگوں میں مشہور کر دیتے ہیں کہ شاہی خاندان کی لڑکی کو قربان کر دیا گیا ہے۔

اے یوناف! جس وقت تم بوام کے ساتھ اس معبد کی طرف آئے اس وقت کچھ پجاریوں نے خفیہ طور پر اس معبد کے ارد گرد منڈلا رہے تھے انہوں نے تمہیں اور بوام کو دیکھ لیا تھا لہٰذا انہوں نے اس کی اطلاع طوفار کو دے دی۔

طوغار نے حکم دیا کہ یوام کی قربانی دے دی جائے۔

اس مقصد کے لیے اس نے ایک پجاری کو تمہاری طرف بھیجا کہ وہ تم سے خوش طبعی سے پیش آئے اور تم دونوں کو اندر لے آئے اور وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

پھر اس نے تمہیں اس بات پر بھی آمادہ کر لیا کہ یوام زیوس دیوتا کے بت کے پاس ہی دیوداسیوں کے پاس رہے اور تمہیں طوغار سے ملانے کے لیے وہ ادھر لے آیا۔

تمہاری غیر موجودگی میں دیوداسیوں نے یوام کو جکڑ لیا اور پھر کچھ پجاری فوراً ہی اسے نیچے لے گئے جہاں انہوں نے یوام کو زنجیروں میں جکڑ دیا اور پھر اسے زیوس پر قربان کرنے کے لیے اس کی گردن کاٹ دی۔ اے یوناف اب تم قربان گاہ پر اس کی لاش دیکھ سکتے ہو۔

اصل میں یوام کو قربان کرنے کے بعد تمہیں کمرے میں بند کر کے وہ شہر میں جا کر لوگوں کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ شاہی خاندان کی لڑکی قربان کر دی گئی ہے۔

جب وہ یہ اطلاع لوگوں کو دیتے تو لوگ بھاگے بھاگے وہاں آتے اور قربان کی ہوئی لڑکی دیکھ کر ان کی تسلی ہو جاتی کہ شاہی خاندان ہی کی لڑکی قتل کی گئی ہے اور یہ کہ اس کے باعث اس سال وہ عذاب و آفات سے بالکل محفوظ رہیں گے۔

ٹرائے شہر کے لوگ ان اجنبی لڑکیوں کو اس لیے نہیں پہچان سکتے کہ وہ شاہی خاندان کی لڑکیوں کی شکل و صورت سے آشنا نہیں ہوتے اس لیے کہ اول تو شاہی خاندان کی لڑکیاں بہت کم باہر نکلتی ہیں اور اگر کہیں باہر آتی جاتی ہیں تو پردے والی بگھیوں میں۔ لہٰذا عام لوگ انہیں شکل و صورت سے نہیں جانتے۔ اس لیے شاہی خاندان کی جگہ جب کسی اور اجنبی لڑکی کو قربان کر دیا جاتا ہے تو یہاں کے لوگ کوئی اعتراض نہیں کرتے کہ وہ تو شاہی خاندان کی لڑکیوں کی پہچان ہی نہیں رکھتے۔

اے یوناف! اس سال بھی قربانی شاہی خاندان کی طرف سے دی جانی تھی لہٰذا ان ظالم پجاریوں نے تمہاری بیوی یوام کو قربان کر دیا۔"

یوناف نے تھرتھراتی آواز میں کہا:

"اے ابلیکا! کیا تم مجھے بتا سکو گی کہ اس وقت وہ پجاری کہاں ہے جو مجھے یہاں لے کر آیا تھا اور بڑا پجاری طوغار کہاں ہے؟"

ابلیکا نے کہا:

"جس طرف تم جا رہے ہو وہاں سیدھے آگے بائیں طرف تیسرا کمرہ طوغار کا ہے اور تمہیں یہاں لانے والا

پجاری بھی وہیں بیٹھا اسے اپنی کارروائی بتا رہا ہے تاکہ وہ اپنے کچھ پجاریوں کو ٹرائے شہر کی طرف بھیجے کہ لوگوں کو اطلاع کر دے کہ شاہی خاندان کی لڑکی کو زیوس دیوتا پر قربان کیا جا چکا ہے۔"

یوناف نے کھولتے لہجے میں کہا:

"پہلے میں یوام کی لاش دیکھ لوں۔ پھر طوغار اور اس پجاری سے آ کر بات کرتا ہوں۔"

اس نے اپنی سری قوتوں کو حرکت دی اور دوسرے ہی لمحے وہ سیڑھیوں کے پاس قربان گاہ کے پاس جا نمودار ہوا۔

اس نے دیکھا اس کی بیوی یوام کی لاش وہاں خون میں لت پت پڑی تھی اور اس کا سر تن سے جدا ہو کر ایک طرف لڑھک گیا تھا۔

یوناف چند ثانیوں تک کھڑا انتہائی تاسف اور سنگینی سے یوام کی لاش کو دیکھتا رہا۔ اس کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو بہہ نکلے تھے۔

اسی لمحے ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور بولی:

"اے یوناف! کاش میں اس معبد سے متعلق ضروری معلومات حاصل کرنے نہ گئی ہوتی۔ یوناف! مجھے یوام کے یوں بے چارگی اور بے بسی سے ان ظالموں کے ہاتھوں مارے جانے کا بے حد دکھ ہے۔ کاش! میں اس کی مدد کر سکتی۔ کاش میں اسے بچا سکتی۔"

یوناف نے ابلیکا کی باتوں کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے اپنی آنکھیں خشک کیں۔ دوبارہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور طوغار کے سامنے کمرے کے باہر نمودار ہوا۔

اس نے ایک دم کمرے کے دروازے پہ زوردار ٹھوکر رسید کی جس پر اس کے دونوں پٹ کھل گئے۔ ساتھ ہی یوناف آندھی اور قہر بھرے طوفان کی طرح اندر داخل ہو گیا۔

یوناف نے دیکھا اسے عمارت میں لانے والا پجاری بھی وہیں موجود تھا۔ اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی گردن پہ لمس دیا اور بولی:

"یہ سامنے جو ادھیڑ عمر کا شخص بیٹھا ہے یہی طوغار ہے۔"

یوناف کو دیکھتے ہی وہ پجاری دہشت زدہ سا ہو کر اپنی جگہ سے اٹھا۔ اس پر طوغار نے اپنے پجاری کو مخاطب کرتے ہوئے تسلی دی اور کہا:

"تم اچانک اس قدر پریشان اور بوکھلا کیوں گئے ہو اور کیوں بدک کر اٹھ کھڑے ہوئے ہو اور یہ جوان کون ہے جو بلا اجازت اس طرح کمرے میں داخل ہوا ہے۔"

طوفار کے سوالوں پر پجاری اس کے قریب ہوا اور اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے انکشاف کیا:

"اے آقا! یہ وہی جوان ہے جس کا نام یوناف ہے اور جسے میں آپ کے حکم پر کمرے میں بند کر آیا تھا۔ اور جس کی بیوی کو ابھی ابھی قربان کیا جا چکا ہے۔"

طوفار کو جب اصل صورت حال کا علم ہوا تو وہ انتہائی درشتی اور برہمی سے بولا:

"تم کون ہو اور کیوں بلا اجازت میرے کمرے میں داخل ہوئے ہو۔"

پھر یوناف کے جواب کا انتظار کیے بغیر اس نے اپنے قریب رکھی لکڑی کی ایک چھوٹی سی ہتھوڑی اٹھائی اور اس سے اپنے دائیں طرف لٹکے ایک طشت پر ضرب لگا دی۔

اس ضرب سے ایک گونجدار آواز خوب بلند ہو کر سنائی دی جس کے جواب میں کچھ مسلح پجاری اس کمرے کے اندر داخل ہوئے جو تعداد میں پانچ تھے۔

جونہی وہ مسلح پجاری اندر آ گئے طوفار نے غضبناک اور کڑکتی آواز میں کہا:

"اسے گرفتار کر لو اور آہنی سلاخوں والے کمرے میں بند کر دو۔"

یوناف نے اپنی تلوار پر کوئی لاہوتی عمل کیا اور جونہی اس نے اپنی تلوار کا رخ ان پانچوں کی طرف کیا، وہاں کمرے میں ایک بہت بڑے الاؤ کی صورت میں آگ نمودار ہوئی اور ان پانچوں کو اس نے جلا کر ایسا کر دیا کہ ان کی ہڈیوں تک کا نشان نہ رہا۔

جب آگ ختم ہوئی تو طوفار اور اس کے پجاری نے دیکھا کہ ان پانچ مسلح جوانوں کی جگہ اب کچھ بھی نہ تھا اس پر وہ دونوں خوفزدہ ہو گئے۔

یوناف چند قدم آگے بڑھا اور اس نے طوفار کو مخاطب کر کے کہا:

"اے طوفار! میں نے تیرے اس پجاری کے ذریعے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ میں بے شمار فوق البشر اور ان گنت سری قوتوں کا مالک ہوں اور احتیاط برتا لیکن تم ایسے ناعاقبت اندیش لوگ ہو کہ تم نے نہ صرف میرے ساتھ بدلحاظی اور بد احتیاطی کی بلکہ ظلم اور فریب سے کام لیتے ہوئے میری بے گناہ بیوی کو زیوس دیوتا کی قربان گاہ پر قتل کر دیا۔ اے طوفار! میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ان پجاریوں کو یہاں بلاؤ جو میری بیوی کو قربان گاہ میں لے گئے تھے اور وہاں اسے زنجیروں میں جکڑ کر قربان کر دیا۔"

طوفار نے غور سے یوناف کو دیکھا اور پوچھا:

"اگر میں ایسا نہ کروں تب؟"

اس پر یوناف نے تلوار کا رخ اس کے ساتھی پجاری کی طرف کر دیا اور وہ پل بھر میں جل کر ختم ہو گیا۔ یوناف

نے کھولتی ہوئی آواز میں کہا:

"تب تمہارا انجام بھی اس پجاری جیسا ہوگا۔ یاد رکھو اس معبد کے اندر میں انتقام کی ایسی آگ بھڑکا دوں گا کہ کوئی بھی پجاری اور دیوداسی نہ بچ سکے گی۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ ان پجاریوں کو بلاؤ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اے طوفار! میں تمہیں بدترین موت ماروں گا۔"

طوفار نے چند ثانیے سوچا۔ پھر شاید اس نے یوناف سے نہ ٹکرانے کا فیصلہ کیا اور لکڑی کی ہتھوڑی اٹھا کر طشت پر ضرب لگا دی۔

تھوڑی دیر بعد چند اور مسلح پجاری کمرے میں داخل ہوئے تو طوفار نے تحکمانہ انداز میں کہا:

"ان پجاریوں کو بلا کر لاؤ جنہوں نے ابھی تھوڑی دیر قبل قربان گاہ میں ایک لڑکی کی قربانی کے فرائض ادا کیے ہیں۔"

طوفار کا حکم سن کر وہ سب اس کمرے سے چلے گئے۔

یوناف کو زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا کہ طوفار کے کمرے میں تین پجاری داخل ہوئے۔ طوفار نے انہیں مخاطب کر کے پوچھا:

"کیا ابھی تھوڑی دیر قبل تم تینوں نے ہی زیوس دیوتا کے لیے ایک لڑکی کو قربان کیا ہے۔"

وہ پجاری رونما ہونے والے حالات اور اپنے منڈلاتے انجام سے بے خبر جھٹ بولے:

"اے آقا! ہم تینوں نے ہی اس لڑکی کی قربانی کے فرائض انجام دیے ہیں۔"

اس پر طوفار نے یوناف کی طرف دیکھا اور کہا:

"یہ ہیں وہ تینوں جنہیں آپ نے طلب کیا تھا۔"

یوناف نے ان تینوں سے کہا:

"تم تینوں طوفار کے پہلو میں جا کر کھڑے ہو جاؤ۔"

وہ پجاری کچھ کہے بغیر طوفار کے پہلو میں چلے گئے۔ یوناف ان کے قریب آیا اور بڑے ہولناک انداز میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے بولا:

"اے مجرم پجاریو! تم نے جس لڑکی کو قتل کیا وہ میری بیوی تھی اور تم نے یہ مکروہ کام دھوکے اور فریب دہی سے کیا جس میں تمہارا یہ بڑا پجاری طوفار بھی شامل ہے لہٰذا اب تم چاروں میں سے کوئی بھی میرے انتقام کی آگ سے نہ بچ سکے گا۔"

اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنی تلوار کا رخ ان کی طرف کر دیا اور وہ چاروں بھی آگ کے شعلے کی طرح بھڑک کر

ختم ہو گئے۔

اس کام سے فارغ ہو کر یوناف اپنی ساری قوتوں کو حرکت میں لایا اور سیڑھیوں کے پاس اس جگہ نمودار ہوا جہاں اس کا اور یوام کا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ پہلے اس نے قربان گاہ کے قریب یوام کو دفن کیا۔ پھر دونوں گھوڑوں کو کھولا یوام کے گھوڑے کی لگام اپنے گھوڑے کی زین سے باندھی۔

اس موقع پر ابیلکا نے کہا:

"اے میرے حبیب! اب تم کدھر کا رخ کرو گے"۔

یوناف نے افسردہ اور بجھی بجھی آواز میں کہا:

"اب جبکہ ان ظالموں نے مجھے یوام سے محروم کر دیا ہے۔ تو میں چند روز تک ٹراسے کی کسی سرائے میں قیام کروں گا اس کے بعد مصر کا رخ کروں گا"۔

اس کے ساتھ ہی ایک جست لگا کر یوناف اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور ایڑ لگا کر ٹراسے شہر کی طرف دوڑا دیا۔

○

بنی اسرائیل کو مصر سے نکلے ہوئے ایک برس اور دو ماہ گزر چکے تھے اور ابھی تک وہ سینا کے بیابانوں کے اندر ہی پڑاؤ کیے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ دشت سینا میں موسیٰؑ کو خداوند کریم کی طرف سے حکم ہوا کہ:

"بنی اسرائیل کے ایسے مردوں کی گنتی کرو جو عمر میں بیس برس سے زائد ہوں اور جنگوں میں حصہ لینے کے قابل ہوں۔ اور ایسے جوانوں کی گنتی اس طرح کی جائے کہ بنی اسرائیل کے ہر قبیلے سے ایک آدمی جو اپنے آبائی خاندان کا سردار ہو وہ اس گنتی کے دوران موسیٰؑ و ہارونؑ کے ساتھ رہے اور یوں ایک ایک مرد کا نام لے کر گنتی کی جائے"۔

سو دشت سینا میں اللہ تعالیٰ کے اس حکم کا اتباع کرتے ہوئے موسیٰؑ و ہارونؑ نے جب بنی اسرائیل کے ان جوانوں کی گنتی کی جو عمر میں بیس سال سے زائد اور جنگوں میں حصہ لینے کے قابل تھے تو ان کی تعداد چھ لاکھ تین ہزار پانچسو کے قریب ہوئی۔

چند دنوں کے بعد موسیٰؑ کو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا کہ:

"بنی اسرائیل کے ساتھ دشت سینا سے کوچ کرو اور دشت فاران میں جا کر پڑاؤ کرو"۔

اس خدائی حکم کے اتباع میں موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کے ساتھ کوچ کیا اور جب دشت فاران میں جا کر خیمہ زن ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے پھر موسیٰؑ کو ہدایت کی کہ:

"بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں سے بارہ آدمی ارض کنعان کی طرف روانہ کرو تاکہ وہ اس سرزمین کے حالات جان کر آئیں اور اس کے بعد اس سرزمین کے رہنے والوں پر حملہ آور ہو کر بنی اسرائیل اس پر قبضہ کر لیں کیونکہ یہی وہ سرزمین ہے

جس کے دینے کا وعدہ اللہ پاک نے بنی اسرائیل سے کر رکھا ہے۔

موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں سے بارہ آدمیوں کا چناؤ کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ ارضِ کنعان کا حال جاننے کے لیے اس سرزمین کی طرف روانہ ہوں اور ساتھ ہی انہیں یہ بھی سمجھا دیا کہ وہ یہ دیکھ کر آئیں کہ وہ ملک کیسا ہے۔ جو لوگ وہاں بستے ہیں وہ کیسے ہیں زور آور ہیں یا کمزور۔ تھوڑے ہیں یا بہت زیادہ۔ اور جن شہروں میں وہ رہتے ہیں ان کا احوال کیا ہے۔ آیا وہ خیموں میں رہتے ہیں یا قلعوں میں اور وہاں کی زمین زرخیز ہے یا بنجر؟ اس کے اندر درخت ہیں یا نہیں۔

ساتھ ہی ان کو یہ ہدایت بھی کر دی کہ جب وہ اس سرزمین سے لوٹ کر آئیں تو آتی دفعہ اپنے ساتھ وہاں کے پھل بھی لیتے آئیں تاکہ وہ پھل بنی اسرائیل کو دکھا کر انہیں اس سرزمین پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی جا سکے

پس موسیٰؑ کے حکم پر وہ بارہ[1] آدمی ارضِ کنعان کا حال جاننے کے لیے دشتِ فاران سے روانہ ہو گئے۔

○

۱۔ یہ بارہ آدمی مندرجہ ذیل تھے:

۱۔ بنی روبن سے سموع بن ذکور
۲۔ بنی شمعون سے صفت بن حوری
۳۔ بنی یہودا سے کالب بن یوحنا
۴۔ بنی اشکار سے اجال بن یوسف
۵۔ بنی دان سے عمی ایل بن جملی
۶۔ بنی آشر سے ستور بن میکائیل
۷۔ بنی یوسف سے یوشع بن نون
۸۔ بنی بنیامین سے فلطی بن رفو
۹۔ بنی زبولون سے
۱۰۔
۱۱۔
۱۲

یوناف یوام کے مارے جانے کے بعد ابھی تک ٹرائے شہر میں ہی قیام کیے ہوئے تھا۔ اس قیام کے دوران اس نے چاپا اور یوام کا گھوڑا ابگل فروخت کر دیا۔

ایک روز جب وہ سرائے کے مالک سے اپنا حساب بے باک کرنے کے بعد وہاں سے کوچ کرنے والا تھا کہ ابیکا نے اس کی گردن پر بوسہ دیا اور اپنی شیریں آواز میں پوچھا:

"اے یوناف! ٹرائے کی اس سرائے سے کوچ کر کے اب تم کس طرف کا رخ کرو گے۔"

یوناف نے جواب میں کہا:

"اے ابیکا! میں نیل کے کنارے اپنے محل کی طرف جاؤں گا۔"

اس پر ابیکا نے کہا:

"اے یوناف! آؤ چلو ارضِ کنعان اور اس کے اطراف کی سرزمینوں کا رخ کریں۔"

یوناف نے درمیان میں بولتے ہوئے استفہامیہ انداز میں پوچھا:

"اے ابیکا! کیا تم وہاں مجھے عرب، یبوسا اور بنیطہ سے ٹکرانا چاہتی ہو۔"

ابیکا کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی:

"اے یوناف! ایسی کوئی بات نہیں۔ ہم ان تینوں پر حملہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے بلکہ ماضی میں بھی ہمارا رویہ یہی رہا ہے کہ ہم نے ان کے بڑے اور گھناؤنے افعال کا محض جواب دیا ہے کبھی ان پر حملہ کرنے میں پہل نہیں کی اور اے یوناف! اس وقت تو میں تمہیں اس لیے اُدھر جانے کو کہہ رہی ہوں کہ اللہ کے پیغمبر موسیٰؑ و ہارونؑ بنی اسرائیل کو مصر سے نکالنے کے بعد انہی سرزمینوں کا رخ کر رہے ہیں۔ میں ان علاقوں سے ہو کر آ رہی ہوں۔ موسیٰؑ و ہارونؑ اس وقت بنی اسرائیل کے ساتھ دشتِ فاران میں خیمہ زن ہیں اور انہوں نے اپنے بارہ آدمیوں کو کنعانیوں اور ان کے اطراف میں دوسری قوموں کے احوال جاننے کے لیے بھیجا ہے تاکہ وہ ان پر حملہ آور ہو کر اس سرزمین پر قبضہ کر لیں جس کا خدا نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے:

اے یوناف! میں چاہتی ہوں تم بھی بنی اسرائیل میں جا شامل ہو اس لیے کہ بنی اسرائیل کا عنقریب دو ایسے آدمیوں سے پالا پڑنے والا ہے جو حیرت انگیز قوتوں کے مالک ہیں:

یوناف نے پوچھا:

"اے ابیکا! کیا موسیٰؑ و ہارونؑ جیسے پیغمبروں کے سامنے بھی یہ دونوں اشخاص سر اٹھانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور کیا تم مجھے یہ نہ بتاؤ گی کہ یہ دونوں کون ہیں۔"

ابیکا اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے پھر بولی:

"اے یوناف! جن دو حیرت انگیز آدمیوں کا میں نے تم سے ذکر کیا ہے ان میں سے ایک تو اوج بن عنق ہے جس کا قد اس قدر ہے کہ ناپا ہی نہیں جا سکتا اور بہت کم لوگ دنیا میں ایسے رہے ہوں گے جو اس جیسے طویل قامت ہوں گے۔

اوج بن عنق ارض کنعان کے اندر بسن کا حکمران ہے اور یہ اس قدر طاقت ور انسان ہے کہ درجنوں انسانوں کو اپنی بغلوں میں دبا کر بھاگ اٹھتا ہے۔

اس کے علاوہ عام لوگوں کی روایت یہ ہے کہ اوج بن عنق گزشتہ تین ہزار سال سے زندہ ہے اور اب بھی جوان اور توانا ہے"۔

"دوسرا حیرت انگیز آدمی بلعام بن بعور ہے۔ یہ بلقاء شہر کا رہنے والا ہے۔ اس کا تعلق موآبیوں کی قوم سے ہے اور یہ شخص اسم اعظم جانتا ہے لہٰذا جو بھی خواہش اور دعا کرتا ہے وہ پوری ہو جاتی ہے۔

اب کیونکہ بنی اسرائیل کا واسطہ اوج اور بلعام سے پڑنے والا ہے لہٰذا آؤ بنی اسرائیل میں شامل ہو کر یہ دیکھیں کہ ان دونوں اشخاص کے ساتھ بنی اسرائیل کے ٹکراؤ کا کیا نتیجہ نکلتا ہے"۔

یوناف نے ابلیکا کی تائید کرتے ہوئے کہا:

"اے ابلیکا! تم ٹھیک کہتی ہو۔ آؤ یہاں سے بسن شہر کا رخ کریں اور وہاں دیکھیں کہ اوج بن عنق کیسا دراز قد اور طاقت ور انسان ہے"۔

اس کے ساتھ ہی یوناف ٹرد جن کے مرکزی شہر ٹراٹے سے بسن کی طرف کوچ کر گیا۔

○

ابلیکا کے کہنے پر یوناف جب ارضِ کنعان کے شہر لبن میں نمودار ہوا تو اتفاق سے اسی وقت وہ بارہ اسرائیلی بھی لبن میں داخل ہوئے جن کا سربراہ یوشع بن نون تھا۔

جس وقت وہ بارہ اسرائیلی لبن کے حاکم اوج بن عنق کے مکان کی طرف جا رہے تھے تو ابلیکا نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"یہ جو بارہ آدمی ہمارے آگے آگے جا رہے ہیں یہ وہی اسرائیلی ہیں اور انہیں اللہ کے پیغمبر موسیٰ نے سرزمینوں کا احوال جاننے کے لئے ادھر بھیجا ہے۔

اے یوناف! تم بھی ان میں شامل ہو جاؤ۔ پھر دیکھتے ہیں کہ یہ ان سرزمینوں سے متعلق کیسی اور کس نوعیت کی معلومات حاصل کرتے ہیں۔"

اس پر یوناف خود آگے بڑھا اور ان بارہ اسرائیلیوں میں شامل ہونا ہی چاہتا تھا کہ اپنی جگہ پر رک گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک انتہائی دراز قامت اور عظیم الجثہ آدمی ایک عمارت کے اندر سے نکلا اور بڑی تیزی سے ان بارہ اسرائیلیوں کی طرف بڑھا۔

اس لمحے ابلیکا نے پھر یوناف کو بتایا:

"ادھر دیکھو یوناف! یہ جو دراز قد اور کوہ پیکر انسان دائیں ہاتھ کی عمارت سے نکل کر اسرائیلیوں کی طرف آ رہا ہے یہی لبن شہر کا حاکم اوج بن عنق ہے۔"

اس انکشاف پر یوناف آگے بڑھا اور مناسب فاصلے پر رک کر اوج بن عنق کی طرف غور سے دیکھنے لگا جو تیزی

سے ان بارہ اسرائیلیوں کی طرف آیا اور ان کی راہ روکتے ہوئے اس نے کہا:

"تم لوگ کون ہو اور کس غرض سے اس شہر میں داخل ہوئے ہو، ہمیں لگتا ہے کہ تم لوگ اپنے حلیے، لباس اور شکل و صورت سے مقامی نہیں لگتے۔"

اوج کے سوال پر یوشع بن نون نے جواب دیا:

"کیا تمہارے سوال کا جواب دینے سے قبل یہ بہتر نہیں کہ ہم جان لیں کہ تم کون ہو۔ تمہارا نام کیا ہے اور کیوں تم ہم سے اس نوعیت کے سوال پوچھ رہے ہو۔"

اوج نے بڑے غور اور کسی قدر استفہامیہ انداز میں یوشع بن نون کی طرف دیکھا پھر کسی قدر تلخ لہجے میں اس نے کہا:

"میں اس شہر لبن کا حاکم ہوں۔ میرا نام اوج بن عنق ہے اور میں حاکم شہر کی حیثیت سے تم لوگوں سے ہر طرح کی پوچھ گچھ اور تمہارے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے جیسے چاہوں سوالات کر سکتا ہوں۔"

اوج جب اپنا تعارف کرا چکا تو یوشع نے کہا:

"اے اوج بن عنق! ہمارا تعلق بنی اسرائیل سے ہے۔ شاید تم جانتے ہو گے کہ ہم مصر کی سرزمین میں آباد تھے پھر خدا نے ہمارے اندر موسیٰ اور ہارون دو پیغمبر مبعوث کیے اور انہوں نے ہمیں مصریوں کی غلامی سے نجات دی اور ہمیں مصر سے نکال کر اس طرف لانے میں کامیاب ہوئے۔ اس وقت بنی اسرائیل دشتِ سینا سے ہوتے ہوئے صحرائے فاران میں خیمہ زن ہیں اور ہم لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔

اے اوج بن عنق! تم ہمیں بنی اسرائیل کے نقیب سمجھو۔ ہم ان سرزمینوں کی طرف اس لیے آئے ہیں کہ یہاں سے اپنے لیے ایسی اطلاعات حاصل کریں جو ہمارے لیے سود مند اور منفعت بخش ہوں اس لیے کہ یہی وہ سرزمین ہے جسے خدا نے ہمارے تصرف میں دینے کا ہمارے آباؤ اجداد سے عہد کیا تھا۔"

یوشع بن نون کی اس گفتگو پر اوج بن عنق غصے سے بھڑک اٹھا اور غراتی ہوئی آواز میں بولا:

"تو گویا تم لوگ اس غرض سے یہاں آئے ہو کہ ان سرزمینوں سے متعلق معلومات حاصل کرو اور پھر ان پر حملہ آور ہو کر ان پر قبضہ کر لو۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر یوں سمجھو میں تم سب کا خاتمہ کر دوں گا تا کہ تم نہ یہاں سے معلومات حاصل کر سکو اور نہ واپس جا کر اپنی قوم کو اطلاع دے سکو۔"

یہ کہنے کے بعد اوج بن عنق غضب ناک حالت میں آگے بڑھا اور اس نے اپنی طاقت و قوت کا مظاہرہ کیا کہ چھ اسرائیلیوں کو اس نے اپنی دائیں بغل میں اور چھ کو بائیں بغل میں دبانے کے بعد وہ مڑا اور اپنے گھر کے اندر داخل ہو گیا۔

اوج بن عنق کی بیوی نے جب دیکھا کہ اس کا شوہر اپنی دونوں بغلوں میں بارہ آدمیوں کو دبائے آرہا ہے اس نے حیرت و پریشانی سے پوچھا:

"یہ بارہ آدمی کون ہیں اور انہیں تم کہاں سے پکڑ لائے ہو؟"

اوج بن عنق بولا:

"یہ بارہ بنی اسرائیلی ہیں اور بنی اسرائیل مصر سے نکل کر بقول ان کے دشتِ فاران میں خیمہ زن ہیں اور ان بارہ کو انہوں نے اس غرض سے ادھر بھیجا ہے کہ یہ لوگ یہاں کے بارے میں ضروری اطلاعات ان کو فراہم کریں تاکہ کسی مناسب موقع پر بنی اسرائیل ہم پہ حملہ آور ہو کر یہاں قبضہ کر لیں۔"

وہ ذرا رکا پھر استفہامیہ انداز میں اپنی بیوی سے پوچھا:

"اے میری رفیقہ! اگر تم کہو تو میں ان کو بغلوں میں ایسا دباؤں کہ ان بارہ کا خاتمہ کر دوں؟"

اس کی بیوی نے پریشانی سے کہا:

"ایسا ہرگز نہ کرنا بلکہ ہماری اور ہماری قوم کی بہتری اسی میں ہے کہ تو انہیں آزاد کر دے اور یہ واپس جا کر اپنی قوم میں تیری قوت و طاقت کے چرچے کریں تب بنی اسرائیل کو ہم پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔"

بیوی کے مشورے پر اوج نے کہا:

"اے میری رفیقہ! زندگی میں پہلی بار تو نے کوئی اچھا اور مناسب مشورہ دیا ہے اس لیے میں ان لوگوں کو آزاد کر رہا ہوں تاکہ یہ واپس جا کر اپنی قوم میں میری طاقت کے چرچے کریں۔"

اس کے ساتھ ہی اوج نے ان بارہ اسرائیلیوں کو اپنی بغلوں سے گرا دیا اور پھر ان کو ڈانٹنے کے سے انداز میں اس نے کہا:

"تم سب یہاں سے بھاگ جاؤ ورنہ مارے جاؤ گے۔"

اس پر وہ بارہ کے بارہ اسرائیلی گرتے پڑتے بھاگے اور مکان سے باہر نکل گئے۔ جب وہ سارے چلے گئے تو اوج نے اپنی بیوی سے کہا:

"ان بارہ اسرائیلیوں کو تو میں نے تیرے کہنے پر چھوڑ دیا ہے لیکن ابھی ایک اور آدمی باہر موجود ہے گو وہ ان سے ذرا دور کھڑا مجھے غور سے دیکھ رہا تھا لیکن مجھے شک ہی نہیں یقین ہے کہ وہ بھی انہی کا ساتھی ہے۔ میں ابھی اسے پکڑ کر لاتا ہوں اور اس سے پوچھتا ہوں کہ وہ کون ہے۔"

اوج باہر جانے کے لیے مڑا تو اس نے دیکھا اس کے مکان کے بیرونی دروازے پہ یوناف کھڑا اس کی طرف

اوج بن عنق نے اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"اے میری رفیقہ! یہی وہ جوان ہے جس کا میں نے تم سے ابھی ذکر کیا ہے۔ یہ مجھے ان بارہ اسرائیلیوں کی نسبت کچھ زیادہ ہی نڈر اور بے خوف لگتا ہے جو یہ اپنی مرضی سے چل کر اس طرف آیا ہے۔ میرے دراز قد اور عظیم جثے نے اس پر کوئی دہشت طاری نہیں کی۔"

قبل اس کے کہ اوج کی بیوی جواب میں کچھ کہتی۔ یوناف آگے بڑھا۔ اوج بن عنق کے قریب آیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے بولا:

"اے اوج بن عنق! میں نہ تو ان بارہ اسرائیلیوں کا ساتھی ہوں جنہیں تم نے بغلوں میں دبا کر گھر کے اندر لا چھوڑا تھا اور نہ ہی ان بارہ جیسا کمزور اور لاچار ہوں کہ تم مجھے بھی آسانی سے اٹھا کر بغل میں دبا لو۔ میں تو خود اپنی ذات میں ایسی قوت کا مالک ہوں کہ تم جیسے کوہ پیکر کو اٹھا کر اپنی بغل میں دبا سکتا ہوں۔"

اوج نے تمسخرانہ انداز میں بیوی سے کہا:

"اے میری رفیقہ! کیا تم نے اس بونے کی گفتگو سنی جو مجھے اٹھا کر اپنی بغل میں دبا لینے کی دھمکی دے رہا ہے۔ پس اے میری رفیقہ! تو دیکھ میں اپنے گھر کے آنگن میں اس کا کیا حشر کرتا ہوں۔"

اتنا کہنے کے بعد اوج تیزی سے یوناف کی طرف بڑھا اور جونہی وہ اسے اپنی بغل میں دبا لینے کے قریب ہوا کہ یوناف نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور پھر ایک ایسا جھٹکا دیا کہ اوج نہایت بے بسی کی حالت میں لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔

اپنی اس حالت پر اوج نے ایک بار حیرت اور پریشانی سے یوناف کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے اپنی بیوی کی طرف مڑتے ہوئے کھردرے لہجے میں کہا:

"یہ جوان واقعی ان بارہ اسرائیلیوں سے مختلف ہے لیکن کچھ بھی ہو یہ مجھ سے طاقتور نہیں ہو سکتا۔ اس نے دھوکے سے مجھے دھکا دے کر لڑھکا دیا ہے لیکن یہ تو ایک عارضی کیفیت ہے۔ اسے جب میں اپنے آہنی ہاتھوں کی ضرب لگاؤں گا تو اسے ایک ایسی اذیت میں مبتلا کر دوں گا کہ یہ اپنی روح اور اپنے جسم کی جدائی کے لیے دعائیں مانگے گا۔"

اسی لمحہ یوناف آہستہ آہستہ آگے بڑھا لیکن اوج بن عنق مستعد تھا سو جونہی یوناف اس کے قریب گیا اس نے اپنے دائیں ہاتھ سے یوناف کے پہلو پر ایسی زوردار ضرب لگائی کہ یوناف ہوا میں اچھلتا ہوا بری طرح سے مکان کی بیرونی دیوار سے جا ٹکرایا۔

یوناف کو سخت چوٹ آئی تھی لیکن اس نے کسی کمزوری یا خستگی کا اظہار نہ کیا اور ایک پُر زور جست لگاتے ہوئے وہ اپنی جگہ پہ اٹھ کھڑا ہوا۔ تاہم اب وہ کسی قدر حیرت اور اچنبھے سے اوج کی طرف دیکھ رہا تھا۔

یوناف کی بے چارگی اور لاچارگی پر اوج بن عنق اپنی جگہ پر کھڑا طنزیہ انداز میں مسکرا رہا تھا۔ یوناف نے
کوئی فیصلہ کیا اور پھر وہ بار دگر ایک عزم کے ساتھ اس کی طرف بڑھا۔
قریب جا کر ابھی وہ اس پر ضرب لگانا ہی چاہتا تھا کہ اوج حرکت میں آیا اور اس سے پہلے ہی اس نے یوناف کے
دوسرے پہلو پر ایسی زوردار ضرب لگائی کہ یوناف پہلے کی نسبت زیادہ بے بسی کے عالم میں قلابازیاں کھاتا ہوا ایک بار پھر
صحن کی دیوار کے ساتھ جا ٹکرایا تاہم وہ ٹکرانے کے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا۔
اوج چند قدم آگے بڑھا اور پھر رک کر بولا:
اے اجنبی! مجھ سے ٹکرانا ایسا آسان نہیں جیسا تم نے اپنے دل میں گمان کر لیا تھا۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ تم ان
بارہ اسرائیلیوں سے طاقتور اور مختلف ہو تاہم قوت و طاقت میں میرا مقابلہ کرنا تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔
یوناف نے اندازہ لگا لیا تھا کہ قد میں لمبا ہونے کی وجہ سے اوج کو اس پر ضرب لگانے میں آسانی رہتی ہے۔
کیونکہ ان دونوں کے قد میں ایسا ہی فرق تھا گویا کسی اونٹ کے پاس بکری کا بچہ کھڑا ہو تاہم وہ اوج سے شکست ماننے کو
تیار نہ تھا۔
ایک بار پھر کوئی فیصلہ کرتے ہوئے یوناف اوج کی طرف بڑھا۔
اس بار وہ اس کے زیادہ قریب نہیں گیا بلکہ فوراً جیسے بجلی رک کر وہ تیزی سے اس کی طرف بھاگا اور ہوا
میں اچھل کر اس نے اوج کی پنڈلی پر ایسی ضرب لگائی کہ اوج اونٹ کی طرح بلبلاتا ہوا لڑکھڑایا اور زمین پر گر پڑا۔
زمین پر گرنے کے بعد اوج سنبھل کر اٹھا اور اس بار قدرے تشویش ناک انداز میں یوناف کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اسی
لمحے یوناف پھر حرکت میں آیا اور اس بار بجائے کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ پرجوش انداز سے ہوا میں اچھل اور پاؤں کے بجائے
ہاتھ سے اوج کی ران پر ضرب لگائی۔
یہ ضرب ایسی زوردار تھی کہ اوج درد اور تکلیف سے بلبلا اٹھا۔ پھر وہ بیٹھے ہی بیٹھے اپنی ران کے اس حصے کو
سہلانے لگا جہاں یوناف نے ضرب لگائی تھی۔
جس وقت اوج بن عنق زمین پر پاؤں پسارے بیٹھا اپنی ران کی چوٹ سہلا رہا تھا تو اس کی بیوی بھاگ کر اس کے
پاس آئی اور اس کی پنڈلی تھامتے ہوئے اس نے ہمدردی سے پوچھا:
اس اجنبی جوان کی ضرب سے تمہارے کہیں چوٹ تو نہیں آگئی جو تم اٹھ نہیں پا رہے۔
اوج نے صرف ایک لمحے کے لیے اپنی بیوی کی طرف دیکھا پھر اپنی ران کو پکڑے ہی پکڑے وہ یوناف کی طرف
دیکھتے ہوئے بولا:
اے اجنبی! میں سمجھتا تھا کہ میں دنیا کا طاقتور ترین انسان ہوں اور اس دنیا میں کوئی بھی ایسا نہیں جو طاقت و قوت

میں میرا مقابلہ کر سکے۔ اور اے اجنبی! تو نے اپنی آنکھوں سے بھی دیکھا کہ میں بارہ بارہ آدمیوں کو اپنی بغلوں میں لے کر
چل پڑنے والا ہوں لیکن اے جوان! تو نے ثابت کر دیا ہے کہ اس دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اوج بن عنق کو
زیر کرنے کی قوت اور مہارت رکھتے ہیں۔
اے اجنبی! میں خلوص دل اور نیک نیتی سے تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے آج تک اپنی اس قدر طویل زندگی
میں تم جیسا زورآور انسان نہیں دیکھا۔ میں اس بات کو بھی مانتا ہوں کہ تو مجھے زیر کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔
پس اے اجنبی! کیا تو بتائے گا کہ تیرا ان اسرائیلیوں سے کیا تعلق ہے اور اگر تو ان میں سے نہیں ہے تو پھر
کہاں سے آیا ہے؟
اب یوناف بولا:
اے اوج بن عنق! میں اسرائیلی نہیں ہوں۔ میں مصر کا باشندہ ہوں اور تمہاری طاقت اور قوت کے چرچے
سن کر میں تمہیں دیکھنے کا مشتاق ہوا۔ اے اوج! تو واقعی عام انسانوں سے بہت مختلف اور پرقوت ہے۔
اس سے پہلے کہ اوج یوناف سے کچھ اور پوچھتا یوناف مڑا۔ پھر وہ تیزی سے اوج بن عنق کے گھر سے باہر
نکل گیا۔
اوج کے گھر سے نکل کر یوناف ابھی چند قدم ہی دور گیا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر اپنا حریری لمس دیا
اور پوچھا:
اے یوناف! اب کدھر کا ارادہ ہے۔
یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا:
اے ابلیکا! تو نے میرے سامنے دو خرق عادت رکھنے والے اشخاص کی تعریف کی تھی۔ ایک اوج بن عنق۔
دوسرا بلعام بن بعور۔ اوج کو تو میں دیکھ چکا۔ جیسی تو نے اس کی تعریف کی ویسا ہی میں نے اسے پایا۔ لیکن اے ابلیکا
اب میرا ارادہ ہے کہ بلعام بن بعور کا رخ کروں اور دیکھوں کہ کیا واقعی اس کے پاس اسم اعظم ہے اور یہ اسم اعظم سے
کیا واقعی وہ ناممکن کو ممکن میں تبدیل کر سکتا ہے۔
اس پر ابلیکا نے ناصحانہ انداز میں کہا:
تمہیں بلعام کی طرف جانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہو سکتا ہے اوج بن عنق کی طرح اس سے بھی کہیں تمہارا ٹکراؤ ہو
جائے اور اگر اس نے اسم اعظم کو تمہارے خلاف استعمال کیا تو تمہیں نقصان بھی پہنچ سکتا ہے اور میں ایسا نہیں
چاہتی۔
اے یوناف! حالات بتاتے ہیں کہ جب اسرائیلی اپنے پیغمبر موسیٰ و ہارون کی سرکردگی میں مصر سے نکل کر آئی

سرزمینوں کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ عنقریب ان سرزمینوں پر حملہ آور ہوں گے جس کا مطلب ہے کہ اوج اور بلعام جیسے مافوق الفطرت انسانوں کو اللہ کے ان پیغمبروں سے ٹکرانا پڑے گا۔ پھر ہمیں کیا ضرورت ہے کہ بلعام سے ٹکرا کر اپنے آپ کو اذیتوں میں ڈالیں۔ بلکہ بلعام کی قوتوں کو ہم اس وقت دیکھیں گے جب وہ اللہ کے پیغمبر موسیٰؑ اور ہارونؑ سے ٹکرائے گا۔

میں اب یہ چاہتی ہوں کہ تم بنی اسرائیل میں شامل ہو جاؤ اور جب بنی اسرائیل ان علاقوں پر حملہ آور ہوں گے تو ہم موسیٰؑ و ہارونؑ کے سامنے اوج اور بلعام کی لاچارگی کا مشاہدہ کریں گے۔"

ابلیکا ذرا رکی پھر دوبارہ بولی:

"اے یوناف! میں چاہتی ہوں کہ تم کچھ عرصہ بنی اسرائیل کے اندر ہی رہو تاکہ یہ دیکھیں کہ بنی اسرائیل کس طرح ان سرزمینوں کے باشندوں پر حاوی ہوتے ہیں اور کس طرح اوجا اور بلعام جیسے خرقِ عادات قسم کے لوگ خدا کے پیغمبروں کے سامنے بے بس ہوتے ہیں۔"

یوناف نے مسکراتے ہوئے جواب میں کہا:

"اے ابلیکا! میں تم سے مکمل اتفاق کرتا ہوں۔ میں حجام بن بعور کی طرف جانے کا ارادہ ترک کرتا ہوں اور اب تمہاری خواہش پر دشتِ فاران میں بنی اسرائیل کا رخ کروں گا۔"

جواب میں ابلیکا نے کچھ نہ کہا اور یوناف اپنی سری قوتوں کو عمل میں لاتے ہوئے ایک پل میں دشتِ فاران کی طرف کوچ کر گیا۔

موسیٰؑ کے حکم کے مطابق یوشع بن نون اور ان کے گیارہ ساتھیوں نے چالیس روز ارضِ کنعان میں گزارے۔ پھر ن سرزمین سے نکل کر دشتِ فاران کی طرف روانہ ہو گئے۔

وہاں وادیِ اشکال کے ایک باغ سے مختلف قسم کے پھل حاصل کیے تاکہ یہ پھل بنی اسرائیل کو دکھائے جائیں ر انہیں اس سرزمین پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی جائے۔

جو پھل ان بارہ اسرائیلیوں نے وادیِ اشکال کے باغات سے حاصل کیے ان میں انگور کی ایک ایسی ڈالی بھی تھی ں پر انگور کا ایک اتنا بڑا گچھا تھا کہ دو آدمی ایک لاٹھی پر لٹکا کر چل سکتے تھے۔ اس کے علاوہ انہوں نے کچھ اناج اور ر بھی حاصل کیے اور پھر دشتِ فاران کے مقام قادش کی طرف روانہ ہو گئے جہاں پر بنی اسرائیل کے ساتھ موسیٰؑ نے

پڑاؤ ڈال رکھا تھا۔

پس یہ بارہ اسرائیلی دشتِ فاران میں موسیٰؑ کے پاس واپس آئے اور ان میں سے ایک نے موسیٰؑ کو مخاطب کر کے کہا:

"جس سرزمین کی طرف آپ نے ہمیں روانہ کیا تھا وہاں واقعی دودھ اور شہد بہتا ہے اور یہ وہاں کا پھل ہے۔ لیکن جو لوگ وہاں بستے ہیں وہ زور آور ہیں اور ان کے شہر بڑے بڑے اور فصیل دار ہیں اور ان سرزمینوں کے اندر کنعانیوں کے علاوہ عمالیق، حتی، یبوسی اور اموری آباد ہیں۔"

اس پر کالب بن یوحنا نے اس آدمی کی بات کاٹتے ہوئے موسیٰؑ سے کہا:

"ہمارے لیے بہتر ہے کہ ہم یکدم جا کر اس سرزمین پر حملہ آور ہوں اور اس پر قبضہ کر لیں کیونکہ ہم اس قابل ہیں کہ ہم اس پر مسلط ہو جائیں۔"

کالب کے خاموش ہونے پر ایک اور اسرائیلی نے کہا:

"ہم ہرگز اس لائق نہیں ہیں کہ ان لوگوں پر حملہ کر سکیں کیونکہ وہ ہم سے زیادہ زور آور ہیں۔ ہم نے جس قدر بھی لوگ وہاں دیکھے وہ سب قد آور ہیں اور ہم نے وہاں جباروں کی نسل دیکھی ہے اور ان کے سامنے ہم ایسے ہی تھے جیسے ٹڈے ہوتے ہیں۔ سو یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ ہم کنعان میں بسنے والے لوگوں پر حملہ آور ہوں اور انہیں شکست دے کر اس سرزمین پر قبضہ کر سکیں۔"

موسیٰؑ نے ان بارہ آدمیوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

"تم لوگ بنی اسرائیل کے سامنے ارضِ کنعان کی یہ کیفیت بیان نہ کرنا کہ وہاں کے لوگ قد آور اور طاقتور ہیں اور یہ کہ ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔"

ان بارہ میں سے دو یعنی یوشع بن نون اور کالب بن یوحنا نے موسیٰؑ کے احکامات کا مکمل طور پر اتباع کیا اور کسی سے بھی ارضِ کنعان کی کیفیت بیان نہ کی لیکن باقی دس نے بنی اسرائیل کو کنعانیوں کے حالات تفصیل سے سنا ڈالے۔ اس پر بنی اسرائیل کے سرکردہ لوگ روتے پیٹتے اور چیختے چلاتے ہوئے موسیٰؑ و ہارونؑ کے پاس آئے اور ان سے شکایت کرنے لگے کہ:

"اے موسیٰؑ! کاش ہم مصر میں ہی مر گئے ہوتے اور اگر ایسا ممکن نہ تھا تو کاش مصر سے نکلنے کے بعد ہم ان صحراؤں میں ہی ختم ہو گئے ہوتے۔

اے موسیٰؑ! تم ہمیں اس ملک کی طرف لے جا رہے ہو جہاں کے لوگ اپنی تلواروں سے ہمارا قتلِ عام کریں گے اور ہماری بیویوں اور بال بچوں کو لوٹ کا مال سمجھ کر اپنے پاس ٹھہرا لیں گے۔ اے موسیٰؑ! کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم اور تمہارا خدا ارضِ کنعان

کی طرف جاؤ اور جب تم اس سرزمین کو ہمارے لیے فتح کر لو تو ہمیں اطلاع کر دینا۔ ہم وہاں اس سرزمین میں جا کر آباد ہو جائیں گے

اے موسیٰؑ! اگر ایسا ممکن نہیں تو پھر ہم مصر کا رخ کرتے ہیں۔"

اور بنی اسرائیل کے ان سرکردہ لوگوں نے مزید کہا کہ:

"اے موسیٰؑ! ہمیں امید ہے کہ ہمیں مصر ہی واپس جانا پڑے گا۔ سو ہم اپنے میں سے کسی کو اپنا سردار مقرر کرتے ہیں اور آج ہی مصر کی طرف واپس چلے جائیں گے۔"

بنی اسرائیل واقعی مصر واپس جانے کو تیار ہو گئے۔ یوشع بن نون اور کالب بن یوحنا آگے بڑھے اور انہوں نے ان کو سمجھاتے ہوئے کہا کہ:

"وہ ملک جس کا ہم حال دریافت کر کے آئے ہیں بہت اچھا ہے اور یہ کہ جب ہمارا خدا ہم سے راضی ہے تو وہ ضرور ہمیں اس سرزمین اور اس کے باسیوں پر غلبہ عطا کرے گا۔"

انہوں نے بنی اسرائیل سے یہ بھی کہا:

"ارض کنعان ایسی سرزمین ہے جس میں دودھ اور شہد بہتا ہے اور خدا ہمیں ضرور اس سرزمین میں غلبہ عطا فرمائے گا۔"

یوشع بن نون اور کالب بن یوحنا کے سمجھانے پر بنی اسرائیل مصر واپس جانے سے رک گئے لیکن انہوں نے آگے بڑھ کر ارض کنعان میں داخل ہونے سے صاف انکار کر دیا۔

بنی اسرائیل کی اس ہٹ دھرمی پر خدا نے وحی کے ذریعے موسیٰؑ کو یہ حکم دیا کہ:

"بنی اسرائیل کو یہ حکم سنا دو کہ تمہارے بال بچے جن کی بابت تم نے کہا ہے کہ انہیں دشمن لوٹ کا مال سمجھ کر اپنے پاس رکھ لے گا اب خدا انہی کو ارض کنعان میں پہنچائے گا اور وہی اس ملک کی حقیقت کو پہچانیں گے جسے ان لوگوں نے حقیر جانا ہے۔

اور بنی اسرائیل کے موجودہ لوگوں کی حالت یہ ہو گی کہ یہ چالیس برس تک ان بیابانوں اور دشت میں آوارہ پھرتے رہیں گے اور اسی دشت میں کھپ جائیں گے۔ پھر ان کے بچے جوان ہو کر ایک نئے عزم اور ارادے کے ساتھ ارض کنعان میں داخل ہوں گے۔"

ساتھ ہی موسیٰؑ کو یہ حکم بھی دیا گیا کہ:

"جو بارہ آدمی ارض کنعان کا حال جاننے کے لیے گئے تھے ان میں سے یوشع بن نون اور کالب بن یوحنا ہی زندہ رہیں گے کہ انہوں نے موسیٰؑ کے حکم کا اتباع کرتے ہوئے بنی اسرائیل سے وہ باتیں نہ کہیں جن سے موسیٰؑ نے منع کیا تھا لیکن باقی

نے چونکہ موسیٰؑ کے حکم کا اتباع نہ کیا اور نافرمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہوں نے ارض کنعان کی اصل کیفیت بنی اسرائیل سے بیان کر دی لہٰذا ان کی سزا یہ ہے کہ وہ چند روز تک ایک وبا میں مبتلا ہو کر ختم ہو جائیں گے۔"

خداوند قدوس کے یہ احکامات جب موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو سنائے تو اس وقت ان پر اس کا کوئی خاص اثر نہ ہوا لیکن چند ہی دنوں کے اندر اندر جب دس اشخاص ایک وبا میں مبتلا ہو کر ایک ساتھ ہی مر گئے تو بنی اسرائیل کے وہ لوگ جو بڑھ چڑھ کر موسیٰؑ کے ارض کنعان جانے کی مخالفت کرتے تھے۔ پچھتانے لگے اور موسیٰؑ سے آ کر بولے:

"اب ہماری آنکھیں کھل گئی ہیں اور ہم ارادہ رکھتے ہیں کہ خدا کے احکام کا اتباع کریں۔"

انہوں نے یہ بھی کہا کہ:

"ہم سامنے والے پہاڑ پر چڑھ کر حملہ کرتے ہیں کہ ارض کنعان پر حملہ آور ہوں گے۔"

موسیٰؑ نے ان لوگوں کو سمجھایا کہ:

"جب تم ایک بار بدتمیزی، بغاوت اور سرکشی کا مظاہرہ کر چکے ہو اور خداوند نے تمہارے متعلق احکامات بھی جاری کر دیے ہیں تو تم اس پہاڑ پر چڑھنے کی جلد بازی نہ کرو بلکہ خدا کے نئے حکم کا انتظار کرو۔"

لیکن حد سے زیادہ مخالفت کرنے والے بنی اسرائیل کے ان سرکردہ لوگوں نے موسیٰؑ کی بات پر دھیان ہی نہ دیا اور اپنی ہی دھن میں اس قریبی پہاڑ پر جا چڑھے۔

اس سے پہلے چونکہ وہ اللہ کے احکام سے روگردانی کر رہے تھے اور اس بار بھی موسیٰؑ نے ان کو منع کرتے ہوئے کہا تھا کہ خدا کے آئندہ حکم کا انتظار کرو اور پہاڑ کے اوپر مت جاؤ۔ کیونکہ اس پہاڑ کے دوسری طرف عمالیق رہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ تمہیں نقصان پہنچائیں۔ لیکن انہوں نے خدا اور موسیٰؑ دونوں کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا جیسے جب وہ پہاڑ پر چڑھے تو وہی ہوا جس کا خدشہ موسیٰؑ نے ظاہر کیا تھا۔ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچتے ہی عمالیقیوں نے ان پر حملہ کر دیا اور ان سب کو قتل کر ڈالا۔

○

قارون ایک روز اپنے خیمے میں اکیلا بیٹھا تھا کہ عزازیل اندر داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر قارون اس کی تعظیم میں جھک کر اٹھ کھڑا ہوا اور آگے بڑھ کر اس نے عزازیل کا استقبال کرتے ہوئے ایک نمایاں نشست پر اسے بٹھایا اور خود بھی دو زانو ہو کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

قارون عزازیل سے کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ عزازیل نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا: "اے قارون! میں

ایک بہت اہم کام کے سلسلے میں تمہارے پاس آیا ہوں اور مجھے امید ہے جو کچھ میں تم سے کرنے کو کہوں گا تم اس سے انکار نہ کرو گے۔"

قارون نے کسی شاگردِ رشید کی طرح سر کو خم کرتے ہوئے کہا: "اے آقا یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ مجھے کوئی کام کہیں اور میں انکار کر دوں۔ آپ کہیے جو کہنا چاہتے ہیں اس لیے کہ میں جانتا ہوں آپ جو کام مجھ سے کہیں گے اس میں میری ہی بہتری ہو گی۔"

قارون خاموش ہوا تو عزازیل نے کہا: "اے قارون! میں بنی اسرائیل میں سے دو اشخاص کو خدا اور موسیٰؑ کے خلاف استعمال کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ ایک تم اور دوسرا سامری۔ لیکن اسے میری بدقسمتی کہو یا سامری کی حماقت کہ وہ بنی اسرائیل کو صحیح طور پر شرک میں مبتلا نہ کر سکا اور اپنے کام میں ناکام رہا۔ اے قارون! اب ایک کام میں تمہیں سونپ رہا ہوں۔ مجھے امید ہے تم اس میں ہر حال میں کامیاب و کامران رہو گے۔"

قارون نے بڑے تجسس سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا: "اے آقا! وہ کون سا اہم کام ہے جو سامری کے بعد آپ مجھ سے لینا چاہتے ہیں۔ بہر حال اس کام کی نوعیت کچھ بھی ہو آپ کی خاطر میں ہر صورت میں اسے کر گزروں گا۔ آپ کہیے۔"

قارون کی اس مستعدی پر عزازیل اپنا چہرہ آگے لے جاتے ہوئے بڑی رازداری سے بولا: "اے قارون! خدا کے ان احکامات کو جو موسیٰؑ کے ذریعے بنی اسرائیل میں نافذ کیے جا رہے ہیں، ناکام بنانے کے لیے تم دو کام کرو۔ اول یہ کہ بنی اسرائیل کے اندر تیرے جیسا کوئی صاحبِ حیثیت اور دولت مند نہیں ہے۔ تب تو ان ویرانوں کے اندر ہر روز کر و فر کے ساتھ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا کر اور بنی اسرائیل کے اندر اپنی دولت و عزت اور عظمت و حشمت کی خوب نمود و نمائش کیا کر تاکہ بنی اسرائیل کے لوگ تمہیں موسیٰؑ کی نسبت برتر و اعلیٰ خیال کرنے لگیں۔ اور اس طرح موسیٰؑ کسمپرسی کا شکار ہو جائے۔

اے قارون! دوسرا کام اس سے بھی زیادہ اہم ہے۔"

قارون نے بیچ میں بولتے ہوئے کہا: "آپ کہیے۔ وہ کیسا ہی مشکل اور ناممکن کام کیوں نہ ہو میں اسے ضرور کروں گا۔"

عزازیل نے پھر رازداری سے کہا: "اے قارون! تو جانتا ہے مصر سے بنی اسرائیل کے نکلنے اور بحرِ قلزم کو عبور کرنے کے بعد جب ہم لوگ مصریوں کے سنہری بچھڑے والے معبد میں داخل ہوتے تھے تو وہاں تم اور سامری نے ایک رقاصہ سے میرا تعارف کرایا تھا۔ تم جانتے ہو کہ وہ رقاصہ انتہائی حسین اور اپنے فن کی ماہر ہے اور بنی اسرائیل میں مغنیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اے قارون! تم آج ہی اس مغنیہ سے ملو۔ اسے دولت کا بھاری لالچ دو اور اسے اس بات پر آمادہ

کرو کہ وہ بنی اسرائیل میں یہ مشہور کر دے کہ موسیٰؑ نے اس مغنیہ کے ساتھ ملوث ہو کر بدی اور گناہ کا کام کیا ہے اور جب بنی اسرائیل کے اندر وہ مغنیہ ہر ایک کو یہ کہنا شروع کر دے کہ موسیٰؑ اس کے ساتھ بدی میں ملوث ہوئے ہیں تو بنی اسرائیل کے ہر گھر اور ہر خیمے میں موسیٰؑ کے گناہ کے چرچے شروع ہو جائیں گے اس طرح لوگ موسیٰؑ سے نفرت کرنے لگیں گے اور ان کے احکامات کا ہرگز اتباع نہ کریں گے اور اے قارون یہ ہیں وہ دو کام جو میں تم سے لینا چاہتا ہوں اور میری خواہش ہے کہ ان دونوں کاموں کی ابتدا تم آج ہی سے کر دو۔"

قارون نے سر کو خم کیا اور کہا: "اے آقا! آپ بے فکر رہیے میرے لیے یہ دونوں کام معمولی ہیں۔ میں آج ہی ان کی ابتدا کر دوں گا۔"

قارون کی یقین دہانی پر عزازیل اٹھا اور اس کے خیمے سے نکل گیا۔

عزازیل کے جانے کے بعد قارون اپنے خیمے سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بنی اسرائیل کے خیموں کے شہر کے بیچوں بیچ جنوب کی طرف بڑھنے لگا۔

کچھ دور جا کر وہ ایک خیمے کے باہر رکا اور وہاں بیٹھی ایک عورت سے پوچھا: "اے خاتون! کیا مغنیہ اس وقت اندر موجود ہے۔ میں اس سے تنہائی میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔"

بڑھیا نے کہا:

"اے قارون! تم بلا جھجک خیمہ میں چلے جاؤ۔ میری بیٹی اس وقت اندر اکیلی ہی ہے اور تم اس سے رازداری سے گفتگو کر سکتے ہو۔ جب تک تم فارغ نہیں ہو جاتے میں کسی کو اندر نہیں آنے دوں گی۔"

اس پر قارون خیمے کے اندر داخل ہوا۔ اس نے دیکھا بنی اسرائیل کی وہ مغنیہ واقعی اس وقت خیمے کے اندر اکیلی موجود تھی۔

قارون کا اس نے شاندار استقبال کرتے ہوئے اس کے دونوں ہاتھ تھامے اور اسے ایک نشست پہ لا بٹھایا پھر پوچھا: "اے دولت و حشمت کے بادشاہ! آج تو مجھ جیسی مغنیہ کے خیمہ میں کیسے چلا آیا؟"

قارون بولا: "اے مغنیہ! میں ایک انتہائی اہم کام سے تیرے پاس آیا ہوں۔ اگر تو میرا وہ کام کر دے تو میں تجھے اس قدر مال و دولت سے نوازوں گا کہ زندگی بھر تجھے اور تیرے اہلِ خانہ کو اپنی روزی کے لیے کوئی تگ و دو نہ کرنا پڑے گی اور میرے بعد بنی اسرائیل کے اندر تم ہی سب سے زیادہ دولت مند اور صاحبِ حیثیت ہو گی۔"

اس پر اس مغنیہ نے کچھ ہچکچاتی ہوئی نگاہوں سے قارون کی طرف دیکھا اور پوچھا: "اے قارون! وہ کون سا کام ہے یہ تو کہو؟"

قارون نے عیارانہ انداز میں مغنیہ کی طرف دیکھا اور کہا: "اے مغنیہ! اگر تو میرے کہنے پر موسیٰؑ پر بدی اور گناہ کا الزام لگا دے اور بنی اسرائیل میں یہ بات پھیلا دے کہ موسیٰؑ تمہارے ساتھ بدی میں ملوث ہوئے ہیں تو میں تمہیں اس قدر دولت سے نوازوں گا کہ تم سوچ بھی نہیں سکتیں۔"

اس کے ساتھ ہی قارون نے اپنی کمر سے بندھی ایک کافی بڑی چرمی تھیلی کھولی اور اسے مغنیہ کے سامنے رکھتے ہوئے بولا: "اگر تم میرے اس کام کے لیے حامی بھرتی ہو تو یہ پیشگی رقم ہے۔ جب تم یہ کام کر گزرو گی تو میں تمہیں اس جیسی کئی تھیلیاں دوں گا۔"

مغنیہ نے تھیلی کو کھول کر دیکھا وہ سونے کے سکوں سے بھری ہوئی تھی۔ ایک عجیب سے فرحت بخش انداز میں اس نے سکوں کو دائیں ہاتھ سے ٹٹولا پھر کہا: "اے قارون! میں تمہارا یہ کام کر گزروں گی۔"

قارون نے خوش ہوتے ہوئے کہا: "مجھے امید تھی کہ تمہارا جواب یہی ہوگا۔ یہ تھیلی تم رکھو اور یہ بتاؤ کہ یہ کام تم کب سے شروع کرو گی؟"

"جب سے تم کہو۔" مغنیہ نے کہا۔

قارون بولا: "میں تو چاہتا ہوں کہ تم بغیر کسی تاخیر کے یہ کام شروع کر دو۔"

اس پر مغنیہ نے اسے اطمینان دلانے کے انداز میں کہا: "اے قارون! میں تمہاری خواہش کے مطابق اس کام کی آج ہی سے ابتدا کر دوں گی۔"

مغنیہ کی یقین دہانی اور اعتماد حاصل کرنے کے بعد قارون خوش خوش اور مطمئن سا ہو کر اٹھا اور وہاں سے واپس چلا گیا۔

اسی روز سے اس مغنیہ نے بنی اسرائیل کے مرد و زن میں یہ بات کہنی شروع کر دی کہ موسیٰؑ نے اس کے ساتھ گناہ میں ملوث ہوئے ہیں۔

پس یہ بات ایک سے دوسری زبان تک تہمت بن کر بنی اسرائیل میں پھیلتی چلی گئی۔

قارون نے عزازیل کے کہنے پر دوسرا کام یہ شروع کر دیا کہ اس نے بنی اسرائیل کی ایک بہت بڑی جماعت کو اپنی

دولت صرف کر کے اپنے ساتھ ملا لیا اور پھر وہ یہ کام کرنے لگا کہ اپنی جماعت کے ساتھ وہ خاص شان و شوکت اور اپنی دولت اور خزانوں کی نمائش کرتا ہوا روزانہ بنی اسرائیل کے بیچ میں سے گزرتا۔ اس نمود و نمائش کا مقصد یہ تھا کہ وہ بنی اسرائیل پر واضح کر دے کہ اگر موسیٰؑ کی تبلیغ کا یہ سلسلہ یونہی جاری رہا تو میں بھی ایک کثیر جتھہ رکھتا ہوں اور زر و جواہر کا مالک ہوں لہٰذا ان دونوں ہتھیاروں کے ذریعے موسیٰؑ کو شکست دے سکتا ہوں۔

بنی اسرائیل نے جب قارون کی اس دنیاوی ثروت اور عظمت کو دیکھا تو ان میں سے کچھ لوگوں کے دل میں انسانی کمزوری نے یہ خیال پیدا کیا کہ اے کاش یہ دولت و ثروت و عظمت ہمیں بھی نصیب ہوتی۔ مگر بنی اسرائیل کے صاحبِ علم لوگوں نے فوراً مداخلت کی اور ان سے کہا:

"خبردار! اس دنیوی زیب و زینت پر نہ جانا اور اس کے لالچ میں گرفتار نہ ہو بیٹھنا۔ عنقریب تم دیکھو گے کہ اس دولت و ثروت کا انجام کیسا برا اور ہولناک ہوگا۔"

اس سلسلہ میں موسیٰؑ نے بھی قارون کو سمجھایا کہ:

"تم بنی اسرائیل میں اپنی شان و شوکت و دولت و ثروت کی نمائش سے باز رہو۔"

لیکن قارون نے انتہائی تکبر سے موسیٰؑ کو جواب دیا: "اے موسیٰؑ! مجھ میں اور تم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ تمہیں مجھ پر فوقیت صرف یہ حاصل ہے کہ تمہیں نبوت عطا ہوئی ہے اور مجھے تم پر یہ فوقیت حاصل ہے کہ مجھے دولت عطا ہوئی ہے۔ سو ہم دونوں ہی ایک ایک معاملہ میں ایک دوسرے پر سبقت رکھتے ہیں لہٰذا ہم خدا کی نگاہوں میں برابر ہیں۔"

قارون نے کسی کا کہنا نہ مانا اور بنی اسرائیل کے اندر اس نے اپنی نمود و نمائش کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس ملعون نے موسیٰؑ پر جو تہمت لگوائی وہ اب ہر خاص و عام کی زبان پر آنے لگی۔

موسیٰؑ کو جب اس کا علم ہوا تو انہوں نے لوگوں سے دریافت کیا:

"یہ بات کس نے اڑائی؟"

لوگوں نے کہا:

"یہ بات اس مغنیہ نے اڑائی ہے جو خود کو آپ کے ساتھ ملوث کرتی ہے۔"

پس ایک روز موسیٰؑ اس مغنیہ کے پاس آئے اور کہا:

"اے مغنیہ! تو نے کس بنا پر اور کس کے کہنے پر اتنی بڑی تہمت مجھ پر لگائی ہے؟"

مغنیہ موسیٰؑ کو اپنے سامنے دیکھ کر انتہائی پریشان اور پشیمان ہوئی۔ پھر موسیٰؑ کی نگاہوں میں اس نے ایسا جلال دیکھا کہ اس پر ناقابلِ برداشت خوف و دہشت طاری ہو گئی۔

پس اس نے سچ سچ بتاتے ہوئے کہا:

"اے موسیٰؑ! یہ بات مجھ سے کہلوائی گئی ہے اور کہلوانے والا آپ کا چچازاد قارون ہے۔ اس نے سنہری سکوں کی کئی تھیلیوں کے عوض مجھے ایسا کرنے کو کہا اور مجھ پر ایسی بدبختی سوار ہوئی کہ میں نے یہ کام کرنے کی حامی بھری اور اس کے کہنے پر یہ کام کر گزری۔

اے موسیٰؑ! میں اپنے کیے پر شرمندہ ہوں۔"

اس پر موسیٰؑ انتہائی ملول اور غمزدہ ہو کر قبۂ عبادت کے اندر گئے۔ وہاں سجدے میں گر کر وہ بہت روئے اور اپنے رب کے حضور التجا و التماس کی۔

موسیٰؑ کی یہ دعا خدا کے حضور قبول ہوئی اور وحی کے ذریعے آپ کو یہ ہدایت دی گئی کہ قارون کے لیے آپ جو بھی بددعا کریں گے قبول ہوگی۔

پس موسیٰؑ قبۂ عبادت سے نکلے اور قارون کو طلب کیا۔ وہ آیا تو موسیٰؑ نے جواب طلبی کے انداز میں اس سے یہ پوچھا:

"اے قارون! تو نے سنہری سکوں کی ان گنت تھیلیاں اس مغنیہ کو دے کر کیوں اور کس لیے میری ذات پہ داغ لگانے کی کوشش کی ہے جبکہ تو جانتا ہے کہ میں اس بدی میں ملوث نہیں ہوں پس تجھے تیرے گناہ کی سزا مل کر رہے گی۔"

اس پر قارون نے کہا: "اے موسیٰؑ! میں تجھے پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ تم میں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں ہے تجھے مجھ پر نبوت کی فضیلت ہے اور مجھے تجھ پر مال و دولت کی۔

سو اگر تو یہ خیال کرتا ہے کہ تو اپنی جگہ پاک ہے صاف ہے اور میں نے تجھ پر تہمت لگوائی ہے تو آؤ ہم دونوں باری باری ایک دوسرے کے خلاف بددعا کریں۔ یوں ہم میں سے جو جھوٹا ہوگا اس کا خاتمہ سب کے سامنے ہو جائے گا۔"

موسیٰؑ نے قارون کی اس پیش کش کو فوراً قبول کر لیا۔

قارون نے کہا: "پہلے میں بددعا کروں گا۔"

موسیٰؑ نے اسے ایسا کرنے کی بھی اجازت دے دی۔ پس اس نے موسیٰؑ کے حق میں بددعا کی مگر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔

اس کے بعد موسیٰؑ نے اس کے حق میں بددعا کی۔

اس بددعا کے نتیجے میں قارون اپنے سارے مال و دولت اور حشمت و تکبر کے ساتھ زمین میں دھنس کر غرق ہو گیا۔

O

کیقباد کے بعد اس کا بیٹا کیکاؤس ایران کا بادشاہ بنا۔ کیکاؤس نے اپنے بیٹے سیاؤش کو بہترین پرورش کے لیے رستم کے ساتھ روانہ کر دیا تاکہ وہ بہترین جنگی تربیت حاصل کر سکے۔

رستم نہ صرف افواج کا افسرِ اعلیٰ تھا بلکہ یہ سیستان کا حاکم بھی تھا۔ امن کی صورت میں یہ سیستان کے حاکم کی حیثیت سے زندگی گزارتا اور جنگ کی حالت میں ایران کے مرکزی شہر بلخ میں چلا آتا اور دشمن کے خلاف ایرانی افواج کی کمانداری کرتا۔

کیکاؤس کا بیٹا سیاؤش لگاتار بیس برس تک سیستان شہر میں رستم سے جنگی اور عسکری تربیت حاصل کرتا رہا۔ رستم نے جب دیکھا کہ سیاؤش اب اپنی عسکری تربیت مکمل کر چکا ہے تو وہ سیاؤش کو بلخ لے آیا اور اس کے باپ کیکاؤس کے سامنے پیش کر دیا۔

رستم اور سیاؤش کے بلخ آنے سے پہلے وہاں ایک اہم واقعہ رونما ہو چکا تھا جس کی رستم اور سیاؤش دونوں کو ہی خبر نہ تھی۔

واقعہ یہ تھا کہ وہاں کیکاؤس کی اس غیر حاضری میں اس کے دادا کیقباد نے مرنے سے پہلے ترکستان کے بادشاہ افراسیاب سے ایران کی اس تباہی و بربادی کا معاوضہ طلب کر لیا تھا جو اس کے ہاتھوں زو بن طہماسپ کے زمانے میں ہوئی تھی۔

افراسیاب نے معاوضے کی بات کو ٹال دیا لیکن اس نے اپنی ایک بیٹی کیکاؤس کے حرم کے لیے بھیج دی۔ کیقباد نے ترکستان کی اس شہزادی کو قبول کر لیا اور اس کی شادی اپنے بیٹے کیکاؤس سے کر دی۔

اس کے بعد کیقباد کی موت واقع ہو گئی اور اب کیکاؤس ایران کا بادشاہ تھا اور افراسیاب کی بیٹی ایران کی ملکہ تھی۔

رستم جب سیاؤش کو لے کر کیکاؤس کے پاس آیا تو وہ سیاؤش کی عملی جنگی تربیت کا مظاہرہ دیکھ کر بے حد خوش ہوا۔ وہ اس بات پر اور بھی خوش تھا کہ سیاؤش اب ایک قد آور، خوبصورت اور کڑیل جوان تھا۔ کیکاؤس نے اسے اپنے دادا کے مرنے اور افراسیاب کی بیٹی سے شادی کر لینے کے سارے واقعات تفصیل سے سنا ڈالے۔ سیاؤش یہ حالات سن کر بے حد خوش ہوا اور بھاگا بھاگا حرم کی طرف گیا تاکہ ایران کی نئی ملکہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب بجا لائے۔

پس جب سیاؤش ملکہ کے سامنے آیا اور اس سے اپنا تعارف کرایا تو ملکہ سیاؤش کے حسن و زیبائی پر دل و جان سے فدا ہو گئی۔

سیاؤش کو ملکہ سے مہرِ مادری کی توقع تھی نہ کہ روایتی چاہت و محبت کی، اس لیے وہ تھوڑی دیر ملکہ کے پاس ٹھہرنے کے بعد بے رخی کا مظاہرہ کرتے ہوئے باہر نکل گیا۔

دوسری طرف رستم چند روز بلخ میں رہنے کے بعد واپس سیستان چلا گیا۔ ملکہ کو سیاؤش کی یہ بے رخی ہرگز نہ بھائی۔

لہٰذا اس نے سیاؤش کو اپنے راستے پر لانے اور اپنے ساتھ ملوث کرنے کی کوششیں شروع کر دیں لیکن جب وہ اپنی کوششوں میں ناکام ہو گئی تو اس نے سیاؤش سے انتقام لینے کی ٹھان لی۔

ملکہ نے اپنے شوہر کیکاؤس سے شکایت کر دی کہ سیاؤش اس سے متعلق برے ارادے اور خراب نیت رکھتا ہے اور اس نے اپنے شوہر کو یہ مشورہ بھی دیا کہ کیکاؤس اگر اپنی سلامتی اور ملکہ کی عزت و ناموس کو محفوظ دیکھنا چاہتا ہے تو سیاؤش کو مروا دے۔

ملکہ چونکہ بے حد خوبصورت تھی اور کیکاؤس اسے پسند بھی بہت کرتا تھا لہٰذا وہ اس کی باتوں میں آ گیا۔ اس نے سیاؤش کا خاتمہ تو نہ کرایا لیکن اس کے دل میں ملکہ کی اس شکایت کی بنا پر شکوک و شبہات ضرور پیدا ہو گئے۔
ایک روز اس نے سیاؤش کو طلب کیا۔ جب سیاؤش دربار میں اپنے باپ کیکاؤس کے سامنے آیا تو اس نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"اے فرزندِ عزیز! تو اب جوان اور توانا ہو چکا ہے جبکہ میری عمر اب ڈھلنے لگی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ماضی میں افواج کی سپہ سالاری کا جو کام رستم سے لیا جاتا رہا ہے وہ اب تم سے لیا جائے۔ اس لیے میں خیال کرتا ہوں کہ طاقت و قوت اور فنونِ حرب میں تم اب کسی طرح بھی رستم سے کم نہیں ہو۔"
سیاؤش نے باپ کے سامنے اطاعت کا اظہار کرتے ہوئے کہا:
"اے پدرِ محترم! آپ مجھے جس مہم پر بھی روانہ کریں گے میں اسے بااحسن انجام دوں گا۔"
کیکاؤس تھوڑی دیر تک سر جھکائے سوچتا رہا پھر اس نے سر اٹھایا اور سیاؤش کی طرف دیکھتے ہوئے نرمی سے کہا:

"اے میرے فرزند! میں نے تمہارے یہاں آتے ہی تم کو کچھ اہم واقعات کی تفصیل بتا دی تھی جن میں سے ایک یہ تھا کہ افراسیاب نے معاوضے کی بات کو ٹالنے کے لیے اپنی بیٹی میری حرم میں دے دی تھی اور یہ معاملہ دب گیا تھا لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے باپ کیقباد کی خواہش پوری ہو اور افراسیاب سے ہر صورت میں معاوضہ وصول کیا جائے۔

پس اے میرے فرزند! تم ایک لشکرِ جرار لے کر ترکستان روانہ ہو جاؤ اور افراسیاب کی سرحدوں پر جا کر اس سے معاوضے کا مطالبہ کرو۔ اگر وہ آمادہ ہو جائے اور رقم کی ادائیگی اسی وقت کر دے تب اس کے خلاف جنگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اگر وہ انکار کرے اور اس معاملے کو کسی اور طرح سے پھر ٹالنا چاہے تو تم اسے ہرگز ہرگز قبول نہ کرنا۔"

"اے میرے بیٹے! پھر افراسیاب کے خلاف ایسی زوردار لشکر کشی کرنا کہ آنے والے دور میں افراسیاب کو ایران پر حملہ کرنے کی ہمت نہ ہو۔"
سیاؤش نے اطاعت کے طور پر اپنی گردن کو خم کیا اور کہا:
"اے پدرِ محترم! آپ جب بھی پسند کریں گے میں اس مہم پر روانہ ہو جاؤں گا اور افراسیاب سے معاوضہ ضرور حاصل کروں گا۔"
کیکاؤس، سیاؤش کی اطاعت پر بے حد خوش ہوا اور کہا:
"اے میرے بیٹے! میں تمہیں تین دن کی مہلت دیتا ہوں۔ ان میں تم اپنی روانگی کا انتظام اور تیاریاں مکمل کر لو۔ اس دوران میں تمہارے لیے ایک جرار لشکر بھی ترتیب دے لوں گا۔ اب تم جاؤ اور اپنے کوچ کی تیاریوں میں لگ جاؤ۔"
سیاؤش باپ کے کمرے سے رخصت ہو گیا۔

○

پس کیکاؤس کی خواہش کے مطابق تین دن بعد سیاؤش ایک جرار لشکر کے ساتھ ترکستان کی طرف روانہ ہو گیا تاکہ افراسیاب سے معاوضہ طلب کرے۔
دوسری طرف افراسیاب کو بھی خبر ہو گئی کہ ایرانی بادشاہ کیکاؤس نے ایک لشکرِ جرار کے ساتھ اپنے بیٹے سیاؤش کو اس سے معاوضہ طلب کرنے کے لیے بھیج دیا ہے۔ اس پر افراسیاب نے بھی جواباً ایک جرار لشکر تیار کیا اور ایران سے ملنے والی اپنی سرحد پر آ کر خیمہ زن ہو گیا۔
سیاؤش بھی جب افراسیاب کے لشکر کے سامنے آ کر خیمہ زن ہوا تو اس نے اپنے چند ایلچی افراسیاب کی طرف روانہ کیے۔ ایلچی جب افراسیاب کے پاس پہنچے تو انہوں نے اس سے معاوضے کا مطالبہ کیا۔
افراسیاب نے اس مطالبے کو تو نہ مانا لیکن اس نے ان ایلچیوں کے ساتھ اپنے ایک مشیر فیروز کو کر دیا کہ وہ

معاوضہ کے سلسلے میں سیاؤش سے بات کرے۔

فیروز انتہائی دانشمند، مدبر، مخلص اور وفادار آدمی تھا۔ وہ جب سیاؤش کے ایلچیوں کے ساتھ سیاؤش کے پاس حاضر ہوا تو اس وقت سیاؤش اپنے خیمے سے باہر بانات کی چادر پر بیٹھا ہوا تھا۔ اپنے ایلچیوں کو دیکھتے ہی اس نے جلدی سے پوچھا:

"تم لوگ افراسیاب کی طرف سے کیا جواب لائے ہو"۔

پھر اس نے فیروز کو دیکھا اور پوچھا:

"اور یہ اجنبی کون ہے"۔

اس پر ایک ایلچی نے جواب دیا:

"اے آقا! یہ ترکستان کے بادشاہ افراسیاب کا مشیر ہے۔ اس کا نام فیروز ہے اور افراسیاب نے اسے اس لیے آپکی خدمت میں بھیجا ہے کہ یہ معاوضہ کے لیے آپ سے بات چیت کرے"۔

سیاؤش نے اٹھ کر فیروز سے مصافحہ کیا اور اس کا ہاتھ کھینچ کر اپنے سامنے ہی چادر پر بٹھا لیا اور اپنے تمام ایلچیوں سے کہا:

"تم جا کر آرام کرو"۔

ایلچیوں کے جانے کے بعد سیاؤش نے فیروز سے پوچھا:

"تمہیں افراسیاب نے معاوضہ پر کس طرح کی گفتگو کرنے کے لیے روانہ کیا ہے"۔

فیروز سنبھلا اور بولا:

"اے ایران کے ولی عہد! میں آپ سے جو بات بھی کہوں گا وہ سچائی اور حقیقت پر مبنی ہوگی اور میں آپ سے کوئی بات نہیں چھپاؤں گا خواہ وہ میرے خلاف جاتی ہو۔

اس گفتگو کی ابتدا میں یوں کروں گا کہ جو ایلچی آپ نے ہماری طرف ابھی روانہ کیے تھے ان سے سب سے پہلے میں نے ہی ایران کے اندرونی حالات کے متعلق تفصیل سے اطلاعات حاصل کی ہیں۔ یہ ساری خبریں پا کر میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ آپ کو آپ کے باپ کیکاؤس نے ہمارے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اس لیے بھیجا ہے تا کہ وہ آپ کو دشواریوں میں ڈال کر آپ سے انتقام لے۔ ورنہ معاوضے کا معاملہ تو بہت پہلے طے ہو چکا ہے"۔

سیاؤش نے حیرت اور پریشانی سے فیروز کی طرف دیکھا اور پوچھا:

"یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ میرا باپ کیوں مجھے کسی اذیت میں ڈالے گا۔ وہ تو مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے پھر وہ مجھ سے کیوں اور کس بات کا انتقام لے گا"۔

فیروز نے ایک بار غور سے دیکھ کر سیاؤش کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیا پھر کہا:

"آپ کو یاد ہوگا جب آپ سیستان میں رستم کے پاس زیر تربیت تھے اس وقت بھی کیکاؤس نے اپنے باپ کیقباد کے کہنے پر ہم سے معاوضہ طلب کیا تھا اور اس وقت جو معاملہ طے ہوا تھا وہ یہ تھا کہ معاوضے کو ترک کر دیا جائے اور اس کی جگہ افراسیاب اپنی بیٹی کیکاؤس کے حرم میں دیدے تا کہ آنے والے دور میں ایران اور ترکستان کے تعلقات دوستانہ رہیں۔ بس اس وقت ہی معاوضے کا معاملہ ختم ہو گیا تھا اور افراسیاب نے اپنی بیٹی کیکاؤس کے حرم میں داخل کر دی تھی۔

اب آپ کے باپ کیکاؤس نے جو آپ کو لشکر دے کر نئے سرے سے معاوضے کا مطالبہ کر دیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب آپ پہلی بار اپنی سوتیلی ماں اور ایران کی ملکہ یعنی افراسیاب کی بیٹی سے ملے تو وہ آپ پر فریفتہ ہو گئی۔ اور اس نے ہر چند کوشش کی کہ آپ کو اپنے جال میں پھانس لے لیکن آپ اپنی شرافت و نجابت کی بنا پر بچتے رہے۔ اور جب آپ اس کے دام میں نہ آئے تو اس نے انتقام کی ٹھان لی۔

اس نے اپنے شوہر اور آپ کے باپ کیکاؤس سے شکایت کر دی کہ آپ اس پر بری نگاہ رکھتے ہیں۔ اس نے کیکاؤس کو مشورہ دیا کہ آپ کو قتل کروا دے۔

کیکاؤس نے آپ کو قتل تو نہیں کروایا البتہ آپ کو قتل ہونے کے لیے ایک لشکر دے کر ادھر روانہ کر دیا تا کہ آپ افراسیاب سے معاوضہ طلب کریں اور اگر وہ ادا نہ کرے تو اس سے جنگ کریں۔

اے سیاؤش! میں نے یہ سب اطلاعات صرف آپ کے ایلچیوں سے ہی حاصل نہیں کیں بلکہ ایران میں ہمارے جو آدمی کام کر رہے ہیں وہ بھی ہمیں یہ سب اطلاعات فراہم کر چکے ہیں۔ ایلچیوں سے تو میں نے ان باتوں کی صرف تائید کرائی ہے۔

اور اے سیاؤش! میں آپ پر یہ بھی منکشف کر دوں کہ آپ کے لشکر میں کچھ جنگجو ایسے ہیں جنہیں آپ کے باپ کیکاؤس نے خاص طور پر اس غرض سے لشکر میں شامل کیا ہے کہ جنگ کے دوران آپ کو قتل کر دیا جائے۔ آپ کے بعد گیو بن گودرز کو لشکر کا سپہ سالار بنا دیا جاتا۔ اس کا بھی ان لوگوں کو علم ہے"۔

"سو اے سیاؤش! میں آپ کو مخلصانہ مشورہ دوں گا کہ آپس میں صلح کر لیں۔ جنگ کی صورت میں اگر ہمیں نقصان ہو سکتا ہے تو نقصانات سے آپ بھی نہ بچ سکیں گے"۔

فیروز خاموش ہوا تو سیاؤش نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

"اے فیروز! تمہاری اطلاعات حیرت انگیز حد تک صحیح ہیں۔ اور یہ بھی سن رکھو کہ تمہاری گفتگو نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے۔ تمہاری گفتگو نے مجھے اپنے باپ کی طرف سے مشکوک کر دیا ہے۔ بس اے فیروز! تمہارے مشورے

پر میں اس جنگ سے ہاتھ اٹھاتا ہوں اور تمہارے ساتھ صلح اور امن کے عہد کی ابتدا کرتا ہوں۔"

سیاؤش اپنی جگہ سے اٹھا اور کہا:

"تم تھوڑی دیر یہاں بیٹھو میں ابھی لوٹتا ہوں۔"

سیاؤش خیمے کے اندر چلا گیا۔ واپس لوٹا تو اس نے کئی قیمتی تحائف اٹھا رکھے تھے۔ یہ سب اس نے فیروز کے سامنے رکھتے ہوئے کہا:

"اے فیروز! یہ تحائف میری طرف سے اپنے بادشاہ افراسیاب کی خدمت میں پیش کرنا اور اسے یقین دلانا کہ میں اس معاوضے کے مطالبے سے دستبردار ہوتا ہوں اور اس کے ساتھ دوستی، صلح اور امن کے معاہدے کی ابتدا کرتا ہوں۔"

"میں اپنے باپ کیکاؤس کو بھی اس معاہدے کی اطلاع کر دوں گا اور جب وہ اس معاہدے کی تصدیق کر دے گا تو میں لشکر سمیت لوٹ جاؤں گا۔"

پھر اس نے نقدی کی ایک تھیلی فیروز کی گود میں رکھتے ہوئے کہا:

"اس میں کچھ جواہرات ہیں جو صرف تمہارے لیے ہیں کہ تم نے مجھے ایک مخلصانہ مشورہ دیا ہے۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

فیروز اٹھا اور وہاں سے رخصت ہو گیا۔

○

سیاؤش نے اپنے کچھ ایلچی اپنے باپ کیکاؤس کی طرف روانہ کیے تاکہ وہ اسے اس صلح کے معاہدے سے آگاہ کر سکیں۔

کیکاؤس اپنے بیٹے کی اس حرکت پر سخت برہم ہوا اور اس نے ایلچیوں کے ہاتھ اسے جواب میں یہ کہلا بھیجا کہ:

"صلح کا یہ معاہدہ فوراً منسوخ کر کے اپنے معاوضے کا مطالبہ پیش کر دو۔"

سیاؤش نے باپ کا یہ پیغام سنا تو ایک بار پھر ایلچیوں کو واپس بھیجا اور اپنے باپ کے نام یہ پیغام ارسال کیا کہ:

"صلح کا جو معاہدہ میں ترکستان کے بادشاہ افراسیاب سے کر چکا ہوں اسے توڑ دینا میں جوانمردی کے خلاف سمجھتا ہوں۔ اس معاہدے کو توڑنے کے بجائے میں یہ کر سکتا ہوں کہ آپ کے پاس واپس نہ آؤں۔"

یہ پیغام کیکاؤس کو روانہ کر کے سیاؤش نے کچھ ایلچی افراسیاب کی طرف بھی روانہ کیے اور اس سے پناہ کی درخواست کی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس حرکت پر اس کا باپ اس کے خلاف حرکت میں آئے گا۔

افراسیاب نے سیاؤش کو اپنے پاس طلب کیا۔ سیاؤش اس پر آمادہ ہو گیا۔ اپنے لشکر کو اس نے وہیں پر خیمہ زن رہنے دیا اور اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ افراسیاب کی طرف روانہ ہو گیا۔

افراسیاب نے اس کا شاندار استقبال کیا اور اسے اپنے مرکزی شہر کی طرف لے گیا۔ وہاں اس نے اپنی ایک بیٹی کا اس سے عقد کر دیا اور اپنے محل ہی کے ایک حصے میں اس کی رہائش کا انتظام کر دیا۔

○

افراسیاب کے ہاں سیاؤش کو جب اس قدر مراعات مل گئیں تو اس نے اپنے ان ساتھیوں کو واپس کر دیا جن کو ساتھ لے کر آیا تھا اور ان کو ہدایت کر دی کہ لشکر کو لے کر بلخ واپس چلے جائیں۔

سیاؤش کو افراسیاب کے ہاں چند ماہ ہی گزرے تھے کہ اس پر یہ بات واضح ہو گئی کہ سیاؤش انتہائی بہادر، بہا کا شہسوار اور فنونِ سپہ گری میں یکتا و بے مثل ہے۔ اس بنا پر وہ دل ہی دل میں اس سے خوفزدہ رہنے لگا۔

پھر ایک روز اس کے چند مشیروں نے کہا:

"سیاؤش جیسے چالاک اور دلیر دشمن کی پرورش نہیں کرنی چاہیے ورنہ یہ بات خود افراسیاب کے لیے مضر ثابت ہوگی۔"

مشیروں کے مشورے پر افراسیاب نے سیاؤش کو قتل کرا دیا اور اس کا سر کاٹ کر اس کے باپ کیکاؤس کے پاس بلخ روانہ کر دیا۔

افراسیاب کی بیٹی کے ہاں بچہ ہونے والا تھا جو سیاؤش کی بیوہ تھی۔ افراسیاب کو اس بات کا علم ہوا۔ اس نے اپنی بیٹی کو بھی قتل کروا دینا چاہا لیکن اس کے قابلِ اعتماد مشیر فیروز نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا اور اسے سمجھایا کہ:

"آنے والے دور میں ایران کے ساتھ ہمارے تعلقات اگر زیادہ کشیدہ ہو گئے تو سیاؤش کا پیدا ہونے والا یہ بچہ دونوں ملکوں کے درمیان امن اور صلح کا وسیلہ بن سکے گا۔"

ساتھ ہی فیروز نے یہ بھی کہا کہ:

"آپ اپنی بیٹی اور سیاؤش کی بیوہ میرے حوالے کر دیں۔ میں خود اس کی دیکھ بھال کر دوں گا۔ اگر اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو اسے لے کر میں خود کیکاؤس کے پاس جاؤں گا اور اس طرح ممکن ہے ترکستان کی طرف سے کیکاؤس کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔"

افراسیاب نے فیروز کی اس تجویز کو پسند کیا اور اپنی بیٹی اور سیاؤش کی بیوہ کو اس کے حوالے کر دیا تا کہ وہ اس کی دیکھ بھال کرے۔

○

سیاؤش کا سر جب بلخ پہنچا تو اپنے بیٹے کے قتل پر کیکاؤس کی حالت صدمے سے بے حد خراب ہو گئی۔

پورے ایران میں مرگِ سیاؤش پر ماتم ہوا جو کئی روز تک جاری رہا۔

آخر جب کیکاؤس اس صدمے سے سنبھلا تو اس نے اپنے سپہ سالار گیو بن گودرز کو طلب کیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"اے گیو! تم جانتے ہو کہ رستم اس وقت سیستان میں ہے لہٰذا اس کے بعد تم ہی ایران میں ایک عمدہ سالار ہو سو میں تم سے ایران کی بہتری کے لیے ایک کام لینا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ تم ترکستان جاؤ اور وہاں ماوراء النہر میں گھوم پھر کر اس حقیقت کا پتہ چلانے کی کوشش کرو کہ کیوں سیاؤش کو قتل کر دیا گیا۔"

گیو بن گودرز نے اس پر آمادگی کا اظہار کر دیا۔

کیکاؤس نے اس کی روانگی کے تمام انتظامات کر دیے اور ایک روز گیو بن گودرز ایک تاجر کے بھیس میں بلخ سے ماوراء النہر کی طرف روانہ ہو گیا۔

○

گیو بن گودرز چند یوم تک ماوراء النہر میں تاجر بنا گھومتا پھرتا رہا اور مختلف طبقوں کے لوگوں سے مل کر وہ سیاؤش کے متعلق خبریں جمع کرتا رہا۔

آخر اس نے پتہ چلا لیا کہ افراسیاب نے سیاؤش کی بہادری اور جرأت مندی سے خوفزدہ ہو کر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا تا کہ آنے والے دور میں وہ اس کے لیے مصیبتوں کا پیش خیمہ نہ بن جائے۔

اس کے ساتھ ہی گیو بن کو یہ خبر بھی مل گئی کہ افراسیاب سیاؤش کی بیوی کو بھی قتل کر دینا چاہتا تھا لیکن اس کے مشیر فیروز نے اسے بچا لیا۔

ایک دہقان سے اسے یہ اطلاع بھی مل گئی کہ سیاؤش کی بیوہ ان دنوں فیروز کے ہاں رہ رہی ہے اور اس کے بطن سے سیاؤش کا بیٹا ہوا ہے۔

بس یہ سب جان کر گیو بن نے ارادہ کر لیا کہ وہ فیروز سے مل کر سیاؤش کی بیوی اور بیٹے کو ماوراء النہر سے بلخ لے جائے گا۔ یہ ارادہ کر کے وہ فیروز کی حویلی کی طرف روانہ ہو گیا۔

گیو بن نے جب فیروز کی حویلی کے صدر دروازے پر دستک دی تو دروازہ فیروز ہی نے کھولا۔ گیو بن چند ثانیوں تک غور سے فیروز کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے رازدارانہ سرگوشی کرتے ہوئے کہا:

"اگر میں غلطی پر نہیں تو آپ ہی فیروز ہیں؟"

فیروز نے بلا تکلف کہا:

"ہاں۔ میں ہی فیروز ہوں۔"

اس پر گیو بن نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا:

"میں علیحدگی میں بیٹھ کر آپ سے ایک نہایت اہم مسئلہ پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں اور مجھے....."

فیروز درمیان میں بول پڑا اور بولا:

"اگر ایسا معاملہ ہے تو اندر آ کر آرام سے بیٹھو اور مجھ سے گفتگو کرو۔"

اس کے ساتھ ہی فیروز گیو بن گودرز کا ہاتھ پکڑ کر اپنے دیوان خانے میں لے گیا اور وہاں اسے اپنے پاس بٹھاتے ہوئے کہا:

"اب کہو۔ کیا اہم بات ہے جس پر تم رازداری سے مجھ سے بات کرنا چاہتے ہو؟"

گیو بن نے چند لمحوں تک فیروز کی طرف دیکھا پھر کسی قدر بے باکی سے اس نے کہا:

"اے فیروز! میں ہر بات تم سے حقیقت پر مبنی کہوں گا اور وہ یہ ہے کہ میرا نام گیو بن گودرز ہے اور میں خود ایران کے بڑے سالاروں میں سے ہوں۔ اس وقت میں ایک تاجر کے بھیس میں ہوں لیکن اصل میں اس وقت میں ایران کے بادشاہ کیکاؤس کا نمائندہ ہوں اور ان سرزمینوں میں اس لیے داخل ہوا ہوں کہ یہ جانوں کہ کن حالات کے تحت سیاؤش کو قتل کر دیا گیا۔ پھر مجھے یہ بھی خبر ہوئی ہے کہ سیاؤش کی بیوہ اور اس کا بیٹا دونوں آپ کے پاس رہ رہے ہیں۔ اگر یہ درست ہے تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ سیاؤش کی بیوہ اور بیٹے کو میرے حوالے کر دیں کہ میں ان دونوں کو بلخ لے جاؤں۔"

گیو بن گودرز کی اس مبنی برحقیقت گفتگو پہ فیروز خوش ہوا اور اس کی پیٹھ تھپ تھپاتے ہوئے اس نے خوش طبعی سے کہا:

"تم تھوڑی دیر بیٹھو۔ میں ابھی آتا ہوں اور اپنے ساتھ سیاوش کی بیوہ اور بیٹے کو بھی لاتا ہوں۔ تم فکر نہ کرو جس خواہش کا تم نے اظہار کیا ہے میں اس پر ضرور عمل کروں گا۔" اس کے ساتھ ہی فیروز اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا تو اس کے ساتھ سیاوش کی بیوہ اور اس کا بیٹا بھی تھے۔ وہ دونوں گیو بن کے سامنے آ کر بیٹھ گئے۔

اس موقع پر فیروز نے کہا:

"اے گیو بن گودرز! یہ سیاوش کی بیوہ اور اس کا بیٹا ہے۔ میں نے اس سے تمہارے متعلق تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ یہ تمہارے ساتھ بلخ جانے کو تیار ہیں۔ میں نے اپنے خدام سے کہہ دیا ہے کہ ان کے لیے زادِ راہ تیار کریں۔ اب تم اور کیا چاہتے ہو؟"

گیو بن نے کہا:

"میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے میری عزت افزائی کی اور سیاوش کے خاندان کو میرے ساتھ جانے کی اجازت دیدی۔"

اس پر فیروز نے مسکراتے ہوئے کہا:

"اے گیو بن! میں تمہیں چند دن یہاں مہمان کی حیثیت سے رکھنے کی دعوت ضرور دیتا لیکن ایسا کرنے سے تمہارے لیے خطرات اٹھ سکتے ہیں لہٰذا میں تمہیں یہاں زیادہ دیر رکنے کو نہ کہوں گا۔ اگر تمہارے آنے کی خبر افراسیاب کو ہو گئی تو وہ ضرور تمہیں قتل کرا دے گا اس لیے میری طرف سے تمہیں اجازت ہے کہ تم ان دونوں کو لے کر ابھی بلخ روانہ ہو جاؤ۔

ان دونوں کی بلخ روانگی کے متعلق میں افراسیاب سے کہہ دوں گا کہ میں نے سیاوش کی بیوہ اور بیٹے کو ایک جاننے والے کے ساتھ بلخ روانہ کر دیا ہے تاکہ ان کی وجہ سے ایران اور ترکستان کے تعلقات بہتر بلکہ دوستانہ ہو جائیں۔"

ساتھ ہی فیروز اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور گیو بن گودرز سے مزید کہا:

"میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ تم فی الفور سیاوش کی بیوی بچے کو لے کر یہاں سے نکل جاؤ اور اس کے لیے تم میرے ساتھ آؤ۔"

گیو بن گودرز فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور فیروز کے ساتھ ہو لیا۔ سیاوش کی بیوی بچے کو لے کر ان کے ساتھ چل دی۔

فیروز ان تینوں کو لے کر اپنی حویلی کے اصطبل میں آیا۔ اسے دیکھتے ہی ایک جوان بھاگتا ہوا اصطبل سے نکلا اور فیروز سے کہا:

"اے آقا! آپ کے حکم کے مطابق دو گھوڑے تیار کر دیے گئے ہیں اور ان کی زینوں کے ساتھ زادِ راہ اور دوسرا ضروری سامان باندھ دیا گیا ہے۔"

فیروز نے کہا:

"وہ دونوں گھوڑے میرے پاس لے آؤ۔"

وہ جوان بھاگتا ہوا واپس گیا اور تھوڑی دیر بعد دو گھوڑوں کی باگیں پکڑے فیروز کے پاس آ کر رک گیا۔ فیروز نے اس سے دونوں گھوڑوں کی باگیں لے لیں پھر اس نے خادم سے کہا:

"اب تم جاؤ۔"

جب وہ خادم وہاں سے چلا گیا تو فیروز نے گیو بن سے کہا:

"اب تم بلا تاخیر تینوں یہاں سے بلخ کی طرف روانہ ہو جاؤ اور یہ دھیان میں رکھو کہ تمہاری اس تاخیر میں خطرات ہی خطرات ہیں۔"

جواب میں گیو بن نے کہا:

"میں تو ایک سرائے میں ٹھہرا ہوا تھا جہاں میرا اپنا گھوڑا بھی ہے۔ اب جبکہ آپ نے میرے لیے گھوڑا تیار کرا دیا ہے تو۔۔۔۔"

فیروز درمیان میں بول پڑا:

"اے گیو بن! بہتر ہے کہ اپنے گھوڑے کو بھول جاؤ اور یاد رکھو کہ اگر تم سیاوش کی بیوہ اور بچے کے ساتھ وہاں گئے تو پکڑے جاؤ گے لہٰذا فوراً یہاں سے کوچ کر جاؤ کہ اسی میں تمہاری بہتری ہے۔"

پس گیو بن نے فوراً ایک گھوڑے کی زین فیروز سے لی اور اس پر سوار ہو گیا جبکہ دوسرے گھوڑے پر سیاوش کی بیوہ اور بیٹا سوار ہو گئے۔ یوں وہ تینوں بلخ کی طرف کوچ کر گئے۔

گیو بن گودرز سیاوش کی بیوی کو اور بیٹے کو لے کر جب کیکاؤس کے پاس آیا تو کیکاؤس اپنی بہو اور پوتے کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور اس نے اپنے پوتے کا نام کیخسرو رکھا۔

کیکاؤس بڑی محنت اور شفقت کے ساتھ کیخسرو کی پرورش کرنے لگا کیونکہ اس نے اب کیخسرو کو ہی اپنی امیدوں کا مرکز اور ولی عہد بنا لیا تھا۔

اس کے ساتھ ہی اس نے رستم کو سیستان سے طلب کیا اور جب رستم بلخ پہنچا تو اس نے ایک جرار لشکر تیار کروایا اور رستم کو حکم دیا کہ:

"ترکستان پر حملہ آور ہو کر میرے مرنے والے بیٹے سیاوش کا انتقام لو۔"

رستم اس لشکر کے ساتھ ترکستان کی طرف روانہ ہوا۔ افراسیاب کو بھی اس لشکر کی روانگی کا علم ہو گیا اور وہ بھی ایک بڑا لشکر لے کر مقابلے پر آ گیا۔

دونوں لشکروں میں جنگ ہوئی جس میں رستم فتح مند رہا اور افراسیاب کو شکست ہوئی۔ اس کے ان گنت لشکری اس جنگ میں مارے گئے تاہم افراسیاب بھاگ کر اپنی جان بچانے میں کامیاب ہو گیا۔

اس طرح کیکاؤس نے ترکستان پر لشکر کشی کر کے ایک طرح سے اپنے مرنے والے بیٹے سیاوش کا انتقام لے لیا تھا۔

○

یوشع ایک عرصہ تک بنی اسرائیل کے ساتھ صحرا نوردی کرتا رہا۔

بنی اسرائیل کا قیام پہلے قادس کے مقام پر تھا۔ یہیں پر موسیٰؑ اور ہارونؑ کی بہن مریم کی وفات ہوئی اور اسی سرزمین پر ان کو دفن کر دیا گیا۔

اس کے بعد بنی اسرائیل آگے بڑھے اور تیہ کے میدان میں گھومتے اور پھرتے پھراتے وہ کوہستانوں کی اس چوٹی کے قریب جا پہنچے جو حور کے نام سے مشہور تھی۔

حور کی چوٹی کے پاس موسیٰؑ کو وحی ہوئی کہ:

"ہارونؑ اور ان کے بیٹے الیعزر کو لے کر اس چوٹی پر چلے جائیں اور وہاں کچھ دن عبادت کریں۔"

ساتھ ہی موسیٰؑ پر یہ انکشاف بھی کر دیا گیا کہ:

"اسی چوٹی پر ہارونؑ کا انتقال ہو جائے گا۔"

پس حکم خداوندی کے مطابق موسیٰؑ ہارونؑ اور اپنے بھتیجے الیعزر کو لے کر کوہستان کی چوٹی پر گئے اور وہاں کچھ دن وہ تینوں عبادت میں مصروف رہے۔

پھر یہیں پر ہارونؑ کا انتقال ہو گیا اور خدا کے حکم کے مطابق موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارونؑ کے کپڑے اتار کر اپنے بھتیجے الیعزر کو پہنا دیے۔ یہ ایک طرح سے نشانی تھی کہ ہارونؑ کی جگہ اب ان کے بیٹے بنی اسرائیل میں قائم مقام ہوں گے۔

اس کے بعد ہارونؑ کو وہیں حور کی چوٹی پر دفن کر دیا گیا اور پھر جب موسیٰؑ اور الیعزر کوہستانوں کی اس چوٹی سے اتر کر بنی اسرائیل کے اندر آئے اور ان کو خبر ہوئی کہ ہارونؑ وفات پا گئے ہیں تو انہوں نے ہارونؑ کا سوگ منایا۔ کیونکہ ہارونؑ ان پر کمالِ عنایات کرتے تھے اور بنی اسرائیل ان سے بے حد محبت رکھتے تھے۔ اس لیے انہیں بے حد صدمہ ہوا تھا۔

ہارونؑ کی وفات کے چند دنوں بعد بنی اسرائیل موسیٰؑ کے خلاف یہ رنگ لائے کہ انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ:

"موسیٰؑ نے ہارونؑ کو حسد و رشک کی وجہ سے مار ڈالا ہے۔"

بنی اسرائیل کی یہ الزام تراشیاں اور غیر ذمہ دارانہ گفتگو سن کر موسیٰؑ کو بے حد دکھ اور صدمہ ہوا اور آپ نے بحضورِ الٰہی اس الزام سے اپنی برأت اور صفائی کی التجا کی۔

خداوند کریم نے آپ کی یہ التجا قبول کی اور ایسا ہوا کہ ہارونؑ کا تابوت زمین و آسمان کے درمیان معلق ہو گیا اور سارے بنی اسرائیل نے یہ منظر دیکھا۔ پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ہارونؑ اپنے تابوت میں اٹھے اور بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے کہا:

"مجھے میرے بھائی موسیٰؑ نے ہلاک نہیں کیا بلکہ میں طبعی موت سے ہمکنار ہوا ہوں۔"

اس کے بعد بنی اسرائیل نے موسیٰؑ پر الزام تراشی بند کر دی۔

○

موسیٰؑ کی رہنمائی میں بنی اسرائیل کوہستانِ حور کی وادیوں سے بحر قلزم کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگے تاکہ ادوم کی سرزمین کے باہر سے ہوتے ہوئے اپنی منزل کی طرف جا سکیں۔

اس سفر کی دشواریوں اور تکالیف کے باعث بنی اسرائیل ایک بار پھر موسیٰؑ سے جھگڑنے لگے کہ:

"کیوں ہمیں مصر سے نکال کر بری موت مرنے کے لیے ان ویرانوں میں لے آئے ہو۔"

موسیٰؑ کے ساتھ اس تکرار اور جھگڑے کے باعث خدا نے اس بار بنی اسرائیل کو ایک عذاب کی کیفیت سے دوچار کیا اور وہ یہ کہ جس علاقے میں وہ سفر کر رہے تھے اس میں ان گنت سانپ نمودار ہوئے۔ یہ سانپ ایسے زہریلے تھے کہ جسے کاٹتے تھے وہ وہیں پر ختم ہو جاتا تھا۔

ان سانپوں کے باعث بے شمار بنی اسرائیلی مارے گئے۔ جو بچ رہے ان میں سانپوں کے باعث خوف و ہراس کی کیفیت چھا گئی۔

پھر بنی اسرائیل کے سرکردہ لوگ موسیٰؑ کے پاس آئے اور ان سے التجا کی:

"اے موسیٰؑ! ہم سے گناہ ہوا جو ہم نے ان بیابانوں کے اندر تمہارے ساتھ تکرار اور جھگڑا کیا۔ ہم اپنے اس رویے کی معافی مانگتے ہیں۔ خدا سے دعا کریں کہ وہ ہمیں سانپوں کے اس خوفناک عذاب اور اذیت سے نجات دے۔"

پس جب بنی اسرائیل نے معافی مانگی تو موسیٰؑ نے رب تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔ جواب میں ان کو وحی کے ذریعے حکم ہوا کہ:

"اے موسیٰؑ! پیتل کا ایک سانپ بنا کر اسے عصا سے باندھ کر فضا میں بلند رکھو اور اس سرزمین کے اندر سفر جاری رکھو۔ پس جس کو بھی سانپ کاٹے گا اگر وہ عصا کے ساتھ بندھے ہوئے پیتل کے سانپ کو دیکھے گا تو تندرست ہو جائے گا۔"

پس موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا اور پیتل کا ایک سانپ بنا کر عصا سے باندھ کر فضا میں بلند کر دیا اور یوں ان سرزمینوں کے اندر سفر جاری رہا۔ یونہی سفر کرتے ہوئے موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لے کر اموریوں کی سرزمین کے پاس آ نمودار ہوئے۔

یہاں سے موسیٰؑ نے اموریوں کے بادشاہ سیحون کو پیغام بھجوایا کہ:

"ہم بنی اسرائیل مصر سے نکل کر اس طرف آئے ہیں اور تمہاری سرزمین کے اندر سے گزرتے ہوئے آگے جانے کے خواہشمند ہیں لہٰذا تم ہمیں اپنے علاقوں سے گزرنے کی اجازت دے دو۔ ہماری طرف سے وعدہ ہے کہ تمہارے ملک سے گزرتے ہوئے ہم کھیتوں اور باغات میں گھس کر کسی قسم کا نقصان نہ کریں گے اور نہ تمہاری سرزمین کے کنوؤں کا پانی پئیں گے بلکہ ہم سیدھا آگے نکل جائیں گے اور تمہارے لوگوں سے بھی کسی قسم کا تعرض نہ کریں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے۔"

موسیٰؑ کی اس پیشکش کے جواب میں اموریوں کے بادشاہ سیحون نے تکبر اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا اور

اس نے بنی اسرائیل کو اپنے علاقوں سے گزرنے کی اجازت نہ دی بلکہ الٹا وہ بنی اسرائیل پر حملہ آور ہونے کا فیصلہ کر بیٹھا۔

پس ان بیابانوں میں اموریوں کے بادشاہ سیحون نے ان پر حملہ کر دیا۔ اس طرح اموریوں اور بنی اسرائیل کے درمیان ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں اسرائیلی فتح مند رہے اور اموریوں کو انہوں نے مار مار کر بھگا دیا۔

اس جنگ میں چونکہ بنی اسرائیل فتح مند رہے تھے لہٰذا ان کے حوصلے خوب بڑھ گئے اور موسیٰؑ کے کہنے پر انہوں نے اموریوں کا تعاقب کیا۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل اموریوں کو مارتے کاٹتے ان کی سرزمین میں اندر تک بڑھتے چلے گئے اور ان کے مرکزی شہر حسبون پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد بنی اسرائیل اموریوں کی سرزمین میں مختلف قصبوں کے اندر بس گئے۔

اموریوں کا ہمسایہ بسن کا حکمران اوج بن عنق تھا۔ جب اسے خبر ہوئی کہ بنی اسرائیلیوں نے اموریوں کے علاقوں پر قبضہ کر لیا ہے تو وہ فکرمند ہوا۔ اسے یہ خدشہ ہوا کہ اگر بروقت بنی اسرائیل کی روک تھام نہ کی گئی تو اموریوں کے بعد وہ اسے بھی زیر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے لہٰذا اوج بن عنق نے ایک لشکر تیار کیا اور اسرائیلیوں سے جنگ کرنے کیلئے روانہ ہو گیا۔

اس کے لشکریوں کے حوصلے اس لیے بھی بلند تھے کہ ان کا بادشاہ اوج بن عنق ان کے درمیان موجود تھا اور وہ ایسا طاقتور آدمی تھا کہ اس نے زندگی میں کسی سے شکست نہ تسلیم کی تھی لہٰذا ان کو پختہ امید تھی کہ وہ بنی اسرائیل کو شکست دے کر لوٹ مار کا بازار گرم کریں گے۔

دونوں اقوام میں جنگ چھڑی تو شروع شروع میں اوج بن عنق کے لشکر کا پلہ بھاری رہا کیونکہ اوج ہر اس اسرائیلی کی گردن کاٹتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا جو اس کے سامنے آتا تھا۔ یوں وہ بنی اسرائیل کے اندر آگے بڑھنے کے لیے اپنے لشکریوں کا راستہ صاف کرتا جا رہا تھا۔

اوج کے اس عمل سے اس کے لشکریوں کے حوصلے پہلے سے زیادہ مضبوط ہو گئے اور انہوں نے بڑھ چڑھ کر بنی اسرائیل کا قتل عام شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ اوج کا سامنا موسیٰؑ سے ہوا۔

دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہونے کے بعد تھوڑی دیر تک ایک دوسرے کا جائزہ لیتے رہے پھر اوج بن عنق نے تکبر سے کہا:

"میں تمہیں پہلے حملہ کرنے کی دعوت دیتا ہوں تاکہ تمہیں کسی قسم کی حسرت نہ رہ جائے کیونکہ اگر میں نے حملہ آور ہونے میں پہل کر دی تو تم اس قابل نہ رہو گے کہ مجھ پر جوابی حملہ کر سکو۔"

پس موسیٰؑ اس کی اس پیش کش کے جواب میں اوج بن عنق پر حملہ آور ہوئے۔ چونکہ اوج انتہائی طویل القامت
تھا اس لیے موسیٰؑ نے اپنا عصا سنبھالا جو ان کے اپنے قد جتنا لمبا تھا۔ عصا کے برابر موسیٰؑ نے ہوا میں جست کی اور
عصا سے اوج کی پنڈلی پر ایسی بھرپور ضرب لگائی کہ اوج بن عنق گرا اور مر گیا۔

اوج کے مرتے ہی اس کا لشکر ہمت چھوڑ بیٹھا اور وہ سب میدان سے بھاگ نکلے۔ اسی طرح بنی اسرائیل نے
لبن کی سرزمین پر بھی قبضہ کر لیا۔

لبن سے ملحقہ موآبیوں کی سرزمین تھی جس کا بادشاہ بلق بن صفور تھا۔ اسے جب یہ اطلاع ملی کہ بنی اسرائیل نے
نے لبن کے علاقے پر قبضہ کر لیا ہے تو وہ فکرمند ہوا۔ اس نے اپنے معزز قاصد تیار کیے اور ان کو مخاطب کرتے ہوئے
اس نے کہا:

"اے میرے عزیزو! تم ابھی اور اسی وقت بلعام بن بعور کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ تم جانتے ہو کہ وہ ایک زاہد مستجاب
الدعوات اور خوابوں کی تعبیر بیان کرنے والا انسان ہے اور ہم سب جانتے ہیں کہ وہ جسے برکت دیتا ہے اسے برکت
ملتی ہے اور جس پر وہ لعنت کرتا ہے وہ ملعون ہو جاتا ہے۔

سو تم بلعام کے پاس جاؤ۔ اسے میری تعظیم دو اور التجا کرو کہ میں نے اسے یہاں بلوایا ہے تاکہ وہ بنی اسرائیل کے
سامنے جا کر ان پر لعنت کرے۔ اس کے ایسا کرنے سے گمان اغلب ہے کہ ہم غالب اور بنی اسرائیل والے مغلوب
ہو رہیں گے۔"

پس بلق بن صفور کے یہ قاصد جب بلعام بن بعور کے پاس آئے تو اس سے التجا کی کہ:

"تجھے اپنے بادشاہ بلق بن صفور نے طلب کیا ہے اس لیے کہ بنی اسرائیل نام کی قوم مصر سے نکل کر ان علاقوں کی طرف غلبہ
حاصل کرتی جا رہی ہے۔ انہوں نے لبن کے علاوہ آموریوں کو بھی زیر کر کے ان کی سرزمینوں پر قبضہ کر لیا ہے اور اب ہماری
باری آنے والی ہے اور بلق نے تمہیں اس لیے طلب کیا ہے کہ تم بنی اسرائیل والوں پر لعنت کرو اور تمہارے ایسا کرنے
سے ہم کامیاب اور بنی اسرائیل والے نامراد ہوں گے۔"

بلعام بن بعور نے ان قاصدوں کی گفتگو غور سے سنی پھر کہا:

"اے میرے عزیزو! تم رات کو یہیں قیام کرو۔ میں رات کو استخارہ کروں گا۔ اگر استخارہ حق میں ہوا تو میں
تمہارے ساتھ روانہ ہو جاؤں گا۔"

اس پر وہ قاصد رات بھر وہاں قیام کرنے پر رضامند ہو گئے۔

رات کو جب بلعام نے استخارہ کیا تو جواب میں بلق بن صفور کی طرف جانے کی نفی آ گئی اس لیے اگلی صبح اس نے
قاصدوں کو مخاطب کر کے کہا:

"اے میرے عزیزو! گزشتہ شب میں نے استخارہ کیا اور چونکہ جواب میں نفی کا عمل ظاہر ہوا ہے اس لیے میں
تمہارے ساتھ نہ جا سکوں گا۔ سو تم یہاں سے روانہ ہو جاؤ اور بلق بن صفور سے میری طرف سے کہہ دینا کہ میں اس کے
پاس نہ آ سکوں گا۔"

قاصد ابن صفور کے پاس لوٹ آئے اور اسے اطلاع دی کہ:

"بلعام بن بعور نے ان کے ساتھ آنے سے انکار کر دیا ہے۔"

اس پر بلق نے اپنے شہر کے معززین اور صاحب حیثیت لوگوں کو جمع کیا اور انہیں بلعام کی طرف روانہ کیا تاکہ
وہ کسی نہ کسی حیلے سے اسے بلا کر لائیں۔

پس جب یہ معززین اور ممتاز لوگ بلعام کے پاس پہنچے تو انہوں نے بھی اس سے وہی درخواست کی جو قاصد پہلے
کر چکے تھے۔

اس پر بلعام نے بلق کے ان معززین کو مخاطب کر کے کہا:

"اگر ہمارا بادشاہ بلق بن صفور اپنا گھر سونے اور چاندی سے بھر کر بھی مجھے دے دے تو میں اس کی طرف پھر بھی نہ
جاؤں گا اس لیے کہ اس کی طرف جانے کا استخارہ نفی میں نکلا ہے۔"

معززین نے جب دیکھا کہ بلعام کسی طرح بھی ان کے ساتھ جانے کو تیار نہیں ہے تو یہ اس کی بیوی سے ملے
اور اس کی منت سماجت کی کہ وہ بلعام کو مجبور کرے کہ وہ ان کے ساتھ اپنے بادشاہ بلق کے پاس چلے۔ اس حربے میں
یہ لوگ کامیاب رہے۔ بلعام کی بیوی نے وعدہ کیا کہ:

"میں اپنے شوہر کو تمہارے ساتھ جانے پر راضی کر لوں گی۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بلعام کی بیوی نے نہ جانے اپنے شوہر سے کیا کہا کہ بلعام فوراً اپنے گدھے پر سوار ہوا اور ان لوگوں
کے ساتھ بلق بن صفور کی طرف روانہ ہو گیا۔

بلق بن صفور کی طرف جاتے ہوئے راستے میں تین بار بلعام بن بعور کا گدھا زمین پر بیٹھ گیا۔ مجبوراً بلعام پیدل
ہی بلق کی طرف روانہ ہو گیا۔ گدھے کے تین بار اڑنے سے اس نے یہ اندازہ ضرور لگا لیا کہ جس کام کے لیے وہ جا رہا ہے
یہ منشائے ایزدی کے خلاف ہے۔

پس بلعام جب اپنے بادشاہ بلق کے پاس پہنچا تو وہ اسے بعل کی بلندیوں پر لے گیا۔ وہاں اس نے بیلوں اور
بھیڑوں کی قربانی گزاری۔ پھر اس نے بلعام کو مخاطب کر کے کہا:

"اے بلعام! اپنے سامنے جنوب اور مشرق کی طرف دیکھو۔ یہ جس قدر خیمے نصب ہیں سب اسرائیلیوں کے ہیں۔
پس تم ان کے لیے بددعا کرو تاکہ ہمیں ان سے نجات ملے۔"

اس پر بلعام بن بعور نے تھوڑی دیر تک اپنے سامنے پھیلے بنی اسرائیل کے خیموں کی طرف دیکھا پھر اس نے کسی کی طرف دیکھے بغیر رقت آمیز انداز میں بلعام بن بعور نے کہا:

میں اُس پر لعنت کیسے کروں جس پر خدا نے لعنت نہیں کی میں اسے کیسے پھٹکاروں جسے خداوند تعالیٰ نے نہیں پھٹکارا۔ چٹانوں کی چوٹیوں پر وہ مجھے نظر آتے ہیں اور پہاڑوں پر سے میں ان کو دیکھتا ہوں۔ دیکھو یہ وہ قوم ہے جو اکیلی ہی بسی رہے گی اور دوسری قوموں کے ساتھ مل کر اس کا شمار نہ ہوگا۔ یعقوب کی گرد کے ذروں کو کون گن سکتا ہے۔ کاش! میں صادقوں کی موت مروں اور میری عاقبت بھی انہی جیسی ہو۔"

بلعام کی یہ گفتگو سن کر بلق نے کہا:

"اے بلعام! یہ تو نے کیا کہا۔ میں نے تو تجھے اس لیے بلوایا تھا کہ تو میرے دشمنوں پر لعنت کرے اور تو نے اُلٹا انہیں برکت ہی برکت دے دی۔"

بلعام بولا:

"اے صفور کے بیٹے! میں نے وہی کچھ کیا ہے جس میں میرے خداوند کی رضامندی ہے۔"

اس کے بعد بلق بن صفور، بلعام بن بعور کو بر صوفیم کے مقام پر لے گیا۔ وہاں بھی اس نے بیل اور بکریوں کی قربانی دی اور دوسری بار بلعام سے التجا کی کہ:

"بنی اسرائیل پر لعنت کرو۔"

اس مقام پر بھی بلعام بن بعور کچھ دیر تک بنی اسرائیل کے خیموں کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر وہ دوبارہ رقت میں ڈوب کر بولا:

"اے بلق بن صفور! اٹھ اور غور سے سن۔ اے صفور کے بیٹے! میری باتوں پر کان لگا کہ خدا انسان نہیں کہ وہ جھوٹ بولے۔ نہ ہی وہ آدم زاد ہے کہ اپنا ارادہ بدلے کہ جو کچھ اس نے کہا وہ نہ کیا یا جو کچھ اس نے فرمایا وہ پورا نہ ہو۔ اے صفور کے بیٹے! دیکھ اور غور سے سن! مجھے تو برکت ہی دینے کا حکم ملا ہے سو اس نے جو برکت دی میں اسے کیونکر پلٹ سکتا ہوں۔ وہ اسرائیل میں کوئی خرابی نہیں دیکھتا۔ خداوند قدوس ان کا رب ہے اور بادشاہ کی سی للکار ان لوگوں کے اندر ہے۔ خداوند انہیں مصر سے نکال کر لا رہا ہے۔

سوائے بلق بن صفور! ان پر کوئی افسوں نہیں چل سکتا۔ اور نہ ہی بنی اسرائیل کے خلاف کوئی فال کامیاب ہو سکتی ہے۔"

بلعام بن بعور جب خاموش ہوا تو بلق بن صفور نے کہا:

"اے بلعام! میں نے تو تجھے اسرائیل پر لعنت کرنے کے لیے التجا کی تھی لو تو نے پھر انہیں برکت ہی برکت دے

دی ہے۔"

اس پر بلعام بن بعور نے کہا:

"بلق بن صفور! میں نے وہی کیا جس میں میرے خدا کی مرضی شامل ہے۔"

اس پر بلق نے مایوسانہ انداز میں کہا:

"آؤ میں تمہیں ایک اور جگہ لے چلوں۔ شاید تم وہاں سے ان پر لعنت کر سکو۔"

بلق اسے کوہستانِ فغور کی چوٹی پر لے گیا۔ وہاں بھی اس نے بیلوں اور بکریوں کی قربانی دی اور تیسری بار اس سے التجا کی کہ:

"اے بلعام! بنی اسرائیل پر لعنت کرو۔"

بلعام کی حالت پھر پہلے کی طرح رقت آمیز ہوگئی اور اس نے کہا:

"وہی شخص جس کی آنکھیں تھوڑی دیر پہلے خدا کے احکامات کی طرف سے بند ہوگئی تھیں کہتا ہے بلکہ یہ اسی کا کہنا ہے جو خدا کی باتیں سنتا ہے۔ اے بنی اسرائیل! تیرے خیمے کیسے خوشنما اور ایسے پھیلے ہوئے ہیں جیسے وادیاں اور باغات دریا کے کنارے ہوں۔

اے بلق بن صفور! بنی اسرائیل کو عروج حاصل ہوگا۔ خدا انہیں مصر سے نکال لایا ہے۔ وہ ان قوموں کو جو ان کے دشمنوں میں سے ہیں چٹ کر جائے گا۔ ان کی ہڈیوں کو توڑ دے گا اور انہیں اپنے تیروں سے چھید کر رکھ دے گا۔ بس اے بنی اسرائیل! خدا نے تمہیں برکت دی۔ تمہیں مبارک ہو جو تم پر لعنت کرے وہ خود ملعون ہو۔"

بلعام کی اس گفتگو پر بلق طیش میں آگیا اور اپنے ہاتھوں سے منہ پیٹنے لگا۔ پھر اس نے غصے کی حالت میں بلعام سے کہا:

"اے بلعام! میں نے تجھے اس لیے بلایا تھا کہ تو میرے دشمنوں پر لعنت کرے لیکن تو نے تینوں بار انہیں برکت دی۔ سو اب میں کہتا ہوں کہ تو اپنے گھر کی طرف بھاگ جا۔ اب میرا تیرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں نے تو سوچا تھا کہ جب تو بنی اسرائیل پر لعنت کر چکے گا تو میں تجھے اعلیٰ منصب پر فائز کر دوں گا پر تو نے خود کو اس اعزاز سے محروم ہی رکھا۔ تو خود احمق ہے۔"

اس پر بلعام نے کہا:

"اے بلق! میں نے تو پہلی بار ہی تیرے ایلچیوں سے کہہ دیا تھا کہ اگر تو اپنا گھر چاندی اور سونے سے بھر کر بھی مجھے دیدے تو میں اپنی مرضی سے برا اور بھلا کرنے کی خاطر خدا کے حکم سے تجاوز نہ کروں گا بلکہ میں نے وہی کیا جس میں میرے رب کا حکم ہے سو اب جبکہ میں اپنے گھر کی طرف لوٹ جاؤں گا تو اے بلق بن صفور! تو میرے

قریب آ تا کہ اس آگاہی کے باعث جو خدا نے مجھے عطا کی ہے میں تجھے یہ بتا دوں کہ بنی اسرائیل کے ہاتھوں تیری قوم کے آخری دنوں میں کیا گزرے گی۔"

اس کے بعد بلعام سجدے میں گر گیا۔ پھر اس نے بلق سے کہا:

"بعور کا بیٹا بلعام جو حق تعالیٰ کا عرفان رکھتا ہے اور جو اس وقت سجدے میں پڑا ہے اور قادرِ مطلق کی رویا دیکھتا ہے اے بلق بن صفور! وہ تم سے کہتا ہے کہ یعقوبؑ کی نسل سے ایک ستارہ نکلا ہے اور اسرائیل کے اندر ایک عصا اٹھا ہے جو موآبیوں کو مار مار کر صاف کر دے گا، ہنگامہ کرنے والوں کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔"

اس کے بعد بلعام بن بعور اٹھ کھڑا ہوا اور بلق بن صفور سے کچھ کہے بغیر اپنے گھر کو روانہ ہو گیا۔

○

بنی اسرائیل جو موآبیوں کی سرزمین سے قریب ہی شطیم کے میدانوں میں خیمہ زن تھے، یوناف ابھی تک انہی کے اندر خانہ بدوشوں کی سی زندگی بسر کر رہا تھا۔

ایک روز ابلیکا نے اس کی گردن پر بوسہ دیا اور کہا:

"اے یوناف! حالات میں کچھ ایسی تبدیلی آ گئی ہے کہ تمہیں اب بنی اسرائیل سے نکل کر ایک اور سمت کا رخ کرنا پڑے گا۔"

یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا:

"اے ابلیکا! کبھی تم مجھے مصر سے نکال کر جزیرۃ العرب کی طرف لے جاتی ہو، کبھی بنی اسرائیل کے اندر خانہ بدوشانہ زندگی بسر کرنے کی ترغیب دیتی ہو اور اب تم یہاں سے بھی نکل کر کسی اور سرزمین کی طرف جانے کا مشورہ دے رہی ہو۔"

جواب میں ابلیکا کی مسکراتی، گنگناتی آواز سنائی دی:

"یوناف! میرے حبیب! تمہارا کہنا درست ہے۔ سن رکھو بنی اسرائیل سے نکل کر اب ہمارا رخ یافان کی طرف ہو گا۔"

یوناف نے ابلیکا کی بات کاٹ دی اور بیچ میں بولا:

"اے ابلیکا! یافان کے خلاف اب ہمیں حرکت میں آنے کی کیا ضرورت ہے۔ اب وہ میرا دشمن بھی نہیں ہے اور میرے خیال میں وہ باطل اور بدی کے راستے کو چھوڑ کر نیکی اور فلاح کی طرف چل پڑا ہے۔"

یوناف کے خاموش ہونے پر ابلیکا نے کہا:

"یہ تمہارا وہم ہے یوناف! یافان تو خود بدی کا ایک طوفان ہے۔ وہ کیسے اور کیونکر نیکی کا راستہ اختیار کر سکتا ہے۔"

"تم جانتے ہو اس کا ناسوت ختم ہو چکا ہے اور وہ شیطانی قوتیں جو اس کے تحت ہیں وہی اس کے پنجر کو حرکت میں رکھے ہوئے ہیں اور وہی اس کی روح کو اس کے پنجر پر مسلط کر دیتی ہیں اور وہ عام آدمی جیسی باتیں اور حرکات کرتا ہے۔

پس یافان کیونکر نیکی کا راستہ اختیار کر سکتا ہے جبکہ وہ شیطانی قوتوں کی گرفت میں ہے جو اس کی مطیع ہو کر اس کے کام کرتی ہیں۔ یہ شیطانی قوتیں اسے ہمیشہ باطل اور بدی پر اکساتی رہتی ہیں اور میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ یہ قوتیں اسی وقت تک یافان کا ساتھ دیں گی جب تک وہ بدی، گناہ اور باطل کا نمائندہ بن کر رہے گا۔"

ابلیکا ذرا رکی پھر دوبارہ اس نے کہا:

"اے یوناف! گو یافان ایک عرصہ تک سرنا کے جزیرے میں ایک خاموش حکمران کی زندگی بسر کرتا رہا ہے پر اب اس کی شیطانی قوتیں پھر اسے اکسا کر حرکت میں لے آئی ہیں اور وہ اس سے گناہ، بدی اور باطل کا ایک بہت بڑا کام لینا چاہتی ہیں۔

سن رکھو یوناف! گو یافان نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ نیکی کی راہ پر گامزن ہو گا لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتا اس لیے کہ اگر وہ ایسا کرے تو شیطانی قوتیں اس کی مخالفت پر اتر آتی ہیں سو یہ کام اس کے لیے ناممکن ہے۔ لہٰذا وہ صرف اپنے اس وعدے پر قائم ہے کہ وہ عارب، یوسا اور عتیبہ کا ساتھ دینے کی غرض سے تمہارے خلاف حرکت میں نہ آئے گا۔

لیکن ان سب امور سے جدا اس کی قوتیں اس سے ایک بہت بڑا اور انقلابی کام لینے کا عزم کر چکی ہیں، جو بدی پر مشتمل ہے۔"

یوناف نے ایک جستجو سے پوچھا:

"اب یہ یافان اس کائنات میں کیا زہر گھولنے لگا ہے؟"

اس پر ابلیکا نے رازدارانہ انداز میں کہا:

"اے یوناف! میری بات اور انکشاف غور سے سنو اس لیے کہ میں جزیرہ سرنا، ایرانی قوم ماد اور یمن سے ہو کر آ رہی ہوں۔

میری اطلاعات کے مطابق یافان جزیرہ سرنا سے نکل کر یمن کی طرف روانہ ہو چکا ہے اور یمن اور ایران کے

درمیان ایک ہیبت ناک جنگ کی ابتدا کرنے والا ہے۔ یہ سب وہ کیوں کرنا چاہتا ہے اور اس کے پیچھے اس کے کیا مقاصد ہیں یہ میں تمہیں تفصیل سے بتاتی ہوں۔"

ذرا رک کر ابیلکا نے کہنا شروع کیا:

"میرے حبیب یوناف! ایران میں اس وقت کیکاؤس نام کا شخص حکمران ہے جو انتہا درجے کا جاہ و جلال پسند ہے۔ یہ اپنی سلطنت میں توسیع کا قائل ہے خواہ وہ کسی بھی صورت میں ہو۔

اور اے یوناف! دوسری طرف یمن پر حارث رائش حکمران ہے جس کا دوسرا نام عبدالشمس ہے۔ اس کے علاوہ اس کے دو نام اور بھی ہیں جن سے یہ یمن اور اس کے گرد و نواح میں جانا پہچانا جاتا ہے۔ اس کو سبا کہہ کر بھی پکارا جاتا ہے۔ سبا عربی کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے کسی کو قید میں ڈال دینا۔ چونکہ حارث یا عبدالشمس نے مجرموں کو سزا دینے کے لیے زنداں[1] میں ڈالنے کا طریقہ اپنا رکھا ہے لہٰذا اس کو سبا بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا چوتھا نام رائش ہے۔ رائش عربی میں مالِ غنیمت کو کہتے ہیں اور چونکہ حارث نے مالِ غنیمت کی تقسیم کی ابتدا کی ہے لہٰذا اسے حارث رائش[2] بھی کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

یہ شخص انتہائی نیک سیرت، با اخلاق بادشاہ ہے۔ یمن میں کوہستانوں کے اندر پانی روک کر اس نے ایک بند بنا رکھا ہے جس سے یمن کا تمام علاقہ سیراب ہوتا ہے۔ بارش کا جو پانی میدانوں میں بہہ کر ضائع ہو جاتا تھا وہ اب اس جگہ جمع ہو جاتا ہے۔ پھر اس بند کے دونوں جانب اس نے نہریں نکالیں اور بند کے دائیں بائیں باغات کے ختم ہونے والے سلسلے قائم کیے۔

اے یوناف! اسی بند اور نہروں کے باعث یمن میں پھلوں کی عمدگی اور فراوانی کا یہ عالم ہے کہ اگر کوئی عورت[3] سر پر ٹوکری رکھے ان باغات سے گزر جائے تو یہ ٹوکری پکے ہوئے پھلوں سے اپنے آپ بھر جائے جو پکنے کے بعد درختوں سے خود بخود گرنے لگتے ہیں۔

حارث رائش کے ملک یمن کا مرکزی شہر مآرب[4] ہے جو صنعا شہر سے تین منزل پر واقع ہے۔ اس شہر کی آب و ہوا انتہائی معتدل، پاکیزہ اور ستھری ہے۔ روایت ہے کہ یہاں مکھی، مچھر، پسو اور دیگر کیڑے مکوڑے نہیں پائے جاتے۔

۱۔ از فضل الکبیر از علامہ ابن کثیر

۲۔ " " " "

۳۔ " " " " بسلسلہ تفسیر سورۂ سبا۔

۴۔ مآرب کے واقعہ میں ابن کثیر نے تفصیل سے ان باتوں کا ذکر کیا ہے۔

یہ چیزیں باہر سے آنے والے کسی مسافر کے ساتھ اس سرزمین میں داخل ہو بھی جائیں تو مر جاتی ہیں اور یہ اس وجہ سے ہے کہ حارث نے اپنے شہر کی صفائی ستھرائی کا عمدہ انتظام کر رکھا ہے۔"

"اور اے یوناف! یہ بادشاہ[1] انتہائی نیک، با اخلاق، صاف ستھری سیرت کا مالک ہے اور ان سب پر مستزاد یہ کہ وہ کسی بھی شرک میں مبتلا نہیں ہے اور صحیح معنوں میں وحدانیت پرست انسان ہے اور اپنے رب کے احکامات کی خوب پابندی کرنے والا ہے اور انہی وجوہات کی بنا پر شاید خدا نے اسے ایسی نعمتوں سے نواز رکھا ہے۔

پس اے یوناف! یافان اس نیک دل بادشاہ کے خلاف حرکت میں آ کر اپنی بدی اور گناہ کی ابتدا کرنے والا ہے۔ وہ یمن سے معلومات حاصل کرنے کے بعد ایران کے مرکزی شہر بلخ کا رخ کرے گا اور وہاں اپنے حیلوں سے کیکاؤس کو یمن پر حملہ کرنے پر اکسائے گا۔

اب یافان کا مدعا یہ ہے کہ کیکاؤس کے ہاتھوں حارث کی تباہی کا باعث بن کر نیکی پر بدی اور باطل کا غلبہ کر دے۔

پر اے یوناف! میں چاہتی ہوں کہ ہم دونوں مل کر یافان کے ان ارادوں کو ناکام بنا دیں۔ اس لیے کہ ہم دونوں کا تو کام ہی یہ ہے کہ نیکی پر بدی کا غلبہ ہونے دیں۔"

ابیلکا کی گفتگو سن کر یوناف نے ایک نئے جذبے اور پُرجوش ہو کے کہا:

"اے ابیلکا! تم ٹھیک کہتی ہو۔ بے فکر رہو ہم یافان کے خلاف ایسے حرکت میں آئیں گے کہ اس کے سارے ہی حیلے بہانوں اور عزائم کو ناکام بنا کر رکھ دیں گے۔"

یوناف کے خاموش ہونے پر ابیلکا نے فیصلہ کن انداز میں ایک بار پھر اپنے ارادوں کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"اے یوناف! اگر تم اس انداز میں میری تائید کرتے ہو تو پھر ایسا ہے کہ میرے خیال میں یافان بلخ کی طرف روانہ ہو چکا ہوگا۔ پس اے میرے حبیب! آؤ ہم دونوں بھی یمن کا رخ کریں اور وہاں کے بادشاہ حارث کو

۱۔ بقول علامہ ابن کثیر:

"حارث آر رائش انتہا درجے کا نیک اور توحید پرست انسان تھا۔ گو یہ شخص حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہزاروں سال پہلے گزرا ہے لیکن قدیم کتب اور صحائف کے مطالعہ سے اس نے ایک قصیدہ لکھا تھا

(باقی اگلے صفحے پر)

آنے والے ان خطرات سے آگاہ کریں جو آنے والے دور میں یمن کے لیے نقصان اور تکلیف دہ ثابت ہوسکتے ہیں اور اسے بتائیں کہ ایران کی طرف سے عنقریب یمن کی سرزمین کے لیے طوفان اٹھنے والے ہیں۔" اس طرح یمن کا بادشاہ حارث ان خطرات اور خدشات کی پیش بندی کرکے نہ صرف کیکاؤس کو شکست دے سکے گا بلکہ یافان کے شیطانی ارادوں کو بھی ناکام و نامراد کر دے گا۔

اور اے یوناف! اس کام کو نپٹا کر ہم پھر بنی اسرائیل میں آشامل ہوں گے۔"

یوناف نے ابلیکا کی تائید کرتے ہوئے کہا:

"اے ابلیکا! تمہارا کہنا درست ہے لہٰذا آؤ یمن کے مرکزی شہر مآرب کی طرف کوچ کریں۔"

ابلیکا نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا:

"تم نے درست فیصلہ کیا ہے یوناف۔ آؤ اب یہاں سے روانہ ہوں کہ یمن کے بادشاہ حارث کی مدد کو جلد پہنچ سکیں۔"

اس کے ساتھ ہی یوناف مآرب کی طرف کوچ کر گیا۔

گزشتہ حاشیہ:
جس میں اسعد نے اپنی قوم کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے کی پیشین گوئی کی تھی۔ اس قصیدے کے الفاظ درج ذیل ہیں:
"عنقریب ہمارے بعد ایک بڑی سلطنت کا مالک ایک نبیؐ پیدا ہوگا۔ وہ حرم محترم کی عزت کرے گا۔ اور ان کے بعد ان کے خلیفہ ہوں گے جنہیں لوگ دنیا کے بادشاہ مانیں گے اور ان کے مطیع ہوں گے۔ اس کے بعد ہم میں سے بادشاہ ہوں گے اور ہم میں حکومت بٹ جائے گی اور قحطان کے بعد ایک عبادت گزار نبی ہوگا جس کا نام احمد ہوگا۔ کاش میں ان کی بعثت تک زندہ رہتا اور ان کی ہر ممکن مدد کر سکتا۔ جب وہ نبیؐ پیدا ہوں تو اے میری قوم! تم ان کے مددگار بن جانا اور تم میں سے جو کوئی بھی ان سے ملاقات کرے وہ انہیں میرا سلام کہے۔"

1۔ اسی حارث کی نسل سے یمن کی ملکہ سبا تھی جس کا تخت پلک جھپکنے میں حضرت سلیمانؑ نے بیت المقدس منگوایا تھا۔
ملکہ سبا کے تفصیلی حالات انشاء اللہ آئندہ صفحات میں آئیں گے!

○

ایران کا بادشاہ کیکاؤس اپنا دربار لگائے ہوئے تھا۔ جب وہ اپنے سامنے پیش آنے والے معاملات کو نمٹا چکا اور دربار برخاست ہونے پر اراکین سلطنت رخصت ہو گئے تب اس کا حاجب اندر آیا اور زمین کی طرف جھکتے ہوئے اس نے اسے تعظیم پیش کی۔ پھر سیدھا کھڑا ہوا اور بولا:

"اے آقا! باہر ایک مافوق الفطرت انسان آیا ہے جو آپ سے ملنے کا خواہشمند ہے۔"

کیکاؤس نے پوچھا:

"تم نے یہ اندازہ کیسے لگا لیا کہ وہ مافوق الفطرت ہے؟"

حاجب نے بلا تامل کہا:

"اے آقا! میں نے اس کا بغور معائنہ نہیں کیا بلکہ ظاہری طور پر جو بھی اسے دیکھے گا مافوق الفطرت ہی قرار دے گا۔ اس لیے کہ وہ سر سے پاؤں تک اپنے آپ کو سیاہ عبا میں چھپائے ہوئے ہے حتیٰ کہ کوئی شخص اس کے ہاتھ پاؤں بھی نہیں دیکھ سکتا اور انتہا یہ ہے کہ کسی سے بات کرتے وقت بھی وہ اپنے چہرے پر نقاب ڈالے رکھتا ہے۔ گویا وہ اپنا چہرہ کسی کو نہیں دکھاتا اور اے آقا! اس کی یہی حرکات اسے مافوق الفطرت بنا دیتی ہیں لیکن اس کے ساتھ ایک اور چیز بھی ہے جو صاف بتاتی ہے کہ یہ آنے والا کوئی عام آدمی نہیں ہے۔ میں جس چیز کی طرف اشارہ کر رہا ہوں وہ نیلے رنگ کا دھند ہے۔ جو ہر لمحہ اس شخص کے گرد پھیلی رہتی ہے۔"

کیکاؤس نے پوچھا:

"کیا اس نے اپنا نام بتایا؟"

حاجب نے اثبات میں جواب دیا:

"اے آقا! اس نے اپنا نام آیانی تبتاہک ہے اور اس سے زیادہ وہ اپنے بارے میں کوئی بات نہیں بتاتا۔ وہ بار بار یہی کہتا ہے کہ وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے اور ساتھ ہی اس کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ اس طرح ملنے سے ایران کے بادشاہ کا بھی فائدہ ہے۔"

حاجب خاموش ہوا تو کیکاؤس تھوڑی دیر تک اس کی طرف سوچ بھری نظروں سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اسے حکم دیا:

"اسے اندر بلا کر لاؤ۔"

حاجب جانے لگا تو کیکاؤس نے پھر کہا:

"اور سنو! کچھ مسلح محافظ بھی اندر آنے چاہئیں تاکہ وہ شخص اگر کسی برے ارادے سے آیا ہو تو اس سے نمٹا جا سکے۔"

حاجب مڑا اور باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد اسد کے ساتھ یافان اندر داخل ہوا۔ وہ اس وقت اپنے آپ کو پوری طرح سیاہ عبا میں چھپائے ہوئے تھا اور اس کے اطراف میں نیلی دھند کی شیطانی قوتیں چھپی ہوئی تھیں۔ اور یہ اس کے ساتھ ساتھ حرکت کر رہی تھیں۔

یافان کے ساتھ کمرے میں حاجب کے علاوہ چند مسلح افراد بھی داخل ہوئے۔ یافان نے کیکاؤس کے قریب آ کر کسی قسم کی تعظیم پیش نہ کی اور بغیر کسی تمہید کے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا: "اے بادشاہ! میرا نام یافان ہے میرے متعلق تمہیں تشویش میں جانے کی ضرورت نہیں۔ میں اتنا ہی کہہ دینا کافی سمجھتا ہوں کہ میں کوئی عام آدمی نہیں ہوں اور تمہارے لیے بہتری کا ایک پیغام لے کر آیا ہوں۔"

یافان کے خاموش ہونے پر کیکاؤس نے کہا: "اے اجنبی! میرے حاجب نے پہلے ہی مجھے بتا دیا ہے کہ تمہارا نام یافان ہے لیکن تمہارا چہرہ دیکھے بغیر اور تمہارے متعلق تفصیل جانے بغیر میں کس طرح مان لوں کہ تم جو کہو گے اس میں میری سود مندی اور بہتری ہے۔"

کیکاؤس کی اس گفتگو پر یافان نے بھیانک سے لہجے میں نیلی دھند کی شیطانی قوتوں کو کچھ حکم دیا اور اس کے جواب میں نیلی دھند کے اندر ہلچل سی مچ گئی۔ پھر کیکاؤس نے اس دھند میں ہیولوں کی شکل میں انتہائی کریہہ اور بھیانک عناصر کو دیکھا اور یہ منظر اس پر وحشت اور لرزہ طاری کر گیا۔

ابھی کیکاؤس کی یہ کیفیت ختم نہ ہوئی تھی کہ یافان نے خاموشی سے اپنے ہاتھ عبا سے باہر نکالے اور اس کے ہڈیوں پر مشتمل ہاتھ دیکھ کر اس کی وحشت میں اور اضافہ ہو گیا۔

تب یافان کے ہڈیوں بھرے ہاتھ پھر حرکت میں آئے اور اس نے اپنے چہرے سے نقاب اٹھا دیا تو کیکاؤس کے حلق سے چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔ اس لیے کہ اس نے دیکھا کہ کیکاؤس کے سامنے یافان مکمل طور پر ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ تھا۔ آنکھوں کے سوراخوں کی جگہ اس نے شعلے بھڑکتے دیکھے اور اس کے ناک اور منہ اور کانوں کے سوراخ اسے اور بھی بھیانک بنائے ہوئے تھے۔ پھر تھوڑی دیر تک یافان نے کیکاؤس کو اپنا حلیہ دکھایا اس کے بعد دوبارہ عبا میں خود کو چھپا لیا۔ پھر اس نے نیلی دھند کو حکم دیا جس کے جواب میں نیلی دھند کے عناصر پھر پہلے جیسے پرسکون ہو گئے۔

یافان کی اصلیت دیکھ کر کیکاؤس پر ابھی تک خوف و ہراس طاری تھا۔ اس کا حاجب بھی اپنی جگہ وحشت زدہ تھا جبکہ کمرے میں داخل ہونے والے مسلح محافظ بھی پریشان سی حالت میں تھے۔

پھر اس بھیانک کیفیت کے اندر یافان کی آواز اس کمرے میں بلند ہوئی اور اس نے کیکاؤس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: "اے بادشاہ! تیرے کہنے پر میں نے تجھے اپنا اصلی چہرہ دکھاتے ہوئے تیری خواہش کا احترام کر دیا ہے اب بتا کہ آپ مجھ پر اعتماد اور بھروسہ رکھتے ہیں۔"

کیکاؤس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور کہا: "اے یافان! تمہاری اصلیت جاننے کے بعد اب میں ضرور تم پر بھروسہ کروں گا۔ کہو تم کیا کہنے آئے ہو۔"

یافان نے کہا: "اے بادشاہ! میں تمہیں یمن پر حملہ آور ہونے کا مشورہ دینے آیا ہوں اور اس مشورے کے پیچھے بہت سی ترغیبات بھی ہیں۔ پس میں تمہیں ساتھ ساتھ یہ بھی بتاتا چلوں کہ اگر تم یمن پر حملہ آور ہو گے تو فتح مندی بھی آپ کا ساتھ دے گی۔ اس کے علاوہ یمن سے آپ کو مال و اموال کی صورت میں اس قدر حاصل ہو گا جس قدر آپ کے پاس ایران میں نہیں ہے۔"

کیکاؤس نے اپنے آپ کو مزید سنبھالا اور یافان کی باتوں میں دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا: "اے محترم یافان! یمن پر حملہ آور ہونے کے لیے تم نے جن ترغیبات کا ذکر کیا ہے کیا تم مجھے ان کے متعلق تفصیل سے بتانا پسند کرو گے۔"

یافان نے ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا: "اے بادشاہ! یمن پر حملہ کرنے کے لیے کئی ایک ترغیبات ہیں۔ اول یہ کہ یمن کے بادشاہ حارث کی ایک بیٹی ہے جس کا نام سوزابہ[1] ہے اور وہ ایسی حسین و جمیل اور کشش رکھنے والی لڑکی ہے کہ روئے زمین پر کوئی اس جیسی خوب رو اور دل پسند لڑکی نہ ہو گی۔ پس یہ سوزابہ اس قابل ہے کہ تمہاری بیوی اور ایران کی ملکہ بنے۔

یمن پر حملہ آور ہونے کے لیے دوسری ترغیب یہ ہے کہ اس وقت یمن سے بڑھ کر کوئی زرخیز اور خوشحال ملک نہ ہو گا۔

اے بادشاہ! یمن کے حکمران حارث نے اپنے مرکزی شہر مآرب کے پاس ایک بند بنایا ہے جس میں بارش کا پانی روک کر اس نے نہریں جاری کی ہیں جن کے باعث یمن کی سرزمین میں دولت، خوشحالی اور زرخیزی میں

1۔ علامہ طبری نے حارث کی اس بیٹی کا نام سوزابہ ہی لکھا ہے۔ دوسرے مؤرخین نے اس کا نام سعدیٰ بھی لکھا ہے۔

ناقابلِ یقین حد تک اضافہ ہوا ہے۔

یمن میں جس طرف بھی نگاہ اٹھا کر دیکھو ہرے بھرے پھل دینے والے باغات کے طویل اور وسیع سلسلے نظر آتے ہیں۔

وہاں کے رہنے والے عیش و آرام اور سکون و امن کی زندگی بسر کرتے ہیں اور خوش گوار آسائشوں میں بے فکری کی حالت میں وقت گزارتے ہیں۔

مجموعی طور پر یمن کی زمین سونا اگلتی ہے۔ سایہ دار درختوں کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ مسافروں کو اپنے ساتھ سفر میں کھانے پینے کی چیزیں لے جانے کی ضرورت پیش نہیں آتی اس لیے کہ ہر جگہ پھل اور پانی میسر اور موجود ہوتا ہے۔

"شاہراہوں پر بہترین اور عمدہ عمارتوں والے شہر آباد کیے گئے ہیں اور اس طرح کہ اگر کوئی مسافر صبح کو گھر سے روانہ ہوتا ہے تو دوپہر تک ضرور بہر حال میں اس کے راستے میں کوئی نہ کوئی شہر آ جائے گا اور اگر کوئی مسافر دوپہر کو ایک شہر میں آرام کرتا ہے تو شام کو دوسرے شہر میں جا کر آرام کر سکتا ہے۔

اے بادشاہ! یمن کی یہ خوشحالی اور فراغت اس پر حملہ آور ہونے کے لیے سب سے بڑی ترغیب بھی ہو سکتی ہے۔"

یافان خاموش ہوا تو کیکاؤس اسے مخاطب کر کے فیصلہ کن انداز میں بولا: "اے یافان! تم جیسے محترم اور مافوق الفطرت انسان کی طرف سے یمن پر حملہ آور ہونے کے لیے یہ دو ترغیبیں ہی کافی ہیں میں نے یمن پر حملہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور اس کے لیے میں چند یوم اپنے لشکر کی تیاری پر خرچ کروں گا۔ اس کے بعد یمن کی طرف کوچ کروں گا۔

اے ہمدرد انسان! تم ہڈیوں کے اس ڈھانچے کی حالت میں اپنی زندگی کو کیسے رواں دواں رکھے ہوئے ہو اور تمہاری اس انوکھی زندگی کا کیا راز ہے؟"

کیکاؤس کے اس سوال پر یافان چند ثانیوں تک سر جھکائے سوچتا رہا، پھر اس نے بوجھل اور افسردہ آواز میں مصر میں اپنے قیام سے لے کر یوناف کے ہاتھوں موجودہ حالت کو پہنچنے تک کے سارے حالات تفصیل سے سنا ڈالے۔

یافان کی داستان سن کر کیکاؤس نے متاثر زدہ آواز میں کہا: "اے محترم یافان! تمہاری رہائش بلخ کے اسی شاہی محل میں ہوگی۔ جب میں یمن پر حملہ کرنے کے لیے یہاں سے اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کروں گا تو تم میرے ساتھ ہو گے۔"

اس پر یافان نے کہا: "اے بادشاہ! میری رہائش جزیرہ سرنا میں ہے سو اب میں اسی طرف کوچ کروں گا۔ تم مجھے صرف یہ بتا دو کہ تم کب تک یمن کی طرف کوچ کرو گے۔ میں اس وقت تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ اور پھر یمن میں جنگ کے دوران تمہارے لشکر میں ہی رہوں گا۔"

اس جواب پر کیکاؤس نے کسی قدر مطمئن انداز میں کہا: "اے بزرگ یافان! مجھے تمہاری تجویز سے اتفاق ہے لہٰذا میں آج سے ٹھیک بیس دن بعد یمن پر حملہ آور ہونے کے لیے کوچ کروں گا۔"

اس پر ایک ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے یافان نے کہا: "تو پھر اے بادشاہ! میں اب یہاں سے رخصت ہوتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی یافان اپنی نیلی دھند کے ساتھ کیکاؤس کے کمرے سے نکل گیا۔

دوسری طرف یوناف ایک روز یمن کے مرکزی شہر مآرب میں یمن کے بادشاہ حارث کے سامنے کھڑا تھا۔ اس وقت حارث کے مشیر اور صلاح کار بھی اس کے ساتھ بیٹھے تھے۔

تھوڑی دیر تک وہ یوناف کو غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے تعجب خیز انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے سلسلہ کلام شروع کیا:

"اے اجنبی! مجھے بتایا گیا ہے کہ تمہارا نام یوناف ہے۔ تمہارا تعلق مصر کی سرزمین سے ہے اور تم مجھے ایک بہت بڑے خطرے سے آگاہ کرنا چاہتے ہو۔"

یوناف نے جواب میں کہا:

"اے بادشاہ! آپ نے درست سنا۔ عنقریب ایران کا بادشاہ کیکاؤس آپ کے ملک پر حملہ آور ہو کر یمن کو تاراج اور یہاں لوٹ کھسوٹ کرنے کی کوشش کرے گا۔"

حارث نے سوالیہ انداز میں اس سے پوچھا:

"لیکن میں اگر یہ پوچھوں کہ تمہیں اس حملہ کی پیشگی اطلاع کیسے ہوگئی تو پھر تم کیا جواب دو گے؟"

یوناف نے نرم آواز میں کہا:

"اے بادشاہ! بدی کی ایک قوت جو مافوق البشر ہے وہ کیکاؤس کو یمن پر حملے کے لیے اکسا رہی ہے۔ اور بدی کی اس طاقت کو میں صدیوں سے جانتا ہوں کیونکہ میں خود مافوق البشر انسان ہوں اور میری زندگی صدیوں پہ

محیط ہے۔"

یوناف کی بات پر حارث کچھ دیر تک پریشانی کی کیفیت کا شکار رہا پھر اس نے سنبھلتے ہوئے اس کو مخاطب کیا اور کہا:

"اے اجنبی! اگر تمہاری بات کو درست مان لیا جائے تو میں تم سے پوچھوں گا کہ تم کس بنا پر میری مدد کرنا چاہتے ہو؟"

یوناف نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ سے کہا:

"اے بادشاہ! آپ کی مدد کرنے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ آپ توحید پرست ہیں۔ خدا کو ایک اور واحد معبود جان کر اس کی عبادت کرتے ہیں اور دنیا کی ہر قوت کو ترک کر کے صرف اللہ کو اپنا کارساز اور مددگار سمجھتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ اپنے رب کی دی ہوئی چیزوں سے مستفید ہونے کے بعد اس کا شکر ادا کرتے ہیں اور یہ کہ جب آپ سے کوئی غلطی یا خطا سرزد ہوتی ہے تو آپ اپنے رب کی طرف رجوع کرتے اور اس سے انتہائی انکساری سے عاجزانہ معافی مانگتے ہیں۔

تو اے بادشاہ! آپ کی انہی خوبیوں کی بنا پر میں آپ کی مدد پر کمربستہ ہوا ہوں۔ اور اے بادشاہ! میرے ساتھ ایک ماورائی قوت لگی ہے جس نے آپ کے سامنے آنے سے تھوڑی دیر پہلے مجھے یہ خبر دی ہے کہ ایران کا بادشاہ کیکاؤس بدی کی اس قوت کے اکسانے پر بیس دن جنگی تیاری کرنے کے بعد آپ پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر چکا ہے۔ سو میں آپ کو مخلصانہ رائے دوں گا کہ آپ بھی اپنی جنگی تیاری میں لگ جائیں۔ اس لیے کہ وہ بیس دن بعد آپ پر ضرور یلغار کرے گا۔

اور اے بادشاہ! میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ بدی کی اس قوت کا نام یافان ہے اور اس کے قبضے میں نیلی دھند کی شکل میں کچھ شیطانی قوتیں ہیں اور یافان عزازیل کے ساتھ مل کر صدیوں سے بدی کے گھناؤنے کام کر رہا ہے جبکہ ان کے مقابلہ میں میں ایک توحید پرست انسان ہوں اور ہر توحید پرست کی مدد کرنا اپنا فرض خیال کرتا ہوں۔"

اس پر حارث نے فیصلہ کن انداز میں کہا:

"اے یوناف! تمہاری حقیقت جاننے کے بعد میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تم بیس دن میرے ساتھ شاہی محل میں قیام کرو گے اور تمہاری حیثیت ایک معزز مہمان کی سی ہوگی۔ پس بیس دن بعد میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ کیا واقعی تمہاری اطلاع کے مطابق ایران کا بادشاہ کیکاؤس مجھ پر حملہ آور ہوتا ہے یا نہیں۔ امید ہے تمہیں اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔"

یوناف نے پرسکون انداز میں کہا:

"اے بادشاہ! میں نہ صرف آپ کے پاس رہنے کے اس فیصلے کا خیر مقدم کرتا ہوں بلکہ آپ کے پاس رہنے کا عہد بھی کرتا ہوں اور اس پر مزید یہ کہ وقت آنے پر بدی کی قوتوں کے خلاف میں آپ کی مدد بھی کروں گا کہ یہ میرا فرض ہے۔"

اس پر حارث نے اپنے ایک محافظ کو آواز دے کر اندر بلایا اور جب وہ محافظ اس کے سامنے آیا تو حارث نے اسے کہا:

"اس معزز مہمان کو جس کا نام یوناف ہے شاہی مہمان خانے میں لے جاؤ۔ اس کی ایسے ہی خدمت کرو جیسے تم دوسرے حکمرانوں کی کرتے ہو۔"

یوناف اس محافظ کے ساتھ دربار سے باہر نکل گیا۔

○

بیس دن کے بعد ایک روز یمن کے بادشاہ حارث نے یوناف کو طلب کیا اور جب یوناف اس کے سامنے گیا تو اس نے اسے مخاطب کر کے کہا:

"اے مافوق الفطرت اجنبی! تمہاری پیش گوئی درست ثابت ہوئی۔ تم نے جو مجھے یہ خبر دی تھی کہ بیس دن بعد ایران کا بادشاہ کیکاؤس یمن پر حملہ آور ہوگا تو وہ درست ثابت ہوئی ہے۔ اس لیے کہ کیکاؤس نے ہماری سرزمین کی طرف یلغار کر دی ہے اور میں اس کی روک تھام کے لیے آج ہی یہاں سے اپنے لشکر کے ساتھ اس کی طرف کوچ کروں گا۔"

ذرا رک کر اس نے پھر کہنا شروع کیا:

"اس موقع پر میں یہ بھی پسند کروں گا کہ ایک خاص الخاص معتمد مشیر اور صلاح کار کی حیثیت سے تم بھی میرے ساتھ رہو تاکہ میں تمہاری مشاورت سے مستفید ہو سکوں۔"

یوناف نے اطمینان سے کہا:

"اے بادشاہ! آپ فکر مند نہ ہوں۔ میں بھی آج ہی آپ کے لشکر کے ساتھ کوچ کرنے کے لیے ابھی اور اسی وقت تیار ہوں۔"

پھر حارث نے یوناف کو ساتھ لیا اور اسی روز وہ اپنے لشکر کے ساتھ کیکاؤس کی سرکوبی کے لیے روانہ ہو گیا۔

یمن کی سرحد کے قریب ہی ایران کا بادشاہ کیکاؤس اور یمن کا حاکم حارث اپنے لشکر کے ساتھ ایک دوسرے کے سامنے خیمہ زن ہوئے۔

یوناف کا خیمہ بین کے بادشاہ سارث کے قریب ہی تھا۔ دونوں لشکروں نے شاید ایک رات آرام کر کے اگلے روز ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہونے کا فیصلہ کیا تھا۔

دونوں بادشاہوں نے اپنے اپنے لشکر کے اطراف میں حفاظت کی خاطر مسلح دستے مقرر کر دیے تھے اور اسی رات جب یوناف اپنے خیمے میں اکیلا تھا تو ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور اپنی کھنکتی ہوئی آواز میں اسے مخاطب کر کے کہا:

"اے یوناف! یہ بدذات یافان آخر کیکاؤس کو بین پر حملہ کرنے کے لیے آمادہ کرنے میں کامیاب ہو ہی گیا ہے۔"

ذرا رک کر اس نے پھر کہا:

"سنو یوناف! یافان اس وقت اپنے خیمے میں اکیلا ہے۔ وہ کیکاؤس کے لشکر کے ساتھ ہی آیا ہے۔ میں اسے دیکھ کر آ رہی ہوں۔ جبکہ اس کی حفاظت کے لیے اس کے خیمے کے ارد گرد اس کی نیلی دھند کی شیطانی قوتیں پہرہ دے رہی ہیں۔"

یوناف نے اس کی بات بیچ میں کاٹتے ہوئے کہا:

"پھر اس وقت تم کہنا کیا چاہتی ہو؟"

ابلیکا نے جواب دیا:

"اس موقع پر اے یوناف! کیا تم پسند کرو گے کہ ہم دونوں اس وقت یافان کے پاس چلیں اور تم اس سے بازپرس کرو کہ کیوں اس نے نیکی کی راہ اختیار کرنے کا ارادہ کر کے بدی کی روش کو دوبارہ اپنا لیا ہے۔ آخر اس نے ایسا کیوں کیا؟"

ابلیکا کی بات پر یوناف خوش ہوا اور کہا:

"ابلیکا! تم درست کہتی ہو۔ میں ابھی یافان کے خیمے میں جاتا ہوں اور اس سے اس موضوع پر بات کرتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی پراسرار قوتوں کو حرکت میں لایا اور اپنے خیمے سے پلک جھپکنے میں غائب ہو گیا۔ اب اس کا خیمہ خالی تھا۔

چند ہی ثانیوں کے بعد یوناف ابلیکا کی رہنمائی میں یافان کے خیمے سے تھوڑی دور نمودار ہوا اور وہاں اس نے اپنی تلوار نکال کر اس پر کوئی عمل کیا اور پھر یافان کے خیمے کی طرف بڑھا۔

چاندنی رات میں اس نے دور ہی سے دیکھ لیا تھا کہ یافان کے خیمے کے اطراف میں نیلی دھند آہستہ آہستہ پھیلتی سکڑتی حرکت کر رہی تھی!

یوناف انتہائی بے باکی کے ساتھ یافان کے خیمہ کی طرف بڑھا تھا۔ جب وہ یافان کے خیمہ کے قریب ہوا تو اس نے دیکھا کہ خیمہ کے ارد گرد پھیلی ہوئی نیلی دھند کے اندر شیطانی قوتیں غراتی ہوئی اٹھیں اور سمٹ کر تیزی سے یوناف کی طرف بڑھیں لیکن جونہی یوناف نے اپنی تلوار سامنے کی تو نیلی دھند کے اندر تیز سسکیاں اور سسکیاں ابھریں اور اس کے بعد تیزی سے ایک بار پھر وہ دھند سمٹتی ہوئی پیچھے ہٹ گئی۔ یوناف خیمہ کا پردہ اٹھا کر اندر داخل ہو گیا۔

اندر جا کر اس نے دیکھا کہ یافان خیمہ کے وسط میں کھڑا شاید اسی کا منتظر تھا۔ اس وقت یافان کے ہاتھ اور چہرہ ننگا تھا اور اس کی آنکھوں کے خولوں کے اندر غضبناک حالت میں آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔

یوناف کو دیکھتے ہی یہ شعلے کسی قدر ماند پڑ گئے اور ساتھ ہی یافان نے بڑے نرم لہجے میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"تھوڑی دیر قبل میری نیلی دھند کی قوتوں کے اندر ایک ہلچل پیدا ہوئی تھی اور میں نے اس بنا پر جان لیا تھا کہ کوئی غیر معمولی آدمی میرے خیمہ کی طرف آ رہا ہے۔ اس کے لیے مجھے تین آدمیوں کی امید تھی۔ ایک تم، دوسرا عارب اور تیسرا انسانی صورت میں عزازیل۔

اور اے یوناف! جب تم میرے خیمے میں داخل ہو گئے ہو تو میں خوشدلی سے تمہارا استقبال کرتا ہوں جو کچھ تم نے کہنا ہے وہ یہاں میرے سامنے بیٹھ کر کہو۔"

ساتھ ہی یافان نے اپنے استخوانی ہاتھ سے ایک خالی نشست کی طرف اشارہ کیا۔

یوناف آگے بڑھ کر اس خالی نشست پر بیٹھ گیا۔ پھر یافان بھی اس کے سامنے ایک چرمی نشست پر آلتی پالتی مار کر آ بیٹھا۔

اس دوران یافان نے پراسرار انداز میں اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا۔ جواب میں اس کی نیلی دھند اس کے خیمہ میں داخل ہوئی اور یافان کی پشت پر آ کر ایک گاڑھی دھند کی صورت میں جمع ہو گئی۔

پھر یافان نے یوناف کو مخاطب کر کے نرم لہجے میں پوچھا:

"اے یوناف! میں نے تو سن رکھا تھا تم مصر میں دریائے نیل کے کنارے شوطار کے محل میں رہتے ہو۔ اب تمہارا ایران اور یمن کی سرحدوں پر کیسے آنا ہوا ادر وہ بھی اس وقت جب ایران کا بادشاہ کیکاؤس اور یمن کا بادشاہ حارث ایک دوسرے کے خلاف جنگ کی حالت میں ہیں۔"

جواب میں یوناف نے گہری سنجیدگی سے کہا:

"اے یافان! اسی متوقع جنگ نے مجھے اس طرف آنے پر مجبور کیا ہے اور وہ اس لیے کہ یہ جنگ تمہاری وجہ سے ممکن ہو رہی ہے۔ تم نے کیکاؤس کو یمن کے مرکزی شہر مآرب کی زرخیزی اور دولت مندی و فراغت کے قصے سنائے۔ اس کے علاوہ تم نے اس کے سامنے حارث کی بیٹی کے حسن و جمال کی بھی بڑھ چڑھ کر تعریف کی اور اسے یہ ترغیب دی کہ وہ یمن پر حملہ آور ہو کر نہ صرف وہاں کے مال و دولت کو سمیٹے بلکہ حارث کی بیٹی سوزابہ کو بھی اپنی بیوی اور ایران کی ملکہ بنا لے۔"

یافان نے چونک کر تشویشناک حالت میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا:

"اے یوناف! تمہیں ان حالات کی خبر کیسے ہوئی؟"

یوناف نے لاپرواہی سے کہا:

"اے یافان! تم جانتے ہو کہ میں ان گنت سری قوتوں کا مالک ہوں۔ اس لیے تم یہ سمجھتا کہ تمہاری کوئی حالت اور کیفیت مجھ سے چھپی ہوئی ہے۔ میں تمہیں یہ یاد دہانی کرانے آیا تھا کہ تم نے ایک بار مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ میرے خلاف عارب، عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی مدد نہ کرو گے۔"

یافان نے جلدی سے کہا:

"میں اپنے وعدے پر اب بھی قائم ہوں۔"

یوناف نے طنز سے کہا:

"لیکن ساتھ ہی تم نے یہ بھی عہد کیا تھا کہ تم نیکی کی راہ اپناؤ گے اور اے یافان! کیا میں سمجھوں کہ یہ سارے وعدے اور عہد یوں ہی تھے اور تم نے اپنی اصلیت کو نہیں بدلا۔"

یافان نے کسی قدر بوجھل اور غمگین آواز میں کہا:

"اے یوناف! جہاں تک تمہارے خلاف عزازیل اور عارب اور ان کے ساتھیوں کی مدد نہ کرنے کا سوال ہے تو میں اب بھی اس پر قائم ہوں مگر جہاں تک نیکی کے عہد پر قائم رہنے کی بات ہے تو اس کے لیے میں مجبور ہوں۔ تم جانو میں نیکی کی راہ نہیں اپنا سکتا۔ اس وقت عارضی طور پر تم سے جان چھڑانے کے لیے میں نے تم سے نیکی کی راہ اپنانے کا عہد کر لیا تھا لیکن میں ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ میرے استخوانی پنجر کو حرکت میں لانے والی یہ تو تیں شیطانی ہیں جو نیکی نہیں بدی کی امین ہیں۔

لہٰذا اگر میں ان کی فطرت کے خلاف کوئی راستہ اختیار کرتا ہوں تو یہ میری اتباع نہیں کریں گی اور میرے اس پنجر کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیں گی۔ اس لیے اپنی اس موجودہ حالت اور وجود کو برقرار رکھنے کے لیے میں نیکی کا راستہ نہ اپنانے پر مجبور ہوں۔"

یوناف! یوناف! میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ یمن پر حملہ آور ہونے کے لیے ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو میں نے ہی اکسایا تھا۔ اور آج کیکاؤس اور یمن کا بادشاہ حارث ایک دوسرے کے سامنے ہیں اور آنے والی صبح کو ان میدانوں میں ایک ہولناک جنگ برپا ہو چکی ہو گی۔"

یافان کے خاموش ہونے پر یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا:

"کل آنے والی صبح کو جب جنگ ہو گی تو تم دیکھو گے کہ میرا رب حارث کو غالب و فتح مند اور کیکاؤس کو مغلوب اور شکست خوردہ بنا دے گا۔ اس لیے کہ ایران کا بادشاہ کیکاؤس ایک مشرک اور بت پرست ہے اور بدی اور گناہ میں ملوث ہے جبکہ اس کے مقابلے میں حارث نہ صرف توحید پرست ہے بلکہ نیکی کو فروغ دینے والا ہے اور بدی کی مخالفت کرنے والا ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ اے یافان! میں خود حارثی قوتوں کے ساتھ حارث کے لشکر میں شامل ہوں۔ اور میں نے اپنی خدمات رضاکارانہ طور پر اسے پیش کی ہیں اور ابھی تم سے ملنے کے لیے میں حارث کے لشکر سے ہی نکل کر ادھر آیا ہوں۔"

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں یافان کی گردن جھک گئی اور اس کے ہلتے جبڑوں سے یوں محسوس ہونے لگا تھا کہ جیسے وہ مایوسی اور فکر مندی کا شکار ہو گیا ہو۔

یوناف نے پھر اسے مخاطب کیا اور کہا:

"اے یافان! تو نے کیکاؤس کو حارث کے خلاف اکسا کر غلطی کی ہے۔ اس طرح سے تو نے حق کے ساتھ باطل کو ٹکرانے کی سعی کی ہے اور یاد رکھو کہ نیکی اور بدی کی اس کشمکش میں نیکی ہی غالب رہے گی۔ اے یافان! جس طرح ہمیشہ تمہاری اس نیلی دھند کی قوتیں میرے سامنے سرنگوں اور پست رہی ہیں اسی طرح

آنے والے کل کو ایران کا بادشاہ کیکاؤس بھی یمن کے بادشاہ حارث کے سامنے سرنگوں اور مرعوب ہو کر رہ جائے گا اور یہ بھی سن رکھو یافان! کہ جب کیکاؤس کو شکست ہو جائے گی تو پھر اس کے لشکر میں تمہاری حیثیت کیا رہ جائے گی اس لیے کہ تمہارے ہی اکسانے پر تو وہ جنگ کی ابتدا کر رہا ہے۔ جب اسے شکست ہو گی تو وہ ضرور تمہارے خلاف انتقامی کاروائی پر اتر آئے گا۔

لہٰذا میں اس رات کی تاریکی میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ تم آج بلکہ ابھی یہاں سے اپنے جزیرہ سرنا کی طرف کوچ کر جاؤ۔ حق کے مقابلے میں بدی کو لا کر تم وہ کر چکے ہو جو تمہیں نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اب دیکھنا نیکی کے ہاتھوں بدی کا کیسا بدترین انجام ہوتا ہے۔"

یافان نے ضد، تعصب اور ہٹ دھرمی سے کام لیتے ہوئے کہا:

"اے یوناف! میں تمہارے کسی مشورے کا پابند نہیں ہوں اس لیے میں تمہاری اس تجویز پر عمل نہیں کر سکتا میں یہیں ایرانی لشکر میں رہوں گا اور کل کے معرکے میں حصہ لے کر ثابت کر دوں گا کہ میں نے کیکاؤس کو غلط مشورہ نہ دیا تھا۔ مجھے اب بھی یقین ہے کہ کیکاؤس ہی اس معرکے میں غالب رہے گا اس لیے کہ حارث کے مقابلے میں اس کے لشکر کی تعداد کئی گنا زیادہ ہے۔ سو یہ میرے دل، میرے ضمیر اور میری شیطانی قوتوں کا فیصلہ ہے کہ اس جنگ میں صرف کیکاؤس ہی غالب اور فتح مند رہے گا۔"

یوناف اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور جوشیلے انداز میں اس نے یافان سے کہا:

"اے اللہ کے دشمن! ایسا ہرگز نہ ہو گا۔ میرے رب کو منظور ہوا تو فتح مند حارث ہی ہو گا۔"

اس کے ساتھ ہی وہ غضب کی حالت میں خیمے سے باہر نکل گیا۔

○

اگلے روز کیکاؤس اور حارث دونوں بادشاہوں نے ایک دوسرے کے خلاف معرکہ آرائی کرنے کے لیے اپنے لشکروں کی صفوں کو درست کیا۔

دونوں لشکر جب جنگ کے لیے تیار ہو گئے تو کیکاؤس نے اپنے لشکر سے ایک پہلوان کو انفرادی جنگ کے لیے میدان میں اتارا۔

اس ایرانی پہلوان کا میدان میں اترنا تھا کہ ایک یمنی جوان جو اپنے سرکش گھوڑے پر سوار تھا طوفانی انداز میں اپنے لشکر سے نکل کر میدان کے وسط میں ایرانی پہلوان کے سامنے آیا اور پھر بلا کسی توقف کے اس نے

ایک بھوکے خونخوار شاہین کی طرح اس ایرانی پر حملہ کر دیا۔

اس یمنی جنگجو کا پہلا ہی وار اس قدر ہولناک اور جان لیوا تھا کہ اس نے اس ایرانی پہلوان کی گردن کاٹ کر رکھ دی۔

میدان کے اندر ایک سکوت سا طاری ہو گیا۔ اس خاموشی اور سکوت کے اندر اس یمنی فاتح نے اپنی تلوار فضا میں بلند کی اور ایرانی لشکر کی طرف منہ کر کے للکارتی ہوئی آواز میں پکار کر کہا:

"اے میری قوم کے دشمنو! تمہارے اس تیغ زن کی گردن میں نے کاٹ دی ہے۔ تم میں سے اگر کوئی اور ایسا ہو جو میرے ساتھ مقابلہ کرنا چاہے تو میدان میں اترے تاکہ میں اس پر بھی ثابت کر دوں کہ یمنی اپنے دشمنوں پر کیسے بھاری ہوتے ہیں۔"

اس کی للکار کے جواب میں ایرانی لشکر میں نہ کوئی ہلچل پیدا ہوئی اور نہ کوئی اس ایرانی نکل کر اس کے مقابلے پر آیا۔ لہٰذا اس یمنی نے اپنا گھوڑا موڑا اور جس طرح وہ طوفانی انداز میں میدان میں اترا تھا ویسے ہی واپس اپنے لشکر میں جا شامل ہوا۔

ایرانی بادشاہ کیکاؤس نے جب دیکھا کہ اس انفرادی مقابلے میں ایرانی پہلوان کے مارے جانے سے اس کی اور اس کے لشکر کی سبکی ہوئی ہے تو اس نے عام حملے کا حکم دے دیا۔

اسے امید تھی کہ وہ لمحوں کے اندر یمنیوں کو اپنی تلواروں پر رکھ لے گا اس لیے کہ اس کے لشکر کی تعداد یمن کے بادشاہ حارث کے لشکر کی نسبت کئی گنا زیادہ تھی اور کیکاؤس اپنے لشکر کے وسط میں اپنے محافظوں کے اندر جنگ کا نظارہ کرنے کے علاوہ جنگ کے متعلق احکامات جاری کرنے لگا۔

کیکاؤس کی حیرت اور پریشانی کی اس وقت حد نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ یمنی تعداد میں کم ہونے کے باوجود جوابی حملہ کرتے ہوئے موت کے گہرے اندھیروں میں چھپے ہوئے طوفان، تباہی کے سمندر اور ٹھٹھرتی ہوئی رات کی طرح اس کے لشکر پر لپکتے تھے اور اس کی صفوں کو درہم برہم کر رہے تھے۔

پھر اس کی آنکھوں نے یہ دلخراش منظر بھی دیکھا کہ وہ خود تو اپنے لشکر کے وسط میں احکامات جاری کر رہا تھا جبکہ یمنی بادشاہ حارث حملہ آور ہوتے وقت اپنے لشکر کے آگے آگے تھا۔

پھر کیکاؤس نے یہ بھی دیکھا کہ حارث بپھر بپھر کر بگولوں اور زہریلی آندھیوں کی طرح اس کے لشکر پر حملہ آور ہو رہا تھا۔ اس کی حالت اپنے لشکر میں ایسے ہی تھی جیسے ستاروں کے ہجوم میں کہکشاں اور وہ اپنے لشکر کو للکارتا ہوا ابھارتا اور اکساتا اور ترغیب دیتا طوفانوں کی طرح اپنے سامنے آنے والے ایرانی لشکریوں کی گردنیں کاٹتا چلا جا رہا تھا۔

حارث کو اس انداز میں اُس نے دیکھ کر کیکاؤس کی حالت اداس بیکدے، اُٹھندے آتش کدے اور تنہا جوں کی افسردہ شام جیسی ہو کر رہ گئی۔

تھوڑی دیر بعد کیکاؤس نے یہ بھی دیکھا کہ یمنی مکمل طور پر اس کے لشکر پر حاوی ہوتے جا رہے تھے اور ان کے سامنے ایرانیوں کی حالت زنجیروں میں جکڑے غلاموں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔

تھوڑی ہی دیر بعد ایرانی لشکر کی حالت اور زیادہ ابتر اور مایوس کن ہو گئی اس لیے کہ یمن والوں نے اپنی تعداد کم ہونے کے باوجود اس طرح اپنے لشکر کے حصے کر کے ایرانی لشکر کے چاروں طرف پھیلا دیے تھے کہ اب ایرانی مکمل طور پر گھر چکے تھے اور یمنیوں نے ہر سمت سے ان کا قتلِ عام شروع کر دیا تھا۔

کچھ دیر تک جب یہ قتلِ عام جاری رہا تو کیکاؤس فکر مند ہوا اور جان گیا کہ اب اس قتلِ عام سے وہ اپنے لشکر کو نہیں نکال سکتا اس لیے اس نے میدانِ جنگ سے بھاگنا چاہا لیکن اس میں بھی اسے کامیابی نہ ہوئی اور ایک گمنام یمنی لشکری نے اس پر کمند پھینک کر اسے گرفتار کر لیا۔

کیکاؤس کے گرفتار ہوتے ہی ایرانیوں کے رہے سہے حوصلے بھی جاتے رہے اور انہوں نے مکمل طور پر فرار کی راہ اختیار کر لی۔ یمنیوں نے ان کا تعاقب کر کے ان کا بھرپور قتلِ عام کیا اور بہت کم ایرانیوں کو میدانِ جنگ سے بھاگ کر اپنی جانیں بچانے کا موقع مل سکا۔

جب میدانِ جنگ مکمل طور پر ایرانیوں سے خالی ہو گیا تو حارث نے حکم دیا کہ کیکاؤس کو اس کے سامنے پیش کیا جائے۔

جس وقت ایرانی بادشاہ کیکاؤس کو حارث کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ رسیوں میں جکڑا ہوا تھا اور وہ انتہائی بے بسی اور لاچارگی سے حارث کے سامنے گردن جھکائے کھڑا تھا۔

حارث چند ثانیے اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے پوچھا:

"اے بدبخت ابلیس! تو نے کس بنا پر یمن پر حملہ آور ہونے کی ٹھانی اور تو نے اپنے برے ارادوں کا انجام دیکھا کہ تو نے میدان میں ان گنت ایرانیوں کو موت کا لقمہ بنا دیا؟"

کیکاؤس نے کوئی جواب نہ دیا۔

اس پر حارث نے دوبارہ کہا:

"کیا تو یہ بتلائے گا کہ تو نے کیوں ہم پر حملہ کیا جبکہ ہم تیرے ہمسائے میں پُرامن اور پُرسکون زندگی بسر کر رہے تھے؟"

حارث نے دوبارہ پوچھنے پر بھی کیکاؤس کی گردن جھکی رہی اور اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ تب حارث نے اپنا

فیصلہ دیتے ہوئے اپنے مشیروں سے کہا:

"اس جنگ میں جس قدر ایران کی طرف سے مالِ غنیمت ہاتھ لگا ہے اسے سمیٹو اور یہاں سے واپس کوچ کرو۔ اس کی سزا میں مآرب جا کر تجویز کروں گا۔"

○

تھوڑی دیر بعد حارث نے اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کیا۔ جنگ میں اس کے ہاتھ بے شمار ایرانی گھوڑے، خچر اور دیگر جانور، ایرانی پڑاؤ کی خوراک اور مال و دولت کی صورت میں اس قدر زر لگا کہ جس کا شمار ہی نہ کیا جا سکتا تھا۔ سارے سامان کو حارث نے ایرانی جانوروں پر لاد کر مآرب کی طرف کوچ کیا۔

اپنے مرکزی شہر مآرب پہنچ کر اس نے کیکاؤس کے لیے یہ سزا تجویز کی کہ اس نے اس کے لیے لکڑی کا بہت بڑا ڈول بنوایا۔ ڈول کے ساتھ ایک مضبوط رسہ باندھنے کے بعد حارث نے کیکاؤس کو مآرب کے ایک اندھے کنویں میں لٹکا دیا۔

پس اس نے کیکاؤس کو اس کے جرائم کی یہ سزا دی کہ وہ ایران کے تاج و تخت سے محروم ہو کر یمن کے شہر مآرب کے ایک اندھے کنویں میں اپنی زندگی کے دن انتہائی ذلت میں گزارنے لگا جبکہ یمن پر اسے حملہ آور ہونے کی ترغیب دینے والا بابا خان جنگ کے دوران ہی اپنی بیٹی دھند سمیت فرار ہو گیا تھا۔

○

سیستان میں ایران کے سالارِ اعلیٰ رستم کو جب کیکاؤس کی شکست اور اس کے مآرب میں ایک اندھے کنویں میں لٹکائے جانے کی خبر ملی تو وہ سیستان سے بلخ میں آیا۔

یہاں چند دن قیام کر کے اس نے وہ حالات معلوم کیے جن کی وجہ سے کیکاؤس نے ایران پر حملہ کیا تھا۔ اس کے بعد اس نے ایک ایسا لشکر تیار کیا جس کی تعداد اس لشکر سے بہت زیادہ تھی جو کیکاؤس لے کر یمن پر حملہ کرنے گیا تھا۔ پس اس لشکر کو لے کر رستم بلخ سے یمن کی طرف بڑھا۔

دوسری طرف حارث کو بھی خبر ہو گئی کہ رستم ایک جرار لشکر کے ساتھ یمن کی طرف بڑھ رہا ہے لہٰذا اس نے بھی اپنی جنگی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ اپنی سرحدوں کی طرف کوچ کیا۔ اور اس بار بھی یونان اس کے

لشکر میں شامل تھا۔

رستم کو بھی جب خبر ہوئی کہ حارث اپنے لشکر کے ساتھ اس کی طرف بڑھ رہا ہے تو اپنے لشکر کے ساتھ وہ یمن کی سرحدوں پر خیمہ زن ہو کر حارث کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔

صرف ایک دن کے وقفے سے حارث اس جگہ پہنچ گیا اور رستم کے لشکر کے سامنے اس نے پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا۔

جب دن ختم ہوا اور رات چھا گئی تو حارث نے یوناف کو اپنے خیمہ میں طلب کیا۔ جب یوناف اس کے خیمے میں آیا تو حارث نے اسے اپنے قریب ایک نشست پر بٹھایا اور کہا:

"اے یوناف! میں نے سنا ہے کہ کیکاؤس کا یہ سپہ سالار رستم، ایران کے لوگ جسے دنیا کا سب سے پُر قوت اور طاقتور انسان سمجھتے ہیں، اور اس کے متعلق لوگوں کا گمان ہے کہ دنیا میں اس جیسا کوئی صاحب ہمت جوان نہیں ہے تو میں چاہتا ہوں کہ کل جب جنگ کی ابتدا ہو تو تم خود میدان میں اترو اور رستم کو مقابلے کی دعوت دو اور جب وہ میدان میں اترے تو تم اسے چند لمحوں میں زیر کر لو۔ اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ تم رستم سے کئی گنا زیادہ پُر قوت اور طاقتور ہو۔ بس جب رستم ہار جائے گا تو میرے خیال میں لڑائی کی نوبت ہی نہ آئے گی اور ایرانی آپ سے آپ میدانِ جنگ سے بھاگ نکلیں گے۔"

حارث خاموش ہوا تو یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا:

"اے میرے محترم! آپ مطمئن رہیں۔ میں ایسا ہی ایک حربہ استعمال کروں گا کہ رستم کو ہمارے سامنے صف آرا ہونے کی جرأت ہی نہ ہو گی۔"

حارث نے حیرت سے پوچھا:

"وہ کیا حربہ ہے؟"

یوناف نے جواب دیا:

"میں ابھی اور اسی وقت رات کی تاریکی میں رستم سے ملوں گا اور پھر آپ دیکھیں گے کہ رستم جنگ کے بجائے آپ کی طرف صلح کا ہاتھ بڑھائے گا۔"

اس کے ساتھ ہی یوناف حارث کے خیمہ سے نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد یوناف ایران کے سپہ سالار پہلوان رستم کے خیمہ کے باہر نمودار ہوا۔ جب وہ خیمے کے پاس آیا تو محافظوں نے اسے للکارا۔

اس پر یوناف اپنی جگہ رک گیا۔

اتنے میں دو محافظ بھاگتے ہوئے اس کے قریب آئے اور ان میں سے ایک نے پوچھا:

"اے اجنبی! تم کون ہو اور کیوں ہمارے سالارِ اعلیٰ کے خیمے کی طرف آئے ہو؟"

یوناف کچھ کہنا چاہتا تھا کہ خیمہ کے دروازے پر خود رستم نمودار ہوا اور پوچھا:

"کون ہے جسے تم اندر آنے سے روک رہے ہو؟"

اس پر یوناف نے بلند آواز سے رستم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"اے رستم! میرا نام یوناف ہے اور میں یمن کے بادشاہ کی طرف سے تمہارے ساتھ ایک اہم مسئلہ پر بات کرنے آیا ہوں۔"

اس پر رستم نے اپنے محافظوں سے کہا:

"اس اجنبی کو میرے خیمے میں آنے دو۔"

دونوں محافظ اسے لے کر رستم کے قریب آئے اور جب اندر جانے سے قبل انہوں نے یوناف سے اس کی تلوار لینا چاہی تو رستم نے منع کرتے ہوئے کہا:

"اس کی ضرورت نہیں۔ اسے مسلح ہی اندر آنے دو۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ انتہائی طاقتور اور دراز قامت ہے لیکن چونکہ صلح کی گفتگو کرنے آیا ہے اس لیے اسے ہتھیاروں سے محروم نہیں کرنا چاہیے۔"

محافظ ایک طرف ہٹ گئے اور یوناف رستم کے ہمراہ خیمے میں داخل ہو گیا۔

اپنے خیمے میں جا کر رستم نے یوناف کو اپنے قریب بٹھایا اور پوچھا:

"اے اجنبی یوناف! یمن کے بادشاہ حارث نے کس غرض سے تمہیں میری طرف روانہ کیا ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ میرے آنے پر خوفزدہ ہے اور جنگ کے بجائے میری طرف صلح کا ہاتھ بڑھانا چاہتا ہے لیکن میں اس وقت تک اس کے ساتھ صلح پر آمادہ نہ ہوں گا جب تک وہ ہمارے بادشاہ کیکاؤس کو رہا نہ کر دے اور ساتھ ہی گزشتہ جنگ میں ہونے والے ہمارے نقصانات کی تلافی نہ کر دے اور وہ سارا مال و اسباب نہ لوٹا دے جو اس نے میدانِ جنگ سے حاصل کیا تھا۔"

یوناف نے حیرت سے کہا:

"اے رستم! حارث کیونکر تم سے خوف زدہ ہو کر تم سے جنگ کے بجائے تمہاری طرف صلح کا ہاتھ بڑھائے گا۔ تمہیں یہ

خیال کیسے آیا؟"

اس پر رستم نے انتہائی تفاخر اور تکبر سے کہا:

"اے یوناف! کیا حارث کے لیے یہ انکشاف کم لرزہ خیز ہو گا کہ میں، دنیا کا طاقتور ترین پہلوان اپنے لشکر کے ساتھ اس کے سامنے خیمہ زن ہوں۔ یقیناً میرا نام ہی حارث کے لیے خوف کی ایک علامت بن گیا ہوگا اور اس نے کھانا پینا بھی ترک کر دیا ہوگا۔"

رستم کی گفتگو پر یوناف اٹھ کھڑا ہوا اور بولا:

"اے رستم! میں ہرگز یہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوں کہ تم دنیا کے طاقتور ترین آدمی ہو بلکہ میں اس خیمے کے اندر یہ بھی دعویٰ کرتا ہوں کہ میں خود کو طاقتور ترین انسان سمجھتا ہوں۔"

اس پر رستم بھی اٹھ کھڑا ہوا اور اپنا ہاتھ یوناف کی طرف بڑھاتے ہوئے اس نے کہا:

"تو آؤ۔ آزما لیتے ہیں کہ ہم میں کون طاقتور ہے۔"

یوناف نے فوراً رستم کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک زوردار جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچا اور ابھی وہ سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ یوناف نے اسے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر فضا میں بلند کیا اور پھر انتہائی بے دردی سے خیمے کے ایک کونے میں پٹخ دیا۔

رستم کو بری طرح خیمے کے اندر زمین پر دے مارنے کے بعد یوناف ہلکی ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ اس کی اس بے بسی کا مظاہرہ کر رہا تھا کہ رستم اٹھ کھڑا ہوا۔

صرف ایک لمحہ کو اس نے تعجب خیز سی نگاہ یوناف پر ڈالی۔ پھر وہ خوفناک انداز میں یوناف کی طرف بڑھا۔ اس کے

قدیم ایرانی رستم کو دنیا کا طاقتور ترین انسان مانتے تھے جبکہ یونانیوں کا دعویٰ تھا کہ اس کے مقابلے میں ہرکولیس اور یولیسس دنیا کے طاقتور ترین افراد تھے۔

تیسری طرف اسرائیلیوں کا دعویٰ تھا کہ سیمسن دنیا کا سب سے زیادہ طاقتور انسان تھا۔

ہرکولیس، سیمسن اور یولیسس کے حالات آئندہ صفحات میں تفصیل کے ساتھ آپ کے سامنے آئیں گے۔

تیور بتا رہے تھے کہ وہ کچھ کر گزرے گا۔

یوناف کے قریب آ کر رستم نے غصے اور غضب کی حالت میں اس سے کہا:

"اے اجنبی! تو نے میرے ساتھ دھوکہ کیا۔ میں نے تو تیری طرف ہاتھ اس لیے بڑھایا تھا کہ تو میرے ساتھ ایک جگہ کھڑا ہو کر قوت آزمائی کرے اور پھر ہم دیکھتے کہ ہم دونوں میں سے کون کس پر اپنی برتری ثابت کرتا ہے لیکن تو نے بے خبری میں مجھے ایک جھٹکا دے کر اپنی طرف کھینچا اور اٹھا کر پٹخ دیا۔

اے اجنبی! میں جانتا ہوں کہ میرے اس پٹخے جانے میں تیری طاقت اور قوت کا کوئی کمال نہیں ہے بلکہ یہ میری بے خبری تھی جس سے فائدہ اٹھا کر تو نے یہ وقتی برتری حاصل کر لی ہے۔

اب یاد رکھو کہ میں تمہاری اس برتری کو زیادہ دیر قائم نہ رہنے دوں گا اس لیے کہ ہر صورت میں تجھے زیر دیکھوں گا۔"

"بس اے اجنبی! میں ایک بار پھر اپنا ہاتھ تیری طرف بڑھاتا ہوں۔ پھر دیکھتے ہیں ہم دونوں میں سے طاقت اور قوت میں کون غالب رہتا ہے۔

اے اجنبی! یہ بھی سن رکھ کہ اس خیمے کے اندر رستم ہی غالب رہے گا اس لیے کہ ایران کے لوگ اگر رستم کو دنیا کا سب سے طاقتور پہلوان تسلیم کرتے ہیں تو اس کی کوئی وجہ ہے۔"

رستم کے اس تکبر پر یوناف نے ہلکی مگر طنزیہ مسکراہٹ سے کہا:

"اے رستم! کیوں اپنے اس خیمے میں میرے ہاتھوں اپنا بھرم کھوتے ہو۔ اور کیوں رات کی اس تاریکی میں اپنی طاقت اور تنہ زوری کا بھانڈا پھڑوانا چاہتے ہو۔

دیکھو! مجھ سے مقابلہ کرنا تیرے بس کی بات نہیں لہٰذا یہ جو ہاتھ تو نے میری طرف بڑھا رکھا ہے اسے واپس لے لے اور اگر تو ایسا نہ کرے گا تو میں لمحوں کے اندر تمہارے اس ہاتھ کو مروڑ دوں گا اور تجھ پر اپنی برتری ثابت کر دوں گا۔"

رستم نے بیزاری سے کہا:

"رستم کا بڑھا ہوا ہاتھ واپس نہیں ہو سکتا۔ اگر تم میں ہمت و قوت ہے تو میرے ہاتھ کو پکڑ لے اور اسے مروڑ دیکھ۔"

یوناف نے ہاتھ آگے بڑھایا۔ رستم کی ہتھیلی سے اپنی ہتھیلی ملا کر اپنی گرفت مضبوط کی پھر اس نے بلند آواز میں اس سے کہا:

"اے رستم! سنبھل اور اپنی پوری قوت استعمال کر لے کیونکہ میں اپنا کام شروع کرنے لگا ہوں۔"

رستم نے اپنی پوری طاقت استعمال کرتے ہوئے یوناف کے ہاتھ کو دوہرا کر دینا چاہا لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہوا۔

جب وہ اپنی پوری قوت استعمال کر چکا تو اس کے بعد یوناف حرکت میں آیا اور اس نے ایک زوردار جھٹکے کے ساتھ اس کا بازو موڑ کر دوہرا کر دیا۔

پھر ایک جھٹکے سے اس نے رستم کا بازو چھوڑ دیا اور کہا:

"اے رستم! اس خیمے میں رات کی تاریکی میں کیا میں نے تم پر اپنی فوقیت اور اپنے غلبے کی مہر نہیں لگا دی۔

اے رستم! اب تم اس مقابلے کو طول نہ دینا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم مقابلے کے دوران میرے ہاتھوں پٹنے لگو اور تمہارا کوئی محافظ یہ منظر دیکھ لے اور اگر ایسا ہو گیا تو اے رستم ایران! تمہاری اپنے ملک میں کیا عزت اور وقار رہ جائے گا۔ سو تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ اب یہ مقابلہ ختم کر دو اور میری برتری تسلیم کر لو۔"

رستم نے سر جھکا کر کچھ سوچا پھر اس نے گردن سیدھی کی۔ گہری نگاہوں سے یوناف کا جائزہ لیا اور پھر لرزتی اور مغموم آواز میں کہا:

"اے اجنبی! میں نہیں جانتا کہ تو کن سرزمینوں کا باسی ہے اور اگر تو یمن کے بادشاہ حارث کے لشکر میں شامل ہے تو کیوں کر نہ ایران میں تیری طاقت کے چرچے ہوئے جبکہ تو جانتا ہی ہوگا کہ میری طاقت و قوت کے چرچے یونان اور مصر میں ہی نہیں بلکہ اسوری، کنعانی، آشوری، مادی، ایرانی، عیلامی اور حتی قوموں کے علاوہ بابل، نینوا، اور طارشا اور دوسرے بڑے شہروں کے لوگ بھی میری پہلوانی اور شہ زوری سے واقف ہیں۔ میں نے اپنی زندگی میں تیرے جیسا طاقتور انسان نہیں دیکھا کہ تو نے لمحوں کے اندر مجھے اپنے سامنے نہ صرف مرعوب اور بے بس کیا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تیری شہرت اقوام عالم میں میری طرح نہ پھیل سکی؟"

یوناف مسکرایا۔ پھر اس نے رستم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

"اے رستم! میرا تعلق مصر سے ہے اور میں نے آج تک کبھی کسی کے سامنے یوں اپنی طاقت کا مظاہرہ نہیں کیا۔"

رستم نے حیرت سے پوچھا:

"وہ کیوں؟"

یوناف نے جواباً کہا:

"اے رستم! میں ایسا چاہتا بھی نہیں اس لیے کہ میں گمنام سی زندگی میں اطمینان اور سکون محسوس کرتا ہوں۔

اور اے رستم! اب وہ بات سنو جس کے لیے میں یمن کے بادشاہ کی طرف سے تمہاری طرف آیا ہوں۔"

رستم نے بیچ میں بولتے ہوئے کہا:

"پہلے آرام سے بیٹھ جاؤ۔ پھر کہو جو کہنا چاہتے ہو۔"

جب دونوں آمنے سامنے بیٹھ گئے تو یوناف نے رستم سے کہا:

"اے رستم! میں تمہاری طرف اس لیے آیا ہوں کہ تم پر واضح کر دوں کہ کل اگر تم نے ہمارے ساتھ جنگ چھیڑی تو تمہارا حشر اور انجام تمہارے بادشاہ کیکاؤس سے مختلف نہ ہوگا۔

اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی واضح کر دوں کہ میری اس تنبیہ کے بعد بھی تم نے اگر جنگ کی ابتدا کی تو میں انفرادی جنگ کے لیے میدان میں اتروں گا اور پھر یاد رکھو کہ تمہارا نام لے کر اور تمہارے لشکر سے مخاطب ہو کر میں تمہیں مقابلے کی دعوت دوں گا۔

یاد رکھو۔ اگر تم نے میرے مقابلے پر آنے کی کوشش کی تو میں صرف ایک پل میں تمہاری گردن کاٹ کر رکھ دوں گا اور اگر تم مقابلے پر نہ آئے تو پھر اس میں تمہاری سبکی اور بدنامی ہوگی اور تمہارے لشکریوں کو محسوس ہوگا کہ تم نے میرے سامنے بزدلی اور کم حوصلگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے میدان میں اترنے سے گریز کیا ہے۔ پس اے رستم! ہر دو صورتوں میں نقصان تمہارا ہی ہوگا۔"

رستم نے کچھ سوچا۔ پھر التجائیہ انداز میں بولا:

"اے یوناف! کیا یہ ممکن نہیں کہ تم میری اور حارث کی ملاقات کا اہتمام کرا دو تاکہ میں اس سے کوئی باعزت معاملہ کر کے اپنے لشکر سمیت لوٹ جاؤں کیونکہ لڑے بغیر واپس جانے میں بھی میری سبکی ہوگی۔ میں چاہتا ہوں کہ حارث سے مل کر باعزت شرائط طے کر لوں تاکہ میں سرخرو ہو کر اپنی قوم میں جا سکوں۔"

یوناف نے کہا:

"اے رستم! میں تمہاری اس خواہش کا احترام کرتا ہوں اور خود چاہتا ہوں کہ حارث کے پاس جا کر اس بات کا ذکر کروں۔ تم ایسا کرنا کہ کل جب سورج طلوع ہو جائے تو اپنے ساتھ چند سواروں کو لے کر سفید علم بلند کر کے ہمارے لشکر کی طرف آنا تاکہ وہاں حارث سے تم بات چیت کر سکو۔

اور اگر کل صبح تم ہمارے لشکر کی طرف جاتے ہو تو اس پر تمہارے لشکریوں کو بھی کوئی اعتراض نہ ہوگا کہ تمہارے محافظوں نے مجھے دیکھ ہی لیا ہے کہ میں تم سے صلح کی گفتگو کرنے آیا ہوا تھا۔"

اس پر رستم کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ اس نے یوناف کا ہاتھ تھام کر دباتے ہوئے خوشی کا اظہار کیا اور سکون سے کہا:

"اے یوناف! تم بھی کمال کے انسان ہو۔ تم طاقتور ہونے کے ساتھ ساتھ عقل مند اور فہیم انسان بھی ہو۔ تم نے مجھے ایک ایسا طریقہ کار بتا دیا ہے کہ جس کی بنا پر میں باعزت طور پر اس جنگ سے چھٹکارا ابھی حاصل کر لوں گا

اور باعزت طور پر اپنی قوم کا سامنا بھی کر سکوں گا۔ اب تم مطمئن ہو کر جاؤ۔ تمہاری غیر موجودگی میں یہ بات اپنے لشکر کے اندر اپنے محافظوں کے ذریعے پھیلا دوں گا کہ یمن کے بادشاہ حارث نے رات کے وقت اپنا ایلچی بھیج کر صلح کی پیش کش کی ہے لہٰذا اس پیش کش کے جواب میں کل صبح میں اپنے وفد کے ساتھ صلح کی شرائط طے کرنے میں حارث کے خیمے کی طرف جاؤں گا۔"

اس کے ساتھ ہی یوناف اٹھ کھڑا ہوا اور کہا:

"اب جبکہ معاملہ طے ہو چکا ہے تو اے رستم! میں تمہارے پاس سے کوچ کرتا ہوں۔"

رستم نے یوناف سے پرجوش مصافحہ کیا اور اسے خیمے سے باہر تک چھوڑنے کے لیے آیا۔ اس کے بعد یوناف وہاں سے چلا گیا۔

○

طے شدہ لائحہ عمل کے تحت رستم نے رات ہی کو صلح کی اس پیش کش کا اپنے لشکر میں چرچا کر دیا۔ پھر دوسرے روز وہ اپنے چند محافظوں کے ساتھ صلح کا سفید علم نصب کیے اپنے لشکر سے یمن کے بادشاہ کے لشکر کی طرف روانہ ہوا۔

اس کے لشکر میں سے کسی نے بھی صلح کی کارروائی پر اعتراض نہ کیا تھا اس لیے کہ رستم نے پہلے ہی اپنے لشکر میں یہ تاثر دے دیا تھا کہ صلح کی اس پیش کش کی ابتدا یمن کے بادشاہ کی طرف سے ہوئی ہے لہٰذا ہر کوئی اپنی جگہ مطمئن تھا۔

رستم کو حارث کے خیمے میں لایا گیا تو حارث انتہائی شفقت سے اس کے ساتھ پیش آیا۔ اسے اپنے سامنے بٹھایا اور آنے کی وجہ پوچھی۔

رستم نے معاملے کو نمٹانے کی خاطر کہا:

"اے بادشاہ! میں اس غرض سے آیا ہوں کہ ایک تو ہمارے ساتھ آپ امن و صلح کا معاہدہ کریں اور دوسرے یہ کہ ہمارے بادشاہ کیکاؤس کو ان اندھے کنوئیں سے جس میں وہ قید ہے، نجات دے کر میرے ساتھ جانے کی اجازت دیدیں۔"

رستم کی بات کے جواب میں حارث چند ثانیوں تک گردن جھکائے سوچتا رہا۔ پھر اس نے گہری نگاہوں سے رستم کا جائزہ لیا اور پوچھا:

"اے رستم! تم جانو کہ اس جنگ کی ابتدا کس کی طرف سے ہوئی اور میں سمجھتا ہوں کہ جس نے جنگ کی بنا رکھی اسے اس کے فعل کی سزا تو ملنی ہی چاہیے۔"

اس پر رستم نے فوراً بات بنائی اور کہا:

"اے بادشاہ! میں جانتا ہوں کہ اس جنگ کی ابتدا ہمارے بادشاہ کیکاؤس نے کی تھی لیکن اس جنگ کو شروع کرنے کی بھی ایک وجہ تھی۔"

حارث نے چونک کر رستم کی طرف دیکھا اور پوچھا:

"وہ کیا وجہ تھی؟"

رستم نے کہا:

"اے بادشاہ! کیا آپ کی ایک بیٹی ایسی ہے کہ جس کے حسن و جمال کا ثانی نہیں ہے اور اس کا نام سوزابہ ہے۔ اگر آپ کی ایسی کوئی بیٹی ہے تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ایک شخص جو بجانے کون تھا اور مافوق الفطرت قوتوں کا مالک تھا اس نے کیکاؤس کے سامنے آپ کی بیٹی سوزابہ کی بے انتہا تعریف کی اور اس تعریف کو سن کر کیکاؤس سوزابہ پر فریفتہ ہو گیا لہٰذا اس نے ارادہ کر لیا کہ سوزابہ کو اپنی بیوی اور ایران کی ملکہ بنائے گا اس لیے اس نے صرف سوزابہ کو حاصل کرنے کے لیے یمن پر لشکر کشی کی تھی۔"

رستم ذرا رکا پھر دوبارہ گویا ہوا:

"وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوا بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ کیکاؤس نے سوزابہ کو حاصل کرنے کے لیے طریقہ کار ہی غلط استعمال کیا تھا۔ اسے چاہیے تھا کہ جنگ کے بجائے خود سوزابہ کے لیے آپ کے پاس آتا اور پھر آپ کے جواب کا انتظار کرتا اور مجھے امید ہے کہ آپ اس رشتے سے انکار نہ کرتے کیونکہ سوزابہ کا ایران کی ملکہ بننے سے ایران اور یمن کے تعلقات مضبوط ہوتے۔"

اس قدر کہنے کے بعد رستم خاموش ہو گیا اور حارث کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی باتوں کے ردعمل کا انتظار کرنے لگا۔

حارث نے سوچتے ہوئے کہا:

"اے رستم! اگر تمہارے بادشاہ کیکاؤس نے صرف میری بیٹی سوزابہ کو حاصل کرنے کے لیے یمن پر حملہ کیا تو یہ اس کی حماقت تھی۔"

حارث ذرا رکا پھر بولا:

"اگر وہ سوزابہ کو پسند کرتا ہے تو اس کے لیے وہ طریقہ کار بھی استعمال کیا جا سکتا تھا جس کا تم نے ذکر کیا ہے۔"

اور اے رستم! تمہارا کہنا درست ہے کہ اگر کیکاؤس مجھ سے سوزابہ کا رشتہ مانگتا تو میں ہرگز انکار نہ کرتا اسلیے کہ ایران کی ملکہ بننا واقعی سوزابہ کو زیب دیتا ہے۔"

اس پر رستم کا حوصلہ بڑھا اور اس نے بات کو طول دیتے ہوئے کہا:

"اے بادشاہ! آپ کے جواب نے میری حوصلہ افزائی کی ہے لہٰذا میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ کیکاؤس کو رہا کر کے اپنی بیٹی سوزابہ کا رشتہ اس سے کر کے ان کو ایران جانے کی اجازت دیدیں۔ اس طرح نہ صرف کیکاؤس ساری عمر آپ کا فرمانبردار اور ممنون رہے گا بلکہ آنے والے دنوں میں ایران اور یمن کے باہمی تعلقات بھی خوشگوار رہیں گے۔"

حارث نے غور سے رستم کی طرف دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ پھیل گئی۔ شاید اس نے رستم کی بات کو پسند کیا تھا۔

پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں کہا:

"اے رستم! میں تمہاری اس پیشکش کو قبول کرتا ہوں۔ میں ایران اور یمن کی بہتری کے لیے کیکاؤس کو رہا کر کے اپنی بیٹی سوزابہ کی شادی اس سے کر دوں گا۔"

پھر اس نے تنبیہ کے لہجے میں کہا:

"لیکن اے رستم! یہ بات کیکاؤس کے کانوں میں ضرور ڈال دینا کہ اگر اس نے اپنی اس شکست اور اسیری کا انتقام سوزابہ سے لیا تو میں ایران پر ایسی آفت بن کر نازل ہوں گا کہ کیکاؤس کہیں بھی اپنے آپ کو میری دست برد سے محفوظ نہ پائے گا۔"

رستم نے یقین دہانی کراتے ہوئے کہا:

"اے بادشاہ! آپ مطمئن رہیں۔ سوزابہ جس طرح یمن میں پُرسکون زندگی گزارتی ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایران میں اس سے بڑھ کر پُرآسائش زندگی گزارے گی۔"

رستم کی اس یقین دہانی کے بعد حارث نے کیکاؤس کو اندھے کنویں سے نکالنے کا حکم دیا۔ پھر اپنی بیٹی سوزابہ کی شادی اس سے کر دی اور باعزت طریقے سے ان دونوں کو ایران واپس جانے کی اجازت دیدی۔ اس طرح یمن اور ایران کے تعلقات اس رشتے کی بنا پر خوشگوار ہو گئے۔

موسیٰ بنی اسرائیل کے ساتھ ابھی تک موآب کے میدانوں کے اندر خیمہ زن تھے۔

ایک روز موت کا فرشتہ عزرائیل بحکمِ ربی انسانی صورت میں موسیٰ کے پاس آیا اور بلا اجازت موسیٰ کے خلوت کدے میں داخل ہو گیا۔

موسیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا:

"اے موسیٰ! اپنے پروردگار کی طرف سے موت کے پیغامِ اجل کو قبول فرمایئے۔"

موسیٰ اسے انسانی صورت میں پہچان نہ سکے لہٰذا ان کو دو وجوہات کی بنا پر موت کے فرشتے پر غصہ آ گیا۔

اوّل یہ کہ انسانی صورت میں فرشتہ ان کی خلوت گاہ میں کیوں گھس آیا تھا۔

دوسری بات یہ کہ ایک اجنبی اور ناآشنا کو کیا حق تھا کہ انہیں موت کا پیغام دیتا۔

پس انہیں دو وجوہات کی بنا پر موسیٰ نے طیش میں آ کر انسانی صورت میں آئے ہوئے فرشتے پر ہاتھ اٹھایا اور اس زور سے اس کے منہ پر طمانچہ مارا کہ اس کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی۔

اس پر وہ فرشتہ وہاں سے نکل گیا اور اپنے اصل روپ میں خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اپنی اصل ہیئت میں اللہ سے عرض کی کہ:

"اے اللہ! تیرا وہ بندہ موت نہیں چاہتا۔ اس بنا پر اس نے غصے میں میرے منہ پر طمانچہ دے مارا ہے۔"

پس خداوند کریم نے موسیٰ کو وحی کی اور یہ حکم دیا کہ:

"اے موسیٰ! تم کسی بھی بیل کی کمر پر اپنا ہاتھ رکھ دو اور جس قدر بال تمہاری مٹھی میں آ جائیں گے ہم ہر بال کے عوض تمہاری عمر میں ایک سال کا اضافہ کر دیں گے۔"

اس پر موسیٰ نے دریافت کیا:

"اے اللہ! ان بالوں کے بدلے ملنے والے سالوں کے بعد پھر میرا کیا انجام ہو گا؟"

وحی کے ذریعے جواب آیا:

"آخر کار تو پھر موت ہی آئے گی۔"

تب موسیٰ نے عرض کیا:

"اے خدا! اگر طویل سے طویل زندگی کا انجام بھی موت ہی ہے تو پھر آج ہی کیوں نہ آ جائے۔"

اس کے ساتھ ہی آپ نے التجا کی:

"اے خداوند قدوس! اس آخری وقت میں فلسطین کی وہ مقدس ترین سرزمین قریب تر کر دے جس کا وعدہ تو نے اپنے نبی ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب سے کیا تھا۔"

موسیٰؑ کی دعا قبول ہوئی اور ان کو حکم دیا گیا کہ:

"چونکہ تمہاری موت تم پر طاری ہونے والی ہے لہٰذا ہم تمہیں اس سرزمین کا نظارہ کرائیں گے جس کا وعدہ ہم نے تمہارے آباؤ اجداد سے کیا تھا۔"

اس کے ساتھ ہی وحی کے ذریعے موسیٰؑ کو حکم دیا گیا:

اے موسیٰؑ! اس سرزمین کو دیکھنے کے لیے موآب کے میدانوں سے نکل کر جبل نبو پر پسگہ کی چوٹی پر یریحو کے مقام پر جا کھڑے ہو۔

پس موسیٰؑ نے خداوند تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی آنے کے بعد یوشع بن نون کو اپنا قائم مقام بنایا اور بنی اسرائیل کو ہدایت جاری کر دی کہ:

"جس طرح تم میرا اتباع کرتے رہے ہو میرے بعد یوشع بن نون کا اتباع کرنا۔"

موسیٰؑ کی اس گفتگو پر بنی اسرائیل نے یہ جان لیا کہ موسیٰؑ کا آخری وقت آن پہنچا ہے اور وہ ان سے ہمیشہ کیلئے بچھڑنے والے ہیں۔ اس بنا پر بنی اسرائیل غمزدہ اور فکرمند ہو گئے۔

خداوند تعالیٰ کے حکم کے مطابق بنی اسرائیل کو نصیحت کرنے کے بعد موسیٰؑ موآب کے میدانوں سے نکل کر جبل نبو پر آئے اور اس کوہستان کے سلسلہ پسگہ پر جو یریحو کے مقام پہ جا کھڑے ہوئے۔

خداوند تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق موسیٰؑ کو اس چوٹی پر سے معجزانہ طور پہ شمال میں جلعاد سے دان کے مقام تک اور سامنے کی طرف سے سمندر تک، جنوب کی طرف وادی مصر تک فلسطین کی سرزمین دکھائی اور یہ وادی حرمون کا شہر بھی کہلاتی تھی۔

اس کے علاوہ مولیٰ کریم نے معجزانہ طور پر موسیٰؑ کو فلسطین کے دیگر مقامات بھی دکھائے اور پھر ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

اے موسیٰؑ! یہی وہ ملک ہے جس کی بابت ہم نے ابراہیمؑ، اسحٰقؑ اور یعقوبؑ سے قسم کھا کر کہا تھا کہ اس سرزمین کو میں تمہاری نسل کو عطا کروں گا۔ سو اب میں نے یہ ملک تمہیں دکھا دیا ہے مگر تم اس طرف جانے پاؤ گے اس سے پہلے ہی تمہارا وصال ہو جائے گا۔"

اللہ تعالیٰ کے بندے اور جلیل القدر نبی موسیٰؑ نے خداوند قدوس کے کہنے کے مطابق وہیں موآب کے ملک میں وفات پائی۔ وہیں پہ اس وادی کے اندر فغور کے مقابل حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دفن کر دیا گیا۔

وفات کے وقت حضرت موسیٰؑ کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی اور زندگی کے ان ایک سو بیس برسوں میں

نہ تو کبھی ان کی آنکھ دھندلانے پائی تھی اور نہ ہی کبھی ایک پل کے لیے آپ کی طبعی قوت میں کسی قسم کی کمی واقع ہونے پائی تھی۔

آج تک کسی کو یہ بھی علم نہیں ہو سکا کہ موسیٰؑ کی قبر کس جگہ پر ہے۔

موسیٰؑ کی وفات پہ بنی اسرائیل کو اس قدر غم اور دکھ ہوا کہ موآب کے میدانوں میں لگاتار ۳۰ دن تک موسیٰؑ کی جدائی میں روتے رہے اور جب موسیٰؑ کے ماتم کے دن ختم ہوئے تو انہوں نے موسیٰؑ کے حکم کے مطابق یوشع بن نون کو اپنا راہبر مان لیا اور دل و جان سے ان کے احکامات کا اتباع کرنے لگے۔

فرعون منفتاح کی بربادی اور ہلاکت کے بعد رعمسیس سوم مصر کا بادشاہ بنا۔ اس کے دور کے مشہور واقعات یہ ہیں:

اس کے دور میں بحیرہ روم کے کچھ بحری قزاقوں نے یہ جان کر مصر پر حملہ کر دیا کہ اب مصر کی اصل حیثیت کمزور ہو گئی ہے اور یہ بحری قزاق چاہتے تھے کہ مصر پر حملہ آور ہو کر لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کر کے اپنے لیے مادی مفاد حاصل کریں لیکن رعمسیس سوم نے ان کے حملے کا اس قدر سختی اور قوت سے جواب دیا کہ ان کی کثرت کو اس نے برباد کر کے رکھ دیا۔ زندہ بچنے والوں کو اس نے آئندہ مصر پر حملہ نہ کرنے کا سبق سکھا دیا تھا۔

دوسرا اور اہم واقعہ یہ ہوا کہ ماضی میں فلسطین مصری حکومت کو خراج ادا کیا کرتا تھا۔ موسیٰؑ والے فرعون منفتاح کی موت کے بعد فلسطینیوں کو بھی یہ شک اور گمان ہوا کہ اب چونکہ مصر کمزور ہو چکا ہے لہٰذا ہم اسے خراج ادا کرنے کے بجائے اس سے خراج وصول کریں۔

اس بنا پر انہوں نے ایک جرار لشکر تیار کیا تاکہ مصر پر حملہ کر کے اسے شکست سے دوچار کیا جائے اور اسے خراج ادا کرنے پر مجبور کیا جائے۔

لیکن رعمسیس سوم نے فلسطینیوں کے ساتھ بھی حکمت عملی سے کام لیا اور اپنی عسکری قوت کو مضبوط بنا کر اس نے فلسطینیوں پر خود ہی حملہ کر دیا۔

اس نے نہ صرف فلسطینیوں کو شکست دی اور ان کی اصل قوت کو کچل کر رکھ دیا بلکہ ان گنت فلسطینیوں کو اپنے ساتھ لونڈی اور غلام بنا کر مصر لے گیا تاکہ وہ وہاں رہ کر مصریوں کی خدمت کریں۔

پس رعمسیس اپنے چند برس کے دور حکومت میں ان دو بڑی بغاوتوں، سازشوں اور حملوں کو ناکام بنانے میں کامیاب رہا تھا۔

○

رعمسیس سوم کے بعد مصر کے شاہی خاندان کی ایک حسین و جمیل عورت حکمران بنی۔ اس خوبصورت عورت کا نام دلوکہ[1] تھا۔

دلوکہ کو مصر کا حکمران بنے چند ہی روز ہوئے تھے کہ ایک روز عزازیل مصر کے شہر ممفس میں اس حصۂ شہر کے اندر داخل ہوا جہاں سحر و طلسم کی تعلیم دی جاتی تھی۔

مدرسہ میں داخل ہو کر اس نے وہاں کے ایک طالب علم کو روکا اور کہا: "اے نوجوان! میں اس مدرسہ میں ہی نہیں اس شہر میں بھی اجنبی ہوں اور میں سحر و طلسم کی اس درسگاہ کی بڑی معلمہ سے ملنے کا خواہش مند ہوں۔ اے نوجوان! کیا تو میرے لیے یہ زحمت اٹھائے گا کہ مجھے ساحرہ تروره کے پاس لے چلے؟"

عزازیل کی انکساری پر اس نوجوان نے کمال ہمدردی سے کہا: "اے اجنبی! تم میرے ساتھ آؤ، میں تروره کے کمرے تک تیری رہنمائی کرتا ہوں۔"

عزازیل خاموشی سے اس کے ساتھ ہو لیا۔

وہ نوجوان عزازیل کو لے کر ایک کمرے کے سامنے جا رکا۔ پھر اس نے دروازے پر دستک دی۔ تھوڑی ہی دیر بعد دروازہ کھلا اور وہاں ایک ایسی عورت نمودار ہوئی جس کی عمر ۲۵ اور ۳۰ سال کے درمیان رہی ہو گی۔ وہ خوب دراز قد، شکل و شباہت اور جسمانی ساخت میں حسین و جمیل ہونے کے علاوہ جاذب و پرکشش بھی تھی۔

اس عورت کو دیکھتے ہی نوجوان نے اس کے سامنے تعظیم بجا لانے کی خاطر سر کو جھکایا اور پھر اسے مخاطب کر کے کہا:

"اے مقدس تروره! یہ شخص اس شہر میں اجنبی اور نووارد ہے۔ میں نے ابھی تک اس کا نام نہیں پوچھا۔ یہ آپ سے ملنے کا خواہش مند ہے۔"

جواب میں تروره نے اپنی ترنم خیز آواز میں کہا:

۱۔ ابن خلدون نے اپنی تاریخ کے حصہ اول میں اس کا نام دلوکہ ہی لکھا ہے۔

"اب تم جاؤ، میں خود ہی اس اجنبی سے بات کر لوں گی۔"

جب وہ طالب علم چلا گیا تو قبل اس کے کہ گفتگو کا آغاز کرتی، عزازیل نے اسے مخاطب کرنے میں پہل کر دی اور بولا: "اے حسین و پُر جمال تزورہ! میرا نام عزازیل ہے اور میں اس شہر میں اجنبی ہوں۔ اے تزورہ[1]! میں ایک ایسا شخص ہوں جو نہ صرف ان گنت قوتوں کا مالک ہے بلکہ فوق البشری حیثیت بھی رکھتا ہوں اور تمہاری بہتری کے لیے آیا ہوں۔"

ساحرہ تزورہ نے تجسس اور دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"اے اجنبی! تو کیسی اور کس قسم کی سری قوتوں کا مالک ہے اور کس انداز میں فوق البشر ہونے کا دعوے دار ہے اور میری بہتری کا کیوں خواہاں ہے۔"

تزورہ کے ان سوالوں کے جواب میں عزازیل اپنی طلسمی قوتوں کو حرکت میں لایا اور پلک جھپکنے میں اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر اس کے سامنے نمودار ہوا اور کہا: "اے تزورہ! میں نے تمہارے سامنے اپنے فوق البشر ہونے کا عملی مظاہرہ کر دیا ہے۔ اب تم کیا مجھے موقع دو گی کہ میں تمہیں یہ بتاؤں کہ میں کیوں کر تمہاری بہتری کا خواہشمند ہوں۔"

عزازیل کے یوں غائب ہونے اور پھر دوبارہ نمودار ہونے پر تزورہ ابھی تک اسے حیرت و تعجب سے دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے نرم لہجے میں کہا:

"میں یہ تو تسلیم کرتی ہوں کہ تم پُراسرار قوتوں کے مالک ہو سو اب تم مجھے بتاؤ کہ تم میری کس قسم کی بہتری اور بھلائی چاہتے ہو۔"

اس پر عزازیل نے گہری مسکراہٹ کے ساتھ کہا: "اے تزورہ! کیا تم مجھے اپنے کمرے میں داخل ہونے کو نہ کہو گی تاکہ میں آرام سے بیٹھ کر تم سے گفتگو کر سکوں۔"

تزورہ دروازہ چھوڑ کر ایک طرف ہٹ گئی اور ہاتھ کے اشارے سے اس نے عزازیل کو اندر آنے کو کہا۔ پس عزازیل مسکراتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

عزازیل اور تزورہ جب کمرے کے اندر لکڑی کی نشستوں پر آمنے سامنے بیٹھ گئے تو تزورہ نے اس کو مخاطب کر کے پوچھا:

"اے عزازیل! وہ کونسی بھلائی اور بہتری کی بات ہے جس کا تم اظہار کرنا چاہتے ہو۔"

۱۔ ابن خلدون نے بھی مصر کی اس سب سے بڑی ساحرہ کا نام تزورہ ہی تحریر کیا ہے۔

عزازیل نے ایک بار غور سے تزورہ کی طرف دیکھا اور پھر کہا: "اے مقدس تزورہ! میں تمہیں مصر کی ملکہ دلوکہ کی نگاہوں میں لانا چاہتا ہوں یا یہ سمجھو کہ میں چاہتا ہوں کہ ملکہ دلوکہ تمہیں اپنے مشیر کی حیثیت سے اپنے ساتھ رکھے اور اگر ایسا ہو جائے تو مصر میں ملکہ دلوکہ کے بعد تو ہی سب سے بڑی اور صاحبِ حیثیت ہستی ہو گی۔"

تزورہ نے حیرت سے کہا:

"اے محترم عزازیل! یہ کیسے ممکن ہے۔"

عزازیل نے کہا: "اے مقدس تزورہ! تمہیں دلوکہ کے ہاں یہ مقام دلوانا میرا کام ہے اور یقین کرو میں تمہارے لیے یہ کام چند ہی دنوں میں کر دوں گا۔"

تزورہ چند ثانیوں تک گردن جھکائے کچھ سوچتی رہی۔ پھر اس نے غور سے عزازیل کی طرف دیکھا اور اس سے پوچھا:

"اے بزرگ عزازیل! آخر تم مجھے دلوکہ کے ہاں یہ مقام کیوں دلانا چاہتے ہو اور اس میں تمہاری اپنی کیا دلچسپی اور فائدہ ہے۔"

عزازیل نے فوراً اپنی حیثیت کی وضاحت کرتے ہوئے کہا: "اے مقدس تزورہ! اس میں میرا اپنا کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ میں یہ کام اس لیے کرنا چاہتا ہوں کہ تم جیسی مصر کی سب سے بڑی ساحرہ کو یہ مقام ملنا چاہیے جو تمہارے مناسبِ حال ہے اور اے تزورہ! میں نے یہ بھی سنا ہے کہ تم نے جادو کے کچھ نئے اصول مرتب کیے ہیں جو اس سے پہلے نہ کسی کے پاس تھے اور نہ ہی ان سے کوئی کام لے سکتا تھا۔

اے مقدس تزورہ! میں نے کچھ لوگوں کو یہ کہتے ہوئے بھی سنا ہے کہ تم نے ایک طلسمی دیوار[1] بنائی ہے کہ اس پر اگر کسی شخص، جانور یا حیوان کی تصویر بناؤ تو جو تکلیف اور اذیت تم دیوار پر بنائی ہوئی تصویر کو پہنچاتی ہو وہی تکلیف اور اذیت تمہارے جادو کے زور سے اس انسان یا حیوان کو بھی پہنچتی ہے جس کی شبیہ اور تصویر اس طلسمی دیوار پر بنائی گئی ہو۔

اے مقدس تزورہ! اگر یہ بات درست ہے تو پھر یقین جانو میں تمہارے لیے بہت کچھ کر سکتا ہوں اور چند ہی دنوں کے اندر تمہیں مصر کی ملکہ دلوکہ کی مشیرِ اعلیٰ مقرر کرا سکتا ہوں۔"

اس بات پر تزورہ کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر اس نے خواہشوں اور امیدوں سے

۱۔ ابن خلدون نے اس طلسمی دیوار کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔

بھرپور آنکھوں سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

"اے محترم عزازیل! میں جانتی ہوں کہ آپ مافوق الفطرت طاقتوں کے مالک ہیں لیکن کیا آپ مجھے یہ نہ بتائیں گے کہ آپ کیونکر اور کیسے مجھے ملکہ دوکہ کا مشیر بنا دیں گے؟"

اس سوال پر عزازیل نے ہمدردانہ انداز میں کہا: "اے تردورہ! میں تمہیں دو طرح کی مدد فراہم کروں گا جس کی مدد سے تم نہ صرف دوکہ کی مشیر بن کر رہو گی بلکہ آنے والے دور میں اس کے ساتھ کامیابی و کامرانی سے کام کرتی رہو گی۔

اول یہ کہ میں ابھی یہاں سے نکل کر ملکہ دوکہ کے پاس جاؤں گا اور اسے یقین دلاؤں گا کہ مصر کی عظیم ساحرہ تردورہ کی طلسمی دیوار اس کے لیے بہت سود مند ثابت ہو سکتی ہے اور اس دیوار سے کام لے کر وہ اپنے دشمنوں اور حاسدوں کو راستے سے ہٹا کر اپنے لیے کامیابیوں کے دروازے کھول سکتی ہے۔

اور اے تردورہ! مصری ملکہ دوکہ کو تمہارے حق میں قائل کرنے اور تمہیں اس کا مشیر بنانے کے بعد میں کنعانیوں کی سرزمین میں ان کے مرکزی شہر ہازر کا رخ کروں گا۔ وہاں میرے تین عزیز رہتے ہیں تینوں بہن بھائی ہیں اور وہ بھی مافوق الفطرت انسان ہیں۔ پس وہ تینوں مستقل شہر میں تمہارے ساتھ رہیں گے اور وقتاً فوقتاً ضرورت پڑنے پر تمہیں مناسب مشورے دیں گے اور اپنی سری قوتوں سے تمہاری مدد بھی کرتے رہیں گے۔ بس دوکہ کی مشیر بنانے کے سلسلے میں تم سے صرف یہ گزارش کروں گا کہ تم طلسمی دیوار کا یہ عمل ان تینوں کو بھی سکھا دینا تاکہ وہ تمہارے ساتھ رہ کر تمہاری قوت میں اضافہ کریں۔"

تردورہ نے فوراً کہا:

"اے بزرگ عزازیل! وہ تینوں جب میرے پاس رہیں گے تو میں پہلے ان کا جائزہ لوں گی اور میں وعدہ کرتی ہوں کہ اگر وہ اس قابل ہوئے کہ ان پر بھروسہ کیا جا سکے تو میں طلسمی دیوار کا عمل انہیں سکھا دوں گی لیکن اے عزازیل اگر میں نے دیکھا کہ وہ قابل اعتماد نہیں ہیں تو میں ابھی سے صاف طور پر کہے دیتی ہوں کہ میں ہرگز انہیں یہ عمل نہ سکھاؤں گی۔"

اس پر عزازیل نے شفقت سے کہا: "اے تردورہ! میں تیرے اس فیصلے سے مکمل اتفاق کرتا ہوں لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہوں گا کہ عارب، بیوسا اور جنیفہ قابل اعتماد ہونے کے علاوہ بے اندازہ پُراسرار قوتوں کے مالک بھی ہیں۔"

"اور شاید یہ انکشاف بھی تمہارے لیے تعجب خیز ہو کہ ان کے ناسوت پر لاہوت کا عمل ہے اور وہ آدم سے لے کر اب تک زندہ ہیں اور نہ جانے کب تک زندہ رہیں گے۔ اور جس طرح وہ آدم کے زمانے میں تروتازہ

جوان تھے اب بھی وہ ویسے کے ویسے ہی ہیں۔

اے تردورہ! میں انہیں سمجھا دوں گا کہ وہ مکمل طور پر تمہارے ساتھ تعاون کریں اور تمہارا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش کریں۔"

اس کے ساتھ ہی عزازیل اٹھ کھڑا ہوا اور تردورہ سے بولا: "اے تردورہ! اب میں جاتا ہوں اور مصری ملکہ دوکہ سے تمہارے سلسلے میں گفتگو کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں تمہاری طرف نہ آؤں گا بلکہ سیدھا ہازر شہر کو نکل جاؤں گا اور وہاں سے تینوں عزیزوں کو لے کر تمہارے پاس آؤں گا۔"

اس کے ساتھ ہی عزازیل تردورہ کے جواب کا انتظار کیے بغیر وہاں سے غائب ہو گیا۔

○

مصری ملکہ دوکہ اپنی خوابگاہ میں اکیلی بیٹھی تھی کہ اس کا ایک محافظ اندر آیا اور اس نے تعظیماً زمین کی طرف جھکتے ہوئے ملکہ سے کہا:

"اے مقدس ملکہ! ایک اجنبی جو اپنا نام عزازیل بتاتا ہے آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ آپ سے اس کا اسی وقت ملنا انتہائی اہم ہے کیونکہ وہ آپ سے ایسی گفتگو کرنا چاہتا ہے جس میں آپ ہی کا فائدہ اور سود مندی ہے۔"

ملکہ نے اپنا لباس درست کیا اور پھر سنبھل کر بیٹھتے ہوئے کہا:

"اسے اندر لے آؤ۔"

پس وہ محافظ باہر نکل گیا اور ملکہ مستعد ہو کر عزازیل کا انتظار کرنے لگی۔

تھوڑی ہی دیر بعد عزازیل کمرے میں داخل ہوا۔ ملکہ نے اسے اپنے سامنے ایک نشست پر بیٹھنے کا اشارہ کیا پھر پہلے کی طرح پلنگ پر نیم دراز ہو کر اس نے کہا:

"اے اجنبی عزازیل! میرے محافظ نے بتایا ہے کہ تم مجھ سے ایسی بات کرنا چاہتے ہو جس میں میری ہی سود مندی ہے لہٰذا کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

عزازیل نے سنبھل کر کہنا شروع کیا: "اے ملکہ! پہلے میں آپ کو اپنا تعارف کرا دوں تاکہ آپ جان لیں کہ میں کون ہوں اور میری حیثیت کیا ہے اور جو میں کہہ رہا ہوں اس پر آپ کو کس قدر اعتماد اور بھروسہ کرنا چاہیے۔

تو اے مقدس ملکہ! میرا نام عزازیل ہے میں آپ سے ایسی بات کہنے آیا ہوں کہ آپ اپنے باغی مشیروں سے چھٹکارہ کر کے اپنے تخت و تاج کی حفاظت کر سکیں گی۔

اے ملکہ! میں وہی عزازیل ہوں جسے بنی نوع انسان کے جد امجد آدمؑ کا دشمن اور رقیب سمجھا جاتا ہے اے ملکہ! میں وہی عزازیل ہوں جسے ابلیس اور شیطان کہہ کر بھی پکارا جاتا ہے۔ گو اس وقت میں انسانی شکل و صورت میں ہوں لیکن آپ جانتی ہیں کہ میں ابلیس کی حیثیت سے کس قدر قوت و پراسرار طاقتوں کا مالک ہوں۔

پس اے ملکہ! میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کے مشیر آپ کو سلطنت سے محروم کرنے کے درپے ہیں اسلیے اگر آپ اپنی حفاظت کے ساتھ ساتھ مصر کی ملکہ بھی رہنا چاہتی ہیں تو میرے مشورے پر ایک کام کیجیے اور اگر وہ کام آپ نے کر لیا تو آپ نہ صرف اپنے دشمنوں کے شر سے محفوظ ہو جائیں گی بلکہ آپ کو مصر کے تخت و تاج سے کوئی محروم بھی نہ کر سکے گا۔"

عزازیل کی اس بات پر دوکہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی اور چونک جانے کے انداز میں اس نے عزازیل کو مخاطب کر کے کہا:

"اے عزازیل! کیا آپ مجھے یہ نہ بتائیں گے کہ میرے وہ کون کون سے مشیر ہیں جو میرے خلاف کام کر رہے ہیں اور مجھے مصر کے تخت سے محروم کرنا چاہتے ہیں اور وہ کون سا طریقہ ہے جسے استعمال کر کے میں اپنے ان باغی مشیروں پر غالب ہو سکتی ہوں۔"

عزازیل نے اسے مشورہ دینے کے انداز میں کہا: "اے دوکہ! اس وقت صرف چار افراد ہیں جو آپ کے دشمنوں سے آپ کی حفاظت کر سکتے ہیں۔"

دوکہ نے تیزی سے پوچھا:

"کون ہیں وہ چار افراد!"

عزازیل نے کہا: "ان میں سے ایک تو مصر میں سحر و طلسم کی تعلیم دینے کے مدارس کی بڑی معلمہ تردرہ ہے اور باقی تین میں سے بھی دو لڑکیاں اور ایک جوان ہے یہ تینوں اس وقت کنعانیوں کے شہر تاڑ میں ہیں۔ جوان کا نام عارب اور اس کی دونوں بہنوں کے نام بیوسا اور بنیط ہیں۔

اے ملکہ! یہ تینوں بھی مافوق الفطرت قوتوں کے مالک ہیں اور ہر طرح سے آپ کی حفاظت کے کام انجام دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

اور اے ملکہ! تردرہ آپ کے لیے سب سے بڑھ کر سکون بخش اور سودمند ثابت ہو سکتی ہے اس لیے کہ اس کے پاس ایک ایسا طلسمی عمل ہے جس سے کام لے کر وہ آپ کے لیے بہت کچھ کر سکتی ہے۔

اے ملکہ! تردرہ کے پاس جو طلسمی عمل ہے اس سے کام لے کر وہ ایک ایسی دیوار بنا سکتی ہے جس پر جس شخص کی تصویر بنائی جائے اور جو بھی اذیت اور تکلیف اس تصویر کو دی جائے وہی اذیت اور تکلیف حقیقی معنوں میں اس شخص کو پہنچتی ہے جس کی تصویر دیوار پر بنی ہو۔"

اس انکشاف پر چونک کر دوکہ نے پوچھا:

"اے عزازیل! اگر ایسا ہے تو پھر تردرہ واقعی میرے لیے بہت سودمند ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ اس دیوار کے ذریعے میں اپنے دشمنوں کا صفایا کر سکتی ہوں۔ پس اب میں آپ سے یہ پوچھوں گی کہ آپ کب تردرہ اور عارب، بیوسا بنیط کو میرے پاس لا کر انہیں میری خدمت پر مامور کریں گے۔"

دوکہ کے اس فیصلے پر عزازیل کے چہرے پر خوشیوں سے بھرپور اور عیارانہ مسکراہٹ بکھر گئی۔ اس نے ہلکے سے اپنے سر کو حرکت دی اور کہا: "اے ملکہ! میں ابھی یہاں سے تاڑ شہر کی طرف جاؤں گا اور اپنی فوق البشری قوتوں کو حرکت میں لا کر ان تینوں کو تردرہ کے پاس سے کر آؤں گا پھر اسے بھی ہمراہ لے کر یہاں آؤں گا اور ان چاروں کو آپ کی خدمت پر لگا دوں گا۔

پس اے ملکہ! میرا مشورہ ہے کہ جب وہ چاروں یہاں آ جائیں تو سب سے پہلے آپ انہیں یہ کام سونپیے گا کہ وہ اس طلسمی دیوار کی تعمیر کریں تا کہ اسے آپ اپنے مطلب کے لیے استعمال کرتے ہوئے اپنے جس دشمن کو چاہیں راستے سے ہٹا دیں۔"

دوکہ نے بے چینی سے کہا:

"اے بزرگ عزازیل! آپ کی اس گفتگو نے مجھے ایک کرب میں ڈال دیا ہے اور اب میں چاہتی ہوں کہ یہ چاروں مافوق الفطرت افراد فی الفور میرے پاس پہنچ جائیں تا کہ میں ان کے علم کو عملی صورت میں لا کر اپنی حفاظت اور اپنے دشمنوں کی بربادی کا سامان کر سکوں۔

پس اے عزازیل! میں آپ سے گزارش کروں گی کہ آپ ابھی اور اسی وقت تاڑ شہر جائیں اور وہاں سے عارب، بیوسا اور بنیط کو لے کر آئیں اور اس کے بعد مصر کی ساحرہ تردرہ کو بھی ان تینوں کے ساتھ میرے سامنے لا کھڑا کریں۔"

عزازیل نے مسکراتے ہوئے کہا: "اے ملکہ! میں ابھی یہ کام کر گزرتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی وہ دوکہ کی خواب گاہ سے غائب ہو گیا۔

ٹارٹ شہر میں بعل بیوتا کے معبد کے احاطے میں عارب، بیوسا اور بنیطہ اپنے کمرے کے اندر بیٹھے تھے کہ عزازیل وہاں نمودار ہوا۔

اسے دیکھتے ہی وہ تینوں کھڑے ہو گئے اور جب وہ ان کے سامنے ایک جگہ پر بیٹھ گیا تو وہ تینوں بھی اپنی اپنی جگہ پر جم گئے۔

پھر عزازیل نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا: "اے میرے عزیزو! تم ابھی اور اسی وقت میرے ساتھ مصر کی طرف روانہ ہو گے۔ میں ملکہ دولوکہ کے محل میں تمہارے رہنے کا بندوبست کر کے آ رہا ہوں۔"

عارب نے پوچھا: "اے آقا! وہاں ہمیں کیا کام سرانجام دینا ہوگا؟"

عارب کے سوال پر عزازیل نے کہا: "اے میرے عزیزو! تروره مصر کی ایک اعلیٰ پائے کی ساحرہ ہے۔ اس نے سحر و طلسم میں کچھ نئے عوامل کا اضافہ کیا ہے۔ یہ تروره ایک ایسی طلسمی دیوار بنا سکتی ہے کہ اس دیوار پر جس شخص یا جانور کی تصویر بنا دی جائے اور جو اذیت یا تکلیف اس تصویر کو پہنچائی جائے وہی اذیت اور تکلیف اس جانور یا شخص کو بھی پہنچتی ہے جس کی تصویر دیوار پر بنائی گئی ہو۔

پس میں اس ساحرہ سے مل کر آ رہا ہوں اور مصر کی ملکہ دولوکہ سے بھی اس سلسلے میں بات کر چکا ہوں۔ اب تم تینوں اور تروره کو لے کر میں دولوکہ کے سامنے جاؤں گا۔"

عارب نے پھر بے چینی اور تعجب سے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: "اے آقا! ہم دولوکہ اور تروره کے ساتھ شاہی محل میں کیا خدمت سرانجام دیں گے؟"

عزازیل نے سنبھل کر کہا: "اے عارب! اتنی جلدی نہ کرو۔ تم بھاگنے کی کوشش کر رہے ہو۔ مجھے غور سے سنو۔ میں کہہ رہا تھا کہ تم اور تروره چاروں مل کر دولوکہ کے محل میں رہو گے۔ محل کے اندر تروره اپنے طلسمی عمل سے وہی طلسمی دیوار تعمیر کرے گی جس کا میں ذکر کر چکا ہوں۔ ملکہ دولوکہ اس دیوار کی مدد سے اپنے دشمنوں پر قابو پاتی رہے گی اور وہ تم تینوں کو بھی تروره کے ساتھ عزت و احترام سے دیکھے گی۔"

عزازیل خاموش ہو کر گردن جھکائے کچھ دیر سوچتا رہا، پھر اس نے غور سے ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: "اے میرے عزیزو! ساحرہ تروره جب طلسمی دیوار بنا لے تو سب سے پہلے اسے اس دیوار پر یوناف کی تصویر بنا کر دینا۔ پھر اس تصویر کو طرح طرح کی اذیتیں دینا اور جو اذیت بھی تم اسے دو گے وہ یوناف کو پہنچے گی۔

اور اے میرے عزیزو! جب تم تینوں ایسا کر چکو گے تو مجھے بے انتہا خوشی ہو گی کیونکہ یوناف نیکی کو فروغ دینے والا ہے اور اسے کرب و اذیت میں مبتلا کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ اور اب تم تینوں تیار ہو جاؤ تاکہ مصر کی

طرف کوچ کر سکیں۔"

عارب، بیوسا اور بنیطہ نے اٹھ کر جلدی جلدی ضروری سامان سمیٹا اور اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر عزازیل کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گئے۔

مصر کی ساحرہ تروره حسبِ عادت اپنے کمرے میں بیٹھی تھی کہ عزازیل، عارب، بیوسا اور بنیطہ کے ساتھ اچانک وہاں نمودار ہوا۔

اسے دیکھتے ہی تروره احترام سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ جبکہ عزازیل اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے بولا: "اے ساحرہ تروره! ان تینوں سے ملو۔ یہ وہی تینوں ہیں جن کا میں تم سے ذکر کر چکا ہوں۔ اور اب تمہیں میں یہ خوشخبری بھی سنا دوں کہ میں تمہارے سلسلے میں مصر کی ملکہ دولوکہ سے بات کر چکا ہوں۔ اور وہ تمہیں اپنا مشیر مقرر کرنے پر رضامند ہے۔

پس اے تروره! تم چاروں اس شاہی محل میں وہ حیثیت حاصل کر سکتے ہو جو مصر کے اندر دولوکہ کے بعد کسی کو حاصل نہیں ہے۔ لہٰذا اے تروره! تم چاروں ابھی اور اسی وقت میرے ساتھ ملکہ کے پاس چلو کہ وہ بڑی بے چینی سے ہم سب کی منتظر ہو گی۔

اور اے ساحرہ تروره! اس موقع پر میں تمہیں یہ بات بھی بتا دوں کہ جب تم ملکہ کے لیے طلسمی دیوار بناؤ تو سب سے پہلے اس دیوار کو اس شخص کے خلاف استعمال کرنا جو تم چاروں کے لیے انتہائی خطرناک اور ہولناک ثابت ہو سکتا ہے اور وہ شخص جس کا نام یوناف ہے، عارب، بنیطہ اور بیوسا کی طرح وہ بھی بلکہ ان تینوں سے بڑھ کر ہی مافوق الفطرت قوتوں کا مالک ہے۔ اسے اگر خبر ہو گئی کہ تم نے ایسی طلسمی دیوار بنائی ہے تو وہ ضرور تمہارے خلاف حرکت میں آئے گا اور نہ صرف وہ اس طلسمی دیوار کو نقصان پہنچائے گا بلکہ تمہاری زندگی کے لیے بھی خطرہ اور اندیشہ بن جائے گا۔"

عزازیل خاموش ہوا تو تروره نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: "اے بزرگ عزازیل! یہ یوناف کون ہے اور کیوں میری بنائی ہوئی طلسمی دیوار کے خلاف حرکت میں آئے گا اور مجھے اس سے کس طرح کے خدشات لاحق ہیں؟"

جواب میں عزازیل نے کہا: "اے عزیزہ! یہ یوناف بھی عارب، بیوسا اور بنیطہ کی طرح آدم کے وقت سے

ہے اور ہوں کے ناسوت پر بھی ناموت کا عمل ہو چکا ہے لہٰذا تم میں سے کوئی بھی اس کی موت کا باعث نہیں بن سکتا۔ تاوقتیکہ اسے خود طبعی طور پر موت نہ آجائے اور اس کا لاہوتی عمل ختم نہ ہو جائے۔ تاہم اے تزدرہ! میں نے عارب، ہیوما اور بنیطہ کو سمجھا دیا ہے کہ جب یہ طلسمی دیوار تیار ہو جائے تو اس پر پہلے یوناف کی تصویر بنانا اور اسے ہر قسم کی اذیتیں دینا تاکہ یوناف جہاں کہیں بھی ہو ان اذیتوں میں مبتلا ہو کر کرب اور عذاب کے دور سے گزرے۔

اور اے ساحرہ! میں یہاں یہ بھی بتا دوں کہ تم یوناف کی طرف سے محتاط رہنا کہ وہ تمہارے خلاف بھی حرکت میں آسکتا ہے۔ اس کے قبضہ میں ابلیکا نام کی ایسی روح ہے جو اس کی خاطر بڑے بڑے ناممکن کاموں کو ممکن کر دکھاتی ہے۔ اے تزدرہ! جس طرح میرا عارب، ہیوما اور بنیطہ کا کام بدی پھیلانا ہے اسی طرح یوناف اور ابلیکا کا کام نیکی کو فروغ دینا ہے۔

اور تزدرہ! تم یوناف کے متعلق زیادہ فکرمند بھی نہ ہونا اس لیے کہ ضرورت کے وقت یہ تینوں تمہاری مدد کریں گے بلکہ میں خود بھی تمہاری مدد کو آیا کروں گا اور مجھے امید ہے کہ ہم سب مل کر یوناف اور ابلیکا کو مجبور اور معذور کر کے رکھ دیں گے۔ اب تم سب لوگ تیار ہو جاؤ میں تمہیں لے کر مصر کی ملکہ دلوکہ کے شاہی محل میں اس کے پاس چلوں۔"

جواب میں تزدرہ نے مسکراتے ہوئے کہا:

"ہم آپ کے ساتھ جانے کو تیار ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی عزازیل ان چاروں کو لے کر دلوکہ کے محل کی طرف روانہ ہو گیا۔

O

محل میں آکر عزازیل نے جب ملکہ کے محافظوں کو اپنے آنے کی اطلاع دی تو مصر کی ملکہ دلوکہ نے بغیر کسی تاخیر کے ان کو اپنے پاس بلوا لیا۔

جب عزازیل اور وہ چاروں ملکہ دلوکہ کے ذاتی کمرے میں داخل ہوئے تو اس نے اٹھ کر گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا۔ پھر بڑے اعزاز اور تکریم کے ساتھ ان چاروں کو اپنے سامنے بٹھایا

ابھی وہ کچھ پوچھنے ہی والی تھی کہ عزازیل بول پڑا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا: "اے مقدس ملکہ! میرے دائیں طرف مصر کی سب سے بڑی ساحرہ تزدرہ ہے اور میرے بائیں طرف عارب، ہیوما اور بنیطہ ہیں جن کے بارے میں پہلے ہی میں ذکر کر چکا ہوں اور آپ سے کیے ہوئے وعدے کے مطابق میں آج ہی انہیں لے کر

آپ کے پاس آگیا ہوں تاکہ اس طلسمی دیوار کی تعمیر کا کام شروع کیا جا سکے اور اے ملکہ! یہ چاروں اب آپ کے ساتھ اسی شاہی محل میں رہیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ طلسمی دیوار کی تعمیر اور ان چاروں کی موجودگی کی وجہ سے نہ تو آپ کو اپنے دشمنوں سے کوئی خطرہ لاحق ہو گا اور نہ ہی آپ کو اپنے تاج و تخت کے چھن جانے اور اپنی جان جانے کا اندیشہ رہے گا۔"

عزازیل کے خاموش ہونے پر ملکہ دلوکہ نے ایک بار غور سے ساحرہ تزدرہ کی طرف دیکھا پھر اس نے توضیح طلب انداز میں تزدرہ سے پوچھا:

"اے مصر کی قابلِ فخر ساحرہ! تم لوگ کب تک طلسمی دیوار کی تعمیر مکمل کر لو گے۔"

جواب میں تزدرہ نے سنبھل کر بیٹھتے ہوئے کہا:

"اے ملکہ! اس طلسمی دیوار کی تعمیر پر چند ہفتے ہی خرچ کروں گی۔"

دلوکہ نے پوچھا:

"اے تزدرہ! طلسمی دیوار پر جس شخص کی تصویر بنا کر اسے اذیت دی جائے تو کیا یہ اذیت اس حقیقی انسان کو بھی ہو گی جس کی تصویر دیوار پر بنائی جائے گی۔"

تزدرہ نے اپنی گردن کو اثبات میں ہلا کر کہا:

"اے ملکہ! یہ درست ہے۔ ایسا ہی ہو گا۔"

تزدرہ کی بات سن کر دلوکہ نے پوچھا:

"اے عظیم ساحرہ! تمہارے خیال میں یہ دیوار کیسی اور کس جگہ تعمیر ہونی چاہیے۔"

تزدرہ بولی:

"اے ملکہ! جہاں تک اس طلسمی دیوار کی شکل و صورت کا تعلق ہے تو میں عرض کروں گی کہ اس کے لیے ایک بہت وسیع مکان تعمیر کیا جائے گا جس کی ایک دیوار طلسمی ہو گی اور یہ مکان اس لیے معقول ہونا چاہیے کہ طلسمی دیوار پر بنائی جانے والی تصویروں کو اذیت پہنچانے کے لیے ہمیں اس مکان کے اندر طرح طرح کے سحری عمل کرنے ہوں گے۔ اور جہاں تک آپ کے اس سوال کا تعلق ہے کہ یہ مکان کہاں ہونا چاہیے تو اے ملکہ! میری گزارش ہے کہ جگہ کا تعین آپ ہی کریں گی۔ مگر میں یہ ضرور کہوں گی کہ یہ مکان ایسی جگہ ہو جو محفوظ ہو اور جہاں نہ صرف ہماری رہائش کا بندوبست ہو بلکہ ہماری حفاظت کا بھی معقول انتظام کیا جائے۔"

دلوکہ چند ثانیے گردن جھکائے کچھ سوچتی رہی پھر اس نے کہا:

"اے تزدرہ! یہ مکان شہر کے وسط میں تعمیر ہو گا۔ اس کے لیے ایک مناسب اور کھلی جگہ میری نگاہ میں

پہلے سے ہے۔ اس جگہ کل ہی ایک بڑی عمارت کی تعمیر شروع ہو جائے گی۔

اور اے تیورہ! اس عمارت میں نہ صرف تم چاروں کے رہنے کا عمدہ ترین بندوبست ہوگا بلکہ حکومت کی طرف سے تمہاری حفاظت پر وہاں محافظ بھی مقرر کیے جائیں گے۔

اب تم چاروں بزرگ عزازیل کے ساتھ شاہی مہمان خانے میں آرام کرو۔ کل تم سب کی نگرانی میں طلسمی دیوار کے مکان کی تعمیر شروع کر دی جائے گی۔"

اس کے ساتھ ہی دلوکہ نے آواز دے کر محافظ کو بلایا۔ جب وہ محافظ بھاگا بھاگا کمرے کے اندر آیا تو دلوکہ نے اسے حکم دیا کہ:

"ان پانچوں کو شاہی مہمان خانے میں لے جاؤ اور ان کے آرام و خوراک کا بندوبست کرو۔"

پس عزازیل ان چاروں کے ساتھ ملکہ دلوکہ کے ذاتی کمرے سے اٹھ کر اس محافظ کے ساتھ مہمان خانے کی طرف چل پڑے۔

○

یوناف ایک روز یمن کے بادشاہ حارث کی خدمت میں آیا اور اسے مخاطب کر کے بولا:

"اے بادشاہ! میں جس مقصد کے لیے آپ کے پاس آیا تھا اسے میں پورا کر چکا ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ میرا یہاں آنے کا مقصد آپ کو ایران کے بادشاہ کیکاؤس کے حملے سے باخبر کرنا تھا اور اگر اس سلسلے میں میری مدد کی ضرورت پڑتی تو میں رضاکارانہ طور پر آپ کی مدد کرتا۔

اے بادشاہ! اب جبکہ آپ ایران کو جنگ میں شکست دینے کے بعد اپنی برتری اور فتح مندی ثابت کر چکے ہیں تو میرا مقصد پورا ہوا۔ لہٰذا میں آج آپ سے مصر واپس جانے کی اجازت لینے آیا ہوں۔

اے بادشاہ! آپ کے شہر مآرب میں داخل ہونے سے پہلے میں بنی اسرائیل میں زندگی گزار رہا تھا لیکن میری رفیق کار روح ابلیکا نے مجھے مطلع کیا ہے کہ تیہ کے میدانوں کے اندر اللہ کے پیغمبر موسیٰ وصال فرما چکے ہیں۔ اب میں بنی اسرائیل کا رخ کرنے کے بجائے مصر جاؤں گا اور وہاں دریائے نیل کے کنارے اپنے محل میں پرسکون زندگی بسر کروں گا۔"

یوناف کے خاموش ہونے پر حارث نے کہا:

"اے یوناف! میرے عزیز! کیا یہ ممکن نہیں کہ تم مصر واپس جانے کے بجائے یہیں مآرب میں میرے پاس رہو۔

اے میرے عزیز! قسم مجھے اپنے خداوندی کی! تمہارے خلوص اور وفا، دیانت اور محبت کے باعث میں تمہیں اپنے حقیقی بیٹوں کی طرح چاہنے لگا ہوں۔ لہٰذا تمہارا یہاں سے مصر جانا میرے لیے تکلیف دہ ہوگا اس لیے میں تم سے یہی کہوں گا کہ یہیں رہو۔"

"اے یوناف! میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں تمہیں اپنا حقیقی بیٹا جان کر تمہاری ہر ضرورت کا خیال رکھوں گا۔ اب بولو تمہارا کیا فیصلہ ہے؟"

یوناف چند ثانیوں تک گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا پھر اس نے کوئی آخری فیصلہ کیا اور یمن کے بادشاہ کو مخاطب کرتے ہوئے بولا:

"اے بزرگ و محترم بادشاہ! میں آپ کے ان جذبات کا قدر دان ہوں لیکن میں انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ پھر آپ سے گزارش کروں گا کہ مجھے یہاں سے مصر جانا ہوگا۔

اور اے بادشاہ! میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ میرے جیسا آدمی مستقل طور پر ایک جگہ نہیں رہ سکتا۔ اس لیے کہ جہاں عزازیل اور اس کے ساتھیوں کا کام بدی کی تشہیر اور اس کا فروغ ہے وہاں میں نے اپنے ذمے نیکی کے پھیلاؤ اور وحدانیت کے فروغ کا کام لگا رکھا ہے۔

اے بادشاہ! مجھے ہر حال میں بدی کے گماشتوں کے خلاف حرکت میں آنا پڑتا ہے لہٰذا اگر میں یہاں رہنے کا وعدہ کر بھی لوں تو میں مستقل طور پر ٹک کر آپ کے پاس نہ رہ سکوں گا اس لیے کہ گناہ اور بدی کے خلاف حرکت میں آنے کے لیے مجھے بار بار آپ کے شہر سے باہر جانا ہوگا۔

ان وجوہات کی بنا پر اے بادشاہ! میں آپ سے یہی گزارش کروں گا کہ آپ مجھے بخوشی مآرب سے مصر جانے کی اجازت دے دیں۔"

حارث چند ثانیوں تک گردن جھکائے سوچتا رہا پھر اس نے سر اٹھایا اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے بڑی شفقت سے کہا:

"اے یوناف! یہاں سے مصر جانے کے لیے تم نے جو دلیلیں دی ہیں وہ انتہائی معقول ہیں لہٰذا میں انہیں قبول کرتا ہوں اور تمہاری بہتری اور بھلائی کی خاطر میں تمہیں مصر جانے کی اجازت دیتا ہوں لیکن ساتھ ہی ساتھ میں تم سے یہ گزارش بھی کروں گا اے میرے عزیز! کہ تم میری طرف بھی آتے رہنا اور یہ بھی سن رکھو کہ جب بھی کسی شے کی ضرورت ہو تو مجھ سے طلب کرنے میں کبھی عار نہ محسوس کرنا اور اب میں تمہیں بخوشی یہاں سے مصر جانے کی اجازت دیتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی یوناف نے آگے بڑھ کر حارث کے ساتھ گرمجوشی سے مصافحہ کیا اور پھر یمن کے مرکزی

شہر مارب سے مصر کی طرف روانہ ہو گیا۔

O

دریائے نیل کے کنارے اپنے محل میں رہتے ہوئے یوناف کو ابھی چند ہی روز ہوئے تھے کہ اسی دوران ساحرہ تزورہ کے لیے مصر کی ملکہ دلوکہ نے شہر کے وسط میں ایک محفوظ مکان تعمیر کرا دیا۔ پھر اس کے چند ہی روز بعد اسی مکان میں تزورہ نے اپنی طلسمی دیوار کی تکمیل کر لی۔

اس مکان میں نہ صرف یہ کہ عارب، بیوسا، بنیطہ اور تزورہ کی رہائش کا بہترین انتظام تھا بلکہ ان کی حفاظت کے لیے مکان پر شاہی محافظ بھی بٹھا دیے گئے تھے۔

جس روز اس طلسمی دیوار کی تعمیر مکمل ہو گئی اس کے دوسرے روز عارب، بیوسا اور بنیطہ دیوار کے پاس اکٹھے بیٹھے تھے کہ تزورہ نے عارب سے کہا:

"اے عارب! میرے عزیزو! جیسا کہ بزرگ عزازیل نے کہا تھا کہ جب طلسمی دیوار مکمل ہو جائے تو سب سے پہلے اس پر یوناف کی تصویر بنا کر اسے اذیت اور کرب میں مبتلا کرنا۔ پس اے میرے عزیزو! میں تم تینوں سے گزارش کرتی ہوں کہ تم میں سے کوئی ایک طلسمی دیوار پر کوئلے سے یوناف کی تصویر بنائے اور پھر تم سب دیکھنا میں اس تصویر پر عمل کر کے یوناف کو کیسے اذیت ناک عذاب میں مبتلا کرتی ہوں۔"

تزورہ کے کہنے پر عارب اپنی جگہ سے اٹھا۔ آتشدان میں سے ایک کوئلہ لیا اور طلسمی دیوار پر یوناف کی ممکنہ حد تک ملتی جلتی شبیہ بنانے لگا۔

جب وہ تصویر بنا چکا تو تزورہ سے کہا: "اے مقدس ساحرہ! میں نے یوناف کی تصویر بنا دی ہے اب تم اس پر اپنے عمل کی ابتدا کرو۔ ساتھ ہی اے مقدس تزورہ! میں تم سے گزارش کروں گا کہ اپنا یہ عمل ہم تینوں کو بھی سکھا دو تاکہ اس کام میں ہم بھی تمہارے معاون ہو سکیں۔"

تزورہ نے ایک چھری سنبھال اور اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولی:

"اے عارب! فی الحال میں تم تینوں کا جائزہ لے رہی ہوں۔ جب میں نے محسوس کر لیا کہ تم تینوں میرے

۱۔ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ یہ طلسمی دیوار مصر کے مرکزی شہر ممفس کے وسطی حصے میں بنائی گئی تھی۔

اعتماد اور بھروسے پر پورا اترنے والے ہو تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ تمہیں یہ عمل ضرور سکھا دوں گی۔"

ان تینوں میں سے کسی نے بھی اس کی اس بات کا جواب نہ دیا۔

تزورہ ہاتھ میں چھری لے کر آگے بڑھی۔ عارب کے ہاتھ سے کوئلہ لے کر اس نے طلسمی دیوار پر بنی یوناف کی تصویر کے عین وسط میں یوناف کا نام لکھا اور پھر تصویر کے پیٹ والے حصے پر اپنی چھری سے زور زور سے ضربیں لگانے لگی۔

O

جس روز اور جس وقت طلسمی دیوار پر یوناف کی تصویر پر ساحرہ تزورہ نے اپنے عمل کی ابتدا کی، اس روز اس وقت یوناف دریائے نیل کے کنارے اپنے محل کی سیڑھیوں پر بیٹھا تھا۔

تزورہ کے طلسمی دیوار پر کیے ہوئے سحری عمل کے نتیجے میں پہلے یوناف نے اپنے پیٹ میں اچانک انتہائی اذیت ناک تکلیف محسوس کی۔ اس کے بعد اچانک ہی اس کے پیٹ میں زخم ہو گیا اور اس میں سے سرخ سرخ خون بہنے لگا۔

یوناف نے اس قدر تکلیف و عذاب محسوس کیا کہ وہ سیڑھیوں سے لڑھکتا ہوا دریا کے کنارے کی طرف چلا گیا۔

اس موقع پر ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور پھر تشویش ناک انداز میں پوچھا:

"یوناف! یوناف! یہ تمہیں کیا ہوا! اور یہ تمہارے پیٹ سے اچانک ہی خون کیسے بہ نکلا ہے؟"

یوناف نے جب اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور بے سدھ ہو کر نیل کے کنارے پڑا رہا تو ابلیکا نے اندازہ لگا لیا کہ اس پر غشی طاری ہے۔

تھوڑی دیر تک یوناف نیل کے کنارے گیلی ریت پر بے حس و حرکت پڑا رہا پھر اچانک وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

ساتھ ہی اس کے کانوں میں ابلیکا کی آواز پڑی:

"یوناف! یوناف! میرے حبیب لگتا ہے کہ تم پر عارب اور عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے کسی بعید خوف ناک سحری قوت کا وار کیا گیا ہے۔ اے یوناف! اب میں نے عارضی طور پر پہلے ہی تمہارے اردگرد ایک حصار کھینچ کر تمہیں اس عمل سے محفوظ کر دیا ہے۔ اب تم محسوس کرو گے کہ تم اس اذیت سے نجات پا چکے ہو اور ساتھ ہی تم یہ بھی دیکھو کہ اچانک تمہارے پیٹ میں جو زخم ہو گیا تھا تو میرے حصار کے بعد وہ زخم بھی تا دیر ناپید ہو گیا ہے

اور خون بہنا بھی بند ہو گیا ہے۔"

ابلیکا خاموش ہوئی تو یوناف نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا:

"اے ابلیکا! اگر یہ عارب، بیوسا، بنیطہ، عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے کوئی وار تھا تو یہ بے حد مہلک اور جان لیوا عمل تھا اور اس نے لمحوں کے اندر مجھے قیامت خیز اذیت میں مبتلا کر کے رکھ دیا تھا۔ اے ابلیکا! میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے مجھ سے انتقام لینے کے لیے یہ کوئی نیا عمل سیکھا ہے۔ کیا تم یہ معلوم نہ کرو گی کہ مجھ پر یہ عمل کس نے اور کہاں سے کیا ہے؟"

ابلیکا نے انتہائی نرم اور چاہت بھری آواز میں کہا:

"اے یوناف! میرے حبیب! یہ جو میں نے تمہارے گرد حصار بنایا ہے تم تھوڑی دیر اسی حصار کے اندر رہو۔ میں ابھی معلوم کرتی ہوں کہ تم پر یہ حملہ کس نے اور کہاں سے کیا ہے اور یہ کہ اس سے بچنے کے لیے ہم کیا کر سکتے ہیں اور جوابی عمل کے لیے ہمیں کیا طریقہ کار اپنانا ہو گا۔"

یوناف نے کہا:

"اے ابلیکا! تم ٹھیک کہتی ہو۔ تم یہ ساری معلومات لے کر آؤ تب تک میں اس حصار کے اندر ہی رہ کر تمہارا انتظار کرتا ہوں۔"

"اے ابلیکا! میں نے آدمؑ سے لے کر اب تک اپنی زندگی کا ایک طویل ترین حصہ گزارا ہے لیکن میں نے اپنی اس طویل زندگی میں اپنے ساتھ اس قسم کا بھیانک معاملہ ہوتے نہیں دیکھا جو اس وقت میرے ساتھ ہوا ہے اور یہ معاملہ ایک طرح سے سنگین بھی ہے کہ ایک دم سے میرے پیٹ میں زخم ہو گیا اور خون بہنے لگا۔ اور اے ابلیکا اگر یہ معاملہ عارب وغیرہ کی طرف سے ہے تو انہوں نے کسی سے کوئی نئی چیز حاصل کی ہے اور اگر یہ معاملہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے ہے تو میں سمجھتا ہوں اس میں بھی عارب وغیرہ ان کے ساتھ شامل ہوں گے۔ اے ابلیکا! اب تم جاؤ اور یہ معلوم کر کے آؤ کہ میرے ساتھ یہ سارا معاملہ کس نے اور کہاں سے کیا ہے؟"

یوناف خاموش ہو گیا اور ابلیکا اس کی گردن پر لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی۔

○

تھوڑی دیر تک یوناف دریائے نیل کنارے گیلی ریت پر ابلیکا کے حصار میں بیٹھا رہا پر اسے زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا۔ جلد ہی ابلیکا لوٹ آئی اور اس کی گردن پر لمس دیتے ہوئے اس نے اپنی جھرنوں کی طرح کھنکتی ہوئی آواز

میں اس سے کہا:

"اے یوناف! میرے حبیب! تمہارے ساتھ یہ جو حادثہ پیش آیا ہے اس کی ساری وجہ میں جان آئی ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ عارب، بیوسا اور بنیطہ اس وقت حمص شہر میں موجود ہیں اور عزازیل ان کی پشت پناہی کر رہا ہے اس لیے کہ عزازیل کے کہنے پر مصر کی ملکہ دوکہ نے مصر کی ایک بڑی ساحرہ تدورہ کی خدمات حاصل کی ہیں اور تدورہ نے ملکہ کے لیے ایک ایسی طلسمی دیوار بنائی ہے جس پر کسی بھی جاندار یا انسان کی تصویر بنا کر اسے جو بھی اذیت دی جائے وہ اذیت اصل حقیقی انسان کو بھی پہنچتی ہے۔ عارب، بیوسا اور بنیطہ بھی ساحرہ تدورہ کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ ان کا بڑا مقصد یہ ہے کہ تدورہ کی بنائی ہوئی دیوار کا طلسمی عمل کسی طرح حاصل کیا جائے۔

اسی طلسمی دیوار پر عارب نے تمہاری تصویر بنائی ہے اور اس تصویر پر ساحرہ تدورہ نے عمل کیا جس کی وجہ سے تمہارے پیٹ میں زخم ہوا اور خون بہنے لگا۔

اور اے یوناف اب تم اس حصار سے باہر نکل آؤ کیونکہ جس وقت میں اس طلسمی دیوار کو دیکھ رہی تھی جس کے اوپر تمہاری شبیہ بنی ہوئی تھی اور تصویر کے پیٹ کے مقام پر ساحرہ تدورہ نے چھری سے اذیت کا عمل شروع کر رکھا تھا اسی وقت مصر کی ملکہ دوکہ وہاں آ نمودار ہوئی۔ اس کے ساتھ اس کے محافظ بھی تھے۔ پس اس نے ساحرہ تدورہ سے اپنے ایک باغی اور سرکش سردار کو اذیت میں ڈالنے کا حکم دیا۔ اس پر ملکہ کے ایک محافظ نے طلسمی دیوار پر بنی تمہاری تصویر کو مٹا کر اس باغی سردار کی تصویر بنا دی اور اب وہ ساحرہ تدورہ ملکہ کے کہنے پر اسی تصویر کو اذیت دے رہی ہے تمہیں اذیت دینے کا عمل ختم ہو چکا ہے۔"

یوناف ابلیکا کے کہنے پر حصار سے باہر نکل آیا اور تشویش ناک انداز میں کہا:

"اے ابلیکا! یہ تو ایک عارضی چھٹکارا ہے کہ ملکہ کے کہنے پر میری جگہ اس کے باغی سردار کو اذیت دی جا رہی ہے لیکن اس کے بعد پھر عارب ساحرہ تدورہ کے ساتھ مل کر اس دیوار پر میری تصویر بنا کر مجھے اذیت اور عذاب میں مبتلا کر سکتا ہے۔"

ابلیکا نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا:

"نہیں یوناف! اب ایسا نہیں ہو گا۔"

یوناف نے پوچھا:

"وہ کیسے؟"

ابلیکا نے جواب دیا:

"میں نے ان کے طلسمی عمل کا توڑ بھی معلوم کر لیا ہے اور وہ یہ کہ جس وقت تم اذیت میں مبتلا ہوا کرو تم فوراً اپنی

سحری قوتوں کو حرکت میں لا کر اپنی شکل اور جسمانی ساخت بدل لیا کرو۔

"اس طرح تمہاری شکل دیوار پر بنی ہوئی تمہاری تصویر سے ملے گی اور یوں تزروہ کا یہ عمل تمہارے خلاف کام نہ کرے گا اس کے علاوہ میں یہ بھی کہوں گی کہ آؤ کچھ عرصہ کے لیے مصری سرزمین سے نکل چلیں اور ساحرہ تزروہ کے عمل سے بچے رہنے کے علاوہ اس کے خلاف عملی قدم اٹھانے کی تدبیر بھی سوچیں۔"

جواب میں یوناف نے کہا:

"اے ابلیکا! میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ میں اس وقت تک اپنی شکل و صورت اور جسمانی ساخت کو اپنی سحری قوتوں سے بدل کر رکھتا ہوں جب تک تزروہ کے اس سحری عمل پر قابو نہ پا لیا جائے یا جب تک ہم ساحرہ تزروہ کو عارب، بیوسا اور بنیطہ سے علیحدہ نہیں کر دیتے۔

اے ابلیکا! جہاں تک مصری سرزمین کو چھوڑ کر کہیں اور چلے جانے کا تعلق ہے تو میں تمہارے اس مشورے سے اتفاق نہیں کرتا۔ اب جبکہ ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ ساحرہ تزروہ کی بنائی ہوئی طلسمی دیوار پر میری شبیہ بنا کر عارب ہی مجھے اذیت میں ڈالتا ہے اور جب ہم نے اس کا حل بھی تلاش کر لیا ہے کہ اگر میں اپنی سحری قوتوں کو حرکت میں لا کر اپنی شکل بدل لوں تو میں اس اذیت سے بچ سکتا ہوں۔ تو اس صورت حال میں اے ابلیکا! میں پسند نہ کروں گا کہ یہاں سے نکل کر کسی اور طرف چلا جاؤں بلکہ میں یہیں پر اپنے محل کے اندر رہتے ہوئے عارب، بیوسا اور بنیطہ کے خلاف حرکت میں آؤں گا اور انجام کار ایک دن وہ میرے سامنے جھکنے پر مجبور ہو جائیں گے۔"

ابلیکا نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا:

"اے یوناف! میں نے مصر سے کہیں اور چلے جانے کا مشورہ اس بنیاد پر دیا تھا کہ ہو سکتا ہے تزروہ کا یہ طلسمی دیوار کا عمل کسی خاص حدود تک ہی محدود ہو۔ میں یہ چاہتی تھی کہ ہم یہاں سے کچھ عرصہ کے لیے کہیں اور نکل جائیں۔ ہو سکتا ہے اس طرح تزروہ کا یہ عمل تم پر اثر انداز نہ ہو۔

بہرحال اگر تم یہیں رہ کر ان کے خلاف جہاد کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو میں عملی طور پر تم سے تعاون ضرور کروں گی اور اس کی تائید کرتی ہوں اور مجھے امید ہے کہ ہم بہت جلد تزروہ کے اس سحری عمل پر بھی قابو پا لیں گے۔"

جواب میں یوناف خاموش رہا۔ پھر وہ سوچنے کے انداز میں گردن جھکائے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اپنے محل کے اندر کی طرف چل پڑا۔

ساحرہ تزروہ اپنی طلسمی دیوار کے سامنے کھڑی دیوار کے اوپر ملکہ دلوکہ کے ایک باغی سردار کی بنی ہوئی تصویر کو سحری عمل کے ذریعے اذیتیں دے رہی تھی اور اس کے قریب ہی ملکہ دلوکہ کے علاوہ عارب، بیوسا اور بنیطہ بھی کھڑے تھے جبکہ ملکہ کے محافظ عمارت کے باہر چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے۔

اس موقع پر ملکہ دلوکہ نے ساحرہ تزروہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"اے ساحرہ! اب اسے اذیتیں دینے کے بجائے اس کا کلی طور پر خاتمہ کر دو۔"

ملکہ کے حکم پر ساحرہ تزروہ نے طلسمی دیوار پر بنی باغی سردار کی گردن پر زور سے چھری پھیرتے ہوئے ایک طرح سے اس کی گردن بدن سے الگ کر دی۔

پھر ہلکی ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے ملکہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

"اے ملکہ! آپ کے حکم کے مطابق میں نے آپ کے سردار کی گردن کاٹ کر اس کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اب آپ اس کی رہائش گاہ سے اس کی موت کی تصدیق کرا سکتی ہیں۔"

جواب میں ملکہ دلوکہ کے چہرے پر پرسکون مسکراہٹ بکھر گئی۔ پھر وہ اپنے محافظوں کے ساتھ اس طلسمی مکان سے چلی گئی۔

ملکہ کے جانے کے بعد عارب نے ساحرہ تزروہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: "اے تزروہ! اس سے پہلے جو ہم نے طلسمی دیوار پر یوناف کی تصویر بنا کر اذیت دی تھی تو اس کے متعلق ہمیں کیا معلوم کہ وہ اذیت اسے پہنچی بھی ہے یا نہیں۔"

اس پر تزروہ نے گہری مسکراہٹ کے ساتھ کہا:

"اگر تم اس کی تصدیق ہی چاہتے ہو تو ایک بار پھر اس کی تصویر دیوار پر بناؤ۔ میں اسے اذیت دیتی ہوں اور تم جا کر دیکھو کہ اسے اذیت ہوتی ہے یا نہیں۔"

عارب نے مطمئن انداز میں تزروہ کی تائید کرتے ہوئے کہا: "ہاں یہ درست ہے۔ میں دیکھوں گا کہ یوناف کس طرح اذیت میں مبتلا ہوتا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر جلدی جلدی طلسمی دیوار پر یوناف کی تصویر بنا دی۔ جب وہ اس تصویر کو مکمل کر چکا تو ساحرہ تزروہ نے پھر اپنی چھری سنبھالی اور اپنے سحری عمل کو استعمال کرتے ہوئے دیوار پر بنی یوناف کی تصویر کو اذیت دینا شروع کر دی۔

اس کے ساتھ ہی عارب وہاں سے یوناف کو مبتلائے اذیت دیکھنے کے لیے نکل گیا۔

اپنے محل کے اندر یوناف اپنی خواب گاہ میں بیٹھا تھا اور اس وقت وہ اپنی اصل شکل و صورت میں نہ تھا۔ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور اپنی گنگناتی ہوئی آواز میں کہا:

"اے یوناف! آؤ تھوڑی دیر کے لیے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اور یہاں سے غائب ہو جاؤ۔ اس لیے کہ عارب نے ایک بار پھر ملکہ دوکہ سے جانے کے بعد طلسمی دیوار پر تمہاری تصویر بنائی ہے اور اب ساحرہ تزورہ اس تصویر کو اپنے سحری عمل کے ذریعے اذیتیں پہنچا رہی ہے جبکہ عارب اس طرف آ رہا ہے یہ دیکھنے کے لیے کہ تزورہ کے عمل کی وجہ سے تم کیسی اذیت اور عذاب میں مبتلا ہو۔"

جواب میں یوناف کے ہونٹوں پر ہلکی ہلکی خوش گوار مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے غائب ہو گیا۔

○

ساحرہ تزورہ طلسمی دیوار پر بنی یوناف کی تصویر کو اذیتیں دے رہی تھی کہ تھوڑی دیر بعد عارب لوٹ آیا۔ اسے دیکھتے ہی تزورہ نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھڑی ایک طرف ڈال دی اور اپنا عمل ختم کرتے ہوئے اس نے دیوار پر بنی یوناف کی تصویر کو اذیت میں مبتلا کرنا بند کر دیا۔

پھر اس نے عارب کو مخاطب کر کے پوچھا:

"اے عارب! تم نے یوناف کو کس حالت میں دیکھا؟"

تزورہ کے سوال پر عارب نے مایوس اور افسردہ لہجے میں کہا: "میں اپنی ہیئت بدل کر یوناف کے محل کی طرف گیا تھا لیکن مجھے مایوسی ہوئی کہ اس کا محل خالی پڑا ہے۔ وہ وہاں نہیں ہے۔ میں وہاں زیادہ دیر نہیں ٹھہرا۔ کچھ اس خدشے کی وجہ سے کہ کہیں اس کے تحت کام کرنے والی ابلیکا وہاں نہ آ پہنچے اور مجھے کسی عذاب میں مبتلا نہ کر دے لہٰذا میں واپس چلا آیا لیکن مجھے اب بھی ایک طرح کی جستجو ہے کہ نہ جانے یوناف اس سحری عمل سے اذیت میں مبتلا ہوا بھی ہے یا نہیں۔"

عارب کو تسلی دینے کی خاطر تزورہ نے زوردار آواز میں کہا:

"اے عارب! یوناف اگر اپنا محل چھوڑ کر کہیں اور جا چکا ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ جہاں کہیں بھی ہوگا ہمارے اس سحری عمل سے اذیت اور عذاب میں ضرور مبتلا ہوگا۔"

اس کے ساتھ ہی تزورہ اٹھ کھڑی ہوئی:

"آؤ۔ اب آرام کریں۔"

یہ کہہ کر تزورہ وہاں سے ہٹ کر اپنے کمرۂ خواب کی طرف چلی گئی جبکہ عارب، بیوسا اور بنیط بھی وہاں سے ہٹ کر اپنے اپنے کمروں کی طرف چلے گئے۔

○

ایران کا بادشاہ کیکاؤس یمن کے بادشاہ حارث سے شکست کھانے کے بعد یمن کے ایک اندھے کنوئیں میں اسیر رہا تھا اور اس اسیری کے دوران اس نے بڑی اذیتیں جھیلی تھیں لہٰذا جب رستم اسے یمن سے نکال کر ایران کے شہر بلخ میں لایا تو کچھ دن تک وہ نہایت افسردہ اور اداسی کے دن گزارتا رہا۔ اس دوران رستم سیستان میں اپنے گھر کی طرف چلا گیا۔

کیکاؤس نے یمن میں اٹھائی ہوئی اذیتوں کو فراموش کرنے کے لیے اپنے ملک کے مختلف حصوں کی سیاحت کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ وہ ذہنی طور پر مشغول رہے۔ اور یمن میں اسیری کے دوران اٹھائے ہوئے عذاب کو فراموش کر سکے۔

اپنی اس سیاحت کی ابتدا اس نے اپنی سلطنت کے علاقے مازندران سے شروع کرنا چاہی کیونکہ اس نے لوگوں سے سن رکھا تھا کہ مازندران جنات کا مرکز ہے لہٰذا اس کے ذہن پر جنات کو دیکھنے کا بھوت سوار ہو گیا۔ اپنی اس خواہش کی تکمیل کے لیے اس نے اپنے سفر کی تیاریاں مکمل کیں اور مازندران کی طرف روانہ ہو گیا۔

لیکن اس کی بدقسمتی کہ جونہی وہ مازندران کے ویرانوں اور دیوارخوں میں داخل ہوا اسے ایک جن، جس کا نام سفید تھا، اپنا اسیر اور قیدی بنا لیا۔

یہ کیفیت دیکھ کر کیکاؤس کے ساتھ جو لوگ تھے، وہ اپنی جانیں بچا کر وہاں سے بھاگ نکلے اور اپنے شہر بلخ واپس آ گئے اور لوگوں کو کیکاؤس کی اس اسیری کی اطلاع کر دی۔

آخر بلخ کے سرکردہ لوگوں نے رستم کو سیستان میں کیکاؤس کی اس گمشدگی کی اطلاع دی تو وہ طوفانی انداز میں پھر بلخ آیا اور اس کے بعد کیکاؤس کو جنات سے چھڑانے کی خاطر اس خطرناک مہم پر روانہ ہو گیا۔

اس مہم میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے رستم کو چونکہ سات قسم کی مہموں اور منزلوں سے گزرنا تھا لہٰذا اس کی ان مہموں کو ہفت خوانِ رستم کا نام دے دیا گیا۔

چونکہ فارسی اور اردو ادب میں اس ہفت خوانِ رستم کا کثرت سے نام لیا گیا ہے لہٰذا پڑھنے والوں کی دلچسپی کے لیے ہم اختصار کے ساتھ رستم کی ان سات منزلوں کا ذکر کرتے ہیں جن سے گزر کر اس نے کیکاؤس کو جنات کی اسیری سے نجات دلوائی تھی۔

○

اپنی پہلی ہی منزل میں رستم کا مقابلہ ایک خونخوار شیر سے پڑتا ہے اور وہ اس طرح کہ دن بھر سفر کرنے کے بعد رستم ایک درخت تلے سستانے کے لیے بیٹھ جاتا ہے جبکہ اپنے گھوڑے کو وہ پانی پینے اور چرنے کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ یاد رہے کہ رستم کے اس گھوڑے کا نام رخش تھا اور یہ اردو اور فارسی ادب میں اس نام سے خوب جانا پہچانا جاتا ہے اور اس گھوڑے کی خاصیت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ یہ بھی رستم کی طرح عام گھوڑوں کی نسبت زیادہ زورآور اور پُرقوت تھا۔

بہرحال جس وقت رستم درخت تلے لیٹ کر سستا رہا ہوتا ہے تو قریبی چٹانوں کے اندر سے گھوڑے اور انسان کی بو پا کر ایک شیر اپنی کچھار سے نکل پڑتا ہے اور گھوڑے کی طرف بڑھتا ہے۔ شیر کو دیکھ کر گھوڑا بری طرح ہنہنانے لگتا ہے اور دولتیاں جھاڑنے لگتا ہے۔

گھوڑے کے ہنہنانے کے باعث رستم اٹھ کھڑا ہوتا ہے لیکن اس سے پہلے کہ وہ شیر سے مقابلہ کرے شیر اس سے پہلے ہی اس کے گھوڑے پر حملہ آور ہوتا ہے اور جواب میں اپنا دفاع کرتے ہوئے گھوڑا اس پر دولتیاں جھاڑتا ہے۔ اس عمل سے گھوڑے کی دولتیوں سے شیر مر جاتا ہے۔

رستم اپنے گھوڑے کی کارگزاری پر خوش ہوتا ہے اور دوبارہ سفر پہ روانہ ہو جاتا ہے۔

○

رستم کی دوسری منزل پہلی منزل سے بھی زیادہ خوفناک اور بھیانک ہے۔ وہ اس طرح کہ اپنی منزل کی طرف بڑھتے ہوئے وہ ایک دشت میں داخل ہوتا ہے اور بدقسمتی سے اس دشت میں وہ راستہ بھول جاتا ہے کافی دیر تک وہ صحرا کے اندر بھٹکتا رہتا ہے مگر شدید گرمی میں وہ صحرا میں کسی انسان کو نہیں پاتا اور نہ ہی اسے کوئی راستہ ملتا ہے صحرا میں یونہی کافی دیر تک سفر کرنے کے بعد رستم اور اس کا رخش دونوں ہی پیاس اور تھکاوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں اور پیاس کی شدت سے گھوڑا اس قدر نڈھال ہو رہا ہوتا ہے کہ آسانی سے اس کا قدم نہیں اٹھتا۔ پیاس کے مارے خود رستم کے پاؤں رکاب میں جم نہیں پاتے اور گلہ اس قدر خشک ہو جاتا ہے کہ اس کے حلق سے آواز بھی آسانی سے نہیں نکل پاتی۔

اتفاق سے اس عالم میں صحرا کے اندر ایک بھیڑ نمودار ہوتی ہے۔ رستم اس بھیڑ کو صحرا سے نکلنے کی آخری امید خیال کرتے ہوئے اپنے گھوڑے کو اس کے تعاقب میں لگا دیتا ہے۔

رستم کا گھوڑا پیاس کے باعث درماندہ اور تھکاوٹ کا شکار ہوتا ہے لہٰذا اس بھیڑ کو پکڑ نہیں پاتا اور اسی بھاگ دوڑ میں وہ بھیڑ ایک چشمے کے کنارے آ رکتی ہے۔

چونکہ اس بھیڑ کے باعث رستم کو صحرا کی اذیت اور عذاب سے نجات ملتی ہے لہٰذا وہ اس بھیڑ کو پانی پی کر جانے دیتا ہے۔ ٹھنڈے میٹھے شفاف پانی کے چشمے سے خود بھی پانی پیتا ہے اور اپنے گھوڑے کو بھی پلاتا ہے۔ اسی چشمے کے کنارے بیٹھ کر اپنا زادِ راہ نکال کر خود بھی کھاتا ہے اور گھوڑے کو بھی سستانے اور چرنے کے لیے کھلا چھوڑ دیتا ہے۔ کافی دیر وہاں آرام کرنے کے بعد رستم آگے روانہ ہوتا ہے۔

○

تیسری منزل میں ایک انتہائی خوفناک اژدہا رستم پر حملہ آور ہوتا ہے۔ اژدہے سے نمٹنے کے لیے رستم اپنے گھوڑے سے اتر کھڑا ہوتا ہے۔ اسی کشمکش کے دوران اژدہا گھوڑے پر حملہ آور ہوتا ہے۔ جواب میں گھوڑا اسی طرح ہنہنانے اور دولتیاں جھاڑنے لگتا ہے جس طرح اس نے پہلی منزل میں دولتیاں جھاڑ کر شیر کا خاتمہ کر دیا تھا۔ پس جب گھوڑا اژدہے کو دولتیاں مار رہا ہوتا ہے اور اژدہے کی رغبت گھوڑے کی طرف ہوتی ہے تو رستم اپنی تلوار سے اسے دو ٹکڑوں میں کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔

اس طرح اژدہے سے اپنی جان بچا کر رستم اپنی تیسری منزل میں کامیابی کے ساتھ بچ نکلنے میں فوزمند ہو جاتا ہے۔

○

چوتھی منزل میں رستم کا واسطہ ایک جادوگر عورت سے پڑتا ہے۔ وہ اس طرح کہ اپنے سفر کے دوران رستم ایک چشمے کے کنارے آ رکتا ہے جہاں پر ایک بہترین دسترخوان سجا ہوتا ہے اور رستم نے دیکھا کہ اس دسترخوان پر بُھنا ہوا ایک دنبہ اس حالت میں پڑا تھا کہ اس میں سے ابھی تک بھاپ نکلتی تھی۔ اس کے علاوہ دسترخوان کے قریب ہی شراب کی صراحیاں اور سبو رکھے تھے اور پاس ہی ایک طنبورہ بھی پڑا تھا۔

رستم حیران ہوتا ہے کہ جنگل میں جہاں پر نہ کوئی انسان ہے نہ آبادی، یہ چیزیں کہاں سے آئیں۔ بہر حال وہ چونکہ سفر کے باعث بھوک اور پیاس محسوس کر رہا ہوتا ہے اور بھنا ہوا دنبہ اور قیمتی شراب اس کے سامنے رکھی ہوتی ہے تو وہ ان سے مستفید ہونے کا ارادہ کر لیتا ہے۔ وہ اپنے گھوڑے سے اتر پڑتا ہے اور اپنی تلوار نکال کر وہ درختوں کے اطراف میں گھومتا ہے کہ شاید کوئی شخص وہاں بیٹھا ہوا دکھائی دے جس نے وہ دسترخوان سجایا ہے مگر کوئی نہیں ملتا۔

جب اس کا گھوڑا چشمے سے پانی پینے لگتا ہے تو کچھ دیر تک رستم اس دسترخوان کے چاروں طرف اس کے مالک کو تلاش کرتا ہے۔ جب اسے ناکامی ہوتی ہے تو وہ دوبارہ دسترخوان کے پاس آ کھڑا ہوتا ہے۔

طنبورہ کی طرف دیکھتے ہوئے اچانک رستم کے ذہن میں ایک ترکیب آتی ہے کہ اسے طنبورہ اٹھا کر بجانا چاہیے اور بلند آواز میں طنبورے کی لے پر گانا چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ طنبورہ اور اس کی آواز سن کر وہ شخص آ جائے جس نے یہ دسترخوان سجا رکھا ہے۔

یہ خیال آتے ہی رستم آگے بڑھ کر طنبورہ اٹھا لیتا ہے اور اسے بغل میں دبا کر بجانے کے ساتھ ساتھ اپنی بلند آواز میں ایک گیت بھی گاتا ہے جس کا مفہوم اس طرح کا تھا:

یہ صدا رستم بدنصیب کی ہے
جسے زمانے کی خوشیوں کا بہت کم حصہ ملا ہے
جبکہ اس نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ دکھوں سے بھرپور مہموں اور مصائب میں گزارا ہے
اسے اپنی مہموں کی ہولناکیوں سے ابھی فرصت و فراغت نصیب نہیں ہوئی
اور جام و مینا، پھول اور سبزہ زار، حسن و جمال اس کی قسمت میں نہیں ہیں

اور وہ اپنی زندگی میں

دکھوں اور مصائب کے خلاف برسرپیکار رہنے کے لیے پیدا ہوا ہے!

رستم کا یہ نغمہ اور طنبورے کی آواز سن کر وہ جادوگرنی وہاں آتی ہے جس نے وہ دسترخوان سجا رکھا تھا۔ رستم نے دیکھا کہ وہ لہراتی اور مسکراتی ہوئی اس کی طرف آ رہی تھی۔

اس کے آنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ رستم کی آشنا اور برسوں سے جاننے والی ہو۔ اب رفتہ رفتہ وہ رستم سے قریب ہوتی جا رہی تھی۔

رستم نے دیکھا کہ وہ ایک نوجوان عورت تھی اور اس کے چہرے پر زندگی کی شادابی اور حسن تھا لیکن جونہی

وہ رستم کے اور زیادہ قریب آئی رستم پریشان ہو کر رہ گیا۔

اس نے دیکھا کہ اس عورت کے چہرے کی ساری زیبائی اور شادابی ایک لمحے کے اندر جاتی رہی تھی جیسے خزاں کی آمد پر پھولوں کی پتیاں مرجھا کر اور خشک ہو کر بکھر جاتی ہیں اور رستم نے یہ بھی دیکھا کہ وہ عورت اب جوانی و شادابی کھو جانے کے باعث سیاہ فام بڑھیا دکھائی دینے لگی تھی۔

رستم سمجھ گیا کہ یہ کوئی عام عورت نہیں ہے جو لمحوں کے اندر اس طرح کے رنگ اور ڈھنگ بدلتی جا رہی ہے۔

شاید وہ یہ جان گیا تھا کہ وہ ساحرہ ہے اور اسے کسی ابتلا میں ڈال کر رکھ سکتی ہے۔

اس بنا پر رستم فوراً حرکت میں آیا۔ اپنے کندھے پر لٹکی کمند اس نے جادوگرنی پر پھینکی اور اس کو کھینچ کر اس کا سر اپنی تلوار سے کاٹ ڈالا۔

اس طرح رستم اپنی اس مہم کو بھی سر کرنے میں کامران رہا۔

اپنی پانچویں مہم میں رستم کی ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوتی ہے جس کا نام اولاد ہوتا ہے اور وہ مازندران کے سارے علاقے سے خوب واقفیت اور آگاہی رکھنے والا ہوتا ہے۔

رستم اولاد سے ملتا ہے اور اس سے وعدہ کرتا ہے کہ جب وہ سفید جن پر قابو پا کر ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو رہا کرا لے گا تب وہ اولاد کو مازندران کے علاقے کا حاکم مقرر کر دے گا بشرطیکہ اولاد مازندران تک رستم کے ساتھ سفر کرے کہ جب تک رستم کیکاؤس کو تلاش نہیں کر لیتا اس وقت تک اولاد مازندران کے علاقے میں اس کی رہبری و رہنمائی کرتا رہے۔

اولاد نے رستم کی اس شرط کو بخوشی قبول کر لیا۔ اس طرح رستم اولاد کی رہنمائی میں مازندران کے اس علاقے کی طرف بڑھنے لگا جہاں پر اولاد کے بیان کے مطابق ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو اسیر کر کے رکھا گیا تھا۔

رستم اور اولاد کوہستانوں کے درمیان ہولناک راستوں سے گزرتے ہوئے کوہستان اسپیروز پر جا پہنچے اس پہاڑ کی چوٹی پر جا کر رستم سے اولاد نے کہا:

"اے رستم! ایران کا بادشاہ کیکاؤس جنات کی جستجو اور تلاش میں انہی علاقوں کی طرف آیا تھا اور یہیں پر سفید جن نے اسے اپنا اسیر اور قیدی بنا کر رکھ لیا۔ پس اے رستم! میں تمہیں اس سفید جن پر قابو پانے کا طریقہ بتاتا ہوں

وہ یہ کہ رات کا کچھ حصہ ہم دونوں کوہستان اسپروز کی اس چوٹی پر گزارتے ہیں اور رات کے پچھلے حصے میں ہم سفید جن کو اپنا نشانہ بناتے ہوئے اس پر حملہ آور ہوں گے اور اس کا کام تمام کر دیں گے اور کیکاؤس کو اس کی قید سے نجات دلا دیں گے۔"

رستم نے اولاد کی اس تجویز کی تائید کی اور وہ دونوں رات کا پہلا حصہ گزارنے کے لیے کوہستان اسپروز کی چوٹی پر بیٹھ گئے۔

اچانک اولاد کو کوئی خیال گزرا اور اس نے رستم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:
"اے رستم! کوہستان اسپروز کی اس چوٹی پر سو نہ جانا بلکہ جاگتے رہنا۔ اس لیے کہ جو بھی انسان اس طرف آتا ہے اور سفید جن کو اگر خبر ہو جائے کہ کوئی اس کے خلاف کام کرنے کے لیے ادھر آیا ہے تو وہ اپنے نائب کو بھیجتا ہے جو ان علاقوں میں داخل ہونے والوں کو پکڑ کر مازندران کے اس قلعہ میں جو نیچے وادی میں دکھائی دے رہا ہے، اسیر کر دیتا ہے۔ کیکاؤس بھی اسی طرح ادھر آیا تھا اور سفید جن کے نائب نے اسے مازندران کے قلعے میں اسیر کر دیا ہے۔
اور اے رستم! میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ سفید جن کے نائب کا نام ارژنگ ہے اور یہ بھی جنات میں سے ہے اور انتہا درجے کا طاقتور اور زور آور ہے۔ پس اے رستم! تم جاگتے رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ سفید جن کو ہماری آمد کی اطلاع ہو جائے اور ارژنگ ہم دونوں پر حملہ آور ہو کر کیکاؤس کی طرح ہمیں بھی کہیں مازندران کے قلعے میں قید نہ کر دے۔ اگر ایسا ہو گیا تو نہ ہم دونوں کو اور نہ کیکاؤس کو کوئی چھڑانے آئے گا اور ہم تینوں اسی مازندران کے قلعے میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک ہو جائیں گے۔"
اولاد خاموش ہو گیا۔

○

جب آدھی رات گزر جاتی ہے تو انہیں نیچے وادی میں مازندران کے قلعے کی طرف سے آگ کے شعلے بلند ہوتے دکھائی دیتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی فضاؤں کے اندر ایسا شور و غل سنائی دیتا ہے جیسے کوئی آوازوں کا بہت بڑا طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہو۔
اس پر رستم نے چونک کر اولاد سے پوچھا:
"اے اولاد! یہ قلعہ مازندران کی طرف سے شور اور آگ کے شعلے بلند ہونے کی کیا وجہ ہے اور وہ بھی آدھی رات کے وقت؟"

اولاد نے بدحواسی سے جواب دیا:
"اے رستم! میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ نیچے وادی میں مازندران کا قلعہ ہے اور یہیں پر سفید جن کا بسیرا ہے اور یہ شور اور آگ کے شعلے اس وقت بلند ہوتے ہیں جب سفید جن کسی غیر مانوس آدمی کو اس علاقے میں پاتا ہے۔ پس یہ شور اور آگ اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ کسی کی بدبختی آنے والی ہے۔ پس اے رستم! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بدبختی ہم دونوں کی طرف بڑھ رہی ہے اس لیے کہ میرے خیال میں سفید جن نے ہمیں دیکھ لیا ہے اور عنقریب تم دیکھو گے کہ سفید جن اپنے نائب جن ارژنگ کو ہم پر حملہ آور ہونے کے لیے روانہ کرتا ہے۔"
ابھی یہ گفتگو تمام ہوتی ہی ہے کہ رستم چونک کر کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنی تلوار کو ایک جھٹکے سے بے نیام کر لیتا ہے کیونکہ ارژنگ انسانی صورت میں انہیں آتا دکھائی دیتا ہے۔
رستم اور اولاد نے دیکھا کہ وہ انسانی طاقتور اور کریہہ شکل و صورت میں تھا۔ پس رستم ارژنگ کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے۔ اور اولاد ان کی جنگ دیکھنے کے لیے ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔
پس جونہی ارژنگ رستم پر حملہ آور ہوتا ہے رستم اپنی تلوار کو حرکت دیتا ہے اور ایسے انداز سے ارژنگ پر وار کرتا ہے کہ پہلے ہی حملے میں ارژنگ کا کام تمام کر کے رکھ دیتا ہے۔ یوں ارژنگ کے خاتمے کے بعد رستم کی چھٹی مہم ختم ہوتی ہے۔

○

اب رستم کی ساتویں اور آخری مہم کی ابتدا ہوتی ہے۔
وہ اس طرح کہ ارژنگ کو ٹھکانے لگانے کے بعد رستم اولاد کی رہنمائی میں مازندران کے قلعے کی طرف بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔
یہاں مازندران کے قلعے کے دروازے پر سفید جن اپنے ساتھی ارژنگ کی واپسی کا منتظر ہوتا ہے جسے اس نے رستم اور اولاد پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا ہوتا ہے۔
رستم اچانک آگے بڑھ کر سفید جن پر حملہ آور ہوتا ہے اور اسے اپنے زوردار حملے کے پہلے ہی ہلے میں کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔
اس طرح سفید جن کو قتل کرنے کے بعد رستم مازندران کے قلعے میں داخل ہوتا ہے اور بڑی مشکل سے ایک کوٹھڑی میں پڑے کیکاؤس کو تلاش کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔

کیکاؤس بھی اس کو ٹھڑی میں رستم کے انتظار میں بڑی مشکل کے دن گزار رہا ہوتا ہے۔ بہر حال رستم کیکاؤس کو مازندران کی اس اسیری سے نجات دلا کر واپس ایران کے مرکزی شہر بلخ لانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

یوں رستم کی ساتوں مہموں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

مازندران کی اس مہم سے فارغ ہونے کے بعد کیکاؤس ہی کے عہد میں رستم ایک اور المیے سے دو چار ہوا۔ اور اس المیے میں رستم کا بیٹا خود اپنے باپ ہی کے ہاتھوں مارا گیا۔
اس سرگزشت کی تفصیل مشہور شاعر فردوسی نے اپنے اشعار میں بیان کی ہے اور رستم پر گزرنے والے اس المیے کی ابتدا کچھ اس طرح ہوتی ہے۔
ایک روز رستم اپنے گھوڑے رخش پر سوار شکار کی غرض سے نکلا کافی دیر تک وہ شکار تلاش کرتا رہا لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی۔
آخر وسیع ویرانوں کے اندر اس نے ایک گورخر کو دیکھا جو ریتلی زمین پر ابھری ہوئی جھاڑیوں کے اندر بیٹھ جگالی کر رہا تھا۔ اس نے رستم کو گھوڑے پر سوار اپنی طرف آتے دیکھا تو جگالی کرنا بھول گیا اور بھاگ کھڑا ہوا۔
رستم کو چونکہ کافی دیر سے شکار نہ ملا تھا اور وہ کسی بھی صورت ناکام نہ لوٹنا چاہتا تھا لہٰذا اس نے ارادہ کر لیا کہ وہ ہر صورت میں اس گورخر کا شکار کرے گا۔
پس اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور گورخر کے تعاقب میں ڈال دیا۔ گورخر جو ان ویرانوں میں اپنا پیٹ بھرنے کے بعد آرام سے بیٹھا جگالی کر رہا تھا زیادہ دیر تک ان ویرانوں میں رخش کے آگے نہ بھاگ سکا۔ لہٰذا رستم اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا اس گورخر کے قریب پہنچا۔ ترکش سے تیر نکال کر کمان میں جوڑا اور تاک کر گورخر کے مارا۔ تیر کارگر ثابت ہوا اور گورخر لڑھکتا ہوا زمین پر گر گیا۔
جست لگا کر رستم اپنے گھوڑے سے اترا۔ بھاگ کر اس نے گورخر کو سنبھالا اور صحرا میں ہی اس کی چمڑی اتار کر اس

کے گوشت کے ٹکڑے کیے۔ پھر آگ روشن کی۔ پیٹ بھر کر گورخر کا گوشت بھون کر کھایا۔ پھر ایک قریبی چشمے سے پانی پیا اور اپنے رخش کو چرنے کے لیے کھلا چھوڑ کر اس چشمے کے کنارے ایک درخت کے نیچے سو رہا۔

رستم گہری نیند سو رہا تھا کہ اس طرف سے کچھ ترکستانیوں کا گزر ہوا۔ وہ ترکستانی رستم کے پاس رکے اور جب انہوں نے دیکھا کہ رستم گہری نیند سو رہا ہے تو وہ آگے بڑھے۔ رستم کے گھوڑے رخش کو پکڑا اور اسے لے کر وہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔

رستم جب بیدار ہوا تو اسے اپنا رخش کہیں نظر نہ آیا۔ وہ حیران اور فکر مند ہوا اور اٹھ کر ادھر ادھر بھاگ کر اپنے گھوڑے کو تلاش کرنے لگا لیکن گھوڑا نہ ملا۔

آخر وہ اپنے گھوڑے کے پاؤں کے نشان تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ وہ نشانات شاہراہ پر شمال مغرب کی طرف جا رہے تھے جو ترکستان کے سرحدی شہر سمیگان کی طرف جاتی تھی۔

پس رستم اپنے گھوڑے کے سموں کے نشانوں پر اس شاہراہ پر بھاگنے لگا اور راستے میں پڑنے والی سرائے اور چند بستیوں کے لوگوں سے اپنے گھوڑے کے متعلق پوچھتا ہوا وہ آگے بڑھتا رہا اور ان بستیوں اور سرائے میں ٹھہرنے والوں نے اس پر انکشاف کیا کہ کچھ دیر پہلے یہاں سے کچھ سوار گزرے ہیں اور ان کے ساتھ ایک خالی گھوڑا بھی تھا۔ وہ سوار سمیگان کی طرف گئے ہیں۔

پس رستم نے اندازہ لگایا کہ جب وہ سو رہا تھا تو اس وقت شاہراہ پر سے یہ سوار گزرے ہوں گے اور مجھے سوتا پا کر میرا گھوڑا اپنے شہر سمیگان کی طرف لے گئے ہوں گے۔ لہٰذا رستم تیزی سے سمیگان شہر کی طرف بھاگنے لگا۔

کیونکہ رستم کی طاقت اور قوت کا شہرہ نہ صرف ایران بلکہ ہمسایہ ممالک میں بھی تھا اور کیونکہ سمیگان شہر کی طرف آتے ہوئے راستے میں ملنے والے لوگوں سے اپنا تعارف کرانے کے ساتھ ساتھ اپنے گھوڑے کے متعلق بھی پوچھتا چلا آ رہا تھا لہٰذا جس وقت وہ سمیگان شہر کے پاس آیا تو اس کی آمد سے پہلے ہی شہر کے اندر یہ شور برپا ہو گیا کہ دنیا کا طاقتور ترین پہلوان رستم پیدل سمیگان کی طرف آ رہا ہے۔

سمیگان شہر کے حاکم کو جب یہ خبر پہنچی کہ رستم پیدل اس کے شہر کی طرف آ رہا ہے تو وہ اپنے امراء کے ساتھ اس کے استقبال کے لیے شہر سے باہر نکلا۔

رستم سمیگان شہر کے جنوبی دروازے پہ آیا تو شہر کے حاکم کو اپنے امراء کے ساتھ کھڑا پایا۔ رستم کو دیکھ کر حاکم شہر نے اپنے گھوڑے سے اتر کر اسے مخاطب کیا اور کہا:

"اے رستم! میں سمیگان شہر کا حاکم ہوں اور یہ میری خوش قسمتی ہے کہ تجھ جیسا پہلوان میرے شہر میں

آیا ہے"

اس کے ساتھ ہی اس نے بڑھ کر رستم سے معانقہ کیا پھر گرمجوشی سے اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا۔ اس کے بعد رستم نے اس کے امراء سے معانقہ کیا۔

پھر حاکم شہر نے رستم کو مخاطب کر کے دوبارہ پوچھا:

"اے رستم! کیا وجہ ہے کہ تو میرے شہر کی طرف پیدل آیا ہے۔ کیا تو کسی ابتلا یا مصیبت کا شکار ہو گیا ہے اگر ایسی بات ہے تو کہو کیونکہ تجھ جیسے شہرت یافتہ اور نامور پہلوان کی مدد کرنا بھی میرے لیے بہت بڑی خوشی کی بات ہے۔"

رستم نے جواب دیتے ہوئے کہا:

"اے بادشاہ! میں سمیگان شہر سے ملحقہ ان ویرانوں میں شکار کر رہا تھا جو ایران کی حدود میں شامل ہیں۔ ان ویرانوں میں میں نے ایک گورخر کا شکار کیا اور اسے بھون کر وہاں چشمے کنارے بیٹھ کر کھایا۔ پھر وہیں چشمے کے کنارے سو گیا اور اپنے گھوڑے کو چرنے کے لیے کھلا چھوڑ دیا۔

اس دوران کچھ سوار وہاں سے گزرے اور میرے گھوڑے کو پکڑ کر اس طرف لے آئے۔ میں جب بیدار ہوا تو اپنے گھوڑے کے پاؤں کے نشانات تلاش کرتا ہوا یہاں تک آیا ہوں۔ راستے میں مجھے ملنے والے لوگوں نے یہ بتایا ہے کہ کچھ سوار اس طرف آئے ہیں اور ان سواروں کے ساتھ ایک خالی گھوڑا بھی تھا جو لازمی طور پہ میرا ہی گھوڑا ہے۔"

"اے سمیگان کے حاکم! میری آپ سے درخواست ہے کہ میرا گھوڑا آپ واپس دلائیں۔"

حاکم شہر نے بڑی محبت اور چاہت سے رستم کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر کہا:

"اے رستم! تمہاری حیثیت ہمارے ہاں ایک معزز مہمان کی سی ہے۔ تم چند روز میرے شاہی محل میں میرے ساتھ رہو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس دوران تلاش کر کے تمہارا گھوڑا واپس دلاؤں گا۔

اور اے رستم! یہ بات یاد رکھنا کہ تمہارا میزبان بننا بھی میرے لیے ایک بڑا اعزاز ہو گا لہٰذا میرا مہمان بننے سے انکار نہ کرنا۔"

"اب کیونکہ تم تھکے ہارے اور پیدل چلتے ہوئے میرے شہر کے دروازے پہ آئے ہو اس لیے تم میرے ساتھ محل میں چلو اور آرام کرو۔"

حاکم شہر کی اس مشفقانہ اور مخلصانہ پیشکش پر رستم نے اس کی میزبانی کو قبول کیا اور اس کے ساتھ محل کی طرف روانہ ہو گیا۔

شام کے قریب سمنگان کا حاکم رستم کو اپنے محل میں لے کر داخل ہوا۔ پہلے اس نے اس کے کھانے کا کچھ انتظام کیا۔ پھر محل کے ایک صاف ستھرے اور آراستہ و پیراستہ کمرے میں اس کی رہائش کا بندوبست بھی کر دیا گیا۔

رستم چونکہ پیدل چل چل کر تھکا ہوا تھا لہٰذا وہ محل کے کمرے میں جا کر جلد ہی سو گیا۔

جس وقت رات اپنے انجام کو پہنچ رہی تھی اور صبح نمودار ہونے کو تھی تو رستم چونک کر اپنے بستر پر اٹھ بیٹھا۔ کیونکہ اسے اپنے ساتھ والے کمرے میں کھٹکا اور پھر کسی کی آہٹ سنائی دی تھی۔

ابھی وہ سنبھل کر بیٹھ بھی نہ پایا تھا کہ اس کے کمرے کا عقبی دروازہ کھلا اور ایک لڑکی کمرے میں داخل ہوئی جس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی جلتی ہوئی مشعل صندل کی تھی۔

اس صندلیں مشعل کی روشنی میں رستم نے دیکھا کہ وہ لڑکی گلابی کونپلوں، بیدار لذتوں اور خواب و سراب جیسی حسین اور خوبصورت تھی۔

اس کی گہری آنکھوں میں چاہتوں کے طوفان اور خمار انگیز بدن میں رقص کرتی ہوئی موجیں تھیں۔ رستم نے دیکھا کہ یہ لڑکی دل کو ٹھنڈک اور روح کو تپش مہیا کر دینے والا حسن رکھتی تھی۔

جب وہ لڑکی قریب آئی تو رستم اپنے بستر سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس لڑکی کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے نرمی سے پوچھا:

"اے حسینہ! تو کون ہے اور اس محل سے تیرا کیا تعلق ہے اور رات کے اس حصے میں تو کیوں میرے کمرے میں داخل ہوئی ہے۔"

"اے لڑکی! تیرا تعلق اگر اس شہر کے حاکم سے ہے تو جا واپس لوٹ جا کہ وہ میرا میزبان اور محسن ہے اور اپنے محسن کو میں دھوکہ نہیں دے سکتا۔"

لڑکی رستم کے قریب آئی اور اپنی چوڑیوں کی کھنک جیسی پرکشش اور جاذبیت سے بھرپور آواز میں اس نے کہا:

"اے رستم! میرا نام تہمینہ ہے اور میں حاکم شہر کی بیٹی ہوں۔"

تہمینہ کی طرف دیکھتے ہوئے رستم نے حیرت و تعجب سے پوچھا:

"اے تہمینہ! تم مجھ سے کیا چاہتی ہو اور رات کے اس پچھلے پہر میں تمہارا یوں میرے کمرے میں آنے سے تمہارا کیا مطلب ہے۔"

تہمینہ نے کہا:

"اے رستم! میری جوانی ایسی پرکشش اور میرا حسن ایسا دلربا ہے کہ بڑے بڑے جنگجو اور سورما اور شہزادے مجھے حاصل کرنے کے لیے بے چین ہیں پر میں نے ان میں سے کسی کو بھی آج تک کبھی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا اس لیے کہ میں تو خود کسی کی چاہت میں، محبت میں اور انتظار میں آوارہ سر ہوں۔ میں تو خود تلاش میں تھی کہ ایک موقع مجھے ملے اور اس کا جس کا مجھے انتظار ہے، دیدار کروں اور اس سے اپنے دل کا حال کہوں۔"

تہمینہ کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے رستم نے کہا:

"اے تہمینہ! اب تمہاری گفتگو کا مقصد نہیں جان سکا۔ کھل کر کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ اگر کسی کو حاصل کرنے کے لیے تمہیں میری مدد کی ضرورت ہے تب بھی بلا جھجک کہہ دو۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہاری مدد ضرور بالضرور کروں گا۔"

تہمینہ نے کہا:

"اے رستم! گزشتہ کئی سالوں سے میں تمہاری قوت، جرأت مندی، تمہاری بے انت طاقت اور بے مثل شجاعت کے افسانے ان تاجروں اور سوداگروں سے سنتی آ رہی ہوں جو ایران سے ہمارے شہر سمنگان کی طرف آتے ہیں اور اے رستم! تب سے میں نے تمہیں اپنے دل میں بسا رکھا ہے۔

اب اگر تم کھل کر سننا چاہتے ہو تو سنو کہ گزشتہ کئی سالوں سے میں اندر ہی اندر تمہاری محبت میں جلتی اور سلگتی رہی ہوں لیکن میرے بس میں نہ تھا کہ تم سے ملتی۔ پچھلے دنوں مجھے اپنے آدمیوں سے خبر ہوئی کہ تم ہمارے شہر کے قریب شکار کھیلنے آ رہے ہو۔ سو میں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جس جگہ تم شکار کے لیے آ رہے تھے وہاں اپنے آدمی بھجوائے۔ اور جس وقت تم نے گورخر کا شکار کیا اور پھر چشمے کے کنارے درخت تلے سو گئے تو میرے آدمی تمہارے گھوڑے کو پکڑ کر یہاں لے آئے۔

مجھے امید تھی کہ تم اپنے گھوڑے کا تعاقب کرتے ہوئے ضرور اس طرف آؤ گے اور یوں تم سے مل کر میں اپنے دل کا حال کہہ سکوں گی اور میری مزید خوش قسمتی یہ کہ میرے باپ نے شہر سے باہر نکل کر تمہارا استقبال کیا اور تمہیں معزز مہمان کی حیثیت سے اپنے محل میں لے آیا۔ اس طرح تم سے ملنے کی میری کوشش آسان ہو گئی۔"

تہمینہ لمحہ بھر کو رکی۔ پھر وہ بولی:

"اے رستم! یہ ہے وہ انکشافات جو تم پہ آشکار کرنے کے لیے رات کے اس پہر میں اکیلی اور تنہا

اپنے باپ سے اجازت لیے بغیر تمہارے کمرے میں آئی ہوں۔ جو کچھ میں نے کہنا تھا وہ سب میں نے تم سے کہہ دیا۔ اور اگر تمہارے دل میں میرے لیے تھوڑی سی بھی جگہ ہے اور تم مجھے اپنی رفاقت میں قبول کرنا پسند کرتے ہو تو کل صبح ہی میرے باپ سے اس سلسلے میں بات کرنا۔ مجھے امید ہے اگر تم مجھے میرے باپ سے مانگو گے تو وہ ہرگز انکار نہ کرے گا۔

اور اے رستم! یہ بھی سن رکھو کہ میں نے عہد کر رکھا ہے کہ شادی کروں گی تو تم سے ورنہ زندگی بھر کسی سے شادی نہ کروں گی۔

میں تم پر یہ بھی واضح کر دوں اے رستم! کہ جس وقت تم اس کمرے میں آکر سو گئے تھے تو میں نے تمہارا گھوڑا اپنے آدمی بھیج کر محل کے اصطبل میں بندھوا دیا تھا اور میرے آدمی میرے باپ سے جا کر کہہ آئے تھے کہ رستم کے ساتھ چونکہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ ہر صورت میں اس کا گھوڑا اسے تلاش کر کے دیں گے لہٰذا یہ خبر چونکہ سارے شہر میں پھیل گئی ہے اس لیے جو آدمی شکارگاہ سے رستم کا یہ گھوڑا چرا کر لائے تھے وہ آپ کی طرف سے خطرہ اور خدشہ محسوس کرتے ہوئے رستم کے گھوڑے کو خود ہی شاہی اصطبل میں چھوڑ گئے ہیں۔

اور اے رستم! اس وقت تمہارا گھوڑا شاہی اصطبل میں بندھا ہوا ہے اور تمہیں اس کے متعلق فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

میں اب جاتی ہوں اور مجھے امید ہے کہ تم میرے حق میں فیصلہ دو گے!
اس کے ساتھ ہی تہمینہ مڑی اور اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی صندلی مشعل کی روشنی میں رستم کے کمرے سے چلی گئی!

رستم خود بھی تہمینہ کے حسن اور اس کی جوانی سے بے حد متاثر ہوا تھا۔ اس کے جانے کے بعد وہ سو نہ سکا بلکہ اپنے پلنگ پر بیٹھ گیا اور اپنے مستقبل کی گہری اور پرکشش امیدوں میں کھو کر رہ گیا۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور تہمینہ کا باپ اور سمنگان کا حاکم اس کے کمرے میں داخل ہوا۔
اس نے رستم کو مخاطب کر کے کہا:
"میں نے تمہارے غسل کا بندوبست کر دیا ہے۔ تم میرے ساتھ آؤ۔ اس کے علاوہ میں نے آپ کے لیے نئے اور آپ کی شان کے مطابق کپڑوں کا انتظام کر لیا ہے۔"
پس رستم اٹھ کر تہمینہ کے باپ کے ساتھ ہو لیا۔
غسل کرنے اور کپڑے بدلنے کے بعد جب کھانا کھانے کے لیے رستم سمنگان کے حاکم کے ساتھ بیٹھا تو کھانا شروع کرنے سے قبل رستم نے کہا:

"اے میرے محسن اور مہربان! میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"
تہمینہ کے باپ نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:
"اے رستم! پہلے کھانا کھاؤ۔ اس کے بعد میں تمہاری ہر بات سنوں گا اور تمہاری ہر خواہش کا احترام کروں گا۔ اس کے علاوہ میں تمہیں یہ بھی خوشخبری سنا دوں کہ تمہارا گھوڑا چرانے والے رات کے وقت خود ہی میرے اصطبل میں آکر تمہارا گھوڑا باندھ گئے ہیں۔ میں نے رات وہ گھوڑا خود اصطبل میں جا کر دیکھا ہے۔ وہ تو بڑی اچھی نسل کا اور توانا گھوڑا ہے۔

اور اے رستم! اب آؤ پہلے کھانا کھائیں۔ اس کے بعد پھر کسی اور موضوع پر گفتگو ہوگی۔"
رستم سمنگان کے حاکم کی باتوں کے جواب میں کچھ نہ کہہ سکا اور خاموشی سے کھانا کھانے میں مشغول ہو گیا۔ دونوں جب کھانے سے فارغ ہوئے تو خدام برتن لے گئے۔
تب سمنگان کے حاکم نے رستم سے کہا:
"اے رستم! تم مجھ سے کھانا کھانے سے قبل کچھ کہنا چاہتے تھے۔ اب کہو تم کس موضوع پر میرے ساتھ گفتگو کرنا چاہتے ہو؟"
رستم تھوڑی دیر تک سر جھکائے کچھ سوچتا رہا۔ پھر شاید وہ بات بنانے میں کامیاب ہو گیا لہٰذا اس نے تہمینہ کے باپ سے کہا:
"اے سمنگان کے حاکم! اے میرے محسن و مہربان! میں اگر یہ کہوں کہ اس شہر میں میں صرف آپ کی بیٹی تہمینہ کی خاطر آیا ہوں تو آپ اس کا برا تو نہ مانیں گے؟"
سمنگان کے حاکم نے غور سے اس کی طرف دیکھا اور کہا:
"اے رستم! جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو کھل کر کہو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جو چیز بھی تم مجھ سے مانگو گے میں انکار نہ کروں گا۔"

سمنگان کے حاکم کی اس یقین دہانی پر رستم کے حوصلے بلند ہو گئے اور اس نے سوچی سمجھی بات کے تحت اس سے کہنا شروع کیا:

"اے میرے مہربان! اس بات کی ابتدا میں یوں کرتا ہوں کہ گزشتہ چند سالوں سے میں نے آپ کی بیٹی تہمینہ کے حسن و جمال اور خوبصورتی و شباب کے چرچے سنے۔
تو اے میرے محسن! میں آپ کی بیٹی تہمینہ کی خاطر اس طرف آیا ہوں جبکہ آپ نے مجھے اپنا مہمان بنایا ہے اور اس کے علاوہ میرے ساتھ آپ نے جو یقین دہانی کرائی ہے اس نے میرے حوصلوں کو بلند کیا ہے۔ تو میں آپ سے یہ

گزارش کروں گا کہ تہمینہ سے میری شادی کر دیں۔

میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں ہمیشہ آپ کا ممنون رہوں گا اور تہمینہ کو زندگی بھر اپنی جان کا ایک حصہ سمجھ کر اس کی حفاظت و کفالت کروں گا۔"

اس قدر کہہ کر رستم خاموش ہو گیا۔

رستم کی اس گزارش پر سمینگان کے حاکم کے چہرے پر گہری مسکراہٹ پھیل گئی سو اس نے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"اے رستم! اگر تم یہ بات نہ کہتے تو تہمینہ کے باپ کی حیثیت سے میں خود تم سے تہمینہ کے لیے یہی بات کہنے والا تھا اس لیے کہ اپنے محل اور حرم میں کام کرنے والی عورتوں سے میں نے سن رکھا ہے کہ تہمینہ اندر ہی اندر ایک عرصے سے تمہیں چاہے جا رہی ہے اور یہ کہ اس نے عہد کر رکھا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اگر شادی کرے گی تو تم سے ہی کرے گی۔ بس اے رستم! میں تہمینہ تمہیں سونپتا ہوں۔

اور اے رستم! تمہاری اطلاع کے لیے میں تم سے یہ بھی کہوں گا کہ تمہاری اور تہمینہ کی شادی پورے اہتمام سے کی جائے گی۔"

اس کے بعد تہمینہ کا باپ رستم کا ہاتھ پکڑ کر کھانے کے کمرے سے نکل گیا اور پھر اسی دن رستم اور تہمینہ رشتۂ ازدواج میں بندھ گئے۔

شادی کے بعد چند ہفتوں تک رستم نے تہمینہ کے ساتھ سمینگان کے شاہی محل میں گزارے۔ پھر ایک روز تہمینہ خواب گاہ میں اکیلی بیٹھی تھی تو رستم اندر آیا اور تہمینہ سے بولا:

"اے تہمینہ! میں سمجھتا ہوں کہ اب تمہارا وہ خواب پورا ہو گیا ہے جو تم برسوں سے میرے متعلق دیکھتی تھیں۔ میں نے تمہاری اس خواہش کو بھی پورا کر دیا ہے جو اس محل میں اپنے قیام کی پہلی رات میں تم نے مجھ سے کہی تھی۔ تو تمہارے ساتھ شادی کے بعد تمہارے ساتھ اس محل میں کئی ہفتے گزارنے کے بعد آج میں نے بلخ واپس جانے سے پھر سیستان روانہ ہونے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اس لیے کہ ایران کا بادشاہ کیقباد میرے لیے فکر مند ہو گا اور میں میرے رشتے داروں کے علاوہ اور لوگ بھی میری اس طویل غیر موجودگی سے میرے بارے میں طرح طرح کے فکر میں مبتلا ہوں گے۔

اس لیے کہ میں سیستان کا حاکم بھی ہوں۔ اے تہمینہ! میں آج یہاں سے کوچ کرنے کے لیے تمہارے باپ سے اجازت بھی لے چکا ہوں اور اس نے اپنے ملازموں کے ذریعے میرا گھوڑا بھی تیار کرا دیا ہے اور اب کوچ کرنے کے لیے میں تم سے اجازت لینے آیا ہوں۔"

رستم کی یہ گفتگو سن کر تہمینہ کا چہرہ جلدی پھر کر رہ گیا اور اس کی آنکھوں میں فلاکت زدہ مایوسیاں رقص کرنے لگیں۔ تاہم اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور لرزتی کانپتی آواز میں رستم سے پوچھا:

"پھر کب میری طرف آئیں گے۔"

رستم نے گردن جھکا کر کہا:

"اے تہمینہ! دوبارہ آنے کے متعلق میں تمہارے ساتھ کوئی وعدہ نہیں کرتا۔ ہو سکتا ہے میں کبھی بھی دوبارہ ادھر کا رخ نہ کروں اس لیے تم میرے انتظار میں اپنے آپ کو ہلکان نہ کرنا بلکہ یہ سمجھنا کہ رستم ہوا کا ایک آوارہ جھونکا یا لوٹ کر نہ آنے والا ایک بگولا تھا جو تھوڑی دیر نظر آنے کے بعد ہمیشہ کے لیے نظروں سے اوجھل ہو گیا۔"

تہمینہ رستم کے سامنے اداس فضا میں غموں کی تصویر بنی گردن جھکائے کھڑی تھی۔ اس موقع پر وہ رستم سے بہت کچھ کہنا چاہتی تھی پر شاید وہ الفاظ نہ جمع کر پا رہی تھی۔

اسی لمحے رستم نے اپنے گلے سے سنہری مہرہ اتارا اور اسے تہمینہ کے گلے میں ڈالتے ہوئے کہا:

"اے تہمینہ! یہ میرا خاندانی مہرہ ہے اور میرے آبا و اجداد اسے ایک دوسرے کے حوالے کرتے رہے ہیں۔ میرے باپ نے یہ مہرہ مجھے اعزاز میں دیا تھا۔ پس اے تہمینہ! میرے جانے کے بعد اگر تمہارے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو یہ مہرہ اس کے بازو پر باندھ دینا اور اگر بیٹی پیدا ہو تو یہ مہرہ اس کے بالوں میں پرو دینا۔ اور یہ بات بھی یاد رکھنا کہ یہ مہرہ ایسی کیفیت کا مالک ہے کہ یہ جس کے پاس بھی ہوتا ہے اس میں نریمان کی سی طاقت آ جاتی ہے۔ پس تم اسے اپنے پاس رکھو اور جب تمہارے ہاں ولادت ہو تو میری ہدایات پر عمل کرنا۔"

اس کے ساتھ ہی رستم نے تہمینہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا:

"اے تہمینہ! اب میرے ساتھ اصطبل تک آؤ اور مجھے الوداع کہو۔"

تہمینہ نے اپنے آپ کو سنبھالا اور سکون کا اظہار کرتی ہوئی رستم کے ساتھ اصطبل تک آئی۔ وہاں اس کا باپ پہلے سے کھڑا تھا۔

رستم نے پہلے تہمینہ کے باپ سے معانقہ کیا۔ پھر ایک نگاہ تہمینہ پر ڈالی۔ اصطبل سے اپنا گھوڑا کھول کر اس پر سوار ہوا۔

اس کے بعد وہ وہاں سے اپنے شہر بلخ کی طرف کوچ کر گیا۔

رات آدھی گزر گئی تھی۔ دریائے نیل کے کنارے اپنے محل میں یوناف گہری نیند سو رہا تھا۔

ہر طرف ہُو کا عالم تھا۔ محل رات کے وقت یوں لگ رہا تھا جیسے برسوں سے سمندر کے اندر ڈوبی ہوئی کوئی عمارت اچانک ابھر کر سطح پر آ گئی ہو۔

چاند اپنی پوری آب و تاب اور توانائی کے ساتھ آسمان کے وسط میں چمکتا ہوا دھرتی کے سینے کو روشن کیے ہوئے تھا۔ چاندنی اور اندھیرے کے نقوش سے کھیلتی ہوئی دریائے نیل کی لہریں جنوب سے شمال کی طرف رواں دواں تھیں۔

ایسے میں ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ یوناف بدحواسی کے عالم میں بری طرح چونکتے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے قدرے دھیمی آواز میں کہا:

"اے ابلیکا! رات کے اس پہر جبکہ ہر شے گہری نیند سے بغلگیر ہے تم نے کیوں اپنا لمس دے کر مجھے یوں جگا دیا ہے؟"

ابلیکا نے اپنی ہلکی اور اطمینان و خوشیاں برساتی آواز میں کہا:

"اے یوناف! میں نے مصری ساحرہ تزورہ سے چھٹکارا حاصل کرنے کے علاوہ اس سے طلسمی دیوار کا عمل سیکھنے کا طریقہ پا لیا ہے۔"

یوناف نے سرگوشی اور سکون میں ڈوبی آواز میں پوچھا:

"اے ابلیکا! یہ بات تم صبح میرے بیدار ہونے پر بھی کہہ سکتی تھیں۔"

ابلیکا نے اپنی بات میں ندرت پیدا کرتے ہوئے کہا:

"نہیں یوناف! یہ بات اس وقت نہ کہی جا سکتی تھی جب سورج طلوع ہو چکا ہوتا بلکہ یہ بات کہنے کا سب سے بہترین موقع یہی تھا۔

میرے عزیز! دن کا بیشتر حصہ وہ ساحرہ عارب، بیوسا اور بنیطہ کے ساتھ گزارتی ہے جبکہ رات کے اس پہر میں وہ اپنے کمرے میں اکیلی ہے اور گہری نیند سوئی ہوئی ہے۔ اس وقت میری تجویز پر عمل کر کے نہ صرف اس کی طلسمی دیوار کی اذیت سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے بلکہ ہم دونوں اس سے مل کر اس سے طلسمی دیوار کا وہ عمل بھی بڑی آسانی کے ساتھ حاصل کر سکتے ہیں جس کے لیے عارب وغیرہ جدوجہد کر رہے ہیں۔

اور اے یوناف! تمہاری اطلاع کے لیے میں یہاں یہ بھی کہتی چلوں کہ جب ہم تزورہ کے اس طلسمی دیوار کے عمل کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو اس کے بعد عارب وغیرہ اس سے کبھی یہ عمل حاصل نہ کر سکیں گے اس لیے کہ اول تو ہم تزورہ کو ایسا کرنے سے سختی سے منع کر دیں گے اور اس کے ساتھ ہی اسے یہ دھمکی بھی دے دیں گے کہ اگر اس نے یہ طلسمی دیوار کا عمل ان کو سکھانے کی کوشش کی تو ہم اس عمل کو اسی کے خلاف استعمال کرتے ہوئے اس کا خاتمہ کر دیں گے۔"

ابلیکا کے خاموش ہونے پر یوناف نے پوچھا:

"اے ابلیکا! میں تمہاری اس تجویز اور لائحہ عمل سے پوری طرح اتفاق کرتا ہوں مگر پہلے یہ تو بتاؤ کہ تزورہ سے ہم طلسمی دیوار کا عمل کیسے حاصل کریں گے؟"

اس پر ابلیکا کی خوش کن آواز پھر سنائی دی:

"اے یوناف! تم ابھی اور اسی وقت محض تنہا اس عمارت کی طرف چلو جس کے اندر یہ طلسمی دیوار ہے۔ گو اس عمارت کے گرد کڑا پہرہ رکھا جاتا ہے لیکن تم اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے عمارت میں داخل ہو جانا اور اس عمارت کی اوپری منزل میں بائیں طرف ساحرہ تزورہ کا کمرہ ہے جہاں وہ اس وقت اکیلی گہری نیند سو رہی ہے۔ پس تم اس کمرے میں داخل ہونا اور اس کے پیٹ پہ تلوار رکھ کر اس سے طلسمی دیوار کا عمل پوچھنا۔ اس دوران میں بھی اپنا کام ٹھیک طریقے سے سرانجام دے چکی ہوں گی۔"

یوناف نے درمیان میں بولتے ہوئے پوچھا:

"اور تمہاری اس ساحرہ تزورہ کے خلاف تمہارا کام کس نوعیت کا ہوگا اور وہ کیسے اور کس وقت شروع ہوگا؟"

ابلیکا نے جیسے مسکراتے ہوئے کہا:

"سنو یوناف! [illegible] یقیناً تزورہ کو دہشت اور ہولناکی میں ڈبو کر رکھ دے گا اور وہ اس طرح کہ میں پہلے ساحرہ تزورہ کی گردن پہ ایک انتہائی باریک اور تیز سانپ کی صورت میں بڑی تیزی سے چکر دوں گی۔ پھر اس سانپ کی جسامت میں آہستہ آہستہ بڑھاتی چلوں گی اور تزورہ یہ محسوس کرے گی کہ اس کی گردن میں جو غیر مرئی سانپ چکر لگا رہا ہے وہ آہستہ آہستہ ایک چھوٹے سانپ سے اژدہے کی صورت اختیار کرتا جا رہا ہے سو اس کی دہشت اور خوف میں اضافہ ہوتا جائے گا اور ایک وقت آئے گا کہ اس خوف اور دہشت کے سامنے ساحرہ تزورہ آپ سے آپ ہمارے آگے اپنا طلسمی دیوار کا عمل اگل دے گی۔"

یوناف نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے اس بار خوش کن آواز میں کہا:

"اے ابلیکا! تمہارا طریقہ کار بہترین ہے اور اس سے کام لے کر ہم ساحرہ تزورہ کو اپنے سامنے واقعی مجبور اور بے بس کر سکتے ہیں۔ اے ابلیکا! آؤ اب اس طلسمی مکان کا رخ کریں۔"

ابلیکا نے تائید کرتے ہوئے کہا:

"ہاں۔ چلو چلیں اور دونوں مل کر ساحرہ تزورہ کو اپنے سامنے بالکل بے بس اور لاچار بنا کر رکھ دیں کہ وہ اپنا سحری عمل اگل دے۔"

اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو عمل میں لاتے ہوئے دریائے نیل کے کنارے سے شوطار کے محل سے غائب ہو گیا۔

○

اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے گہری رات کی خاموشی اور تاریکی میں یوناف ساحرہ تزورہ کے کمرے میں داخل ہوا۔

اس نے دیکھا کمرے میں ایک صندل کی چھوٹی سی مشعل جل رہی تھی جس کی وجہ سے کمرے میں ہلکی ہلکی خوشگوار مہک پھیلی تھی اور کمرے کے دائیں طرف والے کونے میں ساحرہ تزورہ اپنے پلنگ پر گہری اور بے خبری کی نیند سوئی ہوئی تھی۔

تزورہ کے بستر کی طرف جاتے ہوئے یوناف نے اپنی تلوار بے نیام کی۔ اس پر اپنا کوئی سحری عمل کیا اور تزورہ کے پلنگ کے قریب جا کر تلوار سے اپنے اطراف میں ایک حصار بنایا۔

پھر اس حصار کے اندر کھڑے ہو کر اس نے تزورہ کا شانہ پکڑ کر جھنجھوڑا۔ اس پر تزورہ بدحواسی کے عالم میں اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے سامنے کھڑے یوناف کو حیرت اور خوف کے ملے جلے جذبات کے تحت ایک ٹک دیکھنے لگی۔

اس کے چہرے پر اس وقت دنیا بھر کی پریشانیاں اور غم رقص کر رہے تھے۔ قبل اس کے کہ وہ یوناف سے کچھ پوچھتی۔ یوناف نے اپنی سحر زدہ تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھ دی اور اس پر ہلکا سا دباؤ ڈالتے ہوئے سرگوشی میں کہا:

"اے تزورہ! اگر تم اپنی زندگی کی خیر اور اپنی روح و بدن کے سنگم و اتصال کو قائم رکھنا چاہتی ہو تو جو کچھ میں پوچھتا ہوں اس سے کسی جھوٹ اور منافقت کی بنا پر انکار مت کرنا۔"

تزورہ نے کچھ کچھ خود کو سنبھالتے ہوئے سوال کیا:

"آخر تم مجھ سے کیا جاننے ہو جس سے میں انکار نہ کروں۔"

یوناف نے پھر کہا:

"میں تم سے تمہاری طلسمی دیوار کے سحری عمل کو جاننا چاہتا ہوں اور یاد رکھو اگر تم نے انکار کیا تو میں تمہیں ایسی حالت اور کیفیت میں ڈال دوں گا کہ تم اپنے آپ کو نہ زندوں میں اور نہ ہی مردوں میں شمار کر سکو گی۔"

اب ساحرہ تزورہ پوری طرح سنبھل کر حالات کا جائزہ لے چکی تھی لہٰذا اس نے سخت لہجے اور کرخت آواز میں یوناف سے کہا:

"اے اجنبی! میں نہیں جانتی تو کون ہے۔ پر سن رکھ۔ تو میرے ساتھ ایسا معاملہ کر کے خود اپنی موت کے دروازے پر دستک دے رہا ہے لیکن میں تم سے یہ ضرور کہوں گی کہ اس طلسمی دیوار کے سحری عمل کا راز جاننے کے لیے اس سے پہلے بھی تیرے جیسے ان گنت سر پھرے جوانوں سے میرا پالا پڑ چکا ہے۔ پر یاد رکھو ان میں سے کوئی بھی مجھے اپنے سامنے مجبور و بے بس کر کے اپنا گوہر مقصود حاصل نہیں کر سکا۔

لہٰذا میں تمہیں تنبیہ کرتی ہوں کہ میرے پیٹ سے اپنی تلوار الگ کر دو ورنہ چند ہی لمحوں کے اندر جب میں اپنے کسی سحری عمل کی ابتدا کروں گی تو تیری لاش اس کمرے کے فرش پر پڑی ہو گی اور تجھے کوئی پوچھنے والا بھی نہیں ہو گا۔"

"اے اجنبی! تم ایک خوبصورت، تنومند اور قدآور جوان ہو۔ تمہیں زندہ رہنا چاہیے۔ میں دل سے نہیں چاہتی کہ آج کی رات اس خاموشی اور سکوت میں تم میرے ہاتھوں ذلت اور گمنامی کی موت مارے جاؤ۔"

ساحرہ تزورہ کی اس دھمکی آمیز گفتگو کی پرواہ نہ کرتے ہوئے یوناف نے اس کے پیٹ پر اپنی تلوار کی نوک کا دباؤ بڑھا دیا اور ساتھ ہی کمرے میں مشعل کی صندلی روشنی میں للکارتی ہوئی نگاہوں سے ساحرہ تزورہ کو دیکھتے ہوئے کھولتی ہوئی آواز اور قہر برساتے لہجے میں کہا:

"اے ساحرہ! اس وہم میں نہ رہنا کہ رات کے ان سناٹوں میں تیرا پالا کسی عام آدمی سے پڑا ہے۔ میں تجھ سے بھی زیادہ سحری اور مافوق الفطرت قوتوں کا مالک ہوں۔ اگر اس بارے میں تجھے کوئی شک ہو تو اے ساحرہ! تو اپنی ہر سحری قوت کو میرے خلاف آزما دیکھ۔ میں تجھے یقین دلاتا ہوں کہ تیرا کوئی بھی طلسمی عمل تیرے اس کمرے کے اندر میرے لیے نقصان دہ اور ضرر رساں نہ ہو گا۔"

یوناف کی اس تنبیہ پر تزورہ نے اپنا کوئی سحری عمل کیا اور پھر اس نے انتہائی حقارت اور غصے کا اظہار کرتے ہوئے یوناف کی طرف تھوکا لیکن دوسرے ہی لمحے وہ حیران و پریشان رہ گئی کیونکہ اس کا تھوک خود اس کے

اپنے منہ پر ہی آگرا تھا۔

یوناف کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ آگے بڑھ کر اس نے تردرہ کے بستر کی چادر سے اس کا منہ صاف کرتے ہوئے کہا:

"اے تردرہ! تو ناحق زحمت کرتی ہے۔ ایسے حربے میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

اس ناکامی پر تردرہ کے چہرے پر خفگی اور بے اطمینانی کے سائے نمودار ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی دوسری کوشش کی۔

اب اس نے کوئی دوسرا عمل کیا اور اپنا ہاتھ خوب زور سے کمرے کی دیوار میں لگی ہوئی صندلی مشعل کی طرف لہرایا۔ اس کے جواب میں وہ مشعل آگ کے ایک بہت بڑے الاؤ کی طرح بھڑکتی ہوئی بلند ہوئی اور اڑتی ہوئی تیزی کے ساتھ یوناف کی طرف بڑھی۔

لیکن یوناف کے قریب آ کر اور شاید یوناف کے کھینچے ہوئے حصار سے ٹکرانے کے بعد وہ بھڑکتا ہوا آگ کا الاؤ دوبارہ صندلی مشعل میں بدل کر رہ گیا۔ اور پھر وہ مشعل دوبارہ اپنی جگہ پر دیوار میں جا پیوست ہوئی۔

اس بار یوناف نے طنزیہ لہجے میں کہا:

"اے ساحرہ تردرہ! اب تیرا کیا ارادہ ہے۔ تو دو بار مجھے نقصان پہنچانے کے لیے اپنے سحری عمل آزما چکی ہے اور تو دیکھتی ہے کہ دونوں ہی بار تجھے نامرادی اور ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ لہٰذا اب میں آخری بار تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں کہ مجھے اپنی طلسمی دیوار کے عمل سے آگاہ کر دو ورنہ میں تمہاری حسین اور پُرسکون زندگی کو دہکتا ہوا جہنم بنا دوں گا۔"

ساحرہ تردرہ نے اس بار بھی ضد اور ہٹ دھرمی سے کام لیتے ہوئے کہا:

"شاید تم مجھے نہیں جانتے۔ میں انتہائی ضدی اور ہٹ دھرم عورت ہوں۔ تم مجھے جان سے مار سکتے ہو پر مجھ سے یہ سحری عمل حاصل نہیں کر سکتے اس لیے کہ۔۔۔۔۔"

ساحرہ تردرہ کہتے کہتے رک گئی۔ اس کا بدن خوف اور دہشت کے باعث لرزنے کانپنے لگا تھا اور اس کے چہرے پر اداسیوں اور غموں میں رقص کرتی ہوئی گہری بلا ئیں ناچ اٹھی تھیں۔

یوناف نے اندازہ لگا لیا کہ ابیکا اپنے کام کی ابتدا کرتے ہوئے تردرہ کے خلاف حرکت میں آ چکی ہے اور وہ باریک سانپ کی صورت میں تردرہ کی گردن کے گرد تیزی سے چکر لگا رہی ہے۔

یوناف نے اپنی آواز میں اور زیادہ سفاکی، سختی، ہولناکی اور بھیانک پن پیدا کرتے ہوئے کہا:

"اے تردرہ! تیری گردن کے گرد جو میری ماسری قوت تیزی سے حرکت کرتی ہوئی سانپ کی صورت میں اپنی جسامت کو بڑھاتی چلی جا رہی ہے وہ عنقریب یونہی مزید بڑھتی ہوئی ایک دیو ہیکل اژدہے کی صورت اختیار کر کے تیرے بدن کو نگل جائے گی۔ پھر اسی غیر مرئی اژدہے کے پیٹ میں اے ساحرہ تردرہ! تجھے اپنی زندگی کے باقی دن گزارنا ہوں گے۔"

اس پر تردرہ انتہائی بے بسی سے تیزی سے چلا اٹھی:

"اے اجنبی! میں نہیں جانتی کہ تو کون ہے پر تو اگر مجھے اپنی اس سری قوت سے نجات دے جو میری گردن کے گرد چکر لگاتی ہوئی اپنی جسمانی ساخت بڑھاتی چلی جا رہی ہے تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ تمہیں اپنی اس طلسمی دیوار کا عمل سکھا دوں گی۔"

یوناف نے مسکرا کر کہا:

"اے ساحرہ تردرہ! تیری گردن کے گرد جو میری سری قوت کارفرما ہے۔ اس کی طرف سے میں تمہیں زندگی کی ضمانت دیتا ہوں۔ تم اس کی طرف سے بے فکر ہو کر مجھے اپنے سحری عمل کے متعلق بتانا شروع کر دو۔"

ابیکا نے یوناف کی اس بات کے جواب میں شاید ساحرہ تردرہ کی گردن پر چکر دینا بند کر دیے تھے اس وجہ سے تردرہ کی حالت کچھ سنبھل گئی۔

پھر اس نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"اے اجنبی! میں تمہیں ایک شرط اور وعدے پر اپنی طلسمی دیوار کا عمل بتانے کو تیار ہوں۔"

یوناف نے جھٹ پوچھا:

"وہ شرط کیا ہے؟"

تردرہ بولی:

"شرط یہ ہے کہ میرا بتایا ہوا یہ سحری عمل اپنے بعد کسی اور کو نہ سکھاؤ گے تاکہ یہ سحری عمل میرے اور تمہارے درمیان ہی رہے۔"

یوناف نے نرم آواز میں اسے یقین دہانی کرائی:

"اے ساحرہ تردرہ! میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم سے یہ سحری عمل حاصل کرنے کے بعد کسی اور کو نہ بتاؤں گا۔ تم اس بارے میں مطمئن رہو۔"

اس پر تردرہ اٹھ کر اپنے بستر پر بیٹھ گئی۔ پھر اس نے یوناف کو طلسمی دیوار کا وہ سحری عمل بتا اور سکھا دیا تھا۔

جب یوناف اس سے طلسمی دیوار کا سحری عمل سیکھ چکا تو ابیکا اس کی گردن سے الگ ہو کر یوناف کی گردن پر

ہو گئی۔

اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کے کانوں میں سحر انگیز سرگوشی کرتے ہوئے کہا:

"اے یوناف! تم نے دیکھا کہ میرا طریقہ کار استعمال کر کے ہم اس ساحرہ سے اپنا گوہر مقصود حاصل کرنے میں کس آسانی سے کامیاب ہو گئے ہیں۔"

جواب میں یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ بکھر گئی۔ پر اس نے ابلیکا کی بات کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ تزورہ کو مخاطب کر کے کہا:

"اے تزورہ! تم نے چونکہ یہ سحری عمل سکھانے سے قبل مجھ پر یہ پابندی عائد کی ہے کہ میں یہ عمل آگے کسی کو نہ سکھاؤں سوائے تزورہ! یہ عمل حاصل کرنے کے بعد میں بھی تم پر ایک پابندی عائد کرتا ہوں۔"

تزورہ نے چونک کر پوچھا:

"کیسی پابندی؟"

یوناف نے نرم آواز میں جواب دیا:

"وہ پابندی یہ ہے کہ تم یہ سحری عمل عارب، بیوسا اور بنیطہ کو نہ سکھاؤ گی اور اگر تم نے ایسا کیا تو یاد رکھنے جس وقت ان کو عمل سکھایا، میں تمہاری زندگی کا خاتمہ کر دوں گا۔"

"اور اے ساحرہ تزورہ! سنو کہ میرا نام یوناف ہے۔ یہ وہی یوناف کہ جب تم نے اپنی اس طلسمی دیوار کی تکمیل کی تھی تو سب سے پہلے عارب نے میری ہی تصویر اس دیوار پر بنائی تھی۔

اور یاد رکھو اے تزورہ! تم حیران نہ ہونا جب اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے تمہارے اس عمل سے بچ نکلا تھا۔"

یوناف نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا:

"اے تزورہ! میں اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب رہا ہوں لیکن ساتھ ہی ساتھ میں تمہاری مدد کرنے کا بھی وعدہ کرتا ہوں اور وہ اس طرح کہ سن رکھو۔ عارب، بیوسا اور بنیطہ بے پناہ ان گنت سری قوتوں کے مالک ہیں۔ اگر یہ کبھی اپنی انہی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے تم سے تمہارا سحری عمل زبردستی حاصل کرنے کی کوشش کریں تو تم دریائے نیل کے کنارے میرے محل میں آ جانا۔ میں ان تینوں سے تمہاری حفاظت کروں گا۔ میرا یہ محل شوطار محل کہلاتا ہے اور نیل کے کنارے مصر شہر کے شمال میں ہے اور اس محل سے متعلق لوگوں کا عام خیال یہی ہے کہ اس کے اندر ارواح اور دیگر مافوق الفطرت لوگ رہتے ہیں۔ محل کے آس پاس کے لوگ اسی بنا پر اس سے بھی خوفزدہ رہتے ہیں اور اس محل کی طرف آنے کی کوشش نہیں کرتے۔"

یوناف کے اس انکشاف پر تزورہ کے چہرے پر سکون اور اطمینان سا بکھر گیا۔ پھر اس نے استفہامیہ انداز میں پوچھا:

"تو تم ہو یوناف! . . . . . جس سے عارب، بیوسا اور بنیطہ ہر لحظہ خوفزدہ رہتے ہیں بلکہ میں یہ بھی کہوں گی کہ عزازیل بھی تمہاری سری قوتوں کی تعریف کرتا ہے۔

اے یوناف! اب جبکہ تم نے اپنی اصلیت مجھ پر ظاہر کر دی ہے تو میں فخر محسوس کرتی ہوں کہ میں نے اپنا سحری عمل انتہائی مناسب اور سودمند جوان کو سکھایا ہے۔"

"اے یوناف! اگر تم عارب، بیوسا اور بنیطہ کے مقابلے میں میری حفاظت کا عہد کرتے ہو تو سن رکھو! آئندہ میں بھی اپنی ساری قوتوں کے ساتھ تمہارا ساتھ دوں گی۔"

"اے یوناف! ان تینوں کا میرے ساتھ اس محل کے اندر رہنے کا اصل مقصد یہی ہے کہ وہ مجھ سے کسی نہ کسی طرح اس طلسمی دیوار کا عمل حاصل کریں۔ پہلے میں نے عہد کر رکھا تھا کہ اگر وہ قابل اعتماد اور بھروسے کے لائق ہوئے تو میں انہیں یہ عمل سکھا دوں گی۔"

"لیکن اب جبکہ مجھے تمہارا ساتھ اور حمایت حاصل ہے تو میں علانیہ طور پر انہیں کہہ دوں گی کہ میں یہ عمل انہیں نہیں سکھا سکتی۔"

"اے یوناف! ایک بات تو کہو؟"

یوناف نے مزاحیہ انداز میں پوچھا:

"کیا کہوں؟"

تزورہ نے بھی مسکراتے ہوئے کہا:

"میں تم سے دراصل یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ عارب، بیوسا اور بنیطہ کے ساتھ کسی تکرار یا جھگڑے میں اگر عزازیل بھی ملوث ہو گیا تو کیا اس کے مقابلے میں بھی تم میری مدد کرو گے۔"

یوناف نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور کہا:

"اے تزورہ! عزازیل تو کیا اس کے باپ کے مقابلے میں بھی میں تمہاری مدد اور حمایت کروں گا اور یاد رکھو اگر عزازیل نے تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو تب تمہاری حفاظت کرتے ہوئے اسے بھی مار بھگاؤں گا۔"

اس پر تزورہ نے پُراطمینان آواز میں کہا:

"اب میں پوری طرح مطمئن ہوں اور بے فکر ہو گئی ہوں۔ اور میں اس تاریکی میں آج سے عارب، بیوسا اور بنیطہ کی مخالفت کرنے اور تمہارا ساتھ دینے کا عہد کرتی ہوں۔"

یوناف نے کہا:

"اب تم آرام کرو۔ میں جاتا ہوں کیونکہ جس کام کے لیے میں آیا تھا وہ ہو چکا ہے اور ہاں جب بھی تمہیں میری ضرورت پڑے تم بلا جھجک دریائے نیل کے کنارے ممفس شہر کے جنوب میں منوطار کے محل میں آجانا"

یوناف خاموش ہو گیا کیونکہ تردرہ کے دروازے پر زور سے دستک ہوئی تھی۔

تردرہ چونک کر اپنے پلنگ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور کسی قدر بے تابی اور بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے اس نے کہا:

"یوناف! یوناف! تم فوراً یہاں سے چلے جاؤ۔ میرے خیال میں دروازے پر دستک دینے والے عارب، ابیوسا اور بنیظر ہیں۔ شاید انہیں تمہارے یہاں آنے کی اطلاع ہو گئی ہے اس لیے میں تم سے التجا کرتی ہوں کہ یہاں سے چلے جاؤ تاکہ یہ معاملہ یہیں دب کر آگے نہ بڑھنے پائے۔"

یوناف نے اپنے حصار سے باہر آتے ہوئے کہا:

"تم ان تینوں سے ڈر کیوں رہی ہو۔ آگے بڑھ کر دروازہ کھولو۔ میں دیکھتا ہوں وہ تینوں تمہارا کیا بگاڑتے ہیں۔"

تردرہ نے اس بار منت کرنے کے انداز میں کہا:

"نہیں۔ تم یہاں سے چلو یوناف! میں نہیں چاہتی کہ میرے اور تمہارے تعلقات کی ابتدا ہوتے ہی میری وجہ سے تمہارا ٹکراؤ ان تینوں سے ہو جائے۔ اے یوناف! میں عمر میں تم سے بڑی ہوں آج سے تم میرے چھوٹے اور عزیز بھائی ہو۔ اب تمہاری زندگی مجھے اپنی جان جیسی عزیز ہے لہٰذا میں ایک بار پھر تم سے التجا کرتی ہوں۔۔۔۔"

تردرہ کہتے کہتے رک گئی کیونکہ اس بار دروازے پر زوردار اور غضیلی دستک ہوئی تھی لہٰذا اپنی بات مکمل کیے بغیر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی!

دوسرا حصہ ختم ہوا

تیسرا حصہ بہت جلد آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے

اسلم راہی ایم اے
منیجر اے پی مرزا اینڈ کمپنی
پاک چیمبرز، ویسٹ وہارف روڈ کراچی

ابلیکا

حصّہ سوئم

اسلم راہی ایم۔اے

مکتبہ القریش ○ چوک اردو بازار ○ لاہور ۲

اپنے کمرے کا دروازہ کھولنے کے لیے ساحرہ تردرہ بھاگتی ہوئی دروازے کی طرف گئی تھی اس کے لمحہ اس کے چہرے پر تفکرات کا وحشیانہ رقص تھا اس کی آنکھوں میں اداسی کے طوفان اور طلاطم تھے دروازہ پاس جا کر ساحرہ تردرہ ٹھہری پھر اس نے مڑ کر یوناف کی طرف دیکھا اس کے یوں دیکھنے کے انداز سے یوناف کو ایسا لگا گویا اس کی وہاں موجودگی کی وجہ سے وہ ویرانیوں جیسی خاموشی اور بوسیدہ کفن کفن جیسی ویران ہو کر رہ گئی ہو چند ثانیوں تک ساحرہ تردرہ نے اخلاق کے شہر خاموش جیسی اداسی کے سے انداز سے یوناف کی طرف دیکھا اس وقت کمرے میں رات کی تنہائیوں کے انداز موت کا ایک خوف محیط تھا ساحرہ تردرہ کی یہ حالت دیکھ کر یوناف نے کوئی فیصلہ کیا پھر وہ اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتا ہوا وہاں سے روپوش ہو گیا تھا اور اس کے ایسا کرنے پر ساحرہ تردرہ کی حالت خوشگن تبسم کی کرنوں نجات کے خوابوں اور زندگی کی بشارتوں جیسی اطمنیان بخش ہو گئی تھی پھر اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر زنجیر اتارتے ہوئے دروازہ کھول دیا تھا دروازہ کھلتے ہی عارب یوسہ اور منیطہ طوفانی انداز میں سیلاب کے کسی خوف ناک ریلے کی طرح کمرے میں داخل ہوئے اور پھر ساحرہ تردرہ کی طرف غور اور شک وشبہ کے سے بھرپور نگاہوں سے ساحرہ کو دیکھتے ہوئے عارب نے پوچھا!

اے مقدس تردرہ تھوڑی دیر پہلے تمہارے کمرے سے کسی کی باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں ساحرہ تردرہ نے تعجب خیز انداز میں عارب کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا یہ تم آج کیسی گفتگو کر رہے ہو تم دیکھتے ہو کہ میرے کمرے کے دروازے کو زنجیر لگی ہوئی تھی اور میں نے یہ دروازہ ابھی ابھی تمہارے سامنے کھولا ہے پھر بھلا کون میرے دروازے میں داخل ہو سکتا ہے اور کس کے ساتھ میں گفتگو کر سکتی ہوں ویسے مجھے امید نہ تھی کہ تم میری ذات پر اس طرح کی الزام تراشیاں شروع کر دو گے اور سن رکھو میں تم تینوں پر یہ بھی واضح کر دوں کہ یوں رات کے وقت

تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ تم مجھے نیند سے بیدار کر کے اذیت اور کرب میں مبتلا کرو اب میں تینوں سے
یہی کہوں گی کہ اپنے کمروں میں جا کر آرام کرو اور آئندہ اس انداز سے کبھی بھی میرے ذاتی معاملات
میں دخل اندازی کی کوشش نہ کرنا اور تم تینوں میں سے کسی نے پھر مجھے ایسی نگاہ سے دیکھتے
ہوئے مجھ پر کسی بھی طرح کی الزام تراشی کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھو پھر میں بھی تم تینوں کے خلاف
ایسی حرکت میں آؤں گی کہ تمہیں اپنی یہ حالت ترک کرنے پر مجبور ہونا ہوگا۔

اس بار عارب نے غور اور استفہامیہ انداز میں یوسہ بینظہ کی طرف دیکھا، پھر اس نے دوبارہ
ساحرہ تردرہ کو مخاطب کرتے ہوئے کسی قدر نرم لہجہ اور دھیمی آواز میں کہا۔

اے مقدس ساحرہ کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا لہجہ اور تمہارا سلوک ہمارے ساتھ بدلا بدلا سا ہے
کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ تمہارا ہم پر کوئی بھروسہ اور اعتماد نہیں ہے عارب کے اس سوال پر ساحرہ تردرہ
نے زیادہ بپھرتے اور برہم ہوتے ہوئے کہا بھروسہ اور اعتماد تو تم تینوں کو مجھ پر نہیں ہے پھر تو اتنی رات
گئے چوری چھپے میرے کمرے کا طواف کرتے پھر رہے ہو اب اگر تم تینوں یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہاری پابند
ہوں تو پھر یہ تم تینوں کو غلط فہمی ہے میں آج تمہاری یہ غلط فہمی بھی دور کر دینا چاہتی ہوں اور یہ حقیقت
تم پر واضح اور آشکار کر دینا چاہتی ہوں کہ طلسمی دیوار کی اس عمارت کے اندر میں تمہاری وجہ سے
نہیں بلکہ تم تینوں میری وجہ سے رہ رہے ہو تمہاری حیثیت اس عمارت کے اندر ثانوی ہے
اور لیکن اس بات کو مصری ملکہ دلوکہ بھی جانتی ہے کہ تم تینوں اس عمارت میں میرے معاون کی حیثیت
سے کام کر رہے ہو جو کچھ تم نے آج کیا ہے اگر آئندہ بھی تم نے ایسی حرکت کرتے ہوئے مجھ پر کسی
قسم کا شک ظاہر کیا یا مجھے میری اجازت کے بغیر نیند سے بیدار کیا تو سن رکھو میری اور تمہاری راہیں
علیحدہ اور جدا ہوں گی اور یہ بات بھی اپنے پاس تحریر کر لو کہ میں صرف عزازیل کے کہنے پر تمہارا ساتھ
دے رہی ہوں ورنہ میں تم تینوں کی حقیقتاً کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتی۔

ساحرہ تردرہ کی یہ گفتگو عارب یوسہ اور بینظہ کی انا پر ایک بہت بڑی ضرب تھی اور وہ تینوں
ساحرہ تردرہ کی اس گفتگو پر تلملا سے گئے تھے تاہم عارب نے حالات کو اپنی گرفت میں رکھتے ہوئے
کہا اے مقدس ساحرہ میں سمجھتا ہوں کہ تم بے جا ہم پر ناراض اور خفا ہو رہی ہو ہم نے تم پر کوئی شک
اور شبہ نہیں کیا اور نہ ہی تمہاری ذات پر کوئی الزام تراشی کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ ہم نے تو
تمہارے کمرے سے اٹھتی ہوئی کچھ آوازیں سنی تھیں ہم تو تمہاری حفاظت کی خاطر اس طرف آئے
تھے تاکہ یہاں تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائے اے مقدس تردرہ اگر ہمارا یہ رویہ تمہارے لیے

ناگوار اور ناقابل برداشت ہے تو پھر میں معذرت خواہ ہوں اور آئندہ ہم تمہارے کسی بھی معاملہ میں
دخل اندازی نہ کریں گے اس کے ساتھ ہی عارب نے یوسہ اور بینظہ کو آنکھ کا اشارہ کیا اور وہ تینوں
ایک ساتھ وہاں سے باہر نکل گئے جب کہ ساحرہ تردرہ پہلے کی طرح دروازے کو زنجیر لگانے کے بعد اپنے
بستر میں دوبارہ جا گھسی

ساحرہ تردرہ کے کمرے سے ذرا ہٹ کر عارب نے یوسہ اور بینظہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا
اے میری بہنوں کیا تم دونوں ساحرہ تردرہ کے لب و لہجہ اور بولنے کے انداز میں بے رخی اور اجنبیت
محسوس نہیں کرتی ہو اس پر یوسہ نے جواباً کہا اے میرے بھائی تیرا اندازہ درست ہے ساحرہ تردرہ اس
سے قبل یوں ہمارے ساتھ پیش نہ آئی تھی آج ہمارے لیے اس کے بولنے کے انداز میں اجنبی پن اس کے
لہجہ میں ترشی اور تلخی تھی ایسا لگتا ہے۔

گویا کسی قوت نے اسے ہمارے خلاف ابھار اور بھڑکا دیا ہو اور اے میرے بھائی مجھے خدشہ
ہے کہ اس نے کہیں یوناف کے ساتھ رابطہ نہ کر لیا ہو یوسہ کے خاموش ہونے میں، بینظہ نے اپنے خیالات
کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے یوسہ میری بہن تمہارے خدشات کسی حد تک درست ہیں پھر یہ ساحرہ
کیسے اور کیوں کر یوناف کے ساتھ رابطہ قائم کر سکتی ہے جب کہ طلسمی دیوار کی تعمیر کے پہلے ہی دن ہم
یوناف کو ایک عذاب اور کرب میں مبتلا کر چکے ہیں پھر کیسے اور کیوں کر تردرہ اور یوناف کے تعلقات
استوار ہو سکتے ہیں مجھے یہ بھی خدشہ ہے کہ کہیں مصری ملکہ دلوکہ نے ہی ساحرہ کو یہ حکم نہ دیا ہو کہ وہ ہمارے
ساتھ ایسا رویہ اور سلوک رکھے بہر حال وجہ کچھ بھی ہو اب ہمیں تردرہ کے معاملہ میں محتاط اور چوکنا ہو جانا
چاہئے آخر میں عارب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے میری بہنوں اگر ساحرہ تردرہ
نے یوناف کے ساتھ رابطہ قائم کر لیا ہے تو پھر واقعی ہمیں محتاط ہو جانا چاہیے ورنہ یہ ساحرہ تردرہ یوناف
کے ساتھ مل کر ہمارے لیے خطرناک ثابت بھی ہو سکتی ہے۔ میری بہنوں رات کے اس وقت اب اس
موضوع کو ترک کرو اور اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو اور اس کے ساتھ ہی عارب وہاں سے ہٹ گیا جب کہ
یوسہ اور بینظہ اپنی خواب گاہ کی طرف چلی گئیں تھیں۔

تردرہ کے ساتھ اپنا معاملہ طے کرنے کے بعد یوناف دریائے نیل کے کنارے سے جب اپنے محل میں داخل ہوا تو ابلیکا اس کی گردن پر لمس دیتی ہوئی بولی اسے یوناف اب جب کہ تم طلسمی دیوار کے عمل کو حاصل کر چکے ہو تو آؤ اس گزرتی شب میں اس عمل کو استعمال کرتے ہوئے ہم بھی اس طلسمی دیوار کی تعمیر کریں

اور پھر اس دیوار کو ویسے ہی عارب کے خلاف حرکت میں لائیں جس طرح وہ تردرہ کی طلسمی دیوار کو ہمارے خلاف حرکت میں لایا تھا یوناف نے تائید کرتے ہوئے کہا تم ٹھیک کہتی ہو ابلیکا ابھی تھوڑی دیر تک میں اس دیوار کو مکمل کر لیتا ہوں پھر اسے عارب کے خلاف آزماتا ہوں اس گفتگو کے بعد یوناف اپنے محل کے اندرونی حصہ کی ایک دیوار کو طلسمی دیوار میں تبدیل کرنے لگا تھا جب کہ اس کام میں ابلیکا بھی اسکی مدد کر رہی تھی۔

جب وہ طلسمی دیوار تیار ہو گئی تو یوناف نے جلی ہوئی لکڑی کے ایک کوئلے سے دیوار پر عارب کی تصویر بنائی پھر اس تصویر کے پیٹ کے حصہ پر عارب کا نام لکھا پھر اس نے طلسمی دیوار کا عمل شروع کرتے ہوئے دیوار پر بنی ہوئی عارب کی تصویر کو چھری سے اذیتیں دینا شروع کر دی تھیں اس موقعہ پر ابلیکا نے پھر یوناف کی گردن پر لمس دیتے ہوئے مشورہ دیا اسے یوناف تم یوں ہی عارب کو اذیتیں دیتے رہو اور میں یہ دیکھ کر آتی ہوں کہ وہ تمہارے اس سری عمل سے کس قدر اذیت اور دکھ میں مبتلا ہے یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا ہاں ابلیکا یہ ٹھیک ہے میں عارب کو اذیتیں دینے کا سلسلہ جاری رکھتا ہوں تم جاؤ اور واپس آ کر مجھے اس کی حالت سے آگاہ کرو پس ابلیکا یوناف کی گردن سے علیحدہ ہو کر چلی گئی تھی۔

یوناف کے اس طلسمی دیوار کے عمل سے رات کے پچھلے حصہ میں عارب کرب اور اذیت میں تلملا اٹھا تھا اور وہ اپنے بستر سے اٹھ کر کمرے کے اندر ادھر ادھر بھاگتا ہوا شور و واویلا کرنے لگا تھا تھوڑی ہی دیر بعد اس کا شور سن کر یوسہ اور بنیطہ بھی بھاگتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئیں اور ان دونوں نے دیکھا عارب کی حالت بری ہو رہی تھی وہ اپنا سر پیٹنے کے ساتھ ساتھ چلا بھی رہا تھا۔ اور اس کے جسم کے مختلف حصوں سے خون بہہ کر اس کے کپڑوں کو رنگین کرتا جا رہا تھا یوسہ اور بنیطہ عارب کی حالت پر دونوں تڑپ کر رہ گئیں پھر وہ بھاگ کر آگے بڑھیں اور دونوں نے عارب کو پکڑ کر سنبھالا اور اسے اس کے بستر پر بٹھاتے ہوئے بنیطہ نے پوچھا اسے میرے بھائی تمہاری کیا حالت ہو رہی ہے اور تمہیں کیا تکلیف ہے۔

عارب نے انتہائی مشکل سے اپنی اس اذیت پر ضبط کرتے ہوئے کہا اسے میری بہنوں ایسا لگتا ہے جیسے ساحرہ تردرہ نے طلسمی دیوار پر میری تصویر بنا کر اسے اذیت دینی شروع کر دی ہو یقیناً یہ ویسی ہی اذیت ہے جو طلسمی دیوار سے دی جا سکتی ہے کیا تم دونوں نہیں دیکھتی ہو کہ میرے اس عذاب کے علاوہ میرے جسم پر جگہ جگہ خراشیں بھی از خود ہی آ گئیں ہیں اور ان سے خون نکلنا شروع ہو چکا ہے مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے کوئی انتہائی بے رحمی سے چھری کے ساتھ

میرے جسم کو اذیتیں دے رہا ہو اور یہ بھی سن رکھو میری بہنو کہ اگر یہ اذیت زیادہ دیر رہی تو میرے لیے یقیناً ناقابل برداشت ہو گی اور میں نہیں جانتا کہ پھر میرا انجام کیا ہو گا عارب کی اس گفتگو پر بوسہ نے انتہائی فکرمندی میں بینط کو مخاطب کر کے کہا اے بینط میری بہن! تم یہیں رہو اور عارب کو سنبھالو میں طلسمی دیوار کو جا کر دیکھتی ہوں کہ وہاں تروریہ نے عارب کی تصویر بنا کر اسے اذیت میں تو نہیں مبتلا کر رکھا ہو سکتا ہے کہ رات کے وقت جو ہماری اس سے تلخ کلامی ہوئی تھی تو اس کے نتیجہ میں اس نے یہ حرکت کر دی ہو اس پر بینط نے انتہائی غصہ میں دانت پیستے ہوئے کہا اگر ساحرہ تروریہ نے ایسی گری ہوئی حرکت کی تو وہ بھی ہمارے عذاب اور ہماری قہرمانی سے بچ نہ سکے گی اے بوسہ تم جاؤ دیکھ کر آؤ میں عارب کو سنبھالتی ہوں بس بوسہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائی اور وہ وہاں سے غائب ہو گئی تھی۔

تھوڑی ہی دیر بعد بوسہ لوٹ کر آئی اور اس نے عارب اور بینط کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے عارب اور بینط میں حیران ہوں کہ ساحرہ تروریہ سوئی ہوئی ہے اور طلسمی دیوار پر کسی قسم کی کوئی تصویر بھی نہیں پھر عارب یہ کیسی مصیبت اور اذیت میں مبتلا ہے خود دیکھ کر آ رہی ہوں کہ طلسمی دیوار بغیر کسی نقش کے ہے جب کہ ساحرہ تروریہ اپنی خواب گاہ میں گہری نیند سو رہی ہے اب سوچنے کا یہ مقام ہے کہ یہ عارب کو کس کی طرف سے اذیت پہنچائی جا رہی ہے اور اگر جیسا کہ عارب خدشات ظاہر کر رہا ہے یہ اذیت اسے طلسمی دیوار سے مل رہی ہے تو پھر میں سمجھتی ہوں کہ ساحرہ تروریہ کے علاوہ کوئی اور بھی طلسمی دیوار کا عمل جانتا ہے اور وہ اس وقت ہمارے خلاف متحرک ہے اور اے بینط یہ بھی ممکن ہے کہ جس طرح عزازیل نے ہمارے لیے طلسمی دیوار کا عمل جاننے والی اس ساحرہ تروریہ کو تلاش کیا ہے ایسے ہی کسی اور کو بھی یوناف نے بھی تلاش کر لیا ہو جو طلسمی دیوار کے عمل پر عبور رکھتا ہو اور اگر ایسا ہو چکا ہے تو پھر یوناف ہمارے لیے پہلے سے زیادہ خطرناک اور تکلیف دہ ہو جائے گا بوسہ کہتے کہتے خاموش ہو گئی تھی کیونکہ رات کے اس وقت ان کے کمرے میں عزازیل نمودار ہوا تھا اسے دیکھتے ہی بوسہ اور بینط کھڑی ہو گئیں تھیں۔

قریب آ کر عزازیل نے بوسہ اور بینط کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا کہ عارب کیسی اذیت میں مبتلا ہے جو اس کے جسم پر جگہ جگہ سے خون بہہ رہا ہے اور یہ ایک ناقابل برداشت تکلیف میں مبتلا دکھائی دے رہا ہے قبل اس کے بوسہ یا بینط میں سے کوئی بولتا عارب خود ہی عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا اے آقا مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے کوئی طلسمی دیوار کے عمل کو میرے خلاف حرکت میں لائے ہوئے ہو میں نے بوسہ کو بھیج کر پتہ کرایا ہے کہ شاید ساحرہ تروریہ کی طرف سے مجھے اس تکلیف میں مبتلا کرنے کی کوشش کی گئی ہو لیکن ساحرہ تروریہ اس وقت اپنے کمرے میں گہری نیند سو رہی ہے جب کہ طلسمی دیوار ہر طرح کے نقش سے خالی ہے پھر نہ جانے کس کی طرف سے مجھے ایسی تکلیف میں مبتلا کر لیا گیا ہے اور اگر یہ یوناف کی طرف سے ہے تو پھر یقیناً یوناف ہمارے لیے پہلے سے کہیں زیادہ خطرناک اور تکلیف دہ ہو چکا ہے۔

عارب کی یہ گفتگو سن کر عزازیل کے چہرے پر ہلکی ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ چند قدم آگے بڑھتا ہوا بولا اے عارب یہ کوئی اتنی اہمیت کی بات نہیں ہے دیکھو میں ابھی تمہیں اس اذیت سے نجات دیئے دیتا ہوں اس کے ساتھ ہی عزازیل آگے بڑھا اور پھر وہ عارب کی طرف اپنی پشت کر کے کھڑا ہو گیا اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے پاؤں کو کچھ پھیلایا اور دونوں بازو فضا کے اندر خوب اکڑا کر بلند کرتے ہوئے اس نے کوئی عمل شروع کیا جس کے جواب میں عارب کی تکلیف جاتی رہی تھی وہ بالکل پرسکون ہو گیا تھا اور اس کے جسم سے جو خون بہنے لگا تھا وہ بھی اب بند ہو چکا تھا عزازیل نے اپنے دونوں بازو فضا میں بلند رکھتے ہوئے ہی مڑ کر عارب کی طرف دیکھا اور اسے پرسکون پا کر اس نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا اے عارب جب تک میں اپنے اس انداز میں تمہارے سامنے کھڑا ہوں تمہیں کوئی اذیت اور تکلیف نہ ہو گی۔

○

یوناف اپنی طلسمی دیوار پر عارب کی بنائی ہوئی تصویر کو چھری سے اذیتیں دے رہا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور کہا اے یوناف اب اس عمل کو بند کر دو اس لیے کہ اس کی اب ضرورت نہیں رہی یوناف نے دیوار پر بنی ہوئی عارب کی تصویر سے چھری ہٹا لی اور پوچھا اے ابلیکا تم کیا کہنا چاہتی ہو اور اب اس عمل کی کیوں ضرورت نہیں رہی اس پر ابلیکا نے کہا اے یوناف تمہارے اس عمل سے عارب انتہائی تکلیف دہ اذیت میں مبتلا تھا اور اس کے جسم پر جگہ جگہ سے بھی خون بہنے لگا تھا میں یہ سب کچھ خود دیکھ کر آئی ہوں اور اس تکلیف پر عارب کو یہ شک گزرا تھا کہ شاید ساحرہ تروریہ نے اس کی یہ حالت کر دی ہے اس پر انہوں نے بوسہ کو پتہ کرنے کے لیے بھیجا لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران اور پریشان ہوئے کہ طلسمی دیوار پر کوئی نقش نہ تھا اور ساحرہ تروریہ اپنے کمرے میں گہری نیند سو رہی تھی پھر تھوڑی ہی دیر بعد اے یوناف وہاں عزازیل نمودار ہوا وہ عارب کے سامنے آ کھڑا ہوا ہے اور اس نے وہاں اپنا کوئی ایسا عمل کیا ہے کہ جس کی وجہ سے عارب کو طلسمی دیوار کی اس اذیت سے نجات مل گئی ہے لیکن اے یوناف ہم عارب کے ساتھ عزازیل کو بھی معاف نہ کریں گے اس لیے کہ عزازیل عارب بوسہ اور بینط سے بھی بدترین دشمن ہے لہٰذا اے یوناف عزازیل اس وقت جس انتہائی مشکل صورت میں ہے وہ میں تمہاری اس طلسمی دیوار پر تصویر بناتی ہوں لہٰذا تم

اس عزازیل کی شبیہ کو اپنے سری عمل سے اذیت دینا اور اس طرح وہی اذیت عزازیل کو بھی پہنچے گی اور اسے یہ احساس ہو جائے گا کہ اگر وہ عارب کی مدد کو آتا ہے تو عارب کی طرح اسے بھی عذاب میں مبتلا کیا جا سکتا ہے۔

یوناف نے محسوس کیا کہ ابیکا تیزی کے ساتھ اس کی گردن سے علیحدہ ہو گئی تھی پھر یوناف نے یہ بھی دیکھا کہ اس کی طلسمی دیوار پر وہاں کو نے کے ساتھ بڑی تیزی سے عزازیل کی شبیہ بننے لگی تھی جب طلسمی دیوار پر عزازیل کی وہ شبیہ مکمل ہو گئی تو ابیکا نے پھر یوناف کی گردن پر لمس دیتے ہوئے یوناف کو ہدایات دینے کے انداز میں کہا اے یوناف تھوڑی دیر قبل تک جس طرح تم عارب کی تصویر کو اذیت پہنچاتے رہے ہو ایسے ہی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر طلسمی دیوار پر بنی ہوئی عزازیل کی اس شبیہ کو اذیت دو اور پھر دیکھتے ہیں کہ عزازیل کیسے اور کیوں کر ہمارے سری عمل سے بچ سکتا ہے۔

ابیکا کی اس گفتگو پر یوناف کے چہرے پر گہری اور پر سکون مسکراہٹ بکھر گئی تھی اس کے ساتھ ہی اس نے چھری سنبھالی اور دیوار پر بنی ہوئی عزازیل کی تصویر پر اپنا سری عمل کرنے کے لیے وہ آگے بڑھا تھا عارب کو یوناف کی طرف سے طلسمی دیوار کے اذیت ناک عمل سے بچانے کے لیے عزازیل عارب کے سامنے اس کی طرف پشت کیے ہوئے کھڑا تھا اس وقت جب یوناف نے اس کے خلاف بھی

اپنے سری عمل کی ابتداء کی تو عزازیل ایک اذیت ناک تکلیف کا اظہار کرتے ہوئے زمین پر گر پڑا وہ بری طرح واویلا کرنے لگا تھا اور اس کے جسم پر مختلف جگہوں پر خراشیں آکر وہاں سے خون بہنے لگا تھا عارب ہوسہ اور منیطہ عزازیل کی اس حالت پر پریشان اور فکرمند ہو کر رہ گئے تھے اچانک عزازیل بے بسی کی حالت میں کمرے کے فرش پر گر گیا پھر وہ اپنے آپ کو طلسمی دیوار کے عمل سے بچانے کے لیے اپنی قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے وہ غائب ہو گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد عزازیل پھر عارب کے کمرے میں نمودار ہوا اور اس بار اس نے پر سکون انداز میں ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیزو کو عارب کی طرح مجھے بھی طلسمی دیوار کے عذاب میں مبتلا کر دیا گیا تھا لیکن میرا اس مصیبت میں مبتلا ہونا بھی تمہارے لیے سود مند ثابت ہوا ہے اس لیے کہ میں نے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ایک طریقہ بھی جان لیا ہے اور وہ یوں جب کوئی تمہیں طلسمی دیوار کی اذیت میں مبتلا کرے تو تم فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اپنی شکل تبدیل کر لو اور ایسا کرنے کے بعد تم یقیناً طلسمی دیوار کے عمل سے نجات پا لو گے اور وہ اس طرح

کہ جس وقت میں تمہارے سامنے طلسمی دیوار کے سحر میں مبتلا ہوا تو میں اپنی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے فوراً یہاں سے غائب ہو گیا پس میں جب انسانی صورت سے نکل کر اپنی اصلی حالت پر آیا تو وہ طلسم آپ سے آپ مجھ پر سے جاتا رہا پس میں تمہیں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ جب کبھی بھی تمہیں ایسی اذیت میں ڈالا جائے پھر تو پھر اپنی ہیت کو بدل کر تم اس سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہو۔

عزازیل ذرا رکا پھر ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے دوبارہ کہہ رہا تھا اور اے میرے عزیزو میری ایک اور بھی بات یاد رکھو کہ اب جب کہ ہم پر واضح ہو چکا ہے کہ ساحرہ تردرہ کے علاوہ بھی کوئی طلسمی دیوار کا عمل جانتا ہے اور اگر یہ عمل جاننے والا یوناف ہے تو پھر وہ ہمیں بار بار اس عذاب اور اذیت میں ڈالتا رہے گا پس تم کل سے ساحرہ تردرہ پر زور ڈالنا شروع کر دو کہ وہ تم تینوں کو طلسمی دیوار کا سحری عمل سکھا دے اور اے میرے عزیزو ذہن رکھو اگر ساحرہ تردرہ نے تم تینوں کو یہ عمل سکھانے سے انکار کر دیا تو پھر تم اسے دھمکی دے دینا کہ اگر اس نے تم تینوں کو طلسمی دیوار کا عمل نہ سکھایا تو وہ ہر صورت میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گی اور تم جانو ہر ایک کو اپنی جان عزیز ہوتی ہے پس جب ساحرہ تردرہ کو یہ خبر ہو جائے گی کہ اس نے اگر طلسمی دیوار کا عمل نہ سکھایا تو تم تینوں اس پر موت بن کر نازل ہو جاؤ گے تو وہ ہر صورت میں تم تینوں کو یہ عمل سکھانے پر آمادگی کا اظہار کر دے گی۔

اور یہ عمل سیکھنے کے بعد تم یقیناً آنے والے دور میں یوناف کو اپنے سامنے مجبور اور بے بس کر دینے پر قادر ہو جاؤ گے سوائے میرے عزیزو تم کل سورج طلوع ہونے کے بعد ساحرہ تردرہ سے سری عمل حاصل کرنے کی جدوجہد کا آغاز کر دو اس کے ساتھ ہی عزازیل وہاں سے چلا گیا تھا۔

دوسرے روز جب سورج طلوع ہو چکا اور عارب بوسہ بنیطہ اور تردرہ ایک ہی
کمرے میں بیٹھ کر صبح کے ناشتے سے فارغ ہو چکے اور ساحرہ تردرہ وہاں سے جانے لگی تو عارب
نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا اسے تردرہ تھوڑی دیر اور یہاں بیٹھو میں بوسہ اور بنیطہ ایک
اہم موضوع پر تمہارے ساتھ گفتگو کرنا چاہتے ہیں عارب کے کہنے پر تردرہ دوبارہ اپنی جگہ پر
بیٹھتی ہوئی بولی کہو تم تینوں مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہو اس پر عارب بوسہ اور بنیطہ نے ایک بار گہری
اور ذو معنی نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر آنکھوں ہی آنکھوں میں انہوں نے کوئی فیصلہ کر لیا

تھا تب عارب اس ساحرہ تردرہ کو مخاطب کرتے ہوئے بولا اے ساحرہ ہم تینوں نے مل کر یہ عہد اور
فیصلہ کیا ہے کہ آج ہر صورت میں ہم تم سے طلسمی دیوار کا سری عمل جان کر رہیں گے سوائے ساحرہ اپنے
اسی عہد اپنے اسی فیصلہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میں تمہیں تاکید تنبیہ کرتا ہوں کہ تم آج ہی ہمیں طلسمی دیوار کا
عمل سکھا دو ورنہ یاد رکھو ۔۔۔
عارب کی بات کاٹتے ہوئے ساحرہ تردرہ نے فوراً پوچھ لیا ورنہ تم میرا کیا بگاڑ
لو گے ساحرہ تردرہ کے اس سوال پر عارب کی آنکھوں میں حقارت بربھی رقص کرنے لگی
تھیں اس کی حالت صحرا کے شرربار بگولوں اور جان کنی کے خوفناک لمحات جیسی ہو گئی تھی پھر
اس نے جھلسا دینے والی آگ اور بجلیوں کی لپکتی زبان کی مانند ساحرہ تردرہ کو مخاطب کر کے رگوں
میں چنگاریاں بھر دینے والے لہجے اور ہولناک آواز میں کہا اے ساحرہ تردرہ تو کسی غلط فہمی اور
بدگمانی کے اندر مبتلا نہ رہنا ہم تینوں طلسمی دیوار کا عمل نہ جانتے ہوئے بھی سری قوتوں میں تم سے زیادہ
اہم اور پُر قوت ہیں بس میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ اگر تو نے آج ہمیں طلسمی دیوار کا سری عمل نہ سکھایا تو
آج کا دن تیری زندگی کا آخری دن ہو گا اور مجھے امید ہے کہ تم موت پر زندگی کو ترجیح دیتے ہوئے
ہمیں یہ سری عمل ضرور سکھا دو گی ۔
عارب کی اس گفتگو پر ساحرہ تردرہ کے حسین لبوں پر ہلکی ہلکی مگر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر
اس نے اپنی چنگاریاں برساتی ہوئی آنکھوں سے عارب کی طرف دیکھتے ہوئے طوفانی بھرپور قوت کا
مظاہرہ کرنے کے انداز میں کہا اے عارب تم تینوں خود کسی غلط فہمی اور بدگمانی میں مبتلا نہ ہونا اگر تم تینوں یہ
سمجھتے ہو کہ تم مجھے موت کی دھمکی دے کر میرا یہ طلسمی دیوار کا سری عمل حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ
گے ۔ نہیں ہرگز نہیں اور ــــــ اور
سنو! یہ تمہاری بدخیالی ہے اگر تم نے یہ عمل حاصل کرنے کے لیے مجھ پر سختی بھی کی تو یاد رکھنا میں
اس عمل کی ایسی حفاظت کروں گی کہ تم تینوں کے سامنے میں زندگی پر موت کو ترجیح دے دوں گی تم
تینوں مجھے صاف اور کھل کر سن لو کہ میں کسی بھی صورت تم تینوں کو طلسمی دیوار کا سری عمل نہ سکھاؤں گی ۔
پہلے میں نے ارادہ کیا تھا کہ اگر تم تینوں میرے بھروسہ اور اعتماد پر پورے اترے تو میں تمہیں یہ سکھا دوں
گی لیکن اب میں نے ٹھان لیا ہے کہ تم تینوں بدنیت ہونے کے ساتھ بدمعاملہ بھی ہو لہٰذا میں تم تینوں کو
یہ عمل سکھانے سے صاف طور پر انکار کرتی ہوں اس پر عارب نے حیوانی اور درندگی کی سی کیفیت
میں کہا اے ساحرہ تردرہ ہم تینوں تمہیں دوپہر تک کی مہلت دیتے ہیں اگر تم نے دوپہر تک ہمیں یہ

عمل نہ سیکھایا تو پھر یاد رکھو آج کے دن کی دوپہر تمہاری زندگی آخری دوپہر ہوگی۔

ساحرہ تردرہ فوراً اپنی جگہ پر اٹھی کھڑی ہوئی اور نفرت کا زہر برساتی ہوئی اپنی آواز میں اس نے کہا میں نے تم جیسے موت کی دھمکیاں دینے والے بہت دیکھ رکھے ہیں دوپہر بہت دور کی بات ہے میں ابھی وقت تمہیں پختہ عزم کے ساتھ کہتی ہوں کہ میں کسی بھی صورت تمہیں یہ سری عمل نہ سکھاؤں گی اس کے ساتھ ہی ساحرہ تردرہ نفرت کے اظہار کے طور پر زور سے پاؤں پٹختی ہوئی وہاں سے چلی گئی تھی ساحرہ تردرہ دراز کے یوں چلے جانے کے بعد عارب نے یوسہ اور بنیطہ کو مخاطب کرتے ہوئے رازدارانہ انداز میں کہا اے میری عزیز بہنوں تم دونوں اس ساحرہ تردرہ پر نگاہ رکھنا کہ وہ دوپہر تک یہاں سے نکل کر کہیں اور نہ جانے پائے وہ ہماری اس دھمکی کی اطلاع مصری ملکہ دلوکہ کو بھی کر سکتی ہے اور اگر ایسا ہوا تو سن رکھو ہم نہ صرف طلسمی دیوار کے عمل سے محروم ہو جائیں گے بلکہ مصری سرزمین کے اندر ہمارا رہنا بھی مشکل اور ناممکن ہو کر رہ جائے گا بس دوپہر تک ساحرہ تردرہ اگر اپنے کمرے سے نکل کر کہیں جانے کی کوشش کرے تو فوراً مجھے اطلاع کرنا ہم تینوں مل کر اس کا تعاقب کریں گے اور اگر اس نے مصری ملکہ دلوکہ کی طرف جانے کی کوشش کی تو ہم راستے میں ہی اس کا کام تمام کر کے رکھ دیں گے اس طرح ہم پر کوئی شک بھی نہیں کرے گا کہ ہم نے ساحرہ تردرہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے بلکہ لوگ یہی جانیں گے کہ ساحرہ کے کسی دشمن نے یہ کارروائی کی ہے۔

اے میری بہنوں تم اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر غائب ہو جاؤ اور ساحرہ تردرہ کے کمرے کے اطراف میں ٹہلتی رہو جب بھی وہ اپنے کمرے سے نکل کر کہیں جانے کی کوشش کرے تو فوراً مجھے اطلاع کر دینا! اب میں اپنے کمرے کی طرف جاؤں گا اس کے ساتھ ہی یوسہ اور بنیطہ اپنی سری قوتوں کو عمل میں لا کر وہاں سے غائب ہو گئیں تھیں جب کہ عارب وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔ عارب کو اپنے کمرے میں آ کر بیٹھے ہوئے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک یوسہ اور بنیطہ اس کے کمرے میں نمودار ہوئیں۔

پھر یوسہ نے بدحواسی آواز میں کہا اے عارب میرے بھائی تمہارے اندیشے اور خدشات درست ثابت ہوئے ہیں آؤ ہمارے ساتھ ساحرہ تردرہ کا تعاقب کریں اس لیے کہ وہ اپنے کمرے سے نکل کر کہیں جانے کا ارادہ رکھتی ہے اس پر عارب فوراً بول پڑا اور کہا آؤ میری بہنوں وقت ضائع کیے بغیر ہم تینوں ساحرہ تردرہ کا تعاقب کریں پس وہ تینوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور انسانی آنکھ سے اوجھل ہو کر وہ ساحرہ تردرہ کی طرف لپکے تھے انہوں نے دیکھا ساحرہ تردرہ

اپنے کمرے سے نکل کر عمارت سے باہر آئی پھر وہ دائیں ہاتھ مڑتی ہوئی دریائے نیل کے کنارے کنارے شمال کی طرف بڑھنے لگی تھی جب کہ عارب یوسہ اور بنیطہ انسانی آنکھ سے اوجھل ہی رہ کر اس کا تعاقب کر رہے تھے اس موقع پر عارب نے حیرت اور پریشانی میں ملے جلے جذبات میں یوسہ اور بنیطہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ اے میری بہنوں یہ ساحرہ تردرہ کدھر جا رہی ہے اگر یہ ملکہ دلوکہ کے محل کی طرف جانے کا ارادہ رکھتی ہے تو پھر مصری ملکہ کا محل تو جنوب میں رہ گیا ہے جب کہ ساحرہ تردرہ شمال کی طرف شہر سے باہر نکلنے کی کوشش کر رہی ہے۔

اس موقع پر حسین یوسہ نے بولتے ہوئے عارب سے کہا۔ اے عارب میرے بھائی کہیں ایسا تو نہیں کہ ساحرہ تردرہ کے یوناف کے ساتھ مراسم ہوں یوناف نے کسی قوت یا محبت سے کام لے کر اس سے طلسمی دیوار کا سری عمل بھی حاصل کر لیا ہو اور یہ ساحرہ تردرہ اس وقت ہمارے خلاف مدد حاصل کرنے کے لیے یوناف ہی کی طرف جا رہی ہو کیونکہ یہ دریائے نیل کے کنارے کنارے شمال کی سمت جدھر جا رہی ہے ادھر تو یوناف ہی کا محل ہے اس موقع پر بنیطہ نے توجیہہ انداز میں یوسہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے یوسہ میری بہن قسم خداوند لازوال کی تمہارے اندیشے درست ہیں یہ ساحرہ تردرہ یقیناً ہمارے خلاف مدد حاصل کرنے کے لیے یوناف ہی کی طرف جا رہی ہے۔

بنیطہ کے خاموش ہونے پر عارب نے فیصلہ کن انداز میں کہا اے میری بہنوں اگر یہ ساحرہ تردرہ ہمارے خلاف حرکت میں آنے کے لیے یوناف کی طرف جا رہی ہے تو پھر سن رکھو اس کی زندگی کے چند لمحات باقی ہیں اس لیے کہ جب یہ یوناف کے محل کی پہلی ہی سیڑھی پر قدم رکھے گی تو میں اس بدبخت اور بدنیت ساحرہ تردرہ کا کام تمام کر کے رکھ دوں گا۔

اس گفتگو کے جواب میں یوسہ نے تفکرات سے بھری ہوئی آواز میں کہا اے عارب میرے بھائی یہ بھی سن رکھو کہ یوناف کے محل کی پہلی ہی سیڑھی پر ساحرہ تردرہ کا کام تمام کرنے کے بعد ہمیں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے یہاں سے غائب ہو جانا پڑے گا اس لیے کہ جب یوناف کو اس ساحرہ تردرہ کے مرنے کی خبر ہوگی تو وہ ضرور ہمارے خلاف حرکت میں آئے گا اور اگر ساحرہ تردرہ کے اس کے ساتھ مراسم ہیں تو اسے یہ جاننے میں دیر نہ لگے گی کہ ساحرہ کا قتل ہم تینوں نے ہی کیا ہے لہٰذا وہ ضرور ہمارے خلاف حرکت میں آئے گا اور اس بار اس کا ہمارے خلاف حرکت میں آنا زیادہ اندیشہ ناک ہوگا اس لیے کہ اپنی پہلی سری قوتوں کے علاوہ یوناف یقیناً ساحرہ تردرہ سے طلسمی دیوار کا سری عمل بھی حاصل کر چکا

ہوگا اور ہوسکتا ہے اس سری عمل کے علاوہ بھی یوناف نے ساحرہ تردرہ سے دیگر نفع بخش عمل بھی حاصل کر لیے ہوں ایسی صورت میں یوناف ہمارے لیے پہلے کی نسبت زیادہ ضرر رساں اور خطرناک ثابت ہوگا پس ہمیں یوناف کی اذیت سے بچنے کے لیے طلسمی دیوار کی عمارت سے کچھ عرصہ کے لیے غائب رہ کر عزازیل کے احکامات کا انتظار کرنا چاہیے اور پھر عزازیل کے احکامات ملنے کے بعد ہم اپنے لیے کسی نئے لائحہ عمل کی ابتدا کریں گے۔

بیوسہ جب خاموش ہوئی تو عارب نے کہا اے بیوسہ میری بہن میں سو فی صد تمہارے خیالات سے اتفاق کرتا ہوں یقیناً ساحرہ تردرہ کا خاتمہ کرنے کے بعد ہمیں ممفس شہر سے غائب رہ کر عزازیل کے احکامات کا انتظار کرنا ہوگا اور میرا خیال ہے کہ ساحرہ تردرہ کو قتل کرنے کے بعد ہم سقارہ کے ان میدانوں کی طرف نکل جائیں گے جہاں پر ماضی کے فرعونوں نے اپنے احرام تعمیر کر رکھے ہیں۔

عارب کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ ساحرہ تردرہ دریائے نیل کے بائیں کنارے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتی ہوئی اب یوناف کے محل کے قریب آگئی تھی اس پر عارب نے پھر اپنے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہا اے میری بہنوں تمہارے اندیشے درست ثابت ہوئے کہ ساحرہ تردرہ یقیناً یوناف ہی کی طرف آرہی ہے اور میرے خیال میں یہ یوناف کو طلسمی دیوار کا عمل سکھا چکی ہے۔ اور گزشتہ رات جو مجھے اور محترم عزازیل کو اذیت اور کرب میں مبتلا کیا گیا تھا تو میں سمجھتا ہوں یہ عمل یوناف ہی کی طرف سے تھا۔

پس اے میری بہنوں تم دیکھتی ہو کہ یہ ساحرہ تردرہ یوناف کے محل کے بالکل قریب آرہی ہے سو تم دیکھو جب یہ پہلی ہی سیڑھی پر قدم رکھتی ہے تو میں کیسے ہولناک انداز میں اس کا خاتمہ کیے دیتا ہوں عارب کی اس گفتگو پر بیوسہ اور بینطہ خاموش ہی رہیں۔ اور ساحرہ تردرہ یوناف کی طرف جانے کے لیے آگے بڑھتی ہوئی جب اس کے محل کے قریب آئی اور جوں ہی اس نے ان سیڑھیوں پر قدم رکھنا چاہا جو محل کے سامنے دریائے نیل تک پھیلی ہوئی تھیں۔

تو عارب اپنے کسی سری عمل کو حرکت میں لایا اور جوں ہی اس نے اپنا ہاتھ ساحرہ تردرہ کی طرف بلند کیا تو پہلی ہی سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے ساحرہ تردرہ نے ایک ہولناک اور کرب خیز چیخ بلند کی اور پہلی ہی سیڑھی پر گرتے ہوئے وہ تڑپ تڑپ کر ختم ہو گئی تھی جب کہ عارب بیوسہ اور بینطہ فوراً وہاں سے چلے گئے تھے۔

یوناف اور قرطلیہ تمنت نام کی بستی کے مغربی حصے میں نمودار ہوئے۔ اس لمحہ ابیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور ابھی ابیکا اس سے کچھ کہنے ہی والی تھی کہ یوناف نے پہلے

ساحرہ تردرہ کی کرب ناک چیخ سن کر یوناف بھاگتا ہوا جب اپنے محل سے باہر نکلا تو اس نے دیکھا تو دریائے نیل کے کنارے اس کے محل کی پہلی سیڑھی پر ساحرہ تردرہ کی لاش پڑی ہوئی تھی وہ بدحواس ہو کر وہاں بیٹھ گیا اور ساحرہ تردرہ کی جب اس کی حالت کا جائزہ لیا تو وہ اداس اور افسردہ ہو گیا تھا اس لیے کہ ساحرہ تردرہ مر چکی تھی یوناف اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور غصے کی حالت میں اس نے خلاء میں گھورتے ہوئے کہا ساحرہ میں جانتا ہوں کہ تیرے قاتل کون ہیں تو ضرور عارب بوسہ اور بینطہ کے خلاف مجھ سے مدد طلب کرنے کے لیے آئی ہو گی اور ان تینوں نے تمہارا خاتمہ کر دیا ہو گا۔

کاش تم میرے پاس پہنچنے میں کامیاب ہو جاتی تو میں ان درندوں اور وحشیوں سے ضرور تیری حفاظت کرتا! کاش مجھے خبر ہوتی کہ وہ خونی بھیڑیے تیرے درپے ہیں تو میں ضرور تیری مدد کو پہنچتا پھر یوناف کو نہ جانے کیا خیال گزرا کہ وہ پکار اٹھا۔ ابلیکا۔ ابلیکا تم کہاں ہو ابلیکا کی طرف سے کوئی جواب نہ ملنے پر یوناف نے پھر پکارا! اے ابلیکا تو کہاں ہے مصیبت اور دکھ کے ان لمحات میں میں بڑی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔

چند ہی لمحوں بعد ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا پھر اس نے دکھ اور پریشانیوں کی بھرپور آواز میں پوچھا اے یوناف یہ کیا ہوا تمہارے اس محل کی سیڑھیوں پر میں ساحرہ تردرہ کی لاش دیکھ رہی ہوں کس نے اس کے ساتھ یہ ظلم اور زیادتی کی ہے یوناف نے افسردہ اور غمگین سی آواز میں کہا۔ اے ابلیکا میں سمجھتا ہوں عارب بوسہ اور بینطہ نے اس ساحرہ تردرہ کا خاتمہ کر دیا ہے میرے خیال میں ان تینوں نے اس سے طلسمی دیوار کا سری عمل جاننے کی کوشش کی ہو گی اور اس ساحرہ نے ان کے دباؤ کو قبول نہ کرتے ہوئے انہیں یہ سری عمل بتانے سے انکار کر دیا ہو گا اور ان کے خلاف مدد حاصل کرنے کے لیے یہ ساحرہ میری طرف آئی ہو گی جب کہ ان تینوں نے اس کا تعاقب کیا ہو گا اور پھر مزید یہ کہ ان تینوں نے اسے خاص طور پر میرے محل کی سیڑھیوں پر ختم کر دیا تاکہ میں یہ جان جاؤں کہ انہوں نے مجھ سے مدد حاصل کرنے کی اس ساحرہ کو کس قدر بھیانک اور خوف ناک سزا دی ہے پس اے ابلیکا میں چاہوں گا کہ تم دیکھ کر آؤ کہ عارب بوسہ اور بینطہ اس وقت طلسمی دیوار کی عمارت کے اندر ہی ہیں۔

اگر ایسا ہے تو میں اسی وقت ان کی طرف جاؤں گا اور ان سے اس ساحرہ کا انتقام لوں گا! ابلیکا نے جواب میں کچھ بھی نہ کہا اور وہ یوناف کی گردن پر لمس دیتی ہوئی وہاں سے ہٹ گئی تھی۔ جب کہ یوناف وہیں ساحرہ تردرہ کی لاش پر کھڑا ہو کر اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگا تھا تھوڑی دیر

بعد ابلیکا لوٹ کر آئی اور یوناف کی گردن پر اس نے پھر لمس دیتے ہوئے غمگین سی آواز میں کہا اے یوناف میرے حبیب وہ تینوں اس وقت طلسمی دیوار کی عمارت میں موجود نہیں ہیں میرا خیال ہے کہ وہ اس ساحرہ تردرہ کا خاتمہ کرنے کے بعد کہیں روپوش ہو چکے ہیں یوناف نے ابلیکا کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا اپنے محل کے اندر جا کر وہ ایک کدال لے کر دوبارہ باہر آیا دریائے نیل کے کنارے اپنے محل کی سیڑھیوں کے پاس اس نے ایک کھودا اور ساحرہ تردرہ کو وہاں اس نے دفن کر دیا تھا۔

تھوڑی دیر تک یوناف ساحرہ تردرہ کی قبر پر افسردہ حالت میں کھڑا رہا پھر وہ کدال کندھے پر رکھے اپنے محل میں اندر داخل ہوا اور جب اس نے کدال فرش پر رکھ دی تو وہ ایک نشست پر بیٹھ گیا اور ساتھ ہی اس نے ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ اے ابلیکا تو کہاں چلی گئی تھی میں نے تجھے کتنی بار پکارا تب کہیں جا کر تم نے میری گردن پر لمس دیا اے ابلیکا اکثر ایسا ہوا ہے کہ تم رونما ہونے والے حالات سے پیشگی اطلاع اور خبر کر دیا کرتی تھی۔

کاش اس ساحرہ تردرہ کے سلسلے میں بھی تم یہاں موجود ہوتی اور مجھے قبل از وقت اطلاع دے دیتی کہ عارب بوسہ اور بینطہ ساحرہ تردرہ کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ اور ہدف بنانے والے ہیں اور اگر ایسا ہو جاتا تو یقیناً میں ان ظالموں سے ساحرہ تردرہ کی حفاظت کر سکتا اے ابلیکا کاش تم یہاں ہوتی کیا میں جان سکوں گا کہ جب ساحرہ تردرہ کے ساتھ یہ معاملہ ہو رہا تھا تو تم اس وقت کہاں تھیں۔

اس موقعہ پر ابلیکا نے اپنی موجوں کے گیت بارش کے سنگیت اور حسن کے لحنوں جیسی آواز میں کہا اے یوناف میں فلسطین کی سرزمین سے لوٹ رہی ہوں مجھے افسوس ہے کہ عارب بوسہ اور بینطہ کے ہاتھوں ساحرہ تردرہ کا قتل ہو گیا ہے کاش اس موقعہ پر میں یہاں ہوتی اور ان ظالموں کے مقابل میں ضرور ساحرہ تردرہ کی مدد کرتی پر اے یوناف اب جب کہ ساحرہ تردرہ کا معاملہ ہو چکا ہے اس کے علاوہ عارب بوسہ اور بینطہ بھی یہاں سے بھاگ چکے ہیں تو میں سمجھتی ہوں ہمارا دریائے نیل کے کنارے شوطار کے اس محل میں یوں فضول ٹھہرنا بھی مناسب نہیں ہے اے یوناف موسیٰ کی موت کے بعد بنی اسرائیل یوشع بن نون کی سرکردگی میں ارضِ کنعان داخل ہونے والے ہیں۔

اس موقعہ پر تمہیں یہ مشورہ دوں گی کہ فی الحال جب کہ عارب بوسہ اور بینطہ بھی یہاں موجود نہیں ہیں تم ساحرہ تردرہ کے انتقام کو التوا میں ڈال دو اور آؤ ارضِ کنعان کا رخ کریں اور ان کے اندر رہ کر یہ دیکھیں کہ خداوند اپنے عہد اور وعدہ کے مطابق کس طرح بنی اسرائیل کو ارضِ کنعان کے اندر داخل ہونے کی سعادت فرماتے ہیں۔

اے یوناف بنی اسرائیل کے اندر اس وقت یوشع بن نون اور قالب بن یوفنا کی صورت میں نیکی کے فروغ اور نیکی کا کام کرنے والے لوگ موجود ہیں پس ہمیں بھی ان کے ساتھ اور بنی اسرائیل کے اندر رہ کر نیکی کے پھیلاؤ کا کام کرنا چاہئے لہٰذا آؤ شوطار کے اس محل سے نکل کر ارضِ کنعان کا رخ کریں اور دیکھیں کہ کس طرح بنی اسرائیل پر خداوند کے عہد کی کیسے تکمیل ہوتی ہے۔

ابلیکا کے خاموش ہونے پر یوناف نے دلگیری آواز میں کہا اے ابلیکا اپنے محل کی سیڑھیوں پر ساحرہ تورہ کی لاش دیکھنے کے بعد میں نے اپنے دل میں عہد کیا تھا کہ میں ساحرہ تورہ کے اس قتل کا انتقام عارب یوسہ اور بلنطہ سے ضرور لوں گا۔ اب جب کہ وہ تینوں یہاں سے بھاگ چکے ہیں اور تم مجھے ارض کنعان کی طرف چلنے کا مشورہ دے رہی ہو تو اے ابلیکا میں نے ان حالات میں یہی فیصلہ کیا ہے کہ ساحرہ تورہ کے انتقام کو التوا میں ڈالتے ہوئے میں ارض کنعان کا رخ کروں گا لیکن اے ابلیکا کیا ایسا مناسب نہ ہوگا کہ اس محل سے نکلنے سے پہلے اس محل کے اندر ایک ایسا عمل کر دوں کہ اگر اس محل کے اندر کوئی آباد ہونے کا ارادہ کرے تو وہ اپنے ارادہ کی تکمیل نہ کر سکے اس پر ابلیکا نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا یوناف تم ایسا عمل شوطار کے محل میں ضرور ڈالو تاکہ جب تم یہاں واپس آنا چاہو یہ محل تمہیں خالی اور غیر آباد حالت میں ملے۔

پس یوناف نے شوطار کے اس محل کے اندر اپنا کوئی سری عمل ڈالا پھر اس نے بلند آواز میں ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ابلیکا آؤ اب ارضِ کنعان کی طرف روانہ ہوں اور دیکھیں کہ اس مقدس سرزمین کے اندر خداوند کے عہد کی کیسے تکمیل ہوتی ہے اس کے ساتھ ہی یوناف دریائے نیل کے کنارے شوطار کے محل سے ارضِ کنعان کی طرف کوچ کر گیا تھا

مصر سے نکل کر یوناف شطیم کے مقام پر بنی اسرائیل میں آ شامل ہوا تھا اور موسیٰ کی وفات کے بعد خداوند نے ان کے خلیفہ یوشع بن نون کو مخاطب کرتے ہوئے وحی کے ذریعے یوں فرمایا اے یوشع، جب کہ میرا بندہ موسیٰ گزر گیا ہے سو جب تو اٹھ اور ان سب لوگوں کو ساتھ لے کر اس پار سرزمین میں جا۔

جسے میں بنی اسرائیل کو دیتا ہوں اور اے یوشع جس جس جگہ تمہارے پاؤں کا تلوا لگے اسے میں نے تجھے دیا جس طرح میں نے موسیٰ کے ساتھ وعدہ کیا تھا سو بیابانوں اور اس لبنان سے لے کر بڑے دریا فرات تک کا سارا ملک اور مغرب میں بڑے سمندر تک تمہاری حکومت ہوگی تیری زندگی تک کوئی شخص تیرے سامنے کھڑا رہ نہ سکے گا اور جس طرح میں تیرا خداوند موسیٰ کے ساتھ ویسے ہی میں

تیرے ساتھ بھی ہوں میں نہ تجھ سے دست بردار ہوں گا اور نہ تجھے چھوڑوں گا سوائے یوشع تو مضبوط ہو جا اور حوصلہ رکھ کیونکہ تو اس قوم کو اس ملک کا وارث کرائے گا جسے اس نے اباؤ اجداد سے وعدہ کیا تھا کہ میں انہیں یہ سرزمین دوں گا۔

اور اے یوشع لوگوں سے کہو کہ وہ اس ساری شریعت پر عمل کریں جس کا حکم میرے بندہ موسیٰ نے تم لوگوں کو دیا تھا اور تو بھی اسی شریعت پر کاربند رہ اس سے نہ دائیں ہاتھ اور نہ بائیں ہاتھ مڑنا تاکہ جہاں تو جائے تجھے خوب کامیابی حاصل ہو سو شریعت کی یہ کتاب تیرے سامنے سے نہ ہٹے بلکہ تجھے دن اور رات اسی کا دھیان ہو تاکہ جو کچھ اس میں لکھا ہے اس سب پر تم لوگ احتیاط سے عمل کرو اور اگر تم لوگوں نے ایسا کیا تو اقبال مندی تمہارا نصیب بن کر رہ جائے گی

بنی اسرائیل اس وقت چونکہ شطیم کے مقام پر پڑاؤ کئے ہوئے تھے اور شطیم سے آگے بڑھنے کے لیے سب سے پہلے یریحو کی سرزمین آتی تھی لہٰذا یوشع بن نون نے یہ خیال کیا کہ یریحو پر حملہ آور ہونے سے پہلے اس سرزمین کی جاسوسی کر لینی چاہیے تاکہ اس کے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے اس ملک پر حملہ کیا جائے اس مقصد کے لیے یوشع بن نون نے بنی اسرائیل میں سے دو آدمیوں کا انتخاب کیا ان دو میں سے ایک کا نام کیمم اور دوسرے کا نام یوسیاہ تھا۔ پس یوشع بن نون نے ان دونوں کو طلب کیا جب یہ کیمم اور یوسیاہ یوشع بن نون پاس آئے تو آپ نے انہیں مخاطب کر کے کہا اے میرے عزیزو خداوند کے حکم کے مطابق اب مجھے بنی اسرائیل کو لے کر آگے پیش قدمی کرنا ہو گی لہٰذا میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ شطیم سے یریحو کی طرف سے کوچ کرنے سے پہلے تم دونوں یریحو کی سرزمین کی طرف جاؤ وہاں کے حالات کا جائزہ لو اور پھر واپس آ کر مجھے وہاں کے سارے حالات سے آگاہ کرو اور پھر میں ان ہی حالات کے مطابق اس سرزمین پر حملہ آور ہوں گا۔

یوشع بن نون جب خاموش ہوئے تو ان دونوں میں سے یوسیاہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے یوشع کیا ہمیں خاص یریحو شہر کا رخ کرنا چاہئے اور وہاں کے حالات کا جائزہ لے کر واپس شطیم کی طرف چلے آنا چاہئے یوسیاہ کے استفسار پر یوشع بن نون نے کہا اے یوسیاہ ایسا ہی ہو گا تم دونوں یہاں سے اموریوں کی سلطنت کے مرکزی شہر یریحو کی طرف روانہ ہو جاؤ اس قوم کا بادشاہ اپنے مرکزی شہر میں ہی رہتا ہے لہٰذا اس قوم کے مفصل حالات تم دونوں کو یریحو شہر سے ہی مل جائیں گے پس ان حالات سے متعلق خبریں حاصل کرنے کے بعد تم دونوں واپس شطیم چلے آنا اور اس کے بعد ہم اموریوں کی سلطنت پر اپنے حملہ کی ابتدا کریں گے اب تم دونوں یہاں سے کوچ کر جاؤ اور اس کے ساتھ ہی یوسیاہ اور کیمم۔

یوشع بن نون کے سامنے سے ہٹ کر یریحو کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

یوسیاہ اور کیسم ایک روز یریحو شہر میں داخل ہوئے انہوں نے دیکھا وہ ایک بہت بڑا اور بارونق شہر تھا اور اس کے گرد پتھروں سے بنی ہوئی ایک خوب چوڑی اور مضبوط فصیل تھی شہر میں داخل ہونے کے بعد کیسم نے یوسیاہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے دوست اب جب کہ ہم اس اجنبی شہر میں داخل ہو چکے ہیں تو میں تمہیں یہ مشورہ دوں گا کہ ہمیں کسی ایسے مکان یا ایسی سرائے کے اندر قیام کرنا چاہیئے جو بالکل شہر کی فصیل کے قریب ہو اس لیے کہ اگر خدانخواستہ یہاں کے باشندوں اور بادشاہ کو یہ خبر ہو گئی کہ ہم جاسوسی کی غرض سے ان کے شہر میں داخل ہوئے ہیں اور انہوں نے ہمیں گرفتار کرنے کی کوشش کی تو اگر ہم کسی ایسے مکان میں ٹھہرے ہوں جو فصیل کے قریب ہو تو وہاں سے ہمارے بھاگ نکلنے اور بچ جانے کے موقع پیدا ہو سکتے ہیں کیسم کی اس گفتگو پر یوسیاہ نے توصیفی انداز میں کیسم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے کیسم میرے عزیز تمہارا مشورہ بے حد معقول ہے لہٰذا آؤ پہلے کسی ایسی سرائے تلاش کریں جو شہر کی فصیل کے قریب ہو پس وہ دونوں یریحو شہر کے اندر گھومنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر تک کیسم اور یوسیاہ دونوں یریحو شہر کے اندر گھوم پھر کر جائزہ لیتے رہے اس دوران انہوں نے مختلف لوگوں سے بنی اسرائیل کے متعلق طرح طرح کے سوالات کرتے ہوئے ان کے خیالات جاننے کی بھی کوشش کی تھی لیکن انہیں کوئی ایسی سرائے نہ ملی جو شہر کی دیوار کے قریب ہو تاہم ایک قریب بازار سے گزرتے ہوئے ان کی نگاہ ایک ایسی عورت پر پڑی جو اپنے مکان کے بیرونی دروازے پر بیٹھی ہوئی تھی اور انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ وہ مکان جس کے دروازے پر وہ عورت بیٹھی ہوئی تھی وہ مکان بالکل شہر کی فصیل کے ساتھ ملا ہوا تھا پھر یوسیاہ اور کیسم دونوں عورت کے پاس آئے اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کیسم نے پوچھا۔

اے خاتون ہم دونوں اس شہر میں اجنبی ہیں اور ایک خاص مقصد کے تحت اس شہر میں داخل ہوئے ہیں ہم کافی دیر سے اس شہر کے اندر گھوم پھر رہے ہیں اور ہمیں ایسی سرائے کی تلاش ہے جو شہر کی فصیل کے قریب ہو لیکن ہم ایسی کوئی سرائے تلاش کرنے میں ناکام رہے ہیں اے خاتون کیا تم ہم دونوں کو اس یریحو شہر کے اندر کسی ایسی سرائے کی نشاندہی کر سکتی ہو جو شہر کی فصیل کے ساتھ ہو اس عورت نے اس سوال پر پہلے ان دونوں کا جائزہ لیا پھر اس نے مدہم اور دھیمی سی آواز میں کہا۔

اے اس شہر میں داخل ہونے والے اجنبیو! سنو اس یریحو شہر کے اندر کوئی بھی سرائے ایسی نہیں ہے جو شہر کی فصیل کے قریب ہو ہاں اگر تم کسی احتیاط کے تحت ایسی جگہ قیام کرنا چاہتے ہو تو جو شہر کی

فصیل کے قریب ہو تو تمہارے قیام کے لیے میرا یہ ذاتی مکان حاضر ہے تم اس کے اندر جب تک چاہو قیام کر سکتے ہو اس عورت کی اس پیشکش پر یوسیاہ اور کیسم نے ایک دوسرے کو خوشی اور اطمینان کے سے انداز میں دیکھا۔

آنکھوں ہی آنکھوں میں انہوں نے کوئی فیصلہ کیا تب یوسیاہ نے اس عورت کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے خاتون تیرا کیا نام ہے اور تیرے گھر کے کتنے افراد ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ تو ہمیں اپنے گھر میں قیام کرنے کی پیشکش کر دے اور تیرے گھر کے دوسرے افراد اس پر آمادہ نہ ہوں سو اس وجہ سے تنازعہ اور جھگڑا اٹھ کھڑا ہو اور اگر ایسا ہوا تو یہ معاملہ ہمارے لیے ناپسندیدہ ہوگا۔

اس عورت نے یوسیاہ کے استفسار پر بتایا اے اجنبیو! پہلے تم دونوں اپنے نام کہو اس کے بعد میں تفصیل سے اپنا تعارف کراتی ہوں اس پر یوسیاہ بولا اے خاتون میرا نام یوسیاہ اور میرے ساتھی کا نام کیسم ہے اور ہم دونوں شطیم کی سرزمین کی طرف سے آئے ہیں جب یوسیاہ خاموش ہوا تب اس عورت نے کہا اے یوسیاہ میرا نام راحب ہے میں کسبی ہوں یعنی ایک پیشہ ور عورت ہوں اور اس مکان کے اندر میرے علاوہ کوئی دوسرا نہیں رہتا پس جب کہ میں تمہیں یہاں قیام کرنے کی پیشکش کر رہی ہوں تو اس گھر کے اندر کوئی اور ایسا فرد نہیں ہے جو تمہارے یہاں قیام کرنے میں مانع ہو پس تم بخوشی اندر آؤ اور جب تک چاہو میرے اس مکان کے اندر قیام کرو ساتھ ہی ساتھ میں تمہیں یہ بھی بتاتی چلوں کہ گو میں اس مکان کے اندر ایک ایسی عورت کی حیثیت سے اکیلی ہی رہتی ہوں لیکن اس شہر کے اندر میرے یہاں باپ بہن بھائی اور بہت سے دیگر رشتے دار بھی رہتے ہیں پر وہ ایسے مکانوں میں قیام کئے ہوئے ہیں جو یہاں سے فاصلہ پر ہونے کے علاوہ شہر کے وسطی حصہ پر ہیں تم یہاں اطمینان اور سکون سے قیام کر سکتے ہو۔

کیسم نے راحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے خاتون جیسا کہ تم خود بتا چکی ہو کہ تم ایک کسبی اور پیشہ ور عورت ہو پس ہم تمہارے ہاں قیام کرنے کے لیے تیار ہیں اور تمہیں یہاں قیام کرنے کا معقول معاوضہ بھی دیں گے لیکن اے خاتون گواہ رہنا تمہارے ہاں قیام کرنے کے دوران ہم یہ بھول جائیں گے کہ تم ایک پیشہ وار اور کسبی عورت ہو اور نہ ہی تمہارے ان کاموں سے ہمارا کوئی سروکار ہوگا ہم دونوں شرفاء میں سے ہیں اور تمہارے ہاں قیام کے دوران ہماری اور تمہاری باہمی حیثیت کی سی ہوگی قصہ کیسم کی اس گفتگو پر راحب خوش ہو گئی اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنے گھر کا دروازہ کھولا اور پھر اس نے انتہائی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اگر ایسا ہے تو پھر دونوں آؤ جب تک چاہو اس گھر میں باعزت طور پر اس کے اندر قیام کر لو پس راحب کے کہنے پر یوسیاہ اور کیسم دونوں اس راحب کے گھر میں داخل ہو کر وہاں قیام

پذیر ہو گئے تھے

بوسیاہ اور کیسم نے چند روز تک راحب کے گھر قیام کیا اور اس دوران شہر کے اندر گھوم پھر کر انہوں نے اپنی سودمندی کے لیے کافی اطلاعات فراہم کر لی تھیں ایک روز جب کہ وہ دونوں شام کا کھانا کھانے کے بعد گھر پر بیٹھے ہوئے تھے تو دروازے پر دستک ہوئی اس دستک پر بوسیاہ اور کیسم دونوں چونک اٹھے اور دونوں مستعد ہو کر دیوان سے ملحقہ کمرے میں آ کھڑے ہوئے دستک چونکہ دیوان خانے کے دروازے پر ہوئی تھی اور جب راحب نے وہ دروازہ کھولا تو تین مسلح جوان دیوان خانے میں داخل ہوئے اور راحب کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے پوچھا اے راحب کیا گزشتہ چند دنوں کے دوران دو آدمیوں نے تمہارے ہاں قیام کیا ہے ان دونوں کے نام بوسیاہ اور کیسم بتائے گئے ہیں وہ دونوں ہی بنی اسرائیل کے جاسوس ہیں۔

اور وہ اس لیے ہمارے شہر میں داخل ہوئے ہیں تاکہ وہ یہاں کے حالات جاننے کے بعد قوم کو مطلع کریں اور اس کے بعد ان ہی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ ہماری سرزمین پر حملہ آور ہو جائیں گے لیں اے راحب ہمیں ہمارے بادشاہ نے تمہاری طرف بھیجا ہے اور ان ناموں کے دو جوان اگر تمہارے ہاں قیام کیے ہوئے تو تمہاری حب الوطنی کا تقاضہ یہی ہے کہ تم ان دونوں کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ سن رکھو تمہارے مکان کی تلاشی لیں گے اور تلاشی کے دوران اگر ہم نے ان دونوں جوانوں کو تیرے گھر کے اندر سے ڈھونڈ نکالا تو پھر سن رکھو تمہاری حالت یریحو کے رہنے والوں کے لیے عبرت ہو کر رہ جائے گی۔

بوسیاہ اور کیسم نے ساتھ والے کمرے میں کھڑے ہو کر جب یہ گفتگو سنی تو وہ دونوں حرکت میں آئے اس کمرے سے نکل کر وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے مکان کی چھت پر چلے گئے وہاں چھت کے اوپر سن کی لکڑیوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اور ان دونوں نے ان سن کی لکڑیوں کے اندر گھس کر اپنے آپ کو چھپا لیا تھا راحب چونکہ دیوان خانے اور اس سے ملحقہ کمرے کے بیچ والے دروازے میں کھڑی ہوئی تھی لہٰذا اس نے بوسیاہ اور کیسم کو سیڑھیوں کے راستے سے چھت پر چڑھتے ہوئے دیکھ لیا تھا جب کہ وہ تینوں مسلح سپاہی جو یریحو کے بادشاہ کی طرف سے آتے تھے وہ چونکہ دروازے سے ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہوئے تھے لہٰذا وہ تینوں بوسیاہ اور کیسم کو چھت پر جاتے ہوئے نہ دیکھ سکے تھے بوسیاہ اور کیسم کے اس عمل نے راحب کو اور زیادہ دلیر کر دیا پس اس نے بادشاہ کے تینوں مسلح جوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیزو میں ایک وطن اور قوم پرست عورت

ہوں میں اس سے انکار نہیں کرتی کہ اس نام کے دو شخص میرے پاس آئے تھے انہوں نے چند روز قیام بھی کیا۔

لیکن آج شہر کے پھاٹک بند ہونے سے کچھ پہلے وہ یہاں سے چلے گئے اور میں نہیں جانتی کہ وہ کہاں کدھر گئے ہیں اگر مجھے یہ خبر ہوتی کہ وہ دونوں بنی اسرائیل کے جاسوس ہیں تو میں یقیناً ان دونوں کو اپنے مکان کے اندر بند کر کے بادشاہ کو اس کی اطلاع کر دیتی سوائے میرے عزیزو وہ دونوں ابھی دور نہ گئے ہوں گے اور تم جلدی جلدی ان کا پیچھا اور تعاقب کرو اور مجھے امید ہے کہ تم ضرور ان دونوں کو جا لو گے تم تینوں کو میری ان باتوں کا یقین نہیں ہے تو پھر آؤ میں تمہیں فراخت کے ساتھ دعوت دیتی ہوں کہ تم میرے گھر کی تلاشی لے لو پھر راحب کی راہنمائی میں بادشاہ کے تینوں مسلح جوانوں نے راحب کے گھر کی تلاشی لی اور اس کے بعد وہ وہاں سے چلے گئے۔

ان کے جانے کے بعد راحب بھی شہر کے پھاٹک کے پاس جا کھڑی ہوئی تھی تھوڑی دیر بعد اور اس نے دیکھا جو تین آدمی اس کے گھر کی تلاشی ابھی لے کر گئے تھے ان کے ساتھ اور مسلح جوان بھی بوسیاہ اور کیسم کی تلاشی میں شہر سے باہر نکل گئے تھے۔

راحب شہر کے پھاٹک سے پھر گھر آئی اور اپنی چھت پر جا کر اس نے پکارا اے بنی اسرائیل کے فرزندو تم دونوں نے اپنے آپ کو کہاں چھپا رکھا ہے باہر آ جاؤ وہ بادشاہ کے تینوں مسلح جوان جو تم دونوں کی تلاش میں ادھر آئے تھے یہاں سے جا چکے ہیں اب اس مکان میں تمہارے لیے کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے۔

راحب کی اس پکار پر بوسیاہ اور کیسم دونوں سن کی لکڑیوں سے باہر نکل آئے اور انہیں دیکھتے ہی راحب نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے عزیزو مجھے خبر ہو گئی ہے کہ تم دونوں بنی اسرائیل کے جاسوس ہو اور اس سے پہلے بنی اسرائیل کی یہ خبریں بھی ہم تک پہنچتی رہی ہیں کہ جس طرح خداوند نے بنی اسرائیل کو بحر قلزم کا پانی خشک کر کے نکالا اور کس طرح بنی اسرائیل اموریوں کے علاوہ موابیوں کے بادشاہ اور دیگر حکمرانوں پر غالب آ گئے اور یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے اے میرے عزیزو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ خداوند نے یہ ملک تم کو دے دیا ہے اور تمہارا رعب یہاں کے باشندوں پر چھا چکا ہے اور اس ملک کے سارے باشندے اس غم اور پریشانی میں گھسے جا رہے ہیں کہ نہ جانے کب اور کس وقت بنی اسرائیل ان پر حملہ آور ہو کر ان کا فاتمہ کر دیں اے میرے عزیزو میں سمجھتی ہوں کہ خداوند تمہارا خدا ہی آسمان کا اور زمین کا مالک ہے اور اے

میرے عزیزو تم دیکھتے ہو کہ تم دونوں کی جان محفوظ رکھنے کی خاطر میں نے بادشاہ کے مسلح جوانوں کے سامنے جھوٹ اور دروغ گوئی سے کام لیا ہے۔

وہ راحب نام کی کسبی تھوڑی دیر تک خاموش رہی پھر اپنی بات کو جاری رکھتے وہ دوبارہ کہہ رہی تھی اے میرے عزیزو اریحو شہر سے کچھ مسلح گھوڑ سوار تم دونوں کے تعاقب میں شہر سے باہر گئے ہیں اس لیے میں نے انہیں یہ تاثر دیا تھا کہ یوسیاہ اور کسیم نام کے دو جوان میرے پاس ٹھہرنے کے بعد شہر سے باہر نکل گئے ہیں سوائے میرے عزیزو آج کی رات تمہارے یہاں سے بھاگنے کی بہترین رات ہے تم دیکھتے ہو کہ میرا گھر شہر کی فصیل کے بالکل ساتھ ہے اور میرے گھر کی چھت والی کھڑکی عین شہر کی فصیل کے اوپر ہے پس میں ایک رسہ اپنے گھر کی اس پشت والی کھڑکی سے باندھ دیتی ہوں اور تم دونوں اس رسے کی مدد سے نیچے اتر کر شہر سے باہر نکل جانا شہر کے جنوب میں ایک پہاڑی سلسلہ ہے اور تم دونوں اسی پہاڑی سلسلے کے اندر کہیں چھپ رہنا اور تین دن تک اسی پہاڑی سلسلے کے اندر قیام رکھنا اس دوران وہ لوگ جو تمہاری تلاش کے سلسلے میں شہر سے باہر گئے ہیں لوٹ آئیں گے اور ان کی واپسی کے بعد بغیر کسی خطرے بغیر کسی خدشہ کے تم شطیم کی طرف روانہ ہو سکو گے۔

اے میرے عزیزو یہاں یریحو شہر سے کوچ کرنے سے قبل تم میرے ساتھ وعدہ کرو کہ جب بنی اسرائیل یریحو شہر کو فتح کریں گے تو میرے علاوہ میرے ماں باپ میرے بہن بھائی اور دیگر رشتہ دار بنی اسرائیل کی قتل و غارت سے محفوظ رہیں گے مجھے امید ہے جو نیکی اور بھلائی میں نے جو تمہارے ساتھ کی ہے اس کے صلہ میں تم ضرور میرے ساتھ ایسا وعدہ کرو گے یوسیاہ اور کسیم دونوں نے پہلے کچھ دیر آپس میں مشورہ کیا یوسیاہ نے راحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے خاتون تم نے ہمارے ساتھ بہت بڑی نیکی اور بھلائی کی ہے اگر تو ہماری خاطر بادشاہ کے مسلح جوانوں کے ساتھ جھوٹ نہ بولتی تو یقیناً تمہارے گھر سے گرفتار کر لیے جاتے اور یریحو کا بادشاہ اب تک ہمارے سر قلم کر چکا ہوتا۔

ہم تمہارے مہمان ہیں کہ تم نے ہماری خاطر جھوٹ بول کر ہم دونوں کی جانیں بچائیں پس اے راحب تمہاری اس نیکی کے صلہ میں ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ جب بنی اسرائیل اس شہر پر حملہ آور ہوں گے اور اس شہر کو فتح کریں گے تو ہر وہ شخص جو بھی تمہارے گھر میں پناہ لے گا قتل و غارت گری سے محفوظ رہے گا

یوسیاہ کے خاموش ہوتے پر کسیم نے راحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے خاتون ہمارے جانے کے بعد تو اپنے گھر کی پچھلی کھڑکی کے ساتھ سرخ رنگ کا سوت باندھ دینا اور سرخ رنگ کا یہ سوت جو تمہاری کھڑکی کے ساتھ باندھا ہوا ہوگا بنی اسرائیل کی اس امر کی نشانی ہوگی کہ اس گھر کے اندر ہر فرد کو یقینی طور پر محفوظ اور مامون رکھا جاتا ہے میں پھر تو تمہارے ہمارے چلے جانے کے بعد اپنی کھڑکی سے سرخ رنگ کا سوت باندھ دینا ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ جب بنی اسرائیل اس شہر کو فتح کریں گے تو کوئی بھی اسرائیلی اس سرخ رنگ کے سوت کو دیکھتے ہوئے تمہارے گھر میں داخل ہونے کی کوشش نہ کرے گا کسیم کی اس گفتگو پر راحب نے خوش ہوتے ہوئے کہا اے میرے عزیزو تم دونوں نے اپنی گفتگو سے میرا دل ٹھنڈا اور روح کو پرسکون کر دیا ہے اب میں یہاں سے تمہاری روانگی کا بندوبست کرتی ہوں اور اس مقصد کے لیے تم دونوں میرے ساتھ آؤ۔

یوسیاہ اور کسیم دونوں چھپ چھپ کر راحب کے ساتھ ہو لیے تینوں چھت سے نیچے اترے راحب نے پہلے ان دونوں کے لیے کچھ زاد راہ تیار کیا پھر اس نے ایک لمبا رسہ لے کر اپنے گھر کی عقبی کھڑکی سے ایک سرا باندھ کر اس رسے کا دوسرا سرا لے کر دیوار سے باہر پھینک دیا تھا پھر اس نے تیار کیا ہوا زاد راہ یوسیاہ اور کسیم کے حوالے کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیزو تم اس رسے کے ذریعے شہر کی فصیل وا دراہ سے باہر نکل کر کوہستانی سلسلہ میں روپوش ہو جاؤ رات کی اس تاریکی میں کوئی بھی تمہیں دیکھ نہ سکے گا اور تم تین دن تک ان پہاڑوں میں چھپے رہنے کے بعد محفوظ طریقہ سے شطیم کی طرف روانہ ہو سکو گے یوسیاہ اور کسیم دونوں نے شکریہ ادا کیا اور کھڑکی کے ساتھ باندھے ہوئے رسے کی مدد سے وہ فصیل کے باہر چلے گئے تھے ان کے جانے کے بعد راحب نے کھڑکی کے ساتھ باندھا ہوا رسہ کھول دیا اور وہاں اس کھڑکی کے ساتھ اس نے سرخ رنگ کا سوت باندھ دیا تھا۔

یوسیاہ اور کسیم تین دن تک یریحو کے نواحی کوہستانی سلسلہ میں چھپے رہے اور اس زاد راہ کو کھا کر گزارا کرتے رہے جو راحب نے ان کے لیے تیار کیا تھا تین دن کے بعد کسیم اور یوسیاہ نے کوچ کیا اور شطیم میں آ کر وہ یوشع بن نون کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یریحو شہر میں قیام کے دوران جو کچھ انہوں نے دیکھا تھا وہ سب عن و من کہہ سنایا یوسیاہ اور کسیم سے یریحو کے حالات سننے کے بعد یوشع بن نون نے بنی اسرائیل کے ساتھ شطیم سے کوچ کیا اور یردن کی وادیوں میں داخل ہوئے یوشع بن نون کے حکم پر بنی اسرائیل نے لگاتار تین دن تک یردن کی وادیوں میں قیام کیا پھر یوشع بن نون نے یہاں سے بھی کوچ کرنے کا حکم جاری کر دیا تھا۔

کوچ کا حکم دیتے ہوئے یوشع بن نون نے بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ وادی یردن سے یریحو کی طرف روانگی کے وقت تابوت سکینہ یعنی عہد کا صندوق جسے کاہن اٹھائے ہوئے

ہوں گے بنی اسرائیل کے آگے آگے رہے گا اور بنی اسرائیل تقریباً دو ہزار ہاتھ کا فاصلہ رکھ کر اس تابوت سکینہ کے پیچھے پیچھے آگے بڑھیں گے اور وہ اس لیے کہ بنی اسرائیل کو ان راستوں کی خبر نہیں ہے لہٰذا جس راستے پہ تابوت سکینہ کو لے جایا جائے گا بنی اسرائیل اسی راستے پر آگے بڑھتے رہیں گے جب کوچ شروع ہوا تو کچھ کاہنوں نے تابوتِ سکینہ کو اٹھا لیا تھا اور بنی اسرائیل اسی تابوت سکینہ کے پیچھے پیچھے وادی میردن سے نکل کر یریحو کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

دریائے میردن کے کنارے آکر بنی اسرائیل پھر رک گئے یہاں پر یوشع بن نون کو خداوند کی طرف سے وحی کی گئی اور اسی وحی کے مطابق انہوں نے بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے بنی اسرائیل ان سرزمینوں کے اندر دریائے میردن میں خداوند کریم تم لوگوں کو میری راہنمائی میں اسی طرح ایک معجزہ سے سرفراز فرمائے گا جس طرح اس نے موسیٰ کی راہنمائی بحر قلزم کو خشک کر دیا تھا پس خداوند کی طرف سے مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ کل یہاں سے ہمارے آگے آگے ہوگا اس کے پیچھے بنی اسرائیل کوچ کریں گے اور اے بنی اسرائیل حکم خداوندی کے مطابق وہ کاہن جو تابوت سکینہ کو اٹھائے ہوئے ہوں گے دریائے میردن کے وسط میں جا کر رک جائیں گے اور ان کا ایسا کرتے پر دریائے میردن کا بہاؤ بھی تھم جائے گا سارا پانی رک کر جمع ہو جائے گا اور دریا کو پار کرنے کے لیے اس سے بیچ و بیچ ایک راستہ بن جائے گا پس اے بنی اسرائیل جب ایسا ہو جائے تو تم دریائے میردن کے بیچ میں بننے والے راستے پر جمع ہو کر دریا کو پار کر جانا۔

دریائے میردن کے شرقی کنارے پر ایک دن قیام کرنے کے بعد بنی اسرائیل نے یوشع بن نون کی سرکردگی میں پھر وہاں سے کوچ کیا ان کے آگے آگے کاہن تابوت سکینہ کو اٹھائے ہوئے ہوتے اور جب یہ تابوت سکینہ کو اٹھاتے والے کاہن دریا میں اترے تو دریا کا پانی رک گیا اور بیچ میں ایک خشک راستہ معجزانہ طور پر نمودار ہو گیا تھا سو یوشع بن نون کے احکامات کے مطابق بنی اسرائیل اس خشک راستے پر ہوتے ہوئے دریا میردن کو پار کر گئے۔ اور دوسرے کنارے پر جا کر خیمہ زن ہونا شروع ہو گئے تھے تابوتِ سکینہ کو اٹھانے والے وہ کاہن اسی طرح دریا کے بیچ میں کھڑے رہے تھے اور جب سارے بنی اسرائیل دریائے میردن کو پار کرنے کے بعد دوسرے کنارے پر جا اترے تب وہ کاہن بھی تابوت سکینہ کو لے کر دریائے میردن کے مغربی کنارے پر چڑھ گئے اور ان کے دریا سے نکلنے کے ساتھ ہی ساتھ دریائے میردن پھر پہلے کی طرح اپنے معمول کے مطابق بہنا شروع کر گیا تھا یوناف جو بنی اسرائیل کے اندر ہی گزر بسر کر رہا تھا وہ بھی اسرائیلیوں کے ساتھ دریائے میردن کو پار کر کے دوسرے کنارے پر جا اترا تھا۔

دریائے میردن کو پار کرنے کے بعد یوشع بن نون کی راہنمائی میں بنی اسرائیل آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ وہ یریحو شہر سے ذرا فاصلہ پہ وہ رک گئے اور راہ جلجال کے میدانوں میں انہوں ڈیرے ڈال لیے ان ہی میدانوں کے اندر بنی اسرائیل نے عید فسح منائی اور عید فسح کے دوسرے روز انہوں نے وہاں کی قریبی بستیوں سے اناج حاصل کیا اور سارے بنی اسرائیل نے اس اناج کی بے خمیری روٹیاں کھائیں چونکہ من وسلویٰ ملنے کے بعد بنی اسرائیل نے پہلی بار اناج کی روٹیاں تیار کر کے استعمال کی تھیں لہٰذا جلجال کے ان ہی میدانوں کے اندر بنی اسرائیل کے لیے من وسلویٰ ختم اور موقوف کر دیا گیا تھا اور اس کے بعد پھر کبھی بنی اسرائیل کو من وسلویٰ نہ ملا جلجال کے میدانوں میں چند روز قیام کرنے کے بعد بنی اسرائیل نے یوشع بن نون کے حکم کے مطابق پھر کوچ کیا اور یریحو شہر کے قریب انہوں نے ڈیرے ڈال دئیے تھے۔

شہر کے باہر قیام کے دوران یوشع بن نون کو خداوند نے وحی کے ذریعے مطلع کیا کہ ہم نے یریحو کو اور اس کے بادشاہ اور شہر کے زبردست سربراہ کو تیرے ہاتھ میں کر دیا ہے پھر تم ایسا کرو کہ بنی اسرائیل جنگجو جوانوں کے ساتھ ہر روز شہر کے گرد چکر لگاؤ اور یہ چکر لگاتے وقت اسرائیلی جنگجوؤں کے آگے آگے تابوت سکینہ کو جسے کاہن اٹھائے ہوئے ہیں اور اس تابوت سکینہ کے آگے ایسے کاہن ہوں جن کے پاس مینڈھے کے سینگ ہوں اور وہ ان سینگوں کو پھونکتے ہوئے شہر کا چکر لگائیں اور ایسا چھ روز تک کیا جائے اور ساتواں روز یریحو شہر کے سات چکر لگائے جائیں اور ساتویں چکر کے بعد پوری قوت اور للکار کے ساتھ اپنے رب کی تکبیر بلند کرو اور ایسا کرنے کے بعد تم دیکھو گے کہ یریحو شہر کی مضبوط اور پختہ فصیلیں آپ کے آپ تمہارے سامنے گر جائیں گی اور اس طرح تم آسانی کے ساتھ یریحو شہر پہ قابض ہو جاؤ گے

پس یوشع بن نون نے یریحو شہر کے گرد چکر لگانے کے لیے بنی اسرائیل کے لشکر کو تیار کیا اس لشکر کے آگے انہوں نے تابوت سکینہ رکھا جسے کاہن اٹھائے ہوئے تھے اور اس تابوت سکینہ کے آگے انہوں نے سات ایسے کاہن مقرر کئے جن کے ہاتھوں میں نرسینگ تھے پس یہ ساتوں کاہن نرسینگوں کو پھونکتے ہوئے شہر کے گرد گھومنے لگے اور اس کے پیچھے تابوت سکینہ کو اٹھانے والے کاہن اور بنی اسرائیل کا لشکر بھی یریحو شہر کے گرد طواف کرنے لگا تھا پس جب شہر کا ایک چکر پورا ہو گیا تو یوشع بن نون واپس اپنے پڑاؤ میں چلے گئے تھے اور دوسرے دن پھر انہوں نے شہر کے گرد اسی حالت میں۔

چکر لگایا اس طرح وہ چھ روز تک نرسنگے بجانے والوں تابوت سکینہ اور بنی اسرائیل کے ساتھ شہر کے گرد طواف کرتے رہے کیونکہ خداوند کی طرف سے انہیں ایسا ہی کرنے کا حکم ملا تھا۔

اور ساتویں روز ایسا ہوا کہ بنی اسرائیل نے یوشع بن نون کی راہنمائی میں تابوت سکینہ کے ساتھ یریحو شہر کے گرد سات چکر لگائے اور یہ چکر لگانے کے بعد جب انہوں نے خداوند کے حکم کے مطابق للکارتے ہوئے اپنے رب کی تکبیر بلند کی اور ایسا ہوا کہ یریحو شہر کی مضبوط فصیل آپ سے آپ گر گئی اور بنی اسرائیل کا لشکر بغیر کسی مزاحمت کے یریحو شہر میں گھس گیا ایسا ہوا کہ بنی اسرائیل کے اس لشکر نے شہر کے اندر ہر جاندار چیز کو اپنی تلواروں کی دھار پر رکھ کر نیست و نابود کر دیا کیا مرد کیا عورت کیا جوان کیا بوڑھے حتیٰ کہ جانوروں تک کو بھی ہلاک کر دیا صرف راحب نام کی کسبی عورت کا گھر محفوظ رہا جس نے بنی اسرائیل کے دو جاسوسوں یوسیاہ اور کیمم کی جانیں بچائی تھیں۔

پس جب شہر تباہ و برباد کر دیا گیا تب یوشع بن نون نے یوسیاہ اور کیمم نام کے جوانوں کو طلب کیا جب یہ دونوں جوان یوشع بن نون کے سامنے آئے تو انہیں مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔

اے میرے عزیزو جب کہ ہم نے مکمل طور پر یریحو شہر کے جیالوں کو نیست و نابود کر دیا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ اس شہر کے اندر صرف راحب نام کی اس عورت ہی کا گھر محفوظ ہے جس نے اس شہر کی جاسوسی کے موقعے پر تم دونوں کی جانیں بچائی تھیں اے میرے عزیزو تم دونوں اسی وقت۔ راحب نام کی اس عورت کے پاس جاؤ اور اسے یقین دلاؤ کہ بنی اسرائیل کے اندر کوئی ایسا نہیں ہے جو تمہیں اذیت اور تکلیف دینے کے متعلق سوچ بھی سکے اور اسے یہ بھی کہو کہ جس طرح بنی اسرائیل باہم بے خوف اور پرامن ہو کر زندگی بسر کرتے ہیں اس طرح آج کے بعد وہ بھی اسی طور پر بنی اسرائیل کے اندر زندگی بسر کرے گی اور جو حقوق بنی اسرائیلیوں کے ہیں انہی حقوق کی وہ بھی حق دار ہو گی اب تم جاؤ اور اس خاتون کو میرا یہ پیغام پہنچاؤ پس کیمم اور یوسیاہ دونوں یوشع بن نون کے سامنے سے ہٹ گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد کیمم اور یوسیاہ دونوں نے جب اس کسبی عورت راحب کے مکان کے پاس گئے تو انہوں نے دیکھا کہ مکان کی وہ کھڑکی جو شہر کی فصیل کی طرف کھلتی تھی اس پر ابھی تک سرخ رنگ کا سوت لٹک رہا تھا دونوں راحب کے مکان کے سامنے آئے اور کیمم نے آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دی تھوڑی دیر بعد راحب نے ہی دروازہ کھولا اور اپنے چہرے پر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے اس نے کیمم اور یوسیاہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا مجھے امید تھی شہر کی اس بربادی اور تباہی کے دوران تم دونوں ضرور مجھے یاد رکھو گے اور میری خبر گیری کرو گے پس اے میرے عزیزو میں تم دونوں کی ممنون ہوں کہ تم نے اس تباہی اور بربادی کے درمیان میرا خیال رکھا اور میں قتل و غارت گری سے محفوظ رہی ہوں اس پر یوسیاہ نے راحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے خاتون ہم دونوں کو ہمارے سالار اور ہمارے راہنما یوشع بن نون نے تمہاری طرف روانہ کیا ہے وہ اس لیے کہ تمہیں تمہاری سلامتی اور تمہاری عزت افزائی کی خبر کی جائے لہٰذا سن رکھو کہ تم محفوظ ہو تمہارے گھر کے اندر اس وقت جو بھی تمہارے عزیز رشتہ دار ہیں وہ بھی تمہاری نسبت سے اور تمہارے تعلق سے محفوظ ہیں پس تم اپنے سارے عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ بنی اسرائیل میں شامل ہو جاؤ اور جس طرح بنی اسرائیل کے حقوق ہیں ایسے ہی تمہارے اور تمہارے عزیز و رشتہ داروں کے بھی حقوق ہیں اور جس طرح بنی اسرائیل باہم پرامن زندگی بسر کرتے ہیں ایسے ہی ان کے اندر رہ کر تم بھی باعزت زندگی بسر کر سکو گی بس یہی ہے وہ پیغام جو ہم دونوں تمہیں پہنچانے آئے ہیں اب تم اپنے اس مکان سے نکل کھڑی ہو اور بنی اسرائیل میں اپنے عزیزوں کے ساتھ شامل ہو جاؤ اور تمہیں یہ بھی یقین دہانی کی جاتی ہے کہ کوئی بھی اسرائیلی تمہارے رشتے داروں کے خلاف بغض نہ رکھے گا اس لیے کہ تمہارے متعلق یوشع بن نون نے بنی اسرائیل کے ہر فرد کو احکامات جاری کر دیئے ہیں۔

سو اے خاتون ہم دونوں اب جاتے ہیں اور تم اپنے عزیز و اقارب اور ضرورت کی ہر چیز کو لے کر بنی اسرائیل میں شامل ہو جاؤ یوں کیمم اور یوسیاہ واپس چلے گئے تھے جب کہ تھوڑی دیر بعد راحب نام کی وہ خاتون اپنے عزیز و رشتہ داروں سمیت بنی اسرائیل میں شامل ہو گئی تھی

حاکم سمنگان کی بیٹی اور رستم کی بیوی تہمینہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور اپنے اس لڑکے کا نام اس نے سہراب رکھا تہمینہ نے اپنے اس لڑکے کی پیدائش کی خبر رستم کو اس احتیاط کے تحت نہ کی کہ ایسا نہ ہو کہ رستم بچے کا سن کر وہاں آ سکے اور اس کے بیٹے کو اپنے ساتھ لے جائے لہٰذا اس نے بچے کی پیدائش پر نہ تو کسی قسم کی خوشی کا مظاہرہ کیا اور نہ ہی لوگوں کو اس نے یہ خبر ہونے دی کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے بلکہ ملنے والا جو بھی کوئی پوچھتا اسے وہ یہی تاثر دیتی کہ اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے ۔

تہمینہ ایک روز بچے کو سلانے کے بعد اپنے گھر کے کام کاج میں مصروف تھی کہ دیوان خانے کے دروازے پر کسی نے دستک دی تہمینہ نے جب دروازہ کھولا تو اس نے دیکھا کہ دروازے پر ایک شخص اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے کھڑا تھا قبل اس کے کہ وہ شخص کچھ بولتا تہمینہ نے فوراً اس سے پوچھ لیا تم کون ہو کس غرض سے تم نے میرے دیوان خانے پر دستک دی ہے اور تم کس سے ملنا چاہتے ہو تہمینہ کے اس سوالات پر وہ شخص ہلکا ہلکا مسکرایا پھر اس نے بڑی عقیدت کے ساتھ تہمینہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے خاتون اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو آپ ہی رستم کی بیوی تہمینہ ہیں۔

تہمینہ نے جھٹ کہا ہاں میں ہی رستم کی بیوی تہمینہ ہوں پر تم کون ہو اور تم مجھ سے کیا چاہتے ہو اس شخص نے پھر تہمینہ کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہا اے خاتون میں خوش قسمت ہوں کہ میں نے صحیح دروازے پر دستک دی ہے میں سیستان سے ادھر آیا ہوں مجھے آپ کے شوہر رستم نے آپ کا حال جاننے کے لیے بھیجا ہے اس شخص سے یہ انکشاف سن کر تہمینہ دروازے سے ایک طرف ہٹ گئی اور اسے مخاطب کر کے انتہائی نرمی اور اپنائیت میں اس نے کہا اگر تم رستم کی طرف سے آئے ہو تو پھر گھوڑے کو باہر باندھ دو اور دیوان خانے میں آ کر آرام سے میرے ساتھ گفتگو کرو جواب میں اس شخص نے گھوڑے کو دیوان خانے سے باہر باندھ دیا پھر وہ اندر داخل ہو کر ایک نشست پر بیٹھ گیا تھا جب تہمینہ بھی اس کے سامنے بیٹھ گئی تب اس شخص نے اپنی کمر کے ساتھ باندھی ہوئی ایک تھیلی کھولی اور اسے تہمینہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا یہ وہ تحائف ہیں جو رستم نے آپ کے لیے بھیجے ہیں ۔

تہمینہ نے چمڑے کی وہ چھوٹی سی تھیلی جب کھول کر دیکھی تو اس میں انتہائی قیمتی دو یاقوت اور تین لعل تھے ان تحائف کو دیکھ کر تہمینہ کے لبوں پر لمحہ بھر کے لیے گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے اس شخص کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا کیا ان تحائف کے علاوہ رستم نے تمہیں میرے لیے پیغام بھی دیا تھا۔

جواب میں رستم کے اس ایلچی نے کہا اے خاتون رستم نے مجھے صرف یہ جاننے کے لیے سمنگان شہر کی طرف روانہ کیا ہے کہ میں یہ معلوم کروں کہ رستم سے آپ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے یا بیٹی ایلچی کے اس سوال پر تہمینہ لمحہ بھر کو چونکی پر جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور فوراً اس ایلچی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

میں جانتی ہوں کہ رستم کی خواہش تھی کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہو لیکن بدقسمتی سے اس کی غیر موجودگی

Uploaded By Muhammad Nadeem

نے میرے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے اور تم واپس جاکر رستم کو بھی کہنا کہ وہ قیمتی ہیرا یہاں سے رخصت ہوتے ہوئے مجھے دے گیا تھا وہ میں نے اس کی بیٹی کے بالوں میں پرو دیا ہے تہمینہ سے یہ انکشاف سن کر ایلچی تھوڑی دیر کے لیے مایوس سا ہو گیا پھر اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور تہمینہ کو مخاطب کر کے اس نے کہا اے خاتون میں اب جاتا ہوں جو کچھ میں معلوم کرنے آیا تھا وہ میں جان چکا ہوں لہٰذا اب یہاں سے قیام کر کے میں کیا کروں گا تہمینہ بھی فوراً اٹھ کھڑی ہوئی اور اس کی راہ روکتے ہوئے اس نے کہا آخر تم سیستان سے آئے ہو اور میرے شوہر کے ایلچی بھی ہو لہٰذا میں تمہیں یوں اجنبیوں کی طرح یہاں سے رخصت نہ ہونے دوں گی تم کچھ روز تک یہاں قیام کرو اس کے بعد تم یہاں سے رخصت ہو جانا اس پر اس ایلچی نے کہا اے خاتون آپ کے حکم پر میں ضرور یہاں رک جاتا لیکن میں اکیلا نہیں ہوں میرے ساتھ کچھ اور ساتھی بھی ہیں اور ہم سب سمنگان شہر کی ایک سرائے میں ٹھہرے ہوئے ہیں پرسوں ہم اس شہر میں داخل ہوئے تھے یوں اس شہر میں ہم کافی آرام کر چکے ہیں۔

لہٰذا آپ سے معلومات حاصل کرنے کے بعد اب ہم سب آج ہی سمنگان شہر سے سیستان شہر کی طرف کوچ کر جائیں گے اس ایلچی کی یہ گفتگو سن کر تہمینہ ایک طرف ہٹ گئی اور کہا اگر ایسا ہے تو پھر میں راہ نہ روکوں گی اس پر وہ ایلچی دیوان خانے سے باہر نکلا اپنا گھوڑا کھول کر وہ اس پر سوار ہوا اور اسے ایڑ لگا کر وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔

سمنگان شہر میں رستم کی بیوی تہمینہ اپنے بیٹے سہراب کی پرورش شاہانہ انداز سے کرتی رہی یہاں تک کہ سہراب دس سال کا ہو گیا ایک روز یہی سہراب باہر سے بھاگا بھاگا آیا اور اپنی ماں تہمینہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا اے میری ماں باہر میرے ساتھ کھیلنے والے سارے لڑکے ایک دوسرے سے اپنے اپنے باپ کا ذکر کرتے ہیں وہ مجھ سے میرے باپ کے متعلق پوچھتے ہیں تو میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہوتا اے میری ماں کیا تم مجھے یہ نہ بتاؤ گی کہ میرا باپ کون ہے اس کا نام کیا ہے اور وہ کہاں ہوتا ہے سہراب کے ان سوالات پر تہمینہ چونکی پر وہ سنبھلی اور سہراب کی تسلی کے لیے اس نے کہا۔

اے میرے بیٹے سیستان کا مشہور اور نامی وگرامی پہلوان رستم تیرا باپ ہے اور وہ سیستان کے ایک معروف خاندان سے تعلق رکھتا ہے اس کے علاوہ وہ وہاں سیستان کا حاکم بھی ہے۔

ایران کے بادشاہ کو جب بھی بیرونی قوتوں سے خطرہ لاحق ہوتا ہے یا اس نے خود اپنے کسی دشمن کے خلاف یلغار اور پیش قدمی کرنا ہوتی ہے تو تمہارے باپ رستم کو سیستان سے طلب کر کے ایران کی افواج کا سپہ سالار اعلیٰ مقرر کیا جاتا ہے پس اے میرے بیٹے تم تو یہ بات اپنے ذہن میں ڈال کر رکھو کہ حسب ونسب اور خاندان اور طاقت وقوت کے لحاظ سے تیرا باپ سب سے اعلیٰ ہے اور میری ایک نصیحت بھی یاد رکھنا کہ تو کسی کے سامنے اپنے باپ کا ذکر نہ کرنا اور اے میرے بیٹے ایسا ہے کہ سہراب نے فوراً اپنی ماں کی بات کاٹتے ہوئے کہا اے میری ماں اگر میرے باپ کا نام رستم ہے وہ سیستان کا حاکم ہے تو میں اسے ملنے ضرور سیستان کا رخ کروں گا۔

تہمینہ نے منت کرنے کے انداز میں کہا اے میرے بیٹے ایسا ہرگز نہ کرنا تمہارا باپ مجھ سے شادی کرنے کے بعد چند ہفتوں تک میرے ساتھ رہا اس کے بعد وہ یہاں سے ایسا گیا کہ پھر کبھی لوٹ کر نہ آیا ہاں تمہاری پیدائش پر اس نے اپنے ایک ایلچی بھیجے تھے میں نے یہ کہہ کر واپس کر دیا تھا کہ میرے ہاں لڑکی ہوئی ہے کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ اگر میں نے تمہارا ذکر کر دیا تو وہ تمہیں مجھ سے چھین لے گا اور میں زندہ نہ رہ سکوں گی اے میرے بیٹے اگر تم اپنے باپ سے ملنے گئے تو وہ تمہیں اپنے پاس روک لے گا اور واپس نہ آنے دے گا اس طرح میں سمنگان شہر میں تمہارا انتظار کرتے ہوئے تڑپ تڑپ کر مر جاؤں گی ماں کی یہ گفتگو سن کر سہراب کا دل بھر آیا آگے بڑھ کر پوری قوت کے ساتھ اپنی ماں سے لپٹ گیا اور کہا میری ماں میں تمہیں مرنے نہ دوں گا نہ ہی میں نہ تو کسی سے اپنے باپ کا ذکر کروں گا اور نہ ہی اس سے ملنے جاؤں گا بس میں تمہاری خوشی اور تمہاری رضامندی کی خاطر تمہارے ساتھ رہوں گا تہمینہ اپنے بیٹے سے کچھ کہنا چاہتی تھی پر اس وقت اس کا باپ حویلی میں داخل ہوا اور معاملہ کو رفع دفع کرنے کے لیے تہمینہ سہراب کو چھوڑ کر اپنے گھر کے کام کاج میں لگ گئی تھی۔

یوناف کی مصر کی سرزمین سے بنی اسرائیل کی طرف روانگی کے بعد عارب بیوسا اور بنیطہ ممفس شہر کے قریب سقارہ کے میدانوں میں نمودار ہوئے اس وقت رات آدھی کے قریب جا چکی تھی سقارہ کے میدانوں میں جہاں وہ نمودار ہوئے تھے وہاں دیوتا کے پجاریوں کی خانگاہ تھی اور رات کے وقت وہ خانگاہ اجاڑ ویران لگ رہی تھی سقارہ کے میدانوں میں نمودار ہونے کے بعد عارب بیوسا اور بنیطہ باہمی گفتگو کر کے یوناف سے متعلق کوئی فیصلہ کرنا چاہتے تھے کہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں نمودار ہوا اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ ،،

اے میرے عزیزو تم نے مل کر یوناف پر کیسی تکلیف دہ ضرب لگائی ہے تم نے کیسی خوبی سے ساتھ ساحرہ تردورہ کا خاتمہ کر کے یوناف کی ذات پر ایک اذیت ناک زخم لگایا ہے اے میرے عزیزو یوناف اور ابلیکا کو اپنے سامنے مجبور اور نیچا دکھانے کے لیے میں نے اپنے انتہائی ہولناک انتظاموں میں سے ان دونوں کے خلاف ایک بدترین انتظام کیا ہے۔

عزازیل کی یہ گفتگو سن کر عارب کی آنکھوں میں امیدوں کی چمک پیدا ہو گئی تھی جب کہ بیوسا اور بنیطہ دونوں کے لب خوشی اور سکون میں مہک اور دمک اٹھے تھے۔

پھر عارب نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے آقا یوناف اور ابلیکا کے خلاف آپ نے کیسا بدترین انتظام کیا ہے کیا آپ اس کا ذکر نہ کریں گے کہ آپ کا وہ انتظام ہماری خوشی اور سکون کا باعث ہو سکتا ہے۔

پھر عارب کے اس سوال کے جواب میں عزازیل کہہ رہا تھا اے میرے عزیزو یوناف اور ابلیکا کو اپنے سامنے ذلیل و رسوا کرنے کے لیے میں نے دو طرح کے انتظامات کیے ہیں میرا پہلا انتظام یہ ہے کہ میں نے دو انتہائی خبیث اور خون خوار روحوں کو اپنے ساتھ ملایا ہے اور یہ روحیں ہر رخ میں زیر عتاب ہیں۔ اور میرے ایک اشارہ پر یہ دونوں روحیں یوناف اور ابلیکا کے خلاف حرکت میں آ جائیں گی عزیزو میرا دوسرا انتظام بھی ہولناک ہو گا اور وہ یہ سقارہ کے میدانوں میں واقع بستیوں بلکہ ممفس شہر اور اس کے اطراف میں پھیلے ہوئے قریوں کے اندر تباہی و بربادی کا دھواں پھیلا کر رکھ دوں گا وہ اس طرح جانتے ہو سقارہ کے میدانوں کے شمالی حصوں میں مصر کے قدیم بادشاہ زوسر کے وزیر امحوتپ نے احرام تعمیر کروائے تھے اور ان احرام کے اندر فرعون زوسر کے علاوہ اس کے اہل خانہ اس کی اولاد اور اس کے خاندان کی دوسری ہستیوں کی لاشوں کو ممی کی صورت میں محفوظ کر دیا گیا تھا اگر تم یہ بھی جانتے ہو امحوتپ ایک بے مثل ساحر تھا اور اس امحوتپ نے ان احرام کے اندر ایک ایسا طلسم بھی ڈال دیا تھا جس کی بنا پر آج تک کوئی بھی ان احرام کے اندر داخل ہونے کی جرأت نہیں کر سکا ہے۔

قدرے رک کر پھر عزازیل کہہ رہا تھا اے میرے رفیقو! آج کی رات میں ان احرام کی طرف بڑھوں گا اور اپنی بے پناہ قوتوں کو بروئے کار لا کر امحوتپ کے پھیلائے ہوئے سحر کو اپنی مٹھی میں بند کر لوں گا پھر میں ان احراموں کے اندر داخل ہوں گا اور ان کے اندر جو سب سے زیادہ مکروہ بدشکل ہولناک اور کریہہ المنظر ممی کو میں اپنی مٹھی میں بھی بند امحوتپ کے سحر کو اس ممی کے منہ

کے راستے اس کے جسم میں داخل کر دوں گا اس کے علاوہ اس ممی پر میں اپنی طرف سے بھی ایک عمل کا اضافہ کر دوں گا جس کے نتیجہ میں وہ ممی انتہائی خون خوار اور ہولناک فطرت کی مالک ہوتے کے ساتھ میرے ہر حکم کا اتباع کرے گی پس اس ممی کی مدد سے میں سقارہ کے میدانوں کے اطراف میں تباہی اور بربادی پھیلا کر رکھ دوں گا وہ ممی انتہائی ہولناک کے انداز میں لوگوں کو قتل کرنے کے علاوہ ان کا خون بھی پیتی رہے گی اس طرح قریہ قریہ اور بستی بستی دہشت پھیلنا شروع ہو جائے گی۔

اور پھر جب ابلیکا اس تباہی کی خبر یوناف کو دے گی تو لازمی طور پر یوناف ادھر کا رخ کرے گا اور پھر میں اس ممی اور گرفت میں آنے والی خون خوار روحوں کی مدد سے میں یقیناً یوناف اور ابلیکا کو دن کے وقت تارے دکھا کر رکھ دوں گا اور ان پر ایسی ہولناک عذاب طاری کر دوں گا کہ آنے والے دور میں کبھی بھی میرا مقابلہ کرنا تو دور کی بات میرے سامنے آنے تک ان پر خوف اور لرزہ طاری ہوتا رہے گا۔

عزازیل کی اس گفتگو پر عارب نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا اے میرے آقا آپ اس کام کی ابتداء کب کریں گے اس عزازیل نے تھوڑی دیر تک غور سے عارب کی طرف دیکھا پھر وہ کہہ رہا تھا اے میرے عزیز قبل اس کے کہ قطرہ قطرہ ٹپکتی یہ رات سحر میں تبدیل ہو کر اپنے ماتھے سے شبنم چھڑک دے قبل اس کے کہ کائنات کے دل کی دھڑکنوں کی اسیر سرگوشیاں آفاق کی گنگناہٹوں میں بدل جائیں قبل اس کے زمین کے تیکی کے عناصر سیاہ کاروں کے زور اور ہوس کاروں کے جوش خاتمہ کر دیں قبل اس کے رات کی سیاہ آنکھوں میں نفرت کی بجھی ہوئی آگ کا دھواں تحلیل ہو کر ختم ہو جائے اے میرے رفیقو آؤ اس اجاڑ اور ویران خانقاہ سے زوسر کے احرام کا رخ کریں تاکہ وہاں ان احرام کو داخل ہو کر میں اپنی خواہش اور اپنے ارادوں کے مطابق ایک ہولناک ممی کو حرکت میں لا سکوں۔

اور اے میرے عزیز جب میں ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا تو تم دیکھو گے کہ وہ ممی اور میرے گرفت والی خون خوار روحیں کبھی مشرق کبھی مغرب میں کبھی شہروں کبھی بستیوں میں کبھی جنگلوں کبھی ویرانوں میں ہولناک کھیل کھیلتی ہوئی کبھی کبھی انتشار اور کبھی تباہی کا دھواں اور دھند پھیلا کر رکھ دیں گی

اور جب ایسا ہو گا تو اے میرے عزیز تم دیکھو گے ان سرزمینوں کے اندر نہ صرف یہ کھوکھر ہولناک اور دفن شدہ کہانیاں اٹھ کھڑی ہوں گی بلکہ ہر سو تیست کی خرابیاں، ارادوں کی نایاکیاں

مقاصد کی خباثتیں موت کی مہک، گرداب کی شورش، تلاطم کی طغیانیاں، اجالوں کا لہو اور رگوں میں زہر گھول دینے والا عشق رقص کرنے لگے گا تم دیکھو گے میرے عزیز وہ میں آزادی اور غلامی اور تاریک شراروں کو باہم ٹکرا کر رکھ دوں گا اب آؤ اس ویران اور اجاڑ خانگاہ کے پاس وقت ضائع کرنے سے بچا ئے ہم زوسر کے تعمیر کئے ہوئے احرام کا رخ کریں اور اپنے مقصد کی کامیابی کے حصول کی جدوجہد کریں اس کے ساتھ ہی عزازیل اس خانگاہ سے ہٹ کر زوسر کے احرام کی طرف چل دیا تھا اس کے ساتھیوں کے علاوہ عارب بنیطر اور ربوسہ بھی اس کے ساتھ لئے تھے۔

عزازیل کی راہنمائی میں جب وہ سب زوسر کے احرام کے قریب گئے تو اچانک سب چونک پڑے اس لیے ان کے قریب جانے پر اخوقب کا ڈالا ہوا سحر حرکت میں آ گیا تھا اور ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ جیسے کوئی بہت بڑی اور مدفون عفریت بھاگتی ہوئی اور پھنکارتی ہوئی ان کی طرف بڑھنے لگی ہو اور اس کے یوں بھاگنے سے زمین کا سینہ دھکنے لگا ہو انہوں نے محسوس کیا گویا پائے احرام سے تشنگی کا ابلتا سمندر موت کے ظلمات اور تاریکیوں کے ہجوم بدنصیبی کے سائے اور چند تند آندھیوں کے جھنور حرکت میں آ گئے ہوں۔

اور وہ سب انتہائی بے بسی اور لاچارگی سے عزازیل کی طرف دیکھنے لگے تھے اس موقع پر عزازیل نے ایک بار مڑ کر مسکراتے ہوئے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا پھر اپنا رخ اس نے جانے کی طرف کرتے ہوئے اپنا بایاں ہاتھ فضا میں بلند کیا اور اس کے ساتھ ہی یوں محسوس ہونے لگا جیسے اخوتپ کا طلسم جامد ہو کر رہ گیا ہو اور ساتھ ہی عزازیل ایک بار پھر اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا اور گہری مسکراہٹ میں نے کہا اے میرے عزیز وہم اخوتپ کے ظلمت کی سمندر کی گہرائی اور فلک کی بلندی اور تند و تند آندھی طلسم اب اس وقت میری مٹھی میں ہے اور میں اس سے وہ ہولناک کام لوں گا کہ جو آج تک کسی نے نہ لیا ہو اس کے ساتھ ہی عزازیل بڑی تیزی سے احرام کی طرف بڑھنے لگا تھا اور اس کے ساتھی بھی یوں تیزی سے آگے بڑھنے میں اس کا ساتھ دے رہے تھے۔

احرام میں داخل ہونے کے بعد عزازیل دیواروں کے ساتھ کھڑی مختلف ممیوں کا ہیتناک جائزہ لیتا رہا پھر ایک انتہائی کریہہ المنظر اور چہرے سے ہیبتناک اور ایک ایسی ممی کے پاس وہ رک گیا جو جسامت اور قد و کاٹھ میں دوسری ممیوں سے زیادہ تھی پھر عزازیل اپنا بایاں ہاتھ اس ممی کے منہ میں لے گیا اور اخوتپ کا طلسم اس نے اس ممی کے منہ میں داخل کر دیا تھا۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

اس کے بعد عزازیل نے اپنے دونوں ہاتھ ممی کے سر پر رکھتے ہوئے اس پر اپنا عمل کیا جس پر وہ ممی بالکل زندہ انسانوں جیسی محسوس ہونے لگی تھی اس کے چہرے کی کرختگی اس کی آنکھوں کا بھیانک پن بڑھ گیا تھا اور اس کے دانت قدرے آگے کی طرف نکلے ہوئے تھے وہ کسی خون خوار اور آدم خور چیتے کا سا منظر پیش کرنے لگے تھے۔

اس ممی کو حرکت میں لانے کے بعد عزازیل نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے رفیقو! میں اپنے کام کی تکمیل کرنے میں کامیاب رہا ہوں اب یہ ممی مکمل طور پر میرے بس میں ہے اور میری کچھ شیطانی قوتیں نا صرف یہ کہ میرے احکامات کا اتباع کرنے میں اس ممی کی راہنمائی کریں گی بلکہ اس کی حفاظت بھی کریں گے اب یہی ممی ممفس شہر اور اس کے اطراف میں بسنے والے لوگوں کے لیے ایک تباہی اور عذاب کی صورت اختیار کرے گی اور عنقریب تم دیکھو گے کہ ممفس شہر سے نکل کر اس ممی کی تباہ کاریوں کے قصے مصر کے دوسرے شہروں اور بستیوں تک بھی پھیل جائیں گے اور تم جانو جب ایسے حالات پیدا ہوں گے تو یوناف ضرور ادھر کا رخ کرے گا جب وہ اس طرف آئے تو پھر میں اس سے ایسا انتقام لوں گا جو آج تک روئے زمین پر کسی نے بھی اپنے دشمن سے نہ لیا ہو۔

اپنے ساتھیوں پر یہ انکشاف کرنے کے بعد عزازیل نے اس ممی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے میرے حواریوں اس ممی کو حرکت میں لاؤ اور اس کے ذریعے آج کی رات سقارہ کے میدانوں میں رع دیوتا کی خانقاہ کا رخ کرو اور اے میرے حواریوں سنو! اس خانقاہ کے اندر جس قدر پجاری موجود ہیں ان کا کام تمام کر دو اس کے بعد تم اس ممی کو یہیں لا کھڑا کرو اور میرے حکم کا انتظار کرو اب تم اس اجاڑ اور ویران خانقاہ کی طرف روانہ ہو جاؤ اس کے ساتھ ہی وہ ممی ایک عام اور زندہ انسان کی طرح حرکت میں آئی بڑی تیزی سے چلتی ہوئی اہرام سے وہ نکلی اور سقارہ کے میدانوں کی طرف چل دی تھی عزازیل بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس ممی کا تعاقب کرنے لگا تھا یہاں تک کہ وہ ممی انتہائی بھیانک اور خون خوار حالت میں رع دیوتا کی خانقاہ میں داخل ہوئی اور رات کے وقت اس خانقاہ کے اندر جس قدر بھی پجاری سوئے ہوئے تھے اس نے انتہائی بے رحمی کے انداز میں ان کے حلقوم کاٹ کر اور ان کا خون پی کر ان کا خاتمہ کر دیا تھا ایسا کرنے کے بعد وہ ممی پھر اہرام کی طرف لوٹ گئی تھی جبکہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ ممفس شہر کی طرف چل دیا تھا۔

پھر دوسرے روز ممفس شہر اور اس کے اطراف میں یہ خبر پھیل گئی کہ کسی ایک ان دیکھی اور نامعلوم عفریت نے سقارہ کے میدانوں کے اندر رع دیوتا کی خانقاہ میں پجاریوں کے حلقوم کاٹ کر اور ان کا خون پی کر ان کا خاتمہ کر دیا ہے تو اس خبر سے نہ صرف ممفس شہر بلکہ اس کے اطراف کے قصبوں اور بستیوں کے اندر بھی خوف و ہراس پھیل کر رہ گیا تھا۔

○

یریحو شہر فتح کرنے کے بعد یوشع بن نون نے چند ہفتوں تک بنی اسرائیل کے ساتھ اسی شہر کے باہر پڑاؤ کیے رکھا پھر انہوں نے اپنے چند آدمیوں کو شمال مشرق کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ اموریوں کے بڑے شہر عی سے متعلق معلومات حاصل کریں اور ان ہی معلومات کے مطابق عی شہر پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا جائے جن لوگوں کو یوشع بن نون نے شہر کی جاسوسی کے لیے روانہ کیا تھا انہوں نے امانت اور خیانت اور بد دیانتی سے کام لیا انہوں نے شہر کا کوئی جائزہ نہ لیا نہ ہی وہاں کے اصل حالات معلوم کیے بلکہ واپس آ کر انہوں نے یوں ہی یوشع بن نون سے یہ کہہ دیا کہ عی شہر تو کسی اہمیت کا حامل ہی نہیں ہے بنی اسرائیل کا اپنے پورے لشکر کے ساتھ اس پر حملہ آور ہونا بنی اسرائیل کی توہین ہے انہوں نے زور دے کر یوشع بن نون سے یہ بھی کہا کہ اس شہر کو فتح کرنے کے لیے صرف دو تین ہزار اسرائیلی ہی روانہ کر دیے جائیں تو عی شہر کے محافظ جنگجو اور وہاں رہنے والے تمام لوگ ان کے سامنے ہتھیار ڈال دیں گے۔

پس اپنے ان جاسوسوں کی بات مانتے ہوئے یوشع بن نون نے تین ہزار جنگجو اسرائیلیوں کا لشکر عی شہر کی طرف روانہ کر دیا تاکہ وہ شہر پر حملہ آور ہو کر اس پر قابض ہو جائیں اور پھر بنی اسرائیل کو یریحو میں اطلاع کریں کہ بنی اسرائیل یریحو شہر سے نکل کر شہر میں خیمہ زن ہو جائیں۔

عی شہر کے حاکم کو جب یہ خبر ہوئی کہ تین ہزار اسرائیلی اس کے شہر پر حملہ آور ہونے کے لیے اس کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں تو اپنے لشکر کے ایک حصہ کو اس نے ان اسرائیلیوں کی طرف روانہ کیا اور عی شہر کے اس مختصر سے لشکر نے شہر سے دور ہی تین ہزار بنی اسرائیل کو موت کے گھاٹ اتار کر رکھ دیا جب اس شکست اور بنی اسرائیل کے قتل عام کی خبر یریحو میں بنی اسرائیل کو پہنچی تو بنی اسرائیل کے اندر ایک طرح سے غم اور ماتم کی صفیں بچھ گئیں جس وقت بنی اسرائیل اپنے مرنے والوں کا ماتم کر رہے تھے اور یوشع بن نون اپنے خیمہ کے اندر افسردہ دل لیے بیٹھے تھے اس وقت یوناف یوشع بن نون کے خیمے کے دروازے پر گیا اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے اس نے استفہامیہ انداز میں پوچھا۔

اے سیدی! کیا میں آپ سے ایک اہم گفتگو کرنے کے لیے آپ کے خیمہ میں داخل ہو سکتا ہوں یوشع بن نون نے ایک بار نگاہ اٹھا کر غور سے یوناف کی طرف دیکھا پھر اپنے پہلو میں ایک خالی نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا آؤ بیٹھو اور کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو یوناف آگے بڑھ کر ان کے پہلو میں بیٹھ گیا تو یوشع بن نون نے پوچھا اے اجنبی میں نہیں جانتا تم کون ہو تاہم میں یہ بات وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ تو اسرائیلیوں میں سے نہیں ہے اس لیے کہ تیرا گفتگو اور مخاطب ہونے کا انداز یقیناً اسرائیلیوں جیسا نہیں ہے کیا تو مجھے بتائے گا کہ تیرا تعلق کس سرزمین سے ہے مجھ سے کیا کہنے آیا ہے اور خاص کر اس موقعہ پر جب کہ بنی اسرائیل اپنے مرنے والے لشکریوں کی وجہ سے دکھ اور غم میں مبتلا ہے۔

یوشع بن نون کے خاموش ہونے پر یوناف نے ان کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے اپنی گفتگو کی ابتداء کی اے نون کے بیٹے! آپ کا اندازہ درست ہے میں اسرائیلی نہیں ہوں اسی لیے میرا انداز تخاطب بھی ان سے جداگانہ ہے میں مصر کا ایک قدیم باشندہ ہوں کیونکہ میں مواحد ہوں۔ خدا کو ایک مان کر اسی کی بندگی اور عبادت کرتا ہوں اور ضرورت کے وقت اسی کو میں اپنی مدد کے لیے پکارتا ہوں اسی وجہ سے میں بنی اسرائیل میں شامل ہوا کہ دیکھو میرا اب اپنے ان وعدوں کی کیسے تکمیل کرتا ہے جو اس نے بنی اسرائیل کے اجداد کے ساتھ کیے تھے کہ وہ کنعان کی سرزمین کو انہیں عطا کر دے گا اے نون کے بیٹے میرا نام یوناف ہے میں تو صرف ایک سعادت کی خاطر بنی اسرائیل میں داخل ہوا ہوں میں بنی اسرائیل کے اندر ایک گمنام فرد کی حیثیت سے ہی زندگی بسر کر رہا تھا لیکن عی شہر کے بادشاہ نے اپنے لشکر کے ساتھ جو بنی اسرائیل کے بے شمار لشکر کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے تو میں اسی سلسلہ میں آپ سے کچھ کہنے آیا ہوں۔

یوشع بن نون نے پر امید آنکھوں سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے میرے عزیز مجھے خوشی ہوئی کہ تیرا تعلق مصر سے ہے اور میری سب سے بڑی خوشی کی وجہ یہ ہے کہ تو ایک مواحد ہے بیشک واحدانیت ہی ہر دین کا محور اور ستون ہوتی ہے۔

اور اے یوناف! اب تو مجھے یہ بتا کہ عی کے بادشاہ کے ہاتھوں اسرائیل مارے گئے ہیں تو ان کے متعلق کیا کہنا چاہتا ہے یوناف پھر اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ اے نون کے بیٹے جن لوگوں کو آپ نے جاسوسی کی خاطر عی شہر کی طرف بھیجا تھا انہوں نے تکبر اور تفاخر سے کام لیا اور اللہ پاک کو تکبر اور تفاخر ہرگز پسند نہیں ہے انہوں نے عی شہر کی خلوص دل سے تحقیق نہیں کی اور یوں ہی آپ سے آکر کہہ دیا کہ عی کے حاکم کی سرگرمی کے لیے دو تین ہزار اسرائیلی ہی کافی ہیں سو یہ ان کا تکبر تھا اور اسی تکبر کی وجہ سے مولا کریم نے بنی اسرائیل کو اس ابتلاء اور مصیبت میں ڈالا ہے کہ ان کے اس قدر لشکری مارے گئے لیں میں آپ سے یہ گزارش کرنے آیا ہوں کہ ان لشکریوں کے مارے جانے پر بنی اسرائیل کے اندر بددلی اور نامرادی پھیلتی جا رہی ہے لہٰذا انہیں اس دھندہ سے نکلنے کے لیے عی شہر پر ایک نئے طریقے سے حملہ آور ہوا جائے تاکہ جب بنی اسرائیل کو عی کے خلاف کامیابی ہو تو ان کی یہ بددلی کی موجودہ کیفیت رفع ہو جائے گی۔

اس موقعہ پر یوشع بن نون نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں پوچھا اے یوناف عی شہر پر حملہ آور ہونے کے لیے تم کیا مشورہ دیتے ہوئے تم ایک عقل مند اور دانا انسان لگتے ہو اور میں سمجھتا ہوں تمہارا مشورہ یقیناً قابل عمل ہوگا یوناف نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اے سیدی عی شہر پر حملہ آور ہونے کے لیے جو کچھ میں نے اپنے دل میں سوچ رکھا ہے وہ یہ ہے کہ آپ بنی اسرائیل کے لشکر کو دو حصّوں میں تقسیم کر دیں ایک حصہ آج رات عی شہر کے قریب مغرب میں بٹھا دیں اور کسی کو کان و کان خبر نہ ہو کہ بنی اسرائیل کا کوئی لشکر عی شہر کے اطراف میں گھات لگا کر بیٹھ چکا ہے۔

یوناف ذرا رکا اپنے ہونٹوں پر اپنی زبان پھیری پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا سیدی جو آپ کے لشکر کا دوسرا حصّہ ہوگا اسے لے کر آپ کل عی شہر کی طرف روانہ ہو جائیں اور عی شہر کے سامنے نمودار ہوں ظاہر ہے عی شہر کا بادشاہ جب یہ دیکھے گا کہ بنی اسرائیل ایک اور لشکر کے ساتھ اس کے مقابل آئے ہیں تو وہ ضرور شہر سے باہر نکل کر مقابلہ کرنے کی ٹھانے گا اس لیے کہ وہ اس سے پہلے بنی اسرائیل کے ایک لشکر کو شکست دے کر نیست و نابود کر چکے ہیں لہٰذا ان کے حوصلے بلند ہیں اس بنا پر عی شہر کے لشکری ضرور شہر سے باہر نکل کر بنی اسرائیل کے ساتھ جنگ کرنا پسند کریں گے اگر وہ ایسا کرتے ہیں یقین جانئے میری مٹھی میں بنی اسرائیل کی کامیابی اور فتح مندی ہے۔

یوشع بن نون نے درمیان میں بولتے ہوئے بے چینی کی حالت میں پوچھ لیا اے یوناف عی شہر کے لشکریوں کے باہر نکلنے میں کس طرح بنی اسرائیل کو فتح مندی اور کامیابی پنہاں ہے یوناف پھر کہہ رہا تھا سیدی جب عی شہر کا بادشاہ آپ کے لشکر کے مقابل آنے کے لیے

اپنے شہر سے باہر نکلے اور آپ پر حملہ آور ہو جائے تو تھوڑی دیر تک آپ اس کے لشکر کا مقابلہ کرتے رہیں پھر آپ یہ ظاہر کرنے کے لیے اپنے لشکر کو پسپا ہونے کا حکم دے دیں گویا بنی اسرائیل شکست کھا کر بھاگنے کی فکر میں ہیں اور جب آپ اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے پسپا ہونا شروع ہو جائیں گے تو عی شہر کا بادشاہ اپنے لشکر کے ساتھ ضرور آپ کا تعاقب کرے گا اس نیت کے تحت کہ بنی اسرائیل کو آگے بڑھ کر تحس نحس کر دے تاکہ پھر کبھی انہیں عی شہر پہ حملہ آور ہونے کی جرأت اور ہمت نہ ہو اور یہی عی شہر کے بادشاہ کی سب سے بڑی حماقت ہو گی۔

اور جب یہ تعاقب شروع ہو جائے یعنی آپ پسپائی اختیار کر لیں اور شہر کا بادشاہ آپ کا تعاقب شروع کر دے تو آپ کچھ دیر تک پیچھے پیچھے ہٹتے رہیں لیکن ایک تنظیم اور نظم کے ساتھ تاکہ آپ کے لشکر کی صفوں کے اندر بے ترتیبی نہ پیدا ہو۔ اور جب یہ پسپائی اور تعاقب کا کھیل شروع ہو گا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ عی شہر کے دوسرے مسلح اور غیر مسلح لوگ بھی شہر سے باہر نکل کر اس تعاقب میں شامل ہو جائیں گے تاکہ وہ بنی اسرائیل کی لوٹ مار شروع کر دیں اور جس لشکر کو آج کی رات گھات میں بٹھائیں گے اسے آپ پہلے ہی سمجھا دیں کہ جب یہ پسپائی اور تعاقب کا کھیل شروع ہو جائے اور عی شہر کے لوگ تعاقب کرتے ہوئے کافی آگے نکل جائیں تو آپ کا گھات میں بیٹھا ہوا وہ لشکر اپنی گھات سے نکل کر شہر کی طرف بڑھے اور شہر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کرنے اور آپ کو خبر کرنے کے لیے کہ وہ شہر میں داخل ہو گئے ہیں شہر کے چند مکانوں کو آگ لگا دیں اور جب اس آگ کے باعث دھواں فضا میں بلند ہو تو آپ پسپا ہوتے ہوئے شہر کی طرف دھیان رکھیں اور جب آپ دیکھیں کہ فضا کے اندر دھواں بلند ہو رہا ہے تو آپ پلٹ کر اپنے لشکر کے ساتھ عی شہر کے جنگجوؤں کے اوپر حملہ آور ہو جائیں اور پوری قوت سے ان کے خلاف یلغار کر دیں۔

پس اے سیدی اس اچانک حملے اور مڑنے پر عی شہر کے لشکری ضرور پسپا ہوں گے اور جب وہ مڑ کر دیکھیں گے کہ ان کے شہر کو آگ لگی ہوئی ہے تو وہ اور زیادہ بدحواس ہو کر اپنے شہر کی طرف بھاگیں گے اس موقع پر آپ بھی پوری قوت کے ساتھ ان کا تعاقب کریں۔

اور اپنی تلواروں پہ رکھ کر ان کا قتلِ عام شروع کر دیں عی شہر کے لشکریوں کو دوسری مایوسی یہ ہو گی کہ جب وہ شہر کے قریب جائیں گے تو شہر کے دروازے بند ہوں گے اس لیے کہ آپ کے لشکر کا دوسرا حصہ تو شہر پر قابض ہو چکا ہو گا پس اسی بدحواسی کے عالم میں عی شہر کے لشکریا

اور اس کے بادشاہ کا قصہ آپ اور آپ کے لشکریوں کے ہاتھوں پاک ہو کر رہ جائے گا اے سیدی میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ عی شہر کے بادشاہ کے خلاف جنگ کرنے کے لیے اگر یہ طریقۂ کار اپنایا جائے تو یقیناً اس میں بنی اسرائیل کو کامیابی اور عی شہر کے لشکریوں کو اپنی تباہی اور بربادی دیکھنا نصیب ہو گی۔

یوشع بن نون کو یوناف کا یہ مشورہ ایسا پسند آیا کہ انہوں نے آگے بڑھ کر یوناف کو گلے لگاتے ہوئے کہا یوناف تو نہ صرف دانش مند اور فہیم انسان ہے بلکہ تیری گفتگو تیرے مشوروں سے خلوص اور وفاداری ٹپکتی ہے قسم خداوند کی عی شہر کے لشکریوں سے نپٹنے کے لیے جو طریقۂ کار تم نے بتایا ہے وہ ایک احسن اور پسندیدہ تجویز ہے اور اس پہ عمل کر کے بنی اسرائیل یقینی عی شہر پہ قابض ہو جائیں گے۔ اور اے یوناف اب میرا فیصلہ بھی سنو جب تک میں زندہ ہوں تم بنی اسرائیل کے اندر ہی رہو میں یقیناً تمہارے مشورہ اور تمہاری صلاح کاری کو پسند کروں گا تمہارا خیمہ میرے خیمہ کے قریب نصب ہوا کرے گا اور بنی اسرائیل کے اندر تمہاری ایسی ہی عزت اور ایسا ہی احترام ہوا کرے گا جیسا بنی اسرائیل کے رؤسا اور میرے بڑے بڑے مشیروں کا ہوتا ہے اس پر یوناف نے اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے کہا اے سیدی میں بنی اسرائیل کے اندر آپ کے قریب رہنے کے لیے تیار ہوں پر پہلے میں آپ کو اپنی اصل حقیقت سے آگاہ کر دوں تاکہ آپ پر واضح ہو جائے کہ میں کون ہوں کیوں بنی اسرائیل میں داخل ہوا ہوں اور میری اصلیت کیا ہے

یوشع بن نون نے چونک کر کہا تم پہلے تو بتا چکے ہو کہ تمہارا تعلق مصر کی سرزمین سے ہے اور یہ کہ ایک سعادت حاصل کرنے کی خاطر تم بنی اسرائیل میں داخل ہوئے ہو اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا اے سیدی اس کے علاوہ بھی میری ذات کے ساتھ راز وابستہ ہیں اور وہ میں آج آپ پر آشکار کر دینا چاہتا ہوں تاکہ آپ میری اصلیت سے آگاہ رہیں یوشع بن نون نے غور سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے ایک جستجو کے انداز میں کہا اچھا کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو اور اس کے جواب میں یوناف نے اپنی زندگی کے سارے راز یوشع بن نون کے سامنے اگل دیئے تھے اس نے انہیں بتا دیا تھا کہ کس طرح اس کا تعلق آدم علیہ السلام کے بیٹے شیث کی نسل سے ہے اور کس طرح اس کے ناسوت پر لاہوت کا عمل ہوا۔

کیسے ایلیکا اس کے ساتھ تعاون اور مدد کرتی ہے اور کس طرح وہ صدیوں سے ابلیس اور اس کے اہل کاروں کے ساتھ برسرِپیکار ہے یہ انکشافات سن کر یوشع بن نون چونک

سے گئے چند لمحوں تک وہ کچھ سوچتے رہے پھر سنبھلے اور گہری مسکراہٹ میں انہوں نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اور شفقت سے اس کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اے یوناف میں تیرا ممنون ہوں کہ تو نے اپنے راز مجھ سے کہہ دیئے اور مجھ پر اعتماد اور بھروسہ کیا اور اب جب کہ تو نے مجھے اپنی اصل زندگی سے آگاہ کر دیا ہے تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میرے دل میں تمہاری قدر اور تمہاری عزت اور زیادہ بڑھ گئی ہے اب میں کوئی کام کرنے سے قبل اوروں کی نسبت تمہیں زیادہ اہمیت دیا کروں گا اس لیے کہ دیگر سب سے بڑھ کر تم میرے لیے سود مند اور بہتر ثابت ہو سکتے ہو۔

اور اے یوناف میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ تمہاری تجویز کے مطابق میں آج ہی عی شہر کے خلاف حرکت میں آ رہا ہوں اس کے ساتھ ہی یوشع بن نون اٹھ کھڑے ہوئے اور یوناف کا ہاتھ تھامتے ہوئے انہوں نے کہا آؤ میرے ساتھ تاکہ ایک لشکر کو ترتیب دے کر عی شہر کی طرف روانہ کیا جائے تاکہ وہ آج رات کی تاریکی میں شہر کے قریب گھات میں بیٹھ جائے اور کل میں تمہاری تجویز کے مطابق اپنے لشکر کے دوسرے حصے کے ساتھ عی شہر پر حملہ آور ہو جاؤں گا اور اس حملے میں تم میرے ساتھ ہو گے اور اس کے ساتھ ہی یوشع بن نون یوناف کا ہاتھ پکڑے ہوئے اپنے خیمہ سے باہر نکل گئے تھے۔

اسی رات یوشع بن نون نے اپنے لشکر کا ایک حصہ علیحدہ کیا اور اسے بھی شہر کے مغرب میں یعنی بیت ایل اور عی شہر کے درمیان گھات میں بٹھا دیا اور اس سارے کام میں یوناف یوشع بن نون کے ساتھ رہا یوناف کی اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے رات کے وقت اپنے لشکر کا ایک حصہ عی شہر کے مغرب میں گھات میں بٹھلانے کے بعد یوشع بن نون کس قدر مطمئن اور پُر امید ہو گئے تھے پس اس تجویز کی تکمیل کے لیے دوسرے روز انہوں نے اپنے لشکر کے دوسرے حصہ کے ساتھ یریحو شہر سے کوچ کیا اور جب سورج کافی چڑھ آیا تب وہ عی شہر کے شمال میں نمودار ہوئے اور وہاں انہوں نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا۔

عی شہر کے بادشاہ کو جب خبر ہوئی کہ بنی اسرائیل اپنے پہلے لشکر کی تباہی و بربادی کا انتقام لینے کے لیے ایک اور لشکر لے کر آ نمودار ہوئے ہیں اور شہر کے شمال میں انہوں نے پڑاؤ کر لیا ہے تو اس خبر پر عی شہر کے بادشاہ نے مقابلہ پر آنے میں کسی قسم کی دیر اور تاخیر نہ کی اس نے فوراً اپنے لشکر کو تیار کیا اور شہر سے نکل کر وہ یوشع بن نون کے لشکر کے سامنے صف

آرا ہوا دونوں طرف سے کسی نے بھی انفرادی جنگ کی ابتداء نہ کی بلکہ تھوڑی دیر تک اپنی صفیں درست کرنے کے بعد دونوں لشکر ایک ہولناک انداز میں ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

یوشع بن نون کافی دیر تک جم کر دشمن کا مقابلہ کرتے رہے پھر انہوں نے یوناف کی تجویز کے مطابق آہستہ آہستہ پسپا ہونا شروع کر دیا تھا عی شہر کے بادشاہ نے جب دیکھا کہ اس کے مقابلہ میں اسرائیلی جنگ سے منہ موڑ کر پسپا ہونا شروع ہو گئے ہیں تو اس نے اپنے حملہ میں اور زیادہ تیزی اور ہولناکی پیدا کر لی تھی لیکن اپنے ان پرجوش حملوں میں وہ بنی اسرائیل کو کوئی زیادہ نقصان نہ پہنچا سکا تھا اس لیے کہ یوشع بن نون نے یہ پسپائی بڑے منظم طریقے سے کی تھی اور ان کی اگلی صفیں دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کرتی ہوئی پیچھے ہٹ رہی تھیں عی شہر کے لوگوں نے جب یہ دیکھا کہ ان کے لشکر کے مقابلہ میں بنی اسرائیل شکست کھا گئے ہیں اور اب وہ پسپا ہونا شروع ہو گئے ہیں تو انہوں نے بھی ایک بہت بڑی حماقت کا مظاہرہ کیا وہ یہ کہ اپنے لشکر میں شامل ہو کر بنی اسرائیل کی لوٹ کھسوٹ کرنے کے لیے وہ بھی شہر سے نکل کھڑے ہوئے تھے۔

عی شہر کے باشندوں کا اپنے لشکر میں آ شامل ہونا اور دیگر یہ کام یوناف کی تجویز کے مطابق رونما ہو رہا تھا یوشع بن نون آہستہ آہستہ پسپا ہوتے ہوتے دشمن کو عی شہر سے ذرا فاصلے پر لے گئے اس دوران یوشع بن نون کا وہ لشکر حرکت میں آیا جو بیت ایل اور عی شہر کے درمیان گھات لگائے ہوئے بیٹھا ہوا تھا اور عی شہر کے لوگوں کو اس لشکر کی کوئی خبر نہ تھی پھر یہ لشکر جیسے ہی اپنی کمین گاہ سے نکلا اور عی شہر میں داخل ہو گیا اس لیے کہ عی شہر خالی ہو چکا تھا اور اس کے دروازے کھلے ہوئے تھے پس اس لشکر کو شہر میں داخل ہونے میں کسی بھی طرح کی مزاحمت پیش نہ آئی۔

یوشع بن نون اپنے لشکر کے ساتھ برابر پسپا ہو رہے تھے لیکن اچانک انہوں نے ایک جگہ اپنے لشکر کو رک جانے اور دشمن کے خلاف مزاحمت کرنے کا حکم دے دیا اس لیے کہ انہوں نے دیکھا عی شہر کے اندر سے دھواں اٹھ رہا تھا جس سے انہوں نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ ان کا وہ لشکر جو گھات میں بیٹھا ہوا تھا وہ شہر میں داخل ہو کر قابض ہو چکا ہے پس ایک جگہ رک کر یوشع بن نون نے اپنے لشکر کی تنظیم درست کی اور پھر انہوں نے پلٹ کر پوری قوت کے ساتھ دشمن پر حملہ کر دیا تھا اور ان سارے امور میں یوناف ایک گھوڑے پر سوار ان کے ساتھ ساتھ ہی تھا بنی اسرائیل نے یوشع بن نون کے حکم پر ایسا زوردار اور جان لیوا حملہ کیا

کہ عی شہر کے لشکری اس حملہ کی تیزی اور تندی کو برداشت نہ کر سکے اور میدان جنگ سے ان کے پاؤں اکھڑتے ہوئے دکھائی دینے لگے تھے عی شہر کے بادشاہ نے جب یہ دیکھا کہ اچانک بنی اسرائیل پلٹ کر ہر طرف سے اس کے لشکریوں پر ٹوٹ پڑے اور لمحہ بہ لمحہ اس کے لشکر کی ترتیب اور تنظیم خراب ہوتی جا رہی ہے تو اسنے اپنے لشکر کو پلٹ کر شہر میں محصور ہو جانے کا حکم دے دیا تھا۔

بنی اسرائیل کے آگے آگے بھاگتے ہوئے عی شہر کا بادشاہ اور اس کے سارے لشکری جب شہر کے قریب آئے تو وہ دنگ رہ گئے اس لیے کہ شہر کے دروازے بند تھے اور شہر کے ایک حصّہ کو آگ لگی ہوئی تھی اب شہر کے وہ غیر مسلح افراد جو صرف بنی اسرائیل کی لوٹ مار کرنے کے لیے شہر سے نکل کر اپنے لشکر میں داخل ہو گئے تھے وہ شور و واویلا کرنے لگے تھے اور ابھی ان پر یہی کیفیت طاری تھی کہ اچانک شہر کا شمالی دروازہ کھلا اور شہر کے اندر جو بنی اسرائیل کا لشکر قابض ہو گیا تھا اس نے شہر سے نکل کر دشمن پر حملہ کر دیا تھا اب عی شہر کے لشکری اور عوام دونوں طرف سے بنی اسرائیل کے درمیان پسنے لگے تھے باہر کی طرف سے یوشع بن نون نے انہیں کاٹنا شروع کر دیا تھا جب کہ شہر کے اندر مقیم بنی اسرائیل کے لشکر نے انتہائی خون خواری کے ساتھ ان پر ضربیں لگانی شروع کر دی تھیں یوں عی شہر کے لشکری اور عوام زیادہ دیر تک ان دو طرفہ حملہ کو برداشت نہ کر سکے بنی اسرائیل نے ان کے بادشاہ سمیت کاٹ کر رکھ دیا تھا اور یوں عی شہر پر بنی اسرائیل کا قبضہ ہو گیا تھا۔

یوشع بن نون نے اپنے لشکر کو شہر کے شمالی حصّہ میں خیمہ زن ہونے کا حکم دے دیا تھا اس کے علاوہ انہوں نے اپنے لشکر کا ایک حصہ عی شہر میں داخل کر دیا تھا تاکہ عی شہر کا نظم و نسق نئے سرے سے چلانے کے انتظامات کئے جائیں جب یوشع بن نون کا خیمہ نصب ہو چکا اور ان کے خیمہ کے قریب ہی یوناف کا خیمہ بھی گاڑ لیا گیا تب یوشع بن نون یوناف کا ہاتھ تھامے ہوئے اپنے خیمہ میں داخل ہوئے اور دونوں ایک جگہ آمنے سامنے بیٹھ گئے پر یوشع بن نون نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیز تو نے کیسی بہتر عمدہ بتائی تھی جس پر عمل کر کے آج بنی اسرائیل عی شہر کے لشکر کے خلاف فتح مند اور کامیاب ہو گئے ہیں یقیناً میں ہی نہیں بلکہ بنی اسرائیل تک تمہارے ممنون ہیں کہ تم ایک پر خلوص دیانت دار و امین محسن اور عمدہ دوست ہو

یوناف نے انتہائی عاجزی اور انکساری میں کہا اے سیدی میں نے آپ پر کوئی احسان نہیں کیا بلکہ میرے لیے تو یہ ایک سعادت ہے کہ میں خدا کی راہ میں جہاد کرنے والوں میں شامل ہوا ہوں اور انہیں کوئی بہتر رائے اور سود مند تجویز پیش کر سکا ہوں یوناف جب خاموش ہوا تو یوشع بن نون نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے نرم اور مشفق آواز میں کہا اے یوناف میرے عزیز میں نے لشکریوں کو کھانا تیار کرنے کا حکم دے دیا ہے جب تک کھانا ہمارے لیے تیار ہو کر نہیں آتا تو تم وقت گزارنے کے لیے مجھے اپنی زندگی کا کوئی اہم واقعہ نہ سناؤ گے۔

اس لیے کہ تم تو انسانیت کے ارتقاء کے رازدار اور امین ہو تم سے بہتر انسانوں کے اندر کون انسانیت کے عروج اور زوال کا جاننے والا ہو سکتا ہے جواب میں یوناف ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں بولا اے سیدی میری طویل زندگی تو طوفانوں اور انقلاب سے بھری پڑی ہے قبل اس کے کہ میں آپ کو اپنی زندگی کے کچھ اہم واقعات سناؤں آپ پہلے مجھے یہ بتلائیے کہ بنی اسرائیل کے اندر سیا مصر کی سرزمین میں موسیٰ و ہارون کے بعد آپ کس ہستی سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔

یوشع بن نون نے مسکراتی ہوئی آنکھوں سے یوناف کی طرف دیکھا پھر فیصلہ کن انداز میں انہوں نے کہا اے میرے عزیز موسیٰ و ہارون کے بعد اپنی زندگی میں جس سے میں زیادہ متاثر ہوا ہوں وہ ایک بہترین شخص تھا اور فرعون کا رشتہ دار تھا اس کا نام شمعان تھا اور وہ فرعون منفتاح کی سلطنت میں ایک بہت بڑے عہدے پر فائز تھا یہ شخص موسیٰ پر ایمان لا چکا تھا اور اپنے ایمان کو فرعون اور اس کے اہل کاروں کے خوف سے چھپائے ہوئے تھا مصر کو خداوند کی طرف سے معجزات دکھانے کے بعد جب فرعون کی آخری ملاقات ہوئی تو فرعون نے موسیٰ کو قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا وہ اس بنا پر کہ فرعون دیکھتا تھا کہ موسیٰ کی تبلیغ سے نہ صرف بنی اسرائیل بلکہ قبطی بھی متاثر ہوتے جا رہے تھے۔

پس وہ موسیٰ کا خاتمہ کر کے اس تحریک کو کچل دینا چاہتا تھا اور اس روز جب موسیٰ فرعون منفتاح کے سامنے کھڑے تھے اور وہ ان کے قتل کا فیصلہ کر رہا تھا اس وقت کسی کو فرعون کے خوف سے یہ جرأت نہ تھی کہ فرعون کے اس فیصلے کے خلاف موسیٰ کے حق میں زبان کھولے پر اے یوناف اس موقع پر یہ شمعان ہی تھا جس نے نہ صرف فرعون کے فیصلے کے خلاف زبان کھولی بلکہ شدید احتجاج کرتے ہوئے اس نے یہ بھی ظاہر کر دیا کہ وہ مومن ہے اور موسیٰ اور اس کے خداوند پر ایمان لا چکا پس فرعون جس وقت موسیٰ کے قتل کا ارادہ کر رہا تھا اس وقت فرعون کے دربار میں شمعان نام کا یہ شخص اٹھ کھڑا ہوا اور بلا توقف اور بغیر کسی خوف خطرہ کے

اس نے فرعون اور اس کے درباریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کیا تم موسیٰ کو اس لیے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب تو اللہ ہے جو واحد ہے اور یہ موسیٰ تمہارے پاس اپنی رسالت کی کھلی دلیلیں بھی لے کر آئے ہیں پس اے میری قوم اگر خدانا خواستہ موسیٰ جھوٹے ہیں تو ان کا جھوٹ خود ان پر ہی پلٹ پڑے گا لیکن اگر وہ سچے ہیں اور جن ہولناک نتائج کا وہ تم کو خوف دلاتے ہیں تو ان نتائج کا تم لوگوں کو ضرور سامنا کرتے پڑے گا۔

اے میری قوم آج تمہیں بادشاہت حاصل ہے اور تم اور دوں پر غالب دکھائی دیتے ہو اگر خدا کا عذاب تم پر آ گیا تو پھر کون ہے جو تمہاری مدد کر سکے گا پس اے میری قوم تم موسیٰ کے معاملہ میں حد سے نہ گزرو اور جھوٹ اور حد سے گزر جانے کا کام نہ لو اور اس لیے کہ میرا رب حد سے گزرنے والوں اور جھوٹوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

یوشع بن نون تھوڑی دیر کے لیے رکے اور دوبارہ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ کہہ رہے تھے اے یوناف اس شمعان نے فرعون اور اس کی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بھی کہا اے میری قوم کے لوگو! مجھے خوف ہے کہیں تم پر وہ دن نہ آ جائے جو اس سے پہلے بہت گروہوں پر آ چکا ہے جیسا کہ وقت قوم نوح اور قوم عاد و ثمود علاوہ ان کے بعد آنے والی قوموں پر آیا تھا اے میری قوم! مجھے ڈر ہے کہ پھر کوئی ایسا پر عذاب دن نہ آ جائے جب تم ایک دوسرے کو پکارو گے اور بھاگے پھرو گے مگر اس وقت اللہ سے بچانے والا تمہارے لیے کوئی ہو گا پس اے یوناف اس شمعان نام کے شخص نے فرعون پر اپنا ایمان بھی ظاہر کر دیا۔ اور اسے خدائے واحد کی طرف بلاتے ہوئے یہ گفتگو بھی کی تو فرعون اس کے خلاف ہو گیا۔

پس فرعون نے موسیٰ کے قتل کو ٹال دیا اس لیے اسے وہم ہو گیا تھا کہ اس کے اہل کاروں میں بھی موسیٰ کی تبلیغ پھیل گئی ہے پس وہ تحقیق کرنا چاہتا تھا کہ موسیٰ کو قتل کرنے سے پہلے یہ معلوم کیا جائے کہ میرے ارکین سلطنت میں سے کون لوگ ہیں جو اس تبلیغ سے متاثر ہو چکے ہیں سو اس نے سب سے پہلے شمعان کے خلاف حرکت میں آنا چاہا لیکن شمعان فرعون کے پاس سے بھاگ کر پہاڑوں کے اندر جا چھپا اور قبل اس کے کہ فرعون موسیٰ کے خلاف حرکت میں آتا اس دوران خداوند نے موسیٰ کو بنی اسرائیل کے ساتھ مصر سے ہجرت کرنے کا حکم دے دیا تھا اور اس ہجرت کے وقت شمعان بھی بنی اسرائیل میں آ شامل ہوا تھا یوں فرعون کو تو خداوند نے غرق کر دیا اور شمعان کو بنی اسرائیل کے ساتھ سمندر سے خیریت کے ساتھ نکال لیا اے یوناف یہ شمعان مجھے اس لیے پسند تھا کہ اس نے فرعون کی جباریت کی پرواہ کیے بغیر اس کے سامنے نہ صرف اپنے ایمان کا اظہار کیا بلکہ فرعون کو جھوٹا اور حد سے گزرا ہوا کہا اس لیے موسیٰ اور ہارون کے بعد اس شمعان نے اپنے اعمال و اقوال سے مجھے بے حد متاثر کیا اور یہ شمعان مصر سے نکلنے سے کچھ عرصہ بعد صحرائے سینہ میں انتقال کر گیا تھا۔

اپنا سلسلہ کلام ختم کرتے ہوئے یوشع بن نون نے غور سے یوناف کی طرف دیکھا پھر اسے کہا اے یوناف میں تمہارے سوال کا جواب دے چکا ہوں اب تو مجھے تفصیل کے ساتھ یہ بتاؤ کہ ملائے اعلیٰ میں آدم و عزازیل کا تنازعہ کیسے ہوا۔

کیسے آدم کو زمین پر بھیجا گیا اور آدم کے علاوہ بعد میں آنے والے پیغمبروں نے اپنی اپنی اقوام کو کیا پیغام دیا جن اقوام نے اپنے پیغمبروں کا اتباع نہ کیا ان کا خداوند نے کیا حشر کیا اے یوناف تو تو ایک قدیم ترین انسان کی حیثیت سے اس سرزمین کے اندر انسانی ارتقاء کا امین ہے تو مجھے اس انسانی ارتقاء کے حالات تفصیل سے بتا یوناف نے خیمہ کے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مسکرانے کے انداز میں کہا سیدی جو حالات سنانے کے لیے آپ نے مجھے کہا ہے میں یہ حالات ضرور تفصیل کے ساتھ آپ سے کہوں گا پس اس وقت تو دیکھیں آپ کے آدمی کھانا لے آئے ہیں لہٰذا آئیں پہلے کھانا کھائیں اس کے بعد کسی موضوع پر گفتگو کریں گے یوشع بن نون نے دروازے کی طرف دیکھا واقعی کچھ اسرائیلی ان کا کھانا لے کر آئے تھے۔

لہٰذا یوشع بن نون خاموش رہ گئے بنی اسرائیل کے ان جوانوں نے جب کھانا ان دونوں کے سامنے رکھ دیا تو وہ خود باہر نکل گئے جب کہ یوشع بن نون اور یوناف خاموشی کے ساتھ کھانا کھانے لگے تھے!

○

چند یوم کا وقفہ ڈالنے پر عزازیل ایک روز پھر عارب یوسہ اور بنیضہ کے علاوہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مصر کے قدیم بادشاہ زدسر کے احرام میں داخل ہوا وہ خوفناک اور خونخوار ممی کے اندر اس نے جسے امحوتپ کے سحر کو داخل کیا تھا اور جیسے حرکت میں لانے کے لیے اس نے اپنے شیطانی کارکن مقرر کیے تھے اس ممی کے پاس وہ آ کھڑا ہوا اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے ایک مبلغ اور ایک مصلح کے سے انداز میں کہا اے میرے رفیقو تم دیکھتے ہو ابھی سورج طلوع نہیں ہوا اور فضاؤں میں اس وقت گہری اور بھیانک تاریکی چھائی ہوئی ہے۔

میرے عزیز حواریو تم یہ بھی جانتے ہو کہ اسی ممی کے ذریعے جو ہم نے رع دیوتا کی خانقاہ میں پجاریوں کے اندر ایک خونخواری اور تباہی پھیلائی تھی اس کو اب کافی دن گزر گئے ہیں گو اس واقعہ نے قرب وجوار کے لوگوں کے اندر خوف و دہشت کی ایک سنسنی پھیلا دی تھی تاہم لوگ اب کسی قدر اس واقعہ کو فراموش کر چکے ہیں لہذا میں آج ایسا ہی ایک اور واقعہ دوہرانے کا عزم کر چکا ہوں۔

اے میرے ہمنوا نہ ممفس شہر کے باہر میں نے اس جگہ کا بغور جائزہ لیا ہے جہاں کے ماہی گیر چھوٹی چھوٹی کشتیوں کے اندر اپنے جال پھینک کر مچھلیاں پکڑتے ہیں سوائے میرے عزیزو میں آج ان ہی ماہی گیروں کو اس ممی کا نشانہ اور ہدف بناؤں گا تم دیکھو گے کہ میں دریائے نیل کے پانی کو ان ملاحوں کے خون سے رنگین بنا کر رکھ دوں گا میں ابھی اور اسی وقت اس ممی کو حکم دیتے والا ہوں کہ وہ ممفس شہر کے شمال میں دریائے نیل کے اندر مچھلیاں پکڑنے والے ملاحوں میں تباہی اور خون ریزی پھیلا دے۔

سو میرے عزیزو تم اپنی ہیئت بدل کر رکھنا تا کہ اس ممی کے پیچھے پیچھے جاتے ہوئے ہم کسی انسانی آنکھ کو دکھائی نہ دیں عزازیل کے اس حکم پر عارب نے اپنے سر کو خم کرتے ہوئے کہا اے آقا آپ بے فکر رہئیے ہم پوری طرح آپ کے احکامات کا اتباع کریں گے اس ممی کو حکم دیں تا کہ نیل کے اندر تباہی اور خونخواری پھیلائی جا سکے عارب کی اس گفتگو کے جواب میں عزازیل کے چہرے پر خونی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے اس ممی کی طرف دیکھتے ہوئے ہولناک انداز میں کہا اے میرے حواریعہ اس ممی کو حرکت میں لاؤ اور اسے ممفس شہر کے شمال میں دریائے نیل کے اندر ماہی گیروں پر وار کردو۔

عزازیل کے اس حکم پر اس ممی پر آندھیوں اور زلزلوں کی سی کیفیت طاری ہونے لگی تھی ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اس کے بساگر ہستی میں طوفان اور آندھیاں ہوں اس کے جسم میں ہمتوں کے سیل اور بے انت جکھڑوں کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اس کے مردہ جسم کے اندر دنیا طلبی کا انہماک بقا کی تباہ کن جنگ اور دہشتوں کا رقص برپا ہونے لگا تھا عزازیل کے حکم پر اس مردہ ممی کی سانسوں میں آگ اور جسم میں شعلے ابھرتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے ایسا لگتا تھا اس ممی کی رگوں میں خون کا شوریدہ رقص شروع ہو گیا ہو اور وہ ماضی کی ساری دہشتوں کو توڑ کر فطرت کے بدترین گرداب اور بحر کے ہولناک طوفان کی طرح ماضی کی ساری ہی تقدیریں بدل کر رکھ

دے گی۔

پھر وہ ممی حرکت میں آئی اور زد سر کے احرام سے نکل کر دریائے نیل کے رخ پر روانہ ہو گئی تھی عزازیل بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس ممی کے تعاقب میں دریائے نیل کی طرف جا رہا تھا جس وقت وہ ممی ممفس شہر کے شمال میں دریائے نیل کے کنارے پہنچی اس وقت مشرقی گھاٹیوں کی اوٹ سے سورج طلوع ہو رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی افق کے لبوں پر کلیوں کے ہجوم کی طرح شفق رنگ بکھر گئے تھے اور کائنات کی مردہ رگوں کے اندر زندگی کا خون مچلنے لگا تھا دات کو سوئی ہوئی ہر شے بیدار ہونے لگی تھی دریا کے کنارے اگر وہ ممی رک گئی عزازیل اور اس کے ساتھی اپنی اس ہیئت اور کیفیت میں تھے کہ انسانی آنکھ انہیں دیکھ نہ سکتی تھی اس موقعہ پر عزازیل نے پھر ممی کو حرکت میں لانے والی اپنی شیطانی قوتوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے حواریو ادھر سامنے دیکھو ان گنت ملاحوں کی کشتیاں دریائے نیل کے اندر تیر رہی ہیں اور تم دیکھتے ہو کہ یہ ملاح کیسے سکون اور پر مسطر انداز میں دریائے کے اندر جال پھینک اور کھینچ رہے ہیں۔ پس تم اس ممی کو دریائے کے اندر لے جاؤ اور اسے ان ملاحوں اور ان کی کشتیوں اور ان کے سمٹنے اور پھیلتے جالوں کی تباہی و بربادی کا باعث بنا کر رکھ دو۔

اور ساتھ ہی وہ ممی حرکت میں آئی اور دریائے نیل پر چلتی ہوئی وہ آگے بڑھنے لگی تھی ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ دریائے نیل کے پانی پر نہیں بلکہ ٹھوس زمین پر چل رہی ہو۔

دریائے نیل کے اندر کام کرتے ملاحوں نے چڑھتے سورج کی روشنی میں جب اس ممی کو انتہائی خوفناک انداز میں اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو ان کے دل ہول کھانے لگے تھے اور وہ بچارے انتہائی بے بسی اور لاچارگی کے عالم میں کنارے پر کھڑے اپنے ساتھی ملاحوں کو اپنی مدد کے لیے پکارنے لگے تھے لیکن اتنی دیر تک وہ ممی آگے بڑھ کر سلگتی ہوئی آنچ کی طرح اور رقص کرتے بے شمار شرر کی مانند ان پر حملہ آور ہو گئی تھی اور ان کے حلقوم کاٹ کر ان کا خون پیتے ہوئے اس نے انہیں ان کے جسم کے سرد خانوں سے نجات دینا شروع کر دی تھی چند ہی لمحوں کے اندر طوفانی انداز میں اس ممی نے سارے ملاحوں کے حلقوم کاٹ کر اور ان کا خون پی کر رکھ دیا ان کشتیوں کو توڑ پھوڑ دیا اور ان کے جالوں کو اس نے چیر چیر کر کے رکھ دیا تھا۔

کنارے پر کھڑے ملاحوں نے جو یہ خرق عادت اور فوق الفطرت دیکھا تو وہ پیچھے ہٹ کر چند مکانوں کی اوٹ میں ہو گئے تھے اس احتیاط کے تحت کہ وہ ممی دریا کے اندر کام کرنے والے

ملاحوں سے فارغ ہو کر کہیں انہیں بھی اپنی تباہی و بربادی کا نشانہ بنانا شروع کر دے دریا کے اندر سارے ملاحوں کا خاتمہ کرنے کے بعد ممی دریا سے باہر نکلی پھر وہ بڑی تیزی کے ساتھ چلتی ہوئی سقارہ کے میدانوں کا رخ کر رہی تھی کنارے پر کھڑے وہ ملاح جو مکانوں کی اوٹ میں چھپ گئے تھے جب انہوں نے دیکھا کہ ممی انہیں نقصان پہنچائے بغیر دریائے نیل کے کنارے سے سقارہ کے میدانوں کا رخ کر رہی ہے۔

تب ان سب کی ہمت بندھی پھر وہ باہم مشورہ کرتے ہوئے اس ممی کے تعاقب میں چل پڑے تھے اس موقعہ پر غائبانہ حالت میں ممی کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے عارب نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے آقا آپ دیکھتے ہیں کہ کنارے پر کھڑے ملاح جو کچھ دیر پہلے ممی کی کاروائی دیکھ کر مکانوں کی اوٹ میں ہو گئے تھے لگتا ہے اب ان کی ہمت بندھ گئی ہے اور وہ دیکھیں وہ اب ممی کا تعاقب کرنے لگے ہیں کیا ہمیں ممی کو ان پر بھی وار کر دینا چاہئے تاکہ ان کا بھی خاتمہ ہو جائے عزازیل نے عارب کو تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا اے عارب نہیں ایسا ہرگز نہیں کرنا ان ملاحوں کو ممی کا تعاقب کرنے دو تاکہ سارا منظر دیکھنے کے بعد ممفس شہر کے لوگوں میں یہ ساری کہانی بیان کریں۔

اس طرح ممفس شہر میں اس ممی کی نسبت سے اور زیادہ خوف و ہراس پھیل جائے گا اور یہی ہمارا مدعا اور ہمارا مقصد ہے۔

جب عزازیل خاموش ہو گیا تو عارب نے کچھ کہنا چاہا اور اس سے پہلے ہی بیوسہ نے بولنے میں پہل کی پھر اس کی لذتوں سے بھرپور کھنکتی ہوئی آواز فضاؤں کے اندر بلند ہوئی اے عارب! میرے بھائی آقا عزازیل ٹھیک کہتے ہیں ان ملاحوں کو ممی کا تعاقب کرنے دیں تاکہ یہ ممی کی تباہی اور بربادی کی کہانیاں واپس جا کر ممفس شہر کے اندر پھیلائیں اس طرح آپ دیکھیں گے کہ ممفس شہر کے انسان تو کجا ابھی اس شہر کی در و دیوار بھی خوف و ہراس سے لرزا اٹھیں گی عزازیل نے بیوسہ کی اس گفتگو کو غور سے سنا جب وہ خاموش ہوئی تو اس کی طرف تحسین آمیز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اس نے کہا اے بیوسہ تو یقیناً عقل مند اور رمز آشنا لڑکی ہے عزازیل کی اس توصیفی گفتگو کے جواب میں بیوسہ صرف مسکرا کر رہ گئی تھی۔

پھر وہ خاموشی کے ساتھ ممی کے تعاقب میں لگ گئے تھے دوسری طرف ممی کا تعاقب کرنے والے ملاحوں نے دیکھا کہ سقارہ کے میدانوں میں داخل ہونے کے بعد وہ ممی زوسر احرام کے اندر چلی گئی ہے تو وہ بھی واپس ممفس شہر کی طرف لوٹ گئے تھے۔

مصر کی ملکہ دلوکہ اپنے تخت پر بیٹھی ہوئی تھی کہ وہ ملاح اس کے سامنے پیش ہوئے پھر ایک ملاح نے ملکہ کو مخاطب کرتے ہوئے یوں کہا اے مقدس ملکہ ہم آپ سے مافوق الفطرت اور خرق بشریت عفریت کے خلاف شکایت لے کر حاضر ہوئے ہیں اے مقدس ملکہ! آج تھوڑی دیر قبل صبح کے وقت جب کہ مشرق کی طرف سورج طلوع ہو رہا تھا ہم دریائے نیل کے کنارے کھڑے تھے اور ہمارے بہت سے ساتھی دریائے نیل کے اندر اپنی ستر کشتیوں کے اندر جال پھینک اور کھینچ کر مچھلیاں پکڑ رہے تھے۔

اے ملکہ اتنے میں سقارہ کے میدانوں کی طرف سے ایک ممی نمودار ہوئی اور دریائے نیل کے اندر وہ اس طرح آگے بڑھنے لگی جس طرح کوئی عام آدمی خشکی پر چلتا ہے وہ ممی اے ملکہ! انتہائی خونخوار اور ہولناک تھی اور اس کی آنکھوں سے دہشت اور انتقام کے انگارے پھوٹ رہے تھے اے ملکہ وہ ممی جھونکوں کی طرح دریا کے اندر کام کرنے والے ملاحوں پر وارد ہوئی اس نے سارے ملاحوں کے حلقوم کاٹ کر ان کا خون پی لیا ان کی کشتیوں کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا اور ان کے جالوں کو ریزہ ریزہ کر دیا اس تباہی کے موقعہ پر ہم دریائے نیل کے کنارے سے ہٹ کر قریبی مکانوں کی اوٹ میں ہو گئے تھے۔

پھر اے ملکہ ایسا ہوا کہ ملاحوں کے خاتمہ پر وہ ممی پلٹی دریائے نیل سے نکلی اور سقارہ کے میدانوں کی طرف چل دی ہم سب نے بھی باہم مشورہ کر کے ہمت کی اور اس ممی کا تعاقب کیا ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے وہ ممی سقارہ کے میدانوں کے اندر قدیم بادشاہ زوسر کے احرام میں داخل ہو گئی تھی اے مقدس ملکہ ہمارا خیال ہے کہ گزشتہ دنوں سقارہ کے میدانوں کے قریب رع دیوتا کی خانگاہ کے اندر جو پجاریوں کے حلقوم کاٹے گئے تھے اور ان کا خون پی کر ان کا خاتمہ کیا گیا وہ بھی اسی ممی کے باعث ہوا تھا۔

ذرا رک کر اور اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے کے بعد وہ بوڑھا ملاح کہہ رہا تھا اے مقدس ملکہ اس ممی نے رع دیوتا کی خانگاہ میں پجاریوں کے اندر جو تباہی اور بربادی پھیلائی تھی اس نے تو ممفس کے اطراف میں ایک خوفناکی کی کیفیت پھیلا دی تھی گو خانگاہ کے اندر ممی کو داخل ہوتے ہوئے نہ دیکھا گیا تھا لیکن لوگ پجاریوں کی ادھڑی ہوئی لاشیں دیکھ کر ہی چیخ چلا اٹھے تھے اے مقدس ملکہ اب یہ دوسرا واقعہ اس وقت رونما ہوا ہے جب دریائے نیل کے کنارے ہمارے علاوہ کوئی اور نہ تھا اور جن پجاریوں کو کاٹا اور ادھیڑا گیا ہے وہ بھی دریائے نیل میں غرق ہو کر رہ

گئے ہیں۔

پس اے ملکہ قبل اس کے کہ ان دو وارداتوں کے بعد وہ ہولناک عفریت نما ممی مزید خونخوار کاروائیاں کرے گی ہم آپ سے گذارش کرتے ہیں کہ اس کا کوئی سدباب کیا جائے ورنہ ہمیں خدشہ ہے کہ نہ صرف اس ممی کے باعث ممفس کے اطراف اکناف ویران اور جنگل ہو کر رہ جائیں گے بلکہ خود ممفس شہر کے لوگ بھی اپنے گھروں کو چھوڑ کر دوسرے شہروں کا رخ کرنا شروع کر دیں گے اور اس طرح ممی کے باعث مصر کا مرکزی شہر اجاڑ ویرانوں اور قبرستان جیسے ویرانوں میں بدل کر رہ جائے گا۔

لہٰذا ہماری آپ سے التجا ہے کہ اگر آپ کچھ کرنا چاہتی ہیں تو اس ممی کے خلاف جلد کچھ کر گزریئے ملاح کی ساری گفتگو سن کر ملکہ دلوکہ کے چہرے پر غضب میں چھپی ہوئی ایک ہولناکی سی چھا گئی تھی چند لمحوں تک وہ اپنی گردن خم کئے کچھ سوچتی رہی پھر اس نے لکڑی کی ننھی سی ہتھوڑی سنبھالی اور اپنے قریب لٹکتے ہوئے تانبے کے طشت پر ضرب لگادی تھی کمرے کے اندر گہری بازگشت والی گونج بلند ہوئی تھی۔

اور اس کے ساتھ ہی ملکہ کا ایک محافظ اندر آیا جسے دیکھتے ہی ملکہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا میرے محافظ دستے کو تیار کر دیں ابھی اور اسی وقت سقارا کے میدانوں کا رخ کروں گی اور مصر کے سپہ سالار کے علاوہ میرے مشیروں کو بھی اطلاع کر دو کہ وہ بھی میرے ساتھ سقارا کے میدانوں تک چلیں گے ملکہ دلوکہ کا یہ حکم سن کر اس کا وہ محافظ باہر نکل گیا تھا پھر ملکہ نے ان ملاحوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے مصر کے عزیز شیر دل ملاحو! تم باہر بیٹھ کر انتظار کرو میں ابھی تھوڑی دیر تک تمہارے ساتھ سقارا کے میدانوں کی طرف روانہ ہوں گی وہ ملاح اپنے سر کو خم کرتے ہوئے اور اپنی ملکہ کو تعظیم دیتے ہوئے اس کے کمرے سے باہر نکل گئے تھے جب وہ ملاح کمرے سے چلے گئے تو ملکہ دلوکہ نے انتہائی کرب اور بے بسی میں اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

کاش اس وقت ساحرہ تدورہ زندہ ہوتی تو میں اس سے اس ہولناک حادثہ پر مشورہ کرتی یقیناً وہ عظیم عورت اس ممی سے بچاؤ کی کوئی صورت ضرور نکال دیتی اس کے ساتھ ہی ملکہ دلوکہ کی گردن جھک گئی اور وہ گہری سوچوں میں کھو گئی تھی ملکہ اسی طرح تفکرات میں ڈوبی ہوئی بیٹھی ہوئی تھی کہ اس کے کمرے میں مصری عساکر کا سالار اور پھر ملکہ کے مشیر داخل ہوئے اپنے سالار اور اپنے

مشیروں کے آنے پر ملکہ چونکی پہلے اس نے انہیں بیٹھنے کو کہا جب وہ سب کے سب اپنی اپنی نشست پر بیٹھ گئے تب ملکہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا میں نے تمہیں ایک انتہائی ہولناک حادثے کا سدباب کرنے کے لیے طلب کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی ملکہ نے وہ ساری روداد انہیں کہہ سنائی تھی جو ملاحوں نے اُن سے کہی تھی اس حادثے کے انکشاف پر مشیروں کے حواس بھی جاتے رہے تھے۔

پھر ان میں سے ایک مشیر کو مخاطب کرتے ہوئے ملکہ نے تحکمانہ انداز میں کہا ممفس شہر میں اس وقت جو بھی کوئی اعلیٰ پائے کا ساحر ہے اسے یہاں میرے پاس بلا کر لاؤ اس سے یہ واقعہ بھی بیان کرو جو کچھ ملاحوں نے کہا ہے اور ان پر یہ بھی واضح کر دو کہ وہ سب میرے ساتھ سقارہ کے میدانوں میں زوسر کے احرام میں چلیں گے تاکہ اس ممی کا کھوج لگایا جائے جو تباہی و بربادی اور خون ریزی کا باعث بن رہی ہے اس ممی کے ہاتھوں دو ہولناک واقعے رونما ہو چکے ہیں ایک آج جو دریائے نیل کے اندر ماہی گیروں کو پیش آیا ہے اور دوسرا چند روز پہلے سقارا کے میدانوں میں رع دیوتا کی خانگاہ میں پیش آیا اور اگر ایسے ہی واقعات شدید ہوتے رہے تو میں سمجھتی ہوں ممفس شہر ویران ہو کر رہ جائے گا۔

پس تم ممفس شہر کے اعلیٰ پائے کا ساحروں کو میرے پاس لے کر آؤ تاکہ وہ میرے ساتھ زوسر کے احرام کی طرف چلیں اور ان کے صلاح و مشورہ کر کے اس ممی کی خون ریزی کی روک تھام کی جائے۔

اور یہ بھی حالات معلوم کئے جائیں کہ وہ کیا نحوست اور کیا وجوہات ہیں جس کی بنا کر پر وہ ممی یوں عام انسانوں کی طرح حرکت میں آتی ہے کیا کوئی ایسی بے چین اور بے سکون روح ہے جو اس ممی کے ذریعے اپنے انتقام کی تکمیل کر رہی ہے بہر حال تم ان ساحروں کو بلا کر میرے پاس لاؤ اس لیے کہ میں نے سن رکھا ہے زوسر کے احرام کے اندر اس کے قدیم نے طلسم ڈال رکھا ہے اور ہر کوئی ان احرام کے اندر داخل نہیں ہو سکتا سو ان احرام میں داخل ہونے کے لیے ساحروں کا میرے ساتھ جانا ضروری ہے ملکہ کا حکم سن کر وہ مشیر کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ملکہ دلوکہ کے محل کے باہر اس کے محافظ دستہ کے علاوہ ممفس شہر کے چیدہ چیدہ ساحر بھی جمع ہو گئے تھے ملکہ کا گھوڑا تیار کر کے اس کے کمرے کے سامنے کھڑا کر دیا گیا

Uploaded By Muhammad Nadeem

تھا جب ملکہ دلوکہ کو اس تیاری کی اطلاع دی گئی اپنے مشیروں کے ساتھ وہ باہر نکلی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر وہ سقارہ کے میدانوں کی طرف روانہ ہو گئی تھی مصر کے قدیم بادشاہ زدسر کے احرام کے قریب جا کر ملکہ دلوکہ نے آگے بڑھنے کی ترتیب بدل دی تھی اس سے پہلے خود وہ سب سے آگے پھر اس کے مشیر اور محافظ اور آخر میں ممفس شہر کے ساحر تھے لیکن اب اس نے ساحروں کو آگے آگے رکھا ان کے پیچھے محافظ دستے کے ساتھ وہ خود تھی اور آخر میں اس کے مشیر تھے اس حالت میں وہ زدسر کے احرام کے سامنے جا نمودار ہوئے اور اپنے گھوڑوں سے اتر کھڑے ہوئے یوں ہی وہ سب زدسر کے احرام میں داخل ہوئے انہیں ایسا محسوس ہونے لگا جیسے ان کے اندر داخل ہوتے ہی ہلکی ہلکی آوازوں میں احرام کے اندر ساز بجنے شروع ہو گئے ہوں۔

ان سازوں کی آوازوں سے وہ سب پریشان سے ہو گئے تھے لیکن ہر کوئی اپنی پریشانی کو چھپاتا ہوا ملکہ کی معیت میں آگے بڑھ کر ممیوں کا جائزہ لینے لگا تھا لیکن اس وقت ہر ایک کی حیرت بڑھتی چلی گئی جب وہ اس ممی کے قریب گئے جس پر عزازیل نے اپنے شیطانی کارکن مقرر کر رکھے تھے اور جسے وہ تباہی اور بربادی پھیلانے میں استعمال کر رہا تھا۔

جب وہ اس ہولناک ممی کے سامنے جا کر کھڑے ہوئے تو ان کے خدشات ان کی پریشانیوں اور ان کے تفکرات میں اور زیادہ اضافہ ہونے لگا تھا اس لیے انہوں نے محسوس کیا جیسے اس ممی کا تمام جسم ان کے دیکھتے ہی دیکھتے بیدار ہونے لگا ہو اور اس کے خوابیدہ ذہنی تفکرات جاگنا شروع ہو گئے ہوں اس کی بولتی آنکھوں کے اندر آگ کا سا جوش مارنے والے خطرات ابھرنے لگے تھے پھر ملکہ دلوکہ اس کے دستے کے محافظ، مشیروں اور وہاں کھڑے ساحروں کو یہ بھی احساس ہوا جیسے اس ممی کے اعضاء و جوارح اس کی رگوں اور پٹھوں کے اندر ضامت ابھر گئی ہوں اور اس کی ہر چیز حرکت میں آ گئی ہو ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ اس ممی کی ناک سے ویرانوں کے خوابوں جیسی ہولناک کراہٹ بھی سنائی دینے لگی تھی اس کے ساتھ ہی اس ممی کے منہ سے ایسی ہولناک آوازیں نکلنا شروع ہو گئی تھیں جیسے ان گنت بھوکے اور خون خوار بھیڑیئے ویران اور تاریک راتوں کے اندر چیخ چیلا اٹھے ہوں اس ممی کی یہ حالت دیکھ کر ملکہ دلوکہ یقیناً غش کھا کر زمین پر گر گئی ہوتی اگر اس کے ایک مشیر نے اسے سہارا دے کر تھام نہ لیا ہوتا ملکہ کے ساحروں نے بھی اپنی طرف سے انتہائی کوشش کی کہ وہ ممی کی اس کیفیت میں قابو پانے میں کامیاب ہو جائیں لیکن انہیں بری طرح ناکام ہوئی تھی اور پھر یک بارگی وہ ممی حرکت میں آئی اور کسی درندے کی طرح وہ غراتی ہوئی ان کی طرف بڑھی

تھی ملکہ دلوکہ اور اس کے ساتھی ممی کی یہ حالت دیکھتے ہوئے وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے گرتے پڑتے وہ احرام سے باہر نکلے اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر وہ سکارہ کے میدانوں سے ممفس شہر کی طرف اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا رہے تھے۔

ان میں سے کسی نے بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھا کہ ممی ان کا تعاقب کر رہی ہے یا نہیں تاہم انہوں نے ممفس شہر داخل ہو کر ہی دم لیا جب کہ دوسری طرف ان کے بھاگ جانے پر ممی احرام سے باہر نہ نکلی تھی شہر میں داخل ہونے کے بعد ملکہ دلوکہ نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے اسے روک لیا اس کا محافظ دستہ اس کے مشیر اور ساحر بھی اس کے گرد جمع ہو گئے تھے چند ثانیوں تک ملکہ نے خوف و ہراس کے باعث اپنے چہرے پر نمودار ہونے والے پسینے کو خشک کیا اپنی بدحواسی پر قابو پایا پھر اس نے اپنے ساحروں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے میرے عزیز ساحرو میں جانتی ہوں تم اس ممی کی کیفیت کو روکنے میں ناکام ہوئے ہو پھر کیا تم مجھے بتا سکو گے کہ یہ کیا معاملہ ہے ممی کی یہ خوں خوار حالت کس نے کی ہے اور وہ کون سا طریقہ ہے جس سے اس ممی کی خوں خواری پر قابو پایا جا سکتا ہے ورنہ اگر اس ممی کے باعث حادثوں میں اضافہ ہوتا رہا تو مجھے صرف خدشہ ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ خوف و ہراس کے باعث ممفس شہر بہت جلد خالی ہو کر ویرانوں اور دیو اور خرابوں میں بدل جائے گا۔

پس اے میرے عزیزو تم کوئی ایسا طریقہ سوچو کہ ہم اس ممی پر قابو پائیں مجھے یوں محسوس ہونے لگا ہے جیسے یہ ممی کوئی بہت بڑی مافوق الفطرت قوت ہے جس کا سامنا کرنا ہم میں سے کسی کے بس کا روگ نہیں ہے تاہم میں تم لوگوں کو چند دن کی مہلت دیتی ہوں اور مجھے امید ہے کہ اس دوران تم باہم صلاح مشورہ کر کے اس ممی سے اور اس کی خون خواری سے بچنے کے لیے کوئی طریقہ ضرور نکالو گے۔

ملکہ دلوکہ کی اس گفتگو کے جواب میں ایک ساحر نے اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے تعظیماً اپنے سر کو خم کیا پھر ملکہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے مقدس ملکہ جس وقت آپ ہمیں سکارہ کے میدانوں میں ان احرام کی طرف لے کر گئی تھی اس وقت ہی ہم محتاط ہو گئے تھے اور جب ہمیں پتہ چلا کہ آپ ہمیں مصر کے قدیم بادشاہ زدسر کے احرام کی طرف لے جا رہی ہیں تو ہم اور زیادہ چونکے تھے اس لیے کہ ہر کوئی جانتا ہے کہ زدسر کے احرام کے اندر مصر کے قدیم محسن اور ساحر امحوتپ ہم نے ایک سحر ڈال رکھا تھا اور جو کوئی بھی ان احرام کا رخ کرتا تھا وہ سحر ایک

انتہائی ہولناک عفریت کی صورت اس کا تعاقب کر کے اس کا خاتمہ کر دیتا تھا زوسر کے احرام کی طرف جاتے ہوئے ہم اسی عفریت سے خوف زدہ تھے اور ہم اس سے بچنے کے لیے اپنی ساری سحر قوتوں کو حرکت میں لائے ہوئے تھے۔

لیکن احرام کے سامنے جا کر ہمیں حیرت ہوئی کہ احوقب کا وہ عفریت تمام سحر ہمارے خلاف حرکت میں نہ آیا تھا اے ملکہ اس انکشاف سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی مافوق الفطرت البشریت اس سحر کو ختم کرنے کے بعد ان احرام میں داخل ہوا ہے اور اس نے اپنی لاانتہا قوتوں کو حرکت میں لا کر اس ممی کی یہ حالت کر دی ہے کہ وہ کسی تندہ عفریت کی طرح بستیوں اور خانگاہوں پر حملہ آور ہونا شروع ہو گئی ہے اے ملکہ سب سے پہلے ہمیں یہ پتا کرنا چاہئے وہ کون سی قوت ہے جس نے اس ممی کی یہ حالت کی ہے کہ وہ کسی آدم خور جیسی ہیبتناک درخون خوار ہو کر رہ گئی ہے۔

اس ساحر کے خاموش ہونے پر ملکہ دلوکہ نے اک تجسس اور بے تابی سے پوچھا اے میرے عزیز دو تو پھر یہ کون جان سکے گا کہ اس ممی کی یہ حالت کس نے کی ہے کہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اس کام پر عبور رکھتا ہو اس بار ایک بوڑھے ساحر نے ملکہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے مقدس ملکہ ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو اس خونخوار ممی کی کیفیت پہ قابو پا سکے اور اے ملکہ آپ دیکھتی ہیں کہ میں ایک معمر انسان ہوں اور میری عمر اس وقت اسی کے قریب ہے اے ملکہ میرے خیال میں صرف ایک آدمی ایسا ہے جو زوسر کے ان احرام کے اندر اس خونخوار ممی پہ قابو پا سکتا ہے اس جوان کا نام یوناف ہے اور وہ اس ممی پر قابو پانے کی قدرت رکھتا ہے

اے ملکہ ممفس شہر کے شمال میں شوکار نام کا جو قدیم محل ہے وہ جوان کبھی اس محل کے اندر آکر رہتا ہے میں آپ پہ یہ بھی واضح کر دوں کہ شوطار نام کے محل کے اندر بھی ایک طلسم ہے اور کوئی اس کے اندر داخل نہیں ہو سکتا اگر کوئی ایسا کرے تو اسے اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں بہت سے لوگوں نے اس محل کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے اور ان میں سے کچھ تو اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے میرے خیال میں اسی یوناف نام کے جوان نے اپنے اس محل کے اندر طلسم ڈال رکھا ہے تاکہ اس کی غیر موجودگی میں کوئی اس کے محل میں داخل نہ ہو اس لیے کہ وہ اکثر باہر ہی رہتا ہے۔

وہ بوڑھا ساحر ذرا رک کر پھر کہہ رہا تھا اے مقدس ملکہ اپنی اسی برس کی زندگی میں میں نے یوناف نام کے جوان کو دو مرتبہ دیکھا اور میں سمجھتا ہوں کہ میرے علاوہ کسی نے بھی اس جوان کو دو مرتبہ نہ دیکھا ہوگا اور اے ملکہ حیران کن بات یہ ہے کہ میں نے اسے پہلی بار اس وقت دیکھا جب میری عمر بتیس برس کے قریب تھی اور دوسری بار اے ملکہ میں نے اسے اس وقت دیکھا جب میری عمر پچھتر برس کے قریب تھی اور یہ بات بڑی حیران کن اور پریشان کن ہے کہ جس طرح جوان و توانا اسے میں نے اپنی بتیس سال کی عمر میں دیکھا تھا وہ اس وقت بھی ویسے کا ویسا ہی تر و تازہ اور جوان و توانا تھا جب میں نے اسے اس وقت دیکھا جب میری عمر پچھتر برس کی ہو چکی تھی۔

اے ملکہ میں سمجھتا ہوں وہ بھی کوئی مافوق الفطرت انسان ہے اور گزرتے ہوئے وقت کی تلخیاں اس کے جسم اور اس کی زندگی پہ اثر انداز نہیں ہو سکتیں میں وثوق کے ساتھ تو نہیں کہہ سکتا پھر اے ملکہ میرا اندازہ ہے بلکہ مجھے یقین ہے کہ یہ جوان مافوق البشریت ہونے باعث برسوں سے زندہ ہے بلکہ اس جوان کے متعلق میں نے اپنے دادا سے یہ بھی سن رکھا تھا کہ شوطار مصر کے ایک قدیم بادشاہ کی لڑکی تھی اور اس کی شادی اسی نوجوان کے ساتھ ہوئی تھی اور یہ جو محل اسی شوطار نام کی لڑکی کے نام سے شوطار کا محل کہلاتا ہے تب سے اس نوجوان یوناف کی ملکیت میں ہے اس بنا پر میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یوناف نام کا وہ جوان صدیوں سے چلا آرہا ہے یہی ایک ایسا جوان ہے جو ممی پر قابو پانے کے لیے ہماری مدد کر سکتا ہے

ملکہ نے پر امید انکھوں سے اس بوڑھے ساحر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیا وہ جوان جس کا نام تم نے یوناف بتایا ہے ان دنوں شوطار ہی کے محل میں ہی رہا ہے اگر ایسا ہے تو آؤ ہم سب سیدھے اس کی طرف چلتے ہیں اور اس سے التماس کرتے ہیں کہ وہ اور ممفس شہر اور اس کے گرد و نواح میں رہنے والوں کو اس خون خوار ممی کے عذاب سے نجات دے

ملکہ دلوکہ کے خاموش ہونے پر اس بوڑھے ساحر نے کہا اے مقدس ملکہ افسوس وہ جوان ان دنوں یہاں نہیں ہے اور شوطار کا محل خالی پڑا ہوا ہے۔

کاش وہ یہاں ہوتا تو پھر میرے خیال سے وہ بڑی آسانی سے اس ممی پر قابو پا لیتا پر وہ کبھی کبھی ہی اس محل میں آتا ہے اور نہ جانے کہاں اور کس سرزمین میں باقی وقت گزارتا ہے ایسا لگتا ہے وہ کسی اور سرزمین میں مصروف کار رہتا ہے جب ہی وہ کبھی کبھار ادھر کا رخ کرتا ہے

اس بار ملکہ دلوکہ نے انتہائی مایوسی سے کہا اے میرے عزیز ساحرو میں تمہارے ذمہ یہ کام لگاتی ہوں کہ تم اس شوطار کے محل پر نگاہ رکھو اور جب تم دیکھو کہ وہ نوجوان اس محل میں واپس آگیا ہے تو مجھے اطلاع کرنا میں اپنے محل سے نکل کر خود ہی اس کے پاس آؤں گی اور اس سے

التماس کروں گی کہ وہ ممی کے خلاف اہلِ مصر کی مدد کرے تاہم اس دوران ہم بیکار نہیں بیٹھیں گے
اے میرے مشیروں اور ساحرو تم سب بھی سوچ بچار سے کام لو۔

اور اس ممی پر قابو پانے کا کوئی حل ضرور تلاش کرو اس کے ساتھ ہی ملکہ دلوکر نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی تھی اور اپنے محل کی طرف بڑھنے لگی تھی جب کہ اس کے مشیر اور ساحر بھی اپنے اپنے گھروں میں روانہ ہو گئے تھے۔

رات آدھی سے زیادہ جا چکی تھی مشرق میں سحر کے طلوع ہونے کے آثار نمودار ہونا شروع ہو چکے تھے عی شہر کے باہر یوناف اپنے خیمہ کے اندر گہری نیند سویا ہوا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر زور دار لمس دیا اور اس لمس کے جواب میں یوناف جب چونک کر اٹھ بیٹھا تب ابلیکا نے اپنی ترنم خیز اور بہتی ندی کی طرح گنگناتی ہوئی آواز میں کہا اے یوناف میرے حبیب ابلیکا کی راہ پر گامزن ہونے کے لیے اب تیرا اور میرا ایک اور امتحان اٹھ کھڑا ہوا ہے اور اے میرے حبیب مصر کے اندر ایک ایسی ابتلا اٹھ کھڑی ہوئی ہے کہ ہم دونوں کو اس عی شہر کی سمت سے کوچ کر کے مصر کی طرف جانا ہو گا اس لیے کہ عزازیل نے وہاں ایک ہولناک کھیل کی ابتداء کر رکھی ہے اور اس کھیل پر میرے حبیب صرف ہم دونوں ہی قابو پا سکتے ہیں۔

لہٰذا اٹھو اور آج رات کی تاریکی میں مصر کا رخ کریں اپنے دریائے نیل کے کنارے شوطار کے محل کو آباد کریں اور وہ طوفان جو مصر کے اندر اٹھا ہے اسے دبا کر پھر بنی اسرائیل کے اندر آ شامل ہوں یوناف نے اپنی آنکھیں ملتے ہوئے کہا اے ابلیکا! اب اس عزازیل اور اس کے حواریوں نے مصر کے اندر کیا فتنہ کھڑا کیا تھا ابلیکا کی مٹھاس بھری آواز بلند ہوئی۔ اے یوناف عزازیل نے سکارہ کے میدانوں میں زوسر کے احرام کے اندر سم امحوتپ نے جو طلسم ڈالا تھا اس طلسم کا خاتمہ کر دیا ہے اور ان احراموں کے اندر جو سب سے کریہ المنظر اور ہیبتناک ممی تھی امحوتپ کا طلسم اس ممی میں ڈال دیا ہے اور اس پر اس نے اپنی کچھ شیطانی قوتیں مقرر کر دی ہیں بالکل یوں جس طرح شیطانی قوتیں ملتان کے ڈھانچے کو لیے پھرتی ہیں اور عزازیل کی یہ شیطانی قوتیں ہولناک طریقہ سے اس ممی کو حرکت میں لاتی ہیں۔

پہلا کام انہوں نے یہ کیا کہ سکارہ کے میدانوں میں رع دیوتا کی جو خانگاہ تھی اس خانگاہ کے پجاریوں کے حلقوم اس ممی نے کاٹ دیے اور ان کا خون پی گئی دوسری واردات اس ممی نے

یہ کی کہ صبح سویرے مشرق سے سورج طلوع ہو رہا تھا تو اس ممی نے دریائے نیل کے اندر مچھلیاں پکڑنے والے ملاحوں کو نشانہ بنایا انہیں کاٹا اور ان کا خون پیا یا ان کی کشتیوں کو توڑا پھوڑا ان کے جالوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا۔

بلیکا ذرا رک کر دوبارہ کہہ رہی تھی اے یوناف جب مرنے والے ملاحوں کے ساتھ جو دریائے نیل کے کنارے کھڑے تھے انہوں نے یہ منظر دیکھا انہوں نے ممی کا سکارہ کے میدانوں بلکہ زوسر کے احرام تک تعاقب کیا اور پھر انہوں نے سارا ماجرہ مصر کی ملکہ دلوکہ کو کہہ سنایا اور اس سے مدد طلب کی پس اے یوناف ان کی فریاد پر مصر کی ملکہ دلوکہ حرکت میں آئی

اس نے محافظ دستے اپنے مشیروں اور ممفس شہر کے نامور ساحروں کے ساتھ زوسر کے احرام کا رخ کیا اور جب وہ احرام میں داخل ہوئی تو ممی ان کے سامنے مختلف کیفیات بدلتی ہوئی ان پر حملہ آور ہوئی ! لہذا ملکہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی پھر ایک بوڑھے ساحر نے ملکہ کو بتایا کہ ایک جوان جس کا نام یوناف ہے اور کبھی کبھی شوطار محل میں آ کر رہتا ہے وہی اس ممی پر قابو پا سکتا ہے ! لہذا اے میرے حبیب اب نہ صرف مصر کی ملکہ دلوکہ بلکہ اس کے ساحر اور مشیر بھی اس انتظار میں ہیں کہ کب تم مصر کی سرزمین میں داخل ہو اور انہیں ممی کی خون خواری سے نجات دلاؤ۔

یوناف ایک جست لگانے کے سے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا اور بلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے وہ بولا اے بلیکا میری عزیزہ ! میں مصر کی ملکہ دلوکہ اور ان لوگوں کو مایوس نہ کروں گا جو عزازیل کی شیطنت سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں اے بلیکا آؤ بدی کے سدباب اور نیکی کے فروغ کے لیے مصر کا رخ کریں کہ نیکی ہی میرے خداوند کی خوشنودی ہے آؤ ملکہ دلوکہ اور اس کے عوام کو خونخوار ممی سے نجات دیں ہماری اس کارگزاری سے ہمارا اللہ ضرور خوش اور مہربان ہوگا اور اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو عمل میں لاتا ہوا عی شہر سے مصر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

جس وقت یوناف عی شہر سے مصر کی طرف کوچ کر رہا تھا اس سے تھوڑی دیر ہی پہلے رات کی ہولناکیوں میں عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ عارب بیوسہ اور بینظ زوسر کے احرام میں داخل ہوئے اور اسی خون خوار ممی کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے عزازیل نے اپنے سارے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے عزیزو ان من ! ہم اس ممی کو دوبارہ حرکت میں لا کر مصر کے اندر تباہی اور بربادی کی ابتداء کر چکے ہیں اور ابھی تک ابلیکا کو ان حالات کی خبر یوناف سے کر دینی چاہئے حیرت ہے کہ ایسے حالات رونما ہونے کے باوجود یوناف نے ابھی تک ادھر کا رخ نہیں کیا اے میرے عزیزو میں چند دن اور انتظار کروں گا ! اگر وہ پھر بھی اس طرف نہ آیا تو میں ان روحوں کو جن پر میں نے عبور حاصل کیا ہے یا اپنے آتشی کارکنوں کو روانہ کروں گا تاکہ وہ تلاش کریں اور مجھے آ کر خبر دیں۔

کرۂ زمین پر یوناف نے کہاں قیام کیا ہوا ہے تاکہ اگر وہ ادھر نہیں آتا تو میں خود اس کے پاس پہنچ کر اسے اپنے انتقام اور اپنے عذاب کا نشانہ بناؤں گا ! اور اے میرے عزیزو آؤ آج کی رات پھر اس ممی کو حرکت میں لائیں اور اس کے ذریعے تباہی اور خونخواری کی تیسری ہولناک واردات کی ابتداء کریں اور وہ یوں کہ ممفس شہر کے جنوب میں مصر کی ملکہ دلوکہ اناج رکھنے کے لیے کچھ گودام تعمیر کرا رہی ہے ان گوداموں کی تعمیر میں نہ صرف مزدوری کرنے والے پیشہ ور لوگ حصہ لے رہے ہیں بلکہ وہ کسان بھی ان گوداموں کی تعمیر میں لگے ہوئے ہیں جو اپنے کھیتوں میں بیج ڈال کر فارغ ہو چکے ہیں۔

لہذا اے میرے دوستو آؤ آج کی رات اس ممی کو تعمیر ہونے والے گوداموں پر وارد کریں اس لیے کہ ان گوداموں کی تعمیر میں جس قدر کارکن کام کرتے ہیں وہ کام ختم کر کے رات کو بھی وہیں رہتے ہیں ! لہذا یہ ممی اگر وہاں سونے والے مزدوروں کی اکثریت کے گلے کاٹ کر ان کا خون پی جاتی ہے تو اس حادثے سے ممفس شہر میں ایک تہلکہ اور طوفان اٹھ کھڑا ہوگا اس لیے کہ وہاں کام کرنے والے کارکنوں میں سے کچھ کو زندہ چھوڑ دیا جائے گا جب وہ ملکہ دلوکہ کے پاس جا کر فریاد کریں گے کہ کس طرح گوداموں پر کام کرنے والے کارکنوں کے حلقوم ممی نے کاٹ دئیے ہیں تو اس ہولناک خبر سے صرف یہ کہ مصر کی ملکہ پر خوف و ہراس طاری ہو جائے گا بلکہ مصر کے ممفس شہر کے لوگ بھی اس حادثے پر لرزہ اٹھیں گے اور یہی ہمارا مدعا ہے لہذا اب آؤ ممی کو ممفس شہر کے ان جنوبی اور زیر تعمیر گوداموں کی طرف حرکت میں لائیں۔

گفتگو کرتے کرتے اچانک عزازیل اس طرح خاموش اور متوجہ ہو گیا جیسے وہ کسی کی بات سننے کی کوشش کر رہا ہو پھر وہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے دوبارہ بولا اے میرے عزیزو ہمارا مسئلہ حل ہو گیا ہے ابھی ابھی میرے ایک کارکن نے آ کر اطلاع دی ہے کہ یوناف ارض فلسطین سے نکل کر یہاں ممفس شہر میں پہنچ چکا ہے اور اگلے روز وہ مصر کی ملکہ دلوکہ سے ملے گا کہ وہ اسے ممی کا

خاتمہ کرنے کے لیے اپنی خدمات پیش کر سکے لہٰذا اے میرے عزیزو آج کی رات ممی کو گوداموں پر وارد کرنے کے کام کو التوا میں ڈالا جاتا ہے اور ہم ان ہی احرام کے اندر رہ کر یوناف کا انتظار کریں گے اس لیے کہ ملکہ دلوکہ سے ملنے کے بعد اور اس سے ممی کے متعلق تفصیل جاننے کے بعد وہ ضرور ادھر کا ہی رخ کرے گا اور جب وہ اس طرف آئے گا تو یاد رکھو میں ان ہی احرام کو اس کا مدفن بنا کر رکھ دوں گا وہ اس طرح کہ جو روحیں اس وقت میری گرفت میں ہیں میں انہیں احرام کی پشت پر متعین کر دوں گا۔

جب کہ میں تم لوگوں کے ساتھ احرام سے ایک طرف ہٹ جاؤں گا اور جب یوناف ان احرام کے پاس آئے گا وہ جونہی اندر داخل ہوگا سامنے کی طرف سے وہ خونخوار روحیں اس پر ٹوٹ پڑیں گی۔ اس کے ساتھ ممی کو بھی حرکت میں لا کر اس پر چھوڑ دیا جائے گا اور پچھلی طرف سے اے میرے عزیزو ہم سب مل کر اس پر ٹوٹ پڑیں گے اور یوں یوناف کی حالت ہمارے سامنے ایسی ہو کر رہ جائے گی جیسے سے خواروں میں گھرا ہوا کوئی بے بس اور لاچار واغط اے میرے کارکنوں کیونکہ یوناف کسی وقت بھی ادھر کا رخ کر سکتا ہے لہٰذا آؤ ہم اپنی اپنی کمین گاہوں میں بیٹھ جائیں سو اسی وقت عزازیل نے دونوں روحوں کو ان احرام کی پشت پر متعین کر دیا اور وہ جوا پنے ساتھیوں کے ساتھ ان احرام کے مغربی حصہ کی طرف چلا گیا تھا۔

دوسرے روز شام سے کچھ پہلے جس وقت ملکہ دلوکہ اپنا تاج شاہی پہنے تخت پر بیٹھی ہی تھی اور اس کے سامنے نہ صرف اس کے مشیر بلکہ ممفس شہر کے قابل ترین ساحر بھی بیٹھے ہوئے تھے اور خون خوار ممی کو روک تھام کرنے سے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔

تو ملکہ کا ایک محافظ اندر آیا اور زمین کی طرف تعظیماً جھکتے ہوئے ملکہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے مقدس ملکہ باہر ایک ایسا جوان آیا ہے جو اپنا نام یوناف بتاتا ہے اور وہ حملہ آور ہونے والی خونخوار ممی کے سلسلے میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے اپنے پہرہ دار سے یہ الفاظ سن کر ملکہ دلوکہ کے چہرے پر اطمینان اور خوشیوں کی لہریں بکھر گئیں تھیں اور ایک طرح سے وہ تخت شاہی پر اچھلتی ہوئی بولی اے میرے محافظو! تم نے اس جوان کو باہر کیوں روکا ہے اسے انتہائی احترام کے ساتھ اندر لاؤ کہ نہ صرف ہمیں بلکہ سب اہل مصر کو ایسے جوان کی ضرورت ہے اور اس کے ساتھ ہی ملکہ دلوکہ اپنے تخت سے اتری اور یوناف کا استقبال کرنے کے لیے وہ دروازے کی طرف بڑھی تھی ملکہ کو ایسا کرتے دیکھ کر اس کے مشیر اور سارے ساحر بھی اپنی اپنی جگہوں پر کھڑے ہو گئے تھے۔

جونہی یوناف اس شاہی کمرے میں داخل ہوا ملکہ دلوکہ نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا اور اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے اور اس نے انتہائی نرمی اور شفقت میں کہا! اے میرے عزیز! ہم سب کو یقیناً تیرا ہی انتظار تھا قسم رع دیوتا کی تو خوب وقت پر آیا ہے اور مجھے امید ہے کہ مصر میں اب مزید خونخواری نہ پھیل سکے گی اس کے ساتھ ہی ملکہ نے اپنے تخت کے قریب ہی ایک نشست پر یوناف کو بٹھایا اور پھر خود بھی تخت شاہی پر وہ جلوہ افروز ہوتی ہوئی بولی اے یوناف میں لوگوں سے یہ تو سن چکی ہوں کہ تم ان گنت فوق البشریت کے مالک ہو اور میں پہلے تمہیں یہ بتاتی ہوں کہ ان دنوں ممفس شہر اور اس کے نواحی علاقے کس تباہی اور بربادی کا سامنا کر رہے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ تم ہی وہ واحد شخص ہو جو اس خون ریزی کی روک تھام کر سکتے ہو۔

یوناف نے ملکہ دلوکہ کو جواب دیتے ہوئے کہا اے ملکہ اگر آپ مجھے سکارہ کے میدانوں میں زوسر کے احرام سے نکل کر تباہی و بربادی پھیلانے والی ممی سے متعلق کچھ بتانا چاہتی ہیں تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کی تفصیل میں پہلے ہی جانتا ہوں اس پر دلوکہ نے چونک کر پوچھا کیا تمہیں کسی نے اس ممی کے متعلق اطلاع کی ہے جو تم نے ادھر کا رخ کیا ہے یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا اے ملکہ میرے ساتھ ایک ایسی لطیف قوت ہے جو مجھے اطراف و اکناف کے حالات واقعات سے آگاہ کرتی رہتی ہے اور اے ملکہ میں نے اسے اپنی زندگی کا مقصد بنا رکھا ہے کہ جہاں کہیں بھی عزازیل اور اس کے گماشتے بدی کے پھیلاؤ کا کام کرتے ہیں وہاں میں نیکی کے فروغ کے لیے پہنچ جاتا ہوں! اے ملکہ یہ جو ممی مصر کے اندر خون ریزی کا باعث بن رہی ہے تو یہ کام بھی ابلیس اور اس کے گماشتے کر رہے ہیں اور مجھے امید ہے کہ میں بہت جلد مصر کو اس ہولناک ممی سے نجات دلا دوں گا

اے ملکہ اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو میں ابھی اور اس وقت سکارہ کے میدانوں کا رخ کروں گا۔ اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہاں زوسر کے احرام میں داخل ہو کر میں اس خونخواری پھیلانے والی ممی کا خاتمہ کر کے رکھ دوں گا اس پر دلوکہ فوراً بول اٹھی اے یوناف اگر تم آج ہی اس ممی کے خاتمہ کا فیصلہ کر چکے ہو تو مجھے اس پر کیوں کر اعتراض ہوگا بلکہ تمہارا یہ فیصلہ تو میرے اطمینان اور میری خوشی کا

باعث ہوگا! ہاں اگر تم آج ہی زوسر کے احرام میں داخل ہونے کا فیصلہ کر چکے ہو تو مجھے یہ بتاؤ تم کس قدر محافظ اپنے ساتھ لے جانا پسند کرو گے تاکہ میں ان کا انتظام کر دوں یوناف اپنی جگہ پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور ملکہ سے کہا اے ملکہ میں اکیلا ہی احرام کا رخ کروں گا آپ کی طرف سے مجھے کسی محافظ کی ضرورت نہیں ہے بس آپ اب مجھے اجازت دیں کہ میں زوسر کے احرام کا رخ کر کے اپنے کام کی تکمیل کر دوں۔

ملکہ دلوکہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی یوناف کی پیٹھ پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے اس نے جانے کی اجازت دی اور اس کے ساتھ ہی یوناف ملکہ دلوکہ کے اس شاہی کمرے سے باہر نکل گیا تھا کمرے سے نکل کر یوناف نے اپنے لبوں پر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں پکارا ابلیکا! ابلیکا تم کہاں ہو چند ہی ثانیوں بعد جب ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا ریشمی اور حریری لمس دیا تو یوناف نے اسے مخاطب کر کے پوچھا اے میری حبیبہ! میں نے مصر کی ملکہ دلوکہ سے وعدہ کیا ہے کہ اس آج ہی زوسر کے احرام میں داخل ہو کر اس خونخوار ممی کا خاتمہ کر دوں گا۔

اب تم کہو تمہارا اس معاملے میں کیا مشورہ ہے اس پر ابلیکا نے اپنی مسکراتی اور خوشیوں کے رنگ بکھیرتی ہوئی آواز میں کہا اے میرے حبیب! میں تمہارے اس فیصلے سے مکمل طور پر اتفاق کرتی ہوں! چلو زوسر کے احرام کا رخ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں اور مجھے امید ہے کہ ہم دونوں مل کر آج ہی اس ممی کا خاتمہ کر دیں گے۔ ابلیکا کے اس جواب پر یوناف کے لبوں پر اور زیادہ گہری مسکراہٹ بکھر گئی تھی اور اس کے ساتھ ہی وہ بڑی تیزی سے زوسر کے احرام کا رخ کرنے لگا تھا جب کہ دور مغرب کی فضا گاہوں میں سورج اب غروب ہونے کو جھک رہا تھا۔

زوسر کے احرام کی طرف جانے کے لیے یوناف ممفس شہر سے نکل کر جب سکارہ کے میدانوں میں داخل ہوا تو دور مغرب میں انجانی اور گم نام سرزمینوں کے اندر سورج غروب ہو گیا تھا اس کے ساتھ ہی تاریکیاں اور اندھیرے گرسنہ نگاہیوں کے فاسد تمدن اور وقت کے بدترین سیلاب اور مدتوں کی رکی ہوئی عداوت و شر انگیزیوں کی طرح ہر سو پھیلنے لگے تھے فضائیں سمندر کے نیلے گونگے لبوں اور تیرگی کے صحراؤں کی طرح خاموش ہو گئی تھی یوناف جس وقت سکارہ کے میدانوں میں رع دیوتا کی خانقاہ کے پاس سے گزر رہا تھا تو ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیتے ہوئے سنجیدہ اور گہری سی آواز میں کہا اے یوناف اپنے بائیں ہاتھ جو تم عمارت دیکھتے ہو یہی رع دیوتا کی خانقاہ ہے اور عزازیل نے اس خونخوار ممی کے ساتھ اپنی پہلی واردات اسی خانقاہ کے اندر کی تھی اور وہ ممی اس کے خانقاہ کے پجاریوں کے حلقوم کاٹنے کے علاوہ ان کا خون نہیں پی گئی تھی۔

ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف نے کچھ سوچا پھر وہ بولا اے ابلیکا زوسر کے احرام کی طرف جاتے ہوئے میں خانقاہ کا ضرور جائزہ لوں گا تاکہ میں دیکھوں کہ اس خانقاہ کے اندر عزازیل نے اس ممی سے کیسی تباہی اور بربادی پھیلائی تھی اس کے ساتھ ہی یوناف اپنے بائیں ہاتھ بڑھا اور رع دیوتا کی اس خانقاہ میں داخل ہوا جو اس وقت بالکل ویران اور اجاڑ دکھائی دے رہی تھی! یوناف جب اس عمارت کے اندر گیا تو اس نے دیکھا وہاں کوئی روشنی اور چہل نہ تھی چاروں طرف تاریکیاں رقص کناں تھیں شاید ممی کے حادثے کے بعد لوگوں نے اس خانقاہ کی طرف آنا ترک کر دیا تھا عمارت کی تاریکی میں یوناف خانقاہ کے اندرونی حصہ کی طرف بڑھا ساتھ ہی اس نے اپنی تلوار بے نیام کرتے ہوئے اس پر اپنا کوئی لاہوتی عمل کیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی تلوار کی نوک کسی چھوٹی اور ہلکی قندیل مشعل کی طرح روشن ہو کر اندھیروں کے اندر روشنی کے نقوش بکھیرنے لگی تھی اور اپنی تلوار سے بکھرتی اس روشنی میں جب یوناف رع دیوتا کی اس خانقاہ کے اندرونی حصے میں گیا تو اس نے دیکھا وہاں جگہ جگہ فرش اور دیواروں پر انسانی خون کے دھبے تھے اور خانقاہ کے کمروں کے اندر ہڈیوں پر مشتمل انسانی پنجر پڑے ہوئے تھے ایک غمگین اور تاسفانہ جائزہ لیتے ہوئے یوناف اس خانقاہ سے نکلا اپنی تلوار اس نے پھر نیام میں کر لی تھی اور دوبارہ وہ زوسر کے احرام کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

یوناف جب زوسر کے احرام کے سامنے ان کے بالکل قریب گیا تو رات کی تاریکی میں ڈوبے ہوئے احرام اس سمے سنسان ٹیلوں اور بنجر زمینوں جیسے اداس اور ویران لگ رہے تھے وہاں چاروں طرف خاموشی اور سکوت بکھرا ہوا تھا گویا وہاں کی ہر چیز ازل کے اسرار اور ابد کے رازوں میں کھو گئی ہو ایک جگہ رک کر یوناف نے اندھیروں کے اندر ان احرام کا جائزہ لیا پھر اپنی تلوار اس نے بے نیام کی اس پر اپنا کوئی لاہوتی عمل اس نے کیا جس کے جواب میں اس کی تلوار کی نوک روشن ہو گئی تھی اور اسی روشنی میں آگے بڑھتے ہوئے جوں ہی زوسر کے احرام کے اندر داخل ہونے لگا تو چاروں طرف ایک شور اور طوفان اٹھ کھڑا ہوا اس سمے یوناف کو یوں لگا جیسے تعصبات کی حرص کے عناصر آندھیوں کے شناسا اور طوفان کے محرم رات کے اس سمندر میں جہنمی شراروں کی طرح اس کے خلاف حرکت میں آ گئے ہوں! اس موقعہ پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر ایک تیز لمس دیا اور ساتھ ہی اس کی خوف و ہراس میں ڈوبی ہوئی تیز اور کپکپاتی ہوئی آواز یوناف کے کانوں میں پڑی!

یوناف! یوناف میرے حبیب فوراً سنبھل کر اپنے گرد حصار بنا لو اس لیے کہ زوسر کے ان احرام کے اندر تمہارے دشمن پہلے ہی گھات لگائے بیٹھے تھے اور عزازیل اس کے ساتھی ناسب بوسہ

اور بنیطہ کے علاوہ دو انتہائی خونخوار روحیں بھی ہم پر حملہ آور ہو رہی ہیں ابلیکا کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف فوراً اپنی تلوار کو حرکت میں لایا اور اسے زمین پر پھیرتے ہوئے اس نے فوراً اپنے اردگرد ایک حصار کھینچ لیا تھا اسی لمحہ یوناف کو یوں محسوس ہوا جیسے اس حصار کے باہر شور اور طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہو اور کبھی کبھی جلتی بجھتی چنگاریوں کی صورت میں اس حصار کے باہر کچھ روشنیاں بھی دکھائی دینے لگی تھیں۔

ابلیکا نے پھر یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے حبیب عزازیل تمہارے خلاف برزخ کی دو انتہائی ہولناک روحوں کو لے کر آیا ہے اے میرے حبیب میں یہاں انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ کہوں گی کہ کاش دشمن کی اس گھات سے میں تمہیں پہلے مطلع کر سکتی! کاش ان علاقوں کا میں پہلے ایک چکر لگا چکی ہوتی۔

ذرا رک کر ابلیکا پھر کہہ رہی تھی اے یوناف اپنی ان دو خونخوار روحوں کو استعمال کرتے ہوئے اور خود اپنی قوت کو بھی ان روحوں کے ساتھ مربوط کرتے ہوئے عزازیل مجھ پر قابو پانے کی کوشش کرے گا اور اے میرے حبیب یہ تینوں مل کر مجھے اپنی گرفت میں کرنے پر کامیاب بھی ہو سکتے ہیں جب کہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ عارب بیوسہ اور بنیطہ کو تم پر چھوڑے گا یوناف نے اپنی تلوار لہراتے ہوئے بھرپور عزم کا اظہار کیا اور ابلیکا سے کہا اے میری عزیز تو حوصلہ رکھ تو ان حالات میں میری گردن سے علیحدہ نہ ہونا میرا رب جو رحیم اور رحمان ہے وہ قہار اور جبار بھی ہے اور مجھے امید ہے کہ ان ہولناک لمحوں کے اندر میرا رب بدی کی ان قوتوں کے سامنے مجھے بے بس اور بے یار و مددگار نہ چھوڑے گا! اے ابلیکا میرے رب نے چاہا تو زومر کے ان احرام کے قریب میں اور تم ہی بدی کی ان قوتوں کے سامنے کامیاب اور کامران ہوں بس تو میری گردن سے علیحدہ نہ ہونا چاہئے حالات کیسے ابتر اور دگرگوں کیوں نہ ہو جائیں تم ایک تماشائی کی حیثیت سے یہ دیکھتی رہو کہ میں ان بدی کے گماشتوں کے چنگل سے کیسے تمہیں اور اپنے آپ کو کیسے بچا نکلتا ہوں۔

یوناف جب خاموش ہوا تو ابلیکا نے کہا! اے میرے حبیب اپنے اردگرد جو حصار کھینچا ہے اور اس حصار کے بعد جو جلتی بجھتی چنگاریوں کی صورت میں روشنیاں دکھائی دے رہی ہیں۔

یہی وہ خونخوار بد روحیں ہیں جنہیں عزازیل نے اپنی گرفت میں کیا ہے اور اب ان روحوں کو تم پر وار دکیا ہے! اے میرے حبیب میں خوش ہوں کہ تم نے ایسا حصار کھینچا ہے کہ یہ روحیں اس کے اندر داخل نہیں ہو رہیں ابلیکا کی اس گفتگو کا جواب دینے کے بجائے یوناف فوراً حرکت میں آیا اور جو حصار اس نے پہلے سے کھینچا تھا اس حصار کے باہر اس نے تین اور حصار اپنی تلوار سے کھینچ دیئے تھے اس طرح حصار کے باہر جو بد روحیں چنگاریوں کی صورت میں منڈلا رہی تھیں وہ اور پیچھے ہٹ گئیں تھیں ساتھ ہی یوناف نے ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میری عزیزہ! پہلے والے حصار کے اردگرد میں نے تین حصار اور کھینچ دیئے ہیں اور تم دیکھتی ہو چنگاریوں کی صورت میں نمودار ہونے والی بد روحیں تینوں نئے حصاروں سے بھی باہر جا نکلی ہیں اور اے میری حبیبہ یہ نئے حصار میں نے اس احتیاط کے تحت کھینچے ہیں کہ اگر عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ نمودار ہو اور وہ میرا کوئی حصار توڑنے میں کامیاب ہو جائے تو وہ آگے بڑھ کر ہمیں نقصان نہ پہنچا سکے اس لیے کہ ایک حصار توڑنے کے بعد جب وہ دوسرے حصار کو توڑنے کے لیے آگے بڑھے گا تو اس وقت تک میں بھی اس کے خلاف حرکت میں آ کر نیا حصار اپنے اطراف میں ڈال دوں گا اور جو تہی! اے میری حبیبہ ہم زومر کے ان احرام کے قریب اس اندھیری اور ویران رات میں شیطان کے شر سے محفوظ رہ سکیں گے اور مجھے امید ہے میرا رب جو ہر چیز پر قادر اور محیط ہے وہ ہمیں ان ویرانوں کے اندر ذلیل و رسوا نہ ہونے دے گا۔

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں ابلیکا کچھ کہنا ہی چاہتی تھی پر خاموش رہی اس لیے کہ جہاں چنگاریوں کی صورت میں وہ دونوں بد روحیں اپنی موجودگی کا پتہ دے رہی تھیں وہاں عزازیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ عارب بیوسہ اور بنیطہ کے ساتھ نمودار ہوا! لہٰذا ابلیکا نے کچھ بھی نہ کہا اور خاموش ہو رہی رات کی تاریکی میں عارب بیوسہ اور بنیطہ بڑی خونخواری اور طنزیہ انداز میں حصار کے اندر یوناف کی طرف دیکھ رہے تھے پھر اس موقعہ پر عزازیل نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی کراہت برساتی ہوئی آواز میں کہا۔

اے نیکی و خیر ثواب و خوبی اور بھلائی و مروت کے مبلغ دیکھ آج تو یوں ہمارے چنگل میں آن گرا ہے جیسے کوئی درندہ کسی جال میں پھنس کر بے بس اور لاچار ہو جاتا ہے دیکھ زومر کے ان احرام کے پاس اب تیرا انجام ہماری مرضی کے مطابق ہوگا اور تیرا ہم سے بچ کے بھاگ نکلنا نہ اب صرف مشکل ہے بلکہ میں نے ایسے ایک طرح سے ناممکن بنا کر رکھ دیا ہے اب تم زمین کے کسی بھی حصہ میں چلا جائے ہم تیرا تعاقب کر کے تجھے ضرور جہنمی شراروں میں بدل کر رکھ دیں گے اور اسے کار خیر

کو فروغ دینے والے یہ بھی سن رکھ کہ تو نے اپنے ارد گرد یہ جو حصار کھینچ رکھے ہیں اور جن سے باہر تو نے ہمیں اور میری گرفت میں آئی ہوئی روحوں کو روک رکھا ہے یہ حصار تو میں ایک ایک کر کے توڑ دوں گا۔

اور پھر یہ میرے اشاروں پر کام کرنے والی بد روحیں تجھ پر یوں جھپٹیں گی جس طرح بھوکے کرگس کسی مردار کی طرف لپکتے ہیں! اے نیکی کے مبلغ میں نے اپنے حواریوں کو حکم دے دیا ہے کہ وہ ممی کو بھی تمہارے خلاف حرکت میں لائیں وہ بھی اب تھوڑی دیر تک یہاں نمودار ہونے ہی والی ہے سو دیکھ نزد سر کے ان احرام کے پاس ہم تیرا انجام کیسا عبرت خیز بنا کر رکھتے ہیں۔

عزازیل کی اس گفتگو پر یوناف کے لبوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا! اے مفسد و بد طن منحوس و بد گفت اور بد خو ملعون یہ تیرا وہم تیری غلط فہمی ہے میرے ان کھینچے ہوئے حصار کو توڑ کر نزد سر کے ان احرام کے پاس میرا انجام عبرت خیز کر کے رکھ دے گا! اے بدی کے گماشتے میں ایک مواحد انسان ہوں اپنے رب کو ایک جان کر اسی کی عبادت کرتا ہوں اور اسے ہی اپنا کار ساز جان کر اس سے مدد طلب کرتا ہوں میں نیکی کے کام کا فروغ کرتا ہوں تیری طرح زمین کے اندر بدی گناہ اور فساد کا کام نہیں کرتا! اے اپنی آگ کی پیدائش پر فخر کرنے والے سن رکھ میرا رب تیرے مقابلہ میں مجھے بے یار و مددگار نہ چھوڑے گا یہ میرا ایمان ہے اور مجھے امید ہے کہ نزد سر کے ان حرام کے بعد میں تیری جمع کردہ ان ساری قوتوں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جاؤں گا! اے عزازیل رہا تمہارا یہ دعویٰ کہ تم میرے ان کھینچے ہوئے حصار کو توڑ کر مجھ تک پہنچنے میں کامیاب ہو جاؤ گے تو ذرا ان حصار کو توڑ کر مجھ تک پہنچنے کی کوشش تو کرو۔

یوناف کہتے کہتے خاموش ہو گیا تھا کیونکہ اسی وقت احرام کے اندر سے وہ خونخوار ممی نمودار ہوئی اور احرام کے اندر سے ایسے انداز میں نکلی تھی جیسے کسی خونخوار درندے کا آہنی پنجرہ کھل جانے سے وہ خوں آشامی کا اظہار کرتے ہوئے باہر آ جائے ایسے ہی انداز میں وہ ممی احرام سے باہر آئی اور پھر یوناف کے کھینچے ہوئے حصار کے باہر عزازیل کے قریب آ کھڑی ہوئی تھی اور وہ بڑے انتقامی اور انتہائی ہیبت ناک انداز میں یوناف کی طرف دیکھنے لگی تھی اسی دوران عزازیل حرکت میں آیا اپنا کوئی عمل اس نے کیا اور یوناف کے سب سے باہر والے حصار کا اس نے عمل ختم کر کے رکھ دیا تھا اس آخری حصار کے خاتمہ کے ساتھ ہی عزازیل اس کے ساتھی دونوں بد روحیں ممی اور ان کے علاوہ عارب یوسا اور ربیقط بھی آگے بڑھ کر اگلے حصار کے قریب آ کھڑے ہوئے تھے پر اسی لمحہ یوناف بھی حرکت میں آیا اپنی تلوار لہراتے ہوئے جونہی اس نے اپنے پہلے حصار کے اوپر اوپر اپنی تلوار لہرائی تو سارے بد کتے بل کھاتے اور ایک طرح سے چلاتے ہوئے پھر پیچھے ہٹ گئے تھے اب یوناف نے اپنی تلوار فضا کے اندر بلند کرتے ہوئے عزازیل کی طرف دیکھا اور پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے طنزاً کہا! اے عزازیل تیرا حصار توڑ کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ آگے بڑھنا اور پھر میرے دوبارہ حصار کو قائم کرنے کے اس عمل سے تمہیں کیسا لگا! یوناف کی اس طنزیہ گفتگو پر عزازیل ایک طرح سے کھول کر رہ گیا تھا۔

یوناف کی اس گفتگو کا جب عزازیل نے کوئی جواب نہ دیا تو یوناف پھر حرکت میں آیا اب وہ اپنی تلوار لہراتے ہوئے عزازیل کی طرف بڑھا اور اپنے آخری حصار کے باہر ایک نیم سا دائرہ ایسا کھینچا کہ اس نیم دائرے کے دونوں سرے آخری حصار کو چھو رہے تھے سو عزازیل ممی اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس نیم دائرے کے سامنے سے بھی پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا اس طرح یوناف اپنی تلوار سے دائرے پر دائرہ بناتا ہوا آگے بڑھتا رہا اور اس کے ان کے حصاروں کے جواب میں عزازیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ ممی اور بد روحوں کے ساتھ بھی پیچھے ہٹتا چلا گیا یہاں تک کہ دائرے پر دائرہ بناتا ہوا یوناف انہیں نزد سر کے احرام کے ذرا فاصلہ پر لے آیا تھا اس موقعہ پر ابلیکا نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے میرے حبیب یہ دائرے پر دائرہ بناتے ہوئے تم کدھر کا رخ کر رہے ہو اگر تمہارا مقصد آگے بڑھتے ہوئے ممفس شہر یا دریائے نیل کے کنارے شوطار محل میں داخل ہوتا ہے تو میرے خیال میں یہ بہت بہتر اور احسن قدم ہے اس طرح ممفس شہر یا شوطار محل میں ہم ان قوتوں سے بہتر طور پر نمٹ سکیں گے

ابلیکا کے اس استفسار پر یوناف نے جواب دیا اے ابلیکا میں یہ جو دائرے پر دائرہ بناتے ہوئے آگے بڑھا ہوں تو اس سے میرا مقصد ممفس شہر یا شوطار کے محل میں جانا نہیں اے ابلیکا اس وقت دل ہی دل میں میں نے اپنے رب سے ایک عہد کیا ہے اور میں اسی عہد کے مطابق حرکت میں آؤں گا بس تم ایک تماشائی کی حیثیت سے یہ دیکھتی رہو کہ میں کیسے ان کے چنگل سے بچ نکلتا ہوں۔

اے ابلیکا اس موقعے پر اگر ہم ممفس شہر یا شوطار محل کا رخ کریں تو یہ ہمارے لیے نقصان دہ ہو گا اس لیے ابھی میرے ذہن میں کوئی ایسا طریقہ کار نہیں ہے جسے اپنا کر ممفس شہر

یا شوطار کے محل کے اندر میں ان سے گلو خلاصی حاصل کر سکوں گا! اے ابلیکا اپنے رب سے کئے ہوئے عہد کے مطابق میں ایک ایسی جگہ ایک ایسے مقام کا رخ کر رہا ہوں جہاں نہ ہی یہ عزازیل اور نہ ہی اس کی دیگر بدی کی قوتیں داخل ہو سکتی ہیں اور اس مقام پر قیام کر کے پھر تیار ہو کر میں ان سے نپٹنے کا کوئی طریقہ کار وضع کروں گا اس پر ابلیکا نے فیصلہ کن انداز میں کہا اے میرے حبیب جو بھی طریقہ کار اپنائیں ہر صورت میں میں تمہارا ساتھ دوں گی اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا! اور اے ابلیکا یہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ جو چاہے حربہ استعمال کرے میں ہر صورت میں ان سے اپنا اور تمہارا دفاع کروں گا۔

یوناف جب خاموش ہوا تو حصار کے باہر کھڑے عزازیل نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! نیکی کے گماشتے میں جانتا ہوں تو اپنی گرفت میں رہنے والی ابلیکا سے کیا گفتگو کر رہا ہے پر یاد رکھ تیرا یہاں سے بچ نکلنا ممکن نہیں ہے اور اگر تو کوئی طریقہ استعمال کر کے یہاں سے باہر نکلنے میں کامیاب بھی ہو جائے تب بھی یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا کر رکھ کہ میں اپنی ان قوتوں کے ساتھ بھرپور طور پر تیرا تعاقب کروں گا اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ دنیا کے اندر کسی بھی مقام پر تو میری اور میرے ان ساتھیوں کی بدی اور فساد سے اپنے آپ کو اور اس ابلیکا کو بچا نہ سکے گا! یہ میرا پختہ عزم ہے کہ میں ہر صورت میں تم دونوں کو اپنے سامنے زیر کر کے رکھوں گا چاہے تم دونوں زمین کی پاتال میں ہی کیوں نہ اتر جاؤ میں تمہیں وہاں سے بھی نکال باہر کروں گا غرض! اے یوناف سن رکھو تمہارے لیے روئے زمین پر کوئی بھی ایسی جگہ نہیں جہاں تم اپنے آپ کو مجھ سے محفوظ کر سکو۔

عزازیل کی اس لاف زنی پر یوناف نے انتہائی غصہ اور غضب میں کہا اے عزازیل! اے میرے خداوند کے لعنت بھیجے ہوئے مردود تو جھوٹ بولتا ہے بکواس کرتا ہے تو جانتا ہے کہ اللہ کے نیک بندوں پر تیرا بس نہیں چلتا اور یہ بات بھی تیرے ذہن میں محفوظ ہو گی کہ جب تو نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا اور تو عزازیل سے ابلیس ہو گیا تھا اس وقت تو نے خداوند سے مہلت مانگی تھی پس جس وقت خداوند کریم سے تمہیں مہلت عطا ہوئی تھی اس وقت ہی تم پر یہ بات واضح کر دی گئی کہ تمہارا بس صرف ان لوگوں پر چلے گا جو گمراہی کی طرف مائل ہوں اور وہ بھی تم کسی کو زبردستی گناہ پر مائل نہ کر سکو گے بلکہ اس کے لیے تم گناہوں میں جذب و کشش پیدا کر کے اپنا کام نکالو گے اور خداوند کریم کی طرف سے اس موقعے پر تم پر یہ بھی کر دی گئی تھی کہ میرا خداوند جہنم کو تجھ سے اور ان لوگوں سے جو تیرا اتباع کریں گے ان سے بھر دے گا اور تم پر یہ بات بھی واضح کر دی گئی تھی کہ وہ اللہ کے بندے جو اپنی اطاعت اور بندگی کو اپنے رب کے لیے خالص کر دیتے ہیں ان پر بھی تیرا بس نہ چلے گا پس اے عزازیل میں چند ہی لمحوں پر یہ بات ثابت کرنے والا ہوں کہ میں اس ہستی کا سہارا لوں گا جس پر تو اور تیری یہ ساری ہی بدی کی قوتیں مایوس ہو کر رہ جائیں گی۔

عزازیل نے برہم ہو کر کہا اگر میں جھوٹ بولتا ہوں اور بکواس کرتا ہوں تو اے یوناف تم بھی بکواس کرتے ہو اور جھوٹ بولتے ہو۔

اور اگر تم ایسا دعویٰ کرتے ہو تو اس حصار سے نکل کر اس مقام کا رخ کرو جہاں پر تم اپنے آپ کو ابلیکا کو مجھ سے اور میرے ساتھیوں سے محفوظ کر سکتے ہو اور پھر میں دیکھتا ہوں تم کیسے بچ نکلتے ہو محفوظ رہتے ہو اور کیسے خداوند تمہاری مدد اور تمہاری اعانت کرتا ہے۔ پھر یوناف نے چیلنج دیتی ہوئی نگاہوں سے عزازیل کی طرف دیکھا پھر کہا اے عزازیل مجھے یہاں سے نکل کر اس مقام کی طرف جانا ہی ہو گا جہاں پر تیری پھیلائی ہوئی بدیوں اور فساد سے محفوظ رہ سکتا ہوں تاکہ میں ثابت کر سکوں کہ تیرے سارے گمان کھوکھلے اور تیرے سارے ہی دعوے جھوٹے ہیں اس کے ساتھ ہی یوناف نے بڑی تیزی کے ساتھ فضاؤں کے اندر اپنی تلوار لہرانی شروع کر دی اور نیم دائرے پر دائرہ بناتے ہوئے وہ تیزی کے ساتھ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو پیچھے ہٹاتا چلا گیا تھا پھر وہ اچانک ہی اپنی لاہوتی قوتوں کو استعمال کرتا ہوا وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

یوناف کے یوں غائب ہونے پر عزازیل نے چلاتے ہوئے کہا! اے میرے حواریو! تم اس ممی کو زدمر کے احرام کے اندر لے جاؤ اور اسے اپنی جگہ پر جا کھڑا کرو اور پھر تم تہیں زدمر کے احرام کے اندر ہی میری واپسی کا انتظار کرو جبکہ میں اپنے ساتھیوں کے علاوہ ان دو بدروحوں ورعارب بوسہ اور بنیطہ کے ساتھ یوناف کا تعاقب کرتا ہوں اور پھر دیکھتا ہوں کہ وہ اور ابلیکا کیسے مجھ سے بچ نکلتے ہیں اور کس مقام پر جا کر وہ میری قہرمانیت اور میرے عذاب سے محفوظ رہ سکتے ہیں عزازیل کے اس حکم پر اس کے کارکن ممی کو زدمر کے احرام کے اندر لے گئے تھے۔ جب کہ خود عزازیل ان دو بدروحوں کے علاوہ اپنے ساتھیوں اور عارب بوسہ اور بنیطہ کے ہمراہ یوناف کا تعاقب کرنے لگا تھا۔

یوناف کا تعاقب کرتے ہوئے عزازیل نے چلا چلا کر اس کے پیچھے سے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے نیکی و خیر کی تبلیغ کرنے والے قسم مجھے اپنی ذات کی میں تجھے تقدیر کے بدترین عذاب میں مبتلا کر کے رہوں گا میرے آگے آگے بھاگنے والے قرطاس وقت پر تیرے

لیے میں ذلت و پستی ہی رقم کروں گا اور تیری لوحِ ذہن پر میں لہو کی جوالا اور خون کی ہولناک داستانیں تحریر کر دوں گا مجھ سے بھاگ کر تو جس نادیدہ سفر پر روانہ ہوا ہے اس سفر کی رحم نا آشنا تنہائیاں یقیناً تجھے آہوں کی ذلت اور آغوشِ اجل کے بھیانک پن سے روشناس کر کے رکھ دیں گی یوناف نے عزازیل کی اس متکبرانہ گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اور وہ بدستور آگے بڑھتا رہا مصر کی سرزمین سے اس کا رخ دشتِ حجاز کی طرف تھا۔

عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے آگے آگے لاہوتی انداز میں بھاگتے ہوئے یوناف ارضِ حجاز میں داخل ہونے کے بعد مکہ شہر کا رخ کر رہا تھا اور پھر عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ حرم کعبہ میں داخل ہو گیا تھا جب کہ عزازیل کعبہ سے ذرا فاصلہ پر رک گیا تھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی وہاں اس نے رک جانے کا اشارہ کر دیا تھا اس موقعہ پر عارب نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے آقا ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے یوناف وہ سامنے والے چھوٹے سے گھر میں داخل ہو گیا ہے کیا ہمیں بھی وہاں داخل ہو کر اس پر قابو نہ پالینا چاہیئے! عزازیل نے انتہائی دکھ اور اداسی میں کہا اے عارب جیسا تم سوچتے ہو ایسا ممکن نہیں ہے وہ سامنے والا چھوٹا سا گھر کعبہ ہے اور یہ خداوند کا گھر ہے میرے سمیت تم میں سے جو بھی یوناف کے تعاقب میں اس گھر میں داخل ہو گا یاد رکھو وہ فنا ہو کر رہ جائے گا۔

اس لیے کہ یہ گھر تو خداوند کا گھر ہے نیکی خیر اور فلاح کا منبع اور سرچشمہ ہے میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ کوئی بھی آگے بڑھ کر اس گھر میں داخل نہ ہو ورنہ تم لوگ جلتی آگ جیسے عذاب میں مبتلا ہو کر ختم ہو جاؤ گے۔

عزازیل کی اس گفتگو پر عارب نے حیرت سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا! اے آقا تو کیا اس گھر میں یوناف اور ابیکا کو اس کے حال پر چھوڑ کر ہم ناکام و نامراد واپس لوٹ جائیں عزازیل نے اسے ڈھارس دیتے ہوئے کہا نہیں عارب ایسا نہیں ہے ہم یہیں رک کر یوناف کا انتظار کریں گے آخر وہ کب تک اس گھر کے اندر بھوکا اور پیاسا رہ سکتا ہے ایک یا دو دن بعد اسے وہاں سے نکلنا ہی ہو گا اور جب یہ یہاں سے نکلے گا تو ہم پھر اس کے تعاقب میں لگ جائیں گے اور پھر میں دیکھوں گا کہ اس گھر کے علاوہ وہ روئے زمین پر کس جگہ محفوظ و مامون رہ سکتا ہے عزازیل ذرا رک کا پھر وہ انتہائی دکھ اور افسوس میں اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا اے میرے عزیزو! یہ یوناف واقعی ہی مجھے جُل دینے میں کامیاب رہا ہے اس نے نہ صرف احرام کے پاس مجھے چیلنج کیا تھا کہ وہ نہ صرف میری گرفت سے بھاگ نکلے گا بلکہ میرے مقابلہ پر کوئی محفوظ مقام بھی تلاش کر لے گا پس اے میرے عزیزو! اس پہلے مرحلہ میں ہمارے مقابلہ میں یوناف یقیناً فوز مند اور کامیاب رہا ہے اس لیے کہ وہ نہ صرف ہماری گرفت سے بھاگ نکلا ہے بلکہ خداوند کے گھر میں پناہ لے کر اس نے ہمارے سارے ہی ارادوں کو ناکام بھی بنا دیا ہے۔

اس بار عارب کے بجائے یوسہ نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا! اے آقا کیا آپ بھی اس سامنے والے مکان میں نہیں داخل ہو سکتے جسے آپ نے خداوند کا گھر کہا ہے عزازیل نے بڑی نرمی اور شفقت سے کہا ہاں میری عزیزہ میں بھی خداوند کے اس گھر میں داخل نہیں ہو سکتا! یوسہ نے پھر پوچھا اور یہ جو دو خبیث روحیں جو اس وقت آپ کی گرفت میں ہیں کیا یہ بھی آگے بڑھ کر اس گھر میں داخل نہیں ہو سکتیں عزازیل نے پھر ویسے ہی لہجہ میں کہا اے میری عزیزہ یہ دونوں خبیث روحیں بھی اس گھر میں کسی بھی صورت داخل نہیں ہو سکتی لہٰذا ہم یوناف پر اس وقت تک کوئی عذاب طاری نہیں کر سکتے جب تک یہ اس گھر سے باہر نہیں نکلتا اس لیے کہ میں تم سے یہی کہوں گا کہ آؤ کعبہ سے ذرا ہٹ کر یہاں بیٹھ جاتے ہیں اور یوناف کے وہاں سے نکلنے کا انتظار کرتے ہیں۔

عزازیل کے کہنے پر اس کے سارے ساتھی وہاں رک کر یوناف کے کعبہ سے نکلنے کا انتظار کرنے لگے تھے! حرم کعبہ میں داخل ہوتے ہی یوناف نے مڑ کر عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی طرف نہ دیکھا بلکہ وہ وہاں سجدے میں گر گیا تھا اور گڑگڑاتے ہوئے دعا مانگ رہا تھا۔

اے میرے اللہ اے میرے رب اے واحد و قہار! میں ابلیس اور اس کے گماشتوں سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں۔ اے میرے معبود! عزازیل بدی کے سیلاب موت کی تاریکی اور شدید ذلت جیسی نفرت کے ساتھ میرے درپے ہے۔ اے میرے کارساز تو دلوں کا مرہم اور حوصلہ ہے تو مجھے ابلیس کے مرگ و حیات کے کھیل اور اس کی ذلت و پستی کی پکار سے محفوظ رکھ اے میرے رحمٰن! ابلیس اپنے عصیان کے طوفان اور اپنی ساری عشرتوں اور رعونتوں کے ساتھ میرے تعاقب میں ہے وہ انسانیت کی عریانی اجالوں کے زمرسوں اور نیکی و خیر کے زوال کا خواہشمند ہے اے رب کعبہ تو جزا و سزا کا مالک ہے تو قطرہ قطرہ میرے دل کی لوح پر گرنے والے آنسوؤں کے طفیل میری پکار و دعا کو قبول فرما۔ اے کعبہ کی عظمتوں کے امین تو دکھی روحوں کو سکون عطا فرمانے والا ہے میری محبتوں کی تمازت، اشکوں کے سوز اور دل کے گداز میں ڈوبی ہوئی التجا مقبول فرما۔ دنیا کی ان

لبی راہوں پر عزازیل کی نحوست تجربے کے خلاف میری کاوشوں کو سودمند بنا۔ ابلیس کے سامنے میری زندگی کی ویران خاموشیوں کو حسن و جذب عطا فرما۔ خداوند رحیم میں تیرے ہی حضور سر بسجود ہوں اور تجھ ہی سے اس ابلیس کے خلاف پناہ مانگتا ہوں! اے میرے رب تیرے علاوہ اس کائنات کے اندر کوئی اور نہیں جس کے سامنے سجدہ کیا جائے اور مدد کے لیے پکارا جائے اور جس کی ابلیس کے مقابلے میں پناہ مانگی جائے پس! اے میرے پروردگار اس عزازیل کے مقابلے میں مجھے حوصلہ و تقویت اور کامیابی و فوزمندی عطا فرما۔"

یہ دعا ختم کر کے یوناف سجدے سے اٹھ کھڑا ہوا اس وقت انتہائی ہولناک انداز میں آسمان پر بادل گرج رہے تھے اور برق کی تب و تاب افق کے ایک سرے سے دوسرے کنارے تک پھیلتی بکھرتی جا رہی تھی یوناف نے دیکھا! عزازیل اپنے ساتھیوں اور خبیث روحوں کے ساتھ کعبہ سے ذرا فاصلہ پر اس کا منتظر تھا! عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی یہ مجبوری اور بے بسی دیکھتے ہوئے لمحہ بھر کو یوناف کے ہونٹوں پر پرسکون اطمینان بخش مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر دعائیہ انداز میں اس نے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے بڑی عاجزی اور انکساری میں کہا! اے میرے اللہ میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے میری آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی التجا اور دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔

یوناف جب خاموش ہوا تب ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا پھر اس کی تجسس اور استفہام میں ڈوبی ہوئی اس کی آواز یوناف کو سنائی دی اے میرے حبیب کب تک تم اللہ کے اس گھر میں بھوکے اور پیاسے پڑے رہو گے جب کہ تم دیکھتے ہو کہ کعبہ سے ذرا فاصلہ پر عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ تمہیں آن دبوچے گا۔ اے یوناف میں حیران ہوں اور پریشان ہوں کہ یہاں سے نکلنے کے بعد تم کدھر کا رخ کرو گے! ابلیکا کی اس گفتگو پر یوناف نے پرسکون لہجہ میں کہا ابلیکا فی الوقت میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتا تاہم تم دیکھتی ہو کہ اللہ اس کے گھر میں مجھے عزازیل اور اس کے ساتھیوں سے سکون ملا ہے پس میں اس پرسکون ماحول میں پہلے سوچوں گا پھر فیصلہ کروں گا کہ اس سے اگلا قدم کس طرح اور کیسا اٹھانا چاہیئے یوناف کے ان الفاظ کے بعد ابلیکا خاموش ہو گئی جب کہ خود بھی یوناف بھی گہری سوچوں اور اتھاہ تفکرات میں کھو گیا تھا۔

یوشع بن نون نے یریحو اور عی شہر کی حکومتوں کو اپنے سامنے زیر کر لیا تھا اور اب اس کے بعد جبیوں کی سلطنت تھی اور یہ سلطنت جبیوں کثیرہ بیروت اور قریت نعر بڑے بڑے شہروں پر پھیلی ہوئی تھی جس قدر حکومتیں یوشع بن نون نے اس سے قبل اپنے سامنے زیر کی تھیں۔ یہ جبیوں کی سلطنت ان ساری حکومتوں سے بڑی اور وسیع تھی۔ پس عی شہر کے قریب خیمہ زن ہونے کے بعد یوشع بن نون نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب وہ جبیوں کی سلطنت کو اپنے سامنے زیر کرنے کے لیے اس پر لشکر کشی کریں گے۔

جبیوں کے بادشاہ کو جب یہ خبر ہوئی کہ بنی اسرائیل یریحو اور عی شہر کو فتح کرنے کے بعد اب ان کی طرف پیش قدمی کرنا چاہتے ہیں تو اس نے اپنے دو ان مشیروں کو طلب کیا جو اس کی سلطنت کے اندر سب سے زیادہ فہیم اور دانشمند خیال کئے جاتے تھے ان مشیروں کے نام راعیل اور عبدون تھے۔ پس راعیل اور عبدون نام کے یہ دونوں مشیر جب اپنے بادشاہ سامنے پیش ہوئے تو جبیون کے بادشاہ نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے عزیزو تم دونوں جانتے ہو کہ بنی اسرائیل یریحو کے بعد عی شہر پر بھی قابض ہو چکے ہیں اور ہوا یوں کے بعد وہ اوروں پر بھی اپنا غلبہ اور استیلا کرنے میں مصروف ہیں اے میرے عزیزو قبل اس کے بنی اسرائیل آگے بڑھتے ہوئے ہم پر بھی حملہ آور ہوں اور ہمارے شہروں کے اندر قیامت خیز خون ریزی برپا کرتے ہوئے ہماری سلطنت پر بھی قابض ہو جائیں میں چاہتا ہوں تم دونوں بھیس بدل کر بنی اسرائیل میں شامل ہو جاؤ ان کے ہاں کچھ دنوں تک ان ہی جیسی زندگی بسر کرو پھر کوئی اچھا موقعہ جان کر ان کے سردار یوشع بن نون کے سامنے پیش ہو جاؤ اور قابل قبول اور دل کو اچھا لگتا ہوا بہلاوا قائم کر کے تم اپنی قوم کے لیے معافی اور امان حاصل کر لو اور اگر تم دونوں ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یاد رکھو تم دونوں خوب خاطر و فرزانہ

ہو لہٰذا مجھے امید ہے کہ تم انتہائی احسن طریقہ سے اس کام کو انجام دے لو گے اور اپنی قوم کے لیے معافی اور امان طلب کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

بادشاہ جب خاموش ہوا تو اس کے دونوں مشیروں میں سے ایک نے کہ جس کا نام راعیل تھا بادشاہ کو مخاطب کرتے ہوئے یوں کہا! اے بادشاہ آپ مطمئن اور بے فکر رہئیے آپ کی خواہش کے مطابق میں اور عبدون آج ہی بنی اسرائیل کی طرف روانہ ہو جائیں گے اور ہمیں امید ہے کہ ہم بنی اسرائیل کے سردار یوشع بن نون سے اپنی قوم کے خاطر معافی اور امان حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور اے بادشاہ اس موقعہ پر میں یہ بھی گذارش کروں گا کہ ہماری یہ مہم اور ہمارا یہاں سے کوچ کرنا انتہائی طور پر رازداری میں رہے اور کسی کو یہ خبر نہ ہو کہ ہم کس کام کے لیے بنی اسرائیل کی طرف روانہ ہوئے ہیں اور اگر کسی کو یہ پتہ چل گیا کہ ہم کن مقاصد کے تحت بنی اسرائیل کی طرف روانہ ہوئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں یہ نہ صرف ہم دونوں کے لیے بلکہ ہماری پوری قوم کے لیے برا اور نقصان دہ ہو گا اس لیے کہ بنی اسرائیل کے جاسوس ہمسایہ اقوام کے اندر منڈلاتے پھرتے ہیں اور اگر انہیں یہ خبر ہو گی کہ ہم کیا مقصد لے کر بنی اسرائیل میں داخل ہوئے ہیں تو وہاں ہمیں دیکھتے ہی قتل کر دیا جائے گا۔

بادشاہ نے توصیفی انداز میں راعیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے راعیل میں تمہاری دانشمندی کی تعریف کرتا ہوں تم کوئی اندیشہ نہ کرو تم دونوں کی روانگی اور مقصد دونوں ہی رازداری میں رکھے جائیں گے یا تم دونوں یوں سمجھ لو تمہارا یہاں سے کوچ اور بنی اسرائیل کے اندر تم دونوں کے کام کی نوعیت میرے اور تم دونوں کے درمیان ہی ایک سربستہ راز بن کر رہ جائے گی۔ پس میں چاہوں گا کہ تم آج ہی بنی اسرائیل کی طرف کوچ کر جاؤ اور جلد از جلد اپنی قوم کو تباہی و بربادی سے بچانے کے لیے یوشع بن نون سے امان اور معافی کا عہد حاصل کر لو۔ اپنے بادشاہ کی یہ ہدایات غور سے سننے کے بعد راعیل اور عبدون نے تعظیماً اپنے سروں کو جھکایا پھر وہ دونوں وہاں سے باہر نکل گئے تھے۔

اپنے بادشاہ کی خواہش کے مطابق راعیل اور عبدون نے اسی روز اپنے مرکزی شہر جبعون سے کوچ کیا۔ انہوں نے حیلہ بازی سے کام لیا اور سفروں کا بھیس بدلا اس کے علاوہ انہوں نے پرانے بورے اور بوسیدہ پھٹے ہوئے اور مرمت کیے ہوئے شراب کے مشکیزے اپنے گدھوں پر لادے اپنے پاؤں میں دونوں نے خوب پھٹے ہوئے اور پیوند لگے جوتے اور اپنے تن پر ایسے ہی پرانے اور پیوند زدہ کپڑے پہن لیے تھے۔

اس کے علاوہ انہوں نے اپنے ساتھ کچھ پھپھوندی لگی ہوئی روٹیاں بھی لے لی تھیں راعیل اور عبدون کی خوش قسمتی کہ جب یہ دونوں جلجال کے میدانوں میں بنی اسرائیل کی خیمہ گاہ میں داخل ہوئے تو کچھ اسرائیلی انہیں اجنبی اور غیر سمجھ کر دونوں کو پکڑ کر یوشع بن نون کے پاس لے گئے اور اس وقت یوشع بن نون اپنے سرداروں کے ساتھ کسی امر پر مشورہ کر رہے تھے یوشع بن نون نے پہلے غور سے ان دونوں کی حالت کا اور ان کے حلیہ کا جائزہ لیا پھر انہوں نے پوچھا۔

اے اجنبیو! تم کون ہو کس سرزمین سے تعلق رکھتے ہو تم دونوں نے اپنا یہ حلیہ کیا بنا رکھا ہے اور تم کیا مقصد لے کر ہماری خیمہ گاہ میں داخل ہوئے ہو ان سوالات پر راعیل اور عبدون نے ایک دوسرے کی طرف غور سے دیکھا آنکھوں ہی آنکھوں میں انہوں نے کوئی فیصلہ کیا پھر عبدون بولا اور یوشع بن نون کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے اسرائیل کے عظیم سردار! ہمارا تعلق ایک انتہائی دور دراز کی سلطنت سے ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ دیکھیں کہ ہمارے توشہ کی روٹیاں جو ہم اپنے ساتھ لے کر چلے تھے انہیں پھپھوندی لگ گئی ہے اور ہمارے مے کے مشکیزے جو ہم نے اپنے وطن سے کوچ کرتے وقت بھر لیے تھے اور وہ نئے تھے دیکھو کہ وہ ہمارے اس سفر کے دوران نہ صرف بوسیدہ ہو چکے ہیں بلکہ وہ جگہ جگہ سے پھٹ بھی چکے ہیں اس کے علاوہ آپ یہ بھی دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارے جوتے اور ہمارے کپڑے بھی اس دور دراز کی مسافت کی وجہ سے پیوند زدہ ہو کر انتہائی پرانے دکھائی دینے لگے ہیں اگر آپ لوگوں میں سے کسی کو ہماری اس گفتگو پر شک ہو تو آپ اٹھ کر ہمارا اور ہمارے اس سارے سامان کا جائزہ لے سکتے ہیں جس سے متعلق ہم نے گفتگو کی ہے۔

عبدون کے خاموش ہونے پر یوشع بن نون نے اسے حوصلہ دلانے کے انداز میں کہا اے اجنبی تم اپنی گفتگو جاری رکھو تمہارا حلیہ اور تمہارے سامان کی کیفیت یہ بتا رہی ہے کہ ایسا ہی ہے جیسا تم بیان کر رہے ہو۔ پس تم اپنا بیان جاری رکھو اور ہماری خیمہ گاہ میں داخل ہونے کا مقصد بیان کرو عبدون پھر بولتے ہوئے کہہ رہا تھا اے بنی اسرائیل کے عظیم سردار میرا نام عبدون اور میرے اس ساتھی کا نام راعیل ہے ہم دونوں ہی آپ کے خادم ہیں اور ہم دونوں موسیٰ کے خداوند کے کچھ امور پر متاثر ہو کر اس طرف آئے ہیں کہ کس

طرح موسیٰ ہارون کے خداوند نے بنی اسرائیل کو مصریوں کی جبارئیت اور مظالم سے نجات دی کس طرح بنی اسرائیل کو سمندر پار کرایا گیا کیسے دشتِ سینا کے اندر من وسلویٰ کی صورت میں خوراک مہیا کی گئی اور کس طرح میروں نے اس پار والوں کے علاوہ حسبون کے بادشاہ سے بسن کے بادشاہ عوج اور اس کے علاوہ یریحو اور عی شہر کی سلطنتوں کو بنی اسرائیل کے آگے زیر کر کے رکھ دیا ہے بنی اسرائیل کے عظیم سالار ہم ہی نہیں بلکہ ہماری ساری قوم خداوند کے ان امور اور معجزاتی کاموں پر متاثر ہے۔

یوشع بن نون نے پوچھا اے عبدون تم نے اپنے سارے احوال تو تفصیل کے ساتھ بیان کر دیئے ہیں لیکن ابھی تک تم نے یہ راز نہیں کھولا کہ تمہارا تعلق کس قوم سے ہے اور ہمارے پاس آنے کا تمہارے پاس کیا مقصد ہے اس پر عبدون نے کہا اے بنی اسرائیل کے سالار اور سردار و تم سب ہمارے ساتھ عہد کرو تو ہم ہر بات آپ لوگوں کے سامنے سچ اور حقیقت کے ساتھ بیان کر کے رکھ دیں گے اس پر یوشع بن نون کے علاوہ بنی اسرائیل کے بہت سے سرداروں نے بھی پوچھا وہ کیا عہد ہے جو تم شرط کے طور پر ہمارے ساتھ باندھنا چاہتے ہو عبدون نے کہا وہ عہد یہ ہے کہ پہلے آپ ہم دونوں کے علاوہ ہماری ساری قوم اور ہمارے بادشاہ کو بھی معافی اور امان عطا کریں اور اس کے بعد ہم حق اور سچائی کے ساتھ یہ راز کھول دیں گے کہ ہمارا تعلق کس سرزمینوں سے ہے۔

اس پر یوشع بن نون نے پہلے اپنے سارے سرداروں سے مشورہ کیا اس کے بعد یوشع بن نون نے اور بنی اسرائیل کے سارے سرداروں نے نہ صرف ان دونوں کو بلکہ ان کی قوم اور ان کے بادشاہ کو بھی معافی اور امان دینے کا عہد کر لیا تھا جب یہ سب کچھ ہو چکا تب عبدون نے یوشع بن نون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے بنی اسرائیل کے عظیم سالار اور سردار ہمارا تعلق تمہاری پڑوسی سلطنت جبعون سے ہے اور ہمارے بڑے بڑے شہر جبعون کفیرہ بیروت اور قریت یعریم ہیں اور ہم اپنی قوم کے سفیر ہیں اور ہمارے بادشاہ نے ہمیں آپ کی طرف اس غرض کے تحت روانہ کیا تھا کہ ہم دونوں کوئی حیلہ اور کوئی بہانہ استعمال کر کے اپنی قوم اپنے بادشاہ اور اپنے آپ کے لیے بنی اسرائیل کی امان کا عہد حاصل کر لیں اور آپ سب دیکھتے ہیں کہ ہم دونوں اپنا یہ مقصد حاصل کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔

عبدون کے اس انکشاف پر بنی اسرائیل کے کچھ سرداروں نے اعتراض کیا کہ تم دونوں نے ہمارے ساتھ دھوکہ دہی اور فریب کا کام کیا ہے اس لیے کہ تم نے کہا کہ تمہارا تعلق ایک دور دراز کی سلطنت سے ہے جب کہ تم دونوں ہمارے ہمسائے جبعون کی حکومت سے تعلق رکھتے ہو لہٰذا تم دونوں خود ہی بتاؤ کہ اس فریب اور دھوکہ دہی کی تم دونوں کو کیا سزا ملنی چاہئے اس بار عبدون کے بجائے راعیل نے جواب دیتے ہوئے کہا! اے بنی اسرائیل کے سردار ہمیں اطلاع ملی تھی کہ بنی اسرائیل حکومت پر حکومت اور شہر پر شہر سر کرتے آ رہے ہیں اور جب ہمیں یہ اطلاعات پہنچی کہ بنی اسرائیل نے ہمارے ہمسائے شہر عی کو بھی فتح کر لیا ہے تب ہم فکر مند ہوئے اور ہماری خواہش تھی کہ بنی اسرائیل کسی بھی طرح ہمارے ساتھ صلح کا عہد کر لیں۔ سو صرف بنی اسرائیل کی دوستی اور رفاقت حاصل کرنے کے لیے ہم نے یہ طریقہ کار استعمال کیا ہے۔

راعیل کے اس جواب پر بنی اسرائیل کے سرداروں میں سے کوئی بھی کچھ نہ بولا ان کی حالت اور کیفیت سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ راعیل کے جواب سے مطمئن ہیں اور وہ انہیں ان کی قوم اور بادشاہ کو امان دینے پر رضامند ہیں راعیل اور عبدون کی گفتگو سننے کے علاوہ اپنے سرداروں کا رویہ بھی دیکھتے ہوئے شمعون نے فیصلہ کن انداز میں مخاطب کرتے ہوئے کہا اے راعیل اور عبدون تم دونوں اپنی قوم کی طرف لوٹ جاؤ اب جب کہ ہم تمہارے ساتھ صلح اور امن کا عہد کر چکے ہیں تو جاؤ اپنے بادشاہ اور اپنی قوم کو خبر کر دو کہ بنی اسرائیل ان شہروں کی طرح جنہیں وہ فتح کر چکے ہیں ان پر حملہ آور ہو کر ان کی خون ریزی کا باعث نہ بنیں گے چونکہ جبعون والوں نے از خود اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دیا ہے لہٰذا آج کے بعد جبعون والے نہ صرف ہمارے مطیع و فرمانبردار بلکہ ہمارے دوست کہلائیں گے اور ہر ضرورت کے وقت ہم ان کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھیں گے اور جس طرح بنی اسرائیل باہم امن اور صلح کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں اسی طرح جبعون والے بھی جب چاہیں ہمارے اندر رہ کر پُرامن زندگی بسر کر سکتے ہیں اب تم دونوں یہاں سے اپنے شہر کی طرف کوچ کر سکتے ہو اس کے ساتھ ہی راعیل اور عبدون وہاں سے ہٹ گئے اور اسی وقت اپنے مرکزی شہر جبعون کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

احرام کعبہ میں بیٹھے بیٹھے اور تفکرات میں ڈوبے ہوئے یوناف نے ایک دم چونکتے ہوئے پکارا۔ ابلیکا! ابلیکا اس کے جواب میں ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور پوچھا! اے میرے حبیب کیا ہوا اس پر یوناف نے خوشی اور اطمینان میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا! اے میری عزیزہ میں نے اس عزازیل اس کی گرفت میں آنے والی برزخ کی دونوں بد روحوں اس کے ساتھیوں اور اس کے علاوہ عارب بیوسہ اور بینطہ سے اس نازک صورت حال میں نمٹنے کا ایک بہترین حل سوچ لیا ہے اور اے ابلیکا تم تیار رہنا میں ابھی اور اسی وقت یہاں حرم کعبہ سے شوطار کے محل کی طرف کوچ کروں گا۔

اور اس محل کے اندر میں اپنے ان دشمنوں سے ایسا نمٹوں گا کہ ان کی حالت عاد و ثمود جیسی درس آمیز اور عبرت خیز بنا کر رکھ دوں گا اس پر ابلیکا نے سر خوشی برساتی ہوئی آواز میں پوچھا اے میرے حبیب! کیا تم یہ نہ بتاؤ گے کہ ان لوگوں کے خلاف تم کیا طریقہ کار اپنانے والے ہو۔ یوناف نے گہری مسکراہٹ میں کہا اے ابلیکا مطمئن رہو شوطار کے محل میں خود ہی دیکھو اور جان لوگی کہ میں ان بدکاروں کے خلاف کیسے حرکت میں آتا ہوں

یوناف ذرا رکا پھر ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے وہ دوبارہ کہہ رہا تھا اے ابلیکا ہمارا خدا ہمارا رب ہم پر مہربان ہے جو اس نے یوں اپنے گھر میں ان بدی کی قوتوں سے پناہ دی میں اپنے خداوند کا ممنون ہوں کہ وہ اپنے بندوں کی عاجزی اور آنکھیں ڈوبی ہوئی پکار کو قدر سے سنتا ہے اے ابلیکا خداوند کے اس گھر میں مجھے سکون کے ساتھ سوچنے کا موقع ملا تھا سو میں نے ان سے نمٹنے کا طریقہ حاصل کر لیا ہے اب تم تیار رہو کہ میں یہاں حرم کعبہ سے شوطار کے محل کی طرف کوچ کروں گا ظاہر ہے کہ میرے یہاں سے نکلنے پر عزازیل بھی اپنے ان حواریوں کے ساتھ میرا تعاقب کرتے ہو شوطار کے محل کی طرف جائے گا اور پھر تم دیکھنا اے ابلیکا میں ان سے کس ہولناک انداز میں نمٹتا ہوں اس کے ساتھ ہی یوناف حرم کعبہ سے نکل کھڑا ہوا۔ عزازیل اور اس کے حواروں نے بھی اسے وہاں سے نکلتے دیکھ لیا تھا پس اپنی لاہوتی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے جب یوناف حرم کعبہ سے دریائے نیل کے کنارے شوطار کے محل کی طرف روانہ ہو گیا تو عزازیل بھی اپنے حواروں کے ساتھ اس کے تعاقب میں لگ گیا تھا۔

یوناف طوفانی انداز میں شوطار محل کی طرف بڑھا تھا اور محل میں داخل ہوتے ہوئے وہ دریا کے کنارے سے مچھلیاں پکڑنے والے ایک نوجوان مچھیرے کو بھی کسی شاہین کی طرح اچکتا ہوا شوطار کے محل کے اندر لے گیا تھا فی الفور وہ اپنی خواب گاہ میں داخل ہوا اور شیطان اور اس کے حواریوں کو روکنے کے لیے اس نے اپنی اس خواب گاہ کے اندرونی حصہ میں حصار کھینچ دیا تھا پھر اس مچھیرے کو جسے اس نے دریائے نیل سے اچکا تھا اٹھائے ہی اٹھائے یوناف نے ایک درمیانی دروازہ کھولا اور خواب گاہ کے ساتھ والے کمرے کے اندر بھی اس نے حصار کھینچ دیا تھا اور دونوں کمروں کے بیچ کا دروازہ اس نے کھول دیا تھا اتنی دیر تک عزازیل بھی وہاں پہنچ گیا اور اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ وہ یوناف کی خواب گاہ کے دروازے پر آن رکا تھا اس لیے جو یوناف نے حصار کھینچا تھا اس کے باعث وہ آگے بڑھتے بڑھتے رک گئے تھے مچھیرے نے جو

عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا تو وہ بے ہوش ہو کر فرش پر گر گیا تھا۔

پھر یوناف نے دیکھا کہ عزازیل نے یوناف کے حصار کو توڑنے کا عمل شروع کر دیا تھا اسی دوران یوناف آگے بڑھا ہاتھ میں پکڑی ہوئی تلوار پر اس نے پھر اپنا کوئی لاہوتی عمل کیا اور دروازے کے سامنے اس نے کئی اور حصار ڈال کر رکھ دیئے تھے تاکہ عزازیل کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ اندر آنے کے لیے کچھ دیر لگے اور اسے کمرے کے اندر کام کرنے کا موقع مل جائے دروازے کے سامنے سے اک دم پیچھے ہٹ کر یوناف اس دیوار کی طرف آیا جو دروازے کی اوٹ میں تھی اور جسے عزازیل اور اس کے ساتھی دیکھ نہ سکتے تھے۔ پس یوناف نے لمحوں کے اندر اس دیوار کو طلسمی دیوار میں تبدیل کر دیا تھا پھر ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے یوناف نے کہا اے ابلیکا ساتھ والے کمرے میں کوئلے پڑے ہوئے ہیں اور وہاں سے ایک کوئلہ لے کر تم اس دیوار پر ان بدروحوں کی شکلیں بناؤ جنہیں عزازیل نے اپنی گرفت میں کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ عزازیل کی تصویر بھی ان بدروحوں کے ساتھ بنا دو پھر دیکھو میں کیسے ان سے نمٹتا ہوں۔

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں ابلیکا نے کہا اے میرے حبیب تمہاری سوچیں اور تمہارا طریقہ کار بہت عمدہ ہے کیا میں ان بدروحوں اور عزازیل کے علاوہ اس دیوار کو جسے تم نے طلسمی دیوار میں تبدیل کر دیا ہے اس پر عارب بوسہ اور بینطہ کی تصویریں نہ بنا دوں تاکہ جب تم چاہو ان کو بھی کرب اور اذیت میں مبتلا کر سکو یوناف نے کہا ہاں ابلیکا تم ان سب کی تصویریں طلسمی دیوار پر بناؤ اور اتنی دیر تک میں عزازیل اور اس کے حواریوں کو دروازے سے دور رکھنے کی کوشش کرتا ہوں ابلیکا یوناف کی گردن پر لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی جب کہ یوناف دروازے پر آیا اس نے دیکھا عزازیل اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتا ہوا ایک حصار کے بعد دوسرے حصار کو توڑ رہا تھا اس پر یوناف نے اس کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے طنزاً کہا۔

اے ملعون اے میرے رب کی بارگاہ سے دھتکارے ہوئے بدی اور گناہ کے گماشتے اس خواب گاہ میں تیرا داخل ہونا دیکھ میں کیسا گھٹن اور مشکل بناتا ہوں اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد میں تیرے ساتھ جو کھیل کھیلنے والا ہوں اسے تو زندگی بھر یاد رکھے گا اے عزازیل جس طرح پانی نشیب کی طرف جاتا ہے ایسے ہی تو گناہوں اور بدیوں کے نشیب میں اترتا

ہے پر دیکھ شوطار کے اس محل میں آج میں تجھے کیسی سزا اور کیسی اذیت دیتا ہوں اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی تلوار کو حرکت میں لایا اور اس نے دروازے کے سامنے کھینچے ہوئے حصاروں میں اور زیادہ اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا تھوڑی دیر تک یوناف دروازے کے سامنے کھڑا رہا اور اپنی تلوار اس نے عزازیل کی طرف تانے رکھی اس دوران عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا جب کہ یوناف کبھی کبھی طلسمی دیوار کی طرف بھی دیکھ لیتا تھا جس پر بڑی تیزی کے ساتھ ابلیکا تصویریں کوئلے کے ساتھ بناتی جا رہی تھی۔ یوناف نے جب دیکھا کہ طلسمی دیوار پر ابلیکا نے تصویریں مکمل کر دی ہیں تو وہ دروازے سے ہٹ کر دیوار کے پاس آیا اور آگے بڑھتے ہوئے وہ دوسرے دروازے میں جانا چاہتا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور پوچھا۔

اے میرے حبیب میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ تو اس بچارے نوجوان مچھیرے کو کیوں اچکتے ہوئے ادھر لے آیا ہے اور یہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑا ہے اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا! اے ابلیکا اس نوجوان مچھیرے کو میں نے بے فائدہ ادھر لے کر نہیں آیا بلکہ میں اس سے بہت کام لوں گا اور دیکھتی رہ کہ یہ کس طرح میرا معاون اور مددگار ثابت ہوتا ہے اس کے ساتھ ہی یوناف تیزی کے ساتھ ساتھ والے کمرے کی طرف گیا اور وہاں سے وہ چار چھریاں اٹھا کر لے آیا تھا پھر اس نے فرش پر بے ہوش پڑے مچھیرے کو اٹھایا اور اسے طلسمی دیوار کے پاس لا کر وہ اسے ہوش میں لایا تو مچھیرا ایک دم اٹھ کھڑا ہوا اور منت کرنے کے انداز میں اس نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے آقا میں جانتا ہوں کہ مصر کی ملکہ نے آپ کو خون خوار ممی کا خاتمہ کرنے پر مقرر کیا تھا اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ کوئی فوق البشریت انسان ہیں لیکن میں آپ کی منت کرتا ہوں کہ مجھے یہاں سے نکالئے آپ مجھے یہاں کیوں اٹھا لائے ہیں یہ جو غیر انسانی آتشی ہیولے جو آپ کے دروازے پر کھڑے ہیں یہ کون ہیں میں آپ کی منت کرتا ہوں کہ مجھے ان کی خوراک نہ بنایئے۔ یوناف نے پیار سے اس مچھیرے کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

اے میرے عزیز تم فکر مند نہ ہو میں تم سے نیکی کا ایک کام لوں گا دروازے پر جو آتشی ہیولے دیکھتے ہو یہ وہی لوگ ہیں جو تدمر کے اہرام کے اندر سے ممی کو حرکت میں لاتے ہیں اور یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اس ممی کے ذریعے سے تمہارے کئی ساتھی

مچھروں کا خاتمہ کر دیا تھا میں ان ہی قوتوں کے خلاف تمہارا تعاون حاصل کرنے کے لیے تمہیں اپنے ساتھ اس شوطار محل کے اندر لایا ہوں۔

اس نوجوان مچھیرے نے یوناف کے سامنے اپنے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا اے آقا میں تو ایک لاچار اور بے بس سا انسان ہوں ایسی ہولناک قوتوں کے مقابلے میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں میرا گمان ہے کہ میں ان قوتوں کے سامنے اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھوں گا اس پر یوناف نے اس مچھیرے کو مخاطب کرتے ہوئے انتہائی نرمی میں کہا اے میرے عزیز جب تک میں تمہارے پاس اس کمرے کے اندر موجود ہوں ان قوتوں میں سے کوئی بھی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی اور ان کے خلاف تم میری بہترین مدد بھی کر سکتے ہو اور وہ یوں کہ یہ دو چھریاں سنبھالو اور جو سامنے دیوار پر بائیں طرف دو تصویریں بنی ہوئی ہیں انہیں ان کے پیٹ کی جگہ ان چھریوں کے ذریعے خوب انہیں اذیت پہنچاؤ اور پھر تم دیکھنا کہ تمہارے ان تصویروں کو اذیت پہنچانے سے باہر کھڑی ان آتشی قوتوں میں سے دو پر کیسی مصیبت اور عذاب گزر جاتا ہے۔

یوناف کی اس گفتگو سے اس نوجوان مچھیرے کو کچھ ڈھارس ہوئی اور یوناف کے کہنے پر اس نے دونوں چھریاں سنبھال لی تھیں اور طلسمی دیوار پر جن دونوں تصویروں کی طرف یوناف نے اشارہ کیا تھا ان تصویروں کے پیٹ کے مقام پر مچھیرے نے دونوں چھریوں سے اذیتیں دینی شروع کر دی تھیں اور یہ تصویریں جنہیں اذیتیں دینے کی ابتدا کی گئی تھی وہ ابلیکا نے ان دونوں بدروحوں کی بنائی تھیں جنہیں شیطان نے اپنی گرفت میں کر لیا تھا۔ پس جوں ہی مچھیرے نے ان تصویروں کو اذیت دینے کی ابتداء کی اس وقت وہ دونوں بدروحیں بری طرح چیخ چلا اٹھی تھیں اور عزازیل کو چھوڑ کر وہ وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی تھیں یوناف دروازے کے قریب کھڑا یہ سارے منظر کو دیکھ رہا تھا اور جونہی وہ دونوں بدروحیں وہاں سے بھاگیں ان کی چیخ پکار سن کر عزازیل ان کی طرف لپکا اور اپنے کسی عمل کے ذریعے جب ان دونوں بدروحوں کو روک دینا چاہا تو یوناف نے دوسری دونوں چھریاں اٹھا لیں اور طلسمی دیوار کی طرف بڑھا۔

ایک چھری یوناف نے طلسمی دیوار پر بنی ہوئی عزازیل کی تصویر کے پیٹ میں خوب زور زور سے گھمانی شروع کر دی تھی دوسری چھری وہ باری باری عارب بیوسہ اور

بینظہ کی بنی ہوئی تصویروں پر گاڑنے لگا تھا یوناف کے اس عمل سے عزازیل چونکہ خود بھی اذیت میں مبتلا ہو چکا تھا لہٰذا وہ ان دونوں بدروحوں کو روک نہ سکا اور وہ دونوں بدروحیں نا جانے کن منزلوں کی طرف روپوش ہو گئی تھیں دوسری طرف عزازیل عارب بیوسہ اور بینظہ بھی جان گئے تھے کہ یوناف نے انہیں طلسمی دیوار کے عمل میں مبتلا کر کے رکھ دیا ہے لہٰذا وہ فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور اپنی ہیئت بدلتے ہوئے وہ وہاں سے غائب ہو گئے تھے اور عزازیل کے ساتھ اس کے دوسرے ساتھی بھی وہاں سے چلے گئے تھے۔

عزازیل اور اس کے حواریوں کے وہاں سے یوں بھاگ جانے پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر بوسہ دیا اور کہا اے یوناف قسم اس خداوند واحد کی جس نے حرم کعبہ میں ہم دونوں کو پناہ دی تم نے عزازیل اور اس کے حواریوں کے خلاف کیا خوب کھیل کھیلا ہے اور اے یوناف سب سے اچھی بات یہ کہ جن دو بدروحوں پر عزازیل نے گرفت کی تھی اب وہ دو بدروحیں اس کی گرفت میں نہیں رہیں اس لیے کہ جس وقت وہ روحیں تمہاری طرف سے اذیت ملنے پر بھاگی تھیں اس وقت عزازیل اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے انہیں روک سکتا تھا اور دوبارہ تمہارے خلاف حرکت میں لا سکتا تھا لیکن ان بدروحوں کے بھاگتے ہی تم نے چونکہ عزازیل کو بھی اذیت میں مبتلا کر دیا تھا لہٰذا وہ جان گیا تھا کہ یہ اذیت طلسمی دیوار کی یہ اذیت ہے اور اس اذیت سے بچنے کے لیے اس نے اپنی ہیئت کو بدل لیا تھا پس اس کی یوں ہیئت بدلتے ہی وہ دونوں روحیں اس کی گرفت سے جاتی رہی ہیں اس لیے ہیئت میں اس نے ان روحوں کو تسخیر کیا تھا اگر وہ اپنی ذات کو اسی کیفیت میں رکھتا تو روحیں اس کی گرفت میں رہ سکتی تھیں لیکن چونکہ اس نے اپنا آپ تبدیل کر لیا تھا لہٰذا اب وہ روحیں اس کے قبضہ میں نہیں رہیں۔ پس اے یوناف میں تمہیں مبارکباد دیتی ہوں کہ عزازیل کے اس ہولناک کھیل کے مقابلے میں آخر کار کامیابی ہماری ہی ہوئی ہے۔

ابلیکا ذرا رکی پھر اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے دوبارہ کہہ رہی تھی اے یوناف! اب ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ فوراً اور اسی وقت ہمیں زدوسر کے احرام کا رخ کرنا چاہیئے یہ ممی پر قابو پانے کا بہترین موقع ہے اس لیے کہ عزازیل عارب بیوسہ اور بینظہ کے علاوہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مغرب کی طرف بھاگ گیا ہے لہٰذا ہمیں فوراً زدوسر کے احرام کا رخ کر کے اس ممی کو ناکارہ بنا دینا چاہیے اور اگر ہم نے دیر کر دی

تو مجھے خدشہ ہے کہ عزازیل اس ممی کی حفاظت کا کوئی سامان نہ کر لے اور اس طرح ہمارے لیے اور زیادہ مصیبتیں اٹھ کھڑی ہوں اور اے یوناف میں تمہیں یہاں یہ بھی بتاتی چلوں کہ اس ممی پر اس وقت بھی عزازیل کے چند کارکن ہیں جو اس ممی کو حرکت میں لاتے ہیں اس کے علاوہ اس ممی کے پیٹ میں عزازیل نے وہ طلسم بھی ڈال رکھا ہے جو زدوسر بادشاہ کے مشیر اور ساحر امحوتب نے ان احراموں کے اندر ڈالا تھا۔

پس اے یوناف ممی کو ناکارہ کرنے کے لیے ہمیں دو چیزوں سے نمٹنا ہو گا اول یہ کہ شیطانی کارکنوں کو اس ممی سے دور کرنا ہو گا اور یہ بہت آسان کام ہے جو میں چند ہی لمحوں کے اندر کر کے رکھ دوں گی اس لیے میں خود ان شیطانی گماشتوں پر حملہ آور ہوں گی اور تم دیکھنا میں ان کا کیا حشر کر کے زدوسر کے احرام سے انہیں نکالتی ہوں ہاں اے یوناف تمہارا کام یہ ہو گا کہ عزازیل نے اس ممی کے پیٹ میں جو امحوتب کا سحر ڈال رکھا ہے تم اس سحر کو ضائع کر دینا اس لیے کہ اگر ہم صرف شیطانی کارکنوں کو ہی وہاں سے مار بھگائیں اور اس طلسم کو ضائع نہ کریں تو اس طلسم کی مدد سے بھی ممی انتہائی ہولناک اور مافوق البشریت کام کر کے خوف و ہراس تباہی اور بربادی اور خون ریزی خون خواری کا باعث بن سکتی ہے پس اے یوناف آؤ زدوسر کے احرام کا رخ کریں اور اس ممی کو ناکارہ کر دیں جو مصر کے لیے خوف و خطرہ بنی ہوئی ہے۔

ابلیکا کے خاموش ہوتے پر یوناف نے خوش طبعی میں کہا! اے ابلیکا تم ٹھیک کہتی ہو ہمیں ابھی اور اسی وقت ہی زدوسر کے احرام میں اس ممی سے نمٹ لینا چاہیے لیکن مجھے چند لمحوں کی مہلت دو تاکہ میں اس نوجوان مچھیرے کو فارغ کر دوں اس لیے کہ یہ میرے بہت کام آیا ہے اس نے اس طلسمی دیوار پر چھری سے اذیتیں دے کر بد روحوں کو مار بھگایا ہے اس کے ساتھ ہی یوناف اس نوجوان مچھیرے کی طرف متوجہ ہوا اور اسے مخاطب کر کے اس نے کہا۔

اے میرے عزیز میں تیرا ممنون ہوں کہ تو نے بدی کی روحوں کو مارنے میں میرا ساتھ دیا ہے دیکھ تو نے اس دیوار پر بنی ہوئی تصویروں کو چھریوں سے جو اذیتیں دی ہیں اس کے نتیجے میں آتشی بگولے کیسے چیخ و پکار کرتے ہوئے یہاں سے بھاگ چکے ہیں پس اے میرے عزیز میں تجھے جس کام سے یہاں لایا تھا وہ کام اب ہو چکا ہوا ہے اور میں تم سے معذرت خواہ ہوں کہ میں تمہاری مرضی کے خلاف تمہیں دریائے نیل کے کنارے سے اچانک لایا اور اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنی کمر کے ساتھ لٹکتی ہوئی ایک چرمی تھیلی سے چند سکے نکالے اور اس نوجوان مچھیرے کا ہاتھ پکڑ کر اس نے وہ سکے اس کی ہتھیلی پر رکھے اور کہا۔ اے میرے عزیز اب تم جاؤ اور جس طرح پہلے تم دریائے نیل کے کنارے کام کر رہے تھے پھر وہاں اپنا کام شروع کر دو اور یہ سکے تمہاری اس زحمت کی اجرت ہیں کہ تم نے یہاں میری اس خواب گاہ میں اٹھائی۔

اس مچھیرے نے بڑی ممنونیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا! اے آقا میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ سکے دیئے میں اب میں سمجھ گیا ہوں کہ دریائے نیل کے کنارے سے اٹھا کر آپ مجھے یہاں کیوں لائے تھے۔ قسم رع دیوتا کی اگر ایسی بدی کی قوتوں کے خلاف اسی طرح کی مدد پھر کبھی آپ میری ضرورت محسوس کریں تو میں ہمیشہ آپ کی خدمت کرتے ہوئے فخر محسوس کروں گا اے آقا اس موقع پر کیا میں آپ سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ اس ممی کا خاتمہ ہو چکا ہوا ہے جو زدوسر کے احرام سے نکل کر تباہی و بربادی کا باعث بنتی ہے یوناف نے شفقت اور پیار سے اس مچھیرے کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا اے میرے عزیز اب تم جا کر اپنے کام میں لگ جاؤ اور یہی سمجھو کہ اس ممی کا خاتمہ ہو چکا ہے اس لیے کہ اب وہ ممی کبھی لوگوں کی تباہی اور بربادی کا باعث نہ بن سکے گی۔ اس کے ساتھ ہی وہ مچھیرا یوناف کو جھک کر تعظیم دیتا ہوا خواب گاہ سے نکلنے ہی لگا تھا کہ یوناف نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا میرے عزیز ذرا رکو! مچھیرا یوناف کی اس پکار پر رک گیا یوناف نے آگے بڑھ کر دروازے پر حصار ختم کر دیئے پھر وہ مچھیرا خواب گاہ سے نکل گیا جب کہ یوناف بھی وہاں سے زدوسر کے احرام کی طرف چلا گیا تھا۔

یوناف جب زدوسر کے احرام کے دروازے پر پہنچا تو ابلیکا نے پھر اس کی گردن پر لمس دیتے ہوئے اسے مخاطب کیا تم تھوڑی دیر یہاں رکو اور پھر دیکھو میں شیطان کے ان گماشتوں کا کیا حشر کرتی ہوں جو اس ممی پر مسلط ہیں! ابلیکا کے کہنے پر یوناف وہاں رک گیا جب کہ ابلیکا اس کی گردن پر لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی چند ہی ثانیوں بعد یوناف چونک اٹھا جب اسے کمرے کے اندر سے سسکیاں اور آہوں جیسی آوازیں سنائی دیں اور اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ یہ آہوں اور سسکیوں کی آوازیں زدوسر کے احرام سے باہر نکلتی چلی گئی تھیں

ساتھ ہی ابلیکا نے پھر اس کی گردن پر لس دیا اور بولی اے یوناف اس وقت وہ خون خوار ممی عزازیل کی قوتوں سے پاک ہے اور میں بدی کے ان گماشتوں کو تو سر کے ان احرام سے بھگا چکی ہوں۔

اب تم آگے بڑھو اور اس ممی پر اپنے کام کی تکمیل کرو۔

یوناف نے سب سے پہلے دروازے کے قریب ہی سے تھوڑی سی مٹی اپنی مٹھی میں لی پھر وہ آگے بڑھ کر اس خون خوار ممی کے پاس آیا اور جس مٹھی میں اس نے مٹی لے رکھی تھی وہی ہاتھ اس نے منہ پر رکھا اور پھر اس نے کسی اپنے عمل کی ابتدا کر دی تھی تھوڑی دیر بعد اس نے اپنا ہاتھ وہاں سے ہٹا لیا اور ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ابلیکا محوتب کا پھیلایا ہوا طلسم اب اس ممی سے نکل کر میری مٹھی میں ہے اور میں ارادہ کر چکا ہوں کہ اس سحر کو دریائے نیل میں پھینک کر ضائع اور زائل کر دوں گا اس پر ابلیکا نے اپنی مسکراتی ہوئی آواز میں کہا اے یوناف اس معاملے میں پوری طرح میں تمہارے ساتھ اتفاق کرتی ہوں اس ممی سے شیطانی قوتیں ہٹ جانے اور محوتب کے ڈالے ہوئے طلسم کے زائل ہو جانے کے بعد یہ ممی لوگوں کے لیے بے ضرر ہو کر رہ گئی ہے۔ آؤ اب یہاں سے کوچ کریں اور اس کے ساتھ ہی یوناف وہاں سے نکلا پہلے وہ دریائے نیل کے کنارے آیا اور وہ مٹی جس کے اندر اس نے سحر منتقل کیا تھا وہ مٹی اس نے دریائے نیل میں بہا دی تھی اس کے بعد وہ مصر کی ملکہ دلوکہ کے محل کا رخ کر رہا تھا۔

دریائے نیل کے کنارے شوطار کے محل سے بھاگنے کے بعد عزازیل عارب بیوسہ اور بینظہ اور عزازیل کے ساتھی دریائے نیل کے بائیں کنارے سے ذرا دور ہٹ کر ایک سنسان جگہ جا رکے اور دوبارہ اپنی ہیئت کو بدلتے ہوئے وہ ایک دوسرے کے سامنے نمودار ہوئے سب سے پہلے عارب نے انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے آقا آخر یوناف طلسمی دیوار کا عمل ہمارے خلاف استعمال کرتے ہوئے اس کشمکش میں کامیاب ہو ہی گیا۔ کاش ہم آج اسے دکھ اور اذیت پہنچانے میں کامیاب ہو جاتے لیکن الٹا وہ ہمیں ایک عذاب میں مبتلا کرنے پر قادر ہو گیا ہے اے آقا میں سمجھتا ہوں کہ یوناف نے ہمیں یہ زندگی کی بدترین شکست اور سزا دی ہے اور اے آقا اس موقعہ پر میں یہ بھی کہوں

گاکر زومسر کے احرام سے بھاگ کر جو یوناف حرم کعبہ کی طرف چلا گیا تھا اور وہاں اس نے کچھ دیر پناہ لے رکھی ہے تو اسی پناہ کے دوران شائد اس نے ہمارے خلاف لائحہ عمل تیار کیا ہوگا بحر حال کچھ بھی ہو میرے آقا یوناف اس ہولناک کھیل میں ہمارے خلاف کامیاب رہا ہے اور مجھے اس کی اس کامیابی کا انتہائی دکھ اور صدمہ ہے کاش ہم اسے اور اس کی ساتھی ابیکا کو اپنے سامنے مجبور اور بے بس کر سکتے۔ کاش ہم ان دونوں کو ایسے عذاب ایسے کرب میں ڈالنے پر قادر ہو جاتے کہ انہیں احساس ہوتا کہ ہم کسی بھی قوت میں ان دونوں سے کم تر نہیں ہیں۔

عزازیل نے عارب کو سمجھانے اور حوصلہ بڑھانے کے انداز میں کہا اے عارب یوناف کی یہ ہم پر فوقیت اور اس کا ہم پر یہ قابو پا لینا کوئی دائمی کیفیت نہیں یہ ایک وقتی چڑھاؤ ہے اس کی بنا پر وہ ہم پر غالب رہا ہے لیکن یاد رکھو اب اس پر میں اپنے ایک ایسے ساتھی کو وار د کروں گا جس کے متعلق مجھے امید ہے کہ وہ ضرور یوناف پر نہ صرف قابو پا لے گا بلکہ ہر جگہ ہر وقت اس پر اپنی فوقیت ظاہر کرنے پر قادر رہے گا اس پر عارب نے امید بھری نگاہوں سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا! اے آقا آپ کا وہ ساتھی کون ہے۔ جو اس یوناف پر قابو پانے کی قوت اور طاقت رکھتا ہے۔

عارب کے ان سوالات کے جواب میں عزازیل پھر بولا اور کہا اے میرے عزیزو! میرے اس ساتھی کا نام قبقب ہے اور اس قبقب میں اوروں کی نسبت کچھ زیادہ اوصاف ہیں ایک یہ کہ اوروں کی نسبت انتہائی طاقت ور ہے دوسری یہ کہ اپنے اعضا جوارح جسم حلیہ اور چہرہ بدلنے میں اپنی کوئی مثال نہیں رکھتا اور اپنے اس فن سے کام لینا وہ خوب جانتا ہے یہ بدی پھیلانے میں بھی بڑی مہارت و قوت رکھتا ہے وہ اس طرح جس کسی کو بھی اس نے بدی میں مبتلا کرنا ہو یا جس کسی کو اس نے اپنا شکار بنانا ہو اوہ اس کے سامنے انتہائی خوبصورت عورت کی شکل میں آتا ہے اسے پھسلا کر اپنے ساتھ لے جاتا ہے پھر ایک دم اس کے سامنے انتہائی طاقت ور انسانی صورت میں آتا ہے اور اس پر اپنی طاقت و قوت کے بل بوتے پر قابو پاتا ہے اے میرے عزیزو میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ یہ میرا ساتھی جس کا نام قبقب ہے یہ انسانی خون پینے کا انتہائی عادی ہے یا تم یوں جان لو کہ اس کی خوراک ہی انسانی خون ہے اور جب کبھی بھی کسی سے مقابلہ کرتا ہے تو اس مقابلہ کے بعد اس کی قوت کم ہو جاتی ہے

اور اپنی اس قوت کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے اسے کم از کم چالیس دن کا وقفہ اور مہلت درکار ہوتی ہے اور اس مہلت میں اسے بالکل فارغ رہ کر آرام کرنا چاہیئے اس طرح وہ دوبارہ اپنی قوت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

اور اے میرے رفیقو اسی قبقب کی جنس سے اس کی ایک ساتھی لڑکی بھی ہے اس لڑکی کا نام خوفنہ ہے یہ بھی قبقب کی طرح طاقت ور اور بھرپور قوت رکھنے کے ساتھ اپنے چہرے کی تبدیلی اور ناسوت کی کیفیت بدلنے میں قبقب جیسی مہارت رکھتی ہے! بس اے میرے دوستو میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اسی قبقب کو یوناف پر وارد کروں گا اور مجھے امید ہے کہ یہ قبقب نہ صرف یوناف کو مار مار کر دوہرا کر دے گا بلکہ ہماری اس موجودہ اس شکست کا بدلہ لینے کے ساتھ ساتھ وہ آئندہ کے لیے بھی یوناف کی نیکی کے فروغ کا کام کرنے سے روک کر رکھ دے گا۔

عزازیل کے خاموش ہونے پر عارب نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے آقا! کیا آپ قبقب اور اس کی ساتھی لڑکی خوفنہ کو یہاں طلب نہ کریں گے تاکہ ان دونوں کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی اندازہ کر سکیں کہ واقعی ہی قبقب اس قابل ہے کہ وہ یوناف پر قابض ہو جائے بلکہ میں تو آپ سے اس موقع پر یہ بھی کہوں گا کہ دریائے نیل کے ان شرقی ویرانوں کے اندر آپ مجھے اور قبقب یوناف کو آپس میں ٹکرائیں۔ ہم دونوں کا مقابلہ کرائیں اگر قبقب قوت و طاقت میں مجھے زیر کرنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر میں آپ کو امید دلاتا ہوں کہ شائد وہ قبقب یوناف کو بھی اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو جائے اس پر عزازیل نے مسکراتے ہوئے کہا اے عارب میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں میں قبقب اور اس کی ساتھی لڑکی خوفنہ کو ان ہی ویرانوں میں طلب کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی عزازیل نے اپنے ساتھی واسم کی طرف دیکھا اور اسے قبقب اور اس کی ساتھی لڑکی خوفنہ کی وہاں بلانے کا حکم دیا اور عزازیل کے اس حکم پر واسم وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد واسم قبقب اور اس کی ساتھی لڑکی خوفنہ کو لے کر واپس آیا عزازیل نے سب سے پہلے عارب بیوسہ اور بینظہ کا ان دونوں سے تعارف کرایا اس موقع پر عارب بیوسہ اور بینظہ نے دیکھا کہ خوفنہ شام کے نارنجی بادلوں رنگوں اور ملگجی بہاروں کے امتزاج جیسی حسین تھی اس کی رگوں میں ایک نشاط اور آنکھوں میں کشش بھری ہوئی

تھی ایسا لگتا ہے کہ اس کا جسم راز بستہ کی چھاؤں اور روح کی خود لذتی سے بھرا ہوا ہو دوسری طرف چناروں جیسا تناور اور جسمانی طلوسے کو وہ پیکر قبقب انہیں ایسا لگا جیسے وہ اپنی آنکھوں میں برق کی تاب اور جسم میں سمندر جیسی ہیجان آفرینی رکھتا ہو۔

وہ ان تینوں کو خوفناکیوں سے بھرا دل اور فاصد تمدن کا سیلاب جیسا پر قوت اور طاقت ور لگا تھا دریائے نیل کے شرقی ویرانوں کے اندر قبقب کو وہ اپنے سامنے زمین کے سفاک عناصر کالی آندھیوں کے طوفان اور سحر زدہ شہر کی طرح محسوس کر رہے تھے

اس موقعہ پر عزازیل نے قبقب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیز میں تجھے ایک انتہائی طاقت ور انسان پر وار د کرنا چاہتا ہوں اس کا نام یوناف ہے اور وہ ممفس شہر کے شمال میں دریائے نیل کے کنارے شوطار نام کے محل میں رہتا ہے لیکن اس شخص پر وارد ہونے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ تمہارا مقابلہ اس عارب سے ہو تا کہ تمہاری طاقت اور قوت کا ہم سب اندازہ لگا سکیں اور یہاں تم پر یہ بات بھی واضح کر دی جائے اگر تم اس عارب کو اپنے سامنے زیر اور ہراساں کرنے میں کامیاب ہو گئے تب کہیں جا کر یہ امید کی جا سکتی ہے کہ تم یوناف کو اپنے سامنے زیر اور ہراساں کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے پس اے قبقب ان ویرانوں کے اندر تم پہلے عارب سے مقابلہ کرو اس کے ساتھ ہی عزازیل نے اپنے دیگر ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے ساتھیو تم ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ تاکہ عارب اور قبقب کو ایک دوسرے سے ٹکرانے اور اپنی قوت کا اندازہ کرنے کا موقعہ میسر ہو۔

عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ بیوسہ اور بنیطہ بھی ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئیں تھیں جب کہ مقابلہ کرنے کے لیے قبقب اور عارب ایک دوسرے کے سامنے آئے قریب آتے ہی اپنے ہاتھوں کو ایک دوسرے میں پیوست کرتے ہوئے عارب نے قبقب کے پیٹ میں ایک زور دار ضرب لگائی تھی عارب امید رکھتا تھا کہ اس کی اس ضرب سے قبقب پر لرزش طاری ہو جائے گی اور وہ زمین پر گر جائے گا لیکن ایسا نہ ہوا اس کی ضرب نے قبقب کو اذیت میں ضرور مبتلا کیا تھا لیکن وہ ذرا سا اپنے جسم کو خم کرتا ہوا اس ضرب کو برداشت کر گیا تھا اور جواب میں قبقب نے جب ایسی ہی اپنے دونوں ہاتھوں کی ضرب عارب کے پیٹ پر لگائی تو عارب ہوا کے اندر اچھلتا اور بل کھاتا ہوا اپنی پشت کی جانب گر گیا تھا گرے ہوئے عارب پر قبقب نے چھلانگ لگا دی اور پھر لمحوں کے اندر اس نے اسے اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر فضا میں بلند کر دیا تھا اس موقعہ پر جب کہ قبقب زور دار انداز میں عارب کو زمین پر پٹخ دینا چاہتا تھا پر عزازیل نے اپنا ہاتھ کھڑا کر کے اسے روک دیا اور ساتھ ہی اسے مخاطب کر کے اس نے کہا۔

اے قبقب اسے زمین پر نہ پٹخنا۔ تم نے صرف چند ہی ثانیوں کے اندر عارب پر اپنی طاقت و قوت ثابت کر دی ہے پس تم عارب کو اپنے سامنے آرام سے ڈال دو اور سنو جس مقصد کے لیے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے مجھے امید کہ تم اس مقصد میں ضرور کامیاب ہو گے قبقب نے عارب کو زمین پر رکھتے ہوئے کہا اے آقا اگر میں اس مقصد میں کامیاب نہ بھی ہوا اگر میں اس یوناف نام کے شخص کو زیر نہ بھی کر سکا تب بھی میں ہمیشہ کے لیے اس کے ساتھ دشمنی رکھوں گا اس لیے وہ اپنی گزرتی ہوئی عمر کے ساتھ طاقت میں ڈھلتا جائے گا اور میں ویسے کا ویسا ہی رہوں گا! پس اس کی زندگی کے کسی نہ کسی لمحہ میں تو میں اسے زیر کرنے میں کامیاب ہو ہی جاؤں گا ویسے اے آقا مجھے امید ہے کہ وہ شخص اگر عارب سے بھی زیادہ طاقت ور ہوا تب بھی میں اسے اپنے سامنے ان تنکوں جیسا بنا کر رکھ دوں گا جو تیز آندھیوں اور ہواؤں کے اندر بے بسی کی حالت میں اڑتے پھرتے ہیں۔

عزازیل نے قبقب کو مطلع کرنے کے انداز میں کہا اے قبقب جیسا تعارف میں نے تم سے عارب بیوسہ اور بنیطہ کا کرایا ہے ویسا ہی تعارف یوناف کا بھی ہے اور جس طرح ان کے ناسوت پر لاہوت کا عمل ہے ایسے ہی اس کے ناسوت پر بھی لاہوتی عمل ہے پس تم اس گمان میں نہ رہنا کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ تمہارے سامنے کمزور ہوتا جائے گا نہیں ہرگز نہیں وہ آدم کے وقت سے ہے اور جیسا وہ اس وقت تازہ دم اور جوان تھا ایسا وہ اب بھی ہے اور اپنی موت کو مرگ تک ویسے ہی رہے گا پس اے قبقب کوشش کرنا کہ اپنے پہلے ہی مقابلہ میں اسے زیر کرو جب تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو مار مار کر اس کی پسلیاں اور اس کے اعضاء اور جوارح توڑ کر رکھ دینا اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو تمہارا یہ معرکہ میری خوشی اور میرے اطمینان کا باعث ہو گا اور سنو اس مقابلے میں خوف کو شامل نہ کرنا میں یہ پسند کروں گا کہ تم اکیلے ہی یوناف کا مقابلہ کرو اور اس مقصد کے لیے جاؤ دریائے نیل کے کنارے ممفس شہر کے شمال

میں شوطار محل کا رخ کرو وہ یوناف نام کا جوان تمہیں وہاں ملے گا اس پر قبقب نے کہا اے آقا آپ بے فکر رہیئے میں اکیلا ہی یوناف کو اپنے سامنے زیر کروں گا اور خوفہ کو اپنے ساتھ اس مقابلے میں ملوث نہ کروں گا۔ اب مجھے اجازت دیں کہ میں یوناف کا رخ کروں اور اس پر عزازیل نے تفصیل کے ساتھ قبقب اور خوفہ کو یوناف کے ساتھ اپنی قدیم عداوت، موجودہ شکست کے حالات اور اس کے خلاف حرکت میں آنے کا لائحہ عمل بتا رہا تھا پھر قبقب اور خوفہ وہاں سے چلے گئے۔

امحوتب کے سحر کو دریائے نیل کے اندر زائل کرنے کے بعد یوناف نے مصر کی ملکہ دلوکہ کے محل کا رخ کیا تھا اور ملکہ کے محل میں داخل ہونے کے بعد ابھی وہ چند قدم ہی آگے بڑھا ہوگا کہ محل کا ایک محافظ بھاگتا ہوا اس طرف آیا اور اسے مخاطب کر کے اس نے کہا اے مالک آپ کو ملکہ نے طلب کیا ہے اس وقت وہ اپنے ذاتی کمرے میں آپ کی منتظر ہیں یوناف نے حیرت سے اس محافظ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ملکہ کو کیسے خبر ہوئی کہ میں اس کے محل میں داخل ہوا ہوں اس پر اس محافظ نے مسکراتے ہوئے کہا اے مالک ابھی تھوڑی ہی دیر پہلے ملکہ اپنے دارالانصاف سے فارغ ہوئی ہیں اور سارے معاملات نمٹنے کے بعد جس وقت وہ اپنے ذاتی کمرے کی طرف جا رہی تھیں اس وقت آپ محل میں داخل ہو رہے تھے لہٰذا ملکہ نے آپ کو محل میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا اسی بنا پر انہوں نے مجھے بھیجا ہے کہ میں آپ کی رہنمائی کرتا ہوا آپ کو ان کے ذاتی کمرے میں لے چلوں اس پر یوناف مطمئن ہو گیا اور اس محافظ کے ساتھ ہو لیا تھا۔

یوناف جس وقت ملکہ دلوکہ کے ذاتی کمرے میں داخل ہوا تو ملکہ نے اپنی نشست سے اٹھ کر اس کا استقبال کیا اور اسے اپنے قریب اور اپنے سامنے بٹھاتے ہوئے اس نے پوچھا! اے میرے عزیز تم نے زدوسر کے احرام والی ممی کا کیا کیا یقین جانو میں ہر وقت کیا دن کیا رات اسی ممی کے متعلق سوچتی رہتی ہوں اور مجھے ایک طرح سے یہ وہم اور گمان ہو گیا ہے کہ دوسرے لوگوں کی طرح ایک روز یہ ممی مجھ پر بھی حملہ آور ہو کر میرا خاتمہ کر دے گی اور وہ اس لیے کہ اب تک میرے مشیر اور میرے سارے ہی ساحر اس ممی کا سدِباب کرنے کے متعلق کوئی لائحہ عمل تیار کرنے میں ناکام رہے ہیں لہٰذا مجھے ایک طرح سے یہ یقین ہوتا جا رہا ہے کہ یہ ممی گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ طوفانی جھونکوں سے طوفانوں کی صورت اختیار کرتی چلی جائے گی۔

جب ملکہ دلوکہ خاموش ہوئی یوناف نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں اور انتہائی نرم لہجہ میں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے مصر کی عظیم ملکہ آپ ہر قسم کے وہم و گمان اور غم و فکر سے بے نیاز ہو جائیں اس لیے کہ اس ممی پر جو شیطانی قوتیں چھائی ہوئی تھیں انہیں میں نے اس ممی سے مار بھگایا ہے اس لیے کہ وہی شیطانی قوتیں ممی کو حرکت میں لاتی تھیں۔ اور اس سے خونریزی اور تباہی اور بربادی کے کام کرواتی تھیں اس کے علاوہ ان شیطانی قوتوں کے سربراہ نے یعنی ابلیس نے امحوتب کے اس طلسم کو جو اس نے زدوسر کے احرام میں ڈال رکھا تھا اپنے قبضہ میں کر لیا تھا اور پھر اس طلسم کو بھی اس نے ممی کے جسم میں داخل کر دیا تھا اس طرح ان شیطانی قوتوں اور امحوتب کے طلسم کے باعث وہ ممی خون خوار ہو کر رہ گئی تھی اور اے ملکہ آپ کے اطمینان کے لیے میں یہ کہوں گا اس ممی سے شیطانی قوتوں کو مار بھگانے کے ساتھ ساتھ میں نے اس ممی سے امحوتب کے سحر کو نکال کر دریائے نیل کے اندر ضائع کر دیا ہے پس اے ملکہ اب وہ ممی دوسری ممیوں کی طرح ایک عام سی چیز ہے اور کسی کو اس سے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے اب زدوسر کے احرام میں امحوتب کا طلسم بھی نہیں ہے اور جو چاہے ان احرام کے اندر اب آ جا سکتا ہے وہاں اب کسی کے لیے کوئی خطرہ اور اندیشہ نہیں ہے۔

یوناف کی حوصلہ افزا گفتگو سننے کے بعد ملکہ دلوکہ نے خوش ہو کر یوناف کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا! اے یوناف میرے عزیز تم نے مصر کے لیے وہ کام کیا ہے جسے کوئی بھی میرا مشیر یا ساحر نہ کر سکا حقیقت یہ ہے اس ممی کی اس خون خواری لمحہ بہ لمحہ میرے جسم کو تحلیل کرتی جا رہی تھی اب اس ممی کے خاتمہ پر میں خوش اور مطمئن ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ اب مجھے مصر جیسے وسیع ملک پر حکومت کرنے کا حق حاصل ہے اور میں سمجھتی ہوں اے یوناف کہ یہ حق مجھے تمہاری قوت و جرأت کی بنا پر ملا ہے۔ لہٰذا اس موقعہ پر میں تم سے یہ کہوں گی کہ تم ممی کو یوں اپنے سامنے زیر کرنے کے صلے میں مانگو کیا مانگتے ہو اور میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں تمہاری ہر مانگ کا احترام کروں گی اور تمہاری ہر خواہش کو پورا کرنے کا عہد بھی کرتی ہوں! یوناف نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا اے مصر کی عظیم ملکہ اس موقعہ پر میں آپ سے کچھ بھی نہیں مانگتا! ہاں میں آپ سے کہنے کے لیے ایک التجا ضرور رکھتا ہوں اور وہ یہ مصری حکومت کی ان تختیوں میں سے جن کے اندر ضروری احکامات کے فیصلے لکھے جاتے ہیں ان کے اندر یہ بھی اندراج کر دیا جائے کہ ممفس شہر کے

شمال میں شوطار نام کا جو محل ہے وہ ہمیشہ کے لیے یوناف کی ملکیت میں دیا جاتا ہے تاکہ اے ملکہ آپ کے بعد اور آنے والے دور میں جب دوسرے لوگ مصر پر حکومت کر رہے ہوں گے تو میں شوطار کے اس محل پر اپنا حق اور اپنی ملکیت جتا سکوں گا۔

ملکہ دلوکہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا میں جانتی تھی تم مجھ سے کچھ نہ مانگو گے اس لیے کہ فوق البشریت حیثیت رکھتے ہوئے تم اپنی ضرورت اور اپنی خواہش کی ہر چیز آپ حاصل کر سکتے ہو بہر حال اے میرے عزیز مطمئن رہو کہ مصر کی مٹی اور لکڑی کی ان لوحوں میں جن کے اندر سرکاری احکامات لکھے جاتے ہیں آج ہی اس تحریر کا اضافہ کر دیا جائے گا اور اس تحریر میں ایک عہد کے طور پر یہ لکھا جائے گا کہ ممفس شہر کے شمال میں شوطار نام کا محل ہمیشہ کے لیے یوناف کی ملکیت میں دیا جاتا ہے اور کسی کو بھی یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ اس محل کو یوناف سے واپس لے سکے یا اس پر قبضہ کر سکے اور اگر کوئی ایسا کرے بھی تو یوناف اسے واپس لینے کا دعوے دار اور حق دار ہوگا ملکہ دلوکہ کی یہ گفتگو سننے کے بعد یوناف اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے ملکہ میں آپ کا شکر گزار ہوں اب مجھے اجازت دیجیے میں جاؤں گا اس کے جواب میں ملکہ دلوکہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور یوں یوناف ملکہ دلوکہ سے اجازت لینے کے بعد اس کے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

ملکہ دلوکہ کے ذاتی کمرے سے نکل کر جب یوناف محل کے صحن میں آیا تو ایک دم ایک طرف سے ریشمی لبادے میں لپٹی ہوئی ایک لڑکی اس کی طرف آئی اور یوناف کے سامنے آکر اس نے ایک دم سے اپنا ریشمی لبادہ ہٹا دیا

یوناف نے دیکھا کہ وہ لڑکی گھونگھٹ اٹھنے کے سمے جیسی حسین تنہائیوں کے گیت جیسی پُر سکون اور خنک چاندنی کی نرم پھوار جیسی پُر کشش تھی اس کا بدن پیار کی حسرت میں بیدار سا لگ رہا تھا اور اس سمے اس کے جسم سے عنبری خوشبوئیں اٹھ کر ماحول کو خوشبو و نگہت میں لبھاتی جا رہی تھیں۔ یوناف نے یہ بھی دیکھا کہ اس لڑکی کے سلگتے رخساروں اور تر و تازہ ہونٹوں کے اندر ایک پیغام تھا اور اس کی موٹی موٹی گہری آنکھوں سے اس سمے شہد جیسا رس برستا ہوا محسوس ہو رہا تھا اس لڑکی کو چند ثانیے دیکھنے کے بعد یوناف اس سے کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ اس لڑکی نے بولنے میں پہل کرتے ہوئے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

اے مصر کے بے مثل نوجوان میں جانتی ہوں کہ آپ کا نام یوناف ہے اور یہ کہ زودسر کے احرام کے اندر آپ نے ہی اس خون خوار ممی کو زیر کیا ہے اور ملکہ دلوکہ کے ذاتی کمرے میں ہونے والی گفتگو بھی میں سن چکی ہوں کہ اس نے دریائے نیل کے کنارے شوطار نام کا محل ہمیشہ کے لیے آپ کے نام رکھنے کا عہد کیا ہے اور اس عہد کو مصر کی سرکاری تختیوں پر بھی لکھ دیا جائے گا اے یوناف یہ باتیں مجھے اس لیے معلوم ہوئی کہ مصر میں ملکہ دلوکہ کی ایک عزیزہ ہوں اور اس کے ذاتی کمرے سے باہر کھڑے ہو کر میں آپ اور اس کے درمیان ہونے والی ساری گفتگو سن چکی ہوں۔ اے یوناف میرا نام رفسہ ہے اور میں آپ سے یہ گذارش کرتی ہوں اس موقع پر اگر میں ملکہ دلوکہ کی عزیزہ ہونے کے نام سے ایک خواہش کا اظہار کروں تو کیا آپ اسے پورا کریں گے۔

یوناف نے اس رفسہ کو حوصلہ اور ڈھارس دلاتے ہوئے کہا اے خاتون تم بلا جھجک کہو کیا کہنا چاہتی ہو جو تمہاری خواہش ہے اگر وہ میرے بس میں ہوئی تو اسے میں ضرور پورا کروں گا اس پر رفسہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا! اے مصر کے شیر دل جوان میرا دل اب بھی نہیں مانتا کہ زودسر کے احرام سے نکلنے والی خون خوار ممی جو گذشتہ دنوں میں دیوتا کی خانقاہ اور دریائے نیل کے کنارے مچھیروں میں تباہی و بربادی پھیلا چکی ہے وہ زیر کر لی گئی ہے اور یہ کہ اب آئندہ کے دنوں میں مصر کے لوگوں کو اس کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے! اے یوناف میں چاہتی ہوں کہ آپ ابھی مجھے اپنے ساتھ زودسر کے احرام میں لے کر چلیں تاکہ اس ممی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر میں خود بھی یقین کر لوں اور اوروں کو بھی اس کا یقین دلا سکوں کہ واقعی ہی وہ زودسر کے احرام کی ممی اب بے خطر اور ناکارہ ہو چکی ہے۔

یوناف اس موقع پر کچھ کہنا چاہتا تھا کہ رفسہ پھر بڑی جلدی میں دوبارہ بول پڑی اور کہا اے یوناف شاید اس موقع پر اب مجھ سے یہ کہیں گے کہ میں تم اکیلی لڑکی کو کیسے اور کیوں کر زودسر کے احرام تک لے چلوں لیکن میں آپ کو یقین دلاتی ہوں۔ کہ آپ کے ساتھ زودسر کے احرام تک جانے کے لیے میں اپنے گھر والوں سے باقاعدہ اجازت لے کر آئی ہوں اور اس کے علاوہ میں آپ پر اس قدر بھروسہ اور اعتماد کرتی ہوں کہ آپ کے ساتھ تنہائی میں میں دنیا کے آخری کونے تک بھی محفوظ اور مامون طریقہ سے سفر کر سکتی ہوں پس اے یوناف مجھے امید ہے کہ آپ میری اس خواہش کا احترام کریں گے اور میری اس مانگ پر انکار نہ کریں گے یوناف بچارہ اس موقع پر کچھ بھی نہ کہہ سکا اس لیے کہ رفسہ نے اپنی گفتگو سے انکار کرنے کے سارے ہی راستے بند کر دیئے تھے لہٰذا یوناف نے مجبور ہو کر کہا! اے خاتون اگر ایسا

ہے تو آؤ میرے ساتھ میں ابھی اور اسی وقت تمہیں زدسر کے احرام میں لئے چلتا ہوں۔

اے رفسہ! وہاں اپنی آنکھوں سے اس ممی کو دیکھ کر تم یقین کر لو گی کہ اب وہ بے ضرر ہو چکی ہے اور میں تم سے یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں واپس بھی اس محل تک چھوڑ کر جاؤں گا رفسہ نے فوراً اپنے آپ کو اس ریشمی لبادہ میں ڈھانپتے ہوئے کہا میں آپ کی شکر گزار ہوں تو پھر چلیں اور اس کے ساتھ ہی یوناف رفسہ کے ساتھ شاہی محل سے نکلنے لگا تھا۔

رفسہ کے ساتھ یوناف سقارہ کے میدانوں کو عبور کرنے کے بعد زدسر کے احرام میں داخل ہوا اور اس ممی کے پاس آ کھڑا ہوا جسے عزازیل نے خون خوار بنا کر رکھا دیا تھا اور پھر اس ممی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوناف نے رفسہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے رفسہ یہ ہے وہ ممی جو گذشتہ دنوں میں مصر کے اندر خون خواری اور بربادی کرتی رہی ہے لیکن اب یہ ان احرام کے اندر پڑی ہوئی دوسری ممیوں کی طرح بے خطر اور بے حرکت ہے حسین رفسہ نے زدسر کے احرام میں داخل ہونے کے بعد چہرے سے اپنا ریشمی لبادہ ہٹا دیا تھا اور اس ممی کے سامنے کھڑے ہو کر چند لمحوں تک وہ غور سے اس ممی کی طرف دیکھتی رہی پھر اس نے اپنی گھنٹیوں جیسی پرکشش آواز میں کہا! اے یوناف میں سمجھتی ہوں تمہارا کہنا درست ہی ہے اس لیے کہ یہ ممی اب مجھے بے حس اور بے حرکت سی لگتی ہے اور اگر ایسا ہے تو پھر یہ واقعی ہی بے ضرر اور بے خطر ہو چکی ہے۔

اس بار یوناف نے غور سے رفسہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے رفسہ اب جب کہ تم یقین کر چکی ہو کہ یہ ماضی کی خون خوار ممی اب اپنے حال میں بے ضرر ہے تو آؤ پھر واپس چلیں تاکہ میں تمہیں شاہی محل تک چھوڑتا چلوں اس پر رفسہ یوناف کے قریب ہوئی اور انتہائی پرکشش انداز میں کہا شاید پھر کبھی زدسر کے ان احرام میں آنا نصیب نہ ہو اس لیے میں چاہتی ہوں آپ کی معیت میں میں احرام کے سارے اندرونی حصوں کو دیکھ سکوں اور یہاں رکھی ہوئی ساری ممیوں کا جائزہ لے سکوں تاکہ مجھے مصر کے قدیم بادشاہ زدسر کی عظمت اور اس کی سربلندی کا احساس ہو سکے اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا ضرور تم ان احرام کا اندرونی جائزہ لے لو لیکن جلدی کرو تاکہ پھر ہم واپس جا سکیں اس طرح رفسہ زدسر کے ان احرام

کا اور اس کے اندر رکھی ہوئیں ممیوں اور دوسری اشیاء کا جائزہ لینے لگی تھی احرام کے اندر کافی آگے جانے کے بعد ایک تاریک اور اندھیرے گوشے میں رفسہ کی طرف دیکھتے ہوئے یوناف چونک پڑا اور غضب ناک حالت میں اسے دیکھتے ہوئے پوچھا کون ہو تم ؟

رفسہ کی جگہ اب یوناف کے سامنے زوسر کے احرام کے تاریک گوشوں میں اجاڑ ویرانوں میں سنسان جنگل، بگولوں کے خروش اور صرصر کے جوش جیسا ایک انتہائی ہیبتناک قدر آور کوہ پیکر اور توانا دکڑیل جوان کھڑا تھا اس جوان نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یوناف میں اپنے مقدر پر خوش ہوں کہ میری امیدیں بھر آئیں سن رکھو میرا نام رفسہ نہیں میرا نام قبقب ہے اور میں عزازیل کے سب سے زیادہ طاقت ور اور بدترین ساتھیوں میں سرفہرست ہوں اسے یوناف میں اور میری ساتھی ایک لڑکی کہ جس کا نام خوفہ ہے وہ چہرہ رنگ اور اعضاء جوارح کے علاوہ جسماتی ساخت بدلنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تم نے عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو اذیت دے کر اس ممی کو ناکارہ ضرور کر دیا ہے لیکن اسے یوناف قبقب کی قہرمانیت سے بچنا آسان نہیں ہے دیکھ میں ایک فرضی لڑکی رفسہ کے روپ میں مصر کے شاہی محل میں تجھے ملا اور یہاں تمہیں زوسر کے احرام میں لانے میں کامیاب ہو چکا ہوں - اب ان ہی احرام کے اندر میں عزازیل کے حکم کے مطابق تمہیں مار مار کر تمہاری ہڈیاں توڑ دوں گا اور تمہیں زندگی بھر کے لیے ناکارہ اور نامراد بنا کر رکھ دوں گا۔

قبقب کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف نے انتہائی غضب ناک انداز میں کہا اے ابلیس کے گماشتے تیرے اور عزازیل جیسے ان گنت باؤلے کتے ماضی میں مجھ پر بھونکتے رہے ہیں لیکن میں نے اپنے رب کی مدد اور اعانت سے ان سب کو مار بھگایا ہے پس مجھے یقین ہے کہ میں زوسر کے ان احرام کے اندر تیرے جیسے سرکش کی سرکشی تیرے جیسے ظالم کے ظلم اور تیرے جیسے طاقت ور کی قوت کو اپنے سامنے زیر کر کے رکھ دوں گا اس گفتگو کے جواب میں قبقب نے ایک نعرۂ دہشت بلند کیا پھر وہ بے کلی لہروں رات کے اجاں غیب، انگاروں کی بھٹی اور شعلوں کے ساگر کی طرح آگے بڑھا اور برق کی لپکتی خونی زبان کی سی تیزی کے ساتھ وہ حرکت میں آیا اور یوناف کے جبڑے کے نیچے اس نے ایسا گھونسہ رسید کیا تھا کہ یوناف بل کھاتا اور فضا میں اوچھلتا ہوا انتہائی بے بسی کے عالم میں احرام کی ایک سنگی دیوار کے ساتھ جا ٹکرایا تھا۔

قبقب آگے بڑھ کر یوناف کے قریب آن کھڑا ہوا اور اپنی آنکھوں سے انگارے برساتے ہوئے کہا! اے یوناف میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میں اپنی ذات میں ایک منفرد شیطان ہوں سن رکھو میری رگوں میں بجلیاں میرے خون میں طوفانوں کا جوش اور میری آواز میں گرج مہیب جیسی صدائیں ہوتی ہیں پھر بھلا تو کیسے اور کیوں کر میرے سامنے ٹھہر سکے گا - لپکتے شعلوں کی طرح قبقب نے پھر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا یوناف کو گریبان سے پکڑتے ہوئے ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے اوپر اٹھایا اور اس کی پیشانی پر اس نے دو ایسی ضربیں لگائیں تھیں کہ یوناف کی پیشانی سے خون بہہ نکلا تھا اور وہ اپنے سر کو لہراتا ہوا ذرا پیچھے ہٹ گیا تھا اسی موقعہ پر ابیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیتے ہوئے پوچھا! اے میرے حبیب! یہ عزازیل کے سب سے زیادہ خوف ناک اور طاقت ور ساتھیوں میں سے ہے اگر تم کہو تو میں اس کے خلاف حرکت میں آؤں اور دونوں اس پر قابو پانے کی سعی کریں - اسے یوناف اس نے گھونسے مار کر جو تمہاری پیشانی سے خون نکالا ہے تو قسم خداوند واحد کی یہ منظر میرے لیے ناقابل برداشت ہے - اس لیے کہ میں تمہارے ساتھ اپنی رفاقت کے دوران پہلی بار تمہیں یوں بے بس اور خونی حالت میں دیکھ رہی ہوں۔

ابیکا کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف نے اپنی پیشانی سے بہنے والے خون کو صاف کرتے ہوئے کہا - اے ابیکا یوں لگتا ہے جیسے مجھے زندگی میں پہلی بار اپنے جیسے کسی طاقت ور اور سرکش انسان سے پالا پڑا ہے اے ابیکا تو دیکھتی رہ یہ جو ابلیس کا گماشتہ پھر پھر کراٹھتے بگولوں کی طرح مجھ پر حملہ آور ہو رہا ہے مجھے امید ہے کہ میں اسے روح کی وحشت اور قبرستان کی ویرانیوں کا شکار بنا کر رکھ دوں گا اے ابیکا سن رکھو! یوناف اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکا اس لیے کہ قبقب نے پھر آگے بڑھتے ہوئے اس زور سے اپنے پاؤں کی ضرب یوناف کے پیٹ میں لگائی تھی کہ یوناف ہوا میں اوچھلتا ہوا پھر زمین پر گر گیا تھا لیکن اس بار وہ جلد ہی اٹھ کھڑا ہوا اپنی پیشانی سے بہنے والی خونی دھار کو اس نے اپنے لباس سے صاف کیا پیچ و تاب کھاتی ہوئی آواز میں اس نے کہا! اے ابلیس کے گماشتے تم نے مجھ پر حملہ آور ہونے میں پہل کر کے وقتی طور پر اپنے لیے کچھ فوائد ضرور حاصل کئے پس جب جو تو مجھے اپنے سامنے زیر اور خستہ سا دیکھ رہا تھا لیکن یاد رکھ میں یوں آسانی کے ساتھ تیرے سامنے جھکنے والا اور تیری گرفت میں آنے والا نہیں اس کے ساتھ ہی یوناف گندھک اور بارود کے اچانک پھٹنے کے انداز میں حرکت میں آیا اپنے دائیں ہاتھ کی۔

ایسی زوردار اور بھرپور ضرب اس نے قبقب کے پیٹ میں لگائی تھی کہ وہ ایک طرح سے سکتا ہوا پشت کی جانب جا گرا تھا۔

جست لگا کر یوناف آگے بڑھا اور جس طرح قبقب نے اسے گریبان سے پکڑ کر اوپر اٹھایا تھا ایسے ہی یوناف نے بھی اسے اس کے گریبان سے اوپر اٹھاتے ہوئے اس کی گردن اس کی پیشانی اور اس کے کندھوں پر ایسی ضربیں لگائیں تھیں۔

کہ قبقب بلبلا اٹھا تھا اور یوناف کی طرح اس کی پیشانی سے خون بہنے لگا تھا قبقب تھوڑا خمیدہ سا اٹھتا ہوا ذرا پیچھے ہٹ گیا تھا پھر یوناف نے دوبارہ آگے بڑھتے ہوئے قبقب پر ضرب لگانا چاہی تو قبقب سیدھا کھڑا ہو گیا اور یوناف کی گردن پر ایک زوردار گھونسہ اس نے دے مارا اس پر بھی یوناف جم کر اپنی جگہ پہ کھڑا رہا تھا اور ویسا ہی گھونسہ اس نے قبقب کی گردن پر دے مارا تھا اور یوں وہ بڑی تیزی سے ایک دوسرے کو پیٹنے اور ضربیں لگانے لگے تھے کافی دیر تک وہ دونوں زودسر کے احرام کے اندر لڑتے رہے اور دونوں نے ایک دوسرے کو مار مار کر شکستہ اور دم بخود سا کر کے رکھ دیا تھا۔

تھکاوٹ محسوس کرتے ہوئے اور جھومتے ہوئے قبقب نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ کیا تو محسوس نہیں کرتا کہ زودسر کے احرام کے اندر میں نے تجھے کیا خوب سبق دیا ہے اب میں جاتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ اب وقتاً فوقتاً میری اور تمہاری ملاقات ہوتی ہی رہے گی اور مجھے امید ہے کہ ایک روز ایسا وقت ضرور آئے گا جب میں تجھے اپنے سامنے واقع اور مکمل طور پر زیر اور بے بس کر کے رکھ دوں گا اس پر یوناف نے طنزیہ انداز میں کہا اے قبقب میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ آج تک میرا سامنا تم جیسے طاقت ور ترین انسان سے نہیں پڑا لیکن کیا تم تسلیم نہیں کرتے کہ میں نے تمہیں مار مار کر دم بخود اور درماندہ کر کے رکھ دیا ہے اور یہ بھی اب تم میرے ساتھ مقابلہ کرنے کی حالت میں نہیں رہے اور درماندگی محسوس کرنے لگے ہو۔ اے قبقب گو میری اپنی بھی یہی حالت ہے میں بھی درماندگی محسوس کرتا ہوں لیکن تم زودسر کے ان احرام کے اندر مجھے اپنے سامنے زیر کرنے اور میری ہڈیاں توڑ کر مجھے بے کار اور مفلوج بنا دینے کا ارادہ لے آئے تھے تو اے قبقب کیا تم تسلیم نہیں کرتے تمہارے ارادوں کا ناکام اور تمہارے گمانوں کو وہم بنا کر رکھ دیا ہے اور سن رکھو آئندہ بھی اگر جب کبھی میرا اور تمہارا سامنا ہوا تو مجھے

امید ہے میں تم پر اس سے بھی بہتر اور کڑی ضربیں لگاؤں گا اور تم پر ثابت کر دوں گا کہ مجھ پر قابو پانا اگر ممکن نہیں تو مشکل ترین ضرور ہے اور قبقب سن رکھ یوناف کی ضرب برداشت کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔

قبقب نے یوناف کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اور زودسر کے احرام سے نکلتا ہوا وہ غائب ہو گیا تھا۔ اس موقعہ پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور بولی اے یوناف زندگی میں پہلی بار اس انداز میں کسی کے ساتھ تمہارا یہ مقابلہ دیکھا ہے قسم خداوند کی اس مقابلہ کے دوران میں یوں محسوس کر رہی تھی جیسے کسی ویران اور تاریک غار کے اندر دو درندوں کو ایک دوسرے پر چھوڑ دیا گیا ہو اور ساتھ مجھے اس بات کا دکھ بھی ہے اور وہ یہ اے میرے حبیب! اس قبقب کی صورت میں ہمارے دشمنوں میں سے ایک اور کا اضافہ ہو گیا ہے اس کی گفتگو سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ آئندہ بھی اس طرح تمہارے ساتھ ٹکراتا رہے گا پس مجھے اس کا افسوس اور فکر مندی ہے اس پر یوناف نے کہا اے ابلیکا تم غمگین اور مغموم نہ ہو یہ جب بھی میرے سامنے آیا جس صورت جس حالت میں بھی آیا میں اس کی حالت اگر اس سے بدتر نہیں تو ایسی ضرور کر دیا کروں گا۔ اے ابلیکا اس موقعہ پر اگر میں چاہتا تو میں اپنی لاہوتی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اسے لخت لخت کر کے رکھ دیتا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا میں نے طبعی قوت میں ہی اس سے مقابلہ کیا ہے اور آئندہ بھی اس کے ساتھ ایسا ہی کرتا رہوں گا تاکہ اس پر یہ بات عیاں ہو جائے۔

کہ اگر وہ بھی اپنی طبعی قوت میں میرے سامنے آئے تو اتنی سکت نہیں رکھتا کہ مجھ پر قابو پا سکے۔ یوناف کی اس بات کے جواب میں ابلیکا خاموش رہی اور پھر یوناف زودسر کے احرام سے نکل کر دریائے نیل کے کنارے شوطار کے محل کا رخ کر رہا تھا۔

یروشلم کے بادشاہ ادونی صدق کو جب یہ خبر پہنچی کہ بنی اسرائیل نے یریحو کے بعد عی شہر کو بھی اپنے سامنے زیر کر لیا ہے اور یہ کہ اس کے بعد جیبون کی سلطنت نے بھی بنی اسرائیل کے ساتھ صلح کر لی ہے وہ بڑا فکر مند ہوا اس لیے کہ جیبون کی سلطنت اس علاقے میں سب سے زیادہ پُر قوت سمجھی جاتی تھی اور جیبون کے لشکریوں کو سب سے بڑھ کر جنگجو سورما اور جنگ کا تجربہ کار سمجھا جاتا تھا اور یروشلم کے بادشاہ ادونی صدق کو امید تھی کہ جب

تک جیبون کی سلطنت اس کے سامنے موجود ہے اس وقت تک بنی اسرائیل یروشلم تک نہیں پہنچ سکتے لیکن جب اس نے سنا کہ جیبون والوں نے بنی اسرائیل کے ساتھ صلح کر لی ہے اور وہ بنی اسرائیل کے اندر رہنے اور بسنے لگے ہیں تب یروشلم کے بادشاہ ادونی صدق کو بڑی مایوسی اور پریشانی ہوئی اس لیے کہ اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ جیبون کے بعد بنی اسرائیل اب اس کا رخ کریں گے اور تباہی و بربادی کی حالت جو انہوں نے یریحو اور عی شہر میں پھیلائی ہے اسی قسم کی قوت اور بربادی کا مظاہرہ وہ یروشلم شہر میں بھی کریں گے۔

ان حالات و حادثات کے پیشِ نظر یروشلم کے بادشاہ ادونی صدق نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اپنے اطراف کے دیگر بادشاہوں کے ساتھ مل کر ایک بہت بڑا لشکر تیار کرے گا اور اس لشکر کے ساتھ وہ پہلے جیبون کی سلطنت کو تباہ و برباد کرے گا تاکہ انہیں بنی اسرائیل کے ساتھ صلح کرنے کی سزا دی جا سکے اور اس کے بعد ادونی صدق کا ارادہ تھا کہ اسی متحد لشکر کو لے کر بنی اسرائیل پر چڑھائی کی جائے اور نہ صرف بنی اسرائیل کی اس پیش قدمی اور یلغار کو روک دیا جائے بلکہ انہیں فلسطین کی سرزمین سے نکال باہر کیا جائے اس مقصد کے لیے اس نے اپنے ہمسایہ ممالک سے رابطہ قائم کیا اور اپنے قاصد اس نے حبرون کے بادشاہ ہوہام، یرموت کے بادشاہ پیرام، لکیس کے بادشاہ یافیع اور عجلون کے بادشاہ دبیر کی طرف روانہ کئے۔

اپنے ان قاصدوں کے ہاتھ ادونی صدق نے ان چاروں بادشاہوں کو یہ کہلا بھیجا کہ بنی اسرائیل اپنے سردار یوشع بن نون کی سرکردگی میں خون کے ہولناک سیلاب کی طرح آگے بڑھتے چلے آ رہے ہیں اور یہ انہوں نے نہ صرف یریحو اور عی شہر تک ساری سرزمین پر قبضہ کر لیا ہے بلکہ جیبون کی سلطنت نے بھی ان کے آگے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور یوں وہ وقت دور نہیں جب بنی اسرائیل کے ہاتھوں ہم سب کی تباہی و بربادی کا وقت آن پہنچے گا لہٰذا میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ اگر اپنی اپنی بادشاہت کو تم لوگ قائم اور دائم رکھنا چاہتے ہو تو اپنا اپنا لشکر لے کر میرے شہر یروشلم پہنچ جاؤ اور یہاں سے ہم ایک متحدہ لشکر کی صورت میں پہلے جیبون پر حملہ کر کے انہیں بنی اسرائیل سے صلح کرنے کی سزا دیں گے اس کے بعد ہم بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوں گے اور انہیں اپنی ان سرزمینوں

Uploaded By Muhammad Nadeem

سے نکال باہر کریں گے۔

پس جب ادونی صدق کا یہ پیغام حبرون کے بادشاہ ہوہام، یرموت کے بادشاہ پیرام، لکیس کے بادشاہ یافیع اور عجلون کے بادشاہ دبیر کو پہنچا تو انہوں نے ادونی صدق کے خیالات اور خدشات سے اتفاق کیا اور جو وقت ادونی صدق نے مقرر کیا تھا اسی مقررہ دن اور وقت پر یہ چاروں بادشاہ اپنے اپنے لشکر کے ساتھ یروشلم شہر پہنچ گئے۔

پس ادونی صدق نے بھی اپنے لشکر کو تیار کیا اس طرح یہ پانچوں بادشاہ ایک زبردست متحدہ لشکر کے ساتھ جب جبعون کی سلطنت کی طرف بڑھے تھے اور سب نے باہم طور پر اور اتفاق رائے سے فیصلہ کرتے ہوئے اس متحدہ لشکر کا سالار اعظیم ادونی صدق کو بنایا تھا دوسری طرف جب جبعون کے بادشاہ کو خبر ہوئی کہ یروشلم کا بادشاہ ادونی صدق اپنے چار ہمسایہ بادشاہوں کو ساتھ ملانے کے اور ایک مضبوط اور جرار لشکر تیار کرنے کے بعد اس کی طرف بڑھ رہا ہے اس نے اپنے دونوں مشیروں یعنی راعیل اور عبدون کو یوشع بن نون کی طرف روانہ کیا اور ان پانچوں بادشاہوں کے مقابلے میں ان سے مدد طلب کی۔

پس ایک روز رات کے وقت راعیل اور عبدون دونوں یوشع بن نون کی خدمت میں حاضر ہوئے انہیں ادونی صدق کے ساتھ چار بادشاہوں کے اتحاد کی اطلاع کی اور انہیں یہ بھی بتایا کہ یہ پانچوں بادشاہ ایک متحدہ لشکر کے ساتھ جبعون کی سلطنت کی طرف بڑھ رہے ہیں تاکہ جبعون کو تباہ و برباد کرنے کے بعد بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوا جائے اور یہ کہ انہوں نے یوشع بن نون سے درخواست کی کہ اس موقعہ پر ان کی مدد کی جائے پس جبعون والوں کی اس پکار پر یوشع بن نون نے لبیک کہا اور اسی رات اپنے لشکر کے ساتھ انہوں نے جبعون کی طرف کوچ کیا اور جس روز ادونی صدق اور اس کے چار ساتھی بادشاہوں نے اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ جبعون شہر سے ذرا فاصلہ پر آکر پڑاؤ کیا اسی روز یوشع بن نون نے انتہائی خوفناکی کے انداز میں اس متحدہ لشکر پہ حملہ کر دیا تھا اور یوشع بن نون کا یہ حملہ ایسا اچانک اور تند و تیز تھا کہ ادونی صدق اپنے ساتھی بادشاہوں کے ساتھ پورا زور لگانے کے باوجود بھی اس ہولناک حملے کو روک نہ سکا اور اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ ادونی صدق کا خیال تھا کہ وہ میدانِ جنگ سے یوں بھاگنے کے بعد نہ صرف اپنے لشکر بلکہ خود اپنی ذات اور اپنے ساتھیوں کو بھی تباہی اور بربادی سے بچالے گا۔

لہٰذا اس نے فرار ہونے کا انتہائی دشوار گزار راستہ اختیار کیا یعنی وہ جبعون سے بھاگتا ہوا عزلقاہ اور مقیدہ کے راستے واپس لوٹا تھا اور یہ راستہ کوہستانی اور انتہائی دشوار تھا۔ لیکن اس راستہ کی دشوار گزاری کی پرواہ نہ کرتے ہوئے یوشع بن نون نے اس کا تعاقب کیا اور عزلقاہ اور مقیدہ تک وہ متحدہ لشکر کا قتل عام کرتے ہوئے چلے گئے تھے یہاں تک کہ بیت حورون کی چڑھائی کے پاس انہوں نے اس لشکر کو گھیر لیا اور ان کا قتل عام شروع کر دیا یوں اس متحدہ لشکر کو تباہ و برباد کرنے کے بعد یوشع بن نون نے ان ہی وادیوں کے اندر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا۔

یوشع بن نون اپنے لشکر کے ساتھ ابھی تک ان ہی میدانوں میں پڑاؤ کئے ہوئے تھے کہ ان کا ایک لشکری یہ خبر لے کر آیا کہ متحدہ لشکر کے پانچوں بادشاہ مقیدہ کے کوہستانی سلسلہ کی ایک غار میں جا کر چھپ گئے ہیں اس پر یوشع بن نون نے اپنے آدمی مقیدہ نام کی اس غار کی طرف روانہ کئے اور پانچوں بادشاہوں کو زندہ گرفتار کر لیا گیا اور جب یہ پانچوں بادشاہ یوشع بن نون کے سامنے پیش کئے گئے تو یوشع بن نون نے ان پانچوں کی گردنیں مارنے کا حکم دے دیا تھا پس ان پانچوں بادشاہوں کی گردنیں کاٹنے کے بعد شام تک انہیں باندھ کر درختوں کے ساتھ لٹکا دیا گیا تھا اور پھر یوشع بن نون ہی کے حکم پر ان پانچوں کی لاشوں کو اسی مقیدہ نام کی غار میں ڈالنے کے بعد غار کا منہ بڑے بڑے پتھروں سے بند کر دیا گیا تھا ان پانچوں بادشاہوں کے خاتمہ کے بعد یوشع بن نون پھر اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے اور بڑی جرأت اور بے جگری کے ساتھ پیش قدمی کرتے ہوئے وہ معمولی جنگوں کے بعد ان پانچوں بادشاہوں کے مرکزی شہروں پر بھی قابض ہو گئے تھے۔

اس طرح یوشع بن نون نے اپنی عسکری قوت کو استعمال کرتے ہوئے ارض کنعان کے وسطی حصوں پر قبضہ کر لیا تھا جب کہ شمال اور جنوب کے حصوں پہ ابھی قبضہ کرنا باقی تھا اور ان حصوں پر بھی بڑے بڑے طاقتور بادشاہ حکومت کر رہے تھے۔

ندوسرے احرام میں یوناف کے ساتھ مقابلہ کرنے کے بعد عزازیل کا ساتھی قبقب دریائے نیل کے ان شرقی ویرانوں میں نمودار ہوا تھا جہاں سے عزازیل نے اسے یوناف کی طرف روانہ کیا تھا عزازیل ابھی تک قبقب کی ساتھی لڑکی رفسہ کے علاوہ اپنے ساتھیوں اور پھر عارب بیوسا اور بینطہ کے ساتھ وہیں کھڑا ہوا تھا قبقب جب اس کے پاس نمودار ہوا تو اس کی ساتھی لڑکی اس کی پیشانی سے بہتے ہوئے خون کو دیکھ کر پریشان ہو گئی تھی اس موقعہ پر کچھ پوچھنا ہی چاہتی تھی کہ عزازیل نے فکر مندی سے قبقب کی طرف دیکھا پھر پوچھا۔

اے قبقب ندوسرے ان احرام کے اندر تیرا مقابلہ یوناف کے ساتھ کیسا رہا قبقب کچھ پریشان ہو گیا اور عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا اے آقا قسم آپ کی ذات کی وہ اتنے درجے کا طاقت ور اور پُر قوت انسان ہے ندوسرے کے اُن احرام کے اندر میں نے اپنی طرف سے انتہائی کوشش کی کہ اسے اپنے سامنے زیر کر دوں گا اسے خوب مار ڈالوں اور اس کی ہڈیاں توڑ کر رکھ دوں گا پر اے آقا میں ایسا کرنے میں بری طرح ناکام ہوا ہوں میں حقیقت اور سچائی کو چھپانا نہیں اور واضح طور پر کہتا ہوں کہ میں یوناف کو اپنے سامنے زیر کرنے میں ناکام رہا ہوں یا اس بات کو آپ یوں سمجھ لیں کہ ندوسرے کے ان احرام کے اندر نہ میں یوناف کو اور نہ ہی یوناف مجھے زیر کر سکا اے آقا وہ بے پناہ قوتوں کا مالک ایسا جوان ہے جس کی ضرب یقیناً اسے ہلا کر رکھ دیتی ہے جس پر پڑتی ہے۔

قبقب کے اس جواب پر عارب نے بولتے ہوئے کہا اگر تم یوناف کو زیر کرنے میں ناکام رہے ہو تو یقیناً وہ تمہارے خلاف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا ہو گا اور وہ اگر ایسا نہ کرتا تو میرا خیال ہے کہ تم ملحوں کے اندر اس پر غالب آنے میں کامیاب ہو جاتے قبقب نے فوراً عارب کے ان خیالات کی نفی کرتے ہوئے کہا! نہیں ایسا ہر گز نہیں ہوا۔ یوناف نے میرے خلاف اپنی سری قوتوں کو استعمال نہیں کیا اگر وہ ایسا کرتا تو جواب میں میں بھی اپنی ویسی ہی قوتوں کو استعمال کرتا میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم دونوں نے اپنی طبعی طاقت میں ایک دوسرے سے مقابلہ کیا اور اے میرے ساتھیو اور عزیزو سن رکھو کہ یوناف پر قابو پانا اتنا آسان اور سہل نہیں ہے جتنا ہم نے خیال کر رکھا ہے یا بہر حال اب میری اور یوناف کی عداوت و دشمنی پکی ہو گئی ہے اور میں موقع بہ موقع اس پر وارد ہوتا رہوں گا اور اپنی طرف سے انتہائی کوشش کرتا رہوں گا کہ اسے اپنے سامنے کسی زد پر اپنی طبعی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اس پر غلبہ حاصل کر لوں اور مجھے امید ہے یہ کسی نہ کسی دن میں ایسا کرنے میں ضرور کامیاب ہو جاؤں گا قبقب کے خاموش ہونے پر اس کی ساتھی لڑکی رفسہ نے کہا اے میرے حبیب تم نے اس انداز میں یوناف کی تعریف کر کے میرے اندر ایک تحریک پیدا کر دی ہے پس میں اب یہ خواہش کرنے لگی ہوں کہ اس جوان کو دیکھوں جسے قبقب بھی اپنے سامنے زیر نہیں کر سکا۔

قبقب اور اس کی ساتھی لڑکی رفسہ چونکہ دونوں ہی یوناف کی تعریف میں رطب اللسان ہو گئے تھے لہٰذا عارب نے یہ نہ پسند کیا کہ سب کے سامنے اس انداز میں یوناف کی تعریف کی جائے۔

پس اس نے سب ساتھیوں کو اس گفتگو سے نکالنے کے لیے فوراً بات کا رخ بدلتے ہوئے عزازیل سے پوچھا! اے آقا جب آپ نے آدم کو سجدہ کرنے کو انکار کر دیا تو اس کے بعد کیا آپ کی زندگی میں کوئی ایسا لمحہ بھی آیا کہ آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا ہو اور آپ نے تائب ہونے کے نظریہ سے اپنے رب کی طرف رجوع کرنے کی کوشش کی ہو عارب کے اس خوفناک سوال پر عزازیل نے ایک بار اس کی طرف غور سے دیکھا پھر اس کی گردن جھک گئی اس کے بعد اس نے انتہائی دکھ اور تاسف سے ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔

ہاں میرے عزیزو ایک بار مجھے اپنے رب کے خلاف اس بغاوت اور سرکشی کا دکھ اور افسوس ضرور ہوا تھا اور میں نے تائب ہونے کی غرض سے اپنے رب کی طرف رجوع بھی کیا تھا اور وہ ایسا ہے میرے عزیزو کہ جن دنوں میں نے تائب ہونے کا ارادہ کیا ان دنوں اللہ کے پیغمبر موسیٰ زندہ تھے میں نے ارادہ کیا کہ اللہ کے اسی پیغمبر کے ذریعے اپنے رب کے حضور معافی کا طلب گار ہوں پس میں اس مقصد کے لیے موسیٰ کی طرف گیا

جس وقت میں موسیٰ کے پاس گیا اس وقت وہ اپنے چند عزیزوں اور سرداروں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور جب میں ان کے سامنے آیا تو میرے سر پہ کلہ دار ٹوپی تھی اور اس ٹوپی کے اندر طرح طرح کے رنگ تھے موسیٰ کے پاس جا کر میں نے وہ ٹوپی اتار کر اپنے سامنے رکھ لی اور موسیٰ سے سلام کیا موسیٰ نے میرے سلام کا جواب دیا اور پوچھا تم کون ہو! جواب میں میں نے کہا اے موسیٰ میں ابلیس ہوں اس پر موسیٰ غضب ناک ہوئے اور بولے اے ابلیس خدا تجھے زندہ نہ رکھے تو کیوں آیا ہے اس پر میں نے کہا میں جو آپ کو سلام کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں کیونکہ آپ کا مرتبہ اور آپ کی منزلت خداوند کے نزدیک بہت زیادہ ہے اس کے علاوہ مجھے آپ سے ایک ضروری کام بھی ہے۔

سب سے پہلے موسیٰ نے مجھ سے یہ پوچھا کہ وہ کیا چیز تھی جو تو نے اپنے سر پہ پہن رکھی تھی اور میرے پاس آ کر تو نے اپنے سر سے اتار کر اپنی گود میں رکھ لی ہے اور اس کے اندر میں نے دیکھا کہ طرح طرح کے رنگ تھے میں نے کہا اے موسیٰ ان ہی رنگوں سے میں اولادِ آدم کے دلوں کو لبھاتا ہوں اور ان کے گناہوں کو خوب چمکا کر اور خوب پرکشش بنا کر ان کے سامنے پیش کرتا ہوں موسیٰ نے پھر پوچھا بھلا یہ تو بتا کہ وہ کون سا کام ہے جس کے مرتکب ہونے سے تو انسان پر غالب آ جاتا ہے میں نے جواب دیا جب آدمی اپنی ذات کو بہتر سمجھتا ہے اور اپنے عمل کو بہت کچھ خیال کرنے لگتا ہے اور اپنے گناہوں کو بھول جاتا ہے تب میں بڑی آسانی سے اس پر حاوی ہو جاتا ہوں۔

موسیٰ جب خاموش ہوئے تب میں نے اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا اے موسیٰ آج میں آپ سے کچھ مانگنے آیا ہوں اور مانگنے سے قبل میں آپ کو تین عمدہ اور بہترین نصیحتیں بھی کرتا ہوں تاکہ آپ کا مجھ پر کوئی احسان نہ رہے کیونکہ اگر میں کچھ چیز آپ سے مانگ رہا ہوں تو مجھے یہ بھی احساس ہو گا اس چیز کے صلے میں میں نے بھی کچھ دیا ہے پس جو تین چیزیں اور عمدہ باتیں میں آپ کو دینا چاہتا ہوں وہ یہ کہ اول کسی غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھنا کیونکہ جب کوئی شخص غیر محرم کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے تو اس کے ساتھ میں بذات خود ہوتا ہوں۔

میرے ساتھی نہیں ہوتے یہاں تک کہ میں خلوت میں بیٹھنے والے کو اس عورت کے ساتھ فتنے میں ڈال کر رکھ دیتا ہوں۔

اور دوسری بات یہ کہ اپنے خداوند سے جو عہد کرو اسے پورا کیا کرو کیونکہ جب کوئی خداوند سے عہد کرتا ہے تو ایسے شخص کا ہمراہی میں خود ہو جاتا ہوں جہاں تک کہ میں اس شخص اور اس عہد کے درمیان حائل ہونے کی کوشش کرتا ہوں جو اس نے اپنے رب کے ساتھ باندھا ہوتا ہے اور اے موسیٰ تیسری نصیحت یہ کہ جو صدقہ نکالا کرو اسے جاری کر دیا کرو کیونکہ جب کوئی صدقہ نکالتا ہے اور اسے جاری نہیں کرتا تو میں اس صدقہ اور اس کے پورا کرنے والے کے بیچ میں حائل ہو جاتا ہوں اور یہ کام میں بذات خود کرتا ہوں اپنے ساتھ والوں سے نہیں لیتا۔

جب میں اپنی تینوں باتیں کہہ چکا تب موسیٰ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا اے عزازیل! اب تم وہ بات کہو جو تم مجھ سے کہنا چاہتے ہو اس پر میں نے موسیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے موسیٰ خداوند نے تجھے رسالت کے لیے برگزیدہ کیا ہے اور خداوند تم سے ہم کلام ہوتا ہے! اے موسیٰ میں بھی اسی خداوند کی مخلوق میں سے ہوں اور مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو چکا ہے اور اب میں توبہ کرنا چاہتا ہوں آپ چونکہ خداوند سے ہم کلام ہوتے ہیں لہٰذا آپ خداوند سے میری سفارش کریں کہ وہ میری توبہ قبول کریں۔

اے میرے عزیزو! موسیٰ نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ خداوند کے حضور ضرور میری سفارش کریں گے پس وہ خدا سے ہم کلام ہونے کے لیے وہاں سے اٹھ کر چلے گئے جب کہ میں وہیں بیٹھ کر ان کا انتظار کرنے لگا تھا تھوڑی دیر بعد جب موسیٰ لوٹ کر آئے تب میں نے پوچھا! اے موسیٰ کیا تو نے خداوند کے حضور میری سفارش کی اس پر موسیٰ نے کہا اے عزازیل میں نے اپنے رب کے حضور تیرے لیے التجا کی تھی اور تیرے لیے مجھے اپنے خداوند سے یہ حکم ملا ہے کہ عزازیل اگر تو آدم کی قبر کو ہی سجدہ کر دے تو تیری توبہ قبول ہو گئی۔ پس اے میرے عزیزو! میری بدبختی کہ غصّے اور تعصب نے مجھے آن دبوچا میں نے انکار کر دیا اور غصّے سے مغلوب ہو کر میں نے یہ کہہ دیا کہ جب میں نے آدم کو ان کی زندگی میں سجدہ نہ کیا تو اب ان کے مرنے کے بعد میں انہیں کیوں کر سجدہ کر دوں سو اے میرے عزیزو یہ ہے وہ واقعہ کہ میں نے اپنی غلطی پر تائب ہونے کا فیصلہ کیا پر میری بدبختی کہ غصّے اور تعصب کی وجہ سے میں اس موقع سے فائدہ نہ اٹھا سکا اور میں نے آدم کی قبر کو بھی سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور اب تم دیکھتے ہو کہ میں اپنی اسی پہلی حالت میں تمہارے اندر موجود ہوں۔

عزازیل جب خاموش ہوا تب خون خوار قبقب نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا!
اے میرے آقا چونکہ میں یوناف کے ساتھ اپنی دشمنی نبھانے کا عہد کر چکا ہوں اس لیے میں مناسب مواقع پر مختلف حیلے بہانوں کے ذریعے اس پر حملہ آور ہوتا رہوں گا اور یہ میری کوشش ہو گی کہ میں کسی دکھی طرح سے اپنے سامنے زیر کر لوں گا اے آقا اس سے یوں مار کھانے اور مقابلے میں برابر رہنے کے بعد میرے اندر اسے شکست دینے کی ایک آگ لگ گئی ہے جب تک میں اسے اپنے سامنے زیر نہ کروں گا مجھے سکون اور چین حاصل نہ ہو گا پس اے آقا اگر میں آپ کی اجازت کے بغیر اس پر حملہ آور ہوتا رہوں اس پر کوئی اعتراض نہ ہو گا عزازیل نے مسکراتے ہوئے کہا کہ تم جب چاہو تو اپنا ہدف بناتے رہو اور یقیناً تمہارا اس سے ٹکرانا میری خوشی اور میرے سکون کا باعث ہو گا۔
عزازیل کے اس جواب پر قبقب مسکرانے لگا تھا وہ جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی عارب نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔
اے آقا آپ محسوس نہیں کرتے کہ قبقب کا نام ادا کرتے وقت دشواری اور تنگی سی پیش آتی ہے کیا ایسا ممکن نہیں کہ محبت کے اظہار کے طور پر ہم آج کے بعد اسے قب مذکورہ مخاطب کرتے رہیں کیونکہ اس کا یہ موجودہ نام ادا کرتے وقت زبان پر بوجھ سا محسوس ہوتا ہے عارب کی اس گفتگو پر سارے کھل کر ہنس دیے تھے قبقب اور رفسہ بھی مسکرا رہے تھے اس پر عزازیل نے قبقب کی ساتھی لڑکی رفسہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے عارب یہ معاملہ میں رفسہ پر چھوڑتا ہوں وہی کوئی ایسا نام تجویز کرے جو آسانی سے ادا کیا جا سکے رفسہ نے فوراً کہہ دیا اے آقا اگر یہ بات مجھ پر ہی چھوڑتے ہیں تو میں یہ کہوں گی کہ قبقب کو آج کے بعد صرف قب کہہ کر مخاطب کیا جائے اس لیے کہ یہ نام ادائیگی میں آسان ہونے کے علاوہ زبان پر بھی فوراً چڑھ جاتا ہے پس عزازیل نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تو پھر سن رکھو میرے عزیزو آج کے بعد قبقب کو صرف قب کہہ کر پکارا جائے گا اور تم دیکھتے ہو کہ یہ نام ادا کرنے میں بڑا آسان ہے معاملہ طے ہونے کے بعد اس قب نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے آقا میں اب رفسہ کے ساتھ جاتا ہوں اور چند دن کا وقفہ ڈال کر پھر یوناف پر ضرب لگانے کی کوشش کروں گا عزازیل نے جب اجازت دے دی تو قب اور رفسہ غائب ہو گئے تھے جب کہ ان کے جانے سے تھوڑی ہی دیر بعد عزازیل نے

عارب بیوسہ اور بینظہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیز تم ممفس شہر میں ہی قیام رکھو اور اسی عمارت کے اندر ٹھہرے رہو جہاں تم ساحرہ تردورہ کے ساتھ قیام کیے ہوئے تھے میں عنقریب تمہاری طرف آؤں گا اور پھر کوئی اگلا لائحہ عمل تیار کریں گے اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گیا تھا جب کہ عارب بیوسہ اور بینظہ دریائے نیل کو پار کرنے کے بعد ممفس شہر کا رخ کر رہے تھے۔

یوشع بن نون کی ان لگاتار فتوحات کی خبریں جب شمالی زبولون کے بادشاہ یابین کو پہنچی تو وہ اپنے مرکزی شہر حصور میں بڑا فکرمند ہوا اسے خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ جس طرح بنی اسرائیل اس سے پہلے بہت سے شہروں اور حکومتوں کو سامنے زیر کر چکے ہیں ایسے اسے بھی تباہ و برباد کر کے رکھ دیں گے لہٰذا اس نے پیش بندی کے طور پر اپنے اطراف کی حکومتوں سے اتحاد کر کے بنی اسرائیل کی پیش قدمی کو روکنے کا فیصلہ کر لیا تھا اس مقصد کے لیے حصور کے بادشاہ یابین اکشاف کے بادشاہوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور یہ سب فلسطین کے شمالی اور لبنان کی سرزمین کے اندر حکومت کرتے تھے اور پھر یابین نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ بنی اسرائیل کا قلع قمع کے لیے اس اموریوں، حتیوں فرزیوں یبوسیوں اور کوہستان حرمون کے نیچے نشیب کی وادیوں میں رہنے والے فرزیوں کو بھی بنی اسرائیل کے خلاف جنگ کرنے کی دعوت دی اور ان سب کو متنبہ کیا اگر وہ اس جنگ میں حصہ نہیں لیں گے تو بنی اسرائیل ان سب کو اکا دکا کر کے تباہ و برباد کر کے رکھ دیں گے پس ان سب سارے بادشاہوں نے یابین کے اس مشورہ سے مکمل طور پر اتفاق کیا سب نے مل کر ایک متحد لشکر تیار کیا جس کے اندر ان گنت گھوڑے اور جنگی رتھیں بھی شامل تھیں پس یہ متحدہ لشکر بنی اسرائیل سے جنگ کرنے کے لیے جھیل میروم کے کنارے آ کر خیمہ زن ہو گیا تھا۔

یوشع بن نون کو جب شمال کے ان سارے حکمرانوں کے اتحاد کی خبر ہوئی اور انہیں یہ بھی اطلاع ملی کہ بنی اسرائیل کے خلاف جنگ کرنے کے لیے ایک بہت بڑا لشکر جھیل میروم کے کنارے خیمہ زن ہے انہوں نے توقف اور تذبذب سے کام نہ لیا بلکہ اپنے لشکر کے ساتھ طوفانی انداز میں وہ جھیل میروم کی طرف بڑھا اور اس متحد لشکر پر انہوں نے ایسا جان لیوا اور خوف ناک حملہ کیا۔

کہ اس جنگ میں بنی اسرائیل نے گھوڑوں کی کونچیں تک کاٹ دی اور رتھوں کو جلا کر رکھ دیا اس طرح یوشع بن نون کے مقابلے میں یابین اور اس کے سارے ساتھی حکمرانوں کو شکست ہوئی اور یوشع بن نون نے برق رفتاری سے آگے بڑھتے ہوئے ان کے سارے ملکوں اور سارے شہروں پر قبضہ کر لیا تھا اس طرح کوہ حلق اور سیرہ سے لے کر بعل جدہ بلکہ وادی لبنان میں کوہستان حرمون کی پر نشیب والی وادیوں تک بنی اسرائیل قابض ہو گئے تھے اور صرف جنوبی چند علاقوں کے علاوہ پورے فلسطین کو انہوں نے اپنے تسلط میں لے لیا تھا۔

شمال کی ان سرزمینوں کو فتح کرنے کے بعد یوشع بن نون اپنے لشکر کے ساتھ فلسطین کے جنوبی حصوں کی طرف متوجہ ہوئے اور سب سے پہلے وہ کوہستان کی طرف سے حملہ آور ہوتے ہوئے آگے بڑھے اور برق رفتاری کے ساتھ راستے میں آنے والی ہر قوت کو پے در پے شکست دیتے ہوئے انہوں نے حبرون دبیر اور عناب کے شہروں پر قبضہ کر لیا تھا اور پھر یہاں سے بھی وہ آگے بڑھتے ہوئے فلسطین کے انتہائی جنوب میں غزہ اور اشدود نام کے شہروں کو بھی فتح کر کے ان پر اپنا تسلط قائم کرنے میں بھی کامیاب ہو گئے تھے پس جیسا خداوند نے موسیٰ کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ ارض فلسطین بنی اسرائیل کو عطا کر دوں گا سو یوشع بن نون کے ہاتھوں خداوند کا یہ سارا عہد پورا ہوا اور یوشع بن نون نے سارے فلسطین کو فتح کرنے کے بعد اسے ایک میراث کی حیثیت سے بنی اسرائیل میں تقسیم کر دیا تھا اور یوں فلسطین کے اندر بنی اسرائیل کی جنگوں کا خاتمہ ہو گیا تھا۔

یوشع بن نون نے اپنی مستقل رہائش کے طور پر کوہستان جنس میں ایک مکان بنا لیا تھا اور اب وہ اسی مکان کے اندر رہنے لگے تھے ایک روز یوشع بن نون اپنے اسی مکان سے باہر دیوار کے ساتھ بچھائی ہوئی چٹائی پر دھوپ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ یوناف ان کے پاس آیا اسے دیکھتے ہی یوشع بن نون اٹھ کھڑے ہوئے بڑے پُرجوش انداز میں انہوں نے یوناف کو گلے لگایا پھر اسے اپنے پہلو میں بٹھاتے ہوئے بڑی بیتابی میں انہوں نے پوچھا اے میرے عزیز! تو اچانک میرے لشکر سے نکل کر کدھر چلا گیا تھا تو نے مجھے اپنی روانگی کی اطلاع بھی نہ دی اور رات کے وقت ہی کوچ کر گیا تھا دوسرے روز جب میں تیرے خیمہ میں گیا تو خیمہ خالی تھا اس پر میں بڑا متفکر ہوا اپنے ساتھیوں کو تمہاری تلاش میں ادھر ادھر دوڑایا لیکن تم کہیں بھی نہ ملے اس پر میں نے بنی اسرائیل کے سارے سرداروں کو تاکید کی کہ وہ یوناف کو تلاش کریں لیکن تم کہیں نہ ملے اے میرے عزیز تم کن سرزمینوں کی طرف چلے گئے تھے اور ایسی کون سی اہم ضرورت تھی جس کے تحت تم مجھے بتائے بغیر ہی کوچ کر گئے تھے۔

یوشع بن نون کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف مسکرایا پھر اس مدھم سی آواز میں کہا سیدی! میں واقعی ہی رات کے وقت آپ سے اجازت لیے بغیر کوچ کر گیا تھا میں اس

کے لیے نادم ہوں پر وہ لمحات ہی ایسے تھے کہ مجھے کوچ کرنا پڑا اور اس کے بعد یوناف نے مصر کی سرزمین کے اندر عزازیل کے ممی کو خون خوار بنا کر ممفس شہر کے اطراف میں تباہی پھیلاتے وہ خون خوار روحوں کو اپنے قبضہ میں کرنے کے واقعات تفصیل سے سنا ڈالے تھے اور یوشع بن نون کو اس نے یہ بھی بتا دیا کہ جس طرح عزازیل نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اسے اذیت اور کرب میں مبتلا کرنے کی کوشش کی تھی کس طرح اس نے حرم کعبہ میں پناہ لی اور کیسے وہاں سے نکلنے کے بعد دریائے نیل کے کنارے شوطار کے محل میں وہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو شکست دینے کے بعد ممی کی ساری قوتوں کو زائل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

اس کے بعد یوناف نے زودسر کے احرام کے اندر عزازیل کے ساتھی قب کے ساتھ ہولناک لڑائی کی ساری داستان بھی سنا ڈالی تھی۔

یوناف کے سارے حالات و واقعات سننے کے بعد تھوڑی دیر یوشع بن نون تو صیفی انداز میں اس کی طرف دیکھتے رہے پھر انہوں نے یوناف کے شانے پر پیار اور شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا! اے میرے عزیز تو واقعی ایک حیرت انگیز انسان ہے تو بدی کے گماشتوں کے خلاف نیکی اور خیر کے فروغ کا کام کرتا ہے تو میرا رب تجھے تمہارے ان اعلیٰ اعمال کی بدی کے خلاف کامیابی سے استعمال کرتے ہو ضرور جزا دے گا

یوشع بن نون چند ثانیوں تک خاموش رہے پھر دوبارہ یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہے تھے! اے یوناف تمہاری غیر موجودگی میں ساری ارض فلسطین پر میں نے قبضہ کر لیا ہے اور اس سرزمین کو بنی اسرائیل کے اندر ایک میراث کی طرح تقسیم کر دیا ہے تاکہ وہ خداوند کے عہد کے مطابق اس سرزمین میں پُرسکون اور خوش حال زندگی بسر کریں ہاں بنی اسرائیل کا سارا لشکر ابھی تک یہیں میرے پاس ہی مقیم رہتا ہے اور اب میں اس سے ایک بہت بڑا کام لینے والا ہوں اس پر یوناف نے چونک کر پوچھا اے سیدی آپ اس لشکر سے کون سا کام لینے کا ارادہ کر چکے ہیں۔

اس پر یوشع بن نون نے کہا اے میرے عزیز میں مشرق کے ایک شہر پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر چکا ہوں اس کے لیے میں اپنے لشکر کے کوچ کی تیاریاں بھی مکمل کر چکا ہوں یہ بنی اسرائیل کا ایک جرار لشکر ہوگا اور اس لشکر کا سالار میں نے ایک شخص حنون کو مقرر

کیا ہے اور یہ حتون موسیٰ کے سالے قینی کا بیٹا ہے یہ ایک انتہائی شجاع اور دلیر شخص ہے وہ گویا اب ڈھلتی عمر کو پہنچ چکا ہے پر اس کا جنگجویانہ رویہ ویسے کا ویسا ہی ہے اس حتون کی بیوی فوت ہو چکی ہے اور اس کی اولاد میں اس کی صرف ایک بیٹی ہی ہے جس کا نام سلوم ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ سلوم بنی اسرائیل کے اندر سب سے زیادہ حسین اور خوبصورت ہے پس حتون کی کمان داری میں کل ہی یہ لشکر اس شہر کی طرف روانہ ہو گا جس پر میں حملہ آور ہونے کا عزم کر چکا ہوں اور حتون کی بیٹی سلوم بھی اس لشکر میں اپنے باپ کے ساتھ شامل ہو گی اور مجھے امید ہے کہ بنی اسرائیل کا یہ لشکر بڑی آسانی سے اس شہر کو فتح کر لے گا اسے یوناف یہ پہلا موقع ہے کہ میں بنی اسرائیل کے لشکر میں شامل نہ ہوں گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں میری عمر ایک سو دس سال کے قریب ہو گئی ہے۔ اور میں اپنے آپ کو ایسا لاغر محسوس کرتا ہوں کہ اب میں مزید جنگوں میں حصہ نہیں لے سکتا لہٰذا اب میں نے اپنی جگہ موسیٰ کے رشتہ دار حتون کو بنی اسرائیل کے لشکر کا سالار مقرر کر دیا ہے۔ یوشع بن نون کے خاموش ہونے پر یوناف نے پوچھا اے سیدی آپ نے ابھی تک یہ تو بتایا ہی نہیں کہ آپ اپنے لشکر کو کس شہر پر حملہ آور ہونے کے لیے روانہ کر رہے ہیں اس پر یوشع بن نون نے غور سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے یوناف میرے عزیز میں ارض حجاز میں یثرب پر حملہ آور ہونے کا فیصلہ کر چکا ہوں اور اس یثرب شہر کو بنی اسرائیل کے لوگ کھجوروں کا شہر بھی پکارتے ہیں۔

اور اسے یوناف اس شہر پر عربوں کے ایک قبیلے بنی عمالیق کی ملکیت ہے اور ان ہی عمالیقوں میں سے ایک شخص کہ جس کا نام ارقم بن ارقم ہے وہ اس شہر کا بادشاہ ہے پس میری یہ خواہش ہے کہ اس شہر کو فتح کر کے اسرائیل کی سلطنت میں شامل کر لوں۔

اور میں نے اپنے لشکر کو یہ بھی حکم دے دیا ہے کہ جب اس شہر کو فتح کر لیا جائے تو اس کے سارے ہی رہنے والوں کو تہ تیغ کر دیا جائے اور اے یوناف میں نے یہ باتیں بنی اسرائیل کے سارے سرداروں کے سامنے کہی ہیں تاکہ اس دوران مجھے موت آن دبوچے تو یہ سردار اس لشکر کو ہدایت کر سکیں کہ وہ یثرب کی آبادی کا خاتمہ کر دیں۔

یوشع بن نون کے خاموش ہونے پر یوناف نے کہا اے سیدی کیا میں بھی اس لشکر کے ساتھ یثرب شہر کی طرف روانہ ہو سکوں گا تاکہ میں دیکھوں کہ بنی اسرائیل کا لشکر کیسے اس شہر کو فتح کرتا ہے اور میں بھی جائزہ لوں کہ اس شہر کو کھجوروں کا شہر جو کہا جاتا ہے اس میں کیسے اور کس قدر کھجوروں کے باغات ہیں یوناف کی اس خواہش پر یوشع بن نون نے کہا اے یوناف تمہارے آنے کے بعد اپنے دل ہی دل میں میں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ میری زندگی کے اس آخری دنوں میں تم میرے ساتھ رہو گے تاکہ مجھے میری لاچارگی اور لاغر پن کا احساس نہ ہو لیکن اے یوناف اب جب کہ تم لشکر کے ساتھ جانے کی خواہش کا اظہار کر چکے ہو تو سنو میں کہ سردار حتون کو تمہارے متعلق ہدایت جاری کر دوں گا لہٰذا کل تم اس لشکر کے ساتھ روانہ ہو جانا اور اس لشکر کے اندر تمہاری حیثیت ایک صاحب قدر اور بڑی کرام شخصیت کی سی ہو گی۔

یوشع بن نون کہتے کہتے خاموش ہو گئے کیونکہ ایک جوان ان کے پاس آ کھڑا ہوا اور انہیں مخاطب کر کے کہا اے سیدی دوپہر کا کھانا تیار ہے آپ مہمان کے ساتھ اندر جا کر کھانا کھا لیں اس پر یوشع بن نون اٹھ کھڑے ہوئے یوناف کا انہوں نے ہاتھ تھام لیا اور پھر اسے اپنے گھر کے اندرونی حصہ کی طرف لے گئے تھے۔

بنی اسرائیل کے لشکر نے جس کا سالار حتون تھا دوسرے روز یثرب شہر کی طرف پیش قدمی کرنے کے لیے ارض فلسطین سے کوچ کیا اور یوناف بھی بنی اسرائیل کے اس لشکر میں شامل ہو گیا تھا یثرب کے عمالیقی بادشاہ ارقم بن ارقم کو بھی اس کے پُر خلوص ساتھیوں کے ذریعے سے یہ اطلاع مل گئی تھی کہ بنی اسرائیل کا ایک جرار لشکر یثرب پر حملہ آور ہونے کے لیے برق رفتاری سے پیش قدمی کر رہا ہے پس ارقم بن ارقم نے پیش خبری کے طور پر شہر کے اطراف میں مختلف مقامات پر اپنے مسلح دستے مقرر کر دیئے تھے۔

ایک دستہ ارقم بن ارقم نے مدینہ کے شمال میں کوہستان سلع مقرر کیا تھا اور یہ دستہ اس کوہستان کے اوپر گھات میں بیٹھنے کے بعد دور شمال میں کوہستان احد تک نگاہ رکھتا تھا اور اس دستے کے سوار کوہستانِ سلع اور جبل احد کے درمیان چکر بھی لگاتے رہتے تھے تاکہ شمال کی طرف سے دشمن پر کڑی نگاہ رکھی جا سکے اس طرح کچھ دستے یثرب کے جنوب میں جبل عیر پر بھی مقرر کئے گئے تھے اور ان دستوں کے ذمہ یہ کام لگایا گیا تھا کہ وہ جنوب کی طرف کڑی نگاہ رکھیں اور جونہی دشمن انہیں نظر آئے ارقم بن ارقم کو فوراً اس کی اطلاع کر دیں

اس کے علاوہ مدینہ کے مغرب میں کوہستان عیر سے لے کر جبل احد تک جو لاوے کی چٹانیں پھیلی ہوئی ہیں ان چٹانوں کے اوپر بھی محافظ دستے مقرر کر دیئے گئے تھے اور انہیں یہ ذمہ داری سونپی گئی تھی کہ وہ وادیِ عقیق کو نگاہ میں رکھیں اور اس طرف اگر دشمن لاوے کی چٹانوں کو عبور کر کے یثرب پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں تو ان پر تیز اور طوفانی تیر اندازی کر کے انہیں رک جانے پر مجبور کر دیا جائے تاکہ وہ اس طرف سے کھل کر حملہ آور نہ ہو سکے اس کے علاوہ ارقم بن ارقم نے یثرب کے مشرق میں بھی لاوے کی چٹانوں پر اپنے کچھ مسلح دستے دشمن پر نگاہ رکھنے کے لیے بٹھا دیئے تھے۔

یہ سارے انتظام کرنے کے بعد ارقم بن ارقم اپنے لشکر کے ایک بڑے حصے کے ساتھ جبل احد اور کوہستانِ سلع کے درمیان اسے وسیع میدانوں کے اندر خیمہ زن ہو گیا تھا اور اسے پختہ امید تھی کہ بنی اسرائیل کا لشکر کوہستان احد اور لاوے کی چٹانوں کے بیچ سے گزر کر ہی یثرب پر حملہ آور ہو گا ارقم بن ارقم کے سارے اندازے درست ثابت ہوئے کہ دوسرے ہی روز بنی اسرائیل کا لشکر کوہستانِ احد کے مغربی جانب کی طرف سے نمودار ہوا اور پھر یہ لشکر لاوے کی چٹانوں اور جبل احد کے درمیانی حصہ میں خیمہ زن ہو گیا تھا۔

ارقم بن ارقم نے پہلے یہی کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح یہ جنگ ٹل جائے اور بنی اسرائیل کچھ لے کر اور صلح کر کے واپس چلے جائیں لہٰذا بنی اسرائیل کے ساتھ صلح کی گفتگو کرنے کے لیے ارقم بن ارقم نے اپنے جوان سال بیٹے اخیم کا انتخاب کیا اور یہ اخیم ایسا نوجوان تھا جس کے متعلق ارض حجاز والوں کا دعویٰ تھا کہ ارض حجاز میں اس وقت اخیم سے بڑھ کر کوئی خوبصورت اور پرکشش نوجوان نہ تھا پس اخیم سے یہ کام لینے کے لیے ارقم بن ارقم نے اسے لشکر کے اندر اپنے خیمہ میں طلب کیا تھا اور جب یہ اخیم اپنے باپ ارقم بن ارقم کے خیمہ میں داخل ہوا تو ارقم بن ارقم نے اپنے بیٹے کو اپنے پہلو میں بٹھاتے ہوئے بڑی شفقت آمیز آواز میں کہا اے میرے فرزند میں نے ایک کام کے لیے تیرا انتخاب کیا ہے اور مجھے امید ہے کہ یقیناً تو اس کام پر پورا اترے گا کیونکہ میں جانتا ہوں تو ایک اعلیٰ شخصیت رکھنے کے ساتھ ساتھ ایک عاقل و فہیم نوجوان بھی ہے۔

اس پر اخیم نے اپنے باپ کے سامنے اپنی گردن کو خم کرتے ہوئے کہا اے میرے باپ آپ کہیے کس کام کے لیے آپ میرا انتخاب کر چکے ہیں قسم خداوند کی یہ میرے لیے ایک بہت بڑی سعادت ہو گی کہ میں وہ کام کروں جو آپ مجھے سونپ رہے ہیں لہٰذا بتائیے مجھے کون سا کام کرنا ہو گا۔ ارقم بن ارقم نے اپنے بیٹے اخیم کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اے میرے فرزند تو جانتا ہے کہ بنی اسرائیل ہم پر حملہ آور ہونے کیلئے کوہستان احد کے آس پاس خیمہ زن ہو چکے ہیں میں چاہتا ہوں کہ کسی نہ کسی طرح یہ لڑائی ٹل جائے اور بنی اسرائیل ہم سے کچھ صلح کی شرائط طے کر کے اپنے لشکر کے ساتھ واپس چلے جائیں اور اے میرے فرزند بنی اسرائیل کے ساتھ صلح کی گفتگو کرنے کے لیے میں نے تیرا انتخاب کیا ہے اب تو مجھے یہ بتا کہ تو اپنے ساتھ اس کام کے لیے کس کس کو لے جانا پسند کرے گا۔

اس پر اخیم نے بڑی خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے میرے باپ میں سمجھتا ہوں کہ ایک بہترین اور انتہائی مناسب کام کے لیے آپ نے میرا انتخاب کیا ہے اور اس کام کے لیے میں ابھی اور اسی وقت بنی اسرائیل کے لشکر کی طرف روانہ ہوتا ہوں۔ رہا آپ کا یہ سوال کہ میں کس کس کو اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتا ہوں تو اے میرے باپ میں آپ سے یہ کہوں گا کہ میں کسی کو بھی اپنے ساتھ لے جانا پسند نہ کروں گا بلکہ میں اکیلا ہی بنی اسرائیل کی طرف جاؤں گا اور مجھے امید ہے کہ میں ان کے ساتھ صلح کی شرائط طے کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا اس کے ساتھ ہی اخیم اٹھ کھڑا ہوا اور ارقم بن ارقم کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے میرے باپ اب مجھے یہاں سے روانہ ہونے کی اجازت دیجیے پس ارقم بن ارقم اپنے بیٹے کا ہاتھ تھامے اپنے خیمہ سے باہر آیا پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے اس کا بیٹا اخیم اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور پھر مہمیز لگاتے ہوئے اس نے اپنے گھوڑے کو بنی اسرائیل کے لشکر کی طرف سرپٹ دوڑا دیا تھا۔

یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کے بیٹے اخیم جب بنی اسرائیل کے لشکر کے پاس گیا تو چند محافظوں نے اسے روکا اخیم نے فوراً اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچ لیں اور ان محافظوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا میں تمہارے لشکر کے سالار سے ملنا چاہتا ہوں کیا تم میں سے کوئی اس کے خیمہ تک میری رہنمائی کرے گا اس پر ایک محافظ نے اخیم کے قریب ہوتے ہوئے پوچھا! اے اجنبی! پہلے تم یہ کہو کہ تم کون ہو تمہارا کیا نام ہے اور کس سلسلہ میں تم ہمارے سالار حنون سے ملنا چاہتے ہو اس پر اخیم نے کہا میں یثرب کے سالار ارقم بن ارقم کا بیٹا ہوں میرا نام اخیم ہے اور میں تمہارے سالار حنون سے اس لیے ملنا چاہتا ہوں

کہ اس سے مل کر کچھ صلح کی شرائط طے کر سکوں اور اگر ہو سکے تو یہ جنگ ٹل جائے اس لیے کہ میرا باپ ایک امن پسند انسان ہے اور اس کی اولین کوشش ہے کہ اگر کسی بھی طور یہ جنگ ٹل سکتی ہے تو ٹل جائے اس بار اس اسرائیلی نے کسی قدر مؤدب ہوتے ہوئے کہا آپ میرے ساتھ آئیں میں آپ کو اپنے سالار حنون کے خیمہ تک لے جاتا ہوں وہ اسرائیلی اخیم کے ساتھ ہو لیا جب کہ دوسرے اسرائیلیوں میں سے ایک نے اپنے دیگر ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے بھائیو تم نے یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کے اس بیٹے کو دیکھا جس نے اپنا نام اخیم بتایا ہے قسم موسیٰ اور ہارون کے رب کی میں نے اپنی زندگی میں ایسا حسین اور خوبصورت اور پرکشش شخصیت کا نوجوان کبھی نہیں دیکھا اس پر ایک دوسرے اسرائیلی نے تائید کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیز تم یقیناً درست کہتے ہو پر اخیم نے ان کی اس گفتگو کی طرف کوئی دھیان نہ دیا اور وہ حنون کے خیمہ کی طرف جانے کے لیے ان اسرائیلیوں کے ساتھ آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔

اخیم کو لے کر وہ اسرائیلی اپنے سردار حنون کے خیمہ کے پاس آیا اور اخیم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا اے نوجوان یہ خیمہ ہمارے سالار حنون کا ہے وہ اسرائیلی کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا پر اخیم نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا اے میرے عزیز کیا تم اپنے سالار کو میرے آنے کی اطلاع نہ کرو گے اس پر اس اسرائیلی نے خیمہ سے باہر کھڑے ہو کر اپنے سالار کا نام لے کر اسے پکارا اس کی اس پکار پر بنی اسرائیل کے سالار حنون کی حسین اور خوبصورت بیٹی سلوم بھاگتی ہوئی آئی اور جونہی اس کی نگاہ اخیم پر پڑی وہ اسے دیکھ کر ایسی متاثر ہوئی کہ اسے دیکھتی ہی رہ گئی تھی اور اسی اسرائیلی سے یہ تک نہ پوچھا کہ اس نے حنون میرے باپ کو آواز دی ہے اسرائیلی بھی جان گیا کہ سلوم اخیم کے حسن و کشش سے متاثر ہو کر رہ گئی ہے۔

پس اس موقع پر اس نے داخل اندازی کی اور سلوم کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے میری بہن کیا تم بتا سکو گی کہ لشکر کے سالار اور تمہارے باپ حنون اس وقت کہاں ہیں یہ نوجوان جو اس وقت تمہارے سامنے کھڑا ہے یہ تمہارے باپ سے صلح کی گفتگو کرنا چاہتا ہے اس نوجوان کا نام اخیم ہے اور یہ یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کا بیٹا ہے اس پر اسرائیلی

سالار کی بیٹی سلوم نے چونکتے ہوئے اس اسرائیلی کی طرف دیکھا اور کہا میرے باپ ابھی ابھی اپنے خیمہ سے نکل کر اپنے لشکر کے مغربی حصوں کا جائزہ لینے گئے ہیں پس اے میرے بھائی تو جا اور میرے باپ کو بلا کر لا اور اس کو بتا کہ کس طرح یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کا بیٹا اخیم آیا ہے اور صلح کی گفتگو کرنا چاہتا ہے اور اے میرے بھائی اتنی دیر تک میں اس معزز مہمان کو اپنے خیمہ میں بٹھاتی ہوں اور اس کی ضیافت کا سامان کرتی ہوں سلوم کی اس گفتگو پر وہ اسرائیلی لشکر کے مغربی حصے کی طرف چلا گیا تھا تاکہ لشکر کے سالار حنون کو بلا کر لائے۔

اس اسرائیلی جوان کے چلے جانے پر حسین سلوم نے اپنے سامنے اپنے گھوڑے پر بیٹھے پرکشش اخیم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا آپ اجنبی کی طرح ابھی تک اپنے گھوڑے پر ہی کیوں بیٹھے ہیں آپ نیچے اتر کر خیمے میں آئیں ہمارا یہ خیمہ آپ ہی کا خیمہ ہے اس لیے کہ آپ یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کے بیٹے ہیں لہٰذا ہمارے لیے آپ ایک معزز اور قابل احترام مہمان ہیں سلوم کی اس گفتگو پر اخیم اپنے گھوڑے سے اتر پڑا سلوم نے دیکھا پرکشش اور خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ وہ اخیم قد کاٹھ میں بھی خوب تھا اور اس کی جسمانی ساخت بھی اپنے اندر بے پناہ جذب رکھتی تھی سلوم بھاگ کر آگے بڑھی اور اخیم کے گھوڑے کی باگ اس سے لیتے ہوئے وہ انتہائی نرم اور میٹھی آواز میں بولی لایئے میں آپ کا گھوڑا خود باندھتی ہوں۔

اس کے ساتھ ہی سلوم نے اس سے گھوڑے کی باگ لے لی اور تھوڑا سا آگے لے جا کر اس نے گھوڑے کو اپنے خیمہ کے کھونٹے کے ساتھ باندھ دیا تھا دوبارہ وہ اخیم کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا آپ میرے ساتھ خیمے میں آیئے اور اخیم چپ چاپ سلوم کے ساتھ ہو لیا تھا۔ خیمے کے اندر لے جا کر سلوم نے اخیم کو ایک صاف ستھری اور عمدہ نشست پر بٹھایا پہلے اس نے اسے تازہ دودھ کا ایک گلاس پیش کیا جو اخیم نے لے کر پی لیا پھر چھوٹے سے ایک طشت میں حسین سلوم خشک پھل لے آئی اور خشک پھلوں کا وہ طشت اس نے اخیم کے سامنے رکھا اور ساتھ ہی خود بھی اخیم کے سامنے بیٹھی ہوئی بولی آپ یہ خشک پھل کھائیں پھر اتنی دیر تک میرا باپ بھی لوٹ آئے گا اور پھر آپ اطمینان کے ساتھ اس خیمہ میں اس سے صلح کی گفتگو کر سکیں گے اس پر اخیم نے پہلی بار سلوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

آپ نے مجھے دودھ پیش کیا سو میں نے پی لیا تو ان پھلوں کی کیا ضرورت ہے اس لیے

کہ میں نہ تو دور دراز سے آیا ہوں اور نہ ہی اس موقعہ پر میں بھوک محسوس کرتا ہوں اور دودھ میں نے اس لیے پی لیا ہے کہ ہم عربوں کے اندر یہ رسم ہے کہ جو مہمان کسی کی تواضع قبول نہیں کرتا ہے تو اس سے میزبان یہی سمجھتا ہے گھر آنے والا مہمان اپنے دل میں اس کے لیے دشمنی رکھتا ہے اس پر سلوم نے فوراً بولتے ہوئے کہا تو میں ان پھلوں سے آپ کی میزبانی کر رہی ہوں اور آپ ان پھلوں کو ٹھکرا رہے ہیں تو کیا میں یہ سمجھوں کہ آپ ہمارے لیے اپنے دل میں دشمنی اور کدورت رکھتے ہیں اس پر اخیم نے فوراً کہا نہیں ایسی کوئی بات نہیں تاہم آپ کا یہ شک رفع کرنے کے لیے میں ان پھلوں میں سے کچھ کھا لیتا ہوں

اخیم کے اس فیصلہ پر سلوم خوش ہو گئی جب کہ اخیم خشک پھلوں میں سے کچھ لے کر کھانے لگا تھا تھوڑی دیر تک سلوم اپنے سامنے بیٹھ کر خشک پھل کھاتے ہوئے اخیم کو میٹھی میٹھی نگاہوں سے دیکھتی رہی پھر اس نے پوچھا اگر میرے باپ کے ساتھ آپ کی یہ صلح کی گفتگو ناکام ہو جائے تو پھر آپ کا کیا ردعمل ہوگا اس پر اخیم نے ان خشک پھلوں سے ہاتھ کھینچتے ہوئے کہا میں اپنی بھرپور کوشش کروں گا کہ صلح کی یہ گفتگو کامیاب ہو جائے۔

اور اس کے لیے ہمیں کچھ شرائط بھی ماننا پڑیں تو ہم انہیں مان لیں گے اور ہاں اگر یہ گفتگو ناکام رہی تو پھر میں واپس یثرب لوٹ جاؤں گا اور ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہوگا کہ ہم بنی اسرائیل کے ساتھ جنگ کرنے کا فیصلہ کریں جو ہماری خواہش کے خلاف ہوگا اس پر سلوم نے اپنی دلی خواہش اور آرزو کا اظہار کرتے ہوئے کہا صلح کی اس گفتگو کے ناکام ہونے کی صورت میں کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ واپس اپنے شہر یثرب کی طرف نہ جائیں اور ہمیشہ کے لیے ہمارے اندر ہی رہ جائیں۔

اخیم نے غور سے سلوم کی طرف دیکھتے ہوئے پریشانی کے عالم میں پوچھا ایسا کیونکر ممکن ہے کہ صلح کی ناکامی کے بعد واپس جانے کے بجائے مستقل طور پر تم لوگوں کے اندر ہی رہنا شروع کر دوں اس پر سلوم نے ایک پریشان سی نگاہ اخیم پر ڈالی اور کہا میں نے جو یہ پیشکش کی ہے تو اس کی بھی ایک وجہ ہے اخیم نے فوراً پوچھ لیا اے حنون کی بیٹی پہلے وہ وجہ بتاؤ پھر میں اپنا فیصلہ دوں گا۔

سلوم نے کہنا شروع کیا۔ اے ارقم بن ارقم کے جمیل و شکیل بیٹے میرا باپ جس کا نام حنون ہے وہ اپنی زندگی میں پہلی بار اسرائیلی لشکر کا سالار اعلیٰ مقرر کیا گیا ہے ورنہ اس سے پہلے ساری ہی جنگوں میں ہمارے سردار اعلیٰ یوشع بن نون اسرائیلی لشکر کے سالار ہوا کرتے تھے چونکہ یوشع بن نون اب تقریباً ایک سو دس سال کے ہو کر بوڑھے ہو چکے ہیں اور وہ سرگرمی کے ساتھ جنگوں میں حصہ لینے کے قابل نہیں رہے لہٰذا میرے باپ حنون کو اسرائیلی لشکر کا سالار بنایا گیا ہے لیکن اے اخیم اس لشکر کی ارض فلسطین سے روانگی کے وقت ہمارے سردار اعلیٰ یوشع بن نون نے میرے باپ اور سارے لشکر کو حکم دیا تھا کہ یثرب پر فتح پانے کے بعد وہاں کے ہر فرد کو قتل کر دیا جائے پس اے اخیم صلح کی اس گفتگو کی ناکامی کے بعد اگر تم یثرب واپس چلے گئے تو دوسرے لوگوں کے ساتھ تم بھی اسرائیلیوں کے ہاتھوں مارے جاؤ گے اور تمہاری موت کا مجھے بے انتہا دکھ اور غم ہوگا اس لیے کہ میں نے اپنی زندگی میں آج تک تم جیسا اور پرکشش شخصیت کا نوجوان نہیں دیکھا اور میں نہیں چاہتی کہ اس جنگ میں تم کام آؤ۔

لہٰذا میں نے ایک خواہش کی ہے کہ صلح کی گفتگو کی ناکامی کی صورت میں تم یہیں مستقل طور پر ہمارے اندر رہائش کر لینا اور میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ میرے باپ حنون کے بعد ہمارے اندر تم سب سے زیادہ قابلِ احترام سمجھے جاؤ گے۔ اس پر اخیم نے فیصلہ کن انداز میں کہا یہ کیسے اور کیونکر ممکن ہے کہ یثرب کے لوگ مر رہے ہوں اور میں یہاں بے کار پڑا رہوں۔ اے بنتِ حنون اگر صلح کی یہ گفتگو ناکام رہی تو مجھے اپنے باپ کے پاس واپس جانا ہوگا اور یہاں زندہ رہنے کے بجائے میں یثرب کی حفاظت کرتے ہوئے مر جانے کو ترجیح دوں گا اخیم کے ان خیالات کے جواب میں سلوم کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس کا باپ اور اسرائیل کا سالار حنون خیمہ میں داخل ہوا۔ سلوم فوراً اپنی جگہ پر کھڑی ہو گئی اور اخیم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ میرے باپ حنون اور اس لشکر کے سالار اعلیٰ ہیں۔

اخیم بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اتنی دیر تک حنون نے آگے بڑھ کر اخیم سے پرجوش مصافحہ کیا اور ان دونوں کو ان کی نشستوں پر بٹھاتے ہوئے حنون خود بھی وہاں بیٹھا ہوا اور اخیم کو مخاطب کرتے ہوئے بولا جو اسرائیلی سپاہی مجھے بلانے گیا تھا اس نے مجھے تمہارے متعلق تفصیل سے بتا دیا ہے اے ارقم بن ارقم کے بیٹے اخیم میں اپنے خیمہ میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں قسم موسیٰ و ہارون کے رب کی جو اسرائیلی سپاہی مجھے بلانے گیا تھا اس نے جو میرے سامنے تمہاری مردانہ وجاہت کی تعریف کی تھی میں تمہیں دیکھتے ہوئے اس تعریف سے بڑھ کر پا رہا ہوں پس اے حسین و معزز مہمان کہو تم ہم سے صلح کی کیسی گفتگو کرنے آئے ہو۔

اس پر اخیم نے کہا اے بنی اسرائیل کے سالارو! میں اور میرا باپ ارقم بن ارقم یہ چاہتے ہیں پس کسی نہ کسی صورت میں یہ جنگ ٹل جائے اور انسانیت کا خون نہ بہے اور اے بنی اسرائیل کے سالار اس صلح کے لیے اگر آپ کی طرف سے ہمیں کچھ نرم شرائط بھی پیش کی گئیں تب بھی ہم قبول کر لیں گے اور اس کے علاوہ ہم پر کوئی خراج بھی لگایا گیا تو ہم وہ بھی دینے پر رضامند ہو جائیں گے۔ اس پر حنون نے گہری نگاہوں سے اخیم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اور اگر صلح کی گفتگو ناکام ہو جائے تو کیا تم لوگ ہمارے سامنے یثرب کا دفاع کر سکو گے اخیم نے بڑی جرأت اور عزم کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا ہم اپنی مقدور بھر کوشش کریں گے کہ ہم یثرب کو اس حملے سے محفوظ رکھ سکیں اور ایسا کرنے کیلئے اگر ہمیں اپنی جانوں کے نذرانے بھی پیش کرنے پڑے تب بھی ہم دریغ نہ کریں گے۔

اخیم کی اس گفتگو پر حنون کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی اور دوبارہ اس نے اخیم کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا اے اخیم تم اپنی جسمانی ساخت سے تو ایک تنومند نوجوان لگتے ہو لیکن اگر تمہارے اس حسین و جمیل چہرے کو دیکھا جائے تو یوں لگتا ہے کہ جیسے تم ایک انتہائی نازک اندام نوجوان ہو اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ تمہارے باپ نے کیونکر تمہیں اکیلا ہی ہمارے ساتھ صلح کی گفتگو کرنے کیلئے بھیج دیا ہے کیا اسے خدشہ نہ ہوا کہ بنی اسرائیل میں کوئی تمہیں نقصان بھی پہنچا سکتا ہے کوئی تمہیں اپنا دشمن سمجھ کر تمہاری گردن بھی کاٹ سکتا ہے۔

پس کیوں نہ اس نے تمہارے ساتھ کچھ محافظوں کو بھی روانہ کیا۔ اخیم جرأت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولا اے بنی اسرائیل کے سالار میرا باپ تو میرے ساتھ میری حفاظت کیلئے کچھ نوجوان بھیجنا چاہتا تھا لیکن میں خود ہی اکیلا آیا ہوں رہی تمہاری بات کہ میں اپنے چہرے سے نازک اندام لگتا ہوں تو اے حنون تم جانتے ہو کہ عربوں کے متعلق یہ مشہور ہے کہ یہ صحراؤں کا رہنے والا پیدائشی طور پر تیغ زن ہوتا ہے پس اے حنون میں بھی ان ہی تیغ زنوں میں سے ایک ہوں جو اپنی حفاظت کا سامان کرنا خوب جانتے ہیں حنون نے عیارانہ انداز میں کچھ سوچا پھر اخیم سے اس نے کہا اے میرے معزز مہمان کیا ایسا ممکن نہیں کہ پہلے ہم تمہاری تیغ زنی کا اندازہ کر لیں۔

اس کے بعد صلح کی گفتگو کی ابتداء ہو اس لیے کہ تمہاری تیغ زنی کا اندازہ لگانے کے بعد کم از کم میں یہ ضرور جان سکوں گا کہ یثرب کے عمالیقی کیسے اور کب تک ہمارا مقابلہ کر سکتے ہیں لہٰذا اسی کے مطابق میں تمہارے ساتھ صلح کی شرائط طے کرنے کی کوشش کروں گا پس اے اخیم میں نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں بنی اسرائیل کے کسی نوجوان کے ساتھ تمہارا تیغ زنی کا مقابلہ کراؤں گا۔

کہو کیا تم اس مقابلہ کے لیے تیار ہو اخیم فوراً اپنا ہاتھ اپنی تلوار کے دستے پر لے جاتا ہوا بولا ہاں میں ہر وقت اور ہر جگہ تیغ زنی کے اس مقابلے کے لیے تیار ہوں۔

اس پر حنون اپنی جگہ سے اٹھتا ہوا بولا تو پھر تم تھوڑی دیر کیلئے میرے خیمہ میں بیٹھو اور میں اپنے خیمہ سے باہر تیغ زنی کے اس مقابلہ کا انتظام کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی حنون اپنے خیمہ سے نکل گیا تھا۔ اپنے خیمے سے نکل کر حنون نے بنی اسرائیل کے چند معزز سرداروں کو ایک جگہ جمع کیا اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے میرے عزیزو یثرب پر حملہ آور ہونے کا ہمیں بہترین موقع ہاتھ لگا ہے اور وہ اس طرح کہ یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کا بیٹا کہ جس کا نام اخیم ہے وہ اس وقت میرے خیمہ میں بیٹھا ہوا ہے اور وہ اپنے باپ اور یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کی طرف سے ہمارے ساتھ صلح کی شرائط طے کرنے آیا ہے تاکہ یہ جنگ کسی نہ کسی طور ٹل جائے اے میرے عزیزو! میں نے بہانہ سازی سے کام لیکر اس اخیم کا تیغ زنی کا ایک مقابلہ رکھ دیا ہے اور یہ مقابلہ میرے خیمے سے باہر ہو گا۔

اور اس مقابلہ کا مقصد اخیم کو یہاں اپنے لشکر میں روکے رکھنا ہے اور اس دوران ہم یثرب پر حملہ آور ہو کر وہاں کے رہنے والوں کو تہ تیغ کر کے رکھ دیں گے حنون کہتے کہتے تھوڑی دیر رکا پھر اپنے سرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ دوبارہ کہہ رہا تھا اے میرے ہر دل عزیز سردارو جب تک ارقم بن ارقم کا بیٹا اخیم یہاں ہمارے لشکر کے اندر موجود ہے اس وقت تک اہل یثرب یہی سمجھتے رہیں گے کہ صلح کی گفتگو ہو رہی ہے لہٰذا وہ ہماری طرف سے کچھ زیادہ چوکس نہ رہیں گے پس ہمیں اسی وقت سے فائدہ اٹھانا ہے اور اے میرے سردارو! میں ارقم بن ارقم کے بیٹے اخیم کو یہاں معروف رکھتا ہوں تم ابھی اور اسی وقت اپنے لشکر کے ساتھ یثرب پر حملہ آور ہو جاؤ اور سنو میں تھوڑی دیر قبل اس شہر کا مکمل طور پر جائزہ لے چکا ہوں اپنے لشکر کو پانچ حصوں میں تقسیم کر دو ایک حصہ آگے بڑھ کر جبل احد اور مغربی لاوے کی چٹانوں کے بیچ و بیچ گزرتا ہو یثرب پر حملہ آور ہو جائے دوسرا لشکر لاوے کی غربی چٹانوں کے اوپر سے گزر کر حملہ آور ہو تیسرا لشکر یثرب کے جنوب میں جبل عیر اور لاوے کی غربی چٹانوں کے بیچ میں جو درہ ہے اس سے گزر کر حملہ آور ہو چوتھا لشکر جبل عیر اور لاوے کے شرقی چٹانوں کے درمیان میں جو درہ ہے اس سے گزر کر حملہ آور ہو اور لشکر کا پانچواں اور آخری حصہ یثرب کی شرقی لاوے کی چٹانوں کو عبور کر کے یثرب پر حملہ آور ہو جائے۔

اور اے میرے عزیزو! اگر تم نے ایسا کیا تو مجھے امید ہے کہ تمہارے سامنے یثرب لمحوں کے اندر زیر ہو کر رہ جائے گا اور پھر تم یوشع بن نون کے حکم کے مطابق وہاں کی ساری آبادی کو تہ تیغ کر دینا۔

حنون جب خاموش ہوا تو ایک اسرائیلی سردار نے اٹھ کر کہا اے سالار ہم تیری دانشمندی کی تعریف کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں یثرب کو آسانی کے ساتھ اپنے سامنے زیر کرنے کے لیے ہمیں اس سے بہتر کوئی اور موقع نہ ملے گا پس اے سالار تو یثرب کے بادشاہ کے بیٹے کو یہاں تیغ زنی کے مقابلے میں مصروف رکھ اور اتنی دیر تک ہم تمہاری تجویز کے مطابق یثرب پر حملہ آور ہو کر اسے اپنے سامنے زیر کر کے رکھ دیں گے اپنے سردار کی اس گفتگو پر حنون نے فیصلہ کن انداز میں کہا تو پھر جاؤ لشکر کو پانچ مناسب حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد یثرب پر حملہ آور ہو جاؤ اور میں ارقم بن ارقم کے بیٹے کو یہاں مصروف رکھنے کے لیے تیغ زنی کے مقابلے کا انتظام کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی وہ اسرائیلی سردار اٹھ کر چلے گئے جب کہ حنون نے ایک ماہر اسرائیلی تیغ زنی کو اپنے ساتھ لیا اور اپنے خیمہ کی طرف چل پڑا تھا۔

اپنے خیمے کے قریب آ کر حنون نے چند اسرائیلی سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ چند لوگوں کو اس کے خیمہ کے باہر جمع کریں کہ وہ ایک اجنبی مہمان کے ساتھ ایک اسرائیلی کے تیغ زنی کے مقابلے کا لطف اٹھا سکیں اس کے بعد حنون اپنے خیمے میں داخل ہوا اور اخیم کے سامنے بیٹھتے ہوئے اس نے کہا اے میرے عزیز میں نے تیرے مقابلے کا انتظام کر دیا ہے جس نوجوان سے تمہارا تیغ زنی کا مقابلہ ہو گا وہ بھی اس وقت میرے خیمے کے باہر کھڑا ہے اور ابھی میرے کچھ جوان اس مقابلہ کا انتظام کرنے کے بعد مجھے اطلاع کرتے ہیں اس کے بعد اس مقابلے کی ابتدا ہو گی۔

حنون کہتے کہتے رک گیا کیونکہ اس کے خیمے میں یوناف داخل ہوا تھا اسے دیکھتے ہی حنون اٹھ کھڑا ہوا اور بڑی عزت اور احترام کے ساتھ اس نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیز آپ بڑے مناسب وقت پر آئے ہو اس پر یوناف نے فوراً حنون کی بات کاٹتے ہوئے کہا اے حنون میں نے سنا ہے کہ تمہارے اس خیمے کے باہر تیغ زنی کا کوئی مقابلہ ہو رہا ہے میں تو وہ مقابلہ ہی دیکھنے آیا ہوں لیکن پہلے میں یہ جاننا چاہوں گا کہ یہ تیغ زنی کا مقابلہ کس کس کے مابین ہو رہا ہے حنون نے اخیم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ایک تو یہ نوجوان ہے اس کا نام اخیم ہے اور یہ عمالیقی عرب ہے اور دوسرا جوان جس کے ساتھ تیغ زنی کا مقابلہ ہو گا وہ اس وقت میرے خیمے سے باہر کھڑا ہے۔

اس پر یوناف نے کہا اگر ایسا ہے تو آؤ پھر تمہارے خیمے سے باہر نکل کر خود اس مقابلہ کا انتظام و انصرام کریں اور لوگوں کو جمع کریں تاکہ وہ اس مقابلے سے لطف اندوز ہو سکیں پھر یوناف کے کہنے پر حنون اخیم اور سلوم خیمہ سے نکل کر باہر آ کھڑے ہوئے تھے جب کہ ان کے سامنے مقابلہ دیکھنے کے لیے لوگ بڑی تیزی سے جمع ہونا شروع ہو گئے تھے اور ان لوگ میں زیادہ تر وہ اسرائیلی عورتیں اور بچے ہی تھے جو لشکر میں شامل تھے۔

حنون کے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق بنی اسرائیل کا لشکر پانچ حصوں میں تقسیم ہو کر حرکت میں آیا بڑی رازداری سے وہ آگے بڑھ کر حصہ شہر کے اطراف میں اپنی اپنی جگہوں میں پھیلا دیا تھا جہاں سے انہوں نے حملہ آور ہونا تھا اور پھر ذرا فاصلہ پر جا کر بنی اسرائیل کے ان پانچوں حصوں نے پانچ مختلف اطراف سے یثرب شہر پر حملہ کر دیا تھا۔

یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم نے اپنی پوری قوت اور دانش مندی کے ساتھ شہر کا دفاع کیا تھا لیکن اس کے مقابلے میں حملہ آور ہونے والے اسرائیلیوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ یثرب کی ساری آبادی کو بھی اس کے سامنے لا کھڑا کیا جاتا تب بھی اسرائیلی زیادہ تھے لہٰذا حملہ آور اسرائیلی لمحوں کے اندر اپنے سامنے آنے والے ارقم بن ارقم کے لشکر کو شکست دینے کے بعد یثرب شہر میں داخل ہو گئے اور وہاں شہر کے اندر انہوں نے قتل عام شروع کر دیا تھا اسرائیلی اپنے سامنے آنے والے ہر مرد عورت اور بچے کو ذبح کرنے لگے تھے اور یوں یثرب شہر کے اندر خون بہنے لگا تھا۔

ایک طرف اسرائیلی لشکر کے ہاتھوں یثرب میں عمالیقوں کا قتلِ عام ہو رہا تھا جب کہ دوسری طرف بنی اسرائیل کا سپہ سالار حنون اپنے پڑاؤ کے اندر ایک دوسرے کھیل کی ابتدا کر چکا تھا جب وہ یوناف اخیم اور سلوم کے ساتھ اپنے خیمہ سے باہر آیا تو اس نے دیکھا کہ اب اس کے خیمہ کے سامنے تیغ زنی کا مقابلہ دیکھنے کے لیے کافی لوگ جمع ہو گئے تھے لہٰذا جس اسرائیلی کو اس نے اخیم کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے تیار کیا تھا اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے میرے عزیز یہ جو میرے بائیں جانب جوان کھڑا ہے اس کا نام اخیم ہے اور یہ یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کا بیٹا ہے لہٰذا تم دونوں اب میدان میں اترو اور مقابلے کی ابتدا کرو تاکہ بنی اسرائیل کے یہ لوگ یہاں جمع ہو چکے ہیں وہ تمہارے اس مقابلہ سے محظوظ ہو سکیں اور سنو میرے عزیز و اس مقابلے کے دوران کوئی بھی دوسرے کو زخمی کرنے کی کوشش نہیں کرے گا اس مقابلہ کا مدعا عرف یہی ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ اخیم نام کا یہ جوان کیسا تیغ زن ہے۔ پس اے میرے عزیز و تم میدان میں اترو اور مقابلے کی ابتدا کرو اور تمہارے اس مقابلے کا منصف میں یوناف کو مقرر کرتا ہوں۔

یوناف جو تم دونوں کے درمیان بہترین انصاف کرے گا سو اب تم دونوں میدان میں اتر کر مقابلے کی ابتدا کر دو۔ اخیم اور اس سے مقابلہ کرنے والے اسرائیلی نے اپنی اپنی تلواریں بے نیام کیں اور دونوں میدان میں اترے تو اسرائیلی نے عیاری سے کام لیا اور میدان میں اترتے ہی اس نے اخیم پر حملہ کرنے میں پہل کر دی تھی شاید اس طرح وہ اخیم پر بوکھلاہٹ اور بدحواسی طاری کر کے اسے اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دینا چاہتا تھا لیکن اس کے مقابلے میں اخیم بھی انتہائی چاک و چوبند اور مستعد ثابت ہوا اس نے اسرائیلی کے وار کو اپنی تلوار پر روکتے ہوئے جوابی حملہ کر دیا تھا اور پھر وہ لگاتار اور پے بہ پے اسرائیلی پر وار کرنے لگا تھا۔

اخیم اس اسرائیلی پر ہیجان آفریں سمندر سحر کے سیل اور جذبات کے جلاد کی طرح حملہ آور ہوا تھا اور اس کے مقابلے میں اب وہ اسرائیلی اپنے آپ کو یوں محسوس کر رہا تھا جیسے وہ قدرت کے احتساب، فلک کے کھلی قاتل اور موت کی کھلی آغوش کا شکار ہو گیا ہو تھوڑی دیر تک دونوں جم کر لڑتے رہے اسرائیلی اس مقابلے کی رفتار سست رکھنا چاہتا تھا لیکن اس کے مقابلے میں اخیم نے انتہائی تیزی اور برق رفتاری کے ساتھ حملے شروع کر دیئے تھے شاید وہ اس اسرائیلی کو اپنے سامنے تھکا کر زیر کر دینا چاہتا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایسا ہی ہوا اس لیے اس اسرائیلی کے حملوں میں سستی اور تھکاوٹ کے آثار نمایاں طور پر دکھائی دینے لگے تھے جب کہ وہ اسرائیلی یہ بھی دیکھ رہا تھا کہ اخیم ویسا کا ویسا ہی تازہ دم ہے اور یہ کہ وہ اس وقت یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی رگوں میں بجلیاں دل میں تڑپ اور سینے میں انگارے بھر دیئے گئے ہوں اور وہ اپنی فتح کو یقینی بنانے کے لیے صرصر کے جوش اور بگولوں کے خروش کی طرح بلندی و پستی کو زیر کر دینا چاہتا تھا۔

اس اسرائیلی میں اب تھکاوٹ کے آثار اور زیادہ نمایاں ہونے لگے تھے اس لیے کہ اخیم اب اسے میدان میں چاروں طرف اپنے آگے آگے چکر دینے لگا تھا اس اسرائیلی میں تھکاوٹ کے آثار دیکھتے ہوئے اخیم چڑھی ندی کے طوفان برق کی ہولناکی کی طرح حملہ آور ہونے لگا تھا اس سمے اس کے بازوؤں کی قوت ہاتھوں کی صناعی اور ولولوں کی بیباکی میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا اور پھر اچانک آگے بڑھ کر اس نے اپنی کوندے لپکاتی اور امڈتی تلوار ایسے انداز میں اس اسرائیل کی تلوار پر دے ماری۔

کہ اسرائیلی کی تلوار درمیان میں کٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی تھی اور اسرائیلی اپنی تلوار کا کٹا ہوا دستہ ہاتھ میں لیے حیران و پریشان ہو کر رہ گیا تھا اس موقعہ پر اردگرد کھڑے لوگوں کی پرواہ کیے بغیر لشکر کے سپہ سالار حنون کی بیٹی سلوم بھاگ کر اخیم کے پاس آئی اس لمحے اس کے مہتاب چہرے پر رنگوں کی صدائیں اور چاہتوں کی خوشبوئیں رقص کر رہی تھیں اور اس کی خاموش نگاہوں میں تلاطم کا ایک طوفان تھا اخیم کے قریب آ کر سلوم نے اپنے لہجے کی بھرپور کھنک اور پرکشش نقرئی آواز میں کہا اے اخیم میں آپ کو آپ کی اس فتح پر مبارک باد دیتی ہوں جواب میں اخیم نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا! اے بنت حنون میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو مجھے ایک اسرائیل کو ہی ہرانے پر مبارک باد دے رہی ہے اے بنت حنون میں سمجھتا ہوں کہ یہ تیرا میرے ساتھ خلوص اور اعتماد ہے جس کی بنا پر تو ایسا کر رہی ہے۔

اس موقعہ پر حسین سلوم اخیم سے کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ ایک اسرائیلی جوان یثرب شہر کی طرف سے اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑاتا ہوا آیا حنون کے پاس وہ نیچے اترا اور کمال خوشی اور سرشاری کا اظہار کرتے ہوئے اس نے اپنے سالار حنون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے بنی اسرائیل کے سالار میں آپ کو یہ خوش خبری دینے آیا ہوں کہ یثرب شہر فتح ہو چکا ہے اور اس کی ساری آبادی کو ہم نے تہ تیغ کر کے رکھ دیا ہے یہ خوش خبری سن کر حنون کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی جبکہ یوناف کچھ حیرت زدہ تھا کہ کس طرح بالا ہی بالا اور خفیہ ہی خفیہ حنون نے یثرب شہر پر حملہ کر کے اسے اپنے سامنے زیر کر لیا ہے اس موقع پر یوناف حنون سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا پھر حنون نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا! اے میرے عزیز آؤ یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کے بیٹے اخیم کو یہ مقابلہ جیتنے پر اسے مبارک باد دیں یوں یوناف کچھ کہے بغیر حنون کے ساتھ اخیم کی طرف بڑھ گیا تھا۔

اخیم کے پاس آ کر یوناف نے اس کے شانے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا کہ اے یثرب شہر کے عظیم نوجوان! میں اس اسرائیل کے مقابلہ میں تمہاری فتح مندی کی تمہیں مبارک باد دیتا ہوں یوناف کے بعد حنون نے بھی اخیم کو مبارک باد دی اور جواب میں اخیم نے ان دونوں کا پہلے شکریہ ادا کیا پھر اس نے حنون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے بنی اسرائیل کے سالار اب جب کہ تمہاری خواہش کے مطابق میں یہ مقابلہ جیت چکا ہوں تو کیا اب تم میرے ساتھ صلح کی شرائط پر گفتگو کرنا پسند کرو گے اس پر حنون نے فوراً بات کو دوسرے رخ پر لے جاتے ہوئے کہا اے ابن ارقم! کیسی شرائط اور کیسی صلح کی گفتگو! سن رکھو کیا اس شہر کے متعلق بھی کبھی صلح کی شرائط طے ہوئی ہیں جس شہر کو حملہ آور پہلے ہی فتح کر چکے ہوں اس پر اخیم نے چونک کر پوچھا! اے حنون میں سمجھا نہیں تم کیا کہنا چاہتے ہو کھل کر کہو تاکہ میں جانوں تمہارے کیا ارادے ہیں اس بار حنون نے فیصلہ کن انداز میں کہا اے اخیم یثرب کو ہم فتح کرنے کے بعد اس کی ساری آبادی کو موت کے گھاٹ اتار چکے ہیں لہٰذا اب یثرب کے متعلق صلح کی گفتگو کرنا کیا معنی رکھتا ہے

اس بار ارقم بن ارقم کے بیٹے اخیم نے اپنی تلوار فوراً نیام میں کر لی اور حیرت زدہ سی آواز میں اس نے حنون کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا یہ تم کیسی عجیب اور ناممکن سی گفتگو کر رہے ہو یثرب شہر کب اور کیسے فتح ہو گیا اور کس وقت اس کی ساری آبادی کو تہ تیغ کر دیا گیا؛

اس پر حنون نے کہا! اے اخیم تمہارے میرے خیمہ کی طرف آنے کے ساتھ ہی ہم نے یثرب شہر پر یلغار کر دی تھی اور شہر کو فتح کر کے ہم نے اس کی ساری آبادی کا صفایا کر دیا ہے اس سے آگے اخیم نے کچھ بھی نہ پوچھا اور وہ حنون کے خیمہ سے باہر باندھے ہوئے گھوڑے کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ جلدی جلدی اس نے اپنا گھوڑا کھولا ایک زہریلی زقند کے ساتھ وہ اس پر سوار ہوا اور یثرب شہر کی طرف اس نے اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑا دیا تھا! حنون اور یوناف اور سلوم بھی بھاگتے ہوئے خیمہ کی طرف گئے اور خیمہ کے دائیں طرف کھڑے گھوڑوں میں سے انہوں نے اپنے لیے ایک ایک گھوڑا لیا اور پھر وہ ان گھوڑوں پر سوار ہو کر اخیم کے پیچھے لگ گئے تھے۔

اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اخیم جب یثرب شہر کے قریب گیا اس نے دیکھا کہ واقعی شہر کے اطراف میں اسرائیلی لشکری گھوم پھر رہے تھے احتیاطاً اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا وہ کوہستان سلع پر چڑھ گیا اور وہاں رک کر اس نے دیکھا کہ بنی اسرائیل نے شہر فتح کر لیا تھا اس نے یہ بھی دیکھا کہ شہر کی حالت بے رونق بستیوں اور خاک بسر گلستانوں جیسی ہو رہی تھی تھوڑی دیر پہلے تک آباد یثرب اب ایسا لگ رہا تھا جیسے قحط کے ڈھیر کھلیانوں میں اور نشیمن کے نزدیک بجلیاں رکھ دی گئی ہوں اس موقعہ پر اخیم کی گردن دکھ اور غم سے جھک گئی تھی اور اس کی حالت اندھے کنوئیں کے اسیر جیسی اداس اور ویران ہو کر رہ گئی تھی پھر اخیم نے گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے آہستہ آہستہ اپنا سر اوپر اٹھایا اور دار پر چڑھ کر پکارنے والے کی طرح اس نے اپنے آپ کو ہی مخاطب کرتے ہوئے دکھ اور غم میں کہا! آہ یثرب میرے عزیز شہر تجھے فاسد تمدن کے سیلاب اور خزاں کے اداس طوفانوں نے روندا ہوا پھول اور جاڑوں کی افسردہ بیلاہٹوں میں تبدیل کر کے رکھ دیا ہے آہ تیری حالت میں آندھیوں میں سلگتے دیئے تصور رخانہ حسرت درد کے جنگل اور لہو کے دیار جیسی دیکھ رہا ہوں۔

آہ ان اسرائیلی حملہ آوروں نے تجھے تیرے مکینوں سے محروم کر کے رکھ دیا ہے اے میرے آباء کی عظمت کے آمین! کاش میں تیری حفاظت کر سکتا اب جب کہ میرا باپ یثرب کا ہر فرد مارا جا چکا ہے تو پھر میں زندہ رہ کر کیا کروں گا اے یثرب تو دیکھ میں تیرے غم تیرے ماتم میں کس طرح شرکت کرتا ہوں اے یثرب تو گواہ رہنا تیرے غم تیرے دکھ میں شامل ہونے کے لیے میں اپنے گھوڑے سمیت اس کوہستان سلع سے نیچے کود جانے کا عزم کر چکا

ہوں۔

کوہستانِ سلع سے نیچے کودنے کے لیے جونہی اخیم نے اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگاتے ہوئے آگے بڑھایا تو کسی نے فوراً ہی اُسے اُس کے گھوڑے سے اچک کر اپنے گھوڑے پر بیٹھا لیا تھا اس موقع پر اخیم نے دیکھا یوناف نے اُسے اس کے گھوڑے سے اٹھا کر اپنے گھوڑے پر بیٹھایا تھا جب کہ حنون اور اُس کی بیٹی سلوم دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار یوناف کے پیچھے رُکے ہوئے تھے یوناف اخیم سمیت اپنے گھوڑے سے نیچے کودا اور پھر انتہائی شفقت آمیز لہجے میں اُس نے اخیم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیز میں جانتا ہوں یثرب کی اس تباہی و بربادی کا تجھے کس قدر دکھ اور صدمہ ہوا ہوگا، لیکن تو اپنے آپ کو سنبھال اور یہ خودکشی کا ارادہ ترک کر کے بنی اسرائیل کے ساتھ ایک نئی زندگی بسر کرنے کا عزم کر۔

اے اخیم میں اور حنون نے راستہ میں سلوم سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد ایک فیصلہ کیا ہے اور فیصلہ یہ ہے کہ ہم تمہاری شادی سلوم کے ساتھ کر دیں گے اور یوں تم بنی اسرائیل کے اندر ایک معزز اور عزیز ترین ہستی کی حیثیت سے گزر بسر کر سکو گے مجھے امید ہے کہ تم ہمارے اس فیصلہ کو رد نہ کرو گے اس لیے کہ اس فیصلے میں ہی تمہاری بہتری اور بقا ہے اور یاد رکھو اگر تم نے ہماری بات نہ مانی تو بنی اسرائیل کے لشکری تمہارا ابھی سر قلم کر دیں گے لیکن سلوم کے ساتھ شادی کرنے کے بعد تم ان کے لیے محترم اور قابلِ عزت بن کر رہ جاؤ گے یوناف کی اس گفتگو کا اخیم نے جب کوئی جواب نہ دیا اور وہ گردن جھکائے خاموش کھڑا رہا تب یوناف نے اندازہ کر لیا کہ وہ اُس کی پیش کش پر رضامند ہے اس لیے اخیم کے ساتھ وہ دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور حنون اور سلوم کے ساتھ وہ بنی اسرائیل کے پڑاؤ کی طرف روانہ ہو گیا تھا جب کہ اخیم کا خالی گھوڑا بھی اُن کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔

یثرب کی فتح اور اُس کے اندر قتلِ عام کرنے کے بعد بنی اسرائیل کے لشکر نے چند دن تک وہاں پڑاؤ کیے رکھا اس دوران حنون نے اپنی بیٹی سلوم کی شادی ارقم بن ارقم کے بیٹے اخیم کے ساتھ کر دی تھی اس کے علاوہ حنون نے چند قاصد فلسطین کی طرف بھی روانہ کر دیئے تھے تاکہ وہ وہاں جا کر یوشع بن نون اور اسرائیل کے دیگر سرداروں کو یثرب کی فتح اور اس کے اندر قتلِ عام کی خوش خبری سنائیں اس طرح جبل احد اور لاوے کی چٹانوں کے درمیانی حصہ میں چند روز قیام کرنے کے بعد بنی اسرائیل کا لشکر بھی فلسطین کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

اتفاق ایسا ہوا کہ بنی اسرائیل کے اس لشکر کے فلسطین پہنچنے سے قبل ہی یوشع بن نون ایک سو دس سال کے ہو کر فوت ہو گئے اور انہیں کوہستان حنبس کے پاس دفن کر دیا گیا تھا جب بنی اسرائیل کا یہ لشکر حجاز اور فلسطین کی سرحد پر پہنچا تو بنی اسرائیل کے سارے بڑے بڑے سرداروں اور رؤسا نے اپنے اس لشکر کا استقبال کیا پھر بنی اسرائیل کے سارے یہ سردار لشکر کے سپہ سالار حنون کے پاس جمع ہوئے اور ایک سردار نے حنون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے حنون ہمیں بے انتہا خوشی ہوئی کہ تو نے عمالیقیوں کے شہر یثرب کو فتح کیا اور وہاں کی آبادی کو تہ تیغ کر دیا لیکن اے حنون ہمیں یہ بھی خبر تمہارے بھیجے ہوئے قاصدوں سے ملی ہے کہ تم نے یثرب کے بادشاہ ارقم بن ارقم کے بیٹے کو جس کا نام اخیم ہے قتل نہیں کیا اُسے زندہ رکھا ہے بلکہ اپنی بیٹی سلوم کی شادی بھی اُس سے کر دی ہے تو اے حنون کیا یہ درست ہے کہ تم نے اخیم نام کے نوجوان کو قتل کرنے کے بجائے اپنا داماد بنا لیا ہے۔

اس اسرائیلی سردار کے استفسار پر حنون نے کہا! اے میرے عزیز و تم نے ٹھیک ہی سنا ہے اور یہ بھی سن رکھو کہ اخیم ایک انتہائی خوب صورت نوجوان ہونے کے ساتھ ساتھ بلا کا جراُت مند اور انتہا درجے کا شجاع نوجوان ہے اُس پر مزید یہ کہ میری بیٹی سلوم اُسے پسند کرنے لگی تھی اسی وجہ سے اخیم کو قتل کرنے کے بجائے میں نے اپنی بیٹی سلوم کو اُس سے بیاہ دیا ہے اب وہ بنی اسرائیل کے اندر ایک قابلِ احترام نوجوان کی حیثیت سے رہ رہا ہے اور یہی نہیں بلکہ میرے لشکر کے سارے جوان ہی میرے بعد اُسے لشکر کا نائب سالار تسلیم کر چکے ہیں لہٰذا اے بنی اسرائیل کے سردار و میرے لشکریوں کی طرح میرے اس فیصلہ کو تمہیں بھی تسلیم کر لینا چاہیے اور اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے کہ اخیم کو کیوں قتل نہیں کیا گیا اور اب جب کہ وہ میری بیٹی کا شوہر ہے وہ ہمارے لیے اور زیادہ قابلِ احترام ہو چکا ہے۔

حنون کی اس گفتگو پر ایک اور اسرائیلی سردار نے انتہائی غصے اور غضب کی حالت میں کہا اے حنون ایسا ہرگز اور کبھی نہیں ہو سکتا یوشع بن نون نے ہم سب کی موجودگی میں تم لوگوں کو حکم دیا تھا کہ یثرب کو فتح کرنے کے بعد وہاں کے سارے باشندوں کو قتل کر دیا جائے لیکن تم نے ارقم بن ارقم کے بیٹے کو چھوڑ کر یوشع بن نون کے احکامات کی خلاف ورزی کی ہے پس ایسی خلاف ورزی کرنے والا ہمارے خیالات میں باغی اور سرکش

ہے لہٰذا ہم تمہیں تمہارے لشکر سمیت یوشع بن نون کے خلاف بغاوت اور سرکشی کرنے والا گردانتے ہیں اس لیے ہم سب نے مل کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ حنون تم اپنے لشکر کے ساتھ اب ارضِ فلسطین میں داخل نہیں ہو سکتے اس لیے کہ اس سرزمین میں یوشع بن نون کے باغیوں اور سرکشوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔

اور اے حنون اگر تم نے ہمارا کہا نہ مانتے ہوئے زبردستی ارضِ فلسطین میں داخل ہونے کی کوشش کی تو یاد رکھو سب قبائلی اسرائیلی سردار تمہارے خلاف حرکت میں آئیں گے اور جس طرح تم لوگوں نے یثرب کے لوگوں کا قتل عام کیا ہے بلکل اسی طرح ہم تم سب کا قتل عام کر کے رکھ دیں گے، لہٰذا تم سب کے لیے بہتر یہی ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ اور جہاں چاہتے جا کر آباد ہو جاؤ آج کے بعد تمہارے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان اسرائیلی کی حیثیت سے سارے رشتے بھی منقطع ہوئے گئے ہیں جاؤ اور جدھر کا دل چاہتے رُخ کر لو۔

اس گفتگو کے بعد حنون کے لشکر میں سے ایک بوڑھا اسرائیلی آگے آیا اور اُس نے بنی اسرائیل کے سرداروں کو مخاطب کر کے کہا! اے بنی اسرائیل کے سردارو! ہم نے اخیم کو زندہ چھوڑ کر اور سلوم کی شادی اُس سے کر کے کوئی غلطی نہیں کی اور وہ ایک نیک دل نوجوان ہے اُس کا شمار بنی اسرائیل کے سرکردہ نوجوانوں میں کیا جاتا ہے ہمیں فلسطین کے اندر داخل ہونے سے روکنے کا فیصلہ کر کے تم لوگوں نے اپنی حماقت اور بے وقوفی کا ثبوت دیا ہے لیکن ہم تمہارے خلاف جنگ کر کے بنی اسرائیل کے اندر فساد اور لڑائی کا باعث نہیں بننا چاہتے! سو تمہاری خواہش کے مطابق ہم یہیں سے واپس لوٹ جائیں گے اور مجھے اُمید ہے کہ ہم تم لوگوں کی نسبت بہتر زندگی بسر کریں گے اس لیے کہ ہمارے لشکریوں کی عورتیں اور بچے بھی اُن کے ساتھ ہیں۔

سو وہ جہاں چاہیں پُرسکون زندگی بسر کر کے اپنی نسل کو برقرار رکھ سکتے ہیں! وہ بوڑھا چند ثانیوں تک خاموش رہنے کے بعد اس بار حنون کو مخاطب کرتے ہوئے بولا! اے حنون بنی اسرائیل کے ان سرداروں کے فیصلہ پر تم پریشان اور فکرمند نہ ہو کیا تمہیں یاد نہیں کہ خداوند نے موسیٰ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ میں اُن کے لیے اُن کے بھائیوں میں سے تجھ سا نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو میں اسے کہوں گا وہ سب ان سے کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو میری باتوں کو انہیں میرا نام لے کر کہے گا نہ سُنے گا تو اس کا حساب اُس سے لوں گا

اور اے حنون خداوند نے موسیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا فاران کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا دس ہزار قدوسوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت ان کے لیے تھی پس اے حنون یہ فاران جس کی طرف خداوند نے اشارہ کیا ہے۔ یہ وہی حجاز کی سرزمین کے اندر والا فاران ہے اور اسی فاران کے آس پاس کی سرزمینوں ہی سے یہ آنے والا پیغمبر آئے گا۔

پس اے حنون چلو واپس لوٹ چلیں اور اُسی حجاز کی سرزمین میں آباد ہو کر اس آنے والے پیغمبر کا انتظار کریں اور جب اُس کا ظہور ہو تو اُس پر ایمان لا کر اور اُس کی قوت میں اضافہ کر کے خداوند کے ان احکامات کا اتباع کریں جو اس کے ذریعے سے ہمیں ملیں گے اور اے حنون تو یہ بھی جانتا ہے اور بنی اسرائیل کے اندر بھی سب لوگوں میں قصے اور کہانیوں کی صورت میں یہ کہا جاتا ہے کہ آنے والا پیغمبر کھجوروں کے شہر میں آئے گا پس اے حنون یہ کھجوروں والا شہر یثرب کا شہر ہی تو ہے اور ہم اب بھی اُسے کھجوروں والا شہر کہتے ہیں۔

لہٰذا آؤ یثرب کی طرف لوٹ چلیں اور اُس شہر میں آباد ہو کر اُس پیغمبر کا اُس نبی کا اُس رسول کا انتظار کریں جس کی خداوند نے موسیٰ کو بشارت دی تھی اور اے حنون جیسا کہ تمہیں خبر ہے کہ اہل یثرب کو ہم قتل کر چکے ہیں اور یثرب کا شہر خالی پڑا ہے لہٰذا اُس شہر میں جا کر آباد ہونا اور آنے والے نبی کا انتظار کرنا ہمارے لیے ایک خوش قسمتی اور سعادت کا کام ہوگا۔

بوڑھے کے خاموش ہونے پر اخیم لشکر سے نکل کر حنون کے سامنے آ کھڑا ہوا اور اُس کی بیوی اور حنون کی بیٹی سلوم بھی اُس کے ساتھ تھی اس موقع پر اخیم نے حنون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے بنی اسرائیل کے سالار اگر تمہیں اس بات کا دکھ اور غم ہے کہ تمہیں فلسطین میں داخل نہیں ہونے دیا جا رہا تو میں اپنے آپ کو تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں تم مجھے قتل کر دو اور اپنے اس لشکر کے ساتھ ارضِ فلسطین میں داخل ہو جاؤ کیونکہ میرے قتل کے بعد بنی اسرائیل کے یہ سردار تمہاری راہ میں رکاوٹ نہ بنیں گے اور تمہیں ارض فلسطین میں داخل ہونے دیں گے اور اگر تم مجھے قتل نہیں کرنا چاہتے تو پھر آؤ اس لشکر کے مرد اور عورتوں کے ساتھ ارض حجاز

کی طرف لوٹ چلیں اور وہاں تم لوگ یثرب شہر میں آباد ہو جاؤ اور قسم مجھے اُس خداوند کی جو زمینوں اور آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔

اور جس نے ابراہیم کے بیٹے اسماعیل کو پیغمبر بنا کر ارض حجاز کی فلاح و بہبود کے لیے روانہ کیا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ یثرب کے اندر تم خوب پھلو پھولو گے اس لیے کہ وہاں پھلوں کی کثرت ہے اور اطراف میں زمین قابل کاشت ہے لہٰذا ہم لوگ محنت کر کے وہاں اپنے لیے اناج اور پھل پیدا کر سکتے ہیں اخیم کے ان الفاظ پر حتون نے اپنی جھکی ہوئی گردن سیدھی کی ایک گہری نگاہ باری باری اُس نے اخیم اور اپنی بیٹی سلوم پر ڈالی اُس نے دیکھا اخیم کی گفتگو پر سلوم اُس کے سامنے مغموم اور پریشان کھڑی تھی تب حتون کی چھاتی تن گئی اور اخیم کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے اخیم اب تم میرے بیٹے ہو اور میں اپنے بیٹے کو کیسے قتل کر سکتا ہوں۔

اگر بنی اسرائیل کے سردار یہ چاہتے ہیں کہ میں تمہیں قتل کر کے ارض فلسطین میں داخل ہوں تو میں ایسا کرنے سے انکار کرتا ہوں۔ اے اخیم میں تمہاری خاطر ان بنی اسرائیلوں اور اس سرزمین پر لات مارتا ہوں اور میں واپس یثرب میں آباد ہونے کے لیے تیار ہوں اور اس شہر میں رہ کر میں اُس آنے والے پیغمبر کا انتظار کروں گا جس کی خبر خداوند نے موسیٰ کو دی تھی اور اُس پیغمبر کی برکت سے حتون کی یہ گفتگو سن کر اب حسین سلوم کے چہرے پر خوشیاں ہی خوشیاں اور مسکراہٹیں ہی مسکراہٹیں بکھر گئی تھیں۔

اور وہ اور زیادہ آگے بڑھ کر اخیم کے پہلو میں کھڑی ہو گئی تھی! حتون چند ثانیوں تک خاموش رہنے کے بعد اس بار بنی اسرائیل کے سرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے بولا اے بنی اسرائیل کے سردارو جاؤ واپس لوٹ جاؤ تمہیں خوش کرنے کے لیے اور فلسطین میں داخل ہونے کے لیے میں اخیم کو قتل کرنے سے انکار کرتا ہوں میں اپنے لشکر کے ساتھ واپس جا رہا ہوں اور یثرب شہر میں جا کر آباد ہو جاؤں گا وہ شہر اس وقت خالی پڑا ہے اور ہمارا منتظر ہے اور مجھے امید ہے کہ تمہاری نسبت ہم وہاں زیادہ بہتر اور پُرسکون زندگی بسر کریں گے۔

اے بنی اسرائیل کے سردارو! جاؤ واپس لوٹ جاؤ کہ ہم بھی یہاں سے یثرب شہر کی طرف کوچ کرنے والے ہیں پس بنی اسرائیل کے سردار واپس چلے گئے جب کہ حتون نے بھی اپنے لشکر کو واپس کوچ کرنے کا حکم دے دیا تھا اس طرح حتون اپنے لشکر کے ساتھ دوبارہ کوہستان ادر جبل سلع کی طرف آیا اور وہ اپنے لشکر کے مرد اور عورتوں کے ساتھ مستقل طور پر یثرب شہر میں آباد ہو گیا تھا۔

یوناف بھی حتون کے ساتھ یثرب میں آ گیا تھا اور وہ حتون کے ہاں ہی رہنے لگا تھا یثرب میں رہتے ہوئے یوناف کو ابھی چند روز ہی ہوئے تھے کہ صبح ہی صبح ایک روز ایلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیتے ہوئے پوچھا! اے یوناف اس یثرب شہر میں کب تک رہنے کا ارادہ ہے یوناف نے اس پر کہا! اے ایلیکا تم کیا چاہتی ہو کیا ہمیں یثرب میں نہیں رہنا چاہئے کیا تم کسی اور ٹھکانے کا چناؤ کر چکی ہو جس کی طرف ہمیں کوچ کرنا چاہئے ایلیکا نے کہا تم درست کہتے ہو یوناف میں نے ایک اور سمت کا انتخاب کر لیا ہے اور اب ہمیں اُسی سمت کوچ کرنا چاہئے اے یوناف ہمیں مشرق کی سرزمین سے نکلے ہوئے ایک عرصہ ہو چکا ہے آؤ یثرب سے کوچ کریں اور ایک بار پھر مشرقی زمینوں کا رخ کریں جن کے اندر عزازیل نے مجھے اس پر کر دیا تھا اور تمہیں آہنی پنجرے کے اندر بند کر کے مجبور اور بے بس بنا کر رکھ دیا تھا۔ بلکہ میرا ارادہ ہے اس بار ہند سے آگے نکل جائیں۔

آؤ یوناف مشرقی سرزمین کا رخ کریں وہاں اپنی پرانی یادوں کو تازہ کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی جائزہ لیں کہ اب وہاں کے حالات کیسے اور کس طرح کے ہیں ایلیکا کی اس گفتگو پر یوناف کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی اور اس نے اسی مسکراہٹ میں ایلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے ایلیکا تم درست کہتی ہو آؤ پھر یثرب سے مشرق کی سرزمین کی طرف کوچ کریں اور اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی لاہوتی قوتوں کو استعمال کرتا ہوا یثرب سے کوچ کر گیا تھا۔

رستم کا بیٹا سہراب سمیگان شہر میں اپنی ماں تہمینہ کے پاس رہتے ہوئے اب جوان ہو گیا تھا
ایک روز یہی سہراب اپنی ماں کے پاس آیا اور اُس وقت اس کی ماں تہمینہ دیوان خانے کے
اندر بیٹھی ہوئی تھی سہراب اُس کے سامنے بیٹھتے ہوئے اور اُسے مخاطب کرتے ہوئے
بولا! اے میری ماں آج تک تم خود ہی مجھے بتاتی رہی ہو کہ ایران کی سرزمین کے اندر میرا باپ
سب سے زیادہ طاقت ور انسان ہے اور یہ کہ وہ ایران کے ایک چھوٹے سے علاقے
سیستان کا حکمران ہے اے میری ماں، جب میرا باپ ایران کے ہر آڑے وقت میں کام آتا
ہے ہر حملہ آور سے اُس کا دفاع کرتا ہے اور جب بھی کسی دشمن کے خلاف یلغار کرتا ہو تو
میرے باپ ہی کو استعمال کیا جاتا ہے تو اے میری ماں تمہاری ان ہی باتوں سے میں نے یہ
اندازہ لگایا ہے بلکہ تم یوں کہہ سکتی ہو کہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایران کا بادشاہ میرے باپ
رستم کو ہونا چاہیے۔
اس لیے کہ ایران پر حکومت کرنے کا وہ سب سے زیادہ حق دار ہے اور اس منصب
کے لیے وہ سب سے زیادہ مناسب بھی ہے! اے میری ماں میں نے یہ فیصلہ کیا ہے
کہ آج ہی سے میں اپنے باپ کو ایران کا بادشاہ بنانے کے لیے کوشش شروع کروں گا
اس کے لیے میں ترکستان کے بہادروں کا ایک جرار لشکر تیار کروں گا اس لشکر کے ساتھ
میں ایک ایران پر حملہ آور ہوں گا۔
اور پھر تم دیکھنا اے میری ماں کہ میں ایران کے بادشاہ کی کاؤس کو ذلت آمیز شکست دینے
کے بعد اپنے باپ کو ایران کے تخت پر بٹھا دوں گا۔ اب کی اس گفتگو پر تہمینہ نے اُسے سمجھانے
کے انداز میں کہا اے میرے بیٹے تو ان خیالات کو ترک کر دے اس لیے کہ تیرا باپ تو خود ہی ایران
کا بادشاہ بننے کا خواہش مند نہیں ہے اور اگر وہ ایسا چاہتا تو اُس نے اپنی زندگی میں ضرور ایران
کا بادشاہ بننے کی کوئی نہ کوئی کوشش ضرور کی ہوتی اور جب اُس نے کوئی ایسی کوشش ہی نہیں کی
تو پھر تم کیوں اُسے زبردستی ایران کا بادشاہ بنانے کا عزم کرتے ہو بس تم خاموشی سے میرے
پاس سمیگان شہر میں زندگی بسر کرتے رہو مجھے ڈر اور خدشہ ہے کہ اگر رستم کو یہ خبر ہو گئی
کہ اُس کے ہاں لڑکی نہیں لڑکا پیدا ہوا تھا۔
تو وہ ضرور تمہیں زبردستی گھسیٹ کر اپنے ساتھ سیستان لے جائے گا اور میں یہاں تک تمہارے
انتظار اور تمہاری یاد میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاؤں گی اس پر سہراب نے مسکراتے ہوئے
کہا! اے میری ماں تم فکر مند نہ ہو میں اپنے باپ کو ایران کا بادشاہ بنانے کے لیے اپنی کوشش
کی ابتدا تو آج ہی سے کر دوں گا لیکن تم مطمئن رہو کہ میں کسی پر ظاہر ہی نہ کروں گا کہ میں رستم کا بیٹا سہراب
ہوں میں اپنے باپ پر اس وقت یہ راز افشاں کروں گا جب میں اُسے ایران کے تخت پر بٹھا
چکا ہوں گا اور تم جانو میری ماں! میرا باپ مجھے جوانی کی حالت میں دیکھ کر کیسا خوش اور مطمئن
ہوگا سہراب کی اس گفتگو پر تہمینہ بیچاری خاموش ہو رہی جب یہ سہراب اُٹھ کر باہر نکل گیا
تھا۔
اور اُسی روز سے سہراب نے ایک لشکر تیار کرنے کی کوشش کر دی تاکہ وہ کسی مناسب

وقت پر ایران پر حملہ آور ہو سکے۔ ترکستان کے بادشاہ افراسیاب کو جب یہ خبر ہوئی کہ سمیگان شہر میں سہراب نام کا ایک جوان ہے جو ایران پر حملہ آور ہونے کے لیے مقامی طور پر ایک لشکر تیار کرنے کی کوشش کر رہا ہے تو وہ یہ خبر سن کر بے حد خوش ہوا اور جس روز اُس نے یہ خبر سنی تھی اسی روز اُس نے ایک قاصد سمیگان کی طرف روانہ کیا اور اُسے حکم دیا کہ سہراب نام کے اس جوان کو عزت و احترام کے ساتھ اس کے سامنے لا کر پیش کیا جائے۔

پس جس روز افراسیاب کا یہ قاصد سمیگان شہر میں تہمینہ کی حویلی میں داخل ہوا اس روز سہراب اپنے اصطبل میں اپنے گھوڑے کو کھریرا کر رہا تھا اُس قاصد نے سہراب کی ماں تہمینہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے خاتون مجھے سہراب نام کے جوان سے ملنا ہے اور مجھے خبر ہوئی ہے کہ وہ تمہارا بیٹا ہے اور یہ بھی سن رکھو کہ میں ترکستان کے بادشاہ افراسیاب کی طرف سے آیا ہوں اور افراسیاب نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ سہراب کو عزت و احترام کے ساتھ اس کے پاس لے جایا جائے۔ اور سہراب کو اس کے سامنے پیش کیا جائے۔

اصطبل میں اپنے گھوڑے کو کھریرا کرتے ہوئے سہراب نے بھی قاصد کی یہ گفتگو سن لی تھی وہ تیزی کے ساتھ اصطبل سے نکلا قاصد کے پاس آ کر پہلے اس نے اس کے ساتھ مصافحہ کیا پھر انتہائی خوشی اور اطمینان کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس نے کہا! اے ترکستان کے بادشاہ افراسیاب کے عظیم قاصد سن رکھو کہ میں ضرور تمہارے ساتھ افراسیاب کے پاس جاؤں گا اور تم آؤ دیوان خانے میں بیٹھو کہ میں کھل کر تمہارے ساتھ گفتگو کر سکوں سہراب کی ماں تہمینہ نے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے سہراب کی طرف دیکھا شاید اس بات پر کہ وہ کیوں قاصد کے ساتھ جانے کی حامی بھر رہا ہے۔

پر سہراب نے ہاتھ کے اشارے سے اپنی ماں کو خاموش رہنے کو کہا پھر وہ قاصد کو پکڑ کر دیوان خانے میں لے گیا وہاں اس کو بٹھانے کے بعد دوبارہ اپنی ماں کے پاس آیا اُس کا ہاتھ پکڑ کر وہ دوسرے کمرے میں لے گیا اور اُسے سمجھانے کے انداز میں کہا! اے میری ماں تم فکر مند کیوں ہوتی ہو بلکہ میں تو کہتا ہوں تمہیں خوشی کا اظہار کرنا چاہیے اس لیے کہ میری دیرینہ آرزو پوری ہونے کا وقت آن پہنچا ہے۔

اے میری ماں میں ضرور اس قاصد کے ساتھ ترکستان کے بادشاہ افراسیاب کی طرف جاؤں گا ہو سکتا ہے کہ وہ میرے ارادوں کو کسی نہ کسی طرح جان اور بھانپ گیا ہو اور اسی بنا پر اس نے مجھے اپنے مرکزی شہر میں طلب کیا ہو اور اگر وہ مجھے کوئی لشکر مہیا کرتا ہے تو یہ میری خوش بختی ہو گی کیونکہ اُس لشکر کے ساتھ میں ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو تخت سے اتار کر اپنے باپ رستم کو ایران کا بادشاہ بنا دوں گا اس پر تہمینہ نے خدشات سے بھرپور آواز میں سہراب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میرے بیٹے ایسا کرنے میں ایک قباحت بھی تو ہے اور وہ یہ کہ ہو سکتا ہے تمہارے باپ رستم پر یہ ظاہر ہو جائے کہ تم ہی اُس کے بیٹے ہو اور اگر ایسا ہو گیا تو وہ ضرور تمہیں اپنے ساتھ سیستان کی طرف لے جائے گا اور میں یہاں تمہارے انتظار میں گھل گھل کر دم توڑ دوں گی۔

سہراب نے پیار سے اپنی ماں کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اے میری ماں تم اس وہم کو اپنے دل سے نکال دو کہ میرا باپ مجھے پہچان کر اپنے ساتھ سیستان لے جائے گا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنے باپ پر یہ ظاہر نہ کروں گا کہ میں کون ہوں اور اُس کے ساتھ میرا تعلق کیا ہے اور نہ اس پر اس وقت تک یہ ظاہر کروں گا کہ میں اس کا بیٹا ہوں جب تک میں ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو تخت تاج سے محروم کر کے اپنے باپ کو ایران کا بادشاہ نہیں بنا دیتا پھر اے میری ماں تو مطمئن رہ میرے یہاں سے افراسیاب کے پاس جانے اور وہاں سے کسی لشکر کے ساتھ ایران پر حملہ آور ہونے میں تمہارے لیے کوئی خدشہ کوئی غم اور دکھ نہ ہو گا اس لیے کہ میں اپنا آپ اپنے باپ پر اُس وقت ظاہر کروں گا جب وہ ایران کا بادشاہ بن جائے گا اور ایسا ہونے کے بعد تم جانتی ہو میری ماں کہ وہ سیستان میں نہیں رہے گا بلکہ ایک بادشاہ کی حیثیت سے وہ ایران کے مرکزی شہر بلخ میں آ جائے گا لہذا اے میری ماں میں اور تم بھی دونوں اپنے باپ رستم کے پاس بلخ میں جا رہیں گے۔

تو اے میری ماں تو مطمئن رہ میں جو کچھ بھی کروں گا اُس میں تیرا اطمینان اور سکون ہی ہو گا پھر سہراب پیار سے اپنی ماں کا کندھا تھپتھپاتا ہوا دیوان خانے کی طرف چلا گیا سہراب نے سب سے پہلے اس قاصد کی تواضع یہ کی کہ اُس نے انگور کا رس نکال کر پلایا پھر وہ اس کے سامنے بیٹھ گیا اور اُس کو مخاطب کرتے ہوئے اُس نے پوچھا اے افراسیاب

کے قاصد کیا تم مجھے یہ بتا سکو گے کہ ترکستان کے بادشاہ افراسیاب نے کیوں مجھے اپنے پاس طلب کیا ہے اس پر وہ قاصد نشست پر سیدھا ہو کر بیٹھا پھر سہراب کو مخاطب کرتے ہوئے اُس نے کہا اے سہراب افراسیاب کے پاس یہ خبر پہنچی تھی کہ سمنگان شہر میں سہراب نام کا ایک جوان ایران کے خلاف نفرت اور حقارت کے جذبات رکھتا ہے۔

اور وہ ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو اُس کے تخت و تاج سے محروم کرنا چاہتا ہے پس اے سُہراب افراسیاب کو تمہاری یہی باتیں پسند آئی ہیں اور اب اس نے تمہیں اس لیے اپنے پاس طلب کیا ہے تاکہ تمہارے لیے ایک جرار لشکر تیار کرے اور اُس لشکر کا سپہ سالار بنا کر ایران پر حملہ آور ہونے کے لیے روانہ کرے تاکہ تم اپنی خواہش کے مطابق ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو اُس کے تخت سے محروم کر سکو۔

تھوڑی دیر کے لیے سہراب کی گردن جھک گئی تھی اُس کے چہرے پر دور دور تک خوشی اور سکون ہی سکون تھا پھر اُس نے اپنی گردن سیدھی کی اور پانی کی دیوی ناھیدہ کی قسم کھاتے ہوئے اس نے افراسیاب کے قاصد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! قسم ناہیدہ کی افراسیاب نے کیا خوب میرے جذبات کا اندازہ لگایا ہے اور کیا خوب اُس نے میری خواہشات کی قدر دانی کی ہے اے قاصد سنو میں تمہارے ساتھ افراسیاب کے پاس جانے کے لیے تیار ہوں اور میں لشکر کا سپہ سالار بن کر ایران پر حملہ آور ہونے کی پیشکش کو بھی بخوشی قبول کروں گا پس اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم کب تک یہاں سے روانہ ہو سکو گے اس لیے کہ میرا دل کہتا ہے کہ تم تھکے ہوئے ہو گے اور چند دن آرام کرنا چاہو گے اس پر اُس قاصد نے کہا نہیں ہرگز نہیں میں گذشتہ دن یہاں سمنگان میں داخل ہوا تھا اور میں نے آرام کرنے کی خاطر ایک سرائے میں قیام کر لیا تھا۔

اب میں اور میرا گھوڑا دونوں ہی تازہ دم ہیں لہذا جب آپ چاہیں میں آپ کے ساتھ کوچ کر سکوں گا اس پر سہراب نے فیصلہ کن انداز میں کہا اگر ایسا ہے تو پھر سنو ہم کل یہاں سے کوچ کریں گے اس لیے کہ افراسیاب کی طرف جانے کے لیے بہرحال مجھے کچھ تیاری بھی کرنا ہو گی اس پر وہ قاصد اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور سہراب کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا! اے سہراب میں چاہتا ہوں کہ آج کا دن اور آنے والی رات کو اُس سرائے میں ہی قیام کروں گا اور میرا گھوڑا ابھی اس وقت وہیں ہے پس تم

اپنی تیاری مکمل کر لو کل اسی وقت میں پھر تمہارے پاس آؤں گا اور پھر ہم دونوں یہاں سے افراسیاب کی طرف کوچ کر جائیں گے۔

سہراب نے اُس قاصد کی گفتگو سے اتفاق کیا پس دونوں نے آپس میں مصافحہ کیا اور اُس کے بعد قاصد وہاں سے چلا گیا تھا اس طرح دوسرے روز سہراب اپنی ماں سے اجازت حاصل کرنے کے بعد اُس قاصد کے ساتھ افراسیاب کی طرف روانہ ہو گیا تھا سُہراب جس روز ترکستان کے مرکزی شہر میں داخل ہوا اُسی روز اُسے ترکستان کے بادشاہ افراسیاب کے سامنے پیش کر دیا گیا تھا افراسیاب نے اُس کی بڑی عزت افزائی کی اُسے اپنے قریب ایک بلند نشست پر بٹھایا پھر بڑی شفقت سے اُسے مخاطب کرتے ہوئے اُس نے کہا! اے سہراب مجھے یہ خبر ملی تھی کہ تم ایران پر حملہ آور ہونے کے بڑے خواہش مند ہو اور تمہاری یہ بہت بڑی آرزو تھی۔

کہ تم ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو اُس کے تخت و تاج سے محروم کر دو اور میں نے یہ بھی سنا تھا کہ تم نے ایسا کرنے کے لیے سمنگان کے شہر میں کچھ جوانوں کو اپنے ساتھ ملا کر ایک لشکر بھی تشکیل دینا شروع کر دیا تھا! اے سہراب جو کچھ میں نے سنا ہے کیا یہ سچ ہے اس پر سہراب کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی اپنی نشست پر اُس نے پہلو بدلا پھر وہ بولا! اے بادشاہ آپ نے درست ہی سنا ہے یقیناً یہ میری دلی خواہش ہے کہ میں ایران پر حملہ آور ہوں اور کیکاؤس کو اُس کے تخت و تاج سے محروم کر دوں اس لیے کہ تھوڑے سالوں میں ایران بار بار ترکستان پر حملہ آور ہوتا رہا ہے اور میری یہ خواہش ہے کہ میں ایران سے ترکستان پر گزشتہ حملوں کا انتقام لوں اس موقعہ پر سہراب جان بوجھ کر یہ بات چھپا گیا تھا کہ وہ ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو تخت و تاج سے محروم کر کے اپنے باپ رستم کو ایران کا بادشاہ بنانا چاہتا ہے۔

اور ایسا اُس نے اس بنا پر کیا تھا کیونکہ اُس نے اپنی ماں تہمینہ سے وعدہ کر رکھا تھا کہ وہ اس وقت تک کسی پر یہ ظاہر نہ کرے گا کہ وہ رستم کا بیٹا سہراب ہے جب تک وہ ایران پر حملہ آور ہونے کے بعد رستم کو ایران کے تخت و تاج کا وارث نہیں بنا دیتا

سہراب کے اس جواب پر افراسیاب کی آنکھوں میں خوشی کی چمک اور چہرے پر امید بھری رونقیں برس گئی تھیں۔

پھر اُس نے پیار اور شفقت سے سہراب کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اے میرے عزیز اگر ایسا ہے تو پھر سن رکھو تمہاری اس خواہش تمہاری اس آرزو کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے اس لیے کہ میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ میں تمہیں ایک جرار لشکر کا سپہ سالار بنا کر روانہ کروں گا تاکہ تم ایران پر حملہ کرو اور ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو تخت سے محروم کر کے ترکستان پر ہونے والی گذشتہ زیادتیوں کا انتقام لو اے سہراب اس لشکر کا تمہیں سپہ سالار بنایا جانے والا ہے اُس لشکر کی تشکیل اور تیاری میں نے پہلے ہی مکمل کر رکھی ہے اب یہ فیصلہ میں تم پر چھوڑتا ہوں کہ تم کب تک یہاں سے ایران کے مرکزی شہر بلخ کی طرف کوچ کرنا پسند کرو گے۔

افراسیاب کی اس گفتگو پر سہراب کی حالت عجیب سی ہو گئی تھی اور وہ یہ محسوس کر رہا تھا۔ جیسے اُس کی ساری خواہشیں ساری آرزوئیں مجسم ہو کر اُس کے سامنے آن کھڑی ہوں تھوڑی دیر تک وہ ان ہی خیالات میں ڈوبا رہا پھر اُس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور افراسیاب کو مخاطب کر کے اُس نے کہا! اے بادشاہ میں ایک ماہ تک یہاں آپ کے پاس قیام کروں گا اور جس لشکر نے میرے ساتھ روانہ ہونا ہے اُسے میں اپنے اندازوں اور اپنے طریقوں کے مطابق تربیت دوں گا تاکہ جنگ میں وہ لشکر میرے اشاروں پر کام کر سکے اور میں ایران کے بڑے سے بڑے لشکر کو بھی شکست دینے میں کامیاب ہو سکوں اس پر افراسیاب نے سہراب کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

اے سہراب اس معاملہ میں تم سے مکمل طور پر میں اتفاق کرتا ہوں اگر تم ایک ماہ تک اپنے لشکر کو اپنے طریقہ کار کے مطابق تربیت دیتے ہو تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تم اپنی خواہش کے مطابق اس لشکر سے کام لے سکو گے اس کے ساتھ ہی افراسیاب اٹھ کھڑا ہوا اور سہراب سے اُس نے کہا اے میرے عزیز اب تم میرے ساتھ آؤ تاکہ میں تمہیں بتاؤں کہ شاہی محل کے کس حصے میں تمہارا قیام ہو گا اور کن میدانوں کے اندر تم اپنے لشکر کو تربیت دو گے سہراب بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر افراسیاب اس کا ہاتھ تھام کر اُسے اپنے کمرے سے باہر لے جا رہا تھا۔

اپنے لشکر کو لگاتار ایک ماہ تک تربیت دینے کے بعد سہراب نے ایران کی طرف کوچ کیا ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو جب خبر ہوئی کہ ایک ہزار لشکر ترکستان سے اس کی سرزمین پر حملہ آور ہونے کے لیے کوچ کر چکا ہے تو اس نے دو کام کئے اول یہ کہ اس نے رستم کو سیستان سے طلب کر لیا اور دوسرا کام اُس نے یہ کیا کہ جرار لشکر اُس نے بھی تیار کیا اور اسے سہراب کا راستہ روکنے اور اُس کی سرکوبی کرنے کے لیے روانہ کر دیا ترکستان اور ایران کے یہ دونوں عساکر اپنی سرحدوں پر ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہوئے ایرانیوں کا خیال تھا کہ وہ اس جنگ میں ترکوں کو مار بھگائیں گے۔

لیکن جب جنگ شروع ہوئی تو ترکوں نے ایرانیوں کو روند کر رکھ دیا اس لیے کہ سہراب بہترین انداز میں لشکر کی کمان داری کر رہا تھا لہٰذا ترکوں کے ہاتھوں ایرانیوں کو ذلت آمیز شکست ہوئی اور سہراب کے سامنے سے ایرانی لشکر بھاگ کھڑا ہوا ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو جب اس ایرانی لشکر کی شکست کی اطلاع ملی تو اُس نے سہراب کو روکنے کے لیے ایک اور لشکر روانہ کیا لیکن سہراب ایسی غضب ناکی کے ساتھ اس لشکر پر بھی حملہ آور ہوا کہ اُسے بھی اُس نے شکست دی اس طرح لگاتار تین چار بار سہراب نے ایرانی لشکر کو روندھا اور اُسے شکست دے کر اپنے سامنے سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا تھا۔

یہاں تک کہ سہراب کا باپ رستم بھی سیستان سے بلخ پہنچ گیا ایران کے بادشاہ کیکاؤس نے اپنی ساری عسکری قوت کو جمع کیا ایک بہت بڑا لشکر اُس نے تیار کیا اور اس لشکر کا سالار رستم کو بنا کر اس نے سہراب سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کر دیا۔

سہراب دُور تک یلغار کرتا ہوا ایران کے خوب اندر تک چلا گیا تھا کہ رستم نے اپنے لشکر کے ساتھ اس کی راہ آن روکی پس جنگ کرنے کے لیے دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے خیمہ زن ہونے کے بعد صف آراء ہوئے جب دونوں لشکر جنگ کرنے کے لیے تیار ہو گئے تب رستم اپنے گھوڑے پر سوار اور اپنی تلوار فضا میں بلند کئے اپنے لشکر سے نمودار ہوا دونوں لشکروں کے وسط میں آکر اُس نے بلند آواز میں سہراب کے لشکر کی طرف منہ کر کے پکارا کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو میرے ساتھ انفرادی جنگ کرے اور دیکھے کہ میری تلوار کی دھار اور اس کی کاٹ کیسی ہولناک ہے۔

اس پر سہراب نے اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگائی اور رستم کی طرف بڑھا اور اس کے سامنے اپنے گھوڑے کو روکتے ہوئے کہا! اے ایران کے عسکری! میں نہیں جانتا تو کون ہے اور تیرے لشکر میں تیری کیا حیثیت ہے پر تو نے میری خواہش کی ضرور تکمیل کی ہے میں چاہتا تھا کہ ایرانی لشکر سے نکل کر مجھے انفرادی جنگ کی کوئی دعوت دے پس میں تیرے ساتھ ان میدانوں کے اندر جنگ کروں گا اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہیں چت کر کے واپس چلا جاؤں گا رستم اور سہراب اس موقعہ پر چونکہ دونوں اپنے چہرے اپنے آہن خودوں کے اندر چھپائے ہوئے تھے۔

لہٰذا وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکتے تھے اور اگر دیکھ بھی لیتے تب بھی وہ باپ بیٹا ایک دوسرے کو پہچان تو نہ سکتے تھے اس لیے کہ انہوں نے زندگی بھر ایک دوسرے کو دیکھا تک نہ تھا رستم کو شاید سہراب کی گفتگو پسند آئی تھی لہٰذا اس نے اُسے مخاطب کر کے کہا! اے میرے مقابل آنے والے کیا تو مجھے اپنا حسب ونسب نہ بتائے گا۔ اور مجھ سے بھی نہ پوچھے گا کہ میں کون ہوں اور اپنے لشکر کے اندر میں کیا حیثیت رکھتا ہوں سہراب نے رستم کی اس گفتگو کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا! میں حسب ونسب پوچھنے کا قائل نہیں ہوں اور نہ ہی میں اسے جاننے اور بتانے کی ضرورت محسوس کرتا ہوں میں تو صرف یہ جانتا ہوں کہ میں نے اس میدان میں تمہیں زیر کرنا ہے اور ایرانی لشکر کی تباہی اور بربادی کا باعث بننا ہے۔

سہراب کے اس دعویٰ پر رستم نے کہا اگر ایسا ہے، تو پھر سن رکھو اگر میں آج تک نہ کسی ظالم سے دبا ہوں، نہ میں کسی متکبر کے سامنے جھکا ہوں۔ اے میرے سامنے آنے والے اور میرا مقابلہ کرنے والے نوجوان! اپنے دل کی قرطاس پر یہ لکھ رہا ہوں کہ اپنی طویل زندگی میں بڑے بڑے بہادروں اور شہ زوروں پر میں حملہ آور ہوا اور انہیں عذابناک لمحوں میں مبتلا کر کے اور ان کی رگوں میں خوف کا رقص بھرا میں نے ان کی حالت شوریدہ فراجی اور اعصاب شکنی جیسی کر کے رکھ دی تھی اے نوجوان! سن رکھ! موت وحیات کی اس کشمکش کے دوران میں تیری حالت بھی مشیت کی چکی میں پستے ذروں، بے کراں ٹھہرے سنسان سناٹوں، سنگلاخ ریت کے صحرا اور رقت کے کائے منحوس سمندر جیسی کر کے رکھ دوں گا اور جب میں تجھے خون میں نہلا کر زمین پر چت کر کے اور تیری چھاتی پر اپنا پاؤں رکھ کر اپنی فتح مندی کا اعلان کر رہا ہوں گا۔ اس وقت تو پچھتا رہا ہو گا کہ تو نے کیوں میرے ساتھ مقابلہ کرنے کی ٹھانی۔

جب رستم خاموش ہوا تب سہراب نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے اجنبی! میں نہیں جانتا تو کون ہے۔ اور کیوں میرے ہاتھوں اپنی موت طلب کرنے آگیا ہے اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ تو سنجیدہ گفتگو سے لاف زنی پر بھی اتر آیا ہے اگر ایسا ہے تو پھر میری بھی سن۔ میں دیکھتا ہوں کہ تیری عمر ڈھلتی جا رہی ہے۔ جب کہ میں تیرے سامنے ایک نوجوان کھڑا ہوں۔ تیری میری حالت ایسے ہی ہے جیسے ایک طرف طلوع ہوتا اور دوسری طرف غروب ہوتا سورج ہو۔

اے اجنبی! تو بھی اپنے صفحہ دل پر لکھ رکھ کہ میں ان جوانوں میں سے ایک ہوں جو آندھیوں کی شدت اور افق کی لالی کی طرح تمدن پر کمند، اور طوفانوں پر زقند لگاتے ہیں میں یہ بھی جانتا ہوں کہ نیزے کی چمکتی انی اور سر کا خون فشاں تلوار قہر انیت برساتی ہوئی حسرتوں کے انبار اور زندگی کی محرومیوں کے ڈھیر لگا دیتی ہے۔ میں نے دکھوں کا آسیب اور غموں کی یلغار بن کر بڑے بڑے سورماؤں کو شرافت نسبی اور وقار و اکرام سے محروم کر دیا۔ اے اجنبی! میں وہ جوان ہوں جو اپنی فتح مندی کی خاطر جسموں کو لخت لخت، روحوں کو ریزہ ریزہ اور طاقت وقوت کی تنقید و تذلیل اور شکست وریخت کو فن جانتا ہے پس میرے ساتھ مقابلہ کرنے سے قبل یہ سوچ کر میری طرف بڑھنا کہ تیرا مقابلہ ایک دریدہ دہن وحشی اور رقت کی آندھیوں کے بدترین آشوب سے ہے۔

رستم نے اپنے سر پر اپنا آہنی خود درست کیا، اپنے سامنے اس نے اپنی تلوار لہرائی اور پھر فیصلہ کن انداز میں اس نے کہا، اے اجنبی! آ باتوں اور طنز میں وقت ضائع کرنے کے بجائے مقابلے کا آغاز کریں اور دیکھیں کہ کس کی تلوار کسے زیر کرتی ہے یہ دیکھیں زندگی کس کا ساتھ دیتی ہے اور تقدیر کے گماشتے کس کی پیشانی پر فتح مندی کی مہر ثبت کرتے ہیں۔ سہراب نے اس بار جواب میں کچھ بھی نہ کہا بس اس نے بھی اپنا خود درست کیا۔ اپنی تلوار اپنے سامنے لہرائی۔ پھر وہ دونوں دست اجل کی سفاکی اور زوال و فنا کی درندگی کی طرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

دونوں کافی دیر تک جم کر لڑتے رہے۔ اور ان دونوں نے اس مقابلے کے دوران

رزم گاہ پر گہری خاموشی اور بھیانک سکوت طاری رہا۔ ایسا لگتا تھا ان دونوں نے فیصلہ کر لیا ہو کہ وہ ایک دوسرے کی آمریت کی رعونت، حسن عمل اور اعتماد کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیں گے۔ پھر آہستہ آہستہ اس مقابلے کے نتائج سامنے آنے لگے کیونکہ سہراب کی حالت تھکاوٹ و درماندگی میں۔ ضمیر کے بوجھ ندامت کے احساس اور بوجھ تلے دبی گردن جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ بلکہ دوسری طرف رستم اسی وقت کے ریت سلگتی دہلی کے صحرا! دروازوں پر دستک دینے اپنے والی آندھیوں اور تابندہ لمحات کی طرح ابھی تازہ دم ہی تھا اور وہ تیز غراتی ہوئی موجوں کی طرح حملہ آور ہو رہا تھا۔

رستم نے بھی سہراب کی اس حالت کا اندازہ لگا لیا تھا۔ لہٰذا اس مقابلے کا خاتمہ کرنے کی خاطر ایک بار بلند آواز میں اس نے اپنا جنگی نعرہ مارا پھر اس نے تقدیر کے اٹھتے بگولوں اور وقت کے بپھرے ہوئے تند دھاروں کی طرح ایک خوف ناک وار سہراب پر کیا سہراب اپنی تھکن اور پژمردگی کے باعث اس وار کو روک نہ سکا اور رستم کی تلوار سہراب کے سینے میں سے ہوتی ہوئی پار ہو گئی تھی۔ سہراب کے ہاتھ سے اس کی تلوار اور ڈھال گر گئی وہ کھجور کے کٹے ہوئے تنے کی طرح زمین پر گر گیا تھا۔ سہراب کے زمین پر گرتے ہی رستم پریشان اور حیرت زدہ ہو کر رہ گیا تھا۔ زمین پر گرنے سے سہراب کا بازو ننگا ہو گیا تھا اور رستم نے دیکھا اس کے بازو پر وہی مہرہ بندھا ہوا تھا جو سمیگان شہر سے رخصت ہوتے وقت اس نے اپنی بیوی تہمینہ کو دیا تھا۔ انتہائی تعجب کی اور پریشانی میں رستم آگے بڑھا سہراب کے پاس وہ بیٹھ گیا پھر اس نے پوچھا۔

اے اجنبی نوجوان! کیا اب بھی تو مجھے یہ نہ بتائے گا کہ تو کون ہے تیرا کیا نام ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ قیمتی مہرہ جو تیرے بازو پر بندھا ہوا ہے یہ تو نے کہاں اور کس سے حاصل کیا ہے۔ سہراب نے اپنے آپ کو سنبھالا غور سے اس نے ایک بار رستم کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے پانی مانگا۔ رستم فوراً اٹھ کر اپنے گھوڑے کی طرف بھاگا۔ زین سے بندھی ہوئی چھاگل اس نے اتاری اور سہارا دے کر اس نے خود سہراب کو پانی پلایا، سہراب نے اپنا منہ صاف کیا پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے زخم سے بہتے والے خون کو دباتے ہوئے اس نے کہا۔ اے اجنبی! اب میں ضرور تیرے سوالوں کا جواب دوں گا۔ سن! میرا نام سہراب ہے اور میں سمیگان شہر کا رہنے والا ہوں ترکستان کے بادشاہ نے میری بہادری اور ایران کے بادشاہ کے خلاف میری نفرت کے چرچے سن کر مجھے اپنے لشکر کا سالار مقرر کر کے اس طرف روانہ کر دیا۔ آہ برا ہوا اس وقت کا جب میں نے اس عہدے کو قبول کیا۔ اور ترکستان کے اس لشکر کا سالار بن کر ادھر روانہ ہوا۔

آہ! میں اب مر رہا ہوں۔ اور جب سمیگان شہر میں میری موت کی خبر میری ماں کو ہو گی تو وہ بچاری اور دکھیاری ماں زندہ نہ رہ سکیگی۔ کیونکہ وہ تو مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتی ہے اور اے اجنبی! یہ جو تو نے مہرے کی بات کی ہے تو یہ مہرہ میری ماں نے میرے بازو پر باندھا تھا۔ رستم نے چونک کر پوچھا۔ اے سہراب تیری ماں کا نام کیا ہے۔ اس پر سہراب نے اذیت اور کرب کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اس کا نام تہمینہ ہے اور وہ سمیگان شہر کے حکمران کی بیٹی ہے۔ اس بار رستم نے ٹوٹتی آواز اور ڈوبتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ اور اے سہراب تیرے باپ کا کیا نام ہے۔ سہراب بڑی مشکل سے بولا میرے باپ کا نام رستم ہے۔ اور میں ترکستان کے لشکر کا سپہ سالار بن کر صرف اس غرض سے اس طرف آیا تھا کہ ایران کے بادشاہ کو ہٹا کر اپنے باپ رستم کو ایران کے تخت و تاج کا مالک بنا دوں۔ اس پر رستم سہراب سے چمٹ گیا اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔

سہراب نے اپنے زخم کی تکلیف کو ضبط کرتے ہوئے دکھ اور تعجب کی ملی جلی آواز میں پوچھا اے اجنبی تو کیوں روتا ہے کیوں مجھ سے چمٹ کر آہ و زاری کا اظہار کرتا ہے۔ میں تو اب چند لمحوں کا مہمان ہوں۔ تجھے تو خوش ہونا چاہیے کہ تو یہ مقابلہ جیت چکا ہے اور میں تیرا مد مقابل تیرے سامنے چت اور شکست خوردہ پڑا ہوا ہوں۔ میں حیران ہوں کہ اپنی کامیابی اور فوز مندی پر خوشیاں منانے کے بجائے تو کیوں مجھ سے لپٹ لپٹ کر رو رہا ہے کیا تو اپنی اس فتح پر خوش نہیں کیا تو اپنی اس کامیابی پر مطمئن نہیں ہے۔

رستم نے اپنے آپ کو سنبھالا، اور سہراب سے کہا، اے سہراب! یہ مقابلہ تو نہیں میں ہارا ہوں جس طرح پانی رواں ہو تو پانی رہتا ہے ورنہ غلاظت بھرا جوہڑ کہلاتا ہے۔ ایسے ہی انسان کی نسل چلتی رہے تو وہ یاد کیا جاتا ہے۔ ورنہ دہر کی یہ گردش اسے فراموش کر کے رکھ دیتی ہے۔ اے سہراب! میری حالت بھی ایک غلاظت بھرے جوہڑ جیسی ہو کر رہ گئی ہے۔ آہ اس مقابلے کے میدان میں بدنصیبی کے سائے اور قسمتوں بیوپاری لمحے میری گھات میں تھے۔ اے سہراب! میں تیرا باپ رستم ہوں۔

اہ میں وہی ہوں جسے تو ایران کا تاج و تخت دلانے کی خواہش لے کر آیا تھا۔ اے میرے فرزند! کاش تو نے مجھے یہ مقابلہ شروع کرنے سے قبل باپ کا نام اور اپنا حسب و نسب ہی بتا دیا ہوتا۔ تو میں آج یہ خونی لمحات اور ویران و برباد کر دینے والی ساعتیں نہ دیکھ رہا ہوتا۔

سہراب اپنے زخم کی تکلیف اور اذیت کو فراموش کرتے ہوئے بری طرح رستم سے لپٹ گیا۔ اور مایوسیاں ٹپکاتی آواز میں اس سے کہا: "اے میرے باپ! کاش مجھے خبر ہوتی کہ یہ مقابلہ میں اپنے ہی باپ کے ساتھ کر رہا ہوں تو میں اپنا ہاتھ روک دیتا۔ اے میرے باپ ایک سمنگان شہر سے نکلنے کے بعد آپ نے میری اور میری ماں کی خبر تک نہ لی۔ حالانکہ میں روزانہ سمنگان شہر سے باہر نکل کر آپ کے اس راہ انتظار کیا کرتا تھا کہ شاید کسی روز آپ آجائیں۔

رستم نے سہراب کی پیشانی چومی اور کہا: اے میرے فرزند! میری سب سے بڑی خواہش تھی کہ میرے ہاں بیٹا ہو۔ لیکن جب تیری ماں نے میرے ہی بھیجے ہوئے ایلچی کے ذریعے مجھے یہ کہلا بھیجا کہ میرے ہاں لڑکی ہوئی ہے تو میں دل برداشتہ سا ہو گیا اور پھر سمنگان کا کبھی رخ نہ کیا۔ سہراب بڑی مشکل سے جواب دینے کی خاطر بولا: "اے میرے باپ میری ماں نے اس لیے لڑکی بتایا کہ اسے خدشہ تھا کہ اس نے یہ بتا دیا کہ بیٹا پیدا ہوا ہے تو آپ اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ سیستان لے جائیں گے اور وہ بیچاری اکیلی سمنگان شہر میں اپنے بیٹے کے انتظار میں گیلی لکڑی کی طرح سلگ سلگ کر ختم ہو جائے گی۔

سہراب اپنی لمحہ بہ لمحہ ڈوبتی آواز کو سنبھالنے کے لیے تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر اس نے مدہم، کمزور اور دھیمی سی آواز میں کہا: پر اب ایسی گفتگو کا کیا فائدہ۔ اب تو تقدیر کے عناصر اپنا کام کر چکے ہیں۔ اب تو موت کی کالی گاڑھی چپ دلدل میرے سامنے ہے، گدھ کی چونچ کی طرح مرگ میری منتظر ہے۔ آہ اجل کی بیڑیاں جھنجھنا رہی ہیں۔ چند ہی لمحوں بعد میری ساری صداقتیں خاموش ہو جائیں گی، موت اور عمل کے درمیان فاصلے ختم ہو جائینگے۔ موت خوفناک سیاہ رات اور راز ہائے بستہ کی طرح مجھ پر چھا جائیگی۔ کاش میری مرگ پر میری ماں کو کوئی تسلی دینے والا ہوتا یا میرا کوئی اور بہن بھائی ہی ہوتا جس کی موجودگی میں وہ میری مرگ کو فراموش کر سکتی۔ ہائے حیف! میری ماں کی حالت ہزاروں سلگتی ساعتوں اور اندھیروں کے خرابوں جیسی ہو کر رہ جائیگی۔

رستم بے تاب ہو کر سہراب کے منہ پر اپنا کا ہاتھ رکھ دیا تھا۔ پھر وہ بری طرح اس سے لپٹ کر آہ و زاری کرنے لگا تھا۔ اچانک رستم نے بے چین ہو کر سہراب کے منہ سے اپنا ہاتھ ہٹایا تھا اسے یوں لگا تھا جیسے سہراب کی سانس بند ہو گئی ہو تڑپ کر جب اس نے سہراب کی نبض پر ہاتھ رکھا تو اس کی حالت ذلت و بپتی کے کفن جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس لیے کہ سہراب دم توڑ چکا تھا۔ آہ و زاری کرتے ہوئے رستم نے سہراب کی لاش کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر اپنے گھوڑے پر رکھا۔ پھر اس نے دونوں لشکروں پر راز کھول دیا کہ سہراب میرا بیٹا ہے۔ اس پر ترکستان کا لشکر جنگ کیئے بغیر واپس لوٹ گیا جب کہ رستم بھی اپنے بیٹے کی لاش لے کر اپنے لشکر کے ساتھ واپسی کا کوچ کر گیا تھا۔ بیٹے کی مرگ غم رستم برداشت نہ کر سکا۔ اور کچھ ہی دنوں بعد وہ خود بھی موت سے ہم آغوش ہو گیا تھا۔

یثرب سے نکلنے کے بعد یوناف اور ابلیکا امیریان[1] کی سرزمین میں نمودار ہوئے وہ ساحل سمندر پر نمودار ہوئے تھے۔ جہاں کچھ کشتیاں کھڑی تھیں۔ ایک بوڑھا کنارے پر بیٹھا ٹوٹے ہوئے جال مرمت کر رہا تھا۔ اور اس کے قریب عقب میں ان گنت مرد، عورتیں اور بچے کنارے پر کھڑی کشتیوں کے اندر سے مچھلیاں نکال نکال کر ناریل کی بنی ہوئی چٹائیوں پر رکھ رہے تھے۔ یوناف نے دیکھا وہ لوگ ناریل اور گھاس کے ریشے یا کھال کے لباس پہنے ہوئے تھے۔ مرد زیادہ تر لنگوٹ میں تھے جب کہ عورتوں کا لباس ان سے مختلف تھا۔ کچھ کشتیاں سمندر کے اندر تیر رہی تھیں۔ اور ان میں سوار مرد اور عورتیں جال پھینک پھینک کر مچھلیاں پکڑ رہے تھے۔

یوناف آگے بڑھ کر اس بوڑھے کے پاس آیا کہ اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے.

---

[1] امیریان ایک بہت بڑا جزیرہ ہے۔ آج کل یہ انڈونیشیا میں شامل ہے۔ اس کا موجودہ نام نیوگینی ہے۔ یہاں کے لوگ نیم وحشی اور کچھ آدم خور بھی تھے (ماخوذ از تاریخ انڈونیشیا از ادارہ ثقافت اسلامیہ)

پوچھا اے میرے بزرگ! میں ان سرزمینوں کے اندر اجنبی ہوں۔ اگر آپ میری خاطر کچھ وقت نکال سکیں تو میں ان سرزمینوں اور یہاں کے رہنے والے باشندوں کی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میرا نام یوناف ہے اور مغرب کی سرزمینوں سے اس طرف آیا ہوں۔ اس بوڑھے نے جال مرمت کرنا بند کر دیا۔ ایک بار غور سے اس نے یوناف کی طرف دیکھا پھر کہا۔ بیٹھو! تم اپنے چہرے سے مجھے کوئی اچھے اور نیک انسان لگتے ہو میرا نام ماترم ہے اور جس سرزمین میں تم کھڑے ہو اس کا نام ایریان ہے۔

اے اجنبی! میں نہیں جانتا تم کس غرض سے ان سرزمینوں کی طرف آئے ہو تاہم میں تمہیں ضرور اس سے متعلق تفصیل کے ساتھ بتاتا ہوں۔ جس سرزمین کے اندر اس وقت تم کھڑے ہو اور اس کے اطراف و اکناف کے دوسرے جزائر میں زیادہ تر کیپنٹیؔ، ہنگونی، زنگی، پاپوانی، مالبنایانی اور حاوی نسل کے لوگ بستے ہیں۔ یہاں کے لوگ قبیلوی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور قبیلے کا سردار ہی ان کا حاکم ہوتا ہے اور اس سردار کو بنگو لوکہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے ان سرزمینوں کے اندر دو طرح کے لوگ بستے ہیں۔ ایک وہ جو ہماری طرح سمندر یا دریاؤں کے ساحل یا اندرون ملک میں رہتے ہیں اور اپنے لیے باقاعدہ گھر بنا کر زندگی بسر کرتے ہیں ایسے لوگوں کا بڑا ذریعہ آمدنی زراعت ہے۔

دوسری قسم کے لوگ وحشی یا نیم وحشی ہیں۔ ایسے لوگ غاروں یا درختوں اور چٹانوں پر گھاس پھوس کی جھونپڑیاں بنا کر رہتے ہیں۔ مرد اور عورت دونوں کو ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کا حق حاصل ہے۔ بچوں کی پرورش کا زیادہ تر ذمہ دار باپ کے بجائے ماموں ہوتا ہے۔ یہ وحشی قبائل جنگل کی پیداوار پر گزر بسر کرتے ہیں۔ لیکن ان میں سے اکثر لوگ آدم خور بھی ہیں۔ اور ان لوگوں کے اندر انسانوں کے سر کاٹنے کا طریقہ بھی رائج ہے ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جس شخص کا سر کاٹ لیا جائے اس کی روح سر کاٹنے والے کی تابع اور غلام بن جاتی ہے، چنانچہ یہ لوگ اپنے دشمنوں کے سر کاٹ کر محفوظ رکھتے ہیں۔ تا کہ

لہ ماخوذ از تاریخ انڈونیشیا

تہ یہ تفصیل افسانوی نہیں بلکہ انڈونیشیا کی باقاعدہ تاریخ سے حاصل کی گئی ہے۔

بہت سی روحیں ان کی غلام بن کر رہیں۔

اس کے علاوہ کٹے ہوئے یہ انسانی سر ان کے معاشرتی مسائل کا ایک حل بھی ہے کیونکہ جب کبھی یہ لوگ اپنے دشمنوں کے سر کاٹتے ہیں۔ اور جن کے سر کاٹے جاتے ہیں ان کے رشتہ دار جب کٹے ہوئے سر طلب کرنے آتے ہیں تو یہ لوگ ان سے معاوضہ لے کر سر واپس کرتے ہیں۔ اس طرح سے یہ کٹے ہوئے سر ان لوگوں کی روزی کا ایک ذریعہ ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے کٹے ہوئے سروں کو عبادت اور جادو کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں کے لوگ عموماً مردوں کی پرستش کرتے ہیں۔ روحوں کے بہت زیادہ قائل ہیں اور اچھی بری روحوں کو خوش کرنے کے لیے مرغ، سوئر، بھینس اور بعض اوقات آدمی کی بھی قربانی دیتے ہیں۔ اکثر لوگ یہاں دیوتاؤں کو مانتے ہیں۔ اور سب سے بڑا دیوتا انگروٹ ہے جس کے مندر اس سرزمین پر تم اکثر دیکھو گے۔ انگیرو دیوتا کا سب سے بڑا مندر مرادک میں ہے۔

یہ سمندر کے کنارے سامنے جو بستیاں دکھائی دے رہی تھیں، یہی مرادک شہر ہے اور اس کے مشرق سمندر کنارے کی چٹانوں کے اوپر انگرو دیوتا کا سب سے بڑا مندر ہے ان مندروں کے نگران اور پجاری زیادہ تر جادوگر ہی ہوتے ہیں اور یہ اپنے منتروں کے ذریعے لوگوں کا علاج بھی کرتے ہیں یہاں کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ موت بھی ایک جادو ہے اور بھوت یہ جادو کرتے ہیں۔ بیماری بھی ان کے خیال میں ایک جادو ہی ہے اور یہ بھی بھوتوں کی شرارت ہوتی ہے۔ لہٰذا لوگ اپنی زندگی میں جادو کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ یہاں کی آب و ہوا بہت گرم اور خشک ہے۔ وسطی علاقوں میں بہت بلند کوہستانوں کے سلسلے بھی ہیں۔ جو آتش فشاں ہیں اور اکثر لاوا رکھتے ہیں۔ یہاں کی خاص پیداوار میں گندم، چاول، ساگو دانہ، روئی، سنکنا کی چھال، کوکو، ناریل، نیشکر اور مونگ پھلی ہوتی ہے۔ زراعت گلہ بانی اور ماہی گیری بھی لوگوں کے بہترین معاش میں ہے۔

یہاں شکار کئے جانے والے جانور بھی بکثرت ہوتے ہیں۔ پرندوں میں یہاں کا مرغ بہت مشہور ہیں۔ مرادک کے علاوہ خاک اور ماتو کواری بھی یہاں کے بڑے شہر ہیں مرادک

لہ انگرو کو ہندو اپنے سب سے بڑے دیوتا برہما کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ جو ڈاکو ہو گیا تھا۔

تہ تاریخوں میں خاک اور ماتو کواری کو ڈوارہ بھی لکھا گیا ہے بلکہ مرادک شہر کو مراڈک تحریر کیا گیا ہے۔

بندرگاہ ہے جس سے دوسرے جزائر کو مال آتا جاتا ہے۔

ماژم نام کا وہ بوڑھا ماہی گیر چند ثانیوں تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے ایک طرح کے تعجب میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اے اجنبی تو نے مجھے اپنا نام تو بتا دیا ہے کہ تیرا نام یوناف ہے پر تو نے ابھی تک یہ تو نہیں بتایا کہ اس طرف آنے کی تیری غرض و غایت کیا ہے۔ بوڑھے ماژم کے اس سوال کے جواب میں یوناف نے کہا۔" اے بزرگ ماژم! میں تو بس ایک سیاح ہوں اور اللہ کی وسیع زمین میں گھومتا پھرتا ہوں۔ ماژم نے پھر پوچھا،" یہ اللہ کیا ہے؟ یوناف بولا اللہ وہ ہستی ہے جس نے ساری مخلوق کو پیدا کیا۔ اس نے انہیں بھی پیدا کیا جنہیں تم لوگ دیوتا تسلیم کر لیتے ہو۔ وہ تو ساری کائنات کا مالک ہے۔

ماژم نے حیرت اور پریشانی ملی جلی کیفیت میں پوچھا،" کیا اللہ دیوتاؤں سے بھی بڑا ہے"یوناف سنجیدگی میں بولا بزرگ ماژم! ساری دنیا کے دیوتا اس کے سامنے ایسے ہی ہیں جیسے ایک مالک کے سامنے اس کے ادنیٰ غلام"حیرت میں سر ہلاتے ہوئے ماژم نے کہا۔ آج تم نے ایک عجیب ہی بات بتا دی ہے جس نے میرے ذہن میں اضطراب اور ہلچل میں پیدا کر دی ہے۔ ماژم کچھ دیر خاموش رہا۔ شاید وہ کچھ سوچتا رہا۔ پھر وہ یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ چھوٹی سی ایک کشتی سمندر سے نکل کر کنارے پر اس کے قریب آگئی۔ اس کشتی میں صرف ایک ہی جوان تھا جو سمندر سے مچھلیاں پکڑ کر لایا تھا اس لیے کہ کشتی میں مچھلیاں رکھی ہوئی تھیں جب وہ جوان اپنی کشتی کو خشکی پر چڑھا کر ماژم کے قریب آیا تب ماژم نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

اے اجنبی سیاح! یہ میرا بیٹا ہے۔ اس کا نام ملاکا ہے اور یہ اپنی کشتی میں مچھلیاں پکڑ کر لایا ہے۔ پھر ماژم نے اپنے بیٹے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے ملاکا، یہ ایک اجنبی ہے سیاح ہے اور اس کا نام یوناف ہے۔ یہ یہاں رک کر مجھ سے اس سرزمین سے متعلق تفصیلات معلوم کر رہا تھا۔ ملاکا نے آگے بڑھ کر یوناف سے مصافحہ کیا۔ پھر وہ اپنے باپ ماژم کے پاس بیٹھ گیا تھا یوناف ہی آگے بڑھ کر ماژم کے سامنے ریت پر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے ماژم سے پوچھا۔" اے بزرگ ماژم کیا اس مرادک شہر بندرگاہ والے علاقے کے قریب قیام کرنے کے لیے مجھے کوئی سرائے مل جائیگی؟

ماژم نے خوف زدہ سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے خدشات سے بھرپور آواز میں کہا۔

اے یوناف! مرادک شہر کی بندرگاہ کے علاقے میں قیام کرنے کے لیے ایک چھوڑ کر کئی سرائے ہیں۔ پر ان سراؤں کے اندر زیادہ وہ سوداگر قیام کرتے ہیں جن کا تعلق اسی سرزمین سے ہوتا ہے اور وہ کشتیوں کے ذریعے اپنا مال دوسرے جزائر کو بھجوانے کے لیے آتے ہیں کبھی یہاں کی سرزمین ایک ایسا دور تھا کہ ہندوستان کے سوداگر خشکی کے راستے یہاں آتے اور یہاں سے گرم مصالحے لے کر جایا کرتے تھے۔ سوائے یوناف مرادک شہر کی ان سراؤں کے اندر تمہارا قیام کرنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ اول یہ کہ تم اکیلے اور تنہا ہو۔ دوئم یہ کہ تمہاری شکل و صورت سے ہی ظاہر ہو جاتا ہے کہ تمہارا تعلق اس سرزمین سے نہیں بلکہ تم اجنبی ہو۔ لہذا مجھے خوف ہے کہ تم پر ضرور کوئی ہاتھ ڈالے گا اور تمہیں قتل کر کے تمہارے پاس جو پاس جو کچھ ہے اُسے حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ یہاں کے لوگ زیادہ تر وحشی اور نیم وحشی ہیں اور لوگوں کے سر کاٹنا ان کی خوشی اور اطمینان کا باعث ہے۔

سنو یوناف یہاں رہتے ہوئے دو چیزوں سے پرہیز کرنا۔ ایک یہ کہ کسی سرائے میں قیام نہ کرنا اور دوئم یہ کہ مرادک شہر کے مشرق میں انگرو دیوتا کے مندر سے ذرا آگے ایک قبرستان ہے۔ اے یوناف رات کے وقت اس قبرستان کی طرف بھی مت جانا۔ ورنہ تم اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ ویسے میں تمہیں خلوص کے ساتھ مشورہ دوں گا کہ تم کسی سرائے میں قیام مت کرو۔ نقصان اٹھاؤ گے۔ جتنے دن تم نے یہاں قیام کرنا ہے۔ میرا گھر حاضر ہے اس کے اندر تم جب تک چاہے رہو۔ وہاں تمہیں کوئی خطرہ نہ ہو گا۔ ہم گھر کے صرف دو ہی افراد ہیں ایک میں اور ایک یہ میرا بیٹا ملاکا۔ اور ملاکا ایک جزیرے

لہ ماہر ارضیات کا خیال ہے کہ قدیم دور میں انڈونیشیا کے جزائر براعظم ایشیا سے ملے ہوئے اس وقت قطبین پر بہت زیادہ برف جمی ہوئی تھی اور سمندر کی سطح موجودہ سطح سے دو سو فٹ کم تھی لہذا انڈونیشیا خشکی کے ذریعے ایشیا سے ملا ہوا تھا۔ بعد میں جب قطبین کی برف پگھل گئی۔ سمندر کی سطح بلند ہو گئی تو خشکی کے یہ راستے سمندر میں ڈوب گئے۔

کا بھی نام ہے اور میں تمہیں یہ بھی بتا تا چلوں کہ یہاں کے لوگ اپنے جزیروں کے ساتھ محبت کے اظہار
کے طور پر اپنے بچوں کے نام بھی اپنے جزیروں کے ناموں پر رکھتے ہیں۔

ماترم جب خاموش ہوا تب یوناف نے اسے مخاطب کر کے پوچھا۔" اے بزرگ ماترم!
تم مجھے مرادک شہر کے مشرقی قبرستان سے کیوں ڈراتے ہو۔ کیا اس میں کوئی خاص بات ہے
اور اگر وہ قبرستان خطرناک ہے تو پھر اس کے اندر لوگ اپنے مرنے والے لوگوں کو کیسے
دفن کرتے ہوں گے۔ اس گفتگو پر ماترم اور ملاکا دونوں کے چہروں پر خوف کے سائے لہرانے
لگے تھے۔ پھر ماترم نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ اے یوناف! دن کے
وقت نہیں بلکہ وہ قبرستان رات کے وقت خطرناک ہے۔ اور اس قبرستان کے
اندر سے رات کے وقت ایسی بدروحیں نمودار ہوتی ہیں۔ جو رات کے وقت قبرستان
میں داخل ہونے والوں یا قبرستان کے پاس سے جو شاہراہ گزر کر آگے جاتی ہے اس پر
رات کے وقت سفر کرنے والوں کو بدروحیں پکڑ کر اور اس کا حلقوم کاٹ کر خون پی جاتی ہیں۔

یوناف نے ماترم کی اس گفتگو میں دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔ اے بزرگ ماترم! کیا تو نے
کبھی اپنی آنکھوں سے بھی دیکھا ہے کہ قبرستان کی ان روحوں نے کسی کا حلقوم کاٹ کر اس کا
خون پیا ہو؟ اس بار ماترم کے بجائے اس کا بیٹا ملاکا بولا۔ اور کہا۔" اے یوناف! میرے
عزیز! صرف میرے باپ نے ہی نہیں بلکہ میں نے بھی کئی بار ایسے مسافروں کو دیکھا ہے۔ جو
رات کے وقت قبرستان سے گزرے تھے اور ان بدروحوں نے ان کے حلقوم کاٹ کر
ان کا خون پی لیا ہے۔ دراصل ان واقعات کے پیچھے ایک بہت بڑی حقیقت پنہاں
ہے جس کی وجہ سے ایسے حالات پیش آتے ہیں۔ یوناف نے بے تابی میں پوچھا۔" اے
کا کھل کر کہو۔ تمہارا اشارہ کس حقیقت کی طرف ہے۔

اے ملاکا! تمہارا اشارہ کس حقیقت کی طرف ہے جس کی وجہ سے اس قبرستان
میں ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ ملاکا نے اس بار ماترم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا
اے میرے باپ! یہ تفصیل تم ہی سناؤ۔ کیونکہ میری نسبت تم اسے بہتر طور پر بیان
کر سکتے ہو۔" ماترم نے سر جھکا کر کچھ سوچا۔ پھر اس نے غور سے یوناف کی طرف
دیکھا اور کہا۔" اے یوناف! اس حقیقت سے میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں۔ سنو! کچھ عرصہ
قبل اس قبرستان میں دو میاں بیوی گورکن اپنے بچوں کے ساتھ رہا کرتے تھے۔

انہیں کسی نے قتل کر دیا۔ اب یہاں کے لوگوں کا خیال ہے۔ کہ ان قتل ہو جانے والوں کی
بے قرار روحیں حرکت میں آتی ہیں اور لوگوں کے حلقوم کاٹ کر ان کا خون پی جاتی ہیں کچھ لوگ
ان روحوں کے حملوں سے بچ بھی گئے تھے ان کا کہنا ہے کہ کہ دھند کی صورت میں ایک
مرد اور ایک جوان عورت نمودار ہوتے ہیں اور لوگوں پر حملہ آور ہوتے ہیں اور حملہ آور
ہونے والے یہ مرد اور عورت مرنے والا گورکن اور اس کی بیوی ہیں۔

اے یوناف ان بے چین روحوں کے خونی اور خوفناک واقعات تو اب
پورے نوسانتارا[1] کی سرزمین پھیل گئے ہیں۔ ان کے مرنے کے بعد مرادک کا کوئی بھی فرد
قبرستان میں گورکن کا کام کرنے کے لیے آمادہ نہ ہوتا تھا۔ آخر یہاں کے لوگوں نے مجبور
کر کے مرنے والے گورکن کے بھائی کو اس کام پر مجبور کیا۔ اس کے بھائی کا نام امیون ہے
اور اب یہ امیون ہی اپنی بیوی سومیا بیٹے خوناک اور بیٹی تمبیا کے ساتھ قبرستان میں رہتا
ہے اور گورکن کا کام کرتا ہے۔

بوڑھا ماہی گیر ماترم ذرا رکا پھر اس نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھا۔ اے یوناف! اب
حالت یہ ہے کہ مرنے والے گورکن اور اس کے اہل خانہ کی بے چین روحیں ہر ایک پر حملہ آور
ہوتی ہیں سوائے اپنے بھائی اور اس کے بیوی بچوں کے جو اس وقت گورکن کا کام کرتا ہے۔
ماترم کے خاموش ہوتے ہی یوناف نے پوچھا۔" اور اے بزرگ ماترم! موجودہ گورکن
رہتا کہاں ہے! ماترم نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا قبرستان کے کنارے ہی پتھروں کی ایک
عمارت بنی ہوئی ہے۔ یہ عمارت کافی بڑی اور بہت قدیم ہے اور اسی عمارت کے
اندر موجودہ گورکن اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہتا ہے۔ چونکہ گورکن کا کام کرنے پر کوئی آمادہ
نہ ہوتا تھا لہذا دگنے معاوضے پر موجودہ گورکن کو رکھا گیا ہے۔ اور دوسرا فائدہ یہ بھی ہے کہ
موجودہ گورکن پر وہ روحیں بھی حملہ آور نہیں ہوتیں جو حلقوم کاٹ کر خون پی جاتی کی
ہیں۔
لوگ اس موجودہ گورکن سے خوش اور مطمئن بھی ہیں۔ اس لیے کہ اس گورکن کے کام

---

[1] نوسانتارا ان تین ہزار جزیروں کی سرزمین کا قدیم اور پرانا نام ہے جسے آجکل ہم انڈونیشیا کہہ کر پکارتے ہیں (ماخوذ از تاریخ انڈونیشیا)

شروع کرنے سے قبل اور پہلے گورکن کی موت کے بعد اس درمیانی وقفے میں۔ ایک اور گورکن بھی رکھا گیا تھا۔ جو اپنے بیٹے کے ساتھ اس قدیم عمارت میں رہنے لگا تھا۔ اس کے ساتھ اس قدیم عمارت میں رہنے لگا پر اس کے ساتھ ایک ایسا ہولناک اور فوق البشریت واقعہ پیش آیا کہ ان دونوں باپ بیٹے نے گورکن کا کام کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اس قدیم عمارت سے نکل کر وہ دونوں باپ بیٹا اپنے گھر چلے آئے تھے۔ اس واقعہ سے شاید یوناف کی دلچسپی اور بڑھ گئی تھی۔ وہ بوڑھے مازم کے اور زیادہ قریب ہو بیٹھا اور اس کے گھٹنے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے پوچھا "اے بزرگ مازم! ان دونوں باپ بیٹے کے ساتھ کیا پیش آیا کیا تم مجھے اس کی تفصیل نہ بتاؤ گے؟

مازم نے ایک بار غور سے یوناف کی طرف دیکھا۔ پھر بولا "ایسا ہے کہ جب وہ دونوں باپ بیٹا گورکن کا کام کرنے لگے تو وہ سردی کا موسم تھا جب انہوں نے اپنے کام کی ابتدا کی تھی۔ ایک رات جب کہ آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے اور ہلکی ہلکی بوندا باندی کے ساتھ ساتھ تیز طوفانی ہوائیں بھی چل رہی تھیں تو اس عمارت کے بیرونی دروازے پر کسی نے زوردار دستک دی میں پہلے یہ بھی بتاتا چلوں کہ رات کے وقت وہ دونوں باپ بیٹا اس عمارت کے ایک ایسے کمرے میں سوئے تھے جس کے وسط میں تنور بنا ہوا تھا۔ سرما میں اس تنور کے اندر وہ آگ جلا دیتے جس سے کمرہ گرم ہو جاتا، اور تنور کے پاس وہ ناریل کی چٹائیوں پر سو رہے تھے۔ اس روز بھی وہ دونوں باپ بیٹا ناریل کی چٹائیوں پر سوئے ہوئے تھے۔ کہ عمارت کے دروازے پر زوردار دستک ہونے کے باعث وہ دونوں چونک کر اٹھ بیٹھے تھے۔

وہ دونوں باپ بیٹا پریشان تھے کہ اس طوفانی اور سرد رات میں کون آدھی رات کے وقت عمارت پر دستک دے سکتا ہے۔ ابھی وہ دونوں باپ بیٹا اس سے متعلق کچھ سوچ ہی رہے تھے کہ دروازے پر پھر زوردار دستک ہوئی۔ تب وہ گورکن حرکت میں آیا اس نے اپنی کلہاڑی سنبھالی اور دروازے کی طرف گیا۔ جب کہ اس کے بیٹے نے عقلمندی سے کام لیتے ہوئے۔ جلتے تنور میں ڈھیر ساری لکڑیاں ڈال دی تھیں۔ عمارت کے دروازے پر جا کر گورکن نے اپنی کلہاڑی اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام لی تھی۔ پھر اس نے ہمت کر کے اور اپنی آواز میں زور پیدا کرتے ہوئے پوچھا "کون ہے اور رات کے اس وقت تم نے عمارت کے دروازے پر کیوں دستک دی ہے۔ اگر کوئی مرگ ہو گئی ہے تو اس کے لیے تم صبح دن کی روشنی میں بارش تھم جانے کے بعد آ سکتے تھے۔

باہر سے کسی کی آواز آئی۔ کوئی مرگ نہیں ہوئی۔ بلکہ میں تو ایک مسافر ہوں اور دو گھڑی اس سخت سردی اور بارش سے اس عمارت میں پناہ لینا چاہتا ہوں اور صبح سورج طلوع ہوتے ہی پھر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ امید ہے کہ تم دروازہ کھول دو گے کیونکہ اس سردی اور بارش میں مجھ میں اب سفر جاری رکھنے کی سکت نہیں ہے۔

بوڑھا مازم کہتے کہتے کچھ اس انداز میں خاموش ہو گیا تھا جیسے کسی نامعلوم تفکر کی وجہ سے اس پر خوف و لرزش طاری ہو گئی ہو چند لمحوں تک خاموش رہ کر وہ کچھ سوچتا رہا پھر یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے وہ دوبارہ کہہ رہا تھا "اے یوناف،، جانتے ہو پھر اس کے بعد کیا ہوا اور پھر ایسا ہوا کہ اُس بوڑھے گورکن نے اُس قدیم عمارت کا بیرونی دروازہ کھول دیا اور اس کے ساتھ ہی ایک شخص عمارت میں داخل ہوا رات گہری اور تاریک تھی اور پھر بارش بھی ہو رہی تھی لہذا وہ گورکن اُس آنے والے کو پہچان نہ سکا تھا اس کے علاوہ اُس آنے والے نے شاید بارش سے بچنے کے لیے اپنے آپ کو ناریل کے ریشے سے بنی ہوئی چٹائی سے خوب ڈھانپ رکھا تھا جب وہ اجنبی عمارت کے اندر داخل ہو گیا اور گورکن نے پہلے کی طرح عمارت کا صدر دروازہ اندر سے بند کر دیا تب اُس آنے والے نے گورکن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا میں سخت سردی محسوس کر رہا ہوں کیا تم میرے لیے ایسا سامان کر سکو گے کہ میں اپنے آپ کو گرم رکھ سکوں اس پر گورکن نے اپنی کلہاڑی اپنے کندھے پر رکھتے ہوئے کہا میرے ساتھ آؤ اور وہ اجنبی خاموشی سے اُس گورکن کے پیچھے ہو لیا تھا۔

اے یوناف وہ گورکن اُس آنے والے اجنبی کو لے کر اُس کمرے میں داخل ہوا جس کے اندر اُس کا بیٹا بیٹھا ہوا تھا اور جہاں تنور کے اندر آگ خوب جل رہی تھی اور کمرہ گرم ہو رہا تھا گورکن سے یہ حماقت ہوئی کہ اس نے دروازہ کھولنے سے قبل اُس آنے والے سے یہ تک نہ پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے اور کدھر سے آیا ہے اور کہاں جانا ہے اور کس بنا پر اُس نے ایسی اندھیری سرد اور برسات کی رات میں سفر کیا ہے۔ بہر حال گورکن اسے اپنے کمرے میں لایا تو وہ آنے والا تنور سے ذرا فاصلے پر دیوار کی ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا۔

جب کہ گورکن اپنے بیٹے کے پاس جا بیٹھا تھا تھوڑی دیر تک وہ دونوں باپ بیٹا غور سے
اُس آنے کی طرف دیکھتے رہے جس نے اپنے آپ کو پوری طرح ناریل کے ریشے کی
چٹائی میں چھپا رکھا تھا دونوں باپ بیٹا ایسی نگاہوں سے اُس کی طرف دیکھ رہے تھے
جن میں تفکرات اور اندیشے ہی اندیشے تھے پھر بوڑھے گورکن نے اُسے مخاطب کرتے
ہوئے پوچھا اے اجنبی تم نے ابھی تک یہ تو بتایا ہی نہیں کہ تمہارا کیا نام ہے تم کدھر
سے آئے ہو کہاں جانا ہے اور اس تاریک سرد اور برسات کی رات میں تم نے
کیوں یوں تنہا سفر کرنے کی ٹھانی۔

گورکن کے ان سوالات کے جواب میں اُس آنے والے نے منہ سے تو کچھ
نہ کہا پھر اُس نے آہستہ آہستہ اپنے اوپر سے ناریل کے ریشے کی چٹائی ہٹانی شروع
کر دی تھی اور جب اُس نے اپنے اوپر سے چٹائی ہٹا دی تو گورکن اور اُس کے بیٹے
پر خوف و ہراس طاری ہو گیا تھا انہوں نے دیکھا وہ کوئی انسان نہ تھا بلکہ انتہائی
بدہیبت قسم کی کوئی فوق البشریت مخلوق تھی جس کے جسم پر ریچھ جیسے لمبے لمبے بال
تھے گو اُس کا چہرہ انسانوں جیسا ہی تھا لیکن اُس کے دوسرے اعضاء یقیناً درندوں
کی طرح کے تھے پس گورکن اور اُس کے بیٹے کو اپنی جانوں کے لالے پڑ گئے تھے اور وہ
درندہ نما انسان ان دونوں کو ایسے انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے وہ ابھی اُن پر جھپٹے
گا اور اُن کے حلقوم کاٹ کر پھر انہیں چیر پھاڑ کر رکھ دے گا اس کی آنکھوں سے ایسی
درندگی اور قہرمانیت ٹپک رہی تھی اُس غیر انسانی مخلوق کو دیکھتے ہوئے گورکن اور
اس کا بیٹا دونوں ہی سر سے لے کر پاؤں تک پسینہ پسینہ ہو کر رہ گئے تھے۔

اس موقعہ پر اُس گورکن کے بیٹے نے عقل مندی اور ذہانت سے کام لیا وہ اپنے
باپ کے قریب ہوا اور قبل اس کے کہ وہ درندہ نما مخلوق ان دونوں پر حملہ آور ہوتی اُس
نے بڑی رازداری سے اپنے باپ کے کان میں کہا اے میرے باپ! آؤ دونوں باپ
بیٹا مل کر یہ جو تنور کے اندر لکڑیاں جل رہی ہیں ان سے اس بدبلا پر حملہ آور ہو جائیں
اور اے میرے باپ یاد رکھو اگر ہم نے اس پر حملہ آور ہونے میں پہل نہ کی یا اپنے
بچاؤ میں اجبر سے کام لیا تو یہ بدبلا رات کی اس گہری تاریکی اور سناٹے میں نہ صرف
ہم دونوں کے حلقوم کاٹ کر ہمارا خون پی جائے گی بلکہ ہمارے جسم کو بھی ادھیڑ کر یہاں
سے چلی جائے گی اور ہمارے مرنے کے بعد کسی کو کچھ خبر نہ ہو گی کہ ہمارے ساتھ
ایسا معاملہ کس نے کیا! اے میرے باپ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مرنے والے گورکن
کی ہی بے چین روح ہے جو کوئی عجیب اور نرالا روپ دھار کر یہاں آ گئی ہے۔
پس آؤ تنور سے جلتی لکڑیاں نکال کر اس پر حملہ آور ہو جائیں اور یہی ایک واحد طریقہ
ہے جسے کام میں لا کر ہم نہ صرف اسے بھاگنے پر مجبور کر سکتے ہیں بلکہ اپنی جانیں
بچانے میں بھی کامیاب ہو سکتے ہیں۔

وہ فوق البشریت اور درندہ نما مخلوق بھی اُن دونوں باپ بیٹے کی رازدارانہ
گفتگو پر اٹھ کھڑی ہوئی تھی پر ان دونوں باپ بیٹے نے انتہائی جلدی اور سرعت سے
کام لیا تیزی کے ساتھ وہ تنور کی طرف لپکے اور وہاں سے آگ جلی لکڑیاں نکال
کر انہوں نے اُس بدبلا پر حملہ کر دیا تھا آگ میں جلتی ہوئی انگاروں جیسی سرخ لکڑیاں
جب اُس درندہ نما مخلوق کے جسم سے مس ہوئیں تو وہ چیخنے چلانے لگی اور وہ اُن دونوں
باپ بیٹے پر حملہ آور ہونے کے بجائے وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی وہ دونوں باپ
بیٹا اس کے تعاقب میں بھاگے اور جلتی ہی لکڑیوں سے اُس کے جسم کو داغ دیتے
رہے یہاں تک کہ فوق الفطرت انداز میں اُس قدیم عمارت کی بلند دیوار کو پھلانگ
کر وہاں سے بھاگ گئی تھی اس ہولناک واقعہ سے گورکن اور اُس کا بیٹا دونوں ہی بیمار
ہو گئے تھے شاید اُن کی یہ حالت خوف اور وحشت کی وجہ سے ہو گئی تھی پھر اگلے
روز وہ شہر میں آئے اور انہوں نے قبرستان میں گورکن کی حیثیت سے کام کرنے
سے انکار کر دیا تھا تب سب ہی لوگوں نے آپس میں مشورہ کرنے کے بعد مرنے
والے گورکن کے بھائی کو پہلے سے بہتر اور کئی گناہ زیادہ معاوضہ پر گورکن بیٹھا دیا
ہے اب یہ نیا گورکن جو مرنے والے کا بھائی ہے اپنے اہل خانہ کے ساتھ
اُسی قدیم عمارت میں رہتا ہے لیکن جب سے اُس نے اس عمارت میں رہنا شروع کیا
ہے کوئی روح اُس پر یا اُس کے اہل خانہ پر حملہ آور تو نہیں ہوتی لیکن رات کے وقت
جو کوئی مسافر بھی قبرستان کے پاس سے گزرتا ہے یا رات کے وقت کوئی قبرستان
میں داخل ہونے کی کوشش کرتا ہے تو وہ بدروحیں اُس کا حلقوم کاٹ کر اُس کا خون پی
جاتی ہیں۔

اے یوناف یہ ہے وہ وجہ جس کی بنا پر میں نے تمہیں تنبیہ کر دی ہے کہ تم کبھی رات کے وقت اُس قبرستان کا رُخ نہ کرنا ورنہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے یوناف چند ثانیوں تک خاموش رہا پھر اُس نے ماتزم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ماتزم یہ بدروحیں جو قبرستان کے اندر رونما ہوتی ہیں میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں اور! اے بزرگ ماتزم اگر میں تم سے یہ کہوں کہ میں قبرستان میں رونما ہونے والی ان بدروحوں پر قابو پا سکتا ہوں تو پھر تمہارا اُس کے متعلق کیا خیال ہے اس پر ماتزم نے غور سے یوناف کی طرف دیکھا اور کہا! اے یوناف میں قطعاً تمہارے اس دعوے کو قبول نہ کروں گا اس لیے کہ تم جسمانی لحاظ سے طاقتور اور توانا ضرور لگتے ہو لیکن اس سے کیا ہوتا ہے کوئی انسان کیا پُر قوت کیوں نہ ہو پر وہ بدروحوں کا مقابلہ تو نہیں کر سکتا اور پھر تم مجھے ایک عام سے انسان لگتے ہو جب کہ آنگرو دیوتا کے پجاری جو بہترین ساحر اور طلسم گر بھی ہیں وہ بھی ان بدروحوں پر قابو پانے میں بُری طرح ناکام رہے ہیں اور اب آنگرو دیوتا کے مندر کے سارے پجاری بھی رات کے وقت قبرستان کا رُخ کرتے ہوئے ڈرتے ہیں پس اے یوناف جب ان پجاریوں جیسے بڑے بڑے ساحر اُن بدروحوں پر ہاتھ نہیں ڈال سکے تو پھر تمہارے پاس کون سی ایسی قدرت ہے جس کی بنا پر تم اُن بدروحوں پر قابو پا لو گے یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا! اے بزرگ ماتزم! گو آنگرو دیوتا کے مندر کے پجاری بہترین ساحر ہوں گے پھر میں تو ایسے ساحروں کا بھی استاد ہوں اور ایسی سری قوتیں رکھتا ہوں کہ لمحوں کے اندر میں ان بدروحوں کو اپنی گرفت میں کر لینے کی طاقت رکھتا ہوں۔

اس پر ماتزم نے خوف زدہ انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے یوناف یہ بات تم نے مجھ سے تو کہہ دی ہے پھر یہاں کے کسی اور آدمی سے ایسی گفتگو نہ کرنا کہ تم بدروحوں پر قابو پا سکتے ہو ورنہ یہ لوگ تمہیں پکڑ کر رات کے وقت قبرستان میں نہ باندھ دیں گے تاکہ فیصلہ ہو جائے کہ تم بدروحوں پر قابو پاتے ہو یا بدروحیں تمہیں چیر پھاڑ کر رکھ دیتی ہیں ایسی صورت میں میں سمجھتا ہوں تم یقیناً اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔

یوناف نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا! اے بزرگ ماتزم اگر یہاں کے لوگ مجھے رات کے وقت اُس قبرستان کے اندر باندھ بھی دیں تب بھی میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ بدروحیں میرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گی۔ اور اپنے اس دعوے کو ثابت کرنے کے لیے میں یہیں کھڑے کھڑے تمہیں اس کا ایک عملی ثبوت بھی مہیا کرتا ہوں! اے بزرگ ماتزم تم دیکھتے ہو کہ وہ کشتی جس میں تمہارا بیٹا ملاح کا سمندر سے مچھلیاں پکڑنے کے بعد لایا ہے اور اس وقت آدھی پانی میں اور آدھی ریت پر کھڑی ہے اگر میں اپنی سری قوت کو استعمال کروں یہ کشتی خود چل کر تمہارے پاس آئے اور اس کے اندر رکھی ہوئی مچھلیاں ساری کی ساری غیر مرئی قوت اٹھا کر تم دونوں باپ بیٹے کے سامنے بچھی ہوئی ناریل کے ریشے کی اس چٹائی پر رکھ دے تو پھر کیا تم مانو گے کہ میں اگر روحوں کو قابو نہیں تو اُن سے ٹکرانے کی قوت ضرور رکھتا ہوں۔

اس بار ماتزم نے خوف زدہ انداز سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ہاں اگر تم ایسا کر دکھاؤ تو پھر مجھے کچھ نہ کچھ یقین ہو ہی جائے گا کہ تم اُس قبرستان کی روحوں سے ٹکرانے کی ہمت اور استطاعت رکھتے ہو! بوڑھا ماتزم چند ساعت رکا پھر یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے وہ دوبارہ کہہ رہا تھا! اے یوناف،، اگر تم روحوں کو قابو کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں کہ تم ان سرزمینوں کے خوش قسمت انسان ہو گے کیونکہ یہاں کے پنگولو کی ایک ہی بیٹی ہے جس کا نام سورایا ہے اور یہ سورایا ان سرزمینوں کے اندر ساری ہی لڑکیوں سے زیادہ خوب صورت اور پُر کشش ہے۔ پنگولو نے اعلان کر رکھا ہے کہ جو کوئی بھی ان بدروحوں کو قابو کرے یا بھگانے میں کامیاب ہو جائے گا وہ اپنی حسین اور اکلوتی بیٹی سورایا سے اُسے بیاہ دے گا۔

اگر تم ان بدروحوں کو اپنی گرفت میں کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہو تو پھر یاد رکھو پنگولو ضرور اپنی بیٹی سورایا کو تم سے بیاہ دے گا اور ان سرزمینوں کے اندر یہ ایسا اعزاز ہے جو آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوا اس لیے کہ بڑے بڑے ماہر پجاری اور ساحر صرف سورایا کو حاصل کرنے کی خاطر ان بدروحوں پر قابو پانے میں کوشش کرتے رہے ہیں لیکن ان میں سے کسی کو بھی آج تک کامیابی نہیں ہوئی ماتزم جب خاموش ہوا تو یوناف نے پوچھا اے بزرگ ماتزم یہ پنگولو کیا چیز ہے اس پر ماتزم نے مسکراتے ہوئے کہا یہاں کے قبائل کے سرداروں یا شہر کے حاکموں کو اُن کے نام سے نہیں پکارا جاتا

بلکہ انہیں بنگو لو کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے اور یہ ایک طرح سے اُن کے لیے احترام اور عزت افزائی کا لفظ ہے ہیں ہمارے شہر مرادک کا جو حکمران اور قبیلوں کا سردار ہے اُسے بھی بنگو لو ہی کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

جس طرح میرا ایک ہی بیٹا ملا کا ہے ایسے ہی بنگو لو کی بھی ایک ہی بیٹی ہے جس کا نام سورایا ہے اور میری طرح بنگو لو کی بیوی بھی مر چکی ہے اور اے یوناف سنو یہ بوڑھا مازم کہتے کہتے اچانک خاموش ہو گیا تھا اس لیے کہ شہر کی طرف سے دو افراد ان کی طرف آرہے تھے اُن میں سے ایک تو اُدھیڑ عمر کا شخص تھا اور دوسری کوئی نوخیز و نو عمر لڑکی تھی۔ اُن کی طرف دیکھتے ہوئے بوڑھے مازم نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے یوناف لو دیکھو بنگو لو اور اُس کی بیٹی سورایا بھی ادھر ہی آرہے ہیں سو تم کشتی کو خشکی پر چڑھانے کے اپنے عمل کی ابتدا نہ کرنا انہیں آنے دو اور ان کی موجودگی میں یہ خرقِ عادت کام دکھانا تاکہ وہ دونوں بھی اندازہ لگا سکیں کہ تم اُن بد روحوں پر قابو پانے کی ہمت رکھتے ہو یا نہیں۔

یوناف پہلے کی طرح بوڑھے مازم کے سامنے بیٹھا رہا یہاں تک کہ بنگو لو اور اُس کی بیٹی سورایا وہاں پہنچ گئے یوناف نے غور سے سورایا کی طرف دیکھا وہ سحر کے سبیل گلابی کونپل اور عارضِ گل جیسی خوب صورت تھی وہ وصل کے سنہری لمحوں ٹھنڈے گیلے ساحل اور نغموں کے آلاپ جیسی پُرکشش تھی اور یوناف نے یہ بھی دیکھا کہ وہ حسین اور مجسمۂ کشش سورایا لبالب بھرے ساغر تلاطم و طغیانی اور پکے ہوئے لسوڑے جیسی بھرپور تھی بنگو لو نے آتے ہی یوناف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اور بوڑھے مازم کو مخاطب کر کے پوچھا اے مازم یہ اجنبی کون ہے جس کے ساتھ میرے آنے سے پہلے تم محوِ گفتگو تھے؟۔

مازم نے عزت اور احترام بھرے لہجے میں کہا اے بنگو لو آپ دونوں باپ بیٹی بیٹھیں تو میں کچھ عرض کروں مازم کے کہنے پر بنگو لو اور سورایا اس کے سامنے ناریل کی چٹائی پر بیٹھ گئے پھر مازم نے وہ ساری گفتگو بنگو لو اور سورایا سے کہہ دی تھی جو ابھی تک اُس کے اور یوناف کے مابین ہوئی تھی اور بنگو لو نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اگر یہ جوان جس کا نام تم نے مجھے یوناف بتایا ہے قبرستان کی بد روحوں پر غالب آجائے تو میں یقیناً اپنی بیٹی سورایا کو اس سے بیاہ دوں گا بنگو لو ذرا رکا اور اس کے بعد اُس نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے نوجوان! تم نے مازم کے ساتھ جو یہ بات کہی تھی کہ تم اس کشتی کو خرقِ عادت انداز میں خشکی پر چڑھا دو گے اور اُس کے اندر رکھی ہوئی مچھلیاں آپ سے آپ مازم کے سامنے ڈھیر ہو جائیں گی تو ذرا میری موجودگی میں کام کر دکھاؤ تاکہ میں بھی جان سکوں کہ تم اس کام کو کیسے کر سکتے ہو اور اس طرح مجھے یہ اندازہ لگانے میں آسانی ہو گی کہ تم قبرستان کی اُن روحوں پر قابو پا سکتے ہو یا نہیں۔

اس پر یوناف فوراً اپنی جگہ پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور دوسری طرف منہ کر کے اُس نے بڑی رازداری میں کہا! ابلیکا ابلیکا تم کہاں ہو ابلیکا نے فوراً اس کی گردن پر لمس دیتے ہوئے کہا میں یہیں ہوں اور ان لوگوں کے ساتھ تمہاری ساری گفتگو سن چکی ہوں کیا اس موقع پر یہ کہنا چاہو گے کہ میں اس کشتی کو ان لوگوں کے لیے خشکی پر چڑھاؤں اور اس کے اندر رکھی ساری مچھلیاں ان کے سامنے ناریل کی چٹائی پر ڈھیر کر دوں اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے مدہم آواز میں کہا ہاں ابلیکا تم ٹھیک سمجھی ہو جب میں اپنا ہاتھ فضا میں بلند کروں تو تم فوراً اس کشتی کو خشکی پر چڑھانے کے بعد اس کے اندر رکھی ساری مچھلیاں ان کے سامنے ڈھیر کر دینا۔

اور اے ابلیکا یہ بھی سن رکھو اب ہمارے سامنے ایک مشکل ترین مہم ہے اور ہم دونوں نے مل کر قبرستان کی اُن بد روحوں پر بھی قابو پانا ہے جن کا ذکر یہ لوگ کر رہے ہیں اس پر ابلیکا نے کھنکتی اور مسکراتی ہوئی آواز میں کہا! اے میرے حبیب تم فکر کیوں کرتے ہو میں ہر معاملے میں تمہارے ساتھ ہوں ہم دونوں مل کر ضرور ان بد روحوں پر قابو پا لیں گے اس پر یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا پھر میں ان کی طرف پلٹ کر اپنا ہاتھ فضا میں بلند کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی تم اپنے کام کی ابتدا کر دینا۔ ابلیکا یوناف کی گردن پر لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی جب کہ یوناف نے اپنا رخ بنگو لو کی طرف کیا پھر اسے نے مخاطب کرتے ہوئے اُس نے کہا! اے بنگو لو! میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لانے لگا ہوں اب تم دیکھو میں جوں ہی اپنا ہاتھ فضا میں بلند کروں گا یہ کشتی آپ سے آپ خشکی پر چلتی ہوئی تمہارے قریب آکھڑی ہو گی اور اس میں رکھی ساری مچھلیاں از خود تمہارے سامنے ڈھیر ہو جائیں گی۔

بنگو لو سورایا، مازم یا ملا کا میں سے کسی نے بھی یوناف کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا تاہم وہ تعجب اور پریشانی کے عالم میں یوناف کی طرف دیکھنے لگے تھے! یوناف نے ان

کے دیکھتے ہی دیکھتے اپنا دایاں ہاتھ فضا میں بلند کیا اور اس کے ساتھ ہی آدھی پانی اور آدھی خشکی پر کھڑی ہوئی کشتی بڑی تیزی سے ریت پر بل کھاتی ہوئی بنگولو، مازم، سورابا، ملا کا کے سامنے آ رکی اور پھر اُس میں بھری مچھلیاں انتہائی تیزی کے ساتھ آپ سے آپ ناریل کی چٹائی پر ڈھیر ہو گئی تھیں اس کے بعد یوناف نے بلند آواز میں کہا اے ابلیکا میری عزیزہ کشتی کو پھر اُس کی اپنی جگہ پر کھڑا کر دو اس کے ساتھ ہی ابلیکا شاید پھر حرکت میں آئی تھی اور کشتی جہاں پہلے کھڑی تھی ریت پر حرکت کرتی ہوئی وہ پھر اپنی پہلی جگہ پر جا کھڑی ہوئی تھی یہ فوق البشریت عمل دیکھنے کے بعد بنگولو چلا اٹھا اے یوناف! قسم انگرو دیوتا کی میرا دل کہتا ہے تم ہی وہ نوجوان ہو جو ان بد روحوں کو اپنے قابو میں کر کے مرادک شہر کو ان کی خون ریزی اور خونخواری سے نجات دلا سکتا ہے اے یوناف! اسن رکھو اب نہ تم کسی سرائے میں قیام کرو گے اور نہ ہی تم مازم کے گھر میں رہو گے بلکہ تمہارا قیام مستقلاً میری حویلی میں ہوگا۔

اور سنو اس مرادک شہر میں اب تمہاری حیثیت ایسی ہی ہو گی جیسے کسی حاکم کے بیٹے کی ہوتی ہے ساتھ ہی بنگولو نے یوناف کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا آؤ میرے ساتھ چلو اور یوناف چپ چاپ بنگولو اور اُس کی بیٹی سورابا کے ساتھ ہو لیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد بنگولو اور سورابا یوناف کو لے کر مرادک شہر میں داخل ہوئے اور بڑے بڑے کوہستانی پتھروں سے بنی ہوئی ایک حویلی میں داخل ہوئے پھر بنگولو نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یوناف یہ میری حویلی ہے اب تمہاری رہائش اس کے اندر ہو گی اس کے بعد بنگولو نے اپنے سارے خادموں کو وہاں جمع کیا اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ نوجوان جسے تم میرے ساتھ دیکھ رہے ہو اس کا نام یوناف ہے اور آج کے بعد یہ اسی حویلی میں رہے گا۔

اور اس حویلی میں اس کی حیثیت میرے بیٹے کی سی ہو گی تم میں سے ہر کوئی اس کے ہر حکم کی اتباع کرے گا جواب میں اُن سارے خادموں نے اطاعت کے طور پر اپنی گردنیں جھکا دی تھیں اس پر بنگولو نے پھر اُن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اگر تم میں سے کسی نے اس یوناف کی خدمت میں کوئی کوتاہی کی تو پھر لکھ رکھو وہ خدمت سے علیحدہ کر دیا جائے گا اور تم جانتے ہو جسے میں اپنی خدمت سے علیحدہ کر دیتا ہوں مرادک شہر میں اس کی کوئی عزت و احترام نہیں رہتا اس پر ان خدام میں سے ایک نے بنگولو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے بنگولو آپ بے فکر رہیے ہم اپنی استطاعت سے بڑھ کر اس معزز مہمان کی خدمت کریں گے اس پر بنگولو خوش ہو گیا پھر اُس نے یوناف کا ہاتھ تھام لیا اور اُسے وہ حویلی کے اندرونی حصہ کی طرف لے جا رہا تھا جب کہ حسین سورابا بھی ان کے ساتھ ہو لی تھی۔

سہراب اور اس کے بعد رستم کی موت نے ایران کے بادشاہ کیکاؤس کو غم والم میں مبتلا کر دیا تھا لہذا چند ہی ماہ بعد وہ فوت ہو گیا اور اُس کے بعد اُس کا پوتا اور اس کے مرنے والے بیٹے سیاؤش کا بیٹا کیخسرو ایران کا بادشاہ بنا کیخسرو کے باپ سیاوش کو چونکہ ترکستان کے بادشاہ افراسیاب نے دھوکہ دہی سے قتل کرا دیا تھا! لہذا کیخسرو نے ایک دن ارادہ کیا کہ وہ افراسیاب سے اپنے باپ سیاؤش کا بدلہ ضرور لے گا اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اور ترکستان پر لشکر کشی کے لیے کیخسرو نے چار بڑے بڑے لشکر تیار کیے ایک لشکر اُس نے اپنے ماتحت رکھا دوسرا لشکر ایران کے ایک مشہور اور نامور جرنیل طوس نوذر کی کمانداری میں دیا تیسرے لشکر کا سالار کیخسرو نے اپنے چچا فریبرز کو بنایا اور چوتھے لشکر کی کمانداری ایران کے مشہور سالار گیو کو دی گئی تھی جب ان چاروں لشکروں کی عسکری تیاریاں مکمل ہو گئی تب کیخسرو نے ترکستان کی طرف پیش قدمی کا حکم دیا۔ وہ چاہتا تھا کہ ان چاروں لشکروں سے افراسیاب اور اس کے لشکر کو گھیر کر اُن کا مکمل طور پر صفایا کر دیا جائے۔

ترکستان کے بادشاہ افراسیاب کو جب خبر ہوئی کہ ایران کا بادشاہ کیخسرو چار بڑے بڑے لشکروں کے ساتھ اُسے تباہ برباد کرنے کے لیے ترکستان کی طرف بڑھ رہا ہے تو اُس نے بھی ایک ہزار لشکر تیار کیا اس لشکر کا سردار اُس نے اپنے پرانے اور مخلص جرنیل فیروز کو مقرر کیا یہ وہی فیروز تھا جس نے ترکستان میں کیخسرو کے باپ سیاوش کی موت کے بعد کیخسرو اور اس کی ماں کی جان بچائی تھی۔ بہر حال جنگ کی ابتدا کرنے کے لیے دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کر لیا تھا۔

جنگ شروع ہونے سے قبل ایک روز پہلے ترکستان کے لشکر کا سالار فیروز جب

اپنے خیمہ میں اکیلا بیٹھا آنے والی جنگ کے پہلوؤں پر غور و خوض کر رہا تھا تو اس کے سامنے ایران کے بادشاہ کیخسرو کے ایک ایلچی کو پیش کیا گیا فیروز نے کیخسرو کے ایلچی کی عزت افزائی کی اپنے سامنے اُسے ایک نشست پر بٹھایا اور بڑی نرمی اور ہمدردی میں اُس نے پوچھا! اے کیخسرو کے قاصد کہو کیخسرو نے تمہیں کس غرض کے تحت میری طرف روانہ کیا ہے اس پر اُس ایلچی نے فیروز کو بڑی عاجزی کے ساتھ مخاطب کرتے ہو کہا۔

آپ جانتے ہیں کہ ایران کا بادشاہ کیخسرو ایک باپ کی طرح آپ کی عزت اور احترام کرتا ہے اس لیے کہ آپ نے اُس کے باپ سیاؤش کی موت کے بعد ترکستان میں نہ صرف اُس کی اور اُس کی ماں کی جان بچائی بلکہ دونوں کو باعزت طور پر ترکستان سے ایران کی طرف روانہ کر دیا اور اگر آپ ایسا نہ کرتے تو آج کیخسرو نہ صرف یہ کہ ایران کا بادشاہ نہ ہوتا بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ زندہ ہی نہ ہوتا آپ کی ان ہی نیکیوں اور احسانات کی بنا پر کیخسرو خلوص دل کے ساتھ آپ سے محبت کرتا ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ آپ کے خلاف جنگ کرے! لہٰذا اُس نے یہ کہلا بھیجا ہے کہ آپ ترکستان کے لشکر کی کمانداری ترک کر کے واپس چلے جائیں کیونکہ کیخسرو اُس لشکر کے ساتھ جنگ نہیں کرنا چاہتا جس کے سالار آپ ہوں۔

ایلچی کی گفتگو سن کر فیروز کے لبوں پر ہلکی ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی چند ساعتوں تک وہ کچھ سوچتا رہا پھر اُس ایلچی کو مخاطب کرتے ہوئے اُس نے کہا! اے کیخسرو کے قاصد سنو میں نے اگر ایران کے بادشاہ کیخسرو اور اس کی ماں پر احسانات کیئے تھے تو میں ان احسانات کے بدلے کی امید نہ رکھتا تھا جو معاملہ میں نے اُن کے ساتھ کیا وہ میں نے انسانی ہمدردی کے تحت کیا تھا رہا کیخسرو کا یہ مطالبہ کہ میں ترکستان کے لشکر کی کمانداری ترک کر کے واپس چلا جاؤں تو یہ کیسے اور کیوں کر ممکن ہے۔

میں برسوں سے ترکستانی افواج کا ایک بہترین جرنیل چلا آ رہا ہوں اور برسوں سے ہی میں ترکستان کے بادشاہ افراسیاب کا نمکخوار ہوں اس کے علاوہ بھی افراسیاب کے مجھ پر بے شمار احسانات ہیں اور اُس نے ہمیشہ میرے ساتھ ایک بھائی جیسا سلوک کیا ہے پھر اے ایلچی میں کیوں اپنے لشکر کو چھوڑ کر واپس لوٹ جاؤں گا! لہٰذا تم واپس چلے جاؤ اور کیخسرو سے جا کر کہو کہ فیروز واپس جانے سے انکار کرتا ہے اس لئے کہ ایسا کر کے میں اپنے بادشاہ اور محسن افراسیاب کی نگاہوں میں نمک حرام کہلانا نہیں چاہتا! اے ایلچی تم واپس چلے جاؤ اور میری طرف سے کیخسرو سے جا کر کہو کہ اگر اُس کی نگاہوں میں میرا اس قدر احترام ہے تو ترکستان پر لشکر کشی کا ارادہ ترک کر دے اور اپنے چاروں لشکروں کو لے کر واپس چلا جائے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو پھر یہ جنگ ہو کر رہے گی۔

اس کے ساتھ ہی کیخسرو کا ایلچی اٹھا اور فیروز کے خیمہ سے باہر نکل گیا تھا کیخسرو نے اپنی طرف سے کوشش کی تھی کہ فیروز اپنے لشکر کو چھوڑ کر ترکستان کی طرف واپس چلا جائے اس لیے کہ وہ نہیں چاہتا تھا فیروز سے جنگ کرے کیونکہ وہ اُس کا محسن تھا اور انتہائی ابتر حالات میں اُس نے اُس کی اور اس کی ماں کی جان بچا کر دونوں کو ترکستان سے بحفاظت ایران پہنچا دیا تھا لیکن جب کیخسرو کا ایلچی واپس لوٹ آیا تب دوسرے روز دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہوئے اور جنگ کی ابتدا ہو گئی تھی۔

دونوں لشکر ایک دوسرے پر سوگ کے عصا سلگتی ریت کے صحرا نفرت کے گھُپ اندھیروں اور دریدہ دہن وحشیوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے ایسا لگتا تھا جیسے رزم گاہ میں چاروں طرف غم کی یلغار دکھوں کے سبب اور دستِ اجل کی سفاکیاں ناچ اٹھیں ہوں پھر لشکر ایک دوسرے کو ذلت و نکبت اور شکست و ریخت میں مبتلا کر کے اپنے لیے فتح مندی کے مینار کھڑے کرنے کی جدوجہد کرنے لگا تھا گو ایرانیوں کا لشکر ترکستانیوں سے کئی گناہ زیادہ تھا اس کے باوجود شروع میں ترکستانی ایرانی لشکر پوری طرح غالب حاوی ہوتے دکھائی دینے لگے تھے اور ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ چند ہی ساعتوں بعد کیخسرو کو بدترین اور ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑے گا۔

لیکن ترکستانیوں کی بدقسمتی کہ اچانک ایک تیر اُن کے سپہ سالار فیروز کو لگا اور وہ اپنے گھوڑے سے گر کر دم توڑ گیا تھا! ترکستانیوں کے نائب سالار نے اپنے لشکر سنبھلنے کی انتہائی کوشش کی لیکن فیروز کی موت نے اُن کے لشکر کے اندر ایک افراتفری اور ہلچل سی پیدا کر دی تھی ایسا محسوس ہونے لگا تھا جیسے فیروز کی موت

پر ترکستانیوں کے دل ٹوٹ گئے ہوں اور وہ جنگ سے جی چرانے لگے ہوں ترکستانیوں کی
اس کیفیت اور فیروز کی مرگ سے کیخسرو نے پورا پورا فائدہ اٹھایا ترکستانیوں پر دائیں اور
بائیں طرف سے اس نے اپنے جرنیل طوس نوذر اور گیو کو حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔
جب کہ سامنے کی طرف سے اس نے اپنے چچا فریبرز کے ساتھ ہولناک حملوں کی
ابتدا کر دی تھی ترکستانیوں میں فیروز کی موت کی وجہ سے اُن میں پہلے ہی افراتفری اور
بددلی پھیلی ہوئی تھی، لہذا وہ ان زوردار حملوں کو برداشت نہ کر سکے اور میدان جنگ چھوڑ
کر بھاگ کھڑے ہوئے کیخسرو نے دور تک ان کا تعاقب کرتے ہوئے ان کا قتل عام کیا یہاں تک
کہ بچا کھچا ترکستانی لشکر اپنے مرکزی شہر کی طرف بھاگ جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔
ترکستان کے بادشاہ افراسیاب کو جب یہ خبر پہنچی کہ اُس کے لشکر کو ذلت آمیز شکست ہوئی
ہے اور اُس کا جرنیل فیروز جنگ میں کام آگیا ہے تو وہ جنگل کی آگ کی طرح بھڑک اٹھا اور
اس نے ایرانیوں کو سبق سکھانے کے لیے ایک جرار لشکر تیار کیا اور کیخسرو کی طرف بڑھا جس میدان
میں فیروز مارا گیا تھا اور اُس کے لشکر کو شکست ہوئی تھی اس کے میدان کے اندر ایک بار پھر ایرانیوں
اور ترکستانیوں کے درمیان جنگ ہوئی اس جنگ میں بھی ایران کا بادشاہ کیخسرو کامیاب رہا جب
کہ افراسیاب کو ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

افراسیاب نے جب دیکھا کہ اُسے اور اُس کے لشکر کو ذلت آمیز شکست ہو گئی ہے تو وہ
اپنے محافظ دستوں کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا افراسیاب چونکہ اپنے لشکر سے
علیحدہ ہو کر بھاگا تھا لہذا اس موقع پر کیخسرو نے بھی بڑا دانشمندانہ قدم اٹھایا اُس نے خود تو
اپنے جرنیل طوس نوذر اور اپنے چچا فریبرز کے ساتھ افراسیاب کے لشکر کا تعاقب کیا جب
کہ اس نے اپنے جرنیل گیو کو اپنے لشکر کے بہترین لشکریوں کے ساتھ افراسیاب کے تعاقب میں لگا
دیا تھا افراسیاب گیو اور اُس کے لشکریوں کے آگے جگہ جگہ بھاگتا پھرا یہاں تک کہ وہ ایک
چراگاہ کے اندر جا چھپا گیو کے لشکریوں نے افراسیاب کو وہاں سے ڈھونڈ نکالا اور اُسے رسیوں
سے جکڑ کر گیو کے سامنے پیش کیا۔
پس گیو نے افراسیاب کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی اور یوں افراسیاب کے قتل کے بعد
ترکستان اور ایران کے درمیان جو پرانی اور دیرینہ عداوت چلی آرہی تھی اس کا خاتمہ ہو گیا تھا۔

اس جنگ میں چونکہ کیخسرو کے چچا فریبرز نے سب سے بہترین جنگی بصیرت کا مظاہرہ کیا تھا لہذا اس
کو خوش کرنے کے لیے کیخسرو نے اُسے کرماں اور مکران کا والی مقرر کر دیا تھا اس کے علاوہ
دوسرے جرنیلوں کو بھی اُس نے مختلف علاقوں پر حاکم مقرر کیا تھا اور پھر میدان جنگ میں لڑنے
والوں کو اُس نے فرداً فرداً بھی انعام واکرام سے نوازا تھا۔
اس طرح ترکستان میں افراسیاب کے قتل کے بعد ایک شخص ارجاسپ کو بادشاہ بنایا گیا اور اس
ارجاسپ نے بھی ایرانیوں کے ہاتھوں شکست کے باعث ترکستان میں جو بددلی پھیلی تھی اُس کا
ازالہ کرنے کی خاطر ترکستان کے لیے ایک بہترین لشکر تیار کرنا شروع کر دیا تھا۔

یوناف کو مراد ک شہر میں بنگولو اور سورابا کے ساتھ رہتے ہوئے چند ہی روز ہوئے تھے کہ ایک دن شام کا کھانا کھانے کے بعد یوناف نے بنگولو کو مخاطب کرتے ہوئے عزم اور ارادوں سے بھرپور آواز میں کہا! اے بنگولو آج میں اُس ترکستان کی طرف جاؤں گا اور دیکھوں گا کہ وہاں کیا چیز ہے جو قبرستان میں داخل ہونے والے لوگوں اور اُس کے پاس سے گزرتے والی شاہراہ کے مسافروں کو روک کر اُن کے حلقوں کاٹ لیتے اور اُن کا خون پی جاتی ہے۔

بنگولو کے کچھ کہنے سے پہلے ہی سورابا نے سہمی سہمی اور خوف زدہ سی آواز میں کہا آپ ہرگز اس وقت اُس قبرستان کی طرف جانے کا ارادہ نہ کریں ورنہ جو قوتیں اُس قبرستان میں کار فرما ہیں وہ ضرور آپ کو نقصان پہنچائیں گی اگر آپ نے جانا ہی ہے تو آپ یہاں سے کچھ مسلح جوانوں کو اپنے ساتھ لے جائیں تاکہ وہ بدروحیں اگر آپ کے سامنے نمودار ہوں تو آپ کے ساتھ مسلح جوانوں کو دیکھ کر آپ پر حملہ آور نہ ہو سکیں اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا! اے سورابا تم جانتی ہو میں خود بھی غیر معمولی سری قوتوں کا مالک ہوں اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں اُن قوتوں کو اپنے سامنے سرنگوں کر کے رکھ دوں گا اور میں نے یہ بھی عزم کر رکھا ہے کہ میں مراد ک شہر والوں کو ضرور اس عفریت سے نجات دلا کر رہوں گا لہٰذا میں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ میں ابھی اور اسی وقت قبرستان کی طرف جاؤں گا اپنے ساتھ مسلح جوان بھی نہ لے کر جاؤں گا بلکہ اکیلا ہی جاؤں گا اور رات اُس قبرستان میں ہی بسر کر دوں گا اور پھر دیکھوں گا کہ وہاں سے کیا چیز نمودار ہوتی ہے۔
اگر واقعی وہ بدروحیں ہیں تو اے سورابا تو دیکھنا میں لمحوں کے اندر اُن پر قابو پا کر رہوں

گا! یوناف کے خاموش ہونے پر بنگولو نے اپنی بیٹی سورابا کی طرف دیکھا اور کہا! اے سورابا" یوناف ٹھیک کہتا ہے تم جانتی ہو کہ یہ بے شمار سری قوتوں کا مالک ہے لہٰذا مجھے یقین ہے کہ یہ ضرور قبرستان کی اُن بدروحوں پر قابو پاتے میں کامیاب ہو جائے گا میں سمجھتا ہوں اسے ضرور قبرستان کی طرف جانا چاہئے اور وہاں بیٹھ کر دیکھنا چاہئے کہ وہاں کیا چیز نمودار ہوتی ہے اور اگر یہ اُن قوتوں پر قابو پانے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر مراد ک شہر والوں کو ان بدروحوں کے خوف اور خوں خواری سے نجات مل جائے گی۔

بنگولو ذرا رکا پھر اُس نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے یوناف میرے عزیز کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم اپنے ساتھ کچھ مسلح جوانوں کو بھی لے جاؤ جو بوقت ضرورت کام آ سکتے ہیں اور تمہاری مدد کر سکتے ہیں اس پر یوناف نے کہا ایسے مسلح جوان میری کوئی مدد نہیں کر سکتے اس لیے کہ وہ تو الٹا میرے لیے ایک دشواری اور مصیبت کھڑی کر دیں گے اس لیے کہ اُن پُراسرار قوتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے مجھے اُن سے مسلح جوانوں کی حفاظت کا کام بھی کرنا پڑے گا لہٰذا میں کسی کو ساتھ نہ لے کر جاؤں گا بلکہ اکیلا ہی قبرستان کا رخ کروں گا اور میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ہر صورت میں مراد ک شہر والوں کو قبرستان کی اس عفریت سے نجات دلا کر رہوں گا۔

سورابا چند لمحوں تک کچھ سوچتی رہی پھر اُس نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اگر آپ مسلح جوانوں کو اپنے ساتھ لے جانے پر آمادہ نہیں ہیں تو پھر میرے ایک سوال کا جواب دیجئے! یوناف نے سورابا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا پوچھو اس پر سورابا بولی اگر اُس قبرستان میں آپ کے ساتھ بھی کوئی جائے تو کیا آپ اُن بدروحوں سے ساتھ جانے والے کی بھی حفاظت کر سکتے ہیں اس پر یوناف نے ایک عزم کے ساتھ کہا ہاں میں یقیناً اس کی حفاظت بھی کر سکتا ہوں اور اُسے اُن بدروحوں کے حملہ سے بچا سکتا ہوں اس پر سورابا نے فیصلہ کن انداز میں کہا تو پھر میں آپ کے ساتھ چلوں گی۔

یوناف نے کہا نہیں میں تمہیں ساتھ لے کر نہ جاؤں گا بلکہ میں اکیلا ہی قبرستان کا رُخ کروں گا اس پر سورابا نے خود اپنی ترجمانی کرتے ہوئے کہا!
اے یوناف آپ کو علم ہے بوڑھے ملاح مازم اور میرے باپ نے بھی آپ کو بتایا تھا کہ میرے باپ نے یہ اعلان کر رکھا ہے کہ جو کوئی بھی قبرستان کی ان بدروحوں پر قابو پانے میں

کامیاب ہو جائے گا میرا باپ میری شادی اُسی کے ساتھ کر دے گا آپ چونکہ اُن بدروحوں پر قابو پانے کا عزم رکھتے ہیں اور اُمید ہے کہ آپ ایسا کرنے میں کامیاب بھی ہو جائیں گے اور جب آپ اُن بدروحوں پر قابو پالیں گے تو کیا پھر آپ میرے حق دار نہ ہوں گے! اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا ضرور حق دار ہوں گا سورابا نے پھر پوچھا اس معاملہ میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد کیا آپ مجھ سے شادی پر رضامند نہ ہوں گے۔

یوناف نے پھر اُسی انداز میں کہا ہاں ضرور رضامند ہوں گا یوناف کے اس جواب پر سورابا نے اطمینان اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اگر ایسا ہے تو پھر میرے اور آپ کے درمیان ایک رشتہ ہے بس اسی رشتے کی بنا پر میں ضرور آپ کے ساتھ چلوں گی اور مجھے امید ہے کہ آپ انکار کر کے میرا دل نہ توڑیں گے یوناف جواب میں کچھ کہنے والا تھا کہ بنگولو نے بولتے ہوئے کہا اے یوناف اگر سورابا ضد کر رہی ہے تو تم ضرور اُسے ساتھ لے جاؤ اس پر یوناف اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور سورابا سے کہا! آؤ پھر چلیں سورابا بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر وہ دونوں بنگولو کی حویلی سے نکل گئے تھے۔

شہر سے مشرق کی سمت باہر نکلنے کے بعد جب یوناف اور سورابا سمندر کے کنارے وسیع چٹانوں پر بنے ہوئے۔ انگرو دیوتا کے مندر کے پاس سے گزرے تو یوناف نے سورابا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے سورابا کیا مندر آنگرو دیوتا کا ہے سورابا نے چاہتوں بھری آواز میں کہا! ہاں یوناف یہی آنگرو دیوتا کا مندر ہے اور اس کے پجاری بھی اپنی پوری کوشش کر چکے ہیں کہ قبرستان کی عفریت کو زیر کر لیں لیکن یہ سب بُری طرح ناکام رہے ہیں اس پر یوناف نے کہا سورابا آؤ میں پہلے اس مندر کو دیکھنا چاہتا ہوں اس کے بعد قبرستان کا رخ کریں گے سورابا نے منہ سے کچھ نہ کہا اور چپ چاپ یوناف کے ساتھ ہو لی تھی دونوں مندر کی عمارت میں داخل ہوئے جو سمندر کے کنارے وسیع اور بلند چٹانوں پر بنا ہوا تھا اور سمندر کی سرکش لہریں اُن چٹانوں سے ٹکرا کر شور کر رہی تھیں جس وقت وہ دونوں مندر میں داخل ہوئے اُس وقت لوگ اُس مندر میں آجا رہے تھے اور وہاں لوگوں کی خوب گہما گہمی تھی۔ یوناف کو لے کر سورابا مندر کے اندرونی حصے میں آئی تو یوناف نے دیکھا ایک بہت بڑے ہال کے اندر ایک چٹان کو تراش کر آنگرو دیوتا کا ایک بہت بلند اور ہیبت ناک بت بنایا گیا تھا بت کی آنکھوں میں رات کے وقت جواہرات چمک رہے تھے

جب کہ اس بت کو جگہ جگہ سے سونے کے ٹکڑوں سے بھی سجایا گیا تھا اور لوگ ان گنت تعداد میں اُس بت کے آگے جھک جھک کر اپنی مذہبی رسومات ادا کر رہے تھے۔

مندر کے اندرونی حصے میں ان گنت مشعلیں روشن تھیں جس کی وجہ سے اندر کا پورا حصہ خوب روشن ہو رہا تھا یوناف اور سورابا ابھی تک اُس بت کو ہی غور سے دیکھ رہے تھے کہ ایک پجاری ان کے پاس آیا اور سورابا کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا! اے سورابا! میری بیٹی کیا بات ہے آج تم خلاف معمول رات کے وقت مندر میں آئی ہو جب کہ اس سے پہلے تم ہمیشہ دن کے وقت مندر میں آیا کرتی تھی اس پر سورابا نے اس پجاری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے میرے محترم تم ٹھیک کہتے ہو یہ میرے ساتھ جو جوان ہیں ان کا نام یوناف ہے یہ گزشتہ چند دن سے ہمارے ہاں ایک معزز مہمان کی حیثیت سے ٹھہرے ہوئے ہیں ان کا تعلق دور افتادہ مغربی سرزمینوں سے ہے اور اے محترم پجاری! یہ عام انسانوں سے مختلف بھی ہیں کہ یہ ان گنت سری قوتوں کے مالک ہیں اور انہوں نے ارادہ کیا ہے کہ وہ ہمارے قبرستان کے اندر جو قوتیں کارفرما ہیں انہیں زیر کر کے رہیں گے اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ میرے باپ نے عہد کر رکھا ہے کہ جو بھی شخص قبرستان کی ان قوتوں کو زیر کرے گا وہ مجھے اُس سے بیاہ دیں گے اور چونکہ یہ اُن قوتوں پر قابو پانے کے ارادے سے نکلے ہیں! لہٰذا میں بھی ان کے ساتھ ہو لی ہوں اور اب اس مندر سے نکل کر ہم قبرستان ہی کا رخ کریں گے۔

سورابا کی اس گفتگو پر اس پجاری کے چہرے پر خوف و دہشت پھیل گئی تھی پھر اُس نے اس بار سورابا کے بجائے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے اجنبی نوجوان میں نہیں جانتا کہ تم کس قسم کی سری قوتوں کے مالک ہو اور کن قوتوں اور کن حوصلوں کی بنا پر تم نے قبرستان کی ان قوتوں سے ٹکرانے کا عزم کیا ہے اگر یہ کام تم نے صرف سورابا کو حاصل کرنے کے لیے حامی بھری ہے تو میں تمہیں تنبیہ کروں گا کہ اس کام سے باز رہو اس لیے کہ وہ قوتیں ایسی زور آور اور سرکش ہیں کہ بڑے بڑے پجاریوں کے قابو میں نہیں آئیں اس مندر کا جو سب سے بڑا پجاری ہے وہ سحر اور ایسی سری قوتوں میں سب سے بہترین سمجھا جاتا ہے لیکن وہ بھی بُری طرح ان قوتوں کو قابو کرنے میں ناکام رہا ہے۔

لہٰذا از راہ ہمدردی میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا کہ تم رات کے اس وقت اُس قبرستان کا رخ ہرگز نہ کرو اور اگر تم سورابا میں ہی دلچسپی رکھتے ہو اور اسے حاصل کرنے کا عزم کر چکے ہو

تو اس کے لیے تم براہ راست ینگولو سے بھی التماس کر سکتے ہو کہ وہ سورایا کو تمہارا جیون ساتھی بنا دے اور مجھے امید ہے کہ وہ اس سے انکار نہیں کرے گا اس لیے اُسے سورایا کے لیے تم سے بہتر شخصیت کا جوان نہیں مل سکتا ۔

اُس بچاری کے خاموش ہونے پر یوناف نے کہا! اے بچاری تم غلط سمجھے ہو میرا اصل مدعا تو مرادک شہر کے لوگوں کو قبرستان کی اُن عفریتوں سے نجات دلانا ہے اور چونکہ ینگولو نے یہ عہد کر رکھا ہے کہ جو بھی مرادک شہر کے لوگوں کو اُن عفریتوں سے نجات دلائے گا وہ سورایا کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دے گا بس اے بچاری اگر میں مرادک شہر کے لوگوں کو قبرستان کی اُن بدروحوں سے نجات دلاتا ہوں تو میں از خود سورایا کا حق دار بن جاؤں گا اور ہاں اے بچاری یہ بھی سن رکھو کہ اگر تم یہ گمان کرتے ہو کہ میں سورایا کی خاطر ان سرزمینوں کی طرف آیا ہوں تو یہ غلط ہے اور اگر تم یہ ظن کرتے ہو کہ میں قبرستان کا رخ بھی صرف سورایا ہی کی خاطر کر رہا ہوں تو یہ بھی درست نہیں ہے میں تو صرف مدارک شہر کو ان بدروحوں سے محفوظ کر دینا چاہتا ہوں اگر اس کے صلے میں مجھے سورایا ملتی ہے تو یہ میرا انعام ہے

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں بچاری نے پھر بولتے ہوئے کہا اے یوناف کس بنا پر تمہیں یقین اور اعتماد ہے کہ تم قبرستان کی اُن بدروحوں کو زیر کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے جب کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اگر اس مندر کا بڑا بچاری انہیں قابو کرنے میں ناکام رہا ہے تو پھر کوئی شخص اُن بدروحوں کو اپنی گرفت میں کر کے اُس قبرستان کو اُن سے نجات نہیں دلا سکتا لہٰذا میرا مخلصاً نہ مشورہ یہی ہے کہ سورایا کے ساتھ رات کے اس وقت اُس قبرستان کی طرف جانے کے بجائے تم دونوں یہیں سے واپس لوٹ جاؤ ایسا نہ ہو آج کی رات تم دونوں کے لیے زندگی کی آخری رات ہو کر رہ جائے ۔

یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا اے بچاری تم کس قسم کا اعتماد اور یقین دہانی چاہتے ہو اگر تم کہو تو یہ جو بہت بڑی چٹان سے تراشا ہوا آنگرو دیوتا کا بت ہے میں صرف ایک لمحہ کے اندر اسے نیچے گرا سکتا ہوں! کہو کیا میں ایسا کر دکھاؤں بچاری کے بولنے سے پہلے ہی سورایا نے منت کرنے کے انداز میں کہا نہیں نہیں! اے یوناف ایسا ہرگز نہ کرنا آنگرو دیوتا کے اس طرح گر جانے پر ایک تو لوگوں کا اس پر سے یقین اٹھ جائے گا دوسرے یہاں کے لوگ خواہ مخواہ تمہارے دشمن ہو جائیں گے۔

اس پراُس بچاری نے فکر گیر لہجے میں کہا! اے یوناف آنگرو کے بت کو گرانے کے بجائے تم یقین دہانی کی خاطر کچھ اور بھی تو کر کے دکھا سکتے ہو بچاری کے اس مطالبہ پر مدہم اور دھیمی آواز

میں یوناف نے کہا! اے ابلیکا اس بچاری نے جو اپنے سر پر ٹوپی پہن رکھی ہے وہ ٹوپی ایک لمحہ کے اندر اس کے سر سے اتار کر میرے سر پر رکھ دو بس دوسرے ہی لمحے بچاری نے دیکھا کہ اس کی ٹوپی اس کے سر سے آپ سے علیحدہ ہو کر یوناف کے سر پر رکھ دی گئی تھی مسکراتے ہوئے یوناف نے بچاری سے پوچھا! اے بچاری میرا یہ معاملہ کیسا رہا تم نے دیکھا صرف ایک لمحہ کے اندر تمہاری ٹوپی تمہارے سر سے علیحدہ ہو کر میرے سر پر آن پڑی ہے کیا تمہارے مندر کا بڑا بچاری اس قسم کا کوئی کام سرانجام دے سکتا ہے اس پر اُس بچاری نے گردن جھکاتے ہوئے کہا! نہیں وہ ایسا نہیں کر سکتا تب یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا اگر اس مندر کا بچاری ایسا نہیں کر سکتا تو پھر وہ اُن بدروحوں کو بھی قابو نہیں کر سکتا لہٰذا اے بچاری میں اب تمہیں خدا حافظ کہتا ہوں اور اُس قبرستان کا رخ کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی یوناف اور سورایا سمندر کے کنارے چٹانوں کے اوپر بنی ہوئی مندر کی اس عظیم عمارت سے باہر نکل گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد یوناف اور سورایا مدارک شہر کے اُس قبرستان میں داخل ہوئے جس کے متعلق لوگوں کا یقین تھا کہ اُس کے اندر بدروحیں رہتی ہیں کافی دیر تک جب وہ دونوں اُس قبرستان کے اندر گھومتے رہے اور کوئی ردِ عمل ظاہر نہ ہوا تب یوناف نے سورایا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے سورایا تم نے دیکھا ہم کافی دیر سے اس قبرستان کے اندر گھوم رہے ہیں یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے اگر کوئی بدروح یا عفریت ہوتی تو رات کے اس وقت وہ ضرور ہم دونوں پر بھی حملہ آور ہوتی اور تم دیکھتی میں اُس کا انجام کیا کرتا لیکن تم دیکھتی ہو یہ قبرستان ایسا پُرسکون اور پُرامن ہے جیسے یہ دن کے وقت ہوتا ہے ۔

اس پر سورایا نے حیرت اور تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے یوناف! میں خود پریشان اور حیران ہوں کہ رات کے اس وقت کوئی بھی چیز اس قبرستان میں ہم پر حملہ آور نہیں ہوئی جب کہ میں اپنی زندگی میں بہت سے ایسے مرد اور عورتوں کو دیکھ چکی ہوں جن کے حلقوم اس قبرستان میں کاٹ کر اُن کا خون پی لیا گیا تھا بس اے یوناف حیرت ہے کہ آج رات کے وقت کوئی بھی چیز اس قبرستان میں ہم پر حملہ آور نہیں ہوئی ۔

سورایا کے خاموش ہونے پر یوناف نے قبرستان کے کنارے ہیوے کی شکل میں نظر آتی ہوئی ایک عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور اے سورایا یہ عمارت کیسی اور کون سی ہے سورایا نے کہا یہ وہی عمارت ہے جس کے اندر گورکن رہتے ہیں یہ کوہستانی پتھروں سے بنی ہوئی عظیم عمارت ہے گورکنوں کی بے چین روحیں اس قبرستان کے اندر گھومتی پھرتی رہتی ہیں اور خونخواری کا باعث

ہیں ہیں وہ بھی کبھی اسی عمارت میں رہا کرتے تھے۔ یوناف نے کہا اے سورابا آؤ اُسی عمارت کی طرف چلتے ہیں اور وہاں رہنے والے گورکنوں سے اس قبرستان کے اندر بے چین گھومنے والی بد روحوں کے متعلق معلومات حاصل کرتے ہیں۔

سورابا نے یوناف کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا! ہاں چلئے اس عمارت میں گورکن اور اُس کے اہل خانہ سے مل کر پھر ہم واپس گھر چلے جائیں گے اور اس کے ساتھ ہی وہ بڑی تیزی سے قبرستان سے نکل کر اُس عمارت کی طرف بڑھنے لگے تھے تھوڑی دیر بعد وہ دونوں عمارت کے پاس آئے پھر یوناف نے عمارت کے صدر دروازے پر جو بند تھا دستک دی تھوڑی دیر بعد ایک نوخیز نوجوان اور خوبصورت لڑکی نے دروازہ کھولا اور سورابا کو دیکھتے ہی اُس نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے بنگولو کی بیٹی تم رات کے وقت یہاں خیریت تو ہے اور یہ تمہارے ساتھ نوجوان کون ہے اس پر سورابا نے مسکراتے ہوئے کہا پہلے تم مجھے اندر آنے کے لیے کہو پھر میں تم سے پوری تفصیل کہہ دوں گی اُس لڑکی نے دروازے سے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا ضرور تم اندر آؤ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ مرادک کے بنگولو کی بیٹی ہمارے گھر میں داخل ہو رہی ہے اُس لڑکی کے ایک طرف ہٹ جانے پر سورابا یوناف کے ساتھ اُس عمارت میں داخل ہوئی تھوڑی دیر تک ایک لڑکا بھی عمارت کے اندرونی حصے سے نکل کر اُس لڑکی کے پاس آ کھڑا ہوا۔

اس موقع پر یوناف نے سورابا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے سورابا جس طرح بوڑھے ماہی گیر مارتم نے مجھے تفصیل بتائی ہے اُس کے مطابق اگر میں غلطی پر نہیں تو اس لڑکی کا نام نمیا اور اس کے قریب کھڑے لڑکے کا نام خوناک ہے جو اس کا چھوٹا بھائی ہے اور یہ دونوں گورکن امبنوں کی اولاد ہیں جب کہ ان دونوں کی ماں کا نام سومیا ہے جواب میں سورابا نے مسکراتے ہوئے کہا! ہاں یوناف آپ کا اندازہ درست ہے اس لڑکی کا نام نمیا اور اس کے چھوٹے بھائی کا نام خوناک ہے اور ان کے باپ کا نام امبنوں اور ماں کا نام سومیا ہے۔

یوناف جواب میں کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا کہ نمیا نام کی اس لڑکی نے بولتے ہوئے کہا آپ دونوں یہاں کیوں کھڑے ہو گئے اندر چل کر کمرے میں بیٹھیں اس کے ساتھ ہی اُس لڑکی نے دروازہ بند کر دیا یوناف اور سورابا کو اس نے عمارت کے ایک کمرے میں لا بیٹھا تھا سورابا نے بیٹھتے ہی اُس لڑکی کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے نمیا کیا گھر پر تم دونوں بہن بھائی ہی ہو تمہارے ماں باپ اس وقت کہاں ہیں نمیا اور خوناک دونوں بہن بھائی نے غور سے ایک دوسرے

کی طرف دیکھا پھر نمیا نے سورابا کو جواب دیتے ہوئے کہا اے بنگولو کی بیٹی میری ماں اور میرا باپ اس وقت گھریلو ضرورت کی چیزیں خریدنے مرادک شہر کی طرف گئے ہوئے ہیں۔

اس بار یوناف نے اس لڑکی کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا! اے نمیا اس قبرستان کے متعلق تو مشہور ہے کہ اس کے اندر کچھ بے چین روحیں رہتی ہیں وہ قبرستان میں رات کے وقت داخل ہونے والوں یا یہاں سے گزرنے والے مسافروں کے حلقوم کاٹ کر اُن کا خون پی جاتی ہیں تو کیا اپنے ماں باپ کی غیر موجودگی میں تم دونوں کو قبرستان کے کنارے کھڑی پتھروں کی اس قدیم عمارات کے اندر خوف اور ڈر محسوس نہیں ہوتا!

نمیا نے بلا جھجک جواب دیتے ہوئے یوناف سے کہا خوف اور ڈر کاہے کا جب وہ بے چین روحیں ہم پر حملہ آور ہی نہیں ہوتیں تو پھر ہمیں اُن سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے ہم اپنے اس مکان کی کھڑکی سے اکثر رات کے وقت اُن بے چین روحوں کو قبرستان کے اندر گھومتے ہوئے دیکھتے ہیں لیکن انہوں نے کبھی بھی ہماری طرف آنے اور ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہیں کی نمیا کی اس گفتگو پر یوناف نے شوق اور تجسس سے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے نمیا جب تم نے اکثر اُن بے چین روحوں کو اس قبرستان میں گھومتے ہوئے دیکھا ہے تو کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ رات کے وقت قبرستان میں گھومنے پھرنے والی روحوں کی تعداد کتنی ہوا کرتی ہے اس پر نمیا نے بلا توقف کہا رات کے وقت قبرستان میں گھومنے والی ان روحوں کی تعداد کبھی چار ہوا کرتی ہے! یوناف نے پھر نمیا سے پوچھا اور کیا تم مجھے یہ بھی بتا سکو گی کہ اُن کی شکل و شباہت کس طرح کی ہوتی ہے نمیا پھر بڑی تیزی سے بولی میں اُن کی شکل و شباہت کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتی اس لیے کہ رات کے وقت وہ صرف ہمیں مدہم مدہم سے ہیولوں کی صورت میں قبرستان کے اندر چلتے پھرتے دکھائی دیتے ہیں اور ہاں میں یہ بھی کہوں کہ کبھی کبھی تو یہ بے چین روحیں اس عمارت کے اندر بھی داخل ہوتی ہیں اور ہمیں اس عمارت کے اندر اس کی موجودگی کا پتہ بھی چلتا ہے۔

یوناف نے اس پر اور زیادہ شوق انگیزی میں پوچھا اے نمیا وہ کیسے! نمیا بولی وہ اس طرح کہ شروع میں جب ہم اس عمارت کے اندر آئے تو یہاں ہم نے اپنی رہائش اختیار کی تو رات کے وقت اس عمارت کے ایک کمرے سے ہمیں اکثر کسی درندے جیسے انداز میں دھاڑنے کی آوازیں سنائی دیا کرتی تھیں پھر ہم سمجھ گئے کہ شاید رات کے وقت وہ بے چین روحیں ہی اس کمرے میں آتی ہوں گی۔ لہٰذا ہم نے مستقلاً طور پر اُس کمرے کو بند کر دیا اب نہ ہی ہم اس کمرے کو اپنے استعمال میں لاتے ہیں اور نہ ہی اُس کا دروازہ کھولتے ہیں بلکہ وہ ہمہ وقت بند پڑا رہتا ہے

اس پر یوناف نے اور زیادہ دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اے نمیا! کیا مجھے اس کمرے کی طرف لے چلو گی تاکہ میں دیکھوں کہ وہ کمرہ جو تم نے مستقلاً بند کر دیا ہے اُس کے اندر کیا چیز رہتی ہے۔

ذرا رک کر یوناف نے کہا اے نمیا مجھے اُس کمرے کی طرف لے جانے سے پہلے میرے متعلق تفصیل بھی سن لو کہ میرا نام یوناف ہے میں مرادک شہر کا رہنے والا نہیں بلکہ ان سرزمینوں کے اندر ایک اجنبی ہوں اور میں نے عزم کر رکھا ہے کہ میں مرادک شہر کے لوگوں اور یہاں سے گزرنے والے مسافروں کو اس قبرستان کے اندر گھومنے والی بے چین روحوں سے محفوظ کر دوں گا اس لیے کہ میں ان ہی بے چین روحوں پر قابو پانے کے لیے اس قبرستان کی طرف آیا ہوں اور اے نمیا اگر تمہارے ماں باپ میری موجودگی ہی میں یہاں آ گئے تو میں انہیں اس ساری تفصیل سے آگاہ کر دوں گا۔

اور اگر وہ میرے بعد آئے تو تم انہیں بتا دینا کہ میں کس غرض کے تحت یہاں آیا تھا اور میں پھر کسی موقع پر اُن دونوں سے آن ملوں گا اور اے نمیا تم دونوں بہن بھائی بھی غور سے سنو اپنے ماں باپ کو بھی بتلا دینا کہ میں وہ بد بلا ہوں جو وقت کے بدترین سیلاب اور رحم ناآشنا تنہائیوں کی طرح حرکت میں آتی ہے اور اپنے سامنے آنے والی ہر ذی روح پر کربِ مسلسل اور مرگ و حیات کا کھیل طاری کر کے رکھ دیتی ہے۔

اے نمیا اب تم اٹھو اور مجھے وہ کمرہ دکھاؤ جس کے اندر بقول تمہارے قبرستان کی بے چین روحیں آ کر رہا کرتی ہیں نمیا اور اُس کا بھائی خوناک دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور اس بار نمیا کے بجائے خوناک نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اگر آپ اس کمرے کی کیفیت دیکھنے پر بضد ہیں تو آپ دونوں ہمارے ساتھ آئیں یوناف اور سورابا چپ چاپ اٹھ کر اُن دونوں بہن بھائی کے ساتھ ہو لیے تھے یہ ایک مقفل کمرے کے سامنے جا کر وہ دونوں بہن بھائی رک گئے پھر خوناک نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے مغربی سرزمینوں کے اجنبی! یہ وہ کمرہ ہے جس کے اندر قبرستان کی بے چین روحیں آ کر ٹھہرتی ہیں۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اس کمرے کو کھولوں یوناف نے بے دھڑک کہا ہاں! ہاں کھولو اس دروازے کو اس کے ساتھ ہی خوناک نے دیوار کے ساتھ لٹکتی ہوئی ایک بڑی سی چابی سنبھالی اور وہ اُس کمرہ کا دروازہ کھولنے لگا تھا۔

جوں ہی خوناک نے دروازہ کھولا تو اس کمرے کی تاریکی کے اندر یک بیک پلک جھپکنے کے انداز میں ایک تیز روشنی ہو کر ختم ہو گئی اور اُس کے ساتھ ہی اُس کمرے کے اندر سے ایسی ہولناک آوازیں ابھری تھیں جیسے ان گنت درندے ایک ساتھ اپنے شکار کو دیکھ کر دھاڑ اٹھے ہوں سورابا ہولناک چیخ مارتی ہوئی پیچھے ہٹ گئی تھی جب کہ نمیا اور خوناک بھی سورابا کے ساتھ پیچھے ہو گئے تھے تاہم یوناف ایک ستون کی طرح ایستادہ کمرے کے کھلے ہوئے دروازے پر ہی کھڑا رہا تھا۔

تاہم اُس نے فلفور اپنی تلوار میان سے کھینچ لی تھی اور پھر اس پر اپنا کوئی عمل کرنے کے بعد اس نے جب اپنی تلوار کا رخ اُس کمرے کی طرف کیا تو تاریکی میں ڈوبا ہوا پورا کمرہ تیز روشنی میں نہا گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی درندوں کی سی دھاڑنے کی آوازیں بھی اک دم جاتی رہی تھیں۔

اپنی تلوار اپنے سامنے لہراتا ہوا یوناف اُس کمرے میں داخل ہوا جب کہ سورابا خوناک اور نمیا انتہائی پریشانی کے عالم میں اُس کی طرف دیکھ رہے تھے اس لمحہ اُس قدیم اور سنگی عمارت کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے بنجر زمینوں اور سنسان ٹیلوں کے اندر آندھیوں میں رکھے چراغوں کی سنگاہٹ بھی جاتی رہی ہو اور ہر طرف ہو کا عالم اور خوابوں کے ویرانے بکھر پھیل گئے ہوں۔

تھوڑی دیر تک یوناف اُس کمرے کے اندر اپنی تلوار اپنے ہاتھ میں لیے گھومتا رہا پھر وہ باہر آیا اور ابھی وہ نمیا یا خوناک کو مخاطب کرتے ہوئے کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا عمارت کے باہر ایسی ہولناک اور کرب خیز آوازیں سنائی دیں جیسے کوئی کند چھری سے لوگوں کے حلقوم کاٹ رہا ہو یہ آوازیں سن کر خوناک اور نمیا دونوں بہن بھائی بدک اٹھے پھر خوناک نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یوناف ایسا لگتا ہے کہ قبرستان کے پاس سے گزرنے والی شاہراہ پر پھر کوئی حادثہ رونما ہو گیا ہے اور اُن بے چین روحوں نے یہاں سے گزرنے والے کسی مسافر پر حملہ کر دیا ہے۔

یوناف نے اپنی تلوار فوراً میان میں کر لی اور اُن تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تم تینوں میرے ساتھ آؤ پھر دیکھتے ہیں کہ کیا ہوا ہے اس کے ساتھ ہی وہ چاروں بھاگتے ہوئے عمارت کے اُس کمرے سے باہر نکل گئے تھے وہ چاروں جب بھاگتے ہوئے قبرستان کے پاس سے گزرنے والی شاہراہ پر آئے تو انہوں نے دیکھا وہاں شاہراہ کے ایک کنارے پر دو گھوڑے کھڑے تھے اور اُن دونوں گھوڑوں کے قریب ہی شاہراہ پر دو لاشیں پڑی

نہیں یوناف نے آگے بڑھ کر دیکھا دونوں لاشوں کے حلقوم کاٹے ہوئے تھے اور ایسا دکھائی دیتا تھا جیسے اُن لاشوں کا سارا ہی خون کسی نے نچوڑ لیا ہو کیونکہ لاش مکمل طور پر پیلی ہو چکی تھیں اور زمین پر کوئی خون بھی نہ گرا ہوا تھا اس موقع پر گورکن کے بیٹے خوناک نے اندیشوں سے بھرپور آواز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ دیکھئے آپ کی موجودگی میں ہی یہ دو بدقسمت مسافر بھی اُن بے چین روحوں کا شکار ہو گئے ہیں۔

یوناف نے کہا حیرت ہے اس سے پہلے کافی دیر تک میں اور سورابا اس قبرستان کے اندر گھومتے رہے ہیں لیکن ہمیں یہاں کوئی چیز دکھائی نہیں دی جب کہ چند لمحوں بعد یہاں سے گزرنے والے ان دونوں مسافروں کے حلقوم کاٹ کر رکھ دیئے گئے ہیں پھر آیا یہ بدقسمت مسافر جانے کدھر سے آئے ہیں اور کس طرف انہوں نے جانا تھا۔

یوناف کی اس گفتگو کا جواب خوناک دینا ہی چاہتا تھا کہ عمارت کی طرف سے کسی نے زور زور سے پکارا خوناک تم کہاں ہو اس کے جواب میں خوناک نے اس طرف منہ کرتے ہوئے بلند آواز میں کہا اے میرے باپ میں اس طرف ہوں آج پھر دو مسافر قبرستان کی ان بدروحوں کا لقمہ بن گئے ہیں تھوڑی ہی دیر بعد ایک مرد اور عورت وہاں نمودار ہوئے اور سورابا کو وہاں دیکھتے ہوئے اس عورت نے حیرت کے انداز میں کہا! اے سورابا تم رات کے اس وقت یہاں کیا تم کہیں گئی ہوئی تھی جو واپس لوٹ رہی ہو؟

اُس عورت کے سوالات کے جواب میں سورابا نے کہا نہیں میں تھوڑی دیر پہلے مرادک کی طرف سے آئی ہوں اور میرے ساتھ یہ جو جوان ہیں ان کا نام یوناف ہے اور یہ ہمارے ہاں ایک مہمان کی حیثیت سے ٹھہرے ہوئے ہیں یہ ان گنت سری قوتوں کے مالک ہیں اور یہ اس ارادے سے اس طرف آئے تھے کہ قبرستان کی بدروحوں پر قابو پا کر مرادک کے لوگوں کو ان سے چھٹکارا دلائیں گے ہم کافی دیر تک اس مقصد کے لیے اس قبرستان کے اندر گھومتے رہتے ہیں لیکن کوئی چیز ہمیں یہاں دکھائی نہ دی اس کے بعد ہم آپ کے گھر میں داخل ہوئے اور آپ کے بچوں سے پتہ چلا کہ آپ گھریلو ضروریات کی چیزیں خریدنے کے لیے دونوں میاں بیوی مرادک شہر گئے ہوئے ہیں اور ابھی تھوڑی دیر ہم وہاں بیٹھے تھے۔
کہ اس شاہراہ پر چیخیں سنائی دی اور جب ہم اس طرف آئے تو یہ دونوں لاشیں جن

کے حلقوم کاٹے ہوئے ہیں یہاں پڑی ہوئی تھیں! سورابا تھوڑی دیر کی پھر اس نے اس بار یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یوناف یہ دونوں خوناک اور تمیا کے ماں باپ ہیں سورابا کے خاموش ہوتے پر خوناک کے باپ امبون نے خود ہی بولتے ہوئے کہا! اے اجنبی ہم دونوں میاں بیوی مرادک شہر گئے ہوئے تھے کاش جس وقت تم یہاں آئے ہم دونوں میاں بیوی بھی یہاں موجود ہوتے اور تمہاری خدمت کرتے ہم دونوں شہر سے واپس لوٹ رہے تھے کہ اس شاہراہ پر ہمیں چیخیں سنائی دیں ہم بھاگتے ہوئے پہلے اپنے گھر داخل ہوئے اور جو چیزیں ہم نے شہر سے خریدی تھیں انہیں وہاں رکھا اور ہم اور زیادہ فکرمند ہو گئے چونکہ ہمارا بیٹا اور بیٹی بھی گھر پر نہ تھے لہٰذا شک ہوا کہ وہ یقیناً اس طرف گئے ہوں گے جدھر چیخوں کی آوازیں سنائی دی ہیں لہٰذا ہم دونوں ہی بھاگتے ہوئے اس طرف چلے آئے۔

اے یوناف اگر تم اس قبرستان کی بے چین روحوں پر قابو پانے کی غرض سے مرادک شہر میں داخل ہوئے ہو تو یہ ایک بہترین نیکی کا کام ہے ہماری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں اور اگر تم واقعی ہی ان گنت سری قوتوں کے مالک ہو تو مجھے امید ہے کہ تم ضرور ان روحوں پر قابو پاتے میں کامیاب ہو جاؤ گے آؤ ان دونوں لاشوں کو اس قبرستان میں دفن کر دیں پھر تم دونوں ہمارے ساتھ ہمارے گھر چلو کہ ہم تم دونوں کی خدمت کر سکیں۔

یوناف چپ چاپ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پہلے اُن سب نے مل کر اُن دونوں لاشوں کو قبرستان میں دفن کیا پھر یوناف نے گورکن امبون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے امبون تھوڑی دیر ان سب کے ساتھ یہاں رکو میں ذرا مرنے والوں کے گھوڑوں کا جائزہ لیتا ہوں پس سورابا کو بھی اُن چاروں کے پاس چھوڑ کر یوناف شاہراہ پر مرنے والوں کے گھوڑوں کی طرف گیا پھر وہ ایک گھوڑے کے پاس کھڑا ہوا اور بڑی رازداری سے پکارا! ابلیکا! ابلیکا تم کہاں ہو! ابلیکا نے فوراً اُس کی گردن پر لمس دیتے ہوئے کہا میں یہی ہوں یوناف میں نے کہاں جانا ہے یہ شاہراہ پر جو کچھ ہوا ہے میں سب کچھ دیکھ چکی ہوں یوناف نے پوچھا اے ابلیکا پہلے تم یہ بتاؤ کہ عمارت کے اندر جس کمرے میں میں داخل ہوا تھا اس وقت اُس کمرے کے اندر اچانک جو روشنی ہوئی تھی اور درندوں کے دھاڑنے کی آوازیں آئیں تھیں۔ وہ کیا معاملہ تھا؟

ابلیکا نے کہا وہ واقعہ اچانک ہی رونما ہو گیا تھا اس لیے میں اُس کا اندازہ نہ لگا سکی

تھی بہر حال میرا گمان ہے کہ وہ کسی شیطانی قوت کا ہی کام ہے یوناف نے پھر کہا! اے ابلیکا میں اب سورابا کو یہاں سے لے کر مرادک شہر کی طرف چلا جاؤں گا آج کے بعد تم اس قبرستان اور اس کے پاس سے گزرنے والی شاہراہ کو اپنی نگاہ میں رکھنا اور جب بھی وہ حادثہ پیش آئے مجھے اس کے متعلق تفصیل سے آگاہ کرنا جواب میں ابلیکا نے رنگ بکھیراتی ہوئی آواز میں کہا اے میرے حبیب تم فکر مند نہ ہو جیسا تم چاہو گے ویسا ہی ہوگا۔

ابلیکا کے ساتھ اپنی گفتگو مکمل کرنے کے بعد یوناف پھر اُس جگہ آیا جہاں امبون اور اُس کی بیوی بیٹا بیٹی اور اُن کے ساتھ سورابا کھڑی ہوئی تھی وہاں آ کر یوناف نے امبون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے امبون اب کافی دیر ہو گئی ہے لہٰذا میں سورابا کو لے کر مرادک شہر کی طرف جاتا ہوں امبون نے اُس کی بات کاٹتے کہا کیا آپ دونوں ہمارے ساتھ چل کر ہمیں خدمت کا موقع نہیں دیتے یوناف نے آگے بڑھ کر اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بڑی نرمی اور شفقت میں کہا اے امبون! میں پھر کسی وقت آؤں گا۔ تمہارے پاس بیٹھوں گا اور تفصیل کے ساتھ تمہارے ساتھ گفتگو کروں گا اب مجھے اجازت دو کہ میں سورابا کے ساتھ یہاں سے رخصت ہوں اس کے ساتھ ہی یوناف نے امبون سے مصافحہ کیا پھر وہ سورابا کے ساتھ مرادک شہر کی طرف چل پڑا تھا جب کہ امبون اپنی بیوی بیٹی اور بیٹے کے ساتھ قبرستان کے کنارے اُس قدیم عمارت کی طرف جا رہا تھا جس میں اس کی رہائش تھی۔

قبرستان سے تھوڑا آگے جا کر سورابا نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا! اے یوناف تم مجھے گورکن اور اُن کے اہل خانہ کے ساتھ قبرستان میں چھوڑ کر مرنے والوں کے گھوڑوں کی طرف چلے گئے تھے تو وہاں سے تم نے کیا حاصل کیا اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا! اے سورابا میری گرفت میں جو سری قوتیں ہیں میں نے علیحدگی میں جا کر انہیں کچھ احکامات جاری کئے تھے اور عنقریب تم دیکھو گی کہ میں کس طرح ہولناک انداز میں ان بے چین روحوں پر ہاتھ ڈالتا ہوں جو اس قبرستان کے اندر لوگوں کے حلقوم کاٹ کر خونخواری اور خوف و ہراس پھیلاتی ہیں سورابا مطمئن ہو گئی تھی پھر وہ دونوں خاموشی کے ساتھ اور کسی قدر تیزی سے چلتے ہوئے مرادک شہر کی طرف بڑھنے لگے تھے جب وہ دونوں آنگرو دیوتا کے مندر کے پاس آئے تو انہوں نے دیکھا، مندر کے قریب شاہراہ کے کنارے وہی پجاری کھڑا تھا جس کے ساتھ اُس وقت دونوں کی گفتگو ہوئی تھی جب وہ دونوں قبرستان میں جانے سے پہلے آنگرو دیوتا کے مندر میں داخل ہوئے تھے یوناف اور سورابا کو دیکھتے ہی اُس پجاری نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میرے عزیزو! میں اس انکشاف پر حیرت زدہ تو ضرور ہوں کہ تم دونوں رات کے وقت اُس قبرستان سے زندہ اور سلامت لوٹ آئے ہو۔

لیکن کیا میں یہ بھی جان سکوں گا کہ وہاں اُس قبرستان کے اندر تم دونوں نے کیا دیکھا اور اُس کا تم نے کیا سدباب کیا ہے یوناف نے اس پجاری کو جواب دیتے ہوئے کہا! اے پجاری اس قبرستان کے اندر کام کرنے والی قوتیں اب صرف ایک بار اور کسی انسان پر ہاتھ ڈال سکیں گی اس کے بعد تم دیکھنا میں ان کا کیا حشر نشر کرتا ہوں پجاری تم عنقریب دیکھو گے کہ قبرستان کی وہ قوتیں میرے سامنے بے بس اور مجبور ہوں گی ان کے پیچھے میں اپنی ایسی قوت لگا کر آیا ہوں جو ہر صورت میں اُن کا بھید جان کر رہے گی یوناف کی اس گفتگو پر وہ پجاری گہری سوچوں میں کھو گیا تھا جب کہ یوناف مزید کوئی گفتگو کئے بغیر سورابا کے ساتھ دوبارہ مرادک شہر کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

یوشع بن نون کے بعد بنی اسرائیل کے اندر قاضیوں کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔ یہی قاضی انہیں مذہب کی تعلیم دینے کے علاوہ انہیں راستی اختیار کرنے کی تلقین کرتے اور یہی قاضی بنی اسرائیل کے متنازعہ امور کا فیصلہ بھی کرنے لگے تھے لیکن بنی اسرائیل نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا اور ان قاضی کا کہنا ماننے کے بجائے انہوں نے واحدانیت سے روگردانی کر کے اپنی ہمسایہ اقوام کے بتوں کی پوجا پاٹ شروع کر دی تھی خصوصیت کے ساتھ یہ لوگ کنعانیوں کے دیوتا بعل اور دیوی عشتار سے بڑے متاثر ہوئے اور ان کی پرستش شروع کر دی تھی اور اپنی سرزمین کے اندر انہوں نے بعل دیوتا اور عشتار دیوی کے معبد بھی تعمیر کرنا شروع کر دیئے تھے۔

واحدانیت سے ہٹنے اور ان دیوی دیوتاؤں کی پرستش کے باعث بنی اسرائیل کے اندر اختلافات رونما ہو گئے اور ان کی یکجہتی اور اتحاد پارہ پارہ ہو کر رہ گئے تھے اس کے علاوہ بنی اسرائیل نے اپنی ہمسایہ اقوام یعنی کنعانیوں، حتیوں، اموریوں، فیرزیوں، حویوں اور یبوسیوں کی لڑکیوں سے شادیاں کرنے لگے اور انہیں اپنی لڑکیاں دینے لگے۔

سوتیامیہ کے بادشاہ نے جب دیکھا کہ بنی اسرائیل نا اتفاقی کا شکار ہیں تو اس نے ان کے اس نفاق سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کر لیا۔ پس سوتیامیہ کے بادشاہ کوشن نے ایک ہزار لشکر تیار کیا۔ اور بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوا۔ اس نے بنی اسرائیل کا بھی خوب قتل عام کیا۔ اور انہیں اپنا مطیع و مفتوح بنا کر رکھ لیا۔ اور کچھ اسرائیلیوں کو غلام بنا کر اپنے دیوتا آنو کی بھینٹ چڑھا دیا۔

آخر موسیٰ کے خاص کارکن اور یوشع بن نون کے دست راست کالب بن یوفنا کے پوتے غتنی ایل کو بنی اسرائیل کی اس غلامی پر رحم آیا۔ اس نے بنی اسرائیل کے اندر ایک مبلغ کا ایسا کام کیا۔ اسرائیل کو متحد کر کے اس نے ایک لشکر تیار کیا۔ سوتیامیہ کے بادشاہ کوشن کے خلاف جنگ کر کے اسے شکست دی اور بنی اسرائیل کو اس کی غلامی سے نجات دی۔ اس طرح خداوند نے بنی اسرائیل کو کوشن کے عذاب سے نجات دی۔

لیکن بنی اسرائیل پھر بھی نہ سنبھلے اور دوسری اقوام کے دیوی دیوتاؤں کی پرستش میں مصروف رہے۔ لہٰذا خداوند نے موآب کے بادشاہ عجلون کو ایک عذاب کی صورت میں ان پر طاری کر دیا۔ موآب کے اس بادشاہ عجلون نے عرب قبائل بنی عمون اور بنی عمالیق کو اپنے ساتھ ملا کر بنی اسرائیل پر حملہ کر دیا۔ اور بنی اسرائیل کو شکست دے کر انہیں اپنا غلام بنا لیا۔ آخر ایک جوان کہ جس کا نام اہود تھا وہ بنی اسرائیل کے کام آیا۔ یہ جوان ہدیہ لے کر عجلون کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب وہ جلجال کے ایک کوہستانی سلسلے میں مقیم تھا۔

عجلون سے ملاقات کرنے سے قبل اس اہود نے ایک دو دھاری تلوار بنائی اور جب وہ عجلون سے ملنے کے لیے گیا تو اس تلوار کو اس نے اپنے جامے کے نیچے داہنی ران پر باندھ لیا۔ پس یہ اہود جبل جلجال میں عجلون کی خدمت میں پیش ہوا اور اسے ہدیہ پیش کرنے کے بعد اس سے التماس کرتے ہوئے اس نے کہا "اے بادشاہ! میں بنی اسرائیل سے متعلق تمہارے لیے ایک اہم خبر لے کر حاضر ہوا ہوں۔ کہ بنی اسرائیل کی طرف سے تمہیں بہت بڑا خطرہ پیش آنے والا ہے۔ پھر یہ بات میں تم سے علیحدگی میں کہوں گا اس لیے کہ مجھے خدشہ ہے اگر میں نے یہ بات کسی اور کے سامنے کہہ دی تو اے بادشاہ! تمہارے لیے خطرات میں اور زیادہ اضافہ ہو جائے گا۔ عجلون نے بھی اہود کی اس بات کو اہمیت دی۔ اور اس سے قریب ہو کر اس نے رازداری میں کہا۔ اے اہود! اس قسم کی اہم گفتگو آہستہ کرو۔ کہ میرے علاوہ کوئی اور اسے سننے نہ پائے۔

پھر عجلون نے اپنے سارے آدمیوں کو اس بالاخانہ سے نکال دیا جس کے اندر اس وقت وہ تھا۔ تب اس نے اہود کو مخاطب کر کے کہا۔ اب کہو تم کیا کہتے ہو۔ اہود فوراً حرکت میں آیا وہ دو دھاری تلوار اس نے اپنی ران کے ساتھ باندھ رکھی تھی۔ وہ اس نے فوراً نکالی اور عجلون پر حملہ آور ہو کر اس کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی اس موقع پر عجلون کوئی مزاحمت بھی نہ کر سکا تھا۔ کیونکہ وہ بہت بھاری بھرکم انسان تھا۔ اور مشکل کے ساتھ حرکت میں آتا تھا۔ اس طرح اہود کی وجہ سے عجلون کی موت کے بعد بنی اسرائیل کو موآبیوں کی غلامی سے نجات ملی۔

یوناف ایک روز صبح ہی صبح مرادک شہر سے نکل کر جب سمندر کے کنارے کی طرف گیا تو اس نے دیکھا بوڑھا ماہی گیر مازم اور اس کا بیٹا ملوکا اپنی کشتی کو کھینچ کر کنارے پر لگا رہے تھے شاید وہ رات کے پچھلے حصے میں سمندر کے اندر مچھلیاں پکڑنے کے بعد واپس لوٹے تھے جب یوناف ان کے نزدیک گیا تو اس نے یہ بھی دیکھا کہ ان کی کشتی کے اندر بہت سی مچھلیاں تھیں کشتی کو کنارے پر لگانے کے بعد بوڑھا مازم اور اس کا بیٹا ملوکا دونوں یوناف کے پاس آئے پھر مازم نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا!

اے یوناف میں پچھلے کئی روز سے یہ ارادہ کر رہا تھا کہ تم سے ملوں۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ آج صبح ہی صبح میں تمہیں یہاں سمندر کے کنارے دیکھ رہا ہوں دراصل میں تم سے یہ جاننے کے لیے بے چین تھا کہ کیا کبھی واقعی ایسا دن آئے گا جب قبرستان کی بے چین روحوں کا خاتمہ کر کے یہاں کے لوگوں کے لیے امن مہیا کر دیا جائے گا یوناف! یہی وہ سوال ہے جس کے لیے بار بار میرا جی چاہتا تھا کہ میں تم سے یہ سوال پوچھوں! یوناف نے مازم کو تسلی دیتے ہوئے کہا اے بوڑھے مازم! مطمئن رہو میں سمجھتا ہوں وہ دن اب قریب آنکلا ہے جب قبرستان کی روحوں کو یہاں سے مار بھگایا جائے گا اور مرادک شہر کے اس قبرستان میں یہ روحیں جو بھی اب حادثہ کریں گی یہ حادثہ ان سرزمینوں کے اندر ان کے لیے آخری اور انتہائی نقصان دہ حادثہ ہو گا۔

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں بوڑھا مازم کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ان کے دائیں طرف ذرا فاصلے پر جو ماہی گیر کام کر رہے تھے ان کے اندر ایک شور اور واویلا اچانک ہی اٹھ کھڑا ہوا مازم اور ملوکا فکرمندی اور پریشانی کے عالم میں ان شور کرتے ہوئے ماہی گیروں کی طرف دیکھنے لگے تھے اور جب وہ شور بڑھتا ہی چلا گیا تب وہ دونوں باپ بیٹا یوناف کو چھوڑ کر ان شور کرتے ہوئے ماہی گیروں کی طرف بھاگنے لگے تھے! یوناف بھی یہ جانتے

کے لیے کہ اُن ماہی گیروں پر کیا بیتی ہے ماترم اور ملوکا کے پیچھے ہو لیا تھا اُن ماہی گیروں کے پاس پہنچ کر بوڑھے ماترم نے ایک ماہی گیر کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا!۔

اے میرے بھائی یہ سارے ماہی گیر کیسا شور اور کیسا واویلا کر رہے ہیں اس استفسار پر ماہی گیر نے ماترم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے ماترم آج ہمارے شہر میں دو بڑے حادثے ہو گئے ہیں! پہلا حادثہ یہ کہ گزشتہ شب کچھ لوگ مرادک شہر کی طرف آ رہے تھے کہ قبرستان کے پاس سے گزرتے ہوئے بے چین روحوں نے اُن پر حملہ کر دیا اور اُن سب کے حلقوم انہوں نے کاٹ کر رکھ دیئے تھے۔ اور ابھی تھوڑی ہی دیر پہلے مرادک میں ایک تجارتی کارواں داخل ہوا ہے اسی تجارتی کارواں کے لوگوں نے اس حادثہ کی اطلاع شہر میں دی ہے ان لوگوں کا کہنا ہے کہ سورج طلوع ہونے کے بعد جس وقت وہ قبرستان کے پاس سے گزر رہے تھے تو انہوں نے وہاں سے شاہراہ کے کنارے کچھ لوگوں کی بکھری ہوئی لاشیں دیکھیں جن کے حلقوم کاٹے ہوئے تھے اور اُن کے جسموں سے خون کا ایک ایک قطرہ تک چوس لیا گیا تھا پس اس تجارتی کارواں کے لوگوں نے اُن لاشوں کو وہاں دفن کر دیا اور اس حادثہ کی اطلاع آ کر شہر میں بنگولو کو کر دی۔

اور اے بزرگ ماترم! دوسرا حادثہ اس پہلے حادثہ سے بھی بہت بڑا ہے اس لیے کہ یہ ہمارے اپنے ہی شہر میں اور ہمارے بنگولو کے ساتھ پیش آیا ہے اور وہ یوں کہ تم جانتے ہو بنگولو کی بیٹی سورابا صبح سویرے اٹھنے کی عادی ہے پھر آج وہ خلاف معمول سورج چڑھے تک بھی نہ اٹھی بنگولو ایک بار اُس کے کمرے کی طرف گیا اور جب اُس نے دیکھا کہ سورابا چادر اوڑھ کر سوئی ہوئی ہے تو وہ مطمئن سا ہو کر لوٹ گیا اور اُس نے بیٹی کو جگانے کی کوشش نہ کی لیکن جب اس قبرستان والے حادثے کی اطلاع شہر میں پہنچی اور لوگوں میں شور اور افراتفری مچ گئی تب بھی سورابا جب نہ اٹھی تو بنگولو فکر مند ہوا! وہ پھر جب سورابا کے کمرے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا سورابا پہلے ہی کی طرح چادر اوڑھے لیٹی ہوئی تھی اس پر بنگولو کو کچھ تشویش ہوئی تب اُس نے آگے بڑھ کر جب سورابا سے وہ چادر ہٹائی تو وہ دھاڑیں اور چیخیں مارنے لگا اس لیے سورابا زندہ نہ تھی مر چکی تھی جس طرح قبرستان کی وہ بے چین قوتیں وہاں سے گزرنے والے مسافروں کا حلقوم کاٹ کر اُن کا خون پی جاتی ہیں ایسے ہی سورابا کا بھی حلقوم کٹا ہوا تھا اور اُس کے جسم سے ایسا لگتا تھا جیسے کسی قوت نے سارا ہی خون چوس لیا ہو۔

یہ روح فرسا خبر سن کر ماترم اور ملوکا بھی بیچارے ان ماہی گیروں کے ساتھ مل کر آہ و فغاں کرنے لگے تھے جب کہ یہ خبر سن کر خود یوناف کا چہرہ بھی پیلا پڑ گیا تھا اور اُس کی آنکھوں میں دُور دُور تک الجھنیں اور پریشانیاں رقص کرنے لگی تھیں پھر وہ شور کرتے ہوئے سارے ماہی گیر شہر کی طرف بھاگنے لگے تھے جب کہ یوناف گم صُم ایک پتھر اور ستون کی طرح ویسے کا ویسا ہی سمندر کے کنارے کھڑا رہا تھا۔

جب وہ ماہی گیر شہر کی طرف بھاگتے ہوئے دور چلے گئے اور ساحلِ سمندر پر تابوت کی سی تنہائیاں بکھر گئیں تب یوناف کی حالت بدلنے لگی وہ جہنم کی سی آتشناکی اور بھرے ہوئے تند دھاروں کی مانند ہو گیا تھا اُس کے چہرے پر جنون اور منہ زور آندھیاں دستک دینے لگی تھیں جب کہ اُس کی آنکھوں میں تقدیر کے بدترین عذاب اور برق کے طوفان کوندنے لگے تھے ان دو حادثوں کے متعلق وہ کوئی فیصلہ بھی نہ کرنے پایا تھا کہ ابلیکا نے اُس کی گردن پر لمس دیا اور ساتھ ہی اُس کی مغموم اور شوریدہ سی آواز بلند ہوئی! یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔

اے یوناف مجھے سورابا کے مرنے کا انتہائی دکھ اور غم ہے اور اس کی موت کی ذمہ دار بھی وہی قوتیں ہیں جو مرادک شہر کے قبرستان کے اندر کار فرما ہیں اور اے یوناف میں ان قوتوں کا بھی بھید اور اسرار جان آئی ہوں۔

یوناف نے بے چین ہو کر پوچھا! اے ابلیکا بتاؤ یہ قبرستان کے اندر خونی کھیل کھیلنے والے کون لوگ ہیں اس پر ابلیکا نے اپنی کھنکتی ہوئی آواز میں کہا اے یوناف یہ ہمارے جانے پہچانے دشمن ہیں اجنبی نہیں ان میں سے جو ماں باپ کا کردار ادا کر رہا ہے وہ ہمارا پرانا دشمن قب اور جنوی اُس کی ساتھی لڑکی خوفہ ہے جب کہ دوسرے دو جوان دونوں جو لڑکی اور لڑکا کا کردار ادا کر رہے ہیں وہ بھی دونوں شیطان کے ساتھی ہیں اور اے یوناف ایسا ہے کہ جب گورکن کے مرنے پر دوسرے گورکن نے جو کہ پہلے گورکن کا بھائی تھا اپنی بیوی اور دونوں بچوں کے ساتھ اس عمارت کے اندر رہائش اختیار کی تو اس قب اور خوفہ نے اُس گورکن اُس کے بچوں اور بیوی کو ہلاک کر دیا اور خود قب نے گورکن کی شکل و صورت اختیار کر لی خوفہ اُس کی بیوی کے کردار میں آ گئی جب کہ عزائیل کے دو اور ساتھیوں کو انہوں نے گورکن کے بچوں کی صورت میں اپنے ساتھ رکھ لیا تھا پس یہ چاروں گورکن اور اُس کی بیوی بچوں کی صورت میں

اُس عمارت کے اندر رہتے ہوئے خونی کھیل کھیلتے رہے۔

ابلیکا کی گفتگو سننے کے بعد یوناف کا چہرہ کسی حد تک پُرسکون ہو گیا تھا پھر اُس نے ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ابلیکا اب میرا بھی لائحہ عمل سنو اور وہ یہ ہے کہ میں چند روز کا وقفہ ڈال کر اور اپنی سری قوتوں سے کام لے کر اپنی شکل و ہیت بدلتے ہوئے رات کے وقت اُس قبرستان کا رخ کروں گا اور جب وہ چاروں مجھ پر حملہ آور ہوں گے تو پھر میں انہیں بتاؤں گا کہ ماضی میں وہ جو خونخواری اور خون ریزی کرتے رہے ہیں اس کا حساب کیسے اور کس طرح وصول کیا جاتا ہے اس کے ساتھ ہی یوناف خاموش ہو گیا پھر دوبارہ اس نے ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ابلیکا اب میں مرادک شہر کا رخ کرتا ہوں تاکہ دیکھوں کہ بچارا سورابا پر کیا بیتی ہے اس کے ساتھ ہی یوناف بڑی تیزی سے مرادک شہر کی طرف بھاگ رہا تھا۔

یوناف بھاگتا جب مرادک شہر میں ہنگولو کی حویلی میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا وہاں لوگوں کا ایک جم غفیر تھا لوگ شور اور واویلا کر رہے تھے جب کہ عورتیں بلند آوازمیں بین کرتی ہوئی رو رہی تھیں۔

یوناف جب حویلی میں داخل ہوا تو لوگ پر امید نگاہوں سے اُس کی طرف دیکھنے لگے تھے اور دائیں بائیں ہٹتے ہوئے وہ اُسے راستہ دینے لگے تھے تاکہ وہ ہنگولو کی طرف جا سکے جو اُس وقت اپنی بیٹی سورابا کی لاش کے پاس بیٹھا ہوا تھا یوناف جب اس جگہ گیا جہاں سورابا کی لاش رکھی ہوئی تھی تو اس نے دیکھا لاش کے سرہانے سورابا کا باپ بیٹھا ہوا تھا یوناف نے ایک نگاہ ہنگولو پر ڈالی اس موقعہ پر ہنگولو سے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ ہنگولو نے اپنی بیٹی سورابا کی لاش کے اوپر سے چادر کا تھوڑا سا حصہ ہٹا دیا اور اس طرح سورابا کی لاش کا گردن تک حصہ اس نے ننگا کر دیا تھا۔

یوناف نے دیکھا سورابا کا چہرہ دودھ کی طرح سفید ہو چکا تھا ایسا لگتا تھا اُس کے جسم سے خون کا ہر قطرہ نکال لیا گیا ہے اور اس سے بڑھ کر جب یوناف نے اُس کی گردن پر نگاہ کی تو یوناف کی حالت ناقابل برداشت ہو گئی تھی اس لیے کہ سورابا کی گردن کچھ ایسے انداز میں کٹی ہوئی تھی جیسے کسی جانور کو ذبح کیا جاتا ہے تھوڑی دیر تک یوناف سورابا کے مردہ چہرے کو دیکھتا رہا پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے چادر سے سورابا کا چہرہ ڈھانپ دیا اور اس نے ہنگولو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے ہنگولو! سورابا کے مرنے سے صرف تیرا ہی نہیں میرا بھی نقصان اور زیادہ ہوا ہے! اے ہنگولو تو جانتا ہے سورابا مجھے پسند کرنے لگی تھی اور اس نے مجھے عہد دے رکھا تھا کہ قبرستان کی ان بد روحوں کو قابو کرنے کے بعد میں اس سے شادی کروں گا! پس اے ہنگولو اب میں قبرستان کی اُن روحوں سے سورابا کے حوالے سے صرف تیرا ہی نہیں اپنا بھی انتقام اُن سے لوں گا اس لیے اب سورابا کے ساتھ میری بھی ایک نسبت اور ایک تعلق تھا! اے ہنگولو چند ہی دن تک تم دیکھو گے کہ میں کیسے اور کس طرح قبرستان کی ان خونی اور آدم خور قوتوں کو اپنے سامنے ذلیل اور رسوا کرتا ہوں! یوناف کی اس گفتگو پر ہنگولو بیچارہ بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگا تھا جب کہ یوناف اُس کے پاس بیٹھ کر اُسے تسلی دینے لگا تھا پھر تھوڑی ہی دیر بعد سورابا کی لاش کو دفن کرنے کے لیے قبرستان کی طرف لے جایا جا رہا تھا۔

ہندوستان کی سرزمین اب بھی آریوں کی چھوٹی چھوٹی اور مختلف ریاستوں کے اندر بٹی ہوئی تھی جن پر ان گنت راجے حکومت کرتے تھے ان ہی ریاستوں میں سے ایک اجودھیا کی ریاست تھی اور اس ریاست کا مرکزی شہر بھی اجودھیا ہی تھا اور اجودھیا کی اس ریاست پر دسرت نام کا راجا حکومت کرتا تھا ایک روز عارب، یوسہ اور نبیطہ اسی اجودھیا شہر میں داخل ہوئے انہوں نے دیکھا شہر کے اندر لوگوں کے انبوہ اور اژدہام کچھ اس انداز میں گلی کوچوں کے اندر گھوم رہے تھے جیسے شہر کے اندر ایک میلے اور خوشی کا سماں ہو لوگ رنگ برنگ کے کپڑے پہنے بے پناہ خوشی اور مسرت کا اظہار کر رہے تھے لوگوں کے ہجوم میں سے گزرتے ہوئے عارب، یوسہ اور نبیطہ راجہ دسرت کے محل کے سامنے آ کھڑے ہوئے تھے۔

تھوڑی دیر تک وہ تینوں وہاں کھڑے ہو کر راجہ کے محل کا جائزہ لیتے رہے اتنے میں ایک ادھیڑ سی عمر کی خاتون محل سے نکلی اور پھر وہ شہر کے مشرقی حصے کی طرف بڑھنے لگی تھی اس موقعہ پر عارب نے یوسہ اور نبیطہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میری بہنو اُس بڑھیا کی طرف دیکھو جو ابھی ابھی اجودھیا کے شہر کے راجہ کے محل سے نکلی ہے آؤ اس بڑھیا کا پیچھا کریں اور دیکھیں کہ یہ کہاں جاتی ہے اور پھر اسی بڑھیا ہی سے اس شہر کے متعلق تفصیل حاصل کرتے ہیں اس لیے کہ میرے خیال میں اس بڑھیا کا راجہ کے محل میں آنا جانا ہے! لہذا ہمیں یہ بہتر طور پر اس شہر اور یہاں کے راجہ سے متعلق تفصیل بتا سکے گی۔

عارب کے خاموش ہونے پر یوسہ نے اُس کی تائید کرتے ہوئے کہا اے عارب میرے بھائی! تم ٹھیک کہتے ہو آؤ اس شہر کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے پھر اس بڑھیا کا تعاقب کریں اور اس کے ساتھ ہی وہ تینوں تیزی کے ساتھ اُس بڑھیا کے تعاقب میں لگ گئے تھے! چند گلیوں سے گزرنے کے بعد وہ بڑھیا ایک مکان میں داخل ہوئی اور جب اُس نے اُس مکان میں داخل ہونے کے بعد مکان کا بیرونی دروازہ اندر سے بند کر لیا تب تھوڑی دیر کے وقفہ کے بعد عارب نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔

تھوڑی دیر بعد اُسی بڑھیا نے دروازہ کھولا اور عارب کی طرف دیکھتے ہوئے اُس نے پوچھا! اے بیٹے میں نے تجھے پہچانا نہیں کہ تو کون ہے لہذا تو خود ہی بتا کہ تو کون ہے اور کیا چاہتا ہے اُس بڑھیا کے اس سوال پر عارب نے کہا! اے خاتون ہم تینوں بہن بھائی ہیں میرا نام عارب میری ان دونوں بہنوں کے نام یوسہ نبیطہ ہیں ہم تینوں اس شہر میں اجنبی ہیں اور ہمیں یہ خبر ہوئی ہے کہ آپ کا اس شہر کے راجہ کے محل میں آنا جانا ہے لہٰذا ہم آپ کے پاس اس غرض سے آئے ہیں کہ اس شہر کے متعلق آپ سے معلومات حاصل کریں! اے خاتون آپ کا کیا نام ہے اور کیا آپ ہمیں اجازت نہ دیں گی کہ ہم آپ کے اس مکان میں داخل ہوں اور آپ سے معلومات حاصل کریں اور اس کے لیے اے خاتون ہم آپ کو خاصا انعام بھی دے سکتے ہیں اس کے ساتھ ہی عارب نے اپنے لباس کے اندر سے دو سنہری سکے نکالے اور اُس بڑھیا کے ہاتھ میں دے دیئے تھے۔

وہ بڑھیا چند ثانیوں تک وہ دونوں سنہری سکے الٹ پلٹ کر دیکھتی رہی اور اُس کے چہرے سے خوشی اور اطمینان کا اظہار ہو رہا تھا پھر اُس نے عارب کی طرف دیکھا اور کہا اے عارب، میرا نام منتھرا ہے تم تینوں بہن بھائی بخوشی اندر آ کر بیٹھو اور جو کچھ تم مجھ سے پوچھو گے میں ضرور تم تینوں کو اُس کا جواب دوں گی منتھرا نام کی اُس بڑھیا کے اجازت دینے پر عارب، یوسہ اور نبیطہ اس مکان میں داخل ہوئے اور اس منتھرا نے پہلے کی طرح گھر کا بیرونی دروازہ بند کر دیا تھا پھر وہ اُن تینوں کو لے کر ایک کمرے میں داخل ہوئی اور وہاں انہیں بٹھاتے ہوئے اور خود بھی اُن کے سامنے بیٹھتے ہوئے اس منتھرا نے پوچھا! اے میرے بچو! اب بتاؤ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو اور اس شہر اور اس راجہ کے متعلق تم کس قسم کی معلومات حاصل کرنے کے خواہش مند ہو۔

منتھرا کی اس گفتگو کے جواب میں عارب نے کہا! اے بزرگ منتھرا ہم چند یوم تک اس

Uploaded By Muhammad Nadeem

شہر میں قیام کریں گے میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں ہم تینوں بہن بھائی اس شہر میں اجنبی ہیں! لہذا ہم اس شہر کی کسی اچھی اور صاف ستھری سرائے کے اندر قیام کریں گے منتھرا نے فوراً عارب کی بات کاٹتے ہوئے کہا اگر تم تینوں نے اس شہر میں کچھ دن رہنا ہی ہے تو اس کے لیے تم کسی سرائے کا انتخاب کیوں کرتے ہو میرے اس گھر کی طرف دیکھو یہ کتنا بڑا ہے اور اس کے اندر میں اکیلی ہی رہتی ہوں میرا شوہر مر چکا ہے اور میری کوئی اولاد نہیں ہے تم تینوں کے یہاں رہنے سے ایک تو میرا دل بھی بہلا رہے گا دوسرے اس گھر کے ویران ماحول میں ایک طرح سے رونق بھی آ جائے گی لہذا میں تم تینوں سے زور دے کر کہتی ہوں کہ جب تک تم نے اس شہر میں قیام کرنا ہے سرائے کے بجائے تم تینوں یہیں رہو بلکہ تم تینوں کے یہاں رہنے سے میرے لیے مزید ایک آسانی بھی ہو جائے گی کہ مجھے کھانے کا انتظام نہ کرنا پڑے گا اب یوسطا اور زبیطہ کی صورت میں میرے پاس میری ہی دو بیٹیاں ہوں گی جو اس گھر کے سارے کام سنبھال لیں گی۔

منتھرا کے خاموش ہونے پر عارب نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا! اے منتھرا ہم تمہاری اس پیش کش کو قبول کرتے ہیں اور اجودھیا شہر کی کسی سرائے میں قیام کرنے کے بجائے اب ہم تمہارے ہی پاس اس مکان میں ٹھہریں گے اور اے منتھرا میں تمہیں یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ اپنے اخراجات کے علاوہ ہم تمہارے بھی سارے اخراجات احسن طریقہ سے برداشت کریں گے! اے منتھرا اب جب کہ ہم تینوں کے یہاں قیام کرنے کا معاملہ طے ہو گیا ہے تو اب تم ہمیں یہ بتاؤ کہ آج اس اجودھیا شہر میں جو لوگ ایک ہجوم کی شکل میں بازاروں اور گلیوں میں گھوم پھر کر خوشی کا اظہار کر رہے ہیں تو اس کی کیا وجہ ہے۔

عارب کے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے منتھرا نے کہا! اے میرے بچو! سنو اجودھیا کی اس ریاست کے راجہ کا نام دسرت ہے اس کی تین رانیاں ہیں ایک کا نام کوشلیا دوسری کا نام کیکئی اور تیسری کا نام سمترا ہے ان میں سے جو کیکئی ہے اس کا تعلق اس خاندان سے ہے جس کے پاس میری ماں اور پھر میں بھی ایک خادمہ کی حیثیت سے کام کرتی رہی ہوں اور میری گزر بسر بھی اس رانی کیکئی کے خاندان کی خدمت پر منحصر رہی ہے اس لحاظ سے میں رانی کیکئی کے خاندان کی پرانی خادمہ ہوں اس ناتے سے محل کے اندر میرا رانی کیکئی کے پاس آنا جانا ہے اور وہ مجھے نوازتی رہتی ہے جس کی وجہ سے اس بڑھاپے میں میری گزر بسر اچھی ہو جاتی ہے۔

اے میرے عزیزو سنو راجہ دسرت کی ان تینوں رانیوں میں سے راجہ کی کوئی اولاد نہ تھی اور کافی سال تک راجہ بے اولاد ہی رہا پھر راجہ دسرت اپنی تینوں رانیوں کو ایک روز اجودھیا شہر کے گرو آشرم میں لے کر گیا وہاں اُس نے اجودھیا کے سب سے بڑے گرو دشٹ سے التجا کی کہ وہ بھگوان سے دعا کرے کہ راجہ کا کوئی وارث ہو پس اُس گرو دشٹ نے تینوں رانیوں یعنی کوشلیا کیکئی اور سمترا کو اپنے آشرم کا پھکا ہوا پانی پینے کو دیا اور پھر دیکھو ایسا ہوا کہ پھر اس پھکے ہوئے پانی کی برکت سے کوشلیا کے ہاں رام کیکئی کے ہاں بھرت اور سمترا رانی کے ہاں لچھمن اور شترگھن نام کے بیٹے پیدا ہوئے۔

منتھرا تھوڑی دیر کے لیے رکی پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی اے میرے عزیزو پس اُس گرو دشت کی دعا سے راجہ چار بیٹوں کا باپ بن گیا اور خوش ہو کر راجہ نے اپنے چاروں بیٹوں کو گرو دشٹ کے آشرم میں ہی تربیت کے لیے چھوڑ دیا پس یہ چاروں راجکمار اُس گرو آشرم کے اندر مذہبی ثقافتی تہذیبی اور جنگی تربیت حاصل کرتے رہے اور چاروں راجکمار اسی گرو آشرم کے اندر پل کر جوان ہوئے پس آج وہ چاروں شہزادے اس گرو آشرم میں اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد واپس راج محل میں داخل ہوئے ہیں اور اُن کے راج محل میں آنے اور گرو آشرم میں اپنی تعلیم مکمل کر لینے کے باعث آج اجودھیا شہر کے لوگ خوشی اور مسرت کا اظہار کر رہے ہیں۔

منتھرا پھر تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہوئی ذرا دم لیا پھر دوبارہ اُس نے کہا! اے میرے بچو! تو یہ ہے وہ وجہ جس کی بنا پر اس شہر میں ایک میلہ کا سا سماں ہے اب تم تینوں بیٹھو اور میں تم تینوں کے لیے کھانے کا انتظام کرتی ہوں۔ پر اس شرط کے ساتھ کہ آج تو تم تینوں تھکے ہارے ہو گے! لہذا میں کھانے کا انتظام کئے دیتی ہوں لیکن آج کے بعد کھانے کا انتظام یوسہ اور نبیطہ ہی کیا کریں گی منتھرا کے اس فیصلے کے جواب میں یوسہ نے مسکراتے ہوئے کہا! اے منتھرا تم غم نہ کرو آج کے بعد ہم خود ہی تمہیں کسی کام کو ہاتھ نہ لگانے دیں گے اور اس کے ساتھ ہی منتھرا وہاں سے اُٹھ کر باہر نکل گئی تھی منتھرا کے جانے کے بعد عارب نے یوسہ اور نبیطہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میری بہنو! ہمیں اس اجودھیا شہر میں رہنے کو ایک بہترین ٹھکانہ مل گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں یہاں رہتے ہوئے ہم اس بوڑھیا کے

توسط سے بُرائی پھیلنے کا کام انجام دے سکیں گے اب تم دونوں بیٹیں اٹھو اور جاکر خود منتھرا کی نگرانی میں کھانے کا انتظام کر دلیں تمہارے آج سے ہی کام شروع کر دینے سے وہ بے حد خوش ہوگی اور آنے والے دِنوں میں وہ ہمارے ساتھ اور زیادہ مہربانی اور شفقت کے ساتھ پیش آئے گی۔

عارب کے اس مشورے پر بیوسہ اور منیطہ بھی اٹھ کر باہر نکل گئی تھیں۔

یوناف ایک روز آدھی رات کے قریب اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور مرادک شہر سے باہر آنگرو دیوتا کے مندر کے قریب اس شاہراہ پر نمودار ہوا جو اس خونی اور ہولناک قبرستان کی طرف جاتی تھی اس وقت رات سنسان زندان جیسی ویران اور خاموش تھی سرما کی تیز ہوائیں فضا کے اندر دلوں کے نوحوں ہونٹوں کی آہ اور غم کی سسکیوں جیسا سماں پیش کر رہی تھیں رات کی باہوں کے اندر اسیر قبرستان کی طرف جانے والی وہ گونگی شاہراہ اُس وقت ہولناک اور پُرخطر دکھائی دے رہی تھی اور رات کے اُس سمے سمندر کے ٹھنڈے گیلے ساحل کی طرف سے بے چین ہواؤں کے آنے والے بھٹکتے ہوئے جھونکے فضاؤں کے اندر اور زیادہ ارتعاش پیدا کر رہے تھے ایسے میں یوناف آنگرو دیوتا کی عمارت کے سامنے شاہراہ پر کھڑا ہوا اور پھر اس نے دھیمی سرگوشی میں پکارا! ابلیکا! ابلیکا تم کہاں ہو۔

جواب میں ابلیکا نے فوراً یوناف کی گردن پر لمس دیتے ہوئے کہا میں یہیں ہوں! میرے حبیب اس پر یوناف نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے ابلیکا اب میرا لائحہ عمل بھی سنو میں ایک بار پھر اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤں گا اور اس خونی قبرستان کے دوسری طرف شاہراہ پر نمودار ہوں گا وہاں جاکر میں دوبارہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاکر اپنی ہیئت اور شکل بدل کر رکھ دوں گا اور اپنی اس نئی شکل وصورت میں قبرستان کی طرف بڑھتے ہوئے میں یہ تاثر دینے کی کوشش کروں گا کہ میں ایک بھولا بھٹکا مسافر ہوں اور رات کے وقت مرادک شہر کی طرف جا رہا ہوں جب میں اُس قبرستان کے قریب آؤں گا تو ظاہر ہے کہ تب اور اُس کی ساتھی لڑکی خوفہ اپنے اُن دونوں شیطانی کارکنوں کے ساتھ مجھ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے اور پھر تم دیکھنا! اے ابلیکا، میں اُن پر کیسا سماں طاری کرتا ہوں اور اے ابلیکا اس سارے کھیل اور اس ساری رونما ہونے والی داستان کے دوران تم میرے ساتھ اور میرے قریب ہی رہنا۔

یوناف کی اس گفتگو پر ابلیکا نے پُرسکون آواز میں کہا! اے میرے حبیب! اس فرورت کے موقع پر میں تمہیں چھوڑ کر کہاں جا سکتی ہوں یہ بات اپنے دل میں بیٹھا کر رکھو کہ اس موقع پر میں قدم قدم پر تمہارے ساتھ ہوں گی اور اُن قوتوں کی ہر حرکت پر نگاہ رکھوں گی اور انشاءاللہ بدی کے اُن کماشتوں کے خلاف آج کی رات ہم دونوں کامیاب اور کامران رہیں گے اب تم حرکت میں آؤ اور اپنے کام کی ابتدا کرو۔

گہری رات کی ٹھنڈک اور تاریکی میں یوناف ایک بار پھر حرکت میں آیا اور اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے وہ لمحوں کے اندر قبرستان کے دوسری سمت شاہراہ پر نمودار ہوا وہاں اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اُس نے اپنی ہیئت اور شکل بدل ڈالی پھر وہ آہستہ آہستہ قبرستان کی طرف بڑھنے لگا تھا جب وہ اُس قبرستان کے نزدیک آیا تو اُس نے دیکھا قبرستان کے اس کنارے پر جہاں بڑے بڑے پتھروں سے بنی ہوئی وہ عمارت تھی جس کے اندر گورکن رہا کرتے تھے تو اُس عمارت کی طرف سے اُسے رات کے وقت چار ہیولے اپنی طرف بڑھتے ہوئے دکھائی دیئے۔

یوناف نے یہ بھی دیکھا کہ رات کے وقت ان چاروں ہیولوں کی آنکھیں برق کی طرح چمک رہی تھیں یہ سماں دیکھتے ہوئے یوناف شاہراہ اور قبرستان کے کنارے ایک بلند چٹان کے اوپر چڑھ کر کھڑا ہو گیا اور اُن شیطانی قوتوں کی آمد کا انتظار کرنے لگا تھا۔ اس چٹان کے اوپر کھڑے ہو کر یوناف نے دیکھا کہ وہ شیطانی قوتیں اب بے کل لہروں، ظلم وجبر کی پیاس اور دوڑتے اُڑتے تخیلات کی طرح بڑی تیزی کے ساتھ قبرستان بیابان سے ہوتی ہوئی اُس چٹان کی طرف بڑھ رہی تھیں جس کے اوپر یوناف کھڑا تھا۔ وہ چاروں چٹان کے قریب آئے اور پھر وہ یوناف کو اپنا شکار بنانے کی خاطر چٹان کے اوپر چڑھنا شروع ہو گئے تھے یوناف کی آنکھیں کھلی تھیں وہ اُن چاروں کو غور سے دیکھ رہا تھا تاہم وہ اپنی جگہ پر بے حس وحرکت کھڑا ہوا تھا اور ایسا لگتا تھا کہ وہ کوئی زندہ انسان نہ ہو بلکہ پتھر کا ایک مجسمہ ہو جو کسی نے تراش کر اُس چٹان کے اوپر رات کے وقت کھڑا کر دیا ہو وہ چاروں یوناف کے قریب آئے یوناف انہیں پہچان گیا اُن میں سے ایک قب دوسری اس کی ساتھی لڑکی خوفہ اور دو شیطان کے کارکن اُن کے ساتھ تھے قب نے تیزی سے آگے بڑھ کر جب یوناف کا حلقوم کاٹنے کے لیے اپنا چہرہ اُس کی گردن سے مس کیا تو اُسے یوں لگا جیسے

اچانک اور دفعتاً اُس پر آسمانی بجلی گر گئی ہو اور وہ رات کی گہری خاموشی میں ایک ہولناک چیخ مارتا ہو پیچھے ہٹ گیا تھا اور اس موقع پر اُس کا شیطانی جسم بُری طرح لرز اور کانپ رہا تھا خوفہ بے چین ہو کر قب کی طرف بڑھی اور اندیشوں میں ڈوبی ہوئی آواز میں اس نے پوچھا اے قب یہ تمہیں کیا ہوا آج تک تو نے کتنے ہی انسانوں کو شکار کیا اور اُن کے حلقوم کاٹے پر میں نے آج تک کبھی تیری ایسی کیفیت ہوتے نہیں دیکھی اس پر زمین پر گرا ہوا قب اٹھ کھڑا ہوا اور خوف سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا اے خوفہ یہ لگتا ہے کہ جس مسافر کو ہم اپنا شکار بنانے کے لیے آئے ہیں اور وہ آپ سے آپ ایک مجسمہ کی طرح اس چٹان پر آ کھڑا ہوا ہے یہ کوئی انسان نہیں ہے بلکہ ہم سے بھی بڑھ کر کوئی قوت رکھنے والی شخصیت ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ اس کی وجہ سے کہیں ہم چاروں بدبختی کا شکار ہی نہ ہو جائیں۔

قب اور خوفہ کے درمیان ابھی یہ گفتگو جاری ہی تھی کہ ان کے دونوں ساتھی آگے بڑھے اور جونہی اُنہوں نے چند قدم آگے بڑھ کر یوناف کو مس کیا تو ان کی حالت بھی قب جیسی ہو گئی تھی اور وہ رات کے اندھیرے میں چیخیں مارتے ہوئے پیچھے ہٹتے ہوئے زمین پر گر گئے تھے اس موقع پر خوفہ نے خوف زدہ سی آواز میں قب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے قب چٹان پر کھڑے اس انسان سے اب مجھے خوف آنے لگا ہے گو ہم چاروں اسے اپنا شکار بنانے کے لیے اس کی طرف آئے تھے لیکن میں ڈرتی ہوں کہ کہیں یہ ہی ہم چاروں کو اپنا شکار نہ بنا لے۔

اور اے قب! مجھے یہ بھی خدشہ ہے کہ یہ کہیں یوناف ہی نہ ہو اور ہمارے خلاف رات کی اس تاریکی میں کوئی انقلاب برپا کرنے والا طوفان ہی کھڑا نہ کر دے قب نے خوفہ کو تسلی دیتے ہوئے کہا اے خوفہ یہ یوناف کیسے ہو سکتا ہے اس لیے کہ اُسے کیا خبر ہم نے مشرق کی ان دور دراز سرزمینوں کے اندر کس کھیل کی ابتدا کر رکھی ہے اور پھر میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایسی سری قوتیں بھی نہیں رکھتا کہ ہماری طرح اپنی شکل و صورت تبدیل کرتے ہیں کامیاب ہو جائے میرے خیال میں یہ کوئی اور قوت ہمارے خلاف کارفرما ہے بہرحال میرا مشورہ یہی ہے کہ ہمیں یہاں سے ہٹ کر عمارت کی طرف چلے جانا چاہیے ورنہ اس اجنبی کی وجہ سے شاید ہم کسی کرب اور مصیبت میں مبتلا ہو جائیں۔

قب کے مشورہ کے اس جواب میں شیطان کے دو کارکنوں میں سے ایک نے کہا! اے قب میں تمہارے اس مشورے کی تائید کرتا ہوں ہمیں فوراً یہاں سے ہٹ کر عمارت کی طرف چلے جانا چاہیے وہ چاروں وہاں سے جب پلٹنے لگے تو یوناف نے پھر اپنی سری قوتوں کو استعمال کیا اور وہ اپنی شکل و صورت میں آگیا اور اس کے ساتھ ہی رات کی تاریکی کے اندر موجوں کے تھپیڑوں اور سرکش لہروں کے خروش کی طرح اُس کی ہولناک آواز فضا کے اندر بلند ہوئی! اے قب اور عزازیل کے دیگر ساتھیو! یہاں سے بھاگ کر عمارت کی طرف جانا اتنا آسان نہیں جتنا تم نے سمجھ رکھا ہے اے قب! تیری ساتھی زکی خوفہ کے سارے ہی اندیشے درست ہیں رات کی اس تاریکی میں ویران قبرستان کے کنارے میں یوناف تم چاروں کے سامنے کھڑا ہوں! اے نادانو! آؤ میری طرف جس طرح تم دوسرے مسافروں کے حلقوم کاٹ کر اور اُن کا خون پی کر اُن کا خاتمہ کرتے رہے ہو اس ارادے سے میری طرف بھی بڑھو اور پھر دیکھو میں تمہاری حالت کیسی عبرت خیز بنا کر رکھ دیتا ہوں اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنی تلوار بے نیام کر کے فضا میں بلند کی اور اُس کی تلوار کا فضا کے اندر بلند ہونا ہی تھا کہ چٹان کے اردگرد کا پورا علاقہ یوں روشن ہو گیا تھا جیسے مشرق کی طرف سے پورا چاند نمودار ہو گیا ہو اس لیے کہ یوناف کی تلوار تیز چمک کے ساتھ روشنی دیتی ہوئی چٹان اور اُس کے آس پاس کے سارے علاقے کو روشن کر گئی تھی۔

اور اُس روشنی میں عزازیل کے چاروں ساتھیوں نے دیکھا رات کے اس وقت یوناف اُن کے سامنے چٹان پر کسی پتھر کے قدیم دیوتا کی طرح بے خوف و خطر کھڑا تھا، یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں قب نے اپنے آپ کو سنبھالا اور پھر یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے یوناف کو کہا! اے یوناف یہ تمہارا وہم ہے کہ ہم تم سے ڈر کر بھاگنے والے تھے۔ جب کہ تم جانتے ہو کہ مصر کی سرزمین کے اندر ان قدیم اہراموں میں سے ایک اہرام میں تم پر میں جان لیوا ضربیں لگا چکا ہوں اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں تمہیں مار مار کر ان اہرام کی دیوار کے ساتھ گرا دیا تھا اور تمہاری بے بسی اور بے چارگی بھی تمہارے ذہن میں ہو گی کہ ایک بار تم عزازیل اور ساتھیوں کے آگے آگے بھاگتے ہوئے حرم کعبہ میں پناہ لینے میں مجبور ہو گئے تھے۔

پھر اے یوناف میں کیوں تیرے جیسے بے بس اور لاچار انسان سے ڈر کر بھاگوں گا میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ اس قبرستان کے اندر میں نے مسافروں کے خلاف خون خواری کا کھیل

پھیلا ہے میں ہرگز اس سے انکار نہیں کرتا اس لیے کہ میں کوئی تیرے سامنے جواب دہ نہیں ہوں اور نہ ہی تو میرا محتسب لگا ہوا ہے اگر تو نے رات کی اس تاریکی میں اپنی حدود سے بڑھنے کی کوشش کی تو نقصان اٹھاؤ گے میرا تم سے مشورہ ہے کہ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو اور واپس چلے جاؤ اور تم نے ہمارے خلاف اپنی سری قوتوں کو استعمال کرنے کی کوشش کی تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تم اپنے لیے انتہائی برا انجام دیکھو گے۔

لہذا میں آخری بار تم سے کہتا ہوں کہ تم نے اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے یہ جو اپنی تلوار فضا میں بلند کر کے اسے روشن کرنے کا مظاہرہ کیا ہے تو اپنے اس سارے تماشے کو سمیٹ کر یہاں سے دفع ہو جاؤ ورنہ پھر ہم چاروں تمہارے خلاف حرکت میں آئیں گے اور تمہارا انجام ہولناک بنا کر رکھ دیں گے۔ لہذا یوناف میرے کہنے پر عمل کرو اور یہاں سے چلے جاؤ۔

قب کے خاموش ہونے کے بعد یوناف نے سرگوشی کے انداز میں ابلیکا کو پکارا ابلیکا! ابلیکا تم کہاں ہو اُس وقت ابلیکا نے اُس کی گردن پر لمس دیتے ہوئے اور اپنی موجودگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا! اے یوناف میں یہیں ہوں اس سارے سمے کو دیکھ بھی رہی ہوں اور تمہارے اور قب کے درمیان ہونے والی گفتگو کو سن بھی رہی ہوں! یوناف پھر بولا اے ابلیکا! میں اس قب کے خلاف حرکت میں آنے لگا ہوں تم میری اس تلوار کو سنبھال کر یوں ہی فضا کے اندر بلند رکھنا اور قب کے ساتھ میرے اس مقابلہ کے دوران اگر اُس کے ان تین ساتھیوں میں سے کوئی اُس کی مدد کرنے کے لیے آگے بڑھتا ہے تو تم صرف اس تلوار کا رخ اُس کی طرف کر دینا پھر تم دیکھنا کیسی اذیتوں اور بدبختیوں کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے۔

اے ابلیکا اب تم میری تلوار سنبھالو تاکہ میں قب کی طرف بڑھوں اس کے ساتھ ہی ابلیکا یوناف کی گردن پر لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی اور پھر یوناف کو یوں محسوس ہوا جیسے اُس کی تلوار کسی نے تھام لی ہو لہذا اُس نے اپنی تلوار سے اپنا ہاتھ ہٹا لیا تھا اپنی تلوار کو فضا میں معلق اور روشن چھوڑ کر یوناف چند قدم نیچے اترا اس موقع پر خوفہ نے حیرت اور پریشانی کے عالم میں اپنے ساتھی قب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے قب! یہ کیسا حیرت انگیز اور خوفناک انسان ہے تم نے دیکھا یہ خود تو چٹان کی چوٹی سے نیچے اُترا ہے جب کہ اس کی تلوار ویسے کی ویسی ہی روشن اور فضا کے اندر معلق ہے۔

! اے قب! یوں لگتا ہے کہ جیسے یہ یوناف ان گنت اور بے شمار سری قوتوں کا مالک ہو اور میرے خیال میں یہ جو اپنی تلوار کو وہاں معلق چھوڑ کر نیچے اترا ہے تو شاید یہ تمہاری طرف ہی آئے گا اور رات کی اس تاریکی میں اگر اس نے تمہارے ساتھ مقابلہ کیا اور میں نے یہ دیکھا کہ یہ تمہیں زیر کرنے کے درپے ہے تو میں انجام کی پرواہ کیے بغیر تمہاری مدد کو آؤں گی اور اس پر حملہ آور ہو جاؤں گی خوفہ کی اس گفتگو پر قب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اے خوفہ میں تمہارے جذبات کی قدر کرتا ہوں پر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ایسا موقع نہیں آئے گا کہ تمہیں میری مدد کو آنا پڑے میں اس یوناف کو اس ویران قبرستان کے اندر رات کی تاریکی میں مار مار کر مفلوج کر دوں گا اسے میری طرف آنے دو پھر دیکھو میں اس کا کیا حشر کرتا ہوں میں نے مصر کے اجرام کے اندر تو ایسے چھوڑ دیا تھا لیکن آج اس قبرستان میں میں اسے اس کے انجام تک پہنچا کر ہی رہوں گا۔

خوفہ نے پھر پریشانی سے قب کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے قب کیا تم اس کے خلاف طبعی قوتوں کو استعمال کرو گے یا اپنی سری قوتوں کو بھی کام میں لاؤ گے اس موقع پر میرا مشورہ یہی ہو گا کہ صرف اپنی طبعی قوت ہی استعمال کرو ایسا نہ ہو کہ تم اس کے خلاف جب اپنی سری قوتوں کے ساتھ حرکت میں آؤ تو وہ بھی اپنی سری قوتیں تمہارے خلاف استعمال کرے اور ممکن ہے وہ اس میں دراز دست ہو اور تمہارے ساتھ وہ ہمیں بھی کسی کرب اور اذیت میں مبتلا کر کے رکھ دے! قب نے مسکراتے ہوئے کہا! اے خوفہ مطمئن رہو میں اپنی سری قوتیں استعمال نہیں کروں گا بلکہ اپنی طبعی طاقت کو ہی اس یوناف کے خلاف حرکت میں لاؤں گا۔

قب کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ چٹان سے نیچے اترتے ہوئے یوناف اُن کے قریب آ کر رکا پھر اُس نے اپنی کھولتی آواز میں ان چاروں کو مخاطب کرتے ہوئے رات کی تاریکی میں زہر بکھیرتی ہوئی آواز میں کہا اے گناہوں کے پروردو! میرے جذبوں کا تقاضہ اور میرے جینے کی تدبیر یہ ہے کہ میں اس اندھیری رات میں اکیلا ہی تمہارے خلاف حرکت میں آؤں اور سن رکھو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں اکیلا ہی تم چاروں کی خواہشوں کی پیاس اور تمہارے جرائم کے سیل کو روک کر رکھ دوں گا۔ یوناف ذرا رکا پھر اس نے دوبارہ بانگِ رحیل کی صدا میں کہا اے ظلمت کے رنگ ساز و اخدائے لازوال کی قسم میں آج کی اس رات تمہارے نفس نفس پر لرزہ اور تمہارے قدم قدم پر تھکاوٹ طاری کر کے رکھ دوں گا۔

اس کے ساتھ ہی یوناف بگولوں کے خروش، اجل کی رازداری اور سیال کوندوں کی تلملاہٹ کی طرح حرکت میں آیا ایک تیز جست اُس نے لگائی اور اپنے آہنی ہاتھوں کی ایک ضرب اس نے قب کی گردن پر لگا دی تھی۔ قب لڑھکتا ہوا دور ایک قبر کے اوپر جا گرا تھا۔

قب فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور پھر طوفانی انداز میں آگے بڑھتے ہوئے اُس نے اس زور اور قوت کے ساتھ اپنی لات کی ضرب یوناف کے پیٹ میں لگائی کہ یوناف ہوا کے اندر اچھلتا ہوا ایک چٹان کے قریب جا گرا تھا لیکن وہ بھی قب ہی کی پھرتی سے دوبارہ اٹھ کھڑا ہوا پھر وہ دونوں ازلی دشمنوں کی طرح ایک دوسرے سے گتھ کر قوت آزمائی کرنے لگے تھے اور ساتھ ہی ساتھ ایک دوسرے پر اپنے پاؤں کی ٹھوکروں اور آہنی گھونسوں سے ضربیں بھی لگاتے لگے تھے!

وہ دونوں جم کر قبرستان کے اندر ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش کرتے رہے رات کی خاموشی اور قبرستان کے سکوت کے اندر جب وہ ایک دوسرے پر وار کرتے ہوئے طرح طرح کی آوازیں نکالتے تھے تو یوں لگتا تھا جیسے خوف پھیلے ہوئے ماحول پر دو درندے ایک دوسرے سے ٹکرا گئے ہوں قب نے یوناف کو کئی نقصان دہ ضربیں لگائی تھیں لیکن یوناف نے بھی پے در پے اُسے اپنی ضربوں کا نشانہ بناتے ہوئے اس پر تھکاوٹ اور درماندگی طاری کر کے رکھ دی تھی خوفہ نے جب دیکھا کہ قب اور یوناف دونوں ہی تھکاوٹ کا شکار ہوتے جا رہے ہیں تو اُس نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کر لیا تھا۔

اسی ارادے کے تحت خوفہ آگے بڑھی اور وہ چاہتی تھی کہ یوناف اور قب چونکہ دونوں پر تھکاوٹ طاری ہو رہی تھی لہذا وہ قب کی مدد کرنے کے بجائے آگے بڑھ کر یوناف پر حملہ کر دینا چاہتی تھی تاکہ اس طرح یوناف قب کے سامنے زیر ہو جائے اور پھر دوبارہ کبھی وہ قب کا سامنا کرنے کی جرأت نہ کرے اسی ارادے کے تحت خوفہ جب آگے بڑھتی ہوئی یوناف کے قریب گئی تو اچانک چٹان کے اوپر یوناف کی روشن اور معلق تلوار کا رخ خوفہ کی طرف ہو گیا اور اُس تلوار کا رخ خوفہ کی طرف ہونا تھا کہ خوفہ یوں فضا کے اندر بلند ہو کر اور چیخیں مارتی ہوئی دور جا گری جیسے تیز بگولوں کے اندر خشک پتے بے بسی اور بیچارگی کا شکار ہو جاتے ہیں بُری طرح گرنے کے بعد خوفہ سنبھل کر اٹھی ہی تھی تلوار کا رخ پھر اس کی طرف ہوا اور خوفہ دوبارہ چیخیں مارتی ہوئی اذیت اور تکلیف کا اظہار کرتی ہوئی اور فضا میں بلند ہو کر اور زیادہ دُور جا گری تھی۔

اس بار جب خوفہ دوبارہ اٹھی تو اُن دو ساتھیوں کے قریب جا کھڑی ہوئی جو ابھی تک لاتعلق سے کھڑے یوناف اور قب کے درمیان تماشا دیکھ رہے تھے جبکہ چٹان کے اوپر یوناف کی تلوار پھر سیدھی معلق ہو گئی تھی! قب نے جب دیکھا کہ چٹان کے اوپر یوناف کی جو تلوار معلق ہے وہ خوفہ یا کسی اور کو اس کی مدد کے لیے آگے نہیں بڑھنے دے سکتی تو اس خیال سے قب کی تھکاوٹ میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا تھا ایک موقع پر جب یوناف نے اس کی ٹھوڑی کے نیچے ایک بھرپور ضرب لگائی تو وہ ضرب کھانے کے بعد ہو قب اٹھ کر خوفہ اور اپنے دونوں شیطانی ساتھیوں کے پاس آیا اور خوف زدہ لہجے میں اُن تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

اے میرے عزیزو آؤ یہاں سے بھاگ چلیں رات کی اس تاریکی میں اور اس قبرستان کے اندر اس یوناف پر قابو پانا ہم چاروں کے بس کا روگ نہیں ہے میں سمجھتا ہوں نہ ہم اپنی طبعی قوت میں اُس پر گرفت کر سکتے ہیں اور نہ ہی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اُس کی دراز دستی پر قابو حاصل کر سکتے ہیں آؤ یہاں سے بھاگ چلیں اور اپنے آقا سے راہنمائی حاصل کرنے کے بعد ہم کسی اور سرزمین کا رخ کریں گے جہاں ہم امن اور سکون کے ساتھ بدی کی تشہیر کا کام کر سکیں۔

یوناف نے بھی قب کی یہ گفتگو سن لی تھی! لہذا اُس نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے بلند آواز میں کہا اے قب تمہاری اور تمہارے آقا عزازیل کی بھی ایسی تیسی جہاں تم جاؤ گے میں تم لوگوں کا تعاقب کروں گا اور تمہیں ہر ممکن طریقے سے بدی کی تشہیر سے روک کر رکھ دوں گا اس کے ساتھ ہی یوناف نے رازداری کے ساتھ اور مدہم آواز میں ابلیکا کو پکارا جس کے جواب میں یوناف کی فضا کے اندر معلق تلوار بڑھی تیزی سے یوناف کے قریب آئی یوناف نے فوراً اپنی تلوار کو تھام لیا اور اس کے ساتھ ہی جب ابلیکا نے اُس کی گردن پر لمس دیا تب یوناف نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے ابلیکا یہ قب اور خوفہ دونوں اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں سے بھاگنے لگے ہیں تم ان چاروں کا تعاقب کرو پھر واپس آ کر مجھے بتاؤ کہ یہ کہاں جاتے ہیں اور کس سرزمین کو اپنا ٹھکانہ بناتے ہیں اتنی دیر تک میں مرادک شہر کے بنگو کی طرف جاتا ہوں اور اُسے یہ خوش خبری سناتا ہوں کہ اس قبرستان کو ان شرپسندوں سے صاف کر دیا گیا ہے لہذا وہ کسی کو بھی یہاں گورکن

مقرر کردے اور اب آئندہ کے لیے کوئی بھی قوت یہاں سے گزرنے والے مسافروں اور رات کے وقت داخل ہونے والوں پر حملہ آور نہ ہو سکے گی۔

ابلیکا فوراً یوناف کی گردن سے علیحدہ ہو گئی تھی اس لیے کہ تیفور فوراً اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے غائب ہو کر بھاگ گیا تھا اور ابلیکا شاید اُن کے تعاقب میں لگ گئی تھی جب کہ یوناف اپنی تلوار کو نیام میں کرتا ہوا مرادک شہر کی طرف جا رہا تھا۔

یوناف اُس وقت مرادک شہر میں داخل ہوا جس وقت مشرق سے سورج طلوع ہو رہا تھا جب وہ بنگولو کی حویلی میں گیا تو اس نے دیکھا بنگولو حویلی کے صحن میں شہر کے کچھ لوگوں کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا یوناف اس کے نزدیک گیا اور اس نے خوش کن آواز میں کہا! اے بنگولو میں تم لوگوں کو خوش خبری سناتا ہوں، تمہارے شہر مرادک کے قبرستان کو ان بدروحوں اور شر پسندوں سے صاف کر دیا گیا ہے لہذا اب تم کسی بھی شخص کو وہاں گورکن مقرر کر سکتے ہو اب وہاں کوئی بھی قوت نہ گورکن نہ ہی قبرستان میں رات کے وقت داخل ہونے والوں پر اور نہ ہی وہاں سے گزرتی شاہراہ پر سفر کرنے والے مسافروں پر حملہ آور ہو سکے گی۔ اس لیے جو قوتیں اُس قبرستان کے اندر کار فرما تھیں آج رات کی تاریکی میں ان سے مقابلہ کر کے میں نے انہیں وہاں سے مار بھگایا ہے۔

مرادک شہر کا قبرستان اب کسی کے لیے بھی خوف کا باعث نہیں بن سکتا یوناف کی اس گفتگو پر وہ سب لوگ خوشی کا اظہار کرنے لگے تھے جب کہ بنگولو نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یوناف تم یہیں ٹھہرو میں شہر میں جاتا ہوں اور اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ مل کر شہر میں منادی کرواتا ہوں کہ قبرستان کی قوتوں کا خاتمہ کر دیا گیا ہے لہذا وہاں اب کسی کو کوئی خطرہ نہیں ہے اس کے ساتھ ہی بنگولو اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ حویلی سے باہر نکل گیا تھا۔

اجووھا شہر میں بوڑھی منتھرا اپنے مکان کے اندر سوئی ہوئی تھی جب کہ عارب بیوسہ اور نبیطہ اُس مکان کے ایک کمرے میں بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے، کہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں نمودار ہوا اُسے دیکھتے ہی عارب بیوسہ اور

نبیطا اُسے عزت دیتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُن کے سامنے بیٹھا پھر ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے اُس نے پوچھا! اے میرے عزیزو اس سرزمین میں تم تینوں نے مل کر بدی کے پھیلاؤ کے لیے کیا کام کیا ہے تم تینوں اپنی کارگزاری کہو پھر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر گناہ کے فروغ اور بدی کے پھیلاؤ کے لیے کس قدر بڑا اور بھیناک کام کیا ہے۔

عزازیل کے اس سوال پر عاریب کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ قیب اور خوفہ اپنے دونوں شیطانی ساتھیوں کے ساتھ طوفانی انداز میں اُس کمرے میں داخل ہوئے اور انہیں دیکھتے ہی عزازیل نے حیرت اور پریشانی کے عالم میں پوچھا اے قیب تم اس وقت یہاں کیسے نمودار ہوئے اور تمہارے اور خوفہ کے آنے کا انداز بھی ایسا ہے، گویا تم خیریت سے نہیں آئے اور یہ کہ تم چاروں پر ضرور کوئی افتاد اور مصیبت آن پڑی ہے وہ چاروں عزازیل کے پاس بیٹھ گئے پھر قیب نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے آقا آپ کا اندازہ درست ہے یقیناً ہم پر افتاد اور مصیبت بیت گئی ہے۔

عزازیل نے پھر بولتے ہوئے کہا اے قیب! مجھے پریشانی میں نہ ڈالو اپنے حالات مجھے تفصیل سے سناؤ تاکہ میں جانوں کہ تم پر کیسی مصیبت آن پڑی ہے قیب سنبھلا پھر اُس نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے آقا آپ جانتے ہیں کہ میں خوفہ اور اپنے ان دو ساتھیوں کے ساتھ نوسانتارا کی مشرقی زمینوں کے اندر پُرامن اور خوش کن زندگی بسر کر رہا تھا اے آقا ان مشرقی سرزمینوں کے شہر مرادک سے باہر ایک قبرستان کے اندر میں خوفہ اور ان دو اپنے ساتھیوں کے ساتھ جم گیا تھا اور وہاں میں نے لوگوں کے اندر ایک طرح سے ناقابلِ یقین خوف و ہراس بھی پھیلا رکھا تھا وہاں ہم چاروں نے مل کر خوب خون ریزی اور خونخواری بھی پھیلائی پھر ہم چاروں کی بدقسمتی کہ اچانک وہاں یوناف نمودار ہو گیا اُس نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو اُن سرزمینوں سے مار بھگایا اور اب میں وہاں سے نکل کر یہاں آپ کی طرف آ گیا ہوں۔

عزازیل نے کچھ سوچا پھر قیب کو مخاطب کرتے ہوئے اُس نے کہا اے قیب مجھے پورے حالات تفصیل سے سناؤ کہ کس طرح اور کن حالات میں یوناف کے ساتھ تمہارا سامنا ہوا اور کس انداز میں وہ تمہیں وہاں سے نکالنے میں کامیاب ہو گیا اس کے جواب میں قیب نے گورکن کے روپ میں وہاں قبرستان کے اندر رہنے اور یوناف کے وہاں آنے اور اُس کے ساتھ تصادم کی ساری ہی داستان تفصیل کے ساتھ سنا ڈالی تھی قیب جب خاموش ہوا تو پھر عزازیل کچھ دیر سوچتا رہا اور قیب کے حالات پر کوئی تبصرہ نہ کیا تب قیب نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا!

اے آقا کیا یوناف اتنا ہی زور آور ہے کہ ہم اُس پر قابو نہیں پا سکتے اس معاملے میں بھی میری راہنمائی کریں کہ اگر پھر کبھی میرا اور اس کا تصادم ہوا اور میں اگر اس کے خلاف اپنی سری قوتوں کو استعمال کروں تو کیا تب بھی میں اس کے خلاف میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا عزازیل نے اُسے تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا! اے قیب تم اُسے اپنے ساتھ اپنی طبعی قوت میں ہی مصروف رکھو اس طرح وہ تمہاری طرف ہی مائل رہے گا اور مجھے عاریب اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھل کر بدی کی تشہیر اور اُس کے فروغ کے لیے موقعہ مل جائے گا۔

عزازیل ذرا رکا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا اے قیب اس ظن اور گمان میں نہ رہنا کہ تم خوفہ کے ساتھ مل کر سری قوتیں استعمال کرتے ہوئے یوناف کو اپنے سامنے زیر کر سکتے ہو اگر تم نے ایسا کرنے کی کوشش کی میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ تم ناکام رہو گے اور ایسا کرنے کے بعد پھر تم پر ایک طرح سے یوناف کا غلبہ چھا جائے گا اور تم آئندہ کے لیے اس کا سامنا کرنے سے کتراتے رہو گے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپنی طبعی قوت میں تم اور یوناف ایک جیسے ہی ہو اور تم دونوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے پر اپنی طبعی قوت میں غلبہ حاصل نہیں کر سکتا اے قیب اگر سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے یوناف پر غلبہ حاصل کرنا آسان ہوتا تو ابھی تک میں اُسے اپنے ساتھیوں کے ساتھ روند کر رکھ چکا ہوتا چونکہ ایسا کرنا آسان نہیں ہے لہٰذا میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ یوناف کے خلاف کبھی سری قوتیں استعمال کرنے کی غلطی نہیں کر بیٹھنا۔

اے قیب! اب تم آرام سے بیٹھو اور میرے اور عاریب کے درمیان گفتگو کو سنو اس لیے کہ تمہارے آنے سے پہلے میں ان سے یہ پوچھ رہا تھا کہ انہوں نے اس! جودھپا شہر میں داخل ہونے کے بعد بدی کے پھیلاؤ کے لیے کیا کام کیا ہے اُس کے بعد میں اپنی کارگزاری بتاؤں گا کہ میں نے گناہ کے فروغ کے لیے کس قدر ہولناک کام انجام دیا ہے۔

عزازیل چند ساعتوں تک خاموش رہا پھر دوبارہ اُس نے عاریب کو مخاطب کرتے ہوئے

پوچھا! اے عارب اب کہو کہ اس اجودھیا شہر میں قیام کرنے کے بعد تم نے کیا کارنامہ انجام دیا ہے عارب سنبھلا اور بولا! اے آقا اجودھیا شہر کے باہر میں نے دو خون خوار جوانوں کو تیار کیا ہے ان کے نام ماریچھ اور صباحو ہیں اپنی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے ماریچھ اور صباحو نام کے دونوں جوانوں کو میں نے آدم خور اور راکشس بنا کر رکھ دیا ہے اور اب یہ اجودھیا شہر کے نواحی علاقوں کے اندر نہ صرف یہ کہ اپنے آپ کو عورت کے ساتھ ملوث کر کے گناہ اور بدی پھیلانے کا کام کرتے ہیں بلکہ یہ لوگوں پر حملہ آور ہو کر اُن کا خون بھی پی جاتے ہیں اور اس طرح اپنے علاقے میں انہوں نے راکشس اور آدم خور کی حیثیت سے تباہی اور ویرانی پھیلا رکھی ہے۔

اے آقا جہاں یہ ماریچھ اور صباحو نام کے دونوں جوان خوف وہراس اور گناہ اور بدی پھیلانے کے کام میں مصروف ہیں وہاں قریب ہی ایک گرو کا آشرم بھی ہے اُن کا نام تو دشوامتر ہے پر لوگ زیادہ تر اُسے منی راج کہہ کر ہی پکارتے ہیں اس ماریچھ اور صباحو کو آدم خور اور راکشس بنانے کے بعد اب میں نے چند ہی روز ہوئے اسی وشوامتر اور منی راج کے ذہن میں یہ بات بھی ڈال دی ہے کہ اس ماریچھ اور صباحو پر صرف اجودھیا کے راجہ دھسرت کا بیٹا رام ہی قابو پا سکتا ہے اب میرے خیال میں چند دن تک یہ منی راج اجودھیا شہر میں داخل ہو گا اور جہاں کے راجہ سے ضرور التماس کرے گا کہ راجہ ان دونوں آدم خوروں پر قابو پانے کے لیے اپنے بیٹے رام کو اس کے ساتھ روانہ کرے۔

اور مجھے امید ہے اجودھیا شہر کا راجہ منی راج کی بات نہ ٹالے گا اور اُن راکشسوں پر قابو پانے کے لیے اپنے بیٹے رام کو منی راج کے ساتھ بھیجنا ہی پڑے گا اس لیے کہ یہ گرو منی راج ان علاقوں میں اپنی سری قوتوں کی وجہ سے خوب جانا پہچانا ہے لوگوں کے اندر اس کا بڑا رعب اور دبدبہ ہے پس جب اجودھیا شہر کا راجہ اپنے بیٹے رام کو منی راج کے ساتھ اُن آدم خوروں پر قابو پانے کے لیے بھیجے گا تو ان ہی آدم خوروں کے ذریعے میں رام کو بھی ایک اذیت میں بھی مبتلا کر دوں گا۔ اس طرح رام کے باعث میں اجودھیا شہر کے لوگوں اور راج محل کے اندر غم دکھ کرب اور ماتم کا ایک طوفان کھڑا کر کے رکھ دوں گا۔
اس قدر کہنے کے بعد عارب ذرا رکا پھر دوبارہ اس نے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا! اے آقا میں جب اس شہر میں داخل ہوا تھا تو میں نے یہاں کے لوگوں اور راج محل

والوں کو رام اور اُس کے بھائیوں کے بیاہ پر خوشیاں اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے دیکھا تھا اور میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ میں اس شہر والوں کو رام ہی کی نسبت سے غم اور اذیت میں مبتلا کر کے رکھ دوں گا۔

بس اے آقا آپ ہی بتایئے کہ ان سرزمینوں میں داخل ہونے کے بعد میری کارگزاری کیسی رہی۔ عزازیل نے اطمینان اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے عارب تم لوگوں کی کارگزاری یقیناً اچھی ہے اور عنقریب اس کے ہمارے حق میں بہتر نتائج نکلیں گے اب میری کارگزاری بھی سنو کہ میں نے گناہ اور بدی کے پھیلاؤ کے لیے کیا کچھ کیا ہے! اے میرے ساتھیو! مغربی افریقہ کے وسطی حصے میں بیرو نام کی ایک جھیل ہے اس جھیل کے کنارے کلوا نام کی ایک بہت بڑی بستی ہے اور اس بستی کے آس پاس اور بہت سی بستیاں بھی ہیں اور ان بستیوں کے مکانات زیادہ تر لکڑی اور پتھر کے بنے ہوئے ہیں! پس میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسی کلوا نام کی بستی میں داخل ہوا اور ان بستیوں کے اطراف میں کم بلندی والے پہاڑ اور چٹانیں بھی ہیں جس کے اندر کافی بڑی بڑی غاریں ہیں میں نے ان غاروں میں سے ایک غار کے اندر رہائش اختیار کی یہاں میں نے اپنے ایک ساتھی کو ایک ہولناک چیتے کی صورت دی اور پھر اس چیتے کو میں نے ایک مقامی عورت کے ساتھ ملوث کیا جس کے نتیجہ میں اُس عورت کے ہاں ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئی اور یہ دونوں اب جوان ہو چکے ہیں اور ان دونوں کے اندر یہ خاصیت ہے کہ جب چاہیں یہ انسان اور جب چاہیں سیاہ رنگ کے چیتے کا روپ دھار سکتے ہیں۔

بس تمہارے سمجھنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ ان دونوں کا باطن چیتے کا سا اور ظاہر انسان کا سا ہے اور چونکہ یہ دونوں چیتے کی نسل سے ہیں لہذا ان کی خوراک کا بڑا حصہ گوشت ہے اور انسانوں کے اندر رہتے ہوئے یہ انسانی گوشت حاصل کر سکتے ہیں! پس یہ دونوں بھی بدی پھیلانے میں خوب کارگر ثابت ہوں گے ان دونوں میں سے جو لڑکا ہے اُس میں چیتے کی خصوصیات زیادہ ہیں اور وہ ہمہ وقت درندگی اور وحشت و آدم خوری پر آمادہ رہتا ہے جب کہ لڑکی کے اندر اپنی ماں کی خصوصیات زیادہ ہیں اور وہ انسانیت کی طرف زیادہ رجوع رکھتی ہے، آدم خوری اور درندگی سے وہ نفرت کرتی ہے اُس کا بھائی چونکہ درندگی پر زیادہ آمادہ ہے۔

لہٰذا مجھے امید ہے کہ وہ اپنی بہن کو بھی اسی راہ پر چلا دے گا پس اے میرے ساتھیو یہ ہے میری کارگزاری جو میں نے گذشتہ برسوں سے انجام دی اور اب تم دیکھنا یہ دونوں بہن بھائی جھیل میرو کے اطراف میں کس قدر تباہی اور بربادی پھیلاتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ میرے خیال میں یہ دونوں بدی اور گناہ کے فروغ کا کام بھی کریں گے عزازیل کے خاموش ہونے پر عارب نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے توصیفی انداز میں کہا! اے آقا آپ نے واقعی گناہ کے پھیلاؤ کے لیے ایک بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے اور ایسا کام ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے عزازیل اب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اُس کے ساتھی بھی اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کھڑے ہو گئے پھر عزازیل نے عارب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے عارب میں اب اپنے ساتھیوں کے ساتھ جاتا ہوں تب اور خوفہ بھی میرے ساتھ یہاں سے کوچ کر جائیں گے تم تینوں اب اپنے کام میں لگے رہو تمہاری گفتگو سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ ان سرزمینوں کے اندر اجودھیا کے راجہ دھسرت کا بیٹا رام نیکی کی علامت ہے اور چونکہ نیکی کا قلع قمع کرنا ہمارا بنیادی کام ہے لہٰذا اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے رام کے خاتمے اور اُس کی ہلاکت کا سامان کرو اور اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہو تو میں سمجھوں گا ان سرزمینوں کے اندر تم لوگوں نے بہت بڑا معرکہ سر کر لیا ہے اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا۔

بنگو اپنے ساتھ کھڑے آدمیوں کو لے کر مراد ک شہر میں یہ منادی کرنے چلا گیا تھا کہ یوناف نے انہیں قبرستان کی خونی قوتوں سے نجات دے دی ہے کہ یوناف اس کے جانے کے بعد ابھی تک حویلی کے صحن میں ہی کھڑا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اس پر یوناف چونک اٹھا اور اُس نے فوراً کہا اے ابلیکا کیا تم ان کے تعاقب سے لوٹ آئی ہو اور ان سرزمینوں سے نکلنے کے بعد وہ کدھر گئے ہیں اور کہاں کا رخ کیا ہے جواب میں ابلیکا نے فکر گیری سی آواز میں کہا! اے یوناف میں ان کا پورا تعاقب کر کے لوٹ رہی ہوں یہاں سے بھاگنے کے بعد تب خوفہ اُن کے دونوں ساتھی کارگن اجودھیا شہر کی طرف گئے وہاں عارب بیوسہ اور نبیطہ پہلے سے ہی مقیم ہیں اور عزازیل بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُس وقت وہاں تھا

اے یوناف میں نے وہاں تک ان کا تعاقب کیا اور چھپ کر اُن کی گفتگو بھی سُنی جو وہاں اُن کے درمیان ہوئی لہٰذا اس گفتگو کی روشنی میں میں تم سے کہتی ہوں کہ اب ہم دونوں کے مسائل بڑھ جائیں گے اس پر یوناف نے سنجیدہ سی آواز میں کہا! اے ابلیکا جو کچھ کہنا چاہتی ہو کھل کر کہو! ابلیکا ذرا رکی پھر وہ دوبارہ کہہ رہی تھی اے یوناف سنو عارب اور عزازیل نے ہمارے لیے وہ بہت بڑے مسائل کھڑے کر دیے ہیں پہلا یہ کہ اجودھیا شہر کے راجہ دھسرت کا ایک بیٹا ہے جس کا نام رام ہے اس رام کے تین بھائی اور بھی ہیں لیکن یہ جو رام ہے یہ نیکی بھلائی اور خیر کی علامت ہے۔

سنو شیطانی قوتیں اس کے خلاف حرکت میں آ رہی ہیں عارب بیوسہ اور نبیطہ نے اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اجودھیا شہر کے نواح میں ماتیھ اور صباحو نام کے دو نوجوانوں کو تیار کیا ہے اور انہیں عارب نے آدم خور اور راکشس بنا کر رکھ دیا ہے یہ دونوں اجودھیا شہر کے نواحی علاقوں میں تباہی اور بربادی پھیلانے کے ساتھ ساتھ بدی اور گناہ کے محرک بنے ہوئے ہیں عارب نے مزید کام یہ کیا کہ انہیں راکشسوں کے قریب ہی گرد آشرم ہے اس کے اندر ایک مہا رشی وشوامتر رہتا ہے عارب نے اُس وشوامتر کے ذہن میں یہ بات ڈال دی ہے کہ ان راکشسوں کو راجہ دھسرت کا بیٹا رام ہی قابو کر سکتا ہے۔

اب عارب یہ امید لگائے بیٹھا ہے کہ مہا رشی وشوامتر اب راجہ دھسرت کے پاس آئے گا اور اُس سے یہ مانگ کرے گا کہ وہ اپنے بیٹے رام کو اُس کے ساتھ بھیجے تاکہ اُن راکشسوں کا قلع قمع کر دیا جائے اور عارب یہ بھی امید لگائے بیٹھا ہے وشوامتر کی اس مانگ پر راجہ انکار نہ کرے گا اور رام کو ساتھ بھیج دے گا پس رام جب راکشسوں کے مقابلے پر جائے گا تو وہ مل کر رام کا خاتمہ کر دیں گے تاکہ اس سرزمین میں رام کی وجہ سے جو نیکی بھلائی اور خیر کے فروغ کا کام ہو رہا ہے وہ رک جائے۔

اور اے یوناف! عارب کے علاوہ خود عزازیل نے یہ کام کیا ہے کہ مغربی افریقہ کے وسطی حصوں میں میرو نام کی ایک جھیل ہے اس جھیل کے کنارے بہت سی بستیاں ہیں ان بستیوں میں کلوا نام کی ایک بہت بڑی بستی ہے پس عزازیل اس میں وارد ہوا اور بستی کے اطراف میں جو غاریں ہیں اُن کے اندر عزازیل نے اپنے ایک ساتھی کو سیاہ چیتے کی شکل دی ہے اور پھر اُسے ایک مقامی عورت کے ساتھ ملوث کر دیا پس اُس عورت کے ہاں ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئے یہ دونوں اب جوان ہو

چکے ہیں اور جس طرح عزازیل اپنے ساتھیوں کو بتا رہا تھا تو اس کے بقول ان دونوں میں یہ صفت ہے کہ یہ جب چاہیں انسانی صورت میں اور جب چاہیں چیتے کی شکل دھار سکتے ہیں اور ان کی خوراک کا بڑا حصہ چیتے کی طرح شکار کیا ہوا گوشت ہے اور اس پر مزید یہ کہ اس میں جو لڑکا ہے وہ اپنا پیٹ بھرنے کے لیے آدم خوری کی طرف زیادہ مائل ہے۔

پس عزازیل نے ان دونوں کو بھی خون خواری اور گناہ کے پھیلاؤ کا ایک ذریعہ بنا کر رکھ دیا ہے اے یوناف میرے حبیب اب ہم دونوں کو مل کر اب دو بڑے کام سر انجام دینے ہوں گے اول یہ کہ یہاں سے کوچ کر کے ہمیں اجودھیا شہر کا رخ کرنا ہوگا جہاں رہ کر ہم رام کے ساتھ مل کر نیکی کے فروغ کا کام کریں گے اور بدی کی قوتوں سے رام کی حفاظت بھی کریں گے اور اے یوناف رام کو ان شیطانی قوتوں کے خلاف محفوظ کرنے کے بعد پھر ہم مغربی افریقہ کے وسطی حصوں کا رخ کریں گے اور وہاں پر اس عزازیل نے جو ما فوق البشریت بہن بھائی کھڑے کر دیئے ہیں اور جو وحشت اور کا باعث بن رہے ہوں گے ہم دونوں پھر ان کا رخ کریں گے اور انہیں تلاش کر کے اور ان دونوں کا خاتمہ کر دیں گے۔ ایک تو اُن کے ذریعے سے بدی کا پھیلاؤ آگے نہ بڑھے گا اور دوسرے لوگ ان کی خونخواری سے بھی محفوظ ہو جائیں گے۔

اے یوناف جو کچھ گفتگو اجودھیا شہر میں عارب اور عزازیل کے ساتھیوں کے درمیان ہوئی وہ میں نے تم سے کہہ دی ہے اب تم کہو تمہارا کیا جواب میں یوناف نے پھر استفہامیہ انداز میں پوچھا! اے ابلیکا پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ عارب بیوسہ اور نبیطہ اجودھیا شہر میں کہاں اور کس کے پاس ٹھہرے ہوئے ہیں اور دوسرے یہ کہ عزازیل اور اس کے ساتھی اس وقت کہاں ہیں اس پر ابلیکا بولی اے یوناف۔ عارب بیوسہ اور نبیطہ اس وقت اجودھیا شہر کے مشرقی حصے میں ایک بوڑھی خاتون منتھرا کے ہاں ٹھہرے ہوئے ہیں اور منتھرا نام کی یہ جو خاتون اکیلی ہی ہے اس کا خاوند مر چکا ہوا ہے اور کوئی اولاد نہیں۔

لہٰذا عارب بیوسہ اور نبیطہ اسی کے پاس ٹھہرے ہوئے ہیں اور مزید یہ منتھرا نام کی جو بوڑھیا ہے اس کا تعلق اجودھیا شہر کے راجہ دسرت کی رانی کیکئی کے میکے والوں کے قدیم خدمت گزاروں میں سے ہے لہٰذا اس منتھرا کا راجہ کے محل میں بھی آنا جانا ہے اور مجھے قدرت ہے کہ عارب رام کو زیر کرنے کے لیے اور بدی کے پھیلاؤ کے لیے اس بوڑھیا منتھرا کو بھی استعمال کرے گا۔

اور اے یوناف جہاں تک عزازیل اور اُس کے ساتھیوں کا تعلق ہے تو عارب بیوسہ اور نبیطہ کے ساتھ یہ گفتگو کرنے کے بعد عزازیل تب خوقہ اور اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا لیکن جاتے جاتے اُس نے عارب کو بتا دیا تھا کہ وہ انہیں سرزمینوں کے اندر مصروف کار رہے گا تاکہ بدی کی قوتوں کے سامنے رام کو زیر کیا جا سکے۔

اے یوناف اب بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے اس پر یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا اے ابلیکا اب نہیں چونکہ تم مجھے پوری تفصیل کے ساتھ حالات بتا چکی ہو لہٰذا میرا فیصلہ یہ ہے کہ میں ابھی اور اسی وقت اجودھیا شہر کی طرف کوچ کروں گا اور وہاں نہ صرف یہ کہ رام کے ساتھ مل کر نیکی کے فروغ کا کام کروں گا بلکہ ان شیطانی اور بدی کی قوتوں کے خلاف وہاں رہ کر رام کی حفاظت بھی کروں گا اس پر ابلیکا نے خوش ہوتے ہوئے کہا آؤ پھر یہاں سے کوچ کریں لکھا ہے کہ یوناف فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور مرادک شہر سے اجودھیا کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

ایک روز اجودھیا کا راجہ دھسرت اپنے راج محل میں اپنے منتریوں اور دیگر اہل کاروں کے ساتھ رام کی شادی کے متعلق گفتگو کر رہا تھا کہ اجودھیا کے نواح کا مہارشی وشوامتر وہاں داخل ہوا اُسے دیکھتے ہی راجہ سمیت سب لوگ اُس کی تحریر کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے پھر راجہ دھسرت نے مہارشی وشوامتر کو اپنے اور گرووشسٹ کے درمیان عزت اور احترام کے ساتھ بٹھایا گرووشسٹ وہی تھا جس نے اپنے آشرم سے راجہ دھسرت کو پھکا ہوا پانی مہیا کیا تھا جس کی وجہ سے راجہ کی تین رانیوں کے چار بیٹے ہوئے تھے اور اسی گرووشسٹ کے آشرم میں رام اور اُس کے بھائی لچھمن بھرت اور شترگھن نے پرورش اور جنگی تربیت پائی تھی۔

وشوامتر کو اپنے اور گرووسسٹ کے درمیان عزت کے ساتھ بٹھانے کے بعد اجودھیا کے راجہ دھسرت نے بڑی عاجزی اور انکساری میں پوچھا اے منی راج آج آپ نے اس راج محل کی طرف آنے کے لیے کیسے زحمت کی مجھے حکم دیا گیا ہوتا کہ میں خود آپ کی سیوا میں حاضر ہوتا حکم کیجئے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں اس پر منی راج نے ایک بار غور سے باری باری راجہ دھسرت اور گرووشسٹ کی طرف دیکھا پھر اُس نے کہا اے راجہ میں تیرے پاس ایک سلسلہ میں مدد طلب کرنے کے لیے آیا ہوں اور راجہ دھسرت نے حیرت اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

اے منی راج لوگ تو اپنے کام سنوارنے میں آپ کی مدد طلب کرتے ہیں حیرت ہے میں کیونکر آپ کی مدد کر سکتا ہوں اس پر منی راج نے کہا اے راجہ شہر کے نواحی علاقوں میں دو راکشس رہتے ہیں جن کے نام ماریچھ اور صباحو ہیں اور ان دونوں نے قریبی آبادیوں میں تباہی اور بربادی پھیلا رکھی ہے میں اسی خاطر آیا ہوں کہ اُن دونوں راکشسوں کو ختم کرنے کے لیے تم میری مدد کرو۔ راجہ دھسرت نے پوچھا! اے منی راج اُن راکشسوں کو ختم کرنے کے لیے میں کیا خدمت انجام دے سکتا ہوں اس پر منی راج نے فیصلہ کن انداز میں کہا اے راجہ اُن دونوں راکشسوں کو صرف تمہارا بیٹا رام ہی ختم کر سکتا ہے۔

پس تم رام کو میرے ساتھ روانہ کر دو تاکہ میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں اور اس کی مدد سے اُن دونوں راکشسوں کا خاتمہ کر دوں گا تاکہ وہاں کے رہنے والے لوگوں کو آرام اور چین نصیب ہو امنی راج کی یہ گفتگو سن کر راجہ دھسرت چونک سا اٹھا منی راج کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے منت کرنے کے انداز میں کہا اے سوامی راج کمار رام تو ابھی بالک اور بچہ ہے اور ابھی تک اُس نے سنسار کے اندر زندگی بسر کرنے کا کوئی طریقہ اور تجربہ بھی حاصل نہیں کیا اور پھر وہ میری پہلی اولاد ہے اور اُس کی پرورش ایسے لاڈ اور پیار سے کی ہے کہ وہ کیسے اور کیوں کر ماریچھ اور صباحو نام کے اُن راکشسوں پر قابو پائے گا۔

اے منی راج مجھ پر رحم کیجئے اور اُن راکشسوں پر قابو پانے کے لیے راج کمار رام مجھ سے طلب نہ کیجئے دھسرت کی اس گفتگو پر منی راج نے برہمی اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا! اے راجہ دھسرت تم مجھے وچن اور وعدہ دے کر پھر رہے ہو تم نے میرے ساتھ عہد کیا تھا کہ میری بات مانو گے اور اب کہ جب میں نے راج کمار رام کی مانگ کی ہے تو تم مجھے ٹالنے کی کوشش کرنے لگے ہو اس پر راجہ دھسرت نے بڑی عاجزی سے کہا! اے سوامی ان راکشسوں پر قابو پانے کے لیے میں خود آپ کے ساتھ

جانے کے لیے تیار ہوں اس پر منی راج نے اور زیادہ ناراضگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا نہیں ہرگز نہیں راکشسوں پر قابو پانے کے لیے مجھے صرف تمہارے بیٹے رام ہی کی ضرورت ہے اس کے علاوہ میں تم سے کسی چیز کی مانگ نہیں کرتا۔

راجہ دہسرت نے پھر منت کرنے کے انداز میں کہا! اے منی راج مجھ پر رحم اور کرپا کریں راج کمار رام کے بغیر میں اس راج محل میں ایک پل بھی نہ رہ سکوں گا اور اگر ان راکشسوں کے مقابلہ میں رام کو کچھ ہو گیا تو میں خود بھی زندہ نہ رہ سکوں گا اس پر منی راج نے انتہائی خوفناک انداز میں راجہ دہسرت کی طرف دیکھا پھر فیصلہ کن انداز میں کہا اے دہسرت تم نے میرے ساتھ کیا یہ عہد توڑا ہے میرے ساتھ بدمعاملگی کا سلوک کیا ہے۔ لہٰذا میں جاتا ہوں پھر یاد رکھو آئندہ کے لیے میں تیری شکل تک نہ دیکھوں گا منی راج غصہ اور خفگی میں زور زور سے پاؤں پٹختا ہوا جانے ہی لگا تھا کہ گرو وشسٹ جو رام اور اُس کے بھائیوں کا استاد بھی تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ جوڑتے ہوئے اُس نے انتہائی عاجزی میں وشوامتر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے گرو دیو ارحم کیجئے اور جو کچھ یہ بدمعاملگی کا سلوک اس راج محل میں ہوا اُسے فراموش کر دیجئے میں آپ کے ساتھ عہد کرتا ہوں کہ آپ کے ہر حکم اور آپ کی ہر آگیا کا پالن کیا جائے گا۔ پھر گرو وشسٹ نے راجہ دہسرت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا

اے راجہ گرو راج کی شکتیوں سے تم واقف ہو ایسا نہ ہو گرو دیو یہاں سے ناراض ہو کر چلے جائیں اور ان کی ناراضگی اس سارے راج محل کو بھسم کر کے رکھ دے پھر اُس وقت نہ تم رہو گے نہ رام لہٰذا میرا تم سے مخلصانہ مشورہ یہی ہے کہ راج کمار رام کو منی راج کے ساتھ بھیج دو اور یہی سمجھ کر رام کو منی راج کے ساتھ روانہ کر دو کہ راج کمار رام شادی کرنے کے لیے منی راج کے ساتھ کوچ کر رہا ہے گرو وشسٹ کی اس گفتگو پر راجہ دہسرت رام کو منی راج کے ساتھ بھیجنے پر آمادہ ہو گیا لہٰذا اُس نے بڑی انکساری سے منی راج کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے سوامی آپ مالک ہیں راج کمار رام کو اپنے ساتھ لے جائیے آپ کے حکم کے خلاف میں کوئی بات نہ کروں گا راجہ دہسرت کی اس گفتگو پر منی راج خوش ہو گیا تیزی کے ساتھ وہ مڑا اور راجہ کو اُس نے گلے لگا لیا تھا۔

پھر راجہ دہسرت نے اپنے قریب کھڑے راج کمار رام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! رام میرے بیٹے تم گرو دیو منی راج کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اور جو خدمت تم سے یہ لینا چاہتے ہیں اُسے بخوشی قبول کرو مجھے امید ہے کہ منی راج کے ساتھ کام کرتے ہوئے تم کامیاب رہو گے۔

راجہ دہسرت جب خاموش ہوا تو رام کے بھائی لچھمن نے بولتے ہوئے کہا اب جب کہ رام گرو دیو منی راج کے ساتھ روانہ ہو رہے ہیں تو میں یہاں اکیلا رہ کر کیا کروں گا لہٰذا میں بھی رام کے ساتھ روانہ ہوں گا تاکہ ضرورت کے وقت اس کا ساتھ دے سکوں اور اس کے دُکھ اور تکلیفوں کو بانٹ سکوں لچھمن کی اس پیش کش پر راجہ دہسرت نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ہاں لچھمن میں تمہیں رام کے ساتھ جانے کی اجازت دیتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی منی راج رام اور لچھمن دونوں بھائیوں کو لے کر اجودھیا کے راج محل سے روانہ ہو گیا تھا۔

جس وقت منی راج رام اور اُس کے بھائی لچھمن کو لے کر اجودھیا کے راج محل سے نکل رہا تھا اُسی وقت یوناف راج محل کے سامنے نمودار ہوا وہ غور سے منی راج رام اور لچھمن کو راج محل سے نکلتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اسی لمحہ ابلیکا نے اُس کی گردن پر لمس دیا اور بڑی تیزی سے اس نے کہا! اے یوناف یہ جو تین اشخاص راج محل سے باہر نکل رہے ہیں ان میں سے جو بڑی عمر کا ہے یہی منی راج ہے جس کے ذہن میں یہ بات ڈال دی تھی کہ ماریچھ اور صیا جو نام کے راکشسوں کو صرف رام ہی ختم کر سکتا ہے اور اب یہ منی راج اس راج محل میں داخل ہوا تھا اور یہاں کے راجہ سے گفتگو کرنے کے بعد اُس کے بیٹے رام اور رام کے بھائی لچھمن کو اپنے ساتھ لے جا رہا ہے یہ دونوں جوان جو اس کے ساتھ ہیں پس ان میں سے جو بائیں منی راج کے ساتھ ہے وہ رام ہے اور دوسرا اس کا بھائی لچھمن ہے اب یہ منی راج ان دونوں کو اپنے ساتھ لے جا رہا ہے تاکہ ان راکشسوں پر قابو پائے جس کے پیچھے عارب اور عزازیل کا ہاتھ ہے۔

اس پر یوناف نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے ابلیکا اب تم مطمئن رہو میں بھی اس منی راج اور رام لچھمن کے ساتھ یہاں سے کوچ کرتا ہوں چونکہ یہ تینوں نیکی اور بھلائی کی علامت ہیں لہٰذا میں نیکی کے فروغ کے لیے ہر قدم پر اور ہر موڑ پر ان کی مدد کروں گا اس کے ساتھ ہی یوناف پھر اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور منی راج رام اور لچھمن کے پیچھے ہو لیا تھا۔

عارب بیوسا اور نبیط متھرا کے گھر میں بڑے پُرسکون انداز میں اپنے کمرے میں

بیٹھے ہوئے تھے کہ عزازیل اُن کے سامنے ظاہر ہوا اور بڑی تیزی سے ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میرے عزیزو! تمہارے امتحان اور تمہاری قوت آزمائی کا وقت آگیا ہے! اے عارب مجھے غور سے سنو اس منی راج کے ذہن میں جو تم نے یہ بات ڈالی تھی کہ مارچھ اور صیاحو نام کے راکشسوں پر صرف رام ہی قابو پا سکتا ہے تو وہ منی راج اجودھیا کے راجہ دھسرت کے پاس گیا اور اُسے اس پر آمادہ کیا کہ ان راکشسوں پر قابو پانے کے لیے وہ اپنے بیٹے رام کو اس کے ساتھ بھیج دے اب منی راج رام کو اپنے ساتھ لے کر راج محل سے روانہ ہو گیا ہے تاکہ اُن راکشسوں پر قابو پائے اور رام کے ساتھ ضد کرکے اُس کا بھائی لچھمن بھی منی راج کے ساتھ ہی اجودھیا سے کوچ کر گیا ہے۔

ایک اور بات میرے عزیزو تمہارے لیے زیادہ توجہ کی طلب ہے وہ یہ کہ یوناف بھی اجودھیا شہر میں آ نمودار ہوا تھا اور مجھے خدشہ ہے کہ وہ بھی ابلیکا کے ساتھ کہیں رام لچھمن اور منی راج کی مدد پر آمادہ نہ ہو جائے لہٰذا اے میرے عزیزو آؤ اجودھیا کے نواحی علاقوں کا رخ کریں اور رام کے مقابلے میں اُن راکشسوں کی مدد کریں عزازیل کے اس انکشاف پر عارب بیوسہ اور نبیطہ جلدی سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ عزازیل کے ساتھ وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔

منی راج رام اور لچھمن کو لے کر اس کوہستانی سلسلہ کی طرف جاتا ہے جس کے اندر ایک راکشس کی رہائش ہوتی ہے اور جہاں سے وہ نکل کر خون خواری کے علاوہ بدی کے پھیلاؤ کا کام کرتا ہے تو وہ اس کوہستانی سلسلہ کے پاس آ کر کھڑے ہوتے ہیں تو اُن سے ذرا فاصلے پر یوناف بھی نمودار ہوتا ہے اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہا اے یوناف عارب بیوسا اور نبیطہ کے علاوہ عزازیل بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُس راکشس کی مدد کے لیے پہنچ چکا ہے جس کے مقابلے کے لیے یہ منی راج رام کو یہاں لے کر آیا ہے پس اب کہو تمہارا کیا ارادہ ہے اس پر یوناف نے مدہم دھیمی اور رازدارانہ آواز میں کہا!

اے ابلیکا اس مقابلے کے دوران تم وسط میں رہنا اور جو بھی حملہ اُس راکشس یا عزازیل کی طرف سے کیا جائے اُسے تم ناکام بنا کر رکھ دینا یہ بھی اپنے ذہن میں رکھنا جب راکشس یا عزازیل یا اُس کے ساتھی یا عارب بیوسہ اور نبیطہ کی طرف سے جب کوئی کارروائی رام کو نقصان پہنچنے کے لیے کی جائے گی تو اے ابلیکا میں رام کی طرف سے تیر چلاؤں گا پس تم اپنی تیر کو واسطہ ذریعہ بناتے ہوئے اُن شیطانی قوتوں کے سارے حملوں کو ناکام بنا دینا۔

اس پر ابلیکا نے اپنی کھنکھتی اور گونجتی ہوئی آوازمیں کہا اے میرے حبیب! تم بے فکر رہو جس خواہش کا تم اظہار کر رہے ہو میں یقیناً ایسا ہی کروں گی! ابلیکا کے ساتھ یہ معاملہ طے کرنے کے بعد یوناف اُس جگہ آیا جہاں منی راج رام اور لچھمن کھڑے ہوئے تھے یوناف کو وہاں اچانک دیکھ کر منی راج رام اور لچھمن کچھ پریشان سے ہو گئے تھے پھر منی راج نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے منش! تو اچانک کہاں سے نمودار ہوا ہے تو کون ہے اور یہاں اچانک تیرے نمودار ہونے کا کیا مقصد اور کیا مطلب ہے اُس پر یوناف منی راج کے نزدیک ہوا پھر اُس نے ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے عزیزو میرے متعلق جاننا تمہارے لیے اس قدر ہی کافی ہے کہ میں نیکی کی ایک علامت ہوں اور تم چونکہ تینوں نیکی کے فروغ کے لیے نکلے ہو لہٰذا میں تمہارا ساتھ دوں گا آؤ جس راکشس کے خاتمہ کے لیے مل کر کام کیا جائے اُس راکشس کے ساتھ شیطانی اور بدی کی قوتیں بھی ہیں بدی اُن کی قوتوں پر قابو پانے کے لیے اے میرے عزیزو میں پوری طرح بھی تمہارے ساتھ ہوں اور میں تم تینوں کو یقین دلاتا ہوں کہ آج اس کوہستانی سلسلہ کے اندر ہم سب مل کر بدی کی قوتوں کو اپنے سامنے ذلیل رُسوا کر کے رکھ دیں گے۔

اے میرے عزیزو! مطمئن رہنا اور کسی طرح کی گھبراہٹ اپنے اوپر طاری نہ ہونے دینا اس لیے کہ میں تمہارے ساتھ ایک مافوق البشریت انسان کی حیثیت سے موجود رہوں اور ہر طرح سے تمہاری مدد کروں گا ذرا رُک کر یوناف نے اس بار رام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے رام جب راکشس یا اُس کی مددگار قوتیں تم لوگوں کے سامنے نمودار ہوں اور وہ تم پر کسی بھی طرح کا حملہ کریں تو اُس کے جواب میں تم تیر چلا دینا اور پھر دیکھنا کہ میری سری قوتیں کس طرح تمہارے تیروں کو ذریعہ اور آڑ بنا کر شیطانی قوتوں کے سارے ہی حملوں کو ناکام بنا دیتی ہیں۔

یوناف کی گفتگو پر منی راج نے خوش ہوتے ہوئے کہا اے اجنبی اگر تم نیکی کی علامت ہو تو پھر یہ ہماری خوش بختی ہے کہ تم ہمارے ساتھ ہو پر اے منش! تم نیکی کی علامت ضرور ہو پھر اس کے علاوہ تمہارا کوئی نام بھی تو ہو گا اس پر یوناف نے کہا! اے منی راج میرا نام یوناف ہے اور آج کے دن دیکھنا میں کیسے اس راکشس پر تم تینوں کو کامیاب رکھتا

ہوں۔

یوناف نے ابھی اپنی گفتگو ختم ہی کی تھی کہ اُن کے سامنے والے کوہستانی سلسلہ کی ایک قدرے کم بلندی والی چوٹی پر ایک انتہائی دراز قد دیو پیکر اور بد ہیبت انسان نمودار ہوا اُسے دیکھتے ہی ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے منی راج نے رام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ وہی راکشس ہے جس کے خاتمہ کے لیے میں تم لوگوں کو اس طرف لایا ہوں اتنے میں اُس راکشس نے ایک چٹان نما پتھر کو ہاتھ ڈالا شاید وہ اُسے اٹھا کر منی راج اور رام و لچھمن پر دے مارنا چاہتا تھا کہ اتنے میں یوناف نے رام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے رام اپنی کمان پر تیر چڑھالو میرے خیال میں یہ راکشس ایک چٹان نما پتھر کو اٹھا کر تمہاری طرف پھینک دے گا۔

پس جوں یہ پتھر تمہاری طرف پھینکے تو اپنی کمان پر چڑھا ہوا تیر چلا دینا اور تم دیکھو گے وہ تیر اُس چٹان سے ٹکرائے گا اور وہ چٹان تمہاری طرف آنے کے بجائے فضا کے اندر ہی پاش پاش ہو کر رہ جائے گی اُس راکشس نے اُس چٹان کو اپنے دونوں بازوؤں پر اٹھایا اور اُن کی طرف دے مارا اُسی وقت رام نے بھی تیر چلا دیا تھا پس وہ چٹان اور تیر فضا کے اندر ہی ٹکرائے اور چٹان پاش پاش ہو کر رہ گئی تھی۔

وہ راکشس ٹیلے پر کھڑا ابھی تک فضا کے اندر یہ رونما ہونے والے اس خرق عادت اور فوق البشریت حادثے کو دیکھ ہی رہا تھا کہ یوناف نے پھر رام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے رام یہ راکشس اپنے پھینکے ہوئے پتھر کو فضا کے اندر پاش پاش ہوتے دیکھ کر حیران اور پریشان کھڑا ہے پس اس موقعہ سے فائدہ اٹھاؤ ایک اور تیر اپنی کمان میں ڈالو اور اس راکشس کو ہدف بنا کر چلا دو پھر دیکھو اس کا کیا حشر ہوتا ہے یوناف کے اس مشورے پر رام نے فوراً تیر اپنی کمان میں رکھا اور اُس راکشس کو ہدف بناتے ہوئے اُس نے تیر چلا دیا تھا۔ تیر سیدھا اُس راکشس کی چھاتی میں جا کر لگا اور اُس کے دل میں سوراخ کرتا ہوا دوسری طرف جا نکلا تھا اور اُس چٹان پر وہ راکشس تڑپ تڑپ کر ختم ہو گیا تھا اس کے بعد منی راج رام اور لچھمن کو اپنے آشرم کی طرف لے گیا تھا اور وہاں پر یوناف اور ابلیکا کی مدد سے دوسرے راکشس کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔

یوناف رام اور لچھمن کو منی راج کے پاس رہتے ہوئے تھوڑے ہی دن ہوئے تھے۔ کہ ایک روز متھلا کے راجہ جنک کی طرف سے ایک قاصد منی راج کے پاس آیا اور اُس نے منی راج کو یہ اطلاع کی کہ متھلا کے راجہ جنک کی حسین و جمیل بیٹی سیتا کا سوئمبر رچایا جا رہا ہے اور اس سوئمبر میں راجہ جنک نے منی راج کو بھی دعوت دی ہے پس اس بلاوے پر منی راج رام اور لچھمن کو ساتھ لے کر اُس قاصد کے ساتھ راجہ جنک کے مرکزی شہر متھلا کی طرف روانہ ہو گیا تھا جب کہ یوناف بھی اس سفر میں ان کا ساتھ دے رہا تھا۔

متھلا شہر میں آس پاس کی راجدھانیوں کے بے شمار راج کمار اور سورما جوان جمع ہوئے تھے اور ہر ایک کی کوشش اور خواہش یہ تھی کہ وہ راجہ جنک کی حسین بیٹی سیتا کا سوئمبر جیت کر اُسے اپنی بیوی بنائے پس سوئمبر کے روز ایک بہت بڑے میز پر ایک کافی وزنی کمان رکھ دی گئی تھی اور یہ اعلان کر دیا گیا تھا کہ جو بھی جوان یا راج کمار اس کو اٹھا کر اس کے چلے میں تیر چلا کر دکھا دے راجہ جنک اپنی بیٹی سیتا کی شادی اس کے ساتھ کر دے گا پس بڑے بڑے سورماؤں اور راج کماروں نے کوشش کی پر کسی سے بھی وہ کمان نہ اٹھا پائی اس موقعہ پر یوناف رام کے پاس آیا اور انتہائی نرمی میں اُسے تسلی دیتے کے انداز میں کہا،

اے رام! اب تم آگے بڑھو اور اس کمان پر ہاتھ ڈالو بس رگھو بنکی کی قوتیں تمہارے ساتھ ہیں مری قوت جو میری قبضے میں ہے اُسے میں نے تمہاری مدد کے لیے لگا دیا ہے اور اُس کی مدد سے تم بڑی آسانی کے ساتھ اس کمان کو اٹھانے میں کامیاب ہو جاؤ گے پس رام بے دھڑک آگے بڑھا اور اُس نے وہ کمان جو ابھی تک کسی سے بھی اٹھائی نہ گئی تھی بڑی آسانی سے اٹھائی اُس پر سب کو ایک تیر رکھ کر دکھایا پھر یوناف دوبارہ اس کے

پاس آیا اور رام سے کہا۔

اے رام اس کمان کو اپنے گھٹنے پہ مارو اور پھر دیکھو اس کا کیا حشر ہوتا ہے رام نے فوراً ایوناف کے کہنے پر عمل کیا اُس کمان کو اس نے اپنے گھٹنے پر مارا اور کمان ٹوٹ کر دو حصوں میں بٹ گئی رام کے اس عمل سے وہاں جمع سارے راج کمار اور راجہ بے حد خوش اور مطمئن ہوئے اور اُن سب کی موجودگی میں راجہ جنک نے اپنی حسین وجمیل بیٹی سیتا کا بیاہ رام سے کر دیا تھا۔

رام اور سیتا کے بیاہ کی ابھی خوشیاں ہی منائی جا رہی تھیں کہ متھلا شہر میں راجہ جنک کے راج محل کے اندر ایک اجنبی اور نو وارد سا شخص نمودار ہوا راجہ جنک شاید اس کو پہلے سے جانتا تھا اس لیے کہ اُس کے آنے پر اُس نے بڑی گرم جوشی اور تپاک کے ساتھ اس کا سواگت اور استقبال کیا اور پرسورام کے نام سے پکارتے ہوئے اُسے راج محل کے اس کمرے میں داخل ہونے کی پیش کش کی گئی جس کے اندر رام اور ستیا کی شادی کے سلسلہ میں خوشیاں منائی جا رہی تھیں۔

لیکن پرسورام کمرے کے دروازے پہ ہی کھڑا ہوا اور انتہائی غضب ناک اور قہر آلود انداز میں اس نے راجہ جنک کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا یہ کمان کس نے توڑا ہے اور کس نے ستیا کو جیتا ہے راجہ جنک سن رکھو جس نے بھی یہ کام کیا ہے وہ میری سزا اور میرے قہر سے بچ نہ سکے گا ان الفاظ پر راجہ جنک کا خون خشک ہو گیا تھا تاہم اس دوران رام کا بھائی لچھمن آگے بڑھا اور اُس نے اُسے پرسورام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ کمان میرے ایک عزیز نے توڑا ہے پر تمہیں اس سے کیا تعلق اور علاقہ!

لچھمن کے اس سوال پر پرسورام نے برہم ہوتے ہوئے کہا گستاخ جوان ہے تو نہیں جانتا کہ میں کون ہوں اور کیسی قوتوں کا مالک ہوں راجہ جنک میری ذات سے پوری طرح واقف ہے لہٰذا اس کے ہوتے ہوئے تم کیوں بیچ میں بول پڑے ہو اس پر لچھمن نے کہا چونکہ کمان توڑے جانے سے میرا بھی تعلق ہے اس لیے میں اس گفتگو میں پڑا ہوں پرسورام نے پھر اسی لہجہ میں پوچھا تم کون ہو اس پر لچھمن نے بلا جھجک کہا میرا نام لچھمن ہے پرسورام نے پھر غصے کی حالت میں پوچھا تیرا تعلق کہاں سے ہے لچھمن نے پھر جواب دیتے ہوئے کہا

میں سورج بنسی سے تعلق رکھتا ہوں یہ کمان میرے بھائی نے توڑ کر سیتا کو حاصل کیا ہے۔

اس پر پرسورام نے فیصلہ کن انداز میں کہا اگر یہ کمان تمہارے بھائی نے توڑا ہے تو وہ خود کہاں چھپ کر کھڑا ہے تمہیں اُس نے سامنے کیوں کر دیا ہے اُسے خود میرے روبرو آ کر میرے ساتھ گفتگو کرنی چاہیئے رام سامنے آیا اور پرسورام کو مخاطب کرتے ہوئے اُس نے انتہائی عاجزی میں کہا اے مہاراج یہ کمان میں نے توڑی ہے اس پر پرسورام نے برہم ہو کر پوچھا پھر تو نے کیسے اس کمان کو اٹھا لیا اور کیسے توڑ دیا رام نے پھر ویسے ہی انکساری کے عالم میں کہا بس میں نے تو کمان پہ ہاتھ رکھا اور یہ اٹھ گیا اور پھر جونہی میں نے اس کمان کو اپنے گھٹنے پر مارا تو یہ ٹوٹ کر رہ گئی اس پر پرسورام نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کمان رام کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اگر تم ایسے ہی بہادر ہو اور اس قدر ہی طاقت ور ہو تو میری یہ کمان ذرا کھینچ کر دکھاؤ۔ رام نے وہ کمان لے لی اور سب کے سامنے اس نے اس کمان کو کھینچ کر رکھ دیا تھا۔ تب وہ پرسورام کچھ شرمندہ ہوا۔ اس کی گردن جھک گئی پھر اس نے وہاں کھڑے سب لوگ کو مخاطب کر کے کہا۔ اس کمان کو توڑنے والا ہی رام اور میرا نام بھی پرسورام۔ پس دو رام ایک جگہ اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ اس کے بعد وہ پرسورام گردن جھکا کر راجہ جنک کے راج محل سے نکل گیا تھا۔

پرسورام کے چلے جانے کے بعد راجہ جنک نے سکھ اور سکون کا سانس لیا۔ پھر اس نے اپنے قاصد اجودھیا شہر کی طرف روانہ کئے اور رام کے باپ راجہ دھسرت کو رام اور سیتا کی شادی کی اطلاع دینے کے علاوہ۔ اس نے راجہ دہسرت کو اپنے اہل خانہ کے ساتھ اپنے شہر متھلا میں آنے کی دعوت بھی دی۔ رام کا باپ اور اجودھیا کا راجہ دھسرت رام اور سیتا کی شادی کی خبر سن کر بے حد خوش ہوا۔ پس وہ اپنے دونوں بیٹوں! تینوں بیویوں اپنے گرو وشسٹ اور چند دیگر منتریوں اور اراکین سلطنت کے ساتھ اجودھیا سے راجہ جنک کے شہر متھلا کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

اجودھیا کا راجہ دہسرت جب سب کے ساتھ متھلا پہنچا تو رام جنک کے اہل خانہ اور منتریوں نے ان کا شاندار استقبال کیا اور ایک جشن کی سی صورت میں انہیں متھلا کے راج محل کی طرف لایا گیا۔ سب سے پہلے رام اور سیتا کی شادی پر خوشیاں منائی گئیں اس

کے بعد راجہ دہسرت سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد راجہ جنک نے اپنی چھوٹی بیٹی ارملا کی شادی لچھمن سے اور اپنے بھائی کشن کی ماندوی اور شرت نام کی بیٹیاں بھرت اور شتروگھن کے ساتھ بیاہ دی تھیں۔ چند روز تک ان شادیوں متھلا شہر کے اندر خوشیوں اور جشن کا سماں رہا پھر اجودھیا کا راجہ دسرت اپنی بیویوں، بہوں! بیٹوں اور دیگر لوگوں کے ساتھ متھلا سے اپنے شہر اجودھیا کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

☆

متھلا شہر سے واپسی پر یوناف جب اجودھیا شہر میں داخل ہوا تو ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور ساتھ ہی اس کی آواز بھی یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔ یوناف! عزازیل ان دنوں ہمارے لیے زیادہ سے زیادہ مسائل کھڑے کرنے کی کوشش کر رہا ہے ہند کی سرزمین میں اس نیکی کی علامت رام کو زیر کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ مغربی افریقہ کے وسطی حصے میں نیرو جھیل کے آس پاس کی بستیوں کے اندر نر اور مادہ چیتوں کے ذریعے خوف وہراس اور خونخواری و تباہی پھیلا رکھی ہے۔ یہ دونوں نر مادہ چیتے پیدا تو انسان ہی ہوئے تھے۔ لیکن چونکہ عزازیل کے ایک ساتھی کی نسل سے ہیں جس نے چیتے کا روپ دھارا تھا۔ اور ایک عورت کے ساتھ ملوث ہوا تھا۔ لہٰذا یہ نر اور مادہ چیتے اپنی مرضی کے مطابق جب چاہیں انسانی اور چیتے کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

وہاں کے مقامی لوگ ان چیتوں کی خونخواری سے تنگ اور بیزار بھی ہیں مگر چیتے کا شکار وہاں کے لوگوں کے لیے ایک معمولی کام ہے۔ لیکن یہ چیتے غیر معمولی ہیں اور ہر خطرے کے وقت اپنا روپ بدل کر انسانوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اس لیے مقامی لوگ ان پر قابو پانے میں ناکام ہیں اور چیتے اپنی مرضی کے مطابق آدم خوری کرنے پر آزاد ہیں۔ یوناف! میرے عزیز میرا ارادہ تھا کہ رام کو شیطانی قوتوں سے محفوظ کرنے کے بعد۔ ہم دونوں مغربی افریقہ کے وسطی حصوں میں جھیل کلوا کا رخ کریں گے اور وہاں بنی نوع انسان کو چیتوں کی اس یلغار اور آدم خوری سے نجات دلائیں پھر ایسا لگتا ہے قدرت کو بھی ایسا منظور نہیں ہے اس لیے کہ عزازیل نے ہمارے لیے ایک اور بڑا مسئلہ کھڑا کر کے رکھ دیا ہے۔

یوناف تجسس اور فکر مندی میں پوچھا! اے ابلیکا! اس نامراد اور بدبخت و ملعون عزازیل نے اب ہمارے لیے کیا نیا مسئلہ کھڑا کیا ہے۔ اس پر ابلیکا بولی۔ اے یوناف! تم جانتے

Uploaded By Muhammad Nadeem

جو کہ بنی اسرائیل واحدانیت کی پیروی کرتے ہوئے فلسطین کے اندر ایک بڑی قوت کی صورت اختیار کر گئے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ بنی اسرائیل نے خداوند کے آگے بدل کرنا شروع کر دی اور عزازیل نے انہیں شرک میں ملوث کر کے رکھ دیا۔ اور پھر ایسا ہوا کہ بنی اسرائیل واحدانیت اور خدائے واحد کو فراموش کر کے آس پاس کی اقوام کے دیوی دیوتاؤں کی پرستش میں مشغول ہو گئے۔ سب سے زیادہ بعل دیوتا اور عستارد دیوی نے اُن کے اندر فروغ پایا۔ ان ہی دنوں بنی اسرائیل کے اندر قاضی[1] مقرر ہونا شروع ہو گئے۔ اور یہ قاضی نہ صرف بنی اسرائیل کے اندر ایک طرح کے حکمران ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ بنی اسرائیل کے تصفیہ طلب امور کا فیصلہ کرنے کے علاوہ انہیں صرف خدائے واحد کی عبادت کرنے کی تبلیغ بھی کرتے ہیں۔

اے یوناف اس سے قبل ایک شخص آہود بنی اسرائیل کا قاضی تھا اور اس آہود نے بنی اسرائیل کو دو آبیوں کی غلامی اور یلغار سے نجات دی تھی۔ اب ایک عورت بنی اسرائیل کی قاضی مقرر ہوئی ہے۔ یہ عورت انتہائی خوب صورت اور نیک و صالح ہے۔ اس کا نام دبورہ[2] ہے اور اس کے شوہر کا نام لفیدوت[3] ہے۔ اب عزازیل دبورہ نام کی اس قاضی عورت کے خلاف حرکت میں آیا ہے اور اس نے کنعانیوں کے بادشاہ یابین کو بنی اسرائیل کے خلاف ابھارا ہے اور اسے یہ ترغیب دی ہے کہ وہ بنی اسرائیل کی قاضی عورت دبورہ کو قتل کر کے بنی اسرائیل کے علاقوں پر قبضہ کر کے انہیں اپنا غلام بنا لے۔ عزازیل کی اس ترغیب پر کنعانیوں کے بادشاہ نے اپنی جنگی تیاریاں مکمل کر لی ہیں۔ بنی اسرائیل پر حملہ آور ہونے اور انہیں اپنا غلام بنانے کے لیے کنعانیوں کے بادشاہ نے لوہے کی نو سو رتھیں تیار کی ہیں۔

اور اے یوناف ... نیوں کے اس بادشاہ یابین نے اپنی سلطنت کے ایک سب سے

[1] ماخوذ از توریت

[2] توریت کے مطابق یہ عورت واحد اور بیت ایل کے درمیان بیٹھتی اور بنی اسرائیل کے فیصلے کرتی ہے۔

[3] دبورہ کے اس شوہر کا نام توریت سے لیا گیا ہے۔

[4] کنعانیوں کا بادشاہ انتہائی جنگجو تھا اور حروست شہر میں اس نے بنی اسرائیل کے خلاف جنگی تیاریاں شروع کر رکھی تھیں۔

بہادر اور طاقتور جوان سیسرا کو اپنی افواج کا سپہ سالار بنا رکھا ہے۔ اور حروست شہر کو اس نے اپنی جنگی تیاریوں کا مرکز بنا رکھا ہے۔ اور یہیں سے نکل کر وہ عنقریب بنی اسرائیل پر حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتا ہے۔ دوسری طرف بنی اسرائیل کی قاضی خاتون دبورہ بھی یابین اور اس کے جرنیل سیسرا کی جنگی تیاریوں سے غافل نہیں ہے۔ کنعانیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے اس نے بھی بنی اسرائیل کا ایک لشکر تیار کیا ہے۔ اور ایک اسرائیلی جوان کہ نام جس کا برق ہے اسے بنی اسرائیل کے لشکر کا سالار مقرر کیا ہے۔ پھر اے یوناف دبورہ اور برق کے لشکری قوت اور تعداد یابین اور سیسرا کے لشکر کے سامنے تتر بتر ہونے کے برابر ہے۔ اور پھر یابین کے لشکر کی نو سو لوہے کی رتھوں نے یابین کے لشکر کو ایک طرح سے ناقابل تسخیر بنا کر رکھ دیا ہے۔

اے یوناف پہلے میرا ارادہ تھا کہ ہند کی اس سرزمین میں رام کی مدد کرنے کے بعد ہم ان آدم خور اور فوق الفطرت جینوں کا قلع قمع کرنے کے لیے مغربی افریقہ کے وسطی حصوں کا رُخ کریں گے لیکن اب میں نے اپنا فیصلہ بدل دیا ہے۔ اب میرا ارادہ ہے کہ ہم ارضِ کنعان کا رخ کریں اور وہاں کنعانیوں کے بادشاہ یابین کے مقابلے میں بنی اسرائیل کی قاضی خاتون دبورہ اور اس کے سالار برق کی مدد کر کے باطل کے خلاف حق اور بدی کے خلاف خیر کی مدد کریں۔ یہاں ہند کی سرزمین میں ہم نے رام کے مقابلے میں عزازیل کی ساری کوششوں کو ناکام بنا دیا ہے۔ لہٰذا اے میرے عزیز آؤ فلسطین کے شہر بیت ایل کی طرف کوچ کریں اور دبورہ کی مدد کریں۔ ابلیکا کے خاموش ہونے پر یوناف نے پرسکون لہجے اور اطمینان بخش انداز میں کہا، اے ابلیکا میں مکمل طور پر تم سے اتفاق کرتا ہوں۔ سیتا سے شادی کے بعد رام اب پُرسکون زندگی بسر کرنا شروع کر دے گا۔ لہٰذا آؤ ہم دونوں حق پرستی کی خاطر ارضِ کنعان کا رخ کریں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے وہ غائب ہو گیا تھا۔

توریت میں کنعانیوں کے اس جرنیل کا نام سیسرا ہی تحریر ہے۔

[1] توریت میں بھی کنعانیوں کے بادشاہ یابین کی ان نو سو لوہے کی رتھوں کا ذکر ملتا ہے۔

بیت ایل کے شہر میں بنی اسرائیل کی قاضی خاتون دبورہ اپنے دیوان خانے میں اپنے شوہر لغیدوت کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی کہ دیوان خانے کے دروازے پر دستک ہوئی لغیدوت نے آگے بڑھ کر جب دروازہ کھولا تو یوناف سامنے کھڑا تھا۔ لغیدوت چند ثانیوں تک بڑے غور و انہماک سے یوناف کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے یوناف سے متاثر ہوتے ہوئے کہا۔ ”اے دیوہیکل اور کوہ قامت انسان تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ اس لیے کہ تو ہماری جان پہچان کے لوگوں میں نہیں اور یہ کہ تو نے کس غرض کے تحت ہمارے دروازے پر دستک دی ہے۔ کیا تو میری بیوی سے انصاف کا طلب گار ہے یا تو کوئی اجنبی اور مسافر ہے اور پناہ کا خواہش مند ہے۔ لغیدوت کے خاموش ہوتے پر یوناف نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

اگر میں غلطی پر نہیں تو اے شخص تیرا نام لغیدوت ہے اور تو بنی اسرائیل کی قاضی خاتون دبورہ کا شوہر ہے۔ اس پر لغیدوت نے ہلکے ہلکے مسکراتے ہوئے کہا، تیرا اندازہ درست ہے۔ میں یقیناً دبورہ کا شوہر لغیدوت ہی ہوں! یوناف پھر بولا۔ اے لغیدوت تو پھر سنو۔ میں ان سرزمینوں کے اندر نہ تو اجنبی ہوں اور نہ ہی مسافر۔ نہ انصاف کا طلب گار ہوں اور نہ ہی پناہ کا خواہش مند ہوں میں تو صرف دبورہ سے ملنا چاہتا ہوں اور کنعانیوں کے بادشاہ یابین کے مقابلے میں اس کی مدد کرنا چاہتا ہوں کیا تم مجھے اندر آنے کو نہ کہو گے کہ میں دبورہ سے مل سکوں۔ لغیدوت فوراً دروازے سے ایک طرف ہٹتا ہوا، بولا۔ تم ضرور اندر آؤ۔ جس ارادے سے تم آئے ہو اس پر تو میں اس گھر میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں آؤ اندر آؤ میری بیوی دبورہ اس وقت دیوان خانے میں ہی ہے۔

لغیدوت کے کہنے پر یوناف دیوان خانے میں داخل ہوا۔ اندر بیٹھی ہوئی دبورہ نے سامنے کی نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ”اے اجنبی وہاں بیٹھو۔ میں تمہارے اور اپنے شوہر کے درمیان ساری گفتگو سن چکی ہوں۔ پھر اپنی گفتگو کے دوران نہ تم نے اپنا نام بتایا ہے اور نہ ہی تم نے یہ انکشاف کیا ہے کہ تمہارا تعلق کن سرزمینوں سے ہے۔ یوناف نے خوشگوار لہجے میں کہا۔“ اے معزز و صالح خاتون! میرا نام تو یوناف ہے اور اللہ کی یہ ساری زمین تو انسان کے لیے اپنے رب اور اس کی وحدانیت کی پہچان کے لیے ایک نشانی اور نعمت ہے یہ ساری سرزمین ہی میرا ٹھکانہ ہے۔ میں وہاں پہنچتا ہوں۔ جہاں گناہ اور بدی جنم لیتے ہیں اور وہاں میں نیکی اور خیر کے فروغ اور نمود کے لیے کام کرتا ہوں۔ دبورہ نے حیرت سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا لیکن تم اکیلے بدی کے انسداد اور نیکی کی رونق کے لیے کیا کر سکتے ہو؟

اس موقع پر یوناف نے سرگوشی اور بڑبڑاہٹ کے سے انداز میں ابلیکا کو پکارا اور جب ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا تب یوناف نے اُسے مخاطب کر کے کہا۔ ”اے ابلیکا! ذرا ان دونوں میاں بیوی کے سامنے اس کمرے کے ایک کونے میں ایک بہت بڑے اژدہے کی صورت میں کسی ستون کی طرح نمودار ہو تاکہ انہیں یقین آئے کہ میں ان کے لیے اور نیکی کی جلا اور رونق کے لیے کیا کچھ کر سکتا ہوں۔ ابلیکا فوراً یوناف کی گردن پر لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی۔ اور پھر چند ہی ساعتوں بعد وہ کمرے کے ایک کونے میں ستون کی طرح کھڑے ایک ایسے اژدہے کی صورت میں نمودار ہوئی۔ جو بار بار اپنی زبان نکال کر زمین تک پھیلاتا تھا اور اس کے منہ سے بھٹی کی طرح آگ نکل رہی تھی۔ اس اژدہے کو دیکھتے ہی دبورہ اور لغیدوت دونوں میاں بیوی ڈر کے مارے بری طرح چیخنے چلانے لگے تھے۔ ان دونوں کی حالت دیکھتے ہوئے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں یوناف نے کہا: ”اے ابلیکا! لوٹ آؤ اتنا ہی کافی ہے۔“ کمرے کے کونے میں نمودار ہونے والا وہ اژدہا فوراً وہاں سے غائب ہو گیا اور پھر دوسرے ہی لمحے یوناف کی گردن پر لمس دے کر ابلیکا وہاں پرسکون ہو گئی تھی۔ دبورہ تھوڑی دیر تک سنبھلی پھر اس نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے خوف اور دہشت ملی جلی آواز میں پوچھا۔ ”یہ ہولناک اژدہا کیسا تھا جو ابھی ابھی میرے دیوان خانے کے اس کونے میں نمودار ہوا تھا۔ جو اپنی زبان پھیلا کر زمین تک لے جا رہا تھا اور اپنے منہ سے آگ کے بھبھوکے نکال رہا تھا۔ دبورہ کی اس دہشت اور خوف پر محظوظ ہوتے ہوئے یوناف نے کہا!

اے خاتون! یہ اژدہا ان قوتوں میں سے ایک قوت ہے جنہیں میں نیکی کی نمود اور خیر کی بھلائی کے لیے استعمال کرتا ہوں۔ دبورہ نے اور زیادہ پریشان ہوتے ہوئے پوچھا، تو کیا تمہارے پاس اس کے علاوہ اور بھی ایسی قوتیں ہیں! یوناف نے پھر ویسے ہی مسکراتے ہوئے کہا۔ ہاں میرے پاس اور بھی ان گنت سری قوتیں ہیں جنہیں ضرورت کے وقت نیکی اور خیر کے لیے استعمال کرتا ہوں۔

دبورہ اور اس کے شوہر لیغیدوت کا خوف اور خدشہ اب کچھ قدر رفع ہو گیا تھا۔ اس لیے دبورہ نے اب موضوع سخن بدلا، اور یوناف سے پوچھا اب بتاؤ کنعانیوں کے بادشاہ یابین کے مقابلے میں تم کس طرح ہماری مدد کر سکتے ہو۔ یوناف نے نرم لہجے میں کہا۔ اے خاتون! تم پہلے اپنے لشکر کے سالار برق کو یہاں بلاؤ۔ پھر اس کی موجودگی میں اپنا سارا لائحہ عمل میں تم لوگوں کے سامنے پیش کروں گا تاکہ سپہ سالار کی حیثیت سے برق کو بھی خبر ہو کہ کنعانیوں کے سپہ سالار سیسرا کے مقابلے میں اسے کیسے اور کیا کام سر انجام دینے ہیں۔ دبورہ نے حیرت اور تعجب کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا، اے یوناف تم میرے سالار برق کو کیسے جانتے ہو؟ یوناف نے اسے ٹالنے کے انداز میں کہا، اے خاتون اس سے غرض نہ رکھو کہ میں برق کو کیسے جانتا ہوں۔ بس تم اسے یہاں طلب کرو۔ اے خاتون تم دیکھو گی کہ میں تمہاری ہی بہتری اور کامیابی کی خاطر تمہارے سامنے اس سے بھی بڑے بڑے انکشاف کروں گا۔

دبورہ نے اپنے شوہر لیغیدوت کی طرف دیکھا اور اسے برق کے بلانے کے لیے کہا۔ اس پر لیغیدوت فوراً اٹھ کر دیوان خانے سے باہر نکل گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد لیغیدوت پھر لوٹ کر آیا اور اپنی بیوی دبورہ کو مخاطب کر کے اس نے کہا، میں نے اپنے خدام میں سے ایک کو برق کی طرف روانہ کر دیا ہے کہ وہ اسے بلا کر لائے۔ اور ساتھ ہی میں نے اسے یوناف کے متعلق معلومات بھی بتا دی ہیں تاکہ وہ یہ معلومات برق تک پہنچا دے۔ اس طرح برق آسانی کے ساتھ یہ اندازہ لگانے میں کامیاب ہو جائے گا کہ یہ یوناف کنعانیوں کے بادشاہ یابین کے خلاف ہماری کس قدر مدد کر سکتا ہے۔ دبورہ نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموش رہی۔ اس طرح وہ تینوں برق کے آنے کا انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر بعد بنی اسرائیل کے لشکر کا سپہ سالار برق دبورہ کے اس دیوان خانے میں داخل ہوا۔ اس کی آمد پر دبورہ نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "اے یوناف! یہ برق ہے۔ بنی اسرائیل کے لشکر کا سپہ سالار" اس پر برق فوراً یوناف کی طرف بڑھا اور بڑے پُرجوش انداز میں اس نے یوناف کے ساتھ مصافحہ کیا۔ پھر وہ یوناف کے قریب ہی بیٹھتا ہوا بولا۔ جو شخص مجھے بلانے گیا تھا اس نے مجھے آپ کی خصوصیت اور آپ کی مافوق الفطرت اور سری قوتوں سے متعلق بھی تفصیل کے ساتھ بتا دیا تھا۔ کیا آپ مجھے بتا سکیں گے کہ آپ کون سا ایسا طریقہ استعمال کریں گے کہ کنعانیوں کے بادشاہ یابین اور اس کے سپہ سالار سیسرا کے مقابلے میں ہمیں فتح مندی ہو جب کہ آپ جانتے ہوں گے کہ سیسرا کے لشکر کی تعداد ہمارے لشکر سے کئی گنا زیادہ ہے۔ یوناف نے برق کی بات کاٹتے ہوئے کہا، سیسرا کا لشکر صرف تعداد میں ہی تمہارے لشکر سے زیادہ نہیں ہے بلکہ سیسرا کو تمہارے لشکر پر ایک اور بھی فوقیت حاصل ہے۔

برق نے جھٹ پوچھ لیا، آپ کا اشارہ کس فوقیت کی طرف ہے۔ یوناف نے جواب دیتے ہوئے کہا! وہ فوقیت یہ ہے کہ سیسرا کے لشکر میں نو سو لوہے کی رتھیں شامل ہیں جب کہ تمہارے لشکر میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔ اور اے برق! میں تمہیں ان رتھوں پر قابو پانے کا ایک آسان طریقہ بھی بتاتا ہوں۔ سنو مجھے غور سے سنو اور جو کچھ میں کہنے والا ہوں، اگر تم اس پر صحیح طور پر عمل کرو گے تو سیسرا کے مقابلے میں تم ضرور کامیاب رہو گے اور اس کی لوہے کی رتھیں تباہ و برباد ہو کر رہ جائیں گی۔ سنو برق! کنعانیوں کا سپہ سالار سیسرا اس وقت اپنے لشکر کے ساتھ حروست شہر میں ٹھہرا ہوا ہے اور اگر وہ حروست شہر سے نکل کر بنی اسرائیل پر حملہ آور ہونے کے لیے پیش قدمی کرتا ہے تو اسے ان علاقوں کی طرف آنے کے لیے کوہستان تبور کے پاس سے گزرنا ہوگا۔ اور تم جانتے ہو برق کہ کوہستان تبور[1] اسرائیلی حدود کے اندر ہے۔ اور اس کے

---

[1] کوہستان تبور اور اس کے ساتھ قیشون نام کی ندی سے متعلق تفصیلات توریت سے حاصل کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ برق اور سیسرا کی اس جنگ کا بھی توریت کے اندر تفصیل کے ساتھ ذکر ملتا ہے۔

سامنے دشمن کے علاقے کی طرف ایک وسیع میدان ہے ۔ اور اس میدان کے ایک طرف طویل کوہستانی سلسلہ ہے اور دوسری طرف قیشون نام کی وہ ندی جس کے اندر ہمہ وقت انسان کو بہا لے جانے والا پانی بہتا ہے ۔

اے برق اب تم ایسا کرنا کہ دو ایک روز تک تم اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کر و پھر کوہستان تبور سے متصل اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہو جاؤ ۔ اور اپنے لشکر کا پڑاؤ تم کوہستان تبور کے اوپر رکھنا ۔ اور کوہستان تبور کے سامنے جو کھلا میدان ہے وہی میدان میدان جنگ بنے گا اس میدان کے ایک طرف تو ندی ہے جس کے پار سیسرا کے لشکریوں کے جانے کو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ۔ اور اس میدان کے دوسری طرف ایک لمبا کوہستانی سلسلہ ہے ۔ پس تم ایک ہزار اچھے تیر انداز مجھے دے دینا میں ان تیر اندازوں کے ساتھ اس کوہستانی سلسلے پر گھات لگا کر بیٹھ جاؤں گا ۔ میں لوہے کی رتھوں کو تباہ و برباد اور ان کے اندر سوار سیسرا کے لشکروں کو تیروں سے چھلنی کر کے رکھ دوں گا اور یوں اے برق میں تمہاری فتح کو یقینی بنا کر رکھ دوں گا ۔

برق نے ایک طرح سے حیرت اور شکوک بھری نگاہوں سے یوناف دیکھا اور پوچھا ۔ "اے ہمارے محسن! لوہے کی وہ رتھیں کیسے تباہ ہوں گی اور کس طرح میں سیسرا کی تباہی اور بربادی کا باعث بن جاؤں گا اس پر یوناف نے اسے سمجھانے کے انداز میں کہا ۔ تو یہ نہ پوچھ کہ یہ کام کیسے ہوگا ۔ بس تو یہ یقین رکھ کہ یہ کام میں تیرے لئے کر دوں گا ۔ اس بار برق نے دبورہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا! اے محترم خاتون! تم بھی ہمارے ساتھ چلو تم کوہستان تبور پر پڑاؤ کے اندر رہنا ۔ تمہارے وہاں ہونے سے ہمارے لشکر میں نہ صرف برکت ہوگی بلکہ بنی اسرائیل کے لشکریوں کے حوصلے بھی بلند رہیں گے ۔ پس اے خاتون تم بھی لشکر میں شامل ہو کر ہمارے ساتھ چلو ۔ دبورہ نے فیصلہ کن انداز میں کہا ۔ "ہاں میں ضرور لشکر کے ساتھ چلوں گی ۔ اب تم جاؤ اور اپنے لشکر کے ساتھ پرسوں یہاں سے کوہستان تبور کی طرف جانے کی تیاریاں مکمل کر لو ۔ اس کے ساتھ ہی برق وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا

ؔلہ توریت میں ہی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ برق نے دبورہ کو لشکر کے ساتھ چلنے کی التماس کی تھی ۔

اس کے جانے کے بعد یوناف نے دبورہ کی طرف دیکھا اور کہا ۔

اے خاتم! میں اب جاتا ہوں ۔ اور پرسوں میں بنی اسرائیل کے لشکر میں کوہستان تبور کی طرف روانہ ہونگا ۔ دبورہ نے استفہامیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا اور پوچھا؛ تم کہاں جاؤ گے ۔ کس جگہ قیام کرو گے اور کہاں سے نکل کر تم ہمارے لشکر میں شامل ہو جاؤ گے ۔ یوناف بولا ۔ اے خاتون میں بیت ایل کی کسی سرائے میں قیام کروں گا اور وہیں سے نکل کر میں بنی اسرائیل کے لشکر میں شامل ہو جاؤں گا ۔

دبورہ نے انتہائی ہمدردی اور نرمی میں کہا اے ہمارے ہمدرد بھائی ۔ اب تم بنی اسرائیل کے محسن اور مربی ہو ۔ لہذا ہم کیسے پسند کریں گے کہ بنی اسرائیل کا محسن ہمارے گھروں کے بجائے بیت ایل کی کسی سرائے میں قیام کرے ۔ سوائے میرے بھائی! تمہارا قیام ہمارے گھر میں ہوگا ۔ اور یہیں سے میرے ساتھ نکل کر تم بنی اسرائیل کے لشکر میں کوہستان تبور کی طرف کوچ کرو گے ۔ اب تم میرے شوہر کے ساتھ اسی دیوان خانے میں بیٹھو جبکہ میں تمہارے مکان کا بندوبست کرتی ہوں اس کے ساتھ ہی دبورہ اٹھ کر دیوان خانے سے چلی گئی تھی جب کہ دبورہ کا شوہر لفیدوت اور یوناف آپس میں باتیں کرنے لگے تھے ۔

ؔلہ جر قینی نام کا یہ شخص موسیٰ کے سالے حباب کی نسل سے تھا ۔ اور اس کی بیوی یاعیل ایک نیک دل اور بنی اسرائیل کی وفادار خاتون تھی (ماخوذ از توریت باب قضاۃ ۔

تیسرے روز بنی اسرائیل کے سالار برق نے اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کیا یوناف اور بنی اسرائیل کی قاضی خاتون دبورہ بھی اس کے لشکر میں شامل ہے۔ آخر برق نے اپنے لشکر کے ساتھ تیزی سے پیش قدمی کی اور کوہستان تبور کے اوپر جا کر اس نے اپنا پڑاؤ لگایا اس دوران ایک شخص نے بنی اسرائیل کے ساتھ غداری کی۔ اس شخص کا نام حبر قینی تھا اور یہ شخص کوہستان تبور کے قریب ایک بستی میں رہتا تھا۔ کنعانیوں کے سپہ سالار سیسرا کے ساتھ اس حبر قینی کے تعلقات تھے۔ اور یہ سیسرا کو بنی اسرائیل کی خبریں پہنچایا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ کنعانی سپہ سالار سیسرا کا حبر قینی کے ہاں آنا جانا بھی تھا حبر قینی کی بیوی یاعیل۔ بنی اسرائیل کے ساتھ اپنے شوہر حبر قینی کی غداری اور جاسوسی کو ناپسند کرتی تھی لیکن وہ بچاری مجبور تھی۔ اپنے شوہر کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھا سکتی تھی۔ اس لیے خاموشی کے ساتھ حبر قینی کے ساتھ گزر بسر کر رہی تھی۔

پس حبر قینی نے فوراً کنعانی سپہ سالار سیسرا کو حروست شہر جا کر خبر کر دی کہ بنی اسرائیل کا لشکر کنعانیوں کے خلاف اس سے پہلے ہی حرکت میں آگیا ہے اور یہ کہ بنی اسرائیل کا سردار برق اپنے لشکر کے ساتھ کوہستان تبور تک آپہنچا ہے اور وہاں اس نے پڑاؤ کر لیا۔ یہ خبر پا کر سیسرا بڑا برافروختہ ہوا۔ اس نے فوراً حروست شہر اسے اپنے لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ اور برق رفتاری کے ساتھ وہ پیش قدمی کرتا ہوں برق کے سامنے کوہستان تبور کے متصل میدانوں میں نمودار ہوا اور وہاں وہ اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہو گیا تھا۔

دوسرے روز کنعانیوں کے سپہ سالار سیسرا نے اپنے لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کیں اور جنگ پر آمادہ ہوا۔ دوسری طرف برق بھی یوناف کے اشاروں اور اس کی ہدایات پر عمل کر رہا تھا، اپنے لشکر کے ساتھ وہ کوہستان تبور سے اترا اور سیسرا کے سامنے اس نے اپنے لشکر کو صف آرا کیا، اپنے لشکر کا پڑاؤ اس نے کوہستان تبور کے اوپر ہی رہنے دیا

تھا جب کہ یوناف بنی اسرائیل کے ایک ہزار بے خطا تیر اندازوں کے ساتھ میدان جنگ کے بائیں طرف کے کوہستانی سلسلے کے اوپر گھات میں بیٹھ گیا تھا۔ کنعانیوں کے سپہ سالار سیسرا نے حملے کی ابتداء کی۔ اپنے لشکر کے آگے آگے اس نے لوہے کی نو سو رتھوں کو رکھا۔ ان رتھوں کو عمدہ قسم کے طاقتور گھوڑے کھینچ رہے تھے اور ان رتھوں کے اندر بہترین تیر انداز اور تیغ زن سوار کیے گئے تھے۔ اور لوہے کی ان نو سو رتھوں کے پیچھے پیچھے سیسرا نے اپنے لشکر کو آگے بڑھایا تھا۔ دوسری طرف برق نے بھی اپنے لشکر کو آگے بڑھایا تھا لیکن اس کے آگے بڑھنے کی رفتار سست اور نہ ہونے کے برابر تھی۔ اور ایسا وہ یوناف کے کہنے پر کر رہا تھا۔

کنعانیوں کے سپہ سالار کی نو سو لوہے کی رتھیں۔ ابھی تھوڑا سا فاصلہ ہی آگے بڑھی تھیں کہ یوناف حرکت میں آیا اور اس نے چٹان نما بڑے بڑے پتھر اٹھا کر سیسرا کی لوہے کی رتھوں پر پھینکنا شروع کر دیئے تھے۔ یوناف کی طرف سے بڑے بڑے ان پتھروں کی بارش کے باعث سیسرا کے لشکر کی کئی رتھیں ٹوٹ پھوٹ گئیں۔ رتھوں کے گھوڑے بدک کر رتھوں سے علیحدہ ہو گئے اور ان کے اندر سوار تیغ زن اور تیر انداز اپنی جانیں بچانے کی خاطر ادھر ادھر بھاگنے لگے تھے۔ جب کہ ان بھاگتے کنعانیوں پر یوناف نے بنی اسرائیل کے تیر اندازوں کو تیر اندازی کا حکم دے دیا تھا۔ یوناف کے حکم پر جب بنی اسرائیل کے ایک ہزار تیر اندازوں نے لوہے کی رتھوں سے گر کر ادھر ادھر بھاگتے ہوئے کنعانیوں پر تیر اندازی کر کے انہیں اپنے تیروں سے چھلنی کرنا شروع کیا تو میدان جنگ کے اندر ایک شور اور واویلا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اور میدان جنگ کے اندر افراتفری کا سا عالم برپا ہو گیا تھا۔

اس افراتفری میں یوناف کی طرف سے برستے ہوئے بڑے بڑے پتھر اور تیر اور زیادہ اضافہ کر رہے تھے۔ لوہے کی رتھیں جو ابھی تک آگے بڑھ رہی تھیں۔ ان کے سواروں اور ہانکنے والوں نے جب دیکھا کہ ان کے آگے ان کے لشکر کی تھیں بڑے بڑے پتھروں کے باعث مکمل طور پر ناکارہ اور برباد ہو گئی ہیں تو انہوں نے بدحواسی کے عالم میں اپنی رتھوں کو واپس موڑ لیا تھا۔ اور بدحواسی و افراتفری کے ان ہی لمحوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بنی اسرائیل کے سپہ سالار برق نے اپنے لشکر کے ساتھ کنعانیوں پر حملہ کر دیا تھا۔ اب ایک تو اچانک بنی اسرائیل کے حملہ کا خوف دوسرے بائیں طرف سے برستے بڑے

بڑے پتھروں کے طوفان نے کنعانیوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور سب سے بڑا نقصان کنعانیوں کو یہ ہوا کہ ان کی واپس لوٹتی ہوئی رتھوں کے گھوڑے برستے پتھروں اور تیروں سے ایسے بدکے کہ لوہے کی رتھیں اپنے ہی لشکریوں کو روندتی ہوئی نکل گئی تھیں۔

بنی اسرائیل کے اس اچانک حملے اور اپنی رتھوں کے واپس لوٹنے کے باعث کنعانی جم کر مقابلہ نہ کر سکے تھے اور بنی اسرائیل نے آگے بڑھ کر ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ اب ایک طرح سے کنعانی لشکر پر بنی اسرائیل کا رعب طاری ہو گیا تھا اور وہ اپنی جانیں بچانے کی خاطر جنگ سے منہ موڑنے لگے تھے۔ لیکن بنی اسرائیل کے لشکر نے ایک طرح سے کنعانیوں کو گھیر لیا اور ان کے خون سے اس کوہستانی میدان کو انہوں نے رنگین بنانا شروع کر دیا تھا۔ کنعانیوں کے سپہ سالار سیسرا نے جب دیکھا کہ میدان جنگ میں اس کے لشکر کا اب صرف تھوڑا سا حصہ ہی بچا ہے اور اس کے لشکری زیادہ تر میدان جنگ میں قتل ہو چکے ہیں تو وہ اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ بنی اسرائیل کے سالار برق نے بھی یوں جان بچانے کی خاطر سیسرا کو بھاگتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ لہذا اس نے اس کے تعاقب میں اپنے گھوڑے کو لگا دیا تھا۔

کنعانیوں کے لشکر کو مکمل طور پر شکست ہوئی۔ ان کی اکثریت کو تہ تیغ کر دیا گیا جب کہ بہت تھوڑے لشکری اپنی جانیں بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہو سکے تھے۔ کنعانیوں کے سپہ سالار سیسرا نے میدان جنگ سے بھاگنے کے بعد بنی اسرائیل کے اندر اپنے جاسوس اور اپنے حمایتی حبر قینی کی بستی کا رخ کیا تھا۔ بستی سے باہر ہی وہ اپنے گھوڑے سے اتر گیا۔ گھوڑے کو مار کر اس نے بھگا دیا۔ اور خود وہ فصلوں میں چھپتا چھپاتا بستی کی طرف بڑھا تھا۔ ایسا اس نے اس احتیاط کے تحت کیا تھا کہ بنی اسرائیل کے سپہ سالار برق جو اس کے تعاقب میں تھا۔ وہ اسے تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ سیسرا چھپتا چھپاتا بستی میں داخل ہوا اور پھر وہ حبر قینی کے مکان کے سامنے نمودار ہوا۔ حبر قینی اس وقت گھر پر نہ تھا۔ وہ بنی اسرائیل کے پڑاؤ میں کوہستان تبور پر تھا تاکہ بنی اسرائیل میں سے کوئی اس پر یہ شک نہ کرے کہ وہ کنعانیوں کے سپہ سالار سیسرا کا جاسوس اور مخبر ہے۔ سیسرا جب حبر قینی کے مکان کے قریب آیا تو اس نے دیکھا حبر قینی کی بیوی یاعیل اپنے گھر کے باہر کھڑی ہوتی تھی۔

لہ توریت بھی تصدیق کرتی ہے کہ سیسرا بھاگا اور برق نے اس کا تعاقب کیا۔

یاعیل بھی سیسرا کو خوب جانتی اور پہچانتی تھی۔ سیسرا اس کے قریب آیا اور بڑی نرمی سے اس نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے یاعیل! میرے دشمن اس وقت میرے تعاقب میں ہیں کیا تو مجھے اپنے گھر میں پناہ نہ دیگی تاوقتیکہ مجھ پر منڈلاتے خطرات ٹل جائیں اور میرا تعاقب کرنے والے میرے دشمن میری تلاش میں میرے ملنے سے مایوس ہو کر واپس لوٹ جائیں۔ اے یاعیل تو میرے دوست اور میرے دستِ راست حبر قینی کی بیوی ہے۔ لہذا تم سے بہتری اور جانبدارانہ رویے اور عمدہ سلوک کی امید ہے۔ سیسرا کے خاموش ہوتے پر یاعیل نے بڑی ہمدردی اور نرمی کے ساتھ کہا۔" اے سیسرا! تو میرے ساتھ اس قدر عاجزی اور انکساری کے ساتھ کیوں گفتگو کرتا ہے۔ میرے شوہر حبر قینی پر تیرے بڑے احسان ہیں اور تو ہمارا محسن ہے۔ پس میں کیوں اپنے محسن کو اپنے گھر میں پناہ نہ دوں گی۔ تم میرے گھر کے اندر آ جاؤ اور میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ یہاں اس گھر میں تمہیں کوئی بھی تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکیگا۔ پس جب سیسرا یاعیل کے کہنے پر اس کے گھر میں داخل ہوا تو یاعیل نے اسے کہا۔

اے سیسرا تو ایسا کر کہ ہمارے گھر ایک مسہری پر لیٹ جا اور تیرے اوپر میں کمبل ڈال دیتی ہوں اور ایسا کرنے کے بعد میں گھر کے دروازے پر جا کھڑی ہوتی ہوں۔ اگر کوئی تیرا تعاقب میں اس طرف آیا اور اس نے مجھ سے تیرا پوچھا تو میں اس سے کہہ دوں گی کہ اس گھر میں کوئی مرد داخل نہیں ہوا۔ یاعیل کے اس جواب پر سیسرا بڑا خوش ہوا۔ اور اپنی خواہشات و توقعات بڑھاتے ہوئے اس نے کہا۔" اے یاعیل تیرے اس مہربانہ اور ہمدردانہ رویے کا بے حد شکریہ پر مجھے تو بھوک بھی لگی ہوئی ہے۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ یاعیل نے فوراً سیسرا کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ تم اپنی پناہ کے ساتھ اپنی بھوک سے متعلق اس قدر فکر مند کیوں ہوتے ہو تم مسہری پر کمبل اوڑھ کر لیٹ جاؤ اور میں تمہارے لیے دودھ گرم کرتی ہوں۔ سیسرا نے یاعیل کے اس مشورے کی تائید کی۔ وہ ایک مسہری پر لیٹ گیا اور یاعیل نے اس کے اوپر کمبل ڈال دیا۔ پھر وہ اس کے لیے دودھ گرم کرنے لگی تھی۔

تھوڑی دیر بعد یاعیل نے سیسرا کو دودھ پلایا۔ پھر دوبارہ اس پر کمبل ڈالنے کے بعد

لہ سیسرا کا یاعیل کے ہاں پناہ لینے اور یاعیل کے اس کے ہاتھوں مارے جانے کے سارے توریت سے حاصل کئے گئے ہیں۔

اس نے کہا تم یہیں پہلے کی طرح لیٹ جاؤ اور میں گھر کے دروازے پر جا کر کھڑی ہوتی ہوں۔ تاکہ اگر کوئی تیری تلاش میں اس طرف آئے تو میں اسے ٹال دوں۔ پھر جب میرا شوہر گھر لوٹ آئے گا تو تم رات کے وقت اس کے ساتھ یہاں سے نکل جانا۔ پس سیسرا کے اوپر کمبل ڈالنے کے بعد یاعیل نے ایک موٹی میخ اپنے گھر سے لی۔ دبے پاؤں وہ سیسرا پر اس نے اندر سے ایک ہتھوڑا لیا دونوں چیزیں لیکر وہ بڑی راز داری کے ساتھ۔ اس مسہری کے پاس آئی جس پر وہ لیٹا ہوا تھا اور میخ اس کی کنپٹی پر رکھ کر ایسی ٹھونکی کہ وہ سیسرا کے سر میں پار ہو گئی تھی۔

کنپٹی میں میخ گھس جانے کے باعث سیسرا تڑپ تڑپ کر مر گیا تھا۔ یاعیل نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہتھوڑا ایک طرف پھینکا۔ سیسرا کی لاش کی طرف منہ کر کے ایک بار حقارت کے ساتھ اس نے تھوکا۔ پھر اس نے اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ میرا شوہر حبر قینی بنی اسرائیل کے خلاف سیسرا کے لیے جاسوسی کرتا رہا سو آج میں نے سیسرا کا کام تمام کر کے اپنے شوہر کی غلطیوں اور کوتاہیوں کا خمیازہ ادا کر دیا ہے۔ پھر یاعیل نے سیسرا کی لاش کو وہیں مسہری پر پڑا رہنے دیا۔ اور اپنے مکان سے باہر آ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد بنی اسرائیل کا سپہ سالار بھی سیسرا کو تلاش کرتا ہوا اس طرف آ نکلا وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور اس کے ساتھ اس کے کچھ لشکری بھی تھے۔ یاعیل کے قریب آ کر برق نے اپنے گھوڑے کو روکا اور اپنے گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے اس نے یاعیل کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اے خاتون! کیا تو نے کسی کنعانی کو بھاگ کر اس طرف آتے نہیں دیکھا۔ وہ کنعانی پورے بنی اسرائیل کا ایک خطرناک دشمن ہے۔ اے خاتون تمہیں اگر اس کی کوئی خبر ہو تو بتاؤ۔ یاعیل نے ایک بار غور سے برق کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ کیا تم اس بنی اسرائیل کے لشکر میں شامل ہو جو کنعانیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اس طرف آیا ہے۔ برق نے کہا: ہاں میں اس لشکر میں شامل ہوں۔ یاعیل نے پھر پوچھا، بنی اسرائیل اور کنعانیوں کی اس جنگ کا کیا ہوا۔ برق نے کہا۔ ہم غالب اور کنعانی مغلوب رہے۔ خداوند نے ہمیں غیر متوقع طور پر فتح مند کر دیا ہے۔ اور جو لوگ خداوند کے راستوں کی پیروی کرتے ہیں خداوند انہیں ایسے ہی نوازتے ہیں۔ یاعیل نے خبر پر خوشی کا اظہار کیا اور برق کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے سوار! کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ تم کون ہو۔ اس سے پھر برق نے کہا۔ اے خاتون! میں بنی اسرائیل کے لشکر کا سپہ سالار برق ہوں۔ جب کنعانیوں کو شکست ہوئی تو ان کا سپہ سالار دوران جنگ سے بھاگ نکلا۔ میں بھی اس کے تعاقب میں نکلا۔ اس بستی سے باہر کھیتوں کے قریب وہ اچانک میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ اور اب میں اسے ہی تلاش کرتا ہوا اس طرف آیا ہوں۔ اے خاتون اگر تم اس سے متعلق کچھ جانتی ہو تو کہو۔ یاعیل نے دبی دبی مسکراہٹ میں پوچھا کیا کنعانیوں کے سپہ سالار کا نام سیسرا تھا۔ برق اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور کہا، ہاں اس کا نام سیسرا ہے۔ اس پر یاعیل نے کہا ہے تہیں تھا اس لیے کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے اب وہ ہست نیست ہے اور اور میرے گھر کے اندر ایک مسہری پر اس کی لاش پڑی ہے۔ تم لوگ ایسا کرو کہ اس کی لاش اٹھا کر لے جاؤ اور سنو میں تمہیں بنی اسرائیل کی فتح پر مبارک باد بھی دیتی ہوں۔

برق نے تیزی سے یاعیل کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اے یاعیل اس فتح پر میں تمہاری مبارک باد قبول کرتا ہوں۔ پھر تم پہلے مجھے یہ تو بتاؤ کہ سیسرا کی لاش کہاں پڑی ہے۔ اس پر یاعیل نے کہا اے برق! میرے ساتھ آؤ۔ پھر میں تمہیں بتاتی ہوں۔ برق فوراً یاعیل کے ساتھ ہو لیا اس کے کچھ لشکری بھی اپنے گھوڑوں سے اتر کر اس کے ساتھ ہو لیے تھے۔ یاعیل مسہری کے قریب گئی اور کمبل ہٹاتے ہوئے اس نے کہا "یہ رہا کنعانی سپہ سالار سیسرا۔ اس کی لاش کو اب آپ لوگ اٹھا کر لے جا سکتے ہیں۔ اس نے یہاں میرے گھر میں پناہ لی اور جب اس کی گفتگو سے مجھے علم ہوا یہ کنعانیوں کا سپہ سالار اور بنی اسرائیل کا دشمن سیسرا ہے میں نے اسے دودھ پلا کر یہاں کمبل کے نیچے چھپا دیا۔ اور دودھ پی کر جب اس پر نیند کا کچھ غلبہ ہوا تو میں نے اس کی کنپٹی میں میخ ٹھونک کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ میں نے بنی اسرائیل کے دشمن سے انتقام لیا ہے اب تم اس کی لاش اٹھا کر لے جاؤ۔

برق نے سیسرا کی لاش کو دیکھا اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس نے کہا اے یاعیل یہ واقعی سیسرا ہے تو نے اسے قتل کر کے واقعی اسرائیلی ہونے کا حق ادا کر دیا ہے، قسم خداوند کی تو صحیح معنوں میں مبارک باد کی مستحق ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کے سب سے بڑے دشمن کا خاتمہ کر دیا ہے اور یاعیل بنی اسرائیل تیرے ممنون رہیں گے کہ تو نے بنی اسرائیل کے سب

سے بڑے دشمن سیسیرا کی یہ حالت کی کہ اس کی کنپٹی میں میخ ٹھونک کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ اے یاعیل! اب میں سیسیرا کی لاش یہاں سے لے جاتا ہوں تاکہ بنی اسرائیل کو خبر ہو کہ ان کا سب سے بڑا دشمن مارا گیا ہے۔ اس کے ساتھ برق کے حکم پر اس کے لشکریوں نے سیسیرا کی لاش کو اٹھا لیا۔ اور اسے یاعیل کے مکان سے باہر لے گئے تھے۔

○

○

جب کنعانیوں کو مکمل طور پر شکست ہو گئی اور ان کے لشکر کو مکمل طور پر کچلا جا چکا تب یوناف ایک ہزار اسرائیلی تیر اندازوں کے ساتھ میدان جنگ کے بائیں جانب کے کوہسار سے اتر کر کوہستان تبور کے اوپر اس جگہ آیا جہاں بنی اسرائیل کا پڑاؤ تھا۔ جب وہ پڑاؤ میں داخل ہوا تو دبورہ نے وہاں اس کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ وہ اسے اپنے خیمے میں لے گئی اور اسے اپنے پاس بٹھاتے ہوئے اس نے ممنونیت اور احسان مندی میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔ اے یوناف میرے بھائی! اے بنی اسرائیل کے محسن و مربی! کنعانیوں کے مقابلے میں بنی اسرائیل کو یہ فتح مندی صرف تیری وجہ سے ہی نصیب ہوئی ہے تو نے کیا خوب بڑے بڑے پتھر برسا کر کنعانیوں کی لوہے کی رتھوں کو بیکار اور برباد کر کے رکھ دیا۔ تو نے دشمن کے اندر ایک ہلچل اور افراتفری برپا کر دی۔ اے یوناف! میری خواہش ہے کہ تو بنی اسرائیل کے اندر ہی رہے۔ اس طرح مجھے امید ہے کہ بنی اسرائیل اپنے دشمنوں کے شر سے محفوظ رہ سکیں گے۔ اے یوناف کیا ایسا ممکن ہے کہ تو ہمارے ہی پاس رہے۔

یوناف جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ برق خیمے میں داخل ہوا اور یوناف کے قریب بیٹھتے ہوئے اس نے کہا۔ کنعانیوں کا سپہ سالار سیسیرا میدان جنگ سے بھاگ گیا تھا میں نے اس کا تعاقب کیا۔ اس نے بنی اسرائیل کی ایک عورت کے گھر میں پناہ لی تھی اور اس عورت نے اسے بنی اسرائیل دشمن جانتے ہوئے اسے ہلاک کر دیا۔ میں اس کی لاش کو وہاں سے اٹھا لایا اور بنی اسرائیل کے سارے لشکریوں کو دکھاتے ہوئے میں نے اس کی لاش کو رزم گاہ میں دیگر کنعانیوں کی لاشوں کے اندر پھنکوا دیا ہے۔ تاکہ دیکھنے والوں کو عبرت ہو کہ خداوند نے بنی اسرائیل کے دشمنوں کا کیا حشر کیا۔ اور اے یوناف میں سمجھتا ہوں ہماری اس شاندار فتح کی وجہ اور باعث تم ہو۔ اگر تم بڑے بڑے پتھر پھینک پھینک

کر کنعانیوں کی رتھوں کو تباہ و برباد نہ کر دیتے تو ہم کسی بھی صورت ان پر غالب نہ آ سکتے تھے اے یوناف! میرے پاس الفاظ نہیں جنہیں میں استعمال کر کے تیرے شکریے کا حق ادا کر سکوں۔ کاش ایسا ہو کہ تو ہمارے اندر ہی رہ جائے اور بنی اسرائیل کے لشکر کا سپہ سالار بننا قبول کر لے۔

برق ذرا رک کر پھر کہہ رہا تھا۔ اے یوناف گو ہم نے کنعانی کو شکست دے کر ان سے بنی اسرائیل کو محفوظ کر دیا ہے۔ پھر ابھی تو قوتیں اور بھی ایسی ہیں جن سے بنی اسرائیل کو خطرہ ہے اور وہ کسی بھی وقت بنی اسرائیل کیلئے بہت بڑا خطرہ بن کر نمودار ہو سکتے ہیں۔ اور اے یوناف یہ دو قوتیں معریانی اور عمالیقی ہیں۔ یہ دونوں قومیں آپس میں متحد ہو کر دن بدن اپنی قوت میں اضافہ کرتی جا رہی تھیں اور یہ دونوں ہی بنی اسرائیل کی بدترین دشمن ہیں۔ اور اے یوناف! مجھے یہ بھی خدشہ ہے کہ آنے والے دنوں میں یہ معریانی اور عمالیقی ضرور بنی اسرائیل کو اپنا ہدف بنائیں گے اور بنی اسرائیل پر غلبہ حاصل کر کے یہ دونوں قومیں ضرور بنی اسرائیل کو غلام بنانے کی کوشش کریں گی جس طرح مصر کے اندر بنی اسرائیل کو مجبور و بے بس کر کے غلام بنا لیا گیا تھا۔ پس اے یوناف! میری تم سے گزارش ہے کہ ان حالات اور خدشات کے باعث تم بنی اسرائیل کے اندر ہی رہ جاؤ۔

برق کے خاموش ہوتے پر دبورہ نے کہا۔ "اے برق! تمہارے آنے سے قبل میں بھی یوناف سے یہی التماس کر رہی تھی کہ وہ بنی اسرائیل کے اندر ہی رہ جاتے تاکہ ان کی موجودگی سے بنی اسرائیل اپنے اندر ایک نئی قوت اور حرارت محسوس کریں گے اور وہ اپنے بڑے سے بڑے دشمن پر بھی قابو پانے میں کامیاب رہیں گے دبورہ جب خاموش ہوئی تب یوناف نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے خاتون! میں تمہاری اور برق کی اس پیش کش کے شکر گزار ہوں۔ پھر نیکی کے ایک نمائندے اور خیر کے ایک ادنیٰ کارکن کی حیثیت سے میں ایک جگہ جم کر نہیں رہ سکتا۔ بدی کے استحصال اور نیکی کی فراوانی کے لیے مجھے ضرورت کے وقت ہر جگہ جانا پڑتا ہے تاہم تمہارے ساتھ وعدہ کرتا کہ میں آنے والے چند یوم تمہارے ساتھ رہوں گا اور اگر تم لوگوں کو کسی قوم سے خطرہ ہوا تو میں ضرور تمہاری حمایت پر

اُٹھ کھڑا ہوں گا۔ یوناف کے اس جواب سے دبورہ اور برق مطمئن ہو گئے پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ کوہستان تبور سے کوچ کر گئے تھے۔ یوناف بھی ان کے ساتھ بیت ایل کی طرف چلا گیا تھا۔

متھلا سے اجودھیا واپس آنے کے کچھ دن بعد اجودھیا کے راجہ دھسرت نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اپنے بڑے بیٹے رام کو اپنی ریاست کا راجہ بنانے کے بعد خود تخت سے دستبردار ہو جائے گا اس مقصد کے لیے اس نے اپنے گرو وششٹ کو طلب کیا اور ساتھ ہی اس نے اپنے منتریوں اور ریاست کے دیگر ارکان کو بھی صلاح مشورہ کے لیے اپنے راج محل میں بلایا۔ جب سب لوگ راج محل میں جمع ہو گئے تب راجہ دھسرت نے ان پر یہ انکشاف کیا کہ اب وہ راج پاٹ سے دستبردار ہو کر اپنے بڑے بیٹے رام کو اجودھیا کی ریاست کا راجہ بنانا چاہتا ہے۔ اس پر وہاں موجود سارے ہی لوگوں نے نہ صرف یہ کہ راجہ کے اس ارادے سے اتفاق کیا بلکہ انہوں نے رام کے راجہ بنائے جانے کے فیصلے پر اپنی اپنی خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا۔

پس یہ فیصلہ ہو جانے کے بعد راجہ دھسرت نے اپنی ریاست میں اعلان کرا دیا کہ وہ اپنے بیٹے رام کو ریاست کا راجہ بنانے کے بعد خود تخت سے دستبردار ہو رہا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی اجودھیا شہر کے اندر خوشیاں منانے کا اہتمام شروع ہو گیا تھا۔ ان دنوں راجہ کا بیٹا بھرت اجودھیا سے باہر دور کی ایک مسافت پر اپنے ماموں کے ہاں گیا ہوا تھا اور شتروگھن بھی اس کے ساتھ تھا لہٰذا یہ فیصلہ ان دونوں کی غیر موجودگی میں ہوا تھا۔ بہر حال لوگ رام کے راجہ بنائے جانے پر مطمئن تھے اور اس اعلان پر اپنی خوشیوں کا اظہار کر رہے تھے۔

ان ہی دنوں عزازیل اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس وقت عارب، بیوسا اور نبیطہ کے پاس آیا جب وہ صبح کا کھانا کھا کر ابھی فارغ ہی ہوئے تھے۔ عزازیل نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے عزیزو! تم نے دیکھا ہم نے رام کو زیر کرنے کے لیے اور نیکی کی اس علامت کا خاتمہ کرنے کے لیے راکشس تیار کیے تھے ان میں ہمیں بری طرح ناکامی ہوئی ہے۔ اور ہماری اس ناکامی کا ذمہ دار یوناف ہے۔ کیونکہ رام نے یوناف کے ساتھ مل کر ان راکشسوں پر قابو پایا ہے۔ اس طرح سے اس معاملے میں یوناف کے باعث ہمیں ناکامی کا سامنا دیکھنا پڑا ہے۔ پر ہم اپنی ناکامی کو تسلیم نہ کریں گے بلکہ رام کو تو ہم ایک اور الجھن میں ڈال کر رکھ دیں گے تاکہ نیکی کی بڑھوتی کو روکا جا سکے۔

عزازیل جب خاموش ہوا تب عارب نے پوچھا۔ اے آقا! ذرا تفصیل کے ساتھ کہیے کہ اس بار نیکی کے خاتمے کی خاطر آپ اس رام کو کس عذاب میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر عزازیل کے چہرے پر پرسکون سی ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر اس نے عارب کو مخاطب کر کے کہا اے عارب! تم ابھی اور اسی وقت اس مکان کی مالک منتھرا کے پاس جاؤ۔ تم جانتے ہو کہ منتھرا کے اجودھیا کے محل میں آنا جانا ہے اور دھسرت کی جو رانی کیکئی ہے۔ یہ منتھرا اس کیکئی کے خاندان کی پرانی خدمت گزار رہی ہے۔ یوں ایک طرح سے اس منتھرا کے رانی کیکئی کے میکے سے تعلق ہے۔ رانی کیکئی اسی ناطے سے اس منتھرا کی عزت اور مدد کرتی رہتی ہے۔ اور اسی تعلق سے اس منتھرا کا راج محل میں آنا جانا ہے۔

اے عارب! میں تھوڑی دیر تک یہاں سے چلا جاؤں گا۔ لیکن تمہارے آس پاس ہی رہ کر تمہارے اور اپنے ساتھیوں کے معاملات پر نگاہ رکھوں گا۔ تم ایسا کرو کہ ابھی اور اسی وقت بڑھیا منتھرا سے کہو اور اس بار رام کو ایک اذیت میں ڈالنے کا کام اسی بوڑھی منتھرا سے لو۔ اور وہ اس طرح کہ اس وقت راج محل اور شہر کے اندر خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ اس لیے کہ اجودھیا کے راجہ دھسرت نے اپنے گرو وششٹ اپنے منتریوں اور دیگر اراکین ریاست کے ساتھ صلاح مشورہ کرنے کے بعد اپنے بیٹے رام کو اس راج پاٹ کا وارث بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور چند یوم تک وہ تخت سے دستبردار ہونے کے بعد اپنی جگہ رام کو اجودھیا کا راجہ بنا دے گا۔ پس یہ منتھرا اس وقت راج محل میں رانی کیکئی کے پاس جائے اور اسے کہے کہ یہ ناانصافی ہے کہ تم سے پوچھے اور صلاح مشورہ لیے بغیر رام کو اجودھیا کا راجہ بنایا جا رہا ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ کیکئی کا بیٹا بھرت اور راجہ کا دوسرا بیٹا شتروگھن اس وقت کیکئی کے بھائی کے پاس گئے ہوئے ہیں۔ لہٰذا یہ منتھرا کیکئی سے یہ بھی کہے کہ راجہ نے یہ کیا ناانصافی کی ہے کہ رام کو راجہ بنانے میں راجہ دھسرت نے اپنی کسی رانی سے صلاح مشورہ نہ کیا اور پھر یہ کہ اتنا بڑا فیصلہ کرنے اس قدر جلدی کیا تھا۔ کم از کم بھرت اور شتروگھن کی واپسی کا تو انتظار کر لیا

جاتا اور پھر یہ بوڑھی منتھرا رانی کیکئی کو اس بات پر آمادہ کرے اور وہ راجہ دھسرت پر زور دے کہ رام کی جگہ اس کے بیٹے بھرت کو اجودھیا کا راجہ ہونا چاہئے۔ اور اس مقصد کے لیے وہ ایسا کرے کہ اپنے زیورات اور قیمتی کپڑے اپنے کمرے میں فرش پر پھینک دے اور اپنے دکھ اور سوگ کا اظہار کرنے کے لیے فرش پر لیٹ رہے۔ راجہ جب اسے اس حالت میں دیکھے گا تو اس سے اس حالت کی وجہ پوچھیگا۔

تب کیکئی دھسرت کو اس بات پر آمادہ کرے کہ رام کی جگہ بھرت کو اجودھیا کا راجہ ہونا چاہئے اور رام کو حکم دے دیا جائے کہ وہ اپنی بیوی سیتا کے ساتھ جنگلوں میں چلا جائے اور بنواس کاٹے تاکہ اس کی غیر موجودگی میں بھرت راج پاٹ کا کام بہتر طور پر چلا سکے۔ راجہ دھسرت کیکئی کی یہ بات مان بھی جائے گا۔ اس لیے کہ وہ اپنی رانیوں میں سب سے زیادہ کیکئی سے محبت کرتا ہے عزازیل کی اس گفتگو پر عارب بے حد خوش ہوا اور اس نے عزازیل کو مخاطب کر کے کہا۔ اے آقا اس میں آپ کی اس نئی ترکیب سے بے حد خوش ہوا ہوں۔ میں بیوسا اور نبیطہ ابھی اور اسی وقت بوڑھی منتھرا کی طرف جاتے ہیں اور جو کچھ آپ نے کہا ہے اسے اس پر آمادہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس پر عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا۔ جب کہ عارب بیوسا اور نبیطہ بھی اٹھ کر مکان کے اس کمرے کی طرف چل دیئے تھے جس میں بوڑھی منتھرا رہتی تھی۔

عارب، بیوسا اور نبیطہ تینوں منتھرا کے کمرے میں داخل ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ بوڑھی منتھرا اس وقت صبح کا کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھو رہی تھی ان تینوں کو دیکھتے ہی منتھرا نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔ تم تینوں آج صبح ہی صبح کیسے میرے کمرے میں آن گھسے ہو۔ عارب ــ بیوسا اور نبیطہ تینوں اس کے سامنے بیٹھ گئے پھر عارب نے گفتگو کی ابتدا کرتے ہوئے کہا۔ اے منتھرا ہم تینوں تم سے ایک اہم بات کہنے آئے ہیں اور وہ بات ایسی ہے کہ جس میں دھسرت کی رانی کیکئی کی بہتری ہے۔ اور تم سے یہ بات ہم اس لیے کہنے آئے ہیں کہ رانی کیکئی کے میکے سے تمہارا تعلق رہا ہے اور یہ کہ رانی کیکئی کے پاس راج محل میں تمہارا آنا جانا ہے اور وہ تمہاری مدد بھی کرتی ہے لہٰذا ہم نے سوچا کہ وہ اہم بات تمہارے توسل سے رانی کیکئی تک پہنچا دی جائے تاکہ رانی کیکئی کی بہتری اور فلاح ہو۔ اس پر اس بوڑھی منتھرا نے تجسس کے انداز میں ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

رانی کیکئی کی بہتری سے متعلق تم تینوں نے کیا سوچا ہے۔ اور اس کے جواب میں عارب نے بوڑھی منتھرا سے وہ ساری باتیں کہہ دی تھیں جو عزازیل نے اس سے کہی تھیں۔ عارب کی گفتگو سننے کے بعد بوڑھی منتھرا فوراً عزازیل کی ہدایات کے مطابق عمل کرنے پر آمادہ ہو گئی۔ اپنی لاٹھی اس نے سنبھالی اور اپنی جگہ پر وہ کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔ میں ابھی اور اسی وقت راج محل کی طرف جاتی ہوں اور رانی کیکئی سے اس سلسلے میں بات کرتی ہوں جب منتھرا باہر جانے لگی تو عارب اس کے سامنے آیا اور اسے چند سنہری سکے دینے کے بعد اس نے کہا۔ اے منتھرا جس کام کے لیے تم جا رہی ہو۔ اگر اس کام میں تم نے کامیابی حاصل کر لی تو ایسے ہی سنہری سکے میں تمہیں اور بھی دوں گا۔ منتھرا وہ سنہری سکے لے کر خوش ہو گئی پھر وہ راج محل کی طرف جانے کے لیے اپنی لاٹھی زمین پر مارتی ہوئی وہاں سے نکل گئی جب کہ عارب، بیوسا اور نبیطہ وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف جا رہے تھے۔

بوڑھی منتھرا جس وقت راج محل کی طرف جا رہی تھی تو اس نے دیکھا شہر کے اندر جشن کا سا سماں تھا اور کیا مرد کیا عورتیں رنگ برنگ کے کپڑے پہنے رام کے راجہ بنائے جانے پر خوشی کا اظہار کر رہے تھے راج محل سے باہر چند شوخ اور چنچل لڑکیاں بوڑھی منتھرا کے پاس آئیں اور ان میں سے ایک نے اس کی راہ روکتے ہوئے کہا۔ اے بوڑھی منتھرا اب آج کے بعد اس محل میں تیری کوئی عزت اور تیرا کوئی وقار نہ رہے گا اس لیے کہ راجہ دھسرت نے اپنے بیٹے رام کے راجہ ہونے کا اعلان کر دیا ہے اور اب تیری رانی کیکئی پرانی اور تو ایک قدیم داسی ہو کر رہ گئی ہے جب کہ محل کے اندر رام کی ماں کوشلیا ہی کا حکم اور راج چلا کرے گا اتنی طنزیہ آمیز بات کہنے کے بعد وہ لڑکی تو اپنی تو اپنی ساتھی لڑکیوں کے ساتھ آگے بڑھ گئی اور یہ گفتگو سننے کے بعد بوڑھی منتھرا کا چہرہ غصے میں سرخ ہو گیا تھا۔ بس اسی غضب کی حالت میں وہ اپنی لاٹھی بار بار زمین پر مارتی ہوئی راج محل کی طرف چل دی تھی۔

جب منتھرا راج محل کے اس حصے میں داخل ہوئی جہاں رانی کیکئی کی رہائش تھی تو اس نے دیکھا اس وقت رانی کیکئی وہاں اکیلی تھی۔ رانی نے بھی جب منتھرا کو غصے کی حالت میں بڑبڑاتے ہوئے اور بار بار اپنی لاٹھی فرش پر مارتے اپنی طرف آتے دیکھا تو اس نے مسکراتے ہوئے

اس نے منتھرا کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اے منتھرا! کیا بات ہے کہ تم آپ ہی آپ غصے میں سانپ کی طرح پھنکار رہی ہو۔ اور بار بار اپنی لاٹھی زمین پر مار رہی ہو۔ کیا کوئی تمہاری ناراضگی کا باعث بنا ہے۔ اس پر منتھرا نے رانی کیکئی کے قریب آتے ہوئے کہا اے رانی! تو واقعی ٹھیک کہتی ہے میں واقعی اپنی قسمت کے ساتھ پھنکار رہی ہوں میں سمجھتی ہوں۔ اے رانی کہ میری اور تمہاری قسمت دونوں ہی ہم سے خفا اور ناراض ہیں۔ اس پر رانی کیکئی چونکی اپنی جگہ سے وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور تجسس و پریشانی ملے جلے جذبات میں اس نے منتھرا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا" پر وہ کیسے؟

اس پر منتھرا اور زیادہ اس سے قریب ہوتی ہوئی بولی۔ سنو رانی! میں تمہیں ساری بات تفصیل سے بتاتی ہوں۔ اس وقت اجودھیا شہر میں خوشیوں کا سماں ہے۔ لوگ گلی کوچوں میں خوشیاں مناتے ہوئے میلے کی طرح گھوم پھر رہے ہیں۔ اس لیے کہ راجہ نے اپنے گرو وشسٹ اور منتریوں کے ساتھ مل کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ راجہ خود تخت سے دستبردار ہو جائے اور رام کو اجودھیا کا راجہ بنا دے اس پر کیکئی نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا" اے منتھرا! یہ تو تو نے خوشی کی ایک خبر سنائی ہے۔ اس کے ساتھ کیکئی نے اپنے گلے میں لٹکا ہوا قیمتی ہار منتھرا کو دیتے ہوئے کہا۔ ایک اچھی خبر سنانے پر یہ تمہارا انعام ہے منتھرا۔ اب تم جاؤ کہ میں رام اور اپنی بہن کوشلیا کی طرف جاتی ہوں اور انہیں رام کے یوں راجہ بنائے جانے پر مبارک دیتی ہوں ہوں۔

کیکئی ابھی چند ہی قدم آگے بڑھی تھی کہ فوراً منتھرا کی طرف پلٹ پڑی۔ کیونکہ وہ قیمتی ہار جو اس نے منتھرا کو دیا تھا وہ قیمتی ہار منتھرا نے فرش پر دے مارا تھا اس پر کیکئی نے اپنی خفگی اور ناراضگی کے اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔ اے منتھرا! یہ تم نے کیا کیا۔ میں نے اس خوشی کے موقع پر یہ ہار تو تمہیں انعام میں دیا تھا۔ اور تم اسے فرش پر پھینک کر اپنے غصے کا اظہار کر رہی ہو! اس پر منتھرا نے نہایت عیاری اور چالاکی سے کام لیتے ہوئے اور بے حد غمگین صورت بناتے ہوئے، اے رانی! خفگی اور ناراضگی کا اظہار تو آپ مجھ سے کر رہی ہیں مجھ سے خفا ہونے کے بجائے آپ کو تو ان لوگوں سے ناراض ہونا چاہیے جو آپ کا حق مار رہے ہیں۔ اس پر کیکئی آگے بڑھی اور منتھرا کے قریب آ کر اس نے پوچھا کس کے ساتھ مجھے خفا ہونا چاہیے اور کون میرا حق مار رہے ہیں!

اس پر منتھرا نے دو ایک بار اپنی لاٹھی خفگی کے اظہار میں زمین پر ماری۔ پھر اس نے کہا۔ اے رانی! راجہ دسرت کی تینوں رانیوں میں سے اس محل میں سب سے زیادہ تمہارا وقار ہے اور سب رانیوں میں راجہ دسرت تمہیں زیادہ پسند کرتے ہیں اور راجہ نے آج تک کوئی بھی کام تیری مرضی اور تیرے مشورے کے بغیر نہیں کیا پھر یہ رام کو راجہ بنائے جانے کا اتنا بڑا کام تمہاری خواہش اور تمہارے مشورے کے بغیر کیسے ہو گیا۔ رام کو راجہ بنائے جانے کا نام طے بھی ہو گیا اور کسی نے تمہاری صلاح لینا تو بہت دور کی بات کسی نے تمہارے کان تک میں یہ بات نہ ڈالی کہ رام کو راجہ بنایا جا رہا ہے۔

بوڑھی منتھرا چند ساعتوں ہی کے لیے رکی اس نے دیکھا کہ رانی کیکئی پر اس کی باتوں کا اثر ہوا تھا۔ لہٰذا اس نے فیصلہ کر لیا کہ لوہا اس وقت گرم ہے لہٰذا وہ اسے اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے گی۔ لہٰذا اس نے اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا" اے کیکئی! تم جانتی ہو۔ جب راجہ دسرت تمہیں بیاہ کر لایا تھا تو اس نے تمہارے ساتھ عہد کیا تھا کہ وہ تمہارے ہی بیٹے کو اپنے تخت کا وارث بنائے گا اور آج تو دیکھتی ہے کہ راجہ اپنے اس وچن سے پھر رہا ہے۔ ظلم یہاں تک بڑھا ہے کہ تمہارا بیٹا بھرت تو ان دنوں اپنے ماموں کے ہاں گیا ہوا ہے۔ اور اس کی غیر موجودگی میں ہی رام کو اجودھیا کا راجہ بنا دیا گیا ہے اس پر مزید ستم یہ کہ رانی کوشلیا نے تم سے ذکر تک نہیں کیا کہ اس کے بیٹے رام کو راجہ بنایا جا رہا ہے۔ جب کہ تم اسے اپنی بہن کہتے کہتے تھکتی تک نہیں ہو۔ اور اس کے علاوہ اے کیکئی! یہ بھی تو تمہیں ہو کہ تمہاری مبارک باد لینے اور تمہارے چرن چھونے کے لیے رام تمہارے پاس ہی چلا آتا بس اے کیکئی تمہارا بیٹا اجودھیا سے باہر ہے۔ اور تمہاری صلاح بھی نہیں لی گئی۔ تو کیا اس طرح رام کو راجہ بنا کر تمہارے ساتھ ظلم اور انیائے نہیں کیا گیا۔

منتھرا کی اس گفتگو پر رانی کیکئی تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر سوچتی رہی۔ پھر اس نے کوئی فیصلہ کرتے ہوئے منتھرا سے پوچھا۔ اے منتھرا! تمہاری باتوں نے مجھے ضرور متاثر کیا ہے۔ پھر بتاؤ اس موقع پر مجھے کیا کرنا چاہیے۔ منتھرا نے جو رانی کیکئی کی یہ حالت دیکھی تو وہ بڑی خوش ہوئی۔ بس وہ رانی کیکئی کے اور زیادہ قریب ہوتی ہوئی بولی۔ اے کیکئی! میں تیرے میکے کی داسی ہوں۔ جو کہوں گی تمہاری ہی بہتری کو کہوں گی۔ تم ایسا کرو

کہ اپنے بیٹے بھرت کی طرف قاصد بھجوا دو اور اسے کہو کہ کہیں چھپ جائے اس پر رانی کیکئی بے چین ہو کر بولی۔ کیوں چھپ جائے۔ آخر کس بنا پر وہ ایسا کرے۔ منتھرا نے پھر کہا کیکئی! اگر تمہارا بیٹا بھرت یہاں آ گیا تو خطرہ ہے کہ یا تو رام اس کا کام تمام کر دے گا یا اسے بنواس دے دیگا کیونکہ اس طرح رام، بھرت سے چھٹکارا حاصل کر کے راج کر سکتا ہے۔ ورنہ راجہ دھسرت کے دیئے ہوئے وچن کے مطابق تو اس وقت رام کے بجائے بھرت ہی کو راجہ بنانا چاہیئے۔

کیکئی بے چین ہو کر بولی۔ میں اپنے بیٹے کی یہ حالت ہرگز نہ ہونے دوں گی۔ اس پر بوڑھی منتھرا نے جھٹ کہا۔ میں راج بھرت کو اور رام کو بنواس دلا دوں تو پھر مانوں گی۔ میں نے تمہارے میکے کی داسی ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ کیکئی نے پر شوق نگاہوں سے منتھرا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کہو منتھرا تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ اور کیسے رام کے بجائے میرا بیٹا بھرت دیس کا راجہ بن سکتا ہے اور کس طرح کوشلیا کے بیٹے رام کو بنواس دلا یا جا سکتا ہے منتھرا نے کہا کیکئی یہ تم نے جو زیورات اور قیمتی لباس پہن رکھا ہے۔ انہیں اتار کر اس فرش پر پھینک دو اور معمولی کپڑے پہن کر کمرے کے فرش پر سوگ اور افسوس مناتے کے انداز میں لیٹ جاؤ۔ تم جانتی ہو ساری رانیوں میں سے تم ہی سب سے خوبصورت اور پر کشش ہو اور راجہ دھسرت نہ صرف یہ کہ تمہیں زیادہ اہمیت دیتا ہے بلکہ اپنا زیادہ وقت بھی تمہارے پاس ہی گزارتا ہے۔

پس اے کیکئی! جب راجہ تمہیں فرش پر لیٹے دکھ افسوس اور تکلیف کی حالت میں دیکھیگا۔ تو وہ ضرور تم سے اس کی وجہ پوچھیگا۔ لہذا اس موقع پر جو کچھ تم اس سے کہو گی وہ ضرور اسے مان لے گا۔ لہذا اس گفتگو کے دوران تم دھسرت کو اس پر آمادہ کرنا کہ وہ بھرت کو راجہ بنا دے اور رام کو بنواس دے کر جنگل کی طرف رخصت کر دے۔ اور اس کی بیوی ستیا بھی اس کے ساتھ چلی جائے۔ بس یہی ایک طریقہ ہے جس سے تم نہ صرف اپنے بیٹے کی زندگی بچا سکتی ہو بلکہ اسے دیس کا راجہ بنانے میں بھی کامیاب ہو سکتی ہو سن رکھو اے کیکئی! اگر تم نے ایسا نہ کیا اور رام دیس کا راجہ بن گیا تو پھر رام کی ماں کوشلیا تم سے گن گن کر بدلے لے گی۔ اس بات کے کہ راجہ دھسرت نے آج تک تمہیں اس پر فوقیت دے رکھی۔ اور اس کا بیٹا رام بھی تمہیں اور تمہارے بیٹے کو معاف نہ کرے گا اور پھر وہ

کام کرے گا جس میں تمہاری اور تمہارے بیٹے کی ذلت اور سبکی ہو۔

منتھرا کی اس گفتگو پر کیکئی خوش ہو گئی۔ ایک نقدی کی تھیلی اس نے انعام کے طور پر منتھرا کو دی اور کہا اے منتھرا! اب تم جاؤ میں تمہاری اس تجویز پر عمل کروں گی اور مجھے امید ہے کہ وہ وقت اب قریب آ چکا ہے کہ میرا بیٹا بھرت ہی دیس کا راجہ ہو گا۔ میں آج ہی کیسے بیٹے بھرت کی طرف ہی پیغام بھجواتی ہوں۔ کیکئی کی اس گفتگو پر بوڑھی منتھرا خوش ہو گئی تھی اور پھر وہ لاٹھی ٹیکتی ہوئی راج محل سے باہر نکل گئی تھی۔ منتھرا کے جانے کے بعد کیکئی نے فوراً اس کی تجویز پر عمل کیا۔ اس نے اپنے سارے زیورات اور ریشمی کپڑے فرش پر پھینک دیئے اور معمولی سا ایک لباس پہن کر وہ اپنے کمرے کے فرش پر انتہائی اداس اور سوگواری کی ہی حالت میں لیٹ گئی تھی۔

کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ راجہ دھسرت رانی کیکئی کے اس کمرے میں داخل ہوا تھوڑی دیر تک وہ بڑی حیرت اور تعجب اور پریشانی کے عالم میں اپنی رانی کیکئی اور کمرے کے اندر بکھرے ہوئے اس کے کپڑوں اور زیورات کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ کسی قدر سنبھلا اور خوشگوار لہجے میں اس نے فرش پر لیٹی رانی کیکئی کو مخاطب کر کے کہا۔ اے دیوی! سارا نگر تو رام کے راجہ بنائے جانے پر خوشیوں سے مہک رہا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس راج محل کی عزیز ترین رانی فرش پر پڑی ہوئی ہے میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اس کا کیا کارن ہے کیکئی نے جب کوئی جواب نہ دیا تو راجہ دھسرت آگے بڑھا اور دوبارہ اسے مخاطب کر کے کہا۔ کیا بات ہے دیوی! پتی کے ہوتے ہوئے کسی پتنی کا یوں زیورات اور کپڑے اتار کر فرش پر پڑے رہنا بُرا شگون نہیں ہے۔

اس پر کیکئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ راجہ دھسرت نے پھر کہا۔ اے دیوی سنگار کر لو کہ رام کو راجہ بنائے جانے کی رسم ادا کرنی ہے۔ کیکئی نے طنزیہ انداز میں پوچھا کیا کسی نے ہمیں بلایا؟ اس پر دھسرت نے کہا! تمہارے ہی گھر میں تمہیں کون بلائے گا۔ کیکئی بولی ہوں۔ ان چکنی چپڑی باتوں سے مجھے دھوکہ دے رہے ہیں نا آپ! ٹھیک تو ہے سب سے پہلے تمہیں یہ خبر سنانے کا میں ضرور ارادہ ہی ہوں۔ میری اس خطا کو شما کر دو دیوی! بحث چھوڑ دو۔ جو تمہاری کوئی مانگ ہو تو کہو کیکئی بولی کوئی نئی مانگ تو نہیں مانگ وہی پرانی ہی ہے۔ جو پرانے وعدے آپ نے کئے تھے وہ پورے کر دیجئے۔ دھسرت

نے کہا: "کہو کون سے وعدے!" کیکئی نے بات پختہ کرنے کی خاطر پوچھا۔ اس وچن سے پھر بن گے تو نہیں۔

راجہ دھسرت نے بڑے عزم کے ساتھ کہا: "میں تو اس قاعدے کا حامی ہوں کہ جان جائے پر آن نہ جائے۔ اے دیوی مانگ کیا مانگتی ہو۔ جو بھی تم مانگو گی۔ ہم تمہاری وہ مانگ پوری کریں گے اس پر کیکئی نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ اگر آپ میری مانگ پورا کرنے کا ایسا ہی بھرپور عزم رکھتے ہیں تو میں آپ سے یہ مانگ کرتی ہوں کہ رام کے بجائے میرے بیٹے بھرت کو اجودھیا کا راجہ بنانے کا اعلان کر دیجئے کیکئی کی اس مانگ پر راجہ دھسرت جب تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہا۔ تو کیکئی نے کہا: "ابھی تو یہ میری پہلی مانگ ہے اور آپ نے اس پر ہی خاموشی سادھ لی ہے۔ راجہ دھسرت نے کیکئی کی طرف غور سے دیکھا پھر پوچھا کیا بھرت اس فیصلے کو قبول کر لے گا کہ اس کے بھائی رام کی جگہ اسے اجودھیا کا راجہ بنا دیا جائے۔ اے کیکئی وہ کبھی بھی اس فیصلے کو تسلیم نہ کرے گا۔ اس لیے کہ میں جانتا ہوں وہ رام سے کس قدر محبت رکھتا ہے۔ رام کے ہوتے ہوئے بھرت کبھی بھی راجہ بنا پسند نہ کرے گا۔

راجہ دھسرت کی اس گفتگو پر رانی کیکئی نے کہا: "اور رام کو چودہ برس کا بنواس دیجئے یہ میری دوسری مانگ ہے۔ اس پر دھسرت زور سے چلایا۔ کیکئی! کیکئی کیا تم میرے رام کو بنواس دو گی۔ تو نے یہی کہا نا۔ میں نے یہی سنا نا۔ جس رام سے اس راج محل میں روشنی اور رونق ہے کیا اس رام کو تم بنواس دو گی۔ رام جو میرے جیون کی جوت اور میری آنکھوں کا چندر ہے تو کیا تم اسے بنواس دو گی۔ اتنا پیار ہوتا تھا تمہیں رام سے کیکئی کہ کوشلیا کے ہاتھ سے تم نے آج تک اسے ایک لقمہ تک نہ کھانے دیا وہ بنواس کیسے کھائے گا۔ جس رام کو تم نے کبھی سونے کے لیے اپنے گود سے نہ اتارا تھا کیا اسے ننگی دھرتی پر سونے دو گی۔ تمہارا کومل دل آج پتھر کیسے بن گیا ہیں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں کہ تم رام چندر کو مجھ سے دور نہ کرو دیوی!

کیکئی نے غصے میں کہا۔ رام کو بنواس دینا ہی اب اس تنازعے کا واحد حل ہے۔ راجہ دھسرت نے روتی ہوئی آواز میں کہا: "اے دیوی! رام کے بنا میں زندہ نہ رہ سکوں گا۔" اس پر کیکئی نے غضب کی حالت میں کہا۔ مہاراج! یہ وچن توڑنے سے زندہ رام بھی نہ رہے گا۔ اگر آپ کو رام کی زندگی عزیز ہے تو رام کو یہ بنواس لینا ہی پڑے گا۔ اس پر راجہ دھسرت نے روتی ہوئی آواز میں کہا۔ اے راکشس ناری! میں اپنے بیٹے رام کو چودہ برس کا یہ بنواس نہیں سنا سکتا۔ تم خود ہی یہ بے انصافانہ فیصلہ سنا دو اور نکال دو اسے گھر سے۔ کیکئی جب رام چلا گیا تو زندہ میں بھی نہ رہوں گا اور اے کیکئی جب میں مر جاؤں تو تم اور تمہارا بیٹا دونوں میرے شریر کو ہاتھ تک نہ لگانا۔

یہ ساری گفتگو شاید رام اور لچھمن باہر کھڑے سن رہے تھے۔ لہٰذا وہ دونوں اندر داخل ہوئے اور رام نے کیکئی کو مخاطب کر کے کہا۔ کیا ہوا ماتا اس موقع پر راجہ دھسرت باہر نکل گیا تھا کیکئی نے کہا۔ ہوا کچھ نہیں ہونے کی تیاری کی جا رہی ہے۔ تمہارے پتا نے مجھے کہا ہے کہ جو ہونے والا ہے تمہیں بتا دوں۔ رام نے بڑی عاجزی میں کہا۔ "کیا حکم ہے ماتا!" کیکئی نے بد دل لہجے میں کہا پہلا فیصلہ تو یہ ہوا ہے کہ بھرت کے راجہ ہونے کا اعلان کر دیا جائے۔ دوسرے تم چودہ برسوں کے لیے بن کی طرف چلے جاؤ۔ مہاراج کی یہی آگیا ہے۔ رام نے سر کو جھکاتے ہوئے کہا جب تک جیون ہے اس آگیا کا پالن ہو گا ماتا! بھرت کے راجہ بنائے جانے کے اقرار کے ساتھ میں آج ہی اپنی پتنی سیتا کو لے کر بنواس کے لیے نکل جاؤں گا۔ رام کے خاموش ہونے پر لچھمن نے انتہائی غصیلی آواز اور کھولتے ہوئے لہجے میں کیا: "میں ہرگز ایسا نہ ہونے دوں گا یہ انیائے ہے:

لچھمن ذرا رکا پھر وہ اور زیادہ غضب اور تعصے کی حالت میں کہتا چلا گیا۔ رام کے علاوہ کوئی راجہ نہ بنے گا اور نہ میرا بھائی رام بنواس کاٹے گا۔ اور جو ایسا کرائے گا خود اس کا فیصلہ کر دیا جائے گا رام نے لچھمن کو سمجھانے کے انداز میں کہا! کس کے خلاف اس قدر غصہ کر رہے ہو لچھمن نے اسی لہجے میں کہا ان کے خلاف جو اینٹے کر رہے ہیں۔ ان کے خلاف جو آپ کی جگہ بھرت کو راجہ بنا کر آپ کو بنواس دلائیں رام نے چبھتی ہوئی آواز میں پوچھا۔ کون ہے جس کا تم فیصلہ کرو گے۔ کیا پتا شری کا فیصلہ کر دو گے یا پتا کی آگیا سنانے والی ماتا دیوی کا کام تمام کر دو گے۔ یا پھر اپنے نرووش بھائی بھرت کا خون کر دو گے چاہے کچھ بھی ہو میں اس آگیا کا پالن ضرور کروں گا۔

اے لچھمن مجھے وچن دو کہ بھرت کو راجہ بنائے جانے اور میرے بنواس میں تم مزاحم نہ ہو گے۔ اس پر لچھمن نے روتی ہوئی آواز میں کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس پر رام نے کہا: اے لچھمن میں آج سیتا کو لے کر بن سدھار جاؤں گا تم میرے بعد بھرت کو راجہ بنانے کے علاوہ گرو اور ماتا پتا کی سیوا کرنا اس پر لچھمن نے روتی ہوئی آواز میں کہا۔ میرے گرو اور میرے ماتا پتا تو آپ ہی ہیں۔ میں بھی آپ کے ساتھ بن کی طرف سدھاروں گا۔ اگر آپ مجھے ساتھ نہ لیں گے تو یہاں رہ کر میں کس کی سیوا کروں گا۔ اگر آپ چلے گئے اور مجھے اپنے

ساتھ سیوا کے لیے نہ لے گئے تو پھر آپ دیکھیں گے کہ آپ کے بعد لچھمن اجودھیا میں بھی نہ رہے گا اور اپنی جان کا خاتمہ کر لے گا۔ پس رام نے لچھمن کو اپنے ساتھ جانے اجازت دے دی۔

پس رام اس روز اپنی بیوی اور لچھمن کے ساتھ بن کی طرف سدھار گیا تھا۔ رام اپنی ماں کو اور لچھمن اپنی ماں اور بیوی دونوں کو روتا چھوڑ کر رخصت ہوا تھا۔ پس تین افراد پر مشتمل یہ قافلہ جنوبی جنگلوں کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور رام کی اس غیر حاضری میں رام کا باپ اور اجودھیا کا راجہ دسرت بھی مر گیا تھا۔ بھرت جب اپنے ماموں کے ہاں سے واپس ہوا اور اسے خبر ہوئی کہ اس کا باپ مر گیا اور اس کی ماں کیکئی نے رام اور سیتا کو بن واس دلا دیا ہے۔ اور لچھمن بھی ان کے ساتھ کوچ کر گیا تو بھرت اپنی ماں پر سخت برہم ہوا اور اس نے سوگند کھائی کہ وہ رام کو واپس لا کر ضرور اجودھیا کا راجہ بنائے گا اور زندگی بھر رام کی سیوا کرے گا۔

اس مقصد کے لیے بھرت اپنے سارے اہل خانہ کو ساتھ لے کر جنوبی جنگلوں میں اس جگہ گیا جہاں جنگل کے اندر رام، سیتا اور لچھمن ایک کٹیا بنا کر رہنے لگے تھے۔ بھرت کے علاوہ راج محل کے ہر فرد نے رام کی منت کی کہ وہ واپس اجودھیا جائے۔ اور راجہ کی حیثیت سے دیس پر راج کرے۔ رام کو یہ بھی بتا دیا گیا کہ اس کا باپ مر گیا ہے ہر کوشش اور ہر جتن کے باوجود رام نہ مانا اور اس نے واپس جانے سے انکار کر دیا اور اس نے اس کٹیا کے اندر رہ کر ہی اپنا بن واس کا عزم ظاہر کیا تھا۔ لہٰذا بھرت اور راج کے دیگر سب لوگ اجودھیا لوٹ گئے اور وہاں بھرت کو اجودھیا کا راجہ بنا دیا گیا ہے۔

○

○

یوناف ابھی تک بیت ایل میں قاضی خاتون دبورہ کے ہاں ہی ٹھہرا ہوا تھا کہ ابلیکا نے ایک روز اس وقت اس کی گردن پر لمس دیا جب کہ یوناف شہر کے نواح میں گھوم رہا تھا۔ لمس دینے کے ساتھ ہی ابلیکا نے گنگناتی ہوئی آواز میں کہا۔ اے یوناف! میرے حبیب! بیت ایل سے کوچ کرنے کی تیاری کرو۔ اب ہماری منزل مغربی افریقہ کے وسطی حصے میں جھیل میرد کے آس پاس کی بستیاں ہیں جہاں ان فوق الفطرت چیتوں نے تباہی پھیلا رکھی ہے اور یہ دونوں چیتے مقامی لوگوں میں بدروحوں کے نام سے مشہور ہو گئے ہیں۔

اے یوناف گوروبانی اور عمالیق بنی اسرائیل کے خلاف اپنی عسکری قوت میں اضافہ کرتے جا رہے ہیں پر بنی اسرائیل کو فوری طور پر کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہندوستان میں بھی رام کی ماں کیکئی نے اسے بن واس دلا دیا اور وہ اپنی بیوی اور بھائی لچھمن کے ساتھ بن کے اندر ایک کٹیا کے اندر پرسکون زندگی کے دن گزار رہا تھا۔ فی الوقت اسے بھی عزازیل کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لہٰذا جنوبی افریقہ کے وسطی حصے میں جھیل میرو کے اطراف میں ان دونوں چیتوں کا خاتمہ کر کے وہاں کے لوگوں کو ان کے شر سے نجات دلائیں۔ اس پر یوناف نے مسکراتی آواز میں کہا۔ اے ابلیکا! میں تمہارے ساتھ ہوں۔ لہٰذا آؤ جھیل میرو کا رخ کریں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔

شام سے تھوڑی دیر قبل یوناف جھیل میرو کے کنارے کلوا نام کی بستی سے باہر نمودار ہوا۔ اس نے دیکھا چند نوجوان لکڑہارے اپنی پیٹھ پر لکڑیاں لادے بستی کی طرف جا رہے تھے۔ یوناف نے آگے بڑھ کر ایک پیچھے رہ جانے والے لکڑہارے کو مخاطب کر کے کہا۔ اے جوان! میں ان علاقوں میں اجنبی ہوں۔ میں دو خونخوار چیتوں کے بارے سن کر ادھر آیا اور ان کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس مقصد کے لیے مجھے چند یوم تک یہاں ٹھہرنا ہو گا۔ اور کیا یہاں کوئی

سرائے ہے جس میں قیام کر کے میں ان چتیوں کے خلاف حرکت میں آسکوں۔

اس لکڑہارے نے اپنی کمر سیدھی کی اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے۔ اس نے خوف زدہ سی آواز میں کہا: اے اجنبی! تو شاید ان چتیوں کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہے۔ وہ دراصل بدروحیں ہیں اور درندوں کی صورت میں ظاہر ہو کر اپنی خوراک تلاش کرتے ہیں۔ اگر تمہیں اس حقیقت کا علم ہوتا تو کبھی ادھر کا رخ نہ کرتا۔ یوناف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ سنو میرا نام یوناف ہے۔ میں سب کچھ جانتا ہوں۔ میرا کام ہی بدروحوں پر گرفت کرنا ہے۔ اس لکڑہارے نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اگر ایسا ہے تو سنو میرا نام روخا ہے۔ یہاں ایک سرائے ہے جو شہر کے مشرق میں جھیل میرو کے کنارے ہے۔ لیکن اے اجنبی! آج کی رات تم میرے ہاں میرے بھائی کی حیثیت سے قیام کرو۔ شام ہو گئی ہے۔ کھانا میرے ساتھ ہی کھانا اور کل پھلے تم سرائے کی طرف چلے جانا۔ میں ایسے لوگوں کو بہت پسند کرتا ہوں جو بدروحوں سے ٹکرانے کا فن جانتے ہوں۔ لہٰذا آج کی رات تم میرے ہاں رہو۔ میرے جھونپڑا نما گھر میں صرف میری بیوی اور ایک چھوٹا سا بیٹا ہے۔

یوناف نے اس لکڑہارے کی چاہتوں کا احترام کرتے ہوئے کہا! میں ضرور آج کی رات تمہارے ہاں رہوں گا اور کل صبح سرائے میں منتقل ہو جاؤں گا۔ روخا نام کا وہ لکڑہارا خوش ہو گیا پہلے وہ دونوں بستی کے بازار میں گئے۔ وہاں لکڑہارے نے لکڑیاں بیچ دیں۔ پھر وہ یوناف کو لے کر اپنے جھونپڑا نما مکان میں آیا۔ جو نرسل سے بنا ہوا تھا اور دو کمروں پر مشتمل تھا۔ لکڑہارے کی بیوی کھانے تیار کر کے لکڑہارے کا انتظار ہی کر رہی تھی کہ لکڑہارا یوناف کو لیکر گھر میں داخل ہوا اور اپنی بیوی کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ میرے ساتھ ایک مہمان بھی ہے۔ جو رات یہیں رہے گا۔ اس کے کھانے کا بھی انتظام کر دو۔ لکڑہارے کی بیوی نے خوش طبعی میں کہا۔ کھانا لگا ہوا ہے۔ تم مہمان کے ساتھ بیٹھ کر کھاؤ۔ اتنی دیر تک میں اور کھانا تیار کر لیتی ہوں اس کے ساتھ ہی لکڑہارے کی بیوی کمرے سے نکل کر کھانا تیار کرنے لگی تھی۔

اور کمرے کے اندر جو کھانا اس نے پہلے سے لگا رکھا تھا اس پر بیٹھتے ہوئے روخا نے کہا۔ آؤ میرے بھائی کھانا کھائیں۔ یوناف روخا کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے لگا۔ باہر اب سورج غروب ہو گیا تھا اور فضاؤں کے اندر گہری تاریکی چھا گئی تھی۔ تاہم کمرے کے اندر

چربی سے جلتے دیئے کی وجہ سے کافی روشنی تھی۔ یوناف نے ابھی دو تین لقمے ہی لیے تھے کہ اچانک طوفان کی طرح ایک بہت بڑا اور دراز قامت چیتا جس کی آنکھیں نیر برساری تھیں چھپر نما مکان کی طرف دیوار پھاڑ کر نمودار ہوا اور یوناف پر اس نے چھلانگ لگا دی تھی۔

O

جس وقت اس خوفناک اور سیاہ رنگ کے غیر معمولی طور پر بڑی جسامت والے چیتے نے شوریدہ مزاجی اور اعصاب شکن انداز میں۔ لکڑ ہارے روقا کے چھپر نما مکان دیوار کو توڑ کر آندھی خوفناک قوت اور بپھرے ہوئے وتند وسارے کی طرح یوناف کے اوپر چھلانگ لگائی تھی اس وقت لکڑ ہارا روقا بری طرح شور و پکار کرنے لگا تھا۔ اس کی بیوی بھی بھاگتی ہوئی وہاں آئی اور وہ بھی اس خوفناک چیتے کو دیکھ کر زور زور سے مدد کے لیے پکارنے لگی تھی گو اس چیتے نے اچانک دیوار پھاڑ کر یوناف پر چھلانگ لگائی اور یوناف کے پاس سنبھلنے کا کوئی وقت نہ تھا پھر یوناف نے اپنے آپ کو اس فوق الفطرت چیتے کا شکار نہ ہونے دیا۔

جب چیتے نے اچانک اس پر چھلانگ لگائی تھی تو یوناف ایک طرح چیتے کی قوت اور زور کے باعث زمین پر وقتی طور پر بچھ سا گیا تھا۔ اور چیتا مکمل طور پر اس پر حاوی اور سوار ہو گیا تھا اور اس لیے ہو گیا تھا کہ چیتے نے اچانک حملہ کیا تھا اور یوناف کی حالت بے دھیانی میں ایسی ہو گئی تھی۔ لیکن جب چیتے نے یوناف پر سوار ہو کر اپنا منہ یوناف کی گردن کی طرف لاتے ہوئے اسے چیر پھاڑ دینا چاہا تو یوناف اس وقت تک مکمل طور پر سنبھل چکا تھا۔ اس نے بائیں ہاتھ سے چیتے کا جبڑا پکڑ لیا اور اسے اپنی گردن کے نزدیک نہ آنے دیا۔ اس کے بعد اپنے دائیں ہاتھ کو یوناف نے چیتے کی چھاتی اور پیٹ کے درمیانی حصے میں جمایا۔ پھر اس نے زور سے اپنے رب کو یاد کرتے ہوئے نعرہ مارا۔ ”اللہ اکبر“ اور اس کے ساتھ ہی یوناف چیتے کو بری طرح اچھال کر جس راستے سے وہ مکان میں داخل ہوا تھا۔ اس راستے سے اس نے اسے باہر پھینک دیا تھا۔ روقا کے مکان سے باہر۔ چیتے کے بری طرح گرنے کی آواز سنائی دی تھی۔

چیتے کو بری طرح باہر پھینکنے کے بعد یوناف خود بھی آندھی کے مہیب جھکڑوں کی طرح اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور مکان کی دیوار میں بن جانے والے جس راستے سے اس نے چیتے کو باہر پھینکا تھا اس راستے سے جب وہ خود بھی باہر آیا تو اس نے دیکھا وہاں چیتا موجود نہ تھا اور نہ جانے کہاں غائب ہو گیا تھا۔ روقا اور اس کی بیوی کی چیخ و پکار سن کر آس پاس کے مکانوں کے بہت سے لوگ وہاں جمع ہو گئے تھے۔ ان سب نے اپنے ہاتھوں میں مشعلیں اٹھا رکھی تھیں اور سب ہی خوفزدہ دکھائی دے رہے تھے جو مشعلیں لوگ اٹھائے ہوئے تھے۔ ان مشعلوں کی روشنی میں یوناف نے دیکھا وہاں چیتے کے گرنے کے نشانات تھے اور قریب چند ایک اس کے پنجوں کے نشان بھی تھے۔ اس کے بعد مشعلوں کی روشنی میں یوناف نے وہاں چاروں طرف جائزہ لیا۔ پر اسے کہیں بھی چیتے کے پنجوں کے نشانات دکھائی نہ دیئے جن کی بنا پر یوناف یہ اندازہ لگا سکتا کہ چیتا وہاں سے بھاگ کر کسی سمت گیا ہے۔

تاہم وہاں انسانی قدموں کے بہت سے نشانات تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ فوق الفطرت چیتا اپنی ہیت بدل کر وہاں سے بھاگ گیا ہو۔ چند ثانیوں تک یوناف وہاں کھڑا ہو کر کچھ سوچتا رہا۔ اس دوران ایک طرف سے ڈھلتی ہوئی عمر کا ایک قد آور شخص آیا جس کے ساتھ کچھ نیزوں اور برچھیوں سے مسلح جوان بھی تھے۔ لکڑ ہارا روقا اس موقع پر یوناف کے قریب آیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے یوناف! مسلح جوانوں کے ساتھ آنے والا یہ شخص محبتا ہے اور یہ ہماری اس بستی کا سردار ہے۔ اپنی بات کہنے کے بعد روقا پھر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ بستی کا سردار محبتا قریب آیا اور وہاں کھڑے لوگوں کو اس نے بڑی شفقت اور نرمی میں مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ کیا ہوا تم لوگوں کو تم لوگ یہاں کیوں جمع ہو۔ کس بنا پر شور شرابہ کر رہے ہیں۔ پھر اس نے یوناف کی طرف اشارہ کر کے پوچھا تمہارے اندر یہ اجنبی کون کھڑا ہے اور اس غریب لکڑ ہارے روقا کے گھر کی دیوار میں سوراخ کیسے ہو گیا کیا کسی نے چوری اور نقب زنی کا کام کیا ہے۔

کلوانام کی اس بستی کے سردار محبتا کے اس استفسار پر لکڑ ہارا روقا آگے بڑھا اور اس نے یوناف کے ساتھ ملاقات، اسے اپنے گھر لانے چیتے کے حملہ آور ہوتے اور یوناف کے اسے اٹھا کر باہر پھینک دینے کے واقعات تفصیل کے ساتھ سنا ڈالے تھے۔ یہ حالات سن کر محبتا بڑا متاثر ہوا۔ آگے بڑھ کر وہ یوناف کے قریب آیا۔ اور اپنی سرداری ہونے

Uploaded By Muhammad Nadeem

کی حیثیت کو یکسر فراموش کرتے ہوئے اس نے یوناف کے سامنے اپنے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے منت کرنے کے انداز میں کہا۔ اے روحوں کی تسخیر کرنے والے عظیم انسان! اب تم یہاں اپنے آپ کو اجنبی اور نووارد خیال نہ کرنا۔ اس بستی کو تم اپنا ہی جانو اور اگر تم چیتے کی شکل اختیار کر جانے والی ان بدروحوں سے یہاں کے لوگوں کو نجات دے دو تو ان سرزمینوں پر تمہارا بہت بڑا احسان ہو گا۔

یہاں کے لوگوں کا خیال ہے کہ یہ دو چیتے ہیں۔ لیکن اکثر کا خیال ہے کہ یہ کوئی ایک مافوق الفطرت چیتا جو اپنی ہیت بدل بدل کر نمودار ہوتا ہے۔ پہلے یہ بہت زیادہ آدم خوری کرتا تھا۔ لیکن جب سے ہم نے اس کا ایک بندوبست کیا ہے۔ تب سے اس کی آدم خوری میں کچھ کمی آئی ہے۔ یوناف نے بے چینی سے مجتا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اے مجتا! تم لوگوں نے اس چیتے کے لیے کیا بندوبست کیا ہے۔ اس پر مجتا بولا۔ اے مہربان انسان! ہماری بستی اور آس پاس کی دیگر بستیوں کے کئی لوگوں نے دیکھا کہ یہ چیتا انسانوں کا شکار کرنے کے بعد ہماری بستی کے جنوب میں جھیل میبرو کے کنارے کی پہاڑیوں کی ایک غار کے اندر رہے جا یا کرتا تھا۔ اور وہیں بیٹھ کر وہ آرام سے اپنے شکار کو اپنا لقمہ بناتا تھا۔ اس پر کئی بار اس غار میں داخل ہو کر اس چیتے کا خاتمہ کرنا چاہا۔ پر اے شفیق نووارد! جو کوئی بھی اس چیتے کی تلاش میں اس غار کے اندر داخل ہوا کبھی واپس نہ آیا اور وہ چیتے کی درندگی کا شکار ہو گیا۔

اے یوناف! اس چیتے کا خاتمہ کرنے کے لیے بڑے بڑے بہادر، شہ زور شکاری اور سورما جوان اس غار میں داخل ہوئے پھر کسی کو بھی اس غار سے باہر نکلنا نصیب نہ ہوا۔ بس آس پاس کی بستیوں کے لوگوں نے مل کر ایک فیصلہ کیا یہ چیتا چونکہ کوئی عام چیتا نہیں ہے بلکہ کوئی شیطانی قوت اور بدروح ہے۔ لہذا نہ کوئی اس کا شکار کر سکتا ہے اور نہ ہی اس پر کوئی قابو پا سکتا ہے۔ اس لیے اس چیتے کو اگر اس کی خوراک مہیا کر دی جائے تو اس کی آدم خوری میں کسی حد تک کمی آسکتی ہے۔ لہذا یہ کام کیا گیا کہ ہفتے میں تین مرتبہ ایک بھیڑ یا بکری اس غار کے منہ کے قریب باندھ دی جائے گی۔ بس جب رات ہوتی تو چیتا اس بندھی ہوئی بکری یا بھیڑ کو کھا جاتا۔ اور اس گوشت پر کم از کم دو دن گزارہ کر لیتا۔ جب سے ہم لوگوں نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے۔ تب اس چیتے کی آدم خوری اور خونخواری کسی حد تک کم ہو گئی۔ لیکن اب مجھے امید ہے کہ یہ خونخواری پھر پہلی جیسی صورت اختیار کرے گی۔

اس پر یوناف نے بے تابی کے عالم میں مجتا سے پوچھا۔ اے مجتا وہ کیوں؟

اس پر مجتا بولا۔ اے یوناف! شروع شروع میں لوگ خوشی خوشی اپنا نمبر آنے پر اپنا جانور مہیا کر دیتے تھے۔ اس لیے کہ اس چیتے کی آدم خوری میں کمی آگئی تھی اور انہیں ایک طرح سے سکون دامن نصیب ہوا تھا۔ لیکن اب لوگ اس چیتے کے لیے جانور مہیا کرتے کرتے تنگ آگئے ہیں اور حالت اب یہ ہے کہ لوگ اپنا جانور مہیا کرتے وقت بحث و تکرار اور لڑائی جھگڑے پر اتر آتے ہیں اس لیے مجھے خدشہ ہے کہ لوگوں نے اگر اس چیتے کے لیے جانور مہیا کرنا بند کر دیئے تو یہ چیتا پھر پہلے کی طرح آدم خوری پر اتر آئے گا۔

اس اندیشے اور متوقع خطرے کے پیش نظر لوگوں نے اس غار کے منہ کے اوپر پتھر کا ایک بہت بڑا چیتے کا مجسمہ تراش کر رکھ دیا ہے۔ اس چیتے پر سیاہ رنگ کر دیا گیا۔ اور اب چیتے کے اس مجسمے کے سامنے لوگ نذر نیاز پیش کرتے ہیں۔ اس کے آگے سجدہ اور اس کی پرستش کرتے ہیں کہ شاید اسی طریقے سے وہ بدروح چیتا ان سے راضی ہو، اور ان کی آدم خوری سے باز رہے۔ یہ ہیں اس چیتے سے متعلق پورے حالات جو میں نے آپ سے کہہ دیئے ہیں۔

اپنی بات ختم کرنے کے بعد مجتا یوناف کا جواب سننے کے لیے اس کی طرف غور و انہماک سے دیکھنے لگا تھا۔ یوناف نے کچھ سوچا۔ پھر اس نے مجتا کو مخاطب کر کے کہا! اے مجتا! کیا تم میں سے کوئی اس غار تک میری راہنمائی کر سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہاں سے بھاگنے کے بعد وہ چیتا اسی غار کی طرف گیا ہو گا۔ لہذا میں اس غار میں داخل ہو کر اس کا خاتمہ کر دوں گا۔ اور اس طرح تم لوگوں کو اس چیتے کی آدم خوری سے نجات مل جائیگی۔ یوناف کے اس انکشاف پر روخا تیزی سے یوناف کے قریب آیا۔ یوناف نے دیکھا اس لمحہ روخا کی حالت ایسی تھی جیسے حیات پر مرگ غالب اور آسودگی پر یاسیت چھا گئی ہو۔ اس کے چہرے پر گم سم لمحات کے اندر درد کی تحریروں کا رقص تھا اور اس کی آنکھوں کے اندر کرب مسلسل اور مایوسی کے بھنور تھے۔ پھر روخا کے لرزتے ہونٹ حرکت میں آئے اور اس نے یوناف سے بے اندیشوں میں ڈوبی ہوئی آواز میں پوچھا!

اس ویران اندھیری رات کے اندر اے میرے معزز مہمان! آپ اس ہولناک اور موت کی غار میں داخل ہوں گے۔ پھر روخا نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ اور چلا

Uploaded By Muhammad Nadeem

اٹھانا نہیں نہیں میں آپ کو ہرگز ایسا مشورہ نہ دوں گا۔ اس کام سے باز رہیں اس شیطانی درندے کی غار میں داخل نہ ہوں اور اگر آپ نے ایسا کیا تو کبھی بھی آپ وہاں سے لوٹ نہ سکیں گے۔ یوناف نے روخا کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اسے تسلی دینے کے انداز میں کہا! اے روخا! تم فکرمند نہ ہو۔ میں تمہاری طرح کوئی عام سا آدمی نہیں ہوں۔ تم دیکھو گے میں اس غار سے اپنے رب کے چاہنے پر ضرور واپس آؤں گا۔ اور تم دیکھو گے ان سرزمینوں کے اندر ان شیطانی درندوں پر غالب آنے والا بھی میں ہی ہوں گا۔

اے روخا! تم نے دیکھا ان شیطانی درندوں کو بھی میرے آنے کی خبر ہو گئی۔ اسی لیے تمہارے گھر میں داخل ہوتے ہی انہوں نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ اس طرح وہ میرا خاتمہ کر کے ان سرزمینوں کے اندر اپنے آپ کو محفوظ کرنا چاہتے ہیں۔ پھر ایسا ممکن نہیں ہے میں تو ان شیطانی قوتوں کے لیے موت ثابت ہوں گا۔ اے روخا مجھے افسوس ہے کہ اس چیتے نے تمہارے گھر کی ایک دیوار خراب کر دی ہے۔ پھر اپنے لباس کے اندر سے یوناف نے چند سنہری سکے نکالے اور اپنی مٹھی کے اندر دبا کر ان سکوں کو اس نے رازداری کے ساتھ روخا کی مٹھی میں منتقل کرتے ہوئے کہا۔ یہ سنہری سکے رکھو۔ ان سے اپنے گھر کی مرمت کرنے کے علاوہ اپنی حالت بھی سنوار لینا۔ یوناف کی باتوں سے روخا اب کسی قدر پرسکون ہو گیا تھا۔ یوناف نے دیکھا چاند اب دور مشرق سے طلوع ہو رہا تھا اور چاندنی آہستہ آہستہ اب بلندیوں سے اتر کر دھرتی کے سینے پر پھیلنا شروع ہو گئی تھی۔ یوناف نے پھر بستی کے سردار مجتا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ اے مجتا! تم نے بتایا نہیں کہ کیا جھیل میرو کے کنارے چیتے کی غار تک تم میں سے کوئی میری راہنمائی کرے گا۔

یوناف کے اس استفسار پر مجتا یوناف کے قریب آیا اور رازدارانہ لہجے میں اس نے کہا، اے روحوں کی تسخیر کرنے والے جھیل میرو کے کنارے اس چیتے کی غار تک تمہاری راہنمائی کریں گے لیکن یہ لوگ غار کے اندر داخل نہ ہوں گے۔ بلکہ باہر ہی کھڑے رہ کر تمہارا انتظار کریں گے۔ یہ مسلح جوان جو اس وقت تعداد میں بارہ ہیں یہ بہترین جنگجو اور عمدہ قسم کے شکاری ہیں اور غار سے باہر خطرے کی صورت میں یہ تمہاری مدد بھی کر سکتے ہیں اور پھر اتنے۔ اور ایسے مسلح جوانوں پر وہ چیتا حملہ آور بھی نہیں ہوتا۔ میں ابھی ان جوانوں کو سمجھا دیتا ہوں یہ تمہارے ساتھ روانہ ہو جائیں مجتا جس وقت اپنے مسلح محافظوں کی طرف متوجہ ہوا۔ اس وقت یوناف لکڑہارے روخا کے پاس آیا اور بڑی ہمدردی میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے روخا تم اپنے گھر میں جاؤ۔ اور اپنے اہل خانہ کو تسلی دو۔ غار سے ہو کر اب میں تمہارے گھر نہ آؤں گا بلکہ یہاں قیام کرنے کے لیے بستی کی جنوبی سرائے کا رخ کروں گا۔ میرا اب تمہارے ہاں ٹھہرنا تمہارے اور تمہارے اہل خانہ کے لیے خطرناک ہے۔ اس لیے کہ شیطانی قوتیں جان گئی ہیں کہ میں ان پر گرفت کرنے والا ہوں۔ لہذا انہوں نے میری آمد کے ساتھ ہی مجھے اپنا نشانہ بنانے کی کوشش کی پر وہ ناکام رہیں اب میں اس بستی میں کسی کے ہاں بھی نہ ٹھہروں گا۔ کیونکہ میری وجہ سے میرے میزبان مصیبت اور اذیت میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ یوناف کے اس طرح سمجھانے پر روخا مطمئن ہو کر اپنے گھر میں چلا گیا۔ اتنی دیر تک مجتا نے اپنے محافظوں کو بھی ساری بات سمجھا دی تھی۔ لہذا یوناف ان بارہ مسلح جوانوں کے ساتھ جھیل میرو کے کنارے چیتے کی غار کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

کلوانام کی اس بستی کے جنوب میں جھیل بیرو کے کنارے کوہستانوں کا وہ ایک طویل سلسلہ تھا جہاں سردار مجستا کے مسلح جوان یوناف کو لے کر آئے تھے۔ اور چاندنی رات میں وہ ایک جگہ رک گئے پھر ان میں سے ایک یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے مہربان اجنبی! وہ سامنے دیکھو اس خوفناک چیتے کا غار دکھائی دے رہا ہے۔ اب تم اس غار میں جاؤ اور ہم سب یہیں کھڑے ہو کر تمہارا انتظار کرتے ہیں اس پر یوناف نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا "اب تم سب واپس جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔ میں اب تمہاری ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ اس پر ان محافظوں سے پھر ایک نے کہا۔ ہم اس طرح واپس نہ جائیں گے۔ بلکہ ہم تمہارا یہاں رک کر انتظار کرتے ہیں۔ اس طرح واپس جانے پر اگر سردار مجستا نے ہم سے تمہارے متعلق پوچھا تو ہم اسے کیا بتائیں گے لہذا تم غار میں داخل ہو جاؤ۔ اگر تم اس غار سے باہر آ گئے تو یہاں کے لوگ تسلیم کر لیں گے کہ تم غیر معمولی قوتوں کے مالک ہو۔ اور اگر تم اس غار سے باہر نہ آ سکے۔ تو پھر ہم سردار مجستا سے جا کر کم از کم یہ تو کہہ دیں گے تا کہ غار کے اندر چیتے کی خونخواری کا شکار ہو گئے ہو۔

یوناف نے اس محافظ کو کوئی جواب نہ دیا اور وہ آگے بڑھ گیا۔ جب وہ اس فوق الفطرت چیتے کے غار کے پاس گیا تو اس نے دیکھا کہ غار کے سامنے ہڈیوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ شاید یہ ان جانوروں کی ہڈیاں تھیں جو خوراک کے طور پر اس چیتے کو پیش کئے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ یوناف نے یہ بھی دیکھا کہ اس غار کے عین منہ کے اوپر ایک بہت بڑی چٹان کو تراش کر چیتے کی شکل دی گئی تھی اور پھر چٹان سے تراشے ہوئے اس چیتے پر سیاہ رنگ کر دیا گیا تھا اور چاندنی رات میں غار کے منہ پر وہ مجسمہ انتہائی خوفناک اور دہشت خیز منظر پیش کر رہا ہے۔

اس موقع پر یوناف نے ہلکی اور مدھم آواز میں پکارا۔ ابلیکا! ابلیکا! کہاں ہو تم؟

اس پر ابلیکا نے فوراً یوناف کی گردن پر لمس دیا اور بولی۔ میں یہیں ہوں میرے حبیب تمہیں چھوڑ کر میں کہاں جا سکتی ہوں۔ یوناف نے کہا۔ میں اس غار میں داخل ہونے لگا ہوں اور ایسا کرنے سے پہلے میں تمہیں اس کی اطلاع کرنا چاہتا تھا۔ ابلیکا نے نرم اور چاہتوں بھری آواز میں کہا: اے یوناف اس غار میں داخل ہوتے اپنی ہیئت ایسی تبدیل کر لو کہ کوئی آنکھ تمہیں دیکھ نہ سکے۔ اور اپنی تلوار پر بھی عمل کر لو تا کہ غار کے اندھیروں کے اندر یہ روشن رہے اور تم غار کے اندرونی حصوں کا جائزہ لے سکو۔ یوناف نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا۔ اے ابلیکا! تم نے یقیناً میرے دل کی بات کی ہے میں خود بھی ایسا ہی کرنے کا ارادہ کر چکا تھا۔ اس کے ساتھ یوناف اس غار کے منہ کی طرف بڑھا تھا۔ اس وقت چاند کافی بلند ہو چکا تھا۔ چاندنی ہر سو پھیل کر ہر شے کو روشنی میں نہلا گئی تھی جب کہ جھیل بیرو کا پانی طوفانی انداز میں ساحلی چٹانوں سے ٹکرا کر شور کر رہا تھا۔

یوناف نے ایک بار گم سم اداس چاندنی کی طرف دیکھا۔ پھر وہ غار میں داخل ہوا اس نے دیکھا غار کے اندر سوچوں کے زہر کی سی خاموشی اور ویران اندھیری رات کی سی اداسی اور ویرانی تھی۔ پھر اچانک یوناف کی گردن اینٹھ گئی اور تیوریاں چڑھ گئیں جیسے اسے فطرت کے جلال کا سہارا مل گیا ہو۔ پھر اس نے چنگھاڑتے طوفانوں جیسی اپنی آواز میں چلاتے ہوئے کہا۔ اے بدی کے گماشتو! میں تمہاری الم پسندی کے سامنے احساس ندامت کے ساتھ گردن جھکا کر تم سے رحم کی بھیک نہ مانگوں گا۔ میں تمہارے سامنے ایک ہولناک قوت ثابت ہو کر سلگتی ریت کے صحرا کی طرح تم پر وارد ہوں گا۔

یوناف کی یہ آواز آندھیوں اور طوفانوں کی سی بازگشت کے ساتھ غار کے اندر گونج گئی تھی۔ پھر یوناف نے اپنی تلوار پر عمل کیا اور اس کی تلوار مشعل کی طرح روشن ہو گئی تھی اور غار کا اندرونی حصہ تلوار کی اس روشنی سے دور دور تک روشن ہو گیا تھا پھر یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا۔ اور ظاہری آنکھ سے وہ اوجھل ہو کر غار کے اندر آگے بڑھنے لگا تھا۔ اس نے دیکھا اس غار کے اندر جگہ جگہ انسانی پنجر اور

ہڈیاں بکھرے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ اس غار کے اندر سے درندوں کی بو بھی اٹھ رہی تھی وہ ایک کافی بڑی اور طویل غار تھی جو کوہستانی سلسلے کے اندر کافی دور تک آگے چلی گئی تھی۔ یوناف تیزی سے آگے بڑھتا ہوا۔ اس غار کے آخری حصے تک گیا۔ لیکن اس غار کے اندر اسے کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ کوئی درندہ اس وقت اس غار میں نہ تھا۔ پوری طرح غار کا جائزہ لینے کے بعد یوناف پلٹا۔ دوبارہ وہ غار کے منہ کے قریب آیا۔ پہلے اس نے اپنی ہیئت بدلی اور ظاہری آنکھ سے دیکھے جانے والی صورت میں آیا، پھر اس نے اپنی تلوار پر بھی عمل ختم کر دیا اور تلوار کو نیام میں ڈالنے کے بعد وہ غار سے باہر نکلا اسے دیکھتے ہی ایک محافظ نے چلا کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

میرے رفیقو ادھر دیکھو! وہ یوناف نام کا شخص زندہ اور سلامت غار سے باہر آگیا ہے۔ ان سرزمینوں کے اندر یہ پہلا شخص ہے جو چیتوں کی اس غار سے یوں سلامتی کے ساتھ نکل آیا ورنہ جو بھی اس غار میں داخل ہوا لوٹ کر نہ آیا۔ اس پر ایک دوسرے محافظ نے حیرت زدہ سی آواز میں کہا میرے ساتھیو! لکھ رکھو کہ یہ جوان کوئی عام آدمی نہیں ہے اور میرا دل کہتا ہے کہ یہی وہ فوق البشریت انسان ہے جو ان غیر فطری قسم کے چیتوں سے ہمیں نجات دلا سکتا ہے۔ اس کا سلامتی کے ساتھ اس غار سے نکل آنا اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ یہ جوان بے شمار قوتوں کا مالک اور یہ واقعی بدروحوں کو تسخیر کر لینے کی ہمت و قوت رکھتا ہے اور اے میرے ساتھیو!

وہ محافظ کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ ان کے دیکھتے ہی دیکھتے غار سے نکل کر یوناف ان کی طرف نہ آیا تھا بلکہ اس نے اس پہاڑی سلسلے پر چڑھنا شروع کر دیا تھا پھر یوناف اس جگہ آیا جہاں غار کے عین منہ کے اوپر ایک چٹان کو تراش کا چیتے کا مجسمہ بنایا گیا تھا اور جس کی وہاں کے مقامی لوگ پرستش کرنے لگے تھے۔ پھر ان محافظوں کے دیکھتے ہی دیکھتے یوناف اپنے دونوں ہاتھ چیتے کی اس سنگی مجسمے کے پیٹ پر جمائے اور اس وزنی مجسمے کو اٹھا کر اس نے غار کے منہ کے ایک طرف دے پھینکا تھا۔ وہ مجسمہ وہاں پتھروں پر گرا اور چور چور ہو گیا تھا۔ اس بار ایک اور محافظ نے چلا کر کہا، حیرت ہے اس یوناف نے کس آسانی سے اس مجسمے کو اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا ہے ورنہ یہ مجسمہ اس قدر بھاری تھا کہ اسے ہم جیسے بیس جوان بھی اٹھانے کی کوشش کرتے تو ہرگز نہ اٹھا سکتے تھے یوناف نام کا یہ جوان واقعی فوق البشر قوتوں کا مالک ہے اور مجھے امید ہے کہ یہ ہمیں چیتوں کی خونخواری سے ضرور نجات دلا دے گا۔ وہ محافظ خاموش ہو گیا۔ کیونکہ غار کے منہ سے اتر کر یوناف اب ان کی طرف آ رہا تھا۔

یوناف جب ان محافظوں کے قریب آیا تو ان میں ایک نے بڑی عقیدت مندی کے ساتھ یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے مہربان اجنبی! آپ واقعی فوق البشریت انسان ہیں۔ آپ نے یہاں ہماری موجودگی میں دو کام ایسے کئے ہیں جن کی بنا پر ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ایک نہ ایک دن آپ ضرور ان چیتوں پر غالب آجائیں گے۔ پہلا یہ کام کہ آج تک کوئی بھی اس غار میں داخل ہونے کے بعد سلامت نہ نکلا جب کہ آپ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے اس غار میں داخل ہوئے اور سلامتی کے ساتھ اس سے نکلے بھی۔ دوسرا خرق عادت کام آپ نے یہ کیا کہ غار کے منہ پر بنا ہوا اس چیتے کا سنگی مجسمہ آپ نے یوں اٹھا کر پھینک دیا۔ جیسے وہ کوئی وزن ہی نہ رکھتا ہو حالانکہ ہم جیسے بیس جوان مل کر بھی اسے اٹھانا چاہیں تو نہ اٹھا سکیں۔ آپ کی ان خصوصیات کی بنا پر ہم آج آپ کو آپ کے نام کی بجائے اپنا آقا، کہہ کر پکاریں گے پس اے آقا! آپ ہمارے ساتھ بستی کے سردار مجستا کے پاس چلئے۔ ہم آپ کی موجودگی میں آپ کے یہ دونوں کام اسے سارے لوگوں کی موجودگی میں بتائیں گے۔ تاکہ لوگوں کو تسلی ہو اور انہیں یقین آجائے کہ یہ چیتے اب اس سرزمین سے ختم ہونے کا وقت آگیا ہے۔

جب وہ محافظ خاموش ہوا۔ تب یوناف نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے میرے عزیز! تم واپس چلے جاؤ اور مجھے تنہا چھوڑ دو۔ اس طرح آتے ہوئے بستی کے جنوب میں جھیل ہیرو کے کنارے میں سرائے دیکھ چکا ہوں۔ میں اب اسی سرائے میں قیام کروں گا۔ اور چیتوں کے خاتمے سے متعلق سوچوں گا۔ بستی میں جس کے ہاں بھی میں قیام کروں گا۔ میرا یہ قیام خود اس اہل خانہ کے لیے بھی مصیبت اور عذاب بن کر رہ جائے گا۔ کیونکہ جس گھر میں بھی میں ٹھہروں گا وہ چیتے انہیں اپنا دشمن سمجھ کر ان پر حملہ آور ہو جائیں گے لہذا میں اپنے قیام کو دوسروں کے لیے ہلاکت و پریشانی کا باعث نہیں بنانا چاہتا۔ اب تم جاؤ اور مجھے تنہا چھوڑ دو۔

اس پر ایک اور محافظ نے اندیشوں میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔ اگر ہم چلے گئے اور ہمارے جانے کے بعد وہ چیتے آپ پر حملہ آور ہو کر آپ کو کہیں نقصان ہی نہ پہنچا دیں۔ یوناف اسے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا۔ میں تو خود چاہتا ہوں کہ وہ مجھ پر حملہ آور ہوں اور پھر میں دیکھوں وہ کیا چیز ہیں، ایسا کر کے وہ میرے کام کو کافی حد تک آسان بنا دیں گے۔ لہٰذا تم سب جاؤ۔ مجھے ان چیتوں کی طرف سے کسی بھی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے میں تمہارا ممنون ہوں کہ تم نے بستی سے یہاں تک میرا ساتھ دیا۔

وہ سب محافظ یوناف کے کہنے پر وہاں سے چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد یوناف تھوڑی دیر تک وہاں خاموش کھڑا رہا۔ پھر وہاں سے ہٹ کر وہ جھیل میرو کے کنارے آ کھڑا ہوا تھا۔ فضا اس وقت خاموش تھی چاندنی اور تاریکی ایک دوسرے سے دست و گریبان تھیں۔ چاندنی رات میں جھیل کے بطن سے اٹھنے والی موجیں کنارے کی طرف آتے ہوئے دم توڑ رہی تھیں۔ تھوڑی دیر تک وہاں کھڑے رہ کر چاندنی رات میں اس منظر سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ نہ جانے یوناف کیا سوچتا رہا۔ یہاں تک کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور پوچھا۔ کیا سوچ رہے ہو میرے حبیب! اس پر یوناف چونکا اور پوچھا اے ابلیکا تو نے اس چیتے کو دیکھا جو اس لکڑہارے روخا کے گھر میں مجھ پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ استفسار پر ابلیکا نے شرمندہ شرمندہ سی آواز میں کہا۔ اے میرے حبیب! وہ سب کچھ ایسی تیزی اور سرعت میں ہوا کہ میں اس معاملے کو سمجھ ہی نہ سکی۔ یوناف نے دوبارہ ابلیکا کو مخاطب کر کے کہا اے ابلیکا! اس چیتے کے مجھ پر لکڑہارے کے گھر میں حملہ آور ہونے سے مجھ پر ایک اور بہت بڑا انکشاف بھی ہوا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ آنے والے دنوں میں یہی اندیشہ اگر حقیقت بن کر ہمارے سامنے نمودار ہوا تو نہ صرف یہ کہ ہماری مصروفیات میں اضافہ ہو جائے گا بلکہ ہمارے لیے کئی دشواریاں بھی اٹھ کھڑی ہوں گی۔

اس پر ابلیکا نے چونک کر پوچھا! اے میرے حبیب! تمہارا اشارہ کس اندیشے اور حقیقت کی طرف ہے یوناف نے جواب دیتے ہوئے سنجیدہ سی آواز میں کہا۔ اے ابلیکا! تم نے دیکھا جب لکڑہارے روخا کے گھر میں اس چیتے نے مجھ پر حملہ کیا تھا اور میں نے اسے اٹھا کر جو سوراخ بنا کر وہ اندر آیا تھا اسی سے اسے باہر

پھینک دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی میں اٹھ کر جب باہر آیا تھا تو وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ آخر وہ چیتا کدھر گیا۔ اگر اس فوق الفطرت مخلوق نے اپنے آپ کو چیتے سے انسان میں تبدیل کر لیا تھا تو کم از کم روخا کے اس مکان سے باہر ہمیں کوئی انسان ہی دکھائی دیتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ جب میں روخا کے مکان سے نکلا تو وہاں پر نہ چیتا تھا اور نہ ہی کوئی انسان وہاں تھا۔

اے ابلیکا! اس انکشاف سے یہ اندیشہ سامنے آتا ہے کہ یہ مافوق الفطرت مخلوق خباثت و شیاطین کی طرح اور بھی بہت سی سحری قوتوں کی مالک ہے جن کی بنا پر روخا کے مکان سے باہر روپوش ہو کر اپنے آپ کو وہ چیتا فوراً محفوظ کر گیا تھا۔ اور اے ابلیکا اگر ان دونوں چیتوں کی عمر اور زندگی بھی شیاطین جیسی طویل و دراز ہوئی تو پھر یہ دونوں نر مادہ چیتے تو ایک مدت دراز تک ہمارے لیے سر دردی اور تکلیف و اذیت کا باعث بنے رہیں گے۔ اس پر ابلیکا نے پر عزم آواز میں کہا اے میرے حبیب تم فکر مند نہ ہو پہلے ان دونوں چیتوں کو مل جانے دو۔ اور اگر یہ شیاطین کی طرح صدیوں پر محیط عمر پانے والے ہوئے تو پھر اس کے حل تلاش کرنے سے متعلق بھی دونوں مل کر بعد میں سوچیں گے اب اس وقت تم یہاں جھیل میرو کے کنارے کیوں کھڑے ہو گئے ہو، سرائے کی طرف چل کر آرام کرو۔ اور کل ان چیتوں کو تلاش کرنے کا کوئی راستہ نکالتے ہیں۔ ابلیکا کے کہنے پر یوناف جھیل میرو کے کنارے سے سرائے کی طرف چل دیا تھا راستے میں ابلیکا نے پھر یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہا۔

اے یوناف! ان دونوں نر مادہ اور مافوق الفطرت چیتوں کو تلاش کرنے کا ایک طریقہ کار میری سمجھ میں آتا ہے اس پر یوناف نے بڑی بے چینی اور بے تابی میں کہا، تو پھر رکی ہوئی کیوں ہو جلدی کہو۔ ابلیکا بولی اے یوناف! عزازیل نے عارب اور دیگر ساتھیوں کے ساتھ جو ان چیتوں سے متعلق گفتگو کی تھی تو اس گفتگو سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ دونوں چیتا نما انسان جو نر مادہ ہیں۔ دونوں بہن بھائی ہیں اور جڑواں پیدا ہوئے تھے۔ پس کل ہم کلوا نام کی اس بستی کے لوگوں سے ایسے لوگوں سے متعلق پوچھیں گے جو جڑواں پیدا ہوئے ہیں۔ اگر یہ ایک سے زائد جوڑے ہوئے تو ہم ان کے پیچھے لگ جائیں اور ان جوڑوں کے اندر

سے ان خونخوار بہن بھائی کو ڈھونڈ نکالیں گے اور دیگر جڑواں پیدا ہونے والوں کا ایک ہی جوڑا ہوا تو پھر اسی پر یقین کر لینے کے بعد اپنا ہاتھ چلائیں گے۔ ابلیکا کے خاموش ہونے پر یوناف بولا" اے ابلیکا! تمہارا یہ طریقہ کار درست ہے۔ لیکن اس طریقہ کار میں ایک قباحت بھی ہے اور اس میں کئی جانیں ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔

ابلیکا نے اس پر استفہامیہ انداز میں پوچھا۔ اس میں کیا قباحت ہے اور کن لوگوں کی جانیں ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ یوناف نے فکر گیر آواز میں کہا۔ اے ابلیکا! اس بستی میں سے جس نے بھی ہمیں یہ بتایا کہ یہاں فلاں فلاں جڑواں پیدا ہوئے تھے تو شیطانی چیتے ضرور اس پر حملہ آور ہو کر اس کا اور اس کے خاندان کا کام تمام کر دیں گے۔ اور میں نہیں چاہتا کہ کسی خاندان کا کام تمام کرانے کے بعد ہم ان چیتوں کو سراغ لگانے کی طرف مائل ہوں اور اس کے لیے میں کوئی ایسا طریقہ کار استعمال کروں گا۔ جس کے استعمال سے یہاں کا کوئی آدمی ملوث نہ ہو یوناف کی اس بات کو تسلیم کرتے ابلیکا نے بھی اس بار تفکرات میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا، تمہارے اندیشے درست ہیں یوناف بہر حال کسی نہ کسی بھی طریقے سے ہم ان چیتوں کو تلاش کرنے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔ اب تم سرائے میں چل کر آرام کرو اس پر یوناف نے ابلیکا کو کوئی جواب نہ دیا اور جھیل میرو کے کنارے کنارے وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگا تھا۔

جس وقت یوناف سرائے میں داخل ہوا اس نے دیکھا کہ بستی کے سردار مجستا کے وہ سب محافظ جو اس کے ساتھ چیتے کی غار تک گئے تھے وہ سب وہاں سرائے کے اندر جمع تھے۔ یوناف سرائے میں داخل ہوا ہی تھا کہ ڈھلتی ہوئی عمر کا ایک شخص تیزی سے یوناف کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہا میرا نام مرکشیس ہے اور میں اس سرائے کا مالک ہوں، سردار مجستا کے ان محافظوں نے مجھے آپ کے متعلق پہلے ہی بتا دیا ہے۔ آپ جیسے لوگ انتہائی قابل احترام ہوتے ہیں جو بدروحوں اور شیطانی قوتوں کو تسخیر کرنے کی مہارت رکھتے ہوں میں اپنی سرائے میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ یہ محافظ مجھے بتا رہے تھے کہ آپ چیتوں کی غار میں داخل ہو کر زندہ سلامت باہر نکل آئے تھے۔ اس کے علاوہ غار کے منہ پر بنے ہوئے چیتے کے بھاری اور وزنی مجسمے کو اٹھا کر آپ نے زمین پر پھینک کر چور چور کر دیا ہے اے مہربان نووارد! مجستا کے محافظ آپ کو آقا کہہ کر پکار رہے تھے۔ آج سے آپ کو آقا اور مالک کہہ کر ہی مخاطب

کروں گا۔

سرائے کے مالک کی گفتگو سننے کے بعد یوناف کے لبوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر اس نے انتہائی نرمی میں کہا۔ اے مرکشیس! میں تمہارا ممنون ہوں اور تم میرے ساتھ ایسا عمدہ سلوک روا رکھ رہے ہو۔ اے مرکشیس! میں ان سرزمینوں کی طرف آیا ہی اس غرض سے ہوں کہ یہاں کے لوگوں کو ان خونخوار چیتوں کی تباہی سے نجات دلاؤں گا۔ اور مجھے امید ہے کہ میں ضرور ان چیتوں کو عیاں کرنے اور ان پر قابو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ اس پر مرکشیس نے بڑی انکساری اور عقیدت مندی میں کہا۔ اے آقا! میں نے آپ کے لیے اپنی سرائے کا سب سے اچھا کمرہ صاف ستھرا کرا کر اس میں آپ کے لیے اچھا سا بستر لگا دیا ہے۔ آپ میرے ساتھ آئیں میں آپ کو آپ کا کمرہ دکھاتا ہوں۔ یوناف نے دیکھا سرائے کی عمارت بڑے بڑے پتھروں سے بنی ہوئی تھی۔ مرکشیس یوناف کو ایک صاف ستھرے کمرے میں لے کر گیا۔ اور اسے وہ کمرے دکھاتے ہوئے مرکشیس نے پوچھا۔ کیسا لگا آپ کو یہ کمرہ؟

یوناف نے کمرے کا جائزہ لیا۔ وہ کمرہ کافی بڑا تھا اور سرائے کے اس حصے میں تھا جو جھیل کے کنارے کی جانب تھا کمرے کے ایک کونے میں مسہری پر صاف ستھرا بستر لگا ہوا تھا۔ کمرے کے پشت کی جانب ایک کھڑکی بھی تھی جو جھیل کی طرف کھلتی تھی۔ اس کھڑکی کے دونوں لکڑی کے پٹ کھلے ہوئے تھے تاہم کھڑکی میں لوہے کا ایک مضبوط جنگلا بھی لگا ہوا تھا اس لحاظ سے کھڑکی کی طرف والا حصہ مضبوط اور محفوظ تھا۔ یوناف نے سرائے کے مالک مرکشیس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا میں سمجھتا ہوں کہ یہ سرائے کے کمروں سے اچھا کمرہ ہے اور اے مرکشیس اس کے لیے میں تمہارا ممنون ہوں کہ تم نے میری اس قدر دیکھ بھال کی اور میرے لیے ایسے کمرے کا انتظام کیا۔ یوناف کی اس گفتگو پر مرکشیس خوش ہو گیا اور کہا۔ اے آقا! آپ تو اس کے زیادہ حق دار ہیں۔ میں نے تو آپ کے لیے کچھ بھی نہیں کیا۔ اب آپ اپنے کمرے میں بیٹھیں اور میں آپ کے لیے کھانے کا بندوبست کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی مرکشیس مسکراتا ہوا وہاں

سے نکل گیا تھا۔ یوناف پشت کی طرف کھلنے والی کھڑکی میں کھڑا ہو کر جھیل کا نظارہ کرنے لگا تھا۔ مجستا کے محافظوں نے جب دیکھا کہ یوناف کو سرائے میں رہنے کے لیے کمرہ مل گیا ہے۔ تو وہ سب بھی سرائے سے نکل کر بستی کی طرف چلے گئے تھے۔

بنی اسرائیل اس وقت تک راہ راست پر رہے جب تک ان کے اندر ان کی قاضی عورت دبورہ اور اس کا سپہ سالار برق رہے۔ ان دونوں کے بعد بنی اسرائیل پھر پہلے کی طرح بدی برائی اور گناہ میں ملوث ہو گئے۔ لوگ بت پرستی میں ملوث ہو گئے۔ اور بستی بستی قریہ قریہ میں کنعانیوں کے دیوتا بعل اور دیوی عشتارات کے معبد تعمیر ہونا شروع ہو گئے ان حالات میں جب کہ بنی اسرائیل پوری طرح گمراہی اور بے راہ روی میں ملوث ہو گئے ہمسایہ اقوام میں سے عمالیقیوں اور مدیانیوں نے بنی اسرائیل کے اندر بدی و گمراہی کے باعث پیدا ہونے والے نفاق، انتشار اور نا اتفاقی سے فائدہ اٹھایا۔ یہ مدیانی اور عمالیقی ٹڈی دل کی صورت میں بنی اسرائیل کے علاقوں میں داخل ہوتے ان کا قتل عام کرتے بھیڑ، بکریاں، گائے بیل اور گھوڑے گدھے اپنے ساتھ ہانک کرلے جاتے اور بنی اسرائیل کے ہاں سے کھانے پینے کی اشیاء بھی سمیٹے چلے جاتے تھے۔

بنی اسرائیل کی اس لوٹ مار اور تباہی و بربادی میں مدیانیوں اور عمالیقیوں[1] کے بادشاہ بھی شامل تھے۔ مدیانیوں کے بادشاہ زبح نے اپنے لشکر کے سالار عوریب کو یہ احکامات دے رکھے تھے کہ جو لوگ بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوتے کو نکلتے ہیں اور ان کی لوٹ مار کرتے ہیں ان کی اپنی لشکریوں سے مدد کیا کرے دوسری طرف عمالیقیوں کے بادشاہ ضلمنع نے بھی اپنے سالار زئیب کو اسی طرح کے احکامات جاری کر رکھے تھے۔ پس یہ دونوں قومیں مل کر بنی اسرائیل کو تباہ و برباد کرنے پر تل گئی تھیں

---

[1] مدیانی اور عمالیقی بادشاہوں اور سپہ سالاروں کے یہ نام توریت سے حاصل کئے گئے ہیں۔

ان حالات میں بنی اسرائیل نے خلوص نیت کے ساتھ اور خوب گڑگڑا کر اپنے رب سے مصر
اور عمالیقیوں کے خلاف فریاد کی۔ خداوند کو شاید بنی اسرائیل کی یہ عاجزی وانکساری پسند
آئی اور اس نے ایک شخص جدعونؓ بن یواس کی وساطت سے بنی اسرائیل کی مدد ونصرت کی
جدعون نام کا یہ جوان فلسطین کے شہر عفرہ میں رہنے کے ایک کولھو میں گیہوں
جھاڑنے کا کام کرتا تھا۔ ایک روز یہ جدعون اپنے کام میں مصروف تھا کہ خداوند کا فرشتہ
جبرائیل انسانی صورت میں اس کے سامنے آیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے
زبردست سورما! خداوند تیرے ساتھ ہے سو تو اٹھ اور مصریانیوں اور عمالیقیوں کے مقابلے
میں بنی اسرائیل کی مدد کر۔ جدعون شاید جان گیا تھا کہ وہ خداوند کا فرشتہ ہے۔ لہٰذا جدعون
نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے مالک! اگر خداوند ہمارے ساتھ ہے تو پھر ہم پر
یہ حادثات کیوں گزر رہے ہیں اور وہ عجیب کام اب کیوں ظہور میں نہیں آتے جن کا
ذکر ہمارے آباؤ اجداد کرتے ہیں کہ کس طرح معجزانہ انداز میں خداوند نے بنی اسرائیل کو سلامتی
اور امن کے ساتھ فرعون سے نجات دی اور انہیں مصر کی سرزمین سے نکال کر فلسطین میں
آباد کیا۔

ذرا خاموش رہنے کے بعد جدعون خداوند کے اس فرشتہ کو مخاطب کر کے پھر بولا
اور اے مالک! اب خداوند نے ہمیں کیوں چھوڑ دیا ہے۔ اور کیوں ہمیں مصریانیوں کے
رحم وکرم پر ڈال دیا ہے۔ تب فرشتے نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ بس تو اٹھ اور
مصریانیوں وعمالیقیوں سے بنی اسرائیل کو بچا۔ اس پر جدعون بولا۔ میں کیسے بنی اسرائیل کو مدیانیوں
اور عمالیقیوں کے ظلم وستم سے نجات دوں؟ فرشتے نے کہا! جب خداوند تیرے ساتھ
ہے۔ تو پھر تجھے کس بات کا خوف وخدشہ ہے اور تو خداوند کے حکم اور اس کی نصرت سے
مصریانیوں اور عمالیقیوں کو ایسے مارے گا۔ جیسے کوئی ایک آدمی کو مارتا ہے۔ سو تو اٹھ
اور بنی اسرائیل کی راہنمائی کا سامان کر۔
اس پر جدعون نے کچھ سوچا اور پھر اس فرشتے سے کہا: اگر خداوند کا مجھ پر ایسا کرم

لہ بنی اسرائیل جدعون کو خدا کا نبی مانتے ہیں۔ اس کے لیے ملاحظہ ہو توریت۔ حصہ قضاۃ
باب۔ ۶ آیت۔ ۸۔

ہو ہی گیا ہے۔ تو پھر میں اس کی کوئی نشانی دیکھنا چاہتا ہوں۔ اے مالک میں اپنے گھر کی
طرف جاتا ہوں۔ اور تم سے التماس کرتا ہوں کہ میرے واپس آنے تک تو یہیں رہنا۔ اور
یہاں سے نہ جانا یہاں تک کہ میں اپنا ہدیہ نکال کر تیرے سامنے نہ لا رکھوں۔ اس پر اس
فرشتے نے کہا۔ جب تک پھر نہ آجائے میں یہیں کھڑا ہوں اس پر جدعون اپنے گھر کی
طرف بھاگا۔ اس نے بکری کے ایک بچے کو ذبح کیا اور کچھ فطیری روٹیاں اس نے تیار کیں
سو جدعون نے بکری کے بچے کے گوشت کو پکایا۔ اور گوشت روٹیاں ایک ٹوکری میں
رکھ کر اور شوربا ہانڈی میں ڈال کر وہ دونوں چیزیں لے کر لوٹا۔ اس نے دیکھا فرشتہ
وہیں بلوط کے درخت تلے کھڑا تھا جہاں وہ اُسے چھوڑ کر گیا تھا۔
جب جدعون فرشتے کے پاس گیا۔ تو فرشتے نے اپنے سامنے ایک چٹان کی طرف
اشارہ کرتے ہوئے کہا اے جدعون گوشت اور روٹیوں کو لے جا کر اس چٹان پر رکھ
دو۔ اور جو تیرے پاس ہانڈی میں شوربا ہے اسے بھی اس چٹان پر لے جا کر انڈیل
دے۔ جدعون نے ایسا ہی کیا تب وہ فرشتہ اس چٹان کی طرف بڑھا اور اس فرشتے کے
ہاتھ میں ایک عصا تھا۔ چٹان کے اوپر جا کر اس فرشتے نے اپنے عصا کی نوک سے
ان روٹیوں اور گوشت کو چھوا۔ اس کو چھونا تھا کہ اس چٹان سے ایک آگ نمودار
ہوئی اور اس آگ نے روٹیوں اور گوشت کو بھسم کر کے رکھ دیا تھا۔ اور اس کے ساتھ
ہی چٹان پر کھڑا خداوند کا فرشتہ بھی غائب ہو گیا تھا۔ تب جدعون کو یقین ہو گیا
کہ وہ خداوند کا فرشتہ ہے اور جو کام کرنے کے لیے اسے کہا گیا ہے۔ اس میں خداوند
کی رضامندی اور نصرت شامل ہے۔ پس جس جگہ فرشتے نے اپنے عصا سے فطیری
روٹیوں اور گوشت چھوا تھا۔ اس جگہ جدعون نے خداوند کے لیے ایک مذبح بنایا
اور اس مذبح کا نام اس نے یہوواہ سلوم رکھ دیا۔
فرشتے کے ذریعے سے خداوند کا یہ پیغام ملنے کے بعد جدعون نے سب سے
پہلا کام یہ کیا کہ اس بستی میں جو بعل دیوتا کا معبد اور مذبح بنا ہوا تھا۔ وہ دونوں
چیزیں اس نے اپنے ساتھ کچھ جوانوں کو ملا کر گرا دیں۔ دوسرے روز جب

لہ یہ مذبح جو جدعون نے بنایا تھا۔ صدیوں بعد تک قائم رہا۔

لوگوں نے دیکھا کہ بعل دیوتا کا معبد اور مذبح گرا دیا گیا تھا تو وہ بڑے غضب ناک اور سیخ پا ہوئے اور اس کے لیے انہوں نے پرسش اور تحقیقات کرنی شروع کر دی۔ یہاں تک کہ انہیں پتہ چل گیا کہ یہ کام ان کی بستی کے ایک شخص یوآس کے بیٹے جدعون نے کیا ہے۔ اس بستی کے اکثر لوگ یوآس کے گھر سے باہر جمع ہو گئے۔ یوآس نے جب یہ معاملہ دیکھا تو اپنے گھر سے باہر آیا اور وہاں کھڑے لوگوں کو مخاطب کر کے اس نے ان کے وہاں جمع ہونے کی وجہ پوچھی۔

اس پر مجمع میں سے ایک شخص نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے یوآس! تیرے بیٹے نے بعل کا معبد اور مذبح گرا دیا ہے۔ بس تو اپنے بیٹے کو باہر نکال تا کہ اس جرم میں اسے قتل کیا جائے۔ یوآس نے جب یہ خبر سنی تو اس نے بڑی ہوش مندی سے کام لیا اور سارے مجمع کو اس نے مخاطب کر کے کہا۔ کیا میرے بیٹے کو قتل کر کے اور بعل کی خاطر تم آپ لوگوں سے جھگڑا کر کے تم لوگ بعل کو بچا لو گے۔ اے لوگو! سنو میرے بیٹے پر ہرگز ہرگز ہاتھ نہ اٹھانا بعل اگر خدا ہے تو آپ ہی اپنی خاطر جھگڑے اور اپنا معبد اور مذبح ڈھانے والے سے انتقام لے۔ لہٰذا تم منتشر ہو کر اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔

یوآس چونکہ اپنی بستی میں صاحب عزت اور بزرگ انسان سمجھا جاتا تھا۔ لہٰذا لوگوں نے اس کے مشورے اور اس کی باتوں کو قبول کر لیا اور اپنے گھروں کی طرف چلے گئے تھے۔ یہ معاملہ ٹل جانے کے بعد جدعون کو کھل کر کام کرنے کا موقع مل گیا اس نے بنی اسرائیل کے قبائل منسی، آشر، زبولون اور نفتالی کی طرف قاصد بھجوائے انہیں مدیانیوں اور عمالیقیوں کے خطرات سے آگاہ کیا اور ان کے مسلح جوانوں سے اس نے التماس کی کہ مصریانیوں اور عمالیقیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے وہ اس کے پاس ابیعزر کی بستی کے پاس آ کر جمع ہوں اور بستی ابیعزر کے لوگوں نے بھی جدعون کا ساتھ دینے کا اعلان کر دیا۔ جدعون کی اس پکار کا بنی اسرائیل نے خاطر خواہ جواب دیا۔ جوق در جوق لوگ اس کے پاس آ کر جمع ہونے لگے۔ اس طرح جدعون کے پاس ایک جرار لشکر تیار ہو گیا تھا۔

دوسری طرف مدیانیوں اور عمالیقیوں کو بھی جدعون کی سرکردگی میں بنی اسرائیل کے ان

لہ توریت میں ان حالات کو ایسی ہی تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

جنگی اور عسکری تیاریوں کی خبر ہو گئی تھی۔ لہٰذا انہوں نے بھی اپنے دونوں سپہ سالار عوریب اور زئیب کی کمانداری میں ایک جرار متحدہ لشکر تیار کیا۔ اور اپنے اپنے لشکروں کا حوصلہ اور ہمت بڑھانے کی خاطر مصریانیوں اور عمالیقیوں کے بادشاہ زبح اور ضلمنع بھی اس لشکر میں شامل ہو گئے تھے۔ پس اپنی ساری عسکری تیاریاں مکمل کرنے کے بعد جدعون کے لشکر کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے یہ متحدہ لشکر آگے بڑھا اور یزرعیل کی وادی میں انہوں نے پڑاؤ کیا۔ اور جدعون اور اس کے لشکر کا انتظار کرنے لگے تھے۔ شاید مصریانیوں اور عمالیقیوں نے یزرعیل کی اس وادی ہی کو میدان جنگ بنانے کا عزم کر لیا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ وادی یزرعیل میں مقیم مصریانیوں اور عمالیقیوں کی طرف جانے سے پہلے اس نے یہ جانچا کہ اس جنگ میں واقعی اسے خداوندی تائید ہے یا نہیں اور یہ دیکھنے کے لیے کہ خداوند کی رضا اس کے ساتھ ہے اس نے ایک عجیب و غریب طریقہ اختیار کیا۔ جس وسیع میدان کے اندر وہ اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔ وہاں اس نے بھیڑوں کی اون حاصل کی۔ اور شام کے وقت اس نے وہ اون ایک کھلی جگہ رکھ دی اور اپنے رب سے دعا اور التماس کی "اے خداوند! بھیڑوں کی اون میں نے کھلے میدان میں رکھ دی ہے۔ اے خداوند مصریانیوں اور عمالیقیوں کے خلاف اس جنگ میں اگر تیری رضا میرے ساتھ ہے اور تو میرے ہاتھ کے وسیلہ سے بنی اسرائیل کو مصریانیوں اور عمالیقیوں کے ظلم و ستم اور غلامی و خونخواری سے نجات دینا چاہتا ہے تو جو اون میں نے کھلے میدان میں رکھ دی ہے سو اوس رات کے وقت اگر صرف اون پر ہی پڑے۔ اور آس پاس کی زمین اور اشیاء خشک اور سوکھی رہیں۔ تو میں جان لوں گا کہ خداوند میرے ساتھ ہے۔ اور میرے ہاتھ کے وسیلہ سے وہ بنی اسرائیل کی نجات اور فلاح چاہتا ہے۔

پس ایسا ہی ہوا جیسی جدعون نے خواہش ظاہر کی تھی۔ کیونکہ دوسرے روز صبح ہی صبح جب وہ میدان میں رکھی ہوئی اون کی طرف گیا تو اس نے دیکھا۔ اوس صرف اون پر ہی پڑی تھی اور ارد گرد کی اشیاء بالکل خشک تھیں۔ اور اس اون کو جب جدعون نے دبایا تو ایک پیالہ اوس کے اس پانی سے بھر گیا تھا۔ تب جدعون نے پھر اپنے رب سے التماس کی "اے خداوندا اے میرے رب! اگر تیرا غضب اور تیرا غصہ مجھ پر نہ ہو بھڑکے تو میں فقط ایک بار اور اس آزمائش سے متعلق عرض کرتا ہوں! اور میں چاہتا ہوں کہ ایک بار اور اس اون کے

ذریعے آزمائش کروں اور وہ اس طرح۔ کہ آج شام کو میں بھیڑ خشک اون اس میدان میں رکھ دوں گا اور میں چاہوں گا کہ اس بار اون خشک رہے اور ارد گرد کی ہر شے پر اوس پڑے۔ اگر ایسا ہو گیا۔ تو میرا یقین پختہ اور میرے حوصلے بلند ہو جائیں گے۔ پس دوسرے روز بھی شام کے وقت جدعون نے بھیڑوں کی اون میدان میں رکھ دی تھی، دوسرے روز صبح ہی صبح جب جدعون اور میدان میں گیا تو اس نے دیکھا کہ اون خشک تھی جب کہ آس پاس کی ہر شے پر اوس پڑی تھی۔ تب جدعون کو یقین ہو گیا کہ خداوند اس کے ساتھ ہے اور اس کے وسیلے سے وہ بنی اسرائیل کی فلاح اور سربلندی چاہتا ہے۔

اس کے بعد جدعون نے اپنے لشکر کے ساتھ مصریانیوں اور عمالیقیوں کی طرف پیش قدمی شروع کی اور آگے بڑھتے ہوئے وہ حرور کے چشموں کے پاس خیمہ زن ہوا۔ جب کہ مصریانیوں کا پڑاؤ ابھی ان کے شمال میں کوہستان مورہ کے متصل وادی یزرعیل کے اندر تھا۔ یہاں جدعون نے ایک رویا اور خواب دیکھا جس میں اسے اشارہ کیا گیا تھا کہ اپنے لشکر میں اعلان کر دے کہ جو اس جنگ میں حصہ نہیں لینا چاہتا تو واپس چلا جائے اس لیے کہ یہ فتح صرف خداوند کی نصرت کے باعث ہوگی۔ اور کل کو لوگ اپنے اوپر فخر کرتے ہوئے یہ نہ کہنے لگ جائیں کہ ان کے ہاتھوں نے بنی اسرائیل کو غلامی اور ستم سے نجات دی۔ پس اس خوف کو جدعون نے اپنے خداوند کی طرف سے ایک اشارہ اور حکم جان کر کے دوسرے روز اپنے لشکر میں منادی کرا دی کہ جو کوئی اس رونما ہونے والی جنگ سے ترساں و ہراساں ہو تو وہ واپس اپنے گھر کو جا سکتا ہے۔ پس کوہستان جلعاد کی اس وادی سے جس میں اس وقت جدعون اپنے لشکر کے ساتھ مقیم تھا بہت سے اسرائیلی لشکر سے نکل کر اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے گئے تھے۔ اور لشکر سے نکل کر جانے والوں کی تعداد بائیس[1] ہزار کے قریب تھی۔

جدعون اپنے لشکر کے ساتھ پھر آگے بڑھا۔ اور ایک بار پھر اسے رویا اور خواب میں یہ اشارہ ملا کہ جس طرف تمہارا لشکر آگے بڑھ رہا۔ وہاں راستے میں ایک چشمہ ہے۔ پس اس چشمے میں خداوند پھر تمہارے لشکر کو ایک فتنے اور آزمائش میں ڈالے گا اور جو کوئی اس آزمائش میں پورا اترے گا وہی مصریانیوں اور عمالیقیوں کے خلاف جنگ میں حصہ لے گا۔ اور

---

[1] توریت حصہ قضاۃ باب ۷، آیت ۳ میں یہی تعداد لکھی ہے۔

ساتھ ہی خواب میں جدعون کو یہ بھی بتا دیا گیا کہ تمہارے لشکر کا جو بھی عسکری اس چشمے سے چپڑ چپڑ کر زبان سے کتے کی طرح پانی پیئے گا۔ اسے لشکر سے نکال دیا جائے گا اور جو گھٹنے ٹیک کر پانی پیئے اسے ہی مصریانیوں اور عمالیقیوں کے خلاف جنگ کرنے والے لشکر میں شامل رکھا جائے پس جدعون جب عمالیقیوں اور مصریانیوں کا سامنا کرنے کے لیے کوہستان مورہ کی طرف بڑھا تو راستے میں ایک چشمہ پڑا۔ پس اس چشمے سے جس اسرائیلی نے بھی کتے کی طرح چپڑ چپڑ کر کے پانی پیا اسے لشکر سے نکال دیا گیا۔ اب لشکر میں صرف وہی لوگ باقی رہ گئے تھے جنہوں نے خداوند کے حکم کے مطابق اس چشمے سے گھٹنے ٹیک کر پانی پیا تھا۔

جب بنی اسرائیل کے لشکر کی خداوند کے احکامات کے مطابق تطہیر ہو گئی اور مصریانیوں اور عمالیقیوں کا متحدہ لشکر چشمے کے قریب ہی کوہستان مورہ کے متصل خیمہ زن تھا۔ کہ اگلی رات جدعون کو خواب میں پھر اشارہ ملا کہ "تو اٹھ اور نیچے اتر کر دشمن کی لشکر گاہ کی طرف جا اور کہ میں نے دشمن کے لشکر کو تیرے ہاتھ میں کر دیا ہے پس یہ اشارہ پا کر رات کے وقت جدعون اپنے خادم فوراہ کو ساتھ لے کر نیچے وادی میں دشمن کی لشکر گاہ کی طرف اترا۔ اس نے دیکھا وادی کے اندر مصریانیوں اور عمالیقیوں کا لشکر ٹڈیوں کی طرح پھیلا ہوا تھا۔ اور ان کے اونٹ اس قدر زیادہ تھے کہ لشکر کے ایک سمت دور دور تک اونٹ ہی اونٹ بیٹھے ہوئے تھے۔ جب جدعون۔ دشمن کی اس لشکر گاہ میں داخل ہوا تو وہ لشکر کے اندر ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں دشمن کا ایک لشکری اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اے میرے ساتھیو! میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ جو کی ایک روٹی مصریانی اور عمالیقی لشکر گاہ میں گری اور لڑھکتی ہوئی پڑاؤ کے پاس پہنچی اور اس سے ایسا ٹکرائی کہ پڑاؤ گر گیا" جب یہ خواب سنانے والا خاموش ہوا تو اس کے ایک ساتھی نے کہا کہ یہ روٹی جو تم نے خواب میں دیکھی ہے اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ مصریانیوں اور عمالیقیوں کے دشمن جدعون کی تلوار ہے۔ پس یاد رکھو کہ خداوند نے مصریانیوں اور عمالیقیوں کو مکمل طور پر اسرائیلیوں کے ہاتھ میں کر دیا ہے۔ جب جدعون نے یہ خواب اور اس خواب کی تعبیر

---

[1] جدعون کے لشکر کی خداوند کے احکامات کے مطابق یہ تطہیر توریت سے حاصل کی گئی ہے۔

بھی وہاں سنی تو وہ خداوند کے حضور سجدے میں گر گیا۔ پھر وہ اپنے لشکر میں لوٹ کر آیا اور بلند آواز میں اس نے اپنے لشکریوں کو مخاطب کر کے کہا۔

اے میرے عزیزو! اٹھ کھڑے ہو۔ کیونکہ خداوند نے مصریانیوں اور عمالیقی لشکر کو تمہارے ہاتھ میں کر دیا ہے اس کے بعد جدعون نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ اور ہر حصے میں نرسنگھے اور خالی گھڑے مہیا کر دیئے۔ اور ہر گھڑے کے اندر ایک ایک مشعل ڈال دی گئی تھی۔ پھر جدعون نے ان تینوں حصوں کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ دشمن کے پاس پہنچ کر میری طرف دیکھتے رہنا اور جب میں نرسنگا پھونکوں تو تم بھی نرسنگا پھونکنا۔ غرض وہی کام کرنا جو میں کروں اور ہر کام میں میرا اتباع کرنے کے ساتھ ساتھ یہ نعرہ بھی لگاتے جانا کہ یہوواہ کی اور جدعون کی تلوار۔

اتنی دیر تک مصریانی لشکر کا وہ سپاہی جس نے اپنا خواب بیان کیا تھا۔ اور جو اپنے لشکر کے لیے پہرہ دے رہا تھا اس کا پہرہ ختم ہو گیا۔ اور اس نے اپنا خواب دوسرے لشکریوں سے جا کر بیان کیا۔ اس طرح اس کے اس خواب کی تشہیر پورے لشکر میں ہو گئی۔ اور ان کے لشکر میں ایک طرح کا انجانا خوف سا پھیل گیا تھا ادھر جدعون نے اپنے لشکر کے ساتھ پیش قدمی کی اور دشمن کی لشکرگاہ کے کنارے اپنے لشکر کے تینوں حصوں کو اس نے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کھڑا کر دیا تھا۔

پس جدعون نے اپنے کام کی ابتدا کی اس نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پہلے نرسنگے پھونکے۔ پھر سو گھڑے توڑے اور گھڑوں کے اندر جلتی ہوئی مشعلیں اپنے ہاتھوں میں پکڑ لیں اور نعرے بلند کرنے لگا "یہوواہ اور جدعون کی تلوار"۔ اسی طرح جدعون کے لشکر کے دوسرے حصوں نے بھی جدعون کی پیروی کی نرسنگے بجائے گھڑے توڑے اور مشعلیں انہوں نے اپنے ہاتھوں میں پکڑ لیں۔ یہ اچانک رونما ہونے والا انقلاب مصریانیوں اور عمالیقیوں کے لیے غیر معمولی تھا۔ اس لیے کہ اس ایک سپاہی کا خواب تو پہلے ہی پورے لشکر پھیل چکا تھا۔ اب جو ہر طرف یہوواہ اور جدعون کی تلوار کے نعرے بلند ہونے لگے تو مصریانیوں اور عمالیقی لشکریوں کے اندر ایک کھلبلی اور افراتفری سی مچ گئی تھی۔ اور ہر کوئی بدحواس ہو کر جدھر منہ اٹھا بھاگنے لگا جب کہ جدعون نے اپنے لشکر کو حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا ہے۔ اس طرح بنی اسرائیل کے لشکر نے بھاگتے

مصریانیوں اور عمالیقیوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ وہ اسرائیلی جو لشکر میں شامل نہ ہوئے تھے وہ بھی اب دیکھتے ہوئے میدان میں کود پڑے کہ مصریانیوں اور عمالیقیوں کو جدعون کے مقابلے میں شکست ہوئی ہے۔

اس ہولناک جنگ میں ایک لاکھ بیس[1] ہزار دشمن کے لشکری مارے گئے۔ جدعون کے سپاہیوں نے اس جنگ میں مصریانیوں اور عمالیقیوں کے سالار عوریب اور زئیب دونوں کو زندہ گرفتار کر لیا اور دونوں ہی کو قتل کر دیا گیا تھا۔ یہ صورت حال دیکھ کر مصریانیوں اور عمالیقیوں کے بادشاہ زبح اور ضلمنع دونوں بھاگ کھڑے ہوئے اور ان کے ساتھ ان کی حفاظت کے لیے ان کے لشکر کا ایک حصہ بھی تھا۔ دونوں بادشاہوں کا تعاقب کرتے ہوئے اپنے لشکر کے ساتھ جدعون جب اسرائیلیوں کی ایک بستی سکات میں آیا تو اس نے وہاں کے اسرائیلیوں سے کہا۔ کہ میرے لشکر تھک گئے ہیں تم ان کے لیے کھانے کا بندوبست کر دو۔ لیکن انہوں نے ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ ان کے اس انکار پر جدعون نے غصے میں کہا جب زبح اور ضلمنع پر قابو پاؤں گا تو میں تمہارے جسموں نچواؤں گا۔ پھر جدعون سکات سے نکل کر فنوایل نام کی بستی میں آیا اور ان سے بھی التماس کی کہ وہ اس کے لشکریوں کے کھانے کا بندوبست کریں لیکن انہوں نے بھی ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

اس پر جدعون نے فنوایل کے لوگوں کو دھمکی دی کہ زبح اور ضلمنع پر قابو پانے کے بعد وہ ان کے شہر کی فصیل کے برج کو گرا کر رکھ دوں گا۔ اس طرح جدعون کے دونوں بادشاہوں کا تعاقب جاری رکھا اور دونوں کو پکڑ کر اس نے قتل کر دیا تھا۔ یہ کام کرنے کے بعد جدعون لوٹا اپنے وعدے کے مطابق اس نے فنوایل شہر کی فصیل کا برج گرا دیا۔ پھر وہ سکات میں آیا۔ وہاں ستتر سرداروں اور بزرگوں کو اس نے ایک جگہ جمع کیا پھر اس نے ببول اور گلاب کے کانٹوں سے سکاتیوں کی خوب تادیب اور مرمت کی۔ اس کے بعد بنی اسرائیل نے جدعون[2] کو اپنا بادشاہ بنا لیا اور وہ ان پر حکومت کرنے لگا تھا۔

---

[1] توریت میں اس جنگ کے اندر مارے جانے والے مصریانیوں اور عمالیقیوں کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار لکھی ہے۔

[2] اس جدعون کی بہت سی بیویاں تھیں جن سے اس کے ستر بیٹے تھے۔

جھیل میروکے کنارے کی سرائے میں اپنے قیام کے دوسرے روز یوناف شام سے کچھ دیر قبل اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ سرائے کا ایک ملازم تیزی سے اس کمرے میں داخل ہوا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے اس ملازم نے کہا۔ اے آقا! سردار مجتنا آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ یوناف اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور پوچھا، سردار مجتنا اس وقت کہاں ہے، سرائے کے ملازم نے کہا۔ وہ اس وقت آپ کے کمرے سے باہر کھڑا ہے، اور اس کے ساتھ اس کی بیٹی قرطیسہ بھی ہے۔ اس نے مجھے آپ کی طرف اس لیے بھیجا ہے کہ آپ اسے ملنے کی اجازت دیں۔ یوناف نے کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ مجھ سے ملنے کے لیے اسے میری اجازت حاصل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ جب چاہے میرے کمرے میں آکر مجھ سے مل سکتا ہے یوناف جب اپنے کمرے کے دروازے پر آیا تو ٹھٹھک کر رہ گیا۔ گو مجتنا اس کے کمرے سے باہر کھڑا تھا۔ اور اس میں ٹھٹھکنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔

لیکن مجتنا کے ساتھ جو اس کے ساتھ اس کی بیٹی قرطیسہ تھی وہ اس کے ٹھٹھکنے کی وجہ تھی۔ وہ لڑکی مافوق الفطرت حد تک خوبصورت اور پرکشش تھی۔ اس کی بڑی بڑی اور سبز گہری اور پرکشش آنکھوں کے اندر ایک تابکاری وہیبت، ایک طلسم وزمزمہ ایک فسوں ساز برق آگ کے شعلوں کی ایک شدت، شدید قسم کی سحر کی کشش تھی اس کے علاوہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اس کی آنکھوں میں انگاروں کے طیش اور لوٹے خلوص کا امتزاج ہو۔ اس کی آنکھیں بپھرے ہوئے دو تند دھاروں کی مانند تھیں جس کی وجہ سے یوناف زیادہ دیر تک اس لڑکی کی نگاہوں سے نگاہیں نہ ملا سکا تھا اور اس نے اس کے سراپا کا جائزہ لینا شروع کیا۔

اس کے سحر سوز ساز میں ڈوبا مربوط جسم ایک آئینۂ آبگینہ تھا۔ اس کا تناسب بے نظیر رنگ وجوانی جیسے ساگ بیتی اور جام مستی۔ اس کے چہرے کی سرخی کی آبشاروں میں عنبرو خوشبو، بے انت پیار میں بیدار حسرتوں کا رقص تھا۔ اس کے ہونٹوں کی بولتی خاموشی میں آتشیں حروف کے پیغامات تھے۔ یوناف نے یہ بھی محسوس کیا کہ اس لڑکی کی نور کا منبع آنکھیں جن میں ایک گرسنگی ایک پیاس تھی اس طرح یوناف کا جائزہ لے رہی تھیں جس طرح یوناف اس کا جائزہ لے رہا تھا۔ سردار مجتنا نے جب دیکھا کہ یوناف

اس کی بیٹی قرطیسہ کو بھرپور اور محویت سے دیکھ رہا ہے تو اس نے بڑی عاجزی اور انکساری میں پوچھا۔ اے روحوں کو تسخیر کرنے والے آقا! میرے ساتھ یہ میری بیٹی ہے۔ اس کا نام قرطیسہ ہے۔ کیا آپ کو اس پر اعتراض نہیں کہ یہ میرے ساتھ کیوں آئی ہے۔ دراصل میری بیٹی قرطیسہ کو ایسے لوگوں سے ملنے کا بے حد شوق ہے۔ جو روحوں کو تسخیر کرنے والے ہوں اسی بنا پر اس نے آپ سے ملنے کی خواہش کی اور میں اسے اپنے ساتھ لے آیا اس پر یوناف چونکا اور سنبھلا۔ پھر اس نے کہا۔ میں بھلا قرطیسہ کے آنے پر کیوں اعتراض کروں گا ہاں مجھے آپ کے اس رویے پر ضرور اعتراض ہے کہ آپ اجنبیوں کی طرح میرے کمرے کے دروازے پر کھڑے ہو گئے ہیں۔ آپ دونوں باپ بیٹی کو یہاں کھڑے ہو کر اجازت طلب کرنے کے بجائے سیدھا میرے کمرے میں چلا آنا چاہیے تھا۔

مجتنا نے معذرت طلب انداز میں کہا۔ اے آقا! آئندہ ایسا ہی ہو گا۔ ہم بغیر اجازت ہی کے آپ کے کمرے میں آجایا کریں گے۔ اس کے ساتھ یوناف نے دروازے سے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ یوناف کے کہنے پر مجتنا اور اس کی بیٹی اندر داخل ہوئے اور کمرے میں یوناف کے سامنے ایک نشست پر بیٹھ گئے پھر مجتنا نے خود ہی گفتگو کی ابتدا کرتے ہوئے کہا، میری بیوی مر چکی ہے اور ہم گھر کے صرف تین ہی افراد ہیں۔ ایک میری بیٹی قرطیسہ اور ایک ہی میرا بیٹا ہے۔ جس کا نام روفاش ہے یوناش دیوانگی اور جنوں کی حد تک شکار کا شوقین اور شکار کے سلسلے میں کئی کئی ہفتے اور کئی کئی ماہ گھر سے باہر ہی رہتا ہے۔ اب بھی وہ پچھلے کئی روز سے شکار پر گیا ہوا ہے۔

مجتنا ذرا رکا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔ اگر میرا بیٹا روفاش اس وقت گھر پر ہوتا تو ضرور ہم دونوں باپ بیٹی کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضری دیتا۔ اے آقا! ایک تو میری بیٹی قرطیسہ آپ سے ملنے کی بڑی خواہش مند تھی دوسرے میں اس لیے بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ سے پوچھوں۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ اس سرائے کے بجائے میرے گھر میں قیام کریں۔ اگر آپ ایسا کریں تو یہ میرے لیے بڑی سعادت اور فخر وعزت افزائی کی بات ہو گی۔“ مجتنا کے خاموش ہونے پر یوناف بولا۔ اے مجتنا! میں آپ کی اس ہمدردانہ اور شفیقانہ پیش کش پر آپ کا ممنون واحسان مند ہوں لیکن میرا اس سرائے میں قیام کرنا ہی بہتر اور سودمند ہے۔ کیونکہ میں یہاں رہ کر ان خونخوار

اور خوفناک و مافوق الفطرت چیتوں کے خلاف حرکت میں آسکتا ہوں اور ان پر قابو پاسکتا ہوں۔

مجستا کے دوبارہ کچھ کہنے سے قبل اس کی بیٹی قرطیسہ نے پہلی بار یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ اے روحوں کو تسخیر کرنے والے مافوق البشریت انسان! کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ ان چیتوں پر قابو پالیں گے جس کا ان سرزمینوں کے اندر بری طرح خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے۔ یوناف نے محسوس کیا کہ قرطیسہ کی آواز یوں اس کی سماعت میں سمائی گئی سدا ویران خوابوں، سنسان جنگلوں اور اجاڑ ویرانوں کی روگ سے نجات دینے والی کوئی سناتی رہی ہو۔ اس پر یوناف نے عزم و استقلال سے بھرپور اپنی آواز میں کہا! اے مجستا کی بیٹی! حالات کیسے بھی برے اور بدترین کیوں نہ ہو جائیں میں ضرور ان فوق البشریت چیتوں پر قابو پاؤں گا اور ہر صورت میں یہاں کے لوگوں کو ان کی خونخواری سے نجات دلا کر رہوں گا۔ میں نے یہ کام کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ اور جس کام کے لیے میں ایسا ارادہ کر لیتا ہوں تو پھر میں اپنی ساری قوتوں اور توانائیوں کے ساتھ اس کے پیچھے پڑھ جاتا ہوں۔ سوائے مجستا کی بیٹی۔ یہ کام بھی مجھے ہر صورت میں کرنا ہے۔ اور میں اسے کر کے رہوں گا۔

جواب میں قرطیسہ پھر کچھ کہنے ہی والی تھی کہ ایک نوجوان بدحواس اور بھاگتا ہوا سرائے کے اس کمرے میں داخل ہوا اور مجستا کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ تھوڑی دیر قبل اس مافوق البشریت چیتے نے جھیل کے کنارے ایک نوجوان کو چیر کھایا ہے۔ وہ نوجوان کوئی اجنبی سوداگر تھا اور پچھلے چند روز سے اس سرائے میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اس کی لاش جھیل کے کنارے پڑی ہوئی ہے۔ یہ خبر سن کر مجستا اپنی جگہ سے بدک کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ دوسری طرف قرطیسہ بھی اپنی جگہ پر کھڑی ہو گئی تھی ایسا لگتا تھا۔ اس کے جذبات و جوانی میں ایک ہلچل برپا ہو گئی ہو۔ اس کی طلسم دل نشین جیسی آنکھوں کے اندر ایک طغیانی اور تلاطم خیز اتر آئی تھی۔ اس سے اس کی حالت ڈوبتے چاند، ٹوٹتی لہروں ریت کے گرداب اور ڈراؤنی سرگوشیوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ یوناف خود بھی آندھیوں کے جھکڑ جیسی غضبناک حالت میں اٹھ کھڑا ہوا اور یہ اطلاع کرنے والے جوان کو مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔

یہ اطلاع تمہیں کس نے دی کہ جھیل کے کنارے اس سرائے میں قیام کرنے والے سوداگر جوان کی لاش پڑی ہوئی ہے۔ اس پر اس جوان نے کہا: "وہ سوداگر جوان اکیلا وہ جھیل کے کنارے نہانے نہ گیا تھا بلکہ اس کے ساتھ سرائے میں قیام کرنے والے کچھ اور جوان بھی تھے۔ وہ سب اکٹھے جھیل پر نہانے گئے تھے۔ پس ان میں سے ایک کو چیتے نے اپنا شکار بنا لیا۔ اور دوسرے وہاں سے بھاگ کر سرائے میں آگئے اور انہوں نے ہیں واپس آکر یہ اطلاع کی ہے جو میں نے آپ لوگوں کو پہنچا دی ہے۔" اس پر یوناف بولا۔ مجھے ان جوانوں تک کے پاس لے چلو جو جھیل کنارے نہانے گئے تھے اور جنہوں نے وہاں سے واپس آکر یہ خبر دی ہے۔ اس پر اس جوان نے ایک عزم کے ساتھ کہا۔ آئیے میرے ساتھ میں آپ کو ان کے پاس لے چلتا ہوں۔ آپ لوگ ان سے پوری تفتیش اور تحقیق کر سکتے ہیں۔ اس پر یوناف نے مجستا اور قرطیسہ خاموشی سے اس جوان کے ساتھ ہو لئے تھے۔ وہ جوان انہیں لے کر سرائے کے مالک کے ذاتی کمرے کے پاس آیا اور وہاں کھڑے چند جوانوں کی طرف اشارہ کر کے اس نے کہا۔ یہ ہیں وہ جوان جنہوں نے واپس آکر یہ خبر دی ہے۔

یوناف نے دیکھا وہاں سرائے کے مالک مریشس کے پاس چند نوجوان کھڑے تھے۔ جن کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور وہ بے حد خوفزدہ دکھائی دے رہے تھے۔ یوناف ان کے قریب آیا اور انتہائی نرمی میں اس نے انہیں مخاطب کر کے پوچھا۔ اے میرے عزیزو! جھیل میرو کے کنارے تمہارے ساتھ کیا پیش آیا! کیا تم لوگ مجھے تفصیل کے ساتھ یہ نہ بتاؤ گے کہ کیسے اور کس طرح تمہارا ایک ساتھی وہاں چیتے کا شکار ہو گیا! یوناف کے اس استفسار پر ان جوانوں میں سے ایک یوناف کے قریب آیا اور خوفزدہ اور کپکپاتی ہوئی آواز میں اس نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

ہم سب اور مارا جانے والا جوان ایک دوسرے کے ساتھی، جاننے والے اور ایک ہی جگہ کے رہنے والے ہیں۔ ہم اکثر سوداگری اور مال کے تبادلے کی غرض سے ان بستیوں کی طرف آتے ہیں اور اسی سرائے میں ٹھہرتے ہیں۔ تھوڑی دیر قبل ہم سب نہانے کی غرض سے جھیل میرو کے کنارے گئے۔ ابھی ہم وہاں جا کر کھڑے ہوئے ہی

تھے۔ کہ زرسل کے قریبی جنگل سے ایک مہیب اور ہولناک سیاہ رنگ کا چیتا نمودار ہوا ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے اس نے ہمارے ایک ساتھی پر حملہ کیا اور اسے چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ ہم چیتے کے اس اچانک حملے سے ایسے خوفزدہ ہوئے کہ ہم اپنے ساتھی کو اس کے حال پر چھوڑ کر واپس سرائے میں بھاگ آئے ہیں۔ میں یہاں یہ بھی بتا دوں کہ وہ چیتا کوئی عام چیتا نہ تھا۔ ہم بھی انہی جنگلوں کے رہنے والے ہیں لیکن ہم نے کبھی ایسا چیتا نہیں دیکھا وہ اپنی لمبائی اور قد میں ایک غیر معمولی چیتا ہے وہ بہت لمبا ہے اور قد میں گدھے کے قریب قریب ہے۔ حملہ آور ہوتے وقت ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کی آنکھیں انتقام کی آگ برسا رہی ہوں آہ اس نے لمحوں کو اندر ہمارے اس ساتھی کو دبوچا اور اُسے چیر پھاڑ کر رکھ دیا تھا۔

اس جوان کے خاموش ہونے پر یوناف نے ان جوانوں کو مخاطب کر کے کہا! کیا تم لوگوں میں سے کوئی وہاں تک میری راہنمائی کرے گا جہاں پر چیتا تمہارے اس ساتھی پر حملہ آور ہوا تھا۔ اس پر ان سب نے اپنے! کانوں کو ہاتھ لگائے پھر ان میں سے ایک نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ ہماری تو یہ جواب ہم ادھر کا رخ بھی کریں۔ اس چیتے کے تو خیال سے ہی ہماری روح کانپنے اور جان نکلنے لگتی ہے“۔ یوناف نے ان کی ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا تم میرے ساتھ چل کر دیکھو۔ اگر وہ چیتا میری موجودگی میں حملہ آور ہوا تو میں تم لوگوں کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ تمہارا ساتھی جو اس نے شکار کیا ہے یہ اس چیتے کی زندگی کا آخری شکار ہوگا۔ یوناف کی اس ڈھارس اور تسلی پر ان جوانوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا پھر وہ یوناف کے ساتھ جانے پر آمادہ ہو گئے اور ان کے ایک ساتھی نے کہا۔ اگر آپ ہمیں ایسی ہی یقین دہانی دلاتے ہیں تو ہم ضرور وہاں تک آپ کی راہنمائی کریں گے۔ یوناف اس بار ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا۔ تو پھر آؤ میرے ساتھ۔ اس پر وہ سب جوان یوناف کے ساتھ ہو لیے۔ سرائے کا مالک مریشس، سردار مجستا اور اس کی حسین بیٹی قرطبسہ بھی یوناف اور ان جوانوں کے ساتھ ہو لیے تھے۔

وہ جوان جب یوناف کو جھیل میرد کے کنارے جائے حادثہ پر لے کر گئے تو یوناف نے دیکھا وہاں پانی ملے جلے خون اور بالوں کی سیاہی کے علاوہ کچھ نہ تھا یوناف اس جگہ حیرت اور تعجب میں دیکھ رہا تھا کہ سردار مجستا نے اسے مخاطب

کر کے کہا۔ اے روحوں کو تسخیر کرنے والے آقا! میں جانتا ہوں کہ آپ حیران و پریشان ہو رہے ہوں گے کہ چیتے کا شکار ہونے والے جوان کی لاش یا پنجر کدھر گیا اور پانی ملا جلا اور بالوں کی سیاہی والا خون کیسا ہے۔ تو میں گزارش کروں گا۔ کہ اس مافوق البشریت چیتے میں نہ جانے کیا خاصیت ہے۔ کہ جس کسی کو بھی یہ اپنا نشانہ بناتا ہے۔ اس کا گوشت نکالنے کے بعد جب چیتا چلا گیا ہے تو اس کے جانے کے بعد اس چیتے کا شکار ہونے والے کی بچی کھچی لاش اور ہڈیاں تک پگھل کر ایسی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ جو یہاں آپ دیکھ رہے ہیں۔ اور ایسی صورت حال میں بہت سے ان مواقع پر دیکھ چکا ہوں۔ جہاں اس چیتے نے لوگوں کو اپنا شکار بنایا تھا۔

مجستا کی اس گفتگو کا یوناف نے کوئی جواب نہ دیا۔ نہ ہی اس نے اس کا کوئی خاص اثر قبول کیا۔ تھوڑی دیر تک وہ اس جگہ کو بغور دیکھتا رہا۔ پھر اس کی نگاہیں وہاں چیتے کے پنجوں پر جم کر رہ گئی تھیں۔ وہاں یوناف نے چیتے کے دو طرح کے پنجے دیکھے۔ ایک طرح کے پنجے وہ تھے جو چیتے کی زرسل کے جنگل سے نکل کر جھیل کے کنارے کی طرف گیا تھا بس یوناف چیتے کی انہی پنجوں کے تعاقب میں زرسل کے جنگل کی طرف بڑھنے لگا تھا اس پر ایک نوجوان نے چلا کر کہا اے محترم اجنبی! زرسل کے اس جھنڈ میں داخل ہونے کی کوشش نہ کرنا میرا خیال یہ ہے کہ وہ چیتا ہمارے اس ساتھی کا شکار کرنے کے بعد ابھی تک یہیں کہیں بیٹھا ہوگا۔ اور مجھے خدشہ ہے کہ تمہارے زرسل کے اس جنگل میں داخل ہوتے ہی وہ تم پر جھپٹ پڑے گا۔ اس پر یوناف نے ان جوانوں کو مخاطب کر کے کہا۔ اب تم سب جاؤ میں اب تمہاری ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ میں تم سب کا ممنون ہوں کہ تم نے یہاں تک میری راہنمائی کی۔ یوناف کے کہنے پر وہ جوان وہاں سے چلے گئے تھے۔

تاہم سردار مجستا۔ اس کی بیٹی قرطبسہ اور سرائے کا مالک مریشس وہیں کھڑے رہے تھے۔ چیتے کے پنجوں کا تعاقب کرتے ہوئے یوناف اس جگہ تک آیا۔ جہاں سے آگے زرسل کا جنگل شروع ہوتا ہے اس سے آگے وہ چیتے کے پنجے نہ دیکھ سکا کیونکہ زرسل کے جنگل میں پنجوں کے نشانات نہ بنے تھے۔ لہذا یوناف پھر وہاں سے لوٹ آیا۔ اور مجستا سے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ مجستا نے اسے مخاطب کرتے میں پہل کر دی

اور کہا اے عظیم یوناف! اب جبکہ شام ہونے والی ہے تو کیا ہمیں جھیل کے اس کنارے اور ترسل کے اس جنگل کے پاس سے ہٹ نہ جانا چاہیے۔ اس پر یوناف نے تاسفانہ سے انداز میں کہا۔ اب جب کہ وہ چیتا اپنا کام کر چکا ہے تو یہاں اب کھڑے رہنے سے کیا حاصل۔ آئیں اب چلتے ہیں۔ چاروں سرائے کی طرف چل دیئے راستے میں سرائے کے مالک مرشیس نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

اے مہربان نووارد! اس چیتے کی وجہ سے یہاں کے لوگوں کے کام کاج ہی نہیں بلکہ میری اپنی سرائے کا کام بھی متاثر ہو رہا ہے، پہلے میری سرائے میں لوگوں کو قیام کرنے کے لیے جگہ نہ ملا کرتی تھی اور ایک ایک کمرے میں کئی کئی لوگ قیام کرتے تھے لوگ بے دھڑک اور بلا جھجک مال کے لین دین کے لیے ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں آیا جایا کرتے تھے۔ لیکن اب وہ بات نہیں رہی۔ اب تو حالت یہ ہو گئی ہے کہ بستیوں کی فصلوں میں کام کرنے والے اور جنگل سے لکڑیاں کاٹنے والے لکڑہارے بھی گروہوں کی صورت میں جاتے ہیں کوئی بھی اکیلا نہیں نکلتا کہ وہ کہیں اس خونخوار چیتے ہی کا شکار نہ ہو جائے۔ یوناف نے یہ گفتگو سننے کے بعد مرشیس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے مرشیس! تم دیکھو گے عنقریب یہ حالات پھر پہلے کی طرح معمول پر آجائیں گے اور لوگ سلامتی و بے خوفی کے ساتھ اپنے اپنے کام میں لگ جائیں گے۔ مجھے امید ہے کہ اس چیتے پر قابو پانے یا اسے ٹھکانے لگانے کے لیے میں ضرور کچھ نہ کچھ کرتے ہیں عنقریب کامیاب ہو جاؤں گا۔

اب چونکہ یوناف، قرطیسہ، مجستا اور مرشیس چلتے چلتے سرائے کے پاس آگئے تھے لہذا یوناف نے گفتگو کا رخ بدلا اور مجستا کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اے سردار مجستا! تم اب اپنی بیٹی کے ساتھ گھر چلے جاؤ جب کہ میں ...... مجستا نے فوراً یوناف کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ اے یوناف! میں جس کام سے آپ کی پاس آیا تھا۔ اس موضوع پر تو ابھی میں نے گفتگو ہی نہ کی تھی کہ اس حادثے کی خبر پا کر ہم آپ کے کمرے سے اٹھ بھاگے۔ کاش اس حادثے کے موقع پر میرا بیٹا روفاش بھی یہاں ہوتا۔ وہ اس چیتے کا شکار کرنے کے لیے بڑا بے چین ہے میرا بیٹا روفاش!

یہ کئی کئی دن تک جو گھر سے غائب رہتا تھا تو اس کا بڑا مقصد اس خونخوار چیتے ہی کو تلاش کرنا ہے۔ وہ ایک عمدہ شکاری ہے۔ بہترین تیر انداز ہے۔ اور ان سرزمینوں کے اندر کوئی بھی طاقت و قوت میں اس جیسا نہیں ہے۔ جب وہ گھر لوٹ کر آیا میں ضرور اسے آپ کے پاس لے کر آؤں گا۔

مجستا کہتے کہتے رکا۔ پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔ اے یوناف! آپ کے پاس سرائے میں آنے کے دو بڑے مقاصد تھے۔ ایک یہ کہ میری بیٹی قرطیسہ آپ سے ملنے کی خواہش مند تھی۔ دوسرا یہ کہ آج آپ رات کا کھانا ہمارے ساتھ کھائیں۔ لہذا میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ ابھی سرائے میں جانے کے بجائے ہمارے ساتھ ہمارے گھر چلئے۔ اس پر یوناف بولا۔ اے مجستا میں ایک شرط پر تمہارے ساتھ جانے کو تیار ہوں اور وہ شرط یہ ہے کہ میں تمہارے ہاں رات کا کھانا ضرور کھاؤں گا۔ پھر میں رات گزارنے کے لیے وہاں قیام نہ کروں گا۔ مجستا فوراً بول پڑا اے یوناف! مجھے آپ کی یہ شرط قبول ہے۔ میرے گھر کی کنیزیں تو ابھی تک کھانا تیار کر چکی ہوں گی لہذا آپ پھر ابھی ہمارے ساتھ چلئے۔ اس پر یوناف نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا۔ چلئے اسی وقت چلئے۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مجستا اور قرطیسہ یوناف کو لے کر بستی کی طرف چل دیئے تھے۔

مجستا اور اس کی بیٹی قرطیسہ کے ساتھ یوناف ان کی حویلی میں داخل ہوا اس نے دیکھا وہ ایک وسیع حویلی تھی۔ جس کی تعمیر میں زیادہ تر کوہستانی پتھر استعمال کیا گیا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی قرطیسہ نے تحکمانہ انداز میں حویلی کے خدام کو کھانا لانے کے لیے کہا۔ اس پر حویلی کے خدام تیزی سے حرکت میں آ گئے تھے۔ یوناف کو لے کر مجستا اور قرطیسہ ایک بڑے کمرے میں داخل ہوئے۔ آناً فاناً حویلی کے خدام نے اس کمرے میں کھانا لگا دیا اور پھر وہ تینوں وہاں بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔

کھانا کھانے کے بعد یوناف فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور بولا۔ اے سردار مجستا میں اب جاؤں گا۔ آپ سے کئے ہوئے وعدے اور آپ کی خواہش کے مطابق میں آپ کے ہاں سے کھانا کھا چکا ہوں اس پر مجستا سے پہلے ہی قرطیسہ نے اپنی دلفریب اور برق افگن کر گرنے والی مسکراہٹ میں کہا۔ ہم آپ کو روکیں گے تو نہیں اس لیے کہ آپ نے تاکید کی تھی کہ آپ ہمارے ہاں رات نہ رہیں گے۔ لیکن کیا آپ تھوڑی دیر ہمارے پاس بیٹھیں گے بھی نہیں۔ اس پر یوناف نے کہا۔ بیٹھنے کے لیے میں پھر کسی روز آ جاؤں گا اب مجھے چلنا چاہیئے۔ اس بار مجستا نے یوناف کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اے یوناف! سورج غروب ہو جانے کے باعث باہر اب اندھیرا ہو گیا۔ اس مافوق الفطرت چیتے کے باعث رات کے اس وقت کوئی بھی اپنے گھر سے نہیں نکلتا۔ اگر آپ مناسب خیال کریں تو میں آپ کے ساتھ اپنے چند مسلح جوان کر دوں وہ آپ کو سرائے تک چھوڑ آئیں گے۔ یوناف نے لاپروائی سے کہا۔ اے سردار مجستا! میں اپنے ساتھ مسلح جوانوں کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ چیتا میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ بلکہ وہ وقت اب دن بدن قریب آتا جا رہا ہے جس میں [illegible]

ان مافوق الفطرت چیتوں پر مکمل قابو پا کر ان سرزمینوں کو امن و سلامتی مہیا کروں گا اس پر مجستا نے یوناف کے شانے پر پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ آیئے پھر چلیں۔ قرطیسہ بھی ان دونوں کے ساتھ ہو لی تھی۔ دونوں باپ بیٹی یوناف کو اپنی حویلی کے بیرونی دروازے پر چھوڑنے آئے۔ وہاں کھڑے ہو کر وہ اسے دیکھتے رہے اور جب تاریکی کی پھیلی چادر میں یوناف ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو وہ دونوں باپ بیٹی بھی حویلی کے اندرونی حصے کی طرف چلے گئے تھے۔

چاند مشرقی افق سے کافی بلند ہو کر چمک رہا تھا۔ اس لیے فضاؤں کی ہر چیز تیز چاندنی سے بغلگیر تھی۔ ایسے میں یوناف جب کلوانام کی اس بستی اور سرائے کے درمیانی حصے میں آیا تو وہ فوراً چونک کر مستعد ہو گیا۔ اس کی حسیات نے اسے ایسا کرنے پر مجبور کر دیا تھا جب وہ سنبھلا تو اس نے دیکھا دائیں طرف سے چاندنی رات کے اندر ایک غیر معمولی جسامت اور قد کاٹھ کا سیاہ چیتا غراتا ہوا تیزی سے نمودار ہوا اور یوناف پر اس نے چھلانگ لگا دی تھی۔ جس وقت چیتے نے یوناف پر چھلانگ لگائی تو یوناف نے فضا کے اندر ہی چیتے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں سنبھالا۔ اور پھر خوب قوت کے ساتھ اس نے اس چیتے کو ایک طرف پٹخ دیا تھا۔

لیکن اس چیتے نے بھی بڑی عیاری اور چالاکی کا مظاہرہ کیا تھا۔ فضا کے اندر اس نے دو ایک قلابازیاں کھائیں پھر وہ بڑے آرام سے پنجوں کے بل زمین گرا تھا۔ اور اسے کوئی چوٹ وغیرہ نہ لگی تھی۔ دوبارہ وہ چیتا جب یوناف پر حملہ آور ہونے لگا تو دفعتہً قریبی نرسل کے جنگل سے برق کے ایک کوندے کی طرح۔ ایک اور چیتا نمودار ہوا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف نے فوراً اپنی تلوار بے نیام کر کے اس پر عمل کیا۔ رات کے وقت اس کی تلوار کسی بڑی مشعل کی طرح جل اٹھی تھی اور پھر یوناف ان دونوں چیتوں کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو گیا تھا۔ لیکن یوناف اس وقت دنگ رہ گیا جب جنگل سے نمودار ہونے والے دوسرے چیتے پر یوناف کی طرف آنے کے بجائے پہلے چیتے پر بری طرح دھاڑتے غراتے حملہ کر دیا تھا۔ رات کی تاریکی میں سیاہ رنگ کے وہ دونوں چیتے بری طرح ایک دوسرے سے لڑنے لگے تھے۔ کافی دیر تک وہ دونوں اپنی پچھلی ٹانگوں پر کھڑے ہو کر لڑتے رہے۔ اس موقع پر یوناف اپنی تلوار بلند کئے آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھنے لگا تھا لیکن

یوناف کی اس وقت انتہا نہ رہی جب اس نے آگے بڑھ کر پہلے چیتے پر اپنی تلوار برسانا چاہی تو دونوں چیتے مافوق الفطرت انداز میں غائب ہو گئے تھے، اور وہاں کچھ بھی نہ رہا تھا۔

یوناف وہیں کھڑا رہا، اپنی سحر زدہ تلوار اس نے فضا میں بلند کر رکھی تھی اور وہ خوب چمکتے ہوئے روشنی دے رہی تھی۔ پھر یوناف نے سرگوشی کے انداز میں پکارا ابلیکا! ابلیکا! تم کہاں ہو۔ ابلیکا نے فوراً یوناف کی گردن پر اپنا حریری لمس دیا اور بولی میں یہیں ہوں میرے حبیب تمہارا اور ان دونوں مافوق الفطرت چیتوں کا تماشہ بھی دیکھ چکی ہوں۔" یوناف پھر پوچھا " ان دونوں چیتوں سے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ اس پر ابلیکا بولی۔ اے یوناف! میرے حبیب! یہ وہی نر اور مادہ چیتے ہیں جو ابلیسی عمل سے وجود میں آئے ہیں۔ ان کی عمر بڑی طویل بھی ہو سکتی ہے اور یہ وہی برس ہا برس تک اپنی اسی جوانی اور توانائی حالت میں رہ کر شیطانوں کی طرح زمین کے اندر دنگا فساد اور خونخوار وہراس پھیلا سکتے ہیں پہلا چیتا جو تم پر حملہ آور ہوا تھا وہ نر تھا۔ اور بعد میں مادہ نمودار ہو کر نر پر حملہ آور ہو گئی تھی۔ یہ دونوں بہن بھائی ہیں اور اے میرے حبیب! ان دونوں کا آپس میں لڑ پڑنا۔ ایک بات کی نشاندہی کرتا ہے جو ہمارے حق میں انتہائی سود مند ثابت ہو سکتی ہے۔ اس پر یوناف نے پوچھا۔

اے ابلیکا! جو کچھ تم کہنا چاہتی ہو کھل کر کہو۔ ابلیکا بولی۔ اے یوناف ان دونوں چیتوں کے اس طرح اچانک نمودار ہو کر حملہ آور ہونے سے دو باتیں سامنے آتی ہیں ایک یہ کہ یہ دونوں بہن بھائی ہیں اس کلوا نام کی بستی میں ہی رہتے ہیں اور اب ہمیں تیزی کے ساتھ انہیں تلاش کرنا ہو گا کہ یہ کون ہیں اور بستی میں کون سے گھر میں یہ دونوں رہتے ہیں۔ اور دوسری بات یہ سامنے آتی ہے میرے حبیب! کہ یہ مادہ چیتا ایک لڑکی کی حیثیت سے تمہیں پسند کرنے لگی ہے۔ اس کا یوں اچانک نمودار ہو کر چیتے پر حملہ آور ہونا اس علامت پر اظہار ہے کہ اس نے چیتے کے مقابلے میں تمہاری مدد کی ہے۔ لہٰذا یہ لڑکی اس بستی میں جہاں کہیں بھی رہتی ہے تم سے محبت اور تمہیں پسند کرنے لگی ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اپنے بھائی پر حملہ آور ہونے کے بجائے تم پر حملہ آور ہوتی اور اپنے بھائی کے ساتھ مل کر تمہارا خاتمہ کرنے کی کوشش کرتی۔ لہٰذا یہ انکشاف ہمارے لیے خوش کن ہے کہ یہ لڑکی تمہیں پسند کرنے لگی

ہے۔ اور اس پسند اور چاہت کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ ممکن ہے۔ لڑکی اس آدمخوری میں شامل نہ ہو۔ وہ امن پسند ہو اور اپنے بھائی کی اس آدمخوری اور خونریزی کو ناپسند کرتی ہو۔

ابلیکا کے خاموش ہونے پر یوناف بولا " اے ابلیکا! میری حبیبہ! اس مادہ کے رویے سے چند اور انکشاف بھی سامنے آتے ہیں ابلیکا نے چونک جانے والی آواز میں پوچھا۔ وہ کیا۔ اس پر یوناف جواب دیتے ہوئے بولا۔ اوّل یہ کہ دونوں بہن بھائی اکٹھے نہیں رہتے۔ مختلف مکانوں اور مختلف جگہوں میں رہتے ہیں کیونکہ اگر ان دونوں کے مزاج اور دونوں کی طبیعتوں میں اس قدر فرق ہے تو پھر یہ دونوں اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ اس بستی کے اندر دونوں کہیں علیحدہ علیحدہ رہ رہے ہیں۔ دوئم یہ کہ اب جب کہ لڑکی نے اپنے بھائی کے خلاف میری مدد کی ہے تو عزازیل اور اس کے ساتھی اس لڑکی کے خلاف ہو جائیں گے اور کسی بھی طرح اسے راستے سے ہٹانے یا اس کا خاتمہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس لیے میرا کام یہ بھی ہو گا کہ ہم تیزی کے ساتھ اس لڑکی کو تلاش کریں اور اس کے علاوہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں سے اس کی حفاظت بھی کریں۔

ابلیکا بولی۔ تم درست کہتے ہو یوناف! سب سے پہلے تو اب ہمیں۔ اس لڑکی ہی کو تلاش کرنا ہو گا تاکہ اسے عزازیل اور اس کے ساتھیوں سے بچایا جا سکے اور دوئم یہ کہ اگر وہ تمہیں پسند کرتی ہے تو ہم اسے اپنے ساتھ بھی ملا سکتے ہیں اور چونکہ ان کی عمر بڑی طویل ہو گی لہٰذا وہ ہمارے ساتھ مل کر شیطان اور بدی کے خلاف ہماری کوشش اور جدوجہد ہماری حصہ دار اور ہماری مددگار بھی بن سکتی ہے کیونکہ شیطانوں کی طرح یہ لڑکی بھی بہت سی مافوق البشریت قوتوں کی مالک ہو گی۔ یوناف نے ابلیکا کے خیالات کی تائید کی تم درست کہتی ہو ابلیکا میں اس لڑکی کو ضرور اپنا ساتھی اور اپنا مددگار بنا کر اپنے ساتھ رکھوں گا۔ اور اگر اس نے پسند کیا اور تمہیں کوئی اعتراض نہ ہوا تو میں اس سے شادی کر لوں گا اس طرح وہ میری بیوی کی حیثیت سے میرے لیے زیادہ پرخلوص ہو جائیگی۔ آنے والے دور میں وہ عزازیل کی ترغیب میں نہ آئیگی اور میری اچھی مددگار اور معاون ثابت ہو گی، یوناف کے اس فیصلے پر ابلیکا کی مسکراتی اور خوشیاں برساتی ہوئی آواز سنائی دی۔

اے یوناف! مجھے اس شادی پر کیوں اعتراض ہو سکتا ہے۔ اگر وہ لڑکی ہمیں مل جاتی ہے اور تمہارے ساتھ شادی کرنے پر وہ آمادہ ہو جاتی ہے تو یقیناً گناہ اور بدی کے خلاف نیکی اور خیر کے فروغ کے لیے وہ ہماری بہترین ساتھی ثابت ہو سکتی ہے۔ بہرحال بستی کے اور سرائے کے اس درمیانی حصے میں چیتے نے تم پر حملہ آور ہو کر ہم پر نئے راز بھی کیوں کھول دیئے ہیں۔ اب تم سرائے میں جا کر آرام کرو۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنی تلوار پر اپنا سری عمل ختم کر دیا۔ پھر وہ بڑی تیزی سے سرائے کی طرف جا رہا تھا۔

عزازیل اجودھیا شہر میں متھرا کے گھر میں اس کمرے کے اندر نمودار ہوا جس میں عارب یوسا اور نبیطہ رہائش پذیر تھے۔ وہاں نمودار ہوتے ہی عزازیل نے ان تینوں کو مخاطب کر کے کہا اے میرے گماشتو! اے میرے عزیزو! تم اپنی یہاں کی رہائش اب ترک کر دو اور میرے ساتھ یہاں سے کوچ کرنے کی تیاری کرو۔ میں تمہارے لیے ایک اچھی اور ایک بری خبر لے کر آیا ہوں۔ اچھی خبر یہ ہے کہ رام اور سیتا اور رام کا بھائی لچھمن ان دنوں جنوبی جنگل بن باس کاٹ رہے ہیں اور جنگل کے اندر انہوں نے ایک کٹیا بنا رکھی ہے جس کے اندر وہ رہائش پذیر ہیں۔ لیکن اب میں ان تینوں کو ایک بڑے کرب اور عذاب میں ڈال کر رکھ دوں گا اور وہ اس طرح ہندوستان کے جنوب میں ایک بہت بڑا جزیرہ ہے جسے لنکا راج کہتے۔ اس لنکا کے راجہ کا نام راون ہے۔

سنو میرے ساتھیو کہ اسی راجہ راون کی ایک بہن کہ جس کا نام شورپنکھا ہے۔ آج صبح ہی صبح اپنے محافظوں اور اپنی سہیلیوں کے ساتھ کشتیوں اور جہازوں کے ذریعے ہندوستان کی سیر کے لیے اس کے جنوبی ساحل پر اتری۔ پس میں اس شورپنکھا کے خلاف حرکت میں آیا۔ اور اس کے دل میں رام کے لیے چاہت پیدا کی اور اسے رام کی طرف مائل کیا۔ کیونکہ یہ راج کماری شورپنکھا رام کی کٹیا کے قریب ہی سمندر کنارے لنگر انداز ہوئی تھی۔ پس اے میرے عزیزو، یہ حسین و خوبصورت لڑکی جس کا نام شورپنکھا ہے میری دلائی ہوئی ترغیب پر رام کی طرف گئی اور اسے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ ایسا کرنے میں ناکام رہی کیونکہ وہ رام کو اپنی طرف مائل نہ کر سکی تھی۔ اس پر مزید اس کی بدبختی اور نامرادی یہ ہوئی کہ رام کی بیوی سیتا نے اسے رام کو اپنی طرف مائل کرتے دیکھ لیا۔ لہٰذا سیتا اس کے پیچھے پڑ گئی اور اسے مار مار کر وہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

اے میرے عزیزو! اب یہ حسین شور پٹکا واپس اپنے دیس لنکا روانہ ہو گئی ہے جہاں جا کر یہ اپنے بھائی اور لنکا کے راجہ راون سے سیتا کی شکایت کرے گی کہ اس نے اس پر ہاتھ اٹھایا ہے اور اسے مار مار کر ہندوستان کی سرزمین سے بھگا دیا ہے۔ سوائے میرے عزیزو! ہم بھی ابھی اور اسی وقت لنکا کی طرف کوچ کریں گے۔ وہاں میں لنکا کے راجہ راون سے ملوں گا اور اسے بہلا پھسلا کر اور ترغیب و اکساہٹ دیکر اس سے ایسے ایسے کام کراؤں گا کہ میں اس رام، اس کی بیوی سیتا اور رام کے بھائی لچھمن کو ایک نئی کٹھنائی اور مصیبت میں ڈال کر رکھ دوں گا۔

عزازیل کے خاموش ہونے پر عارب نے پوچھا۔ اے میرے آقا! یہ تو ایک اچھی خبر ہے جو آپ نے سنائی ہے۔ اس سے ہمیں گناہ اور بدی پھیلانے کا موقع میسر ہوگا۔ اور وہ بری خبر کیا ہے جس کا آپ نے پہلے ذکر کیا ہے۔ اس بار عزازیل نے دیگر سی آواز میں کہا۔ اور اے میرے عزیزو! بری خبر یہ ہے کہ مغربی افریقہ کے وسطی حصے میں جھیل میرو کے کنارے کی بستیوں میں جو مافوق الفطرت زیادہ چیتے میں نے کھڑے کئے تھے۔ یوناف اب ان کے پیچھے پڑ گیا ہے اور اگر ہم ان چیتوں کی مدد کو نہ پہنچے تو یوناف ضرور انہیں کسی فتنے میں مبتلا کر کے رکھ دے گا۔ لہٰذا میرا ارادہ یہ ہے کہ رام سیتا اور اس لچھمن کا قصہ نمٹانے کے بعد ہم افریقہ میں یوناف کا رخ کریں گے۔ آؤ اب یہاں سے کوچ کریں کہ میرے ساتھ پہلے ہی لنکا کی راج کماری شور پٹکا کے ساتھ لنکا کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل، عارب، یوسا اور نبیطہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔

عزازیل۔ عارب، یوسا اور نبیطہ سادھوؤں اور پجارنوں کے بھیس میں لنکا میں نمودار ہوئے اور لنکا کے راجہ راون سے ملنے کی اجازت چاہی۔ راجہ نے ان چاروں کو فوراً اندر بلا لیا۔ جب وہ چاروں اس کے سامنے گئے تب راجہ نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ تم لوگ کون ہو اور کس سلسلے میں مجھ سے ملنا چاہتے ہو۔ اس پر عزازیل بولا۔ اے راجہ میں تو ایک گمنام بلکہ بے نام سادھو ہوں اور یہ جو میرے ساتھ ہے میرا داس ہے اور یہ دونوں ناریاں میری داسیاں ہیں۔ راجہ راون یوسا اور نبیطہ کے بے پناہ حسن سے متاثر ہوتے ہوئے بولا اے اجنبی و گمنام سادھو! تیرے ساتھ

یہ جو دو ناریاں اور آپ کی داسیاں ہیں۔ ان جیسا حسن اور ان جیسی کشش میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ اے سادھو! کیا تم ان دونوں ناریوں کو میرے حوالے نہیں کرتے کہ یہ دونوں میرے اس محل اور میرے شبستان کی زینت بن کر خوشگوار و پرسکون زندگی بسر کریں۔

اس پر عزازیل نے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا۔ اور اس کے ردعمل میں جس سنہری تخت پر راجہ بیٹھا ہوا تھا اس تخت کے چاروں طرف آگ کے بلند شعلے بھڑک اُٹھے تھے یہ سماں دیکھ کر راون کے سارے پجاری خوفزدہ اور بدحواس ہو گئے تھے۔ جب کہ راون نے چلاتے ہوئے کہا۔ اے مالک مجھے شما کیجئے۔ میں تو آپ کا ادنیٰ داس ہوں مجھ سے بھول ہوئی غلطی ہوئی مجھے شما کیجئے۔ اس پر عزازیل نے پھر اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا۔ اور آگ غائب ہو گئی ساتھ ہی عزازیل کی بھاری تحکمانہ آواز راجہ راون کے محل میں گونج گئی تھی۔ اے مورکھ انسان آئندہ ان ناریوں سے متعلق ایسے برے خیالات اور ایسی بدکلامی کی گفتگو نہ کرنا ورنہ میں تیرا یہ وجود بھسم کر کے رکھ دوں گا۔ اس پر راون اپنے تخت پر آگے کی طرف جُھک گیا اور پوچھا۔ مہاراج! آپ یہ کہیں کہ آپ کا اس طرف کیسے آنا ہوا عزازیل نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔ اے راون میں تیری بہتری اور بھلائی کو تیرے پاس آیا ہوں۔ راون نے پر شوق نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اے مہاراج آپ کے آنے میں میری کون سی بہتری اور بھلائی ہے۔

عزازیل پھر بولا۔ اور راون سے پوچھا" تیری بہن جس کا نام شور پٹکا کہاں ہے راون بولا وہ گزشتہ کئی دن سے ہندوستان کے ساحل کی طرف گئی ہوئی ہے۔ عزازیل اس بار بلند آواز میں بولا۔ اے راون! ہندوستان کے اس ساحل پر رام چندر نام کا ایک شخص اپنے بھائی اور بیوی کے ساتھ رہتا ہے۔ رام نام کا یہ شخص بن باس کاٹ رہا ہے۔ اس کے ساتھ اس کا بھائی لچھمن اور بیوی سیتا دیوی بھی ہے۔ اسی سیتا دیوی نے تیری بہن شور پٹکا کو خوب مارا ہے اور اب شور پٹکا مار کھانے کے بعد آپ کی طرف آ رہی ہے تاکہ اس سیتا کے خلاف آپ سے شکایت کرے اور آپ اپنی بہن کی حمایت میں اس سیتا کے

خلاف انتقامی کاروائی کریں۔ اور اے راون تمہاری بہن شورٹپکا کا انتقام لینے میں میں اور میرے ساتھی بھی تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور اے راجہ اگر تو جاننا چاہتا ہے کہ یہ انتقام کیسے اور کس طرح لیا جا سکتا ہے تو پھر تم اپنے اس دربار کو برخاست کر دو۔ تاکہ ہم تمہارے ساتھ علیحدگی اور تنہائی میں گفتگو کر سکیں۔ راجہ راون نے اسی وقت دربار برخاست کرنے کا اعلان کر دیا تھا۔

راجہ راون کے سارے درباری جب وہاں سے اٹھ کر چلے گئے اور عزازیل نے راجہ سے کچھ کہنا چاہا ہی تھا کہ راجہ راون کی بہن شورٹپکا وہاں داخل ہوئی۔ جب وہ راجہ کے قریب آئی اور کچھ کہنے کا ارادہ کیا تو راجہ راون نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے شورٹپکا! میری بہن یہاں میرے قریب آ کر بیٹھو۔ میں جانتا ہوں کہ ہندوستان کے ساحل پر سیتا نامی ایک ناری نے نہ صرف یہ کہ تیری تذلیل کی ہے بلکہ تجھ پر ہاتھ بھی اٹھایا ہے۔ پس تو مطمئن رہ میں تیری اس اہانت کا انتقام ضرور لوں گا۔ راجہ راون کی بہن شورٹپکا نے حیرت اور پریشانی کے ملے جلے انداز میں پوچھا۔ آپ کو کیسے خبر ہوئی کہ ہندوستان کے ساحل پر سیتا نام کی کسی لڑکی نے میرے ساتھ ایسا ذلت آمیز سلوک کیا ہے۔ راجہ راون نے اپنے سامنے کھڑے عزازیل کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ میرے سامنے جو یہ سادھو کھڑے ہیں یہ مہاشکتیوں کے مالک ہیں۔ تمہارے آنے سے قبل ہی انہوں نے مجھے اطلاع کر دی تھی کہ ہندوستان کے ساحل پر تم پر کیا بیتی۔ اس کے ساتھ ہی راجہ راون نے عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے انتہائی انکساری میں کہا۔ مہاراج! آپ اور آپ کے یہ داس کھڑے کیوں ہیں۔ آپ بیٹھ جائیے۔

عزازیل اور اس کے ساتھی وہاں خالی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ اس دوران شورٹپکا نے اپنے بھائی راون کو مخاطب کر کے کہا۔ ان سادھوں نے جو آپ کو اطلاع دی ہے وہ درست ہے۔ ہندوستان کے ساحل پر سیتا نام کی اس ناری نے نہ صرف میری اہانت اور تذلیل کی بلکہ اس نے مجھ پر ہاتھ بھی اٹھایا اور مارا پیٹا بھی سیتا نام کی یہ ناری وہاں بن کے اندر ایک کٹیا میں اپنے پتی رام اور پتی کے بھائی لچھمن کے ساتھ رہتی ہے۔ اب میری تسکین اس

وقت ہی ہو سکتی ہے جب آپ ان سے انتقام لیں راجہ راون نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ میں ان سے ضرور انتقام لوں گا۔ کوئی راجہ راون کی بہن کی تذلیل کرے اس پر ہاتھ اٹھائے اور میں خاموش رہوں۔ ہرگز نہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ میں ان سادھوں سے مشورہ کر کے ضرور حرکت میں آؤں گا۔ اس پر سیتا کو اٹھا کر یہاں لاؤنگا اور اسے اپنی پتنی بنا کر چھوڑوں گا۔ اور اگر اس نے مجھ سے بیاہ کرنے سے انکار کیا۔ تو میں اسے یہاں قید کر دوں گا۔ یہاں تک کہ وہ تنگ آ کر خود ہی میری پتنی بننے پر رضامند ہو جائے گی، اور اگر اس پر بھی وہ رضامند نہ ہو گی تو پھر سارے جیون کی کٹھنائیاں برداشت کرنے کے لیے یہاں اسیری کی زندگی بسر کرتی رہیگی۔

راجہ راون تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہوا۔ پھر اس نے عزازیل کو مخاطب کر کے پوچھا اے مہاراج! اب آپ ہی بتائیے کہ سیتا سے اپنی بہن کا انتقام لینے کے لیے مجھے کیا کاروائی کرنی چاہیئے۔ اس پر عزازیل بولا۔ اے راجہ! جو میں مشورہ تمہیں دینے والا ہوں۔ اس پر عمل کرو گے تو نہ صرف اپنا انتقام لینے میں کامیاب رہو گے بلکہ تم اس طرح سیتا کو اپنی پتنی تک بنا سکو گے اور اگر ہمارے مشورے پر عمل نہ کرو گے تو اس میں تمہارے لیے دو بڑی قباحتیں کھڑی ہوں گی۔ اوّل یہ کہ سیتا کا پتی رام اور اس کے بھائی لچھمن بھی کچھ سری قوتیں رکھتے ہیں اور یہ سری علوم انہوں نے اپنے گرو اور استاد دھشت سے حاصل کیے ہیں اور دوسری بات یہ کہ ان کی مدد کے لیے یوناف نام کا ایک جوان بھی آ جاتا ہے۔ یہ جوان انتہائی طاقتور ہے۔ بے شمار سری قوتوں کا مالک ہے اور نیکی و خیر کا نمائندہ ہے اس پر قابو پانا ہمارے بس کی بھی بات نہیں ہے۔

راجہ راون نے پوچھا۔ اے مہاراج! کیا ایسی گفتگو کر کے آپ میری حوصلہ شکنی کرنا چاہتے کہ میں اپنی بہن کا انتقام نہ لوں۔ عزازیل بولا۔ نہیں ایسی بات نہیں بلکہ میں چاہتا ہوں کہ تم یہ انتقام ضرور لو مگر کسی طریقے سے۔ اور اگر تم نے اندھا دھند اپنے آدمی بھیج کر سیتا سے انتقام لینے کی کوشش کی تو نقصان اٹھاؤ گے۔ راون نے غور سے عزازیل کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ یہ انتقام لینے کے لیے اے مہاراج آپ کون سا طریقہ استعمال میں لانا چاہتے ہے۔ عزازیل

نے بغیر کسی توقف کے کہا اے راجہ۔ طریقہ کار یہ ہے کہ تم اپنے کچھ آدمیوں کے ساتھ آج ہی ہندوستان کی سرزمین کی طرف کوچ کرو اور وہاں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ راون نے فوراً عزازیل کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا۔

میں وہاں جا کر کیا کروں گا؟ عزازیل نے جھڑک دینے کے انداز میں کہا۔ پہلے میری پوری بات سنو اس کے بعد دخل اندازی کرتے ہوئے گفتگو کرو۔ راون نے ہار ماننے کے انداز میں۔ ہاں آپ اپنی بات پوری کریں۔ عزازیل پھر بولا۔ اے راجہ یہ جو تم میرے ساتھ میرا ایک داس اور دو داسیاں دیکھ رہے ہو۔ ان کے علاوہ بھی میرے اور بہت سے داس ہیں جو بے پناہ سری قوتوں کے مالک ہیں۔ اب سنو میں تمہارے توسط سے سیتا کو یہاں لانے کا کیا طریقہ کار استعمال کروں گا۔ ایسا ہے کہ میں اپنے ایک داس کو مقرر کروں گا جو ایک بے حد خوبصورت ہرن کی شکل دھار کر رام اور سیتا کی کھٹیا کے پاس جائے گا۔ اس موقع پر میں سیتا کے دل میں اس ہرن کے لیے چاہت و ضرورت بھر دوں گا جس کے تحت وہ رام سے مطالبہ کریں کہ یہ ہرن مجھے بے حد پسند ہے۔ لہٰذا میرے لیے یہ ہرن پکڑ دے۔ اس طرح میں اس موقع پر رام کے دل میں بھی یہ خواہش پیدا کر دوں گا کہ وہ سیتا کی اس مانگ اور خواہش کی ضرور تکمیل کرے۔

پس اسی خواہش کی تکمیل کے لیے رام جب اس ہرن کو پکڑنے کی کوشش کرے گا تو وہ ہرن وہاں سے بھاگ کھڑا ہوگا۔ اور رام اس کے تعاقب میں لگ جائے گا۔ جب رام اس ہرن کا تعاقب کرتے ہوئے اسے پکڑنے کے لیے اس کے نزدیک پہنچ جائے گا تو یہ ہرن تیزی سے بھاگ کھڑا ہوگا۔ اور اگر رام تھکاوٹ کے باعث پیچھے رہ جائے گا تو ہرن اپنی رفتار سست کر دے گا تاکہ رام یہ تعاقب جاری رکھنے اور حوصلہ ہار کر تعاقب ترک نہ کر دے۔ اس طرح یہ ہرن رام کو اس کھٹیا سے بہت دور پہنچا دے گا۔ اس دوران میں ایک کام اور کروں گا اور وہ کام یہ ہوگا کہ میں سیتا کے دل میں طرح طرح کے وسوسے پیدا کر دوں گا اور اسے رام کی سلامتی سے متعلق فکرمند کر دوں گا اور اس کے دل میں یونانی کی بات ڈالوں گا کہ وہ رام کے بھائی لچھمن کو رام کے تعاقب میں روانہ کرے تاکہ وہ رام کو خیریت کے ساتھ

واپس گھر لے کر آئے۔ پس سیتا کے کہنے پر جب لچھمن رام کے پیچھے جائے گا تو سیتا اکیلی رہ جائے گی۔ لہٰذا راجہ اس موقع پر تم حرکت میں آنا اور سیتا کو اس کھٹیا سے اٹھا کر یہاں لے آنا۔ اس کے بعد تم چاہے سیتا کو اپنی پتنی بنا کر رکھو چاہے اسے ایک اسیر کی حیثیت سے رکھو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

عزازیل کی یہ گفتگو سننے کے بعد راجہ راون نے خوش ہوتے ہوئے کہا اے مہاراج سیتا سے انتقام لینے اور اسے یہاں لانے کا یہ ایک بہترین اور آسان طریقہ ہے۔ لیکن اے مہاراج ابھی تک آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ سیتا کا قد کاٹھ اور شکل و صورت کیسی ہے۔ اس پر راون کی بہن شوپنکھا نے عزازیل سے پہلے ہی بولتے ہوئے کہا میں بتاتی ہوں کہ سیتا کیسی ہے۔ سیتا ایک دیوی جیسی پرکشش اور ایک اپسرا جیسی حسین و جمیل ہے۔ اس پر راون نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ بس اب میں مطمئن ہوں۔ پر مہاراج۔ آپ کب تک سیتا کی طرف کوچ کریں گے؟ عزازیل نے کہا۔ آج ہی بس تم اپنی تیاری کر لو۔ اس پر راون نے اپنی اس تیاری پر تھوڑی دیر ہی صرف کی۔ پھر وہ اپنے محافظوں کے علاوہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہندوستان کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

ایک روز صبح ہی صبح رام، سیتا اور لچھمن صبح کا کھانا کھانے کے بعد جب اپنی کھٹیا سے باہر نکلے تو سیتا نے دیکھا کہ ان کی کھٹیا کے سامنے ایک خوبصورت ہرن کھڑا تھا۔ یہ دراصل عزازیل کا ایک ساتھی تھا جو عزازیل کی تجویز اور اس لائحہ عمل کے مطابق وہاں اپنا روپ بدل کر آیا تھا۔ اسی لمحہ عزازیل نے سیتا کے ذہن میں وسوسات پیدا کئے۔ اے رام! وہ دیکھو ہماری کھٹیا کے قریب کتنا خوبصورت اور معصوم ہرن کھڑا ہے۔ میری خواہش ہے کہ تم اسے میرے لیے پکڑو۔ میں اسے اپنے پاس رکھوں گی اور اس کی پرورش کروں گی۔ رام اور لچھمن دونوں ساتھیوں نے اس ہرن کی طرف دیکھا اس پر لچھمن نے کہا۔ یہ ہرن تو واقعی بڑا خوب صورت ہے۔ پھر اس نے سیتا کی طرف دیکھا اور کہا۔ اے سیتا! تو میرے بڑے بھائی کی بیتنی ہے اس لحاظ سے تو میری ماں کا درجہ رکھتی ہے۔ پس دیکھ میں تیرے لیئے یہ ہرن پکڑ کر لاتا ہوں۔

اسی لمحہ عزازیل نے رام کے ذہن میں بھی وسوسات پیدا کئے اور اس نے اپنے بھائی لچھمن کو مخاطب کر کے کہا۔ اے لچھمن میرے بھائی! تم دونوں یہیں رہو۔ میں خود سیتا کے لیے اس ہرن کو پکڑ کر لاتا ہوں۔ اس پر رام نے اپنے تیر اور کمان سنبھالی اور اس ہرن کی طرف بڑھا۔ رام کو اپنی طرف آتے دیکھ کر وہ ہرن بد کنے کے انداز اپنی چھوٹی سی دم ہلاتا ہوا ایک طرف بڑھا۔ رام بھی اس کے پیچھے بھاگا۔ جب رام اس ہرن کے قریب جاتا تو ہرن اور تیزی سے بھاگنے لگتا اور جب رام پیچھے رہ جاتا تو ہرن بھی اپنی رفتار سست کر دیتا اس طرح وہ ہرن رام کو اس فریب میں ڈال کر اس کی کھٹیا سے بہت دور لے گیا تھا۔ یہاں تک کہ رام اس ہرن کے پیچھے بھاگ بھاگ کر نڈھال ہونے لگا۔ رام کا ارادہ تھا کہ وہ

ہرن کو زخمی کئے بغیر پکڑ کر سیتا کے پاس لے جائے گا۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ ہرن قابو میں ہی نہیں آ رہا اور وہ بھاگ بھاگ کر نڈھال بھی ہوتا جا رہا ہے تب اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ہرن پر تیر چلا کر اسے زخمی کر دے گا۔ اور ہرن زخمی ہونے کے بعد بھاگنے سے قاصر رہے گا لہذا وہ اسے پکڑ کر سیتا کے پاس لے جائیگا۔

اس نظریے کے تحت رام ایک بار پھر بھاگ کر ہرن کے قریب گیا۔ پھر اس نے اپنی کمان سنبھالی اور تیر چڑھا کر جو چلایا تو وہ تیر ہرن کی ٹانگ میں لگا۔ لیکن اس کے بعد رام نے جو منظر دیکھا وہ اس کے لیے حیران کن تھا۔ اس لیے کہ وہاں اب کچھ نہ رہا تھا۔ نہ وہاں ہرن تھا نہ کچھ اور اس پر رام بے حد فکر مند اور پریشان ہوا۔ بھاگ کر اس جگہ گیا جہاں ہرن کو تیر لگا تھا اور وہ لڑکھڑا کر گرا تھا۔ پر وہاں ہرن کے پاؤں کے نشانات کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ اس طرح رام کو بے حد مایوسی ہوئی تھی کہ وہ اپنی پتنی سیتا کے لیے اس کا پسندیدہ ہرن حاصل نہ کر سکا اس طرح رام مایوس ہو کر اپنی کھٹیا کی طرف چل دیا تھا۔

دوسری طرف عزازیل نے پھر سیتا کے ذہن میں رام سے متعلق وسوسے ڈالے پس انہی وسوسات کے تحت اس نے رام کے بھائی لچھمن کو مخاطب کر کے کہا۔ اے لچھمن میرے بھائی! تم دیکھتے ہو کہ رام کو اس ہرن کے تعاقب میں گئے کافی دیر ہو گئی ہے۔ لہذا میں اب رام کی طرف فکر مند اور پریشان ہو گئی کہ وہ اس ہرن کے باعث کسی تکلیف اور عذاب میں مبتلا نہ ہو گیا ہو۔ لہذا اے میرے بھائی! تم ابھی اور اسی وقت رام کی طرف جاؤ اور اسے اپنے ساتھ واپس لے کر آؤ۔ اگر وہ اب تک ہرن حاصل نہیں کر سکا تو اسے کہنا کہ سیتا کو کسی ہرن کی ضرورت نہیں لہذا تم فی الفور واپس آ جاؤ۔ اس پر لچھمن نے کہا۔ اے میری بہن میں رام کے تعاقب میں تمہارے کہنے کے مطابق جاتا تو ہوں لیکن تم جانتی ہو کہ رام نے یہاں مجھے تمہاری حفاظت پر چھوڑا تھا اگر میری غیر موجودگی میں تمہیں کچھ ہو گیا تو پھر میں رام کے سامنے کس منہ سے جاؤں گا اور اسے کیا جواب دوں گا۔

اس پر سیتا نے کہا۔ لچھمن! تم میری فکر نہ کرو۔ اس بن میں مجھے کچھ نہیں ہوتا پس تم رام کے تعاقب میں جاؤ اور اسے فوراً واپس لے کر آؤ۔ لچھمن نے کہا۔ میں

تمہارے کہنے پر رام کو لانے جاتا ہوں۔ پھر اپنی کھٹیا کے سامنے میں اپنے گرو وشٹ کے بتائے ہوئے منتر کے مطابق ایک حصار کھینچ جاتا ہوں۔ جب تک تو اس حصار کے اندر رہیگی تجھے کوئی دکھ کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ اس لیے میرے بعد تو اس حصار سے باہر قدم نہ رکھنا۔ اس طرح میں تمہاری طرف سے مطمئن رہوں گا اور رام کو لیکر بلاکوٹ آؤں گا۔ سیتا لچھمن کی ان ہدایات پر عمل کرنے کے لیے تیار ہوگئی۔ پھر لچھمن سیتا کی حفاظت کے لیے وہاں اپنی کھٹیا سے باہر ایک حصار کھینچ دیا اس کے بعد وہ رام کی تلاش میں نکل گیا تھا۔

لچھمن کے جانے کے بعد سیتا جب اپنی کھٹیا میں اکیلی رہ گئی تو وہاں بن میں کھٹیا کے قریب عزازیل اور راجہ راون نمودار ہوئے۔ پھر عزازیل نے راون کو مخاطب کر کے کہا اے راجہ! سیتا کو اس کھٹیا سے اٹھا کر لنکا کی طرف لے جانے کا اب بہترین موقع اس لیے کہ رام اور لچھمن دونوں یہاں نہیں ہیں۔ سیتا اکیلی ہے اور اس کے اکیلے پن سے اب تو فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

راجہ راون نے بڑی بے چینی اور بے تابی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔ اے مہاراج اس موقع پر مجھے آپ کی راہنمائی کی ضرورت ہے۔ بتایئے میں کونسا طریقہ استعمال کروں کہ سیتا کو یہاں سے اٹھا کر بحفاظت اپنے دیس لنکا پہنچ جاؤں عزازیل نے ایک ناصح کے سے انداز میں کہا۔ اے راون! مجھے غور سے سنو میں ابھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر تیرا فقیر کا بھیس بدلتا ہوں۔ بس تو فقیر کے اس بھیس میں سیتا کی کھٹیا کے پاس جانا۔ اور دیکھ کھٹیا سے باہر ایک حصار کھینچا ہوا ہے۔ اور رام کی تلاش میں جاتے جاتے یہ حصار لچھمن کھینچ گیا ہے۔ تو ہرگز اس حصار کے پار نہ جانا۔ اگر تو ایسا کرے گا تو تیرا خاتمہ ہو کر رہ جائے گا۔ بس تو حصار سے قریب کھڑے ہو کر بھیک کی صدا لگانا۔ اس موقع پر میں سیتا کے ذہن پر سوار ہوں گا اور وہ تجھے بھیک دینے کھٹیا سے باہر آئیگی۔ وہ ضرور تجھ سے کہے گی کہ آگے آکر بھیک لے لو۔ لیکن تم کہنا کہ میں ایک بار آگے بڑھنے کی کوشش کر چکا ہوں پر آگے نہ جانے کیسا طلسم ہے کہ میں اس کھٹیا کے قریب نہیں جاسکا اور دور ہی سے بھیک کی صدا لگا دی ہے۔

اے راجہ اس موقع پر میں پھر تیرے کام آؤں گا۔ میں اوٹ میں رہ کر ہی اپنی

سری قوتوں کے ذریعے سیتا کے ذہن میں ایسی ہلچل ایسا انقلاب برپا کروں گا کہ وہ ضرور تجھے بھیک دے۔ پس اے راجہ چونکہ سیتا اس حصار سے باہر آئے تو اسے دبوچ لینا۔ اس موقع پر میں تیرا فقیرانہ بھیس بھی ختم کر دوں گا۔ پھر تو سیتا کو اپنے ان ساتھیوں کے پاس لے جانا جو اس کٹیا کے عقب میں ذرا فاصلے پر بیٹھے ہوئے ہیں اور پھر تو اپنے ساتھیوں کی مدد سے سیتا کو لنکا لے جانا۔ ایسا کرنے کے بعد تو چاہے تو آدم پل کی طرف سے اپنے دیس چلا جائے اور اگر تیری مرضی ہو تو کشتیوں کے ذریعے چلا جائے تیرے لیے رام اور لچھمن کی طرف سے کوئی خوف اور خطرہ باقی نہ رہے گا۔ اور اے راجہ ابنکی کا نمائندہ یوناف جس کا میں اس سے قبل تم سے ذکر کر چکا ہوں۔ میں نے اس کا بھی بند کرایا ہے۔ وہ اس وقت افریقہ کے وسطی حصوں میں میرے پھیلائے ہوئے جال کی الجھنوں میں پھنسا ہوا ہے۔ لہٰذا یہ کام تم بغیر کسی پریشانی اور خطرے کے کر سکتے ہو۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل نے اپنی سری قوتوں کے ذریعے راجہ راون کا بھیس بدل دیا۔ پھر اسے کہا۔

اے راجہ۔ اب تو سیتا کی کٹیا کی طرف جا اور وہاں بھیک کی صدا لگا۔ اس لیے کہ میں نے قوتوں کو حرکت میں لا کر تیرا بھیس بدل دیا ہے۔ عزازیل کے اس انکشاف پر جب راجہ نے چونک کر اپنا سراپا دیکھا تو وہ دنگ رہ گیا۔ کیونکہ وہ واقعی اس وقت فقیرانہ لباس میں تھا۔ تب راجہ راون عزازیل کی ہدایت کے مطابق آگے بڑھا اور سیتا کی کٹیا کے قریب جا کر اس نے بھیک کی صدا لگائی تھوڑی ہی دیر بعد حسین سیتا اپنی کٹیا سے نکلی۔ چند لمحوں تک وہ بڑے غور اور انہماک سے راجہ راون کو دیکھتی رہی جو اس وقت فقیرانہ بھیس میں تھا۔ پھر جب اسے یقین ہو گیا کہ واقعی کوئی بھکاری ہے تو اس نے اپنی رس برساتی آواز میں کہا! آگے آکر بھیک لے لو۔ اس پر راون نے بوکھلائی اور پریشانی کی سی آواز میں کہا۔ اے شریمتی! میں کیسے آگے آکر بھیک لے لوں کہ پہلے دو ایک بار میں نے آگے بڑھنے کی کوشش کی۔ پھر دونوں بار ہی میں رک گیا کیونکہ آگے بڑھتے ہوئے۔ مجھے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے اس کٹیا کے اطراف میں موت کا حصار کھینچ دیا گیا ہو اور کٹیا میں داخل ہونا ناممکن ہو۔

اس موقع پر سیتا بری طرح چونکی شاید عزازیل نے اس کے ذہن پر تسلط کیا تھا۔ پھر اس نے راون کو مخاطب کر کے کہا۔ ذرا رکو میں خود وہاں آتی ہوں۔ پس جونہی سیتا نے لچھمن کا کھینچا ہوا حصار پار کر کے اسے بھیک دینا چاہی اسی لمحہ راون نے بڑی مضبوطی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف اور کھینچ لیا پھر وہ سیتا کو لے کر حصار سے پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اس موقع پر سیتا بچاری بڑی تلملائی کسمسائی۔ راجہ راون سے اس نے اپنا آپ چھڑانے کی انتہائی کوشش کی۔ لیکن راجہ راون کی گرفت اس پر ایسی مضبوط تھی کہ وہ اپنے دفاع اور فرار میں کچھ بھی نہ کر سکی تھی۔

اسی لمحہ عزازیل اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور راجہ راون کا اس نے بھیس بدل کر رکھ دوں تھا۔ اب راجہ راون اپنے اصل شاہانہ لباس میں سیتا کے سامنے تھا۔ سیتا نے جب دیکھا کہ اسے اپنی گرفت میں لینے والا۔ بھکاری کے بجائے اب ایک راجہ کے بھیس میں ہے تو راجہ راون کی چھاتی پیٹتے ہوئے ہوئے بری طرح وہ چلا اٹھی۔ اے راکشش! مجھے چھوڑ دو۔ اے ابر ودھی تو کون ہے۔ کیوں تو دھوکہ دہی سے مجھے میری کٹیا اور حصار سے باہر لایا۔ اور اب مجھے کہاں لے جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اے سیتا میرا نام راون ہے اور میں لنکا دیس کا راجہ ہوں۔ ذرا اپنے ذہن میں یہ بات دوڑا کہ چند دن پہلے میری بہن شورپنکھا کو تو نے مارا تھا۔ سو اے سیتا! یہ اس مار کا انتقام ہے کہ میں تجھے یہاں سے اٹھا کر اپنے دیس لے جاؤں گا اور وہاں تجھ سے بیاہ کروں گا تاکہ تو ایک پتنی کی حیثیت سے ساری عمر میری خدمت اور سیوا کرتی رہے۔

سیتا نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔ اے راون تو بکواس کرتا ہے۔ میں پہلے ہی کسی کی پتنی ہوں تیرے ساتھ بیاہ پر اپنی موت کو ترجیح دوں گی تو اس وقت تک مجھے رسوا نہیں کر سکتا جب تک میرے سر پر میری آتما ہے۔ ہاں جب اس آتما اور سر پر کا سنگ ٹوٹ گیا۔ پھر جو تیرے من میں آئے وہ تو کرگاتے رہنا۔ راون نے سیتا کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ سیتا کو لے کر اس جگہ آیا جہاں اس کے آدمی گھات میں بیٹھے ہوئے تھے پھر وہ سیتا کو لے کر لنکا کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

جدعون کی موت کے بعد بنی اسرائیل پھر بعل دیوتا اور عشتار دیوی کی پوجا پاٹ میں لگ گئے اور ان کے لیے انہوں نے معبد بنانے شروع کر دیئے تھے۔ جدعون کے ستر بیٹوں میں ایک جس کا نام ابی ملک تھا اور جو جدعون کی اس بیوی کے بطن سے تھا جو سکم شہر کی رہنے والی تھی۔ یہ ابی ملک بڑا جابر اور خونخوار انسان تھا اور اپنے باپ جدعون کی موت کے بعد ستر بھائیوں میں سے یہ بنی اسرائیل کا بادشاہ بننے اور حکمران بننے کی خواہش رکھتا تھا۔ پس اپنی اس خواہش کی تکمیل کے لیے اپنے باپ جدعون کی موت کے بعد یہ ابی ملک نے سکم شہر میں اپنے ماموؤں کو مخاطب کر کے کہا۔

میرے ننھیال کے سب لوگوں سے کہو اور ان سے پوچھو کہ میرے باپ کے سب بیٹے جو تعداد میں ستر ہیں وہ سب مل کر تم پر حکومت کریں یا یہ کہ میں اکیلا تم پر حکومت کروں! اگر سب مل کر حکومت کریں گے تو تباہی و فساد کا موجب بنیں گے۔ جب میں تمہاری ہی ہڈی اور تمہارا ہی گوشت ہوں۔ پس دوسروں کے مقابلے میں میری مدد کرو تاکہ میں تمہارے توسط سے بنی اسرائیل کا حکمران بنوں۔ اس گفتگو کے بعد ابی ملک کے ماموں حرکت میں آئے اور انہوں نے سکم کے لوگوں کو ابی ملک کی پیروی پر آمادہ کر لیا۔ اس کے علاوہ اہل سکم نے ابی ملک کے لیے کافی نقدی بھی جمع کی اور اس نقدی کے بل بوتے پر ابی ملک نے اوباش اور آوارہ لوگوں کی ایک بہت بڑی جماعت اپنے گرد جمع کر لی۔ ایسے لوگوں کی جمعیت کو لے کر ابی ملک عفرہ شہر میں اپنے باپ جدعون کے گھر گیا اور وہاں اس نے اپنے سارے بھائیوں کو قتل کر دیا۔ لیکن اس کا ایک بھائی جو سب سے چھوٹا تھا اور جس کا نام یوتام تھا وہ ابی ملک کے ہاتھ نہ لگا اور اپنی جان بچا کر وہ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

ابی ملک جب یہ کام انجام دے چکا تو بنی اسرائیل نے اسے اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ ابی ملک کے بچ نکلنے والے بھائی یوتام کو جب خبر ہوئی کہ بنی اسرائیل نے اس کے قاتل بھائی ابی ملک کو اپنا بادشاہ بنا لیا ہے تو ایک روز وہ کوہستان گرزیم پر چڑھا اور پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر اور سکم شہر کے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ اے سکم کے لوگو! مجھے غور سے سنو! میں تمہارے مرحوم بادشاہ جدعون کا سب سے چھوٹا یوتام ہوں۔ میں اس قاتل ابی ملک کا بھائی ہوں جسے تم نے اپنا بادشاہ بنا لیا۔ اے لوگو میری طرف توجہ کرو۔ میری بات غور سے سنو! میں تمہیں لبنان کی ایک حکایت سناتا ہوں جو عنقریب تم پر پوری اترے گی۔

اے سکم کے لوگو سنو! لبنان کی سرزمین کے اندر قدیم زمانے میں درختوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا کہ انسانوں کی طرح ہم بھی اپنے میں سے کسی کو بادشاہ بنائیں۔ اس پر متفق ہونے کے بعد سارے درخت زیتون کے پاس آئے اور اس سے گزارش کی کہ تو ہمارا بادشاہ بن اور ہم پر سلطنت کر۔ اس التماس پر زیتون کے درخت نے جواب دیا۔ میں اپنی چکناہٹ کو چھوڑ کر جس کے وسیلہ سے لوگ اپنے خدا کی تعظیم کرتے ہیں کیوں حکمرانی قبول کروں۔ زیتون کا یہ جواب سن کر درخت انجیر کے پاس گئے اور اس سے کہا۔ اے انجیر! تم آؤ اور ہم پر بادشاہت کرو۔ اس پر انجیر بولا۔ میں اپنی مٹھاس اور اپنے اچھے اچھے پھلوں کو چھوڑ کر ہرگز بادشاہت قبول نہیں کرتا۔ تم یہ سوال کسی اور سے کرو۔ اس پر درخت انگور کی بیل کے پاس گئے اور اسے کہنے لگے۔ اے انگور کی بیل تو ہی ہم پر حکمرانی کر۔

انگور کی بیل بولی۔ اے میرے عزیزو! میرا رس انسانوں کو خوش کرتا ہے۔ سو میں اپنے رس کو چھوڑ کر کیوں تمہاری بادشاہت کو قبول کروں۔ اے سکم کے لوگو! پھل دار درختوں سے مایوس ہونے کے بعد درخت اونٹ کٹارے کے پاس گئے اور اس سے التماس کی، اے اونٹ کٹارے! تو ہی ہم پر حکمرانی کر۔ یہ سن کر اونٹ کٹارہ بڑا خوش ہوا اور پھر بولا۔ اگر تم سچ مچ مجھے اپنا بادشاہ بنانا چاہتے ہو۔ تو پھر آؤ اور میرے سایہ میں پناہ لو اور اگر نہیں تو پھر سنو! اونٹ کٹارے سے آگ نکل کر لبنان کے دیوداروں کو کھا کر تباہ برباد کر دے گی۔

سوائے سکم کے لوگو! کیا تم سمجھتے ہو کہ ابی ملک کو اپنا بادشاہ بنا کر تم نے راستی اور ہدایت صداقت برتی ہے۔ اور یہ کہ ایسا کر کے کیا تم لوگوں نے میرے باپ جدعون اور اس کے گھرانے سے اچھا سلوک کیا ہے۔ سنو لوگو! میرا باپ جدعون تمہاری خاطر لڑا۔ اپنی جان کو جوکھوں میں ڈال کر تمہیں مدیانیوں اور عمالیقیوں کے مظالم سے نجات دلائی۔ اے لوگو! کیا تم سمجھتے ہو کہ تم نے میرے باپ کے گھرانے سے اس کے احسانات کے مطابق سلوک کیا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ تم لوگوں نے آج میرے باپ کے گھرانے سے بغاوت کی ہے۔ اور اس کے بیٹوں کو قتل کر کے تم نے سکم کی رہنے والی میرے باپ کی ایک لونڈی کے بیٹے ابی ملک کو اپنا بادشاہ بنا لیا تھا۔

تم نے ابی ملک کو اس لیے بادشاہ بنا لیا کہ اس کی ماں سکم کی رہنے والی تھی۔ اس وجہ سے ابی ملک کے ساتھ تمہارا ایک رشتہ اور تعلق ہے۔ سنو لوگو! اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ آج کے دن تم نے میرے باپ جدعون کے گھرانے کے ساتھ صداقت اور راستی برتی ہے تو پھر تم ابی ملک کو اپنا بادشاہ بنا کر خوش رہو اور وہ تم لوگوں سے خوش رہے اور اگر ایسا کرتے ہوئے تم لوگ صداقت و راست بازی سے ہٹے ہو تو پھر اونٹ کٹارے کی طرح ابی ملک کی وجہ سے ایسی آگ ضرور ہو جو درختوں کی طرح تم لوگوں کو کھا جائے۔ یہ بات کہنے اور ایسی بددعا دینے کے بعد یوتام کوہستان گرزیم کی چوٹی سے اتر گیا۔ اور بھاگتا ہوا ایک سمت نکل گیا اور اپنے بھائی ابی ملک کے خوف سے گمنام زندگی بسر کرنے لگا۔

یوتام کے یہ بات کہنے کے کچھ ہی دن بعد جعل بن عبد نام کا ایک شخص اپنے بھائیوں کے علاوہ ایک بہت بڑی جمعیت کے ساتھ سکم شہر میں وارد ہوا۔ اس نے لوگوں کے کھیتوں کو خوب برباد کیا تاکستانوں کے پھل توڑے۔ انگوروں کا رس نکالا اور خوشی منانے لگے۔ اور ابی ملک کو برا بھلا کہنے کے علاوہ اس پر لعنتیں بھی بھیجنے لگے۔ اور یہ لوگ سرعام کہنے لگے کہ ابی ملک کون ہے جو ہم اس کی اطاعت کریں۔ اس کے علاوہ اس جعل بن عبد نے بڑی تیزی سے سکم کے لوگوں کو اپنا ہم خیال اور ابی ملک کے مخالف بنانا شروع کر دیا تھا۔ ابی ملک کی طرف سے ایک شخص زبول سکم شہر کا حاکم تھا۔ اس زبول نے جب دیکھا کہ یہ سکم شہر کی اکثریت جعل بن عبد کے ساتھ ہو گئی ہے اور شہر کے اندر اس کی حیثیت صرف ایک بت کی سی ہو کر رہ گئی ہے تو اس نے ایک قاصد کے ذریعے سب حالات ابی ملک کو بتائے کہ کس طرح جعل بن عبد نام کا ایک شخص سکم شہر میں داخل ہوا اور شہریوں کو اپنے ساتھ ملا کر شہر پر چھا گیا۔

ابی ملک کو جب زبول کے قاصد سے سکم شہر کے حالات کا علم ہوا تو وہ سکم کے شہریوں پر بڑا برہم اور پیچ و تاب کھانے لگا ہوا کہ کیوں انہوں نے میری اطاعت سے منہ موڑ کر ایک اجنبی اور نو وارد شخص جعل بن عبد کا ساتھ دینا شروع کر دیا۔ اس غصہ اور برافروختگی کے تحت ابی ملک بذات خود ایک لشکر لے کر سکم شہر کی طرف روانہ ہوا۔ دوسری طرف جعل بن عبد ان حالات سے بے خبر تھا۔ اسے یہ بھی علم نہ تھا کہ شہر کے حاکم زبول نے ایک قاصد ابی ملک کو بھجوا کر اس کی شکایت کر دی ہے اور یہ کہ ابی ملک اپنے لشکر کے ساتھ تیزی سے سکم شہر کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ایک روز جب جعل بن عبد شہر کے حاکم زبول کے ساتھ صبح ہی صبح سکم شہر

Uploaded By Muhammad Nadeem

کے دروازے پر کھڑا تھا تو اس وقت ابی ملک کا لشکر شہر کے سامنے نمودار ہونا شروع ہوا اس پر جبل بن عبد نے زجول کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اے زبول! یہ کون لوگ ہیں جو کوہستان کی چوٹیوں سے اتر کر سکم شہر کی طرف بڑھ رہے ہیں اس پر زبول نے چال چلی۔ وہ اس وقت تک جبل کو ابی ملک کے حملے سے آگاہ نہ کرنا چاہتا تھا۔ جب تک ابی ملک کا پورا لشکر نمودار ہو کر شہر کا گھیراؤ نہ کر لے۔ اس بنا پر اس نے جبل بن عبد کو مخاطب کر کے کہا۔ اے ابن عبد! تو نے آج میری موجودگی میں حد سے زیادہ شراب پی لی ہے۔ اسی بنا پر تجھے کوہستانوں کے سائے بھی ایسے لگے ہیں جیسے انسان حرکت میں ہوں اس پر جبل بن عبد نے اپنے سر کو جھٹکا اپنے آپ کو سنبھالا اور کہا۔ اے زبول! تو جھوٹ بکتا ہے دیکھ میدان کے بیچ و بیچ سے لوگ اس طرف بڑھ رہے ہیں اس کے علاوہ دائیں بائیں سے بھی تو دیکھ کس طرح مسلح لوگ سکم کی طرف آ رہے ہیں۔ زبول جان گیا کہ جبل کو حقیقت حال کی خبر ہو گئی ہے۔ لہذا اس نے جبل بن عبد پر طنز کرتے ہوئے کہا۔

اے جبل بن عبد اب تیرا وہ منہ کدھر گیا جس سے تو کہا کرتا تھا کہ ابی ملک کون ہے کہ ہم اس کی اطاعت کریں۔ دیکھ جس ابی ملک کی تو حقارت کیا کرتا تھا وہی ابی ملک اپنے لشکر کے ساتھ تیری سرکوبی اور گوشمالی کے لیے آن پہنچا ہے۔ اب تیری موت تیرے سر پر کھیل رہی ہے اور تو ابی ملک کی خونخواری اور اس کے انتقام سے بچ نہ سکے گا۔ جبل نے زبول کے منہ سے جب یہ گفتگو سنی تو اس نے فوراً اپنے دفاع کی خاطر شہر میں داخل ہو کر اس نے شہر کے دروازے بند کر دیئے اور ابی ملک کا مقابلہ کرنے کے لیے وہ سکم کے لشکر کو ترتیب دینے لگا۔ جب وہ اپنے زعم میں اپنے لشکر کی تیاریاں مکمل کر چکا۔ تو شہر سے باہر نکل کر اس نے ابی ملک کا مقابلہ کیا۔ لیکن ابی ملک کے لشکر کی تعداد بہت زیادہ تھی جس کی بنا پر جبل بن کا عید کو شکست ہوئی ایک بار پھر جبل بن عبد سکم شہر میں محصور ہو گیا۔ جب کہ ابی ملک نے اپنے لشکر کے ساتھ شہر کا محاصرہ کر لیا تھا۔ کچھ دن تک جبل بن عبد سکم شہر کے اندر محصور رہ کر حالات کا جائزہ لیتا رہا۔ اس دوران ابی ملک نے شہر کا محاصرہ تنگ سے تنگ تر کر دیا تھا۔ اور اہل شہر کے لیے اس نے ہر طرح کی رسد و کمک بند کر کے رکھ دی تھی۔

جبل بن عبد نے جب دیکھا کہ شہر کے معاملات اس کے ہاتھ سے نکلنا شروع ہو گئے ہیں تو وہ ایک رات اپنے بھائیوں اور قریبی ساتھیوں کے ساتھ نکل کر بھاگ گیا۔ دوسرے لوگوں نے بھی رات کے وقت جبل بن عبد کی دیکھا دیکھی رات کے وقت شہر سے بھاگنا شروع کر دیا تھا۔ زبول نے اس کی اطلاع ابی ملک کو دی۔ پس جبل بن عبد تو اپنے بھائیوں اور ساتھیوں کے ساتھ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن جو دوسرے لوگ شہر سے نکلے ان میں سے اکثر کو ابی ملک نے تہ تیغ کر دیا۔ پھر بھی جبل بن عبد کی طرح کچھ لوگ سکم شہر سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے اور انہوں نے سکم شہر سے نکلنے کے بعد البریت کے مندر اور تیبقض نام کے قلعے میں جا کر پناہ لینا شروع کر دی تھی۔

آخر کار تنگ آ کر شہریوں نے سکم شہر ابی ملک کے حوالے کر دیا۔ ابی ملک شہر میں اپنے لشکر کے ساتھ داخل ہوا اور شہر کے اندر جس قدر لوگ تھے ان سب کو اس نے قتل کرا دیا۔ سکم شہر کو تباہ و برباد اور ویران کرنے کے بعد ابی ملک البریت کے مندر کی طرف بڑھا۔ راستے میں جبل ضلمون سے ایک درخت کی شاخ کاٹ کر اس نے اپنے کندھے پر رکھ لی۔ اور اپنے سارے لشکریوں کو بھی اس نے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا تھا۔ پس سارے لشکریوں نے ابی ملک کا اتباع کیا۔ اور درختوں سے ایک ایک شاخ کاٹ کر انہوں نے اپنے کندھے پر رکھ لی تھی۔

اسی طرح ابی ملک اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھا۔ اور وہ تمام خشک شاخیں جو اس کے لشکری اٹھائے ہوئے تھے۔ ان کی مدد سے اس نے البریت کے مندر کو آگ لگا دی تھی۔ اسی طرح اس مندر کے اندر جو مرد اور عورتیں پناہ لیے ہوئے تھے وہ سب جل کر راکھ ہو گئے۔ البریت کی تباہی کے بعد ابی ملک نے پھر پیش قدمی کی اور تیبقض کے قلعے کا اس نے محاصرہ کر لیا تھا۔ اس قلعے کے اندر ایک بہت بڑا اور مضبوط برج تھا۔ لہذا اگر مرد اور عورتیں بھاگ کر اس برج میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے تھے۔ تیبقض جو ایک قلعہ ہونے کے علاوہ ایک شہر ہی تھا۔ اس میں ابی ملک کے محاصرے کے باعث خوف و ہراس پھیل گیا تھا۔ جب کہ ابی ملک شہر پر آخری اور فیصلہ کن ضرب لگانے کے لیے شہر اور قلعے کی فصیل کے گرد گھوم کر کسی

ایسے کمزور حصے کو تلاش کرنے لگا۔ جہاں سے وہ حملہ آور ہو کر اپنی فتح کو یقینی بنا سکے اور شہر والوں پر قابو پا کر ان کا قتل عام کر سکے۔

ابی ملک جب اپنے محافظوں اور اپنے سلاح داروں کے ساتھ اس قلعہ کے سب سے مضبوط برج کے نیچے سے گزر رہا تھا جس کے اندر سکم سے بھاگ کر آنے والے مرد عورتوں نے پناہ دے رکھی تھی۔ تو دیکھو ایسا ہوا کہ ایک عورت نے ہمت اور جرات سے کام لیتے ہوئے چکی کا ایک پاٹ اٹھا کر ابی ملک پر دے مارا۔ چکی کا یہ پاٹ ابی ملک کے سر پر لگا اور اس کی کھوپڑی کو توڑ کر رکھ گیا تھا۔ ابی ملک نے جب دیکھا کہ ایک عورت نے اس پر چکی کا پاٹ پھینکا ہے اور یہی پاٹ اس کی موت کا باعث بن رہا ہے۔ تو اس نے انتہائی کرب اور تکلیف دہ اور اس میں اپنے ایک سلاح دار کو مخاطب کر کے کہا۔ اے نوجوان! تو اپنی تلوار کھینچ اور میری گردن کاٹ دے تاکہ میرے یوں مرنے کے بعد لوگ میرے حق میں یہ نہ کہتے پھریں کہ ابی ملک کو تو ایک معمولی عورت نے چکی کا پاٹ گرا کر ہلاک کر دیا۔

پس ابی ملک کے اس سلاح دار نے ابی ملک پر اپنی تلوار گرائی اور اس کی گردن کاٹ کر ہلاک کر دیا۔ اس طرح ابی ملک کو اس کی شرارتوں کا صلہ ملا۔ اس نے اپنے بھائیوں کو قتل کیا تھا۔ اس کی سزا کو پہنچا اور اس کے بچ نکلنے والے بھائی یوتام نے کوہستان گرزیم پر کھڑے ہو کر سکم شہر کے لوگوں کو جو لبنان کے درختوں کی حکایت سنائی تھی وہ سکم شہر والوں پر بھی پوری ہو کر رہی۔ ابی ملک کی موت کے بعد اسرائیلیوں کے ایک قاضی تولع بن فوہ نے بنی اسرائیل کے معاملات کو سنبھالا لیکن لوگوں نے اس کی نیکی کی باتوں کی طرف کوئی دھیان نہ دیا اور بت پرستی کی طرف مائل ہوتے چلے گئے۔

تولع کے بعد ایک دوسرے قاضی یائیر اٹھا اس نے بھی بنی اسرائیل کو راہ راست پر لانے کی بہتیری کوشش کی لیکن بنی اسرائیل خدائے واحد کو بھول کر بعل دیوتا اور عشتاری دیوی کی عبادت میں لگے رہے۔ اور اب تو بنی اسرائیل نے کنعانیوں کے بعل اور عشتار کے علاوہ آرائیوں، موآبیوں، عموئوں، فلستیوں اور دیگر اقوام کے دیوتاؤں کی پرستش بھی شروع کر دی تھی۔

☆

دوپہر کے وقت یوناف سرائے کے کمرے میں بستر پر لیٹا چھت کو گھورتے ہوئے سوچوں میں غرق تھا کہ ایک دم وہ چونکا اور پکارنے لگا۔ ابلیکا! ابلیکا! تم کہاں۔ ابلیکا نے فوراً اس کی گردن پر لمس دیا اور پوچھا۔ "کیا بات ہے۔ میرے حبیب!" اس پر یوناف بولا۔ اے ابلیکا! میں نے اس خونخوار اور ما فوق الفطرت چیتے کو تلاش کرنے کا ایک بہترین طریقہ سوچ لیا ہے۔ ابلیکا نے بیتاب سی آواز میں پوچھا۔ وہ کیا! یوناف بولا۔

اے ابلیکا! میں ابھی سردار مجستا کے پاس جاتا ہوں اور اس سے کہتا ہوں کہ لوہے اور لکڑی کا ایک مضبوط پنجرہ تیار کرائے جس کا ایک مضبوط دروازہ ہو۔ اور دروازے سے باہر ایک کنڈی بھی ہو اور اس پنجرے کو غار سے باہر رکھ کر چیتے کو پیش کی جانے والی بکری اس پنجرے کے اندر باندھی جائے۔ میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر وہاں موجود رہوں گا اور کسی کو دکھائی نہ دوں گا۔ پس رات کے وقت جب وہ چیتا بکری کو کھانے پنجرے میں داخل ہوگا تو میں پنجرے کا دروازہ باہر سے بند کر کے کنڈی لگا دوں گا۔ پس چیتے کو اس پنجرے سے نکلنے کے لیے اور پنجرے کی کنڈی کھولنے کے لیے انسانی روپ میں آنا ہوگا۔

اور اے ابلیکا! جب وہ چیتا کنڈی کھول کر باہر نکلنے کے لیے انسانی روپ دھارے گا تو میں اسے پہچان لوں گا کہ وہ کون ہے۔ اس کے بعد میں اس پر قابو پانے کی کوشش شروع کر دوں گا۔ ابلیکا نے مسکراتی اور توصیف آمیز آواز میں کہا اے یوناف! یہ ایک بہترین اور کارآمد طریقہ ثابت ہوگا۔" اس کے ساتھ ہی یوناف جست لگا کر اپنے بستر سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔ اے ابلیکا میں اب سردار مجستا کی طرف جاتا ہوں پھر یوناف اپنے کمرے سے باہر آیا اور سرائے سے نکل کر وہ بستی

کی طرف جا رہا تھا۔

یوناف ابھی سرائے سے تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اسے اپنے سامنے بستی کی طرف سے تین افراد آتے دکھائی دیئے۔ ان میں سے ایک مجستا تھا، دوسری اس کی بیٹی قرطیسہ اور ان کے ساتھ کوئی اور جوان تھا۔ اچانک ایک طرف سے تین چار کتے نمودار ہوئے اور ان پر بری طرح بھونکنے لگے۔ یوناف نے دیکھا وہ کتے سردار مجستا کو نظر انداز کرتے ہوئے قرطیسہ اور اس کے ساتھی نوجوان پر ایسے انداز میں بھونک رہے تھے۔ جیسے وہ اس نوجوان اور قرطیسہ سے اپنی جان کا خطرہ محسوس کر رہے ہو۔ سماں دیکھتے ہوئے یوناف نے فوراً پکارا ابلیکا! ابلیکا! تم کہاں ہو؟ ابلیکا نے فوراً یوناف کی گردن پر اپنا حریری لمس دیا اور پوچھا کیا بات ہے میرے حبیب! یوناف وہاں رک گیا اور رازداری میں اس نے کہا۔ اے ابلیکا! میں نے ان مافوق الفطرت نر ماہ چیتوں کو پالیا۔ اور وہ دونوں ہمارے سامنے سردار مجستا کے ساتھ آ رہے ہیں۔ اے ابلیکا ان کتوں کا مجستا کو نظر انداز کر کے۔ قرطیسہ اور ان کے ساتھ آنے والے جوان پر بھونکنا اس بات کا ثبوت ہے کہ کتے ان پر نہیں بلکہ ان کے اندر جو چیتے کی فطرت اور خمیر ہے اس پر اپنے لیے خطرہ محسوس کرتے ہوئے بھونک رہے ہیں۔ اور دیکھو یہ کتے کیسے اب بھی لگاتار ان دونوں پر بھونک رہے ہیں اور مجستا کو وہ لگاتار سارے ہی نظر انداز کرتے جا رہے ہیں۔

ابلیکا گو میں ان دونوں کو اب جان چکا ہوں۔ پھر میں پنجرے کے اندر بکری باندھنے والی تجویز پر بھی عمل ضرور کروں گا تاکہ میرے ان اندازوں کی توثیق بھی ہو جائے۔" ابلیکا نے اس پر خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اے یوناف! تمہارے سارے ہی اندازے درست ہیں۔ اب یہ دونوں ہماری گرفت سے بچ نہ سکیں گے۔ لیکن ہمیں قرطیسہ سے متعلق بھی غور کرنا ہوگا۔ کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ وہ تم سے محبت کرتی ہے تبھی تو اس نے ایک بار تمہاری خاطر مادہ چیتے کی صورت میں نر چیتے پر حملہ کر دیا تھا۔ میں سمجھتی ہوں یہ دونوں بہن بھائی ہیں اور سردار مجستا کی اولاد نہیں ہیں۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ یہ دونوں آخر کیوں اور کیسے سردار مجستا کے ہاں رہ رہے ہیں۔ اے یوناف! میرے خیال میں یہ وہ نوجوان ہے

جس کا مجستا نے روفاش کے نام سے تم سے متعارف کیا تھا اور کہا تھا کہ اس کا بیٹا! جس کا نام روفاش ہے اور جو شکار کا بڑا شوقین ہے وہ بھی ان چیتوں پر قابو پانے کا بڑا خواہش مند ہے۔ اے یوناف اب ہم نے یہ جاننا ہے کہ یہ دونوں بہن بھائی سردار مجستا کا بیٹا اور بیٹی کیسے بن گئے ہیں۔ اور میرا یہ بھی خیال ہے کہ ان دونوں بہن بھائی میں اتفاق و تعاون بھی نہ ہوگا۔ کیونکہ ان دونوں کی فطرت میں بڑا فرق ہے۔

اے یوناف نر چیتا جو روفاش ہے وہ خونخواری، خونریزی اور آدم خوری کا شوقین اور رسیا ہے جب کہ مادہ چیتا جو قرطیسہ ہے۔ وہ محبت، چاہت اور سکون کی خواہش مند ہے۔ پس ان دونوں کے ساتھ ہمیں دو مختلف جذبوں کو سامنے رکھ کر سلوک کرنا ہوگا۔ یوناف نے ابلیکا کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اس لیے کہ وہ تینوں چلتے ہوئے یوناف کے قریب آ گئے تھے۔ یوناف نے بولنے میں پہل کرتے ہوئے کہا۔ اے سردار مجستا میں تو آپ ہی طرف جا رہا تھا۔ اچھا ہوا آپ خود ہی ادھر آ گئے۔ مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے آیئے اب سرائے ہی میں چلتے ہیں۔ یوناف کے خاموش ہونے پر سردار مجستا نے اپنے ساتھ آنے والے نوجوان کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ اے یوناف اس سے ملو یہ میرا بیٹا روفاش ہے۔ یہ آج ہی شکار سے لوٹا ہے۔ اور جب میں نے اس سے تمہارا ذکر کیا تو یہ فوراً تم سے ملنے کا خواہش مند ہوا۔ لہٰذا میں اسے اپنے ساتھ لے آیا ہوں۔ اس مافوق الفطرت چیتے پر قابو پانے کے لیے یہ تمہاری بہت مدد کر سکتا ہے۔

یوناف نے ایک بار غور سے روفاش کی طرف دیکھا۔ پھر اس سے مصافحہ کرنے کے لیے اس نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ اور پھر جونہی روفاش کا ہاتھ یوناف نے اپنے ہاتھ میں لیا تو یوں لگا جیسے اس نے کسی انتہائی خونخوار درندے کا پنجہ اپنے ہاتھ میں لے لیا ہو۔ ساتھ ہی ساتھ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے یوناف نے اس سے درندوں جیسی بو بھی محسوس کی۔ پھر روفاش کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے یوناف نے کہا۔ اے سردار مجستا! مجھے تمہارے اس بیٹے روفاش سے مل کر بے حد خوشی اور اطمینان ہوا ہے۔ جب سے آپ نے

میرا اس سے غائبانہ تعارف کرایا تھا میں اسی سے متعلق سوچتا رہا ہوں کہ سردار مجستا کا بیٹا کیسا شکاری ہوگا اب روفاش سے مل کر میں سمجھتا ہوں کہ میرا ایک طرح سے بوجھ کم ہوگیا ہے۔" یوناف کی اس گفتگو پر مجستا، روفاش اور قرطبیہ تینوں مسکرا کر رہ گئے تھے۔ پھر وہ چاروں سرائے کی طرف جا رہے تھے۔

سرائے کے پاس جا کر ایک بار پھر سرائے کے کتے، روفاش اور قرطبیہ پر بری طرح بھونکے اس پر روفاش نے اپنے کندھے سے لٹکتی کمان اور پشت پر بندھا تیروں کا ترکش درست کرتے ہوئے کہا میں ان کتوں کو اکثر مارتا رہتا ہوں۔ اس لیے مجھے دیکھتے ہی یہ بھونکنے لگ جاتے ہیں۔ پھر روفاش نے بیزاری محسوس کرتے ہوئے مجستا سے کہا "اے میرے باپ! میں اب اپنے شکار پر جاتا ہوں۔ یوناف کے پاس پھر کسی روز بیٹھوں گا اور ذرا کھل کر اس سے بات ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی روفاش نے یوناف سے مصافحہ کیا اور وہاں سے چلا گیا۔ روفاش کے جانے کے بعد یوناف مجستا کے قریب آیا اور رازداری میں اسے مخاطب کر کے اس نے کہا اے سردار مجستا! آج ہی لوہے اور لکڑی کا ایک پنجرہ بنواؤ۔ اس پنجرے کا ایک دروازہ ہو اور دروازے کو باہر سے بند کرنے کے لیے ایک کنڈی بھی لگی ہو۔

اے سردار مجستا! اس پنجرے کو چیتے کی غار کے سامنے رکھواؤ۔ اور اس پنجرے کے اندر چیتے کے لیے ایک بکری بھی باندھ دو۔ پھر دیکھو میں کیسے چیتے کی نہ صرف نشاندہی کرتا ہوں بلکہ اس پر قابو بھی پاتا ہوں۔

اس پر مجستا نے کہا "اے یوناف! میں سرائے کے مالک مریشس سے بات کرتا ہوں وہ اپنی سرائے میں کام کرنے والے صناعوں سے کام لے کر آج ہی اس پنجرے کا اہتمام کر دے گا اور شام تک پنجرے کو چیتے کی غار سے باہر رکھوا کر اس میں ایک بکری باندھ دی جائے گی۔" یوناف کے جواب دینے سے قبل ہی مجستا کی بیٹی قرطبیہ نے مجستا کو مخاطب کیا اور بولی۔ اے میرے باپ آپ مریشس سے پنجرے سے متعلق بات کریں۔ اتنی دیر تک میں یوناف کو اس کے کمرے میں لے جا کر ایک

اہم موضوع پر اس سے گفتگو کرتی ہوں مجستا جب سرائے کے مالک مریشش کے کمرے کی طرف گیا۔ تو حسین قرطبیہ نے بڑی جرأت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یوناف کا ہاتھ تھام لیا۔ پھر وہ یوناف کو اس کے کمرے کی طرف لے جا رہی تھی۔

جس وقت مجستا کی بیٹی قرطبیہ نے یوناف کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تھا اس وقت یوناف کو ایسا لگا تھا جیسے حسین قرطبیہ کے اس لمس سے اس پر کسی ساحرانہ عمل کی ابتدا ہوگئی ہو۔ یا وہ آسیب زدہ فضاؤں کے اندر اترنے لگا ہو۔ حسین قرطبیہ کے اس لمس میں طلب کی حدت! وفا کی آنچ۔ دھڑکتے دل کی وارفتگی اور کانپتے ہاتھوں کی لرزش تھی۔ اس لمس سے یوناف پر ایک ہیجانی کیفیت ہی طاری ہوگئی تھی اور وہ ایسا محسوس کر رہا تھا گویا وہ خوابوں کی دھند اور دلآویز تخیلات میں تحلیل ہو کر رہ گیا ہو۔ اسی بنا پر حسین قرطبیہ نے جب جرات مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یوناف کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ تو یوناف نے اس پر کوئی اعتراض نہ کیا اور وہ چپ چاپ اس کے ساتھ ہو لیا تھا۔

قرطبیہ، یوناف کو اس کے کمرے میں لائی۔ اور جب وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ گئے تب یوناف نے قرطبیہ کو مخاطب کرکے پوچھا۔ اے حسین قرطبیہ! تو علیحدگی میں مجھ سے کیا کہنا چاہتی ہے اور تیرا باپ مجستا اس پر کیا سوچے گا کہ تو کیوں مجھے علیحدگی میں لے گئی ہے اور مجھ سے کیا کہنا چاہتی ہے اس پر قرطبیہ نے بڑی بیباکی اور دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔" اے یوناف! میرا باپ یا دیکھنے والے دوسرے لوگ یہی کہہ سکتے ہیں کہ میں آپ سے محبت کرتی ہوں۔ یا آپ کو پسند کرتی ہوں۔ اسی بنا پر علیحدگی میں لے جا کر کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ اور میں آپ سے یہ کہوں کہ میں ان باتوں سے ڈرتی نہیں ہوں میں نے تو اپنے باپ مجستا سے بھی کھل کر کہہ دیا ہے کہ میں آپ کو پسند کرتی ہوں ہو سکتا ہے میرے باپ آپ سے میری شادی کی بات کریں۔ لہذا میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ انکار نہ کریں۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ میں نہ

صرف آپ کی مخالف قوتوں سے آپ کی حفاظت کروں گی بلکہ آپ کے لیے ایسی وفا شعار بن کر رہوں گی جیسے جسم کے لیے اس کی روح۔

یوناف نے غور سے قرطبیہ کی طرف دیکھا اور کسی قدر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔ اے قرطبیہ! کیا صرف یہی بات کہنے کے لیے تم مجھے یہاں علیحدگی میں لے کر آئی ہو؟ قرطبیہ بولی۔ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ بات تو دوران گفتگو ضمناً نکل آئی تھی تو میں نے کہہ دی ہے ورنہ میں تو آپ سے یہ کہنے کے لیے آپ کو علیحدگی میں لائی ہوں کہ آپ میرے بھائی روفاش سے محتاط رہیں۔ وہ آپ کا دشمن ہے اور آپ کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ یوناف نے غور سے قرطبیہ کی طرف دیکھا اور پوچھا تمہارا بھائی روفاش کس بنا پر میرا دشمن ہے اور کیوں مجھے نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس استفسار پر قرطبیہ نے مغموم آواز اور پرسوز لہجے میں کہا۔ وہ مجھے پسند کرتا ہے اور مجھ سے محبت کرتا ہے اور مجھ سے شادی کرنے کا خواہاں ہے۔ لیکن اب جب اسے یہ خبر ہوئی کہ میں آپ کو پسند کرتی ہوں اور آپ سے شادی کرنے کی آرزومند ہوں تو وہ آپ کا دشمن بن گیا ہے۔ وہ آپ کو نقصان پہنچا کر ہر صورت میں مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ جب کہ میں اسے سخت نفرت کرتی ہوں اسے ناپسند کرتی ہوں۔ اس لیے کہ میرا اس کا خمیر اور میری اس کی فطرت ہی آپس میں نہیں ملتے۔

اس انکشاف پر یوناف نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔ اے قرطبیہ! کیا تم روفاش کی سگی بہن نہیں ہو؟ قرطبیہ نے اقرار کیا ہاں میں اس کی سگی بہن ہوں،" یوناف نے اس بار زور دے کر پوچھا،" پھر تمہاری شادی اس سے کیسے اور کیونکر ہو سکتی ہے"۔ قرطبیہ نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔" ان سرزمینوں کے اندر رواج اور قاعدہ ہے کہ سگے بہن بھائیوں کی بھی آپس میں شادی ہو جاتی ہے۔ اور یہاں کے لوگ ایسا کرتے ہیں اسی بنا پر روفاش بھی مجھ سے شادی کا خواہش مند ہے"۔ اس بار یوناف نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا تمہارا حسن اور تمہاری دلکشی ہی ایسی ہے کہ ہر کوئی تم سے شادی کا خواہش مند ہوگا۔ یوناف کی اس گفتگو پر قرطبیہ نے چونک کر یوناف کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے رس اور مٹھاس سے بھرپور اپنی آواز اور چاہت و محبت سے لبریز انداز میں پوچھا"! کیا ایسی خواہش کرنے والوں" میں آپ بھی شامل ہیں؟ یوناف نے اس بار کھل کر اقرار کیا!

ہاں میں بھی تم سے شادی کرنے کی خواہش رکھتا ہوں" خوشی کی لا انتہائی اور جذبات کے وفور میں قرطبیہ نے آگے بڑھ کر یوناف کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیے اور کہا اے یوناف آپ نے یہ اقرار کر کے میرے سارے ہی وسمے اور میرے سارے ہی تفکرات دور کر دیئے ہیں۔ اب میں صرف روفاش ہی نہیں بلکہ اس جیسی اور کئی قوتوں کا مقابلہ اور سامنا کر سکتی ہوں۔ اب مجھے اپنی اور آپ کی جان کا اگر کسی کی طرف سے خطرہ ہے تو وہ صرف عزازیل اور اس کے ساتھی ہیں۔ جو روفاش کے ساتھ مل کر مجھے اور آپ دونوں کو نقصان پہنچانے کی ہمت اور قدرت رکھتے ہیں۔ پھر دیکھیں جب تک میری جان میں جان ہے میں عزازیل اور اس کے ساتھیوں سے بھی اپنی اور آپ کی حفاظت کرنے کی کوشش ضرور کروں گی۔ لیکن اس میں مجھے بہت کم کامیابی کی امید دکھائی دیتی ہے۔ بہر حال حالات کچھ بھی ہوں۔ اپنی موت تک میں آپ کا ساتھ دوں گی۔

حسین قرطبیہ کی اس ساری گفتگو کے جواب میں یوناف کچھ کہنے ہی والا تھا کہ قرطبیہ پھر بول پڑی اور کہا۔ اے یوناف! یہ جو آپ نے میرے بابا کو لکڑی اور لوہے کا پنجرہ بنانے کے لیے کہا۔ اور اس پنجرے میں جو اس آدم خور چیتے کے لیے بکری باندھیں گے تو اس کا آپ کو کیا فائدہ ہوگا۔ وہ چیتا بڑے آرام سے اس پنجرے میں داخل ہوگا اور بکری کھا کر نکل جائے گا۔ پھر پنجرہ بنانے کا کیا فائدہ۔ اور اے یوناف! میں آپ کو یہ مشورہ بھی دوں گی کہ آپ اس چیتے کا خیال ترک کر دیں یہ ایک انتہائی طاقتور اور مافوق الفطرت چیتا ہے اور آپ کسی بھی صورت اس پر قابو نہ پا سکیں گے۔ بلکہ مجھے خطرہ ہے کہ وہ چیتا کہیں آپ کو نقصان ہی نہ پہنچا دے۔ میں آپ کو یہ بھی مشورہ دوں گی کہ جب میری اور آپ کی شادی ہو جائے تو ہم کہیں دور اور گمنام سرزمینوں کی طرف نکل جائیں۔ جہاں ہم دونوں خطرات سے دور پر سکون زندگی بسر کر سکیں گے۔

اپنی بات کہتے کہتے قرطبیہ رک گئی اچانک وہ بے حد مغموم اور اداس ہو گئی تھی پھر اس نے انتہائی مایوسی میں کہا۔ پھر ایسا کرنے کا کیا فائدہ۔ آپ کو لے کر میں جہاں کہیں بھی جاؤں گی یہ روفاش اور اس کے علاوہ عزازیل اور اس کے ساتھی مجھ سے انتقام لینے کے لیے وہاں پہنچ جائیں گے آہ میری زندگی کس کرب اور عذاب میں مبتلا کر دی گئی ہے۔ اے یوناف! میں آپ کے ساتھ شادی نہیں کر سکتی میں اپنے ساتھ آپ کو بھی عزازیل اور روفاش کے انتقام کا نشانہ نہیں بنانا چاہتی۔ اے یوناف! تم یہاں سے چلے جاؤ اور مجھے یہاں روفاش اور عزازیل کے عذاب میں مبتلا رہنے کے لیے تنہا چھوڑ دو۔ اس موقع پر قرطبیہ انتہائی اداس اور افسردہ ہو گئی تھی۔ اس کا چہرہ اتر گیا تھا۔ اور آنکھوں کے اندر ویرانیاں رقص کرنے لگی تھیں۔ یوناف چند ثانیوں تک قرطبیہ کی اس حالت کو غور سے دیکھتا رہا۔ پھر یوناف نے بھرپور چاہت کے انداز میں قرطبیہ کا ایک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور ہمدردیوں میں ڈوبی ہوئی آواز میں اسے مخاطب کر کے کہا۔

اے قرطبیہ! تو آخر عزازیل اس کے ساتھیوں اور روفاش سے اس قدر خوف زدہ کیوں ہے۔ بخدا میں جب بھی اپنے رب کا نام لے کر عزازیل کے سامنے آؤں تو اسے ذلت و پستی کا نشانہ بنا کر رکھ دوں۔ اے قرطبیہ! میں جب بھی اپنے رب کا نام لے کر کھانسوں تو عزازیل کے پاس میرے سامنے سے بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے عزازیل سے تو میری دشمنی قدیم اور پرانی ہے۔ اور میں جب چاہوں اسے مار بھگاؤں اور رہے عزازیل کے ساتھی اور یہ تمہارا بھائی روفاش۔ تو اے قرطبیہ یہ سب تو میرے بائیں ہاتھ کی مار نہیں ہیں۔ میں جب ان کے اندر داخل ہوں تو یہ ایسا محسوس کریں جیسے بکریوں کے اندر بھیڑیا اور چوہوں کے اندر بلی گھس آئی ہو۔ اے قرطبیہ! میری معیت میں اور میرا ساتھ ہوتے ہوتے تمہیں ایسے لوگوں سے خوف زدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے

تھوڑی دیر قبل تک جہاں حسین قرطبیہ کی حالت، نگاہوں میں بکھری صدیوں کی منتشر داستانوں جہنم کی مجبور تنہائیوں میں سلگتی آہوں اور دیمک لگی روح جیسی ہو رہی تھی۔ وہاں اب اس کی حالت کرنوں کے ہجوم، جمال کی لو، خیالات کی تنویر اور انفعال کدہ جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر اس اپنی تبسم بکھیرتی آواز میں پوچھا۔ آپ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو کیسے جانتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے اس چیتے کو پکڑنے کے لیے جو لکڑی اور لوہے کا پنجرہ بنانے کو کہا ہے۔ اس سے آپ کیسے کام لیں گے۔ پہلے آپ میرے ان دو سوالوں کا جواب دیں۔ پھر میں کچھ اور آپ سے پوچھوں گی۔ یوناف نے بھی ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں قرطبیہ کے اس استفسار کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

اے قرطبیہ! جہاں تک پنجرے کا تعلق ہے تو اسے اس چیتے کے غار کے سامنے

رکھ کر اس میں ایک بکری باندھ دی جائے گی اور جب چیتا اس بکری کو کھانے کے لیے اس پنجرے میں داخل ہوگا۔ تو میں اس پنجرے کا دروازہ بند کر کے باہر سے کنڈی لگا دوں گا۔ اب وہ چیتا مافوق الفطرت ہے تو پہلے وہ اپنی ہیئت کو چیتے سے انسان میں تبدیل کرے گا تاکہ وہ پنجرے کے دروازے کی کنڈی کھول سکے اور جب وہ ایسا کرے گا تو پھر میں دیکھ لوں گا کہ وہ کون ہے اور اس کے بعد اس سے نمٹنا میرے لیے آسان ہو جائے گا۔

یوناف کے اس انکشاف پر قرطیبہ نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور کہا۔ اے یوناف آپ بھی کیسی بچوں جیسی باتیں کرتے ہیں۔ اگر آپ پنجرے کا دروازہ بند کرنے کے لیے وہاں کھڑے ہوں گے تو وہ چیتا پنجرے میں بکری کے لیے داخل ہونے کے بجائے آپ کو اپنا نشانہ بنائے گا اور آپ پر حملہ آور ہوگا۔ اس لیے کہ وہ چیتا جانور کی نسبت انسانی گوشت زیادہ پسند کرتا ہے۔ اب بتائیں کیا وہ پنجرہ آپ کے اس مقصد کے لیے سود مند ثابت ہو سکتا ہے۔ یوناف نے شوخ لہجے میں کہا۔ ہاں سود مند ہو سکتا ہے۔ قرطیبہ نے بھی محبتوں بھری چہکتی ہوئی آواز میں کہا، وہ کیسے! ذرا بتائیں تو۔ تاکہ میں بھی اس کی افادیت جان سکوں۔ یوناف فوراً اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور غور سے اس نے قرطیبہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

بتاؤں؟ قرطیبہ نے زور دے کر کہا۔ ہاں بتائیں نا! اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور قرطیبہ کی نگاہوں سے وہ غائب ہو گیا تھا۔ یوناف کے اس طرح اچانک غائب ہو جانے پر قرطیبہ حیرت و پریشانی سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ اچانک یوناف پھر قرطیبہ کے سامنے نمودار ہوا اور اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا! میں اپنی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اس پنجرے کے پاس کھڑا رہوں گا کسی کو دکھائی بھی نہ دوں گا۔ اور جب وہ چیتا اس پنجرے میں داخل ہوا تو میں پنجرے کا دروازہ باہر سے بند کر دوں گا۔ اب بتاؤ وہ پنجرہ سود مند ثابت ہو سکتا ہے یا نہیں ہے۔ قرطیبہ نے اس بار گہری مسکراہٹ میں کہا۔ ہاں اب تو وہ پنجرہ ضرور کارگر ثابت ہو سکتا ہے۔ یوناف نے اس بار قرطیبہ پر ایک نیا انکشاف کرتے ہوئے کہا۔

ویسے اب میں اس پنجرے کی کوئی چنداں ضرورت بھی محسوس نہیں کرتا۔ اس لیے کہ میں اب ویسے ہی جان چکا ہوں کہ وہ مافوق الفطرت چیتا کون ہے۔ کہاں رہتا ہے اور اس پر کیسے قابو پایا جا سکتا ہے۔ یوناف کے اس انکشاف پر قرطیبہ بوکھلا ہی گئی اور پوچھا۔ آپ نے کیسے جان لیا کہ وہ مافوق الفطرت چیتا کون ہے اور کہاں رہتا ہے یوناف نے اس بار فیصلہ کن انداز میں کہا، وہ مافوق الفطرت چیتا جس نے ان بستیوں کے اندر تباہی و بربادی پھیلا رکھی ہے وہ تمہارا بھائی روفاش ہے۔ اس لیے کہ سرائے سے نکل کر جب میں بستی کی طرف جا رہا تھا اور تم لوگ مجھے راستے میں مل گئے تھے تو میں نے دیکھا کچھ کتے تم دونوں بہن بھائی پر اس انداز میں بھونک رہے تھے جیسے تم دونوں سے انہیں جان کا خطرہ ہو۔ جب کہ سردار مجتنا کو وہ نظر انداز کر رہے تھے۔ پھر سرائے کے پاس آ کر بھی تم دونوں پر کتے بری طرح بھونکے تھے۔ اس طرح مجھے یقین ہو گیا تھا کہ مافوق الفطرت زیادہ چیتے تم دونوں بہن بھائی ہی ہو۔ اور میرا یہ یقین اس وقت اور زیادہ پختہ ہو گیا جب تم نے میرے اس کمرے میں عزازیل کا ذکر کیا اور اس سے خدشہ اور خطرہ محسوس کیا۔

یوناف ذرا رک کر پھر کہہ رہا تھا۔ اب میں وہ پنجرہ اس لیے بنا رہا ہوں کہ اس پنجرے کے پاس میں اپنی سری قوتیں استعمال کر کے سردار مجتنا کو بھی کھڑا کروں گا۔ وہ بھی کسی کو دکھائی نہ دے گا۔ اس طرح وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا کہ روفاش جسے وہ اپنا بیٹا کہتا ہے وہی دراصل وہ مافوق الفطرت چیتا ہے جس نے ان علاقوں کے اندر تباہی و بربادی پھیلا رکھی ہے۔ یوناف کے اس انکشاف پر قرطیبہ بچاری کی گردن جھک گئی تھی اس کا چہرہ پیلا پڑ گیا تھا جب کہ اس کی آنکھوں میں دور دور تک ویرانیاں اور سنسنایاں برس رہی تھیں یوناف چند ثانیوں تک اپنے سامنے سر جھکائے بیٹھی قرطیبہ کو غور اور انہماک سے دیکھتا رہا پھر اس نے نرمی اور چاہتوں بھری آواز میں قرطیبہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے قرطیبہ تم فکر مند نہ ہو یہ جانتے کے باوجود کہ تم ایک مافوق الفطرت لڑکی ہو اور کسی بھی لمحہ انسان سے چیتے کا روپ دھار کر تم جس پر چاہو حملہ آور ہو سکتی ہو لیکن میں جانتا ہوں کہ تو نے آج تک خونخواری اور آدم خوری کا مظاہرہ نہیں کیا میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم مجھے پسند کرتی ہو اور اس کا ثبوت تم پہلے ہی اس وقت دے چکی ہو۔ جب میں ایک روز رات گئے سردار مجتنا کی حویلی میں سرائے کی طرف جا رہا تھا اور راستے میں اس چیتے نے مجھے پر حملہ کر دیا تھا تو اس سمے تم بھی وہاں نمودار ہوئی تھی۔

اور میری حمایت میں تم نے اس چیتے پر مجھے بچانے کے لیے حملہ کر دیا تھا اس طرح اے قرطبیہ تم نے پہلے ہی یہ بات ثابت کر رکھی ہے کہ تم اپنے بھائی روفاش کی نسبت مجھے پسند کرتی ہو لہذا میں تجھے کسی اذیت کسی عذاب یا کسی تکلیف اور دکھ میں نہ پڑنے دوں گا میں ہر اس قوت سے تیری حفاظت کروں گا جس نے تجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔

یوناف کے ان الفاظ پر قرطبیہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اس موقعہ پر وہ کچھ کہنے والی تھی کہ یوناف نے پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے اسے کہا قرطبیہ یہ بات اپنے ذہن میں رکھو کہ میں صرف تمہارے بھائی روفاش سے ہی نہیں عزازیل اور اس کے ساتھیوں سے بھی تمہاری حفاظت کروں گا میں جانتا ہوں کہ تمہاری فطرت میں نیکی اور خیر ہے اور یہ بھی سن رکھو کہ تم مجھ سے شادی کرو یا نہ کرو میں برائی کی قوتوں سے تمہارا دفاع ضرور کروں گا اس لیے کہ یہ میرا فرض بنتا ہے اور اپنے اسی فرض کو ادا کرنے کے لیے میں اب تک جیتا اور زندہ ہوں۔

یوناف کی ان باتوں کے جواب میں قرطبیہ نے چونک کر کہا آپ نے یہ کیوں کہا کہ میں آپ سے شادی کروں یا نہ کروں آپ کی یہ مافوق الفطرت اور سری قوت دیکھنے کے بعد میں نے زندگی بھر آپ کا ساتھ دینے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے یوناف میں آپ کو اس دن سے ہی پسند کرنے لگی تھی جس روز آپ اس بستی میں داخل ہوئے تھے اور آپ نے اس لکڑ ہارے روحا کے ہاں قیام کیا تھا اور اس روز چیتے نے آپ پر حملہ کیا تھا تو آپ نے اس چیتے کو اٹھا کر باہر پھینک دیا تھا اس روز ہی مجھے شک ہو گیا تھا آپ کوئی عام انسان نہیں ہیں اور مجھے یہ بھی امید لگ گئی تھی کہ شاید آپ ہی وہ ہستی ہوں جس کے ساتھ رہ کر میں بھائی روفاش کے علاوہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے فتنے سے پناہ حاصل کر سکوں گی یہ جو میں تھوڑی دیر پہلے آپ سے یہ گزارش کی تھی کہ آپ میرے ساتھ شادی نہ کریں تو یہ میں نے اس بنا پر کی تھی کہ میں نہیں چاہتی تھی کہ میرے ساتھ آپ بھی عزازیل کے عذاب میں مبتلا ہوں لیکن اب یہ جاننے کے بعد کہ آپ سری قوتوں کے مالک ہیں اور اپنے ساتھ ہی ساتھ میری بھی حفاظت کر سکتے ہیں تو میں ٹوٹ کر زندگی بھر آپ کا ساتھ دوں گی۔

یوناف میں ضرور ایک مافوق الفطرت لڑکی ہوں میں جب چاہوں کوئی صورت بدل

سکتی ہوں جب چاہوں انسان سے چیتے میں تبدیل ہو سکتی ہوں۔ اور خونخواری کا باعث بن سکتی ہوں لیکن میں نے آج تک ایسا نہیں کیا سردار مجتا کی حویلی میں میں نے ایک انتہائی پاکیزہ صاف ستھری اور خون خرابہ سے پاک زندگی بسر کی ہے اور میں آپ سے عہد کرتی ہوں کہ آپ کی ساتھی اور آپ کی رفیقہ حیات کی حیثیت سے اپنی باقی زندگی بھی اسی طرح بسر کروں گی ہاں آپ سے شادی کرنے کے بعد مجھے ایک دکھ اور غم ضرور ہو گا۔

اس پر یوناف نے چونک کر پوچھا! اے قرطبیہ میرے ساتھ شادی کرنے کے بعد تمہیں کیا دکھ اور غم ہو گا اس پر قرطبیہ نے کہا۔ اے یوناف میرے خمیر میں انسانی فطرت کے بجائے جنات اور شیطان کی فطرت زیادہ ہے اس لیے میں نہیں جانتی کہ میں کتنے برس اور کتنی صدیاں زندہ رہوں گی بہر حال میں تم پر یہ انکشاف کروں کہ میری زندگی بہت طویل اور لمبی ہو گی اور میری حالت ایسی ہی رہے گی جیسی کہ میں اب ہوں یعنی میں ایک طویل اور ایک لمبا عرصہ تک جوان اور توانا رہوں گی آپ کے ساتھ شادی کرنے کے بعد مجھے سب سے بڑا دکھ اور غم یہ ہو گا کہ ایک انسان کی حیثیت سے آپ اتنا لمبا عرصہ میرا ساتھ نہ دیں گے اور انسانوں ہی کی طرح ایک محدود زندگی بسر کرنے کے بعد آپ مجھ سے جدا ہو جائیں گے اور میرے لیے آپ کی یہ جدائی میری زندگی کا سب سے بڑا غم اور دکھ ہو گا۔ اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا! اے قرطبیہ تمہارا اندازہ درست نہیں ہے میری زندگی عام انسانوں جیسی مختصر اور تھوڑی نہیں ہے۔

یوناف کے اس انکشاف پر قرطبیہ نے چونک کر پوچھا وہ کیسے یوناف نے پھر مسکراتے ہوئے کہا اے قرطبیہ میرے ناسوت پر لاہوت کا عمل ہے میں آدمؑ کے بیٹے شیث کی نسل سے ہوں اور میں آدم کے وقت سے اب تک زندہ ہوں یہ جو تمہارا عزازیل ہے اس سے میری دشمنی بھی اسی وقت سے چلی آ رہی ہے اور میں اسے کئی باران گنت موقعوں پر مار اور بھگا بھی چکا ہوں! اے قرطبیہ تم میری مختصر اور تھوڑی سی زندگی پر غم اور فکر نہ کرو۔ میں سمجھتا ہوں شاید میری یہ زندگی تمہاری زندگی سے بھی زیادہ طویل اور لمبی ہو گی لہذا میں خوش ہوں کہ تمہارے ساتھ مل کر

یعنی ہم دونوں مل کر نیکی اور خیر پھیلانے کا کام کریں گے اور اے قرطیبہ یہ جو میں نے تھوڑی دیر قبل اچانک تمہاری نگاہوں سے غائب ہو جانے کا مظاہرہ کیا ہے تو اس کے علاوہ بھی میرے پاس بہت سی سری اور لاہوتی قوتیں ہیں جنہیں میں استعمال کر کے آج تک عزازیل اور اُس کے ساتھیوں کے فتنے کو ختم کرتا رہا ہوں اور اکثر اُن پر غالب رہتا رہا ہوں اور اے قرطیبہ اس کے علاوہ میرے قبضہ میں ایک روح بھی ہے جس کا نام ابلیکا ہے وہ انتہائی نیک انتہائی ہمدرد اور جاہت کا مظاہرہ کرنے والی ہے اور اس وقت بھی وہ یہیں میری اور تمہاری گفتگو کو سن رہی ہے اب آج کے بعد میرے ساتھ وہ مقدس روح جس کا نام میں نے تمہیں ابلیکا بتایا ہے وہ شیطانی قوتوں سے تمہاری بھی حفاظت کیا کرے گی۔

اے قرطیبہ اب بولو تم کب تک میرے ساتھ شادی کرنے پر تیار رہ سکتی ہو یوناف کے اس سوال پر قرطیبہ نے مسکراہتی اور گنگناتی ہوئی آواز میں کہا۔ اے یوناف اب اس میں تیاری کی کون سی بات ہے میں ابھی اور اسی وقت آپ کے ساتھ شادی کرنے پر تیاری اور رضامند ہوں آپ اس سلسلہ میں سردار مجستا سے بات کریں اس لیے کہ میں نے اُس کے ہاں ایک بیٹی ہی جیسی زندگی بسر کی ہے اور قسم مجھے اپنے خالق خداوند کی میں نے آج تک اُسے ایک حقیقی باپ ہی جان کر اُس سے محبت کی ہے ہمیشہ اس کا احترام کیا ہے اور کبھی کوئی ایسی بات ہرگز نہیں کی جس میں اس کی سُبکی یا بے عزتی کا خدشہ ہو! اے یوناف میری آپ سے ایک اور گزارش بھی ہے اور وہ یہ کہ آپ سردار مجستا پر فی الفور یہ انکشاف نہ کریں کہ ان آبادیوں اور بستیوں کے اندر جو چیتا خونخواری اور آدم خوری کا باعث بنا رہا ہے اور وہ روفاش ہے اور یہ کہ میں اُس کی بہن ہوں اس طرح وہ مجھ سے نفرت کرنے لگے گا۔ اور آپ کے ساتھ میری شادی میں کوئی دلچسپی نہ لے گا میں چاہتی ہوں کہ پہلے آپ سے میری شادی ہو جائے اس کے بعد آپ سردار مجستا پر یہ انکشاف کریں پھر اگر اس نے مجھ سے نفرت کا اظہار بھی کیا تو میں اُسے برداشت کر جاؤں گی اس لیے میں آپ کے ساتھ آپ کی بیوی کی حیثیت سے خوش اور مطمئن ہوں گی اور اگر سردار مجستا نے مجھے یہاں نہ رہنے دیا تو میں آپ کے ساتھ کہیں اور چلی جاؤں گی بہر حال میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ میری

شادی کے بعد آپ سردار مجستا پر یہ انکشاف کریں کہ روفاش ان علاقوں کی تباہی اور بربادی کا باعث ہے۔

قرطیبہ جب خاموش ہوئی تب یوناف نے پھر اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے قرطیبہ تم مغموم اور فکر مند نہ ہو میں تمہارے ساتھ اپنی شادی کے بعد ہی سردار مجستا پر یہ سارے انکشاف کروں گا لیکن اس سے پہلے تم ایک بات بتاؤ تاکہ میں تمہاری مکمل تفصیل جان سکوں اس پر حسین قرطیبہ نے بڑھ مٹھاس اور جاہت سے کہا آپ بولیے مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہیں! یوناف بولا اے قرطیبہ پہلے مجھے تم یہ بتاؤ کہ تم اور تمہارا بھائی روفاش کیسے سردار مجستا کا بیٹا اور بیٹی بن گئے اور کس طرح اُس نے تمہیں اپنی اولاد کی حیثیت سے قبول کر لیا اس سوال پر قرطیبہ بے حد اداس اور مغموم ہو کر رہ گئی تھی تھوڑی دیر تک وہ سر جھکائے کچھ سوچتی رہی اس دوران یوناف نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے قرطیبہ کیا تم میرے اس سوال کا بُرا مان گئی ہو! اگر ایسا ہے تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

اس پر قرطیبہ نے اپنا جھکا ہوا سر اوپر اٹھایا چند لمحوں تک وہ غور سے یوناف کی طرف دیکھتی رہی اُس لمحہ اُس کی آنکھوں کے اندر ان گنت خدشات بے شمار تفکرات اُمڈ دیتے تھے۔ پھر قرطیبہ نے بھاری اور اداس آواز میں کہا! اے یوناف یہ آپ نے ایسا سوال پوچھ لیا ہے جس کے جواب پر یہاں کی بستیوں کے اندر نفرت اور کدورت کا ایک طوفان کھڑا ہو سکتا ہے لیکن میں چونکہ آپ کو اپنی زندگی کا ساتھی چن چکی ہوں لہٰذا میں اپنی زندگی کا کوئی پہلو آپ سے راز میں نہ رکھوں گی میں اس انکشاف سے یوں پردہ اٹھاتی ہوں کہ سردار مجستا کا بھی ایک ہی بیٹا اور ایک ہی بیٹی تھی اُس کے بیٹے کا نام روحا فاش اور بیٹی کا نام قرطیبہ تھا۔

اے یوناف میری اور میرے بھائی روحا فاش کی پیدائش انسانی اور شیطانی فطرتوں کے اختلاط سے رونما ہوئی ہے پس ہمارے اندر جہاں انسانی فطرت ہے وہاں ہمارے اندر شیطانی جبلت بھی ہے ہم دونوں بہن بھائی جب اور جس وقت بھی چاہیں اپنی شکل و صورت اور اپنی ہیئت بدل سکتے ہیں دونوں فطرتوں کا ملاپ عزازیل نے کیا تھا میری اور میرے بھائی کی پیدائش اُس غار

میں ہوئی تھی جسے آج کل چیتے کی غار کہتے ہیں ہم دونوں جڑواں بہن بھائی ہیں چونکہ لوگ خوف و ہراس کے باعث چیتے کی غار کی طرف نہیں جاتے تھے لہٰذا ہم دونوں نے اسی غار کے اندر جنم لیا اور پرورش پائی ایک روز اس کم بخت عزازیل نے ہمیں ایک ناپسندیدہ اور کریہہ کام کرنے کا حکم دیا اور وہ کام یہ تھا کہ ہم سردار مجستا کے بیٹے اور بیٹی کو ختم کر کے اُن دونوں کے روپ میں سردار مجستا کے بیٹے اور بیٹی کا کردار ادا کریں اور اس بستی کے اندر زندگی بسر کریں۔

پس اے یوناف اس عزازیل کے حکم پر میرے بھائی نے اس وقت جب کہ اُس کا اور میرا کوئی نام نہ تھا سردار مجستا کے بیٹے اور بیٹی کو قتل کر دیا پھر ہم دونوں بہن بھائی نے ایک بہت بڑا جرم کیا وہ یہ کہ میرے بھائی نے سردار مجستا کے بیٹے روفا فاش اور میں نے اُس کی بیٹی قرطیبہ کا روپ دھار لیا اور یوں ہم دونوں سردار مجستا کی حویلی کے اندر اس کی بیٹی اور بیٹے کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے لگے اے یوناف اگر معاملہ یہاں تک ہی رہتا تب بھی کم از کم یہ میرے لیے قابلِ برداشت تھا کہ ہم دو شریف بہن بھائیوں کی طرح سردار مجستا کے ہاں زندگی بسر کرتے رہیں لیکن بُرا ہو اس عزازیل کا کہ اس نے ایسا نہ ہونے دیا آہستہ آہستہ اس عزازیل نے ہم دونوں بہن بھائی کو بدی اور گناہ کی ترغیب دی اور ان بستیوں کے اندر خونخواری اور آدم خوری کا حکم دیا! اے یوناف میرے بھائی کی فطرت نہ جانے کیسی ہے کہ فوراً وہ اس پر آمادہ ہو گیا اور عزازیل کے حکم پر اُس نے خونخواری کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو بدکاری اور بے حیائی میں بھی ملوث کر لیا عزازیل نے مجھے بھی ایسا ہی کرنے کا حکم دیا لیکن میری فطرت شاید میری ماں پر زیادہ گئی ہے لہٰذا میں ان کاموں پر مائل نہ ہوئی اور اپنے دامن کو سارے گناہوں اور ان ساری بدیوں سے بچا کر رکھا۔

اے یوناف پہلے میرا بھائی بھی بُرا انسان نہ تھا وہ بہت اچھا رحم دل نرم رو اور محبت کرنے والا بھائی تھا پھر جب سے اُس نے عزازیل کے بتائے ہوئے راستے پر کام کرنا شروع کیا تو ہر بُرا فعل اور ہر گناہ اُس کے ذہن میں جگہ پا گیا اب میرے اور میرے بھائی کے درمیان سخت کدورت اور نفرت ہے اس لیے کہ میرا بھائی مجھے بھی اپنے ساتھ گناہ اور بدی میں ملوث کرنا چاہتا ہے جب کہ میں نے آج تک اپنے کو اس سے

بچا کر رکھا اور آئندہ کے لیے بھی میں پُرامید ہوں اس لیے کہ آپ کے ساتھ شادی کے بعد میں پہلے ہی کی طرح اپنے بھائی اور عزازیل سے بچتے ہوئے آپ کی بیوی کی حیثیت سے ایک پُرامن اور پاکیزہ زندگی بسر کر سکوں گی تو یوناف یہ ہے وہ راز اور یہ ہے وہ جواب جس سے متعلق آپ نے سوال پوچھا ہے میں پھر آپ سے گذارش کروں گی کہ آپ کم از کم شادی سے پہلے ان باتوں کا ذکر سردار مجستا سے نہ کریں اس لیے جب اُس کو یہ خبر ہو گی. اصل بیٹے اور بیٹی کو ہم نے قتل کر کے اُن کا روپ دھار لیا تھا تو وہ مجھ سے نفرت کرنے لگے گا جب کہ میں اُسے ایک باپ کی حیثیت سے اُسے قبول کر چکی ہوں اور ایک بیٹی کی طرح اُسے چاہتی ہوں اور پسند کرتی ہوں لہٰذا آپ سے شادی کرنے کے بعد اگر وہ مجھ سے نفرت کرتا ہے تو پھر مجھے کم از کم آپ کی صورت میں زندگی بسر کرنے کا ایک سہارا تو مل جائے گا! یوناف میں خود بھی ان گنت شیطانی اور ابلیس کی قوتوں کی مالک ہوں لیکن میں نے کبھی ان کو استعمال نہیں کیا اس لیے کہ میری فطرت اس طرف مائل نہیں ہے میں نے اپنی زندگی میں بہت کم ہی چیتے کا روپ دھارا ہے اور ایسا میں نے آخری بار اُس وقت کیا تھا جب سردار مجستا کے گھر سے سرائے کی طرف آتے ہوئے راستے میں روفا فاش آپ پر حملہ آور ہو گیا تھا پس آپ سے محبت کرنے کی بنا پر میں نے بھی چیتے کا روپ دھارا اور روفا فاش پر حملہ آور ہو گئی تھی میں ہر صورت میں اُس سے آپ کو محفوظ رکھنا چاہتی تھی لیکن اب یہ جان کر آپ خود بھی غیر معمولی قوتوں کے مالک ہیں تو مجھے آپ کی سلامتی اور آپ کی حفاظت کی طرف سے ایک طرح کی تسلی اور اطمینان ہو گیا ہے یہاں تک کہنے کے بعد قرطیبہ خاموش ہو گئی تھی۔

قرطیبہ کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف کچھ کہنے ہی والا تھا کہ سردار مجستا کمرے میں داخل ہوا لہٰذا یوناف کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا ہاتھ کے اشارہ سے مجستا کو اپنے قریب بیٹھنے کا اشارہ کیا مجستا وہاں یوناف کے قریب بیٹھتے ہوئے بولا ! اے یوناف آپ کی تجویز کے مطابق میں نے سرائے کے مالک مرتیشن کو سب کچھ سمجھا دیا ہے وہ آج شام تک لکڑی اور لوہے کا پنجرہ بنا کر اور آپ کی تجویز کے مطابق اس کا دروازہ اور زنجیر لگا کر اس پنجرے کو چیتے کی غار سے باہر رکھ کر اُس میں ایک بکری باندھ دے گا اس کے بعد اُس چیتے کو قابو کرنے کا کام آپ کے

ذمہ ہے اس کے بعد آپ نے کیا کرنا ہے وہ آپ ہی جانتے ہیں! یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا! اے سردار مجتنا یہ بات تو میں آپ سے بعد میں کہوں گا کہ اس پنجرے اور اُس میں بندھی ہوئی بکری کا ہم کیا کریں گے لیکن پہلے میں تمہیں اُس فیصلے سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں جو میں اور تمہاری بیٹی قرطبیہ نے مل کر کیا ہے اور مجھے امید ہے کہ جو میں گزارش تم سے کرنے والا ہوں تم میری اُس التماس کو ٹھکراؤ گے نہیں اس پر مجتنا نے بڑی انکساری اور عاجزی میں کہا! اے یوناف تم کیسی باتیں کرتے ہو تم مجھ سے التماس اور گزارش نہیں بلکہ تم مجھے حکم دے سکتے ہو اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں تمہارے ہر حکم کا اتباع کروں گا مجتنا کی اس یقین دہانی کے جواب میں یوناف نے ایک مضبوط عزم کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا! اے سردار مجتنا میں اور تمہاری بیٹی قرطبیہ نے آپس میں شادی کر لینے کا فیصلہ کیا ہے کیا تمہیں اس پر کوئی اختلاف ہے۔

یوناف کے اس انکشاف پر سردار مجتنا کی آنکھوں میں بے پناہ خوشیاں اور اس کے چہرے پر طمانیت کے طوفان رقص کرنے لگے تھے اور اُس نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اے یوناف! تم دونوں کے اس فیصلہ پر مجھے بے پناہ خوشی ہوئی ہے اس لیے جو فیصلہ تم نے قرطبیہ سے مل کر کیا ہے اُسی کے لیے تو میں تم سے گذارش کرنے والا تھا! اے یوناف میں خود تم سے کہنے والا تھا کہ تم میری بیٹی قرطبیہ سے شادی کر لو اس لیے کہ تمہاری آمد کے چند ہی دن بعد میری بیٹی قرطبیہ تمہیں پسند کرنے لگی تھی اور اُس نے کُھل کر مجھے بتا دیا تھا کہ وہ تم سے محبت کرتی ہے اور یہ کہ تم سے شادی کرنے پر آمادہ ہے میں خود کسی موقعہ کی تلاش میں تھا جب میں تم سے قرطبیہ کے ساتھ شادی کرنے کی گزارش کر سکتا بہر حال اب جب کہ تم دونوں نے مل کر خود ہی یہ فیصلہ کر لیا ہے تو مجھے تم دونوں کے اس باہمی فیصلہ پر بے حد خوشی ہوئی ہے۔

سردار مجتنا چند ثانیوں تک خاموش رہا پھر دوبارہ اُس نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یوناف جب تمہارے اور میری بیٹی قرطبیہ کے درمیان یہ فیصلہ ہو ہی چکا ہے تو تم دونوں ابھی اور اسی وقت میرے ساتھ میری حویلی میں جاتے ہی تم دونوں کی شادی کر دوں گا اسی طرح ایک عرصے بعد نہ صرف میری حویلی میں بلکہ ہماری بستی کے اندر تم دونوں کی شادی خوشی کا باعث بنے گی تم دونوں اٹھو اور میرے ساتھ چلو سردار مجتنا کے اس اعلان پر یوناف اور قرطبیہ نے کوئی اعتراض کھڑا نہ کیا بلکہ دونوں اٹھ کر مجتنا کے ساتھ ہو لیے باہر آ کر مجتنا نے سرائے کے مالک مریشتن کو بھی ساتھ لیا پھر وہ بستی میں داخل ہوئے اپنی حویلی میں آتے ہی سردار مجتنا نے بستی کے سارے سر کردہ لوگوں کو جمع کیا اور اُن کی موجودگی میں اس نے یوناف اور قرطبیہ کی شادی کر دی تھی اور ان دونوں کی شادی پر کلو اتام کی اُس بستی میں بے پناہ خوشیوں اور مسرتوں کا اظہار کیا جانے لگا تھا۔

سردار مجتنا کی حویلی کے دیوان خانے میں شادی کے بعد یوناف بستی کے سر کردہ لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا جب کہ حویلی کے دوسرے کمرے میں بستی کی لڑکیاں قرطبیہ کو اُس کی شادی پر خوشی کا اظہار کرنے کے لیے اُسے گھیرے ہوئے تھیں کہ یکایک اُس کمرے میں جس کے اندر قرطبیہ بستی کی لڑکیوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی نیلے رنگ کی دھند پھیلنا شروع ہو گئی پھر یہ دھند گہری ہوتی چلی گئی اس پر بستی کی لڑکیاں پریشان ہو کر اُس کمرے سے باہر نکلنے لگیں تھیں جب کہ قرطبیہ کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے وہ بھی اُس نیلی دھند کو حیرت اور تعجب سے دیکھ رہی تھی تاہم دوسری لڑکیوں کی طرح اُس کے چہرے پر خطرے خوف خدشے اور ڈر کے تاثرات نہ تھے اچانک اس کمرے میں ابھرتے والی نیلی دھند کے اندر قدیم طلسم گر یافان نمودار ہوا وہ اپنا چہرہ اور اپنے جسم کے سارے ہی اعضاء و جوارح سیاہ رنگ کے لباس میں ڈھانپے ہوئے تھا یافان کو اُس نیلی دھند کے اندر نمودار ہوتے دیکھ کر وہ لڑکیاں جو کمرے سے بھاگ گئی تھیں وہ اپنی اپنی جگہ پر رک گئیں تھیں جب کہ نیلی دھند کمرے کے سارے حصوں سے چھٹ کر اب یافان کے پیچھے جمع ہو گئی تھی اسی وقت سردار مجتنا کمرے میں نمودار ہوا اور کمرے کے وسط میں کھڑے سیاہ کپڑوں میں ملبوس یافان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اُس نے قرطبیہ اور دوسری لڑکیوں سے پوچھا یہ شخص جو کمرے کے اندر اپنا سارا جسم سیاہ لباس کے اندر ڈھانپے ہوئے ہے۔ یہ کون ہے کیا یہ وہی مافوق الفطرت چیتا تو نہیں جو ہماری بستیوں پر حملہ آور ہوتا ہے اور کہیں وہ چیتے سے اس انسانی شکل و صورت میں یہاں تو نہیں آ نمودار ہوا اُس چیتے کا سن کر وہاں بیٹھیں لڑکیوں کے چہرے پیلے پڑ گئے تھے اور وہ خوف و ہراس کے باعث کمرے سے باہر بھاگنے لگیں تھیں یہاں تک کہ اس کمرے کے اندر صرف قرطبیہ سردار مجتنا اور یافان

اور اس کی نیلی دھند کی شیطانی قوتیں رہ گئیں تھیں۔

اس موقعہ پر حسین قرطبیہ نے سردار مجستا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے باپ یہ وہ مافوق الفطرت چھپتا نہیں ہے تاہم یہ جو اُس وقت کمرے میں سیاہ لباس اور سیاہ نقاب ڈالے کھڑا ہے یہ بھی کوئی مافوق الفطرت ہی انسان ہے اور جو اس کے پیچھے نیلی دھند جمع ہے! اے میرے باپ تم نہیں دیکھ سکتے پر اُس نیلی دھند کے اندر میں بہت سی شیطانی قوتیں دیکھ رہی ہوں میں اُن کے چہرے اور اُن کے اعضاء و جوارح زدران کی شکل و صورت سب ہی صاف طور پر دیکھ سکتی ہوں اور اُن میں ہر ایک کی حرکات و سکنات کا جائزہ بھی لے سکتی ہوں پھر مجستا نے بوکھلائی ہوئی آواز میں پوچھا! اے قرطبیہ میری بیٹی جب میں اس دھند کے اندر کچھ نہیں دیکھ سکتا تو تم کیسے اُس دھند میں شیطانی قوتوں کو دیکھ رہی ہو اس پر قرطبیہ نے کہا! اے میرے باپ میری اور آپ کی پیدائش اور فطرت میں بہت بڑا فرق ہے اور اس فرق کے متعلق میں آپ کو بعد میں بتاؤں گی لیکن فی الوقت مجھے اس مافوق الفطرات انسان سے نپٹنے دیجئے جو اس وقت ایک جارح کی حیثیت سے میرے کمرے میں داخل ہوا ہے۔

قرطبیہ کے خاموش ہو جانے پر یوفان نے رونگٹے کھڑے کر دینے والی آواز میں کہا! اے حسین قرطبیہ تو مجھ سے کیا نپٹے گی میرا سامنا کرتے ہوئے تو بڑی بڑی قوتیں بھی بوکھلا جاتی ہیں اور یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا کر رکھو کہ میں تمہیں لینے آیا ہوں میں تمہیں یہاں سے لے جا کر بحیرہ ریجین کے اندر سوتا نام کے ایک جزیرہ میں رکھوں گا وہ جزیرہ میری ذاتی ملکیت ہے میں اس جزیرے کا فرمانروا ہوں اور اس کے اندر رہتے والے سب لوگ میری رعایا ہیں! قرطبیہ میں تمہیں وہاں کوئی دکھ اور تکلیف نہ پہنچاؤں گا کہ تم میری سب سے بڑی خواہش اور تکلیف نہ پہنچاؤں گا بس دنیا بھر کی حسین ترین لڑکیوں کو اُس جزیرے میں جمع کرنا میری سب سے بڑی خواہش اور آرزو ہے پھر میرے قبضے میں چند جو شیطانی قوتیں ہیں انہوں نے مجھے اطلاع کی تھی کہ اس وقت جو دنیا کی جو حسین ترین لڑکی ہے وہ افریقہ کے مغربی اور وسطی ساحل میں جبل میرو کے کنارے کلوا نام کی بستی میں رہتی ہے۔ اے قرطبیہ میں یہاں صرف تمہیں لینے آیا ہوں اور میں یہ بتا دوں کہ کوئی بھی ہستی تمہیں مجھ سے بچا نہیں سکتی اور نہ ہی تمہاری طرف بڑھتے ہوئے میرے

قدم روک سکتی ہے اس لیے کہ میں ایک ایسا دراز دست انسان ہوں جس کا مقابلہ کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

یافان جب خاموش ہوا تب سردار مجستا نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا اے اجنبی پہلے تو یہ بتا کہ تو کون ہے اپنے چہرے سے یہ اپنا سیاہ نقاب تو ہٹاؤ تاکہ میں دیکھوں کہ تو کون ہے اور کیوں کر میری بیٹی کو تو ہم سے چھین کر لے جا سکتا ہے سردار مجستا کے ان الفاظ کے ساتھ ہی یافان نے اپنے ہاتھ حرکت میں لائے سردار مجستا نے جب یافان کے ہاتھ ننگے ہوتے پر جب دیکھا کہ اس کے ہاتھ گوشت پوست سے خالی صرف خشک ہڈیوں کا ڈھانچہ ہیں تو وہ خوف اور ڈر کے مارے اپنی جگہ پر کانپنے لگا تھا اسی لمحہ یافان نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنے چہرے سے اپنا سیاہ نقاب ہٹا دیا تھا پھر مجستا نے جو منظر دیکھا تھا وہ اُس کے لیے ناقابلِ برداشت تھا یافان کا چہرہ خشک اور سوکھی ہڈیوں پر مشتمل تھا اس کے دانت حرکت کر رہے تھے جب کہ اس کی آنکھوں کے سوراخوں کے اندر تیز اور دہکیلی آگ کے شعلے بری طرح بھڑک رہے تھے یہ منظر دیکھتے ہوئے سردار مجستا چیخ مارتے مارتے رہ گیا تھا تاہم بڑی مشکل سے اپنی چیخ کو روکتے ہوئے اس نے قرطبیہ کو مخاطب کر کے کہا! اے قرطبیہ میری بیٹی میں دیوان خانے کی طرف جاتا ہوں اور تیرے شوہر کو بلا کر لاتا ہوں مجھے امید ہے کہ اس شیطان سے وہ تیری حفاظت کر سکے گا اس کے ساتھ ہی سردار مجستا دیوان خانے کی طرف بھاگ کھڑا ہوا تھا اس موقعہ پر یافان نے بھاگتے ہوئے سردار مجستا کی طرف دیکھ کر طنزیہ انداز میں کہا جب تو باپ ہو کر اس لڑکی کی حفاظت نہیں کر سکا تو اس کا شوہر کیسے ..... اس کی حفاظت کر سکے گا۔

یافان کہتے کہتے چونک اٹھا تھا اس لیے کہ اچانک قرطبیہ کسی درندے کی طرح اپنے گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل بیٹھ گئی تھی پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ سیاہ رنگ کے ایک ہولناک دراز قد لمبے اور ہیتناک چیتے کی شکل اختیار کر گئی تھی اور ایسا روپ دھارنے کے ساتھ ہی قرطبیہ نے یافان کے اوپر چھلانگ لگا دی تھی لیکن یافان بھی انتہائی چالاک انسان تھا وہ فوراً اپنی قوتوں کو حرکت میں لا کر وہاں سے ہٹا اور کمرے کے ایک دوسرے کونے میں جا کھڑا ہوا قرطبیہ چیتے کی شکل و صورت میں زمین پر گری اور پھر وہ یافان کو گھورتے ہوئے ہولناک انداز میں اُس کی طرف دیکھنے لگی تھی اسی دوران قرطبیہ نے اُس کمرے کی کھڑکی میں سے دیکھا کہ سردار مجستا اور اس

کے ساتھ یوناف دونوں ہی بھاگتے ہوئے اُس کمرے کی طرف آ رہے تھے لہٰذا قرطبیہ نے فوراً اپنی ہیئت بدل لی اور چیتے کے بجائے وہ اپنے انسانی روپ میں آئی اور یافان کو مخاطب کرتے ہوئے اُس نے اُس سے کہا! اے ابلیس کی اولاد! میں نہیں جانتی کہ تو کون ہے تو کہاں سے آیا ہے اور کن سرزمینوں سے تیرا تعلق ہے پھر یہ یاد رکھ تو مجھے یہاں سے اٹھا کر اپنے اُس سرنا نام کے جزیرہ میں نہیں لے جا سکتا جس کا تو نے مجھ سے ذکر کیا ہے۔

قرطبیہ کے خاموش ہوتے ہی یافان نے ایک انتہائی خوفناک قہقہہ لگایا پھر اُس نے اپنی نفرت اور آگ بکھیرتی ہوئی آواز میں کہا! اے لڑکی میں جانتا ہوں کہ تو انسانی روپ کے اندر بھی ایک فوق البشریت حیثیت رکھتی ہے لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے تو ذرا یہ میرے آس پاس حرکت کرنے والی نیلی دھند کی طرف تو دیکھ اس کے اندر جو قوتیں تمہیں دکھائی دے رہی ہیں۔ وہی تمہیں یہاں سے اٹھا کر میرے جزیرے سرنا میں پہنچا دیں گا۔

قرطبیہ نے جب اُس یافان کی نیلی دھند کی طرف نگاہ کی تو اُس نے دیکھا اُس نیلی دھند کے اندر انتہائی کریہہ چہرہ اور بدروح شیطانی قوتیں انتقامی انداز میں قرطبیہ کی طرف دیکھ رہی تھیں ان شیطانی قوتوں کی وہاں موجودگی کی پرواہ کئے بغیر قرطبیہ نے پھر یافان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے بدکردار انسان یہ جو تو ان شیطانی چہروں کی دھمکی دیتا ہے تو سن رکھ میری اپنی پیدائش بھی انسانی فطرت پر نہیں بلکہ میرا تعلق بھی اسی جنس سے ہے جو تمہاری اس نیلی دھند کے اندر دکھائی دے رہی ہے لہٰذا تم مجھے ان سے خوف زدہ نہیں کر سکتے قرطبیہ کے اس جواب پر یافان نے پھر ایک مکروہ قہقہہ لگایا اور دھمکی آمیز لہجہ میں اس نے قرطبیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے حسین اور مافوق البشریت لڑکی دیکھ میں اپنی نیلی دھند کی ان قوتوں کو تیری طرف بڑھاتا ہوں پھر میں دیکھتا ہوں تو ان کے مقابلے میں کیسے اپنا دفاع کرتی ہے اور میں تمہیں یہ بھی تنبیہ کرتا ہوں کہ میری یہ نیلی دھند کی قوتیں لمحوں کے اندر تمہیں اٹھا کر میرے جزیرہ سرنا میں پہنچا دیں گی۔

اے لڑکی اگر تو اپنا دفاع کر سکتی ہے تو کر دیکھ پر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تو ہر صورت میں! یافان کہتے کہتے خاموش ہو گیا تھا اس لیے کہ اس کمرے کے دروازے پر سردار مجتبا کے ساتھ اب یوناف نمودار ہوا تھا کمرے کا جائزہ لیتے ہی یوناف کے لبوں پر نفرت آمیز مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اُس نے یافان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے ابلیس کے گماشتے تو یہاں بھی

آن پہنچا تو ایک عرصہ ہوا میرے سامنے سے روپوش رہا اور اپنے جزیرے سرنا کے اندر تنہائی کی زندگی بسر کرتا رہا جس سے میں نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ شاید تو بدی گمراہی چھوڑ کر نیکی اور خیر کی طرف مائل ہو کر زندگی بسر کر رہا ہے پھر تیرا یہاں آنا اور قرطبیہ کو اپنے ساتھ اپنے جزیرے سرنا میں لے جانے کی خواہش کا اظہار کرنا اس بات کا ثبوت اور کھلی صداقت ہے تیرے اندر اب بھی گمراہیاں اور بدیاں رقص کر رہی ہیں اور اے یافان تو مجھے برسوں سے نہیں صدیوں سے جانتا ہے اور ان صدیوں کے دوران ان گنت مواقع پر میں تیری پیٹھ اور تیری پیشانی شکست اور ہزیمت سے کئی بار داغ چکا ہوں!

اے یافان سن رکھ یہ قرطبیہ عام لڑکیوں میں سے کوئی لڑکی نہیں بلکہ میری بیوی ہے اور ا اے یافان تو مجھے اچھی طرح جانتا ہے اگر مجھ میں اتنی ہمت جرات اور قوت ہے کہ تو مجھ سے میری بیوی چھین کر اپنے جزیرے سرنا میں لے جائے اگر تجھ میں ہمت ہے تو سامنے آ۔ یافان نے اس بار نرم اور ملائم آواز میں کہا اے یوناف مجھے خبر نہ تھی کہ قرطبیہ تمہاری بیوی ہے اگر یہ بات میں پہلے جانتا تو کبھی بھی میں ان سرزمینوں کا رخ نہ کرتا۔ اے یوناف میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ میں ایسی قوت اور طاقت نہیں رکھتا کہ میں اس قرطبیہ کو تم سے چھین کر لے جا سکوں لہٰذا میں اپنے اس رویہ اور اس سلوک پر نادم اور شرمندہ ہوں اے یوناف میں جانتا ہوں میں تیرا مقابلہ نہیں کر سکتا اس لیے کہ تو ایک نہایت دراز دست اور طاقت ور انسان ہے ایک ایسا انسان جو موقعہ بہ موقعہ مجھے بھاگ جانے پر مجبور کرتا رہا ہے لہٰذا اے یوناف میں اپنے رویہ پر تم سے معافی کا درخواست گزار ہوں اور تم سے گزارش کروں گا کہ مجھے یہاں سے جانے کی اجازت دے دو۔

یافان کی اس گفتگو پر یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی اور خوش کن مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اس دوران حسین قرطبیہ بڑے غور اور بڑے انہماک سے یوناف کی طرف دیکھتی جا رہی تھی اور جب یافان اپنی گفتگو ختم کر چکا تب قرطبیہ نے یوناف سے پہلے ہی بولتے ہوئے اور یافان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے ابلیس کے گماشتے میں نے پہلے تم سے نہ کہہ دیا تھا کہ میں کوئی عام سی لڑکی نہیں ہوں جسے تم اٹھا کر اپنے جزیرے سرنا میں لے جاؤ گے اس لیے کہ یوناف کی بیوی کی حیثیت سے میں جانتی تھی کہ میرا شوہر تمہیں ہرگز ایسا کرنے کی اجازت نہ دے گا اور اب تم دیکھتے ہو کہ جو کچھ میں نے کہا تھا وہ سچ ہی نکلا ہے قرطبیہ

کی ان باتوں پر یوناف کے چہرے پر مسکراہٹ اور گہری ہو گئی تھی اُس نے یافان کی طرف دیکھتے ہوئے فیصلہ کن انداز میں کہا! اے یافان میں نے پھر تمہیں معاف کیا! لہٰذا اب تم یہاں سے چلے جاؤ ورنہ میرے ہاتھوں تم اور تمہاری اس نیلی دھند کی شیطانی قوتیں سب ہی نقصان اٹھاؤ گے اس کے ساتھ ہی یافان نے اپنے ہڈیوں پر مشتمل ہاتھ سے اپنی نیلی دھند کی شیطانی قوتوں کی طرف کوئی مخصوص اشارہ کیا اور اس کے ساتھ ہی یافان اور اُس کی نیلی دھند کے مرغولے وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔

یافان اور اُس کی نیلی دھند کے وہاں سے جانے کے ساتھ ہی سردار مجستا نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا! اے یوناف یہ شخص جو ہڈیوں کا ڈھانچہ ہونے کے باوجود گفتگو کرتا تھا اور جسے تم نے یافان کہہ کر پکارا ہے یہ کون ہے اس کی آنکھوں کے اندر میں نے آگ کے شعلے جوش مارتے ہوئے دیکھے ہیں اور میں اسے دیکھنے کے بعد بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھال سکا ہوں اور میری سمجھ میں ابھی تک یہ بات نہیں آئی کہ ہڈیوں کا ڈھانچہ ہونے کے باوجود یہ کیسے گفتگو کرتا اور حرکت میں آتا ہے اور اس کے علاوہ میرے لیے یہ بات بھی بڑی حیران کن ہے کہ تمہاری گفتگو سے میں نے یہ بھی اندازہ کیا ہے کہ تم اس یافان کو قدیم سے جانتے والے ہو سردار مجستا کے استفسار پر یوناف تھوڑی دیر کے لیے مسکرایا پھر کہا! اے سردار مجستا تم ٹھیک ہی کہتے ہو میں یافان کو ایک عرصے سے جانتا ہوں اور اے مجستا میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں عام انسانوں جیسا کوئی انسان نہیں بلکہ میں ان گنت مافوق الفطرت اور خرقِ عادت قوتیں رکھتا ہوں جن سے کام لے کر میں بڑے بڑے کام سر کر لیتا ہوں میں اس یافان کو کیسے اور کب سے جانتا ہوں اس کی تفصیل تو میں پھر کسی موقع پر تم سے کہوں گا! ہاں میں تمہیں یہ ضرور بتا دیتا ہوں کہ یہ یافان کوئی عام انسان نہیں ہے صدیوں پہلے مصر کی سرزمین کے اندر یہ ایک بہت بڑے طلسم گر کی حیثیت سے جانا پہچانا جاتا تھا اور اس نے ایک اپنا محل دریائے نیل کے وسط میں بنا رکھا تھا بس میں اُس وقت بھی مصر کے اندر موجود تھا اور اسے میں نے ہی شکست دے کر یہ روپ دیا تھا جس روپ میں تم نے اسے دیکھا ہے۔

اے سردار مجستا تمہارے لیے فی الوقت اسی قدر جان لینا ہی کافی ہے کہ میں خود بھی ایک مافوق الفطرت انسان ہوں اور یافان جیسے لوگوں کا سامنا کرنا میرے

لیے بڑا اور اہم کام نہیں ہے! اے سردار مجستا اس یافان سے متعلق میں مزید تفصیل تمہیں بعد میں بتاؤں گا لیکن اس وقت میں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج رات جب چیتے کی غار کے سامنے پنجرہ رکھ کر اُس میں بکری باندھ دی جائے گی تو تم بھی میرے ساتھ چلو گے اور وہاں میرے ساتھ تم پنجرے کے پاس کھڑے ہو گے تاکہ میں تمہیں یہ دکھا سکوں کہ مافوق الفطرت چیتا جس نے ان علاقوں کے اندر تباہی اور بربادی پھیلا رکھی ہے وہ کون ہے۔

یوناف سے یہ الفاظ سننے کے بعد سردار مجستا کا رنگ خوف اور دہشت کے باعث پیلا پڑ گیا تھا! لہٰذا اس نے فوراً یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یوناف یہ کیسی اور کس قسم کی گفتگو تم کر رہے ہو میں کیونکر اُس پنجرے کے پاس کھڑا ہو سکوں گا اور اگر میں نے ایسا کیا تو وہ خونخوار چیتا پنجرے کے اندر باندھی ہوئی بکری پر حملہ آور ہونے کے بجائے مجھے اپنا نشانہ بنائے گا اور اے یوناف میں ابھی چیتے کے ہاتھوں مرنا نہیں چاہتا! لہٰذا میں وہاں رات کے وقت پنجرے کے پاس کھڑا نہ ہوں گا اور میں تمہیں بھی یہ نصیحت کروں گا کہ تم بھی وہاں مت کھڑے ہونا ورنہ وہ چیتا پنجرے میں داخل ہونے کے بجائے تمہیں نقصان پہنچائے گا اس پر یوناف نے سردار مجستا کو تسلی اور ڈھارس دیتے ہوئے کہا۔

اے سردار مجستا میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں مافوق البشریت قسم کی سری قوتیں رکھتا ہوں پس میں اپنی ان ہی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے تمہیں لے کر اس پنجرے کے پاس کھڑا ہوں گا اور میری اُن قوتوں کے باعث نہ میں اور نہ ہی تم اُس چیتے اور نہ ہی کسی اور انسان کو وہاں کھڑے دکھائی دیں گے! سردار مجستا نے اس بار کچھ ہمت باندھتے ہوئے کچھ کہا! یوناف اگر تم ایسا کرو پھر تو میں ضرور وہاں پنجرے کے پاس کھڑا ہوں گا پھر مجھے یہ کیسے یقین آئے گا کہ مجھے اور تم دونوں کو وہاں نہ کوئی انسان دیکھ سکے گا اور نہ ہی چیتا کیا وہاں کھڑے ہونے کے لیے تو مجھے اس کا کوئی عملی ثبوت نہ دو گے اس پر یوناف مسکرایا اور کہا اے سردار مجستا میں ضرور ابھی اور اسی وقت تمہیں اس کا عملی ثبوت دیتا ہوں دیکھ اے سردار مجستا میں یہ تمہارے سامنے کھڑی تمہاری بیٹی اور اپنی بیوی قرطبیہ کے پاس کھڑا ہوتا ہوں پھر میں وہاں اپنے عمل کی ابتدا کروں گا اور تم دیکھو گے کہ میں اور میرے ساتھ قرطبیہ بھی تمہیں دکھائی نہ دیں گے اس پر سردار مجستا نے خوشی

کا اظہار کرتے ہوئے کہا! اے یوناف اگر تم ایسا کر دکھاؤ تو میں ضرور آج رات کے وقت تمہارے ساتھ اس پنجرے کے پاس کھڑا رہوں گا اور دیکھوں گا کہ وہ شیطانی قوت کون سی ہے جس نے اس سرزمین کے اندر تباہی اور بربادی پھیلا رکھی ہے۔

ساتھ ہی سردار مجستا کے پاس سے ہٹ کر یوناف قرطبیہ کے پاس جا کھڑا ہوا اور اس نے اپنا کوئی عمل کرتے ہوئے جوں ہی قرطبیہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تو سردار مجستا نے دیکھا وہ دونوں اچانک ہی اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تھے یہ سماں دیکھتے ہوئے سردار مجستا کے چہرے پر گہری اور اطمینان بخش مسکراہٹ پھیل گئی تھی تھوڑی دیر بعد یوناف پھر قرطبیہ کے ساتھ اسی جگہ پر نمودار ہوا جہاں وہ غائب ہوا تھا اور قرطبیہ کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے وہ بولا اے سردار مجستا میرا قرطبیہ کے ساتھ غائب ہونا تمہیں کیسا لگا اور کیا عملی ثبوت دیکھنے کے بعد اب تم میرے ساتھ رات کے وقت چیتے کی غار سے باہر رکھے پنجرے کی طرف چلو گے سردار مجستا نے جرأت مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے یوناف اب تو میں ضرور تمہارے ساتھ وہاں چلوں گا اور پورا سماں اپنی آنکھوں سے دیکھوں گا۔

سردار مجستا کے خاموش ہونے پر حسین قرطبیہ نے غور سے یوناف کی طرف دیکھا اور پھر اپنی مٹھاس برساتی ہوئی آواز میں اس نے کہا! اے یوناف میں بھی آج رات آپ کے ساتھ چیتے کی غار سے باہر رکھے پنجرے کے پاس جاؤں گی اس لیے کہ قرطبیہ اپنی بات مکمل نہ کر سکی اس لیے کہ سردار مجستا نے فوراً درمیان میں بولتے ہوئے کہا! اے یوناف قرطبیہ اگر وہاں جانے کی خواہش رکھتی ہے تو اسے بھی ضرور اپنے ساتھ لے کر چلو اس لیے کہ اب جب کہ تم ہمارے ساتھ ہو اور اپنی سری قوتوں کو استعمال کر کے تم ہم دونوں کو ہی انسانی اور حیوانی نظروں سے اوجھل کر دو گے تو پھر قرطبیہ کا وہاں جانا کسی خدشہ اور خطرے کا باعث نہیں ہو سکتا! اس پر یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا! اے سردار مجستا مجھے خوشی ہو گی اگر قرطبیہ بھی میرے ساتھ چلے اس لیے کہ اب تو آئندہ زندگی میں ایسے ہر موقع پر اسے میرے ہی ساتھ رہنا ہو گا سردار مجستا میں تم سے یہ بھی کہہ دوں کہ یہ جو مافوق الفطرت چیتا ہے یہ کوئی عام درندہ نہیں ہے بلکہ یہ شیطانی نسل کا ایک ہولناک درندہ ہے جو آپ کو انسان چیتے اور اسی طرح کی دوسری شکلوں میں تبدیل کرنے کی قوت اور طاقت

رکھتا ہے اس لیے ایسے چیتے کو اپنے قابو میں کرنا اور اس پر تسلط جمانا کوئی عام اور آسان کام نہیں ہے۔

اس پر مجستا نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یوناف میرے بیٹے کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم مجھے ان شیاطین اور جنات کے متعلق کچھ تفصیل سے بتاؤ تاکہ میں جان سکوں کہ یہ کیا چیز ہوتے ہیں اور یہ اپنی طاقت اور قدرت میں کس قدر دراز دست ہیں سردار مجستا کے اس سوال پر یوناف نے اپنے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں غور سے قرطبیہ کی طرف دیکھا پھر سردار مجستا کو مخاطب کر کے اس نے کہا! اے سردار مجستا یہ شیاطین اور جنات کوئی مجرد روح نہیں بلکہ ایک خاص نوع کے مادی اجسام ہی ہیں مگر چونکہ وہ خالص آتشی آمیزے سے مرکب ہیں اس لیے وہ خاکی اجزاء سے بنے ہوئے انسانوں کو نظر نہیں آتے۔

اے سردار مجستا اس بنا پر یہ جنات شیاطین سریع الحرکت ہوتے ہیں آسانی سے اپنے آپ کو ایک شکل سے دوسری شکل میں تبدیل کر لیتے ہیں اور ان مقامات پر غیر محسوس طریقہ سے نفوذ کر جاتے ہیں جہاں مٹی کی اجزاء سے بنی ہوئی چیزیں نفوذ نہیں کر سکتی! یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں سردار مجستا نے پوچھا اے یوناف اگر یہ جنات شیاطین آگ کے بنے ہوئے ہیں اس کا مطلب ہے کہ پھر آگ تو ان پر اثر نہ کرتی ہو گی اس پر یوناف نے جواب دیتے ہوئے کہا! اے مجستا ایسی بات نہیں سنو میں اس کی تفصیل بتاتا ہوں اصل یوں ہے کہ یہ جنات اس عام آگ سے جو لکڑی کوئلہ سے پیدا ہوتی ہے نہیں بنے بلکہ ایک خاص قسم کے شعلہ سے انہیں پیدا کیا گیا ہے اور یہ شعلہ دھواں سے پاک اور صاف ہے! اے مجستا جس طرح پہلا انسان مٹی سے بنایا گیا تھا پھر تخلیق کے مختلف مدارج سے گزرتے ہوئے اس کے بعد خاکی نے گوشت پوست کے زندہ بشر کی شکل اختیار کی اور آگے اس کی نسل اسی سے چلی اسی طرح پہلا جن خالص آگ کے شعلے یا آگ کی لپیٹ سے پیدا کیا گیا اور بعد میں اس کے ذریت سے جنوں کی نسل پیدا ہوئی اس پہلے جن کی حیثیت جنوں کے معاملے میں وہی ہے جو آدم کی حیثیت انسانوں کے معاملہ میں ہے۔ زندہ بشر بن جانے کے بعد آدم اور ان کی نسل میں پیدا ہونے والے انسانوں کے جسم کو اس مٹی سے کوئی مناسبت باقی نہ رہی جس سے ان کو پیدا کیا گیا تھا اگرچہ اب بھی ہمارا جسم پورا کا پورا زمین ہی کے اجزا سے مرکب ہے لیکن ان اجزاء نے گوشت پوست اور خون کی شکل اختیار کر لی ہے اور جان پڑ جانے کے بعد وہ تودہ خاک کی بانسبت ایک بالکل مختلف چیز بن کر رہ گیا ہے ایسا ہی معاملہ

جنوں اور شیاطین کا بھی ہے اُن کا وجود بھی اصلاً ایک آتشی وجود ہے لیکن جس طرح ہم تو دۂ خاک نہیں ہیں اس طرح وہ بھی شعلہ آتش نہیں ہیں جس طرح خاک کا ڈھیلا ہم پر مارا جائے تو وہ ہم پر اثر انداز ہوتا ہے اور تکلیف دیتا ہے ایسے ہی شیاطین اور جنات پر بھی آگ اثر کرتی ہے اور انہیں تکلیف اور اذیت اور دہن میں مبتلا کرتی ہے۔

یوناف کے خاموش ہوتے پر سردار مجستا نے مطمئن انداز میں کہا! اے یوناف میرے عزیز تو نے آدم اور جنات کی کیا عمدہ اور بہترین تشریح کی ہے اب میری سمجھ میں یہ معاملہ آیا ہے کہ انسان اور جنات میں بنیادی طور پر کیا فرق ہے اے یوناف کیا تمہارے بتلائے ہوئے اس قاعدے اور کلیے کے مطابق میں یہ سمجھ لوں کہ وہ چیتا جس کے متعلق تمہارا خیال ہے کہ اس کی پیدائش جنات اور شیاطین کی طرز پر ہے تو کیا وہ بھی جنات کی طرح سریع الحرکت ہے آسانی سے ایک شکل میں دوسری تشکل تک جا سکتا ہے اور یہ کہ جس چیز کے اندر انسان نفوذ نہیں کر سکتا اُس کے اندر نفوذ کر سکتا ہے سردار مجستا کے استفسار پر یوناف بولا اے سردار مجستا تمہارے اندازے درست ہیں وہ چیتا ایسی ہی طاقت اور قوتوں کا مالک ہے وہ جب چاہے اپنے آپ کو ایک نئی شکل وصورت میں ڈھال سکتا ہے وہ جہاں چاہے نفوذ کر سکتا ہے اور ایسی تیزی میں حرکت میں آسکتا ہے کہ وہ لمحوں کے اندر ایک جگہ سے دوسری جگہ میں نمودار ہو سکتا ہے سردار مجستا نے کسی قدر فکر مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

اے یوناف اگر ایسا ہے تو پھر وہ چیتا انتہائی بھیانک اور ہولناک ہے اور اُس پر قابو پانا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوگا! اے یوناف کیا ایسا ممکن نہ ہوگا کہ جب تم اپنے سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے انسانی نگاہوں سے اوجھل ہونے کا عمل کرو تو وہ چیتا جو اپنی تخلیق کے لحاظ سے شیطانی ہے وہ تمہیں دیکھ سکے! یوناف نے مطمئن انداز میں سردار مجستا کی طرف دیکھا اور کہا نہیں مجستا ایسا ممکن نہیں ہے جب میں اپنی سری قوت کو عمل میں لاؤں گا اور چیتا جو مافوق الفطرت ہے مجھے دیکھ نہ سکے گا اس پر سردار مجستا نے غور سے یوناف کی طرف دیکھا اور کہا اے یوناف تم پہلے انسان ہو جسے میں نے اپنی زندگی میں ایسی طاقت ایسی قدرت اور ایسی سری توانائیوں کا مالک دیکھا ہے جب سردار مجستا خاموش ہوا تب یوناف بولا! اے سردار مجستا میں اور قرطبیہ اب سرائے کی طرف جاتے ہیں شام کے وقت تم بھی وہاں آجانا اور اس کے بعد ہم مافوق الفطرت کے طور پر اُس بنجرے کی طرف کوچ کریں گے اس پر سردار مجستا نے آگے

بڑھ کر یوناف کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا نہیں یوناف ایسا مناسب نہیں ہے تم اور قرطبیہ دونوں میاں بیوی شام تک یہیں رہو یہیں پر شام کا کھانا کھائیں گے اور اس کے بعد چیتے کے غار کی طرف کوچ کریں گے۔

سردار مجستا کی اس تجویز سے یوناف اور قرطبیہ نے اتفاق کیا پس وہ تینوں اُس کمرے میں بیٹھ کر دوسرے موضوعات پر گفتگو کرنے لگے تھے جب شام ہوگئی اور تینوں نے اُس کمرے میں بیٹھ کر کھانا کھا لیا تب یوناف اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور مجستا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے مجستا آؤ اب چیتے کے غار کی طرف کوچ کریں جواب میں مجستا نے کچھ بھی نہ کہا اور وہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا تاہم اُس کے چہرے کی رنگت آنے والے خطرے اور خدشات کے باعث ضرور تبدیل ہوگئی تھی اُس کے ساتھ ہی حسین قرطبیہ بھی اپنی جگہ پر کھڑی ہوگئی تاہم اُس کے چہرے پر کسی طرح کے نئے جذبات یا تاثرات کا اندازہ لگانا مشکل تھا اپنی جگہ پر کھڑے ہونے کے بعد یوناف نے اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنا وہی عمل کیا پھر اس نے اپنے دائیں ہاتھ سے قرطبیہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کے بائیں ہاتھ کی گرفت سردار مجستا کے بازو پر تھی اور جونہی اس نے ایسا کیا وہ تینوں وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔

سیاہ اور تاریک رات درد کے اڑتے ذرات آہوں کے سفینوں اور نفرت کے زہر کی طرح بھاگتی جا رہی تھی وقت کے گم سم لمحات خاموش اور دم بخود تھے ماگھ کی کالی تاریک سرد رات کی طرح ہر طرف بے حسی اور ویرانیوں کا غلبہ تھا۔ جھیل میرو کے کنارے چیتے کے سنسان اور اُجاڑ غار کے سامنے لوہے اور لکڑی کا بنا ہوا ایک پنجرہ رکھا تھا اور اُس پنجرے کے اندر سیاہ رنگ کی ایک خوب بڑی اور تنومند بکری بندھی ہوئی تھی اتنے میں اس غار کے اندر سے بہت بڑی جسامت کا ایک چیتا نمودار ہوا جو کالے سیاہ رنگ کا تھا رات کے وقت اس چیتے کی آنکھیں جہنم سے بھی زیادہ آتش ناک دکھائی دے رہی تھیں اُس کی چڑھی تیوریاں اور اینٹھی ہوئی گردن اس بات کا پتہ دے رہی تھیں کہ وہ انتہائی جوشیلی اور غضب ناک حالت میں ہے خوفناک اور سیاہ رات کے اندر غار سے نکلنے کے بعد وہ چیتا لوہے اور لکڑی کے بنے ہوئے اُس پنجرے کی طرف بڑھا تھا جس کے اندر بکری باندھی ہوئی تھی چاروں طرف کالی گاڑھی چپ دلدل جیسی خاموشی طاری تھی تاہم چیتا زہریلی ہواؤں کی طرح ہلکی ہلکی غراہٹ کے ساتھ آوازیں نکالتا ہوا پنجرے کی طرف بڑھا تھا اور پھر نزدیک آکر وہ جبر و ستم کے طوفان اور بگولوں کے خروش کی تیزی کے ساتھ پنجرے میں داخل ہو کر بکری پر جھپٹ پڑا تھا۔

لمحوں اور ساعتوں کے اندر اُس مافوق الفطرت چیتے نے سب سے پہلے بکری کا حلقوم کاٹ کر اس کا خون پیا پھر اُس نے انتہائی سرعت کے ساتھ بکری کو چیر پھاڑ دیا اور اُس کا گوشت کھانے لگا تھا۔ اُسی لمحہ شاید یوناف بھی حرکت میں آیا تھا اس لیے کہ جس وقت چیتا پنجرے کے اندر بیٹھ کر انتہائی بے فکری اور اطمینان کے ساتھ بکری کا گوشت کھا رہا تھا اُسی لمحہ پنجرے کا دروازہ بڑی تیزی سے بند ہوا اور دروازے کو باہر سے کنڈی لگ گئی تھی اس پر پنجرے کے اندر بیٹھا ہوا چیتا چونکا اُس نے بکری کا گوشت کھانا بند کر دیا اور اپنی جگہ پر وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا اس لیے تیور بتا رہے تھے کہ وہ

اپنے لیے کوئی خطرہ اور خدشہ محسوس کر رہا تھا پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس چیتے نے اس انداز میں اپنی شکل و صورت بدلی جیسے اچانک انڈے سے مرغی کا کوئی بچہ نکل کر ایک نئی شکل و صورت اختیار کرتا ہے ایسے ہی اُس چیتے نے بھی فی الفور اپنی شکل و صورت بدل لی تھی اور اب وہ انسانی صورت میں اس پنجرے کے اندر کھڑا تھا اور وہ قرطبیہ کا بھائی روفاش تھا اُسی لمحہ اُس پنجرے کے دروازے کے قریب یوناف سردار مجستا اور قرطبیہ نمودار ہوئے یوناف نے انتہائی غضب ناک حالت میں پنجرے کے اندر بند روفاش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے درندے! غلیظ شیطان! تم نے ان سرزمینوں کے اندر تباہی اور بربادی پھیلا رکھی ہے لیکن یاد رکھ اب تو زیادہ دیر تک مجھ سے بچ کر بھاگ نہ سکے گا اس لیے کہ جس طرح آج میں نے اس پنجرے کے اندر تیری حقیقت کو ظاہر کر دیا ہے ایسے ہی ایک روز میں اپنے رب کی نصرت سے گرفت کرنے میں بھی کامیاب ہو جاؤں گا پنجرے کے اندر بند روفاش نے یوناف کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا تاہم اُس کے چہرے پر شرمندگی اور ملامت کے تاثرات تھے پھر اچانک وہ اپنی سری قوت کو حرکت میں لایا اور پنجرے کے اندر سے غائب ہو گیا تھا اب پنجرے کے اندر بکری کی صرف لاش ہی پڑی تھی۔

جب روفاش اس پنجرے کے اندر سے غائب ہو گیا تب سردار مجستا تھوڑی دیر تک خوف و دہشت سے پنجرے کے اندرونی حصّے کو دیکھتا رہا پھر اُس نے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدلا تھوڑی دیر تک وہ بڑے غور سے قرطبیہ کی طرف دیکھتا رہا اس کے بعد اُس نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے یوناف میرے بیٹے جو کچھ پنجرے کے اندر نمودار ہوا کیا وہ ایک حقیقت تھی یا میں ہی خواب دیکھ رہا تھا یہ پنجرے کے اندر چیتے سے انسانی روپ میں ظاہر ہونے والا بیٹا روفاش ہی تھا یا میں یہ سمجھ لوں کہ یہ میری نگاہوں کا دھوکا تھا اس پر یوناف نے کہا سردار مجستا میں تو پہلے ہی جانتا تھا کہ مافوق الفطرت چیتے کے روپ میں ان سرزمینوں کے اندر خونخواری پھیلانے والا تمہارا بیٹا روفاش ہی ہے اس پر فوراً سردار مجستا نے پوچھا اے یوناف اگر تم جانتے تھے تو پھر تو نے مجھے کیوں نہ بتایا اس پر یوناف پھر بڑے نرم لہجہ میں بولا! اے سردار مجستا اگر اُس وقت میں تم پر یہ انکشاف کرتا تو تم ہرگز اس کو تسلیم نہ کرتے اس لیے تمہیں میں اپنے ساتھ یہاں تک لایا ہوں تاکہ روفاش کی اصل حقیقت تم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے میرے دعوے پر یقین کر سکو۔

یوناف تھوڑی دیر خاموش رہا پھر دوبارہ اُس نے کہا اے سردار مجستا یہ روفاش انسان نہیں

یہ شیطان کے زیادہ قریب ہے اس کے اندر ساری وہ قوتیں اور توانائیاں ہیں جو شیطان کے اندر ہوتی ہیں اے سردار مجستا میں جانتا ہوں کہ اپنے بیٹے روفاش کی اصلیت دیکھنے کے بعد تمہیں دکھ اور افسوس ہو رہا ہوگا لیکن حقیقت بہرحال حقیقت ہی ہے اور وہ یہ کہ چیتے کا روپ دھار کر خونخواری کرنے والا تمہارا بیٹا روفاش ہی ہے اس پر سردار مجستا نے خوف و دہشت سے قرطبیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو اے یوناف اب قرطبیہ کی کیا حیثیت ہے کیا یہ بھی اپنے بھائی روفاش ہی طرح مافوق الفطرت ہے اس پر یوناف بولا! اے سردار مجستا قرطبیہ سے متعلق تفصیل میں تمہیں بعد میں کسی وقت کہوں گا اور اُس وقت میں تمہیں یہ بھی بتاؤں گا کہ روفاش اور قرطبیہ کی اصلیت کیا ہے سردار مجستا ایک دم یوناف کی بات کاٹتے ہوئے خوف زدہ سی آواز میں بولا۔

اے یوناف میرے بیٹے کیا ہمیں فوراً یہاں سے ہٹ نہ جانا چاہیے میرا دل کہتا ہے کہ اس پنجرے سے نکلنے کے بعد روفاش پھر چیتے کا روپ دھارے گا اور ہم پہ حملہ آور ہو جائے گا! اے یوناف ساری حسیات مجھے اسی خطرے کی آگاہی کر رہی ہیں لہذا میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ جس طرح اپنی سری قوتوں کو استعمال کر کے تم ہمیں یہاں لائے ہو ایسے ہی اپنی سری قوتوں کو استعمال کرو کہ ہم تینوں انسانی اور حیوانی نگاہوں سے اوجھل ہو جائیں اس پر یوناف نے سردار مجستا کو ڈھارس دیتے ہوئے کہا اے مجستا روفاش بے شک شیطانی قوتوں کا مالک ہے لیکن میری موجودگی میں اُس کی جرأت نہیں کہ تمہیں اور تمہاری بیٹی قرطبیہ کو وہ کوئی نقصان پہنچا سکے! یوناف جب خاموش ہوا تب قرطبیہ نے بھی سردار مجستا کی تائید کرتے ہوئے کہا بابا ٹھیک ہی کہتے ہیں روفاش اب کسی بھی وقت اپنا چیتے کا اصل روپ دھار کر ہم پر حملہ آور ہو کر ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے لہذا ہمیں فوراً یہاں سے چلے جانا چاہیئے۔

قرطبیہ نے ابھی اپنی بات ختم کی ہی تھی کہ اُن کے بائیں طرف ذرا فاصلہ پر دو گول اور تیز روشنائی دکھائی دیں اس پر قرطبیہ نے چونک کر کہا یوناف! میرے اور بابا کے خدشات درست ثابت ہوئے روفاش چیتے کا روپ دھار کر ہمارے سروں پر آن پہنچا ہے اور یہ تم جو دو روشنیاں دیکھ رہے ہو یہ اُسی کی آنکھیں ہیں اندھیرے میں چمکتی ہوئی روشن دکھائی دے رہی ہیں لہذا اب وہ ضرور ہم پر حملہ آور ہو کر رہے گا اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور فوراً اس نے سردار مجستا اور قرطبیہ کے بازو تھام لئے تھے اور اس کے ساتھ ہی وہ انسانی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تھے ان تینوں کے ایسا کرنے پر وہ چیتا بھی مافوق الفطرت طور پر وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

سردار مجستا اور قرطبیہ کے ساتھ یوناف مجستا کی حویلی کے دیوان خانے میں نمودار ہوا جب وہ تینوں دیوان خانے کی نشستوں پر بیٹھ گئے تب یوناف نے مجستا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے سردار مجستا اب تمہیں پہلے کی نسبت زیادہ محتاط رہنا ہوگا اس لیے کہ روفاش کی اصلیت اب ظاہر ہو گئی ہے لہذا وہ ضرور تم پر حملہ آور ہو کر تمہارا خاتمہ کرنے کی کوشش کرے گا تاکہ ان سرزمینوں کے اندر اس کا راز راز ہی رہ سکے اور اے مجستا جہاں تک میرا اور قرطبیہ کا تعلق ہے تو ہم دونوں کو نقصان پہنچانا اُس کے بس کی بات نہیں ہے۔

اس پر مجستا نے چونک کر پوچھا اے یوناف کیا میں تمہاری گفتگو سے یہ اندازہ لگا لوں کہ روفاش کی طرح قرطبیہ بھی مافوق الفطرت ہے اس پر یوناف نے کہا! اے مجستا میں تم سے وعدہ کر چکا ہوں کہ قرطبیہ کے متعلق میں تم کو بعد میں بتاؤں گا لیکن آج کے بعد میری ایک بات یاد رکھنا کہ تم جہاں کہیں بھی جاؤ اکیلے مت جانا بستی کے اندر یا باہر جس طرف بھی تم کسی کام سے نکلو مجھے اپنے ساتھ رکھنا اور اگر تم ایسا نہ کرو گے تو اس چیتے کے ہاتھوں نقصان اٹھاؤ گے اور اے مجستا اگر کبھی میں یہاں نہ ہوں تو تم قرطبیہ کو اپنے ساتھ رکھنا یہ قرطبیہ بھی روفاش سے تمہارا دفاع کر سکتی ہے اس پر سردار مجستا تھوڑی دیر گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا پھر اُس نے کہا۔

اے یوناف میرے بیٹے میں جانتا ہوں کہ اب روفاش کی طرف سے سب سے زیادہ خطرات میرے لیے ہیں اور میں اب یہ بھی جان چکا ہوں صرف تم اور قرطبیہ ہی مجھے اس سے بچا سکتے ہو لیکن اس وقت میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اگر رات کے وقت حویلی کے اندر ہی روفاش ہم پر حملہ آور ہو جائے اور اُس وقت ہم سوئے ہوئے ہوں تو پھر ہمارا کیا بنے گا اس پر یوناف نے اس کو تسلی دی اور اُس سے کہا! اے سردار مجستا اس سے متعلق تم بالکل بے فکر رہو میرے پاس ایک ایسی قوت ہے جو روفاش پر نگاہ رکھے گی اور اگر وہ کبھی رات کے وقت ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرتا بھی ہے تو یہ قوت جو میرے قبضے میں ہے اور جس کی صورت ایک روح جیسی ہے وہ مجھے قبل از وقت ہی آگاہ کر دے گی اور میں اپنے ساتھ ساتھ تم دونوں کا دفاع بھی کر سکوں گا اس کے ساتھ ہی یوناف نے ہلکی ہلکی آواز میں پکارا! ابیلکا! ابیلکا تم کہاں ہو ابیلکا نے فوراً اپنا ریشمی لمس دیا اور اپنی گنگناتی ہوئی آواز میں کہا! اے یوناف میرے حبیب میں یہیں ہوں اور چیتے کے پنجرے سے لے کر یہاں تک تمہاری ساری گفتگو سن چکی ہوں اے یوناف [illegible] میں روفاش پر نگاہ رکھوں گی اور جب کبھی اُس نے دھوکہ دہی سے کام لے کر رات

کے وقت تم پر یا تمہارے علاوہ قرطبیہ اور مجستا پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو میں قبل از وقت ہی تمہیں آگاہ کر دیا کروں گی اس پر یوناف نے ابلیکا کا شکریہ ادا کیا اور سردار مجستا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے مجستا اب میں سرائے کے بجائے میں تمہاری حویلی میں قیام کروں گا اس پر سردار مجستا نے یوناف کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ آرام کرنے کی خاطر اپنے اپنے بستروں کی طرف چلے گئے تھے۔

جنوبی ہندوستان میں جب لنکا کا راجہ راون سیتا کو اُس کی کٹیا سے اٹھا کر لے گیا تو اپنے دیس میں جا کر اُس نے سیتا سے شادی کرنے کی انتہائی کوشش اور جتن کئے لیکن سیتا نے ایسا کرنے سے قطعی انکار کر دیا اس بنا پر لنکا کے راجہ راون نے سیتا کو اپنے دیس میں ایک قیدی اور اسیر کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا تھا دوسری طرف جب لچھمن اپنے بھائی رام کو ڈھونڈ کر واپس لایا اور انہوں نے دیکھا کہ کٹیا کے اندر سیتا نہیں ہے تو وہ دونوں بے حد پریشان ہوئے اور اسی وقت وہ دونوں سیتا کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔

رام اور لچھمن نے جگہ جگہ سیتا کو تلاش کیا لیکن انہیں کوئی بھی کامیابی نہ ہوئی آخر جنوبی ہند کے ایک حاکم ہنومان سے اُن دونوں کو یہ خبر ملی کہ سیتا کو تو لنکا کا راجہ راون اٹھا کر لے گیا ہے اس لیے اُس ہنومان نے اس وقت راون کو دیکھ لیا تھا جب وہ اُسے اٹھا کر لنکا کی طرف جا رہا تھا اس کے علاوہ اس ہنومان نے جب رام، لچھمن اور سیتا کے سارے حالات کی خبر ہوئی اور اسے یہ بھی پتہ چلا کہ رام دراصل اجودھیا کی ریاست کا راج کمار ہے اور ان جنگلوں کے اندر بن باس کاٹ رہا ہے تو وہ رام کی مدد کرنے پر تیار ہو گیا تھا۔

رام نے ہنومان کی اس مدد کی پیش کش کا شکریہ ادا کیا اور اُسے لنکا کی طرف بھیجا تاکہ وہ راون سے سیتا کو واپس لا سکے ہنومان جب سیتا کو لانے کے لیے لنکا پہنچا تو لنکا کے راجہ نے سیتا کو واپس کرنے سے انکار کر دیا اس پر ہنومان وہاں سے ناکام لوٹ آیا آخیر کار رام نے ہنومان کے ساتھ مل کر ایک لشکر تیار کیا اس لشکر کے ذریعے رام ہنومان اور لچھمن لنکا پر حملہ آور ہوئے لنکا کے راجہ راون کو شکست دی اور سیتا کو اس کی قید سے چھڑا لیا اس طرح رام اور لچھمن اپنا بن باس ختم کر کے اور سیتا کو اپنے ساتھ لے کر اپنی ریاست اجودھیا کی طرف چلے گئے اور وہاں پر رام ریاست اجودھیا کے راجہ کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے لگا تھا۔

ابی ملک اور اس کے بعد مقرر ہونے والے دوسرے قاضیوں کے بعد بنی اسرائیل ایک بار پھر افراتفری اور انتشار کا شکار ہو گئے تھے اُن کی حالت سے عمونیوں نے فائدہ اٹھایا اور انہوں نے اپنے مختلف لشکروں سے بنی اسرائیل کی بستیوں اور شہروں پر حملہ آور ہو کر انہیں لوٹنا اور برباد کرنا شروع کر دیا تھا عمونیوں کے ہاتھوں اس تباہی اور بربادی کے باعث بنی اسرائیل کے سردار اور سرکردہ لوگ ایک جگہ جمع ہوئے اور سب نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ کسی کو اپنا حاکم اور قاضی مقرر کیا جائے اور یہی شخص بنی اسرائیل کے لشکر کا سردار بھی ہو اور عمونیوں کے ساتھ جنگ کر کے بنی اسرائیل کو اُن کے ظلم و ستم سے نجات دلائے آخرکار اس کام کے لیے وہ کسی مناسب شخص کو تلاش کرنے لگے جو نہ صرف یہ کہ ایک عمدہ جنگجو ہو بلکہ بنی اسرائیل کے لشکر کے اندر نظم و ضبط رکھنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو بنی اسرائیل کے ان سرداروں نے ایک شخص افتاح کے متعلق سُنا کہ وہ انتہائی بہادر جنگجو اور دلیر ہے اُس کے متعلق انہیں یہ بھی خبر ملی کہ اس افتاح کو اس کے بھائیوں نے ناراض ہو کر گھر سے نکال رکھا ہے اور یہ افتاح اس وقت طجوب نام کے قصبے میں رہتا ہے اور گُم نام زندگی بسر کر رہا ہے۔

یہ اطلاعات ملنے کے بعد بنی اسرائیل کے سردار اور رؤسا طجوب کے قصبے میں افتاح کے پاس آئے اور اُس سے گزارش کی کہ تو چل کر بنی اسرائیل کے لشکر کی سپہ سالاری کر اور بنی اسرائیل کو عمونیوں کی تباہی اور بربادی سے بچا اس پر افتاح نے جواب میں کہا اے میرے بزرگو تم جانتے ہو کہ میرے باپ جلعاد کے مرنے کے بعد میرے بھائیوں نے مجھے گھر سے نکال باہر کیا تھا اور میں یہاں طجوب نام کے اس چھوٹے سے شہر میں گم نامی کی زندگی بسر کر رہا ہوں میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے یہیں پڑا رہنے دو کسی اور کو بنی اسرائیل کے لشکر کا سپہ سالار بنا لو۔

پھر بنی اسرائیل کے ایک سردار نے افتاح کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے افتاح

اگر تیرے بھائیوں نے تجھے نکال باہر کیا ہے اور تجھے وہ عزت نہیں دی جس کے تم اپنی بہادری اور شجاعت کے باعث حق دار ہو تو ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تمہیں ایسی عزت اور تکریم دیں گے جس کے تم حق دار ہو پس تم ہمارے ساتھ چلو بنی اسرائیل کے سپہ سالار کی حیثیت سے عمونیوں سے جنگ کرو اور ہم تمہارے ساتھ وعدہ کرتے ہیں کہ اگر تم نے عمونیوں کو شکست دے کر بنی اسرائیل کو تباہی اور بربادی سے بچا لیا تو ہم تمہیں اپنا حکمران تسلیم کر لیں گے آخیر افتاح نے بنی اسرائیل کے سرداروں کی اس پیش کش کو قبول کر لیا اور وہ بنی اسرائیل کے لشکر کی کمان داری کرنے کے لیے ان کے ساتھ ہو لیا تھا۔

بنی اسرائیل کے سردار افتاح کو اپنے ساتھ مصفاہ شہر میں لائے وہاں سب سے پہلے افتاح نے بنی اسرائیل کے لشکر کا معائنہ کیا پھر اپنا ایک ایلچی اس نے عمونیوں کے بادشاہ کی طرف روانہ کیا اور افتاح کا یہ ایلچی عمونیوں کے بادشاہ سے اُس وقت ملا جب وہ اپنے دیوتا ملکوم کے معبد سے باہر نکل رہا تھا پس افتاح کے اُس ایلچی نے عمونیوں کے بادشاہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے بادشاہ میں اپنے نئے اسرائیلی سپہ سالار افتاح کی طرف سے بھیجا گیا ہوں اور اُس کا آپ کے نام یہ پیغام ہے کہ بنی اسرائیل پر حملے اور مظالم جو اب تک ہوتے رہے ہیں وہ ترک کر دیئے جائیں بنی اسرائیل اور عمونیوں کی آپس میں کوئی دشمنی نہیں ہے! لہٰذا لڑائی اور جنگ سے ہاتھ اٹھا لیا جائے۔

اس پر عمونیوں کے بادشاہ نے افتاح کے ایلچی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ صلح اور امن اس وقت ہی قائم ہو سکتا ہے جب بنی اسرائیل ہمارے اُن علاقوں کو خالی کر دیں جن پر انہوں نے اس وقت قبضہ کر لیا تھا جب وہ مصر سے نکل کر ارض فلسطین میں داخل ہوئے تھے بادشاہ کے اس جواب میں افتاح کے ایلچی نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے بادشاہ بنی اسرائیل نے نہ ہی عمون کا اور نہ ہی موآب کا ملک چھینا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بنی اسرائیل اپنے پیغمبر موسیٰؑ کی رہنمائی میں جب مصر سے نکلے اور دشت و بیابان میں ریت چھانتے ہوئے بحر قلزم کی طرف آئے تو انہوں نے قادس کے مقام پر پڑاؤ کیا اور وہاں سے انہوں نے ادوم کے بادشاہ کی طرف اپنا ایلچی بھیجا اس کو یہ پیغام دیا کہ ہم کو اپنے ملک سے گزر کر آگے نکل جانے کی اجازت دے دیں اور ایسا ہی پیغام انہوں نے موآبیوں اور آمودیوں کے بادشاہوں کی طرف بھی بھیجے تھے لیکن! اے بادشاہ کسی نے بھی ہمارے اس پیغام کا مثبت جواب نہ دیا بلکہ ہر ایک نے ہمیں اپنی اپنی سرزمین سے گزرنے نہ دیا اس پر اے بادشاہ بنی اسرائیل اپنے

خداوند کے حکم پر حرکت میں آئے اور ان سرزمینوں پر جہاں اس وقت وہ بستے ہیں قبضہ کر لیا لہٰذا وہ سرزمین جس میں اس وقت بنی اسرائیل رہ رہے ہیں وہ کیوں کر خالی کی جا سکتی ہے۔

وہ ایلچی ذرا رکا پھر اُس نے دوبارہ عمونیوں کے بادشاہ دوبارہ مخاطب کرتے ہوئے پوچھا! اے بادشاہ تمہارا دیوتا کموس تمہارے قبضہ میں اگر کسی سرزمین کو دے دے تو کیا تم اُسے کسی اور کو واپس کر دو گے اس پر بادشاہ نے فوراً کہا نہیں ہرگز نہیں ایلچی نے فوراً ہی بادشاہ کو فیصلہ کن جواب دیتے ہوئے کہا! اے بادشاہ ایسے ہی یہ سرزمین ہمارے خدا نے ہمارے قبضہ میں دی ہے لہٰذا ہم کیوں اسے کسی اور کو لوٹا دیں اس گفتگو کے بعد عمونیوں کے بادشاہ نے صلح اور امن کی ہر تجویز ٹھکرا دی لہٰذا! افتاح کا ایلچی ناکام ہو کر واپس لوٹ گیا تھا۔

جب اس ایلچی نے واپس جا کر افتاح کو اپنی اس سفارت کی ناکامی کی خبر دی تو افتاح نے جنگ کی تیاری شروع کر دی وہ ہر حال میں بنی اسرائیل کو عمونیوں کی خون ریزی اور تباہی اور بربادی سے بچانا چاہتا تھا اُس نے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ایک جرار لشکر تیار کیا اور جس روز اُس نے اس لشکر کے ساتھ عمونیوں کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوتا تھا اُس روز اس نے اپنے رب کے حضور انتہائی عاجزی اور انکساری سے یہ منت مانی کہ اگر خداوند نے اُسے عمونیوں کے مقابلے میں فتح مند کیا تو اس فتح کے بعد جب وہ واپس اپنے گھر آئے گا تو اُس وقت جو کوئی بھی اُس کے گھر سے نکل کر اس کے استقبال کو آئے گا وہ اسے خداوند کی خوشنودی کے لیے سوختنی قربانی کر دے گا یہ منت ماننے کے بعد افتاح اپنے لشکر کے ساتھ مصفاہ شہر سے کوچ کر گیا تھا۔

اس طرح بنی اسرائیل اور عمونیوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس میں بنی اسرائیل فتح مند رہے اور عمونیوں کو عبرت خیز شکست ہوئی اور افتاح نے یلغار اور پیش قدمی کرتے ہوئے عمونیوں کے بڑے بڑے شہروں پر قبضہ کر لیا تھا۔

اس فتح کے بعد افتاح جب مصفاہ شہر میں اپنے گھر کے پاس آیا تو اُس نے دیکھا کہ اُس کی بیٹی دف بجاتی ہوئی اور ناچتی ہوئی اس کے استقبال کے لیے گھر سے نکل آئی اور وہی بیٹی افتاح کی واحد اولاد تھی اس کے سوا کوئی اس کا بیٹا یا بیٹی نہ تھی افتاح نے جب دیکھا کہ اس کی اکلوتی بیٹی دف بجاتی ہوئی ناچتی ہوئی اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کے استقبال کو گھر سے نکلی ہے تو وہ انتہائی غمگین ہوا پھر اُس نے اپنے کپڑے پھاڑ کر کہا ہائے حیف میں تو تباہ ہو گیا پھر جب اس کی بیٹی

اس کے قریب آئی تو اس نے اپنی اس بیٹی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میری بیٹی تو نے مجھے زیر اور پست کر کے رکھ دیا ہے اور جو لوگ مجھے دکھ دیتے ہیں۔ اُن میں اب تو بھی شامل ہو گئی ہے کیونکہ میں نے اس جنگ پر روانہ ہونے سے قبل اپنے خداوند کے حضور بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ منت مانگی تھی کہ اگر خداوند نے مجھے عمونیوں کے مقابلے میں فتح مند رکھا تو واپسی پر بھی جو کوئی میرے گھر سے پہلے نکل کر میرے استقبال کو آئے گا میں اُس کی سوختنی قربانی کر دوں گا پس اے میری بیٹی اب مجھے تیری ہی سوختنی قربانی کرنا ہو گی کیونکہ میں نے خداوند کو زبان دی ہے اور اس سے میں پلٹ نہیں سکتا۔ آہ! تیری سوختنی قربانی کے بعد میں یعنی کہ تیرا باپ اکیلا رہ جائے گا اور تجھے یاد کر کے روتا رہوں گا اور آہیں بھرتا رہوں گا۔

افتاح کی اس گفتگو کے جواب میں اُس کی بیٹی نے اسے مخاطب کر کے کہا اے میرے باپ تو نے اگر خداوند کو زبان دی ہے تو جو کچھ تیرے منہ سے نکلا ہے وہی تو میرے ساتھ کر گزر اس لیے کہ خداوند نے تیرے دشمنوں یعنی بنی عمون سے تیرا انتقام لیا اور اُن کے مقابلے میں تجھے کامیاب اور کامران رکھا پس اس جنگ میں پھر روانہ ہونے سے پہلے! اے میرے باپ تو نے جو منت مانگی تھی تو باخوشی اس کی تکمیل کر پھر اے میرے باپ اس موقع پر آپ سے صرف یہ گزارش کروں گی کہ اس قربانی سے پہلے مجھے صرف دو مہینے کی مہلت دی جائے تاکہ میں اپنی ہمجولیوں کے ساتھ مصفاہ شہر کے ان پہاڑوں پر جا کر اپنے کنوارپن پر ماتم کرتی پھروں اس پر افتاح نے اپنی بیٹی کو ایسا کرنے کی اجازت دے دی اور وہ اپنی ہمجولیوں کو لے کر مصفاہ شہر کے کوہساروں پر لگاتار دو ماہ تک ماتم کرتی رہی جب یہ دو ماہ پورے ہو گئے تو واپس وہ اپنے باپ کے پاس آئی اور جس طرح افتاح نے منت مانگی تھی اُس کی منت کے مطابق اس کی بیٹی کی سوختنی قربانی کر دی گئی تھی اس کے بعد بنی اسرائیل نے افتاح کو اپنا حکمران بنا لیا تھا۔

افتاح کے بعد ابصان نام کا ایک شخص بنی اسرائیل کا قاضی اور حاکم مقرر ہوا اور اس کی مرگ کے بعد ایلون اسرائیل کا قاضی مقرر ہوا اور اس ایلون کے بعد عبدون بنی اسرائیل کا حاکم اور قاضی مقرر کیا گیا اس عبدون کے بعد بنی اسرائیل ایک بار پھر بت پرستی اور شرک میں مبتلا ہو گئے اور ان کی انہیں سزا یہ ملی کہ ان کی ہمسایہ قوم فلسطیوں نے ان پر حملے شروع کر دیئے اور آخر کار ان فلسطیوں نے بنی اسرائیل کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر لیا یوں بنی اسرائیل پر فلستی غالب رہے اور وہ ان پر حکومت کرتے ہوئے ایک طرح سے ان کے ساتھ غلاموں جیسا سلوک کرنے لگے تھے۔

عزازیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ عارب بیوسہ نبیطہ قب اور خوقہ کے ساتھ ہندوستان کے جنوبی حصے میں جبل توزیر نمودار ہوا اور اس کوہستان کی چوٹی پر کھڑے ہو کر اس نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میرے عزیزو ایسا لگتا ہے کہ ہندوستان کی سرزمین میں بھی یوناف کے مقابلے میں ہمیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے اور نیکی اور خیر کے مقابلے میں بدی اور باطل سرنگوں ہوئے ہیں! اے میرے عزیزو ان سرزمینوں کے اندر رام نیکی کی ایک علامت تھا میں نے کوشش کی کہ اسے اپنی طرف سے عذاب اور اذیت میں مبتلا کر کے بدی کی طرف مائل کروں لیکن شروع میں یوناف ہمارے آڑے آیا اور اس نے نہ صرف رام کی مدد کی بلکہ ہمارے مقابلے میں اس نے رام کو کامیاب اور کامران کیا۔

پھر اے میرے عزیزو اس کے بعد یوناف یہاں سے مصر کی سرزمینوں کی طرف چلا گیا اور اس کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھا کر میں نے رام کو بدراہ کرنے کی کوشش کی تم نے دیکھا! اجودھیا شہر کی بوڑھی عورت منتھرا کی مدد سے رام اور اس کی بیوی سیتا کو ہم نے اجودھیا شہر سے نکال کر بن باس کاٹنے پر مجبور کر دیا تھا یہاں کامیابی کے بعد رام اور سیتا کے خلاف دوسری کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کی اور وہ اس طرح کہ میں نے سیتا متعلق لنکا کے راجہ راون کو ابھارا اور اسے برانگیختہ کیا جس کے نتیجے میں راون سیتا کو ہماری مدد سے اس کی کٹیا سے اٹھا کر لے گیا لیکن وہ راون ایسا بدبخت نکلا کہ وہ سیتا کے ساتھ شادی کرنے میں ناکام رہا اس دوران رام اور اس کا بھائی لچھمن جنوبی ہند کے حکمران ہنومان کی مدد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے اور اسی ہنومان کے لشکر کی مدد سے انہوں نے سیتا کو راون سے چھوڑا لیا اور اب یہی رام اور سیتا اپنے آبائی شہر اجودھیا میں پرسکون زندگی بسر کر رہے ہیں۔

اے میرے عزیزو میں سمجھتا ہوں کہ ان سرزمینوں کے اندر ہم سب رام اور یوناف کے

مقابلے میں ناکام رہے ہیں اور ایک بار پھر گناہوں اور بدیوں پر نیکی اور خیر کا غلبہ ہو گیا ہے پر تم جانتے ہو کہ میں شکست اور ہار ماننے والا نہیں ہوں میں تو ضرب پر ضرب لگانے کا عادی ہوں اور اس ضرب کے کیا نتائج نکلتے ہیں اس کی میں کم ہی پرواہ کرتا ہوں میرا کام ہر صورت اور ہر حالت میں لوگوں کو باطل گناہ اور بدی کے نتائج کے لیے برانگیختہ کرنا ہے آگے اس کے نتائج اور اثرات کیا ہوتے ہیں ان کو میں کم ہی وقعت دیتا ہوں اے میرے عزیزو ابھی تھوڑی دیر تک ہم یہاں سے اپنی ایک نئی منزل اور نئی مہم کی طرف کوچ کریں گے اس پر قب نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا! اے آقا ہماری نئی منزل اور نئی مہم کس طرف ہو گی اس پر عزازیل ذرا مسکرایا پھر اس نے قب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے قب میرے عزیز ہماری اگلی مہم مغربی اور وسطی افریقہ کا وہ حصہ ہے جہاں جھیل میرو کے کنارے ان گنت بستیاں آباد ہیں اور جہاں روفاش گناہ اور بدی پھیلانے میں سرگرم ہے۔

اے میرے عزیزو روفاش اور اس کی بہن قرطیبہ کے متعلق میں تم سب کو پہلے ہی تفصیل سے بتا چکا ہوں کہ وہ دونوں بہن بھائی مافوق الفطرت ہیں اور انسانی خمیر رکھنے کے ساتھ ساتھ وہ اپنے اندر شیطانی جبلت اور خطرت بھی رکھتے ہیں اور ایسی ہی قدرتوں کے مالک ہیں جیسے میں اور میرے دوسرے ساتھی جنات سے ہیں ہم سب یہاں سے مغربی اور وسطی افریقہ میں جھیل میرو کے کنارے کی بستیوں کا رخ کریں گے اور وہاں پر روفاش کے ساتھ مل کر یوناف اور اس کی قوتوں کے خلاف کام کریں گے۔

عزازیل تھوڑی دیر تک خاموش رہا اور اپنے اردگرد اور اپنے اطراف و اکناف کا جائزہ لیتا رہا پھر اس نے دکھ اور غم آمیز آواز میں سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا آہ یہ وہی جھیل میرو ہے جہاں پر پہلے انسان آدم نے اپنی زندگی کے آخری لمحات گزارے اور انہیں کوہستانوں کی غار کے اندر اس کی لاش کو رکھا گیا ہے اور یہیں جبرئیل کی راہنمائی میں اس کا جنازہ پڑھا گیا تھا! اے عارب بیوسہ اور نبیطہ تمہیں یاد ہو گا کہ یہی اسی کوہستان پر میری تم تینوں سے پہلی ملاقات ہوئی تھی اور تمہارے ناسوت پر میں نے ایک نیا عمل کر کے تمہارے ناسوت کو صدیوں پر محیط زندگی میں تبدیل کر کے رکھ دیا تھا! اے عارب یہی وہ جگہ ہے جہاں پر یوناف نے آدم کی لاش کی حفاظت کرتے ہوئے تمہارے بھائی کو قتل کر دیا تھا آہ! یہ وقت کسی کے لیے رکتا نہیں ہے اور اس کائنات کے اندر رائج فطرت کے قوانین اپنے آپ کو کسی کی خواہش کے مطابق نہیں ڈھالتے یہاں تک لکھنے کے بعد عزازیل خاموش ہو گیا تھا اور وہ کچھ اداس اور ملول سا دکھائی دے رہا تھا۔

عزازیل جب خاموش ہوا تو قیب نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے آقا آپ نے تھوڑی دیر پہلے کہا تھا کہ یوناف اس وقت مغربی سرزمینوں کے اندر ہے کیا آپ ہمیں یہ نہ بتائیں گے کہ وہ اس وقت کہاں ہے اور کن کارگزریوں میں لگا ہوا ہے قیب کے اس سوال کے جواب میں عزازیل بولا اے میرے رفیقو! یوناف روفاش اور قرطیسہ دونوں بہن بھائیوں کے خلاف سرگرم عمل ہو چکا ہے اس نے ان بستیوں کے اندر یہ بات عیاں کر کے رکھ دی ہے کہ روفاش ہی وہ مافوق الفطرت ہستی ہے جو چیتے کے روپ میں ظاہر ہو کر جھیل میرو کی بستیوں میں تباہی اور بربادی پھیلانے کا کام کرتا ہے اور ا اے میرے عزیزو اس کے علاوہ یوناف نے روفاش اور اس کی بہن کے درمیان پھوٹ ڈال کر رکھ دی ہے میں نے تمہیں پہلے ہی بتا رکھا ہے کہ روفاش اور اُس کی بہن قرطیسہ کی فطرت میں بڑا فرق ہے جہاں روفاش کی فطرت تباہی اور بربادی اور خونخوری اور خون ریزی کی طرف مائل ہے وہاں قرطیسہ صداقت اور نیکی نیتی کا لبادہ اوڑھ کر امن اور سلامتی کی دل دادہ ہے۔

یوناف نے روفاش اور قرطیسہ کے درمیان نفرتوں کی دیواریں کھڑی کر دی ہیں اُس نے نہ صرف یہ کہ قرطیسہ کے ساتھ شادی کر لی ہے بلکہ ایک عجیب حکمت عملی استعمال کر کے اس نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ چیتا دراصل روفاش ہی ہے! لہذا اے میرے عزیزو ہم یہاں سے افریقہ کے مغربی اور وسطی حصوں کا رخ کریں گے اور وہاں پر روفاش کے ساتھ مل کر یوناف کا مقابلہ کریں گے اور اے قیب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اس بار میں تمہیں اور روفاش کو ایک ساتھ یوناف پر آزماؤں گا اور مجھے امید ہے کہ نتائج ہمارے ہی حق میں ہوں گے۔

اے میرے ساتھیو ابھی تھوڑی دیر بعد ہم یہاں سے افریقہ کی طرف کوچ کریں گے لیکن یہ سفر ہم فلسطین کے راستے کریں گے تاکہ افریقہ کی جاتے ہوئے ہم یہ بھی اندازہ کرتے جائیں کہ بنی اسرائیل کو کس قدر ہم خداوند سے دور اور حق سے برانگیختہ کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں اور ان بنیادوں پر بنی اسرائیل کا مکمل طور پر جائزہ لینے کے بعد ہم افریقہ کا رخ کریں گے اور وہاں ہم یوناف کے مقابلے میں روفاش کی مدد کر کے اُسے یوناف پر کامیاب اور کامران بنائیں گے! اے میرے ساتھیو آؤ اب فلسطین کے راستے افریقہ کا رخ کریں اور اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

عزازیل اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ جس وقت فلسطین کی بستی معرعہ کے پاس سے گزر رہا تھا تو بستی سے باہر ویرانوں کے اندر اُس نے دیکھا کہ ایک جوان کوہستانوں اور چٹانوں کے اندر ایک نہایت خونخوار اور توانا شیر کے ساتھ برسرپیکار تھا وہ بار بار حملہ آور ہوتے شیر کو اپنے دونوں ہاتھوں سے اٹھاتا اور اُسے چٹانوں پر پٹخ دیتا اور قریب ہی ایک بلند چٹان کی اوٹ میں ایک بوڑھا بیٹھا وہ سارا منظر دیکھ رہا تھا عزازیل بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک بڑی چٹان کے پیچھے نمودار ہوا اور چٹانوں سے گھری ہوئی وسیع جگہ وہ اس جوان اور خونخوار شیر کا مقابلہ بڑی دلچسپی اور انہماک سے دیکھنے لگا تھا عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے دیکھتے ہی دیکھتے اُس اجنبی جوان نے خونخوار شیر کو چٹانوں پر پٹخ پٹخ کر جان سے مار دیا تھا پھر وہ جوان وہاں سے فوراً نکل کر چلا گیا تھا۔

اس جوان کے چلے جانے کے بعد وہ بوڑھا جو چٹان کے پیچھے یہ مقابلہ بڑے غور سے دیکھ رہا تھا وہ بھی چٹان سے باہر نکل آیا اس دوران عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس بوڑھے کی طرف گیا اور اُسے مخاطب کرتے ہوئے اُس سے پوچھا اے بزرگ تم کون ہو اور تھوڑی دیر قبل جو یہ سامنے چٹانوں سے گھرے ہوئے میدان کے سامنے اندر ایک جوان شیر سے مقابلہ کرنے کے بعد اور شیر کا خاتمہ کر کے چلا گیا ہے وہ کون ہے اس پر اُس بوڑھے نے تھوڑی دیر کے لیے غور اور حیرت انگیز انداز میں عزازیل اور اُس کے ساتھیوں کی طرف دیکھا پھر عزازیل کے سوال کا جواب دینے کے بجائے اُس نے الٹا عزازیل سے سوال کیا پہلے تم مجھے بتاؤ کہ تم لوگ کون ہو اور کیسے یہاں آن نمودار ہوئے اس پر عزازیل مسکرایا اور بڑی نرمی سے اُس بوڑھے کو مخاطب کرتے ہوئے اُس نے کہا! اے میرے محترم! ہم تو اجنبی اور مسافر ہیں اس فلسطین کے ان سرزمینوں سے نکل کر ہم تو جنوب مغرب کا رخ کر رہے تھے کہ چٹانوں سے گھری ہوئی اس وادی پر ہماری نظر پڑ گئی جہاں وہ نوجوان اور شیر ایک دوسرے

کے ساتھ بر سر پیکار تھے سو ہم ان کا مقابلہ دیکھنے کے لیے یہاں رک گئے پھر وہ نوجوان ایسا جلد باز ثابت ہوا کہ شیر کا خاتمہ کرنے کے بعد وہ یہاں سے فوراً بھاگ گیا اور مجھے اُس سے پوچھنے کا موقعہ نہ ملا اگر وہ تھوڑی دیر یہاں رکتا تو میں ضرور اُس سے پوچھتا کہ وہ کون ہے اور کن سرزمینوں کے ساتھ اُس کا تعلق ہے اس لیے کہ وہ نوجوان جس نے یوں آسانی کے ساتھ شیر کو پچھاڑ دیا ہے کوئی معمولی جوان نہیں ہو سکتا لہٰذا اُس کے جانے کے بعد اے میرے بزرگ میں تم سے یہ پوچھ رہا ہوں کہ وہ نوجوان کون تھا اس لیے کہ تیرے علاوہ یہاں اب اور کوئی نہیں ہے جو یہ جانتا ہو کہ وہ یہاں سے چلے جانے والا نوجوان کون ہے۔

عزازیل کی اس بات کے جواب میں اُس بوڑھے نے پُرسکون اور مطمئن انداز میں کہا! اے اجنبیو! میرا تعلق بنی اسرائیل سے ہے یہ جوان جو ابھی تھوڑی دیر پہلے اس شیر سے مقابلہ کر رہا تھا اس کا نام سمسون ہے یہ کون ہے اور یہ کیوں ایسا طاقتور ہے یہ ایک لمبی داستان ہے! اے اجنبیو! اگر تم یہ لمبی داستان سننا پسند کرو تو میں تمہیں سناؤں اس پر عزازیل نے اپنی دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے کہا! ہاں اے میرے بزرگ ہم ضرور اس داستان کو سننا پسند کریں گے سو ہماری تم سے التماس ہے کہ تم یہاں بیٹھ جاؤ اور سکون کے ساتھ ہمیں اس نوجوان کی داستان سناؤ عزازیل کے کہنے پر وہ بوڑھا ایک پتھر پر بیٹھ گیا عزازیل اور اُس کے سارے ساتھی بھی اُس بوڑھے کے سامنے جب پتھروں پر بیٹھ گئے تب اُس بوڑھے نے کہنا شروع کیا۔

اے میرے عزیزو بنی اسرائیل کے قبیلے اپنوں میں منوحہ نام کا ایک شخص ہے جو صرعہ نام کی بستی میں رہتا ہے اس منوحہ کی بیوی بانجھ تھی سو اُس کے کوئی بچہ نہ ہوا پھر ایک روز اے میرے عزیزو ایسا ہوا کہ خداوند کا فرشتہ اس عورت کو دکھائی دیا اور اس عورت کو مخاطب کر کے کہا دیکھ تو بانجھ ہے اور تیرے بچہ نہیں ہوتا پھر عنقریب تو حاملہ ہو گی اور تیرے ہاں بیٹا ہو گا سو خبردار اس دوران سے مے یا نشہ کی چیز مت پینا اور نہ کوئی ناپاک چیز کھانا دیکھ تو حاملہ ہو گی اور تیرا بیٹا ہو گا اور اپنے اُس ہونے والے بیٹے کے سر پر کبھی استرہ نہ پھرنے دینا اس لیے کہ وہ لڑکا پیٹ ہی سے خداوند کا نذیر ہو گا اور یہ کہ وہ بنی اسرائیل کو فلستیوں کے ہاتھ سے رہائی اور نجات دینا شروع کرے گا۔

اس عورت نے گھر جا کر یہ سارا واقعہ اپنے شوہر منوحہ سے بیان کیا بلکہ اور اُسے بتایا کہ یوں ایک شخص میرے پاس آیا جو شاید انسانی صورت میں خداوند کا فرشتہ ہو

میں نے اس سے یہ نہیں پوچھا کہ تو کہاں سے آیا ہے اور نہ اس نے مجھے اپنا نام ہی بتایا پھر اس نے مجھ پر انکشاف ضرور کیا کہ تو بانجھ ہے تو حاملہ ہو گی اور تیرے ہاں بیٹا ہو گا سو تو اس دوران میں مے یا نشہ کی چیز نہ پینا اور نہ کوئی ناپاک چیز کھانا کیونکہ وہ لڑکا پیٹ ہی سے اپنے مرنے کے دن تک خداوند کا نذیر ہو گا اپنی بیوی سے یہ حالات سن کر منوحہ نام کا وہ شخص بڑا حیران اور پریشان ہوا اور وہ یہ سوچنے لگ گیا تھا کہ آخر ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہونے والا ہے۔

اور اے اجنبیو ایک رات پھر ایسا ہوا کہ منوحہ اپنے رب کے حضور سربسجود ہوا عبادت کرتا رہا اور پھر اُس نے دعائیہ انداز میں اپنے خداوند سے التماس کی! اے خداوند میں تیرے منت کرتا ہوں کہ وہ شخص جو میری بیوی سے ہم کلام ہوا تھا اور پھر ہمارے پاس آئے اور ہمیں یہ سکھائے کہ ہم اُس پیدا ہونے والے لڑکے کے معاملہ میں کیا کچھ کریں۔

پس خداوند نے اس منوحہ کی دعا کو قبول کیا اور خداوند کا فرشتہ انسانی صورت میں اس عورت کے پاس اُس وقت آیا جب وہ اکیلی کھیت میں کام کر رہی تھی اور اس کا شوہر اس کے ساتھ نہ تھا خداوند کے فرشتہ کو انسانی صورت میں دیکھتے ہی وہ عورت گھر کی طرف بھاگی اور اپنے شوہر کو مخاطب کرتے ہوئے اُس نے کہا تو نے جو دعا اپنے خداوند کے حضور مانگی تھی شاید وہ قبول ہوئی اس لیے کہ وہ شخص جسے میں خداوند کا فرشتہ سمجھتی ہوں جو پہلی بار میرے پاس آیا تھا اور مجھے میرے بیٹے کی بشارت دی تھی وہ پھر آیا ہے اور اس وقت ہمارے کھیت کے اندر کھڑا ہے پس تو میرے ساتھ اس کے پاس چل اور تفصیل کے ساتھ اُس سے گفتگو کر اپنی بیوی کے اس انکشاف پر منوحہ بے حد خوش ہوا اور وہ اپنی بیوی کے ساتھ اس کھیت کی طرف بھاگنے لگا تھا جہاں کچھ دیر پہلے اُس کی بیوی کام کر رہی تھی۔

منوحہ اس شخص کے پاس آیا اور اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے اجنبی کیا تو وہی ہے جو ایک بار پہلے بھی میری بیوی کے پاس آیا اور اُسے اس کے بیٹے کی بشارت دی تھی حالانکہ سب لوگ جانتے ہیں کہ میری بیوی بانجھ ہے اور اس کے ہاں اولاد نہیں ہو سکتی پھر تو کیسے اور کس بنا پر میری اس بانجھ بیوی کو اولاد کی بشارت دی ہے اس پر اس شخص نے منوحہ کو مخاطب کر کے کہا اے منوحہ میں وہی شخص ہوں جو ایک بار پہلے بھی

تمہاری بیوی کے سامنے آیا تھا اور اُسے اس کے ہونے والے بیٹے کی بشارت دی تھی اس پر اے منوحہ تو یہ نہ سوچ کہ تیری بیوی بانجھ ہے اور اس کے ہاں اولاد کیسے ہوگی اس لیے کہ خداوند جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے کیا تو نے سن نہیں رکھا کہ خداوند کے رسول ابراہیم کی بیوی سائرہ بھی تو بانجھ تھی پس خداوند نے اُسے بھی بیٹا عطا کیا! سو تو بھی یقین رکھ کہ تیری بانجھ بیوی کے ہاں بچہ ہوگا اور یہ میرے خداوند کا حکم ہے ۔

اس شخص کی باتیں سن کر منوحہ بے حد خوش ہوا اور اُسے مخاطب کر کے اس نے پھر کہا اے اجنبی خدا کرے تیری باتیں درست ثابت ہوں اور میرے ہاں لڑکا ہو اور یہ تو بتا اُس لڑکے کے معاملہ میں ہمیں کیا کیا احتیاطی تدبیر کرنی چاہیے اس پر وہ شخص پھر بولا اور کہا ان سب چیزوں سے پرہیز کرنا جن کا ذکر میں اس عورت سے پہلے ہی کر چکا ہوں یہ عورت ایسی کوئی چیز نہ کھائے جو تاک سے پیدا ہوئی ہے اور کوئی مے اور کوئی نشہ کی چیز نہ پیئے نہ کوئی ناپاک چیز کھائے پس جو باتیں میں اسے پہلے بتا چکا ہوں اُن پر عمل کرے منوحہ کو ابھی تک یہ یقین نہیں تھا کہ وہ شخص انسانی روپ میں خداوند کا فرشتہ ہے اس بنا پر اس نے اُسے مخاطب کر کے کہا۔

اے مہربان اجنبی اگر تیری رضامندی ہو تو ہم تجھے تھوڑی دیر کے لیے روکیں اور اپنی بکری کا ایک بچہ بھون کر تیرے لیے تیار کریں کہ تو ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھائے اس لیے تو ہمارا محسن ہے تو نے ہمیں ایک ایسی خوش خبری دی ہے جس کی ہم اُمید تک نہیں کر سکتے! لہٰذا میری یہ خواہش ہے کہ تو ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائے تب اس نے منوحہ کو جواب دیا! اے منوحہ تو اگر مجھے روک بھی لے تو بھی میں تیری اس دعوت تیرے اس کھانے میں شامل نہ ہو سکوں گا ہاں اگر تو ان باتوں کے جواب میں جو میں نے تم سے کہیں ہیں شکرانہ کے طور پر کچھ کرنا ہی چاہتا ہے تو پھر اپنے رب کے حضور بکری کے اس بچہ کی سوختنی قربانی کر دے تاکہ ایسا کرکے تو اس اپنے رب کا شکر ادا کرے جو تیری بانجھ بیوی سے تجھے ایک نیک اور راست بچہ کی صورت میں اولاد عطا کرنے والا ہے ۔

منوحہ نے ایک بار پھر اُس شخص کو مخاطب کر کے کہا! اے اجنبی اگر تو ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہیں کھا سکتا تو پھر ایسا کر ہمیں اپنا نام تو بتا دے تاکہ جب تو چلا جائے گا اور تیرے بعد اگر تیری کہی ہوئی باتیں سچی ثابت ہو جائیں اور میری بانجھ بیوی کے ہاں بیٹا ہو جائے تو پھر اس واقعہ پر کم از کم

ہم تیرا نام لے کر تیرا شکریہ اور تیرا اکرام تو کر سکیں اس پر اُس شخص نے مسکراتے ہوئے کہا! اے منوحہ تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے وہ تو عجیب ہے اور تجھے میرے اس نام سے کیا فائدہ ہوگا بس تو نے اگر کوئی نذر اتارنی ہے کوئی شکریہ ادا کرنا ہے یا اس سلسلہ میں کسی قسم کی قربانی ادا کرنی ہے تو وہ اپنے خداوند کے نام سے کر اس لیے وہ ساری کائنات کا رب ہے اور وہی ساری کائنات کے لوگوں کو وہ کچھ دینے والا ہے جس کی کوئی پہلے سے امید نہیں کر سکتا منوحہ نے پھر اس فرشتہ سے التماس کرتے ہوئے کہا اگر ایسا ہے تو میں نہ تیرا نام پوچھتا ہوں اور نہ تجھے اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرتا ہوں! پر تو میری ایک بات تو مان کہ میں اپنے رب کے ہاں اس موقعہ پر سوختنی قربانی کرنا چاہتا ہوں سو میری خواہش ہے کہ اس سوختنی قربانی کی تیاری شروع کی اور اس کا اہتمام انہوں نے ایک بلند چٹان کے اوپر کیا تھا اور خداوند کا وہ فرشتہ ان کے ساتھ تھا اور اس موقعہ پر اُس فرشتہ نے ایک عجیب کام یہ کیا کہ جب آگ کے شعلے اس مذبح پر سے آسمان کی طرف اٹھ رہے تھے تو وہ فرشتہ اُن شعلوں کے اندر داخل ہوا اور ان شعلوں کے ہی ذریعہ سے آسمان کی طرف بلند ہو کے منوحہ اور اس کی بیوی کی نگاہوں سے غائب ہو گیا تھا یہ سماں دیکھتے ہوئے منوحہ اور اس کی بیوی دونوں ہی اوندھے منہ زمین پر گر گئے تھے اس وقت منوحہ کو یقین آیا کہ تھوڑی دیر قبل وہ جس شخص کے ساتھ باتیں کرتا رہا ہے وہ کوئی عام انسان نہیں بلکہ خداوند کا فرشتہ تھا اس انکشاف پر اُس کا دل خوف اور ڈر سے بھر گیا اور اُس نے اپنی بیوی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میری رفیقہ تو دیکھتی ہے کہ میں اور تم نے دونوں نے خداوند کے فرشتے کو دیکھ لیا ہے اور میرے دل میں اب یہ خوف بھر گیا ہے کہ چونکہ ہم دونوں نے خداوند کے فرشتے کو دیکھا ہے جو ایک خرق عادت سا کام ہے اور میرے دل میں یہ وسوسات اٹھنے لگے ہیں کہ میں اور تم دونوں ہی ہلاک ہو جائیں گے منوحہ کی بیوی نے اپنے شوہر کو تسلی اور ڈھارس دیتے ہوئے کہا نہیں ایسا ہرگز نہ ہوگا ہمارا خداوند ہم سے راضی ہے اور وہ ہمیں اس عتاب میں مبتلا نہیں کرے گا خداوند کا عذاب اس پر نازل ہوتا ہے جس پر وہ خفا ہوتا ہے جب کہ تو جانتا کہ خداوند نے ہماری سوختنی قربانی کو قبول فرمایا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا ہم سے راضی ہے! لہٰذا ہمیں اس فرشتے کی پیش گوئی کے مطابق انتظار کرنا چاہیے تاوقت کہ ہمارے ہاں وہ بیٹا ہو جس کی خوش خبری اس فرشتے نے دی ہے اس پر منوحہ کی کچھ ڈھارس ہوئی اور پھر وہ میاں بیوی اپنے کھیت میں کام کرنے کے

بیبے چلے گئے تھے۔

وہ بوڑھا تھوڑی دیر کے لیے رکا پھر دوبارہ اُس نے عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میرے عزیز اجنبیو بس کچھ ہی عرصہ بعد متوصہ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اور اب یہ لڑکا جوان ہو چکا ہے! اس جوان کا نام سمسون ہے اور میں نے اپنی زندگی میں اس جیسا پرقوت اور طاقت ور نوجوان نہیں دیکھا اس کے علاوہ یہ نوجوان انتہائی بااخلاق باکردار اور نیک ہے اور نیکی ہی کے فروغ کے لیے اپنی زندگی کو وقف کر رکھا ہے اپنی بات ختم کرنے کے بعد اس بوڑھے اسرائیلی نے اس بار عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے معزز اجنبی میں نے تمہارے کہنے پر سمسون کے حالات تمہیں تفصیل کے ساتھ سنا دیئے ہیں میں یہاں سے گزر رہا تھا کہ اچانک اس کے ہاتھوں مرنے والا یہ توانا اور طاقت ور شیر اپنی کچھار سے نکلا اور سمسون پر اس نے حملہ کر دیا سو میں اس چٹان کے پیچھے چھپ کر یہ اندازہ لگانے کے لیے رک گیا کہ دیکھوں کہ اب یہ شیر سمسون کی کیا حالت کرتا ہے تو مجھے بھی اجازت دو کہ میں اپنے گھر کی طرف لوٹوں اس پر عزازیل نے کہا! اے بزرگ تیرا شکریہ کہ تو نے سمسون سے متعلق ہمیں تفصیل سے آگاہ کیا اب تم جا سکتے ہو اس کے ساتھ ہی وہ بوڑھا اسرائیلی وہاں سے اٹھا اور اپنی بستی کی طرف چلا گیا تھا۔

اس بوڑھے کے جانے کے بعد عزازیل نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میرے عزیزو ہمارے لیے ایک اور مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا ہے یہ سمسون جس نے ابھی تھوڑی دیر پہلے چٹانوں میں گھرے ہوئے سامنے والے میدان میں شیر کا خاتمہ کیا ہے یہ بھی یوناف کی طرح نیکی ہی کا ایک نمائندہ ہے پس ہمارا فرض بنتا ہے کہ نیکی کے اس بیبے نمائندے کو اپنے کرب اور عذاب میں ڈال کر اسے نیکی کے فروغ سے روک دیں! پس میرا لائحہ عمل یہ ہوگا کہ یہاں سے اب مغربی افریقہ کے مشرقی حصہ کا رخ کریں گے اور وہاں جھیل میرو کے کنارے روفاش کو یوناف کے مقابلے میں مدد بہم پہنچانے کے بعد اور وہیں پر قرطیبہ کا خاتمہ کر کے ہم دوبارہ ان سرزمینوں کا رخ کریں گے اور یہاں آ کر سمسون کو اپنے کرب میں مبتلا کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ یہ نیکی کے فروغ کے لیے کام نہ کر سکے! لہٰذا آؤ میرے ساتھیو یہاں سے جھیل میرو کی طرف کوچ کریں اور اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ فلسطین کے کوہستانی سلسلہ میں روپوش ہو گیا تھا۔

جس رات روفاش کو لوہے اور لکڑی کے پنجرے میں بند کر کے یوناف نے اس کا راز فاش کیا تھا اس کے دوسرے روز سردار مجستا اور یوناف دیوان خانے میں دونوں بیٹھے ہوئے تھے جب کہ قرطیبہ حویلی کے اندرونی حصے میں کام کر رہی تھی کہ سردار مجستا نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا! اے یوناف میرے عزیز ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ میرا بیٹا ہو کر اس روفاش نے کیسے چیتے کی فطرت اختیار کر لی اگر وہ ایسا ہے تو پھر میری بیٹی قرطیبہ کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے میں سمجھتا ہوں اگر روفاش سے مجھے خطرہ ہے تو ایسا ہی خطرہ مجھے قرطیبہ سے بھی ہو سکتا ہے لہٰذا مجھے روفاش کے ساتھ ساتھ قرطیبہ سے بھی محتاط رہنا چاہیے اس پر یوناف نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا! اے سردار مجستا تمہارے اندازے اور تمہارے اندیشے درست نہیں ہیں۔ قرطیبہ تمہیں ایسا ہی عزیز رکھتی ہے جیسی ایک بیٹی اپنے باپ کو رکھتی ہے لہٰذا روفاش کی طرح تمہیں قرطیبہ سے کوئی خطرہ نہیں ہے! ہاں اس موقعہ پر میں یہ بات تم سے ضرور کہوں گا کہ روفاش اور قرطیبہ دونوں تمہاری اولاد نہیں ہیں۔

اس پر سردار مجستا نے چونکتے ہوئے پوچھا! اے یوناف یہ تم کیا کہہ رہے ہو یہ روفاش اور قرطیبہ کیسے میری اولاد نہیں ہیں یوناف نے تھوڑی دیر غور سے مجستا کی طرف دیکھا پھر اس نے کہا اے مجستا اگر تم یہ راز جاننا ہی چاہتے ہو تو پھر سنو میں تمہیں اس حقیقت سے آگاہ کرتا ہوں اصل معاملہ یہ ہے کہ یہ روفاش اور قرطیبہ دونوں ہی دراصل شیطانی جنس اور نسل سے ہیں۔ شیطان نے ان کی ماں کو ایک شیطانی فطرت رکھنے والے چیتے سے ملوث کیا تھا جس کے نتیجہ میں یہ دونوں پیدا ہوئے ان دونوں میں یہ خاصیت ہے کہ یہ شیاطین ہی کی طرح ہیں اور ان ہی کی طرح یہ اپنی مختلف شکلیں بدل لینے پر بھی قادر ہیں اور شیاطین ہی کی طرح یہ لمحوں کے اندر ایک جگہ سے دوسری جگہ جا کر نمودار ہو سکتے ہیں پس اے سردار مجستا روفاش اور قرطیبہ

دونوں ہی شیاطین کی فطرت رکھتے ہیں تو جوان ہو کر اس روفاش نے تمہارے اصل روفاش اور قرطبیہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور تمہارے بیٹے کی جگہ خود یہ روفاش بن گیا اور تمہاری بیٹی کی جگہ اس قرطبیہ نے لے لی اور ان دونوں نے ہی تمہارے بیٹے اور بیٹی کی شکلیں اختیار کر کے تمہارے پاس رہنا اور تمہاری آڑ میں ہی اس روفاش نے ان سرزمینوں کے اندر خونخواری اور بربادی پھیلائی جب کہ قرطبیہ اس کے ان کاموں میں شامل نہیں ہے یہ ایک انتہائی نیک اور محبت کرنے والی لڑکی ہے اور اس نے کہیں بھی کسی بھی جگہ خونخواری اور آدم خوری کا جرم نہیں کیا۔

یوناف تھوڑی دیر رکا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا! اے سردار مجستا اس خونخواری میں اگر یہ قرطبیہ بھی ملوث ہوتی تو میں ہرگز اس سے شادی نہ کرتا اور اے سردار مجستا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہارے بیٹے اور تمہاری بیٹی کے قتل میں یہ قرطبیہ شامل نہیں ہے اور میں تمہیں اس بات کی بھی ضمانت دیتا ہوں کہ قرطبیہ سے تمہیں کسی بھی قسم کا کوئی خطرہ نہیں اس لیے کہ وہ تمہیں ایسا ہی عزیز رکھتی ہے جس طرح ایک بیٹی اپنے ایک حقیقی باپ کو عزیز جانتی ہے! لہٰذا ہمارا اب اصل دشمن روفاش ہے جس سے! اے مجستا نہ صرف تمہیں بلکہ بستی کے دیگر لوگوں کو بھی خطرہ ہے اس لیے کہ آدم خوری اس کی عادت جبلت اور خون خواری اس کی عادت اور ضرورت بن چکی ہے۔

سردار مجستا تھوڑی دیر تک گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا پھر آہستہ آہستہ اس نے اپنی گردن سیدھی کی چند ثانیوں تک یوناف کی طرف دیکھا پھر اس نے مدھم سی آواز میں کہا! اے یوناف میں تمہارے کہنے پر اعتبار کرتا ہوں میں قرطبیہ کو بھی اپنی بیٹی جیسا ہی جانوں پر اب میری تم سے یہ گذارش ہے کہ کسی نہ کسی طرح روفاش پر قابو پانے کی کوششیں کرو ورنہ تم جانتے ہو کہ اب وہ ضرور میرا خاتمہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس لیے کہ اسے پتہ چل گیا ہے کہ میں اس کے اصل روپ سے واقف ہو چکا ہوں اور وہ نہیں پسند کرے گا کہ ان بستیوں کے لوگوں کے سامنے اس کے اصل روپ کی تشہیر ہو۔ لہٰذا اے یوناف تم سے میری یہ گذارش ہے کہ اپنی سری قوتوں کو کام میں لاتے ہوئے ہر صورت میں اور جلد از جلد اس کا خاتمہ کرنے کی کوشش کرو ورنہ یہ ضرور میرا خون کر کے رہے گا۔

یوناف نے سردار مجستا کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اور اسے ڈھارس دیتے

ہوئے کہا! اے سردار مجستا تم فکرمند نہ ہو میں اور قرطبیہ جب تک تمہاری حویلی کے اندر ہیں روفاش تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور جب میں یہاں سے ادھر ادھر جایا کروں گا تو میں اپنی ایک سری قوت کو تمہاری حفاظت پر لگا جایا کروں گا اور اس طرح مجھے امید ہے کہ روفاش کا خاتمہ کرنے تک میں اس سے ضرور تمہاری حفاظت کرتا رہوں گا۔

اچانک کہتے کہتے یوناف رک گیا کہ اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی گردن پر ریشمی لمس دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی ابلیکا کی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی اے یوناف میرے حبیب اب تم سنبھل کر محتاط ہو جاؤ عزازیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ خونہ قب عارب بیوسا اور بنیط کے ساتھ یہاں ان سرزمینوں میں داخل ہو گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ وہ تمہارے مقابلے میں روفاش کی مدد کرے گا لہٰذا اے یوناف اب ہمارے مقابلے میں ایک طرح سے ہمارے سارے دشمن آن اکٹھے ہوئے ہیں! لہٰذا میں تمہیں مشورہ دوں گی کہ ان کے مقابلے میں محتاط اور مستعد رہنا ہو گا اور اے یوناف یہ بھی سن رکھو کہ عزازیل میرے خیال میں اپنا پہلا ہدف قرطبیہ کو بنانے کی کوشش کرے گا اس لیے کہ قرطبیہ اپنی شیطانی فطرت سے بغاوت کرنے کے بعد تمہارا ساتھ دے رہی ہے اور عزازیل کسی طور یہ پسند نہ کرے گا کہ کوئی ایسی لڑکی جس کا تعلق اس کی نسل سے ہو وہ تمہارا ساتھ دیتے ہوئے نیکی کی راہ پر گامزن ہو لہٰذا عزازیل اس کے ساتھیوں کے مقابلے میں تمہیں اپنے ساتھ قرطبیہ کا بھی دفاع کرنا ہو گا ورنہ یاد رکھو اگر عزازیل نے قرطبیہ پر قابو پا لیا تو وہ اسے بھی ان راہوں پر ڈال دے گا جن راستوں پر اس وقت روفاش چل رہا ہے۔

ابلیکا جب اپنی بات ختم کر چکی تب یوناف نے زور زور سے قرطبیہ کو پکارنا شروع کر دیا تھا اور اس پکار کے جواب میں قرطبیہ بھاگتی ہوئی اور اپنے ہاتھ ایک صاف ستھرے کپڑے سے پونچھتی ہوئی دیوان خانے میں داخل ہوئی اور یوناف کو اس نے مخاطب کر کے پوچھا کیا آپ نے مجھے آواز دی اس پر یوناف نے اپنے سامنے ایک نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا! اے قرطبیہ یہاں بیٹھو اور میری بات غور سے سنو یوناف کے کہنے پر قرطبیہ اس کے سامنے بیٹھ گئی تب یوناف نے اسے مخاطب کر کے کہا

اے قرطبیہ میری بات غور سے سنو عزازیل اور اس کے سب ساتھی جن میں کچھ میرے ذاتی دشمن بھی ہیں یہاں پہنچ گئے ہیں۔ اس پر قرطبیہ نے یوناف کو اپنی بات مکمل کرنے سے پہلے روکتے

ہوئے اس نے خوفزدہ سی آواز سے پوچھا۔ آپ کو کیسے خبر ہوئی کہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں میں داخل ہو گیا ہے جواب میں یوناف تھوڑا سا مسکرایا اور کہا عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے آنے کی اطلاع مجھے ایلیکا نے دی ہے اور اس موقع پر قرطیہ میں تم کو یہ بھی کہوں گا کہ عزازیل یا اس کے ساتھی ضرور تمہیں اپنا ہدف بنانے کی کوشش کریں گے اور ان کی سب سے بڑی خواہش یہ ہوگی کہ تمہیں بھی تمہارے بھائی روفاش جیسا بنا کر رکھ دیں! لہٰذا میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ اب ہر وقت میرے ساتھ رہنے کی کوشش کرنا تاکہ عزازیل یا اس کے ساتھی جب کبھی بھی تمہیں اپنا ہدف بنانے کی کوشش کریں تو میں ان سے تمہارا دفاع کر سکوں یاد رکھو تم نے میرے ساتھ مل کر جو نیکی کا راستہ اختیار کیا ہے یہ عزازیل کے لیے بالکل ناپسندیدہ ہے لہٰذا اس کی بنا پر وہ تم سے اس کا انتقام لینا چاہتا ہے۔

اے قرطیہ تمہاری حفاظت کے لیے میں ایک اور بندوبست کر رہا ہوں یہ تم دیوان خانے کی دائیں دیوار دیکھ رہی ہو اسے میں ایک طلسمی دیوار میں تبدیل کرنے لگا ہوں اور ایلیکا ابھی تھوڑی دیر تک اس دیوار پر عزازیل اور اس کے سارے ساتھیوں کی شکلیں بنا دے گی اس کے علاوہ میں ایک چھری پر اپنا سحری عمل کر دوں گا پس وہ چھری تم جس تصویر پر رکھو گی اسی تصویر والا ایک ناقابل برداشت اذیت اور عذاب میں مبتلا ہو کر رہ جائے گا یہ احتیاط میں اس لیے کر رہا ہوں اگر میں کبھی گھر پر نہ ہوں اور تم اکیلی ہو تو عزازیل یا اس کے ساتھیوں میں سے جو بھی تم پر حملہ آور ہو تم فوراً وہ چھری لے کر دیوار پر بنی ہوئی اس شخص کی تصویر کو اذیت دینا شروع کر دینا جو تم پر حملہ آور ہو جیسی اذیت تم دیوار پر بنی ہوئی تصویر کو دو گی ایسی ہی اذیت اس تصویر والے کو بھی پہنچے گی اس طرح جب تم کبھی گھر پر تنہا بھی ہو تو بھی اس طریقہ کار سے کام لے کر عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے سامنے اپنا دفاع کر سکتی ہو! اے قرطیہ مجھے امید ہے تم میرا طریقہ کار سمجھ چکی ہو گی!

یوناف کے اس استفسار پر قرطیہ نے خوشی اور اطمینان میں کہا میں آپ کا طریقہ کار سمجھ چکی ہوں اس پر یوناف نے پھر کہا! اگر ایسا ہے تو پھر جاؤ ایک چھری لے کر آؤ تاکہ میں تمہیں عملی طور پر یہ سارا طریقہ سمجھا دوں یوناف کے کہنے پر قرطیہ اٹھ کر باہر نکل گئی جب کہ یوناف نے فوراً ایلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے ایلیکا آؤ اس دیوان خانے کی ایک دیوار کو طلسمی دیوار میں بدل دیں پھر اس دیوار پر تم عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی تصویر بنا دینا تاکہ جب کبھی بھی ان کی طرف سے ہمیں خطرہ محسوس ہو

تو ہم دیوار پر بنی ان تصویروں پر اپنا عمل کر کے عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو ایک تکلیف دہ عذاب میں مبتلا کر سکیں اس پر ایلیکا نے یوناف کی گردن سے علیحدہ ہوتے کہا اے یوناف تم اس دیوان خانے کی سامنے والی دیوار کو طلسمی دیوار میں تبدیل کرو اور پھر دیکھو میں اس دیوار پر ایک کوئلہ سے عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی تصویر بناتی ہوں پھر دیکھیں گے یہ سب کس طرح ہمارے عذاب سے بچ سکیں گے اور ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے ایلیکا کے علیحدہ ہونے کے ساتھ ہی کمرے میں قرطیہ داخل ہوئی تھی اس کے ہاتھ میں چھری تھی اور ابھی وہ یوناف کے پاس آ کر کھڑی ہوئی تھی کہ کمرے میں ایک طوفان اور کہرام بپا ہو گیا اس لیے کہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ تب خوفناک عارب یوسہ اور بنیطہ کے ساتھ طوفانی انداز میں کمرے میں داخل ہوا تھا اور ان کے پیچھے پیچھے روفاش بھی اس کمرے میں داخل ہوا تھا لیکن روفاش نے کمرے میں داخل ہوتے ہی اپنی ہیئت کو بدل لیا اور وہ انسان سے چیتے کا روپ دھار گیا اسی لمحہ یوناف حرکت میں آیا اپنی تلوار سونت کر اس نے اس پر کوئی عمل کیا اور اپنے اور قرطیہ کے گرد اس نے کوئی حفاظتی حصار بنا لیا تھا پر روفاش نے چیتے کا روپ دھارنے کے بعد یوناف اور قرطیہ کا رخ کرنے کے بجائے سردار مجستا کا رخ کیا۔ اس نے ایک زبردست غضیلی اور زہریلی زقند سردار مجستا پر لگائی اور لمحوں کے اندر اس نے مجستا کو چیر پھاڑ کر اس کا خاتمہ کر دیا تھا اور پھر ایک دم اس نے دوبارہ اپنی ہیئت بدل لی تھی چیتے سے وہ انسانی روپ میں آ کر عزازیل کے پاس آ کھڑا ہوا تھا۔

یوناف نے ایک بار بڑے دکھ اور غم سے سردار مجستا کی ادھڑی اور کٹی ہوئی لاش کی طرف دیکھا پھر اس نے انتہائی غصے اور غضب کے عالم میں روفاش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے روفاش اس ظن و گمان میں نہ رہنا کہ سردار مجستا کی یہ حالت کرنے کے بعد تم بچ رہو گے اور آزادی کے ساتھ خونخواری اور آدم خوری کا کھیل کھیلتے رہو گے یاد رکھو میں جب تم پر وار کروں گا تو تمہاری ساری طنابیں کھینچ اور کاٹ کر رکھ دوں گا اے روفاش مت سوچو کہ تمہارا انجام کرنے والا کوئی نہیں ہے! قسم مجھے اپنے رب لازوال کی میں جب تم پر ہاتھ ڈالوں گا تو تمہاری شیطنت کے اندھیرے تمہارے قلزم سا پھیلاؤ، تمہارے زلزلوں کی دھمک اور تمہاری بجلیوں کی ساری ہی کڑک سے تمہیں محروم کر کے رکھ دوں گا اس روز تم ایک بے بس کی حیثیت سے تم میرے سامنے کھڑے ہو گے اور میں تمہیں ایسی اذیت ایسے عذاب میں مبتلا کروں گا کہ تم اپنے لیے موت

کی دعا مانگو گے پھر موت تم سے دور بھاگے گی زندگی تمہارا تعاقب کرے گی جب کہ تم موت کا تعاقب کرو گے اور میں تمہیں دوسروں کے لیے ایک عبرت خیز شے بنا کر رکھ دوں گا۔

یوناف کی یہ گفتگو سننے کے بعد روفاش نے ایک نفرت انگیز اور طویل قہقہہ لگایا پھر عزازیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے یوناف کو مخاطب کر کے اس سے پوچھا! اے یوناف جانتے ہو یہ کون ہیں اور کس کی موجودگی میں تم مجھے دھمکیاں دیتے ہوئے مخاطب کر رہے ہو! یوناف نے اسی طرح غصے اور غضب کا اظہار کرتے ہوئے کہا! اے روفاش میں جانتا ہوں یہ تیرا باپ عزازیل ہے اس سے پوچھو میں کئی بار اسے بھی سماوی نعمتوں اور خدائی برکتوں کے سہارے مجروح و حرماں نصیب، درماندہ و فرومانده، بے شرف و بے توقیر اور بے وقعت و بے نصیب بنا چکا ہوں کئی بار یہ ملعون و بد نصیب میرے مقابلے پر آیا لیکن مجھ سے شکست کھا کر اور نقصان اٹھا کر لومڑی کی طرح دم دبا کر بھاگ کھڑا ہوا۔

اے روفاش تمہاری تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہے میں اس سے پہلے اس سرزمین پر شداد کا جبر، نمرود کی آگ اور فرعون کا ستم اور کبر و نخوت دیکھ چکا ہوں پر ان پر ہر ایک کو میرے رب نے ایسا تباہ و برباد کیا کہ انہیں دنیا والوں کے لیے ایک عبرت بنا کر رکھا۔ اے روفاش اگر اس عزازیل کو اپنا سہارا بنا کر مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کرو گے تو پھر سن رکھو میں اپنے رب کا نام لے کر تمہیں اطمینان کے سایوں، سلامتی کے گوشوں آوارہ گرد خواہشوں اور تمہارے جذبہ کبریائی سے تمہیں نکال کر تمہیں خون اور اشکوں سے نہلاؤں گا اور تمہارے جینے کے درد و کرب کا ایک باب بنا کر رکھ دوں گا اے روفاش عنقریب میں تمہارے ساتھ آگ اور خون کا ایسا کھیل کھیلوں گا۔ تمہارے حواس کو پراگندہ کر دوں گا اور تمہارے سینے میں خوف و دہشت کی دہکتی ہوئی آگ بھر کر رکھ دوں گا۔

اے روفاش تم نے ابھی زندگی کا کوئی تجربہ حاصل نہیں کیا یہ تمہارا ابدی کا گماشتا عزازیل جانتا ہے کہ اس کے مقابلے میں میں تقدیس کا پاسبان اور نیکی اور خیر کی اک آتش سیال ہوں اور میرا رب وہ رب ہے جو معجزات و عجائبات کا ظہور کرتا ہے جو چاہے تو ستارے کو آفتاب بلبلے کو سمندر جھونکے کو طوفان اور راکھ کو شعلہ بنا کر رکھ دے میں جب بھی رب کا کن فیکون کا نعرہ لگاتا ہوا تم پر وارد ہوں گا تو تمہارے سارے آسیب پھیلا دے اور وہم دہشت کو زیر و زبر کر کے رکھ دوں گا اور تمہاری لانہایت کی گہرائی میں اتر کر میں تمہیں مجبور اسیر لئے زندان بنا دوں گا سوائے روفاش میرا تمہارے ساتھ عہد ہوا کہ ... رد نہیں

بلکہ عنقریب میں تم سے سردار مجستا کا بہت بڑا اور ہولناک انتقام لوں گا۔

یوناف جب خاموش ہوا تب عزازیل نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے نیکی کے نمائندے اور تقدس کے پاسبان اگر تم ایسی طاقت اور قوت رکھتے ہو تو یہ جو حصار اپنے اور قرطیہ کے گرد بنایا ہے ذرا اس سے باہر تو نکلو پھر میں دیکھوں کہ تم کیسے زور آور اور پُرقوت ہو! یوناف نے فوراً عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے بدی اور گناہ کے گماشتے کیا یہ ہی میری تمہارے خلاف بہت بڑی کامیابی اور فتح مندی نہیں ہے کہ تم اس حصار کو نہیں توڑ سکتے جو میں نے اپنے اور قرطیہ کے ارد گرد کھینچا ہے اور! اے عزازیل یہ جو تم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ روفاش کو یہاں لا کر اسے سردار مجستا کو قتل کرنے کی شہ دی ہے تو سن رکھو ایک روز تم اپنی آنکھوں سے ہی اس روفاش کا انتہائی برا انجام دیکھو گے! اے عزازیل اس ظن اور گمان میں نہ رہنا کہ تم نے روفاش اور قرطیہ کی صورت میں جو عجوبے اس دنیا میں لا کھڑے کیے ہیں! یاد رکھو میں ان عجوبوں پر بھی کامیاب رہوں گا اس لیے کہ تم جانتے ہو ان دو میں سے قرطیہ کو میں نے اپنے ساتھ ملا لیا ہے اور اب وہ میری بیوی اور میری رفیقہ کی حیثیت سے میری ہر خواہش اور میرے ہر ارادہ پر میری ہاں میں ہاں ملائے گی! گویا میں نے تمہارے گروہ سے قرطیہ کو توڑ کر اپنے ساتھ ملا لیا ہے اب میں روفاش کے مقابلے میں بھی ایسا ہی کروں گا اگر اس روفاش نے میرا کہا نہ مانا! تو پھر سن رکھو عنقریب تم سنو گے کہ روفاش کا کسی نے خاتمہ کر دیا ہے۔

اے عزازیل اگر تم اس ارادے سے اپنے ساتھیوں کو لے کر یہاں آئے ہو کہ تم مجھ پر قابو پانے کے بعد قرطیہ کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بناؤ گے تو یہ تمہاری بھول ہے! تم جانتے ہو کہ میں اکیلا ہی تم سب کا مقابلہ کرتے اور تم سب کو بگولوں کی طرح اڑانے کا مظاہرہ کر سکتا ہوں! اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنی تلوار کو فضا میں بلند کیا پھر اس نے اپنے قریب پہلو میں کھڑی قرطیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے قرطیہ میں ان بدی کے گماشتوں کے خلاف حرکت میں آنے لگا ہوں اسو جس طرف میں بڑھوں تم میرے ساتھ ساتھ حرکت کرتے رہنا اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنی تلوار کو اپنے چاروں طرف لہراتے ہوئے اپنے گرد کھینچے ہوئے حصار کو وسیع کرنا شروع کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ اسی طرح حصار کھینچتا ہوا وہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی طرف پیچھے ہٹاتے ہوئے سب کو کمروں سے باہر لے گیا

تھا پھر اس نے اپنے دل میں مدھم سی آواز میں پکارا! اے ایلیکائم کہاں ہو میری بات غور سے سنو میں عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو کمرے سے باہر سے آیا ہوں! سو کمرے کی دائیں والی دیوار پر طلسم کر کے اسے میں نے طلسمی دیوار میں تبدیل کر دیا ہے لہٰذا اب تم اس دیوار پر عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی شکلیں بناؤ اور پھر دیکھنا انہیں میں کیسی اذیت اور عذاب میں مبتلا کرتا ہوں اور سنو قرطیبہ کے ہاتھ میں پکڑی چھری پر بھی میں نے سحر کر دیا ہے ۔

یوناف نے یوں ہی عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو کمرے سے باہر روکے رکھا تھوڑی دیر تک ایلیکائم نے طلسمی دیوار پر ان سب کی تصویریں بنا ڈالی تھیں پھر ایک بار یوناف نے مڑ کر کمرے کے اندرونی حصے کی طرف دیکھا جب اس نے محسوس کیا کہ طلسمی دیوار پر ایلیکائم نے عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی تصویریں بنا دی ہیں! تب یوناف نے قرطیبہ کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا! اے قرطیبہ جس طرح تم میرے ساتھ کمرے سے نکل کر باہر آئی ہو اسی طرح تم اس سامنے والی دیوار کے پاس چلی جاؤ وہاں تک میرا حصار کھینچا ہوا ہے اور کوئی بھی تم پر حملہ آور نہیں ہو سکتا اور جو تم نے اپنے ہاتھ میں چھری پکڑی ہوئی ہے اس چھری سے تم دیوار پر بنی ہوئی تصویروں کو باری باری اذیت دو ان کے پیٹ اور دوسرے جسمانی حصوں میں بری طرح اس چھری کو گاڑو اور پھر دیکھو اس کا کیا ردعمل ہوتا ہے تمہاری تھوڑی دیر ایسا کرنے سے یہ عزازیل اور اس کے ساتھی یہاں سے بھاگتے ہوئے بھی دکھائی نہ دیں گے یوناف کے کہنے پر حسین قرطیبہ کے لبوں پر مٹھاس بھری مسکراہٹ نمودار ہوئی ایک لمحہ کے لیے اس نے نہایت ممنونیت سے یوناف کی طرف دیکھا پھر اپنے ہاتھ میں چھری کو اٹھائے وہ واپس مڑی اور طلسمی دیوار کے پاس جا کھڑی ہوئی پھر اس نے بڑی تیزی سے چھری کے ساتھ طلسمی دیوار پر بنی ہوئی تصویروں کو اذیت دینی شروع کر دی تھی ۔

جوں ہی قرطیبہ نے دیوار پر بنی ہوئی تصویروں کو اذیت دینا شروع کی تھی اسی وقت عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی حالت بری ہونا شروع ہو گئی تھی یوناف کے دیکھتے دیکھتے وہ ایک تکلیف اور کرب میں مبتلا ہو گئے تھے اور ان کے جسموں پر خون نکلتی ہوئی خراشیں نمودار ہونا شروع ہو گئی تھیں عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی یہ حالت دیکھتے ہوئے یوناف نے روقاش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے روقاش تو نے دیکھا میں نے اپنے سری عمل کی ابتداء کر دی ہے اور اب اس سری عمل کا نتیجہ تمہارے سامنے ہے تم دیکھتے ہو کہ تمہارا

باپ عزازیل بھی کیسے کرب اور عذاب میں مبتلا ہے اور اسی عذاب اور کرب میں تم بھی مبتلا ہو تم بھی دیکھتے ہو کہ عزازیل اور اس کے سارے ساتھیوں کے جسموں پر خون نکالتی خراشیں نمودار ہونے لگی ہیں۔ اور تم میں سے ہر کوئی اپنی ذات اور اپنی روح کے لیے بے انتہا تکلیف اور کرب محسوس کر رہا ہے روقاش یا کسی اور نے یوناف کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے قریب ہوا اور رازداری کے ساتھ انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میرے عزیزو تم دیکھتے ہو کہ یوناف نے ہم سب کو ایک ذلت آمیز کرب میں مبتلا کر دیا ہے اور یہ تکلیف ہماری اس وقت تک رہے گی جب تک ہم اپنی موجودہ شکل و صورت میں ہیں اور جب ہم نے اپنی اس ہیت کو بدل دیا تو ہم سے یہ تکلیف اور عذاب دور ہو جائے گا۔ لہٰذا اے میرے دوستو میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ اپنی اپنی ہیت کو بدل لو اور آؤ یہاں سے کوچ کر جائیں اس طرح ہمیں اس تکلیف سے نجات مل جائے گی جس میں یوناف نے ہمیں مبتلا کر دیا ہے اس کے ساتھ ہی عزازیل اور اس کے ساتھیوں نے اپنی اپنی ہیت بدل لی اور پھر وہاں سے روپوش ہو گئے تھے ۔

عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے چلے جانے کے بعد یوناف پھر کمرے میں داخل ہوا اور قرطیبہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا! اے قرطیبہ اب تم ان تصویروں کو اذیت دینے کا سلسلہ بند کر دو اس لیے کہ جو عمل تم نے کیا ہے اس کا تو عزازیل اور اس کے ساتھیوں پر ایسا اثر ہوا ہے کہ وہ سب اپنی جان بچانے کے لیے بھاگ کھڑے ہوئے ہیں اس پر قرطیبہ یوناف کے قریب آئی اور اپنی شہد بھری آواز میں اس نے احسان مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا! میں آپ کی بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے عزازیل روقاش اور اس کے دیگر ساتھیوں سے میری جان بچائی! آج اگر آپ نہ ہوتے تو عزازیل یقیناً مجھے ایسی اذیت میں مبتلا کرتا جو میرے لیے ناقابل برداشت ہوتی! قرطیبہ کے خاموش ہونے پر یوناف نے کہا! اے قرطیبہ میں نے تمہارے لیے کچھ بھی نہیں کیا میرا رب بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے اپنے بندوں کو وہی پناہ عطا کرنے والا ہے اور وہی اپنے بندوں کو عزازیل کے شر سے نجات دینے والا ہے ۔

اے قرطیبہ مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ میں سردار مجبتا کے لیے کچھ نہ کر سکا یہ عزازیل اور اس کے ساتھی اچانک ہی اس کمرے میں آ نمودار ہوئے اور پھر لمحوں کے اندر اس روقاش نے چیتے کی شکل دھار کر سردار مجبتا پر حملہ کیا اور اسے چیر پھاڑ کر رکھ دیا اے قرطیبہ اب

جب کہ سردار محبتا مر چکا ہے تو میں اس کی موت پر غم اور دکھ کے اظہار کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا کاش میں اس محبتا کی حفاظت کر سکتا۔ کاش میں اس محبتا کو اس رودفاش کے ہاتھوں مرنے نہ دیتا بہرحال! اے قرطیبہ میرا تم سے وعدہ ہے ایک روز ایسا ضرور آئے گا کہ میں اس رودفاش سے اس کی اس ساری بداعمالیوں اور گناہوں کا حساب وصول کر دوں گا اے قرطیبہ میرے ساتھ آؤ تاکہ بستی والوں کو اطلاع کریں کہ سردار محبتا پر اچانک وہ مافوق الفطرت چیتا حملہ آور ہوا اور سردار محبتا کا خاتمہ کر دیا اور ان بستی والوں کے ساتھ مل کر ہم سردار محبتا کی تدفین کا بندوبست کریں قرطیبہ نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا پھر وہ دونوں میاں بیوی بستی والوں کو سردار محبتا کی موت سے آگاہ کرنے کے لیے حویلی سے باہر نکل گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد کلوا نام کی اس بستی میں یہ خبر پھیل گئی کہ دن کی روشنی میں وہ مافوق الفطرت چیتا اچانک سردار محبتا پر حملہ آور ہوا اور اس کا خاتمہ کر دیا سردار محبتا کی اس موت پر بستی میں غم اور غصہ کے علاوہ خوف و دہشت بھی پھیل گئی تھی اس کے ساتھ ہی بے شمار لوگ سردار محبتا کی حویلی میں جمع ہو کر سردار کی موت پر رونے اور واویلا کرنے لگے تھے اس طرح شام سے قبل ہی کلوا نام کی اس بستی سے باہر اور جھیل میرو کے کنارے بستی کے قبرستان میں سردار محبتا کو دفن کر دیا گیا تھا۔

فلسطین کے اندر بنی اسرائیل کی بداعمالیوں کی وجہ سے فلستی قوم چھا گئی تھی اس قوم نے بنی اسرائیل کے بڑے بڑے شہروں پر قبضہ کر لیا تھا اور بنی اسرائیل کو اپنے سامنے انہوں نے غلام بنا کر رکھ دیا تھا اس طرح اپنی گناہ آلود زندگی کے باعث بنی اسرائیل دکھ اور تکلیف اور غلامی کی زندگی بسر کرنے لگے تھے بنی اسرائیل کے اندر وہ پیدا ہونے والا عجیب و غریب انسان سمسون ایک روز اپنی بستی سرعہ سے نکلا اور فلستیوں کی بستی تمنت کا رخ کیا جب وہ فلستیوں کی بستی میں داخل ہوا تو وہاں اس کی نظر ایک بے حد حسین اور جمیل اور پرکشش فلستی لڑکی پر پڑی اسے دیکھتے ہی سمسون نے اپنے دل میں ارادہ کر لیا کہ وہ ضرور اس لڑکی کو اپنی رفیقہ بنا کر رہے گا یہ ارادہ کرنے کے بعد سمسون قریب ہی کھڑے ایک بوڑھے شخص کے پاس آیا اور وہاں سے گزرتی ہوئی حسین لڑکی کی طرف اشارہ کر کے اس نے اس بوڑھے سے پوچھا! اے میرے بزرگ کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ یہ لڑکی کون ہے کہاں رہتی ہے اس کے ماں باپ کے کیا نام ہیں اور اگر یہ اسی بستی تمنت کی رہنے والی ہے تو اس کا گھر کس طرف ہے سمسون کے ان سوالات پر اس بوڑھے کے لبوں پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی تھوڑی دیر وہ معنی خیز انداز میں سمسون کو دیکھتا رہا پھر اس نے نرم اور شفقت بھرے انداز میں کہا! اے اجنبی میں نہیں جانتا کہ تو کون ہے اور تو کیوں اس گزرنے والی لڑکی کے متعلق سوالات مجھ سے پوچھ رہا ہے تاہم تیری حالت اور کیفیت کو دیکھتے ہوئے تمہارے ان سوالات کا جواب تمہیں ضرور دوں گا! سنو اے اجنبی وہ لڑکی جس کی طرف تم نے اشارہ کیا ہے اس کا نام ددمہ ہے وہ اسی بستی تمنت کی رہنے والی ہے اس کے باپ کا نام سلمیاہ اور اس کی ماں کا نام دانی ہے اور اس کا تعلق فلستی قوم سے ہے یہ ددمہ نام کی لڑکی اس بستی کے مغربی حصے کی رہنے والی ہے ابھی وہ دور نہیں گئی سامنے جا رہی ہے تم اس کا تعاقب کرو اور اس طرح تم جان سکتے ہو کہ اس کا گھر کہاں ہے! اے اجنبی میں نے تمہاری

کیفیت سے اندازہ کر لیا ہے کہ تم اسے پسند کرنے لگے ہو اور ایسا کرنا کوئی گناہ یا جرم نہیں ہے لہٰذا اگر تم اس کا گھر دیکھنا ہی چاہتے ہو تو جاؤ اس کا تعاقب کرو۔ سمسون نے تو اس بوڑھے کا شکریہ ادا کیا پھر وہ بھاگ کر دومہ نام کی لڑکی کا تعاقب کرنے لگا تھا یہاں تک کہ اس نے دیکھ لیا کہ وہ لڑکی تمنت شہر کے مغربی حصے میں کس مکان میں داخل ہوئی ہے اس کے بعد وہ اپنی بستی کی طرف لوٹ گیا تھا۔

اپنی بستی صرعہ میں داخل ہونے کے بعد سمسون جب اپنے گھر آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کی ماں اور اس کا باپ منوحہ دونوں اپنے مکان کے صحن میں ایک کھاٹ پر بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے۔ سمسون ان کے پاس آ کر بیٹھ گیا پھر اس نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے میرے ماں باپ میں نے آج تک تم دونوں سے کچھ بھی نہیں مانگا پھر آج میرے ساتھ ایک ایسا حادثہ پیش آیا ہے کہ میں تم سے کچھ مانگنے لگا ہوں اور مجھے امید ہے تم انکار نہ کرو گے اس پر سمسون کی ماں نے بڑی شفقت سے اس کی طرف دیکھا پھر اس کی پشت پر اس نے ہاتھ پھیرا اور بڑے نرم لہجہ میں کہا اے میرے بیٹے مانگ تو کیا چیز مانگتا ہے اگر وہ ہمارے پاس ہوئی یا ہمارے بس میں ہوئی تو ہم ضرور اسے تیرے حوالے کر دیں گے سمسون کی ماں جب خاموش ہوئی تو اس کا باپ منوحہ بھی بولا اور اسے مخاطب کر کے کہا! ہاں میرے بیٹے تم کہو تم کیا چاہتے ہو ہم تمہاری بات ضرور مانیں گے اس لیے کہ تم ہمارے ایک ہی تو بیٹے ہو اور خداوند کا ہم پر بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھے اولاد دی جب کہ تیری ماں تو بانجھ تھی اور تیرا پیدا ہونا بھی خداوند کی کرامات معجزات اور احسانات میں سے ایک ہے پس تم کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔

اس پر سمسون نے ایک بار باری باری اپنے ماں باپ کی طرف دیکھا پھر اس نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا! اے میرے ماں باپ آج میں فلستیوں کی بستی تمنت کی طرف نکل گیا تھا وہاں میں نے ایک لڑکی کو دیکھا اور میں نے اس کے گھر تک اس کا تعاقب بھی کیا اس لڑکی کا نام دومہ اور اس کے باپ کا نام سلمیاہ اور اس کی ماں کا نام دانی ہے! اے میرے ماں باپ میں اس لڑکی کو پسند کر چکا ہوں کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم دونوں میرے ساتھ تمنت کی اس بستی میں چلو اور دومہ نام کی اس لڑکی کو اس کے ماں باپ سے میرے لیے مانگ لو بس یہی میری خواہش ہے کہ میں اس لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور میں اسے اپنے لیے پسند کر چکا ہوں مجھے امید ہے کہ آپ دونوں اس سے انکار نہ کریں گے۔

سمسون کی گفتگو سن کر اس کی ماں اور باپ دونوں کا رنگ پیلا پڑ گیا تھا پھر سمسون کے باپ منوحہ نے سمسون کو مخاطب کر کے کہا! اے میرے بیٹے یہ تم کیسی گفتگو کر رہے ہو تم جانتے ہو کہ تمنت نام کی اس بستی کے سارے ہی لوگ فلستی ہیں اور فلستی اس وقت ایک طرح سے بنی اسرائیل پر حکمران ہیں اور انہوں نے ہم پر مکمل حاصل کر کے ہمیں غلام بنا رکھا ہے اگر ہم تمہارے لیے اس لڑکی کو حاصل کرتے ہیں تو اس میں دو خدشے اور خطرات ہوں گے پہلا یہ کہ ہمیں اسرائیلی جانتے ہوئے اس لڑکی کے ماں باپ نہ صرف رشتہ دینے سے انکار کر دیں بلکہ ہمارے خلاف کوئی عملی قدم اٹھاتے ہوئے ہمیں نقصان ہی نہ پہنچائیں اور دوسرا خطرہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل چونکہ فلستیوں کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں! لہٰذا اگر تمہاری شادی اس فلستی لڑکی سے ہو جاتی ہے تو بنی اسرائیل کے لوگ بھی تمہارے ساتھ عناد رکھنے لگیں گے اب ان تم دونوں پہلو پر خوب سوچ کر مجھے بتاؤ کہ تمہارا کیا آخری ارادہ ہے اس پر سمسون نے بلا توقف کہا! اے میرے باپ جہاں تک فلستیوں کا تعلق ہے اگر یہ رشتہ مانگنے پر انہوں نے ہمارے خلاف کوئی قدم اٹھانے کی کوشش کی تو میں آپ دونوں کی حفاظت کروں گا آپ جانتے ہیں میرے خداوند نے مجھے بے شمار قوتیں دے رکھی ہیں اور ان ہی قوتوں کے سہارے میں تم دونوں کی حفاظت کرنے پر خوب قادر ہوں اور اگر یہ رشتہ ہمیں مل جاتا ہے اور بنی اسرائیل کے لوگ اسے ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو اے میرے باپ میں ان کی اس ناپسندیدگی بغض عناد اور دشمنی کی کوئی پرواہ نہ کروں گا۔

سمسون کے ماں باپ اس کی اس گفتگو کے بعد اگلے روز اس کے ساتھ چلنے پر رضامند ہو گئے تھے دوسرے روز سمسون اپنے ماں باپ کے ساتھ تمنت کی طرف روانہ ہوا اور ان تینوں نے دومہ نام کی اس لڑکی کے گھر پر دستک دی تھوڑی دیر بعد ایک ڈھلتی ہوئی عمر کے شخص نے دروازہ کھولا اور سمسون کے باپ منوحہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے اس سے پوچھا تم تینوں کون ہو اس سے پہلے میں نے تمہیں کہیں نہیں دیکھ رکھا اور تم نے کس مقصد کے تحت میرے گھر پر دستک دی ہے اس بوڑھے کے جواب میں سمسون کے باپ منوحہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا اگر میں غلطی پر نہیں تو تمہارا نام سلمیاہ ہے اور تم دومہ کے باپ ہو میں تمہاری بیٹی دومہ کے متعلق تمہارے ساتھ بات کرنے آیا ہوں کیا تم مجھے تھوڑی دیر کے لیے اپنے گھر میں بیٹھنے کو نہ کہو گے کہ جو میں کہنا چاہتا ہوں تم سے کہہ سکوں۔ اس پر سلمیاہ نے خوش طبعی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا ضرور تم تینوں میرے ساتھ آؤ میں اپنے دیوان خانے کا دروازہ

کھولتا ہوں تم وہاں بیٹھو اور پھر جو بات تم کہنا چاہتے ہو وہ بلاتوقف کہہ دینا لیکن ایک بات ضرور یاد رکھنا کہ میری بیٹی پر کوئی بے جا الزام دھرنے کی کوشش نہ کرنا اگر تم نے ایسا کیا تو پھر یاد رکھو تم تینوں یہاں سے بچ کر نہ جا سکو گے اس پر توحہ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ ایسی کوئی بات نہیں تم ہمیں بٹھاؤ تو سہی میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں کس موضوع پر گفتگو کرنے آیا ہوں اس پر سلیاہ نے اپنے دیوان خانے کا دروازہ کھولا اور تینوں کو وہاں بٹھایا جب وہ خود بھی ان کے سامنے بیٹھ گیا تب متوحہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا! اے سلیاہ تم نے مجھے گھر میں بٹھا کر میری عزت افزائی کی ہے اب تم مجھ پر دوسرا احسان یہ کرو کہ اپنی بیٹی دومہ اور اپنی بیوی دانی کو بھی یہاں بلا لو تاکہ جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں تم تینوں کی موجودگی میں کہوں متوحہ کے اس مطالبے پر سلیاہ اٹھ کر دیوان خانے سے چلا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد سلیاہ لوٹ کر آیا اس کے ساتھ اس کی بیوی دانی اور بیٹی دومہ بھی تھی متوحہ نے دیکھا، دومہ منزل کی بشارت، صداقت کی تنزیلوں، حسرت کی تحریر دل اور سر خوشی کی کرنوں جیسی پرکشش تھی وہ رنگوں کی پھوار بیلوں کی ٹھنڈی چھاؤں پھولوں کے نقشی سایوں اس میں بھیگی برسات اور شفق رنگوں جیسی پرسکوں تھی متوحہ اسے غور سے دیکھتا رہ گیا تھا اس سے اس کے سامنے بیٹھی دومہ ریم خوابی کے شوخ کرنوں کے ہجوم اور بوندوں کی چھما چھم جیسی خوشی آمیز لگ رہی تھی مجموعی طور پر دومہ سراپا حسن و شباب اور مکمل حدیث باغ و بہار تھی اس کے لبوں کی شیرینی میں طلسمی نقش و نگار عارض کی مٹھاس میں حسن کی آفرینی تھی تھوڑی دیر تک غور سے دومہ کو دیکھنے کے بعد متوحہ نے اس کے باپ سلیاہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے سلیاہ قسم خداوند کی میں نے تمہاری بیٹی دومہ کو ایسے ہی پایا جیسے میرے بیٹے سمون نے اس کی تعریف کی تھی یہ سامنے میرا بیٹا سمون بیٹھا ہوا ہے اور میں تم سے یہ التجا کرتے آیا ہوں کہ مجھے اپنے بیٹے سمون کے لیے اپنی بیٹی دومہ دے دو کہ میں اسے اپنی بہو اور اپنی بیٹی بنالوں۔

سلیاہ تھوڑی دیر تک سمون کو غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے متوحہ کو مخاطب کر کے کہا! اے متوحہ میں دیکھتا ہوں تمہارا بیٹا خوب ہے اور میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں اس کے دل میں ایک تڑپ، سانسوں میں ایک ہلچل اور اس کی نگاہوں میں بجلیاں اور جسم کے اندر تند طوفانوں کا ہجوم اور سیل آتش و آہن ہے اور اے متوحہ میں تیرے بیٹے کے بازوؤں کے کس بل میں سنگینی اور سختی بھی دیکھ رہا ہوں مجموعی طور پر میں اسے پسند بھی کرتا ہوں اور میں اسے اپنی دومہ

Uploaded By Muhammad Nadeem

کا رشتہ دینے کے لیے تیار بھی ہوں جب کہ اس کے لیے ایک شرط ہے اگر وہ شرط اگر تمہارا بیٹا پوری کر دے تو میں اپنی بیٹی دومہ کو اس سے بیاہ دوں گا اس بار سمون نے خود دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

اے بزرگ سلیاہ! میرے لیے وہ کیا شرط ہے جو میں پوری کر کے دومہ سے شادی کر سکتا ہوں اس پر سلیاہ بولا اور کہا یہ میری تمنت نام کی جو بستی ہے اس بستی کے تیس جوان پہلے ہی دومہ کا رشتہ مانگ چکے ہیں اور میں نے ان سے کہا تھا کہ تم میں سے جو اپنے آپ کو سب سے زیادہ طاقت اور قوت والا ثابت کر دے میں دومہ کو اس سے بیاہ دوں گا میں نے ان پر یہ شرط بھی عائد کر رکھی تھی کہ اگر اس دوران تمہارے علاوہ بھی مجھے کوئی ایسا جوان مل گیا جو تم سے زیادہ پرقوت جنگجو ہو تب میں دومہ کو اس سے بیاہ دوں گا! اے سمون اب گذشتہ ہفتے ان تیس جوانوں کا آپس میں مقابلہ دومہ کے لیے ہوا تھا۔ اور ان تیس میں سے ایک کامیاب ہوا ہے گویا وہ کامیاب ہونے والا ان تیس میں سے سب سے زیادہ طاقت وار اور جنگجو ہے سو اس وقت وہ دومہ کو حاصل کرنے کا حق ہے اگر تم اس جیتنے والے جوان کو جس کا نام اموں ہے ہرا دو تو میں دومہ کو تم سے بیاہ دوں گا اب بتاؤ کہ کیا تم اموں نام کے اس جوان کے ساتھ مقابلہ کرنے کو تیار ہو اس پر سمون نے چھاتی تان کر کہا! اے سلیاہ میں دومہ کی خاطر ضرور اس سے مقابلہ کروں گا اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں لمحوں کے اندر اس جوان کو آپ کے سامنے پچھاڑ کر رکھ دوں گا۔

سمون کی گفتگو سن کر سلیاہ خوش ہوا اور اس نے کہا اگر ایسا ہے تو پھر پورے سات دن کے بعد یہ مقابلہ ہوگا اور اس کے علاوہ میں تم سے یہ بھی کہوں کہ اب جب کہ تم تینوں میری بیٹی کا رشتہ مانگنے آئے ہو تو تم آج کی رات میرے ہی ہاں قیام کرو گے تاکہ میں تمہاری ضیافت اور مہمان نوازی کر سکوں اس لیے کہ میں دیکھتا ہوں کہ اس جوان میں ہر وہ صفت اور قوت ہے جس کے ذریعے پر میری بیٹی دومہ کو حاصل کر سکتا ہے سمون اور اس کے ماں باپ نے سلیاہ کی اس پیش کش کو قبول کر لیا۔ اور اس کے ہاں وہ رات بسر کرنے پر وہ رضامند ہو گئے تھے بس سلیاہ کے اشارہ پر اس کی بیٹی دومہ اور بیوی دانی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئیں اور دونوں ماں بیٹی سمون اور اس کے ماں باپ

Uploaded By Muhammad Nadeem

کی ضیافت اور میزبانی کا سامان کرنے لگی تھیں۔

○

سردار مجستا کی موت کے چند روز بعد جب یوناف قرطبیہ سردار مجستا کی حویلی میں اکٹھے بیٹھے باتیں کر رہے تھے تو اچانک ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا پھر اس نے اندیشوں میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا اے یوناف عزازیل نے اپنے ساتھیوں کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا ہے اس نے روفاش قب اور خوفنہ کو تمہارے پاس چھوڑ دیا ہے تاکہ وہ تم سے ٹکرا کر اس سرزمین کے اندر تمہیں مصروف رکھیں جب کہ خود عزازیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ عارب یوسا اور بینطہ کے ساتھ فلسطین کی طرف روانہ ہو گیا ہے وہاں صرعہ نام کی بستی کے اندر سمسون نام کا ایک جوان ہے جو نیکی اور خیر کو فروغ دینے والا ہے یہ سمسون انتہائی نیک سیرت با اخلاق انسان ہے اور نیکی ہی کے کام کرنے والا ہے پس یہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کے خلاف حرکت میں آئے گا اور اسے نیکی اور خیر کے کام کرنے سے روکنے کی کوشش کرے گا۔

اے یوناف مجھے خطرہ ہے یہ بد اندیش عزازیل کہیں سمسون اور اس کے چاہنے والوں کو نقصان ہی نہ پہنچائے اب بولو تمہارا اس معاملہ میں کیا خیال ہے! یوناف تھوڑی دیر تک گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ یا اے ابلیکا اب جب کہ میں نے روفاش پر قابو پانے کا ایک طریقہ بھی سوچ لیا تھا تو تم نے مجھے ایک نئی خبر آن سنائی ہے سو اے ابلیکا میں اس موقعہ پر یہ فیصلہ کروں گا کہ قب خوفنہ اور روفاش کو یہیں چھوڑ کر میں فلسطین کا رخ کروں گا اور عزازیل کے مقابلے میں میں نیکی پھیلانے والے اس سمسون نام جوان کی مدد کروں گا اور اس کے مقابلے میں عزازیل اور اس کے ساتھی کو ناکام کرنے کے بعد میں پھر اس سرزمینوں کا رخ کروں گا اور یہاں میں روفاش قب اور خوفنہ کا وہ حشر کروں گا کہ عزازیل ان کے انجام سے ہی کانپ کر رہ جائے گا۔

یوناف تھوڑی دیر کے لیے پھر رکا اس بار قرطبیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے قرطبیہ عزازیل نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر مشرق کی ایک سرزمین کے اندر ہمارے لیے

ایک نئی مہم کی ابتدا کر دی ہے لہٰذا میں اسی مہم کی طرف روانہ ہوتے ہوئے کہتا ہوں اور تم بھی میرے ساتھ روانہ ہو گی لہٰذا آؤ میرے ساتھ تاکہ اس سرزمین کی طرف کوچ کریں۔ قرطبیہ کچھ کہے بغیر فوراً اپنی جگہ پر سے اٹھ کھڑی ہوئی پھر اس نے اپنا ہاتھ یوناف کے ہاتھ میں دے دیا اس کے ساتھ ہی یوناف نے سری قوتوں کو استعمال کیا اور افریقہ کی اس سرزمین سے وہ قرطبیہ کے ساتھ فلسطین کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

○

سمسون[1] اور اس کے ماں باپ ایک رات حسین زوملہ کے ماں باپ دانی اور سلیماہ کے ہاں مہمان رہے دوسرے روز سلیماہ سے اجازت لے کر سمسون اور اس کے ماں باپ اپنی بستی صرعہ کی طرف کوچ کر گئے تھے۔ راستے میں اس جگہ جہاں چند دن قبل اس نے شیر کو مارا تھا سمسون رک گیا اور اپنے باپ منوحہ کو مخاطب کر کے اس نے کہا ”اے میرے باپ! آپ دونوں چلتے رہیں۔ میں بہت جلد آپ دونوں سے آملتا ہوں۔ اتنا کہنے کے بعد کہ اپنے باپ کی طرف سے کوئی جواب سنے بغیر ہی سمسون اس طرف بھاگ کھڑا ہوا جہاں اس نے چند یوم قبل شیر کو مار دیا تھا۔ قریب جا کر اس نے دیکھا۔ شیر کا ہڈیوں کا پنجر خوب خشک ہو چکا تھا اور اس پنجر کے اندر شہد کا ایک چھتا لگا ہوا تھا۔ وہاں کھڑے ہو کر سمسون کچھ دیر تک شیر کے اس پنجر اور اس میں لگی ہوئی شہد کو بغور دیکھتا رہا۔ پھر وہ حرکت میں آیا۔

اس نے شہد سے بھرا ہوا وہ چھتا اتار لیا۔ کچھ شہد اس میں سے خود کھایا اور باقی کا لیکر اپنے ماں باپ کی طرف بھاگا۔ جلد ہی اس نے اپنے ماں باپ کو جا لیا اور شہد کا چھتا انہیں پیش کیا تاکہ وہ شہد کھائیں سمسون کے باپ منوحہ نے وہ چھتا لے لیا۔ اس میں سے اس نے خود بھی شہد کھایا۔ اور اپنی بیوی کو بھی کھلایا۔ شہد کھانے کے بعد اس کے باپ منوحہ نے پوچھا! اے میرے بیٹے! شہد کا یہ چھتہ تو کہاں سے لے آیا۔ سمسون نے انہیں یہ نہ بتایا کہ یہ شہد اس نے شیر کے پنجر سے حاصل کی ہے۔ وہ بس شہد حاصل کرنے کے معاملے کو ٹال گیا۔ یوں وہ چاروں بستی کی طرف بڑھتے گئے اور بات آئی گئی ہو گئی تھی اور سمسون اپنے ماں باپ کو لے کر اپنی بستی صرعہ کی طرف چلا گیا تھا۔

ساتویں دن حسب وعدہ سمسون اپنے ماں باپ کے ساتھ پھر فلسطیوں کی بستی تمنت کی طرف گیا۔ انہوں نے دیکھا سلیماہ نے بستی سے باہر دومہ سے شادی کرنے کے سلسلے میں سمسون کے مقابلے

---

[1] توریت میں اس کا نام سمسون ہی لکھا ہے۔

کا بہترین انتظام کر رکھا تھا۔ بستی سے باہر بہت سے لوگ جمع تھے۔ جن کی موجودگی میں سلیماہ نے آگے بڑھ کر سمسون کا استقبال کیا۔ ”سمسون! مقابلے کا یہ میدان تو تیار ہو چکا ہے۔ اب تو میں اور اس مقابلے کا انتظام کرنے والے لوگ تیاری میں انتظار کر رہے تھے۔ اب جب کہ تو آگیا ہے تو میرا خیال ہے کہ اس مقابلے کو شروع کر دینا چاہیے۔ لیکن شروع کرنے سے قبل میں تمہیں یہ بتا دوں کہ وہ سامنے تیس وہ نوجوان بیٹھے ہیں کہ جو میری بیٹی دومہ کے طلب گار ہوئے تھے۔ اور ان تیس کے بیچ میں جو خوب ہٹا کٹا ہ لمبے قد اور بڑی جسامت کا جو جوان بیٹھا ہوا ہے وہی امون ہے جس نے اپنے ان تین ساتھیوں کو اپنے سامنے زیر کر لیا ہے اور اب یہ جوان تمہارا منتظر ہے میدان میں اترو تاکہ مقابلے کی ابتداء کریں۔ اس پر اپنے ماں باپ سے علیحدہ ہو کر سمسون میدان میں اترا اور اس کے ساتھ ہی دوسرا مد مقابل امون بھی اٹھ کر اکھاڑے میں داخل ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی مقابلے کی ابتداء کر دی گئی تھی۔

سمسون کے ساتھ مقابلہ کرنے والا جوان جس کا نام امون تھا جب وہ میدان میں اترا تو لوگوں نے دیکھا اس کے ہاتھ میں موٹی اور بھاری کڑیوں کی ایک زنجیر تھی۔ جسے وہ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اور زمین پر گھسیٹتا ہوا آ رہا تھا۔ جب وہ سمسون کے قریب آیا تو اس نے کہا۔ اے تمنت کی حسین ترین لڑکی دومہ کے لیے میرے ساتھ مقابلہ کرنے کی نیت سے آنے والے سن! میرا نام امون ہے اور میرا تعلق تمنت کی اس بستی میں سے ہے دومہ کو حاصل کرنے کے لیے اس سے قبل میں تمنت کے تیس سورماؤں کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر چکا ہوں۔ اور اب تمہیں ہرا کر میں اپنے ہاتھوں ہارنے والوں کی تعداد تیس سے اکتیس کر کے رکھ دوں گا۔ اے اجنبی! اب تو اپنا حسب و نسب کہہ کہ تو کون ہے۔ کس بستی سے تیرا تعلق ہے اور کیوں تو نے میرے ہاتھوں مرنے کی ٹھان لی ہے جب کہ بڑے بڑے سورما میری طاقت و قوت کا لوہا مانتے ہیں۔

امون کے خاموش ہونے پر سمسون نے بڑی نرمی اور دھیمے پن میں کہا۔ اے امون! میرا نام سمسون ہے کہ میں صرعہ نام کی بستی کا باشندہ ہوں۔ پس میں صرف دومہ کو حاصل کرنے کے لیے ہی تم سے برسرِ پیکار ہونے لگا ہوں۔ پر ایک بات ضرور یاد رکھنا اور وہ یہ کہ مجھ سے ٹکرانے والا کبھی جیت کر نہیں گیا جس کی بناء پر میں تم پر یہ انکشاف کرتا ہوں کہ میں ضرور اس میدان میں تمہیں زیر کر کے دومہ کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ یہ سمسون کی یہ گفتگو سننے کے بعد امون تھوڑی دیر تک غضبناک سے دیکھتا رہا پھر وہ بھرپور نفرت اور بڑھتی ہوئی بے بسی

کا اظہار کرتے ہوئے بولا۔

اے سمسون! میں جب تم پر موت کی نگاہ ڈال کر تباہ کن سیلاب اور زبان برق کی طرح حملہ آور ہوں گا تو تو اپنی ساری طاقت و جبروت کو بھول کر میرے سامنے بے بس و درماندہ اور دل گرفتہ ہو کر رہ جائے گا۔ میں موت کے گہرے پانی میں تجھے اتار دوں گا اور پیالے کی مانند تجھے پاش پاش کر کے رکھ دوں گا تو نے میرے مقابل آ کر میری برہمی میں اضافہ کیا ہے جب کہ میں تیرے دل میں دھڑکنوں اور تیرے بدن میں خوف و ہراس کا اضافہ کر دوں گا یہ امون جب اپنی بات کہہ کر خاموش ہوا تب سمسون نے اسے مخاطب کر کے ویسی ہی نرمی اور خوش اخلاقی میں کہا۔

اے امون! میں تیری طرح تیرے ساتھ بد کلامی نہ کروں گا اس لیے کہ بد کلامی خداوند کو پسند نہیں ہے۔ پر میں یہ کہوں گا کہ تیری سوچوں کے شعلے اور تیرے لفظوں کے بھڑکتے نشتر مجھ پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ میرے اندر جب تک اپنے رب کے لیے وفا کی آنچ اور اس کی رضا و خوشنودی کی طلب و لگن ہے اس وقت تک میں تیرے جیسے فطرت کے خلاف بغاوت کرنے والوں کے ہونٹ منجمد اور روح کو درد انگیز کرتا رہوں گا۔ اے امون! اپنی ذات پر اتنا گھمنڈ اور تفاخر نہ کر۔ میں جس ذات سے گھمنڈ اور فخر کرتے ہوئے ڈرتا ہوں۔ جب میں اسی ذات کا نام لے کر تم پر حملہ آور ہوں گا تو قسم خداوند کی تو جنت و طاق، اقدام و پسپائی، محبت و نفرت، سزا و جزا، غم و خوشی اور بڑھائی و رائی سبھی کچھ بھول کر رہ جائے گا۔

اے امون! مجھے یقین ہے کہ اس مقابلے کے دوران جب میں اپنے خداوند کو یاد کروں گا تو اس کے نام کی برکت سے میں تیری حالت سوگ کے صحرا خون میں تنہائی داستان نزع کی حکایات اور درد کے انگن جیسی بنا کر رکھ دوں گا۔ اے امون آگے بڑھ کر مجھ پر حملہ آور ہو پھر دیکھ میں کیسے تم پہ جان کنی کے لمحات اور آہوں کی المناکی طاری کرتا ہوں۔ اے امون! تیری حالت میں ہوائے فنا کے شرر بار بگولوں اور تیری ہر سانس کو شعلے کی زبان جیسی بنا کر رکھ دوں گا۔ سمسون کی اس گفتگو کے جواب میں امون حرکت میں آیا۔ اپنی آہنی زنجیر پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے اس نے اس زنجیر کو اٹھا کر لہرایا۔ پھر کالے سور کے سے خوفناک انداز میں اس نے سمسون کی طرف دیکھتے ہوئے غراتی اور دھمکیاں برساتی آواز میں کہا۔

اے سمسون! سنبھل میں تجھ پر حملہ آور ہونے کی ابتداء کرنے لگا ہوں۔ اسی لمحہ سمسون سحر و جذب کی طرح مستعد ہو گیا تھا۔ پھر اس نے دبی دبی زبان اور دھیمے دھیمے لہجے میں اپنے رب کو پکارا

اے خداوند لازوال میں تیری صفت حمدیت کو پکارتا ہوں۔ تو کردگار کریم ہے اپنے جمال وحدت کے صدقے میں اس مقابلے میں میری مدد فرما کہ تو ہی کمزوروں کو توانا اور گرے ہوؤں کو مستعد توانا کر اٹھنے والا ہے۔ سمسون کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ امون نے آگے بڑھ کر اس پر حملہ کر دیا تھا اور وہ اس طرح کہ اپنی آہنی زنجیر لہرا کر اس نے سمسون کو دے ماری تھی سمسون ایک درخشاں کرن اور آندھی و طوفان کی طرح حرکت میں آیا اس نے امون کی اس آہنی زنجیر کو ہوا میں ہی پکڑ کر اپنی گرفت میں کر لیا۔ اب اس آہنی زنجیر کا ایک سرا امون کے ہاتھ میں اور دوسرا سرا سمسون کے ہاتھوں میں تھا۔ اور دونوں ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچنے کے لیے پورا زور لگانے لگے تھے اچانک سمسون نے امون کو زور سے پکارا اور کہا اے امون! اپنا پورا زور لگا لینا دیکھ میرے حق میں قضائے خداوندی اور مشیت الٰہی اپنا فیصلہ صادر کرنے والی ہے۔ پھر نہ کہنا میں نے اچانک ہی تجھے دبوچ مارا تھا۔ اپنا پورا زور لگا لے کہ بعد میں تیری گندی زبان پر میرے خلاف کوئی کلمہ کوئی شکوہ نہ آئے۔ پھر ایسا ہوا کہ ایک بار سمسون نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے رب کو دل ہی دل میں پکارا پھر اس نے ایک جھٹکے کے ساتھ اس قوت و تنہ زوری کے ساتھ آہنی زنجیر کھینچا تھا کہ امون انتہائی بے بسی کے عالم میں اس کی چھاتی کے ساتھ لگا تھا۔ پھر اچانک سمسون نے آہنی زنجیر کو چھوڑ دیا۔ اپنے دونوں ہاتھ اس نے امون کی کمر پر جمائے اور اسے پکڑ اور اچھال کر فضا میں بلند کر دیا تھا اور پھر بڑی سرعت کے ساتھ سمسون نے اسے زمین پر پٹخ دیا تھا۔ اور یہ ساری کارروائی اس قدر جلد رونما ہو گئی کہ دیکھنے والے تو سمسون کی اس طاقت و قوت پر امون تعریف کر رہے تھے جب کہ امون زمین پر ہراساں و پریشاں پڑا رہ گیا تھا۔ تب سمسون آگے بڑھا اور زمین پر چت پڑے ہوئے امون کی چھاتی پر اس نے اپنا پاؤں رکھا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے اس نے طوفانی انداز میں اسے مخاطب کر کے پوچھا۔

اے امون! کیا میں نے تیری ساری شرارت و کجروی کو درست نہیں کر دیا۔ کہ کیا میں نے تیرے دل ملحد کے اندر اٹھنے والی خواہشوں و آرزاؤں کو منجمد کر کے نہیں رکھ دیا۔ امون نے اپنی شکست کو تسلیم کرتے ہوئے کہا۔ اے سمسون! تو واقعی مجھ سے کہیں زیادہ پر قوت اور طاقتور ہے میں نے تیری صلاحیتوں کا غلط اندازہ لگایا تھا تو واقعی سلیاہ کی حسین بیٹی دومنہ کا حق دار ہے۔ اے سمسون! قسم مجھے دجون دیوتا کی میں نے زندگی میں پہلی بار تم جیسا طوفانی اور زور آور انسان دیکھا ہے۔ سمسون نے امون کی چھاتی پر رکھا ہوا اپنا پاؤں ہٹا لیا اور کہا۔

اے امون تو نے اپنی شکست تسلیم کر کے یقیناً اپنی بڑائی کا ثبوت دیا ہے

امون کے پاس سے ہٹ کر سمسون اس جگہ آیا جہاں حسین دومہ، اس کا باپ سلمیاہ اور ماں وانی بیٹھے ہوئے تھے۔ سمسون پروقار چال چلتا سلمیاہ کے سامنے آ کر رکا اور خوش طبعی میں اسے مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔ اے بزرگ سلمیاہ! کیا میں نے امون کو مات اور جیت کر کے اپنے آپ کو دومہ کا حق دار ثابت نہیں کر دیا؟ سلمیاہ مسکرایا اور کہا۔ اے سمسون! یقیناً تو نے یہ مقابلہ جیت لیا ہے۔ اب تو میرے ساتھ میری حویلی چل تاکہ میں تجھے اپنی بیٹی دومہ سے بیاہ دینے کا سامان کروں سمسون چپ چاپ سلمیاہ وانی اور دومہ کے ساتھ ہو لیا جب کہ دوسرے لوگ جو یہ مقابلہ دیکھنے کے لیے وہاں جمع ہو گئے تھے وہ بھی وہاں سے اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو ہو لئے تھے۔ اسی روز سلمیاہ نے سمسون سے اپنی بیٹی دومہ کو بیاہ دیا تھا۔

دومہ سے شادی کرنے کے بعد فلسطیوں کے رسم و رواج کے مطابق لڑکی کے اہل خانہ عزیز و اقارب کی لگاتار سات دن کی ضیافت کا سامان کیا۔ اور اس ضیافت میں امون سمیت وہ تیس جوان بھی شامل ہوئے جو کبھی دومہ کے خواہش مند تھے۔ دومہ اور سمسون کی شادی کے بعد اور ضیافت کا اہتمام شروع ہوتے وقت ان تیس جوانوں میں سے ایک نے سمسون کو مخاطب کر کے کہا اے سمسون! اب جب کہ تو نے دوما کو اپنے لیے جیت کر اس سے شادی کر لی ہے تو اس موقع پر تو ہمیں اپنی شادی کی خوشی میں کیا دیتا ہے۔ اس سوال پر سمسون چند ساعتوں تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر وہ بولا اے عزیزو! اگر میری شادی کے اس موقع پر تم مجھ سے کسی بات کے متمنی ہو تو سنو میں تم سب سے ایک پہیلی پوچھتا ہوں۔ اگر تم سب نے مل کر ضیافت کے ان سات دنوں کے اندر اندر میری پہیلی بوجھ کر اس کا جواب دے دیا تو میں تم سب کو تیس کتانی کرتے اور تیس جوڑے کپڑے دوں گا۔ اور اگر تم میری کہی ہوئی وہ پہیلی نہ بوجھ سکے تو پھر تم لوگ تیس کتانی کرتے اور تیس جوڑے میرے لیے مہیا کرو گے۔

ان تیس میں سے ایک نے کہا۔" اے سمسون! ہمیں تمہاری یہ شرط یقیناً منظور ہے۔ اب تم اپنی وہ پہیلی کہو تاکہ ہم اسے سنیں اور اس کا حل اور جواب نکالنے کی کوشش کریں۔ اور ہمیں امید ہے کہ ہم یہ پہیلی بوجھ لیں گے اور تمہیں ہمارے لیے کپڑوں کا انتظام کرنا ہی ہو گا۔ سمسون بولا مجھے لگتا ہے کہ تم اس پہیلی کو جان نہ سکو گے اور اس تم لوگوں کو میرے لیے تیس جوڑے کپڑے مہیا کرنے ہونگے۔ بہرحال نتائج کچھ بھی ہوں میری پہیلی سنو

"کھانے والے میں سے تو کھانا نکلا

اور زبردست میں سے مٹھاس نکلی

وہ تیس کے تیس جوان اس پہیلی پر غور کرتے رہے۔ لیکن انہیں اس پہیلی کا کوئی حل بھائی نہ دیا آخر وہ تیس جوان ایک جگہ جمع ہوئے اور انہوں نے امون کو مخاطب کر کے کہا۔ تو ہم میں سے زیادہ طاقتور ہے تو ہی بتا ہمیں اس معاملے کو کیسے حل کرنا چاہیے۔ آج ساتواں اور آخری دن ہے اور اگر ہم آج بھی اس پہیلی کو بوجھ نہ سکے تو ہمیں سمسون کے لیے تیس جوڑے کتان کے مہیا کرنے ہوں گے۔ اپنے ساتھیوں کی باتیں غور سے سننے کے بعد امون نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے ساتھیوں! تم فکرمند نہ ہو۔ میں یہ ساتواں دن گزرنے سے قبل ہی سمسون کی اس پہیلی کا حل تلاش کروں گا۔ اس استفسار پر امون نے سب کو مخاطب کر کے کہا۔ اے دومہ کے سلسلے میں میرے ناکام اور نامراد ساتھیو! سنو! جو کچھ میں کہنے والا ہوں اسے غور سے سنو کیونکہ اسی میں میری اور تمہاری بھلائی ہے ورنہ بصورت دیگر مجھے اور تم سب کو مل کر سمسون کے لیے تیس کتانی کرتے اور تیس ہی جوڑے کپڑوں کے مہیا کرنے ہوں گے اور میرے خیال میں ایسا کرنا ہمارے لیے یقیناً مشکل اور تکلیف دہ ہو گا۔ لہٰذا جو فیصلہ میں نے کیا ہے وہ اس پہیلی کو جاننے کا عمدہ ترین حل ہے۔

اے میرے ساتھیو! تم سب جانتے ہو کہ سمسون ہر روز دن کے وقت اور دوپہر سے قبل اپنے ماں باپ سے ملنے اپنی بستی صرعہ کی طرف جاتا ہے اور دوپہر کے بعد لوٹ آتا ہے۔ پس جب وہ چلا جائے تو ہم تیس کے تیس ساتھی اس کی بیوی دوما سے ملیں گے اور اس سے کہیں گے کہ وہ ہمیں اس پہیلی کا درست جواب بتائے۔ اس پر ایک ساتھی نے اعتراض کھڑا کیا اور بولا۔ اگر سمسون نے اس پہیلی کا حل اپنی بیوی دوما کو بھی نہ بتایا ہو تب؟ امون نے مسکراتے ہوئے کہا تب ہم اپنا اگلا قدم اٹھائیں گے اور وہ یہ ہو گا۔ کہ ہم دوما کو دھمکی دیں گے کہ اگر آج شام سے قبل اس نے ہمیں سمسون سے پوچھ کر اس پہیلی کا صحیح جواب نہ بتایا تو اس کے ماں باپ کو ہی قتل کر دیں گے اور مجھے امید ہے کہ ہمارے ہاتھوں اپنے ماں باپ کو بچانے کے لیے دوما ضرور ہمیں اس پہیلی کا جواب سمسون سے پوچھ کر بتا دے گی۔ اور جب وہ ایسا کر دے گی تو پھر ہم تیسوں کے تیسوں سمسون کو کپڑے مہیا کرنے کے اخراجات سے بچ جائیں گے۔ اور اے میرے ساتھیو! میری ایک اور بات بھی تم سب غور سے سنو

اور وہ بات یہ ہے کہ ....

امون کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ اس کے ان ساتھیوں میں سے ایک نے ہاتھ سے بستی سے نکل کر جانے کی راستے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔ امون! امون! ادھر دیکھو۔ میرے خیال میں وہ سمسون ہی ہے اور اپنی بستی صرعہ کی طرف جا رہا ہے۔ لہٰذا ہمارے لیے یہ بہترین طریقہ ہے کہ ہم ابھی اس کی بیوی دوما سے ملیں اور اس سے اس پہیلی کا جواب طلب کریں۔ امون فوراً اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔ "ہاں یقیناً سمسون ہی ہے۔ آؤ اس کی بیوی دوما سے ملیں اور اپنا گوہر مقصد حاصل کریں۔ پس وہ تیس کے تیس اٹھ کر سلیاہ کی حویلی میں آئے انہوں نے دیکھا۔ سمسون کی بیوی دوما گھر پر اکیلی ہی تھی اور اس کے ماں باپ وہاں نہ تھے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امون نے دوما کو مخاطب کر کے کہا اے دوما تو جانتی ہے کہ تیرے شوہر سمسون نے ہم سے ایک پہیلی پوچھ رکھی ہے اور اس پہیلی کا جواب ہمیں ضیافت کے ان سات دنوں کے اندر اندر دینا ہے۔ بصورت دیگر ہمیں سمسون کو تیس کتانی کرتے اور تیس ہی جوڑے اور کپڑے بھی مہیا کرنے ہوں گے۔ جب کہ ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ دوسری طرف ہم اس پہیلی کا جواب بھی نہیں ڈھونڈ پائے جب کہ ضیافت کا آج آخری دن ہے۔

امون کی اس گفتگو کے جواب میں دوما نے بڑی قناعت اور سنجیدگی میں کہا۔ اول تو میں خود بھی اس پہیلی کا جواب نہیں جانتی اور نہ ہی سمسون نے مجھے اس کا جواب بتایا ہے۔ دوسری بات یہ کہ اگر تمہیں جواب کا پتہ چل گیا تو سمسون ہار جائے گا اور ایسے ہی کپڑے اسے تمہارے لیے مہیا کرنے ہوں گے اور وہ بھی ایسا نہ کر سکے گا پھر ایسی صورت حال میں اگر میں اس پہیلی کا جواب جانتی ہوتی تو بھی تم لوگوں سے نہ کہتی اس لیے کہ اس طرح تو سمسون کے ہارنے اور نقصان اٹھانے کا اندیشہ ہے اور ایسا میں ہرگز پسند نہیں کرتی۔ لہٰذا تم جاؤ اور خود ہی اس پہیلی کا جواب تلاش کرو۔

دوما سے یہ جواب سننے کے بعد امون نے اسے بڑی قذاقوں کے سے انداز میں دھمکی دیتے ہوئے کہا اے دوما! ہم اس بات کو تو تسلیم کرتے ہیں کہ تو یقیناً اس پہیلی کا جواب نہ جانتی ہو گی۔ لیکن تجھے سمسون سے پوچھ کر ہمیں پہیلی کا جواب بتانا ہو گا اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تمہیں ایک ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ تم دیکھتی ہو کہ ہم تیس ہیں اور کوئی بھی کام کر گزرنے کی ہمت و جرات رکھتے ہیں خواہ وہ کیسا ہی مشکل اور ناممکن ہی کیوں نہ ہو۔ امون

Uploaded By Muhammad Nadeem

کی اس دھمکی پر دوما نے چونک کر پوچھا تو کیا تم لوگ سمسون کو نقصان پہنچاؤ گے۔" امون نے حقارت آمیز انداز میں کہا۔ "ہوں۔ سمسون کو نقصان پہنچانے کا کیا فائدہ ہے۔ وہ تمہارا شوہر ہے اور اس کی موت کے بعد تمہیں کوئی دوسرا شوہر بھی مل سکتا ہے۔ اگر تم نے سمسون سے ہمیں اس پہیلی کا جواب پوچھ کر نہ بتایا تو اے دوما! سن رکھو ہم تیرے ماں باپ کو قتل کر دیں گے اور یہ ایسے رشتے ہیں جو دوبارہ نہیں مل سکتے۔ اب بولو اب اس سلسلے میں ہمیں کیا جواب دیتی ہو۔ بلکہ ہم نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس گھر کو آگ لگا دیں گے۔ جس میں تم اور تمہارے ماں باپ سب جل کر مر جائیں گے تم نہیں پھر دوما بولی۔

سمسون ابھی ابھی اپنے ماں باپ سے ملنے اپنی بستی کی طرف گیا وہ لوٹتا ہے تو میں کسی نہ کسی طرح اس سے اس پہیلی کا جواب ضرور پوچھوں گی اور پھر تم لوگوں کو بتا دوں گی امون نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اے دوما! اب تم نے راستی کی بات کی نا۔ دیکھ ہم اب جاتے ہیں۔ تو سمسون سے پہیلی کا جواب پوچھ رکھنا شام سے کچھ پہلے میرے ان ساتھیوں میں سے ایک آگ کا اور انگارہ لینے کے بہانے تمہارے گھر میں آئے گا اور تو اسے اس پہیلی کا جواب بتا دینا۔ دوما نے اس کام کی حامی بھری اور اس کے بعد امون اور اس کے سارے ساتھی مطمئن ہو کر وہاں سے چلے گئے تھے۔

سمسون جب اپنے ماں باپ سے مل کر واپس دوما کے پاس آیا تو دوما اس کے سامنے پہلے خوب روئی۔ سمسون بار بار اس سے رونے کی وجہ پوچھتا۔ پھر منہ سے کچھ کہنے کے بجائے وہ روتی چلی گئی اور جب اس نے یہ اندازہ کر لیا کہ اس کے رونے کی وجہ سے سمسون کا دل اس کے لیے نرم ہو گیا ہے تب اس نے روتی بسورتی آواز میں سمسون کو مخاطب کر کے کہا۔ اے سمسون! میں نے جان لیا یہ کہ تجھے مجھ سے کوئی لگاؤ اور پیار نہیں یا۔ تجھے مجھ سے نفرت ہے۔ اگر تجھے مجھ سے تھوڑی بہت محبت بھی ہوتی تو تو ہرگز میرے ساتھ وہ معاملہ نہ کرتا جو تو نے کیا ہے۔ اس پر سمسون کے نرم اور محبت بھرے آواز میں کہا۔ اے دوما! قسم اس خداوند کی جو یکتا و بے عیب ہے میں تجھے پسند کرتا ہوں اب بتا۔ میں نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے جو تو نے میرے متعلق یہ اندازہ لگا لیا ہے کہ میں تم سے محبت نہیں نفرت کرتا ہوں۔ دوما جان گئی کہ سمسون کا دل اس کے لیے محبت اور ہمدردی سے ہو گیا ہے۔ لہٰذا اس موقع سے اس نے فائدہ اٹھایا اور سمسون کو مخاطب کر کے

فوراً اس نے کہا۔

[1] سمسون! یہ تو نے کیا کیا تو نے ان تیس جوانوں سے ایک پہیلی پوچھی اور اس کا جواب مجھے بھی نہ بتایا۔ جب کہ میں تمہاری بیوی اور تمہاری راز داں ہوں۔ تمہارے سارے معاملات اور تمہاری بہتری و بھلائی کی حفاظت و نگرانی کرنے والی ہوں۔ دوما کی اس گفتگو پر سمسون مسکرایا اور کہا۔ ایسی اتنی سی بات کو تم نے اس قدر اہمیت دے دی ہے اور رو رو کر تو نے اپنا برا حال کر لیا ہے۔ دیکھ میں تمہیں اس پہیلی کا جواب بتا دیتا ہوں۔ تو رومت، پر اس پہیلی کا جو جواب میں تم سے کہوں۔ اس کا ذکر تو کسی اور سے آگے نہ کرنا اور اس پہیلی کا جواب میرے اور تمہارے علاوہ کوئی اور تیسرا جاننے والا نہ ہو گا۔ اے دوما! میری عزیز رفیقہ جو پہیلی میں نے پوچھی وہ یہ ہے۔

کھانے والے میں سے تو کھانا نکلا[2]
اور زبردست میں مٹھاس نکلی

اور اے دوما میری عزیزہ! اس پہیلی کا جواب یہ ہے۔

شہد سے میٹھا اور کیا ہوتا ہے
اور شیر سے زور آور اور کون ہوتا ہے

سمسون سے پہیلی اور اس کا جواب سن کر دوما بیحد خوش ہوئی۔ اور سمسون کو اطمینان دلانے کی خاطر اس نے کہا۔ اے سمسون! اب جب کہ مجھے اپنی ساری زندگی ہی تمہارے ساتھ بسر کرنی ہے تو میں کیونکہ اس پہیلی کو جواب کسی اور سے کہہ کر تمہیں دھوکہ اور فریب دینے کی کوشش کروں گی۔ اس طرح سمسون، اپنی بیوی دوما کی طرف سے مطمئن ہوا اور اس کے پاس سے اٹھ گیا تھا۔ تھوڑی سی دیر بعد امون کا آدمی آگ کا انگارہ لینے کے بہانے دومہ کے گھر میں آیا اور دومہ نے چپکے سے اسے اس پہیلی کا جواب بتا دیا۔

شام سے پہلے جس وقت کہ سمسون اپنے سسر سلیماہ کے دیوان خانے میں اکیلا بیٹھا تھا تو امون اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں آیا اور سمسون کو مخاطب کر کے اس نے کہا اے سمسون!

---

[1] گھر کو آگ لگا دینے کی اس دھمکی کا ذکر توریت میں بھی ہے۔

[2] ماخوذ از توریت۔

تو ہم تیس کے تیس کتان کے کرتوں اور تیس ہی جوڑوں کا بندوبست کر لے۔ اس لیے کہ میں نے تیری پہیلی کا جواب ڈھونڈ نکالا۔ سمسون نے غور سے امون کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ اے امون! تو نے کیا جواب ڈھونڈ نکالا ذرا بتاؤ تو تاکہ میں جانوں یہ ٹھیک بھی ہے یا نہیں اور اگر یہ جواب درست ہوا تو میں حسب وعدہ ضرور تم سب کو کتانی لباس مہیا کر دوں گا۔ اس پر امون نے سمسون کو وہ جواب بتا دیا جو سمسون کی بیوی دوما نے اس کے ایک ساتھی کو بتایا تھا۔ یہ جواب سن کر سمسون چونکا۔ اپنی جگہ پر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور امون کو مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔ اے امون! میری پہیلی کا یہ جواب تو نے کہاں سے حاصل کیا۔ اس لیے کہ اس پہیلی کا جواب تو میں اور میری بیوی دومہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ پھر تو نے یہ جواب کہاں سے پا لیا۔ اگر تو نے یہ جواب میری بیوی سے حاصل کیا ہے تو پھر تو نے میری دشمنی مول لے لی ہے۔ اور اگر میری بیوی نے از خود کسی کو یہ راز بتا دیا ہے تو پھر اس نے مجھ سے دھوکہ کیا ہے۔

امون نے مکاری اور فریب سے کام لیتے ہوئے کہا۔ اے سمسون! یہ جواب میں نے تمہاری بیوی سے حاصل کیا ہے اور نہ ہی تمہاری بیوی نے کسی پر تمہارا راز فاش کیا ہے یہ جواب تو ہمارا خود کا سوچا ہوا ہے۔ سمسون گہری سوچوں سے نکلتے ہوئے کہا۔ اے امون! ایسا ممکن ہی نہیں ہے اس لیے کہ یہ کوئی عام اور چلتی پہیلی نہیں ہے جو تم لوگ اس کا جواب تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاؤ۔ یہ ان کہی پہیلی تو میرے تجربے پر منحصر تھی۔ اس کا جواب اس طرح ممکن نہ تھا جس طرح تم مجھے بتا رہے ہو۔ سمسون اس گفتگو پر امون نے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اے سمسون! ایسی گفتگو کر کے تم معاملے کو بگڑنے اور تعلقات کو کشیدہ کرنے لگے ہو۔ میں سمجھتا ہوں اس طرح تو تم ہمیں تیس کتانی جوڑے مہیا کرنے سے بچنا چاہتے ہو۔ اگر تمہارے یہ ارادے ہیں تو پھر اے سمسون! تمہاری طرف سے یہ انتہائی بے جا اور ناانصافی کا معاملہ ہو گا۔

سمسون بولا۔ اے امون! یہ تمہارا ظن اور گمان ہے۔ میں تیس کتانی جوڑوں کے وعدے پر قائم ہوں کہ اس سے پھروں گا نہیں۔ تم نے میری پہیلی کا درست جواب دے دیا ہے۔ اب تم سب جاؤ اور چند ہی یوم تک اپنی شرط کے مطابق میں تم لوگوں کو تیس کتانی جوڑے مہیا کروں گا۔ سمسون کا یہ جواب پا کر امون مطمئن ہو گیا۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا۔ امون اور اس کے ساتھیوں کے جانے کے بعد سمسون دیوان خانے سے

نکل کر اپنی بیوی کے پاس آیا۔ جو اس وقت اپنے ماں باپ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ سمسون کو غصے کی حالت میں دیکھ کر اس کی دومہ کانپ ہی گئی تھی اور اس کا رنگ ہلدی ہو کر رہ گیا تھا سمسون اس کے قریب آیا اور سنگین لہجے میں اس نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

اے دومہ! تو نے کیوں میرے ساتھ دھوکہ کیا۔ تو نے کیوں اور کس بنا پر میری پہیلی کا جواب امون اور اس کے ساتھیوں سے کہہ دیا۔ وہ پہیلی کوئی عام پہیلی نہ تھی جو پہلے سے لوگوں کے اندر رائج ہو اور ان کی پہیلی کا جواب میں جانتا تھا یا تم۔ قسم مجھے اپنے خداوند کی یہ امون اور اس کے ساتھی اگر ساری عمر بھی اس پہیلی پر سوچتے رہتے تو اس کے جواب نہ پا سکتا۔ اس لیے کہ یہ پہیلی تو میرے تجربے اور میرے مشاہدے پر مبنی ہے۔ اے دومہ! اس پہیلی کا جواب تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا جس نے اس پہیلی کا جواب امون اور اس کے ساتھیوں سے کہا۔ اے دومہ کیا تو مجھے اس بے اعتباری اور دھوکہ دہی کی وجہ بتاؤ گی۔

سمسون کی ان باتوں کا دومہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور اس کی گردن خجالت اور شرمندگی میں جھک گئی تھی۔ جو اس کے مجرم ہونے کا مکمل اظہار تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے سمسون کا غصہ اور غضب پہلے کی نسبت اور زیادہ بھڑک اٹھا۔ پھر اس نے کھولتے ہوئے اور کاٹ کھانے والے انداز میں دومہ کو مخاطب کر کے کہا۔ اے دومہ تو ایک مکار و فریبی، دھوکہ باز، کمینی اور گھٹیا اور رذیل عورت ہے۔ تو نے مجھے دھوکہ دیا ہے اور میں تجھے اس دھوکے کی سزا ضرور دوں گا۔ دومہ کے کچھ کہنے سے پہلے ہی اس کا باپ سلمیاہ بول پڑا اور سمسون کو مخاطب کر کے اس نے انتہائی غصے کی حالت میں کہا۔ اے سمسون! یہاں سے دفعہ ہو جاؤ۔ جو الفاظ تم نے میری بیٹی سے متعلق کہے ہیں وہ میرے لیے نہ صرف ناگوار اور ناقابل برداشت ہیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ تیرے جیسا گھٹیا اور کمینہ انسان میری بیٹی کے قابل ہی نہیں ہے۔ بس تو یہاں سے دور ہو اور آئندہ میرے اور میری بیٹی کے سامنے آنے کی کوشش نہ کرنا۔ سمسون نے سلمیاہ کی ان سخت اور ناگوار باتوں کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور سلمیاہ کے گھر سے وہ چلا گیا تھا۔

یوناف اور قرطبہ تمنت ناتی بستی کے مغربی حصے میں نمودار ہوئے۔ اسی طرح ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور ابھی ابلیکا اس سے کچھ کہنے ہی والی تھی کہ یوناف نے پہلے ہی اسے مخاطب کر کے پوچھا۔ اے ابلیکا! اب جب کہ میں فلسطین کی اس بستی تمنت میں ہوں تو تم مجھے عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی تفصیل کہو کہ وہ کس طرح نیکی کے اس نمائندے سمسون کے خلاف حرکت میں آئے ہیں۔ ابلیکا بولی۔ اے یوناف! عزازیل اور اس کے ساتھی یہاں پہنچ تو چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک وہ سمسون کے خلاف عملی طور پر حرکت میں نہیں آئے۔ لیکن اس دوران سمسون ایک اور مصیبت اور دکھ میں مبتلا ہو گیا ہے۔ یوناف نے چونک کر پوچھا۔ کیسا دکھ اور تکلیف۔ اس کے جواب میں ابلیکا نے یوناف کو سمسون کی دومہ کے ساتھ شادی، امون اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ پہیلی کی شرط اور پھر وہ پہیلی ہار کر سلمیاہ کے گھر سے بے عزت کر کے نکل جانے کی حالات تفصیل سے کہہ دیئے تھے۔ اس پر یوناف کچھ دیر سوچتا رہا پھر وہ بولا۔

اے ابلیکا! میں سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر جب کہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں نے ابھی تک سمسون کے خلاف کوئی کاروائی ہی نہیں کی تو میں اور تم نے یہاں ارضِ فلسطین میں آ کر غلطی کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اب جب عزازیل اور اس کے ساتھی دو حصوں میں بٹے ہوئے ہیں میں بڑی آسانی کے ساتھ رزناش کو ٹھکانے لگا سکتا ہے۔ عزازیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ عارب بیوسہ اور ربیطہ کے ساتھ ارضِ فلسطین میں ہے۔ جب کہ رزناش کے پاس مغربی افریقہ میں اس وقت حب اور خونہ ہی ہیں۔ لہٰذا میں رزناش کا خاتمہ کرنے کے بعد ارضِ فلسطین میں آ کر عزازیل اور اس کے ساتھیوں سے سمسون کا دفاع کر سکتا ہوں۔

اے ابلیکا! اب تم ایک کام کرنا۔ تم مغربی افریقہ میں قریب رزناش اور خونہ پہ نگاہ رکھنا۔ اور جب وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہوں تو پھر دیکھنا میں کیسے رزناش پر حملہ آور ہو کر اس کا خاتمہ اور انجام خراب کرتا ہوں۔ اور رزناش کا خاتمہ کرنے کے بعد میں دوبارہ سمسون کی مدد کے لیے ارض فلسطین میں آ داخل ہوں گا۔ یوناف کے خاموش ہونے پر ابلیکا نے پوچھا۔ اے یوناف! تمہارا سارا لائحہ عمل درست ہے اور میں اس سے مکمل طور پر اتفاق بھی کرتی ہوں۔ لیکن اب اس وقت سمسون کا کیا کرنا چاہیے۔ جب کہ وہ سخت ضرورت مند ہے

یوناف نے پوچھا۔ اے ابلیکا! کیا ضرورت مند سے تمہارا مطلب یہ ہے کہ سمسون اپنی پہیلی والی شرط ہار گیا۔ اور فی الوقت اسے تیس کتانی جوڑوں کی سخت ضرورت ہے۔

ابلیکا نے اس بار گنگناتی ہوئی آواز میں کہا۔ ہاں میرا یہی مطلب ہے۔ اور سمسون کو یہ سامان فراہم کرنے کے لیے میرے پاس ایک عمدہ اور بہترین حل بھی ہے۔ یوناف نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ تمہارے پاس اس کا کیا حل ہے ابلیکا! بتاؤ تاکہ اسی کے مطابق سمسون کی مدد کی جا سکے۔ ابلیکا پھر بولی۔

اے یوناف! یہاں سے قریب ہی اسقلون نام کا ایک بہت بڑا قصبہ ہے۔ اس اسقلون کا شمالی حصہ کوہستانی ہے۔ اور ان کوہستانوں کی ایک غار کے اندر راہزنوں اور ڈکیتوں کا مسکن ہے اور لوگوں کو لوٹ لوٹ کر انہوں نے اس غار کے اندر بہت کچھ جمع کر رکھا ہے۔ وہ سب راہزن ہر وقت اس غار میں نہیں رہتے بلکہ ان کے کچھ ساتھی غار کی حفاظت کے لیے وہاں رہتے ہیں اور ان کی اکثریت تجارتی کاروانوں یا قافلوں کو لوٹنے کے لیے باہر ہی رہتی ہے۔ پس اے یوناف! میں اس غار کی طرف راہنمائی کر دوں گی۔ سمسون اس غار پر حملہ آور ہو اور تم اس کی مدد کرو تو سمسون اپنی شرط کے مطابق ان تیس جوانوں کو تیس کتانی جوڑے مہیا کر سکتا ہے۔ یوناف نے فوراً کہا۔ اے ابلیکا! میں اس کے لیے آمادہ ہوں۔ اب اس وقت تم مجھ سے یہ کہو کہ سمسون کہاں ہے۔

ابلیکا بولی۔ اے یوناف! سمسون اس وقت اس بستی کے شمالی حصے میں اپنی شرط ہارنے اور اپنے سسر اور بیوی سے ناراض ہو کر اپنی بستی صرعہ کی طرف جا رہا ہے۔ اس پر یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ اے ابلیکا! میں اس سے وہیں ملتا ہوں۔ اور اس سے مل کر معاملہ طے کرتا ہوں۔ پھر یوناف نے اپنے قریب کھڑی حسین قرطیبہ کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ اے قرطیبہ! تم نے ابلیکا کے ساتھ میری گفتگو سنی! تمہارا اس سے متعلق کیا خیال ہے؟ قرطیبہ نے اپنی کھنکھتی آواز اور رنگ و حسن بکھیرتی آواز میں کہا۔ اے یوناف! سمسون سے متعلق میں آپ اور ابلیکا کے فیصلوں سے مکمل طور پر اتفاق کرتی ہوں۔ لیکن جہاں تک روفاش کو ختم کرنے کا سوال ہے اس سے متعلق میں آپ سے بعد میں گفتگو کروں گی۔ اس لیے کہ روفاش کا خاتمہ کرنا آسان کام نہیں ہے۔ یہ ایک دشوار اور وقت طلب معاملہ ہے اور اس میں پڑنے والا خود بھی روفاش سے نقصان اٹھا سکتا ہے۔ قرطیبہ کی ان باتوں کے جواب میں ابلیکا نے اس سے پوچھا۔

اے قرطیبہ! پہلے یہ کہو! تم روفاش کے خاتمے پر خفا اور دکھی تو نہ ہو گی۔ قرطیبہ نے فوراً یوناف کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ ہرگز نہیں۔ میں تو خود چاہتی ہوں۔ کہ روفاش کا خاتمہ ہو یہ میری دلی خواہش ہے اور روفاش کے خاتمے پر مجھے اپنے ایک بدترین دشمن سے نجات مل جائے گی قرطیبہ کی ان باتوں پر یوناف خوش ہوا اور کہا۔ اے قرطیبہ! پہلے مجھے سمسون کا معاملہ طے کر لینے دو اس کے بعد جب میں روفاش کی طرف رجوع کیا تو ضرور تم سے مشورہ کروں گا۔ اس لیے کہ اس کے خاتمے کے لیے تمہارا مشورہ یقیناً میرے لیے سود مند ثابت ہو گا۔ اب آؤ سمسون کی طرف چلیں اور اس کا مسئلہ حل کریں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے قرطیبہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اپنی سری قوتوں کو اس نے استعمال کیا اور پھر وہ قرطیبہ کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

سلمیاہ سے ناراض ہو کر اور اس کے گھر سے نکل کر سمسون اپنی بستی صرعہ کی طرف جا رہا تھا کہ اس کے پیچھے تھوڑے سے ہی فاصلے پر یوناف قرطیبہ کے ساتھ نمودار ہوا اور پھر اس نے زور سے پکارا سمسون! سمسون! ٹھہرو! میری بات سنو! اس کے پکارنے پر سمسون رک گیا۔ پھر وہ مڑ کر یوناف اور قرطیبہ کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ یوناف اور قرطیبہ دونوں اس کے قریب آئے اور قبل اس کے کہ یوناف گفتگو کا آغاز کرتا۔ سمسون نے خود ہی یوناف کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اے اجنبی! میں نہیں جانتا تو کون ہے۔ اور کیوں تم نے آواز دے کر مجھے روکا ہے۔ تم دونوں ہی میرے لیے اجنبی ہو اور تم دونوں کے چہرے میرے لیے آشنا نہیں ہیں۔

یوناف، سمسون کے قریب ہوا اور اسے مخاطب کر کے کہا اے سمسون! میرا نام یوناف ہے، میرے ساتھ یہ میری بیوی قرطیبہ ہے۔ بس تم یہ سمجھو کہ ہم دونوں نیکی کے نمائندے ہیں اور اپنی بیوی کی وجہ سے تم نے جو شرط ہاری ہے اس سلسلے میں ہم دونوں تمہاری مدد کرنا چاہتے ہیں، سمسون کی غم اور دکھ کے باعث گردن جھک گئی۔ پھر اس نے ایک لمبی سانس لے کر اور آہ بھرتے ہوئے کہا۔ اگر وہ میری بچھیا کو ہل نہ جوتتے تو وہ کبھی بھی میری پہیلی نہ بوجھ سکتے تھے“ یوناف نے غور سے سمسون کی طرف دیکھا اور کہا۔ اے سمسون تم کھل کر کہو۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ میرے سامنے پہیلیاں نہ ڈالو۔ بچھیا سے تمہارا کیا مطلب اور اسے ہل جوتنے کا اشارہ کس طرف ہے۔ سمسون نے اس بار بڑے نرم اور کسی قدر پرسکون لہجے میں کہا۔ بچھیا سے مراد میری بیوی ہے۔ میرے کہنے کا مطلب ہے۔

کہ اگر وہ تیس عیار جو میرے رقیب ہیں دھوکہ دہی سے کام لے کر میری بیوی کو اپنے ساتھ ملا کر پہیلی کا جواب اس سے حاصل نہ کر لیتے تو وہ کبھی بھی اس پہیلی کو بوجھ نہ سکتے تھے۔ جو پہیلی میں نے ڈالی تھی اس کا جواب صرف مجھے اور میری بیوی کو معلوم تھا۔ پس میری بیوی نے پہیلی کا جواب انہیں بتا دیا۔ اس طرح اس نے نہ صرف ایک بیوی کی حیثیت سے میرے ساتھ دھوکا کیا ہے بلکہ..........

یوناف نے فوراً سمسون کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ بلکہ تمہیں مالی مشکلات سے بھی دوچار کر دیا ہے اس لیے کہ پہیلی بوجھ لینے کے بعد تم اپنے ان تیس رقیبوں کو کتانی جوڑے مہیا کرنے کے پابند ہو۔ اس انکشاف پر سمسون نے چونک کر یوناف کی طرف دیکھا پھر اس نے پوچھا۔ اے اپنے آپ کو نیکی کا نمائندہ کہنے والے تمہیں میرے حالات کی کیسے خبر ہوئی۔ یوناف نے آگے بڑھ کر سمسون کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ اے سمسون! نیکی کے ایک نمائندے کی حیثیت سے میں عموماً مافوق الفطرت انداز میں اور غیر متوقع طور پر بہت سے حالات جان جاتا ہوں۔ ایسے ہی میں تمہارے حالات بھی جان گیا ہوں۔ اور یہ حالات جاننے کے بعد اب میں تمہاری طرف آیا ہوں تاکہ تمہارے ان تیس رقیبوں کے لیے تیس کتانی جوڑے حاصل کرنے میں تمہاری مدد کروں۔ سو اے سمسون! تم میرے ساتھ اسقلون کی طرف چلو تاکہ وہاں سے تم میری راہنمائی میں اپنے لیے تیس کتانی جوڑے حاصل کر سکو۔ سمسون چند ثانیوں تک غور سے یوناف کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے کسی قدر تعجب خیز انداز میں پوچھا۔

اے یوناف! نیکی کے نمائندے کی حیثیت سے میں تمہارے ساتھ ہر جگہ جانے کو تیار ہوں پر تم پہلے مجھ سے یہ تو کہو کہ تم وہاں سے میرے لیے کیسے تیس کتانی جوڑے حاصل کر دو گے۔ یوناف نے نرم لہجے میں کہا۔ اے سمسون دیکھو اسقلون نام کی بستی سے باہر ایک کوہستانی غار کے اندر کچھ قاطع الطریق اور رہزن رہتے ہیں میں اور تم دونوں ان پر حملہ آور ہوں گے اور انہیں ان کے غار سے بھگا کر وہاں سے تم اپنے لیے تیس کتانی لباس حاصل کر لینا۔ اور اس طرح تم اپنی ہاری ہوئی شرط پوری کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ سمسون نے تعجب سے یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھا اے یوناف! ہم دونوں کیسے ان رہزنوں کے غار کو ان سے خالی کرا کر وہاں داخل ہو سکیں گے۔ اور اپنی مانگ اور شرط کے مطابق وہاں سے تیس کتانی لباس حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ یوناف نے پھر سمسون کی ڈھارس بندھائی اور کہا۔ اے سمسون یہ سارا کام تم مجھ پر چھوڑ دو۔ وہ غار میں خالی کرا دوں گا۔ پس تم اس غار میں داخل ہو کر اپنی شرط کا سامان حاصل کر لینا۔ بس تم ایک بار میرے ساتھ چلنے کی حامی بھر دو۔ سمسون نے خوشی کے اظہار میں کہا۔ اے یوناف! میں تو ابھی اور اسی وقت تمہارے ساتھ اسقلون کے اس غار کی طرف جانے کو تیار ہوں۔

پس سمسون کو ساتھ لے کر یوناف فوراً اسقلون کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ جب کہ یوناف کی ہدایات کے مطابق ابلیکا اسے اس غار کی طرف راہنمائی کر رہی تھی غار کے منہ پر جا کر یوناف نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔ اے سمسون تم یہیں غار کے منہ پر ہی کھڑے رہو۔ میں اندر داخل ہوتا ہوں اور وہاں رہزنوں کے جس قدر ساتھی بھی ہیں میں انہیں غار سے بھاگنے پر مجبور کر دوں گا۔ اس طرح جب وہ غار کے منہ سے نکل کر باہر جانا شروع ہوں گے تو تم ان پر اپنی تلوار برسا کر اس کا خاتمہ شروع کر دینا اور جب انکے سب ساتھیوں کا صفایا ہو جائے گا تو پھر تم غار میں داخل ہو کر اپنی پسندیدہ اشیاء وہاں سے حاصل کر لینا۔ سمسون نے کسی قدر مضحکہ خیز سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ اے میرے چارہ گر یہ طریقہ کار تو بہت اچھا ہے۔ اور بظاہر اس میں بہتری کے بڑے امکان بھی ہیں۔ پر میں تو اس فکر میں ہوں کہ کیونکر ایسا ممکن ہو گا کہ تم غار میں داخل ہو کر جس قدر بھی لوگ وہاں ہیں انہیں باہر بھاگنے پر مجبور کر دو۔ یوناف نے پھر سرگوشی کی۔ اے سمسون! تم اس امر کو بھول جاؤ کہ میں ان لوگوں کو غار سے باہر نکلنے پر کیسے مجبور کروں گا۔ یہ میرا کام ہے اور میں اپنا کام کرنا خوب جانتا ہوں۔ بس تم اپنے کام کے لیے مستعد رہو اور جو بھی غار سے نکلتا ہے اس کا کام تمام کرتے رہو۔ پھر دیکھنا کیسے ہم دونوں اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ سمسون اس بار یوناف کی پراعتماد باتوں سے بیحد متاثر ہوا تھا۔ لہٰذا اس نے فوراً اپنی تلوار کھینچ لی اور ممنونیت کے انداز میں اس نے یوناف کی طرف دیکھا اور دھیمی آواز میں کہا۔ میں غار سے باہر نکلنے والوں سے نمٹنے کے لیے تیار ہوں۔ جو بھی غار سے باہر نکلا میں اس کی گردن کاٹتا چلا جاؤں گا۔ اس طرح ان گنہگار رہزنوں کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ اور لوگ ان کی رہزنی سے محفوظ ہو جائیں بلکہ میرا کام بھی ہو جائے گا۔ پر اے یوناف! غار میں داخل ہونے سے قبل اپنی بیوی کو کسی محفوظ جگہ کھڑا کرتے جاؤ

تاکہ اس کی حفاظت سے میں اور تم دونوں بے فکر رہیں۔

یوناف نے ایک بار غور سے اپنے پہلو میں کھڑی قرطبیہ کی طرف دیکھا۔ پھر اس کے لبوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور سمسون سے اس نے کہا۔ اے سمسون! یہ قرطبیہ کوئی عام لڑکی نہیں ہے۔ مجھے یا تمہیں اس کی حفاظت کے لیے فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں اس لیے کہ یہ اپنی حفاظت کرنا خوب جانتی ہے۔ یہ تو میرے ساتھ اس غار میں داخل ہو گی اور ان رہزنوں کو باہر نکالنے میں میری معاون مددگار ثابت ہو گی۔ اب تم مستعد ہو جاؤ کہ میں غار میں داخل ہوتا ہوں۔ سمسون فوراً اپنی تلوار لہرا کر غار کے منہ پر کھڑا ہو گیا یوناف نے غار میں داخل ہوتے ہوئے قرطبیہ کے کان میں سرگوشی کی۔ قرطبیہ! قرطبیہ! تم غار میں داخل ہونے کے بعد اپنی چیتے کی ہیئت بدل لینا پھر دیکھنا غار کے اندر جس قدر بھی رہزن ہوئے وہ کیسے باہر اپنی موت کی طرف بھاگتے ہیں۔ جواب میں قرطبیہ کے چہرے پر نئے عید کی بشارتوں جیسی خوشگوار مسکراہٹ پھیل گئی تھی اس کی خوابوں سے بھری گہری جھیل آنکھوں میں ایک چمک پیدا ہو گئی تھی پھر اس نے اپنے لہجے کی بھرپور کھنک میں کہا۔

اے میرے رفیق! جیسا آپ چاہیں گے میں ایسا ہی کروں گی۔ یوناف نے جواب میں کچھ بھی نہ کہا۔ اس لیے کہ وہ دونوں غار میں اب کافی آگے بڑھ گئے تھے۔ اندر بیٹھے رہزنوں نے ان دونوں دیکھ لیا تھا۔ لہٰذا ان میں سے ایک نے روح و جسم کی دیواریں ہلا دینے والی ہولناک آواز میں پوچھا۔ تم دونوں کون ہو اور کیوں ہمارے اس غار میں داخل ہوئے ہو۔ لگتا ہے۔ تم دونوں ان علاقوں میں اجنبی ہو ورنہ اپنے آپ کو موت کے حوالے کرنے کے لیے تم یوں ہمارے غار میں بے دھڑک داخل ہو جاتے۔ جب وہ رہزن خاموش ہوا تب غار کے اندر یوناف کی آواز اپنی پوری ہولناکیوں کے ساتھ گونجی اے رہزنو! ہم دونوں اس لیے غار میں داخل ہوئے ہیں۔ تاکہ یہاں کے لوگوں کو تمہاری بدسرشت، تمہاری لوٹ مار اور تمہارے خاک و خون کے کھیل سے نجات ملے۔ قبل اس کے کہ اس غار کے اندر میں نعرہ وحشت بلند کروں۔ قبل اس کے کہ میں سیخ کا شعلہ بن کر تمہاری روحوں کو ودیعت کروں۔ قبل اس کے کہ میں آہن گر کی طرح تمہیں انگاروں کی بھٹی کے موج و گرداب میں ڈالوں۔ قبل اس کے اس غار کے اندر میں تم سب کی لوٹ گھسوٹ شروع کر دوں۔ تم سب اس غار کو خالی کر کے نکل بھاگو۔

یوناف کی اس گفتگو پر ان سب نے مضحکہ خیز قہقہے لگانے شروع کر دیئے تھے۔ پھر ان میں سے ایک اٹھا اپنی تلوار اس نے کھینچی اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ یہ دونوں شاید اپنے اپنے جسم کو سر دخالوں سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اے میرے ساتھیوں! دیکھو میں کیسے ان دونوں کے سر ان کے تن سے جدا کرتا ہوں اسی لمحہ یوناف نے قرطبیہ کی طرف دیکھتے ہوئے معنی خیز اشارہ کیا۔ اس پر قرطبیہ حرکات میں آئی اور چند ہی ساعتوں بعد یوناف کے پہلو میں جہاں ابلیکا کھڑی تھی وہاں ایک بہت بڑی جسامت کا خونخوار اور سیاہ رنگ کا چیتا نمودار ہو گیا تھا۔ ان رہزنوں نے جب اپنے سامنے اپنی آنکھوں سے قرطبیہ کو لڑکی سے چیتے میں تبدیل ہوتے دیکھا تو ان سب کی حالت راکھ کے کھیت، دھول کے کھلیان اور ریت کے اڑتے بگولوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ وہ ایسا محسوس کر رہے تھے جیسے کوئی ابلیس اپنی بدترین حالت میں ان کے سامنے ناچ اٹھا ہو۔

اور جو رہزن اپنی تلوار سونت کر یوناف اور قرطبیہ کی طرف بڑھا تھا۔ اس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر زمین پر گر گئی تھی۔ پھر وہ دہشت زدہ سے ہو کر سب اٹھ کھڑے ہوئے اور غار کے منہ کی طرف بھاگتے ہوئے وہ غار سے باہر نکلنا شروع ہو گئے تھے۔ جب کہ وہ باہر کھڑے سمسون نے ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ جب سارے ہی رہزن باہر نکل گئے۔ تب قرطبیہ اپنی اصل حالت میں آ گئی۔ اسے لے کر یوناف جب دوبارہ غار سے نکلا تو اس نے دیکھا غار کے منہ پر سمسون اپنی ننگی تلوار لیے کھڑا تھا۔ یوناف کو دیکھتے ہی سمسون نے اپنی تلوار ایک طرف پھینک دی۔ آگے بڑھ کر اس نے یوناف کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اور بڑی ممنونیت میں کہا۔ اے یوناف! تم واقعی ایک حیرت انگیز اور مافوق البشریت انسان ہو۔ جب تم اپنی بیوی کے ساتھ اس غار میں داخل ہوئے تھے تو میں تم دونوں کی سلامتی سے متعلق بے حد فکرمند تھا اور میں نے ارادہ کر لیا تھا۔ کہ اگر غار کے اندر رہزنوں نے تم دونوں پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو میں ضرور تم دونوں کی مدد کے لیے غار میں داخل ہو جاؤں گا۔

اے یوناف! تمہارے اور ان کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ میں سن سکا تھا۔ پھر گفتگو کے دوران مجھے یہ بھی احساس ہوا تھا کہ ایک رہزن نے اپنی تلوار سونت کر

تمہاری طرف بڑھا بھی تھا۔ اس موقع پر میں نے غار کے اندر داخل ہو کر تمہاری مدد کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ پھر نہ جانے تم نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا کہ وہ خوف سے لرزتے کانپتے اور شور و واویلا کرتے ہوئے غار سے باہر بھاگنے لگے تھے۔ پھر میں نے غار میں داخل ہونے کا ارادہ ترک کر کے غار سے نکل بھاگنے والوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ اور اے یوناف تم دیکھتے ہو کہ میں نے سب کا صفایا کر دیا ہے۔ سمسون سے علیحدہ ہونے کے بعد یوناف نے اس کا شانہ تھپتھپایا اور کہا۔ اے سمسون! میں نے تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ نیکی کے ایک نمائندے کی حیثیت میں ایک مافوق الفطرت انسان ہوں۔

اے سمسون! تم مجھے اپنے اس رب کی جو کائنات کی ہر شے کا ظاہر و باطن جانتا ہے جو ظاہر و خفیہ ہر شے کا علم رکھنے والا ہے۔ یہ رہزن اگر اس سے زیادہ ہوتے تب بھی میں انہیں نکال باہر کرتا ہے۔ اے سمسون! اگر میں نہ بھی ہوتا تو ان رہزنوں کو تو میری یہ بیوی قرطبیہ ہی غار سے بھگا سکتی تھی۔ اور سنو سمسون! اب جب کہ رہزن ذلت کی موت مارے جا چکے ہیں تو اس غار میں داخل ہو اور جس چیز کی ضرورت تم محسوس کرتے ہو اٹھا لو۔ سمسون نے ایک بار احسانمندی اور ممنونیت سے یوناف کی طرف دیکھا پھر اپنی خون آلود تلوار زمین پر رگڑ کر صاف کی اور اسے نیام میں کر کے وہ غار میں داخل ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد جب سمسون غار سے نکلا تو یوناف اور قرطبیہ نے دیکھا وہ ایک گٹھڑی اٹھائے ہوئے تھا۔ اس موقع پر یوناف نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

اے سمسون! اس گٹھڑی میں تم نے کیا کیا باندھا ہے۔ سمسون نے اس گٹھڑی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ اے میرے دوست اس گٹھڑی میں تیس کتانی جوڑے ہیں۔ اور کچھ نقدی جو ادھر ادھر بکھری پڑی تھی وہ بھی میں نے ایک تھیلی میں ڈال کر اس گٹھڑی کے اندر رکھ لی ہے۔ اس پر یوناف نے پوچھا۔ اے سمسون! کیا ان تیس کتانی جوڑوں کے علاوہ تو نے اپنے لیے وہاں سے کچھ بھی پسند نہ کیا۔ یہ تیس جوڑے تو تم ان تیس جوانوں کو دے دو گے۔ جن کے ساتھ تو نے شرط باندھ رکھی تھی پھر تیرے پاس کیا بچے گا۔ سمسون! بڑی انکساری میں کہا۔ اے میرے محسن! میرے عظیم دوست میں! لالچ کا قائل نہیں۔ یہ نقدی جو میں نے یہاں سے اٹھائی ہے اسے بھی میں لوگوں کی مدد کے علاوہ فلاحی کاموں پر خرچ کروں گا۔

اے یوناف! میرے بھائی! تم جانتے ہو گے کہ میں بنی اسرائیل کا قاضی بھی ہوں۔ لہذا مجھے لوگوں کی بہتری کے کام بھی کرنے پڑتے ہیں۔ میں قاضی نہ ہوتا تب بھی ایسے کام کرتا۔

اس غار سے میں نے کافی نقدی اٹھائی ہے۔ اور اسے میں یتیموں، مساکین، مسافروں اور دیگر ضرورت مندوں پر خرچ کروں گا۔ اس طرح لوگ میرے حق میں دعا کریں گے اور ان لوگوں کی دعائیں میرے حق میں میرے خداوند کی رضامندی اور خوشنودی کا باعث بنیں گی۔ اے یوناف کیا ہمیں اب یہاں سے چلنا نہ چاہیے۔

یوناف نے سمسون کی تائید کی۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ سمسون آؤ اب یہاں سے چلیں۔ تینوں اس کوہستانی سلسلے سے نکل کر پہلے اسقلون آئے اور وہاں سے وہ تمنت نام کی بستی میں داخل ہوئے اور اپنی شرط کے مطابق سمسون نے وہ تیس کتانی جوڑے ان تیس جوانوں کو دے دیئے جن کے ساتھ اس نے شرط باندھی تھی۔ اس کے بعد اس نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے عزیز بھائی! میرے عظیم محسن! میری خواہش ہے کہ تم میرے ساتھ میرے گھر چلو تاکہ میں چند دن تم دونوں میاں بیوی کی ضیافت و خدمت کروں۔ سنو میرے مہربانو! ہم گھر کے تین ہی افراد ہیں۔ میرے ماں باپ اور میں پس تم دونوں میرے ساتھ چلو۔ میرے ماں باپ تم دونوں کو دیکھ کر بے حد خوش ہوں گے۔ یوناف نے خوش دلی سے کہا۔ اے سمسون! میں تمہارے اس جذبے کی قدر کرتا ہوں۔ لیکن فی الوقت میں تمہارے ساتھ نہ جا سکوں گا۔ اس لیے کہ مجھے ابھی ایک بہت بڑے کام سے نمٹنا ہے۔ ہاں میں کبھی تم سے ملنے تمہارے ہاں ضرور آؤں گا۔ اور شاید یہ وقت بہت جلد آئے۔ اے سمسون اب تم اپنے گھر جاؤ۔ سمسون نے یوناف سے مصافحہ کیا اور پوچھا۔

اگر مجھے کبھی آپ سے ملنا ہو تو میں کہاں آپ سے مل سکتا ہوں۔ یوناف مسکرایا اور کہا سمسون! میرے بھائی! میں ایک خانہ بدوش انسان ہوں۔ بہرحال تم فکرمند نہ ہو۔ میں عنقریب تم سے ملنے خود ہی آ جاؤں گا۔ بس اب تم جاؤ۔ سمسون نے یوناف سے مصافحہ کیا۔ اور وہاں سے چلا گیا تھا۔ سمسون ابھی وہاں سے گیا ہی تھا کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر خوشگوار لمس دیا۔ پھر اس کی نغمے بکھیرتی ہوئی آواز سنائی دی۔ یوناف! یوناف! اگر تم روفاش سے نمٹنا چاہتے ہو تو یہ ایک بہترین موقع ہے۔ یوناف نے بے چینی اور بیتابی سے پوچھا اے ابلیکا! روفاش سے متعلق مجھے ذرا تفصیل سے کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔ ابلیکا پھر بولی اور کہا۔ اے یوناف روفاش اس وقت جھیل میروم کے کنارے کی شکار کی تلاش میں ہے۔ جب کہ قبا اور خوفر دونوں اس وقت سرائے میں قیام کیے ہوئے ہیں۔ ابلیکا

سے اپنی گفتگو مکمل ہونے کے بعد یوناف بولا اور قرطیبہ سے اس نے کہا۔

قرطیبہ! میں یہاں سے جھیل میرو کی طرف کوچ کر رہا ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ میں آج ہی جھیل میرو کے کنارے سے روفاش کا خاتمہ کر کے اس کی داستانوں کو ہمیشہ کے لیے زنگ آلود کر دوں گا۔ قرطیبہ بولی۔ آپ ضرور یہاں سے جھیل میرو کے کنارے کی طرف کوچ کریں۔ لیکن اس طرف جانے سے قبل مجھ پر آپ یہ انکشاف کیجیے کہ آپ اس پر کیسے قابو پائیں گے۔ اور کس طرح موت کی بیڑیاں اسے پہنائیں گے۔ یوناف نے کہا سنو! قرطیبہ! میں تمہیں وہ تجویز بتاتا ہوں جس کی تحت میں روفاش پر قابو پا کر اور اسے ٹھکانے لگانے میں کامیاب رہوں گا۔ سنو قرطیبہ جس جگہ اس وقت روفاش ہے اس سے تھوڑے سے فاصلے پر جنگل کے اندر میں ایک حصار بناؤں گا اور اس حصار پر اپنی سری قوتوں کا عمل کروں گا اس کے بعد میں اور تم اپنی صورتیں بدل کر اس طرف کا رخ کریں گے جہاں اس وقت روفاش ہے جب کہ ابلیکا اس کی طرف جانے میں ہماری مدد کرے گی۔

اور اے قرطیبہ! یہ بھی سنو! روفاش کی طرف جاتے وقت ہماری یہ شکل و صورت نہ ہو گی بلکہ ہم دونوں اپنی ہیت بدل کر اس کی طرف جائیں گے تاکہ وہ ہمیں پہچان نہ پائے۔ ظاہر کہ ہمیں دیکھ وہ چیتا ہمارا تعاقب کرے گا۔ اس موقع پر ہم دونوں اس حصار کی طرف بھاگیں جو جنگل کے اندر ہم نے پہلے سے کھینچ رکھا ہو گا۔ ہم دونوں اس حصار میں داخل ہو جائیں گے اور جب اس بڑے حصار کے اندر وہ چیتا بھی وہاں داخل ہو گا۔ اس کے وہاں داخل ہوتے ہی ہم وہاں سے نکل جائیں گے اور ساتھ ہی ساتھ میں اپنی سری قوتوں میں بھی حرکت میں لاؤں گا جن کی بنا پر روفاش اس حصار سے باہر نہ نکل سکے گا۔ اسی لمحہ میں حصار کی طرف بڑھوں گا اور تلوار مار کر چیتے کی گردن کاٹ دوں گا۔ پس گردن کٹ جانے کے بعد۔ روفاش کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو جائے گا۔

یوناف جب خاموش ہوا تو قرطیبہ نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے یوناف! آپ یقیناً کسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ چیتے کی گردن کاٹ کر آپ اس کا فیصلہ کر دیں گے۔ لیکن ایسا ہی نہیں ہے اگر چیتے کی آپ نے گردن کاٹ دی تو اس طرح روفاش کا تو خاتمہ نہ ہو گا۔ روفاش تو ویسے کا ویسا ہی رہے گا۔ اور اس کے بعد تو وہ میرے اور آپ کے لیے انتہائی مہلک اور خوفناک صورت اختیار کرے گا۔ جس طرح زخمی سانپ

ہر شے کو ڈستا چلا جاتا ہے۔ ایسے ہی روفاش بھی جنونی صورت اختیار کر لے گا۔ اور اس کا سب سے پہلا ہدف میں اور آپ ہو کر رہیں گے۔ یوناف نے قرطیبہ کی اس گفتگو کو بڑے غور اور دھیان سے سنا۔ پھر اس نے کچھ سوچا اور کسی نتیجے پر پہنچتے ہوئے اس نے قرطیبہ سے پوچھا۔

اے قرطیبہ اگر میں اس چیتے کا خاتمہ کرتا ہوں۔ تو اس سے روفاش کو کیوں نقصان نہ پہنچے گا اور وہ کیونکر اس کے بعد زندہ رہ سکے گا۔ قرطیبہ بولی اور کہا۔ اے یوناف! جب آپ اس چیتے کی گردن کاٹتے ہیں یا اسے کسی اور طرح سے مارتے ہیں تو چیتے کا ذہن تو اس وقت تک متحرک رہے گا۔ جب تک اس کے جسم سے روح نکل نہیں جاتی۔ بظاہر آپ کے اس پر حملہ آور ہوتے ہی اس کے جسم سے روح علیحدہ تو نہ ہو جائے گا۔ اور جب اس کا ذہن متحرک ہو گا تو وہ فوراً چیتے سے انسانی یا کوئی اور روپ دھار کر نہ صرف بچ نکلے گا۔ بلکہ آپ کے مقابل آ کھڑا ہو گا۔ آسان الفاظ میں اس کی مثال میں یوں دے سکتی ہوں کہ مثال کے طور پر آپ نے چیتے کی گردن کاٹ دی۔ اس کی گردن کٹتے ہی اس کے جسم سے روح تو نہ نکل جائے گی پس اس کی گردن کٹنے سے لے کر اس کے جسم سے روح نکلنے اور اس پر موت طاری ہونے تک کا وقفہ ہو گا اس کے دوران اس کا ذہن متحرک رہے گا۔ سو اپنی انہی بیدار ذہنی قوتوں کو عمل میں لا کر وہ کوئی دوسری صورت اختیار کر کے بچ نکلے گا۔ روفاش کا خاتمہ صرف اس وقت ہو سکتا ہے کہ جب وہ چیتے کے روپ میں ہم پر حملہ آور ہو تو پہلے ہی حملے اور پہلے جھٹکے میں اس کے ذہن کو مفلوج و بیکار بنا کر رکھ دیا جائے۔ صرف اسی صورت میں ہی روفاش پر موت طاری کی جا سکتی ہے کیونکہ اس کا ذہن جب معطل کر دیا جائے گا تو وہ ایک صورت سے نکل کر دوسری صورت میں جانے کا عمل نہ کر سکے گا۔ میں سمجھتی ہوں ایسا کوئی طریقہ نہیں جس سے کام لے کر پہلے ہی جھٹکے میں اس کی ذہنی قوتوں کو ہم معطل کر دیں۔ لہٰذا میں سمجھتی ہوں کہ روفاش کا خاتمہ اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ اور بولی۔ اے یوناف! یہ قرطیبہ ٹھیک کہتی ہے۔ روفاش کا تم اس وقت تک خاتمہ نہیں کر سکتے جب تک تم اس کی ذہنی قوتوں کو معطل نہیں کر دیتے اور ایسا کرنے کا طریقہ کار تمہیں میں سمجھا دیتی ہوں۔ یوناف بولا۔

اسے ابلیکا! تمہارا شکریہ کہ تم بروقت مشورہ دینے کے لیے وارد ہوئی۔ پر میں نے روفاش کو ختم کرنے کا طریقہ سوچ لیا ہے۔ ابلیکا نے اس بار مسکراتی ہوئی آواز میں پوچھا۔ وہ طریقہ کار بتاؤ کہ تو سہی تاکہ میں بھی تو سنوں۔ یوناف نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اسے ابلیکا! قرطبیہ کی اس گفتگو نے روفاش کے خاتمے سے متعلق حل سوچنے میں میری مدد کر دی ہے۔ اسے ابلیکا! اب جو طریقہ کار استعمال کر کے میں روفاش کا خاتمہ کروں گا اسے تم اور قرطبیہ اب غور سے سنو۔ اب میں اور قرطبیہ یہاں سے افریقہ کی طرف کوچ کریں گے۔ اسے ابلیکا! تم ہماری وہاں تک راہنمائی کرنا۔ جہاں اس وقت روفاش چیتے کی صورت میں موجود ہے۔ میں اپنی سری قوتوں کو استعمال کر کے اور انسانی و حیوانی نگاہوں سے اپنے اور قرطبیہ کو اوجھل رکھ کر جہاں چیتے کی صورت میں روفاش ہو گا۔ وہاں کے گرد میں دو حصار کھینچوں گا۔

ایک حصار روفاش کو وہاں محصور رکھنے کا ہو گا تاکہ وہ وہاں سے نکل کر بھاگ نہ سکے دوسرا حصار اس کی ذہنی قوتوں کو معطل اور مسمار کرنے کے لیے ہو گا۔ اور اس حصار سے روفاش کے شعور و لاشعور دونوں ہی ختم ہو جائیں گے۔ ایسا کرنے کے بعد میں قرطبیہ کو تو انسانی و حیوانی نگاہ سے اوجھل ہی رکھوں گا۔ جب کہ میں اکیلا چیتے کے سامنے نمودار ہوں گا اور اس پر حملہ کر کے اس کا خاتمہ کر دوں گا اور اس کے جسم اور کھوپڑی کے پرخچے اڑا دوں گا۔ اور جب تک اس پر موت واقع نہیں ہو جاتی اس وقت تک میں اپنے اس حصار کو ختم نہ کروں گا جس نے روفاش کے ذہن کو معطل کر رکھا ہو گا۔ ذرا جب میں دیکھوں گا کہ اس کی روح اور جسم کا تعلق رابطہ منقطع ہو گیا ہے تو پھر میں اپنا وہ حصار ختم کر دوں گا۔ اب بولو اس طرح میں روفاش کو ختم کر سکوں گا یا نہیں۔ قرطبیہ نے کسی قدر مطمئن انداز میں کہا۔ یہ طریقہ کار استعمال کر کے آپ یقیناً روفاش کو ختم کر سکتے ہیں۔ قرطبیہ ذرا دم لے کر اپنی بات جاری رکھے ہوئے تھی۔

اسے یوناف! روفاش کے ختم ہونے اور اس کے مر جانے اور ہمیشہ کے لیے ہمارے پیچھے سے اتر جانے کی ایک نشانی بھی ہے اور وہ یہ کہ جس وقت چیتے کی حالت میں اسے آپ ماریں تو جب اس چیتے کی لاش ہڈیوں سمیت کالے رنگ کا سیال مادہ بن کر بہہ جائے۔ تب آپ یقین کر سکتے ہیں کہ روفاش ختم ہو چکا ہے۔ یوناف نے مطمئن انداز

میں کہا۔ اسے قرطبیہ! میں تمہاری اس راہنمائی کا ممنون ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے پکارا۔ ابلیکا! ابلیکا۔ کیا اب ہم یہاں سے کوچ کریں! ابلیکا نے فوراً اپنا حریری لمس یوناف کی گردن پر دیا اور بولی۔ ہاں یوناف! اب ضرور افریقہ کی طرف کوچ کرو۔ اس لیے کہ روفاش اس وقت جھیل میرو کے کنارے کلوا نام کی بستی اور سرائے کے درمیان گھات لگائے بیٹھا ہے تاکہ اگر کوئی مسافر یا بستی کا آدمی وہاں سے گزرے تو اسے اپنا شکار اور ہدف بنا سکے چلو کوچ کرو۔ میں تمہاری راہنمائی کرتی ہوں۔ ابلیکا سے گفتگو کا سلسلہ منقطع کر کے یوناف نے قرطبیہ کو مخاطب کر کے کہا۔ آؤ قرطبیہ! یہاں سے کوچ کریں۔ قرطبیہ نے جواب میں فوراً آگے بڑھ کر یوناف کا ہاتھ اپنے نرم و نازک ہاتھ میں لے لیا تھا۔ پھر یوناف اپنی قوتوں کو حرکت میں لایا۔ اور وہ دونوں وہاں سے روپوش ہو گئے تھے۔

سیاہ رنگ کا وہ خوفناک اور غیر معمولی جسامت کا چیتا بستی سے سرائے کی طرف جانے والے راستے کے کنارے نرسل کے ایک جھنڈ کی اوٹ میں بیٹھا تھا کہ یوناف نے اپنے آپ اور قرطبیہ کو انسانی و حیوانی نگاہوں سے اوجھل ہی رکھتے ہوئے اس کے گرد حصار کھینچ دیا تھا۔ اور ان حصار کے کھینچے پر اس چیتے کی حالت ایسی ہو گئی تھی۔ گویا اس پر نشہ طاری ہو گیا ہو۔ یا وہ اپنے اطراف اور دنیا و مافیہا سے بالکل قطع تعلق ہو کر رہ گیا ہو۔ اس کے علاوہ اس نے بے سدھ اور نیم بے ہوشی کے سے انداز میں اپنا سرا اپنے سامنے پھیلے دونوں پنجوں پر ڈال دیا تھا۔ اچانک یوناف اس چیتے کے قریب اس حالت میں نمودار ہوا کہ اس کے ہاتھ میں اپنی ننگی تلوار تھی۔ اس کے چہرے پر امید و عزم کی تابانی اور طوفانوں سے لڑنے اور بجلیوں سے کھیلنے کے ارادے اور تلاطم کی سی سختی تھی۔ اس کی آنکھوں کے اندر ذہنوں کو پگھلا دینے والی آنچ اور اندھیروں کو ڈستی اجالے کی کرنیں تھی۔

یوناف جب اس چیتے کے پاس نمودار ہوا تو اس نے یوناف کو ایک بار اپنی سلگتی ہوئی آنکھوں سے دیکھا۔ اتنی دیر تک یوناف نے اپنی تلوار بلند کر کے اس پر گرا دی تھی فضاؤں کے اندر چیتے کی دلوں کو ہلا دینے والی ایک دھاڑ بلند ہوئی تھی۔ اس کے بعد وہاں خاموشی طاری ہو گئی تھی۔ اس لیے کہ یوناف کے وار کرنے پر اس چیتے کی گردن کٹ

Uploaded By Muhammad Nadeem

کر علیحدہ ہو گئی تھی۔ پھر یوناف نے اپنا دوسرا اور تیسرا وار کیا اور چیتے کی کھوپڑی کو اس نے
پاش پاش کر کے رکھ دیا تھا۔ اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور بے چین سی آواز
میں اس نے کہا۔ اے یوناف! رات کی تاریکی اس چیتے کی دھاڑ ایک طرف بستی میں اور دوسری
طرف سرائے میں سنی گئی تھی۔ چیتے کی ایسی دھاڑ بستی والوں نے پہلے کبھی نہ سنی تھی لہٰذا وہ
اس پر خوف زدہ اور پریشان ہیں۔ اور اسے کوئی غیر معمولی واقعہ سمجھ رہے ہیں۔ دوسری
طرف سرائے میں بیٹھے قبد اور خوفنہ بھی فکر مند ہیں۔ انہوں نے یہ تاثر لیا ہے کہ شاید چیتے
پر کوئی حملہ آور ہوا ہے اور وہ بھی ادھر کا رخ کر رہے ہیں اور تھوڑی دیر
تک وہاں نمودار ہوں گے

ابلیکا نے ابھی اپنی گفتگو ختم کی ہی تھی کہ قبد اور خوفنہ وہاں نمودار ہوئے۔ قبد
نے جب چیتے کو وہاں مرے ہوئے دیکھا تو یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔ اے
میرے قدیم دشمن! جس وقت میں نے سرائے کے اندر چیتے کی دھاڑ سنی تھی۔ اسی وقت
ہی مجھے شک ہو گیا تھا کہ ضرور تم ہی چیتے پر حملہ آور ہوئے ہو گے۔ اور یہاں آ کر
میرے شکوک درست ہوئے کہ چیتے پر حملہ آور ہونے والے تم ہی ہو۔ لیکن تم پکا مجھے
ہو کہ تمہارے یوں اس چیتے پر حملہ آور ہونے۔ اور اسے ٹکڑوں میں تبدیل کرنے کے بعد
تم روفاش کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے ہو۔ ہرگز نہیں۔ تم کبھی بھی ایسا نہیں کر سکتے
اس موقع پر یوناف رگ رگ میں برق دوڑا دینے والے انداز میں بولا اے احمق
اور بیوقوف قبد! ابھی تمہاری ساری غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں کہ میں نے روفاش
کو ختم کر دیا ہے یا نہیں۔

اسی لمحہ چیتے کی لاش تحلیل ہو کر گاڑھے سیاہ رنگ کے محلول کی صورت میں زمین
پر بہہ کر پھیل گئی تھی اور پھر آہستہ آہستہ وہ سیاہ محلول زمین میں جذب ہو گیا تھا۔ پھر
رات کے اس سرد سناٹے میں یوناف کا ایک ہولناک اور بھیانک قہقہہ بلند ہوا۔ اور
اس کے بعد اس نے قبد اور خوفنہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اے ابلیس زادو! کیا
اب بھی تم دونوں کو یقین نہیں ہے کہ میں روفاش کو ختم کرنے میں کامیاب ہو چکا
ہوں۔ چیتے کی لاش کو یوں بہہ جانے پر قبد اور خوفنہ کی حالت ریگستانی ویرانیوں
اور عدم کی سرگوشیوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر قبد نے سلگتی دوپہر اور سالا فکی

گرماہٹ جیسے انداز میں یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ اے یوناف! تو نے واقعی روفاش
کو ختم کر دیا۔ آہ تو نے ہمیں ایک عمدہ ساتھی اور بہترین معاون سے محروم کر دیا ہے۔
پر یاد رکھو روفاش کو یوں ختم کرنے کے بعد آج تم بھی میرے اور خوفنہ کے ہاتھوں سے
بچ کر نہ جا سکو گے۔ آج ہم تمہیں ایسا روگ دیں گے جو تمہاری زیست کو مرگ اور تمہاری
صداؤں کو گونجتے واہموں میں تبدیل کر کے رکھ دے۔

یوناف نے فوراً اپنا کوئی عمل کیا اور اسی لمحہ قرطیہ قبد اور خوفنہ کے پیچھے نمودار ہوئی
پر ابھی ایسا ہوا ہی تھا کہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے علاوہ عارب، بوسہ اور بینطہ کے
ساتھ نمودار ہوا آتے ہی اس نے ہولناک انداز میں قرطیہ کی گردن پکڑ لی اور اس کے
ساتھ ہی آگ کا ایک ہولناک الاؤ سا نمودار ہوا۔ اور عزازیل۔ قرطیہ آسمان کی طرف
بلند ہوئے آگ کے ان شعلوں میں روپوش ہو گئے تھے۔ اس اچانک تبدیلی پر یوناف
حرکت میں آیا۔ اپنی تلوار پر اس نے اپنا سری عمل کیا اور پھر اپنے گرد اس نے ایک وسیع
حصار کھینچ لیا تھا اور اس کے بعد قرطیہ کی مدد کے لیے وہ عزازیل کے خلاف حرکت
میں آنے لگا تھا کہ اچانک وہاں نمودار ہونے والی آگ ختم ہو گئی۔ اور اب قرطیہ
کے بجائے وہاں صرف عزازیل کھڑا مسکرا رہا تھا۔ پھر عزازیل نے اپنی طوفانی اور سیلابی
آواز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے نیکی کے گماشتے! تو نے دیکھا اگر تو نے روفاش کا خاتمہ کر دیا ہے۔ تو ہم نے
قرطیہ کا خاتمہ کر کے موقع پر ہی تم سے انتقام لے لیا ہے۔ قسم مجھے اس خداوند کی جس کے
علاوہ میں کسی اور کا خوف اپنے دل میں نہیں رکھتا۔ اگر تو نے آج اس موقع پر اپنے
گرد حصار نہ بنا لیا ہوتا تو میں تیری حالت، ریت کے انبار، گم گشتہ منزل، فنا پذیر اجالوں
اور کاندھوں پر رکھی ہوئی صلیبوں جیسی بنا کر رکھ دیتا اس کے ساتھ عزازیل نے اپنے
ان سارے ساتھیوں کو اپنا کوئی مخصوص اشارہ کیا اور وہ سب یوں وہاں سے غائب
ہو گئے تھے۔ جیسے رات کی سرد تاریکیوں کے اندر دھواں تحلیل ہو کر نگاہوں سے اوجل
ہو گیا۔ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے چلے جانے کے بعد ابلیکا نے یوناف کی گردن
پر لمس دیا۔ اور پھر اس نے تلخیٔ حیات اور رنج و غم میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔
یوناف یوناف! قرطیہ کی موت کا دکھ اور غم ہے۔ کاش ہم دونوں اس کے لیے

کچھ کر سکتے آہ یہ عزازیل بدبخت ایسے برے موقعہ پر نمودار ہوا اور قرطیبہ پر ایسی گرفت کر گئے اس پر موت طاری کی کہ ہم دونوں اس کی کوئی مدد ہی نہ کر سکے۔ آہ وہ ایک خوبصورت اچھی اور محبت کرنے والی لڑکی تھی۔ برا ہو اس عزازیل کا کہ اس نے آتے ہی قرطیبہ ہی کو آدبوچا اور نہ جانے کیا مافوق الفطرت طریقہ اس کے خلاف استعمال کیا کہ اس کا کام تمام کر کے رکھ دیا۔ کاش میں اس کا دفاع کر سکتی۔ کاش ہم دونوں ہی اس کے لیے کچھ کر سکتے آہ وہ بچاری اپنی شادی کے بعد چند ہی دن ہمارے ساتھ رہی موت اس پر غالب آگئی۔ اس کی باتوں میں مٹھاس، اس کے رویے میں چاہتیں اور اس کی باتوں میں رس تھا۔ آہ قرطیبہ۔

ابلیکا کی گفتگو سن کر یوناف کی حالت گم سم راہوں، سوچیں لیے قافلوں، ہجر کی بے رنگ دھول اور پارینہ در و دیواروں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر اس نے ڈوبتی آواز اور بکھرے بکھرے سے لہجے میں کہا۔ اے ابلیکا! یہ جہان خیر و شر سب عارضی اور فانی ہے۔ یہ رابطے یہ ضابطے، یہ ہمراہیاں یہ گمراہیاں۔ یہ ظلم کے گہرے اندھیرے، یہ چاند تاروں کا نور یہ بادلوں میں چھپ کر گاتے طیور، یہ سرگوشیوں کے جال بنتی ہوائیں، یہ پر لطف ساحلوں پر گونجتے نغمے اور یادوں کے لیے قافلے یہ شریانوں میں جل تھل خون اور یہ خوشیوں کے رنگ رنگیلے میلے ایک روز سب فنا ہو جائیں گے اس روز اگر کسی کے کام کوئی چیز آ سکے گی تو وہ اس کی نیکیاں اور اس کے اچھے اعمال ہوں گے۔ جو حشر کے میدان میں ایک نور کی صورت میں اس کے اندھیروں اور تاریکیوں کو روشن کر کے رکھ دیں گے۔ آہ اس جہاں کا کھیل ایسے ہی چلتا رہے گا۔ کوئی ملتا رہے گا۔ کوئی بچھڑتا رہے گا۔ کسی کی قسمت میں منحوس ساعتیں لکھی جاتی رہیں گی اور کوئی خوش کن اور ثمر آور ہوتا رہے گا۔

اے ابلیکا! یہ جہاں اپنے ازل سے روز جزا تک ایسے ہی نشیب و فراز سے گزرتا رہے گا قرطیبہ کی صورت میں مجھے زندگی کا ایک بہترین ساتھی ملا تھا۔ اے ابلیکا اس کی روح کی ضو میں دودھ کے جل تھل مشکیزے جیسا سکون، اس کے بدن کی لو میں اطمینان کے پیغام۔ اس کی آنکھوں میں ساحرانہ فضا اور اس کے شباب میں خوشبو کا ریلہ تھا۔ اب جب کہ وہ میرے پاس نہیں رہی تو میں اس کی یادوں کے صفحات الٹنے پر مجبور ہو گیا ہوں کاش جس وقت قب اور حنونہ یہاں آئے تھے تو میں قرطیبہ کو نگاہوں سے اوجھل ہی رہنے دیتا۔ اسے ظاہر نہ کرتا۔ برا ہو اس عزازیل کا یہ شاید اسی کی تاک میں تھا جونہی قرطیبہ۔

ظاہر اور نمودار ہوئی۔ اس نے اسے آدبوچا اور اس کا کام تمام کر کے رکھ دیا۔ اے ابلیکا ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی جب میں روفاش کو اس قدر مشکل اور تگ و دو کے بعد ختم کرنے میں کامیاب ہو سکا ہوں تو عزازیل نے قرطیبہ کو یوں لمحوں اور ساعتوں کے اندر کیسے ختم کر کے رکھ دیا۔ کیا وہ اس موقع پر اپنی ذہنی قوتوں کو حرکت میں لا کر کوئی دوسری صورت اختیار کر کے اپنا آپ بچا نہ سکتی تھی۔ یقیناً وہ ایسا کر سکتی تھی اور اسے کرنا چاہیے تھا۔

اے ابلیکا! قرطیبہ اگر اپنے لیے زندہ نہ رہنا چاہتی تھی تو اس نے میری خاطر ہی ایسا کیا ہوتا اور اپنا آپ بچا کر نکل گئی ہوتی کیونکہ دوسرے شیاطین کی طرح وہ بھی تو بے شمار قوتوں کی تو مالک ہے۔ اور ایسے موقع پر وہ عزازیل سے یقیناً اپنا بچاؤ کر سکتی تھی۔ اے ابلیکا! کاش جس طرح عارب کے ساتھ یوسا اور سینطہ کی صورت میں دو رفیقہ اور مددگار و معاون ہیں۔ ایسے ہی قرطیبہ بھی میرے ساتھ ایک طویل عرصہ تک رہ سکتی۔ اس کی اور میری ہمراہی اس کا اور میرا ساتھ ایسے ہی ثابت ہوتا جیسے جان سرفروشاں جیسے ندی اور ساحل جیسے چاند اور کرنیں۔ آہ اس کی گہری نیلی آنکھیں، اس کی سنبلیں زلفیں اس کا ساحرانہ کلام، اس کا لحن مغنی، اس کا طراوت لگی چہرہ، اس کا کافرانہ تمکنت، اس کا رخ سے تراشا شفاف بدن اس کے لبوں کی بھیگی کلیاں، اس کی عنبر آلود پیشانی اور اس کی تزئین حیا ایک عرصہ تک میری روح کا روگ اور میری جان کا وبال بنے رہیں گے میں مجسم انتظار سراپا اضطراب صرصر بدلی دوپہروں اور گمبھیر خاموشیوں کے اندر دھکے کھاتا پھروں گا۔ اس کے جسم کی لذت بکھری کرچیوں اور بوسیدہ اوراق کی طرح میرا تعاقب کرتی رہے گی۔

یوناف جب خاموش ہوا تو ابلیکا نے پوچھا۔ اے یوناف! اب جب کہ عزازیل اپنا کام کر کے جا چکا ہے تو اب تمہارا کیا ارادہ ہے۔ یوناف جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اسے کچھ لوگوں کا شور دکھائی دیا۔ اتنے میں بستی کی طرف سے بہت سے لوگ نمودار ہوئے ان کے ہاتھوں میں مشعلیں اور ہتھیار تھے۔ اس وقت سرائے کی طرف سے بھی کچھ لوگ آتے دکھائی دیے ان میں سرائے کا مالک مرشس بھی تھا۔ وہ لوگ بھی ہتھیار اور مشعلیں اٹھائے ہوئے تھے۔ ان کی طرف دیکھتے ہوئے یوناف نے اپنا حصار ختم کر

دیا۔ اور بستی کی طرف سے سرادر سرائے کی جانب سے آنے والے لوگ وہاں جمع ہوئے تب یوناف نے بلند آواز میں انہیں مخاطب کر کے کہا۔ اے کوا کے رہنے والو! دیگر بستیوں تک بھی یہ خوشخبری پھیلا دو کہ اس چیتے کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ وہ دو نر مادہ تھے اور سردار مجتا کی بیٹی قرلیہ اور بیٹے رد فاش کے روپ میں کام کر رہے تھے۔ اب ان سے کوئی خطرہ نہیں رکھے۔

اے کوا کے رہنے والے۔ اب غار کے اوپر بنے ہوئے چیتے کے بت کو گرا کر توڑ دو۔ اب تم لوگ بلا خطرہ غار کے اندر بھی جا سکتے ہو۔ اب تم لوگوں کو اس چیتے کے لیے غار سے باہر جانور باندھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ پھر یوناف نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں وہ چیتا سیاہ مائع کی طرح بہہ گیا تھا اور کہا۔ یہ مافوق الفطرت چیتا ایک کالے رنگ کی سیال کی صورت اختیار کر کے بہہ گیا ہے۔ اس پر لوگوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ پھر بستی کے کچھ بوڑھے یوناف کے قریب آئے اور ان میں سے ایک نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

اے یوناف! اب جب کہ مجتا مر چکا ہے۔ اور ہماری بستی کا کوئی سردار نہیں لہٰذا ہم تمہیں اپنی بستی کا سردار بناتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ تم بستی کے بہترین مفاد میں کام کرو گے۔ یوناف نے اپنی جان بچانے کی خاطر کہا۔ اے کوا کے رہنے والو! مجھے اکثر کئی کئی روز بدی اور برائی کے خلاف جہاد کرنے کے لیے باہر رہنا ہوتا ہے پھر میں کیونکر بستی کے سردار کی حیثیت سے کام کر سکوں گا۔

اس پر ایک بوڑھے نے آگے بڑھ کر یوناف کے ہاتھ پکڑ کر ہوا میں بلند کرتے ہوئے کہا اے یوناف! تم جتنا عرصہ چاہے بستی سے باہر رہ لیا کرو۔ پر آج کے بعد تم ہی ہماری بستی کے سردار ہو اور ہر کام تمہارے ہی مشورے سے کیا جایا کرے گا۔ اب تم اس سے انکار نہیں کر سکتے ہو۔ اس لیے کہ ہمیں بستی کا سردار بنانے کے لیے تم سے بہتر کوئی شخص نہیں مل سکتا۔ اب تم ہمارے سردار کی حیثیت سے سردار مجتا کی حویلی میں رہا کرو گے۔ اس کے ساتھ ہی اس بوڑھے کے اشارے پر کچھ لوگوں کے جوانوں نے آگے بڑھ کر یوناف کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔ پھر وہ بلند آوازوں میں یوناف کے حق میں نعرے بلند کرتے اور لوگوں کو چیتے کے ختم ہو جانے کی خوشخبری دیتے ہوئے بستی کی طرف جا رہے تھے۔

سمسون کی بیوی اپنے باپ سلمیاہ اور اپنی ماں دانی کے ساتھ گھر میں بیٹھی ہوئی تھی کہ عزازیل ایک انتہائی طاقتور اور دراز جوان کی شکل و صورت میں۔ ان کے گھر میں داخل ہوا۔ وہ سلمیاہ کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے سلمیاہ! میرا نام عزازیل ہے۔ اور میں ان سرزمینوں میں اجنبی ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ صرعہ نام کی بستی کے ایک اسرائیلی نے تمہاری اور تمہاری بیٹی کی سخت بے عزتی کی ہے اور توہین کی ہے۔ جب کہ تمہاری بیوی دومہ اس کی بیوی تھی۔

اے سلمیاہ! ایک فلستی کی حیثیت سے یہ واقعہ میرے لیے ناقابلِ برداشت ہے اسی لیے میں تیری مدد کے لیے آیا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تو سمسون کو اس کے کیے کی سزا دے۔ اور وہ یوں کہ تو اب اپنی بیٹی دومہ کی شادی امون نام کے اس جوان سے کر دے جسے ہر اکر سمسون نے دومہ کو جیتا تھا۔ اس طرح سمسون سے بے عزتی کا بہترین بدلہ لیا جا سکتا ہے۔ اور اے سلمیاہ ایسا کر کے تو سمسون کو ایک اذیت اور کرب میں ڈال سکتا ہے۔ اور اسے یہ احساس دلا سکتا ہے۔ کہ بے عزتی و توہین کا بدلہ اس طرح بھی لیا جا سکتا ہے۔

عزازیل کے خاموش ہونے پر سلمیاہ نے کہا۔ اے عزازیل! اگر میرے لیے تم اجنبی ہے۔ لیکن تمہارا یہ انکشاف کہ تم فلستی ہو تمہیں اپنا اور شناساؤں میں شمار کرتا ہے۔ اے عزازیل! سمسون کو دکھ اور کرب میں مبتلا کرنے کے لیے تمہاری تجویز تو بہترین ہے پر یہ قابلِ عمل نہیں

ہے۔ اس لیے کہ شاید تو نہیں جانتا سمسون کیسا طاقتور اور زور آور ہے۔ وہ ایسا بلا کا انسان ہے کہ درختوں کو جڑھ سے اکھاڑ پھینکے اور بڑی بڑی عمارتوں کو دھکا دے کر گرا مارے۔ اگر میں نے دومہ کی شادی امون کے ساتھ کر دی تو وہ سمسون ہم تینوں میں سے کسی کو نہ چھوڑے گا اور ہم تینوں کا کام تمام کر کے رکھ دے گا۔ اس نے عزازیل نے اپنا کام نکالنے کے لیے سلمیاہ کو ڈھارس دی اور کہا۔

اے سلمیاہ! تو ابھی اور اسی وقت میری موجودگی میں اپنی بیٹی دومہ کی شادی امون سے کر دے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ سمسون تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا۔ اور اگر پھر بھی میری باتوں پر تیرا اعتبار نہ ہو تو دیکھ میں تجھے اس کا عمل ثبوت دیتا ہوں۔ پھر عزازیل صحن میں بندھی ہوئی گائے کے پاس گیا اور اس کی گردن پر ہاتھ ڈال کر اس نے صرف ایک ہاتھ سے گائے کو فضا میں کافی بلند کر دیا تھا دوبارہ گائے کو زمین پر رکھنے کے بعد عزازیل سلمیاہ کے پاس آیا اور کہا۔ اے سلمیاہ! تو نے میری طاقت اور قوت کا مظاہرہ بھی دیکھا۔ اب تیرا کیا اندازہ ہے کیا میں سمسون سے طاقت میں کم ہوں اس سلمیاہ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے عزازیل! تم کسی بھی طور سمسون سے کم نہیں ہو۔ عزازیل نے فوراً بات بڑھاتے ہوئے کہا اگر تم دیکھتے ہو کہ میں سمسون سے کم نہیں تو پھر تم اپنی دومہ کی شادی امون سے کر دو۔ اے سلمیاہ! میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ سمسون تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہ سکے گا۔ اور اگر سمسون نے تمہارے خلاف حرکت میں آنے کی کوشش کی تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں سمسون کو مار مار کر تمہارے گھر سے بھاگ جانے پر مجبور کر دوں گا۔ سلمیاہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اب مجھے تمہاری طرف سے اطمینان ہے اب میں ضرور دومہ کی شادی امون سے کر کے سمسون کو اذیتناک سبق دوں گا۔ اس پر عزازیل نے کہا۔ میں اب جاتا ہوں اور میں کچھ عرصہ تمنت میں رہوں گا۔ تاکہ سمسون کے خلاف تمہاری حفاظت و مدد کر سکوں۔ سلمیاہ بچارہ تو عزازیل سے پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ وہ کہاں رہتا ہے۔ اور اس سے کہاں ملا جا سکتا ہے۔ پر عزازیل تیزی کے ساتھ وہاں سے نکل گیا تھا اسی روز شام کے وقت سلمیاہ نے سمسون کی بیوی اور اپنی بیٹی دومہ کی شادی عزازیل کے کہنے پر امون سے کر دی تھی۔

کچھ ہی دن بعد سمسون بکری کا ایک بچہ لے کر سلمیاہ کے ہاں گیا تاکہ اپنی ناراض بیوی کو راضی کرے۔ دروازے کے قریب ہی سلمیاہ اسے ملا۔ اور سلمیاہ نے سمسون کو مخاطب کر کے کہا۔ اے سمسون تو کدھر آیا ہے اور کیوں میرے گھر میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ سمسون نے حیرت سے سلمیاہ کی طرف دیکھا اور کہا۔ اے میرے بزرگ اس گھر میں میری بیوی دومہ رہتی ہے۔ جو تمہاری بیٹی ہے میں اسی سے ملنے کے لیے آیا ہوں۔ سلمیاہ نے غصے اور غضب کی حالت میں کہا۔ اب تو اس حویلی میں داخل نہیں ہو سکتا سمسون! اسلئے کہ دومہ کی شادی میں نے امون سے کر دی۔ سمسون نے اپنے ہاتھوں میں پکڑا ہوا بکری کا بچہ زمین پر پھینک دیا اور غضب آلود حالت میں اس نے پوچھا۔

اے سلمیاہ! تو نے کس بناء پر میری بیوی کی شادی امونؔ سے کر دی ہے۔ جب کہ تو جانتا ہے کہ وہ میرے نکاح میں ہے۔ اے سلمیاہ۔ تو فلستی قوم کا ایک فرد ہے اور ایسا کر کے نہ صرف تم نے فلستی قوم کو ذلیل و رسوا کر لیا کیا اپنی بھی کمینگی اور ذالت کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ اے سلمیاہ! تو نے نہ صرف ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ بلکہ میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ کیا تمہاری اس پوری بستی میں تمہیں اس رسوائی خیز کام سے روکنے والا کوئی نہ تھا۔ جو تو بے دھڑک ہو کر ایسا کر گزرا مجھے اب بھی تمہاری اس گفتگو پر یقین نہیں آ رہا۔ اور میرا دل اسے تسلیم نہیں کر رہا کہ تم نے ایسا کر دیا ہے۔

سلمیاہ نے اس بار اور زیادہ خفگی اور برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اے سمسون میں نے تم سے حقیقت کہہ دی ہے کہ اب میری بیٹی دومہ تیری نہیں امون کی بیوی ہے۔ تجھے اب یہ حقیقت خواہ اچھی لگے خواہ بری۔ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اور یہ بات بھی کان کھول کر سن لے کہ تو نے اگر میری ذات کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو تو سخت پچھتائے گا۔ اس پر سمسون نے غضب ناک ہو کر کہا۔ اے سلمیاہ! میں نہ صرف تمہیں بلکہ تمہاری اس بستی والوں کو بہت بڑی سزا دوں گا۔ جنہوں نے نہ صرف تمہارے اس گناہ کو برداشت کیا بلکہ اس کی تائید و حمایت کی۔ اے سلمیاہ! میں اب جاتا ہوں۔ لیکن چند ہی دنوں تک جو کچھ ظاہر ہو گا۔ وہ نہ صرف تمہیں بلکہ پوری تمہاری اس

۱؎ یہ سب حالات و واقعات توریت سے حاصل کیے گئے ہیں۔

بستی کے لوگوں کو بھی حیرت و تشویش میں ڈال کر رکھ دے گا۔ سلمیاہ نے سمسون کی اس دھمکی کو کوئی اہمیت نہ دی۔ اور اپنی حویلی کا دروازہ بند کر کے وہ اندر چلا گیا تھا سمسون بھی سلمیاہ اور تمنت نام کی اس بستی کے خلاف ایک بہت بڑا فیصلہ کرتا ہوا وہاں سے ہٹ گیا۔ اور اپنی بستی صرع کی طرف جانے کے بجائے وہ جنگل کا رخ کرنے والے راستے پر آ کھڑا ہوا تھا۔ اور وہاں کھڑا ہو کر کچھ سوچنے لگا تھا۔

سمسون ابھی تک اپنی سوچوں ہی میں غرق تھا کہ یوناف اس کے پاس نمودار ہوا۔ اسے وہاں دیکھ کر سمسون چونک سا پڑا اور حیرت و خوشی کے جلے جذبات میں اس نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے محسن میرے بھائی، میرے بھائی! تم اچانک کہاں سے آ نمودار ہوئے ہو۔ یہ تو میں تسلیم کرتا ہوں کہ تم ایک مافوق الفطرت انسان ہو۔ پر اس وقت اچانک تم کہاں سے نمودار ہوئے ہو۔ قسم خداوند کی اس وقت میں تمہارے متعلق ہی سوچ رہا تھا اور خواہش کر رہا تھا کہ کاش اس وقت تم یہاں ہوتے اور میں کوئی کام کرنے سے قبل تم سے مشورہ کرتا اور اس معاملے میں تم سے مدد و معاونت حاصل کرتا اے یوناف حالات نے مجھے ایک نئے عذاب میں مبتلا کر کے رکھ دیا ہے۔ یوناف نے آگے بڑھ کر سمسون کے شانے پر ہاتھ رکھا پھر بڑی نرمی اور اپنا میں اسے مخاطب کر کے اس نے کہا۔

اے سمسون! تم فکرمند نہ ہو۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارے سسر سلمیاہ نے تمہارے ساتھ دھوکا کیا ہے اور تمہاری غیر موجودگی میں اس نے تمہاری بیوی دومہ کی شادی تمہارے رقیب امون کے ساتھ کر دی ہے۔ اے سمسون! یہ سارے حالات میری ایک قوت نے مجھے بتائے ہیں۔ لہٰذا میں اس وقت افریقہ سے تمہاری مدد اور اعانت کے لیے آ رہا ہوں۔ سمسون نے ایک بار فرط جذبات میں یوناف کو گلے لگا لیا پھر کہا۔ اے میرے محسن! تم ایک عظیم انسان ہو۔ جو تم یوں میری مدد کو پہنچتے ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمنت کی اس بستی کے سارے ہی فلستی میرے دشمن ہیں۔ اس لیے کہ پوری بستی کے لوگوں میں سے کسی ایک نے بھی سلمیاہ! سے یہ باز پرس نہیں کی کہ جب دومہ کی شادی مجھ سے ہو چکی تھی اور وہ میری بیوی ہے۔ تو پھر اس نے کیوں ایک نکاح پر دوسرا نکاح پڑھا کر دومہ کو امون کے حوالے کر دیا۔ اسے یوناف اس سلمیاہ کے ساتھ ساتھ میں

تمنت والوں سے بھی ان کی بے حسی اور بے حمیتی کا انتقام لینا چاہتا ہوں۔ اب تم میری راہنمائی کرو کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ یوناف چند لمحوں تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔

اے سمسون! تم ان لوگوں سے کیسا اور کس طرح کا انتقام لینا چاہتے ہوں۔ اس کام کی خاطر اس قدر لوگوں کا خون بہانا کس طرح بھی درست اور راست نہیں ہے اس پر سمسون نے فوراً چونک کر کہا۔ میرے ذہن میں ان لوگوں سے انتقام لینے کا ایک طریقہ کار ہے کہ کسی طرح اس بستی کے سارے کھیت کھلیانوں اور باغات کو آگ لگا دی جائے تاکہ ان لوگوں کو احساس ہو کہ بے حمیتی اور بے راہ روی کے کیا نتائج ہوتے ہیں۔ سمسون کے کہنے پر یوناف کچھ سوچتا رہا پھر سمسون سے اس نے کہا۔ آؤ پھر جنگل کا رخ کرتے ہیں۔ وہاں سے تمہارے لیے دو چیزوں کا بندوبست کروں گا ایک تو جنگل سے تمہارے لیے لومڑیاں پکڑوں گا اور دوسرے وہاں میں مشعلوں کا بندوبست کروں گا۔ ان لومڑیوں کی دمیں ایک دوسری سے باندھ دی جائیں گی۔ اور ان دموں کے ساتھ جلتی ہوئی مشعلیں بھی باندھی جائینگی۔ اور جب لومڑیاں بھاگیں گی تو یہ مشعلیں زمین پر گھسٹتی ہوئی ہر چیز کو آگ لگاتی چلی جائیں گی۔

سمسون نے آگے بڑھ کر یوناف کو گلے لگا لیا۔ اور کہا۔ اے یوناف! میرے عزیز! میرے بھائی! میرے محسن! تم واقعی ایک عظیم انسان ہو۔ خدا قسم خداوند کی فلستیوں کے لیے وہ وقت بھی کیسا افسوسناک اور پریشان کن ہوگا جب یہ لومڑیاں ان کے کھیت، کھلیانوں اور باغات کو آگ لگاتی ہوئی نکل جائیں گی۔ اے میرے محسن! میں اپنی آنکھوں کے سامنے ابھی سے وہ وقت دیکھ رہا ہوں جب فلستیوں کے اطراف میں آگ ہی آگ ہوگی اور وہ اپنے خاکستر ہو جانے والے کھیت کھلیانوں اور جھلس کر بیکار ہو جانے والے باغات پر ماتم کر رہے ہونگے۔ یہ ان لوگوں کی بدی کی کیا خوب سزا ہوگی جو انہوں نے میرے معاملہ میں کی تھوڑی دیر غور کیا۔ پھر دوبارہ اس نے پوچھا۔

اے یوناف! میرے محسن! کب تک ہم ان لومڑیوں کے ذریعے سے ان فلستیوں کو زک پہنچا سکیں گے۔ جواب میں یوناف نے ایک گہری مسکراہٹ کے ساتھ سمسون کا شانہ تھپتھپایا اور کہا۔ اے سمسون! میں تو اس کام کے لیے آج ہی تیار ہوں۔ چلو تمہاری بستی

حرم کی طرف جانے کے بجائے جنگل کا رخ کرتے ہیں اور وہاں جا کر اپنے کام کی ابتدا کر دیتے ہیں۔ سمسون نے بڑی ممنونیت میں کہا۔ اے یوناف! میرے محسن تھوڑی دیر قبل تک میں دل ہی دل میں اپنے خداوند سے فریاد کرتا رہا تھا کوئی ایسا ذریعہ نکل آئے کہ میں ان فلستیوں سے اپنا انتقام لے سکوں۔ سو تمہاری آمد کے بعد میں اب اس قابل ہوں کہ اس بدی کا انتقام لوں شاید خداوند کے ہاں میری التجا قبول ہوئی ہے۔ اس پر یوناف نے کہا۔ اے سمسون! آؤ اب جنگل کا رخ کریں تاکہ جلد ہم دونوں اپنے کام کی ابتدا کر سکیں۔ جواب میں سمسون نے کچھ بھی نہ کہا۔ بس وہ خاموشی سے گھر خوشی خوشی یوناف کے ساتھ ہو لیا تھا۔

پس جنگل میں جا کر یوناف اور سمسون نے تین سو لومڑیاں پکڑیں۔ پھر انہوں نے مشعلیں تیار کیں۔ پھر لومڑیوں کی دم سے دم ملا کر انہیں باندھ دیا گیا۔ اور ہر دو دموں کے ساتھ ایک جلتی ہوئی مشعل بھی باندھ دی گئی۔ اور پھر ان مشعلوں کو آگ لگا کر لومڑیوں کو انہوں نے تمنت کی طرف ہانک دیا تھا۔ جدھر جدھر یہ لومڑیاں گئیں ادھر کھڑے کھیتوں، اور باغات کو آگ لگاتی چلی گئی تھیں یہاں تک کہ ہر چیز جل گئی اور چاروں طرف خاک ہی خاک نظر آنے لگی۔ اس پر تمنت کے کچھ سرکردہ لوگ جمع ہوئے اور انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ کس نے کھیت کھلیانوں اور باغات کو آگ لگا کر ہمیں یہ ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ اس پر ایک جوان نے انہیں بتایا کہ یہ کام سلمیاہ کے داماد سمسون کا ہے کیونکہ سلمیاہ نے اپنی بیٹی اور سمسون کی بیوی کی شادی امون سے کر دی ہے۔ اس پر غصے میں آ کر سمسون نے یہ کارروائی کی ہے۔ اس انکشاف پر فلستیوں کے ان رئیسوں نے چند مسلح جوانوں کو تیار کیا اور انہیں حکم دیا کہ سلمیاہ اس کی بیٹی اور بیوی کو قتل کر دیا جائے۔

یہ حکم ملتے ہی وہ جوان حرکت میں آئے اور انہوں نے سلمیاہ اور اس کی بیوی اور بیٹی تینوں کو قتل کر دیا۔ اتنی دیر تک یوناف اور سمسون بھی جنگل سے لوٹ آئے یہ مسلح جوان ان دونوں کو راستے میں ملے اور سمسون کو دیکھتے ہی ان میں سے ایک جوان نے سمسون کو مخاطب کر کے کہا۔ اے سمسون! تو نے سلمیاہ کے رویے سے غضب ناک ہو کر ہمارے باغات اور کھیت کھلیانوں کو آگ لگا دی ہے سو دیکھ ہم نے سلمیاہ کو اس کی اس بدی کی کیا

[1] ماخوذ از توریت

سزا دی ہے۔ ہم نے سلمیاہ، اس کی بیوی اور بیٹی تینوں ہی کو قتل کر کے دفن کر دیا ہے۔ یہ سن کر سمسون کا غضب بھڑک اٹھا اور انہیں مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اگر تم لوگوں نے سلمیاہ اور اس کی بیوی و بیٹی کو قتل کر دیا ہے تو پھر تم لوگ بچ کر اپنے گھروں کو کیسے جا سکتے ہو۔ کیونکہ اگر ایسا کرنا ہوتا تو وہ میں بھی کر سکتا تھا۔ سو تم لوگوں نے بدی اور گناہ کیا کہ ناحق ان تینوں کو مار ڈالا۔ جب وہ میرے قصوروار تھے اور اس قصور میں تم لوگ بھی شامل تھے اس لیے کہ تم لوگ اس وقت خاموش رہے جب سلمیاہ کی بیٹی دومہ میری بیوی تھی اور میری عدم موجودگی میں سلمیاہ نے اس کی شادی امون کے ساتھ کر دی تھی۔ سو اے فلستی جوانو! میں تم پر انکشاف کرتا ہوں کہ تم میں سے کوئی بھی اپنی جان سلامت لے کر اپنے گھر لوٹ نہ سکے گا۔

ان فلستی مسلح جوانوں میں سے ایک نے سمسون کو مخاطب کر کے کہا۔ اے سمسون! تم اپنے آپ میں رہ کر بات کرو تم اسرائیلی ہو۔ جب کہ ہم فلستی ہیں اور تم جانو کہ اسرائیلی فلستیوں کے سامنے ایسے ہی ہیں جیسے آقا کے سامنے غلام۔ سو تم ہمارے سامنے زبان دراز نہ کرو۔ ورنہ جو حالت ہم نے سلمیاہ اور اس کے اہل خانہ کی ہے وہی ہم تمہاری کر کے رکھ دیں گے اس لیے کہ ہمارے باغات اور کھیت کھلیانوں کی تباہی و بربادی کے اصل ذمہ دار اور مجرم تو تم ہو سلمیاہ اور اس کے اہل خانہ کو تو ہم نے اس بنا پر ختم کر دیا ہے کہ سلمیاہ نے اپنی بیٹی دومہ کی شادی تم سے کرنے کی غلطی کی تھی سو ہم نے اس غلطی کی سزا اسے اور اس کے گھر والوں کو خوب دی اے سمسون اگر اس موقع پر ہمارے خلاف یا سلمیاہ کے حق میں کچھ مزید کہنے کی کوشش کی تو ہم تیری بھی گردن کاٹ کر رکھ دیں گے

اس فلستی جوان کی گفتگو پر سمسون کی حالت سنسان ویران قبرستان جیسی بھیانک موت کے سناٹوں اور سیاہ رات کے پھیلاؤ جیسی خوف کن ہو گئی تھی۔ اس کے اندر کی پوشیدہ قوتیں ابال کھانے لگی تھیں۔ ایسا لگتا تھا اس کے سینے میں آگ بھر گئی ہو اور اس کے ذہن میں کسی نے صلیبیں گاڑھ کر رکھ دی ہوں۔ پھر سمسون نے ایک بار یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ اے مہربان رفیق! اے غمگسار محسن! اگر میں ان فلستی جوانوں کے خلاف حرکت میں آؤں تو تمہیں میرے اس فعل کے خلاف کوئی اعتراض تو نہ ہو گا؟ یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اے سمسون! جوان فلستیوں کے ساتھ جو چاہے معاملہ کرو۔ مجھے کوئی اعتراض

نہیں ہے۔ یوناف کے اس جواب پر سمسون کے چہرے پر ساحرانہ سے جذبات نمودار ہوئے۔ پھر اس نے ان فلستیوں کو مخاطب کر کے کہا۔

اے میری بیوی کے قاتلو! قسم مجھے اپنے اس خداوند کی جو رات سے دن کشید کرتا ہے دھوپ سے چھاؤں نمودار کرتا ہے۔ میں مار مار کر تم لوگوں کی حالت غبار شام اور تاریک شب جیسی کر کے رکھ دوں گا۔ پھر سمسون طوفانی انداز میں آگے بڑھا۔ ایک فلستی جوان کو اس نے اپنے دونوں ہاتھ میں کھلونے کی طرح اوپر اٹھایا اور اس کے ایک دوسرے ساتھی پر بری طرح دے مارا۔ جب وہ دونوں بے بسی کی حالت میں زمین پر گر گئے تب اس نے ان دونوں کی ڈھالیں اٹھالیں اور اس کے بعد وہ ان کے دوسرے ساتھیوں پر پل پڑا تھا۔ ایک ڈھال پر وہ ان کی تلواروں کے وار روکتا رہا۔ اور ڈھال سے ان پر اس نے ضربیں لگا لگا کر ان کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اس کے بعد سمسون نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اے میرے محسن! میرا خیال ہے کہ اب ہمیں یہاں سے بھاگ جانا چاہیئے۔ قبل اس کے کہ تمنت کے فلستی اپنے ان مرنے والوں کے انتقام کے لیے اٹھ کھڑے ہوں ہمیں اپنا دفاع کر لینا چاہیئے۔ یوناف نے سنجیدگی میں کہا۔ اے سمسون! تم ٹھیک کہتے ہو۔ آؤ اب یہاں سے بھاگ چلیں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اور سمسون بڑی تیزی سے تمنت کے مشرقی حصوں کی طرف بھاگ رہے تھے۔

ایک کوہستانی سلسلے کے پاس جا کر یوناف اچانک رک گیا اور سمسون کو مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔ اے سمسون! اپنی بستی کی طرف جانے کے بجائے یہ تم کس طرف یوں ہی بھاگتے چلے جا رہے ہو! سمسون بھی رک گیا اور اپنے سامنے کی چٹانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا۔ اے میرے محسن یہ اتیام کی چٹانیں ہیں اور ان چٹانوں کے اندر بڑی بڑی دراڑیں۔ بس میں کچھ دنوں کے لیے ان ہی دراڑوں میں سے ایک کے اندر پناہ لوں گا۔ دن یہیں گزارا کروں گا ہاں رات کو اپنی بستی کی طرف جا کر کھا پی لیا کروں گا اور جب یہ معاملہ رفع دفع ہو جائے گا۔ تب میں اتیام کی دراڑوں سے نکل کر اپنی بستی کی طرف چلا جاؤں گا۔ یوناف کو شاید سمسون کی یہ تجویز پسند آئی تھی۔ لہذا اس نے کہا۔ اے سمسون! میں تمہاری اس ترکیب کو پسند کرتا ہوں۔ پر پہلے تم مجھے آگے بڑھ کر وہ دراڑیں تو دکھاؤ جن کا تم ذکر کر رہے تھے۔ اس سمسون کچھ کہے بغیر پھر آگے بڑھنے لگا تھا

جب کہ یوناف اس کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔

یوناف کو لے کر سمسون جب اتیام کی چٹانوں کے اندر داخل ہوا تو یوناف نے دیکھا ان چٹانوں کے اندر ایسی بڑی بڑی دراڑیں تھیں جنہیں ایک توانا اور تیز رفتار گھوڑا بھی پھلانگ نہ سکتا تھا۔ سمسون نے ان دراڑوں میں سے ایک کو پسند کیا اور یوناف سے کہا۔ اے میرے محسن! اپنے خداوند کا نام لیکر میں اس دراڑ کے اندر پناہ حاصل کرتا ہوں۔ پھر وہ دونوں دراڑ میں اتر گئے اور ایک محفوظ جگہ بیٹھتے ہوئے یوناف نے کہا۔

اے سمسون! تم چند دن تک اسی دراڑ کے اندر رہنا۔ میں اب یہاں سے جاؤں گا اور تمنت کی شرقی سرائے میں قیام کروں گا۔ اور سنو آج رات کے وقت میں تمہارے لیے یہاں ایک بستر بھی لے آؤں گا تاکہ تم آرام اور سکون سے یہاں رہ سکو۔ اور اس کے علاوہ میں تمہارے لیے یہاں کھانا بھی لے آیا کروں گا۔ تمہیں رات کے وقت کھانا کھانے کے لیے اس دراڑ سے باہر نکلنے کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔ سمسون نے یوناف کے دونوں ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔ اے میرے بھائی! میرے عظیم محسن! میں نے اپنی زندگی میں تیرے جیسا ہمدرد اور غمگسار نہیں دیکھا۔

یوناف نے سمسون کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ اے سمسون! یہ میں تم پر کوئی احسان نہیں کر رہا جو تم ممنونیت کا اظہار کر رہے ہو۔ میری تمہاری فطرت ہے تم نیکی کے نمائندے ہو اور میں نیکی کا نقیب ہوں۔ سو تیرا ساتھ دینا اور تیری مدد کرنا میرے فرائض میں سے ہے۔ سمسون پھر بولا اور کہا۔ اے یوناف تمہیں یہاں میرے لیے بستر لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ان سنگلاخ چٹانوں کے اندر بغیر بستر کے زندگی بسر کرنے کا عادی ہوں۔ یوناف نے سمسون سے اتفاق کیا اور اس کے بعد وہ دونوں اس دراڑ کے اندر وقت گزارنے کے لیے مختلف موضوعات پر گفتگو کرنے لگے۔ کافی دیر تک وہ باہم باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ وہ دونوں چونک کر خاموش ہو گئے۔ کیونکہ ان چٹانوں کے اندر انہوں نے لوگوں کی آوازیں سنی تھیں پھر وہ آوازیں ان دونوں کو صاف صاف سنائی دیں۔ کیونکہ کئی لوگ بلند آوازوں میں سمسون کو پکار رہے تھے یہ آوازیں سنتے ہوئے سمسون نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

اے میرے بھائی! یہ جو پکارنے والے مجھے آوازیں دے رہے ہیں۔ یہ تو میرے اپنے آدمی ہیں۔ میری اپنی بستی کے لوگ ہیں۔ یہ کیوں مجھے آوازیں دیتے ہیں۔ کیا انہیں کس امر میں

میری ضرورت پڑ گئی ہے۔ اے میرے عزیز! آؤ اس دراڑ سے باہر نکل کر دیکھیں کہ میرے لوگ مجھے کیوں پکارتے ہیں۔ میں ان کا قاضی ہوں ہو سکتا ہے کسی امر میں یہ میری ضرورت محسوس کرتے ہوں۔ یوناف نے سمسون سے اتفاق کیا۔ پھر وہ دونوں دراڑ سے باہر نکلے ان دونوں نے دیکھا وہاں بہت سے اسرائیلی جوان جمع تھے۔ سمسون نے انہیں مخاطب کر کے پوچھا اے گروہ بنی اسرائیل تم لوگ مجھے کیوں آوازیں دیتے ہو کیا کس کام کے سلسلے میں تم لوگ میری ضرورت محسوس کرتے ہو؟

سمسون کے اس استفسار پر ایک اسرائیلی جوان آگے بڑھا اور سمسون کو مخاطب کر کے کہا اے سمسون! تم نے بنی اسرائیل کے قاضی ہو کر ہم پر ظلم کیا۔ تم نے تمنت میں کئی فلستی جوانوں کو مار ڈالا پس ان کا انتقام لینے کے لیے ایک ہزار مسلح فلستی ہماری بستی میں آ داخل ہوئے۔ وہ بستی کے لوگوں کو تہ تیغ کر کے بستی کو آگ لگا دینا چاہتے تھے۔ پر جب ہم نے انہیں یقین دلایا کہ ہم سمسون کو تمہارے حوالے کر دیں گے۔ تب انہوں نے اپنا ہاتھ روکا۔ اب ہم تمہیں لینے آئے ہیں تاکہ تمہیں باندھ کر فلستیوں کے حوالے کر دیں تاکہ بنی اسرائیل فلستیوں کے قتل و غارت سے بچ سکیں۔

اس انکشاف پر سمسون کی حالت بکھری کرچیوں اور بوسیدہ اوراق جیسی ہو کر رہ گئی تھی اس کے چہرے پر واہموں کے آشوب اور آنکھوں میں زندگی سے خالی بازگشت جیسی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ پھر اس نے اپنے قریب بیٹھے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے بھائی! لگتا ہے خداوند کو وہ منظور نہیں جو میں نے سوچ رکھا ہے۔ میں کبھی بھی یہ پسند نہ کروں گا کہ میری وجہ سے بنی اسرائیل کے لوگ فلستیوں کے ظلم و جبر کا شکار ہوں لہٰذا میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اپنے آپ کو اپنے ان اسرائیلی بھائیوں کے حوالے کروں گا۔ آگے یہ جو چاہیں سلوک میرے ساتھ کریں۔

یوناف نے بڑی شفقت کے ساتھ سمسون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اے سمسون تم جو بھی فیصلہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم اپنے آپ کو اپنے اسرائیلی بھائیوں کے حوالے کرنے کا عزم کر چکے ہو۔ تو آؤ پھر اس کوہستانی دراڑ سے باہر نکلیں۔ سمسون نے یوناف سے اتفاق کیا۔ اور دونوں دراڑ سے باہر نکل آئے پھر سمسون نے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے اسرائیلی بھائیوں! قسم کھاؤ کہ تم لوگ خود مجھ پر حملہ آور نہ ہو گے اور نہ ہی تم میرے خلاف جنگ کرو گے۔ اس پر بنی اسرائیل کے ان لوگوں میں جو سرکردہ تھے انہوں نے قسم کھائی اور سمسون کے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ ہرگز اس پر حملہ آور ہو کر اسے نقصان نہ پہنچائیں گے بلکہ ہم تمہیں رسیوں میں کس کر باندھیں گے۔ اور فلستیوں کے حوالے کر دیں گے۔ بنی اسرائیل کی اس یقین دہانی پر سمسون خوش ہوا اور انہیں مخاطب کر کے اس نے بلند آواز میں کہا۔

اے گروہ بنی اسرائیل! اب میں تمہاری طرف سے اپنے لیے کوئی خوف اور خطرہ محسوس نہیں کرتا۔ تم لوگ مجھے باندھ کر فلستیوں کے حوالے کر سکتے ہو۔ میں کوئی اعتراض نہ کروں گا ہاں فلستیوں کے معاملے میں تم لوگ غیر جانبدار رہنا۔ پھر دیکھنا میں ان سے کس طرح نمٹتا ہوں۔ اس پر اسرائیلی آگے بڑھے اور سمسون کو انہوں نے مضبوط رسیوں میں کس کر باندھ دیا۔ پھر جب اسے لے کر چلے تو اس نے دیکھا ان چٹانوں کے اوپر دوسری طرف ایک ہزار فلستی جوان تیار کھڑے تھے۔ جو سمسون کو پکڑ کر اپنے ساتھ لیجانا چاہتے تھے۔ یہ سماں دیکھتے ہوئے سمسون نے ان اسرائیلیوں کو مخاطب کر کے کہا۔

اے گروہ بنی اسرائیل! تم مجھے اس حالت میں ان فلستیوں کے پاس لے جاؤ۔ اور مجھے ان کے حوالے کر دو۔ اس کے بعد فلستیوں سے کئے ہوئے وعدے کے مطابق تمہارا کام ختم ہو جائے گا کیونکہ اپنے وعدے کے مطابق تم مجھے جکڑ کر ان کے حوالے کر دو گے۔ اس کے بعد میری مرضی ہے میں ان کے ساتھ جاؤں نہ جاؤں۔ تم لوگ اپنی بستی کی طرف چلے جانا۔ اس لیے کہ میں اپنے خداوند کا عذاب بن کر ان فلستیوں پر نازل ہوں گا اور ان سب کے حلیئے بگاڑ کر رکھ دوں گا۔ بنی اسرائیل کے سرکردہ لوگوں نے سمسون کی اس گفتگو سے اتفاق کیا پس وہ سمسون کو ان ایک ہزار فلستی جوانوں کے پاس لے گئے اور پھر انہیں مخاطب کر کے ایک بزرگ اسرائیلی نے کہا۔

اے فلستیوں کے فرزندو! ہم نے تم لوگوں سے وعدہ کیا تھا کہ ہم سمسون کو رسیوں میں جکڑ کر تمہارے حوالے کر دیں گے۔ اور تم دیکھتے ہو کہ ہم نے ایسا کر دکھایا۔ یہ رسیوں میں جکڑا سمسون تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ ہم اپنا وعدہ ایفا کر چکے ہیں۔ سو ہم اب جاتے ہیں۔ اب تم جانو اور سمسون جانے۔ اتنا کہنے کے بعد وہ اسرائیلی وہاں سے چلے گئے۔ تب رسیوں میں جکڑے ہی جکڑے سمسون نے آسمان کی طرف دیکھا پھر اس نے انتہائی رقت اور عاجزی

میں اپنے رب کو پکارا۔

"اے خداوند! تو بے عیب و غفور و رحیم ہے"

یہ لوگ میرے راستے میں میرے لیے ان گنت صلیبیں کھڑی کرتے ہیں جدائی کی راتوں کا دکھ اور مجبوری بن کر مجھ پر نزول کر کے اس زمین کو سرخ کرنے کے درپے ہیں۔ یہ لوگ خونِ ناحق کے چھینٹوں سے اپنی قباؤں کو رنگین کرنا چاہتے ہیں۔ اے خداوند! سارے عالموں کے خدا! تیرا نام ہی میری پہچان ہے۔ تیری حمد میری قوم، تیری ثنا میرا وطن، تیری توصیف میری پکار اور تیرا ذکر ہی میری غذا ہے۔ اے خداوند تو مہربان ہے مجھے قوت عطا کر کہ میں ان پر قابو پا کر سلامتی کے ساتھ یہاں سے نکل جاؤں"

اپنی دعا ختم کرنے کے بعد سمسون نے اپنی قوتوں کو مجتمع کیا۔ پھر اس نے زور لگایا۔ اور ان رسیوں کو اس نے توڑ پھینکا جن کے اندر وہ جکڑا ہوا تھا۔ پھر اس نے اپنے سامنے پڑی ایک بڑی سی ہڈی کو اٹھا لیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ کسی بہت بڑے اور توانا گدھے کے جبڑے کی تازی ہڈی تھی۔ سو اس نے اس ہڈی کو اٹھا لیا اور فلستیوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اے میرے اور میرے خداوند کے دشمنو! میں تمہارے سامنے سمسون کھڑا ہوں۔ اگر تم ہمت رکھتے ہو تو مجھے گرفتار کر کے اپنی بستی کی طرف چلو۔ پرسن رکھوان چٹانوں کے اندر تمہاری شرآلود تدبیروں، تمہارے ظلم کی رات اور تمہارے خون کی غارت کو تمہارے لیے قیامت کی ساعت، کرب کے لمحات اور رہنوں کا نزول بنا کر رکھ دوں گا۔ میری طرف آئے کہ میں تمہاری زندگیوں کو بدترین انجام دوں۔

سمسون کی یہ گفتگو سن کر فلستی جوان اس طرف بڑھے تاکہ اس پر حملہ آور ہو کر اس کا خاتمہ کر دیں۔ اس موقع پر یوناف نے سمسون سے کہا۔ سمسون! میرے عزیز! تم اس گھاٹی نما چٹان پر کھڑے ہو جاؤ جب کہ میں اس چٹان سے پیچھے کھڑا ہوتا ہوں اور فلستیوں کی طرف ایک لائن اور قطار کی صورت میں تمہاری طرف بڑھنے دوں گا اور تم اس جبڑے کی ہڈی سے ان کا کام تمام کرتے جانا۔ ویسے بھی اس گھاٹی کی طرف جانے کا راستہ تنگ ہے اور بیک وقت کئی آدمی مل کر اس طرف نہیں جا سکتے۔ سمسون نے فوراً یوناف کی تجویز پر عمل کیا اور اس گھاٹی میں جا کھڑا ہوا جس کی نشاندہی یوناف نے کی تھی۔ جب کہ یوناف خود اس سے ذرا نیچے ہی کھڑا رہا۔ جب فلستی قریب آئے تو یوناف نے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ ایک قطار کی

صورت میں سمسون کی طرف بڑھیں۔ اس طرح جو بھی سمسون کے قریب جاتا۔ سمسون ہڈی مار کر اس کا خاتمہ کر دیتا۔ اس طرح اس گھاٹی میں سمسون نے گدھے کے جبڑے کی ہڈی مار مار کر۔ ان ایک ہزار فلستی جوان کا خاتمہ کر دیا تھا۔

سمسون کی اس کارگزاری پر یوناف خوش ہوا۔ اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے سمسون تو نے کیا خوب ان فلستیوں پر اپنی قوت کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ خداوند کا تم پر احسان و انعام ہے کہ تجھے اس نے نکوئی اور سو ہی تو پر ایسی قوت اور طاقت عطا کر رکھی ہے کہ تو چاہے تو کوہستانوں کا سینہ چیر پھاڑے اور چاہے تو چٹانیں اٹھا کر پٹخ دے ———

اچانک یوناف کہتے کہتے رک گیا کیونکہ اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور یوناف کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ یوناف! یوناف! یہاں سے اب جھیل میروم کی طرف کوچ کرو۔ کیونکہ وہاں کلوا اور دوسری بستیوں کے لوگ تمہاری ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ اے یوناف گو تم اب کلوا کے سردار نہیں ہو پھر بھی وہاں کے لوگ تمہاری اس غیر حاضری پر نہ صرف پریشان اور خوف زدہ ہیں بلکہ وہ اس وقت تمہاری ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف کچھ پریشان ہو گیا تھا لہٰذا اس نے پوچھا اے ابلیکا! کیا جھیل میروم کے کنارے کوئی غیر معمولی واقعہ رونما ہو گیا ہے۔ یہ ابلیکا نے سنجیدہ سی آواز میں کہا۔ تمہارا اندازہ درست ہے یوناف! جھیل میروم کے کنارے ایسا ہی حادثہ رونما ہو گیا ہے۔ اور اب وہاں حالات خراب اور ابتر ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ یوناف نے پھر پوچھا۔ اے ابلیکا! کیا تم مجھے اس حادثے کی تفصیل نہ بتاؤ گی۔ ابلیکا نے اس بار پرسکون، ملائم اور کسی قدر گنگناتی ہوئی آواز میں کہا اے یوناف یہ حادثہ کچھ ایسا بھی اہم نہیں کہ تم اس کے لیے یوں پریشان ہو جاؤ، تاہم جو ہونا تھا وہ کلوا نام کی بستی میں ایک خانہ بدوش قبیلے کے باعث ہو چکا ہے۔ اور کلوا نام کی بستی کے لوگ تمہاری طرف سے مایوس ہو گئے ہیں اس لیے کہ ان کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ تم اکثر اچانک غائب ہو جایا کرتے ہو۔ لہٰذا تمہیں اپنا سردار بنانے کا اب انہیں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ لہٰذا انہوں نے اپنے ایک اور جوان کو اپنا سردار بنا لیا ہے۔ اے یوناف میں تمہیں اس حادثے کی تفصیل نہ بتاؤں گی۔ جو جھیل میروم کے کنارے نمودار ہوا ہے۔ تم وہاں پہنچو گے تو تمہیں خود ہی اس حادثے کی اطلاع ہو جائے گی۔

یوناف نے کچھ سوچا پھر کہا۔ اے ابیکا! مجھے اس انکشاف کا قطعی کوئی ملول نہیں ہے کہ کلوا والوں نے میری جگہ کسی اور کو اپنا سردار بنا لیا ہے۔ میں تو کلوا والوں کی اس سرداری سے پہلے ہی نالاں تھا۔ وہ تو ان کے مجبور کرنے پر میں نے اس کی حامی بھری تھی۔ انہوں نے اگر میری بجائے کسی اور کو اپنا سردار بنا لیا ہے تو قسم مجھے اپنے خداوند کی اس میں میں اطمینان اور خوشی ہے کہ انہوں نے ایسا کر لیا ہے ہاں اگر کسی خانہ بدوش قبیلے ان لوگوں کو کوئی نقصان پہنچا ہے تو میں ان خاطر اس خانہ بدوش قبیلے سے ضرور انتقام لوں گا۔ ہاں اگر تم اس حادثہ کی تفصیل مجھے یہاں نہیں بتانا چاہتی ہو تو وہاں پہنچ کر میں خود ہی لوگ سے پوچھ لوں گا کہ ان پر کیا بیت گئی ہے۔ ابیکا نے اس قدر کہنے کے بعد یوناف چند ساعتوں تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے سمسون کو مخاطب کر کے کہا۔

اے سمسون اب جب کہ تم ان فلستی جوانوں کا خاتمہ کر چکے ہو۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں رہتے ہوئے اب تمہارے لیے خطرات بڑھ جائیں گے اور فلستی کسی نہ کسی طرح تمہیں ٹھکانے لگانے کی کوشش کریں گے اس بنا پر میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ تم یہاں سے کسی اور طرف نکل جاؤ۔ اسی طرح تم محفوظ رہ سکو گے اور اے سمسون! میرے ساتھ میری جو ایک خفیہ قوت ہے اس نے مجھے ابھی ابھی ایک بری خبر سنائی ہے۔ لہٰذا میں اب یہاں سے افریقہ کی طرف روانہ ہوں گا لیکن یہاں سے کوچ کر جانے سے قبل میں کم از کم تمہارے متعلق یہ اطمینان کر لینا چاہتا ہوں کہ تم کسی محفوظ جگہ پہنچ گئے ہو۔

سمسون نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اے یوناف! میرے بھائی! میں اس ہمدردی اور فکرمندی کا جس کا اظہار تم میری ذات سے متعلق کر رہے ہو تمہارا انتہا ممنون ہوں۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں یہاں سے غزہ کی طرف نکل جاؤں گا اور وہاں ایک گمنام شخص کی حیثیت سے اپنی زندگی کے باقی دن گزار دوں گا گو ساری ارض فلسطین کے اندر لوگ مجھے میری جسمانی قوت اور طاقت کی وجہ سے جانتے اور پہچانتے ہیں پھر بھی مجھے امید ہے کہ میں غزہ میں گوشہ گیری اور تنہائی کی زندگی گزارنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ یوناف نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا! تمہارا فیصلہ درست ہے سمسون! تم غزہ کی طرف نکل جاؤ اور وہاں تم پرسکون زندگی گزار سکو گے۔ شاید زندگی میں میری اور تمہاری پھر کبھی ملاقات ہو جائے اور ہاں سمسون! میں یہاں سے غزہ تک تمہارا ساتھ دوں گا۔ تم وہاں قیام کر لینا جب

کہ میں وہاں سے افریقہ کی طرف نکل جاؤں گا۔ سمسون نے فکرمندی سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے یوناف! افریقہ میں اپنا کام ختم کرنے کے بعد میری طرف ضرور آنا۔ میں تمہارا انتظار کروں گا نیکی کا ایک نمائندہ ہونے کی بنا پر مجھے تم سے ایسی محبت اور ہمدردی ہو گئی ہے جیسے جسم اور سایہ جیسے شہر اور اس کی رونق جیسے صدا اور اس کی بازگشت بس میں اور تم ہمیشہ ساتھ رہ سکتے۔ یوناف اسے دکھ سے کہا۔ اے سمسون! یہ زندگی تو ایک سرائے خانہ ہے کوئی خوابوں کی دلدل سے نکل کر آتا ہے اور کوئی اندھی اندھیری زمین کی کوکھ کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ انسانی زندگی ایک تاریک اور بھٹکی ہوئی رات جیسی ہے اور انسان کا خداوند پر ایمان اور اس کے نیک اعمال ان تاریکیوں کے اندر شعلہ طور اور جلوہ نور جیسا سماں پیدا کر دیتے ہیں۔ اے سمسون! آؤ اب یہاں سے غزہ کی طرف کوچ کریں۔ سمسون نے یوناف کو کوئی جواب نہ دیا۔ اس لیے کہ یوناف کی گفتگو نے اسے مغموم اور غمگین بنا کر رکھ دیا تھا۔ اس کے بعد وہ دونوں ایتام کے اس سلسلہ کوہ سے غزہ کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

شام کے قریب یوناف اور سمسون غزہ شہر میں داخل ہوئے۔ سمسون نے وہاں ایک سرائے میں قیام کر لیا جب کہ یوناف افریقہ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔ اور ایسا ہوا کہ غزہ کے فلستیوں کو پتہ چل گیا کہ غزہ شہر میں سمسون داخل ہوا ہے۔ اور انہیں یہ خبریں بھی پہنچ چکی تھیں کہ کس طرح سمسون نے ایک ہزار فلستی جوانوں کا قتل عام کر دیا تھا سو فلستیوں کے بڑے بڑے شجاع اور دلیر و توانا جوان شہر پناہ کے دروازے پر بیٹھ گئے اور انہوں نے یہ کہ جب سمسون یہاں سے نکلے گا تو وہ اسے قتل کر دیں گے اور اس طرح وہ سمسون کے ہاتھوں مرنے والے اپنے فلستی جوانوں کا انتقام لے لیں گے۔ لیکن یہاں قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا اور وہ اس کے برعکس فیصلے صادر کر چکی تھی۔

سمسون کو بھی سرائے میں کام کرنے والے ایک شخص سے یہ اطلاع مل گئی تھی کہ شہر پناہ کے دروازے پر مسلح فلستی کھڑے کر دیئے گئے اور جونہی وہ شہر سے نکلے گا وہ اس پر حملہ آور ہو کر اس کا کام تمام کر دیں گے۔ تب سمسون نے بھی ان کے خلاف حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور ایسا ہوا کہ آدھی رات کے قریب سمسون سرائے سے اٹھ کر شہر پناہ

کے دروازے کی طرف آیا۔ پس اس نے وہاں اپنے خداوند کو یاد کیا پھر اس نے شہر پناہ کے دروازے پر ہاتھ ڈال کر جب زور لگایا تو شہر پناہ کے بھاری بھر کم دروازے کو پختہ اور سنگی دیوار سے اکھیڑ کر اس نے اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا لیا تھا۔

فلستی جوانوں نے جو سموسن کی تاک میں بیٹھے ہوئے تھے جب سمسون کی طرف سے انہوں نے طاقت کا ایسا مظاہرہ دیکھا تو وہ سب وہاں سے بھاگ گئے تھے۔ شہر پناہ بھاری بھر کم دروازہ اٹھائے سمسون شہر کے سامنے کوہستان جبرون کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ اور شہر کے لوگ جو بھاگنے والے فلستی جوانوں کی وجہ سے جاگ اٹھے تھے وہ اس سارے منظر کو خوب دہشت سے دیکھتے رہ گئے تھے۔ سمسون نے شہر پناہ کا دروازہ وہاں پھینک دیا۔ پھر وہ کوہستان جبرون کے دوسری سمت وادی سورق کی طرف اتر گیا تھا۔

○

○

جھیل میرد کے کنارے سرائے کے پاس یوناف اپنی سری قوتوں کو استعمال کر کے نمودار ہوا پھر وہ سرائے میں داخل ہوا۔ سرائے کا مالک مرشیس اسے دیکھتے ہی اس کی طرف لپکا اور اسے مخاطب کر کے پوچھا۔ اے عظیم یوناف! تم کہاں چلے گئے تھے۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

تمہاری غیر موجودگی میں یہاں ایک انقلاب رونما ہو گیا ہے۔ بستی والوں نے تمہاری جگہ ایک اور جوان کو اپنا سردار بنا لیا ہے۔ اور یہ اس بنا پر ہوا کہ چند دن ہوئے یہاں جھیل میرو کے کنارے کانگو کا ایک خانہ بدوش قبیلہ خیمہ زن ہوا وہ دراصل اپنے ملک کی ایک اہم اور انوکھی رسم میں شامل ہونے کو واپس اپنے علاقوں کی طرف جا رہے تھے کہ یہاں ان کے کچھ آدمیوں کا ہماری بستی کے لوگوں سے جھگڑا ہو گیا۔ اور اسے یوناف جانتے ہو پھر کیا ہوا۔

ان خانہ بدوشوں کے اندر ایک ایسا طاقتور جوان تھا جس نے اکیلے ہی ہماری بستی کے دس جوانوں کو مار مار کر زخمی کر دیا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک ایسا ہولناک اور پرقوت جوان تھا کہ اگر اس کے مقابلے میں بیس پچیس جوان بھی ہوتے تو ان کی حالت وہ بری کر دیتا۔ اس لیے کہ وہ ہمارے جوانوں کو یوں اپنے ایک ایک ہاتھ سے پکڑ کر آسانی کے ساتھ کئی کئی گز دور پھینک رہا تھا جیسے کوئی کوئی خوب سیانا اور توانا بچہ کھلونا پسند نہ آنے پر غصے میں دور پھینک دیتا ہے۔ اس طاقتور جوان کا نام باتو اور اس قبیلے کے سردار کا نام مکادو تھا۔ اور یہ مکادو بھی بڑا اور خوفناک انسان تھا۔ ہاں اس قبیلے کے اندر ایک ان کا ساحر بھی تھا جس کا نام ماردا تھا یہ ماردا گو بوڑھا تھا۔ پر اس خانہ بدوش قبیلے کے لوگ بتاتے تھے کہ ماردا نام کا وہ بوڑھا ساحر بے پناہ سری قوتوں کا مالک ہے اور یہ کہ وہ سحر کے فن میں یکتا و بے مثل ہے۔

اور اسے یوناف اس بوڑھے ساحر ماردا کی ایک بیٹی بھی تھی۔ اس کا نام باسو تھا آہ میں نے اپنی زندگی میں ایسی حسین اور پرکشش لڑکی نہیں دیکھی۔ اس کی آنکھیں ایسی بڑی بڑی نیلی اور چمکدار تھیں کہ زیادہ دیر تک اس سے نگاہ نہ ملائی جا سکتی تھی۔ آہ وہ لڑکی اجالے کی کرن گلاب کی پنکھڑی، روشنی کے ارتقاء جیسی پرکشش اور مترنم خواب موجۂ نکہت اور سنہری کہکشاں جیسی خوبصورت تھی۔ میں نے ایک بار اسے جھیل میرو کے کنارے سحر کی پھوٹتی کرنوں میں کھڑے دیکھا تھا۔ اور جی چاہتا تھا اسے دیکھتا چلا جاؤں۔

پر اسے یوناف! وہ لڑکی بڑی مغرور اور متکبر لگتی تھی۔ کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتی ہی نہیں اور پھر مزید یہ کہ اس قبیلے کے لوگ یہ بھی بتاتے تھے کہ اپنے باپ کی

طرح وہ لڑکی بھی ایک بہت بڑی ساحرہ ہے۔ اور اسے اور اس کے باپ کو خاص طور پر ان کی حکومت کے اراکین سلطنت نے طلب کیا ہے تاکہ وہ پرانے اور نئے بادشاہ کی رسومات میں شرکت کر سکیں۔ سرائے کے مالک مرشیس کی اس گفتگو پر یوناف نے اسے کسی قدر تعجب اور حیرت سے دیکھا۔ پھر پوچھا۔ اسے مرشیس! یہ تم کیسی گفتگو کر رہے ہو۔ یہ نئے اور پرانے بادشاہ کی رسومات سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ یوناف کے اس استفسار پر مرشیس کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے وہ بولا۔

سنو یوناف میں تمہیں ان کی حکومت اور ان کی رسومات سے تفصیل کے ساتھ آگاہ کرتا ہوں کانگو سے تعلق رکھنے والے ان لوگوں کی حکومت کو سلطنت بینو رو[1] کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور جو بھی اس سلطنت کا بادشاہ بنتا ہے اسے کبانگا[2] کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ اس بینو رو نام کی سلطنت میں بہت سی عجیب و غریب رسومات پائی جاتی ہے جو کچھ یوں ہیں کہ جونہی بادشاہ کسی مہلک مرض میں مبتلا ہوتا ہے یا بڑھاپے کے سبب اس کے قویٰ مضمحل ہونا شروع ہو جاتے ہیں تو اسے خودکشی کر لینی پڑتی ہے۔ اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کی بیوی سے یہ کام لیا جاتا ہے کہ اسے زہر پلا کر ختم کر دے۔ اور اگر یہ دونوں طریقے نہ کئے جائیں تو بادشاہ کو ختم کرنے کا ایک تیسرا طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔

اور یہ تیسرا طریقہ کچھ اس طرح ہے کہ جب کبانگا (بادشاہ) کی موت کا وقت قریب آ لگتا ہے اور لوگ یہ اندازہ لگا لیتے ہیں کہ اب بادشاہ مر جائے گا تو سلطنت کا سب سے بڑا جادوگر بادشاہ کے گلے میں رسی کا پھندا ڈالتا ہے۔ اور پھر اس پھندے کو آہستہ آہستہ کستے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ بادشاہ کا کام تمام ہو جاتا ہے۔ بادشاہ

---

[1] جارج فریزر نے اپنی مشہور زمانہ کتاب THE GOLDEN BOUGH میں اس سلطنت کا یہی نام لکھا ہے

[2] قدیم کانگو میں کبانگا کا لفظ حکمران کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ ایسے ہی جیسے فرعون نمرود اور قیصر و کسریٰ استعمال کئے جاتے تھے (ماخوذ از شاخ زریں)

[3] یہ سب واقعات THE GOLDEN BOUG سے حاصل کئے گئے ہیں۔

کو طبعی موت نہیں مرنے دیا جاتا کیونکہ اگر ایسا ہو جائے تو اس کے بادشاہی خاندان کی حکومت ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس کے لیے پھر کسی نئے خاندان کی تلاش کرنا پڑتی ہے جو حکومت کی ذمہ داریاں سنبھال سکے۔

اگر بادشاہ یعنی کباکا کبھی کسی جنگ کے دوران زخمی ہو جائے تو اس کے ساتھی اسے مار ڈالتے ہیں تاکہ وہ کہیں اپنی طبعی موت نہ مر جائے۔ اس کے علاوہ ان میں ایک اور عجیب و غریب رسم بھی ہے اور وہ یہ کہ عورت جس کی زچگی ہونے والی ہو اسے سرکنڈوں[1] کی ایک کٹیا میں علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ جہاں اسے اپنی زچگی کے بعد بیس دن تک رہنا پڑتا ہے۔ اور وہ اس قدر نجس بھی جاتی ہے کہ کوئی بھی اسے چھو نہیں سکتا۔ اور اسے کھانا بھی لکڑیوں پر رکھ کر دیا جاتا ہے زچگی سے پہلے ہی عورت اپنے مرد کو آگاہ کر دیتی ہے اور وہ مرد اس کے لیے علیحدگی میں ایک کٹیا کا انتظام کر دیتا ہے۔ اور زچگی کے دوران اس عورت کی ماں یا کوئی اور عورت کے سوا اس کے پاس کوئی رہ بھی نہیں سکتا۔ زچگی کے بعد قبیلے کا کوئی طلسم گر اس پر اپنا عمل کرتا اس کی طہارت کا سامان کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ دوبارہ اپنے قبیلے میں رہنے کے قابل ہو سکتی ہے

مرشیس جب خاموش ہوا تو یوناف نے کہا۔ اے مرشیس! یہ تو نے عجیب سے ہی واقعات سنا ڈالے ہیں۔ اس پر مرشیس بولا۔ اے یوناف! اس تاریک براعظم میں تو اس سے بھی ہولناک واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں وسطی افریقہ میں جہاں قبائل آزاد ہوتے ہیں اور ان کی کوئی مرکزی حکومت نہیں ہوتی تو ایسے قبیلے کے سردار کو چھوٹا[2] کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ اس چھوٹے کو بھی طبعی موت نہیں مرنے دیا جاتا۔ کیونکہ ان قبائل کا عقیدہ ہے کہ اگر ان کا چھوٹے اپنی طبعی موت مر جائے تو یہ دنیا فنا و برباد ہو جائے اس لیے کہ ان کے عقیدے کے مطابق یہ دھرتی ان کے چھوٹے ہی کے کمال و قوت

---

[1] عورتوں سے متعلق یہ واقعات سر جیمس تفصیل کے ساتھ شاخ زریں میں تحریر کئے ہیں یہ سب واقعات سے لیے گئے ہیں۔

[2] ماخوذ از شاخ زریں۔ سردار کے لیے چھوٹے ہی کا لفظ شاخ زریں میں لکھا گیا ہے۔

کے سہارے قائم ہے اور اگر چھوٹے اپنی طبعی موت مر جائے تو چشم زدن میں دھرتی تہس نہس ہو کر رہ جائے۔

چنانچہ ایسا ہوتا ہے کہ جب چھوٹے بیمار[1] ہوتا ہے اور اس کی موت یقینی نظر آنے لگتی ہے۔ تو وہ شخص جسے اس کا وارث بنایا جاتا ہوتا ہے تو وہ ایک بلم یا رسی لے کر چھوٹے کے گھر یا خیمے میں داخل ہوتا ہے اور اسے زدوکوب کر کے یا گلا گھونٹ کر اسے ہلاک کر دیتا ہے۔ اے یوناف! دور کی کیا بات ہے خود ہماری ان سرزمینوں کے اندر بھی ایسی ہی رسومات ہوتی ہیں۔ گو آج کل ہمارے ہاں لوگ آزادانہ قبائلی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ قبل یہاں بھی ایک مرکزی حکومت تھی جس میں بادشاہوں کو دیوتاؤں کا سا درجہ حاصل تھا اور دیوتاؤں کی طرح ہی ان کی پوجا کی جاتی تھی اور جب سلطنت کے ساحر اور جادوگر دیکھتے کہ بادشاہ کے جسم پر جھریاں یا سفید بال نمودار ہو گئے ہیں تو وہ ایک قاصد کے ذریعے بادشاہ کو مرنے کا حکم لکھ بھیجتے۔ لہٰذا بادشاہ اپنا کام آپ تمام کر لیا کرتا اور اس جگہ کسی اور کو بادشاہ بنا دیا جاتا تھا۔

یوناف اپنے سر کو ہلاتے ہوئے تعجب اور حیرت کا اظہار کر رہا تھا کہ مرشیس نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے یوناف یہ رسومات جو میں نے تمہیں سنائی ہیں وہ نئی اور انوکھی نہیں ہیں بلکہ ان کا رواج بہت سے ملکوں اور قبائل کے اندر ہے تم مصر ہی کو لو یہ افریقہ کے اندر سب سے بڑی سلطنت تسلیم کی جاتی ہے۔ اور مصریوں کو سب سے زیادہ مہذب اور ترقی یافتہ سمجھا جاتا ہے مصر کے سب سے بڑے دیوتا کا نام رع ہے اور رع کی نسبت سے مصر کے ہر بادشاہ کو فرع کہہ کر پکارا جاتا تھا یعنی رع دیوتا کا اوتار آہستہ آہستہ یہی فرع بگڑ کر فرعون بن گیا۔ جب فرعون مر جاتا تھا تو مصریوں کو بہت دکھ اور صدمہ ہوا کرتا تھا۔ اس لیے کہ وہ فرعون کو اپنے دیوتاؤں کے دیوتا رع کا اوتار خیال کرتے تھے اور بادشاہ کا بوڑھے ہو کر مر جانا انہیں گراں گزرتا تھا۔ لہٰذا برسہا برس کی محنت اور کاوش کے بعد مصریوں نے حنوط کاری کا فن ایجاد کر لیا۔

حنوط کاری کے فن ایجاد کر کے مصری یہ خیال کرنے لگے تھے کہ انہوں نے مردوں کی

---

[1] بحوالہ شاخ زریں

روحوں کو نئی زندگی عطا کر دی ہے اور یہ کہ دیوتاؤں کی اس ایجاد کی برکتوں سے متمتع کیا جائے گا اور زندہ آدمیوں کی طرح ان کی بھی بقائے دوام کی امید بندھ گئی تھی۔ حنوط کاری کے اس فن کی ایجاد کے بعد لوگ نہ صرف فرعون بلکہ اپنے دیوتاؤں کی ممیاں بھی محفوظ کر کے رکھنے لگے۔ اس بنا پر مصر کے دیوتا اوسٹاتی کی ممی میڈیس شہر میں محفوظ ہے۔ ایک دوسرے دیوتا انوں کی ممی تھیبس شہر کے اندر محفوظ کر دی گئی ہے۔ ایک اور دیوتا کوتو موکی ممی ہیلیو پولس شہر میں محفوظ ہے۔ میں ایک بار مصر گیا تو ان ساری ممیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا تھا۔ شاید تم اعتبار نہ کرو پر یہ ایک حقیقت ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ میں تمہارے ان مصری انکشافات کا تو اعتبار کرتا ہوں اس لیے کہ مصر میں رہتے ہوئے یہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں۔

یوناف ذرا رکا پھر مرشیس کو مخاطب کر کے اس نے دوبارہ کہا۔ اے مرشیس! اس خانہ بدوش قبیلے نے کدھر کا رخ کیا تھا مرشیس نے کہا۔ وہ دریائے کانگو کی طرف گئے تھے۔ اور وہیں پر جا کر وہ خیمہ زن ہوں گے۔ سنو یوناف کانگو کی بینو رد نام کی سلطنت کے کباگا (بادشاہ) کی موت کا وقت آ گیا ہے۔ اس لیے اس خانہ بدوش قبیلے کو وہاں طلب کیا گیا ہے تاکہ اس قبیلے کا بڑا ساحر ماروا پرانے بادشاہ کو مارنے اور نئے بادشاہ کو تخت نشین کرانے کا فرض انجام دے۔ اس لیے کہ ماروا نام کا یہ ساحر بینو رو کی سلطنت کا سب سے بڑا اور قابل عزت ساحر خیال کیا جاتا ہے مرشیس کے خاموش ہونے پر یوناف نے پھر پوچھا۔

اے مرشیس! اب میرے ایک اور سوال کا جواب دو۔ اور وہ یہ کہ اس خانہ بدوش قبیلے کا جو طاقتور جوان تھا جس کا نام تم نے باتو بتایا ہے۔ اس نے کیوں تمہاری اس بستی کے لوگوں پر ہاتھ اٹھایا اور انہیں مارا پیٹا۔ مرشیس نے دکھ اور تکلیف دہ احساس میں کہا۔ اس باتو نام کے طاقتور جوان نے اپنی بستی کی کچھ بکریاں پکڑ کر انہیں کاٹ ڈالا اور اپنے قبیلے والوں کو کھلا دیا اور جب ہماری بستی کے لوگ اس کے پاس احتجاج کرنے گئے تو اس نے ان سب کو مارا پیٹا۔ اس انکشاف پر یوناف نے ہاتھ آگے بڑھا کر مرشیس سے مصافحہ

ے ماخوذ از تاریخ زرینہ جلد اول صفحہ ۵۲۸۔

کیا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے مرشیس! میں اب دریائے کانگو کی طرف کوچ کروں گا اور باتو نام کے اس جوان سے اس غلط رویے کی باز پرس کروں گا۔ اس لیے کہ یہ تکلیف دہ واقعہ اس وقت رونما ہوا جب میں یہاں کا سردار تھا۔ اس لیے باتو سے باز پرس میرا فرض بنتا ہے۔ اور ساتھ ہی مجھے یہ خوشی بھی ہے کہ کلوا والوں نے اپنے لیے ایک نئے سردار کا انتخاب کر لیا ہے۔ اس لیے کہ میں مستقل طور پر ایک جگہ رہائش نہیں رکھ سکتا کہ میرا کام ہی ایسا ہے۔

مرشیس سے مصافحہ کرنے کے بعد یوناف تیزی کے ساتھ سرائے سے باہر نکل گیا۔ جب کہ مرشیس اپنے کمرے کی طرف چلا گیا تھا۔ سرائے سے باہر نکل یوناف نے ہلکی ہلکی اور نرم آواز میں پکارا ابیکا! ابیکا! تم کہاں ہو؟ ابیکا نے اسی لمحہ یوناف کی گردن پر اپنا حریری لمس دیا۔ پھر اس کی مسکراتی اور کھلکھلاتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اے یوناف میرے حبیب! میں یہیں ہوں میں نے کہاں جانا ہے۔ میرا خیال اور اندازہ ہے کہ جو بات تم مجھ سے پوچھنے والے ہو اس کی اطلاع میں پہلے ہی حاصل کر چکی ہوں۔ میرے خیال میں تم یہ پوچھو گے کہ وہ خانہ بدوش قبیلہ اس وقت کہاں ہے۔ تو میں یہ پہلے ہی معلوم کر چکی ہوں کہ وہ خانہ بدوش قبیلہ اس وقت دریائے کانگو کے کنارے بوکو لے شہر سے باہر خیمہ زن ہے۔ اور جس جگہ یہ خانہ بدوش قبیلہ پڑاؤ کئے ہوئے ہے وہیں پرانے بادشاہ کو مارنے اور نئے بادشاہ کو تخت نشین کرنے کی رسم ادا کی جائے گی۔ اب بولو یوناف! تم یہی پوچھنا چاہتے تھے نا؟

یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تمہارا اندازہ درست ہے ابیکا! میں تم سے یہی پوچھنا چاہتا تھا۔ اور اے ابیکا! اب جب کہ یہ معلومات تم نے فراہم کر دی ہیں تو میں دریائے کانگو کے کنارے بوکو شہر کی طرف کوچ کرتا ہوں۔ ابیکا نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا۔ اے میرے حبیب! میں تم سے اتفاق کرتی ہوں تمہیں ضرور بوکو کی طرف کوچ کرنا چاہیے۔ اور پھر دیکھتے ہیں۔ بادشاہ کی رسم کیسے ادا کی جاتی ہے۔ اور وہ باتو نام کا جوان کیسا طاقتور ہے اور خانہ بدوش قبیلے کے سردار مکادو کی بیٹی یاسو کیسی خوبصورت اور پرکشش

لے دریائے کانگو کے کنارے کوہستانوں کے اندر گھرا ہوا ایک قدیم شہر جو آج بھی موجود ہے۔

اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے وہ دریائے کانگو کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

یوناف دریائے کانگو کے کنارے باکو شہر سے باہر خیموں کے ایک وسیع جنگل کے اندر نمودار ہوا۔ یہ اسی خانہ بدوش قبیلے کے خیمے تھے جسے افریقہ میں سانگا کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ خیموں کے اندر یوناف ایک جوان کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے عزیز! اگر میں غلطی پر نہیں ہوں۔ تو یہ ایک خانہ بدوش قبیلہ ہے۔ اور اس قبیلے کے سردار کا نام مکادو ہے۔ اس جوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اے اجنبی! تمہارا اندازہ درست ہے۔ یہ سانگا نام کا خانہ بدوش قبیلہ ہے اور ہمارے سردار کا نام مکادو ہی ہے۔ تم اپنے متعلق کہو۔ تم کون ہو اور کیوں ایسی گفتگو کر رہے ہو۔ یوناف دوبارہ نرم لہجے میں بولا اے عزیز! تم مجھ سے میرے احوال نہ پوچھو۔ بس تم مجھے اپنے سردار مکادو کے خیمے کی طرف لے چلو۔ میں اسی سے ملنا چاہتا ہوں۔ اس پر اس جوان نے خوش طبعی میں کہا۔ تم میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں مکادو کے خیمے کی طرف لے چلتا ہوں۔ یوناف چپ چاپ اس خیمے کی طرف ہو لیا تھا۔

یوناف اس جوان کے ساتھ جانوروں کی کھالوں سے بنے ہوئے ان خیموں کے اندر آگے بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ ایک بہت بڑے خیمے کے قریب رک گیا۔ اس خیمے کے سامنے ایسی کھالوں کا ایک شامیانہ سا بنا ہوا تھا جن پر کپڑے کا سا کام کیا ہوا تھا اور اس شامیانے کے نیچے گھاس سے بنی ہوئی ایک چٹائی پر پچیس سے تیس سال کی عمر کے درمیان کا ایک جوان بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس جوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس جوان نے کہا۔ وہ سامنے شامیانے تلے اور گھاس کی چٹائی پر اس قبیلے کا سردار مکادو بیٹھا ہوا ہے۔ پہلے اس مکادو کا باپ ہمارا سردار تھا۔ اور اب یہ مکادو اس قبیلے کا سردار ہے یوناف نے اس جوان کی طرف شفقت سے دیکھا اپنی نقدی کی تھیلی سے سونے کا ایک سکہ نکال کر اسے دیا اور کہا۔ اے عزیز! تیرا شکریہ جو تو نے یہاں تک میری راہنمائی کی۔ اب تم جا سکتے ہو۔ میں اب اس مکادو سے بات کرتا ہوں وہ جوان واپس چلا گیا جبکہ خود سردار مکادو کے شامیانے کی طرف بڑھا تھا۔

مکادو کے قریب جا کر یوناف رکا۔ پھر اسے مخاطب کر کے کہا۔ اگر میں غلطی پر نہیں تو

تم اس سانگا نام کے خانہ بدوش قبیلے کے سردار مکادو ہو۔ مکادو نے ایک بار غور اور شستہ نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا پھر کہا۔ اے اجنبی! میں نہیں جانتا تو کون ہے۔ اور کیوں میرے قبیلے میں داخل ہوا۔ بہرحال تم جو بھی ہو اس کی مجھے پرواہ نہیں ہے۔ پر تم میرے پاس آ کر بیٹھ جاؤ۔ پھر مجھ سے کہو کہ تم کس غرض سے میرے پاس آئے ہو۔ یوناف آگے بڑھ کر مکادو کے سامنے چٹائی پر بیٹھ گیا۔ پھر وہ بولا۔ اے مکادو! میرا نام یوناف ہے میں جھیل مرد کے کنارے کی بستی کلوا کی طرف سے آیا ہوں اور تمہارے قبیلے کے بانتو نام کے جوان سے ملنا چاہتا ہوں کہ وہ میرا مقروض ہے اور میں اس سے قرض کا مطالبہ کرنے آیا ہوں اے مکادو! کیا تم بانتو نام کے اپنے قبیلے کے اس جوان کو یہاں نہ بلاؤ گے تاکہ تمہاری موجودگی میں ہی میں اس سے انتقام لے سکوں۔ مکادو نے چونک کر یوناف سے پوچھا۔ تم بانتو سے کیسا انتقام لینا چاہتے ہو۔

فیصلہ کن انداز میں مکادو کو مخاطب کر کے یوناف نے کہا۔ اے مکادو! پہلے بانتو کو یہاں بلاؤ پھر میں بتاؤں گا کہ میں اس سے کیسا انتقام لینا چاہتا ہوں۔ مکادو نے اس بار خشمگین نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اگر میں بانتو کو یہاں نہ بلاؤں تب؟ یوناف نے کھولتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اے مکادو! اگر تم ایسا ناروا سلوک کرو گے تو پھر میں کسی کو بتائے بغیر چپ چاپ بانتو کی گردن کاٹ کر یہاں سے چلا جاؤں گا۔ اس پر مکادو نے تلخ لہجے میں کہا۔ اے اجنبی! تم بھول رہے ہو۔ بانتو ایک ایسا جوان ہے جس سے چٹانیں ٹکرا کر بھی پاش پاش ہو جاتی ہیں۔ تم ہرگز اس سے اپنا انتقام نہ لے سکو گے۔

مکادو تھوڑی دیر کے لیے رکا۔ پھر اس نے غور و تعجب سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے اجنبی تمہاری باتوں اور تمہارے اس دعوے کو بھی پس پشت نہیں ڈالا جا سکتا۔ اس لیے کہ اگر تم اپنے آدمیوں کا انتقام لینے اس قدر مسافت طے کر سکتے ہو تو تم بھی کوئی عام انسان نہیں۔ اور پھر تمہارا قد کاٹھ تمہارے اعضاء و جوارح اور تمہاری جسمانی ساخت بھی بتاتی ہے کہ تم کوئی غیر معمولی انسان ہو۔ مکادو کہتے کہتے رک گیا اور پھر اپنے سامنے اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا۔

اے اجنبی! لو بانتو کو بلانے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ وہ خود ہی ادھر آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہمارے قبیلے کا ساحر ماردا اور اس کی بیٹی باسو بھی ہیں۔ جب وہ تینوں نزدیک آئے تو یوناف نے اندازہ لگایا کہ ساحر ماردا کی بیٹی باسو ایسی ہی حسین اور پرکشش تھی جیسی سرائے کے مالک مرشیس نے اس کی تعریف کی تھی۔ ان کے نزدیک آنے پر سردار مکادو نے بانتو کو مخاطب کر کے کہا۔ اے بانتو! یہ جوان جو اس وقت میرے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ اس کا نام یوناف ہے۔ یہ جھیل مرد کی سرزمین سے

آیا ہے۔ یہ تم سے انتقام لینے کا ارادہ رکھتا ہے کیونکہ تو نے جھیل میرود کے کنارے کچھ لوگوں کو مارا تھا۔ یہ جوان انہی کا انتقام لینے ایسی طویل مسافت طے کر کے یہاں آیا ہے۔ اب تم ہی کہو اس سلسلے میں تم کیا کہتے ہو۔

باتنو نے پہلے ایک زوردار قہقہہ لگایا پھر بولا۔ اے سردار مکادو! ایسے کئی نوجوان ماضی میں مجھ سے ٹکرانے کا عزم لے کر آئے پر تو جانتا ہے کہ میں نے سب کو ٹوٹے ہوئے برتن کی طرح پاش پاش اور بوسیدہ کپڑے کی طرح بکھیر بکھیر کر کے رکھ دیا تھا۔ اب اس جوان کو بھی اگر زندگی عزیز نہیں ہے تو ضرور مجھ سے ٹکرا دیکھے۔ پر میرے مقابل آنے سے قبل اسے اس کے ممکنہ انجام سے ضرور آگاہ کر دو۔ یوناف نے اپنی جگہ پر بیٹھے ہی بیٹھے کہا۔ اے باتنو! میں ان عام جوانوں میں سے نہیں ہوں جن کے ساتھ ماضی میں تم ٹکراتے ہو گے۔ میں جو ارادہ کرتا ہوں اسے کر دکھاتا ہوں۔ اور سن اے باتنو! مجھے تم ان جوانوں جیسا بھی نہ سمجھ لینا جنہیں تم ماضی میں اپنے سامنے زیر کرتے رہے ہو۔ مجھ سے ٹکرانا یقیناً تمہاری حماقت ہو گی اور میری ضرب تمہارے لیے یقیناً تعجب خیز ثابت ہو گی۔

یوناف کی اس گفتگو سے باتنو کی حالت غصے اور غضب میں تخریب کی ظلمتوں اور منحوس ساعتوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر شاید اس نے کوئی فیصلہ کیا، اور اپنے پاؤں کی ایک سخت اور زوردار ٹھوکر اس نے یوناف کی پسلیوں پر دے ماری۔ یہ ضرب خاصی زوردار اور تکلیف دہ تھی۔ اس کے بعد باتنو آگے بڑھ کر یوناف پر حملہ آور ہو گیا۔ اس نے یوناف کو دبوچ کر اپنے نیچے رکھ لیا اور اس پر مکوں اور اپنی کہنیوں کی ضربوں کی اس نے بارش کر دی تھی۔ باتنو کی اس کارگزاری پر سردار مکادو، ساحر ماردا اور اس کی بیٹی باسو تینوں ہی خوش اور مطمئن دکھائی دے رہے تھے۔ پر اچانک ہی ایک تبدیلی اور انقلاب رونما ہونا شروع ہو گیا کیونکہ یوناف نے اپنا پاؤں باتنو کے پیٹ میں جماتے ہوئے دور پھینک دیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنے کپڑے جھاڑتا ہوا خود بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ باتنو بھی زمین پر گرنے کے بعد فوراً اٹھ کھڑا ہوا تھا اور دوبارہ یوناف کی طرف بڑھا تھا۔

باتنو جب دوبارہ یوناف کے قریب آیا اور یوناف پر اس نے ضرب لگانا چاہی۔ تو یوناف نے اس کا اٹھا ہوا ہاتھ فضا میں ہی پکڑ لیا۔ اور پھر اس کی گردن کے دائیں بائیں پہلوؤں پر اس نے دو ایسی ضربیں لگائیں کہ باتنو انتہائی تکلیف اور شدت کی اذیت کا اظہار کرتے ہوئے زمین پر گر گیا۔ اس لمحہ یوناف کی حالت ویرانوں کے ستم، حادثوں اور سانحوں کے طوفان اور غموں کی گہری دھوپ جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ زمین پر پڑے ہوئے باتنو کو مخاطب کر کے یوناف نے پوچھا۔ اے باتنو!

میری یہ ضرب کیسی رہی؟ باتنو نے یوناف کے اس استفسار کا کوئی جواب نہ دیا۔ ہمت کر کے ایک بار وہ پھر اٹھا اور یوناف کی طرف بڑھا۔ پر جب وہ یوناف کے قریب گیا۔ تو یوناف طوفانی انداز میں اس کی طرف بڑھا اور برق کے کوندے کی سی پھرتی میں اس نے باتنو کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر فضا میں بلند کر دیا تھا۔

یوناف کے اس طرح باتنو کو اٹھا لینے پر سردار مکادو، ساحر ماردا اور اس کی بیٹی باسو حیران و پریشان ہو کر رہ گئے تھے۔ یوناف نے جب باتنو کو زمین پر پٹخ دیا تب ساحر ماردا یوناف کے قریب آیا اور کسی قدر خفگی اور ناراضگی میں اس نے یوناف کو مخاطب کر کے پوچھا اے اجنبی جوان! کیا تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں۔ یوناف نے اپنے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔ ہاں میں جانتا ہوں کہ تم اس خانہ بدوش قبیلے کے ساحر ہو۔ ماردا نے اس بار غضبناک ہو کر کہا۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں اس خانہ بدوش قبیلے کا ساحر ہوں تم نے یہ بدتمیزی کی کہ انتہائی بے دردی سے تم نے باتنو کو اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا۔ جب کہ باتنو میری بیٹی باسو کا منگیتر ہے اور آج ان دونوں کی شادی ہو رہی ہے اور تم نہیں جانتے ہو گے اور ایک ساحر کی حیثیت سے میں تمہاری اس بدتمیزی کا تم سے ایک ہولناک اور عبرت خیز انتقام بھی لے سکتا ہوں۔

ساحر کی اس گفتگو پر یوناف سیاہ رات کے پھیلاؤ کی طرح آگے بڑھا اپنا دایاں ہاتھ اس نے ساحر ماردا کی گردن پر رکھا اور پھر اسے اٹھا کر ہوا میں معلق کرتے ہوئے اس نے کہا۔ اے ماردا میں تیرے جیسے حقیر و بدترین ساحر بہت دیکھے ہیں اگر تو بوڑھا نہ ہوتا تو میں تجھے اس طرح اٹھا کر پٹخ دیتا جس طرح میں نے باتنو کو پٹخ دیا ہے۔ اس دوران حسین باسو تیزی سے آگے بڑھی اور لگاتار تین طمانچے بڑی تیزی کے ساتھ اس یوناف کے منہ پر مارتے ہوئے کہا۔ تجھے کیسے جرات ہوئی کہ تو یوں حقیرانہ انداز میں میرے باپ کو اٹھا لے۔ تجھے اس گستاخی کی سزا ضرور مل کر رہے گی اور سزا بھی ایسی کڑی جس کی اذیت کو تو ساری عمر بھلا نہ سکے۔ اچانک یوناف نے اپنے الٹے ہاتھ کا ایک زوردار طمانچہ باسو کے منہ پر دے مارا جس کے جواب میں باسو ہوا میں قلابازیاں کھاتی ہوئی باتنو کے پاس جا گری تھی اس لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر تیز لمس دیا پھر کہا۔

اے یوناف! سنبھلو! یہ ساحر تم پر اپنے سحر کی ابتدا کر چکا ہے جو تمہارے لیے نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اس کا سحر حرکت میں آنے سے قبل ہی تم اپنا دفاع مکمل کر لو۔ یوناف نے فوراً ساحر ماردا کو زمین پر پھینک دیا۔ پھر اس نے اپنی تلوار نکال کر اپنے گرد حصار بنا لیا تھا اور

اس حصار کے اندر وہ خاموش اور پرسکون کھڑا ہو کر ساحر ماردا کی طرف سے کسی ردعمل کا انتظار کرنے لگا تھا۔ اچانک ساحر ماردا نے مٹی کی مٹھی بھری پھر وہ مٹی اس نے یوناف کی طرف دے ماری تھی۔ جب اس سحر کی ہوئی مٹی کا کوئی اثر یوناف پر نہ ہوا تو ساحر ماردا حیرانی اور پریشانی سے کبھی یوناف اور کبھی اپنے قبیلے کے سردار مکادو کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ سردار مکادو بھی ماردا کے اس طرح دیکھنے کا مطلب جان گیا تھا۔ اس بنا پر وہ بھی یوناف کی طرف حیرت اور پریشانی سے دیکھنے لگا۔ اس موقع پر یوناف نے کھل کر ایک قہقہہ لگا۔ پھر اس ساحر کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

بانتو اور باسو بھی اٹھ کر وہاں آ کھڑے ہوئے تھے۔ اور وہ بھی اس سے کو پریشانی کے عالم میں دیکھنے لگے تھے اس موقع پر یوناف نے ساحر کو مخاطب کر کے کہا۔ اے ساحر ماردا! کسی ظن و گمان میں نہ رہنا اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ تم مجھ پر اپنا کوئی طلسم کر کے مجھے نقصان پہنچا سکتے ہو اگر ایسا ممکن ہوتا تو اب تک تیرے جیسے کئی ساحر مجھے فنا و برباد کر چکے ہوتے۔

اپنی اس ناکامی پر ساحر ماردا سپٹا کر رہ گیا تھا۔ ایک بار اس نے پھر مٹھی میں مٹی بھر کر یوناف کی طرف پھینکی لیکن جب اس کا کوئی ردعمل نہ ہوا تب یوناف نے اس ساحر کو مخاطب کر کے کہا۔

اے ماردا سن رکھو تمہارا کوئی عمل، تمہارا کوئی بھی سحر مجھ پر اثر انداز ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا تم ان بکھیڑوں میں نہ پڑو۔ ورنہ یاد رکھو میرے ہاتھوں تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ یوناف ذرا رکا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

اے ماردا! تمہارے حق میں بہتر ہو گا کہ تم مجھے میرے حال پر چھوڑ دو اور بانتو اور اپنی بیٹی کو لیکر یہاں سے چلے جاؤ۔ اور سنو اگر تم نے میرے ساتھ اپنے اس معاملے کو طول دیا۔ تو تم تینوں میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہے گا میں تو صرف بانتو سے انتقام لینے ادھر آیا تھا۔ اور ہو سکتا تھا کہ میں بانتو کا خاتمہ کر دیتا۔ لیکن جب تم نے یہ انکشاف کیا کہ آج تمہاری حسین بیٹی باسو کی شادی بانتو کے ساتھ ہو رہی ہے تو میں نے اپنے ارادے میں تبدیلی کر لی۔ پس میں نے بانتو کو معاف کیا۔ اب تم تینوں یہاں سے چلے جاؤ اور تم تینوں کا یہاں رکنا میرے غصے کو اور بھڑکائے گا جو تمہارے لیے نقصان دہ ہو گا۔ یوناف کی یہ باتیں شاید حسین باسو کی سمجھ میں آ گئی تھیں۔ لہٰذا اس نے آگے بڑھ کر اپنے باپ کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے ساتھ لے گئی۔ جب کہ بانتو بھی ان دونوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا۔

ماردا، بانتو اور باسو کے چلے جانے کے بعد سردار مکادو یوناف کے قریب آیا اور اسے گلے لگاتے ہوئے اس نے کہا۔ اے یوناف! تو واقعی ایک حیرت انگیز انسان نکلا ——————

مکادو کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ اس کے خیمے سے ایک حسین عورت نکلی تھی اور مکادو اس کی طرف دیکھنے لگا۔ جب وہ عورت نزدیک آئی تو مکادو نے اس کی طرف اشارہ کر کے یوناف سے کہا۔ یہ میری بیوی پانکی ہے۔ پانکی نے قریب آ کر کہا میں تم دونوں کی گفتگو اور اس مہربان جوان کے ہاتھوں ماردا، باسو اور بانتو کی حالت بھی دیکھ چکی ہوں۔ پانکی کے خاموش ہونے پر مکادو نے اپنا سلسلہ کلام شروع کرتے ہوئے کہا یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

ہم گھر کے صرف دو ہی افراد ہیں ایک میں اور ایک میری بیوی پانکی۔ اے یوناف! میں اپنی بات کہتے کہتے رک گیا تھا۔ اس لیے کہ خیمے سے میری بیوی نکل آئی تھی۔ اب جب کہ یہ سب کچھ دیکھ اور سن ہی چکی ہے تو سنو! میں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمہارے یہاں آنے سے مجھے کچھ حوصلہ اور اطمینان ہوا کیونکہ اس سے قبل میں ساحر ماردا اور بانتو کی طرف سے اپنے لیے بہت بڑا خطرہ محسوس کرتا تھا۔ بانتو گو ایک طاقتور اور انتہائی زور دار انسان ہے۔ لیکن میں اپنے لیے بڑا خطرہ محسوس نہ کرتا تھا۔ اس لیے کہ اپنے حامیوں کی مدد سے اس پر میں قابو پا سکتا تھا۔ لیکن اب حالات ایک دوسرا رخ اختیار کر گئے ہیں کیونکہ چند دن ہوئے قبیلے کے ساحر نے اپنی بیٹی باسو کو بانتو سے منسوب کر دیا اور آج ان دونوں کی شادی ہونے والی ہے۔

باسو اور بانتو کی شادی سے حالات میرے خلاف کروٹ لے رہے ہیں گے کیونکہ اس شادی کے بعد قبیلے کا ساحر جائز و ناجائز طور پر اپنی بیٹی کے شوہر بانتو کی طرف داری کرے گا۔ اور میری جگہ بانتو کو قبیلے کا سردار بنانے کی کوشش کرے گا دوسری طرف بانتو بھی قبیلے کا سردار بننے کا خواہشمند رہا ہے۔ ماضی میں دو ایک بار وہ اس کا اظہار بھی کر چکا ہے لیکن میرے ساتھ میرے حامیوں کی تعداد دیکھتے ہوئے وہ خاموش رہا تھا۔ اب جب کہ وہ ساحر ماردا کا داماد بن جائے گا۔ تو اس کے حوصلوں اور اس کے عزم کو اور تقویت ملے گی۔ اس لیے کہ ساحر ماردا کا قبیلے کے اندر بڑا اثر و رسوخ ہے اور بانتو کی حمایت میں وہ قبیلے کے اندر کوئی بڑا انقلاب بھی برپا کر سکتا ہے۔ لیکن اے یوناف! تمہارے یہاں آنے سے اور ماردا، باسو اور بانتو کو دل اپنے سامنے زیر کرتے دیکھ کر مجھے تمہاری ذات سے کچھ حوصلہ اور اطمینان محسوس ہونے لگا اور میں یہ خیال کرنے لگا ہوں کہ شاید تمہاری یہاں موجودگی کے باعث قبیلے کا ساحر ماردا اپنے اس ہونے والے داماد بانتو کے ساتھ مل کر میرے خلاف کوئی قدم اٹھانے میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔

یوناف نے بڑی ہمدردی کے ساتھ سردار مکادو کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ اے مکادو

تم بے فکر اور مطمئن رہو۔ میں تمہارے خلاف ساحر ماردا اور بانتو کی کسی بھی کوشش کو کامیاب نہ ہونے دوں گا۔ اے مکادو! تمہارے قبیلے کے اندر میرے لیے ایک کشش اور ہمدردی کی وجہ سے اس لیے کہ تمہارا یہ قبیلہ ایک خانہ بدوش قبیلہ ہے۔ اور تمہارے ساتھ رہ کر اور افریقہ کے مختلف علاقوں کی سیر و تفریح کر کے میں یہاں کے لوگوں کی قدیم و جدید رسومات اور ان کے قوانین و آئین اور عادتیں جان سکوں گا۔ سردار مکادو نے فرطِ مسرت میں آگے بڑھ کر یوناف کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اطمینان و خوشی کے اظہار میں کہا۔ اے عظیم نوجوان! تو نے ایسا ارادہ ظاہر کر کے میرا دل خوش کر دیا ہے قسم مجھے لوبیر دیوتا کی! تم میرے لیے بے فکری، دلجمعی تشفی، ڈھارس اور طمانیت کا باعث بن گئے ہو۔ تمہاری موجودگی میں اب بانتو اپنی بے پناہ قوتوں کے باوجود مجھے ہاتھ نہ ڈال سکے گا۔

مکادو جب خاموش ہوا تو اس کی بیوی پانچی آگے آئی اور یوناف کے کندھے پر اس نے ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے کہا۔ اے عزیز! میرے ماں باپ مر چکے ہیں۔ کوئی بہن بھائی نہ تھا۔ لہٰذا آج سے تم ہی میرے بھائی ہو۔ یوناف نے فوراً پانچی کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا۔ اے پانچی! فکرمند نہ ہو۔ تو آج سے میری بہن ہے اور میں اس قبیلے میں اٹھنے والی ہر سازش سے تم دونوں کی حفاظت کروں گا۔ خواہ یہ سازش کھڑی کرنے والا قبیلے کا ساحر ماردا ہی کیوں نہ ہو۔ مکادو نے یوناف کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اور کہا۔ تم نے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ یوناف! اب جب کہ تم نے میری بیوی کو اپنی بہن بنا لیا ہے تو اب تم ہمارے عزیز اور محسن ہو لہٰذا تم ہمارے ساتھ ہمارے خیمے میں رہو گے۔ تم دیکھتے ہو کہ چمڑے کا بنا ہوا ہمارا یہ خیمہ کافی بڑا ہے اور اسے تقسیم کر کے کئی کمروں میں تبدیل کیا ہوا ہے۔ پھر مکادو یوناف کو پکڑ کر اپنے خیمے میں لے گیا۔ جب وہ تینوں ایک کمرے میں بیٹھ گئے۔ تب یوناف نے پوچھا۔

اے مکادو! جھیل میرو کے کنارے میرے ایک جاننے والے نے بتایا تھا کہ تمہارا یہ خانہ بدوش قبیلہ اپنے بادشاہ کی رسم میں حصہ لینے کے لیے اس طرف آیا ہے۔ کیا یہ درست ہے کہ تمہارے قبیلے کا ساحر ماردا اس رسم کو انجام دے گا اور یہ کہ پہلے بادشاہ کو قتل کر کے ایک نیا بادشاہ مقرر کیا جائے گا۔ یوناف کی اس گفتگو پر مکادو مسکرایا پھر کہا۔ یوناف! میرے عزیز! تمہارے جس جاننے والے نے تمہیں یہ تفصیل بتائی ہے اسے سننے میں کچھ غلط فہمی ہوئی ہو گی۔ اس لیے کہ اس رسم کی ادائیگی ہمارے قبیلے کا سردار ماردا نہیں کرے گا۔ بلکہ اس رسم کی ادائیگی کا فرض لوبیر دیوتا کے مندر کا بڑا پجاری ادا کرے گا۔ اور ان سرزمینوں کا جو سب سے بڑا ساحر ہوتا ہے اسے ہی لوبیر دیوتا کا بڑا پجاری مقرر کیا جاتا ہے۔ اور یہی بڑا پجاری پرانے بادشاہ کے خاتمے اور نئے بادشاہ کی تخت نشینی کے فرائض ادا کرے گا۔

اور اے یوناف یہ رسم لوبیر دیوتا کے مندر میں ہی ادا کی جاتی ہے۔ اور یہ مندر دریائے کانگو کے وسط میں ایک جزیرے کی صورت میں ہے۔ یہ جزیرہ دریائے کانگو کے اندر ایک کافی بڑا جزیرہ ہے اور اس کے اندر مندر کی عمارت بھی بڑی قدیم اور عظیم ہے جو پتھروں سے بنائی گئی ہے اور یہ عمارت بڑی وسیع ہے۔ اس مندر کے پجاری مرد اور عورتیں سب مندر سے منسلک عمارتوں کے اندر رہتے ہیں۔ پرانے بادشاہ کے قتل سے قبل نئے بادشاہ کی خواہش اس سے پوچھی جاتی ہے اور جب نیا بادشاہ اپنی خواہش کا اظہار کر دیتا ہے۔ تب پرانے بادشاہ کو اس کے اہل خانہ سمیت قتل کر دیا جاتا ہے اور نئے بادشاہ کی تاج پوشی اور تخت نشینی کا جشن منایا جاتا ہے۔ اور یہ جشن تین دن تک جاری رہتا ہے۔

پرانے بادشاہ کے قتل اور نئے بادشاہ کی اس تاجپوشی کی رسم میں ان سب خانہ بدوش قبیلوں کو بھی مدعو کیا جاتا ہے جن کا تعلق اس سرزمین سے ہو۔ لہٰذا ہمیں بھی اسی رسم میں حصہ لینے کے لیے یہاں بلایا گیا ہے اور اس رسم کی ادائیگی کے ایک ہفتہ بعد ہم پھر یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔ یہ رسم کل لوبیر دیوتا کے مندر میں سورج غروب ہونے سے پہلے ادا کر دی جائے گی۔ اور اے یوناف! اس رسم میں تم بھی میرے ساتھ لوبیر دیوتا کے مندر میں چلو گے۔ اے یوناف! باقی باتیں بعد میں ہوں گی۔ آؤ اب ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔ اس کے ساتھ ہی مکادو اور پانچی یوناف کو اپنے خیمے کے دوسرے کمرے کی طرف لے گئے تھے۔

وہ رات یوناف نے سردار مکادو کے خیمے میں بسر کی تھی۔ اسی روز بانتو اور ریاسو کی شادی ہو گئی تھی۔ دوسرے روز پرانے بادشاہ کے خاتمے اور نئے بادشاہ کی تاجپوشی کی رسم تھی۔ اور اس رسم میں حصہ لینے کے لیے لوگ جوق در جوق لوبیر دیوتا کے مندر کی طرف جانا شروع ہو گئے تھے۔ یوناف بھی سردار مکادو اور اس کی بیوی پانچی کے ساتھ اس رسم میں حصہ لینے کے لیے مندر کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہ دریائے کانگو کے کنارے پہنچے تو انہوں نے دیکھا۔ وہاں ان گنت چھوٹی بڑی کشتیاں کھڑی تھیں۔ اور ان کشتیوں میں بیٹھ بیٹھ کر لوگ لوبیر دیوتا کے مندر کی طرف جا رہے تھے جس کی عمارت دریائے کانگو کے وسط میں ایک قدیم

جزیرے کے اندر تھی۔ اور لوگوں کی طرح یوناف بھی مکادو اور پانگی کے ساتھ۔ اس جزیرے میں داخل ہوا جس کے اندر یوبر دیوتا کی قدیم عمارت تھی۔ دیوتا کا مندر اور اس کے اطراف کی ساری عمارتیں جن کے اندر پجاری اور پجارنیں رہتے تھے۔ سب بڑے بڑے سیاہ رنگ کے پتھروں سے بنی ہوئی تھیں۔

مکادو اور پانگی کی راہنمائی میں یوناف ایک ایسے وسیع میدان میں آیا جس کے اندر پہلے سے بے شمار لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور یہ میدان مندر کی عمارت کے پہلو میں تھا۔ اس میدان کے سامنے سیاہ رنگ کے پتھروں کی ایک کافی بلند، خوب چوڑی اور کافی لمبی دیوار تھی۔ اس دیوار کے ساتھ پتھروں ہی کی ایک بڑی شہ نشین بنی ہوئی تھی۔ اور اس شہ نشین کو مختلف رنگ کے پردوں سے سجایا گیا تھا۔ اور اس شہ نشین کے دائیں طرف بے گنی مٹی کا تازہ بنا ہوا ایک مجسمہ کھڑا تھا۔ اور اس مجسمے کے دائیں طرف اور بہت سے مٹی کے مجسمے تھے اور ان مجسموں کے سر انسانی کھوپڑیوں کے تھے۔ یوناف نے یہ بھی دیکھا کہ وہ مجسمہ جو شہ نشین کے قریب تھا۔ جو تازہ بنا تھا اور اس کی مٹی ابھی گیلی تھی وہ مجسمہ صرف گردن تک کا تھا اور اس مجسمے کا سر نہ بنایا گیا تھا کچھ دیر تک یوناف حیرت و تعجب سے اس سارے ماحول کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے مکادو کو مخاطب کر کے پوچھا۔

مکادو! مکادو! کیا تم مجھے ان مجسموں کی تفصیل بتاؤ گے جن کے سر انسانی کھوپڑیوں کے ہیں۔ مکادو نے مسکراتے ہوئے کہا کیوں نہیں۔ ضرور بتاؤں گا سنو یوناف۔ یہ سامنے دیوار کے ساتھ جو شہ نشین بنی ہوئی ہے۔ پرانے بادشاہ کو مارنے اور نئے کو تخت نشین کرنے کی رسم اسی پر ادا کی جاتی ہے پرانا بادشاہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ اس شہ نشین پر آکر بیٹھ جاتا ہے جب کہ نیا بادشاہ اکیلا ہی کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے لیے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ کنوارہ ہو اور بادشاہ بننے کے بعد شادی کرے کارروائی شروع کرنے سے قبل نئے بادشاہ سے اس کی خواہش پوچھی جاتی ہے اور جب وہ اپنی خواہش بتا چکتا ہے۔ تب پرانے بادشاہ اور اس کے اہل خانہ کو اس مندر کا بڑا پجاری قتل کر دیتا ہے اور بادشاہ کو قتل کرنے سے قبل مٹی کا ایک مجسمہ تیار کیا جاتا ہے اور بادشاہ کا کٹا ہوا سر اس بے سر کے گیلی مٹی کے مجسمے میں سر کی جگہ رکھ دیا جاتا ہے۔

یہ دیوار کے ساتھ جو مجسمے تم دیکھ رہے ہو جن کے سر انسانی کھوپڑیوں کے ہیں یہ سب کھوپڑیاں قدیم بادشاہوں کے کٹے ہوئے سر ہیں جو محفوظ کر لیے جاتے ہیں۔ یوناف نے حیرت سے مکادو کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ایسا کیوں کیا جاتا ہے۔ مکادو پھر بولا۔ ان سرزمینوں کے اندر انسانی سر کی بڑی حرمت ہے۔ اس بنا پر ایک خاص تقدس کو اس عقیدے سے منسوب کیا جاتا ہے۔ یہاں کے لوگوں کا عقیدہ ہے۔ کہ انسانی جسم کے اندر تین روحیں ہوتی ہیں۔ اور سب سے پہلی اور اچھی روح جو الوٹری کہلاتی ہے۔ وہ انسانی سر میں ہوتی ہے۔ اسی روح کے تقدس کے طور پر بادشاہ کے سر کو ان مٹی کے مجسموں پر محفوظ کر لیا جاتا ہے تاکہ سر کی روح خفا نہ ہو اور اپنی مرضی سے جب چاہے مرنے والے کے سر سے نکل کر چلی جائے۔

مکادو کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ کچھ لوگ شہ نشین پر آکر بیٹھ گئے تھے۔ یوناف نے دیکھا اس شہ نشین پر آکر بیٹھنے والوں میں ایک بوڑھا انسان تھا۔ جو مغموم اور پریشان تھا۔ دوسرا ایک نوجوان تھا جس کے سر پر سنہری تاج تھا اور جو زرق برق لباس پہنے ہوئے تھا۔ جن سے سرکشی اور زندگی کے خواہشات نمایاں تھیں۔ تیسرا ایک ایسا شخص تھا جو اپنے لباس اور حلیے سے کوئی پجاری اور ساحر لگتا تھا اور چوتھی ایک نوخیز لڑکی تھی جس کا قیمتی لباس دور سے چمک رہا تھا۔ وہ لڑکی پگھلی چھلکتی صبح جیسی نوخیز، ادھ کھلے پھول کے جوبن جیسی خوبصورت، نورس آواز اور سرمدی جھنکار جیسی پرکشش، نقرئی آوازوں اور مترنم خواب جیسی سندر تاروں کے گیت جیسی تسکین اور لچکتی توس قزح جیسی خوش اندام تھی۔ یوناف نے اندازہ لگایا وہ شہ نشین پر بیٹھی ہوئی لڑکی مکادو کے خانہ بدوش قبیلے کے ساحر مارود کی بیٹی باسو سے بھی کئی گنا زیادہ خوبرو اور پری چہرہ تھی۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ لڑکی برف کی سل جیسی منجمد اور زمہریر فضاؤں جیسی سرد سی بیٹھی تھی۔ اس کے چہرے پر رات کی خاموشیوں جیسی سوچوں کا زہر تھا۔ گویا وہ کسی قلب کی تیر کا شکار ہو رہی ہو۔ اس کی آنکھوں میں کدورت ہی کدورت تھی جیسے وہ کسی کی عقل کج روی کی بھینٹ چڑھائی جانے والی ہو۔ اس کے علاوہ یوناف نے یہ بھی دیکھا کہ اس

---

[1] ان انکشافات کا اظہار جارج فریزر نے اپنی کتاب گولڈن بوہ میں تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔ ایسی رسومات افریقہ کے اندر رائج ہیں۔

یہ نشین کے اردگرد مسلح لوگ بھی آ کھڑے ہوئے تھے جن کے ہاتھوں میں برہنہ تلواریں تھیں۔ پھر یوناف اپنے اردگرد بیٹھے لوگوں کا خیال کرتے ہوئے مکادو کو مخاطب کرتے ہوئے سرگوشی اور رازداری میں پوچھا۔ مکادو! مکادو! یہ شہ نشین پر آ کر بیٹھ جانے والے لوگ کون ہیں اور اس رسم کی کارروائی جب شروع کی جائے گی۔ مکادو نے بھی رازداری میں کہا۔

سنو یوناف! شہ نشین پر آ کر بیٹھنے والوں میں سے جو بوڑھا انسان ہے اور اپنی جگہ پر ملول و مغموم بیٹھا ہوا ہے یہ یہاں کا پرانا بادشاہ ہے جسے قتل کیا جانا ہے۔ اور دوسرا جو اس کے ساتھ پتھر کی کسی مورتی کی طرح بے حس و حرکت اور حسین ترین لڑکی بیٹھی ہوئی ہے وہ اس قتل کیے جانے والے بادشاہ کی بیٹی ہے جس کا نام سامبی ہے۔ اور یہ جو نوجوان تاج پہنے ہوئے بیٹھا ہے یہ نیا بادشاہ ہے اور اس کا نام زرون ہے اور جو شخص اس نئے بادشاہ کے پاس بیٹھا ہے وہ لوبر دیوتا کے مندر کا بڑا پجاری بریون ہے ——— مکادو کہتے کہتے اچانک خاموش ہو گیا کیونکہ لوبر دیوتا مندر کا بڑا پجاری بریون اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس موقع پر مکادو نے فوراً یوناف کے کان میں سرگوشی کی یوناف یوناف! اب خاموشی سے دیکھتے جاؤ۔ کیونکہ اس قدیم رسم کی ابتدا ہو رہی ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ بڑا پجاری اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا ہے۔

یوناف بڑی توجہ اور انہماک سے اس طرف دیکھنے لگا تھا۔ بڑے پجاری بریون نے اٹھ کر نئے اور نوجوان بادشاہ سے اس کی خواہش پوچھی۔ جس کے جواب میں اس نئے بادشاہ زرون نے پرانے بادشاہ کی حسین و جمیل بیٹی سامبی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اسی کی موت معاف کر دی جائے کہ میں اس سے شادی کروں گا۔ اس پر بڑے پجاری نے باہر کھڑے محافظوں کو اشارہ کیا۔ وہ پرانے بادشاہ کو پکڑ کر شہ نشین سے نیچے لے گئے۔ اس موقع پر حسین سامبی نے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا تھا۔ شاید وہ اس دلخراش منظر کو دیکھنا نہ چاہتی تھی۔ ان محافظوں نے فوراً پرانے بادشاہ کی گردن کاٹ کر اس کا سر گیلی مٹی کے بنے ہوئے بے سر کے بت پر رکھ دیا اور بادشاہ کے دھڑ کو ایک گڑھے میں ڈال کر زمین میں دفن کر دیا۔ جب یہ ساری کارروائی ہو چکی تب کہیں جا کر حسین سامبی نے اپنے چہرے سے اپنے ہاتھ ہٹائے تھے۔ بڑا پجاری اس بار سامبی کے قریب آیا۔ اس بار اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تھی اور اس نے سامبی کو مخاطب کرتے ہوئے بلند آواز میں پوچھا۔

اے سامبی! کیا تو نئے بادشاہ زرون کی بیوی بننے پر رضامند ہے۔ اس استفسار پر سامبی کی حالت ساحلوں پر چیختی شام کی پاگل ہواؤں اور وقت کی آنکھوں میں بکھر پھیل جانے والی کاجل جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس نے باری باری بڑے پجاری اور نئے بادشاہ زرون کی طرف ایسے انداز میں دیکھا گویا وہ ان دونوں کے لیے اجل کی ہم نفس اور قیامت بردوش بن جانے کا عزم کر چکی ہو۔ پھر اس کے ساتھ ہی اس نے بلند آواز میں کہا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ میں اس زرون کے ساتھ کبھی اور کسی بھی وقت شادی پر آمادہ نہیں ہو سکتی۔ اے بڑے پجاری میں تم سے، اس زرون سے اس دیوتا لوبر سے یہاں تک کہ یہاں کی ساری رسومات سے بھی نفرت کا اظہار کرتی ہوں۔ میں ایسے شخص کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کرتی ہوں جس کے سر پر میرے باپ کے خون میں ڈبو کر تاج رکھا گیا ہو! ایسے شخص سے شادی کی پیش کش میری ذات کی توہین ہے۔

سامبی کے اس فیصلے پر بڑے پجاری بریون نے جب سوالیہ آواز میں نئے اور نوجوان بادشاہ زرون کی طرف دیکھا تو زرون نے چند ساعتوں کے توقف اور فکر و غور کے بعد کہا اس سامبی کو لوبر دیوتا کی عمارت میں اسیر کر دیا جائے اور اگر آج شام تک اپنے الفاظ واپس لے کر میرے ساتھ شادی پر آمادہ نہیں ہوتی تو اس کی گردن کاٹ دی جائے۔ بڑے پجاری بریون نے اس موقع پر وہاں کھڑے مسلح محافظوں کو سرگوشی کے انداز میں کچھ کہا جس کے جواب میں وہ محافظ حسین سامبی کو پکڑ کر وہاں سے لے گئے تھے۔ اس کے بعد بڑے پجاری بریون نے اس رسم کے خاتمے کا اعلان کر دیا۔ جس کے جواب میں لوگ وہاں سے اٹھ کر اپنے گھروں کو چل دیئے تھے اس موقع پر یوناف نے مکادو کے کان میں سرگوشی کی۔

مکادو! مکادو! اس سامبی نام کی حسین و جمیل لڑکی نے کیا عمدہ اور خوب جواب بڑے پجاری اور نئے بادشاہ کو دیا ہے۔ اس نے واقعی میرے خیالات کی ترجمانی کر کے رکھ دی ہے۔ مکادو نے فوراً یوناف کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔ آہستہ بولو۔ ایسی گفتگو اگر کسی نے سن لی تو ہم دونوں کا ہی خاتمہ کر کے رکھ دیا جائے گا۔ جواب میں یوناف تھوڑی دیر کے لیے مسکراتا رہا پھر اس نے کسی قدر سنجیدگی میں کہا۔ مکادو مکادو! تم پانی کو لے کر اپنے خیموں کی طرف جاؤ۔ مکادو۔ میں ذرا اس جزیرے اور اس کے اندر لوبر دیوتا کے مندر کی ان قدیم عمارتوں کا جائزہ لوں گا۔ مکادو نے اس بار کانپتی اور خوف زدہ سی آواز میں تنبیہ کی۔ ایسی حماقت ہرگز مت کرنا یوناف! تم ان سرزمینوں میں اجنبی ہو اگر تم پر کسی نے شک کر لیا کہ تمہارا تعلق یہاں کے

لوگوں کے دشمنوں سے ہے تو تم ناحق دھر لیے جاؤ گے لوگ تمہیں نئے بادشاہ کے سامنے پیش کر دیں گے۔ تو وہ تمہیں اسیری کی ایسی سزا دے دیگا جس میں رہائی کا کوئی تصور تک بھی نہیں کیا جا سکتا۔

یوناف نے بڑی نرمی اور سرگوشی میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ مکادو! مکادو! تم جانتے ہو کہ میں ایک مافوق الفطرت اور روز دست انسان ہوں یہ تمہارا بوڑھا پجاری اور تمہارا یہ نیا بادشاہ نزون دونوں ہی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ سو مکادو! میں نیکی کا ایک نمائندہ ہوں اور اس جزیرے کے اندر میں نیکی ہی کے ایک کام کی ابتداء کرنے والا ہوں۔ سو میں اس حسین و جمیل شہزادی سامی کی رہائی کا سامان کروں گا۔ میں جانتا ہوں کہ یہ لڑکی جان دے دے گی پرنہ تو یہ اپنے کہے ہوئے الفاظ واپس لیگی نہ ہی یہ نزون سے شادی پر آمادہ ہو گی۔ لہذا میں اسے اس کے ناکردہ گناہوں کی سزا نہ ہونے دوں گا۔ میں آج شام تک اس سامی کو مرنے نہ دوں گا۔ میں اس کی جان بچاؤں گا۔ اسے اس کی اسیری سے نجات دوں گا۔ اور اسے قید سے نکال کر میں تمہارے خیمے میں لے کر آؤں گا۔ لہذا تم پانچی کو لے کر اپنے خیموں کی طرف چلو اور پھر تھوڑی دیر تک دیکھنا۔ ان سرزمینوں کے اندر میں اپنا کیا کمال دکھاتا ہوں۔

یوناف جب اپنی بات مکمل کر چکا تو مکادو نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ یوناف یوناف ایسا کام کرنا تو دور کی بات اس سے متعلق سوچنا بھی ترک کر دو۔ میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا۔ اول تو شہزادی سامی کو مندر کی اسیری سے نکالنا ہی مشکل ترین بلکہ ناممکن ہے۔ اور اگر تم ایسا کرنے میں کسی طور کامیاب ہو بھی گئے۔ تب بھی سن رکھو کہ تم اور سامی دونوں بچ نہ سکو گے۔ اس لیے کہ مندر کے پجاری اور محافظ ہر بو سونگھ لینے والے درندوں کی طرح تم دونوں کا تعاقب کریں گے۔ اور تم دونوں کیسی ہی محفوظ جگہ کیوں نہ چلے جاؤ۔ وہ تم دونوں کو ڈھونڈھ کر ٹھکانے لگا دیں گے۔ لہذا میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا کہ اس کام سے باز رہو کہ اس میں تمہاری فلاح اور سلامتی ہے تم ایک ایسے کام کا ارادہ کر رہے ہو۔ جو ان سرزمینوں کے اندر آج تک کسی نے نہیں کیا۔ اس لیے کہ ایسا کرنا یہاں کی قدیم رسم و رواج سے بغاوت اور لوبیر دیوتا کے خلاف بغاوت تصور کیا جاتا ہے۔ یوناف! یوناف تم میرے ساتھ میرے خیمے میں چلو اور سامی کو اسیری سے نکالنے کے ارادے کو بھول جاؤ۔

اپنی بات مکادو نے ختم کر کے غور سے یوناف کی طرف دیکھا شاید وہ یوناف

کے چہرے پر اس گفتگو کا ردعمل دیکھنا چاہتا تھا۔ پر یوناف کے چہرے پر دور دور تک سکون ہی سکون اور بے فکری ہی بے فکری تھی۔ پھر یوناف نے سیال اور کونمتی تلملاہٹ جیسے انداز میں کہا۔ اے مکادو! میں جو ارادہ کر لیتا ہوں اسے کر گزرتا ہوں۔ تم میرے متعلق فکر مند نہ ہو۔ لوبیر دیوتا کے پجاریوں نے سامی کے سلسلے میں اگر مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کی تو میں ان کی حالت تم میں سگتے الفاظ اگو میں نہاتے باب اور احساس نکہت کی زجیسی کر کے رکھ دوں گا۔ بس اب تم پانچی کو لے کر اپنے خیموں کی طرف چلے جاؤ۔ اور مجھے کام کی ابتداء کرنے دو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میرے اس کام سے نہ تم پر کوئی حرف آئے گا اور نہ میری ذات کو کوئی نقصان پہنچے گا۔ اب تم اس موضوع پر مزید گفتگو نہ کرنا۔ مکادو جواب میں خاموش رہا۔ اور اپنی بیوی کو لے کر آگے بڑھ گیا۔

مکادو کے چلے جانے کے بعد یوناف تھوڑی دیر تک وہاں خاموش کھڑا رہا۔ پھر اس نے رازدارانہ انداز میں پکارا ابلیکا! ابلیکا! تم کہاں ہو۔ کے جواب میں ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا حریری لمس دیا پھر اس کی ایک نگن ایک تڑپ سے بھرپور اور تشنگی کے اڑتے رنگوں میں ڈوبی راگوں کی آہٹ جیسی آواز سنائی دی۔ یوناف! میرے حبیب! کہو کیا بات ہے یوناف نے بھی جواب میں الفاظ کے آئینوں میں اترتی ہوئی آواز میں کہا۔ ابلیکا! ابلیکا! کیا تم تھوڑی دیر پہلے ادا کی جانے والی رسم کو دیکھتی رہی ہو۔ ابلیکا نے پھر رنگوں کی صدا اور خوشبوؤں کی آواز میں کہا۔ میں اس قدیم، فرسودہ اور ظالمانہ و غیر فطری رسم کی ساری کاروائی دیکھ چکی ہوں۔ کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ میرا اندازہ ہے کہ تم میرے ساتھ حسین و جمیل شہزادی سامی سے متعلق گفتگو کرنا چاہو گے۔ اس لیے کہ میں تمہارے اور مکادو کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی سن چکی ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ میرا اندازہ غلط نہ ہوگا۔

یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تمہارا اندازہ درست ہے ابلیکا! میں چاہتا ہوں تم ذرا سامی کی خبر لو کہ لوبیر دیوتا کے اس مندر کی عمارت میں کہاں اور کس جگہ اسیر کر دی گئی ہے تاکہ میں اسے وہاں سے نکال کر اس کی جان بچا سکوں۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ معصوم لڑکی جاہلانہ رسومات اور ظالمانہ نظام کی بھینٹ چڑھ جائے۔ ابلیکا نے مسرت کے رنگ اور احساسات کی خوشیاں بکھرتی آواز میں کہا۔ تم درست کہتے ہو! یوناف! سامی کی مدد کرنا میرا فرض بنتا ہے۔ اور اس معاملے میں مکمل طور پر میں تم سے اتفاق کرتی ہوں۔ پر اے یوناف! تم نے تو ارادہ کیا تھا کہ تم مکادو کے خانہ بدوش قبیلے میں رہ کر افریقہ کے قدیم رسومات کا مطالعہ کرو گے۔ اب سامی کو یہاں سے نکال کر تم کدھر کا رخ کرو گے۔

یوناف نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا۔ میں نے سامی کو نکال کر کہاں جانا ہے۔ اسے

اس مندر کی اسیری سے نکال کر میں اسے مکادو کے خیمے میں ہی رکھوں گا۔ اور مکادو کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کروں گا کہ وہ دو ایک روز تک یہاں سے کوچ کر جائے تاکہ سامی کو لے ہم یہاں سے دور نکل جائیں۔ اس پر ابلیکا نے اندیشوں اور وسوسات میں ڈوبی ہوئی آواز میں پوچھا۔ اگر ساجی نے یہ سرزمین چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ تب! یوناف نے پھر اعتماد لہجے میں کہا۔ اے ابلیکا! ہم اپنی کوشش کر دیکھتے ہیں۔ اگر وہ ہمارے ساتھ جانے پر آمادہ ہو گئی تو اس میں اس کی بہتری ہے۔ اور اگر اس نے ہمارے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ تو ہمارا کیا جائے گا۔ اس کا اپنا ہی نقصان ہے۔ ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ کر یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔ اس پر ابلیکا فیصلہ کن انداز میں بولی۔ اچھا یوناف۔ تم یہیں رک کر میرا انتظار کرو۔ میں مندر کی عمارت میں جا کر ساجی کا پتہ لگاتی ہوں اور پھر واپس آ کر تمہیں خبر کرتی ہوں۔ ابلیکا یوناف کی گردن سے علیحدہ ہو کر چلی گئی جب کہ یوناف وہیں رک کر اس کا انتظار کرنے لگا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ابلیکا نے پھر یوناف کی گردن پر لمس دیا اور بولی یوناف! یوناف! ساجی اس وقت لوبیر دیوتا کے مندر دائیں جانب کے ایک سنگلاخ کمرے کے اندر بند ہے۔ اس پر کڑا پہرہ ہے اور بار بار اس سے پوچھا جاتا ہے کہ وہ نئے بادشاہ سے شادی پر تیار ہے یا نہیں پر وہ برابر انکار کیے جا رہی ہے تم اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ۔ میں اس کمرے تک تمہاری راہنمائی کرتی ہوں۔ جس کے اندر اس وقت حسین سامی بند ہے۔ ابلیکا کے کہنے پر یوناف فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتا ہوا وہاں غائب ہوا مندر کی عمارت کی طرف گیا تھا۔

اچانک یوناف مندر کے اس کمرے میں نمودار ہوا جس کے اندر سامی بند تھی۔ ساجی نے جو یوناف کو یوں اپنے کمرے میں نمودار ہوتے دیکھا تو حیرت و تعجب میں اس کی حالت ایسی ہو گئی تھی گویا اس کی رگوں کے اندر لہو ابلنے لگا ہو۔ تھوڑی دیر تک وہ بڑی حیرت سے یوناف کی طرف دیکھتی رہی۔ پھر اس نے عقیدت بھری آواز میں پوچھا اے اجنبی! آپ کون ہیں۔ میں دیکھتی ہوں کہ جس کمرے کے اندر میں اس وقت بند ہوں اس کے سارے دروازے بند ہیں پھر آپ کیسے اس کمرے میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ یوناف ساجی کے قریب آیا اور بڑی نرم آواز اور اپنائیت کے پیرائے میں اس نے کہا۔ سامی! سامی! تم خوف زدہ نہ ہو۔ میں تمہارا ہمدرد اور کرب آشنا ہوں اور تمہیں اس اسیری سے نکال کر ظلم و تعدی سے دور لے جانا چاہتا ہوں۔

جہاں تم پرامن ماحول میں آزادی اور بے فکری کے ساتھ اپنی مرضی کے مطابق زندگی بسر کر سکو۔

سنو ساجی! تم میری اس حالت پر خوف زدہ نہ ہو۔ میرا نام یوناف ہے۔ میں ایک مافوق الفطرت انسان ہوں اور پردہ کام کر گزرنے کی صلاحیت رکھتا ہوں جسے بظاہر انسانی نظر مشکل اور ناممکن تصور کرتی ہے۔ یوناف کے اس انکشاف پر حسین ساجی کی حالت خوشی اور مسرت میں کیف و مستی، بلندی کی رفعت اور بحر کے سیل جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر یوناف کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے اس نے اپنی سپنوں کے گیتوں جیسی آواز میں کہا۔ حیرت ہے۔ آپ تو میرا نام تک بھی جانتے ہیں۔ یوناف پھر بولا۔ اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ میں تو جہالت و ظلم پر مبنی وہ رسومات بھی دیکھ چکا ہوں جس میں پرانے بادشاہ کو قتل کر کے نیا بادشاہ مقرر کر دیا ہے اور نئے بادشاہ سے شادی نہ کرنے کے جرم میں تمہیں اس مندر کی عمارت میں اسیر بنا دیا گیا۔

ساجی! ساجی! سنو! میں تمہیں مرنے نہ دوں گا۔ میں تمہارے پھول جسم، مہتاب چہرے اور گوہر شب تاب جیسی جوانی کو ان لوگوں کے ہاتھوں تباہ و برباد نہ ہونے دوں گا۔ میں تمہیں یہاں سے نکال باہر لے جاؤں گا سنو ساجی! کیا تم میرے ساتھ جانے پر آمادہ ہو۔ یوناف کے اس سوال پر حسین ساجی کے چہرے پر خوشگوار اور تمناؤں کی چاندنی جیسی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ اس کی نگاہوں میں صدیوں کی ان کہی داستانیں بکھر گئی تھیں۔ پھر وہ یوناف سے کچھ کہنے والی تھی کہ باہر سے کمرے کا دروازہ کھولنے کی آواز سنائی دی۔ ساجی فوراً چونک سی پڑی اور یوناف سے کہا۔ اے اجنبی! آپ یہاں سے چلے جائیں۔ اس کمرے کا دروازہ کھولا جا رہا ہے۔ اگر ان لوگوں نے آپ کو اس کمرے میں دیکھ لیا تو میرے ساتھ وہ آپ کا کام بھی تمام کر دیں گے۔ اور میں ایسا نہیں چاہتی۔

یوناف نے ساجی کو ڈھارس دیتے ہوئے کہا۔ ساجی! تم فکرمند نہ ہو۔ میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لانے لگا ہوں۔ اگر تم میرا ساتھ دینے پر آمادہ ہو تو آگے بڑھ کر میرا ہاتھ تھام لو۔ پھر دیکھو کیا رونما ہوتا ہے۔ ساجی فوراً آگے بڑھ کر یوناف کے قریب کھڑی ہوئی اور اس کا ہاتھ تھام لیا۔ اتنے میں اس کمرے کا دروازہ کھلا اور دو پجاری اس کمرے میں داخل ہوئے۔ دونوں نے حیرت اور پریشانی میں اس کمرے میں ادھر ادھر دیکھا۔ پھر ایک نے دوسرے کو مخاطب کر کے کہا۔ تحیر اور حیرانی کی بات ہے کہ کمرہ خالی پڑا ہے اور ساجی غائب ہے۔ آخر وہ کہاں چلی گئی۔ کیا وہ کسی اپسرا کی طرح غائب ہو گئی۔ یا کوئی اسے یہاں سے نکال لے بھاگا ہے۔ اس گفتگو کے جواب میں دوسرے پجاری نے کہا۔ آخر ساجی کہاں گئی کیا وہ آسمان کی طرف صعود کر گئی یا زمین اسے

نگل گئی۔ آؤ بڑے پجاری کو اس کی اطلاع کریں۔ اور اس کے ساتھ ہی دونوں پجاری مزید کچھ کہے بغیر وہاں سے نکل گئے تھے۔

ان دونوں پجاریوں کے جانے کے بعد ساجی نے مشفق رنگ سحر کے سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ یہ کیا معاملہ ہوا کہ یہ دونوں پجاری اس کمرے میں مجھے آپ کے ساتھ دیکھ نہیں سکے حالانکہ اس کمرے میں آپ کے ساتھ میں ان کے سامنے کھڑی رہی۔ یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ میں نے تمہیں کہا نہ تھا کہ میں ایک مافوق الفطرت انسان ہوں اور یہ میرا ہی کمال ہے۔ اور وہ دونوں پجاری تمہیں دیکھ نہیں سکے۔ اور دیکھتی جاؤ۔ اب میں تمہیں اپنا دوسرا کمال دکھاتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف پھر اپنی قوتوں کو حرکت میں لایا۔ ساجی نے اپنے آبگینہ بدن میں ایک جھٹکا سا محسوس کیا اور اس کے ساتھ اس نے دیکھا کہ وہ چمڑے کے ایک بہت بڑے خیمے کے اندر کھڑی تھی۔ اس پر ساجی نے چونک کر پوچھا۔

یہ کیا چکر ہے۔ اور یہ مندر کی عمارت سے نکل کر میں کسی خیمے میں آگئی ہوں۔ یوناف بولا ساجی! ساجی! یہ سانگا نام کے ایک خانہ بدوش قبیلے کے سردار کا خیمہ ہے۔ اس سردار کا نام مکادو اور اس کی بیوی کا نام پانچی ہے۔ یہ خانہ بدوش قبیلے نئے بادشاہ کی تاجپوشی کی رسم میں شرکت کے لیے یہاں آیا ہے اور اب یہاں سے کوچ کر جائے گا۔ اب تم اسی خیمے میں رہو گی۔ پھر یوناف نے زور زور سے پکارا۔ مکادو! مکادو! پانچی! پانچی! تم دونوں کہاں ہو۔ بھاگ کر ادھر آؤ اور دیکھو کون تمہارے خیمے میں آیا ہے۔

چند ہی ساعتوں بعد مکادو اور پانچی بھاگتے ہوئے جب اس کمرے میں داخل ہوئے اور ان دونوں نے یوناف کے ساتھ وہاں اپنے خیمے کے کمرے میں ساجی کو بھی دیکھا تو وہ دونوں چونک سے پڑے پھر مکادو نے گہرے تحیر میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اے عظیم یوناف! یہ تم ساجی کو مندر کی اسیری سے نکال کر یہاں لانے میں کیسے اور کس طرح کامیاب ہو گئے ہو۔ اور اگر ساجی کو تلاش کرتے ہوئے بادشاہ کے کارندے یا مندر کے پجاری ادھر آ نکلے تو پھر ہم سب کا کیا بنے گا۔ سن رکھو اگر ایسا ہو گیا تو ساجی کے ساتھ ساتھ ہم سب کو بھی مصلوب کر کے رکھ دیا جائے گا۔

یوناف نے مکادو کو ڈھارس اور تسلی دی۔ مکادو! مکادو! تم بے فکر رہو اگر بادشاہ کے کارندے یا مندر کے پجاری ادھر آ بھی گئے تو وہ ساجی کو تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکیں

خوشیاں اور راحتیں بکھر گئی تھیں۔ اس پرسکون ماحول میں ان چاروں نے مل کر کھانا کھایا۔ پھر اس سے تھوڑی ہی دیر بعد سانگا نام کا وہ خانہ بدوش قبیلہ دریائے کانگو کے کنارے سے کوچ کر گیا تھا۔

گے۔ اس لیے جب ساجی ہی انہیں نہ ملے گی تو تم پر کوئی مصیبت آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر میری ان باتوں پر تمہیں یقین نہ ہو تو ساجی سے پوچھ لو کہ کیا مندر کے پجاری یا بادشاہ کے کارکن اسے تلاش کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

یوناف کے اس انکشاف پر مکادو نے غور سے ساجی کی طرف دیکھا اور ابھی وہ ساجی سے کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ ساجی خود ہی بول پڑی اور کہا۔ یوناف ٹھیک کہتا ہے۔ اگر بادشاہ کے کارکن یا مندر کے پجاری مجھے تلاش کرتے ہوئے تمہارے خیمے میں بھی آن گھسیں تب بھی وہ مجھے نہ پا سکیں گے۔ اس لیے کہ مندر کی اس عمارت سے نکلتے وقت تو یوناف نے مجھے انسانی آنکھ سے ہی اوجھل کر دیا تھا اور خود بھی انہیں دکھائی نہ دیا تھا۔ لہٰذا اس کے ہوتے ہوئے کیونکر مجھے تلاش کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ساجی کی اس گفتگو پر مکادو اور سپانچی مطمئن ہو گئے تھے۔ پھر یوناف نے مکادو کو مخاطب کر کے کہا۔

اے مکادو! اب تو میری ایک بات مان۔ اپنے قبیلے کے ساتھ آج ہی یہاں سے کوچ کر جا۔ اسی میں تیری اور ہماری بہتری ہے۔ مکادو مسکرایا اور اپنے سر کو اثبات میں ہلاتے ہوئے کہنے لگا۔ تم ساجی اور سپانچی کے ساتھ خیمے میں ہی رہو۔ میں قبیلے کے سرکردہ لوگوں سے بات کر کے لوٹتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی مکادو بڑی تیزی کے ساتھ خیمے سے نکل گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد مکادو لوٹ کر آیا۔ وہ ہشاش بشاش تھا۔ پھر وہ اس جگہ آیا جہاں یوناف، ساجی اور سپانچی بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں مخاطب کر کے مکادو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یوناف! یوناف! سارے ہی کام سیدھے ہو گئے ہیں۔ اول یہ کہ ہمارا قبیلہ ابھی تھوڑی دیر تک یہاں سے کوچ کرے گا۔ دوئم یہ کہ ساجی سے متعلق لوبر دیوتا کے پجاریوں نے ایک عجیب اور انوکھی بات اڑا دی ہے۔ ساجی کے غائب ہونے پر یہ خبر جب پجاریوں نے جا کر بڑے پجاری سے کہی۔ تو اس نے یہ فیصلہ دے دیا ہے کہ لوبر دیوتا کو ساجی کا قتل منظور نہیں ہے۔ لہٰذا دیوتا نے ساجی کو غائب کر دیا ہے جب کہ مندر کا وہ کمرہ ایسے کا ویسا ہی مقفل رہا جس میں ساجی کو بند کیا گیا تھا۔ بڑے پجاری کے اس فیصلے کو منادو کے ذریعے جگہ جگہ اعلان کر دیا گیا ہے۔ کچھ منادو ہمارے قبیلے میں بھی آئے تھے۔ لہٰذا اب ساجی کو تلاش نہ کیا جائے گا۔

مکادو کے اس انکشاف پر ساجی کے چہرے پر دور دور تک اطمینان میں ڈو

○

یمن میں حامث لائش کے بعد اس کا بیٹا ابرہہ بن الحارث تخت نشین ہوا تھا۔ یہ بادشاہ انتہا کا بہادر اور جنگجو تھا۔ یہ بڑا منتظم اور جہاندیدہ تھا۔ اس نے سب سے پہلے اپنے لشکر کو منظم کیا توسیع سلطنت کی خاطر اپنے اطراف میں لشکر کشی کی۔ اس نے مغرب کی طرف یلغار کی اور ایسے منظم طریقے سے حملہ آور ہوا کہ دور تک وسیع زمینوں اور علاقوں کو فتح کرتا چلا گیا تھا۔ یہاں تک کہ اپنے لشکر کے ساتھ یہ ظلمات میں جا داخل ہوا۔

لیکن ظلمات میں داخل ہونے کے بعد اسے خوف پیدا ہوا کہ مبادا اس کا لشکر تاریکی میں گم ہو جائے اور اس کی یہ عظیم مہم اور بہترین کارکردگی گمنام ہو کر ہی نہ رہ جائے۔ لہٰذا اپنے لشکر کو گم انتشار اور گمشدگی سے بچانے کے لیے اور اپنے مرکز کے ساتھ اپنی رسد و کمک کا سلسلہ استوار رکھنے کی خاطر اس نے ایک بہترین طریقہ کار استعمال کیا۔ اس نے جس طرف یہ جاتا تھا میلوں کے نشانات لگا دیئے۔ اور ان نشانات پر اس نے روشنی کا بھی انتظام کیا۔ تاکہ لشکر جب اپنی مہم سے واپس جانا چاہے تو واپسی میں اسے کوئی دقت اور دشواری نہ ہو۔ یوں اس نے وسیع علاقوں کو فتح کیا۔ ابرہہ الحارث کے بعد اس کا بیٹا ذوالقیس بن ابرہہ تخت نشین ہوا تھا۔

○

بنی اسرائیل کا طاقتور ترین انسان سمسون غزہ شہر سے نکل کر وادی سورق میں میں اپنے گیا تھا یہاں اس نے ایک ایسی لڑکی کو دیکھا۔ جو اس علاقے میں سب سے زیادہ خوبصورت اور دلکش تھی اور اس لڑکی کا نام دلیلہ تھا۔ پس سمسون نے اس لڑکی کو اپنے لیے پسند کر لیا اور ارادہ کر لیا کہ وہ اس لڑکی سے شادی کر کے وادی سورق میں اپنا گھر بسائے گا اور وہیں آباد ہو کر رہ جائے گا۔ اس مقصد کے لیے۔ اس نے دلیلہ کے رشتہ داروں سے بات کی انہیں جب خبر ہوئی کہ سمسون جیسا شہ زور اور طاقتور انسان دلیلہ کا رشتہ مانگتا ہے تو وہ خوش ہوئے اور انہوں نے اپنی اسی خوشی کے اظہار کے طور پر دلیلہ کی شادی سمسون سے کر دی تھی۔ دوسری طرف جب فلسطیوں کے سرداروں کو خبر ہوئی کہ سمسون نے ان کی دلیلہ نام کی ایک لڑکی سے شادی کر لی ہے۔ تو انہوں نے سمسون کو اپنے سامنے زیر و مغلوب کرنے اور اس سے انتقام لینے کا ایک منصوبہ تیار کیا۔

اس منصوبے کی تکمیل کے لیے وہ تاک میں رہے اور ایک روز جب دلیلہ اس گھر میں اکیلی جو سمسون نے اس کے لیے بنایا تھا اور خود سمسون شکار کے لیے باہر گیا ہوا تھا۔ پس فلسطیوں کے یہ سردار سمسون کی بیوی دلیلہ کے پاس آئے۔ پہلے وہ اس سے ہمدردی، شفقت اور نرمی کی چکنی چپڑی باتیں کرتے رہے۔ پھر ایک سردار نے دلیلہ کو مخاطب کر کے کہا اے دلیلہ! تو فلسطی قوم کی بیٹی ہے۔ اور تجھ پر اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے جس میں فلسطی قوم کی بہتری ہو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ تو نے بنی اسرائیل کے سمسون سے شادی کر لی ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ سمسون اس وقت دنیا کا طاقتور ترین انسان ہے۔ گو ماضی میں اس سمسون نے فلسطیوں کو بہت نقصان پہنچایا ہے اور ہم نے اس سے انتقام لینے کی بھی ٹھان لی تھی۔ لیکن اب چونکہ سمسون نے تم سے شادی کر لی ہے۔ لہٰذا ہم نے اس انتقام کو فراموش کر دیا ہے۔ لیکن ہم یہ ضرور چاہیں گے کہ سمسون کی نسبت سے تم ہمارے لیے ایک کام کرو۔

دلیلہ نے جب یہ جانا کہ فلسطی سردار اب سمسون سے انتقام نہیں لینا چاہتے تو وہ بیحد خوش ہوئی اور مسرت و طمانیت کا اظہار کرتے ہوئے اس نے ان فلسطی سرداروں سے پوچھا میں سمسون کی نسبت سے تمہارے لیے کیا کام سرانجام دے سکتی ہوں۔ اس بار ایک دوسرے فلسطی سردار نے کہا۔ اے دلیلہ! تو جانتی ہے کہ گزرے ہوئے دنوں میں سمسون اپنی طاقت اور شہ زوری کی نا پر فلسطیوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچاتا رہا ہے۔ اب جب کہ ہم سمسون سے انتقام کو تمہاری خاطر بھول چکے ہیں تو اب ہم صرف یہ جاننا چاہتے ہیں کہ سمسون کی اس غیر معمولی طاقت اور شہ زوری کا کیا راز ہے۔ اگر اے دلیلہ! یہ کام تم ہمارے لیے کر دو تو ہم میں سے ہر سردار تجھے چاندی کے گیارہ سو سکے دے گا اور اس طرح تم فلسطیوں کی امیر ترین عورتوں میں شمار کی جانے لگو گی۔ اس پر دلیلہ نے کچھ سوچا پھر اس نے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اے فلسطی سردارو! میں تمہاری خاطر یہ کام ضرور سرانجام دوں گی۔

اس پر فلسطی سردار خوش ہوئے اور ایک نے کہا۔ اے دلیلہ! ہمارے کچھ آدمی تیرے گھر کے

تو تو اس سے اس کی شہ زوری کا بھید معلوم کرنے
اطراف میں رہیں گے۔ سمسون جب شکار سے لوٹے
کی کوشش کرنا۔ اور جب تو اس بھید کو جان جائے تو ہمارے آدمیوں کے ذریعے ہمیں اس کی اطلاع کر
دینا۔ پھر ہم آئیں گے اور دیکھیں گے کہ سمسون کی شہ زوروں کا کیا ہے۔ دلیلہ کے ساتھ اپنا یہ معاملہ
حسن وخوبی اور کامیابی سے طے کرنے کے بعد فلسطی سردار یہاں سے چلے گئے تھے۔
سمسون جب شکار سے لوٹا تو دلیلہ نے اس سے پوچھا۔ اے سمسون! اب جب کہ میں تمہاری
بیوی ہوں تو کیا تم مجھے یہ نہ بتاؤ گے کہ تمہاری اس غیر معمولی طاقت وقوت کا کیا راز ہے۔ اس
استفسار پر سمسون نے دلیلہ کو ٹالنے کے لیے کہا۔ اگر کوئی مجھے سات ہری ہری بیدوں سے باندھ
دے جو سکھائی نہ گئی ہوں۔ میں کمزور ہو کر عام آدمیوں جیسا ہو جاؤں گا۔
پس دلیلہ نے اس انکشاف کی اطلاع فلسطی سرداروں کو کر دی۔ سو وہ سردار سات ہری
ہری بید کی چھڑیاں جو ابھی سکھائی نہ گئی تھیں دلیلہ کے پاس لے آئے اور اس سے کہا۔ کہ تو ان چھڑیوں
سے سمسون کو باندھ دے اور جب تو ایسا کر چکے تو ہمیں آواز دے تاکہ تمہارے گھر میں گھات
لگا کر بیٹھے ہمارے آدمی دیکھ سکیں کہ کیا واقعی اس طریقہ کار سے سمسون اپنی طاقت وقوت میں عام
آدمیوں جیسا ہو گیا ہے۔ دلیلہ نے ان سرداروں کا کہا مانا اور سمسون کو اس نے بید کی ان چھڑیوں سے باندھ دیا اور
ایسا کرنے کی خبر اس نے فلسطی سرداروں کو بھی کر دی۔ اس کے بعد وہ سمسون کے پاس آئی اور اسے مخاطب کر کے
اس نے کہا۔ اے سمسون فلسطی تجھ پر چڑھ آئے ہیں تاکہ تم پر حملہ آور ہو کر تجھ سے انتقام لیں۔ اس پر سمسون فوراً اٹھ کھڑا
ہوا۔ بید کی وہ ساتوں چھڑیاں جن میں وہ بندھا ہوا تھا وہ اس نے کچھ اس آسانی اور سرعت میں توڑ دیں جیسے سن
کا سوت آگ پاتے ہی ٹوٹ جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی سمسون تیز سے مستعد ہو کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔
فلسطیوں نے جب یہ دیکھا تو وہ جان گئے کہ سمسون ویسے کا ویسا ہی ہے اور اسے بید کی
ان چھڑیوں سے باندھ دینے کے باعث اس کی طاقت وقوت ختم نہیں ہو گئی۔ لہٰذا وہ دلیلہ سے گلہ
شکوہ کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔ تب دلیلہ نے شکایت آمیز لہجے میں سمسون کو مخاطب کر کے
کہا۔ اے سمسون! تو نے میرے ساتھ دھوکہ کیا اور مجھ پر اعتبار نہ کیا حالانکہ میں تیری بیوی ہوں پر تو
نے مجھے اپنی اس غیر معمولی قوت کا بھید نہ بتایا۔ کاش تو ایسا نہ کرتا۔ اس پر سمسون نے پھر دلیلہ کا
دل رکھنے کی خاطر کہا۔ اے دلیلہ! اگر مجھے نئی رسیوں سے جو اس سے قبل کام میں نہ لائی گئی ہوں
باندھ دیا جائے تو میں طاقت میں عام آدمیوں کی طرح ہو جاؤں گا۔ تب دلیلہ نے رسیاں لے کر
سمسون کو ان میں باندھ دیا اور فلسطیوں کو اس کی خبر کر دی ساتھ ہی اس نے سمسون سے کہا۔

اے سمسون! فلسطی تجھ پر چڑھ آئے پس اپنا آپ سنبھال۔ دلیلہ کی اس تنبیہ پر سمسون فوراً اٹھ کھڑا ہوا
اور سات مضبوط رسیوں کو اس نے دھاگے کی طرح توڑ پھینکا تھا۔
یہ صورت حال دیکھ کر فلسطی واپس چلے گئے۔ اس پر دلیلہ نے پھر سمسون سے شکایت کی کہ
اس نے مجھ پر اپنی طاقت کا بھید نہیں کھولا۔ اس پر سمسون بولا۔ اگر میرے سر کی ساتوں لٹوں کو ایک
کھونٹے کے ساتھ باندھ دیا جائے تو میں عام آدمیوں جیسا ہو جاؤں گا۔ پس دلیلہ نے ایسا کیا۔ سمسون
کی ساتوں لٹوں کو اس نے ایک کھونٹے سے باندھا اور سمسون سے کہا۔ اے سمسون! فلسطی
تم پر چڑھ آئے ہیں تب سمسون اٹھ کھڑا ہوا اور بلی کو جس کے ساتھ اس کی لٹیں بندھی ہوئی تھیں
وہ بلی اس نے اکھاڑ پھینکی تھی۔ اس پر دلیلہ نے شکوہ کرنے کے انداز میں کہا۔ اے سمسون تو کیونکر کہہ
سکتا ہے کہ تجھے مجھ سے محبت ہے۔ میں نے تین بار تجھ سے تیری طاقت کا راز جاننا چاہا پر تو نے
تینوں بار مجھے دھوکہ ہی دیا۔ میں سمجھتی ہوں تو مجھے پسند نہیں کرتا اور ایک بیوی کی حیثیت سے
تیرا میرے ساتھ دل نہیں لگا۔ دلیلہ کی ان باتوں سے سمسون تنگ پڑ گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ
دلیلہ نے اس ناک میں دم کر دیا ہے تو اس نے اسے حقیقت بتاتے ہوئے کہا۔
اے دلیلہ! ابھی تک میرے سر پر استرا نہیں پھرا ہے۔ اور یہ کہ میں اپنی ماں کے پیٹ ہی
سے نذیر پیدا ہوا تھا۔ اور اگر میرا سر مونڈھا جائے تو میرا زور اس وقت تک مجھ سے جاتا
رہے گا جب تک دوبارہ میرے بال بڑے نہیں ہو جاتے۔ اس انکشاف پر دلیلہ خوش ہو
گئی اور سوتے میں اس نے سمسون کے بال کاٹ دیئے اور فلسطیوں کو اس کی اطلاع بھی کر
دی۔ بال کٹ جانے سے سمسون کا زور جاتا رہا تھا پس فلسطی اس پر حملہ آور ہوئے۔ انہوں
نے سمسون کی آنکھیں نکال کر اسے اندھا کر دیا۔ اسے وہ غزہ میں لے گئے۔ وہاں اسے پیتل کی
بیڑیاں پہنا کر قید خانے میں اسے چکی پیسنے پر لگا دیا تھا۔
اور قید خانے کے اندر چکی پیستے پیستے سمسون کے بال پھر بڑھ گئے تھے اور اس میں پھر
پہلے جیسی طاقت وقوت آ گئی تھی۔ ایک روز قید خانے کے اس کمرے میں کہ جس میں سمسون کو
رکھا گیا تھا دلیلہ داخل ہوئی۔ وہ سمسون کے پاس آئی اور دکھی آواز میں کہا۔ اے سمسون
ان فلسطی سرداروں نے میرے اور تمہارے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ وہ سردار میرے پاس آئے
ان سب نے مجھے گیارہ گیارہ سو چاندی کے سکے دینے کا وعدہ کیا اور مجھ سے یہ مطالبہ کیا کہ
میں ان کے لیے یہ جانوں کہ تمہاری بے پناہ طاقت وقوت کا بھید کیا ہے۔ انہوں نے میرے

ساتھ وعدہ کیا کہ گو سمسون نے فلسطیوں کو ناقابل تلافی نقصانات پہنچائے ہیں۔ پر ہم سمسون کو معاف کر چکے ہیں اور اس سے کسی قسم کا انتقام نہ لیں گے ان کی اس یقین دہانی پر میں نے تمہاری طاقت کا بھید جان کر انہیں بتا دیا۔ آہ! انہوں نے اپنے وعدے کی خلاف ورزی کی اور تم پر ظلم کیا۔ کاش میں ان بے رحم اور ناقابل اعتبار سرداروں کی باتوں میں نہ آئی ہوتی۔ اے سمسون! میں تم سے اپنے رویے کی معافی مانگتی ہوں۔

سمسون نے دکھ اور اذیت وہ احساس میں کہا۔ اے دلیلہ! اب تمہارے یوں معافی مانگنے سے کیا حاصل میرے ساتھ جو کچھ ہونا تھا۔ وہ تو ہو چکا مجھے بینائی سے محروم کر دیا گیا۔ اب میں کسی کام کا نہیں۔ پر اے دلیلہ! تم نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا۔ کاش تو نے فلسطی سرداروں کے ساتھ مل کر دھوکہ نہ دیا ہوتا۔ کاش تو دلیلہ ہی رہتی میری دشمن نہ بن جاتی۔ اگر تو فلسطیوں کا ساتھ نہ دیتی تو یہ ہرگز مجھ پر قابو پا کر میری حالت ایسی نہ کر سکتے۔ جیسی تم دیکھ رہی ہو۔ بہر حال جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا۔ اس پر دلیلہ نے دلگیر سے لہجے اور بدردی بکھرتی آواز میں کہا۔ سمسون! سمسون! مجھے غور سے سنو میں فلسطیوں سے اجازت لے کر تم سے ملنے آئی ہوں۔ تم سے معافی مانگنے کے علاوہ تم سے ایک اہم بات بھی کہنے آئی ہوں“۔ سمسون نے متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔ اب میرے لیے کوئی بھی بات اہم اور قابل توجہ نہیں رہی، تم جانتی ہو کہ اب میں ایک اندھا اور معذور و لاچار انسان ہوں۔ بہر حال کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ گو اب کسی بات میں میری بہتری نہیں پر تیری باتیں میں غور سے سنونگا۔

جب سمسون خاموش ہوا تب دلیلہ۔ بولی اور کہا۔ ”اے سمسون! تمہاری یہ اسیری اور آنکھوں سے محروم کیا جانا یہ سب فلسطی لوگ اپنے دیوتا رجون کا کمال سمجھتے ہیں۔ تمہاری گرفتاری کے بعد وہ اپنے دیوتا دجون کے لیے بڑی بڑی قربانیاں گزارتے ہیں تاکہ اپنے اس دیوتا کو خوش کریں کیونکہ وہ خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے دیوتا دجون نے ہمارے دشمن سمسون کو ہمارے ہاتھ میں دے دیا۔ اور اے سمسون! اپنے دیوتا کو خوش کرنے کے لیے وہ آج تمہیں اس قید خانے سے نکالیں گے۔ اور ایک ایسی عمارت میں لے کر جائیں گے جو ستونوں پر کھڑی ہے اور اس عمارت کے بیچوں بیچ ایک کھلا صحن ہے۔ جہاں تمہیں کھڑا کیا جائیگا۔ تاکہ لوگ تم پر آوازیں کسیں تم سے ٹھٹھہ و مزاح کر کے اپنے دیوتا کی خوشی و خوشنودی کا باعث بنیں اور اس عمارت کی چھت پر تین ہزار مرد و زن جمع ہو چکے ہیں۔ اور جو نیچے ہیں ان کا کوئی شمار

ہی نہیں ہے۔

دلیلہ کی یہ باتیں سننے کے بعد سمسون کچھ دیر تک سر جھکائے سوچتا رہا۔ پھر اس نے دلیلہ سے کہا۔ دلیلہ اب تم جاؤ۔ اور مجھے تنہا چھوڑ دو۔ دلیلہ اٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد کچھ فلسطی قید خانے کے اس کمرے میں داخل ہوئے اور سمسون کو وہاں سے نکال کر اس عمارت میں لے گئے۔ جہاں سمسون کو دیکھنے کے لیے ہزاروں لوگ جمع تھے۔ اس عمارت میں لے جا کر ایک لڑکے کو سمسون کے ساتھ لگا دیا گیا۔ تاکہ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس عمارت کے صحن میں آدھر ادھر گھماتا رہے تاکہ لوگ اسے دیکھیں اور اس پر پھبتیاں کسیں۔ پس اس عمارت کے صحن میں سمسون کو گھمایا گیا اس کے پیچھے کچھ اوباش لوگ لگا دیئے گئے تھے۔ تاکہ اسے تنگ کریں۔ اور سمسون کے جسم پر نوکدار چیزیں چبھو چبھو کر اسے زخمی کر دیا گیا تھا۔ اور فلسطی یہ سب کچھ اپنے دیوتا دجون کو خوش کرنے کے لیے کر رہے تھے۔ جب اس اذیت میں کچھ وقفہ ہوا تو سمسون نے اس لڑکے کو جو اس کا ہاتھ تھامے تھا مخاطب کر کے کہا۔

اے عزیز! کیا ایسا ممکن نہیں کہ تو مجھے اس عمارت کے دو ایسے ستونوں کے پاس لے چلے تاکہ ان سے ٹیک لگا کر تھوڑی دیر کے لیے میں سستا لوں اس لیے کہ میں بہت تھک گیا ہوں اس لڑکے نے خوشی خوشی کہا کیوں نہیں۔ میں تمہیں ضرور سستانے اور آرام کرنے کا موقع فراہم کروں گا۔ پس وہ لڑکا سمسون کو پکڑ کر اس عمارت کے دو ستونوں کے پاس لے گیا سمسون دونوں ستونوں پر ہاتھ رکھ کر سستانے کے انداز میں جھک گیا جب کہ وہ لڑکا ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ پھر سمسون نے اپنے دونوں ہاتھ ان دونوں ستونوں پر جمائے اور انتہائی عاجزی و انکساری میں اس نے اپنے رب کو یاد کیا۔

اے خداوند رحیم و کریم !
تیری بخشش و عطا بے مثال ہے
میں تیری روشنی کا متلاشی ہوں !
اے خداوند ذوالجلال
مجھے اصل کی ہم نفسی اور بگولوں کا خروش عطا کر !
آندھیوں کے بگولوں میں تو ہواؤں کی سنسناہٹ میں تو
مسرت بھری ندیوں میں تو پرندوں کی چہچہاہٹ میں تو !

روحوں کی توانائی میں تو پردوں کی پھڑپھڑاہٹ میں تو
بہاروں کے عزم و حوصلے میں تو پتوں کی لہلہاہٹ میں تو
سمندروں کے تلاطم میں تو نفس نفس کی تھرتھراہٹ میں تو
اے خداوند لم یزل اے خالق اکبر
تو بے سمتی کو سمت بے لباسی کو لباس عطا کرنے والا ہے
میری ابلتی آنکھوں کو سکون، میرے بے نفس کو طمانیت عطا کر
ان فلسطیوں نے میرے اندر کوہستان دا جاڑ
میرے ہر موئے تن کو اداس اور نظروں کو غبار آلود کر دیا ہے
اے خداوندا اے روزِ جزا کے مالک
تیرے کن سے گردوں کا سینہ چاک ہو
تیرے کن سے الفاظ کے نچوڑ میں رقص شرر ہو
مہر و محبت کا آئینہ تو قلب و نظر کا معلم تو
اطاعت و عبودیت تیرے لیے تسلیم و رضا تیرے لیے
مجھے میری کھوئی ہوئی طاقت و قوت عطا کر!
کہ تو ہی میری خواہشوں میری امیدوں کی آخری چٹان ہے

یہاں تک کہنے کے بعد سمسون خاموش ہو گیا۔ اس کی حالت سے ایسا لگتا تھا جیسے اس کی رگوں میں بجلیاں، خون میں تڑپ، سوچوں میں زہر اور دل میں کدورت بھر گئی ہو۔ پھر اس نے مرمرنے سے جوش میں فلسطیوں کو مخاطب کر کے کہا۔ اے زبن زادو! میں نے اپنے خداوند اپنے چارہ گر کو پکارا ہے۔ اب دیکھو میں تمہاری کیا حالت کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی سمسون نے ان دونوں ستونوں پر اپنا پورا زور صرف کرتے ہوئے انہیں گرا دیا۔ اور ان ستونوں کے گر جانے کی وجہ سے وہ ساری عمارت ہی گر گئی اور جس قدر لوگ وہاں موجود تھے وہ اس عمارت کے ملبے تلے دب کر ختم ہو گئے جن میں دلیلہ اور خود سمسون[1] بھی اس عمارت تلے دب کر ختم ہو گیا تھا۔

---

[1] توریت کے مطابق سمسون کے رشتہ دار سمسون کی لاش کو لے گئے اور صرعہ و استال نام کی بستیوں کے درمیانی قبرستان میں دفن کر دیا گیا تھا۔

یوناف کئی ماہ تک سانگا نام کے اس خانہ بدوش قبیلے میں رہ کر افریقہ کے مختلف حصوں کا مطالعاتی جائزہ لیتا رہا۔ ایک روز جب یہ خانہ بدوش قبیلہ مشرقی افریقہ زعبا نامی قوم کے علاقوں میں خیمہ زن تھا۔ اور یوناف خیموں سے باہر ایک درخت تلے بیٹھا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور اپنی گنگناتی ہوئی آواز میں اس نے کہا۔ یوناف! یوناف میں تمہارے لیے ایک نئی اطلاع اور اچھی خبر رکھتی ہوں۔ اگر تم پسند کرو تو میں سناؤں۔ یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ابلیکا! ابلیکا! تم بھی کمال کرتی ہو تم میری ایک عمدہ ترین ساتھی ہو۔ میری جان کا ایک جزو لاینفک اور میری ذات کا ایک حصہ ہو۔ پھر کچھ کہنے کے لیے تمہیں مجھ سے پوچھنے یا اجازت لینے کی کیا ضرورت کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ ابلیکا کی آواز پھر سنائی دی۔

یوناف! یوناف! یہاں تک مجھے علم ہے یہ پہلی بار ہوا ہے کہ یمن کا کوئی بادشاہ افریقہ پر حملہ آور ہوا ہو۔ یہاں کے وسیع علاقوں کو فتح کر کے بے شمار لوگوں کو اپنا غلام بنا لیا ہو سنو یوناف یمن کا بادشاہ فریقش بن ابرہہ افریقہ پر حملہ آور ہوا ہے۔ مشرقی افریقہ کے وسیع علاقوں پر اس نے قبضہ کر لیا ہے اور اس کا لشکر یہاں سے صرف پانچ میل شمال میں خیمہ زن ہے۔ یوناف نے کچھ سوچا پھر پوچھا۔ اے ابلیکا یہ فریقش بن ابرہہ نام کا یمن کا بادشاہ۔ جس کا تم نے ذکر کیا ہے عمر کے کس حصے میں ہو گا۔ ابلیکا نے جھٹ جواب دیا۔ وہ ابھی جوان ہے اور خوب توانا و طاقتور ہے یوناف نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ابلیکا! ابلیکا! تم نے یہ اطلاع سنا کر میری ایک بہت بڑی مشکل حل کر کے رکھ دی ہے۔ ابلیکا نے سنجیدہ آواز میں پوچھا تم کس مشکل کا ذکر کر رہے ہو۔ یوناف! یوناف نے گردن جھکا کر کچھ سوچا پھر کہا۔

اے ابلیکا میں ساجی سے متعلق فکر مند تھا۔ لیکن تم نے یمن کے بادشاہ فریقش بن ابرہہ سے متعلق اطلاعات فراہم کر کے میری مشکل آسان کر دی ہے۔ ابلیکا نے جستجو بھری آواز میں پوچھا ساجی سے متعلق تمہیں کیسی فکر لاحق ہے، یوناف سنجیدہ سی آواز میں بولا۔ ابلیکا! ابلیکا! تو دیکھتی ہے کہ سانگا نام کے اس خانہ بدوش قبیلے میں ساجی ایک اسیر کی سی زندگی بسر کر رہی ہے۔ وہ ہر وقت مکادو کے خیمے میں محصور رہتی ہے اور اپنی مرضی سے کہیں باہر بھی نکل نہیں سکتی۔ اگر باہر اسے کبھی لے جانا ہو تو مجھے اپنی ساری قوتوں کو استعمال کرنا پڑتا ہے۔ اور ہر وقت یہ خطرہ لاحق رہتا ہے کہ اس خانہ بدوش قبیلے کے کسی فرد نے اگر ساجی کو دیکھ لیا تو قبیلے کے اندر ایک طوفان اور بغاوت و سرکشی اٹھ کھڑے ہوں گے اور لوگ نہ صرف

یہ کہ ساجی کو پکڑ کر دوبارہ لوبیر دیوتا کے مندر میں پہنچائیں گے بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ لوگ نکا دہی کا خاتمہ کر دیں۔ کیونکہ اس نے ساجی کو پناہ دے کر رکھا۔

اے ابلیکا! میں چاہتا ہوں کہ ساجی کا کسی کے ساتھ نکاح کر دو اور وہ پرسکون اور خوش و خرم اور خطرات و خرشات سے پاک زندگی بسر کر سکے۔ میں بھی فریقش بن ابرہہ کے پاس جاؤں گا اسے ساجی کے حالات سناؤں گا اور اس سے التماس کروں گا کہ وہ ساجی سے شادی کرنے اگر وہ اس پر آمادہ ہو گیا تو پھر ساجی اس کے ساتھ یمن میں پرسکون زندگی بسر کر سکے گی۔ اور ایسا کر کے میں سمجھوں گا کہ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے ابلیکا بیچ میں بولی اور کہا۔ تم اتنے لمبے چکروں میں کیوں پڑتے ہو یوناف۔ ساجی کی کسی اور کے ساتھ شادی کرنے کے بجائے تم خود ہی ساجی کے ساتھ شادی کیوں نہیں کر لیتے۔ تم دیکھتے ہو کہ گزشتہ کئی ماہ سے تم اس سانگا نام کے خانہ بدوش قبیلے کے ساتھ افریقہ میں سرگرداں ہو۔

اب جب کہ مطالعاتی جائزے کے طور پر افریقہ کے اکثر علاقوں میں تم گھوم پھر چکے ہو۔ تو میں تمہیں یہ مشورہ دوں گی کہ تم خود ساجی سے شادی کر کے مصر روانہ ہو جاؤ اور وہاں دریائے نیل کے کنارے اپنے شوطار محل میں ساجی کے ساتھ پرسکون زندگی بسر کرو۔ اور سنو یوناف میں نے خود جو ساجی کا جائزہ لیا ہے اس کے مطابق ساجی نہ صرف یہ کہ ایک محسن کی حیثیت سے تمہارا احترام کرتی ہے۔ بلکہ وہ تمہیں پسند بھی کرتی ہے۔ لہٰذا میں تو یہی چاہوں گی کہ تم خود اس سے شادی کر کے شوطار محل کی طرف روانہ ہو جاؤ اور وہاں ساجی کے ساتھ پرسکون رہو۔ اس دوران اگر ہمیں عزازیل یا بیدی کی کسی اور قوت کے خلاف نکلنا پڑا تو ساجی کو ہم اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ یا کسی محفوظ جگہ اسے چھوڑ جائیں گے۔

یوناف نے دکھیاسی آواز میں کہا۔ اے ابلیکا! تیرا مشورہ اچھا ہے۔ پر دیکھ ماضی میں کتنی ہی شادیاں میں نے کیں۔ لیکن سب ہی کبھی عزازیل کی بدی کا شکار ہو کر اور کبھی کسی دوسرے معصیت کی قوتوں کے حادثے کا شکار ہو کر مجھ سے بچھڑ گئیں۔ اور ان سب کو مجھ سے بچھڑنا مجھ پر ایک گراں تھا کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ تم نے دیکھا آخر میں قرطبہ کے ساتھ میں نے شادی کی وہ اپنی خوبصورتی اور اپنے سلوک میں بے مثل تھی اور اس کے پیدائش میں چونکہ دو جنس مشتمل تھیں اور وہ بڑی قوتوں کی مالک بھی تھی۔ لہٰذا میں اسے حاصل کر کے بڑا خوش ہوا تھا۔ کیونکہ اپنی انہی قوتوں کی بنا پر وہ ایک طویل عرصہ میرے ساتھ رہ سکتی تھی اور وہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں سے اپنا دفاع بھی کر

سکتی تھی۔

آہ! پر ایسا اس عزازیل کا ہوا اچانک اس پر حملہ آور ہوا اور اسے نابود کر کے رکھ دیا۔ اے ابلیکا! اب شادی کرنے سے میرا دل اچاٹ سا ہو گیا ہے اس لیے کہ جس لڑکی سے بھی شادی کرتا ہوں جب وہ بچھڑتی ہے تو دل دکھتا ہے اس بنا پر ساجی کے ساتھ شادی کرنے سے میں کترا رہا ہوں۔ ورنہ میں جانتا ہوں۔ وہ خوبصورت و حسین اور دل کش و دلفریب ہے بہر حال میں یمن کے فریقش بن ابرہہ کی طرف جاتا ہوں اور ساجی سے متعلق اس سے بات کرتا ہوں۔ پھر دیکھو ساجی سے متعلق کیا معاملے ہوتا ہے۔ ابلیکا نے یوناف کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ جب کہ یوناف چپ چاپ سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے وہ ہوا میں تحلیل ہو جانے والے دھوئیں کی طرح روپوش ہو گیا تھا پھر وہ یمن کے بادشاہ فریقش بن ابرہہ کے لشکر میں نمودار ہوا۔ اس نے دیکھا دور دور تک فریقش کے لشکریوں کے خیمے نصب تھے۔ اس لشکر گاہ میں پہلے شخص کی یوناف پر نگاہ پڑی اسے مخاطب کر کے یوناف بولا۔

اے میرے بھائی! ان سرزمینوں کے اندر میں ایک اجنبی ہوں اور میں تمہارے بادشاہ فریقش بن ابرہہ سے ملنا چاہتا ہوں اس مقصد کے لیے ان خیموں کے اندر مجھے کس طرف کا رخ کرنا چاہیے۔ اس شخص نے لشکر گاہ کے خیموں کے درمیان ایک بہت بڑے، بلند اور گنبد نما سرخ رنگ کے چری خیمے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور بلند سرخ رنگ جو خیمہ تم دیکھ رہے ہو وہی ہمارے بادشاہ فریقش بن ابرہہ کا خیمہ ہے۔ یوناف نے اس شخص کا شکریہ ادا کیا اس خیمے کی طرف ہو لیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد یوناف اس خیمے کے پاس آیا اور وہاں کھڑے محافظوں سے اس نے اپنا تعارف کراتے ہوئے بادشاہ سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس پر ان میں سے ایک محافظ اندر چلا گیا۔ چند ہی ساعتوں بعد وہ لوٹ کر آیا اور یوناف کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اندر چلے جاؤ۔ بادشاہ نے تمہیں طلب کیا ہے۔ یوناف اس کے کہنے پر جب خیمے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ وہ خیمہ اندر سے ریشمی اور حریری پردوں سے خوب تزئین کیا گیا تھا۔ خیمے کے جس کمرے میں یوناف داخل ہوا تھا۔ اس کے سامنے والی دیوار کے ساتھ لکڑی کی ایک شہ نشین تھی جس پر گدے اور گاؤ تکیے رکھے ہوئے تھے۔ اس شہ نشین پر یمن کا بادشاہ فریقش بن ابرہہ بیٹھا تھا۔ اور اس کے بائیں طرف چار حسین و خوبصورت عورتیں بھی بیٹھی ہوئی تھی یوناف کو دیکھتے ہی اس

نے کہا۔

میں یمن کا بادشاہ فریقش بن ابرہہ۔ اور میرے ساتھ یہ چاروں عورتیں میری بیویاں ہیں۔ مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ تم ہماری زبان سمجھ اور بول لیتے ہو۔ کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ تم کون ہو کہاں سے آئے اور تمہارا تعلق کس سرزمین سے ہے۔ فریقش بن ابرہہ کے اس انکشاف پر کہ وہ چاروں عورتیں اس کی بیویاں ہیں یوناف کی حالت مقدر کی نحوست موت کی راکھ، رات کے سرد تابوت اور زوال و انحطاط میں پھنسی درد کی لکیروں جیسی ہو کر رہ گئی تھی پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ اور فریقش بن ابرہہ کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

اے بادشاہ! میرا تعلق مصر کی سرزمین سے ہے۔ پر میں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ مصر سے باہر سیاحت میں ہی گزارا۔ یہ گذشتہ کئی ماہ سے میں افریقہ کے سانگاتام کے ایک خانہ بدوش قبیلے کے ساتھ وہ افریقہ کے اندر جگہ جگہ اور نگر نگر گھوم پھر کر یہاں کی قدیم و جدید رسومات کا جائزہ لے رہا ہوں۔ اس لحاظ سے ان علاقوں کے اندر میرا اور ایک مطالعاتی سفر ہے یوناف کی گفتگو سن کر فریقش بن ابرہہ خوش ہوا اور یوناف کو ایک خالی نشست کی طرف اشارہ کر کے بیٹھنے کو کہا۔ یوناف جب وہاں بیٹھ گیا۔ تب ابن ابرہہ نے پوچھا۔ ان سرزمینوں کے اندر تم نے کیسی اور کونسی رسومات کا جائزہ لیا۔ یوناف بولا۔

اے بادشاہ! ان سرزمینوں کے اندر میں یہاں کے لوگوں کی سحر، بارش، ضبط آفتاب ضبط ہوا، خدا کا انسانی روپ، مظاہر، ارواح اور شجر پرستی اور ایسی ہی نوع کی دیگر رسومات کا مطالعہ کیا۔ ابن ابرہہ نے دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے ایک بے تابی کے سے عالم میں کہا۔ اس جائزے کے دوران جو کچھ تم نے دیکھا۔ اس کا ذکر مجھ سے بھی کرو تاکہ میرے علم میں اضافہ ہو یوناف نے ایک بار غور سے ابن ابرہہ کی طرف دیکھا پھر کہا۔ اے بادشاہ! افریقہ کے اندر گھومتے ہوئے میری بہت سی رسومات دیکھیں ان میں سے پہلے میں بارش سے متعلق رسومات کا ذکر کرتا ہوں۔

مشرقی افریقہ کی دیمگوسے قوم کے جادوگروں کو جب مینہ برسانا ہوتا ہے۔[1] تو جادوگر

---

[1] بارش برسانے کی یہ رسومات صرف افریقہ میں نہیں دیگر ممالک میں بھی ہیں اور بعض مثلاً آسٹریلیا کے ابولا قبیلے کا خیال ہے کہ ... کی چڑیا کا بارش سے بڑا تعلق ہے چنانچہ ان کے ہاں وہ برساتی چڑیا کہلاتی ہے۔ ہندوستان کے علاقہ پونا میں بارش نہ ہو تو لڑکے اپنے ساتھی کو ننگا کر کے پتوں سے ڈھانپ دیتے ہیں اسے بارش کا بادشاہ کہتے ہیں اور اسے بستی کے ہر گھر لے جاتے ہیں جہاں لوگ بارش کی خاطر اس پہ پانی ڈالتے ہیں پنجاب اور دیگر علاقوں میں بارش کیلئے لوگوں پر پانی ڈالنا گوبر اور پانی بھرے مٹکے لوگوں کے ہاں پھینکنا اور بارش کے لیے کوے کے انڈے توڑنا

ایک بھیڑ اور ایک بچھڑے کو دھوپ میں لے جاتا ہے۔ پھر ان جانوروں کا پیٹ چاک کرتا ہے اور اوجھڑی نکال کر ادھر ادھر پھینک دیتا ہے۔ اس کے بعد وہ ایک برتن میں پانی اور ایک قسم کا سفوف ڈالتا ہے اور اپنے عمل کی ابتدا کرتا ہے۔ اگر جادوگر کا یہ عمل کامیاب رہے تو پانی ابلنے لگتا ہے اور ساتھ ہی بارش شروع ہو جاتی ہے۔ اور جب بارش کو روکنا ہو تو جادوگر سیاہ لباس پہن لیتا ہے۔ اور اپنے جھونپڑے کے اندر تونبے میں سنگ بلور تپانے لگتا تھا۔ اس طریقے سے وہ بارش کو روکتا ہے۔

جنوب مشرقی افریقہ کی زولو قوم دیوتاؤں کے جذبہ رحم کو ابھار کر بارش کا اہتمام کرتی ہے وہ کسی معصوم اور بے ضرر چڑیا کو پکڑ کر مار دیتے ہیں۔ اور پھر اسے زمین میں دفن کر دیتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کے ایسا کرنے سے آسمان دیوتا کو ان پر رحم آئے گا۔ اور وہ ان کے لیے بارش برسائے گا۔ ان ہی لوگوں کے ہاں میں نے ایسا ہوتے بھی دیکھا ہے کہ جب بارش کی ضرورت محسوس ہو تو عورتیں اپنے بچوں کو گردنوں تک زمین میں دفن کر دیتی ہیں۔ اور خود کچھ فاصلے پر جا کر کھڑی ہو جاتی ہیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد بچوں کو نکال لیتی ہیں اور یہ امید کرتی ہے کہ ان کے ایسا کرنے سے آسمان کا دل بھر آئے گا اور بارش ہو گی۔

شمالی افریقہ کی گوانچ قوم کے لوگ جب بارش نہ ہو تو بارش[1] کے لیے ایک انوکھا طریقہ کار

---

[1] افریقہ کے علاوہ دیگر ممالک میں بارش کے لیے اور بہت سی رسومات بھی ہیں۔ مثلاً یونان میں تھیسلی اور مقدونیہ کے لوگ بارش کے لیے بچوں کا ایک جلوس نکال کر کنوؤں اور چشموں کی طرف بھیجتے ہیں۔ اس جلوس میں پھولوں سے بھری ایک لڑکی بھی ہوتی ہے۔ جسے تھوڑی تھوڑی دیر کے وقفوں سے پانی میں بھگوئے جاتے ہیں۔ اور بارش کے لیے التجا کرتے چلے جاتے ہیں۔ جنوبی اور مغربی روس میں بارش کے لیے رسم غسل ادا کی جاتی ہے۔ کوہ قاف کے علاقے میں بارش کے لیے ایک عجیب رسم ہے۔ بارش کے لیے حسین اور کنواری لڑکیاں ہل میں جت جاتی ہیں اور ہل کو کھینچتی ہوئی کسی دریا میں کمر کمر پانی تک لے جاتی ہیں اور بارش کی امید کی جاتی ہے۔

مینڈک کو پانی کے ساتھ چونکہ ایک نسبت ہے اس لیے اسے بھی بارش کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ریڈ انڈین کے ہاں جب بارش نہیں ہوتی تو وہ مینڈک کو کسی برتن تلے بند کر دیتے ہیں اور بارش کی امید رکھتے ہیں۔ ہندوستان کے صوبہ متوسط کے لوگ بارش کے لیے مینڈک کو تازہ پتوں والی ایک ٹہنی

استعمال کرتے ہیں کہ بچوں والی بھیڑوں کو ایک مقدس میدان میں جمع کر کے۔ ان کے بچوں کو ان سے جدا کر لیتے ہیں اور یہ امید رکھتے ہیں کہ بچوں کے جدا ہونے سے آسمان کا جذبہ رحم جوش میں آئے گا اور بارش ہوگی اور جب یہ لوگ بارش کو روکنا چاہیں تو کتے کے بائیں کان پر گرم گرم تیل

سے باندھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ بارش ہوگی۔ سماٹرا میں بارش کے لیے حسین عورتیں نیم برہنہ حالت میں دریا میں اترتی ہیں اور وہاں ایک دوسری پر چھینٹے دیتی ہیں اس عمل کو بارش کی امید سمجھا جاتا ہے انڈونیشیا میں بارش کے لیے سفید سور کی قربانی دی جاتی ہے۔ بحرالکاہل کے جزیروں میں بارش کے لیے پتھروں کو پانی میں بھگویا جاتا ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ بارش ہوگی۔

چین میں بھی خدا سے بغاوت معمولی بات ہے۔ چنانچہ چین میں بارش کے لیے کاغذ اور لکڑی کا ایک اژدھا تیار کیا جاتا ہے۔ اور اسے منبع بارش کا دیوتا تسلیم کرنے کے بعد اس کا جلوس نکالا جاتا ہے تاکہ بارش ہو۔ لیکن اس کارروائی کے بعد اگر بارش نہ ہو۔ تو پھر اس دیوتا پر بارش نہ ہونے کی وجہ سے لعنت بھیجتے ہیں اور دیوتا کی دھجیاں اڑا کر رکھ دیتے ہیں۔ بعض اوقات اس دیوتا کو معزول کر دیا جاتا ہے اور اس کی جگہ کوئی دوسرا انتظام کیا جاتا ہے۔ اپریل ۱۸۸۹ کو بھی ایسا ہی ہوا اہل چین نے جو بارش کا دیوتا بنایا اس کا نام لنگ وانگ رکھا اور جب اس لنگ وانگ کی وجہ سے بارش نہ ہوئی تو انہوں نے دیوتا کو سزا کے طور پر کچھ دنوں کے لیے حوالات میں بند کر دیا۔

بارش کے لیے اٹلی میں بھی اسی طرح کی رسومات تھیں ایک بار اٹلی کے لوگوں نے بارش کے لیے سینٹ فرانسس آف پالو داٹمی کے ایک فرانسیسی ولی جو پندرھویں صدی میں گزرے ہیں) کی شبیہ موسم بہار میں نکالی۔ اس کے سامنے عشائیے ربانی والی دعائیں، رات کی ہفت گانہ عبادتیں، سماع، چراغاں اور آتش بازی کی آخر جب اس بزرگ کی وجہ سے بارش نہ ہوئی تو کسانوں کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ بیشتر سینٹ فارج البلد کر دیئے گئے۔ پالرموں کے باغ میں سینٹ جوزف کی تصویر اور مجسموں کا ڈھیر لگا دیا گیا اور لوگوں نے قسم کھائی کہ جب تک بارش نہ ہوگی وہ اس سینٹ کو وہیں دھوپ میں ڈالے رکھیں گے۔ کچھ دوسرے سینٹ کے منہ دیواروں کی طرف کر دیئے گئے جن سے گھوڑوں کو پانی پلایا جاتا تھا۔ سینٹ انجیلو کی اس سے بھی زیادہ بے حرمتی کی گئی ان کے مجسمے کو ننگا کیا گیا۔ پہلے اسے گالیاں دی گئیں پھر زنجیروں میں جکڑا گیا۔ اور دریا میں غرق کرنے اور مصلوب کرنے کی دھمکیاں دی گئیں اور لوگوں کا ہجوم انہیں مکے دکھا دکھا کر نعرہ بلند کرتا تھا" بارش یا پھانسی" لیکن اس کے باوجود بارش نہ ہوئی۔

ڈال دیتے ہیں اور درد کے باعث کتا چیختا ہے تو وہ امید کرتے ہیں کہ کتے کی چیخیں سن کر آسمان بارش روک دے گا۔

اے بادشاہ! یہ تو بارش سے متعلق کچھ رسومات تھیں۔ ان کے علاوہ بھی بہت سی رسومات ہیں۔ پر اب میں آپ کو ضبط آفتاب سے متعلق کچھ رسومات بتاتا ہوں۔ افریقہ کے ساحر سمجھتے ہیں کہ جس طرح وہ مینہ برسا سکتا ہے ایسے ہی دھوپ بھی پیدا کر سکتا ہے۔ نیز وہ غروب آفتاب میں تاخیر و تعجیل کا کام بھی کر سکتا ہے۔ افریقہ میں قبیلے کا سردار یا بادشاہ اپنے دیوتاؤں کے مندر کا طواف کرتا ہے اور یہ امید رکھتا ہے کہ اس کے ایسا کرنے سے سورج کسوف سے بچا رہے گا۔

کسوف کے موقع پر جب دھوپ ختم ہو جاتی ہے تو افریقہ کے لوگ اپنے ساحروں کے پاس جاتے ہیں اور اس سے التجا کرتے ہیں کہ وہ دھوپ کو واپس لائے پس وہ ساحر لوہے کی

ٹ دیگر ممالک میں بھی آفتاب اور دھوپ سے متعلق عام رسمیں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ سورج گرہن کے موقع پر روس کے لوگ اپنے اپنے گھروں میں آگ باہر نکال لیا کرتے اور ساتھ ہی ساتھ سورج سے التجا بھی کرتے کہ وہ پھر اپنی آب و تاب سے چمکنے لگے۔ قدیم مصر میں سورج کی دھوپ کو قائم دائم رکھنے کے لیے۔ میلاد عصائے شمس نام تہوار منایا جاتا تھا جس میں بادشاہ آفتاب کے ایک نمائندے کی حیثیت سے مندر کا طواف کرتا تاکہ سال بھر میں سورج گرہن کا شکار نہ ہو۔ ہندوؤں کے ہاں عقیدہ ہے کہ برہمن صبح کے وقت جو ارپن کرتا ہے طلوع آفتاب اسی کا رہین منت ہے قدیم میکسیکو کے لوگ سورج کو سرچشمہ حیات خیال کرتے تھے۔ اس لیے اس کی دھوپ کو قائم رکھنے کے لیے اس کے سامنے خون میں لتھڑے ہوئے انسانی اور حیوانی دل کا نذرانہ پیش کیا کرتے تھے۔

اس کے علاوہ بابل، اسپارٹا، ایران، بلخ، بخارا میں بھی خیال کیا جاتا تھا کہ سورج کی رتھ کمزور ہو جاتی ہے لہٰذا اس کی دھوپ کو قائم رکھنے کے لیے اسے نئی رتھ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس مقصد کے لیے ایک نئی رتھ تیار کی جاتی اور اس میں گھوڑے جوت کر اس رتھ کو گھوڑوں سمیت دریا یا سمندر میں جھونک دیا جاتا۔ اسپارٹا میں یہ رسم ٹیگی ٹس کی دلکش پہاڑی پر ادا کیا کرتے تھے۔

پیرو کے علاقے میں کوہستان انیڈیز پر دو مینار تھے ایک مینار سے دوسرے مینار تک جال پھیلا دیا جاتا تھا۔ اور یہ خیال کیا جاتا تھا کہ سورج کو اس جال میں اسیر کر لیا گیا ہے۔ لہٰذا وہ ان کے لیے دھوپ اور روشنی دیتا رہے گا۔

گذشتہ آئندہ برصفحہ

Uploaded By Muhammad Nadeem

انہوں والے تیروں کو آگ میں رکھتا ہے اور جب وہ انیاں تپ کر سرخ ہو جاتی ہیں تو ان تیروں کو
ہوا میں چلا دیا جاتا ہے اور یہ امید کی جاتی ہے کہ گرہن کے سورج کی دھوپ پھر لوٹ آئے گی۔

افریقہ کے اندر ہواؤں اور آندھیوں کو گرفت میں کرنے کی بھی عجیب عجیب سی رسومات
ہیں۔ جنوبی افریقہ کے وحشیوں کی ایک نسل کو جب ہوا یا آندھی بند کرنا مقصود ہو تو۔ تو وہ ایک
موٹی اور وزنی کھال کسی بلی سے باندھ کر لٹکا دیتے ہیں اور جب وہ کھال ہوا میں پھریروں کی طرح
لہراتی ہے تو لوگ خیال کرتے ہیں کہ اب آندھی یا ہوا رک جائے گی۔ بگولوں کو روحوں کے گزرنے
سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اسے ڈرا کر بھگانے کے لیے اس پر لکڑیاں پھینکی جاتی ہیں

یوناف ذرا رکا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔ اے بادشاہ مشرقی افریقہ کے بدویوں کے ہاں
بھی میں نے ایک عجیب رسم دیکھی اور وہ یہ کہ جب کوئی بگولہ ان کے ہاں سے گزرتا ہے تو دس بارہ
وحشی خنجر بکف اس بگولے کے تعاقب میں لپکتے ہیں اور اس بگولے کے بیچ و بیچ خنجر گھونپتے ہیں اور
یہ خیال کرتے ہیں کہ اس بگولے کی روح کو انہوں نے مار بھگایا ہے۔ اور اے بادشاہ ——

نیوگنی کے قدیم باشندے سورج کی رفتار تیز کرنے کے لیے اس کی طرف پتھر اور نیزے پھینکتے تھے اور خیال
کرتے تھے کہ اس طرح اس کی رفتار تیز ہو گی اور ان کے وہ عزیز جو تمباکو کے کھیتوں میں کام کرنے گئے ہیں جلد لوٹ آئیں
گے ملایا کے لوگ خیال کرتے تھے کہ غروب آفتاب کے وقت جو شفق ہوتی ہے اس سے کمزور آدمی بخار میں مبتلا
ہو جاتا ہے لہٰذا اس اثر کو دور کرنے کے لیے وہ آگ پر کلیاں بجھاو کرتے اور دھول اڑاتے تھے۔

[illegible] ہوا اور بگولوں کو کنٹرول اور ضبط کرنے کے لیے افریقہ کے علاوہ دنیا کے دوسرے خطوں میں کچھ اس طرح
ہیں۔ گرین لینڈ میں عورت سے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جب وہ زچگی کے ایام میں ہو تو زچگی کے بعد کچھ عرصہ تک
اس میں کچھ ایسی قوت رہتی ہے کہ اس کے اثر سے آندھی اتر سکتی ہے۔ اس عورت کو بس یہ کرنا ہوتا ہے کہ
وہ گھر سے باہر نکل کر منہ میں ہوا بھرے۔ پھر گھر میں لوٹ آئے اور ہوا کو پھونک دے اس طریقہ کار سے
خیال کیا جاتا تھا کہ آندھیاں رک جاتی ہیں۔

مسیحیت کے دور میں جب قسطنطنیہ پر قسطنطین سریر آرائے سلطنت تھا۔ تو وہاں سوپاتر نام کے
ایک شخص کو ہواؤں کو جادو کے اثر سے بند کرنے کے الزام میں مار دیا گیا تھا یہ کچھ یوں ہوا کہ مصر اور شام
سے کچھ جہاز اناج لے کر آ رہے تھے اچانک باد مخالف کے چل پڑنے سے قسطنطنیہ سے [illegible] کے اندر
کہیں رک گئے۔ بر وقت اناج نہ پہنچنے کی وجہ سے قسطنطنیہ کے لوگ بھوکے مرنے لگے۔ لہٰذا انہیں جس

یوناف کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ بحرین کے بادشاہ قریقش بن ابرہہ نے درمیان میں
بولتے ہوئے کہا۔ اے یوناف! تم تو ایک نہایت کارآمد اور قیمتی انسان ہو۔ میں آج شام تک

جادوگر پر شک ہوا کہ اس نے ہوا روکی ہے اسے قتل کر دیا

قدیم دور میں فنستانی طلسم گر رکی ہوئی ہواؤں کو دوبارہ جاری کرنے کے لیے بڑے ماہر اور کارآزمودہ
خیال کیے جاتے تھے ایک طرح سے یہ طلسم گر ہوا بیچا کرتے تھے جو تین گرہوں میں باندھی جاتی تھی۔ پہلی گرہ کے
کھولنے سے معتدل ہوا نکلتی۔ دوسری گرہ کے کھولنے سے تند اور تیسری گرہ کے کھولنے سے جھکڑ چلنے لگتے
تھے یہی فن انگلستان کے قریبی ٹاپو میں بھی مشہور تھا جہاں سے شیستانی ملاح گرہ دار رومالوں کی صورت
میں جادوگرنیوں سے ہوا خریدا کرتے تھے۔ اور جادوگرنیوں کا دعویٰ تھا کہ طوفانوں پر ان کی حکومت ہے
گران چیکو (امریکہ) کے لنگوا آمی باشندے بگولوں کو روحوں کے گزرنے سے تعبیر کیا کرتے تھے
اور انہیں بھگانے کے لیے بگولوں کے اندر لکڑیاں پھینکا کرتے تھے۔ جنوبی امریکہ میں اگر تیز ہواؤں کے
باعث کسی کی جھونپڑی گرنے لگتی ہے۔ تو لوگ اس تیز ہوا کو وہاں سے بھگانے کے لیے اس کے اندر جلتی اور
بھڑکتی ہوئی لکڑیاں پھینکتے ہیں۔

ریڈ انڈینوں کو جب تیز اور طوفانی ہواؤں کے چلنے کا خطرہ ہوا کرتا تھا تو مرد ہتھیار باندھ کر باہر نکلتے
جب کہ عورتیں اور بچے ہواؤں کو دھمکیاں دینے کی خاطر گلا پھاڑ پھاڑ کر چیختے چلاتے لگتے تھے۔ سماٹرا کے لوگ
طوفان کے دوران میں تلواروں اور برچھوں سے مسلح ہو کر طوفانوں پر حملہ آور ہوا کرتے تھے۔ اور عورتیں
تیغے سنبھال کر شپا شپ چلانے لگتی تھیں۔ یورپ میں باد و باراں کے شدید طوفانوں کے دوران طوفانی
شیاطین کو بھگانے کے لیے یورپ کے کاہن اپنی تلواریں نکال لیا کرتے تھے۔

آسٹریلیا کے ایک بیاباتی علاقے میں سرخ ریت کے بگولوں کو بدروحوں کے گزرنے پر محمول
کیا جاتا تھا اور اپنے بومرینگ (آسٹریلیا والوں کا ایک چوبی ہتھیار جو پھینک کر چلایا جاتا تھا)
لیکر ان بگولوں پر حملہ آور ہوتے تھے تاکہ ان بگولوں کی قوتوں کو مار بھگائیں۔ سائبیریا کے علاقے میں قدیم
یاکوتی قوم کو اگر ٹھنڈی ہوا کی ضرورت محسوس ہوتی تو وہ ایک پتھر لیکر اسے چڑیا یا کسی دوسرے جانور کے خون
میں ڈبوتے۔ پھر اس پتھر کو گھوڑے کی پشت میں اچھی طرح لپیٹ کر ایک لکڑی سے باندھا جاتا اور اس کے بعد ان کے
ساحر اپنے منتر پڑھتے ہوئے اس پتھر کو گرم کرتے تھے اور یہ امید رکھتے تھے کہ ان کے ایسا کرنے سے
خوشگوار ہوا چل پڑے گی

یہاں سے یمن کی طرف کوچ کروں گا۔ ان علاقوں کے اندر میں نے جس قدر یلغار اور پیش قدمی کر لی۔ اب میں واپسی کا سفر باندھ رہا ہوں اس لیے کہ میرے لشکریوں کو اپنے گھروں سے نکلے ایک عرصہ ہو چکا ہے۔ اور اپنے گھروں کی یاد اس کے لیے ایک تکلیف اور کرب بن گئی ہے۔ لہٰذا میں واپسی کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ اور یہاں سے کوچ کرتے وقت میں یہ بھی چاہوں گا کہ تم بھی میرے ایک عزیز اور میرے ایک مصاحب کی حیثیت سے میرے ساتھ چلو۔ ان علاقوں کی دیگر رسومات میں تم سے یمن چل کر سنوں گا تم اپنے چہرے اور اپنی جسمانی ساخت سے بھی مجھے ایک غیر معمولی انسان لگتے ہو۔ لہٰذا تم میرے ساتھ یمن چلو۔ اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ یمن میں تمہاری حیثیت میرے بیٹوں جیسی یعنی یمن کے شہزادوں جیسی ہو گی۔

ذریقش بن ابرہہ کی اس پیش کش پر یوناف نے تھوڑی دیر کے لیے سوچا پھر کہا۔ اے بادشاہ جس خانہ بدوش قبیلے سے نکل کر میں آپ کی طرف آیا ہوں۔ اس میں میرا ایک ساتھی بھی ہے۔ لہٰذا میں واپس جا کر اپنے اس ساتھی کو لے کر یہاں آتا ہوں اور اس کے بعد میں آپ کے ساتھ یمن روانہ ہو سکوں گا ذریقش بن ابرہہ نے مسکراتے ہوئے کہا میں بخوشی تمہیں اس کی اجازت دیتا ہوں لیکن تم جلد لوٹ آنا۔ اب تم جاؤ اور زیادہ دیر لگائے بغیر واپس آ جانا۔ یوناف اٹھ کھڑا ہوا اور ذریقش کے خیمے سے نکل گیا تھا۔

○

عارب، یوسا اور بینطہ فلسطین کی سرزمین کے اس حصے میں داخل ہوئے جہاں یعقوبؑ کے بیٹے بنیامین کی اولاد رہتی تھی۔ وہ تینوں ایک ٹیلے کے پاس نمودار ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص اس ٹیلے کے اوپر انتہائی توجہ اور انہماک کے ساتھ غور و فکر کے انداز میں سر جھکائے بیٹھے ہیں جب کہ اس شخص کے سامنے بیٹھے ہوئے کچھ معززین ان سے التماس کر رہے ہیں۔ ان کے علاوہ ان گنت لوگ اس ٹیلے کے اوپر اور اطراف میں جمع تھے۔ اس موقع پر یوسا نے عارب کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے بھائی! یہ کیا معاملہ ہے اور یہ اس قدر لوگ اس ٹیلے کے اوپر اور اطراف میں کیوں جمع ہیں عارب نے ٹیلے کے قریب ہی ایک بڑے سے پتھر پر بیٹھے ایک سفید ریش بوڑھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اے میری بہنو! وہ دیکھو وہ بوڑھا پتھر پر کچھ الگ تھلگ سا بیٹھا ہے آؤ اس کے پاس جاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ کیا معاملہ ہے۔

تینوں آگے بڑھ کر اس بوڑھے کے پاس آئے۔ پھر تینوں اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اس کے بعد عارب نے اس بوڑھے کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے بزرگ! یہ اس ٹیلے کے اوپر کون شخص بیٹھا جس سے لوگ گزارش کر رہے ہیں اور یہ لوگ یہاں کیوں جمع ہیں۔ اس بوڑھے نے غور سے عارب کی طرف دیکھا اور بولا اجنبی لگتے ہو۔ کہو پہلے میں ٹیلے پر بیٹھے شخص سے متعلق تم سے کہوں یا ان کے پاس لوگوں کے جمع ہونے کی وجہ بیان کروں؟ عارب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ میں واقعی یہاں اجنبی ہوں۔ پہلے تم مجھے اس شخص سے متعلق تفصیل بتاؤ جس کے گرد اس قدر لوگ جمع ہیں۔ اس کے بعد میں لوگوں کے یہاں جمع ہونے کی وجہ جاننا پسند کروں گا۔ اس بوڑھے اسرائیلی نے گلا صاف کیا پھر وہ کہہ رہا تھا۔

سنو میرے عزیز! افرائیم کے کوہستانی سلسلے کی بستی صوفیم میں القانہ نام کا ایک شخص رہا کرتا تھا۔ اس کی دو بیویاں تھیں۔ ایک کا نام حنہ اور دوسری کا نام فننہ تھا۔ فننہ کے اولاد ہوئی پر حنہ

بے اولاد ہی رہی۔ اور یہ شخص ہر سال سیلا کے معبد میں خداوند کے حضور سجدہ کرنے اور قربانی گزارنے جایا کرتا تھا۔ اور اس معبد کا نگران عیلی نام کا ایک شخص تھا جو اپنے دو بیٹوں۔ حفنی اور فینحا کے ساتھ اس معبد میں ہی رہا کرتا تھا اور جس روز القانہ ذبیحہ گزارتا تو جو کچھ اس ذبیحہ میں سے وہ اپنی بیوی فننہ اور اس کے سب بیٹوں کو دیا کرتا تھا ان سے دوگنا اکیلی حنہ کو دیتا تھا اس لیے کہ وہ حنہ کو بے حد پسند کرتا تھا۔

اور فننہ ہر وقت حنہ کو چھیڑتی اور اس کے مذاق اڑاتی رہتی تھی کہ وہ بانجھ اور بنجر ہے۔ اور فننہ کی اس طعنہ زنی کے جواب میں حنہ اگر روتی رہتی تھی جب کہ اس کا شوہر القانہ اکثر اسے تسلی اور دلاسہ دے کر چپ کرایا کرتا تھا۔ اور دیکھ اجنبی ایسا ہوا کہ ایک روز یہ حنہ سیلا کے معبد میں گئی وہاں اس نے بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ اپنے رب کو یاد کیا۔ پھر خوب روتے اور گڑگڑاتے ہوئے اس نے اپنے رب سے دعا مانگی۔

"اے خداوند اگر تو مجھے اولادِ نرینہ عطا فرما دے تو میں زندگی بھر کے لیے اسے خداوند کی نذر کر دوں گی اور وہ اس معبد میں رہ کر لوگوں کی خدمت کے علاوہ خداوند کی عبادت کرے گا۔

اور دیکھو عزیز! ایسا ہوا کہ خداوند کے حضور اس حنہ کی دعا قبول ہوئی۔ خداوند نے حنہ کو ایک فرزند عطا کیا۔ اور اس بیٹے کا نام اس نے سموئیل رکھا۔ یہ حنہ اپنے اس بیٹے کی خوب پرورش و پرداخت کرتی رہی اور جب بچہ بڑا ہوا اور حنہ نے اس کا دودھ چھڑا دیا تو وہ اپنے بیٹے سموئیل کو سیلا کے معبد میں لائی وہاں اس نے ایک بچھڑے کی قربانی دی۔ پھر اپنے فرزند کو وہ معبد کے نگران اعلیٰ عیلی کے پاس لائی اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے بزرگ! میرے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ سو اس معبد میں خداوند کے حضور رو کر اور گڑگڑا کر دعا کرنے کے باعث خداوند نے مجھے یہ فرزند عطا کیا۔ اور میں نے خداوند سے عہد کیا تھا کہ میں اپنے بچے کو اس کی نذر کر کے معبد کی خدمت کے لیے وقف کر دوں گی۔ سو میں اپنے بیٹے کو لیکر آئی ہوں کہ یہ اس معبد کے لیے وقت ہو۔ پھر حنہ وہاں سجدے میں گر گئی اور بلند آواز میں اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"اے خداوند! میرا دل تیری یاد میں مگن ہے۔ میرا اضطراب میرے دشمنوں پر نکل گیا ہے۔ میرا سر اے خداوند تیرے باعث بلند ہوا ہے۔ میں تیری نجات کی متمنی ہوں کہ تیرے مانند کوئی

قدوس نہیں ہے۔ کوئی تیرے علاوہ قابل پرستش نہیں۔ خداوند بڑا عظیم و علیم اور اعمال کا تولنے والا ہے۔ اس کے سامنے غرور کی باتیں نہ کرو اور منہ سے بڑا بول نہ بولو۔ خداوند کے سامنے بڑے بڑوں کی کمانیں ٹوٹ جاتی ہیں اور لڑکھڑاتے ہوؤں کی قوت کمربستہ ہو جاتی ہے۔ خداوند مارتا ہے جلاتا ہے۔ وہی قبر میں اتارنے اور اس سے نکالنے والا ہے۔ وہی مسکین بھی کرتا ہے اور دولت مند بھی۔ وہی پست بھی کرتا ہے اور سرفراز بھی جو خداوند سے جھگڑتے ہیں یقیناً ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جاتے ہیں۔

یہ دعا ختم کرنے کے بعد حنہ وہاں سے چلی گئی اور اپنے بیٹے سموئیل کو سیلا کے اس ہیکل کے لیے وقف کر گئی۔ اور ایسا ہوا کہ اسی ہیکل میں پرورش پا کر سموئیل جوان ہو گیا۔ اور دیکھ اجنبی! ایک روز ایسا ہوا کہ ہیکل کا بڑا نگران عیلی ہیکل کے اندر لیٹا ہوا تھا کہ اس پر نیند غالب ہونے لگی۔ اب سموئیل اس وقت ہیکل کے اندر رکھے خداوند کے صندوق یعنی تابوت سکینہ کے پاس لیٹا ہوا تھا۔ تو اسی وقت خداوند کا فرشتہ وہاں نازل ہوا پر وہ سموئیل کو دکھائی نہ دیا۔ پس اس فرشتے نے سموئیل کو پکارا۔ سموئیل سمجھا شاید بزرگ عیلی نے اسے آواز دی ہے لہٰذا وہ بھاگ کر عیلی کے پاس آیا اور کہا۔ اے آقا! تو نے مجھے پکارا سو میں حاضر ہوں۔ عیلی نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اے سموئیل میں نے تو تجھے آواز نہیں دی،، سموئیل دوبارہ تابوت سکینہ کے پاس جا کر لیٹ گیا۔ دوبارہ خداوند کے فرشتے نے سموئیل کو پکارا سموئیل! سموئیل! دوبارہ سموئیل اٹھ کر عیلی کی طرف بھاگا اور کہا۔ اے آقا تو نے مجھے پکارا سو میں حاضر ہوں عیلی نے پھر تعجب و پریشانی میں کہا۔ اے بیٹے! میں نے تجھے نہیں پکارا۔ اس پر سموئیل پھر جا کر لیٹ گیا

تیسری بار جب پھر خداوند کے فرشتے نے سموئیل کو پکارا تو سموئیل پھر بھاگ کر عیلی کے پاس آیا اور کہا۔ اے آقا۔ تو نے مجھے پکارا سو میں حاضر ہوں۔ ہیکل کا نگران جس کا نام عیلی تھا بڑا نیک اور جہاندیدہ انسان تھا وہ جان گیا کہ سموئیل کو نبوت عطا ہو رہی ہے اور پکارنے والا پکارتا ہے۔ اس پر عارب بیچ میں بول پڑا اور اس بوڑھے اسرائیلی کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ کیا اس ٹیلے کے اوپر بیٹھا شخص سموئیل ہے اور یہ خداوند کا نبی ہے۔ اس بوڑھے اسرائیلی نے مسکراتے ہوئے کہا ہاں یہی سموئیل ہے اور یہ خداوند کا نبی ہے۔ عارب بولا اچھا اے میرے بزرگ! تم اپنا سلسلہ کلام جاری رکھو!

اس بوڑھے اسرائیلی نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔ اے اجنبی جب تیسری بار سموئیل بھاگ کر عیلی کے پاس آیا تو بزرگ عیلی معاملے کی اصل نوعیت کو جان گیا لہٰذا اس نے سموئیل کو مخاطب کر کے کہا۔ اے سموئیل! اگر اب پھر تجھے کوئی پکارے اور آواز دے تو

تو کہنا۔ اے خداوند کے فرستادہ کہو۔ میں تیرے خداوند کا بندہ سنتا ہوں۔ عیلی سے یہ ہدایات حاصل کرنے کے بعد سموئیل پھر تابوت سکینہ کے پاس جا کر لیٹ گیا۔ اور ایک بار جب پھر اسے پکارا گیا۔ تو سموئیل بولا۔ کہو کیا کہتا ہے میں خداوند کا بندہ سنتا ہوں۔ پھر سموئیل کو فرشتے کی آواز سنائی دی اور وہ کہہ رہا تھا۔

اے سموئیل! خداوند بنی اسرائیل کے اندر ایسا کام کرنے والے ہیں جس سے ہر سننے والے کے کان جھنا جائیں گے۔ دیکھ بنی اسرائیل پر ان کے گناہوں کے باعث ایک مرگ آنے والی ہے۔ اور عیلی کے دونوں بیٹے جو بدکار اور گنہگار ہیں اس مرگ کا شکار ہوں گے۔ اے سموئیل! خداوند نے تجھے اپنا فرستادہ کیا سو تو اٹھ لوگوں کو نیکی کی طرف بلا اور گناہ، بدی سے انہیں ڈرا۔ اس کے بعد خداوند کا وہ فرشتہ وہاں سے جاتا رہا اور سموئیل وہاں تابوت سکینہ کے پاس صبح تک سوتا رہا۔ اور دوسرے روز جب عیلی نے سموئیل کو آواز دی تو وہ اٹھ کر اس کی طرف گیا اور کہا۔ اے آقا! اگر آپ نے مجھے پکارا ہے تو میں حاضر ہوں۔ اس پر عیلی نے کہا۔ اے میرے بیٹے سموئیل! وہ کیا باتیں ہیں جو کل پکارنے والے نے تم سے کہیں۔ سموئیل پہلے تو کچھ ڈرا پھر ساری باتیں اس نے عیلی سے کہہ دیں۔ یہ باتیں سن کر عیلی کچھ پریشان ہو گیا۔ پھر اس نے غمزدہ آواز میں کہا۔

اے سموئیل! خداوند کے اس فرشتے نے سچ کہا۔ میرے دونوں بیٹے حفنی اور فینحاس دونوں گناہگار اور بدکار ہیں۔ وہ ہیکل پر چڑھائی جانے والی نذر و نیاز کی اشیاء خورد برد کر جاتے ہیں یہ دونوں ہیکل میں آنے والی عورتوں کے ساتھ ہم آغوشی کرتے ہیں اور ان کے ساتھ بدکاری میں ملوث ہوتے ہیں آہ میرے یہ دونوں بیٹے نہ جانے بنی اسرائیل کے دوسرے لوگوں کے ساتھ کس مصیبت میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوتے ہیں۔ عیلی خاموش ہو گیا اور سموئیل اس کے پاس سے چلا گیا۔

اور اس واقعہ کے بعد سموئیل نے بنی اسرائیل کے اندر تبلیغ کا کام شروع کیا۔ اور دان سے لیکر بیرسبع تک سموئیل نیکی اور خیر کا پیغام پہنچایا اور لوگوں سے تلقین کی کہ وہ سب کو چھوڑ کر صرف ایک خدا کی بندگی اور عبادت کریں۔ لیکن بنی اسرائیل نے سموئیل کی نصیحتوں پر عمل نہ کیا اور وہ برابر بعل دیوتا اور عستارات دیوی کی پوجا پاٹ اور پرستش میں مگن و مصروف رہے پھر کئی برس بیت گئے اور ایسا ہوا کہ فلستی قوم کے لشکر نے بنی اسرائیل پر حملہ کر دیا۔ بنی اسرائیلی فلستیوں کا مقابلہ کرنے کے لیئے نکلے۔ بنی اسرائیل کے لشکر نے ابن عزر کے مقام پر ڈیرے ڈالے جب کہ فلستی ان کے سامنے افیق کے مقام پر خیمہ زن ہوئے پھر بنی اسرائیل اور فلستیوں کے درمیان جنگ ہوئی اور اس جنگ میں بنی اسرائیل کو ذلت آمیز شکست ہوئی اور چار ہزار بنی اسرائیل جنگجو اسی جنگ میں مارے گئے تھے۔

اس کے بعد بنی اسرائیل نے فیصلہ کیا کہ سیلا کے ہیکل سے تابوت سکینہ نکال کر لشکر کے اندر لایا جائے اور دوبارہ فلستیوں سے جنگ کی ابتدا کی جائے۔ تاکہ اس تابوت سکینہ کی برکت سے خداوند بنی اسرائیل کو فلستیوں پر غلبہ اور فتح عطا فرمائے۔ پس سیلا کے ہیکل سے تابوت سکینہ منگوایا گیا اور اسے لشکر میں رکھ کر پھر فلستیوں سے جنگ کی ابتدا کی گئی۔ لیکن اس دوسری جنگ میں بھی بنی اسرائیل کو شکست ہوئی۔ اور اس جنگ میں نہ صرف یہ کہ تیس ہزار اسرائیلی جنگجو مارے گئے بلکہ فلستیوں نے تابوت سکینہ بھی بنی اسرائیل سے چھین لیا اور اسے اپنے ساتھ لے گئے۔ اس جنگ میں کاہن عیلی کے دونوں بیٹے حفنی اور فینحاس بھی مارے گئے۔ اس شکست کی خبر جب ہیکل میں کاہن عیلی کو ہوئی تو وہ پچھاڑ کھا کر گرا۔ اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا۔

اب بنی اسرائیل کے سرکردہ لوگ سموئیل کے پاس جمع ہوئے ہیں۔ اور اس سے یہ گزارش کر رہے ہیں کہ اب جب کہ وہ بوڑھا ہو گیا ہے تو وہ کسی کو اسرائیل کا بادشاہ مقرر کر دے۔ اب دیکھو سموئیل لوگوں کے اس سوال کا کیا جواب دیتے ہیں۔ وہ بوڑھا اسرائیلی ذرا خاموش ہوا۔ پھر کہا اے اجنبی! یہ ہے وہ تفصیل جو تو جاننا چاہتا تھا۔ اور جو میں نے تجھ سے کہہ دیا۔

عارب نے یوسا اور بینطہ کو اشارہ کیا۔ وہ تینوں پھر ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے اور عارب نے یوسا اور بینطہ کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میری بہنو! ہم لوگ اب یہیں بنی اسرائیل کے اندر ہی رہتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ سموئیل نبوت کا کام کیسے سنبھالتے اور یہ کہ کسے بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کرتے ہیں۔ اور اگر ہو سکا تو یہاں رہ کر ہم بدی کی ترغیب اور گناہوں کے فروغ کے لیے کام بھی کریں گے۔ اب ہم یہیں کہیں نزدیکی سرائے میں ٹھہر کر یہاں کے حالات کا جائزہ لیں گے۔ عارب کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ اس ٹیلے کی چوٹی سے ایک منادی نے بلند آواز میں لوگوں کو مخاطب کر کے کہا۔ اے لوگو بزرگ سموئیل کے ہاں تمہاری درخواست منظور ہوئی سنو بزرگ سموئیل نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ خداوند کو تمہارے لیے بادشاہ مقرر کیا جانا منظور ہے سو عنقریب تمہارے لیے ایک بادشاہ مقرر کیا جائے گا جس کا تعلق۔ یعقوبؑ کے بیٹے بنیامین

کی نسل سے ہوگا۔ یہ کام اب چند دن تک ہو جائے گا سو تم اٹھتے اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ لوگ فوراً اٹھ کر اپنے گھروں کو چلے گئے تھے جب کہ عارب یوسا اور بنیطہ کو عارب کو شاید کوئی بات یاد آ گئی۔

بھاگ کر وہ اس بوڑھے کے پاس آیا جو تھوڑی دیر قبل اسے بنی اسرائیل کے حالات سنا رہا تھا اور وہ بوڑھا بھی اپنے گھر جانے کے لیے ایک طرف چل پڑا تھا۔ عارب اس کے پاس آیا اور پوچھا۔ اے میرے بزرگ! تم نے ایک بات کی تفصیل تو مجھ سے کہی ہی نہیں۔ بوڑھے نے کسی قدر چونک کر پوچھا۔ کون سی بات کی تفصیل؟ اتنی دیر تک یوسا اور بنیطہ بھی عارب سے آملی تھیں۔ عارب پھر بولا اور اس بوڑھے سے کہا۔ آپ نے مجھے تابوت سکینہ یعنی خداوند کے صندوق سے متعلق تو کچھ بتایا ہی نہیں جب وہ تابوت سکینہ فلستی چھین کر لے گئے تو پھر اس کا کیا بنا! اس بوڑھے نے غور سے عارب کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ پہلے تم یہ کہو کہ تمہارا قیام کہاں ہے۔ میں اپنی ان دوستوں کے ساتھ کسی بھی سرائے میں قیام کر سکتا ہوں۔ عارب نے جلدی جلدی جواب دیا تھا۔

اس بوڑھے نے کسی قدر مطمئن انداز میں کہا۔ اچھا میرے ساتھ آؤ۔ راستے میں ایک سرائے ہے تم وہاں قیام کر لینا۔ جب کہ میں اپنے گھر کی طرف چلا جاؤں گا۔ اور یہ سرائے ہمارے شہر سے صرف آدھ فرلانگ کے فاصلے پر ہے میں اس سرائے تک تمہیں تابوت سکینہ سے متعلق تفصیل سے بتا دوں گا۔ پھر تم تینوں اس سرائے میں قیام کر لینا۔ اس بار یوسا نے اس بوڑھے اسرائیلی کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے بزرگ! آپ نے ابھی تک یہ تو بتایا ہی نہیں کہ اس صندوق کے اندر کیا ہے جس کی بنا پر بنی اسرائیل اس صندوق کو مقدس جانتے ہیں۔ اس سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ اور جنگوں میں اپنے ساتھ رکھتے ہیں تاکہ اس تابوت سکینہ کی وجہ سے جنگ میں انہیں غلبہ اور فتحمندی حاصل ہو۔ بوڑھے اسرائیلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس تابوت کے اندر توریت کا وہ اصل نسخہ ہے جو خداوند کی طرف سے موسیٰ کو عطا ہوا تھا۔ اسی بنا پر لوگ اس تابوت سے برکت حاصل کرتے ہیں اور اسے مقدس جانتے ہیں۔

سنو میرے عزیزو اب میں تم تینوں کو اس تابوت سکینہ کی تفصیل بتاتا ہوں۔ جب بنی اسرائیل کو فلستیوں کے ہاتھوں شکست ہوئی اور فلستی تابوت سکینہ بھی چھین کر لے گئے۔ تو وہ اس تابوت کو اپنے مرکزی شہر اشدود میں لے گئے اور وہاں اس تابوت کو انہوں نے

اپنے سب سے بڑے دیوتا دجون کے معبد میں رکھا۔ اگلے روز صبح سویرے جب لوگ دجون کے معبد میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کا بڑا دیوتا دجون تابوت سکینہ کے سامنے زمین پر اوندھے منہ گرا پڑا تھا لوگوں نے اس کا کوئی اثر نہ لیا اور دجون کو انہوں نے پھر اس کی جگہ پر کھڑا کر دیا تھا۔

لیکن دوسرے روز اشدود شہر کے لوگ جب اپنے دجون دیوتا کے معبد میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ نہ صرف یہ کہ دجون دیوتا اوندھے منہ تابوت سکینہ کے سامنے گرا پڑا تھا۔ بلکہ دجون دیوتا کا سر اور ہتھیلیاں اور بازو دہلیز پر کٹے پڑے تھے اور دجون دیوتا کا صرف دھڑ ہی دھڑ باقی رہ گیا تھا۔ اس کے بعد اس تابوت سکینہ کی وجہ سے فلستیوں پر ایک اور مصیبت کی بھی ابتدا ہو گئی اور وہ یہ کہ اشدود شہر اور اس کے گرد فلاح کی بستیوں میں گلٹیوں کی بیماری پھیل گئی اور لوگ اس سے مرنے لگے۔ اس پر اشدود کے سارے سردار ایک جگہ جمع ہوئے اور یہ فیصلہ ہوا کہ چونکہ یہ ساری مصیبتیں چونکہ تابوت سکینہ کی وجہ سے نازل ہوئی لہٰذا بنی اسرائیل کے اس تابوت کو کسی اور جگہ منتقل کر دینا چاہیے۔ لہٰذا باہم صلاح مشورہ کرنے کے بعد تابوت کو فلستیوں کے دوسرے شہر جات میں پہنچا دیا گیا تھا۔

لیکن تابوت سکینہ کے جات شہر میں پہنچنے کے بعد وہاں بھی گلٹیوں کی وبا پھیل گئی اور لوگ موت کا لقمہ بننے لگے۔ پس تابوت سے متعلق دوبارہ صلاح مشورہ کیا گیا۔ اور فلستیوں نے اب اس صندوق کو اپنے ایک اور شہر عقرون میں پہنچا دیا۔ لیکن اس شہر میں بھی جب اس تابوت سکینہ کی وجہ سے وبا پھوٹ پڑی۔ تو فلستی بڑے فکرمند ہوئے۔ لہٰذا فلستیوں نے اپنے بڑے بڑے نجومیوں اور کاہنوں کو جمع کیا۔ اور یہ معاملہ ان کے سامنے پیش کیا۔ آخر ان کاہنوں اور نجومیوں نے باہم مشاورت کرنے کے بعد یہ فیصلہ دیا کہ تابوت سکینہ کو واپس بنی اسرائیل کی سرزمین کی طرف بھیج دیا جائے۔ اور چونکہ تابوت سکینہ کو یہاں لا کر جرم کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس جرم کی قربانی ادا کی جائے تب ہی فلستی تابوت سکینہ کے باعث پھیلنے والی وبا سے نجات پا سکتے ہیں۔

فلستی سرداروں نے جب کاہنوں اور نجومیوں سے پوچھا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ اس جرم کی قربانی یہ ہو سکتی ہے کہ تابوت سکینہ جب واپس کیا جائے تو اس تابوت کے ساتھ سونے کی پانچ گلٹیاں اور سونے کی پانچ چوہوں کی مورتیں بنا کر رکھ دی جائیں اور ان کاہنوں اور نجومیوں نے

یہ بھی کہا کہ اس تابوت سکینہ کو ایک نئی بنائی ہوئی بیل گاڑی میں رکھا جائے۔ اور اس گاڑی کے آگے دودھ دینے والی گائیں جوتی جائیں جن کے اس سے پہلے جوا نہ لگا ہو اور پھر اس گاڑی کو اسرائیلی علاقے کی طرف ہانک دیا جائے سو فلستیوں نے ایسا ہی کیا۔ ایک نئی بیل گاڑی بنا کر تابوت سکینہ کو اس میں رکھا۔ گلٹیوں اور چوہوں کی سونے کی مورتیوں کو بھی اس گاڑی میں رکھا کیونکہ فلستی خیال کرتے تھے کہ گلٹیوں کی بیماری چوہوں سے پھیلتی ہے لہٰذا ان سے نجات کا یہی طریقہ انہوں نے اپنایا۔ اس طرح تابوت سکینہ بیل گاڑی میں لاد کر اور اس کے آگے گائیں جوت کر اسے ہماری سرزمین کی طرف ہانک دیا۔ وہ گائیں تابوت سکینہ کو اسرائیل سرزمین میں لے آئیں اور اب تابوت سکینہ پھر ہمارے پاس ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا اسرائیلی رک گیا۔ پھر اس نے دوبارہ عارب کو مخاطب کر کے کہا۔ اے اجنبی! یہ ہے تابوت سکینہ کی تفصیل جسے جاننے کے لیے تم نے اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ دیکھو وہ اب وہ سامنے سرائے دکھائی دے رہی ہے تم اس میں جا کر قیام کر سکتے ہو۔ جب کہ میں اب اپنے گھر کی طرف جاؤں گا۔ اتنا کہنے کے بعد اسرائیلی آگے بڑھ گیا۔ جب کہ عارب اور بیوسا اور بینطہ سرائے کا رخ کر رہے تھے۔

—

○

سموئیل نبی نے چونکہ بنی اسرائیل کو حکم خداوندی کے مطابق خبر دی تھی کہ ان کی مانگ کے مطابق عنقریب ان کے لیے ایک بادشاہ مقرر کیا جائے گا اور یہ بھی انکشاف کیا کہ یہ بادشاہ یعقوبؑ کے بیٹے بنیامین کی نسل سے ہو گا۔ سو اسی دن ایسا ہوا کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کہ نام جس کا قیس بن ابی ایل تھا اور جس کا تعلق بنیامین کی اولاد سے تھا۔ اس کے گدھے گم ہو گئے۔ اور اس قیس بن ابی ایل کا ایک بیٹا تھا جس کا نام ساؤل تھا اور بنی اسرائیل کے اندر ساؤل جیسا کوئی طاقتور اور خوبصورت جوان نہ تھا اور قد آور ایسا تھا کہ عام لوگ اس کے کندھے تک ہی آتے تھے۔

سو اس قیس بن ابی ایل نے اپنے بیٹے ساؤل سے کہا کہ وہ اپنے گدھوں کو تلاش کرے۔ لہٰذا اس ساؤل نے اپنے گھریلو ملازم کو ساتھ لیا اور اپنے گدھوں کی تلاش میں نکلا۔ سو وہ اپنے گدھوں کی تلاش میں بہت گھوما کوہستان افرائیم کی طرف گیا سلیسہ کی سرزمین سے ہو کر گزرا۔ غرض اپنی بستی کے اطراف میں اور دور و نزدیک اس نے بہت تلاش کیا پر گدھے اسے نہ ملے۔ جب وہ گدھوں کی تلاش کرتے ہوئے شہر کے پاس پہنچے تو ساؤل نے اپنے ملازم کو مخاطب کر کے کہا۔ آؤ اب گھر لوٹ چلیں۔ ایسا نہ ہو کہ میرا باپ گدھوں سے متعلق فکرمند ہونا چھوڑ کر ہمارے متعلق فکرمند ہونا شروع کر دے۔ اس پر اس ملازم نے ساؤل کو مخاطب کر کے کہا اس شہر میں خداوند کے ایک نبی رہتے ہیں۔ ان کا نام سموئیل ہے۔ آؤ ان کے پاس چلیں۔ میں سمجھتا ہوں وہ ضرور بتا دیں گے کہ ہمارے گدھے کہاں ہیں۔ ساؤل اپنے ملازم کی اس تجویز پر تھوڑی دیر تک غور کرتا رہا۔ پھر کوئی فیصلہ کرتے ہوئے اس نے اپنے ملازم سے کہا۔

خداوند کے اس نبی کی خدمت میں حاضر ہوتے وقت اسے کوئی نذرانہ پیش کیا جانا چاہیے اور ہمارے پاس اس وقت کچھ بھی نہیں ہے۔ اور حالت یہ ہے کہ ہمارے توشہ دان بھی خالی

ہو چکے ہیں اور کوئی اور شے ہمارے پاس نہیں جو اس بزرگ ہستی کو ہم پیش کریں۔ اس ملازم نے پر اطمینان انداز میں ساؤل سے کہا۔ دیکھو تو پریشان اور فکرمند نہ ہو۔ میرے پاس پاؤ مثقال چاندی ہے بس یہی چاندی ہم اس بزرگ کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔ اپنے اس ملازم کی وہ باتیں ساؤل کو بیحد پسند آئیں۔ لہٰذا وہ دونوں صوف شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ دونوں لوگوں سے سموئیل سے متعلق پوچھتے ہوئے صوف شہر میں داخل ہوئے۔ اور ایسا ہوا کہ جب وہ صوف شہر میں داخل ہوئے ہی تھے کہ سامنے سے سموئیل ان کی طرف آئے۔ سموئیل ان دونوں سے قریب ہوئے اور ساؤل کو انہوں نے مخاطب کر کے کہا۔

یقیناً تو ہی ساؤل ہے۔ اے ساؤل! تیری آمد سے قبل ہی میرے خداوند نے مجھے تمہارے متعلق آگاہ کر دیا ہے۔ اور مجھے میرے رب کی طرف سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہیں مسح کروں۔ میرے رب نے مجھ پر یہ انکشاف بھی کیا تھا کہ وہ بنیامین کی سرزمینوں سے تمہیں میری طرف بھیجے گا اور یہ کہ تو ہی اسرائیلی قوم کا بادشاہ ہوگا۔ اور تو ہی اسرائیلیوں کو فلستیوں کی مار سے بچائے گا۔ اور جس وقت تم شہر میں داخل ہوئے ہو۔ اسی وقت میرے رب نے میری راہنمائی کی کہ وہ شخص شہر میں داخل ہو رہا ہے۔ جو بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوگا لہٰذا میں تیری طرف لپکا ہوں۔ ساؤل بولا۔ اور کہا۔ میں تو اس لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں کہ آپ کی مدد سے یہ جانوں کہ میرے گمشدہ گدھے کہاں چلے گئے ہیں۔ سموئیل نے خوش طبعی اور نرمی میں کہا۔ تمہارے گدھوں سے متعلق بھی میرے رب نے مجھے آگاہ کر دیا ہے۔ اور تمہارے گدھوں کی صورت حال یہ ہے کہ اب تو ان سے متعلق فکرمند نہ ہوں اس لیے کہ تیرے گدھے تیرے باپ کے پاس واپس پہنچ چکے ہیں۔

میرے رب نے چونکہ مجھے تمہارے متعلق پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ تم آنے والے ہو۔ لہٰذا میں نے تمہاری ضیافت کا سامان کر رکھا ہے اب تم میرے ساتھ آؤ۔ ساؤل کو سموئیل کی باتیں عجیب اور پریشان کن سی لگ رہی تھیں تاہم وہ اپنے حضور کے ساتھ ان کے ہمراہ ہو لیا۔ سموئیل نے ساؤل کی ضیافت کی اس کے بعد ساؤل سے کہا۔ دیکھ تیرا باپ قیس بن ابی ایل گدھے مل جانے کی وجہ سے اب گدھوں کی نسبت تمہارے متعلق زیادہ فکرمند ہے۔ سو تو اب اپنے گھر جا۔ دیکھ میں سات دن تک تیری بستی مصفاہ کی طرف آؤں گا۔ اور ان سات دنوں میں بنی اسرائیل کے سرکردہ لوگوں کے سلسلے میں منادی کراؤں گا کہ وہ مصفاہ میں جمع ہوں تاکہ ان کی موجودگی میں تمہاری بادشاہت کا اعلان کیا جائے گا اس پر ساؤل نے سنجیدگی سے سموئیل کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اے خداوند

کے فرستادہ کیا یہ درست ہے کہ میں بنی اسرائیل کا بادشاہ بنایا جاؤں گا۔

سموئیل نے کہا۔ ہاں ایسا ہوگا۔ اس لیے کہ یہ خداوند کا حکم ہے اور خداوند کے حکم کو اگر کوئی ٹالنا بھی چاہے تو ٹال نہیں سکتا۔ اور اس حکم کے سچا ہونے کی تمہارے لیے یہ دلیل ہے کہ جب تم یہاں سے جاؤ گے تو بنیامین میں کی بستیوں کے قریب راخیل کی قبر کے نزدیک دو اشخاص تجھے ملیں گے جو تجھے خبر کریں گے کہ تیرے گدھے مل گئے ہیں۔ اور جب تو تبور کے مقام پر بلوط کے درختوں کے پاس پہنچے تو تجھے تین اشخاص ملیں گے۔ ان میں سے ایک کے پاس بکری کے تین بچے۔ دوسرے کے پاس روٹیاں اور تیسرا مشروب کا مشکیزہ اٹھائے ہوئے ہوگا۔ یہ لوگ بیت ایل کی طرف جا رہے ہونگے وہ لوگ تجھے سلام کریں گے اور کھانے کو تجھے روٹی دیں گے سو تو ان سے کھانے کو روٹی لے لینا اس کے بعد تو ایک ٹیلے کے پاس پہنچے گا تو وہاں تجھے ایک ایسا گروہ ملے گا جس کے آگے آگے لوگ دف مزامیر اور بربط بجا رہے ہوں گے، سو تو اب جا۔ اور جو باتیں میں نے تجھ سے کہی ہیں۔ یہی باتیں تمہیں پیش آئیں اور یہ باتیں تمہارے لیے نشانی ہیں کہ تمہیں بنی اسرائیل کا بادشاہ بنایا جانے والا ہے اور یہ باتیں جو میں نے تم سے کہی ہیں یہ میری طرف سے نہیں بلکہ میرے رب کی طرف سے ہیں جو ظاہر و باطن اور دلوں کے بھید تک سب کو جانتا ہے۔ پھر ساؤل سموئیل کے کہنے پر وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔

اور اپنے گھر تک پہنچتے پہنچتے سموئیل کو وہی واقعات پیش آئے جن کی خبر سموئیل نے پہلے سے کر دی تھی تب سموئیل کو یقین ہو گیا کہ وہ واقعی اسرائیل کا بادشاہ بنایا جا رہا ہے اس طرح سات دن گزر گئے اور ساتویں دن ساؤل کی بستی مصفاہ کے پاس دور و نزدیک کے اسرائیل سردار پہنچ گئے اور پھر سموئیل بھی وہاں تشریف فرما ہوئے اور سب کی موجودگی میں انہوں نے ساؤل کو اسرائیل کا بادشاہ بنائے جانے کا اعلان کر دیا تھا۔

مشرقی افریقہ میں مین کے بادشاہ فریقش کے خیمے سے نکل کر یوناف ابھی چند ہی قدم دور گیا ہو گا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور پھر نفس کو مطمئن اور سماعت کو شادماں کر دینے والی ابلیکا کی آواز سنائی دی یوناف! یوناف فریقش کے پاس تم جس کام کے لیے آئے تھے اس سے متعلق تو تم نے اس سے گفتگو کی ہی نہیں کی الٹا تم اس کے ساتھ وعدہ کر کے آئے ہو کہ تم اس کے ساتھ ان علاقوں سے مین کی طرف کوچ کر جانے کو تیار ہو۔ اور میں سمجھتی ہوں حسین ساجی سے متعلق اب تم کوئی اور ہی فیصلہ کرو گے۔ سنو یوناف! ساجی کو زیادہ عرصہ تک اس خانہ بدوش قبیلے میں رکھنا بھی اچھا نہیں ہے اس لیے کہ اس کا بھید کسی بھی وقت ظاہر ہو سکتا ہے اور جب ایسا ہو گیا تو یہ وحشی خانہ بدوش اسے قتل کر دیں گے۔

ابلیکا جب خاموش ہوئی تب یوناف بولا اور کہا۔ اے ابلیکا اس میں کوئی شک نہیں کہ میں فریقش کے پاس اس غرض کے تحت ہی گیا تھا کہ میں فریقش۔ سے کہوں وہ ساجی سے شادی کرے اس طرح ساجی فریقش کے ساتھ مین جا کر پر امن زندگی بسر کر سکتی تھی۔ لیکن فریقش کے خیمے میں جب میں نے پہلے سے اس کی چار بیویوں کو اس کے پہلو میں بیٹھے دیکھا تو میں نے اپنا ارادہ بدل لیا میں نے یہ پسند نہ کیا کہ ساجی بچاری پانچویں بیوی کی حیثیت سے فریقش کے ساتھ ہو۔ ۔ ۔ اے ابلیکا اب میں ساجی سے گفتگو کروں گا کہ وہ اپنے مستقبل کے بارے میں کیا فیصلہ کرتی ہے۔ اور اگر اپنے طور پر اس نے کوئی فیصلہ نہ کیا تو پھر اسے اپنے ساتھ رکھ کر فریقش کے ہمراہ مین کی طرف روانہ ہو جاؤں گا اور اگر ساجی نے اپنے لیے کوئی اور فیصلہ کیا تو اس پر عمل کیا جائے گا۔ اے ابلیکا! آؤ اب سانگا قبیلے کی طرف چلیں کیونکہ مجھے لوٹ کر پھر یہاں آنا ہے اور فریقش اپنے لشکر کے ساتھ چونکہ آج یہاں سے کوچ کر رہا ہے۔ لہٰذا میں بھی اس کے ساتھ مین روانہ ہو جاؤں گا۔

اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا۔ اور دوسرے ہی لمحے وہ

سانگا نام کے اس خانہ بدوش قبیلے کے سردار مکادو کے خیمے سے باہر نمودار ہوا۔ اس نے دیکھا۔ مکادو اور اس کی بیوی دونوں پریشان حال اور افسردہ سے خیمے کے دروازے پر کھڑے تھے۔ ان کے چہروں سے ایسا لگتا تھا جیسے کسی ہولناک حادثے نے ان سے ان کی حرمتیں، ضابطے، آدرش فلسفے اور زندگی کے لائحہ عمل سب کچھ ہی چھین لیا ہو۔

یوناف ان دونوں کے قریب آیا۔ پھر اس نے ملائمت اور نرمی میں پوچھا۔ مکادو! مکادو! تم دونوں میاں بیوی یوں خاموش اور اداس کیوں ہو۔ اس پر مکادو نے تذلیل دبے جامگی اور سراسیمہ وحشت زدہ سی حالت میں کہا۔ اے یوناف! میرے عزیز! تمہاری موجودگی میں ساجی کے ساتھ ایک حادثہ پیش آگیا ہے جس میں اور میری بیوی پانچی اس بنا پر افسردہ ہیں یوناف نے چونک کر پوچھا۔ کیا حادثہ پیش آیا اور ساجی اس وقت کہاں ہے۔ مکادو بولا۔

اے یوناف تمہارے جانے کے بعد میں اور میری بیوی اپنے کمرے میں بیٹھے تھے جب کہ ساجی خیمے کے ساتھ والے کمرے میں تھی کہ اچانک ساجی کی ہولناک اور دلوں کو اچاٹ کر دینے والی چیخ ہمیں سنائی دی۔ میں اور پانچی بھاگ کر جب ساجی کے کمرے میں داخل ہوئے تو ساجی کی حالت عجیب تھی۔ وہ یوں تڑپ رہی تھی جیسے اسے کوئی پکڑ رہا ہو اور یہاں سے اٹھا لے جانا چاہتا تھا اور ساجی اس کے سامنے اپنے آپ کو بچانے اور اپنا دفاع کرنے میں مصروف ہو۔ پھر ایسا لگا جیسے ساجی بے بس ہو گئی ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ ہماری نظروں سے یوں اوجھل ہو گئی جیسے دھواں ہوا میں تحلیل ہو کر اور رنگ فضاؤں میں بکھر کر ختم ہو جاتے ہیں یہ ہے وہ حادثہ جس کی وجہ سے میں اور پانچی اداس اور چپ ہیں۔

مکادو کے اس انکشاف پر یوناف کی حالت بے آواز لفظوں کے کرب اور تصورات کے گرداب جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر مکادو نے محسوس کیا جیسے یوناف کی آنکھوں میں یادوں کے شعلے مجنونانہ جستجو اور صدیوں کی ویرانیاں رقص کرنے لگی ہوں۔ اس کے چہرے پر پھیلتے بے کراں جذبے یہ بتا رہے تھے اور کوئی بہت بڑا کام کرنے کا عزم کر چکا ہو۔

○

خیمے میں مکادو اور اس کی بیوی پانگی کے سامنے یوناف اسی طرح تصورات کے گرداب اور پراسرار لمحوں کی گہری کپھاؤں میں پھنسا خاموش کھڑا ہوا تھا۔ اس لمحے اس کی گردن جھکی ہوئی تھی اور اس کے چہرے کے تاثرات میں بے کراں اشکوں اور رزلیست کے علاطم کا ایک طوفان تھا۔ پھر یوناف نے اپنی گردن آہستہ آہستہ سیدھی کی اور خانہ بدوش قبیلے کے سردار مکادو کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اے مکادو! سامی کی اس اچانک روپوشی نے مجھے پریشان حال اور بے کل روحوں کے گہرے گھاؤ جیسا کر دیا ہے میں اب جاتا ہوں اور اس کی تلاش و جستجو کا کام شروع کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ وہ شیطانی قوتوں کا شکار ہو گئی ہے۔ مکادو نے بھی فکرمندی میں کہا اسے تلاش کرو یوناف! ایسا نہ ہو وہ پجاری لوبر دیوتا کے مندر کے پجاریوں کے ہتھے چڑھ جائے اور اگر ایسا ہو گیا تو وہ اس کے نازک و حسین جسم کو لخت لخت کر کے رکھ دیں گے۔ یوناف نے مکادو کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا پھر وہ پلٹ کر اس کے خیمے سے نکل گیا تھا۔

اس خانہ بدوش قبیلے کے خیموں سے باہر نکل کر یوناف ایک جگہ رکا۔ پھر اس نے پکارا۔ ابلیکا ابلیکا! تم کہاں ہو۔ جواب میں ابلیکا نے یوناف کی گردن پر خوشگوار لمس دیا۔ پھر اس کی وصل و حسرت کے امتیاز جیسی حسین و پرکشش آواز سنائی دی۔ یوناف! یوناف! میں یہیں ہوں۔ میں سامی سے متعلق تمہاری اور مکادو کی گفتگو بھی سن چکی ہوں، کہو اب تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ یوناف پھر بولا۔ اے ابلیکا! میں اب یمن کے بادشاہ فریقش کی طرف جاتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ میں آج یمن کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ تم سامی کی تلاش کا کام شروع کرو۔ اور جب بھی تم اس کا سراغ لگاؤ۔ مجھے اس کی اطلاع کرو۔ ابلیکا فوراً یوناف کی گردن سے علیحدہ ہو گئی تھی جب کہ یوناف بھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے نزدیک ہی یمن کے بادشاہ فریقش کے سامنے پیش ہوا۔ فریقش دوبارہ یوناف کو اپنے سامنے دیکھ کر خوش ہوا اور پوچھا۔

یوناف! یوناف! میں دوبارہ تمہیں اپنے خیمے میں دیکھ کر خوش ہوا اس لیے کہ تھوڑی دیر تک میں یہاں سے کوچ کرنے والا ہوں۔ کیا تمہارا وہ ساتھی بھی تمہارے ساتھ ہے جسے تم لینے گئے تھے۔ اس پر یوناف نے افسردہ سے لہجے میں کہا۔ اے بادشاہ! وہ میرے ساتھ نہیں آیا بہر حال میں اکیلا ہی آپ کے ساتھ یمن کی طرف کوچ کروں گا۔ یوناف کے اس فیصلے پر فریقش کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی اور کہا یمن میں تمہاری میں قدر دانی کروں گا۔ اور وہاں تمہاری حیثیت میرے بیٹے کی سی ہو گی اور وہاں ہی تم سے افریقہ کے حالات اور یہاں کی رسومات سے متعلق مزید معلومات حاصل کروں گا۔ اس کے بعد فریقش نے اپنے لشکر کو وہاں سے کوچ کا حکم دیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اپنے لشکر کے ساتھ مشرقی افریقہ سے یمن کی طرف کوچ کر رہا تھا۔

○

عارب، بیوسا اور منظر رامہ شہر کی سرائے میں قیام کیے ہوئے تھے۔ کہ وہاں ان کے کمرے میں عزازیل نمودار ہوا۔ عزازیل کو دیکھتے ہی عارب نے پوچھا۔ اے آقا! آپ اکیلے ہی آئے ہیں؟ عزازیل عارب کے پاس بیٹھ گیا اور کہا۔ ہاں میں اکیلا ہی آیا ہوں اور اپنے ساتھیوں کو میں مختلف مہموں میں مصروف کر رکھا ہے۔ اے میرے عزیزو! میں تم تینوں کو دو باتوں کی خبر دینے آیا ہوں۔ جو تمہارے علم میں ہونی چاہئیں پہلی بات یہ کہ میں نے تمہارے قدیم دشمن یوناف کے پیچھے اپنے ایک ساتھی ازب کو لگایا ہے۔ یہ جنات میں سے ایک ہولناک جن ہے اور مجھے امید ہے کہ یہ یوناف کو ضرور اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اے میرے رفیقو! تم اور اس کی ساتھی لڑکی خوفا دونوں ہی یوناف کے مقابلے میں ناکام رہے ہیں۔ ازب نام کے اس جن کا تعلق حجاز کی سرزمین سے ہے اور یہ حرم کعبہ کے قریب عقبہ نام کی گھاٹی میں مقیم ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ یوناف کے خلاف عنقریب وہ ہمیں حوصلہ افزا خبر دے گا اور

حضور جس وقت مدینۃ النبی کے لوگوں سے جنہوں نے اسلام قبول کیا عقبہ کے مقام پر بیعت لے رہے تھے تو شیطان کا یہی ازب نام کا ساتھی چلایا تھا اور حضور کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا۔ اس پر حضور نے فرمایا اے ازب بن ازیب واللہ! میں تیری سرکوبی کے لیے بھی فرصت نکالوں گا۔

اس کے تبلیغ کے کاموں میں ضرور رکاوٹ ثابت ہوگا۔ عزازیل کے خاموش ہونے پر عاسب پھر بولا اور پوچھا۔ اے آقا! یہ تو ایک خبر ہے اور دوسری کونسی خبر آپ ہمیں دینا چاہتے ہیں اس پر عزازیل نے ناصحانہ انداز میں کہا۔

میرے رفیقو! دوسری خبر یقیناً بہت بڑی خبر ہے اور میں نے بڑی محنت اور جانفشانی کے ساتھ اس کام کی تکمیل کی ہے۔ ساتھیو! تم جانتے ہو کہ نوحؑ اور اس کے قبل کے زمانے میں وَدّ[1]، سواع[2]، یغوث[3]، یعوق[4] اور نسر[5] پانچ بتوں کی پوجا اور پرستش کی جاتی تھی۔ طوفان نوحؑ کے دوران یہ بت سیلاب میں نہ جانے کہاں کھو گئے۔ میں ایک عرصہ ان کی تلاش و جستجو میں رہا آخر میں انہیں تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ کیونکہ میں نے اپنے اور کئی ساتھیوں کو بھی ان کی تلاش میں لگایا ہوا ہے آخر میں نے یہ معلوم کر لیا کہ یہ پانچوں کے پانچوں بت حجاز کی سرزمین میں جدہ کے ساحل پر ریت میں دبے ہوئے تھے۔ ان بتوں کو تلاش کرنے کے بعد۔ اب میرے سامنے یہ مسئلہ تھا کہ ان کو ریت سے نکال کر کس طرح دوبارہ انہیں خداوند کا شریک قرار دے کر ان کی پوجا اور پرستش کا کام دوبارہ شروع کرا دیا جائے اور یہ کہ اس کام کی ابتداء کس سرزمین سے کی جائے۔

آخر حجاز ہی کے ایک شخص نے میری یہ مشکل بھی آسان کر دی۔ اس شخص کا نام عمرو بن لحی[6] تھا یہ ایک کاہن تھا اور اسکی کنیت ابو ثمامہ تھی۔ ایک جن اس ابو ثمامہ کا موکل تھا۔ پس میں نے

---

[1] وَدّ مردانہ قوت اور عشق و محبت کا دیوتا تھا۔ اکثر لوگ اپنے بچوں کے نام اسی کے نام پر رکھتے تھے۔

[2] سواع۔ محبوبیت اور حسن و جمال کی دیوی تھی۔ اس کا بت ایک حسین عورت کا سا تھا۔

[3] یغوث۔ جسمانی قوت کا دیوتا تھا۔ اس کی شکل شیر کی سی تھی۔

[4] یعوق رفقاء کا دیوتا تھا۔ اس کی شکل گھوڑے کی سی تھی۔

[5] نسر بصارت کا دیوتا تھا اور اس کی شکل باز اور گدھ جیسی تھی (ماخوذ از تفسیر علامہ ابن کثیر بسلسلہ سورۃ نوح)

[6] دوسرے بتوں کو عرب میں لانے والا بھی یہی عمرو بن لحی ہے یہ خانہ کعبہ کا متولی بھی تھا ایک بار بیمار ہو گیا تو اسے کہا گیا جو تو شام کی سرزمین میں بلقاء کے مقام پر چشمہ ہے اگر وہاں اس میں جا کر نہائے تو ٹھیک ہو جائے۔ جب یہ وہاں گیا تو اس نے دیکھا کہ لوگ وہاں بتوں کی پوجا کرتے ہیں اس نے پوچھا یہ کیا ہیں۔ وہاں کے لوگوں نے اس سے کہا ان بتوں سے ہم بارش پاتے ہیں اور اپنے دشمنوں پر غالب رہتے ہیں عمرو بن لحی نے ان سے کچھ بت مانگے انہوں نے اسے دیئے اور عمرو نے لا کر خانہ کعبہ میں نصب کر دیئے تھے (ماخوذ از تلبیس ابلیس۔ علامہ ابن جوزی)

اپنے اسی جن ساتھی کو اس کام کے لیے استعمال کیا۔ اور میری ترغیب پر اس موکل جن نے ابو ثمامہ کو مخاطب کر کے کہا، اے ابو ثمامہ! اٹھ تہامہ سے کوچ کر اور اپنے آپ کو سعد و سلامت پہنچا پھر جدہ کے کنارے جا۔ وہاں تجھے ریت کے نیچے دفن مورتیاں ملیں گی۔ انہیں نکال کر تہامہ لے آیا اور اپنی سرزمین کے سرداروں سے خوف نہ کھا اور اس کے بعد اہل عرب کو تو ان بتوں کی عبادت اور پوجا پرستش کی دعوت دے۔"

پس یہ عمرو بن لحی یعنی ابو ثمامہ اپنے اس موکل کی ہدایات کے مطابق حرکت میں آیا۔ اپنے کچھ آدمیوں کو اس نے ساتھ لیا اور جدہ سے ان بتوں کو نکال کر تہامہ لے گیا۔ پھر جب حج کا موسم آیا تو ابو ثمامہ نے اہل عرب کو ان بتوں کی پرستش کی دعوت دی۔ ابو ثمامہ کی اس دعوت کو اہل عرب کے سرداروں نے بخوشی قبول کیا۔ لہٰذا ابتداء وَدّ سے کی گئی اور عرب کا ایک سردار عوف بن عذرہ وَدّ کو اپنے ساتھ دومۃ الجندل لے گیا وہاں اس نے وَدّ کے لیے ایک معبد تعمیر کیا اور اس معبد کے اندر اس نے وَدّ کے بت کو رکھا اسی نسبت سے اس عوف بن عذرہ نے اپنے بیٹے کا نام عبد وَدّ رکھا اور عوف بن عذرہ نے اپنے دوسرے بیٹے عامر بن عوف کو اس بت کا دربان اور مجاور مقرر کر دیا۔[1]

دوسرا بت سواع بنی ہذیل کا ایک شخص حارث بن تمیم اپنے ساتھ لے گیا۔ اسے وہ اپنے ساتھ وادی نخلہ میں لے گیا وہاں رباط کے مقام پر اسے نصب کیا اور اس کا معبد تعمیر کیا۔ تیسرے بت یغوث کو قبیلہ مذحج کے ایک شخص انعم بن عمرو المرا کے سپرد کر دیا گیا۔ وہ اسے یمن لے گیا اور وہاں ایک ٹیلے پر اسے نصب کیا اور اس کا معبد بنوایا۔ چوتھے بت یعوق کو بنو ہمدان کے ایک شخص مالک بن مرثد کے حوالے کیا گیا۔ اس نے خیوان کے مقام پر اسے جا نصب کیا۔ پانچواں بت قبیلہ حمیر کے ایک شخص معدیکرب کو دیا گیا۔ یہ بت ارض سبا یعنی ارض یمن میں بلخع کے مقام پر نصب کیا گیا۔ یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہا پھر دوبارہ بولا اور کہا۔

---

[1] غزوہ تبوک کے موقع پر حضورؐ نے خالدؓ بن ولید کو اس بت وَدّ کو توڑنے کے لیے روانہ کیا۔ وہاں کے لوگ جب مانع ہوئے تو خالد بن ولید نے ان سے قتال کر کے اس بت کو توڑ دیا تھا۔

(ماخوذ تلبیس ابلیس۔ صفحہ ۶۸)

سوائے میرے رفیقو! میں ایک عرصے سے اس کام کے درپے تھا۔ لیکن ان عمرو بن لحی نے میرے سارے ہی کاموں میں آسانی پیدا کر دی۔ اور اب وہ بت جو سیلاب نوح کے دوران گمشدہ ہو گئے تھے۔ پھر کارآمد ہو گئے ہیں اور ان کے ذریعے میں ان گنت لوگوں کو شرک میں مبتلا کرنے میں کامیاب رہا ہوں۔ اور اس کائنات کے اندر ایسے کام کرنے کے بعد ہی میں اپنی ذات کے لیے سرفرازی اور سرخروئی محسوس کرتا ہوں۔ اور یہ عمرو بن لحی بھی بڑا کام کا انسان تھا۔ گو وہ اس دنیا سے کوچ کر چکا ہے لیکن یہ بیج اس کی مدد سے میں نے بویا ہے اس بیج کا پودا اب خوب سرسبز و شاداب ہے۔ عزازیل جب خاموش ہوا تب عارب نے اسے مخاطب کر کے پوچھا۔ اے آقا محترم! کیا اب نام کا آپ کا وہ ساتھی واقعی یوناف کو اپنے سامنے زیر کرنے اور اسے اذیت دینے میں کامیاب ہو جائے گا۔ عزازیل ایک بھرپور عزم میں بولا۔

ہاں وہ ضرور یوناف کے خلاف کامیابی حاصل کرنے میں فتح مند رہے گا۔ عارب نے پھر پوچھا۔ اے آقا ہمیں خبر ہی نہ ہوئی کہ بنی اسرائیل میں سموئیل نام کے نبی مبعوث ہو چکے ہیں ورنہ ہم ان کے خلاف حرکت میں ہی آتے۔ اے آقا آپ کو بھی اس معاملے کی خبر نہ ہوئی۔ جب کہ ہمارا خیال تو یہ ہے کہ آپ غیب کا علم جانتے ہیں۔ عارب کے اس استفسار پر عزازیل چند ساعتوں تک خاموش رہا پھر بولا۔ اے رفیقان من غیب کا علم خداوند کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ ہاں جب وہ کسی کو رسول بنا کر مبعوث کرتا ہے تو غائب کے علم میں سے اسے اس قدر عطا کر دیا جاتا ہے جس قدر اس کی رسالت اس علم کی متقاضی ہو۔ رہے جن و شیاطین تو یہ صرف عالم بالا کی طرف پرواز کر کے وہاں چھپ چھپ کر ملاءاعلیٰ کی خبروں میں سے بھنک لینے کی کوشش کرتے ہیں اور یہی خبریں وہ کاہنوں تک پہنچاتے ہیں۔ اور یہ کاہن اپنے پاس سے مرچ مصالحہ لگا ان خبروں کو لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں یہ بات ان کاہنوں نے ہی مشہور کر رکھی ہے کہ جناب غیب کا علم جانتے ہیں مگر وہ درست نہیں ہے۔

عارب پھر بولا۔ اے آقا! جنات کا تو خیال ہے کہ وہ غیب کا علم جانتے ہیں۔ اگر وہ نہیں جانتے تو پھر ان میں اور انسان میں کیا فرق رہ گیا۔ عزازیل پھر عالمانہ انداز میں بولا جنات غیب کا علم نہیں جانتے۔ تاہم جنات اور انسان میں فرق ضرور ہے اور وہ فرق یہ ہے کہ جنات کی پیدائش آگ سے ہے اور انسان کی مٹی سے۔ جنات کو انسانوں سے پہلے پیدا کیا گیا جنات انسانوں کو دیکھتے ہیں اور ان کی باتیں سنتے ہیں پر انسان ایسا نہیں کر سکتے۔ جنات عالم بالا کی طرف پرواز کر سکتے ہیں اور ملاءاعلیٰ کی باتیں سننے کی کوشش کر سکتے ہیں زمین پر خلافت خداوند نے انسان کو دی ہے جنات کو نہیں۔ انسان کی طرح جنات بھی با اختیار مخلوق ہیں اور انسانوں ہی کی طرح انہیں بھی اطاعت و معصیت اور کفر و ایمان کا اختیار دیا گیا ہے۔

جنات کے اندر مشرک بھی ہیں اور موحد بھی کافر بھی ہیں اور صاحب ایمان بھی نیک بھی ہیں اور بد بھی اور انسانوں ہی کی طرح اپنے اعمال کی بنا پر یہ جنت اور دوزخ کے حقدار ہوں گے۔ اس کے علاوہ جنات کے اندر نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری نہیں بلکہ جنات کو انسانوں کے اندر مبعوث کئے جانے والی رسولوں پر ہی ایمان لانا ہوتا ہے کیونکہ انسان خلیفۃ الارض ہے۔ بہرحال جنات ایک مستقل خارجی وجود رکھتے ہیں وہ انسان سے الگ ایک دوسری نوع کی مخلوق ہیں۔ جنات کی پراسرار صفات ہی کی وجہ سے جاہل لوگ جنات کی ہستی اور ان کی طاقتوں سے متعلق مبالغہ آمیز تصورات قائم کر رہے ہیں۔

عزازیل کے خاموش ہونے پر عارب پھر بولا اور پوچھا۔ اے آقا جنات و شیاطین آگ سے بنتے ہیں تو ان میں سے جو دوزخ میں ڈالے جائیں گے ان پر آگ کیونکر اثر کر سکے گی کیونکہ جنات تو آگ ہی کی مخلوق ہیں۔ عزازیل نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ تمہارے خیالات غلط ہیں عارب اور اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔ پھر اگر انسان کو مٹی کا ڈھیلا اٹھا مارا جائے تو اسے چوٹ لگتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کا پورا جسم اگرچہ زمین کے مادوں سے بنا ہے۔ مگر جب ان مادوں سے گوشت پوست کا زندہ انسان وجود میں آتا ہے تو وہ اپنے بنیادی مادوں سے بالکل مختلف شے بن جاتا ہے اور ان ہی مادوں سے بنی ہوئی دوسری اشیاء اس کے لیے اذیت کا باعث بن سکتی ہے۔

ٹھیک اسی طرح جنات اگرچہ آتشی مخلوق ہیں۔ لیکن آگ سے جب ایک زندہ اور صاحب احساس مخلوق وجود میں آتی ہے تو وہی آگ اس کے لیے تکلیف اور اذیت کا موجب

---

[1] حضورؐ نے فرمایا جب مجھے جہنم کا نظارہ کرایا گیا تو میں نے اس جہنم میں دیکھا کہ ایک پستقد سرخ رنگ کا کرنجا انسان ہے اور آگ کے اندر اپنی آنتیں گھسیٹتا پھرتا ہے۔ میں نے پوچھا نہ کوئی شخص ہے تو مجھے بتایا گیا کہ یہی عمرو بن لحی ہے جس نے عرب کو بت پرستی کی طرف بلایا۔ اور اس سرزمین میں بحیرہ وصیلہ، سائبہ حامی کی رسومات نکالیں۔

بنتی ہے جس سے وہ پیدا کیا گیا تھا" عارب پھر بولا اور پوچھا۔ اے آقا! آپ کی اس گفتگو سے ایک اور سوال میرے ذہن میں ابھرا ہے اور وہ یہ کہ انسان کیسے خلیفۃ الارض اور جنات سے افضل مخلوق ہو سکتا ہے جب کہ جنات کو خداوند نے وہ غیر معمولی قوتیں بخش رکھی ہیں جو انسان کو میسر نہیں ہے اس پر عزازیل مسکرایا اور کہا۔ طاقت و قوت ہی تو افضل مخلوق ہونے کا سبب نہیں ہے۔ اس طرح تو بعض طاقتیں حیوانات کو بھی انسانوں سے زیادہ عطا ہوتی ہیں۔ پھر کیا حیوانات اشرف المخلوقات ہو سکتے ہیں۔ تو اے میرے رفیقو! اس کائنات کے اندر انسان ہی افضل مخلوق اور زمین کا خلیفہ ہے عزازیل ذرا رکا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

تو میرے رفیقو! جس کام کے پیچھے میں ایک عرصہ سے پڑا ہوا تھا آخر عمرو بن لحی کی مدد سے اس کام کی تکمیل ہوئی اور اب ودّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کی عبادت گاہیں لوگوں سے بھری رہتی ہیں اور شرک کا کام اپنے عروج پر ہے۔ اور یہی ہماری حیات کا مقصد بھی ہے۔ اس کے علاوہ یہ عمرو بن لحی کئی اور لحاظ سے بھی ہے میرے لیے سودمند اور معاون و مددگار ثابت ہوا کہ عرب کی سرزمین میں اس نے ہی بحیرہ[1]، سائبہ، وصیلہ[2] اور حام[3] کی صورت میں شرک کی ابتداء کی اور اب اس میں بھی عرب میں بڑے عروج و ترقی پر ہیں۔ اور میرے رفیقو! یہ ہیں وہ خبریں جو میں تم تک پہنچانا چاہتا تھا۔ سو میں اب جاتا ہوں کہ دیکھوں یوناف اور ازب کے درمیان معاملہ کس حد تک پہنچا ہے۔ اور عارب نے پوچھا۔ اے آقا! میرے لیے کیا حکم ہے عزازیل نے فیصلہ کن انداز میں جواب دیا۔

---

[1] بحیرہ، سائبہ کی مادہ اولاد کو کہتے تھے۔ وہ اونٹنی جو مسلسل دس مادائیں جنتی ایسی اونٹنی بے مہار چھوڑ دی جاتی۔ اس پر سواری نہ کی جاتی۔ اس کے بال نہ کترے جاتے۔ بجز مہمان کے کوئی اس کا دودھ نہ پیتا ایسی مادہ سائبہ کہلاتی تھی۔ اگر کبھی چھوڑ دینے کے بعد بھی یہ سائبہ کوئی مادہ جنتی تو اس مادہ کا کان پھاڑ کر ماں کی طرح کھلی چھوڑ دیا جاتا اور یہ بحیرہ کہلاتی تھی۔

[2] جو بکری پانچ دفعہ میں مسلسل دس مادائیں جنتی اسے وصیلہ بنا دیا جاتا۔ اور اس کے بعد اگر وہ کچھ بچے دیتی تو وہ صرف ان کے مردوں کا حق ہوتا۔ عورتوں کو کچھ نہ ملتا۔ تاہم اگر وہ مر جاتی تو اس کے کھانے میں مرد عورت سبھی شریک ہو جاتے۔

[3] جس اونٹ کے نطفے سے متواتر دس مادائیں پیدا ہوتیں۔ اسے حام کہتے تھے۔ اس کی پشت محفوظ ہو جاتی۔ اس پر نہ سواری کی جاتی۔ نہ اس کے بال کاٹے جاتے اور اسے ریوڑوں کے اندر کھلا چھوڑ دیا جاتا۔

تم تینوں فی الحال بنی اسرائیل کی اس سرزمین کے اندر ہی قیام کرو اور یہاں کے لوگوں کے درمیان بدی، معصیت، گناہ اور نار استی کے پھیلاؤ اور تشہیر کا کام کرو۔ لیکن میری ایک بات یاد رکھنا تم لوگ کسی نبی یا رسول کے منہ لگنے کی کوشش نہ کرنا۔ کہ خداوند اپنے رسولوں کے منہ میں جو کلام ڈالتا ہے وہ جنات و شیاطین کی دسترس سے ماورا ہوتا ہے اور خداوند خود اپنے رسولوں کی حفاظت و کفالت کا سامان کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل وہاں سے روپوش ہو گیا تھا۔

یوناف یمن کے بادشاہ فریقش کے ہمراہ اس کے مرکزی شہر مارب پہنچا۔ اور اپنے محل کے ایک حصے میں ہی فریقش نے اس کے قیام کا انتظام کیا تھا۔ یمن پہنچنے کے دوسرے ہی روز یوناف مارب کے اس محل کے اندر مہیا کیے جانے والے اپنے کمرے کے اندر بیٹھا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا۔ اس لمس پر یوناف چونکا اور ابلیکا کو مخاطب کر کے تیزی سے پوچھا۔ ابلیکا! ابلیکا! کیا تم ساجی کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئی ہو۔ جواب میں ابلیکا کی ایسی آواز سنائی دی جس میں نوحہ گری کی گونج، بےتاب روحوں کی پکار، شر ربیزی اور تیش ریزی کا تاثر تھا۔ یوناف نے چونک کر دوبارہ پوچھا۔ ابلیکا! ابلیکا! خیریت تو ہے۔ اس بار پھر ابلیکا کی روتی ہوئی سی آواز دی۔ نہیں خیریت نہیں میرے حبیب! ساجی مر گئی ہے۔ یا یوں سمجھ لو کہ ساجی کو مار دیا گیا۔ اور یہ کام عزازیل کے ایک گماشتے ازب نے کیا ہے۔

یہ ازب ایک انتہائی طاقتور شیطان ہے۔ قب سے بھی زیادہ ہولناک اور پر قوت ہے۔ اسے عزازیل نے ہی تمہارے تعاقب میں لگایا ہے اسی ازب نے ساجی کو مکادو کے خیمے سے اٹھایا اور اسے بحرہ عرب کے ایک جزیرے سقوطرہ میں لے گیا۔ وہیں اس نے ساجی کو ہلاک کر کے زمین میں دبا دیا۔ اور اب تک وہ ازب اسی سقوطرہ نام کے جزیرے ہی میں موجود ہے ساجی کی موت کا سن کر یوناف بیچارے کی حالت سنسان و ویران قبرستان، خرابوں کے ویران نگر اور راہوں کے سفینوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک غم واندوہ میں اس کی گردن جھک گئی پھر اس نے اپنی پوری آتش فشانی اور غضب میں ابلیکا کو مخاطب کر کے کہا۔ ابلیکا ابلیکا اس نام کے جزیرے میں ازب تک میری راہنمائی کرو۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور مارب کے اس محل سے وہ غائب ہو گیا تھا۔

جزیرہ سقوطرہ میں یوناف سمندر کے کنارے ایک چٹان پر نمودار ہوا۔ اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور کہا یوناف! یوناف! وہ جو تمہارے عین سامنے سیاہ رنگ کی

Uploaded By Muhammad Nadeem

بڑی چٹان ہے ازب اس کے قریب ہی قیام کئے ہوئے ہے۔ اچانک ابیکا خاموش ہو گئی کیونکہ سامنے سیاہ رنگ کی چٹان کے قریب کوہ پیکر ازب نمودار ہوا اور آہستہ آہستہ وہ یوناف کی طرف بڑھا۔ ابیکا نے پھر تیزی سے کہا۔ یوناف! یوناف یہ جو تمہاری طرف بڑھا ہے یہی ساہمی کا قاتل ازب ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ اب یہ تم سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا۔ اور سنو یوناف اگر تم محسوس کرنے لگو کہ ازب تم پر بھاری ہے اور تمہیں مغلوب کر لے گا تو اپنی سری قوتوں کو استعمال کر کے اپنا دفاع کر لینا۔ ابیکا کے اس مشورے کے جواب میں یوناف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ اس طرح سمندر کے کنارے چٹان پر کھڑا ہو کر ازب کے قریب آنے کا انتظار کرنے لگا تھا۔

یوناف کسی ستون کی طرح اس چٹان پر خاموش کھڑا تھا۔ سمندری لہریں شب خون مارنے والے کسی آسیب کی طرح کنارے کی چٹانوں سے ٹکرا کر فنا دیتا اور زندگی موت کا کھیل کھیل رہی تھیں فضاؤں میں فطرت کے تجسس کے اندر ایک موت کے سناٹے اور شب جیسے سکوت رقص کر رہے تھے۔ ازب جب قریب آیا تو یوناف چٹان سے اتر گیا۔ ازب نے قریب آکر غور سے یوناف کی طرف دیکھا اور کہا۔ اے یوناف میرا اندازہ درست نکلا مجھے امید تھی کہ اپنی سری قوتوں کو استعمال کر کے تم ضرور تعاقب میں آؤ گے اور اب اس تعاقب کو میں تیرے پاؤں کی زنجیروں، درد کے رشتوں اور وحشتوں کے گرد باد میں بدل دوں گا۔ اے یوناف! قب احمق تھا جو تم پر قابو نہ پا سکا اور اپنے سامنے تجھے زیر نہ کر سکا میں تو تجھے مار مار کر تیری جسمانی حالت ٹوٹے ہوئے شیشے کی کرچیوں جیسی کر کے رکھ دوں گا۔ یوناف نے پرسکون آواز میں کہا اے عزازیل کے گماشتے! آگے بڑھ کر مجھ پر حملہ آور ہو۔ پھر دیکھ کس طرح میں رقص کرتے شعلوں کی طرح تیرا سامنا کرتا ہوں۔

ازب نے آگے بڑھ کر یوناف کی چھاتی پر ضرب لگائی اور یہ ضرب یوناف کے لیے خلاف توقع کچھ ایسی زوردار اور پر قوت تھی کہ یوناف بل کھاتا ہوا بے بسی کی حالت میں ایک چٹان کے ساتھ جا ٹکرایا تھا لیکن فوراً ہی یوناف سنبھل گیا۔ اور آگے بڑھ کر اس نے ویسی ہی ایک ضرب ازب کی چھاتی پر لگائی پر ازب اپنی جگہ سے ہلا تک نہ تھا۔ وہ اس ضرب کو برداشت کر گیا اور چٹان کی طرح اپنی جگہ پر کھڑا رہا تھا۔ پھر وہ دونوں ایک دوسرے پر ازلی ابدی دشمنوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ کافی دیر تک وہ جم کر ایک دوسرے پر ضربیں لگاتے

رہے اس کے بعد ازب غالب اور یوناف مغلوب ہوتا دکھائی دینے لگا۔ یوناف کی یہ حالت دیکھتے ہوئے ازب نے اپنے حملوں میں اور زیادہ تیزی پیدا کر لی اور یوناف کو مار مار کر اس نے بے سدھ سا کر دیا تھا۔ یوناف نے جب دیکھا کہ وہ کسی طرح ازب پر غالب نہیں رہا تو اپنے آپ کو اس سے بچانے کے لیے وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے وہ غائب ہو گیا تھا۔

ازب سے جان چھڑانے کے بعد یوناف مآرب کے شاہی محل میں اس کمرے میں نمودار ہوا۔ جس میں اس کا قیام تھا۔ اسی لمحہ ابیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور دکھ بھری آواز میں اس نے کہا۔ اے میرے حبیب! یہ ازب تو انتہائی طاقتور اور خوفناک ثابت ہوا۔ میں اس کے خلاف حرکت میں آنے لگی تھی پر تم اپنی سری قوتوں کو استعمال کر کے ادھر آ گئے۔ یوناف نے گہری سوچوں سے نکلتے ہوئے کہا۔ میں خود بھی سری قوتوں کا استعمال نہ چاہتا تھا۔ ورنہ ایسا کر کے میں شروع میں ہی اسے مار بھگاتا۔ میرے رب کو منظور ہوا تو ایک روز میں ضرور اسے اپنے سامنے ذلیل و رسوا کروں گا۔ یوناف کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ محل کے پہریداروں میں سے ایک اندر آیا اور کہا آپ کہاں چلے گئے تھے۔ میں ایک بار پہلے بھی آپ کو بلانے آیا تھا پر آپ کمرے میں نہ تھے بادشاہ نے بیت نسر میں آپ کو بلایا ہے۔ یوناف نے جواب میں کچھ بھی نہ کہا اور خاموشی سے وہ اس پہریدار کے ساتھ ہو لیا تھا۔

اس پہریدار کے ساتھ یوناف یمن کے دیوتا نسر کے معبد بیت نسر میں داخل ہوا۔ اس نے دیکھا۔ اس بیت نسر کے صدر دروازے پر لکڑی سے تراشا ہوا ایک بہت بڑا باز رکھا تھا۔ جو اپنے پر پھڑ پھڑا رہا تھا۔ پہریدار کے ساتھ یوناف ایک ایسے بڑے اور وسیع و عریض کمرے میں داخل ہوا۔ جس کے سامنے نسر دیوتا کا باز کی شکل کا ایک بہت بڑا بت رکھا تھا۔ اور یہ بت ایک بہت بڑی چٹان کو تراش کر بنایا گیا تھا۔ اس بت کے عین سامنے مخالف سمت یمن کا بادشاہ فریقش ایک بلند شہ نشین پر بیٹھا تھا۔ شہ نشین پر اس کے ساتھ اس کے اپنے کچھ عزیز بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اور اس کے شہ نشین کے سامنے لمبی لمبی قطاروں میں ایک طرف بیت نسر کے پجاری اور دوسری طرف فریقش کے اراکین سلطنت بیٹھے ہوئے تھے۔ یوناف کو دیکھتے ہی فریقش نے اپنے پہلو میں خالی نشست کی طرف اشارہ کر کے یوناف کو بیٹھنے کے لیے کہا۔ جب یوناف اس نشست پر بیٹھ گیا تو فریقش نے کہا۔

یوناف! میری افریقہ کی کامیاب مہم کی خوشی میں اس بیت نسر کے اندر رقص و سرور کی ایک محفل کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر تک اسی بیت نسر کی سب سے حسین اور نوخیز پجارن اپنے رقص کا مظاہرہ کرے گی۔ اس رقص کے شروع ہونے تک کیا تم مجھے افریقہ کی کچھ رسومات سے متعلق نہ بتاؤ گے اس سے نہ صرف میرے علم اور میری معلومات میں اضافہ ہو گا۔ بلکہ رقص شروع ہونے تک وقت بھی اچھا گزر جائے گا۔ پھر فریقش نے اچانک اپنی دوسری طرف بیٹھے اپنے بیٹے مندر بن ابرہہ کی طرف اشارہ کر کے کہا اور ہاں یہ بھی تم سے افریقہ کی یہ رسومات سننے پر اصرار کر رہا تھا۔ اس لیے کہ میں نے اس سے وہ ساری رسومات کہہ دی ہیں۔ جو افریقہ میں تم نے مجھ سے کہی تھی۔ یوناف ذرا سا مسکرایا۔ کچھ سوچا۔ پھر اس نے کہا۔ اے بادشاہ افریقہ کے اندر جو خبر مجھے سب سے زیادہ تعجب خیز اور بری لگی وہ یہ تھی کہ وہاں کے قبائل اور

اقوام کے اندر خدا اور دیوتا بننے کی خواہشات اور رسومات بھی پائی جاتی ہیں۔

اے بادشاہ مشرقی افریقہ کی موزمبا نام کی قوم کسی بت کو نہیں پوجتی اور نہ ہی یہ لوگ خدا کو مانتے ہیں۔ اس کے بجائے ان کے ہاں ان کے بادشاہ کی بڑی عزت افزائی اور احترام کیا جاتا ہے اور اسے دیوتا اور خدا تصور کیا جاتا ہے ان لوگوں کا خیال ہے کہ ان کے بادشاہ کا دنیا میں کوئی ہمسر نہیں اور خود بادشاہ اپنے متعلق کہتا ہے کہ وہی رب الارض ہے۔ اور جب کبھی اس بادشاہ کی مرضی کے خلاف بارش یا گرمی ہوتی ہے تو وہ آسمان کو اس کی سرکشی کی سزا دینے کے لیے اس کی طرف تیر چلاتا ہے۔

وسطی افریقہ ماگنڈا قوم جھیل تانسزا کے کنارے ایک دیوتا پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان میں یقین ہے کہ بعض وقت یہ دیوتا جب کسی مرد یا عورت کے جسم میں حلول کر جاتا ہے تو وہ مرد اور عورت دیوتائی اور خدائی صفات کی حامل ہو جاتی ہے۔ مشرقی افریقہ کی ماشونا قوم کے اندر انسان کو خدا

ل افریقہ کے علاوہ دنیا کے دیگر ممالک میں بھی اکثر مواقع پر انسان کا خدا کا روپ دھارا۔ کلاسیکی عہد میں صقلیہ کے فلسفی امپیڈوکلیز کے ۴۴۴ قبل مسیح کے لگ بھگ خدائی کا دعویٰ کیا۔ قدیم مصر میں اناجس کے ایک شخص نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ برما میں باذون ساچین نام کا ایک عجیب خونی بادشاہ تھا۔ جس کے چہرے سے اس کے مزاج کی درندگی کا پتہ چلتا تھا۔ اس نے مہاتما بدھ کے قوانین کے منسوخ ہونے اور اپنے دیوتا ہونے کا اعلان کیا۔ قدیم سیام کے لوگ اپنے بادشاہ کی دیوتا جیسی تعظیم کیا کرتے تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ بادشاہ کے چہرے پر نگاہ ڈالے۔ اور جب بادشاہ کی سواری نکلا کرتی تھی تو لوگ اس کے آگے سر بسجود ہو جایا کرتے تھے۔

ہندوستان نے جس قدر خدا پیدا کئے۔ ایسا مشکل ہی سے کسی خطہ زمین میں ہوا ہو۔ اسی ملک میں برہمن سے لیکر گھوسی تک سماج کا کوئی بھی طبقہ ایسا نہیں جس میں خدائی کا دعویٰ نہ کیا گیا ہو جنوبی ہند میں کوہستان نیل گری کے ٹوڈا نامی۔ گڈریوں سے لے کر راجاؤں تک خدائی کے دعویدار ہوتے ہندوؤں کی کتاب مانو شاستر کہتی ہے کہ راجہ بالک بھی ہو تو اس کو خیال سے حقیر نہیں جاننا چاہیے کہ محض ایک فانی ہستی ہے۔ اس لیے کہ وہ انسان کے روپ میں ایک دیوتا ہوتا ہے۔ بنارس کے ہندو سبکرانند نے دیوتا ہونے کا دعویٰ کیا۔ مرہٹوں کا یقین ہے ہر نسل ان کے گیتی دیوتا کی صورت میں کوئی نہ کوئی انسان نمودار ہوتا ہے۔ عیسائیت میں بھی خدا

گزشتہ صفحہ آئندہ

تسلیم کرنے کی ایک عجیب رسم ہے یہ لوگ کسی شخص کو خود ہی اپنا دیوتا بنا لیتے ہیں۔ اور جب وہ ایسا کر چکتے ہیں۔ تو ہر کوئی یہ خیال کرتا ہے اس شخص میں خدائی صفات آگئی ہیں۔ لہٰذا ہر کوئی اس سے ڈرتا اور خوف کھاتا ہے ـــــــــــ یوناف کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ کئی حسین بچاریں اس وسیع کمرے میں داخل ہوئیں اور ان کے آتے ہی رقص و سرود کی محفل شروع ہو گئی تھی۔

کافی دیر تک دھنک رنگوں کی یہ محفل جاری رہی۔ اور جب ختم ہوئی تو فریقش نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے یوناف سے کہا۔ افریقہ کی دیگر رسومات میں پھر کبھی تم سے سنونگا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔ یوناف بھی اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔ جب کہ دوسرے لوگ بھی اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو جا رہے تھے۔

بدھمت کے ماننے والے تاتاریوں کا عقیدہ تھا۔ کہ خدا کی روح کسی انسان دیوتا سے

ہونے کے خوب دعوے ہوتے دوسری صدی عیسوی میں ایک شخص مٹنس فریجیائی نے دعویٰ کیا کہ وہ تثلیث مجسم ہے یعنی اس کے جسم میں خدا حضرت عیسیٰ اور روح القدس متحدہ طور پر متشکل ہوئے ہیں۔ اٹھارویں صدی عیسوی میں ہسپانیہ کے ایک باشندے ایلی باندیس نے اعلان کیا کہ حضرت عیسیٰ خداؤں میں خدا ہیں

تیرھویں صدی عیسوی میں عیسائیوں میں قلندروں کا ایک فرقہ پیدا ہوا جو "اخوان باطنی آزادی" کہلاتا تھا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ طویل اور مسلسل مراقبے سے کسی بھی شخص کو وصال ایسی ہو سکتا ہے اور اس طرح اس کی ذات اس ہستی سے ہمکنار ہو سکتی ہے جو تمام اشیاء کا سرچشمہ اور مبداء وجود ہے اور یہ کہ جو خدا کے مقام ارفع تک پہنچ جائے اور اس کے جوہر لطیف میں جذب ہو جائے وہ ہر اعتبار سے عیسیٰؑ کی طرح خدا کا جزو اور بیٹا بن جاتا ہے۔

۱۸۳۰ء میں امریکہ کے ایک شخص نے کنٹکی کی سرحد پر دعویٰ کیا کہ وہ خدا کا بیٹا اور انسانوں کا نجات دھندہ ہے۔ بنیادی طور پر یہ شخص ایک بہروپیا تھا اور اس بات ـــــــــــ اور گناہگاروں کو اپنے بھولے ہوئے فرض کا احساس دلانے آیا ہے۔ اس نے کہا کہ لوگوں نے اگر ایک مدت تک اپنی اصلاح نہ کی تو وہ صرف ایک اشارہ کرے گا اور ان کا تختہ الٹ جائیگا۔ آخر ایک جرمن نے کہ ہم انگریزی نہیں جانتے ہلٰذا تم جرمنی میں بھی اپنی تبلیغ کرو۔ اس نے کہا میں جرمن نہیں جانتا پر اس جرمن نے کہا تب تو خدا نہیں پاگل ہے

نکل کر دوسرے انسان کے قالب میں بھی چلی جاتی ہے۔ ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ بدھ کی سینکڑوں جیتی جاگی صورتیں ہیں جو مہالاماؤں کی حیثیت سے بڑے بڑے مندروں میں پیشوائی کے فرائض انجام دے رہی ہیں۔ جب کوئی مہالاما مر جاتا ہے تو اس کے چیلوں کو اس کی موت کا قطعی کوئی غم نہیں ہوتا کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ لاما کسی بچے کی صورت میں پھر جنم لے گا۔ انہیں اصل فکر یہ رہتی ہے کہ وہ کس مقام پر پیدا ہو گا۔

جنوبی امریکہ کی قدیم سلطنت پیرو کا شہنشاہ اور اس کے خاندان کا ہر فرد سورج کا بیٹا مانا جاتا تھا اور انہیں انکار کے نام سے پکارا جاتا تھا اور دیوتاؤں کی طرح ان کا ادب و لحاظ کیا جاتا تھا۔ بابل کے بادشاہ سارگن اول سے لے کر جو تین ہزار قبل مسیح گزرا تھا جیتے جی خدائی کا دعویٰ کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی پرستش کے لیے مندر تعمیر کرا رکھے تھے۔ وہ مختلف عبادت گاہوں میں اپنے مجسمے رکھوا کر لوگوں کو حکم دیتے تھے کہ وہ ان پر بھینٹ چڑھائیں۔ سال کا آٹھواں مہینہ خاص طور پر ان بادشاہ کی عبادت کے لیے وقت تھا۔ اور ہر چاند کی پہلی اور پندرھویں تاریخ کو انہیں قربانیاں دی جاتی تھیں۔

قدیم دور میں بحرہ خضر کے کنارے پارتھیوں کی حکومت تھی یہ لوگ سیتھین نسل سے تھے۔ اس قوم کے بادشاہ اپنے آپ کو برادران مہر و ماہ کہلواتے تھے۔ اور دیوتاؤں کی طرح ان کی پرستش کی جاتی تھی۔ قدیم شاہان مصر کو ان کی زندگی میں ہی دیوتا بنا لیا جاتا تھا۔ انہیں قربانیاں دی جاتی تھیں۔ اور خاص مندروں میں خاص پروہت ان کی پوجا پاٹ کی رسم ادا کیا کرتے تھے۔

میکسیکو اور جنوبی امریکہ میں قدیم دور میں موسیکا یا موزکا نام کی ایک قوم تھی ان کے دارالحکومت بوگوٹا اور ٹنجا تھے۔ ان لوگوں میں مشہور تھا کہ ان کے حکمران طویل ریاضت کے سبب ایک تقدس ہو جاتا ہے جس کے سبب سے آب و باراں ان کا حکم مانتے ہیں اور جب یہ بادشاہ تخت نشین ہوا کرتے تھے تو یہ اپنی تخت نشینی پر آفتاب کو روشن رکھتے۔ بادلوں سے مینہ برسانے اور زمین سے وافر فصل حاصل کرنے کا حلف اٹھایا کرتے تھے۔ میکسیکو کے آخری بادشاہ دو منتزما کی ایک دیوتا کی طرح پرستش کی جاتی تھی۔

جنوبی فرانس کا ایک فرقہ جو بارھویں اور تیرھویں صدی عیسوی میں گزرا اور جس کا نام ال بی جنسیس۔ اس نے پاپائے روم انوسینٹ سوم اور درباریوں کی اخلاقی خرابیوں کے خلاف احتجاج کیا پاپائے روم نے ان پر مانویت پھیلانے کا الزام لگایا۔ چودھویں صدی عیسوی میں

احتساب کی ایک مذہبی عدالت نے جنوبی فرانس میں تولوز کے مقام پر اس فرقے کے عقائد کی تحقیقات کی اور اس فرقے کو مرتد قرار دیکر اس کا استیصال کر دیا گیا تھا۔ اس فرقے کے ارکان ایک دوسرے کی پرستش کیا کرتے تھے۔

یونان ۳۰۷ قبل مسیح ڈیمیٹرس نام کا ایک بادشاہ تھا۔ اہل یونان نے اسے اور اس کے باپ انٹی گونس کو خدائی اعزازات بخشے تھے۔ یہ دونوں خداوندان نجات دہندہ کے نام سے یاد کئے جاتے تھے۔ ان کے لیے قربان گاہیں نصب کی گئیں اور ایک پجاری ان کی پوجا پاٹ پر مقرر کیا گیا اور ایتھنز شہر کے لوگ ان دونوں کے لیے بھجن گاتے رقص کرتے تیز پھولوں کے ہار، بخورات اور شراب لیے ہوئے شہر کے گلی کوچوں میں گھوم کر ان کی تعریف کیا کرتے تھے۔

اسرائیلیوں کی ابتری اور انتشار کی باتیں جب ان کی ہمسایہ قوم کو پہنچیں تو وہ بڑے خوش ہوئے اور انہوں نے اپنے بادشاہ کہ جس کا نام ناحس تھا اسے ترغیب دی کہ بنی اسرائیل پر حملہ کر کے فوائد حاصل کرنے کا یہ بہترین موقع ہے۔ کیونکہ اسرائیلی اپنے انتشار کے باعث مقابلہ نہ کر سکیں گے اور عمونی ان کی سرزمینوں کے اندر دور تک گھس کر لوٹ مار کرنے کے لیے آزاد ہوں گے عمونیوں کا بادشاہ ناحس اس کے لیے تیار ہو گیا۔ کیونکہ اسے ابھی تک یہ خبر نہ ملی تھی کہ اسرائیل نے ساؤل کو اپنا بادشاہ بنا لیا ہے۔ تاہم ساؤل بھی ابھی تک برائے نام بادشاہ ہی تھا۔ اس لیے کہ اس نے ابھی تک بنی اسرائیل کا کوئی لشکر ترتیب نہ دیا تھا جس کی مدد سے وہ بیرونی حملہ آوروں کی روک تھام کر سکے بہر حال عمونیوں کا بادشاہ ناحس اپنے جرار لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوا اور اسرائیلیوں کے سرحدی شہر بیس اور اس کے گرد و نواح کی ان گنت بستیوں کا اس نے گھیراؤ کر لیا تھا۔ ناحس اور اس کے لشکریوں کا ارادہ تھا کہ وہ اسرائیل کے اس سرحدی شہر اور اس کے اطراف کی بستیوں کو لوٹ لیں گے۔

لیکن ابھی تک ان لوگوں نے اپنے اس ارادے کو عملی جامہ نہ پہنایا تھا کہ بیس شہر کے کچھ سرکردہ لوگ عمونیوں کے بادشاہ ناحس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس سے التجا کی کہ بنی اسرائیل کا قتل عام کر کے ان کی لوٹ گھسوٹ نہ کی جائے۔ اور اس کے صلے میں ہم ہمیشہ تیری خدمت کرتے رہیں گے۔ ناحس نے جب دیکھا کہ بنی اسرائیل ذلت کے ساتھ اس کے سامنے جھکنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ تو اس نے کہا۔ میں ایک شرط پر یہ معاہدہ کرنے کے لیے تیار ہوں اور شرط یہ ہے کہ ان علاقوں کے سارے اسرائیلیوں کی داہنی آنکھ نکال دی جائے گی۔ تاکہ عمونیوں کی طرف سے بنی اسرائیل

کے لیے یہ ذلت کا نشان ٹھہرے۔" ناحس کے اس جواب پر بیس کے بزرگوں نے ناحس سے استدعا کی کہ وہ انہیں سات دن کی مہلت دے۔ اور ان سات دنوں میں بھی اگر اسرائیل میں سے ہم کوئی حمایتی حاصل کر کے تیرا مقابلہ کرنے میں ناکام رہے۔ تو پھر ہم لوگ اپنے آپ کو تیرے حوالے کر دیں گے اور تو اس موقع پر جو چاہے ہمارے ساتھ سلوک کرے۔

عمونیوں کے بادشاہ ناحس نے اسرائیلیوں کی اس پیشکش کو قبول کر لیا پس بیس شہر کے سرکردہ لوگوں نے ایک وفد اپنے بادشاہ ساؤل کی طرف روانہ کیا اور اس وفد کے ارکان نے اس وقت ساؤل کے سامنے رو رو کر عمونیوں کے بادشاہ کے خلاف فریاد کی جس وقت ساؤل کھیتوں کی طرف سے لوٹ رہا تھا تب ساؤل جوش میں آیا اس کا غصہ اور غضب بھڑکا اس نے دو بیلوں کو ذبح کرایا اور اس کی چھوٹی چھوٹی بوٹیاں کر کے مختلف قاصدوں کے ہاتھ وہ بوٹیاں اس نے بنی اسرائیل کے مختلف قبائل کی طرف روانہ کیں اور ساتھ میں یہ کہلا بھی بھیجا کہ جو کوئی بھی عمونیوں کے خلاف اس وقت ساؤل کا ساتھ دینے کو اٹھ کھڑا نہ ہو تو اس کے بیلوں کو کاٹ کر ایسی ہی بوٹیوں میں تبدیل کر دیا جائیگا۔ پس اس دھمکی اور تنبیہ کا بنی اسرائیل پر خاطر خواہ اثر ہوا۔ اور ساؤل کے لشکر میں جمع ہونے کے لیے وہ مسلح ہو کر جوق در جوق اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوتے اور چھ دن گزرنے تک ساؤل کے پاس تین لاکھ سے زیادہ کا لشکر جمع ہو گیا تھا۔

جب ایسا ہو چکا تو ساؤل نے ان قاصدوں کو بلایا جو بیس شہر سے عمونیوں کے خلاف شکایت لے کر آئے تھے اور جنہیں ساؤل نے اپنے پاس روک لیا تھا۔ جب بیس شہر کے یہ قاصد ساؤل کے سامنے آتے تو ساؤل نے انہیں مخاطب کر کے کہا تم لوگ ابھی اسی وقت بیس شہر کی طرف روانہ ہو جاؤ اور جس بنی اسرائیل کے ناحس اور اس کے لشکریوں سے نجات پا جاؤ گے ساؤل کا یہ پیغام لے کر وہ قاصد برق رفتاری سے اپنے شہر بیس کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

بیس پہنچ کر جب ان قاصدوں نے ساؤل کا پیغام سنایا تو لوگ بڑے خوش ہوئے۔ اور پھر شہر کے سرکردہ لوگ عمونیوں کے بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے اور اس سے کہا ہم لوگ کل تمہارے پاس نکل آئیں گے اور اس کے بعد تم جو چاہے ہمارے ساتھ سلوک کرو۔ ان کے اس جواب پر ناحس خوش ہوا اس لیے کہ اگلے روز لوٹ مار کرنے کا موقع مل جانا تھا۔

اس دوران ساؤل نے اپنے پاس جمع ہونے والے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور رات کے پچھلے پہر اس نے عمونیوں کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ اس نے عمونیوں کا خوب قتل عام کیا اور

جو اس جنگ سے بچ رہے وہ اپنی جانیں بچا کر اپنے علاقوں کی طرف بھاگ گئے۔ اور یوں عمونیوں کے مقابلے میں ساؤل کو شاندار کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ یہ خبر جب اللہ کے نبی سموئیل کو پہنچی۔ تو انہوں نے ساؤل اور بنی اسرائیل کے لوگوں کو پیغام بھجوایا کہ وہ جلجال شہر میں جمع ہوں۔ ساتھ ہی سموئیل خود بھی جلجال کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ وہاں انہوں نے ایک بہت بڑے مجمع کے سامنے خداوند کے حکم کے مطابق ساؤل کو بادشاہ بنائے جانے کا باقاعدہ اعلان کیا وہاں خداوند کے حضور سلامتی کے ذبیحے کئے گئے اور اسرائیل کے سب لوگوں نے خوشیاں منائیں۔ ان سب کاموں سے فارغ ہونے کے بعد سموئیل اٹھے اور ایک بلند جگہ کھڑے ہو کر انہوں نے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے فرمایا۔

اے بنی اسرائیل! دیکھو! جو کچھ تم نے کہا۔ وہ میں نے کیا۔ اور اب تمہارے لیے ایک بادشاہ بھی مقرر کر دیا گیا ہے۔ اب یہ بادشاہ ہی تمہارے آگے آگے رہے گا اور تمہاری راہنمائی کیا کرے گا دیکھو میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں۔ اور کسی وقت بھی کوچ کر سکتا ہوں۔ اور وہ میرے بیٹے! تمہارے ساتھ ہیں اور وہ تمہارے ساتھ رہ کر بنی اسرائیل کی خدمت کریں گے۔

میں اپنے بچپن سے لے کر آج تک تم لوگوں کے اندر رہا ہوں یہ تم سب لوگ میرے اور اپنے رب کو گواہ بنا کر بتاؤ کہ کیا آج تک میں نے تم لوگوں میں سے کسی کا حق مارا! کسی پر ظلم کیا! کسی نے ناجائز طور پر کچھ حاصل کیا۔ اگر میں نے ایسا کیا ہے اور کسی کا حق مارا ہے تو بتاؤ۔ میں اسے اس کا حق واپس کر دوں گا اور یہ بھی گواہی دو کہ کیا میں اپنے خداوند کے احکامات تم تک پہنچا دیئے“۔

جب بنی اسرائیل کچھ نہ بولے اور خاموش رہے تب سموئیل نے پھر انہیں مخاطب کر کے کہا۔ اے بنی اسرائیل اگر ایسا ہے تو گواہ رہنا کہ میری طرف تمہارا کچھ نہ نکلا۔ اور اے بنی اسرائیل سنو جب بنی اسرائیل مصر میں اذیت کا شکار تھے تو خداوند نے موسیٰ و ہارونؑ کو بھیجا۔ جنہوں نے بنی اسرائیل کو مصر سے نکال اور یہاں اس سرزمین میں لا بسایا۔

پر اس کے بعد تم نے اپنے خداوند کو فراموش کر دیا اس کی ذات اس کی صفات اس کے حقوق و اختیارات میں بددیانتی کی۔ وحدانیت کو ترک

کر کے تم لوگ شرک میں مبتلا ہوتے اور دیوتا بعل اور دیوی عشتارات کی تم لوگوں نے پرستش شروع کر دی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمسایہ اقوام میں سے فلستیوں موآبیوں، اور عمونیوں کے ہاتھوں تم لوگوں کو ذلت آمیز شکستیں ہوئیں۔ جن کی بنا پر تم لوگوں نے بتوں کی پرستش سے توبہ کر کے اپنے رب سے مدد مانگی۔ اور وہ رب ایسا مہربان اور معاف کر دینے والا ہے کہ اس نے یربعل، بران اور افتاح جیسے کے ذریعے تمہاری مدد کی اور ہمسایہ اقوام میں تمہاری عزت کو بحال کیا۔ اور اب ناحس کے ہاتھوں تمہیں ساؤل کے ذریعے سے نجات دی۔

اے بنی اسرائیل! اس سے قبل خداوند خود تمہارا بادشاہ تھا۔ اب تمہاری درخواست کے مطابق ساؤل کو تمہارا بادشاہ مقرر کر دیا گیا ہے۔ اگر تم لوگوں نے خداوند کے احکامات کا اتباع کیا تو تمہاری بہتری ہے اور اگر تم لوگوں نے نافرمانی کی تو خداوند کا عذاب تمہارے خلاف رہے گا پس تم خداوند ہی کی عبادت کرنا اور خداوند کے علاوہ عبادت کے لیے ہر شے باطل ہے تم ایسا کرو گے تو فلاح پا جاؤ گے۔ اور اگر تم لوگوں نے پھر پہلے کی طرح بے راہ روی اختیار کی تو تم اور تمہارا بادشاہ دونوں نابود کر دیئے جائیں گے۔

بنی اسرائیل سے اس طرح خطاب کرنے کے بعد سموئیل رامہ شہر کی طرف چلے گئے جب کہ ساؤل ایک بادشاہ کی حیثیت سے بنی اسرائیل پر حکومت کرنے لگا تھا۔ رامہ شہر کے مقام کے دوران سموئیلؑ پر خداوند کی طرف سے وحی اور اس وحی میں سموئیل کو حکم دیا گیا کہ وہ بیت لحم کی طرف جائیں اور وہاں کے ایک شخص یسی میں ملیں اور اسے خداوند کے لیے مسح کریں کیونکہ وہی نوجوان سموئیل کے بعد اللہ کا پیغمبر اور ساؤل کے بعد بنی اسرائیل کا بادشاہ ہو گا۔ اور وحی کے ذریعے خداوند نے سموئیل کو اس نوجوان کی کچھ نشانیاں بھی بتا دی تھیں پس اپنے رب کے حکم کے مطابق سموئیل رامہ سے بیت لحم کی طرف روانہ ہوئے اور خداوند کے حضور قربانی کے لیے اپنے ساتھ ایک بچھیا بھی لیتے گئے تھے۔

بیت لحم پہنچ کر سموئیل نے سی کے ہاں قیام کیا۔ بچھیا کی قربانی کی اور اس قربانی میں بیت لحم کے اس یسی کو بھی شامل کیا گیا تھا۔ جب قربانی ہو چکی تو سموئیل نے یسی کو مخاطب کر کے کہا۔

دیکھ یسی! میں اپنے خداوند کے حکم سے اس طرف آیا ہوں اور تیرے پاس آنے کا مقصد یہ ہے کہ میں تیرے بیٹوں میں سے ایک کو مسح کروں اور تیرا یہی بیٹا جسے مسح کیا جائے گا آنے والے دور میں اللہ کا پیغمبر اور بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوگا۔ لہٰذا تو اپنے بیٹوں کو باری باری میرے سامنے لا تاکہ میں انہیں دیکھوں اور یہ فیصلہ کروں کہ ان میں سے کون ہے جس کی نشانیاں مجھے دکھائی گئی ہیں اور جسے مسح کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہی نبی اور بادشاہ ہوگا۔ یسی، سموئیل کی اس گفتگو پر بے حد خوش ہوا اور زور زور سے پکارنے لگا۔

الیاب! الیاب! بھاگ کر آؤ تم کہاں۔ جلدی کرو میرے بیٹے۔ ادھر میرے پاس آبیٹے

یسی کی اس پکار پر ایک جوان سموئیل اور یسی کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس نوجوان کی طرف اشارہ کر کے یسی نے کہا۔ اے آقا یہ میرا بیٹا الیاب ہے۔ سموئیل نے اس جوان کو واپس جانے کا اشارہ کیا جب وہ وہاں سے چلا گیا۔ تب سموئیل نے یسی کو مخاطب کر کے کہا۔ تو اپنے اس بیٹے کے چہرے اور اس کے قد کی بلندی کو نہ دیکھ۔ یہ خداوند کے ہاں وہ پسندیدہ نہیں جس کی تلاش کے لیے میں تمہاری طرف آیا ہوں۔ اس لیے کہ خداوند بڑا عالی، مہربان اور دلوں کے اندر چھپے ہوئے بھید بھی جاننے والا ہے۔ انسان کو ظاہری شکل و صورت ہی کو دیکھ کر متاثر ہوتا ہے۔ پر خداوند کا فیصلہ بندوں جیسا نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ باطن اور دل کی طرف دیکھتا ہے۔ لہٰذا یہ وہ نہیں جس کی مجھے تلاش ہے سو تو اب اپنے کسی اور بیٹے کو یہاں میرے سامنے بلا۔ یسی کا پھر زور سے چلایا۔

ابیداب! تم کہاں ہو بیٹے! یہاں میرے پاس آؤ۔ تھوڑی ہی دیر بعد مکان کے اندرونی حصے سے نکل کر ایک جوان سموئیل اور یسی کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ یسی پھر بولا اور کہا۔ اے آقا۔ میرا بیٹا ابیداب ہے سموئیل نے اسے بھی واپس بھیج دیا اور سموئیل سے کہا مجھے کی بھی تلاش نہیں ہے۔ اور نہ ہی خداوند نے اسے چنا ہے لہٰذا تم کسی اور کو بلا۔ اس بار یسی نے اپنے بیٹے سمہ کو بلایا۔ پر سموئیل نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا۔ خداوند نے اسے بھی نہیں چنا۔ اس طرح یسی نے باری باری اپنے سات بیٹوں کو وہاں بلایا اور سموئیل نے ساتوں کو یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ ان میں سے کوئی نہیں چنا گیا۔ پھر جب یسی اپنی جگہ پر خاموش اور اداس سا بیٹھا رہ گیا تب سموئیل نے اسے مخاطب کر کے پوچھا۔ اے یسی! کیا تیرے سب بیٹے یہی ہیں پر دل مانتا نہیں کہ ایسا ہو اس لیے کہ خداوند کا وعدہ تو پورا ہو کر رہتا ہے۔

سموئیل نے اس استفسار پر بوڑھا یسی چونک سا پڑا۔ اس کے چہرے پر جو اداسیاں اور افسردگیاں پھیلی تھیں وہ بھی جاتی رہی تھیں۔ پھر اس کے چہرے پر عجیب طرح کی رونق اور چمک نمودار ہوئی اور کہا۔ اے آقا! میرا ایک اور بیٹا بھی ہے وہ سب سے چھوٹا ہے اور وہ اپنی بھیڑ بکریاں چراتا ہے اور اس کا نام داؤد ہے اور یہ بیٹا مجھے بڑا عزیز اور پیارا ہے۔ سموئیل نے جھٹ کہا پھر تو اپنے اس بیٹے کو بلا۔ میرا خیال ہے یہ تمہارا بیٹا داؤد ہی ہے۔ جو خداوند کا پیغمبر اور بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوگا۔ سموئیل کی گفتگو سن کر یسی خوش ہوا فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کر اس نے اپنے بیٹوں میں سے ایک کو روانہ کیا کہ وہ جا کر ریوڑ کی نگہبانی کرے اور اپنے چھوٹے بھائی داؤد کو گھر بھیجے۔ بس یسی کا وہ بیٹا اپنے بھائی داؤد کو بلانے نکل گیا تھا۔

سموئیل اور یسی اسی طرح بیٹھے تھے کہ ان کے سامنے ایک ایسا نوجوان آیا جو انتہائی خوبصورت اور حسین تھا۔ اس کا رنگ سرخ قد بستہ آنکھیں نیلگوں۔ جسم پہ بال کم اور چہرے اور بشرے سے طہارت قلب اور نفاست طبع جھلکتی تھی۔ یسی نے اس نوجوان کی طرف اشارہ کر کے اور سموئیل کو مخاطب کر کے کہا۔ اے آقا یہ میرا چھوٹا بیٹا داؤد ہے سموئیل نے یسی کو اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس لیے کہ وہ ابھی تک داؤد کو دیکھنے میں مصروف تھے۔ پھر سموئیل نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ اے یسی! تیرے بیٹوں میں سے یہی تیرا بیٹا داؤد ہی ہے جسے خداوند نے چنا تب سموئیل نے تیل لیا اور داؤد کو انہوں نے اس کے باپ اور بھائیوں کی موجودگی میں مسح کیا۔ اس کے بعد سموئیل وہاں سے اٹھ کر اپنے شہر رامہ کی طرف چلے گئے تھے۔

اس دوران ایسا ہوا کہ بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کو کوئی بیماری اور روگ لگ گیا اور وہ ہمہ وقت ایک تکلیف اور روگ میں رہنے لگا۔ اس نے بڑا علاج کرایا پر کوئی افاقہ اس میں نہ ہوا ساؤل چونکہ ہر وقت پریشان ملول اور فکر مند رہنے لگا تھا۔ للہٰذا اس کے خدام بھی اپنے آقا کی اس پریشانی میں برابر کے شریک ہو گئے اور وہ بڑی تگ و دو کے ساتھ ارض فلسطین میں پھیل کر کسی ایسے معالج و طبیب کو تلاش کرنے لگے جو ساؤل کو اس بیماری اور روگ سے نجات دے سکے۔ ایک روز ساؤل پریشان و مغموم سا بیٹھا تھا کہ اس کا ایک خادم اس کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔

اے آقا اس نے آپ کی اس بیماری اور روگ کا علاج تلاش کر لیا ہے مجھے امید ہے کہ یہ کامیاب رہے گا اور اس کے ذریعے سے آپ کو نجات مل سکے گی۔ اس پر ساؤل نے بے دلی کی سی حالت میں اس خادم کو مخاطب کر کے کہا۔ میرا مرض ایک روحانی مرض ہے۔ اس کا علاج کسی طبیب کے پاس نہیں۔ اور اب تو مجھے یہ بھی لگنے لگا ہے کہ میرا مرض اب دائمی ہی ہو کر رہ جائے گا۔ خادم پر خوشگوار لہجے میں بولا۔ میں نے کسی نئے طبیب کو تلاش نہیں کیا بلکہ میں نے آپ کے لیے ایک روحانی علاج ہی ڈھونڈھ نکالا ہے ساؤل کی آنکھوں میں اس انکشاف پر چمک پیدا ہوئی اور چونک کر اس نے پوچھا۔ تو نے میرے لیے کہاں اور کیسا روحانی علاج تلاش کیا ہے۔

وہ خادم پھر کہہ رہا تھا۔ اے مالک! بیت لحم کے کوہستانی سلسلے میں ایک چرواہے کو میں نے بربط بجاتے اور ایک عجیب سا کلام پڑھتے اور گاتے سنا ہے اس کے بربط میں ستاروں کا طلسم، سوچوں کی لہر اور درخشاں کرنوں کے معصوم رنگ ہیں۔ اس کی آواز میں تابکاری شعاعوں کی تاثیر ہے جیسے وقت کی کوکھ سے اچانک وجدان کے طیور، سلوک کے رویے، شعر کی بریں اور قلب کی تیرگی کو نگل جانے والی روشنی نکل کھڑی ہو۔ آہ جو کلام اس کی آواز میں میں نے سنا۔

اس کلام میں ایک پیغمبرانہ متانت تھی جیسے وہ کلام اسرار ہستی کا عرفان، روحوں کی توانائی! قلب و نظر کی معلمی عطا کر کے ذرہ خاک کو خورشید بنا کر رگوں میں بجلیاں اور دل میں تڑپ پیدا کرنے لگا ہو۔ آہ اس نور بھرے کلام میں ایسا تاثر تھا جیسے شریانوں کی آخری موجد ہو پر بھی سلگتا سکوت و سکون طاری ہونے لگا ہو وہ خادم جب خاموش ہوا تو ساؤل نے بے چین ہو کر پوچھا۔

تو نے کم از کم اس سے یہ تو جانا ہوتا کہ وہ کون ہے۔ کہاں رہتا ہے۔ اس کا نام کیا ہے۔ اور کس خاندان سے اس کا تعلق ہے۔ خادم پھر بولا اور کہا۔ میں اس سے متعلق پوری تفصیل لے کر آیا ہوں وہ ایک گڈریا ہے جو کوہستانی سلسلے میں اپنا ریوڑ چراتا ہے۔ اس کا نام داؤد اور اس کے باپ کا نام یسی ہے اور وہ بیت لحم کا رہنے والا ہے۔ اس سے ملنے کے علاوہ میں وہاں دوسرے چرواہوں سے بھی ملا ہوں۔ اور اس سے متعلق میں پوری تفصیل حاصل کر کے آیا ہوں۔ اور اس کا خاندانی حسب و نسب بھی جان کر آیا ہوں۔ اس پر ساؤل نے بے چین سی آواز میں کہا۔ اچھا۔ اس سے متعلق مجھے تفصیل سے بتاؤ۔ اس خادم نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری۔ اپنا گلا صاف کیا پھر وہ داؤد کے حسب و نسب سے متعلق بتاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اے بادشاہ بیت لحم کا رہنے والا ایک شخص تھا جس کا نام الیملک تھا۔ اس کی بیوی کا نام نعومی تھا اور ان کے دو بیٹے جن کے نام محلون اور کلیون تھے۔ اپنے مالی حالات سے مجبور ہو کر یہ چاروں افراد بیت لحم سے موآبیوں کی سرزمین میں رہنے لگے۔ اور گزر بسر کرنے لگے۔ یہاں الیملک کی موت ہو گئی اور اسی سرزمین میں اسے دفن کر دیا گیا۔ اور اس کی بیوی نعومی نے اپنے دونوں بیٹوں کی شادی موآبی قوم ہی کی لڑکیوں سے کر دیں۔ اور دیکھ بادشاہ ایسا ہوا کہ اس عورت کے دونوں بیٹے بھی شومئی قسمت سے مر گئے۔ اور موآب کی سرزمین میں اپنے شوہر اور بیٹوں کی موت کے بعد نعومی نام کی وہ عورت اپنے دونوں بیٹوں کی بیویوں کے ساتھ اکیلی رہ گئی تھی۔ اور اس کے بیٹوں کی بیویوں کے نام عرفہ اور روت تھے۔ اس دوران نعومی نے سنا کہ بیت لحم کے حالات اب درست ہو گئے ہیں۔ للہٰذا اس نے موآب سے بیت لحم کی طرف جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اور جب کوچ کرنے کے لیے وہ اپنی تیاری مکمل کر چکی۔ تب اس نے اپنی بہوؤں کو مخاطب کر کے کہا۔

اے میری بیٹیو! تم دونوں دیکھتی ہو کہ میں واپس بیت لحم جانے کا عزم کر چکی ہوں اور چونکہ میرے دونوں بیٹے مر چکے ہیں سو تم دونوں اپنے اپنے میکے چلی جاؤ اور وہاں جا کر

دوسری شادی کرلو اور اپنے شوہروں کے ساتھ خوشحال در پرسکون زندگی بسر کرو۔ اور اگر میرے اور بھی بیٹے ہوتے تو میں تم دونوں کو ضرور ان سے بیاہ کر اپنے ساتھ رکھتی کہ تم دونوں نے میرے ساتھ عمدہ سلوک اور قابل رشک برتاؤ کیا ہے اور تم دیکھتی ہو کہ میرے ساتھ میرا کوئی کمانے والا نہیں۔ سو میں تم دونوں کی خوراک کا کہاں سے بندوبست کروں گی۔ اور تم دونوں یہ بھی دیکھتی ہو کہ میرے ساتھ کوئی میرے گھرانے کا مرد بھی نہیں۔ جو تم دونوں کی دیکھ بھال اور حفاظت کا کام کر سکے۔ سو میں تم دونوں سے کہتی ہوں کہ اپنے اپنے میکے چلی جاؤ اور اپنی پسند کے مطابق زندگی بسر کرو۔ نعومی کی اس گفتگو پر اس کی دونوں بہوئیں اس سے لپٹ لپٹ کر رونے لگیں۔ پھر عرفہ نام کی بہو تو اپنے میکے چلی گئی پر روت اس سے لپٹ کر برابر روتی رہی۔ آخر نعومی نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

روت اے روت! میری بیٹی! دیکھ تیری جیٹھانی تو اپنے میکے چلی گئی۔ سو تو بھی جا میرے ساتھ رہ کر تجھے کیا ملے گا۔ اس پر روت نے اپنے آپ کو سنبھالا اور کہا اے میری ماں تو میری منت نہ کر اور نہ مجھے اس امر پر آمادہ کر کہ میں تمہیں چھوڑ اور اپنے میکے چلی جاؤں۔ تو مجھے بیاہ کر لائی تھی سو اب جب کہ تیرا شوہر تیرے بیٹے مارے گئے ہیں تو میں کیونکر تمہیں چھوڑ دوں۔ میں لوٹ کر نہ جاؤں گی۔ جہاں تو جائے گی وہیں میں بھی جاؤں گی اور جہاں تو رہے گی میں بھی وہیں رہوں گی۔ تو میری ماں ہے میں تجھے کیوں چھوڑ کر چلی جاؤں۔ دیکھ تیرا میرا رازق اور محافظ خدا ہے۔ اسی نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ وہی اس قابل ہے کہ اس کی بندگی و عبادت کی جائے پس وہی ہمارے رزق اور ہماری حفاظت کا سامان کرے گا۔ روت کی گفتگو سن کر نعومی خوش ہوئی اور اسے ساتھ لے کر وہ بیت لحم کی طرف کوچ کر گئی تھی۔

اور اے بادشاہ پھر ایسا ہوا کہ جب نعومی اور روت بیت لحم پہنچیں تو ان دنوں فصل کی کٹائی کا موسم تھا سو روت نے نعومی کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میری ماں! تو دیکھتی ہے کہ فصل کی کٹائی کا موسم آگیا ہے اور تو یہ بھی جانتی ہے کہ جب لوگ اپنی فصل کو کاٹتے ہیں تو کٹائی کے وقت گندم کی بالیاں گرتی رہتی ہیں سو یہ بالیاں غریب لوگ چن کر اپنی گزر بسر کر لیتے ہیں سو اے میری ماں تو بھی مجھے اجازت دے کہ میں بھی لوگوں کے ان کھیتوں کی طرف جاؤں جن کی کٹائی شروع ہو چکی ہیں اور وہاں سے بالیاں چن کر لاؤں جن سے ہم دونوں ماں بیٹی احسن اور باعزت طریقے سے گزر بسر کر لیا کریں گے۔ نعومی کو اس پر بڑا صدمہ ہوا کہ روت

لوگوں کے کھیتوں میں جا کر بالیاں چنے پر اس کے علاوہ کوئی چارہ کار بھی نہ تھا لہٰذا روت کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

روت اے روت! میری بیٹی۔ میرے شوہر کا ایک رشتہ دار بڑا مالدار اور کھیتوں والا ہے تو اس کے کھیتوں کی طرف جا اور بالیاں چن لا اور دیکھ اس شخص کا نام بوعز ہے۔ سو روت بوعز کے کھیتوں کی طرف گئی۔ اس نے دیکھا اس کے کھیت کی کٹائی ہو رہی تھی وہ آگے بڑھی اور بوعز والے کھیت سے بالیاں چننے لگی تھی۔

اس کھیت کے مالک بوعز نے پہلے روت کو نہ دیکھا تھا۔ سو جب اس کی نظر اس پر پڑی تو اس نے اپنے کھیت میں کام کرتے والے ایک جوان سے پوچھا۔ یہ لڑکی کون ہے؟ اس کھیت میں کام کرنے والوں میں سے ایک نے کہا۔ یہ تیری رشتہ دار نعومی کے ساتھ موآب سے اس کے ساتھ آئی ہے۔ نعومی نے اپنے بیٹے کی شادی اس سے کی تھی پر بدقسمتی سے اس کے دونوں بیٹے اور شوہر مر گیا اور اب یہ روت اسے اپنی ماں سمجھ کر اس کے ساتھ ہی رہتی ہے یہ سن کر بوعز روت کے پاس گیا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے میری عزیزہ! تو کسی اور کھیت میں بالیاں چننے نہ جانا بس تو میرے ہی کھیتوں میں رہنا۔ اور میرے خادم تمہیں بتا دیا کریں گے کہ کون سا کھیت کب کاٹا جاتا ہے۔ اور اے عزیزہ جب تو بھوکی پیاسی ہو تو دیکھ وہ ایک طرف کھانے کے برتن پڑے ہیں۔ تو بلا جھجک وہاں سے کھا پی لیا کرنا تب روت نے بوعز کو مخاطب کر کے کہا۔

کیا باعث کہ تو مجھ پر کرم کی نظر کر کے میری خبر لیتا ہے۔ حالانکہ میں اس سرزمین ایک پردیسن ہوں بوعز بولا۔ جو کچھ تو نے اپنے خاوند کے بعد اپنی ساس کے ساتھ کیا ہے۔ اس کی مجھے خبر ہو گئی ہے۔ تو نے کیسے اپنی ساس کی خدمت کرنے کے لیے اپنے ماں باپ اور اپنے زاد و بوم کو چھوڑا۔ اور ساس کی دیکھ بھال کی خاطر ان لوگوں میں آگئی جن کو تو پہلے سے نہ جانتی تھی۔ پھر بوعز وہاں سے ہٹ گیا اور اپنے خادموں سے جا کر کہا اس روت کو پولیوں کے بیچ میں سے بھی بالیاں چننے دینا۔ اسے ملامت نہ کرنا بلکہ پولیوں کے اندر سے کچھ بالیں نکال کر ادھر ادھر پھینک دیا کرنا تاکہ وہ بالیں چن لے اور اپنی گزر بسر خوب کرے۔

اور پھر اے بادشاہ! ایسا ہوا کہ جس وقت کھانے کا وقت آیا تو بوعز نے روت کو کھانے پر بلایا۔ اور وہ بچاری بھوکی پیاسی تھی سو اس نے بوعز کے ساتھ کام کرنے والی۔

عورتوں کے ساتھ کھایا پیا پھر جو بالیاں اس نے چنی تھیں شام سے کچھ پہلے انہیں پھینکا اور اناج جو نکلا تھا وہ لیکر اپنی ساس کے پاس گئی اور اپنے لباس سے نکال کر اسے کھانا بھی دیا۔ نعومی نے پوچھا۔ یہ اناج تو سمجھ آتی ہے کہ تو نے بالیاں چن کر حاصل کیا۔ پر یہ کھانا تجھے کہاں سے مل گیا روت نے پہلے بوعز کی مہربانی کے سارے حالات کہہ سنائے پھر بتایا کہ اس نے اپنی عورتوں کے ساتھ مجھے بھی کھانا دیا۔ اور جو کھانا مجھے دیا گیا۔ اس میں سے آدھا تو میں نے کھالیا اور آدھا اے میری ماں میں تیرے لیے باندھ کر لے آئی۔ روت کی اس حرکت پر نعومی خوش ہوئی اور کہا!

روت! روت! میری بیٹی بوعز کے علاوہ بیت لحم میں ایک اور شخص بھی میرا قرابت دار ہے ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے ساتھ شادی کرنے پر رضامند ہو جائے تو اے روت میں جانوں گی کہ تجھ سے میرے ہی خاندان کی نسل چلی ہے۔ روت! روت! میں چاہتی ہوں کہ تیری بھلائی کی طالب بنوں۔ کاش میری یہ بات کوئی ان دونوں کے کانوں میں ڈال دے

اور جب تک کھیت کٹتے رہے۔ روت بالیاں چن کر اپنی اور اپنی ساس کی گزر بسر کرتی رہی اور جب یہ سلسلہ ختم ہو گیا تو پریشان ہوئی کیونکہ گھر کا سلسلہ چلانے کے لیے گھر میں کچھ نہ کچھ تو آنا چاہیے تھا سو روت ہمت کر کے بوعز کے پاس گئی جو اس وقت بالیوں سے نکالے جانے والے غلے کے ڈھیر کے پاس کھڑا تھا۔ سو روت نے جو باتیں اس کی ساس نے کہی تھیں اس سے کہہ دیں۔ اس پر بوعز نے کہا۔ اے عزیزہ! دوسرا رشتہ دار جس کا نعومی نے ذکر کیا ہے۔ وہ میری نسبت نعومی کے شوہر ملیک کا زیادہ قریبی رشتہ دار ہے میں اس سے بات کرتا ہوں۔ اگر اس نے تمہیں اپنا لیا تو بہتر ورنہ میں خود تمہیں اپنا لوں گا۔ اے روت میں جانتا ہوں تو خوب صورت اور پاک دامن عورت ہے سو تو فکرمند نہ ہو۔ خدا اپنے بندوں کے ساتھ بہتری ہی کرتا ہے۔ سو روت جب وہاں سے جانے لگی۔ تو بوعز نے اسے روکا اور کہا۔ اے روت! تو میرے پاس سے خالی ہاتھ نہ جا تا دیکھ اپنا دامن پھیلا اور جب روت نے اپنا دامن پھیلایا تو مہربان، شریف اور نیک نفس بوعز نے اس کے دامن میں اناج کے چھ پیمانے ناپ کر اس میں ڈال دیئے۔

اور پھر ایسا ہوا کہ اس بوعز نے دوسرے قرابت دار سے بات کی سو اور جب اس نے روت کو اپنانے سے اپنی معذوری ظاہر کی۔ تب نعومی سے بات کر کے بوعز نے خود روت کو اپنا لیا۔ اس شادی کے بعد روت کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عوبید رکھا گیا۔ اس

لڑکے کی پیدائش پر بڑی خوشیاں منائی گئی اور نعومی نے اس کے بیٹے دایہ بنی سو یہ عوبید جب جوان ہوا اور شادی ہوئی تو اس کے ہاں جو لڑکا پیدا ہوا اس کا نام یسی رکھا گیا۔ اور یہی یسی اس داؤد کا باپ ہے جس کا میں نے ذکر کیا ہے جو بیت لحم کے کوہستانوں پر بکریاں چراتا ہے اور بربط بجاتا ہے۔ اپنے اس محافظ کی یہ ساری گفتگو سن کر بنی اسرائیل کا بادشاہ ساؤل خوش ہوا۔ پھر اس نے اپنے اس خادم کو حکم دیا کہ وہ داؤد کو لا کر اس کے پاس لائے۔ لہٰذا وہ خادم وہاں سے نکل گیا تھا۔

مآرب کے شاہی محل میں اپنے کمرے میں کھڑے ہو کر یوناف نے تیزی سے پکارا۔ ابیکا! ابیکا! کہاں ہو تم۔ ابیکا نے فوراً اس کی گردن پر لمس دیا اور انگور کے ٹپکوں جیسے شیریں انداز میں اس نے پوچھا۔ کیا بات ہے میرے حبیب۔ یوناف جواب دیتے ہوئے بولا۔ میں یہاں سے شمال کی طرف کوچ کرنے لگا ہوں ابیکا! کیوں اور کس لیے! ابیکا نے فکرمندی میں پوچھا جواب میں یوناف ذرا سا مسکرایا اور پھر سنجیدگی میں اس نے کہا۔ میں عقبہ کی گھاٹی کی طرف جاؤں گا۔ اور وہاں عزازیل کے ساتھی ازب سے اپنا انتقام لوں گا۔ تم جانو جزیرہ سقوطرہ میں اس ازب نے مجھے اپنے سامنے مغلوب کیا تھا۔ سو اس کا یہ قرض تو مجھے چکانا ہی ہے۔ اس موقع پر ابیکا نے سنجیدہ سی آواز میں کہا۔

یوناف! میرے حبیب! تم ازب سے اپنا انتقام ضرور لو۔ میں اس معاملے میں تمہارے ساتھ ہوں۔ پر اس کے ساتھ ساتھ میں تمہیں ایک اور مشورہ بھی دوں گی کہ تم کسی مناسب لڑکی سے شادی بھی کر لو۔ میں دیکھتی ہوں کہ قرطیبہ کے بعد تم کچھ اداس اور بکھرے بکھرے سے رہنے لگے ہو۔ یوناف نے ایک آہ بھرتے ہوئے کہا۔ قرطیبہ کے بعد اب کسی اور سے شادی کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ آہ اس کے جسم کی طلب انگیز مہک زندگی کی بشارت دینے والا رس رنگین جمال اور سیلِ سحر۔ اس کے لب شاداں پر چھائی گلنار ہنسی وقت کی روحوں کو بھی متوجہ کر جاتی تھی۔ آہ اس کی لطافت و نزاکت صبح کے تبسم کی طرح پرکشش اور سحر انگیز تھی۔ اے ابیکا! تم جانو قرطیبہ کوئی عام لڑکی نہ تھی۔ برا ہو اس عزازیل کا جو اس نے قرطیبہ کا خاتمہ کر دیا ورنہ وہ تو ایک طویل عرصہ تک میرے ساتھ رہ کر میری معاون و مددگار ثابت ہو سکتی تھی۔ وہ کچھ غیر معمولی قوتوں کی بھی مالک تھی جس کی بنا پر وہ میری اپنی قوت میں بھی اضافہ کر سکتی تھی۔ بہر حال جو ہوا سو ہوا۔ اب میں ازب کی طرف کوچ کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت

میں لا کر وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

یوناف عقبہ کی گھاٹی پر نمودار ہوا۔ اس کے وہاں ظاہر ہونے کے چند ہی ساعتوں بعد اس کے سامنے ایک بہت بڑی چٹان کے پاس سے ازب نمودار ہوا۔ اور پھر وہ ایک پروقار انداز میں یوناف کی طرف بڑھا۔ یوناف نے ایک بار اپنے سامنے دکھائی دینے والے حرم کعبہ کی طرف دیکھا پھر آسمان کی طرف نگاہ کرتے ہوئے اس نے دعائیہ انداز میں کہا۔

اے خداوندِ کائنات! میرا تو ہی محرم تو ہی ہمراز ہے
ان زمہریر فضاؤں میں تو۔ پھولوں کی اداؤں میں تو
نزع کی بے صوت حکایات میں تو۔ وقت کی گہری مناجات میں تو
جان کنی کے لمحات میں تو۔ فطرت کے ثبات میں تو۔
اس عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے میں میری مدد فرما
کہ میں ان کے مقاصد کی حیوانیت۔ اور خواہشوں
کی گندگی مٹاؤں گا۔ اے کائنات کے رب تو کہ لاشعور اور
دلوں کے بھید جانتا ہے۔
اے اللہ! یہ عزازیل اور اس کے ساتھی۔ روحوں کی ذلت تنگ
اوہام کے بھنور اور فطرت کے باغی ہیں۔ تو اس اپنے گھر کے
مقدس گھر کے صدقے میں۔ اور گزرے ہوئے اور آنے والے رسولوں
اور نبیوں کے تقدس اور ناموس کے صدقے میں میری اعانت فرما
اے اللہ! سوکھے خشک غاروں میں زندگی کی بشارت میں تو
غروب شام میں۔ زوال شب میں اور طلوع صبح میں تو ہے۔
بھٹکے کاروانوں کا تو راہ نما۔ جس کا کوئی نہ ہو اس کا تو مددگار
نیکی کا وقار تیری ذات ہے۔ سورج کی روشنی، پھولوں کی مہک
ندیوں کا ترنم۔ ازل کے اسرار، فلک کی وسعتیں سمندر کی
گہرائیاں صرف تیرے ہی کن کے طفیل۔ ان جہنمی شراروں جیسی
قوتوں کے مقابلے میں تو میری مدد و اعانت فرما۔

یوناف کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ ازب اس کے قریب آ کر اور اس کے سامنے آ کھڑا

ہوا تھا۔ پھر اس نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ تم عزازیل نے جو مجھے تمہاری تفصیل بتائی تھی اس کی روشنی میں مجھے امید تھی کہ ایک روز تم اپنا بدلہ چکانے ضرور میرے تعاقب میں آؤ گے۔ پر تم بھول رہے ہو۔ یہ قب نہیں جسے تم اپنے سامنے ہر بار مغلوب بے بس کر لو گے۔ میرا نام ازب ہے میں تو چٹانیں تک توڑ پھینکنے والا ہوں۔ اتنے میں ازب کا ایک ساتھی بھی وہاں نمودار ہوا اور ازب نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ یہ میرا ساتھی ہے۔ یہ تم پر حملہ آور ہوتے میں میری مدد نہ کرے گا۔ بلکہ ایک خاموش تماشائی کی حیثیت سے تیری بے بسی اور تیری بدنصیبی کا نظارہ کریگا دیکھ اے یوناف ان سنگلاخ چٹانوں اور دیو رخ وادیوں کے اندر تیری حالت میں بھوک کی ٹھہری شام، اوہام کے زنگار اور رنج و غم کے کھلیان جیسی کر دوں گا۔ اس کے ساتھ ہی ازب آگے بڑھا اور یوناف پر حملہ آور ہوا۔

ازب نے جونہی اپنے آہنی ہاتھ فضا میں بلند کر کے یوناف کے شانوں پر ضرب لگانا چاہی یوناف نے فوراً اپنی پوری قوت کو مجتمع کرتے ہوئے اس کی ضرب کو اپنے ہاتھ پر روک کر اس کے حملے کو ناکام بنا دیا تھا۔ اس کے بعد یوناف وقت کے کالے سمندر، ہولناک ابتلا اور ہزاروں ابلتے طوفانوں کی طرح حرکت میں آیا۔ ایسا لگتا تھا اس کے جسم میں شعلے اور سانسوں میں آگ بھر گئی ہو۔ پھر اس نے موج و گرداب کے تلاطم جیسی ایک جست لگائی اور ساتھ ہی اس نے زور سے اپنے رب کے نام کا نعرہ مارا۔ اللہ اکبر اور اس کے ساتھ ہی اس نے ازب پر اپنے دائیں ہاتھ کی ضرب لگائی۔ یوناف کی یہ ضرب ایسی تھی جیسے سوئے شعلے اچانک جاگ کر مٹی کی تقدیر بدلنے کا عزم کرتے ہیں۔ اس ایک ضرب کے بعد یوناف نے ازب پر حملہ آور ہونے کا ایک رقص لافانی شروع کر دیا گیا۔ اس کی آنکھوں میں اس لمحے شعلے بھڑک اٹھے تھے ایسا لگتا تھا یوناف نے ناظمی کی زنجیریں توڑ پھینکنے کا عزم کر لیا تھا۔ کیونکہ ازب پر اس نے ضرب پر ضرب لگانی شروع کر دی تھی ازب نے ادھر ادھر ہو کر اپنی جان بچانے کی انتہائی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔

یوناف خزاں کی رت اور گہری گھنی دھند کی طرح ازب پر حاوی رہا۔ ایک موقع پر ازب نے جب سنبھل کر یوناف کی گردن کے نیچے ضرب لگانے کی کوشش کی تو یوناف نے اس کا ہاتھ ہوا میں ہی پکڑ لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی جو اس نے ایک زوردار ہاتھ ازب کی گردن کے نیچے لگایا تو ازب ہوا میں اچھلتا ہوا دور جا گرا تھا۔ اس کا ساتھی بھاگ کر اس کی

طرف بڑھا اور سہارا دے کر اسے اٹھایا۔ ازب کی حالت گم سم اداس کھڑے خزاں زدہ درخت اور سرما کے ڈوبتے زرد چاند جیسی ہو کر رہ گئی۔ ایسا لگتا تھا اس کے جسم سے رد رخ تک دھوپ کی دھوپ سرایت کر گئی ہو۔

جس وقت ازب گرنے کے بعد کھڑا ہو کر عجیب سے انہماک کے ساتھ یوناف کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ اس وقت یوناف نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے عزازیل کے رذیل کارکن ایک میں نے تیری خودستائشی کے اندر ایک ہلچل اور انقلاب برپا نہیں کر دیا کیا میں نے جزیرہ سقطرہ کے اندر تیرے سامنے مغلوب ہو جانے کا اپنا انتقام نہیں لے لیا۔ ازب سنبھلا اور اپنی پوری شعلہ بیانی میں اس نے کہا۔ اے نیکی کے نمائندے یہ تیری خوش فہمی ہے کہ تو یہاں مجھے مغلوب کرنے کے بعد بچ کر نکل جائے گا۔ میرا نام ازب ہے اور میں تو تیرے جیسے دشمنوں پر موت طاری کر کے دم لیتا ہوں۔ دیکھ میں تیری مٹی کی تقدیر کو بدبختی اور شکست و ریخت کی زنجیروں میں باندھنے لگا ہوں۔ اور تو اب اپنے کو میری مار اور اذیت سے بچا سکتا ہے تو بچا لینا۔ اس کے ساتھ ہی ازب اپنے ساتھی کے ساتھ آگے بڑھا۔ شاید اس بار وہ دونوں مل کر یوناف پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر چکے تھے۔

یوناف نے ایک بلند چٹان پر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اے میرے حریفو! آؤ میری طرف بڑھو میں تم پر ثابت کروں گا کہ میں بدی کی آندھیوں کے اندر نیکی کی ایک اذان ہوں۔ میرے قریب آؤ۔ پھر دیکھو میں تمہاری حالت اس سپاٹ میدان جیسی کروں گا جس میں سایہ ہو نہ سراب

جس وقت ازب اور اس کا ساتھی دونوں یوناف کی طرف بڑھ رہے تھے اس لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر گویا لعل لب کے نشاط جیسی پر کشش ابلیکا کی آواز سنائی دی یوناف! یوناف! میرے حبیب! تم صرف ازب کی طرف دھیان رکھو اور اندر اس کے ساتھی کو میں سنبھال لوں گی۔ ابلیکا کی اس گفتگو اور حوصلہ مندی پر یوناف کے لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ وہ ابلیکا سے کچھ کہنا چاہتا تھا۔ پر خاموش ہی رہا۔ کیونکہ ازب اور اس کا ساتھی اب بالکل ہی قریب آ گئے تھے لیکن اس لمحہ ایک ایسا انقلاب نمودار ہوا کہ نہ صرف یوناف بلکہ ازب اور اس کا ساتھی بھی حیران و پریشان ہو کر رہ گئے تھے۔

اور یہ اچانک رونما ہونے والا انقلاب یہ تھا کہ اچانک اس کوہستانی سلسلے کی ایک چٹان کے پیچھے سے سیاہ رنگ کا ایک خوب توانا۔ قد آور اور بڑا طویل و بھیانک چیتا نمودار

ہوا اور ازب کے ساتھی پر حملہ آور ہو کر اس خوفناک چیتے نے اسے بری طرح بھنبھوڑنا شروع کر دیا تھا۔ اسی لمحہ یوناف نے بھی ازب پر حملہ کر کے اس پر بری طرح قہر بیں لگانی شروع کر دی تھیں۔ لیکن اس اچانک نمودار ہو جانے والے چیتے نے چونکہ ماحول کو یکسر ہی تبدیل کر کے رکھ دیا تھا۔ لہٰذا ازب اور اس کا ساتھی فوراً اپنی شیطانی قوتوں کو حرکت میں لا کر وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔ اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور خوشیاں برساتی ہوئی آواز میں اس نے کہا۔ یوناف یوناف! میرے حبیب! یہ اچانک نمودار ہونے والا چیتا تمہاری بیوی قرطیبہ ہے اور یہ عین وقت پر تمہاری مدد کو آئی ہے۔ ہاں میں یہ نہیں جانتی کہ عزازیل کے ہاتھوں ختم ہو جانے کے بعد یہ دوبارہ کیسے نمودار ہو گئی ہے۔

یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ابلیکا! ابلیکا! اگر یہ قرطیبہ ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں یہ میری خوش قسمتی ہے کہ قرطیبہ نہ صرف یہ کہ زندہ ہے بلکہ مجھے دوبارہ مل گئی ہے۔ ازب اور اس کے ساتھی کی بھاگ جانے کے بعد وہ چیتا اپنی جگہ پر کھڑا ہو کر بڑے غور اور انہماک سے یوناف کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر وہ چیتا آہستہ آہستہ یوناف کی طرف بڑھا۔ یوناف بڑے غور سے اس کی ایک ایک حرکت کو دیکھ رہا تھا۔ اس موقع پر اس کا چہرہ شوق و مسرت سے بریز تھا۔ وہ چیتا قریب آ کر پہلے یوناف کے پاؤں چاٹنے لگا پھر اس پنڈلیوں سے اپنے سر اور گردن کو رگڑنے لگا تھا۔ اس موقع پر یوناف نے جھک کر پیار سے اس چیتے کے سر اور کمر پر ہاتھ پھیرا۔ پھر پیار و محبت بھری آواز میں اس نے کہا۔

قرطیبہ! قرطیبہ! کیا تم میری خاطر اپنی ہیت نہ بدلو گی۔ کیا تم میری بیوی نہیں ہو۔ اپنے اصل اور انسانی روپ میں میرے سامنے آؤ۔ تاکہ تمہاری موجودگی میری خوشی میرے اطمینان کا باعث ہو۔

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں۔ اس چیتے نے ایک بھرپور انگڑائی لی۔ اور پھر دوسرے ہی لمحے اس چیتے کی جگہ یوناف کے سامنے قرطیبہ کھڑی تھی۔ یوناف نے غور سے اس کی طرف دیکھا۔ وہی اجلا، سلگتے رخساروں، لرزاں سرخ ہونٹوں والا چہرہ تھا جس میں فطرت کا اجال بے کنار لطافت و نزاکت پھولوں کے رنگ دبو اور جمال کی گہری لو تھی۔ وہی اس پر برساتی خوابوں سے بھری گہری نیلی اور بڑی بڑی آنکھیں تھیں جو آئینۂ فطرت کی طرح روشن تھیں۔ اور حسن میں محبتوں کی تمازت، جذبات و جوانی کا وفور تھا وہی قد و خال کے زاویے اور

وہی مربوط اور پیار کی حسرتوں میں ڈوبا مربوط جسم تھا۔ اس کے جسم کا ہر خط بساط طلسم اور ہر عضو گھونگٹ الٹنے کے سمے کی طرح پرکشش و طلب انگیز ہو رہا تھا۔ مجموعی طور پر قرطیبہ کا مہتابی جسم پھول چہرہ، آبگینہ تن، لب خنداں رعنائی عارض اور پھولوں کی مہک سے بھرپور جوانی کا شباب اس سمے دیکھنے والوں کی نگاہوں میں ہوس کی چنگاریاں پیدا کر رہے تھے۔

پھر قرطیبہ نے جھکی لرزاں پلکیں اٹھائیں غور سے یوناف کی طرف دیکھا۔ اس سمے اس کے لب یوں لگ رہے تھے جیسے لب گل پر شبنم کے قطرے رکھ دیئے گئے ہوں۔ پھر قرطیبہ نے یوناف کو مخاطب کر کے۔ ندیوں کے ترنم، موجوں کے گیت، بارش کے سنگیت اور حسن نغمہ جیسی آواز میں پوچھا۔ آپ کیسے ہیں۔ یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ قرطیبہ! قرطیبہ! میں تو ٹھیک ہوں۔ تم اپنی کہو۔ تم پر کیا بیتی! عزازیل تو کہہ رہا تھا کہ اس نے تمہارا خاتمہ کر دیا ہے۔ اور اسے قرطیبہ مجھے اور ابلیکا کو تمہارے بچھڑنے کا از حد صدمہ ہوا تھا قرطیبہ نے پھر سعادت کے زمزموں جیسی آواز میں کہا۔

عزازیل کو غلط فہمی ہوئی تھی کہ اس نے میرا خاتمہ کر دیا ہے۔ وہ یقیناً ایسا کر چکا ہوتا اگر میں بروقت حرکت میں آ کر بچ نہ نکلتی۔ جس وقت اس نے مجھ پر ہاتھ ڈالا تھا۔ میرا خاتمہ بالکل میرے سامنے تھا لیکن میں حواس باختہ نہیں ہوئی۔ بلکہ میں روشنی کی ایک موہوم کرن کی صورت دھار کر عزازیل کی گرفت سے نکل گئی۔ اور عزازیل یہی سمجھ بیٹھا کہ اس نے میرا کام تمام کر دیا ہے۔ یوناف نے اس بار بھرپور شوق میں پوچھا۔ عزازیل سے بچ نکلنے کے بعد پھر تم لوٹ کر تو میرے پاس کیوں نہ چلی آئی۔ قرطیبہ نے پھر گنگناتی ہوئی آواز میں کہا۔ ایسا نہ کرنے کی بھی ایک معقول اور مضبوط وجہ ہے" وہ کیا"، یوناف نے غور سے قرطیبہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا قرطیبہ اس بار گہری مسکراہٹ میں کہہ رہی تھی۔

چونکہ آپ اور عزازیل دونوں کو اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ میں ختم ہو چکی ہوں۔ تو میں اس موقع سے اپنی ذات کے لیے ایک فائدہ اٹھانا چاہتی تھی۔ دراصل میں جاننا چاہتی تھی۔ کہ آپ کو مجھ سے محبت بھی ہے یا نہیں۔ اور اگر ہے تو کس قدر۔ اور اس کے سلسلے میں نے یہ ٹھان رکھی تھی کہ اگر یوں جدا ہونے کے بعد آپ نے مجھے شدت سے یاد کیا۔ تو میں سمجھ گئی کہ آپ مجھے شدت سے چاہتے ہیں۔ اور اگر آپ نے خاموشی یا سرد مہری سے کام لیا۔ تو میں جانوں گی آپ کو مجھ سے کوئی رغبت اور محبت و چاہت نہیں ہے۔ قرطیبہ کے خاموش ہوتے پر یوناف

نے پرشوق نگاہوں سے قرطیبہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ سواب تم نے میری محبت وچاہت سے متعلق کیا نتیجہ اخذ کیا ہے قرطیبہ نے شرماتے شرماتے کہا! میں نے نتیجہ اخذ کیا ہے کہ آپ مجھے دل کی گہرائیوں سے پسند کرتے ہیں میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاکر اور انسان نگاہوں سے غائب رہ کر آپ کا تعاقب کرتی رہی اور آپ کے رویے کا جائزہ لیتی رہی آپ نے واقعی مجھے بےحد یاد کیا۔ اب مجھے اپنی ذات پر فخر ہے کہ میں آپ کی پسند ہوں۔

اس لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ اور اپنی مترنم آواز میں کہا۔ یوناف! یوناف! قرطیبہ کو میری طرف سے عزازیل کی گرفت سے بچ نکلنے اور اپنے پاس واپس آجانے کی مبارکباد دو۔ ابلیکا کی اس گفتگو پر یوناف کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ اس موقع پر قرطیبہ نے بھی اندازہ لگالیا تھا کہ یوناف ابلیکا کے ساتھ محوِ گفتگو ہے۔ لہٰذا وہ خاموش رہی تھی۔

ابلیکا پھر بولی اور پوچھا یوناف! یوناف! اب جب کہ قرطیبہ لوٹ آئی ہے۔ اور تم اس سے متعلق بڑے پریشان اور مغموم بھی تھے۔ تو اب تم کدھر کا رخ کرو گے۔ میں تو اس موقع پر یہ مشورہ دوں گی کہ تم چند دن تک قرطیبہ کے ساتھ کہیں پرسکون جگہ رہو۔ اور دونوں میاں بیوی اپنی ازدواجی زندگی کا لطف اٹھاؤ۔ اس کے بعد کسی مہم پر نکلیں گے۔ یوناف نے پرسکون لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ابلیکا! ابلیکا! میں تم سے اتفاق کرتا ہوں۔ میں ابھی اور اسی وقت قرطیبہ کو لے کر یمن کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ وہاں مآرب کے شاہی محل میں قرطیبہ کے ساتھ قیام کروں گا۔ اور یمن کے بادشاہ افریقش کو میں بتاؤں گا کہ قرطیبہ میری بیوی ہے۔ اور یہ کہ میری افریقہ سے روانگی کے وقت یہ افریقہ ہی میں رہ گئی تھی۔ ابلیکا نے رس برساتی ہوئی آواز میں کہا ہاں یہ درست ہے۔ تم ابھی اور اسی وقت قرطیبہ کے ساتھ یمن کی طرف کوچ کرو۔ میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔

یوناف نے جب ابلیکا کے ساتھ گفتگو ختم کی تو قرطیبہ نے یوناف کے قریب ہو کر اور اس کے پہلو سے پہلو ملا کر کھڑے ہوتے پوچھا۔ ابلیکا آپ سے کیا کہہ رہی تھی۔ چاہتوں سے بھرپور انداز میں یوناف نے قرطیبہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ اول تو وہ تمہیں تمہاری اس سلامتی کے ساتھ واپسی پر مبارک باد دے رہی تھی اور دوئم وہ یہ مشورہ دے رہی تھی کہ چند دن تک قرطیبہ کے ساتھ کہیں آرام کرو۔ قرطیبہ نے مسکراتے گنگناتے انداز میں کہا اس مبارک باد پر میری طرف سے ابلیکا کا شکریہ ادا کریں۔ اور آرام کرنے سے متعلق آپ نے کیا سوچا؟

یوناف پھر بولا اور کہا۔ تمہارے یہ شکریے کے الفاظ تو ابلیکا خود ہی سن لیگی۔ رہے تمہارے ساتھ رہ کر آرام وسکون حاصل کرنے کی بات تو اس کے لیے ہم ابھی اور اسی وقت یمن کی طرف کوچ کریں گے اور وہاں مآرب شہر میں شاہی محل کے اندر قیام کریں گے۔ تمہاری اس گمشدگی کے دوران میرے مراسم یمن کے بادشاہ فریقش سے ہو گئے تھے۔ اور ان سے تمٹنے کے لیے میں یمن سے ہی ادھر آیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنی سری قوتوں کو استعمال کیا اور قرطیبہ کے ساتھ وہ ان چٹانوں سے غائب ہو کر یمن کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

عارب، بیوسا، بنیطہ۔ ارض فلسطین میں رامہ شہر کی سرائے میں قیام کیے ہوئے تھے اور وہ بنی اسرائیل کے لوگوں کو وحدانیت سے بیزار کر کے شرک کی طرف راغب کرنے میں انتہائی محنت اور جدوجہد کے ساتھ کام کر رہے تھے۔ صرف ایک خدا کی بندگی اور عبادت کے بجائے وہ لوگوں کو بعل دیوتا اور عشتار دیویوں کی پوجا پاٹ کی طرف متوجہ کر رہے تھے۔ اور اس میں انہوں نے کسی حد تک کامیابیاں بھی حاصل کی تھیں۔ وہ بستی بستی گھوم کر لوگوں کے سامنے ان کے گناہ، ان کی معصیت اور ان کی بدیاں خوب چمکا کر اور پرکشش بنا کر پیش کرتے اور ان کے لیے بعل دیوتا اور عشتار دیوی کے اندر ایک جذب اور دلچسپی پیدا کرنے کی کوشش کرتے۔

ایک روز اپنے اس کام سے فارغ ہو کر جب وہ سرائے میں اپنے کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا عزازیل پہلے سے وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ عارب، بیوسا اور بنیطہ تینوں اس کے سامنے بیٹھ گئے پھر عارب نے عزازیل کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اے آقا آپ کب سے یہاں بیٹھے ہمارا انتظار کر رہے ہیں، عزازیل نے اپنے چہرے پر کسی قسم کے تاثرات پیدا کیے بغیر کہا! میں ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی یہاں آیا ہوں۔ میں تمہارے لیے ایک خوش خبری اور ایک بد خبری لیکر آیا ہوں۔ اس بار بیوسا نے بولتے ہوئے کہا۔ اے آقا! پہلے ہم سے وہ بات کہیں جسے آپ خوش خبری سمجھتے ہیں اور اس کے بعد بد خبری سننے کے ساتھ ساتھ ہم آپ سے اپنی کامیابیوں اور کارروائیوں کا ذکر بھی کریں گے۔ عزازیل نے ذرا رک کر کچھ سوچا۔ پھر وہ کہہ رہا تھا۔

رفیقانِ من! جو بات ایک خوش خبری کی سی ہے وہ یہ ہے کہ میں فلستیوں کے بادشاہ سے ان کے مرکزی شہر اشدود میں ملا اور ایک خیر خواہ و مصلح کی حیثیت سے اسے اس بات کی

طرف ترغیب دی کہ وہ بنی اسرائیل پر حملہ آور ہو کر بنی اسرائیل کو نیست و نابود کر کے رکھ دے اور مجھے مبارک باد دو میرے رفیقو! کہ میں فلستیوں کے بادشاہ کو یہ ترغیب دینے میں کامیاب رہا۔ اس طرح میری اس اکساہٹ پر فلستیوں کا بادشاہ بنی اسرائیل پر حملہ آور ہونے کو تیار ہو گیا ان دنوں وہ اپنے لشکر کو منظم کرنے میں مصروف ہے عنقریب وہ بنی اسرائیل پر حملہ آور ہو گا اور انہیں نیست و نابود کر کے رکھ دیگا اور بنی اسرائیل کی اس تباہی و بربادی کے ساتھ ان سرزمینوں کے اندر ہمیں کھل کر شرک گناہ اور بدی کی تشہیر کے لیے کام کرنے کا موقع مل جائے گا اور اس خوشخبری کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ ازب نے جزیرہ سقوطرہ میں یوناف کو مار مار کر اپنے سامنے مغلوب و شکست خوردہ بنا کر رکھ دیا۔

عزازیل جب خاموش ہوا تو عارب نے بولتے ہوئے کہا۔ اے آقا جو خوشخبری کا دوسرا حصہ تو پہلے حصے سے بھی زیادہ اہم اور خوشنما ہے۔ ازب کا جزیرہ سقوطرہ میں یوناف کو مار کر اپنے سامنے زیر کر لینا ہمارے لیے بہت زیادہ اہم اور خوش کن ہے میں سمجھتا ہوں کہ مار کھانے کے بعد اب وہ نہ ہی ہمارے منہ زیادہ لگنے کی کوشش کرے گا اور نہ ہی نیکی اور خیر کے پرچار میں زیادہ سرگرم اور پرجوش رہے گا۔ اور اس طرح عملی طور پر ہم گناہ کی ترغیب میں غالب و فتح مند ہو جائیں گے عارب جب خاموش ہو گیا تو عزازیل نے فکرمند سے لہجے میں کہا۔

اے میرے عزیزو! تمہاری سوچیں درست نہیں ہیں یہ جو میں نے تم لوگوں کو دو حصوں کی خوشخبری سنائی ہے۔ ایسی ہی دو حصوں پر مشتمل ایک بری خبر بھی ہے۔ جسے سن کر تم لوگ یہ سوچنے لگو گے کہ یوناف اب اپنے کام میں پہلے کی نسبت اور زیادہ سرگرم اور سبک رفتار ہو جائے گا۔ سنو رفیقانِ من! یہ دو حصوں کی بری خبر کچھ یوں ہے۔ کہ ازب کے ہاتھوں جزیرہ سقوطرہ میں مار کھانے کے بعد یوناف ارض حجاز میں ازب کے مسکن کے پاس نمودار ہوا اور وہاں عقبہ کی گھاٹیوں کے پاس اس نے ازب کو للکارا ازب کے مقابلے کے لیے نکلا اور اس کے ساتھ اس کا ایک رفیق بھی تھا۔

سنو میرے دوستو! ایسا ہوا کہ اس مقابلے میں یوناف نے ازب کو مار مار کر ادھ موا کر دیا جس قدر ازب نے جزیرہ سقوطرہ میں یوناف کو مارا تھا۔ اس سے کئی گناہ بری طرح یوناف نے ازب کو عقبہ کی گھاٹیوں میں مارا۔ اور جب ازب نے اپنے ساتھی کی مدد سے آگے بڑھ کر یوناف کو اپنے سامنے زیر کرنے کی کوشش کی تو ایک غیر متوقع انکشاف عمل میں آیا اور وہ یہ کہ قرطیہ اچانک وہاں بھیڑیے کی صورت میں نمودار ہوئی اور ازب کے ساتھی پر حملہ آور ہو گئی۔ اس طرح ازب کے ساتھی کو

قرطیبہ نے اور ازب کو یوناف نے دوبارہ مار مار کر اپنے سامنے سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔ تو دوستو! یہ ہے تو حصوں کی بری خبر۔ پہلی یہ کہ یوناف نے ازب کو مارا اور دوسری یہ کہ قرطیبہ بھی زندہ ہے اور اب جو وہ یوناف کی بیوی کی حیثیت سے اس کے ساتھ مل کر کام کرے گی تو یوناف کی جرأت و ہمت میں اور اضافہ ہو جائے گا۔

یہاں پر بیوسا بولی اور عزازیل کو مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔ اے آقا! یہاں پر اب دو سوال اٹھتے ہیں۔ اول یہ کہ ازب کے ہاتھوں جزیرہ سقوطرہ میں ایک بار مار کھانے کے بعد یوناف چند دن بعد ازب پر کیسے اور کیونکر غالب آ گیا۔ دوئم یہ کہ قرطیبہ کا جب ایک بار آپ نے خاتمہ کر دیا تھا تو دوبارہ وہ کیسے اور کہاں سے نمودار ہو گئی۔ کیا آپ ہماری تسلی کے لیے ان دونوں سوالوں کا جواب دیں گے۔ اس لیے کہ یہ دونوں ہی کام بظاہر ناممکن دکھائی دیتے ہیں۔ بنیطہ نے بھی بیوسا کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ ہاں آقا! یہ دونوں کام ناممکن نظر آتے ہیں پھر یہ کیسے ممکن ہو گئے۔ عزازیل نے بیوسا اور بنیطہ کے اس استفسار پر نہایت دانشمندانہ انداز کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

میں تم لوگوں کو دونوں سوالوں کا جواب دیتا ہوں۔ ایک بار ازب کے ہاتھوں پٹنے کے بعد یوناف نے جو ازب کو اپنے سامنے دوسری بار بری طرح زیر و مغلوب کر لیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مقابلہ شروع کرنے سے قبل یوناف نے خداوند کے حضور حرم کعبہ اور جلنے آنے والے سارے رسول کے تقدس واسطہ دیتے ہوئے دعا مانگی تھی۔ اس کے علاوہ یوناف نے اس مقابلے کی ابتداء خداوند کے باعظمت نام کی بڑھائی اور تکبیر کے ساتھ شروع کی تھی۔ سو ان دو عوامل کی وجہ سے ازب کو اس نے اپنے سامنے زیر و مغلوب کر کے رکھ دیا۔ رہی بات قرطیبہ کے دوبارہ نمودار ہونے کی تو اس کی بھی میں تحقیق کر چکا ہوں۔ اس معاملے میں غلطی میری ہی تھی جو میں نے قرطیبہ کے خاتمے کا اعلان کر دیا۔ حالانکہ وہ ایک موہوم روشنی کی صورت اختیار کر کے میری گرفت سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ دراصل میں خود ہی غلطی پر تھا اور میں نے اصلیت کا اندازہ کرنے میں غلطی کی تھی۔ حالانکہ میں نے قرطیبہ پر گرفت مضبوط ڈالی تھی لیکن وہ چالاکی و عیاری سے کام لے کر بچ نکلی اور اب وہ دوبارہ یوناف کے ساتھ ہے۔ عزازیل سے یہ ساری حقیقت سننے کے بعد عارب چند لمحوں تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر اپنی تجویز پیش کرتے ہوئے اس نے کہا۔

اے آقا! اے آقا! کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم قرطیبہ کو یوناف سے علیحدہ کر کے اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کریں۔ اے آقا! میں نے اپنی زندگی میں کبھی ایسی خوبصورت اور پرکشش لڑکی نہیں دیکھی۔ جو کوئی بھی غور سے اس کی طرف دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ اس کی بڑی بڑی اور پرکشش روشن نیلی آنکھوں میں ڈوب کر رہ جاتا ہے۔ اگر ہم قرطیبہ کو یوناف سے علیحدہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو یوناف کے خلاف ہماری یہ ایک فتح ہو گی اس طرح میں قرطیبہ سے شادی کر کے اسے یوناف کے خلاف حرکت میں لاؤں گا۔ عزازیل نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے مایوسانہ سے انداز میں کہا جہاں تک قرطیبہ کو یوناف سے علیحدہ کرنے کا تعلق ہے تو یہ مشکل ہی نہیں ناممکن سا لگتا ہے۔ اس لیے کہ قرطیبہ یوناف کو پسند کرتی ہے اور اس سے علیحدگی وہ کسی بھی صورت گوارہ نہ کرے گی۔ اور اگر ہم کوئی اپنا سری عمل کر کے یہ کام کر گزریں۔ تب بھی اس کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ اس لیے کہ یوناف خود یا ایلیکا اس عمل کو ختم کر کے قرطیبہ کو پھر اپنی پہلی حالت پر لا سکتے ہیں۔ لہٰذا قرطیبہ کو یوناف سے علیحدہ کرنا ناممکن سا ہے۔

بیوسا نے اپنی رائے پیش کرتے ہوئے کہا اگر قرطیبہ کو یوناف سے علیحدہ کرنا ممکن نہیں تو پھر کم از کم اس کا خاتمہ کرنے کی ہی کوشش کی جائے تاکہ اس کی وجہ سے یوناف کی قوت میں اضافہ تو نہ ہو۔ عزازیل نے پھر مایوسانہ سے انداز میں کہا۔ اب شاید ایسا بھی ممکن نہ ہو۔ پہلے تو میں کسی نہ کسی طرح قرطیبہ کو ہاتھ ڈالنے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن اب یوناف اور ایلیکا دونوں اس سے متعلق محتاط اور خبردار رہیں گے۔ لہٰذا وہ دونوں اس پر ہاتھ ڈالنے والے کو نقصان پہنچائیں گے اب میرے خیال میں قرطیبہ یوناف کے ساتھ رہ کر وہی قوت و مقام حاصل کر لے گی جو تم دونوں بہنوں کو عارب کے ساتھ ہے۔

عارب کچھ سوچ کر پھر بولا اور قرطیبہ سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اے آقا! اگر میں کبھی اپنے طور پر قرطیبہ کو یوناف سے علیحدہ کرنے کے لیے کوئی ابتداء کر دوں تو آپ کو اس پر کوئی اعتراض تو نہ ہو گا۔ عزازیل نے خوشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ اگر تم ایسا کام کرنے کی کوئی کوشش کرو تو مجھے ہرگز کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ لیکن اس کام کو ہاتھ ڈالتے ہوئے ذرا سوچ سمجھ اور فہم و فراست سے کام لینا۔ اب میں یہاں سے کوچ کرتا ہوں۔ اور ہاں وحدانیت کے خلاف بعل دیوتا اور عشتارات دیوی کی پرستش کی جو تم لوگوں نے مہم شروع کر رکھی ہے۔ اس میں تم لوگ کافی حد تک کامیاب بھی ہو اور میں اس پر مطمئن بھی ہوں اسے جاری رکھنے کی کوشش کرو۔ اور ہاں جب فلستیوں کا لشکر بنی اسرائیل پر حملہ آور ہو گا تو میں تمہاری طرف آؤں گا اور

پھر سب مل کر اپنی اس ترغیب کا انجام دیکھیں گے جو فلستیوں کے بادشاہ کو میں نے بنی اسرائیل
پر حملہ آور ہونے کے لیے دی تھی۔ اور سنو میرے عزیز! اگر بنی اسرائیل کو فلستیوں کے ہاتھوں شکست
ہو گئی تو پھر بعل دیوتا اور عشتارد دیوی کے حق میں کام کرنے کی ہماری مہم بھی سہل اور آسان ہو جائے
گی اور ہم لوگوں کو شرک میں مبتلا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور اگر ایسا ہو گیا تو بنی اسرائیل
ایسی گمراہی میں مبتلا ہو جائیں گے جس سے ان کا نکلنا مشکل ہو کر رہ جائے گا۔

عارب نے فخریہ انداز میں کہا۔ اے آقا! ہم لوگ بنی اسرائیل کو اس گمراہی کے اندر مبتلا کرنے
میں کامیاب ہو گئے تو ان سرزمینوں کے اندر یہ ہماری بہت بڑی کامیابی ہو گی۔ اس پر عزازیل نے
تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا۔ ان سرزمینوں میں بعل اور عشتارات کے لیے کام کرتے ہوئے اس
بات کا بھی خیال رہے کہ اس وقت اس سرزمین میں خداوند کی طرف سے دو نبی کام کر رہے ہیں
ایک سموئیل اور دوسرے داؤد۔ لہٰذا تم ان دونوں سے محتاط رہ کر اپنے کام کو جاری رکھنا۔ لو میں
اب جاتا ہوں۔ اور بنی اسرائیل فلستیوں کی جنگ کے روز ہی تم لوگوں سے ملاقات کروں گا۔ اس
کے ساتھ ہی عزازیل اٹھ کھڑا ہوا اور پھر شہر کی اس سرائے کے کمرے سے وہ غائب ہو گیا تھا۔

بنی اسرائیل کا بادشاہ ساؤل جبلاں شہر میں اپنے ذاتی کمرے میں بیٹھا ہوا تھا اور اس وقت
اس کے ساتھ اس کمرے میں اس کا بیٹا یونتن۔ دونوں بیٹیاں میرب اور میکل اور چچا زاد بھائی ابنیر
بیٹھے ہوئے تھے کہ ساؤل کا خادم داؤدؑ کو لیکر وہاں حاضر ہوا۔ ساؤل نے داؤدؑ کو اپنے سامنے
ایک نشست پر بٹھایا اور کہا میرے اس خادم نے آپ کو بیت لحم کے کوہستانوں کے اندر
بربط بجاتے سنا اور بڑا متاثر ہوا۔ دراصل مجھے ایک بیماری اور روگ لگا ہوا ہے اور میرے
اس خادم کا دعویٰ ہے کہ اگر آپ سے بربط سنا جائے تو میری اس بیماری اور روگ میں آرام و
افاقہ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا آپ میں آپ سے کہوں گا کہ جس طرح آپ اپنی بکریاں چراتے ہوئے بربط
بجاتے ہیں ایسے ہی یہاں بھی بجائیں۔

داؤدؑ کے کندھے پر بربط اور مزامیر لٹک رہے تھے۔ ساؤل کے اس سوال پر انہوں
نے ایک بار بغور اس کمرے کے ماحول کا جائزہ لیا پھر اپنے کندھے سے بربط انہوں نے اتار لیا
تھوڑی دیر تک وہ بربط بجاتے رہے اور کمرے میں بیٹھا ہر کوئی اس بربط کی لے اور دھن میں
ڈوب کر رہ گیا۔ ساؤل کی حالت ایسی تھی جیسے اسے دنیا و مافیہا سے بے خبر کر کے رکھ دیا گیا ہو۔
تھوڑی دیر تک بربط بجانے کے بعد داؤدؑ کے لب بھی حرکت میں آئے اور پھر بربط نے سر اور
لے کے مطابق ان کی آواز بھی کمرے میں بلند ہوئی۔

آسمان خدا کا جلال ظاہر کرتا ہے
اور فضا اس کی دستکاری دکھاتی ہے
دن سے دن بات کرتا ہے اور رات رات کو حکمت سکھاتی ہے
یہ بولتا ہے نہ کلام۔ نہ اس کی آواز سنائی دیتی ہے
اس کا سر ساری زمین پر اور

اس کا کلام دنیا کی انتہا تک پہنچتا ہے۔

اس نے آفتاب کے لیے ان میں خیمہ لگایا ہے

جو دولھے کی طرح اپنی خلوت گاہ سے نکلتا ہے

اور پہلوان کی طرح اپنی دوڑ دوڑنے کو خوش ہے

وہ آسمان کی انتہا سے نکلتا ہے اور اسکی گشت اسکے کناروں تک ہوتی ہے

اور اس کی حرارت سے کوئی بھی چیز بے بہرہ نہیں ہے

خداوند کی شریعت کامل ہے۔ وہ جان کو بحال کرتی ہے۔

خداوند کی شہادت برحق ہے۔ وہ نادان کو دانش بخشتی ہے۔

خداوند کے قوانین راست ہیں وہ دل کو فرحت پہنچاتے ہیں۔

خداوند کا حکم بے عیب ہے۔ وہ آنکھوں کو روشن کرتا ہے۔

خداوند کا خوف پاک ہے۔ وہ ابد تک قائم رہتا ہے۔

خداوند کے احکام برحق اور راست ہیں

وہ سونے سے بلکہ کندن سے زیادہ پسندیدہ ہیں

وہ شہد سے بلکہ چھتے کے ٹپکوں سے زیادہ شیریں ہیں۔

اس سے بندے کو آگاہی ملتی ہے اسے ماننے سے اجر ملتا ہے

کون اپنی بھول چوک کو جان سکتا ہے۔ تو مجھے پوشیدہ عیبوں سے پاک کر۔

تو اپنے بندے کو بے باکی کے گناہوں سے باز رکھ

وہ مجھ پر غالب نہ آجائیں تو میں کامل ہوں گا اور بڑے گناہوں سے بچا رہونگا

اے خداوند!

میرے منہ کا کلام اور میرے دل کا خیال تیرے حضور مقبول ٹھہرے

اے خداوند تو ہی میرا رب، میری چٹان اور میرا فدیہ دینے والا ہے

یہاں تک کہنے کے بعد داؤدؑ خاموش ہوگئے۔ ساؤل اپنی جگہ پر گم سم بیٹھا تھا اس کی آنکھیں بند تھیں اور اس کے چہرے پر لامتناہی اور بے کنار سکون و اطمنان پھیلا ہوا تھا پھر اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور توصیفی و شفقت بھری آنکھوں سے اس نے داؤدؑ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اے نایاب نوجوان تیری آواز میں کیسا سحر۔ تیرے بربط کی دھن میں کیسا طلسم

اور تیرے منہ سے نکلنے والے بولوں میں کیسا جذب اور کیسی کشش ہے بخدا تیرے اس بربط، تیری اس آواز اور تیرے ان الفاظ سے مجھے اپنے روگ اور بیماری میں افاقہ اور ہلکا پن محسوس ہوتا ہے۔ میرا جی چاہتا ہے۔ کاش ایسا ممکن ہو کہ تو ہمیشہ یہاں بیٹھ کر یوں ہی بربط بجاتا رہے اور اپنی آواز میں ایسے الفاظ ادا کرتا رہے۔ اور میں جو تیری اپنی دھن میں مست اور ہر فکر سے بے نیاز اسے ہمیشہ کے لیے سنتا رہوں۔"

داؤدؑ نے ساؤل کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور اپنی جگہ سے وہ اٹھ کھڑے ہوئے ساؤل نے اس بار اپنے اسی خادم کو مخاطب کیا جو داؤدؑ کو لایا اور اسے کہا۔ تو داؤدؑ کے ساتھ اس کے گھر جا اور اس کے باپ یسی سے کہنا کہ آج سے داؤد ہمارا منظور نظر اور ہمارا پسندیدہ نوجوان ٹھیرا۔ اور یہ اپنا ریوڑ چرانے کے ساتھ ساتھ یہاں میرے پاس بھی آتا جاتا رہے گا تاکہ اس کے بربط اور اس کے الفاظ سے مجھے سکون ہو اور اس کی میرے پاس موجودگی میرے طمانیت کا باعث بنے۔ سو وہ خادم داؤدؑ کے ساتھ ان کے گھر گیا اور ان کے باپ یسی کو ساؤل کا پیغام پہنچا دیا۔ اب داؤدؑ اپنا ریوڑ چرانے کے ساتھ ساتھ بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے پاس بھی حاضری دینے لگے تھے۔

ارضِ حجار سے نکل کر یوناف اور قرطیہ جب یمن کے مرکزی شہر مآرب کے باہر نمودار ہوئے تو انہوں نے دیکھا۔ لوگوں کا ایک بہت بڑا انبوہ قبرستان کی طرف سے آ رہا تھا۔ اور اس انبوہ میں مرد عورت بچے بوڑھے سبھی شامل تھے۔ یوناف نے آگے بڑھ کر ایک پیر مرد سے پوچھا۔ اے میرے بزرگ! یہ کیا معاملہ ہوا کہ اس قدر لوگ قبرستان کی طرف سے آ رہے ہیں۔ اور بوڑھے نے کہا۔ اے جوان! تو اس سرزمین میں اجنبی اور نووارد لگتا ہے۔ دیکھ یمن کا بادشاہ ابرہہ فریقش اچانک اپنے محل کی سیڑھیوں سے گر کر دم توڑ گیا۔ اور اب یہ سب لوگ اسے ہی دفن کر کے لوٹ رہے ہیں۔ اتنے میں لوگوں کے ایک گروہ کے اندر یوناف کی نظر فریقش کے بیٹے مندر پر پڑی۔ قرطیہ کو اس نے کنارے چلنے کو کہا اور خود بھی بھاگ کر مندر کی طرف لپکا۔ مندر نے جو اسے اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ بھی بھاگ کر یوناف سے لپٹ گیا تھا اور بچوں کی طرح رونے لگا تھا۔

یوناف نے مندر کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ اے عزیز! یہ دنیا تو ایک امتحان گاہ ہے۔ یہ تو ایک آزمائش ہے آدمی سے انسان تک کا سفر طے کرنے کے لیے۔ یہاں سے ہر ایک ایک وقت مقررہ پر کوچ کر جاتا ہے۔ خواہ وہ غلام ہو یا امام، پارسا ہو یا زند، بادشاہ ہو یا خادم۔ یہ تو درد کا ایک تلازم اور عذاب رتوں کے سرد لمحوں کا ایک سفر ہے جس پر ہر ایک کو روانہ ہونا ہے۔ دیکھ میرے عزیز! تقدیر تو ایک ہولناک و طاقتور قوت ہونے کے ساتھ ساتھ صدیوں کے لمحات پر حاوی ہے۔ اور یہ تو انسان کو روح کی خود لذتی سے نجات دیکر گولوں کی طرح موت کے اذیت ناک سمندر سے گزار دیتی ہے۔ اور سنو موت کی دستاویزات کے فیصلے تو خداوند نے اپنی دسترس میں رکھے ہوئے ہیں۔ اور یہ موت دست کوزہ گر کی طرح وقت کی بے لحاظ رسومات، بام و در کی اداسی۔ عزیز و محبوب کی فرحت اور نگاہوں میں بستے

خوابوں کو نظرانداز کرتی ہوئی اپنا کام کر جاتی ہے۔

اے میرے عزیز! گو موت جدائی کے سلگتے دھارے، فرقتوں کا سیاہ اندھیرا اور خار ہی خار دیکر جاتی ہے لیکن انسان کو تو یہ سب کچھ برداشت کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے کہ وہ تو کائنات کی دھڑکنوں اور فطرت کے قوانین کا اسیر ہے۔ موت کی عداوت و شر انگیزی کو اسے برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے کہ موت و حیات کی کشمکش ہی تو زندگی ہے۔

یوناف کے ان الفاظ نے مندر پر خاطر خواہ اثر کیا۔ اور اب وہ کافی حد تک سنبھل گیا تھا پھر اس نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ تمہاری غیر موجودگی میں یہ کوہ مجھ پر ٹوٹ پڑا تم کہاں چلے گئے تھے یوناف نے بڑی عاجزی میں کہا۔ میں نے کہاں جانا ہے۔ میں تو اپنی بیوی کو لینے گیا تھا۔ اس بار مندر نے چونک کر پوچھا۔ اپنی بیوی کو لینے تم کہاں گئے تھے۔ اور وہ کہاں رہ رہی تھی جب کہ تم نے کبھی اپنی بیوی کا ذکر ہی نہیں کیا۔ یوناف نے ٹالنے کے انداز میں کہا میرے عزیز! میری بیوی یہاں سے ذرا دور رہ رہی تھی۔ میں اسے لینے گیا تھا۔ اور اب وہ میرے ساتھ ہے مندر نے بے چین ہو کر پوچھا۔ کہاں ہے وہ یوناف نے پھر کہا۔ وہ ہجوم کے کنارے ہو کر آگے بڑھ رہی ہے۔ تمہارے ارد گرد لوگوں کا ایک جمگھٹا تھا لہٰذا میں اسے یہاں لیکر نہیں آیا۔ مندر نے توصیفی انداز میں کہا۔ تم نے اچھا کیا۔ میں اسے بعد میں مل لوں گا اور سنو یوناف اپنے باپ کی موت کے بعد اب میں یمن کا بادشاہ ہوں۔

یوناف نے مندر کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ وہ چلتے ہوئے شاہی محل میں داخل ہوئے۔ قرطیہ بھی اب قریب آ گئی تھی اور یوناف کے ساتھ ہی محل میں داخل ہو گئی تھی اس لیے کہ اکثر لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے۔ لہٰذا ہجوم میں کچھ کمی آ گئی تھی۔ اس موقع پر یوناف نے مندر سے کہا۔ یہ میری بیوی قرطیہ ہے مندر نے غور سے قرطیہ کی طرف دیکھا اور متاثر ہوتے انداز میں اس نے کہا یوناف سے کہا۔ اے میرے بھائی! تیری بیوی واقعی خوبصورت، پرکشش اور تم دونوں کا جوڑ قابلِ رشک ہے۔ میرے باپ نے تمہیں اپنا بیٹا کہا تھا۔ اس ناطے تم میرے بھائی ہو۔ اور آج کے بعد یہ قرطیہ میرے لیے میری بہن کی مانند ہے۔ اور ہاں یوناف! اب چونکہ تم اپنی بیوی بھی ساتھ لے آئے ہو لہٰذا محل کے مشرقی حصے میں جہاں تمہارا کمرہ تھا۔ اس کے اطراف کے اب سارے کمرے تمہارے تصرف میں دیئے جاتے ہیں۔ اور اس طرف کسی کو جانے کی اجازت نہ ہو گی۔

یوناف نے اس موقع پر مندر کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا پہلے تم میرے ساتھ اپنے ذاتی کمرے میں آؤ میں اپنے اور اپنی بیوی سے متعلق تم سے ایک اہم بات کہنا چاہتا ہوں اسکے بعد محل کے اندر ہماری رہائشی تجویز کو آخری شکل دینا۔ یوناف کی اس گفتگو پر مندر کچھ پریشان حال ہو کر بوکھلا سا گیا تھا تاہم وہ وہاں جمع ہونے والے لوگوں سے تھوڑی دیر کے لیے معذرت کرتا ہوا آگے بڑھا۔ یوناف اور قرطبیہ دونوں کو لیکر وہ اپنے ذاتی کمرے میں آیا وہاں وہ تینوں بیٹھ گئے۔ پھر مندر نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے بڑی نرمی میں پوچھا۔

یوناف! یوناف! اب کہو تم علیحدگی میں مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہو۔ یوناف کے چہرے پر سنجیدگی چھا گئی۔ پھر اس نے کہا۔ میں دراصل! تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں اور میری یہ بیوی قرطبیہ ایک جگہ اور مقام کے پابند ہو کر نہیں رہ سکتے۔ میں نیکی کا ایک نمائندہ ہوں اور میری بیوی اس کام میں میری مددگار اور میری معاون ہے۔ اس لیے نیکی کے فروغ اور بدی کی قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ہم خانہ بدوشوں کی بھی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں کبھی کبھی ہمارے کاموں میں رکاوٹیں پیدا کرنے کے لیے ابلیسی قوتیں ہم پر حملہ آور ہونے میں پہل بھی کرتی ہیں اور ہمیں ان سے بھی نمٹنا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ میں تم پر یہ انکشاف بھی کردوں کہ میں اور میری بیوی کوئی عام انسان نہیں ہیں۔ ہم دونوں ہی فوق البشریت حیثیت رکھتے ہیں۔ کیا تم یقین کرو گے کہ میں چند ہی ساعتیں قبل ارض حجاز سے روانہ ہوا تھا۔ اور وہیں سے میں اپنی بیوی قرطبیہ کو اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں۔ زمین کی یہ دوریاں۔ فاصلوں کا یہ بعد ہمارے آگے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ ہم دونوں پلک جھپکتے میں اپنی منزل کو پا لیتے ہیں۔

یہ گفتگو سن کر مندر کی حالت عجیب سی ہو گئی۔ اور وہ دونوں کو سہمے سہمے سے انداز میں دیکھنے لگا۔ پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا دیا اور یوناف سے مخاطب ہوا۔

یوناف! میرے بھائی یہ گفتگو جو تم نے کی مجھے عجیب سی لگی اور اس نے میرے دل اور میرے ذہن میں ایک ہلچل اور ایک انتشار سا برپا کر کے رکھ دیا ہے یوناف فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔ اے مندر! میرے بھائی! میں ابھی اور اسی وقت تمہارا یہ ذہنی انتشار دور کیے دیتا ہوں۔ پھر یوناف نے اپنا ہاتھ قرطبیہ کی طرف بڑھایا۔ قرطبیہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنا نازک، ملائم اور ریشمی ہاتھ اس نے یوناف کے سخت اور کڑے ہاتھ میں دے دیا تھا۔ پھر وہ دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے اور

کمرے کے اس ماحول سے وہ غائب ہو گئے تھے۔ یوناف اور قرطبیہ کے یوں نگاہوں سے اچانک غائب ہو جانے پر مندر حسرت زدہ سا ہو کر رہ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر دور دور تک نادیدہ جذبات اور اس کی آنکھوں کے پس منظر میں ایک جستجو اور ایک قلق سی رقص کرنے لگی تھی۔ وہ پریشانی میں کمرے کے چاروں اطراف میں دیکھنے لگا تھا۔

وہ ابھی اپنے شعور کی ایک ہلچل اور ذہنی پریشانی ہی میں مبتلا تھا کہ یوناف اور قرطبیہ اس جگہ ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے نمودار ہوئے جہاں وہ مندر کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تھے۔ پھر وہ دونوں وہاں بیٹھ گئے۔ اور یوناف نے ایک بار پھر مندر کو مخاطب کر کے کہا۔ مندر! اے میرے بھائی! یہ انکشاف اور یہ گفتگو تمہارے ساتھ میں نے اس لیے کی ہے کہ تم اپنے محل میں ہماری مستقل رہائش کا بندوبست کر رہے ہو جب کہ ہم دونوں میاں بیوی یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ ہم کسی ایک جگہ ٹک کر نہیں رہ سکتے۔ ہمیں نیکی کے فروغ اور بدی کی قوتوں پر ضرب لگانے کے لیے بستی بستی نگر نگر دھکے کھانے ہوتے ہیں۔ لہٰذا میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ اپنے اس محل میں ہم دونوں میاں بیوی کے لیے رہائش کا کوئی مستقل بندوبست نہ کرو۔ اس لیے کہ جس طرح تم ایک باقاعدگی کے ساتھ اس محل میں رہتے ہو۔ اس طرح میں اور قرطبیہ نہیں رہ سکتے مندر نے محبتوں اور خلوص میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔

یوناف! یوناف! میرے بھائی۔ تمہاری یہ گفتگو سن کر میں تمہارا مطلب و مدعا سمجھ گیا ہوں پر مجھے بھی سنو میں کیا کہتا ہوں تم تو دونوں بھلے مافوق البشریت حیثیت رکھتے ہو لیکن میرے لیے سب سے بڑی اور اہم بات یہ ہے کہ تم دونوں میرے بہن بھائی ہو۔ میں تم دونوں کے لیے اس محل میں رہائش کا مستقل اور اعلیٰ ترین انتظام ضرور کروں گا۔ محل کے جس حصے کو تم دونوں کے لیے وقف کیا جائے گا۔ اس حصے میں کسی کو جانے کی اجازت نہ ہو گی تم دونوں کی خدمت پر خدام اور خادمائیں مقرر ہوں گی۔ اور جب تم دونوں محل میں نہ ہوا کرو گے تو تمہارے رہائشی حصے کو مقفل کر دیا جایا کرے گا۔ اور یہ قفل صرف تمہاری آمد پر ہی کھلا کریں گے۔ اب تم دونوں بولو کیا بولتے ہو۔ یوناف تھوڑی دیر تک بڑے غور اور انہماک کے ساتھ مندر کو دیکھتا رہا، پھر وہ کہہ رہا تھا۔

اب میرے اور قرطبیہ کے پاس بولنے کو کچھ نہیں ہے لہٰذا جو تم چاہتے ہو ویسا ہی کرو

یوناف کے اس جواب پر مندر خوش ہو گیا تھا۔ پھر اس روز مآرب کے شاہی محل کا مشرقی حصّہ جو کئی ایک کمروں پر مشتمل تھا اس کی صفائی اور ستھرائی کرا کر اور اسے رہائش کی ضروریات سے سجا کر یوناف اور ترطیہ کے لیے مختص کر دیا گیا تھا۔ یوں مندر کی خواہش پر یوناف اور قرطیہ نے مآرب کے اس شاہی محل میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

○

○

جیسا کہ عزازیل نے مارب، بیوسا اور بنیطہ کو خبر دی تھی کہ فلستی بنی اسرائیل کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کرنے کی تیاریوں میں مشغول ہیں۔ سو جب یہ تیاریاں مکمل ہو گئیں تو فلستیوں کا بادشاہ بنی اسرائیل کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے نکلا اپنے مرکزی شہر سے نکل کر فلستیوں کا لشکر بنی اسرائیل کے سرحدی شہر شوکہ کی طرف آیا اور پھر تیزی کے ساتھ پیش قدمی کرتے ہوئے شوکہ اور عزیقہ شہروں کے درمیان کوہستانی سلسلے کی ایک وسیع وادی کے اندر فلستیوں کا یہ لشکر جنگ کے لیے خیمہ زن ہو گیا۔

دوسری طرف بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کو جب اطلاع ہوئی کہ فلستی ایک بڑے لشکر کے ساتھ ان کے علاقوں پر چڑھ دوڑے ہیں۔ تو اس نے بھی اپنے لشکر کو تیار کیا اور انہی وادیوں کی طرف کوچ کیا جہاں وہ فلستیوں کا لشکر خیمہ زن ہوا تھا جن وادیوں کے اندر یہ دونوں عساکر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہوئے تھے۔ ان دونوں وادیوں کی پشت پر بلند کوہستانوں کا سلسلہ تھا اور دونوں طرف کے لشکر اپنی پشت پر ان کوہستانی سلسلوں تک پھیلتے چلے گئے تھے۔ یہاں تک کہ دونوں لشکروں نے اپنی رسد کمک اور خوراک کے ذخائر ایک پڑاؤ کی صورت میں اپنی اپنی پشت پر پڑنے والے ان کوہستانوں پر ہی بنائے تھے فلستیوں کا بادشاہ اپنی طرف کے کوہستان پر بیٹھ کر اپنے لشکر کو ہدایات دینے لگا تھا۔ جب کہ ان کے عین سامنے مقابل کے کوہستانی سلسلے پر ساؤل بیٹھ کر اپنے عساکر کو ہدایات جاری کرنے لگا تھا۔ اور داؤدؑ کے تین بڑے بھائی بھی ساؤل کے اس لشکر میں شامل تھے۔

جب اسرائیلی اور فلستی دونوں عساکر ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہوئے تو فلستی لشکر سے ایک پہلوان نکلا۔ جو بہت دراز قد اور کوہ پیکر تھا۔ اس کے سر پر پیتل کا خود اور وہ پیتل ہی کی زرہ پہنے ہوئے تھا اس کی ٹانگوں پر پیتل کے ساق پوش اور دونوں

Uploaded By Muhammad Nadeem

شانوں کے درمیان پیتل کی برچھی تھی۔ اس کے پاس بھالا تلوار اور ڈھال تھی۔ دونوں لشکروں کے وسط میں آکر وہ پہلوان رکا اور اسرائیلی لشکر کی طرف منہ کر کے اس نے پکار کر کہا میرا نام جالوت[1] ہے فلستیوں کی سرزمین ہی میں نہیں بلکہ بنی اسرائیل، کنعانی اور آشوریوں کی سرزمینوں تک بھی لوگ مجھے جانتے اور پہچانتے ہیں کہ میں کس پائے کا پہلوان اور کیسا زور آور ہوں۔ اے اسرائیل کے فرزندو! اے ساؤل کے خادمو میں تم لوگوں کو دعوتِ مبارزت دیتا ہوں۔ تم میں کوئی ایسا ہے جسے اپنی زندگی عزیز نہ ہو اور جو میدان میں نکل کر میرے ساتھ مقابلہ کرے۔

جالوت کا نام سن کر بنی اسرائیل کے لشکریوں پر اداسی اور مردنی چھا گئی تھی۔ پس جالوت سے مقابلہ کرنے کے لیے کوئی میدان جنگ میں نہ اترا۔ جالوت جب کافی دیر تک وہاں کھڑا ہو کر انتظار کرتا رہا اور کوئی اس کے مقابلے پر نہ اترا تو اس نے پھر چلا کر کہا اے اسرائیل کے فرزندو! اس وقت تک اجتماعی جنگ نہ ہوگی جب تک کوئی تم میں سے نکل کر میرے ساتھ انفرادی مقابلہ نہ کرے۔ سو اپنے لیے کسی جوانمرد کو نکالو جو میرے ساتھ نبرد آزما ہو۔ اور سنو اسرائیلیو! اگر تم میں سے کوئی میرے ساتھ مقابلہ کرے اور مجھے قتل کر دے تو ہم تم لوگوں کے خادم ہو جائیں گے اور اگر میں غالب رہوں اور تمہارے آدمی کو قتل کر دوں تو پھر تم لوگ ہمارے خادم ہو جاؤ گے اور ہماری خدمت بجا لاؤ گے۔

جب بنی اسرائیل میں سے کوئی بھی جالوت کے مقابلے پر نہ نکلا تو جالوت پھر بنی اسرائیل، لشکر کو مخاطب کر کے کہا۔ اے بنی اسرائیل! میرا خیال ہے کہ تم میں سے کوئی بھی میرے مقابلے پر نہ آئے گا پر یاد رکھو جب تک تم میں سے کوئی میرے ساتھ مقابلہ نہ کرے گا۔ دونوں لشکر ایک دوسرے سے نہ ٹکرائیں گے اور میں یوں ہر روز میدان میں نکل کر اور تم لوگوں کو مقابلے کے لیے للکار للکار تمہاری فضیحت اور بے عزتی کرتا رہوں گا اور دیکھوں گا کہ تم لوگ کب تک خاموش رہتے ہو اور کب تک میرے مقابل کسی کو نہیں لاتے۔ جالوت واپس اپنے لشکر میں چلا گیا۔ اور اب اس نے یہ طریقہ اپنا لیا کہ وہ ہر روز میدان میں نکلتا۔ بنی اسرائیل

---

[1] توریت کے مطابق اس جالوت کا قد چھ ہاتھ ایک بالشت تھا اس کی زرہ تول میں پانچ ہزار اور اس کے بھالے کی چھڑی ایسی تھی جیسے جولاہے کا شہتیر۔ اس کے نیزے کا پھل چھ سو مثقال وزن کا تھا۔ قرآن مقدس میں اس جنگ اور جالوت کا ذکر آتا ہے

کو مقابلے کے لیے للکار کر ان کی بے عزتی کا باعث بنتا اور جب کوئی اس کے مقابلے پر نہ آتا تو وہ واپس چلا جاتا۔ اسی دوران عزازیل، عارب، بیوسا اور بنیطہ بھی فلستی لشکر میں آشامل ہوتے تھے تاکہ دیکھیں فلستیوں کے ہاتھوں بنی اسرائیل کی کیا حالت بنتی ہے۔

اور بیت لحم کے یسی کے آٹھ فرزند تھے، جن میں سے سب سے چھوٹے داؤدؑ تھے۔ یسی خود تو بوڑھا ہو چکا تھا، لیکن اس کے تین فرزند الیاب، ابینداب اور سمہ ساؤل کے ہمراہ بنی اسرائیل کے لشکر میں شامل تھے۔ ایک روز یسی نے اپنے چھوٹے بیٹے داؤدؑ کو بلایا اور بلا یا اور کہا۔ دیکھ میرے فرزند میں جانتا ہوں تو بہادر، شجاع، دلیر، جرأتمند اور نیک دل پایا گیا ہے۔ دیکھ بنی اسرائیل اور فلسطی لشکر کو ایک دوسرے کے مقابل ہوئے آج کئی روز ہو چکے اور میں اپنے تینوں بیٹوں اور تیرے تینوں بڑے بھائیوں کی طرف سے فکرمند ہوں جو لشکر میں شامل ہیں۔ سو میں چاہتا ہوں کہ تو اپنے ریوڑ کو بھول جا۔ میں اس کے چرانے کا بندوبست کروں گا تو بس لشکر میں جا اور اپنے بھائیوں کی خبر لے تاکہ ان کی طرف سے مجھے اطمینان ہو۔ کیونکہ دوسرے لوگ بھی جن کے فرزند لشکر میں ہیں اپنے اپنے آدمیوں کی اس طرح خبرگیری کا سامان کر رہے ہیں۔ اس پر داؤدؑ نے بڑی عاجزی اور انکساری میں کہا۔ اے میرے باپ آپ فکرمند نہ ہوں جیسا آپ کہیں گے ویسا ہی میں کروں گا۔

داؤدؑ کا جواب سن کر یسی خوش ہوا اور کہا۔ اے میرے بیٹے! تو آج ہی رزم گاہ کی طرف روانہ ہو جا۔ پر دیکھ اپنے ساتھ سامان بھی لے جا جو میں نے تیار کر رکھا ہے۔ تو میرے ساتھ آ تاکہ میں وہ سامان تجھے دوں پھر یسی داؤدؑ کو اپنے گھر کے ایک کمرے میں لے گیا۔ پھر سامان داؤدؑ کے حوالے کرتے ہوئے یسی نے کہا۔ اے میرے فرزند! یہ بھنا ہوا اناج، روٹیاں اور پنیر کی ٹکیاں ہیں یہ چیزیں تو لشکر گاہ میں اپنے تینوں بھائیوں کے پاس لے جا۔ اور دیکھ میرے فرزند واپسی پر ان کی طرف سے کوئی ایسی چیز لے آنا جو میرے لیے اس امر کی نشانی ہو کہ وہ تینوں خیریت کے ساتھ ہیں۔ سو داؤدؑ اپنے باپ کے حکم کے مطابق ان کی دی ہوئی چیزیں لیکر رزم گاہ کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

داؤدؑ جب اپنے باپ کا دیا ہوا سامان لیکر وادی ایلہ میں پہنچے جہاں دونوں عساکر ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کیے ہوئے تھے۔ تو وہ لشکر گاہ میں سے ہوتے ہوئے اس خیمے میں داخل ہوئے جس میں ان کے تینوں بڑے بھائی تھے۔ وہ اپنے چھوٹے بھائی داؤدؑ کو وہاں دیکھ کر خوش ہوئے۔ داؤدؑ نے انہیں پہلے وہ سامان دیا جو وہ گھر سے لے کر آئے تھے اور ساتھ ہی ان سے اپنے اہل خانہ کی خیریت بھی بتائی اور ان پر انکشاف کیا کہ گھر والے ان تینوں سے متعلق فکرمند ہیں۔ عین اس وقت جب کہ داؤدؑ اپنے بھائیوں کے ساتھ محو گفتگو تھے فلسطیوں کا پہلوان جالوت میدان میں اترا اور زور زور سے اسرائیلیوں کو مخاطب کرتے ہوئے مقابلے کے لیے للکارنے لگا تھا۔

داؤدؑ نے حیرت و پریشانی میں اپنے بھائیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا یہ کون شخص ہے جو بنی اسرائیل کو مقابلے کے لیے للکارتا ہے اور حیرت ہے کہ ہمارے لشکر سے کوئی اس سے مقابلہ کرنے کو نہیں نکل رہا۔ داؤدؑ کے تینوں بھائی افسردہ سے ہو گئے اور انہوں نے اس استفسار کا داؤدؑ کو کوئی جواب نہ دیا۔ پر وہاں اس وقت خیمے میں داؤدؑ کے بھائیوں کے علاوہ کچھ اور اسرائیلی بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں میں سے ایک اسرائیلی نے داؤدؑ کو مخاطب کر کے کہا۔ اے یسی کے بیٹے! یہ مقابلے کے لیے للکارنے والا فلسطیوں کا ایک پہلوان ہے اور اس کا نام جالوت ہے۔ یہ گزشتہ کئی روز سے ایسا ہی کر رہا ہے۔ دیکھ جب پہلے روز دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہوئے تو جالوت نام کا یہ پہلوان میدان میں اترا اور بنی اسرائیل کو مقابلے کی دعوت دی پر ہمارے لشکر میں سے کوئی بھی اس سے مقابلہ کرنے کو نہ اترا۔ لہٰذا اس جالوت نے اعلان کیا کہ اس وقت تک دونوں لشکر اجتماعی طور پر ایک دوسرے سے نہ ٹکرائیں گے جب تک بنی اسرائیل میں سے کوئی اس کے ساتھ انفرادی طور پر مقابلہ نہ کرے۔

آہ بنی اسرائیل کی بدبختی جالوت نام کا یہ فلسطی پہلوان اب ہر روز میدان میں نکلتا ہے اور بنی اسرائیل کی بے عزتی، رسوائی اور فضیحت کرنے کی خاطر ہر روز بنی اسرائیل کو مقابلے کیلئے للکارتا ہے۔ اور یہ سلسلہ کئی روز سے جاری ہے پر کوئی اسرائیلی اس کے مقابلے پر نہیں آتا اور اب تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ہمارے بادشاہ ساؤل نے اعلان کر دیا ہے کہ جو بھی اسرائیلی جنگجو اس جالوت نام کے پہلوان کے ساتھ مقابلہ کر کے اسے زیر کرے گا۔ اسے نہ صرف یہ کہ ساؤل بادشاہ دولت سے مالا مال کر دے گا بلکہ اپنی بیٹی کو بھی اس شخص سے بیاہ دے گا جو مقابلے میں جالوت کو زیر کرے۔ لیکن پھر بھی کوئی مقابلے پر نہیں اترتا۔ اس لیے کہ اطراف و اکناف کے

سب لوگ جانتے ہیں کہ جالوت کس قدر زور آور اور قوت والا پہلوان ہے۔ سنا ہے وہ اپنے مقابل پر بپھر بپھر کر اٹھتے بگولوں، جان کنی کے لمحات اور شور مچاتے آندھی زلزلوں کی طرح حملہ آور ہوتا ہے اور لمحوں کے اندر اپنے مقابل کی حالت محکومیت کی اسیری، ظلمت کی گہرائیوں اور بنجر کھیت و ویران لبستیوں جیسی کر کے رکھ دیتا ہے۔ کاش بنی اسرائیل میں بھی اس جالوت جیسا کوئی پہلوان ہوتا اور اسی کے سے خوفناک انداز میں اس کی للکار کا جواب دیتا۔

اس اسرائیلی کی یہ گفتگو سن کر داؤدؑ نے برہم ہو کر کہا یہ کیسے ممکن ہے بتوں کی پرستش اور پوجا پاٹ کرنے والے فلستیوں کا کوئی فرد خدائے واحد کو ماننے والے اور اسی کی بندگی و عبادت کرنے والے اسرائیلیوں کی رسوائی اور فضیحت کرے۔ میں فلستیوں کے اس پہلوان جالوت سے مقابلہ کروں گا اور اس پر ثابت کروں گا کہ غالب و فوز مند وہ ہی رہتا ہے جسے اللہ کی نصرت و حمایت حاصل ہو۔ اور اے اسرائیل کے فرزندو! مجھے غور سے سنو۔ میں تم لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ جب میں اپنے رب کا نام لیکر جالوت کے مقابلے پر نکلوں گا تو اس مقابلے میں یقیناً کامیاب و سرفراز ہونگا اور جالوت کو اپنے سامنے زیر اور رسوا کرچکا ہوں گا۔ داؤدؑ کے بڑے بھائی الیاب نے جب ان کی یہ گفتگو سنی تو اسے فکر ہوئی کہ کہیں میرا چھوٹا بھائی جالوت کے ساتھ مقابلے کے لیے نکل کر مارا ہی نہ جائے لہٰذا اس نے داؤدؑ کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

تو یہاں کیوں آیا ہے۔ اور اپنی بکریوں کا وہ چھوٹا سا ریوڑ جس پر ہمارے گھر کی گزر بسر ہوتی ہے وہ تو کسی کے پاس اور کس کی نگرانی میں چھوڑ آیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں تو یہ سامان دینے کے بہانے فلستیوں اور بنی اسرائیل کی جنگ دیکھنے آیا ہے۔ دیکھ میں تیرا بڑا بھائی اور تجھ سے کہتا ہوں کہ فوراً لشکر سے نکل کر گھر چلا جا۔ تیری غیر موجودگی میں باپ پریشان ہوگا۔ اور تیرا ریوڑ بھوکا مر جائیگا۔ اب تو اٹھ اور یہاں سے چلا جا۔ اور اس فلستی پہلوان جالوت سے مقابلہ کرنے کی دھن تو اپنے ذہن سے نکال دے۔

داؤدؑ نے بڑی متانت اور پیغمبرانہ سنجیدگی میں اپنے بڑے بھائی الیاب کو جواب دیتے ہوئے کہا۔ میں یہاں بنی اسرائیل اور فلستیوں کی جنگ دیکھنے نہیں آیا۔ بلکہ مجھے میرے باپ نے بھیجا کہ میں تم تینوں کی خیریت کی خبر اس تک پہنچاؤں کیونکہ وہ تمہارے متعلق بہت فکر مند ہے۔ اس جالوت پہلوان سے متعلق تو مجھے یہاں آکر پتہ چلا کہ یہ گزشتہ کئی دنوں سے بنی اسرائیل کی فضیحت کرتا چلا آرہا ہے۔ لیکن اب ایسا نہ ہوگا۔ جالوت کو نیچا دکھانا۔ حق کے مقابلے میں باطل نیکی کے مقابلے میں بدی، اطاعت کے مقابلے میں معصیت اور وحدانیت کے مقابلے میں شرک کو نیچا دکھانے کی مترادف ہے لہٰذا میں اس بدی و برائی انحراف و نافرمانی اور کفر و شرک کا برا انجام دیکھے بغیر نہ جاؤں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں اس جالوت کو زیر کر سکتا ہوں۔

اس کے بعد داؤدؑ اس خیمے سے باہر نکل آئے۔ ان کے بھائی اور خیمے میں موجود دوسرے اسرائیلی بھی خیمے سے باہر آگئے۔ جالوت سے متعلق گفتگو سننے کے بعد اس خیمے سے باہر جلد ہی لشکر کے اسرائیلیوں کا ایک بڑا گروہ جمع ہو گیا تھا۔ پھر اس قدر لوگوں کو وہاں جمع ہوتے دیکھ کر داؤدؑ کے بھائی بے بس سے ہو گئے اور انہوں نے داؤدؑ کو جالوت کے ساتھ مقابلے سے باز رکھنے کے لیے ان کے ساتھ کوئی مزید گفتگو نہ کی۔ پھر وہاں جمع ہونے والے اسرائیلیوں کو مخاطب کر کے داؤدؑ نے کہا۔ اے اسرائیل کے فرزندو! مجھے بتاؤ کہ ہمارا بادشاہ ساؤل کہاں ہے تاکہ میں اس سے ملوں اور اسے بتاؤں کہ میں جالوت سے مقابلہ کر سکتا ہوں۔ لہٰذا وہ مجھے اجازت دے کہ میں جالوت کے مقابلے پر نکلوں! اتنے میں ایک اسرائیلی نے بلند آواز میں کہا ساؤل کا خیمہ تو وہ اس سامنے والے جبل پر ہے۔ داؤدؑ نے جواب میں کچھ بھی نہ کہا اور وہ خاموشی سے اس کوہستان کی بلندی پر چڑھنے لگے تھے۔ جس کی طرف اس اسرائیلی نے اشارہ کیا تھا۔

○

یمن میں آرب کی شاہی محل میں یوناف اور قرطبیہ دونوں اپنے اس کمرے میں بیٹھے باہم باتیں کر رہے تھے جسے وہ دیوان خانے کے طور پر استعمال کرتے تھے کہ یوناف اچانک گفتگو کرتے کرتے خاموش ہو گیا کیونکہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا تھا۔ یوناف کے یوں خاموش ہو جانے پر قرطبیہ نے بھی اندازہ لگا لیا تھا کہ ابلیکا گفتگو کرنے لگی ہے لہٰذا وہ بھی خاموش ہو گئی تھی ابلیکا نے لمس دینے کے بعد کہا۔ یوناف! یوناف! میرے عزیز تیرے امتحان کا وقت آ گیا ہے۔ نیکی کے بدی کے ساتھ ٹکرانے کی ساعت آ گئی ہے۔ دیکھ ارض فلسطین میں ایلہ کی وادیوں کے اندر فلستیوں اور اسرائیلیوں کے لشکر ایک دوسرے کے سامنے خیمہ زن ہیں۔ گزشتہ کئی روز سے فلستیوں کی طرف سے جالوت نام کا ایک پہلوان نکلتا ہے اور بنی اسرائیل میں سے کوئی اس کے مقابلے پر نہیں نکلتا۔ اس طرح گزشتہ کئی روز سے یہ جالوت جو مشرک ہے خدا کو ماننے والے اسرائیلیوں کی رسوائی کا باعث بنا ہوا ہے۔

اے یوناف! تو بآسانی اس جالوت کو زیر کر سکتا ہے۔ اٹھ اور ایلہ کی وادیوں کی طرف کوچ کر اور جالوت کو زیر کر کے بنی اسرائیل کو اس کی ذلت سے بچا۔ اور سنو اس دفعہ فلستیوں کے لشکر میں عزازیل، عارب، بیوسا اور بنیطہ بھی شامل ہیں۔ لہٰذا محتاط رہنا۔ بہرحال اتنا فکرمند ہونے کی بھی ضرورت نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اور اب تو قرطبیہ بھی ساتھ ہے اب دو کے بجائے نیکی کی ہم تین علامتیں ہیں۔ ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف نے کہا۔ ابلیکا! ابلیکا! میں تمہاری اس پکار پر لبیک کہتا ہوں اور قرطبیہ کے ساتھ میں ابھی ارض فلسطین کی طرف کوچ کرتا ہوں۔ اس موقع پر قرطبیہ نے بڑے پیار سے پوچھا کیا کہتی ہے ابلیکا! اور جواب میں یوناف نے سارے احوال قرطبیہ اور آخر میں یوناف نے قرطبیہ کو مخاطب کر کے کہا۔ قرطبیہ! آؤ یہاں سے ارض فلسطین کی طرف کوچ کریں پھر دونوں میاں بیوی اپنی اپنی جگہ پر

اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر دونوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ میں ڈالا۔ اور اپنی سری قوتیں استعمال کرنے سے قبل یوناف نے پھر بولا۔ قرطبیہ! قرطبیہ! وہاں فلستیوں کے لشکر میں عزازیل، عارب، بیوسا اور بنیطہ بھی ہیں۔ اگر ان سے ٹکراؤ ہو جائے اور تم یہ جانو کہ تم کسی کرب میں مبتلا ہو رہی ہو تو فوراً اپنے جسم کے کسی بھی حصے کو میرے جسم کے ساتھ مس کر لینا اس طرح عزازیل یا اس کے ساتھی تمہیں کوئی گزند نہ پہنچا سکیں گے۔ کیونکہ میں اپنی ذات پر ایک ایسا سری عمل کر دوں گا جو میرے ساتھ ساتھ تمہیں بھی دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ یوناف کی گفتگو پر حسین قرطبیہ کی گہری نیلی آنکھوں میں خوشیاں ہی خوشیاں بکھر گئی تھیں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلا دی۔ پھر وہ دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور آرب سے غائب ہونے کے بعد وہ ارض فلسطین میں ایلہ کی وادی میں ایک ایسی بڑی چٹان پر نمودار ہوئے۔ جہاں کھڑے ہو کر وہ فلستی اور اسرائیلی دونوں عساکر کو دیکھ سکتے تھے۔

○

فلستی لشکر کی حدود میں عزازیل، عارب، بیوسا اور بنیطہ ایک بہت بڑی چٹان کے پاس بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ کہ عزازیل اچانک خاموش ہو گیا اور اس پر ایسی کیفیت طاری ہو گئی جیسے وہ ہمہ تن گوش ہو کر کسی کو سننے کی کوشش کر رہا ہو۔ اس کے چہرے پر عجیب طرح کے تاثرات بھی بکھر رہے تھے پھر اچانک عزازیل بولا اور کہا۔ رفیقان سنبھلو! یوناف اور قرطبیہ اس وادی ایلہ کی ایک جنوبی چٹان پر نمودار ہوئے ہیں۔ ابھی ابھی میرے ایک کارکن نے مجھے یہ اطلاع کی ہے۔ یوناف کا ارادہ اس جنگ میں شامل کر جالوت سے مقابلہ کرنا ہے۔

میرے عزیزو! اگر وہ اس مقابلے میں کود پڑا تو لمحوں کے اندر وہ جالوت کا خاتمہ کر کے رکھ دے گا کیونکہ یوناف اور جالوت کا تناسب ایسا ہی ہے جیسے آندھی اور بگولہ۔ لہٰذا آؤ یوناف اور قرطبیہ کی راہ روک دیں۔ قرطبیہ اگر افریقہ میں پہلے بھی میرے ہاتھوں بچ نکلی تھی تو آج وہ ایسا نہ کر سکے گی آج جہاں ہم یوناف کو اپنے حدود سے تجاوز کرنے کی سزا دیں گے وہاں قرطبیہ کا بھی ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر کے رکھ دیں گے

ورنہ اس میدان میں اگر یوناف واقل ہو کر جالوت کو زیر کر گیا تو فلستیوں کے حوصلے پست ہو جائیں گے اور وہ شکست سے دوچار ہو جائیں گے اور فلستیوں کی شکست ہمارے مقاصد کی نفی ہے۔ لہٰذا آؤ یوناف اور قرطبیہ کی راہ روک دیں۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل عارب، بیوسا اور بنیطہ اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے وہ اس چٹان کی طرف کوچ کر گئے تھے جس چٹان پر یوناف اور قرطبیہ نمودار ہوئے تھے۔

○

○

اور ایلہ کی وادی میں داؤدؑ اپنے بھائیوں کے خیمے سے نکل کر جب اس جبل پر چڑھنے لگے جس پر بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل خیمہ نصب تھا۔ تو ایسا ہوا کہ داؤدؑ کے وہاں پہنچنے سے قبل ہی لشکر کے کچھ لوگوں نے ساؤل تک یہ بات پہنچادی کہ لیسی کا بیٹا داؤدؑ اپنے بھائیوں کے لیے گھر سے کھانے کی اشیاء لے کر آیا ہے اور وہ جالوت کے ساتھ مقابلہ کرنے کا خواہشمند ہے۔ لہٰذا داؤدؑ کے ساؤل تک پاس پہنچنے سے قبل ہی ساؤل کو سارے حالات کی خبر ہو گئی تھی۔ پس جب داؤدؑ ساؤل کے خیمے کے سامنے آئے تو حاجب بغیر کسی گفتگو یا تمہید کے داؤدؑ کو فوراً اندر لے گیا اس وقت خیمے میں خود ساؤل، اس کا بیٹا یوتتن اور چچازاد بھائی ابنیر بیٹھے ہوئے تھے۔ ساؤل نے داؤدؑ کو اپنے بیٹے یوتتن اور چچازاد بھائی ابنیر کے ساتھ بیٹھنے کو جگہ دی۔ پھر اس نے بڑی ہمدردی اور شفقت میں پوچھا۔

اے داؤدؑ! میں نے سنا ہے۔ تو جالوت سے مقابلہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس پر داؤدؑ بولے اور کہا اے بادشاہ! میں جب یہاں لشکر کے اندر اپنے بھائی کے خیمے میں تھا تو میں نے جالوت کو سنا۔ وہ دونوں عساکر کے درمیان ہو کر بنی اسرائیل کی فضیحت کر رہا تھا اور بنی اسرائیل کے لیے رسوائی و ذلت اور بے عزتی و بدنامی کی باتیں کر رہا تھا۔ پس اے بادشاہ! میرے لیے یہ بات ناقابل برداشت تھی کہ ایک باطل پرست خدا پرستوں کی ذلت و بے عزتی کا باعث بنے لہٰذا میں نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ میں اس جالوت سے ضرور مقابلہ کروں گا اور اے بادشاہ! میں اب صرف اس غرض سے آپ کے پاس آیا ہوں۔ تاکہ آپ مجھے اس فلستی پہلوان جالوت کے ساتھ مقابلہ کرنے کی اجازت دیں۔ ساؤل نے داؤدؑ کو سمجھانے کے انداز میں کہا۔

اے داؤدؑ تو اس جالوت سے مقابلہ نہ کر اس لیے کہ تو ابھی اس قابل نہیں کہ تو جالوت کے ساتھ ٹکرائے تو ابھی ایک نوجوان ہے اور تو اب تک اپنا ریوڑ ہی چراتا رہا ہے۔ جب کہ

جالوت اپنے بچپن سے ہی ایک پہلوان چلا آرہا ہے اور حرب و ضرب کے ساز کو وہ استعمال کرنے
حرکت میں لانے کا خوب ماہر ہے۔ لہٰذا اس جالوت سے مقابلہ کرنے کا خیال دل سے نکال دو
ساؤل کی اس توضیح کے جواب میں بولتے ہوئے داؤدؑ نے کہا۔ اے بادشاہ یہ جالوت تو کوئی چیز
ہی نہیں۔ آپ جانتے ہیں۔ میں اپنے باپ کا ریوڑ چراتا ہوں۔ اور جب کوئی شیر یا ریچھ میرے اس
ریوڑ پر حملہ آور ہو کر اس میں سے کوئی بکری اٹھا بھاگتا تو میں اس کا پیچھا کرتا۔ تو میں ان درندوں کا
پیچھا کرتا اور انہیں مار مار کر ان سے اپنی بکری سلامت چھین لیتا۔ اور جب کوئی درندہ مجھ پر لپکتا
تو میں اس کا بھی مقابلہ کرتا اور اسے مار کر بھگا دیتا یا ہلاک کر دیتا۔ اے بادشاہ! جب میں اپنے
ریوڑ کی حفاظت میں درندوں کا مقابلہ کر کے انہیں ہلاک کرتا یا مار بھگاتا رہا ہوں۔ تو پھر بنی اسرائیل
کی حفاظت کی خاطر میں کیونکر اس جالوت کو اپنے سامنے زیر نہ کر لوں گا۔ اے بادشاہ! تو مجھے
اس فلسطی نامختون جالوت سے مقابلہ کرنے کی اجازت دے۔ پھر دیکھ میں اس میں کیا انجام
کرتا ہوں۔

اے بادشاہ ساؤل! اس فلسطی پہلوان جالوت نے ایک خدا کی بندگی کرنے والے
بنی اسرائیل کی رسوائی کی ہے۔ اس سے میں مقابلہ ضرور کروں گا اور جس خداوند نے مجھے میرے ریوڑ کی
حفاظت کرتے ہوئے مجھے درندوں سے بچایا وہ مجھے اس جالوت سے بھی بچا لے گا اور وہی
میرا رب مجھے اس کے مقابلے میں فوز مند اور کامران بھی رکھے گا۔ اس بار ساؤل نے قائل ہوتے
ہوئے کہا۔ جو گفتگو تم کرتے ہو اگر ایسا ہے۔ تو پھر خداوند تمہارے ساتھ ہے۔ تم جالوت کا مقابلہ
کرو اور مجھے امید ہے تم کامیاب ہو گے۔ اور دیکھو میں تمہیں اپنا جنگی لباس پہناتا ہوں اور اپنے
ہتھیاروں سے سجاتا ہوں پھر تم اس جالوت کے مقابلے پر نکلو۔ پھر ساؤل اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا
ایزا اور یوتھن کی مدد سے اس نے داؤدؑ کو پہلے اپنا لباس پہنایا پھر تینوں مل کر داؤدؑ کو ہتھیاروں
سے سجانے لگے تھے۔

ایلہ کی وادی میں ایک بہت بڑی چٹان پر نمودار ہونے کے بعد یوناف نے قرطبیہ کو مخاطب
کر کے کہا۔ قرطبیہ! قرطبیہ! قبل اس کے کہ میں ان دونوں لشکروں کے درمیان جالوت سے مقابلہ
کرنے کے لیے اتروں میں تم سے دو باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ پہلی یہ کہ جب میں فلسطی پہلوان جالوت
کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے میدان میں اتروں تم عزازیل، عارب، بیوسا اور بلنطہ کی طرف سے
محتاط رہنا۔ مجھ سے علیحدہ تمہیں تنہا دیکھ کر وہ اپنی ماضی کی خفت اور ذلت مٹانے کی خاطر تم

حملہ آور بھی ہو سکتے ہیں۔ ویسے اتنا گھبرانے اور فکرمند ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے
کہ ابیکا بھی تم پر نگاہ رکھے گی اور ضرورت کے وقت وہ ضرور تمہاری مدد کو بھی لپکے گی بہر حال تم خود
بھی ان ذلت آمیز عناصر اور بدی کے گماشتوں سے محتاط رہنا۔ تم فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت
میں لا کر اور نگاہ سے غائب ہو کر اپنا دفاع کر سکتی ہو۔ قرطبیہ نے اپنے خوبصورت اور سرخ آلوچہ
ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیرتے اور خوشی میں اپنی جھیل سی گہری نیلی آنکھیں نچاتے ہوئے پیار سے
یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

اور دوسری بات کیا ہے۔ جو آپ کہنا چاہتے ہیں۔ پہلی بات تو میں نے سن لی۔ اور آپ سے
متعلق زیادہ فکرمند نہ ہوں۔ میں پہلے ایک بار افریقہ میں اپنی غفلت کی بنا پر عزازیل کے ہتھے چڑھ
گئی تھی۔ اب میں عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے زیادہ محتاط رہوں گی۔ اب آپ دوسری
بات کہیں، دوسری بات یہ ہے۔ یوناف مسکراتے ہوئے بولا۔ کہ آج بلکہ ابھی سے میں تمہارا نام تبدیل
کرنا چاہتا ہوں۔ تم نے اپنا نام قرطبیہ تو سردار مجبتا کی بیٹی کے نام پر رکھ لیا تھا۔ تاکہ اس کے ہاں تم
پناہ لے سکو۔ لیکن اب تم کسی کی پابند اور دست نگر نہیں ہو۔ قرطبیہ نے فوراً بیچ میں بولتے ہوئے کہا۔
میں آپ کی اس بات سے اتفاق نہیں کرتی۔ آپ کی بیوی کی حیثیت سے میں آپ کی پابند اور دست نگر
ہوں۔ یوناف نے فوراً پوچھ لیا۔ کیا تم مجبتا کے ہاں کی پابندی اور میری بیوی کی حیثیت سے
اس پابندی میں فرق محسوس نہیں کرتی ہو۔ قرطبیہ نے اپنے انمول انداز میں ترشے ایک خوبصورت
لبوں پر رست خیز اور دل فریب مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ بولی۔

اس پابندی اور اس پابندی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مجبتا کے ہاں اپنے بھائی کے ساتھ
بے بسی، مجبوری اور لاچارگی کی پابندی تھی۔ اور آپ کے ساتھ بیوی کی حیثیت سے پابندی۔
سکون، پیار و محبت اور خوشی و مسرت سے بھرپور پابندی ہے۔ اور اس پابندی میں تو میں
اپنی ساری زیست گزار دینے کا عہد کر چکی ہوں۔ قرطبیہ کی اس گفتگو سے یوناف کے لبوں پر گہری
مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اسکی چھاتی تن گئی تھی۔ پھر اس کی گہرے سرور میں ڈوبی آواز بلند ہوئی۔
قرطبیہ! قرطبیہ! ایسی گفتگو کر کے تم نے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ قرطبیہ پھر بولی اور اپنی شہد، پیار
کے رنگ اور چاہتوں کی خوشبو بکھیرتی اپنی آواز میں اس نے کہا۔ ایک بیوی کی حیثیت سے
آپ کو خوش اور پرسکون رکھنا میرے فرائض میں شامل ہے۔ اچھا اب آپ وہ دوسری بات مکمل
کریں جو آپ کہنے والے تھے۔ یوناف نے ایک بار مسکراتے ہوئے پھر قرطبیہ کو مخاطب کر کے کہا

رہا تھا۔

قرطلیہ! قرطلیہ! دوسری بات جو میں تم سے کہہ رہا تھا وہ یہ کہ آج نہیں نہیں بلکہ ابھی سے تمہارا نام اب قرطلیہ کے بجائے صرف ارلیہ ہوگا۔ اور میں اب آج کے بعد اسی نام سے تمہیں پکارا کروں گا قرطلیہ نے بے پناہ خوشی اور انبساط کا اظہار کیا اور بولی میں آپ کا دیا ہوا یہ نام بخوشی قبول کرتی ہوں۔ پہلے مجھے اپنے نام سے نہیں صرف اپنی ذات سے محبت تھی لیکن اب اپنی ذات کے بجائے مجھے اپنے اس نئے نام سے زیادہ محبت اور الفت ہوگی اس لئے کہ یہ نیا نام میرے شوہر کا دیا ہوا ہے۔ ایسا شوہر جس کے لیے میں اپنی جان تک نثار اور اپنی روح تک نچھاور و قربان کر سکتی ہوں۔ ارلیہ کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اچانک وہ سنجیدہ ہو گیا۔ کیونکہ اچانک اس کی گردن پر ابلیکا نے تیز لمس دیا تھا۔ ارلیہ بھی سمجھ گئی تھی کہ یوناف پر ابلیکا وارد ہو گئی ہے۔ لہٰذا وہ بھی خاموش ہو گئی تھی۔ پھر ابلیکا کی بے چین، سنجیدہ اور فکرمندی کی آواز یوناف کی سماعت یوناف! یوناف! تم اور ارلیہ! فوراً سنبھل جاؤ۔ عزازیل، عارب، بیوسا اور بینظہ کے ساتھ تم دونوں پر حملہ آور ہو رہا ہے میں بھی تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ تم نے اچھا کیا قرطلیہ کا نام بدل کر ارلیہ رکھ دیا ہے۔ اور ہاں سنو یوناف —————— ابلیکا کہتے کہتے خاموش ہو گئی۔ کیونکہ جس چٹان پر یوناف اور قرطلیہ کھڑے تھے اس چٹان پر ان دونوں کے عین سامنے عارب، بیوسا اور بینظہ نمودار ہوئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی ارلیہ اپنے حسین، بلوری اور چکیلے جسم کو یوناف کے جسم سے مس کرتی ہوئی کھڑی ہو گئی تھی۔ یوناف خاموش تھا۔ شاید وہ اپنے کسی عمل کی تکمیل میں لگا ہوا تھا۔ دوسری طرف ابلیکا بھی ابھی تک یوناف کی گردن سے علیحدہ نہ ہوئی تھی اور وہ آہستہ آہستہ گردن پر نرم اور پرسکون لمس دیتی ہوئی یوناف کو وہاں اپنی موجودگی کا احساس دلا رہی تھی۔

عارب نے بولنے میں پہل کی اور یوناف کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اے نیکی کے گماشتے آج تو اور تیری یہ ساتھی لڑکی دونوں ہم سے بچ نہ سکو گے۔ ان چٹانوں کے اوپر آج ہم تم دونوں کو مدقوق، مفلوج اور معذور لاچار بنا کر رہیں گے۔ تیرے لہو کی تازہ حرارت کو منجمد رتجگوں میں اور تیری زندگی تیری زیست کی ساری خواہشوں کو وقت کے آشوب اور بے کنار بے یقینی کے لمحوں میں بدل کر رکھ دیں گے۔ اس چٹان کے اوپر تیرے لیے نہ ختم ہونے والا زیست کا آشوب بے کنار سلسلہ کرب و فراق شروع ہوگا۔ عارب کی گفتگو سن کر یوناف کے لبوں پر ایک

طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر ایک مسکراتی نگاہ اس نے ارلیہ پر ڈالی اور پیار بھری آواز میں اس سے کہا۔ ارلیہ! ارلیہ! میرے قریب ہو کر رہنا۔ اگر ہم دونوں ایک دوسرے سے الگ رہے تو یہ ہمارے لیے مسائل کھڑے کر دیں گے۔ ارلیہ نے یقین و اعتماد سے بھرپور آواز میں کہا۔ آپ بے فکر اور مطمئن رہیں میں آپ کے ساتھ ہوں میں تو آپ کی جان و جسم کا ایک حصہ ہوں۔ ہم دونوں میاں بیوی مل کر ان کا مقابلہ کریں گے۔

ارلیہ کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد یوناف نے غور اور قہر آلود انداز میں عارب کی طرف دیکھا پھر ہولناک آواز میں انہیں مخاطب کر کے یوناف بولا۔ اے قطرت کے باغیو! اہرمن کے بندو! عزازیل کے غلام زادو۔ کسی وہم و گمان، کسی ظن و شک میں مبتلا نہ رہ جانا۔ اس چٹان کے اوپر میں اور میری بیوی ارلیہ تمہارے ہر جور و ستم کی ذلت و نکبت۔ تمہاری ہر طغیانی و جبروت کو تمہارے بخت کی رسوائی اور تمہاری ساری ساحرانہ رسومات کو ریت کے بگولوں کی طرح اڑا کر رکھ دیں گے۔ یوناف کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ اس کی پشت پر شور قیامت کی گونج جیسی گڑگڑاہٹ ہوئی تھی اور اس نے جب پلٹ کر دیکھا تو اس کی پشت پر عزازیل نمودار ہوا تھا اور اس سمے عزازیل کے چہرے پر ہیبت طوفان اور اس کی آنکھوں کے اندر اندھی خوفناک قوتیں رقص کر رہی تھیں۔ ارلیہ عزازیل کو وہاں دیکھ کر چونک سی گئی تھی تاہم وہ فوراً سنبھل گئی اور یوناف کے ساتھ لگی کھڑی رہی۔

عزازیل کے وہاں نمودار ہونے پر یوناف فوراً سنبھلا۔ اپنا رخ اس نے بدل لیا۔ اب اس کی ایک آنکھ عارب، بیوسا اور بینظہ پر تھی جب کہ اس کی دوسری آنکھ عزازیل پر تھی۔ اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر تیز لمس دیا اور کہا۔ یوناف! یوناف! میرے حبیب فکرمند نہ ہو۔ اور یہ عزازیل کے آتے پر تم نے اپنا رخ کیوں بدل لیا اسی طرح عزازیل کی طرف پیٹھ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔ میں کاہے کے لیے ہوں۔ عزازیل سے میں خود نمٹ لوں گی۔ تم دونوں میاں بیوی مل کر عارب، بیوسا اور بینظہ کی طرف دھیان دو۔ اس موقع پر ابلیکا کی یقین دہانی کے باعث یوناف کے لبوں پر گہری پرسکون مسکراہٹ نمودار ہو گئی تھی۔ پھر فوراً اس نے اپنا رخ بدل کر لیا اور اب پہلے کی طرح اس کا چہرہ عارب کی طرف اور پشت عزازیل کی طرف تھی

ارلیہ سمجھ گئی تھی کہ ابلیکا کے ساتھ یوناف کی گفتگو ہوئی ہے جس کی بنا پر اس نے اپنا رخ پھیر کر پھر عزازیل کی طرف پیٹھ کر لی ہے۔ اس موقع پر ابلیس حرکت میں آیا اور یوناف کو مخاطب

کر کے اس نے کہا۔ اے یوناف! کیا معاملہ ہے آج تم بڑی جرأت مندی کا اظہار کرتے ہوئے تم مجھے نظر انداز کرتے ہوئے میری طرف پیٹھ کر کے کھڑے ہو گئے حالانکہ میں ایسی قوت ہوں جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ عزازیل کی طرف دیکھے بغیر یوناف نے قہر بھرے انداز میں اسے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اے عزازیل! اے سیاہ مقدر والے! تجھے تو اس کائنات کے رب نے ہی نظر انداز کر رکھا ہے۔ پھر میں رب کا ایک عاجز بندہ اپنے خداوند کی سنت پر عمل کرتے ہوئے تجھے نظر انداز کرتا ہوں تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ ویسے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ ویسے تو فکر مند نہ ہو عزازیل۔ تیرے لیے تو میں اپنی پشت پر بھی دو آنکھیں رکھتا ہوں۔ جن سے میں تیری ساری حرکات سکنات کو دیکھ سکتا ہوں۔ اے عزازیل! میں جانتا ہوں تو ایک گردن پر کئی چہرے رکھنے والی بد بلا ہے۔ پر اس کے باوجود تو جانتا ہے کہ تیرے مقابل آنے کے لیے میں نے کبھی بھی کسی پیچ اور ہچکچاہٹ سے کام نہیں لیا۔

عزازیل بڑے ٹھہراؤ۔ بڑی آسودگی میں بولا۔ اے یوناف مجھے خبر ہو گئی ہے کہ تو نے قرطیہ کا نام بدل کر اریبہ رکھ لیا ہے پر اس سے کیا ہوتا ہے۔ سن رکھو۔ اریبہ! ہمارا ایک حصہ ہے وہ ہم سے ہے تم نے زبردستی اس پر اپنا قبضہ اور تسلط جما لیا ہے۔ لہٰذا اگر تم اریبہ کو ہمارے حوالے کر دے تو شاید ہم تم سے کوئی تعرض نہ کریں اور واپس لوٹ جائیں۔ اے عزازیل تم تعرض کر کے بھی دیکھ لو کہ اس کا کیا انجام ہوتا ہے۔ ایسا تعرض تو تم ماضی میں بھی کئی بار کر چکے ہو اور اس کا انجام بھی دیکھ چکے ہو۔ یوناف نے رگوں کے اندر خوف و ہراس طاری کر دینے والے انداز میں عزازیل کو جواب دیا تھا۔ یوناف کے اس جواب پر عزازیل جھلا کر بولا۔ جانے تو نے کس کوکھ سے جنم لیا اور تیرے خمیر کے اندر کیا ہے۔ اگر تم نے اریبہ ہمیں واپس نہ کی تو پھر سن رکھو۔ ہم سب لاوے، شعلے، شرارے اور صاعقہ آسمان کی طرح تم پر حملہ آور ہوں گے۔ اور تیری حالت جام سرائے دہر اور حیات کے تاریک محور جیسی کر کے اریبہ کو تم سے لے جائیں اور پھر اپنی مرضی اپنی خواہش کے مطابق اس سے سلوک اور برتاؤ کریں گے عزازیل کی اس گفتگو پر یوناف کا چہرہ آتش ہو گیا اور وہ بولا۔

اے خداوند کے لعنت بھیجے ہوئے عزازیل۔ اریبہ میری بیوی ہے۔ میں نے اس پر زبردستی تسلط اور قبضہ نہیں جما رکھا۔ اس نے اپنی خوشی سے میرے ساتھ شادی کی ہے۔ اے عزازیل عرض حیات کی دیمک نے تیری ذات بر گمراہی اور بدی کے زنگ کا غلاف چڑھا رکھا ہے

نیز ابھی سے ڈر دو۔ اور سوچ سمجھ کر مجھ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرنا ورنہ میں تیری حالت اڑتے خیمہ خیاں اور ملعون و مذموم شے جیسی کر کے رکھ دوں گا۔ یوناف کے خاموش ہونے پر اریبہ بھی بولی اور عزازیل کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اے عزازیل! تیرا میرے ساتھ کوئی علاقہ کوئی تعلق نہیں ہے تم کیسے اور کس بنا پر میرے دعویدار بن گئے ہو میں یوناف کی بیوی ہوں۔ اس کے جسم اس کی روح اور اس کی ذات کا ایک حصہ ہوں۔ اریبہ کی باتیں سن کر عزازیل مسکرایا پھر اس نے دھیمی آواز میں اریبہ کو مخاطب کر کے کہا۔ تو تم بھی ہمارے خلاف زبان کھولتی ہو یوناف کے ساتھ رہ کر کیوں اپنے آپ کو کرب اور عذاب میں ڈالتی ہو۔ قبل اس کے کہ ہم تم دونوں کے خلاف اپنے کام کی ابتدا کریں تم خیریت چاہتی ہو تو یوناف سے علیحدہ ہٹ کر کھڑی ہو جاؤ۔

اریبہ اس بار تیزی اور غضب بھری آواز میں بولی۔ میں تیرے جیسے ہمدردی جتانے والے شیطان اور بدی پھیلانے والے مردود پر لعنت بھیجتی ہوں۔ یہ یوناف میرے شوہر ہیں میری زندگی کے ساتھی اور میرے جسم و جان کے مالک ہیں۔ میں اپنی ہر شے اپنی کل متاع ان پر قربان کر سکتی ہوں قبل اس کے کہ عزازیل کچھ بولتا۔ یوناف نے اریبہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا اریبہ! اریبہ! یہ عزازیل ایسی گفتگو سے ماننے والا نہیں۔ یہ قدرت کی غضبناک ... چکا ہے۔ تم تیار رہو۔ میں عارب پر حملے کی ابتدا کرنے لگا ہوں۔ اور یہ بھی اس کے لیے تیار اور مستعد ہے۔ یوناف کے ان جملوں پر اریبہ بھی مستعد اور تیار ہو گئی تھی ... اس نے یوناف سے کہا۔

یوناف! یوناف! آپ مطمئن رہیں جس وقت تم عارب پر حملہ آور ہوں گے اسی وقت میں بھی یوسا اور بنیطہ پر ضرب لگاؤں گی۔ لیکن پشت پر ... عزازیل کا آپ نے کیا کیا ہے۔ وہ جب پشت کی طرف سے حملہ آور ہو گا۔ تو ... کونسا دفاعی بندہ ہو گا! عزازیل کی طرف سے تم فکر مند نہ ہو۔ اپنا عزازیل کا بندوبست کرے گی۔ یوناف نے مطمئن انداز میں اریبہ کو جواب دیا تھا۔ پھر یوناف صاعقہ بد دشمن قوت کی طرح حرکت میں آیا۔ اندھی خوفناک قوت اور زہریلی ہواؤں کی مار کی طرح وہ عارب پر حملہ آور ہوا تھا۔ اور عارب پر یوں حملہ آور ہوتے ہوئے اس نے حیجر کے تیز و تند طمانچوں کے ساتھ عارب کی گردن پر ایسی ضرب لگائی تھی۔ گو عارب اس ضرب کو برداشت تو کر گیا۔ لیکن اس کی آنکھوں تلے اندھیرا اور پاؤں تلے سے زمین نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی تاہم عارب

نے اپنے حواس کو قائم رکھا اور اپنی پوری قوت سے اس نے ایسی ہی ایک ضرب یوناف پر لگائی تھی۔ پر یوناف پر اس ضرب کا وہ اثر نہ ہوا تھا جو یوناف کی ضرب کا عارب پر ہوا تھا۔

عارب، یوناف کے مقابلے میں اس امید پر چٹان کی طرح جم گیا تھا کہ عزازیل کے علاوہ، بیوسا اور ربنیطہ بھی اس کی مدد پر حرکت میں آجائیں گی۔ لیکن جس وقت یوناف عارب کے ساتھ دوچار ہوا تھا۔ اسی وقت ارلیہ نے بھی اپنی ہیت بدل لی تھی۔ اور یہ سارا کام ایک ساعت میں ہو کر رہ گیا تھا اور پھر ارلیہ کی جگہ اس چٹان پر سیاہ رنگ، بڑی جسامت اور دہکتی آنکھوں والا ایک ہولناک مادہ چیتا نمودار ہوا اور پھر اس چیتے نے بری طرح غراتے ہوئے اس نے بیوسا اور ربنیطہ پر چھلانگ لگا دی تھی اور ان دونوں کو باری باری اس نے بری طرح بھنبھوڑنا شروع کر دیا تھا۔ بیوسا اور ربنیطہ جو یوناف کے مقابلے میں عارب کی مدد کرنے کو تول رہی تھیں وہ اب اپنے اوپر ہولناک چیتے کی صورت میں نازل ہونے والی برفتار سے نمٹنے میں بری طرح مصروف ہو گئی تھیں۔ اتنی دیر تک یوناف نے عارب پر ایک اور ضرب لگاتے ہوئے اسے ہلا کر اور اس کے سارے وجود کو متزلزل کر کے رکھ دیا تھا دوسری طرف بیوسا اور ربنیطہ بھی اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتی ہوئیں بڑی مشکل سے ادھر ادھر ہٹ کر اس چیتے سے بچنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

عزازیل نے جب دیکھا کہ یوناف عارب کے ساتھ اور ارلیہ، بیوسا اور ربنیطہ کے ساتھ مصروف پیکار ہو گئی تھی۔ تو اس موقع پر اس کے ہونٹوں پر ایک طنز آمیز مسکراہٹ نمودار ہوئی اور شاید عارب بیوسا اور ربنیطہ بھی اس خیال کے تحت یوناف اور ارلیہ کو اپنے ساتھ مصروف رکھے ہوئے تھے۔ کہ عزازیل کو پشت کی طرف سے اپنا کام کرنے کا موقع مل جائے۔ شاید ایسا موقع دیکھ کر ہی کہ یوناف اور ارلیہ دونوں کی پشت اس کی طرف ہے عزازیل کے چہرے پر انقلاب رونما ہو گیا تھا۔ اس آنکھوں میں اس سمے۔ رگ و پے میں گھل جانے والا زہر ترشتگی کا ابلتا سمندر اور جسم میں آتشی حرارت پیدا کر دینے والے سلگتے دھارے جوش مارنے لگے تھے۔ اس کے چہرے پر خواہشات کی طغیانیاں، حدتِ شوریدہ، جہنمی شرارے اور رحم نا آشنا جذبے موجزن ہونے لگے تھے۔ اچانک عزازیل رقص برق و باراں کی طرح یوناف پر حملہ آور ہونے کو آگے بڑھا شاید وہ یوناف کو اپنے سامنے زیر کرنے کے بعد ارلیہ کو اپنی گرفت میں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن

عزازیل جونہی یوناف سے ذرا قریب ہوا ماحول میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔

یوناف کی گردن کے پاس سے لاوے، شعلے اور شرارے کی صورت میں کچھ کہرباتی لہریں اٹھیں اور شعلہ فشاں برق کا سا سماں پیدا کرتی ہوئیں عزازیل کی طرف لپکی تھیں۔ اور ان لہروں سے بچنے کے لیے عزازیل پھدک کر ایک طرف ہٹ گیا تھا۔ دوبارہ عزازیل نے جب غلیظ بھتنوں اور سعال عجیب کی طرح یوناف پر حملہ آور ہونا چاہا۔ تو یوناف کی گردن سے وہ کہرباتی لہریں پہلے سے بھی زیادہ غضبناک انداز میں لپکی تھیں اور دور تک عزازیل کا تعاقب کرتی چلی گئی تھیں۔ یہ سماں دیکھ کر عزازیل ذرا دور ہٹ کر ایک چٹان پر جا کھڑا ہوا تھا۔

عارب، بیوسا اور ربنیطہ نے جب دیکھا کہ عزازیل کو تو کسی قوت نے دھتکار کر دور ہٹا دیا ہے تو یوناف اور ارلیہ کے مقابلے میں ان کے حوصلے بھی پست ہو گئے۔ یوناف نے عارب کے کئی جان لیوا ضربیں لگائی تھیں لیکن وہ صرف اس لیے برداشت کر گیا کہ عزازیل پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر سارے کھیل کو لمحوں کے اندر ان کے حق میں کر دے گا بیوسا اور ربنیطہ کو بھی گو ارلیہ نے دھر اور [illegible] کر رکھ دیا تھا پر وہ بھی عزازیل کے حملے کے انتظار میں تھیں۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ عزازیل تو راہ فرار اختیار کرتا ہوا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا ہے۔ تو یہ تینوں بھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور یوناف و ارلیہ کے سامنے سے غائب ہو کر وہ ذرا فاصلے پر کھڑے عزازیل کے پاس جا نمودار ہوئے تھے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف نے چند ساعتوں تک ان چاروں کی طرف غور سے دیکھا پھر عزازیل کو مخاطب کر کے اس نے کہا اے بدی کے نقیب! اے گناہوں کے چوبدار! کیا میں نے اس وادی ربیعہ میں تیرے نفس کا کبر، تیرے دل کی کدورت، تیری گندی سوچوں کا زہر اور تیرے غلیظ گناہوں کا ملمع دھو کر نہیں رکھ دیا۔

اے عزازیل! نیکی کا ذائقہ تو بھی جانتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ تو نے اپنے نفس مطمئنہ اور نفس لوامہ کو سلا کر رکھ دیا اور صرف اپنے نفس امارہ کو کام میں لا کر فطرت کے ایک باغی کی حیثیت سے کام سرانجام دے رہا ہے۔ پر دیکھ لے نیکی پھر تیرے گناہ آلود ارادوں پر غالب ہی رہی یوناف کے یہ الفاظ سن کر عزازیل کی حالت غصے اور غضب میں اجاڑ ویران خانقاہوں اور ذلت و پستی کے کفن جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کی گرسنہ نگاہیں سیال آگ کی صورت اختیار کر گئی تھیں۔ پھر اس نے آندھیوں کی شدت جیسی آواز میں یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ اے خیر کے گماشتے تو کب تک مجھ سے بچتا رہے گا۔ ایک روز میں تیری حالت ایسی ضرور کر دوں گا جیسے کہرے دنیر پڑے دن

کے اندر کسی نے آگ بھر دی ہو۔ یوناف نے بھی عزازیل ہی کے ہولناک انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اے عزازیل جب تک میرے رب کی مشیت میرے حق میں ہے جب تک میرے رب کی رضا مندی میرے شامل حال ہے۔

میں اپنے رب کے نام کا نعرہ بلند کر کے تیرے سامنے ایک کڑی چٹان ثابت ہوتا رہوں گا اور تو جب بھی مجھ پر حملہ آور ہوا میں اپنے رب کا نام لے کر تیرے سامنے آگ کا شعلہ تیری قسمت کا زنجیر، پیاس کا سحر اور تیرے خلاف نفرتوں کا دامن کر کھڑا ہوتا رہوں گا۔ اے عزازیل! اب بھی تیری ساری شعلہ فشانی اور تیری ساری برق سامانی کو خوب سمجھ چکا ہوں۔ اب تو میں تیرے ہر وار، تیرے ہر گناہ اور تیری ہر بدی کے خلاف طاقت و جبروت کی چٹان اور نفرتوں کی آگ بن کر کھڑا ہوتا رہوں گا۔ اے عزازیل! اس کائنات کے اندر مردودی حیثیت سے بسر کرنے والے میں تکبر کے تندطاغوں سے تیرے گریبان کو چاک اور تیرے پیراہن کو دریدہ کرتا رہوں گا۔ اے بددین و بدکردار! تو نے عارب، بیوسا اور بینطہ کے ساتھ بھی مجھ پر حملہ آور ہو کر دیکھ لیا۔ پر اے عزازیل تیری قسمت تیرے مقدرات میں تلبیس اور نامرادی ہی لکھی ہوئی ہے۔ اے عزازیل۔ میرے دست طلب، میرے حروف دعا، میرے نصیب اور میرے فیصلوں کی عبارتیں میرے رب کے ہاتھ میں ہیں۔ اب میں جب چاہوں گا۔ اپنے رب کا نام لے کر تجھ پہ طوفانی زقند لگایا کروں گا۔

اے عزازیل! کچھ بول تیری زبان پتھر کی کیوں ہو گئی ہے۔ تو وحشت کے پت جھڑ کی طرح خاموش اور دیمک آلود در و بام کی طرح چپ کیوں ہے۔ کیا تیری سماعت پر پہرے لگ گئے ہیں۔ بول عزازیل ابھی تو تو نے جالوت کی بے بسی کا تماشہ بھی دیکھنا ہے جس کی خاطر میں یہاں پہنچا ہوں۔ اور جس کی حمایت میں تم سب یہاں جمع ہوئے ہو۔ یوناف جب خاموش ہو گیا تو فضاؤں میں عزازیل کی آواز بے عکس ہیولوں کی طرح بلند ہوئی۔ اے یوناف! عنقریب وہ وقت آئے گا جب تیری صداقت کی امانت، سوچوں کے بوجھ اور اظہار کی طغیانی پر اوہام کے زنگار لمس کے انگاروں اور وحشت کی پت جھڑ کی ضرب لگاؤں۔ اس روز تو میرے سامنے گونگا بہرہ ہو کر رہ جائے گا۔

عزازیل کی اس گفتگو کے دوران سیاہ رنگ کا وہ ہولناک چیتا یوناف کے پہلو میں کھڑا رہا۔ اور اپنی دم اس نے یوناف کی پنڈلی کے ساتھ لپیٹ رکھی تھی۔ پھر اس چیتے نے اچانک ایک انگڑائی لی اور اس کے ساتھ ہی اپنی ہیئت بدل کر وہ ارلیہ کی صورت میں نمودار ہوا اور پھر ارلیہ اس چٹان

پر یوناف کے پہلو سے پہلو لگا کر کھڑی ہو گئی تھی۔ عزازیل جب خاموش ہوا تب یوناف نے اس چٹان پر کھڑے ہی کھڑے ایک ہولناک قہقہہ لگایا جس کی گونج اطراف میں سنی گئی۔ اور فتح کے جذبوں سے بھرپور قہقہہ عزازیل، عارب، بیوسا اور بینطہ کی رگوں میں زہر گھول گیا تھا۔ پھر اس قہقہے کے یوناف کی آواز بھی گونجی۔ اے عزازیل! ایسی گفتگو کر کے تو اپنے نفس امارہ اور اپنے ساتھیوں کی تسلی کا باعث تو بن سکتا ہے۔ پر مجھ پر کسی طرح کا خوف اور دہشت طاری نہیں کر سکتا میں ہر جگہ ہر مقام پر تیری گمراہ بوڑھی سوچوں سے اپنے جوان اور خیر سے بھرپور جذبوں کو ٹکراتا رہوں گا میرے غیر فانی جذبے ہمیشہ تیری سفلی خواہشات کے تعاقب میں رہیں گے۔ عزازیل نے یوناف کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہ وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

ابلیکا نے عزازیل کے جانے کے بعد یوناف کی گردن پر تیز لمس دیا۔ پھر اس نے شہد و شیریں لہجے اور مسکراتے کھلکھلاتے انداز میں پوچھا۔ یوناف! یوناف! دیکھا تم نے عزازیل کو میں نے کیسے مار بھگایا۔ میں نے اس کی ساری کاملیت کو محدود کر کے رکھ دیا تھا اور کس طرح وہ کسی بے بس و لاچار کی طرح ادھر ادھر ہٹ کر اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔ تم نے بھی عارب پر خوب ہڈیوں میں توب بھر دینے والی ضربیں لگائی ہیں۔ اور اس ٹکراؤ میں تو ارلیہ نے بھی کمال کر دیا ہے۔ اس نے اپنی ہیئت بدل کر بیوسا اور بینطہ کو لا کر رکھ دیا تھا۔ اور وہ بڑی مشکل کے ساتھ ارلیہ سے اپنے آپ کو بچانے میں کامیاب ہو سکی تھیں۔ ابلیکا ذرا رکی پھر دوبارہ اس کی آواز یوناف کی سماعت میں رس گھولنے لگی تھی۔ یوناف! یوناف! عزازیل اور اس کے ساتھیوں نے یہاں ان چٹانوں پر ہمارے سامنے زندگی کے اندھیروں کے اندر روشنی کے ستون ثابت ہونے کی کوشش کی تھی۔ پر ہم نے ان کی منزلوں کو دھواں اور ان پاؤں کو برباد کر دیا اور اب وہ یہاں سے اپنی ناکامی پر دانت کچکچاتے ہوتے چلے گئے ہیں۔ ان چٹانوں کے اوپر ہم تینوں نے انہیں کیا خوب بست و کشاد کے عمل سے گزارا ہے۔

ابلیکا ذرا رکی پھر دوبارہ یوناف کو مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔ یوناف! یوناف! میرے حبیب اب تمہارا اگلا قدم کیا ہو گا۔ اب میں یہاں سے بنی اسرائیل کے لشکر میں شامل ہوں گا اور اپنے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق میں فلستیوں کے پہلوان جالوت سے مقابلہ کر کے اسے زیر کروں گا۔ جالوت کو اپنے سامنے منسوب کرنے کے دو بڑے فائدے ہیں۔ اول یہ کہ ہم خیر کا

ساتھ دیگر بنی اسرائیل کے لشکر کی حوصلہ افزائی کا باعث بنیں گے۔ دوئم یہ کہ عزازیل کی شہ پہ فلستی بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوتے ہیں لہٰذا ہم اگر جالوت کو زیر کرتے ہیں تو جالوت کے ساتھ ساتھ یہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی بھی شکست ہوگی۔ اس طرح آج کے روز عزازیل دوبارہ ہمارے ہاتھوں شکست خوردہ ہو جائے گا۔ ابلیکا نے خوشی کا اظہار کیا اور بولی چلو پھر یہاں سے بنی اسرائیل کے لشکر کی طرف کوچ کریں دیر کا ہے کی۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے حسین ارلیہ کا ریشمی اور نرم و نازک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور بولا۔ ارلیہ! ارلیہ آؤ اب بنی اسرائیل کے لشکر کی طرف کوچ کریں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اور ارلیہ اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے وادی ایلہ کی اس چٹان سے غائب ہو گئے تھے۔

○

○

بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل نے جب اپنا جنگی لباس داؤدؑ کو پہنا دیا تاکہ وہ جالوت کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے میدان میں اتریں۔ تب خیمے کے اندر چند قدم چلنے کے بعد داؤدؑ نے ساؤل کو مخاطب کر کے کہا۔ اے بادشاہ! میں اس جنگی لباس کو پہن کر ٹھیک طرح سے چل نہیں سکتا۔ اور اس لباس میں اپنے آپ کو بہت تنگ اور کھچا کھچا سا محسوس کرتا ہوں میں اس جنگی لباس کے بغیر ہی رزم گاہ میں اتروں گا اور میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اس لباس کے بغیر بھی میں فلستیوں کے پہلوان جالوت کو اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ داؤدؑ کی اس گفتگو پر ساؤل پریشان ہو گیا تھا۔ اس کی کچھ میں نہ آ رہا تھا کہ اس موقع پر وہ کیا کرے پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے داؤدؑ نے اپنا جنگی لباس اتار کر دوبارہ اپنا چرواہوں کا سا لباس پہن لیا تھا پھر انہوں نے اپنی لاٹھی سنبھال لی اور چرواہوں والا تھیلا اپنے گلے میں لٹکایا اور اس تھیلے سے اپنا گوپھیا نکال کر انہوں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا ساتھ ہی انہوں نے ساؤل کو مخاطب کر کے کہا۔

اے بادشاہ! میں اب جالوت کے مقابلے پر جاتا ہوں۔ ساؤل نے جواب میں تو کچھ نہ کہا۔ تاہم وہ اپنے بیٹے یونتن، چچازاد بھائی ابنیر اور داؤدؑ کے ساتھ اپنے خیمے سے نکلا۔ تب ان سے رخصت ہو کر داؤدؑ جالوت سے مقابلہ کرنے کے لیے میدان میں اترے تھے۔ عین اس وقت بنی اسرائیل کے لشکر میں اگلی صفوں کی ایک چٹان کے قریب یوناف اور ارلیہ نمودار ہوئے۔ اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور خوشیاں برساتی آواز میں اس نے کہا۔ یوناف! یوناف جس کام کو کرنے کے لیے تم یہاں سے آتے تھے۔ خداوند قدوس وہ کام اپنے نبی داؤدؑ سے لے رہے ہیں۔ تم دیکھتے ہو وہ جو نوجوان بنی اسرائیل کے لشکر سے نکل کر میدان میں للکارنے والے پہلوان کی طرف جا رہے ہیں وہی اللہ کے نبی داؤدؑ ہیں۔ اور ان کے سامنے جو اسرائیلیوں کو للکار رہا ہے وہ فلستیوں کا پہلوان جالوت ہے۔ واہ یہ مقابلہ بھی خوب رہے گا ایک طرف فلستی پہلوان اور دوسری طرف ایک نبی ہیں۔

اس موقع پر یوناف نے ارلیہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کیسے دبلتے ہوئے کہا۔ ارلیہ ارلیہ! ادھر دیکھو فلستی پہلوان کے مقابلے میں اللہ کے نبی داؤدؑ میدان میں اتر رہے ہیں۔ یہ مقابلہ یقیناً قابل داد و دید ہوگا جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ فلستیوں کا پہلوان پوری طرح اپنے جنگی لباس میں ہے جب کہ داؤدؑ چرواہوں کے لباس میں اپنے ہاتھ میں اپنی لاٹھی لیے اور گلے میں اپنا تھیلا ڈالے اس کی طرف بڑھ رہے ہیں پھر یوناف خاموش ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ اور ارلیہ دونوں بڑے غور اور انہماک سے داؤدؑ کو فلستیوں کے پہلوان جالوت کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

جالوت کی طرف بڑھتے ہوئے داؤدؑ نے اپنے چکنے چکنے پتھر اٹھا کر اپنے چرواہے کے تھیلے میں ڈال لیے تھے۔ پھر ایک بار انہوں نے بڑے عاجزانہ انداز میں آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر انتہائی رقت آمیز آواز ان کی بلند ہوئی اور وہ اپنے رب کے حضور دعا مانگ رہے تھے۔

اے خداوند! اے آدم کو بن باپ کی پیدا کرنے والے
یہ بتوں کی پوجا کرنے والے فلستی۔ شب کے سوداگر اور
بے شرف و بے توقیر لوگ۔ یہ اجالوں کا لہو کرنے والے حق کی
رگوں کے اندر باطل کا زہر گھولنے والے سیل وقت اور لمحوں کے طوفان
کی طرح قرطاس وقت پر بنی اسرائیل کے لیے غلامی زیست کی بدترین
دھند پھیلانا چاہتے ہیں"

"اے خداوند! اے دلوں کے نہاں خانوں اور شعور و لاشعور کے
اسرار سے آگاہی رکھنے والے! بنی اسرائیل کو فلستیوں کے فنا کے آنچل گرداب پورش
اضطراب و کرب اور محکومیت کی قید سے بچا۔ اے سارے جہانوں کے رب! مجھے
توفیق دے کہ میں فلستیوں کے اس سیل سو، مقاصد کی حوانیت اور یام
کے بھنور اور سفلی خواہشات سے دیکر بنی اسرائیل کو بچا کر انہیں فلستیوں
کی قید محکومیت سے بچاؤں۔ اے کائنات کے پیدا کرنے والے مجھے اس قابل بنا کہ
اس میدان کے اندر میں فلستیوں کے لیے محرومیوں کی داستانیں رقم کروں"

یہاں تک کہنے کے بعد داؤدؑ خاموش ہو گئے۔ پھر وہ ایک نئے عزم لیے دریا کی موجوں کی طرح آگے بڑھے۔ جب وہ جالوت کے قریب گئے تو جالوت نے انہیں غور سے دیکھنے کے بعد کہا اے میرے مقابلے پر اترنے والے میں کہتا ہوں جو تو یوں غیر مسلح ہو کر اور ہاتھ میں لاٹھی لیے

بے دھڑک میری طرف بڑھتا چلا آیا ہے۔ اب جب کہ بنی اسرائیل نے تجھے میرے مقابلے پر بھیج ہی دیا ہے۔ تو میرے قریب آ تاکہ میں تیرا کام تمام کروں اور ان ویرانوں کے اندر میں تیرا جسم پرندوں اور درندوں کی خوراک بننے کو چھوڑ دوں۔ اب جب کہ تو مقابلے کے اس میدان میں اتر ہی آیا ہے۔ تو اپنے دل میں یہ بات پختہ کر کے رکھ کہ موت کے اس میدان سے تو واپس نہ جا سکے گا۔ اور آج کا دن تیرے لیے منحوس اور زندگی کا آخری دن ہوگا۔ جالوت جب خاموش ہوا۔ تب داؤدؑ نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

اے ملعون و مغموم انسان! تو اپنے آپ کو تلوار ڈھال اور زرہ و خود سے مسلح کر کے میرے سامنے آیا لیکن دیکھ میں بھی غیر مسلح نہیں ہوں۔ میں اپنے آپ کو اپنے رب کے نام سے مسلح کر کے اس رزم گاہ میں اترا ہوں۔ اے جالوت! تو نے خداوند اور اس پر ایمان رکھنے والوں کی قیمت کی ہے۔ سن! میرا خدا تجھے میرے سامنے زیر کرے گا۔ اور میں تیرا سر تیرے دھڑ سے اتار کر رکھ دوں گا۔ دیکھ آج کے دن اس رزم گاہ میں فلستیوں کی ان گنت لاشیں پرندوں اور جنگلی جانوروں کی خوراک بننے والی ہیں۔ اور زندہ لوگ اور آنے والی نسلیں جان لیں گی کہ خداوند پر ایمان لانے کی مدد و معاونت کے لیے خداوند موجود ہے۔ اے جالوت! یہ تیری تلوار یہ تیرا بھالا کسی کام نہ آئے گا۔ اے جالوت سن! اس میدان کے اندر تیری موت کا رقص شروع ہونے والا ہے۔

داؤدؑ جیسے نوجوان سے ایسی گفتگو سن کر فلستیوں کا پہلوان جالوت تاؤ کھا گیا۔ اس نے کوئی جواب دینے کی بجائے آگے بڑھنا شروع کیا۔ تاکہ داؤدؑ پر حملہ آور ہو کر ان کا قاتمہ کر دے۔

داؤدؑ نے جب دیکھا کہ جالوت ان پر حملہ آور ہونے آگے بڑھ رہا ہے تو انہوں نے اپنے تھیلے میں ہاتھ ڈال کر اس میں سے ایک پتھر نکالا۔ پھر اس پتھر کو فلاخن دگوپھیا) میں رکھ جالوت کا نشانہ لیکر چلا دیا۔ وہ پتھر بڑے زور کے ساتھ جالوت کی پیشانی پر لگا اور جالوت منہ کے بل اور پتھریلی زمین پر گر گیا تھا۔ جالوت کے زمین پر گرتے ہی داؤدؑ بھاگ کر آگے بڑھے۔ اپنا عصا انہوں نے ایک طرف رکھ دیا لپک کر انہوں نے جالوت سے اس کی تلوار لے لی۔ اور جالوت ہی کی تلوار سے انہوں نے اس کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔ اس طرح فلستیوں کا وہ سرکش اور طاقتور پہلوان جو گزشتہ کئی دنوں سے میدان میں اترتا اور بنی اسرائیل کو مقابلے کے لیے للکار کر ان کی رسوائی کا باعث بنتا تھا داؤدؑ کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔

جالوت کی موت کو فلستیوں نے اپنے لیے ناموافق اور منحوس جانا۔ لہٰذا وہ لڑے بغیر ہی

میدان جنگ سے بھاگنے لگے تھے۔ بنی اسرائیل نے جب دیکھا کہ فلستی رزم گاہ سے بھاگ کر اپنی جانیں بچانے کی فکر میں ہیں تو انہوں نے پوری قوت کے ساتھ فلستیوں کا تعاقب کیا۔ اور یہ تعاقب ایسا خوفناک اور خونریز تھا کہ بنی اسرائیل فلستیوں کو عقرون کے پھاٹکوں اور شعریم تک روندتے اور رگیدتے چلے گئے تھے۔ خونریزی سے بھرپور اس تعاقب میں فلستیوں کا صفایا کرنے کے بعد بنی اسرائیل کا لشکر بھی رزم گاہ میں واپس آیا اور فلستیوں کے پڑاؤ اور خیمہ گاہ پر قبضہ کر لیا گیا تھا۔

لشکر گاہ میں واپس آنے کے بعد ساؤل نے داؤدؑ کو بلایا۔ جب داؤدؑ ساؤل کے خیمے میں داخل ہوئے تو ساؤل ان کی پیشوائی کو اٹھا اور آگے بڑھ کر ان کا اس نے استقبال کیا۔ پھر ساؤل نے داؤدؑ کو اپنے پہلو میں بٹھایا اور انہیں مخاطب کر کے کہا۔ اے بیت لحم کے فرزند! اے یسی کے بیٹے! تو نے ممکن کو ناممکن بنا دیا ہے۔ تو جب میدان میں اترا تو میں نے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔ کیونکہ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ فلستیوں کا پہلوان جالوت تیرا خاتمہ کر دے گا۔

لیکن اے یسی کے بیٹے! جلد ہی میں نے اپنی آنکھیں کھول لیں تو میں نے دیکھا اس وقت تم صدیوں کے سربستہ رازوں، وحشتِ عدم کے طوفان، غیر فانی جذبوں اور برق کی تب و تاب کی طرح رزم گاہ میں داخل ہونے کے بعد جالوت کے قریب چلے گئے تھے۔ پھر اس کے اور تمہارے درمیان کچھ مکالمے ہوئے پھر تم نے دونوں ہی لشکروں کو حیرت زدہ کر دیا کیونکہ تو نے اپنے فلاخن کے ذریعے ایسا تاک کر جالوت کے پتھر مارا اور وہ زمین پر گر گیا اور تو نے لپک کر اسی کی تلوار سے اس کی گردن کاٹ دی۔ اے یسی کے بیٹے تیری ہمت لاجواب اور تیری جرأت مندی بے مثل ہے تم اکیلے نے فلستیوں کی سفلی خواہشات اور تمناؤں کے سراب پر قابو پا کر ان کے لیے دکھ اور غم کے پاتال کھول کر رکھ دیے۔ تو نے سناٹوں کی گونج اور صبر کی چٹان بن کر فلستیوں کے جسم و جان کو زخمی کر کے اجل کے سیاہ غاروں میں اتار دیا ہے۔ آہ جس وقت تو جالوت کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا تو تیرے ہر نفس میں طوفان، تیرے ہر قدم میں زلزلہ اور تیرے ہر ارادے میں آگ کے شعلے تھے۔

اے یسی کے بیٹے! کیا خوب تو نے فلستیوں کے فاسد تمدن کر کے سیلاب کو ریت پر لکھی تحریروں کی طرح ختم کر کے رکھ دیا۔ وہ ملعون و مضموم جالوت خوفناک اندھی قوت اور جنگلی سانڈ کی طرح تیری طرف بڑھا تھا۔ پر تو نے فطرت کے اس باغی کو دھنکی ہوئی اون کی

طرح جاڑا کر رکھ دیا واہ تو کیا خوب وحشت کی پت جھڑ بن کر اس پر نازل ہو گیا۔ اے یسی کے بیٹے تیری اس ہمت تیری اس جوانمردی کو میں عبث اور رائیگاں نہ جانے دوں گا۔ میں آج سے تمہیں لشکر کا سالار مقرر کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ آئندہ بھی اگر کسی قوم نے بنی اسرائیل کے خلاف سر اٹھانے کی کوشش کی تو تو ان کے لیے بھی ایسے ہی انجام کا باعث بن جائے گا جیسا انجام تو نے اس رزم گاہ میں فلستیوں کا کیا ہے۔ تیرے باعث بنی اسرائیل اس قابل ہوئے ہیں کہ وہ فلستیوں کا تعاقب کر کے انہیں عقرون کے پھاٹکوں اور شعریم تک روندتے اور رگیدتے ہوئے چلے جائیں۔

یسی کے بیٹے۔ سن! جس وقت اس وادی ایلہ کے اندر دونوں لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے پڑاؤ کیے ہوئے تھے۔ اور جالوت میدان جنگ کے وسط میں آکر بنی اسرائیل کو مقابلے کے لیے للکارا کرتا تھا۔ تو اس وقت میں نے اپنے لشکر کے اندر یہ منادی کرائی تھی کہ جو اسرائیلی جوان میدان میں اتر کر جالوت کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر دے۔ میں اس سے اپنی بیٹی بیاہ دوں گا۔ اے داؤدؑ سن! میری دو بیٹیاں ہیں بڑی بیٹی کا نام میرب اور چھوٹی کا نام میکل ہے اپنی بڑی بیٹی میرب کو تو میں نے ایک جوان محولاتی عدردی کے ساتھ منسوب کر رکھا ہے اور عنقریب ان دونوں کی شادی ہو جائے گی۔ دیکھ میری چھوٹی بیٹی میکل حسن و خوبصورتی۔ اخلاق و کردار اور عمدہ سیرت و صورت میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ سو میں اپنی چھوٹی بیٹی میکل کو تم سے بیاہ دوں گا۔ دیکھ اب تک میں ہی بولتا رہا ہوں اب تو بھی کچھ بول۔ داؤدؑ نے ایک بار غور سے ساؤل کی طرف دیکھا پھر کہا۔ مجھ پر میرے خداوند کا بڑا کرم ہے کہ آپ نے مجھے اپنے لشکر کا سالار بنانے کے علاوہ اپنی بیٹی میکل مجھ سے بیاہنے کا عزم کیا ہے۔

پر اے بادشاہ! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ لشکر کے نگران کی حیثیت سے میں بنی اسرائیل کا خوب دفاع کروں گا۔ میکل کو خوش رکھنے کی کوشش کروں گا اور ہر لحاظ سے آپ کے معیار پر پورا اترنے کی کوشش کروں گا۔ ساؤل نے آگے بڑھ کر داؤدؑ کو گلے لگا لیا۔ اور بولا۔ اے یسی کے بیٹے! قسم خداوند کی مجھے تم سے ایسے ہی جواب کی توقع اور امید تھی۔ جب ساؤل خاموش ہوا۔ تو اس کا بیٹا یونتن آگے بڑھا پہلے داؤدؑ کو وہ گلے لگا کر ملا۔ پھر کہنے لگا۔ اے داؤدؑ! آج سے آپ میرے بھائی ہیں۔ جس طرح میں اپنے نفس کا خیال رکھتا ہے۔ ایسے ہی آپ کا بھی خیال رکھوں گا اور جس طرح میں اپنی جان کی حفاظت کرتا ہوں اس طرح آپ کی حفاظت کیا کروں گا تو موں کے اس ہجوم کے اندر آپ نے بنی اسرائیل کا قد بلند اور عظمت کو دوبالا کر کے رکھ دیا ہے۔ بنی اسرائیل کی حفاظت اور دفاع میں آپ کا آج کا کردار آنے والی نسلوں کے اندر سے کراں

وقت تک زندہ و تر و تازہ رہے گا۔

اور پھر ایسا ہوا کہ ساؤل کے بیٹے یونتن نے اپنی قبا، اپنی پوشاک، اپنی تلوار، اپنی کمان اور اپنا کمربند داؤدؑ کے حوالے کر دیا اور کہا۔ آپ ان چیزوں کی قابل ہیں۔ آج سے آپ ریوڑ نہیں چرائیں گے بلکہ جلجال شہر میں شاہی محل کے اندر رہا کریں گے۔ اور پھر میری عزیز بہن میکل سے شادی ہو جانے کے بعد آپ کی عزت و تکریم میں اور اضافہ ہو جائے گا۔ یونتن جب خاموش ہوا ساؤل نے اسے اور اپنے چچا زاد بھائی ابنیر سے کہا کہ لشکر کو کوچ کا حکم دیں۔ یونتن اور ابنیر نے باہر نکل کر کوچ کی منادی کرا دی اور تھوڑی دیر بعد بنی اسرائیل کا لشکر اپنے بادشاہ ساؤل کی سرکردگی میں وادی ایلہ کی رزم گاہ سے واپس جانے کے لیے کوچ کر رہا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر جلجال کی طرف جانے کے لیے ساؤل ارض فلسطین کے جس جس قصبے اور شہر سے بھی گزرا وہاں کے مرد عورتوں۔ بچوں بوڑھوں نے گھروں سے نکل کر اس کا اور اس کے لشکریوں کا خوب استقبال کیا ایسا لگتا تھا ارض فلسطین کے سب لوگوں کو فلستیوں کے مقابلے بنی اسرائیل کی فتح و کامرانی کی خبریں مل گئی تھیں۔ جس وقت ساؤل اپنے لشکر کے ساتھ ایک شہر کے پاس سے گزر رہا تھا اس وقت اس شہر کی عورتیں دفیں اور دوسرے ساز بجاتی ہوئیں نکلیں۔ اور لشکر کے استقبال کے لیے ان میں سے بہت سی عورتیں ناچ اور گا رہی تھیں کچھ عورتوں کا گیت اس موقع پر بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے کانوں میں پڑا وہ گاتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

"ساؤل نے تو ہزاروں کو پر داؤدؑ نے لاکھوں کو مار کر رکھ دیا"

اس موقع پر ساؤل نے اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ داؤدؑ کے تو لاکھوں اور میرے لیے فقط ہزاروں میں ٹھہرائے گئے۔ پس ان عورتوں کے وہ بول ساؤل کے ذہن میں بیٹھ گئے۔ جہاں وہ داؤدؑ سے جاں نثاری کے ساتھ شفقت کرتے لگا وہاں اب ان الفاظ سے اس کے دل میں ایک گرہ اور گانٹھ پڑ گئی داؤدؑ کے سلسلے میں وہ بداعتمادی اور بدگمانی میں مبتلا ہو گیا تھا۔ لیکن ساؤل نے اپنی اس بدگمانی کو دبا کر رکھا اور اس کا بیٹا یونتن چونکہ داؤدؑ سے بے پناہ محبت کرنے لگا تھا۔ لہٰذا داؤدؑ کو ساؤل نے نہ صرف یہ کہ اپنے محل میں رکھا بلکہ اپنی بیٹی میکل کی شادی بھی ان سے کر دی تھی۔

دن گزرتے رہے۔ ساؤل کے دل میں داؤدؑ کے سلسلے میں جو گرہ اور بدگمانی سی ہو گئی تھی وہ دبی دبی رہی۔ پھر ایسا ہوا کہ فلستیوں نے اپنی شکست کا بدلہ لینے کی خاطر بنی اسرائیل

پر چڑھائی کر دی۔ ساؤل کے کہنے پر داؤدؑ نے بنی اسرائیل کے لشکر کے ساتھ فلستیوں سے جنگ کی اور انہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچانے کے بعد میدان جنگ سے مار بھگایا۔ فلستیوں کی اس دوسری شکست سے داؤدؑ بنی اسرائیل کے اندر بے حد ہر دلعزیز ہو گئے تھے اور لوگ ہر وقت ان کی تعریف کرنے لگے تھے کہ ان کی وجہ سے دوبارہ فلستیوں کو اسرائیلیوں کے ہاتھوں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ داؤدؑ کے لیے بنی اسرائیل کی تعریف ساؤل کو انتہائی ناگوار گزری لہٰذا اس نے داؤدؑ کو اپنے راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اپنے اس ارادے کی تکمیل کے لیے ایک روز ساؤل نے اپنے بیٹے یونتن اور اپنے کچھ خادموں کو طلب کیا اور انہیں مخاطب کر کے اس نے کہا۔

تم لوگ دیکھتے ہو کہ بنی اسرائیل کے اندر میری نسبت یسی کا بیٹا زیادہ ہر دلعزیز اور نامور ہو گیا اور اگر اس کی شہرت میں اضافے کا یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا۔ تو بہت جلد وہ دن آ جائے گا۔ جب بنی اسرائیل مجھے اپنی حکمرانی سے معزول و محروم کر کے داؤدؑ کو اپنا بادشاہ بنا لیں گے اور وہ دن میرے اور تم سب کے لیے نحوست اور بربادی کا دن ہو گا۔ لیکن میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اس بربادی کے آنے سے قبل ہی میں داؤدؑ کا کام تمام کر کے رکھ دوں گا۔ اور اے یونتن! میرے بیٹے! دیکھ میں یہ کام تیرے ذمے لگاتا ہوں تو محل سے باہر جو کھلا اور وسیع میدان ہے وہاں داؤدؑ کو کسی بہانے بلا۔ اور وہاں اسے قتل کر کے وہیں اسے دفن بھی کر دیا جائے گا۔ اس کی رہائش پر حملہ نہیں کیا جا سکتا۔ کہ اس کے گھر میری بیٹی ہے اور اگر میری بیٹی کو خبر ہو گئی کہ میں اس کے شوہر کے قتل کے درپے ہوں۔ تو وہ داؤدؑ کی خاطر مجھ سے نفرت کرنے لگے گی۔ کیونکہ وہ داؤدؑ کو پسند کرتی ہے۔ اور میں نہیں چاہتا میری بیٹی مجھ سے نفرت کرنے لگے۔

سو اے یونتن! تو ابھی اور اسی وقت داؤدؑ کے پاس جا۔ تھوڑی دیر تک اس کے پاس بیٹھ کر اس سے شیریں گفتگو کر اور پھر اسے کسی بہانے محل سے بیرونی میدان میں لے آنا۔ تھوڑی دیر تک ان خدام کے ساتھ میں بھی وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اور جب داؤدؑ تیرے ساتھ اس میدان میں داخل ہو گا تو یہ خدام اسے قتل کر دیں گے۔ اور اے یونتن تو جانتا ہے کہ اس میدان میں بہت سے گڑھے ہیں بس ان گڑھوں میں سے کسی ایک میں داؤدؑ کو قتل کرنے کے بعد دفن کر دیں گے بس یہی ایک طریقہ ہے جسے کام میں لا کر ہم داؤدؑ سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں ورنہ یاد رکھو آنے والے دنوں میں بنی اسرائیل کے اندر داؤدؑ ایسی شہرت اور ناموری اختیار کر لے گا کہ تم لوگوں کو اس محل اور اس کے سارے تعیشات سے محروم ہو جانا پڑے گا۔ اے یونتن تو ابھی اٹھ

داؤدؑ کی طرف جا اور اپنے کام کی ابتداء کر۔ یونتن نے جواب میں کچھ بھی نہ کہا اور اٹھ کر باہر نکل گیا تھا۔

یوناف اور ارلیہ نے جلجال کی ایک سرائے میں قیام کر رکھا تھا۔ جس روز صبح ہی صبح ساؤل اپنے محل میں اپنے بیٹے یونتن اور اپنے خدام کے ساتھ داؤدؑ کے قتل کی گفتگو کر رہا تھا اسی صبح یوناف اور ارلیہ جب صبح کا کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور فکرمندی آواز میں اس نے کہا۔ یوناف! یوناف! میرے حبیب دیکھ اس جلجال شہر میں بدی کے کارندے نیکی کے عناصر پر غالب آنے کی کوشش کرنے لگے ہیں۔ دیکھ داؤدؑ کی شہرت سے بنی اسرائیل کا بادشاہ حسد کرنے لگا ہے اور وہ اپنے بیٹے اور اپنے خدام کے ساتھ داؤدؑ کے قتل کا منصوبہ بنا رہا ہے۔ اس موقع پر ہمیں ضرور حرکت میں آنا چاہیے۔ اور ساؤل کے مقابلے میں اللہ کے نبی داؤدؑ کا ساتھ دینا چاہیئے۔ یوناف نے کچھ سوچا پھر اس نے ابلیکا کو مخاطب کر کے کہا۔

ابلیکا! ابلیکا! میں ایک کمتر انسان داؤد کی کیا مدد کر سکوں گا۔ تم جانو! وہ اللہ کے نبی ہیں اور خداوند اپنے نبیوں، اپنے رسول اور اپنے پیغمبروں کی حفاظت و نگہبانی آپ کرتا ہے۔ ساؤل لاکھ کوشش کرے داؤدؑ کو اپنے سامنے زیر کرنے کی لیکن وہ ایسا کرنے میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اے ابلیکا! تم تو صدیوں سے میرے ساتھ ہو۔ تم نے دیکھا نہیں متعدد مرات کے دوران میں خداوند نے نوحؑ کی قوم کو غرق آب کیا پر اپنے نبی اور صاحب ایمان لوگوں کو محفوظ رکھا۔ قوم عاد پر عذاب طاری ہوا پر ہودؑ محفوظ رہے۔ نمرود کو تباہ و برباد کیا۔ صالحؑ امان میں رہے۔ ابراہیمؑ کو آگ سے نجات دی۔ سدوم و عمورہ کی سرزمین کا نیچے کا حصہ اوپر اور اوپر کا حصہ نیچے کر کے رکھ دیا۔ پر خداوند نے لوطؑ کو وہاں سے نکال لیا۔ فرعون جیسے سرکش اور باغی کو بحر میں غرق کر کے موسیٰؑ و ہارونؑ اور ان کے ساتھ بنی اسرائیل کو بھی غلامی سے نجات اور امان دی۔ یہاں بھی اے ابلیکا! بنی اسرائیل کا بادشاہ ساؤل ختم ہو جائے گا۔ پر اللہ کے نبی حکم خداوند کے مطابق اپنا کام جاری رکھیں گے۔

اے ابلیکا! خداوند جب کسی قوم میں اپنے نبی اور رسول کو مبعوث کرتے ہیں تو پھر اس قوم پر خداوند کی طرف سے حجت تمام ہو جاتی ہے۔ اگر وہ قوم ایمان لے آتی ہے تو فلاح پا جاتی ہے تو پھر ایسی قوم کے سامنے صرف دو ہی راستے رہ جاتے ہیں اول یہ کہ یا تو اس نبی اور رسول پر ایمان لانے والے لوگ خداوند سے سرکشی کرنے والوں پر غالب ہو کر انہیں اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر کے انہیں اپنے رنگ میں رنگ لیتے ہیں۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر ایسی قوم پر اللہ کا عذاب اور قہر نازل ہوتا ہے اور ایسی قوم کو صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا جاتا ہے۔

ابلیکا! ابلیکا! کسی قوم کو اگر عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے تو یہ عذاب اس کے اعمال اور اس کے گناہوں کی سزا نہیں۔ کیونکہ اسے اس کے اعمال کی سزا اور جزا تو قیامت کے روز دی جائے گی سرکش اور باغی قوم پر عذاب طاری کر کے اسے صفحہ ہستی سے اس لیے مٹا دیا جاتا ہے کہ اس کے گناہ آلود رویے دوسری اقوام تک نہ پھیل جائیں یوناف جب خاموش ہوا۔ تب ابلیکا نے ایک خوش کن اور لمس اس کی گردن پر دیا۔ پھر اس نے مسکراتی اور کھلکھلاتی آواز میں کہا۔

یوناف! یوناف! میرے عزیز آج تمہاری یہ مبنی برحقیقت اور نصیحت آمیز باتیں سن کر جی خوش ہو گیا۔ میں تسلیم کرتی ہوں کہ خداوند اپنے پیغمبروں کی حفاظت اور نگرانی فرماتا ہے۔ لیکن تم دونوں داؤدؑ کو ان حالات کی خبر دے کر ثواب تو کما سکتے ہو نا یوناف نے تیز آواز میں پوچھا۔ دونوں سے تمہاری مراد میں اور ارلیہ ہیں۔ ہاں! ابلیکا نے خوشگوار لہجے میں جواب دیا تھا اور کیا تم اس ثواب میں شامل نہ ہو گی۔ یوناف نے کسی قدر تجسس بھری آواز میں پوچھا تھا۔ اور یوناف کے اس استفسار پر ابلیکا کی آہوں اور حسرتوں سے بھرپور آواز سنائی دی۔ آہ! میں اس ثواب میں کیسے اور کیونکر شامل ہو سکتی ہوں میرے لیے تو دارالعمل ختم ہو چکا ہے۔ اب تو میں دارالجزا کی منتظر ہوں۔ ابلیکا کی اس گفتگو پر یوناف بھی سنجیدہ ہو گیا تھا۔ پھر اس نے ارلیہ کو بھی اس گفتگو سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے چہرے پر ایک بار پھر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہا۔ ابلیکا! ابلیکا! تمہاری تجویز بہت اچھی ہے۔ میں ثواب اور نیکی کی خاطر ابھی داؤد کی طرف جاتا ہوں اور انہیں خطرات سے آگاہ کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اور ارلیہ اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لے آئے تھے۔

جس وقت یوناف اور ارلیہ بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے محل میں داخل ہوئے اس وقت داؤدؑ کسی کام کے سلسلے میں محل سے باہر نکل رہے تھے۔ یوناف اور ارلیہ دونوں فوراً ان کے سامنے آئے اور انہیں مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اے آقا! میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ داؤدؑ نے تعجب اور حیرت سے پوچھا تم کون اور کیوں مجھے آقا کہہ کر پکارتے ہیں۔ لوگ تو بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کو آقا کہہ کر پکارتے ہیں۔ یوناف نے فوراً وضاحت کرتے ہوئے بولا۔ اے آقا گو خداوند ہی ہر شے کا مالک اور ہر ذی روح کا آقا ہیں۔ پھر خداوند کے بعد اگر کوئی ہستی صاحب تکریم اور آقا ہو سکتی ہے تو وہ اس کے رسول ہیں جو بشریت میں افضل ترین ہوتے ہیں۔ اور پھر نبی اور پیغمبر تو اپنی قوم کے لیے مثل آقا اور باپ ہوتے ہیں اسی بنا پر آپ کو

آقا کہہ کر پکار رہا ہوں اور یہ جو آپ نے پوچھا ہے کہ میں کون ہوں۔ تو اس کائنات کے اندر میں نیکی کا ایک عنصر اور خیر کا ایک کارکن ہوں۔ اس وقت میں آپ سے یہ کہنے آیا ہوں کہ بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کی طرف سے آپ کی جان کا خطرہ ہے۔ لہٰذا اس سے آپ اپنی حفاظت کا سامان کریں۔ اور میں آپ سے یہ بھی کہوں کہ ساؤل اس وقت اپنے ذاتی کمرے میں آپ سے متعلق ——————

یوناف کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ اسی وقت محل کے اندرونی حصے کی طرف سے ساؤل کا بیٹا یوتن بھاگتا ہوا آیا اور یوناف وارلیہ کی طرف اشارہ کر کے اس نے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں میں علیحدگی میں آپ سے ایک اہم موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر داؤد نے فرمایا۔ یہ نیک لوگ اور میرے ہمدرد و مخلص تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو ان کے سامنے کہہ سکتے ہو ان سے کسی قسم کی راز افشانی اور دھوکہ دہی کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ داؤدؑ کی طرف سے اطمینان حاصل ہونے کے بعد یوتن نے رُکے بغیر کہہ دیا۔ میرے باپ کی طرف سے آپ کو خطرہ ہے وہ آپ کی جان کے درپے ہیں۔ آپ چونکہ اپنی نیکی، خلوص اور شجاعت و جرأتمندی کے باعث بنی اسرائیل کے اندر ناموری اور شہرت اختیار کر چکے ہیں۔ لہٰذا میرا باپ آپ کی شہرت سے جلنے اور حسد کرنے لگا ہے۔ اور وہ اس شک اور شبہ میں مبتلا ہو گیا ہے کہ آپ اسے تاج و تخت سے محروم کر کے رکھ دیں گے۔ لہٰذا میرے باپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں کسی طرح آپ کو بہلا پھسلا کر محل سے ملحقہ میدان میں لے جاؤں جہاں میرا باپ اپنے خدام کے ہاتھوں آپ کا خاتمہ کرا دے۔

لہٰذا میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ فوراً محل سے ملحقہ میدان کی طرف چلے جائیں۔ اس میدان کے اندر جگہ جگہ گڑھے ہیں۔ اور ان گڑھوں میں سے کسی ایک کے اندر چھپ جائیں تھوڑی دیر تک میرا باپ اپنے خدام کے ساتھ وہاں پہنچ جائے گا اس کے بعد میں بھی وہاں آؤں گا۔ اور اپنے باپ کے بہانہ بناؤں گا کہ داؤد مجھے نہیں ملے اس لیے کہ وہ محل میں نہیں ہیں۔ اور کسی کام کے سلسلے میں باہر گئے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد میں اگلا قدم اٹھاؤں گا۔

اور میرا اگلا قدم یہ ہو گا کہ میں اپنے باپ کے ساتھ آپ سے متعلق گفتگو کروں گا۔ اور اس کے ذہن سے آپ سے متعلق شکوک و شبہات نکالنے کی کوشش کروں گا اور اسے اس بات پر آمادہ کروں گا کہ وہ آپ کے قتل کا حکم واپس لے لے۔ آپ اس گڑھے میں اس ساری گفتگو کو سنتے رہنا۔ جب آپ دیکھیں کہ میرے باپ نے آپ کو معاف کر دیا ہے۔ تو آپ اس گڑھے

سے نکل کر باہر آ جائیں۔ اس طرح میری اور آپ کی موجودگی میں میرے باپ کے ساتھ یہ معاملہ رفع دفع ہو جائے گا۔ اور اگر میرا باپ آپ کو معاف کرنے پر آمادہ نہ ہوں تو پھر آپ اسی گڑھے کے اندر ہی بیٹھے رہیں۔ اور جب میرا باپ اپنے خدام کے ساتھ وہاں سے ہٹ گیا۔ تو پھر آپ کی حفاظت کا کوئی اور بندوبست کر لیا جائے گا۔ داؤدؑ نے کچھ سوچا پھر کہا ٹھیک ہے۔ میں تمہاری تجویز پر عمل کرتا ہوں۔ داؤدؑ کا یہ جواب سن کر یوتن وہاں سے ہٹ گیا۔ اور اس کے جانے کے بعد داؤدؑ نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ اے مہربان اجنبی! تو واقعی نیکی اور خیر کا کارکن ہے یہ اطلاع دینے پر میں تیرا ممنون ہوں اب میں اس میدان کی طرف جاتا ہوں جس کی یوتن نے نشاندہی کی ہے۔

یوناف نے تشکر آمیز انداز میں داؤدؑ کی طرف دیکھا اور کہا۔ آپ کو ہرگز ہمارا ممنون ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کی خدمت کرنا تو ہمارا فرض ہے۔ اور ایسا کرنا انسانیت کی فلاح اور فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ اب آپ اس میدان کی طرف جایئے جس کی نشاندہی یوتن نے کی ہے۔ یہ میرے ساتھ میری بیوی ارلیہ ہے۔ ہم دونوں بھی آپ کے ان معاملات پر نگاہ رکھنے کے لیے شاہی محل کے اس میدان کے آس پاس ہی رہیں گے۔ اور اگر کوئی خطرے کی بات ہوئی تو آپ دیکھیں گے آپ کی خاطر ہم دونوں میاں بیوی بلا جھجک آپ کے لیے خطرے کی اس آگ میں کود پڑیں گے۔ داؤدؑ کے لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر انہوں نے یوناف سے کہا۔ اس موقع پر میں تمہارا نام نہ پوچھوں گا۔ میں تم دونوں کو نیکی کے کارکن ہی کہہ کر مخاطب کروں گا یوناف فوراً بول پڑا اور کہا۔ اے آقا! میرا نام یوناف ہے وقت تیزی سے گزرتا جا رہا ہے۔ اب آپ شاہی محل سے ملحقہ میدان کی طرف نکل جایئے۔ داؤد نے ایک تشکر آمیز نگاہ ان دونوں پر ڈالی پھر وہ وہاں سے چلے گئے۔ یوناف نے اس موقع پر ارلیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ارلیہ! آؤ ہم دونوں بھی شاہی محل سے ملحقہ میدان کی طرف چلیں اور وہاں دیکھیں کہ وہاں بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل اور داؤدؑ کے درمیان کیا معاملہ ہوتا ہے۔ ویسے مجھے قوی امید ہے کہ اس معاملے میں ساؤل مکمل طور پر ناکام اور داؤدؑ کامیاب و فوز مند ہو کر نکلیں گے۔ آؤ اب اس میدان کی طرف چلیں۔ اور اس کے ساتھ دونوں میاں بیوی اس میدان کی طرف چل دئیے تھے جس میدان میں تھوڑی دیر قبل داؤدؑ گئے تھے۔

تھوڑی دیر بنی اسرائیل کا بادشاہ ساؤل بھی اپنے خدام کے ساتھ اس میدان میں داخل ہوئے اور اس گڑھے کے قریب آ کر کھڑا ہوا جس میں داؤدؑ چھپے ہوئے تھے۔ کوئی زیادہ دیر نہ گزری

تھی کہ ساؤل کا بیٹا یونتن بھی اس میدان میں داخل ہوا۔ پھر وہ ساؤل کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے باپ دیکھیں میں نے داؤدؑ کو تلاش کیا پر وہ مجھے نہیں ملا وہ کسی کام کے سلسلے میں محل سے باہر ہے میں نے اپنی بہن میکل سے بھی داؤدؑ کے متعلق پوچھا۔ اس نے بھی مجھے یہی جواب دیا ہے کہ داؤدؑ کسی کام کے سلسلے میں باہر گئے ہیں۔ اے میرے باپ اگر آپ برا نہ مانیں تو اس موقع پر میں داؤدؑ کے سلسلے میں آپ سے کچھ مزید گفتگو کروں؟ لمحہ بھر کے لیے ساؤل نے اپنے بیٹے یونتن کی طرف بڑی محبت اور شفقت سے دیکھا پھر اس نے نرم آواز اور گداز لہجے میں کہا۔

اے میرے فرزند! تو جو کہنا چاہتا ہے۔ بلا جھجک کہہ۔ تو یقیناً اس قابل ہے کہ میں تیری کڑوی کسیلی بات بھی سنوں اور برداشت کروں۔ داؤدؑ کے سلسلے میں جو کچھ تو کہنا چاہتا کہہ۔ ساؤل کی اس گفتگو سے یونتن کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ اپنے چہرے پر اطمینان اور مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے وہ ساؤل سے اور قریب ہوا پھر اسے مخاطب کر کے یونتن نے کہا۔

اے میرے باپ! میری التماس ہے کہ آپ داؤدؑ کے ساتھ بدی نہ کریں۔ اس لیے کہ اس نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس میں آپ کی اذیت اور آپ کے نقصان کا پہلو نکلتا ہوا۔ بلکہ آپ جانتے ہیں اس نے آپ اور بنی اسرائیل کے لیے وہ کام سرانجام دیئے جو بنی اسرائیل کے اندر کوئی بھی نہ دے سکا۔ اے میرے باپ ایلہ کی وادی میں جب فلستیوں کا پہلوان جالوت ہر روز بنی اسرائیل کو مقابلے کے لیے للکار کر بنی اسرائیل کی فضیحت کرتا تھا اور کوئی اس کے مقابلے پر نہ نکلتا تھا۔ تو یہ داؤدؑ ہی تو تھے جو گلے میں اپنا چرواہوں کا تھیلا ڈالے اور اپنا عصا تھامے رزم گاہ میں نکلے اور کس قدر سادگی کس قدر صفائی سے اے میرے باپ انہوں نے جالوت کا خاتمہ کر دیا اور اس کے بعد جب فلستیوں نے دوبارہ اپنی عسکری قوتوں کو مجتمع کرنے کے بعد دوبارہ بنی اسرائیل پر جنگ مسلط کی تو آپ جانتے ہیں۔ اس جنگ میں داؤدؑ نے فلستیوں کے خلاف ایسا کام کیا جو کوئی نہ کر سکا آپ جانتے ہیں۔ اس جنگ میں سارا وقت میں ان کے ساتھ اور ان کے پہلو بہ پہلو تھا۔ اے میرے باپ اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر داؤدؑ فلستیوں پر رگوں میں مچلتے خون، آفاق کی گنگناہٹوں، الم افروز بیداریوں اور برق و باراں کے رقص کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔ اور اپنے سامنے آنے والے فلستیوں کی حالت انہوں نے ٹوٹے بکھرے شیشوں، غروب شب، آندھیوں میں جلتے چراغ اور گرد آلود و سرنگوں جذبوں جیسی کر کے رکھ دی تھی۔

اے میرے باپ! قسم خداوند کی داؤدؑ آندھیوں میں اذان دینے والا جوان اور اندھیری

رات میں فتح کا شگھ پھونک دینے والا سرفروش ہیں۔ ان کی باتوں میں محبتوں کی تمازت، ان کے تبسم میں خلوص کا سوز ہے۔ ان کا لہجہ ان کا انداز اور ان کا طرز جدا عام لوگوں سے مختلف ہے۔ وہ اپنوں کے لیے قطرۂ شبنم اور بنی اسرائیل کے دشمنوں کے لیے آہن و فولاد ہیں۔ اے میرے باپ کیا آپ ایک ایسے جوان کو قتل کرانا چاہتے ہیں۔ جس نے بنی اسرائیل کے دشمنوں کے حریص جسموں کا انہدام کیا۔ ان کے روح و جسم کی دیواریں گرائیں۔ ان کی روحوں کو ان کے جسموں کے سرد خانوں سے نجات دی جنگ میں ان کی للکار ایسی ہوتی ہے کہ تلوار پانی مانگے۔ دشمن پر ضرب لگاتے ہوئے ان کی نعرہ ایسی ہوتی ہے کہ دریا بھی روانی مانگیں۔

اے میرے باپ داؤدؑ نے ہماری اور بنی اسرائیل کی بہتری و بھلائی کی خاطر اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر فلستیوں کے جسموں سے روح تک اذیت ہی اذیت بھر کر رکھ دی تھی۔ فلستی شکاری درندوں کی طرح پھر پھر کر ان پر حملہ آور ہوتے تھے پر داؤدؑ نے انہیں ہواؤں کے وحشی بہاؤ کی طرح دور ہٹا کر رکھ دیا۔ اے میرے باپ! داؤدؑ کے خلاف کوئی قدم اٹھاتے وقت آپ یہ بھی تو سوچیں کہ ان کے ساتھ ہمارے دو رشتے ہیں اول یہ کہ وہ بنی اسرائیل کے لشکر کے سالار ہیں دوم یہ کہ ان کی اہلیہ میری بہن اور آپ کی بیٹی ہے آپ جانتے ہیں کہ آپ کی بیٹی میکل انہیں پسند کرتی ہے۔ اگر آپ نے داؤدؑ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو کیا میکل آپ سے نفرت نہ کرنے لگے گی۔ اے میرے باپ داؤدؑ ایسے جوان ہیں جنہیں بہاریں اور ستارے سلام کریں۔ لہٰذا میری آپ سے التماس ہے کہ آپ انہیں نقصان نہ پہنچائیں۔ بس میں نے جو آپ سے کہنا تھا کہہ چکا۔

اپنے بیٹے یونتن کی اس قدر طویل اور داؤدؑ کے لیے ہمدردی اور محبت سے بھرپور گفتگو سننے کے بعد ساؤل کی حالت آتش دان کی مرتی آگ جیسی ہو کر رہ گئی۔ تھوڑی دیر تک وہ یوں خاموش کھڑا رہا جیسے منہ میں زبان نہ رکھتا ہو۔ اسے اس حالت میں کھڑے دیکھ کر یونتن پھر بولا اور کہا۔ اے میرے باپ! داؤدؑ کے ساتھ ہمارا دل اور روح کا رشتہ ہے۔ کہ میکل ان کی بیوی ہے اور یاد رکھیے دنیا کی ہر شے سستی ہے پر دل کے رشتے بڑے مہنگے ہوتے ہیں یونتن کے ان الفاظ پر ساؤل چونک سا پڑا پھر اس نے یونتن کو مخاطب کر کے کہا۔

اے یونتن! میرے بیٹے! تو نے جو کچھ کہا حق کہا۔ میں ہی غلطی پر تھا جو میں نے داؤدؑ کو قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ آہ! اگر میں ایسا کر دیتا تو میری بیٹی میکل نہ صرف یہ کہ بیوہ ہو جاتی۔ بلکہ وہ مجھ سے خفا بھی ہو جاتی۔ سوائے میرے بیٹے! خداوند کی حیات کی قسم! داؤدؑ

ہرگز مارا نہ جائے گا تم اسے میرے پاس لے کر آ ؤ۔ اپنے باپ کی ایسی گفتگو سن کر یوتن خوش ہوا پس اس نے آواز دیکر داؤدؑ کو بلایا۔ وہ کمرے سے نکل کر ساؤل کے پاس آئے انہیں گلے لگا کر ساؤل ملا۔ اور انہیں محل کے اندر لایا گیا اور ایک بار پھر ساؤل اور داؤدؑ کے تعلقات خوشگوار ہو گئے تھے۔ اس دوران فلستیوں نے قسمت آزمانے کے لیے ایک بار پھر بنی اسرائیل پر حملہ کیا۔ لیکن اس بار بھی داؤدؑ کی سرکردگی میں بنی اسرائیل نے فلستیوں کو مار بھگایا۔ داؤدؑ کی اس کارگزاری سے ساؤل خوش ہو گیا اور اس کے دل میں جو داؤدؑ کے لیے شک و شبہ اور حسد و رقابت کے جذبات تھے وہ وقتی طور پر دب گئے اور وہ داؤدؑ کے ساتھ بڑا اچھا برتاؤ کرنے لگا۔ اس لیے کہ داؤدؑ نے لگاتار تین بار بنی اسرائیل کو فلستیوں کی مار سے بچا لیا تھا۔

1883

رامہ شہر کی جس سرائے کے کمرے میں عارب، بیوسا اور بنیطہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس کمرے میں اچانک عزازیل نمودار ہوا۔ عارب بیوسا اور بنیطہ جو باہم گفتگو کر رہے تھے۔ یوں اس کی اچانک آمد پر چونکے۔ اور قبل اس کے کہ ان تینوں میں سے کوئی عزازیل سے کچھ پوچھتا۔ عزازیل نے بولنے میں پہل کی اور انہیں مخاطب کیا اے رفیقان سن، میں ایک مہم پر روانہ ہونے کے لیے تمہیں لینے آیا ہوں۔ پھر عارب کے پہلو میں عزازیل بیٹھ گیا اور اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔ میرے عزیز! گزشتہ دنوں بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل اور خداوند کے نبی داؤدؑ کے درمیان ایک عداوت اور چپقلش چل نکلی تھی اور مجھے اس بات کی امید ہو گئی تھی کہ ساؤل داؤدؑ کو قتل کر دے گا لیکن برا ہو ساؤل کے بیٹے یوتن کا۔ اس نے ساؤل اور داؤدؑ کے درمیان صلح کرا دی ورنہ ابھی تک ساؤل یقیناً داؤدؑ کو قتل کر چکا ہوتا۔ اور اگر ایسا ہو جاتا تو نیکی کی راہ روکنے کا جو کام ہم کرنا چاہتے تھے۔ وہ ساؤل کے ہاتھوں ہو جاتا لیکن ایسا چونکہ نہیں ہوا لہٰذا مجھے خود حرکت میں آنا پڑ رہا ہے۔

اے میرے ساتھیوں ہم ابھی اور اسی وقت اب رامہ شہر سے جلجال کی طرف روانہ ہوں گے میں بادشاہ کے محل میں داخل ہو کر اسے داؤدؑ سے متعلق اکساؤں گا۔ اس کے دل میں وسوسات کے جذبات اجاگر کروں گا۔ جب کہ جب تک میں ساؤل بادشاہ کے محل میں رہ کر اسے داؤدؑ کے خلاف اکسانے کا کام سرانجام دوں اس وقت تک تم تینوں محل سے باہر رہ کر محل کے اطراف میں نگاہ رکھنا کہیں یوناف اور ارلیہ وہاں نمودار ہو کر ہماری اس مہم کو ناکام نہ بنا دیں اس لیے کہ یوناف اور ارلیہ بھی ان دنوں جلجال شہر کی ایک سرائے میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اور ہاں ساؤل کو داؤدؑ کے خلاف بھڑکانے کے بعد اے عارب! ایک کام میں تم سے بھی لوں گا۔ اور وہ کام جو تمہیں کرنا ہے یہ ہو گا کہ تم جلجال کے اس محل میں یوتن کے کمرے

میں جاؤ گے۔ وہاں تم یوتن کی خوب پٹائی کرو گے اور اس کے بعد اسے تنبیہ کر دو گے کہ آئندہ بھی اگر تم نے اپنے باپ ساؤل سے داؤد کو بچانے کی کوشش کی تو اس سے بھی زیادہ پٹائی ہو گی۔ آؤ اب یہاں سے کوچ کریں۔ اس کے ساتھ ہی عارب، بیوسا اور منیطا اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ عزازیل کے ساتھ رامہ شہر سے جلجال کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

جلجال کی سرائے میں یوناف اور ارلیہ اپنے کمرے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر تیز لمس دیا اور سنجیدہ آواز اور فکر مند لہجے میں اس نے کہا۔ یوناف الیوناف ابھی اور اسی وقت اٹھ کر ساؤل کے محل کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ وہاں عزازیل ساؤل کو داؤد کے خلاف بھڑکانے کا کام کرنے لگا اور الیاکر کے وہ نیکی پر ضرب لگانے کی کوشش کرنے لگا ہے۔ اس کے علاوہ عارب کو اس نے ساؤل کے بیٹے یوتن کے لیے مقرر کیا ہے۔ تاکہ عارب یوتن کو خوب مارنے کے بعد اسے تنبیہ کرے۔ اس طرح عزازیل نیکی اور بدی کی اس پیکار میں بازی جیتنے کا عزم رکھتا ہے ——————— یوناف نے فوراً بیچ میں بولتے ہوئے کہا۔ اور اسے ابلیکا! ہم عزازیل کا یہ عزم خاک و خون میں ملا کر رکھ دیں گے۔ میں ارلیہ کے ساتھ یہاں سے شاہی محل کی طرف کوچ کرتا ہوں۔ پھر دیکھتا ہوں عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیسے کامیابی حاصل کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے ارلیہ کو پہلے ابلیکا کی ساری گفتگو سنائی۔ پھر وہ ارلیہ کے ساتھ وہاں سے نکل کھڑا ہوا تھا۔

○

بنی اسرائیل کے بادشاہ اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے ایک پہرے دار نے اس کے قریب آ کر اسے مخاطب کیا اور کہا۔ اے بادشاہ! بابل کا ایک ستارہ شناس جو گزشتہ کئی روز سے ہمارے شہر رامہ میں قیام کئے ہوئے تھا۔ آج ہی جلجال میں داخل ہوا ہے۔ اور آپ سے ملاقات کا خواہشمند ہے اس انکشاف پر ساؤل چونک سا پڑا اور اپنے اس پہرے دار کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اس ستارہ شناس کو فوراً میرے پاس لے کر آؤ اس لئے کہ تم جانو۔ بابل کے ساحر اور ستارہ شناس اپنے کام کے ماہر اور استاد ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے میرے لیے

وہ کوئی ایسی خبر رکھتا ہو جس میں میری بہتری اور سود مندی ہو۔ لہٰذا تم فوراً جاؤ اور اس ستارہ شناس کو عزت و احترام کے ساتھ میرے پاس لے کر آؤ تاکہ میں اس کے بابلی علوم سے مستفید ہو سکوں۔ وہ پہریدار مؤدب ہو کر مڑا اور باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر ہی بعد وہ پہریدار پھر لوٹ کر آیا۔ اس بار اس کے ساتھ عزازیل تھا۔ ساؤل نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اور آگے بڑھ کر عزازیل سے مصافحہ کیا۔ اور اپنی نشست کے قریب خالی نشست پر بڑے احترام کے ساتھ اسے بٹھایا۔ اس دوران وہ پہریدار باہر نکل گیا پھر عزازیل نے بولتے ہوئے کہا۔ اے بنی اسرائیل کے بادشاہ! میرا تعلق بابل سے ہے بنیادی طور پر میں ایک ستارہ شناس ہوں مگر سحر کے علوم میں بھی میں بڑا تاک اور بے مثل ہوں۔ اے بادشاہ مجھے تیرے اور تیرے تاج و تخت سے متعلق کچھ فکر مندی ہوئی لہٰذا میں صرف تیری بہتری کی خاطر بابل سے یہاں آیا۔ اور تیری سرزمین میں داخل ہونے کے بعد چند روز تک میں رامہ شہر کی سرائے میں قیام کرتا رہا۔ وہاں قیام کر کے میں نے تیرے ستاروں کی گردش اور ان کے غروب و طلوع کا جائزہ لیا اور اس جائزے کی روشنی میں تیرے متعلق میں نے کچھ نتائج مرتب کئے ہیں۔ اور میرا دعویٰ ہے کہ میرے مرتب کئے ہوئے یہ نتائج کسی بھی صورت غلط ثابت نہیں ہو سکتے۔ اے بادشاہ! میرا نام عزازیل ہے۔

عزازیل کی گفتگو سن کر فکر مندی میں ساؤل اپنی جگہ سے اچھل سا پڑا۔ اور منت کرنے کے انداز میں اس نے پوچھا۔ اے عزازیل! اے بابل کے عظیم ستارہ شناس! تو نے میرے متعلق کیا باتیں مرتب کی ہیں۔ ذرا کہو، میں بھی تو سنوں۔ اپنی لچھے دار باتوں کی ابتداء کرتے ہوئے عزازیل نے کہنا شروع کیا۔ اے بادشاہ! انسان اس زمین میں بے ثبات ہے۔ اور یہاں زندگی ایک رات ہے۔ اے بادشاہ تیرا یہ شہر جلجال شہر حسد، قریہ گناہ خیز اور ایک سحر زدہ کھنڈر کی صورت اختیار کرنے والا ہے اس لیے کہ ایک زبردست جاہ پسند انسان کا بھٹکا ہوا شوق کارواں کالی آندھی رہگزاروں کی عداوت، قبروں کے سکوت اور زمین کے سفاک عناصر کی طرح اس شہر پر نازل ہو گا اور شہر کی ہر ذی حیات کو ایک نئے روگ اور ہر شے کو ایک ویران رات میں بدل کر رکھ دے گا۔ پھر یہ شہر ہو گا اور دھواں ہی دھواں اور شعلے ہی شعلے ہوں گے۔

رعونت پسند، شکی اور مردہ دل ساؤل عزازیل کی یہ گفتگو سن کر تڑپ سا اٹھا اور

منت کرتے لہجے میں اس نے پوچھا۔ اے عزازیل کون ہے یہ میرے اس شہر کی ایسی حالت کرے گا؟ عزازیل نے ایک بار صحرا جیسی آنکھوں سے ساؤل کی طرف دیکھا پھر داستان گو جیسی پاٹ دار آواز میں اس نے ساؤل کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

اے بادشاہ! تیرے اس شہر کی ایسی حالت کوئی باہر سے آکر نہ کرے گا۔ بلکہ ایسی حالت طاری کرنے والا تیرے اپنے محل کے اندر سے ہی نمودار ہوگا۔ ساؤل نے چونک کر کہا یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ایسا آدمی کیا میرے اپنے محل کے اندر ہی نمودار ہوگا؟ عزازیل نے اس بار بلند اور پرزور آواز میں کہا۔ ہاں ایسا ہی ہوگا کیا اس محل کے اندر کوئی ایسا شخص ہے جس کا اس محل سے کوئی پیدائشی تعلق نہ ہو۔ پر وہ اس محل میں آتا جاتا، اٹھتا بیٹھتا، اور رہتا سہتا ہو؟ ساؤل نے فوراً کہا۔ ہاں ہے۔ اس کا نام داؤد ہے وہ بیت لحم کے ایک شخص لیسی کا بیٹا ہے۔ پر میں نے اسے اپنے لشکر کا سالار بنا کر اس سے اپنی بیٹی میکل بھی بیاہ دی ہے۔ اور وہ اسی محل میں رہتا ہے۔ عزازیل نے فوراً اپنی جگہ اچھلتے ہوئے کہا۔

اے بادشاہ! بس یہی داؤدؑ۔ نام کا وہ جوان ہے۔ جو تیرے لیے اندھیروں میں لپٹے وجود سے مٹی حسرتوں کے انگارے اور نادیدہ آسمانی بلائیں کھڑی کر دے گا۔ یہی جوان تیری راہ کا پتھر بنے گا اور تیرے دل کے شب خانوں میں اور تیرے شعور کے شیش محل میں خوف و محرومی بھر کر رکھ دے گا۔ اے بادشاہ دنیا کی واحد قرار آفریں شے حکمرانی ہے پس اگر تو اپنی سلیقے سے سجائی بزم، اپنے وقار کی بلند قامتی اور اپنی تہذیب اے شاہکاروں کی حفاظت چاہتا ہے تو داؤد کے نام کے اس جوان کا کوئی بندوبست کر اور اسے ٹھکانے لگا ورنہ اے بادشاہ لکھ رکھ جس طرح آسمان کی نیلی آنکھوں کو رات اپنی سیاہ اور گہری آنکھوں میں جذب کر لیتی ہے ایسے ہی داؤدؑ تم پر حاوی ہوگا اور تاج و تخت سے تجھے محروم کر کے تیری حالت بوسیدہ کفن جیسی ویران کر کے رکھ دے گا۔

ساؤل تھوڑی دیر تک تیکھی نظروں سے عزازیل کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر تشکر بھرے انداز میں اس نے عزازیل کو مخاطب کر کے کہا۔ اے بابل کے ستارہ شناس! قسم خداوند کی تیری گفتگو تیری گفتگو کھلے ہونٹوں کی طرح نرم و شفاف ہے۔ اس داؤدؑ سے تو میں پہلے ہی نالاں تھا۔ پر میرا بیٹا اسے ؟ سے بچاتا رہا ہے۔ اے بابل کے ستارہ شناس! تم نے داؤد سے متعلق مجھے متنبہ کر کے میرے آگے والے دنوں کو محفوظ اور بے خطر بنا کر رکھ دیا ہے۔ اب یہ

داؤدؑ مجھ سے بچ نہ سکے گا۔ آج ہی میں اس پر اس انداز سے اپنا نیزہ برساؤں گا کہ اس کی جان کا خاتمہ کر کے رکھ دوں گا۔ اے عزازیل! اے بابل کے عظیم ستارہ شناس! میں تم سے گزارش کروں گا کہ تم چند دن تک میرے پاس میرے اس محل میں رہو تیری یہاں موجودگی سے میری ڈھارس بندھے گی اور میں داؤدؑ سے جب تک کہ میں اسے ٹھکانے نہیں لگا دیتا تم سے مزید مشاورت و گفتگو کرتا رہوں گا۔ ویسے عام حالات میں بھی اے عزازیل تیری صحبت میرے لیے سودمند رہے گی۔

ساؤل کی اس پیش کش پر عزازیل کچھ سوچتا رہا۔ پھر کہنے لگا۔ اے بادشاہ! میں بڑے بڑے بادشاہوں کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پر آج تک میں نے کسی کے محل میں قیام نہ کیا۔ اس لیے کہ اپنی زندگی کے لیے میں نے جو قاعدے کلیے مقرر کیے ہوئے ہیں۔ ان کے مطابق میں کسی محل میں قیام نہیں کر سکتا تاہم میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اسی جلجال شہر کی کسی سرائے میں قیام کروں گا۔ اور آپ کے پاس بھی آتا رہوں گا۔ اس طرح میری اور آپ کی صحبت باقاعدگی کے ساتھ ہوتی رہے گی۔ ساؤل نے عزازیل کی اس گفتگو سے اتفاق کیا پھر عزازیل اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ انتہائی منکسرانہ انداز میں اپنا ہاتھ مصافحہ کی خاطر ساؤل کی طرف بڑھاتے ہوئے وہ کہنے لگا۔ اے بادشاہ! میں اب جاتا ہوں، ساؤل نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے پوچھا اس قدر جلدی کیوں۔ میں نے تو ابھی آپ کو کوئی خدمت بھی نہیں کی اور نہ ہی میں نے ابھی تک کوئی خاطر تواضع آپ کی کی ہے۔ عزازیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اب تو میں روز ہی آتا رہوں گا پھر خصوصیت کے ساتھ خاطر تواضع کی کیا ضرورت ہے۔ ساؤل جواب میں خاموش رہا عزازیل نے ساؤل کی خاموشی سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور اس سے مصافحہ کر کے وہ ساؤل کے اس کمرے سے نکل گیا تھا۔ ساؤل احتراماً اسے اپنے کمرے کے دروازے تک چھوڑنے آیا تھا۔ یوں عزازیل وہاں سے چلا اپنا کام کر کے چلا گیا۔

جس روز عزازیل نے بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کو یہ شیطانی مشورہ دیا تھا اس روز ساؤل نے داؤدؑ کو بلایا تاکہ وہ اس کے لیے بربط بجائیں تاکہ اسے اس کے مرض سے آرام و سکون میسر ہو۔ پس داؤد آئے اور ساؤل کے سامنے اس کے ذاتی کمرے کے بیرونی دروازے کے قریب دیوار کے ساتھ ایک نشست پر بیٹھ کر بربط بجانے لگے تھے۔ اسی وقت محل کے بیرونی حصے میں یوناف اور ارلیہ نمودار ہوئے اس وقت عزازیل، عارب، یوسا اور بنیطہ بھی وہاں کھڑے تھے۔ ان سب نے بھی یوناف اور ارلیہ کو محل کی طرف آتے دیکھ لیا تھا یوناف اور ارلیہ نے بھی عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ لیا تھا۔ اسی بنا پر وہ دونوں میاں بیوی بڑی تیزی کے ساتھ عزازیل اور اس کی طرف بڑھے تھے۔ عزازیل کے قریب آکر یوناف نے غور سے عزازیل کی طرف دیکھا پھر غراتے لہجے اور غضبناک آواز میں اس نے عزازیل کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اے عزازیل! اس محل کے اندر تو جس برائی کی شروعات کر رہا ہے۔ کیا تو سمجھتا ہے کہ اسے نافذ کرتے ہیں تو کامیاب ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ اے مردود تو جانتا ہے۔ اللہ کے نیک بندوں پر تیرا کوئی بس نہیں چلتا پھر ساؤل کے ساتھ مل کر یہ جو تو اللہ کے نبی داؤدؑ کے خلاف ایک سازش و بدی تیار کر رہا ہے۔ تو اس میں کیسے اور کیونکر کامیاب ہو سکے گا۔ اس لیے کہ اللہ اپنے پیغمبروں کی نگرانی و حفاظت کرتا ہے۔ اے عزازیل تو جانتا کہ جب اللہ کا کوئی نبی و رسول اپنے کام کی ابتداء کرتا ہے۔ تو وہ ایک اور ان گنت کی نسبت سے اپنے کام کو شروع کرتا ہے یعنی ایک طرف اکیلا اللہ کا پیغمبر اور دوسری طرف کسی قوم کے ان گنت افراد ہوتے ہیں۔ لیکن اکیلا ہوتے کے باوجود خداوند اس پوری قوم کے مقابلے میں اپنے پیغمبر ہی کو فوز مند اور غالب رکھتے ہیں۔ پس اے عزازیل یہاں بھی تیرے وسوسات اور تیرے

سارے حربے ناکام ہوں گے! اے عزازیل تو اس محل میں اپنا کام ختم کر چکا ہے۔ اب میں اپنے کام کی ابتداء کرتا ہوں۔ پھر دیکھنا کیسے اور کیونکر تیرے فسق و فجور کو دبا کر اور نیکی کے جذبوں کو ابھار کر رکھتا ہوں۔

یوناف کے خاموش ہوتے پر عزازیل چند ثانیوں تک اسے غور سے دیکھتا رہا۔ اس کے پہلو میں عارب، یوسا اور بنیطہ بھی کھڑے ہوئے تھے۔ اس موقع پر یوناف کے قریب کھڑی ارلیہ نے اپنے جسم کو یوناف سے مس کرنے کی خاطر یوناف کے کندھے پر ہاتھ رکھ لیا تھا تاکہ عزازیل اگر اچانک اس پر حملہ آور بھی ہو جائے تو اپنے آپ کو یوناف کے ساتھ مس رکھنے کی بنا پر وہ بچ جائے۔ پھر عزازیل نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ اے یوناف اس کار جہاں میں تو بھی ایک کام پر لگا ہوا ہے اور میں بھی خداوند نے انسان کے نفس میں نیکی اور بدی دونوں ہی کے داعیے ڈال رکھے ہیں۔ پس تو نیکی کے داعیوں کے فروغ اور بدی کے داعیوں کے دباؤ کیلئے کام کرتے ہیں جبکہ ہم بدی کے داعیوں کے فروغ اور نیکی کے داعیوں کے دباؤ کے لیے کام کرتے ہیں عزازیل۔۔۔ کو گھورتے ہوئے یوناف نے پوچھا۔ اے مردود! پر یہ بھی تو بتا کہ ان دونوں راستوں میں فلاح و فوز مندی کا راستہ کون سا ہے۔ عزازیل نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا اور وہ خجل سا ہو گیا تھا۔ تب یوناف نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے عزازیل! اے اپنی سرکشی کو بنیاد بنا کر خداوند کے احکامات کے خلاف بغاوت کرنے والے سن! جس طرح آسمان و زمین، سورج اور چاند اور دن رات اپنے اثرات و نتائج کے لحاظ سے مختلف اور متضاد ہیں۔ پھر یوناف خاموش ہو گیا اس موقع پر ارلیہ کا بڑی تیزی کے ساتھ یوناف کی گردن پر لمس دیتے ہوئے شاید اسے یہ احساس دلانے کی کوشش کر رہی تھی کہ عزازیل کے سامنے وہ بھی مستعد اور تیار حالت میں ہے۔ عزازیل نے جب یوناف کی گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ تب یوناف نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا اور ارلیہ کے ہاتھ تھامتے ہوئے وہ ساؤل کے محل میں داخل ہوا، اور پھر اس کمرے میں داخل ہوا جس میں ساؤل تھا اور اس کے سامنے داؤد بیٹھے بربط بجا کر رہے تھے۔ جس وقت یوناف اس کمرے میں داخل ہوا۔ عین اس وقت ساؤل نے اپنے قریب رکھا چھوٹا سا ایک بھالا اٹھایا اور اسے ہوا میں تولا تاکہ وہ بھالا داؤد کی طرف پھینک کر ان کا خاتمہ کر دے۔

جس وقت ساؤل نے داؤدؑ پر اپنا بھالا پھینکا تھا اسی وقت یوناف اس کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اس کے یوں اچانک داخل ہونے پر ساؤل کا نشانہ چوک گیا تھا اور داؤد

ایک طرف ہٹ کر اس بھالے کی مار سے بچ گئے تھے۔ اسی وقت یوناف نے سرگوشی کے انداز میں جلدی جلدی داؤدؑ سے کہا آپ فوراً یہاں سے بھاگ کر رامہ شہر میں اللہ کے نبی سموئیل کی طرف چلے جائیں۔ وہاں خداوند آپ کو اس ساؤل کی بدی سے پناہ دے گا۔ اس ساؤل پر شیطان مسلط ہو چکا ہے۔ لہٰذا یہ آپ کو ختم کر دینے کے درپے ہے۔ داؤدؑ فوراً وہاں سے چلے گئے۔ اتنی دیر تک ساؤل بھی سنبھل چکا تھا۔ لہٰذا اس نے کڑک دار آواز میں یوناف کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اے اجنبی! تو کون ہے۔ اور کیوں میرے اس ذاتی کمرے میں تو میری اجازت بغیر داخل ہوا ہے۔

یوناف نے، ساؤل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بڑی جرات مندی میں کہا۔ اے بادشاہ میں تیرے لیے تیرا نفسِ لوامہ اور تیرا ضمیر بن کر آیا ہوں۔ میں تمہیں صرف یہ بتانے آیا ہوں۔ کہ جن راستوں کی طرف تو چل نکلا ہے وہ راستے تجھے تباہی اور بربادی کی طرف لے جائیں گے۔ لہٰذا تو اپنے نفس میں نیکی کی نشوونما اور بدی کو دبانے کا کام شروع کر۔ اتنا کہنے کے بعد یوناف باہر نکل گیا۔ ساؤل کو یوناف کی اس گفتگو پر بڑا غصہ آیا۔ اپنے بائیں طرف لٹکتے پیتل کے ایک طشت کی طرف اس نے دیکھا۔ پھر قریب ہی رکھی لکڑی کی ایک ہتھوڑی اٹھا کر اس نے اس نے اس طشت پر دے ماری تھی۔ طشت پر ضرب پڑنے کے ساتھ ہی گونجدار آوازیں بلند ہونا شروع ہو گئیں۔ جن کے جواب میں چند مسلح سپاہی بھاگتے ہوئے اس کے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ ساؤل نے ان مسلح جوانوں کو مخاطب کر کے کہا تم میں سے ایک تو داؤدؑ کی طرف جائے اور دیکھ کر آئے کہ وہ اس وقت کہاں ہے اور کیا کرتا ہے۔ اور باقی سب اس طویل اور کڑیل جوان کا تعاقب کرو جو ابھی میرے کمرے سے نکل کر گیا ہے۔ اور اسے زندہ میرے پاس پکڑ کر لاؤ۔

ساؤل کے اس حکم پر وہ مسلح جوان فوراً حرکت میں آئے۔ ان میں سے ایک تو محل کے اس کی طرف چلا گیا۔ جہاں داؤد اپنی بیوی میکل کے ساتھ رہتے تھے اور باقی سب یوناف کے پیچھے بھاگے۔ انہوں نے محل سے متصل بڑے میدان میں یوناف کو جا لیا۔ وہ اس میدان میں ان سے ایک جوان نے یوناف کو آواز دے کر روکا۔ ان کی آواز سنتے ہی ان کی طرف دیکھے بغیر غصے کے عالم میں یوناف نے اپنی تلوار بے نیام کر لی تھی۔ شاید ابیکا پہلے ہی اسے اس تعاقب سے آگاہ کر چکی تھی۔ اور ابیکا بھی سنبھل کر کھڑی ہو گئی تھی۔ پھر تیزی کے ساتھ یوناف ان کی طرف پلٹا۔ اور اپنے سامنے اپنی تلوار لہراتے ہوئے۔ تم میں سے جس کسی کو بھی اپنی زندگی عزیز نہیں۔

ہے وہ آگے بڑھ کر مجھ سے ٹکرائے اور دیکھے کہ کیسے ہولناک انداز میں موت کو اس پر میں طاری کرتا ہوں۔ ان میں سے ایک نے یوناف کو خشمگیں نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ پہلے یہ تو کہو تم ہو کون؟

یوناف نے چند ساعتوں تک غور سے ان کی طرف دیکھا۔ پھر بلند آواز میں وہ بولا تخریب کے پروردوا میں ہمت دلور کے اس کھیل میں قانونِ فطرت کا ایک خادم ہوں۔ میں وقت کے سمندر میں نیکی کی شفق رنگ سحر ہوں میں سموں کی آنکھوں کے اندر خیر کی ایک لگن اور خوبی کی ایک تڑپ ہوں۔ اب تم لوگ کہو تمہیں کس کی تلاش ہے۔ اس بار ایک دوسرے نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ ہمیں تلاش تو تمہاری ہی ہے۔ تم کوئی دنگا کھڑا کئے بغیر ہمارے ساتھ ہمارے بادشاہ کے پاس چلو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تم خیر و بھلائی پانے والے ہو گے اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم تاریکی و مایوسی تذلیل دب جا سگی تم پر طاری کریں گے۔ طوفانی عفریت اور الم خیزی بن کر تم پر نازل ہوں گے۔ اور زبردستی تمہیں اپنے بادشاہ ساؤل کے پاس جانے پر مجبور کر دیں گے۔ لہٰذا اگر تم ہماری مار سے بچنا چاہتے ہو۔ تو چپ چاپ ہمارے ساتھ ہو لو۔ کیونکہ ہمارے بادشاہ ساؤل نے تمہیں طلب کیا ہے۔ اور تمہیں ہر صورت میں اس کے سامنے حاضر ہونا ہو گا۔

اس جوان کی گفتگو سن کر یوناف کی حالت خشمناک فطرت، آسیب زدہ، ڈھول بجاتے بگولے اور سحر کے سیل جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر اس نے اپنی تلوار اپنے سامنے بلند کی پھر وقت کی اڑتی گرد جیسے انداز میں اس نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ احمقو! اپنی زبانوں کو لگام دو قبل اس کے کہ میں دوپہر کی لہر اور الاؤ کی بھڑکتی آگ کی طرح تم پر وارد ہوں۔ اور تمہاری حالت صحرا میں تنہا کھڑے نخلِ خشک جیسی کر دوں یہاں سے بھاگ جاؤ۔ قبل اس کے کہ میں صدیوں کا غبار، اندیشوں کا اندھیرا اور تخریب کی قوت بن کر تمہاری طرف بڑھوں اور تمہاری حالت بکھری کرچیوں اور بوسیدہ اوراق جیسی کر دوں یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ اے نادانو! اپنی زیست کی بلندی و رفعت مانگو مجھ سے پستی کی پنہائی حاصل کرنے میں جلدی نہ کرو۔ اب بھی وقت ہے۔ جدھر سے آئے ہو ادھر لوٹ جاؤ ورنہ خاک کا رزق اور لہو کی لکیروں کی داستان بن کر رہ جاؤ گے۔ سن تو بے وقوفو! میں تمہاری روایتوں کا پابند نہیں ہوں۔ مجھ سے ٹکراؤ گے تو تنکوں کی طرح بکھر جاؤ گے۔

ان میں سے ایک نے کہا۔ ہم ابھی سب مل کر تیرا سارا بے لگام گھمنڈ نکال کر رکھ دیتے

ہیں۔ پھر وہ اپنی تلواریں لہراتے ہوئے یوناف کی طرف بڑھے اس موقع پر یوناف نے اپنے پہلو میں کھڑی اریلیہ کو مخاطب کر کے کہا اریلیہ! اریلیہ! تم ذرا ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو جاؤ۔ پھر دیکھو۔ ان سب کی میں کیا حالت کرتا ہوں۔ اریلیہ فوراً ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی ساں۔ لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا۔ پھر اس نے گنگناتی ہوئی آواز میں پوچھا۔ یوناف! یوناف! کیا میں بھی تمہارے ساتھ ان پر وار د ہوں؟ یوناف نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں جواب دیا اس کی ضرورت نہیں ہے ابلیکا۔ بس تم میرے ہاتھوں ان کی لاچارگی دیکھتے جانا۔ پھر یوناف اجل کے ہم نفس موت کی سی نگاہ اور راگ ہیں میں نہائے باب کی طرح آگے بڑھا اور ساؤل کے ان دس محافظوں پر اس نے حملہ کر دیا تھا۔ اپنے پانچ ساتھیوں کے اس طرح ختم ہونے کے بعد باقی بچنے والے پانچ دم بخود ہو کر رہ گئے تھے اور ڈر و خوف کے مارے وہ واپس بھاگ گئے تھے

ساؤل کے پاس سے بھاگنے کے بعد داؤدؑ جب اپنی بیوی کے پاس آئے تو اسے اس کے باپ ساؤل کے ساتھ پیش آنے والے تمام واقعات کہہ سنائے۔ اس حادثے سے متعلق سن کر آپ کی بیوی میکل بڑی فکر مند ہوئی۔ اور آپ کو مشورہ دیتے ہوئے اس نے کہا۔ اگر آپ کسی طرح سے آج میرے باپ سے بچ نکلے ہیں تو وہ دوبارہ ضرور آپ کے خلاف حرکت میں آئے گا وہ ایک انتقامی مزاج رکھنے والا انسان ہے میں آپ کو یہی مشورہ دوں گی کہ آپ یہاں سے بھاگ کر اپنی جان بچائیں اور مجھے یہ بھی بتائیں کہ آپ کہاں جائیں گے۔ تاکہ میرا آپ کے ساتھ رابطہ رہے۔ میں آپ کی دیکھ بھال اور نگرانی کا سامان کر سکوں اور مجھے یہ بھی بالاطمینان ہو کہ آپ بسلامت ہیں میکل کی اس گفتگو کے جواب میں داؤدؑ بولے اور کہا میں یہاں سے نکل رامہ شہر میں اللہ کے نبی سموئیل کی طرف جاؤں گا اور جب تک حالات میرے لیے درست نہیں ہو جاتے میں وہیں رہوں گا۔ میکل نے پھر فکر مند سے لہجے میں داؤدؑ کو مخاطب کر کے کہا۔

اگر ایسا ہے تو آپ دروازے کی طرف سے محل سے باہر جانے کے بجائے۔ وہ سامنے والی کھڑکی سے نکل جائیں۔ اب شام ہونے والی ہے اور تاریکی کی آڑ میں رامہ شہر کی طرف بچ کر نکل جانا آپ کے لیے آسان ہو جائے گا۔ میکل کی اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے داؤدؑ فوراً اس کھڑکی کے راستے باہر نکل گئے جس کی طرف میکل نے اشارہ کیا تھا۔ ان کے جانے کے بعد میکل نے بھی احتیاطی تدابیر اختیار کی۔ وہ اس مسہری کی طرف آئی جس پر داؤدؑ سویا کرتے تھے۔ اس نے اس انداز میں وہاں تکیے جما کر اوپر چادر ڈال دی جیسے اس بستر پر کوئی سو رہا ہو پھر اپنے گھریلو کاموں میں مصروف ہو گئی۔

جو دس مسلح اور جنگجو جوان یوناف کے تعاقب میں نکلے تھے بھاگتے ہوئے ساؤل کے پاس واپس آئے تو ساؤل نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ تم یہاں سے دس گئے تھے اور پانچ لوٹ کر آ رہے ہو۔ تمہارے دوسرے پانچ ساتھی کہاں ہیں۔ اور جس جوان کو میں نے تم لوگوں کو گرفتار کرنے کو بھیجا تھا۔ وہ کدھر ہے۔ اور یہ تم لوگوں کے چہرے کیسے کاسۂ حسرات ڈسی ہوئی روح اور غم کی اندھی رات جیسے ہو رہے ہیں۔ ساؤل کے اس استفسار کے جواب میں ان پانچوں میں سے ایک نے ہمت کر کے اور ساؤل کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

اے بادشاہ! جس جوان کے تعاقب میں آپ نے ہمیں بھیجا تھا۔ اس کا نام یوناف ہے۔ اے بادشاہ ہم نے اسے پکڑ کر آپ کے پاس لانے کی انتہائی کوشش کی لیکن ہم ناکام رہے۔ اس لیے کہ وہ ایک دراز دست اور بڑا طاقتور انسان ہے۔ ہم نے دیکھا وہ طوفانوں کا محرم اور آندھیوں کا شناسا ہے۔ اے بادشاہ وہ جوان ایک ایسی آگ ہے جس سے بحر بھی ابل پڑیں۔ اے بادشاہ! وہ جوان کوئی عام سا شخص نہیں ہے وہ ایک اساطیری سی شخصیت رکھتا ہے۔ ایسی اساطیری شخصیت جو کھیتوں کو بنجر اور بستیوں کو ویران کر کے رکھ دے۔ وہ کیت دھستی میں آئے کسی جنگلی سانڈھ اور جوش زن دشتوں کی طرح ہم پر حملہ آور ہوا اور ہمارے پانچ ساتھیوں کا موں کے اندر خاتمہ کر کے ہماری بست و کشاد کی ساری قوتوں کو اس نے مسمار کر کے رکھ دیا۔ ہم دھڑکتے دلوں اور کانپتے بدنوں کے ساتھ اس سے اپنی جانیں بچا کر بھاگے ہیں۔ اے بادشاہ! اس کے جوان کے ساتھ جو لڑکی ہے۔ اس کی آنکھوں میں بھی قیامت بردوش ریت کے بگولوں جیسا سماں تھا۔ ان دونوں سے ہمیں اپنے خون اور اپنی موت کی بو آنے لگی تھی۔

ان محافظوں کی گفتگو سن کر ساؤل کی آنکھوں میں حقارت در آئی تھی پھر اس نے کھولتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اگر ایسی ہی بات ہے تو اسے پکڑ کر لانے کے لیے ہم تمہارے ساتھ کچھ اور مسلح جوان بھیجنے کا انتظام کرتے ہیں۔ ان محافظوں میں سے ایک نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔ اے بادشاہ! آپ جو چاہے حکم کریں۔ ہم اس کے پابند ہیں۔ پر اس جوان سے متعلق ہم سب کا تجزیہ یہی ہے کہ اس سے ٹکرایا نہ جائے وہ اور اس کی ساتھی لڑکی دونوں ہی کوئی مافوق الفطرت مخلوق لگتے ہیں۔ میدان کے اندر اسے رکنے کے لیے ہم نے خوب آوازیں لیکن اس نے کوئی توجہ نہ کی اور برابر آگے بڑھتا رہا۔ پر جونہی ہم اس کے نزدیک گئے وہ اپنی تلوار بے نیام کر کے یوں خوفناک انداز میں ہماری طرف مڑا جیسے وہ اپنے اور پشت کی طرف سے دیکھنے کی ایک جیسی قوت اور بصارت رکھتا ہو۔ اے بادشاہ! ہماری آپ سے یہی گزارش کہ اس جوان اور اس کی ساتھی لڑکی دونوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ ساؤل اس موقع پر کچھ کہنا چاہتا تھا کہ وہ جوان اندر داخل ہوا جسے اس نے داؤد کا پتہ کرنے کو بھیجا تھا۔ لہٰذا ساؤل نے اس جوان کو مخاطب کر کے پوچھا۔

کیا تو بھی اپنے ان ساتھیوں کی طرح ناکام ہی لوٹ آیا ہے یا کوئی اچھی خبر لے کر آیا ہے اس جوان نے خوش کن لہجے میں کہا۔ اے بادشاہ! داؤد اس وقت اپنے مسہری پر سو رہے ہیں اور چادر اوڑھ کر انہوں نے اپنے آپ کو خوب ڈھانپ چھپا رکھا ہے۔ یہ گفتگو سن کر ساؤل خوش اور سب جوانوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ ہم ابھی جاؤ اور داؤد کو اس کی مسہری سمیت اٹھا کر یہاں میرے پاس لے آؤ۔ تاکہ میں اسے قتل کر دوں۔ وہ سب جوان بھاگے بھاگے گئے۔ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد منہ لٹکائے اور افسردہ سے پھر ساؤل کے پاس لوٹ کر آئے اور کہنے لگے۔ اے بادشاہ! ہمارے ساتھی کو داؤد کی مسہری دیکھتے ہی غلط فہمی ہوئی ہے۔ داؤد اپنے بستر میں نہیں۔ وہ تو کہیں جا چکے ہیں۔ ان کی مسہری پر تو صرف تکیے ڈال کر ان پر چادر ڈال دی گئی تھی۔ جس سے دیکھنے والے کو یہی اندازہ ہوتا تھا کہ اس مسہری پر کوئی سو رہا ہے۔

اس انکشاف پر ساؤل غصے میں اپنی نشست سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جلدی جلدی وہ داؤد کی بیوی اور اپنی بیٹی میکل کے پاس آیا اور درندوں جیسی غضبناک حالت میں اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے میکل تو نے میری بیٹی ہو کر کیونکہ مجھے دغا اور فریب دیا۔ تو نے کیوں میرے دشمن داؤد کو بھگا دیا۔ کاش تو ایسی نہ کرتی تو اب تک میں اپنا بھالا مار کر داؤد کا کام تمام کر چکا ہوتا۔ آہ تو نے اپنے باپ کو کیسا دھوکا اور فریب دیا ہے۔ اپنے باپ کی غضبناک حالت دیکھ کر میکل خوفزدہ ہو گئی لہٰذا اپنے آپ کو بچانے کی خاطر وہ فوراً بول پڑی اور کہنے لگی۔ اے میرے باپ انہوں نے مجھے دھمکی دی کہ اگر میں نے انہیں نہ جانے دیا تو وہ مجھے قتل کر دیں گے لہٰذا میں نے خاموشی اختیار کر لی۔ اور وہ اس سامنے والی کھڑکی سے نکل کر چلے گئے۔ اس موقع پر داؤد نے اپنی بیٹی میکل سے تو کچھ نہ کہا۔ اور وہاں سے خاموشی کے ساتھ نکل کر وہ اپنے کمرے کی طرف چلا گیا تھا۔ ساؤل کو شک ہو گیا تھا کہ ہو نہ ہو داؤد بھاگ کر سموئیل نبی کے پاس ہی گئے ہیں۔ لہٰذا اس نے رامہ شہر کی طرف قاصد بھجوائے تاکہ داؤد کو گرفتار کر کے اس کے سامنے پیش کریں تاکہ وہ انہیں سزا دے

○

داؤدؑ جب رامہ شہر میں داخل ہوئے اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا۔ سرد ہواؤں کے بھاری جھونکے ہاتھوں کی پر پیچ لکیروں جیسے راستوں، سرکتی دراز ہوتی پرچھائیوں اور ٹھنڈے گیلے ساحلوں سے ٹکراتے رواں دواں تھے۔ روشنیاں خواب و سراب ہونے لگی تھی۔ اور بستیوں سے نکلنے دھوئیں کے پس منظر میں فضاؤں کے اندر اجنبی خوشبوئیں پھیلنے لگی تھی داؤدؑ جس وقت سموئیل کے مکان کے سامنے آئے تو انہوں نے دیکھا سموئیل اپنے مکان سے باہر ہی کھڑے ہوئے تھے۔ آگے بڑھ کر بڑے جوش و جذبے کے ساتھ وہ داؤدؑ سے بغلگیر ہو کر ملے۔ پھر وہ انہیں اپنے دیوان خانے میں لے گئے پہلے مشروب سے ان کی تواضع کی پھر ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ اے میرے عزیز تمہارے چہرے پر پھیلی فکرمندی۔ تمہاری آنکھوں میں سے جھانکتا غم بہت کچھ کہتا ہے کہو تو تم میری طرف خیریت سے آئے ہو۔ اس پر داؤدؑ نے دکھ اور انکسار سے بھر پور آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اے میرے محترم! ذوقِ گنہگاری کی طلب رکھنے والا اور ظلم و تعدی کی چاہت رکھنے والا ایک نفس اور ضمیر میرے درپے ہے میری روح کی تاروں پر وہ بدی کے مضراب کی ضرب لگانا چاہتا ہے وہ میرے احساس کو ویران کھنڈروں میں اور میرے جذبوں کو مردہ لمحوں کی ردّ و بدل میں بدل دینا چاہتا ہے اس سے بچنے کے لیے میں اپنے رب کی پناہ حاصل کرنے کی خاطر سرگرداں ہوں اور اسی لیے اس طرف آیا ہوں۔ اس کے بعد داؤدؑ نے اپنے اور ساؤل کے درمیان جو حالات و حادثات پیش آئے تھے۔ وہ سموئیل کو تفصیل کے ساتھ سنا ڈالے تھے۔ پورے واقعات سننے کے بعد سموئیلؑ گردن جھکا کر کچھ دیر سوچتے رہے۔ پھر داؤدؑ کو ڈھارس اور تسلی دینے کی خاطر وہ کہہ رہے تھے۔

اے میرے عزیز! تو نے اچھا کیا جو تم میری طرف چلے آئے۔ ہم کل سے دونوں مل کر تبلیغ

کا کام شروع کریں گے۔ رہی بات اس خطرے کی جو تمہیں ساؤل کی طرف سے آئے تو اللہ خبیر و بصیر ہے۔ وہ رب کبیر ہے اس نے آج تک بڑی بڑی سرکش اور باغی اقوام کے پست و بالا کو ہموار کر کے انہیں انہی کے خون میں غرق کر دیا۔ اگر ساؤل اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا۔ تو اس کی حالت بھی ایسی ہی ہو گی اور وہ اپنی کامرانیوں کی گنتی اور بہتیوں کو شمار کرنا بھول جائے گا۔ سنو میرے عزیز! ہونٹوں کی آہ، دلوں کا نوحہ، سلگتی تپش، ظلم و جبر کی پیاس، مدتوں کے لب تشنہ کا غبار، آنکھ کا آنسو اور غم کی سسکی ایک روز ضرور رنگ لا کر رہتی ہے۔ سو یہ ساؤل کے جب تک بدی کرنے کے لیے سرگرداں اور بے کل رہے گا۔ ایک روز خداوند کی گرفت کا شکار ہو گا۔ سموئیل کا ایک آدمی کھانا لے آیا تھا۔ اور دونوں مل کر کھانا کھانے لگے تھے اور دوسرے روز سے دونوں مل کر تبلیغ کا کام کرنے لگے تھے۔

بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل نے اپنے جن آدمیوں کو اس غرض سے رامہ شہر کی طرف روانہ کیا تھا کہ وہ داؤدؑ کو وہاں سے پکڑ کر اس کے پاس لائیں تو جب یہ لوگ رامہ شہر پہنچے اور وہاں انہوں نے سموئیل اور داؤدؑ کو خداوند کی باتیں اور تبلیغ کرتے دیکھا تو داؤدؑ کو گرفتار کرنا بھول گئے۔ اور وہ بھی تبلیغ کے اس کام میں سموئیل اور داؤدؑ کے معاون اور مددگار بن کر ان کے ساتھ رہنے لگے۔ اس کے بعد ساؤل نے یکے بعد دیگرے دو اور گروہ داؤدؑ کو گرفتار کرنے کے لیے روانہ کیے لیکن ان دونوں گروہوں کے افراد بھی سموئیل اور داؤدؑ سے ایسے متاثر ہوئے اور ان کے ساتھ ہی ہو لیے۔ یہ خبریں جب ساؤل کے پاس پہنچیں تو اسے بڑی پریشانی اور دکھ ہوا۔ اور وہ داؤدؑ کو گرفتار کرنے کے لیے کسی اور تدبیر کی فکر کرنے لگا۔

ان ہی دنوں جب کہ ساؤل بڑا فکرمند اور متوحش تھا کہ وہ داؤدؑ کو کس طرح گرفتار کر کے قتل کر دے کہ ایک روز عزازیل اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ اس وقت ساؤل اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا غور و فکر کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ عزازیل کو دیکھ کر ساؤل چونکا پھر خوش ہوا۔ اپنی جگہ پر اٹھ کر اور آگے بڑھ کر اس نے عزازیل کا استقبال کیا پھر اسے مخاطب کر کے کہا اے عزازیل اے بابل کے کہنہ مشق کاہن۔ تم عین ضرورت کے وقت آتے ہو۔ میں ان دنوں داؤدؑ سے متعلق سخت پریشان ہوں۔ میں نے اپنے آدمیوں کو تمہاری تلاش میں بھیجا انہوں نے عیلام شہر کی ساری ہی سرائیں چھان ماری۔ مگر تم کہیں نہ ملے۔ یہ میری خوش بختی ہے کہ تم خود ہی آ گئے ہو۔ اس

لیے کہ میں تمہاری سخت ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ اور اے عزازیل! اپنی پہلی ملاقات میں جو باتیں تم نے مجھے داؤدؑ سے متعلق بتائیں تھیں وہ ساری کی ساری سچ ثابت ہوئیں اور اب اسی کے سدباب کے سلسلے میں تم سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔

اس موقع پر عزازیل نے بڑی مکاری اور فریب سے کام لیتے ہوئے کہا۔ اے بنی اسرائیل کے عظیم بادشاہ! میں دیکھتا ہوں کہ آپ روشنی کو روتی شمع اور خواری کے تماشے کی طرح اداس اور مغموم ہیں۔ اپنے چہرے پر زہریلی سی مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے ساؤل بولا۔ اے عزازیل! تمہارا کہنا درست ہے میں ان دنوں واقعی رات کی آہوں اور بے کل خواہشوں کا اسیر ہو کر رہ گیا ہوں۔ اس وقت میرے سامنے دو مسائل ہیں جو مجھ پر بے چین بھٹکتی پھرتی آرزوؤں اور زنجیر غلامانہ کی طرح چھائی ہوئی ہیں۔ ان دو مسائل میں سے ایک تو داؤدؑ اور دوسرا یوناف نام کا ایک جوان ہے۔ جس سے متعلق میرے محافظوں کا کہنا ہے کہ وہ کوئی عام سا جوان نہیں بلکہ ایک مافوق الفطرت انسان ہے میں ان دونوں ہی کی گرفتاری اور پھر قتل کر دینے کے درپے ہوں۔ لیکن دونوں ہی کے سلسلے میں مجھے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔

داؤدؑ کی طرف تو میں نے یہ در پہ اپنے دستے بھیجے کہ وہ اسے رامہ شہر سے گرفتار کر کے یہاں میرے پاس لے کر آئیں لیکن اس میں مجھے ناکامی ہوئی اور اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں خود رامہ شہر کی طرف اپنے محافظ دستوں کے ساتھ جاؤں گا اور وہاں سے داؤدؑ کو گرفتار کر کے یہاں جلجال شہر میں لے کر آؤں گا اور عام لوگوں کے سامنے اسے قتل کروں گا تاکہ دوسروں کو اس کے انجام سے عبرت ہو۔ اے عزازیل اب تم کہو تمہارا اس سلسلے میں کیا خیال اور مشورہ ہے۔ عزازیل اس موقع پر یوناف کا نام سن کر چونکا تھا۔ پر جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ پھر وہ بولا۔ اے بادشاہ داؤدؑ سے متعلق جو فیصلہ آپ نے کیا ہے اس سے میں اتفاق کرتا ہوں۔ آپ کو خود رامہ شہر جا کر داؤدؑ کی گرفتاری کا سامان کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں آپ کی میں کوئی مدد نہ کر سکوں گا۔ رہا سوال یوناف کی گرفتاری کا تو اے بادشاہ اس جوان کو میں خوب جانتا ہوں۔ میری ایک عرصے سے اس جوان کے ساتھ عداوت ہے۔ اور میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ جلد یا بدیر ایک روز میں اس جوان کو ضرور گرفتار کر کے آپ کے پیش کر دوں گا۔

اے بادشاہ! جہاں تک اس یوناف نام کے جوان کا مافوق الفطرت ہونے کا تعلق

ہے تو انکشاف درست ہے۔ وہ بے شمار سری اور جبری قوتوں کا مالک ہے۔ اور اپنے دشمنوں کو لمحوں کے اندر کچلنے اور مغلوب کرنے کا فن جانتا ہے۔ تاہم میں بھی اسی جیسی مافوق البشریت قوتوں کا مالک ہوں اور مجھے امید ہے کہ ایک روز میں ضرور اسے زنجیروں میں جکڑ کر آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ اس لیے کہ یہ دراز دست یوناف نہ صرف آپ کا بلکہ پوری انسانیت کا دشمن ہے۔ اے بادشاہ اگر چہ یوناف نام کے اس جوان کی باتوں کا ہر حرف جادو اور اس کا ہر لفظ ایک شعر ہے پھر بھی یہ جوان قدم قدم پر لوگوں کے لیے جہنم کھڑے کرنے والا ہے۔ دلوں کے باغ اور ضمیر کے خرمن اجاڑنے والا۔ اور لوگوں کو بے اساس امیدیں دلا کر ان کی جانوں کو سلگانے اور ان کی روحوں پر ظلم و ستم کرنے والا ہے۔ ساؤل نے متحیر اور کھوئے کھوئے سے انداز میں کہا۔ پھر یہ یوناف تو بہت برا بلکہ شیطان کا ساتھی ہے اے عزازیل یہ شیطان بھی کیا بری شے اور بد بلا ہے۔ نہ خیر والوں کو معاف کرتا ہے۔ نہ جنوں والوں کو چھوڑتا ہے۔ سب کے پیچھے بھوکے اور باؤلے کتے کی طرح پڑا ہے اپنے متعلق ایسی گفتگو سن کر عزازیل کے چہرے پر میل اور سیاہی سی اتر آئی تھی اور اس کی آنکھوں سے خجالت و شرمندگی جھانکنے لگی تھی تاہم اس نے فوراً اپنے آپ کو سنبھال لیا اور اپنے لہجے میں اور زیادہ کشش اور نرمی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

اے بنی اسرائیل کے عظیم بادشاہ! یہ شیطان بیچارہ تو یوں ہی بدنام ہے۔ ورنہ انسانوں میں اکثر اس سے بھی زیادہ گنہگار ہیں۔ اس لیے کہ وہ تو خداوند کو صرف ایک ہی سجدہ نہ کرنے کا گنہگار ہے ورنہ انسان تو ایسے بھی ہیں۔ جو کبھی سجدہ تک نہیں کرتے۔ عزازیل سے یہ الفاظ سن کر ساؤل نے ایک بار نظر بھر کر اس کی طرف دیکھا۔ پھر کہا۔ اے عزازیل! میں تمہارے ان خیالات سے اتفاق نہیں کرتا۔ گو شیطان ایک ہی سجدہ نہ کرنے کا گنہگار ہے لیکن اس کا یہ سجدہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس لیے کہ اس سجدے کا حکم اسے خداوند کی طرف سے براہ راست ملا تھا۔ اور تم دیکھتے ہو کہ انسانوں میں سے پیغمبروں کے علاوہ کسی کو بھی سجدے و عبادت کا براہ راست حکم نہیں ملا۔ اور پیغمبروں میں سے تم کسی ایسے پیغمبر کا نام بتا سکتے ہو جس نے شیطان کی طرح ایسا براہ راست حکم ملنے کے باوجود خداوند کو سجدہ کرنے سے انکار کیا ہو۔ یقیناً ایسا کوئی نبی اور رسول نہیں ہے۔ لہذا انسان شیطان سے ہر طرح اور ہر لحاظ سے افضل و برتر ہے۔

اور پھر یہ شیطان تو ایسا بدبخت ہے کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود اپنے فعل پر نادم و تائب نہیں ہوا جب کہ انسان اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہے۔ لہٰذا اعمال و افعال کے لحاظ سے شیطان کو انسان سے کیا نسبت۔ اور پھر تم تو جانتے ہی ہو کہ یہ مردود! تو دن رات اللہ کی مخلوق کو گمراہ کرنے میں لگا ہوا ہے اس طرح ایک سزا تو اسے اپنے گناہوں کی ملے گی اور دوسری سزا اوروں کو گمراہ کرنے کی بھی ملے گی۔ ساؤل کی اس گفتگو پر عزازیل لاجواب ہو کر رہ گیا تھا۔ تاہم گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے وہ پھر بولا۔ اے بادشاہ! تمہاری باتوں میں واقعی وزن ہے۔ اور اس یوناف نام کے جوان کو زنجیروں میں جکڑ کر آپ کے سامنے پیش کرنے کی کوئی تدبیر کرتا ہوں۔ ساؤل نے مسکراتے ہوئے اور خوش طبعی میں عزازیل کی تائید کی اور پھر عزازیل وہاں سے نکل گیا تھا۔

ساؤل کے محل سے باہر کھلے میدان میں عارب، بیوسا اور بینطہ کھڑے ہوئے تھے۔ عزازیل ان کے پاس آیا اور انہیں مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔ اے میرے قدیم و قریبی رفیقو! میں بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل سے مل کر آ رہا ہوں۔ یوناف کہیں داؤدؑ کی مدد کرنے ساؤل کے محل میں آیا تھا جس بنا پر ساؤل یوناف سے سخت نالاں اور بیزار ہے۔ وہ یوناف کو گرفتار کر کے اس کا خاتمہ کرنے کا خواہشمند ہے۔ میں ساؤل سے وعدہ کر آیا ہوں کہ میں یوناف کو زنجیروں میں جکڑ کر اس کے سامنے پیش کر دوں گا۔“ عارب نے فوراً فکرمندی اور پریشانی کے عالم میں پوچھ لیا۔ اے آقا! آپ نے وعدہ تو کر لیا۔ پر یہ کام کون کرے گا عزازیل نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا۔ میں ازب کو یوناف کے پیچھے لگاؤں گا اور اسے کہوں گا کہ وہ کوئی طریقہ استعمال کر کے یوناف کو زنجیروں میں جکڑ کر بے بس کرے۔

عارب پھر بولا۔ اے آقا! یہ ازب تو اس سے قبل حجاز کی سرزمین میں عقبہ کی گھاٹی میں یوناف کے ہاتھوں ہزیمت اٹھا چکا ہے۔ پھر بھی آپ امید رکھتے ہیں کہ یہ یوناف کو زیر کرے گا اور زنجیروں میں جکڑے گا تاکہ اپنے وعدے کے مطابق آپ اسے ساؤل کے سامنے پیش کر سکیں۔ عزازیل نے لاپروائی میں کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ ہم نے پہلے کب کس سے کیا ہوا کوئی وعدہ کبھی پورا کیا ہے۔ یہ کام ہو گیا تو ٹھیک نہ ہوا تو نہ سہی اس کے ساتھ وہ سب اس سرائے کی طرف چلے گئے تھے جس میں ان کا قیام تھا۔

○

داؤدؑ کو گرفتار کرنے کی نیت سے ساؤل اپنے مسلح دستوں کے ساتھ جلجال سے رامہ شہر کی طرف روانہ ہوا۔ اس روانگی کی خبر جب داؤدؑ کو ہوئی تو ساؤل کی گرفت سے بچنے کے لیے وہ رامہ شہر سے نکل کھڑے ہوئے اور نوب شہر کا رخ کیا۔ اس شہر کے اندر بنی اسرائیل کا ایک بہت بڑا ہیکل اور معبد تھا اور اس ہیکل کا نگران اخیملک نام کا ایک شخص تھا جسے لوگ کاہن کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ اس ہیکل کے کارندوں نے جب اس کاہن کو یہ خبر دی کہ داؤدؑ بن لیسی اس سے ملنے کو آئے ہیں۔ تو اس نے بڑی گرم جوشی کے ساتھ ہیکل سے باہر نکل کر داؤدؑ کا استقبال کیا۔ وہ کاہن جو شاید داؤدؑ کے حالات کو جانتا اور سمجھتا تھا۔ وہ بڑے احترام اور توقیر کے ساتھ داؤدؑ کو ہیکل میں لے گیا۔ اور ان کی خوب دیکھ بھال۔ آؤ بھگت اور تواضع کی بہرحال ساؤل کی نگاہوں سے دور داؤدؑ اس ہیکل میں دن گزارنے لگے تھے۔

اس دوران ساؤل بھی رامہ شہر میں داؤدؑ کو نہ پاکر واپس جلجال چلا گیا تھا اور وہاں سے اس نے اپنے آدمی داؤدؑ کی تلاش میں روانہ کر دیئے تھے۔ ساؤل کے ان ہی آدمیوں میں سے ایک شخص جس کا نام ادومی دوئیگ تھا داؤدؑ کی تلاش میں نوب شہر میں داخل ہوا ادومی دوئیگ نام کا یہ شخص ساؤل کے چرواہوں کا سردار تھا۔ داؤدؑ نے اس شخص کو نوب شہر میں گھومتے ہوئے دیکھ لیا۔ لیکن اس کی نظر داؤدؑ پر نہ پڑی تھی۔ اب داؤدؑ نوب شہر میں بھی اپنے لیے خطرہ محسوس کرنے لگے تھے۔ اور انہیں یقین ہو گیا تھا کہ جس طرح ساؤل نے اس شہر میں ان کی تلاش کے لیے اپنے آدمی بھیجے ہیں ایسے ہی دوسرے شہروں کو بھی روانہ کئے ہوں گے لہٰذا انہوں نے بنی اسرائیل کی سلطنت سے نکل جانے کا ارادہ کر لیا تاکہ ساؤل کی دسترس سے محفوظ ہو جائیں اس نئی صورتِ حال کے تحت داؤدؑ واپس ہیکل میں آئے اور وہاں انہوں نے کاہن اخیملک کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اے عزیز! تو دیکھتا ہے کہ میں غیر مسلح ہوں۔ کیا یہاں اس ہیکل میں تیرے پاس کوئی نیزہ، بھالا اور تلوار نہیں ہے۔ اخیملک نے بڑی عاجزی میں کہا۔ اے لیسی کے بیٹے! ایلہ کی وادیوں کے اندر آپ نے فلستیوں کے جالوت نام کے جس پہلوان کو قتل کیا تھا اس جنگ کے بعد اس جالوت کی تلوار اس ہیکل میں رکھ دی گئی تھی۔ تاکہ لوگ اسے عبرت کی نگاہ سے دیکھیں اور اسی طرح انہیں اپنی قوم کی عظمت اور فلستیوں کی بے بسی کا احساس ہو۔ بس یہی ایک ہتھیار اس ہیکل کے اندر ہے۔ اگر آپ اسے لینا چاہتے ہیں تو میں حاضر کئے دیتا ہوں۔ اخیملک کے اس انکشاف پر داؤدؑ نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ میرے ہاتھوں مرنے والے جالوت کی تلوار سے بہتر اور کیا ہتھیار ہو سکتا ہے۔ پس تم وہ تلوار نکال لاؤ۔ وہ میرے خوب کام آئے گی۔ اخیملک بھاگا بھاگا ہیکل کے اندرونی حصے کی طرف گیا اور پھر وہ جالوت کی بھاری اور وزنی تلوار اٹھا لایا جو کپڑے میں لپٹی ہوئی تھی۔ داؤدؑ نے وہ تلوار لے لی اخیملک کا انہوں نے شکریہ ادا کیا اور ساؤل کی گرفت سے بچنے کے لیے وہ اس ہیکل سے نکل کر فلستیوں کی سرزمین کی طرف چلے گئے تھے۔

فلستیوں کی سرزمین میں رہتے ہوئے داؤدؑ کو رفتہ رفتہ یہ احساس ہونے لگا جیسے وہاں کے کچھ لوگ انہیں آہستہ آہستہ ان کے پہلوان جالوت کے قاتل کی حیثیت سے پہچاننے لگے ہوں۔ جب آپ کو پتہ چلا کہ آپ کو پہچان جانے والے لوگ اس معاملے کو اپنے بادشاہ اکیس کے پاس لے جانے کا ارادہ کرنے لگے ہیں تو داؤدؑ فلستیوں کی سرزمین سے بھاگ کر عدلام کی طرف چلے گئے تھے۔

عدلام ہی کے مقام پر داؤدؑ کے اہل خانہ اور ان کے عزیز و اقارب آملے۔ ان کی کل تعداد چار سو کے قریب تھی۔ اور یہ سب ساؤل کے خوف سے بھاگے تھے کہ کہیں داؤدؑ سے دشمنی کی بنا پر ساؤل ان کا بھی قتل عام نہ کرا دے۔ عدلام سے داؤدؑ اپنے ان چار سو ساتھیوں کے ساتھ موآبیوں کی سرزمین میں داخل ہوئے اور ان کے مرکزی شہر مصفاہ میں آکر موآبیوں کے بادشاہ سے ملے۔ ان سے اپنے پورے حالات کہے اور یہ بھی اس سے کہا۔ کہ میرے عزیز و اقارب سب کو یہاں رہنے کی اجازت دی جائے۔ موآبیوں کے بادشاہ نے بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے خوف کے تحت ایسا کرنے سے انکار کر دیا جس کی بنا پر داؤدؑ اپنے چار سو ساتھیوں کے ساتھ مصفاہ شہر سے نکل گئے اور دشتِ حارت کے سنسان علاقوں اور جنگل میں جا کر پناہ لے لی تھی کچھ عرصہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ داؤدؑ نے اسی حارت نام کے بن میں گزارا پھر اس بن سے نکل کر انہوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ قعیلہ شہر میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

○

بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل نے اپنے سارے خدام کو جمع کیا پھر انہیں مخاطب کرتے ہوئے وہ ان سے کہنے لگا۔ اے بنیمینو! ایسا لگتا ہے کہ تم سب نے مل کر میرے خلاف ایک سازش تیار کر رکھی ہے۔ کیونکہ جب کبھی بھی میرا بیٹا یونتن۔ داؤدؑ کے ساتھ کوئی عہد و پیمان کرتا ہے تو تم میں سے کوئی بھی مجھے ان دونوں کے باہمی معاملات سے آگاہ نہیں کرتا۔ نہ ہی تم میں سے مجھے کوئی یہ اطلاع کرتا ہے کہ میرے بیٹے نے داؤد کو میرے خلاف حرکت میں آنے کے لیے کس بات پر ابھارا ہے تم میں سے کوئی بھی میرے لیے غمگین اور فکرمند نہیں ہے۔ سنو بنیمینو! آخر تم ایسا کیوں کرتے ہو۔ تم لوگ کیوں میرے مقابلے میں داؤدؑ کو بہتر خیال کرتے ہو کیا غریب لیسی کا لاچار بیٹا داؤدؑ تم لوگوں کو انعام و اکرام میں کھیت اور تاکستان دے دیگا یا تم سب کو سینکڑوں اور ہزاروں کا سردار بنا دیگا جو تم میری نسبت اسے بہتر خیال کرتے ہو۔ اور اس کی خبریں تم لوگ مجھ تک نہیں پہنچاتے ہو۔ کیا میں یہ سمجھ لوں کہ تم لوگ اندر ہی اندر میرے بیٹے یونتن اور لیسی کے بیٹے داؤدؑ کے لیے کام کر رہے ہو۔

قبل اس کے کہ ساؤل ان خدام سے کچھ اور کہتا یا ان میں سے کوئی ساؤل کی ان باتوں کا جواب دیتا۔ ساؤل کے چرواہوں کا سردار ادومی دوئیگ وہاں آیا اور ساؤل کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اے بادشاہ میں داؤدؑ سے متعلق اہم خبریں لے کر آیا ہوں۔ ادومی دوئیگ کے اس انکشاف پر ساؤل خوشی میں چونک سا پڑا قبل اس کے کہ وہ ادومی دوئیگ سے کچھ پوچھتا اس کے وہاں جمع ہونے والے اپنے سارے خدام کو مخاطب کر کے کہا۔ اب تم لوگ جاؤ۔ اور جو باتیں میں نے کہی ہیں۔ ان کا خیال رکھو۔ جب وہ خدام چلے گئے۔ تب ساؤل نے ادومی دوئیگ کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اب کہو تم داؤدؑ سے متعلق کیا خبریں لے کر آئے ہو۔ تب ادومی دوئیگ کو بولا اور داؤدؑ سے متعلق تفصیل بتاتے ہوئے کہنے لگا۔

اے بادشاہ! داؤدؑ سے متعلق میں یہ خبریں لے کر آیا ہوں کہ وہ بھاگ کر نوب شہر میں اخیطوب کے بیٹے اخیملک کے پاس چلے گئے تھے جو وہاں کا کاہن ہے اخیملک کے ہاں ہی داؤدؑ

نے قیام کیا ۔ اور اخیملک نے ان کی میزبانی اور مہمانداری کی اور چونکہ داؤدؑ غیر مسلح تھا لہٰذا جب داؤدؑ وہاں سے رخصت ہونے لگا تو اخیملک نے داؤدؑ کو جالوت کی وہ تلوار بھی دی جو نوب کے ہیکل میں امانت کے طور پر رکھی گئی تھی ۔ اخیملک کے ہاں چند روز تک قیام کرنے کے بعد داؤدؑ وہاں سے رخصت ہو گیا ۔ اس کے بعد اب وہ کہاں ہے میں نہیں جانتا ۔
ادومی دوئیگ کی گفتگو سن کر ساؤل خوش ہوا اور اس کے شانے تھپتھپاتے ہوئے اس نے کہا اے دوئیگ ! تم بہترین خبریں لے کر آئے ہو ۔ اب کسی کو نوب شہر کی طرف روانہ کرو کہ وہ اخیملک اور اس کے سارے اہل خانہ اور رشتہ داروں کو بلا کر یہاں لائے ۔ ساؤل کا یہ حکم سن کر ادومی دوئیگ وہاں سے نکل گیا تھا ۔

○

چند دن بعد کاہن اخیملک ، ساؤل کے حکم کے مطابق اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ ساؤل کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اس کے ان عزیز و اقارب کی تعداد پچاسی تھی ۔ جن میں اس کا باپ اخیطوب اور بیٹا ابی یاتر بھی تھے ۔ جب ان سب لوگوں کو ساؤل کے سامنے پیش کیا گیا تو ساؤل نے اخیملک کو مخاطب کر کے کہا ۔ اے نوب کے معزز کاہن ! مجھے خبر ملی ہے کہ تو نے یسی کے بیٹے داؤدؑ کو اپنے ہاں پناہ دی ۔ اس کی مہمانداری اور ضیافت کی اور ہیکل میں رکھی فلستیوں کے پہلوان جالوت کی تلوار بھی اس کے حوالے کر دی تاکہ اس خوفناک تلوار کو وہ میرے خلاف استعمال کرے کیا تو نے اس لیے داؤدؑ کی مدد کی کہ وہ میرے خلاف گھات لگائے اور مجھ سے میرا سب کچھ چھین کر مجھے بے نوا اور بے مایہ بنا کر رکھ دے ۔ ساؤل جب خاموش ہوا کاہن اخیملک بولا اور کہا ۔
اے بادشاہ ! قرب رکھنے والوں میں داؤدؑ کی طرح کون امانت دار ہے ۔ اے بادشاہ ! وہ تیرا داماد نہیں اور تیرے اسی محل کے اندر رہائش رکھتا ہے ۔ وہ تیرے گھر میں معزز اور صاحب اکرام ہے ۔ اس لیے اے بادشاہ ! مجھے اور میرے ان اعزا و اقارب کو کوئی الزام نہ دے اس لیے کہ ہم نہیں جانتے کہ تمہارے اور داؤد کے تعلقات میں کیا تبدیلی آ چکی ہے اور ہمیں خبر نہیں کہ داؤدؑ کے ساتھ اب تمہاری قرابت داری اور تعلق ویسا نہیں جیسے پہلے ہوا کرتا تھا ۔ ساؤل نے کرودھ اور غصے کے اظہار میں کہا ۔ اے اخیملک ! میں تمہاری

اس گفتگو کو نہیں مانتا ۔ تمہاری اس حجت اور دلیل کو بھی تسلیم نہیں کرتا کہ تمہیں میرے اور داؤدؑ کے موجودہ تعلقات کا علم نہیں ہے تو سب کچھ جانتا ہے ۔ لہٰذا اس سب کچھ جاننے کے بعد تمہاری طرف سے داؤدؑ کے ساتھ ایسے سلوک اور نرمی کی بنا پر تو اور تیرے سے اہل خانہ ضرور مارے جائیں گے پھر ساؤل نے ان پچاسی افراد کے قتل کا حکم دے دیا ۔ ان سب کو انتہائی بے دردی کے ساتھ کاٹ کر رکھ دیا گیا تھا تاہم کاہن اخیملک کا بیٹا ابی یاتر اندھیرے کی آڑ میں کسی نہ کسی طرح وہاں سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا ۔
اخیملک کا بیٹا ابی یاتر جبال سے بھاگ کر قعیلہ شہر میں داؤدؑ کے پاس چلا گیا تھا ۔ وہاں اس نے داؤدؑ کو اپنے باپ ، دادا اور دوسرے عزیزوں کے مارے جانے کی اطلاع کی ۔ داؤدؑ نے اس سے ہمدردی کا اظہار کیا اور ابی یاتر کو انہوں نے اپنے ساتھ رکھ لیا ۔

○

داؤدؑ کی طرف جانے کے لیے یوناف اور ارلیہ قعیلہ شہر سے باہر ایک چٹان پر نمودار ہوئے اور یوناف نے ارلیہ کو مخاطب کر کے کہا ۔ ارلیہ ! ارلیہ ! آؤ داؤدؑ کی طرف چلتے ہیں ۔ اور ظالم ساؤل کے مقابلے میں ان کے معاون و مددگار بن کر رہتے ہیں ۔ کسی نبی اور رسول کا ساتھ دینا ۔ خود اپنی فلاح نہیں بلکہ اس میں انسانیت کی فلاح ہے اور اے ارلیہ ——
یوناف کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ اس لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا تھا ۔ ارلیہ بھی سمجھ گئی تھی کہ ابلیکا یوناف کے ساتھ محو گفتگو ہو گئی ہے ۔ لہٰذا وہ بھی خاموشی اور تجسس آمیز نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھنے لگی تھی ۔ یوناف کی گردن پر لمس دینے کے بعد سنجیدہ اور فکرمندی سی آواز میں کہا ۔ یوناف ! یوناف سنبھل جاؤ ۔ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ تم پر وارد ہو رہا ہے ——
یوناف کچھ پوچھتے پوچھتے رک گیا ۔ کیونکہ اسی لمحہ یوناف کے سامنے عزازیل ، ازب عارب ، بیوسا اور بیتط نمودار ہوئے تھے انہیں دیکھتے ہی ارلیہ سنبھل گئی اور فوراً محتاط ہو کر کھڑی ہو گئی اور احتیاط کے طور پر اس نے یوناف کا کھردرا ہاتھ اپنے نرم و نازک اور ریشمی ہاتھ میں لے لیا تھا ۔ ابلیکا اسی طرح یوناف کی گردن پر لمس دیتی ہوئی اسے وہاں اپنی موجودگی کا احساس دلا رہی تھی ۔ اتنے میں عزازیل نے ایک تفاخر اور نخوت بھرا ایک قہقہہ

لگایا۔ پھر اس نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

اے یوناف دیکھ آج میں اور میرے ساتھی ایک بار پھر روگ بھرا اسنسار، دہکتا دوزخ سوگ کا عصا اور نفرت کا زہر بن کر تیرے سامنے آ کھڑے ہوئے ہیں۔ دیکھ نیکی کے گماشتے آج ہم خزاں کے اداس نغمے اور چنگھاڑتے طوفان بن کر تم پر وارد ہوں گے۔ دیکھ اس وقت میں چاہوں تو اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ بھی تم پر حملہ آور ہو سکتا ہوں۔ پر میں ایسا نہ کروں گا۔ دیکھ یہ حجاز کی سرزمین سے تعلق رکھنے والا میرا ساتھی اب ہی تیرا مقابلہ کرے گا۔ تو دیکھتا ہے کہ اس کے پاس لوہے کی لمبی زنجیر ہے جس کی کڑیاں خوب موٹی اور وزنی ہیں تمہیں بے بس کر کے یہ ازب تمہیں اپنی زنجیروں میں جکڑے گا پھر ہم تمہیں پابازنجیر کر کے بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے سامنے پیش کریں گے۔ اس لیے کہ میں ساؤل سے ایسا وعدہ کر چکا ہوں یوناف نے عزازیل کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ ایک بار نظر بھر کر اس نے بڑی عاجزی و انکساری کے ساتھ آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر دعائیہ انداز میں کہہ رہا تھا۔

اے خداوند کبیر! اے مشرق و مغرب کے رب! میں تیرے ہی سامنے اپنا دامان و گریبان، اپنا دستِ طلب اور اپنے حروفِ دعا بلند کرتا ہوں۔ اے میرے رب! تو ہی عارفِ آفاق ہے۔ یہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اپنی پوری اندھی خوفناک قوتوں، ہول انگیزی اور نفرتوں کی اداس ریت کے ساتھ آوارد ہوا ہے۔ اے سب سے بڑے رحم کرنے والے اور حاکموں کے حاکم! ان شیاطین کی ہوس، مشق خونخواری، سفلی خواہشات، حیوانی جذبات اور اندھی شدتوں کے مقابلے میں میری مدد فرما اے اللہ! تو ہی ہے جو عبادت کے لائق ہے۔ تو ہی ہے جس سے مدد مانگی جا سکتی ہے۔ تیرے سوا نہ کوئی بندگی اور نہ ہی مدد کیلئے پکارے جانے کے قابل ہے پس تو ہی اپنے ان نافرمانوں اور فطرت کے باغیوں کے خلاف میری اعانت و مدد فرما۔

عزازیل تھوڑی دیر تک خاموش کھڑا یوناف کو دیکھتا رہا۔ جب یوناف دعا مانگتا رہا اور اس کی گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ تب عزازیل پھر بولا۔ اے نیکی کے گماشتے! تو چپ اور خاموش کیوں ہے میری باتوں کا جواب کیوں نہیں دیتا۔ کیا ہمیں دیکھ کر تمہیں یہ فکر لاحق ہو گئی ہے کہ ہم تمہاری بیوی ارلیہ تم سے چھین لینے میں کامیاب ہو جائیں گے یا یہ کہ تم ارلیہ کے حسن و جوانی کے طوفان، اس کے سرخ آبشاروں اور رنگوں کی ملگجی بہاروں جیسے شباب میں کھو کر رہ گئے ہو

اے یوناف! اب تو ارلیہ کی چاند کی طرح چھلکتی جوانی کو زیادہ عرصہ تک اپنے ساتھ نہ رکھ سکے گا۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہم تم سے تمہارا یہ اتصال کدہ اور جمال کی لو تم سے چھین لیں گے۔ عزازیل کے خاموش ہونے پر یوناف بولا اور کہا۔

اے ہوس کے شیطانو! اے ستم رانو! خداوند کے ننانوے اسماء کی قسم اگر ان ویرانوں کے اندر تم لوگوں نے مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کی تو میں تمہارے اسم و جان کو سیاہ تقدیر اور محکومیت کی قید تمہاری نبض و نفس کو تمناؤں کے سراب اور دکھوں کی کسک اور تمہارے اعضاء و جوارح کو شہر بے ضمیر اور پیاس کا صحرا بنا کر رکھ دوں گا۔ جس وقت یوناف عزازیل کے ساتھ مشغول تھا۔ تو ازب نے اس کی اس محویت اور مشغولیت سے فائدہ اٹھایا اور لوہے کی وزنی زنجیر گھما کر اس زور سے یوناف کو دے ماری کہ یوناف جڑ سے اکھڑ جانے والے درخت کی طرح زمین پر گر گیا تھا۔

ندیم

Uploaded By Muhammad Nadeem

○

جس وقت یوناف عزازیل کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا اور اس کی بے دھیانی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عزازیل کے خونخوار ساتھی ازب نے لوہے کی بھاری اور وزنی زنجیر یوناف کو مار کر زمین پر گرا دیا تھا۔ اس وقت یوناف کو گرا دیکھ کر حسین ارلیہ کی حالت دیمک لگے در و بام، ویران گزرگاہ۔ قبرستان کی ویرانی اور احساس کے ویران کھنڈروں جیسی ہو کر رہ گئی تھی یوناف کے یوں بے بسی کی حالت میں زمین پر گر جانے پر عزازیل، عارب، بیوسا اور بینطہ بے شمار خوشیوں کا شکار ہو گئے تھے۔ دوسری طرف ازب بھی اپنی اس کارگزاری پر خوش تھا۔ زنجیر مار کر یوناف کو گرانے کے بعد اس نے شورِ قیامت کی گونج جیسا اپنا فتح کا نعرہ بلند کیا اور ایک طرح سے سرفرازی کا رقص کرتا ہوا وہ آگے بڑھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ دوسری بار یوناف کو زنجیر مار کر اسے مکمل طور پر اپنے سامنے بے بس و مجبور کر کے رکھ دے جونہی اپنی زنجیر فضا میں لہرا کر اس نے یوناف کی طرف گرائی۔

یوناف فوراً ایک تیزی کے ساتھ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور لپیٹے اور گرنے والی زنجیر کا سرا پکڑ کر اس نے اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔ ازب نے پوری قوت سے زنجیر کو اپنی طرف کھینچا تاکہ زنجیر کا دوسرا سرا یوناف سے چھڑا لے پر وہ ایسا کرنے میں مکمل طور پر ناکام رہا۔ پھر یوناف نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ فطرت کے باغیو! ہوس کے بندو! اسن رکھو جب تک میرے رب کی مدد و اعانت میرے شاملِ حال ہے تم لوگ مجھے بے شرف و بے توقیر نہیں کر سکتے۔ تم لوگ مجھے اپنی ہوس کے صحرا اور تحریک تلبیس کا شکار نہیں بنا سکتے۔ سنو فنا انجام شیطانو! ان ویرانوں کے اندر اپنے رب کی مدد و حمایت کے بل بوتے پر میں تمہاری خواہشوں کی گندگی، منفی قوتوں اور تخریبی طاقتوں پر ضرب لگاؤں گا اگر تم سب لوگ بھی مجھ سے ایک ساتھ ٹکراؤ۔ تو تمہارے اپنی بقا کی اس جنگ میں ضرور میں ہی کامیاب رہوں گا۔

یوناف کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ ازب زنجیر پر اپنی پوری قوت صرف کرتے ہوئے یوناف کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ دوسری طرف یوناف بھی اپنی قوت صرف کرتے ہوئے ازب کو اپنی طرف کھینچ لینے کی جدوجہد کر رہا تھا، عارب، بیوسا، بینطہ اور عزازیل بڑی حیرت اور شوق کے ساتھ یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ دوسری طرف ارلیہ کی حالت بھی ایسی ہی تھی۔ وہ یوناف کے پہلو میں کھڑی تھی اور رونما ہونے والے نتائج کی منتظر تھی۔ پھر یوناف نے فضاؤں کے اندر ایک ہیجانی کیفیت طاری کر دینے والی اپنی آواز میں اپنے رب کی تکبیر کہی۔ اور ایسی قوت اور زور کے ساتھ اس نے ”اللہ اکبر“ پکارا کہ اس کی آواز رقصِ برق و باراں کی طرح اطراف و اکناف کی اشیاء سے ٹکراتی تھی۔ اس کے ساتھ ہی زنجیر پر اپنی پوری قوت صرف کرتے ہوئے یوناف ایسا زوردار جھٹکا دیا کہ ازب کھنچ کر اس کی چھاتی کے ساتھ آ ٹکرایا تھا اور اسی لمحہ یوناف نے اپنے ہاتھ میں پکڑی چھوڑ دی اور حتمی انداز میں اس نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں سے ازب کے چہرے گردن اور پیٹ پر ضربیں لگانی شروع کر دی تھیں۔

یوناف کی پے بہ پے ضربیں پڑنے سے ازب بری طرح کراہ اٹھا تھا۔ اور وہ دہرا ہو کر زمین کی طرف جھک گیا تھا۔ پھر یوناف نے قریب پڑی ہوئی زنجیر اٹھا اور جس طرح ازب نے لہرا کر اسے ماری تھی ایسے ہی زنجیر لہرا کر اس نے ازب کو دے ماری ازب بری طرح ہوا بھی اچھلا اور ایک قریبی چٹان کے پاس جا گرا تھا۔ اس موقع پر یوناف نے عزازیل کو مخاطب کر کے کہا۔

اے اجالوں کا لہو کرنے والے! کیا یہی وہ ازب ہے جسے تو اپنے ساتھ لایا تھا۔ تاکہ مجھے زنجیروں میں جکڑ کر بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے سامنے پیش کیا جائے۔ دیکھ اپنے مقصد میں تو کیسا ناکام و نامراد رہا۔ اے عزازیل تو کبھی خود مجھ سے کیوں نہیں ٹکراتا۔ پھر دیکھ میں تجھے مار مار کر تیری ہڈی پسلی چور چور کر دوں۔ تیری نخوتوں تیری عشرتوں کو تمام کر دوں تیری زیست کے سفر کو قسمت کی زنجیروں میں جکڑ کر تیری حالت شہرِ بے ضمیر اور چشمِ حقارت جیسی بنا کر رکھوں۔ اے عزازیل آگے بڑھ اور خود مجھ سے ٹکرا تاکہ میں تیری حالت احساس کے ویران کھنڈروں اور غلامانہ زنجیروں جیسی کر دوں یوناف سے بری طرح پٹنے کے بعد ازب ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اور دوبارہ آگے بڑھ کر اس نے یوناف سے ٹکرانے کی کوشش نہ کی تھی۔ یوناف

نے ایک بار پھر عزازیل کو مخاطب کر کے کہا۔

اے عزازیل! اب میری صرف یہی خواہش ہے کہ تو کبھی بذات خود مجھ سے ٹکرائے۔ اے بد ذات و کمتر تو دوسروں کو میرے مقابلے لا کر کیوں اطمینان حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو خود کبھی مجھ سے ٹکرا کر دیکھ پھر دیکھ کیسے میں تجھے فطرت کے بدترین گرداب میں پھانس کر تیرے گناہوں کے عکس کی قطع و برید کرتا ہوں اور کیسے تیرا دامن و گریبان چھلنی کر کے تجھے بے حسی کی سرد لاش میں تبدیل کرتا ہوں عزازیل نے جل کر کہا گندگی کے گماشتے! آ تا بڑھ چڑھ کر اور اپنی حدود سے نکل کر میرے ساتھ گفتگو نہ کر جب میں مصر کے احرام کے اندر تم پر حملہ آور ہوا تھا تو مجھ سے خوفزدہ ہو کر تو نے کیوں حرم کعبہ میں جا کر پناہ لے لی تھی۔ یوناف نے اپنی آنکھوں سے حقارت اور برہمی برساتے ہوئے کہا۔ اے بدیوں کے موجد! احرام مصر کے اندر اگر تو اکیلا مجھ سے ٹکراتا تو میں تیری ساری حرص و ہوس کو بے سمت گونگے ساگ کی طرح بنا کر رکھ دیتا۔ پر اس وقت تیرے سارے ساتھی بھی تھے۔ اگر تجھے کوئی شک ہو تو اب بھی مجھ سے اکیلا ٹکرا کر دیکھ لے تجھے احساس ہو جائے گا کہ تو میرے سامنے کیسا بے بس اور لاچار ہے۔

عزازیل نے یوناف کی ان باتوں کا کوئی جواب نہ دیا اور اپنی جگہ پر وہ درد کے نیلے رخساروں پر ٹھہرے اشکوں کے موتیوں کی طرح کھوئے سے انداز میں کھڑا رہا اتنے میں یوناف نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی زنجیر ازب کی طرف پھینک دی اور غراتی ہوئی آواز میں اس نے کہا اب تم لوگ دفع ہو جاؤ یہاں سے جب تک میرا رب میرے ساتھ ہے میں تم لوگوں کو کوئی موقع فراہم نہ کروں گا کہ تم مجھے زنجیروں میں جکڑ کر بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے سامنے پیش کر سکو۔ عزازیل کے ساتھیوں میں سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا اور پھر وہ عزازیل کا اشارہ پا کر وہاں سے چلے گئے تھے۔ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے وہاں سے جانے کے بعد یوناف نے ایک بار غور اور محبت سے ارلیہ کی طرف دیکھا۔ پھر اسے مخاطب کر کے پوچھا

ارلیہ! ارلیہ! عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ میرا یہ ٹکراتا کیسا رہا! یوناف کے اس استفسار پر حسین ارلیہ کے چہرے پر چنبیلی کے دودھیا پھولوں اور سنہری وصل کے لمحات جیسی خوشگن کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں برق کی سی تب و تاب تھی۔ اور اس کے دہکتے رنگین رخساروں میں نہ ختم ہونے والی کشش اور جذب کا ایک سلسلہ تھا۔ پھر اس نے یوناف کا کھردرا اور سخت ہاتھ اپنے گداز و نرم اور ریشمی و حریری ہاتھ میں لے لیا

اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے زمزمہ انگیز آواز میں کہا۔ آپ نے ان سنسان وادیوں کے اندر ازب کی جو حالت کی ہے۔ اس سے مجھے خوشی اور سکون ضرور ملا ہے۔ لیکن جو بے عزتی آپ نے عزازیل کی کی ہے۔ اس سے مجھے بے حد خوشی اور اطمینان ہوا ہے۔ اس لیے کہ پہلے میں عزازیل کو ایک بہت بڑی قوت خیال کرتی تھی اور اس سے ڈرتی تھی اور مجھ میں اس کا سامنا کرنے کی ہمت نہ تھی۔

یوناف تھوڑی دیر تک ارلیہ کی مخمور چشم میخوار میں تھوڑی دیر دیکھا۔ اس موقع پر یوناف کے پہلو میں بالکل قریب ہونے کے باعث یوناف تھوڑی دیر تک اس خوشبو سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ جو اس کی سانسوں سے اٹھ رہی تھی۔ پھر چاہتوں بھری آواز میں اس نے ارلیہ سے پوچھا۔ اور اب عزازیل سے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ ارلیہ مسکرائی اور بولی آپ کے ساتھ شادی کرنے سے پہلے تو میں عزازیل کو اپنی قسمت کا مالک سمجھتی تھی۔ لیکن آپ کے ساتھ شادی کرنے کے بعد اور آپ کے ساتھ رہتے ہوئے اور آپ کے خیال جان کر مجھ پر یہ بھید کھلا کہ عزازیل تو کچھ بھی نہیں ہے۔

اصل قوت تو خداوند ہے۔ جو قسمتیں بناتا اور بگاڑتا ہے۔ جو زندگی اور موت عطا کرنے والا ہے جو ساری کائنات کا خالق و مالک، مدبر و منتظم اور حکیم و حاکم ہے۔ جس نے نظام کائنات کو صرف بنایا ہی نہیں ہر آن اسے چلا بھی رہا ہے اس کا امر حکم ہر وقت یہاں چل رہا ہے جو ہر عیب و نقص اور کمزوری و غلطی سے منزہ ہے جو ہر تشبیہ و تجسیم ہر نظیر و تمثیل سے مبرا ہے ہر ساتھی اور ساجھی سے بے نیاز ہے جس کی ذات، صفات، اختیارات اور استحقاق معبودیت میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے، ارلیہ کی گفتگو سن کر یوناف مسکراتے ہوئے کہا۔ ارلیہ! ارلیہ! خداوند سے متعلق ایسی گفتگو کر کے تم نے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ دنیا کا جو بھی شخص ایسے خیال رکھتا ہو وہ یقیناً غیر اللہ کے سامنے جھکنے نہیں پاتا۔ ارلیہ نے یوناف کا پکڑا ہوا ہاتھ ہلکے ہلکے دباتے ہوئے کہا۔ آپ کی معیت اور آپ کے سنگت نے مجھے عزازیل کے خوف یا خطرے سے قطعی طور پر بے نیاز کر دیا ہے۔ اب میں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گفتگو کرنے کی ہمت رکھتی ہوں۔

پہلے میری یہ حالت ہوا کرتی تھی کہ عزازیل کا نام سنتے ہی مجھ پر کپکپی طاری ہو جایا کرتی تھی۔ اور میں خیال کیا کرتی تھی کہ یہ نا قابل تسخیر ہستی ہے اور خداوند کے بعد سب سے زیادہ قوتیں رکھتا

ہے۔ میں آپ کے ساتھ شادی کرنے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں اور یہ کہ اس کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے اب میں نے اپنے دل سے اس کا ڈر اور خوف نکال کر رکھ دیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کی صحبت بھی میری راہنمائی کا باعث بنی اور اب میں یہ عقیدہ رکھتی ہوں کہ دنیا کے اندر صرف خداوند کا خوف ہی اپنے دل میں رکھنا چاہیئے اور ہر طرح کے وسوسات اور خطرات کے مواقع پر صرف اس کی پناہ مانگنی چاہیئے۔ یوناف نے ارلیہ کی طرف دیکھا پھر مسکراتے ہوئے اس نے کہا۔ ارلیہ! ارلیہ! کیا عمدہ اور شستہ خیالات ہیں تمہارے آؤ اب داؤدؑ کی طرف چلیں پھر ارلیہ کی طرف سے کسی جواب کا انتظار کئے بغیر یوناف نے ابلیکا کو مخاطب کر کے پوچھا۔

ابلیکا! ابلیکا! تم خاموش اور چپ کیوں۔ کیا تم سو یا اونگھ رہی ہو؟ ابلیکا نے فوراً یوناف کی گردن پر تیز لمس دیا پھر اس کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔ سونا اور اونگھنا کیسا؟ تم جانتے ہو میں پوری طرح بیداری میں رہتی ہوں۔ میں نے ازب کے ساتھ تمہارا مقابلہ بھی دیکھا اور اس کے مغلوب ہونے پر خوش ہوئی۔ عزازیل کے ساتھ تمہاری گفتگو بھی سنی! میرے اطمینان کا باعث ہے اور تم دونوں میاں بیوی کی باتیں بھی سنیں جو بڑی سکون بخش ہیں۔ اب تم دونوں میاں بیوی جہاں جانے کا ارادہ کر رہے ہو۔ ادھر چلو۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اور ارلیہ داؤدؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے قبعلہ شہر کی طرف چل دیئے۔

○

○

قبعلہ شہر میں جو مکان داؤدؑ کی رہائش کے لیے مہیا کیا گیا۔ ایک روز داؤدؑ اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ اس مکان سے باہر اس کے ایک جھنڈ تلے بیٹھے ہوئے تھے کہ قبعلہ شہر کے کچھ رئیس ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان میں سے ایک نے آپ کو مخاطب کر کے کہا۔ اے یسی کے بیٹے! اس شہر پر عنقریب ایک آفت اور مصیبت نازل ہونے والی ہے اور وہ یہ کہ عنقریب فلستی اس شہر پر حملہ آور ہونے والے ہیں۔

اس شہر کے ناظروں نے جو خبریں دی تھی۔ ان کے مطابق اس شہر پر حملہ آور ہونے کے لیے فلستی لشکر روانہ ہو چکا۔ چند روز تک وہ یہاں پہنچے گا اور شہر پر حملہ آور ہو جائے گا۔ ہم اس لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ شہر کے دفاع سے متعلق آپ سے راہنمائی اور مشورہ حاصل کریں۔ اسی وقت وحی کے ذریعے داؤدؑ کو خداوند کی طرف سے ہدایت دی گئی کہ وہ قبعلہ شہر کا دفاع کریں۔ پس اس وحی کی روشنی میں داؤدؑ نے قبعلہ کے سرداروں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ تم لوگ اپنے لشکر کو تیار کرو میں آج ہی اس لشکر کے ساتھ کوچ کروں گا۔ اور قبعلہ کی طرف بڑھنے والے فلستیوں کو دور ہی روک کر قبعلہ کو محفوظ بنا دوں گا۔ داؤدؑ کا جواب پا کر قبعلہ کے سردار خوش ہوئے۔ پس وہ اپنے لشکر کی تیاریاں مکمل کرنے کے لیے وہاں سے چلے گئے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی داؤدؑ کے عزیز و اقارب بھی وہاں سے اٹھ کر اپنی رہائش گاہوں کی طرف چل دیئے تھے۔

جس وقت داؤدؑ وہاں اکیلے رہ گئے تھے اور وہ بھی وہاں سے اٹھنے ہی والے تھے کہ انہیں یوناف اور ارلیہ اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔ ان دونوں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر ان کے چہرے پر ہلکی ہلکی خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی اور جب وہ دونوں نزدیک آ گئے تو انہوں نے آگے بڑھ کر انہیں خوش آمدید کہا اور یوناف کے ساتھ انہوں نے پرجوش مصافحہ

کی۔ پھر ان دونوں کو انہوں نے وہاں اپنے ساتھ بٹھایا اور یوناف کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے وہ بڑی نرمی میں کہہ رہے تھے اے یوناف! اے نیکی کے نمائندے! تو کیا اچھے وقت پر میری طرف آیا ہے۔ میں نے اپنے اہل خانہ اور دیگر عزیز و اقارب کے ساتھ ساؤل کے ظلم و ستم سے بچنے کے لیے اس قعیلہ شہر میں پناہ لی تھی۔ لیکن اس شہر پر حملہ آور ہونے کے لیے فلستیوں کا ایک لشکر اس طرف بڑھ رہا ہے۔ فلستی اس قعیلہ شہر کو اپنا ہدف بنانا چاہتے ہیں۔ جب کہ خداوند کی طرف سے مجھے اس شہر کا دفاع کرنے کا حکم بھی مل گیا ہے یوناف خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بولا۔

اگر خداوند کی طرف سے آپ کو فلستیوں کے خلاف اس شہر کا دفاع کرنے کا حکم مل گیا ہے تو پھر کوئی فکرمندی اور پریشانی ہی باقی نہیں رہتی۔ اس لیے کہ وہ دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔ اس کے صرف کن کہنے سے تو مردہ دلوں میں زندگی کی احرارت دوڑ اٹھتی ہے۔ وہ خداوند حاکموں کا حاکم وہ ضرور فلستیوں کے مقابلے میں آپ کو فوز مند رکھے گا۔ ایسے ہی جیسے اس نے فلستیوں کے پہلوان جالوت کے مقابلے میں آپ کو فتح مند رکھا تھا۔ یوناف کی گفتگو سے داؤد خوش ہوئے اور پوچھا، کیا تم بھی فلستیوں کے خلاف اس جنگ میں میرے ساتھ شامل ہو گے؟ یوناف نے بھرپور جاں نثاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا، لشکر میں شامل ہونا تو ایک طرف میں تو آپ کے لیے اپنی جان تک نچھاور کر سکتا ہوں۔ ہم دونوں میاں بیوی آپ کے لشکر میں شامل ہوں گے۔ اور خداوند کے حکم سے فلستیوں کو ایسی شکست ہو گی کہ وہ دوبارہ کبھی اس شہر کا رخ کرنے کی کوشش نہ کریں گے۔ ایک گہری خوشی میں داؤد نے کا ہاتھ تھام لیا اور اٹھ کھڑے ہوئے تم دونوں آؤ میرے ساتھ شاید آج شام تک قعیلہ کے لشکر کے ساتھ ہم یہاں سے کوچ کریں۔ یوناف اور ارلیہ چپ چاپ ان کے ساتھ ہو لیے تھے۔

○

اسی روز شام کے بعد داؤد نے اپنے لشکر کے ساتھ فلستیوں کی طرف کوچ کیا۔ اور لشکر کے آگے آگے انہوں نے کچھ ناظر روانہ کر دیئے تھے تاکہ وہ دشمن کی نقل و حرکت سے متعلق اطلاع کرتے رہیں انہی ناظروں کی فراہم کردہ اطلاعات کے مطابق آپ آگے بڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ آدھی رات کے قریب آپ اپنے لشکر کے ساتھ اس جگہ پہنچ گئے جہاں فلستیوں کا لشکر شب باشی کے لیے پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔ داؤد نے اپنے لشکر کے ساتھ دشمن کے قریب پڑاؤ کیا آپ کے آنے سے فلستی چوکنے اور مستعد ہو گئے تھے تاہم ان فلستیوں نے کوئی ایسی نقل و حرکت نہ کی جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ ابھی وقت جنگ کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔

داؤد کے لشکریوں نے جب اپنے خیمے نصب کر کے اپنے پڑاؤ کو مستحکم کر لیا اور داؤد جس وقت اپنے خیمے کے سامنے یوناف اور ارلیہ کے ساتھ کھڑے تھے تو لشکر کا ایک ناظر وہاں آیا اور داؤد کو مخاطب کر کے اس نے انکشاف کیا۔ اے آقا! میں فلستیوں کے لشکر سے متعلق اہم معلومات حاصل کر کے آیا ہوں۔ فلستیوں کے لشکر کا سپہ سالار۔ دالوت ہے اور اس جالوت کا چھوٹا بھائی ہے جو کبھی وادی ایلہ کی جنگ میں آپ کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ یہ دالوت اپنے بڑے بھائی جالوت کا بدلہ لے گا۔ اور میں مزید یہ بھی انکشاف کروں کہ فلستی کل صبح ہی صبح جنگ کی ابتدا کریں گے۔ اور اس جنگ میں وہ آپ کو اپنا پہلا ہدف بنانے کی کوشش کریں گے تاکہ جالوت کا انتقام لیں۔ لہٰذا کل کی جنگ میں آپ محتاط رہیں۔

یہ انکشافات کرنے کے بعد وہ ناظر جب وہاں سے چلا گیا۔ تب یوناف نے غور سے داؤد کی طرف دیکھا اور کہا۔ اے میرے آقا! یہ فلستی آپ سے اپنے پہلوان جالوت کا انتقام کل صبح لینا چاہتے ہیں۔ پر یہ آنے والی صبح تو ابھی بہت دور ہے۔ اس کے آنے سے پہلے ہی پہلے میں ان کے لشکر میں ایسا انقلاب برپا کر دوں گا کہ فلستی آپ سے انتقام لینے کے ارادے کو فراموش کر کے اپنی جانیں بچانے کی فکر میں لگ جائیں گے۔ میں ابھی اور اسی وقت دشمن کی خیمہ گاہ کی طرف جاؤں گا۔ اور ان کے سپہ سالار دالوت کو ختم کر دوں گا۔ اور اس کام کی کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہونے دوں گا پھر سورج طلوع ہونے کے ساتھ ہی ہم فلستیوں پر حملہ آور ہونے میں پہل کر دیں گے۔ اس طرح فلستی جب ہمارے مقابلے میں نکلیں گے اور اپنے سالار کو اپنے ساتھ نہ پائیں گے تو انہیں فکرمندی ہو گی اور جب انہیں یہ خبر ہو گی کہ ان کا سالار مارا جا چکا ہے تو اس کے حوصلے مکمل طور پر پست ہو جائیں گے اور یوں ہم انہیں رگیدنے اور مغلوب کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور فلستیوں کو اس میدان سے ناکام و نامراد لوٹنا پڑے گا۔

یوناف کی اس گفتگو کو داؤد نے پسند کیا اور پھر تحسین آمیز نگاہوں میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگے اے نیکی کے نمائندے! تمہاری سوچ بہت عمدہ ہے۔ جو تم

کہہ رہے ہو اگر اسے تم عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہو گئے تو پھر یقیناً اس میدان میں غالب ہم ہی رہیں گے اور فلسطیوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ یوناف نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ میں اب جاتا ہوں اور اپنے کام کی ابتداء کرتا ہوں۔ ارلیہ بھی میرے ساتھ جائے گی داؤدؑ نے جب اثبات میں سر ہلا دیا تو یوناف اور ارلیہ وہاں سے ہٹ گئے۔ دونوں میاں بیوی اس وقت جنگی لباس میں تھے۔ اور ارلیہ اپنے جنگی لباس میں ڈھلے ہوئے آلو بخارے جیسی خوبصورت، ہونٹوں کی سرخ کپکپاہٹ جیسی دلنشین، ابھری کرنیں بکھرتی صبح جیسی دلکش، جھکتے گلاب جیسی حسین اور درخشاں ایام کی یادوں جیسی پرکشش لگ رہی تھی۔ داؤدؑ سے ذرا فاصلہ پر جانے کے بعد یوناف نے سرگوشی کے انداز میں پکارا۔

ابیکا! ابیکا تم کہاں ہو! ابیکا، فوراً یوناف کی گردن پر تیز لمس دیا اور پھر سروں کی طرح دلکش اور روحوں کو تسکین پہنچا دینے والی اس کی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی یوناف! یوناف میں یہیں ہوں میں داؤدؑ کے ساتھ تمہاری ساری گفتگو سن چکی ہوں۔ یوناف پھر بولا اور پوچھا ابیکا! ابیکا! میں اور ارلیہ جس مہم پر نکلے ہیں۔ کیا تم اس سے اتفاق کرتی ہو! ابیکا نے اپنی سرسبزی اور ثمر ریزی بکھرتی آواز میں کہا۔ ہاں جس مہم کی طرف تم دونوں نکلے ہو میں مکمل طور پر اس سے اتفاق کرتی ہوں۔ اور میں بھی اس مہم میں تم دونوں کے ساتھ ہوں گی۔ ابیکا کی طرف سے اطمینان بخش جواب پانے کے بعد یوناف نے غور سے اپنے پہلو میں کھڑی ارلیہ کی طرف دیکھا اور کہا۔ ارلیہ ارلیہ! آؤ اب اپنی مہم کی طرف کوچ کریں۔ اور ہاں شاید میری ساتھ، اس نوع کی یہ تمہاری پہلی مہم ہو گی۔ لہٰذا تم اس سے متعلق فکرمند نہ ہونا۔ ارلیہ نے بڑی جرات مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ جب تک آپ میرے ساتھ ہیں مجھے فکرمند ہونے کی کیا ضرورت پھر ان دونوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ تھام لیے اور اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر وہ دونوں میاں بیوی وہاں سے روپوش ہو گئے تھے۔

چند ہی ساعت بعد وہ دونوں فلسطیوں کے سپہ سالار دالوت کے خیمے میں نمودار ہوئے دالوت اپنے خیمے میں گہری نیند سویا ہوا تھا۔ اور اس کا یہ خیمہ اس کے لشکر کے وسط میں تھا۔ یوناف کے اشارے پر ارلیہ اپنی تلوار سونت کر خیمے کے دروازے پر کھڑی ہو گئی جب کہ یوناف اپنی تلوار بے نیام کرتا ہوا آگے بڑھا اور پھر اپنی تلوار کی نوک دالوت کے بازو پر چبھوتے ہوئے یوناف نے اسے جگایا۔ دالوت فوراً گڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور بدحواسی میں اس

نے پوچھا۔ تم کون ہو۔ کیوں اور کیسے تم میرے خیمے میں داخل ہو گئے ہو۔ اور اگر تم ایسا کر ہی چکے ہو تو سنو۔ اب اس خیمے سے تم بچ کر نہ جا سکو گے۔ اس کے ساتھ ہی دالوت انتہائی غضب کی خونخواری میں خیمے کے دروازے پر کھڑی ارلیہ کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ یوناف پھر بولا اور کہا۔ اے دالوت! تو متعجب نہ ہو۔ یہ تیرے خیمے کے دروازے پر کھڑا تیرا کوئی محافظ نہیں بلکہ میرا ایک ساتھی ہے۔ اور میں تجھے یہ خبر دوں کہ اس خیمے میں تیری زندگی کی یہ آخری رات ہو گی۔

دالوت، خونخواری اور درندگی کا مظاہرہ کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور غراتے انداز میں اس نے کہا۔ اے اجنبی! میں نہیں جانتا تو کون ہے۔ پر میں یہ ضرور کہوں گا کہ تو بکتا ہے جو مجھے ایسی دھمکی دیتا ہے کیا یہ بات تیری سمجھ میں نہیں آئی کہ تو اس وقت میرے خیمے میں ہے میرا یہ خیمہ میرے لشکر کے وسطی حصے میں ہے اور میری ایک پکار پر میرے محافظ خیمے میں داخل ہو کر تیرے جسم کو لخت لخت کر کے رکھ دیں گے اور یوں خیمے میں تیرا سارا ذوق جنگ آوری تیرے اعصابی ضعف میں بدل کر رہ جائے گا قبل اس کے کہ میں کسی کو آواز دے کر پکاروں اور تیری ان اندھی سرگرمیوں کو خستگی و بیچارگی میں بدل دوں۔ تو فوراً یہاں سے دفع ہو جا۔ دالوت کی اس گفتگو پر یوناف کی حالت بلائے بد، ببھو کا چنگاری اور سلگتی خزاں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ غصے میں اس کے تپتے ہوئے چہرے پر طلسمی سنسنانیاں رقص کرنے لگی تھیں۔

اس موقع پر دالوت، یوناف کو اپنے سامنے کھڑا یوں محسوس کر رہا تھا جیسے اس کے سامنے رات کی گہری تاریکی میں ہڈیاں چبا جانے والی رات، خون پی جانے والی عفریت اور خوف طاری کر دینے والے ہزاروں ابوالہول کھڑے ہوں۔ دالوت کی حالت اس موقع پر لٹے ہوئے گھر کی اداسی جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ وہ چیخنا چاہتا تھا پر وہ ایسا نہ کر سکا وہ چلا کر کسی کو اپنی مدد کے لیے پکارنا چاہتا تھا پر وہ ایسا کرنے میں بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف کی تلوار بلند ہو کر گری اور دالوت کی گردن کاٹ کر رکھ گئی تھی۔

یوناف کی اس کارگزاری پر خیمے کے دروازے پر کھڑی ارلیہ کے چہرے پر خوشی کے سحر آثار جلوے اور قلب و نظر میں خوشیاں برپا کر دینے والے جذبے بکھر گئے تھے۔ اتنی دیر تک یوناف نے دالوت کے لباس سے اپنی تلوار صاف کی۔ پھر وہ ارلیہ کے پاس آیا اور سرگوشی کی۔ ہم اپنا کام کر چکے ہیں۔ آؤ اب یہاں سے چلیں۔ ارلیہ نے سرگوشی کے ہی انداز میں یوناف کی ہاں سے ہاں ملائی اور اپنا نرم و نازک اور گداز ہاتھ اس نے یوناف کے ہاتھ میں دے دیا۔ پھر وہ

اپنی ساری قوتوں کو حرکت میں لا کر رد الوت کے خیمے سے نکل گئے تھے۔ فلستیوں کے لشکر میں کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی تھی کہ ان کا سالار رد الوت مارا جا چکا ہے۔

○

یوناف اور ارلیہ نے واپس جا کر فلستیوں کے سپہ سالار رد الوت کے قتل کی اطلاع کر دی۔ پس اسی صبح داؤدؑ نے اپنے لشکر کے ساتھ فلستیوں پر زوردار حملہ کیا۔ فلستیوں نے اس حملے کو روکا لیکن تھوڑی ہی دیر بعد جب یہ خبر ان میں پھیلی کہ ان کا سپہ سالار رد الوت ان کی راہنمائی نہیں کر رہا اور اپنے خیمے میں وہ مردہ پایا گیا ہے تو فلستیوں نے جی چھوڑ دیئے اور میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ اس طرح فلستیوں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اور داؤدؑ ایک فاتح کی حیثیت سے واپس قعیلہ شہر کی طرف چلے گئے تھے۔ یوناف اور ارلیہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ اس فتح کے بعد ساؤل کو بھی خبر ہو گئی کہ داؤدؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ قعیلہ شہر میں قیام کیا ہوا ہے۔ لہٰذا اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ داؤدؑ سے نمٹنے کے لیے قعیلہ شہر کا رخ کرے گا۔ داؤدؑ کو بھی خبر ہو گئی کہ ساؤل قعیلہ کا رخ کرنے والا ہے۔ لہٰذا وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کہ جن کی تعداد چھ سو کے قریب تھی قعیلہ شہر سے نکل کر دشتِ زیف میں داخل ہو گئے اور وہاں کوہستانی اور بیابانی قلعوں میں سکونت اختیار کر لی۔

لیکن ان بیابانی قلعوں کے قریب کوہستانِ حکیلہ کے رہنے والوں کو خبر ہو گئی کہ داؤدؑ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ دشتِ زیف کے قلعوں میں سکونت اختیار کر رکھی ہے۔ تو انہوں نے گمراہی اور بددیانتی کا ثبوت دیا اور ساؤل کو جا کر خبر کر دی کہ داؤدؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دشتِ زیف کے قلعوں میں چھپے ہوئے ہیں۔ سو ساؤل نے فوراً ایک لشکر تیار کیا اور داؤدؑ کے تعاقب میں دشتِ زیف کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ داؤدؑ کو بھی پتہ چل گیا کہ ساؤل ان کے تعاقب میں ہے۔ لہٰذا وہ بڑی سرعت کے ساتھ حرکت میں آئے اور دشتِ زیف سے نکل کر معون کے بیابانوں میں داخل ہو گئے۔ ساؤل نے یہاں بھی ان کا تعاقب کیا۔ لیکن خداوند کو منظور نہ تھا کہ ساؤل داؤدؑ پر گرفت کرے۔ لہٰذا ابھی یہ تعاقب جاری ہی تھا کہ جلجال شہر سے کچھ قاصد آئے جنہوں نے یہ اطلاع ساؤل کو دی کہ فلستی جلجال پر حملہ آور ہونے کے لیے پیش قدمی کر رہے ہیں۔ یہ اطلاع ملتے ہی ساؤل نے داؤدؑ کا تعاقب ترک کر دیا اور اپنے لشکر کے ساتھ وہ جلجال کی طرف لوٹ گیا تھا۔

ساؤل کے لوٹ جانے کے بعد داؤدؑ نے عین جدی کے بیابان میں پناہ لے لی تھی۔ فلستیوں سے نمٹنے کے بعد ساؤل نے داؤدؑ پر گرفت کرنے کے لیے عین جدی کا رخ کیا۔ اس وقت داؤدؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک غار کے اندر پناہ لیے ہوئے تھے۔ اور اس غار کے اندر کمروں کی صورت میں ان گنت خانے تھے جن میں داؤدؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پناہ لے رکھی تھی۔ ساؤل نے اس غار سے ذرا فاصلے پر اپنے لشکر کا پڑاؤ کیا اور خود فراغت کرنے اس غار میں گھسا جس میں داؤدؑ نے پناہ لے لی تھی۔ ساؤل کو غار میں گھستے داؤدؑ اور ان کے ساتھیوں نے دیکھ لیا تھا۔ اس موقع پر یوناف نے داؤدؑ کو مخاطب کر کے کہا۔ اے آقا! آپ دیکھتے ہیں کہ ساؤل جو آپ کا بدترین دشمن ہے۔ اس غار میں اکیلا داخل ہو چکا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آگے بڑھ کر اس پر حملہ آور ہوں اور اس کی گردن کاٹ کر رکھ دوں۔ اس طرح آپ کو اپنے ایک بدترین دشمن سے نجات مل جائے گی اور آنے والے دنوں میں آپ کو دشت و بیابان میں زندگی گزارنی نہ پڑے گی۔

داؤدؑ نے بڑی شفقت اور نرمی میں یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے عزیز! میں تیرے خلوص تیری وفاداری کی قدر کرتا ہوں میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ تم ایک نہیں بلکہ ایسے کئی ساؤل کو ٹھکانے لگا سکتے ہو۔ لیکن میں نہیں چاہتا کہ ساؤل کو قتل کیا جائے کیونکہ ساؤل نہ صرف یہ کہ میرے سسر کی حیثیت سے میرے باپ کی جگہ ہے بلکہ یہ میرا محسن و مربی بھی ہے اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ خداوند کی طرف سے اسے بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا گیا تھا۔ لہٰذا میں کیونکر اسے قتل کرا سکتا ہوں۔ اے یوناف! میں جانتا ہوں کہ تم ساؤل کے محل میں گھس کر بھی اسے قتل کر سکتے ہو۔ اگر میں نے ساؤل کو قتل ہی کرانا ہوتا تو میں تمہاری مدد سے اس کے محل کے اندر بھی اس کا خاتمہ کرا سکتا تھا۔

اے یوناف میں چاہتا ہوں کہ ساؤل پر ثابت کروں کہ میں اس کا دشمن نہیں مخلص و وفادار ہوں۔ اور یہ ثابت کرنے کے لیے آج کا موقع بہترین موقع ہے۔ اے یوناف! تو میرے ساتھ آ اور خاموشی کے ساتھ دیکھ تا رہ کہ میں ساؤل کے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہوں۔ پس داؤدؑ اپنی تلوار سونت کر اس سمت بڑھے جہاں غار کے اندر ساؤل بیٹھا ہوا تھا۔ یوناف بھی ان کے ساتھ ہو لیا تھا۔ غار کے اندر ساؤل بے خبری کی حالت میں بیٹھا تھا کہ داؤدؑ اس کے پاس گئے اسے خبر

بھی نہ ہونے دی اور اپنی تلوار سے انہوں نے زمین پر پھیلے ساؤل کے جبے کا ایک حصہ کاٹ لیا اور دوبارہ یوناف کے ساتھ وہ اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گئے۔ جب ساؤل اس غار سے نکلا تو داؤدؑ بھی یوناف کے ساتھ اس کے پیچھے پیچھے غار سے باہر نکلے اور پھر انہوں نے بلند آواز میں ساؤل کو پکارا اور رکنے کو کہا۔ اس پکار پر ساؤل فوراً رک گیا اور مڑ کر جب اس نے داؤدؑ اور یوناف کو دیکھا تو اس کی حالت بکھری کرچیوں، بوسیدہ اوراق اور وقت کی آنکھوں میں اداسیوں کی اڑتی دھول جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔

داؤدؑ اور یوناف کو اپنے سامنے دیکھ کر ساؤل کو یقین ہو گیا تھا کہ اس کی اجل اور موت اس کے سر پر آ پہنچی ہے۔ کیونکہ داؤدؑ کے ساتھ جو اس نے برائی شروع کر رکھی تھی اس کی بنا پر وہ ان سے کسی بہتری کی امید نہ رکھتا تھا۔ دوسری طرف وہ یوناف کی قوتوں سے بھی آگاہ تھا اور اسے خدشہ تھا کہ یہ یوناف اس کے جسم کو ادھیڑ کر رکھ دے گا۔ لیکن سارا معاملہ اس کی امیدوں اور توقعات کے الٹ اور خلاف ہوا۔ کیونکہ داؤدؑ یوناف کے ساتھ اس سے قریب ہوئے اور اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے ساؤل تو کیوں ان لوگوں کی باتیں سنتا ہے اور ان کی گفتگو پر دھیان دیتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ میں تیرے ساتھ بدی چاہتا ہوں۔ تو میرے باپ کی جگہ ہے میں تجھ پہ ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ دیکھ تو تھوڑی دیر قبل اس غار میں داخل ہوا تھا جس سے تو ابھی ابھی نکلا ہے۔ اور میں بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس غار کے اندر ہی تھا میں اگر چاہتا تو اس غار کے اندر ہی تیرا خاتمہ کر سکتا تھا۔ اگر میں تیرے ساتھ بدی اور برائی کا ارادہ رکھتا تو کیوں تجھے سلامتی کے ساتھ اس غار سے نکلنے دیتا۔

پھر داؤدؑ نے ساؤل کو اس کے جبے کا کٹا ہوا حصہ دکھاتے ہوئے کہا۔ اے ساؤل! مجھے خدشہ تھا کہ تو میری باتوں پر اعتبار نہ کرے گا۔ لہٰذا جس وقت تو غار کے اندر بیٹھا تھا اس وقت میں نے اپنی تلوار سے تیرے جبے کا ایک حصہ کاٹ لیا اور تجھے خبر تک نہ ہونے دی۔ اے ساؤل! اگر میں تیری برائی چاہتا یا میرے دل میں تیرے لیے کسی بھی قسم کا کھوٹ ہوتا تو یہ جبہ کاٹنے کے بجائے اس غار کے اندر میں تیری گردن کاٹ دیتا اور کسی کو خبر تک نہ ہوتی۔ اے ساؤل تو نے دشتِ زیف، بیابان معون میں میرا تعاقب کرتا رہا پر میں تیرے لیے کسی نقصان کا باعث نہ بنا۔ اے ساؤل! میں نے تو یہاں تک نیکی کی کہ دشتِ زیف اور معون کے بیابانوں کے اندر چرواہوں اور ان کے ریوڑوں تک کی حفاظت کی اور اپنی گزر بسر کرنے کے لیے ان میں سے

کسی پر ہاتھ نہ ڈالا حالانکہ میں ایسا کر سکتا تھا۔ اے ساؤل جو حقیقت تھی وہ میں نے تیرے سامنے ظاہر کر دی ہے اب تو جو چاہے میرے ساتھ سلوک کر لے۔ میں تیرے سامنے بولوں گا نہیں۔ نہ تجھ سے بدی کروں گا اور نہ ہی تیرے خلاف ہتھیار اٹھاؤں گا۔

ساؤل نے جو داؤدؑ کی یہ باتیں سنیں تو شدتِ جذبات سے وہ رو پڑا اور چلاتے ہوئے اس نے حیرت و تعجب میں کہا۔ اے داؤدؑ! میرے بیٹے۔ کیا یہ تیری آواز ہے جو میری سماعت سے ٹکرائی ہے آہ! میں کیسا بدقسمت انسان ہوں جو تیرے ساتھ دشمنی اور عناد رکھتا رہا۔ جب کہ تو میرے لیے خلوص اور فداکاری لیے پھرتا رہا۔ اے داؤدؑ! تو مجھ سے زیادہ صادق ہے کیونکہ تو نے میرے ساتھ بھلائی کی ہے جب کہ میں تیرے ساتھ برائی کرتا رہا ہوں۔ اور آج کے دن جب کہ غار میں خداوند نے مکمل طور پر مجھے تیری دسترس میں دے دیا تھا تو نے اپنے خلوص کا اظہار کیا اور مجھے قتل نہ کیا۔ اے داؤدؑ تو نے نیکی کی اور اس نیکی کا اجر تجھے ضرور ملے گا۔ اور سن میں نے تیرے ساتھ ایک اور برائی بھی کی کہ میں نے تیری بیوی اور اپنی بیٹی میکل کی شادی اپنے ایک دوست لیس کے بیٹے فلطی کے ساتھ کر دی ہے۔ ذرا رک کر ساؤل پھر بولا۔

اے داؤدؑ۔ بھلا کیا کوئی اپنے دشمن کو اپنی مکمل گرفت میں پانے کے باوجود سلامتی کے ساتھ نکل جانے کی اجازت دیتا ہے۔ پر تو نے ایسا کر دکھایا۔ اے داؤدؑ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اب تو ہی بنی اسرائیل کا بادشاہ بنے گا۔ اور تو ہی اسرائیل کی سلطنت کا وارث ہو گا۔ سو اب تو خداوند کی قسم کھا کر میرے ساتھ عہد کر کہ میرے بعد تو میری نسل کو ہلاک نہیں کرے گا۔ اور میرے باپ کے گھرانے میں سے تو میرے نام کو مٹا نہ ڈالے گا۔ اے داؤدؑ! اس وقت میں تمہیں اپنے ساتھ بھی نہیں لے جا سکتا۔ اس لیے کہ میرے خاندان کے اکثر لوگوں کو اب یقین ہو چکا ہے کہ ایک روز تو ان کی تباہی و بربادی کا باعث بنے گا۔ لہٰذا وہ تیرے قتل کے درپے ہو جائیں گے اور میں اب ایسا نہیں چاہتا۔ سو داؤدؑ نے ساؤل کی خواہش کے مطابق ساؤل سے عہد کیا اور وہ اپنے لشکر کو لے کر وہاں سے چلا گیا۔ ان ہی دنوں رامہ شہر میں اللہ کے نبی سموئیل کا انتقال ہو گیا۔ اور رامہ شہر میں انہیں ان کے گھر کے اندر ہی دفن کر دیا گیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد داؤدؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دشتِ فاران کی طرف چلے گئے تھے۔

دشتِ فاران میں رہتے ہوئے داؤدؑ نے اپنے ساتھیوں میں چند جوانوں کہ جن کی تعداد دس تھی اپنے پاس بلایا۔ جب یہ دس جوان داؤدؑ کے سامنے آئے تو داؤدؑ نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے عزیزو! تم جانو کہ ہم ان دنوں دشتِ فاران کے اندر برے حالات سے گزر رہے ہیں اور ہمیں خوراک کی کمی اور مال کی تنگی کا سامنا ہے۔ سو تم دس کے دس جوان کرمل شہر چلے جاؤ اور وہاں کے رئیس نابال کی خدمت میں حاضر ہوں۔ یہ وہی شخص ہے جس کے ریوڑوں کی حفاظت ہم معون کے بیابانوں میں کرتے رہے۔ اس دشتِ معون کے اندر اس کی تین ہزار بھیڑیں اور ایک ہزار بکریاں چرا کرتی تھیں اور اب تو ان میں اور زیادہ اضافہ ہو چکا ہوگا۔ اور دیکھو ان دنوں بھیڑوں کے بال کترانے کا موسم ہے اس طرح نابال کی آمدنی میں خوب اضافہ ہو چکا ہوگا۔ سو تم سب نابال کے پاس جاؤ۔ اسے وہ دن یاد دلاؤ جب ہم معون کے بیابان میں اس کے ریوڑوں کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ اور اسی تعلق سے تم لوگ نابال سے امداد طلب کرو تا کہ اس دشتِ فاران میں ہماری گزر بسر بھی اچھی ہو سکے۔ سو اب تم نابال کی طرف روانہ ہو جاؤ اور میرے نام کا ذکر کر کے اس سے امداد طلب کرو۔

داؤدؑ کا یہ حکم پا کر وہ دس جوان دشتِ فاران سے کرمل شہر کی طرف روانہ ہوئے اور جب وہ وہاں کے رئیس نابال کی حویلی میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا وہاں نابال کی بھیڑوں کی اون کتری جا رہی تھی۔ بہت سے کارکن اس کام میں لگے ہوئے تھے۔ اور نابال خود ان کے کام کی نگرانی کر رہا تھا۔ وہ دس کے دس جوان نابال کے سامنے آئے۔ پھر ان میں سے ایک نے نابال کو مخاطب کر کے کہا۔ اے نابال! اے کرمل شہر کے رئیس ہم لوگ دشتِ فاران سے آئے ہیں اور ہمیں داؤدؑ بن لیسی نے تمہاری طرف بھیجا ہے۔ تا کہ تم اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے کچھ ہماری بھی مدد کرو۔ جس شخص نے ہمیں بھیجا ہے وہ اور ہم سب وہ لوگ ہیں

جو معون کے بیابانوں میں تیرے ریوڑوں کی حفاظت اور نگہبانی کیا کرتے تھے سو اسی تعلق سے داؤدؑ بن لیسی نے ہمیں تمہاری طرف بھیجا ہے تا ہم تم ہماری مدد کرو۔ کیونکہ ان دنوں ہم سخت اور کڑے دنوں کی مار سے گزر رہے ہیں۔ یہ گفتگو سن کر اس مغرور اور سنگدل نابال نے جل کر اور اکڑ کر کہا۔

میں نہیں جانتا کہ داؤدؑ بن لیسی کون ہے۔ اور کیوں تم لوگ معون کے بیابانوں کے اندر میرے ریوڑوں کی نگہبانی اور دیکھ بھال کرتے رہے ہو۔ اور پھر آج کل تو ایسا بہت ہو رہا ہے کہ غلام اپنے آقا کو چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگ رہے ہیں۔ تو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اپنی دولت اپنے آقاؤں سے بھاگے ہوئے ایسے ہی غلاموں پر خرچ کر دوں۔ تم یہاں سے بھاگ جاؤ اور داؤدؑ بن لیسی کو جا کر خبر کر دو کہ میں ایسا کرنے سے انکار کرتا ہوں۔

داؤدؑ کے ساتھی جب واپس گئے اور نابال کا متکبرانہ جواب سنایا۔ تو داؤدؑ نے نابال پر چڑھائی کرنے کا عزم کر لیا۔ اپنے چھ سو ساتھیوں میں سے دو سو کو انہوں نے دشتِ فاران کے اندر اپنے سامان کی حفاظت پر چھوڑا اور چار سو کو لیکر وہ نابال کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے۔ چار سو کے اس لشکر میں ان کے ساتھ یوناف اور ارلیہ بھی شامل تھے۔ دوسری طرف نابال کو بھی خبر ہو گئی کہ داؤدؑ بن لیسی اس پر چڑھائی کا عزم کر چکے ہیں تو اس نے ایک گہری چال چلی کرمل شہر کے نواح میں فدان نام کا ایک جوان رہا کرتا تھا۔ جو انتہائی طاقتور اور زور آور تھا جو بڑے بڑے سرکش جانوروں کو دم سے پکڑ کر روک لیتا تھا۔ کرمل کے لوگوں کا خیال تھا کہ فدان دس جوانوں کے برابر طاقت اور قوت رکھتا ہے۔ پس اس فدان کو بلا کر نابال نے اسے ایک بھاری رقم دی اور اس کے ساتھ یہ معاملہ طے کیا کہ وہ داؤدؑ کے ساتھیوں کی طرف جائے اور انہیں روک کر ان کے ساتھ کچھ یوں معاملہ کرے کہ انہیں مخاطب کر کے کہے۔

کہ میں فدان، نابال کا آدمی ہوں اور اس کا محافظ ہوں۔ سو مجھے خبر ہوئی کہ تم لوگ نابال پر حملہ آور ہونا چاہتے ہو۔ پس میرے مقابلے میں تم اپنے کسی ایسے جوان کو نکالو جس کی زور آوری پر تم لوگوں کو بھروسہ ہو وہ میرے ساتھ مقابلہ کرے۔ اگر وہ ہار گیا تو پھر تم لوگوں کو اجازت ہو گی کہ نابال کے ساتھ تم جو چاہے معاملہ کرو اور اگر میں جیت گیا تو تم لوگ واپس چلے جاؤ گے۔

فدان نے نابال کی اس پیشکش کو قبول کر لیا پس نابال سے بھاری رقم وصول کرنے کے

بعد وہ اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور اس طرف روانہ ہوا جس سمت سے داؤدؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نابال کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے۔ جس وقت داؤدؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک ایسے ویرانے سے گزر رہے تھے جہاں دونوں طرف چھوٹے بڑے ٹیلے ہونے کے علاوہ زمین کے کٹاؤ بھی بہت تھے تو یہ فدان تیزی کے ساتھ اپنے اونٹ کو ہانکتا ہوا سامنے آیا اور داؤدؑ اور ان کے ساتھیوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ اے قافلے والو! میرا نام فدان ہے اور میں اس نابال کا محافظ ہوں جس کی طرف تم لوگ یلغار کرتے جا رہے ہو۔ سنو قافلے والو بجائے اس کے کہ تم لوگ کرمل شہر جاؤ اور وہاں تم لوگ نابال کے خلاف حرکت کا آغاز کرو آؤ ان ویرانوں کے اندر ہی فیصلہ کر لیتے ہیں۔

تم میں سے جو اپنے آپ کو سب سے زیادہ طاقتور اور زور آور جوان سمجھتا ہو وہ میرے ساتھ مقابلہ کرے اگر میں یہ مقابلہ جیت گیا تو تم نابال سے کوئی تعرض کیے بغیر واپس چلے جانا اور اگر یہ مقابلہ میں ہار گیا تو پھر نابال کے ساتھ تم لوگ جو بھی چاہے سلوک کرتے رہنا۔ میرے مقابلے میں اپنا ایک جوان ضرور نکالو۔ مجھے امید ہے کہ تم میں سے کوئی بھی میری قوت میری جوانمردی کا سامنا نہ کر سکے گا۔ جس وقت یہ گفتگو ہوئی تھی اس وقت یوناف داؤدؑ کے پیچھے کھڑا تھا۔ داؤدؑ نے ابھی فدان کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا تھا کہ یوناف نے پکارا ابلیکا! ابلیکا! تم کہاں ہو۔ ابلیکا کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر یوناف نے اسے کئی بار پکارا لیکن ابلیکا کی طرف سے نہ کوئی جواب ملا اور نہ ہی ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا۔ اس دوران داؤدؑ نے اس فدان کی پیش کش کو قبول کر لیا تھا۔ پھر انہوں نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

اے یوناف! میرے عزیز! میں سمجھتا ہوں کہ تم اس فدان کا بہترین جواب ہو۔ لہٰذا آگے بڑھ کر اس کا مقابلہ کرو اور مجھے امید ہے کہ ان ویرانوں کے اندر تم اس جوان کو زیر کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے ویسے میں نے اس فدان نام کے جوان سے متعلق پہلے سے سن رکھا ہے کہ یہ ایک انتہائی طاقتور اور غضبناک و خونخوار انسان ہے۔ بہر حال تم اس سے مقابلہ کرو۔ اور مجھے امید ہے کہ تم اسے مغلوب کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ داؤدؑ کے حکم پر یوناف آگے بڑھا۔ جب کہ حسین ارلیہ بھی اس کے ساتھ آگے بڑھی پھر ایک جگہ رک کر وہ ایک تجسس کے سے عالم میں یوناف کو آگے بڑھتا ہوا دیکھنے لگی تھی۔ یوناف کو

اپنی طرف آتے دیکھ کر فدان بھی اپنے اونٹ سے اتر کھڑا ہوا تھا۔

یوناف ابھی چند قدم ہی آگے بڑھا ہو گا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا۔ یوناف فوراً بول پڑا اور کہا۔ ابلیکا! ابلیکا! کبھی کبھی تم کہاں چلی جاتی ہو۔ ابلیکا نے اپنی نور بیں اور مسکراتی آواز میں کہا اے میرے حبیب! میں نے کہا الٹے جاتا ہے۔ جس جوان سے تم مقابلہ کرنے والے ہو میں اسی سے متعلق معلومات حاصل کرنے گئی تھی۔ اس کے ساتھ احتیاط کے ساتھ مقابلہ کرنا یہ ایک انتہائی طاقتور انسان ہے یہ دس طاقتور جوانوں کے برابر اکیلا ہی شاہزور ہے۔ اس سے متعلق مشہور ہے کہ جب یہ کسی گائے بیل کی پیٹھ پر زور سے ہاتھ مارتا ہے۔ تو اس کی ضرب سے وہ زمین کی طرف جھک جاتے ہیں۔ بہر حال آگے بڑھو پر محتاط رہ کر مقابلہ کرنا۔ ابلیکا خاموش ہو گئی۔ جب کہ یوناف فدان کی طرف بڑھا تھا۔ یوناف جب اس کے قریب گیا تو فدان نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

اے جوان! اس قافلے میں صرف تو ہی ایک فالتو رہ گیا تھا جسے موت کے منہ کی طرف دھکیل دیا گیا ہے۔ اپنا نام کہو۔ تاکہ تیرے ساتھ کم از کم نام کا تو تعارف ہو۔ یوناف فوراً بولا اور کہا۔ میرا نام یوناف ہے۔ یوناف کا نام سن کر کسی درندے کی غراہٹ کی طرح فدان نے ہلکا ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا پھر وہ فیصلہ کن انداز میں بولا اب جب کہ تو میرے مقابل آ ہی گیا ہے تو آگے بڑھ پہلا اور مجھ پر اپنی ضرب لگا میں تجھے تو پہلے وار کرنے کا موقع دیتا ہوں۔ فدان کی اس پیش کش کو یوناف نے قبول کر لیا۔ اور آگے بڑھ کر اس نے اپنے دائیں ہاتھ کی ایک بھرپور ضرب فدان کے دائیں کندھے پر لگائی تھی۔ اس ضرب کے لگنے سے فدان پاؤں تک ہل کر رہ گیا تھا اور اس کے سارے اعضا پر لرزش طاری ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر وہ سنبھلا اور دوبارہ یوناف کو مخاطب کیا۔

واہ! تو نے کیا خوب ضرب لگائی یہ ضرب بتاتی ہے کہ ضرب لگانے والا کوئی عام انسان نہیں بلکہ اساطیری شخصیت رکھتا ہے۔ اے جوان تیری ضرب میں الم انگیزی، ساحرانہ عمل اور ایک طرح کی ہیجان انگیزی ہے۔ پر اس سے کیا ہوتا ہے۔ اس عالم رنگ و بو میں نسلوں کی امانت جیسا تقدس رکھنے والے جوانوں کو بے کراں اشکوں کی طرح منتشر کر کے رکھ دیا۔ اے روح و جسم کے مرکب انسان میں جس پر حملہ آور ہوتا ہوں اور اس کی روح اور جسم میں تفریق ڈال کر اسے مٹی کے ڈھیر میں بدل کر رکھ دیتا ہوں۔ اے جوان اب تیار رہ میں تم پر اپنی باری

استعمال کرتے ہوئے ضرب لگانے لگا ہوں۔ پھر دیکھنا میری ضرب سے کس طرح تیری حالت ریزہ ریزہ اندھیروں کے حصار اور ذلت پستی کے کفن جیسی ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی فدان یوں آگے بڑھا جیسے کوئی آسیب شب خون مارتا ہے۔ اور پھر فدان نے ایک کے بجائے یوناف کے شانے پر لگاتار کئی ضربیں لگا دی تھیں اور یہ ضربیں یوں لگی تھیں جیسے ہتھوڑے برسے ہوں۔

ان ضربوں سے یوناف کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے اس کی ساری خود اعتمادی منہدم ہو گئی ہو اور اس کی جان آشوب دہستی کا شکار بن گئی ہو۔ فدان کی طرف سے لگاتار وہ ضربیں لگنے کے بعد یوناف جھک سا گیا تھا اور وہ بڑا کرب اور اذیت محسوس کر رہا تھا۔ اس موقع پر فدان نے کمال فخر و گھمنڈ میں کہا۔ اے یوناف! کیا میری جان لیوا ضربوں نے تیری ساری ہنرمندی و ذوق جمال تیری خودسری، تیری آتش مزاجی اور تیری ساری قوت و جسارت کو نچوڑ کر نہیں رکھ دیا۔ میں دیکھتا ہوں تیرا چہرہ فق اور تیرے بازو اب شل لگتے ہیں۔ ذرا فاصلے پر کھڑی ارلیہ یوناف کی حالت دیکھنے کے ساتھ ساتھ فدان کی گفتگو بھی سن رہی تھی۔ یوناف کی حالت پر وہ بیچاری موت کے سناٹے اور سیاہ رات کے پھیلاؤ جیسی افسردہ۔ راہوں کے آشوب اور غم کی اندھی رات جیسی ویران اور بازگشت سے خالی زندگی جیسی اجاڑ ہو کر رہ گئی تھی۔ لگتا تھا یوناف کی تکلیف دہ حالت نے اسے لخت لخت اور زخم زخم کر کے رکھ دیا ہو۔

چند ہی ساعتوں بعد یوناف سنبھلا۔ غور سے اس نے فدان کی طرف دیکھا، پھر کہا۔ اے بشر گزیدہ انسان! اے نسلوں کی امانت میں خیانت کرنے والے شیطان! میں نے تجھے ایک ضرب لگائی تھی۔ جواب میں اپنی باری پر تجھے بھی ایک ہی ضرب لگانی چاہیے تھی۔ لیکن تو نے فریب سے کام لیا اور ان گنت ضربیں لگائیں۔ میں تمہیں ایسا کرنے سے روک بھی سکتا تھا۔ پر میں نے ایسا نہیں کیا۔ اس لیے کہ میں تم پر ثابت کرنا چاہتا تھا کہ مجھ میں اتنی سکت ہے کہ تمہاری ضربیں برداشت کر سکوں۔ اے شیطان مجسم! تیرا کردار کمزور اور تو ایک ناقابل بھروسہ حریف و مقابل ہے۔ فدان نے یوناف کی بے دھیانی اور باتوں میں مصروفیت سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ آگے بڑھ کر ایک سخت اور زوردار جھٹکے کے ساتھ اس نے یوناف کو اٹھا لیا پھر اسے اپنے دونوں ہاتھوں میں فضا کے اندر بلند کیا اور تھوڑی دیر تک

Uploaded By Muhammad Nadeem

Uploaded By Muhammad Nadeem

اسے تیزی کے ساتھ گول چکر میں گھمانے کے بعد بڑی سختی اور بے رحمی سے زمین پر پٹخ دیا تھا ساتھ ہی چلا کر کہا۔ میں تو اب تیری ساری ابہام پرستی اور تیری ساری لپک نکال کر دم لوں گا۔

زمین پر گرنے کے بعد یوناف فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ اپنے سر کو ایک زوردار جھٹکا دے کر وہ سنبھلا۔ اتنے میں فدان پھر بھاگ کر اس کی طرف بڑھا وہ پھر یوناف کے سر پر ضرب لگانا چاہتا تھا کہ یوناف نے فضا میں اٹھا ہوا اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر اس کا بازو مروڑ کر اسے دوہرا کیا۔ اپنی کہنی سے اس کی کمر پر ضربیں لگائیں پھر اس کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے فدان کی پشت پر اپنے داہنے پاؤں کی ایسی زوردار ٹھوکر لگائی کہ فدان گیند کی طرح لڑھکتا ہوا دور جا گرا تھا ارلیہ کے گلاب جیسے لبوں پر اب ہلکی ہلکی مسکراہٹ بکھرنے لگی تھی اور اس کے چہرے پر آسودہ حقیقتیں رقص کرنے لگی تھیں۔ فدان جب بے بسی کی حالت میں زمین پر گر گیا۔ تو یوناف نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے بے وقوف انسان! اے شیطان کے احمق گماشتے! خبردار رہ! میں تو اب اپنے رب کا قہر بن کر تم پر نازل ہوں گا۔ تیرے سارے سحر آثار جلوے اور تیرے فخر و غرور کے سارے قلعے مسمار و منہدم کر کے رکھ دوں گا۔ پھر یوناف آگے بڑھا اور فدان پر ضربیں لگانے لگا جواب میں فدان اس پر ضربیں لگا رہا تھا۔

ندیم

دونوں کچھ دیر تک جم کر ایک دوسرے پر ضربیں لگاتے رہے۔ پھر یوناف لپکتے شعلے کی طرح اور فیصلہ کن انداز میں فدان کی طرف بڑھا۔ ایک سخت جھٹکے کے ساتھ اس نے فدان کو اٹھا کر اپنے دونوں ہاتھوں پر فضا کے اندر بلند کر دیا۔ پھر ایسی قوت کے ساتھ ایک ٹیلے پر دے مارا کہ فدان کراہ کر رہ گیا تھا اور اس پر مزید یہ کہ یوناف نے اس پر جست لگائی اور مار مار کر اسے نڈھال کر دیا تھا۔ جب فدان اٹھنے کے قابل نہ رہا۔ تب یوناف نے سخت آواز اور غراتے لہجے میں اسے مخاطب کر کے کہا۔ اے فدان اب تو اپنی شکست تسلیم کر کے یہاں سے چلا جا۔ ورنہ تو میرے ہاتھوں مارا جائے گا فدان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور گھورتے ہوئے اس نے یوناف کی طرف دیکھا اور زیر لب آواز میں اس نے کہا۔ اے یوناف! میں تیرے ساتھ اپنے اس مقابلے سے مطمئن نہیں ہوں میں سمجھتا ہوں تو اتفاقیہ طور پر میرے مقابلے میں غالب رہا ہے۔ پر یہ غلبہ وقتی ہے۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

اس لیے کہ ایک بار پھر میں تیرے مقابل آؤں گا اور تیرے ساتھ مقابلہ کروں گا۔

اے یوناف! میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ اپنی زندگی میں تیرے جیسا زور آور اور پر قوت حیوان میں نے آج تک نہیں دیکھا پر میں نے عہد کر لیا ہے کہ ایک روز میں تمہیں اپنے سامنے زیر اور مغلوب ضرور کروں گا بستو میں جس سے عداوت رکھتا ہوں تو مدت تک اس کا تعاقب کرتا ہوں اس لیے کہ میرا کینہ اس اونٹ جیسا ہے جو انتقام لیتے وقت اپنے مالک وہری کے احسان اور نعمتوں کو بھی فراموش کر کے رکھ دیتا ہے۔ ایک روز پھر میں عدم کی سرگوشی، بھوکی روحوں کی خواہش بن کر تیری طرف آؤں گا اور تجھے ضرور زیر کر کے اپنے انتقام کی پیاس بجھاؤں گا۔ اس کے بعد فدان اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور وہاں سے چلا گیا۔

کرمل کے رئیس نابال کے چند ملازم بھاگتے ہوئے اس کی حویلی میں داخل ہوئے اور زور زور سے نابال کی بیوی ابی جیل کو آوازیں دینے لگے۔ تھوڑی ہی دیر بعد نابال کی بیوی ابی جیل حویلی سے نکل کر صحن میں آئی وہ گوہر شب تاب جیسی حسین، رنگوں کی صدا جیسی خوشگوار اور آوازوں کی خوشبو جیسی پرکشش تھی۔ اس کا پھول جسم اور مہتاب چہرہ فضاؤں کو معطر اور دل نشین بنا دینے والا تھا۔ ان ملازموں کے قریب آ کر حسین جیل نے پوچھا۔ کیا ہوا تم لوگ کیوں مجھے آوازیں دیتے ہو۔ ان ملازموں میں سے ایک بولا اور کہا اے مالکن! آپ کا شوہر اپنی حماقت کی وجہ سے ایک عذاب اور مصیبت میں گرفتار ہونے والا ہے۔ داؤد بن لیسی نام کا ایک شخص معون کے بیابانوں کے اندر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہمارے ریوڑوں کی حفاظت و نگہبانی کیا کرتا تھا۔ کچھ دن قبل اس نے اپنے دس ساتھی نابال کے پاس بھجوائے اور اس سے کہا کہ وہ ان کی مدد کرے کیوں کہ اس وقت وہ ضرورت مند ہیں۔ لیکن نابال نے انہیں دھتکار دیا۔ پس وہ لوگ واپس چلے گئے۔ اب سنا گیا ہے۔ کہ داؤد بن لیسی اپنے چار سو مسلح جوانوں کے ساتھ ادھر کا رخ کر رہا ہے۔

اے مالکن! اگر داؤد بن لیسی یہاں پہنچ گیا تو آقا نابال کی ہر شے کو تہس نہس کر کے رکھ دے گا ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں کہ آپ ایک عقل مند اور دانشور خاتون ہیں۔ آپ کوئی ایسا طریقہ کریں کہ داؤد بن لیسی کرمل کی طرف اپنی پیش قدمی کو روک دے۔ داؤد بن لیسی ایک نیک انسان ہیں نابال نے ان کے ساتھ بدمعاملگی کر کے ایک جرم کیا ہے جس کی سزا اسے ملنے والی ہے۔ حسین ابی جیل شاید سارے معاملے کو سمجھ گئی تھی۔ اس نے ان ملازموں کو مخاطب کر کے کہا۔ تم سب میرے ساتھ حویلی میں آؤ اور سنو جو کام میں کرنے والی ہوں اس کی خبر ہرگز نابال کو نہ ہونے پائے۔ میں داؤد بن لیسی اور ان کے ساتھیوں کو

روک دینے کا ایک معاملہ کروں گی۔

پھر ابی جیل ان سارے ملازموں کو حویلی کے اندر لے گئی سان کی مدد سے اس نے بہت ساری روٹیاں تیار کرائیں۔ شربت اور شہد کے مشکیزے تیار کئے۔ کئی بھیڑوں کو ذبح کر کے ان کا گوشت بھونا، کچھ اناج بھون کر تیار کیا۔ کشمش کے خوشے اور ڈھیروں انجیر کی ٹکیاں بوروں میں بھر کر تیار کیں۔ اس سارے سامان کو اس نے خچروں پر لادا اور اپنے ان ملازموں کے ساتھ وہ ادھر روانہ ہوئی جس طرف سے داؤدؑ بن لیسی کرمل شہر کی طرف آ رہے تھے۔ اور اس معاملے کی خبر اس نے اپنے شوہر نابال کو نہ ہونے دی۔

پس جس وقت داؤدؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کرمل شہر سے قریب ہی تھے کہ ابی جیل اپنے ملازموں اور سامان سے لدے خچروں کے ساتھ ایک پہاڑ سے اتری۔ ہاتھ بلند کر کے اس نے داؤدؑ کے ساتھیوں کو رکنے کا اشارہ کیا داؤدؑ نے فوراً اپنے ساتھیوں کو روک دیا۔ ابی جیل اپنے ملازموں اور سامان سے لدے خچروں کے ساتھ داؤدؑ کے سامنے آئی اور بڑی انکساری و عاجزی میں اس نے کہا۔ میں کرمل شہر کے رئیس نابال کی بیوی ابی جیل ہوں۔ میں نے سنا کہ میرے شوہر نابال نے آپ کے ساتھ بد معاملگی کی اس کے لیے میں معذرت اور معافی کی خواستگار ہوں میں آپ اور آپ کے ساتھیوں کے لیے ان خچروں پر لاد کر کھانے کی کچھ اشیاء لائی ہوں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ انہیں قبول کریں۔ میرے شوہر نابال کی گستاخیوں اور کوتاہیوں کو فراموش کر دیں اور اس سے انتقام لینے کا ارادہ ترک کر دیں۔

داؤدؑ ابی جیل کے اس رویے سے بڑے متاثر ہوئے اور ابی جیل کو مخاطب کر کے کہا۔ گو میں نے پختہ عزم کر رکھا تھا کہ میں نابال کو ضرور سزا دوں گا کیونکہ اس نے وہ نیکیاں جو ہم نے اس کے ساتھ معون کے بیابانوں میں کیں تھیں ان کا جواب اس نے بدی اور بدکرداری کے ساتھ دیا تھا۔ لیکن تم نے اپنے رویے سے میرے اس ارادے کو بدل دیا ہے۔ تم ایک عقلمند دور اندیش۔ باادب اور سمجھدار خاتون لگتی ہو ۔ جاؤ واپس چلی جاؤ میں نابال سے انتقام لینے کے ارادے کو ختم کرتا ہوں۔

کرمل کے رئیس نابال کی بیوی۔ اپنے گھر لوٹ آئی۔ اس نے دیکھا کہ اس کا شوہر جہاں اس کی بھیڑوں کی اون کتری جا رہی تھی وہاں سے گھر لوٹ آیا تھا۔ وہ شاید اپنی بیوی ابی جیل

ہی کا منتظر تھا۔ جب ابی جیل حویلی میں اس کے سامنے آئی تو نابال نے شاید اس سے پوچھنا چاہا کہ وہ کہاں گئی ہوئی تھی کہ اس وقت فدان حویلی میں داخل ہوا۔ اسے دیکھتے ہی نابال، ابی جیل سے گفتگو کر بھول گیا۔ اٹھ کر فدان کی طرف لپکا اور بڑی بے چینی میں پوچھا۔ اے فدان! تو میرے لیے کیا خبر لایا ہے؟ فدان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اے نابال! میں تیرے لیے کوئی اچھی خبر نہیں لایا۔ دیکھ میں نے داؤدؑ بن لیسی کے کاروان کو جا روکا۔ اور ان سے وہی کہا۔ جس کا تو نے مجھے مشورہ دیا تھا۔ اور دیکھ نابال! ایسا ہوا کہ داؤدؑ کے ساتھیوں میں سے ایک جوان میرے مقابلے پر نکلا۔

اے نابال! تو جانتا ہے میں نے بڑے بڑے سورماؤں کو زیر کیا۔ اور اب ان سرزمینوں کے اندر میری دھاک ایسی بیٹھ گئی تھی کہ کوئی میرے مقابل نہ آ سکتا تھا لیکن وہاں سارا ہی معاملہ الٹ ہو گیا۔ داؤدؑ کے ساتھیوں میں سے جو جوان میرے مقابلے پر نکلا اس کا نام یوناف ہے اور میں نے اپنی زندگی میں کبھی اس جیسا باہمت و طاقتور انسان نہیں دیکھا۔ سن نابال! یوناف نام کا وہ جوان قطرت کے عذاب جیسا خوفناک، طبقاتی جبر جیسا ستم گر اور قبائلی عصبیت جیسا خونخوار ہے۔ وہ حوادث کی بھٹیوں جیسا گرم رو اور وقت کی گردشوں جیسا تیز رو ہے۔ وہ چٹانوں جیسا سخت اور سانڈوں جیسا طاقتور ہے۔ گو وقتی طور پر اس نے مجھے اپنے سامنے مغلوب کر لیا ہے۔ لیکن عملی اور فکری طور پر میں نے اپنی شکست اور ہزیمت تسلیم نہیں کی میں پھر کسی موقع پر اس سے ٹکراؤں گا اور ضرور ایک بار اپنے سامنے اسے زیر کر کے رہوں گا۔

اے نابال! اس یوناف کو میں نے شباب کے آخری لمحوں کے عروج جیسا پر قوت طوفانوں کی بیداری جیسا ہولناک اور بیکران بحر جیسا بھیانک پایا ہے پھر بھی میں نے اپنے آپ سے عہد کیا ہے کہ ایک بار ضرور اس سے ٹکراؤں گا ———— فدان اچانک کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ کیونکہ نابال اچانک دوہرا ہو کر اپنی نشست سے گر گیا تھا۔ فدان بھاگ کر آگے بڑھا۔ اس کے بدن کا جائزہ لیا۔ پھر انتہائی افسوسناک انداز میں اس نے ابی جیل کی طرف دیکھا اور کہا۔ اے محترم خاتون مجھے افسوس ہے کہ نابال مر چکا ہے۔ شاید یہ اس صدمے کو برداشت نہیں کر سکا کہ میں ہار گیا ہوں۔ اور اس کا بنایا ہوا سارا لائحہ عمل برباد ہو کر رہ گیا ہے۔ ابی جیل کے چہرے پر مردنی چھا گئی تھی۔ اور آگے بڑھ کر وہ

نابال کو سنبھالنے لگی تھی۔

○

داؤدؑ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ابھی تک کرمل شہر کے نواح میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ ایک روز دوپہر کے کھانے کے بعد یوناف اریلیہ اپنے خیمے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر تیز لمس دیا۔ ساتھ ہی اس کی آواز بھی یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔ میں تمہیں یہ خبر سناتی ہوں کہ نابال مر گیا ہے اور اس کی بیوی اب اپنی وسیع و عریض حویلی میں اکیلی رہ گئی ہے۔ یوناف نے چونک کر پوچھا نابال مر گیا ہے؟ ابلیکا نے پھر کہا۔ ہاں وہ مر گیا ہے۔ اور ابی جیل اکیلی رہ گئی ہے۔ مجھے اس خاتون سے ہمدردی اور ایک طرح کا انس ہو گیا تھا۔ کیونکہ وہ فہیم و عقل مند، خوبصورت اور دور اندیش ہے۔ یوناف نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ابلیکا! ابلیکا۔ اس حسین ابی جیل سے متعلق میرے دل میں ایک خواہش پیدا ہوئی تھی اور وہ خواہش یہ تھی کہ کاش! ابی جیل نابال کی بیوی نہ ہوتی تو میں اسے داؤدؑ کے بیاہنے کا اہتمام کرتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری خواہش کے پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ پھر یوناف اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ اور خوشی کے اظہار میں کہا۔ اریلیہ! اریلیہ! ابی جیل کا شوہر نابال مر گیا ہے۔ میں ابی جیل سے متعلق داؤدؑ کے ساتھ بات کر کے ابھی لوٹتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف تیزی کے ساتھ خیمے سے باہر نکل گیا تھا۔

یوناف داؤدؑ کے خیمے میں داخل ہوا۔ وہ اپنے خیمے میں اس وقت اکیلے بیٹھے ہوئے تھے۔ یوناف ان کے سامنے جا بیٹھا پھر ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں بولا۔ اے میرے آقا! میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ داؤدؑ نے نرمی میں کہا۔ تمہیں اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ یوناف نے جھٹ کہا۔ اے آقا! مجھے خبر ملی ہے کہ ابی جیل کا شوہر نابال مر گیا ہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ ابی جیل سے شادی کر لیں۔ داؤدؑ نے ایک بار گہری نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا۔ پھر وہ سر جھکا کر سوچنے لگے تھے۔ یوناف پھر بولا اور کہا امید ہے آپ میری اس خواہش کو ٹھکرائیں گے نہیں۔ میں آپ کو خوش اور پرسکون دیکھنا چاہتا ہوں۔ ساؤل نے آپ کی بیوی میکل کی کسی اور سے شادی کر کے جو آپ کو زخم دیا ہے میں اس زخم کو مندمل کرنا چاہتا ہوں۔ داؤدؑ نے کہا ابی جیل، خوبصورت، عمدہ سیرت، جہاندیدہ اور عقلمند خاتون

ہے۔ وہ ایک اچھی بیوی ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن کیا وہ اس شادی کے لیے رضامند اور تیار ہو گی۔

داؤدؑ کے اس جواب پر یوناف کے چہرے پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ پھر اس نے کمال خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اے میرے آقا! میں اور اریلیہ دونوں ابی جیل کی طرف جائیں گے اور اس سے بات کریں گے اور مجھے قوی امید ہے کہ وہ بخوشی آپ سے شادی پر رضامند ہو جائے گی۔ اس کے بعد یوناف اپنی جگہ سے اٹھ گیا پھر وہ تیزی کے ساتھ خیمے سے باہر نکل گیا تھا۔ یوناف تقریباً بھاگتا ہوا۔ اپنے خیمے میں داخل ہوا۔ وہاں اریلیہ اس کی منتظر بیٹھی ہوئی تھی یوناف خوشیاں بکھیرتی آوازمیں کہا۔ اریلیہ اریلیہ! آؤ کرمل شہر میں ابی جیل کی طرف چلیں اور اس سے داؤدؑ کے ساتھ شادی کی بات کریں۔ اس سلسلے میں داؤدؑ سے میں بات کر چکا ہوں اور وہ اس پر آمادہ ہیں۔ اریلیہ تیزی کے ساتھ ایک جست لگانے کے انداز میں اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور فضاؤں میں اپنے گلابی ہونٹوں کے رنگ، سفید دانتوں کی چمک اور اپنے سانسوں کی خوشگوار خوشبو بکھیرتے ہوئے اس نے کہا۔ یہ آپ نے بہترین فیصلہ کیا ہے۔ پھر اریلیہ نے آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ یوناف کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور اپنی سری قوتوں کی مدد سے وہ اپنے اس خیمے سے روپوش ہو گئے تھے۔

یوناف، اور اریلیہ کرمل شہر میں ابی جیل کی حویلی میں داخل ہوئے۔ اور حویلی کے ایک ملازم کے ذریعے ابی جیل کو خبر پہنچائی اور اس سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ابی جیل نے یوناف اور اریلیہ کو اپنے ذاتی کمرے میں طلب کیا۔ اور جب وہ اس کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا اس کمرے میں ابی پانچ لونڈیوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی یوناف اور اریلیہ کو دیکھتے ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور ان دونوں کو مخاطب کر کے اس نے حیرت اور استعجاب میں کہا۔ میں نہیں جانتی تم دونوں کون ہو اور تمہارے کیا نام ہیں۔ لیکن میرا دل کہتا ہے کہ تم شناسا ہو۔ اور اس سے پہلے میں نے تم دونوں کو کہیں دیکھ رکھا ہے اور تم دونوں کو دیکھنے کا یہ واقعہ کوئی زیادہ دور کا بھی نہیں لگتا ابی جیل جب خاموش ہوئی تب یوناف نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

اے خاتون! میرا نام یوناف اور میری اس ساتھی کا نام اریلیہ ہے۔ ہم دونوں میاں بیوی ہیں ہم داؤدؑ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ اور ان ہی کی طرف سے تمہارے لیے ایک پیغام لیکر

آئے ہیں۔ چند دن قبل اپنے شوہر نابال کی کوتاہیوں اور غلطیوں کو رفع کرنے کے لیے تم نے
داؤدؑ کی خدمت میں کچھ نذرانے پیش کیے تھے۔ شاید اسی موقع پر تم نے ہم دونوں کو وہاں دیکھا
ہوگا۔ ابی جیل نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ تم درست کہتے ہو۔ میں نے تم دونوں
کو وہیں دیکھا تھا۔ ابی جیل ذرا رکی پھر دوبارہ اس نے یوناف کو مخاطب کر کے پوچھا۔
کیا تم وہی یوناف ہو جس نے میرے شوہر کے بھیجے ہوئے پہلوان فدان کو زیر اور
مغلوب کیا تھا۔ یوناف نے اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ ہاں میں وہی یوناف
ہوں جس نے فدان جیسے پہلوان کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس انکشاف پر حسین
ابی جیل نے بے پناہ خوشیوں کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔
میں یقیناً خوش نصیب ہوں۔ جو تم جیسے جوان سے ہم کلام ہوں۔ میں تم دونوں میاں بیوی کو
اپنی حویلی میں خوش آمدید کہتی ہوں۔ پر تم دونوں ابھی تک کھڑے کیوں ہو۔ پھر اس نے اپنے
قریب ایک نشست پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ تم دونوں یہاں آکر بیٹھو۔ تم دونوں کا یوں
کھڑے رہنا میرے لیے تکلیف دہ ہے۔ یوناف اور ارلیہ آگے بڑھ کر وہاں بیٹھ گئے۔ پھر
ابی جیل نے پوچھا۔ اب کہو تم دونوں مجھ سے کیا کہنے آئے ہو۔ اس استفسار پر یوناف بولا۔
اے خاتون! ہم دونوں داؤدؑ کی طرف سے آئے ہیں۔ ہمیں خبر ہوئی ہے کہ تمہارے شوہر
نابال مر چکا ہے۔ اس لیے ہم تمہارے پاس آئے ہیں تاکہ تم سے یہ کہیں کہ اب تم داؤدؑ سے
شادی کر لو۔ سنو ابی جیل! داؤدؑ اللہ کے نبی اور ایک انتہائی صالح انسان ہیں۔ گو ان دنوں
وہ ادبار ہی سے گزر رہے ہیں اور ان کے تعلقات بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے ساتھ
کشیدہ ہو گئے تھے۔ لیکن عنقریب تم دیکھو گی کہ میرے اللہ نے چاہا تو یہی داؤدؑ نبی ہونے کے
ساتھ ساتھ بنی اسرائیل کی عظیم سلطنت کے بادشاہ بھی ہوں گے۔
ابی جیل نے اپنی خوشیوں کو دباتے ہوئے کہا میں بادشاہت کی خواہش مند نہیں ہوں
داؤدؑ سے متعلق میں بہت کچھ جانتی ہوں۔ ان کی عظمت و رفعت کے سامنے میری حیثیت تو
اس قدر سی ہے کہ میں ان کی لونڈی اور خادمہ کی حیثیت سے ان کی خدمت کر دوں۔ تاہم
اگر مجھے یہ شرف دیا جا رہا ہے کہ میں ان سے شادی کر کے ان کی بیوی بنوں تو میرے لیے
بہت بڑا انعام اور ایک سعادت ہے جس کی کوئی قیمت کوئی مول نہیں لگایا جا سکتا۔ میں
بخوشی ان کے ساتھ شادی پر رضامند ہوں۔ ابی جیل کا یہ جواب سن کر یوناف اور ارلیہ

دونوں ہی خوشی میں کھل اٹھے۔ پھر یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ اگر ایسا ہے تو پھر اٹھو اور
ہمارے ساتھ چلو۔ ابی جیل اپنی خوشیوں کو چھپاتے ہوئے اور اپنی آواز میں زور پیدا کرتے
ہوئے کہا۔ کیا ابھی اور اسی وقت! یوناف نے بھی قدرے زوردار آواز میں کہا۔ ہاں ابھی
اور اسی وقت ہم تمہیں اپنے ساتھ لیکر جائیں گے اور شام سے پہلے پہلے شادی داؤدؑ کے
ساتھ کر دی جائے گی۔ اس پر ابی جیل اٹھ گئی اور وہاں سے جانے کی تیاریاں کرنے لگی۔
ابی جیل نے اپنا ضروری سامان سمیٹا اور تھوڑی دیر تک وہ کرمل شہر سے کوچ کرنے
کے لیے تیار ہو گئی۔ اس نے یوناف اور ارلیہ کو بھی سواریاں مہیا کی۔ اپنی پانچ لونڈیوں کو بھی
اس نے ساتھ لیا۔ ان کے لیے بھی سواریوں کا انتظام کیا۔ پھر وہ خود بھی اپنی سواری پر بیٹھی۔ اس
طرح یہ مختصر سا قافلہ کرمل شہر سے کوچ کر کے داؤدؑ کے پاس پہنچا اور اسی شام ابی جیل کی شادی
داؤدؑ کے ساتھ کر دی گئی تھی اس کے بعد داؤدؑ اپنے پڑاؤ کو ختم کر کے واپس چلے گئے۔ اپنے
باقی ساتھیوں کو بھی ساتھ لیا جنہیں وہ پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ دشتِ فاران سے نکل کر داؤدؑ
پھر دشتِ زلیف میں داخل ہو گئے اور کوہستان حکیلہ کے پاس رہنے لگے۔ وہ ابھی ساؤل کی
طرف جلجال شہر کا رخ نہ کر رہے تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ساؤل ایک متلون مزاج انسان
ہے اور کسی بھی وقت ان کے خلاف ہو سکتا ہے۔ لہٰذا انہوں نے کوہستانِ حکیلہ کے پاس
ہی رہائش اختیار کر لی اور یہاں انہوں نے اخینوعم نام کی ایک لڑکی سے بھی شادی کر لی
تھی اس طرح وہ اپنی دونوں بیویوں کے ساتھ جیل حکیلہ میں پرسکون طور پر رہنے لگے تھے۔
یوناف اور ارلیہ بھی جیل حکیلہ کی اس رہائش میں ان کے ساتھ تھے۔

ساؤل سے متعلق داؤدؑ کے خدشات درست نکلے۔ اس کے قریبی عزیزوں نے پھر اسے داؤدؑ کے خلاف بھڑکایا اور لگاتار اس کے ذہن میں یہ بات ڈالی کہ داؤدؑ تم سے بنی اسرائیل کی سلطنت چھین لینا چاہتا ہے۔ ساؤل نے ان ساری ترغیبات کا اثر لیا اور ایک بار اس نے پھر ارادہ کر لیا کہ وہ ضرور داؤدؑ کو گرفتار کر کے ان کا خاتمہ کر دے گا۔ لہٰذا داؤدؑ کی تلاش میں اس نے اپنے ناظر پھیلا دیئے جنہوں نے اسے خبر دی کہ داؤدؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان دنوں جیل حکیلہ میں پناہ لیے ہوئے ہیں۔

پس ساؤل نے اپنے لشکر میں سے تین ہزار آزمودہ کار جوانوں کو اپنے ساتھ لیا اور دشتِ زیف کے کنارے جیل حکیلہ کی طرف بڑھا تاکہ داؤدؑ کو ختم کر کے اپنے راستے کی دیوار ہٹا دے۔ پہلے اسے داؤدؑ کے ساتھ کچھ ہمدردی بھی تھی کیونکہ اس کی بیٹی میکل داؤدؑ کی بیوی تھی۔ اب میکل کی شادی اس نے ایک اور شخص کے ساتھ کر دی تھی۔ لہٰذا اب داؤدؑ کے لیے اپنے دل میں وہ کوئی ہمدردانہ جذبہ نہ رکھتا تھا۔ داؤدؑ کے غم خواروں نے بھی انہیں خبر کر دی تھی کہ ساؤل تین ہزار کا ایک لشکر لے کر پھر ان کے خلاف نکل کھڑا ہوا ہے۔ لہٰذا ساؤل کی طرف سے وہ بھی چوکس اور مستعد ہو گئے تھے۔ ساؤل نے اپنے لشکر کے دشتِ زیف میں آکر پڑاؤ کیا۔ اور اس کے اس لشکر کا سالار اس کا چچازاد بھائی ابنیر تھا۔ داؤدؑ نے بھی معلوم کر لیا تھا کہ ساؤل نے کہاں پڑاؤ کیا ہے۔ پس وہ رات ہونے کا انتظار کرنے لگے تھے۔ اور جب شام ڈھلنے لگی تو داؤدؑ نے یوناف کو اپنے خیمے میں بلایا۔

یوناف جب ان کے خیمے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا۔ اس وقت خیمے میں داؤدؑ کے ساتھ ان کا ایک عزیز ابیشے بھی بیٹھا ہوا تھا۔ داؤدؑ نے یوناف کو اپنے قریب بٹھایا اور کہا۔ اے یوناف میرے عزیز! تم جانو ہمارے قریب ہی دشتِ زیف کے اندر ساؤل اپنے

لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیے ہوئے ہے اور وہ اس تاک میں ہے کہ مجھ پر گرفت کر کے میرا خاتمہ کر دے۔ اے یوناف! ساؤل کو میں نے اس دشتِ زیف کے اندر ایک عبرت خیز سبق دینے کا عزم کر لیا ہے۔ میں، تم اور یہ ابیشے ابھی اور اس وقت ساؤل کے لشکر کی طرف روانہ ہوں گے۔ اور سنو میں نے اپنی دونوں بیویوں ابی جیل اور اخینوم سے کہہ دیا کہ میری یہاں سے روانگی کے بعد وہ تمہاری بیوی ارلیہ کے پاس جا کر سو رہیں کیونکہ ہماری غیر موجودگی میں اگر کوئی برا اور کڑا وقت آتا ہے تو ہمارے ساتھیوں میں سے صرف ارلیہ ہی بہتر طور پر ان کی حفاظت کر سکتی ہے۔ یوناف اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔

اگر ایسا ہے تو پھر چلتے ہیں۔ میں ارلیہ کو پوری تفصیل بتا دیتا ہوں۔ تینوں اٹھ کر خیمے سے باہر نکلے۔ یوناف نے اپنے خیمے میں جا کر ارلیہ کو اپنی روانگی کی پوری تفصیل بتا دی پھر وہ داؤدؑ اور ابیشے کے ساتھ ہو لیا تھا۔ تینوں دبے پاؤں ساؤل کے پڑاؤ میں داخل ہوئے اس وقت ساؤل کے لشکری گہری نیند سوئے ہوئے تھے۔ لشکر کے اندر گھوم پھر کر وہ اس جگہ آئے جہاں ساؤل سو رہا تھا۔ انہوں نے دیکھا وہ بڑی محفوظ جگہ تھی۔ اردگرد رتھیں کھڑی کی گئی تھیں۔ ان رتھوں کے اندر ساؤل کے چیدہ چیدہ لشکری سو رہے تھے۔ اور ان لشکریوں کے درمیان میں ساؤل اور اس کا چچازاد بھائی ابنیر سوئے ہوئے تھے۔ ساؤل کا نیزہ اس کے سرہانے زمین میں گڑھا ہوا تھا اور ایک طرف پانی کی صراحی رکھی ہوئی تھی۔

اس موقع پر ابیشے نے سرگوشی کرتے ہوئے داؤدؑ سے کہا۔ اے میرے آقا! اس وقت ساؤل پوری طرح ہماری گرفت میں ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں زمین میں گڑھا ساؤل کا نیزہ اس کے سینے میں گاڑھ کر اس کا خاتمہ کر دوں۔ اس طرح ہمیں ہمیشہ کے لیے اپنے ایک خطرناک دشمن سے نجات مل جائے گی۔ داؤدؑ نے ابیشے کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

ایسا ہرگز نہ کرنا ابیشے! ساؤل کو خداوند کی طرف سے بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا گیا تھا اور میں نہیں چاہتا کہ خداوند کے مسوح پر ہاتھ اٹھاؤں۔ پس ہم نے صرف یہ کام کرنا ہے کہ ساؤل کا زمین میں گڑھا ہوا نیزہ اور پانی کا مشکیزہ یہاں سے اٹھا کر نکل جائیں پھر دیکھتا ہوں ان لوگوں کو کیسا اخلاقی سبق سکھاتا ہوں پھر داؤدؑ نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

یوناف! یوناف! تم اپنے اطراف میں نگاہ رکھو۔ اگر ساؤل کا کوئی لشکری جاگ اٹھتا ہے اور ہمارے لیے خطرہ بننے کی کوشش کرتا ہے تو تم اس سے نمٹ لینا اور اے ابیشے! تم آگے

بڑھ کر ساؤل کا نیزہ اور پانی کا مشکیزہ اٹھالو اور یہاں سے نکل چلیں۔ ابیشے نے فوراً آگے بڑھ
کر گہری نیند سوئے ساؤل کا نیزہ اور مشکیزہ اٹھالیا۔ پھر وہ لشکر سے نکل گئے تھے۔

ساؤل کے لشکر سے نکل کر داؤدؑ یوناف اور ابیشے کے ساتھ ساؤل کے لشکر کے قریب
ہی ایک پہاڑ پر چڑھ گئے پھر وہ بلند آواز میں ساؤل اور اس کے چچازاد بھائی ابنیر کو پکارنے
لگے۔ اس پکار کو سن کر ساؤل، ابنیر اور ان کے لشکر جاگ اٹھے۔ پھر ابنیر نے بلند آواز میں داؤدؑ
کو مخاطب کر کے پوچھا۔ تو کون ہے اور کیوں بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل اور ان کے چچازاد
بھائی ابنیر کو پکارتا ہے۔ اس پر داؤدؑ نے جواب دیا۔ اے ابنیر تو بڑا بہادر بنتا ہے اور یہ دعویٰ
کرتا ہے کہ بنی اسرائیل کے اندر تم جیسا کوئی اور نہیں ہے۔ اے ابنیر تو کیسا بودا اور کمتر ہے
کہ تو بنی اسرائیل کے لشکر کا سپہ سالار ہو کر اپنے بادشاہ کی حفاظت نہ کر سکا۔ دیکھ ابھی تھوڑی
ہی دیر قبل ایک شخص ساؤل کو قتل کرنے کی نیت سے تمہارے لشکر میں گھس گیا تھا اور تمہیں خبر
تک نہ ہونے پائی تھی اے ابنیر! قسم خداوند کی میرے نقطہ نظر سے تم واجب القتل ہو کہ تم اس
شخص کی حفاظت کرنے میں ناکام رہے ہو جسے خداوند نے بنی اسرائیل کا بادشاہ بنایا ہے۔

ابنیر نے پھر چلا کر پوچھا۔ تو کون ہے اور کیسے دعویٰ کر سکتا ہے کہ بادشاہ ساؤل کو قتل
کرنے کے لیے کوئی ہمارے لشکر میں داخل ہوا تھا۔ جواب میں داؤدؑ نے کہا۔ اس کا ثبوت یہ
ہے کہ جو شخص لشکر میں ساؤل کو قتل کرنے کے لیے گھسا تھا وہ ساؤل کا بھالا اور پانی کا
مشکیزہ اٹھا کر لے گیا ہے۔ اس بار ساؤل داؤدؑ کی آواز پہچان گیا۔ اس نے اپنے اطراف
میں دیکھا واقعی اس کا بھالا اور مشکیزہ غائب تھے۔ اس پر ساؤل نے ابنیر کو مخاطب کر کے کہا۔

اے ابنیر! یہ پکارنے والا ٹھیک کہتا ہے کوئی ضرور مجھے قتل کرنے کی نیت سے لشکر میں
داخل ہوا ہے کیونکہ تم دیکھتے ہو میرا بھالا جو زمین میں گڑھا تھا غائب ہے اور میرا مشکیزہ
بھی نہیں ہے۔ اور سن ابنیر یہ پکارنے والا داؤدؑ کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔ تو اسے پہچان
نہ سکا۔ پر میں داؤدؑ کی آواز پہچان چکا ہوں۔ پھر ساؤل نے بلند آواز میں داؤدؑ کو مخاطب کر
کے پوچھا۔

اے داؤدؑ میرے بیٹے! کیا یہ تیری آواز ہے؟ اس پر داؤدؑ نے پکار کر کہا۔ اے میرے
قدیم محسن! یہ پکارنے والا میں داؤدؑ ہی ہوں۔ آخر میں نے تیرے ساتھ کیا بدی کی ہے کہ تو
بار بار اوروں کے کہنے پر میرے خلاف اٹھ کھڑا ہوتا اور میری گرفتاری اور سزا کی تگ و دو

Uploaded By Muhammad Nadeem

کرتا ہے اے ساؤل میں تھوڑی دیر قبل تیرے لشکر میں داخل ہوا میں نے ہی تیرا بھالا اور
مشکیزہ اٹھایا ہے۔ اس وقت تو پوری طرح میرے بس میں تھا اور میں تمہیں موت کے
گھاٹ اتار سکتا تھا۔ پر میں نے تیری جان کو قیمتی سمجھ کر ایسا نہیں کیا۔ اے بادشاہ! گو تو نے
میرے ساتھ دغا اور جفا کی اور میکل کی شادی میری اجازت کے بغیر کسی اور سے کر دی
اور یہ تو نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ تو نے قدم قدم پر میری برائی ہی سے
متعلق سوچا۔ اس کے باوجود میں تیری عزت تیرا احترام کرتا ہوں۔ اے بادشاہ اپنے آدمیوں
میں سے کسی کو بھیج کر وہ مجھ سے تیرا بھالا اور پانی کا مشکیزہ لے جائے۔ ساؤل داؤدؑ کے اس رویے
سے بے حد متاثر ہوا۔ پھر انہیں مخاطب کر کے اس نے کہا۔

اے داؤدؑ! میرے بیٹے! میں جانتا ہوں کہ تو میرے لشکر میں داخل ہوا اور میرا بھالا اور
مشکیزہ اٹھا لیا گیا۔ یہ تیری عظمت ہے کہ تو نے مجھے نقصان نہ پہنچایا۔ ورنہ تو میرا خاتمہ بھی کر
سکتا تھا۔ اے داؤدؑ تو نے میری زندگی کو گراں قدر جانا۔ قسم خداوند کی ایسا کر کے تم خود
گراں قدر ہو گئے ہیں۔ میں نے اپنے دل کی آواز نہ سنتے ہوئے دوسروں کے کہنے پر تیرے ساتھ
بار بار بدی اور برائی کی۔ پر تو نے میرے خلاف کچھ نہ کیا۔ اے داؤدؑ یہ تیری عظمت کی نشاندہی
ہے۔ تو مبارک ہو۔ میرا دل کہتا ہے کہ تو بڑے بڑے کام کرے گا اور ہر کام میں فتحمند ثابت
ہوگا۔ میں اب یہاں سے کوچ کرتا اور آئندہ کبھی بھی تیرے ساتھ بدی نہ کرنے کا عہد کرتا
ہوں۔ اپنا ایک آدمی بھیج کر ساؤل نے داؤدؑ سے اپنا بھالا اور مشکیزہ منگوالیا۔ پھر اپنے
لشکر کے ساتھ رات کی تاریکی ہی میں وہ وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔

جب ساؤل اپنے لشکر کے ساتھ دشتِ زیف سے اپنے مرکزی شہر جلجال کی طرف
کوچ کر گیا تب کوہستان حکیلہ کی ایک چوٹی پر کھڑے داؤدؑ نے اپنے پہلو میں کھڑے یوناف
کو مخاطب کر کے کہا۔ یوناف! یوناف! اس ساؤل کے عہد کا اب بھی مجھے اعتبار نہیں۔ گو
میں نے اسے ایک بہترین اخلاقی درس دیا ہے۔ اور وہ میری طرف سے بے حد متاثر ہو
یہاں سے گیا ہے۔ پر اس کے باوجود اس کی ذات میرے لیے مشکوک ہے وہ کانوں
اور متلون المزاج انسان ہے۔ کسی بھی وقت اوروں کے بہکانے اور اشتعال دلانے
پھر میرے خلاف ہو سکتا ہے اور کسی بھی وقت مجھ پر شب خون مارنے کا عمل کر سکتا
میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں بنی اسرائیل کے ہمسائے اور فلستیوں کے بادشاہ اکیس کی

Uploaded By Muhammad Nadeem

طرف چلا جاؤں گا۔ اس موقع پر یوناف نے اپنے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ میں آپ کے فیصلے سے روگردانی نہیں کر سکتا۔ لیکن آپ نے گزشتہ جنگ میں فلستیوں کے پہلوان اور سالار جالوت کو قتل نہ کیا تھا اور کیا فلستی آپ سے اس کا انتقام نہ لیں گے۔

داؤدؑ نے بڑے وثوق کے ساتھ جواب دیتے ہوئے کہا۔ اے یوناف! تمہارے خدشات درست ہیں پر ایسا نہ ہوگا جو کچھ میں نے فلستیوں کے بادشاہ اکیس سے متعلق سن رکھا ہے۔ اس کے مطابق اکیس انتہائی نیک رحم دل اور بہادروں کی قدر کرنے والا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ مجھ سے جالوت کا انتقام نہ لے گا اور میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کی سرزمین میں امن اور سکون کے ساتھ رہ سکوں گا۔ یوناف نے اس بار داؤدؑ کی تائید کی۔ پھر تینوں اتر کر اپنے ساتھیوں کی طرف گئے اور وہاں سے رات کی تاریکی میں وہ فلستیوں کے مرکزی شہر اشدود کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

○

ایک روز جب کہ سورج عارض گل کی طرح طلوع ہوتا ہوا زمین پر اپنی تجلیات کا فروغ کرنے لگا تھا۔ داؤدؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ فلستیوں کے مرکزی شہر اشدود میں داخل ہوئے ایک جگہ پڑاؤ کر کے انہوں نے اپنے ساتھیوں کو وہاں روک دیا اور خود یوناف کو ساتھ لے کر وہ فلستیوں کے بادشاہ اکیس کے محل کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں محل کے محافظوں سے انہوں نے بادشاہ سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا اور ان محافظوں سے آپ نے اپنا تفصیلی تعارف جا کرا دیا تھا۔ کافی دیر تک داؤدؑ اور یوناف کو وہاں انتظار کرنا پڑا تب کہیں جا کر ایک محافظ دونوں کو لینے آیا اور اس محافظ کے کہنے پر جب دونوں محل کا ایک دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے تو دنگ رہ گئے کیونکہ جس کمرے میں وہ داخل ہوئے تھے۔ وہ فلستیوں کے بادشاہ اکیس کا دربار لگانے کا کمرہ تھا۔ اس وقت اکیس اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے پہلو میں فلستیوں کی ملکہ اور اس کی بیوی تھی۔ ان دونوں کے سامنے کئی قطاروں میں اکیس اراکین سلطنت بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ قطاروں میں شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والی اور دیگر معزز خواتین اور لڑکیاں بھی بیٹھی ہوئی تھیں۔

ان قطاروں کے درمیان ایک کھلی جگہ تھی جہاں دبیز قالین بچھائے گئے تھے۔ داؤدؑ اور یوناف اس کھلی جگہ آ کھڑے ہوئے قبل اس کے کہ داؤدؑ فلستیوں کے بادشاہ اکیس سے کچھ کہتے کہ اکیس نے بولنے میں پہل کی اور کہا۔ میرے محافظ تم دونوں سے متعلق مجھے تفصیل کے ساتھ بتا چکے ہیں کہ تم میرے ہاں اپنے ساتھیوں کے ساتھ پناہ چاہتے ہو میں خوش ہوں کہ میں داؤدؑ جیسے جوان کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں جس نے فلستیوں کے سالار اور پہلوان جالوت کو زیر کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اے دونوں اجنبیوں! غور سے سنو! میرا نام اکیس ہے۔ میں بہادروں کو صرف ان کی بہادری اور شجاعت کی خاطر پسند کرتا ہوں

اور اپنے ہاں انہیں ہر طرح کی مراعات دینے پر آمادہ ہو جاتا ہوں۔ اس لیے کہ ایسے جوان ہی کسی قوم کا ورثہ ہوتے ہیں۔ اے داؤدؑ! میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو پناہ دینے پر آمادہ ہوں، لیکن ایک شرط پر۔

داؤدؑ نے پوچھا۔ اے بادشاہ! وہ کیا شرط ہے جس کی بنا پر آپ ہمیں یہاں اپنی سرزمین میں پناہ دینے پر رضامند ہو سکتے ہیں۔ اکیس بولا اور کہا۔ اے داؤدؑ! ہم جانتے ہیں کہ آپ کا تعلق بنی اسرائیل سے ہے اور بنی اسرائیل اور فلستیوں کے درمیان دشمنی اور عداوت ہے لیکن میں نے آپ کے ساتھ جو نرم رویہ روا رکھا ہے وہ اس بنا پر ہے کہ آپ بہادر اور شجاع ہے۔ اور اپنی شجاعت کا ثبوت آپ نے جالوت کو زیر کر کے دیا تھا لیکن جالوت کے ساتھ تمہارا مقابلہ میں یا میرے درباریوں میں سے کسی نے بھی نہیں دیکھا اس لیے ہمارے پاس کیا ثبوت ہے کہ آپ ہی وہ داؤدؑ ہیں اور اگر ہیں تو ایسے بہادر اور شجاع ہیں۔ میرے دربار میں ایک پہلوان ہے جس کا نام عبیل ہے اور یہ عبیل اس جالوت سے بھی زیادہ زور آور اور قوی ہے اگر تم اس عبیل سے مقابلہ کر کے اسے زیر کر دکھاؤ تو میں تمہیں تمہارے ساتھیوں سمیت اپنی سرزمین میں پناہ دینے پر آمادہ ہو جاؤں گا بصورت دیگر تم لوگوں کو یہاں سے چلے جانا ہوگا۔

قبل اس کے کہ داؤدؑ بولتے اور اکیس کو کوئی جواب دیتے یوناف بولا اور فلستیوں کے بادشاہ اکیس کو مخاطب کر کے کہا۔ اے بادشاہ! میرا نام یوناف ہے میں داؤدؑ کے ماتحتوں اور ادنیٰ شاگردوں میں سے ایک ہوں اگر آپ کے عبیل نام کے پہلوان کو میں زیر کر لوں تو کیا اس صورت میں بھی ہمیں یہاں پناہ مل سکتی ہے۔ اکیس نے خوشی کا اظہار کیا اور بولا۔ اے یوناف اگر داؤدؑ کی جگہ تم ہمارے پہلوان عبیل کو زیر کر جاؤ تو پھر میری نگاہوں میں داؤدؑ اور تمہاری وقعت و توقیر اور زیادہ ہو جائے گی۔ اکیس کے اس جواب پر یوناف خوش ہوا اور اپنی چھاتی تانتے ہوئے اس نے کہا۔ تو پھر عبیل کو لائیں میدان میں تاکہ میں دیکھوں وہ کیسا بہادر و زور آور ہے۔ اپنے تخت پر بیٹھے ہی بیٹھے سامنے والی قطاروں کی طرف اکیس نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اور اس اشارے کے جواب میں ایک قد آور اور تناور جوان صفوں سے نکل کر اس کی جگہ آ کھڑا ہوا جہاں داؤدؑ اور یوناف پہلے سے کھڑے ہوئے تھے۔

یوناف نے میدان میں آنے والے عبیل کی طرف غور سے دیکھا وہ اس کی آنکھوں میں لاوے کے شعلوں جیسے شرارے تھے اس کے چہرے پر طوفانوں کا زور اور قوت کا اوج و عروج جھلک رہا تھا۔ اور اس اوج عروج کے اندر شوریدہ مزاجی، اعصاب شکنی، تشدد و پناہ کاری اور طغیان و جبروت کا ایک رقص برپا تھا۔ اس موقع پر فلستیوں کے بادشاہ اکیس نے داؤدؑ کو ایک خاص نشست کی طرف اشارہ کر کے بیٹھنے کو کہا۔ اور آپ خاموشی سے آگے بڑھ کر اس خالی نشست پر بیٹھ گئے تھے۔ تاہم وہ بڑے تجسس کے انداز میں یوناف اور عبیل کی طرف دیکھے جا رہے تھے۔ خود اکیس اور وہاں بیٹھے اس کے درباری مردوں اور عورتوں کی بھی یہی کیفیت تھی کہ وہ بڑی بے چینی اور بڑی بے قراری کے عالم میں یوناف اور عبیل کی طرف دیکھے جا رہے تھے پھر اکیس نے بلند آواز میں یوناف اور عبیل کو مخاطب کر کے کہا۔ تم دونوں کو مقابلہ شروع کرنے کی اجازت ہے۔ اس کے ساتھ ہی عبیل یوناف کے قریب آیا۔ اور ہمدردی جتانے کے انداز میں اس نے کہا۔

اے اجنبی نوجوان تو کیسا خوبصورت، کیسا تومند اور دراز قامت ہے۔ میں اس وقت سے ڈر رہا ہوں جب تو مجھ سے شکست کھا کر اس فرش پر بے سدھ پڑا ہوگا۔ آہ! میں تھوڑی دیر بعد جو تمہاری حالت کروں گا۔ تمہاری اس حالت پر مجھے ابھی سے دکھ اور افسوس ہو رہا ہے، کاش تو نے اس سرزمین ہی کا رخ نہ کیا ہوتا۔ آہ وہ وقت کیسا دکھی اور بھیانک ہوگا جب میں مار مار کر تیری حالت صحرا میں خشک ہو جانے والے صحرا اور کسی ایسے شخص جیسی کر کے رکھ دوں گا جو گریبان چاک اور پیراہن دریدہ ہو کر رہ گیا ہو۔

عبیل کی اس گفتگو پر یوناف کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے اس کی روح کے تاروں پر مضراب کی ضرب پڑ گئی ہو۔ یا اس بازار مہر و فا میں کسی نے اسے لعل و گوہر اور سیم و زر جان کر اس کی قیمت لگا دی ہو تھوڑی دیر تک وہ بے صورت و صوا عبیل کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس کا دایاں ہاتھ اٹھا اور عبیل کے شانے پر اس نے ایسی ضرب لگائی کہ تکلیف کی شدت کے باعث عبیل نے گہری سسکاریاں لیں اور ایک طرح سے بے بسی کی حالت میں لڑھکتا ہوا وہ پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کمرے میں یوناف کی آواز گونج گئی۔ اس نے عبیل کو مخاطب کر کے کہا تھا۔ اے فنا پذیر انسان تیرے جیسے ہوس کے رشیالین میں نے بہت دیکھے۔ تو مجھ سے میرا دست طلب، میرا حرف دعا اور میرا نصیب نہیں چھین سکتا ایک بار پھر آگے بڑھ میرے نزدیک آ کر میں تمہیں بتاؤں کہ میں کیسے داستان در داستان تیری پستی اور مغلوبیت کو نمایاں کرتا ہوں

عبیل تھوڑی دیر تک سنبھلا اور دوبارہ وہ یوناف کی طرف بڑھا۔ آگے بڑھ کر اس نے اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا۔ وہ یوناف کے چہرے پر ضرب لگانا چاہتا تھا۔ اور یوناف نے جب فضا میں اٹھا اس کا ہاتھ روک کر پکڑ لینا چاہا۔ تو عبیل نے پوری عیاری اور چستی سے کام لیا فضا میں اٹھا اپنا ہاتھ اس نے وہیں رہنے دیا اور دوسرے ہاتھ کی ضرب اس نے یوناف کے منہ پر لگائی تھی یہ ضرب عین یوناف کے ناک پر لگی تھی تھوڑی دیر کے لیے یوناف چکرا کر رہ گیا تھا ناک پر ضرب لگنے سے اس کا خون ناک سے بہہ نکلا تھا۔ ناک کی ضرب لگنے کے باعث تھوڑی دیر کے لیے یوناف اپنے دفاع کو یکسر ہی بھول گیا تھا۔ عبیل نے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور تین چار خوب زوردار گھونسے اس نے یوناف کی پیشانی اور کنپٹیوں پر دے مارے تھے۔

تھوڑی دیر تک یوناف اجڑا اجڑا اور بکھرا بکھرا سا عبیل کے ہاتھوں پٹتا رہا پھر وہ سنبھلا اور جھکے ہی جھکے اس نے عبیل کی ران کے درمیانی حصے میں ایسی زوردار ضرب لگائی کہ عبیل زور کی شدت کے باعث بلبلا اٹھا تھا۔ اور اپنی کمر کو دہرا کر گے اور جھکتا ہوا اپنی ران سہلانے لگا تھا۔ یوناف نے فوراً پھر اپنے عمل کی ابتدائی کی عبیل کو بالوں سے پکڑ کر اس نے سیدھا کیا اور اس کے پیٹ میں ایسا پرقوت گھونسہ مارا کہ عبیل ہوا میں اچھلتا ہوا اکیس کے تخت کے قریب جا گرا اس کے بعد یوناف نے جب اپنے پاؤں کی ٹھوکروں سے اس کی تواضع کرنی شروع کی تو عبیل بری طرح چیخنے چلانے لگا تھا۔ پھر یوناف پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے عبیل! میں پیچھے ہٹ کر انتظار کرتا ہوں اور تجھے سنبھلنے اور اپنی توانائیاں بحال کرنے اور سستانے کا موقع دیتا ہوں۔ اس کے بعد تو پھر میرے مقابلے پر آ اور دیکھ تیرا میں کیا حشر کرتا ہوں۔

طوفانوں کے زور کی طرح عبیل اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے نتھنوں سے اپنی سانس کی زوردار آوازیں نکالتا ہوا وہ یوناف کی طرف بڑھا۔ لیکن جونہی وہ یوناف کے قریب گیا۔ یوناف نے اپنا ایک ہاتھ اس کی گردن پر ڈالا۔ دوسرے ہاتھ سے اس کی گردن کے پیچھے حصے میں تیچے کی طرف ضرب لگائی اور پھر فوراً ہی عبیل کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر فضا میں بلند کیا۔ اور زوردار انداز میں اسے فلستیوں کے بادشاہ اکیس کے پاؤں کے قریب پٹخ دیا تھا۔ پھر یوناف اس کے قریب کھڑا ہو کر اس کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ لیکن عبیل جب کافی دیر تک اٹھ کر مقابلے پر نہ آسکا اور وہیں پڑا سسکتا رہا

تب اکیس نے داؤد کو مخاطب کر کے کہا۔

اے داؤد! تم لوگ واقعی بہادروں اور جراتمندوں کا گروہ ہو۔ تمہارے اس یوناف نام کے ساتھی نے عبیل کو زیر کر کے ثابت کر دیا ہے کہ تم لوگ ہر آزمائش میں پورے اترنے والے ہو اور تم لوگوں کی اس جراتمندی کو دیکھتے ہوئے تم لوگوں سے متعلق میں نے ایک اہم فیصلہ کیا ہے اور یہ اہم فیصلہ کچھ یوں ہے کہ میں اپنا بہترین اور خوبصورت شہر صقلاج تم لوگوں کے حوالے کرتا ہوں تم لوگ اس شہر میں آباد ہو کر اپنی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرو۔ اور جس طرح اس شہر کے دوسرے لوگ اپنی گزر بسر کرتے ہیں۔ اس سے بھی بہتر مواقع تم لوگوں کو فراہم کیے جائیں گے اور اے داؤد اس شہر کے تم ہی حاکم، نگران اور ذمہ دار ہو گے۔ تم لوگ آج ہی اس شہر کی طرف کوچ کرو۔ تم لوگوں کے ساتھ میں اپنے ایلچی روانہ کرتا ہوں جو تم لوگوں کو وہاں آباد کریں گے۔ داؤد نے اکیس کا شکریہ ادا کیا۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کو لیکر بادشاہ کے ایلچیوں کے ساتھ صقلاج شہر کی طرف چلے گئے اور وہاں آباد ہو گئے تھے۔

○

اپنے ساتھیوں کے ساتھ صقلاج میں رہتے ہوئے داؤد کو ابھی چند ہی ماہ ہوئے تھے کہ فلسطیوں اور اسرائیلیوں کے درمیان حالات یکسر ہی دگرگوں ہو گئے اور جنگ تک کی نوبت آ گئی۔ آخر بنی اسرائیل کے خلاف لشکر کشی کرنے کے لیے فلسطیوں کے بادشاہ نے ایک جرار لشکر تیار کیا۔ داؤد، یوناف اور ان کے جنگجو ساتھیوں کو بھی اس لشکر میں شامل کیا اور بنی اسرائیل کی طرف پیش قدمی کی۔ دوسری طرف بنی اسرائیل کے بادشاہ کو خبر ہوئی کہ فلسطیوں کا لشکر اس کی طرف بڑھ رہا ہے اور اس لشکر میں داؤد، یوناف اور ان کے ساتھی بھی ہیں تو وہ بڑا سٹپٹایا تاہم بادل نخواستہ اس نے اپنا لشکر تیار کیا اور فلسطی لشکر کی راہ روکنے کے لیے آگے بڑھا۔ لیکن داؤد کے فلسطی لشکر میں شامل ہو جانے کے باعث ساؤل کو یقین ہو گیا تھا کہ اس کے لشکر کو شکست ہو گی لہٰذا اس ممکنہ شکست سے بچنے کے لیے اس نے ایک نیا حربہ استعمال کرنے کی کوشش کی۔

اور یہ نیا حربہ کچھ یوں تھا کہ اپنے لشکر کے ساتھ فلسطیوں کی طرف بڑھنے کے لیے اس نے ایک نیا راستہ اختیار کیا اور یہ راستہ شہر عین دور کے پاس سے ہو کر گزرتا تھا اور اس شہر عین دور میں ایک عورت رہتی تھی جو کاہنہ اور ساحرہ تھی اور روحوں کو حاضر کرنے کے فن میں بڑی ماہر تھی۔ پس اس عورت سے کام لینے کے لیے ساؤل نے اپنے لشکر کا پڑاؤ شہر عین دور سے باہر کیا۔ اور خود وہ اپنے محافظوں کے ساتھ اس کاہنہ کے گھر میں داخل ہوا۔ بنی اسرائیل کے بادشاہ کو اپنی حویلی میں پا کر وہ کاہنہ بڑی خوش ہوئی۔ ساؤل کی اس نے خوب آؤ بھگت کی اور پھر اس نے ساؤل سے وہاں آنے کی وجہ پوچھی تب ساؤل نے بڑی نرمی و شفقت میں اس کاہنہ کو مخاطب کر کے کہا۔ اے کاہنہ شاید تمہیں خبر ہو کہ فلسطیوں اپنے ایک جرار لشکر کے ساتھ ہماری سرزمینوں میں داخل ہونے والے ہیں۔ میں اپنے لشکر کے ساتھ انہیں اپنی سرزمینوں سے مار بھگانے کو جا رہا ہوں۔

پر اے کاہنہ فلسطیوں کے ساتھ ٹکرانے سے قبل میں ایک صلاح ایک مشورہ چاہتا ہوں۔ اس پر کاہنہ نے تفکرات میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔ اے بادشاہ! میں ایک ایسی عورت اور ایسی کاہنہ ہوں جس کا کبھی جنگوں سے تعلق ہی نہیں رہا۔ اس لیے جنگ سے متعلق میں آپ کو کیا مشورہ دے سکتی ہوں۔ اس کام کے لیے آپ نے ناحق میرے پاس آنے کی زحمت کی۔ کاہنہ کی اس گفتگو پر ساؤل ہلکے ہلکے مسکرایا پھر کہا۔ اے کاہنہ تو غلط سمجھی ہے اس متوقع جنگ سے متعلق میں تم سے تو کوئی مشورہ نہیں چاہتا۔

کاہنہ کے حیرت و تعجب میں ساؤل کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ اے بادشاہ! میری اس حویلی میں میرے اور میرے چند خدام کا علاوہ تو یہاں کوئی رہتا ہی نہیں پھر تم یہ مشورہ کس سے چاہتے ہو۔ اس پر ساؤل نے کھل کر کہا۔ اے کاہنہ! مجھے غور سے سنو۔ دیکھ یہاں تک مجھے علم ہے بنی اسرائیل کی سرزمین میں تم سے بڑھ کر کوئی کاہن اور کاہنہ نہیں جو روحوں کو حاضر کرنے میں ماہر ہو۔ پس اے کاہنہ! تو میرے لیے ایک روح کو طلب کر۔ پس میں اسی روح سے اس جنگ سے متعلق مشورہ اور راہنمائی حاصل کروں گا۔ اس بار اس کاہنہ نے پرسکون انداز میں کہا۔ اے بادشاہ! اب تو نے میرے سارے شک اور شبہات دور کر دیئے ہیں۔ بیشک میں روحوں کی تسخیر کے فن میں تاک ہوں اور ہر طرح کی روحوں کو تسخیر کرنے کی قوت رکھتی ہوں۔ اے بادشاہ! اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ میں کس روح کو طلب کروں جس سے تم اس متوقع جنگ سے متعلق مشورہ اور راہنمائی حاصل کرنا چاہتے ہو۔ کاہنہ کی اس گفتگو سے ساؤل خوش ہوا اور بولا۔

اے کاہنہ تو میرے لیے اللہ کے نبی سموئیل کی روح کو حاضر کر تاکہ ان کی روح سے اس جنگ سے متعلق رہبری اور راہنمائی حاصل کر سکوں۔ ساؤل کے اتنا کہنے کے بعد اس کاہنہ نے خاموشی اختیار کر لی۔ پھر اس نے اپنے عمل کی ابتدا کی۔ پھر وہ کاہنہ اچانک چونک پڑی اور اس کے چہرے کا رنگ سرخ ہو کر پیلا ہونے لگا تھا۔ اس سے ساؤل نے اندازہ لگایا کہ کاہنہ! سموئیل نبی کی روح کو حاضر کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے اس پر ساؤل نے استفسار کیا۔ اے کاہنہ! کیا تو روح کو بلانے میں کامیاب ہو گئی ہے! کاہنہ نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اس کے چہرے کے تاثرات بھی بحال ہو گئے۔ پھر اس نے خوشیاں

برساتی آواز میں کہا۔ اے ساؤل میں تمہاری مطلوبہ روح کو حاضر کرنے میں کامیاب ہو گئی ہوں۔ اپنی خوشیوں کو دباتے ہوئے ساؤل نے پوچھا۔ اے کاہنہ تو کیا دیکھتی ہے؟ کاہنہ نے کہا۔ میں ایک ایسی ہستی کو اپنے سامنے دیکھتی ہوں۔ جو دیوتاؤں کی طرح قامت میں خوب اوپر اٹھی ہوئی ہے۔ ساؤل نے پھر پوچھا۔

اس کی شکل کیسی ہے کاہنہ؟ کاہنہ بولی۔ ایک بوڑھا میرے سامنے آرہا ہے جو جبہ پہنے ہوئے ہے اور ساتھ ہی کاہنہ نے اس کی شکل و شباہت سے متعلق سبھی کچھ حوالے دیئے تب جان گیا کہ اس وقت کاہنہ کے سامنے سموئیل نبی کی روح ہے جسے صرف کاہنہ ہی دیکھ سکتی ہے۔ تب ساؤل نے فوراً بڑی عاجزی اور انکساری میں سموئیل کو پکارنا شروع کیا۔ اس پر روح کی آواز ساؤل کے کانوں میں پڑی۔ اے ساؤل! تو نے مجھے کیوں بے چین کیا۔ اور کیوں مجھے بلوایا اس استفسار کے جواب میں ساؤل نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ اے آقا! میں سخت پریشان ہوں کیونکہ فلستی مجھ سے لڑنے کے لیے میری طرف بڑھ رہے ہیں۔ اور سب سے بڑی اور بری بات یہ کہ داؤدؑ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس فلستی لشکر میں شامل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا خداوند بھی مجھ سے علیحدہ ہو گا اور اس مصیبت کے وقت اس نے بھی مجھے چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ خداوند ہی کے حکم سے مجھے بنی اسرائیل کا بادشاہ بنایا گیا تھا۔ اب بتائیں میں کیا کروں۔

ساؤل کی ان باتوں کے جواب میں سموئیل کی روح نے پھر کہا۔ اے ساؤل! تو مجھ سے کیا پوچھتا ہے جب خداوند نے ہی تمہیں چھوڑ دیا تو کون تیری مدد و استعانت کرنے کی جرات کر سکتا ہے۔ خداوند جیسا چاہتا ہے ویسا ہی ہوتا ہے۔ اے ساؤل! داؤدؑ اللہ کا نبی ہے اور ایک نبی کے ساتھ تو نے ہر طرح کا حربہ استعمال کیا ہے دیکھ تیرے برے اعمال کے باعث بنی اسرائیل کی یہ سلطنت اب تم سے چھن جانے والی ہے اور عنقریب وہ وقت آرہا ہے۔ جب داؤدؑ بنی اسرائیل کا بادشاہ بنے گا اور بنی اسرائیل کی سلطنت کو عظیم الشان بنا کر رکھ دے گا۔ اے ساؤل! اب وقت آرہا ہے کہ تم اور تمہارے بیٹے عنقریب مجھ سے آملو گے۔

اور سموئیل نبی کی روح سے ایسی باتیں سننے کے بعد ساؤل چکرا کر زمین پر گر گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ روح وہاں سے جاتی رہی۔ پھر کاہنہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے اپنے

خدام کو بلایا جنہوں نے کاہنہ کے اشارے پر ساؤل کو اٹھا کر ایک پلنگ پر لٹا دیا۔ اس دوران اس کاہنہ؎ نے ساؤل اور اس کے ساتھیوں کے لیے ایک موٹا بچھڑا ذبح کیا اور اپنے خدام کی مدد سے روٹیاں تیار کرائیں اتنی دیر تک ساؤل بھی اپنے حواس پر قابو پا گیا۔ اور پلنگ سے اٹھ کر اس نے کاہنہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اے کاہنہ تیرا شکریہ کہ تو نے میری خاطر سموئیل کی روح کو حاضر کیا۔ گو اس روح نے جو باتیں بتائی ہیں۔ وہ میرے حق میں بہتر اور سودمند نہیں ہیں۔ لیکن میں ان حالات میں اپنے لیے اس سے بہتر توقعات بھی نہ رکھتا تھا بہر حال سموئیل کی اس روح کے انکشافات کے مطابق جو کچھ سر پر گزرے گی اسے برداشت کرنا ہو گا۔ پھر کاہنہ نے ان سب کی ضیافت کی۔ اس کے بعد ساؤل وہاں سے نکلا اور اپنے لشکر کے ساتھ وہ آگے بڑھ گیا تھا۔

لگاتار آگے بڑھتے ہوئے فلستیوں کے بادشاہ اکیس نے رفیق کے مقام پر آکر پڑاؤ کیا اس پڑاؤ کے دوران فلستیوں کے کچھ سردار اس وقت اپنے بادشاہ اکیس کے خیمے میں داخل ہوئے جس وقت وہ اپنے خیمے میں اکیلا تھا۔ اکیس کے کہنے پر وہ سب سردار اس کے سامنے بیٹھ گئے پھر اکیس نے غور سے ان کے چہروں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اے میرے عزیز سردارو! تم سب مجھ سے کیا کہنے آئے ہو۔ تم سب کے چہرے مجھے بتاتے ہیں کہ کسی اہم موضوع پر تم لوگ مجھ سے بات چیت کرنے آئے ہو اس استفسار پر ان میں سے ایک سردار بولا۔ یہ جو داؤدؑ اور اس کے ساتھی اسرائیلی ہمارے لشکر میں شامل ہیں ان کا یہاں کیا کام۔ ان اسرائیلیوں سے ہمارے لشکر کو آئندہ جنگ میں نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔ اکیس ان کی بات کو سمجھ گیا تھا۔ لہٰذا اس نے داؤدؑ اور ان کے ساتھیوں کی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے عزیز! یہ داؤدؑ! یہ لیناف اور ان کے ساتھی بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے آدمی نہیں ہیں جو جنگ میں ہمارے ساتھ فریب کریں گے اور ہمارے لیے خطرات اور نقصانات اٹھ کھڑے ہوں گے۔ سنو میرے عزیزو! جب سے داؤدؑ۔ اور ان کے ساتھ بھاگ کر میرے پاس آئے ہیں اور صقلاج شہر کے اندر انہوں نے بود و باش

؎ اس کاہنہ اور سموئیل کی روح کو حاضر کرنے کے واقعات توریت میں تفصیل کے ساتھ درج ہیں یہ سارے واقعات توریت ہی سے حاصل کئے گئے ہیں۔

اختیار کی ہے تب سے میں نے ان لوگوں کے اندر اپنے اور فلستیوں کے لیے کوئی برائی نہیں دیکھی۔ فلستی سرداروں نے اکیس کی ان باتوں سے اتفاق نہ کیا اور اس بار ایک اور سردار نے کہا۔ اے بادشاہ! ہم آپ کو یہی مشورہ دیں گے اور داؤدؑ اور ان کے ساتھیوں کو اس جنگ میں حصّہ نہ لینے دو۔ اور انہیں یہیں سے واپس بھیج دو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ جنگ میں ہماری مخالفت پر اتر کر ہمارے لیے ناقابلِ تلافی نقصان بن جائیں۔ اس لیے کہ ان کا تعلق بنی اسرائیل سے ہے اور بنی اسرائیل کی محبت میں ان کا دل ضرور دھڑکے گا۔ اس لیے کہ ان ساؤل ان کا بادشاہ رہا ہے اور ساؤل اپنے بادشاہ کے لیے ان کے دلوں میں ہمدردی ضرور ابھرے گی۔

اس بار ایک اور سردار بولا۔ اے بادشاہ! یہ بات بھی اپنے ذہن میں رکھو کہ یہ داؤدؑ وہی ہے جس نے کبھی ہمارے نامور پہلوان جالوت کو جنگ میں زیر کر کے قتل کر دیا تھا۔ اور بنی اسرائیل کی لڑکیوں نے گانے گائے تھے کہ ساؤل نے تو ہزاروں کو پر داؤدؑ نے لاکھوں کو مارا۔ ان حالات و واقعات کی روشنی میں ہم سب متفقہ طور پر آپ کو یہی مشورہ دیں گے کہ آپ داؤدؑ اور اس کے ساتھیوں کو اس جنگ میں حصّہ نہ لینے دیں اور واپس بھجوا دیں۔ ان سرداروں کی اس گفتگو کے بعد اکیس نے انہیں وہاں سے چلے جانے کو کہا۔

اپنے سرداروں کے چلے جانے کے بعد فلستیوں کے بادشاہ اکیس نے داؤدؑ اور یوناف کو اپنے خیمے میں بلایا۔ جب وہ دونوں وہاں آئے تو اکیس نے انہیں بڑی عزت و احترام کے ساتھ اپنے سامنے ایک نشست پر بٹھایا۔ پھر انہیں مخاطب کر کے کہا۔ اے میرے عزیزو! تم دونوں اپنے ساتھیوں کو لے کر یہیں سے اور آج ہی صقلاج شہر کی طرف لوٹ جاؤ اور اس جنگ میں تم لوگ حصّہ نہ لے سکو گے، جو بنی اسرائیل کے ساتھ متوقع ہے۔ اکیس کے اس فیصلے پر داؤدؑ بولے اور کہا۔ اے بادشاہ! آخر میں نے کیا کیا ہے جس کی بنا پر تم ہمیں اس جنگ میں حصّہ لینے سے روک رہے ہو۔ اکیس بچارے نے گلوگیر سی آواز میں کہا۔ میں جانتا ہوں تم لوگ نیک اور ایمان دار ہو جس روز سے تم میرے پاس آئے ہو میں نے تمہارے اندر کوئی بدی نہیں پائی۔ خداوند کی قسم تم راستکار ہو میں تو اپنے لشکر میں تم لوگوں کو خیال کرتے ہوں۔ اسی لیے اپنے ساتھ لے کر آیا تھا۔ پر میرے سردار نہیں چاہتے کہ تم لوگ اس جنگ میں شریک ہو۔

اور سنو میرے عزیزو! تم لوگ اس فیصلے کا برا نہ ماننا۔ دراصل میں نہیں چاہتا کہ تم لوگوں کی وجہ سے میرے لشکر کے اندر پھوٹ اور نفرت پڑ جائے۔ اے داؤدؑ! میں تیری بڑی قدر کرتا ہوں اور میری نگاہ میں تو خداوند کے فرشتہ کی مانند ہے۔ پر لوگ حالات میرے لشکر میں بنتے نظر آ رہے ہیں ان کے تحت میں نہیں چاہوں گا کہ تم لوگ میرے لشکر میں شامل رہو۔ دیکھو اب شام ہو رہی ہے۔ دیکھو! اس وقت اپنے ساتھیوں کے ساتھ کوچ نہ کرنا۔ ورنہ میرے لشکریوں کے دلوں میں طرح طرح کے خدشات اٹھ کھڑے ہوں گے۔ رات تم میرے لشکر میں ہی رہو اور صبح اندھیرے منہ یہاں سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکل جانا۔ تاکہ تمہارے کوچ کی خبر عام لشکریوں کو نہ ہو۔ سو اب تم دونوں جا سکتے ہو۔ داؤدؑ اور یوناف وہاں سے اٹھ گئے۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہ رات انہوں نے لشکر ہی میں گزاری اور اگلے روز صبح وہ صقلاج شہر کی طرف چلے گئے تھے۔

○

سورج غروب ہو رہا تھا۔ آسمان کے حاشیے عارضِ گل کی طرح رنگین ہو گئے تھے اندھیروں نے زمین کو مشقِ خونخواری بنانے کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ ایسے میں عاسب یوسا اور بنیطہ رامہ شہر سے باہر چہل قدمی کر رہے تھے کہ عزازیل ان کے پاس نمودار ہوا۔ اسے دیکھتے ہی وہ رک گئے۔ انہوں نے دیکھا اس موقع پر عزازیل بڑا ہشاش بشاش اور خوش و خرم دکھائی دے رہا تھا۔ عاسب اس کے قریب آیا اور پوچھا۔ اے آقا! آج آپ خلافِ توقع کچھ زیادہ ہی خوش دکھائی دے رہے ہیں۔ کیا کوئی خاص وجہ ہے۔ عزازیل نے گہری مسکراہٹ میں کہا۔ ہاں خاص وجہ ہے میں نے ان دنوں ایک بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے اور کامیابی بھی ایسے لوگوں کے خلاف جہاں ایسے کام عموماً ناممکن دکھائی دیتے ہیں۔ یوسا اور بنیطہ بھی عزازیل کے قریب آ گئیں اور بنیطہ نے کہا۔ اے آقا کیا آپ ہمیں اپنی اس کامیابی کی تفصیل نہ بتائیں گے؟ عزازیل نے غور سے بنیطہ کی طرف دیکھا پھر وہ کہہ رہا تھا۔

اے میرے عزیزو! میں بہت بڑا معرکہ مارنے میں کامیاب ہوا ہوں اور وہ کچھ یوں کہ تم جانو! اللہ کے نبی داؤدؑ ساؤل کے خوف سے فلستیوں کے بادشاہ اکیس کی طرف بھاگ گئے تھے یوناف بھی ان کے ساتھ تھا۔ گزشتہ دنوں فلستیوں اور اسرائیلیوں کے تعلقات زیادہ خراب ہو گئے اور فلستیوں کا بادشاہ اکیس اپنے لشکر کو لے کر نکلا۔ تاکہ بنی اسرائیل پر حملہ آور ہو اور اکیس نے داؤدؑ اور ان کے جنگجو ساتھیوں کو بھی اپنے لشکر میں شامل کیا۔ اور سنو رفیقو! جس وقت داؤدؑ اور یوناف اپنے ساتھیوں کے ساتھ اکیس کے لشکر میں شامل ہونے کے لیے نکلے تو ان کی عدم موجودگی میں صقلاج شہر کے خلاف میں حرکت میں آیا۔

اور سنو عزیزو! میں نے ایسا کیا کہ میں عمالیقیوں کے ایک گروہ میں داخل ہوا۔ یہ جنگجو قبائل کا ایک بہت بڑا گروہ تھا اور جبل سینا کے کناروں کے ساتھ ساتھ خیمہ زن تھا۔ اور یہ گروہ تجارتی کاروانوں کو لوٹ کر گزر بسر کرتا ہے۔ پس میں نے اس گروہ کے سردار کے نفس میں وسوسات ڈالے اور اسے صقلاج شہر پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی۔ میرے مسلسل وسوسات ڈالنے پر اس سردار پر اثر ہوا پس اپنے جنگجو قبائل کے ساتھ اس نے صقلاج شہر کا رخ کیا۔ اس نے شہر کی اکثر آبادی کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ اور شہر کو مکمل طور پر لوٹنے کے بعد وہ پھر صحرائے سینا کے کناروں کی طرف چلا گیا ہے۔ بہت کم مرد اور عورتیں شہر سے بھاگ کر اپنی جان بچانے میں کامیاب ہوئے۔ یوناف، ارلیہ کو بھی صقلاج میں چھوڑ کر داؤدؑ کے ساتھ اکیس کے لشکر میں شامل ہوا تھا۔ میں نے صقلاج شہر میں ارلیہ کو بڑا تلاش کیا۔ لیکن وہ مجھے نہیں ملی۔ میں چاہتا تھا کہ یوناف کی غیر موجودگی میں ارلیہ پر غلبہ پا کر اس کا خاتمہ کر دوں۔ لیکن وہ بڑی چالاک لڑکی ہے۔ شاید اس نے ان حالات کو پہلے ہی بھانپ لیا تھا لہٰذا میرے شہر میں داخل ہونے سے قبل ہی وہ وہاں سے نکل گئی تھی۔

بہر حال یہ ارلیہ کب مجھ سے بچے گی۔ ایک نہ ایک روز تو یہ میری گرفت میں ضرور ہی آئے گی اور ہاں میرے رفیقو! ایک اور کام بھی ہماری منشا کے مطابق ہو گیا ہے اور وہ یہ کہ فلستیوں کے بادشاہ نے داؤدؑ پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے انہیں بنی اسرائیل اور فلستیوں کی جنگ میں حصہ لینے سے روک دیا ہے۔ اکیس کے سرداروں نے اس کے ذہن میں یہ بات ڈال دی تھی کہ داؤدؑ اور اس کے ساتھی اسرائیلی ہیں۔ لہٰذا اسرائیل کے خلاف کسی جنگ میں وہ فلستیوں کے ساتھ دھوکہ بھی کر سکتے ہیں۔ اس بنا پر اکیس نے داؤدؑ اور ان کے ساتھیوں کو جنگ میں حصہ لینے سے روک دیا ہے اور اب وہ سب صقلاج شہر کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ یوناف بھی ان لوگوں کے ساتھ ہے۔ جب یہ لوگ صقلاج شہر میں داخل ہوں گے اور اپنی آنکھوں سے شہر کی تباہی کا منظر دیکھیں گے۔ تو پھر ان لوگوں کو اپنی کمتری اور بے چارگی کا احساس ہو گا میرے ساتھیو! یہ تو ایک کام ہے جس کی میں تکمیل کر چکا ہوں۔ اب میں اپنے دوسرے کام کی ابتدا کرنے والا ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ اس میں بھی مجھے کامیابی ہو گی۔

اس بار یوسا بولی اور پوچھا۔ اے آقا! اگلے کام کی تفصیل بتانے سے قبل آپ ہمیں یہ بتائیے کہ آپ لوگوں کے دلوں میں کس طرح وسوسے ڈالتے ہیں؟ حسین یوسا کے اس سوال

پر عزازیل نے کچھ سوچا پھر کہنا شروع کیا۔ کسی کو گمراہ کرنے، راہ راست سے ہٹانے اور نیکی سے دور رکھنے اور بدی میں ملوث کرنے کے لیے گو میرے پاس بے شمار طریقے ہیں لیکن ان میں سے دو بڑے اہم ہیں۔ جنہیں استعمال کر کے میں عموماً کامیاب ہی رہتا ہوں۔ ان دو میں سے ایک طریقہ تو وسوسے کا ہے۔ یہ وسوسے کا عمل بار بار کرنا پڑتا ہے تب جا کر کہیں اس میں کامیابی ہوتی ہے۔ یوں سمجھو کہ وسوسہ عمل شر کی ابتدا ہے جب کسی کو میں نے اپنا ہدف بنانا ہوتا ہے پہلے اس کے ذہن میں وسوسے ڈالتا ہوں۔ پھر لگاتار عمل سے ان وسوسوں کی خواہش میں تبدیل کرتا ہوں۔ پھر خواہش کو نیت میں بدلتا ہوں اس طرح میں آگے بڑھتا ہوں۔ نیت کو پھر ارادے میں ارادے کو عزم میں اور عزم کو مکمل عمل شر میں تبدیل کر کے رکھ دیتا ہوں۔

یہ تو ایک طریقہ ہے اور کسی کو راہِ راست سے ہٹانے کے لیے میرا دوسرا بڑا طریقہ یہ ہے کہ میں ایک دم کسی پر وار دھرتا ہوں اور اسے شرک، کفر اور دہریت میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اگر اس میں مجھے ناکامی ہو اور انسان مجھ سے بچ نکلے۔ تو پھر میں یہ کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو بدعت میں مبتلا کرنے میں کوشش کرتا ہوں۔ اگر کوئی انسان اس سے بھی بچ نکلے تو پھر میں اسکے ذہن میں یہ بات ڈالتا ہوں کہ چھوٹے چھوٹے گناہ کر لینے میں کوئی حرج نہیں اور جب کوئی اس کا ملوث ہوتا ہے تو پھر یہی چھوٹے چھوٹے گناہ مل کر ایک بڑا گناہ بن جاتے ہیں۔

اور اگر میں ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤں تو انسان کے خلاف یہ میری بڑی کامیابی ہوتی ہے۔ اور اگر میں اس میں بھی ناکام رہوں اور کسی کو چھوٹے چھوٹے گناہوں میں ملوث کرنے میں کامیاب نہ ہوں۔ پھر میں اگلا قدم اٹھاتا ہوں۔ اور میرا اگلا قدم یہ ہوتا ہے کہ میں نیکی کرنے والے شخص کے ذہن میں یہ بات ڈالنے کی کوشش کرتا ہوں کہ وہ نیکی کی تشہیر نہ کرے اور اسے اپنے تک محدود رکھے اور اگر اس میں بھی مجھے کامیابی نہ ہو تو میں آخری حربہ استعمال کرتا اور وہ یہ کہ اس شخص کو معاشرے کے اندر بدنام کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور ایسے حالات پیدا کرتا ہوں کہ لوگ اسے خوب برا بھلا کہیں اور اس پر کیچڑ اچھالیں۔ جب ایسا ماحول پیدا ہو جاتا ہے اے میرے رفیقوں تو میں پھر اس شخص کے پاس آتا ہوں اور اس کے ذہن میں یہ بات ڈالتا ہوں کہ لوگ تجھے برا بھلا کہتے اور ایسی باتیں سن کر برداشت کرنا بزدلی ہے۔ لہٰذا تو بھی انہیں ان جیسا جواب دے۔ اور اگر وہ شخص غصے میں آکر لوگوں کی بری باتوں کا جواب برائی سے دیتا ہے تو پھر میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہوں۔ اس بار عارب نے پوچھا۔

اے آقا! اگر آپ کا یہ آخری حربہ بھی ناکام ہو تب؟ اس پر عزازیل نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ پھر میں ایسے شخص کا پیچھا چھوڑ دیتا ہوں اور یہ سمجھ لیتا ہوں کہ وہ شخص نیکی میں پوری طرح ڈوب چکا ہے اور میرے کام کا نہیں رہا۔ ایسے لوگوں پر میں وقت ضائع نہیں کرتا اور انہیں چھوڑ کر دوسری طرف راغب ہو جاتا ہوں۔ عارب پھر بولا اور کہا۔ اے آقا! آپ کے یہ دونوں ہی طریقے بہت عمدہ اور کسی قدر دلچسپ بھی ہیں۔ تھوڑی دیر قبل آپ اپنے دوسرے کام پر روشنی ڈالنے لگے تھے۔ جس کی ابھی ابتداء کرتی ہے۔ عزازیل نے غور سے عارب کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ اے عارب میرے عزیز! یہ دوسرا کام۔ تم بیوسا اور بینطہ مل کر کرو گے اور میں بھی تمہارے ساتھ ہی ہوں گا۔ پھر عزازیل کہتے کہتے رک گیا۔ اور اپنا ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے اس نے اپنے ساتھی داسم کو آواز دی تھوڑی ہی دیر بعد داسم عزازیل کے سامنے نمودار ہوا اسے دیکھتے ہی عزازیل نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

داسم! داسم! میں عارب، بیوسا اور بینطہ کے ساتھ ایک ایسے اہم موضوع پر گفتگو کرنے لگا ہوں جس کی اطلاع اور بھنک کسی بھی صورت یوناف، ابلیکا اور ارلیہ کو نہیں ہونی چاہیئے لہٰذا ہمارے اطراف کے پورے ماحول پر نگاہ رکھو۔ یوناف، ابلیکا اور ارلیہ میں سے کوئی بھی اگر ادھر کا رخ کرے تو فوراً مجھے اطلاع کر دو۔ تاکہ میں گفتگو کا یہ سلسلہ بند کر دوں۔
عزازیل کا یہ حکم پا کر اس کا ساتھی داسم وہاں سے روپوش ہو گیا تھا۔ داسم کو یہ ہدایت دینے کے بعد عزازیل نے عارب بیوسا اور بینطہ کی طرف دیکھتے ہوئے اور پھر کہنا شروع کیا۔

اے میرے ساتھیو! دوسرا کام اگر ہم باحسن طریقے سے انجام دینے میں کامیاب ہو گئے تو ہم ابلیکا کو یوناف سے علیحدہ کر کے اسے اذیتوں کے ایک لامتناہی سلسلے میں ڈال کر رکھ دیں گے۔ سنو میرے عزیز! میرا الگا عمل یہ ہو گا کہ یہاں سے ہم چاروں شہر عین دور کی طرف جائیں گے فلسطین کے اس شہر میں ایک کاہنہ رہتی ہے جو بے شمار علوم کے علاوہ ارواح کو اپنے سامنے حاضر کرنے کے علوم سے بھی خوب واقف ہے۔ چند دن پہلے روحوں کو حاضر کرنے کا عمل اس کاہنہ کے ہاں میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اور وہ اس طرح کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ ساؤل اس کے پاس گیا اور متوقع جنگ سے متعلق اللہ کے نبی سموئیل کی روح ہی کو حاضر کیا اور جنگ سے متعلق اس سے مشورے

گئے۔ پس میں نے اپنی آنکھوں سے سموئیل کی روح کو اس کاہنہ کے پاس آتے دیکھا۔ پس میرے عزیزو! اس کاہنہ کی مدد سے ہم بھی ایک بہت بڑا کام سرانجام دیں گے۔

اے میرے قدیم و کہنہ ساتھیوں میں اور تم تینوں بھی: عین دور شہر کی اس کاہنہ کے پاس جائیں گے پہلی بات تو ہم اس سے یہ کہیں گے کہ وہ ارواح کو حاضر کرنے کا علم ہمیں سکھا دے۔ اگر وہ ایسا کرنے میں رضامند ہو جائے۔ تو پھر تم تینوں بہن بھائی یہ علم اس سے سیکھ لینا۔ اور اس علم کی مدد سے ہم ابیکا کو طلب کریں گے اور اس پر گرفت کر کے اسے یوناف سے علیٰحدہ کر دیں گے۔ اور جب ابیکا ہماری گرفت میں آ جائے گی تو اسے ہم کھل کر یوناف کے خلاف استعمال کریں گے۔ اور اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یوناف کا تو ہم جینا تک حرام کر دیں گے۔ اس موقع پر عارب نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔ اے آقا! اگر عین دور کی اس کاہنہ نے ہمیں روحوں کا یہ علم سکھانے سے انکار کر دیا تب! اس پر عزازیل نے مطمئن انداز میں کہا۔ تو پھر ہم ایک اور کام کریں گے ہم اس کاہنہ سے کہیں گے کہ وہ ابیکا کو ہمارے لیے اسی طرح بلائے جس طرح اس نے بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کے لیے اللہ کے نبی سموئیل کی روح کو بلایا تھا۔

مجھے امید ہے کہ وہ کاہنہ ایسا کرنے پر رضامند ہو جائے گی۔ اور جب وہ کاہنہ، ابیکا کو حاضر کرے گی تو اسی وقت میں اس پر اپنا ایک ایسا عمل کروں گا۔ کہ ابیکا یوناف کی گرفت سے آزاد ہو کر ہماری گرفت میں آ جائے گی اور جب ایسا ہو جائے گا۔ تو پھر تم لوگ دیکھنا میں کیسے ابیکا کو یوناف کے خلاف استعمال کرتا ہوں۔ عزازیل کی اس گفتگو پر عارب نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اگر ایسا ہو جائے پھر تو یوناف پر ہم مکمل طور پر حاوی ہو جائیں گے۔ اور ہم اس سے اگلے پچھلے سارے ہی انتقام لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس کے بعد تو یوناف کی حالت ہمارے سامنے ایک کمتر اور لاچار انسان کی سی ہو گی اور ہم اس پر اپنی مرضی کے مطابق ضرب لگانے میں کامیاب ہوں گے۔ پر اے آقا۔ اس کام کی ابتداء ہم کب کریں گے۔

عزازیل نے خوشی اور طمانیت میں ڈوبی آواز میں کہا۔ اے میرے کہنہ ساتھیو! ہم ابھی اور اسی وقت عین دور شہر کی اس کاہنہ کی طرف روانہ ہوں گے۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل نے اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا اور اپنے ساتھی داسم کو آواز دی۔ اسے طلب کیا۔ چند ہی

ساعتوں بعد جب داسم وہاں نمودار ہوا تو عزازیل نے اس سے پوچھا اے داسم! کسی اور نے ہماری گفتگو تو نہیں سنی۔ داسم نے بڑے عزم و وثوق کے ساتھ کہا۔ اے آقا! آپ کی گفتگو کسی نے نہیں سنی۔ اس دوران میں یوناف ابیکا اور اریلیہ میں سے کوئی بھی اس طرف نہیں آیا۔ عزازیل نے اس بار عارب، بیوسا اور بنیطہ کو مخاطب کر کے کہا۔ آؤ اب عین دور کی کاہنہ کے پاس چلیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ سب اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور رامہ شہر کے اس نواحی حصے سے روپوش ہو گئے تھے۔

فلستیوں کے بادشاہ اکیس کے لشکر سے علیحدہ ہونے کے بعد داؤدؑ اور یوناف اپنے ساتھیوں کے ساتھ تیزی سے سفر کرتے ہوئے جب صقلاج شہر کے نزدیک آئے تو ایک طرف سے حسین ارلیہ بھاگتی ہوئی نمودار ہوئی۔ وہ بڑی بکھری بکھری اور پریشان حال تھی۔ اس کی حالت دیکھتے ہوئے داؤدؑ اپنی جگہ پر رک گئے اور ان کے پیچھے ان کے ساتھی بھی رک گئے تھے۔ پھر یوناف نے بڑی نرمی اور ملائمت میں ارلیہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ ارلیہ! ارلیہ! کیا بات ہے۔ تم پریشان اور پراگندہ سی کیوں دکھائی دے رہی ہو ارلیہ یوناف کے اور قریب آئی اور پھر اس نے کہنا شروع کیا۔

آپ لوگوں کے صقلاج شہر سے نکلنے کے بعد اس شہر پر قیامت بیت گئی۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے عزازیل نے کچھ خانہ بدوش عمالیقی قبائل کو صقلاج پر حملہ آور ہونے کی اکساہٹ اور ترغیب دی۔ پس یہ عمالیقی صقلاج پر حملہ آور ہوئے اور جس وقت وہ شہر میں داخل ہوئے اس وقت عزازیل بھی ان کے ساتھ تھا۔ میں اسے پہچان گئی تھی۔ میں جانتی تھی کہ وہ مجھ پر گرفت کرے گا لہٰذا میں اس کی نگاہیں بچا کر صقلاج شہر سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئی۔ جب کہ عمالیقی صقلاج شہر میں داخل ہوئے۔ انہوں نے شہر کو جی بھر کر لوٹا عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کو انہوں نے بے دریغ قتل کیا۔ صقلاج کے بہت کم لوگ ادھر ادھر چھپ کر اپنی جانیں بچانے میں کامیاب ہو سکے تھے۔ گو عمالیقیوں کے چلے جانے کے بعد بچ جانے والے یہ لوگ شہر میں واپس آ گئے ہیں۔ پر شہر میں ہر وقت عجیب سنسانی اور ویرانی کا عالم رہتا ہے اور ایسا لگتا ہے صقلاج اب کوئی ہنستا بستا شہر نہیں بلکہ ایک غمکدہ ہو جس کے مکینوں سے خوشیاں ہمیشہ کے لیے چھین لی گئی ہوں۔

ارلیہ کی گفتگو سن کر داؤدؑ اور یوناف کی حالت درد کے تیلے رخساروں اور خون

ناحق کی بوند جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر داؤدؑ نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ہمیں فوراً صقلاج پہنچ کر لوگوں کو داد رسی اور عمالیقیوں کا تعاقب کر کے ان سے انتقام لینے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یوناف نے داؤدؑ سے اتفاق کیا۔ اور اس طرح وہ بڑی تیزی کے ساتھ پھر صقلاج کی طرف بڑھنے لگے تھے۔ جب وہ صقلاج میں داخل ہوئے تو بچے کھچے لوگ رو رو کر ان سے عمالیقیوں کے مظالم کے خلاف فریاد کرنے لگے تھے۔ ان ہی لوگوں کی زبانی یہ بھی پتہ چلا کہ عمالیقی داؤدؑ کی دونوں بیویوں اور صقلاج کی دیگر کئی لڑکیوں کو اسیر بنا کر اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ داؤدؑ اور یوناف نے ان بے کس لوگوں کو تسلی دی پھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہ عمالیقیوں کے تعاقب میں لگ گئے تھے۔

حصہ چہارم بہت جلد پیش کیا جا رہا ہے

1963

ابلیکا

حصہ چہارم

اسلم راہی ایم اے

مکتبہ القریش چوک اردو بازار۔ لاہور

خون خوار کوزن وقت کی گہری اور بھیانک بھر اور شعلوں کے آئینہ دار کی طرح
آگے بڑھا اور اپنے دائیں ہاتھ کی ضرب جب اس نے یوناف پہ لگانی چاہی تو یوناف نے
اس کا اٹھا ہوا ہاتھ فضا کے اندر ہی پکڑ کر قابو کر لیا تھا۔ لیکن کوزن بڑا ہوشیار اور عیّار
تھا۔ اس نے فوراً پلک جھپکتے میں اپنا دوسرا ہاتھ استعمال کیا اور لوہے کے ہتھوڑے جیسا
اپنا زور دار مکا اس نے یوناف کی ٹھوڑی کے نیچے زور سے مارا تھا کوزن کی یہ ضرب
پڑتے ہی یوناف کے ہاتھوں سے کوزن کا دوسرا بازو بھی چھوٹ گیا تھا۔ اور وہ بڑی بے بسی
کی حالت میں اپنا توازن کھوتا ہوا ایک چٹان کے قریب گر گیا تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھتے
ہوئے کوزن نے پہلے فاتحانہ سا قہقہہ لگایا پھر بڑے حقیر انداز میں اس نے یوناف کی طرف
دیکھتے ہوئے بلند آواز میں کہا اے یوناف میں نے تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ میں تو وہ
ہستی ہوں۔ جو قافلہ در قافلہ اور کارواں در کارواں پیاس کا صحرا اور انقلابی یلغار بن کر نازل ہو
جاتا ہوں۔ میرے سامنے تمہاری کیا حیثیت ہے۔ میں تمہیں اپنے راستے کا ایک عارضی
اور معمولی پتھر سمجھتا ہوں۔ اور جب چاہوں گا تمہیں ٹھوکر مار کر اپنی راہ سے ہٹا کر دور کر
دوں گا اس آفاقی سناٹے کے اندر یوناف تھوڑی دیر تک بڑی گہری نگاہوں
سے کوزن کی طرف دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے پر کسی شمشیر جگر دار اور گوہر تاب دار
جیسے جذبے بکھر گئے تھے۔ اس کے بعد وہ بجلی جیسی تیزی اور کوندتی برق کی طرح اٹھ
کھڑا ہوا تھا اور کوزن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے کوزن مجھے زمین پر گرانے

کے بعد کسی غلط فہمی اور کسی دھوکے میں مبتلا نہ ہونا۔ سن رکھو میرا نام یوناف ہے میں اپنے دشمنوں اور اپنے مدمقابل پر سنگ و شرر کی طرح جب نزول کرتا ہوں تو اپنے دشمنوں کے بدن کا نور اور فطرت کا شعور تک چھین لیتا ہوں۔ اے کوزن جس طرح میں اپنے سامنے کئی بار عزازیل اور شیطان کو زیر کر چکا ہوں آج ایسے ہی میں تجھے بھی اس جبل زنتون کے سامنے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کروں گا۔

کوزن یوناف کی گفتگو کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ یوناف اپنی پوری شوریدگی اور المناکی میں اور نیلے سمندر کے پانی کی چنگاڑ کی طرح آگے بڑھا اور کوزن پر حملہ آور ہوا۔ یوناف کی حالت سے ایسا لگتا تھا جیسے زمین کے سارے خواب جاگ اٹھے ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف کوزن کے قریب جا کر اچھلا تھا اور پھر اپنے دائیں ہاتھ کی ضرب اس نے کوزن کے شانے پر اس زور اور طاقت کے ساتھ لگائی تھی کہ کوزن دوہرا اور تہرا ہوتا ہوا اور تکلیف اور اذیت کا اظہار کرتا ہوا زمین پر گر گیا تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے۔ یوناف کے لبوں پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی تھی پھر دوبارہ وہ آگے بڑھا اور کوزن کی پسلی کے قریب اس نے اپنے دائیں پاؤں کو ایک زوردار ٹھوکر لگاتے ہوئے کوزن کو مخاطب کر کے پوچھا اے کوزن میری یہ ضرب کیسی رہی۔ کیا میں نے تیرا سارا طلسم خیال توڑ کر تیری حالت ٹوٹی ہوئی کشتی اور بے چین خیالوں کی تھکن جیسی نہیں کر دی۔ اٹھ کھڑا ہو اور میرے ساتھ پھر مقابلہ کر اور دیکھ میں کیسے تیری روح کے جذبوں کو ماند کرتا ہوں۔ تیری تقدیر میں دھوپ کا صحرا پھیلاتا ہوں اور تیرے دل کے فانوس کو بجھاتا ہوں۔ کوزن کی حالت اس بہتے اس دریا جیسی افسردہ ہو کر رہ گئی تھی جو بہتے بہتے صحرا میں ہی کھو گیا ہو۔ تھوڑی دیر تک وہ کسی غبار راہ گزر کی طرح زمین پر پڑا تکلیف اور اذیت کا اظہار کرتا رہا۔ پھر وہ جلد ہی سنبھل گیا۔ دوبارہ وہ اٹھ کھڑا ہوا اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے غضب ناک اور قہر آلود آواز میں کہا۔

اے یوناف اپنی حد سے بڑھ کر میرے ساتھ گفتگو نہ کر ابھی مجھ میں دم خم ہے اور میں اس قابل ہوں کہ تیرے ذہن میں آنچ اور تیری روح میں آگ بھر دوں دیکھ میں پھر تجھ پر وار دہونے لگا ہوں اور میں تجھے یقین دلاتا ہوں کہ تیرے پاؤں میں شکست کی بیڑیاں اور تیرے ہونٹوں پر تیری ہار کا قفل لگا کر تیرے سارے جذبوں کو سرد

کر دوں گا۔ جواب میں یوناف نے بھی اپنے الفاظ کی پوری قوت میں کوزن کو جواب دیتے ہوئے کہا۔ اے کوزن میں نے تیرے جیسے بیگانہ آداب اندھیروں کی کوکھ کے گیت اور بغاوت کے نغمے گانے والے بہت دیکھے ہیں۔ دیکھ تو اندھیرا اور تاریکی ہے جب کہ میں تیرے مقابلے میں نیکی کی روشنی اور کرن ہوں اور یاد رکھ روشنی ہی زندگی، روشنی ہی انسانیت روشنی ہی ارتقا، اور روشنی ہی بقا ہے اور جہاں روشنی وارد ہوتی ہے وہاں اندھیرے آپ ہی آپ چھٹ جاتے ہیں، سو تو دوبارہ مجھ پر حملہ آور ہو کر دیکھ لے میں تجھے یقین دلاتا ہوں کہ جس طرح روشنی کی کرنیں اندھیرے میں دور تک کھو جاتی ہیں۔ ایسے ہی میں ایک تکلیف دینے والے کیل کی طرح تیرے جسم و جان میں پیوست ہو کر رہ جاؤں گا۔ اب بھی وقت ہے، میرے سامنے اپنی ہار اور شکست کو تسلیم کر کے یہاں سے دفع ہو جا دور نہ یاد رکھ میں وحشتوں کی آندھیوں کی طرح تم پر حملہ آور ہوں گا اور تیرے جسم و جان کو ایک ناقابل برداشت روگ لگا کر رکھ دوں گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا تھا کیونکہ کوزن اس پر حملہ آور ہونے کے لیے اس کے قریب آیا تھا۔

اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا۔ تھوڑی دیر تک یوناف اس کے لمس کی لذت میں کھویا رہا پھر اس کے ساتھ ہی ابلیکا کی آواز کسی ماہتاب خوش کلام کی طرح یوناف کو سنائی دی تھی۔ ابلیکا نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے حبیب میں تمہارے لیے قرطاجنہ شہر کی ایک اہم خبر لے کر آئی ہوں۔ میں کوزن کے ساتھ تمہارے اس مقابلے کو طویل اور لمبا ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی لہٰذا اگر تم برا محسوس نہ کرو تو تمہارے ساتھ ساتھ میں خود بھی کوزن کے خلاف حرکت میں آنے لگی ہوں اور پھر تم دیکھنا میں یہ بڑھ چڑھ کر باتیں کرنے والے کوزن کی کیا حالت کرتی ہوں۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا نے اپنی جسامت کو بڑھانا شروع کر دیا تھا، اور اس کا چہرہ کسی بہت بڑے اژدھا کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ پھر جونہی کوزن نے آگے بڑھ کر یوناف پر ضرب لگانا چاہی اور یوناف نے اس کا ہوا میں بلند ہوتا ہوا ہاتھ اپنی گرفت میں لے کر دوسرے ہاتھ سے جب کوزن کو ضرب لگانا چاہی تو جس وقت یوناف نے کوزن کو ضرب لگائی تھی۔ اسی وقت ابلیکا نے اپنا پھن خوب لہرا کر پوری قوت کے ساتھ کوزن کے منہ پر دے مارا تھا، پھن لگتے ہی کوزن

کے منہ سے بھیانک چیخ نکل گئی تھی اور وہ ہوا میں بلند ہوتا ہوا کئی فٹ تک دُور جا گرا تھا۔ پھر ساتھ ہی ابلیکا نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے میرے حبیب اگر اس نے میرا ایسا ہی ایک اور طمانچہ کھا لیا تو میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ میرا دوسرا طمانچہ اس کی بصارت کو اندھا اور اس کی سماعت کو بہرہ بنا کر رکھ دے گا۔ ابلیکا کا طمانچہ کھانے کے بعد ہوا میں اُچھلنے اور پھر زمین پر گرنے کے بعد کوزن کی حالت عجیب سی ہو گئی تھی اور وہ بڑے وحشت ناک انداز میں یوناف کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ اس موقعہ پر یوناف نے جب آگے بڑھ کر پھر کوزن پر حملہ آور ہونا چاہا تو کوزن اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور یوناف کی ضرب سے بچنے کے لیے وہ وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔ کیونکہ اب اس میں ہمت نہ تھی کہ وہ ابلیکا کی دوسری ضرب برداشت کر سکے لہذا وہ اپنی ہار تسلیم کرتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا۔

کوزن کے جانے کے بعد یوناف نے ہلکی ہلکی اور دھیمی آواز میں ابلیکا کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اے ابلیکا تم میرے لیے قرطاجنہ شہر سے کیسی اور کس قسم کی خبر لے کر آئی ہو۔ اس کے جواب میں ابلیکا نے پہلے یوناف کی گردن پر پھر اپنی باریک جسامت کا ریشمی لمس دیا پھر اس کی کسی قدر مغموم اور افسردہ سی آواز یوناف کو سنائی دی۔ اے یوناف جو خبر میں قرطاجنہ سے لے کر آئی ہوں وہ اچھی نہیں ہے اور خبر یہ ہے کہ ایلیسا اب اس دنیا میں نہیں رہی۔ کیونکہ تمہارے قرطاجنہ سے نکلنے کے بعد ایلیسا نے قرطاجنہ شہر کی تعمیر مکمل کر لی تھی۔ اس دوران وہاں بسنے والی مورس قوم کے بادشاہ ارباس کو ایلیسا کے متعلق اطلاعات مل گئی اور اس کے جاسوسوں نے اُسے یہ بھی خبر دی کہ ایلیسا نہ صرف حسین اور پُرکشش ہے بلکہ وہ ٹائر شہر کی شہزادی ہے اور ناگزیر حالات کے تحت وہ ٹائر سے ہجرت کر کے یہاں آ گئی ہے اور اس نے یہاں پر زمینوں کے وسیع خطے پر خلیج ٹیونس کے سامنے اور دریائے بگرادا کے کنارے قرطاجنہ نام کا ایک شہر آباد کیا ہے۔ ایلیسا کی خوبصورتی اور حُسن کے چرچے سُن کر مورس قوم کے بادشاہ ارباس نے اپنے ایلچی ایلیسا کی طرف بھجوائے اور اُسے حکم دیا کہ وہ اس کی خدمت میں حاضر ہو لیں ایلیسا نے ارباس بادشاہ کے اس حکم کا اتباع کیا۔ اور اپنے دو سردار ملکوس اور ماگو کے علاوہ وہ چند محافظوں کو لے کر ارباس کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی۔

جب حسین ایلیسا ارباس کی خدمت میں گئی تو وہ اسے دیکھ کر بے حد متاثر ہوا اور اس نے فوراً ایلیسا کو حکم دیا کہ وہ اس کے ساتھ شادی کر لے۔ ایلیسا اس موقعہ پر انکار کر دیتی تو اس کی جان کو خطرہ ہو سکتا تھا کیونکہ اوّل تو ارباس اسے اپنے شہر میں قید کر دیتا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو زبردستی اس سے شادی کر لیتا اور اگر ایلیسا ایسا بھی نہ ہونے دیتی تو وہ ضرور ایلیسا کی گردن کاٹ کر رکھ دیتا اے یوناف ایلیسا چونکہ تمہیں پسند کرتی تھی۔ لہذا اس موقعہ پر ارباس بادشاہ کو مخاطب کرتے ہوئے ایلیسا نے کہا کہ وہ اس شادی پر آمادہ تو ہے لیکن اُسے اس کے لیے تین ماہ کی مہلت دی جائے تاکہ اس تین ماہ میں وہ اس نئے آباد ہونے والے قرطاجنہ شہر سے باہر اپنے لعل دیوتا کے لیے ایک قربان گاہ تعمیر کرے تاکہ قرطاجنہ شہر کے رہنے والے لوگ وہاں اپنے دیوتا کی پوجا پاٹ اور پرستش کر سکیں۔ ارباس نے بخوشی ایلیسا کو تین ماہ کی مہلت دے دی تھی کیونکہ اسے امید ہو گئی تھی کہ تین ماہ بعد ضرور اس کے ساتھ شادی کرنے پر تیار ہو جائے گی۔ لہذا ارباس بادشاہ سے تین ماہ کی مہلت لینے کے بعد ایلیسا واپس آ گئی اور یہاں اس نے دریائے بگرادا کے کنارے لعل دیوتا کے لیے ایک قربان گاہ تیار کرنا شروع کی۔ یہ قربان گاہ اس نے تین ماہ کی مہلت سے پہلے ہی تیار کر لی تھی اور اس دوران وہ بڑی بے چینی سے تمہاری واپسی کا بھی انتظار کرتی رہی پھر جب تم واپس لوٹ کر نہ گئے تو ایلیسا کو یقین ہو گیا کہ اب تم واپس لوٹ کر نہ جاؤ گے، لہذا ایک روز اس نے دریائے بگرادا کے کنارے اپنے پیٹ میں اپنی تلوار گھونپ کر خودکشی کر لی۔ مرنے سے پہلے ایلیسا نے اپنے دونوں سرداروں یعنی ماگو اور ملکوس کو وصیت کی تھی کہ اس کے مرنے کے بعد ملکوس شہر کا نظم و نسق سنبھالے گا اور ملکوس کی موت کے بعد ماگو قرطاجنہ شہر کا حکمران ہو گا۔ اے یوناف یہ ہے وہ خبر جو میں تم سے کہنا چاہتی تھی یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا خاموش ہو گئی تھی۔

یہ روح فرسا خبر سن کر یوناف تھوڑی دیر تک گردن جھکائے سوچتا رہا۔ تھوڑی دیر تک اس کے چہرے پر غصے کے شعلے سے رقص کرتے رہے۔ انتقام کے دائرے اس کے چہرے پر بنتے اور بگڑتے رہے اور اس کی خاموشی سے ایسا لگتا تھا کہ جیسے وہ داستانوں کے سرے ملانے کی کوشش کر رہا ہو۔ تھوڑی دیر تک یوناف یونہی خاموش کھڑا رہا۔ پھر اس نے ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اسے ابلیکا کاش میں الیسا کی مدد کر سکتا۔ کاش میں اس وقت وہاں ہوتا جب موریس قوم کے بادشاہ ارباس نے اسے طلب کیا تھا سو میں اس ارباس کے مقابلے میں اس کے بچاؤ کا سامان کر سکتا۔ آہ اب میں الیسا کے انابی لب اس کے آتشی عارض اس کی محبت کے زار سے برساتی آنکھیں اس کے تمتماتے خد و خال اس کا روشن سا خوشحال چہرہ اور اس کا جام کی گردش اور وصل کی ساعت جیسا حسن اور خوبصورتی پھر کبھی نہ دیکھ سکوں گا۔

یوناف کی اس گفتگو پر ابلیکا بھی اداس اور افسردہ سی ہو کر رہ گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ بھی یوناف سے کچھ نہ کہہ سکی۔ جب کہ یوناف بھی مغموم اور اداس سا کھڑا رہا۔ پھر اس نے دوبارہ ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اسے ابلیکا میں اپنے خداوند کا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے تیرے جیسا شعلہ نفس انجم النظر مہتاب روح اور برق خو ساتھی عطا کر رکھا ہے۔ جو مجھے دور اور نزدیک کی خبریں لا کر دیتی ہے۔ اسے ابلیکا میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو ہر موقع پر میری مدد اور میری حمایت کو موجود ہوتی ہے۔ یوناف جب خاموش ہوا تو ابلیکا نے اسے مخاطب کرتے ہوئے مغموم آواز میں پوچھا۔

اسے یوناف الیسا کی موت سے متعلق خبر سننے کے بعد اب تمہارا کیا ردعمل ہوگا اور تم کیا قدم اٹھاؤ گے۔

اس بار یوناف نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اسے ابلیکا اب میں یہاں سے قرطاجنہ شہر کا رخ کروں گا۔ وہاں میں الیسا کے سردار ملکوس اور ماگو کے ساتھ مل کر ایک لشکر جرار تیار کروں گا۔ پھر اس لشکر کے ساتھ میں موریس قوم کے بادشاہ ارباس کے خلاف حرکت میں آؤں گا۔ اور اسے شکست دے کر میں افریقہ کے اندر الیسا کی قوم کی حکومت قائم کر دوں گا اور اس حکومت کا مرکزی شہر قرطاجنہ ہوگا جیسے الیسا نے آباد کیا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ افریقہ کی سرزمین میں میں ایسا کرنے میں ضرور کامیاب ہو جاؤں گا۔ یوناف کے اس ارادے پر ابلیکا نے خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ یہاں سے نکل کر افریقہ جانے کا عزم کرو اور وہاں پر ملکوس اور ماگو کے ساتھ ارباس بادشاہ کو شکست دو۔ اسے یوناف اس موقع پر میں تم سے یہ بھی کہوں کہ ملکوس اور ماگو نے مل کر ایک جرار لشکر تیار کر رکھا ہے اور اس لشکر کو انہوں نے جنگی تربیت بھی خوب اچھی طرح دے رکھی ہے،

اس موقع پر اگر تم بھی ان سے جا ملو تو اس طرح ملکوس اور ماگو دونوں کے حوصلے بلند ہو جائیں گے اور تم تینوں مل کر ضرور ارباس کے لشکر کو شکست دینے میں کامیاب ہو جاؤ گے اور جب تم ایسا کر لو گے تو افریقہ کے اندر فونیقیوں کی ایک مضبوط حکومت قائم ہو جائے گی اور اس حکومت کا مرکزی شہر قرطاجنہ بن جائے گا اس طرح یہ نیا شہر آباد ہونے والا قرطاجنہ دنوں کے اندر ترقی اور وسعت کی منزلیں طے کر جائے گا۔

یوناف نے ابلیکا کی گفتگو سے اتفاق کیا اور دوبارہ ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ اسے ابلیکا تمہاری خواہشوں کے مطابق میں ابھی اور اسی وقت قرطاجنہ شہر کی طرف کوچ کروں گا اور وہاں پر موریس قوم کے بادشاہ ارباس سے نمٹنے کے بعد دوبارہ ٹرائے شہر کا رخ کروں گا۔ جہاں پر ابھی تک یونانی ٹروجن ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار ہوں گے چونکہ میں یونانیوں کی مدد کرنے کا عہد کر چکا ہوں لہذا ٹروجنوں کے مقابلے میں میں پھر یونانیوں کے لشکر میں شامل ہوں گا تاکہ وہ اپنی اغوا ہونے والی شہزادی ہیلن کو حاصل کر سکیں۔ اسے ابلیکا آؤ اب یہاں سے کوچ کریں اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور فلسطین کے جبل زیتون کے پاس سے وہ افریقہ کے قرطاجنہ شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

○

الیسا کے سردار ملکوس اور ماگو ایک روز قرطاجنہ شہر کی بندرگاہ کے کنارے کھڑے تھے کہ اچانک ان کے قریب ہی یوناف نمودار ہوا اور بڑی تیزی سے وہ اس طرف بڑھا جہاں ملکوس اور ماگو کھڑے۔ آپس میں گفتگو کر رہے تھے سب سے پہلے ملکوس نے یوناف کو آتے دیکھا تھا۔ لہذا اس نے کہنی مار کر ماگو کو متوجہ کر کے کہا۔

اسے ماگو ذرا غور سے ادھر دیکھو وہ یوناف آ رہا ہے کاش یہ پہلے یہاں ہوتا اور اس کی موجودگی میں شاید الیسا خودکشی نہ کرتی اسے ماگو آؤ یہ یوناف ہمارا دوست اور ہمارا مخلص ہے لہذا ہمیں بڑی گرمجوشی سے اس کا استقبال کرنا چاہئے ماگو نے پوری طرح ملکوس سے اتفاق کیا۔ پھر وہ تقریباً بھاگتے ہوئے یوناف کی طرف بڑھے۔ قریب جا کر وہ دونوں باری باری یوناف کو اپنے ساتھ لپٹا کر ملے پھر ملکوس نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اسے یوناف ہمارے عزیز تم نے ہمارے شہر میں آنے کے لیے بہت

دیر کر دی تمہارے آنے سے پہلے ۔ ملکوس ابھی تک یہی کہنے پایا تھا کہ یوناف نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

اے ملکوس مجھے سارے حالات کی خبر ہو چکی ہے مجھے یہ بھی پتہ چل گیا ہے کہ کس طرح موریں قوم کے بادشاہ ارباس نے ایلیسا سے شادی کرنے کا ارادہ کیا تھا اور کس طرح ایلیسا میری واپسی سے مایوس ہو کر خودکشی کرنے پر مجبور ہو گئی تھی ۔ اے ملکوس ماگو میرے بھائیوں سنو مجھے بہت دکھ اور افسوس ہے کہ میری وجہ سے ایلیسا نے خودکشی کر لی تھی۔ لیکن اب میں اس کی اس خودکشی اور قربانی کو رائیگاں نہ جانے دوں گا میں تم دونوں کے ساتھ مل کر فونیقیوں کا ایک جرار لشکر تیار کروں گا۔ اس لشکر کو میں موریں قوم کے بادشاہ ارباس کے خلاف حرکت میں لاؤں گا اور مجھے امید ہے کہ اس ارباس کو شکست دینے کے بعد افریقہ کے ان ساحلوں پر ہم فونیقی حکومت قائم کرنے پر کامیاب و کامران ہو جائیں گے۔

یوناف کی یہ گفتگو سن کر ملکوس اور ماگو دونوں کے چہروں پر خوشی کے گہرے اثرات بکھر گئے تھے پھر ملکوس نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے یوناف ہمارے بھائی موریں قوم کے بادشاہ ارباس کے لیے تمہیں زیادہ دنوں تک انتظار نہیں کرنا پڑے گا اس لیے کہ فونیقی جوانوں پر مشتمل ہم نے ایک جرار لشکر تیار کر رکھا ہے اور میں اور ماگو دونوں نے دن رات ایک کر کے اس لشکر کو عسکری تربیت دے رکھی ہے اس کے علاوہ ہم نے جنگی کشتیوں پر مشتمل ایک بحری بیڑا بھی تیار کر رکھا ہے اگر تم نہ بھی آتے تب بھی ہم نے ارباس بادشاہ کے خلاف لشکر کشی کرنے کا عزم کر رکھا تھا اور ہمارا لائحہ عمل یہ تھا کہ ہم جنوب کی طرف جا کر دریائے بگرادا کے کنارے اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہوں گے اور موریں قوم کے بادشاہ ارباس کے پاس قاصد بھجوا کر اسے جنگ کی دعوت دیں گے اس کے ساتھ ساتھ ہماری جنگی کشتیاں بھی حرکت میں آئیں گی، وہ سمندر میں آگے بڑھتے ہوئے وہاں تک جائیں گی جہاں تک دریائے بگرادا سمندر میں گرتا ہے اور پھر یہ کشتیاں جن میں ہمارے جنگجو جوان بیٹھے ہوں گے اور ان کے علاوہ ان کشتیوں میں ہمارے لیے رسد اور کمک کا سامان بھی ہو گا۔ یہ کشتیاں سمندر سے نکل کر دریائے بگرادا میں داخل ہو جائیں گی اور دریا میں جنوب کی طرف بڑھتے ہوئے اس جگہ جا کر لنگر انداز ہوں گی، جہاں پر ہمارے لشکر نے پڑاؤ کر رکھا ہو گا اور جب ارباس بادشاہ کے خلاف ہماری

جنگ شروع ہو گی تو یہ ہمارے جوان کشتیوں میں ہی بیٹھے انتظار کرتے رہیں گے اور جب جنگ اپنے عروج پہ آئے گی تو یہ جوان بھی اپنی کشتیوں سے نکل کر ارباس کے لشکر کی پشت کی طرف سے اس پر حملہ آور ہو جائیں گے اور میرے خیال میں ان کے حملہ آور ہوتے ہی جنگ کا ہمارے حق میں فیصلہ ہو جائے گا کیونکہ ارباس ہمارے دو طرفہ حملوں کو برداشت نہ کر سکے گا۔ وہ دائیں یا بائیں طرف اپنے لشکر کے ساتھ بھاگنے کی کوشش کرے گا جو بھی قدم اٹھائے گا ہم اس کا تعاقب کریں گے اور اسے اس کے لشکر کے ساتھ تباہ و برباد کر کے رکھ دیں گے اور جب ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو ان سرزمینوں میں دور دور تک ہماری فونیقی حکومت قائم ہو جائے گی۔

ملکوس سے اس کا لائحہ عمل سن کر یوناف خوش ہو گیا تھا پھر اس نے آگے بڑھ کر اپنے دونوں ہاتھ ملکوس کے کندھوں پر رکھے اور بڑی نرمی سے مخاطب کر کے اس نے کہا۔

اے ملکوس میرے بھائی میں تمہارے اس لائحہ عمل سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں لیکن تم یہ تو کہو کہ تم اپنے لشکر کو کب تک حرکت میں لا سکتے ہو اس موقع پر ملکوس نے حیا تی تانتے ہوئے کہا۔

اے یوناف اب جب کہ تمہارے آنے سے ہمارے حوصلے اور زیادہ بڑھ گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں تم جب بھی چاہو ہم اپنے لشکر کو حرکت میں لا سکتے ہیں اگر تم کہو تو کل ہی یہاں سے اپنے لشکر کے ساتھ دریائے بگرادا کے کنارے جنوب کی طرف بڑھیں اور موریں قوم کے بادشاہ ارباس کو جنگ کی دعوت دیں اور اس کے ساتھ ہی ہماری کشتیاں بھی سمندر میں حرکت میں آ کر دریائے بگرادا میں جنوب کی طرف بڑھیں گی۔
ملکوس کے اس فیصلے پر یوناف خوش ہو گیا تھا لہٰذا اس نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا۔
اے ملکوس تو پھر سنو اگر تم میری ہی مرضی کے مطابق کام کرنا چاہتے ہو تو پھر کل سے ہمارا لشکر حرکت میں آئے گا۔ کل ہم یہاں سے اپنے لشکر کے ساتھ جنوب کی طرف بڑھیں گے تم اور ماگو دونوں لشکر کو لے کر دریائے بگرادا کے کنارے کنارے جنوب کی طرف بڑھنا اور ساتھ ہی اپنے قاصد ارباس کی طرف بھجوا کر اسے لشکر کشی کی دعوت دینا میں ان جوانوں کی کمان داری کروں گا جو رسد اور کمک کے سامان کے ساتھ سمندر سے نکل کر دریائے بگرادا کے کنارے جنوب کی طرف بڑھیں گے اور

جب تم دونوں اریاس کے ساتھ جنگ کی ابتدا کر دو گے اور جس وقت جنگ اپنے عروج پر آ جائے گی میں اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ کشتیوں سے نکل کر اریاس کے لشکر کی پشت سے ایسا زوردار حملہ کروں گا کہ اس کے لشکریوں کے پاؤں اکھاڑ کر رکھ دوں گا۔ اس طرح اس جنگ میں ہماری فتح یقینی ہو گی۔

یہ گفتگو مکمل ہونے کے بعد ماگو نے آگے بڑھ کر یوناف کو اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے کہا اے یوناف ہمارے بھائی ہم خوش ہیں کہ تم جیسا جوان اس معاملے میں ہمارا ساتھ دے رہا ہے اب تم آؤ اور الیسا کے محل میں آرام کرو۔ اب تمہارے ارادے کے مطابق کل ہم لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کریں گے اور مجھے امید ہے کہ اریاس کے مقابلے میں ہم ہی فتح مند رہیں گے اس کے ساتھ ہی ملکوس اور ماگو یوناف کو قرطاجنہ شہر کے وسط میں تعمیر ہونے والے الیسا کے محل کی طرف جا رہے تھے۔

دوسرے روز ملکوس اور ماگو نے اپنے قاصد اریاس بادشاہ کی طرف بھیج کر اُسے جنگ کی دعوت دے دی تھی اور خود ملکوس اور ماگو اپنے لشکر کو لے کر دریائے بگرادا کے کنارے کنارے جنوب کی طرف پیش قدمی کرنے لگے تھے۔ اُن کے ساتھ ہی یوناف بھی اپنے اُن جنگجو جوانوں کے ساتھ حرکت میں آیا تھا جنہوں نے کشتیوں میں سفر کرنا تھا۔ یہ جنگی کشتیاں رسد اور کمک کے ساتھ بھری ہوئی تھیں۔ پہلے یہ کشتیاں یوناف کی سرکردگی میں سمندر کے اندر حرکت میں آئیں پھر دریائے بگرادا میں داخل ہو کر یہ کشتیاں جنوب کی طرف بڑھنے لگی تھیں دریائے بگرادا میں آگے بڑھتے ہوئے یہ کشتیاں اُس جگہ جا لنگر انداز ہوئیں جہاں ملکوس اور ماگو نے اپنے لشکر کے ساتھ صحرا کے اندر پڑاؤ کر رکھا تھا۔

○

مورس قوم کے بادشاہ اریاس کو ملکوس اور ماگو کے قاصدوں کے ذریعے جنگ کی دعوت ملی تو اس نے جنگ کے لیے دیر نہیں کی اس نے فوراً اپنے لشکر کو تیار کیا غصے سے اس بنا پر اس کی حالت بُری ہوئی جا رہی تھی کہ وہ تاجر جو خلیج ٹیونس میں صرف تجارت کی غرض سے آئے تھے اب اُسے جنگ کی طرف دعوت دے رہے تھے لہٰذا اپنے لشکر کو تیار کر کے بڑی برق رفتاری سے صحرا کے اس حصے کا رُخ کیا

جہاں پر ملکوس اور ماگو اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیے ہوئے تھے۔ اریاس بھی اپنے لشکر کے ساتھ اُن کے سامنے آ کر خیمہ زن ہوا ایک رات اُس نے اپنے لشکر کو آرام کرنے کا موقع دیا اور دوسرے روز اس نے صبح ہی صبح جنگ کی ابتدا کرنے کے لیے اپنے لشکر کی صفیں درست کر لی تھیں دوسری طرف ملکوس اور ماگو بھی اپنے لشکر کی صفیں درست کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر بعد فونیقیوں اور مورس قوم کے درمیان جنگ کی ابتدا ہوئی۔ شروع شروع میں مورس قوم کا بادشاہ اریاس روح کی تمام امیدوں، دل کی تمام آرزوؤں اور اپنی ساری شیطانی خواہشوں کے ساتھ بڑے زوردار انداز میں فونیقیوں پر حملہ آور ہوا تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ جنگ کی ابتدا میں ہی وہ اس تاجر قوم پر زوردار حملے کر کے اس کے پاؤں اکھاڑنے میں کامیاب ہو جائے لیکن اپنے مقاصد میں اسے کامیابی نہ ہوئی تھی۔ اس لیے کہ جواب میں فونیقی لشکر بھی طوفانِ باد و باراں اور آندھیوں کے تھپیڑوں کی طرح حملہ آور ہوا تھا اور مورس قوم کے بڑھتے ہوئے قدموں کو انہوں نے روک کر رکھ دیا تھا۔ عین اس موقع پر جب کہ جنگ اپنے عروج پر آ گئی تھی تو یوناف اپنے لشکریوں کے ساتھ کشتیوں سے نکلا اور پھر وہ مورس قوم کی پشت پر حملہ آور ہوا۔ جلتے تپتے صحرا کے اندر یوناف کسی سیال آتش، سمندری لہروں اور دشت کے بگولوں کی طرح اریاس کے لشکر پر حملہ آور ہوا تھا اور لمحوں کے اندر اس نے ایک قاتل قوت کی طرح اریاس کے لشکریوں کا خاتمہ کرتے ہوئے ان کے عروج اور ان کے ارتقاء کو مٹی میں ملاتے ہوئے ان پر موت کا سیاہ نقاب ڈالنا شروع کر دیا تھا۔ مورس قوم کا بادشاہ اریاس زیادہ دیر تک اس دوطرفہ حملوں کو برداشت نہ کر سکا۔ اس نے جب دیکھا کہ اگر جنگ مزید جاری رہی تو اس کی شکست یقینی ہو جائے گی، لہٰذا وہ اپنے لشکر کو سمیٹ کر فرار کے راستے تلاش کرنے لگا تھا۔

اریاس نے اپنے لشکر کو سمیٹ کر دائیں طرف سے راستہ بناتے ہوئے اپنے لشکر کے ساتھ فرار اختیار کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن یوناف نے اسے ایسا نہ کرنے دیا اس لیے کہ پشت کی طرف ایک دم دائیں طرف بڑھتے ہوئے اس نے اریاس کے لشکر پر اپنے جوانوں کے ساتھ زوردار حملے شروع کر رکھے تھے دوسری طرف ملکوس اور ماگو کو بھی پتہ چل گیا تھا لہٰذا ان دونوں نے بھی اپنی پوری قوت سے دائیں طرف زوردار

حملے شروع کر دیئے تھے اس طرح اریاس کے لشکر کے اندر ایک افراتفری کا عالم بپا ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اریاس نے جب دیکھا کہ دشمن اس کو فرار ہونے کا موقعہ نہیں دے رہا۔ تو اس نے اپنے لشکر کو اندر ہی اندر وہ اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا جب اس کے لشکریوں نے دیکھا کہ اس کا بادشاہ راہ فرار کر رہا ہے تو وہ اس کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے اس طرح یوناف ملکوس اور ماگو نے ان کا تعاقب شروع کر دیا تھا اور یہ تعاقب ایسا خوفناک اور ایسا جان لیوا تھا کہ اس تعاقب میں نہ صرف یہ کہ مورس قوم کا بادشاہ اریاس مارا گیا بلکہ مورس قوم کے سارے لشکر کو اس صحرا کے اندر موت کے گھاٹ اتار کر رکھ دیا گیا تھا۔ اریاس اور اس کے لشکر کو شکست دینے کے بعد یوناف ملکوس اور ماگو حرکت میں آئے اور اپنے لشکر کے ساتھ انہوں نے بڑی برق رفتاری کے ساتھ جنوب کی طرف پیش قدمی کی اور زوردار حملے کرتے ہوئے انہوں نے مورس قوم کے مرکزی شہر پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔

جس وقت مورس قوم کے مرکزی شہر کو فتح کرنے کے بعد یوناف، ملکوس اور ماگو اپنے لشکر کے ساتھ شہر سے باہر خیمہ زن تھے تو ملکوس اور ماگو اس خیمے میں آئے جس کے اندر یوناف نے قیام کر رکھا تھا۔ وہ دونوں یوناف کے سامنے بیٹھ گئے اور پھر ملکوس نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے یوناف میں اور ماگو دونوں جانتے ہیں کہ دریائے بگراداکے کنارے خلیج ٹیونس کے کنارے ایلیسا نے قرطاجنہ شہر آباد کیا تھا۔ اور اسی نے اپنی فونیقی قوم کے افراد کو اس قرطاجنہ شہر میں آباد کیا تھا اور یہ اسی کی کوشش ہے کہ آج فونیقی قوم کا لشکر مورس قوم کے مقابلے میں فتح مند ہوا ہے اور مورس قوم کا مرکزی شہر بھی ہمارے سامنے زیر ہو چکا ہے۔ اے یوناف! کیونکہ ایلیسا تمہیں پسند کرتی تھی اور تم سے محبت کرتی تھی لہذا ایلیسا کے بعد تم ہی اس کے شہر اور مزید فتح ہونے والی سرزمینوں کے مالک اور وارث ہو۔ لہذا میں اور ماگو دونوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ اب جبکہ صرف قرطاجنہ شہر پر ہی ہماری حکومت نہیں بلکہ ہم نے مورس قوم کے وسیع علاقوں کو ان گنت شہروں اور قصبوں پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ تو اب یہاں پر فونیقی قوم کی ایک مضبوط سلطنت ہونی چاہیئے اور اس قائم ہونے والی سلطنت کا پہلا بادشاہ ہم دونوں نے تمہیں بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔

ملکوس کی گفتگو سننے کے بعد یوناف تھوڑی دیر تک گردن جھکائے سوچتا رہا پھر اس نے باری باری ملکوس اور ماگو کی طرف دیکھا پھر اس نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا اے ملکوس اور ماگو میرے بھائیوں میں تم پر یہ انکشاف کر دوں کہ میں ایک غیر معمولی انسان ہوں اور ایک جگہ جم کر میں نہیں رہ سکتا یہ بات میری فطرت میں ہے کہ میں کسی ایک جگہ کسی ایک شہر یا ایک قصبے کے اندر مستقل نہیں رہ سکتا تم جانتے ہو کہ جس طرح خانہ بدوشوں کا کوئی قبیلہ آج یہاں اور کل وہاں کے چکر پر عمل کرتا ہے۔ ایسے میں بھی ایک جگہ جم کر گزارہ نہیں کر سکتا اب جبکہ مورس قوم کے مقابلے میں ہمیں فتح نصیب ہوئی ہے تو تم دونوں بھائی مل کر فونیقی سلطنت پر حکومت کرنے کے حقدار ہو۔ اور سنو میرے دونوں دوستوں مجھے یہ بھی پتہ چل چکا ہے کہ ایلیسا نے مرنے سے پہلے یہ وصیت کی تھی کہ اس کی موت کے بعد ملکوس قرطاجنہ کا حکمران ہوگا اور ماگو اس کے نائب کی حیثیت سے کام کرے گا۔ لہذا ایلیسا کی اس وصیت کو نگاہ میں رکھتے ہوئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں آج اور ابھی یہاں سے کوچ کر دوں گا۔ میرا رخ ٹرائے شہر کی طرف ہوگا۔ جہاں پر یونانی اور ٹروجن ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ اس جنگ میں میں یونانیوں کا ساتھ دوں گا۔ اور ماضی میں بھی میں ان کا ساتھ دیتا رہا ہوں۔ یہاں سے کوچ کرنے سے پہلے میں تمہیں اپنا فیصلہ دیتا ہوں کہ اب جبکہ اس سرزمین کے اندر فونیقیوں کی مضبوط سلطنت قائم ہو چکی ہے تو اس سلطنت کا پہلا بادشاہ اے ملکوس تم ہو گے تمہارے بعد ماگو فونیقیوں کا حکمران ہوگا۔ اس فیصلہ میں اگر تم کوئی تبدیلی چاہتے ہو اور تم دونوں اپنے علاوہ کسی اور کو فونیقیوں کا حکمران بنانا چاہتے ہو تو تمہاری یہ تبدیلی قابل قبول نہ ہوگی۔ اس لیے کہ یہ فیصلہ آخری اور قطعی ہے کہ فونیقیوں کا پہلا بادشاہ ملکوس اور اس کے بعد ماگو حکمران ہوگا۔

اس بار ملکوس کی بجائے ماگو نے بولتے ہوئے کہا اے یوناف اگر تمہارا یہ فیصلہ آخری فیصلہ ہے تو میں اور ملکوس اس سے روگردانی نہیں کریں گے اگر تم کسی ایک شہر اور کسی ایک قصبے میں نہیں رہ سکتے اور تم آج ہی یہاں سے ٹرائے شہر کی طرف کوچ کرنے والے ہو تو پھر تمہارا یہ فیصلہ قابل ستائش اور قابل تعریف ہے کہ فونیقی قوم کا پہلا بادشاہ ملکوس ہوگا۔ لہذا میں ملکوس کو فونیقیوں کے پہلے بادشاہ کی حیثیت سے تسلیم کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی ماگو آگے بڑھ کر خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے ملکوس سے

بغلگیر ہو گیا تھا۔ اس موقع پر یوناف نے ماگو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے ماگو تم اور ملکوس اب یہاں سے جاؤ میں ابھی یہاں سے کوچ کر رہا ہوں۔ اور اے ماگو خصوصیت کے ساتھ تم فونیقیوں میں جا کر اعلان کر دو کہ آج سے ملکوس فونیقیوں کا بادشاہ ہے۔ یوناف کا یہ حکم سُن کر ماگو اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر وہ ملکوس کو بھی اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ اسی وقت ماگو نے ملکوس کے بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔ اس طرح افریقہ کی سرزمین کے اندر فونیقی سلطنت کی ابتداء ہو گئی تھی اور ملکوس کو اس سلطنت کا پہلا بادشاہ بنایا گیا تھا اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتا ہوا افریقہ کے اُن دشت زاروں سے ٹرائے شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

O

یوناف ٹرائے شہر سے باہر دوبارہ یونانیوں کے لشکر میں شامل ہو گیا تھا۔ ٹرو جنیوں اور یونانیوں کے درمیان یہ جنگ طول پکڑتی چلی گئی تھی۔ یونانی ہر روز شہر کی فصیل پر حملہ آور ہوتے جب کہ ٹروجن بھی روزانہ شہر سے باہر نکل کر اپنے شہر کی فصیلوں کے قریب یونانیوں کا مقابلہ کرتے اس طرح جنگوں کا سلسلہ طویل ہوتا چلا گیا اور لگاتار نو سال تک یونانی اور ٹروجن ٹرائے شہر سے باہر ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار رہے آخر نو سال کی طویل جنگ میں اور اس قدر طویل عرصہ اپنے گھروں اور اپنے اہل خانہ سے دور رہنے کی وجہ سے یونانی تھکاوٹ اور جنگ سے بیزاری محسوس کرنے لگے تھے اور ان کے بہت سے سردار اب یہ مشورہ دینے لگے تھے کہ اس معاملے کو اپنے حال پر چھوڑ کر واپس یونان کی طرف کوچ کرنا چاہیئے اور جو یونانی سردار جنگ ختم کر کے واپس جانا چاہتے تھے۔ انہوں نے اب اعلانیہ طور پر اپنے اپنے لشکروں کے اندر واپس جانے اور جنگ ترک کرنے کی مہم شروع کر دی تھی۔ لیکن اس موقع پر یوناف مینلاؤس، یولیسیز، اگا ممنن اور کچھ دیگر یونانی سردار حرکت میں آئے اور انہوں نے اُن یونانی سرداروں کو لعنت ملامت کی جو جنگ کو ترک کرنے اور واپس جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اور ایسا کر کے وہ یونانی لشکر کے اندر بزدلی اور بد دلی پھیلانے کی کوشش کر رہے تھے آخر اُن سرداروں کی کوششیں رنگ لائیں جو جنگ کو جاری رکھنا چاہتے تھے اور یونانی سپاہی اس بات پر آمادہ ہو گئے

کہ جنگ کو اس وقت تک جاری رکھا جائے جب تک ٹرائے شہر کو شکست نہیں ہوتی اور یونان کی بیٹی ہیلن یونان کے حوالے نہ کر دی جائے اس کے ساتھ ہی یہ بھی عہد کیا گیا کہ جنگ اب پہلے کی نسبت زیادہ زور سے جاری رکھی جائے گی تاکہ کم سے کم وقت میں اس جنگ کا فیصلہ یونانیوں کے حق میں ہو جائے یہ فیصلہ کرنے کے بعد یونانی ٹرائے شہر پر حملہ کرنے کے لیے پہلے کی نسبت زیادہ پُرجوش ہو کر تیاریاں کرنے لگے تھے۔

واپسی کا ارادہ ترک کرنے کے بعد دوسرے روز جب دونوں لشکروں میں جب صبح ہی صبح جنگ کی ابتدا ہونے لگی کہ جنگ زور شور پیدا کرنے کے لیے اس روز ہیلن کا پہلا شوہر مینلاؤس ایک جنگی رتھ میں سوار اور رتھ کے دونوں گھوڑوں کو پوری رفتار سے بھگاتا ہوا میدان جنگ میں اترا اس وقت وہ بہترین اور چمک دار لباس پہنے ہوئے تھا۔ اپنے رتھ کو اس نے میدان جنگ کے وسط میں روکا اور پھر اپنا چمکتا ہوا نیزا فضا میں بلند کرتے ہوئے اس نے ٹرائے کے پارس کو جنگ کے لیے للکارا جو اسپارٹا سے اس کی بیوی ہیلن کو اٹھا کر لے آیا تھا۔ مینلاؤس کے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے پارس بھی اپنی جنگی رتھ پر سوار ہو کر اپنی لشکر کے صفوں سے باہر آیا۔ اس وقت اس کے جنگی رتھ میں اس کے ساتھ اس کا ایک محافظ بھی سوار تھا اور اس موقع پر پارس اپنے جنگی لباس کے اوپر چیتے کی کھال پہنے ہوئے تھا۔ میدان جنگ میں تھوڑا سا آگے جانے کے بعد پارس نے جب دیکھا کہ اس کے مقابلے میں مینلاؤس اپنی پوری تیاری اور اپنا بہترین جنگی لباس پہنے کھڑا ہے تو ایک موقع پر اس نے اپنی جنگی رتھ کو روک دیا وہ مینلاؤس کا مقابلہ کرنے سے ہچکچایا وہ چاہتا ہی تھا کہ اپنے جنگی رتھ کو واپس موڑ کر لوٹ جائے اور اس موقع پر اس کا بھائی ہیکٹر آڑے آیا اور اس نے آگے بڑھ کر پارس کو لعنت ملامت کی اور اس نے پارس کو سمجھایا کہ اب وہ اپنے جنگی رتھ کو لے کر میدان میں اُتر چکا ہے اور اس موقع پر اگر وہ مینلاؤس سے مقابلہ کئے بغیر واپس لشکر میں جاتا ہے تو اُن کے لشکر میں بزدلی اور بد دلی کے آثار پیدا ہو جائیں گے اور اس کی بزدلی دیکھتے ہوئے بہت سے لشکری بھی جنگ میں حصہ لینے سے انکار کر دیں گے۔ ہیکٹر کے سمجھانے پر یوں پارس نے اپنی بیوی ہیلن کے پہلے شوہر مینلاؤس سے ٹکرانے کا عزم کر لیا تھا۔ اس موقع پر جب مینلاؤس اور پارس ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کے لیے

اپنی اپنے جنگی رتھ کو ایک دوسرے کے قریب لا رہے تھے، ٹرائے شہر کی فصیل پر ٹرائے کا بادشاہ پریام اس کی بیوی ہکوبیہ اور پارس کی بہنوں کے علاوہ ہیلن بھی ٹرائے شہر کی فصیل پر موجود تھی۔ شہر کی فصیل سے چونکہ جنگ کا منظر صاف طور پر دکھائی دے رہا تھا، لہٰذا ہیلن ٹرائے کے بادشاہ پریام کو ان یونانی سرداروں کے نام لے لے کر ان سے متعلق بتا رہی تھی جو جنگ میں حصہ لے رہے تھے ایسا کرتے کرتے ہیلن اچانک اداس ہو گئی تھی کہ اس نے دیکھا کہ اس کے دونوں عزیز بھائی جن کے نام کاسٹر اور پولوکس تھے وہ بھی جنگ میں حصہ لینے کے لیے یونانیوں کی اگلی صفوں میں کھڑے تھے۔ پریام کو تفصیل بتاتے بتاتے ہیلن اچانک خاموش ہو گئی تھی کیونکہ اس نے دیکھا کہ پارس اور مینلاؤس یعنی اس کا موجودہ اور سابقہ شوہر دونوں ایک دوسرے سے ٹکرانے والے تھے: وہ ٹرائے کا بادشاہ پریام شاید اپنے بیٹے پارس کو دشمن سے ٹکراتے ہوئے نہ دیکھنا چاہتا تھا۔ لہٰذا وہ شہر کی فصیل سے اٹھ کر واپس شہر میں اپنے محل کی طرف چلا گیا تھا جبکہ ہیلن پارس کی ماں اور اس کی بہنوں اور دیگر سہیلیوں کے ساتھ وہیں بیٹھ کر جنگ کا نظارہ کرنے لگی تھیں۔

آخر پارس اور مینلاؤس آپس میں ٹکرائے پہلے مینلاؤس نے اپنا نیزہ بلند کیا اور تاک کر پارس کو مارا مینلاؤس کا بھاری چمکتا ہوا نیزہ پارس نے اپنی ڈھال پر روکا تھا لیکن نیزہ ایسا بھاری اور ایسی قوت سے پھینکا گیا تھا کہ ڈھال سے پھسلتا ہوا وہ نیزہ پارس کے شانے کو زخمی کرتا ہوا وہ آگے نکل گیا تھا۔ پارس کے محافظوں نے جب دیکھا کہ مینلاؤس کا پھینکا ہوا نیزہ پارس کو زخمی کرتا ہوا نکل گیا ہے تو اس نے اپنی تلوار سنبھالی اس موقع پر پارس اپنے جنگی رتھ کو مینلاؤس کے قریب لایا اور اس کے محافظ نے مینلاؤس پر اپنی تلوار سے حملہ کر دیا۔ مینلاؤس نے جلدی جلدی ایک دوسرے نیزے پر اس کے محافظ کا وار روکا لیکن مینلاؤس کا نیزہ کٹ گیا اور پارس کے محافظ کی تلوار کی نوک مینلاؤس کو معمولی زخمی کرتی چلی گئی تھی لیکن جلد ہی مینلاؤس نے اپنی تلوار اور ڈھال سنبھال کر اپنا دفاع کر لیا تھا اس موقع پر پارس اپنے جنگی رتھ کو حرکت میں لایا اور وہ اپنے جنگی رتھ کو بھگاتا ہوا واپس چلا گیا تھا۔

پارس کے واپس جانے کے بعد اس کا بھائی ہیکٹر اپنے جنگی رتھ کو دوڑاتا ہوا میدان میں اترا۔ وہ اس وقت اپنے بہترین جنگی لباس میں تھا۔ میدان کے وسط میں آکر اور یونانیوں کی طرف منہ کر کے اس نے اپنا بھاری بھرکم نیزہ فضا میں بلند کیا۔ اور یونانیوں کو مقابلے کے لیے للکارا یونانی جانتے تھے کہ ہیکٹر بہترین اور لاجواب جنگجو ہے بلکہ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ ہیکٹر طاقت اور قوت میں بھی بے مثال ہے لہٰذا وہ یہ فیصلہ نہیں کر پا رہے تھے کہ کون سا یونانی سالار ہیکٹر کے مقابلے پر جائے۔ آخر یونان کے بہترین نو جنگجو سرداروں کے نام لیے گئے اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ ان نو ناموں پر قرعہ اندازی کی جائے گی اور جس کا نام قرعہ اندازی میں نکلے گا۔ وہی ہیکٹر کا مقابلہ کرے گا۔ آخر اس قرعہ اندازی میں یونانی سردار اجیکس کا نام نکلا یہ اجیکس اپنے جنگی رتھ کو بھگاتا ہوا اپنے لشکر سے نکلا اور ہیکٹر سے مقابلے کے لیے آیا دونوں ایک دوسرے کے خلاف کافی دیر تک مختلف قسم کے ہتھیاروں سے لڑتے رہے۔ آخر شام ہو گئی اور یہ مقابلہ اگلے روز کے لیے ختم کرانا پڑا۔

دوسرے روز ہیکٹر اور اجیکس کا پھر مقابلہ شروع ہوا۔ لیکن یہ مقابلہ بھی کسی کی ہار جیت کے بغیر ہی ختم ہوا۔ اور اس کے بعد دونوں لشکروں کے درمیان عام جنگ چھڑ گئی تھی یہ جنگ ایسی خوفناک تھی کہ جن دو دریاؤں کے کنارے یہ جنگ ہو رہی تھی وہ دونوں دریا خون آلود ہو کر رہ گئے تھے اور اس عام جنگ میں طرفین کے بے شمار آدمی کام آئے اس کے علاوہ یونانیوں کی طرف سے اگانن اور دوسرے کئی سردار بھی زخمی ہوئے جب کہ ٹروجنیوں کی طرف سے پارس اور اس کے بھائی بھی اس جنگ میں کافی حد تک زخمی ہوئے۔ اگلے روز ہیکٹر اور یونانی شہزادے ایکلیس کے درمیان مقابلہ ہوا۔ اس مقابلے میں ایکلیس نے ہیکٹر کو قتل کر دیا اور جب اس انفرادی مقابلے کے بعد عام جنگ شروع ہوئی تو اس عام جنگ میں نہ صرف یہ کہ ایکلیس بھی مارا گیا بلکہ اجیکس بھی اس جنگ میں کام آیا جس کا مقابلہ اس سے پہلے ہیکٹر کے ساتھ برابر رہا تھا۔ اس دوران مصر سے ٹرائے کے بادشاہ پریام کا ایک بھتیجا اس کے لیے کمک بھی لے کر پہنچ گیا۔ اس طرح ٹروجنیوں کی حالت یونانیوں کے مقابلے میں پہلے سے بہتر اور اچھی ہو گئی تھی۔

یونانی سورما یولیسیز ایک روز اپنے خیمے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ یوناف اس کے خیمے میں داخل ہوا۔ یولیسیز اٹھ کھڑا ہوا اور آگے بڑھ کر یوناف سے مصافحہ کیا۔ یوناف اس کے سامنے بیٹھ گیا اور یولیسیز کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ یولیسیز آج میں تم سے ایک اہم موضوع پر بات کرنے کے لیے آیا ہوں۔ اس پر یولیسیز نے غور سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے یوناف میں جانتا ہوں کہ تم ایک غیر معمولی اور ایک عظیم نوجوان ہو۔ میں جانتا ہوں کہ جو کچھ بھی تم کہو گے ہماری بہتری ہی کے لیے کہو گے، لہذا تم کہو کیا کہنا چاہتے ہو میں تمہاری بات کو غور اور توجہ سے سنوں گا۔

اس پر یوناف سنبھل کر بیٹھا پھر اس نے کہنا شروع کیا۔ اے یولیسیز تم جانتے ہو کہ یونانی اور ٹروجینوں کے درمیان یہ جنگ گزشتہ دس سال سے جاری ہے اور ابھی تک اس جنگ کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا اور جو حالات مجھے سامنے دکھائی دیتے ہیں اُن حالات کے مطابق جلد ہی کوئی فیصلہ ہونے کا امکان بھی نہیں ہے لہذا اس جنگ کو ختم کرنے کے لیے اور اس جنگ میں یونانیوں کو فتح مند اور کامیاب بنانے کے لیے میں نے ایک طریقہ کار سوچا ہے اپنی یہ تجویز میں نے ابھی تک کسی سے نہیں کہی۔

اے یولیسیز تم پہلے آدمی ہو گے جس کے سامنے میں اپنا یہ طریقہ کار کہوں گا کیونکہ اس لشکر میں میرا سب سے بہترین دوست اکیلیس تھا۔ اب جبکہ وہ مارا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اکیلیس کے بعد یونانی لشکر میں اب تم ہی ایسے جوان ہو جو نہ صرف قابل اعتماد اور قابل بھروسہ ہو بلکہ بد سے بدترین حالات میں بھی حوصلہ اور جرأت مندی سے کام لے کر دشمن کا مقابلہ کر سکتے ہو لہذا میں تمہارے سامنے وہ تجویز پیش کرتا ہوں جسے استعمال کر کے یونانی ٹروجینوں کے مقابلے میں بڑی آسانی کے ساتھ فتح اور کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

یولیسیز نے بڑی بے چینی سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے یوناف وہ کون سی ترکیب ہے جسے استعمال کر کے یونانی ٹروجینوں کے مقابلے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ یولیسیز کے اس استفسار کے جواب میں یوناف پھر کہہ رہا تھا۔

اے یولیسیز جس ترکیب کو استعمال کر کے یونانی فتح مند ہو سکتے ہیں وہ میں تم سے کہتا ہوں لہذا میری اس تجویز کو غور سے سننا۔ سنو یولیسیز جو یونانی لشکر کے اندر جو صناع اور کاریگر ہیں۔ ان کی مدد سے لکڑی کا ایک بہت بڑا گھوڑا بنایا جائے۔ یہ گھوڑا اندر سے کھوکھلا ہو اور اس میں داخل ہونے کے لیے اس کے پیٹ کے قریب چھوٹا سا ایک راستہ رکھا جائے جس میں ایک جوان آسانی سے اندر داخل ہو سکے اور اس کھوکھلے گھوڑے کے اندر کم از کم بارہ جوانوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا جائے اور نیچے والا جو اس کا راستہ ہو گا۔ وہاں ایک چھوٹا سا سوراخ بھی رکھا جائے جو بوقت ضرورت بند کرنے کے علاوہ کھول لیا جائے۔ یولیسیز نے فوراً یوناف کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

اے یوناف ایسا گھوڑا تعمیر کرنے کا کیا فائدہ اور اس گھوڑے کو استعمال کر کے یونانی کس طرح ٹروجینوں کے مقابلے میں کامیابی اور فتح مندی حاصل کر سکیں گے۔

یوناف نے پھر بولتے ہوئے کہا اے یولیسیز میں نے ابھی اپنی گفتگو ختم نہیں کی میرا سلسلہ کلام ابھی جاری ہے لہذا تم بیچ میں نہ بولو پہلے مجھے اپنی بات ختم کر لینے دو۔ اس کے بعد اگر تمہیں کوئی اعتراض ہو تو پھر کہنا۔ ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ لکڑی کا ایک بہت بڑا گھوڑا تیار کیا جائے جس کے اندر خلا ہو جس میں کم از کم بارہ جوانوں کے بیٹھنے کی جگہ ہو یہ گھوڑا خفیہ طور پر چٹانوں کی اوٹ میں رہ کر تعمیر کیا جائے۔ اس گھوڑے کے نیچے چار پہیے لگائے جائیں تاکہ یہ اس کو آسانی ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جائے۔ اور سنو یولیسیز جب یہ گھوڑا تیار ہو جائے تو اس کے اندر بارہ جوان بیٹھ جائیں۔ ان بارہ جوانوں میں میں اور تم بھی شامل ہوں گے پھر اس گھوڑے کو یونانی لشکری دھکیل کر میدان جنگ کے وسط میں کھڑا کر دیں اور پھر اسی رات یونانی لشکر اپنا یہ پڑاؤ ختم کر کے بحری جہازوں میں سوار ہو جائیں اور یہاں سے پانچ میل دور جزیرہ تندوس کی طرف ان جہازوں کو لے جایا جائے اور اے یولیسیز تم جانتے ہو کہ اس تندوس نام کے جزیرے کے ساحل پر بڑے گھنے اور بلند درخت ہیں۔ بس ان درختوں کی اوٹ میں یونانی بحری بیڑوں کو کھڑا کر دیا جائے۔

اے یولیسیز اگلے روز جب صبح ہو گی اور ٹروجن دیکھیں گے کہ یونانی لشکر اپنا پڑاؤ ختم کر کے یہاں سے جا چکا ہے۔ اور چونکہ یونانی بحری بیڑے یہاں سے دور درختوں کی اوٹ میں ہوں گے لہذا وہ انہیں دکھائی نہیں دیں گے۔ اس بنا پر انہیں یقین ہو جائے گا کہ یونانی لشکر ناکام ہو کر واپس چلا گیا ہے پھر جب وہ شہر سے باہر نکلیں گے تو اس عجیب غریب اور خوبصورت گھوڑے کو دیکھ کر وہ بڑے متاثر ہوں گے کہ یونانی چلے گئے ہیں

تو یونانی کی واپسی اپنی فتح پر محمول کریں گے لہذا اس گھوڑے کو یونانیوں کی ایک قیمتی شے سمجھ کر وہ ٹرائے شہر میں لے جائیں گے تاکہ اس گھوڑے کو ٹرائے شہر کے وسط میں یونانیوں کے خلاف فتح کی نشانی کے طور پر رکھا جائے بس اے پولیسیز جب اس گھوڑے کو دھکیل کر شہر کے اندر لے جایا جائے گا تو میں تم اور ہمارے ساتھ دوسرے دس جنگجو جوان ہوں گے اس طرح وہ بھی شہر کے اندر پہنچ جائیں گے۔ جب دوسری رات آئے گی تو یونانی بحری بیڑا جزیرہ تندوس کی گھات سے نکل کر پھر اپنی اس پرانی جگہ پر آ کر لنگر انداز ہو جائے گا اور یونانی لشکری شہر کے جنوبی دروازوں سے ہٹ کر زمین پر لیٹ جائیں گے۔ اہل ٹرائے کو اس کی خبر نہیں ہو گی اس لیے کہ میرے خیال میں اس رات ٹرائے کے لوگ فتح کا جشن منائیں گے، خوب شراب پئیں گے اور شراب نوشی میں انہیں کچھ خبر نہ ہو گی۔ لہذا یونانی لشکری شہر کے جنوبی دروازے کے قریب آ کر زمین پر لیٹ جائیں گے اور پھر جب رات گہری ہو جائے گی اور ٹرائے کے لوگ گہری نیند سو جائیں گے تو پھر میں تم اور ہمارے ساتھ جو بارہ جوان ہوں گے وہ اس گھوڑے کے پیٹ والے راستے سے باہر نکلیں گے۔ فصیل پر چڑھنے کے بعد جلتی ہوئی مشعل کا اپنے لشکریوں کو ایک اشارہ دیں گے اور اس کے ساتھ ہی شہر کا جنوبی دروازہ بھی ہم بارہ کے بارہ مل کر کھول دیں گے۔ شہر کا دروازہ کھلتے ہی یونانی لشکر شہر میں داخل ہو کر ٹروجینوں پر حملہ آور ہو جائے گا۔ اور ایک بار جب یونانی لشکر شہر میں داخل ہو گیا تو پھر سمجھو کہ یونانیوں کی فتح اور ٹروجینوں کی شکست پر ہی اس معاملے کا انجام ہو گا۔

یوناف نے جب اپنی گفتگو ختم کی تو پولیسیز نے توصیفی انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے یوناف میرے بھائی جو تجویز تم نے کہی ہے بے لاجواب اور قابل عمل ہے ایسا گھوڑا تیار کر کے اور اپنے بحری بیڑے کے ساتھ جزیرہ تندوس کی طرف عارضی طور پر جا کر ہم یقیناً ٹروجینوں پر شاندار فتح حاصل کر سکتے ہیں۔ اے میرے بھائی یہ تجویز سارے یونانیوں کے سامنے پیش کی جانی چاہیئے اور پھر آج سے ہی اس گھوڑے کی تیاری کا کام شروع ہو جانا چاہیئے۔ ایسا کرو تم یہیں میرے خیمے میں ہی بیٹھو میں اپنے کچھ لشکریوں کو بھیجتا ہوں۔ اور وہ سارے یونانی سالاروں اور سرداروں

کو بلا کر میرے خیمے میں لاتے ہیں۔ پھر ان سارے سرداروں کے سامنے تمہاری تجویز پیش کرتے ہیں۔ میرے خیال میں سارے ہی سردار اور سالار اس تجویز پر عمل پیرا ہونے کی حامی بھریں گے اور جب ایسا ہو جائے گا۔ تو مجھے امید ہے کہ ہم بڑی آسانی کے ساتھ بغیر کسی جنگ کے شہر میں داخل ہو جائیں گے اور جس رات ہم شہر میں داخل ہوں گے وہ رات ٹروجینوں کے لیے ان کی آخری رات ہو گی اس کے ساتھ پولیسیز اٹھ کر اپنے خیمے سے باہر چلا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد سارے یونانی سردار جن میں مینلاوس اور اس کا بڑا بھائی اگامنن بھی شامل تھے۔ پولیسیز کے خیمے میں جمع ہو گئے پھر پولیسیز نے اُن کے سامنے گھوڑا تیار کرنے کی وہ تجویز پیش کی جو یوناف نے اس سے کہی تھی۔ یہ تجویز سن کر سارے یونانی سردار بے حد خوش ہوئے اور سب نے اس پر زور دیا کہ اسی روز گھوڑے کی تیاری کا کام شروع کر دیا جائے۔ پس مینلاوس اور اگامنن کے حکم سے لشکر میں شامل سارے کاریگروں اور مستریوں کو چٹانوں کی اوٹ میں جمع کیا گیا۔ قریبی درختوں سے لکڑی کاٹ کر انہیں مہیا کی گئی اور اس طرح بلند چٹانوں کی اوٹ میں رہ کر یوناف کے تجویز کردہ گھوڑے کی تیاری کا کام شروع ہو گیا تھا۔

O

ایک روز عارب بیوسا اور نبیطہ ٹرائے شہر کی بندرگاہ پر نمودار ہوئے۔ عارب نے دیکھا اس سے کچھ ہی فاصلے پر اردیم نام کا وہ بوڑھا داستان گو ایک خالی کشتی کی طرف جا رہا تھا۔ یہ وہی اردیم تھا جس نے عارب کو ہرقلیس سے متعلق تفصیل بتائی تھی۔ اردیم کو دیکھتے ہی عارب بلند آواز میں پکارا اردیم اردیم رک جاؤ۔ میں عارب ہوں۔ بوڑھے داستان گو اردیم نے مڑ کر عارب کو دیکھا تو وہ اپنی جگہ پر رک گیا۔ عارب بیوسا اور نبیطہ تینوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اس کے قریب آئے پھر عارب نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے بوڑھے اردیم شہزادہ پارس کے ساتھ یونان کی طرف جاتے ہوئے راستے میں اس کے جہاز میں تم نے مجھے ہرقلیس کی پانچ مہموں کے متعلق تفصیل بتائی تھی اور اس کی باقی مہموں کے متعلق تم نے بعد میں مجھے بتانے کے لیے کہا تھا۔ لیکن ایسا ہوا کہ میرے ذہن سے بھی یہ بات نکل گئی اور بعد میں میں بھی تم سے یہ تقاضا نہ کر سکا کہ مجھے ہرقلیس کی باقی مہموں کے متعلق بھی تفصیل سے بتاؤ۔

تو اے آردیم ہم تینوں بہن بھائی کا آج کا دن ٹرائے شہر میں آخری دن ہے ہم تینوں تھوڑی دیر تک یہاں سے کوچ ہی کرنے والے تھے کہ میری نگاہ اچانک تم پر پڑ گئی لہذا میں نے تمہیں آواز دے کر روک لیا۔ اے آردیم اس موقع پر میں تم سے گزارش کروں گا کہ قبل اس کے کہ ہم تینوں بہن بھائی ٹرائے شہر سے رخصت ہو جائیں۔ تم ہمیں ہرقلیس کی باقی مہموں کے متعلق بھی تفصیل کے ساتھ بتا دو۔ عارب کی یہ گفتگو سن کر بوڑھے آردیم کے چہرے پر ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر اس نے عارب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تم تینوں بہن بھائی میرے ساتھ وہ سامنے والی خالی کشتی میں آؤ۔ اور اس کشتی میں بیٹھ کر میں تمہیں ہرقلیس کے باقی حالات بھی سناتا ہوں۔ عارب بیوسا اور ابنیطہ چپ چاپ بوڑھے آردیم کے ساتھ ہو لیے پھر وہ چاروں اس خالی کشتی میں بیٹھ گئے جس کی طرف آردیم نے اشارہ کیا تھا۔ اس کے بعد آردیم نے ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے میرے تینوں عزیزو اس سے پہلے میں تمہیں ہرقلیس کی پانچ مہموں کے متعلق تفصیل سے بتا چکا ہوں۔ اب میں تمہیں ہرقلیس کی باقی مہموں کے متعلق بتاؤں گا۔ ہرقلیس کی چھٹی مہم جو اسے ڈلفی مندر کی طرف سے سونپی گئی وہ یہ تھی کہ ہرقلیس کو جھیل سٹافلیز کے کنارے ان شکاری پرندوں کا خاتمہ کرنا تھا جو اکا دکا مسافروں پر حملہ آور ہو کر اس کا خاتمہ کر دیا کرتے تھے۔ پس ہرقلیس اپنی اس چھٹی مہم پر روانہ ہوا یہ آدم خور پرندے چونکہ جھیل سٹافلیز کے کنارے درختوں کے گہرے جھنڈ اور بلند خاردار جھاڑیوں کے اندر رہتے تھے لہذا انہیں تلاش کرنا ناممکن نہیں تو مشکل کام ضرور تھا۔ جھیل سٹافلیز کے کنارے پہنچ کر ہرقلیس ایک بستی میں داخل ہوا اس نے چند روز اس بستی کی سرائے میں گزارے اس دوران وہ اس سوچ بچار میں غرق رہا کہ اسے ان آدم خور پرندوں کا کیسے اور کس طرح شکار کرنا چاہیے آخر اس سرائے میں قیام کے دوران ہرقلیس کے ذہن میں ایک بات آئی، وہ بستی کے آہن گر کے پاس گیا۔ اسے کچھ رقم دے کر اس نے اسے پیتل کے دو بڑے بڑے ایسے تھال تیار کرنے کا حکم دیا۔ جن کی شکل و صورت ڈھال جیسی ہو اور جنہیں پکڑنے کے لیے ان کی پشت پر دستیاں لگی ہوں۔ اور یہ کہ ان دونوں تھالوں کو جب آپس میں ٹکرایا جائے تو اس ٹکراؤ سے زوردار آوازیں پیدا ہوں۔

وہ آہن گر ہرقلیس کی بات کو سمجھ گیا لہذا اس نے ڈھال نما پیتل کے دو بڑے بڑے تھال ہرقلیس کے لیے تیار کر دیئے اور ان تھالوں کی پشت پر پکڑنے کے لیے دستیاں بھی لگا دی تھیں۔ پس یہ دونوں تھال اپنے ہاتھوں میں ڈھالوں کی مانند تھام کر ہرقلیس اس جنگل میں داخل ہوا جس جنگل کے اندر وہ آدم خور پرندے رہتے تھے۔ جونہی ان پرندوں نے ہرقلیس کو دیکھا انہوں نے اس پر جھپٹنا شروع کر دیا۔ لیکن ہرقلیس نے اپنے سر پر ان دونوں تھالوں کو آپس میں ٹکرا ٹکرا کر زور زور سے خوفناک اور بھیانک آوازیں پیدا کرنا شروع کر دی تھیں۔

ان تھالوں کے ٹکرانے سے جنگل کے اندر ایک گہری گونج دار بازگشت کے ساتھ ایسی آوازیں پیدا ہوئی تھیں کہ وہاں رہنے والے سارے پرندے خوف اور ڈر کے مارے درختوں یا قریبی ٹیلوں پر بیٹھنے کے لیے ہوا میں اڑنے لگے ہرقلیس حرکت میں آیا۔ اور اپنے زہریلے تیر ان پر برسا کر اس نے ان میں سے اکثر کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اور جو چند پرندے بچ گئے تھے وہ تھال بجنے کی آوازوں سے ایسے خوف زدہ ہوئے کہ وہ کسی اور ہی سرزمین کی طرف چلے گئے۔ اور دوبارہ مڑ کر وہ جھیل سٹافلیز کی طرف نہیں آئے اس طرح ہرقلیس نے اپنی بڑی کامیابی کے ساتھ اپنی چھٹی مہم کو بھی سر کر لیا تھا۔

○

ہرقلیس کی ساتویں مہم میں ڈلفی مندر کے بڑے پجاری کی طرف سے ہرقلیس کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ جزیرہ کریٹ میں جائے اور وہاں پر آزادی سے گھومنے والے اس سانڈھ کو زیر کر کے یونان میں لائے جو جزیرہ کریٹ کے بادشاہ مینال نے پال رکھا تھا یہ سانڈھ جزیرہ کریٹ کے بادشاہ نے پالا ہوا تھا۔ یہ ایک عظیم الجثہ سانڈھ تھا۔ اور اس سے متعلق کریٹ کے بادشاہ کا ایک اعلان تھا کہ جو اس سانڈھ کو اپنے سامنے زیر کر کے اس پر سوار ہو گا، بادشاہ نہ صرف یہ کہ اس سے اپنی بیٹی کی شادی کر دے گا۔ بلکہ اسے بہت زیادہ انعام و اکرام سے بھی نوازے گا لیکن ابھی تک کوئی بھی جوان اس آوارہ سانڈھ کو زیر کرنے میں کامیاب نہ ہوا تھا۔ یہ سانڈھ جزیرہ کریٹ کی چراگاہوں اور فصلوں کے اندر آزادی سے کھاتا پیتا اور گھومتا رہتا تھا اور جہاں کہیں بھی یہ لوگوں کو دکھائی دیتا۔ لوگ اس

سے بچنے کے لیے اور اس سے جان بچانے کے لیے اپنے گھروں کو بھاگ کر اپنے گھروں کے دروازے بند کر لیتے تھے۔

اس سانڈھ کو اپنے سامنے زیر کرنے کے لیے اور اس پر سوار ہو کر اُسے یونان میں لانے کے لیے ہرقلیس جزیرہ کریٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ جزیرہ کریٹ میں ہرقلیس کی اس سانڈھ کے ساتھ زور آزمائی ہوئی اور ہرقلیس نے اس سانڈھ کو اپنے سامنے زیر کر لیا۔ پھر ہرقلیس اس سانڈھ پر سوار ہوا۔ اور جزیرہ کریٹ اور یونان کے درمیان پڑنے والی خلیج کو اس بیل پر سوار ہو کر اس نے عبور کیا اور اس جنگلی سانڈھ کو اس نے ڈلفی مندر کے پجاریوں کے سامنے پیش کیا بعد میں اس سانڈھ کا خاتمہ کر دیا گیا تھا تاکہ یہ لوگوں کے لیے خطرناک ثابت نہ ہو لہٰذا ہرقلیس کی ساتویں مہم ختم ہوئی۔

○

ہرقلیس کو آٹھویں مہم یہ سونپی گئی کہ اسے جزیرہ تھریس کے ایک رئیس دوبدلیس کی گھوڑیوں کو زیر کر کے یونان میں لانا تھا۔ یہ گھوڑیاں تھریس کے رئیس دوبدلیس نے اس طرح پال رکھی تھیں کہ وہ انہیں انسانی گوشت کھلاتا تھا اور اس طرح یہ گھوڑیاں آدم خور ہو کر انتہائی خون خوار کیفیت اختیار کر گئیں تھیں۔ ان آدم خور گھوڑیوں کو اپنے سامنے زیر کرنے کے لیے ہرقلیس جزیرہ تھریس میں داخل ہوا سب سے پہلے دوبدلیس کے رئیس کے پاس آیا جس نے انسانی گوشت سے یہ گھوڑیاں پال رکھی تھیں۔ سب سے پہلے اس نے اس دوبدلیس کو قتل کر دیا پھر اس کی گھوڑیاں جو ایک احاطے میں بند تھیں اور جنہیں انسانی گوشت مہیا کیا جاتا تھا اور ان میں سے کوئی گھوڑی اس احاطے سے باہر نکلتی تھی تو تباہی اور بربادی پھیلا دیتی تھی پس اُس دوبدلیس کو قتل کرنے کے بعد ہرقلیس نے اس کی لاش کے ٹکڑے کیے اور ان ٹکڑوں کو اس احاطہ کے اندر اُن کے سامنے ڈال دیا اور جس وقت وہ گھوڑیاں دوبدلیس کی لاش کو کھا رہی تھیں، اُس وقت کمال چابکدستی سے ہرقلیس نے اُن گھوڑیوں کو رسیوں میں جکڑ لیا اور جب وہ دوبدلیس کی لاش کو ختم کر چکیں تو رسیوں میں جکڑی ہوئی اُن گھوڑیوں کو ہرقلیس چابک مار مار کر احاطے سے باہر لایا اور اس طرح انہیں اپنے آگے آگے ہانکتا ہوا وہ یونان میں داخل ہوا تھا۔ یونان میں ان گھوڑیوں کی از سر نو تربیت کی گئی اور انہیں انسانی

گوشت کے بجائے انہیں چارہ مہیا کیا گیا اس طرح کچھ عرصہ بعد یہ گھوڑیاں بے ضرر ہو گئیں تھیں اور انسانی گوشت کے بجائے چارہ کھانے کی عادی ہو گئیں تھیں۔

ہرقلیس کی نویں مہم ایشیا کے دور دراز علاقوں میں تھی جہاں کی ملکہ جس کا نام ہاپولیٹ تھا۔ ایک سونے کی پیٹی تیار کر رکھی تھی اور اس پیٹی میں انتہائی قیمتی ہیرے اور جواہرات اس نے جڑ رکھے تھے۔ اس کے علاوہ اس نے کچھ جنگجو جوان پال رکھے تھے۔ اور اس نے اعلان کر رکھا تھا کہ جو جنگجو جوان اس نے پال رکھے ہیں اگر کوئی جوان اُن میں سے کسی ایک کو بھی ہرا دے تو وہ سونے اور ہیروں سے جڑی ہوئی پیٹی اس جوان کو انعام میں دی جائے گی۔ پس ڈلفی مندر کے پجاریوں نے ہرقلیس کو حکم دیا کہ وہ ایشیا کے دور دراز علاقوں کا سفر کرے اور ہاپولیٹ نام کی اس ملکہ سے اس ہیرے جڑی ہوئی سونے کی پیٹی کو حاصل کرے اور یہ پیٹی یونان کے سورما یورتھین کی بیٹی کے حوالے کر دی جائے۔ پس اپنی اس نویں مہم پر ہرقلیس یونان سے ایشیا کے دور دراز علاقوں کی طرف روانہ ہوا۔

پس ہرقلیس ہاپولیٹ ملکہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے پالے ہوئے سورماؤں سے اس نے مقابلہ کرنے کا عزم ظاہر کیا۔ پس اُس ملکہ نے ہرقلیس کے مقابلے کا انتظام کیا۔ باری باری ہرقلیس نے اس ملکہ کے تمام سورماؤں کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر کے رکھ دیا تھا۔ اس طرح مقابلہ جیتنے پر وہ سونے کے ہیرے جڑی پیٹی ملکہ نے ہرقلیس کے حوالے کر دی تھی۔ اس پیٹی کو حاصل کرنے کے بعد ایشیا سے یونان کی طرف آتے ہوئے ہرقلیس ٹرائے شہر میں داخل ہوا تھا اور یہاں اس نے موجودہ بادشاہ پریام کے باپ لامیدن کی بیٹی کو سمندری عفریت سے بچایا تھا۔ جواب میں اس لامیدن نے اس ہرقلیس سے دھوکہ دہی کی جس کے جواب میں ہرقلیس یونان چلا گیا اور پھر دوبارہ اس ٹرائے شہر میں آیا۔ یہاں پر اس نے لامیدن کو قتل کر دیا اور اس کی جگہ موجودہ بادشاہ پریام کو ٹرائے شہر کا بادشاہ بنایا اور پریام بادشاہ کی بہن حیسوئین کو اپنے ساتھ یونان لے گیا تھا اور اسی کے ساتھ اس نے شادی کر لی تھی، بہرحال ملکہ ہاپولیٹ سے اس کی سونے اور ہیرے جڑی پیٹی جیتنے کے بعد ہرقلیس ٹرائے شہر سے ہوتا ہوا یونان میں داخل ہوا اور وہ پیٹی اس نے ڈلفی مندر کے بڑے

پجاری کے حوالے کی۔ اس طرح وہ بیٹی یورتھین کی حسین و جمیل بیٹی کے حوالے کر دی تھی جو اس بیٹی کو حاصل کرنے کی خواہش مند تھی۔ اس طرح ہرقلیس کی نویں مہم بھی ختم ہوئی۔

ڈلفی مندر کے پجاریوں کی طرف سے ہرقلیس کو جو دسویں مہم سونپی گئی وہ یہ تھی کہ ہرقلیس مغربی سمندروں کے جزیرہ ارتھیا کی طرف جائے اور وہاں سے سُرخ مویشیوں کا وہ ریوڑ اپنے ساتھ یونان لائے جو ایک انتہائی طاقت ور شخص کی ملکیت تھا اور جس شخص کا وہ ریوڑ تھا اس کا نام جاریان تھا۔ اور اس جاریان نے ایک نہایت خون خوار کتا بھی پال رکھا تھا اس کتے کا نام اس نے آرتھروس رکھا تھا۔ اور آرتھروس نام کا یہ کتا نہ صرف یہ کہ انسانوں سے اس سُرخ مویشیوں کی حفاظت کرتا تھا بلکہ جنگلی درندوں سے لڑ کر بھی وہ اس ریوڑ کے جانوروں کی کمال حفاظت کا سامان فراہم کرتا تھا۔ پس ڈلفی مندر کے حکم مطابق ہرقلیس جزیرہ ارتھیا کی طرف گیا وہاں اس نے دیکھا کہ ایک سُرخ جانوروں کا بہت بڑا ریوڑ تھا۔ جو جنگل کے اندر چر رہا تھا اس ریوڑ کا مالک جس کا نام جاریان تھا۔ وہ اپنے ریوڑ کے قریب ہی ایک بلند ٹیلے کے اوپر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے قریب ہی اس کا آرتھروس نام کا خون خوار کتا بھی وہاں بیٹھا سُرخ مویشیوں کے ریوڑ پہ نگاہ رکھے ہوئے تھا۔

پس ہرقلیس اس ریوڑ کو حاصل کرنے کے لیے اس ریوڑ کے جونہی قریب گیا، تو وہ کتا بھی کسی خون خوار درندے کی طرح ہرقلیس کی طرف لپکا وہ چاہتا تھا کہ ہرقلیس کو آگے بڑھ کر چیر پھاڑ کر رکھ دے۔ ہرقلیس نے اپنی بغل کے نیچے سے ٹاٹ کا ایک بوریا نکالا اور جونہی وہ کتا چھلانگ لگا کر ہرقلیس پر حملہ آور ہوا ہرقلیس نے اپنے سامنے وہ ٹاٹ کا بوریا کر لیا۔ اور وہ کتا ٹاٹ کے اس بوریے میں آن گرا پس ہرقلیس نے اس بوریے کا منہ بند کر لیا اور پھر اس بوریے کو اس نے زور زور سے زمین پہ پٹخ پٹخ کر کتے کا خاتمہ کر دیا یوں کتے کا کام تمام کرنے کے بعد ہرقلیس اس کے مالک جاریان کی طرف بڑھا۔ اُس جنگل کے اندر ہرقلیس اور جاریان کا مقابلہ ہوا اس جاریان کو ہرقلیس نے اپنے سامنے زیر کر دیا اور سُرخ مویشیوں کے اس ریوڑ کو لے کر ہرقلیس یونان میں داخل ہو گیا تھا اس طرح اس نے بڑی کامیابی کے ساتھ اپنی دسویں مہم بھی سر کر لی تھی۔

آردیم نام کا وہ داستان گو ہرقلیس کی دسویں مہم بتانے کے لیے تھوڑی دیر رُکا پھر عارب یوسا اور بنبطہ کی طرف دیکھتے ہوئے پھر وہ بولا۔ اور کہا اے میرے عزیزو! اپنی دسویں مہم کو مکمل کرنے کے بعد ہرقلیس کو یہ امید ہو گئی تھی کہ اب وہ آزاد ہے اور ڈلفی مندر کے پجاری اُسے کسی آزمائش میں نہ ڈالیں گے اسی دوران ہرقلیس کی سوتیلی ماں حیرا ڈلفی مندر میں گئی اور مندر کے پجاریوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ تم نے ہرقلیس کے ذمے جو دس مہمیں لگائی تھیں اُن میں سے اس کی دوسری اور پانچویں مہم کو ختم کر دیا جائے اور اس کے بدلے اس سے دو اور مہمیں کرائی جائیں اس کے لیے حیرا نے یہ بہانہ تراشا تھا کہ اپنی دوسری مہم کو ہرقلیس نے اپنے بھتیجے کی مدد سے سر کیا تھا جب کہ اپنی پانچویں مہم میں اصطبل سے برسوں سے جمع ہونے والے گوڑے کرکٹ کو ہرقلیس نے قریبی دریا کا بہاؤ استعمال کر کے صاف کیا تھا لہٰذا حیرا نے یہ دعویٰ پیش کیا چونکہ یہ دونوں مہمیں ہرقلیس نے بذاتِ خود نہیں بلکہ دوسروں کی مدد سے مکمل کی تھیں۔ لہٰذا ان دو مہموں کو ختم کیا جائے اور ان دو مہموں کے بدلے ہرقلیس سے دو اور مہمیں مکمل کر کے اس کے دس کاموں کی تکمیل کر لی جائے۔

ہرقلیس کی سوتیلی ماں حیرا کی اس تجویز پر ڈلفی مندر کے پجاریوں نے ہرقلیس کی سر کی ہوئی دس مہموں میں سے اس کی دوسری اور پانچویں مہم کو ختم کر دیا اور اُس سے دو اور کام لینے کا عہد کر لیا۔ اس طرح ہرقلیس کو گیارہویں مہم سونپی گئی۔ اس گیارہویں مہم میں ہرقلیس سے یہ کہا گیا تھا کہ وہ یونان کے ڈلفی مندر کے لیے سونے کے ان تین سیبوں کو حاصل کرے جو مغربی سمندروں کے اندر ایک جزیرے میں پائے جاتے تھے۔ اس جزیرے میں ایک باغ تھا جو ایک عورت کی ملکیت تھا اور اس عورت نے اپنے اس باغ کی حفاظت کے لیے بڑے طاقتور اور خون خوار جوان کرائے پر لیے ہوئے تھے اور سیبوں کے اس باغ کے اندر اس نے ایک پودے کے ساتھ سونے کے تین سیب لگا رکھے تھے۔ اور ان سیبوں کو اپنے باغ میں لگا کر وہ عورت یہ ظاہر کرنا چاہتی تھی کہ اس کا باغ محفوظ ہے اور کوئی بھی اس کی اجازت کے بغیر داخل نہیں ہو سکتا ہے تو پھر وہ سونے کے ان تین سیبوں کو داخل ہو کر لے جائے۔ پس ڈلفی مندر سے اس جزیرے اور اس باغ کا پتہ حاصل کرنے کے بعد ہرقلیس اپنی اس مہم پر روانہ ہوا۔ وہ جزیرے میں داخل ہونے کے بعد اس باغ میں گیا اس نے دیکھا باغ کوئی اتنا بڑا نہ تھا

پر اس کے اردگرد کئی محافظ کڑی نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ ہرقلیس دائیں طرف سے اس باغ کی طرف گیا اور جب پہلا محافظ اس کی طرف لپکا ہرقلیس نے لمحوں کے اندر اس کا خاتمہ کر دیا۔ اور بھاگ کر اندر داخل ہو گیا قبل اس کے کہ بھاگ کر دوسری سمت والے محافظ ہرقلیس پر حملہ آور ہوتے ہرقلیس نے باغ میں داخل ہو کر سیبوں کے ایک پودے کے ساتھ لٹکتے ہوئے سونے کے تینوں سیب اتار لیے تھے اور جب وہ ایسا کر چکا تو باغ کی ملکہ نے اپنے دوسرے محافظوں کو ہرقلیس پر حملہ آور ہونے سے روک دیا پس وہ سونے کے تینوں سیب اس نے ہرقلیس کے حوالے کر دیئے تھے۔ اس طرح ہرقلیس سونے کے ان سیبوں کو لے کر واپس ڈلفی مندر میں آ گیا تھا۔ اور یوں اس نے اپنی گیارہویں مہم کی تکمیل کر دی تھی۔

اپنی بارہویں مہم میں ہرقلیس کو لیبیا کی طرف روانہ کیا گیا تھا۔ لیبیا کی سرزمین میں ایک ایسا پہلوان رہتا تھا جس کے قریب سے ایک شاہراہ گزرتی تھی اور جو بھی مسافر اس شاہراہ سے گزرتا وہ جنگجو اور خونخوار جوان اُسے کشتی کی دعوت دیتا۔ اور اس طرح ہر مسافر کو وہ کشتی میں پچھاڑ کر اس کا خاتمہ کر دیتا۔ پس ڈلفی مندر کے حکم پر ہرقلیس لیبیا کی طرف روانہ ہوا اور لیبیا کے صحراؤں میں گزرنے والی اس شاہراہ پر اس نے سفر کرنا شروع کیا جس شاہراہ کے کنارے وہ پہلوان رہتا تھا جب کہ وہ اس پہلوان کے قریب سے گزرنے لگا تو اس نے ہرقلیس کو کشتی کی دعوت دی۔ ہرقلیس نے اس کے اس چیلنج کو قبول کر لیا پس لیبیا کے اس صحرا میں ہرقلیس اور اس پہلوان کی کشتی ہوئی اور اس مقابلے میں ہرقلیس نے لمحوں کے اندر اس پہلوان کو زیر کر کے اس کا خاتمہ کر دیا تھا اور یوں ڈلفی مندر کی بارہویں مہم بھی ہرقلیس نے آسانی اور کامیابی کے ساتھ مکمل کر لی تھی۔ اس طرح ڈلفی مندر کی طرف سے سونپی جانے والی بارہ کی بارہ مہمیں ہرقلیس نے تکمیل تک پہنچا دی تھیں۔

اپنی ان بارہ مہموں سے فارغ ہونے کے بعد ہرقلیس نے آئبیریا کا رُخ کیا وہاں اس نے سمندر کے کنارے چند مینار تعمیر کیے جو ہرقلیس کے نام پر ہرقلیس کے مینار کہلاتے ہیں۔ ان میناروں کے قریب ہی اس نے ایک گنبد نما عمارت بھی تعمیر کی اور آئبیریا کے ساحروں اور طلسم گروں کے ساتھ مل کر اس نے اس گنبد کے اندر ایک طلسم رکھا اور اس گنبد نما عمارت کو آہنی کواڑوں اور چوکھٹ سے محفوظ کر کے اس گنبد میں فولادی قفل ڈال دیئے اور دوراندیشی اور احتیاط کے تحت اس نے یہ کام کیا کہ آئبیریا کے لوگوں کے نام

یہ پیغام لکھا کہ ہر نیا بادشاہ جو آئبیریا میں تخت نشین ہو وہ اپنے نام کا ایک قفل اس گنبد نما عمارت کے آہنی دروازے پر لگاتا رہے۔ اب جو کوئی بھی اس گنبد نما اور طلسم زدہ عمارت کے تالے کھول کر مخفیات گنبد کو جاننے یا کم از کم دریافت کرنے کی کوشش کرے گا وہ سخت مصائب اور آفات میں مبتلا ہو گا چنانچہ ہرکولیس کے زمانے سے لے کر اس وقت تک اس طلسمی گنبد کی حفاظت کرنے میں آئبیریا کے لوگ اور وہاں کی حکومت کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتی اور آج کبھی کسی کو اس طلسمی گنبد میں داخل نہیں ہونے دیا گیا۔ اگرچہ بعض بادشاہوں نے گنبد کے طلسم اور اسرار کو دریافت کرنے کی کوشش کی مگر ان کے اس ارادے کا انجام یا تو موت یا ناگہانی آفت ہوئی غرض ابھی تک کسی کو یہ مجال نہیں ہوئی کہ وہ دروازے سے آگے قدم رکھے لہٰذا آئبیریا کی سرزمین میں ہرکولیس کا ڈالا ہوا طلسم ابھی تک محفوظ اور ایک راز بنا ہوا ہے۔

اسپین میں اپنے کام سے فارغ ہونے کے بعد ہرکولیس جب یونان میں واپس آیا تو اسے خبر ہوئی کہ یونان کے ایک بادشاہ ایرؤتس نے ایک ایسی کمان بنائی ہے جس سے متعلق اس کا دعویٰ ہے کہ اس کمان سے صرف وہی نشانے پر تیر پھینک سکتا ہے۔ اور اس نے یہ بھی اعلان کیا تھا کہ جو کوئی بھی اس کمان سے تیر اپنے ہدف پر پھینکے گا۔ بادشاہ ایرؤتس اُس سے اپنی بیٹی ایلو کو بیاہ دے گا۔ یہ بادشاہ ایرؤتس بچپن میں ہرکولیس کو بھی تیراندازی سکھاتا رہا تھا۔ لہٰذا ہرکولیس ایرؤتس کے پاس آیا اور اس کے سامنے اعلان کیا کہ وہ اس کمان سے تیر اپنے ہدف پر پھینکے گا جو کمان اس نے بنائی ہے۔ پس ایرؤتس اس پر آمادہ ہوا اور اس نے جو کمان بنائی تھی وہ ہرکولیس کے حوالے کی اور اسے چند تیر بھی مہیا کیے۔ اس کمان سے کام لیتے ہوئے ہرکولیس نے تیر اپنے عین ہدف اور نشانے پر پھینکے تھے۔ ہرکولیس کی یہ کارکردگی دیکھ کر ایرؤتس خفا اور غضب ناک ہوا اور اس نے ہرکولیس کو اپنی ایلو کا رشتہ دینے کے بجائے اس سے ناراضگی کا اظہار کیا پس اس معاملے پر ایرؤتس اور ہرکولیس میں جھگڑا ہوا اور ہرکولیس ایرؤتس سے ناراض ہو کر چلا گیا۔

اس دوران بادشاہ ایرؤتس کے کچھ بیل چوری ہو گئے اور یہ بیل یونان کے مشہور چور آٹولکس نے چرائے تھے کیونکہ گذشتہ دنوں میں ایرؤتس اور ہرکولیس کے درمیان جھگڑا ہوا تھا لہٰذا ایرؤتس نے اپنے بیلوں کی چوری کا ذمہ دار ہرکولیس کو ٹھہرایا ہرکولیس اس الزام پر بڑا سیخ پا ہوا اور اس نے ایرؤتس کے بیٹے افیتوس کو قتل کر دیا۔ حالانکہ افیتوس ہرکولیس کے

بہترین دوستوں اور جانثاروں میں سے تھا۔ افیتوس کو قتل کرنے کے بعد ہرکولیس کو احساس ہوا کہ اس نے اپنے ہی ہاتھوں اپنے دوست کو قتل کر دیا ہے لہٰذا وہ بڑا مغموم اور افسردہ ہوا۔ اسی افسردگی میں وہ یونان سے نکل کر ایشیا کی طرف چلا گیا اور وہاں وہ لیڈیا کی ملکہ امفیل کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امفیل کے سامنے ہرکولیس نے اپنے آپ کو ایک غلام ظاہر کیا اور چند سکوں کے عوض اس نے اپنے آپ کو اس ملکہ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ کچھ عرصہ تک ملکہ کے غلام کی حیثیت سے ہرکولیس کام کرتا رہا۔ بعد میں ملکہ کو پتہ چل گیا کہ وہ دراصل یونان کا سورما ہرکولیس ہے۔ لہٰذا ملکہ نے اس سے شادی کر لی۔ اس طرح ہرکولیس لگاتار تین سال تک لیڈیا کی ملکہ امفیل کے ساتھ رہا۔ اس کے بعد اس نے یونان کا رخ کیا۔ یونان میں داخل ہونے کے بعد ہرکولیس نے یونان کے ایک بادشاہ اوئینس کی بیٹی دینا ریہ سے شادی کر لی اور ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے لگا۔ انہی دوران اس کا پھر ایریوٹس بادشاہ سے جھگڑا ہو گیا جس نے اسے اپنی بیٹی ایلو کا رشتہ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اس بار ہرکولیس نے اپنے ساتھ مشتعل جوانوں کو جمع کیا اور ایریوٹس بادشاہ پر حملہ آور ہو کر اس نے اسے قتل کر دیا اور اس کی بیٹی ایلو پر اس نے قبضہ کر لیا تھا۔ دوسری طرف ہرکولیس کی بیوی دینا ریہ کو جب خبر ہوئی کہ ایلو ہرکولیس کے قبضے میں آ گئی ہے اور وہ یہ بھی جانتی تھی کہ ایلو انتہا کی پرکشش اور خوبصورت ہے لہٰذا اس کے دل میں ایلو اور ہرکولیس کے لیے حسد اور رشک پیدا ہوا جس وقت ہرکولیس ایلو کے ساتھ ایک قربان گاہ کی عمارت میں رہ رہا تھا اس وقت ہرکولیس کی بیوی دینا ریہ نے ان دونوں کے خلاف ایک سازش کا اہتمام کیا اور وہ سازش اس نے کچھ یوں تیار کی کہ اس نے ہرکولیس کے لیے ایک قمیض سلوائی اور اس قمیض کو ایک انتہائی خطرناک زہر میں ڈبو کر اس نے قمیض کو خشک کر لیا تھا پھر اس نے ایک قاصد کے ذریعے وہ قمیض ہرکولیس کی طرف بھجوائی اور التجا کی کہ یہ قمیض اس نے بڑے پیار سے خود ہرکولیس کے لیے سی ہے لہٰذا وہ اسے پہنے۔

یہاں تک کہنے کے بعد آردیم نام کا وہ داستان گو تھوڑی دیر کے لیے رکا پھر دوبارہ اس نے عارب یوسا اور نبیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے میرے عزیزو! جب وہ دینا ریہ کی بھیجی ہوئی قمیض ہرکولیس کے پاس پہنچی تو ہرکولیس نے بغیر کسی شک و شبہ کے اسے پہن لیا۔ پھر وہ قمیض پہن کر جب وہ قربان گاہ کی آگ کے پاس گیا اور آگ کی وجہ سے اس قمیض نے گرمی پکڑی اور ہرکولیس کے جسم کو بھی پسینہ آیا تو گرمی کے باعث اس قمیض سے زہر رسنے لگا اور وہ زہر رس کر ہرکولیس کے جسم میں اس کے مساموں کے ذریعے داخل ہو گیا اور اس طرح زہر سے ہرکولیس کی موت واقع ہو گئی۔ تو اے میرے عزیزو! یہ ہے یونان کی سورما ہرکولیس کی داستان یہاں تک کہنے کے بعد داستان گو خاموش ہو گیا تھا۔

ہرکولیس کی پوری داستان آردیم سے سننے کے بعد عارب یوسا اور نبیطہ کھڑے ہو گئے پھر عارب نے آردیم سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ اے آردیم میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے میرے کہنے پر مجھے ہرکولیس کے حالات تفصیل کے ساتھ بتائے۔ اب میں یہاں سے کوچ کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی عارب یوسا اور نبیطہ آردیم کی اس کشتی سے باہر نکلے۔ تھوڑی دور تک پیدل چلتے ہوئے وہ بندرگاہ کے ساتھ ساتھ آگے گئے۔ پھر سمندر کے کنارے ذرا دور جا کر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور وہاں سے وہ روپوش ہو گئے تھے۔

چند دن کی کوشش اور جدوجہد کے بعد صناعوں اور کاریگروں نے لکڑی کا وہ گھوڑا تیار کر لیا۔ اس گھوڑے کو اندر سے خالی رکھا گیا تھا۔ اور اس کے اندر بارہ جوانوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ اور اس گھوڑے میں داخل ہونے کے لیے اس کے پیٹ کے قریب چھوٹا سا ایک راستہ رکھا گیا تھا جس کے اوپر لکڑی کا ایک مضبوط ڈھکن لگا دیا گیا تھا اس گھوڑے کے اندر داخل ہونے کے بعد اس ڈھکن کو اندر سے بند کیا جا سکتا تھا۔ جب یہ گھوڑا چٹانوں کی اوٹ میں رکھ کر تیار کر دیا گیا تو اس کے بعد آنے والی اگلی رات یونانی حرکت میں آئے اس گھوڑے کو گھسیٹ کر میدان جنگ کے وسط میں لایا گیا اس وقت ٹروجن کا لشکر آرام کر رہا تھا تاہم ان کے پہریدار جاگ رہے تھے لیکن وہ تاریکی میں ہر اس گھوڑے کو نہ دیکھ سکے جو یونانی گھسیٹ کر میدان جنگ کے وسط میں لائے تھے اور اس گھوڑے کے اندر یونا ف یولیسز اور اس کے ساتھ دس اور یونانی سورما بیٹھ گئے تھے اور گھوڑے کے پیٹ کے پاس بنے ہوئے جس راستے سے وہ بارہ کے بارہ اندر داخل ہوئے تھے۔ اس راستے کے ڈھکن کو اندر کی طرف سے بند کر کے اسے اندر کی طرف سے مضبوط لوہے کی چٹخنی لگا دی گئی تھی اس گھوڑے کو میدان جنگ میں کھڑا کرنے کے بعد یونانی لشکر بھی حرکت میں آیا۔ اپنا پڑاؤ یونانیوں نے ختم کر دیا اور اپنی ہر چیز سمیٹ کر وہ اپنے جہازوں میں سوار ہو گئے اور جہازوں کو وہ حرکت میں لا کر جزیرہ تندوس کے اس کنارے کی اوٹ میں لے گئے جہاں پر بلند اور گھنے درخت تھے اس طرح ٹرائے شہر سے باہر یا اس کی عمارتوں یا چٹانوں پر کھڑے ہو کر یونانیوں کے اس بحری بیڑے کو نہ دیکھا جا سکتا تھا جو جزیرہ تندوس کے گھنے درختوں کی اوٹ میں

گھات لگا گیا تھا۔

جب دوسرے روز کا سورج طلوع ہوا تو ٹرائے شہر کے لوگوں اور لشکریوں نے دیکھا کہ یونانیوں کا پڑاؤ خالی پڑا ہوا تھا جو مکان عارضی طور پر انہوں نے اپنی رہائش کے لیے بنائے تھے۔ انہیں گرا دیا گیا تھا۔ اور پڑاؤ کی ہر چیز سمیٹ کر یونانی جا چکے تھے۔ ٹرائے شہر کے لوگوں نے یہ بھی دیکھا کہ جس جگہ یونانیوں نے سمندر کے کنارے اپنے بحری جہاز کھڑے کیے تھے سمندر کا وہ کنارہ بھی اب خالی تھا۔ اور وہاں یونانیوں کے جہاز نہ تھے یہ سماں دیکھ کر ٹرائے شہر کے لوگ اور لشکری خوش ہوئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ یونانی جنگ کی طوالت سے تنگ آ کر اور ٹرائے شہر کا محاصرہ ترک کر کے جا چکے ہیں۔ لہٰذا لوگ شہر سے باہر نکلنا شروع ہو گئے۔ لشکر کے اندر خوشیاں منائی جانے لگیں۔ ٹرائے شہر کا بادشاہ پریام اپنے بیٹے پارس اور اینیاس کے ساتھ شہر سے باہر نکلا پریام کے بیٹے ہیکٹر کی موت کے بعد اب اینیاس ہی ٹرائے شہر کے لشکر کی سپہ سالاری کے فرائض انجام دے رہا تھا جب اس کام میں پارس اس کے نائب کی حیثیت سے کام کر رہا تھا یہ اینیاس انتہائی جرأت مند طاقتور اور دلیر جوان تھا۔ بہر حال پریام اپنے دونوں بیٹے پارس اور اینیاس کے ساتھ شہر سے باہر نکل کر میدان جنگ میں اس جگہ آیا جہاں یونانی اپنا لکڑی کا بنایا ہوا غیر معمولی جسامت کا گھوڑا کھڑا کر گئے تھے۔ ٹرائے کے بہت سے شہری بھی اس گھوڑے کے گرد جمع ہو کر اُسے حیرت اور تعجب سے دیکھ رہے تھے۔ ٹرائے شہر کے پجاری بھی لکڑی کے بنے ہوئے اس گھوڑے کو دیکھنے کے لیے وہاں جمع ہو گئے تھے۔

لکڑی کے اس گھوڑے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ٹرائے شہر کے پجاریوں نے اپنے بادشاہ پریام کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔ ہو سکتا ہے کہ یونانی جاتے جاتے ٹرائے شہر کے لوگوں کے ساتھ کوئی شرارت کر گئے ہوں اور یہ گھوڑا جو غیر معمولی جسامت کا انہوں نے بنایا ہے۔ ہمارے لیے کسی دشواری اور تکلیف کا باعث بن جائے لہٰذا ہمارا مشورہ یہی ہے کہ اس گھوڑے کو گھسیٹ کر سمندر کے کنارے چٹانوں کے اوپر لے جایا جائے۔ اور پھر اسے دھکیل کر سمندر کے اندر گرا دیا جائے۔ تاکہ جہاں یونانی اپنے بحری بیڑے کے ساتھ روانہ ہوئے ہیں۔ وہاں یہ بھی اُن کے ساتھ سمندر کی نذر ہو جائے لیکن ٹرائے شہر کے کچھ لوگوں نے اپنے پجاریوں کے اس مشورے کی نفی کرتے ہوئے کہا کہ ہو سکتا ہے اس گھوڑے

کو یونانیوں نے جنگ میں کام لینے کے لیے بنایا ہو اور وہ مایوس ہو کر اس سے کام نہ لے سکے ہوں۔ لہٰذا اس گھوڑے کو ٹرائے شہر میں لے جا کر شہر کے کسی اچھے چوک میں نصب کر دینا چاہیے تاکہ یہ گھوڑا ٹرائے شہر میں یونانیوں کے خلاف اور ہمارے پاس ہماری فتح کی نشانی کے طور پر رہے۔

ٹرائے کے اکثر لوگوں نے اس مشورے سے اتفاق کیا۔ ٹرائے کے بادشاہ پریام کو بھی اپنے شہریوں کی یہ بات اچھی لگی کہ اس گھوڑے کو شہر میں لے جا کر فتح کی نشانی کے طور پر شہر میں رکھنا چاہیے۔ لہٰذا اُن کے بادشاہ پریام نے حکم دیا کہ اس گھوڑے کو گھسیٹ کر شہر کے اندر لے جایا جائے۔ بادشاہ کے اس فیصلے کو سُن کر شہر کے لوگ خوش ہوئے اور بہت سے لوگ اس گھوڑے کو اس کے پہیوں پر گھسیٹتے ہوئے شہر کے اندر لائے اور شہر کے جنوبی دروازے کے قریب ایک کھلے چوک پر اس گھوڑے کو کھڑا کر دیا گیا تھا تاکہ لوگ اسے دیکھیں اور یونانیوں کے خلاف اپنی اس فتح اور کامیابی پر خوش ہوں۔

ٹرائے شہر کے لوگ سارا دن شہر سے نکل کر اس میدان جنگ میں گھومتے ہوئے خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے رہے جہاں لگاتار دس سال تک وہ یونانیوں کے خلاف برسر پیکار رہے تھے اور اس کے علاوہ وہ بار بار لکڑی کے اس گھوڑے کے گرد جمع ہو کر اپنی خوشیوں کا اظہار کر رہے تھے جسے یونانیوں کے خلاف فتح مندی کے طور پر شہر کے جنوبی چوک میں رکھ دیا تھا اس طرح دن ٹرائے شہر میں خوشیاں مناتے ہوئے گزر گیا اور جب رات آئی تو یونانیوں کے چلے جانے کی خوشی میں اہل ٹرائے نے خوب شراب پی اور خوشی اور شراب کے نشے میں وہ بدمست ہو کر حالات کی اصل حقیقت کو فراموش کر بیٹھے تھے اور اس گھات سے بالکل بے خبر ہو گئے تھے جو یونانی ان کے خلاف لگائے بیٹھے تھے۔

کافی دیر تک اس گھوڑے کے اندر خاموش اور چپ رہنے کے بعد یونانی جرنیل یولیسیز نے لوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے یوناف اس گھوڑے میں بیٹھے ہوئے ہمیں کافی دیر ہو چکی ہے۔ اس سے پہلے اس گھوڑے کے اطراف میں ہمیں ٹرائے شہر کے لوگوں کا شور و غل سنائی دیتا رہا ہے لیکن اب ایسا لگتا ہے کہ چاروں طرف خاموشی چھا گئی ہے اور مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ دن بیت چکا ہے اور رات ٹرائے شہر پہ چھا چکی ہے اے میرے دوست کیا ایسا

نہ کریں کہ اس گھوڑے کے نیچے حصے میں جو چھوٹا سا ڈھکن ہے اُسے کھول کر دیکھیں کہ آیا رات چھا گئی ہے یا دن کا ابھی حصہ باقی ہے اگر تو رات چھا چکی ہے تو پھر ہمیں اس گھوڑے سے نکل کر شہر کی فصیل پر چڑھ کر اپنے لشکر کو شہر پر حملہ آور ہونے کا اشارہ دینا چاہیئے، پولیسیر کے اس استفسار پر یوناف نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے پولیسیر میرے دوست جب تک میں حرکت میں نہیں آتا اس وقت تک تم بالکل خاموش اور پرسکون بیٹھے رہو۔ اس گھوڑے کے نیچے حصے میں جو ڈھکن ہے وہ اس وقت تک نہیں کھولا جائے گا جب تک میں اپنی مافوق الفطرت قوت سے یہ نہ جان جاؤں کہ رات چھا چکی ہے اور یہ کہ اہل ٹرائے یونانیوں کے خلاف فتح کے نشے میں مست ہو چکے ہیں۔ ایسے میں ہی ہم اس گھوڑے سے نکل کر یونانی لشکر کو حملہ آور ہونے کا اشارہ دیں گے۔ یوناف کے اس جواب میں پولیسیر خاموش ہو گیا تھا۔ اور پھر اس موقع پر یوناف نے بڑی رازداری کے ساتھ اور دھیمی سرگوشی میں ابلیکا کو پکارا۔ ابلیکا نے فوراً ہی یوناف کی گردن پر لمس دیا اور اس کے ساتھ ہی یوناف نے ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے ابلیکا میری عزیزہ تم مجھے پورے حالات سے آگاہ کرو تم مجھے زیادہ تر دو چیزوں کے متعلق خبر دو ایک یہ کہ یونانی لشکر اس وقت کہاں ہے دوسرے یہ کہ باہر فضاؤں کے اندر رات چھا چکی ہے تو اہل ٹرائے کی کیفیت اس وقت کیا ہے۔ یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں ابلیکا نے بھی رازداری میں کہا:

اے یوناف میرے حبیب میں اب جاتی ہوں اور تھوڑی دیر تک لوٹ کر آتی ہوں اور پھر تمہیں ٹرائے شہر اور یونانی لشکر کے متعلق تفصیل سے خبریں فراہم کرتی ہوں اس کے ساتھ ہی ابلیکا یوناف کی گردن پر لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں ابلیکا پھر یوناف کی گردن پر لمس دیتے ہوئے کہا اے میرے حبیب میں تیرے لیے دونوں خبریں لے آئی ہوں جہاں تک یونانی لشکر کا سوال ہے تو وہ جزیرہ تندوس کی گھات سے نکل کر پھر اس جگہ لنگر انداز ہو گیا تھا جہاں پہلے وہ دس سال سے لنگر انداز ہو رہا ہے اور ٹرائے شہر کے لوگوں کے متعلق جو تم نے پوچھا تھا ان سے متعلق میرا جواب یہ ہے کہ ٹرائے شہر کے لوگ یونانیوں کے خلاف اپنی فتح کی خوشی میں شراب کے نشے میں مست ہو کر گہری نیند سو چکے ہیں۔ وہ لگاتار دس سال تک جنگ میں مصروف رہے

ہیں اور یونانیوں کے واپس چلے جانے کو وہ اپنی کامیابی اور شاندار فتح تصور کرتے ہوئے سارا دن شراب پیتے رہے ہیں۔ اور اب ٹرائے کے لوگ شراب کے نشے میں مست گہری نیند سو چکے ہیں لہذا اس موقع پر اگر یونانی لشکر حملہ آور ہو جائے تو ٹرائے شہر لمحوں کے اندر فتح ہو جائے گا۔

ابلیکا کے خاموش ہونے پر یوناف نے پولیسیر کو مخاطب کرتے ہوئے دھیمی اور مدہم آواز میں کہا اے پولیسیر اب وقت آگیا ہے کہ ہم گھوڑے سے نکلیں اور اپنے لشکر کو جلتی ہوئی مشعل کا اشارہ دیں تاکہ وہ شہر پر حملہ آور ہو اس کے ساتھ ہی ہم آگے بڑھ کر شہر کا جنوبی دروازہ کھول دیں گے۔ سنو میرے دوستو پہلے میں اس گھوڑے کا نچلا حصہ کھول کر خود باہر جاتا ہوں۔ اور باہر کے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے پھر تمہیں میں باہر آنے کا اشارہ کروں گا۔ پولیسیر نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ لہذا یوناف حرکت میں آیا اس نے اندر سے چٹخنی کھولی اور وہ ڈھکن ہٹا دیا جو گھوڑے کے پیٹ میں باہر کی طرف کھلتا تھا پھر وہ لکڑی کے اس گھوڑے سے باہر آیا۔ اس نے دیکھا باہر گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی اور شہر اس وقت شہر خاموشاں دکھائی دے رہا تھا۔ ارد گرد کوئی شور کوئی آواز نہ تھی یہ سماں دیکھتے ہوئے یوناف اپنا منہ اس گھوڑے کے سوراخ کے اندر لے گیا اور پولیسیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے پولیسیر اپنے ساتھیوں کے ساتھ باہر آ جاؤ حالات اس وقت پوری طرح ہمارے حق میں ہیں۔ یوناف کے کہنے پر پولیسیر اپنے دس ساتھیوں کے ساتھ گھوڑے سے باہر آ گیا تھا پھر وہ بارہ کے بارہ وہاں کھڑے ہو کر اپنے اطراف اور اکناف کا جائزہ لیتے رہے۔ انہوں نے دیکھا کہ شہر کے جنوبی دروازے پر بھی کوئی سخت پہرہ نہ تھا۔ اور فصیل پر بھی اکا دکا محافظ پہرہ دے رہے تھے۔ یوناف نے پھر پولیسیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے پولیسیر تم اپنے دس ساتھیوں کے ساتھ یہاں سے رینگتے ہوئے شہر کے جنوبی دروازے کی طرف جاؤ، جب کہ میں شہر کی فصیل پر چڑھتا ہوں اور یونانی لشکر کو جلتی ہوئی مشعل کو اشارہ دیتا ہوں، اور ہاں کیا تم گھوڑے کے اندر رکھی ہوئی مشعل باہر نکال لی ہے۔ یوناف کے اس استفسار پر پولیسیر چونکا اور پھر وہ گھوڑے میں داخل ہوا اور ایک مشعل وہ اپنے ہاتھ میں اٹھا لایا تھا۔

یوناف نے پولیسیر سے وہ مشعل لے لی پھر دوبارہ اس نے پولیسیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے پولیسیر تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہیں زمین پر لیٹ جاؤ اور رینگتے ہوئے

شہر کے جنوبی دروازے کی طرف بڑھو میں فصیل پر چڑھنے کے بعد شہر کے جنوبی دروازے کے اوپر آتا ہوں اور اس شعل کو فصیل پر جلتی ہوئی مشعلوں میں سے کسی ایک سے روشن کرنے کے بعد میں یونانی لشکر کو اس مشعل سے حملہ آور ہونے کا اشارہ کرتا ہوں۔ یوناف کے کہنے پر پولیسیز فوراً حرکت میں آیا۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہ زمین پر لیٹ گیا اور پھر سانپ کی طرح رینگتے ہوئے وہ گیارہ کے گیارہ یونانی شہر کے جنوبی دروازے کی طرف بڑھنے لگے تھے۔ جب کہ یوناف اپنے ہاتھ میں مشعل لیے فصیل کی طرف گیا۔ تھوڑی دیر تک وہ فصیل کے ساتھ ساتھ گھومتا ہوا اوپر جانے کے لیے سیڑھیاں تلاش کرتا رہا۔ آخر پہ تھوڑی دور جا کر اسے سیڑھیاں تلاش کرنے میں کامیابی ہوئی۔ وہ سیڑھیوں پر چڑھا فصیل پر جلتی ہوئی مشعلوں میں سے اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشعل روشن کی پھر وہ محافظوں کی طرح فصیل کے اوپر چلتا ہوا شہر کے جنوبی دروازے کے اوپر آیا اور مشعل کو ہوا میں لہراتے ہوئے اس نے یونانی لشکر کو حملہ آور ہونے کا اشارہ دے دیا تھا۔

اتنی دیر تک پولیسیز بھی اپنے دس ساتھیوں کے ساتھ شہر کے جنوبی دروازے پر پہنچ چکا تھا اور اس نے بھی یوناف کو اشارہ دیتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ لہٰذا وہ گیارہ کے گیارہ یونانی اٹھ کھڑے ہوئے اور شہر کا جنوبی دروازہ انہوں نے کھول دیا۔ دوسری طرف یوناف کا اشارہ پاتے ہوئے یونانی اپنے جہازوں سے نکل کھڑے ہوئے اور بڑی رازداری کے ساتھ وہ شور کیے بغیر شہر پر حملہ آور ہوئے اور شہر کے جنوبی دروازے سے شہر میں داخل ہونے کے بعد انہوں نے شہر کے ایک حصے کو آگ لگانے کے علاوہ انہوں نے شہر کے اندر قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا تھا۔

ٹرائے شہر کے لوگوں کو اس وقت یونانیوں کے حملے کی خبر ہوئی جب یونانیوں کا پورا لشکر ٹرائے شہر میں داخل ہو کر شہر کے ایک حصے کو آگ لگانے کے بعد خاکستر کر دیا تھا۔ اور پھر پورے شہر میں پھیل کر انہوں نے ٹرائے کے لوگوں کو قتل عام شروع کر رکھا تھا۔ لوگ بڑی بے بسی اور بڑی بے چارگی میں شہر کی گلیوں میں ادھر اُدھر بھاگتے ہوئے یونانیوں کے ہاتھوں مارے جانے لگے تھے۔ پارس اور اس کے بڑے بھائی انیاس نے اپنی طرف سے بڑی کوشش کی کہ ٹرائے کے لشکر کو استوار کر کے یونانیوں کو روک کر اور پھر انہیں آہستہ آہستہ شہر سے باہر نکالنے کی کوشش کریں۔ لیکن رات بھر کی اس جدوجہد کے باوجود

انہیں ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا اور جب انیاس اور پارس نے دیکھا کہ رات اب ختم ہونے والی ہے اور یونانی پورے شہر پر قبضہ کرنے کے بعد شاہی محل کا رخ کر رہے ہیں تو وہ دونوں شاہی محل کی طرف بھاگے اسی بھاگ دوڑ میں کسی یونانی کا تیر جو زہر میں ڈوبا ہوا تھا، وہ پارس کے لگا تاہم پارس بڑے ضبط اور تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھاگتا رہا۔ دونوں بھائی محل میں داخل ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کچھ یونانی محل کے ارد گرد جمع ہو رہے تھے اور ایک یونانی نے انیاس کی بیوی کو جو ایک محل کے ایک جھروکے سے باہر جھانک رہی تھی تیر مار کر ختم کر دیا تھا محل میں داخل ہونے کے بعد جب انیاس کو خبر ہوئی کہ اس کی بیوی کو یونانیوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اور یہ کہ تھوڑی دیر تک یونانی محل میں داخل ہونے والے ہیں تو وہ بڑی تیزی کے ساتھ حرکت میں آیا۔ اپنے بیٹے اسکانوس کو اپنے ساتھ اس نے لیا اپنے باپ اور ٹرائے شہر کے بادشاہ پریام کو اس نے اپنے کندھوں پر اس نے اٹھایا اور اپنے بیٹے اسکانوس کا ہاتھ پکڑ کر وہ اس تہہ خانے کی طرف بھاگا جس کے ذریعے سے شہر کے شرقی دروازے کے بیچ و بیچ شہر سے حفاظت کے ساتھ باہر نکلا جا سکتا تھا۔ لہٰذا انیاس اپنے باپ پریام کو اپنے کندھوں پر اٹھائے اور اپنے بیٹے اسکانوس کا ہاتھ پکڑے اس تہہ خانے کے اندر بھاگنے لگا تھا جب کہ اس کا بھائی پارس جسے ایک زہریلے تیر نے زخمی کر دیا تھا وہ بھی لنگڑاتا ہوا اس کے پیچھے پیچھے تہہ خانے میں شہر سے باہر نکلنے کے لیے بھاگنے لگا تھا۔

تہہ خانے کے خفیہ راستے کے ذریعے شہر کے شرقی دروازے کے نیچے سے ہوتے ہوئے جب انیاس اس کا بھائی پارس اس کا بیٹا اسکانوس شہر سے باہر نکلے تو انہوں نے دیکھا سورج اب طلوع ہونے والا تھا۔ اندھیرے چھٹتے جا رہے تھے اور مشرقی افق سے صبح کی کرنیں آہستہ آہستہ پھیلنے اور بکھرنی شروع ہو گئی تھیں۔ انیاس اپنے باپ کو اپنے کندھوں پر اٹھائے اور اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑے بڑی تیزی سے کوہستان ایدا کی طرف بھاگ رہا تھا۔ کبھی کبھی وہ مڑ کر پیچھے بھی دیکھ لیتا تھا شاید وہ یہ اطمینان کرنا چاہتا تھا کہ اس کا بھائی پارس جو تیر لگنے سے لنگڑا ہو چکا تھا وہ بھی اس کے پیچھے آ رہا ہے یا نہیں بہرحال وہ تینوں بھاگتے ہوئے کوہستان ایدا میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ یہاں ایک پہاڑی غار میں انہوں نے اپنے باپ اور ٹرائے شہر کے بادشاہ پریام کو لٹا دیا وہ ابھی تک بے سدھ

تھا جیسے گہری نیند سو رہا ہو اور جب انیاس نے اُسے کندھوں سے اتار کر غار میں لٹا یا اور پریام بے حس حرکت زمین پر لیٹ گیا تو وہ اس سے متعلق فکر مند ہوا آگے بڑھ کر اس نے اپنے باپ پریام کی نبض پر ہاتھ رکھا اور پھر اس کی گردن جھک گئی تھی اور پھر اس نے اپنے پاس کھڑے اپنے چھوٹے بھائی پارس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا :

شاید ہمارا باپ شہر کے مغلوب ہونے کے غم کو برداشت نہیں کر سکا اور یہ مر چکا ہے میرے خیال میں میں اسے اپنے کندھوں پر اٹھائے خفیہ راستے سے بھاگ رہا تھا تو اس وقت ہی اس نے دم توڑ دیا تھا۔ پارس بھی جواب میں کچھ نہ کہہ سکا تاہم غم اور افسردگی میں اس کی گردن جھک گئی تھی پھر انیاس پارس اور اسکانوس تینوں نے مل کر اس غار کے اندر ایک گڑھا کھودا اور پریام کو انہوں نے اس غار کے اندر دفن کر دیا تھا۔

تھوڑی دیر تک وہ تینوں پریام کی قبر کے پاس اداس اور مغموم بیٹھے رہے پھر پارس نے اپنے بھائی انیاس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اے میرے بھائی تم دونوں باپ بیٹا اس غار کے اندر بیٹھو میں ذرا باہر جاتا ہوں دیکھو اب سورج کافی بلند ہو گیا ہے اور اس کوہستان ایدا میں اپنے ریوڑوں کو چروانے والے چرواہے کوہستانی وادیوں کے حصے میں داخل ہو چکے ہوں گے۔ تم جانتے ہو کہ بچپن ہی میں میں بھی اس کوہستان ایدا میں ریوڑ چراتا رہا ہوں لہذا بہت سے گڈریے میرے جاننے والے ہیں میں ان میں سے کسی ایک سے ملتا ہوں اور ان سے امداد حاصل کرتا ہوں ۔ میں دو طریقے اپنانے کی کوشش کروں گا ۔ اول تو گھوڑے حاصل کرنے کی کوشش کروں گا تاکہ ہم تینوں ان پر سوار ہو کر یہاں سے دور نکل جائیں اور یونانیوں کے ہاتھ نہ لگنے پائیں اور اگر میں ایسا نہ کرنے پایا تو پھر کسی قریبی بستی کے چرواہے کے گھر پناہ گاہ حاصل کرنے کی کوشش کروں گا تاکہ جب تک یونانی ٹرائے شہر کو برباد کر رہے ہیں ۔ اس وقت تک ہم اس پناہ گاہ میں محفوظ رہیں اور جب یونانی یہاں سے کوچ کر جائیں تو پھر ہم اس شہر کو دوبارہ آباد کرنے کی کوشش کریں گے۔

انیاس نے پارس کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا اس کی گردن اپنے باپ کی موت پہ جھکی اور غم زدہ ہی رہی پارس نے اس موقع پر ایک گہری نگاہ اپنے بھائی انیاس پر ڈالی۔ پھر وہ لنگڑاتا ہوا غار سے باہر نکل گیا تھا۔ اس کا زخم اب اس کے لیے تکلیف اور اذیت کا باعث بن رہا تھا اور اُسے ناقابل برداشت ٹیسیں اٹھنے لگی تھیں اس لیے کہ جس یونانی کا تیر

اُسے لگا تھا وہ زہر میں بجھا ہوا تھا۔ غار کے دروازے سے باہر نکلتے ہوئے پارس نے پھر مڑ کر غار کے اندرونی حصے کی طرف دیکھا اور اپنے بھائی انیاس کو پھر مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے میرے بھائی تم جانتے ہو کہ جس دور میں میں اس کوہستانی ایدا کے اندر ریوڑ چرایا کرتا تھا اس دور میں میں نے ان وادیوں کے اندر جنیان نام کی ایک لڑکی سے شادی کی تھی اور میری یہ بیوی میرے ساتھ انتہائی مخلص اور انتہائی خیر اندیش تھی۔ پھر یہ میری ہی غلطی تھی کہ میں نے اس ہیلن سے شادی کی اور اپنی اس پہلی بیوی جنیان کو میں نے فراموش کر دیا اے میرے بھائی میں نہیں جانتا تھا کہ اس ہیلن کی وجہ سے ٹرائے شہر کے اوپر اس قدر مصیبتیں اور عذاب نازل ہو جائیں گے اور اے بھائی تو نے دیکھا کہ تیرے ساتھ تہ خانے کے ذریعے ٹرائے شہر سے بھاگتے وقت میں نے ہیلن کا خیال نہیں کیا۔ میں جانتا ہوں کہ اس شہر کی تباہی کا وہی باعث ہے لہذا میں نے بھاگتے وقت اُسے ساتھ نہیں لیا۔ حالانکہ جب میں تمہارے ساتھ بھاگنے لگا تھا تو وہ محل کے اندر ہی تھی۔ میں نے اسے اس کے حال پر ہی چھوڑ دیا ہے۔

اے میرے بھائی دیکھو میں باہر جاتا ہوں اور اپنی پہلی بیوی جنیان کو تلاش کرتا ہوں میں اس سے معافی طلب کروں گا اور مجھے امید ہے کہ وہ میرے اس ناروا رویے کو معاف کرتے ہوئے مجھے پھر اپنے ساتھ رکھنے پر آمادہ ہو جائے گی اور جب وہ ایسا کرنے پر تیار ہوئی تو میں پھر واپس آ کر تم دونوں باپ بیٹے کو بھی لے جاؤں گا اور جب تک یونانی ٹرائے شہر کے اندر دندناتے پھرتے ہیں ۔ اس وقت تک ہم جنیان کے ہاں ہی پناہ لیے رکھیں گے اور جب یونانی یہاں سے چلے جائیں گے پھر ہم ٹرائے شہر کو دوبارہ آباد کرنے کی کوشش کریں گے۔

اناباس نے اپنی گردن اٹھا کر اپنے بھائی پارس کی طرف دیکھا پھر اس نے انتہائی مغموم اور دکھیا سی آواز میں کہا۔ اے پارس میرے بھائی کاش تم نے ہیلن سے متعلق ایسا پہلے سوچا ہوتا۔ کاش یہ احساس تمہیں پہلے ہو چکا ہوتا کہ ہیلن ٹرائے شہر کی تباہی و بربادی کا باعث بن سکتی ہے۔ اب وہ عذاب جو ہیلن کے باعث اس شہر پر نازل ہو چکا ہے اس عذاب کو اے میرے بھائی اب کون ٹال سکتا ہے تو دیکھتا ہے کہ یونانی رات بھر ٹرائے شہر کے لوگوں کو قتل کرتے رہے ہیں اور ہمارے علاوہ ہمارے جو بھی رشتہ دار شاہی محل میں رہ رہے ہیں وہ اب تک ان سب کی گردنیں کاٹ چکے ہوں گے۔ پس جان اے میرے بھائی اب تم اپنی پہلی بیوی جنیان کی تلاش میں جا اگر وہ تمہیں معاف کر کے دوبارہ اپنے ساتھ رکھنے پر آمادہ ہو جاتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری خوش قسمتی ہے اس لیے کہ جب تک یونانی ٹرائے شہر میں موجود ہیں اس وقت تک کم از کم ہم جنیان کے پاس رہ کر تینوں اپنی زندگی کو محفوظ رکھ سکتے ہیں اور جب یونانی ٹرائے شہر خالی کر جاتے ہیں اس وقت کے بعد ہم تینوں مل کر کوئی قدم اٹھائیں گے۔ اپنے بھائی اناباس کی یہ گفتگو سن کر پارس کے چہرے پر اطمینان کے جذبے بکھر گئے تھے۔ پھر وہ لنگڑاتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا۔

پارس کی خوش قسمتی کہ غار سے نکل کر وہ وادی کے اندر تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اسے اپنی بیوی جنیان نظر آئی۔ وہ وادی کے ایک بلند حصے میں ایک پتھر کے اوپر بیٹھی تھی اس کے ہاتھ میں چرواہوں والی چھڑی تھی جب کہ اس کے سامنے والی وادی کے اندر اس کا ریوڑ چر رہا تھا۔ اُسے دیکھتے ہی پارس کے چہرے پر خوشی کے جذبے بکھر گئے تھے گو اس لمحے اس کے زخموں کی تکلیف اپنے عروج پر پہنچ چکی تھی۔ اور وہ بڑی مشکل سے اپنے آپ کو حرکت میں لا رہا تھا۔ تاہم جنیان کو اپنے سامنے دیکھتے ہوئے وہ اپنی ساری تکلیفیں اور ابتلائیں بھول گیا تھا۔ جنیان نے اسے اپنی طرف آتے دیکھ لیا تھا اور وہ اسے پہچان بھی چکی تھی لیکن وہ بے تعلق سی ہو کر پتھر پر بیٹھی رہی اور اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چرواہوں والی چھڑی زمین پر مارتی رہی پارس اس کے قریب گیا اور اس کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے بڑی نرمی اور چاہت میں پکارا۔

اے جنیان کیا تو نے مجھے پہچانا۔ جنیان نے نہ ہی اس کی طرف دیکھا اور نہ ہی اس کی بات کا کوئی جواب دیا۔ اور وہ اسی طرح منہ دوسری طرف کیے زمین پر اپنی چھڑی مارتی رہی۔ اس پر پارس اس کے اور قریب ہوا اور اس کے بالکل عین سامنے کھڑے ہوتے ہوئے اس نے دوبارہ اسے پکارتے ہوئے کہا۔ اے جنیان کیا تو نے مجھے پہچانا نہیں میں پارس ہوں تمہارا شوہر جنیان نے اس بار اپنی چھڑی زمین پر مارنا بند کر دی۔ اپنی گردن سیدھی کر کے تھوڑی دیر تک وہ پارس کو بڑے غور سے دیکھتی رہی پھر اس نے پارس کو مخاطب کر کے کہا اے پارس میں تمہیں پہچان چکی ہوں۔ اور اب تیرا میرا کیا رشتہ تو تو مجھے اکیلا چھوڑ کر ٹرائے شہر میں ایسا گھسا کہ مڑ کر میری خبر نہ لی اور اس کے بعد تو نے ہیلن سے شادی کر لی اور مجھے یوں فراموش کر دیا۔ جیسے میرا تیرے ساتھ کوئی رشتہ ہی نہیں تو مجھے زخمی لگتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جنگ کی ذلت اور خواری اور شکست کی بدنامی اور رسوائی کھینچ کر تمہیں میری طرف لے آئی ہے۔ سنو پارس تم بوالہوسی اور خطاکاری سے کام لیتے ہوئے میری سوچوں میں زہر بھر کر اور میرے دل میں کدورت پھیلا کر میری حالت کسی ماتم سرائے جیسی کر کے مجھے ابتلا اور مصائب میں ڈال کر چلے گئے تھے۔ تمہاری غیر موجودگی میں میں نے یہ وقت بڑی مشکل سے اور بڑی ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کاٹا ہے۔ میں تمہیں یکسر فراموش کر چکی تھی، جس طرح تم نے اپنی ساری محبتوں اور اپنی ساری چاہتوں کو ہیلن پر نچھاور کر دیا تھا، اس طرح میں نے بھی تمہارے سارے رشتوں اور تمہاری ساری چاہتوں کو کھرچ کر دل سے نکال دیا تھا۔ اے پارس میں جانتی ہوں تجھے مجھ سے کوئی ہمدردی کوئی چاہت

نہیں ہے صرف ٹرائے شہر کے اندر جگہ جگہ کرتے نیزے اور لعنت لعنت کرتی تلواریں تمہیں میری طرف آنے پر مجبور کر چکی ہیں۔ میں جانتی ہوں کہ ٹرائے شہر میں تم جتنی لاشوں سے نکل کر آئے ہو اس بنا پر تمہارے قلب و ضمیر میں میرا نام چیخ پکارا اٹھا ہوگا، لیکن اے پارس میں تمہیں رد کر چکی ہوں اب میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق کوئی واسطہ نہیں ہے۔ میں تمہارے ساتھ اس رشتے کو بھی منقطع کر چکی ہوں۔ جو ایک بیوی کی حیثیت سے تمہارے ساتھ میں نے جوڑا تھا تم نے میرے ساتھ دھوکا کیا ہے۔ سو اب وقت نے تمہیں میرے سامنے جھکنے پر مجبور کیا ہے تو میں تمہاری طرف سے نگاہیں پھیرتی ہوں۔ تمہارے ساتھ اپنا کوئی رشتہ جوڑنے سے گریز کرتی ہوں۔ لہٰذا اے پارس تم جدھر سے آئے ہو ادھر ہی لوٹ جاؤ میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ میرے ساتھ تمہارا کوئی رشتہ نہیں ہے۔

پارس وہاں کھڑا ہو کر تھوڑی دیر تک بڑی حسرت سے جینان کی طرف دیکھتا رہا۔

پھر وہ اچانک زمین پر گر گیا اس لیے کہ زہریلے تیر سے اس کی ٹانگ پر جو زخم آیا تھا وہ زہر اب اپنا کام کر چکا تھا اور اس کے سارے بدن میں اس زہر کا اثر پھیل چکا تھا اور اب موت اس سے تانک جھانک کرنے لگی تھی۔ پارس نے جب دیکھا کہ اس کی موت اب اس کے سر پر سوار ہو رہی ہے تو اس نے پھر جینان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے جینان میری پنڈلی پر کسی زہر آلود تیر کا زخم آچکا ہے۔ میں جانتا ہوں میں بچوں گا نہیں دیکھو میرا بھائی انیاس اور اس کا بیٹا اسکانوس دائیں طرف کوہستانی سلسلے کے ایک غار کے اندر میرے منتظر ہیں میں انہیں یہ کہہ کر آیا تھا کہ میں جینان کی طرف جاتا ہوں اور کوشش کروں گا کہ وہ اپنے ہاں ہم تینوں کو پناہ دے دے تاکہ جب تک یونانی ٹرائے شہر میں ہیں اس وقت تک ہم کسی پناہ گاہ میں رہ کر اپنے آپ کو محفوظ کر سکیں۔ وہ دونوں باپ بیٹا میرا انتظار کر رہے ہوں گے لہٰذا اے جینان میں تم سے گزارش کرتا ہوں کہ تو مجھ پر بھلے رحم اور ترس نہ کھا اس لیے کہ میں چند لمحوں بعد موت سے بغلگیر ہونے والا ہوں لیکن میرے بعد تو اس غار کی طرف ضرور جانا جہاں میرا بھائی انیاس اور اس کا بیٹا میرے منتظر ہیں اور تو ان دونوں کے لیے کسی پناہ گاہ کا بندوبست ضرور کرنا اگر تیری دشمنی تھی تو وہ میری ذات کے ساتھ تھی۔ ان دونوں باپ بیٹے سے تو تیری کوئی دشمنی نہیں، ہم بڑی مشکل کے ساتھ ٹرائے شہر سے نکل کر اس غار میں آئے ہیں۔ لہٰذا میں تم سے التماس کروں گا کہ تم ان دونوں کی مدد ضرور کرنا اس کے ساتھ پارس اچانک کہتے کہتے

خاموش ہوگیا تھا۔ موت اس پر وارد ہوگئی تھی اور اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی تھی۔

پارس بولتے بولتے جب اچانک خاموش ہوگیا اور اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی تو جینان بے چاری چونک سی گئی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی آگے بڑھ کر جب اس نے پارس کی نبض محسوس کی تو پارس مر چکا تھا۔ تھوڑی دیر تک دنیا بھر کے غم اور افسردگیاں اس کے چہرے پر رقص کرنے لگے تھے۔ گردن جھکائے وہ چند لمحوں تک وہ بڑی بے چارگی اور بے بسی کے عالم میں پارس کی طرف دیکھتی رہی۔ پھر وہ اس خطرے کے تحت چونک سی پڑی کہ اگر کوئی تعاقب کرتا ہوا وہاں آگیا اور اس نے پارس کو پہچان لیا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ پارس کے قدموں کا تعاقب کرتے ہوئے دشمن انیاس اور اس کے بیٹے اسکانوس کو بھی تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں لہٰذا جینان نے ہمت کر کے پارس کو اٹھایا وادی کے ایک کونے میں پارس کی لاش کو ایک گڑھے میں ڈال کر اوپر اس نے مٹی ڈال کر گڑھے کو بند کر دیا پھر ایک نگاہ اس نے وادی کے اندر چرتے ریوڑ پر ڈالی پھر وہ کوہستانی سلسلے کے اس طرف جا گئے لگی تھی جس طرف سے پارس آیا تھا چند ہی ثانیوں بعد وہ اس غار کے سامنے نمودار ہوئی تھی جس کے اندر پارس کا بھائی انیاس اور اس کا بیٹا اسکانوس بیٹھے ہوئے تھے۔ جینان غار کے دروازے پر آئی اور انیاس کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا میرا نام جینان ہے اگر میں غلطی پر نہیں تو تم پارس کے بھائی انیاس ہو۔

جینان کے یہ الفاظ سن کر انیاس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا پھر وہ بڑی نرم آواز میں جینان کو مخاطب کرتے ہوئے بولا اے جینان غار کے اندر آجاؤ ایسا نہ ہو کہ کوئی ہمارے تعاقب میں نکلا ہوا اور اگر اس نے تمہیں یہاں غار کے منہ پر کھڑا ہوا دیکھ لیا تو وہ ہم پر قیامت بن کر گزر جائیں گے جینان منہ سے کچھ کہے بغیر غار میں داخل ہوئی۔ انیاس کے قریب آئی پھر اس نے غم اور دکھ بھری آواز میں کہا۔

اے انیاس میں تیرے لیے پارس کے متعلق ایک بُری خبر لے کر آئی ہوں شاید تجھے خبر ہوگی کہ پارس کی پنڈلی میں زہر آلود تیر لگ گیا تھا اور چونکہ اس زخم کی احتیاط نہ کی گئی تھی۔ لہٰذا زخم سے وہ زہر اس کے پورے جسم میں پھیل گیا۔ اور جب وہ مجھے ملنے کوہستان ایدا سے بائیں طرف والی وادی کے اندر گیا۔ تو دوران گفتگو وہ زمین پر گر کر ختم ہو گیا۔ مجھے خدشہ ہوا کہ کہیں کوئی اس کے تعاقب میں بھی نہ آئے۔ اور تم

دونوں باپ بیٹوں کو بھی تلاش نہ کر سکے۔ لہٰذا میں نے تمہارے بھائی پارس کو ایک گوشے میں وادی کے اندر دفن کر دیا ہے اس نے مرنے سے پہلے مجھے یہ وصیت کی تھی کہ میں تم دونوں باپ بیٹوں کا خیال رکھوں لہٰذا تم دونوں اسی غار میں رہو۔ میں ریوڑ چرانے کے لیے آیا کروں گی تو تم دونوں کے لیے صبح دوپہر اور شام کے کھانے کا بندوبست کر دیا کروں گی اور ہاں میں اب بستی کی طرف جاؤں گی اور تم دونوں کے لیے بستر اور کھانے کے علاوہ کچھ نقدی بھی لے آؤں گی تم رات کے وقت غار کے منہ پتھروں سے بند کر دیا کرنا اور اس غار کے اندر ہی پڑے رہنا اگر میں تم دونوں کو اپنے ساتھ بستی کی طرف لے گئی تو بستی کے لوگوں کو خبر ہو جائے گی اور کوئی نہ کوئی شخص انعام حاصل کرنے کے لالچ میں تم دونوں سے متعلق ٹرائے شہر میں جا کر یونانیوں کو ضرور خبر کر دے گا۔ ایسی صورت میں تم دونوں کے ساتھ میں بھی بے گناہ ماری جاؤں گی لہٰذا تم دونوں جب تک اس غار میں رہنا چاہتے ہو رہو میں اس وقت تک تم دونوں کے کھانے اور دوسری ضروریات کی ذمہ داریاں پوری کرتی رہوں گی۔

جینان کی اس گفتگو کے جواب میں اینیاس تھوڑی دیر تک بڑی شکر گزاری اور ممنونیت سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے جینان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا
اے جینان تمہیں ہمارے لیے نقدی کا بندوبست کرنے کی ضرورت نہیں ہے ٹرائے شہر سے بھاگتے وقت میں نے سنہری سکوں کی ایک بڑی تھیلی اپنے ساتھ لے لی تھی اور یہ سکے اس قدر ہیں کہ میں اور میرا یہ بیٹا کہیں بھی رہ کر پرسکون زندگی بسر کر سکتے ہیں، میں تم سے یہ التماس کروں گا کہ جب تک خطرات ہیں، اس وقت تک تم ہمارے لیے کھانے کا بندوبست کرتے رہنا اور ہاں اس دوران اگر تم ہمارے لیے کسی کشتی کا بندوبست کر سکو تو میں تمہارا بہت زیادہ ممنون ہوں گا اس لیے کہ میں اب اس سرزمین میں نہیں رہنا چاہتا۔ مجھے امید ہے کہ یونانی اتنی جلدی ٹرائے شہر سے نہ نکلیں گے اور جب تک وہ یہاں ہیں اس وقت تک موت ہم دونوں باپ بیٹوں کے سروں پہ منڈلاتی رہے گی لہٰذا اپنے بھائی پارس کی موت کے بعد میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ میں یہاں سے نکل کر کسی اور سرزمین پر چلا جاؤں گا اور وہاں اپنے بیٹے کے ساتھ کہیں پرسکون زندگی بسر کرنے کی ابتدا کروں گا، اینیاس کی اس گفتگو کے جواب میں جینان نے بڑی فراخدلی

کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا میں اب جاتی ہوں اور تم دونوں باپ بیٹوں کے لیے بستروں اور کھانے کا بندوبست کرتی ہوں سنو میں دو ایک دنوں میں تمہارے لیے کشتی کا بندوبست بھی کرتی ہوں۔
اینیاس نے فوراً اپنی کمر کے ساتھ لٹکتی ہوئی نقدی کی تھیلی سے چند سکے نکالے اور جینان کو تھماتے ہوئے کہا اے جینان یہ سکے تم اپنے پاس رکھو ان سکوں سے تم ہمارے لیے کوئی کشتی خرید سکتی ہو۔ اس کشتی میں بیٹھ کر ہم کسی طرف اپنی سلامتی کے لیے نکل جائیں گے۔ جینان نے وہ سکے لے لیے پھر وہ وہاں سے چلی گئی تھی۔

(۱)

یونانیوں نے ٹرائے شہر کو آگ لگانے کے بعد اور اس کے اندر تباہی و بربادی اور قتل و غارت کا کھیل کھیلنے کے بعد ٹرائے شہر کو ایک ملبے میں تبدیل کر کے رکھ دیا تھا پھر یونانی دندناتے ہوئے شاہی محل میں داخل ہوئے یہاں سے انہوں نے ہیلن کو زندہ گرفتار کر لیا تھا اور شاہی محل کو بھی انہوں نے آگ لگا کر ملبے میں تبدیل کر دیا تھا۔ ہیلن کو جب اس کے شوہر مینلاؤس کے سامنے پیش کیا گیا تو تھوڑی دیر تک مینلاؤس اُسے بڑے غصے اور غضب کی حالت میں دیکھتا رہا اس موقعہ پر اس کی تیوریاں چڑھی ہوئی تھیں اور اس کی گردن اینٹھی ہوئی تھی پھر آہستہ آہستہ اس کے چہرے پر نرمی اور شفقت کے جذبات پھیلنے لگے نفرت کی جگہ محبت اور غصے کی جگہ ملائمت نے لے لی تھی پھر اس نے قدرے دھیمے لہجے میں اپنی بیوی ہیلن کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا:
اے ہیلن اپنے شہر سے نکل کر پارس کے ساتھ ٹرائے آجانے میں آخر تجھے کیا ملا۔ تو کیا خوب میرے اور اپنی بچی کے ساتھ خوشحال اور خوشگوار زندگی بسر کر رہی تھی۔ آخر کس چیز نے تجھے مجبور کیا کس چیز کی کمی تھی تیرے پاس جس چیز کی تلاش میں تو پارس کے ساتھ اپنی خوشگوار زندگی کو ترک کر کے اس ٹرائے شہر کی طرف بھاگ آئی جب کہ تو جانتی تھی۔ کہ ہم پارس اور تیرا تعاقب کریں گے۔ اور میں کسی بھی صورت پارس سے اپنی عزت اور اہمیت کا بدلہ لیے بغیر نہ چھوڑوں گا۔ اے ہیلن کاش تم نے ایسا نہ کیا ہوتا اور قسم یونان کے سارے دیوتاؤں کی مجھے تم سے قطعاً یہ امید نہ تھی۔ کہ تم اس طرح

کا گرا ہوا کام بھی اپنی زندگی میں کر گزرو گی۔ سنو ہیلن پانی جب رواں ہوتا ہے۔ تو پانی رہتا ہے ورنہ وہ غلاظت بھرا جوہڑ بن کر رہ جاتا ہے۔ میں نے تمہیں زندگی کی رفعتیں اور بلندیاں عطا کر رکھی تھیں لیکن تمہارے دل میں نہ جانے کیا کدورت اور تمہارے قلب و ضمیر میں نہ جانے کیا پستی ٹھہری ہوئی تھی کہ تم نے اپنے بسے بسائے اور آباد گھر کو چھوڑا اور پارس کے ساتھ اس ٹرائے شہر کا رُخ کیا۔ اب تم اس شہر پہ نگاہ کرو اور دیکھو کہ ہم نے پارس کی اس حرکت کی وجہ سے ٹرائے شہر کی حالت کیا کر دی ہے۔ ایک دن پہلے یہ ٹرائے شہر جو لوگوں سے آباد اور بارونق تھا آخر تم دیکھتی ہو کہ انتقام کے بعد ہم نے اسے جلے اور ایک ڈھیر میں تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔ ہیلن خاموش رہی اس کی گردن جھکی رہی اور مینلاؤس کے سوالوں کا اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ مینلاؤس بڑی تھوڑی دیر تک اُسے غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے دوبارہ ہیلن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

اے ہیلن کچھ تو بولو۔ آخر میرے اس سوال کا جواب تو دو کہ تم نے کیوں اپنے وطن سپارٹا کو چھوڑا اور پارس کے ساتھ ٹرائے کا رُخ کیا۔ مینلاؤس کے اس استفسار پہ حسین ہیلن نے آہستہ آہستہ اپنی گردن سیدھی کی لمحہ بھر کے لیے اس نے اپنے شوہر مینلاؤس کی طرف دیکھا پھر اس نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے مینلاؤس میں تسلیم کرتی ہوں کہ میں جہالت اور بے بسی کا شکار ہو گئی تھی۔ میں نے بزدلی کو بے نیازی، کمزوری کو نرم دلی، بکواس کو علم، مکاری کو ذہانت اور بدنصیبی کے سایوں کو سکون سمجھ لیا تھا اور اے مینلاؤس میں ایک راہ گم کردہ مسافر تھی لیکن اب میری روح مضطرب اور بے قرار ہے اور میرے نفس میں بیابانوں کی طرح خزاں کی پیاس ٹھہر گئی ہے۔ آہ میں تقدیر کے عذاب اور گمراہ کی سیاہ دلدل کا شکار ہو گئی تھی۔ اب میں ظلمت کے زندان اور فکر کی دیمک سے چھٹکارا پا چکی ہوں۔ اور میرے ضمیر کا بوجھ اتر چکا ہے اے مینلاؤس اب میں احساس ندامت کا شکار ہوں اور اپنے آپ کو بے حسی کی لمبی رات، اپنی ذات کے زندان اور خیالات کے طویل بن باس سے نکال چکی ہوں میں تم سے التجا کرتی ہوں کہ ایسے موقع پر تم نے میرے خلاف جو بھی قدم اٹھانا ہے، اٹھالو ورنہ میری یادوں کے تابوت، میری ذات کو کتبۂ لحد میں تبدیل کر کے رکھ دیں

گے یہاں تک کہنے کے بعد ہیلن خاموش ہو گئی تھی۔

ہیلن کی اس گفتگو کے بعد مینلاؤس تھوڑی دیر تک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اس موقع پہ اس کی نگاہوں میں ہیلن کے لیے محبت، تن مجبت اور چاہت ہی چاہت ابھری ہوئی تھی۔ پھر اس نے اپنے لبوں پہ ہلکی مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہا۔ اے ہیلن اس موقع پر تم مجھ سے کیسے سلوک کی توقع رکھتی ہو۔ ہیلن نے پھر مینلاؤس کی طرف دیکھا اور کہا۔ اے مینلاؤس میں اپنے کئے پر شرمندہ ہوں۔ تم سے اپنے اس ناروا سلوک کی معافی بھی مانگتی ہوں بہرحال میں فیصلہ تمہارے ہاتھ میں چھوڑتی ہوں۔ اگر تم مجھے میری غلطیوں کی سزا دینا چاہو تو تب بھی تم حق بجانب ہو گے۔ میں تمہارے اس فیصلے کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھاؤں گی اس لیے کہ میں اس قابل ہوں کہ مجھے سزا دی جائے۔ اور اگر تم فراخدلی سے کام لیتے ہوئے مجھے معاف کر دیتے ہو تو میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتی ہوں کہ میں اپنی آئندہ زندگی تمہارے اور اپنی بچی کے ساتھ سپارٹا میں دل و جان سے تم دونوں کی خدمت کرتے ہوئے گزار دوں گی اور پھر دوبارہ کبھی ایسی حرکت کا ارتکاب نہ کروں گی۔ ہیلن کے یہ الفاظ سن لینے کے بعد مینلاؤس اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ آگے بڑھ کر اس نے ہیلن کے دونوں ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

اے ہیلن میں تمہاری ساری غلطیوں اور تمہاری ساری کوتاہیوں کو معاف کرتا ہوں تم جیسی بھی ہو میں تمہاری کوتاہیوں اور تمہاری تمام صفات کے ساتھ دوبارہ تمہیں قبول کرتا ہوں اور اپنی بیوی کی حیثیت سے میں دوبارہ تمہیں اپنے ساتھ رکھوں گا۔ اب تم میرے ساتھ سپارٹا کی طرف جاؤ گی جہاں پہ ہماری بیٹی بڑی بے چینی سے ہم دونوں کا انتظار کر رہی ہو گی اور سپارٹا میں ہم دونوں ایک نئی زندگی کی ابتدا کریں گے۔ مینلاؤس کے اس فیصلے پہ ہیلن کے لبوں پر بڑی پیاری اور دلفریب مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ پھر ہیلن کو لے کر مینلاؤس اپنے پڑاؤ کی طرف چلا گیا تھا ٹرائے شہر کو تباہ و برباد اور ویران کرنے کے بعد یونانی لشکر نے چند دن تک وہاں قیام رکھا اس کے بعد یونانی اپنے بحری بیڑوں میں سوار ہو کر یونان کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

دوسری طرف پارس کی بیوی ہیرن جنبان نے پارس کے بھائی انیاس اور بھتیجے اسکانوس پر یہ مہربانی کی کہ چند دن تک ان دونوں باپ بیٹے کو غار کے اندر ان کی زندگی کی ضروریات فراہم کرتی رہی پھر ان کے کہنے پر اُن کے لیے ایک کشتی بھی مہیا کر لی تھی پھر انیاس اور

اسکانوس دونوں باپ بیٹا اس کشتی میں سوار ہو کر نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ چند دن تک وہ دونوں سمندر کے اندر سرگرداں رہے۔ آخر حالات اور وقت کے راہبر نے انہیں اٹلی کے ساحل پہ لا کھڑا کیا۔ دونوں باپ بیٹا اٹلی کے ساحل پہ اترے اس وقت وہ نہیں جانتے تھے کہ اس سرزمین میں کون سی قوم اور کون سے لوگ آباد ہیں۔ اٹلی میں اس وقت کہیں کہیں یونانی آباد ہو چکے تھے اور بہت سے حصوں میں وہ لوگ آباد ہوئے تھے جو ایشیا سے ہجرت کر کے اس سرزمین کی طرف آئے تھے۔ اینیاس اور اس کا بیٹا اسکانوس دونوں جنوبی اٹلی کے ساحل پہ اترنے کے بعد وہ اپنے لیے مناسب ٹھکانہ تلاش کرنے کے لیے اٹلی کی سرزمین میں سرگرداں ہو گئے تھے۔ جنوبی اٹلی سے نکل کر اینیاس اور اسکانوس دونوں باپ بیٹا وسطی اٹلی کی طرف بڑھے وسطی اٹلی میں ان دنوں ایک شخص لاتینوس کی حکومت تھی، پس اینیاس اور اسکانوس دونوں باپ بیٹا وسطی اٹلی کے بادشاہ لاتینوس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسے اپنے پورے حالات تفصیل کے ساتھ سناڈالے تھے۔ لاتینوس اینیاس اور اسکانوس کے حالات سن کر بےحد متاثر ہوا اور اس نے اپنی بیٹی لومینیا کی شادی اینیاس کے ساتھ کر دی تھی۔ اس شادی کے بعد اینیاس لاتینوس کی حکومت کے مرکزی شہر کے قریب ہی ایک قصبے میں آباد ہو گیا تھا اور اپنی بیوی کے نام پہ اس قصبے کا نام لومینیا ہی رکھ دیا تھا۔

بادشاہ لاتینوس کی بیٹی لومینیا جس کی شادی اینیاس کے ساتھ ہوئی تھی، اس کی منگنی اینیاس کے ساتھ شادی سے پہلے لاتینوس کے ایک سردار ترنوس کے ساتھ ہو چکی تھی۔ ترنوس کو جب خبر ہوئی کہ لاتینوس نے اس کے ساتھ دھوکا کیا ہے اور اپنی بیٹی لومینیا اینیاس نام کے ایک اجنبی کے ساتھ کر دی ہے تو اس نے لاتینوس اور اینیاس کے خلاف بغاوت اور سرکشی کا مظاہرہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اندر ہی اندر وہ اپنی قوت کو بڑھاتا رہا پھر ایک روز اس نے اس کے خلاف لشکر کشی کر دی تھی۔ اینیاس بھی لاتینوس اور اپنی بیوی لومینیا کے دفاع کے لیے اس جنگ میں شامل ہوا اس جنگ میں گو لاتینوس کامیاب رہا لیکن اینیاس اس جنگ میں مارا گیا تھا۔

اینیاس کی موت کے بعد اس کا بیٹا اسکانوس بڑا بددل ہوا اس نے اس قصبے کی رہائش کو ہی ترک کر دیا تھا جس کا نام اس کے باپ نے اپنی بیوی کے نام پہ رکھا تھا اور لومینیا نام کے اس قصبے سے نکل کر یہ اسکانوس ایلبا نام کے ایک قصبے میں جا کر

آباد ہو گیا۔ ایلبا نام کا یہ قصبہ ایک کوہستانی سلسلے کے پاس تھا اور اس پہاڑی سلسلے کو بھی کوہستان ایلبا کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ ایلبا نام کے قصبے میں آباد ہونے کے بعد اکانوس نے سلویا نام کی لڑکی سے شادی کر دی تھی اس سلویا کا باپ نومیٹر کبھی دور میں ایلبا اور گرد و نواح میں پڑنے والے شہروں کا بادشاہ ہوا کرتا تھا، لیکن اس کے چھوٹے بھائی آمولیوس نے اس کی حکومت کا تختہ الٹ دیا اور اسے تاج تخت سے علیحدہ کر کے خود حکمران بن بیٹھا تھا۔ تاہم اس نے اپنے بڑے بھائی کا بھی خیال رکھا اور اسے تخت سے علیحدہ کرنے کے بعد اسے ہر سہولت مہیا اور فراہم کر دی تھی۔

لیکن اس کے بڑے بھائی نومیٹر کی بیٹی سلویا کی شادی جب اسکانوس کے ساتھ ہو گئی تو آمولیوس بڑا فکرمند ہوا اسے خدشہ ہو گیا تھا کہ کہیں اس کے بھائی کی بیٹی اپنے شوہر کے ساتھ مل کر کوئی سازش اس کے خلاف نہ کرے اور اسے تخت تاج سے محروم نہ کر دے لہذا ایلبا کا بادشاہ آمولیوس حرکت میں آیا اس نے اپنے بھائی نومیٹر کے بیٹے اور اپنے بھتیجے کو تو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور اپنے بھائی نومیٹر کی بیٹی اور اپنی بھتیجی اور اسکانوس کی بیوی سلویا کو اس نے زندان میں ڈال دیا تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ اپنی زندگی سلویا قید میں گزار دے گی اور وہ اس کے تاج تخت کے لیے کسی قسم کا خطرہ بن کر نمودار نہ ہو گی، اس کے ساتھ ساتھ آمولیوس نے دوسرا بڑا کام یہ کیا کہ اس نے اپنی بھتیجی سلویا کے شوہر اسکانوس کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

زندان میں رہتے ہوئے سلویا کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے تھے یہ دونوں جڑواں بھائی تھے اور زندان میں سلویا نے اپنے ان دونوں جڑواں بیٹوں کے نام رومولس اور ریمس رکھ دیئے تھے۔ دوسری طرف سلویا کے چچا اموليوس کو جب خبر ہوئی کہ اس کی بھتیجی سلویا کے ہاں زندان میں دو بیٹے پیدا ہوئے ہیں تو وہ فکرمند ہوا اُسے خدشہ پیدا ہو گیا تھا کہ زندان میں اس کی بھتیجی کے ہاں پیدا ہونے والے یہ دونوں بیٹے ضرور جوان ہو کر اپنی ماں کی مظلومیت کا بدلہ اس سے لیں گے اور اسے تاج تخت سے محروم کر کے موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔ ان خدشات کے تحت ایلبا کے بادشاہ آمولیوس نے ایک بہت بڑا فیصلہ کیا۔ اس نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ سلویا کو زندان سے نکال لیا جائے اور

اسے اور اس کے دونوں شیر خوار بچوں کو ان کے پنگوڑے سمیت دریائے ٹائبر میں پھینک دیا جائے پس آمولیوس کے حکم کا اتباع کیا گیا۔ سلویا اور اس کے دونوں بیٹوں رومولس اور ریمس کو ان کے پنگوڑے سمیت دریائے ٹائبر میں پھینک دیا گیا تھا۔ ان دنوں دریا سیلابی حالت میں تھا اور کناروں سے باہر ہو کر بہہ رہا تھا۔ سلویا بے چاری تو دریا کی تیز لہروں کی نذر ہو گئی۔ اور اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھی لیکن اس کے دونوں بیٹے رومولس اور ریمس اپنے پنگوڑے میں تیرتے ہوئے بہت دور چلے گئے اور دریا کی تیز لہروں نے انہیں خشکی پر پھینک دیا تھا۔

ان دونوں بچوں رومولس اور ریمس کا پنگوڑا کوہستان ادنتائن کی وادی میں دریا کی موجوں نے خشکی پر پھینک دیا تھا۔ یہاں پر اس وقت فاسٹیلوس نام کا ایک چرواہا اپنا ریوڑ چرا رہا تھا، اس کی نظر جب اس پنگوڑے پر پڑی تو وہ بھاگا بھاگا اس پنگوڑے کی طرف گیا۔ اس نے دیکھا کہ پنگوڑے میں دو بچے زندہ اور سلامت حالت میں اٹکھیلیاں کر رہے تھے۔ ان دونوں کو پنگوڑے میں زندہ پا کر فاسٹیلوس بڑا خوش ہوا اور پنگوڑے سمیت ان دونوں کو اٹھا کر وہ اپنے گھر لے گیا اس فاسٹیلوس نام کے چرواہے کی بیوی کا نام لارنٹیا تھا اور بڑی نرم دل اور بڑی نیک عورت تھی لہذا اس عورت نے بڑی چاہت اور محبت سے ان دونوں بچوں کی پرورش شروع کر دی تھی۔ آخر یہ دونوں بچے فاسٹیلوس نام کے چرواہے اور اس کی بیوی لارنٹیا کے پاس رہتے ہوئے جوان ہو گئے اور فاسٹیلوس کے ساتھ ہی مل کر وہ کوہستان ادنتائن کے اندر ریوڑ چرانے کے ساتھ ساتھ جنگی تربیت حاصل کرنے لگے تھے۔

اس دوران ایسا ہوا کہ چرواہوں کا آپس میں جھگڑا ہو گیا۔ اور اس جھگڑے میں ایک بھائی ریمس بھی ملوث تھا۔ ریمس نے کسی دوسرے چرواہے جوان پر ہاتھ اٹھا لیا تھا۔ لہذا لوگ اسے پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے تاکہ ریمس کی اس زیادتی کا فیصلہ کرایا جائے خوش قسمتی سے جس سردار کے پاس چرواہے ریمس کو لے گئے تھے وہ سردار ریمس کا نانا نومیٹر تھا۔ جس کو اس کے بھائی آمولیوس نے تاج و تخت سے محروم کر دیا تھا اور جو کوہستان ادنتائن کے اندر ایک سردار کی حیثیت سے ایک گمنام زندگی بسر کر رہا تھا۔ دوران گفتگو نومیٹر کو پتہ چل گیا کہ ریمس اور رومولس اس کی بیٹی سلویا کے بیٹے ہیں اور اس کے نواسے ہیں لہذا اس نے بھی ان پر انکشاف کر دیا کہ وہ ان کا نانا ہے اور اس کا نام نومیٹر ہے اور یہ کہ وہ کبھی ایلبا کا بادشاہ ہوا کرتا تھا۔ لیکن اس کے چھوٹے بھائی آمولیوس نے اسے تاج و تخت سے محروم کر دیا تھا۔

اپنے نانا سے یہ سارے حالات سن کر ریمس اور رومولس دونوں حرکت میں آ گئے۔ انہوں نے دن رات ایک کر کے چرواہوں اور دوسرے جوانوں پر مشتمل ایک لشکر تیار کیا اور پھر جب انہوں نے دیکھا کہ وہ ایک طاقت ور لشکر تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں تو انہوں نے آمولیوس کے خلاف بغاوت کر کے اس پر حملہ کر دیا تھا۔ اس جنگ میں رومولس اور ریمس کامیاب رہے اور آمولیوس کو انہوں نے اقتدار سے محروم کر کے اسے قتل کر دیا اور اپنے نانا نومیٹر کو انہوں نے ایلبا کا بادشاہ بنا دیا تھا۔ لیکن وہ خود دونوں بھائی کوہستان ادنتائن کے اندر ہی رہائش پذیر رہے۔ ایلبا کا بادشاہ بننے کے بعد ان دونوں کے نانا نومیٹر نے یہ کام کیا کہ کوہستان ادنتائن کی سرزمین اس نے اپنے دونوں نواسوں کے نام کر دی تھی۔

رومولس اور ریمس دونوں بھائیوں نے مل کر فیصلہ کیا کہ زمین کا وہ حصہ جو ان کے نانا نومیٹر نے ان کے حوالے کیا ہے وہاں پر ایک ایسا شہر آباد کیا جائے جس شہر کا نام ان دونوں بھائیوں کے نام سے نسبت رکھتا ہو لہذا یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایک ایسا شہر آباد کیا جائے جس کا نام روم ہو ان کے نانا نے جو خطہ زمین ان کے نام کیا تھا۔ اس کے اندر دو پہاڑی سلسلے تھے، ایک کوہستان ادنتائن اور دوسرا کوہستان پلاٹین رومولس اس حق میں تھا کہ یہ نیا شہر جس کا نام روم تجویز کیا گیا ہے وہ کوہستان پلاٹین پر تعمیر کیا جائے جب کہ دوسرا بھائی ریمس اس حق میں تھا کہ نیا آباد کیا جانے والا شہر کوہستان ادنتائن پر آباد کیا جائے۔ یہ دونوں پہاڑی سلسلے دریائے ٹائبر کے کنارے تقریباً ایک دوسرے سے آدھے میل کے فاصلے پر تھے شہر کی تعمیر کے سلسلے میں دونوں بھائی اپنے نانا نومیٹر کے پاس گئے تاکہ اس سے مشورہ کیا جائے کہ نیا شہر کوہستان ادنتائن یا کوہستان پلاٹین پر تعمیر کیا جائے۔ ان کے نانا نومیٹر نے اپنے دونوں نواسوں کو مشورہ دیا کہ تم دونوں پرندوں کی قرعہ اندازی سے مدد لو اور جو بھائی قرعہ اندازی میں کامیاب ہو اسی کی تجویز اور اسی کی خواہش کے مطابق شہر آباد کیا جائے۔

پرندوں کی قرعہ اندازی کا طریقہ کار یہ تھا کہ جس جگہ اور جہاں پر کوئی خواہش رکھتا تھا، وہاں پر وہ بیٹھ جاتا تھا اور جس کے سر کے اوپر سے پہلے پرندے گزرتے تھے اس کی بات مانی جاتی تھی لہذا رومولس اور ریمس دونوں بھائی اپنے کوہستانی سلسلے

کے اوپر بیٹھ گئے، رومولس کوہستان پلاٹین پر بیٹھ گیا تھا اور ریمس کوہستان اونتائین پر جا بیٹھا تھا اور دونوں انتظار کرنے لگے تھے کہ دیکھیں کس کے اوپر سے پہلے پرندے گزرتے ہیں، کچھ دیر تک دونوں بھائی اپنے اپنے کوہستانی سلسلے کے اوپر بیٹھے رہے یہاں تک کہ ریمس نے دیکھا کہ چھ پرندے اس کے اوپر سے گزرنے کے لیے مشرقی سمت سے مغربی سمت کا رُخ کر رہے تھے ان پرندوں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر ریمس بے حد خوش ہوا اور جب وہ پرندے اس کے اوپر سے گذر گئے تو اس نے خیال کیا کہ اب اس کی خواہش کے مطابق کوہستان اونتائین پر ہی نیا شہر روم آباد کیا جائے گا لیکن وہ جب اپنی جگہ سے ہٹ کر اپنے بھائی کے پاس آیا تو وہاں جمع ہو جانے والے لوگوں سے اُسے پتہ چلا کہ کل اٹھارہ پرندے مشرقی جانب سے آئے تھے جن میں سے چھ پرندے اس کے سر کے اوپر سے گزر گئے۔ جب کہ بارہ پرندے اس کے بھائی رومولس کے سر سے گزر گئے ہیں، لہٰذا یہ فیصلہ ہوا کہ رومولس کی خواہش کے مطابق کوہستان پلاٹین کے اوپر ہی روم کو آباد کیا جائے۔

لہٰذا اکیس اپریل کا دن شہر کی تعمیر کا کام شروع کرنے کے لیے مقرر کیا گیا۔ اکیس اپریل کو کوہستان پلاٹین کے اوپر سب سے پہلے ایک قربان گاہ تعمیر کی گئی۔ پھر رومولس نے سفید رنگ کی ایک گائے اور سفید رنگ ہی کے ایک بیل کو ہل میں جوتا۔ پھر کوہستان پلاٹین کے ارد گرد ایک بہت بڑے گول دائرے کی صورت میں اس نے ہل چلایا اور جہاں جہاں اس نے ہل چلایا۔ وہاں وہاں شہر کی بیرونی فصیل تعمیر کی جاتی تھی اور جہاں جہاں فصیل کے اندر دروازے رکھے جاتے تھے۔ وہاں سے رومولس ہل کو اٹھا لیتا تھا۔ اس طرح ہل کے ذریعے نئے تعمیر ہونے والے شہر کی نشاندہی کر دی گئی تھی پھر رومولس نے سلیر نام کے ایک جوان کے ذمے یہ کام لگایا کہ جو کوئی بھی اس نئے تعمیر ہونے والے احاطے میں داخل ہو وہ اس جگہ سے داخل ہو جو جگہ دروازوں کے لیے چھوڑ دی گئی ہے اور اگر کوئی ایسی جگہ سے اس احاطے میں داخل ہوتا ہے جہاں پر ہل چلایا گیا ہے تو سلیر کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اس شخص کو ڈنڈے مارے جائیں۔

پس پہلا شخص جو دروازوں کے بجائے اس ہل چلائی ہوئی جگہ سے اس احاطے میں داخل ہوا تھا۔ وہ رومولس کا بھائی ریمس تھا۔ جو بھولے سے غلط جگہ سے اس احاطے میں

داخل ہو گیا تھا۔ اس پر سلیر نے جب ریمس کے ڈنڈے سے لگائے۔ تو ریمس ان ڈنڈوں کی ضربوں سے جاں بحق ہو گیا اور سلیر نام کا وہ جوان جس نے ڈنڈے مارے تھے اور جسے رومولس نے اس کام پر لگایا تھا۔ ریمس کے مرنے کے بعد اس ڈر اور اس خدشے کے تحت وہاں سے بھاگ گیا تھا کہ کہیں ریمس کے مرنے کے بعد اس کا بھائی رومولس اُسے موت کے گھاٹ ہی نہ اتار دے۔ اس طرح نئے تعمیر ہونے کے شہر اور روم کی بنیادوں میں ریمس کا خون داخل ہو گیا تھا اس کے بعد اس جگہ روم شہر کی تعمیر کا کام شروع ہوا اور یوں دنیا کے اندر روم شہر اور رومن قوم کی ابتداء ہوئی۔

○

ٹرائے شہر کی تباہی و بربادی کے بعد یوناف نے یروشلم شہر کا رُخ کیا تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہ کچھ عرصہ سلیمانؑ اور اپنے دوست آصف برخیا کے پاس رہے گا۔ سلیمانؑ کو بنی اسرائیل پر حکومت کرتے اب چالیس سال ہو چکے تھے اور یوناف کے ٹرائے سے یروشلم وارد ہونے کے کچھ ہی عرصہ بعد سلیمانؑ پر موت طاری ہو گئی تھی، وہ اس طرح کہ سلیمانؑ نے اپنے ماتحت کام کرنے والے جنات کی مدد سے آبگینوں کا ایک حجلہ بنوایا تھا۔ اس حجلے کے اندر اکثر آپ تنہائی میں عبادت کرتے رہتے اور ساتھ ساتھ یروشلم میں تعمیر ہونے والے ہیکل سلیمانی کی تعمیر پر بھی نگاہ رکھتے تھے۔ اور تعمیر کا یہ کام بھی جنات ہی کے سپرد تھا۔ آبگینے کے اس حجلے کے اندر سلیمانؑ ایک لاٹھی کے سہارے کھڑے رہ کر عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ اپنی آخری عمر میں آپ اسی حالت میں آبگینے کے اندر عبادت میں مشغول تھے کہ آپ پر موت طاری ہو گئی لیکن آپ کی لاش اس چھڑی کے سہارے کھڑا دیکھ کر جنات بھی اپنے اپنے کام میں مشغول رہتے یہاں تک کہ انہوں نے ہیکل سلیمانی کی تعمیر کا کام مکمل ہو گیا۔

اس دوران اس چھڑی میں دیمک پیدا ہو گئی تھی جس چھڑی کے سہارے سلیمانؑ کی لاش کھڑی تھی سو دیمک نے اس لاٹھی کو چاٹ کر بے جان کر دیا اس بنا پر وہ لاٹھی سلیمانؑ کا بوجھ برداشت نہ کر سکی اور سلیمانؑ کی لاش زمین پر گر گئی تھی۔ تب کام سے فارغ ہو جانے والے جنات سمجھے کہ سلیمانؑ کا تو عرصہ ہوا انتقال ہو چکا ہے اور وہ یوں ہی ان کی طرف دیکھتے ہوئے کام کی تکمیل کرتے رہے اس طرح جنات کو نہ صرف یہ کہ اپنی نادانی پر افسوس ہوا بلکہ ان پر یہ عقدہ

بھی کھلا کہ وہ غیب کا علم نہیں جانتے اس طرح سلیمانؑ کی وفات ہو گئی تھی۔ انہیں یروشلم میں دفن کر دیا گیا تھا اور ان کے بعد ان کا بیٹا رحبعام بنی اسرائیل کا بادشاہ بنا تھا۔

سلیمانؑ کی موت کے بعد یوناف ایک روز اپنی رہائش گاہ کے کمرے میں اکیلا بیٹھا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا پھر اس نے اپنی شیریں اور مترنم آواز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے یوناف میرے حبیب! سلیمانؑ کی وفات کے بعد اب تمہارا کیا ارادہ ہے کیا تم یروشلم میں ہی قیام کیے رکھو گے۔ ابلیکا کے اس استفسار پر یوناف چونکا پھر وہ سنبھلا اور ابلیکا کو جواب دیتے ہوئے کہا۔ اے ابلیکا اگر تم میری گردن پر لمس دے کر یہ سوال مجھ سے نہ پوچھتی تو تھوڑی دیر بعد میں تمہیں خود ہی بتانے والا تھا۔ اس لیے کہ میں اب یروشلم سے کوچ کرنے والا ہوں اس پر ابلیکا نے جستجو بھری اور بے چین سی آواز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے یوناف تم یروشلم شہر سے کس طرف کوچ کرنے کا عزم کر چکے ہو۔

ابلیکا کے اس استفسار پر یوناف تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا۔ پھر دوبارہ ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے ابلیکا میں یروشلم شہر سے بابل کی طرف کوچ کرنے کا عزم کر چکا ہوں۔ اس بار میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں اپنے قدیم دشمن اور حریف بافان سے ملوں گا اور دیکھوں گا کہ امحوتپ کا وہ طلسم جو دریائے نیل کے اندر عزازیل نے پھینکا تھا اور جو دریائے نیل سے نکل کر بحیرہ روم میں داخل ہوا اور سمندر کے اندر سرگرداں رہا۔ اور پھر جیسا کہ تم نے مجھے بتایا تھا کہ ایک سیپ اس طلسم کو نگل گئی اور اس سیپ کی روح اور سیپ کے جسم کی حرارت کے باعث وہ طلسم پھر زندہ ہو گیا تھا اور یہ کہ اس طلسم بھری سیپ پر بافان نے قبضہ کر کے اس طلسم کو اس نے روح اور سیپ کے جسم سے علیحدہ کر لیا تھا اور اب میں یہ دیکھنا چاہوں گا کہ یہ بافان مصر کے قدیم امحوتپ کے پرانے طلسم کو کس طرح اپنی بہتری اور لوگوں کی ایذا رسانی کے لیے کام میں لا رہا ہے۔ یوناف کی یہ گفتگو سن کر ابلیکا نے ہلکا ہلکا اور خوش کن لمس یوناف کی گردن پر دیا اور اس نے اپنی مترنم آواز میں یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

اے یوناف قسم خدا کی تم نے میرے مطلب کی بات کی ہے میں بھی یہی چاہ رہی تھی کہ تم یروشلم سے بابل کا رخ کرو اور پھر وہاں دیکھیں کہ بافان امحوتپ مصری کے اس

طلسم کو کس طرح کام میں لا رہا ہے اور اگر وہ اس طلسم کو بنی نوع انسان کی ایذا رسانی کے کام میں لا رہا ہے تو پھر اے یوناف سنو مجھے اور تمہیں بافان کے خلاف حرکت میں آنا ہو گا۔ اور جب تک بنی نوع انسان کو اس کی عیاری اور اس کے دھوکے اور مصنوعی عذاب سے بچا نہیں لیتے اس وقت تک ہم دونوں بافان کے خلاف حرکت میں آتے رہیں گے اور اسے اپنے سامنے ضرور جھکنے پر مجبور کر دیں گے اور اے یوناف سنو میں تم پر ایک نیا انکشاف بھی کرتی ہوں۔ اور وہ یہ کہ دنیا کے اندر اس وقت تین بڑی قومیں اور تین بڑی قوتیں اپنی بنیادی ارتقائی منازل کو طے کرتی ہوئی اپنے عروج کی طرف گامزن ہو چکی ہیں۔ ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف چونکا اور اس نے پوچھا اے ابلیکا وہ کون سی قوتیں ہیں جو بڑی قوم کی حیثیت سے دنیا میں نمودار ہو رہی ہیں۔

اس پر ابلیکا بولی اور کہا پہلی قوم فونیقی ہے جنہوں نے اپنے لیے نیا شہر قرطاجنہ آباد کیا ہے جو بڑی تیزی سے ترقی کی منزلیں طے کرنے لگے ہیں۔ ان کے متعلق تم خوب تفصیل کے ساتھ جانتے ہو دوسری قوم رومن ہے ٹرائے شہر کی تباہی کے بعد ٹرائے کا ایک شہزادہ اینیاس اٹلی کی طرف بھاگ گیا تھا۔ وہاں اس کے بیٹے اسکانوس نے سلویا نام کی ایک لڑکی سے شادی کر لی تھی جس کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے تھے۔ ایک کا نام رومولس اور دوسرے کا نام ریمس ہے۔ ریمس مر چکا ہے جب کہ رومولس زندہ ہے اور اس نے اٹلی کے کوہستان اونتائین اور کوہستان پلاٹین کے پاس ایک نیا شہر آباد کیا ہے اور اس نے شہر کا نام روم رکھا گیا ہے۔ اور اب یہ روم کے لوگ بھی رومن قوم کی حیثیت سے بڑی تیزی سے ترقی کرنے لگے ہیں۔

اور اے یوناف سطح زمین پر جو تیسری قوم اپنی غفلت سے اٹھ کر بیدار ہوئی ہے، وہ آشوری قوم ہے جن کا مرکزی شہر نینوا ہے اور اے یوناف یہ آشوری قوم بھی اپنے عروج کو پہنچ چکی ہے اور میرا خیال ہے کہ عنقریب ان کے بادشاہ اپنے ہمسائیوں پر حملہ آور ہوں گے اور آشوری قوم اپنی سلطنت کو وسعت دینے کی کوشش کرے گی اور یہ آشوری ایسے جنگجو اور ایسے خون خوار ہیں کہ میرا اندازہ ہے کہ بہت جلد یہ دنیا کے وسیع حصوں پر چھا جائیں گے۔ ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف تھوڑی دیر تک ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے ابلیکا کو مخاطب کر کے کہا۔

اسنے ابلیکا ہم دونوں یہاں سے بابل کی طرف روانہ ہوں گے ۔ وہاں ہم یافان سے ملیں گے اور اندازہ لگائیں گے کہ وہ امحوتپ کے قدیم طلسم کو کس طرح کام میں لایا ہوا ہے اور اس یافان سے نمٹنے کے بعد اسے ابلیکا میں اور تم قوم آشور کے مرکزی شہر نینوا کا رخ کریں گے اور پھر دیکھیں گے کہ یہ آشوری قوم کس طرح اور کس سمت حرکت میں آ رہی ہے اور کہاں تک اس نے اپنی عسکری حیثیت کو مضبوط اور پرقوت بنا لیا ہے۔ ابلیکا نے یوناف کی ان باتوں سے اتفاق کیا اور اس کے بعد یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتا ہوا یروشلم سے کوچ کر گیا تھا۔

ایک روز سورج غروب ہونے کے تھوڑی دیر بعد جب کہ فضاؤں کے اندر تخریب کی ظلمتیں سایہ اجل اور اندیشوں کی موت کی طرح پھیل چکی تھیں۔ شبستانوں کی آسودگیاں آباد ہونے لگی تھیں۔ مغربی افق سے شفق کے رنگ ڈھل گئے تھے اور آسیب زدہ لمحے رات کے اندھیروں کے ساتھ مل کر رقص کرنے لگے تھے۔ یوناف بابل شہر سے باہر جنوب میں بابلیوں کے قدیم متروک دیوتا شماش کے صدیوں پرانے اس معبد کے قریب نمودار ہوا جس میں اس کے پرانے اور قدیم دشمن اور ساحر یافان نے رہائش اختیار کر رکھی تھی وہاں نمودار ہونے کے بعد یوناف ابھی چند قدم ہی شماش دیوتا کے قدیم مندر کی طرف بڑھا تھا کہ وہ چونک کر اپنی جگہ پر رک گیا تھا کہ اس لیے کہ اسے یوں لگا تھا جیسے ہزاروں سرکش بے نتھے سانڈھ اپنی پوری رفتار سے بھاگتے ہوئے زمین کے سینے کو دہلاتے ہوئے اور خوفناک انداز میں سانس لیتے اور ڈکارتے ہوئے اس کی طرف بڑھنے لگے ہوں یوناف سمجھ گیا تھا کہ یافان امحوتپ کے طلسم کو اس کے خلاف حرکت میں لا چکا ہے لہٰذا وہاں رک کر یوناف امحوتپ کے اس طلسم سے خلاف اپنے دفاع کا سامان کرنے لگا تھا۔

شام گہری ہو چکی تھی وقت ، کی کوکھ سے تاریکیاں نکل کر چاروں طرف پھیلتی چلی گئی تھی ہر سو نیم شب کی سی خاموشی طاری تھی ۔ شام کی شفق کی رنگینیاں مغربی افق کے لبوں کو سرخ کر گئی تھیں ۔ وقت کی گردش میں اندھیرے حوادث کی جھٹیوں کی طرح ہر چیز سے الجھ گئے تھے آسمان کی فصیلوں پر ستاروں کے مدار پر تاریکیاں فطرت کے عذاب اور جبر کی طغیانیوں کی طرح پھیل گئی تھی ۔ شماش دیوتا کے معبد کے قریب یوناف ابھی تک حیران اور پریشان کھڑا تھا لمحہ بہ لمحہ وہ آوازیں اب قریب سے قریب چلی آ رہی تھیں جو کچھ اس طرح لگ رہی تھیں جیسے ان گنت سانڈھ ڈکارتے ہوئے اور تیزی سے بھاگ کر زمین کے سینے پر ایک دھمک اور ارتعاش پیدا کرتے ہوئے بڑی تیزی سے یوناف کی طرف بڑھ رہے ہوں یوناف سمجھ گیا تھا کہ یافان امحوتپ کے طلسم کو اسی طرح شماش دیوتا کے معبد میں عمل میں لا چکا ہے جس طرح سے خود امحوتپ نے اہرام مصر کے اندر اس طلسم کو ایک عمل اور بیداری کی سی صورت دی تھی ۔ یوناف یہ بھی جانتا تھا کہ اگر وہ اسی طرح اور اسی حالت میں اپنی جگہ پر کھڑا رہا تو تھوڑی دیر تک یہ طلسم کسی عفریت کی طرح اس پر حملہ آور ہو کر اسے لہو لہان اور خون آلودہ کر کے رکھ دے گا لہٰذا یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور پھر وہ انسانی اور حیوانی آنکھ سے روپوش ہو گیا تھا۔

اس کے ساتھ ہی یوناف نے آہستہ آہستہ شماش دیوتا کے معبد کی عمارت کی طرف بڑھنا شروع کر دیا تھا تھوڑی دیر بعد وہ طلسم جسے یافان نے عفریت کی سی شکل و صورت دے دی تھی وہ ہوا کے ایک تیز جھونکے کی طرح یوناف کے پاس سے گزر رہا تھا اور

یوناف نے اس موقع پر اس کا لمس بھی محسوس کیا تھا ایسے میں ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا ریشمی اور لذت سے بھرپور لمس دیا پھر ابلیکا کی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی وہ کہہ رہی تھی یوناف میرے حبیب یہ یافان اخوتیپ کے اس پرانے اور قدیم طلسم کو اسی طرح حرکت میں لا چکا ہے جس طرح خود اخوتیپ نے اس طلسم کو اہرام مصر کی حفاظت کے لیے حرکت دی تھی لہٰذا تم نے بہت اچھا کیا کہ تم اپنی قوتوں کو حرکت میں لا کر اوجھل اور روپوش ہو چکے ہو ورنہ یہ طلسمی عفریت تمہیں ضرور نقصان پہنچاتی اور ہاں سنو یوناف یہ عفریت ابھی ابھی ہوا کے ایک جھونکے کی طرح تمہارے پاس سے گذری ہے اور جب تک تم شماش دیوتا کے معبد میں نہیں داخل ہو سکتے یہ اسی طرح تمہارے پاس سے بار بار گذرتی رہے گی اس لیے کہ وہ تمہیں دیکھ تو نہیں سکتی وہ صرف تمہارے جسم کی بو پا کر بار بار تمہارے تعاقب میں آئے گی اور تمہارے پاس سے ہوا کے ایک جھونکے کی طرح گذر جائے گی پس اس موقع پر میں تمہیں یہ مشورہ دوں گی کہ تم اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اور اخوتیپ کے اس طلسم پر قابو پا کر اسے ہمیشہ کے لیے زمین میں دفن کر دو تاکہ یافان یا اور کوئی اس طلسم سے بنی نوع انسان کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ ابلیکا کے اس مشورے پر یوناف کے چہرے پر مسکراہٹیں بکھر گئی تھیں اور اس نے ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے ابلیکا تم نے ایک مفید اور بہترین مشورہ دیا ہے اب تم دیکھنا اخوتیپ کے اس پرانے اور قدیم طلسم کو اس یافان سے چھین کر میں اس کا کیا حشر کرتا ہوں۔

شماش دیوتا کے معبد کی طرف بڑھتے بڑھتے یوناف رک گیا تھا اس دوران وہ طلسمی عفریت کئی بار اسے ہوا کا سا لمس دیتے ہوئے اس کے پاس سے گذر گئی تھی پھر یوناف زمین پر بیٹھ گیا اور اپنا خنجر نکال کر اس نے زمین کے اندر ایک گڑھا کھودنا شروع کر دیا تھا جب وہ کوئی ایک بالشت کے برابر گڑھا کھود چکا تو وہ بائیں ہاتھ کی مٹھی میں مٹی بھرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے خنجر پر اپنا کوئی عمل کیا اور اس گڑھے کے پاس ہی وہ کھڑا ہو گیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ عفریت پھر اس کی طرف لپکتی ہوئی آئی تھی۔ یوناف اس کے قدموں کی آہٹ اس کے بھاگنے کی دھمک کو سن سکتا تھا لیکن چونکہ اس نے اپنے آپ کو انسانی اور حیوانی آنکھ سے اوجھل کر رکھا تھا لہٰذا وہ عفریت اسے دیکھ تو نہ سکتی تھی بہرحال اس کے جسم کی بو پر وہ بھاگ کر بار بار اس

کے پاس سے گذرتی تھی اور جب وہ عفریت اس کے پاس سے گذرنے لگی تو یوناف اپنے اس خنجر کو حرکت میں لایا جس پر اس نے اپنا کچھ سری عمل کر رکھا تھا اور جونہی وہ عفریت ہوا کے ایک جھونکے کی طرح اس کے پاس سے گذرنے لگی تو یوناف نے زور سے اپنا خنجر اس جھونکے کے اندر گھونپ دیا اس کے ساتھ ہی فضاؤں کے اندر ایک درندوں کی سی چنگھاڑ اور گڑگڑاہٹ سنائی دی تھی پھر تاریکی میں یوناف کی خنجر کی نوک ایسے محسوس ہونے لگی تھی جیسے وہ آگ کی طرح سلگ اٹھی ہو پھر اپنے اس خنجر کی سلگتی ہوئی نوک کو یوناف بائیں ہاتھ میں بھری ہوئی مٹی کے اندر لے گیا پھر ایسے موقع پر اس نے دوبارہ اپنا کوئی سری عمل کیا اور جب اس نے دوبارہ اپنا خنجر مٹھی بھری مٹی سے نکالا تو اس بار خنجر میں نہ روشنی تھی نہ وہ پہلی سی آگ کی چمک اور پھر یوناف نے اپنے ہاتھ میں بھری ہوئی مٹی کو اس گڑھے میں ڈال دیا جو گڑھا اس نے پہلے سے کھود رکھا تھا پھر وہاں بکھری مٹی اس نے گڑھے کے اندر بھر کر اسے پاؤں کی ایڑی سے خوب دبا دیا اور قریب پڑا ہوا ایک پتھر اس کے اوپر رکھ دیا تھا اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا:

اے ابلیکا میری عزیزہ تو نے میری اس ساری کارروائی کو دیکھا ہوگا اب میں تم پر واضح کروں کہ میں نے اخوتیپ کے اس طلسم کو جو اس یافان کے سپتھے چڑھ گیا تھا اپنے خنجر میں محدود کرنے کے بعد اسے اپنی مٹھی میں بھری ہوئی مٹی کے اندر منتقل کر دیا پھر اس مٹی کو میں نے یہاں زمین کے اندر دفن کر دیا ہے اس کے ساتھ ہی اخوتیپ کا یہ قدیم اور پرانا طلسم اب یہاں حرکت میں رہنے کے بجائے یہاں زمین میں دفن ہو چکا ہے اور تم دیکھتی ہو کہ تھوڑی دیر پہلے ان فضاؤں کے اندر کچھ ایسا سماں تھا جیسے ان گنت سانڈ ھ بھاگتے ہوئے اور ڈکارتے ہوئے میرا تعاقب کر رہے ہوں اور بار بار مجھ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کر رہے ہوں لیکن اب تم دیکھتی ہو کہ فضاؤں کے اندر ایک گہری اور پرسکون خاموشی چھا گئی ہو کیونکہ میں نے اس طلسم کو اب زمین میں دفن کر دیا ہے۔ اے ابلیکا اب میں شماش دیوتا کے معبد کی طرف بڑھتا ہوں تاکہ اپنے اس پرانے حریف اور قدیم دشمن یافان سے ملوں اس موقع پر ابلیکا نے بولتے ہوئے کہا اے یوناف میرے حبیب تم نے بہت اچھا کیا اس وقت جب کہ تم اس پرانے اور قدیم طلسم کو مٹی میں منتقل کرنے

کے بعد دفن کر رہے تھے تو آس پاس تمہیں کوئی دیکھ نہیں رہا تھا اب یہ یافان اپنی نیلی دھند کی قوتوں کی مدد سے بھی اس طلسم کو بھی تلاش نہ کر سکے گا اس لیے کہ اللہ کے سوا غیب کا علم کوئی نہیں جانتا اور یہ نیلی دھند کی جو قوتیں ہیں یہ بھی اسے غیب کی خبریں نہیں پہنچا سکتی اور ہاں یوناف میں تم سے یہی کہوں گی کہ عارب، بیوسا اور نبیطہ ثرالے شہر سے نکل کر بابل شہر کی طرف آئے تھے۔ بابل شہر میں کچھ دن تک انہوں نے قیام رکھا اب چند روز ہوئے وہ ایران کے مرکزی شہر بلخ کی طرف جا چکے ہیں میرے خیال میں اب وہ بلخ شہر کو اپنی کارروائیوں اور اپنی بدیوں کا مرکز بنائیں گے بہر حال اب تم مطمئن ہو کر شماش دیوتا کے معبد میں یافان سے ملو اس کے ساتھ ہی ابلیکا خاموش ہو گئی جب کہ یوناف اب بڑی تیزی سے شماش دیوتا کے معبد کی طرف بڑھ رہا تھا۔ شماش دیوتا کے معبد کی عمارت تک یوناف انسانی اور حیوانی آنکھ سے اوجھل رہ کر ہی آگے بڑھتا رہا پھر اس نے اپنے آپ کو ظاہر کیا اور عمارت کے دروازے سے جب وہ نمودار ہوا عمارت میں داخل ہونے سے پہلے اس نے اپنے ہاتھوں میں چند پتھر اٹھا لیے تھے اور عمارت میں داخل ہونے کے بعد جس چیز کا سب سے پہلے اُسے سامنا کرنا پڑا وہ ـــــ یافان کی نیلی دھند کی قوتیں تھیں جو درندوں کی طرح غراتی اور بھڑکتی ہوئی اور اپنی آنکھوں سے اور اپنے چہرے کے تاثرات سے بھڑکتی ہوئی آگ کا سا سماں پیدا کرتی ہوئی یوناف کی طرف بڑھی تھی وہ قوتیں یوناف کو ایک عرصے سے جانتی اور پہچانتی تھی لیکن ہر بار وہ یافان کے احکام کا اتباع کرتے ہوئے یوناف پہ حملہ آور ہوتی تھی جب وہ قوتیں قریب آئیں تو یوناف نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ایک پتھر پر اپنا عمل کیا اور وہ پتھر جب اس نے اپنی طرف بڑھتی ہوئی نیلی دھند کے اندر پھینکا تو وہاں کچھ ایسی کیفیت طاری ہو گئی تھی جیسے فضاؤں کے اندر چھائی ہوئی گہری دھند اچانک سورج کی تیز شعاعیں نمودار ہونے کے بعد چھٹنی شروع ہو جاتی ہیں۔ پتھر پھینکنے کے بعد یافان کی نیلی دھند کا بھی کچھ ایسا ہی سماں ہوا تھا۔ پتھر گرتے ہی نیلی دھند کی قوتیں دھیرے دھیرے چھٹنا شروع ہو گئی تھیں اس کے ساتھ ہی وہاں یافان نمودار ہوا اور اس کے ساتھ وہ لڑکی بھی تھی جسے اس نے اپنی بیٹی ارلیشیا کا روپ دے کر اپنے اطمینان اور سکون کی خاطر اسے اپنی بیٹی بنا رکھا تھا اس موقع پہ یافان پاؤں سے لے کر سر تک ـــــ اپنے چہرے اور اپنے بازوؤں کو بھی موٹی سیاہ رنگ کی عبا سے ڈھانکے ہوئے تھا یوناف اس کے قریب گیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے یافان میرے پرانے حریف میرے قدیم دشمن تیرا کیا حال ہے قبل اس کے یافان یوناف کی اس گفتگو کا جواب دیتا وہ لڑکی جسے یافان نے اپنی بیٹی بنا رکھا تھا اور جو ارلیشیا کے روپ میں اس کے ساتھ تھی۔ اس ارلیشیا نے بولنے میں پہل کرتے ہوئے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تم کون ہو اور اس عمارت میں تم کیسے داخل ہو گئے شاید تمہیں علم نہیں کہ تم کس سے مخاطب ہو اور اگر تمہیں علم ہوتا تو تم میرے باپ یافان کو ان الفاظ میں مخاطب نہ کرتے جو الفاظ تم نے ابھی ابھی اپنی گفتگو میں استعمال کیے ہیں اگر تم زندگی چاہتے ہو اور اپنی اس جسمانی ساخت کو اسی طرح رہنے دینا چاہتے ہو تو آگے بڑھ کر میرے باپ یافان سے معافی مانگو ورنہ یاد رکھو تمہارا ظاہر تمہارا باطن دونوں ہی بگاڑ کے رکھ دیئے جائیں گے۔

ارلیشیا کی باتیں سن کر یوناف کی شریانوں میں لہو چھلکنے لگا تھا اس کی رگ رگ میں برق اٹھ کھڑی ہوئی تھی اس کے چہرے پر تانبے کی سی سختی چھا گئی تھی لہروں کی سی مستی اختیار کرتے ہوئے اس کی حالت ایسی ہو گئی تھی گویا کسی کے سر پر موت بن کر کھیل جانے کا عزم کر چکا ہو قبل اس کے کہ یوناف ارلیشیا کو اس کی باتوں کا جواب دیتا یافان حرکت میں آیا، اپنے چہرے سے اس نے نقاب ہٹا دیا اور ارلیشیا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے ارلیشیا میری بیٹی یہ شخص یہ جوان جس سے تو مخاطب ہے اس کا نام یوناف ہے یہ باطنی اور ظاہری قوتوں جسمانی اور روحانی طاقتوں سے ہم سے کہیں زیادہ اور ہم سے کہیں بڑھ کر زور آور ہے لہذا اس سے ایسی گفتگو نہ کرو جس سے اس کی دل شکنی ہو اور یہ ہمارے خلاف حرکت میں آئے میں پہلے ہی تمہیں تفصیل کے ساتھ بتا چکا ہوں کہ میں کسی وقت گوشت پوست کا ایک انسان تھا اور مصر کی سرزمین میں دریائے نیل کے وسط میں ایک جزیرے میں اپنے مسکن میں رہا کرتا تھا۔ اور ایک جوان جو باطنی اور ظاہری قوتوں میں مجھ سے زیادہ اور بالا تھا اس نے میری حالت ہڈیوں کے اس ڈھانچے جیسی کر کے رکھ دی تھی اور اب میں اپنے ہڈیوں کے اس ڈھانچے کو اپنی نیلی دھند کی قوتوں کی مدد سے حرکت میں لایا ہوا ہوں
اے ارلیشیا میری بیٹی میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ مجھے گوشت پوست کے انسان سے ہڈیوں کے اس ڈھانچے میں تبدیل کرنے والا یہی نوجوان ہے جو تمہارے سامنے کھڑا ہے اور جس کا نام یوناف ہے یہ آدم کے زمانے سے چلا آ رہا ہے اس کے ناسوت پر لاہوت کا عمل ہے اور مزید نہ جانے کب تک یہ اس دنیا کے اندر زندگی کے ایک نمائندے کی حیثیت سے کام

کرتا رہے گا اس کے بعد یافان نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے یوناف تمہاری حیثیت میرے یہاں ایک معزز مہمان کی سی ہے میری بیٹی اریشیا نے تمہارے متعلق جو الفاظ استعمال کیے ہیں وہ الفاظ ہم واپس لیتے ہیں اور ان کے لیے میں تم سے معذرت خواہ بھی ہوں آؤ بیٹھو یہاں تم ایک معزز مہمان کی حیثیت سے جب تک چاہے قیام کر سکتے ہو۔

یوناف نے غور سے یافان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے یافان انسانیت کی بُرائی کرنے والے قسمتوں کی تحقیر کرنے والے میں تمہارے پاس قیام کرنے نہیں آیا تم نے بدی اور گناہوں کے فروغ کا کام شروع کر دیا ہے سنو یافان بدی عقل کی رگ روح قلب کی تیرگی اور گمراہی کی ایک لہر ہے جب کہ اس کے مقابلے میں نیکی انسانیت کے سر کا تاج محبتوں کی قبا تقدیس کا عمامہ شرافت کا لبادہ اور روشنی کی ایک کرن ہے۔ اے یافان تم نے احوتپ کے قدیم اور بُرانے طلسم کو پھر حرکت میں لا کر انسانیت کو تسلا قتلا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اے یافان تو اپنے ظاہر کو چمکانے اور باطن کو بگاڑنے کا عمل کرتا ہے۔ سنو یافان دنیا کا یہ بازار چند روزہ اور خوابوں کے ویران نگر جیسا ہے کیوں اس زندگی میں درد کے رشتوں سرد جذبوں زرد چہروں اور بے نور چہروں کا کاروبار کرتے ہو۔ اے حقیر آدم زادے تو نے جو طریقہ کار اختیار کر رکھا ہے یہ جہنم کے علاوہ کسی اور ٹھکانے اور کسی اور جگہ کی راہنمائی نہیں کرتا میں تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ انسانیت کے خلاف اپنی کدورت اور اپنے گناہوں کی فہرست کو طویل نہ کر خدا وند لازوال اور رب ذوالجلال کی قسم جب تک تم انسانیت کا خون کرنے کا ارادہ کرتے رہو گے اس وقت تک میں انسانیت کی بہتری اور بھلائی کے لیے تمہارے خلاف کام کرتا رہوں گا۔ سنو میرا رب میرا چارہ گر ہے اور میں اپنے اسی رب کے فضل سے تم جیسے لوگوں کی حالت چکی کے پاٹ میں پسنے والے اناج جیسی کرتا رہوں گا یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہو گیا تو یافان نے نرم آواز اور دھیمے لہجے میں اُسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے یوناف میرے قدیم دشمن تو جو یہ شافش دیوتا کی اس عمارت میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے تو اس کا مطلب ہے میں نے اس عمارت کے اطراف میں جو احوتپ کا طلسم پھیلا رکھا تھا اور جو ایک انتہائی خوفناک عفریت کی صورت میں اس عمارت کی طرف آنے والے ہر شخص پر رات کی تاریکی میں حملہ آور ہوتا تھا اس کا تم نے خاتمہ کر دیا ہے۔ اے یوناف کیا تم بتاؤ گے کہ احوتپ کا وہ طلسم جسے میں نے سمندروں کے اندر سے بڑی مشکل اور بڑی تگ و دو کے ساتھ حاصل کیا تھا تو نے اس کا کیا انجام کیا۔ یافان کے اس استفسار پر یوناف تھوڑی دیر تک اُسے غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے یافان کو مخاطب کر کے پوچھا:

اے یافان جب اندھیرے کی کوکھ کے اندر صبح کے نور کی کرنیں داخل ہوتی ہیں تو اندھیرے کا کیا انجام ہوتا ہے یافان نے ہار مانتے ہوئے لہجے میں کہا انجام یہ ہوتا ہے کہ تاریکی چھٹ جاتی ہے اندھیرے ختم ہوتے ہیں اور ہر طرف روشنی ہی روشنی پھیل جاتی ہے۔ اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا تو پھر یہاں بھی کچھ ایسا ہی معاملہ ہوا ہے۔ یہاں بھی میں نے احوتپ کے اس قدیم طلسم کا خاتمہ کر دیا ہے وہ طلسم چونکہ ایک تاریکی ایک اندھیرا تھا، لہٰذا میں ایک روشنی اور ایک نیکی بن کر اس میں نمودار ہوا ہوں اور اس کا میں نے خاتمہ کر دیا ہے اور مجھے امید ہے کہ اب وہ طلسم تم اپنے کام میں نہ لا سکو گے۔ اے یافان اس اپنے معبد کے اندر خاموشی کی سی زندگی بسر کرتے رہو اور انسانیت کے خلاف برسرپیکار نہ ہو بس میں نے یہی پیغام تمہیں دینا تھا اب میں یہاں سے جاتا ہوں اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور یافان اور اریشیا کی نگاہوں سے وہ اوجھل ہو گیا تھا۔

اسی رات یوناف نینوا شہر سے باہر ایک سرائے میں داخل ہوا اپنے قیام کے لیے اس نے سرائے میں ایک کمرہ حاصل کیا اور جب وہ سرائے کے بڑے کمرے میں کھانا کھانے کے لیے آیا تو اس نے دیکھا لکڑی کی بھدی بھدی ساری ہی میزوں پر لوگ بیٹھے کچھ کھانا کھا رہے تھے، کچھ شراب پینے میں مصروف تھے، کچھ میز پر بیٹھے لوگ جوا کھیل رہے تھے اور کچھ کھانا کھانے کے بعد ویسے ہی آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ یوناف نے دیکھا کہ ایک میز پر ایک شخص اکیلا بیٹھا کھانا کھا رہا تھا وہ بھی اس کے سامنے میز پر بیٹھ گیا اور سرائے کے ملازم کو اس نے کھانا لانے کو کہا تھوڑی دیر بعد اس کا کھانا آ گیا اور وہ بھی خاموشی سے کھانا کھانے لگا تھا جب وہ کھانے سے فارغ ہوا تو پہلے سے وہاں بیٹھا ہوا ایک شخص جو اس سے پہلے کھانا ختم کر چکا تھا اس نے یوناف کو مخاطب کر کے پوچھا اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو تم اس سرزمین پر اجنبی ہو کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم کس غرض کے تحت نینوا شہر کی طرف آئے ہو۔

یوناف تھوڑی دیر تک اس شخص کو بڑی غور اور انہماک سے دیکھتا رہا پھر اس نے اس کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا اے اجنبی میرا نام یوناف ہے میں ایک لمبے عمر خضر انسان ہوں اور عام لوگوں سے مختلف ہونے کے علاوہ میں کچھ غیر معمولی قوتوں کا بھی مالک ہوں میں کسی تجارت یا سوداگری کی غرض سے نینوا شہر کی طرف نہیں آیا بس میں یونہی ان سرزمینوں میں اٹھنے والی قوم آشور کا مطالعہ کرنے کی غرض سے آیا ہوں اے اجنبی میرا تعلق یوں سمجھ لو کہ مشرقی سرزمین سے ہے اور میں بہت سے بلاد مثلاً ایران، فلسطین، بابل ٹرائے اور دیگر مختلف شہروں سے گھومتا ہوا اس نینوا شہر کی طرف آیا ہوں کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ تم کون ہو اور تم نے کس غرض کے تحت نینوا شہر کی نواحی سرائے میں قیام کر رکھا ہے یوناف کے اس سوال پر اس شخص کے ہونٹوں پر تھوڑی دیر کے لیے مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے کہنا شروع کیا۔

میں جھیل وان اور جھیل ارومیہ کے درمیان ایک قصبے کا رہنے والا ہوں اور تجارت کی غرض سے اس نینوا شہر کی طرف آیا ہوں، میرے ساتھ میرے ساتھی بھی ہیں ہم نے آج ہی سرائے میں قیام کیا ہے وہ کچھ زیادہ ہی تھکاوٹ محسوس کر رہے تھے لہذا وہ جلدی ہی کھانا کھا کر سو چکے ہیں جبکہ میں اپنے آپ کو تازہ دم محسوس کرتا ہوں لہذا میں دیر سے کھانا کھا رہا ہوں، میرا نام حدوم ہے اور تجارت کا یہ پیشہ میں اپنے بچپن سے کرتا چلا آرہا ہوں جب وہ حدوم نام کا تاجر خاموش ہوا تو یوناف نے پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا ؛

اے حدوم تم اس نینوا شہر کی طرف اور قوم آشور کی طرف پہلی بار آئے ہو یا اس سے پہلے بھی ادھر آتے جاتے رہے ہو اس پہ حدوم نے پھر ہلکی ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اے یوناف اس سرزمینوں کی طرف میرا اکثر آنا جانا ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آشوریوں کو مجھ سے بڑھ کر اور کوئی نہیں جانتا حدوم کے اس جواب پہ یوناف کی آنکھیں چونک اٹھی تھیں پھر اس نے بڑی نرمی اور شفقت سے حدوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ؛

اے حدوم میں اس سرزمینوں کی طرف اجنبی ہوں اور تم جانو کہ میں پہلی بار اس نینوا شہر کی طرف آیا ہوں، میں نہیں جانتا اس آشوری قوم کی کیا رسم و رواج اور کیا اطوار ہیں کون ان کا بادشاہ ہے اور ان کے رہنے سہنے کے کیا طریقہ کار ہیں، اے حدوم تمہارا تو اس آشوری قوم کے اندر اکثر آنا جانا ہوتا ہے کیا تم مجھے اس آشوری قوم کے متعلق بتاؤ گے

نہیں تا کہ میں اس قوم کے متعلق اس کی رسم و رواج اور اس کی طاقت اور قوت کے متعلق جان سکوں۔ یوناف کے اس استفسار پہ اس حدوم نام کے تاجر نے ایک بار گہری نگاہوں سے یوناف کا جائزہ لیا تھا پھر شاید اس کی طرف سے اطمینان کر لینے کے بعد اس نے اسے مخاطب کر کے کہا سنو یوناف میں تمہیں اس آشوری قوم سے متعلق تفصیل سے بتاتا ہوں۔

حدوم نام کا وہ تاجر تھوڑی دیر کے لیے رکا پھر دوبارہ وہ یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ قوم آشور کے یہ لوگ کافی عرصہ پہلے عرب کے ریگستانوں سے اٹھ کر اس طرف آئے تھے یہ نسل کے سامی ہیں اور دوسری سامی اقوام کی طرح یہ بھی عرب کے دشت زاروں سے اٹھ کر شمال کی طرف بڑھے کچھ عرصہ تک ان لوگوں نے قوم اکاد اور سومیری قوم کے آس پاس قیام کیا پھر آگے بڑھ کر یہ لوگ بابل کے آس پاس عارضی طور پہ آباد ہو کر گزر بسر کرنے لگے آخر یہ لوگ بابل سے بھی ترک وطن کر کے دریائے فرات کے آس پاس کے علاقوں میں آباد ہو گئے یہاں انہوں نے ایک چھوٹی سی ریاست قائم کر لی جو آشور کے نام سے موسوم ہوئی ان کا پایۂ تخت شروع میں آشور شہر تھا۔ آشور کے بعد کالاجھ نام کا ایک اور بڑا شہر اس قوم کا پایۂ تخت بنا آخر یہ کالاجھ شہر بھی مرکزیت کھو بیٹھا کیونکہ تجارت اور دیگر امور کے لحاظ سے نینوا شہر باقی سارے شہروں پر بازی لے گیا تھا لہذا اب اس قوم نے نینوا کو اپنا دارالسلطنت اور مرکزی شہر بنا لیا ہے۔

آشوری شروع میں زراعت پیشہ تھے لیکن اس نئی مملکت میں قابل کاشت زمین بہت کم تھی اور جو تھی وہ سرزمین بابل کی طرح زرخیز اور شاداب نہ تھی، اس لیے انہوں نے لوٹ مار کو اپنا پیشہ بنایا اور ہر سال موسم بہار میں ہمسایہ ممالک میں یہ لوگ قتل و غارت تخت و تاراج اور ترکتازی و یلغار کرتے جو لوگ ان کے ہاتھوں اسیر ہوتے انہیں غلام بنا لیتے اور ان سے محنت اور مشقت کے کام لیتے آشوری انتہائی بے رحم اور سخت القلب ہیں۔ قتل و غارت کو خداؤں کی منشاء کے متعلق سمجھتے ہیں۔ آشوریوں کی سنگدلی کی ایک وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ ان کی تعداد کم تھی اور ان کے تابع فرمان علاقے بہت وسیع تھے اس لیے وہ مفتوح اقوام کو مرعوب اور مطیع رکھنے کے لیے ان کے ساتھ ظالمانہ سلوک اور رویہ روا رکھتے تھے۔

شروع شروع میں یہ آشوری قوم کے لوگ اپنے اپنے سرداروں کے تحت زندگی بسر کرتے رہے اور انہی سرداروں کے تحت کام کرتے ہوئے یہ آس پاس کی دوسری قوموں

پر شب خون مار کر لوٹ مار کا کام کرتے رہے اور ان کے اندر کوئی مرکزی حکومت قائم نہ ہو سکی آج سے کوئی آٹھ نو سو برس پہلے قوم آشور کے دو سرداروں نے جن کے نام اسی داگان اور شماش رامن تھے اس آشوری قوم کو متحد کر کے ایک بڑی طاقت بنانے کی کوشش کی تھی یہ دونوں سردار باپ بیٹا تھے۔ اسی داگان باپ تھا اور شماش رامن اس کا بیٹا تھا۔ یہ دونوں کسی حد تک قوم آشور کو مرکزیت دے کر اسے ایک طاقت اور قوت بنانے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن ان دونوں کے بعد آنے والے لوگوں نے اس طرف کوئی دھیان نہ دیا اور یہ قوم آشور پھر پہلے کی طرح اپنے اپنے سرداروں کے تحت رہ کر کام سرانجام دینے لگے، اب گذشتہ چند سال سے قوم آشور نے پھر کروٹ بدلی ہے ان کے موجودہ بادشاہ پلاسر نے حیرت انگیز طور پر اس قوم کو پھر متحد کیا ہے اور اب یہ تگلت پلاسر متحدہ قوم آشور کا بادشاہ ہے یہ شخص انتہائی جرأت مند جری اور دلیر ہے اس نے آشوریوں کا ایک بہت بڑا لشکر بھی تیار کر لیا ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ اس لشکر کے ساتھ عنقریب نکلے گا اور اپنے ہمسایہ ممالک پر حملہ آور ہو کر قوم آشور کی حدود کو وسعت دینے کی کوشش کرے گا اور مجھے امید ہے کہ یہ کام پلاسر عنقریب ہی شروع کر دے گا کیونکہ اس کی عسکری قوت اپنے عروج کو پہنچ چکی ہے۔

اے یوناف ایک دو بار آشوریوں کے بادشاہ تگلت پلاسر سے میں تجارت اور سوداگری کے سلسلے میں ملاقات کر چکا ہوں ان ملاقاتوں کے دوران میں نے اندازہ لگایا ہے کہ یہ تگلت پلاسر نام کا آشوریوں کا بادشاہ انتہائی جہاندیدہ اور دانش ور انسان ہے اور میرے خیال میں یہ اپنے اردگرد کے بادشاہوں اور اقوام کو اپنے سامنے ضرور زیر اور مغلوب کر کے رکھ دے گا، اپنی بات مکمل کرنے کے بعد جب وہ حدوم نام کا تاجر خاموش ہو گیا تو یوناف نے پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا اے حدوم کیا تم مجھے قوم آشور کی مذہبی حالت اور ان کی مذہبی رسومات کے متعلق بھی کچھ تفصیل مہیا کرو گے۔

یوناف کے اس استفسار پر حدوم نام کا وہ تاجر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا شاید وہ اپنے ذہن میں قوم آشور کی مذہبی حالت سے متعلق اطلاعات جمع کر رہا تھا۔ پھر شاید وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا کیونکہ اس نے اپنی گردن سیدھی کی اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اے یوناف ان آشوریوں کے کئی ایک دیوتا ہیں جن سے متعلق میں تمہیں کچھ تفصیل بتاتا ہوں ان کا پہلا اور سب سے بڑا دیوتا آشور ہے یہ قوم آشور کے اندر سب سے

بڑا دیوتا مانا جاتا ہے اور اسے دیوتوں کا دیوتا سمجھ کر اس کی پوجا پاٹ اور اس کی پرستش کی جاتی ہے دوسرے نمبر پر بعل نام کا دیوتا آتا ہے۔ آشور کے بعد یہ سب سے زیادہ قابل احترام دیوتا سمجھا جاتا ہے اور لوگ زیادہ تر اسی کے سامنے اپنے کاموں کے سلسلے میں قربانی دیتے ہیں اور منتیں مانگتے ہیں یہ بعل دیوتا صرف آشوریوں کے اندر مشہور نہیں بلکہ یہ فونیقیوں، آرامیوں اور آموریوں کے اندر بھی ایک بہت بڑے دیوتا کی حیثیت سے پوجا جاتا ہے اور ان اقوام کے اندر بھی بعل نام کے اس دیوتا کو بڑے عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

حدوم تھوڑی دیر کے لیے رکا پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے پھر کہہ رہا تھا۔ قوم آشور کا تیسرا بڑا دیوتا سن دیوتا ہے اور یہ روشنی اور دانش مندی کا دیوتا خیال کیا جاتا ہے چوتھا دیوتا شماش ہے۔ یہ انصاف اور برائیوں کی سزا دینے والا دیوتا ہے۔ پانچواں دیوتا رامن ملک کی حفاظت کرنے والا اور جنگ کا دیوتا تصور کیا جاتا ہے۔ چھٹا دیوتا نانسب ہے یہ آشوریوں کے دشمن کو تباہ اور برباد کرنے والا دیوتا ہے۔ ساتواں دیوتا نی ہے یہ تباہی اور بربادی اور عذاب و اذیت کا انتہائی خوفناک دیوتا سمجھا جاتا ہے اور آٹھویں ان کی دیوی ہے جس کا نام اشتار ہے اور یہ محبت پیار اور پیدائش کی دیوی خیال کی جاتی ہے تو اے یوناف یہ ہے قوم آشور کی مذہبی حالت اور جن دیوتوں کو یہ تسلیم کرتے ہیں میں ان سے متعلق تمہیں تفصیل بتا دی ہے یوناف نے فوراً حدوم کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا:

اے حدوم میں تمہارا ممنون اور شکر گزار ہوں کہ تم نے مجھے قوم آشور کے متعلق اس قدر اطلاعات فراہم کیں اب جب کہ ہم دونوں ہی کھانا کھا چکے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم دونوں کو اپنے اپنے کمرے میں جا کر آرام کرنا چاہیئے۔ حدوم نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں کھانے کی قیمت ادا کرنے کے بعد آرام کرنے کے لیے اپنے اپنے کمرے کی طرف چلے گئے تھے۔

دوسرے روز اس سرائے کے نچلے حصے میں بڑے کمرے میں کھانا کھانے کے بعد یوناف جب وہاں سے نکلا تو اس نے دیکھا حدوم نام کا وہ تاجر جس کے ساتھ وہ رات اسی کمرے میں گفتگو کرتا رہا تھا وہ اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر سرائے سے باہر نکل رہا تھا، اس موقع پر یوناف کو نہ جانے کیا سوجھی کہ اس نے بلند آواز میں حدوم کو آواز دیتے ہوئے اسے رکنے کو کہا سرائے کے بیرونی دروازے کے قریب جا کر حدوم نے اپنے گھوڑے کو

روک لیا اور مڑکر دیکھنے لگا تھا اتنی دیر میں یوناف بھاگتا ہوا اس کی طرف بڑھا اور اس کے قریب جا کر اس نے پوچھا اسے حدوم تم اس وقت صبح ہی صبح کیا اپنے تجارتی مال کے لین دین کے سلسلے میں نینوا شہر کی طرف جا رہے ہو اس پر حدوم نے مسکراتے ہوئے کہا تم ان سرزمینوں میں اجنبی ہو لہذا یہاں کے سوداگری کے معاملات کو نہیں سمجھتے سنو آج کا دن نینوا میں بڑا اہم اور بڑا خوشگوار دن ہوتا ہے آج شہر میں بہت کم تجارتی معاملات ہوں گے اس لیے کہ شہر میں آج میلہ ہے جس کی اس قدر اہمیت ہے کہ آشوریوں کا بادشاہ تگلت پلاسر بھی بڑی دھوم دھام اور بڑی شان و شوکت سے اپنے اہل خانہ کے ساتھ اس میلے میں شرکت کرتا ہے۔

یوناف نے حدوم کی گفتگو میں دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا اسے حدوم یہ میلہ کا ہے کا ہے اور اس میں آشوری کیا کرتے ہیں اس پر حدوم نے مسکراتے ہوئے کہا:

اسے یوناف یہ آشوری بڑی عجیب و غریب لوگ ہیں یہ انتہائی قسم کے جنگجو اور سخت جان ہیں اور ایسے کاموں میں خوشی محسوس کرتے ہیں جن میں جان تک کا خطرہ ہو سنو آشوریوں کے موجودہ بادشاہ نے کچھ جنگل اور سرکش قسم کے گھوڑے پال رکھے ہیں یہ گھوڑے تعداد میں کافی ہیں اور اس قدر بدرکاب اور سینہ پا ہیں کہ یہ کسی کو اپنے اوپر سوار ہی نہیں ہونے دیتے پس ہفتے میں ایک بار نینوا شہر کے وسط میں ایک کھلا میدان ہے اس کے اندر میلہ لگتا ہے نینوا شہر کے بے شمار لوگ اس میدان کے اندر اس روز جمع ہوتے ہیں اور وہ گھوڑے جو تگلت پلاسر نے پال رکھے ہیں اور جو اپنے اوپر کسی کو سوار نہیں ہونے دیتے وہ باری باری اس میدان میں چھوڑے جاتے ہیں اور آشوری جوان ان گھوڑوں پر سوار ہونے کی کوشش کرتے ہیں جو بھی جوان کسی گھوڑے پر سوار ہو جاتا ہے نہ صرف یہ کہ وہ گھوڑا ہی اس کا ہو جاتا ہے بلکہ بادشاہ اسے انعام و اکرام سے بھی نوازتا ہے اور سنو اسے یوناف ہفتے میں ایک بار ہونے والا یہ میلہ اس قدر اہمیت رکھتا ہے کہ نینوا شہر کے اکثر بازار اس روز بند رہتے ہیں اور اس میلے میں جو شخص کسی گھوڑے پر سوار ہونے میں کامیاب ہو جاتا ہے وہ نہ صرف یہ کہ بادشاہ کا منظور نظر ہو جاتا ہے بلکہ اسے اپنے لشکر میں شامل کر لیتا ہے اور اہل آشور اس کی بڑی قدر اور اس کی بڑی عزت کرتے ہیں۔

حدوم کی یہ گفتگو سن کر یوناف نے کچھ سوچا پھر اس نے حدوم کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اسے حدوم اس میلے کے اندر کھلے میدان میں تگلت پلاسر کے جو گھوڑے چھوڑے جاتے ہیں

کیا ان گھوڑوں پہ سوار ہونے کے مقابلے میں صرف آشوری ہی جوان حصہ لے سکتے ہیں یا کوئی باہر سے آیا ہوا غیر آشوری اور اجنبی بھی اس مقابلے میں شرکت کر سکتا ہے۔ حدوم نے غور سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اس میں آشوری اور غیر آشوری ہونے کی کوئی پابندی اور قید نہیں جو چاہے اس مقابلے میں شرکت کر سکتا ہے اور اس کے لیے کوئی خاص اجازت نامہ بھی حاصل نہیں کرنا پڑتا بلکہ میدان کے اس جگہ جہاں آشوریوں کا بادشاہ تگلت پلاسر آکر بیٹھتا ہے اس کے قریب ہی بادشاہ کا ایک مشیر بھی بیٹھتا ہے اور جس جوان نے گھوڑے پہ سوار ہونے کے اس مقابلے میں حصہ لینا ہو وہ وہاں جا کر اس مشیر کے پاس اپنا نام لکھواتا ہے پھر باری باری گھوڑے چھوڑے جاتے ہیں اور وہ مشیر نام پکار کر باری باری جوانوں کو گھوڑے پہ بیٹھنے کی اجازت دیتا ہے اور اس مقابلے سے آشوری بے حد لطف اندوز ہوتے ہیں۔ حدوم کے خاموش ہونے پہ یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا اسے حدوم سنو اگر ایسا ہے تو پھر میں بھی اس مقابلے میں حصہ لوں گا اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ کیسا بھی سرکش کیسا بھی بدرکاب گھوڑا ہو میں اس پہ بیٹھ کر دکھا دوں گا اور مجھے امید ہے کہ آج کا میدان میرے ہاتھ میں ہوگا اس پہ حدوم نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اگر ایسا ہے کہ تم اس مقابلے میں حصہ لینا چاہتے ہو تو اصطبل سے اپنا گھوڑا لاؤ تاکہ دونوں نینوا شہر کی طرف روانہ ہو سکیں اس پہ یوناف نے غور سے حدوم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

اسے حدوم میرا کوئی گھوڑا نہیں ہے میں تو جب بھی سفر کرتا ہوں پیدل ہی کرتا ہوں اب بھی میں بابل سے اس نینوا شہر کی طرف پیدل ہی آیا ہوں۔ یوناف کے اس انکشاف پہ حدوم نے غور اور حیرت سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

یہ ناممکن ہے کہ اس قدر مسافت اور اس قدر خطرناک راستوں کو تم پیدل اور اکیلے طے کرو سنو یہ راستے ہیں جہاں ہر وقت چوروں اور راہزنوں کا خطرہ اور خدشہ رہتا ہے میں ہرگز نہیں مانتا کہ تم نے بابل سے نینوا تک اکیلے اور پیدل سفر کیا ہے جواب میں یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا اسے حدوم میں تم سے یہ بھی کہنے والا تھا کہ میں بھی تمہارے گھوڑے پہ سوار ہو جاتا ہوں اور دونوں نینوا شہر کے اس منعقد ہونے والے میلے کی طرف جاتے ہیں لیکن اب چونکہ تم میری ذات پر شک و شبہ کر رہے ہو کہ میں نے بابل سے نینوا شہر کا سفر کسی سواری کے بغیر نہیں کیا تو تم ان سرائے والوں سے پوچھ سکتے ہو کہ میرا کوئی گھوڑا نہیں کہ میں پیدل ہی سرائے میں داخل ہوا ہوں اور سنو حدوم میں تمہیں اس کا ثبوت بھی دے سکتا ہوں

پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم نینوا شہر کے کس دروازے سے شہر میں داخل ہو گے اس پر حدوم نے بولتے ہوئے کہا میں نینوا کے مشرقی دروازے سے شہر میں داخل ہوں گا۔ یوناف نے چہاں تانتے ہوئے کہا تو پھر تم جاؤ اور جب تم شہر کے مشرقی دروازے پر پہنچو گے تو میں تم سے پہلے وہاں کھڑا ہوں گا اور تمہیں بتاؤں گا کہ میں کس تیزی سے پیدل سفر کرنے کا عادی ہوں اس پر حدوم نے شک و شبہ کی نظر سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا یہ کسی بھی صورت ممکن نہیں ہے کہ میں گھوڑے پر سوار ہو کر جاؤں اور تم پیدل جاؤ اور تم مجھ سے پہلے نینوا شہر کے مشرقی دروازے پر پہنچ جاؤ۔ اس پر یوناف نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا۔ اے حدوم اس میں شک و شبہ کی کیا بات ہے دونوں مل کر ابھی اس کا تجربہ کر لیتے ہیں تم روانہ ہو جاؤ پھر دیکھو تم وہاں پہنچو گے تو میں تم سے پہلے مشرقی دروازے پر کھڑا تمہارا انتظار کر رہا ہوں گا۔ حدوم نے فیصلہ کن انداز میں کہا کہ پھر میں جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ تم کیسے مجھ سے پہلے نینوا کے مشرقی دروازے پر پہنچتے ہو اس کے ساتھ ہی حدوم نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور وہ اُسے سرپٹ دوڑاتا ہوا وہاں سے شہر کی طرف روانہ ہو گیا تھا اُسی وقت یوناف بھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہ بھی سرائے کے اس احاطے سے روپوش ہو گیا تھا۔

اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا حدوم جب نینوا شہر کے مشرقی دروازے کے پاس آیا تو اس نے دیکھا یوناف پہلے سے وہاں کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ یوناف کے قریب آ کر حدوم اپنے گھوڑے سے اتر آیا اور آگے بڑھ کر اس نے یوناف کو گلے لگاتے ہوئے کہا اے میرے اجنبی دوست تو نے جو کچھ کہا تھا سچ کر دکھایا یہ یہ کمال حیرت کا مقام ہے کہ میں تو اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اس طرف آیا ہوں اس کے باوجود تم مجھ سے پہلے یہاں تک پہنچ سکو آخر بتاؤ تو سہی یہ کیا ماجرا ہے تم کس طرح مجھ سے پہلے یہاں پہنچ چکے ہو جب کہ میں دیکھتا ہوں کہ میرا گھوڑا لاغر بھی نہیں ہے اور بھاگنے میں بھی یہ اچھے اچھے گھوڑوں کا مقابلہ کر سکتا ہے پھر کیونکر تم مجھ سے پہلے یہاں پہنچ چکے ہو اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا:

اے حدوم میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ میں پیدل سفر کرتا ہوں کیا اب تم تسلیم کرتے ہو کہ میں نے بابل سے یہاں نینوا تک پیدل سفر کیا ہے اس پر حدوم نے کمال شفقت اور ہمدردی سے بھرے انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

ہاں میں اس دعوے کو تو تسلیم کرتا ہوں کہ تم نے بابل سے نینوا تک کا سفر پیدل کیا ہو گا لیکن تمہارے پاس کیا چیز ہے کہ تم یوں تیز رفتاری کے ساتھ ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچ جاتے ہو اس پر یوناف نے اس معاملے کو ختم کرنے کے لیے ایک دوسرے موضوع کی ابتداء کرتے ہوئے کہا۔

اے حدوم چھوڑو اس معاملے کو یہ کوئی اتنی اہمیت نہیں رکھتا آؤ اب شہر میں داخل ہوتے ہیں اور پھر اس میلے سے لطف اندوز ہوتے ہیں جس کا تم نے مجھ سے ذکر کیا ہے اور سنو گھوڑوں کے اس مقابلے میں میں خود بھی حصہ لینے کا عزم کر چکا ہوں آؤ اب شہر میں داخل ہو اس موقع پر حدوم یوناف سے کچھ اور بھی پوچھنا چاہتا تھا لیکن چونکہ یوناف مڑ کر شہر کی طرف بڑھا تھا لہذا وہ بھی اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے پیدل چلتا ہوا اس کے ساتھ ہو لیا اس طرح یوناف اور حدوم دونوں مشرقی دروازے سے نینوا شہر میں داخل ہوئے اور شہر کے وسطی حصے میں اس میدان کی طرف بڑھنے لگے جس کے اندر ہر سینتے قوم آشور کا میلہ لگتا تھا۔

یوناف اور حدوم جب نینوا شہر کے اس وسطی میں داخل ہوئے جس کے اندر گھوڑوں پہ سوار ہونے کے مقابلے ہوا کرتے تھے تو یوناف نے دیکھا میدان میں ابھی تھوڑے ہی آدمی بیٹھے ہوئے تھے اس پر یوناف نے حدوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اس میدان میں تو لوگ ابھی بہت کم جمع ہوئے ہیں۔ اس پر حدوم نے اسے مخاطب کرتے ہوئے جواب دیا اور کہا اے یوناف میرے خیال میں ہم دونوں کچھ سویرے چلے آئے ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر تک تم دیکھو گے کہ یہاں بیٹھنے کو جگہ نہ ملے گی آؤ اتنی دیر تک گھوم پھر کر اس میدان کا جائزہ لیتے ہیں۔ اتنی دیر تک یہاں لوگوں کا جمگھٹا ہونا شروع ہو جائے گا اور پھر ہم بھی کوئی اچھی جگہ دیکھ کر بیٹھ جائیں گے۔ یوناف نے حدوم کی اس تجویز سے اتفاق کیا اور دونوں میدان کے اندر گھومنے لگے انہوں نے دیکھا میدان کافی بڑا اور وسیع تھا اس کے اطراف میں گول دائرے کی صورت میں بڑے بڑے پتھروں کی سیڑھیاں لوگوں کے بیٹھنے کے لیے بنائی گئی تھی، اس میدان میں داخل ہونے کے لیے چاروں طرف چار بڑے دروازے تھے، اور ان دروازوں کے درمیان میں چھوٹی چھوٹی کوٹھریاں بنی ہوئی تھی، جن کے اندر وہ گھوڑے بندھے ہوئے تھے جن پہ سوار ہونے کا مقابلہ اس میدان میں ہوا کرتا تھا۔ یوناف اور حدوم میدان کے ساتھ ساتھ ان گھوڑوں کا بھی جائزہ لینے لگے تھے جنہیں میدان میں اتار

کر ان پر سوار ہونے کا مقابلہ کرایا جاتا تھا۔

تھوڑی دیر تک میدان میں گھوم پھر کر یوناف اور حدوم اس میدان کا جائزہ لیتے رہے اس دوران ان گنت لوگ اس میدان میں داخل ہونا شروع ہو گئے تھے اور میدان بڑی تیزی سے بھرنا شروع ہو گیا تھا۔ یوناف اور حدوم دونوں میدان کے اردگرد چکر لگاتے ہوئے سنگ مرمر کی اس بلند شہ نشین کے پاس آرکے تھے جو قوم آشور کے بادشاہ تگلت پلاسر اور اس کے اہل خانہ کے بیٹھنے کے لیے بنائی گئی تھی۔ یوناف اور حدوم بھی دونوں اس شہ نشین کے قریب بیٹھ گئے تو یوناف نے ان کی طرف غور سے دیکھا۔ تگلت پلاسر پچاس برس کے قریب کا ہو گا۔ اس کی داڑھی اور سر کے اکثر بال سفید ہو چکے تھے، تاہم اس کی بیوی آفورہ اتنی بڑی عمر کی نہ لگتی تھی اور جہاں تک بادشاہ کی بیٹی رقیم کی حیثیت تھی تو وہ رنگین پھولوں کی ڈال، باغوں کے لالہ زار اور بہاروں کی مستی جیسی خوبصورت تھی وہ گلابوں کے سے لب، الفاظ کی خوشبو اور سحر آثار جلوں جیسی جبین اور ندیوں کے ترنم پھولوں کی مہک اور زیر لب تبسم جیسی پرکشش تھی۔

تگلت پلاسر آفورہ، رقیم اور دیگر جب شہ نشین پر آکر بیٹھ گئے تو بادشاہ کے مشیر نے ایک آدمی کا نام پکار کر مقابلے میں حصہ لینے کے لیے بلایا پس وہ جوان میدان میں اترا تھا۔ اس موقع پر یوناف نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے حدوم کو مخاطب کر کے پوچھا۔ حدوم کیا یہ آشوریوں کے بادشاہ تگلت پلاسر کے اور بیٹے اور بیٹیاں نہیں ہیں یہ اپنے ساتھ صرف اپنی بیویوں، ایک بیٹی ہی کو لے کر آیا ہے اس پر حدوم نے تاسف اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

سنو یوناف تگلت پلاسر کی کئی بیویاں ہیں، لیکن اس کی اولاد صرف یہ ایک بیٹی رقیم ہی ہے، اس رقیم کی ماں بوڑھی ہو چکی ہے۔ اور وہ ایسے بادشاہ کی واحد اولاد رقیم نام کی یہ بیٹی ہی ہے لیکن اس نے اپنی اس بیٹی کی تربیت بیٹا سمجھ کر کی ہے۔ یہ لڑکی شہسواری، نیزہ بازی، تیغ زنی اور دوسرے جنگی کاموں میں انتہا درجہ کی مہارت رکھتی ہے اور جب کبھی بھی اس تگلت پلاسر کو کوئی جنگ درپیش ہوتی ہے تو اس کی یہ بیٹی رقیم ایک سالار کی حیثیت سے اس کے ساتھ ہوتی ہے اور اس کی رقیم نام کی یہ بیٹی اس کی ولی عہد بھی ہے

اس موقع پر یوناف شاید کچھ اور بھی پوچھتا پر وہ مقابلے میں اترنے والا جوان میدان کے وسط میں پہنچ چکا تھا اسی وقت میدان کے اردگرد بنے ہوئے چھوٹے چھوٹے کمروں میں سے ایک کمرے کا دروازہ کھول دیا گیا اور اس کمرے سے ایک گھوڑا اپنے چاروں

پاؤں کو باری باری اٹھا کر بھاگتا ہوا اپنے منہ کو کاٹ کھانے کے انداز میں آگے بڑھاتا ہوا اور دم کو خوب اوپر اٹھائے ہوئے میدان میں اترا تھا یہ سماں دیکھتے ہوئے یوناف خاموش ہو گیا تھا اور وہ بڑی توجہ کے ساتھ اس مقابلے کو دیکھنے لگا تھا۔

وہ گھوڑا میدان میں اتر کر میدان کے اندر اندر آہستہ بھاگنے لگا تھا جب کہ میدان میں اترنے والا جوان اس کی طرف بڑھا اس نے مختلف حیلے بہانوں سے کام لیتے ہوئے اور ان گنت جتن استعمال کرتے ہوئے اس گھوڑے کو قابو کر کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی لگام اسے چڑھانا چاہی لیکن اسے ناکامی ہوئی تھی اول تو گھوڑا ہی اس کو اپنے نزدیک نہیں آنے دے رہا تھا اور اگر کسی موقع پر چکمہ دے کر وہ گھوڑے کے نزدیک ہو بھی جاتا تو گھوڑا اسے دولتیاں جھاڑ کر دور ہٹنے پر مجبور کر دیتا یا اسے کاٹ کھانے کو دوڑتا تھا۔ یوں کافی دیر کی جدوجہد کے بعد میدان میں تین چار اور جوان اترے باری باری ان کے مقابلے میں بھی گھوڑوں کو لایا گیا تھا لیکن ان سے بھی کوئی گھوڑے پر سوار ہونے میں کامیاب نہ ہوا تھا یوں اب تک مقابلے میں حصہ لینے والے سارے ہی جوان گھوڑوں کو پکڑ کر اور ان پر سوار ہونے میں بری طرح ناکام رہے تھے آخر شہ نشین کے قریب بادشاہ کے مشیر نے یوناف کا نام پکارتے ہوئے اسے اپنے پاس بلایا اور جب یوناف اس مشیر کے پاس جا کر کھڑا ہوا تو مشیر نے یوناف کو لوہے کی ایک لگام دیتے ہوئے کہا یہ لگام لو اور جو گھوڑا تمہارے مقابلے میں نکالا جاتا ہے اسے لگام لگا کر اس پر سوار ہونے کی کوشش کرو یوناف نے دیکھا کہ لوہے کی اس لگام کے ساتھ چمڑے کی مضبوط رسیاں بندھی ہوئی تھیں اس نے ایک بار اس لگام کو اپنے ہاتھ میں لے کر جانچا پھر وہ لگام واپس اس نے اس مشیر کے پاس رکھتے ہوئے کہا تم مجھے میدان میں اترنے کی اجازت دو، میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں اس لگام کے بغیر ہی گھوڑے پر سوار ہونے میں کامیاب ہو جاؤں گا اور سنو اس میدان کے اردگرد بنے ہوئے کمروں کے اندر جس قدر گھوڑے بندھے ہوئے ہیں اگر تم ان سب کو باری باری یا ایک ساتھ ہی نکال باہر کرو تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں ان سب گھوڑوں کو باری باری اپنے سامنے زیر کر کے اور ان پر سوار ہو کر دکھا دوں گا۔

یوناف کی یہ گفتگو آشوریوں کے بادشاہ تگلت پلاسر نے بھی سن لی تھی اس نے مشیر کو اشارے سے اپنے پاس آنے کے لیے کہا اور جب وہ مشیر اٹھ کر اور بھاگتا

ہوا تنگلت پلاسر کے سامنے جا کر کھڑا ہوا تو تنگلت پلاسر نے اس مشیر کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا یہ جوان جو ایک ساتھ ہمارے سارے گھوڑوں کو اپنے سامنے زیر کرنے اور ان پر باری باری سوار ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے اسے یہاں میرے سامنے لے کر آؤ تاکہ میں جانوں یہ کون ہے مجھے یہ اجنبی لگتا ہے اس کا مقابلہ شروع ہونے سے پہلے میں یہ جاننا چاہتا ہوں یہ کہاں سے وارد ہوا ہے اور کس قوم سے اس کا تعلق ہے۔ اپنے بادشاہ تنگلت پلاسر کا یہ حکم سن کر وہ مشیر یوناف کے پاس آیا اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے بڑی نرمی سے کہا:

تم میرے ساتھ آؤ ہمارے بادشاہ نے تمہیں طلب کیا ہے۔ یوناف چپ چاپ اس مشیر کے ساتھ ہو لیا اور اس مشیر نے یوناف کا بازو پکڑ کر اپنے بادشاہ تنگلت پلاسر کے سامنے کھڑا کر دیا تھا۔ تنگلت پلاسر تھوڑی دیر تک یوناف کو سر سے پاؤں تک بڑے غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا:

کیا تم نینوا کے رہنے والے ہو اس پر یوناف نے جواب دیتے ہوئے کہا اے بادشاہ میں نینوا کا باشندہ نہیں ہوں۔ میرا نام یوناف ہے اور میں اس شہر میں اجنبی ہوں۔ میں نے شہر سے باہر گذشتہ رات ایک سرائے کے اندر پڑاؤ کیا تھا۔ وہاں ایک تاجر سے میری ملاقات ہوئی اس نے مجھے نینوا شہر کے اس میلے کے متعلق بتایا لہذا مجھے شوق ہوا اور میں بھی اس میلے میں حصّہ لینے کے لیے آ گیا ہوں۔ یوناف کے خاموش ہونے پر تنگلت پلاسر نے پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا تم نے اپنا نام تو بتا دیا ہے لیکن تم نے یہ نہیں بتایا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو اور کس سلسلے میں نینوا شہر میں داخل ہوئے ہو اس پر یوناف پھر بولا اور اس نے کہا اے بادشاہ میں مصر کا باشندہ ہوں لیکن میں نے اپنی زندگی کا زیادہ حصّہ ایک خانہ بدوش کی سی حیثیت ہی سے بسر کیا ہے۔ چند روز پہلے میں مصر سے بابل میں داخل ہوا تھا۔ بابل سے

مجھے قوم آشور کی بڑھتی ہوئی عظمت اور عزت کا پتہ چلا لہذا قوم آشور میں چند دن گذارنے کے لیے میں نے بابل سے نینوا کا رُخ کیا میں کل ہی یہاں داخل ہوا ہوں اور آج اس میلے میں شرکت کر رہا ہوں اس پر تنگلت پلاسر پھر تھوڑی دیر تک خاموش رہا اور غور سے یوناف کی طرف دیکھتا رہا پھر دوبارہ اس نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے جوان اب تم میدان میں اترو تمہارے مقابلے میں ہم اپنا وہ گھوڑا نکال رہے ہیں جو سب سے زیادہ سرکش سب سے زیادہ بے چین پا اور بدرکاب ہے اور اگر تم نے اس گھوڑے کو زیر کرنے میں کامیابی حاصل کر لی تو سن رکھو ہم نہ صرف یہ کہ ایک اچھے عہدے پر تمہیں اپنے لشکر میں شامل کریں گے بلکہ تجھے اور بہت سی چیزوں اور انعامات سے بھی نوازیں گے۔ اے اجنبی نوجوان اب تم میدان میں اترو تاکہ میں دیکھوں کہ تم گھوڑوں کو اپنے سامنے زیر کرنے کا فن کس قدر جانتے ہو۔

یوناف جب بادشاہ کے پاس سے ہٹنے لگا تو بادشاہ نے پھر اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے یوناف نام کے نوجوان میں نے دیکھا کہ جب میرے مشیر نے لگام پیش کی تو تم نے لگام کو اپنے ہاتھوں میں اچھی طرح جانچ کر پھر اسے واپس کر دیا تھا میں تمہیں پھر مشورہ دیتا ہوں کہ دوبارہ میرے مشیر کے پاس جاؤ اور اس سے لگام لے کر میدان میں اترو اس لیے کہ جس قدر گھوڑے میدان میں مقابلے کے لیے اتارے جاتے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی گھوڑا بغیر لگام کے قابو میں آنے والا نہیں اور لوہے کی اس لگام سے تم نہ صرف یہ کہ گھوڑے کو اپنے سامنے آسانی سے قابو کر سکتے ہو بلکہ اگر گھوڑا کوئی حملہ کرنے والا اور کاٹنے والا ہو تو اُسے لوہے کی لگام مار کر تم اس سے اپنا دفاع بھی کر سکتے ہو لہذا میں تمہیں ایک بار پھر مشورہ دوں گا کہ میرے مشیر کے پاس جاؤ اور اس سے لگام لے کر میدان میں اترو اس طرح ہو سکتا ہے تمہاری کامیابی کی کچھ امید ہو۔ یوناف نے مڑ کر پھر بادشاہ کی طرف دیکھا اور کہا اے بادشاہ میں بغیر اس لوہے کی اس لگام کے ہی ہر گھوڑے کو زیر کرنے کا فن جانتا ہوں اور میں آپ کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ اس میدان میں جو بھی گھوڑا میرے سامنے لایا جائے گا میں لمحوں کے اندر اس پر عبور حاصل کر کے اس پر سواری کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں بادشاہ خاموش رہا تھا جب کہ یوناف بڑی تیزی سے میدان کے اندرونی حصّے کی طرف بڑھتا تھا۔ اسی وقت ایک کمرے کا دروازہ کھولا گیا اور اس کمرے سے ایک انتہائی توانا خوب دراز قد لمبا اور سیاہ رنگ کا ایک گھوڑا میدان میں اترا تھا۔ اس گھوڑے کو دیکھتے ہی یوناف اس کی طرف لپکا تھا۔

یوناف جب اس گھوڑے کے قریب گیا تو سیاہ رنگ کے اس گھوڑے نے منہ آگے

بڑھا کر اپنے دانتوں سے یوناف کو کاٹ کھانا چاہا پر اُسی لمحہ یوناف نے دائیں ہاتھ کا تھپڑ
کچھ اس زور سے اس کے منہ پر مارا تھا کہ گھوڑا ہنہناتا ہوا ایک طرف ہٹ گیا تھا۔ یوناف پھر
اس گھوڑے کی طرف بڑھا اور گھوڑے نے جب پھر دوبارہ پہلے والی حرکت کر کے اپنی گردن
کو جھکا کر اپنے منہ کو سامنے کی طرف لمبا کرتے ہوئے یوناف کو کاٹنا چاہا تو یوناف نے بڑی
پھرتی اور بڑی ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے اپنا بایاں ہاتھ آگے بڑھایا اور پلک جھپکتے ہی اس
نے اس گھوڑے کا نچلا ہونٹ اپنے بائیں ہاتھ میں قابو کر کے اس پر اپنی گرفت خوب مضبوط کر
لی تھی۔ اپنے سر کو دائیں بائیں زور سے ہلاتے ہوئے گھوڑے نے یوناف سے اپنے نچلے
ہونٹ کو چھڑانے کی بڑی کوشش کی لیکن اس میں اُسے ناکامی ہوئی اور پھر یوناف نے اور
آگے بڑھتے ہوئے اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھایا اور سیاہ رنگ کے اس گھوڑے کی گردن کے
لمبے لمبے بالوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ کر اس نے گھوڑے پر اپنی گرفت پہلے سے بھی
مضبوط کر لی تھی اب ایک طرح سے گھوڑا یوناف کے قابو میں آچکا تھا بائیں ہاتھ میں
یوناف نے اس کا نچلا ہونٹ بڑی قوت سے پکڑ رکھا تھا اور دائیں ہاتھ کی گرفت اس کے
گردن کے بالوں پر تھی پھر اس نے اپنے بائیں ہاتھ کی پشت بڑے زور سے گھوڑے کے
منہ پر نچلے حصے پر ماری اس سے گھوڑے نے اپنے سر کو خوب اوپر اٹھاتے ہوئے
اپنا آپ چھڑانا چاہا ساتھ ہی اس نے اپنی اگلی دونوں ٹانگیں بھی اوپر اٹھاتے ہوئے ہنہنانے
کی کوشش کی پر یوناف نے اُسے ہنہنانے نہیں دیا اور اس کے ہونٹوں کو زور سے کھینچتے ہوئے
اس کی اگلی دونوں ٹانگیں اس نے پھر زمین پر لگانے پر اسے مجبور کر دیا تھا۔ گھوڑے کو اپنے
سامنے بے بس کرتے ہوئے یوناف کی حالت اس لمحہ عجیب سی ہو رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا اس کی
نگاہوں میں چنگاریاں اس کے دل میں تڑپ اس کے سینے میں انگارے اور اس کی رگوں میں
بجلیاں بھر گئی ہوں۔ تھوڑی دیر تک اس نے اسی طرح اس گھوڑے کو اپنے سامنے بے بس بنائے
رکھا اس دوران باہر بیٹھے ہوئے لوگ بڑے شوق اور توجہ سے اس کی طرف دیکھتے رہے
گو میدان میں اس وقت ان گنت لوگ بیٹھے ہوئے تھے لیکن سب کی توجہ کچھ اس انداز میں
یوناف کی طرف مرکوز ہو گئی تھی کہ میدان کے اندر کالی گہری دلدل جیسی چُپ، خاموشی کے
گہرے بعید جیسا سکوت پھیل گیا تھا ایسا لگتا تھا جیسے صداؤں کا کوئی شہر خاموشی کی زد میں
آکر غرق ہو گیا ہو۔

تھوڑی دیر تک اس گھوڑے کو اپنے بس میں کر کے یوناف ستاتا اور تھکاتا رہا پھر
یوناف زہریلی ہواؤں کی مار اور بکھرے ہوئے تند دھاروں کی سی تیزی، طوفانوں کے
کہرام اور کرب کے بیکراں سلسلوں کی سی پھرتی، اجل کی طاقت اور مشیت کی ہولناک قوت کی
طرح حرکت میں آیا ایک بار زور سے اس نے گھوڑے کا پکڑا ہوا ہونٹ اپنی طرف کھینچتے ہوئے
اس گھوڑے کی گردن کو اس نے دوہرا کر کے رکھ دیا پھر دائیں ہاتھ سے اس نے اس کے بالوں
کو بھی زور سے کھینچتے ہوئے آندھیوں اور رہزنوں کی طرح ہوا کے اندر ایک جست لگائی اور
دوسرے ہی لمحہ وہ گھوڑے کی پیٹھ پر تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑا
ہوا گھوڑے کا ہونٹ بھی چھوڑ دیا تھا اور اپنی دونوں ٹانگوں کو گھوڑے کے پیٹ کے نچلے حصے
میں لے جاتے ہوئے اس نے اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں میں پھنسا لیا تھا تاکہ گھوڑا اگر
تیزی سے بھاگے تو وہ گھوڑے سے گرنے نہ پائے پس اپنا اونٹ جھٹکے ہی اور یوناف کے
پیٹھ پر بیٹھتے ہی گھوڑا بھاگ پڑا تھا تاہم یوناف نے اس کی گردن کے بالوں کو زور سے پکڑ رکھا
تھا۔ گھوڑا پوری قوت سے بھاگنے لگا تھا اس طرح میدان کے اندر اس نے تین چار چکر لگائے
تھے اور اس کی حالت سے یوناف کو یہ احساس ہونے لگا تھا کہ جیسے اس پر تھکاوٹ کے آثار
طاری ہونے لگے ہوں۔

پھر یوناف نے اپنے صرف بائیں ہاتھ میں گھوڑے کی گردن کے بالوں کو پکڑے رکھا اور
اپنے دائیں ہاتھ سے گھوڑے پر ضربیں لگاتے ہوئے اس نے اسے اور زیادہ تیزی سے بھاگنے
پر مجبور کر دیا تھا اس طرح اس نے گھوڑے کو مار مار کر اس میدان کے چھ سات چکر لگائے اور
گھوڑا سر سے لے کر پاؤں تک پسینے پسینے ہو گیا تھا اور وہ بری طرح ہانپنے لگا تھا اس قدر چکر لگانے
کے بعد گھوڑا ایک طرح سے مطیع اور فرمانبردار بھی ہو کر رہ گیا تھا چونکہ وہ اب اپنی پچھلی دونوں
ٹانگیں ہوا میں اچھالتے ہوئے اور دولتیاں جھاڑتے ہوئے یوناف کو گرانے کی کوشش نہیں کر
رہا تھا۔ گھوڑے کی یہ حالت دیکھتے ہوئے یوناف نے بھی اس کی گردن کے بال چھوڑ دیئے
اور اب وہ اس کو میانہ روی سے اسے پچکار پچکار کر میدان کے اندر گھمانے لگا تھا، پھر
یوناف گھوڑے کو آہستہ آہستہ چلاتے ہوئے اس شہ نشین کے پاس لایا جس پر آشوریوں کے
بادشاہ تگلت پلاسر اس کی بیویاں اور اس کی حسین و جمیل بیٹی رقیم بیٹھے ہوئے تھے وہاں آکر
یوناف اس سیاہ رنگ کے گھوڑے سے اترا گھوڑا اب مکمل طور پر مطیع اور فرمانبردار ہو چکا تھا۔

چونکہ یوناف جب اس کی پیٹھ سے اُترا تھا تو اس نے کسی طرح کے بھڑکنے یا سیخ پا ہونے کا مظاہرہ نہ کیا تھا یوناف بھی نیچے اُتر کر تھوڑا سا آگے بڑھا اور پھر دایاں بازو اس نے گھوڑے کی گردن کے گرد لپیٹتے ہوئے اور بائیں ہاتھ سے اس کی پسینے میں ڈوبی ہوئی گردن تھپتھپاتے ہوئے بادشاہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

اے بادشاہ یہ وہ گھوڑا ہے جسے میرے سامنے میدان میں لایا گیا تھا اور اے بادشاہ اب دیکھتے ہیں کہ میں نے اس گھوڑے کو اپنے سامنے مکمل طور پر زیر اور مغلوب کر دیا ہے۔

آشوریوں کا بادشاہ تگلت پلاسر تھوڑی دیر تک بڑے مہربان اور ہمدردانہ انداز میں یوناف کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے بڑے توصیفی انداز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے یوناف یہ مقابلہ شروع کرنے سے پہلے جیسا تم نے کہا تھا ویسا سچ کر دکھایا تم نے واقعی بغیر لگام کے اس گھوڑے کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر لیا ہے اور سنو سیاہ رنگ کا یہ گھوڑا ان تمام گھوڑوں سے زیادہ سیخ پا اور بدرکاب ہے جو اس میدان میں مقابلے کے لیے اتارے جاتے ہیں یوں سمجھو کر تم نے نینوا کے سب سے سرکش گھوڑے کو اپنے سامنے مغلوب کیا ہے اور آج تک بہت کم جوان ان گھوڑوں کو اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں اور جو لوگ کامیاب ہوئے انہیں میں اپنے لشکر میں اچھے عہدے دے چکا ہوں۔ اے یوناف چونکہ تم اس شہر میں اجنبی ہو اور تمہارا کوئی ٹھکانہ اور تمہاری کوئی رہائش گاہ بھی نہیں ہے اور تم یہ مقابلہ بھی جیت چکے ہو لہٰذا اب اپنے متعلق میرا فیصلہ بھی سنو میرا فیصلہ یہ ہے کہ تم ہمارے ساتھ شاہی محل میں قیام کرو گے تمہیں اپنے لشکر میں شامل کروں گا۔ چند روز تک میں اپنے لشکر کے ساتھ نینوا شہر سے کوچ کرنے والا ہوں۔ میرا رُخ پہلے پہل بابل شہر کی طرف ہو گا۔ بابل کو فتح کرنے کے بعد میں اپنے ازلی دشمنوں اور ہمسایوں کی طرف بڑھوں گا اور بڑی بڑی سرکش قوموں کو اپنے سامنے میں مغلوب کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اس گھوڑے کو زیر کر کے اے یوناف تم مکمل طور پر میرا اعتماد اور بھروسہ حاصل کر چکے ہو لہٰذا جس گھوڑے کو تم نے زیر کیا یہ گھوڑا اب تمہارا ہے اور اسی گھوڑے پر سوار ہو کر تم میرے لشکر میں جنگوں میں حصہ لیا کرو گے۔ پھر تگلت پلاسر نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے مشیر کو اپنے پاس بلایا اور جب وہ مشیر بھاگتا ہوا تگلت پلاسر کے پاس آیا تو پھر اس نے اُسے مخاطب کر کے کہا:

اس سیاہ رنگ کے اس گھوڑے کو جسے یوناف نے مغلوب کیا ہے اُسے لگام چڑھاؤ اور اسے میری بگھی کے ساتھ باندھ دو آج سے یہ گھوڑا اس یوناف کا ہے اور یہ یوناف چونکہ نینوا شہر میں اجنبی ہے اور اجنبی ہونے کے باوجود یہ اس مقابلے کو بڑی آسانی اور جرأت مندی سے جیت چکا ہے لہٰذا یہ میرے ساتھ میرے محل میں قیام کرے گا اور چند روز تک جب میں اپنے لشکروں کو لے کر بابل کی طرف روانہ ہوں گا تو یہ بھی میرے لشکر میں شامل ہو کر میرے ساتھ جائے گا۔ اپنے بادشاہ کا یہ حکم سن کر وہ مشیر بھاگا بھاگا پیچھے گیا ایک لگام وہ اٹھا لایا اور وہ لگام اس نے سیاہ رنگ کے اس گھوڑے کو چڑھائی اور پھر اس نے گھوڑے کو لے جا کر اس بگھی کے ساتھ باندھ دیا تھا جس بگھی میں آشوریوں کا بادشاہ تگلت پلاسر اور اس کی بیویاں اور بیٹی بیٹھ کر آئے تھے۔ گھوڑے کو بگھی کے ساتھ باندھنے کے بعد وہ مشیر پھر دوبارہ اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گیا تھا جب کہ تگلت پلاسر نے پھر یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اور شہ نشین پر خالی پڑی ہوئی ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

اے یوناف اب تم میرے گھر کے ایک فرد ہو لہٰذا شہ نشین پر چڑھو اور میرے ساتھ اس خالی کرسی پر آ کر بیٹھو تاکہ اس میدان میں اور جو مقابلے ہونے والے ہیں انہیں تم میرے ساتھ بیٹھ کر دیکھو۔ یوناف شہ نشین پر چڑھ کر تگلت پلاسر کے پہلو میں بیٹھ گیا تھا اس کے بعد چار پانچ اور مقابلے ہوئے لیکن کوئی بھی جوان کسی گھوڑے کو اپنے سامنے زیر نہ کر سکا تھا یوں یہ میلہ ختم ہوا اور بادشاہ اپنی بیویوں بیٹی اور یوناف کو لے کر اپنے محل کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

چند روز بعد آشور کا بادشاہ تگلت پلاسر اپنے لشکر کے ساتھ نینوا شہر سے بابل کی طرف روانہ ہوا تھا اس لشکر میں یوناف کے علاوہ تگلت پلاسر کی بیوی آفورہ اور اس کی بیٹی رقیم بھی شامل تھی۔ بادشاہ کی بیٹی رقیم اس لشکر میں ایک سالار کی حیثیت سے شامل ہوئی تھی وہ مردانہ اور جنگی لباس پہنے ہوئی تھی اور لشکر کا ایک حصہ اس کے تحت کام کر رہا تھا۔ دوسری طرف اہل بابل کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ آشوریوں کا بادشاہ تگلت پلاسر ان پر حملہ آور ہونے کے لیے نینوا شہر سے نکل چکا ہے۔ بابل پر ان دنوں کاسی قوم کی حکومت تھی۔ کاسی قوم کے یہ لوگ کرمان شاہان کے نزدیک کردستان کے پہاڑی سلسلے کے رہنے والے تھے اور کچھ عرصہ پہلے انہوں نے بابل فتح کر کے اس پر حکومت کرنا شروع کر دی تھی۔ تگلت پلاسر کے حملے کی خبر سن کر کاسی قوم کے حکمرانوں نے شہر کے اندر اسلحہ اور خوراک کے وسیع ذخائر

جمع کر لیے تھے۔ شہر کے دروازے انہوں نے بند کر دیئے اور شہر کی فصیلوں پر انہوں نے ہتھیاروں کے ڈھیر لگانے کے علاوہ لشکر کا ایک بہت بڑا حصہ شہر کی دونوں فصیلوں پر متعین کر دیا گیا تھا، اس کے علاوہ شہر کی چوڑی فصیلوں پر پانی گرم کرنے اور آگ کے دہکتے ہوئے انگارے پھینکے جائیں۔ تگلت پلاسر کے پہنچنے سے پہلے پہلے بابل کے حکمرانوں نے یہ سارے انتظامات مکمل کر لیے تھے چند دن بعد تگلت پلاسر بھی وہاں پہنچ گیا اور دریائے فرات کو پار کر کے اس نے بابل شہر کا محاصرہ کر لیا تھا۔

ایک دن آرام کرنے کے بعد دوسرے روز تگلت پلاسر نے شہر پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا۔ نینوا کے حملہ آوروں نے دیکھا کہ بابل شہر کی دو فصیلیں تھیں اور دونوں ہی بڑی مضبوط اور کافی چوڑی تھی جب نینوا کے لشکری آگے بڑھ کر فصیل پر چڑھنے کی کوشش کرتے تو ان پر آگ کے دہکتے ہوئے انگارے اور کھولتا ہوا پانی پھینکا جاتا جس کی وجہ سے انہیں ناکام اور نامراد ہوٹ جانا پڑتا تھا۔ چند روز تک شہر کی فصیلوں پر حملہ آور ہونے کا سلسلہ جاری رہا، لیکن نینوا کا لشکر بابل کی فصیلوں کو عبور کر کے شہر میں داخل ہونے میں بُری طرح ناکام ہوا تھا۔ تاہم تگلت پلاسر نے بابل شہر کا محاصرہ ترک نہیں کیا بلکہ اس نے ارادہ کر لیا تھا کہ وہ اس محاصرے کو طول دیتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ بابل شہر کے لوگوں کے پاس رسد اور خوراک کا ذخیرہ ختم ہو جائے گا اور وہ آپ سے آپ تگلت پلاسر کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

بابل شہر کے محاصرے کے دوران ایک روز نینوا کا بادشاہ تگلت پلاسر اپنے خیمے میں اپنی بیوی آفورہ اور بیٹی رقیم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ لیوناف خیمے میں داخل ہوا۔ تگلت پلاسر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر لیوناف کا خیر مقدم کیا لیوناف اس کے سامنے آ بیٹھا اور پھر وہ تگلت پلاسر کو مخاطب کرتے ہوئے بولا:

اے بادشاہ جس طرح ہم نے بابل شہر کا محاصرہ کر رکھا ہے اس طرح تو یہ محاصرہ اپنی طوالت میں کئی مہینوں تک دراز ہو جائے گا آپ دیکھتے ہیں کہ جب بھی ہمارے لشکری بابل شہر پر حملہ آور ہوتے ہیں اور اس کی فصیلوں پر چڑھنے کی کوشش کرتے ہیں تو بابل کے لشکریوں کی طرف سے ان پر کھولتا ہوا پانی اور آگ کے انگارے برسائے جاتے ہیں ایسے حالات میں کوئی بھی لشکر بابل کی فصیلوں پر چڑھ کر اسے فتح نہیں کر سکتا۔ اے بادشاہ اگر آپ مجھ سے اتفاق کریں تو میرے ذہن میں ایک ترکیب ہے جس پر عمل کر کے ہم

بڑی آسانی کے ساتھ بابل شہر کو فتح کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ لیوناف کی یہ گفتگو سن کر تگلت پلاسر کی آنکھوں میں روشنی اور چمک پیدا ہو گئی تھی جب کہ اس کی بیوی آفورہ اور بیٹی رقیم بڑے غور اور جستجو کی حالت میں لیوناف کی طرف دیکھ رہے تھے پھر تگلت پلاسر نے بڑی نرمی اور شفقت میں لیوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا:

اے میرے عزیز وہ کون سی تجویز اور کون سا طریقہ ہے جسے تم استعمال کر کے بابل شہر کو آسانی سے فتح کر سکتے ہو۔ تگلت پلاسر کے اس استفسار پر لیوناف پھر بولا اور کہنا شروع کیا:

اے بادشاہ میں آج شام سے کچھ پہلے بابل شہر میں داخل ہوں گا۔ شام تک میں شہر کے اندر گھوم پھر کر شہر کے مختلف حصوں کا جائزہ لوں گا اور جب رات گہری ہو جائے گی تو میں شہر کے شمالی جانب فصیل پر نمودار ہوں گا۔ اور رسوں کی سیڑھیاں میں فصیل کے ساتھ باندھ کر نیچے گرا دوں گا اور ساتھ ہی میں مشعل کا اشارہ کروں گا اور میرا یہ اشارہ پاتے ہی آپ لشکر کے چند دستوں کو مقرر کرنا یہ دستے رات کی تاریکی میں سانپ کی طرح رینگتے ہوئے فصیل کی طرف جائیں گے اور رسوں کی جو سیڑھیاں میں نے فصیل پر سے گرا رکھی ہوں گی اس کے بعد جب فصیل کے اوپر بابل کے لشکریوں کے ساتھ لڑائی شروع ہو جائے گی تو آپ رسیوں کی ان سیڑھیوں سے اپنے مزید لشکریوں کو اوپر چڑھاتے رہنا اور اس دوران میں رسیوں کی کئی اور سیڑھیاں بھی نیچے گرا دوں گا اس طرح اوپر چڑھنے والے ہمارے لشکریوں کی تعداد لمحہ بہ لمحہ زیادہ ہوتی چلی جائے گی اور ہم پر آنے والا لمحہ میں بابل کے لشکریوں پر زیادہ سے زیادہ زور ڈالتے ہوئے پہلی فصیل سے دوسری فصیل کی طرف منتقل چلے جائیں گے اور ایک بار اگر ہم نے بابل کی پہلی فصیل پر قبضہ کر لیا تو دوسری فصیل پر جا کر اسے اپنی گرفت میں لینا ہمارے لیے مشکل نہ رہے گا اس لیے پہلی فصیل سے دوسری فصیل کی طرف ہم برجوں کی آڑ لے کر بڑی آسانی سے دشمن پر تیر اندازی کر سکیں گے اور اس طرح ہم بابل شہر کو بہت جلد اپنے سامنے سرنگوں ہونے پر مجبور کر دیں گے۔

لیوناف کی یہ تجویز سن کر تگلت پلاسر کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ بڑے غور سے لیوناف کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا:

اے یوناف میرے عزیز تمہاری تجویز بہت اچھی اور خوش کن ہے لیکن اس پر عمل درآمد کیسے اور کیونکر ممکن ہے یوناف نے فوراً بولتے ہوئے پوچھا:

اے بادشاہ اس پر عمل کیوں کر ممکن نہیں ہے۔ تگلت پلاسر نے پھر بولتے ہوئے کہا اس پر عمل درآمد اسی وقت ہی ممکن ہو سکتا ہے جب تم بابل شہر میں داخل ہو جاؤ اور وہاں پر دشمن کی گرفت اور اس کے قابو میں آنے سے بچ کر اپنا کام انجام دے سکو لیکن یہاں تو سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ تم بابل میں کیسے اور کیونکر داخل ہو سکو گے تم جانتے ہو کہ بابل شہر کے سارے دروازے بند ہیں اور شہر کے دروازوں کے اندر اکا دکا آدمیوں کی آمد و رفت کے لیے جو چھوٹے دروازے بنے ہوئے ہیں ان کے راستے بھی آنے جانے والوں کے لیے بند کر دیئے گئے ہیں اب ہمارے سامنے یہی ایک طریقہ ہے کہ ہم اس محاصرے کو طول دیں اور اہل بابل کو مجبور کر دیں کہ وہ ہمارے سامنے ہتھیار ڈال دیں۔

یوناف نے پھر تگلت پلاسر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے بادشاہ بابل شہر میں داخل ہونا میرا کام ہے آپ اس فکر کو چھوڑیں میں کیسے اور کیونکر شہر میں داخل ہوں گا آپ دیکھیں گے کہ میں شام سے پہلے پہلے شہر میں داخل ہو کر پورے شہر کا ایک چکر لگاؤں گا اور پھر رات گہری ہونے تک میں شہر کی فصیل کے اوپر ہی شہر کے محافظوں کے اندر چکر لگاتا رہوں گا اس دوران آپ صرف یہ کیجئے گا جنگ کو روک کر رکھیئے گا تاکہ اس دوران میں بابلی اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر لیں ایک حصہ فصیل پر لیٹ کر آرام کر لے اور دوسرا ہمارے لشکر پر نگاہ رکھے اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو اس طرح فصیل کے اوپر میرا کام کافی حد تک پورا ہو جائے گا۔ تگلت پلاسر نے پھر اپنی بات پر زور دیتے ہوئے پوچھا لیکن تم آخر بابل شہر میں داخل کیسے ہو گے۔ یوناف نے پھر پہلے کی نسبت قدرے بلند آواز میں کہا:

میں آپ سے پہلے کہہ چکا ہوں کہ آپ اس کی فکر چھوڑ دیں کہ میں بابل شہر میں کیسے داخل ہوں گا یہ میرا کام ہے اور میں آپ کو بابل شہر میں داخل ہو کر شمال کی طرف سے حملہ آور ہونے کا اشارہ کروں گا۔ تگلت پلاسر نے اس دفعہ گہری سنجیدگی سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

اے یوناف میرے عزیز اپنے آپ کو کسی خطرے اور کسی خدشے میں نہ ڈالنا تم جانتے ہو کہ میرا کوئی بیٹا نہیں اور قسم آشور کی میں تمہیں اپنے بیٹوں جیسا ہی عزیز اور پیارا سمجھنے لگا

ہوں لہذا بابل شہر میں داخل ہونے کے لیے اپنے آپ کو کسی خطرے میں ڈال کر کوشش نہ کرنا ورنہ شہر کو فتح کرنے کا ہمارے پاس یہ آسان ترین طریقہ ہے کہ ہم محاصرے کو طویل کرتے جائیں اور اس طرح تنگ آ کر اہل بابل ہمارے سامنے ہتھیار ڈال دیں گے۔

تگلت پلاسر جب خاموش ہوا تو یوناف نے پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا آپ بے فکر رہیں میں اپنے آپ کو خطرے میں ڈالے بغیر بابل شہر میں داخل ہوں گا اور ایسے کام میں پہلے کئی مرتبہ بہت سے مواقع پر کر چکا ہوں۔ اہل بابل کو خبر تک نہ ہو گی اور میں عجیب سا بھیس بدل کر شہر میں داخل ہو جاؤں گا اور آپ اگر محاصرے کو طول دے کر بابل شہر کو فتح کرنا چاہتے ہیں تو اس میں بڑے خطرے اور خدشات ہیں ہو سکتا ہے بابل کی ہمسایہ حکومتیں بابل کی مدد کے لیے پہنچ جائیں یا بابل کے اپنے ہی دوسرے شہروں سے اہل بابل کو کمک اور مدد کے لیے پہنچ جائیں اس طرح ہمارے لیے دشواری اور خطرات بڑھ جائیں گے کیونکہ بابل کی طرف سے اہل بابل ہم پر حملہ آور ہوں گے اور اگر باہر سے دوسرے شہروں سے بھی کوئی ان کے لیے کوئی حکمران اور لشکر پہنچ گیا تو پھر وہ ہماری پشت کی طرف سے ہم پر حملہ آور ہونا شروع ہو جائیں گے اس طرح ہم دو طرف سے پس کر رہ جائیں گے اور ہماری کامیابی اور ہماری فتح مندی کی ساری ہی امیدیں ختم ہو جائیں گی۔ یوناف کی اس گفتگو پر تگلت پلاسر نے ایک بار پھر غور سے اس کی طرف دیکھا پھر اس نے قدرے جھجکتے ہوئے یوناف کی بات مانتے ہوئے کہا:

اے یوناف تمہارا کہنا درست ہے اگر ہم محاصرے کو طول دیتے ہیں تو ہمارے لیے خطرات بھی اٹھ کھڑے ہو سکتے ہیں لہذا میں تمہاری اس تجویز پر عمل کرنے کو تیار ہوں اگر تم بغیر کسی خطرے اور بغیر کسی خدشے کے بابل شہر میں داخل ہو کر سیڑھیاں پھینکنے اور اپنے لشکر کے فصیل پر چڑھنے کا انتظام کر سکتے ہو تو قسم آشور کی میں سمجھوں گا کہ تم ایک دیوتا بن کر میرے لشکر میں شامل ہوئے ہو اور میری فتح مندی کا باعث بنے ہو۔ تگلت پلاسر کی اس گفتگو پر یوناف اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پھر اس نے بادشاہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا میں اب جاتا ہوں شام ہونے سے پہلے پہلے میں بابل شہر میں داخل ہو جاؤں گا اور جب میں دیکھوں گا کہ دشمن کے لشکر پر غنودگی سستی اور نیند طاری ہے تو میں فصیل کے شمالی حصے پر جلتی ہوئی مشعل کا اشارہ دوں گا اور ساتھ ہی میں وہاں پر رسوں کی سیڑھیاں پھینک دوں گا۔ اس کے بعد آپ اپنے لشکر کو حرکت میں لا کر فصیل پر چڑھانے کی کوشش کیجئے گا۔ ایک بار جب

ہم بابل کی فصیل پر چڑھنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو بابل شہر بہت جلد ہمارے سامنے سرنگوں ہو جائے گا اس کے ساتھ ہی یوناف جب تگلت پلاسر کے خیمے سے نکلنے لگا، تو تگلت پلاسر کی بیٹی حسین رقیم نے پہلی بار یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا:

کیا آپ ہمیں یہ نہ بتائیں گے کہ آپ بابل شہر میں کیسے اور کس طرح داخل ہوں گے آپ کم از کم ہمارے گھر کے ایک فرد کی حیثیت سے اتنے دنوں سے ہمارے ساتھ رہ رہے ہیں لہٰذا ہم تینوں یقیناً آپ سے متعلق فکر مند اور پریشان رہیں گے۔ یوناف رقیم کی اس گفتگو کا اور اس استفسار کا جواب دینے ہی والا تھا کہ رقیم کی ماں اور تگلت پلاسر کی بیوی آذورہ بول اٹھی اور اس نے بھی یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے یوناف میرے بیٹے رقیم ٹھیک کہتی ہے آخر تم کیسے شہر میں داخل ہو گے اور اگر تمہارے پاس کوئی ایسا کامیاب حربہ شہر میں داخل ہونے کا ہے تو ہمیں بتا دو کہ ہم تمہاری طرف سے مطمئن اور بے فکر رہیں اس گفتگو کے جواب میں یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا میں اس موقع پر آپ لوگوں سے یہی کہنا پسند کروں گا کہ آپ میری طرف سے بالکل بے فکر رہیں اور بغیر کسی خطرے کے بابل شہر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جاؤں گا اس کے ساتھ ہی یوناف تگلت پلاسر کے خیمے سے نکل گیا تھا۔

O

شام سے تھوڑی دیر پہلے اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے یوناف بابل شہر میں داخل ہوا تھا۔ تھوڑی دیر تک شہر کے اندر گھوم پھر کر وہ شہر کے حالات کا جائزہ لیتا رہا پھر وہ بابل کے سب سے بڑے مندر اساگیلہ کے معبد کے قریب آ کھڑا ہوا یہ بابل کے سب سے بڑے دیوتا مردوک کا معبد تھا اس موقع پر یوناف نے دیکھا بہت سے لوگ مردوک دیوتا کے اس معبد کے اندر اور باہر جمع تھے اور آشوری بادشاہ تگلت پلاسر کے خلاف بابل کی کامیابی اور فتح مندی کی دعائیں مانگ رہے تھے۔ یوناف تھوڑی دیر تک اساگیلا معبد کے باہر کھڑا ہو کر لوگوں کے وہاں جمع ہو جانے والے ہجوم کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ آگے بڑھ گیا یہاں تک کہ بابل کی سب سے بڑی دیوی عشتار کے معبد

برج والوں نے آگے بڑھ کر ان کے اوپر چڑھتے ہوئے آشوریوں کو روکنے کی کوشش کی لیکن اب دیر ہو چکی تھی آشوری بڑی خونخواری سے قریبی برج پر حملہ آور ہوئے اور لمحوں کے اندر انہوں نے وہاں پر پہرہ دینے والے بابلیوں کو موت کے گھاٹ اتار کر نزدیکی برجوں پر قبضہ کر کے فصیل کے اوپر اپنے پاؤں جما لیے تھے۔

اس کے بعد یوناف کی نشاندہی پر آشوری سپاہیوں نے فصیل پر بڑی بڑی رسوں کی کئی اور سیڑھیاں اٹھا کر بھی فصیل کے ساتھ باندھ کر نیچے لٹکا دی تھیں لہٰذا آشوریوں کے فصیل پر چڑھنے کی رفتار پہلے سے بھی زیادہ ہو گئی تھی۔ بابلیوں نے فصیل کے سارے حصوں سے اک طرف سمٹ کر آشوریوں کو پیچھے دھکیلنے اور انہیں فصیل پر چڑھنے سے روکنے کی انتہائی کوشش کی تھی لیکن انہیں مکمل طور پر ناکامی ہوئی تھی اور آشوری بڑی تیزی سے انہیں دھکیلتے ہوئے بڑی تیزی کے ساتھ مزید برجوں پر قبضہ کرنے لگے تھے اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ خود تگلت پلاسر بھی شہر کی فصیل پر چڑھ آیا تھا اور وہ اپنے لشکریوں کو للکارتے ہوئے بڑی تیزی سے حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا جب کہ لشکر کا وہ حصہ جو ابھی تک بابل شہر کا محاصرہ کیے ہوا تھا اس کی کمان داری تگلت پلاسر کی حسین بیٹی رقیم کر رہی تھی۔ تھوڑی دیر تک آشوریوں نے بابل شہر کی بیرونی فصیل پر مکمل طور پر قبضہ کر لیا تھا اس کے بعد وہ بیرونی اور اندرونی فصیل کو ملانے والی سیڑھیوں پر سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ کر بڑی تیزی کے ساتھ اندرونی فصیل پر حملہ آور ہونا شروع ہو گئے تھے، یہاں تک کہ اندرونی فصیل سے بھی بابلیوں کو پیچھے دھکیلنا شروع کر دیا تھا پھر اندرونی فصیل پر کافی دیر تک جنگ ہوتی رہی اور پھر وہ لمحہ آیا کہ رات کے پچھلے حصے میں آشوریوں نے بابلیوں کو اندرونی فصیل سے بھی اتار کر رکھ دیا۔ اب بابل شہر کی اندرونی اور بیرونی دونوں فصیلوں پر حملہ آور آشوریوں کا قبضہ ہو چکا تھا۔

جس وقت مشرق سے سورج طلوع ہو رہا تھا اس وقت تک آشوریوں نے بابل شہر کی دونوں فصیلوں پر مکمل طور پر قبضہ کرنے کے بعد سیڑھیوں کے ذریعے نیچے اتر کر بابل شہر کے اندرونی حصوں پر حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا اور جب سورج تھوڑا سا بلند ہوا تو آشوریوں نے بڑے زوردار حملے کرتے ہوئے بابل شہر کے شمالی دروازے پر قبضہ کر لیا تھا اور پھر جونہی آشوریوں نے بابل شہر کا شمالی دروازہ کھول دیا، تگلت پلاسر کی

پر آ کھڑا ہوا اس نے دیکھا شہر کے لوگ کیا بے دین کیا جادوگر کیا طوائفیں کیا دہقان اور جاہل لوگ سب مرد اور عورتیں عشتار دیوی کو خوش کرنے کی کوشش کر رہے تھے تاکہ وہ دیوی انہیں آشوری بادشاہ تگلت پلاسر کے حملے سے محفوظ رکھے۔ یوناف تھوڑی دیر تک یونہی شہر کے اندر گھوم پھر کر بابل کے مختلف دیوتاؤں اور دیویوں کے معبدوں کا جائزہ لیتا رہا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا فضاؤں کے اندر تاریکیاں اور اندھیرا پھیل گیا۔ اس کے بعد یوناف حرکت میں آیا اور وہ پہرے داروں کے بھیس میں بابل کی فصیل کے اوپر چہل قدمی کرنے لگا تھا۔

فصیل کے اوپر گھومتے گھومتے ایک جگہ یوناف رک گیا اور رسوں کے ایک ڈھیر کو بڑے غور سے دیکھنے لگا تھا اس نے دیکھا وہ رسوں کی سیڑھیاں تھیں جن سے وہ رات کی تاریکی میں کام لے سکتا تھا۔ فصیل کے اوپر رسوں کی ان سیڑھیوں کو دیکھتے ہوئے یوناف کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی پھر وہ کافی دیر تک فصیل کے اوپر چہل قدمی کرتا رہا یہاں تک کہ رات گہری ہو گئی۔ فصیل کے اوپر پہرہ دینے والے محافظوں میں سے کچھ آرام کرنے لگے اور کچھ برجوں کے اندر بیٹھ کر پہرہ دینے لگے تھے۔

ایسے میں یوناف حرکت میں آیا سب سے پہلے اس نے دو خاصی بڑی رسوں کی سیڑھیاں بابل شہر کی بیرونی فصیل پر باندھ کر نیچے لٹکا دی تھیں اور اس کے ساتھ ہی ان سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہو کر اس نے آشوری لشکر کو جلتی ہوئی ایک مشعل کا اشارہ بھی دے دیا تھا۔ یوناف کا اشارہ ملتے ہی تگلت پلاسر اپنے لشکر کو حرکت میں لایا اور اس کے لشکر کے کئی دستے سانپ کی طرح زمین پر رینگتے ہوئے فصیل کے اس حصے کی طرف بڑھنے لگے تھے جہاں پر کھڑے ہو کر یوناف نے جلتی ہوئی مشعل کا انہیں اشارہ دیا تھا۔ جلد ہی تگلت پلاسر کے یہ دستے زمین پر رینگتے ہوئے فصیل پر پہنچ گئے اور جب انہوں نے دیکھا کہ فصیل کے ساتھ رسوں کی سیڑھیاں لٹک رہی ہیں تو وہ اپنے ہتھیاروں کو سنبھالتے ہوئے کوئی آواز پیدا کئے بغیر بڑی تیزی سے ان سیڑھیوں پر چڑھنے لگے تھے۔ سیڑھیوں پر چڑھنے والے تگلت پلاسر کے یہ لشکری فصیل کے اوپر جا کر لیٹنا شروع ہو گئے تھے تاکہ دشمن کو ان کے اوپر چڑھنے کی خبر نہ ہو اور جب کئی دستے فصیل پر اوپر چڑھ گئے تب کہیں نزدیکی برج والوں کو خبر ہوئی کہ آشوری ان کی فصیل پر چڑھنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ان

حسین بیٹی رقیم باقی ماندہ آشوری لشکر کے ساتھ کسی سیلابی طرح بابل شہر میں داخل ہوئی اور بڑی خونخواری کے ساتھ اس نے بابلیوں پر حملہ ہونا شروع کر دیا تھا اب بابل دو طرف سے پسنا شروع ہو گئے تھے۔ فصیل کی طرف سے تگلت پلاسر اور یوناف بڑی تندی سے اُن پر حملہ آور ہو رہے تھے جب کہ بابل شہر کے شمالی دروازے کی طرف سے تگلت پلاسر کی حسین بیٹی رقیم اپنے لشکر کے ساتھ اپنی پوری خونخواری سے بابلیوں پہ حملے کر رہی تھی؛ اس طرح ان دو طرفہ حملوں کے سامنے بابلی زیادہ دیر ٹھہر نہ سکے آشوری کافی دیر تک ان کا قتل عام کرتے رہے اور جب بابلیوں نے اندازہ لگا لیا کہ اب وہ مزید مزاحمت نہیں کر سکتے تو انہوں نے آشوریوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اس طرح بابل شہر کے اندر اس جنگ میں بابل کی حکمران کاسی قوم کو بُری طرح شکست ہوئی اور آشوری بابل شہر کو فتح کر کے اس پر قابض ہو گئے تھے بابل کے خلاف آشوری بادشاہ تگلت پلاسر کی یہ شاندار فتح تھی۔

اس فتح کے چند روز بعد آشوریوں کا بادشاہ تگلت پلاسر بابل کے شاہی محل کے ایک کمرے میں بیٹھا ہوا تھا اس کے سامنے اس کی بیوی آفورہ اور اس کی حسین و جمیل رقیم بھی بیٹھی ہوئی تھیں اس ماحول میں تگلت پلاسر تھوڑی دیر تک کسی تفکر اور سوچ و بچار میں ڈوبا رہا پھر چند لمحول ایک باری باری اس نے اپنی بیٹی رقیم اور اپنی بیوی آفورہ کی طرف دیکھا اس کے بعد اس کی نگاہیں اپنی بیٹی رقیم پر جم کر رہ گئیں اُس نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے رقیم میری بیٹی اب جبکہ اس اجنبی یوناف کی وجہ سے بابل شہر کو ہم فتح کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں تو اس موقع پر میں نے اپنے دل میں ایک فیصلہ کیا ہے اور اس فیصلے کو عمل صورت دینے کے لیے میں تمہارے ساتھ مشورہ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میرے اس ارادے میں تمہاری ذات بھی ملوث ہوتی ہے اس پر رقیم نے بڑے خلوص اور بڑی انکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا:

اے میرے باپ ایسا کوئی فیصلہ جس میں میری ذات بھی ملوث ہو وہ آپ کی ذات کے لیے تکلیف کا باعث نہیں بن سکتا میری ذات سے وابستہ جو فیصلہ بھی آپ کریں گے میں اس کے خلاف آواز نہیں اٹھاؤں گی اور آپ کے فیصلہ کو اپنا فیصلہ سمجھ کر مطمئن ہو جاؤں گی۔

رقیم کے خاموش ہو جانے پر تگلت پلاسر نے پھر کہنا شروع کیا اے میری بیٹی اس یوناف کی کارکردگی تم ماں بیٹی کے سامنے ہے اور تم دونوں جانتی ہو کہ یہ یوناف میرے

لیے دبی ہوئی سیاہیوں میں صبح کی ایک کرن، ایک اجنبی خوشبو، روشنی پھیلاتی ہوئی ایک شمع رقص کرتے ہوئے کامیابی کے سائے، بے انت لہروں کی للکار اور کامرانیوں کی سرکتی پرچھائیاں ثابت ہوا ہے جب کہ ہمارے دشمنوں کے لیے یہ جوان سلگتی جان، حریف ستم، اشکوں میں لہو رنگ تباہی کا تازہ بوسہ، غم کی اندھی یلغار اور درد کی تاریک اور طویل فصیل ثابت ہوا ہے اور اس شخص نے لمحوں کے اندر ہمارے دشمنوں کے عزائم اور اعمال کو خواب و سراب بنا کر رکھ دیا ہے۔

اے میری بیٹی بابل کو فتح کرنا کوئی آسان کام نہ تھا یہ سب کچھ اسی یوناف کے باعث ہی ہوا ہے اگر ہم اس کے کہنے پر عمل نہ کرتے تو یونہی بابل کا محاصرہ کیے پڑے رہتے تو ہو سکتا ہے کہ باہر سے بابل کے حمایتی ہم پر حملہ آور ہوتے اور ادھر بابل سے بھی بابلی لشکر ہم پر ٹوٹ پڑتا اور دو طرفہ مصیبت ہماری ساری توانائیوں اور ہمارے سارے ارادوں کو چکنا چور کر کے رکھ دیتی پر اس یوناف نے ہمارے سارے ہی بگڑے کام بنا دیئے اور اس نے ایک رات کے اندر بابل میں داخل ہو کر ایسا انقلاب بپا کیا کہ بابل صرف ایک ہی رات میں ہمارے سامنے سرنگوں ہو کر رہ گیا۔

اے میری بیٹی اس یادگار کردار اور اس عظیم کام کے سلسلے میں یوناف کو ایک انعام دینے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔

اے میری بیٹی یوناف وہ شخص ہے جو ہمارے دشمنوں کے لیے ان کے دل کا نوحہ، ان کے ہونٹوں کی آہ، ان کی آنکھ کا آنسو، ان کی غم کی سسکی، ان کی بدقسمتی کی تمازت، ان کے لیے ظلم و جبر کی پیاس، ان کی ہزیمتوں کی گنتی اور ہمارے لیے عزم اور توانائی کا ایک کوزہ گر ثابت ہوا ہے اس جوان نے ہمارے حق میں اور بابلیوں کے خلاف کام کرتے ہوئے بے چین بھٹکتی حسرتی خواہشوں کو ٹھہراؤ اور احساس کے ویران کھنڈروں کو آبادکاری عطا کی ہے۔ اس نے بھٹکتی دھڑکنوں کو سکون بے کل خواہشوں کو قرار اور کھوئے لمحوں کو ایک سراغ بخش دیا ہے یوناف نام کا یہ جوان کھوئی باتوں کا رازداں گونگی شاہراؤں کا بھیدی خوابوں کے ویرانوں کا قہقہہ اور رات کے لب بستہ غبار کو دور کرنے والا ثابت ہوا ہے۔ اس نوجوان میں اے میری بیٹی اس قدر اوصاف ہیں کہ اگر مجھے کوئی ساری رات کہے کہ اس کی صفات ہی بیان کرتا رہوں تو بھی میں ایسا کرتے ہوئے فخر محسوس کروں۔ اس کے اسی کثرت اوصاف کی بناء پر میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمہاری یوناف کے ساتھ کروں

اے میری بیٹی اس موقع پر اس رشتے کے خلاف تمہیں اگر کوئی اعتراض ہو تو بلا جھجک کہو اگر تم اس کے ساتھ شادی پر آمادہ نہ ہو تو میں اپنا یہ فیصلہ بخوشی واپس لے لوں گا اور

میں کسی اور آشوری کی لڑکی کی شادی اس کے ساتھ کر دوں گا میں نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اس نوجوان کو اپنا بیٹا بنا کر اپنے پاس رکھوں گا کیونکہ جو خلوص سچائی اور راستی اس جوان نے مجھے عطا کی ہے وہ مجھے آج تک کہیں سے نہیں ملی اے میری بیٹی جو سوال میں نے تم سے کیا ہے اس سوال کا اب تم مجھے جواب دو۔

رقیم کے کوئی جواب دینے سے قبل اس کی ماں آفورہ نے بولتے ہوئے اور اپنے شوہر کو مخاطب کر کے کہا اگر ایسا ہو جائے تو یہ رشتہ میری بھی خوشی اور اطمینان کا باعث ہوگا، رقیم تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر سوچتی رہی اس لمحہ اس کے ہونٹوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ اور آنکھوں کے اندر خوشیوں کے ان گنت سائے رقص کرتے رہے تھے پھر اپنی گردن جھکائے جھکائے اور اپنے باپ تگلت پلاسر کی طرف دیکھے بغیر کہا:

اے باپ مجھے اس شادی پہ کوئی اعتراض نہیں ہے اور یہ کہ میں یوناف نام کے اس جوان کے ساتھ شادی کرنے پر بخوشی تیار ہوں۔ رقیم کا یہ جواب سن کر تگلت پلاسر کے چہرے پر ان گنت اور بے گنت خوشیاں پھیل بکھر گئی تھیں پھر اس نے اپنی بیوی آفورہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے آفورہ تم رقیم کو اٹھا کر اس محل کے دوسرے کمرے کی طرف لے جاؤ اس کا یہ سپاہیانہ اور جنگی لباس اتار کر اسے دلہن کا عمدہ ترین لباس پہنایا جائے اس دوران میں اپنے آدمی بھیج کر یوناف کو منگواتا ہوں اور ابھی تھوڑی دیر تک ان دونوں کی شادی کی رسومات ادا کر دی جائیں گی تگلت پلاسر کا یہ فیصلہ سن کر آفورہ کی خوشیاں اور اطمینان کا کوئی حساب اور اندازہ نہ تھا دوسری طرف رقیم کے چہرے پر بھی بے شمار خوشیاں اور قہقہے رقص کر رہے تھے اس کے بعد رقیم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنی ماں کے ساتھ وہ دوسرے کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔

○

تھوڑی دیر بعد تگلت پلاسر نے اپنا آدمی بھیج کر یوناف کو اپنے کمرے میں بلا لیا تھا اور اسے اس حقیقت سے آگاہ کر دیا تھا کہ تھوڑی دیر تک اس کی شادی رقیم سے ہونے والی ہے آشوری لشکر میں شامل عورتوں کو بھی وہاں بلا لیا گیا تھا اور دیگر آشوری سرداروں کو بھی دعوت دی گئی تھی تاکہ وہ رقیم اور یوناف کی شادی میں شرکت کر سکیں:

رقیم کو پہلے عرقِ گلاب سے نہلایا گیا پھر مختلف خوشبوؤں کے محلول سے اس کے بال دھوئے گئے اُسے زردوزی کا سُرخ عروسی جوڑا پہنایا گیا جس کے اوپر سنہری روپہلی کام کا چغہ پہنا تھا اس کے کانوں میں جواہرات کے آویزے گلے میں سونے اور زمرد کا ہار تھا اس حالت میں جب وہ اپنی ماں اور آشوری لڑکیوں کے جھرمٹ میں دوسرے کمرے سے نکل کر اس کمرے میں لائی گئی جس کے اندر تنگلت پلاسر یوناف اور دوسرے آشوری سردار بیٹھے ہوئے تھے۔ اس موقع پر رقیم شعر کے ہر لفظ اور جادو کے ہر حرف کی طرح خوبصورت لگ رہی تھی۔ وہ لفظوں کی تتلیوں اور دوڑتے اڑتے طیور کی طرح پُرکشش دکھائی دے رہی تھی ایسا لگتا تھا اس کی نگاہوں کے اندر بہاروں کی خوشگوار حدت اور محبت کا گداز رقص کر رہا ہو اور اس کے چہرے سے یوں لگتا تھا جیسے رات کے اندر ستاروں کی گلنار روشنی سچائی اور الفت کے جذبے بکھیرتی ہوئی سینوں کو درد پہلی قسم کے جذبے عطا کر گئی ہو بہرحال عورتوں کے جھرمٹ میں حسین رقیم کو لا کر یوناف کے پہلو میں بٹھا دیا گیا تھا اور آشوری رسم و رواج کے مطابق یوناف اور رقیم کی اس روز شادی کر دی گئی تھی۔

شادی کی اس تقریب کے بعد وہاں جمع ہونے والی ساری آشوری عورتیں چلی گئی تھیں، پھر تنگلت پلاسر نے اپنے سامنے بیٹھتے ہوئے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے یوناف میرے بیٹے آشوری رسم و رواج کے مطابق شادی کے بعد ایک شوہر خود اپنی بیوی کا ہاتھ تھام کر اپنے کمرے میں لے کر جاتا ہے لہٰذا اب جب کہ تم اور رقیم میاں بیوی کے رشتے میں پروئے جا چکے ہو تو تم اپنی جگہ سے اٹھو رقیم کا ہاتھ تھامو اور اسے اپنے ساتھ کمرے میں لے کر چلو اور تھوڑی دیر بعد میں اور آفورہ بھی تمہارے کمرے میں آتے ہیں۔ شادی میں حصہ لینے والی ان عورتوں نے تمہارے کمرے کو صحیح طور پر سجا دیا ہوگا۔ اب تم اٹھو رقیم کو اپنے ساتھ لے کر چلو۔

تنگلت پلاسر کے کہنے پر یوناف اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا اس کے اٹھتے ہی رقیم بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر یوناف نے ہاتھ آگے بڑھا کر رقیم کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام لیا تھا اس موقع پر رقیم کی حالت بے کل لہروں کی سرشاری اور اطمینان کے سانس، رقصِ برق و باراں اور تصور رخانہ مسرت جیسی ہو رہی تھی اپنا ہاتھ یوناف کے ہاتھ میں دینے کے بعد اس کے پہلو سے پہلو ملا کر کھڑی رقیم چاند کی طرح چھلکتا، ایک جام

تیز آہنگ نشاط بھرے وصل کی دھمک، بہاروں کی خوشگوار حدت اور دوڑتے اڑتے خیالات کی طرح دکھائی دے رہی تھی۔ یوناف کو پالینے کی خوشی اور فتح کے نشے میں اس کی آنکھیں تو چنچل اور فرازِ شوق سے بھری ہوئی تھیں وہ ٹھنڈ سے گیلے ساحل کی طرح مطمئن اور چنبیلی کے دودھیا پھول کی طرح پُرکشش لگ رہی تھی پھر یوناف جب حرکت میں آیا تو وہ بھی اس کے ساتھ چل دی یوں یوناف رقیم کو لے کر اس محل کے اندر اپنے کمرے کی طرف لے گیا تھا۔ رقیم کا ہاتھ تھامے یوناف جب اپنے کمرے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا شادی میں حصہ لینے والی عورتوں نے اس کے کمرے کے اندر خاصی تبدیلی کر کے رکھ دی تھی ایک مسہری کی جگہ اب دو مسہریاں تھیں اور کمرے میں بیٹھنے کے لیے نشستوں اور کچھ دوسری ضروریات زندگی کا بھی اضافہ کر دیا گیا تھا۔ یوناف رقیم کا ہاتھ تھامے اس کمرے میں داخل ہوا رقیم کو اس نے اس پلنگ پر بٹھا دیا تھا جو شادی میں حصہ لینے والی عورتوں نے اس کی غیر موجودگی میں لگا دیا تھا۔

رقیم کو مسہری پر بٹھانے کے بعد یوناف اس کے سامنے چمڑے کی بنی ہوئی ایک نشست پر بیٹھ گیا تھا دونوں تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر یوناف نے رقیم کو مخاطب کرتے ہوئے مدھم اور رازدارانہ آواز میں کہا:

رقیم میرے خیال میں تمہارے باپ اور آشوریوں کے بادشاہ تنگلت پلاسر نے میری اور تمہاری شادی کا ارادہ کہیں اچانک ہی کر لیا ہے۔ شادی سے قبل تھوڑی دیر تک پہلے مجھے قطعاً یہ علم نہیں تھا کہ میری آج تم سے شادی ہونے والی ہے۔ اگر مجھے پہلے بتا دیا جاتا تو میں تم سے مل کر تمہارے ذہن میں چند ضروری باتیں ڈالتا جو شاید مستقبل میں تمہارے لیے فائدہ مند ہوتیں اب جب کہ میری اور تمہاری شادی ہو چکی ہے تو جو باتیں مجھے شادی سے پہلے کہنا چاہیے تھیں وہ اب میں شادی کے بعد تمہیں کہہ کر اپنا فرض ادا کرتا ہوں تاکہ آنے والے دور میں تم میرے متعلق بدظن اور بدگمان نہ ہو یوناف کی اس گفتگو پر رقیم نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اس موقع پر اس کے دل میں سوز اور نگاہوں میں محبت کا گداز تھا۔ یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی حالت نرم سی آنچ، قرب کے احساس اور نیند سے اچانک بیدار ہو جانے والے گیت جیسی ہو رہی تھی پھر رقیم نے اپنی آنکھوں میں دھنک کے سب رنگ سجاتے ہوئے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

آپ کیسی باتیں کرتے ہیں اگر آپ کا کوئی راز ہے یا آپ نے میرے علاوہ کوئی اور
بھی شادی کر رکھی ہے تب میں آنے والے دنوں میں نہ آپ سے متنفر ہوں گی اور نہ کسی
غلط فہمی میں پڑوں گی اگر آپ کی اس سے پہلے ایک سے زائد شادیاں ہیں تب بھی اس
موقع پر میں آپ سے یہ کہوں گی کہ آپ سے شادی کرنے میں بے حد مطمئن اور انتہا درجہ
کی خوش ہوں اتنا کہنے کے بعد جب رقیم خاموش ہوئی تو یوناف نے محسوس کیا کہ رقیم کے
لفظوں میں اڑتی تتلیوں جیسی کشش اس کے ہر حرف میں جادو کی سی لپک اس کے انداز میں
بیدار ہوتے ہوئے روپہلے سپنے۔ اس کی سوچوں کے اندر حسین سے رقص کر رہے تھے۔
تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد رقیم نے پھر یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اگر آپ مجھے کچھ بھی نہ کہیں اور اپنا ہر راز مجھ سے چھپا کر رکھیں تب بھی میں اپنی پوری
سچائی اپنی تمام الفت اور اپنی ساری ہی خودداری کے ساتھ آپ کو اپنے زندگی بھر کا
ساتھی اور اپنے لیے دنیا کی قیمتی متاع سمجھتی رہوں گی۔

یوناف تھوڑی دیر تک غور سے رقیم کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے کہنا شروع کیا

اے رقیم جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں اسے غور سے سنو میں کوئی عام نہیں بلکہ غیر معمولی انسان ہوں
اور عام انسانوں کے مقابلے میں میری قوتیں بھی غیر معمولی ہیں۔ میں دور سے دور دراز مسافتوں
کو لمحوں کے اندر سمیٹ کر رکھ سکتا ہوں میں کچھ پوشیدہ مخفی اور مافوق الفطرت قوتوں کا بھی
مالک ہوں اور مجھ میں خامی یہ ہے کہ مجھ سے تناسل کا سلسلہ نہیں چل سکتا۔ لہٰذا میں تم سے
یہ کہوں گا کہ میری اور تمہارے تناسل کا سلسلہ نہیں چل سکتا یہ وہ باتیں تھیں جو میں تم سے کہنا
چاہتا ہوں اور سن رکھو یہ جو میں بابل شہر میں داخل ہو کر شہر کی فصیل پر چڑھ گیا تھا اور آشوریوں
لشکر کو اشارہ دے کر میں نے بابل شہر کو فتح کرنے کا ایک سبب پیدا کر دیا تھا تو یہ کام میں
نے اپنی عام قوتوں سے نہیں بلکہ اپنی مافوق الفطرت قوتوں کو حرکت میں لا کر ایسا کیا تھا۔ یوناف
کی گفتگو سننے کے بعد رقیم کے چہرے پر اَن گنت خوشیاں اور مسرتیں سی بکھر گئی تھیں
اور جب یوناف خاموش ہوا تو اس نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

میں آپ کی ممنون اور شکرگزار ہوں کہ آپ نے اپنے سارے راز مجھ پر عیاں کر دیئے
ہیں میرے لیے یہ مسرت اور خوش قسمتی کا باعث ہے کہ آپ ایک مافوق الفطرت انسان ہیں
یاد رکھیئے اگر آپ واقعی ایسے ہیں تو پھر میں ہمیشہ آپ کی ذات پر فخر کرتی رہوں گی اور

جہاں تک میرے بطن سے اولاد نہ ہونے کا معاملہ ہے تو مجھے اس پر بھی کوئی افسوس نہ
ہوگا کیونکہ نسلیں اور پشتیں مرد سے چلتی ہیں عورت سے نہیں اگر میری کوئی اولاد نہ بھی ہوئی
تو تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا میں ہر حال میں اور ہر طرح سے پورے خلوص اور پوری محبتوں کے
ساتھ آپ کی ایک مخلص ساتھی کی حیثیت سے آپ کے ساتھ زندگی بسر کروں گی۔ رقیم بات
کہتے کہتے اچانک خاموش ہو گئی تھی۔ یوناف نے اس کی خاموشی سے فوراً فائدہ اٹھایا اور
دوبارہ رقیم کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

اے رقیم ایک اہم بات جو میں پوچھنا چاہتا تھا وہ نہ میں اب تک تم سے اور نہ تمہارے
ماں باپ یاسی اور آشوری سے پوچھ سکا سنو رقیم کچھ عرصے پہلے میں ٹرائے شہر میں تھا میری ہی
موجودگی میں یونانی ٹرائے شہر پر حملہ آور ہوئے اور ٹرائے شہر کو فتح کرکے انہوں نے شہر کو
آگ لگا کر تباہ و برباد اور شہر کو کھنڈر اور ویران کر دیا۔ ٹرائے شہر کی اس بربادی کے بعد
میں فلسطین میں داخل ہوا اور کچھ دن میں نے یروشلم میں گزارے وہاں جب اللہ کے نبی سلیمانؑ
کا انتقال ہو گیا اور ان کی جگہ ان کا بیٹا رجعام بنی اسرائیل کا بادشاہ بنا تو میں یروشلم سے نکل کر
یہاں بابل شہر کی طرف آیا بابل شہر کے اندر میری ایک سری قوت نے یہ خبر دی کہ دنیا میں اس
وقت تین بڑی قوتیں ابھر رہی ہیں ایک رومن جو یونان کی ملحقہ سرزمینوں کے اندر ابھر رہے ہیں
ان کا جد امجد ٹرائے شہر سے بھاگا ہوا ایک شہزادہ تھا اب لوگوں نے ایک نیا شہر آباد کر لیا
ہے جس کا نام روم رکھا ہے رومن قوم کی حیثیت سے یہ لوگ بڑی تیزی سے ابھر رہے
ہیں۔ دوسری بڑی قوم جو دنیا میں ابھر رہی ہے۔ یہ کنعانی یا فونیقی ہیں۔ ان کنعانیوں کی ایک
لڑکی ایلیسا نے افریقہ کے ساحل پر قرطاجنہ نام کا ایک شہر آباد کیا تھا ایک موقع پر میں نے ایلیسا
کی مدد بھی کی تھی اور اسے اس کے دشمنوں سے بچایا تھا۔ اس شہر نے اب خاصی ترقی کر لی
ہے اور اس شہر کے حکمرانوں نے آس پاس کے افریقی علاقوں پر قبضہ کرنے کے بعد اپنی
حکومت کو مستحکم کر لیا ہے۔ اس طرح دنیا کے اندر کنعانی ایک بڑی قوت کی حیثیت سے ابھر
رہے ہیں اور دنیا کے اس اسٹیج پر نمودار ہونے والی تیسری بڑی قوت آشوری ہیں مجھے خبر
دینے والے نے یہ خبر دی تھی کہ آشوری بڑی تیزی کے ساتھ اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ
کر رہے ہیں لہٰذا مجھے آشوریوں اور ان کی طاقت و قوت دیکھنے کا شوق ہوا اسی بنا پر میں
بابل سے نینوا کی طرف گیا اور وہاں پر حالات نے کچھ اس قدر تیزی سے پلٹا کھایا کہ مجھے

فی الفور آشوری لشکر میں شامل ہوکر بابل شہر کی طرف کوچ کرنا پڑا اور میں تمہارے باپ اور آشوریوں کے بادشاہ تگلت پلاسر یکسی اور آشوری سے آشوریوں کے عقیدے سے متعلق معلومات حاصل نہ کرسکا۔

اے رقیم یہی معلومات اب میں تم سے حاصل کرتا ہوں اور میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ ان آشوریوں کا اللہ کے متعلق کیا خیال ہے یہ اللہ کو مانتے ہیں یا نہیں مانتے اور اگر اسے مانتے ہیں تو اس پر یہ کس طرح کا ایمان رکھتے ہیں، یوناف کے اس سوال پر جبین رقیم نے تھوڑی دیر تک غور سے یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ بولی اور کہا:

آپ کے اس سوال کا میں یہ جواب دے سکتی ہوں کہ ہم لوگ اللہ کو تسلیم کرنے والے ہیں شاید اب جانتے ہوں گے کہ آشوری بنیادی طور پر سامی نسل سے تعلق رکھنے والے ہیں اور ان کا تعلق دشت حجاز سے ہے کسی دور میں عربوں کا یہ گروہ دشت حجاز سے نکل کر شمال کی طرف بڑھ گیا تھا اور یہاں ان علاقوں میں یہی عرب آشوری کہلانے لگے اس لیے کہ جس سردار کی سرکردگی میں انہوں نے دشت حجاز سے شمال کے ان علاقوں کی طرف ہجرت کی تھی، اس کا نام آشور تھا اور اسی کی نسبت سے یہ آشوری کہلانے لگے اسی سردار کے نام پر ایک شہر بھی آباد کیا گیا جس کا نام آشور رکھا گیا اور شروع میں آشور نامی یہی شہر آشوریوں کا مرکزی شہر بنا تھا پھر آہستہ آہستہ اس آشور نے ایک دیوتا کی حیثیت اختیار کر لی اور خدا اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس آشور کے بت بنائے گئے اور انہیں دوسری قوموں کے دیوتاؤں کی جگہ استعمال کیا جانے لگا، آشور کے بت کے ساتھ ساتھ ان آشوریوں نے دوسرے سامی بتوں کو بھی اپنے دیوتاؤں میں شامل کر لیا اب آشوریوں کے کئی ایک دیوتا اور دیویاں ہیں اور ان سب کی خوشنودی ان سب کی پرستش کا مقصد صرف اللہ کی رضامندی حاصل کرنا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد رقیم تھوڑی دیر کے لیے رکی پھر وہ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے دوبارہ کہہ رہی تھی۔

جہاں تک اللہ کے متعلق ہمارے عقیدے کا سوال ہے تو اللہ ایک اور واحد ہے اور یہ دیوتا تو صرف اس کی رضامندی اور خوشنودی کا ایک ذریعہ ہیں۔ ورنہ اللہ تو وہ ہستی ہے جو خالق ہے مالک اور رازق ہے ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ رزق کے تمام خزانے اللہ کے قبضہ قدرت میں ہیں جس انسان کو جو کچھ بھی ملتا ہے اللہ ہی کے ہاں سے ملتا ہے مگر اللہ ہر شخص کو رزق اس راستے سے دیتا ہے جس راستے سے وہ خود مانگتا ہو اگر کوئی شخص اپنا رزق حلال راستے سے طلب کرے اور اسی کے لیے کوشش بھی کرے اللہ اس کے لیے حلال راستوں کو کھول دیتا ہے اور جتنی اس کی نیت صادق ہوتی ہے اسی نسبت سے حرام کے راستے اس پر بند کر دیتا ہے علاوہ اس کے جو شخص حرام خوری پر تلا ہوا ہے ہم اس کے لیے کوشش اور سعی کرتا ہے اس کو خدا کے فضل سے حرام کی روٹی ملتی ہے اور یہ کسی کے بس کی بات نہیں کہ اس کے نصیب میں رزق حلال لکھ دے یہاں تک کہنے کے بعد رقیم پھر رکی تھی اور تھوڑی دیر سانس لینے کے بعد وہ دوبارہ یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ رزق کے ساتھ ساتھ فکر و عمل سے متعلق بھی ہمارا کچھ ایسا ہی عقیدہ ہے فکر و عمل کی بھی تمام راہیں اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں کوئی شخص کسی راہ پر بھی اللہ کے اذن اور اس کی توفیق کے بغیر نہیں چل سکتا رہی یہ بات کہ کس طرح انسان کو کس راہ پر چلنے کا اذن ملتا ہے اور کس راہ روی کے اسباب اس کے لیے ہموار کئے جاتے ہیں تو اس کا انحصار بھی سراسر آدمی کی اپنی طلب اور کوشش پر ہے اگر وہ خدا سے لگاؤ رکھتا ہے۔ سچائی کا طالب ہے اور خالص نیت سے خدا کے راستے پر چلنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ اسی کا اذن اور اسی کی توفیق عطا فرماتا ہے اور اسی راہ پر چلنے کے اسباب اس کے لیے موافق کرتا ہے اس کے علاوہ جو شخص خود گمراہی کو پسند کرتا ہے اور غلط راستوں پر ہی چلنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ کی طرف سے اس پر ہدایت کے راستے بند ہو جاتے ہیں اور وہی راہیں اس کے لیے کھول دی جاتی ہیں جن کو اس نے اپنے لیے منتخب کیا ہے ایسے شخص کو غلط سوچنے اور غلط کام کرنے اور غلط راہوں میں اپنی توتیں صرف کرنے سے بچا لینا کسی کے اختیار میں نہیں اپنے نصیب کی راہ جس نے خود کھودی اور جس سے اللہ نے اس کو محروم کر دیا اس کے لیے یہ گمشدہ نعمت کسی کے ڈھونڈنے سے نہیں مل سکتی۔

یہ تو ہمارا عقیدہ ہے اللہ کے متعلق اس کے رزق دینے اور لوگوں کی رہبری اور راہنمائی کے متعلق میں یہاں پر آپ کو یہ بھی بتاتی چلوں کہ چونکہ بنیادی طور پر آشوری عرب ہیں اور ایک عرصے پہلے وہ دشت حجاز سے اٹھ کر شمالی علاقوں میں آ کر آباد ہو گئے تھے اور حجاز کی سرزمین کے اندر چونکہ ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے اسماعیلؑ نے وحدانیت کا درس لوگوں کو دیا تھا لہٰذا ہم لوگ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کے پیغام اور ان کے راستوں کو پہچاننے والے

لوگ ہیں اور ۔۔۔۔۔ وحدانیت کے ساتھ ساتھ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کو خدا کے پیغمبر اور نبی کی حیثیت سے بھی ماننے والے ہیں۔ اب آپ مزید پوچھیں کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد جب رقیم خاموش ہوئی تو یوناف نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کسی قدر اطمینان اور خوشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا:

اے رقیم تم نے اپنی گفتگو سے مجھے مطمئن اور خوش کر دیا ہے مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ تم آشوری لوگ نہ صرف یہ کہ ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے اسمٰعیلؑ کو خدا کا نبی ماننے والے ہو بلکہ تم خدا پر بھی ایمان رکھتے ہو اور خدائی وحدانیت کو بھی تسلیم کرتے ہو اس لیے اب میں آشوریوں میں رہ کر ان کی خدمت کروں گا اگر یہ خدا کو نہ ماننے والے ہوتے تو میں ان کے اندر سے نکل جاتا۔ ہاں رقیم مجھے یہ بات انتہائی ناگوار لگی ہے کہ خدا کو ماننے کے ساتھ ساتھ آشوری دیوتاؤں کی بھی پوجا پاٹ اور پرستش کرتے ہیں جب دینے والا اور عطا کرنے والا اللہ ہے: تو ان دیوی دیوتاؤں کی پوجا پاٹ کس حساب میں اس پر رقیم نے پھر بولتے ہوئے کسی قدر تاسف اور افسوس میں کہا یہ دیوی دیوتا اصل میں ہمارے پرانے لوگوں اور قدیم آباؤ اجداد نے بنا رکھے تھے اور اگر ہم ان سے جان بھی چھڑانا چاہیں تو نہیں چھڑا سکتے اس لیے کہ اگر ہم آج ان دیوی دیوتاؤں کو ترک کر دیں تو خود ہمارے ہی لوگ ہمارے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے اور آشوری قوم کے اندر وہ تفرقہ اور نفاق پیدا ہوگا کہ آشوری دنوں کے اندر اس دنیا سے نیست اور نابود ہو کر رہ جائیں گے لہٰذا ان دیوی دیوتاؤں کے خلاف نہ تو کچھ کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کے خلاف عملی قدم اٹھایا جا سکتا ہے اگر آپ برا نہ مانیں تو میں آپ سے ایک سوال پوچھوں۔

یوناف نے غور سے رقیم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا پوچھو تم کیا پوچھنا چاہتی ہو؟ اس پر رقیم نے ایک بار آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بڑے پیار اور محبت سے اس کی طرف دیکھا اور پھر اس نے کہنا شروع کیا:

آپ نے ابھی ابھی یہ کہا ہے کہ اگر آشوری خدا کو ماننے والے نہ ہوتے تو آپ ان سے نکل کر چلے جاتے اگر میرے ساتھ شادی کے بعد آپ کو یہ پتہ چلتا کہ آشوری خدا کو ماننے والے نہیں ہیں تو کیا آپ مجھے بھی چھوڑ کر چلے جاتے رقیم کے اس سوال پر یوناف کے لبوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اس کی آنکھیں ایک طرح سے چمکنے لگی تھیں پھر اس نے رقیم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

اے رقیم تمہارے ساتھ شادی کے بعد اگر مجھے یہ پتہ چلتا کہ آشوری خدا کو ماننے والے نہیں ہیں تو میں ان کے اندر سے ضرور نکل جاتا لیکن اپنی بیوی کی حیثیت سے تمہیں جہاں بھی جاتا اپنے ساتھ لے کر جاتا اے رقیم کیا ایسے موقع پر تم میرا ساتھ دیتی؟ اور آشوریوں کو چھوڑ کر کیا تم میرے ساتھ روانہ ہو جاتیں اس پر رقیم نے بڑی جرأت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بڑے وثوق کے ساتھ کہا:

اگر میرے ساتھ شادی کے بعد آپ یہاں سے جانا چاہتے تو یقیناً میں آپ کی خاطر اپنے ماں باپ ہی نہیں بلکہ پوری آشوری قوم کو چھوڑ کر آپ کے ساتھ روانہ ہو جاتی اور میں مزید آپ سے یہ بھی کہہ سکتی ہوں کہ یہاں تک کہتے کہتے رقیم اچانک خاموش ہو گئی کیونکہ کمرے میں اس کا باپ تگلت پلاسر اور ماں آفورہ داخل ہوئے تھے۔ آفورہ آگے بڑھ کر رقیم کے پاس پلنگ پر بیٹھ گئی جب کہ تگلت پلاسر یوناف کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک اس کمرے میں خاموشی طاری رہی اس کے بعد تگلت پلاسر نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے یوناف میرے بیٹے اب جب کہ ہم نے بابل شہر کو فتح کر کے کاسی قوم کی حکومت کا خاتمہ کر دیا ہے تو میرا ارادہ ہے کہ کاسی حکومت کے تحت جو دوسرے بڑے شہر تھے انہیں بھی فتح کر کے کاسیوں کی حکومت پر مکمل طور پر قبضہ کر لیا جائے تو بابل کے علاوہ کاسی حکومت کے جو دوسرے بڑے بڑے شہر ہیں وہ نیور، لارسک اور اُر ہیں۔ دریائے فرات کے کنارے کنارے بابل سے نکل کر اگر جنوب کی طرف جایا جائے تو پہلے نیور شہر آتا ہے پھر لارسک اور اس کے بعد اُر شہر آتا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ چند دن تک بابل شہر میں قیام کر کے بابل کے نظم و ضبط کو درست کیا جائے اس کے بعد اپنی طرف سے یہاں پر ایک حکمران مقرر کر دیا جائے اور اس کے بعد آشوری لشکر کو لے کر ہم بابل سے نیور اور نیور کو فتح کرنے کے بعد لارسک پر حملہ کیا جائے۔ لارسک کو زیر کرنے کے بعد اُر شہر کا محاصرہ کیا جائے اور یہاں میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ اُر شہر وہی شہر ہے جہاں اللہ کے نبی ابراہیمؑ پیدا ہوئے تھے اسی شہر کے اندر نمرود نے آپ کو آگ کے بہت بڑے الاؤ میں ڈالا تھا اور اسی شہر کے اندر اللہ پاک نے انہیں آگ سے نجات دی تھی اور پھر اس شہر سے ہجرت کر کے ارض شام کی طرف روانہ ہو گئے تھے ان تینوں شہروں کو فتح کرنے کے بعد کاسیوں کی ساری حکومت ہمارے تسلط میں آ جائے گی اور جنوب میں بحیرہ عرب تک نہ صرف یہ کہ آشوریوں کی حکومت

ہو جائے گی بلکہ اس طرف سے آشوریوں کو کسی حملہ آور کا خوف نہ رہے گا اور یہ شہر فتح کرنے کے بعد ہماری سلطنت کی سرحدیں عیلام کی سلطنت سے جا ملیں گی۔ اب میں تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو تجویز میں نے پیش کی ہے اس سے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔

تگلت پلاسر کے اس سوال پر یوناف تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہا پھر تگلت پلاسر کو جواب دیتے ہوئے اس نے کہا یہ جو سوال آپ نے مجھ سے پوچھا ہے یہ سوال تو آپ نے سب سے پہلے رقیم سے کرنا چاہیے تھا اس لیے اب تک رقیم کی پرورش بیٹی کی حیثیت سے نہیں ایک بیٹے کی حیثیت سے کی ہے لہذا یہ سوال مجھ سے پوچھنے کے بجائے آپ کو رقیم سے پوچھنا چاہیے تھا۔ یوناف کے اس جواب پر تگلت پلاسر تھوڑی دیر تک قہقہہ مار کر ہنستا رہا اس موقع پر رقیم اور اس کی ماں آفورہ کھل کر ہنستی تھیں پھر تگلت پلاسر سنبھلا اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

یوناف تمہارا یہ جواب بہت عمدہ ہے اور اس موقع پر میں یہ کہوں کہ رقیم اس وقت تک میرے ساتھ ایک بیٹے کی حیثیت سے کام کرتی رہی جب تک اس کی شادی نہیں ہوئی تھی اب جب کہ تمہارے ساتھ اس کی شادی ہو چکی ہے اور تم اس کے شوہر ہو تو اب شادی کے بعد اس کی حیثیت میرے ہاں ایک بیٹی کی اور تمہاری حیثیت بیٹے کی ہے لہذا بیٹے کے ہوتے ہوئے میں بیٹی سے مشورہ کیسے کر سکتا ۔ اے یوناف میرے بیٹے اب رقیم کی حیثیت ایک بیٹی کی اور تمہاری ایک بیٹے کی حیثیت ہے لہذا اس موقع پر میں بیٹے ہی سے مشورہ کروں گا سو میں نے جو تم سے مشورہ طلب کیا ہے اس سے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔

یوناف نے گردن جھکا کر تھوڑی دیر تک کچھ سوچا پھر تگلت پلاسر کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا:

آپ نے جو ارادہ کیا ہے میں اس سے پوری طرح اتفاق کرتا ہوں اب جب کہ رقیم کے ساتھ میری شادی ہو چکی ہے اور آپ کے ساتھ میرا ایک مضبوط رشتہ استوار ہوا ہے۔ تو میں ہر اس موقع پر آپ کا ساتھ دوں گا ہر دشمن اور ہر حریف کے مقابلہ میں آپ کے ایک نقیب کی حیثیت سے کام کروں گا اور میں آپ پر ثابت کروں گا کہ ہم لوگ بڑی سے بڑی قوت کو اپنے سامنے زیر کر لینے کی طاقت رکھتے ہیں۔ میں بھی آپ کو یہی مشورہ دوں گا کہ چند روز تک بابل میں قیام کرنے کے بعد بابل سے کوچ کر کے نیپور شہر پر حملہ کیا جائے۔ نیپور کے بعد اُر تک اور اُر شہر پر بھی حملہ آور ہو کر ان دونوں شہروں پر قبضہ کر لیا جائے اس طرح سے بابل کی پوری سلطنت آشوریوں کے قبضے میں آ جائے گی اور جنوب میں بحیرہ عرب تک آشوریوں کی حکومت ہو جائے گی اور یوں جنوب کی طرف سے آشوریوں پر کسی دشمن کے حملہ آور ہونے کی کوئی امید نہ رہے گی اس کے ساتھ تگلت پلاسر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا:

اے یوناف میرے بیٹے اب تم دونوں میاں بیوی آرام کرو۔ میں اور آفورہ جاتے ہیں اب میں آج کے چند روز تک بابل کے نظم و ضبط درست کرنے میں مصروف رہتا ہوں اور اس کے بعد ہم بابل سے نیپور شہر کی طرف کوچ کریں گے۔ تگلت پلاسر جب اٹھ کھڑا ہوا تو اس کی طرف دیکھتے ہوئے آفورہ بھی اٹھ گئی تھی پھر وہ دونوں میاں بیوی اس کمرے سے باہر نکل گئے تھے۔

○

اپنی شادی کے دوسرے روز یوناف شام سے کچھ پہلے دریائے فرات کے کنارے شماش دیوتا کے اس قدیم معبد میں داخل ہوا جسے یافان نے اپنا مسکن بنا رکھا تھا اس معبد میں داخل ہونے سے پہلے یوناف نے اپنے ہاتھوں میں تین چار پتھر اٹھا لیے تھے اور جب وہ اس قدیم اور پرانی عمارت کے دروازے سے پر گیا تو اندر سے سر سے پاؤں تک اپنے آپ کو سیاہ عبا میں ڈھانکے یافان نمودار ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی نیلی دھند کی قوتیں بھی تھیں یوناف کو اس عمارت کے دروازے پر دیکھ کر نیلی دھند کی قوتیں آہستہ آہستہ دھوئیں کی طرح پھیلنی شروع ہوئیں یوناف کی طرف بڑھنے لگیں تھیں اور ان کے اندر شیطانی قوتیں اپنے مکروہ عزائم اور اپنے بھیانک چہروں کو لیے طرح طرح کی آوازیں نکالتی ہوئی ایک گہری نیلی دھند کی صورت میں یوناف سے قریب تر ہونے لگی تھی اس موقع پر اس دھند اور اس کے اندر حرکت کرتے شیطانی عناصر کی حالت سے یوں پتہ چلتا تھا جیسے وہ آگے بڑھ کر یوناف پر حملہ آور ہوں گے اور آسیب زدہ، بکھرتا، وقت کی گردش، سوگ کا عصیان کر یوناف پر ظلمت کی گہرائیاں اور جانکنی کے لمحات طاری کر دیں گی اس موقع پر ان شیطانی قوتوں کی قہر آلود نگاہوں کے اندر ایک ہولناک آتش فشانی اور ان کے بنجر کھیت اور ویران بستیوں جیسے ہوں کے چہروں پر موت کے ان گنت پیغامات تھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اپنے نفرت کے زہر سے حملہ آور ہو کر یوناف کو برباد اور ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیں گی۔

لیکن جب وہ قوتیں بڑی تیزی کے ساتھ یوناف کی طرف بڑھیں تو یافان نے فضا کے اندر اپنا ہاتھ بلند کرتے ہوئے نیلی دھند آگے بڑھنے سے روک دیا تھا؛ اس موقع پر یوناف نے اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ایک پتھر پر اپنا کوئی عمل کیا اور جونہی اس پتھر کو اس نے نیلی دھند کے اندر پھینکا تو نیلی دھند کی قوتیں بُری طرح چیخ و پکار اور اضطراب و کرب کا اظہار کرتی ہوئیں یافان کی پشت کی طرف سمٹ گئی تھیں۔ اتنی دیر تک شماش دیوتا کے معبد کی اس قدیم عمارت کے اندر سے یافان کی بیٹی اریشیا بھی نکل آئی تھی اور وہ یافان کے پہلو میں کھڑی ہو کر بڑی حیرت اور پریشانی کی حالت میں یافان کے سامنے کھڑے یوناف کی طرف دیکھنے لگی تھی اس موقع پر یافان نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا؛

اے میرے قدیم اور پرانے دشمن اب تو اس بھولی بسری اور پرانی دیمک زدہ عمارت کے اندر کیا لینے آیا ہے اس سوال پر یوناف نے تھوڑی دیر کے لیے باری باری یافان اور پھر اریشیا کی طرف دیکھا اس کے بعد اس نے یافان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے یافان میں تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ میں آشوریوں کے اس لشکر میں شامل ہوں جس نے بابل پر حملہ آور ہو کر بابل شہر کو فتح کر کے اس پر قبضہ کر لیا ہے۔ اے یافان اس موقع پر اگر میں تیرے خلاف کوئی انتقامی کارروائی کرنا چاہتا تو اس کے لیے میرے پاس معقول بہانہ تھا اور میں تمہیں شماش دیوتا کی اس قدیم عمارت سے باہر نکال دیتا لیکن تو دیکھتا ہے کہ میں نے ایسا نہیں کیا تیری طرح میں نے وحشی سوار کی طرح الم انگیزی، جنگلی باشندے کی طرح خواہشوں کی گندگی اور بوڑھی نفس انسان کی طرح روح کی ذلت سے کام لیتے ہوئے تجھ سے کوئی انتقام نہیں لیا۔ اے یافان اب بھی وقت ہے بُرائی اور بدی سے باز آجاؤ۔ نیکی کی طرف مائل ہو جاؤ اور نیکی کی طرف مائل ہونے سے اگر یہ شیطانی عناصر تیرا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور تجھے زمین میں دفن ہو جانا پڑتا ہے تو نیکی کی خاطر تو ایسا بھی کر گزر آخر تو کب تک بدی کے ان عناصر کا سہارا لے کر اپنے جسم کے ڈھانچے کو گھسیٹتا رہے گا۔

اے یافان اس اللہ سے ڈرو اپنے اس رب سے خوف کھاؤ جسے اگرچہ تم دیکھ نہیں سکتے اور نہ اپنے حواس سے اس کو محسوس کر سکتے ہو لیکن یہ خیال نہ کرو کہ وہ تم سے دُور ہے نہیں وہ اپنے ہر بندے سے اتنا قریب ہے کہ جب اور جس وقت کوئی چاہے تو اس سے عرض و گزارش کر سکتا ہے اور ہاں دل ہی دل میں جو کوئی اس سے گزارش کرتا ہے اسے بھی وہ سُن لیتا ہے اور صرف سنتا ہی نہیں فیصلہ بھی صادر فرماتا ہے۔

اے یافان تیری طرح لوگ جن بے حقیقت اور بے اختیار ہستیوں کو اپنی نادانی سے الٰہ اور ربّ قرار دیتے ہیں ان کے پاس تو تمہیں دوڑ دوڑ کر جانا پڑتا ہے اور پھر بھی وہ تمہاری شنوائی نہیں کر سکتے اور نہ ان میں طاقت ہے کہ تمہاری درخواست پر کوئی فیصلہ صادر کر سکیں مگر اللہ جو اس کائنات کا فرمانروا ہے مطلق ہے تمام اختیارات اور تمام طاقتوں کا مالک ہے وہ اپنے بندوں سے اس قدر قریب ہے کہ بندہ بغیر کسی واسطے بغیر کسی وسیلے اور بغیر کسی سفارش کے براہ راست اور ہر وقت ہر جگہ اسے پکار اور اس سے مانگ سکتا ہے لہذا اے یوناف تو اپنی نادانی اور حماقت کو چھوڑ اور یہ جو شیطانی قوتوں کے ساتھ در در کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے اس کو چھوڑ دے اپنے ربّ کے اس پیغام پر لبیک کہہ جو اس نے اپنے سارے پیغمبروں کے ذریعے سے بنی نوع انسان تک پہنچایا۔

اے یافان اصل زندگی اور انسان کے لیے صحیح راستہ یہی ہے کہ ایک خدا کو الٰہ اور ربّ مانا جائے اللہ کی ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں سے کسی کو شریک نہ کیا جائے اللہ کے سامنے اپنے آپ کو جواب دہ سمجھتے ہوئے آخرت پر ایمان لایا جائے اور ان اصولوں اور کلیات کے مطابق زندگی بسر کی جائے جن کی تعلیم اللہ نے اپنے رسولوں اور کتابوں کے ذریعے سے دی ہے یہی دین تمام انسانوں کو اول یوم پیدائش سے دیا گیا تھا بعد میں جتنے مختلف مذاہب بنے وہ سب کے سب اسی طرح بنے کہ مختلف زمانے کے لوگوں نے اپنے ذہن کی غلط رُخ سے یا خواہشاتِ نفس کے غلبہ سے یا عقیدت کے غلو سے اس دین کو بدلا اور اس میں نئی نئی باتیں ملائیں۔ اور مزید یہ کہ اس کے حقائق میں اپنے نفس کے احساس اور فلسفوں کی کمی و بیشی اور ترمیم اور تحریک کی اس کے احکامات میں اضافے کیے خود ساختہ قوانین بنائے جزیات میں خرابیاں پیدا کر کے اختلافات کو ہوا دی۔ اہم کو غیر اہم اور غیر اہم کو اہم بنایا اس کے لانے والے انبیاء اور اس کے علمبردار بزرگوں میں سے کسی کی عقیدت میں غلو کیا اور کسی کو نفرت اور مخالفت کا نشانہ بنایا اس طرح بے شمار مذاہب اور فرقے بنتے چلے گئے اور ہر مذہب اور ہر فرقے کی پیدائش نوع انسانی کو مزید گروہوں میں تقسیم کرتی چلی گئی لہذا اے یافان میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ اس راستے کو اپناؤ اس دین کو قبول کر جو اللہ نے اپنے رسولوں کے ذریعے سے بندوں کی رہنمائی کے لیے نازل کیا ہے یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر کے لیے رُکا پھر اس نے یافان کی نیلی دھند کی قوتوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے ابلیس کے گماشتو! اے شیطانی قوتو! کب تک تم اس یافان کے ڈھانچے کو اپنے

ساتھ گھسیٹنے پھرو گی، کیوں اس یافان کے ڈھانچے سے طرح طرح کے گناہ اور بدیاں کرا کر تم لوگ اپنی تقدیر کو سیاہ اور اپنے اعمال نامے کو گندہ کرتے چلے جا رہے ہو۔ اپنے ربّ کے خوف سے بچنے کی کوشش کرو جس کے سامنے تم نے ایک روز حاضر ہو کر اپنے سارے اعمال کا حساب دینا ہوگا اس روز نہ یہ یافان تمہیں بچا سکے گا اور نہ تم یافان کے کسی کام آسکو گے۔ اس روز خدا کے حضور تم اپنے آپ کو بدترین اور کمزورترین شے تصوّر کر رہے ہو گے لہذا قبل اس کے کہ تم وہ وقت دیکھو کہ تم ایک بھیانک مجرم کی حیثیت سے اپنے ربّ کے سامنے کھڑے ہو اور تمہیں دھکیلتے ہوئے جہنم کی طرف لے جایا جائے۔ اب بھی وقت ہے اس یافان کے ڈھانچے کو زمین کے اندر دفن کر دو اپنے رب سے توبہ کرو۔ اپنے ربّ سے استغفار کرو۔ ماضی میں جو تم سے گناہ ہوئے ان سے تائب ہو کر آئندہ نہ ایسا کرنے کا عہد کر کے نیکی کی زندگی کو اپنا ؤ، اسی میں تمہاری بہتری اور اسی میں تمہاری فلاح ہوگی۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا تھا یوناف کے خاموش ہونے پر ارلیشیا نے انتہائی غصّے اور غضبناکی میں اُسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا تم کون ہو اور کیوں بار بار میرے باپ کو تنگ کرنے یہاں آجاتے ہو۔ پچھلی بار تم اس قدیم معبد میں داخل ہوئے تو تم نے میرے باپ کو اس قیمتی اور سودمند سحر سے محروم کر دیا تھا، جو میرے باپ نے بڑی محنت اور بڑی قوت اور کوششوں کے بعد حاصل کیا تھا۔

اے اجنبی بتا اس سحر کو تو نے کہاں ڈالا اسے تو نے کہاں چھپا دیا ہے، میرے باپ کی ان نیلی دھند کی قوتوں نے اس سحر کو بہت تلاش کیا لیکن وہ انہیں نہیں ملا لہذا تو ہمیں بتا کہ تو نے اس سحر کو کہاں رکھ دیا ہے اور اگر تو نے ایسا نہیں کیا تو پھر سن رکھو یہ نیلی دھند کی ہولناک قوتیں تم پر حملہ آور ہوں گی اور تم یہاں سے بچ کر نہ جا سکو گے۔ اگر ہمیں وہ قیمتی سحر نہ ملا تو تم یہاں اس قدیم عمارت کے اندر اپنی قیمتی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ ارلیشیا کے خاموش ہونے پر یوناف نے ایک بلند قہقہہ لگایا اور پھر اس نے ارلیشیا کو مخاطب کر تے ہوئے کہا،

اے لڑکی لگتا ہے کہ اس یافان کا سیاہ رنگ و روغن تیری ذات پر بھی چڑھ گیا ہے تو کیوں اپنے آپ کو بدی اور گناہ میں ملوث کرتی ہے کیوں اس یافان کا ساتھ دیتی ہے اور کیوں اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بناتی ہے اگر تو یہ خیال کرتی ہے کہ میں کوئی عام انسان ہوں اور نیلی دھند کی یہ قوتیں مجھ پر حملہ ہو کر مجھے کوئی نقصان پہنچا سکتی ہیں تو یہ تمہارا

فریب اور تمہاری غلط فہمی ہے، میری حقیقت اس یافان سے پوچھنا اس کی یہ جو ڈھانچہ نما حالت ہے یہ بھی میں نے ہی اس کی تھی اور جن نیلی دھند کی قوتوں کی تو مجھے دھمکی دیتی ہو۔ یہ یافان جانتا ہے کہ میں جب اور جس وقت چاہوں نیلی دھند کے اندر کام کرنے والی شیطانی قوتوں کی ساری طاقت اور ان کی ساری قوت کے پرخچے اڑا کر رکھ دوں۔ اے لڑکی یہ دشمنی یہ عداوت یہ نیکی بدی کا ٹکراؤ میرے اور یافان کے درمیان ہے تو بیچ میں نہ آ ورنہ تو یونہی خواہ مخواہ ماری جائے گی، اس موقع پر یافان نے اپنا ہڈیوں پر مشتمل ہاتھ ہوا میں بلند کر کے ارلیشیا کے خاموش رہنے کے لیے کہا پھر اس نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹائے بغیر یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا:

اے نیکی کے نمائندے آخر تو مجھ سے کیا چاہتا ہے۔

یافان کے اس استفسار پر یوناف نے تھوڑی دیر تک اسے غور سے دیکھا پھر اسے مخاطب کر کے وہ بولا اور کہا:

اے یافان میں تجھے تمہاری بدیوں اور تمہارے گناہوں سے آگاہ کرنے اور نیکی کا راستہ بتانے کے لیے آیا تھا سو ایسا کر کے میں اپنا فرض پورا کر چکا ہوں۔ اے یافان تو کب تک اپنی بیٹی ارلیشیا کی محبت کی خاطر اور دن کی لڑکیوں کو اٹھا کر انہیں ارلیشیا کا روپ دیتا رہے گا اور اپنے لیے سکون اور اطمینان فراہم کرتا رہے گا تو اس کام کو بند کر دے ورنہ میں تیرے اس کام کے خلاف بھی حرکت میں آؤں گا اور کسی بھی لڑکی کو تیرے جنگل میں پھنسنے نہ دوں گا۔ اے یافان میں اب جاتا ہوں کہ میں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا اس کے ساتھ ہی یوناف وہاں سے ہٹ گیا یوناف کے جانے کے بعد حسین ارلیشیا نے یافان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اے میرے باپ یہ جوان جو ابھی ابھی آپ کے سامنے کھڑا ناقابل برداشت گفتگو کر رہا تھا اور جس نے آپ کی نیلی دھند کی قوتوں کو بھی ڈرا دھمکا کر آپ کے پیچھے پناہ لینے پر مجبور کر دیا تھا آخر یہ کون ہے آپ کیوں اس کے خلاف حرکت میں نہیں آتے اور یہ دوسری بار یہاں آیا ہے اور دونوں بار میں نے دیکھا ہے کہ آپ اس کے سامنے دبے دبے اور بے بس سے لگتے ہیں ارلیشیا کی اس گفتگو پر یافان نے تھوڑی دیر کے لیے خاموشی اختیار کیے رکھی پھر اس نے پیار سے اپنا ہڈیوں پر مشتمل ہاتھ ارلیشیا کے سر پر رکھتے ہوئے کہا:

اے میری بیٹی یہ جوان جو ابھی مجھ سے جھگڑا کر کے گیا ہے اس کا نام یوناف ہے یہ کوئی عام انسان نہیں یہ بہت بڑا دراز دست اور بے شمار سری قوتوں کا مالک ہے

بس تم یوں جانو کہ یہ آدم کے وقت سے زندہ ہے اور نہ جانے کب تک مزید زندہ رہے گا یہ وہ شخص ہے جو کئی بار اپنے سامنے سے عزازیل یعنی شیطان کو بھی بھا گنے پر مجبور کر چکا ہے کبھی یہ بھی عام لوگوں کی طرح ایک زندہ انسان تھا پر اس شخص نے اپنی قوتوں کو میرے خلاف استعمال کر کے مجھے ہڈیوں کے اس موجودہ ڈھانچے میں تبدیل کر دیا اور یہ جو میری نیلی دھند کی قوتیں ہیں ان پر بھی یہ قابو پا سے اور عبور حاصل کرنے کا فن جانتا ہے یہ بے شمار قوتوں کا مالک انسان ہے اسی بنا پر تو نے دیکھا کہ میں نے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی بہر حال اب جب کہ وہ جا چکا ہے تو اس سے ہونے والی گفتگو کو فراموش کر دو۔ آؤ اب دونوں باپ بیٹی اپنے کمرے میں جا کر آرام کریں اور اس کے ساتھ ہی یافان اور ارتیشا شاش دیوتا کے اس قدیم معبد کی عمارت کے دوسرے کمرے کی طرف چلے گئے تھے۔

یافان سے گفتگو کرنے کے بعد یوناف شاش دیوتا کے اس معبد کی قدیم عمارت سے تھوڑا ہی دور گیا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر اپنا ریشمیں لمس دیا اور اس کے ساتھ ہی یوناف کی سماعت سے ابلیکا کی مترنم اور شہد بھری آواز ٹکرائی۔ اے یوناف میرے حبیب میں تمہیں آشوریوں کے بادشاہ تگلت پلاسر کی بیٹی رقیم سے شادی کرنے پر مبارک باد دیتی ہوں میں اس لڑکی کو دیکھ چکی ہوں وہ واقعی انتہا درجہ کی پرکشش اور خوبصورت ہے۔ میری غیر موجودگی میں تم نے ایک بہترین فیصلہ کیا ہے اور ایک عمدہ قدم اٹھایا ہے۔ ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف نے اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا:

اے ابلیکا تو کہاں چلی گئی تھی مجھے شادی کئے تو آج دو روز ہو چکے ہیں اس دوران میں نے تمہارا بہت انتظار کیا کہ شاید تم مجھے اس شادی پر مبارک باد دوگی یا اس شادی پر اپنے خیالات کا اظہار کروگی لیکن اس دوران تم نے کوئی لمس نہ دیا اس سے میں نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ تم ضرور کسی مہم پر نکلی ہوئی ہو لہٰذا میں نے بھی تمہیں نہیں پکارا، اس لیے کہ میں جانتا تھا کہ جس مہم پر تم نکلی ہو اس کو مکمل کرنے کے بعد ہی تم میری طرف لوٹو اور آپ سے آپ میری گردن پر لمس دے کر اپنی موجودگی کا اظہار کرو یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر کے لیے رکا پھر اس نے دوبارہ ابلیکا کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اے ابلیکا اب بتاؤ تم کہاں چلی گئی تھی اور تم اس وقت کہاں سے لوٹ رہی ہو اس پر ابلیکا نے مسکراتی اور رنگ بکھیرتی ہوئی آواز میں کہا:

اے یوناف میرے حبیب بابل سے نینوا کی طرف جانے کے بعد جس وقت تم نے نینوا شہر سے باہر ایک سرائے میں قیام کیا تھا میں اس وقت ہی تم سے علیحدہ ہو کر ایک نئی سرزمین کی طرف چلی گئی تھی میں چاہتی تھی کہ اس سرزمین سے تمہارے لیے مفید معلومات حاصل کروں۔ ابلیکا کی یہ گفتگو سن کر یوناف نے بیچ میں بولتے ہوئے اور بڑی بے تابی سے اور بے چینی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ابلیکا سے پوچھا۔

اے ابلیکا تو کون سی نئی سرزمینوں کی طرف چلی گئی تھی اور ان سرزمینوں سے متعلق تو کون سی اور کیسی تفصیلات حاصل کر کے لوٹی ہے یوناف کے اس سوال پر ابلیکا بکھر کہہ رہی تھی:

اے یوناف میرے حبیب میں چین کی طرف چلی گئی تھی اور وہاں سے میں تمہارے لیے بے حد مفید اور سودمند اطلاعات لے کر لوٹی ہوں میں چاہتی ہوں کہ بابل سے نکل کر اب تم بھی چین کا رخ کرو اور وہاں پر ہم دونوں نیکی اور بدی کے تناظر میں اپنا کردار ادا کریں سنو یوناف میں چین کے مرکزی شہر چینگ چو سے ہو کر آ رہی ہوں چین پر اس وقت شینگ نام کا ایک خاندان حکمران ہے اور اس خاندان کا ایک فرد کہ جس کا نام وین ہے وہ اس وقت چین کا بادشاہ ہے ان لوگوں کا مرکزی شہر بہت خوبصورت ہے اور وہاں ان علاقوں کے لحاظ سے مختلف قسم اور سائز کی عمارتیں بنی ہوئی ہیں۔ یہ لوگ ایک خدا پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور خدا کو اپنی زبان میں یہ لوگ شینگ تی کہہ کر پکارتے ہیں ہاں ان لوگوں میں ایک اور خصوصیت ہے اور وہ یہ کہ یہ اپنے بادشاہ کو اس کے نام سے یا بادشاہ کہہ کر نہیں پکارتے بلکہ یہ بادشاہ کو تی انیترد کہہ کر مخاطب کرتے ہیں یہ تی انیترد کا لفظ ان کی اپنی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں جنت کا بیٹا تو گویا جو شخص ان کا بادشاہ بنتا ہے اسے وہ جنت کا بیٹا یعنی تی انیترد کہہ کر پکارنے لگتے ہیں۔ اے یوناف میرے حبیب تم کب تک ان سرزمینوں کی طرف جانے کے لیے تیار ہو جاؤ گے میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ ان سرزمینوں میں داخل ہونے کے بعد وہاں کے حالات وہاں کے مناظر وہاں کے لوگوں کو دیکھ کر تم یقیناً خوش ہو جاؤ گے۔ ابلیکا کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا۔

اے ابلیکا میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے مجھے چین جیسی دور دراز کی سرزمین سے متعلق اس قدر معلومات فراہم کی ہیں بہر حال میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تگلت پلاسر نے

جو کاسیوں کی سلطنت کے خلاف مہم شروع کر رکھی ہے اس مہم کی تکمیل کے بعد میں ضرور چین کی طرف جاؤں گا اور وہاں کچھ عرصہ رہ کر وہاں کے حالات کا جائزہ لوں گا۔

تھوڑی دیر رک کر یوناف پھر ابلیکا کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔ اے ابلیکا تو دیکھتی ہے کہ ہم بابل شہر کو فتح کر چکے ہیں اب ہمارے سامنے اس کاسی سلطنت کے تین بڑے شہر ہیں ایک لارسک دوسرا نیور اور تیسرا اُر بابل سے نکل کر اب ہم نیور پر حملہ آور ہوں گے اس کے بعد لارسک اور اُر کا نمبر آئے گا اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ کیا یہ وہی اُر شہر ہے جو اللہ کے پیغمبر ابراہیم علیہ السلام کا جائے پیدائش تھا اس پر یوناف نے اپنے سر کو ہلاتے ہوئے اور مسکراتے ہوئے کہا:

ہاں یہ وہی اُر شہر ہے۔ یوناف کا یہ جواب سنکر ابلیکا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اب تم اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اور بابل شہر میں اپنی بیوی رقیم کے پاس جا کر نمودار ہو اس لیے کہ وہ بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہی ہو گی اس کے ساتھ ہی یوناف نے مسکراتے ہوئے اپنی سری قوتوں سے کام لیا اور وہاں سے وہ روپوش ہو گیا تھا

تنگلت پلاسر نے چند یوم تک بابل میں قیام کر کے شہر کا نظم و نسب درست کیا پھر اپنا ایک حاکم اس شہر پر مقرر کیا اس کے بعد وہ اپنے لشکر کو ساتھ لے کر بابل شہر سے کاسیوں کے دوسرے بڑے شہر نیور کی طرف کوچ کر گیا تھا اس لشکر میں یوناف اور رقیم دونوں میاں بیوی دو سالاروں کی حیثیت سے تنگلت پلاسر کے ساتھ تھے۔

نیور شہر پہنچ کر آشوریوں کے بادشاہ تنگلت پلاسر نے اپنے لشکر کے ساتھ شہر سے باہر پڑاؤ کیا اور پھر یوناف کے مشورے کے مطابق اس نے جنگل سے ایک بہت بڑے اور قدیم درخت کو کاٹا اس درخت کے لمبے اور خوب موٹے اور مضبوط تنے کو اس نے ایک جنگی رتھ کے اندر بڑی مضبوطی کے ساتھ باندھ دیا اور پھر جنگی رتھ کے آگے اَن گنت گھوڑے جوت دیئے گئے اور ان گھوڑوں کو نیور شہر کی فصیل کے دروازے کی طرف تیزی سے بھگاتے ہوئے جنگی رتھ کے اندر رکھے ہوئے موٹے اور لمبے تنے کی ضرب میں شہر پناہ کے دروازے پر لگا کر دروازے کو توڑ دیا گیا اس طرح تنگلت پلاسر نیور شہر کے دروازے کو توڑ کر شہر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ شہر کے محافظ لشکر کو اس نے تہ تیغ کر دیا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔

بابل کے بعد نیور پر بھی اپنا حاکم مقرر کرنے کے بعد تنگلت پلاسر اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھا اور جس طریقے سے اس نے نیور شہر کو فتح کیا تھا ایسے اس نے لارسک شہر کو بھی فتح کر لیا اور لارسک پر بھی اپنا حاکم مقرر کرنے کے بعد تنگلت پلاسر اُر شہر کی طرف بڑھا جس طریقہ سے اس نے نیور اور لارسک شہر کو فتح کیا تھا اسی طرح اس نے ایک بڑے درخت کی تنے کی ضرب میں شہر پناہ کے دروازے پر لگا کر شہر پناہ کے دروازے کو توڑ دیا اور یوں اس نے اُر شہر پر بھی قبضہ کر لیا تھا اب گویا تنگلت پلاسر نے بحیرہ عرب تک اپنی فتوحات کو وسیع کر لیا تھا اور اس سرزمین تک اس نے قبضہ کر لیا تھا پھر اپنی ان فتوحات کی خوشیاں منانے کے لیے اس نے اپنے لشکر کے ساتھ اُر شہر سے باہر خمیور کے شہر میں پڑاؤ کر لیا تھا۔

○

بابل شہر سے باہر شماشش دیوتا کے معبد کی قدیم عمارت میں ایک روز صبح ہی صبح یافان بڑی تیزی سے اس کمرے میں داخل ہوا جسے ارلیشیا کی خواب گاہ کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا، ارلیشیا اس وقت اپنی اس خواب گاہ میں بیٹھی کوئی کپڑا سی رہی تھی کہ یافان تیزی سے اس کمرے میں داخل ہوا یافان کو اس قدر تیزی اور اس حالت میں داخل ہوتے دیکھ کر ارلیشیا اپنی جگہ پر کھڑی ہو گئی تھی اور قبل اس کے کہ وہ یافان سے کچھ پوچھتی یافان نے خود ہی اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میری بیٹی میری نیلی دھند کی قوتوں نے ابھی ابھی اطلاع دی ہے کہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس معبد کی عمارت میں داخل ہونے والا ہے۔ لہٰذا آؤ دونوں باپ بیٹی اس معبد سے باہر نکل کر عزازیل اور اس کے ساتھیوں کا استقبال کریں۔ یافان کی اس گفتگو پر ارلیشیا نے کسی قدر حیرت سے یافان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اے میرے باپ یہ عزازیل کون ہے اور آپ کیوں اس کا استقبال اس معبد سے باہر نکل کر کرنا چاہتے ہیں۔

یافان نے بڑے پیار سے ارلیشیا کو سمجھانے کے انداز میں کہا اے میری بیٹی یہ عزازیل وہی ہے جسے ہم ابلیس اور شیطان کہہ کے پکارتے ہیں یہ وہی ہے جس نے خداوند کے کہنے پر آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ بہت بڑی قوتوں کا مالک ہے اور کبھی اس کے میرے عمدہ اور گہرے مراسم تھے۔ بیچ میں ہم دونوں کے تعلقات میں ایک خلیج حائل ہو گئی تھی۔ لیکن اب میں پھر اس کے ساتھ اپنے تعلقات استوار کرنا چاہتا ہوں اس لیے کہ اب میں سمجھتا ہوں میرے اور تمہارے لیے یوناف کی طرف سے خطرات بڑھ گئے ہیں اور

یوناف کا مقابلہ کرنے کے لیے عزازیل کی مدد اور حمایت ہمارے لیے انتہائی سود مند اور نفع بخش ہو گی۔ لہٰذا اے میری بیٹی آؤ اور اس معبد کی عمارت سے باہر نکل کر عزازیل اور ان کے ساتھیوں کا استقبال کریں۔ ارلیشیا شاید یافان کی بات سمجھ گئی تھی ہاتھ میں پکڑا ہوا کپڑا اور سوئی اس نے ایک طرف رکھ دیئے اور پھر وہ چپ چاپ یافان کے ساتھ ہو لی۔ دونوں باپ بیٹی جب اس معبد کی عمارت سے باہر آئے تو انہوں نے دیکھا ان سے تھوڑے ہی فاصلے پر عزازیل ان کی طرف آرہا تھا اور اس موقع پر عزازیل کے ساتھ عادب، جیوسا، نبیطہ اور کوزن نام کا وہ جن بھی تھا جو کسی دور میں سلیمان کے ایک مشیر اور ماتحت کی حیثیت سے کام کرتا رہا تھا۔

عزازیل جب اپنے ساتھیوں کے ساتھ قریب آیا تو یافان نے ارلیشیا کے ساتھ آگے بڑھ کر بڑی گرمجوشی سے ان سب کا استقبال کیا پھر ان سب کو عمارت کے اندر لایا اور اپنے کمرۂ خاص میں بٹھاتے ہوئے اس نے بڑے احترام اور عقیدت کے ساتھ عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے عزازیل ایک عرصے بعد آج تم میری طرف آئے ہو اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ آنا بے مقصد نہ ہو گا یافان کے اس سوال پر عزازیل تھوڑی دیر کے لیے مکارانہ اور عیارانہ ہنسی ہنستا رہا پھر اس نے یافان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے یافان میرے کارکنوں نے مجھے خبر دی تھی کہ تم نے امحوتپ کے اس سحر پر قبضہ کر لیا تھا جسے میں نے مصر کے اہرام کے اندر سے نکال کر دریائے نیل میں پھینک دیا تھا اور مجھے یہ بھی خبر ملی کہ اس سحر کو تم حرکت میں لے آئے تھے اور یہ کہ اچانک یہاں یوناف نمودار ہوا اور اس نے تم سے وہ سحر چھین کر نہ جانے کہاں ضائع کر دیا ہے۔ اے یافان میں تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ یہ یوناف نیکی کا نمائندہ ہے اور وہ کبھی بھی تیرے لیے مخلص اور سود مند ثابت نہیں ہو سکتا اس لیے کہ تیری اور اس کی راہیں جُدا جُدا ہیں لہٰذا میں تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ تو اس یوناف کے خلاف ہمارا ساتھ دے تاکہ ہم سب مل کر اُسے اذیت پہ اذیت پہنچاتے رہیں اس عزازیل کی اس گفتگو پہ یافان نے بڑی خوش طبعی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ اے عزازیل اس یوناف نے واقعی میرے ساتھ ظلم اور ستم کیا ہے اس نے مجھے امحوتپ کا وہ طلسم چھین کر نہ جانے کہاں ضائع کر دیا ہے اور اے عزازیل میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اب پوری طرح تمہارا ساتھ دوں گا اور جو کارروائی بھی تم اس یوناف کے خلاف کرو گے میں اور میری بیٹی ارلیشیا اس کارروائی میں بڑی سرگرمی اور تندہی سے کام کریں گے۔

یافان کا یہ جواب سن کر عزازیل خوش ہوا تھا اور اس نے دوبارہ یافان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے یافان مجھے خوشی ہوئی کہ تم ہماری طرف لوٹ آئے ہو اور ہمارے ساتھ کام کرنے پہ رضامند ہو۔ سنو جیسا کہ تم جانتے ہو گے کہ اس یوناف نے آشوریوں کے بادشاہ تگلت پلاسر کی بیٹی رقیم سے شادی کر لی ہے لہٰذا میں نے اس یوناف کے ساتھ ساتھ آشوریوں کے بادشاہ تگلت پلاسر کے خلاف بھی ایک لائحہ عمل تیار کیا ہے اور اس طرح کہ تم اور تمہاری بیٹی ارلیشیا، عادب، جیوسا، نبیطہ اور ہمارے نئے ساتھی کوزن کے ساتھ اُرشہر کی طرف جاؤ گے اور وہاں یوناف کی بیوی رقیم پر اچانک حملہ کر کے اس کا خاتمہ کر دو گے میں نے اب یہ ارادہ کر لیا ہے کہ جب کبھی بھی اور جہاں کہیں بھی یوناف شادی کرے گا اور جس لڑکی کے ساتھ بھی یہ شادی کرے گا ہم اس لڑکی کا خاتمہ ہی کر دیا کریں گے تاکہ یہ یوناف ہماری طرف سے ایک دائمی اذیت اور کرب میں مبتلا رہے اور اس کوزن سے متعلق میں یہ بتا دوں کہ یہ بہت سی قوتوں کا مالک ہے یہ سلیمانؑ کے ساتھ بھی ان کے مشیر کی حیثیت سے کام کرتا رہا ہے اور یہ سرجُبے اور ضرورت کے وقت تمہارا بہترین ساتھی اور معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

یوناف کی بیوی رقیم کو ہلاک کرنے کا یہ کام تو تم سب مل کر کرو گے جب کہ میں اکیلا ایک بزرگ آدمی کی صورت میں شمال کی طرف کوچ کر لوں گا اور میں آرمینیا کے اندر جس قدر بادشاہ اور حکمران ہیں انہیں میں آشوریوں کے بادشاہ تگلت پلاسر کے خلاف حرکت میں لاؤں گا میں انہیں اکساؤں گا کہ وہ تگلت پلاسر پہ حملہ کریں اور جب وہ سب مل کر تگلت پلاسر پہ حملہ کریں گے تو تگلت پلاسر کی نہ صرف حکومت اس سے چھن کر رہ جائے گی بلکہ یہ آشوری بھی آرمینیا کے اندر بسنے والے مختلف قبائل کے غلام بن کر رہ جائیں گے۔ سنو یافان سب سے پہلے میں آرمینیا میں بسنے والی ایک قوم احلامو کی طرف جاؤں گا اس قوم کا مرکزی شہر بھی احلامو ہی ہے اور ان کے موجودہ بادشاہ کا نام ماسان ہے میں اس ماسان کے پاس جاؤں گا اور اُسے آشوریوں کے خلاف ترغیب دلاؤں گا اور اسے اس بات پہ آمادہ کر دوں گا کہ وہ کوہستان آرمینیا کے قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر آشوریوں پہ حملہ کر دے اور اسے میں یقین دلاؤں گا کہ آشوریوں کے خلاف ضرور اسے کامیابی ہو گی اور اس طرح آشوریوں پہ فتح

پانے سے اُسے بے شمار اموال اور دولت حاصل ہوگی۔ یافان کو آشوریوں پر حملہ آور ہونے پر آمادہ کرنے کے بعد میں آشوریوں کی مشرقی سرحد کی طرف جاؤں گا وہاں کوہستان زاگروس کے اندر قوطی اور لولوبی نام کے قبائل بستے ہیں اور میں انہیں بھی آشوریوں پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دوں گا اس طرح جب شمال اور مشرق سے آشوریوں پر حملے ہوں گے تو مجھے امید ہے کہ آشوری ان حملوں کی تاب نہ لاتے ہوئے زیر ہو جائیں گے اور جب ان حملوں میں آشوریوں کے بادشاہ تگلت پلاسر کو شکست ہوگی یا وہ مارا جائے گا تو اس کی شکست اور اس کا مارا جانا ہی ہم سب کی کامیابی اور فتح مندی ہے کیونکہ تگلت پلاسر کی موت یا اس کی شکست سے یوناف کو اذیت اور تکلیف پہنچے گی اور یوناف کو اذیت اور تکلیف پہنچانا ہی ہماری خواہش اور آرزو ہے۔

اس کے علاوہ میں ایک اور بھی کام کروں گا اور وہ یہ کہ احلامو قبائل کے شمال میں تمام کے تمام بدوش اور خونخوار قبائل بھی بستے ہیں اور میں انہیں بھی آشوریوں پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دوں گا۔

اے یافان ان حملوں میں اگر تگلت پلاسر کو شکست نہ بھی ہوئی تو بھی یہ آشوری مالی اور تجارتی طور پر تباہ اور برباد ہو کر رہ جائیں گے کیونکہ یہ آشوری ارض شام، اناطولیہ الشیائے کوچک اور سلیسیا کے ساتھ تجارت کر کے مال اور دولت کماتے ہیں اور جب یہ سارے قبائل آشوریوں پر حملہ آور ہو جائیں گے تو ان تمام اطراف میں آشوریوں کی تجارت بند ہو جائے گی کیونکہ ان علاقوں اور آشوریوں کے درمیان ہی وہ وحشی قبائل بستے ہیں جنہیں میں آشوریوں پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دوں گا اور جب ان قبائل اور آشوریوں کے خلاف جنگ چھڑ جائے گی تو آشوریوں کے تمام تجارتی راستے ایک عرصے کے لیے بند ہو جائیں گے اس طرح جب ان کی یہ تجارت کے راستے بند ہو جائیں گے تو آشوری مالی لحاظ سے بھی تباہ و برباد ہو کر رہ جائیں گے۔ اے یافان اب تم بتاؤ تمہارا کیا ارادہ ہے اور تمہیں ان ارادوں پہ کیسے اور کس طرح عمل پیرا ہونا چاہیئے۔

عزازیل کی اس گفتگو پہ یافان نے خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

اے عزازیل آشوریوں کے بادشاہ تگلت پلاسر اور یوناف کے خلاف جو تم نے لائحہ عمل تیار کیا ہے میں اس سے مکمل طور پہ اتفاق کرتا ہوں بلکہ میں تو یہ چاہوں گا کہ ہمیں

اپنے ان ارادوں کو فوری طور پہ عملی جامہ پہنانا چاہیئے تاکہ ہم تگلت پلاسر اور اس کے ساتھ ساتھ یوناف کو بھی ایک اذیت اور کرب میں ڈال سکیں یافان کا یہ جواب سن کر عزازیل خوش ہو گیا تھا پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور یافان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے یافان اگر ایسا ہے تو اٹھو پھر ابھی اور اسی وقت اپنی اپنی مہم کا آغاز کریں۔ تم ارلیشیا کے ساتھ عارب، بیوسا اور نبیطہ اور کوزن کے ہمراہ ار شہر کی طرف روانہ ہو جاؤ اور وہاں یوناف کی بیوی رقیم پہ حملہ آور ہو کر اس کا خاتمہ کر دو جب کہ میں شمال کی طرف کوہستان آرمینیا کی طرف کوچ کرتا ہوں۔ یافان نے عزازیل کے اس فیصلے سے اتفاق کیا پھر وہ وہاں سے اٹھ کر عمارت سے باہر آئے پھر عارب، بیوسا، نبیطہ، کوزن، یافان اور ارلیشیا وہاں سے یوناف کی بیوی رقیم کا خاتمہ کرنے کے لیے ار شہر کی طرف کوچ کر گئے تھے جب کہ عزازیل بھی وہاں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور شمال دیوتا کی اس قدیم عمارت سے نکل کر کوہستان آرمینیا کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

اُرشہر میں قیام کے دوران ایک روز جب کہ سُورج غروب ہونے کے قریب تھا اور آسماں دھواں دھواں ہو گیا تھا۔ یوناف اور رقیم ایک کشتی میں دریائے فرات کی سیر کر رہے تھے یوناف کشتی کے چپو خود چلاتے ہوئے کشتی کو دریا کے اس کنارے کی طرف لے جا رہا تھا۔ جو اُرشہر کی مخالف سمت پر تھا۔ کشتی میں بیٹھے ہی بیٹھے یوناف نے اچانک رقیم کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا:

اے رقیم میں تم سے شادی بھی کر چکا ہوں اور تمہارے لشکر میں شامل ہو کر کئی ایک جنگوں میں بھی حصّہ لے چکا ہوں لیکن ابھی تک میں تم سے یہ نہیں پوچھ پایا کہ آخر آشوریوں نے اہل بابل کے خلاف کیوں لشکر کشی کی کیا بابل کے حکمران کاسی قوم کے خلاف اس جنگ کی کوئی وجہ تھی اگر ہے تو اے رقیم وہ میں تم سے جاننا اور سننا پسند کروں گا۔ یوناف کے اس استفسار پر رقیم تھوڑی دیر تک اَن گنت محبتوں اور چاہتوں میں مسکراتے ہوئے یوناف کی طرف دیکھتی رہی پھر اس نے کہنا شروع کیا۔

اس جنگ کی واقعی ایک وجہ ہے اور وہ یہ کہ چند ماہ پہلے ہماری سرزمینوں کے مشرق میں بسنے والے قوطی اور لولوبی قبائل نے ہماری سرحدوں پر حملے کرنے شروع کر دیئے تھے یہ حالات دیکھتے ہوئے بابل کی حکمران کاسی قوم نے بھی ہمارے خلاف فوائد حاصل کرنا چاہے انہوں نے جب دیکھا کہ قوطی اور لولوبی قبائل آشوریوں کے خلاف برسر پیکار ہو گئے ہیں تو انہوں نے بھی ہماری سرحدوں پر حملے کرنے شروع کر دیئے تھے۔ لیکن میرے باپ نے ان دونوں قوتوں کا بڑی جرأت مندی سے مقابلہ کیا۔ میرے باپ نے کچھ دستے جنوب کی طرف بھیجے تاکہ وہ بابل کی کاسی قوم کو اپنے ساتھ جنگ میں مصروف رکھیں اور انہیں شمال کی طرف آگے بڑھنے نہ دیں جب کہ میرا باپ خود اپنے لشکر کے ساتھ مشرق کی طرف روانہ ہوا اور کئی ایک سخت مقابلوں کے بعد اس نے قوطی اور لولوبی قبائل کو عبرتناک شکستیں دے کر انہیں ان کی سرزمینوں کی طرف بھاگ جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ قوطی اور لولوبی قبائل کی شکست کے بعد بابل کی حکمران کاسی قوم نے جب دیکھا کہ جن قبائل کے حملوں کی وجہ سے انہوں نے آشوریوں پر یلغار کی تھی انہیں شکست ہو گئی ہے تو یہ کاسی قوم بھی اپنے لشکر کو سمیٹ کر بابل کی طرف پسپائی اختیار کر گئی تھی لیکن میرے باپ نے عہد کر لیا تھا کہ قوطی اور لولوبی قبائل سے نپٹنے کے بعد وہ بابل کی حکمران کاسی قوم کو ان کی اس جرأت کی سزا ضرور دے گا لہٰذا ان مشرقی قبائل کو زیر کرنے کے بعد میرے باپ نے اپنے لشکر کو استوار کیا۔ اتنی دیر تک آپ بھی نینوا شہر پہنچ گئے پھر میرے باپ نے اپنے عہد اور اپنے وعدے کے مطابق بابل کی کاسی قوم کے خلاف جنگ کی ابتدا کر دی تھی۔ رقیم تھوڑی دیر رُکی پھر دوبارہ اس نے بڑی محبت سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو یہ ہے وہ وجہ جس کی بنا پر آشوریوں نے کاسی قوم کے خلاف لشکر کشی کی ہے۔

رقیم کی گفتگو سن کر یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ بکھر گئی تھی وہ آشوریوں کے بابل پر حملہ آور ہونے کی اس کی وجہ سے مطمئن ہو چکا جو رقیم نے اس سے کہی تھی۔ رقیم بھی تھوڑی دیر تک خاموشی سے یوناف کی طرف دیکھتی رہی پھر اس نے سلسلہ کلام آگے بڑھاتے ہوئے دوبارہ کہنا شروع کیا۔ بابلیوں کے خلاف آشوریوں کی یہ پہلی فتح نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی آشوری کئی ایک بار بابل کی سلطنت پر غالب آ چکے ہیں۔ ہمارے آباؤ اجداد میں سے آشوریوں کے دو نامور بادشاہ گذرے ہیں ایک کا نام ناشورتا اور دوسرے کا نام کشتلیاس تھا۔ ناشورتا نے بابل اور اس سے ملحقہ سرزمینوں کو فتح کیا جب کہ کشتلیاس نے شمال اور مغرب و مشرق کے سرکش قبائل کو اپنے سامنے زیر کیا اور آشوریوں کی حکمرانی کو اس نے شمال تک جھیل وان تک پھیلا کر رکھ دیا تھا۔ آشوری قوم آج اپنے ان دو نامور بادشاہوں پہ فخر کرتی ہے اور ان دو بادشاہوں کے بعد میرا باپ آشوریوں کا وہ پہلا بادشاہ ہے جس نے نہ صرف یہ کہ مشرقی سرکش قبائل کو اپنے سامنے زیر کیا بلکہ بابل کی حکمران انتہائی طاقتور کاسی قوم کو بھی اپنے سامنے مغلوب کر کے رکھ دیا۔ یہاں تک کہنے کے بعد رقیم پھر خاموش ہو گئی تھی اور خاموشی سے وہ یوناف کی

طرف دیکھنے لگی تھی شاید وہ یوناف کے چہرے پر اپنی گفتگو کا ردّعمل دیکھنا چاہتی ہو گی ، اس موقع پر یوناف رقیم سے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ وہ خاموش رہا اور چونک پڑا کیونکہ اسی وقت ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی سماعت سے ابلیکا کی مترنم آواز ٹکرائی ۔

یوناف میرے حبیب سنبھلو تمہارے پرانے اور قدیم دشمن تمہارے سر پر پہنچنے والے ہیں ۔ پرانے ساحر یافان کے علاوہ اس کی بیٹی اریشیا ، عارب ، بیوسا اور نبیطہ اور تمہارا نیا دشمن کوزن تھوڑی دیر تک یہاں پہنچنے والے ہیں ۔ وہ بابل کی طرف سے ادھر آ رہے ہیں اور ان کا مدعا یہ ہے کہ تمہاری بیوی رقیم کا خاتمہ کر کے تمہیں دُکھ اور اذیت پہنچائی جائے یافان کے ساتھ اس کی نیلی دھند کی شیطانی قوتیں بھی ہیں اور یہ سب مل کر تم پر حملہ آور ہوں گے اور تمہیں اپنے ساتھ مصروف رکھ کر وہ ساتھ ہی ساتھ وہ رقیم پر بھی وار کریں گے اور اس کا خاتمہ کرنے کی کوشش کریں گے ۔ ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف بڑی تیزی کے ساتھ چپّو چلاتے ہوئے کشتی کو کنارے کی طرف لے جاتے ہوئے کسی قدر مدھم آواز میں ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا :

اسے ابلیکا میں تمہارے اس انکشاف پر تمہارا ممنون اور تمہارا شکر گزار ہوں ۔ دیکھو میں کشتی کو بڑی تیزی سے ساحل کی طرف لے جاتا ہوں میں خود ساحل پر اتر کر ان کا مقابلہ کروں گا جب کہ رقیم کشتی کے اندر ہی بیٹھی رہے گی ۔

اسے ابلیکا تمہارے ذمے صرف یہ کام ہوگا کہ تم ان سب سے رقیم کی حفاظت کرو ۔ ان میں سے جو بھی رقیم کی طرف بڑھنے کی کوشش کرے اسے تکلیف دہ اذیت میں مبتلا کر کے رکھ دو اور اگر ان سب نے ایک ساتھ مجھ پر دار ہونے کی کوشش کی تو میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے انہیں دریائے فرات کے اس کنارے پر ایسا سبق دوں گا جو مدتوں تک ان کے لیے ایک عبرت بنا رہے گا یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا اور پھر وہ پہلے کی نسبت زیادہ تیزی سے کشتی کو ساحل کی طرف لے جانے لگا تھا ۔

یوناف کی کشتی ابھی دریائے فرات کے ساحل سے تھوڑے فاصلے پر ہی تھی کہ اس ساحل پر یافان ، عارب ، بیوسا ، نبیطہ ، اریشیا اور کوزن نمودار ہوئے ۔ یافان کے اردگرد اس کی نیلی دھند کی شیطانی قوتیں بھی جوش مار رہی تھیں ۔ اس موقع پر یوناف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کوزن نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ۔

یہ یوناف جب کشتی سے نکل کر ساحل پر آتا ہے تو میں اس سے ٹکرا جاؤں گا ۔ یہ یروشلم شہر سے باہر ایک موقع پر مجھے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر چکا ہے اور میں اپنی اسی مغلوبی کا دریائے فرات کے اس کنارے پر اس سے بدلہ اور انتقام لینا چاہتا ہوں اور جب میں آگے بڑھ کر یوناف پر حملہ آور ہوں تو اس دوران تم لوگ اس کی بیوی رقیم کا کام تمام کر کے رکھ دینا میں بھی اپنی طرف سے اس یوناف کو اذیت پہنچانے کی پوری پوری کوشش کروں گا اور جب تم رقیم کا خاتمہ کر چکو گے تو پھر ہم یہاں سے کوچ کر جائیں گے ۔ اس لیے کہ رقیم کا خاتمہ ہی ہمارا اصل مدعا اور مقصد ہے ۔

کوزن کہتے کہتے خاموش ہو گیا تھا کیونکہ یوناف تیزی سے کشتی کو قریب لاتا ہوا ساحل کے نزدیک آ گیا تھا پھر کشتی کو وہاں روکنے کے بعد یوناف نے دونوں چپّو کشتی کے اندر رکھ دیئے اور اس کے ساتھ ہی اس نے رقیم کو مخاطب کرتے ہوئے رازدرانہ سی آواز میں کہا :

سنو رقیم یہ جو کنارے پر سب لوگ کھڑے ہیں یہ سب میرے بدترین دشمن ہیں اور ان میں سے ہر کوئی مافوق الفطرت قوتوں کا مالک ہے اور ہاں میں تم سے یہ بھی کہتا چلوں ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو اپنی سری قوتوں کو استعمال کر کے مجھے اپنے سامنے زیر کر سکے لہذا میں ان سے مقابلہ کرنے کے لیے ساحل پر اترتا ہوں پر تم کشتی کے اندر ہی بیٹھے رہنا حالات کچھ بھی ہو جائیں یہ لوگ میرے ساتھ کیسا ہی بدترین مقابلہ شروع نہ کر دیں تم اس کشتی سے باہر نہ نکلنا وہ ماورائی قوت جو میرے ساتھ ہے اور جس کا نام ابلیکا ہے وہ ان میں سے ہر ایک سے تمہاری حفاظت کرے گی تمہارا کام بس اتنا ہی ہے کہ یہ لوگ تمہیں کیسا ہی ڈرائیں اور دھمکائیں اور وہ جو سامنے سیاہ لبادہ اوڑھے یافان نام کا ساحر کھڑا ہے اس کے اردگرد جو تمہیں نیلی دھند دکھائی دیتی ہے اس نیلی دھند کے اندر بھی بڑی بھیانک اشکال کی شیطانی قوتیں ہیں ، وہ ان شیطانی قوتوں کو بھی تمہاری طرف بڑھائے گا پر تم ان سے خوفزدہ نہ ہونا بالکل بے فکر ہو کر اس کشتی کے اندر بیٹھے رہنا اور پھر دیکھنا کہ میری وہ قوت جس کا نام ابلیکا ہے کس طرح تمہاری حفاظت کرتی ہے ۔ یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں رقیم نے مطمئن انداز میں کہا :

آپ بے فکر ہو کر ساحل پر اتریئے آپ دیکھیں گے کہ میں ان ساری قوتوں کے مقابلے میں ثابت قدمی کا اظہار کروں گی اس کے ساتھ ہی یوناف کشتی سے نکل کر ساحل پر چڑھ گیا تھا ۔

ساحل پر اترنے کے بعد جب یوناف چند قدم آگے بڑھا تو دیو پیکر اور ہیبتناک کوزن

تھپیڑے مارتی ہوئی موجوں اور کوندے لپکاتی اڈتی گھٹا کی طرح اس کی طرف بڑھا تھا پھر اس نے اسے اپنی بھاری بھرکم اور کھُدری آواز میں مخاطب کرتے ہوئے کہا :

اے یوناف دریائے فرات کے اس کنارے یہ دن یقیناً تمہاری زندگی کا آخری دن ہوگا اس لیے کہ دریا کے اس کنارے پر میں مار مار کر تمہارا خاتمہ کر دوں گا جب کہ میرے ساتھی تمہاری بیوی کی طرف بڑھیں گے اور اسے کشتی سمیت اس دریائے فرات میں ڈبو کر موت کی گہری نیند سُلا دیں گے ۔ کوزن کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا :

اے کوزن شاید تجھے وہ مار بھول گئی ہے جو میں نے تمہیں یروشلم شہر سے باہر جبلِ زیتون کی وادیوں کے اندر ماری تھی کوزن نے فوراً یوناف کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا :

اے یوناف وہ ایک حادثہ تھا جو خلاف توقع تھا اور میں اس حادثے کو یکسر ہی فراموش کر چکا ہوں ۔ یوناف نے بھی کوزن کی بات کو پھر کاٹتے ہوئے کہا ۔ اگر ایسا ہے تو سن رکھو کوزن میں ویسے حادثات کثرت سے دہرانے کا عادی ہوں ۔ اس پر کوزن نے اپنی چھاتی تانتے ہوئے کہا ۔

اے نیکی کے نمائندے سنو میرے بازو میں قوت ہے انگلیوں میں صناعی اور میرے دولوں میں ایک بلے باکی ہے اور جب تک میرے پاس یہ اوصاف ہیں تو مجھے زیر نہیں کر سکتا اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ دریائے فرات کے کنارے پر تمہاری ہر حالت ویرانوں کے خواب خون کے آنسو بہاتی رات اور ماضی کے غمگین نقوش جیسی بنا کر رکھ دوں گا ۔

کوزن کے ان الفاظ کے جواب میں یوناف نے ایک عزم اور بلند حوصلگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا :

اے کوزن اس سے پہلے میں نے تمہارے جیسی باطل پرست قوتیں بہت دیکھیں اور میں نے ان سب کو اپنے سامنے ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیا ۔ اے کوزن جب تک میرا اللہ میرے ساتھ ہے اس وقت تک تو کیا تمہارا عزازیل اپنے شیطانی لشکر کے ساتھ بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتا میرا رب جو شعور و لاشعور اور دلوں کے بھید جاننے والا ہے جب تک اس کی مدد اور اعانت مجھے حاصل ہے اس وقت تک میں تم جیسی باطل پرست قوتوں پر ضرب لگاتا رہوں گا سنو کوزن جو قوتیں اللہ کی راہ میں فراہم ہوتی ہیں جو خدا کی مرضی کے مطابق چلنے سے روکتی ہیں اور اس کی راہ سے ہٹانے کی کوشش کرتی ہیں وہ انسان کو خدا کا بندہ بن کر نہیں رہنے دیتیں اور کسی غیر اللہ کا بندہ بننے پر مجبور کرتی ہیں ۔ ان کے خلاف میں اپنی تمام امکانی طاقتوں سے کشمکش اور جدوجہد کرنے کا عادی ہوں اور سن رکھو اسی جدوجہد کے اندر میری اصلاح اور کامیابی کا راز ہے یوناف یہاں تک کہنے کے بعد تھوڑی دیر رُکا پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے دوبارہ کہہ رہا تھا ۔

اے کوزن اس دنیا کے اندر ایک حق پرست انسان اور ایک بندہ مومن کو زندگی کے محاذ پر چومکھی سی لڑائی لڑنی پڑتی ہے ۔ ایک طرف ابلیس ملعون اور اس کا لشکر ہوتا ہے دوسری طرف آدمی کا اپنا نفس اور اس کی سرکش خواہشات ہوتی ہیں ۔ تیسری طرف خدا سے پھرے ہوئے بہت سے انسان ہیں ۔ جن کے ساتھ آدمی ہر قسم کے معاشرتی ، تمدنی اور معاشی تعلقات میں بندھا ہوا ہوتا ہے ۔ چوتھی طرف وہ غلط مذہبی تمدنی اور سیاسی نظام ہے جو خدا سے بغاوت پر قائم ہوتے ہیں ۔ بندگیٔ حق کے بجائے بندگیٔ باطل پر انسان کو مجبور کرتے ہیں ۔ ان سب قوتوں کے حربے مختلف ہیں مگر سب کی ایک ہی کوشش ہے کہ انسان کو خدا کے بجائے اپنا مطیع بنائیں سن رکھو میں آج تم پر یہ نقطہ عیاں کروں کہ انسان اور جنات کی فلاح اور کامیابی خالصتًا اسی میں ہے کہ وہ اپنے خداوند کا مطیع اور اپنے باطن سے لے کر ظاہر تک صرف اپنے رب ہی کا بندہ بن کر رہے اور اپنے اس مقصود تک پہنچنے کے لیے جو قوتیں بھی فراہم ہوتی ہیں ان کے خلاف جنگ آزما ہو جائے ۔

اے کوزن تم بھی میرے سامنے میرے مقصد کے لیے چونکہ ایک فراہم قوت ہو لہذا میں تمہارے خلاف کشمکش اور جدوجہد کرنے کا اعلان کر رہا ہوں کوزن آگے بڑھ کر مجھ پر حملہ آور ہو اور پھر دیکھو میں تمہاری کیسی ہولناک حالت بناتا ہوں ۔

یوناف کی اس دعوت پر کوزن اپنی ساری اعصاب شکنی ، شوریدہ مزاجی اور اپنے سارے طغیان جبروت کے ساتھ آگے بڑھا تھا ۔ دوسری طرف یوناف بھی اپنے دل میں ایک تڑپ سینے میں انگارے سے بھی تیزی کے خروش سیر سر کے جوش اور اجل کے رازدان کی طرح کوزن کی طرف بڑھا تھا دونوں جب ایک دوسرے کے قریب آئے تو کوزن نے حملہ آور ہونے میں پہل کی اپنی ساری جرأت اور اپنی ساری ہمت کو یکجا کر کے اس نے اپنا دایاں ہاتھ بلند کرتے ہوئے یوناف کے سر پر ایک ضرب لگانا چاہی تھی لیکن یوناف نے کمال مہارت اور

سُرعت سے کام لیتے ہوئے کوزن کا اٹھا ہوا ہاتھ فضا کے اندر ہی پکڑ لیا تھا اور پھر ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے کوزن کو اپنی طرف کھینچتے ہوئے پوری قوت سے اس کے پیٹ میں اپنا دایاں گھٹنا دے مارا تھا۔ پیٹ میں یوناف کا فولادی گھٹنا کھانے کے بعد کوزن ایک طرح سے بلبلا سا اٹھا تھا تاہم وہ جلدی سنبھل گیا اور جواب میں اس نے بھی یوناف پر ضربیں لگانا شروع کر دی تھیں اس طرح یوناف اور کوزن دونوں ایک دوسرے کے سامنے جمتے ہوئے ایک دوسرے پر ضربیں لگانے لگے تھے۔

جس وقت یوناف اور کوزن ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار تھے تو اس وقت اپنی بیٹی اریشیا کے قریب کھڑے یوناف نے عارب، بیوسا اور نبیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

اے میرے عزیزو تم سب یہیں کھڑے رہو میری بیٹی اریشیا بھی تم سب کے ساتھ یہاں کھڑی رہے گی جب کہ میں اپنی ان نیلی دھند کی قوتوں کے ساتھ یوناف کی بیوی رقیم کی طرف بڑھتا ہوں اور اس کا گلا گھونٹ کر میں اس کی کشتی کو ڈبوتے ہوئے اس کو دریائے فرات کی تہہ کے اندر اُتار دیتا ہوں اس یوناف نے مجھ سے انحوتپ کا قدیم اور نایاب سحر چھین کر مجھ سے زیادتی اور مجھ پر ظلم کیا ہے اور میں اس کی بیوی کا خاتمہ کر کے اس کے ظلم اور زیادتی کا بدلہ لوں گا۔ اتنا کہنے کے بعد یافان دریائے فرات کے کنارے کشتی میں بیٹھی رقیم کی طرف بڑھا جب کہ عارب، بیوسا، نبیطہ اور اریشیا اپنی جگہ پر کھڑے رہ کر اس کی طرف غور سے دیکھنے لگے تھے۔ کشتی کے قریب جا کر یافان نے اپنی نیلی دھند کو اشارے کے ساتھ حکم دیا کہ وہ اس کشتی کے چاروں طرف پھیل جائے۔ یافان کا اشارہ پاتے ہی نیلی دھند کی قوتیں بڑی تیزی کے ساتھ دریا کے اندر کشتی کے چاروں طرف پھیل گئی تھی۔ کشتی کے اندر بیٹھی ہوئی رقیم اس موقع پر اس نیلی دھند کے اندر ہیبت ناک چہروں والی شیطانی قوتوں کو دیکھ سکتی تھی۔ لمحہ بھر کے لیے اس کے چہرے پر اَن گنت خوف اور وحشت ناکیاں چھا گئی تھیں تاہم اس منظر سے بچنے کے لیے اس نے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں اور بڑے عزم کے ساتھ وہ کشتی کے اندر بیٹھی رہی تھی۔

اپنی نیلی دھند کی قوتوں کو کشتی کے چاروں طرف پھیلانے کے بعد یافان اس کشتی کی طرف بڑھا تھا وہ چاہتا تھا کہ کشتی میں داخل ہو کر اس کے بعد اپنی نیلی دھند کی قوتوں کو بھی کشتی میں داخل ہونے کا اشارہ کرے اور یوں رقیم کا خاتمہ کر کے اس کی کشتی کو دریائے فرات میں ڈبو دے پر جونہی آگے بڑھتے ہوئے یافان نے اس کشتی میں اُترنے کے لیے اپنا پاؤں اس کے اندر رکھنے کی کوشش کی وہ ایک ہولناک چیخ مارتا ہوا ایک پتنگ اور بگولوں کی مانند اڑتے ہوئے تنکوں کی طرح فضا میں بلند ہوا تھا اس موقع پر اس کی نیلی دھند کی قوتوں نے دریا سے باہر نکل کر فضا کے اندر ہی اگر اُسے تھام نہ لیا ہوتا تو یافان بُری طرح زمین پر گرتا یا کسی کنارے کے درخت سے ٹکراتا اور اس کی ہڈیوں پسلیوں کا پنجر چور چور ہو کر رہ جاتا پر اس کی نیلی دھند کی قوتوں نے اُسے فضا کے اندر ہی سنبھالا دیتے ہوئے بڑے آرام کے ساتھ زمین پر اُتار لیا تھا۔ یافان کی یہ حالت دیکھتے ہوئے نہ صرف یہ کہ نیلی دھند کی قوتیں پریشان اور سراسیمہ تھیں بلکہ اپنی جگہ پر کھڑے عارب، بیوسا، نبیطہ اور اریشیا بھی اس منظر کو دیکھتے ہوئے خوف زدہ ہو کر رہ گئے تھے۔ پھر اپنے آپ کو سنبھالنے کے بعد یافان آہستہ آہستہ عارب کے قریب آیا اس موقع پر عارب نے یافان کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا:

اے یافان میرے بزرگ تم نے تو کہا تھا کہ تم اپنی نیلی دھند کی قوتوں کے ساتھ کشتی میں اُتر کر یوناف کی بیوی رقیم کا گلا گھونٹ کر اُسے کشتی سمیت دریائے فرات کی تہہ میں اُتار دو گے پر یہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا کہ تم ایک ہولناک چیخ بلند کرتے ہوئے فضا کے اندر بلند ہو گئے اور کشتی میں بیٹھی رقیم کے ساتھ تم نے کوئی عمل ہی نہیں کیا اس پر یافان نے خوفزدہ سے انداز میں کہا سنو میرے ساتھیوں جونہی میں نے کشتی میں پاؤں رکھنا چاہا کسی قوت نے مجھے یوں پکڑ کر فضا کے اندر اچھال دیا جیسے آندھیوں کے اندر تنکے اڑ کر رہ جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کنارے پر چڑھنے سے پہلے اس یوناف نے رقیم کی حفاظت پر اپنی کسی ماورائی قوت کو مقرر کیا ہوا ہے یافان کے اس انکشاف پر عارب نے بولتے ہوئے کہا:

اگر ایسا ہے تو سنو اے بزرگ یافان یقیناً تمہیں ہوا میں اُچھالنے والی ابلیکا ہے اور وہ ہی اس وقت رقیم کی حفاظت کر رہی ہے لہٰذا اگر ہم سب مل کر بھی اور نیلی دھند کی ان شیطانی قوتوں کو بھی ساتھ ملا کر رقیم پر حملہ آور ہونا چاہیں تو ابلیکا ہم سب کو ناکام و نامراد کر کے رکھ دے گی اس موقع پر یافان نے بولتے ہوئے کہا اے عارب کیا ایسا ممکن نہیں کہ ابلیکا اور رقیم کو فراموش کرتے ہوئے سب مل کر یوناف کی طرف بڑھیں اور کوزن کی مدد کرتے ہوئے یوناف پر ضربیں لگائیں۔

یافان کے اس مشورے پر عارب نے کسی قدر خوف اور خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اے یافان ایسا ممکن نہیں اگر ہم سب کوزن کی مدد کرنے کے لیے اور یوناف پر ضربیں

لگانے کے لیے آگے بڑھیں گے تو یقیناً ابلیکا پھر ہمارے خلاف حرکت میں آئے گی اور سنو ہم میں سے جس جس کو بھی ابلیکا کی ضرب پڑی وہ اپنے حواس کھو بیٹھے گا اور یوناف کے خلاف حرکت میں آنے کے قابل نہ رہے گا لہٰذا اے بزرگ یافان میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا کہ یہیں اسی جگہ کھڑے ہو کر کوزن اور یوناف کا مقابلہ دیکھو میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ کوزن بڑے عمدہ انداز میں یوناف کا مقابلہ کر رہا ہے لہٰذا آؤ دیکھتے ہیں کہ ان دونوں میں سے کون کس پر غالب رہتا ہے اور تم رقیم کے خلاف حرکت میں آنے کے معاملے کو فراموش کر دو میں سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر ہم میں سے کوئی بھی رقیم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا لہٰذا ہمارے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ ہم یہاں کھڑے ہو کر یافان اور کوزن کا مقابلہ دیکھیں اگر اس مقابلے میں کوزن کامیاب رہتا ہے اور وہ یوناف پر ضربیں لگا کر اسے اذیت پہنچاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جس مقصد کے تحت ہم بابل سے اس طرف آئے ہیں ہمارا وہ مقصد پورا ہو گیا ہے اور اگر کوزن اپنے سامنے یوناف کو زیر نہیں کر سکتا اور یوناف اس پر غالب رہتا ہے تو پھر سنو ہم اس یوناف اور رقیم دونوں کو ان کے حال پہ چھوڑ کر یہاں سے بابل کی طرف کوچ کر جائیں گے اور اگر ہم نے ایسا نہیں کیا تو ابلیکا اور یوناف ہم سب کو مار مار کر دھجیاں اُڑا دیں گے۔ یہاں تک کہنے کے بعد عارب خاموش ہو گیا تھا یافان نے اس گفتگو کا کوئی جواب نہیں دیا تھا اور پھر سارے بڑی توجہ اور انہاک کے ساتھ یوناف اور کوزن کا مقابلہ دیکھنے لگے تھے۔ یافان کی نیلی دُھند بھی یافان کے ارد گرد جمع ہو گئی تھی۔

ایک دوسرے پر ضربیں لگاتے ہوئے اچانک ایک موقع پر یوناف نے کوزن کا بایاں ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑ لیا اور پھر ایک تیز اور زوردار جھٹکے کے ساتھ اس نے کوزن کو اپنی طرف کھینچتے ہوئے اس کی پشت کو اپنی طرف کیا اور جونہی کوزن کی پشت یوناف کی طرف ہوئی یوناف نے بروقت اقدام کرتے ہوئے پہلے اپنے گھٹنے کی زوردار ضرب کوزن کی پیٹھ پر لگائی اور پھر دونوں ہاتھوں کا ایک مضبوط اور زوردار مکہ اس نے کوزن کے دونوں کاندھوں کے درمیان دے مارا تھا اس دوہری ضرب کو کوزن شاید برداشت نہ کر سکا تھا اور وہ زمین پر گر گیا تھا۔ یوناف نے فوراً اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور اپنے پاؤں کی کئی زوردار ٹھوکریں اس نے کوزن کو مارتے ہوئے اُسے زمین پر لوٹنے پر مجبور کر دیا تھا کچھ دیر تک کوزن کو بُری طرح اپنے پاؤں کی لگاتار ضربیں لگانے کے بعد یوناف جھکا اور کوزن کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھانے کے بعد فضا میں بلند کر دیا تھا پھر کوزن کے جسم پر اس نے اپنا کوئی سری عمل کیا اور پھر کوزن کو زور سے لہراتے ہوئے اس نے یافان کے گرد جمع ہونے والی نیلی دُھند کے اندر پھینک دیا تھا۔

کوزن کا اس نیلی دھند کے اندر گرنا تھا کہ نیلی دُھند کے اندر ایسی ہلچل اور ایسا انقلاب برپا ہوا جیسے ویران اندھیری رات میں آندھیوں کے مہیب جھکڑ چل نکلے ہوں یا سیال آگ بجلیوں کی کڑک کی طرح طوفانی زور کے ساتھ چل پڑی ہو ایسا لگتا تھا کہ کوزن کے جسم پر یوناف نے جو اپنا سری عمل کیا تھا اس کی وجہ سے فطرت نے نیلی دھند کے اندر ایک غضبناک انگڑائی لی ہو اور دھند کے اندر منظر در منظر اور رنگ در رنگ شعلہ فشانی اور برق سامانی کا دور شروع ہو گیا ہو کوزن کے گرنے سے نیلی دُھند کے اندر موجیں مارتی شیطانی قوتوں کی حالت کچھ اس طرح کرب ناک ہو گئی تھی جیسے سُلگتی ریت کے صحرا کے اندر آگ کے انگاروں کی بارش شروع ہو گئی ہو پھر جب کوزن اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور وہ نیلی دُھند سے باہر نکلا تو نیلی دُھند کی حالت بھی اپنے معمول پہ آ گئی تھی۔

کوزن کے اس نیلی دُھند سے نکلنے کے بعد تھوڑی دیر تک وہاں خاموشی طاری رہی، ایسا لگتا تھا کہ دریائے فرات کے کنارے کھڑے مسکراتے نخل بھی اس منظر پر حیران و پریشان ہوں فضاؤں کے اندر تھوڑی دیر تک چُپ کا گہرا بھید اور تنہائی کی بیکراں پیاس چھائی رہی، اس دوران کوزن، عارب، بیوساء، نبیطہ اور اریشیا سب نے بڑی حیرت اور پریشانی کی حالت میں یوناف کی طرف دیکھے جا رہے تھے شاید وہ اس عمل پر پریشان اور خوف زدہ تھے جس عمل میں یوناف نے کوزن کو مبتلا کر کے رکھ دیا تھا۔ تھوڑی دیر تک ایسی خاموشی طاری رہی پھر یوناف بولا اور اس کی آواز خاموشی کی جھیل میں چٹان کی طرح گرتی ہوئی محسوس ہوتی تھی اور اس نے ان سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا:

سنو شیطان کے گماشتو، نیکی پھر نیکی ہی ہے، حق اپنی جگہ حق اور باطل باطل ہی ہے، تم نے دیکھا تم سب کس قدر تیاری اور خونناکی کے ساتھ مجھ پر وارد ہونے کے لیے آئے تھے، تم نے کوزن کو مجھ پر مسلط کرنے کی کوشش کی اس میں تمہیں ناکامی ہوئی تم لوگوں نے مل کر میری بیوی رقیم کا خاتمہ کرنا چاہا لیکن اس میں بھی تمہیں نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا تم دیکھتے ہو کہ میں اپنے رب کا نام لینے والا اسے اپنا الٰہ اور خالق واحد ماننے والا تم پر غالب اور تم پر خوف بنا رہا ہوں۔ سن رکھو نیکی جہاں کہیں بھی ہوتی ہے خواہ وہ کتنی ہی قلیل مقدار میں کیوں نہ ہو وہ اپنا رنگ ضرور دکھا

کر رہتی ہے۔ اے شیطان کے ساتھیوں تم نے دیکھا ہوگا کہ خداوند جب کسی قوم کی طرف اپنا نبی اور رسول مبعوث کرتا ہے تو وہاں پر نسبت ایک اور پوری قوم کی ہوتی ہے۔ ایک طرف اکیلا نبی ہوتا ہے اور دوسری طرف پوری قوم ہوتی ہے اور چونکہ نبی حق پر سچائی اور نیکی پر ہوتا ہے لہٰذا وہ اکیلا ہونے کے باوجود اس قوم پر حاوی اور اس قوم پر غالب رہتا ہے اور ایسا سب کچھ میرے رب کی مدد اور اعانت کی وجہ سے ہوتا ہے سن رکھو تم سب کے مقابلے میں میری یہ کامیابی بھی میرے رب کی اعانت اور مدد ہی کی وجہ سے ہے تم لوگوں نے جہاں کہیں بھی مجھے پکارا میں اپنے رب کا نام لے کر تم لوگوں کے سامنے ضرور آؤں گا۔ اور سن رکھو میں نے اپنی زندگی کو نیکی کے لیے وقف کر رکھا ہے جہاں بھی بدی سے نیکی کا ٹکراؤ ہوگا وہاں تم مجھے نیکی کی حمایت میں کھڑا ہونے والا ضرور پاؤ گے یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر کے لیے رکا پھر وہ ان سب کو مخاطب کرتے ہوئے دوبارہ کہہ رہا تھا۔

سنو فطرت کے باغیو! میں حلیموں کے لیے ان کا حلم ہے ظالموں کے لیے ان کی ستم ظریفی ہوں تم جہاں کہیں بھی بدی اور گناہ کی ابتدا کرو گے میں تمہاری بدبختی کا رقص شروع کرتے ہوئے تم پر قہر کا رنگ اور تم پر کڑا وقت نازل کر کے رہوں گا قبل اس کے کہ ماورائی طاقت اور میری قوت عمل پوری طرح موجزن ہو اور میں تمہاری گناہگاری اور خطاکاری کے خلاف آگ کا سیلاب بن کر نمودار ہوں تم سب یہاں سے دفع ہو جاؤ ورنہ میں ہر ایک پر شعلہ فشاں چنگاریوں کا ایک طوفان بن کر تم پر نزول کروں گا تمہاری خاموشش نگاہوں میں تکلم کا ایک طوفان کھڑا کر دوں گا تمہاری یہ رگ رگ سے تمہارے جسم کا یہ سارا خون نکال باہر کروں گا قبل اس کے کہ میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اور اپنی ماورائی طاقت کو اپنے ساتھ ملاتے ہوئے تم سب پر حملہ آور ہوں میں آخری بار تم سب سے یہ کہتا ہوں کہ دریائے فرات کے اس کنارے سے تم سب دفع ہو جاؤ۔ ورنہ تمہاری حالت بدنصیبی کے طوفان سے بھی بدتر ہو کر رہے گی۔ یوناف کی اس دھمکی نے خاطر خواہ اثر کیا ان سب نے ایک بار تھوڑی دیر کے لیے بڑی حیرت اور تعجب میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے وہاں سے غائب ہو گئے تھے اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور پھر اس کی قہقہوں بھری اور بہتر نم آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔

یوناف میرے حبیب تم نے دیکھا کہ ہم نے مل کر شیطان کے ان گماشتوں کی کیا حالت کی کہ یہ بافان اپنی نیلی دھند کی قوتوں کے ساتھ تمہاری بیوی رقیم کی طرف اس ارادے سے بڑھا تھا کہ رقیم کا خاتمہ کر کے اسے اس کی کشتی سمیت دریائے فرات کے اندر ڈبو کر رکھ دے گا اور تم نے دیکھا اے یوناف جب بافان کشتی کی طرف گیا تو میں نے اس پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ طوفانوں کے اندر اڑتے اڑتے خشک پتوں کی طرح فضا کے اندر بلند ہوا تھا اور اگر اس کی نیلی دھند کی قوتیں اس کو سنبھالا نہ دیتیں تو اس کا ہڈیوں پر مشتمل پنجر زمین پر گر کر چور چور ہو چکا ہوتا۔ ابلیکا کی اس گفتگو پر یوناف تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا پھر اس نے تشکر آمیز آواز میں ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے ابلیکا میں تمہارا شکر گزار اور ممنون ہوں کہ میری اس طویل زندگی کے دوران ضرورت کے ہر موقع پر تم نے میری مدد کی ہے۔ ابلیکا نے فوراً یوناف کی بات کاٹتے ہوئے کہا:

اے یوناف میرے حبیب تمہیں میرا شکر گزار اور ممنون ہونے کی ضرورت نہیں ہے تم جانتے ہو کہ میرا اور تمہارا روحانی رشتہ ہے اور اس رشتے کا تقاضا ہے کہ میں ہر ضرورت کے موقع پر تمہارے کام آؤں اور تمہارے کام آنا میرے فرائض میں شامل ہے۔ اب تم رقیم کی طرف جاؤ وہ اس حادثے کی وجہ سے پریشان اور خوف زدہ بیٹھی ہوئی ہے۔ ابلیکا کے کہنے پر یوناف تیزی سے چلتا ہوا رقیم کے پاس آیا اور اس کے سامنے کشتی میں بیٹھتے ہوئے اس نے اسے نرم آواز میں مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے رقیم تم نے دیکھا کہ میں نے اور میری ماورائی قوت نے مل کر کیسے ان عزازیل کے ساتھیوں کو مار بھگایا ہے۔ یہ طوفانوں کے زور اور آندھیوں کے جوش کی طرح ہم پر حملہ آور ہوئے تھے لیکن جس قدر تیزی سے یہ ادھر آئے تھے اس سے بھی زیادہ تیزی میں یہ ناکام و نامراد ہو کر لوٹے ہیں۔ یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں رقیم نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا:

میں آپ کی ممنون ہوں کہ آپ نے میری حفاظت کا اس قدر سامان کیا اور مجھے اب یہ اندازہ بھی ہو گیا ہے کہ کیسے بھی طوفان اٹھیں، خطرات کی کیسی بھی آندھیاں اٹھ کھڑی ہوں میں سمجھتی ہوں کہ ہر حادثے میں اور ہر غیر متوقع موقع پہ آپ میری حفاظت کر سکتے ہیں

اور مجھے یہ جان کر بھی خوشی ہوئی ہے کہ آپ غیر معمولی قوتوں کے بھی مالک ہیں۔ اب میں ہر خطرے اور ہر دشواری کے موقع پر پہلے سے زیادہ صبر و استقامت سے کام لیتے ہوئے آپ کا ساتھ دے سکوں گی۔ یوناف نے رقیم کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا وہ ہلکے ہلکے مسکراتا رہ گیا تھا پھر وہ چپو کو حرکت میں لایا اور کشتی کو دریائے فرات کے دوسرے کنارے کی طرف لے جا رہا تھا۔

آشوریوں کے بادشاہ تگلت پلاسر نے چند روز تک اُر شہر میں قیام کیا اور اپنے اس قیام کے دوران اس نے نہ صرف یہ کہ اُر شہر کا نظم و نسب درست کیا بلکہ اس شہر میں اپنا ایک والی مقرر کرنے کے بعد اس نے چند روز مزید وہاں قیام کیا اس کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ اُر شہر سے بابل شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

عزازیل ایک روز آشوریوں کے شمال مشرق میں جھیل ارومیہ اور جھیل وان کے آس پاس بسنے والے ان گنت قبائل میں سے سب سے بڑے قبیلے احلامو کے مرکزی شہر احلامو میں داخل ہوا اس قبیلے کے مرکزی شہر کا نام بھی قبیلے ہی کی نسبت سے تھا اور جب عزازیل اس شہر میں داخل ہوا تو شہر کا بغور جائزہ لیتا ہوا وہ احلامو قبیلے کے بادشاہ ماسان کے شاہی محل کے قریب آیا اور محل کے محافظوں کو اس نے یہ تاثر دیا کہ اس کا نام عزازیل ہے اور وہ احلامو کے بادشاہ ماسان کو ایک انتہائی اہم اور سودمند خبر دینے کے لیے بابل سے آیا ہے اور یہی تاثر دے کر اس نے ان کے بادشاہ ماسان سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ محل کے محافظوں نے پہلے اپنے بادشاہ ماسان سے اس سلسلے میں اجازت حاصل کی پھر وہ عزازیل کو ماسان کے پاس لے گئے جب عزازیل ایک انتہائی بزرگ اور انتہائی دانشور انسان کی صورت میں احلامو بادشاہ ماسان کے سامنے پیش ہوا تو ماسان نے اسے اپنے سامنے بڑی خوش طبعی سے بٹھایا بڑے اچھے طریقے سے اس نے عزازیل کا استقبال کیا اور پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے احلامو کے بادشاہ ماسان نے کہا:

مجھے بتایا گیا ہے کہ تمہارا نام عزازیل ہے تم بابل سے آئے ہو اور میرے لیے کوئی اچھی خبر رکھتے ہو اس پر عزازیل نے تھوڑی دیر تک بڑے غور سے ماسان کی طرف دیکھا پھر اُسے

مخاطب کر کے اس نے کہنا شروع کیا اے بادشاہ آپ کو درست خبر دی گئی ہے۔ میرا نام عزازیل ہے اور میں بابل ہی سے آپ کے لیے ایک اچھی خبر لے کر آیا ہوں اس پر ماسان نے بےچینی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا تو پھر کہو وہ خبر کیا ہے جو تم میرے لیے بابل سے لے کر آئے ہو اس پر عزازیل نے تفکر اور فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا:

اے بادشاہ میں تمہیں آشوریوں کے خطرات سے آگاہ کرنے آیا ہوں۔ اے بادشاہ تم جانتے ہو کہ تمہارے جنوب میں آشوریوں کی ایک طاقتور سلطنت ہے۔ ماضی میں بھی وہ اپنے اردگرد کے قبائل پر شب خون مار کر اور ان کے اندر لوٹ مار کا بازار گرم کر کے اپنی گزر بسر کرتے رہے ہیں اس سے پہلے وہ مختلف قبائل میں بٹے ہوئے تھے اور صرف چند ایک موقع پر کچھ لوگوں نے انہیں متحد کر کے ایک قوت بنانے کی کوشش کی وہ اکثر قبائل ہی کے اندر بٹ کر اپنی کارروائیاں کرتے رہے پر اے بادشاہ اب حالات مختلف ہو گئے ہیں اس وقت جو آشوریوں کا بادشاہ ہے اس کا نام تگلت پلاسر ہے اور اس نے تمہارے جنوب میں بسنے والے سارے آشوریوں کو متحد کر کے ایک قوم اور ایک قوت کی صورت دے دی ہے۔ تم جانتے ہو کہ کچھ عرصہ پہلے اسی تگلت پلاسر کی سرکردگی میں آشوری مشرق میں بسنے والے قوطی اور لوبی قبائل کے ساتھ برسرپیکار رہے تھے اور آشوریوں نے ان دونوں قبائل کو مار مار کر دور تک ان کا تعاقب کیا اور ان کی آبادیوں اور ان کی بستیوں کو ویران اور کھنڈر بنا کر رکھ دیا۔

اے بادشاہ قوطی اور لوبی قبائل کی یہ حالت کرنے کے بعد تگلت پلاسر اپنے لشکر کے ساتھ جنوب کی طرف متوجہ ہوا وہاں پر کاسی قوم حکومت کرتی تھی اور بابل ان کا مرکزی شہر تھا۔ سنو بادشاہ ان قوطی اور لوبی قبائل کے بعد آشوریوں کے بادشاہ تگلت پلاسر نے اس کاسی قوم کا رخ کیا ان کے مرکزی شہر بابل کو زیر کرنے کے بعد ان کے دوسرے بڑے بڑے شہر مثلاً پوزر، لارسہ اور اُر پر بھی قبضہ کر لیا اور پھر اس نے ان شہروں کے علاوہ اس نے دوسرے شہروں پر بھی قبضہ کرتے ہوئے کاسی قوم کے خلاف اپنی ان فتوحات کو مکمل کرتے ہوئے ان کے سارے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اے بادشاہ میں تمہیں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ آشوریوں کا بادشاہ تگلت پلاسر قوطی اور لوبی قبائل کو زیر کرنے کے علاوہ اور اپنے جنوب میں کاسی قوم کی ساری سلطنت کو اپنا ماتحت بنا لینے سے اب فارغ ہو چکا ہے اور یقیناً اب اپنے شمال میں بسنے والے ان گنت قبائل کا رخ کرے گا اور ان کی حالت اپنے جبار لشکر سے ایسی کرے گا جیسی اس نے اس سے پہلے کاسی قوم اور مشرق میں بسنے والے قبائل کی ہے۔

لہٰذا اے بادشاہ میں تمہیں یہ مشورہ دوں گا کہ قبل اس کے آشوریوں کا بادشاہ تگلت پلاسر اپنے جبار اور خونخوار لشکر کے ساتھ تمہارے قبیلے کے علاوہ شمال میں بسنے والے ان گنت قبیلوں پر چڑھ دوڑے اور ان کی بستی اور شہروں کو ویران اور کھنڈر بنا کر رکھ دے میں تمہیں یہ مشورہ دوں گا کہ اس سے پہلے ہی تم لوگ حرکت میں آ جاؤ اور قبل اس کے کہ تگلت پلاسر تم پر حملہ آور ہو تم خود ایک متحدہ لشکر اور ایک متحدہ قوت کی صورت میں آشوریوں پر حملہ آور ہونے میں پہل کر دو اور اگر تم ایسا کرتے ہو تو اسے تم کو ان گنت فوائد حاصل ہوں گے اور وہ اس طرح کہ اگر تم حملہ آور ہونے میں پہل کر دیتے ہو ایسی صورت میں آشوری لشکر تمہارے خلاف جنگ کرتے ہوئے کترائیں گے اور تگلت پلاسر تمہارے علاقوں میں دور تک یلغار کرنے میں ناکام رہے گا۔

اے بادشاہ اب تم یہ پوچھو گے کہ آشوریوں کے خلاف ان شمال قبائل کو جنگ کے لیے اکسانے میں آخر میری کیا منفعت اور کیا سود مندی حائل ہے تو اس کے جواب میں میں یہ کہوں گا کہ گو کہ میں بابل کا رہنے والا ہوں لیکن میری ماں کا تعلق جھیل ارومیہ کے قریب ایک بستی سے تھا لہٰذا یہ سارے علاقے مجھے عزیز ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں اور میں نہیں چاہتا کہ آشوریوں کا بادشاہ تگلت پلاسر ان علاقوں کو ویران کرے اسی لیے ان کے حملہ آور ہونے سے پہلے ہی میں تمہیں یہ اطلاعات فراہم کرنے کے لیے پہنچ گیا ہوں تاکہ شمال کے یہ قبائل اپنی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد آشوریوں پر حملہ آور ہونے میں پہل کر دیں اور جو بھی حملہ آور ہونے میں پہل کرے گا وہی فائدے اور کامیابی میں رہے گا۔

عزازیل کے خاموش ہونے پر احلامو قبیلے کے بادشاہ ماسان نے بولتے ہوئے کہا۔ اے بابل کے رہنے والے عزازیل میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے مجھے آشوریوں سے متعلق ضروری اور اہم اطلاعات فراہم کی ہیں تمہارا یہ کہنا درست ہے کہ جو بھی حملہ آور ہونے میں پہل کرے گا وہی فوائد حاصل کرے گا لہٰذا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم اپنی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد ضرور آشوریوں پر حملہ آور ہونے میں پہل کریں گے تاکہ انہیں ہمارے علاقوں کے اندر گھس کر جنگ کرنے کا موقع فراہم نہ ہو ماسان کا یہ جواب سن کر عزازیل خاموش ہو گیا تھا لہٰذا اس نے بات کو اور آگے بڑھاتے ہوئے کہا:

اے بادشاہ تمہارے قبیلے سے نکل کر میں شمال میں بسنے والے دیگر قبیلوں کے

بادشاہوں کی طرف بھی جاؤں گا اور انہیں بھی آشوریوں کے خلاف جنگ کی ابتدا کرنے کے لیے آمادہ کروں گا اس کے بعد میں مشرق میں بسنے والے لولوبی اور قوطی قبائل کی طرف بھی جاؤں گا، اور انہیں بھی اس بات پر آمادہ کروں گا کہ وہ شمال کے قبائل کے پہلو بہ پہلو آشوریوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور اگر ایک بار شمال اور مشرق کے سارے قبائل آشوریوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تو میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں تو پھر آشوری آگئے آگئے اور یہ سارے قبائل ان کا تعاقب کرتے ہوئے ان کے پیچھے ہوں گے اور نہ صرف یہ کہ یہ سب قبائل آشوریوں کے مرکزی شہر نینوا تک ان کا تعاقب کرتے ہوئے اپنے لیے بہترین فوائد حاصل کریں گے بلکہ آئندہ کے لیے ان سب قبیلوں کے لیے آشوریوں کی طرف سے ہر قسم کا خطرہ اور خوف ٹل کر رہ جائے گا۔ ماسان نے عزازیل کی یہ گفتگو غور سے سنی پھر اس نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا:

اے عزازیل تمہیں میرے ہاں سے نکل کر دوسرے قبائل کی طرف جانے کی زحمت نہ اٹھانی پڑے گی اس لیے کہ شمال اور مشرق کے ان سب قبائل کی طرف میں خود اپنے مقاصد بھجواؤں گا اور انہیں آشوریوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کر دوں گا وہ سب قبائل میرا کہا مانتے ہیں اور مجھے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس لیے کہ ان سب قبیلوں میں میرا قبیلہ بڑا ہے اور ان علاقوں میں سارے بادشاہوں میں میں ہی سب سے بڑا اور طاقتور بادشاہ گنا جاتا ہوں لہذا سب قبائل کے بادشاہ میری عزت اور احترام کرنے کے علاوہ میرے مشوروں پر عمل بھی کرتے ہیں لہذا یہاں سے نکل کر تمہیں کسی اور قبیلے کی طرف جانے کی ضرورت نہیں ہے میں خود ہی سارے قبائل کو آشوریوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کروں گا۔ بہرحال میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے مجھے بروقت یہ ساری اطلاعات فراہم کی ہیں۔ ماسان کا یہ جواب سن کر عزازیل اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ مصافحہ کرتے ہوئے کہا:

اے بادشاہ میں اپنا فرض ادا کر چکا ہوں جو اطلاعات میں نے پہنچانی تھی وہ میں پہنچا چکا ہوں اب میں جاتا ہوں اور اس وقت کا انتظار کروں گا جب شمال اور مشرق کے سارے قبائل آشوریوں پر حملہ آور ہو کر انہیں اپنے مرکز کی طرف سمٹ جانے پر مجبور کر دیں گے اس کے ساتھ ہی عزازیل نے ماسان کے ساتھ پرجوش مصافحہ کیا اور پھر وہ اس کے محل سے نکل گیا تھا۔

○

عزازیل ایک روز شام سے تھوڑی دیر پہلے بابل شہر سے باہر شماش دیوتا کی

قدیم عمارت میں داخل ہوا۔ عارب، بیوسا اور نبیطہ بھی اس وقت تک اسی عمارت میں یافان اور اس کی بیٹی ارلیشیا کے پاس ہی قیام کیے ہوئے تھے جب عزازیل اس کمرے میں داخل ہوا جس میں وہ سب لوگ بیٹھے ہوئے تھے تو عزازیل کو دیکھتے ہی سب اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے، عزازیل نے ہاتھ کے اشارے سے ان سب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی وہ اُن کے سامنے بیٹھ گیا پھر ان سب کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا:

اے میرے عزیزو اے میرے رفیقو میں جس مہم کی طرف گیا تھا وہاں سے میں کامیاب لوٹ رہا ہوں میں نے آشوریوں کے شمال میں سب سے بڑے قبیلے احلامو کا رُخ کیا تھا میں ان کے مرکزی شہر احلامو میں داخل ہوا اور ان کے بادشاہ ماسان سے ملا اور اسے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ آشوریوں پر حملہ آور ہو اور میں نے اسے اس قدر آشوریوں کے خلاف برانگیختہ کیا کہ وہ ماسان نام کا بادشاہ اس بات پر آمادہ ہو گیا ہے کہ وہ نہ صرف خود بلکہ شمال اور مشرق کے جس قدر قبائل ہیں سب کو آشوریوں کے خلاف حملہ آور ہونے پر اُکسائے گا اور مجھے امید ہے کہ بہت جلد شمال اور مشرق کے یہ سارے قبائل احلامو قبیلے کے بادشاہ ماسان کی سرکردگی میں آشوریوں پر حملہ آور ہو جائیں گے اور اگر ان سب قبائل نے آشوریوں پر حملہ آور ہو کر آشوریوں کو شکست دی یا انہیں مار بھاگنے پر مجبور کر دیا تو یہ ہماری نظروں میں آشوریوں کی شکست نہیں ہو گی بلکہ یہ یوناف کی شکست ہو گی کیونکہ یوناف ہی آشوریوں کی پشت پناہی اور مدد کر رہا ہے اور یوناف کو شکست دینا اور زیر کرنا ہی ہماری کامیابی اور کامرانی ہے لہذا یہ قبائل اگر آشوریوں کو میدان جنگ سے بھاگنے پر مجبور کرتے ہیں اور یا انہیں شکست دیتے ہیں تو یہ یوناف پر ہماری فتح اور سودمندی ہو گی۔

اے میرے ساتھیو یہ تو میری اپنی کارکردگی ہے اب تم بتاؤ کہ تم نے اُر شہر میں کیا کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں کیا تم لوگوں کا ٹکراؤ یوناف کے ساتھ ہوا اگر ہوا تو اس کا کیا انجام نکلا اور کیا تم یوناف کی رقیم کو ٹھکانے لگانے اور اسے موت کے گھاٹ اتارنے میں کامیاب رہے ہو عزازیل کے اس استفسار پر کمرے میں تھوڑی دیر تک گہری خاموشی چھائی رہی پھر عارب نے بولتے ہوئے اور عزازیل کو جواب دیتے ہوئے کہنا شروع کیا:

اے آقا ہم سب یہاں سے نکل کر اُر شہر میں وارد ہوئے ہیں جس وقت ہم نے یوناف اور اس کی بیوی رقیم پر نزول کیا اس وقت وہ دونوں میاں بیوی اُر شہر سے باہر

دریائے فرات کے اندر کشتی رانی کر رہے تھے اور ہماری خوش بختی کہ وہ اُر شہر سے مخالف سمت والے کنارے کی طرف جا رہے تھے جب وہ اپنی کشتی کو کنارے کے قریب لائے تو ہم سب بھی وہاں نمودار ہوئے ہم میں سے کوزن نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

وہ اکیلا یوناف سے نمٹ لے گا کیونکہ وہ اپنی ایک پُرانی دشمنی کا انتقام لینا چاہتا ہے اور ہم سب کو اس نے کہا کہ ہم سب مل کر یوناف کی بیوی رقیم کا خاتمہ کر دیں اس طرح خود کوزن یوناف کے مقابلے پر آ گیا جب کہ ہم میں سے بزرگ یافان نے رقیم کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا اس کا فیصلہ یہ تھا کہ وہ اپنی نیلی دھند کی قوتوں کے ساتھ یوناف کی بیوی کی طرف بڑھے گا۔

یوناف کشتی میں بیٹھا کر کنارے پر اُترا تھا ہم سے غلطی یہ ہوئی کہ ہم نے یہ اندازہ نہ کیا کہ اس موقع پر ابلیکا بھی ان کے ساتھ ہو گی لہٰذا یافان جب اپنی نیلی دھند کی قوتوں کے ساتھ رقیم کی طرف بڑھا اور جونہی اس نے کشتی کے اندر پاؤں رکھنا چاہا۔ ابلیکا نے اسے یوں فضا کے اندر اُچھال دیا جس طرح خشک پتے فضاؤں کے اندر اُڑتے ہیں اور اگر یافان کی نیلی دھند کی قوتیں آگے بڑھتے ہوئے یافان کو سہارا نہ دیتیں تو یافان اس زور سے اس ساحلی زمین پہ گرتا کہ اس کا ہڈیوں پر مشتمل پنجر ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جاتا لیکن اچھا ہوا کہ اس کی نیلی دھند کی قوتوں نے آگے بڑھ کر اُسے سنبھال لیا۔ یافان کے یوں فضا کے اندر بلند ہونے سے یہ جان لیا کہ ابلیکا وہاں موجود ہے وہی رقیم کی حفاظت کر رہی ہے دوسری طرف جب کوزن یوناف پر حملہ آور ہوا تو کوزن کو یوناف نے مار مار کر اس کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا اور وہ پوری طرح اس مقابلے میں کوزن پر حاوی اور غالب رہا تھا ہم نے اس موقع پر یہ بھی ارادہ کیا تھا کہ کوزن کی مدد کرنے کے لیے آگے بڑھیں لیکن پھر ہم نے یہ سوچا کہ اس موقع پر یوناف نے اپنی سری قوتوں سے کام لینا شروع کیا اور ابلیکا بھی اس کی مدد کو آ گئی تو پھر ہمارے لیے انتہائی خطرناک اور انتہائی دشوار گزار مرحلہ اٹھ کھڑا ہو گا لہٰذا اے میرے آقا ہم یوناف یا اس کی بیوی رقیم کو کوئی نقصان پہنچانے میں پوری طرح ناکام رہے ہیں اور اسی ناکامی کی وجہ سے ہم اُر شہر سے یہاں بابل میں آ کر مقیم ہو گئے ہیں یہاں تک کہنے کے بعد عارب خاموش ہو گیا تھا۔

عارب کے اس انکشاف پر عزازیل کی حالت عجیب سی ہو گئی تھی اس کی آنکھوں کے اندر پریشانیاں اور غم رقص کرنے لگے تھے جب کہ اس کے چہرے پر بھی ناپسندیدگی اور خفگی کے اثرات دیکھے جا سکتے تھے عزازیل کے چہرے سے یہ اثرات زائل کرنے کے لیے اور بات

کا رُخ بدل کر ماحول کو خوشگوار بنانے کے لیے یافان نے یکسر ہی موضوعِ سخن تبدیل کرتے ہوئے عزازیل کو مخاطب کر کے کہا:

اے آقا ایک عرصے سے میرے ذہن میں ایک سوال کُلبلا رہا ہے لیکن مجھے موقع ہی نہ ملا کہ میں اپنے اس سوال کا جواب کبھی آپ سے جان سکوں اب جب کہ آپ اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ تو میں نے ارادہ کیا ہے کہ آپ سے اپنے اس سوال کا جواب جانوں اور آپ کے علاوہ دنیا کے اندر کوئی اور ایسی ہستی نہیں جو مجھے میرے اس سوال کا جواب بہترین انداز میں دے سکے یافان کی اس گفتگو پر عزازیل نے غور سے یافان کی طرف دیکھا پھر اس نے کسی قدر اپنے آپ کو سنبھالا لیتے ہوئے مدھم سی آواز میں پوچھا:

اے یافان تو مجھے کیا پوچھنا چاہتا ہے اس پر یافان کا حوصلہ بڑھا اور اس نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا:

اے آقا انسان کی ابتدا تو آدم سے ہوئی تھی۔ آدم پہلا شخص تھا جس کی پیدائش مٹی سے کی گئی۔ اور اُس کے بعد اس کی نسل چلی کیا آپ مجھے یہ بتائیں گے۔ کہ جنات کی یہ نسل کیسے اور کس طرح چلی یہی وہ سوال ہے۔ کہ جو ایک عرصے سے میرے ذہن میں پریشانی اور حدت پیدا کر رہا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ آپ میرے اس سوال کا بہترین جواب دیں گے۔ یہاں تک کہنے کے بعد یافان خاموش ہو گیا۔ پھر عزازیل نے اس کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے یافان تمہارا سوال بڑا دلچسپ اور مشکل بھی ہے۔ اور تمہارا یہ اندازہ بھی درست ہے۔ کہ میرے علاوہ اس سوال کا بہتر طور پہ کوئی جواب بھی نہیں دے سکتا۔ سنو یافان جنات کو ایک خاص نوعیت کی آگ سے پیدا کیا گیا سمجھو کر اُس خاص قسم کی آگ کے شعلے سے پیدا کیا گیا۔ جس میں دھواں نہ تھا۔ جس طرح پہلا انسان مٹی سے بنایا گیا پھر تخلیق کے مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے اس کے بعد خاکی نے گوشت پوست کے زندہ بشر کی شکل اختیار کی۔ اور آگے اس کی نسل تیزی سے چلی اُسی طرح پہلا جن خالص آگ کے شعلے یا آگ کی لپٹ سے پیدا کیا گیا۔ اور بعد میں اُس پہلے جن کی ذریت سے جنوں کی نسل پیدا ہوئی۔ اس پہلے جن کی حیثیت جنوں کے معاملہ میں وہی ہے جو آدم کی حیثیت انسانوں کے معاملہ میں ہے۔

زندہ بشر بن جانے کے بعد آدم اور ان کی نسل سے پیدا ہونے والے انسانوں کے جسم کو اس مٹی سے کوئی مناسبت باقی نہ رہی جس سے ان کو پیدا کیا گیا تھا۔ اگرچہ اب بھی انسانی جسم پورے کا پورا زمین ہی کے ذرات سے مرکب ہے۔ لیکن ان اجزاء نے گوشت پوشت اور خون کی شکل اختیار کر لی ہے۔ اور جان پڑنے کے بعد وہ تو خاک کی بالنسبت ایک بالکل مختلف ہی چیز بن گیا ہے۔ ایسا ہی معاملہ جنوں کا بھی ہے۔ ان کا وجود بھی اصلاً ایک آتشی وجود ہی ہے۔ لیکن جس طرح انسان تودۂ خاک نہ رہا۔ اسی طرح جنات بھی شعلۂ آتش نہیں رہے۔ اس کے علاوہ جن کوئی مجرّد روح نہیں ہے بلکہ ایک خاص نوعیت کے مادی اجسام ہیں مگر چونکہ وہ خالص آتشی اجزاء سے مرکب ہے۔ اس لئے وہ خاکی اجزاء سے بنے ہوئے انسانوں کو نظر نہیں آتے یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے دوبارہ کہہ رہا تھا۔

اے میرے دوستو جن نہ صرف یہ کہ انسان سے بالکل الگ نوعیت کی مخلوق ہیں بلکہ ان کا مادۂ تخلیق ہی انسان حیوان نباتات اور جمادات سے قطعی مختلف ہے۔ میرے رفیقو۔ یہ تو جنات کی تخلیق سے متعلق ہے۔ میں تمہارے سامنے یہ بھی دعویٰ کر سکتا ہوں۔ کہ انسان کی تخلیق کے متعلق بھی اس دنیا میں مجھ سے بڑھ کر کوئی اور نہیں جانتا سنو میرے عزیزو انسان کی تخلیق کے لئے پہلے سادہ مٹی فراہم کی گئی پھر مٹی میں پانی ملا کر اس سے گارے کی شکل دی گئی۔ پھر اس گارے کو کچھ عرصہ کے لئے پڑا رہنے دیا یہاں تک کہ یہ ایک لیس دار گارے کی صورت اختیار کر گیا۔ پھر گارے کے اندر بو پیدا ہو گئی۔ اور یہی بو چھوڑا ہوا اور سڑا ہوا گارا سوکھنے کے بعد جب پکی ہوئی مٹی کے ٹکڑے جیسا ہو گیا۔ تو اس سے انسان کی تخلیق کا سامان کیا گیا اور اس میں خداوند عالم نے ایک خاص روح پھونکی جس کو فرشتوں نے سجدہ کیا۔ اور جس کی جنس سے اس کا جوڑا پیدا کیا گیا۔ پھر آگے اس کی نسل ایک حقیر پانی جیسی شے سے چلائی گئی۔ جسے عرف عام میں نطفہ کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ تو اے میرے عزیزو میں نہ صرف یہ کہ جنوں کی پیدائش سے خوب آگاہ ہوں۔ بلکہ انسانوں کی پیدائش اول کا بھی رازدار رہا ہوں یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوا۔ پھر اس نے یافان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اے یافان جو سوال تم نے مجھ سے پوچھا تھا کیا میری

طرف سے تمہیں اس سوال کا تسلی بخش جواب مل گیا ہے۔ اس استفسار پر یافان نے اپنے سر کو اثبات میں ہلاتے ہوئے کہا اے میرے آقا جو کچھ میں نے آپ سے پوچھا تھا واقعی آپ کی طرف سے اس کا تسلی بخش جواب مل گیا ہے۔ اور آپ کی طرف سے بتائی جانے والی تفصیل جاننے کے بعد اب میں مطمئن ہو گیا ہوں۔ عزازیل نے پھر یافان کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے یافان میں عارب بیوسا اور نبلیطہ اور اس کے علاوہ کوزن اب یہاں سے تھوڑی دیر تک کوچ کر جائیں گے۔ اب جبکہ لیناف تم سے اخوتیپ کا طلسم چھین کر نہ جانے کہاں پر ضائع کر چکا ہے۔ تو اب تمہارا کیا لائحہ عمل ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسی سحر کے بل بوتے پر تم شماش دیوتا کی اس قدیم اور پرانی کھنڈر نما عمارت میں قیام کئے ہوئے تھے۔ اب اس طلسم کے ضائع ہو جانے کے بعد میرے خیال میں اب تم یہاں رہنا پسند نہیں کرو گے۔ اگر میرے یہ اندازے درست ہیں۔ تو اے یافان اب تم کہاں اور کدھر کا رخ کرو گے۔ عزازیل کے اس سوال پر یافان نے تھوڑی دیر تک اپنی گردن کو خم کر کے کچھ سوچا پھر اس نے غور سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا:

اے میرے آقا پہلے آپ یہ بتائیے کہ آپ یہاں بابل شہر سے نکل کر کس سرزمین کا رخ کریں گے۔ اس پر عزازیل نے جواب دیتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے یافان میں اور میرے ساتھی اب یہاں سے ارض فلسطین کا رخ کریں گے جہاں اللہ کے نبی سلیمانؑ کے فوت ہو جانے کے بعد ہمارے لئے بدی اور گناہ کے اثرات پھیلانے کے کافی مواقع پیدا ہو گئے تھے۔ سنو یافان بنی اسرائیل کے اندر کام کرنے کے اب ہمارے لئے سود مند حالات ہیں۔ اس لئے کہ سلیمانؑ کے بعد ان کا بیٹا بنی اسرائیل کا حکمران بنا ہے۔ اور وہ اپنے باپ کی طرح مذہب اور دین کے معاملے میں کوئی خاص سرگرم نہیں لہٰذا اس کی حکمرانی میں ہی ہم بنی اسرائیل کے اندر شرک اور بت پرستی کو فروغ دے سکتے ہیں۔ اب میرا لائحہ عمل یہ ہو گا۔ کہ بنی اسرائیل کے اندر داخل ہونے کے بعد وحدانیت کے مقابلے میں بنی اسرائیل کو مختلف ہمسایہ قوموں کے بتوں کی پوجا پاٹ اور پرستش کی طرف ترغیب دی جائے اور میرا خیال ہے کہ ایسا کرنے میں ہم کافی حد تک کامیابی حاصل کر پائیں گے۔ فی الوقت اے یافان یہی ہمارا مدعا اور یہی لائحہ عمل ہے۔ عزازیل کے اس جواب پر یافان نے بھی

فیصلہ کن انداز میں کہا :

اگر آپ کا یہ مدعا ہے تو اے میرے آقا آپ کے اس مدعا میں بھی پوری طرح آپ کا ساتھ دوں گا میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ بابل سے ارض فلسطین کی طرف کوچ کروں گا اور آپ کے ساتھ مل کر بدی اور گناہ کے فروغ کے لیے پوری طرح آپ لوگوں کا ساتھ دوں گا۔ یافان کا یہ جواب سن کر عزازیل کے چہرے پر اطمینان اور خوشیاں بکھر گئی تھیں پھر اس نے ان سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا :

اگر ایسا ہے تو آؤ ہم سب یہاں سے کوچ کریں اس کے ساتھ ہی وہ سب وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اپنی سری قوتوں کو وہ حرکت میں لائے اور بابل سے وہ مافوق الفطرت انداز میں ارض فلسطین کی طرف کوچ کر گئے تھے ۔

بابل اور کاسی قوم کے دوسرے شہروں کو فتح کرنے کے باعث آشوریوں کے بادشاہ تگلت پلاسر کے حوصلے بہت بڑھ گئے تھے اُر شہر سے واپسی کے بعد کچھ عرصہ اس نے اپنے لشکر کے ساتھ نینوا شہر میں آرام کیا اس کے بعد اس نے مشرق کی طرف بحیرۂ روم کے کنارے کے ساتھ ساتھ فونیقی قوم کے شہروں کو اپنا ہدف بنانے کا عزم کر لیا تھا۔ آشوریوں کا بادشاہ تگلت پلاسر اس بات سے بے خبر تھا کہ اس کی سلطنت کے شمال اور مشرق میں بسنے والے وحشی قبائل اس کے خلاف ایک طویل اور نہ ختم ہونے والی جنگوں کی تیاری میں مصروف ہیں اور یہ کہ عنقریب وہ آشوریوں کی سلطنت پر حملہ آور ہونے والے ہیں۔ شاید تگلت پلاسر نے ان قبائل کی طرف دھیان دینے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی تھی اس لیے کہ وہ اپنے مشرق میں بسنے والے وحشی قبائل کو پہلے ہی زبردست شکستیں دے کر مکمل طور پر زیر اور مغلوب کر چکا تھا اور شمال کے قبائل سے وہ امید نہیں رکھتا تھا کہ وہ اس پر حملہ آور ہوں کیونکہ اس کے ذہن میں یہ بات تھی کہ مشرقی قبائل کا حشر دیکھ کر شمال میں بسنے والے قبائل اس کی سلطنت پر حملہ آور نہ ہوں گے اسی زعم اور اسی غلط فہمی میں تگلت پلاسر نے اپنے لشکر کے ساتھ مغرب کی طرف کوچ کیا اس کا ارادہ تھا کہ بحیرہ روم کے کنارے کنارے لبنان سے لے کر فلسطین تک جو فونیقیوں کے شہر ہیں ان کو فتح کرتا ہوا وہ مصر کی طرف یلغار کرے گا اپنے اسی ارادے کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر تگلت پلاسر نے سب سے پہلے فونیقی قوم کے شہر ارادوس کی طرف یلغار کی تھی یہ شہر بحیرہ روم کے کنارے واقع تھا بہرحال ان سارے انتظامات کی پرواہ کیے بغیر آشوریوں کے بادشاہ تگلت پلاسر نے اپنے لشکر کے

ساتھ فونیقیوں کے ایک شہر ارادوس کا محاصرہ کر لیا تھا۔

ایک روز آشوریوں کا بادشاہ تگلت پلاسر یوناف رقیم اور اپنے ایک عزیز کے ساتھ جس کا نام آشوربل تھا اپنے شاہی خیمے میں بیٹھا ہوا تھا کہ نینوا کی طرف سے کچھ قاصد آئے جنہوں نے تگلت پلاسر کو یہ خوشخبری دی کہ نینوا شہر میں اس کی بیوی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے یہ خبر سن کر تگلت پلاسر بے حد خوش ہوا اور لشکر کے اندر خوشیاں منانے کا حکم دے دیا تھا ساتھ ہی اس نے ان قاصدوں کو تھوڑی دیر وہاں آرام کرنے کا موقع فراہم کیا پھر اس نے قاصدوں کو نینوا شہر کی طرف واپس کر دیا اور انہیں تاکید کی کہ اس کے نومولود بیٹے کا نام اشادو رکھا جائے لہٰذا وہ قاصد جب وہاں سے رخصت ہونے لگے اور انہیں رخصت کرنے کے لیے تگلت پلاسر اپنے خیمے سے باہر نکلا اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یوناف نے رقیم کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا :

رقیم رقیم میں تمہارے باپ تگلت پلاسر کو تو اس کے بیٹے کی پیدائش پر مبارکباد دے چکا ہوں میں تمہیں بھی اس خوشی پر مبارکباد دیتا ہوں تم اب دو بہن بھائی ہو گئے ہو۔ اس پر رقیم نے خوشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا :

میں آپ کی اس مبارکباد کو قبول کرتی ہوں وہ نومولود میرا سگا بھائی نہیں ہے پھر بھی مجھے اتنی خوشی ہے کہ جتنی سگے بھائی کی ہوتی ہے رقیم کے اس انکشاف پر یوناف نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیا یہ تمہارا سگا بھائی نہیں ہے اس پر رقیم نے مسکراتے ہوئے کہا :

نہیں یہ میرا سگا بھائی نہیں میرے باپ کی کئی بیویاں ہیں میری ماں تو اب بوڑھی ہو چکی ہے اور یہ نومولود میری سوتیلی ماں سے ہے بہرحال میرے لیے یہ سگے بھائیوں جیسا ہی ہو گا۔ رقیم کہتے کہتے خاموش ہو گئی کیونکہ اس کا باپ تگلت پلاسر اپنے عزیز آشوربل کے ساتھ خیمے میں دوبارہ واپس آ کر ان کے پاس بیٹھ گیا تھا پھر اس نے یوناف اور رقیم کی طرف دیکھتے ہوئے بے پناہ خوشی کے اظہار میں کہا اس شہر کے محاصرے کے دوران خداوند نے مجھے بیٹے کی پیدائش کی خوشخبری دی ہے اور مجھے امید ہے کہ مجھے مزید خوشیاں نصیب ہوں گی اور اس شہر کے بعد میں دیگر کئی شہروں کو بھی فتح کرنے میں کامیاب اور کامران رہوں گا۔

تھوڑی دیر تک وہ چاروں خاموش رہے اس دوران تگلت پلاسر کچھ سوچتا رہا ، پھر دوبارہ اس نے اپنے سامنے بیٹھے یوناف رقیم اور آشوربل کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا اے میرے عزیزو میں بہت جلد فونیقیوں کے اس شہر ارادوس کو اپنے

Uploaded By Nadeem

سامنے زیر اور فتح کرنا چاہتا ہوں اور اس شہر پر حملہ آور ہونے کے لیے میں نے ایک طریقہ کار واضح کر لیا ہے اور وہ یہ کہ کل سے لشکر کا ایک حصہ جنگل سے لکڑیاں کاٹنے پر مامور کیا جائے گا میں دیکھتا ہوں کہ اس سرزمین کے اندر دیودار کے بڑے بڑے تناور اور کافی موٹے درخت ہیں اور شہر کو فتح کرنے میں انہیں درختوں کو ہم کام میں لائیں گے ان درختوں کی لکڑی کاٹ کر ہم اپنے جنگی رتھوں پر مضبوط اور بلند برج تعمیر کریں گے اور ان برجوں کے اندر سیڑھیاں بنائی جائیں گی تاکہ ان سیڑھیوں کے اندر اپنے مسلح سپاہیوں کو رکھا جائے گا اور تیر اندازی کے لیے ان برجوں کے اندر چاروں طرف سوراخ رکھے جائیں گے اور ان برجوں کی تعمیر کے بعد ان پر مٹی کی لپائی کر دی جائے گی تاکہ ان برجوں کو جب دشمن پر حملہ آور ہونے کے لیے شہر سے قریب لایا جائے تو دشمن اگر فصیل کے اوپر سے ان برجوں پر کھولتا ہوا پانی یا دہکتے ہوئے انگارے پھینکے تو ان برجوں پر اس کی لپائی کی ہوئی مٹی کی وجہ سے کوئی اثر نہ ہو۔ تگلت پلاسر تھوڑی دیر تک چپ رہا پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

جنگی رتھوں پر تعمیر ہونے والے لکڑی کے ان برجوں کی تکمیل کے بعد انہیں دھکیل کر شہر کی فصیل کے قریب لے جائے گا اور انہیں دھکیلنے والے لشکری بھی ان کی آڑ میں رہ کر انہیں دھکیلیں گے تاکہ دشمن اگر ان پر تیر اندازی کرے تو ان پر ان کے تیروں کا کوئی اثر نہ ہو ان برجوں کو شہر کے قریب لے جاتے ہوئے انکے اندر بیٹھے ہوئے ہمارے لشکری بھی فصیل پر کھڑے دشمنوں کے سپاہیوں پر تیر اندازی کریں گے ہمارے سپاہی چونکہ برجوں کے اندر ہوں گے لہذا دشمن کے تیر ان پر اثر انداز نہ ہوں گے جب کہ ان کے تیر شہر کی فصیل پر کھڑے دشمن کے سپاہیوں پر کارگر ثابت ہوں گے تو ان برجوں کے اندر سے سیڑھیاں اور تختے فصیل پر ڈال لینے کے بعد ان برجوں کے اندر چھپ کر ہمارے بیٹھے ہوئے سپاہی برجوں سے شہر کی فصیل پر منتقل ہو کر جنگ کی ابتدا کر دیں گے اس طرح سارے برجوں سے ہمارے لشکری جب شہر کی فصیل پر اتر جائیں گے تو مجھے امید ہے کہ وہاں ایک ہولناک جنگ کے بعد ہم اس ارادوس شہر کو اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ تگلت پلاسر پھر تھوڑی دیر کے لیے رکا اس کے بعد اس نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے یوناف میرے بیٹے یہ جو میری لکڑی کے برج تعمیر کرنے کی تجویز ہے اس سے متعلق تمہارا کیا خیال ہے یوناف نے فوراً بولتے ہوئے کہا:

میں آپ کی اس تجویز سے پورا پورا اتفاق کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ جنگی رتھوں کے اندر ایسے برج تعمیر کرنے کے بعد ان پر مٹی کی لپائی کر کے ہم فونیقیوں کے خلاف ایک کامیاب جنگ کر سکتے ہیں اور ان برجوں کی مدد سے ہم نہ صرف یہ کہ اس شہر ارادوس پر حملہ کر سکتے ہیں بلکہ انہیں برجوں کو استعمال کرتے ہوئے ہم بحیرہ روم کے ساحل کے ساتھ ساتھ دیگر شہروں کو بھی بڑی آسانی سے اپنے سامنے فتح کرنے اور زیر کر کے رکھ سکتے ہیں یوناف کا یہ جواب سن کر تگلت پلاسر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر اس نے یوناف اور اپنے عزیز آشوربل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اگر میری یہ تجویز تمہارے لیے قابل قبول ہے تو تم اور آشوربل دونوں میرے ساتھ آؤ تاکہ ہم آج ہی سے اپنے لشکر کے چند دستے مقرر کر کے لبنان کے اس کوہستانی سلسلے سے دیودار کے درخت کاٹنے کا عمل شروع کر دیں۔ تگلت پلاسر کی اس گفتگو پر یوناف اور آشوربل دونوں اٹھ کھڑے ہوئے تھے پھر وہ تینوں خیمے سے نکل گئے اور اسی روز انہوں نے اپنے لشکری کی مدد سے دیودار کے بڑے بڑے درخت کٹوا کر لکڑی کے برجوں کی تعمیر کا کام شروع کر دیا تھا۔

⊙

سلیمانؑ کے بعد ان کا بیٹا رحجام تخت نشین ہوا بنی اسرائیل نے یہ فیصلہ کیا کہ سکم شہر میں رحجام کے بادشاہ بنائے جانے کی رسومات ادا کی جائیں لہذا بنی اسرائیل کے سارے سردار اور ان گنت اسرائیلی سکم شہر میں جمع ہوئے جب کہ خود رحجام بھی یروشلم شہر سے ان رسومات میں شرکت کرنے کے لیے سکم شہر میں گیا۔ سلیمانؑ کے عہد حکومت میں ان کے ایک سردار نے ان کے خلاف بغاوت اور سرکشی کر دی تھی اور وہ اپنے کچھ ساتھیوں کو لے کر مصر کی طرف بھاگ گیا تھا اس سردار کا نام یربعام تھا سکم میں رسومات ادا کرنے سے پہلے رحجام نے کچھ قاصد مصر کی طرف بھجوائے اور باغی سردار یربعام کو یہ پیغام بھجوایا کہ وہ مصر سے نکل کر فلسطین میں داخل ہو اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کے بادشاہ بنائے جانے کی رسومات میں شریک ہو۔ یربعام نے نئے بادشاہ کی اس پیشکش کو قبول کر لیا اور وہ اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ مصر سے نکل کر فلسطین میں داخل ہوا۔

جب یربعام نام کا یہ سردار اپنے ساتھیوں کے ساتھ نئے بادشاہ رحبعام کے سامنے پیش ہوا تو اس نے اور اس کے ساتھیوں نے سلیمانؑ کے بیٹے رحبعام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا :

اے نئے بادشاہ تیرے باپ نے ہمارا جوا سخت کر دیا تھا تو تُو اب اپنے باپ کی اس سخت خدمت کو اور اس بھاری جوئے کو جو اس نے ہم پر رکھا تھا ہلکا کر دے اور اس کے صلے میں ہم تیری خدمت کریں گے اور ہمیں امید ہے کہ تو ہمارے ساتھ ویسا سلوک نہ کرے گا جیسا تیرا باپ اپنے دور میں ہمارے ساتھ کرتا رہا ہے ان کی یہ گفتگو سن کر سلیمانؑ کے بیٹے اور اسرائیل کے نئے بادشاہ رحبعام نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا :

تم سب لوگ تین روز تک اس سکم شہر میں آرام کرو اور تین روز کے بعد میرے پاس آنا تب میں تمہاری ان باتوں کا جواب دوں گا۔ رحبعام کے کہنے پر وہ لوگ وہاں سے چلے گئے، ان کے جانے کے بعد رحبعام نے ان سرداروں کو اپنے پاس جمع کیا جو سلیمانؑ کے ساتھ بھی کام کرتے آرہے تھے اور انہیں مخاطب کر کے اس نے پوچھا تم مجھے کیا صلاح دیتے ہو کہ مجھے مصر سے آنے والے ان باغیوں اور ان کے سردار یربعام سے کیا سلوک کرنا چاہیئے۔ رحبعام کے اس سوال پر ان سارے سرداروں نے باہم مل کر مشورہ کیا پھر ایک سردار نے رحبعام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا :

اے بادشاہ تو اگر آج کے دن اپنی قوم کا خادم بن کر قوم کے کام کرے اور ان کی بہتری اور ان کی فلاح کی کارروائیاں کرے اور جو لوگ باغی سردار یربعام کے ساتھ مصر سے نکل کر ارض فلسطین میں داخل ہو گئے ہیں اگر تو ان کی بھی خدمت کرے اور ان کو نرمی سے جواب دے اور ان سے میٹھی باتیں کرے تو وہ سدا تیرے خادم اور غلام بن کر رہیں گے سلیمانؑ کے ان بوڑھے سرداروں سے مشورہ کرنے کے بعد رحبعام نے ان جوانوں کو اپنے پاس جمع کیا جو بنی اسرائیل میں سرکردہ گھرانوں سے تعلق رکھتے تھے جو اس کے ساتھ پل کر جوان ہوئے تھے اور جن کا اسرائیل کے اندر بڑا اثر و رسوخ تھا جب یہ سارے جوان رحبعام کے سامنے پیش ہوئے تو رحبعام نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے پوچھا :

یربعام وت اور سرکشی کرنے والے جو لوگ مصر سے نکل کر ارض فلسطین میں داخل ہوئے ہیں تم مجھے ان کے بارے میں کیا مشورہ دیتے ہو وہ لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تیرے باپ نے ہم پہ بوجھ رکھا تھا وہ تو ہم سے ہلکا کر دے ان جوانوں نے جو رحبعام کے ساتھ پل کر بڑے ہوئے تھے اسے مشورہ دیتے ہوئے کہا :

اے بادشاہ جب وہ مصر سے آنے والے تین دن کے بعد تیرے پاس آئیں تو تُو انہیں مخاطب کر کے کہنا کہ میرے باپ نے جو بوجھ تم پر رکھا تھا وہ بوجھ میں تم پر پہلے سے بھی زیادہ وزنی اور بھاری کر دوں گا میرے باپ نے تم لوگوں کو کوڑوں سے ٹھیک کیا تھا تو میں تم کو بچھوؤں سے ٹھیک کر کے رہوں گا۔ رحبعام نے ان جوانوں کے اس مشورے کو قبول کیا اور اس نے اس پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ تین دن کے بعد مصر سے آنے والے وہ باغی جب رحبعام کے سامنے پیش ہوئے تو رحبعام نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا :

میرے باپ نے جو تم پر بوجھ رکھا تھا میں اس بوجھ میں اور اضافہ کروں گا اور اگر میرا باپ تم لوگوں کو کوڑے مار کر ٹھیک کرتا رہا ہے تو میں تم پر بچھو چھوڑ کر تمہیں درست کر دوں گا۔ رحبعام کا یہ جواب سن کر نہ صرف یہ کہ مصر سے آنے والے وہ باغی اس سے ناخوش ہوئے بلکہ بنی اسرائیل کے بڑے بڑے سردار اور بڑے بڑے سرکردہ لوگ بھی رحبعام کے اس جواب سے خفا اور ناراض ہوئے اور انہوں نے ارادہ کر لیا کہ وہ رحبعام کی جگہ یربعام کا ساتھ دیں گے اس کے بعد ان سرداروں نے باہم مشورہ کرنے کے بعد رحبعام کی مخالفت اور یربعام کی حمایت کرنے کا اعلان کر دیا تھا۔

سکم کے قیام کے دوران جب رحبعام کو یہ خبر ملی کہ بنی اسرائیل کی اکثریت اس کے خلاف ہو گئی ہے اور کسی بھی وقت اسے نقصان پہنچایا جا سکتا ہے تو وہ اپنے حامی لوگوں کے ساتھ رات کے وقت سکم شہر سے یروشلم شہر کی طرف کوچ کر گیا اب حالت یہ ہو گئی تھی کہ بنی اسرائیل دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے بنی اسرائیل میں سے یہودہ اور بنیامین کے قبیلوں نے رحبعام کا ساتھ دینے کا اعلان کیا تھا اور رحبعام یروشلم میں رہتے ہوئے ان دونوں قبیلوں پر حکومت کرنے لگا اور ساتھ ہی ساتھ وہ ان دونوں قبیلوں کے جوانوں پر مشتمل ایک جرار لشکر تیار کرنے کی کوششوں میں بھی لگ گیا تھا۔ بنی اسرائیل کے دوسرے سارے قبیلوں نے مصر سے آنے والے باغی سردار یربعام کا ساتھ دینے کا اعلان کر دیا تھا اور انہوں نے اب یربعام کو ہی اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا تھا اس طرح ارض فلسطین میں دو حکومتیں قائم ہو گئی تھیں۔ ایک یروشلم شہر میں سلیمانؑ کے بیٹے رحبعام کی اور دوسری سکم شہر میں باغی سردار یربعام کی حکومت قائم ہو گئی تھی۔

○

انہیں دنوں عزازیل، عارب، ہیوسا، نبیطہ، یافان اور ارلیشیا کے ساتھ سکم شہر میں داخل ہوا اپنے سارے ساتھیوں کو اس نے سکم شہر کی ایک سرائے میں ٹھہرایا اور وہ خود ایک بزرگ کی صورت دھار کر یر بعام سے ملنے کے لیے سکم شہر کے شاہی محل میں داخل ہوا۔ عزازیل یر بعام کے سامنے آیا تو اس نے یر بعام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے بنی اسرائیل کے ہر دلعزیز بادشاہ میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ یروشلم سے اس سکم شہر کی طرف آیا ہوں میں نے اپنے ساتھیوں کو تو شہر کی ایک سرائے میں ٹھہرایا ہے جب کہ میں خود تمہاری خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ میں یروشلم کے بادشاہ اور سلیمانؑ کے بیٹے رحبعام کا سخت بلکہ بدترین دشمن ہوں اسی بناء پر میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ یروشلم سے بھاگ کر سکم شہر کی طرف آ گیا ہوں۔

اے بادشاہ اب جبکہ فلسطین کی یہ سرزمین دو حصوں میں بٹ گئی ہے اور اس کے اندر بنی اسرائیل کی دو حکومتیں قائم ہو گئی ہیں تو اس موقع پر میں تم سے چند ایسی باتیں کہنا چاہتا ہوں جس میں تمہاری بہتری اور فلاح پنہاں ہے اور اگر تم میری باتوں پر عمل کرو تو تمہارے لیے فائدے ہی فائدے ہیں۔ اور تم آئندہ پیش آنے والے خطرات اور نقصانات سے بچ سکتے ہو۔ عزازیل اپنی بات کہہ کر جب خاموش ہوا تو یر بعام نے مخاطب کر کے پوچھا۔

میں خوش ہوں کہ تم رحبعام کے دشمن اور میرے دوست ہو میں اس پر بھی خوش ہوں کہ تم یروشلم شہر سے بھاگ کر سکم شہر میں آ گئے ہو پر یہ تو کہو کہ تم میرے لئے کون سی ایسی باتیں لائے ہو جس میں میرے لئے فوائد ہیں۔ اور جن پر عمل کر کے میں خطرات اور نقصانات سے بچ سکتا ہوں۔ اس پر عزازیل نے بغیر کسی توقف کے کہا:

اے بادشاہ تم جانتے ہو کہ اس سے پہلے یروشلم ہی بنی اسرائیل کے لئے مرکزی شہر رہا ہے۔ اور ساری مقدس چیزیں جن کی زیارت کے لئے لوگ جاتے ہیں۔ وہ بھی یروشلم شہر ہی میں ہیں۔ بنی اسرائیل کا ہیکل تورات کا اصل نسخہ اور دیگر مقدس چیزیں ساری کی ساری ہی یروشلم شہر میں ہیں۔ اور ان سب چیزوں کی زیارت کے لئے دور دور کے شہروں سے یروشلم کا رخ کرتے ہیں۔ اے بادشاہ اب جبکہ فلسطین کی سرزمین دو حصوں میں بٹ گئی ہے ایک حصے پر رحبعام حکومت کرتا ہے۔ اور دوسرے حصے پر تمہاری حکومت ہے۔ جو لوگ تمہاری حکومت کے تحت ہیں۔ وہ جب مذہبی رسومات ادا کرنے کے لئے اور مقدس اشیاء کی زیارت کرنے کے لئے یروشلم کا رخ کریں گے۔ تو وہاں کا بادشاہ رحبعام ان لوگوں کو تمہارے خلاف بھڑکائے گا۔ اور جو بھی دوسرے شہروں سے یروشلم میں داخل ہوگا۔ وہ ان سب لوگوں سے چکنی چپڑی باتیں کر کے اور انہیں تمہارے خلاف کر کے انہیں اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرے گا۔ اس طرح آہستہ آہستہ وہ وقت آئے گا۔ جب سارے ہی بنی اسرائیل کے لوگ رحبعام کا ساتھ دینا شروع کر دیں گے۔ اور تمہارے لئے اس سرزمین میں دشمن ہی دشمن پیدا ہو جائیں گے۔ اسی صورت میں فلسطین کے آدھے حصے پر حکومت کرنا تو دور کی بات تمہارا اس سرزمین میں رہنا بھی مشکل اور دو بھر ہو کر رہ جائے گا۔ اس پر یر بعام نے فوراً بولتے ہوئے کہا:

اے اجنبی تم نے تو اپنا نام ابھی تک بتایا ہی نہیں۔ پہلے اپنا نام کہو پھر میں تم سے تفصیل کے ساتھ گفتگو کرتا ہوں۔ اس پر عزازیل نے کہا:

اے بادشاہ میرا نام عزازیل ہے۔ اور آج کے بعد تم مجھے اپنا ایک ادنیٰ خادم ہی سمجھ کر پورا پورا بھروسہ اور اعتماد رکھتے ہو۔ عزازیل کے اس جواب پر یر بعام نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے عزازیل تو نے جو باتیں مجھ سے کہی ہیں وہ مبنی بر حقیقت ہیں۔ واقعی اگر میری حکومت میں رہنے والے لوگ مذہبی رسومات ادا کرنے کے لئے اور مقدس اشیاء کی زیارت کے لئے یروشلم کا رخ کریں گے تو رحبعام انہیں اپنے ساتھ ملاتا رہے گا اس طرح رحبعام کے دوستوں میں اضافہ ہوتا رہے گا اور میرے دشمنوں کی تعداد دن بہ دن بڑھتی چلی جائے گی لہذا اے عزازیل میں سمجھتا ہوں کہ تم ایک دانش مند اور فہیم انسان ہو سو مجھے مشورہ دو کہ اس چیز سے بچنے کے لیے اور ان خطرات کو ٹالنے کے لیے مجھے کیا عمل قدم اٹھانا چاہیئے۔

یر بعام کے اس استفسار پر عزازیل نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا اے بادشاہ لوگوں کو یروشلم جانے سے روکنے کے لیے اور لوگوں کو رحبعام کا ساتھ دینے سے منع کرنے کے لیے میرے پاس ایک بڑا اچھا طریقہ ہے اور ایک عمدہ ترکیب ہے اور وہ یہ کہ سونے کے دو انتہائی خوبصورت اور پرکشش بچھڑے بنائے جائیں۔ ان بچھڑوں کو بنی اسرائیل کے دیوتا قرار دیئے جائیں۔

اے بادشاہ تم جانتے ہو کہ بنی اسرائیل کے آس پاس بسنے والی ساری ہی قوموں کے

اپنے اپنے دیوتا ہیں ہمسایہ قوم کے ان دیوتاؤں میں سے کسی کا نام ایل۔ کسی کا نام اشیرت کسی کا نام ہدد کسی کا نام ہعل کسی کا نام علیان کسی کا نام عنبت کسی کا نام عشتار کسی کا نام ملکارت کسی کا نام افتا کسی کا نام لجلہ کسی کو اشمون کسی کو رشف اور کسی کو ، رجون کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ آخر یہ سارے دیوی اور دیوتا مانگنے والوں کو کچھ نہ کچھ تو دیتے ہی ہیں۔ تبھی کی بنا پر لوگ اس زور شور سے اور عقیدت اور اس فرمانبرداری کے ساتھ ان کی پوجا پاٹ اور پرستش کرتے ہیں۔

اسے پر لیام ان سارے دیوی دیوتاؤں اور ان سارے بتوں کی پوجا پاٹ اور پرستش صرف خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کی جاتی ہے اور انہیں بتوں کے وسیلے سے خدا سے مانگا جاتا ہے اسی طرح خدا بندے سے خوش اور راضی ہوتا ہے۔

عزازیل چونکہ لوگوں کی بدیاں اور گناہ ان کے سامنے پرکشش بنا کر اور چمکا کر پیش کرتا ہے لہٰذا لوگوں کو یہ بھلی اور اچھی معلوم ہوتی ہیں لہٰذا اس نے بھی عزازیل کے مشورے پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا لہٰذا عزازیل کے مشورے اور مرضی کے مطابق پر لیام نے سونے کے دو انتہائی اور بڑے بڑے بچھڑے بنوائے اور ان سنہری بچھڑوں کے بتوں کو اس نے لوگوں کے اندر خوب گھمانے پھرانے کے بعد ان میں سے ایک کو بیت ایل کے مقام پر ایک اونچی جگہ نصب کرا دیا اور دوسرے سنہری بت کو اس نے دان کے مقام پر ایک بلند جگہ پر نصب کرانے کے بعد لوگوں کو یہ دعوت دی کہ وہ ان دونوں بتوں کی پوجا پاٹ کریں اور ان بتوں کے پاس اس نے قربان گاہ اور عبادت خانے بھی بنائے اور لوگوں کو یہ ترغیب دی کہ جس طرح وہ یروشلم شہر جا کر مقدس رسومات ادا کرتے ہیں اور قربانی کی رسمیں ادا کرتے ہیں اسی طرح وہ ان دونوں کے بتوں کے سامنے بھی کریں۔ پر لیام کی اس انگیخت کا خاطر خواہ اثر ہوا لہٰذا لوگ ان دونوں بتوں کی پرستش کی طرف راغب ہو گئے ۔ ان بتوں کا دن منانے کے لیے پر لیام نے آٹھویں مہینے کی پندرہ تاریخ کو بنی اسرائیل کے لیے عید کا دن قرار دیا تاکہ اس روز لوگ اچھے کپڑے پہن کر اور ان بتوں کے پاس آ کے منتیں مانیں، ان کے لیے قربانیاں ادا کریں اور ان کے سامنے نذریں گذاریں یوں عزازیل کے کہنے پر پر لیام کے علاقے میں ان دو سنہری بچھڑوں کی پوجا پاٹ اور پرستش کا کام زور شور سے شروع ہو گیا تھا۔

جب کہ عزازیل نے ان علاقوں میں مزید بدی کے پھیلاؤ کے لیے اپنے ساتھیوں کے ساتھ سکم شہر کے اندر ہی قیام کر لیا تھا۔

لبنان کے ساحل پر تگلت پلاسر یوناف اور آشوربل اپنی جنگی رتھوں کے اندر لکڑی کے بڑے بڑے برج تیار کرنے میں دن رات مصروف رہے لشکر کے اندر شامل ان گنت صناع اور کاریگر اس کام میں حصہ لے رہے تھے اور جب جنگی رتھوں کے اندر لکڑی کے یہ بڑے بڑے برج تیار ہو گئے تو ان برجوں کو اوپر سے مٹی کے ساتھ موٹی تہہ کی لپائی کر دی گئی تھی یوں یہ برج حملہ آور ہونے کے لیے تیار ہو گئے تھے ان برجوں کی تکمیل کے بعد تگلت پلاسر نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ اس نے اپنے پاس رکھا لشکر کا دوسرا حصہ اس نے یوناف کی سرکردگی میں دیا جب کہ لشکر کا تیسرا حصہ اس نے اپنے عزیز اور رشتہ دار آشوربل کی کمان داری میں دے دیا تھا جنگی رتھوں کے اندر تعمیر ہونے والے برج لشکر کے تینوں حصوں میں برابر تقسیم کر دیئے گئے تھے اور ان برجوں کے اندر تازہ پشت اور جنگجو آشوری سپاہیوں کو بٹھا دیا گیا تھا اس طرح تین مختلف اطراف سے لشکر کے تینوں حصے آرادوس شہر پر حملہ آور ہوئے تھے۔

سب سے پہلے آرادوس کے شمالی حصے سے یوناف نے اپنے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہونے کی ابتدا کی تھی وہ آشوری لشکر کے ساتھ تباہ کن آندھی کر دیں لیتے طوفان اور جسم و جان کے رشتوں کی زنجیریں کو کاٹ دینے والے آسیب کی طرح آرادوس شہر پر حملہ آور ہوا تھا۔ دوسری طرف شہر کے مشرقی حصے سے خود تگلت پلاسر خشک ہواؤں، عذاب ناک لمحوں اور پتے گرانی آندھیوں کی طرح شہر پر ٹوٹ پڑا تھا جب کہ تیسری اور جنوبی سمت سے آشوربل بجلیوں کے گھوارے دختگی اور بے چارگی اور صاعقہ آسمانی کی طرح فونیقیوں کے اس شہر پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ یوں آشوری تین اطراف سے آرادوس شہر پر حملہ آور ہوئے تھے اپنے برجوں کو وہ آہستہ آہستہ شہر کی فصیل کے قریب لاتے جا رہے تھے اور ساتھ ہی ساتھ فصیل کے اوپر سے ان برجوں پر تیر اندازی کے علاوہ کھولتا ہوا پانی اور دہکتے ہوئے انگارے بھی پھینکے گئے تھے لیکن ان برجوں پر چونکہ مٹی کی موٹی تہہ چڑھا دی گئی تھی لہٰذا آگ کے انگارے بھی پھینکنا اور کھولتا ہوا پانی ان پر کوئی اثر انداز نہ ہوا اور ان برجوں کے اندر بیٹھے ہوئے آشوری سپاہی دشمن کے تیروں آگ کے انگاروں اور کھولتے ہوئے پانی سے محفوظ رہے تھے اس طرح برجوں کے اندر سے آشوری بُری طرح تیر اندازی کرتے ہوئے اپنے برجوں کو فصیل کے عین قریب لے گئے تھے۔

آشوریوں کی تیر اندازی کے باعث شہر کی فصیل پر کھڑے فونیقی محافظ اپنے آپ کو تیروں کی

صورت میں فضا کے اندر تیری موت سے محفوظ کرنے کے لیے فصیل کے اوپر بنے مٹیالے بُرجوں کی اوٹ میں ہو گئے تھے جب کہ فصیل کا کُھلا حصہ خزاں کی شام کی طرح اداس اور ویران ہو کر رہ گیا تھا۔ آشوریوں کی تیر اندازی کے باعث ہر سمت رگوں میں موت رقص کرنے لگی تھی۔ فصیل اور اس کے آس پاس کے حصے میں شر و غدر کا سا سماں طاری تھا اور آشوریوں کے زہریلے تیر ہر کسی پر موت بن کر کھیل رہے تھے۔ آشوریوں کے تیر اندازی کے باعث فونیقیوں نے فصیل کا کھلا حصہ چھوڑ کو گریز اور بچاؤ سے کام لیتے ہوئے بُرجوں کے اندر پناہ لے لی تو آشوریوں کو اپنے بُرجوں سے نکل کر فصیل پر چڑھنے کا موقع مل گیا انہوں نے اپنے بُرجوں کو فصیل کے ساتھ لگا دیا اور پھر وہ چھوٹے چھوٹے تختے رکھ کر اپنے بُرجوں سے فصیل پر منتقل ہو گئے تھے اور آگے بڑھتے ہوئے انہوں نے ان فونیقی سپاہیوں پر حملہ کر دیا تھا جو فصیل کے برجوں میں پناہ لئے ہوئے تھے۔

فونیقیوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ حملہ آور آشوریوں کو فصیل سے دھکیل کر پھر انہیں ان کے برجوں میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا جائے اس مقصد کے لیے انہوں نے اپنے بُرجوں سے نکل کر آشوریوں پر تیز حملے کرنے شروع کر دیئے تھے لیکن ان کی ہر کوشش ناکام اور ان کے دفاع کا ہر بند ٹوٹتا ہوا دکھائی دے رہا تھا اس لیے کہ آشوری فونیقیوں پر اس قدر جان فشانی اور جرأت مندی سے حملہ آور ہو رہے تھے کہ ان کے حملہ آور ہونے سے ایسا لگتا تھا جیسے وہ فونیقیوں پر تاروں بھری رات میں گرنے والی شبنم کی طرح نزول کر رہے ہوں اور ان کے سوختہ جان حملوں کے سامنے بیچارے فونیقی اپنی تقدیر کے بدترین نوشتۂ پڑھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر تک آراؤس کی فصیل کے اوپر گھمسان کی جنگ ہوتی رہی پھر آہستہ آہستہ آشوری غالب اور فونیقی مغلوب ہوتے دکھائی دینے لگے اور پھر جب فصیل کے ساتھ لگے بُرجوں کے ذریعے سے مزید آشوریوں نے فصیل کے اوپر چڑھنا شروع کر دیا تو فونیقیوں کی حالت لمحہ بہ لمحہ کمزور ہوتی چلی گئی تھی یہاں تک کہ آشوریوں نے فونیقیوں کو مار مار کے اور کاٹ کاٹ کر پوری فصیل پر قبضہ کر لیا تھا اس کے بعد وہ شہر کے اندر اترنا شروع ہو گئے تھے اور انہوں نے تھوڑی دیر تک اور گھمسان کی جنگ کرنے کے بعد شہر کا مشرقی دروازہ کھول دیا تھا۔ شہر کے باہر کھڑا باقی ماندہ آشوری لشکر اپنے بادشاہ تگلت پلاسر کی سرکردگی میں ایک رُکے ہوئے اور بے پناہ سیلاب کی طرح شہر میں داخل ہوا تھوڑی دیر تک شہر کے اندر گھمسان کی جنگ ہوتی رہی یہاں تک کہ آشوریوں نے مسلح فونیقیوں کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا اور یوں فونیقیوں کے آراؤس شہر پر آشوریوں کا قبضہ ہو گیا تھا۔

○

دولس نے کوہستان پلاٹن پر روم نام کا جو شہر آباد کیا تھا۔ اطالوی سرزمین میں یہ شہر بڑی تیزی کے ساتھ پھلنے پھولنے لگا تھا اور شہر کی آبادی دن بہ دن بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ دولس نے اس نئے آباد ہونے والے روم شہر میں ایک نئی رسم کی ابتدا کرتے ہوئے شہر کے اندر ایک کھلا اور وسیع میدان گھڑ دوڑ کے لیے بنایا تھا اس نے ہر سال کو اکیس اگست کا دن مقرر کیا تاکہ سال کے اس روز روم شہر کے اس کھلے میدان کے اندر روم شہر اور اس کے قرب و جوار کے لوگ جمع ہوں اور اس میدان کے اندر گھڑ دوڑ کا اہتمام کیا گیا اور جب یہ گھوڑوں کی دوڑ اپنے عروج پر آئی تو دولس نے اعلان کیا کہ میدان کے اندر جس قدر غیر شادی شدہ جوان بیٹھے ہوئے ہیں وہ میدان کے اندر بیٹھی جس غیر شادی شدہ لڑکی کا ہاتھ تھام لیں گے اس لڑکی کی شادی اس کے ساتھ کر دی جائے گی۔

دولس کے اس اعلان پر گھڑ دوڑ کے اس میدان میں ایک ہنگامہ اور شور برپا ہو گیا تھا اس میدان میں گھڑ دوڑ کا تماشہ دیکھنے کے لیے زیادہ تر سبائن قوم کی کنواری لڑکیاں حصہ لینے کے لیے آئی تھیں، دولس کے اس اعلان پر روم کے رہنے والے رومن جوان ان سبین قوم کی لڑکیوں کی طرف بھاگے ہر ایک نے ایک ایک لڑکی کا ہاتھ تھام لیا وہ لڑکیاں اور ان کے ماں باپ جو میدان میں بیٹھے ہوئے تھے شور کرتے رہ گئے پر دولس کے حکم سے جس رومن جوان نے بھی سبینی قوم کی جس لڑکی کا ہاتھ تھاما تھا اس سے اس کی شادی کر دی گئی تھی ان لڑکیوں کے ماں باپ اور عزیز رشتہ دار بہت چیخے چلائے اور انہوں نے دولس کے سامنے بھی فریاد کی کہ ان کی لڑکیوں کو واپس کر دیا جائے لیکن کسی نے بھی ان کی فریاد نہ سُنی اور وہ اپنی لڑکیوں کو روم شہر ہی میں چھوڑ کر اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے تھے لیکن انہوں نے یہ عہد کر لیا تھا کہ وہ دولس اور رومیوں کے خلاف ضرور حرکت میں آئیں گے اور رومنوں نے جو ان کی لڑکیوں پر قبضہ کر لیا ہے تو وہ اس کا رومنوں سے انتقام ضرور لیں گے۔

اپنے ان ارادوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے سبینی قوم کے یہ افراد اپنے بادشاہ طیطس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسے کل واقعات سنائے کہ کس طرح وہ اپنی ہمسایہ رومن قوم کے مرکزی شہر روم میں گھڑ دوڑ کا تماشہ دیکھنے کے لیے گئے اور کس طرح رومنوں کے بادشاہ دوملس کے حکم پر ان کی لڑکیوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ اپنی قوم کے ان افراد کی آہ و پکار سن کر سبینی قوم کے بادشاہ طیطس نے ان کے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ رومنوں کے خلاف ضرور حرکت میں آئے گا اور یہ کہ انہیں ان کی بیٹیاں واپس دلا کر رہے گا۔ طیطس کے اس وعدے پر فریاد کرنے والے لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے جب طیطس نے اپنے قاصد ہمسایہ سرداروں کی طرف بھجوائے انہیں اپنی مدد پر آمادہ کیا اور چند ماہ کی لگاتار تیاریوں کے بعد اس نے اپنے ہمسایہ سرداروں کے ساتھ مل کر ایک بہت بڑا لشکر کر لیا تھا جس کے ساتھ وہ رومنوں کے خلاف جنگ کی ابتدا کر سکتا تھا۔ طیطس نے جب دیکھا کہ اس کے پاس ایک خاصہ بڑا لشکر مہیا ہو گیا ہے تو وہ اپنے مرکزی شہر سے نکلا اور جنگ کرنے کے لیے اس نے رومنوں کی طرف پیش قدمی کی تھی۔

طیطس کا ارادہ تھا کہ رومن شہر کے نواح میں کوہستان کیپٹلائن پر رومنوں کی جو آبادی تھی اس پر قبضہ کر لے اور کوہستان کیپٹلائن پر اپنا پڑاؤ قائم کرنے کے بعد اصل روم شہر پر حملہ آور ہو جو کوہستان پلاٹن پر آباد کیا گیا تھا۔ کوہستان کیپٹلائن کی اس رومن آبادی کا محافظ رومن جرنیل ترپیس تھا اس کی ایک حسین و جمیل بیٹی تھی جس کا نام تارپیا تھا اور یہ لڑکی زیورات کی بڑی شوقین تھی۔ سبینی قوم کے بادشاہ طیطس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ کوہستان کیپٹلائن پر جو رومنوں کی آبادی ہے اس کے محافظ جرنیل کی بیٹی سونے کے زیورات کی بڑی شوقین ہے لہذا اس نے اپنے لشکر میں شامل کچھ عورتوں کو رومنوں کی اس آبادی کی طرف بھجوایا جو تارپیا نام کی اس لڑکی کو بہلا پھسلا کر اپنے لشکر میں لے آئی تھیں۔ سبینی قوم کے لشکر میں پہنچ کر اس حسین و جمیل لڑکی نے دیکھا کہ سبینی قوم کے لشکری اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے اور ان کی عورتیں بھی سونے کے زیورات سے لدی ہوئی تھیں۔ طیطس نے بڑی دانش مندی سے کام لیا پہلے تارپیا نام کی اس لڑکی کو اپنے لشکر میں گھمایا پھر اسے اپنے خیمے میں لے جا کر اسے اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ وہ کوہستان کیپٹلائن پر رومنوں کی آبادی پر ہمارا قبضہ کرانے میں ہماری مدد کرے۔

حسین و جمیل تارپیا سونے کے ان کنگنوں سے جو سبینی قوم کے لشکری پہنے ہوئے تھے بے حد متاثر ہوئی تھی لہذا اس نے طیطس سے وعدہ کیا کہ اگر وہ سارے کنگن جو سبینی قوم کے لشکری پہنے ہوئے ہیں وہ مجھے دے دیئے جائیں تو میں کوہستان کیپٹلائن پر جو رومنوں کی آبادی ہے اس پر قبضہ کرنے میں سبینی قوم کی مدد کر سکتی ہوں۔ طیطس نے تارپیا کی اس پیشکش اور شرط کو قبول کر لیا اور وہ تارپیا کو اپنے لشکر کے اندر لے گیا اور اپنے سارے لشکریوں کو اس نے حکم دیا کہ اپنے ہاتھوں سے سونے کے کنگن اتار کر تارپیا کے سامنے ڈھیر کر دیں۔ سبینی قوم کے لشکری باری باری تارپیا کے پاس آتے اور اس پر اپنے سونے کے کنگن نچھاور کرنے لگے یہاں تک کہ لشکریوں نے اس قدر سونے کے کنگن اس پر پھینکے اور کر دئے کہ تارپیا ان کنگنوں کے اندر ہی دب کر مر گئی تھی۔ دوسری طرف تارپیا کا باپ ترپیس اپنی بیٹی کے لیے فکر مند اور سرگرداں تھا اس کی اسی فکر مندی کے عالم میں سبینوں کے بادشاہ طیطس نے اس پر حملہ کر دیا اسے شکست دی اور کوہستان کیپٹلائن پر رومنوں کی آبادی پر سبینی قوم قابض ہو گئی تھی۔

اب حالت یہ تھی کہ کوہستان کیپٹلائن پر سبینی قوم کے بادشاہ طیطس کا لشکر پڑاؤ کیے ہوا تھا جب ان کے سامنے کوہستان پلاٹن پر رومنوں کا بادشاہ دوملس اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہو چکا تھا۔ دونوں لشکروں کے درمیان چھوٹی سی ایک دلدل تھی جس کے اطراف میں ہو کر دونوں لشکروں کو ایک دوسرے پر حملہ آور ہونا تھا۔ جنگ کی ابتدا کرنے سے پہلے دونوں لشکروں سے ایک ایک پہلوان انفرادی جنگ کرنے کے لیے اس دلدل کے قریب کھلے میدان میں نکلے سبینیوں کی طرف سے ان کا پہلوان کرتیوس میدان میں اترا تھا جبکہ رومنوں کا پہلوان ہاسٹیلوس مارا گیا اور یوں انفرادی جنگ میں سبینیوں کا پلہ بھاری رہا ساتھ سبینی یہ بھی امید کر رہے تھے چونکہ وہ انفرادی جنگ میں غالب آئے ہیں لہذا رومنوں کے ساتھ اگر اجتماعی جنگ ہوتی ہے تو وہ اس میں بھی غلبہ حاصل کریں گے۔

اس موقع پر دوملس نے عقل مندی اور دانش مندی کا ثبوت دیا وہ نہیں چاہتا تھا کہ رومنوں اور سبینیوں کے مابین جنگ ہو اس طرح دونوں ہی کا نقصان تھا اور چونکہ اس نے روم شہر ابھی ابھی نیا آباد کیا تھا لہذا وہ اپنے اس نئے شہر پر جنگ کے بادل منڈلاتے نہ دیکھ سکتا تھا لہذا دوملس کی کوشش اور ارادہ یہی تھا کہ کسی نہ کسی طرح اس جنگ سے بچا جا سکے اور اس جنگ سے بچنے کے لیے دوملس نے ایک بہترین طریقہ نکالا اس نے ان تمام سبینی لڑکیوں کو ایک جگہ جمع کرنے کا حکم دیا جن سے رومن لڑکوں نے گھڑ دوڑ کے میدان میں شادیاں

کر لی تھیں ان لڑکیوں کو مخاطب کرتے ہوئے رودلس نے کہا کہ تم سب مل کر دونوں لشکروں کے درمیان حائل ہو جاؤ اور اپنی سبینی قوم کے لشکر کو جنگ سے باز رہنے کے لیے آمادہ کرو اور تم لوگ سن رکھو اگر یہ جنگ ہو گئی تو اس جنگ میں نہ صرف رومنوں کا بلکہ سبینوں کا بھی نقصان ہوگا اور اس جنگ میں نہ صرف یہ کہ تم لوگ بھی ماری جاؤ گی بلکہ تمہارے ماں باپ جن کا تعلق سبینی قوم سے ہے وہ بھی موت کے گھاٹ اتار دیئے جائیں گے اس طرح اگر یہ جنگ ہوتی ہے تو سبینوں اور رومیوں دونوں جانب سے سبینی قوم کا زیادہ نقصان ہوگا لہٰذا میں خلوص کے ساتھ تم سب کو مشورہ دیتا ہوں تم دونوں لشکروں کے درمیان حائل ہو کر اپنی قوم کے لشکر کو یہ جنگ روک دینے پر مجبور کر دیا۔

سبینی قوم کی یہ لڑکیاں چونکہ اب تک اپنے رومن شوہروں کے ساتھ بے حد مانوس ہو چکی تھی اور وہ اب ان کے ساتھ ہی رہنا پسند کرتی تھیں لہٰذا انہوں نے رودلس کی ہدایت کے مطابق عمل کرنے کا عزم ظاہر کر دیا تھا یہ سینکڑوں لڑکیاں رودلس کے کہنے پر رومن اور سبینی لشکر کے درمیان آئیں اور زور زور سے اپنے ہم قوم سبینی لشکریوں کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے کہنا شروع کیا:

ہم وہ سبینی لڑکیاں ہیں جن کی رومن جوانوں کے ساتھ شادیاں ہو چکی ہیں اور اب ہم اپنے اپنے گھروں میں خوش اور مطمئن ہیں لہٰذا ہماری خاطر یہ جنگ کر کے اور ہمیں واپس سبینی قوم میں لے جانے کی یہ کوشش قطعاً فضول اور بے کار ہوگی ہم ایک بار جن مردوں کی غلامی میں آ چکی ہیں انہیں کے پاس رہنا چاہتی ہیں ہم دوبارہ اپنی قوم میں جا کر دوسرے مردوں کی غلامی قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں لہٰذا ہمارا یہ پُرزور مطالبہ ہے، ہماری خاطر ہونے والی اس جنگ کو روک دیا جائے اور اگر اس جنگ کو نہ روکا جائے تو ہم بھی اپنی قوم کے خلاف رومنوں کا ساتھ دیتے ہوئے جنگ میں حصہ لیں گی۔

سبینی قوم کی ان لڑکیوں کی فریاد اور پکار کا خاطر خواہ اثر ہوا اور سبینی قوم کے سارے بڑے بڑے سردار اپنے بادشاہ ططیس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسے مخاطب کر کے ایک سردار نے کہا کہ:

اپنی جن لڑکیوں کے خاطر ہم رومنوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے آئے ہیں:
اے بادشاہ تم دیکھتے ہو وہ لڑکیاں اب رومنوں ہی کے پاس رہنا چاہتی ہیں اور جنگ کی صورت میں وہ بھی ہمارے خلاف مدد کریں گی لہٰذا جن لڑکیوں کے لیے ہم جنگ کرنے کے لیے آئے ہیں جب وہ لڑکیاں ہی اس جنگ کے خلاف ہیں اور جنگ کی صورت میں وہ ہماری مخالفت پر اتر آئیں گی تو ہمیں ایسی جنگ کرنے سے کیا فائدہ لہٰذا اے بادشاہ ہم سب سردار مل کر تمہیں یہ مشورہ دیتے ہیں کہ ان جنگی عزائم کو ختم کرتے ہوئے رومنوں کے ساتھ صلح کر لی جائے بلکہ میں کہتا ہوں کہ ان علاقوں کے اندر رومنوں اور سبینوں کو ایک قوم کی حیثیت سے رہنا اور چلنا پھولنا چاہیئے رومنوں کے ساتھ اتحاد ہی میں ہماری اور رومنوں دونوں ہی کی بہتری ہے۔
سبینوں کے بادشاہ ططیس نے اپنے سرداروں کی اس پیشکش کو قبول کر لیا لہٰذا اس نے اپنے قاصدوں کے ذریعے سے رومنوں کے بادشاہ رودلس کو صلح اور بھائی چارے کا پیغام بھجوایا۔

اس طرح رومنوں اور سبینوں کے درمیان صلح ہو گئی۔ سبینی بھی رومنوں کے قریب آ کر آباد ہو گئے اور دونوں قوموں کے درمیان یہ طے پایا کہ دونوں قوموں کا ایک ہی بادشاہ ہوا کرے گا اور یہ بادشاہ باری باری رومنوں اور سبینوں میں سے چنے جائیں گے اس طرح رومنوں اور سبینیوں نے ایک متحدہ قوم کی صورت اختیار کر لی اور رودلس کو انہوں نے اپنا پہلا بادشاہ مقرر کیا یوں رودلس اس متحدہ قوم پر ایک بادشاہ کی حیثیت سے حکومت کرنے لگا تھا۔

آشوریوں کے بادشاہ تگلت پلاسر نے فونیقیوں کے شہر آرادوس کو فتح کرنے کے بعد چند یوم تک اس شہر میں قیام کیا اس قیام کے دوران اس نے نہ صرف یہ کہ شہر کا نظم و نسق درست کیا بلکہ شہر کے گرد و نواح کے کوہستانی سلسلے سے اس نے دیودار کے بڑے بڑے درخت کاٹ کر ان سے اپنے لیے کشتیاں تیار کرانا شروع کر دی تھیں جب کہ کافی تعداد میں یہ کشتیاں تیار ہو گئیں تو تگلت پلاسر نے فونیقیوں کے مزید جنوبی شہروں پر قبضہ کرنے کے لیے آرادوس شہر سے کوچ کیا کوچ سے پہلے اس نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا، لشکر کا ایک حصہ اس نے اپنے رشتہ دار آشور بل کی سرکردگی میں خشکی کے راستے فونیقیوں کے جنوبی شہر سیمرا کی طرف روانہ کر دیا جب کہ خود تگلت پلاسر لشکر کے دوسرے حصے کے ساتھ یوناف اور رقیم کو لے کر کشتیوں کے ذریعے جنوبی شہر رقیم کی طرف روانہ ہو گیا تھا اس سمندری سفر کے دوران آشوریوں

نے ایک وہیل مچھلی کا شکار کیا آشوری پہلے وہیل مچھلی سے آگاہ نہیں تھے اور جب اس بہت بڑی مچھلی کو آشوریوں نے اپنے بادشاہ تگلت پلاسر کے سامنے پیش کیا تو تگلت پلاسر نے ایک وہیل مچھلی کو سمندری گھوڑے کا نام دیا بہرحال تگلت پلاسر کشتیوں کے ذریعے اپنے لشکر کے ساتھ فونیقیوں کے شہر سمیرا پہنچ گیا اتنی دیر تک خشکی کے راستے لشکر کے دوسرے حصے کو لے کر آشوربل بھی وہاں پہنچ چکا تھا لہذا دونوں لشکروں نے یکجا ہو کر سمیرا شہر کا محاصرہ کر لیا تھا۔

تگلت پلاسر نے جس طرح فونیقیوں کے شہر ارادوس کو جنگی رتھوں پر لکڑی کے بڑے بڑے برج تیار کر کے فتح کر لیا تھا اسی طریقے سے اس نے فونیقیوں کے شہر سمیرا کو بھی فتح کر لیا اس کے بعد اس نے مزید جنوب کی طرف پیش قدمی کی اور فونیقیوں کے دو اور بڑے بڑے شہر جبیل اور صیدا بھی اس نے لکڑی کے ان برجوں ہی کو استعمال کر کے فتح کر لیے تھے ، ان سارے شہروں کو فتح کرنے کے بعد تگلت پلاسر نے ان شہروں کا رخ کیا اور خراج وصول کیا اور پھر کچھ دن اس نے صیدا شہر میں قیام کر لیا تھا۔

اسی شہر میں قیام کے دوران مصر سے ایک وفد تگلت پلاسر سے ملنے کے لیے اس کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب اس وفد کے اراکین کو تگلت پلاسر کے سامنے پیش کیا گیا، تو تگلت پلاسر نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے پوچھا تم کون لوگ ہو اور مصر سے میرے لیے کیا پیغام لے کر آئے ہو تگلت پلاسر کے اس استفسار پر اس وفد کے اراکین میں سے ایک نے تگلت پلاسر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے بادشاہ ہمیں مصر کے حاکم اعلیٰ فرعون نے آپ کی طرف روانہ کیا ہے تاکہ ہم اس کی طرف سے آپ کو دوستی اور خلوص کا پیغام سنائیں جس قدر علاقے آپ نے فتح کیے ہیں ان علاقوں تک ہمارا بادشاہ آپ کی عمل داری کو تسلیم کرتا ہے ، اس کے ساتھ ساتھ ہمارے بادشاہ نے اپنی طرف سے آپ کے لیے ایک تحفہ بھی روانہ کیا ہے اس وفد کے اراکین کی یہ گفتگو سن کر تگلت پلاسر خوش ہوا اور اس نے انہیں مخاطب کر کے پوچھا تمہارے بادشاہ نے میرے لیے کیا تحفہ بھیجا ہے اس پر اس وفد کے اراکین نے بادشاہ کے سامنے ایک زندہ مگرمچھ پیش کیا اور تگلت پلاسر کو کہا کہ یہ مگرمچھ ہی وہ تحفہ ہے ، جو ہمارے بادشاہ نے خاص دریائے نیل سے پکڑ کر آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے بھیجا تھا۔

آشوریوں کا بادشاہ تگلت پلاسر دریائے نیل سے پکڑے جانے والے اس مگرمچھ کو دیکھ کر بے حد خوش ہوا مصری وفد کی جانب سے اس نے اس تحفے کو قبول کیا، اس وفد کے اراکین کو انعام و اکرام سے نوازتے ہوئے انہیں اس نے واپس کر دیا تھا۔ تگلت پلاسر نے مصر کے فرعون کا یہ تحفہ قبول کر لیا تھا اور اس کے وفد کے ارکان کو اس نے تحائف دے کر روانہ کیا تھا اس کے باوجود اس نے اپنے دل میں ارادہ کر لیا تھا کہ وہ کچھ عرصہ صیدا شہر کے اندر ہی قیام کرے گا اور وہاں پر قیام کے دوران وہ اپنی عسکری حیثیت کو مضبوط کرنے کے بعد بحیرۂ روم کے ساحل کے ساتھ ساتھ مزید جنوب کی طرف بڑھتے ہوئے اپنی فتوحات کا دائرہ مصر تک وسیع کرتا چلا جائے گا اپنے اس ارادے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے تگلت پلاسر نے صیدا شہر میں قیام کے دوران اپنی عسکری حیثیت کو پہلے کی نسبت اور زیادہ مضبوط اور مستحکم کرنا شروع کر دیا تھا۔

○

رومنوں کے بادشاہ رومولس نے اپنی سلطنت کے سارے لوگوں کو تین حصوں یا تین قبیلوں میں تقسیم کیا پہلے حصے کا نام اترون دوسرے کا نام رومن اور تیسرے کا نام سبینی تھا اس کے علاوہ رومولس نے سو افراد پر مشتمل ایک سینیٹ بھی تشکیل دی اور اس سینیٹ کے افراد رومولس کو حکومت چلانے میں مدد اور تعاون فراہم کیا کرتے تھے آخر کار بدقسمتی ایسی ہوئی کہ یہ رومولس اچانک ہی کہیں گم ہو گیا اور گمنامی کی موت مارا گیا۔

رومولس کی وفات کے بعد سو افراد پر مشتمل سینیٹ ہی حکومت کا نظم و نسق چلاتی رہی ایک سال تک ایسی ہی حالت رہی اس پر لوگوں نے اعتراض کرنا شروع کر دیا کہ معاشرے پر ایک بادشاہ نہیں بلکہ سو بادشاہ حکومت کرتے ہیں اور لوگوں نے یہ مطالبہ کیا کہ ان کا کوئی ایک بادشاہ ہونا چاہیئے جو نہ صرف یہ کہ سینیٹ کو کنٹرول کرے بلکہ وہ فرد واحد کی حیثیت سے پورے ملک پر حکومت بھی کرے آخر اس معاملہ پر سینیٹ کے افراد نے صلاح مشورہ کیا اور سبینیوں میں سے ایک شخص کو بادشاہ بنانے کا ارادہ ظاہر کیا اس شخص کا نام نوما تھا اور یہ کیورس نام کی ایک بستی کا رہنے والا تھا، آخر

روما شہر کے دو معزز افراد کو سفیروں کی حیثیت سے اس نوما کی طرف روانہ کیا گیا تاکہ اسے یہ دونوں سفیر بادشاہت کی پیش کش کریں یہ دونوں سفیر نوما کی بستی کیورس میں پہنچے نوما کے ہاں داخل ہوئے اس کے باپ اور خود اُسے بھی اپنے سامنے بٹھایا اور اسے سینٹ کے اس فیصلے سے آگاہ کیا کہ سینٹ تمہیں بادشاہ بنانے کی خواہش مند ہے نوما نام کا یہ شخص انتہائی دانش ور عقل مند اور تمام مروجہ علوم کا ماہر اور عالم تھا جب ان دونوں سفیروں نے اُسے روم کا بادشاہ بننے کی پیش کش کی تو اس نے کچھ دیر اس موضوع پر سوچا پھر اس نے ان دونوں سفیروں کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے جذبات اور اپنے رجحانات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

میں سینٹ اور تم دونوں کا شکر گزار ہوں کہ تم لوگ مجھے روما کا بادشاہ بننے کی پیشکش کر رہے ہو لیکن میں اپنی موجودہ حالت میں تبدیلی نہیں چاہتا اور میں اس قاعدے اور کلیے کا پابند ہوں کہ جو آدمی اپنی زندگی میں اس طرح کی تبدیلی لاتا ہے وہ تبدیلی عموماً اس کے لیے خطرناک ہوتی ہے اس طرح انسان ایک درجے سے دوسرے درجے تک بڑھنے کی خواہش کا شکار رہتا ہے اور اس کی ہوس اور حرص میں اضافہ ہو جاتا ہے لہٰذا میں بادشاہ بننے کا خواہش مند نہیں ہوں اور اے معزز سفیرو! تم یہ بھی جانتے ہو کہ رومن سوسائٹی کی بنیاد لڑائی جھگڑے پر قائم کی گئی ہے اس شہر کو بھی لڑائی جھگڑے کی بنیاد پر ہی قائم کیا گیا تھا اور مرنے والے بادشاہ رولس کا بھائی بھی اسی شہر کی تعمیر کے سلسلے میں مارا گیا تھا اس شہر کی تعمیر چونکہ جنگ کی بنیاد پر رکھی گئی ہے تو میں بادشاہ بننے کے بعد جب لوگوں کو اپنے دیوتاؤں کی پرستش کی طرف بلاؤں گا اور انہیں نیک کام کرنے کی تبلیغ کروں گا تو مجھے خدشہ ہے کہ لوگ مجھے ٹھٹھا اور ہنسی مذاق کا نشانہ بنائیں گے لہٰذا میں بادشاہ بننے سے معذرت کا اظہار کرتا ہوں۔

قبل اس کے کہ وہ دونوں سفیر نوما کی اس گفتگو کے جواب میں کچھ کہتے اس موقع پر نوما کا باپ بول پڑا اور نوما کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا:

اے نوما اس دنیا کے اندر تم جانتے ہو انسان فانی ہے اور انسان ایک دوسرے کی رہبری اور رہنمائی ہی سے چل سکتے ہیں لوگوں نے تمہیں یہ جان کر اور سمجھ کر بادشاہ کی پیشکش کی ہے کہ تم ان کے مقابلے میں زیادہ علم رکھتے ہو اور مروجہ علوم کے سب سے بڑے ماہر اور عالم ہو اسی بنا پر لوگ تمہیں اپنا بادشاہ بنانا چاہتے ہیں تاکہ تم ان کی صحیح رہبری اور رہنمائی کر سکو اور سن رکھو دیوتا اس سے خوش ہوتے ہیں جو علم رکھتے ہوئے اپنے سے کم علم

رکھنے والے لوگوں کی رہبری کا سامان کرتا ہے۔ نوما کے باپ کی اس گفتگو کا نوما پر خاطر خواہ اثر ہوا لہٰذا اس نے ان دونوں سفیروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے معزز سفیرو! میرے باپ کی گفتگو نے مجھے تمہاری پیش کش کو قبول کر لینے پر آمادہ کر دیا ہے لہٰذا میں روما کا بادشاہ بننے کی اس پیش کش کو قبول کرتا ہوں۔

پیش کش کو قبول کر لینے کے بعد نوما ان دونوں سفیروں کے ساتھ روم کی طرف روانہ ہو گیا اور جب وہ شہر میں داخل ہوا تو لوگوں نے اس کا شاندار استقبال کیا اور اس کے بادشاہ بننے کی خوشی میں لوگوں نے قربانیاں ادا کیں اور رنگ برنگے کپڑے پہن کر گلی کوچوں میں گھومتے پھرتے ہوئے اپنی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا رولس نے اپنے دور حکومت میں رومن قوم کو جنگی تربیت دی تھی جب کہ نوما نے اس کے مقابلے میں لوگوں کو مذہب کی طرف مائل کیا۔ نوما نے ملک کے اندر جگہ جگہ ترمینوس دیوتا کے مندر تعمیر کرائے اور روم کے اندر ایک بڑی قربان گاہ تیار کی گئی یہ قربان گاہ ایک بہت بڑی چٹان سے تراشی گئی تھی اس قربان گاہ کے اوپر کے حصے میں چاروں طرف مینڈھوں کے سر کے نشانات بنائے گئے تھے اور نچلے چاروں حصوں کے اوپر ہوا میں اڑتے ہوئے پروں والے فرشتے دکھائے گئے تھے اور اس قربان گاہ کے وسطی حصے میں ایک بچہ دکھایا گیا تھا جو اپنے اوپر ایک چادر لپیٹے ہوئے تھا اور اس معصوم بچے کے پر دکھا دیئے گئے تھے اور جو ایک گول دائرے کے اندر پرسکون حالت میں دکھائی دیتا تھا۔ رولس نے جو معاشرے کو تین حصوں یعنی اتروس رومن اور سبینی قبیلوں میں تقسیم کیا تھا تو نوما نے رولس کی اس تقسیم کو بالکل ختم کر دیا۔

نوما نے سوسٹی اور معاشرے کو نو قبیلوں نو پیشوں یا نو حصوں میں تقسیم کیا پہلے حصے کا نام اس نے نواز رکھا دوسرے کا زرگران تیسرے کا معمار چوتھے کا چمڑا رنگنے والے پانچویں کا چمڑے کا سامان بنانے والے چھٹے کا نام رنگ ساز ساتویں حصے کا نام برتن بنانے والے آٹھویں حصے کا نام ٹین کا کام کرنے والے اور اس کے علاوہ باقی سب لوگ نویں حصے میں شمار کیے جاتے تھے رومن معاشرے کے لوگ اپنے اسی حصے اور اپنے اسی پیشے کے نام سے جانے پہچانے جانے لگے تھے۔

رولس نے اپنے دور حکومت میں سال کو دس مہینوں میں تقسیم کیا تھا اور رولس کا پہلا مہینہ مارچ سے شروع ہوتا تھا نوما نے ان دس مہینوں میں دو مہینوں کا اور اضافہ کیا اور اس

طرح اس نے سال کو بارہ مہینوں میں تقسیم کیا اور جن سے دو نئے مہینوں کا اس نے اضافہ کیا وہ جنوری اور فروری تھے جنوری کا مہینہ اس نے رومنوں کے دیوتا جانس کی نسبت سے بنایا اور جانس دیوتا کے اس نے روما کے اندر اندر جگہ جگہ مندر بھی تعمیر کرائے تھے فروری کا لفظ نوما نے لاطینی زبان کے لفظ فیبروعا سے حاصل کیا تھا جس کے معنی ہیں اپنی طہارت اور اپنی ستھرائی صفائی کرنا کیونکہ اس مہینے کے بعد بہار کا موسم آتا تھا جو صفائی اور ستھرائی کی ایک نشانی تھی لہذا نوما نے اس مہینے کا نام فروری رکھا اس طرح نوما بڑی مہارت اور کامیابی کے ساتھ رومنوں پہ حکومت کرنے لگا تھا۔

○

قرطاجنہ کی نئی تشکیل پانے والی سلطنت کے اندر بھی ایک تبدیلی آگئی تھی اس سلطنت کا پہلا بادشاہ مارکوس بنا تھا۔ مارکوس نے اس سلطنت کو مستحکم کرنے کی پوری کوشش کی۔ مارکوس کے بعد اس سلطنت کا دوسرا بادشاہ مارکوس کا ساتھی ماگو بنا ماگو نے اپنے دورِ حکومت میں قرطاجنہ کی سلطنت کو نہ صرف یہ کہ دُور دُور تک پھیلا دیا بلکہ اس نے قرطاجنہ کی فوجی اور عسکری حیثیت کو بھی پہلے کی نسبت زیادہ مضبوط کر دیا تھا ماگو کے دورِ حکومت کا سب سے بڑا واقعہ ایک بحری جنگ ہے جو کچھ اس طرح پیش آئی کہ یونان کی ایک ریاست کا نام فوسیہ تھا اور جو ایشیائے کوچک کے مغربی ساحل پر واقع تھی اس ریاست کے ہزاروں لوگوں نے اپنی ریاست سے ہجرت کر کے کشتیوں میں سفر کرتے ہوئے مغرب کا رُخ کیا انہوں نے جزیرہ کارسیکا کو اپنی آماجگاہ بنایا اور اس جزیرہ میں سکونت کرنے کے بعد ان لوگوں نے سمندر کے اندر قزاقی کا پیشہ اپنا لیا تھا فونیشیوں کے جہاز سمندر میں چونکہ اسپین، خلیج بسکے انگلستان، فرانس اور دوسرے یورپی ممالک کے ساتھ تجارتی لین دین کرتے تھے لہذا فونیقیوں کے تجارتی جہازوں کو ان بحری قزاقوں کے ہاتھوں نقصان پہنچنے لگا آخر جب ان بحری قزاقوں کی شکائتیں ماگو کے پاس پہنچنے لگیں تو ماگو حرکت میں آیا۔

ان بحری قزاقوں سے نمٹنے کے لیے ماگو نے ساٹھ کے قریب بحری جہاز تعمیر کیے جن کی مدد سے وہ ان بحری قزاقوں کے خلاف جنگ کرنا چاہتا تھا پس جب یہ جہاز تعمیر ہو چکے تو ان جہازوں کو ماگو نے سمندر کے اندر اتارا اور اس کے اندر اس نے اپنا ایک تجربہ کار اور زبیت یافتہ لشکر بھی سوار کیا اور اس لشکر کے ساتھ اس نے جزیرہ کارسیکا کی طرف کوچ کیا تاکہ ان بحری قزاقوں سے نمٹا جا سکے تجارتی جہازوں کو لوٹ لوٹ کر ان بحری قزاقوں کے حوصلے بہت بڑھ چکے تھے ماگو کے ساٹھ جہازوں کو بھی انہوں نے ایک بحری تجارتی کاروان ہی سمجھا اور وہ بے دھڑک ان پر حملہ آور ہوئے انہیں امید تھی کہ ان جہازوں سے انہیں لوٹنے کو بہت کچھ مل جائے گا لیکن جب وہ ان جہازوں کے قریب گئے تو ماگو نے اپنے لشکروں کے ساتھ ان پر جوابی حملہ کر دیا ان پر تیر برسائے اور اپنے جہازوں سے اُتر کر اور ان کی کشتیوں میں کودتے ہوئے ان کا قتل عام کیا اس طرح ماگو نے ان قزاقوں کو سمندر کے اندر عبرتناک شکست دی ان میں سے اکثر مارے گئے اور جو باقی بچے وہ جزیرہ کارسیکا کو چھوڑ کر وہاں سے بھاگ گئے اس طرح ماگو نے بڑی جرات مندی سے کام لیتے ہوئے ان بحری قزاقوں کا خاتمہ کر کے اپنے تجارتی کاروانوں کو محفوظ اور مامون بنا کر رکھ دیا تھا۔

ماگو کے بعد اس کے بڑے بیٹے حسدروبل کو فونیقیوں کا بادشاہ بنایا گیا تھا جب کہ ماگو کے دوسرے اور چھوٹے بیٹے ہملکر کو نہ صرف یہ کہ حسدروبل کا جانشین بلکہ اُسے فونیقی لشکروں کا سپہ سالار بھی مقرر کیا گیا تھا۔ دونوں بھائیوں نے مل کر فونیقی سلطنت کی وسعت اور طاقت میں بہت بڑا اضافہ کیا سب سے پہلے ان دونوں بھائیوں نے جزیرہ سسلی پر قبضہ کرنے کی کوشش کی جو ان کے مرکزی شہر قرطاجنہ سے صرف پچاس میل کے فاصلے پر تھا سسلی پر اُن دنوں یونانیوں کا قبضہ تھا اور یونانیوں نے سسلی کے اندر اپنی تجارت اور اپنی زراعت کو فروغ دینے کے لیے جگہ جگہ بستیاں اور شہر آباد کر رکھے تھے۔ یونانیوں کے آباد کردہ ان شہروں کے اندر سب سے بڑا شہر نکساس تھا جو اس جزیرہ میں داخل ہونے کے بعد پہلا شہر تھا جو یونانیوں نے آباد کیا تھا اور یہاں سے بڑھتے بڑھتے یونانی سسلی کے دیگر حصوں پر چھا گئے تھے اس جزیرہ کے مغربی ساحل کے جس حصے سے ایک حصے پر فونیقیوں کا مکمل قبضہ تھا اور اس حصے میں فونیقی اپنے تجارتی جہاز لنگر انداز کرتے اور انہی جہازوں کے ذریعے سے وہ سسلی کے لوگوں کے ساتھ تجارتی روابط قائم کیے ہوئے تھے جزیرہ سسلی میں یونانیوں کی طاقت اور قوت ایسے عروج پہ تھی کہ یونانی جب چاہتے ان فونیقی تاجروں کو یہاں سے مار بھگاتے اور جب چاہتے انہیں ایک جزیرہ میں تجارت کرنے کی اجازت دے دیتے تھے لہذا فونیقی دل سے یہ چاہتے تھے کہ جس طرح یونانیوں

نے سسلی پر قبضہ کر رکھا ہے اس طرح ان کا بھی سسلی کے ایک حصے پر قبضہ ہونا چاہیئے تاکہ
وہ بھی جزیرے میں آزادانہ طور پر تجارت کر سکیں۔

آخر فونیقیوں کے نئے بادشاہ حسدروبل نے فونیقیوں کی اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے
کا ارادہ کیا اس مقصد کے لیے اس نے مضبوط بحری بیڑہ تیار کیا اور اس بحری بیڑے کی تشکیل
کے بعد ان بحری جہازوں کے ذریعے اس نے اپنے بھائی حملکر کی سرکردگی میں ایک جرار فونیقی
لشکر جزیرہ سسلی کی طرف روانہ کیا تاکہ وہاں یونانیوں کے خلاف جنگ کی جائے اور سسلی کے
ایک حصے کو زمینی تسلط داری میں لا کر وہاں پر آزادانہ تجارت کرنے کے مواقع حاصل کیے جائیں۔

حملکر نے اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سسلی کے مغربی شہر پانورمس کے ساحل پر
لنگر انداز ہوا یہاں لنگر انداز ہونے کے بعد حملکر نے اپنے لشکریوں کو تین دن تک آرام
کرنے کی اجازت دی اور ساتھ ہی اس نے ان تین دنوں میں اپنے بحری جہازوں اور کشتیوں
کی مرمت بھی کر لی تھی اس کے بعد اس نے ساحل سے کوچ کیا اور سسلی کے دوسرے بڑے
شہر حمیرا کے قریب جا کر وہ لنگر انداز ہوا یہاں اس نے ساحل کے ساتھ ساتھ اپنے بحری جہاز
کھڑے کر دیئے اور اپنے لشکر کو اس نے ساحل پر اُتار لیا تھا اس طرح اس نے اپنے سارے
لشکر کو حمیرا شہر کے مغرب میں پھیلا دیا تھا اس کا ارادہ تھا کہ آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر حمیرا شہر پر
قبضہ کر لے حمیرا شہر کے محافظ لشکر کا سپہ سالار ان دنوں انگیر جنتم نام کا ایک جرنیل تھا جو جنگوں
کا وسیع تجربہ رکھتا تھا اور انگیر جنتم نام کے اس جرنیل کے تحت ایک تجربہ کار یونانی لشکر موجود
تھا جو حمیرا شہر کی حفاظت پر مامور تھا پس اس لشکر کے ساتھ انگیر جنتم حرکت میں آیا اس نے
حملکر کے ساتھ جنگ کی ابتدا کر دی اس طرح انگیر جنتم چاہتا تھا کہ حملکر کو جنگ میں مصروف رکھ
کر حمیرا شہر کی طرف بڑھنے سے روکے اور اتنی دیر تک اسے سسلی کے دوسرے یونانی حکمرانوں
سے بھی مدد ملنے کی امید تھی پس اسی ارادے کے تحت انگیر جنتم نے حملکر کے ساتھ جنگ کی
ابتدا کر دی اور ساتھ ہی اس نے مدد کے لیے قریبی یونانی حکمرانوں کی طرف قاصد بھی روانہ
کر دیئے تھے۔

سسلی کے اندر یونانیوں کی سب سے بڑی طاقت ور اور بڑی سلطنت کا نام سیراکیوز
تھا اور ان دنوں سیراکیوز کے بادشاہ کا نام جیلن تھا جب اس جیلن کو اطلاع ملی کہ فونیقیوں نے
ایک بڑے لشکر کے ساتھ سسلی کے مغربی ساحل پر حملہ کر دیا ہے تو جیلن فوراً حرکت میں

آیا اور حمیرا شہر کو فونیقیوں سے بچانے کے لیے اس نے اپنے پچاس ہزار پیادہ اور پانچ ہزار
سواروں کے ساتھ حمیرا شہر کی طرف کوچ کر دیا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ سیراکیوز کے بادشاہ جیلن نے آندھی اور طوفان کی طرح حمیرا شہر کی
طرف کوچ کیا اور حمیرا شہر کا حاکم انگیر جنتم ابھی تک حملکر کو اپنے ساتھ مصروف جنگ ہی رکھے ہوئے
تھا کہ جیلن بھی اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچ گیا وہاں پہنچتے ہی جیلن نے انگیر جنتم کے ساتھ صلاح مشورہ کیا
اور دونوں کے درمیان یہ طے پایا کہ آنے والی رات کی تاریکی میں انگیر جنتم اپنے لشکر کے ساتھ اس
کوہستانی سلسلہ پر جا کر روپوش ہو جائے گا جو کوہستانی سلسلہ حملکر کی لشکر کی پشت پر تھا جبکہ جیلن اپنے
لشکر کے ساتھ سامنے کی طرف سے فونیقیوں پر حملہ آور ہو گا۔

جیلن کے ساتھ صلاح مشورہ کے بعد انگیر جنتم آنے والی رات کی تاریکی میں ایک لمبا کاوا
اور چکر کاٹتا ہوا حملکر کے لشکر سے دور رہ کر اس کی پشت پر واقع کوہستانی سلسلہ پر چڑھ گیا تھا
اور وہ وہاں اپنے لشکر کے ساتھ گھات لگا کر بیٹھ گیا تھا جب کہ سیراکیوز کا بادشاہ جیلن اپنے
لشکر کے ساتھ حملکر کے لشکر کے عین سامنے پڑاؤ ڈال کر جم گیا تھا دوسرے روز جیلن اور حملکر
نے ایک دوسرے کے آمنے سامنے اپنے لشکروں کو استوار کیا اور جنگ کے لیے صفیں درست
کرنا شروع کیں حملکر کا خیال تھا کہ وہ جیلن کے لشکر کو بہت جلد شکست دے کر رکھ دے گا
اور اس طرح وہ جزیرہ سسلی میں اپنے مطلوبہ مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ جنگ شروع
ہونے کے تھوڑی دیر بعد حملکر نے اپنے تیز حملوں سے جیلن کے لشکر پر حملہ آور ہوتے ہوئے یہ
ثابت کر دیا تھا کہ اس کا پلہ جیلن کے لشکر سے بھاری ہے اس لیے کہ حملکر نے زوردار حملوں سے
جیلن کے لشکر کو پیچھے دھکیلنا شروع کر دیا تھا۔

عین اس وقت جبکہ سیراکیوز کا بادشاہ جیلن اپنے لشکر کے ساتھ حملکر کے سامنے پسپا ہونا
شروع ہو گیا تھا حمیرا کا حکمران انگیر جنتم اپنے لشکر کے ساتھ کوہستانی سلسلے سے نمودار ہوا اور حملکر
کے لشکر کی پشت پر اس نے بڑی خونخواری اور بڑی تندی اور تیزی کے ساتھ حملہ کر دیا تھا
اس دوطرفہ حملے سے حملکر کو بھی اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑ گیا تھا اور اس تقسیم کے
موقع پر اس کے لشکر کے اندر ایک ہلچل اور افراتفری سی مچ گئی تھی تاہم حملکر نے اپنی طرف
سے پوری کوشش کی کہ سامنے اور پیچھے سے حملہ آور ہونے والے دونوں گروہوں کا
مقابلہ کر سکے۔

حمیرا شہر کے باہر تینوں لشکروں کے آپس میں ٹکرانے سے زندگی کے خاموش لمحے چیخ اٹھے تھے ہواؤں کے دامن میں خون کی بُو بکھرنے لگی تھی اور موت نے بے ضمیری کے خواب کی طرح جسم اور روح کے درمیان حائل ہونا شروع ہو گئی تھی صبر و جبر کے بند طوفانی دھاروں کے بہاؤ کی طرح ٹوٹ پڑے تھے ذہن کے الجھاؤ میں وقت کے منجدھار دل کی خستگی میں دہکتی آتش اور جارحانہ مزاج میں وحشت کی تاریکیاں رقص کناں ہو گئی تھیں ایسا لگتا تھا کہ حمیرا شہر کے باہر وہ رزم گاہ دہکتے ہوئے دوزخ کا ایک زندان بن کر رہ گیا ہو صبح سے لے کر شام تک یہ جنگ برابر جاری رہی سیراکیوز کا بادشاہ جیلن اور حمیرا شہر کا حاکم اگیہ جنتم پورے زور و شور سے حملکر پر دو طرفہ حملے کرتے رہے اور جنگجو بڑے نظم و نسق سے کام لیتا ہوا صبح سے لے کر شام تک اپنے لشکر میں جگہ جگہ اور بار بار تبدیلی کرتے ہوئے اپنے دشمنوں کے دونوں حملوں کو روکتا رہا۔

شام ہو جانے پر بھی جنگ کو دونوں طرف سے روکا نہ گیا تھا اور شام سے تھوڑی دیر بعد حملکر نے اپنے لشکر میں پسپائی اور شکست کے آثار نمودار ہوتے دیکھ لیے تھے۔ رات کے وقت شکست کے یہ آثارات آہستہ آہستہ اور گہرے ہونے لگے اور آدھی رات کے قریب نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ حملکر کے دونوں دشمنوں نے چاروں طرف سے فونیقیوں کو گھیر کر ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا فونیقیوں کے جرنیل حملکر نے جب دیکھا کہ اب اس کی شکست یقینی ہو گئی ہے اور وہ یہ کہ وہ میدان جنگ سے بھاگ کر اپنی جان تک نہ بچا سکے گا تو رزم گاہ کے اندر اس نے آگ کا ایک بہت بڑا الاؤ گرم کیا اور جب اس الاؤ کے شعلے خوب بلند ہونے لگے تو حملکر آگ کے اس الاؤ میں کود گیا اور اپنے ہاتھوں سے اس نے اپنا خاتمہ کر لیا یوں سسلی کی سرزمین میں سیراکیوز کے بادشاہ جیلن اور حمیرا کے حکمران اگیہ جنتم کے ہاتھوں فونیقیوں کو عبرت ناک شکست ہوئی تھی تاریخ بولتی ہے کہ تین ہزار چھوٹے بڑے جہاز اور کشتیاں قرطاجنہ سے سسلی کی جنگ میں حصہ لینے کے لیے سسلی کی طرف روانہ ہوئی تھیں لیکن اس جنگ کے بعد صرف بیس بحری جہاز اور چند کشتیاں جن میں جنگ سے فرار ہو کر اپنی جان بچانے والے فونیقی سوار ہو گئے تھے وہ ان جہازوں اور کشتیوں کو لے کر رات کی تاریکی میں قرطاجنہ کی طرف روانہ ہو گئے تھے لیکن ان بچے کھچے جہازوں اور کشتیوں کو لے کر قرطاجنہ پہنچنا نصیب نہ ہوا جب یہ سمندر کے اندر سفر کر رہے تھے تو سمندر کے اندر ایک ہولناک طوفان اٹھا، جس کے باعث فونیقیوں کے یہ بچنے والے سارے جہاز اور کشتیاں سمندر میں غرق ہو گئیں۔ صرف چھوٹی سی ایک کشتی جس میں چند فونیقی بڑی مشکل سے قرطاجنہ پہنچ سکے جنہوں نے اپنے بادشاہ حسدروبل کو یہ اطلاع دی کہ جزیرہ سسلی میں نہ صرف یہ کہ فونیقیوں کو عبرت ناک شکست ہوئی اور ان کا سارا لشکر جنگ میں کام آ گیا ہے بلکہ حسدروبل کا بھائی حملکر بھی آگ کے الاؤ میں کود کر مارا گیا ہے۔

قرطاجنہ کے بادشاہ حسدروبل کو اس شکست اور لشکر کے نقصان کا سن کر بے حد صدمہ اور افسوس ہوا اس نے حالات کو درست کرنے کے لیے اور سسلی کے اندر فونیقیوں کی تجارت کو برقرار رکھنے کے لیے اس نے ایک وفد سیراکیوز کے بادشاہ جیلن کی طرف روانہ کیا اور اس وفد کے ذریعے حسدروبل نے جیلن سے گزارش کی کہ سسلی کے اندر فونیقی قوم کے جو تجارتی اڈے بنے ہوئے ہیں انہیں قائم رہنے دیا جائے۔ جیلن نے حسدروبل کی اس پیش کش کو قبول کر لیا سسلی کے اندر فونیقیوں سے ایک بھاری تاوان وصول کیا جو فونیقیوں نے اسے ادا کر دیا اس کے علاوہ جیلن نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ اس جنگ کے دوران جن شہروں اور قصبوں کا نقصان اور دیوتاؤں کے مندروں کا نقصان ہوا ہے وہ از سر نو تعمیر کیے جائیں حسدروبل نے جنگ میں تباہ و برباد ہونے والے قصبے اور مندر بھی دوبارہ تعمیر کر دیئے اس طرح حسدروبل نے دانش مندی سے کام لیتے ہوئے سسلی میں اپنے تجارتی مراکز کو قائم رہنے دیا تھا۔

عزازیل کے اکسانے پر شمال کے وحشی احلامو قبائل کا بادشاہ ماسان حرکت میں آیا پہلے اس نے آشوریوں کے مشرق میں بسنے والے قوطی اور لولوبی قبائل سے رابطہ قائم کیا اور انہیں آشوریوں کے خلاف جنگ کی ابتدا کرنے پر آمادہ کر لیا اس کے بعد ماسان نے مشیک قبائل سے رابطہ قائم کیا یہ مشیک قبائل احلامو قبائل اور حتی قوم کے درمیان میں آباد تھے اور یہ شمال میں دور تک ان کی آبادیاں چلی گئی تھیں یہ قبائل انتہائی وحشی اور خونخوار تھے اور یہ شمال اور اپنے جنوب میں لوٹ مار کا پیشہ اپنا کر گذر بسر کرتے تھے۔ ماسان نے ان سے بھی رابطہ قائم کیا اور انہیں بھی آشوریوں کے خلاف جنگ کی ابتدا کرنے پر آمادہ کر لیا اس طرح ماسان نے اپنے اطراف میں پھیلے ہوئے ان گنت قبیلوں کے علاوہ قوطی لولوبی اور مشیک قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر آشوریوں کے شمالی صوبے کموہ کو اپنا ہدف اور اپنی یلغار کا نشانہ بناتے ہوئے حملہ کر دیا تھا انہوں نے دور دور تک آشوریوں کی بستیوں کو اُجاڑ دیا بڑے بڑے قصبوں اور شہروں کو انہوں نے لوٹنا شروع کر دیا۔ کھیتیاں انہوں نے اُجاڑ دیں۔ عورتوں کو اٹھا کر اپنے کیمپوں میں لے جانے لگے اور چاروں طرف تباہی کی آگ اور بربادی کی راکھ اڑانے لگے تھے۔

آشوریوں کا بادشاہ تگلت پلاسر ابھی تک لبنان کے ساحل پر فونیقیوں کے شہر صیدا کو فتح کرنے کے بعد اس میں قیام کیے ہوئے تھا ایک روز جب کہ وہ شہر سے باہر اپنے خیمے میں اپنی بیٹی رقیم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو نینوا سے کچھ قاصد اس کے خیمے میں داخل ہوئے اس وقت یوناف تگلت پلاسر کے خیمے میں موجود نہ تھا اور شاید وہ کہیں باہر نکلا ہوا تھا۔ تگلت پلاسر کے سامنے جب نینوا سے آنے والے ان قاصدوں کو پیش کیا گیا جن کی تعداد تین تھی تو تگلت پلاسر نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے پوچھا،

تم نینوا سے میرے لیے کیا پیغام لے کر آئے ہو تمہارے چہروں پر پریشانی اور غم کے آثار ہیں کہو میرے بعد نینوا میں خیریت تو گذری۔ تگلت پلاسر کے اس سوال کے جواب میں ایک قاصد نے بولتے ہوئے غمگین اور بکھری بکھری سی آواز میں کہنا شروع کیا۔

اے بادشاہ ہماری قوم پر ایک آفت اور ایک عذاب ٹوٹ پڑا ہے شمال کے ان گنت وحشی قبائل نے ہمارے صوبے کموہ پر حملہ کر دیا ہے انہوں نے صوبے میں رہنے والے آشوریوں کی آزادی کو غلامی، سکھ چین کو دُکھ کی کسک اور عدم و موجود کو غائب میں تبدیل کر کے رکھ دیا ہے اس صوبے میں وحشی حملوں کے باعث ہر طرف وحشتوں کا رقص اور تذلیل اور بے چارگی دکھائی دیتی ہے کوئی ظلم کوئی جبر اور کوئی طاقت ایسی نہیں جو ان وحشی قبائل نے اس صوبہ کے آشوریوں پر نہ آزمایا ہو شمال کے یہ وحشی اس دریا کی طرح جو راستے کے سنگریزوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ آشوریوں پر حملہ آور ہوئے انہوں نے کھیتوں، فصلوں اور کھلیانوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ آشوری عورتوں کو اٹھا کر لے گئے۔ گھروں، مکانوں، قصبوں اور بڑے بڑے شہروں کو انہوں نے لوٹ کر ویران کر دیا ہے۔

اے بادشاہ ہم صرف آپ کے پاس یہی پیغام لے کر آئے ہیں کہ آپ اپنے لشکر کے ساتھ اپنے صوبے کموہ کی طرف کوچ کیجئے اور شمال سے حملہ آور ہونے والے ان وحشی قبائل کی راہ روکیئے ہمارے مشرق میں بسنے والے قوطی اور لولوبی قبائل بھی ان حملہ آوروں کے ساتھ مل چکے ہیں اور اب یہ بہت بڑی طاقت اور قوت پکڑ چکے ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد وہ قاصد دم لینے کے لیے رُکا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

اے بادشاہ اگر آپ نے ان وحشی قبائل کا سامنا کرنے میں دیر کی تو ان کی تباہی اور بربادی مزید پھیلتی چلی جائے گی یہ ہمارے ایک صوبے سے نکل کر دوسرے صوبے میں داخل ہوتے چلے جائیں گے اور دُور دُور تک اپنی خونخواری اور خونریزی کے نشانات چھوڑتے ہوئے آخر وہ ہمارے شہر نینوا کی طرف بڑھنا شروع کر دیں گے اس قاصد سے یہ وحشت ناک اور جان لیوا خبر سُن کر آشوریوں کے بادشاہ تگلت پلاسر کی حالت تصورات کے گرداب، آنکھوں کے بہتے پانی، اندھی اور سرسراتی ہوا اور لاسمت جذبوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور چلّاتے ہوئے اس نے کہا:

جو خبر تم لوگوں نے مجھے دی ہے اگر یہ درست ہے تو لگتا ہے کہ شمال کے یہ وحشی قبائل اور ان کے ساتھ ساتھ قوطی اور لولوبی قبائل میرے انتقام اور میری وحشت ناکی سے نہ بچ سکیں گے میں ابھی اور اسی وقت تھوڑی دیر تک اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کروں گا اور شمال سے حملہ آور ہونے والے ان وحشی قبائل کو ایسا سبق دوں گا کہ ان کے علاقوں میں ان کی تباہی اور بربادی کے آثار صدیوں تک آنے والی نسلوں کو نظر آتے رہیں گے تگلت پلاسر ذرا رکا پھر اپنے پہلو میں بیٹھی اپنی بیٹی رقیم کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا:

اے میری بیٹی یوناف کہیں اس وقت باہر نکلا ہے تم فوراً اس کے پیچھے جاؤ اس کو بلا کر لاؤ میں نہ صرف یہ کہ اس خبر کے مطابق اس سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں بلکہ میں یہاں سے کوچ کرنے سے پہلے بھی اس کا عندیہ لینا چاہتا ہوں کیونکہ اس نے ہر مشکل وقت میں میرے لیے آسانی کا سامان فراہم کیا ہے اور ہر ضرورت کے وقت مجھے اس نے ایسا مشورہ دیا ہے کہ میرے لیے اس کا وہ مشورہ مفید اور سود مند ثابت ہوا ہے گو یہ خبر سن کر رقیم کی حالت غیر ہو رہی تھی تاہم اپنے باپ کے کہنے پر وہ بھاگتی ہوئی خیمے سے باہر نکل گئی تھی جب کہ وہ تینوں آشوری قاصد جو نینوا سے آئے تھے وہ ابھی تک تگلت پلاسر کے پاس ہی کھڑے تھے۔

یوناف صیدا شہر کے اطراف میں پھیلے ہوئے آشوریوں کے لشکر میں گھوم پھر کر لشکریوں کی حالت کا جائزہ لے رہا تھا کہ ایک دم ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور اس کے ساتھ ہی ابلیکا کی مترنم اور دلوں میں رنگ اور محبت کے جذبے بکھیرتی ہوئی آواز سنائی دی۔

اے یوناف میرے حبیب یہیں سے مڑ کر تگلت پلاسر کے خیمے کا رخ کرو ابھی تھوڑی دیر پہلے نینوا سے قاصد تگلت پلاسر کے پاس آئے ہیں اور انہوں نے تگلت پلاسر کو خبر دی ہے کہ ان کے شمال میں بسنے والے وحشی قبائل نے آشوریوں کے شمالی صوبے پر حملہ کر دیا ہے اور انہوں نے آشوریوں کی بستیوں اور شہروں کو تباہ اور برباد کرنا شروع کر دیا ہے۔ اے یوناف میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ ان حملوں کا اہتمام عزازیل نے کیا ہے کیونکہ عزازیل کچھ عرصہ پہلے شمال میں بسنے والے ایک سب سے طاقتور قبیلے جس کا نام احلامو ہے اس کے بادشاہ ماسان کے پاس گیا تھا اور اسے اس بات پر اکسا کر آمادہ کیا تھا کہ وہ شمال میں بسنے والے ان گنت قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر آشوریوں پر حملہ کر کے اپنے لیے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کرے اب جبکہ آشوریوں کا بادشاہ تگلت پلاسر بحیرہ روم کے ان ساحلی شہروں کو فتح کرنے میں مصروف ہے اور وہ یہاں سے آگے بڑھتے

ہوئے مصر کی طرف اپنی فتوحات کا دائرہ وسیع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کی غیر موجودگی میں احلامو قبائل کے بادشاہ ماسان نے اپنے آس پاس اور اپنے مشرق و مغرب میں بسنے والے ان گنت قبیلوں کو اپنے ساتھ ملا کر آشوریوں کی سلطنت پر حملہ کر دیا ہے اور اسی حملے کی اطلاع دینے یہ تین قاصد نینوا سے یہاں تگلت پلاسر کے پاس آئے ہیں۔ تگلت پلاسر نے رقیم کو تمہاری تلاش میں بھیجا ہے اور رقیم لشکر کے اندر گھومتی ہوئی تمہیں تلاش کر رہی ہے لہٰذا تم سیدھے بائیں طرف جاؤ وہاں راستے میں تمہیں رقیم ملے گی اور اسے ساتھ لے کر تم تگلت پلاسر کے خیمے کا رخ کرو یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا خاموش ہو گئی تھی۔

ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف کسی قدر پریشان ہو گیا تھا اور پھر وہ اس کے کہنے پر بائیں طرف بھاگنے لگا تھا ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ راستے میں رقیم اسے اپنی طرف بھاگتی ہوئی دکھائی دی، قریب آ کر رقیم نے بدحواسی میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا:

آپ کہاں چلے گئے تھے میں لشکر میں جگہ جگہ آپ کو تلاش کرتی پھر رہی ہوں، ابھی تھوڑی دیر پہلے نینوا شہر سے تین قاصد یہاں پہنچے ہیں اور انہوں نے میرے باپ کو خبر دی ہے کہ شمال کے وحشی قبائل نے ہماری سلطنت پر حملہ کر دیا ہے لہٰذا اس سلسلے میں صلاح مشورہ کرنے کے لیے میرے باپ نے آپ کو بلانے کے لیے مجھے روانہ کیا ہے لہٰذا ابھی آپ میرے ساتھ چلیں اپنے خیمے میں میرے باپ بڑی بے چینی سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ رقیم کی اس بات کا یوناف نے کوئی جواب نہ دیا اس لیے کہ ابلیکا پہلے ہی تفصیل کے ساتھ اسے سارے حالات سے آگاہ کر چکی تھی لہٰذا وہ رقیم کے ساتھ تقریباً بھاگتا ہوا تگلت پلاسر کے خیمے میں آیا اور اسے مخاطب کر کے کہا:

اے بادشاہ رقیم مجھے پورے حالات تفصیل کے ساتھ سنا چکی ہے کہ نینوا سے آنے والے تینوں قاصد یہ خبر لے کر آئے ہیں کہ شمال کے وحشی قبائل نے آشوریوں کی سلطنت پر حملہ کر دیا ہے لہٰذا اس موقع پر آپ کو میں مشورہ دوں گا کہ آپ صیدا سے مزید جنوب کی طرف اور مصر کے اندر تک اپنی فتوحات کا سلسلہ پھیلانے کا ارادہ ترک کر دیجئے یہیں سے واپسی کا رخ کریں اور اپنے لشکر کے ساتھ شمال سے حملہ آور ہونے والے وحشی قبیلوں کی سرکوبی کا انتظام کریں اور اگر ہم نے ان وحشی قبائل کو روکنے میں تاخیر سے کام لیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ یہ وحشی قبائل آشوریوں کی سلطنت میں دور تک گھس کر یلغار اور ترکتاز کریں گے اور

آشوریوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچائیں گے یوناف جب خاموش ہوا تو تنگلت پلاسر نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے بیٹے میں یہاں سے کوچ کرنے سے پہلے تم سے مشورہ کرنا چاہتا تھا اور جو الفاظ تم نے ابھی ابھی مجھ سے کہے ہیں ان سے پوری طرح اتفاق کرتا ہوں لہٰذا ابھی اور اسی وقت یہاں سے لشکر اپنے شمالی صوبے کموہ کی طرف کوچ کرے گا پھر تنگلت پلاسر کے حکم پر پورے لشکر کے اندر کوچ کی منادی کی جانے لگی تھی اور تھوڑی ہی دیر بعد آشوری لشکر صیدا شہر سے واپس اپنی سرزمینوں کی طرف کوچ کر رہا تھا۔

بڑی تیز رفتاری اور برق روی سے سفر کرتا ہوا تنگلت پلاسر اپنے لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر نینوا پہنچا اپنے لشکر کا قیام ایک پڑاؤ کی صورت میں اس نے شہر سے باہر ہی رکھا اور حالات کا جائزہ لیا نینوا شہر میں آکر اُسے پتہ چلا کہ آشوریوں کے شمالی صوبے کموہ پر دو طرف سے حملہ کیا گیا تھا۔ مشرق کی طرف سے قوطی اور لولوبی قبائل نے اس صوبے پر یلغار کر دی تھی جب کہ شمال کی طرف سے دو قوتیں اس صوبے پر حملہ آور ہو رہی تھیں۔ ایک قوت اعلاموں قبیلے ماسان بادشاہ کی تھی اس نے اپنے اَن گنت قبائل کو ملا کر ایک بہت بڑی طاقت اور قوت کی صورت اختیار کر لی تھی، اور وہ آشوریوں کی سرزمین میں اندھا دھند یلغار کرتا ہوا اور لوٹ مار کرتا پھر رہا تھا۔ شمال کی طرف سے دوسری قوت مشیک قبائل کی تھی یہ لوگ شمال برف ستانوں کے رہنے والے انتہائی وحشت ناک اور خوفناک قبائل تھے اور انہوں نے ہی اعلاموں قبیلے کے بادشاہ ماسان کی انگیخت پر آشوریوں کی سرزمین پر حملہ کر دیا تھا یہ خبریں حاصل کرنے کے بعد تنگلت پلاسر نے شہر سے باہر اپنے خیمے کے اندر ہی ایک مجلس طلب کی جس میں اس کے سارے وزیر اور مشیر اور فوجی صلاح کار شامل ہوئے جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے ایک حصہ تنگلت پلاسر کے عزیز اور آشوریوں کے بہترین جرنیل آشوربل کی سرکردگی میں دے کر اُسے قوطی اور لولوبی قبائل کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا جائے دوسرے حصے کے ساتھ خود تنگلت پلاسر یوناف اور رقیم کو ساتھ لے کر شمال کی طرف سے حملہ آور ہونے والے وحشی قبائل کو مار بھگائے یہ فیصلہ کرنے کے بعد آشوربل کو ایک لشکر دے کر کموہ صوبہ کے مشرقی حصوں کی طرف روانہ کر دیا گیا تھا جب کہ خود تنگلت پلاسر یوناف اور رقیم کو ساتھ لے کر شمال کی طرف بڑھا تھا۔

تنگلت پلاسر کا یہ دو طرفہ حملہ انتہائی کامیاب اور سود مند رہا تھا اس لیے کہ آشوربل نے اپنے پہلے ہی حملے میں مشرق کی طرف سے حملہ آور ہونے والے قوطی اور لولوبی قبائل کو عبرتناک شکست دے کر مار بھگایا تھا اور اس کے بعد آشوربل اپنے لشکر کے ساتھ ان قبائل کی سرزمین میں داخل ہو کر اُن کے اندر تباہی اور بربادی پھیلانے لگا تھا جب کہ خود تنگلت پلاسر یوناف اور رقیم کے ساتھ سب سے پہلے شمال کے وحشی مشیک قبائل کی طرف بڑھا یہاں اس نے اپنے لشکر کو مزید دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اس نے اپنے پاس رکھا اور دوسرا حصہ اس نے یوناف اور رقیم کی سرکردگی میں دیا ان وحشی قبائل پر سامنے کی طرف سے یوناف اور رقیم حملہ آور ہوئے جب کہ بائیں طرف سے خود تنگلت پلاسر نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ان پر ضرب لگانا شروع کی تھی یہ جنگ دوپہر کے وقت سے شروع ہوئی تھی اور شام تک ایک طرف سے یوناف اور رقیم نے اور دوسری طرف سے تنگلت پلاسر نے ان وحشی مشیک نام کے قبائل کو پیس کر رکھ دیا تھا، ان کی بہت بڑی تعداد کو میدان جنگ کے اندر موت کے گھاٹ اتار دیا تھا جو لڑائی سے نکل کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوئے ان کا شمال میں دور تک تعاقب کیا گیا ان بھاگنے والوں میں سے اکثر کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا اس طرح تنگلت پلاسر یوناف اور رقیم نے مل کر شمال کے ان وحشی قبائل کا مکمل طور پر صفایا کر کے رکھ دیا تھا۔

مشیک قبائل کا خاتمہ کرنے کے بعد تنگلت پلاسر یوناف اور رقیم نے مشیک قبائل کے مشرق میں ماسان کی سرکردگی میں لڑنے والے اَن گنت قبائل کا رُخ کیا جھیل اُرومیہ کے کنارے دوپہر سے لے کر شام تک ان وحشی قبائل کے ساتھ تنگلت پلاسر کی ہولناک جنگ ہوئی لیکن اس جنگ کا کوئی فیصلہ نہ ہوا وہ دونوں طرف سے بے شمار سپاہی زخمی ہو گئے تھے اس جنگ میں رقیم بھی بُری طرح زخمی ہوئی تھی اور شام کے قریب جب جنگ بند ہوئی تو تنگلت پلاسر کے ماہر طبیبوں نے رقیم کے زخموں کی دیکھ بھال کرنا شروع کی تھی لیکن شام سے تھوڑی دیر بعد رقیم ان زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے موت کی نیند سو گئی تھی۔ جھیل اُرومیہ کے کنارے ایک ٹیلے کے قریب رقیم کو دفن کر دیا گیا تھا اور جب یوناف اس کی تدفین سے فارغ ہونے کے بعد لشکر کے اندر اپنے خیمے میں داخل ہوا تو ابلیکا نے اس کی گردن پر تیز لمس دیا اور پھر ابلیکا کی غموں اور افسردگیوں میں ڈوبی ہوئی آواز یوناف کو سنائی دی ابلیکا کہہ رہی تھی یوناف میرے حبیب مجھے دُکھ اور افسوس ہے کہ اس جنگ میں رقیم ماری گئی ہے وہ تمہاری بہترین ساتھی اور بہترین غمگسار ثابت ہوئی تھی کاش وہ کچھ عرصہ اور تمہارا ساتھ دے سکتی۔ ابلیکا کے اس جواب میں یوناف اُداس

اُداس گردن جُھکائے کچھ سوچتا رہا پھر اس نے بکھری اور ڈوبتی ہوئی آوازیں ابلیکا کو جواب دیتے ہوئے کہنا شروع کیا:

اے ابلیکا انسان کی یہ زندگی خیر و شر کا ٹکراؤ ہے انسان کبھی مسافتوں کی قربت کا شکار ہوتا ہے کبھی موسموں کی سازشوں میں مارا جاتا ہے کبھی یہ انسان دُور تک پھیلے گونگے راستوں اور خواہشوں کی مسافتوں کے اندر کھو جاتا ہے کبھی غموں کے دُکھ اور قہر بھرے جھکڑوں میں موت کی نیند سوتا ہے اور کبھی یہ انسان بے چارہ راستوں کی ناہمواریوں اور عہد در عہد پھیلے زمانے کی چُپ میں موت سے ہم آغوش ہو جاتا ہے۔

اے ابلیکا تو جانتی ہے اس سے پہلے میں کتنی ہی لڑکیوں سے شادی کر چکا ہے اور ان میں سے ہر کوئی مجھ سے جُدا ہوتے ہوئے داغِ مفارقت دے چکی ہیں اب میں ایسے زخم ایسے دُکھ برداشت کرنے کا عادی ہو چکا ہوں اور پھر انسان کو ایسے صدمے برداشت کرنے پڑتے ہیں اس لیے کہ انسان فانی ہے اسے ایک نہ ایک روز اس دُنیا سے کوچ کرنا ہے یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا تھا کیونکہ تگلت پلاسر کے خیمے میں داخل ہوا تھا اور پھر یوناف کے پاس بیٹھ کر تگلت پلاسر نئے حملوں کی ابتداء کرنے کے لیے یوناف کے ساتھ صلاح مشورہ کرنے لگا تھا۔

دوسرے روز پھر جنگ کی ابتداء ہوئی اس روز آشوریوں کے لڑنے کا انداز پہلے روز سے مختلف تھا وہ شروع ہی سے اپنے دشمن پر طوفانی انداز میں حملہ آور ہوئے تھے۔ تگلت پلاسر اور یوناف کی سرکردگی میں وہ وحشی قبائل پر رقص کرتے آگ کے شعلوں، ریت، لو اور چلچلاتی دھوپ کی طرح چھانے لگے تھے ایسا لگتا تھا کہ آشوری جھلستے ریگستان اور کوئی اٹل طوفانی صورت اختیار کر کے اپنے دشمنوں پر وارد ہونا شروع ہو گئے ہوں۔ دوپہر تک گھمسان کی جنگ ہوتی رہی اس کے بعد وحشی قبائل کے اندر پسپائی کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے۔ احلاموں قبیلے کے بادشاہ ماسان نے جب دیکھا کہ اس کے ماتحت لڑنے والے قبائل کے لشکر میں شکست اور ریخت کے آثار پیدا ہونا شروع ہو گئے ہیں تو وہ زور زور سے آوازیں دے کر اپنے لشکریوں کا حوصلہ بڑھانے لگا تھا لیکن اس کا بھی کچھ اثر نہ ہوا اس لیے کہ آشوریوں کی طرف سے لمحہ بہ لمحہ پکڑتے زور اور ان کے حملوں کے اندر تیزی سے بڑھتی ہوئی خونخواری کا انداز وحشی قبائل کو بوکھلا کر رکھ رہا تھا اور دوپہر کے بعد ایسا وقت بھی آیا کہ وحشی قبائل کے لشکر کی اگلی صفیں مکمل طور پر افراتفری کا شکار ہو گئیں اور آشوری ایک طرف سے دشمنوں کی اگلی صفوں کو قتلِ عام کرنے لگے تھے

اس صورتِ حال پر وحشی قبائل کے لشکر میں دُور دُور تک اس قتلِ عام اور پسپائی کا اثر ہوا اور لشکر کے قلب میں بھی ایک ہلچل اور افراتفری سی پھیل گئی تھی اس صورتِ حال سے آشوریوں نے پورا پورا فائدہ اٹھایا انہوں نے وحشیانہ انداز میں نعرے بلند کرتے ہوئے اپنے حملوں میں اور تیزی اور خونخواری پیدا کر لی تھی اور پھر عصر سے پہلے پہلے آشوری مکمل طور پر وحشیوں کے اس لشکر پر چھا کر ان کا قتلِ عام کرنے لگے تھے یہاں تک کہ احلاموں قبیلہ کا بادشاہ ماسان جو اس جنگ کا محور اور سارے قبائل کو آشوریوں کے خلاف حرکت میں لانے والا تھا وہ بھی اس جنگ میں مارا گیا پھر نوبت یہاں تک آ گئی کہ آشوریوں نے ان وحشی قبائل کے لشکر کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور جھیل ارومیہ کے کنارے ان سب کو موت کے گھاٹ اتار کر رکھ دیا تھا۔

اس جنگ میں فتح حاصل کرنے کے نتیجے میں تگلت پلاسر کو بے شمار فوائد حاصل ہوئے اس نے نہ صرف یہ کہ شمال کی وحشی قوتوں کو پوری طرح ختم کر کے رکھ دیا تھا بلکہ اس جنگ میں ان وحشی قبائل نے لوٹ مار کر کے جو سامان اور دولت جمع کی تھی وہ بھی تگلت پلاسر کے ہاتھ لگ گئی تھی جھیل ارومیہ کے کنارے تگلت پلاسر نے اپنے لشکر کو کچھ دن آرام کرنے کا مشورہ دیا پھر اپنے لشکر کے ساتھ وہ ان وحشی قبائل کے شہروں کی طرف بڑھا سب سے پہلے اس جنگ کے اندر مارے جانے والے بادشاہ ماسان کے مرکزی شہر احلامو کا رُخ کیا اس نے اس شہر کا محاصرہ کر لیا۔ درختوں کے بڑے بڑے تنوں کو شہر کی فصیل کے ساتھ ٹکرا کر اس نے فصیل کو توڑ پھوڑ دیا اپنے لشکر کے ساتھ وہ شہر میں داخل ہوا جی بھر کر اس نے اس شہر میں رہنے والے وحشی قبائل کا قتلِ عام کیا شہر کی فصیل کو اس نے مکمل طور پر گرا دیا یوں احلاموں شہر کو تباہ و برباد اور لوٹنے کے بعد تگلت پلاسر نے وحشی قبائل کے دیگر شہروں کا رُخ کیا اور باقی بڑے بڑے شہروں کو بھی اس نے اپنے سامنے زیر کر کے رکھ دیا تھا اس طرح شمال میں بسنے والے سارے علاقوں کو اپنے سامنے روند کر اور ان کی عسکری قوت کا خاتمہ کرنے کے بعد تگلت پلاسر آشوریوں کی عظمت اور ان کی عزت و رفعت کا باعث بنتا ہوا اپنے مرکزی شہر نینوا کی طرف لوٹ گیا تھا۔

یوناف نے کچھ عرصہ تک نینوا شہر ہی میں تگلت پلاسر کے ساتھ قیام کیا یہاں تک کہ تگلت پلاسر کو موت نے آن گھیرا اور اس کے بعد اس کے نوعمر بیٹے کو آشوریوں کا بادشاہ بنایا گیا تھا لیکن اس کا یہ بیٹا بھی ایک سال تک زندہ رہا اور اپنی طبعی موت مر گیا اس کے بعد آشوریوں نے تگلت پلاسر کے رشتہ دار اور اپنے بہترین جرنیل آشور بل کو اپنا بادشاہ بنایا تھا یوں یہ

آشوربل بڑی محنت اور تندہی سے بادشاہ کی حیثیت میں اپنی قوم کی خدمت کرنے لگا تھا۔
آشوربل کی تخت نشینی کے چند روز بعد ہی ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور اُسے مخاطب کر کے کہا:

یوناف اب یہاں نینوا شہر میں کب تک پڑے رہو گے اس سرزمین میں تمہاری بیوی رقیم ہی تمہاری دلچسپی اور تمہاری توجہ کا باعث تھی اب جبکہ رقیم ماری جا چکی ہے اس کا باپ بھی موت کے گھاٹ اُتر چکا ہے تو اس سرزمین میں پڑے رہنے سے کیا حاصل یوناف نے ابلیکا کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

اے ابلیکا تم ٹھیک کہتی ہو میں اب نینوا شہر سے کسی اور سمت کوچ کروں گا جہاں پر میں اس سے بہتر طور پر انسانیت کی خدمت کر سکوں یوناف کے اس جواب پر ابلیکا نے خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔

اے یوناف تم نے میری خوشی اور میرے مطلب کی بات کی ہے میرا ارادہ ہے کہ آؤ اب اس نینوا شہر سے چین کے مرکزی شہر چینگ چو کا رُخ کریں اور وہاں پر کچھ دن قیام کر کے نہ صرف یہ کہ وہاں کے حالات کا جائزہ لیں بلکہ وہاں بھی ہم اپنے ماحول کی طرح انسانیت کی خدمت کریں ابلیکا کے اس مشورے پر یوناف نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں پھر بولتے ہوئے کہا۔

اے ابلیکا میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں آؤ اب چین کا رُخ کرتے ہیں ان کے مرکزی شہر چینگ چو میں ظاہر ہوتے ہیں اور پھر دیکھتے ہیں کہ وہاں پر انسانیت کس کروٹ اپنی ارتقائی منازل طے کر رہی ہے اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا۔ پھر وہ نینوا شہر سے کوچ کر گیا تھا۔

شام سے تھوڑی دیر پہلے یوناف دریائے وی کے کنارے چین کے مرکزی شہر چینگ چو سے کچھ فاصلے پر نمودار ہوا اس نے دیکھا دریائے وی کے کنارے ایک لکڑہارا اپنے گدھے پر لکڑیاں لادے شہر کی طرف جا رہا تھا۔ یوناف کے دیکھتے ہی دیکھتے اچانک اس لکڑہارے کے گدھے نے ٹھوکر کھائی وہ زمین پر گرا اور اس کی پیٹھ سے لکڑیاں گر گئی تھیں۔ یوناف بھاگ کر آگے بڑھا زمین پر گرا ہوا گدھا اٹھ کھڑا ہوا تھا پھر اس لکڑہارے کے دیکھتے ہی دیکھتے یوناف نے اس کی لکڑیوں کا گٹھا ایک جھٹکے سے اٹھا کر اس کے گدھے پر رکھ دیا تھا وہ لکڑہارا یوناف کی یہ طاقت اور قوت دیکھ کر حیران اور کسی قدر پریشان

ہو رہا تھا کہ یوناف نے اُسے مخاطب کر کے پوچھا۔

اے بزرگ تم کون ہو اور کہاں جاؤ گے اس پر اس بوڑھے نے بڑی نرمی سے یوناف کو مخاطب کر کے کہا میرا نام وانگ فو ہے اور میں اپنے مرکزی شہر چینگ چو کی طرف جا رہا ہوں میں جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر شہر کے بازار میں بیچ کر گذر بسر کرتا ہوں پر تم کون ہو اور کہاں جاؤ گے۔

یوناف نے کہا میں اس سرزمین میں اجنبی ہوں اور چین کے مرکزی شہر چینگ چو میں داخل ہونا چاہتا ہوں اس پر اس بوڑھے نے چونک کر یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اگر تم ان سرزمینوں میں اجنبی ہو تو پھر چین کے مرکزی شہر میں داخل ہونے کی کوشش نہ کرنا ورنہ تمہاری زندگی خطرے میں پڑ جائے گی اور مجھے امید ہے کہ تم جان بوجھ کے اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو گے اس لیے کہ جو اجنبی بھی اس شہر میں داخل ہوتا ہے تو شہر کے دروازوں کے محافظ اس اجنبی کو پکڑ کر اپنے بادشاہ وین کے سامنے پیش کر دیتے ہیں اور موجودہ بادشاہ جس کا نام وین ہے وہ ایسے اجنبیوں میں سے اکثر کو موت کے گھاٹ اتار دینے کا حکم دے دیتا ہے یوناف نے اس بوڑھے وانگ فو کی باتوں میں دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا آخر شہر میں داخل ہونے والے ہر اجنبی کو کیوں گرفتار کر کے بادشاہ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور کیوں بادشاہ ایسے اجنبیوں کو ہلاک کرنے کا حکم دیتا ہے اس پر اس بوڑھے نے بڑے غور سے یوناف کی طرف سے دیکھتے ہوئے کہا:

اے اجنبی شمال چین کے ایک طاقتور قبیلے نے ان دنوں بادشاہ کے خلاف بغاوت اور سرکشی کا رویہ اختیار کر رکھا ہے اس قبیلے کا نام چو ہے اور کچھ اور دیگر قبائل نے بھی اس سرکشی میں اس چو نام کے قبیلے کے ساتھ تعاون اور اتحاد کر رکھا ہے لہذا جو بھی اجنبی چین کے مرکزی شہر چینگ چو میں داخل ہوتا ہے تو اس پر یہی خدشہ اور شک ظاہر کیا جاتا ہے کہ ہو نہ ہو یہ ضرور چو قبیلے کے بادشاہ کا جاسوس ہے لہذا ایسے ہر اجنبی کو پکڑ کر بادشاہ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جن میں سے اکثر موت کے گھاٹ اُتار دیا جاتا ہے لہذا میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ تم چین کے مرکزی شہر چینگ چو میں داخل ہونے کا ارادہ ترک کر دو۔

اس بوڑھے وانگ فو کے انکشاف پر یوناف خاموشی کے ساتھ گردن جھکائے

اور کچھ سوچتا ہوا اس کے ساتھ دریائے وی کے کنارے کنارے آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ اس نے دیکھا کچھ فاصلے پر تین مسلح جوان کھڑے تھے جنہیں دیکھ کر اس بوڑھے لکڑہارے کا رنگ فق اور اس کے چہرے پر پریشانیاں اور دکھوں کی تہیں چھا گئی تھیں اس پر یوناف نے فوراً اس بوڑھے لکڑہارے کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا:

میں دیکھتا ہوں کہ یہ سامنے تین مسلح جوان کھڑے تھے ان کو دیکھ کر تم کچھ پریشان اور مغموم ہو گئے ہو کیا میں اس کی وجہ جان سکتا ہوں اس بوڑھے وانگ فو نے بڑی بے بسی سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

یہ جو تین مسلح جوان ہیں یہ اس علاقے کے اوباش اور بدمعاش ہیں یہ ہر لکڑہارے سے روزانہ اس جنگل سے لکڑیاں کاٹنے کے عوض ایک معقول رقم وصول کرتے ہیں باقی سارے لکڑہارے تو انہیں اس کی مقرر کردہ رقم دے کر شہر جا چکے ہوں گے میں بوڑھا ہوں اور لکڑیاں کاٹتے کاٹتے مجھے دیر ہو جاتی ہے لہٰذا میں اکثر شام کے وقت اکیلا ہی شہر جانے کے لیے رہ جاتا ہوں اب میں پریشان اور مغموم اس لیے ہو گیا ہوں کہ آج ان اوباشوں کو دینے کے لیے میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے اور اگر میں نے کچھ بھی نہیں دیا تو یہ میری لکڑیاں اٹھا کر دریا میں پھینک دیں گے اس طرح مجھے خالی ہاتھ گھر جانا ہو گا اور میں اپنے گھر کے افراد کے لیے بازار سے کچھ بھی نہ لے جا سکوں گا۔

اس بوڑھے وانگ فو کی گفتگو سن کر یوناف کے چہرے پر غصے اور غضبناکی کی پرچھائیاں چھا گئی تھیں پھر اس نے بوڑھے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

تم بے دھڑک اپنے گدھے کو ہانکتے ہوئے آگے بڑھو میں دیکھتا ہوں کہ وہ کیسے تم سے رقم کا مطالبہ کرتے ہیں اور اگر انہوں نے تمہاری لکڑیاں دریا میں پھینکنے کی کوشش کی تو سن رکھو میں ان تینوں سے الجھ جاؤں گا اور تمہارے سامنے انہیں ایسا سبق دوں گا کہ آئندہ وہ کسی لکڑہارے سے بھی رقم کا مطالبہ کرنے کی کوشش نہ کریں گے اس پر اس بوڑھے نے حیرت سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا یہ کیسے اور کیونکر ممکن ہے۔ اے میرے عزیز وہ تین ہیں اور تم ان کے مقابلے میں ایک مجھے خدشہ ہے کہ وہ کہیں تم کو نقصان پہنچا کر میری لکڑیوں کے ساتھ تمہیں بھی دریا میں نہ پھینک دیں۔ یوناف نے مسکراتے ہوئے اور اس بوڑھے وانگ فو کو تسلی دینے کے انداز میں کہا:

اے بزرگ وانگ فو تم اپنے گدھے کو ہانک کر آگے تو بڑھو پھر دیکھنا میں ان کا کیا حشر کرتا ہوں اس سے پہلے تو نے دیکھ ہی لیا ہے میں نے ایک جھٹکے کے ساتھ گری تمہاری لکڑیاں اٹھا کر گدھے پر رکھ دی تھیں اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جس طرح وہ لکڑیاں اٹھا کر تمہارے گدھے پر رکھ دی تھیں اگر ان تینوں نے تمہارے ساتھ زیادتی کی تو میں ان تینوں کو اٹھا کر اسی دریائے وی میں پھینک دوں گا۔ یوناف کی اس گفتگو پر بوڑھا وانگ فو تھوڑی دیر تک ہلکے ہلکے مسکراتا رہا۔ پھر وہ گدھے کو ہانکتا ہوا یوناف کے ساتھ دریائے وی کے کنارے کنارے آگے بڑھنے لگا تھا۔

وانگ فو نام کا وہ بوڑھا لکڑ ہارا دریائے وی کے کنارے یوناف کے ساتھ اپنے گدھے کو ہانکتا ہوا جب ان تین مسلح جوانوں کے پاس آیا تو انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے اُسے رُکنے کے لیے کہا ان کے اشارے پر بوڑھے وانگ فو نے اپنے گدھے کو فوراً روک دیا تھا۔ اور وہ بڑی بے بسی سے کبھی ان تینوں مسلح جوانوں کی طرف اور کبھی یوناف کی طرف دیکھنے لگا تھا اتنے میں ان تینوں مسلح جوانوں میں سے ایک نے بوڑھے وانگ فو کو مخاطب کرتے ہوئے اشارے سے رقم کا مطالبہ کیا جس کے جواب میں ایک بار اس بوڑھے نے بڑی لاچارگی کی حالت میں یوناف کی طرف دیکھا اور پھر ان تینوں مسلح جوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اس وقت میرے پاس تم لوگوں کو دینے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ مجھے جانے دو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ ان لکڑیوں کو بیچ کر جو رقم مجھے حاصل ہوگی اس میں سے میں تمہارا حصہ تمہیں کل ادا کر دوں گا۔ اس پر دوسرے مسلح جوان نے بوڑھے لکڑ ہارے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تمہارے پاس آج ہمیں دینے کے لیے کچھ نہیں تو پھر تم یہ لکڑیاں شہر کے بازار جا کر نہیں بیچ سکتے ان لکڑیوں کو ہم اس دریا میں ہی پھینک دیں گے پھر تم ہمیں کل کچھ دینے کا وعدہ کرتے ہو تو لکڑیاں بھی کل ہی تم شہر میں لے جا کر بیچ سکو گے۔ بوڑھے وانگ فو نے ان تینوں کو کوئی جواب نہ دیا وہ امید بھری نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھنے لگا تھا، شاید وہ یہ آس لگا بیٹھا تھا کہ اس کی طرف سے یوناف ان تینوں کو کوئی جواب دے یا ان کے خلاف سرگرم عمل ہو اس موقع پر جب ان تینوں نے آگے بڑھ کر اس بوڑھے وانگ فو کے گدھے سے لکڑیاں اٹھا کر دریا میں پھینکنا چاہیں تو یوناف نے سخت اور رعب دار آواز میں ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

تم تینوں اس بوڑھے لکڑ ہارے کے گدھے سے پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ تم تینوں نے اگر اس لکڑ ہارے کی کاٹی ہوئی لکڑیاں اٹھا کر دریا میں پھینکی تو سن رکھو شہر سے باہر اس ویرانے میں میں تم تینوں کی گردنیں کاٹ کر اس دریا میں پھینک دوں گا۔ تاکہ آئندہ ان لکڑ ہاروں سے زبردستی کوئی رقم وصول کرنے والا نہ رہے۔ یوناف کا یہ جواب سن کر ان تینوں نے یوناف کی طرف دیکھا پھر ان میں سے ایک نے اپنی تلوار کھینچ لی۔ اور یوناف کی طرف بڑھنا چاہا۔

اس موقع پر دوسرے مسلح جوان نے اپنے اس ساتھی کو جس نے تلوار کھینچ لی تھی۔ روک دیا اور پھر اسے ازراہِ تمسخر مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا اس اکیلے شخص کے خلاف تم تلوار کیوں بے نیام کرتے ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم اپنی تلوار نیام میں ڈال دو۔ اور آگے بڑھ کر اسے دھکے مارو اور اسے یہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دو۔ اور اگر یہ ہم میں سے اکیلے اکیلے پر غالب ہوا تو تینوں مل کر اسے مار مار کر اسے انسان سے لاش میں تبدیل کر دیں گے۔ اور پھر اسے اٹھا کر اس دریائے وی کے اندر پھینک دیں گے۔ اپنے ساتھی کی تجویز کو مانتے ہوئے دوسرے نے اپنی تلوار نیام میں کر لی تھی اور اب وہ کسی قدر طنزیہ انداز میں مسکراتا ہوا یوناف کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ اس موقع پر یوناف کی حالت کالی بھیانک رات، ریت کے سلگتے صحرا، سمندروں کے جلال اور برق کے نزول جیسی ہو کر رہ گئی تھی اس کی آنکھوں کے اندر کسی پتھر سے انسان کی طرح برسوں کے رُکے ہوئے پُراسرار اور بے نیام جذبے اور آگ میں لپٹے ہوئے گورکھ دھندے جوش مارنے لگے تھے ایسا لگتا تھا اس کی شریانوں کے اندر خون ابلنے لگا ہو اور وہ اپنی ذات میں انتقام کے جذبوں کا مکین بن کر رہ گیا ہو۔ اس موقع پر بوڑھے لکڑ ہارے وانگ فو کی حالت عجیب ہو رہی تھی۔ وہ بکھری کرچیوں اور بوسیدہ اوراق کی طرح اداس ہو گیا تھا، اور انتہائی فکر مندی سے کبھی وہ یوناف کی طرف دیکھتا اور کبھی اس مسلح جوان کی طرف دیکھنے لگتا تھا جو یوناف پر حملہ آور ہونے کے لیے آگے بڑھ رہا تھا۔ جوں ہی وہ مسلح جوان یوناف کی طرف آیا، اور اس نے اپنا دایاں ہاتھ فضا کے اندر بلند کرتے ہوئے یوناف پر ضرب لگانا چاہی تو یوناف نے فضا میں اٹھا ہوا اس کا ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ کی گرفت میں لے لیا۔ ایک جھٹکے کے ساتھ اپنی طرف کھینچا اپنے گھٹنے کی ایک زوردار ضرب اس کے پیٹ میں لگائی اور پھر اُسے کسی ہلکے پھلکے کھلونے کی طرح اس نے اسے اپنے دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر دور پھینک دیا تھا۔ اس کے بعد یوناف کسی آندھی کسی طوفان کی طرح دوسرے دونوں مسلح جوانوں کی طرف بڑھا ان کے چہرے

اور کاندھوں پر بھی اس نے دو دو تین تین ضربیں لگائیں اور پھر اس نے انتہائی غصے کے عالم میں ان دونوں کو اٹھا کر اس سمت پھینک دیا تھا جس سمت اس نے پہلے ساتھی کو پھینکا تھا۔

وہ تینوں اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور انتہائی پریشانی، خفگی اور لاچارگی میں وہ یوناف کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ یوناف بھی آگے بڑھ کر ان کے قریب آیا پھر ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے آدم کے رتبہ کو پامال کرنے والو! بدیوں کے اسیرو! اپنے کسی وہم کسی گمان میں نہ رہنا اگر تم تینوں نے میرے ساتھ اس ٹکراؤ کو طول دینے کی کوشش کو تو لکھ رکھو میں تم تینوں کی حالت طلب کے ناکام لبوں جیسی ویران، مٹی جیسی پست اور بے انت اندھیروں کے اندر سفر جیسی اجاڑ اجاڑ بنا کر رکھ دوں گا اگر تم اس معاملے کو طول دینا چاہتے ہو تو میں ایک بار پھر تم پر حملہ آور ہوں؟ یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں ان تینوں میں سے ایک نے بولتے ہوئے کہا۔

ہم تینوں تمہارے ساتھ نہ مقابلہ کرنا چاہتے ہیں اور نہ ہی اس معاملے کو طول دینا چاہتے ہیں بلکہ تمہارے ساتھ یہ وعدہ کرتے ہیں کہ ہم آئندہ اس بوڑھے سے رقم وصول نہ کیا کریں گے۔ یوناف نے پھر سنسان زندگی میں سمندر کے شور، اور رات کی خاموشیوں کے اندر خوف و ہراس طاری کر دینے والی فضاؤں کی طرح اپنی کھولتی ہوئی آواز میں ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا صرف اس بوڑھے وانگ فو ہی سے نہیں آئندہ تم یہاں سے گزر کر شہر کی طرف جانے والے کسی بھی لکڑہارے سے کوئی رقم وصول نہ کرو گے اور اگر تم لوگ اس سے باز نہ آئے اور لکڑہاروں سے کسی بھی موقع پر تم نے رقم وصول کرنے کی کوشش کی تو سن رکھو میں تم تینوں کی گردنیں کاٹ کر اس دریائے وی میں پھینک دوں گا۔ میرے ساتھ وعدہ کرو کہ تم ایسا کام کرنے سے باز رہو گے اور اگر تم وعدہ نہیں کرتے ہو تو میں ابھی تمہارے ساتھ نبٹ لوں گا تمہیں واپس شہر جانا نصیب نہ ہو گا اور تمہاری لاشیں تھوڑی دیر بعد اس دریائے وی میں تیر رہی ہوں گی۔ یوناف کی یہ ترکیب خوب کارگر ہوئی۔ ان تینوں میں سے ایک نے پھر یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے اجنبی! ہم نہیں جانتے تم کون ہو پھر ہم نے یہ اندازہ لگا لیا ہے کہ ہم تینوں مل کر بھی تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتے لہٰذا ہم تمہارے ساتھ وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ کسی بھی

لکڑہارے سے رقم وصول نہ کریں گے۔ اب تم ہمیں یہاں سے چلے جانے کی اجازت دے دے۔ اس پر یوناف نے برہم آواز اور کھولتے ہوئے لہجے میں کہا تم یہاں سے دفع ہو جاؤ اور اگر آئندہ میں نے تم لوگوں کو اس طرف دیکھا تو تم تینوں کی گردنیں کاٹ دوں گا۔ یوناف کا یہ جواب پا کر ان تینوں نے کچھ سکھ کا سانس لیا اور پھر وہ تقریباً وہاں سے بھاگنے کے انداز میں شہر کی طرف چلے گئے تھے۔

ان تینوں اوباشوں سے نپٹنے کے بعد یوناف جب دوبارہ بوڑھے لکڑہارے وانگ فو کے پاس آیا تو تھوڑی دیر تک وانگ فو اسے تشکر آمیز نگاہوں سے دیکھتا رہا پھر اس نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے اجنبی میں تیرا ممنون اور احسان مند ہوں کہ تو نے ان تینوں بھیڑیا نما انسانوں سے نہ صرف یہ کہ میری جان بچائی بلکہ آئندہ کے لیے بھی انہیں ایک عبرت انگیز درس دیا ہے۔ اب مجھے امید ہے کہ وہ آئندہ یہاں پر کھڑے ہو کر کسی بھی لکڑہارے سے رقم کا مطالبہ نہ کریں گے۔ اے اجنبی نوجوان میں ایک بار پھر تم سے التماس کرتا ہوں کہ چین کے مرکزی شہر چینگ چو میں داخل ہونے کا ارادہ ترک کر دو۔ جن زمینوں کی طرف سے آئے ہو انہی کی طرف واپس لوٹ جاؤ۔ اسی میں تمہاری سلامتی اور تمہاری بہتری ہے۔ مجھے خطرہ اور خدشہ ہے کہ شہر میں داخل ہوتے ہی کہیں محافظ پکڑ کر تمہیں بادشاہ کے سامنے نہ پیش کر دیں اور وہ تمہیں سزا دینے کا اعلان نہ کر دے۔ بوڑھا وانگ فو جب خاموش ہوا تو یوناف نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو بزرگ وانگ فو اب تم اپنے گدھے کو ہانکتے ہوئے شہر کی طرف چلے جاؤ اور لکڑی بیچ کر اپنی گزر بسر کرنے کا سامان کرو۔ اس پر وانگ فو نے بڑے شوق سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اور کہا تم یہاں سے جانے کا ارادہ کر چکے ہو۔ اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا نہیں میں یہاں سے واپس نہیں جاؤں گا بلکہ تمہارے اس مرکزی شہر چینگ چو میں ہی داخل ہوں گا۔ میں تمہارے ساتھ اس شہر میں داخل نہیں ہونا چاہتا ایسا نہ ہو کہ جب شہر کے محافظ مجھے پکڑ کر اپنے بادشاہ کے سامنے پیش کرنا چاہیں تو وہ تمہیں میرے ساتھ دیکھ کر کہیں تمہیں بھی گرفتار کر کے بادشاہ کے سامنے پیش نہ کر دیں اس طرح تمہارے لیے مسائل اٹھ کھڑے ہوں گے لہٰذا میں نہیں چاہتا کہ تم میرے ساتھ

شہر میں داخل ہو اور میرے ساتھ تم بھی پکڑے جاؤ لہذا تم شہر کی طرف چلے جاؤ تمہارے جانے کے بعد پھر میں اس شہر میں داخل ہوں گا۔ بوڑھے وانگ فو نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا اور پھر وہ اپنے گدھے کو وہاں سے ہانکتا ہوا شہر کی طرف چلا گیا تھا اس کے جانے کے بعد یوناف تھوڑی دیر تک دریائے وی کے کنارے بیٹھا رہا اس دوران ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور پھر ابلیکا کی مترنم اور شیریں آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔

اے میرے حبیب تم نے اس بوڑھے لکڑہارے کی مدد کر کے ایک خیر اور نیکی کا کام سرانجام دیا ہے وہ بوڑھا وانگ فو تو اب شہر میں داخل ہو چکا ہے لہذا تم بھی اٹھو اور شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرو سنو یوناف میں چینگ چو شہر کا چکر لگا کر آ رہی ہوں۔ میں نے وہاں کے حالات کا پورا جائزہ لیا ہے۔ بوڑھے وانگ فو کا یہ کہنا کہ جو بھی اجنبی چینگ چو شہر میں داخل ہوتا ہے۔ اسے شہر کے محافظ پکڑ کر بادشاہ کے سامنے پیش کر دیتے ہیں، اور پھر بادشاہ اسے اپنی مرضی کے مطابق سزا دیتا ہے درست ہے لیکن شہر کے محافظ ایسا معاملہ صرف ان لوگوں کے ساتھ کرتے ہیں جن کی شکل و شباہت اور قد کاٹھ اور حلیہ چین کے رہنے والے ان باشندوں سے ملتا جلتا ہو۔

اے یوناف میرے حبیب! تمہارا معاملہ ان سے مختلف ہے تمہارا قد کاٹھ تو خوب بلند اور نکلتا ہوا ہے جب کہ یہ چینی عام لوگوں سے بھی پستہ قد ہیں اور پھر تمہارا چہرہ اور تمہارے خدوخال اور تمہاری جسمانی ساخت بھی چین کے رہنے والے لوگوں سے نہیں ملتی جلتی لہذا تم بے دھڑک ہو کر چینگ چو شہر میں داخل ہو میں تم کو یقین دلاتی ہوں کہ شہر کے محافظ تم سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ ابلیکا کی یہ گفتگو سن کر یوناف مسکراتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر اس نے ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے ابلیکا! تمہارے کہنے پر تو میں آگ میں بھی کود سکتا ہوں یہ چینگ چو شہر کیا چیز ہے دیکھو میں ابھی اس شہر میں داخل ہوتا ہوں اس کے ساتھ ہی یوناف خاموش ہو گیا پھر وہ اپنی قوتوں کو حرکت میں لایا اور چینگ چو شہر کے قریب نمودار ہوا پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا شہر کے مغربی دروازے پر آیا اور وہاں پہ کھڑے ہوئے محافظوں میں سے ایک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

میرا نام یوناف ہے اور میں اس شہر کا ہی نہیں بلکہ ان سرزمینوں کے اندر بھی

اجنبی ہوں میں قوم آشور کے مرکزی شہر نینوا کی طرف سے آ رہا ہوں مجھے چونکہ ان سرزمینوں کے حالات سے دلچسپی تھی لہذا میں نے اسی بنا پر اس شہر کا رُخ کیا ہے۔ راستے میں مجھے یہ خبر دی گئی تھی کہ چین میں ان دنوں چینگ نام کا ایک خاندان حکومت کرتا ہے، جس کے خلاف چو نام کے قبائل نے بغاوت کر رکھی ہے لہذا جو بھی اجنبی چین کے اس مرکزی شہر چینگ چو میں داخل ہوتا ہے تو شہر کے محافظ اسے پکڑ کر اپنے بادشاہ کے سامنے پیش کر دیتے ہیں اور بادشاہ اس اجنبی کے لیے کوئی سزا تجویز کر دیتا ہے۔ ان حالات کے پیش نظر میں شہر میں داخل ہونے سے پہلے ہی تم لوگوں پر یہ واضح کرتا ہوں کہ میں بھی ایک اجنبی ہوں لیکن میرا تعلق چین کی سرزمین سے نہیں بلکہ میں آشوریوں کے مرکزی شہر نینوا سے آ رہا ہوں اگر تم لوگ مجھ پر بھی ایک جاسوس ہونے کا شبہ کرتے ہو تو مجھے بھی پکڑ کر اپنے بادشاہ کے سامنے پیش کرو تاکہ میں اس کے سامنے اپنی وضاحت پیش کر سکوں کہ میں کن حالات میں نینوا سے چین کے اس مرکزی شہر چینگ چو کی طرف آیا ہوں۔

وہ محافظ تھوڑی دیر تک یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس کا جائزہ لیتا رہا پھر اس نے کسی قدر نرم آواز اور مسکراتے ہوئے لہجے میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے اجنبی تمہیں یہ اطلاع تو درست مہیا کی گئی ہے کہ چین میں ان دنوں چینگ نام کا خاندان حکمران ہے لیکن میں تم پر یہ بات واضح کر دوں کہ اس حکمران خاندان کے خلاف صرف چو نام کے قبائل ہی آمادہ بغاوت نہیں بلکہ ایک اور قبیلہ جس کا نام ہوآئی ہے وہ بھی حکمران قبیلے کے خلاف بغاوت اور سرکشی پہ آمادہ ہے اور یہ دونوں قبائل اکثر و بیشتر حکمران قبیلے کے خلاف بغاوت اور سرکشی کا اظہار کرتے رہتے ہیں اور اپنے جاسوس بھیج کر حکمران طبقے سے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اسی بنا پہ جو اجنبی بھی اس شہر میں داخل ہوتا ہے اسے ہم پکڑ کر اپنے بادشاہ کے سامنے پیش کر دیتے ہیں پھر وہ جو چاہے اس کے لیے سزا تجویز کرے لیکن اے اجنبی تمہارا معاملہ مختلف اور منفرد ہے اس لیے کہ تم تو اپنے قد کاٹھ اپنے لباس اپنے حلیے اور اپنے چہرے اور شکل و شباہت میں ہی ان سرزمینوں کے رہنے والے نہیں لگتے لہذا ہم کیوں تمہیں یوں ہی پکڑ کر اپنے بادشاہ کے سامنے پیش کر دیں اس لیے کہ جو تم جیسے اجنبی اس شہر میں داخل ہوتے ہیں جن کا تعلق چین سے نہیں بلکہ دوسری سرزمینوں سے ہو انہیں ہم اپنے شہر میں خوش آمدید کہتے ہیں۔ اور ان سے کسی قسم کا

حرج نہیں کرتے لہٰذا تم بے دھڑک ہو کر شہر میں داخل ہو سکتے ہو اور اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق جہاں چاہے قیام کر سکتے ہو اس سلسلے میں کوئی بھی تم سے باز پرس نہ کرے گا۔

اس محافظ کی یہ گفتگو سن کر یوناف کے چہرے پر خوشی اور اطمینان کے جذبات بکھر گئے تھے پھر اس نے دوبارہ اس نے اس محافظ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ اگر میں شہر کی کسی اچھی سرائے میں قیام کرنا چاہوں تو مجھے شہر کے کس حصے کا رُخ کرنا چاہیے اس پر اس محافظ نے یوناف کو پھر مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ شہر میں داخل ہونے کے بعد سامنے جو چوراہا آتا ہے اس چوراہے سے دائیں طرف مڑ جانا تھوڑی دُور آگے جا کر تمہیں وہاں کئی ایک صاف ستھری سرائیں ملیں گی اور تم ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کر لینا اور قیام کر لینا۔

اس محافظ کا یہ جواب سن کر یوناف نے اس کا شکریہ ادا کیا اور شہر میں داخل ہوا۔ دروازے میں سے داخل ہونے کے بعد جب وہ شہر کے پہلے چوک پر آیا تو محافظ کی راہنمائی کے مطابق وہ دائیں ہاتھ مڑ گیا تھوڑی دُور تک شہر کے اندر جانے کے بعد اس نے دیکھا کہ شاہراہ کے دونوں کنارے پر وہاں کئی ایک سرائے تھیں یوناف نے ان میں سے ایک کا انتخاب کیا اور وہاں اپنے لیے ایک کمرہ حاصل کر کے اس نے سرائے میں قیام کر لیا تھا۔

O

ارض فلسطین میں سکم شہر کے سرائے میں ایک روز عزازیل، عارب، بیوسا، نبیطہ، یافان اور اریتا اکٹھے بیٹھے تھے کہ عزازیل نے اپنے سارے ان ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے میرے عزیزو میرے ساتھیو! فلسطین کی سرزمین کے اندر ہم اپنے کام اور اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب ہو گئے ہیں بنی اسرائیل کی سلطنت کو جو سلیمانؑ کے دور حکومت میں اپنے عروج پر پہنچ چکی تھی اسے ہم نے دو حصوں میں تقسیم کر کے رکھ دیا ہے۔ ایک حصے کا حکمران سلیمانؑ کا بیٹا رحبعام ہے اس کا مرکزی شہر یروشلم ہے۔ اور یہ لوگ وحدانیت پرست ہیں دوسرے حصے کا حکمران سکم کا باغی سردار یربعام ہے۔ اس کا مرکزی شہر سکم ہے۔ اور میری اور یربعام کی کوششوں کے باعث اب سلطنت کے اس حصے کے لوگ شرک میں پوری طرح مبتلا

ہو چکے ہیں۔ سونے کے جو دو بُت میں نے ان کے لیے بنائے تھے ان کی پرستش اب ان لوگوں نے پورے زور شور اور پورے اعتماد اور عقیدے کے ساتھ شروع کر دی ہے۔ یوں میں سمجھتا ہوں کہ ان سرزمینوں کے اندر ہم اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔ کائنات کے اندر رسولوں اور نبیوں کا بھیجنے کا مقصد جہاں یہ ہے کہ وہ وحدانیت کے فروغ کے لیے کام کریں وہاں اسی سرزمین کے اندر میرا مقصد یہ ہے کہ وحدانیت کے خلاف کام کر کے شرک کے پھولنے پھلنے کے لیے کام کروں سو میرے عزیزو تم دیکھتے ہو کہ ان سرزمینوں کے اندر میں نے اپنے اس کام کو خوب پھیلایا ہے لہٰذا یہاں اپنے کام کی تکمیل کرنے کے بعد اب میں دوسری سرزمینوں کی طرف جانے کا ارادہ کرتا ہوں۔ عزازیل جب خاموش ہوا تب عارب نے اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے آقا! اب آپ کن سرزمینوں کا رُخ کریں گے۔ عارب کے اس استفسار پر عزازیل نے کہنا شروع کیا میرے ساتھیو یہاں سے اب ہندوستان کی سرزمین کا رُخ کروں گا۔ میرے کچھ کارکنوں اور ساتھیوں نے مجھے خبر دی ہے کہ وہاں پر شرک، گناہ اور بدیوں کے پھولنے پھلنے کے خوب امکان ہیں لہٰذا اب میں فلسطین سے ہند کی سرزمین کا رُخ کروں گا۔ عزازیل نے یافان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے یافان کیا اس مہم میں تم بھی ہمارا ساتھ دو گے اس پر یافان نے پُرجوش انداز میں عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے آقا! میں کیوں تمہارا ساتھ نہ دوں گا۔ میں تمہارے ساتھ ہی فلسطین سے ہند کی طرف کوچ کروں گا۔ یافان کا یہ جواب سن کر عزازیل خوش ہوا پھر وہ سب اٹھ کر سرائے کے اس کمرے سے نکلے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور سکم شہر سے کوچ کرتے ہوئے وہ ارض ہند کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

ایک روز شام سے تھوڑی دیر پہلے عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ دریائے جمنا کے کنارے ماہی گیروں کی ایک بستی کے باہر نمودار ہوا۔ اس نے دیکھا جس جگہ وہ نمودار ہوا تھا وہاں دریائے جمنا کے کنارے کنارے ماہی گیروں کی بہت سی کشتیاں کھڑی تھیں اور ان کشتیوں کے قریب ہی دریا کے کنارے ایک بوڑھا ماہی گیر آگ کا چھوٹا سا الاؤ گرم کیے بیٹھا ہوا تھا۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ عزازیل اس بوڑھے ماہی گیر کے پاس آیا اور اس کے سامنے الاؤ کے پاس بیٹھتے ہوئے اس نے اس بوڑھے کو مخاطب کرتے

ہوئے کہنا شروع کیا۔

میرا نام عزازیل ہے اور میں اَن گنت قوتوں کا مالک ہوں۔ تمہارے حلیئے اور تمہارے چہرے سے اندازہ ہوتا ہے کہ تم ایک ماہی گیر ہو۔ کیا میں جان سکوں گا کہ تمہارا نام کیا ہے۔

اس بوڑھے ماہی گیر نے ایک بار غور سے عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھا پھر اس نے انہیں جواب دیتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ میرا نام سیوارام ہے اور تمہارا یہ اندازہ درست ہے کہ میں ماہی گیر ہوں۔ سیوارام کے اس جواب پر عزازیل پھر بولا اور پوچھا۔ اے بزرگ ماہی گیر جیسا کہ میں تم پر پہلے ہی واضح کر چکا ہوں کہ ہم اس سرزمین میں اجنبی ہیں کیا تم ہمیں بتاؤ گے یہ کون سی سرزمین ہے یہاں کون حکومت کرتا ہے اور اس حکومت کے مرکزی شہر کا نام کون سا ہے۔ عزازیل کے اس سوال پر وہ بوڑھا سیوارام پھر بولا اور کہنا شروع کیا۔

یہ ریاست ہستناپور کی سرزمین ہے۔ اس کے مرکزی شہر کا نام بھی ہستناپور ہی ہے اور اس ریاست کے راجہ کا نام سنتانون ہے۔ وہ بوڑھا جب خاموش ہوا تو عزازیل نے پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ اب تمہارے پاس سے فارغ ہو کر ہم ہستناپور شہر ہی کا رخ کریں گے۔ لہذا تم ہمیں ہستناپور کے راجہ سنتانون کے متعلق کچھ تفصیل بتاؤ گے۔ کہ وہ کیسا اور کس قسم کا انسان ہے اس کی کتنی بیویاں اور کتنے بیٹے ہیں اور یہ کہ وہ کس بات کا زیادہ شوقین ہے۔

عزازیل کے اس سوال پر بوڑھا سیوارام تھوڑی دیر تک اپنے سر کو کھجلاتا رہا پھر اپنے سامنے جلتے الاؤ کی آگ کو اس نے اور بھڑکایا اور اس کے بعد اس نے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو اجنبیو! راجہ سنتانون بڑا نیک اور بڑا ہر دلعزیز انسان ہے اس کی ایک ہی بیوی تھی جو بڑی مافوق الفطرت خاتون تھی جس سے اس سنتانون کا ایک ہی بیٹا ہے جس کا نام دیو دارتا ہے۔ ان دنوں سنتانون کی کوئی بیوی نہیں ہے کیونکہ اس نے اپنی زندگی میں گنگا نام کی ایک ہی لڑکی سے شادی کی تھی جس سے متعلق میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ وہ ایک مافوق الفطرت لڑکی تھی جو سنتانون کو چھوڑ کر جا چکی ہے۔ سیوارام کے اس انکشاف پر عزازیل نے شوق اور دلچسپی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے سیوارام مہربان کیا تم ہمیں یہ نہ بتاؤ گے کہ راجہ سنتانون کی بیوی جس کا نام

تم نے گنگا بتایا ہے وہ کس لحاظ سے مافوق الفطرت تھی ان دونوں کا کیسے ملاپ ہوا اور کیوں وہ گنگا نام کی لڑکی سنتانون کو چھوڑ کر چلی گئی۔ عزازیل کے ان سوالوں کے جواب میں بوڑھا سیوارام تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر شاید سارے واقعات کو اپنے ذہن میں جمع کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ اس کے بعد وہ سنبھلا اپنی گردن سیدھی کر کے اس عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور اس نے کہنا شروع کیا۔

سنو اجنبیو! اس شادی سے پہلے جب کہ راجہ سنتانون ابھی نوجوان ہی تھا تو یہ بڑا جفا کش اور دلیر تھا یہ راجہ شکار کرنے کا بے حد شوقین ہے۔ ایک روز یہ دریائے گنگا کے کنارے شکار کر رہا تھا کہ اس کی زندگی کا سب سے بڑا حادثہ اسے پیش آیا شکار کے دوران گنگا کے کنارے اپنا گھوڑا دوڑاتے ہوئے راجہ سنتانون نے اچانک دیکھا کہ دریا کے کنارے ایک لڑکی تنہا خاموش اور پرسکون کھڑی تھی۔ سنتانون اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا دریا کے کنارے کھڑی اس لڑکی کے پاس آیا اس نے دیکھا وہ لڑکی رنگوں کی قوسوں اور جلترنگ کی جیسی حسین تھی وہ رات کے وقت جل اٹھنے والے چاند اور ستاروں جیسی پرکشش اور دلکش اور حسین حقیقت جیسی پُر فریب تھی۔ دریائے گنگا کے کنارے کی بے لباس ویرانیوں کے اندر وہ اکیلی کھڑی تھی اور اس کے عنبریں بال فضاؤں کے اندر اڑ رہے تھے اسے دیکھ کر راجہ سنتانون کو ایسے لگا جیسے کوئی ستارہ غار سے نکل کھڑا ہو یا کوئی چاند کھنڈرات سے طلوع ہوا ہو اور چاروں طرف دودھیا چاندنی پھیل گئی ہو اس لڑکی کے قریب آ کر راجہ سنتانون تھوڑی دیر تک اسے غور سے دیکھتا رہا پھر راجہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

میں نہیں جانتا تم کون ہو، کہاں سے آئی ہو اور دریائے گنگا کے کنارے اس وقت کیوں اکیلی کھڑی ہو۔ میں تم سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں تمہیں اپنا ساتھی بنانے کے لیے تمہیں پسند کر چکا ہوں میں ہستناپور کا راجہ سنتانون ہوں اور تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کچھ بھی تم ہو مجھے قبول ہو اس لیے کہ تمہیں دیکھتے ہی میں اپنے دل میں عہد کر چکا ہوں کہ میں تم سے شادی کروں گا۔ اور تمہیں ہستناپور کی رانی بناؤں گا۔ میرا خیال ہے کہ تم میری اس پیشکش کو ٹھکراؤ گی نہیں۔ راجہ سنتانون کی اس پیشکش پر اس لڑکی نے پہلی بار لب کھولے اور راجہ کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا میرا نام گنگا ہے میں ایک شرط پر رانی بننے اور تمہارے ساتھ شادی کرنے پر رضامند ہوں۔ راجہ سنتانون نے فوراً پوچھ لیا میرے ساتھ

شادی کرنے کے لیے تمہاری کیا شرط ہے اس پہ وہ گنگا نام کی لڑکی پھر بولی کہ شادی کے بعد تم کبھی بھی مجھ سے میرا کوئی بھید جاننے اور میرے متعلق تفصیل حاصل کرنے کے لیے مجھ سے کوئی سوال نہ کرو گے اور جس روز بھی تم نے ایسا کرکے مجھے ناخوش کیا اسی روز میں تمہیں چھوڑ کر چلی جاؤں گی۔ اس پر راجہ نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا مجھے تمہاری یہ شرط منظور ہے اور یوں راجہ نے اس گنگا نام کی حسین اور جمیل لڑکی سے شادی کرلی تھی۔

یوں وقت گزرنے لگا دن ہفتوں میں اور ہفتے مہینوں میں اور مہینے سالوں میں تبدیل ہونے لگے آخر اس خوبصورت اور حسین لڑکی گنگا کے بطن سے ہستنا پور کے راجہ سنتانون کا ایک بیٹا پیدا ہوا۔ راجہ بے حد خوش تھا کہ اس کے ہاں اس کا راجکمار اس کے تخت و تاج کا وارث پیدا ہوا ہے جب محل کے اندر کام کرنے والی خادماؤں نے اسے اس کے بیٹے کی پیدائش کی اطلاع دی۔ تو راجہ سنتانون محل کے اس حصے کی طرف بھاگا جس حصے میں ان دنوں ہستنا پور کی رانی کا قیام تھا۔ جب وہ گنگا کی خواب گاہ میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا خواب گاہ خالی پڑی تھی۔ وہ بڑا پریشان اور حیرت زدہ ہوا اور اس حصے میں کام کرنے والی خادماؤں سے جب اس نے اپنی رانی گنگا کے متعلق پوچھا تو خادماؤں نے اطلاع دی کہ بچے کے پیدا ہونے کے فوراً ہی بعد گنگا نومولود بچے کو اپنی گود میں لے کر دریائے گنگا کی طرف بھاگ کھڑی ہوئی تھی اور ابھی تک وہ وہاں سے نہیں لوٹی یہ خبر سن کر راجہ سنتانون کو تشویش ہوئی لہٰذا وہ فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے دریائے گنگا کی طرف سرپٹ دوڑا رہا تھا۔

اپنے گھوڑے کو بھگاتا بھگاتا ہستنا پور کا راجہ سنتانون جب دریائے گنگا کے کنارے پہنچا تو وہاں اپنی بیوی کی اصلیت اور حقیقت جاننے کے بعد اسے ایسا لگا جیسے وہ نیند کی دھند، موت کی سی نگاہ، دوپہر کی پنہائیوں اور اندیشوں کے طوفانوں کا شکار ہو کر رہ گیا ہو۔ اس نے دیکھا کہ اس کی بیوی گنگا اپنے نومولود بچے کو اپنی گود میں لیے بھاگتی ہوئی دریا کے کنارے پہنچی تھی اور پھر بڑے زوردار انداز میں اس نے بچے کو اچھالتے ہوئے دریائے گنگا کی موجوں میں پھینک دیا تھا۔ اور وہ نومولود بچہ راجہ سنتانون کے دیکھتے ہی دیکھتے دریائے گنگا کی اٹھتی بکھرتی لہروں کا شکار ہو کر رہ گیا تھا۔ اپنی بیوی گنگا کا یہ رویہ اور اپنے بچے کی موت پہ ہستنا پور کا راجہ سنتانون کچھ ایسا محسوس کر رہا تھا جیسے ہر سمت تاریکی ہی تاریکی پھیل گئی ہو یا سحر کے عمل کے ذریعے کسی نے فضاؤں کو آسیب زدہ، ہواؤں کو اداس

اور دن کو تاریک کرکے رکھ دیا تھا یہ سماں دیکھنے کے بعد وہ کچھ یوں محسوس کر رہا تھا جیسے اس کے لیے آسمان پھٹ رہا ہو اور زمین دھنس رہی ہو اس نے یہ بھی دیکھا کہ بچے کو دریائے گنگا میں پھینکنے کے بعد اس نے اپنی زندگی کا ایک بہت بڑا بوجھ ہلکا کرکے رکھ دیا ہو۔

اس انکشاف پہ سنتانون کے ذہن اور چہرے پہ برہمی کے طوفان اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ راجہ اپنے گھوڑے سے اتر کر وہ آگے بڑھا اور جب وہ اپنی بیوی گنگا کے قریب ہوا تو اس نے دیکھا اس موقع پہ گنگا کی حالت غبار آلود طوفان اور ریت کے ذرّوں جیسی ہو رہی تھی اس کی آنکھوں کے اندر دوپہر کی لو، الاؤ کی دہکتی آگ اور طوفانی عفریت جیسے سمے رقص کر رہے تھے اس موقع پہ ہستنا پور کا راجہ سنتانون اس سے بہت کچھ پوچھنا چاہتا تھا پر گنگا کی حالت دیکھ کر اس کے ذہن میں اٹھنے والے سارے خیالات اور سوالات تصور کی طرح بکھر کر رہ گئے تھے، ذہن میں مایوسی اور گھبراہٹ پھیل گئی تھی اور وہ اپنی ذات کو گرد کے اٹھتے ہوئے جذبات جیسا محسوس کر رہا تھا۔ اپنی اس بدلتی حالت کے تحت ہستنا پور کے راجہ سنتانون کو یہ بھی یاد آیا کہ اس نے شادی کے موقع پہ گنگا سے وعدہ کیا تھا کہ وہ کبھی بھی زندگی بھر اس سے کوئی سوال نہ کرے گا۔ ورنہ وہ اس سے ناراض ہو کر اسے ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلی جائے گی۔ اس خیال کے آتے ہی راجہ سنتانون نے اپنے سارے خیالات اپنی ساری انتقامی کیفیت پر مٹی ڈال دی اور اس نے اپنے اوپر خاموشی اور صبر طاری کر لیا تھا اپنے بچے کو دریا کی نذر کرنے کے بعد گنگا واپس محل کی طرف چل گئی تھی جب کہ راجہ سنتانون بھی مایوسانہ انداز میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور گنگا سے کچھ فاصلہ رکھ کر وہ بھی واپس محل کی طرف جا رہا تھا۔

بوڑھا ماہی گیر سیوارام یہاں تک کہنے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے رکا ایک بار اس نے غور سے عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھا پھر ہستنا پور کے راجہ سنتانون کی اس داستان کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

اگلے سال بادشاہ کے ہاں پھر ایک لڑکا پیدا ہوا اور اسے بھی گنگا نے اٹھا کر دریا میں پھینک دیا تھا۔ یوں بادشاہ کے ہاں یکے بعد دیگرے سات لڑکے پیدا ہوئے اور ساتوں ہی کو اس کی خوبصورت رانی گنگا نے دریا کی موجوں کی نذر کر دیا تھا۔ راجہ سنتانون چونکہ گنگا سے بے پناہ محبت کرتا تھا اس لیے وہ ہر چیز کو برداشت کرتا رہا وہ اس بنا پر بھی اس

سارے اہلیے کے سامنے خاموش رہا کیونکہ اس نے گنگا سے وعدہ کر رکھا تھا کہ وہ اس کے کسی بھی کام کے خلاف اس سے کوئی سوال نہ کرے گا۔ آخر ہستنا پور کے راجہ سنتانون کے ہاں جب آٹھواں بچہ پیدا ہوا تو اس کے ذہن میں یہ خیال اٹھا اگر اسی طرح اس کے بچوں کو دریائے گنگا کی موجوں کی نذر کر دیا گیا تو کون ہو گا جو اس کے بعد ہستنا پور کے تاج و تخت کا وارث بنے گا۔ سنتانون کا یہ خیال گنگا سے اس کی محبت پر غالب رہا اور اس نے فیصلہ کیا کہ وہ بچے کو کسی بھی صورت دریائے گنگا کے پانی کی نذر نہ ہونے دے گا۔ لہٰذا آٹھویں بچے کی پیدائش کے بعد جب اس کی حسین بیوی گنگا اپنے نومولود بچے کو لے کر دریائے گنگا کی طرف بھاگی تو ہستنا پور کے راجہ سنتانون نے اس کا تعاقب کیا اور دریا کے کنارے ہی اس نے اپنی بیوی گنگا کو جا دھر کا۔ زندگی میں پہلی بار اس نے گنگا کو درشتگی اور برہمی میں مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

یہ تم نے کیا غیر انسانی سلسلہ شروع کر رکھا ہے میں نے تمہارے ساتھ تعلقات استوار رکھنے اور تمہاری خوشنودی اور تمہاری محبت کو قائم رکھنے کے لیے اپنے سات بیٹوں کی قربانی کو برداشت کیا تمہارے بطن سے میرے ہاں سات بیٹے ہوئے جنہیں میرے دیکھتے ہی دیکھتے تو نے دریائے گنگا کی موجوں کی نذر کر دیا اب یہ معاملہ میری برداشت سے باہر ہو چکا ہے اور میں تمہیں کسی بھی صورت اجازت نہ دوں گا کہ تم میرے اس آٹھویں بچے کو دریا میں پھینک دو۔ میں آج تک یہ نہیں سمجھ سکا کہ تم کیسی ماں ہو جو اپنے ہی بچوں کو اٹھا کر دریا میں پھینک دیتی ہو۔ میرا یہ آٹھواں بچہ میرے حوالے کر دو یہی میرا راجکمار اور میرے تاج و تخت کا وارث بنے گا۔ راجہ کی یہ گفتگو سن کر گنگا کے چہرے پر عجیب طرح کی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ اس مسکراہٹ کے پس منظر میں گنگا کے چہرے پر ہلکی ہلکی اداسی بھی دیکھی جا سکتی تھی۔ خوشی اور اداسی کے امی امتزاج میں گنگا نے ایک بار بڑے غور سے راجہ کے شانتون کی طرف دیکھا۔ خوشی اور اداسی کے پھر اس نے بڑی نرمی سے راجہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے راجہ! اب تیرا میرا ساتھ ختم ہوا وقت آ گیا ہے کہ میں تجھے چھوڑ کر اسی طرف اور اسی سمت چلی جاؤں جہاں سے میں تمہاری طرف آئی تھی۔ میرا اور تمہارا یہ آٹھواں بچہ ضرور زندہ رہے گا میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گی اور مناسب وقت آنے پر میں اسے تمہیں لوٹا دوں گی۔ اس بچہ کا نام میں دیو وارتا رکھتی ہوں اور اس کا دوسرا نام گنگیا ہو گا۔ اپنی رانی سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو جانے کی باتیں سن کر ہستنا پور کے راجہ سنتانون

پر غم اور دکھ کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا اس موقع پر اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ اس کے سامنے کھڑی گنگا کیا کہہ رہی ہے۔ اس کے ذہن میں بس یہی غم اور دکھ سوار ہو کر رہ گیا تھا کہ وہ عورت جسے اس نے زندگی کی ہر شے سے زیادہ عزیز اور پسندیدہ رکھا تھا وہ اسے ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر اس سے رخصت ہونے والی ہے اور ایسا وہ صرف اس بنا پر کر رہی ہے کہ اس نے اس سے اپنا آٹھواں بچہ موت کی نذر کرنے سے روک دیا ہے۔ تھوڑی دیر تک سنتانون عجیب سے انداز میں گنگا کی طرف دیکھتا رہا اس موقع پر اس کی آنکھوں میں ایک التجا اور التماس تھی پھر اس نے گنگا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے گنگا مجھے چھوڑ کر مت جاؤ اپنے اس نومولود بچے کی پرورش میرے ساتھ رہتے ہوئے اور ہستنا پور کے محل کی آسائشوں میں رہ کر کرو۔ تم جانتی ہو کہ یہ عرصہ جو تم نے میرے ساتھ میری بیوی کی حیثیت سے گزارا ہے اس دوران تم میرے جسم اور میری زندگی کا ایک حصہ بن چکی ہو لہٰذا میں کسی بھی صورت تمہیں اجازت نہ دوں گا کہ تم مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلی جاؤ۔

ہستنا پور کے راجہ سنتانون کے ان الفاظ پر گنگا تھوڑی دیر تک سامنے کھڑی مسکراتی رہی پھر وہ بولی اور راجہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

اے راجہ! میرا تمہارے ساتھ یہ وعدہ تھا کہ تم کبھی بھی مجھ سے کسی قسم کا سوال نہ کرو گے اور چونکہ تم نے آج یہ سوال کر ڈالا ہے لہٰذا میرا تمہارا اکٹھے رہنے کا وعدہ ختم ہو چکا ہے اور میں کسی بھی صورت اب تمہارے ساتھ نہ رہوں گی۔ اب جب کہ تم مجھ سے سوال کر کے معاہدہ توڑ ہی چکے ہو تو میں تم پر یہ بھی انکشاف کر دوں کہ میں تمہاری طرح انسان نہیں ہوں بلکہ میرا تعلق جنات کی جنس سے ہے اور میں نے ایک فانی انسان کی حیثیت سے تمہارے ساتھ اتنا عرصہ گزارا ہے۔ اگر تم مجھ سے سوال کر کے میرے ساتھ ہونے والے معاہدے کو نہ توڑتے تو میں تمہارے ساتھ ہی ہستنا پور کے اس محل میں زندگی بسر کر دیتی۔ اسی دریائے گنگا کے کنارے ایک بار میں نے تمہیں شکار کرتے ہوئے دیکھا تھا اور تمہیں پسند کر لیا تھا اور میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ میں تمہاری بیوی کی حیثیت سے زندگی بسر کروں گی۔ اسی لیے میں آج سے برسوں پہلے انسانی شکل و صورت میں اس وقت دریائے گنگا کے کنارے آن کھڑی ہوئی تھی جب تم دریائے گنگا کے کنارے شکار کر رہے تھے۔ تم میری جسمانی ساخت میرے حسن اور میری خوبصورتی کو دیکھ کر متاثر ہوئے اور میرے ساتھ

شادی کر لی سا اب یہ معاملہ ختم ہو چکا ہے اس لیے کہ میرے اور تمہارے درمیان جو معاہدہ تھا وہ ٹوٹ چکا ہے۔

راجہ سنتا نون گنگا کے اس انکشاف پر تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر اس نے اپنی جھکی گردن آہستہ آہستہ سیدھی کی اور پھر گنگا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"اے گنگا! اب جب کہ تم اپنی اصلیت مجھ پر ظاہر کر چکی ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ میں زبردستی تمہیں اپنے ساتھ رہنے پر مجبور نہیں کر سکتا پر ہمیشہ کے لیے مجھ سے جدا ہونے سے پہلے یہ تو بتاؤ کہ تم نے میرے سات بچوں کو دریا کی موجوں کی نذر کیوں کر دیا؟" اس پر گنگا نے پھر ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں سنتا نون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اس معاملے کی تفصیل میں بھی نہ پڑو بس اتنا ہی جان لو کہ یہ سات مصیبتیں تھیں جو تم سے ٹل گئی ہیں۔ اور ہاں تمہارے آٹھویں بیٹے کو میں اپنے ساتھ لے جا رہی ہوں۔ اس کی میں بہترین تربیت کروں گی اسے مروجہ جنگی علوم اور فنون سے آراستہ کروں گی اور جب یہ جوان ہو گا تو اسے میں تمہارے پاس چھوڑ جاؤں گی اور یہی بیٹا تمہارے بعد تمہارے تاج و تخت کا وارث بنے گا اور تمہارا راجکمار کہلائے گا۔ اس کے ساتھ گنگا عجیب سے سری انداز میں اپنے بچے کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گئی تھی اور ہستنا پور کا راجہ اداس اور مغموم اپنے محل کی طرف چلا گیا تھا۔

گنگا کے جانے سے راجہ سنتا نون کی زندگی ایک طرح سے خالی ہو کر رہ گئی تھی اور اس کے ہاں زندگی کا مطلب ختم ہو چکا تھا۔ اس کے باوجود راجہ روزمرہ کے کام بڑے احسن طریقے سے انجام دے رہا تھا اس کی رعایا اس سے خوش تھی اور راجہ سنتا نون نے وقت گزارنے کے لیے اور گنگا کی جدائی کے غم کو بھلانے کے لیے اپنے آپ کو شکار کے لیے وقف کر دیا تھا سولہ برس اسی طرح گزر گئے۔

پھر اسے اجنبیو! ایسا ہوا کہ ایک روز راجہ دریائے گنگا کے کنارے شکار کرتے ہوئے اپنا گھوڑا دوڑا رہا تھا کہ اس نے دیکھا کہ اس کی بیوی گنگا ایک بچے کے ساتھ دریا کے کنارے کھڑی تھی۔ سنتا نون نے گھوڑے کا رخ اس طرف کر لیا اور قریب جا کر اس نے دیکھا کہ وہ واقعی ہی اس کی بیوی گنگا ہی تھی۔ اس کے سامنے سنتا نون اپنے گھوڑے سے اترا اور اس کے قریب جا کر اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے اس نے بڑی بے چینی اور بے قراری کا اظہار کرتے

ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے گنگا! میں جانتا تھا کہ ضرور تم ایک روز لوٹ کر آؤ گی۔ اور میری زندگی کی کھوئی خوشیوں کو بحال کر دو گی۔ تم جانتی ہو کہ تمہارے بغیر میری زندگی میں کوئی خوشی اور کوئی اطمینان نہیں ہے لہٰذا آؤ اپنے محل چلیں اور دوبارہ پہلے جیسی بھرپور خوشیوں سے زندگی کی ابتدا کریں۔ راجہ سنتا نون کے ان الفاظ پر گنگا کے چہرے پر غموں بھری مسکراہٹ پھیل گئی تھی، پھر اس نے راجہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

سنو! میں اس لیے لوٹ کر نہیں آئی کہ تمہارے محل میں نئی زندگی کی ابتدا کر دوں۔ یوں جانو کہ میرا اور تمہارا ساتھ اور سنگم ختم ہو چکا ہے۔ کچھ اس طرح کہ جیسے سورج ڈوبنے کے بعد کوئی آدمی یہ توقع نہیں کرتا کہ سورج غروب ہونے والی جگہ سے دوبارہ طلوع ہو جائے گا۔ ایسے ہی اے راجہ! تمہارا اور میرا ملاپ اب ناممکن ہے۔ اس بچے کی طرف دیکھو یہ تمہارا اور میرا بچہ ہے میں نے اس کی بہترین جنگی، معاشی اور معاشرتی تربیت کی ہے اور اب حسب وعدہ میں اسے تمہیں لوٹانے کے لیے آئی ہوں اور میں تم پر یہ انکشاف کرتی ہوں کہ یہ بچہ جو میرا اور تمہارا ہے یہ آنے والے دنوں میں بہترین اور کامیاب وارث ثابت ہو گا اس کے ساتھ ہی گنگا اچانک دریا کے کنارے سے غائب ہو گئی۔ راجہ سنتا نون تھوڑی دیر تک مغموم خیالوں میں کھویا رہا پھر آگے بڑھ کر اس نے اپنے بیٹے کو گلے سے لگا لیا اور اسے لے کر وہ اپنے محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ واقعہ چند برس پہلے کا ہے اور اب ہستنا پور کا راجہ سنتا نون اپنے جوان بیٹے دیوورات کے ساتھ ہستنا پور کا انتظام سنبھالے ہوئے ہے لیکن اب بھی وہ اپنی بیوی گنگا کی جدائی میں مغموم رہتا ہے اور اکثر شکار کر کے دل بہلاتا ہے۔

اس بوڑھے ماہی گیر سیوارام کے خاموش ہونے پر عزازیل اسے مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اسی لمحہ ایک نوعمر اور نوخیز لڑکی ہرنی کی طرح بھاگتی ہوئی ان کی طرف آئی اور سیوارام کے پاس آ کھڑی ہوئی تھی۔ عزازیل نے بڑے غور سے اس لڑکی کی طرف دیکھا اس کے چہرے پر حسن و جمال کا رنگ ستاروں کا طلسم اور خمار لذت تھا۔ اس کی آنکھوں کے اندر رنگ حیات کا ابلتا ہوا ایک سیلاب اور شمع کے متلاشی اور نور کے جویا جیسی کیفیت تھی اس کا چہرہ حریم حسن تھا اور اس کے لال آلوچہ ہونٹوں پر رنگین تو میلیں رقص کناں تھیں وہ بے حد حسین اور پر جمال لڑکی کڑے دن اور گہری رات کی طرح چپ اور خاموش

سیوارام کے پاس آکر کھڑی ہوگئی تھی قبل اس کے عزازیل اس بوڑھے سیورام سے لڑکی کے متعلق پوچھتا۔ سیورام نے خود ہی عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے اور اس لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

یہ میری بیٹی ستیاوتی ہے اور یہ میری اکلوتی اور واحد اولاد ہے۔ عزازیل تھوڑی دیر تک بڑے غور سے سیوارام کی لڑکی ستیاوتی کی طرف دیکھتا رہا اور اس کے چہرے کے تاثرات اور اس کی آنکھوں کے اندر اڑتے تخیلات سے صاف ظاہر تھا کہ وہ ستیاوتی کے حسن اور خوبصورتی سے بے حد متاثر ہوا ہے۔ پھر عزازیل نے سیوارام کی طرف دیکھتے ہوئے اور اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے سیوارام میں تمہیں پہلے بتا چکا ہوں کہ میں مستقبل کے حال بتانے والا ایک کامل انسان ہوں اور لوگوں کو ان کے ماضی کے حالات اور اطلاعات فراہم کر سکتا ہوں میں علم نجوم اور علم رمل کا ایک بے مثل عالم ہوں اور پیش گوئیاں کرنے میں اپنی مثال نہیں رکھتا اگر تم کہو تو میں تمہاری بیٹی ستیاوتی کے متعلق انکشاف کروں؟ عزازیل کی اس گفتگو کے بعد سیوارام نے اپنی بیٹی ستیاوتی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا پھر اس نے بڑی خوشی اور طمانیت سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

اے محترم عزازیل اگر تم میری بیٹی ستیاوتی کے متعلق کچھ بتاؤ تو اس میں میری ذات کے لیے سکون اور اطمینان ہوگا اور مجھے امید ہے کہ جو کچھ تم مجھے اس کے مستقبل کے متعلق کہو گے وہ سچائی اور حقیقت پر مبنی ہوگا۔ سیوارام کے اس انداز گفتگو کے بعد عزازیل چند لمحوں تک پھر اس کی بیٹی ستیاوتی کو سر سے لے کر پاؤں تک بڑے غور اور انہماک سے دیکھتا رہا پھر دوبارہ اس نے کہنا شروع کیا۔

اے سیوارام میں نے تیری بیٹی کے چہرے سے اس کی آنکھوں اور اس کے دیگر جسمانی اعضاء کا بغور جائزہ لیا ہے اور اپنے علم کی بنا پر میں جو کچھ اس کے متعلق جاننے میں کامیاب ہوا ہوں وہ یہ ہے کہ اے سیوارام تیری بیٹی ستیاوتی کسی راجہ کی مہارانی بنے گی اور اس کے بطن سے جو اس کا بیٹا پیدا ہوگا وہ کسی ریاست کا راجہ بن کر راج کرے گا۔ عزازیل کی گفتگو سن کر سیوارام خوش ہوا اور اس نے بات کو آگے بڑھانے کی غرض سے عزازیل سے پوچھا۔

اے محترم عزازیل میری بیٹی سے متعلق تم نے جو یہ پیش گوئی کی ہے۔ یہ کب اور کس وقت پوری ہوگی۔ اس پر عزازیل نے پھر جواب دیتے ہوئے کہا۔

اے سیوارام یہ معاملہ جلد ہی تکمیل کو پہنچے گا اس لیے کہ تمہاری بیٹی کا حسن اور جمال اور اس کے جسم کا خمیر مجھے بتاتا ہے کہ اس کے جسم سے عنقریب ایک خوشبو اٹھے گی اور وہ خوشبو ہستناپور کے راجہ سنتانون کو اپنی طرف مائل کرے گی اور اسی خوشبو کے تعاقب میں وہ یہاں تمہارے پاس آئے گا اور تم سے اپنے لیے تمہاری بیٹی طلب کرے گا۔ سیوارام اپنی بیٹی کے متعلق عزازیل کے بتائے ہوئے ان خوش کن الفاظ سے لطف اندوز ہو رہا تھا جب کہ خود ستیاوتی کی حالت بھی ایسی ہی ہو رہی تھی اس موقع پر ستیاوتی نے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پہلی بار جھرنے کی صدا اور بارش کی کھنک جیسی آواز میں پوچھا۔

اے محترم عزازیل میں آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کے متعلق کچھ نہیں جانتی کہ آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں اور کدھر کا رخ کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ جو آپ نے میرے مستقبل کے متعلق پیش گوئی کی ہے تو یہ کیسے اور کیوں کر ممکن ہوگی کیوں کہ ہستناپور کا راجہ سنتانون کیوں مجھے حاصل کرنے کے لیے ماہی گیروں کی اس بستی کی طرف آئے گا اور کس طرح میرے بطن سے پیدا ہونے والا بچہ راجکمار بنے گا۔ حسین ستیاوتی کے اس سوال پر عزازیل کے چہرے پر تھوڑی دیر کے لیے مکارانہ اور عیارانہ مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے کوئی فیصلہ کرتے ہوئے ستیاوتی کو تسلی دینے کے انداز میں کہا۔

اے ستیاوتی تمہارا حسن ایک سیال آتش ہے۔ تمہاری سانسوں کی خوشبو میں محبت کی ایک مہک ہے اس مہک سے صدیوں کے غبار معطر ہوں گے جس کے بل بوتے پر ہستناپور کا راجہ سنتانون اس بستی کی طرف کھچا چلا جائے گا۔ اور پھر وقت کا وحشی ناچ کچھ ایسا رنگ دکھائے گا کہ وہ خود تمہارے باپ سے تمہارے ساتھ شادی کی التجا کرے گا۔ ستیاوتی بھی تھوڑی دیر کے لیے عزازیل کے انکشافات کی لذت میں کھوگئی تھی اتنی دیر تک اس کے باپ سیوارام نے اپنے آپ کو سنبھالا اور عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے بزرگ عزازیل میں ماہی گیروں کی اس بستی کا سردار ہوں۔ آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اٹھ کر میرے ساتھ چلیئے اور کچھ دن یہاں اس بستی میں قیام کیجئے گو یہ بستی دریائے جمنا کے کنارے جھونپڑیوں پر مشتمل ہے پر یہاں آپ ایک طرح کا سکون اور طمانیت ضرور پائیں گے۔ میرے پاس لکڑی اور سرکنڈے کے بنے ہوئے دو بڑے سے بڑے جھونپڑے ہیں

ان میں سے جو چھوٹا ہے اس میں ہم دونوں باپ بیٹی رہ لیں گے اور جو بڑا جھونپڑا ہے، اس میں آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چند دن قیام کر سکتے ہیں، لہذا آپ میرے ساتھ میرے ان جھونپڑوں کی طرف چلیئے۔

سیوارام کی یہ گفتگو سن کر عزازیل اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے سیوارام کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے سیوارام تیری التماس پر ہم چند دن تک ضرور تمہاری اس بستی میں قیام کریں گے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ تمہاری یہ بستی دریائے جمنا اور گنگا کے سنگم میں واقع ہے۔ دونوں دریاؤں کے ملاپ کی یہ سرزمین دیکھنے والے کے لیے عمدہ اور خوش کن مناظر پیش کرتی ہے لہذا چند دن تک ہم ضرور یہاں قیام کر کے اس ماحول سے لطف اندوز ہوں گے۔ اب تم چلو اپنے جھونپڑوں کی طرف میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ چند دن تک تمہارے یہاں قیام کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اس پر سیوارام اپنی بیٹی ستیاوتی کے ساتھ اٹھ کر قریبی جھونپڑوں کی طرف ہو لیا جبکہ عزازیل بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔ سیوارام عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو ایک بہت بڑے جھونپڑے کے پاس لایا اور اس کا دروازہ کھولا اور جھونپڑے کا اندرونی حصہ اس نے عزازیل کو دکھاتے ہوئے کہا۔

جھونپڑے کے اندر آپ کو آسائش اور ضرورت کی ہر چیز ملے گی۔ اس میں جب تک چاہیں قیام کر سکتے ہیں۔ آپ کی حیثیت اس جھونپڑے اور اس بستی کے اندر معزز مہمانوں کی سی ہو گی۔ اب آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس جھونپڑے میں قیام کریں جب کہ میں اپنی بیٹی کے ساتھ دوسرے جھونپڑے میں آپ سب کے لیے کھانے کا انتظام کرتا ہوں۔ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ جھونپڑے کے ساتھ والے دوسرے جھونپڑے میں داخل ہو گیا تھا۔

عزازیل اور اس کے ساتھی دریائے جمنا کے کنارے بنے ہوئے اس جھونپڑے میں جب ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ گئے تب یافان نے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے رازدرانہ انداز میں گفتگو کا آغاز کیا۔

اے آقا اس بوڑھے مچھیرے سیوارام سے متعلق میں علیحدگی میں کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ یافان کی اس بات پر عزازیل نے چونک کر اس کی طرف دیکھا پھر اس نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا اگر تم اس بوڑھے مچھیرے سیوارام سے متعلق علیحدگی میں گفتگو کرنا چاہتے ہو تو اس جھونپڑے سے باہر میرے ساتھ آؤ تاکہ میں سن سکوں کہ تم مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہو اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنی جگہ سے اٹھ کر اس جھونپڑے سے باہر نکلا تھا۔ یافان بھی اٹھ کھڑا ہوا اس نے اپنی نیلی دھند کی قوتوں کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔ اور عزازیل کے پیچھے پیچھے وہ بھی جھونپڑے سے باہر نکل گیا تھا۔ عزازیل اور یافان دریائے جمنا کے کنارے آئے پھر یافان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے عزازیل نے پوچھا۔

اے یافان کہو اس بوڑھے مچھیرے سیوارام سے متعلق تم علیحدگی میں مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہو۔ گفتگو سے پہلے یافان نے پہلے ایک نگاہ جھونپڑے پر ڈالی جس سے وہ نکل کر آئے تھے پھر اپنے اطراف میں پھیلی نیلی قوتوں کی دھند کو دیکھا اس کے بعد اس نے عزازیل کو مخاطب کیا اور کہا۔

اے بزرگ عزازیل آپ بوڑھے مچھیرے سیوارام اور اس کی حسین و جمیل بیٹی ستیاوتی کو ہستناپور کے راجہ سنتانون کی رانی بنانے کا عزم کر چکے ہیں جب کہ میں ستیاوتی کو اپنی موجودہ بیٹی ارتشیا کی جگہ بیٹی بنانے کا عزم اور ارادہ کر چکا ہوں۔ اے بزرگ عزازیل آپ جانتے ہیں موجودہ بیٹی بوڑھی اور لاغر ہوتی جا رہی ہے۔ وہ میرے لیے بوجھ بن چکی ہے اور اس بوجھ کو میں مزید برداشت نہیں کر سکتا میں اس کا خاتمہ کر کے اور اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اس ستیاوتی کو اپنی بیٹی میں تبدیل کرنا چاہتا ہوں۔ یافان کے اس انکشاف پر عزازیل تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر سوچتا رہا پھر وہ فیصلہ کن انداز میں بولا۔

اے یافان اس ستیاوتی کو استعمال کر کے میں اس ہستناپور کی اس ریاست میں بدی اور گناہ کے پھیلانے کا عمل شروع کرنا چاہتا تھا کہ وہ اس طرح کہ مچھیروں کی اس بستی میں چند روز قیام کرنے کے بعد میں ہستناپور شہر کا رخ کروں گا اور وہاں پر میں ہستناپور کے راجہ سنتانون پر نظر رکھوں گا۔ جب وہ دریائے گنگا کے کنارے شکار کے لیے نکلے گا تو میں بھی اس کی نگاہوں سے اوجھل رہ کر اس کے تعاقب میں ہوں گا اس موقع پر میں دریائے گنگا کے کنارے سے اس ستیاوتی پر ایک ایسا عمل کروں گا کہ دریائے جمنا کے کنارے رہنے والی اس ستیاوتی کے جسم سے ایک عجیب اور پرکشش خوشبو نکل کر دریائے گنگا کی طرف جائے گی اور وہاں پر شکار کرنے والے ہستناپور کے راجہ سنتانون کو اپنی طرف کشش کرے گی۔ اپنی سری قوتوں کو استعمال کر کے میں ہستناپور

کے راجہ سنتا نون کو خوشبو سے انتہا کی حد تک ایسا متاثر کروں گا کہ سنتا نون اس خوشبو کے تعاقب میں نکل کھڑا ہو گا اور جب وہ اس خوشبو کا تعاقب کرتے ہوئے اس بستی کی طرف آئے گا اور جب اسے یہ پتہ چلے گا کہ یہ خوشبو حسین ستیا وتی کے جسم سے اٹھ رہی ہے تو میں اسے پھر وسوسوں میں ڈال دوں گا تا کہ وہ ستیا وتی کے باپ سیوارام سے اس کی بیٹی کا رشتہ طلب کرے اور جب راجہ سنتا نون سیورام سے اس کی بیٹی ستیا وتی کا رشتہ طلب کرے گا تو اس سے پہلے ہی میں سیوارام کے ذہن میں یہ بات ڈال دوں گا کہ سیوارام ہستنا پور کے راجہ سنتا نون کو مخاطب کر کے کہے گا۔

اے راجہ میں اپنی بیٹی ستیا وتی کی شادی تمہارے ساتھ کرنے پر تیار ہوں اور میرے لیے یہ بڑا فخر اور عزت کا مقام ہے کہ ایک ماہی گیر کی بیٹی ہستنا پور کے راجہ سنتا نون کی بیوی بنے لیکن ایک عمل اور نجوم جاننے والے نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ ستیا وتی کے بطن سے پیدا ہونے والا بیٹا کسی ریاست کا حکمران بنے گا جب کہ اے راجا سنتا نون تمہارا پہلے ہی ایک بیٹا ہے جس کا نام دیوو ارتا ہے اور جسے تم پہلے ہی وارث بنا چکے ہو۔ اگر تم دیوو ارتا کو راج دھانی کی وراثت سے محروم کر دو تو میں ستیا وتی کی شادی تمہارے ساتھ کرنے پر آمادہ ہو جاؤں گا۔ سنو یافان اس موقعہ پر میں پھر ہستنا پور کے راجہ سنتا نون کو وسوسات میں ڈالوں گا اسے اس امر پر آمادہ کرنے کی کوشش کروں گا کہ وہ اپنے موجودہ بیٹے دیوو ارتا کو راج دھانی کی وراثت سے محروم کر کے ستیا وتی سے شادی کر لے۔ اے یافان یہ ہے وہ لائحہ عمل جو میں ستیا وتی کے سلسلے میں ہستنا پور کے راجہ سنتا نون کے خلاف تیار کر چکا ہوں اور جب وہ اپنے موجودہ بیٹے دیوو ارتا کو راجدھانی سے محروم کر کے ستیا وتی سے شادی کرے گا اور جب وہ ستیا وتی کے بطن سے پیدا ہونے والے کسی بیٹے کو اپنا وارث بنائے گا تو اس طرح دیوو ارتا اور ستیا وتی کے نومولود بیٹے کے درمیان ایک نہ ختم ہونے والی جنگ کی ابتدا ہو جائے گی۔ اس طریقے سے میں اس سرزمین کے اندر بدی اور گناہ کے کام کو فروغ دینے کی ابتدا کر سکوں گا، جس کے باعث یہاں کے لوگوں کا سکون درہم برہم اور یہاں کی راجدھانی کا الٹ پلٹ ہو کر رہ جائے گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر دوبارہ یافان کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھا۔

”اے یافان اگر تم ستیا وتی کو موجودہ اریشیا کی جگہ اپنی بیٹی بنانے کا عزم کر چکے ہو تو میں تمہیں بھی مایوس نہیں کروں گا۔ تم پہلے ایسا کرو کہ موجودہ اریشیا کا خاتمہ کر دو۔ اس کے بعد ستیا وتی کو اپنی بیٹی بنانے کے عمل کی ابتدا کر دو اور جب تم ستیا وتی کو اپنی بیٹی بنا چکو گے اور وہ تمہارے ساتھ مانوس ہو کر تمہاری بیٹی کی حیثیت سے تمہارے ساتھ رہنا شروع کر دے گی تو اس کے بعد میں اپنے عمل کی ابتدا کروں گا اور اس کے جسم میں وہی خوشبو پیدا کرنے کی کوشش کروں گا جس کا ذکر میں نے تم سے کیا ہے اسی خوشبو کے تعاقب میں ہستنا پور کا راجہ ستیا وتی کے تعاقب میں آئے گا اور اس کے بعد سیوارام کی بیٹی کے رشتے کی بات وہ تم سے کرے گا کیونکہ ستیا وتی تمہاری بیٹی کی حیثیت سے تمہارے ساتھ رہ رہی ہو گی۔ لہذا جب وہ تم سے ستیا وتی کے رشتے کی مانگ کرے گا تو تم فوراً اسے تسلیم کر لینا اور ہستنا پور کے راجہ سے ستیا وتی کی شادی کر کے تم خود بھی ستیا وتی کے ساتھ ہستنا پور کے محل میں منتقل ہو جانا اور وہاں رہ کر تم بدی اور گناہ کے کام کر سکو گے اور میری یہ بات بھی سنو جب تم ستیا وتی کو اپنی بیٹی بنا لینے کے عمل کی تکمیل کر چکو گے۔ اس وقت میں ستیا وتی کے باپ سیوارام کو ہلاک کر کے اس کا خاتمہ کر دوں گا تاکہ تم سے کوئی ستیا وتی کو مانگنے والا باقی نہ رہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل پھر تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہوا اور دوبارہ یافان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے یافان کیا میں نے تمہارا مسئلہ حل نہیں کیا۔ اس طریقے سے نہ صرف یہ کہ تم ستیا وتی کو ایک بیٹی کی حیثیت سے اپنانے میں کامیاب ہو جاؤ گے بلکہ اس طرح سے میں ہستنا پور کے راجہ سنتا نون کو ستیا وتی کی طرف مائل کرنے کے بعد اور اس کے ساتھ ستیا وتی کی شادی کرنے کے بعد یہاں ہستنا پور کی ریاست میں لڑائی جھگڑے اور بدی اور گناہ کا آغاز کر سکوں گا۔ اب آؤ ہم دونوں اس جھونپڑے کی اوٹ میں کھڑے ہو جائیں۔ تم اپنی نیلی دھند کی قوتوں کو حکم دو کہ جھونپڑے کے اندر بیٹھی ہوئی اریشیا کو اٹھا کر دریائے گنگا کے وسط میں پھینکتے ہوئے اسے ہلاک کر کے رکھ دیں اس طرح اریشیا سے جواب بوڑھی ہو چکی ہے۔ تمہاری جان چھوٹ جائے گی اور تم آسانی کے ساتھ ستیا وتی پر اپنا عمل کر کے اسے اپنی بیٹی کے روپ میں اپنا سکو گے۔ یافان نے عزازیل کے اس فیصلے کو پسند کیا۔ لہذا وہ اور عزازیل دونوں ہی لکڑی اور سرکنڈے کی بنی ہوئی اس جھونپڑی کی اوٹ میں ہو گئے پھر یافان نے اپنے ارد گرد پھیلی ہوئی نیلی دھند کی قوتوں کو مخاطب کرتے ہوئے ہولناک اور تحکمانہ انداز میں کہا۔

جھونپڑے میں بیٹھی ہوئی ارلیشیا کو اٹھا کر دریائے گنگا کے وسط میں پھینکتے ہوئے اسے ہلاک کر کے رکھ دو یافان کا یہ حکم پا کر نیلی دھند کی قوتیں حرکت میں آئیں وہ دھند یافان کے آس پاس سے چھٹ کر جھونپڑے میں داخل ہوئیں پھر اس نیلی دھند کے اندر کام کرنے والی قوتوں نے ارلیشیا کو اٹھا لیا۔ ارلیشیا اپنی جگہ مطمئن تھی وہ جانتی تھی کہ نیلی دھند کی قوتیں اس کے باپ کی گرفت میں ہیں لہٰذا وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں لہٰذا جب نیلی دھند کی قوتوں نے اسے جھونپڑے میں سے اٹھا لیا تو اس نے کسی تردد کا اظہار نہ کیا اور نہ ہی اس کے چہرے پر کسی قسم کے تفکرات اور پریشانیوں کا مظاہرہ تھا۔ نیلی دھند کی قوتیں ارلیشیا کو اٹھا کر اس جھونپڑے سے باہر نکلیں اور کچھ اس قدر تیزی سے دریائے گنگا کے وسط میں داخل ہوئیں کہ ارلیشیا کو خبر تک نہ ہوئی وہ اس وقت چیخی چلائی جب نیلی دھند کی قوتوں نے اسے خوب زور سے دریا میں پٹختے ہوئے اسے ہلاک کر کے رکھ دیا تھا۔ ارلیشیا کا خاتمہ اور چہرا سے غرق آب کرنے کے بعد نیلی دھند کی قوتیں یافان کے پاس واپس آگئی تھیں۔ پھر عزازیل اور یافان دوبارہ اس جھونپڑے میں داخل ہو کر عارب، بیوسا، قبیطہ اور کوزن کے ساتھ بیٹھ گئے۔ اتنی دیر تک سیوارام اور اس کی بیٹی ستیا وتی ان کے لیے کھانا لے آئے اور وہ وہاں بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے یوں عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ دریائے جمنا کے کنارے ماہی گیروں کی بستی کے اندر رہنے لگا تھا۔

○

یوناف نے ابھی تک چین کے مرکزی شہر چینگ چو کے اندر ہی ایک سرائے میں اپنی رہائش رکھی ہوئی تھی اور وہ لمحہ بہ لمحہ چین کے بدلتے ہوئے حالات کا جائزہ لے رہا تھا۔ چینگ چو میں اس کے قیام کے دوران ہی چین کے اندر ایک نئے اور ہولناک انقلاب کی ابتدا ہو گئی تھی اور وہ اس طرح کے چین کے دو باغی اور ہولناک قبائل نے جن کے نام ہوآئی اور چو تھے۔ انہوں نے چین کے موجودہ بادشاہ وین کے خلاف سرگرم ہونے کا ارادہ کر لیا تھا۔ ان دونوں باغی قبائل نے باہمی صلاح مشورے کے بعد یہ طے کیا کہ باغی قبیلہ ہوآئی چین کے بادشاہ وین کے خلاف علم بغاوت بلند کرے اور جب چین کا بادشاہ اس باغی قبیلے کی سرکوبی کے لیے نکلے تو چونام کا دوسرا قبیلہ مرکز پر حملہ آور ہو کر نہ صرف یہ کہ موجودہ بادشاہ وین کو تخت و تاج سے محروم کر دے بلکہ چین پر حکمرانی کرنے والے چینگ قبیلے کا اقتدار بھی ہمیشہ کے لیے ختم کر دے۔

اس صلاح مشورے کے بعد ہوآئی قبیلے نے بڑی وحشت ناک اور بربریت کا مظاہرہ کرتے ہوئے قریبی علاقوں میں قتل و غارت اور بربریت کا بازار گرم کرتے ہوئے چین کے حکمران قبیلے چینگ اور وین کے خلاف سرکشی اور بغاوت کا اعلان کر دیا تھا۔ چین کا بادشاہ وین اپنے جرار لشکر کو لے کر ہوآئی قبیلے کی سرکوبی کے لیے نکلا اور جب وہ اس قبیلے کے ساتھ ہولناک جنگوں میں مصروف ہو گیا تو دوسرے باغی قبیلے چو نے اپنا کردار شروع کیا اور وہ اپنے جنگجو اور بے شمار مسلح قبائلیوں کے ساتھ چین کے مرکزی شہر چینگ چو کی طرف بڑھا تھا۔ حکمران قبیلے کی بدقسمتی تھی کہ ان کا بادشاہ وین ہوآئی قبیلے کے خلاف جنگ کرتے ہوئے مارا گیا دوسری طرف جب چو قبائل نے چین کے مرکزی شہر کی طرف پیش قدمی کی تو شینگ قبیلے نے اپنے موجودہ بادشاہ کی جگہ اس کے ایک عزیز ووکو چین کا بادشاہ مقرر کر دیا۔ بادشاہ وو اور باغی قبیلے چو کے درمیان دریائے وی کے کنارے ہولناک جنگ ہوئی جس میں نئے بادشاہ وو اور حکمران قبیلے کو زبردست شکست ہوئی اور نیا بادشاہ وو بھی اس جنگ میں کام آگیا تھا۔ تاہم حکمران قبیلے چینگ نے اپنے اقتدار کو بچانے کی خاطر اپنی بھرپور جنگی تیاریاں شروع کر دی تھیں اور ایک شخص چو چین کو انہوں نے اپنا بادشاہ مقرر کرتے ہوئے چو نام کے باغی قبیلے کے خلاف اپنی جنگ جاری رکھی۔ دوسری طرف ہوآئی قبیلہ بھی اپنی جنگ سے فارغ ہو کر اپنے ساتھی قبیلے چو کے ساتھ آملا تھا۔

اس طرح ان دونوں باغی قبائل کے حکمران قبیلے چینگ کے خلاف نہ ختم ہونے والی جنگوں کا سلسلہ ختم کر دیا تھا۔ ان جنگوں کے درمیان چین کی داخلی حالت خطرناک اور غیر محفوظ ہو کر رہ گئی تھی ہر طرف قتل و غارت گری کا دور دورہ تھا۔ حکمران چینگ قبیلے نے اپنی آخری کوشش کے طور پر اپنے نئے بادشاہ چو چین کی سرکردگی میں ایک لشکر تیار کیا اور ان دونوں باغی قبائل کی سرکوبی کے لیے دریائے وی کے کنارے ایک ہولناک جنگ کی ابتدا کی اس جنگ میں بھی حکمران قبیلے چینگ کو شکست ہوئی اور باغی قبائل جنگ جیتنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ باغیوں نے اس فتح مندی کے بعد چینگ قبیلے کے آخری بادشاہ چو چین کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور اس کی جگہ چو قبیلے کے سردار چینگ کو چین کا بادشاہ

مقرر کر دیا گیا تھا۔

چین کے سابق حکمران قبیلے چینگ کے خلاف بغاوت کا علم بلند کرتے ہوئے دونوں باغی قبائل چو اور ہوآئی کے درمیان یہ طے پایا تھا کہ اگر یہ دونوں قبیلے مل کر حکمران قبیلے چینگ کو اپنے سامنے مغلوب کر لیتے ہیں۔ تو چین کی حکمرانی میں دونوں قبائل برابر کے حصہ دار ہوں گے لیکن چینگ قبیلے کو تخت و تاج سے محروم کرنے کے بعد جب چو قبیلے نے اپنے ساتھی باغی قبیلے ہوآئی کو کسی قسم کی مراعات اور حقوق دینے سے قطعی طور پر انکار کر دیا تھا۔ اور اس قبیلے نے انفرادی حیثیت سے چین پر حکمرانی کرنی شروع کر دی تھی۔ اس پر باغی ہوآئی قبیلے نے چین کے سابق حکمران قبیلے چینگ کے افراد کے ساتھ سازباز کرنا شروع کر دی اور انہیں یہ یقین دلایا کہ اگر وہ اس کے ساتھ مل کر چو قبیلے کے خلاف حرکت میں آئیں تو وہ انہیں ان کا چھینا ہوا اقتدار واپس دلانے میں مددگار ثابت ہوگا۔ حکمرانی سے محروم ہو جانے والے اس چینگ قبیلے نے ہوآئی قبیلے سے پورا اتفاق کیا۔ دونوں قبائل نے مل کر ایک بہت بڑا جرار لشکر تیار کیا اور جب وہ اپنی جنگی تیاریاں مکمل کر چکے تو دونوں قبائل نے مل کر حکمران چو قبیلے کے خلاف بغاوت کا علم بلند کر دیا تھا۔ دونوں قبائل کے ساتھ حکمران قبیلے چو کی چین کے موجودہ صوبے شنسی میں ہولناک جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں حکمران قبیلہ چو فتح مند ہوا جب کہ ہوآئی اور چینگ قبائل دونوں کو شکست ہوئی اس طرح حکمران چو قبیلے نے دونوں قبائل کی طاقت کو مکمل طور پر کچل کر چین کے اندر اپنی حکمرانی کو مضبوط اور مستحکم کر دیا تھا۔

باغیوں کا مکمل طور پر صفایا کرنے کے بعد چین کے بادشاہ چو انگ نے ملکی انتظام اور استحکام کی طرف دھیان دیا۔ اس نے چین کے دو دارالحکومت مقرر کیے۔ پہلا دارالحکومت چوٹسنگ، دوسرا دارالحکومت چینگ چو مقرر کیا گیا تھا۔ اس طرح چین کے اندر چو قبیلے کا بادشاہ چو انگ اپنے باغیوں کا مکمل طور پر خاتمہ کرنے کے بعد دلجمعی اور اطمینان کے ساتھ حکومت کرنے لگا تھا۔

○

چین میں یہ انقلاب رونما ہونے کے بعد تک یوناف چین کے شہر کی اسی سرائے

میں مقیم رہا جس میں اس نے چین میں داخل ہونے کے بعد قیام کیا تھا۔ ایک روز وہ اسی سرائے کے کمرے میں اکیلا بیٹھا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر تیز ہلکی سی لمس دیا پھر ابلیکا کی کھنکھنی اور موسیقی کی لہریں بکھیرتی ہوئی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی ابلیکا کہہ رہی تھی۔

"یوناف میرے حبیب! تم ایک عرصے سے چین کی سرزمین میں قیام کیے ہوئے ہو چین کے اندر جو انقلاب رونما ہونا تھا وہ تو ہو چکا ہے اور چین میں ایک نیا قبیلہ طاقت اور قوت اختیار کر چکا ہے۔ سنو یوناف میں سمجھتی ہوں کہ اب یہاں اس سرزمین میں تمہارا قیام کرنا بے کار اور فضول ہے تم یہاں کے حالات اور واقعات کا جائزہ لینا چاہتے تھے اور وہ تم لے چکے ہو۔ لہٰذا اس موقع پر میں تم سے یہ کہوں گی کہ ہندوستان میں دریائے گنگا اور دریائے جمنا کے سنگم پر تمہاری سخت ضرورت محسوس کی جا رہی ہے" یوناف نے فوراً ابلیکا کی بات کاٹتے ہوئے اور بیچ میں بولتے پوچھا۔

اے ابلیکا! دریائے گنگا اور دریائے جمنا کے سنگم پر میری کیسی اور کیوں ضرورت محسوس کی جا رہی ہے اس پر ابلیکا پھر بولی۔ اور اس نے کہا۔ عزازیل، عارب، بیوسا، نبیطہ، یوزن اور بایان ارضِ فلسطین سے یہاں دریائے گنگا اور جمنا کے سنگم کے قریب ماہی گیروں کی بستی میں قیام کر چکے ہیں۔

سنو یوناف میں عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے ارادوں سے تمہیں تفصیل کے ساتھ آگاہ کرتی ہوں۔ ماہی گیروں کی جس بستی میں عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ قیام کر رکھا ہے وہاں ستیاوتی نام کی ایک بے حد حسین اور خوبصورت لڑکی ہے اور یہ ماہی گیروں کے سردار سیوارام کی بیٹی ہے۔ اسی لڑکی کے ذریعے سے عزازیل دریائے گنگا کے کنارے سے ہستناپور کی ریاست کے اندر ایک فساد اور فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے عزازیل کا ارادہ یہ ہے کہ وہ اپنی سری قوتوں کو استعمال کر کے ستیاوتی کے جسم میں ایک ایسی خوشبو پیدا کرے گا کہ وہ خوشبو دریائے گنگا کے کنارے شکار کھیلنے والے ہستناپور کے راجہ شنتانو کو متاثر کرے گی اور اسی خوشبو کے تعاقب میں وہ ستیاوتی کی طرف آئے گا اور ستیاوتی سے شادی کی خواہش کا اظہار کرے گا۔ جب کہ عزازیل پہلے ہی ستیاوتی کے باپ سیوارام کو سمجھا چکا ہے کہ تیری بیٹی کی شادی کسی راجہ کے ساتھ ہوگی۔ اور اس راجہ سے جو ستیاوتی کا بیٹا ہوگا وہ راجکمار اور وارث بن کر نمودار ہوگا جب ہستناپور کا راجہ ستیاوتی کے لیے

اس ماہی گیروں کی بستی میں داخل ہوگا تو عزازیل نے سیوارام کے ذہن میں یہ بات بھی ڈال دی ہے کہ وہ ہستناپور کے راجہ سے یہ کہے کہ وہ اپنی بیٹی ستیا وتی کی شادی اس کے ساتھ کرنے کے لیے تیار ہے لیکن اس شادی سے پہلے وہ اپنے پہلے بیٹے دیو وارتا کو تخت و تاج اور راجدھانی کی وراثت سے محروم کر کے ستیا وتی کے بطن سے پیدا ہونے والے بیٹے کے نام کر دے۔ سنو یوناف ایسا کر کے عزازیل ستیا وتی اور اس کی اولاد کے ذریعے ہستناپور کی ریاست کے اندر ایک فساد اور خونی انقلاب کھڑا کرنا چاہتا ہے۔

اور ہاں یوناف دوسری طرف ستیا وتی کے حسن اور خوبصورتی سے ساحر یافان بھی متاثر ہو چکا ہے اس کی موجودہ بیٹی ارلیشا اب بوڑھی ہو چکی تھی اور اس نے اس کا نیلی دھند کی قوتوں سے خاتمہ کرانے کے بعد اس کی لاش کو دریائے گنگا میں غرق آب کر دیا ہے۔ اب اس یافان کی نظر ستیا وتی پر ہے وہ چاہتا ہے کہ ستیا وتی کو اپنی بیٹی ارلیشا کا روپ دے کر اسے اپنے ساتھ ایک بیٹی کی حیثیت سے رکھے۔ اور جب عزازیل ستیا وتی کے جسم میں ایک جذب و کشش رکھنے والی خوشبو پیدا کر دے گا اور اس خوشبو کے تعاقب میں ہستناپور کا راجہ ستیا وتی سے ملنے کے لیے ماہی گیروں کی بستی میں آئے تو اس کی آمد سے پہلے ہی ستیا وتی کے باپ سیوارام کا خاتمہ کر کے اور اس کے بعد یافان اپنی سحری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے ستیا وتی کو اپنی بیٹی ارلیشا کے روپ میں ڈھال دے۔ اس کے بعد وہ اس کی شادی ہستناپور کے راجہ کے ساتھ کرنے پر آمادہ ہو جائے تو خود یافان بھی ستیا وتی کے ساتھ ہستناپور کے مرکزی شہر چلا جائے اور وہاں رہ کر وہ گناہ اور بدی کے فروغ کے لیے کام کرنے۔

اسے یوناف یہ عزازیل اور یافان کے دو علیحدہ علیحدہ لائحہ عمل اور ارادے تھے۔ اور اب میں تمہیں ان حالات سے آگاہ کرتی ہوں جو اب تک وجود میں آ چکے ہیں اور جو کچھ ماہی گیروں کی اس بستی کے اندر ہو چکا ہے۔

سنو یوناف! اپنی نیلی دھند کی قوتوں سے ساحر یافان نے دریائے جمنا کے کنارے لکڑی اور گھاس پھوس کا ایک جھونپڑا بنایا ہے اس جھونپڑے کے اندر یافان اپنے پانچ دن کے اس عمل کی ابتدا کر چکا ہے جس عمل کی تکمیل کے بعد وہ ستیا وتی کو اپنی

بیٹی ارلیشا کی شکل میں ڈھال سکے گا۔ اور اس کے بعد ستیا وتی اپنے اصل باپ سیوارام کو بھول جائے گی اور ساحر یافان کو ہی اپنا حقیقی باپ سمجھنے لگے گی جبکہ اس کا اصل باپ سیوارام اس کے لیے اجنبی اور ناآشنا ہو کر رہ جائے گا۔

اسے یوناف! میں اس وقت سے ڈرتی ہوں جب ساحر یافان حسین ستیا وتی کو اپنی بیٹی ارلیشا کی شکل میں ڈھال دے گا اور سیوارام کی حالت اس وقت کس قدر قابل رحم اور مظلومیت کی سی ہو گی جب خود اس کی بیٹی ستیا وتی ارلیشا کا روپ دھارنے کے بعد نہ صرف یہ کہ اس سے سارے رشتے منقطع کر دے گی بلکہ اسے پہچاننے سے بھی انکار کر دے گی۔ میں ڈرتی ہوں کہ اگر ایسا ہو گیا تو بوڑھا سیوارام بے چارہ زندہ نہ رہ سکے گا اس نے جب یہ جانا کہ اس کی بیٹی نہ صرف یہ کہ اسے فراموش کر چکی ہے بلکہ اس کے ساتھ سارے رشتے بھی اس نے منقطع کر دیئے ہیں تو وہ بے چارہ دریائے جمنا میں ڈوب مرے گا اور اپنی زندگی کا خاتمہ کر دے گا اور اسے یوناف میں نہیں چاہتی کہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں یوں ایک آباد اور بسا بسایا گھر تباہ اور برباد ہو جائے۔

انہی حالات کی بنا پر آؤ یوناف! ہندوستان کا رُخ کریں، دریائے جمنا کے کنارے میں اور تم ماہی گیروں کی اس بستی میں داخل ہوں اور عزازیل، یافان اور اس کے سارے ساتھیوں کے ارادوں اور ان کی شرارتوں کو خاک اور خون میں ملا کر رکھ دیں۔

اسے یوناف! یافان کو اپنے عمل کی ابتدا کیے ہوئے آج دوسرا دن ہے اور اس نے اگر اپنے اس عمل کے پانچ دن مکمل کر لیے تو وہ یقیناً ستیا وتی کو اپنی بیٹی ارلیشا کا روپ دینے میں کامیاب ہو جائے گا اور جب وہ ایسا کر چکے گا تو بے چارے سیوارام کا خاتمہ ہو جائے گا لہٰذا میں چاہتی ہوں کہ آؤ ابھی اور اسی وقت چین کے اس شہر چینگ چو سے دریائے جمنا کے کنارے ماہی گیروں کی اس بستی کا رُخ کریں جہاں دریا کے کنارے ایک جھونپڑے کے اندر یافان اپنے عمل کی ابتدا کر چکا ہے۔

اسے یوناف میں تم سے یہ کہتی ہوں کہ ہم آنے والی رات کو اس بستی میں داخل ہوں اور یافان کے عمل کو برباد کر کے رکھ دیں وہ اس طرح کہ جس جھونپڑے کے اندر یافان نے اپنے عمل کی ابتدا کر رکھی ہے اس جھونپڑے کے باہر اس کی نیلی دھند کی قوتیں اس کی حفاظت کرتی ہیں اور کسی کو بھی اس جھونپڑے میں داخل نہیں ہونے دیتیں۔

تاکہ یافان اطمینان اور دلچسپی کے ساتھ اپنے اس عمل کی تکمیل کر سکے۔

سنو یوناف ہمارے لیے یہ بہترین موقع ہے کہ ہم اس ساحر یافان کا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیں۔ مجھے خدشہ ہے کہ اگر ہم نے اس موقع سے فائدہ نہ اٹھایا تو پھر ایسا موقع مشکل سے ہی ہمارے ہاتھ لگے گا وہ اس طرح کہ میں اور تم رات کے وقت یہاں سے کوچ کرنے کے لیے دریائے جمنا کے کنارے اس جھونپڑے کے پاس نمودار ہوں گے، جس کے اندر یافان نے اپنے عمل کی ابتدا کر رکھی ہے۔ میں وہاں نمودار ہو کر نیلی دھند کی قوتوں کے ساتھ الجھ جاؤں گی جب کہ تم برق رفتاری کے ساتھ اس جھونپڑے میں داخل ہونا، یافان کو گردن سے پکڑ کر زمین پر پٹخ دینا اور اس کی ہڈیوں کے ڈھانچے کو علیحدہ علیحدہ کرتے ہوئے اس پر اپنی تلوار کی ضربیں لگاتے ہوئے اسے ریزہ ریزہ کر دینا اس وقت تک میں نیلی دھند کی قوتوں کو اپنے ساتھ الجھائے رکھوں گی پھر تم ایسا کرنا کہ ان ہڈیوں کو ایک ایک کر کے علیحدہ علیحدہ دریائے جمنا کے اندر پھینک دینا ایسا کرنے کے بعد تم جھونپڑے سے باہر آنا پھر ہم مل کر کوزن پر حملہ آور ہوں گے اور ماربار کر اس کی وہ حالت کریں گے کہ وہ برسوں تک اس مار کو یاد رکھے گا، آئندہ کبھی بھی وہ عزازیل، عارب، بیوسا اور نبیطہ کا ساتھ دینے کی کوشش نہ کرے گا۔

اے یوناف! یہ ہے وہ لائحہ عمل جس کی میں ابتدا کرنا چاہتی ہوں اب تم بتاؤ تمہارا اس معاملے میں کیا خیال ہے۔ ابلیکا کی اس ساری گفتگو کے جواب میں یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اے ابلیکا میں تمہارے اس لائحہ عمل سے اتفاق کرتا ہوں اور تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آج کی رات ہم یہاں شہر چھنگ چو سے دریائے جمنا کے کنارے ماہی گیروں کی بستی کا رخ کریں گے اور وہاں پر یافان کا خاتمہ کرنے کے بعد کوزن کو ماربار کر وہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیں گے۔" یوناف کا یہ جواب سن کر ابلیکا خوش ہو گئی تھی اس کے بعد وہ دونوں وہاں سے دریائے جمنا کی طرف کوچ کر گئے

بنجر کھیت اور ویران بستیوں جیسی ملول تنہا اور سلگتی رات عشریب کی قوت اور ریت کے بھگولوں کی طرح بھاگتی جا رہی تھی۔ دھرتی میں پھیلا غبار دھواں دار مسالے اندھیروں کے ساتھ مل کر موت کے سے سایوں کا سا ہجوم کھڑا کرنے لگا تھا۔ کائنات گھٹاٹوپ شبنم جیسی بے حس اور سیلا چیلا نے ستم جیسی التفات سے خالی ہو کر رہ گئی تھی۔ ایسے میں اندھیروں کے سمندر کے اندر دریائے جمنا کے کنارے ماہی گیروں کی بستی سے ذرا فاصلے پر یوناف نمودار ہوا اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا، اور پھر ابلیکا کی وارفتگی سے بھرپور آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔

یوناف میرے حبیب! تم یہاں ماہی گیروں کی بستی سے دور کیوں نمودار ہوئے ہو۔ تمہیں تو ماہی گیروں کی بستی کے اندر دریائے جمنا کے کنارے اس جھونپڑے سے باہر نمودار ہونا تھا۔ جس میں یافان اپنے عمل کی ابتدا کر چکا ہے۔ ابلیکا کی یہ گفتگو سن کر یوناف کے ہونٹوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر اس نے بڑی نرمی اور چاہت بھری آواز میں ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے ابلیکا میں ایک مقصد اور ایک احتیاط کے تحت ماہی گیروں کی بستی سے دور دریائے جمنا کے کنارے نمودار ہوا ہوں اے ابلیکا پہلے تم اکیلی ماہی گیروں کی اس بستی میں داخل ہو۔ جب کہ میں تمہیں دریائے جمنا کے کنارے کھڑا رہ کر تمہاری واپسی کا انتظار کرتا ہوں۔ ماہی گیروں کی بستی میں داخل ہو کر تم وہاں کے حالات کا جائزہ لو اور یہ بھی دیکھو کہ اس بستی کے اندر عزازیل موجود ہے کہ نہیں۔ دوسرے یہ کہ عارب بیوسا نبیطہ اور کوزن اس جھونپڑے سے کس قدر دور ہیں۔ جس جھونپڑے میں ساحر یافان نے اپنے عمل کی ابتدا کر رکھی ہے۔ اور یہ کہ ضرورت کے وقت وہ میرے اور تمہارے مقابلے میں یافان اور اس کی نیلی دھند کی قوتوں کی چیخ و پکار پر کیا وہ ان کی مدد کو آ سکتے ہیں۔ یوناف جب خاموش ہوا تب ابلیکا نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

اے یوناف جو کچھ بھی تم نے کہا ہے۔ وہ سب کچھ ٹھیک ہے۔ پہلے مجھے اکیلے ہی کو ماہی گیروں کی اس بستی میں داخل ہو کر ان سارے امور کا جائزہ لینا چاہیئے۔ جس کا تم نے ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد تمہیں اس بستی کا رخ کرنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دینا بند کر دیا، اور وہاں سے

چلی گئی تھی۔ جبکہ یوناف وہیں دریائے جمنا کے کنارے تاریکی میں کھڑے ہو کر اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ابلیکا لوٹ آئی پھر اس نے یوناف کی گردن پر دوبارہ لمس دیتے ہوئے کہا:

اے یوناف میری باتیں غور سے سنو میں دریائے جمنا کے کنارے ماہی گیروں کی بستی سے ہو کر آ رہی ہوں، سنو عزازیل اس وقت اپنی بستی میں موجود نہیں ہے جس جھونپڑی کے اندر ساحر یافان نے اپنے عمل کی ابتداء کر رکھی ہے۔ وہ جھونپڑی بالکل دریائے جمنا کے کنارے پر ہے۔ جبکہ وہ دوسرا بڑا جھونپڑا جس کے اندر عارب، بیوسا نبیطہ اور کوزن گہری نیند سو رہے ہیں۔ وہ دریا کے کنارے سے ذرا فاصلے پر ہے اور اگر میرے اور تمہارے حملہ آور ہونے پہ یافان یا اس کی نیلی دھند کی قوتیں چیخ و پکار کرتی ہیں تو دوسرا جھونپڑا اس قدر قریب نہیں ہے کہ عارب، بیوسا، نبیطہ اور کوزن فوراً ان کی مدد کو پہنچ جائیں لہٰذا آؤ رات کی اس تاریکی میں کسی دلیر دبنگ اور دانائے جنگ جو کی طرح جب دھڑلے اپنے دشمنوں کو للکارتے ہوئے داستان رزم و عمل کی طرح عزازیل کے ان گماشتوں پر حملہ آور ہوں اور انہیں ان ہی کے لہو میں سجا کر ان کے لیے ایک ہیجانی کیفیت اور محشر ظلمات کا عالم کھڑا کر کے رکھ دیں۔

اے یوناف آؤ اس اندھیری اور ویران رات میں اپنے ان دشمنوں کی ساری بدی کی قوت کو ملیامیٹ کرتے ہوئے ان پر تلخ حقیقتیں واضح کریں اور دونوں مل کر وقت کی رفتار میں نیکی کا بھرپور کردار ادا کریں۔ ابلیکا کے یہ الفاظ سن کر یوناف خوش ہو گیا۔ پھر اس نے ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

سنو ابلیکا ہمارے حملہ آور ہونے کا لائحہ عمل کچھ اس طرح ہو گا کہ یہاں سے کوچ کرنے کے بعد تم اس جھونپڑے سے باہر نمودار ہونا جس کے اندر یافان نے اپنے عمل کی ابتداء کر رکھی ہے اور وہاں پہ تم نیلی دھند کی قوتوں سے الجھ جانا جب کہ یہاں سے کوچ کرنے کے بعد میں براہ راست اس جھونپڑے کے اندر نمودار ہوں گا جس کے اندر اس وقت یافان موجود ہے اور اس کے ہڈیوں کے ڈھانچے جسم کو ریزہ ریزہ کر کے دریائے جمنا کے اندر پھینک دوں گا تاکہ نیلی دھند کی قوتیں پھر اس کے ہڈیوں کے ڈھانچے کو تلاش کر کے

دوبارہ اس کی صورت میں کوئی نیا طوفان کھڑا کرنے کی کوشش نہ کریں۔ ابلیکا نے یوناف کی اس تجویز سے مکمل اتفاق کیا اور اس کے بعد وہ دونوں وہاں سے روپوش ہو گئے تھے۔

O

اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے وقت یوناف دریائے جمنا کے کنارے اس جھونپڑے میں نمودار ہوا جس کے اندر یافان بیٹھا اپنے عمل کی ابتداء کیے ہوئے تھا جونہی یوناف اس جھونپڑے کے اندر نمودار ہوا۔ یافان چونک کر اپنی جگہ پہ اٹھ کھڑا ہوا۔ جھونپڑے کے ایک طرف کھڑے یوناف کو بڑے غور اور شکوک بھرے انداز میں دیکھنے لگا تھا۔ پھر یافان نے اپنے آپ کو کسی قدر سنبھالا اور پھر سخت لہجے میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

اے نیکی کے نمائندے بتا تو میرے اس جھونپڑے میں کیا لینے آیا ہے خصوصیت کے ساتھ اس وقت جب کہ میں اپنے ایک انتہائی اہم اور قیمتی عمل کی ابتداء کیے بیٹھے تھا۔ تو نے اس جھونپڑے میں داخل ہوتے ہوئے میرے اس عمل کو غارت کر کے رکھ دیا ہے اور میں تجھے اس کی سزا ضرور دے کر رہوں گا۔ آج میں تیرے خلاف صرف اپنی نیلی دھند کی قوتوں کو حرکت میں نہیں لاؤں گا بلکہ میرے پاس جس قدر میری قوتیں اور سیاہ علوم ہیں وہ میں تجھ پہ آزما دیکھوں گا اور مجھے امید ہے کہ میں تیری حالت اپنے سامنے آگ کے اندر تپ جانے والے لوہے جیسی کر کے رکھ دوں گا۔ یافان کے خاموش ہو جانے کے بعد یوناف نے اسے اسی جیسے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اے یافان اے خون کے نذرانے وصول کرنے والے ذلیل انسان سنو اب تک تم نے ان گنت بچوں کو یتیم کیا ہنستے بستے گھروں کو برباد کیا تو نے عورتوں کو بیوہ اور بے شمار ماں باپ کو ان کی بیٹیوں سے محروم کیا۔

اے عزازیل کے گماشتے تیری سرد کشی کے ساتھ کراہت تیری نرمی کے ساتھ خباثت اور تیری ہمدردی کے ساتھ اذیت بھری ہوئی ہے۔ اے یافان میں جانتا ہوں تو گناہوں کا سرچشمہ ہے اور مجھے یہ بھی خبر ہے کہ تو نے جس لڑکی کو اپنی بیٹی ارلیشیا کا روپ

دے کر رکھا تھا اس کا تو نے خاتمہ کر دیا ہے اور اب تو ماہی گیروں کی اس بستی کے سردار سیوارام کی بیٹی ستیاوتی کو اس عمل کے ذریعے اپنی بیٹی ارلیشیا کا روپ دینا چاہتا ہے اور ایسا میں ہرگز نہ ہونے دوں گا۔

اے یافان اگر آج تو اپنے سارے سیاہ علوم اپنی ساری سری قوتوں کو میرے خلاف آزمانے کا ارادہ کر چکا ہے تو سن رکھ قسم مجھے اپنے رب اور اس کے جلال کی میں بھی آج اپنے اللہ کا نام لے کر تیری پختہ عمری کی ساری دانش مندی تیرے بڑھاپے کی ساری ہی دانائی تیرا سارا ہنر سارا ذوق جمال تیری تڑپتی لگن اور تیری وفا کی آنچ کو غم زمانہ کی دھول، دھنکی ہوئی اون اور خزاں کے اداس نغموں جیسی بنا کر رکھ دوں گا اس کے ساتھ ہی یوناف آندھیوں کے غضب ناک جھکڑوں کی طرح آگے بڑھا اور اس نے یافان کی گردن پر اپنی گرفت ڈال دی تھی۔

قبل اس کے یافان سنبھل کر یوناف کے خلاف حرکت میں آتا یا اس کے خلاف اپنے سیاہ علوم یا سری قوتوں کو کام میں لاتا یوناف نے یافان کے ہڈیوں کے ڈھانچے کو اپنے دائیں ہاتھ میں فضا کے اندر بلند کیا اور پھر پوری قوت کے ساتھ اسے زمین پر پٹخ دیا تھا۔ یوناف کے اس عمل سے یافان کے ہڈیوں کے ڈھانچے کی کئی ہڈیاں ادھر ادھر بکھر گئی تھیں۔ اس کے بعد یوناف پر ایسی کیفیت ایسی ہولناکی طاری ہوئی کہ اس نے اپنی تلوار کھینچ کر بڑی تیزی بڑی قوت کے ساتھ ان ہڈیوں پر برسانا شروع کر دی تھی یہاں تک کہ اس نے ساری ہڈیوں کو ٹکڑے ٹکڑے اور ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیا تھا پھر اس جھونپڑے کے اندر پڑی ہوئی ایک چادر کو یوناف نے اٹھایا۔ یافان کے ڈھانچے کی جھونپڑے کے اندر بکھر جانے والی ہڈیوں کو اس نے ایک چادر میں ڈال کر باندھا اور اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے وہ اس جھونپڑے سے روپوش ہو گیا تھا۔ ماہی گیروں کی اس بستی سے کچھ دور یوناف دریائے جمنا کے کنارے ایک جگہ نمودار ہوا وہ چادر جس میں اس نے یافان کے ڈھانچے کی ہڈیاں باندھ رکھی تھیں وہ کھولی اور ہڈیوں کو اس نے پوری قوت کے ساتھ اچھالتے ہوئے دریائے جمنا میں بکھیر دیا تھا۔ اس کے بعد ایک بار پھر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور اس جھونپڑے کے باہر نمودار ہوا جس کے اندر اس نے یافان کا خاتمہ کیا تھا اس نے دیکھا کہ یافان کی نیلی دھند کی قوتیں ابھی تک ابلیکا کے ساتھ الجھی ہوئی تھیں اور جب ان نیلی دھند کی قوتوں نے یوناف کو بھی اپنے سامنے نمودار ہوتے ہوئے دیکھا تو ان کے دل دھڑکنے اور بدن کانپنے لگے تھے۔ ان کی حالت بوجھ تلے دبی گردن اور پابہ زنجیر قیدیوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ ان کے چہروں پر بدنصیبی کے سائے اور صحرا کے اندر بھٹکنے والی پیاس اور تشنگی جیسی ہو کر رہ گئی تھی ایسا لگتا تھا کہ نیلی دھند کی قوتیں ابلیکا کے ساتھ ساتھ یوناف کا سامنا نہ کرنے کا عزم کر چکی ہوں لہذا نیلی دھند کی قوتوں کے اندر کام کرنے والی شیطانی قوتیں ایک دوسرے کے ساتھ مشورہ کرتے ہوئے پیچھے ہٹتے ہوئے دریائے جمنا کے کنارے کی طرف سمٹ گئی تھیں اسی موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اپنی دلکش اور رنگ بکھیرتی ہوئی آواز میں اس نے اس سے پوچھا۔

اے یوناف میرے حبیب تم نے اس جھونپڑے کے اندر یافان کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ ابلیکا کے اس سوال پر یوناف کے خوبصورت ہونٹوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے بڑے چاہت بڑے انداز میں ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے دوشیزہ حسن اور نسوانی دلکشی رکھنے والی میری رفیقہ اور ساتھی میں نے یافان کے ساتھ وہی معاملہ کیا ہے جس کی تم امید رکھتی ہو میں نے پہلے اس کے دل کو خوف سے بھر دیا پھر اس جنگلی سانڈ پر میں نے قابو پاتے ہوئے اس کے جسمانی ڈھانچے کو توڑ پھوڑ کر اور ریزہ ریزہ کر کے دریائے جمنا میں پھینک دیا ہے اب یہ نیلی دھند کی قوتیں ان ہڈیوں کو ڈھونڈنے کے بعد دوبارہ جوڑ کر یافان کا پہلے جیسا ڈھانچہ حرکت میں نہیں لا سکتیں۔

اے پیکر اخلاص و محبت اے آئینہ دار حقیقت! تو نے آج تک ہر بڑے وقت پر میرا ساتھ دیا اس یافان کو ختم کرنے میں بھی تیری ہی ہمدردیاں اور تیری ہی جرأتمندیاں شامل ہیں۔ کاش اس وقت میرے پاس الفاظ ہوتے تو میں اپنی شوخ انگیزی کی پوری گرمی اور اپنے پورے خلوص اور چاہتوں کے ساتھ تیرا شکریہ ادا کر سکتا۔ یوناف کے یہ الفاظ سن کر ابلیکا نے بے تاب ہوتے ہوئے کہا۔

اے یوناف میرے رفیق یہ آج تم کیسی گفتگو کر رہے ہو تمہیں میرا شکریہ ادا کرنے کی کیا ضرورت ہے میں تو تمہاری روح تمہارے جسم تمہارے ارادے تمہارے عزم تمہاری محبتوں اور تمہاری چاہتوں کا ایک حصہ ہوں یوں جانو کہ میں تمہارے ہی جسم کا ایک اعضا ہوں پھر تمہیں میرا شکریہ ادا کرنے کی کیا ضرورت ہے کیا کبھی کسی نے اپنے جسم کے اعضا کا بھی شکریہ ادا کیا ہے مجھے خوشی ہے کہ ہم دونوں نے مل کر یافان کی

ساری مکاری اور ذہانت کو ختم اور اس کی بدبختی کے سمندر کو خشک کر دیا ہے، آؤ اب اس جھونپڑے کی طرف بڑھیں جس کے اندر عارب، بیوسا، نبیطہ اور کوزن سوئے ہوئے ہیں اس موقع پر عارب، بیوسا اور نبیطہ کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم دونوں کوزن پر حملہ آور ہو جائیں اور اسے ایسی مار ماریں کہ وہ آئندہ عزازیل نبیطہ، عارب اور بیوسا کا ساتھ دینے کا ارادہ اور عزم ہی ترک کر کے رکھ دیں۔

یوناف نے ابلیکا کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتا ہوا وہاں سے روپوش ہو گیا تھا۔

عارب، بیوسا، نبیطہ اور کوزن اس جھونپڑے میں گہری نیند سو رہے تھے جو ماہی گیروں کے سردار سیوارام نے ان کے لیے مہیا کیا تھا۔ اچانک یوناف اس جھونپڑے میں نمودار ہوا۔ ابلیکا کو اس نے عارب، بیوسا اور نبیطہ سے نبٹنے پر مقرر کر دیا جب کہ وہ خود آندھی اور زلزلوں کی طرح کوزن پر حملہ آور ہوا تھا بے تاب امنگوں کے جنون اور برستے ہوئے بادلوں کی طرح وہ کوزن پر حملہ آور ہوا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ وہ اللہ اکبر کی صورت میں اپنا جنگی نعرہ بھی بلند کرتا جا رہا تھا وہ کوزن پر اس تیزی سے اس زور سے ضربیں لگا رہا تھا جیسے وہ کوزن کو خاک کا ڈھیر بنانے کا عزم کر چکا ہو۔ اس دوران عارب، بیوسا اور نبیطہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے لیکن اتنی دیر تک یوناف نے کوزن کو مار مار کر اسے نیچ زمین سے اکھاڑ کر رکھ دیا تھا جس طرح بادلوں کے اندر برق کی زبان تیزی سے چلتی ہے۔ ایسے ہی اس موقع پر ابلیکا بھی عارب بیوسا اور نبیطہ کے سامنے اپنی موجودگی کا اظہار دے رہی تھی تاکہ وہ تینوں یوناف پر حملہ آور نہ ہوں اور اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یوناف نے کچھ اس تیزی اس سختی اور بربریت کے ساتھ کوزن کو مارا کہ کوزن چیختا چلاتا اور بلبلاتا ہوا اس جھونپڑے سے دھوئیں کے سے انداز میں غائب ہو گیا تھا۔

کوزن کے اس طرح وہاں سے بھاگ جانے کے بعد یوناف اس جھونپڑے کے اندر کھڑے ہوئے عارب، بیوسا اور نبیطہ کی طرف متوجہ ہوا۔ ابلیکا ابھی تک برق کی لہراتی زبان کی طرح یوناف اور ان تینوں کے درمیان اپنی موجودگی کا پتہ دے رہی تھی اور اسی لہراتی برق سے خوفزدہ ہو کر عارب، بیوسا اور نبیطہ یوناف پر حملہ آور نہ ہوئے تھے۔ ابلیکا کی طرف سے جو روشنی بار بار ابھر رہی تھی۔ اس روشنی میں یوناف نے غور سے عارب، بیوسا

اور نبیطہ کی طرف دیکھا اس نے محسوس کیا کہ وہ تینوں شجر کی ننگی حیا کے بازار، زرگزیدہ سانحے، سلگتی تنہائیوں اور غم آگین نغموں کی طرح اداس اور افسردہ تھے ان تینوں کے چہرے ویران دل کی بستی سونی سونی راہ وفا اور روح کے پارہ پارہ تاروں کی طرح کھنڈر ہو کر رہ گئے تھے۔ اس موقع پر یوناف نے بلند آواز میں ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے میرے ازلی اور ابدی دشمنو سنو تم تینوں عزازیل کے ساتھی اور بدی کے گماشتے ہو تم جہاں کہیں بھی جاؤ گے زمین کے جس حصے میں بھی تم گناہ بدی اور معصیت کی ابتدا کرو گے وہاں میں نیکی کے ایک نمائندہ کی حیثیت سے تم سے ٹکرانے کے لیے پہنچ جاؤں گا اور سنو بدی کے گماشتو تم پر یہ بھی واضح کر دوں کہ میں نے تمہارے ساتھی یافان کا خاتمہ کر دیا ہے اور تمہیں تمہارے ایک قیمتی ساتھی سے ہمیشہ کے لیے محروم کر دیا ہے اور کوزن پر بھی میں اس لیے حملہ آور ہوا تھا کہ یہ تمہارا ساتھ چھوڑنے پر مجبور ہو جائے سو مجھے امید ہے کہ آج کی مار کے بعد وہ تمہارے ساتھ تمہاری حمایت اور مدد اور تمہارا ساتھ دینے پر آمادہ نہ ہوگا اور آئندہ اگر اس نے کبھی ایسا کرنے کی کوشش بھی کی تو یافان کی طرح میں اس کا بھی خاتمہ کر کے رکھ دوں گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر کے لیے رکا پھر دوبارہ اس کی آواز الاؤ میں انگاروں کے شور اور بے پناہ سیل کی مانند اس جھونپڑے کے اندر ابھر کر سنائی دی تھی۔

بدی کے گماشتو سنو کوہستانوں سے میدانوں تک میں ہر جگہ تمہارا تعاقب کروں گا۔ اور تمہاری امید کے ساحلوں کو بے گیاہ دشت اور خشک صحراؤں میں بدلتا رہوں گا۔ میں نے اپنے رب کے ساتھ عہد کر رکھا ہے کہ اپنی زندگی کے آخری لمحوں تک نیکی کا ساتھ دینے کا عہد نبھاتا رہوں گا۔ سنو عزازیل کے بے رحم اور غلیظ ساتھیو، بدی کو ترک کر کے اب بھی وقت ہے کہ نیکی کی طرف مائل ہو جاؤ اور جب تمہاری اس زندگی کا اختتام ہوگا اور تم اپنے رب کے سامنے حاضر ہوگے تو پھر تم اپنے ان گناہوں اور بدیوں کا کیسے حساب دو گے۔ سنو سانپ کی طرح انسانیت کو ڈسنے والو۔ انسانی زندگی کے دونوں ہی سرے تاریکی میں ڈوبے ہوئے ہیں تم بھی اس تاریکی سے ڈرو۔ انسان جب پیدا ہوتا ہے تو رحم مادر کی اندھیریوں کا شکار ہوتا ہے۔ اور جب وہ اپنی زندگی ختم کر دیتا ہے تو پھر وہ قبر کی تاریکیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ میں بھی تمہیں انہی تاریکیوں سے ڈراتا ہوں اور اس اللہ اور خداوند کی طرف بلاتا ہوں جو ظاہر اور چھپی سبھی چیزوں کا جاننے والا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا پھر وہ رات کی تاریکی میں اس جھونپڑے سے نکل گیا تھا۔

اس جھونپڑے سے نکل کر یوناف چند ہی قدم دور گیا ہوگا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر تیز لمس دیا اور پھر اس نے اپنی رس بھری آواز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

رات کی اس تاریکی میں اے میرے حبیب تم کس طرف کا رُخ کرو گے۔ ابلیکا کے اس استفسار پر یوناف نے تھوڑی دیر کے لیے غور کیا۔ پھر وہ بولا اور کہا۔

اے ابلیکا اب میں ہستناپور شہر کا رُخ کروں گا اور وہاں شہر سے باہر کسی سرائے میں قیام کروں گا تم جانتی ہو کہ ان سرزمینوں کے اندر عزازیل اور اس کے سارے گماشتے حرکت میں آئے ہوئے ہیں لہٰذا جب تک یہ لوگ یہاں ہیں اور گناہ اور بدی کی تشہیر کے لیے کام کرتے ہیں، اس وقت تک میں بھی ان کے آس پاس ہی قیام کروں گا اور ان کی بدی ان کے گناہوں کے اندر میں نیکی اور خیر کے لیے کام کرتا رہوں گا۔ یوناف کا جواب سُن کر ابلیکا خوش ہوئی اور وہ بولی میں تمہارے اس جواب سے بے حد خوش اور مطمئن ہوں اب میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اور ہستناپور شہر کا رُخ کرو۔ ابلیکا کا یہ جواب سن کر یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور چند ہی ساعتوں بعد وہ ہستناپور شہر کے باہر دریائے گنگا کے کنارے ایک سرائے کے سامنے نمودار ہوا پھر تھوڑی دیر تک وہاں کھڑا ہو کر رات کی تاریکی میں اس نے اس سرائے کا جائزہ لیا پھر وہ سرائے کے احاطے میں داخل ہوا سرائے کے سامنے والے کمرے میں روشنی ہو رہی تھی۔ لہٰذا یوناف نے اسی کمرے کا رُخ کیا تھا۔

یوناف جب اس کمرے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ ایک معمر شخص اس کمرے میں بیٹھا اونگھ اور بیداری کی سی کیفیت میں بیٹھا تھا۔ یوناف کی طرف سے ہونے والے کھٹکے کو سُن کر وہ چونکا اور سیدھا ہو بیٹھا اور ابھی وہ یوناف سے کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ یوناف اس کے قریب پہنچا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ اگر میں غلطی پر نہیں تو تم سرائے کے مالک یا منتظم ہو۔ کیا مجھے اس سرائے میں کوئی کمرہ مل سکتا ہے اور کمرہ بھی کوئی ایسا ہو جس میں میں کچھ عرصہ قیام کر سکوں۔ یوناف کے اس سوال پر اس شخص نے پہلے غور سے یوناف کی طرف دیکھا پھر اس نے کسی قدر خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

اس سرائے میں تمہیں میں ایسا کمرہ مہیا کر سکتا ہوں جس میں تم نہایت اطمینان سے جب تک چاہو قیام کر سکتے ہو اس کے ساتھ ہی وہ شخص اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے قریب ہی جلتی ہوئی ایک مشعل اٹھائی پھر اس نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ تمہارا اندازہ درست ہے میں اس سرائے کا مالک ہوں تم میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں ایک اچھا ہوادار اور صاف ستھرا کمرہ مہیا کرتا ہوں۔ یوناف چپ چاپ اس کے ساتھ ہو لیا۔ سرائے کے مالک کی راہنمائی میں

یوناف اس کمرے سے نکل کر سرائے کے دائیں طرف آیا وہاں سرائے کے مالک نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا اور ہاتھ میں جلتی ہوئی مشعل بلند کرتے ہوئے اس نے اس کمرے کا اندرونی حصہ یوناف کو دکھاتے ہوئے کہا۔

یہ کمرہ ہے جو میں نے تمہارے لیے تجویز کیا ہے تم دیکھتے ہو اس کمرے میں ایک نہیں دو مسہریاں لگی ہوئی ہیں اس کے علاوہ کمرے کے دائیں طرف طہارت خانہ بھی بنا ہوا ہے۔ کمرے میں ان دو مسہریوں کے علاوہ ضرورت کی ہر شے بھی موجود ہے وہ ان دونوں مسہریوں کے درمیان جو میز پر تالا پڑا ہوا ہے وہ تالا جب بھی تم چاہو اس کمرے کو لگا کر باہر جا سکتے ہو اس کے ساتھ ہی سرائے کے مالک نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشعل اس کمرے کی دائیں دیوار پہ لٹکا دی تھی۔ اس مشعل کی روشنی میں یوناف نے تھوڑی دیر تک کمرے کا بھرپور جائزہ لیا پھر اطمینان آمیز انداز میں سرائے کے مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

میں اس کمرے کو پسند کرتا ہوں اور اس میں اپنی رہائش رکھتا ہوں اس کے ساتھ اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر چند سکے نکالے اور پھر وہ سکے اس نے سرائے کے مالک کو تھماتے ہوئے کہا یہ سکے تم اپنے پاس رکھو اگر تم ضرورت محسوس کرو گے تو میں تمہیں ان سکوں کے علاوہ اور بھی بہت کچھ دوں گا۔ وہ سنہری سکے بڑے شوق اور جستجو میں سرائے کے مالک نے الٹ پلٹ کر دیکھے پھر اس نے بڑی حیرت سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا یہ سکے تو اس قدر ہیں کہ تم اس سرائے میں کئی ماہ تک قیام کر سکتے ہو۔ سرائے کے مالک کا یہ جواب سُن کر یوناف خوش ہوا اور پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اگر ایسا ہے تو تم جاؤ تاکہ میں آرام کروں یوناف کے ان الفاظ پر سرائے کا مالک باہر نکل گیا۔ یوناف نے کمرے کا دروازہ بند کر لیا اور پھر وہ ایک مسہری پر آرام کرنے کے لیے لیٹ گیا۔

O

یوناف کے چلے جانے کے بعد عارب، بیوسا اور نبیطہ اس جھونپڑے کے اندر حیران اور پریشان کھڑے تھے کہ عزازیل اس جھونپڑے میں داخل ہوا اسے دیکھتے ہی عارب، بیوسا اور نبیطہ سنبھل گئے اندر آتے ہی عزازیل نے ان تینوں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی وہ

ان کے سامنے بیٹھ گیا اور پھر ان تینوں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور میرے عزیز یوناف کے ہاتھوں تم پہ کیا بیتی مجھے خبر ہو گئی ہے۔ میرے کارکنوں نے مجھے یہ بھی اطلاع کر دی ہے کہ یوناف نے نہ صرف یہ کہ یہاں کوزن کو مار مار کر اسے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا ہے بلکہ اس نے نہ صرف یہ کہ یہاں بلکہ اس نے ہمارے قیمتی ساتھی یافان کا بھی ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا ہے۔

سنو میرے ساتھیو یوں لگتا ہے جیسے بیکی کا یہ نمائندہ ہمارے خلاف کچھ زیادہ ہی پھیلتا اور بکھرتا جا رہا ہے۔ لہٰذا اس کی کارستانیوں کو محدود کرنے اور اس کی ترکتازی کو روکنے کے لیے میں نے ایک لائحہ عمل اور منصوبہ تیار کیا ہے ہمیں صرف یہ کہ یوناف سے کوزن اور یافان کا انتقام لینا ہے بلکہ اسے اس سے بھی بڑھ کر دشواریوں اور مشکلات میں مبتلا کر دینا ہے اور ایسا کرنے کے لیے میں نے ایک بہترین طریقہ کار وضع کیا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر دوبارہ عارب، بیوسا اور نبیطر کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

سنو میرے رفیقو! جو دو منصوبے میں نے تیار کئے ہیں ان کی تفصیل بتانے سے پہلے تم پر یہ انکشاف کر دوں کہ میں نے یافان کی نیلی دھند کی قوتوں کو بلکہ میں نے اپنے کچھ کارکنوں کو بھی اس جھونپڑے کے ارد گرد پہرہ دینے کے لیے پھیلا دیا ہے تاکہ وہ یوناف اور ابلیکا پر نگاہ رکھیں اور اگر ان دونوں میں سے کوئی اس جھونپڑے کی طرف آ کر ہماری خبریں حاصل کرنے کی کوشش کرے تو بروقت ہمیں اس کی اطلاع کر دی جائے تم پر یہ انکشاف کرنے کے بعد اب میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو دو منصوبے میں نے تیار کیے ہیں ان میں سے پہلا یہ ہے کہ میرے کارکنوں نے مجھے خبر دی ہے کہ کل ہستناپور کا راجہ سنتانون دریائے گنگا کے کنارے شکار کے لیے نکلے گا لہٰذا میں بھی کل حرکت میں آؤں گا اور سیوارام کی بیٹی ستیاوتی کے جسم میں ایسی خوشبو پیدا کر دوں گا کہ یہ خوشبو دریائے گنگا کے کنارے شکار کرنے والے ہستناپور کے راجہ سنتانون کو متاثر کرے گی۔ اور وہ اس خوشبو کی وجہ سے کھیا کھچا اور بھاگتا بھاگتا دریائے جمنا کے کنارے ماہی گیروں کی اس بستی کی طرف آئے گا۔ اور جب وہ ستیاوتی کا رشتہ اس کے باپ سیوارام سے طلب کرے گا تو سیوارام اس سے وہی گفتگو کرے گا جو میں اس کو سمجھا چکا ہوں اور ایسا کرنے کے بعد میں ہستناپور کے اندر بدی اور گناہ کی ابتدا کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔

اور میرا دوسرا منصوبہ تم تینوں سے متعلق ہے عزازیل کی اس بات پر عارب نے کچھ چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

اے میرے آقا ہم تینوں سے متعلق آپ کا کیا منصوبہ ہے۔ عارب کے اس سوال پر عزازیل تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر چند ساعتوں تک اس نے غور سے بیوسا کی طرف دیکھا اور پھر بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے بیوسا میں تمہیں یوناف کے خلاف حرکت میں لانا چاہتا ہوں۔ عزازیل کے اس فیصلے کو سن کر بیوسا چونکی اور خوفزدہ انداز میں اس نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ اے میرے آقا آپ مجھے کیسے اور کس طرح یوناف کے خلاف حرکت میں لائیں گے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ وہ بے شمار اور ان گنت سری قوتوں کا مالک ہے۔ ہم سب مل کر گزشتہ کئی صدیوں سے اس کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں لیکن کبھی بھی ہم اس کے خلاف اپنے مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے ہیں۔

اے میرے آقا آپ خود بھی اس یوناف کے خلاف حرکت میں آتے رہے ہیں لیکن اسے ہم کبھی بھی خاطر خواہ اذیت اور نقصان پہنچانے میں کامیاب نہیں ہوئے لہٰذا میں ڈرتی ہوں کہ آپ نے مجھ اکیلی کو یوناف کے سامنے لا کھڑا کیا تو وہ مجھے کوئی ایسا دائمی روگ ہی نہ لگا کر رکھ دے کہ میں اس کائنات کے اندر اپنی زندگی پہ موت کو ترجیح دیتی پھروں۔

بیوسا کے ان الفاظ پر عزازیل نے بڑے مکروہ انداز میں قہقہہ لگایا پھر بیوسا کو اس نے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے بیوسا تم یوناف کو اپنے مقابلے میں تنہا اور اکیلی نہ پاؤ گی اس کے مقابلے میں ہم سب تمہاری پشت پناہی پر ہوں گے۔ پہلے یہ سنو کہ یوناف کے مقابلے میں میں تمہیں کیسے اور کس طرح استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ اے بیوسا تم جانتی ہو کہ یوناف اس وقت سے تمہیں پسند کرتا ہے اور تم سے محبت کرتا ہے جب اس نے پہلی بار اس وقت تمہیں دیکھا تھا جب آدمؑ کی لاش دفن کرنے کے لیے غار کے اندر پڑی تھی تب سے وہ تمہیں پسند کرتا ہے اور تمہیں اپنانے کی خواہش اپنے دل کے اندر رکھتا ہے اور سنو بیوسا یوناف اس وقت ہستناپور شہر کے باہر دریائے گنگا کے کنارے ایک سرائے میں قیام کئے ہوئے ہے اور اس سے پہلے وہ نہ صرف یہ کہ یافان کا خاتمہ کر چکا ہے بلکہ کوزن کو بھی مار مار کر اس نے یہاں سے بھگا دیا ہے۔

سنو بیوسا تم سورج طلوع ہونے کے ساتھ ہی دریائے گنگا کے کنارے اس سرائے میں داخل ہو گی جس کے اندر یوناف قیام کئے ہوئے ہے اور کوشش یہ کرنا کہ تم اس وقت

سرائے میں داخل ہو جس وقت یوناف خود بھی سرائے کے باہر ہی کھڑا ہو اور تمہیں سرائے کے اندر داخل ہوتے دیکھ سکے تم سرائے میں کچھ اس انداز میں داخل ہونا جیسے تم بے حد پریشان مغموم اور بکھری بکھری ہو سو تمہیں اس سرائے میں اکیلی اور یوں مغموم ہوتے دیکھ کر یوناف ضرور تمہاری طرف آئے گا اور تم سے کچھ جاننے کی کوشش کرے گا اور جب وہ ایسا کرنے کی کوشش کرے تو تم اسے بتانا کہ تمہارا عارب اور نبیطہ کے ساتھ جھگڑا ہو گیا ہے اور تم نے ان دو کے ساتھ ہمیشہ کے لیے تعلقات ختم کر کے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ اس انکشاف پر ضرور تم سے یہ پیش کش کرے گا کہ تم اس کے ساتھ رہو اور وہ تمہیں یہ بھی یقین دہانی کرے گا کہ عزازیل، عارب اور نبیطہ کے مقابلے میں وہ تمہاری حفاظت کرے گا۔

سنو بیوسا تم یوناف کی اس پیشکش کو فوراً قبول کر لینا اور اس کے ساتھ رہنے پر آمادگی کا اظہار کر دینا اور یوں یوناف کے ساتھ رہتے ہوئے تم ہمارے لیے ایک مخبر کی حیثیت سے کام کرنا اور تم ہمیں اس سے متعلق اطلاعات اور معلومات فراہم کرتی رہنا اور انہی اطلاعات کی روشنی میں ہم یوناف کے خلاف حرکت میں آتے ہوئے اسے اذیت پر اذیت اور دکھ پر دکھ دینے میں کامیاب ہوتے رہیں گے۔ عزازیل تھوڑی دیر کے لیے رکا پھر اس نے عارب اور نبیطہ کی طرف دوبارہ دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے عارب اور نبیطہ اب تم دونوں میری بات بڑے غور اور توجہ سے سنو۔ تمہارے لیے ہدایت یہ ہے کہ جب بیوسا دریائے گنگا کے کنارے اس سرائے میں داخل ہو گی جس کے اندر یوناف نے قیام کر رکھا ہے تو ہو سکتا ہے یوناف خود یا ابلیکا کی مدد سے اس بات کی تصدیق کرنے کی کوشش کرے کہ واقعی بیوسا کا تمہارے ساتھ کوئی جھگڑا ہوا ہے یا یونہی بیوسا کی صورت میں اسے کسی چکر میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا آج کے بعد اٹھتے بیٹھتے تم دونوں اپنی گفتگو اور باتوں میں ہر وقت بیوسا کے خلاف بولتے رہنا اسے گالی گلوچ کرنا اور اس پر ہر طرح کا الزام لگاتے رہنے کی کوشش کرتے رہنا اس طرح ابلیکا اور یوناف دونوں کو یہ پختہ یقین ہو جائے گا کہ بیوسا کی مدد سے اسے کسی فتنے اور جال میں مبتلا نہیں کیا جا رہا بلکہ بیوسا حقیقی طور پر عارب اور نبیطہ سے الگ کر علیحدہ ہو چکی ہے۔ اس طرح بیوسا کو بغیر کسی دشواری اور تکلیف کے یوناف کے ساتھ رہنے اور ہمارے حق میں کام کرنے کا موقع مل جائے گا۔ اس طرح مجھے امید ہے کہ بیوسا کی مدد سے ہم یوناف کو کسی نئی اذیت اور کسی نئے ناقابل برداشت کرب میں مبتلا کرنے میں کامیاب

ہو جائیں گے۔ اب تم تینوں مجھے یہ بتاؤ کہ میرا یہ منصوبہ آنے والے دنوں میں کیا رہے گا۔

عزازیل جب اپنی گفتگو تمام کر چکا تب عارب، بیوسا، نبیطہ کچھ دیر خاموش رہ کر سوچتے رہے اس کے بعد عارب نے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے میرے آقا میرے اپنے خام خیال کے مطابق یہ منصوبہ جو آپ نے تیار کیا ہے نہ صرف یہ کہ ایک عمدہ اور بہترین تجویز ہے بلکہ اس کے ذریعے سے مجھے امید ہے کہ ہم یوناف کو بیوسا کی مدد سے ایک نئے دکھ اور نئے روگ اور نئے سوگ میں مبتلا کر کے رکھ دیں گے لیکن شرط یہ ہے کہ بیوسا یہ کام کرنے کے لیے تیار ہو جائے جس قدر یوناف بیوسا کو پسند کرتا ہے اس سے کہیں زیادہ اور کئی گنا بڑھ کر بیوسا یوناف سے نفرت کرتی ہے لہٰذا مجھے ڈر اور خدشہ ہے کہ بیوسا کہیں ایسا کرنے سے انکار ہی نہ کر دے کیوں کہ یوناف کے خلاف اس کی نفرت انتہائی سنگین اور انتہا کو پہنچی ہوئی ہے لہٰذا اس موقع پر میں آپ سے گزارش کروں گا کہ پہلے بیوسا سے اس کا عندیہ لیا جائے کہ وہ یوناف کے خلاف اس طرح حرکت میں آنے پر آمادہ ہے یا نہیں عارب کی اس گفتگو کو عزازیل نے بڑے شوق اور بڑے انہماک سے سنا اس کے بعد اس نے بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔

اے بیوسا! کیا تم میرے منصوبے کے مطابق یوناف کے ساتھ ہمارے ایک مخبر کی حیثیت سے کام کرنے پر آمادہ ہو۔ عزازیل کے اس سوال پر بیوسا کے حسین چہرے اور اجلے لبوں پر ایک دلفریب مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے بڑی عقیدت مندی اور فرماں برداری میں کہا۔

اے آقا میں آپ کے حکم اور آپ کی کہی ہوئی بات کو کیسے ٹال اور فراموش کر سکتی ہوں میں آپ کی بہتری کے لیے آپ کے ایک مخبر کی حیثیت سے یوناف کے ساتھ کام کرنے کے لیے تیار اور آمادہ ہوں آپ بے فکر رہیں آنے والے سورج کے طلوع ہوتے ہی میں اپنی سری قوتوں کو استعمال کر کے یہاں سے دریائے گنگا کے کنارے اس سرائے کی طرف جاؤں گی جس میں یوناف نے قیام کر رکھا ہے۔ اور وہاں پر یوناف کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے اور اس کے ساتھ رہ کر کام کرنے کے لیے آپ کی تجاویز پر عمل کرنے کی کوشش کروں گی۔ بیوسا کا یہ جواب سن کر عزازیل بے حد خوش ہوا اور دوبارہ اس نے عارب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

لو عارب بیوسا تو اس کام کے لیے تیار ہے اب میرا یہ کام بھی ختم ہوا اب میں تم پہ ایک مزید انکشاف کرتا ہوں اور وہ یہ ہے عارب جیسا کہ تم جانتے ہو۔ یوناف نے یافان کا خاتمہ کر دیا ہے اس کی نیلی دھند کی قوتیں دریائے جمنا کے کنارے سرگرداں تھی کہ میں نے انہیں اپنی گرفت میں کر لیا اب نیلی دھند کی یہ قوتیں اس جھونپڑے کے باہر پہرہ دے رہی ہیں اور میں نیلی دھند کی ان قوتوں کو تمہارے تابع رہ کر کام کرنے کا حکم دے چکا ہوں لہٰذا آج کے بعد نیلی دھند کی یہ قوتیں اسی طرح تمہارے ساتھ کام کرتی رہیں گی جس طرح آج سے پہلے یہ یافان کے ساتھ کام کرتی رہی ہیں۔ نیلی دھند کی ان قوتوں کو تم جو بھی حکم دو گے وہ اسے بجا لائیں گی۔ اب تم ذرا دل ہی دل میں نیلی دھند کی ان قوتوں کو اس جھونپڑے کے اندر آنے کے لیے کہو پھر دیکھو کہ وہ قوتیں کیسے تمہارے اردگرد جمع ہوتی ہیں جیسے وہ یافان کے اردگرد جمع ہو جایا کرتی تھیں۔

عزازیل کے اس انکشاف پر عارب بے حد خوش ہوا اس نے اسی موقع پر دل ہی دل میں نیلی دھند کی قوتوں کو یاد کیا اور انہیں جھونپڑے کے اندر آنے کے لیے کہا ایسا کرنے کے تھوڑی ہی دیر بعد نیلی دھند کی قوتیں بادلوں کی طرح سمٹتی ہوئی اس جھونپڑے میں داخل ہوئیں اور پھر وہ نہایت فرماں بردارانہ انداز میں دھند کے اندر اپنے سروں کو خم کرتی ہوئی عارب کے اردگرد جمع ہو گئی تھیں اور اس کے حکم کا انتظار کرنے لگی تھیں۔ اس موقع پر عزازیل نے عارب کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اے عارب میرا یہ کام تمہارے لیے کیسا رہا۔ عزازیل کے اس سوال پر عارب نے بڑی ممنونیت سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے آقا میں آپ کا بے حد ممنون اور احسان مند ہوں کہ آپ نے یافان کی ان نیلی دھند کی قوتوں کو میرے ماتحت کر کے رکھ دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

جو کچھ میں نے کہنا تھا میں کہہ چکا اب میں جاتا ہوں جب کہ بیوسا آنے والی صبح کو اپنے کام کی ابتدا کر دے گی۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل اس جھونپڑے سے نکل گیا۔ عارب، بیوسا اور نبیطہ بھی اپنے بستروں میں گھس کر آرام کرنے لگے تھے جب کہ نیلی دھند کی قوتیں جھونپڑے کے دروازے کی طرف بکھر کر ان کی حفاظت کرنے لگی تھیں۔

آزادی کے تڑپتے جذبے جیسی خوش کن اور لفظوں سے بچھڑ کر گلے ملتے ہوئے معانی جیسی خوشگوار صبح اپنی آنکھوں میں نرمی اور عمل حسن لیے نمودار ہوئی تھی۔ پتھریلے اجاڑ بیابانوں کے اندر رنگ رنگ پرندے اپنی رسیلی زبانوں اور انوکھے سروں کے اندر اپنے رب کی حمد گاتے ہوئے رزق کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے تھے۔ صبح کی آغوش میں ہر شے جبر مسلسل سے رہائی پانے والے کسی زندانی جیسی مطمئن اور مسرور تھی۔ ایسے میں یوناف دریائے گنگا کے کنارے سرائے کے مطبخ میں صبح کا کھانا کھانے کے بعد جب اپنے کمرے کی طرف جانے کے لیے باہر نکلا تو اس نے دیکھا حسین اور خوبصورت بیوسا اس سرائے کے بیرونی دروازے سے اندر داخل ہوئی تھی۔ بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے یوناف ایک طرح سے چونک سا پڑا۔ اس لیے کہ وہ اکیلی تھی اور پھر اس کی حالت سے یوناف نے اندازہ لگایا کہ وہ جوانی کی ٹوٹی ہوئی کمان، اجڑی راتوں اور سسکتی تنہائیوں جیسی ویران ویران تھی۔ جب وہ اور زیادہ قریب آئی تو یوناف نے اندازہ لگایا کہ اس کے چہرے پر قصۂ پارینہ اور ذلت اور گمنامی کی زندگی جیسی درشتگی اور محکومیت کی قید جیسا حبس اور تناؤ تھا۔ اس کی آنکھوں میں منحوس جبڑے کھولے موت جیسی خاموشی اور بے حسی تھی اس کی پلکوں پر آنسو اور ماتھے پر پسینے کے قطرے تھے۔ یوناف دور ہی رہ کر بیوسا کی اس حالت کا جائزہ لیتا رہا۔ اس نے اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا اور آہستہ آہستہ اور دھیمی آواز میں اس نے پکارا۔

ابلیکا! ابلیکا! تم کہاں ہو۔ یوناف کی اس پکار پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر فوراً لمس دیا اور اس کے ساتھ ہی یوناف نے اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے ابلیکا! تم اس بیوسا کو دیکھتی ہو جو صبح ہی صبح اکیلی اس سرائے میں داخل ہوئی ہے وہ اداس ہے افسردہ اور ویران لگتی ہے کیا تم ایسا نہیں کرتی ہو کہ ماہی گیروں کی بستی کی طرف جاؤ اور وہاں سے یہ جاننے کی کوشش کرو کہ یہ بیوسا کیوں اکیلی اس سرائے میں داخل ہوئی ہے کیا اس کا عارب، نبیطہ یا عزازیل کے ساتھ کوئی جھگڑا یا تنازعہ اٹھ کھڑا ہوا ہے یا یہ مجھے کسی چکر اور جال میں پھانسنے کے لیے اس انداز میں اس سرائے کے اندر داخل ہوئی ہے۔ یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں ابلیکا نے اپنی کھنکتی ہوئی آواز میں کہا۔

اے یوناف میرے حبیب! تم یہیں کھڑے رہو میں ابھی چند ساعتوں تک ماہی گیروں کی بستی سے اس حادثے کی اصلیت معلوم کر کے لوٹتی ہوں اس کے ساتھ ہی ابلیکا یوناف کی گردن پہ لمس دیتے ہوئے علیحدہ ہو گئی تھی۔

یوناف اسی طرح دوسری طرف منہ کیے کھڑا رہا جب کہ بیوسا آہستہ آہستہ آگے بڑھتی رہی۔

یہاں تک کہ وہ سرائے کے مالک کے کمرے کے قریب جا کر رک گئی تھی۔ یوناف بھی چونکا ہوا اس کی طرف دیکھے چلا جا رہا تھا۔ چند ہی ساعتوں کے بعد ابلیکا نے پھر یوناف کی گردن پر لمس دیا اور پھر اس نے خوشگوار لہجے میں یوناف سے کہنا شروع کیا۔

اے یوناف میرے حبیب میں سمجھتی ہوں کہ میں تمہارے لیے ایک خوشخبری لے کر آئی ہوں میں جب دریائے جمنا کے کنارے ماہی گیروں کی بستی میں داخل ہوئی تو وہاں میں نے عارب اور نبیطہ کو آپس میں اس بیوسا کے خلاف گفتگو کرتے ہوئے پایا وہ اس کے خلاف نہ صرف یہ کہ سخت الفاظ استعمال کرتے ہوئے پایا بلکہ اسے ذلیل گالیاں بھی دے رہے تھے۔ ان کی ساری گفتگو سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ اس بیوسا کا عارب اور نبیطہ کے ساتھ جھگڑا ہوا ہے۔ لہٰذا ان دونوں نے اسے اپنے ساتھ رکھنے سے انکار کر دیا ہے جس کی بناء پر یہ ان دونوں سے علیحدہ ہو کر اس سرائے میں داخل ہو گئی ہے میرے خیال میں ابھی تک اس نے تمہاری طرف نہیں دیکھا اس لیے کہ یہ بے حد مغموم اور اداس لگتی ہے، اور شاید پناہ لینے کی خاطر اس سرائے میں داخل ہو گئی ہے اگر تم اس موقع پر اس سے نرمی اور ہمدردی کا مظاہرہ کرو تو شاید یہ تمہارے ساتھ رہنے اور عارب اور نبیطہ کے خلاف تمہارا ساتھ دینے پر مجبور ہو جائے۔ اگر ایسا ہو گیا تو اے یوناف سنو تمہاری قوت میں خاطر خواہ اضافہ ہو جائے گا اور پھر اے یوناف میں یہ بھی جانتی ہوں کہ صدیوں پہلے سے تم اس بیوسا کو چاہتے ہو اور اس کی ذات سے محبت کرتے چلے آ رہے ہو۔ اب جب کہ بیوسا خود ایک ٹوٹ جانے والے پتے کی طرح تمہاری گود میں گر رہی ہے تو میں تمہیں یہ مشورہ دوں گی کہ تم اس کو سنبھال دو اس کو ڈھارس دو اس کے ساتھ نرمی اور محبت سے پیش آؤ اور مجھے امید ہے کہ تم اگر ایسے رویے کا مظاہرہ کرو۔ تو وہ جس طرح اس سے قبل عارب اور نبیطہ کے پاس رہتی رہی ہے اسی طرح یہ اب تمہارے ساتھ رہنے پر آمادہ ہو جائے گی اور ہو سکتا ہے وہ اب پرانے خیالات کو ترک کر چکی ہو تمہارے ساتھ جو نفرت تھی اسے محبت میں تبدیل کر کے تمہارے ساتھ شادی کرنے پر آمادہ ہو جائے لہٰذا میں تمہیں مشورہ دوں گی کہ آگے بڑھو بیوسا کو مخاطب کرو اس سے اس کی اداسی اور اس کی افسردگی کی وجہ پوچھو۔ اور پھر اسے اپنے ساتھ رہنے کی پیش کش کرو۔

ابلیکا کی یہ گفتگو سننے کے بعد یوناف تھوڑی دیر تک وہاں کھڑے ہو کر مسکراتا رہا اور پھر اس نے بولتے ہوئے کہا۔

اے ابلیکا میں تمہاری گفتگو پر اعتماد اور بھروسہ کرتا اور تمہارے مشورے پر عمل کرنے کے لیے

بھی تیار ہوں لیکن اس کے باوجود میں تمہیں یہ مشورہ اور صلاح دوں گا کہ تمہیں اس بیوسا سے متعلق ضرور محتاط اور ہوشیار رہنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ بیوسا کی صورت میں عزازیل ہمارے خلاف کوئی چال چل رہا ہو، اور وہ مجھے اور تمہیں اس بیوسا کی مدد سے کسی ایسے فریب کسی ایسے دھوکے اور جال میں پھنسا کر رکھ دے جو ہمارے لیے انتہائی نقصان دہ اور تکلیف دینے والی ثابت ہو کر رہے۔ لہٰذا میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ ان سارے امور پر کڑی نگرانی اور نگاہ رکھنا اب میں تمہارے مشورے کے مطابق بیوسا کی طرف جاتا ہوں اور اسے نرمی اور اس سے ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں۔ پھر دیکھتے ہیں کہ وہ کس رویے کا اظہار کرتی ہے۔ ساتھ ہی یوناف بڑی تیزی سے آگے بڑھا اور بیوسا کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ بیوسا نے ایک بار گوہر شب رنگ اور قطرۂ گراں بار کی طرح اپنی آنکھوں کو اوپر اٹھایا۔ تھوڑی دیر کے لیے بڑے غور سے اس نے یوناف کو دیکھا پھر اس کے ہونٹ کانپ اور پھڑپھڑا کر رہ گئے تھے اس موقع پر یوناف نے بڑی نرمی بڑی محبت بڑی ہمدردی میں بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے بیوسا میں جانتا ہوں تو صدیوں سے میری دشمن چلی آ رہی ہے۔ میں اس بات کو بھی تسلیم کرتا ہوں کہ تیرے دل میں میرے ساتھ محبت ہمدردی اور نرمی کا کوئی جذبہ نہیں، میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ مجھ سے بے پناہ نفرت کرتی ہے۔ ان سب عوامل اور ان سب حقیقتوں کے باوجود میں تم سے انسانیت کے ناطے کو نگاہ میں رکھتے ہوئے یہ پوچھتا ہوں کہ کیوں اداس ہے کیوں افسردہ اور مغموم ہے۔ اور کیوں تو صبح ہی صبح اکیلی اس حالت میں اس سرائے کے اندر داخل ہوئی ہے۔

یوناف کے سامنے تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر بیوسا گردن جھکا کے کچھ سوچتی رہی پھر اس نے دھیمی اور مدھم آواز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے نیکی کے نمائندے میرا عزازیل، عارب اور نبیطہ کے ساتھ جھگڑا ہو گیا ہے میرے تعلقات ان کے ساتھ قطعی طور پر منقطع اور ختم ہو چکے ہیں۔ اب میں ان سب سے علیحدہ رہ کر زندگی بسر کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ دریائے جمنا کے کنارے ماہی گیروں کی بستی سے نکل کر اب میں سرائے کی طرف آئی ہوں تاکہ یہاں قیام کر کے پرسکون زندگی بسر کر سکوں۔ میں نہیں جانتی تھی کہ تم نے پہلے ہی اس سرائے میں قیام کر رکھا ہے۔ عزازیل، عارب اور نبیطہ اب تینوں ہی میرے لیے اجنبی ہیں میرا ان سے کوئی تعلق کوئی رشتہ نہیں ہے۔

اے نیکی کے نمائندے اب میں خوش ہوں کہ تو نے نہ صرف یہ کہ یافان کا خاتمہ کر دیا ہے بلکہ کوزان کو بھی اس قدر مارا ہے کہ وہ عزازیل کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔ اس قدر کچھ کے بعد

بیوسا جب تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہوئی تو یوناف نے اس سے فائدہ اٹھایا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے پھر کہا۔

اے بیوسا اب عزازیل، عارب اور خبیطہ کے مقابلے میں اگر تو میرے ساتھ رہے اور اپنی باقی زندگی کے دن میری رفاقت میں بسر کرے تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ خنجر تابدار اور شمشیر رواں کی طرح نا صرف یہ کہ عزازیل کی بدی کی ہر قوت اور طاقت سے تمہاری حفاظت کروں گا بلکہ میں عارب کی آمریت کی رونق اور اس کے حیوانی جذبات کے سامنے بھی تمہارے لئے ایک چٹان اور دفاع کی مضبوط دیوار بن کر کھڑا ہو جاؤں گا۔

اے بیوسا میں اپنے عمل حسن سے اٹل قسمت کی طرح تمہاری عصمت اور عفت کی حفاظت کروں گا، اگر ہم دونوں باہم مل کر اور ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر آنے والے دن گزارنے کا عزم کر لیں تو پھر سن رکھو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں عزازیل اور عارب کی ریاکاری، درشت گوئی اور بربیت کے جبینوں پر قہر الٰہی بن کر نازل ہوں گا اور تمہاری رفاقت میں ان کے خلاف آتے ہوئے میں ان کی قوت قاہرہ کے خلاف تاریخ کی لکیروں پر کامرانی کی خونی داستانیں رقم کروں گا۔ اے بیوسا جو کچھ میں تم سے کہنا چاہتا تھا وہ میں نے خلوص نیت اور دل کی گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے جذبات کو سامنے رکھ کر کہہ دیا ہے اب تم کہو میری اس پیشکش کے سامنے تمہارا کیا فیصلہ اور ارادہ ہے۔

یوناف کے ان الفاظ پر حسین اور پرکشش بیوسا زمین کی زرخیزی اور موسموں کی تبدیلی جیسی خوشگوار ہو گئی تھی۔ اس کے چہرے کے تاثرات سے ایسا لگتا تھا جیسے کائنات کا ہر قطرہ اس کے آئینہ اور صحراؤں کا ہر ذرہ اس کے لیے آبگینہ بن گیا ہو۔ اس کی آنکھوں میں وفور اطمینان کے باعث قوت حیات و نمود رقص کرنے لگی تھیں۔ پھر تھوڑی دیر کے لیے ٹھنڈی خاموشیوں سے لبریز سکوت اختیار کرنے کے بعد بیوسا نے عجیب سے پرکشش انداز میں یوناف کی طرف دیکھا اور اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا۔

اے یوناف اے نیکی کے نمائندے اب جب کہ میں ہمیشہ کے لیے عزازیل، عارب اور خبیطہ کے ساتھ اپنے تعلقات منقطع کر چکی ہوں تو میں ایک شرط پر تمہارے ساتھ رہنے کے لیے اور تمہارا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوں۔ یوناف نے فوراً پوچھ لیا۔

اے بیوسا کہو تمہاری کیا شرط ہے۔ بیوسا نے پھر تھوڑی دیر تک غور سے یوناف کی طرف دیکھا پھر بولی۔

میری شرط یہ ہے کہ تم مجھ سے کبھی بھی یہ مطالبہ نہ کرو گے کہ میں تم سے شادی کر لوں۔ سنو میں نے عزم اور ارادہ کر رکھا ہے کہ میں کبھی بھی کسی کے ساتھ شادی نہ کروں گی۔ ہاں ایک مخلص رفیق اور پرخلوص ساتھی کی حیثیت سے میں تمہارا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوں اور اس رفاقت میں میں تمہارے دکھ اور سکھ میں برابر کی شریک ہوں گی کہو کیا تم اس شرط پہ مجھے اپنے ساتھ رکھنے کے لیے تیار ہو۔ یوناف نے تھوڑی دیر کے لیے تیز نگاہوں سے بیوسا کی طرف دیکھا پھر اس نے کہا۔

اے بیوسا مطمئن رہو مجھے تمہاری شرط منظور ہے میں کبھی بھی تم سے یہ مطالبہ نہ کروں گا کہ تم مجھ سے شادی کر لو۔ بس تم میرے ساتھ ایک مخلص اور غم گسار ساتھی کی حیثیت سے رہو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں ہر قوت کے مقابلے میں تمہارا دفاع کروں گا۔ بیوسا نے مسکراتے ہوئے کہا اگر ایسا ہے تو میں تمہارے ساتھ رہنے کے لیے تیار ہوں۔ یوناف نے آگے بڑھ کر اس کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ تو پھر آؤ میرے ساتھ پہلے کھانا کھاؤ۔ اس کے بعد میرے کمرے میں جا کر آرام کرو۔ اس کے ساتھ ہی یوناف بیوسا کو سرائے کی طعام گاہ کی طرف لے گیا وہاں اس نے بیوسا کو کھانا کھلایا اس کے بعد وہ بیوسا کو کمرے کی طرف لے گیا تھا۔

اپنے کمرے میں داخل ہونے کے بعد یوناف ایک مسہری پہ بیٹھ گیا جب کہ بیوسا کو اس نے اپنے سامنے دوسری مسہری پہ بٹھاتے ہوئے کہا۔

اے بیوسا اب جب کہ تم میرے ساتھ رہنے اور میرے ساتھ مل کر کام کرنے کا عہد کر چکی ہو تو سنو میرے ساتھ کام کرنے کا ایک طریقہ اور ایک معیار ہے۔ اور وہ معیار یوں ہے کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ تنہا اللہ ہی قادر مطلق ہے اور وہی تمام اختیارات کا مالک اور ساری بھلائی اور برائی کا مختار کل ہے۔ اسی کے ہاتھ میں ساری کائنات کی قسمتوں کی باگ ڈور ہے۔ اس کے نام اس کی ذات کی شہادت کو ہر انسان کے نفس میں موجود ہے کہ جب انسان پر کوئی سخت وقت آتا ہے اور سارے رشتے ٹوٹتے نظر آتے ہیں تو ہر انسان اسی کی طرف رجوع کرتا ہے لیکن اس کھلی علامت کے ہوتے ہوئے بھی لوگ خدائی میں بلا دلیل و تحقیق بلا ثبوت دوسروں کو اس کا شریک بنانا شروع کر دیتے ہیں۔

سنو بیوسا میرا خدا وند ہی سارے غائب اور سارے ظاہر کا جاننے والا ہے اور وہی ساری قوتوں کا مالک ہے اس کی طرف سے عذاب آنے میں کچھ دیر نہیں لگتی۔ ہوا کا ایک طوفان قوموں اور ملکوں کو ایک دم تباہ کر سکتا ہے۔ زلزلے کا ایک جھٹکا بڑی بستیوں اور شہروں کو پیوند خاک کر دیتے

کے لیے کافی ہے۔ قبیلوں اور قوموں اور ملکوں کی ثقافت اور تمدن کے اندر ایک چھوٹی سی چنگاری وہ تباہی مچا سکتی ہے کہ سال ہا سال تک قوموں اور ملکوں کو خونریزی اور بدامنی سے نجات ہی نہ ملے اگر کسی فرد اور قوم کی برائیوں اس کے گناہوں اور اس کی معصیت کی وجہ سے اس پر عذاب نہیں آتا تو اسے مطمئن اور صحیح اور غلط کا امتیاز کئے بغیر اندھوں کی طرح زندگی کے راستے پر نہیں چلتے رہنا چاہیئے بلکہ غنیمت سمجھنا چاہیئے کہ اللہ مہلت دے رہا ہے اور وہ نشانیاں انسانوں کے سامنے پیش کر رہا ہے جس سے انسان حق کو پہچان کر صحیح راستہ اختیار کر سکتا ہے۔

اسے یوسا یہ زمین اور آسمان کی تخلیق کھیل کے طور پر نہیں ہوئی یہ کسی بچے کا کھلونا نہیں کہ محض دل بہلانے کے لیے اس سے کھیلتا رہے اور پھر یونہی اسے توڑ پھوڑ کر پھینک دے۔ دراصل یہ ایک نہایت سنجیدہ کام ہے جو حکمت کی بنا پر کیا گیا ہے۔ ایک مقصد عظیم اس کے اندر کارفرما ہے اس کا ایک دور گزر جانے کے بعد ناگزیر ہے کہ خالق اس پورے کام کا حساب لے جو اس دور میں انجام پایا ہو اور اسی دور کے نتائج پر دوسرے دور کی بنیاد رکھے۔

خداوند نے یہ سارا انتظام کائنات حق کی ٹھوس بنیادوں پر قائم کیا ہے۔ عدل و حکمت اور راستی کے قوانین پر اس کی ہر چیز مبنی ہے۔ باطل کے لیے اس حکمت سے بھرپور انتظام میں جڑ پکڑنے اور بار آور ہونے کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اللہ باطل پرستوں کو موقع دے دے کر اپنے جھوٹ، ظلم اور ستم کو فروغ دینا چاہتے ہیں تو اپنی کوشش کر دیکھیں لیکن آخر کار زمین باطل کے ہر بیج کو اگل کر پھینک دے گی اور آخر کار فرد حساب میں ہر باطل پرست دیکھ لے گا کہ جو کوشش اس شجر خبیث کی کاشت اور آبیاری میں کی ہے وہ سب ضائع اور رائیگاں ہی گئی۔

سو یوسا میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کائنات کی ہر شے میرے رب کے حکم پر کارفرما ہے اور اس کارفرمائی میں عزازیل یا ایسے ہی کسی اور گمراہی کے نمائندے کا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ اسے یوسا میرے ساتھ کام کرتے ہوئے ہمیشہ اس حقیقت کو نگاہ میں رکھنا کہ خدا صرف ایک ہے۔ کوئی دوسرا نہ خدائی کی صفات رکھتا ہے نہ خدا کے اختیارات میں حصہ دار ہے اور نہ خدائی کے حقوق میں کسی حق کا مستحق ہے۔ میں جو کچھ تم سے کہنا چاہتا تھا وہ کہہ چکا اب تم اس بستر پر لیٹ کر آرام کرو۔ ایک فرماں بردار بچے کی طرح یوسا فوراً اس بستر دراز ہو گئی۔ یوناف اس کو چھوڑ کر مطبخ میں چلا گیا۔ وہاں کچھ لوگ بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ یوناف بھی ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کی گفتگو میں حصہ لینے لگا تھا۔

○

اسی روز ہستنا پور کا راجہ سنتا نون اپنے جنگی رتھ میں شکار کرنے کے لیے دریائے گنگا کے کنارے آیا تو فضاؤں کے اندر ایک طرف سے آتی ہوئی اسے ایسی خوش کن اور مؤثر خوشبو محسوس ہوئی کہ تھوڑی دیر تک وہ اس خوشبو کی لذت تاثر میں کھو کر رہ گیا تھا۔ پھر اس نے اپنے رتھ بان کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ فضاؤں کے اندر میں ایک طرح کی عجیب اور پرکشش خوشبو محسوس کر رہا ہوں کیا تم بھی اس خوشبو سے متاثر ہوتے ہو اور اسے محسوس کر رہے ہو۔ رتھ بان نے بڑی عاجزی سے راجہ سنتا نون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اسے مالک جو خوشبو آپ محسوس کر رہے ہیں اسے میں بھی محسوس کرتا ہوں۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ایسا ہو رہا ہے ورنہ دریائے گنگا کے کنارے میں آپ کے ساتھ اکثر اس جنگی رتھ پر شکار کے لیے آتا رہا ہوں اور اس سے پہلے کبھی دریا کے کنارے میں نے ایسی پر اثر خوشبو محسوس نہیں کی۔ راجہ سنتا نون نے پھر اپنے اس رتھ بان کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

کیا تم یہ بھی محسوس کر رہے ہو کہ یہ خوشبو کس سمت سے آ رہی ہے۔ اس پر رتھ بان نے بڑی عاجزی سے بولتے ہوئے کہا۔

اسے مالک میں تو یہ محسوس کر رہا ہوں کہ یہ خوشبو اس سمت سے آ رہی ہے جہاں پر دریائے گنگا اور جمنا کا سنگم ہے۔ رتھ بان کا یہ جواب سن کر راجہ سنتا نون نے فیصلہ کن انداز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

یقیناً جو کچھ میں محسوس کر رہا ہوں وہی تم بھی محسوس کرتے ہو لہٰذا اپنے رتھ کو پوری ہمت سے اس طرف آگے بڑھانا شروع کر دو جس سمت سے یہ خوشبو آ رہی ہے۔ راجہ سنتا نون کے حکم پر رتھ بان نے رتھ کے سارے گھوڑوں کو اس سمت سرپٹ دوڑا دیا جس طرف سے وہ خوشبو آ رہی تھی۔

رتھ بان اس خوشبو کے تعاقب میں اپنے رتھ کو بھگاتا رہا۔ یہاں تک کہ راجہ سنتا نون کا وہ رتھ دریائے جمنا کے کنارے ماہی گیروں کی بستی میں جا داخل ہوا۔ اس وقت ماہی گیروں کے سردار

سیوارام کی حسین اور پرکشش بیٹی ستیاوتی دریائے جمنا کے کنارے ایک کشتی کو کنارے کے اندر گڑے ہوئے کھونٹے کے ساتھ باندھ رہی ہے جب راجہ کا رتھ ستیاوتی کے قریب گیا تو راجہ کو یوں محسوس ہوا کہ جس خوشبو کے تعاقب میں وہ آیا ہے اس خوشبو کا مخزن وہ ستیاوتی ہے اور یہ کہ وہ ساری خوشبو ستیاوتی کے حسین اور پرکشش جسم سے نکل کر ایک طرف پھیلتی اور بڑھتی چلی جا رہی ہے یہ صورت حال دیکھ کر راجہ نے رتھ بان کو رتھ روک دینے کا حکم دیا جب ستیاوتی کے قریب رتھ رک گیا تو راجہ ستیاوتی کے قریب پہنچا وہ ستیاوتی کے حسن اور اس کی خوبصورتی اس کی پرکشش جسامت کو دیکھ کر گویا مسٹ کر رہ گیا تھا۔ اس موقع پر راجہ سنتانون نے یہ بھی محسوس کیا کہ وہ خوشبو جس کو اس نے محسوس کیا تھا جو اس کو گنگا کے کنارے سے کھینچ کر جمنا کے کنارے سے لے آئی تھی وہ ساری خوشبو ستیاوتی کے جسم سے اٹھ کر اس کی سمت آ رہی تھی۔ یہ سارا انکشاف ہو جانے کے بعد راجہ سنتانون ستیاوتی کے اور قریب گیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے لڑکی تو کون ہے تیرا نام کیا ہے تو کس کی بیٹی ہے اور تو کہاں رہتی ہے۔

کشتی کو کھونٹے کے ساتھ باندھنے کے بعد ستیاوتی نے ایک بار سر سے لے کر پاؤں تک راجہ سنتانون کو بڑے غور سے دیکھا پھر اس نے کہنا شروع کیا۔

میرا نام ستیاوتی ہے اور میں ماہی گیروں کی اس بستی کے سردار سیوارام کی بیٹی ہوں۔ راجہ سنتانون ستیاوتی کی شیریں آواز اور اس کا خوشگوار اور نرم جواب سن کر خوش ہوا، پھر وہ کہنے لگا۔

اے ستیاوتی میں ہستناپور کا راجہ سنتانون ہوں تم میری راہنمائی کرو اور مجھے اپنے باپ سیوارام کے پاس لے چلو۔ ستیاوتی یہ جان کر خوش ہوئی کہ اس سے مخاطب ہونے والا ہستناپور کا راجہ سنتانون ہے۔ اس نے اپنے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔

آپ میرے ساتھ آئیں میں آپ کو اپنے باپ کے پاس لے کر چلتی ہوں۔ راجہ سنتانون نے اپنے رتھ بان کو وہیں کھڑا رہنے کا حکم دیا اور خود وہ ستیاوتی کے ساتھ ہو لیا تھا۔ ستیاوتی اسے لے کر اپنے جھونپڑے میں داخل ہوئی اندر سیوارام اس وقت اکیلا ہی بیٹھا ہوا تھا۔ ستیاوتی بھی سیوارام کے پہلو میں جا بیٹھی اور اس کے کان میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے باپ جو شخص میرے ساتھ ہمارے جھونپڑے میں داخل ہوا ہے وہ ہستناپور کا راجہ سنتانون ہے یہ تم سے ملنے اور تم سے کچھ کہنے آیا ہے۔

ستیاوتی کی زبان سے یہ انکشاف سننے کے بعد سیوارام فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا آگے

بڑھ کر اس نے راجہ سنتانون کا ہاتھ پکڑ کر بڑے ادب اور بڑی ارادت مندی کے بعد ایک نشست پر بٹھایا اور پھر وہ خود بھی اس کے سامنے بیٹھ گیا اور پوچھا میں دریائے جمنا کے کنارے ماہی گیروں کی اس بستی میں ہستناپور کے راجہ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ راجہ سنتانون نے ایک میٹھی اور پراثر نگاہ حسین اور پرکشش ستیاوتی پر ڈالی پھر اس نے اس کے باپ سیوارام سے کہا۔

اے سیوارام! میں ہستناپور کا راجہ ہو کر تم سے اس کے سوا کچھ نہیں مانگتا کہ تم اپنی بیٹی ستیاوتی مجھے دے دو۔ میں اس سے شادی کر کے اسے ہستناپور کی رانی بنانا چاہتا ہوں۔ راجہ سنتانون کی اس پیشکش پر سیوارام کے چہرے پر دور دور تک خوشیاں ہی خوشیاں بکھر گئی تھیں۔ تھوڑی دیر تک وہ سوچنے کے انداز میں گردن جھکائے خاموش بیٹھا رہا۔ پھر راجہ سنتانون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

اے راجہ میرے لیے یہ بڑی خوش بختی، عزت اور فخر کا مقام ہے کہ آپ مجھ سے میری بیٹی کا رشتہ مانگتے ہیں۔ میری خوش قسمتی ہوگی کہ میری بیٹی ستیاوتی ہستناپور جیسی ریاست کی رانی بنے۔ لیکن اے راجہ اپنی بیٹی ستیاوتی کی شادی آپ کے ساتھ کرنے کے لیے میں آمادہ اور رضامند ہوں پر اس کے لیے میری ایک شرط ہے۔ راجہ سنتانون نے بیتاب اور بے چین ہو کر پوچھا۔

تمہاری شرط کیا ہے؟

اس پر سیوارام نے بلا جھجک راجہ سنتانون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے راجہ ایک بار ایک مستقبل کا حال دیکھنے والے نے میری بیٹی کی تقدیر اور اس کی قسمت کا جائزہ لیا تھا اور اس نے مجھ سے کہا تھا کہ تمہاری بیٹی ضرور کسی راج دھانی کی رانی بنے گی اور اس کے بطن سے جو بیٹا پیدا ہوگا وہ اس راجدھانی کا وارث بن کر رہے گا۔ اے راجہ وہی ستیاوتی کا ہاتھ تھامے۔ تو میں دیکھتا ہوں کہ تمہاری پہلی بیوی کے بطن سے ایک نوجوان بیٹا بھی ہے جس کا نام دیوداتا ہے اور جسے تم اپنی راجدھانی کا وارث بھی مقرر کر چکے ہو۔

اے راجہ اگر تم اپنے اس دیوداتا نام کے بیٹے کو اپنی راجدھانی سے محروم کر دو تو پھر میں اپنی ستیاوتی کی شادی تمہارے ساتھ ابھی اور اسی وقت کرنے کے لیے تیار ہوں۔ سیوارام کی طرف سے یہ پیشکش سننے کے بعد راجہ سنتانون کے چہرے پر بے اطمینانی اور ناپسندیدگی کے آثار نمودار ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر تک وہ سر جھکائے کچھ سوچتا رہا اور پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور سیوارام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے سیوارام میرے لیے یہ ممکن نہیں کہ تمہاری بیٹی ستیاوتی سے شادی کرنے کے لیے میں

اپنے بیٹے دیو وارتا کو راجدھانی کی وراثت سے محروم کر دوں اس کے ساتھ ہی راجہ سنتا نون اس جھونپڑے سے نکل گیا۔ اور پھر وہ اپنے جنگی رتھ میں بیٹھ کر ہستنا پور شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔ اس حادثے اور اس واقعے نے راجہ پر خاطر خواہ اثر کیا تھا۔ ستیاوتی نہ ملنے کا راجہ کو بے حد دکھ اور افسوس تھا۔ بات بات پر قہقہے لگانے والا اور دوسروں کے لیے خوشی کا سامان کرنے والا بجھ سا گیا تھا اب وہ ہر وقت اداس اور غمگین رہنے لگا تھا۔

○

عزازیل کو اس بات کا بڑا دکھ اور افسوس تھا کہ ہستنا پور کے راجہ سنتا نون نے ستیاوتی سے شادی کرنے کے لیے اس کے باپ سیوارام کی یہ شرط ماننے سے انکار کر دیا ہے کہ وہ اپنے بیٹے دیو وارتا کو ریاست کی وراثت سے محروم کر کے ستیاوتی سے شادی کرنے کے بعد اس کے بطن سے پیدا ہونے والے بیٹے کو اپنی ریاست کا وارث مقرر کر دے۔ اس حادثے پر عزازیل چند یوم تک تو خاموش رہا اس کے بعد وہ حرکت میں آیا۔ پھر وہ ہستنا پور شہر میں داخل ہونے کے بعد محل کے اندر اس وقت راجہ سنتا نون کے بیٹے دیو وارتا کے سامنے آیا جس وقت دیو وارتا اپنے راج محل کے ایک کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ عزازیل کو اپنے کمرے میں دیکھ کر دیو وارتا چونکا کیونکہ وہ اس کے لیے اجنبی اور ناآشنا تھا وہ اس سے کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ خود عزازیل نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے ہستنا پور کے راجکمار میرا نام عزازیل ہے میں ان بوڑھے اور قدیم لوگوں میں شامل ہوں جو اپنے راجہ سنتا نون سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں۔ اے دیو وارتا گزشتہ چند دنوں سے میں دیکھتا ہوں کہ راجہ سنتا نون اور تمہارا باپ بجھ سا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بات بات پر قہقہے لگانے والا راجہ کہیں کھو کر رہ گیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کسی نے اس کی دل شکنی کی ہو یا کسی نے اس کی خواہش کا احترام کرنے سے انکار کر دیا ہو۔ اے دیو وارتا کیا تمہیں اس کا دکھ اور ملال نہیں کہ تمہارا ہنستا مسکراتا باپ تبدیل ہو کر رہ گیا ہے اور نہ صرف یہ کہ اس نے خاموشی کی چادر اوڑھ لی ہے بلکہ وہ انتہائی مغموم اور پریشان بھی رہنے لگا ہے۔ بس میں یہی بات کہنے کے لیے تمہارے پاس آیا ہوں اور راجہ سے ہمدردی اور محبت ہی مجھے یہ بات کہنے کے لیے تمہارے پاس کھینچ

لائی ہے۔

دیو وارتا نے پہلے ایک خالی نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عزازیل کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور جب وہ وہاں بیٹھ گیا تب اس نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے عزازیل میرے بزرگ میں اپنے باپ کی اس اچانک خاموشی پر پریشان اور فکر مند ہوں، میں نے اپنے باپ کو بہت کریدنے کی کوشش کی لیکن اس نے مجھے کچھ نہیں بتایا تاہم مجھے یہ احساس ضرور ہے کہ میرا باپ اچانک کسی حادثے یا المیے کا شکار ہو کر رہ گیا ہے پر وہ اس حادثہ کو مجھ سے چھپا رہا ہے میں جب کبھی بھی اس کے سامنے جاتا ہوں تو وہ مسکرانے اور خاموش رہنے کی ناکام کوشش کرتا ہے لیکن آگے پیچھے وہ بے حد مغموم بکھرا اکھڑا اور ڈوبا ڈوبا رہتا ہے۔ دریائے گنگا کے کنارے شکار کے علاوہ اب اس نے کسی بھی شے میں دلچسپی لینا ترک کر دی ہے۔ دیو وارتا کے سامنے بیٹھا عزازیل تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا اس کے بعد اس نے پھر دیو وارتا کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

اے دیو وارتا تم جانتے ہو کہ تمہارا باپ اکثر دریائے گنگا کے کنارے شکار میں مصروف رہتا ہے میں سمجھتا ہوں اسی شکار کے دوران ہی کوئی ایسا حادثہ پیش آیا ہے جس نے اسے اس خاموشی اور غم کا لبادہ اوڑھنے پر مجبور کر دیا ہے۔ دیو وارتا نے عزازیل کی گفتگو میں دلچسپی لیتے ہوئے اور اس کی طرف شوق سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے عزازیل آپ تجربہ کار اور معمر انسان ہیں۔ آپ بتائیے کہ آپ کے ذہن میں کیا بات آتی ہے کہ کیوں میرے باپ نے خاموشی اور سکوت اختیار کر لیا ہے۔ دیو وارتا کے اس سوال پر عزازیل نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

اپنے تجربہ اور درازی عمر کی بنا پر جو بات میرے ذہن میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ دریائے گنگا کے کنارے شکار کرنے کے دوران ہو سکتا ہے راجہ سنتا نون نے کسی ایسی لڑکی کو دیکھا ہو جس سے وہ متاثر ہوا ہو اور اس سے شادی کرنے کا خواہش مند ہو اور اس لڑکی کی طرف سے ایسی شرط پیش کی گئی جسے راجہ نے نامنظور کر دیا ہو اور اس لڑکی کو حاصل نہ کرنے کی بنا پر راجہ خاموش اور مغموم رہنے لگا ہو۔ عزازیل کے اس نئے انکشاف پر دیو وارتا نے ایک طرح سے چونک کر اس کی طرف دیکھا پھر اس نے توصیفی انداز میں عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے بزرگ عزازیل تمہاری یہ باتیں میرے دل کو لگتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایسا ہی ہوا ہو کہ

شکار کے دوران میرے باپ نے کسی لڑکی کو پسند کیا ہو پھر اس لڑکی نے انکار کر دیا ہو یا میرے باپ کے سامنے ایسی شرائط پیش کی ہوں جو میرے باپ کے لیے ناقابل قبول ہوں پر اے عزازیل مجھے کیسے خبر ہو گی کہ وہ لڑکی کون ہے جس نے میرے باپ کو اس دُکھ اور غم میں مبتلا کر دیا ہے اگر مجھے اس لڑکی کا پتہ چل جائے تو میں اپنے آپ کو بیچ کر اور اپنی جان پر کھیل کر بھی اسے اپنے باپ کے لیے حاصل کر لوں۔

عزازیل نے پھر دیو وارتا کو چونکاتے ہوئے کہا میں تمہیں ایک ایسا طریقہ بتاتا ہوں جسے استعمال کر کے تم اس لڑکی کو تلاش کر سکتے ہو جس نے راجہ کی یہ حالت بنائی ہے۔

اے دیو وارتا تم جانتے ہو کہ تمہارا باپ اپنے جنگی رتھ میں دریائے گنگا کے کنارے شکار کے لیے نکلتا ہے اور اس کا رتھ بان بھی ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ لہٰذا تم اپنے باپ کے رتھ بان سے یہ معلوم کرو کہ راجہ کے ساتھ شکار کے دوران کیا حادثہ پیش آیا ہے اور اس نے کیوں خاموشی اور پریشانی اختیار کر لی ہے۔ عزازیل کے یہ الفاظ سن کر دیو وارتا کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی تھی وہ اپنی نشست سے ایک طرح سے اچھل کھڑا ہوا تھا اور عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

اے میرے بزرگ آپ نے مجھے اپنے باپ کا حال جاننے کے لیے ایک بہترین تجویز سے آشنا کیا ہے میں ابھی اس رتھ بان کی طرف جاتا ہوں اور اس سے اصلیت جاننے کی کوشش کرتا ہوں اور اے عزازیل اس کے ساتھ ساتھ میں تم سے یہ گزارش بھی کروں گا کہ تم مجھ سے ملتے رہنا اس لیے کہ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ تمہارے مشورے انتہائی قیمتی ہیں جو ہمیشہ میرے لیے فائدہ مند اور نفع بخش ثابت ہو سکتے ہیں جواب میں عزازیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اے دیو وارتا اب تم اپنے رتھ بان کی طرف جاؤ اس سے اپنے باپ کے متعلق تفصیل جاننے کی کوشش کرو۔ میں بھی اب جاتا ہوں اور ساتھ ہی تم سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ میں اب اس راج محل میں آتا جاتا رہوں گا اور تمہاری بہتری اور تمہاری بھلائی کے لیے تمہیں صلاح مشورے دیتا رہوں گا۔

عزازیل کے ساتھ اس گفتگو کے بعد دیو وارتا وہاں سے اٹھ کر رتھ بان کی طرف چلا گیا تھا۔ عزازیل بھی وہاں سے نکلا اور جب وہ راج محل سے تھوڑی دور ایک جوہڑ کے کنارے پیپل کے ایک درخت کے قریب آیا تو اچانک وہیں سے نکل کر یوناف اس کے سامنے آکھڑا ہوا۔ اور اس کی راہ روکتے ہوئے اس نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے بدی کے ناخدا میں جانتا ہوں کہ تو کہاں گیا تھا اور کیا کر کے آ رہا ہے۔ پر دیکھ اس جوہڑ کے کنارے پیپل کے اس درخت کے پاس میں تیری راہ روک کر کھڑا ہوا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ آج کا دن تیرے میرے ٹکرانے اور باہم فیصلہ کرنے کا دن ہے۔ عزازیل نے خشمگیں نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے نیکی کے نمائندے میں جانتا ہوں تو جنگ میں دور اندیش، کام میں جفاکش، مصیبت میں ثابت قدم اور ضرورت کے وقت مستعد رہتا ہے پر اس کے باوجود میں تم کو تنبیہ کرتا ہوں کہ میں تو آگ کا ایک الاؤ اور سوگ کا ایک عساد ہوں اگر مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کرو گے تو گویا اپنے آپ کو آگ میں ڈالنے کی کوشش کرو گے اور جو اپنے آپ کو آگ میں ڈالتا ہے وہ ضرور بھسم ہو کر رہ جاتا ہے۔

O

یوناف اور عزازیل دو خونخوار سانڈوں کی طرح ایک دوسرے سے ٹکرانے کے لیے ہستنا پور شہر کے اس جوہڑ کے کنارے پیپل کے قدیم اور بوڑھے درخت کے قریب ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے تھے۔ اپنی آستین چڑھانے کے بعد عزازیل یوناف کے خلاف حرکت میں آنا ہی چاہتا تھا کہ اسی لمحہ اچانک اور دفعتاً حسین اور خوبصورت بیوسا وہاں نمودار ہوئی اور وہ یوناف کے پہلو میں آ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ چند ساعتوں کے لیے عزازیل نے بڑے غور سے بیوسا کی طرف دیکھا پھر اس نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

اے نیکی کے نمائندے کیا تو اس بات پر فخر کرتا ہے کیا تو اس حادثے پر اتراتا ہے کہ بیوسا ہمیں چھوڑ کر تیرے پاس آ گئی ہے اور جس طرح کبھی یہ ہمارے ساتھ تعاون کرتی تھی ویسے ہی اب یہ تیرے ساتھ تعاون کرنے لگی ہے پر اے نیکی کے نمائندے ایک بات ضرور اپنے ذہن میں رکھنا کہ اگر بیوسا ہمیں چھوڑ سکتی ہے تو ایک روز یہ تمہیں بھی چھوڑ سکتی ہے لہٰذا یہ مت گھمنڈ اور گمان کرنا کہ بیوسا کے تمہارے ساتھ آ ملنے سے تمہاری قوت اور تمہاری طاقت میں اضافہ ہو گیا ہے اے مٹی کے بیٹے! تم میرے سامنے مٹی کی طرح ہی مطیع اور فرماں بردار بن کر رہنا، اسی میں تمہاری فلاح اور کامیابی ہے اور اگر تم نے اس کا الٹ کیا اور مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کی تو سن رکھو میں نفرت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے کی طرح تم پر وارد ہوں گا اور تمہارے جسمانی اعضاء کے صدیوں پرانے رشتے تمہاری خود اعتمادی تمہارے سارے غرور اور تکبر اور تمہاری پوری شرافت کو منہدم اور برباد کر کے رکھ دوں گا۔

اے نیکی کے نمائندے میں تو بے دھوئیں کی آگ ہوں مجھ سے ٹکراؤ گے تو آگ کی لپیٹوں کے گھیر رکھ دھندے سے کھیلنے کی کوشش کرو گے۔ ایسا کرو گے تو تمہاری حالت بے آباد کھنڈر دل کے اندر ویران خانقاہوں، المیوں کے خونی مراحل اور داستانوں کے پامال ابواب جیسی بنا کر رکھ دوں گا۔ اب بھی وقت ہے میری راہ سے ہٹ جاؤ اور اگر میں تمہارے خلاف حرکت میں آ گیا تو میری طرف سے تمہیں تباہی اور بربادی کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہو گا۔

یوناف نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔ اے عزازیل اگر میں مٹی کا بیٹا ہوں تو تو بھی چرواہے کے کتے کی طرح احمق ہے سن اے بشر گزیدہ بھیڑیے میں جانتا ہوں تو آنکھوں کا اندھا اور کانوں کا بہرہ ہے اور نیکی کی کوئی صدا تجھ پہ اثر انداز نہیں ہوتی پر یہ بھی سن رکھ کہ میری سانسوں میں میرے خون میں، میرے اعصاب اور میرے نفس کے اندر تیرے لیے نفرت ہی نفرت ہے اور آج اس جوہڑ کے کنارے پیپل کے اس قدیم درخت کے پاس میں تیرے ساتھ اپنی اس نفرت کی تجدید کرتا ہوں مت بھول کہ کوئی مٹی کا بنا ہو یا آگ کا سب کو اسی مٹی ہی میں مل جانا ہے اور یہ جو تو مجھے خطرناک انجام کی دھمکی دیتا ہے تو اے عزازیل سن رکھ میں اتنی طاقت اور استطاعت رکھتا ہوں کہ تیری حالت خرابوں کے زندان جیسی کرنے کے بعد تیری غیرت اور تیری سارے ریاکاری کو مسمار کر کے رکھ دوں گا۔ یوناف کے اس جواب پر عزازیل نے ایک بھرپور اور مکروہ قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

اے نیکی کے نمائندے کسی دھوکے اور فریب میں مت پڑے رہنا جب تک صدائے صور اسرافیل بلند نہیں ہوتی اس وقت سوائے خداوند کے کوئی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ عزازیل ابھی تک یہیں سی کہنے پایا تھا کہ یوناف اس کے خلاف جنگل کی چیختی تیز ہواؤں کی طرح حرکت میں آیا اپنے دائیں ہاتھ کو اٹھاتے ہوئے اس نے عزازیل کے چہرے پر ایسا زوردار اور بھرپور طمانچہ مارا کہ عزازیل ہوا میں بلند ہوتا ہوا قریبی تالاب میں جا گرا تھا پر ایسا ہونے کے بعد عزازیل تالاب میں کسی ربڑ کی گیند کی طرح اچھل کر دوبارہ کنارے پر آیا تھا اور ایک بار پھر یوناف کے سامنے کسی چٹان کسی ستون کی طرح ایستادہ ہو گیا تھا۔ اتنی دیر تک حسین بیوسا بھی وہاں نمودار ہوئی اور یوناف کے پہلو میں کھڑی ہو گئی تھی پھر عزازیل نے اپنی بھیانک اور قہر بھری آواز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

سُن اے نیکی کے نمائندے! تو کیا خیال کرتا ہے کہ اچانک تو حملہ آور ہو کر اور بے خیالی میں مجھ پہ وار دہ ہو کر تو یہ سوچے گا کہ میں بھاگ کھڑا ہوں گا، ہرگز نہیں۔ سنو میں تو اس جوہڑ کے

کنارے تیرے لیے غم اندھیروں کا جھونکا، لہو کا بادل، قیامت کی رات اور دوحوں کا تاتل بن کر کھڑا ہو جاؤں گا۔ سُن یوناف تیرا سامنا کرتے ہوئے میں تجھ پر ایسی ضربیں لگاؤں گا کہ تیری ذات کو میں اندھیروں کے خرابوں مقید ارادوں اور تشنہ زبان جیسی بنا کر رکھ دوں گا جب کہ میں تیری روح کی حالت تنہا اداس لمحوں اور جلتے صحرا جیسی کر کے تیرا سارا ذوق شوق نکال باہر کر دوں گا
عزازیل جب خاموش ہوا تو یوناف تھوڑی دیر تک بڑے غضبناک انداز میں اسے دیکھتا رہا پھر اس نے اس کھولتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔
سنو عزازیل میں نیکی کا نمائندہ ہوں جب کہ تم میرے مقابلے میں گناہ اور بدی کے گماشتے ہو۔ سنو نیکی جہاں کہیں بھی ہو وہ گوہر شب تاب، مسرت کی شفق، رنگ سحر، فیروزاں اور درخشاں صبح جیسی ہے جب کہ اس کے مقابلے میں بدی بادروں کے خرابوں، موت عفریت اور ذلت و گمراہی جیسی ہے۔

اے عزازیل کسی گھمنڈ کسی گمان میں نہ پڑے رہنا۔ تو صدیوں سے میرے تیور دیکھتا چلا آ رہا ہے بارہا اور انگنت مواقع پر تو نے میرے خون کی طمانیت بھی دیکھی اور اکثر و بیشتر میں نے تیرے ساتھ مقابلوں کے دوران تیری حالت ریوڑ سے بچھڑ جانے والے میمنے جیسی بنا کر رکھ دی تھی اے عزازیل میں تو قانون فطرت کا ایک ادنیٰ اور عاجز خادم ہوں میں وقت سے آگے چلنے والا نیکی کا وہ نقیب ہوں جو تیرے اندر چھپے بچھو لینے والے خبیث ارادوں اور شیطان کے شعور میں پلنے والی بدیوں اور گناہوں کو بھی جانتا ہوں۔
اے عزازیل اس جوہڑ کے کنارے اگر تو مجھ سے ٹکرانا ہی چاہتا ہے تو پھر آگے بڑھ اور میرے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھ یاد رکھ جب میں اپنے خداوند کا نام لے کر اپنے رب کی بڑائی اور اس کی عظمت کا نعرہ مارتا ہوا تجھ پر حملہ آور ہوں گا تو تجھے اپنے سامنے ناکامیوں اور اندھیروں کے سوا کچھ دکھائی نہ دے گا۔ اے جنات کے بدبخت سردار! تو نے ماضی میں بارہا ان گنت افراد کو بہکانے کی کوشش کی تو نے خداوند کے بھیجے ہوئے رسول اور پیغمبر کے سامنے لوگوں کو ان سے متنفر اور بیزار کرنے کی کوشش کی لیکن تو جانتا ہے کہ ان کے مقابلے میں تیری ہر کوشش ناکام اور تیرا ہر فعل عبث ثابت ہوا یہاں اس جوہڑ کے کنارے سن اے ذلالت کے پروردہ تیری حالت میں گندے اور ٹوٹے پھوٹے ہوئے جوہڑ جیسی بنا کر رکھ دوں گا۔

یوناف ابھی اپنی گفتگو اور اپنی بات مکمل بھی نہ کرنے پایا تھا کہ عزازیل حرکت میں آیا برق کے کسی خوفناک اور تیز کوندے کی طرح وہ یوناف کی طرف بڑھا اور یوناف کے شانے پر اس نے ایسی زوردار اور پرقوت ضرب لگائی کہ یوناف بری طرح لڑکھڑاتا ہوا زمین پر گر گیا تھا۔ یوناف کو یوں اچانک زمین پر گرا دیکھ کر عزازیل نے اس کی بے بسی اور لاچاری سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہا اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر وہ برق کے تیز کوندے کی طرح حرکت میں آیا اور چاہتا تھا کہ یوناف کے دوسرے شانے یا سر پر ضرب لگا کر یوناف کو اپنے سامنے مکمل طور پر زیر اور مغلوب کر کے رکھ دے لیکن جوں ہی وہ یوناف پر ضرب لگانے کے لیے اس پر جھپکا تھا، یوناف کسی زخمی تیندوے کی طرح اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے اللہ اکبر کا نعرہ مارا اور ساتھ ہی اپنے دائیں ہاتھ کی ضرب اس نے جھکے ہوئے عزازیل کے شانے کی پشت پر لگائی یہ ضرب ایسی طاقت اور ایسی زوردار اور ایسی پرقوت تھی کہ عزازیل منہ کے بل زمین پر گر گیا تھا۔ اور یہ ضرب کھانے کے بعد اور زمین پر گرتے ہوئے اس کے منہ سے کراہ نکل کر رہ گئی تھی پر جلد ہی عزازیل نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور ایک جست لگا کر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور ابھی وہ سیدھا کھڑا ہوا ہی تھا کہ یوناف پھر حرکت میں آیا اور اپنی دائیں لات اس نے کمال مہارت اور قوت کے ساتھ عزازیل کی گردن پر دے ماری تھی۔ عزازیل بری طرح طوفان میں اڑنے والے پتوں کی طرح یہ ضرب کھا کر فضا میں اچھلا تھا اور بڑی بے بسی کی حالت میں وہ جوہڑ کے کنارے ایک درخت کے قریب جا گرا تھا۔ ہوسا اپنی جگہ پر خاموش اور پرسکون کھڑی اس مقابلے سے لطف اندوز ہو رہی تھی کہ ایک بار پھر یوناف لمبی جست لگا کر عزازیل کے قریب آیا اور چٹان کی طرح اس کے سامنے جمتے ہوئے اس نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔
سُن اے بدیوں کی تشہیر کرنے والے! قسم مجھے اپنے رب کے جاہ و جلال کی تو جب بھی اور جہاں بھی میرے ساتھ طاقت اور قوت کا مقابلہ کرے میں اپنی ضربوں سے تیری غلیظ سوچوں کے زاویے اور تیرے الفاظ کے آئینوں کو بھی بدل کر رکھ دوں۔
اے عزازیل تو شب کے اندھیروں کا سفیر ہے جب کہ میں تیرے سامنے تاریکیوں میں نیکی، خیر اور روشنی کا ایک مینار ہوں اور سن رکھ اسے بدی کے گماشتے روشنی اور اندھیروں کی جنگ اور ستیزہ کاری کے اندر فتح اور کامیابی روشنی اور نور ہی کی ہوتی ہے۔

اے عزازیل اگر میں چاہتا تو آگے بڑھ کر تیری مجبوری تیری بے بسی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تجھ پر تیسری ضرب لگا کر تم پر ناآشنا کرب طاری کر سکتا تھا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا میں تیری مجبوری اور تیری بے بسی سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہتا دیکھ میں تجھے سنبھلنے اور اپنے آپ کو بحال کرنے کا موقع دیتا ہوں سو تو اپنے آپ کو سنبھال اور پھر میرے مقابلے پر آ اور دیکھ تیری حالت میں اس جوہڑ کے کنارے کیسی بری اور کیسی عبرت خیز کرتا ہوں۔ درخت کے قریب گرا ہوا عزازیل اٹھ کھڑا ہوا پھر اس نے اپنی آنکھوں سے غصے اور انتقام کی آگ برساتے ہوئے کہا۔

اے نیکی کے نمائندے اتنا بڑھ چڑھ کر باتیں نہ کر یہ جو آج تو نے اس جوہڑ کے کنارے مجھ پر ضربیں لگائی ہیں اس کا ایک روز میں تجھ سے انتقام ضرور لوں گا اور تمہیں ایک روز ان ضربوں کا حساب بڑے عبرت خیز انداز میں دینا پڑے گا اس کے ساتھ ہی عزازیل وہاں پر اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور فضاؤں کے اندر تحلیل ہو جانے والے دھوئیں کی طرح وہاں سے وہ غائب ہو گیا تھا اس کے ایسا کرنے پر یوناف کے چہرے پر فتح مندی اور کامیابی کی مسکراہٹ پھیل اور بکھر گئی تھی۔

وہاں سے ہٹ کر یوناف ذرا فاصلے پر کھڑی جیبن بیوسا کی طرف آیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے بیوسا تجھے میرا اور عزازیل کا یہ مقابلہ کیسا لگا۔ یوناف کے اس استفسار پر جیبن بیوسا کے مہتاب چہرے پر رنگوں کی لہروں اور خوشیوں کی کیفیت سی بارش ہونے لگی تھی۔ اس کی آنکھوں کے اندر ایک ترنگ اور تڑپ میں ڈوبے ہوئے حسن احساس کے شعلے رقص کناں ہو گئے تھے پھر اس نے اپنے سارے ذوق اور حسن و جمال اور ساری خود شناسی اور خود آگاہی کے جذبوں کو مجتمع کرتے ہوئے اور یوناف کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

اے نیکی کے نمائندے اس میں کوئی شک نہیں کہ تو تدبیر کے اڑتے رنگوں، صبح کے سرخ سورج اور شرر آلود جذبوں کی طرح اس جوہڑ کے کنارے عزازیل پر چھا گیا اور تو نے اپنی تدبیر کے فولاد سے یہ ثابت کر دیا کہ یہ عزازیل نہ اکیلا اور نہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر تیرا کچھ بگاڑ سکتا ہے۔

اے نیکی کے نمائندے جب تو نے اپنے رب کی تکبیر بلند کرتے ہوئے اللہ اکبر کا نعرہ

مارتے ہوئے عزازیل پر ضرب لگائی تھی تو میں نے دیکھا تھا عزازیل کا برق نما بدن اس سے کانپ اور لرز اٹھا تھا اور تیری ضرب نے اسے اذیت میں مبتلا کر کے رکھ دیا تھا۔

اے نیکی کے نمائندے اس مقابلے میں تو نے عزازیل پر حقیقت کی ہر کرن عیاں کر کے رکھ دی ہے۔ اب آئندہ اگر کبھی وہ تمہارے مقابلے پر آیا تو وہ سنبھل کر اور سوچ سمجھ کر آئے گا۔ جیبن بیوسا کا جواب سن کر یوناف مطمئن اور خوش ہو گیا تھا۔ پھر اس نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

آؤ اب سرائے کی طرف چلیں اس پر بیوسا نے کچھ بھی نہ کہا اور وہ چپ چاپ یوناف کے ساتھ ہولی۔ یوں وہ دونوں پہلو بہ پہلو چلتے ہوئے دریائے گنگا کے کنارے اس سرائے کی طرف جا رہے تھے جس کے اندر انہوں نے قیام کر رکھا تھا۔

○

عزازیل کے بہکانے پر ہستنا پور کے راجہ کا بیٹا دیو وارتا اپنے باپ سنتانون کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے باتوں ہی باتوں میں اپنے باپ کو بہت کریدا کہ وہ کسی طرح اپنے باپ کی زبان سے یہ جان سکے کہ وہ ان دنوں کیوں اداس اور افسردہ رہنے لگا ہے۔ لیکن راجہ سنتانون اپنے بیٹے کو ٹال گیا اور اس نے اس کی باتوں کا کوئی معقول جواب نہ دیا تھا اپنے باپ سے مایوس ہونے کے بعد دیو وارتا جب اپنے باپ کے کمرے سے نکل کر اصطبل کی طرف گیا تو اس نے دیکھا وہاں اصطبل کے باہر راجہ سنتانون کا شاہی رتھ بان کھڑا تھا۔ دیو وارتا اسے اصطبل کے قریب کھڑا دیکھ کر خوش ہوا اور بڑی تیزی سے اس کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے پوچھا۔

میں تم سے کچھ جاننا چاہتا ہوں بشرطیکہ تم اس کا جواب سچائی اور حقیقت کے ساتھ دو۔ دیو وارتا کے اس اچانک سوال پر وہ رتھ بان کچھ پریشان اور حیرت زدہ سا ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ بڑے اچنبھے پن سے دیو وارتا کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے بولا۔

ہستنا پور کا راجکمار مجھ جیسے رتھ بان سے کیا پوچھنا چاہتا ہے۔ بہرحال معاملہ جو کچھ بھی ہے میں عہد کرتا ہوں کہ جو کچھ بھی آپ پوچھیں گے اس کا جواب سچائی اور حقیقت کے ساتھ دوں گا، اس پر دیو وارتا نے فوراً اس رتھ بان کو مخاطب کر کے پوچھ لیا۔

کیا تم مجھے بتا سکو گے کہ ان دنوں میرے باپ جو پریشان اور الجھے الجھے سے رہتے ہیں

اس کی کیا وجہ ہے ۔ دیودارتا کا یہ سوال سن کر رتھ بان چونکا تھا ۔ وہ فوراً کوئی جواب نہ دے سکا بلکہ خاموشی میں ڈوب کر رہ گیا تھا ۔ دیودارتا نے پھر اس کو یاد دہانی کراتے ہوئے کہا ۔

تم نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ جو کچھ تم کہو گے وہ سچائی اور حقیقت پر مبنی کہو گے لہذا جو سوال تم سے میں نے کیا ہے مجھے امید ہے کہ اس کا جواب مجھے بغیر کسی جھوٹ اور ملاوٹ کے کہہ دو گے ۔ رتھ بان تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر اس نے مشکوک انداز میں دیودارتا کی طرف دیکھتے ہوئے دھیمی سی آواز میں کہا ۔

اے بستنا پور کے راجکمار میں جانتا ہوں کہ تمہارا باپ اور بستنا پور کا راجہ سنتا نون ان دنوں کیوں خاموش اور دیران ویران اور تنہائی پسند رہتا ہے یہ ایک بہت بڑا راز ہے اور اگر میں نے اس راز سے پردہ اٹھا دیا تو مجھے امید ہے کہ راجہ سنتا نون میرے خلاف حرکت میں آئے گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ میرا کام ہی تمام کر کے رکھ دے ۔ دیودارتا نے رتھ بان کو حوصلہ دلاتے ہوئے کہا ۔

تم اپنی جان سے متعلق قطعی کوئی فکر اور اندیشہ نہ کرو میں تمہیں تمہاری حفاظت کی ضمانت دیتا ہوں تم حقیقت کو میرے سامنے کسی ڈر اور خوف کے بغیر کہہ ڈالو اور میں تمہیں یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ تمہارے اس انکشاف پر میرا باپ بھی تمہیں کچھ نہیں کہے گا بلکہ اگر تم مجھ سے حقیقت کہتے ہو تو ایک طرح سے تم اس راجدھانی پر احسان کرو گے اور میں تمہیں اس احسان کا بدلہ اور انعام بھی ضرور دوں گا دیودارتا کے یوں حوصلہ دلانے پر اس رتھ بان نے کچھ سوچا پھر شاید اس نے آخری فیصلہ کرتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

اے بستنا پور کے راجکمار سنو میں تمہارے باپ اور بستنا پور کے راجہ سنتا نون کی پریشانی اور اس کی خاموشی اور گوشہ گیری کی وجہ بتاتا ہوں ۔

اے راجکمار تم جانتے ہو کہ تمہارا باپ دریائے گنگا کے کنارے شکار کرنے کا بے حد شوقین ہے ۔ چند روز پہلے وہ میرے ساتھ اپنے جنگی رتھ میں شکار کے لیے نکلا اور جب ہم دریائے گنگا کے کنارے پہنچے تو وہاں ہمیں ایک عجیب طرح کی جذب اور کشش سے بھرپور خوشبو محسوس ہوئی ۔ راجہ سنتا نون اس خوشبو سے ایسا متاثر ہوا کہ اس نے مجھے حکم دیا کہ میں اس سمت چلوں جس سمت سے وہ خوشبو آ رہی تھی لہذا میں نے رتھ کے گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے رتھ کو اس خوشبو کے تعاقب میں لگا دیا تھا ۔

اے راجکمار دیودارتا میں اور تمہارا باپ راجہ سنتا نون اس خوشبو کے تعاقب میں رتھ کو بھگاتے رہے یہاں تک کہ ہم دریائے جمنا کے کنارے جا پہنچے ۔

دریائے جمنا کے کنارے ماہی گیروں کی ایک بستی ہے جب ہم اس بستی کے قریب پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ بستی کے باہر ایک لڑکی ایک کشتی کو کنارے میں لگے کھونٹے کے ساتھ باندھ رہی تھی وہ لڑکی ایسی حسین ایسی خوبصورت اور پرکشش تھی کہ میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں اس کے حسن اور اس کی خوبصورتی کی تعریف کروں اور یہاں میں تم سے یہ بھی کہہ دوں کہ جس خوشبو کے تعاقب میں ہم وہاں تک پہنچے تھے وہ خوشبو بھی اسی لڑکی کے جسم سے اٹھ کر پھیل اور بکھر رہی تھی ۔ راجہ سنتا نون اس لڑکی کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوا اور اس نے عہد کر لیا کہ وہ اس لڑکی سے ضرور شادی کرے گا ۔ اس لڑکی کا نام ستیاوتی ہے ۔ راجہ سنتا نون نے اس لڑکی سے اپنا تعارف کراتے ہوئے اس سے کہا کہ وہ اسے اپنے باپ کے پاس لے چلے لہذا لڑکی راجہ سنتا نون کو اپنے باپ سیوارام کے پاس ایک جھونپڑے کے اندر لے گئی ۔

اور سنو راجکمار ! ستیاوتی کے باپ سیوارام سے بھی راجہ سنتا نون نے اپنا تعارف کروایا اور اس سے یہ کہا کہ وہ اس کی بیٹی ستیاوتی سے شادی کرنے کا خواہش مند ہے ۔ راجہ کا یہ فیصلہ سن کر سیوارام بے حد خوش ہوا اور اس نے راجہ سے کہا ۔

یہ اس کی خوش قسمتی ہے کہ اس کی حسین بیٹی ستیاوتی کسی راجہ کی بیوی بنے لیکن ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہہ دیا کہ ایک نجوم اور رمل کا علم جاننے والے نے اس کی بیٹی ستیاوتی کے لیے یہ پیش گوئی کی تھی کہ ستیاوتی ضرور کسی راجہ ہی کی بیوی بنے گی اور اس کے بطن سے جو بیٹا پیدا ہو گا وہ اس حدا ہانی کا راجکمار اور وارث بن کر اٹھے گا ۔ ساتھ ہی راجہ سنتا نون سے یہ بھی کہا ۔

اے راجہ تیرا پہلے ہی ایک بیٹا ہے جس کا نام دیودارتا ہے اور اسے تو نے اپنی راجدھانی کا وارث بنا رکھا ہے ۔ لہذا اب اگر میں ستیاوتی کی شادی تیرے ساتھ کرتا ہوں تو ستیاوتی کے بطن سے جو تیرا بیٹا پیدا ہو گا وہ بستنا پور کی راجدھانی کا وارث نہ بن سکے گا ۔

لہذا اے راجہ اگر تو ستیاوتی کے ساتھ شادی کرنا ہی چاہتا ہے تو پہلے اپنے دیودارتا کو وراثت سے محروم کر دے اس لیے کہ میں ستیاوتی کے سلسلے میں اس رمال اور نجومی کے الفاظ کی تکمیل چاہتا ہوں جس نے ستیاوتی سے متعلق پیش گوئی کی تھی ۔

یہاں تک کہنے کے بعد رتھ بان تھوڑی دیر کے لیے رکا اور اس نے دوبارہ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔

اے دیودارتا جب ستیاوتی کے باپ سیوارام نے تمہارے باپ راجہ سنتا نون سے یہ

گفتگو کی تو راجہ سنتانون بڑا پریشان اور مغموم ہوا اس نے سیوارام کو صاف صاف کہہ دیا کہ وہ ستیاوتی سے شادی کرنے کے لیے اپنے بیٹے دیوارتا کو ہستناپور کی راج دھانی کی وراثت سے محروم نہیں کر سکتا۔ سیوارام سے یوں کہنے کے بعد راجہ سنتانون پھر اپنے جنگی رتھ میں بیٹھا اور واپس محل میں آ گیا تو اسے دیوارتا یہ ہے تیرے باپ راجہ سنتانون کی پریشانی اور غم کی وجہ۔ وہ دل کی گہرائیوں سے سیوارام کی بیٹی ستیاوتی کو پسند کر چکا ہے اور اس سے شادی کرنے کا خواہش مند ہے لیکن اسے دیوارتا تیرا باپ صرف تیری وجہ سے اس سے شادی پر تیار نہیں ہوا کیونکہ وہ تجھے وراثت سے محروم نہیں کرنا چاہتا لیکن دوسری طرف راجہ چونکہ ستیاوتی کو دل کی گہرائیوں سے پسند بھی کر چکا ہے لہٰذا وہ اس کے غم میں پریشان اور الجھا الجھا سا رہتا ہے بس یہ ہے راجہ سنتانون کی پریشانی اور اس کے بیمار رہنے کی وجہ۔ رتھ بان جب خاموش ہوا تو دیوارتا نے پیار اور نرمی سے اس کا کندھا تھپتھپایا اور پھر اپنے لباس سے چند سکے نکال کر اسے تھماتے ہوئے کہا میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے حقیقت مجھ پہ واضح کر دی ہے۔ اس کے ساتھ ہی دیوارتا وہاں سے ہٹا اور اصطبل کے اندر چلا گیا۔ ایک بہترین گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے ایڑھ لگاتا ہوا وہ باہر نکل گیا تھا۔

اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑاتا ہوا ہستناپور کا راجکمار دیوارتا دریائے جمنا کے کنارے ماہی گیروں کی بستی سے باہر کھڑی کشتیوں کے پاس آیا اتفاق سے ان کشتیوں کے پاس ہی ستیاوتی کھڑی ہوئی تھی اور وہ ایک کشتی سے تازہ پکڑی جانے والی مچھلیاں نکال کر کھجور کے پتوں سے بنے ہوئے ایک ٹوکرے میں ڈال رہی تھی اور اس سے ذرا فاصلے پر اس کا باپ سیوارام آگ کا چھوٹا سا الاؤ روشن کیے ہوئے اس کے پاس بیٹھا تھا۔ دیوارتا نے اپنا گھوڑا عین ستیاوتی کے قریب آ کر روکا پھر اپنے گھوڑے سے اترا اور ستیاوتی کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

اے لڑکی تو کون ہے اور ایک معاملہ میں کیا تو میری راہنمائی کر سکے گی۔ ستیاوتی نے کشتی سے مچھلیاں نکال کر ٹوکرے میں ڈالنا بند کر دیں کشتی کے کنارے پر رکھے ہوئے ایک کپڑے سے ہاتھ صاف کیے اور پھر اس نے راجکمار دیوارتا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

میرا نام ستیاوتی ہے اور میں یہ سامنے دکھائی دیتی ماہی گیروں کی بستی کی رہنے والی ہوں ستیاوتی کا جواب سن کر راجکمار دیوارتا بے حد خوش ہوا اس کے چہرے پر دور دور تک مسکراہٹ بکھر گئی تھی پھر اس نے ستیاوتی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میں خوش قسمت ہوں کہ میں ستیاوتی نام کی لڑکی سے مخاطب ہوں۔ در اصل میں دور کا سفر

کر کے ستیاوتی کے باپ سیوارام سے ملنے کے لیے آیا ہوں۔ راجکمار دیوارتا کا جواب سن کر ستیاوتی نے ایک بار سر سے لے کر پاؤں تک بڑے غور اور انہماک کے ساتھ اسے دیکھا پھر کسی قدر شک و شبہ اور حیرت اور استعجاب کے عالم میں اس نے دیوارتا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

تو کون ہے کہاں سے تو دور دراز کا سفر طے کر کے آیا ہے اور تو کیوں میرے باپ سیوارام سے ملنا چاہتا ہے اس پر دیوارتا نے بڑی نرمی سے ستیاوتی کی طرف دیکھا اور کہا۔

سنو ستیاوتی تم مجھے پہلے اپنے باپ کے پاس لے کر چلو پھر تمہارے باپ کے سامنے بتاؤں گا کہ میں کون ہوں کہاں سے آیا ہوں اور کس کام کی غرض سے تمہارے باپ سیوارام سے ملنے کا خواہش مند ہوں۔ اس پر ستیاوتی نے پھر ایک بار غور سے دیوارتا کی طرف دیکھا اور اس کے بعد اس نے دوبارہ اسے مخاطب کر کے کہا۔

تم میرے ساتھ آؤ میرا باپ وہ سامنے الاؤ کے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ تم اس سے اس کام کے سلسلے میں بات کر سکتے ہو جس کام کے لیے تم یہاں آئے ہو اس پر دیوارتا چپ چاپ ستیاوتی کے ساتھ ہو لیا تھا۔ ستیاوتی آگے آگے چلتی ہوئی دیوارتا کو آگ کے اس الاؤ کے پاس لے آئی جس کے پاس اس کا باپ سیوارام بیٹھا ہوا تھا۔ پھر ستیاوتی نے اپنے باپ سیوارام کو مخاطب کر کے کہا۔

اے میرے باپ یہ اجنبی کون ہے کہاں سے آیا ہے اور اس کا کیا نام ہے میں نہیں جانتی یہ ابھی ابھی یہاں آ کر اپنے گھوڑے سے اترا اور مجھ سے تمہارے متعلق پوچھا سو میں اسے تمہارے پاس لے آئی ہوں۔ اب تم اس سے پوچھو کہ یہ کون ہے کہاں سے آیا ہے اور کس مقصد کے تحت یہ تمہارے ساتھ گفتگو کرنے کا خواہش مند ہے۔ سیوارام چونکہ آگ کے الاؤ کے پاس ننگی زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔ لہٰذا دیوارتا بھی اس کے سامنے زمین پر بیٹھ گیا جب کہ ان دونوں کے درمیان ستیاوتی آگ پر اپنے ہاتھ پھیلاتی ہوئی بیٹھ گئی تھی پھر اس کے باپ سیوارام نے بڑے غور سے دیوارتا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے اجنبی تو کون ہے کہاں سے آیا ہے اور کس سلسلے میں مجھ سے بات کرنا چاہتا ہے۔ سیوارام کے اس سوال پر دیوارتا نے کھنکار کر اپنا گلا صاف کرتے ہوئے کہا۔

میرا نام دیوارتا ہے میں ہستناپور کا راجکمار ہوں اور اے سیوارام! ایک اہم موضوع کے سلسلے میں جس کا تعلق تمہاری بیٹی ستیاوتی سے ہے میں تمہارے ساتھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ سیوارام شاید بات کی نوعیت کو سمجھ چکا تھا اسی بنا پر اس نے دیوارتا کی طرف دیکھے بغیر اور قریب

بڑی ہوئی لکڑی سے آگ کو اکسا کر اور زیادہ بھڑکاتے ہوئے پوچھا۔ کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ میں تمہاری باتیں غور اور توجہ کے ساتھ سنوں گا۔ اس پر دیوارتا نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

اے سیوارام تم جانتے ہو کہ میرا باپ اور ہستناپور کا راجہ سنتانون تمہاری بیٹی ستیاوتی کو پسند کر چکا ہے اور اسی سلسلے میں وہ تمہارے پاس آیا تھا کہ ستیاوتی کو وہ اپنے لیے تم سے مانگ لے۔ اور تم نے اسے یہ جواب دیا تھا کہ تمہاری بیٹی کے متعلق کسی رمال اور کسی نجومی نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ تمہاری بیٹی کی شادی کسی راجہ کے ساتھ ہوگی اور اس کے بطن سے پیدا ہونے والا بچہ اس راجدھانی کا وارث بن کر اٹھے گا۔ تم نے میرے باپ کو یہ پیشکش بھی کی کہ اگر میرا باپ اپنے بیٹے یعنی مجھے راجدھانی سے وراثت سے محروم کر دے تو تم اپنی بیٹی ستیاوتی کی شادی اس کے ساتھ کر سکتے ہو تاکہ آنے والے دور میں ستیاوتی کے بطن سے پیدا ہونے والا بچہ ہستناپور کا وارث بن سکے۔ اے سیوارام کیا جو کچھ میں نے کہا ہے کیا یہ صحیح اور درست ہے؟

دیوارتا کی زبان سے یہ ساری باتیں سننے کے بعد سیوارام نے ایک بار گھورتے ہوئے انداز میں دیوارتا کی طرف دیکھا پھر وہ بولا اور کہا۔

اے ہستناپور کے راجکمار اپنے باپ سنتانون اور میری بیٹی ستیاوتی سے متعلق جو باتیں تم نے کہی ہیں درست ہیں اور میرا یہ فیصلہ آخری اور اٹل ہے کہ میں اپنی بیٹی ستیاوتی کی شادی اس راجہ کے ساتھ کروں گا جو میری بیٹی کے بطن سے پیدا ہونے والے بیٹے کو اپنی راجدھانی کا مالک اور وارث تسلیم کرے۔ اس گفتگو کے بعد دیوارتا نے تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر کچھ سوچا پھر دوبارہ اس نے سیوارام کی طرف دیکھا اور کہنا شروع کیا۔

اے سیوارام تم جانتے ہو کہ اس وقت میں ہستناپور کی راجدھانی کا وارث ہوں اور میرے باپ راجہ سنتانون نے اس راجدھانی کا مجھے وارث مقرر کیا ہے۔

اے سیوارام اگر میں اپنے آپ کو اس راجدھانی کی وراثت سے محروم کروں میں گوشہ گیری اختیار کر لوں اور تمہارے سامنے کبھی بھی شادی نہ کرنے کا عہد کر لوں تو کیا تم اپنی بیٹی ستیاوتی کی شادی میرے باپ سنتانون کے ساتھ کر دو گے۔ اور سنو سیوارام میں سخت مجبوری کی حالت میں تمہاری طرف آیا ہوں جب سے میرے باپ نے ستیاوتی کو دیکھا ہے اور اس کے ساتھ اس کی شادی کرنے کی خواہش ناکام رہی ہے تب سے وہ بے حد پریشان مغموم ہے اور گوشہ نشینی کرنے لگا ہے میں اپنے آپ کو وراثت سے محروم کرنے کے بعد ستیاوتی کی شادی اپنے باپ سے ضرور کراؤں گا اور پھر ستیاوتی کے بطن سے اس کا جو بیٹا پیدا ہوگا وہ ہی ہستناپور کی

راجدھانی کا وارث ہوگا۔

اے سیوارام ان سب باتوں کا میں تمہارے ساتھ عہد کرتا ہوں اور انہیں مکمل کرنے کی میں تمہیں پوری پوری ضمانت دیتا ہوں۔ کہو اب میری اس گفتگو کے جواب میں تم کیا کہتے ہو۔

سیوارام نے اطمینان اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اے دیوارتا اگر تم اپنے آپ کو میری بیٹی کے بطن سے پیدا ہونے والے بچے کے حق میں ہستناپور کی وراثت سے محروم کرتے ہو تو میں ستیاوتی کی شادی تمہارے باپ راجہ سنتانون سے کرنے کے لیے تیار ہوں۔ سیوارام کا جواب سن کر دیوارتا نے خوشی اور طمانیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

اے سیوارام میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے میری بات مان لی۔ اب تو ایک اور میرے اوپر احسان کر اور وہ یہ کہ تو اپنی اس بیٹی ستیاوتی کو میرے ساتھ کر دے تاکہ میں اسے ہستناپور لے جاؤں اور وہاں اس کی شادی اپنے باپ سنتانون سے کر دوں اس پر سیوارام نے کچھ سوچنے کے بعد اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا۔

اے دیوارتا تمہارے کہنے کے مطابق میں تم پر اعتماد کرتا ہوں تم ستیاوتی کو اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو۔ تاکہ اس کی شادی ہستناپور کے راجہ سنتانون سے کی جا سکے۔ سیوارام کا یہ فیصلہ سن کر دیوارتا کی آنکھیں اور زیادہ چمک اٹھی تھیں اس بار اس نے براہ راست ستیاوتی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے ستیاوتی اب جب کہ تمہارا باپ میرے حق میں فیصلہ دے چکا ہے تو تم اٹھو میرے ساتھ آؤ وہ اس کشتی کے پاس کھڑے اس گھوڑے پر میرے ساتھ سوار ہو تاکہ میں تمہیں ہستناپور لے جا سکوں اور سنو جن کپڑوں میں تم اس وقت ہو انہیں کپڑوں میں تم میرے ساتھ روانہ ہونے کے لیے تیار ہو جاؤ تمہیں اپنی بستی اور گھر سے بھی کسی چیز لینے کی ضرورت نہیں ہے اس لیے کہ جو کچھ تم یہاں سے لو گی وہ ہستناپور کے راج محل میں تیرے کسی کام نہ آئے گا۔ وہاں اس راج محل کے اندر تجھے دنیا بھر کی نعمتیں اور خوشیاں میسر ہوں گی۔ لہٰذا اب جب کہ تیرا باپ تجھے میرے ساتھ جانے کی اجازت دے چکا ہے۔ سو تو اٹھ میرے ساتھ میرے گھوڑے پر سوار ہو تاکہ میں یہاں سے کوچ کر سکوں۔ دیوارتا کے کہنے پر ستیاوتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور دیوارتا کے ساتھ ہو لی تھی اسے لے کر دیوارتا اپنے گھوڑے کے پاس آیا پہلے وہ خود گھوڑے پر بیٹھا پھر ستیاوتی کا ہاتھ پکڑ کر اس نے اسے اپنے پیچھے بٹھا لیا اس کے بعد اس نے گھوڑے کو ایڑ لگاتے

ہوئے دریائے جمنا کے کنارے سرپٹ گھوڑا دوڑا رہا تھا۔

○

ہستن پور کا راجہ سنتا نون اپنے راج محل کے اندر پریشان مغموم اور بکھرا بکھرا سا بیٹھا ہوا تھا کہ اس کا بیٹا دیو دارتا اس کے کمرے میں داخل ہوا اپنے بیٹے کو وہاں دیکھتے ہوئے سنتا نون کسی قدر سنبھل کر بیٹھ گیا اور اپنے چہرے پر بھی اس نے ایک طرح سے مصنوعی اطمینان اور مسکراہٹ بکھیر لی تھی دیو دارتا سنتا نون کے قریب آیا اور اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے اس نے کہا۔

اے میرے باپ میں کئی روز سے دیکھتا ہوں کہ آپ نے ایک قسم کی گوشہ گیری اختیار کر لی ہے آپ کسی کے ساتھ نہ بیٹھتے ہیں اور نہ کسی کے ساتھ کھل کر بات کرتے ہیں آپ کا چہرہ بھی اب اترا ہوا اور مغموم رہنے لگا ہے۔ میں نے آپ کے اس غم آپ کی اس پریشانی کی وجہ جاننے کی کوشش کی۔ آپ کو بہت کریدا پر آپ نے مجھے کچھ بھی بتانے سے گریز کیا آخر میں اپنے طور پر اس معاملے کے پیچھے پڑ گیا اور آخر آنا میں نے یہ جان ہی لیا ہے کہ کیوں آپ نے گوشہ نشینی اختیار کر لی ہے اور کیوں آپ نے غموں اور تفکرات کو اپنا رفیق اور ساتھی بنا کر رکھ دیا ہے۔ اپنے بیٹے دیو دارتا کی گفتگو سن کر سنتا نون چونکا اور پھر اس نے تیز نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے میرے بیٹے تو نے میرے غموں اور میرے تفکرات کی کیا حقیقت جان لی ہے جو تو میرے ساتھ اس قدر اعتماد اور وثوق کے ساتھ گفتگو کر رہا ہے۔ اس پر دیو دارتا نے اور زیادہ خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

میں نہ صرف یہ کہ آپ کے غم اور پریشانی کی وجہ جان لی ہے بلکہ میں نے انہیں دور کرنے کا ایک عمدہ، بہترین اور مناسب حل بھی تلاش کر لیا ہے اس پر راجہ سنتا نون نے مزید چونکتے ہوئے پوچھا۔

تو نے میری پریشانیوں کی کیا وجہ جانی ہے اور ان کا تو نے کیا حل تلاش کیا ہے اس پر دیو دارتا نے پہلے کی نسبت کسی قدر سنجیدہ ہوتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے میرے باپ آپ کی پریشانیوں کی وجہ یہ ہے کہ آپ دریائے جمنا کے کنارے ماہی گیروں کی بستی کے سردار سیوارام کی بیٹی ستیا وتی سے شادی کرنا چاہتے تھے۔ سیوارام اپنی بیٹی ستیا وتی کی شادی آپ کے ساتھ کرنے کے لیے تیار بھی تھا لیکن اس کی شرط یہ تھی کہ ہستنا پور کی راجدھانی کا

وارث اس کی بیٹی کے بطن سے پیدا ہونے والا لڑکا ہو گا۔ آپ نے ستیا وتی کے باپ سیوارام کی شرط نامنظور کر دی اور واپس راج محل آ گئے۔ آپ ستیا وتی کو اپنی دل کی گہرائیوں سے چاہتے ہیں اور اسی کی وجہ سے آپ نے غموں کی چادر اوڑھ کر گوشہ نشینی اختیار کر رکھی ہے اور ہر کام میں دلچسپی لینی آپ نے ترک کر دی ہے۔ دیو دارتا کا یہ جواب سن کر راجہ سنتا نون ہکا بکا رہ گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ پریشانی کے عالم میں منہ کھولے اپنے بیٹے دیو دارتا کی طرف عجیب سے انداز میں دیکھتا رہا پھر تھوڑی دیر کے وقفے کے بعد ایک بار پھر اس نے دیو دارتا سے پوچھا۔

اے میرے بیٹے یہ ساری باتیں جو تو نے مجھ سے کہی ہیں کس نے یہ ساری باتیں تم سے کہہ کر ہمارے راج محل کے ماحول کو خراب کرنے کی کوشش کی ہے۔ دیو دارتا نے بڑی نرمی اور جاہت میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اے میرے باپ پہلے آپ جو کچھ میں نے کہا ہے اسے تسلیم کر لیں کہ وہ درست ہے اس کے بعد میں بات کو آگے بڑھاؤں گا۔ سنتا نون نے ہار ماننے کے انداز میں کہا چلو اگر یہ معاملہ درست بھی ہے تو کہو کس نے تم سے یہ باتیں کہیں۔

دیو دارتا نے فوراً بات کو دوسرا رخ دیتے ہوئے کہا۔ اے میرے باپ آپ کی حالت دیکھتے ہوئے مجھے کچھ شک و شبہ ہو گیا تھا لہٰذا میں آج بذات خود دریائے جمنا کے کنارے ماہی گیروں کی اس بستی کی طرف گیا وہاں میں نے آپ سے متعلق ستیا وتی اور اس کے باپ سیوارام سے کھل کر بات کی اور یوں مجھے سارے حالات کا علم ہو گیا۔ سنتا نون نے عجیب سے انداز میں اپنے بیٹے دیو دارتا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے میرے بیٹے اگر تجھے سیوارام اور ستیا وتی سے حالات کا علم ہو ہی گیا ہے تو کہو تم نے اس حادثے اس المیے کا کیا حل تلاش کیا ہے دیو دارتا نے ایک بار پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

اے میرے باپ اس غم اس دکھ اس المیے اور اس حادثے کا حل دریائے جمنا کے کنارے ماہی گیروں کی بستی میں رہنے والی ستیا وتی کے پاس ہے۔ اس ستیا وتی کو میں اپنے ساتھ اس راج محل میں لے کر آیا ہوں دیو دارتا کا یہ جواب سن کر سنتا نون خوشی کے مارے اپنی جگہ سے ایک طرح سے اچھل پڑا۔ پھر اس نے اپنی بے حد انگنت خوشیوں کو ضبط کرتے ہوئے کہا۔

تم کس طرح اور کیسے ماہی گیروں کی بستی سے ستیا وتی کو یہاں لانے میں کامیاب ہو گئے ہو۔ اور اگر تم اسے لے ہی آئے ہو تو اس وقت وہ کہاں ہے۔ دیو دارتا نے سنتا نون کی ڈھارس بندھاتے

ہوئے کہا۔

اے میرے باپ آپ فکرمند نہ ہوں میں ستیا وتی کے باپ سیورام سے مکمل طور پر گفتگو کر کے اور اس کی اجازت سے ستیا وتی کو اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں اور میرے باپ میں نے آج عہد کر لیا ہے کہ آج دن کا سورج غروب ہونے سے قبل آپ کی شادی ستیا وتی سے کر دی جائے گی اور ایسا کر کے میں اپنے باپ سے سارے غم ساری پریشانیاں چھین لینا چاہتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی دیوورتا ایک کرباہر نکلا اور باہر کھڑی ہوئی ستیا وتی کا ہاتھ پکڑ کر اندر لایا اور راجہ سنتانون کو اس نے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے باپ کیا یہی وہ ستیا وتی ہے جو آپ کی پریشانی اور غم کا باعث ہے۔ اے میرے باپ یہ آج سے میری ماتا ہے۔ ستیا وتی کو اپنے راج محل کے کمرے میں دیکھ کر اور اپنے بیٹے دیو ورتا کی خوش کن گفتگو سن کر سنتانون کی خوشی اور اطمینان کا کوئی ٹھکانہ اور خوشی نہ تھی پھر اس کے بعد دیو ورتا مزید حرکت میں آیا اور اسی روز شام کا سورج غروب ہونے سے قبل ہی ستیا وتی اور راجہ سنتانون کی شادی کر دی گئی تھی۔ ستیا وتی کے بطن سے راجہ سنتانون کے یکے بعد دیگرے دو بیٹے پیدا ہوئے بڑے کا نام چترا گاوا اور چھوٹے کا نام وچترا دیریا رکھا گیا تھا یوں ہستناپور کا راجہ سنتانون اپنی بیوی ستیا وتی اپنے بڑے بیٹے دیو ورتا اور اپنے دو چھوٹے بیٹوں چترا گاوا اور وچترا دیریا کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی کے دن بسر کرنے لگا تھا۔

O

رومنو کا بادشاہ نیوما ایک عرصہ تک بادشاہ کی حیثیت سے رومنو پر حکومت کرتا رہا، آخر ایک روز یہ شخص اپنی طبعی موت مارا گیا۔ نیوما کی یہ خاصیت تھی کہ اس نے اپنے ہمسائیوں سے خوشگوار تعلقات قائم کیے کسی بھی قریبی مملکت اور اپنے ہمسائے حکمرانوں کے ساتھ جنگ کرنے یا کوئی تنازعہ کھڑا کرنے کی کوشش نہ کی تھی بلکہ وہ ہر ایک کے ساتھ ایک سی اور قابل احترام ہمسائیگی کی حیثیت سے حکومت کرتا رہا تھا۔ آخر رومنو کا یہ بادشاہ اپنی طبعی موت مارا گیا تو اس کی موت کے بعد رومنوں کی سلطنت میں ایک خلا سا پیدا ہو گیا اور اس خلا کو پُر کرنے کے لیے رومنوں کی سینٹ اپنے عوام پر حکومت کرنے لگی تھی لیکن جلد ہی خود سینٹ اور روما کے رہنے والے لوگوں نے محسوس کیا کہ ان کا کوئی بادشاہ ہونا چاہیے لہٰذا اس بار رومنو نے ایک شخص طلوس ہاسٹیلوس کا انتخاب کیا اور نیوما کے بعد اسی طلوس کو بادشاہ تسلیم کر لیا گیا۔ طلوس ہاسٹیلوس جسے اہل روما نے اپنا بادشاہ بنایا تھا یہ شخص انتہائی جنگجو، دلیر اور لڑائیوں کا دلدادہ تھا لہٰذا روما کے تخت پر بیٹھنے کے بعد طلوس ہاسٹیلوس نام کے اس شخص نے اپنے ہمسایہ حکمرانوں کے ساتھ جنگوں کے ایک طویل سلسلہ کی ابتدا کرنے کے لیے کام کرنا شروع کر دیا تھا۔

اپنی جنگی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد رومنو کا بادشاہ طلوس ہاسٹیلوس حرکت میں آیا ایک جرار لشکر کے ساتھ اس نے روما کی چھوٹی اور نوزائیدہ سلطنت کے ساتھ جس قدر چھوٹے چھوٹے حکمران اور ریاستوں کے والی تھے ان پر حملہ کیا اور انہیں اپنے ساتھ ملنے پر مجبور کر دیا تھا۔ ان چھوٹے چھوٹے حکمرانوں کو اپنے ماتحت کرنے کے بعد طلوس ایلبا قوم کی حکومت کے خلاف حرکت میں آیا۔ رومنو کے ہمسائے میں ایلبا کی ریاست ان ہی کی طرح طاقتور اور ایشیائی تھی جس طرح رومنو کے جد امجد بھی ایشیا سے ہجرت کر کے یورپ میں آباد ہو گئے تھے۔ ایسے ہی ایلبا کی ریاست ان ہی کی طرح طاقتور اور ایشیائی تھی اور ہجرت کر کے اٹلی میں آباد ہو گئے تھے۔ ایلبا کی ریاست کے حکمرانوں کو جب یہ خبر ہوئی کہ روما کا نیا بادشاہ طلوس ہاسٹیلوس ان کی ریاست اور سلطنت کے خلاف لشکر کشی کرنا چاہتا ہے تو طلوس ہاسٹیلوس نے حرکت میں آنے سے پہلے ہی ایلبا والے اپنے لشکر کو حرکت میں لے آئے اور انہوں نے اپنے سپہ سالار رومیر کی سرکردگی میں ایک لشکر جرار تیار کیا اور اس لشکر کو روما کی طرف روانہ کر دیا تاکہ اگر رومنوں کا بادشاہ ہاسٹیلوس اگر ایلبا والوں پر حملہ کرنے کے لیے نکلے تو ان کا سپہ سالار رومیر انہیں راستے میں ہی روک دے۔

ایلبا کے سپہ سالار رومیر نے بڑی برق رفتاری سے پیش قدمی کی اور روما شہر سے تقریباً پانچ میل کے فاصلے پر اس نے خندقیں اور گڑھے کھود کر ان کے اندر اپنے لشکر کو گھات میں بٹھا دیا تھا اس کا ارادہ تھا کہ جب روما کا بادشاہ طلوس ہاسٹیلوس اپنے لشکر کے ساتھ ایلبا والوں پر حملہ آور ہونے کے لیے نکلے گا تو گڑھوں اور خندقوں میں بیٹھے ہوئے اس کے لشکری ان پر تیر اندازی کر کے ان کو واپس بھاگ جانے پر مجبور کر دیں گے۔ روما کے بادشاہ طلوس ہاسٹیلوس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ ایلبا کا سپہ سالار رومیر اپنے گراں لشکر کے ساتھ روما سے باہر پانچ میل کے فاصلے پر گڑھوں اور خندقوں کے اندر گھات میں بیٹھ چکا ہے۔ لہٰذا طلوس ہاسٹیلوس جب اپنے رومن لشکر کے ساتھ روما شہر سے نکلا جہاں ایلبا کے سپہ سالار رومیر نے اپنے لشکر کے ساتھ گھات لگا رکھی تھی اس کے بالکل عین سامنے طلوس ہاسٹیلوس

نے گڑھے اور خندقیں کھود کر اپنے لشکریوں کو ان کے اندر بٹھا دیا تھا۔ اب دونوں طرف کے لشکر یہ سوچنے لگے تھے کہ اپنے دشمن پر وہ کس طرح حملہ آور ہوں۔

رومن اور ایلیا کے لشکر دونوں ابھی تک ایک دوسرے کے سامنے گھات لگائے ہوئے تھے کہ روما کے نواح میں رہنے والا ایک چرواہا رومنو کے لشکر میں داخل ہوا اور اس نے روما کے بادشاہ طولوس اسٹیلوس سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ جب اس چرواہے کو رومنو کے بادشاہ طولوس ہاسٹیلوس کے سامنے پیش کیا گیا تو طولوس نے اس چرواہے کو بڑی عزت اور احترام دیتے ہوئے اپنے سامنے بٹھایا اور پھر اس کے ساتھ بڑی نرمی اور شفقت کا سلوک کرتے ہوئے اس نے پوچھا تم نے کس سلسلے میں مجھ سے ملنا چاہا کیا تم ایلیا کے لشکر کے خلاف مجھے کوئی اہم خبریں پہنچانا چاہتے ہو۔ اس پر اس چرواہے نے رومنو کے بادشاہ طولوس ہاسٹیلوس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے بادشاہ میرے پاس آپ کے لیے ایلیا والوں کے خلاف کوئی خبر تو نہیں ہے پر میرے پاس ایک ایسی ترکیب ہے جس سے دونوں لشکر جنگ کی تباہی اور بربادی سے بچ سکتے ہیں اس چرواہے کے اس انکشاف پر روما کے بادشاہ نے بڑے تجسس اور بڑے پُرشوق انداز میں اب چرواہے کو دیکھا پھر اس کو مخاطب کرتے ہوئے طولوس نے پوچھا۔

تو مجھے عام چرواہے سے کوئی عجیب اور پُراسرار چرواہا لگتا ہے جو میرے ساتھ ایسی گفتگو کرتا ہے تیرے پاس دونوں لشکروں کو جنگ کی تباہی سے بچانے کے لیے کیا تجویز اور کیا طریقہ ہے۔ اس پر اس چرواہے نے پھر طولوس سے بولتے ہوئے پوچھا۔

پہلے آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ دل سے چاہتے ہیں کہ آپ کا لشکر جنگ کی تباہی اور بربادی سے محفوظ رہے؟ اس پر طولوس نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

ہاں میں ضرور چاہتا ہوں کہ ایلیا کے لشکر مقابلے میں نہ صرف یہ کہ مجھے کامیابی اور فتح نصیب ہو بلکہ میرا لشکر بھی جنگی نقصان سے محفوظ رہے۔ اس پر اس چرواہے نے اپنا مدعا بیان کرتے ہوئے کہا۔

اے بادشاہ! میرے پاس ایک ایسی ترکیب ہے جس سے یہ دونوں لشکر جنگ کی صورت میں ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرانے سے بھی بچ سکتے ہیں اور میری تجویز کے مطابق ایلیا والوں کے خلاف آپ کی فتح مندی اور کامیابی کے آثار بھی نمودار ہو سکتے ہیں۔ اس پر طولوس نے پھر پُرشوق انداز میں اس چرواہے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

کہو تمہارے پاس کیا تجویز ہے اگر وہ واقعی ہی میرے حق میں سودمند ہوئی تو میں تمہاری اس ترکیب پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا اس پر اس چرواہے نے انکشاف کرتے ہوئے کہا۔

اے بادشاہ میں گزشتہ کئی روز سے تمہارے اور ایلیا والوں کے لشکر کے درمیان گھومتا پھرتا رہا ہوں۔ دونوں لشکروں کا بغور جائزہ لینے کے بعد میرے ذہن میں ایک ایسی بات آئی ہے جو دونوں لشکروں کے اندر مشترک ہے۔ اور وہ یہ کہ دونوں ہی لشکر کے تین تین ایسے بھائی ہیں جن کے نام ایک دوسرے کے ساتھ ملتے جلتے ہیں۔ تین سگے بھائی رومنو کے لشکر میں ہیں جو ہوراتی برادران کے نام سے مشہور ہیں۔ اسی طرح ایلیا والوں کے لشکر میں بھی تین سگے بھائی ہیں اور یہ کیوراتی برادران کے نام سے موسوم ہیں۔

اے رومنو کے عظیم بادشاہ میرے ذہن میں اس جنگ سے متعلق جو تجویز آئی ہے وہ یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ رومنو اور ایلیا والوں کے لشکر ایک دوسرے سے ٹکرائیں اور رومن اور ایلیا کے لشکر میں حصہ لینے والوں ان ہوراتی اور کیوراتی برادران کو آپس میں ٹکرایا جائے۔ رومنو کی طرف سے تین ہوراتی بھائی میدانِ جنگ میں اتریں جب کہ ایلیا والوں کی طرف سے تین بھائی کیوراتی برادران میدان جنگ میں آئیں دونوں طرف کے یہ تینوں بھائی ایک دوسرے کے خلاف جنگ کریں اور جس طرف کے تینوں بھائی اس جنگ میں کامیاب ہوں اسی لشکر کو کامیاب قرار دے دیا جائے۔

اے بادشاہ تمہارے پاس آنے سے پہلے میں ایلیا کے سپہ سالار ومیر سے مل کر آ رہا ہوں یہی تجویز میں نے اس کے سامنے پیش کی تھی اس نے میری اس تجویز کو قبول کیا ہے اور وہ اس شرط پہ میری اس تجویز پہ عمل پیرا ہونے کے لیے تیار ہے۔ بشرطیکہ آپ بھی میری اس تجویز کو قبول کر لیں۔

اس چرواہے کی یہ گفتگو سن کر رومنو کا بادشاہ طولوس بے حد خوش ہوا اور اس نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

اے عجیب چرواہے اگر ایلیا والوں کا سپہ سالار رومیر تمہاری اس تجویز کو قبول کر چکا ہے تو پھر تم یہ سن کر خوش ہو گے کہ میں بھی تمہاری اس تجویز کو قبول کرتا ہوں تمہاری اس تجویز کے مطابق میں اپنا ایک وفد ایلیا کے سپہ سالار رومیر کی طرف روانہ کرتا ہوں اور اسے یہ پیغام پہنچاتا ہوں کہ ہم اپنی طرف سے تینوں ہوراتی برادران کو میدان میں

ذلا سیتے ہیں جب کہ وہ اپنے لشکر میں موجود کیوراتی برادران کے تینوں بھائیوں کو میدان میں نکالیں پس دونوں طرف کے تینوں تینوں بھائی ایک دوسرے سے ٹکرائیں اور جس لشکر کے بھی تینوں بھائی اس جنگ میں کامیاب ہوں اسی لشکر کو فاتح قرار دے دیا جائے اس پر وہ جرنیل اٹھ کھڑا ہوا اور طلوس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے بادشاہ جس مقصد کے لیے میں آیا تھا اس میں میں کامیاب ہو چکا ہوں۔ اب آگے میری اس تجویز کو عملی صورت دینا آپ کا کام ہے لہذا اب میں رخصت ہوتا ہوں اس کے ساتھ ہی جرنیل نے رومنو کے بادشاہ طلوس کے ساتھ پرجوش مصافحہ کیا پھر وہاں سے وہ رخصت ہو گیا تھا۔ اس کے جانے کے بعد رومنوں کے بادشاہ طلوس نے ایلبا کے سپہ سالار رومیر کی طرف ایک وفد بھجوایا جس نے رومیر کے ساتھ مل کر یہ معاملہ طے کر لیا کہ دونوں طرف کے تینوں بھائیوں کو جنگ کے لیے میدان میں اتارا جائے اور جس طرف کے بھی تینوں بھائی اس لڑائی میں کامیاب ہوں وہ لشکر فتح مند قرار دے دیا جائے پس اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے رومنو کی طرف سے تینوں ہوراتی برادران اور ایلبا والوں کے لیے تینوں کیوراتی برادران ایک دوسرے سے جنگ کرنے کے لیے اپنے اپنے لشکر سے نکلے تھے۔

رومن کے ہوراتی اور ایلبا کے کیوراتی برادران کے درمیان جنگ شروع ہوئی، اس جنگ کے شروع ہی میں رومنو کے دو ہوراتی بھائی جنگ میں کام آ گئے جب کہ دوسری طرف ایلبا کے دو کیوراتی بھائی بھی بری طرح زخمی ہو گئے تھے۔ رومنو کا جو ایک ہوراتی بھائی زندہ بچا تھا وہ چاہتا تھا کہ میدان سے بھاگ جائے لیکن اس کے ساتھی لشکریوں نے زور زور سے نعرے مارتے ہوئے اور چیختے چلاتے ہوئے اسے ملامت کی اور اس کو ترغیب دی کہ اس کے مقابلے میں آ سکتا ہے لہذا اسے اس کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ اسے شکست دے اپنے لشکریوں کے اس طرح ترغیب دینے پر وہ آخری ہوراتی بھائی مقابلے پر جم گیا۔ ایلبا کے کیوراتی کے ساتھ کچھ دیر جم کر اس نے جنگ کی یہاں تک کہ اس نے اس کیوراتی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ جب دونوں طرف کے تینوں تینوں بھائیوں کے درمیان جنگ کا خاتمہ ہوا تو ایلبا والوں نے یہ مطالبہ پیش کیا کہ اس جنگ میں چونکہ دو رومن مارے گئے ہیں جبکہ ان کے مقابلے میں صرف ایک کیوراتی مارا گیا ہے اور دو زخمی ہوئے ہیں لہذا اس جنگ میں فتح ایلبا والوں کی ہی ہوئی ہے۔ روما والوں کا یہ مطالبہ تھا کہ ان کے دو لشکری ضرور مارے گئے ہیں

لیکن ان کے تیسرے بھائی نے ایک کیوراتی کو قتل کر دیا ہے جب کہ دو کیوراتی بھائی اس قابل نہیں تھے کہ وہ زندہ بچنے والے ہوراتی سے مقابلہ کر سکیں لہذا اس جنگ میں فتح روما کے آخری ہوراتی ہی کی ہوئی ہے۔ آخر دونوں طرف کے سرداروں کی طرف سے ایک مجلس بچھائی گئی جس میں طویل صلاح مشورے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس جنگ میں روما والے ہی فتح مند رہے ہیں۔ جنگ کے خاتمے پر یہ بھی انکشاف ہوا کہ روما کے ہوراتی کی ایک بہن جس کا نام ہوراتیا تھا۔ ایلبا والوں کے کیوراتی برادران میں سے اس جوان کے ساتھ محبت کرتی تھی جو جنگ میں اس کے بھائی کے ہاتھوں مارا گیا تھا اس موقع پہ وہ لڑکی بھاگتی ہوئی میدان میں داخل ہوئی اور جو کیوراتی اس کے بھائی کے ہاتھوں مارا گیا تھا اس کی لاش کے پاس اپنے بالوں کو نوچ نوچ کر وہ ماتم کرنے لگی تھی۔ زندہ بچنے والے رومن ہوراتی کو اپنی بہن کی یہ حرکت بے حد بری لگی اس نے اپنی تلوار سونت لی اور اپنی بہن کی طرف بھاگتے ہوئے وہ چلایا کہ رومنو کی جو لڑکی بھی ایلبا والوں سے اس موقع پہ ہمدردی کا اظہار کرے اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں لہذا اس نے تلوار مار کر اپنی بہن کی گردن کاٹ دی تھی جو ایلبا کے کیوراتی سے محبت کرتی تھی۔ رومنو نے ہوراتی کے اس فعل کو سخت ناپسند کیا گیا پر چونکہ اس نے اپنی قوم کے لیے ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دیا تھا لہذا اس کی حرکت کو معاف کر دیا تھا۔ اس طرح رومن ایلبا والوں پہ غالب رہے تھے اور ایلبا والوں کو بھی انہوں نے اپنے ساتھ ملا کر ان پر حکومت کرنا شروع کر دی تھی۔

ایلبا والوں کو مکمل طور پر اپنے ساتھ ملانے کے بعد رومنو کا بادشاہ طلوس ہاسٹیلوس ایک بار پھر حرکت میں آیا باری باری وہ اپنے کئی ہمسایہ اور چھوٹے چھوٹے حکمرانوں پہ حملہ آور ہوا ان کے مرکزی شہروں کو اس نے تباہ و برباد کر دیا وہاں کے رہنے والوں کو اس نے روما کے حدود کے اندر مختلف مقامات پہ آباد کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس طرح اس طلوس ہاسٹیلوس نے اپنے اطراف میں چھوٹی چھوٹی ریاستوں پر حملہ آور ہو کر اسے روما میں ضم کر لیا تھا، اس طرح روما کی وہ نوزائیدہ سلطنت جو شروع میں صرف چند میل کے علاقے پہ مشتمل تھی۔ اب بڑی تیزی سے اطراف میں پھیلتی ہوئی وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی جا رہی تھی۔

رومنو کا بادشاہ طلوس ہاسٹیلوس جلد ہی اپنی طبعی موت مارا گیا اور اس کی جگہ رومنو نے اپنے سابقہ بادشاہ کے پوتے انکوس مارکیوس کو اپنا بادشاہ بنا لیا تھا نیا بادشاہ اپنے دادا کی طرح مذہبی رنگ میں ڈوبا ہوا تھا۔ اور اس سے متعلق یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ نہ صرف یہ کہ

جنگوں سے متعلق کوئی دلچسپی نہ لے گا بلکہ وہ روما کی سلطنت کو وسیع کرنے کے لیے بھی کوئی کام نہ کرے گا۔ انکوس مارکیوس کی اس مذہبی فطرت سے کچھ لوگوں نے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ دریائے اینوا کے کنارے بسنے والے لاطینی تھے جنہوں نے سوچا چونکہ رومنو کا نیا بادشاہ انکوس مارکیوس مذہبی رجحانات کا مالک ہے اور جنگوں اور لڑائی سے یہ کوئی تعلق نہ رکھے گا لہذا انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ روما کے علاقوں پر حملہ آور ہو کر کچھ علاقوں کو روما سے چھین کر اپنے ساتھ ملا لیں۔ انہوں نے رومنو کی نوزائیدہ سلطنت پر حملہ کر دیا۔ دریائے ٹائبر کے کنارے بسنے والے یہ لاطینی ان دنوں چونکہ وحشی اور غیر مہذب تھے۔ لہذا انہوں نے رومن علاقوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے ناقابلِ بیان خونخواری اور درندگی کا مظاہرہ کیا۔ رومنو کے نئے بادشاہ انکوس کو جب دریائے اینو کے بسنے والے لاطینیوں کے ان حملوں کی خبر ہوئی تو انکوس رومنو کے ایک جرار لشکر کے ساتھ دریائے اینو کے ان خونخوار لاطینیوں کے سامنے آیا ان لوگوں کو اس نے بدترین شکست دی وہ ان لوگوں کو ہانکتا ہوا اپنی سلطنت میں لایا اور ان لوگوں کو غلام بنا کر اور ان کے علاقوں پر قبضہ کر کے اس نے اپنی سلطنت میں اور زیادہ وسعت پیدا کی۔

انکوس نے لاطینیوں پر فتح حاصل کرنے اور ان کے علاقے کو اپنی سلطنت میں شامل کرنے کے علاوہ رومنو کے لیے تین اور بڑے بڑے کام سرانجام دیئے تھے۔ پہلا کام جو اس نے سرانجام دیا وہ یہ کہ اس نے دریائے ٹائبر کے کنارے اوسٹیا نام کی ایک نوآبادی قائم کی تھی اس نے دوسرا بڑا کام یہ کیا کہ کوہستان جنیکلوم کے اوپر اس نے ایک بہت بڑا قلعہ تعمیر کیا۔ رومنو کی سلطنت کے اندر یہ تعمیر کیا جانے والا اس قدر مضبوط اور بڑا یہ پہلا قلعہ تھا۔ تیسرا بڑا کام جو اس انکوس مارکیوس نے کیا وہ یہ تھا کہ اس نے دریائے جنیکلوم کے اوپر اس نے لکڑی کا ایک پل تعمیر کیا اور رومنوں کی تاریخ میں یہ پل بھی اپنی نوعیت کا پہلا پل تھا جو تعمیر کیا گیا تھا۔ انکوس کا چوتھا اور زبردست کام یہ تھا کہ اس نے کوہستان کیپٹولن کے اوپر ایک بہت بڑا اور پتھروں سے بنا ہوا ایک مضبوط قیدخانہ بھی تعمیر کروایا تاکہ روما کی بڑھتی ہوئی سلطنت کے اندر مجرم اور جرائم پیشہ افراد کو سزا دینے کے بعد اس قیدخانے کے اندر بند کر دیا جا سکے۔ یوں نیا بادشاہ انکوس مارکیوس روما کی سلطنت کو مزید وسعت دینے کے بعد بڑی کامیابی سے حکومت کرنے لگا تھا۔

یوناف نے ابھی تک بیوسا کے ساتھ سبتنا پور کی سرائے ہی میں قیام کر رکھا تھا ایک روز جب کہ بیوسا سرائے کے اس کمرے میں اکیلی ہی بیٹھی تھی اور یوناف تھوڑی دیر تک سرائے کے مالک کے پاس بیٹھ کر اور اس کے ساتھ مختلف موضوع پر گفتگو کرنے کے بعد وہاں سے اٹھ کر سرائے کے کمرے میں بیوسا کی طرف جانا ہی چاہتا تھا کہ اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور پھر اس نے سحر زدہ کر دینے والی آواز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

یوناف میرے حبیب! سرائے کے کمرے میں بیوسا کی طرف جانے سے قبل میری دو باتیں غور سے سنو جو تمہارے لیے انتہائی اہم اور ضروری ہیں اور تمہارے لیے میں یہ دو خبریں بڑی محنت اور کاوش کے ساتھ تلاش کر کے لائی ہوں۔ سرائے کے کمرے میں بیوسا کی طرف جانے کی بجائے یوناف یوں ٹہلنے کے انداز میں سرائے سے باہر نکل گیا۔ پھر اس نے آہستہ آہستہ ایک طرف بڑھتے ہوئے بڑی رازداری میں ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے ابلیکا وہ کون سی دو اہم خبریں ہیں جو تم میرے لیے لے کر آئی ہو اس پر ابلیکا نے کہنا شروع کیا۔

سنو یوناف پہلی خبر جو میں لے کر آئی ہوں وہ یہ ہے کہ بیوسا خلوصِ نیت کے ساتھ تمہارے ساتھ نہیں لگ گئی بلکہ عزازیل نے اسے ایسا کرنے کے لیے کہا ہے اور عزازیل ہی کے کہنے پر وہ تمہارے ساتھ رہنے پر آمادہ ہو گئی ہے۔ سنو تھوڑی دیر قبل میں دریائے جمنا کے کنارے ماہی گیروں کی اس بستی کی طرف گئی تھی جہاں پر عارب اور نبیطہ نے قیام کر رکھا ہے۔ اس وقت عزازیل بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کے اندر موجود تھا اور انہوں نے اس موقع پر بیوسا سے متعلق جو گفتگو کی اس کا لب لباب یہی تھا کہ بیوسا کو ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت تمہارے ساتھ لگایا گیا ہے تاکہ وہ تمہارا اعتماد اور بھروسہ حاصل کرے اور وقت آنے پر بیوسا کو تمہارے خلاف استعمال کیا جا سکے۔ عزازیل نے بیوسا کو اس لیے تمہارے ساتھ لگایا ہے کہ ماضی میں تم بیوسا کو پسند کرتے رہے ہو۔ اس لیے وہ آسانی کے ساتھ تمہارا اعتماد حاصل کر سکتی ہے لہذا اس موقع پر میں تم سے یہ کہوں گی کہ اس بیوسا کی طرف سے محتاط رہنا یہ اپنی مرضی اور خلوص کے ساتھ تمہارا ساتھ نہیں دے رہی بلکہ ایسا یہ عزازیل کے کہنے پر کر

رہی ہے اور ہاں یوناف اس موقع پر میں تم سے یہ بھی کہوں گی کہ اپنی طرف سے اس بیوسا کو نیکی کی تبلیغ کرتے رہو۔ ہو سکتا ہے تمہاری اس تبلیغ سے اس کے دل پر نیکی اور خیر کا کوئی اثر ہو اور وہ خلوص نیت کے ساتھ تمہارا ساتھ دینے پر آمادہ ہو جائے۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب رکی تو یوناف نے اسے پھر مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے ابلیکا جو کچھ تم نے کہا ہے یہ تو پہلی خبر ہوئی اب دوسری خبر کہو کیا ہے اس کے جواب میں ابلیکا پھر کہہ رہی تھی۔

سنو یوناف دوسری خبر سسلی کی سرزمین سے متعلق ہے اور وہ کچھ یوں ہے کہ سسلی کی سرزمین کے اندر اس وقت دو بڑی طاقتیں ہیں ایک فونیقی (کنعانی) جن کی سسلی کے شہر ملیبو کے مقام پر تجارتی چوکیاں ہیں اور دوسری بڑی قوت یونانی ہے جن کی سیراکیوز کے مقام پر نہ صرف یہ کہ ایک مضبوط حکومت ہے بلکہ وہ وہاں ایک جرار لشکر بھی رکھتے ہیں اور بوقت ضرورت وہ سسلی کے کسی بھی حصہ میں لشکر کشی کر کے حالات کو اپنے حق میں کر سکتے ہیں ان دو بڑی قوتوں کے علاوہ سسلی کے اور بہت سے شہر اور قصبے ایسے بھی ہیں جن میں قدیم مقامی لوگ آباد ہیں قدیم لوگوں کے ان شہروں میں سے جو شہر بہت بڑے اور عسکری لحاظ سے کافی مضبوط اور پر قوت ہیں۔ ان شہروں میں سے ایک کا نام اگسٹا اور دوسرے کا نام سیلنوس ہے، کچھ عرصہ پہلے ہمارا پرانا اور قدیم دشمن عزازیل سسلی کی سرزمین میں سیلنوس کے شہر میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ نمودار ہوا وہاں یہ بدبخت سیلنوس کے حکمرانوں سے ملا اور انہیں اس بات پر اکسایا کہ اگسٹا شہر اپنی روزمرہ کی تجارت کے باعث خوب امیر اور صاحب ثروت ہو چکا ہے لہذا تم اس پر حملہ آور ہو کر اگر اس کے مال و متاع کو لوٹ کر سسلی کی سرزمین کے اندر تمہارا شہر سب سے زیادہ دولت مند ہو سکتا ہے۔ سیلنوس شہر کے حکمران عزازیل کے ان حربوں میں آ گئے۔ سیراکیوز کی یونانی حکومت سے ساز باز کر کے انہوں نے اچانک ایک شب خون کی صورت میں اگسٹا شہر پر حملہ کر دیا اور ان کے شہر کو بری طرح لوٹ کر اور ان کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا کر سیلنوس کے لشکری واپس اپنے شہر چلے گئے ہیں۔ اب اگسٹا شہر کا لشکر اور اس کے باشندے اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ وہ سیلنوس کے خلاف کیسے حرکت میں آئیں جس کی پشت پناہی سیراکیوز کی یونانی حکومت بھی کر رہی ہے۔

اسے یوناف میں اس موقع پر چاہوں گی تم ان حالات میں اگسٹا کی طرف کوچ کر دو اور اگسٹا شہر کے لوگوں اور وہاں کے حکمرانوں کو یہ مشورہ دو کہ وہ اپنے دشمن سیلنوس شہر کے خلاف کنعانیوں (فونیقی) سے امداد حاصل کریں اس وقت صرف کنعانی ہی ایسی قوت ہیں جو اگسٹا شہر کی مدد پر آمادہ ہو سکتے ہیں اور یہی کنعانی ہی وہ قوت ہیں جو سسلی میں سیلنوس کی حمایت میں اور اگسٹا کے خلاف کام کرنے والی یونانیوں کی حکومت سیراکیوز کو بھی اپنے سامنے نیچا دکھانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

ابلیکا جب خاموش ہوئی تب یوناف نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے ابلیکا میں تمہاری گفتگو کا مطلب سمجھ گیا ہوں عزازیل نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ سسلی کی سرزمین کے اندر داخل ہو کر اگسٹا کی تباہی اور بربادی کا جو سامان کیا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں اس نے وہاں اس سرزمین میں بدی کے پھیلانے کے لیے یہ سارا سامان کیا ہے، اب میں بھی حرکت میں آؤں گا اور اگسٹا شہر کے لوگوں کو ترغیب دوں گا کہ وہ نہ صرف یہ کہ سیلنوس شہر بلکہ سیراکیوز کی یونانی سلطنت کے خلاف کنعانیوں سے مدد حاصل کریں اور ایسا کر کے وہ ان دونوں سے اپنا انتقام لے سکتے ہیں۔ یوناف کی یہ گفتگو سن کر ابلیکا نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

تم میری بات کو خوب سمجھے ہو، اب تم بیوسا کی طرف جاؤ اس سے اس معاملے کے متعلق گفتگو کرو اور دیکھو کہ وہ تمہارے ساتھ سسلی جانے پر آمادہ ہوتی ہے کہ نہیں اس کے ساتھ ہی یوناف مڑا اور پھر تیزی سے وہ سرائے کی طرف جا رہا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد یوناف سرائے میں اپنے کمرے کے اندر داخل ہوا۔ وہاں اس وقت بیوسا اکیلی ہی بیٹھی ہوئی تھی۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی یوناف نے بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

سنو بیوسا میں کچھ ناگزیر حالات کے تحت یہاں دریائے گنگا کے کنارے اس سرائے سے سسلی کی سرزمین کی طرف کوچ کر رہا ہوں وہاں میں عزازیل کی پھیلائی ہوئی بدی کے خلاف نیکی کے نمائندے کی حیثیت سے جانا چاہتا ہوں۔ کیا تم اس مہم میں میرا ساتھ دو گی۔ یوناف کی یہ گفتگو سن کر بیوسا فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اس نے کمال اطمینان سے اور بے پناہ مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

میں کیوں تمہارا ساتھ نہ دوں گی اب جب کہ میں اپنے آپ کو تمہارے ساتھ وابستہ کر

چکی ہوں۔ تو میں ہر کام ہر مہم میں تمہارے ایک مخلص ساتھی کی حیثیت سے تمہارا ساتھ دوں گی۔ بیوسا کی یہ گفتگو سن کر یوناف خوش ہوا۔ پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا اگر ایسا ہے تو پھر آؤ یہاں سے کوچ کریں۔ اس کے ساتھ ہی وہ دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے اور پھر دریائے گنگا کے کنارے واقع اس سرائے سے وہ سسلی کی سرزمین کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

گو عزازیل اور اس کے ساتھیوں نے سسلی کی سرزمین کے اندر ایک بدترین کھیل کھیلتے ہوئے اگسٹا شہر کے رہنے والوں کو سیلینوس کے مظالم اور ستم آرائی کا شکار بنا کر رکھ دیا تھا۔ لیکن جواب میں یوناف بھی بیوسا کے ساتھ ایک طوفان اور انتقام کی ایک آندھی کی طرح اگسٹا شہر میں داخل ہوا۔ دن رات ایک کر کے اس نے اگسٹا کے حکمرانوں اور اس کے باشندوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ سیلینوس کے مقابلے میں افریقہ کے کنعانیوں سے مدد طلب کریں۔ اور جس طرح سیراگیوز کی یونانی حکومت سیلینوس کی مدد کر رہی ہے۔ اسی طرح اگر کنعانی بھی ان کی مدد کرنے پر آمادہ ہو جائیں تو اس طرح اگسٹا کے رہنے والے لوگ سیلینوس سے اپنے اوپر ہونے والے مظالم اور ستم آرائیوں کا انتقام لے سکتے ہیں۔

اگسٹا کے لوگوں اور حکمرانوں نے یوناف کی اس دعوت اور پکار کا مثبت جواب دیا۔ لہٰذا اگسٹا کی طرف سے ایک وفد پلرمو شہر کی طرف روانہ کیا گیا۔ تاکہ سیلینوس والوں کے خلاف کنعانیوں سے مدد حاصل کی جائے۔

پلرمو شہر کے اندر کنعانیوں کی کئی تجارتی چوکیاں تھیں اور اس شہر میں جب اگسٹا کا وفد داخل ہوا اور تجارتی چوکیوں کے نگران سے انہوں نے سیلینوس کے خلاف مدد کی درخواست کی تو ان تجارتی چوکیوں کے کنعانی نگران نے اگسٹا شہر والوں کی یہ درخواست اپنے ایک وفد کے ذریعے سے افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ میں پہنچا دی تھی۔

قرطاجنہ میں حکمرانوں کو جب یہ خبر ہوئی کہ سسلی کے اندر اگسٹا اور سیلینوس کے رہنے والے قدیمی باشندے ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار ہو گئے ہیں۔ اور یہ کہ سسلی کے اندر سیراگیوز کی یونانی حکومت سیلینوس والوں کی مدد کر رہی ہے تو قرطاجنہ کے حکمرانوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کر لیا اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ سیلینوس کے مقابلے میں وہ اگسٹا والوں کی مدد ضرور کریں گے۔ ایسا فیصلہ کر کے قرطاجنہ کے حکمران اپنے لیے دو فوائد حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اول یہ کہ وہ یونانیوں کے خلاف سسلی کے اندر اپنی پوزیشن کو بہتر اور مضبوط کرنا چاہتے تھے۔ دوئم یہ کہ ماضی میں انہیں سسلی کے اندر جو یونانیوں کے ہاتھوں شکست ہوئی تھی اور ان کا جرنیل حملکر شکست کھانے کے بعد آگ میں جل مرا تھا تو سسلی کے ان حالات کو دیکھتے ہوئے وہ اپنی گزشتہ شکست کا یونانیوں سے انتقام بھی لینا چاہتے تھے۔ انہی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے کنعانیوں نے سسلی میں اگسٹا والوں کی مدد کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اگسٹا والوں کے حق میں دخل اندازی کرنے کے لیے اور یونانیوں سے اپنا ماضی کا انتقام لینے کے لیے قرطاجنہ کی حکومت نے اپنے جرنیل ہنی بال کو تیار کیا یہ ہنی بال اس حملکر کا پوتا تھا جو سسلی میں شکست کھانے کے بعد آگ میں جل مرا تھا یہ ہنی بال ایک جنگجو اور انتہائی دلیر جوان تھا۔ اور یہ یونانیوں سے اپنے دادا حملکر کا انتقام لینے کے لیے بڑا سرگرم اور خواہش مند تھا لہٰذا یہ فوراً اس لشکر کی کمان داری کرنے پر آمادہ ہو گیا جس سے سسلی میں جا کر یونانیوں سے انتقام لینا تھا۔

چند روز کی تیاری کے بعد قرطاجنہ کے حکمرانوں نے سسلی میں دخل اندازی کرنے کے لیے تقریباً ایک لاکھ کا جرار لشکر تیار کر لیا۔ پھر اس لشکر کو لے کر ہنی بال افریقہ سے سسلی کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس لشکر کو سسلی پہنچانے کے لیے ایک ہزار پانچ سو باربرداری کے بڑے بڑے جہاز تیار کیے گئے تھے اور انہیں جہازوں کے اندر ہنی بال کے لشکر نے قرطاجنہ سے سسلی کی طرف کوچ کیا گیا تھا اور ان ایک ہزار پانچ سو باربرداری کے جہازوں کی حفاظت کے لیے اس لشکر میں تقریباً ساٹھ جنگی جہاز اور بھی شامل تھے۔ اس طرح کنعانیوں کے جرنیل ہنی بال نے تقریباً ایک ہزار پانچ سو ساٹھ بحری جہازوں میں اپنے ایک لاکھ لشکر کے ساتھ سسلی کی طرف کوچ کیا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ سسلی کے ساحل پر اترنے کے بعد ہنی بال نے لشکر کے کچھ دستوں کو اپنے جہازوں کی حفاظت پر چھوڑا اور بقیہ لشکر کو لے کر بڑی برق رفتاری سے سمندر کے کنارے سے نزدیک ہی سیلینوس شہر کی طرف بڑھا تھا ہنی بال نے آگے بڑھ کر فوراً سیلینوس شہر کا محاصرہ کر لیا اور اسی محاصرے کے دوران اس نے اردگرد کے علاقوں سے بڑے بڑے درخت کٹوا کر پاس کے قریب بڑے بڑے بلند برج اور مینار تعمیر کروا لیے تھے اور ان کو دشمن کے خلاف استعمال کرنے کے لیے ان کو نیچے پہیے بھی لگا دیے گئے تھے تاکہ ان میناروں اور برجوں کو دھکیل کر شہر کی فصیل کے قریب لے جایا جائے اور ان کے اندر اپنے لشکریوں کو بٹھا کر شہر کی فصیل کے اوپر شہر کے محافظوں پر تیراندازی کر کے اپنے لیے فوائد حاصل کیے جائیں۔ اس کے

علاوہ ہنی بال نے ایک اور زبردست کام یہ کیا کہ اس نے قریبی جنگلات سے ایسے درخت کاٹے جن کے بڑے لمبے اور موٹے تنے تھے۔ اور ان تنوں کے آگے اس نے لوہے کے بنے ہوئے مینڈھوں کے سر نصب کرا دیے تھے تاکہ لوہے کے بنے ہوئے ان سروں کو سیلینوس شہر کی فصیل سے ٹکرا کر فصیل کو گرایا جائے اور شہر میں داخل ہوا جا سکے اپنی یہ ساری تیاریاں مکمل کرنے کے بعد ہنی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ سیلینوس شہر پر حملہ کر دیا تھا۔

دوسری طرف سیلینوس والے بھی قرطاجنہ کے ہنی بال کے حملے سے بے خبر نہ تھے انہوں نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ اپنے کچھ تیز رفتار قاصد انہوں نے سیراکیوز کے حکمرانوں کی طرف روانہ کیے اور ان سے کنعانیوں کے خلاف انہوں نے مدد طلب کر لی تھی دوسرا کام انہوں نے یہ کیا کہ شہر کی فصیل کے اوپر انہوں نے پتھروں کے ڈھیر لگا دیے تھے۔ اس کے علاوہ انہوں نے فصیل کے اوپر بڑے بڑے چولہے تعمیر کر کے ان کے اوپر پانی گرم کرنا شروع کر دیا تھا تاکہ جوں ہی دشمن شہر کی فصیل کے قریب آکر ان پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے تو دشمن پر نہ صرف یہ کہ تیر اور پتھر برسائے جائیں بلکہ ان پر کھولتا ہوا پانی اور آگ کے انگارے بھی پھینکے جائیں پس جوں ہی ہنی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ سیلینوس شہر پر حملہ کر دیا اور اپنے لشکر کے ساتھ وہ شہر کی فصیل کے پاس آیا تو فصیل کے محافظوں نے ہنی بال کے لشکر پر تیروں، پتھروں، کھولتے پانی اور آگ کے انگاروں کی بارش کر دی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وقتی طور پر ہنی بال کو اپنے لشکر کے ساتھ ہٹ جانا پڑا تھا۔

تھوڑا سا وقفہ ڈال کر ہنی بال نے بڑی تیزی کے ساتھ اور طوفانی انداز میں اپنے لشکر کے ساتھ سیلینوس شہر پر حملہ کیا۔ درختوں کے بڑے بڑے تنوں کے آگے انہوں نے جو لوہے کے بڑے بڑے مینڈھوں کے سر نصب کروائے تھے۔ لوہے کے ان مینڈھے کے سروں کو بری طرح فصیل کے ساتھ ٹکرایا گیا۔ اور فصیل کا ایک حصہ گرا دیا گیا تھا۔ فصیل کا ایک حصہ گرانے کے بعد ہنی بال کے لشکری شہر کے اندر داخل ہونا ہی چاہتے تھے کہ ایک بار پھر ان پر تیر پتھر آگ کے انگارے اور کھولتا ہوا پانی پھینکا گیا اور ہنی بال کو ایک بار پھر اپنے لشکریوں کو لے کر پیچھے ہٹ جانا پڑا۔ اسی وقفے کے دوران سیلینوس شہر والوں نے فصیل کے اس حصے کی مرمت کر دی تھی جس کو ہنی بال نے گرا دیا تھا۔

ہنی بال نے چند دن کا وقفہ ڈال کر اپنی جنگی تیاریوں کو اپنے عروج پر پہنچایا اس کے بعد وہ ایک بار پھر طوفانی انداز میں شہر پر حملہ آور ہوا اس بار اس نے فصیل سے پھینکے جانے والے تیر پتھر آگ کے انگارے اور کھولتے پانی کی کوئی پرواہ نہ کی۔

پھر یکبارگی اس نے تیز حملے کر کے اور درختوں کے تنوں کے آگے نصب کیے ہوئے مینڈھے کے سروں کو شہر کی فصیل کے ساتھ ٹکرا کر اس نے جگہ جگہ سے فصیل کو توڑ کر رکھ دیا تھا اور شہر کی فصیل کے اندر اس نے بڑے بڑے شگاف پیدا کر کے رکھ دیئے تھے پھر ان شگافوں کے ذریعے سے ہنی بال کے لشکری شہر کے اندر داخل ہونا شروع ہو گئے یوں شہر کے اندر سیلینوس کے قدیم باشندوں کا قتل عام شروع ہو گیا تھا۔ لگاتار ۹ دن تک فونیقی سیلینوس شہر کو لوٹتے اور برباد کرتے رہے بہت کم لوگوں کو اپنی جانیں بچا کر سیلینوس شہر سے بھاگنے کا موقع ملا تھا۔ ورنہ فونیقیوں نے ان میں سے اکثر کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور جو باقی بچے انہیں انہوں نے اپنا غلام بنا کر رکھ دیا تھا۔ اس جنگ میں اگسٹا کے شہریوں نے بھی ہنی بال کے لشکریوں میں شامل ہو کر جنگ میں عملی طور پر حصہ لیا تھا۔ یوں اگسٹا شہر والوں نے فونیقیوں کی مدد سے سیلینوس والوں سے اپنا انتقام لے لیا تھا۔

سیلینوس شہر کو فتح کرنے کے بعد ہنی بال ابھی اپنے لشکر کے ساتھ شہر کے باہر ہی خیمہ زن تھا کہ سیراکیوز کی طرف سے سیلینوس کی مدد کے لیے روانہ ہونے والے مدد اور کمک کے دستے بھی سیلینوس شہر کے قریب پہنچ گئے اور ہنی بال کے لشکر کے ایک طرف آکر خیمہ زن ہوئے۔ سیراکیوز کی طرف سے آنے والے ان یونانیوں کی طرف سے ایک وفد ہنی بال کی طرف روانہ کیا گیا اور اس سے یہ التجا کی کہ سیلینوس کے قیدیوں کو رہا کر دیا جائے اور یہ کہ ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے ہٹ جائے اور سیلینوس کو پہلے کی طرح ایک آزاد حیثیت دے دی جائے ہنی بال نے یونانیوں کی اس التجا کا بڑی سختی سے جواب دیا اس نے انہیں کہا کہ سیلینوس کے لوگ اس قابل نہیں ہیں کہ اپنی آزادی برقرار رکھ سکیں اور یہ کہ اس شہر کے دیوتا اس شہر کے رہنے والوں سے ناراض ہے لہٰذا اس شہر کو آزادی دینے سے کیا حاصل ؟

اپنے اس وفد کی ناکامی کے بعد اس بار سیراکیوز کے یونانیوں نے اپنے لشکر کے اندر موجود چند اپنے معزز اور صاحب حیثیت لوگوں کو ہنی بال کی طرف بھجوایا جن کے فونیقیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ کے ساتھ بڑے اچھے اور عمدہ قسم کے تجارتی تعلقات تھے۔ جب ان لوگوں کا وفد ہنی بال کے پاس پہنچا تو اس وفد نے بھی ہنی بال سے ویسی التجا کی جو اس سے پہلے یونانیوں کا پہلا وفد کر چکا تھا اس وفد کو ہنی بال نے عزت اور

احترام کے ساتھ جواب دیا اس نے سیلنوس شہر کے قیدیوں کو رہا کر دیا اور وہ اس بات پر بھی تیار ہو گیا، کہ سیلنوس کے شہری پہلے کی طرح آزاد حیثیت سے زندگی بسر کر سکتے ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ اس نے یہ احتیاطی تدبیر بھی کی کہ سیلنوس شہر کی فصیل کو گرا کر اس نے زمین بوس کر دیا۔ تاکہ آنے والے دنوں میں سیلنوس کے شہری پھر کسی کے لیے مصیبت کا باعث نہ بنیں۔ سیلنوس کی فتح اور اس کی بربادی ہنی بال کا مقصد اور اس کا مدعا نہ تھا اس کی سب سے بڑی خواہش تو یہ تھی کہ وہ اپنے دادا ہملکر کا انتقام لے جو ہمیرا کے مقام پر شکست کھانے کے بعد آگ میں جل مرا تھا لہٰذا اس موقع پر جب کہ ہنی بال نے سیلنوس کے مقام پر فتح حاصل کر لی تھی۔ ہنی بال کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ وہ ہمیرا پر حملہ آور ہو اور ہمیرا کی حکومت اور اس کے باشندوں سے وہ اپنے دادا ہملکر کا انتقام لے۔

اپنے ان ارادوں کی تکمیل کے لیے ہنی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی کے ساتھ ہمیرا شہر کی طرف کوچ کیا۔ ہمیرا شہر سسلی کے شمال حصے میں سمندر کے کنارے واقع ہے وہ سسلی کی ایک مشہور و معروف بندرگاہ تھی۔ شہر کے اندر اور اطراف میں ہمیرا شہر والوں کا ایک جرار لشکر تھا اس کے علاوہ شہر کے ارد گرد پتھروں اور چٹانوں کی بنی ہوئی ایک مضبوط فصیل بھی تھی جو دشمن سے شہر کی حفاظت کر سکتی تھی۔ ہنی بال نے جب اپنے لشکر کے ساتھ سیلنوس سے ہمیرا کی طرف کوچ کیا تو یونانیوں کا وہ لشکر جو سیلنوس والوں کی مدد کے لیے سیراکیوز سے آیا تھا اس کے سالار نے جان لیا کہ سیلنوس کے بعد ہنی بال ہمیرا شہر کو اپنا نشانہ بنائے گا لہٰذا اس نے بھی بڑی تیزی اور برق رفتاری سے کوچ کیا اور ہنی بال سے پہلے ہی وہ ہمیرا شہر پہنچ گیا اور اس نے نہ صرف یہ کہ وہاں کے لوگوں کو چوکس کر دیا بلکہ خود ان کے ساتھ مل کر شہر کا دفاع بھی مضبوط کر لیا تھا۔

ہمیرا شہر کے قریب پہنچ کر ہنی بال نے اپنے لشکر کا ایک حصہ جو تقریباً چالیس ہزار جنگجو نوجوانوں پر مشتمل تھا وہ ہمیرا شہر کے قریب ایک پہاڑی سلسلے میں اس احتیاط کے تحت گھات میں بٹھا دیا تھا کہ ہمیرا شہر پر حملے کے دوران یا اس کا محاصرہ کرتے ہوئے اگر سیراکیوز یا کسی اور چھوٹے بڑے حکمران سے ہمیرا شہر کے لیے کوئی مدد اور کمک پہنچتی ہے تو اس سے نپٹا جا سکے اپنے چالیس ہزار کے لشکر کو ایک کوہستانی سلسلے میں چھپا کر ہنی بال بڑی خونخواری اور بڑی تیزی سے ہمیرا شہر پر حملہ آور ہوا۔ اپنے پہلے ہی حملے میں ہنی بال نے شہر کی فصیل کو توڑ کر شگاف کیا تھا وہاں سے ہمیرا شہر سے لشکری سیراکیوز سے آنے والے یونانیوں کے ساتھ مل کر

اس قوت اور اس دلیری سے حملہ آور ہوئے کہ ہنی بال کو وقتی طور اپنے لشکر کے ساتھ پیچھے ہٹ جانا پڑا تھا۔

یہ حالت دیکھتے ہوئے ہمیرا شہر کے لشکریوں اور سیراکیوز سے آنے والے یونانیوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ شہر سے باہر نکل کر ہنی بال کے لشکر کا مقابلہ کیا جائے ایسا فیصلہ کرنے کے بعد سب سے پہلے فصیل کے اندر جو شگاف پڑا تھا اسے پُر کر دیا گیا پھر یونانیوں اور ہمیرا شہر والوں کا متحدہ لشکر شہر سے نکلا اور بڑی دلیری کے ساتھ وہ ہنی بال کے لشکر پر ٹوٹ پڑا شہر سے باہر ہولناک جنگ کا آغاز ہو گیا تھا۔ دونوں طرف کے لشکری موجوں، بلکتے بھبکتے شعلوں اور موت کے جھکڑوں کی طرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے تھے۔ جنگ کا میدان آگ اگلنے لگا تھا بڑے بڑے جنگجو اور سورما یادوں کے ٹوٹے ہوئے خوابوں کی طرح موت کی زد میں آ کر اپنی آرزوئے حیات کھونے لگے تھے۔

ہمیرا شہر سے باہر جنگ کا میدان آندھیوں کے جھکڑوں اور موت کی موجوں کے طوفان کا سا ایک منظر پیش کر رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا گویا شہر سے باہر خون کا ایک سیلاب اور بیکراں دھول کا ایک طوفان رواں ہو گیا ہو۔ لشکری خونخوار درندوں کے غول کی طرح ایک دوسرے کو اپنے سامنے نیچا دکھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ ہنی بال نے یہ اندازہ کر لیا تھا کہ شاید شہر سے باہر لڑی جانے والی یہ جنگ فیصلہ کن جنگ ہو لہٰذا اس نے اپنے ان چالیس ہزار لشکریوں کو بھی بُلا لیا تھا جو اس نے ہمیرا شہر کے قریب کے ایک کوہستانی سلسلے میں گھات کے اندر بٹھا دیئے تھے ان لشکریوں کے پہنچنے سے ہنی بال کی طاقت اور قوت میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا تھا جب کہ دشمن پسپا ہونے لگے تھے اور اس پسپائی کے دوران ہنی بال نے اس زور کا حملہ کیا کہ ہمیرا شہر اور یونانیوں کا وہ متحدہ لشکر میدان جنگ کو چھوڑ کر شہر کے اندر داخل ہو کر محصور ہو گیا تھا۔

ہنی بال نے بڑی سختی کے ساتھ ایک بار پھر شہر کا محاصرہ کر لیا تھا۔ اسی روز ہمیرا کے ساحل پر بیس یونانی جنگی جہاز آ کر لنگر انداز ہوئے یہ جنگی جہاز ان دنوں میں ایتھنز اور اسپارٹا کے درمیان ہونے والی جنگ میں حصہ لینے کے بعد واپس لوٹتے ہوئے سیراکیوز کی طرف جا رہے تھے جب ان جہازوں کے کمان دار نے دیکھا کہ ہمیرا شہر کا فونیقیوں نے محاصرہ کر رکھا ہے تو اس نے ساحل پر اپنے جہازوں کو اس نیت کے ساتھ لنگر انداز

کر لیا کہ شاید وہ فونیقیوں کے خلاف حمیرا شہر کے یونانیوں کی کوئی مدد کر سکے۔ شہر کے اندر محصور یونانی لشکر نے خفیہ طور پر بیس جہازوں کے اس کمان دار سے رابطہ بھی قائم کیا اور التجا کی کہ وہ اپنے اس لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے جو ان بیس جہازوں کے اندر سوار ہے اور ساحل پر اتر کر وہ اپنے لشکر کے ساتھ فونیقیوں کے جرنیل ہنی بال پر حملہ آور ہو جائے۔ حمیرا شہر کے کمان داروں کا ارادہ تھا کہ اگر ان بیس بحری جہازوں کا کمان دار اپنے لشکر کے ساتھ ساحل پر اتر کر ہنی بال پر حملہ آور ہو جائے تو اسی لمحے وہ بھی شہر سے باہر نکل کر ہنی بال پر حملہ آور ہوں تو اس طرح انہیں امید تھی کہ اس دو طرفہ حملے سے وہ ہنی بال کو شہر کا محاصرہ اٹھا کر چلے جانے پر مجبور کر سکتے ہیں۔

بیس جہازوں کے اس سالار نے پہلے حمیرا شہر کے یونانیوں کی اس تجویز سے اتفاق کیا لیکن بعد میں جب اس نے یہ دیکھا کہ ہنی بال نے شہر کا بڑی مضبوطی اور سختی سے محاصرہ کر رکھا ہے اور یہ کہ اس کے پاس ایک ایسا جرار لشکر ہے جسے وہاں سے ہٹانا اس کے بس کی بات نہیں ہے تو اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ تو نہ ہی ہنی بال کے خلاف جنگ میں حصہ لے گا اور نہ ہی حمیرا شہر کے ساحل پر اپنے جہازوں کے ساتھ قیام کرے گا بلکہ اس نے فیصلہ کر لیا وہ فی الفور اپنے جہازوں کے ساتھ وہاں سے کوچ کر جائے گا اور یہ کہ اس نے حمیرا شہر کے لوگوں کو جب یہ خبر دی کہ سیراکیوز کا وہ جرنیل اپنے بیس جہازوں کے ساتھ وہاں سے کوچ کرنے والا ہے اور یہ کہ اس نے ہنی بال کے خلاف ان کی مدد کرنے سے انکار کر دیا ہے تو شہر کے اندر ایک طرح کی مایوسی اور بے اطمینانی پھیل گئی تھی پھر شہر کی اس سمت جس سمت سمندر تھا اور جس سمت ہنی بال نے محاصرہ نہ کر رکھا تھا حمیرا کے لوگوں نے شہر سے نکل نکل کر ان بیس جہازوں میں سوار ہونا شروع کر دیا تھا جو سیراکیوز کی طرف روانہ ہونے والے تھے۔ تھوڑی دیر تک شہر کے اندر ایسی بھگدڑ مچی کہ افراتفری کے عالم میں شہر سے نکل کر لوگ ان جہازوں کے اندر سوار ہونا شروع ہو گئے اور جب ان بیس جہازوں کے کمان دار نے دیکھا کہ لوگ ان جہازوں میں ان کی گنجائش سے زیادہ سوار ہونا شروع ہو گئے ہیں تو وہ اپنے جہازوں کے ساتھ وہاں سے سیراکیوز کوچ کر گیا تاکہ اسے اپنے جہازوں میں مزید لوگوں کو سوار نہ کرنا پڑے۔

ہنی بال نے حمیرا شہر پر مزید حملہ آور ہونے کے لیے ایک دن کا وقفہ ڈالا اور اس ایک دن کے وقفے میں اپنی جنگی تیاریوں کو خوب مضبوط اور مربوط کیا اس کے بعد دوسرے روز وہ ایسی شان و شوکت ایسی خونخواری کے ساتھ حمیرا شہر پر حملہ آور ہوا کہ جگہ جگہ سے

اس نے شہر کی فصیل کو توڑ کر بڑے بڑے شگاف بنا دیئے تھے پھر فصیل کے اندر پڑنے والے ان شگافوں کے ذریعے سے اس کا لشکر حمیرا شہر میں داخل ہونا شروع ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک شہر کے اندر گھمسان کا رن پڑتا رہا۔ یہاں تک کہ ہنی بال کے لشکری ہر طرف غالب اور فتح مند رہے اور انہوں نے حمیرا شہر پر مکمل طور پر قبضہ کر لیا تھا۔

حمیرا شہر کو اپنے سامنے فتح کرنے کے بعد شہر کی ساری جوان عورتوں کو ایک جگہ جمع کیا گیا اور پھر ان ساری عورتوں کو اپنے لشکریوں کے اندر اس نے ان کو تقسیم کر دیا تھا۔ اس کے بعد اس نے شہر کے تین ہزار مردوں کو قیدیوں اور اسیروں کی طرح رسیوں میں جکڑا پھر انہیں جانوروں کی طرح ہانکتا ہوا ہنی بال اس جگہ لے گیا تھا جہاں اس کے دادا نے حمیرا شہر سے شکست کھانے کے بعد اپنے آپ کو آگ کے الاؤ میں جلا کر اپنا خاتمہ کر دیا تھا اپنے دادا کی روح کو اطمینان اور خوشیاں دینے کے لیے ہنی بال نے حمیرا شہر کے ان تین ہزار مردوں کو عین اس جگہ قتل کروا دیا جہاں پر چند سال پہلے اس کا دادا آگ میں کود کر مر گیا تھا اس قتل عام کے بعد ہنی بال اپنے لشکر کے ساتھ شہر کی طرف آیا۔ شہر کی فصیل اس نے گرا دی اور شہر کو مکمل طور پر تباہ و برباد کر کے اس نے کھنڈرات میں تبدیل کر کے رکھ دیا تھا۔

سسلی کی سرزمین کے اندر ہنی بال کی ان فتوحات نے سسلی کے دوسرے شہروں کے یونانیوں کو بھی خوفزدہ اور لرزاں کر کے رکھ دیا تھا وہ اپنی اپنی جگہ پر وہ یہ سوچنے پر مجبور تھے کہ سیلینوس اور حمیرا شہر کی فتح اور بربادی کے بعد فونیقیوں کا جرنیل ہنی بال اب یکے بعد دیگرے سسلی کے دوسرے شہروں کا رخ کرے گا اور ان کے اندر ویسی ہی تباہی اور بربادی پھیلائے گا جیسی اس نے سیلینوس اور حمیرا شہر کے اندر پھیلائی ہے لیکن ہنی بال نے ایسا نہیں کیا۔

ہنی بال تو صرف اپنے دادا کا انتقام لینے کے لیے سسلی کی سرزمین کے اندر داخل ہوا تھا اور اس نے اس جگہ جہاں اس کا دادا مرا تھا تین ہزار یونانیوں کو قتل کر کے نہ صرف یہ کہ اپنے دادا کی روح کو خوش کر دیا تھا بلکہ اپنا انتقام بھی اس نے لے لیا تھا اس کے بعد ہنی بال ایک فاتح کی حیثیت سے اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سسلی کے ساحلی حصے سے اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

یوناف اور بیوسا نے بھی اس وقت تک اپنا قیام سسلی میں ہی رکھا جب تک ہنی بال اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پر بیٹیوس اور حمیرا شہر کے خلاف فتوحات حاصل کرنے میں مصروف رہا اور جب ہنی بال اپنے لشکر کے ساتھ قرطاجنہ کی طرف کوچ کر گیا تو یوناف اور بیوسا بھی ہندوستان کی طرف کوچ کر گئے تھے۔ اور دریائے گنگا کے کنارے اسی سرائے میں انہوں نے قیام کر لیا تھا جہاں پر وہ پہلے ہی ٹھہرے ہوئے تھے دن وقت بڑی تیزی سے گزرتا رہا۔ یہاں تک کہ ہستناپور کا راجہ سنتانون اپنی طبعی موت مر گیا اور اس کے دونوں بیٹے وچیتراویریا اور چیتر نگا را دونوں جوان ہو گئے تھے۔ عارب اور نبیطہ ابھی تک دریائے جمنا کے کنارے ماہی گیروں کی اس بستی کے اندر قیام کیے ہوئے تھے یہاں تک کہ ایک روز شام سے تھوڑی دیر پہلے عزازیل ان دونوں کے پاس آیا اور ان دونوں بہن بھائیوں سے کہنے لگا۔

اے میرے رفیقو! مجھے غور سے سنو میں ہستناپور کے خلاف سازش اور معرکے کی ابتدا کرنے والا ہوں اس پر عارب نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

اے آقا آپ ہستناپور کے خلاف کیسے اور کس طرح حرکت میں آنے والے ہیں اس کے جواب میں عزازیل نے بڑے مکروہ انداز میں کہنا شروع کیا۔

سنو میرے دونوں عزیزو! میں نے بدی کے فروغ اور گناہ کے فشار کے لیے ان دنوں تین بڑے بڑے کام کرنے کا فیصلہ کیا ہے عارب نے بیچ میں بولتے ہوئے پوچھا۔

اے آقا آپ ہمیں ان تینوں کاموں کی تفصیل نہ بتائیں گے جو کام آپ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس پر عزازیل بڑے عیارانہ انداز میں مسکرایا پھر کہا۔ یہی تفصیل تو میں تم دونوں سے کہنے آیا ہوں۔

سنو میرے رفیقو! پہلا کام جو میں کرنے والا ہوں وہ یہ ہے کہ ہستناپور کی ایک ہمسایہ ریاست ہے جس کا نام گندھارا ہے اس ریاست کے راجہ کا نام چیتر نگارا ہے۔ اس راجہ نے یہ اعلان کر رکھا ہے کہ اس جیسا اور اس کے نام جیسا راجہ ہندوستان کی سرزمین میں ہو ہی نہیں سکتا اب میں اس راجہ چیتر نگا را کے پاس جاؤں گا اور اسے اس پر اکساؤں گا کہ

ہستناپور کے راجہ سنتانون نے ایک حسین لڑکی جس کا نام ستیاوتی ہے شادی کی تھی اور اس سے اس کے ہاں دو بیٹے ہوئے جن میں سے ایک کا نام وچیتراویریا اور دوسرے کا نام چیتر نگا را ہے بس میں اس راجہ کو کہوں گا کہ ہستناپور کے راجہ نے کیوں اپنے بیٹے کا نام تیرے جیسا رکھا ہے پس تو ہستناپور جا اور وہاں جا کر یہ دعویٰ کر کہ راجہ سنتانون کا بیٹا جس کا نام چیتر نگارا ہے اپنا نام تبدیل کر لے اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو پھر وہ تمہارے ساتھ مقابلہ کرے اور تم اسے مزید کہو کہ چونکہ ہندوستان کی سرزمین میں ایک ہی چیتر نگارا رہ سکتا ہے لہٰذا تم اسے مقابلے کی دعوت دو اور مقابلے کے دوران اس کا خاتمہ کر دو اس طرح تمہارا یہ دعویٰ بحال رہے گا کہ ہندوستان کی سرزمین میں صرف ایک ہی چیتر نگا را نام کا راجہ یا راجکمار رہ سکتا ہے۔

سو اے میرے رفیقو میں راجہ کو یہ کام کرنے پر اکساؤں گا اور مجھے امید ہے کہ میں ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا میری بات پر وہ راجہ ضرور ہستناپور کا رخ کرے گا۔ اور سنتانون کے بیٹے چیتر نگارا سے مقابلہ کر کے اس کا خاتمہ کر دے گا۔ اس طرح ہستناپور کے اندر میں بدی کا کام کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔

اور میرے ساتھیو دوسرا کام جو میں کرنے والا ہوں وہ یہ ہے کہ ہستناپور کی ایک اور ہمسایہ ریاست ہے جس کا نام کاشی ہے۔ ہستناپور اور کاشی کے درمیان ہمیشہ سے یہ معاہدہ رہا ہے کہ ریاست کاشی کی راجکماریاں ہمیشہ ہستناپور کے راجکماروں کے ساتھ بیاہی جاتی رہی ہیں۔ اور میرے ساتھیو مزید یہ کہ کاشی کے بادشاہ کی تین بیٹیاں ہیں۔ ایک کا نام امبا دوسری کا نام امبیکا اور تیسری کا نام امبالیکا ہے۔ یہ تینوں راجکماریاں انتہا درجے کی حسین اور پرکشش ہیں۔ تم جانتے ہو کہ ہستناپور کا راجہ سنتانون مر چکا ہے گو ان دنوں ستیاوتی اور سنتانون کا بڑا بیٹا وچیتراویریا ہی ریاست کا راجہ ہے لیکن ریاست کے امور کی اصل دیکھ بھال راجہ سنتانون کا بڑا بیٹا دیوورتا ہی کر رہا ہے۔ دیوورتا اس وقت ستیاوتی کے دونوں بیٹوں وچیتراویریا اور چیتر نگا را کے باپ کا سا کردار ادا کر رہا ہے دیوورتا نے یہ ارادہ کر رکھا ہے کہ کاشی کی ان راجکماریوں کو وہ اپنے مرکزی شہر ہستناپور میں لائے گا اور ان میں سے دو کی شادی اپنے بڑے بھائی وچیتراویریا اور ایک کی شادی چیتر نگا را کے ساتھ کر دے گا۔

پر میرے عزیزو! میں دیوورتا کی یہ خواہش پوری نہ ہونے دوں گا میں ریاست کاشی کے راجہ کے پاس جاؤں گا اور اسے اس بات پر اکساؤں گا کہ وہ اپنی تینوں راجکماریوں کی شادی

ہستناپور کے راجکماروں کے ساتھ نہ کرے اس کے لیے میں یہ وجہ پیش کروں گا بلکہ اس پر میں یہ انکشاف کروں گا کہ ہستناپور کے راجہ سنتانون کا بیٹا دیووارتا تو ساری عمر شادی نہ کرنے کا ارادہ کر چکا ہے جب کہ وہ تمہاری تینوں بیٹیوں کی شادی اپنے دونوں بھائیوں وچترا ویریا اور چیترنگا را کے ساتھ کرنا چاہتا ہے جب کہ یہ دونوں بھائی ہستناپور کے راجہ سنتانون کی اس بیوی کے بطن سے ہیں جو بنیادی طور پر ایک ماہی گیر کی بیٹی ہے لہذا میں ریاست کاسی کے راجہ کو مشورہ دوں گا کہ وہ اپنی حسین و جمیل بیٹیوں کی شادی ایسے جوانوں کے ساتھ نہ کرے جن کی ماں کبھی دریائے جمنا کے کنارے بسنے والے ماہی گیروں کے ساتھ مچھلیاں پکڑا کرتی تھی مجھے امید ہے کہ ایسا انکشاف کر کے میں ریاست کاسی کے راجہ کو اس بات پہ آمادہ کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا کہ وہ اپنی بیٹیوں کی شادی ہستناپور کے راجکماروں سے کرنے پہ آمادہ نہ ہو بلکہ میں مزید اسے یہ مشورہ دوں گا کہ وہ اپنی بیٹیوں کے لیے سوئمبر رچائے اس سوئمبر کے اندر تلوار بازی کے مقابلے کرائے جائیں اور جو تین جوان ان مقابلوں کے درمیان اوّل رہیں انہیں کے ساتھ ہی امبا، امبیکا اور امبلیکا کی شادی کر دی جائے۔

سفو عارب اور نبیطہ اگر میں کاسی کے راجہ کو اس بات پہ آمادہ کرنے میں کامیاب ہو گیا کہ وہ اپنی تینوں راجکماریوں کی شادی ہستناپور کے راجکماروں کے ساتھ کرنے کی بجائے ان کے سوئمبر رچائے اور ان میں حصہ لینے والے جوانوں میں سے اوّل، دوئم اور سوئم آنے والوں کے ساتھ اپنی راجکماریوں کی شادی کر دے۔ تو اس طرح ہستناپور کا دیووارتا اس بات سے نہ صرف یہ کہ خفا ہو گا بلکہ وہ کاسی کے راجہ سے اپنے دونوں چھوٹے بھائیوں کے لیے ان تینوں راجکماریوں کو طلب کرے گا اس لیے کہ ماضی میں ان دونوں ریاستوں کے ساتھ یہ معاہدہ رہا ہے کہ کاسی کی راجکماریاں ہمیشہ ہستناپور کے راجکماروں اور راجہ کے عزیزوں کے ساتھ بیاہی جائیں گی۔ میرے اکسانے پر اگر کاسی کا بادشاہ اپنی بیٹیوں کے لیے سوئمبر رچاتا ہے اور اس میں حصہ لینے والے کامیاب جوانوں سے اپنی بیٹیوں کی شادی کرواتا ہے تو میرا اندازہ ہے کہ ہستناپور کا دیووارتا ضرور کاسی کے راجہ کے خلاف حرکت میں آئے گا اور اس حادثہ اور اس المیے کے نتیجے میں ہو سکتا ہے کہ ہستناپور اور کاسی دونوں ریاستوں کے درمیان جنگ چھڑ جائے اور اگر ایسا ہوتا ہے تو یہ بھی میری بہترین کامیابیوں میں سے ایک ہو گی کیونکہ اس دنیا کے اندر انتشار، خلفشار، فساد، دنگا، گناہ اور بدی پھیلانا میرے بہترین کاموں میں سے ہیں۔ یہاں تک کہنے کے

بعد عزازیل جب خاموش ہوا تو اس بار نبیطہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھ لیا۔

اے آقا۔ دو کاموں کی تفصیل تو آپ نے کہہ دی اب آپ یہ بتائیے کہ وہ تیسرا کام کون سا ہے جس کے کرنے کا آپ ارادہ کر چکے ہیں۔ نبیطہ کے اس سوال پر عزازیل نے تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچا پھر جواب میں کہہ رہا تھا۔

اے عزیزم! میری بات غور سے سن تیسرا کام جو میں کرنے والا ہوں۔ اس کام میں میں یوناف کو نکی بیوسا کے ذریعے ملوث کرنے کی کوشش کروں گا اور اگر میں اپنے بنائے ہوئے لائحہ عمل کے مطابق کامیاب رہا تو یوناف کو میں ایک ناقابل برداشت ہزیمت اور اذیت سے دوچار کر کے رکھ دوں گا اور ہاں سفو جو تیسرا کام میں کرنے والا ہوں وہ کچھ یوں ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک بہت بڑا کارواں ایک خانہ بدوش قافلے کی صورت میں فلسطین سے صحرائے سینا کی طرف روانہ ہوا ہے یہ کارواں ہزاروں افراد پر مشتمل ہے اور یہ اس میں بوڑھے، بچے، جوان اور عورتیں اور لڑکیاں سبھی شامل ہیں یہ لوگ دو خزانوں کی تلاش میں صحرائے سینا کی طرف روانہ ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ صحرائے سینا کے اندر عین جبل موسیٰ کے سامنے موسیٰ کے ساتھ تکرار کے بعد خداوند نے اس کے چچا زاد بھائی قارون کو اس کے خزانے کے سمیت زمین میں اتار دیا تھا بنی اسرائیل کا یہ گروہ ایک تو اس خزانے کی تلاش میں جبل سینا کی طرف جا رہا ہے اور دوسرا خزانہ جو وہ حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کے خیال کے مطابق یہ ہے کہ جس وقت جبل سینا کے اندر بنی اسرائیل نے قیام کر رکھا تھا اور موسیٰ توریت حاصل کرنے کے لیے جبل سینا کے اوپر گئے تھے۔ تو ان کی غیر موجودگی میں سامری جادوگر نے بنی اسرائیل کو گوسالہ پرستی میں مبتلا کر دیا تو بنی اسرائیل کے لوگوں کا خیال ہے کہ بنی اسرائیل نے جو سونا جمع کیا تھا اس سارے سونے سے گوسالہ نہیں بنا تھا بلکہ بچھڑا کے بننے کے بعد سونے کی ایک بہت بڑی مقدار بچ رہی تھی جو جبل موسیٰ کے سامنے ہی کہیں زمین میں دفن ہو کر رہ گئی تھی۔ پس انہیں دونوں خزانوں میں بنی اسرائیل کا یہ قافلہ صحرائے سینا میں جبل موسیٰ کی طرف جا رہا ہے۔

جبل موسیٰ کے آس پاس چونکہ مدین والے آباد ہیں لہذا میں نے گناہ اور بدی کے انتشار کے لیے ایک پیش بندی کی ہے اور وہ اس طرح کہ میں مدین والوں کے پاس گیا اور انہیں یہ خبر دی کہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ فلاں فلاں خزانے کی تلاش میں صحرائے سینا کی طرف آ رہا ہے اور میں نے انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ ان دونوں خزانوں کے اصل حق دار تم لوگ ہو، چونکہ صحرائے سینا کے آس پاس تم لوگ ہی آباد ہو اور ان صحراؤں کے اندر جو بھی خزانہ دفن ہے

وہ تمہاری ملکیت بنتا ہے اہل مدین میری تجویز پر عمل کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں اور وہ اس طرح کہ جب بنی اسرائیل کا وہ قافلہ صحرائے سینا کے اندر آ کر خیمہ زن ہو گا تو ان کے قرب و جوار میں مدین والے بھی اپنے ایک قافلے کو وہاں خیمہ زن کرا دیں گے وہ بنی اسرائیل کو بھی خزانہ تلاش کرنے کی اجازت دیتے رہیں گے اور ساتھ ساتھ خود بھی اس خزانے کو تلاش کرتے رہیں گے اور اگر اہل مدین نے ان دونوں خزانوں کو خود تلاش کر لیا تو وہ اس کے حق دار ہوں گے اور اگر یہ دونوں خزانے بنی اسرائیل کے ہاتھ لگ گئے تو اہل مدین ان پر حملہ آور ہو جائیں گے تاکہ وہ ان سے دونوں خزانے چھین لیں اور اگر یہ خزانے صحرا کے اندر کہیں بھی نہ ملے تب بھی میرے کہنے پر اہل مدین بنی اسرائیل پر حملہ آور ہو جائیں گے اس طرح دو گروہوں کو آپس میں ٹکرا کر میں بدی پھیلانے میں کامیاب رہوں گا۔

اور ہاں مزید سنو کہ اسی جبل موسیٰ کے اندر میں نے ایک بہت بڑی اور گہری کنواں نما کھوہ اپنے ساتھیوں کی مدد سے کھدوائی ہے اور اس کھوہ کے اندر میں نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے بے شمار سانپ ڈال دیئے ہیں اور ان سانپوں کو ایک طرح سے میرے ساتھی اس کھوہ کے اندر روزانہ گوشت مہیا کرتے ہیں اور ان سانپوں کو ایک طرح سے انہوں نے آدم خور بنا کر رکھ دیا ہے جب صحرائے سینا کے اندر بنی اسرائیل اور مدین والے آپس میں ٹکرائیں گے تو مجھے امید ہے کہ ابلیکا اس لیے اس حادثے کی خبر ضرور یوناف کو کرے گی اور یوناف نیکی کی طرف داری کرنے کے لیے بنی اسرائیل کا ساتھ دینے کے لیے ضرور ان سرزمینوں کی طرف آئے گا اور جب وہ ایسا کرے گا تو بیوسا کی مدد سے میں اسے اس جگہ بلاؤں گا جہاں پر جبل سینا کے اندر ہم نے اس کھوہ میں بے شمار سانپ پال رکھے ہیں اس دوران کوزن بھی وہاں پہنچ جائے گا کیونکہ میں اسے وقت مقررہ پر وہاں پہنچ جانے کے لیے کہہ چکا ہوں وہاں اس کھوہ کے پاس ہم کوزن اور یوناف کا مقابلہ کرائیں گے میں یہ بات کوزن کو سمجھا چکا ہوں اور وہ اس مقابلے کے دوران دھوکا دہی سے کام لیتے ہوئے یہ کوشش کرے گا کہ یوناف کو اٹھا کر سانپوں بھری اس کھوہ میں پھینک دے اس طرح پھر دیکھنا تم لوگ کہ یوناف کا کیسا بھیانک اور برا انجام ہوتا ہے۔

عزازیل کی یہ ساری گفتگو سن کر عارب اور نبیلہ کے چہروں پر بے پناہ خوشی اور اطمینان کے جذبے پھیل گئے تھے اس موقع پر عارب نے بڑی عقیدت مندی سے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

اے آقا یہ تینوں کام جو آپ نے کرنے کا ارادہ کیا ہے ہمارے لیے فائدے ہی فائدے اور سود مندی ہی سود مندی ہے چونکہ ان تینوں واقعات سے ہم بدی کے پھیلاؤ کا خوب کام کر سکتے ہیں اور اگر آپ کے بتائے ہوئے قاعدے اور کلیے کے مطابق کوزن یوناف کو اٹھا کر کھوہ کے اندر پھینکنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر یہ عمل بھی قابل دید ہو گا کہ اس کھوہ کے اندر گرنے کے بعد یوناف کا انجام کیا ہوتا ہے۔ عارب کے بعد نبیلہ نے بھی بولتے ہوئے کہا۔

اے آقا ان تینوں کاموں کی تکمیل کے بعد پھر ہمیں بیوسا کو یوناف سے علیحدہ کر دینا چاہیئے، اس لیے کہ مجھے خطرہ اور خدشہ ہے کہ یوناف کے ساتھ رہتے رہتے بیوسا کہیں اس کی نیکی اس کے اخلاق اور اس کی سیرت سے متاثر ہو کر ہمارے بجائے کہیں اس کا ہی ساتھ دینے پر آمادہ نہ ہو جائے اگر ایسا ہو گیا تو یہ ہماری قوت اور طاقت میں کمی اور یوناف کے زور بازو میں ایک طرح سے اور زیادہ اضافہ ہو جائے گا۔ نبیلہ خاموش ہوئی تب عزازیل نے کہنا شروع کیا۔

تمہارا اندازہ درست ہے نبیلہ جب ہم ان تینوں کاموں کی تکمیل کر چکیں گے تو ہم بیوسا کو ضرور یوناف سے علیحدہ کر کے اپنے پاس بلا لیں گے اور ہاں سنو میرے دونوں عزیزو میں نے تمہیں ایک خوشخبری تو ابھی تک سنائی ہی نہیں اس پر نبیلہ نے چونک کر پوچھا۔

اے آقا وہ کون سی خوشخبری ہے جو ابھی تک آپ نے ہمیں نہیں سنائی۔ اس پر عزازیل کہنے لگا۔ میرے رفیقو تم دونوں جانتے ہو کہ بابل شہر کے باہر یوناف نے اجوتپ کے اس سحر کو اس نے کہیں دفن کر کے چھپا دیا تھا میں نے اپنے بے شمار ساتھیوں کو اس سحر کی تلاش میں لگا دیا تھا اور وہ ایک عرصہ تک شماش دیوتا کی اس قدیم عمارت کے اردگرد اس سحر کو تلاش کرتے رہے، یہاں تک کہ اس سحر کو میرے ساتھی تلاش کرنے میں کامیاب ہوئے اور اسے وہ میرے پاس لے کر آ گئے۔

پھر اے میرے ساتھیو تم جانتے ہو میں نے اس سحر کا کیا کیا میں نے اس سحر کی قوت اور طاقت میں اور زیادہ اضافہ کرتے ہوئے اسے ایک سیب کے خول میں منتقل کر دیا اور سیب کے خول کے اوپر میں نے بڑے نمایاں انداز میں اژدھے کی تصویر بنا دی۔ اور اس سیب کو میں نے دوبارہ مصر کے اہرام میں ڈال دیا ہے تاکہ بوقت ضرورت ہم کام میں لا سکیں۔

اور ہاں میرے رفیقو میں مزید تم پر انکشاف کروں کہ وہ بنی اسرائیل کا کارواں جو جبل سینا کی طرف رواں دواں ہے اور جو وہاں دو قدیم خزانوں کی تلاش وہاں کرنا چاہتا ہے، وہ

جبل سینا کے آس پاس دونوں خزانوں کو تلاش کرنے کے بعد مصر کی طرف روانہ ہوگا۔ ان اسرائیلیوں کا خیال ہے کہ موسیٰ کے فرعون نے اپنے بہت سے خزانے مصر کے اہرام کے اندر دفن کروا دیئے ہیں اور چونکہ وہ عذاب الہٰی کے باعث سمندر میں ڈوب کر اچانک موت کا شکار ہو گیا تھا لہذا نہ تو وہ خود ان خزانوں سے مستفید ہو سکا اور نہ ہی وہ کسی کو ان خزانوں کا پتہ بتا سکا لہذا بنی اسرائیل کا یہ قافلہ صحرائے سینا سے فارغ ہونے کے بعد مصر کا رُخ کرے گا اور وہ وہاں مصر کے اہرام سے موسیٰ کے فرعون منفتاح کے دفن کیے ہوئے خزانوں کو بھی تلاش کریں گے اور سنو میرے عزیزو جب اسرائیلی ایسا کریں گے تو میں ایحوتپ کے طلسم کو ان پر نازل کر کے ان کے اندر نہ ختم ہونے والا خوف و ہراس پھیلا کر رکھ دوں گا۔

چند لمحے خاموش رہنے کے بعد عزازیل اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور فیصلہ کن انداز میں اس نے عارب اور نبیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

میرے دونوں عزیزو تم میرے اگلے حکم تک دریائے جمنا کے کنارے ماہی گیروں کی اس بستی میں اپنا قیام رکھو میں اب ریاست گندھارا کے راجہ چترنگارا کی طرف جاتا ہوں اور اسے ہستناپور کے راجکار چترنگارا کے متعلق اکساتا ہوں تاکہ وہ اس کے خلاف حرکت میں آئے اور ہستناپور کے اندر ایک نئی بدی کی ابتدا ہو۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل عارب اور نبیطہ کے سامنے سے روپوش ہو گیا تھا۔

ریاست گندھارا میں عزازیل وہاں کے راجہ چترنگارا کے سامنے اس وقت آیا جس وقت راجہ شہر سے باہر ایک کھلے میدان میں تیغ زنی کی مشق سے فارغ ہوا تھا۔ عزازیل اس کے نزدیک گیا اور رازدارانہ انداز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

اے راجہ میرا نام عزازیل ہے میں ایک اچھا نجومی اور رمل شناس ہوں اور اس کام کو لیے میں نگر نگر اور قریہ قریہ گھومتا ہوں اور اپنے اس علم سے میں بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاتا ہوں۔

اے راجہ تیری ریاست میں بھی میں تمہاری ایک بہتری اور بھلائی ہی کے لیے داخل ہوا ہوں عزازیل کی گفتگو سن کر راجہ چترنگارا نے بڑے تجسس اور جستجو کے انداز میں عزازیل کی طرف دیکھا پھر اس نے پوچھا۔

اے اجنبی تو نے اپنا نام اور اپنا کام تو مجھے بتا دیا لیکن تو نے یہ نہیں بتایا کہ تو مجھ سے کیا کہنا چاہتا ہے اور جو کچھ تو کہنا چاہتا ہے اس میں میری کیا بھلائی اور فائدہ ہے اس پر عزازیل نے راجہ کے اردگرد کھڑے اس کے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اے راجہ اگر تم تھوڑی دیر کے لیے مجھے علیحدگی میں گفتگو کرنے کا موقع دو تو میں تم پر ایک ایسا انکشاف کروں جس میں یقیناً تیرا فائدہ اور بھلائی ہی ہے۔ راجہ چترنگارا فوراً اس پر تیار ہو گیا اور اس نے عزازیل کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے علیحدہ لے کر اس نے پوچھا کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ جواب میں عزازیل بولا۔

اے راجہ میں جانتا ہوں کہ اس ہند کی سرزمین کے اندر تیرے جیسا کوئی تیر انداز اور ماہر تیغ زن نہیں ہے اس لیے تو نے اعلان کر رکھا ہے کہ آس پاس کی ریاستوں میں کوئی بھی

راجہ اور راجکمار تمہارا نام استعمال نہیں کر سکتا اس موقع پر اے راجہ میں تم سے یہ کہوں کہ ہستنا پور کے ایک راجکمار نے یہ گستاخی کی ہے یہ راجکمار ہستنا پور کے راجہ سنتا نون کا بیٹا ہے جو مر چکا ہے۔ ہستنا پور کے راجہ کے اس وقت تین بیٹے ہیں ایک کا نام دیوارتا جو سنتا نون کی ایک صاحب حیثیت بیوی سے ہے اور دوسرے دو بیٹوں کے نام وچترا ویریا اور چترنگارا ہیں اور یہ دونوں سگے بھائی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ماہی گیر عورت کے بطن سے ہیں۔ پس اے راجہ کیا تو اپنے عہد کو برقرار رکھنے کے لیے ہستنا پور کے اس چترنگارا کی طرف نہ جائے گا اور اسے یہ چیلنج نہ دے گا کہ یا تو وہ اپنا نام تبدیل کرے اور اگر وہ اپنا نام تمہارے جیسا رکھنا چاہتا ہے تو پھر وہ تیغ زنی میں تمہارا مقابلہ کرے تاکہ دونوں میں سے ایک کا خاتمہ ہو جائے اور صرف ایک ہی چترنگارا کو ہندوستان کی سرزمین میں رہنے کا موقع ملے۔ اور اے راجہ اس موقع پر میں تم سے یہ بھی کہوں کہ میرا علم نجوم اور رمل مجھے یہ بتاتا ہے کہ اگر یہ مقابلہ ہوتا ہے تو ستارے تمہارے ہی کامیاب رہیں گے اور تم اس مقابلے میں ہستنا پور کے راجکمار کو اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

عزازیل جب اپنی بات ختم کر چکا تو گندھاروا کے راجہ چترنگارا نے تھوڑی دیر تک عزازیل کو بڑے خوش کن انداز میں دیکھا پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اے عزازیل تیری گفتگو میں بڑی چاشنی اور خوش کن پیشگوئیاں ہیں۔ سنو اگر تمہارے ستارے یہ کہتے ہیں کہ میرے اور ہستنا پور کے راجکمار کے درمیان اگر مقابلہ ہوتا ہے تو اس میں میں ہی کامیاب رہوں گا۔ اگر ایسا ہے تو اے عزازیل سنو! میں بہت جلد ہستنا پور کا رخ کروں گا اور وہاں ہستنا پور کے راجکمار کو یہ چیلنج کروں گا کہ یا تو وہ اپنا نام تبدیل کر لے اور اگر وہ اپنا نام تبدیل نہیں کرتا تو پھر میرے ساتھ مقابلہ کرے تاکہ ہم دونوں میں سے ایک مارا جائے اور صرف ایک ہی چترنگارا نام کا راجکمار یا راجہ ہند کی اس سرزمین میں باقی رہے۔

ریاست گندھاروا کے راجہ چترنگارا کی یہ گفتگو اور یہ فیصلہ سن کر عزازیل بے حد خوش ہوا پھر اس نے اپنے سر کو جھکاتے ہوئے کہا۔

اے گندھاروا کے راجہ تمہاری گفتگو اور تمہارے فیصلے سے مجھے اطمینان ہوا ہے اور اب میں بڑی بے چینی سے اس دن کا انتظار کروں گا جب تم مقابلے کے دوران ہستنا پور کے راجکمار چترنگارا کا سر کاٹ کر رکھ دو گے۔ اب مجھے اجازت دو میں یہاں سے کوچ

کرتا ہوں۔ راجہ چترنگارا نے عزازیل کو جب جانے کی اجازت دے دی تو تھوڑی دور تک عزازیل آہستہ آہستہ چلتا ہوا گیا اور اس کے بعد وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے روپوش ہو گیا تھا۔

اپنی اس پہلی مہم میں عزازیل پوری طرح کامیاب رہا تھا۔ اس لیے کہ اس کی انگیخت اور اس کے اکسانے پر ریاست گندھاروا کا راجہ چترنگارا حرکت میں آیا چند دن بعد وہ اپنے شہر سے روانہ ہوا اور ہستنا پور کی طرف اس نے کوچ کیا۔ ہستنا پور پہنچ کر وہ ریاست کے بڑے راجکمار دیوارتا اور اس کے دونوں چھوٹے بھائیوں وچترا ویریا اور چترنگارا سے ملا ان کے علاوہ اس نے ہستنا پور کے سرکردہ لوگوں کو بھی جمع کیا اور ان کے سامنے اس نے اپنا یہ چیلنج پیش کیا کہ ہند کی سرزمین میں چترنگارا نام کا صرف ایک ہی راجہ یا راجکمار رہ سکتا ہے اور چونکہ اس وقت دو چترنگارا ہیں ایک میں اور دوسرا ہستنا پور کا راجکمار۔ لہٰذا اس معاملے کو نپٹانے کے لیے اب دو ہی صورتیں ہیں۔

اوّل یہ کہ ہستنا پور کا راجکمار چترنگارا اپنا نام تبدیل کر لے اور اگر اسے میری یہ پیشکش قبول نہ ہو تو پھر میرے ساتھ وہ مقابلہ کرے تاکہ اس مقابلے کے دوران ہم دونوں میں سے ایک مارا جائے اور صرف ایک ہی چترنگارا کو ہندوستان کی سرزمین میں رہنے کا موقع ملے ہستنا پور کے راجکمار چترنگارا نے گندھاروا کے راجہ کی اس پیشکش کو قبول کر لیا۔ لہٰذا دونوں کے درمیان تلوار بازی کا سخت مقابلہ ہوا اور اس مقابلے کے دوران گندھاروا کے راجہ نے ہستنا پور کے راجکمار کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی اس طرح عزازیل اپنے شیطانی مقصد میں کامیاب رہا گندھاروا کا راجہ ہستنا پور کے راجکمار کا کام تمام کر کے واپس لوٹ گیا اور ہستنا پور کی رانی ستیاوتی جو اب بوڑھی ہوتی جا رہی تھی۔ اپنے شوہر کی وفات کے بعد اس کی زندگی کا سب سے بڑا غم اور سب سے بڑا المیہ تھا۔

○

اپنی اس پہلی مہم کی تکمیل کے بعد عزازیل ریاست کاسی کے راجہ کی خدمت میں حاضر ہوا کاسی کا راجہ اس وقت لوگوں کے چند الضاف طلب معاملات نپٹانے کے بعد فارغ ہوا ہی

تھا کہ عزازیل نے اس کے محافظوں کے ذریعے سے اس سے ملنے کی خواہش ظاہر کی، جس پر کاسی کے راجہ نے اسے فوراً اندر طلب کر لیا۔

عزازیل راجہ کے سامنے آیا اور اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے سب سے پہلے اس نے اپنا تعارف اس سے کروایا پھر بڑے دانشمندانہ انداز میں کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے ریاست کاسی کے راجہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے راجہ میں تیری بھلائی تیری بہتری اور تیری عزت اور ناموری کے لیے تجھے ایک مشورہ دینے کے لیے آیا ہوں اس مشورے کے اندر میری اپنی کوئی غرض میرا اپنا کوئی مفاد حائل نہیں ہے بلکہ میں ایک بے غرضانہ سا تمہیں مشورہ دینے آیا ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر میرے مشورے پر عمل کرو گے تو تمہارے آس پاس کی ریاستوں میں تمہاری عزت تمہارا احترام پہلے سے بھی بڑھ جائے گا۔ عزازیل جب خاموش ہوا۔ تب راجہ نے بڑے تحقیقانہ انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے بڑی مدھم اور دھیمی آواز میں کہا۔

اے اجنبی کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو اور وہ کون سا مشورہ ہے جو تم مجھے دینا چاہتے ہو اور جس میں میری بہتری اور بھلائی ہے۔

عزازیل پھر بولا اور کہنے لگا۔

میں اپنا نام پہلے ہی بتا چکا ہوں یہاں میں آپ کو یہ بھی بتا تا چلوں کہ میں بنیادی طور پر ایک نجومی اور رمل شناس ہوں اور اپنے کام میں میں اپنا کوئی مثل نہیں رکھتا میں ان علوم کا خوب ماہر اور تجربہ کار ہوں اور انہیں علوم کی وجہ سے میں ایک بنجارے کی طرح ایک سرزمین سے دوسری سرزمین کی طرف سفر کرتا ہوں اور یہی علوم میری آمدنی اور میری روزی کا ذریعہ بھی ہیں۔

اے راجہ جو بات میں تم سے کہنے آیا ہوں وہ یہ ہے کہ مجھے خبر ہوئی ہے کہ ریاست ہستناپور اور تمہاری ریاست کاسی کے درمیان ایک پرانا معاہدہ چلا آ رہا ہے جس کے تحت کاسی کی راجکماریوں کی شادیاں ہستناپور کے راجکماروں یا راجہ کے دیگر رشتہ داروں کے ساتھ کی جاتی ہیں۔

اے راجہ جو کچھ میں نے سنا ہے یہ درست اور سچ ہے۔ عزازیل کے اس سوال پر کاسی کے راجہ نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔

ہاں جو کچھ تم نے سنا ہے۔ یہ سچ ہے ریاست کاسی کی راجکماریوں کی شادی ہمیشہ ہستناپور کے راجکماروں اور راجہ کے رشتہ داروں کے ساتھ ہوتی رہی ہیں اس موقع پر عزازیل نے بھی ایک دانشور کی طرح گردن جھکا کر کچھ سوچا پھر اس نے گہری نگاہوں سے کاسی کے راجہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے راجہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی تین بیٹیاں ہیں جن کے نام امباء امبیکا اور امبیلکا ہیں اور مزید سنو راجہ کہ ہستناپور کا راجہ سنتانون تو اپنی طبعی موت مر چکا ہے، اس کے بعد اس کے تین راجکمار ہیں اپنے خاندانی تنازعے کی بنا پر بڑے راجکمار دیوورتا نے تو عہد کر رکھا ہے کہ وہ زندگی بھر شادی نہیں کرے گا۔ اس کے بعد دو راجکمار باقی بچتے ہیں ایک کا نام وچترویریا اور دوسرے کا نام چترنگا رہا ہے اور یہ چترنگا ایک مقابلے میں گندھارو کے راجہ کے ہاتھوں مارا جا چکا ہے۔ اب ہستناپور کے اندر صرف ایک راجکمار ایسا بچا ہے جس کی شادی تمہاری ان بیٹیوں کے ساتھ کی جا سکتی ہے۔

ہستناپور کا بڑا راجکمار دیوورتا جو زندگی بھر شادی نہ کرنے کا عہد کر چکا ہے اس کا ارادہ اب یہ ہے کہ تمہاری تینوں بیٹیوں کی شادی اپنے چھوٹے بھائی وچترویریا کے ساتھ کر دے۔ کاسی کے راجہ نے فوراً عزازیل کی بات کاٹتے ہوئے اور بیچ میں بولتے ہوئے کہا۔

اگر ہستناپور کے مرحوم راجہ سنتانون کا بڑا بیٹا میری تینوں بیٹیوں کی شادی اپنے بھائی وچترویریا کے ساتھ کرنا چاہتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے میں ایسا کرنے کے لیے تیار ہوں کیونکہ ماضی گواہ ہے کہ ریاست کاسی کی جو بھی راجکماریاں ریاست ہستناپور کے راجکماروں کے ساتھ بیاہی گئیں وہ وہاں خوش اور مطمئن رہیں لہذا اے اجنبی میں اپنی تینوں بیٹیوں کی شادی بھی ہستناپور کے راجکمار وچترویریا کے ساتھ کرنے پر تیار اور آمادہ ہو جاؤں گا۔

عزازیل نے اپنے ارادوں کی تکمیل کرنے کے لیے گفتگو کو اپنے مرکزی نکتہ کی طرف لایا اور کاسی کے راجہ کو اس نے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے راجہ ہستناپور کا اگر کوئی راجکمار کسی ذلیل اور گھٹیا عورت کے بطن سے ہو تب بھی کاسی کی راجکماریوں کی شادی اس کے ساتھ کر دی جائے گی۔ عزازیل کے اس سوال پر کاسی کا راجہ غصے اور غضب میں بھڑک اٹھا اور کہنے لگا۔

اے اجنبی ہستناپور کا کوئی راجکمار اگر کسی گھٹیا اور ذلیل عورت کے بطن سے ہو تو میں

ہرگز کاسی کی راجکماریوں کی شادی اس کے ساتھ نہیں کروں گا اس پر عزازیل نے فیصلہ کن انداز میں کہا کہ۔

اے راجہ اگر ایسا معاملہ ہے تو سن رکھو تم اپنی تینوں بیٹیوں امبا، امبیکا اور امبلیکا کی شادیاں ہستنا پور کے جس چترویریا کے ساتھ کرنے پر آمادہ ہو تو وہ ایک گھٹیا اور ذلیل عورت ہی کے بطن سے ہے۔

اے راجہ تم یہ تو جانتے ہو گے کہ راجہ سنتانون کی پہلی بیوی ریاست کاسی ہی کی ایک راجکماری تھی اس کے بطن سے راجہ سنتانون کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی اس کے بعد راجہ نے گنگا نام کی ایک عورت سے شادی کر لی جس کے بطن سے ہستنا پور کا بڑا راجکمار دیووارتا پیدا ہوا اس کے بعد ہستنا پور کے راجہ سنتانون نے ایک اور شادی کی اس کی تیسری بیوی کا نام ستیاوتی ہے جس کا تعلق دریائے جمنا کے کنارے رہنے والے ماہی گیروں سے ہے اور یہ ستیاوتی اپنی جوانی تک جمنا کے اندر سے مچھلیاں پکڑ کر گزر بسر کرتی رہی ہے پھر راجہ سنتانون کی نظر اس پر پڑی اس نے اپنے لیے پسند کر لی اور اس کے ساتھ شادی پر آمادہ ہو گیا۔

اور جب راجہ سنتانون نے اس ستیاوتی کے باپ کے سامنے اپنی خواہش کا اظہار کیا تو اس کے باپ نے یہ شرط رکھی کہ میں ستیاوتی کی شادی تمہارے ساتھ کرنے کے لیے تیار ہوں لیکن میری یہ شرط ہے کہ ستیاوتی کے بطن سے جو بیٹا پیدا ہوگا وہ ریاست ہستنا پور کا وارث ہوگا اس طرح ستیاوتی کا باپ راجہ کے پہلے راجکمار دیووارتا کو وراثت سے محروم کر کے ستیاوتی کے بیٹے کو اس کا حق دار بنانا چاہتا تھا، پھر راجہ سنتانون اس کے لیے آمادہ نہ ہوا اور ناکام واپس لوٹ آیا پھر اسے ستیاوتی کے ساتھ شادی نہ ہونے کا بڑا غم تھا اس لیے کہ وہ اس ماہی گیر لڑکی کو دل کی گہرائیوں سے پسند کرنے لگا تھا، راجہ کا بڑا بیٹا اپنے باپ کو بے حد پسند کرتا تھا اس شادی کی ناکامی پر راجہ سنتانون کچھ افسردہ اور غمگین رہنے لگا جس کو اس کے بڑے بیٹے دیووارتا نے محسوس کر لیا آخر دیووارتا کو راجہ کے رتھ بان سے یہ خبر ہو گئی کہ راجہ اس ستیاوتی کی خاطر پریشان اور ملول رہنے لگا ہے، لہٰذا دیووارتا ماہی گیروں کی اس بستی میں گیا وہاں اس نے ستیاوتی کے باپ سیوارام کے ساتھ یہ عہد کیا کہ وہ اپنے آپ کو وراثت سے محروم کرتا ہے اور یہ کہ زندگی بھر شادی نہ کرنے کا عہد کرتا ہے اور ساتھ ہی اس نے سیوارام کو یہ یقین دلایا کہ اگر وہ اپنی بیٹی ستیاوتی کی شادی اس کے باپ سنتانون کے ساتھ کر دیتا ہے تو ستیاوتی کے بطن سے جو بیٹا پیدا ہوگا وہی ریاست ہستنا پور کا راجکمار ہوگا۔

پس اس شرط پر ستیاوتی کی شادی راجہ سنتانون سے کر دی گئی اور اسی ستیاوتی کے بطن سے دو بیٹے پیدا ہوئے جن کے نام چترویریا اور چترنگارا ہیں یہ چترنگارا تو گندھاروا کے راجہ کے ہاتھوں مارا جا چکا ہے اب چترادیریا باقی بچا ہے جس کے ساتھ دیووارتا تمہاری تینوں راجکماریوں کی شادی کرنا چاہتا ہے۔

اے راجہ جو حقیقت تھی وہ میں نے تمہارے سامنے واضح کر دی ہے اب تم کہو کیا تم اپنی تینوں راجکماریوں کی شادی ہستنا پور کے چترویریا کے ساتھ کرنے پر آمادہ ہو جاؤ گے جب کہ وہ اس ستیاوتی کے بطن سے ہے جو اپنی جوانی تک مچھلیاں پکڑ کر گزر بسر کرتی رہی ہے اور جس کا تعلق دریائے جمنا کے کنارے بسنے والے ماہی گیروں سے ہے کیا ایسی گھٹیا اور حقیر عورت کا بیٹا تمہارا داماد بن سکتا ہے۔

عزازیل کے اس استفسار پر کاسی کا راجہ بری طرح بھڑک اٹھا اور اپنی نشست پر اس نے ایک طرح سے اچھلتے ہوئے اور فیصلہ کن انداز میں کہا۔

ہرگز نہیں ہستنا پور کا راجہ چترادیریا اگر ایک ماہی گیر عورت کے بطن سے ہے تو میں اپنی راجکماریوں کی شادی ہرگز اس کے ساتھ نہ کروں گا پھر کاسی کا راجہ تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا اس کے بعد اس نے بڑی عقیدت مندی سے بھرپور انداز میں عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے عزازیل میں دیکھتا ہوں کہ تو ایک انتہائی شریف النفس انسان ہے تو نے بغیر کسی غرض و وجہ بغیر کسی مفاد اور ذاتی فائدے کے مجھے ایک عمدہ اور بہترین مشورہ دیا ہے جس میں میری ذاتی بھلائی ہی بھلائی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تو نے سب سے بڑھ کر میرے ساتھ نیکی کی ہے مجھے بروقت ہستنا پور کے راجکمار چترادیریا کی اصلیت سے آگاہ کر دیا ہے، تمہاری گفتگو تمہارے کردار سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ تم ایک انتہائی مخلص اور با اخلاق انسان ہو۔ لہٰذا میں تم سے یہ مشورہ لیتا ہوں کہ ان حالات میں مجھے کیا قدم اٹھانا چاہیے، ہستنا پور کے ساتھ کیے ہوئے عہد کو مجھے کس طرح توڑنا چاہیے اور اپنی بیٹیوں کی شادی کے سلسلے میں کیا قدم اٹھانا ہوگا۔

کاسی کے راجہ کا یہ فیصلہ سن کر عزازیل اندر ہی اندر خوشی سے پھولا نہ سمایا جا رہا تھا تاہم اس نے اپنی خوشی کو ایک نظم و ضبط کے اندر رکھا اپنے چہرے کے اوپر اس نے کوئی خاص تبدیلی نہ آنے

دی اور پھر اس نے کسی دانشور کے انداز میں کاسی کے راجہ کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

اے راجہ ان حالات میں میں تمہیں ایک بہترین مشورہ دیتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ اگر تم میرے اس مشورے پر عمل کرو تو تمہارے لیے بہتری ہی بہتری اور بھلائی ہی بھلائی ہے۔

اے راجہ میرا مشورہ یہ ہے کہ تم اپنی بیٹیوں امبا، امبیکا اور امبلیکا کی شادیوں کے سلسلے میں ایک سوئمبر کا اعلان کر دو۔ بس تم بڑی شان و شوکت اور بڑی دھوم دھام سے اس سوئمبر کو رچاؤ اور آس پاس کے راجوں اور راجکماروں کو اس سوئمبر میں حصہ لینے کے لیے دعوت نامے بھجواؤ اور اس سوئمبر کے دوران تم تلوار بازی اور تیغ زنی کے مقابلے کراؤ اور جو راجہ یا راجکمار ان مقابلوں کے اندر اوّل، دوئم اور سوئم رہتے ہیں تم اپنی بیٹیوں کی شادیاں انہیں کے ساتھ کر دو اور اگر تم یہ طریقہ پسند نہیں کرتے ہو تو پھر جو بھی راجہ یا راجکمار ان مقابلوں کے اندر اوّل حیثیت اختیار کرتا ہے تم اپنی تینوں راجکماریوں کی شادی اس کے ساتھ کر سکتے ہو۔

اے راجہ میں نے یہ مشورہ تمہاری بہتری اور تمہارے ہی مفاد کی خاطر کیا ہے۔ میرا نجوم اور رمل کا علم بھی یہ کہتا ہے کہ اگر تم ایسا کرو گے تو اس میں ہی تمہاری بھلائی ہی بھلائی ہے۔

سو اے راجہ جو کچھ میں نے کہنا تھا جو مشورہ میں نے آپ کو دینا تھا وہ میں کہہ اور دے چکا لہذا اب میرے اس مشورے پر عمل کرنا یا نہ کرنا تمہارا اپنا کام ہے۔ عزازیل جب خاموش ہوا تو کاسی کا راجہ مسکراتے ہوئے اور بڑی نرمی سے تھوڑی دیر تک عزازیل کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

اے عزازیل میں تیرے اس مشورے کا بے حد ممنون اور شکر گزار ہوں۔ اگر میں اپنی تینوں راجکماریوں کی شادیاں ستنا پور کے راجہ وچتر ویریا کے ساتھ کر دیتا تو یقیناً میں بہک اور بھٹک جاتا۔ لیکن اب تو نے مجھ پر اصلیت اور حقیقت کا انکشاف کر دیا ہے۔ لہذا اے عزازیل میں نے فیصلہ کر لیا ہے میں آج ہی اپنی بیٹیوں کی شادی کے سلسلے میں سوئمبر کا اعلان کر دوں گا اور قریب اور نزدیک کے سارے راجہ اور راجکماروں کو دعوت نامے بھیجوں گا کہ میری بیٹیوں کے سوئمبر میں وہ حصہ لیں اور جو بھی راجہ یا راجکمار اس سوئمبر کے اندر اوّل، دوئم اور سوئم آئے گا میں اپنی بیٹیوں کو ان کے ساتھ بیاہ دوں گا۔

کاسی کے راجہ کا یہ جواب سن کر عزازیل کے چہرے پر خوشیاں ہی خوشیاں پھیل گئی تھیں پھر وہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

اے راجہ تمہیں تمہارا یہ ارادہ مبارک ہو میں اب جاتا ہوں چونکہ تمہاری بہتری اور بھلائی کے لیے جو کچھ میں نے کہنا اور کرنا تھا وہ میں کہہ اور کر چکا اب مجھے اجازت دو کہ میں رخصت ہوں۔ اس کے جواب میں کاسی کے راجہ نے عزازیل کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس سے پُرجوش مصافحہ کیا اور پھر عزازیل کاسی کے اس راج محل سے نکل گیا تھا۔

O

عزازیل کے مشورے کے مطابق اسی روز کاسی کے بادشاہ نے اپنی تینوں بیٹیوں امبا، امبیکا اور امبلیکا کے سوئمبر کا اعلان کر دیا تھا۔ منادوں اور قاصدوں کے ذریعے سے دور اور نزدیک کے سارے راجاؤں کو پیغام بھجوا دیئے گئے کہ وہ سوئمبر میں حصہ لیں اس سوئمبر کے لیے جو دن مقرر کیا گیا تھا اس دن دور اور نزدیک کے راجہ اور راجکمار ریاست کاسی میں جمع ہو گئے۔ ہستنا پور کے راجکمار دیو وارتا کو جب خبر ہوئی کہ کاسی کی راجکماریوں کے لیے سوئمبر رچایا جا رہا ہے تو وہ غصے اور انتقام کی آگ میں بھڑک اٹھا اس لیے کہ ہستنا پور اور کاسی کی ریاست کے درمیان قدیم سے ہی یہ عہد چلا آ رہا تھا کہ کاسی کی راجکماریاں ہستنا پور میں بیاہی جائیں گی اب اس عہد کو توڑا جا رہا تھا تو اس سے دیو وارتا غصے میں بھڑک اٹھا لہذا وہ بھی اپنے جنگی رتھ میں سوار ہوا اور کاسی کی طرف کوچ کر رہا تھا جس روز سوئمبر کی ابتدا کی جانے والی تھی۔ عین اس روز دیو وارتا ریاست کاسی میں داخل ہوا اور اس جگہ آیا جہاں سوئمبر رچانے کا انتظام کیا گیا تھا وہ ایک کھلا اور وسیع میدان تھا جس کے اندر بڑے بڑے سائبان لگائے گئے تھے اور ان سائبانوں کو ان کے اندر اور باہر سے بڑے قیمتی اور ریشمی پردوں سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔ اس سائبانوں کے اندر دور اور نزدیک کے ان گنت راجہ اور راجکمار ٹھہرے ہوئے تھے اور وہ ایسے ایسے قیمتی زیورات پہنے ہوئے تھے کہ ان زیورات کے اندر جو قیمتی ہیرے جڑے ہوئے تھے۔ ان کے باعث وہاں آنکھوں کو چندھیا دینے والی چکا چوند پیدا ہو رہی تھی۔

جس وقت ہستنا پور کا راجکمار وہاں آیا۔ اور اپنی جنگی رتھ سے وہ نیچے اترا، اس وقت اس سائبانوں کے اندر بیٹھے ہوئے ایک راجہ نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے راجہ اور راجکماروں کو

مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

کیا تم جانتے ہو یہ شخص جو ابھی ابھی جنگی رتھ سے اترا ہے یہ کون ہے یہ ہستنا پور کا راجکمار دیوورات ہے اور مرحوم راجہ سنتانون کا بیٹا ہے اس نے تو ساری عمر شادی نہ کرنے کا عہد کر رکھا تھا پر اسے اب کیا ہوا کہ یہ بھی سوئمبر میں حصہ لینے پر آمادہ اور تیار ہو گیا ہے۔ اگر یہ کاسی کے راجہ سے دلیسے ہی ملنے کے لیے نہیں آیا اور سوئمبر میں حصہ لینے کے لیے آیا ہے تو پھر سن رکھو، یہاں اس وقت جتنے بھی راجہ اور راجکمار جمع ہیں تیغ زنی کے مقابلے میں کوئی بھی اس دیوورتا کا مقابلہ نہ کر سکے گا کیونکہ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں جس قدر بھی یہاں سوئمبر میں حصہ لینے والے امیدوار جمع ہیں ان میں سے۔ کوئی بھی اس تلوار کی تیزی اور کاٹ کا سامنا نہ کر پائے گا پر مجھے حیرت تو اس بات کی ہے اس نے جو ایک بار شادی نہ کرنے کا عہد کر لیا تھا تو پھر یہ سوئمبر میں حصہ لینے کے لیے کیسے آ گیا۔ تھوڑی دیر کے لیے وہ راجہ رُکا اور اس کے بعد وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے پھر کہہ رہا تھا۔

پر یہ حُسن اور خوبصورتی بھی بڑی شے ہے میرا خیال ہے کہ اس دیوورتا نے بھی کاسی کی راجکماریوں امبا، امبیکا اور امبلیکا کے حُسن کے چرچے سنے ہوں گے لہذا اس نے بھی شادی نہ کرنے کا اعلان ترک کر کے سوئمبر میں حصہ لینے کا عزم کر لیا ہو گا۔ اگر ایسا ہے اور دیوورتا نے سوئمبر میں حصہ لینے کا عزم کر لیا ہے تو پھر یہ خوش بخت ہے کہ یہی وہ شخص ہے جو اس سوئمبر کو جیت سکتا ہے۔ وہ راجہ اپنے قریب ہی بیٹھے ہوئے راجاؤں اور راجکماروں کو مخاطب کرتے ہوئے ابھی یہیں تک کہنے پایا تھا کہ۔

ہستنا پور کا راجکمار اپنے جنگی رتھ سے اتر کر اس سائبان کی طرف آیا۔ اسی دوران سوئمبر کی ابتدا ہونے والی تھی۔ کیونکہ ریاست کاسی کی تینوں راجکماریاں امبا، امبیکا، امبلیکا جن کے لیے سوئمبر رچایا جا رہا تھا ان کو دلہن کے لباس میں اس سائبان کے ایک کونے میں ایک بلند شہ نشین پر لا کر بٹھا دیا تھا اور اس وقت خود کاسی کا راجہ بھی اپنی راجکماریوں کے ساتھ تھا جب تینوں راجکماریاں اس شہ نشین پر بیٹھ گئیں تو اسی وقت ہستنا پور کا راجکمار دیوورتا وہاں داخل ہوا اور اس نے وہاں بیٹھے ہوئے راجاؤں اور راجکماروں کو مخاطب کرتے ہوئے کڑکتی ہوئی آواز میں کہا۔

کاسی کے راجہ کی تینوں بیٹیوں کے سوئمبر میں جمع ہونے والو راجہ اور راجکمارو!

میری بات غور سے سنو میں جانتا ہوں تم میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو میری ذات سے واقف ہیں اور میرے متعلق وہ چہ میگوئیاں کر رہے ہیں کہ میں کیوں اس سوئمبر میں حصہ لینے کے لیے آوارد ہوا ہوں۔ تو میری بات غور سے سنو میں ہستنا پور کی ریاست کا بڑا راجکمار دیوورتا ہوں ماضی میں بھی یہ روایت رہی ہے کہ اس ریاست کاسی کی راجکماریاں ہمیشہ ہستنا پور میں ہی بیاہی جاتی رہی ہیں یہ پہلا موقع ہے کہ کاسی کی ان تینوں راجکماریوں کے لیے سوئمبر رچایا جا رہا ہے۔

سنو یہاں جمع ہونے والو راجاؤ اور راجکمارو! میں ان تینوں راجکماریوں کو اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں یہ تینوں میرے چھوٹے بھائی وچترا ویریا کی دلہنیں بنیں گی۔ یہ تینوں ہی ہستنا پور کی ہر دلعزیز رانیاں بن کر زندگی بسر کریں گی۔ تم میں سے اگر کوئی ایسا ہو جو میرے اس عزم میں حائل ہونا چاہتا ہے تو وہ امبا، امبیکا اور امبلیکا نام کی ان راجکماریوں کو حاصل کرنے کی خواہش رکھتا ہو یا وہ ان تینوں کے حُسن سے متاثر ہو اور انہیں اپنی رانی بنانے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ میرے سامنے آئے میرے ساتھ مقابلہ کرے پھر دیکھتا ہوں کہ وہ میری تلوار کے وار سے کیسے اور کس طرح بچ سکتا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد دیوورتا بڑی تیزی سے آگے بڑھا وہاں شہ نشین پر بیٹھی ہوئی تینوں راجکماریوں کے اس نے باری باری بازو پکڑے پھر وہ تینوں کو اٹھا کر باہر لے گیا اور انہیں اپنے رتھ میں بٹھاتے ہوئے اس نے پھر ایک بار وہاں پر جمع ہونے والے سارے لوگوں کو بلند آواز میں مخاطب کر کے کہا۔

میں ان تینوں راجکماریوں کو اپنے ساتھ ہستنا پور لے جا رہا ہوں اور وہیں ان کی شادی میرے چھوٹے بھائی وچترا ویریا کے ساتھ ہو گی۔ وہاں جمع ہونے والے کسی راجہ یا راجکمار کو یہ جرأت نہ ہوئی تھی کہ وہ اٹھ کر دیوورتا کا مقابلہ کرے یا اسے ان تینوں راجکماریوں کو وہاں سے لے جانے سے روکے اور جس شخص نے اٹھ کر جرأت مندی کا اظہار کیا وہ ریاست سنوا کا راجہ تھا وہ تیزی سے اٹھا اور غصے سے پھنکارتا ہوا دیوورتا کے رتھ کے پاس آیا اور بڑے جوش سے بڑے غضب کا اظہار کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

تم ان تینوں راجکماریوں کو یوں اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے ہو اس لیے کہ تم دیکھتے ہو کہ دور دراز کے راجہ اور راجکمار ان تینوں راجکماریوں کے اس سوئمبر میں حصہ لینے کے لیے جمع ہوئے ہیں جس کے دعوت نامے کاسی کی ریاست کے راجہ نے انہیں بھجوائے ہیں لہذا اگر ان راجکماریوں کو لے جانے پر تمہیں کوئی روکنے والا یا کوئی منع کرنے والا نہیں تو سن رکھو میں

ان تینوں راجکماریوں کے ایک حق دار کی حیثیت سے تمہارے سامنے آتا ہوں اور تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں کہ ان راجکماریوں کو رتھ سے اتار کر اسی طرح اس شہ نشین پر بٹھا دو جس طرح یہ پہلے بیٹھی ہوئی تھی اس کے بعد تم میرے ساتھ تیغ زنی کا مقابلہ کرو اگر تم تیغ زنی میں مجھ پر غالب رہے تو پھر تم ان تینوں راجکماریوں کو لے جانے کا حق رکھتے ہو۔ اس پر دیووارتا نے فوراً اپنی تلوار اور ڈھال سنبھالتے ہوئے اس راجہ کو کہا یہ تینوں راجکماریاں تو اب اس رتھ کے اندر ہی بیٹھی رہیں گی ہاں تم نے مجھے مقابلے کی دعوت دے کر خوب جرأت مندی کا اظہار کیا ہے۔ پس ان تینوں راجکماریوں کو حاصل کرنے کے لیے میں تیرے ساتھ مقابلہ کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ تیرے ساتھ میرا یہ مقابلہ ضرور دلچسپ رہے گا۔

دیووارتا کی اس دعوت پر ریاست سلوا کے راجہ نے بھی اپنی تلوار اور ڈھال سنبھال لی تھی پھر وہ دو ازلی دشمنوں اور کئی دنوں کے بھوکے بھیڑیوں کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے تھے۔

دیووارتا اور سلوا کا راجہ ایک دوسرے پر دہکتے صحرا، ہجر زدہ موسم دشت کی ویرانی اور پاروں میں رقص کرتے تشنگی اور جستجو میں بھرپور لمحوں کی طرح ایک دوسرے پر خوفناک اور جان لیوا حملے کرنے لگے تھے۔ شروع شروع میں سلوا کا راجہ بڑی تیزی سے دیووارتا پر حملہ آور ہوا تھا اور اس نے ایک خطرناک وار کر کے دیووارتا کے شانے پر معمولی سا خراش نما زخم بھی لگا دیا تھا لیکن دیووارتا نے اس زخم کی کوئی پرواہ نہ کی اور وہ پہلے سے بھی زیادہ ہولناک انداز میں سلوا کے راجہ پر حملہ آور ہونے لگا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ دیووارتا سلوا کے راجہ کے لیے بے کراں تیز اور آلودہ دریا، خون کا رواں سیلاب اور المناک سموں کی سی صورت اختیار کرنے لگا تھا۔ اب ہر لحظہ دیووارتا کے حملوں میں تیزی اور تندی پیدا ہوتی جا رہی تھی جب کہ سلوا کا راجہ اس کے سامنے نہ صرف یہ کہ حملوں میں سستی بلکہ جسم میں تھکاوٹ بھی محسوس کرتا جا رہا تھا اچانک ایک بار دیووارتا نے سلوا کے راجہ کو جھکائی دے کر خوفناک انداز میں اس پر اپنی تلوار برسائی۔ سلوا کے راجہ نے دیووارتا کے اس وار کو روکنے کی کوشش کی لیکن وہ بری طرح ناکام رہا اور جواب میں دیووارتا نے پہلے ڈھال مار کر سلوا کے راجہ کو زمین پر گرا دیا پھر وہ اپنی تلوار بلند کر کے اس کی گردن پر گراتے ہوئے اس کا خاتمہ کر دینا چاہتا تھا پھر اس نے اس کی گردن کے قریب اپنی تلوار کا وار روک دیا اور سلوا کے راجہ کو مخاطب

کرتے ہوئے کہا۔

اے سلوا کے راجہ سن اب جب کہ میں نے اپنی ڈھال مار کر تجھے اپنے سامنے گرا دیا ہے تیرے سینے میں اپنی تلوار بھی فضا میں بلند کر چکا تھا تو میں بڑی آسانی کے ساتھ تیری گردن کاٹ کر تیرا خاتمہ کر سکتا تھا پر میں ایسا سنگدل نہیں کہ یوں ہی کسی کی جان لوں لہٰذا میں تجھے معاف کرتا ہوں اس کے بعد دیووارتا نے اپنی تلوار فضا میں بلند کرتے ہوئے وہاں بیٹھے ہوئے سارے راجاؤں اور راجکماروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

میں ان تینوں راجکماریوں کو اپنے ساتھ لے کر ہستناپور کی طرف روانہ ہونے والا ہوں تم میں سے اگر کوئی ان تینوں راجکماریوں کا حق دار ہونے کا دعویٰ کرتا ہو تو وہ اٹھ کر میرے سامنے آئے اور اپنے لیے ایسے ہی حشر کا انتظام کرے جو کہ میں نے سلوا کے راجہ کا کیا ہے۔ دیووارتا کے اس چیلنج کے جواب میں کسی راجہ اور کسی راجکمار نے کوئی جواب نہ دیا سارے اپنی جگہوں پر گم سم بیٹھے ہوئے تھے جب کہ دیووارتا چند لمحے ان کی طرف سے کسی جواب کا انتظار کرنے کے بعد اپنے رتھ میں بیٹھا اور رتھ کو ہستناپور کی طرف ہانک دیا تھا اس موقع پر سب سے بڑی راجکماری امبا کے انداز سے کچھ ایسا لگتا تھا کہ وہ بار بار دیووارتا سے کچھ کہنے کی کوشش کر رہی ہو لیکن کہہ نہ پا رہی ہو۔ بہرحال بڑی راجکماری اسی کشمکش میں تھی کہ دیووارتا نے اپنے رتھ کے گھوڑوں کو چابک مار کر بری طرح ہانک دیا تھا اور یوں رتھ کے گھوڑے دھول اڑاتے ہوئے سرپٹ ہستناپور کی طرف بھاگ رہے تھے۔

○

یوناف اور بیوسا دونوں ہستناپور شہر کے باہر دریائے گنگا کے کنارے سرائے کے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن لمس دیا پھر اس کی شہد اور مترنم برساتی ہوئی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔

یوناف! یوناف میرے حبیب! جہاں دریائے گنگا کی اس سرائے سے کوچ کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ بنی اسرائیل کا ایک بہت بڑا قافلہ صحرائے سینا کے اندر عین جبل موسیٰ کے سامنے فروکش ہو چکا ہے اور ان کے سامنے ذرا فاصلے پر ایسا ہی ایک کارواں مدین والوں کا

بھی پڑاؤ کر چکا ہے یہ لوگ دو خزانوں کی تلاش میں وہاں آئے ہیں ان کا خیال ہے کہ موسیٰ کی غیر موجودگی میں سامری نے جب گوسالہ بنانا تھا تو کچھ سونا بچ رہا تھا جو وہیں کہیں جبل موسیٰ کے سامنے دفن ہو گیا تھا ایک تو یہ لوگ اس سونے کی تلاش میں آئے ہیں اور دوسرا خزانہ جسے یہ لوگ تلاش کرنا چاہتے ہیں وہ موسیٰ کے چچازاد بھائی قارون کا خزانہ ہے جو جبل موسیٰ کے سامنے دشت سینا کے اندر اپنے خزانوں سمیت خداوند کے حکم سے زمین میں دھنس کر رہ گیا تھا۔

سنو یوناف، عزازیل، عارب، نبیطر اور تمہارا پرانا دشمن کوزن بھی وہاں پہنچ چکے ہیں اور وہ چاروں مل کر ان قافلوں کے اندر ضرور کسی بدی کی ابتدا کرنے کی کوشش کریں گے لہٰذا آؤ ہم بھی دشت سینا کی طرف کوچ کریں اور دیکھیں کہ وہ چاروں اگر وہاں بدی کی ابتدا کرتے ہیں تو ہم نہ صرف یہ کہ ان کی بدی کی روک تھام کریں بلکہ ان کے مقابلے میں ہم نیکی کے فروغ اور خیر کے پھیلاؤ کا کام بھی کریں۔

ابلیکا جب خاموش ہوئی تب یوناف نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے ابلیکا تم ٹھیک کہتی ہو میں ابھی اور اسی وقت تمہارے کہنے کے مطابق یہاں سے کوچ کرتا ہوں۔

اس موقع پر حسین بیوسا نے فوراً یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے یوناف! کیا ابھی ابھی ابلیکا کے ساتھ تمہاری گفتگو ہوئی ہے۔ یوناف کہنے لگا۔ تمہارا اندازہ درست ہے بیوسا! میری ابلیکا کے ساتھ ہی گفتگو ہو رہی تھی اس کا کہنا ہے کہ دشت سینا کے اندر بنی اسرائیل اور مدین والوں کے دو کاروان خیمہ زن ہوئے ہیں وہ وہاں پر قارون کے خزانے اور سامری کے سونے کی تلاش میں اس صحرا کے اندر خیمہ زن ہوئے ہیں۔

عزازیل، عارب، نبیطر اور کوزن بھی وہاں پہنچ چکے ہیں اور وہاں وہ ان قافلوں کے اندر ضرور کسی بدی کی ابتدا کریں گے۔ لہٰذا اے بیوسا میں بھی اسی وقت دشت سینا کی طرف کوچ کر رہا ہوں کیا اس سوچ میں ہیں تم میرا ساتھ دو گی۔ بیوسا نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔

اب جب کہ میں عزازیل، عارب اور نبیطر کو ترک کر کے تمہارے ساتھ رہنے کا فیصلہ کر چکی ہوں تو پھر تم مجھ سے یہ نہ پوچھا کرو۔ میں تمہارا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوں یا نہیں تم جدھر بھی جاؤ گے جس سمت بھی کوچ کیا کرو گے میں ایک سائے کی طرح تمہارے ساتھ رہوں گی اس لیے کہ میں عہد کر چکی ہوں تو پھر تم مجھ سے یہ نہ پوچھا کرو کہ میں تمہارا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوں یا نہیں تم جدھر بھی جاؤ گے جس سمت بھی کوچ کیا کرو گے میں

ایک سائے کی طرح تمہارے ساتھ رہوں گی۔ اس لیے کہ میں عہد کر چکی ہوں کہ میں نے اپنی بقیہ زندگی تمہارے ساتھ ایک اچھے ساتھی اور رفیق کی حیثیت سے گزار دوں گی۔ لیکن میرا یہ عہد ضرور یاد رکھنا کہ کبھی بھی مجھ سے یہ مطالبہ نہ کرو گے کہ میں تمہارے ساتھ شادی کر لوں ایسا میں کبھی نہ ہونے دوں گی نہ کروں گی پر تمہارے ایک مخلص ساتھی کی حیثیت سے ضرور تمہارے ساتھ رہوں گی۔

بیوسا کا جواب سن کر یوناف خوش ہوا پھر وہ دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور وہاں سے وہ جبل موسیٰ کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد یوناف اور بیوسا جبل سینا کے قریب نمودار ہوئے۔ وہاں یوناف نے بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے بیوسا تم یہیں ایک چٹان پر بیٹھ کر میرا انتظار کرو میں سامنے جو بنی اسرائیل اور اہل مدین کے قافلے خیمہ زن ہیں ان کی طرف جاتا ہوں وہاں میں معلوم کرتا ہوں کہ کیا حالات ہیں، اس کے بعد فیصلہ کروں گا کہ ہمیں ان قافلوں کے اندر رہنا چاہیے یا ان کے آس پاس کہیں اور ہمیں اپنے قیام کا انتظام کرنا چاہیے۔ اتنا کہنے کے بعد بیوسا کے جواب کا انتظار کیے بغیر یوناف ان قافلوں کی طرف چلا گیا تھا۔ یوناف تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ وہاں بیوسا کے قریب عزازیل نمودار ہوا اور اس نے بڑی رازداری سے بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے بیوسا میں جلدی میں ہوں جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں اسے غور سے سنو یوناف جب ان قافلوں کی طرف سے واپس آتا ہے تو تم اس سے فرمائش کرنا کہ یہ جبل سینا کی جو سامنے والی چوٹی ہے اس پر چڑھ کر اس جبل کا نظارہ کریں جس کے اوپر چڑھ کر موسیٰ اپنے رب سے ہمکلام ہوا کرتے تھے۔ دیکھو اس جبل کے اندر میں نے ایک کنواں نما گہری کھوہ کھدوا رکھی ہے جس کے اندر میں نے انگنت زہریلے سانپ ڈال رکھے ہیں جب تم یوناف کو وہاں لے کر آؤ گی تو میں کوزن اس پر چھوڑ دوں گا۔ یوں اس کھوہ کے پاس یوناف اور کوزن مقابلہ کریں گے کوزن یوناف کو اٹھا کر سانپوں بھری اس کھوہ میں پھینک دے گا پھر دیکھنا نیکی کے اس نمائندے کا کیا انجام ہوتا ہے۔ بیوسا میں اب جاتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ ابلیکا ہماری گفتگو سن کر یوناف کو اس سے آگاہ کر دے اس کے ساتھ ہی عزازیل وہاں سے غائب ہو کر چلا گیا تھا۔

بیوسا وہاں ایک چٹان پر بیٹھ کر تھوڑی دیر تک یوناف کا انتظار کرتی رہی جب یوناف لوٹا اور اس نے بیوسا سے ان قافلوں کی تفصیل سے متعلق کچھ کہنا چاہا تو بیوسا نے فوراً اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے یوناف آؤ پہلے اس چوٹی پر چلیں میں اس کوہستان کے اوپر کے حصے کو دیکھنا چاہتی ہوں جہاں پر موسے کھڑے ہو کر اپنے رب سے ہمکلام ہوا کرتے تھے اسی چوٹی پر جا کر میں تم سے یہ سامنے خیمہ زن ہونے والے دونوں قافلوں کے متعلق تفصیل بھی سنوں گی۔ یوناف نے بیوسا کی اس بات کو مان لیا لہٰذا دونوں تیزی سے چڑھتے ہوئے اس چوٹی کے اوپر آئے جس کی طرف بیوسا نے اشارہ کیا تھا۔ جوں ہی چوٹی کے وہ اوپر آئے عزازیل، عارب اور کوزن نے تین اطراف سے یوناف کو گھیر لیا تھا جب کہ چوتھی اور پشت کی طرف سانپوں بھری کھوہ تھی۔ بیوسا ایک طرف ہٹ گئی اور کھڑی ہو گئی تھی اس موقع پر عارب کے ساتھ نیل دھند کی وہ قوتیں بھی تھیں جو کبھی یافان کے ساتھ ہوا کرتی تھیں پھر کوزن آگے بڑھا اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا۔

اے نیکی کے نمائندے تم ماضی میں کئی بار مجھ پر حاوی ہو کر میری اذیت اور میری تکلیف کا باعث بنے لیکن آج اس جبل موسے کے اندر میں مار مار کر تیری حالت طوفانوں میں اڑتے خشک پتوں اور آرزوؤں کے سراب جیسی بنا کر رکھ دوں گا۔ میں اکیلا ہی تم سے مقابلہ کروں گا اور میرے یہ محترم عزازیل اور عارب دور رہ کر تیری ذلت کے شانوں کا مشاہدہ کریں گے۔

اے نیکی کے نمائندے آج کے دن اپنے دل کے اندر لکھ رکھ کہ میں تجھ سے اپنے ماضی کے سارے انتقام لوں گا۔ تجھ سے اپنے سارے حسابات وصول کروں گا اور جبل سینا کی اس چوٹی پر تجھ پر مسلسل جان کنی کے لمحات طاری کر کے نہ صرف یہ کہ تیری زندگی کے طلسم کو برباد کروں گا بلکہ تجھے میں ایک سنگ لحد بنا کر بھی رکھ دوں گا۔ کوزن کی یہ گفتگو سن کر یوناف نے تھوڑی دیر تک اسے قہر آلود انداز میں دیکھا پھر اس نے اس سے کہا۔

بدی کے گماشتے تیرے جیسے بے کار اور یونہی بھونکنے والے آوارہ کتے میں نے اپنے ماضی میں بہت دیکھے اور خوب مار بھگائے ہیں قسم مجھے اپنے رب کریم اور خدائے لازوال کی اگر تو جبل موسیٰ کی اس چوٹی پر مجھ سے ٹکراتا ہے تو تیرے دل کی بستی کو میں ویران ویران تیری روح کی ساری راہیں سونی سونی تیرے چہرے کو افسردہ، افسردہ تیرے

جسم کے سارے اعضاء کو پارہ پارہ تیری ذات کو خون آلود کر کے رکھ دوں گا۔

اے کوزن اس وقت یہ گمان نہ کر کہ عزازیل اور عارب اس کے علاوہ یافان کی وہ نیل دھند کی قوتیں جو اس وقت عارب کے قبضے میں ہیں وہ تیری مدد کے لیے حاضر اور موجود ہیں قسم مجھے اپنے خداوند لاشریک کی اگر یہ عزازیل اور عارب بھی اس موقع پر تیرا ساتھ دیں تو میں تم تینوں کے سامنے جبل سینا کی ان چٹانوں کی طرح سینہ تان کر جم جاؤں گا۔ سن رکھ کوزن میں نیکی کا نمائندہ ہوں۔ نیکی کی خاطر میں اپنی گردن کٹوا سکتا ہوں۔ اپنے جسم اور اپنی جان کو پارہ پارہ کروا سکتا ہوں پر تیرے جیسے بدی کے گماشتوں سے مرعوب نہیں ہو سکتا۔

کوزن نے یوناف کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ وہ الاؤ میں بھڑکتے ہوئے انگاروں کے شور اور بے پناہ اُبلتے ہوئے طوفان کی طرح بڑھا اور یوناف کے سر کو نشانہ بناتے ہوئے دائیں ہاتھ کی ضرب لگانا چاہی۔ یوناف بھی مستعد تھا اس نے فوراً کوزن کا ہاتھ فضا کے اندر ہی روک لیا تھا اس موقع پر کوزن نے بھی بڑی چالاکی اور عیاری سے کام لیا اس نے فوراً اپنا فضا میں اٹھا ہوا ہاتھ یوناف کی گردن پر رکھا اور دوسرا ہاتھ اس نے فوراً یوناف کی دونوں رانوں کے درمیان ڈال کر ایک جھٹکے کے ساتھ خوفناک چیخ بلند کرتے ہوئے یوناف کو اپنے دونوں ہاتھوں پر بلند کر لیا تھا۔ ایک بار اس نے باری باری فخریہ انداز میں عزازیل اور عارب کی طرف دیکھا اس موقع پر عزازیل نے اس کو اشارہ کیا کہ وہ فوراً یوناف کو زہریلے اور آدم خور سانپوں سے ا[illegible]ٹی ہوئی کھوہ میں پھینک دے لہٰذا کوزن حرکت میں آیا اور اس نے ایک وحشی اور زور دار نعرہ فضا میں بلند کرتے ہوئے یوناف کو اپنی پوری قوت کے ساتھ زہریلے سانپوں سے بھری ہوئی اس کھوہ کے اندر اچھال دیا تھا فضاؤں کے اندر بلند ہونے کے بعد یوناف بڑی تیزی سے سانپوں سے بھری ہوئی اس کھوہ میں گرتا جا رہا تھا۔

دشت سینا میں جبل موسیٰ کے دیوالوں کے اندر کوزن نے یوناف کو اپنے دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر انتہائی قوت اور طاقت کے ساتھ فضاؤں کے اندر اچھال دیا تھا۔ جس کے نتیجے میں یوناف بڑی بے بسی کے عالم میں اس کھوہ کی طرف گرتا چلا جا رہا تھا، جس کے اندر عزازیل نے اَن گنت زہریلے سانپ جمع کر رکھے تھے۔ جوں ہی فضا کے اندر لڑکھڑاتا ہوا یوناف اس کھوہ کے دہانے کے قریب آیا ابلیکا فوراً اس کی مدد کو پہنچی اور

اس نے ماورائی انداز میں ایک بار پھر یوناف کو اس کھوہ سے بچاتے ہوئے فضاؤں کے اندر اچھال دیا تھا اس کھوہ کے دہانے سے یوناف گرم ہوا کے جھونکوں، جاگتے لمحوں کی انگڑائی حدت شوریدہ، منہ زور آندھی اور بھپرے ہوئے سمندر کی موجوں کی طرح بلند ہوا تھا۔ کھوہ کے اس دہانے کے کافی اوپر جا کر ابلیکا ایک بار پھر حرکت میں آئی اس نے فوراً یوناف کی گردن پر لمس دیا اور بڑی تیزی سے اس کی سماعت میں اپنا رس گھولتی ہوئی آواز میں کہنا شروع کیا۔

اے یوناف میرے حبیب! جس کھوہ کی طرف تم گر رہے تھے اور جس سے میں نے تمہیں ایک بار اُبھارا ہے اس کھوہ کے اندر عزازیل نے اَن گنت سانپ بھر رکھے ہیں اور اگر تم اس کھوہ میں گرتے ہو تو پھر سوچ رکھو کہ تمہارا انجام کیا ہو گا۔

سنو تمہارے خلاف عزازیل نے بیوسا کو استعمال کرتے ہوئے تمہیں ان اُجاڑ ویرانوں کی اس کھوہ کی طرف بُلایا ہے اور اب اس نے کوزن کو تم پر مسلط کیا تھا تاکہ تمہیں کوزن اٹھا کر اس کھوہ میں پھینک دے اب حبیب کہ میں نے تمہیں ایک بار اس کھوہ سے اوپر اُبھار دیا ہے تو تم اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اور اس کھوہ کی سیدھ سے ہٹ کر اس کے کنارے پر اپنے قدم جمانے کی کوشش کرو اور ہاں اے یوناف! یہ بھی سن رکھو تم جانتے ہو کہ ان دنوں بیوسا تمہارے ساتھ ہے لیکن وہ اندر ہی اندر تمہارے ساتھ رہتے ہوئے عزازیل اور عارب کے لیے کام کر رہی ہے اس موقع پر میں نے بیوسا کے ذہن پر ایک ایسا عمل کر دیا ہے کہ وہ عزازیل، عارب اور ضبیطہ کو فراموش کرتے ہوئے تمہارے ساتھ رہنے پر ترجیح دے گی۔

سنو یوناف ایسا میں نے اس لیے کیا ہے کہ وقفے وقفے سے اس کے ذہن پر ایسا عمل کر کے ہم اس کے ذہن سے عزازیل، عارب اور ضبیطہ کی رفاقت نکال دیں گے اور اسی دوران ہم اسے نیکی، خیر اور وحدانیت کے درس دیتے رہیں گے اور مجھے امید ہے کہ ہمارے مسلسل ایسا کرنے پر ایک وقت ضرور آئے گا کہ بیوسا، عزازیل، عارب اور ضبیطہ کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے خوشی کے ساتھ تمہارا ساتھ دینے کے لیے تیار ہو جائے گی۔

ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے ابلیکا جو کچھ تم نے بیوسا کے لیے کیا ہے میں اس سے مکمل طور پر اتفاق

کرتا ہوں اور تمہارے اس عمل پر مطمئن اور خوش بھی ہوں۔ اب دیکھو میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر سانپوں سے بھری اس کھوہ کے دہانے پر کوزن کے سامنے نمودار ہوتا ہوں اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا فضاؤں کے اندر ہی اندر وہ کسی چرخی کی طرح گھوما اور پھر وہ تیزی سے نیچے آیا اور عین کوزن کے سامنے زمین پر اپنے پاؤں جما کر کھڑا ہو گیا تھا۔ جوں ہی یوناف کوزن کے سامنے کھڑا ہوا کوزن کے لبوں پر طنز سے بھری زہر بھری مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اس نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے نیکی کے نمائندے دشتِ سینا کی اس بنجر سرزمین اور جبل موسیٰ کے ان سنسان ٹیلوں کے اندر میں تیرے لیے موت کی تاریکی، وقت کا بدترین سیلاب اور مرگ کی کھلی ہوئی آغوش ثابت ہوں گا۔ اس تیرگی کے صحرا اور دشت بے اماں کے اندر آج تو میرے ہاتھوں بچ نہ سکے گا۔ تجھے میں آج ایسی مار ماروں گا کہ ان ویرانوں کے اندر میں ہر صورت میں تم پر موت کی تاریکی اور بدنصیبی کے سائے طاری کر کے رہوں گا۔ کوزن کی اس گفتگو پر یوناف نے زہر بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر اس نے کھولتے ہوئے لہجے اور آگ کے انگارے جیسے انداز میں کوزن کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے کوزن جو کچھ تم نے کہا ہے میرے نزدیک یہ ایک کتے کی آواز اور ایک دیوانے کی صدا سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا مجھے اپنے سامنے پا لیں اور مجبور نہ سمجھو سن رکھو جب میں قدرت کا احتساب اور لہو کی جولانی بن کر تمہارے خلاف حرکت میں آؤں گا تو تمہارے دل کے قرطاس پر تقدیر کا بدترین عذاب اور تمہارے لوحِ ذہن کے نقوش پر درد کے الفاظ مرقوم کر دوں گا۔

اے کوزن میں تمہارے سامنے کوئی پابہ زنجیر قیدی یا راندی ہوئی زمین نہیں ہوں کہ تم اپنی مرضی اور من مانی کرتے پھرو فکر رکھو میں آندھیوں کا شناسا اور طوفانوں کا محرم ہوں اور ان ویرانوں کے اندر میں تم پر جاڑوں کی افسردہ پیلاہٹیں اور ذلت اور پستی کا کفن طاری کرنے کی ہمت اور قوت رکھتا ہوں اس کے ساتھ ہی یوناف جچے تلے انداز میں کوزن سے ٹکرانے کے لیے آگے بڑھا۔

یوناف کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر کوزن بھی حرکت میں آیا تھا اور آگے آیا تھا اور اپنا ہاتھ بلند کر کے وہ چاہتا تھا کہ پہلے کی طرح یوناف کو ضرب لگانے کا جھانسہ دے کر اسے

فوراً اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر ایک بار پھر سانپوں سے بھری ہوئی اس کھوہ میں پھینک دے لیکن اس بار یوناف چوکس تھا اور جانتا تھا کہ عزازیل، عارب اور کوزن مل کر اس کے ساتھ کیا معاملہ کر رہے ہیں لہٰذا اس بار وہ موجوں کے شور اور بجلی کی کڑک کی طرح حرکت میں آیا۔ کوزن کا وہ ہاتھ جو فضا کے اندر اٹھا ہوا تھا وہ اس نے فضا کے اندر ہی اپنی گرفت میں لے لیا اور پھر دوسرا ہاتھ اس نے اس کے جسم کے دوسرے حصے میں ڈالتے ہوئے اسے فوراً اپنے دونوں ہاتھوں میں فضا کے اندر اٹھا لیا تھا پھر اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اس نے پوری قوت اور طاقت کے ساتھ کوزن کو سانپوں سے بھری ہوئی اس کھوہ کے اندر پھینک دیا تھا۔ یہ سارا معاملہ اور المیہ اس قدر تیزی اور سرعت کے ساتھ حرکت میں آیا تھا کہ کوزن سنبھل نہ سکا اور سانپوں سے بھری ہوئی اس کھوہ کے اندر اترتا چلا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کھوہ کے اندر سے اس کی بھیانک اور ہولناک چیخیں سنائی دیں اور اس کے بعد ان ویرانوں کے اندر خاموشی چھا گئی تھی۔

کوزن کے اس بھیانک خاتمے کے بعد یوناف تھوڑی دیر تک خاموش کھڑا رہا پھر اچانک وہ چونک سا پڑا اس لیے کہ اس کے قریب ہی کھڑا ہوا عارب اپنے نیلی دھند کی قوتوں کو حرکت میں لاتا ہوا یوناف کی طرف بڑھا تھا وہ اس سے کوزن کا انتقام لینے کا عزم کر چکا تھا۔ عارب کے تھوڑا سا پیچھے نبیط خاموش کھڑی تھی جب کہ عارب کے دائیں طرف عزازیل بھی کسی ستون کی طرح بے حس و حرکت کھڑا تھا اور ان کے بائیں جانب ذرا فاصلے پر حسین بیوسا کھڑی تھی۔ کوزن کے مقابلے میں یوناف کی اس کامیابی کو دیکھتے ہوئے بیوسا کے چہرے پر کرنوں کے نقاب جیسا اطمینان اور شہد میں ڈوبے ہوئے کنول ہونٹوں جیسا سرور تھا۔ اس کی آنکھوں کے اندر اس سمے ایک روح پرور اور حلاوت اندوز مٹھاس تھی۔ جب کہ اس کے آلوچہ ہونٹ پھولوں کے شہد اور ندیوں کے ترنم جیسا سماں پیش کر رہے تھے۔

یوناف نے جب عارب کو اپنی نیلی دھند کی قوتوں کے ساتھ اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو وہ فوراً حرکت میں آیا نیچے جھک کر اس نے دو پتھر اٹھائے ایک پتھر کو دوسرے پتھر پر رگڑتے ہوئے اس نے اس کے دوسرے پتھر پر اسم اعظم لکھا اور پھر اس نے اسی اسم اعظم لکھے ہوئے پتھر کو نیلی دھند کے اندر پھینک دیا تھا۔

اسم اعظم لکھے ہوئے اس پتھر کا نیلی دھند کے اندر گرنا تھا کہ نیلی دھند کی شیطانی قوتوں کے اندر ایک ہلچل اور بے چینی ایک تڑپ اور بیکھراری سی اٹھ کھڑی ہوئی اور نیلی دھند کی قوتیں کالی پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی تھیں آگے بڑھتے ہوئے عارب نے جب دیکھا کہ اس کی نیلی دھند کی قوتیں یوناف کی طرف سے پھینکے جانے والے پتھر کے جواب میں اسے چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئی ہیں۔ اس پر بھی یوناف کی طرف سے ایک طرح سے دہشت اور خوف طاری ہو گیا تھا۔ وہ بھی پیچھے ہٹ کر نیلی دھند کے اندر جا کھڑا ہوا اور انتہائی بے بسی اور مجبوری کی حالت میں وہ اپنے قریب ہی کھڑے عزازیل کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ عزازیل نے جب دیکھا کہ اس کڑے وقت میں عارب اس سے کچھ کہنے اور کچھ کرنے کی توقع رکھتا ہے۔ تب وہ حرکت میں آیا اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

اے نیکی کے نمائندے تو جانتا ہے میں ازل کے اسرار اور ابد کے رموز کا واقف کار ہوں میں سمندر کی گہرائیوں اور فلک کی بلندیوں کے رازوں کا امین ہوں۔ وقتی طور پر یہ وقتی طور پر ہمارے خلاف جو تو کامیابی حاصل کر لیتا ہے تو اس سے یہ گمان نہ کر بیٹھنا کہ تو ہم پہ حاوی اور غالب ہے میں جب چاہوں تجھے زمین کے پیچ و تاب اور نم انگیز سکوت میں مبتلا کر کے تیری حالت آندھیوں میں سلگتے دیئے اور روندتے ہوئے پھول بلکہ مایوسی کے تنبور جیسی بنا کر رکھ دوں۔

اے نیکی کے نمائندے میں جب چاہوں تیرے سر سے لے کر پاؤں تک آگ ہی آگ برسا کر رکھ دوں یہ یہ میری نرمی ہے کہ میں شدید نفرت کی طرح نرم رو ہو کر میں تیرے خلاف حرکت میں نہیں آتا۔ یوناف نے فوراً عزازیل کی بات کاٹتے ہوئے اسے جواب دیا۔

اے عزازیل تو بکواس کرتا ہے تو نہ ازل کے اسرار نہ ابد کے رموز کا بھیدی ہے نہ ہی سمندر کی گہرائیوں اور بلندیوں کا رازداں ہے۔ یہ ایسے بھید ہیں جو میرے اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

اے عزازیل تو نے دیکھا میں نے اسم اعظم اس پتھر پر لکھ کر جو اس نیلی دھند کی قوتوں پر پھینکا تو تو نے دیکھا اس اسم اعظم کے باعث اس نیلی دھند کی قوتوں کی کیا حالت ہوئی۔

اے عزازیل یہ اسم اعظم کچھ بھی نہیں بلکہ میرے رب کا ذاتی نام ہے جسے میں اپنی مدد کے لیے استعمال کرتا ہوں اور اے عزازیل سن رکھ جب میں کبھی اپنے اسی رب اپنے اسی خالق مالک اور اللہ کو پکارتے ہوئے تیرے خلاف حرکت میں آؤں گا تو اس روز تیری حالت خاک پر خونی دھارے اور کالی رات کے مردہ سمندر سے بھی زیادہ بھیانک ہو گی۔

اے انسانی فکر کے قاتل اور جذبات کے جلاد تو کچھ بھی نہیں۔ بس فاسد تمدن کا ایک سیلاب

اور غلیظ نگاہوں کے زہر کا ایک طوفان ہے اور ایسے طوفانوں پر قابو پانا میں خوب جانتا ہوں۔ اے عزازیل میں جب چاہوں اپنے رب کو پکارتے ہوئے تیرے بے زنجیر ہونٹوں کو خاموش اور تیری بے پروہ آنکھوں کو بند کر دوں۔ اگر میرے اس دعوے کے خلاف تجھے کوئی شک و شبہ ہو تو اے عزازیل جبل موسیٰ کے ان دیرانوں کے اندر میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ اس چوٹی پر جس پر کھڑے ہو کر موسیٰؑ اپنے رب سے ہمکلام ہوا کرتے تھے تو مجھ سے ٹکرا اور اس عارب اور نبیطہ کو بھی تو اپنے ساتھ اپنی مدد کے لیے ملا لے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جبل موسیٰ کی اس چوٹی پر جہاں میرا رب اپنے رسول سے ہمکلام ہوتا رہا میں تجھے اور تیرے ساتھیوں کو رنج و غم کا کھلیان اور خزاں کے اداس نغموں کا دکھ اور غم بنا دوں گا۔

عزازیل نے اس موقع پر یوناف کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اپنے سر کو مخصوص انداز میں ہلاتے ہوئے عارب اور نبیطہ کو اشارہ کیا پھر وہ تینوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔ ان کے اس ردعمل پر یوناف کے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی تھی اور اپنے دونوں ہاتھ جھاڑتے ہوئے اس نے بلند آواز میں کہا۔

اے عزازیل تجھ پر لعنت ہو ان ویرانوں کے اندر آج تو مجھ سے ٹکراتا تو میں یقیناً اس جبل سینا کے اوپر تیری حالت ندی میں بہتے تنکوں جیسی بے بس اور جبل ساماں جیسی افسردہ کر دیتا۔

عزازیل، عارب اور نبیطہ کے چلے جانے کے بعد ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور ابلیکا کی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی وہ کہہ رہی تھی۔

سنو یوناف عزازیل، عارب اور نبیطہ جاتے ہوئے بیوسا کو ساتھ لے کر نہیں گئے۔ شاید وہ اسے اس امید پر یہاں چھوڑ گئے ہیں کہ آنے والے دنوں میں وہ اسے پھر تمہارے خلاف استعمال کریں گے اس موقع پر عزازیل، عارب یا نبیطہ اسے اپنے ساتھ جانے کو کہتے تو وہ ضرور ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیتی اس لیے کہ میں نے اس کے ذہن پر ایک ایسا عمل کر دیا تھا جس کی بنا پر وہ ان کے ساتھ جانے کے بجائے تمہارا ساتھ دینے کو ترجیح دیتی۔

اے یوناف اب میں اپنے اس عمل کو ختم کرتی ہوں اور ساتھ ہی ساتھ میں تمہیں یہ بھی تلقین کرتی ہوں کہ تو کام ہے کہ بیوسا کو نیکی، تقویٰ اور خوف خدائی کی تبلیغ کرتا رہے اس کے ساتھ ساتھ اس کے دل اور ذہن کے اندر عزازیل کے خلاف نفرت، بیزاری اور کراہت بھی بھرتے رہو اگر تم لگاتار ایسا کرتے رہو تو میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ ایک روز ایسا ضرور آئے گا جب بیوسا اپنی مرضی اور اپنی خوشی سے عزازیل اور عارب کو چھوڑ کر تمہارے ساتھ رہنا پسند کرے گی اور جس روز ایسا ہوا اس روز عزازیل اور عارب کے مقابلے میں تمہاری قوت میں خاطر خواہ اضافہ ہو جائے گا۔ اب تم بیوسا کی طرف بڑھو اتنی دیر تک میں اس کے ذہن سے اپنے عمل کو ختم کرتی ہوں تم اسے خداوند کے حق میں اور اس عزازیل کے خلاف نفرت کی تبلیغ شروع کر دو۔

ابلیکا کے کہنے پر یوناف آگے بڑھا بیوسا کے قریب جا کر وہ اس سے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ بیوسا نے اسے مخاطب کرتے ہوئے پہل کی اور روحوں کی سرد خاموشیوں کو توڑتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا۔

اے یوناف اسے نیکی کے نمائندے میں جبل سینا کے ان ویرانوں کے اندر عزازیل اور عارب کے خلاف تمہاری اس کامیابی پر تمہیں مبارکباد دیتی ہوں تم نے کوزن کا خاتمہ کر کے عزازیل پر یہ ثابت کر دیا ہے وہ اپنے مجرم دل اور ساری خوفناکیوں کے باوجود تم پر قابو نہیں پا سکتا۔ بیوسا نے یہ الفاظ سرد خوابوں کے سے انداز شوخی سے لبریز لہجے اور بہاروں کی شوخ انگیزیوں جیسے انداز میں کہے تھے۔ بیوسا کی اس گفتگو پر یوناف کا حوصلہ بڑھا اور اس نے آگے بڑھ کر بیوسا کے شانے پر پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

اے بیوسا اس جبل سینا کے اوپر جہاں میرا رب اپنے رسول موسیٰؑ سے ہمکلام ہوا کرتا تھا اگر میں تم سے کچھ کہنا چاہوں تو تم سننا پسند کرو گی۔ بیوسا نے فوراً فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

کیوں نہیں کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ میں ضرور سننا پسند کروں گی اس پر یوناف نے قریبی چٹان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

آؤ اس چٹان پر بیٹھتے ہیں اور پھر جو باتیں میں تم سے کہنا چاہتا ہوں وہ کہوں گا۔ یوناف کے کہنے پر بیوسا فوراً حرکت میں آئی پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے اس چٹان کے اوپر بیٹھ گئے تھے۔ اس کے بعد یوناف نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

" اے بیوسا میں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ عزازیل اور شیطان کا جس کا آج تک تم ساتھ دیتی رہی ہو جب کہ عارب اور نبیطہ اب بھی بدی کے اس گماشتے کے ساتھ ہیں تو میں اس سے متعلق یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ وہی ابلیس اور شیطان ہے جو اپنے سامنے انسان کو نیچا اور کمتر بنانے کا عزم کیے ہوئے ہے۔ خداوند کریم نے جب آدم کی پیدائش کی اور سارے

ملائکہ اور اس عزازیل سمیت سب کو حکم دیا کہ اس آدم کو سجدہ کریں تو سب نے سجدہ کیا لیکن اس عزازیل نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور جب خداوند کریم نے اس سے پوچھا کہ تو نے آدم کو سجدہ کرنے سے کیوں انکار کیا تو اس نے کہا میں آدم سے اعلیٰ اور افضل ہوں اس لیے کہ میری پیدائش آگ سے ہوئی جب کہ اس کی پیدائش مٹی سے ہوئی ہذا ایک افضل دوسرے اَنفل کو کیوں سجدہ کرے پس اس حکم عدولی کی بنا پر خداوند دوعالم نے اسے مردود قرار دیا تب اس نے مہلت مانگی کہ اے خداوند مجھے قیامت تک کی مہلت دے تا کہ میں تیرے بندوں کو بھٹکاؤں انہیں راہ راست سے ہٹاؤں اور یہ ثابت کر سکوں کہ یہ انسان میرے مقابلے میں غیر افضل اور کمتر اور نا اہل ہے اور اے ہیوسا تب سے یہ عزازیل اس کام میں لگا ہوا ہے کہ انسان کے اندر بدی پھیلائے انہیں راہ راست سے ہٹائے اور انہیں اپنے آپ سے کمتر اور حقیر سمجھنے کی کوشش کرے پس جو شخص اپنی ہستی کا ساتھ دیتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر گمراہ اور بھٹکا ہوا انسان کوئی نہیں ہو سکتا۔

یوناف جب خاموش ہوا تو ہیوسا بولی اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے یوناف جو کچھ تم نے کہا درست ہے اور میں اسے تسلیم کرتی ہوں پر تم بھی تو یہ مانو گے کہ عزازیل اپنی برتری اور فضیلت ثابت کرنے میں کامیاب ہوا جب کہ اس نے آدمؑ اور اس کی بیوی کو وسوسوں میں ڈال کر جنت سے نکال دینے میں کامیابی حاصل کی اور انہیں اس شجر کا پھل کھانے پر مجبور کر دیا جس کے قریب خداوند کریم نے انہیں جانے سے منع کیا تھا۔ پس اس شیطان کی انگیخت پر آدم اور حوا نے اس شجر کا پھل کھایا اور جنت کی نعمتوں سے محروم کر کے انہیں اس دنیا میں بھیج دیا گیا تا کہ اس دنیا میں رہ کر وہ جدوجہد کریں اور پھر اپنے اسی مقام کو حاصل کرنے کی کوشش کریں جس سے انہیں نکالا گیا تھا اس لحاظ سے تو میں یہ کہوں گی کہ اے یوناف عزازیل اپنے مقصد میں کامیاب اور کامران ہے اور یہاں اس موقعے پر میں یہ کہنا بھی پسند کروں گی کہ یہ عزازیل کا بہت بڑا معرکہ ہے کہ اس نے آدم کو اور ان کی اہلیہ حوا کو جنت سے نکلوا باہر کیا۔ کیا ایسی کامیابی کوئی اور بھی حاصل کر سکتا ہے۔

اے یوناف کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ آدم اور حوا کے خلاف عزازیل نے یہ کامیابی کیسے اور کیوں حاصل کر لی۔

ہیوسا کے اس سوال پر یوناف نے کچھ سوچا اور پھر کہنا شروع کیا۔

اے ہیوسا عزازیل نے انسان کے دو جذبوں کو استعمال کرتے ہوئے یہ عارضی اور وقتی کامیابی حاصل کر لی لیکن اس کامیابی کے باوجود وہ انسان کے مقابلے میں ناکام اور نامراد رہا اور جن جذبوں کو استعمال کر کے اس نے یہ عارضی کامیابی حاصل کی اس میں پہلا جذبہ یہ ہے کہ انسان کے اندر شرم و حیا کا جذبہ ایک فطری جذبہ ہے اور اس کا اولین مظہر وہ شرم ہے جو اپنے جسم کے مخصوص حصوں کو دوسروں کے سامنے کھولنے میں آدمی کو فطرتاً محسوس ہوتی ہے۔ یہ شرم و حیا انسان کے اندر تہذیب کے ارتقاء سے مصنوعی طور پر پیدا نہیں ہوتی ہے اور نہ ہی یہ اکتسابی چیز ہے بلکہ یہ وہ فطری چیز ہے جو اول روز سے انسان میں موجود ہے۔

شیطان کی پہلی چال جو اس نے انسان کو فطرت انسانی کی سیدھی راہ سے ہٹانے کے لیے چلی یہ تھی کہ اس کے اس جذبہ شرم و حیا پر ضرب لگائی جائے اور جنس کے راستے سے اس کے لیے خواہشات کا دروازہ کھولے اور اس کو جنسی معاملات میں بے راہ کر دے۔ لہٰذا ابلیس نے اپنے حریف کے محاذ پر بہترین مقام جو اس نے حملہ کے لیے تلاش کیا وہ انسان کی زندگی کا جنسی پہلو تھا اور پہلی ضرب جو عزازیل نے انسان پر لگائی وہ اس جذبے پر لگائی جو شرم و حیا کی صورت میں خداوند نے انسان میں رکھی تھی۔

انسان کا جو دوسرا جذبہ جو عزازیل نے اپنے حق میں استعمال کیا وہ کچھ یوں ہے کہ انسان کے اندر مالی امور مثلاً دوسروں سے بالاتر مقام پر پہنچنے یا حیات جاوداں حاصل کرنے کی ایک فطری پیاس ہے اور عزازیل کو اسے فریب دینے میں پہلی کامیابی اسی ذریعے سے ہوئی کہ اس نے انسان کی اسی خواہش کو استعمال کیا شیطان کا سب سے زیادہ چلتا ہوا حربہ یہی تھا کہ وہ آدمی کو بلندی پر لے جانے اور موجودہ حالت سے بہتر حالت پر پہنچانے کی امید دلاتا ہے اور پھر اس کے لیے وہ راستہ پیش کرتا ہے جو اسے اُلٹی پستی کی طرف لے جاتا ہے۔ آدم اور حوا کے معاملے میں بھی عزازیل نے ایسا ہی کیا اور بہکایا کہ خداوند نے جو تمہیں اس شجر کے قریب آنے سے منع کیا ہے سو آدم اور حوا ان دو جذبوں کی وجہ سے اس عزازیل کے دھوکے میں آ گئے اور یوں عزازیل عارضی کامرانی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

ہیوسا نے فوراً احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

اے یوناف تم عزازیل کی اس کامیابی کو عارضی کیوں قرار دیتے ہو حالانکہ وہ اپنے مقصد

میں پوری طرح فوز مند رہا اور آدم اور حوا کو اس نے جنت سے نکال باہر کیا میں تو سمجھتی ہوں کہ اس لیے اور اس حادثے میں شیطان انسان کے خلاف پوری طرح کامیاب اور کامران ہے۔ یوناف نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

اسے بیوسا یہ جو تم نے عارضی کامیابی کا لفظ استعمال کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی تم نے غلط استعمال کیا ہے ورنہ انسان کے مقابلہ میں شیطان مکمل طور پر ناکام اور مغموم رہا ہے۔ بیوسا نے فوراً پوچھ لیا وہ کیسے اس پر یوناف نے جواب دیتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔

اسے بیوسا شیطان یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ انسان اس فضیلت کا مستحق نہیں ہے جو اس کے مقابلے میں انسان کو دی گئی ہے لیکن پہلے ہی معرکے میں آدم کے مقابلے میں اس نے شکست کھائی اس میں شک نہیں کہ اس میں انسان اپنے رب کی فرماں برداری کرنے میں پوری طرح کامیاب نہ ہوسکا اور اس کی یہ کمزوری ظاہر ہوگئی کہ وہ اپنے حریف کے فریب میں آکر اصلیت کی راہ سے ہٹ سکتا ہے مگر بہرحال اس اولین مقابلے میں یہ قطعی ثابت ہوگیا کہ انسان اپنے اخلاقی مرتبہ میں ایک افضل مخلوق ہے اور وہ اس طرح کہ عزازیل جب گناہ معصیت میں مبتلا ہوا تو اپنے قصور کا اعتراف کرنے اور بندگی کی طرف پلٹ جانے کے بجائے نافرمانی پر اور زیادہ جم گیا اور انسان کو اس کے قصور پر متنبہ کیا گیا تو اس نے شیطان کی طرح سرکشی نہیں کی بلکہ اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی وہ نادم ہوا اپنے قصور کا اعتراف کرکے بغاوت سے فرمانبرداری کی طرف پلٹ آیا اور معافی مانگ کر اپنے رب کے دامن میں پناہ ڈھونڈنے لگا۔

اس طرح اس دو قسم کے کرداروں میں دنیا کے اندر دو علیحدہ علیحدہ راہیں متعین ہوگئیں ایک شیطان کی راہ اور دوسری وہ راہ جو انسان کے لیے ہے وہ دونوں ایک دوسرے سے بالکل ممیز ہوگئیں۔ خالص شیطانی راہ یہ ہے کہ بندگی سے منہ موڑ کے خدا کے مقابلے میں سرکشی اختیار کرے تنبیہ کیے جانے کے باوجود پورے استکبار کے ساتھ اپنے باغیانہ امر پر عمل کیے جائے اور جو لوگ اطاعت کی راہ پر چل رہے ہوں ان کو بھی بہکائے اور خداوند کی راہ پر لانے کی کوشش کرے۔

جو راہ انسان کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ اول تو وہ شیطانی راہ کی مزاحمت کرے اور اپنے دشمن کی چالوں کو سمجھنے اور ان سے بچنے کے لیے ہر وقت چوکنا رہے لیکن اگر کبھی اس کا قدم بندگی اور اطاعت کی راہ سے ہٹ بھی جائے تو اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی ندامت اور شرمساری کے ساتھ فوراً اپنے رب کی طرف پلٹے اور اس قصور کی تلافی کردے جو اس سے سرزد ہوگیا ہو۔ اسی موضوع پر مزید یہ کہ جب آدم اور حوا نے اس شجر ممنوعہ کا مزہ چکھا تو شجرہ ممنوعہ کا مزہ چکھتے ہی آدم و حوا کے ستر کا ان دونوں پر کھل جانا اس درخت کی کسی خاصیت کا نتیجہ نہیں تھا۔ درحقیقت یہ اللہ کی نافرمانی کے سوا کسی اور چیز کا نتیجہ نہ تھا۔ خداوند نے پہلے ان کا ستر اپنے انتظام سے ڈھانکا ہوا تھا جب انہوں نے خداوند کے حکم کی خلاف ورزی کی تو خدا کی حفاظت ان سے ہٹالی گئی انہیں خود ان کے اپنے نفس کے حوالے کردیا گیا کہ اپنی پردہ پوشی کا انتظام خود کریں اگر وہ ضرورت سمجھتے ہیں تو۔

اور اگر ضرورت نہ سمجھیں اور اس کے لیے صحیح کوشش نہ کریں تو خدا کو اس کی کچھ پروا نہیں کہ وہ کس حال میں پھرتے ہیں یہ گویا ہمیشہ کے لیے اس حقیقت کا مظاہرہ تھا کہ انسان جب خدا کی نافرمانی کرے گا تو دیر یا سویر اس کا پردہ کھل کر رہے گا اور یہ کہ انسان کے ساتھ خدا کی تائید اور حمایت اسی وقت تک رہے گی جب تک وہ خدا کا مطیع اور فرمانبردار رہے گا اطاعت کی حدود سے باہر نکلنے اسے خدا کی تائید ہرگز حاصل نہ ہوگی بلکہ اسے خود اس کے اپنے نفس کے حوالے کردیا جائے گا۔

اتنا کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوگیا۔ تب بیوسا تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتی رہی ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یوناف کی باتوں اور اس کی تبلیغ کا اس پہ خاطر خواہ اثر ہوا ہو پھر اس نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا۔

اسے یوناف تم نے بہترین دلائل اور حجتیں پیش کرکے مجھ پہ یہ تو ثابت کردیا ہے کہ آدم اور حوا کے مقابلہ میں عزازیل ناکام اور نامراد رہا۔ تمہاری باتوں نے تمہاری تبلیغ نے مجھ پہ یہ تو ثابت کردیا ہے کہ یہ عزازیل واقعی انسان کے درپے ہے اور اسے بھٹکا کر اور اسے راہ راست سے ہٹا کر یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ انسان اس سے کمتر اور غیر افضل ہے۔ بہرحال اس عزازیل کے مقابلے میں جو کردار تم ادا کر رہے ہو میں اس کی تعریف کرتی ہوں۔

اسے یوناف باقی باتیں پھر کسی موقع پر ہوں گی میں تو اب بھوک محسوس کر رہی ہوں کیا ایسی ممکن نہیں کہ دونوں کہیں سے کھانا حاصل کریں اور اکٹھے بیٹھ کر کھائیں اس پر یوناف فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور بیوسا کو مخاطب کرکے اس نے کہا۔

اسے بیوسا آؤ جبل سینا کے دامن میں بنی اسرائیل اور اہل مدین کے جو قبائل قارون کے خزانے کی تلاش میں صحرا کے اندر خیمہ زن ہیں ان کے اندر داخل ہوں۔ میں وہاں دیکھ کر آیا ہوں

کہ وہاں مسافروں کے قیام کے لیے معقول سرائے کا بندوبست ہونے کے علاوہ بھٹیاروں کی دکانیں بھی ہیں جہاں سے مسافر بآسانی خوراک حاصل کر سکتے ہیں لہٰذا آؤ بنی اسرائیل کے ان قبائل کی طرف چلیں جو جبل موسیٰ کے سامنے دشت سینا کے اندر خیمہ زن ہیں۔

یوسا نے یوناتن کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ جبل سینا سے نیچے اتر کر وہ ان قبائل میں داخل ہوئے وہاں دونوں نے ایک بھٹیار خانے سے کھانا کھایا پھر وہ دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور دریائے گنگا کے کنارے اس سرائے میں داخل ہوئے جس میں انہوں نے پہلے سے قیام کر رکھا تھا۔

ہستنا پور کا راجکمار دیوا ورتا (بھیشم) ریاست کاسی کی تینوں راجکماریوں کو لے کر جب اپنی ریاست کے مرکزی شہر ہستنا پور میں داخل ہوا تو ہستنا پور کے لوگوں نے ان تینوں شہزادیوں اور دیوا ورتا کا شاندار استقبال کیا آخر دیوا ورتا نے اپنے اس جنگی رتھ کو جس میں وہ ان تینوں راجکماریوں کو بٹھا کر لایا تھا۔ ہستنا پور کے راج محل کے سامنے روکا پھر وہ ان تینوں راجکماریوں کو لے کر محل میں داخل ہوا اور راج محل کے وہ اس کمرے میں داخل ہوا جو ہستنا پور کی رانی ستیا وتی کے لیے مخصوص تھا۔ ان تینوں راجکماریوں کو کہ جن کے نام امبا، امبیکا اور امبلیکا تھے، دیوا ورتا نے ستیا وتی کے سامنے لا کھڑا کیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

اے میری ماں! تو دیکھ ماضی میں ریاست کاسی کی راج کماریوں کی شادیاں ہمیشہ ہستنا پور کے راجکماروں کے ساتھ ہوتی رہی ہیں لہٰذا تو دیکھتی ہے کہ میں ریاست کاسی کی ان تینوں بہنوں اور راجکماریوں کو یہاں لانے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ اب میری تم سے یہ التماس ہے کہ ان تینوں راجکماریوں کی شادیاں تم اپنے بیٹے اور میرے بھائی وچترا ویریا کے ساتھ کر دو۔ دیوا ورتا کی یہ گفتگو سن کر ستیا وتی بے حد خوش ہوئی لہٰذا اس نے اپنے بیٹے اور ہستنا پور کے راجکمار وچترا ویریا کو طلب کیا اور جب وچترا ویریا وہاں آیا تو ستیا وتی نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے بیٹے تو ان تینوں لڑکیوں کی طرف دیکھ یہ تینوں اپنی خوبصورتی اور اپنے حسن و جمال میں کوئی ثانی اور مثال نہیں رکھتیں اور یہ تینوں ریاست کاسی کی راجکماریاں ہیں اور تیرا بھائی دیوا ورتا انہیں تیرے لیے لے کر آیا ہے تاکہ ان تینوں کی شادیاں تمہارے ساتھ کر دی جائیں۔ وچترا ویریا ان تینوں کو دیکھ کر بے حد خوش ہوا اس نے انہیں پسند کیا اور

ان تینوں کے ساتھ وہ شادی کرنے پر آمادہ ہوگیا تھا اس موقع پر وچترا ویریا نے اپنے بھائی دیووارتا کا بھی شکریہ ادا کیا کہ اس نے اس کے لیے ریاست کاسی کی ان راجکماریوں کو حاصل کرنے کے لیے اس قدر محنت اور جدوجہد کی۔

عین اس موقع پر ان تینوں راجکماریوں میں سے جو سب سے بڑی تھی اور جس کا نام امبا تھا اس نے ستیاوتی اور دیووارتا کی طرف دیکھتے ہوئے خوفزدہ سی آواز میں کہا۔

اگر تم دونوں بُرا نہ مانو تو اس موقع پر میں تم دونوں سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ ستیاوتی نے ہمدردی اور نرمی میں ڈوبی ہوئی آواز میں امبا کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا۔

ہاں کہو اس موقع پر جب کہ میں تم تینوں کی شادیاں وچترا ویریا کے ساتھ کر دینا چاہتی ہوں تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ تم اس شادی سے پہلے ہمارے سامنے کوئی شرط اور پابندی رکھنا چاہتی ہو تو یہ سن رکھو کہ میں تمہاری ہر شرط اور ہر پابندی کو قبول کروں گی اس پر امبا نے پھر بولتے ہوئے کہا۔

میں نہ کوئی شرط پیش کرنا چاہتی ہوں اور نہ پابندی بلکہ میں تو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میں آپ کے بیٹے وچترا ویریا کے ساتھ شادی نہیں کرسکتی اس انکشاف پر دیووارتا نے پریشانی اور حیرت سے امبا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

آخر تم میرے بھائی وچترا ویریا کے ساتھ کیوں شادی نہیں کرسکتی۔ دیووارتا کے اس سوال پر امبا نے تھوڑی دیر خاموش رہ کر سوچا پھر وہ کہہ رہی تھی۔

اے دیووارتا جس وقت تم ہمارے شہر پہنچے اور جس وقت ہمارے لیے وہاں سوئمبر رچایا جا رہا تھا۔ تمہارے پہنچنے سے پہلے ہی میں راجہ سلوا کو اپنا شوہر تسلیم کرچکی تھی اور اگر تم تھوڑی دیر تک اور ہماری ریاست میں داخل نہ ہوتے تو میں اپنی جگہ سے اٹھ کر پھولوں کا ہار راجہ سلوا کے گلے میں ڈال دیتی جو اس بات کی علامت ہوتا کہ میں اسے اپنے شوہر کی حیثیت سے پسند کرچکی ہوں اور اس سے شادی کرنا چاہتی ہوں اس پر دیووارتا نے کمال حیرت اور پریشانی سے امبا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے امبا یہ بات تو نے مجھے اپنی ریاست کے اندر ہی کیوں نہ بتا دی تاکہ تیرے معاملے میں انصاف کرتا اس پر امبا نے کسی قدر حیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

اے دیووارتا تم اس قدر جلدی اور تیزی سے وہاں پر حرکت میں آئے کہ مجھے کچھ کہنے کا موقع ہی نہ ملا میں تم سے بہت کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن اول تو تمہارا مقابلہ شروع ہوگیا اور اس کے بعد تم نے اس قدر جلدی اور عجلت میں کوچ کیا کہ میں تم سے کچھ نہ کہہ سکی اب جب کہ یہاں آکر مجھے کچھ اطمینان ملا ہے تو جو میرے بارے میں اصلیت اور حقیقت ہے وہ میں نے تم سے کہہ دی ہے لہٰذا میں ایک بار تم سے پھر کہوں گی کہ میں اپنے لیے اپنے شوہر کی حیثیت سے راجہ سلوا کو پسند کرچکی ہوں اور میں اسی کے ساتھ خوش رہ سکتی ہوں اگر تم لوگ میری شادی زبردستی وچترا ویریا کے ساتھ کر دیتے ہو تو سن رکھو اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا اس لیے اگر میری شادی وچترا ویریا کے ساتھ ہو جاتی ہے تو میرا جسم تو اس کے ساتھ ہوگا لیکن میرا دل راجہ سلوا کے ساتھ ہوگا لہٰذا میں تم سے گزارش کروں گی کہ مجھے اس وچترا ویریا کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور نہ کیا جائے۔

امبا کی اس گفتگو کے بعد دیووارتا اور ستیاوتی تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتے رہے پھر دیووارتا ستیاوتی کے پاس بیٹھ گیا بڑی رازداری کے ساتھ اس نے اس سے کچھ مشورہ کیا اس کے بعد وہ امبا کے قریب آیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے امبا میری بات غور سے سنو ہم تم پر ظلم نہیں کریں گے جب تم نے پہلے ہی اپنے لیے شوہر کا انتخاب کر لیا ہے تو ہم زبردستی تیری شادی وچترا ویریا کے ساتھ نہیں کریں گے اور ہاں میں تمہارے لیے مزید یہ کہوں گا کہ نہ صرف یہ کہ تمہارے لیے عمدہ سواری کا بندوبست کر دوں گا بلکہ تمہارے ساتھ کچھ محافظ بھی روانہ کر دوں گا جو تمہیں باحفاظت راجہ سلوا کے پاس لے جائیں تاکہ تم اس کے ساتھ شادی کرکے خوشحال زندگی بسر کرسکو۔ دیووارتا کا یہ جواب سُن کر امبا خوش اور مطمئن ہوگئی تھی۔ بہرحال اس کی دونوں بہنوں امبیکا اور امبالیکا کی شادی ہستناپور کے راجکمار وچترا ویریا کے ساتھ کر دی گئی تھی جب کہ امبا کو دیووارتا نے اپنے چند محافظوں کے ساتھ راجہ سلوا کی طرف روانہ کر دیا تھا۔

راجکماری امبا بڑی تیزی سے سفر کرتی ہوئی راجہ سلوا کے سامنے پیش ہوئی تو راجہ سلوا اسے اپنے سامنے دیکھ کر بڑا پریشان اور حیران ہوا اور اس نے اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے کاسی کی راجکماری تجھے تو ہستناپور کے راجکمار نے سوئمبر میں جیت لیا تھا وہ اپنے سارے مخالفوں پر حاوی رہا تھا۔ تیرا ہاتھ پکڑ کر اس نے تجھے اس نے اپنے جنگی رتھ میں بٹھا لیا تھا اور تم تینوں بہنوں کو لے کر وہ ہستناپور کی طرف روانہ ہوگیا تھا اب میں حیران اور پریشان ہوں کہ تو یہاں میرے سامنے کیسے آگئی ہو اس پر امبا نے راجہ سلوا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے راجہ جس وقت میرا اور میری دونوں بہنوں کا سوئمبر ہماری ریاست کے اندر رچایا جا رہا تھا تو اس وقت میں نے آپ کو دیکھا تھا اور میں نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ میں آپ

سے شادی کروں گی لہذا جس وقت میں یہ ارادہ کر رہی تھی کہ میں اٹھ کر آپ کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈالتے ہوئے اپنے من کا فیصلہ لوگوں پر ظاہر کر دوں۔ اسی وقت دیو وارتا وہاں پہنچا اور یوں اس نے سب لوگوں سے مقابلہ کر کے ہم تینوں بہنوں کو سوئمبر میں جیت لیا اور اپنے ساتھ ہستنا پور کی طرف لے گیا۔ یوں میں نہ ہی آپ کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈال سکی اور نہ ہی وہ بات کہہ سکی، جو میرے دل میں چھپی ہوئی تھی لیکن ہستناپور جا کر میں نے راجکمار دیو وارتا کے سامنے ساری حقیقت کہہ دی اور یہ اس کی مہربانی ہے کہ اس نے زبردستی میری شادی وچترا ویریا کے ساتھ نہیں کر دی بلکہ اس نے میرے لیے سواری کا انتظام کیا اور میرے لیے اپنے کچھ محافظ بھی میرے ساتھ روانہ کیے اب میں تمہارے سامنے آکھڑی ہوئی ہوں اور یہ التجا کرتی ہوں کہ تم میرے ساتھ شادی کر لو، میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتی ہوں کہ میں زندگی بھر نہ صرف یہ کہ تمہارے لیے سکون کا باعث بنوں گی بلکہ تمہیں خوشیاں ہی خوشیاں فراہم کروں گی۔

امبا کی یہ گفتگو سن کر راجہ سلوا نے پہلے ایک بھرپور قہقہہ لگایا پھر اس نے طنزیہ انداز میں کہا کہ۔

میں تمہیں بیوی کی حیثیت سے قبول کر لوں لیکن کیوں اور کیسے کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ میں ایک بھکاری ہوں اور اپنے دشمن کے بھیجے ہوئے تحفے کو قبول کر لوں گا ہرگز نہیں تم جانتی ہو کہ ہستنا پور کے راجکمار دیو وارتا نے تم تینوں بہنوں کے لیے سوئمبر میں حصہ لیتے ہوئے یہ مقابلہ جیتا تھا اور کسی راجہ نے میرے علاوہ یہ ہمت نہ کی تھی کہ اس کے ساتھ مقابلہ کر کے تم تینوں بہنوں میں سے کسی ایک کو اپنے لیے حاصل کرے۔ دیو وارتا نے جب سوئمبر جیت لیا تو وہ تم تینوں کو لے کر ہستناپور روانہ ہو گیا تھا، اس لیے کہ وہ سوئمبر کی اس جنگ میں تم تینوں بہنوں کو جیت چکا تھا جب کہ مجھے اس سوئمبر میں شکست کا منہ دیکھنا پڑا تھا۔

اے امبا میری بات غور سے سنو جب دیو وارتا نے تمہیں جیت لیا تھا تو میں کیسے اس کے بھیجے ہوئے تحفے کو خوشی سے قبول کر لوں۔ اب دیو وارتا ہی تمہارا سب کچھ ہے، اس لیے کہ اس نے تمہارا سوئمبر جیتا تھا لہذا میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ تم ابھی اور اسی وقت یہاں سے روانہ ہو جاؤ تم دیو وارتا کے پاس جاؤ کیونکہ اس نے تمہارا سوئمبر جیتا ہے۔ لہذا اس کے پاس جا کر تم التجا کرو کہ وہ تمہارے ساتھ شادی کرے اس لیے تمہارے ساتھ شادی کرنے کا حق وہی رکھتا ہے جب کہ میں تمہیں قبول کرنے سے قطعی انکار کرتا ہوں اور نہ اب میرا ارادہ ہے کہ میں تمہارے

ساتھ شادی کروں گا لہذا تم یہاں سے جا سکتی ہو۔

راجہ سلوا کا یہ کڑوا اور نفرت انگیز جواب سن کر حسین امبا وہاں سے نکل کھڑی ہوئی سواری کا جو بندوبست دیو وارتا نے اس کے لیے کیا تھا اور جو اس نے اس کے لیے محافظ مقرر کیے تھے وہ ان کے ساتھ پھر ہستنا پور میں داخل ہوئی اور ایک روز وہ دیو وارتا کے سامنے بیٹھی ہوئی اس حالت میں کہ وہ انتہائی پریشان، مغموم اور الجھی الجھی سی تھی اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں جب وہ دیو وارتا کے سامنے بیٹھی ہوئی تو اس کی حالت دیکھ کر دیو وارتا کو بڑا دکھ اور ملول ہوا اور اس نے امبا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے امبا تمہارے ساتھ کیا بیتی تم تو چند دن پہلے راجہ سلوا کی طرف روانہ ہوئی تھیں تاکہ اس کے ساتھ شادی کر کے تم اپنی نئی اور خوشحال زندگی کی ابتداء کر سکو تمہیں دیکھ کر میں پریشان ہوں کہ تم راجہ سلوا کی طرف سے کیوں لوٹ آئی ہو۔ اس پر امبا نے بکھری بکھری اور پریشان سی آواز میں دیو وارتا کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

اے راجکمار دیو وارتا میرا یہ سفر مکمل طور پر ناکام رہا ہے، راجہ سلوا نے میرے ساتھ شادی سے انکار کر دیا ہے اس نے مجھے یہ جواب دیا ہے کہ راجکمار دیو وارتا سوئمبر جیت کر تم تینوں بہنوں کو اپنے ساتھ ہستنا پور کی طرف لے گیا تھا اور اب اگر دیو وارتا نے تمہیں میری طرف بھجوا دیا ہے تو میں تمہیں قبول کرنے سے انکار کرتا ہوں اس لیے کہ میں بھکاری نہیں ہوں کہ اپنے دشمن کے بھیجے ہوئے تحفے کو قبول کر لوں۔

لہذا اے دیو وارتا اس نے مجھے واپس بھیج دیا ہے اور اس نے میرے ساتھ شادی کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

اے دیو وارتا اس موقع پر میں یہ بھی کہوں گی کہ تم ہی وہ نوجوان ہو جس نے مجھے جیتا تھا اور تم ہی وہ نوجوان ہو جس نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے جنگی رتھ میں بٹھایا تھا اور تم ہی وہ نوجوان ہو جو مجھے حاصل کرنے کے لیے اس مقابلے میں پورے اترے تم نے ہماری خاطر راجہ سلوا کو شکست دی لہذا اب میں تم سے یہ التجا کروں گی کہ اب میرے ساتھ شادی کر لو۔

اے راجکمار دیو وارتا میں مزید یہ کہنا بھی پسند کروں گی کہ اب میرے سامنے اس دنیا میں میرا کوئی ٹھکانہ نہیں جہاں میں رہوں لہذا میری تم سے التماس ہے کہ مجھے نئی زندگی عطا کرو، میری

نسوانیت کو تباہ ہونے سے بچاؤ اور میرے ساتھ شادی کر لو۔ یہاں تک کہنے کے بعد امبا خاموش ہو گئی تھی اور پھر وہ خاموشی کے ساتھ اپنے سامنے کھڑے دیودارتا کی طرف پُر امید نگاہوں سے دیکھنے لگی تھی۔

امبا کی ساری روداد سُن کر دیودارتا بڑا ملول اور پریشان ہوا وہ اپنے دل میں اس موقع پہ امبا کے لیے رحم اور ہمدردی کو محسوس کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ خاموش رہ کر امبا کی طرف دیکھتا رہا۔ اس موقع پہ اس کی آنکھوں کے اندر آنسو بھی تیرنے لگے تھے پھر اپنے آنسوؤں کو اس نے ضبط کر لیا پھر اس نے بڑی نرمی سے امبا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

مجھے تمہارے حالات سُن کر بے حد دُکھ اور غم ہوا ہے مجھے تم سے اس معاملہ میں بے حد ہمدردی بھی ہے لیکن تم جانتی ہو کہ میں نے شادی نہ کرنے اور ہمیشہ کنوارا رہنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ اس لیے میں کیسے اور کیوں کر تم سے شادی کر سکتا ہوں۔ یہاں تک کہنے کے بعد دیودارتا تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا اس کے بعد دوبارہ اس نے مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے امبا ان خیالات کو ترک کر دو کہ میں تمہارے ساتھ شادی کروں گا اس لیے کہ ایسا سوچنا ناممکن ہے اگر تم نے مجھے کاسی سے ہستناپور کی روانگی سے قبل ہی یہ سارا معاملہ بتا دیا ہوتا تو پھر یہ حالات رونما نہ ہوتے لیکن اب تو ایسا ہو چکا ہے اور کوئی اپنی قسمت پہ قابو نہیں پا سکتا مجھے افسوس ہے کہ میرے پاس تمہارے ان حالات کا حل نہیں ہے۔ میں اپنی شادی نہ کرنے کی قسم کا پابند ہوں میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا اور نہ ہی تمہارے ساتھ شادی کر سکتا ہوں۔ یہاں تک کہنے کے بعد دیودارتا پھر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک وہ بڑی بے بسی کے عالم میں کھڑا ہو کر امبا کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ امبا کے سامنے سے ہٹ کر دوسری طرف چلا گیا تھا۔

دیودارتا کا یہ جواب سُن کر امبا بے حد مایوس اور اذیت ہوئی ناکام وہ ہستناپور سے نکل کھڑی ہوئی اور ایک قریبی جنگل کی راہ لی اور وہاں وہ تارک الدنیا رشیوں کے اندر رہ کر زندگی بسر کرنے لگی تھی۔ جنگل کے اندر ان تارک الدنیا لوگوں کے ساتھ رہتے ہوئے امبا کو چند ہی دن گزرے تھے کہ امبا کا ایک رشتہ دار جس کا نام وشنا تھا وہ اسے تلاش کرتا ہوا اس جنگل میں پہنچ گیا تھا اس نے امبا سے جب اس کے حالات سنے تو اسے بڑا دُکھ ہوا اس نے امبا کو سمجھایا بجھایا اور اسے اس بات پہ آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ وہ اپنے ماں باپ کے پاس چلے لیکن امبا نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اس کے ماں باپ نے ایک بار اس کے لیے سوئمبر رچایا تھا: اور کسی اور کے ساتھ چلے جانے کے بعد وہ اپنے ماں باپ کے گھر نہ جائے گی۔ امبا کا یہ جواب سن کر وشنا کو بے حد مایوسی ہوئی پھر وشنا نے امبا کے سامنے ایک دوسرا ہی طریقہ پیش کرتے ہوئے کہا۔

اے امبا اگر تم ہستناپور کے دیودارتا ہی سے شادی کرنا چاہتی ہو تو میں ایسا بھی کر سکتا ہوں میں دیودارتا کو مجبور کر سکتا ہوں کہ وہ تمہارے ساتھ شادی کرے۔ وشنا کا یہ جواب سن کر امبا کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی اور اس نے اس سے پوچھا کہ تم کیسے اور کیوں کر دیودارتا کو مجبور کر سکتے ہو وہ میرے ساتھ شادی کر لے جب کہ اس نے ساری عمر شادی نہ کرنے کی قسم کھا رکھی ہے اس پہ وشنا نے ایک نیا انکشاف کرتے ہوئے امبا سے کہا۔

سنو امبا دیودارتا کا ایک گرو ہے جس کا نام بھرگا وہ ہے یہ بھرگا وہ دیودارتا کو دیودارتا کہہ کر نہیں پکارتا بلکہ یہ اسے بھیشم یا بھیشما کہہ کر مخاطب کرتا ہے اسی گرو بھرگا وہ نے بچپن میں اس دیودارتا یعنی بھیشما کی پرورش کی تھی۔ یہ سارے جنگی علوم اور جنگی تربیت اس بھیشما نے گرو بھرگا وہ سے ہی حاصل کی تھی اور سنو امبا یہ گرو بھرگا وہ میرا اچھا جاننے والا ہے۔ میں تمہیں اس کے پاس لے جاتا ہوں اور اس سے التجا کرتا ہوں وہ ہمارے ساتھ بھیشم کے پاس چلے اور ایک گرو کی حیثیت سے اسے حکم دے کہ وہ تمہارے ساتھ شادی کرے اور اے امبا مجھے امید ہے کہ جب بھیشما کو اس کا گرو بھرگا وہ یہ حکم دے گا کہ وہ تمہارے ساتھ شادی کرے تو مجھے امید ہے کہ وہ اپنے گرو کے اس حکم کو کسی بھی صورت ٹال نہ سکے گا لہٰذا تم میرے ساتھ گرو بھرگا وہ کے پاس چلو تاکہ دیودارتا یعنی بھیشما کے ساتھ تمہاری شادی کا بندوبست کیا جا سکے۔ وشنا کی یہ گفتگو سن کر امبا بے حد خوش ہوئی اور بغیر کچھ کہے وہ جنگل کو چھوڑ کر گرو بھرگا وہ کے پاس جانے کے لیے وشنا کے ساتھ جانے پر تیار ہو گئی تھی۔

وشنا امبا کو لے کر دیودارتا یعنی بھیشم کے گرو بھرگا وہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے بھرگا وہ سے وہ ساری باتیں کہہ دیں جو امبا پر گزری تھیں۔ امبا کی یہ داستان سُن کر بھرگا وہ بے حد متاثر ہوا اور اس نے وشنا اور امبا سے وعدہ کیا کہ وہ ان دونوں کے ساتھ ہستناپور جائے گا اور وہاں وہ بھیشما کو مجبور کرے گا کہ وہ امبا کے ساتھ شادی کر لے ساتھ ہی بھرگا وہ نے یہ بھی یقین دلایا کیوں کہ یہ بھیشما میرے بہترین شاگردوں میں سے ایک ہے۔ لہٰذا مجھے امید ہے کہ وہ میرا کہا نہ ٹال سکے گا اور وہ امبا کے ساتھ ضرور شادی کرنے پہ آمادہ ہو جائے گا

گرو بھرگا دہ کی یہ گفتگو سن کر امبا بے حد خوش ہوئی تھی پھر چند روز تک گرو بھرگا دہ کے ہاں قیام کرنے کے بعد وشنا اور امبا اسے لے کر بھیشما سے ملنے کے لیے ہستناپور کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

گرو بھرگا دہ جب وشنا اور امبا کے ساتھ ہستناپور کے محل میں داخل ہوا تو راج محل کے نگرانوں نے ان تینوں کی بہترین آؤ بھگت کی اور انہیں باعزت طریقے سے مہمان خانے میں بٹھایا گیا پھر بھیشم کو اس کے گرو بھرگا دہ کے آنے کی اطلاع دی گئی۔ بھیشم اپنے گرو کی آمد کا سن کر بے حد خوش ہوا اور بھاگا بھاگا وہ اس کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے آپ کو اس نے اس کے قدموں میں گرا دیا۔ گرو بھرگا دہ نے بھیشم کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا اور پھر اپنے قریب ہی بیٹھی ہوئی امبا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

اے بھیشم کیا تم اس لڑکی کو جانتے ہو بھیشم نے بڑے غور سے تھوڑی دیر تک امبا کی طرف دیکھا پھر اس نے کہنا شروع کیا۔

اے گرو اس لڑکی کو میں خوب جانتا ہوں یہ وہ لڑکی ہے جسے اس کی قسمت نے بڑی دھوکا دیا ہے یہ راجہ سلوا سے شادی کرنا چاہتی تھی لیکن اس نے اس کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد اس نے میرے ساتھ شادی کرنے کا ارادہ ظاہر کیا لیکن میں اس کے ساتھ شادی نہ کر سکا۔ لہذا یہ ہستناپور کو چھوڑ کر یہاں سے چلی گئی تھی لیکن اے گرو اب یہ لڑکی تمہارے ساتھ رہ کر کیا کر رہی ہے اس پر گرو بھرگا دہ نے غور سے بھیشم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے بھیشما! یہ امبا کے ساتھ جو شخص ہے وہ اس کا قریبی رشتہ دار ہے اور اس کا نام وشنا ہے یہ میرے پرانے جاننے والوں میں سے ہے اور یہ امبا کو لے کر میرے پاس اس غرض سے آیا تھا کہ میں تم سے کہوں کہ تم امبا کے ساتھ شادی کر لو اسی طرح امبا کی قسمت بنائی جا سکتی ہے اور اسے تباہی و بربادی سے بچایا جا سکتا ہے اور مجھے امید ہے کہ تم میرا کہا نہ ٹالتے ہوئے امبا کے ساتھ شادی کرنے پر رضامند ہو جاؤ گے۔

اس انکشاف پر بھیشم نے تیز نگاہوں سے گرو بھرگا دہ کی طرف دیکھا اور پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

اے گرو آپ جانتے ہیں کہ میں نے زندگی بھر شادی نہ کرنے کی قسم کھائی تھی اسی بنا پر میں نے اس امبا کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کر دیا تھا اور میں یہاں پر یہ بھی انکشاف کروں کہ اگر آپ بھی مجھے اس کے ساتھ شادی کرنے پر کہیں گے تب بھی میں اس کے ساتھ شادی نہ کروں گا۔ لہذا میرا یہ آخری فیصلہ ہے کہ میں کسی بھی صورت بلکہ ہرگز اس امبا کے ساتھ شادی نہ کروں گا۔ بھیشما کا یہ جواب سن کر گرو بھرگا دہ کے چہرے پر وقتی طور پر غصے اور غضبناکی کے آثار نمودار ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہ کر وہ اپنے آپ کو سنبھالتا رہا پھر کسی قدر اس کے چہرے کے اثرات بھی ڈھل گئے تب اس نے اپنے سامنے بیٹھی امبا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے امبا اس بھیشم کو میں اس کے بچپن سے جانتا ہوں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ جو ارادہ یہ کرتا ہے وہ پکا اور سچا ارادہ کرتا ہے اور اس کی تکمیل تک اس کی کوشش بھی کرتا ہے لہذا اب میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ تو بھیشم کا خیال ترک کر دے یہ کسی بھی صورت تیرے ساتھ شادی کرنے پر آمادہ نہ ہو گا اس کے ساتھ ہی گرو بھرگا دہ وہاں سے رخصت ہونے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا بھیشم نے آگے بڑھ کر اسے روکنے کی بہت کوشش کی لیکن گرو بھرگا دہ وشنا اور امبا کو لے کر وہاں سے نکل گیا تھا۔ گرو بھرگا دہ تو اپنے ٹھکانے کی طرف روانہ ہو گیا۔ وشنا نے بڑی کوشش کی کہ وہ امبا کو اپنے ساتھ لے جا سکے لیکن امبا نے اس کے ساتھ جانے سے قطعی انکار کر دیا اور وہ ایک بار پھر جنگل میں رہنے والے انہیں تارک الدنیا لوگوں کی طرف روانہ ہو گئی تھی جہاں سے اسے وشنا لے کر آیا تھا جب کہ خود وشنا بھی اپنے گھر کی طرف چلا گیا تھا۔

عارب اور نبیطہ نے دریائے گنگا کے کنارے ماہی گیروں کی اسی بستی کے اندر قیام کر رکھا تھا ایک روز دوپہر سے تھوڑی دیر بعد عارب اور نبیطہ دونوں بہن بھائی اس جھونپڑے میں اکٹھے بیٹھے تھے کہ اچانک اس جھونپڑے کے اندر عزازیل نمودار ہوا اسے دیکھتے ہی عارب اور نبیطہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے انہوں نے دیکھا اس موقع پر عزازیل کے ہاتھوں میں پھولوں کا ایک ہار تھا جسے اس نے بڑی احتیاط کے ساتھ سنبھال کر پکڑا ہوا تھا۔ عزازیل جب ان کے سامنے بیٹھ گیا تو نبیطہ نے اس سے کچھ پوچھنا چاہا پر اس سے قبل ہی عزازیل نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

میرے دونوں رفیقو تم دونوں اٹھ کھڑے ہو اور ابھی اور اسی وقت میرے ساتھ ایک مہم پر روانہ ہو جاؤ۔ اس پر حارب نے بولتے ہوئے پوچھا۔

اے آقا! کیا آپ ہمیں اس مہم کی تفصیل نہ بتائیں گے اس پر عزازیل نے کچھ کہنا شروع کیا۔

تم جانتے ہو کہ ستناپور کا راجکمار دیو دارتا ریاست کاسی کی تین راجکماریوں کا سوئمبر جیت کر انہیں ستناپور لے آیا تھا ان میں سے ایک راجکماری جس کا نام امبا تھا۔ اس نے دیوارتا پر انکشاف کیا کہ وہ راجہ سلوا کو پسند کرتی ہے لہٰذا اسے سلوا ہی کے پاس جانے کی اجازت دی جائے۔ دیو دارتا نے رحم کھاتے ہوئے امبا کو سلوا کے پاس جانے کی اجازت دے دی، جب کہ دوسری طرف دونوں شہزادیوں امبیکا اور امبالیکا کی شادی اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ کرا دی۔ اب یہ امبا جب راجہ سلوا کے پاس پہنچی تو اس نے اسے دھتکار دیا اور ساتھ ہی اس سے شادی کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ مایوس ہو کر امبا دوبارہ دیو دارتا کے پاس آئی اور اس سے التجا کی کہ وہ خود اس سے شادی کر لے لیکن دیو دارتا نے کہا کہ اس نے ساری عمر شادی نہ کرنے کی قسم کھا رکھی ہے لہٰذا وہ اس کے ساتھ شادی نہیں کر سکتا۔

دیو دارتا کا یہ مایوس کن جواب سن کر امبا وہاں سے نکل کھڑی ہوئی اور جنگل کے اندر تارک الدنیا رشی رہتے ہیں ان کے ساتھ شامل ہو گئی اسی دوران اس کا ایک رشتہ دار جس کا نام وشنا ہے وہ حرکت میں آیا وہ امبا کو تلاش کرتے ہوئے اسی جنگل کی طرف آیا۔ وہاں اس نے امبا کو یقین دلایا کہ وہ دیو دارتا کے گرو بھرگا وہ سے مل کر اس کی شادی دیو دارتا کے ساتھ کرانے کی کوشش کرے گا لہٰذا یہ وشنا اس امبا کو لے کر گرو بھرگا وہ کے پاس گیا اور اس سے التجا کی کہ وہ دیو دارتا سے کہے کہ وہ امبا کے ساتھ شادی کر لے۔ گرو بھرگا وہ وشنا اور امبا کو لے کر دیو دارتا کے پاس گیا۔ اس گرو بھرگا وہ نے اپنے شاگرد دیو دارتا سے کہا۔

وہ امبا کے ساتھ شادی کر لے لیکن دیو دارتا نے اپنے گرو بھرگا وہ کی بات ماننے سے بھی انکار کر دیا اور یہ عذر پیش کیا کہ کیوں کہ وہ ساری عمر شادی نہ کرنے کی قسم کھا چکا ہے لہٰذا وہ اپنی قسم توڑ کر امبا کے ساتھ شادی نہیں کر سکتا۔ اب معاملہ یہاں تک پہنچا ہے کہ گرو بھرگا وہ تو واپس چلا گیا ہے۔ وشنا نے امبا کو اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا، لہٰذا وشنا بھی واپس چلا گیا ہے۔ خود امبا ستناپور سے نکل کر اسی جنگل کی طرف جا رہی ہے جہاں پہ پہلے وہ تارک الدنیا لوگوں کے ساتھ رہا کرتی تھی۔

اے حارب اور نبیطہ یہ جو پھولوں کا گلدستہ تم میرے ہاتھ میں دیکھتے ہو اس کے اندر میں نے اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے ایک خصوصیت اور خاصیت ڈالی ہے اور وہ یہ ہے کہ پھولوں کا یہ گلدستہ امبا جس جوان شخص کے گلے میں ڈالے گی وہ دیو دارتا سے اس کا انتقام لینے کے لیے تیار ہو جائے گا اس لیے کہ اس دیو دارتا کے دوبارہ شادی سے انکار کرنے کے بعد امبا اس سے شدید ترین نفرت کرنے لگی ہے اس کے دل میں نفرت اور انتقام کا ایک لاوا ابل رہا ہے اور اب وہ یہ چاہتی ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح اس دیو دارتا سے اپنی بے عزتی کا انتقام لے۔

میرے رفیقو میں اور تم دونوں ابھی اور اسی وقت یہاں سے کوچ کریں گے۔ امبا چونکہ ستناپور سے نکل کر جنگلوں کی طرف جا رہی ہے ہم تینوں اس کے راستے میں اس کے سامنے نمودار ہوں گے میں اس کا حوصلہ بڑھا کر اس سے گفتگو کروں گا اور پھولوں کا یہ گلدستہ اسے پیش کروں گا اور کہوں گا کہ جس کسی کے گلے میں بھی وہ یہ گلدستہ ڈالے گی تو وہی شخص اس کے لیے دیو دارتا سے انتقام لینے پر آمادہ ہو جائے گا لیکن شرط یہ ہے کہ یہ گلدستہ جس کے گلے میں بھی ڈالے اس میں اس شخص کی خوشی اور رضامندی بھی شامل ہو جس کے گلے میں یہ گلدستہ ڈالا جا رہا ہو اور اگر ایسا ہو تو وہ شخص ضرور دیو دارتا سے امبا کا انتقام لے گا۔

لہٰذا اے میرے رفیقو آؤ اپنی سری قوتوں کو استعمال کر کے یہاں سے کوچ کریں۔ امبا کا راستہ روکیں اور اسے یہ گلدستہ پیش کر کے دیو دارتا سے انتقام لینے کی نصیحت کریں اور اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو سن رکھو اس طرح ہم بدی کے پھیلانے کا بہترین کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ حارب اور نبیطہ عزازیل کی ساری گفتگو سن چکے تھے لہٰذا وہ کھڑے ہو گئے پھر تینوں نے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور وہاں دریائے جمنا کے اس جھونپڑے سے وہ غائب ہو گئے تھے۔

حسین امبا ستناپور شہر سے نکل کر جنگل کے رخ پہ بڑی تیزی سے جا رہی تھی کہ اس کے سامنے ذرا فاصلے پہ عزازیل، حارب اور نبیطہ نمودار ہوئے اور اس راستے پر کھڑے ہو گئے جس راستے پر امبا چل جا رہی تھی جب امبا ان کے قریب آئی تو عزازیل نے چند قدم

اس کی طرف بڑھتے ہوئے اور بڑی نرمی اور بڑی محبت بڑی شفقت میں اس نے امبا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے بیٹی میں ایک نجومی ہوں اور میرا نام سنکارا ہے مجھے اپنے علم کی بناء پر یہ خبر ہوئی ہے کہ ریاست کاسی کی ایک شہزادی جس کا نام امبا ہے بڑے دکھ اور مصیبتیں جھیل رہی ہے۔ اے بیٹی میں جانتا ہوں ہستناپور کا دیو وارتا تمہارا اور تمہاری دونوں بہنوں کا سوئمبر جیت کر تم تینوں کو لے گیا تھا اور تم سوئمبر جیتنے سے پہلے ہی راجہ سلوا کو پسند کرنے لگی تھی اور یہی بات تم نے دیو وارتا سے بھی کہہ دی اور دیو وارتا نے تمہیں سلوا کے پاس جانے کی بھی اجازت دے دی لیکن سلوا نے تمہارے ساتھ شادی کرنے سے انکار کر دیا تم واپس پھر دیو وارتا کے پاس آئی شادی کی التجا کی لیکن اس نے بھی انکار کر دیا جس پر تم جنگل میں چلی گئی اور وہیں رشیوں کے اندر رہنے لگیں تمہارا ایک رشتہ دار وہاں پہنچ گیا جو تمہیں واپس لایا اور گرو پھرگاوہ کے پاس لے گیا تاکہ وہ اپنے چیلے دیو وارتا سے کہے کہ وہ تمہارے ساتھ شادی کرے لیکن تم جانتی ہو کہ دیو وارتا نے اپنے گرو پھرگاوہ کی بات بھی نہیں مانی اور تمہارے ساتھ شادی کرنے سے انکار کر دیا اور اب تم مایوس اور افسردہ ہو کر اور ناکام اور نا امید ہو کر واپس پھر ان جنگل میں رہنے والے ان رشیوں کی طرف جا رہی ہو جہاں تم پہلے رہا کرتی تھیں۔ کہو یہ جو کچھ میں نے کہا ہے یہ درست ہے یا اس میں کسی قسم کی کوتاہی یا غلطی ہے۔

عزازیل کی زبان سے یہ الفاظ سن کر امبا چونکی اس نے امید بھری نظروں سے عزازیل کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اے گرو سنکارا جو کچھ آپ نے کہا ہے اس میں ذرہ برابر بھی کھوٹ اور جھوٹ نہیں ہے۔ اے گرو سنکارا اب میں دیو وارتا یعنی بھیشما سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔ دو دفعہ مجھ سے شادی کرنے سے انکار کر کے وہ میری سخت بے عزتی کا باعث بن چکا ہے۔ اب میرے دل میں اس کے لیے ایک ہی تمنا ہے کہ میں اس سے انتقام لوں۔

اے گرو سنکارا کیا آپ اس سلسلے میں میری کوئی مدد کر سکتے ہیں تاکہ میں اس بھیشم سے انتقام لے سکوں۔

امبا کی گفتگو سن کر عزازیل خوش ہوا اور اس نے کہا کہ میرے ساتھ جو دونوں ساتھی ہیں یہ دونوں میرے چیلے ہیں۔

اے امبا یہ جو تو میرے ہاتھ میں پھولوں کا گلدستہ دیکھتی ہو یہ گلدستہ خاص میں نے تیرے لیے تیار کروایا ہے اس گلدستہ کو میرے ہاتھوں سے لے اور اپنے ہاتھوں میں تھام لے پھر میں تجھے بتاتا ہوں کہ اس کے اندر کیا خصوصیت ہے۔ عزازیل کی بات سن کر امبا نے فوراً اپنے دونوں ہاتھ بڑھاتے ہوئے عزازیل سے وہ گلدستہ لے لیا۔ عزازیل نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔

اے امبا سنو اس گلدستے کے اندر ایک خصوصیت ہے کہ جس جوان کے گلے میں تو یہ گلدستہ ڈالے گی وہ تیری طرف سے دیو وارتا یعنی بھیشم سے تیرا انتقام لینے پر آمادہ ہو جائے گا بشرطیکہ پھولوں کا یہ گلدستہ کوئی اپنی خوشی سے اپنے گلے میں ڈلوانے پر آمادہ ہو جائے لہٰذا اے امبا میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ یہ گلدستہ لے کر تم جنگل جانے کی بجائے مختلف ریاستوں کا رخ کرو اور ان ریاستوں کے راجاؤں، راجکماروں یا دیگر جوانوں سے التجا کرو کہ وہ تمہاری خاطر بھیشم سے انتقام لے اور جس کسی سے بھی تم انتقام لینے کے لیے کہو اس سے پھولوں کے اس گلدستے کی خصوصیت ضرور بتانا جو بھی اس گلدستے کو اپنے گلے میں پہن کر بھیشم پر حملہ آور ہو گا وہ بھیشم کے مقابلے میں ضرور کامیاب ہو گا۔ مجھے امید ہے کہ تمہاری خوبصورتی کو دیکھتے ہوئے اور اس گلدستے کی خصوصیت کو نگاہ میں رکھتے ہوئے کوئی نہ کوئی راجہ یا راجکمار تمہاری خاطر دیو وارتا سے ضرور انتقام لینے پر آمادہ ہو جائے گا اور اگر ایسا ہو گیا اور اے امبا تم نہ صرف یہ کہ بھیشم کے خلاف اپنی نفرت کی بھڑاس نکالنے میں کامیاب ہو جاؤ گی بلکہ اس سے اپنا انتقام بھی لے سکو گی لہٰذا تم یہ گلدستہ سنبھالو اور جو کچھ میں نے کہا ہے ایسا کرنے کے لیے نکل کھڑی ہو۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل، عارب اور نبیطہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور امبا کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تھے۔

امبا پہلے ہی عزازیل کی اس گفتگو سے متاثر ہوئی تھی اب جب کہ وہ عارب اور نبیطہ کے ہمراہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو اسے یقین ہو گیا کہ یہ سنکارا نام کا گرو اس کی مدد کرنا چاہتا ہے لہٰذا وہ عزازیل کی ہدایت کے مطابق عمل کرنے پر آمادہ ہو گئی تھی اور جنگل کی طرف جانے کے بجائے اس نے مصمم اور پکا عزم کر لیا تھا کہ وہ مختلف ریاستوں کا رخ کرے گی اور وہاں کے راجاؤں اور راجکماروں سے التجا کرے گی کہ وہ اس کی خاطر دیو وارتا سے انتقام لیں۔

عزازیل کی بتائی ہوئی تفصیل کے مطابق جیبن امبا مشکلیں اور دشواریاں برداشت کرتی ہوئی قریب کی ریاستوں میں سے ایک ایک راجہ کے پاس گئی ان سب کو اس نے یقین دلایا کہ جو شخص بھی اس کی خاطر پھولوں کے اس گلدستے کو اپنے گلے میں ڈال کر دیووارتا سے مقابلہ کرے گا تو وہ دیوواتا پر کامیاب رہے گا اور اس کے صلے میں وہ اس سے شادی کرے گی لیکن آس پاس کے سب راجہ اور راجکمار دیوواتا کی دلیری بہادری اور اس کی شجاعت سے واقف تھے لہذا ان میں سے کسی نے بھی پھولوں کا وہ گلدستہ پہن کر امبا کی خاطر دیوواتا سے انتقام لینے کی حامی نہ بھری یوں امبا ہر قریبی ریاست کے راجہ کے پاس گئی اور اس سے رحم کی التجا کی پر کوئی بھی اس کی تجویز پر عمل پیرا ہونے پر آمادگی کا اظہار نہ کر سکا۔

آخر میں ہر جگہ سے مایوس اور ناکام ہو کر امبا نے ریاست پنچال کا رُخ کیا اور وہاں کے راجہ درویدہ کی خدمت میں حاضر ہوئی امبا جب درویدہ کے سامنے آئی تو وہ امبا کی خوبصورتی اور اس کی جسمانی ساخت اور اس کے حسن اور کشش دیکھ کر بے حد خوش ہوا اور اس نے امبا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

مجھے بتایا گیا ہے کہ تم کاسی کی راجکماریوں میں سے ایک ہو اور کسی سے انتقام لینے کی خاطر تم میرے پاس آئی ہو اور اس انتقام کے بدلے تم اس شخص سے شادی کرو گی جو تمہاری خاطر یہ تمہارا کام کرے گا۔

اب کہو اے امبا تمہیں کس نے دُکھ دیا ہے کس نے تمہیں تکلیف دی ہے اور کس سے تم انتقام لینے کا ارادہ رکھتی ہو۔ اس سوال کے جواب میں امبا نے اپنے اور اپنی دونوں بہنوں کے سوئمبر رچائے جانے کے بارے میں دیوواتا کے وہاں سے انہیں اٹھا کر لے جانے سے پھر راجہ سلوا کے شادی سے انکار کر دینے اور وہاں سے دیوواتا کے شادی نہ کرنے کے سارے واقعات راجہ درویدہ کو تفصیل کے ساتھ بتا دیئے تھے اور آخر میں اس نے درویدہ کو مخاطب کرتے ہوئے انتہائی عاجزی اور انکساری سے کہا۔

اب میں اس لیے نکلی ہوں کہ جو کوئی بھی راجہ میری خاطر دیوواتا سے انتقام لے گا میں اس کے ساتھ شادی کروں گی۔

اپنی بات ختم کرنے کے بعد امبا بڑی خاموشی اور انہاک کے ساتھ درویدہ کی طرف دیکھنے لگی تھی جس کی گردن امبا کی گفتگو سننے کے بعد جھک گئی تھی اور وہ گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا

امبا نے اسے اس قدر طویل سوچوں میں ڈوبے ہوئے دیکھا تو اس نے پھر اپنی بات کو طول دیا۔ اور کہا۔

اے راجہ درویدہ میرے ہاتھوں میں جو گلدستہ تم دیکھتے ہو یہ گلدستہ سنکارا نام کے ایک گرو نے مجھے دیا تھا اور اس گلدستے کے اندر یہ خاصیت ہے کہ جو بھی راجہ یا راجکمار اس گلدستے کو اپنے گلے میں پہن کر دیوواتا سے میری خاطر مقابلہ کرے گا تو وہ دیوواتا سے مقابلے میں کامیاب رہے گا اور میرا انتقام لے سکے گا لہذا یہ گلدستہ بھی میں آپ کو پیش کرتی ہوں اور آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ اگر آپ اس گلدستے کو گلے میں ڈال کر دیوواتا سے مقابلہ کریں تو آپ ضرور کامیاب رہیں گے۔

جب امبا اپنی بات کہتے کہتے خاموش ہوئی تب ریاست پنچال کے راجہ درویدہ نے اپنی جھکی گردن سیدھی کی اور اس نے امبا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے امبا میں دیکھتا ہوں تو جوان ہے حسین ہے تیری جسمانی ساخت کے اندر ایک جذب بھی ہے۔ ایک کشش بھی ہے لیکن اس کے باوجود میں تم سے یہ کہوں گا کہ کوئی بھی راجہ تیری خاطر دیوواتا یعنی بھیشم سے مقابلہ کرنے پر تیار نہ ہو گا اس لیے کہ بھیشم کی ماں انسانوں میں سے نہیں بلکہ جنات کی جنس میں سے تھی اس لحاظ سے بھیشم نہ صرف یہ کہ انتہائی پر قوت انسان ہے بلکہ وہ بلا کا جنگجو اور جنگی ہتھیار استعمال کرنے کی بہترین مشق رکھتا ہے۔ لہذا اے امبا میں تجھے کسی دھوکے کسی فریب میں نہیں رکھنا چاہتا بے شک تو مجھے ایک ایسا گلدستہ پیش کر رہی ہے جو تمہارے کہنے کے مطابق ایک گرو سنکارا نے مہیا کیا ہے جس کے اندر یہ خاصیت ہے کہ جو بھی اس کو گلے میں پہن کر دیوواتا سے مقابلہ کرے گا وہ ضرور کامیاب رہے گا لیکن اس کے باوجود میں دیوواتا سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ آس پاس کی سب ریاستوں میں مشہور ہے کہ تیر اندازی اور تلوار بازی میں دیوواتا کے خلاف کوئی بھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ لہذا اے امبا میں تمہاری اس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہوں میں نہ دیوواتا سے مقابلہ کر سکتا ہوں اور نہ ہی میں اس سے تمہارا انتقام لے سکتا ہوں۔

ریاست پنچال کا راجہ درویدہ آخری راجہ تھا جس کے پاس امبا آئی تھی جب اس نے بھی

اس کا انتقام لینے سے انکار کر دیا تو امبا پر مایوسیوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے اس نے جواب میں پنچال کے راجہ درو پدکو تو کچھ نہ کہا۔ مایوسی میں اس کی گردن کچھ دیر کے لیے جھک گئی تھی پھر اس نے اپنا سر اوپر اٹھایا اس نے دیکھا راجہ درو پدہ کے دربار میں ایک بہت موٹا اور بلند ستون تھا، اور اس ستون کے اندر ایک کیل بھی ٹھکا ہوا تھا۔ امبا نے اپنے دل میں کوئی فیصلہ کیا پھر وہ واپس لوٹی اپنے ہاتھوں میں پکڑا ہوا وہ گلدستہ جو عزازیل نے اسے دیا تھا وہ اس نے اس کیل پر ستون کے ساتھ لٹکا دیا اور کہا۔

اے راجہ اب جب کہ تم نے میری بات نہیں مانی میرے لیے پھولوں کا یہ گلدستہ بھی بیکار ہے میں اب جاتی ہوں شاید میری قسمت میں رشیوں کے ساتھ تنہائی اور گوشہ گیری کی زندگی بسر کرنا ہی لکھا ہے اس کے ساتھ ہی امبا ریاست پنچال کے راجہ درو پدہ کے دربار سے نکل گئی تھی۔

ریاست پنچال سے نکل کر امبا جنگل کی طرف آئی کچھ دیر بیٹھ کر وہ جنگل میں خوب روئی، جب اس کے دل کا غبار کچھ ہلکا ہوا تو اس نے جنگل کے اندر لکڑیاں چننا شروع کر دیں۔ لکڑی چن چن کر اس نے ایک جگہ بہت بڑا ڈھیر لگا دیا تھا پھر اس نے کچھ خشک گھاس جمع کی پتھروں کو رگڑ کر اس نے آگ پیدا کی اور گھاس کی مدد سے اس نے آگ کا ایک الاؤ روشن کیا اور روشن ہو جانے والے اس الاؤ کے اوپر وہ تھوڑی تھوڑی لکڑیاں رکھنے لگی تھی ابھی وہ اسی عمل میں مصروف تھی کہ وہاں عزازیل، عارب اور نبیطہ اس کے سامنے نمودار ہوئے اور عزازیل نے امبا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے امبا میری بیٹی تو اس جنگل میں کیسے جو ترکیب میں نے تجھے بتائی تھی کیا تو نے اس پر عمل نہیں کیا۔ اور جو پھولوں کا گلدستہ میں نے تمہیں مہیا کیا تھا اسے کیا کیا۔ عزازیل کی اس گفتگو پر امبا پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ تھوڑی دیر تک وہ اس بے بسی کے عالم میں عزازیل کے سامنے کھڑی ہو کر روتی رہی پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا پھر اپنی دکھی آواز بکھیرتے لہجے میں اس نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے سنکارا جو پھولوں کا گلدستہ آپ نے مجھے دیا تھا وہ میں اپنے ساتھ لئے لئے پھری میں قریبی ریاستوں کے سب راجاؤں کے پاس گئی لیکن کسی نے بھی میری خاطر دیوارتا سے انتقام لینے کی حامی نہ بھری حالانکہ میں نے انہیں یقین دلایا کہ جو شخص پھولوں کے اس گلدستے کو اپنے گلے میں ڈال کر بھیشم سے ٹکرائے گا وہ کامیاب رہے گا اور میں نے انہیں یہ بھی یقین دلایا کہ جو بھی بھیشم کے مقابلے میں کامیاب رہے گا میں اس سے شادی کروں گی۔ بس اے گرو سنکارا کسی نے بھی میری بات نہیں مانی اور کوئی بھی بھیشم کے ساتھ مقابلہ کرنے پر آمادہ نہیں ہوا آخر میں میں ریاست پنچال کے راجہ درو پدہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس سے بھی یہی التجا کی لیکن اس نے بھی میری خاطر بھیشم سے انتقام لینے پر آمادگی کا اظہار نہیں کیا آخر جب سب ہی راجاؤں نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا اور میرا انتقام لینے کی حامی نہ بھری تب میں انتہا درجے کی مایوس ہو گئی۔

اے گرو سنکارا میں نے دیکھا ریاست پنچال کے راجہ درو پدہ کے دربار کے اندر ایک ستون تھا۔ اس ستون پر ایک کیل تھا آپ کا پھولوں کا دیا ہوا ہار میں نے اس کیل کے ساتھ لٹکا کر باہر نکل گئی۔

بس اب اے گرو سنکارا میں اپنی زندگی سے مایوس ہو چکی ہوں میں زندہ نہیں رہنا چاہتی، اس کے ساتھ ہی اب آگ کا الاؤ اب خوب بھڑک اٹھا تھا۔ عزازیل، عارب اور نبیطہ کے دیکھتے ہی دیکھتے راجکاری امبا آگ کے اس الاؤ کے اندر کود گئی تھی۔ یوں لمحوں کے اندر عزازیل، عارب اور نبیطہ کے سامنے راجکماری امبا جل کر راکھ ہو گئی تھی۔

جب الاؤ کی آگ بجھ گئی اور اس کے اندر ریاست کاسی کی راجکماری جل کر راکھ ہو گئی، تب عزازیل نے عارب اور نبیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے سکھ اور سکون کا ایک لمبا سانس لیا پھر اس کے چہرے پر خوش کن اور اطمینان بخش مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اس نے عارب اور نبیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے میرے دونوں رفیقو تم دیکھتے ہو کہ میں اپنے مقصد کے پہلے حصے میں کامیاب رہا ہوں تم نے دیکھا کہ میں نے کیسے ایک فتنہ کھڑا کیا اور اس فتنے کے نتیجے میں ریاست کاسی کی راجکماری امبا آگ کے اس الاؤ میں جل مرنے پر تیار ہو گئی ہے۔

اے میرے دونوں ساتھیو اب میں اپنے کام کے دوسرے حصے کی ابتدا کروں گا، عزازیل کے خاموش ہونے پر عارب نے بڑے تجسس اور بڑی متلاشی نگاہوں سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے آقا آپ کے اس کام کے دوسرے حصے کی کیا نوعیت ہے اس پر عزازیل نے کچھ سوچا اور پھر کہنا شروع کیا۔

اے عارب اور نبیلہ تم دونوں مجھ سے رخصت ہو کر سیدھے دریائے جمنا کے کنارے اپنے جھونپڑے کی طرف چلے جانا جبکہ میں یہاں سے ریاست پنچال کا رُخ کروں گا اس لیے کہ امبا پنچال کے راجہ درو پدہ کے دربار میں ستون کے ساتھ اس پھولوں کے ہار کو ٹانگ آئی ہے جس کو میں نے اسے مہیا کیا تھا میں ریاست پنچال کے راجہ درو پدہ کو جانتا ہوں اس کا ایک بیٹا بھی ہے اب میں پھولوں کے اس ہار کو ریاست پنچال کے راجہ کے بیٹے کے خلاف ایک فتنے ایک آزمائش کے طور پر استعمال کروں گا۔ میں راجہ درو پدہ کے بیٹے پر وار د ہوں گا۔ اپنی سری قوتوں کو اس کے خلاف استعمال کروں گا۔ میں اس کے ذہن میں وسوسات ڈالوں گا اور آمادگی کا ایک الیالا وا اس کے ذہن میں تیار کروں گا کہ وہ اس ہار کو جو اس کے باپ یعنی ریاست پنچال کے راجہ درو پدہ کے دربار میں لٹک رہا ہے وہ اس ہار کو اپنی مرضی اپنی خواہش سے اور اپنی خوشی سے اپنے گلے میں ڈال لینے پر آمادہ ہو جائے گا۔

بس اے میرے دونوں ساتھیو میرے کام کا دوسرا حصہ یہی ہے کہ میں ریاست پنچال کے راجہ درو پدہ کے بیٹے کو ایک فتنے اور آزمائش میں ڈالوں گا اور اسے ریاست ہستنا پور کے راجکمار دیو داتا کے ساتھ ٹکراؤں پھر اس کے بعد دیکھو کیا حالت نمودار ہوتی ہے۔ اب تم دونوں یہاں سے دریائے جمنا کے کنارے ماہی گیروں کی لبتی کی طرف کوچ کر جاؤ جب کہ میں بھی اب یہاں سے روانہ ہوتا ہوں، اس کے ساتھ ہی وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے۔ عارب اور نبیلہ دریائے جمنا کی طرف کوچ کر گئے تھے جب کہ خود عزازیل ریاست پنچال کی طرف چلا گیا تھا۔

عزازیل نے ریاست پنچال کے اندر چند دن گزارے پنچال کے راجہ درو پدہ کا ایک چھوٹا اور ایک کمسن لڑکا تھا اور اس درو پدہ کے بیٹے کو عزازیل اپنے مقصد کے لیے استعمال کرنا چاہتا تھا عزازیل کی اب اس بچے پر نگاہ تھی تاکہ وہ اسے کہیں اکیلا ملے اور وہ اپنی سری قوتوں کو آزماتے ہوئے اپنے مقصد کے لیے استعمال کرے پنچال میں چند دن رہتے ہوئے آخر ایسا موقع عزازیل کو مل ہی گیا۔

ایک روز راجہ درو پدہ کا وہ کمسن بیٹا راجہ کے دربار میں اکیلا تھا کہ عزازیل وہاں وارد ہوا اس نے اس بچے کے دل میں وسوسات اور ایسے شبہات ڈالے کہ بچہ عزازیل کی ان سری قوتوں کے تحت حرکت میں آیا اور دربار کے اندر ستون کے ساتھ جو عزازیل کا مہیا کو دیا ہوا پھولوں کا ہار لٹک رہا تھا وہ بچہ اس ہار کی طرف بھاگا لپک کر ستون کے ساتھ اس نے ہار کو اتارا اور اس نے اپنے گلے

میں ڈال دیا جس وقت بچے نے اس ہار کو گلے میں ڈالا تھا اسی وقت پنچال کا راجہ درو پدہ اس دربار میں داخل ہوا اس نے جب دیکھا کہ بچے نے ستون سے اس ہار کو اتار کر اپنے گلے میں ڈال لیا ہے تو وہ بھاگ کر اس کی طرف بڑھا اور اسے اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے اس سے کہا۔

اے میرے بیٹے یہ تو نے کیا کیا یہ جو ہار تھا یہ ہار اسی ستون کے ساتھ لٹکا رہ گیا تھا اور کوئی بھی خوف کے مارے اس کے قریب نہیں جاتا تھا پر تو نے یہ کیا کیا کہ اس ستون سے اس ہار کو اتار کر اپنے گلے میں ڈال لیا۔ درو پدہ کے اس ننھے سے بچے پر چونکہ اس موقع پر شیطان کے جو وسوسات کام کر رہے تھے لہذا اس نے ایک عزم اور پختہ ارادے کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے باپ راجہ درو پدہ کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

اے میرے باپ میں جوان ہو کر ہستنا پور کے راجکمار بھیشما سے امبا کا انتقام لوں گا۔ اور میرے دل میں بھیشما کے خلاف امبا کا انتقام آگ کی طرح روشن ہو گیا ہے۔ راجہ درو پدہ سمجھ گیا کہ اس ہار کی وجہ سے اس کے بیٹے کے اندر تبدیلیاں ہو رہی ہیں تاہم وہ کچھ نہ کر سکا۔ حالات سے اس نے سمجھوتہ کر لیا اور یوں اس کا ننھا بیٹا وقت کی منزلیں طے کرتا ہوا بڑا ہونے لگا۔

دوسری طرف ہستنا پور کے راجکمار یعنی بھیشما کے چھوٹے بھائی وچترا ویریا کی شادی امبا کی دونوں چھوٹی بہنوں امبیکا اور امبالیکا کے ساتھ ہو گئی تھی لیکن بدقسمتی سے اپنی شادی کے چند ہی ماہ بعد وچترا ویریا اچانک موت کا شکار ہو گیا اور یوں امبیکا اور امبالیکا دونوں بہنیں اپنی نو عمری اور جوانی ہی میں بیوہ ہو گئی تھیں۔ دریائے جمنا کے کنارے رہنے والے مچھیروں کے سردار سیوارام کی بیٹی ستیاوتی جو اب ہستنا پور کی رانی تھی وہ اب کسی قدر بوڑھی ہو چکی تھی۔ اپنے بیٹے وچترا ویریا کے یوں مر جانے سے ستیاوتی بے قرار اور بے چین ہو کر رہ گئی تھی، اس کی زندگی کا یہ تیسرا غم تھا جو اسے ملا پہلے اس کا شوہر اور ہستنا پور کا راجہ سنتانو مرا اس کے بعد اس کا بڑا بیٹا چترانگدا مارا گیا اور اب اس کا دوسرا بیٹا وچترا ویریا بھی اس کی آنکھوں کے سامنے موت کا شکار ہو گیا تھا۔ اپنے دوسرے اور آخری بیٹے کی موت کے بعد چند یوم تک ستیاوتی بالکل خاموش پڑی رہی اس نے لوگوں سے بات چیت کرنی تک بند کر دی تھی پھر لوگوں کے سمجھانے بجھانے پر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور ریاست کے روزمرہ کے کاموں میں اس نے حصہ لینا شروع کر دیا۔

گو ریاست کے کاموں میں الجھنے کے بعد ستیا وتی اپنے شوہر اور اپنے دونوں بیٹوں کی موت کو کسی قدر فراموش کر چکی تھی لیکن اب اس کے لیے ایک نیا اور انوکھا غم اٹھ کھڑا ہوا تھا اور وہ یہ کہ اس کا شوہر اور دونوں بیٹے تو مر چکے تھے اور باقی صرف بھیشم ہی رہتا تھا اور جس نے ساری عمر شادی نہ کرنے کی قسم کھا رکھی تھی۔ تو اب بھیشم کے بعد اس ریاست کا وارث کون بنے گا بس یہی خیال اب ستیا وتی کو پریشان اور غمزدہ کرنے لگا تھا۔ کچھ روز تک ستیا وتی انہی خیالات میں گھری رہی پھر ایک روز اس نے آخری فیصلہ کرتے ہوئے بھیشم کو اپنے پاس طلب کیا جب بھیشم اس کے سامنے آیا تو ستیا وتی نے ماں کی پوری ممتا اور گہری ہمدردی اور شفقت میں بھیشم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے بیٹے تم جانتے ہو تمہارا باپ اور میرا شوہر شنتانوں مر چکا ہے اس کے بطن سے میرے دو بیٹے ہوئے تھے اور مجھے امید تھی کہ اس ریاست کی وراثت کا سلسلہ چلتا رہے گا، لیکن تم دیکھتے ہو کہ میرے دونوں بیٹے بھی بے اولاد مر چکے ہیں۔ اب لے دے کے تم میرے سامنے رہتے ہو اور تم نے بھی قسم کھا رکھی ہے کہ تم ساری عمر شادی نہیں کرو گے پر میں اپنے سامنے یہ دیکھتی ہوں کہ جب تک تم زندہ ہو اس ریاست کا کاروبار تو چلتا رہے گا لیکن آخر ایک روز تمہیں بھی موت آنی ہے جس روز ایسا ہو گا پھر اس ریاست کا کون مالک اور وارث ہو گا، بس یہی ایک خیال ہے جو مجھے دن رات پریشان رکھتا ہے۔ میں نے چند یوم تک اس موضوع پر جو سوچا ہے اس کے تحت میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تم اپنی شادی نہ کرنے کی قسم کو توڑ دو اور امبیکا اور امبلیکا جو دونوں تمہارے بھائی کی بیوہ ہیں ان دونوں سے شادی کر لو تاکہ ہستناپور کو کم از کم تمہارے بیٹے کی حیثیت سے ایک وارث تو ملے۔

ستیا وتی کی یہ گفتگو سن کر بھیشم یعنی دیو ورت کسی قدر پریشان اور حیرت زدہ سا ہو گیا تھا کچھ دیر سوچا پھر اس نے ستیا وتی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے ماں میں سمجھتا ہوں کہ شوہر کی وفات کے بعد دونوں بیٹوں کی موت نے تمہیں غمزدہ کر دیا ہے اور اسی غمزدگی کی حالت میں تم مجھے اپنی قسم توڑنے کا مشورہ دیتی ہو میں سمجھتا ہوں

میں سمجھتا ہوں کہ ہستناپور کے لیے ایک وارث کی ضرورت بڑی اہم اور ضروری ہے لیکن اے میری ماں تم جانتی ہو کہ میں زندگی بھر

شادی نہ کرنے کی قسم کھا چکا ہوں لہذا میں اپنی اس قسم کو توڑ کر کسی بھی صورت شادی کرنے پر آمادہ نہیں ہو سکتا۔

میں نے دریائے جمنا کے کنارے تمہاری اور تمہارے باپ کی موجودگی میں آگ کے الاؤ کے پاس بیٹھ کر قسم کھائی تھی کہ میں زندگی بھر شادی نہ کروں گا اور اے میری ماں اب تم ہی مجھے مشورہ دیتی ہو کہ میں اپنے مرنے والے بھائی کی دونوں بیویوں سے شادی کر لوں۔

ستیا وتی نے پھر بھیشم کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

اے بھیشما! میں جانتی ہوں دریائے جمنا کے کنارے کن حالات کے تحت تم نے قسم کھائی تھی اور جو تم نے قسم کھائی تھی وہ تم نے اپنے باپ اور میری بہتری اور ہم دونوں کی خاطر کھائی تھی لیکن اب حالات تبدیل ہو چکے ہیں۔

بھیشما! دریائے جمنا کے کنارے تم نے قسم اس خاطر کھائی تھی تاکہ میرا بیٹا ہستناپور کا وارث بن سکے لیکن تم دیکھتے ہو کہ میرے دونوں ہی بیٹے مارے جا چکے ہیں لہذا ہستناپور کے راجہ شنتانوں کی نسل کو ختم ہو جانے کا خطرہ لاحق ہو چکا ہے اور یہ میں کبھی برداشت نہیں کر سکتی کہ میرے شوہر کی نسل ختم ہو جائے اسی بنا پر میں تمہیں مشورہ دیتی ہوں کہ وہ قسم جو تم نے دریائے جمنا کے کنارے میری اور میرے باپ کی موجودگی میں کھائی تھی اس قسم کو توڑ دو اور اپنے بھائی کی ان دونوں بیواؤں یعنی امبیکا اور امبلیکا سے شادی کر لو تاکہ ہستناپور کو تمہارے بیٹے کی صورت میں ایک وارث ملے اور ساتھ ہی تمہارے باپ کی نسل بھی ختم نہ ہونے پائے۔

ستیا وتی کے اس مشورے پر بھیشم کچھ دیر سوچ بچار میں غرق رہا پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

اے ماں تم میرے عزم کی پختگی اور دھرم پر کاربند رہنے کی میری سختی سے آگاہ نہیں ہو تم مجھ پر کیسی بھی سختی کر دو کیسے بھی پیار سے کہو کیسی بھی خطرناک سے خطرناک دھمکی دو میرا فیصلہ یہی ہو گا کہ میں اپنی قسم نہ توڑوں گا اور جب میں اپنی قسم نہیں توڑوں گا تو میں اپنے بھائی کی دونوں بیواؤں سے شادی کیسے اور کیونکر کروں گا اور جب میں ان سے شادی ہی نہیں کروں گا تو کیونکر میرا بیٹا ہستناپور کا وارث بن کر میرے باپ کی نسل کو آگے بڑھا سکے گا۔

لہذا اے میری ماں میں تجھے مشورہ دیتا ہوں کہ آئندہ اس موضوع پر کبھی بھی میرے ساتھ گفتگو نہ کرنا یہ میرا اٹل اور آخری فیصلہ ہے کہ میں کسی بھی صورت شادی نہیں کروں گا۔ بھیشم کا یہ

آخری اور سخت فیصلہ سننے کے بعد ستیا وتی تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر کچھ سوچتی رہی پھر کسی خیال سے اس کی آنکھوں میں امیدوں میں ڈوبی ہوئی ایک چمک پیدا ہوئی اس کے بعد اس نے اپنے لبوں پر گہری اور اطمینان بخش مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے بھیشم کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

بھیشم اگر تم میری ایک بات مانو تو اس ہستناپور کو ایک وارث ضرور مل سکتا ہے۔ ستیا وتی کی یہ بات سن کر بھیشم چونک سا پڑا اور اس نے کمال دلچسپی سے ستیا وتی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے میری ماں کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو وہ کون سا طریقہ ہے کہ میں شادی بھی نہ کروں اور ہستناپور کو ایک وارث بھی مل جائے اس پر ستیا وتی نے کچھ دیر خاموش رہ کر گویا اپنے آپ کو سنبھال لیا پھر وہ دوبارہ بھیشم کو مخاطب کر کے کہہ رہی تھی۔

اے بھتیجا! میری زندگی کا ایک ایسا راز بھی ہے جو آج تک میں نے نہ تم پر عیاں کیا اور نہ اپنے شوہر اور نہ اپنے بیٹوں پر۔ اس راز کو صرف میرا باپ میلا رام ہی جانتا ہے جو اب مر چکا ہے۔ گویا اس دنیا میں اب کوئی زندہ شخص میرے علاوہ نہیں جو میرے اس راز کو جانتا ہو۔ بھیشم نے پریشانی اور تعجب سے ستیا وتی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے میری ماں! وہ کون سا ایسا راز ہے جو نہ تو نے مجھ پر نہ اپنے بیٹوں پر اور نہ اپنے شوہر پر ظاہر کیا اور وہ راز تم اور تمہارا باپ ہی جانتے تھے کہو وہ راز کیا تھا میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ اس کا ذکر کسی کے ساتھ بھی نہ کروں گا تمہارے راز کو میں اپنا راز سمجھ کر اپنے سینے ہی میں چھپا رہنے دوں گا۔

اے میری ماں کہو وہ راز کیا ہے مجھ پر اعتماد کرو مجھ پر بھروسہ رکھو میں تمہارے راز کو راز ہی رہنے دوں گا۔ بھیشم کی یہ گفتگو سن کر ستیا وتی کو کچھ حوصلہ ہوا اس نے تھوڑی دیر تک سوچا ہوں سے بھیشم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

میرے سامنے بیٹھ جاؤ پھر میں تمہیں اپنی زندگی کا راز کہتی ہوں۔ بھیشم فوراً ایک معصوم بچے کی طرح ستیا وتی کے سامنے بیٹھ گیا پھر ستیا وتی نے کہنا شروع کیا۔

اے بھتیجا! میرے بیٹے جس وقت تمہارے باپ شنتانون کے ساتھ میری شادی ہوئی تھی اس وقت میں کنواری نہیں ہوں بلکہ ایک بچے کی ماں تھی یہی وہ راز ہے جو شادی کے وقت میں اور میرا باپ یہ جانتے تھے اس کے علاوہ کوئی بھی اس راز سے واقف نہ تھا اور سنو بھتیجا! میں تمہیں اس شادی کی تفصیل بھی بتاتی ہوں۔ میری یہ پہلی شادی پرشت وہ نام کے ایک رشی کے ساتھ ہوئی تھی اس سے میرا ایک بیٹا بھی پیدا ہوا تھا جس کا نام ویاسا ہے۔ شادی کے کچھ ہی عرصہ بعد پرشادہ نام کا یہ رشی مجھے چھوڑ کر چلا گیا اور اپنے ساتھ اپنے بیٹے ویاسا کو بھی لے گیا۔ پرشت وہ رشی سے پیدا ہونے والا میرا یہ بیٹا جس کا نام ویاسا تھا۔ یہ سیاہ فام ہونے کے علاوہ انتہائی بدصورت اور زشت رو تھا۔ بہر حال رشی پرشادہ میرے بیٹے کو لے کر ہمالیہ کی ترائیوں کی طرف چلا گیا اور وہاں اس نے میرے بیٹے ویاسا کو بھی اسی طرح رشی بنا کر رکھ لیا۔ میرا یہ بیٹا کبھی کبھی ہمالیہ سے دریائے جمنا کے کنارے ماہی گیروں کی بستی میں مجھ سے ملنے آیا کرتا تھا یہاں ہستناپور میں بھی وہ کئی بار مجھ سے چوری چھپے ملنے آیا پر میں نے اس کا ذکر کسی سے نہ کیا تھا۔

یہاں تک کہنے کے بعد ستیا وتی خاموش ہو گئی جب کہ اس کے سامنے بیٹھا ہوا بھیشم اسے تعجب اور حیرت سے ملی جلی کیفیت میں دیکھے جا رہا تھا اس پر ستیا وتی پھر بولی اور کہنا شروع کیا۔

اے بھتیجا! اگر تمہاری رضامندی شامل ہو تو میں اپنے اس بیٹے ویاسا کو ہمالیہ کی ترائیوں سے طلب کروں اور امبیکا اور امبلیکا دونوں بہنوں کی اس سے شادی کرا دوں۔ اس طرح میرے بیٹے ویاسا سے جو ان دونوں بہنوں کے ہاں اولاد ہوگی وہ ریاست ہستناپور کی وارث کہلا سکے گی۔ ستیا وتی کے اس انکشاف پر بھیشم خوش ہو گیا تھا اور اس نے بولتے ہوئے کہا۔

اے ماں میں تمہاری اس تجویز پر مکمل طور پر اور خوشی سے اتفاق کرتا ہوں۔ تم وقت ضائع کئے بغیر اپنے بیٹے ویاسا کو بلاؤ تاکہ امبیکا اور امبلیکا دونوں کی شادی اس کے ساتھ کر دی جائے اور پھر اس کے ہاں جو اولاد ہو وہی ریاست ہستناپور کی وارث کہلائے گی۔

بھیشم کا جواب سن کر ستیا وتی بھی خوش ہو گئی تھی لہٰذا اس نے اسی روز ایک تیز رفتار قاصد ہمالیہ کی ترائیوں کی طرف روانہ کیا اور اپنے بیٹے ویاسا کو ہستناپور طلب کر لیا تھا۔

اپنی ماں کے بلاوے پر ویاسا فوراً ہستناپور پہنچ گیا اور امبیکا امبلیکا دونوں کی شادی اس سے کر دی گئی اس شادی کے نتیجے میں امبیکا اور امبلیکا دونوں کے ہاں بیٹے پیدا ہوئے امبلیکا کے بیٹے کا نام دھرت راشٹر رکھا گیا اور یہ اندھا تھا جب کہ امبیکا کے بیٹے کا نام پانڈو رکھا گیا۔ امبیکا نے خوش ہو کر اپنی ذاتی لونڈی بھی ویاسا کے ساتھ بیاہ دی لہٰذا اس لونڈی سے بھی ویاسا کا ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام وِدورا رکھا گیا۔ ان تین بیٹوں کی پیدائش کے بعد ستیا وتی کا بیٹا ویاسا واپس ہمالیہ کی ترائیوں کی طرف چلا گیا اور واپس لوٹ کر نہ آیا تھا۔

دنیا ماں کے ہاں پیدا ہونے والے تینوں بچوں میں ایک ایک خصوصیت اور خوبی تھی ۔ دھرت راشٹر طاقت اور قوت میں بے حد زیادہ تھا جبکہ پانڈو جنگی ہتھیار چلانے کا بہترین ماہر تھا اور ان دونوں کے مقابلے میں ددورا بے حد عقلمند اور دانش ور تھا۔

یوں ستیاوتی اور دیوارتا دونوں مل کر ان بچوں کی پرورش کرنے لگے تھے یہاں تک کہ یہ تینوں بچے جوان ہو گئے ۔ دھرت راشٹر کی شادی ریاست گندھارا کے راجہ کی بیٹی گندھاری کے ساتھ کر دی گئی تھی ۔ انہی دنوں ریاست مدارہ کے راجہ نے اپنی راجکماری مادری کا سوئمبر رچایا یہ سوئمبر پانڈو نے جیت لیا اور یوں ریاست مدارہ کی راجکماری مادری کی شادی پانڈو کے ساتھ کر دی گئی تھی ۔ اسی دوران ریاست ورشنی کے راجہ سورا نے بھی اپنی بھانجی کنتی کا سوئمبر رچایا ۔ پانڈو نے اس سوئمبر میں بھی حصہ لیا اور اس سوئمبر کو بھی جیت گیا ۔ لہذا کنتی کی شادی بھی اس سے کر دی گئی تھی ۔ پانڈو کی دو بیویاں ہو گئی تھیں ۔ ایک مادری اور دوسری کنتی ۔

دن بڑی تیزی سے گزرتے رہے پانڈو کی بیوی کنتی کے بطن سے پانڈو کے تین بیٹے یدھشٹر، بھیم سین اور ارجن پیدا ہوئے جب کہ اس کی دوسری بیوی مادری کے بطن سے نکولا اور سہادیو پیدا ہوئے ۔ اس طرح دونوں بیویوں کے بطن سے پانڈو کے پانچ بیٹے پیدا ہوئے تھے ۔

دوسری طرف دھرت راشٹر کے انگنت بیٹے پیدا ہوئے ۔ ان سب سے بڑے بیٹے کا نام دریودن تھا جب کہ اس کی ایک ہی بیٹی تھی جس کا نام دوسالہ تھا ۔ دھرت راشٹر کا بیٹا دریودن انتہائی چالاک اور عیار انسان تھا ۔ یہ پانڈو کے پانچوں بیٹوں میں سے بھیم سین سے سخت نفرت اور کراہت محسوس کرتا تھا اس لیے کہ بھیم سین اس سے صرف ایک سال بڑا تھا لیکن وہ طاقت اور قوت میں دریودن سے کہیں زیادہ بڑھ کر تھا اور اکثر یہ بھیم سین سے کشتی اور اس طرح کے دوسرے مقابلوں میں دریودن کو اپنے سامنے زیر کر دیا کرتا تھا ۔ لہذا دریودن اس سے بے پناہ نفرت کرنے لگا تھا ، اور ہر وقت انہی سوچوں میں رہنے لگا تھا کہ کوئی موقع ملے تو وہ بھیم سین سے انتقام لینے کی کوشش کرے گا ۔

جب یہ بچے جوان ہوئے تو پانڈو اس دنیا سے کوچ کر گیا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی مادری بھی ستی ہو گئی تھی ۔ اب یدھشٹر، بھیم سین اور ارجن نکولا اور سہادیو کی نگرانی ان کی ماں کنتی کے سر پر آن پڑی تھی ۔ اس کے علاوہ ان کے چچا دھرت راشٹر اور ددورا بھی ان کی نگہبانی کرنے لگے تھے ۔ دوسری طرف دریودن کے دل میں بھیم سین سے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نفرت اور

انتقام کی آگ تیز سے تیز تر ہو کر بھڑکنے لگی تھی ۔

ایک روز پانڈو اور دھرت راشٹر کے یہ سارے بیٹے شکار کے لیے دریائے گنگا کی طرف گئے ۔ کافی دیر دریائے گنگا کے کنارے سیر کرنے کے ساتھ ساتھ دریا کے اندر نہاتے رہنے ، یہاں تک کہ بھیم سین یہ محسوس کرنے لگا کہ اسے سخت بھوک لگ رہی ہے ۔ دریودن نے اس موقع کو غنیمت جانا وہ بھیم سین سے ہمدردی اور اس سے پیار کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے اپنے خیمے میں لے گیا وہاں اس نے بھیم سین کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا کیونکہ کھانے میں اس نے زہر ملا دیا تھا یہ زہریلا کھانا کھانے کے بعد جب بھیم سین پر نیند طاری ہوئی تو وہ اسی خیمے کے اندر سو گیا ۔ دریودن نے جب یہ دیکھا کہ بھیم سین گہری نیند سو چکا ہے ۔ تب اس نے دوسرے بھائیوں سے نظریں بچاتے ہوئے بھیم سین کو اٹھا کر دریائے گنگا میں پھینک دیا ۔ شام کے قریب جب یہ تفریح اور شکار کا سلسلہ بند ہوا تو پانڈو کے چاروں بیٹوں یعنی یدھشٹر، ارجن، نکولا اور سہادیو نے اپنے پانچویں بھائی بھیم سین کو تلاش کرنا شروع کیا وہ بڑے فکر مند اور پریشان دکھائی دے رہے تھے انہوں نے دریا کا سارا کنارا چھان مارا ۔ دریا کے کنارے اپنے سارے خیموں میں دیکھا لیکن بھیم سین انہیں کہیں بھی دکھائی نہ دیا آخر انہوں نے یہ اندازہ لگایا کہ شاید بھیم ان سے پہلے ہی گھر روانہ ہو گیا ہو لہذا وہ اپنا پڑاؤ ختم کر کے شہر کی طرف روانہ ہو گئے تھے ۔

جب وہ اپنے شاہی محل میں داخل ہوئے اپنی ماں کنتی سے بھیم سے متعلق پوچھا تو اس نے پریشانی میں ان سے جواب دیا کہ بھیم تو ابھی تک گھر واپس نہیں آیا ۔ تب وہ چاروں بھائی اپنے پانچویں بھائی سے متعلق انتہائی پریشان اور ملول ہوئے ۔ رانی کنتی کو جب یہ خبر ہوئی کہ اس کا بیٹا کہیں کھو گیا ہے تو اس نے واویلا اور ماتم کرنا شروع کر دیا تھا اس موقع پر کنتی نے اپنے شوہر پانڈو کے چھوٹے بھائی ددورا کو بلایا اور سارا معاملہ اس سے کہا ۔

کس طرح بھیم سین اچانک غائب ہو گیا ہے ۔ ددورا اپنے بڑے بھائی دھرت راشٹر اور اس کے بیٹے دریودن کی شرارتوں اور عیاریوں سے واقف تھا اسے شک ہو گیا تھا کہ ہو نہ ہو اس دریودن نے ہی بھیم سین کے خلاف کوئی حرکت کی ہے اس نے کنتی یدھشٹر، ارجن، نکولا اور سہادیو کو ایک جگہ جمع کر کے سمجھایا کہ مجھے یہ دریودن کی شرارت لگتی ہے لیکن تم خاموش رہنا اگر اسے یہ خبر ہو گئی کہ بھیم سین کے سلسلے میں اس پر شک کیا جا رہا ہے تو تم رکھو کہ وہ تم باقی بھائیوں پر بھی ہاتھ اٹھانے کی کوشش کرے گا ۔ اس لیے کہ دریودن اور اس کا باپ یعنی میرا بھائی دھرت راشٹر دونوں یہ چاہتے ہیں کہ ریاست

ہستنا پور کے وہی وارث اور مالک بنیں بہرحال تم مطمئن رہو مجھے امید ہے کہ بھیم سین زندہ ہے اور بہت جلد ہم سے آملے گا۔

دوسری طرف بھیم سین کو جب دریودن نے زہریلا کھانا کھانے کے بعد دریائے گنگا میں پھینک دیا تو بھیم سین کی خوش قسمتی کہ جس وقت اسے گنگا میں پھینکا گیا تو دریا کے اندر ایک سانپ نے اسے ڈس لیا پس سانپ کا زہر اس زہر کے خلاف جو کھانے میں بھیم سین کو دیا گیا تھا تریاق ثابت ہوا۔ بھیم سین اسی وقت اچھا ہو کر ہوش میں آ گیا۔ دریا سے وہ بڑی تیزی کے ساتھ نکلا اور اپنے گھر لوٹ آیا اس کی ماں کنتی اور اس کے چاروں بھائی اسے دیکھ کر بے حد خوش ہوئے۔ بھیم سین نے انہیں بتایا کہ کس طرح اسے دریودن نے زہریلا کھانا کھلانے کے بعد دریائے گنگا میں پھینک دیا تھا اور کس طرح اسے سانپ نے ڈس لیا اور وہ بچ کر گھر آنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس موقع پر ودورا نے ایک بار پھر سب کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

اس حادثہ کا کسی سے ذکر نہ کریں اور خاموشی اختیار کر لیں ورنہ حالات اور زیادہ بگڑ جائیں گے۔

پانڈو کے چھوٹے بھائی ودورا کی بات مانتے ہوئے کنتی اور پانڈو کے پانچوں بیٹوں یدشٹر، بھیم سین، ارجن، نکولہ، سہادیو نے اپنی زبانیں بند رکھیں اور کسی سے اس کا ذکر نہ کیا اور دوسری طرف دریودن نے جب یہ دیکھا کہ اس کی ساری چال ناکام ہو گئی ہے اور یہ کہ بھیم سین جسے اس نے مردہ سمجھ کر دریائے گنگا میں پھینک دیا تھا وہ واپس لوٹ آیا ہے تو اسے اس کا بڑا دکھ اور صدمہ ہوا وہ تو اپنی جگہ پر خوش تھا کہ اس نے بھیم سین کا خاتمہ کر دیا ہے اور جس طرح اس نے بھیم سین کو راہ سے ہٹایا ہے ایسے ہی ایک روز وہ اس کے باقی ساتھیوں یدشٹر، ارجن، نکولہ اور سہادیو کو بھی راستے سے ہٹا کر ہستنا پور کا مالک بن جائے گا جب بھیم سین زندہ لوٹ آیا تو دریودن کو بڑا دکھ اور صدمہ ہوا تاہم پانڈو برادران کے خلاف اس کے انتقامی جذبے پہلے سے بھی زیادہ ہولناک صورت اختیار کر گئے تھے۔

اب صورت حال یہ تھی کہ دھرت راشٹر جو کہ آنکھوں سے اندھا تھا اس کے بیٹے کورو کہلانے لگے تھے اور ان کورو برادران میں دریودن سب سے زیادہ چالاک، عیار اور طاقت ور تھا جبکہ دوسری طرف پانڈو کے پانچوں بیٹے یعنی یدشٹر، ارجن، بھیم سین، نکولہ اور سہادیو پانڈو کہلانے لگے تھے۔ ایک روز پانڈو اور کورو برادران ہستنا پور سے باہر ایک ویران کنوئیں کے قریب سوت کی بنی ہوئی ایک گیند کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ اس کھیل کے دوران اچانک وہ سوت کا گیند اس ویران

کنوئیں کے اندر گر گیا۔ گیند کے کنوئیں کے اندر گر جانے کے باعث کیونکہ ان کا کھیل اچانک رُک گیا تھا لہٰذا سارے کورو اور پانڈو برادران کنوئیں کے ارد گرد جمع ہو گئے تھے اور سوچنے لگے تھے کہ اس ویران کنوئیں سے گیند کو کس طرح نکالا جا سکتا ہے وہ سارے بھائی ابھی اسی کشمکش و پیچ میں تھے کہ ایک شخص وہاں آیا اور ان سب کو مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔

تم لوگ کون ہو اور کیوں اس ویران کنوئیں کے ارد گرد جمع اور پریشانی کے عالم میں کھڑے ہو اس پر پانڈو برادران کے بڑے بھائی یدشٹر نے اس شخص کو مخاطب کرتے ہوئے انکشاف کیا۔

اے اجنبی ہم ہستنا پور کے راجکمار ہیں وہ بائیں طرف سامنے والے میدان میں سوت کے بنے ہوئے ایک گیند کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ یہ گیند اچانک اس کنوئیں میں گر گیا اور چونکہ ہمارا کھیل اس گیند کے گرنے سے اچانک رُک گیا ہے لہٰذا ہم پریشانی کے عالم میں اس کنوئیں کے گرد جمع ہو گئے ہیں اور یہ سوچتے ہیں کہ اس کنوئیں کے اندر سے گیند کو کس طرح سے نکالا جائے اس انکشاف پر وہ شخص بولا اور کہنے لگا۔

اے ہستنا پور کے راجکمارو سنو میرا نام درونا ہے تمہارے اس گیند کے کنوئیں میں گرنے اور پریشان حال یہاں کھڑے ہونے سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ تم سب بھائیوں میں سے کوئی بھی اچھا تیر انداز نہیں ہے اس پر یدشٹر نے تعجب اور پریشانی سے درونا کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

یہ تیر اندازی کا کنوئیں میں گرنے والے اس گیند سے کیا تعلق ہے اس پر درونا کہنے لگا۔

تیر اندازی کا اس سے بہت زیادہ تعلق ہے اس لیے کہ تم میں سے کوئی اچھا تیر انداز ہوتا تو وہ اپنی تیر اندازی کو کام میں لاتے ہوئے سوت کی اس گیند کو جو کنوئیں کے پانی کے اندر تیر رہا ہے آسانی سے باہر نکال لیتا اس پر یدشٹر نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔

اے درونا اگر تو ایسا ہی اچھا تیر انداز ہے تو پھر اپنی تیر اندازی سے ہمیں سوت کے اس گیند کو ذرا کنوئیں سے باہر نکال دکھا۔

یدشٹر کے اس چیلنج پر درونا حرکت میں آیا فوراً اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اس تیر کی پشت کے ساتھ پھر اس نے ایک باریک اور مضبوط دھاگہ باندھا پھر اس نے تیر اپنی کمان پر چڑھا کر ایسا نشانہ باندھ کر چلایا کہ اس کا وہ تیر کنوئیں کے پانی پر تیرتے ہوئے گیند کے اندر پیوست ہو گیا تھا پھر اس دھاگے کی مدد سے اس نے تیر کو گیند سمیت باہر کھینچ لیا تھا۔ درونا کے اس کارنامے پر کورو اور پانڈو برادران سارے بے حد خوش ہوئے اس پر یدشٹر نے درونا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے درونا تم اسی کنوئیں کے پاس ہی ٹھہرنا آج کل ہمارے دادا کو ہماری تربیت کے لیے کسی استاد کی ضرورت ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ تم سے بہتر کوئی استاد نہیں ہو سکتا، اس پر درونا نے اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

تمہارے دادا کا کیا نام ہے۔

اس پر یدشٹر بولا اس کا اصل نام تو دیو دارتا ہے اس کا دوسرا نام بھیشم ہے لیکن اکثر پیار سے لوگ اسے بھیشما کہہ کر ہی پکارتے ہیں اور بھیشم نام کے ہمارے دادا کی یہ خصوصیت ہے کہ گو وہ ایک لمبی عمر پا چکا ہے۔ اس نے عمر بھر شادی بھی نہیں کی لیکن اب وہ بھی جوانوں جیسا طاقت ور ہے اور جسمانی ساخت میں بھی وہ بالکل توانا لگتا ہے۔ درونا نے وہاں کھڑے رہنے کا وعدہ کیا اور اس کے بعد وہ کورو اور پانڈو برادران وہاں سے چلے گئے تھے۔

کورو اور پانڈو سارے بھائی ہستناپور کے شاہی محل میں داخل ہوئے اور وہاں انہوں نے کھیل کے دوران اپنی گیند کے کنوئیں کے اندر گرنے اور تیر کی مدد سے درونا کے گیند کو نکالنے کے سارے واقعات بھیشم سے کہہ دیئے تھے یہ واقعات سن کر بھیشم خوش ہوا اس نے یدشٹر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اس شخص کو جس کا نام درونا ہے اور جس نے کنوئیں کے اندر سے تمہیں گیند نکال کر دی ہے، اسے فوراً بلا کر میرے پاس لاؤ پس یدشٹر اور اس کے بھائی پھر بھاگے بھاگے گئے اور درونا کو اپنے ساتھ لے کر بھیشم کے سامنے پیش کیا۔

پس یدشٹر اور اس کے بھائی پھر بھاگے بھاگے گئے اور درونا کو اپنے ساتھ لے جا کر اسے بھیشم کے سامنے پیش کیا۔ بھیشم درونا کو دیکھ کر بے حد خوش ہوا اور اس نے ایک اچھے معاوضے پر درونا کو اپنے پاس ملازم رکھ لیا تھا تاکہ وہ کورو اور پانڈو برادران کو تیر اندازی کے علاوہ دوسرے جنگی فنون بھی سکھائے یوں درونا ہستناپور کے اندر رہ کر بڑی تیزی کے ساتھ کورو اور پانڈو برادران کو جنگی تربیت دینے لگا تھا۔

جنگی فنون کے ماہر اس درونا نے ہستناپور میں قیام کے دوران اپنے بیوی بچوں کو بھی اپنے پاس بلا لیا تھا یوں اس نے ہستناپور کے اندر مستقل رہائش اختیار کر لی تھی اور بڑی محنت و جانفشانی کے ساتھ وہ کورو اور پانڈو برادران کو جنگی فنون کی تربیت دینے لگا تھا یوں کچھ عرصہ درونا اس تربیت میں مصروف رہا اس تربیت کے دوران اس نے سب سے زیادہ ارجن کو پسند کیا تھا، کیونکہ ارجن نے درونا کے فن کو سیکھنے میں اپنی پوری کوشش اور مہارت کو صرف کر دیا تھا اور یوں سارے کورو اور پانڈو برادران کے اندر ارجن جنگی فنون اور خصوصیت کے ساتھ تیر اندازی میں اپنا کوئی جواب نہ رکھتا تھا۔ ایک عرصہ تک ان کورو اور پانڈو برادران کو درونا جنگی فنون میں طاق کرتا رہا اور جب اس نے اندازہ لگایا کہ جس قدر جنگی فنون وہ رکھتا ہے وہ سب کچھ اس نے سکھا دیئے ہیں تب ایک روز یہ درونا بھیشم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے بھیشم جس قدر میں جنگی اور حربی علوم جانتا تھا وہ میں نے تمہارے پوتوں کو سکھا دیئے ہیں، اب میں اس غرض سے تمہاری خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ ان سارے راجکماروں کا مقابلہ کروایا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ ان علوم میں سب سے بہتر اور سب سے زیادہ کون مستفید ہوا ہے۔

اے بھیشم میں تمہارے اخلاق تمہارے ان بچوں کے ساتھ پیار سے بھی بے حد متاثر ہوا ہوں، میں جانتا ہوں کہ تمہارا ان کے ساتھ کوئی خون کا رشتہ بھی نہیں ہے۔ تب بھی ان کورو اور پانڈو برادران کو اپنے حقیقی پوتوں کی طرح پال پوس کر اور یوں ناز و نعمت میں جوان کیا ہے۔ درونا کی اس گفتگو کے جواب میں بھیشم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اے درونا میں انہیں اپنے پوتا ہی سمجھتا ہوں تم جانتے ہو میں نے ساری زندگی شادی نہیں کی، میں نے اپنی سوتیلی ماں ستیاوتی کے بیٹے کو ہی ہستناپور کا وارث بنا کر اس کی شادی امبا اور امبلیکا سے کر دی تھی پھر بدقسمتی سے جب وہ مارا گیا تو امبا اور امبلیکا دونوں بیوہ ہو گئیں پھر میں نے پھر بھی ہمت نہ ہاری، میں نے ستیاوتی کے پہلے بیٹے جو اس کے پہلے خاوند سے تھا اسے یہاں بلوایا۔ امبکا اور امبلیکا دونوں سے اس کی شادی کر دی اور یوں ان سے دھرت راشٹر اور پانڈو پیدا ہوئے پھر امبلیکا نے اپنی ایک لونڈی کی شادی بھی اس کے ساتھ کر دی جس کے بطن سے ودورا پیدا ہوا میری خواہش تو یہ تھی کہ میں پانڈو کو ہستناپور کا وارث بناتا پر مزید بدقسمتی یہ کہ پانڈو اپنی جوانی ہی میں مر گیا اور اب تم دیکھتے ہو کہ پانڈو کے بعد میں نے دھرت راشٹر کو ہستناپور کا راجہ بنا دیا ہے اور میں نے اس بات کی پروا بھی نہیں کی کہ دھرت راشٹر اندھا ہے۔

اے درونا میں نے اپنی ساری زندگی قربانی دینا سیکھا ہے کسی سے قربانی لینے کا خواہش کا اظہار کبھی نہیں کیا۔

یہاں تک کہنے کے بعد بھیشم تھوڑی دیر کے لیے رک گیا اور کچھ سوچتا رہا پھر اس نے شاید کوئی فیصلہ کر لیا تھا اور اس نے دوبارہ درونا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اسے درونا یہ جو تم نے سارے کورو اور پانڈو برادران کی حربی تربیت کی تکمیل کا ذکر کیا ہے اور اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ اب ان کے درمیان مقابلہ ہونا چاہیئے تاکہ یہ اندازہ لگایا جائے کہ ان میں سے کون سب سے زیادہ حربی فنون سے مستفید ہوا ہے۔

تو اسے درونا میرے لیے اس کا جواب یہ ہے کہ تم جانتے ہو کہ ہستنا پور شہر کے اندر پہلے ہی ایک کھلا میدان ہے جہاں عموماً ضرورت کے باعث جنگجو جوانوں کے آپس میں مقابلے کروائے جاتے ہیں۔ بس میں اس سلسلے میں ہستنا پور کے راجہ دھرت راشٹر اس کے بھائی ودورا اور ان دونوں کے علاوہ کورو اور پانڈو برادران سے بھی مشورہ کرنے کے بعد تمہیں یہ بتاؤں گا کہ ان مقابلوں کے لیے کون سی تاریخ مقرر کی گئی ہے۔ پس اس مقررہ تاریخ پر تمہاری خواہش اور تمہاری آرزو کے مطابق مقابلے کروائے جائیں گے۔ بھیشم نے جب درونا کی اس خواہش کو قبول کرتے ہوئے اس کی تائید کی تو درونا بے حد خوش ہوا اور بھیشم کا شکریہ ادا کرتے ہوئے وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔

آخر ان مقابلوں کے لیے ایک دن مقرر کیا گیا اور اس دن ہستنا پور کے اندر مقابلے کا وہ میدان لوگوں سے کھچا کھچ بھر گیا تھا۔ باہر کے بہت سے قریبی راجاؤں کو بھی یہ مقابلے دیکھنے کے لیے دعوت دی گئی تھی۔ ہستنا پور کا یہ میدان ایک بہت بڑا میدان تھا جس کے اطراف میں لوگوں کے بیٹھنے کے لیے سیڑھیاں نما نشستیں بنائی گئی تھیں۔ میدان کے وسط میں ایک کافی وسیع اور بلند شہ نشین تھی جس کے اوپر مقابلوں کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ جب وہ میدان تماشائیوں سے کھچا کھچ بھر گیا تو پھر میدان میں بھیشم اور اس کے ساتھ ہستنا پور کا اندھا راجہ دھرت راشٹر داخل ہوئے ان کے ساتھ دوران سے تھوڑا سا پیچھے دھرت راشٹر کا بھائی ودورا بھی تھا اور ان سب سے پیچھے تمام کورو اور پانڈو برادران بھی اس میدان میں داخل ہو کر اپنی اپنی مخصوص نشستوں پر بیٹھ گئے تھے پھر وہ راجے جن کا تعلق قریبی ریاستوں سے تھا۔ وہ بھی میدان میں داخل ہو کر جب اپنی نشستوں پر جم گئے تو پھر مقابلے شروع کرانے کا اہتمام کیا گیا۔

پانڈو کا بیٹا بھیم سین اور دھرت راشٹر کا بیٹا دریودن چونکہ ایک دوسرے کے ازلی دشمن سمجھے جاتے تھے اور دونوں ہی ایک دوسرے کو نفرت اور انتہائی ذلت اور کرودھ کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ لہذا پہلا مقابلہ ان دونوں ہی کے درمیان کروایا گیا۔ دونوں اس بلند اور وسیع شہ نشین پر آئے جو میدان کے وسط میں بنائی گئی تھی اور اس شہ نشین پر چڑھنے کے بعد ان دونوں کے درمیان مقابلہ کروایا گیا تھا۔ دونوں بڑھ چڑھ کر ایک دوسرے پر اپنی تلواروں اور ڈھالوں سے حملہ کرنے لگے تھے اور ہر کوئی اپنے مدمقابل کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کے لیے جتن کرنے لگا تھا یہ مقابلہ کافی طول پکڑ گیا نہ دریودن اپنی شکست تسلیم کرنے کو تیار تھا اور نہ ہی اس کے مقابلے میں بھیم سین دریودن کے سامنے دبنے کو تیار دکھائی دے رہا تھا جب کہ دوسری طرف باہر بیٹھے ہوئے لوگوں کی حالت یہ ہو گئی تھی کہ لوگ آپس میں تقسیم ہو گئے تھے کچھ لوگ نعرے مارتے بھیم سین کا ساتھ دے رہے تھے جب کہ کچھ لوگ بلند آوازوں میں دریودن کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے۔

کورو اور پانڈو برادران کا استاد درونا اس وقت میدان میں بھیشم کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا۔ درونا کے بالکل پہلو میں اس کا بیٹا اسوت دھام بھی اس مقابلے کو بڑے غور اور انہماک سے دیکھ رہا تھا۔ اور درونا نے جب دیکھا کہ دریودن اور بھیم سین کا مقابلہ کافی طول پکڑتا جا رہا ہے اور یہ کہ ان دونوں کے مقابلے کی وجہ سے میدان میں بیٹھے ہوئے لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہو کر ایک دوسرے کے خلاف نعرے بازی کرنے لگے ہیں تو اسے خدشہ ہوا کہ کہیں دریودن اور بھیم سین کے مقابلے کے ساتھ ساتھ تماشائی بھی اٹھ کر ایک دوسرے سے دست و گریبان نہ ہو جائیں لہذا اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے بھیشم سے صلاح و مشورے کے بعد اس نے اپنے بیٹے اسوت دھام کو میدان کے اندر بھیجا اور اس سے کہا کہ وہ فوراً آگے بڑھ کر دخل اندازی کرے اور بھیم سین اور دریودن کے مقابلے کو برابری کی بنیاد پر ختم کروا دے۔ پس درونا کے کہنے پر اس کا بیٹا اسوت دھام میدان میں داخل ہو کر شہ نشین پر چڑھا۔ اور اس نے بھیم سین اور دریودن کو مقابلہ کرنے سے روکتے ہوئے دونوں کو ایک دوسرے سے دور ہٹا دیا۔ اس طرح یہ مقابلہ برابری کی بنیاد پر ختم کروا دیا تھا۔

بھیم سین اور دریودن کے مقابلے کے اختتام کے بعد درونا نے بڑے فخریہ انداز میں اپنے سب سے بہترین اور ہونہار شاگرد ارجن کو میدان میں اتارا اور اس سے تاکید کی کہ وہ میدان کے وسط میں بنی ہوئی شہ نشین پر چڑھ کر لوگوں کے سامنے اپنے تیر اور کمان کے جوہر اور کمالات دکھائے۔ درونا کے کہنے پر ارجن شہ نشین پر آیا۔ شہ نشین کے اوپر جو تیر اندازی کے لیے انتظامات کئے گئے تھے انہیں کام میں لاتے ہوئے ارجن نے وہاں ان گنت لوگوں کے سامنے بہترین تیر اندازی اور کمان کو استعمال کرنے کا مظاہرہ کیا تھا اور یہ مظاہرہ ایسا شاندار اور دل نشین تھا کہ میدان کے اندر بیٹھے ہوئے سارے ہی تماشائی ارجن کو داد دینے کے لیے اس کے حق میں نعرے بلند کرنے لگے تھے۔ میدان کے اندر جب کہ لوگ ارجن کے حق میں بلند آوازوں میں نعرے لگا رہے تھے تو میدان میں داخل ہونے کے لیے مغرب کی سمت میں جو راستہ تھا وہاں پر کچھ لوگوں کے اندر افراتفری کے آثار

اس منظر کو دیکھتے ہوئے ارجن کی ماں پریشان اور ملول تھی اور اس کے دوسرے بیٹے بھی فکرمندی سے اس صورت حال کو دیکھ رہے تھے جب کہ دوسری طرف کرو دیکھ کے بیٹے اور اس کی بیوی گندھاری سب خوش تھے کہ ارجن کے مقابلے میں ایک ایسا جوان اترا ہے جو شاید اس میدان میں اسے زیر کرنے میں کامیاب ہو جائے لہٰذا وہ بے پناہ خوشی اور مسرت کا اظہار کر رہے تھے۔

ایسے میں کرپا نام کا ایک شخص میدان میں داخل ہوا یہ شخص بچپن میں پانڈو برادران کو جنگی فنون کی تربیت دیتا رہا تھا اور مزید یہ کہ کرپا نام کا یہ شخص کورو اور پانڈو برادران کے موجودہ استاد درونا کا رشتہ دار اور عزیز بھی تھا اس لیے کہ درونا کی بیوی کرپا کی بہن تھی میدان میں داخل ہونے کے بعد کرپا نام کا یہ شخص شہ نشین پر آیا اور رادھے کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

اے رادھے میں تیری اس ہمت اور جرأت کی داد دیتا ہوں کہ تو نے اس میدان میں داخل ہو کر ارجن جیسے جوان کو مقابلے کی دعوت دی ہے لیکن قبل اس کے کہ اس مقابلے کی ابتدا ہو میں تمہیں اس میدان میں مرتب کئے جانے والے مقابلوں کے اصول بتا دوں تاکہ کسی قسم کا شک و شبہ اور ابہام باقی نہ رہے۔

اے رادھے تو یقیناً جانتا ہوگا کہ ارجن ہستنا پور کے بہترین اور ہر دلعزیز راجکماروں میں سے ایک ہے اور یہ کورو اور پانڈو برادران میں سے سب سے زیادہ بہادر، دلیر بلکہ خوبصورت مانا جاتا ہے اب تم کہو تمہارا تعلق کس راج گھر اور کس ریاست سے ہے اس لیے کہ اس میدان میں منعقد کئے جانے والے مقابلوں میں ایک راجکمار کے مقابلے میں صرف ایک راجکمار ہی حصہ لے سکتا ہے اور پرجا کا ایک معمولی جوان ان مقابلوں میں ایک راجکمار کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

لہٰذا اے رادھے تم کہو تمہارا تعلق کس ریاست سے ہے اور اس ریاست میں تمہاری کیا حیثیت ہے۔

کرپا کے اس سوال پر دریودن فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور بلند آواز میں سب کو سناتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے میدان میں جمع ہونے والے لوگو میں کرپا کی اس گفتگو کو ناپسند کرتا ہوں۔ ہمارے قدیم دھرم کے مطابق راجہ تین قسم کے گنے جاتے رہے ہیں پہلے وہ جو پیدائشی طور پر راجہ ہوں دوسرے وہ جو بہادری، شجاعت اور دلیری سے راجہ ہوں اور تیسرے وہ جو اپنے دشمنوں سے مقابلہ کریں اور اپنے دشمنوں پر غالب رہ کر اپنے سامنے ہار جانے پر مجبور کر دیں۔ ہم اس میدان

نمودار ہوئے پھر یہ افراتفری بڑھتی گئی لوگ ادھر ادھر ہٹتے ہوئے کسی کے لیے راستہ بنانے کی کوشش کرنے لگے تھے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی غیر معمولی شخصیت میدان میں داخل ہو رہی ہو لہٰذا میدان کے اندر بیٹھے ہوئے سارے لوگوں کی نگاہیں اس سمت جم گئی تھیں جہاں لوگ کسی کے آنے کے لیے راستہ بنا رہے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد ایک انتہائی سیاہ فام جوان شہ نشین کے قریب نمودار ہوا پھر وہ شہ نشین پر چڑھ گیا اور وہاں کھڑے ہوتے ہوئے ارجن کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

اس پر کھڑے ہو کر جو تو نے اپنے تیر اور اپنی کمان کے کمالات اپنے تماشائیوں کو دکھائے ہیں۔ ان کو میں دیکھ چکا ہوں اور پانڈو کے بیٹے ایسے کمالات کا مظاہرہ میں بھی کر سکتا بلکہ یہ دعویٰ بھی کرتا ہوں کہ میں اس سے بہتر کر سکتا ہوں اور ساتھ ہی میں تجھے مقابلے کی دعوت بھی دیتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ ہی شہ نشین پر کھڑے ہو کر اس نووارد نے اپنی کمان اور تیروں سے ایسے ہی کمالات کا مظاہرہ کیا تھا جیسا اس سے پہلے ارجن کر چکا تھا جب یہ مظاہرہ ہو چکا پھر اس نے سوالیہ انداز میں ارجن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

کیا اب تم میرے ساتھ انفرادی مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو۔ سنو میرا نام رادھے ہے اور میں تمہیں زیر کروں گا۔

جواب میں ارجن نے تیز نگاہوں سے اس نووارد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے اجنبی میں تیرے ساتھ مقابلہ کرنے کو تو تیار ہوں پر مقابلے سے پہلے تم مجھے یہ تو بتا دو کہ کون ہو اور کیسے ایک بن بلائے مہمان کی حیثیت سے اس میدان میں داخل ہو کر تو نے اپنے کمالات کا اظہار کیا ہے اس پر اس جوان نے بھی تیز نگاہوں سے ہی ارجن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

یہ مقابلے خاص مقابلے ہیں جو خصوصیت کے ساتھ صرف تمہارے ہی لیے نہیں منعقد کرائے گئے بلکہ ہر کوئی اس میدان میں داخل ہو کر ان میں حصہ لے سکتا ہے۔

اے ارجن جو کچھ میں نے تمہیں کہا ہے اسے ٹالنے کی کوشش نہ کرو۔ میں تمہیں مقابلے کی دعوت دے چکا ہوں اور اب تمہاری طرف سے میں یہ جواب سننا چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ اس میدان میں مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو یا نہیں۔

اس اجنبی کی یہ گفتگو ارجن کی عزت اور شجاعت پر ایک ضرب اور ایک چوٹ تھی لہٰذا اس نے فوراً اپنا ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے کہا۔

اے نووارد میں تیرے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔

میں داخل ہونے والے رادھے کو بہادری اور شجاعت کا راجکمار تسلیم کرتے ہیں اس لیے کہ اس میدان میں داخل ہو کر اس نے ارجن کو مقابلے کی دعوت دی ہے لہٰذا یہ مقابلہ ہر صورت میں ہو کر رہے گا اور اس مقابلے کو روکنے کے لیے اس بات کو ایک وجہ نہیں بنایا جا سکتا کہ ایک راجکمار سے ایک راجکمار ہی مقابلہ کر سکتا ہے اور اگر اسے ایک وجہ بنایا ہی جاتا ہے تو پھر میری بات غور سے سنو اوّل یہ کہ اس میدان میں رادھے کو ہم شجاعت اور بہادری کا راجکمار تسلیم کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ گذشتہ دنوں ہم نے آنگا کا جو علاقہ فتح کیا ہے ابھی تک اس علاقے کا کسی کو حکمران نہیں بنایا گیا لہٰذا آنگا کی سرزمین کا حکمران ہم اس رادھے کو تسلیم کرتے ہیں اور آنگا کے ایک حکمران کی حیثیت سے اب یہ شخص اس میدان میں ارجن کے ساتھ مقابلہ کر سکتا ہے۔

تھوڑی دیر رک کر دریودن پھر کہہ رہا تھا لوگو میری ایک اور بات سنو چونکہ یہ مقابلہ ہو کر رہنا ہے اور اس مقابلے کو ممکن بنانے کے لیے میں ایک اور تجویز پیش کرتا ہوں کہ اس میدان میں آنگا کے حکمران کی حیثیت سے سب سے پہلے اس رادھے کی تاج پوشی کی جائے گی اس کے بعد اس کا مقابلہ ارجن کے ساتھ کروایا جائے گا۔ دریودن جب خاموش ہوا تو اس کے اندھے باپ اور ہستناپور کے راجہ دھرت راشٹر نے اس تجویز کو بے حد پسند کیا۔ بھیشم جو اس موقع پر دھرت راشٹر کے ساتھ ہی بیٹھا ہوا تھا اس نے جب دیکھا کہ دھرت راشٹر اس تجویز کو پسند کر رہا ہے تو اس نے بھی اپنی تائید اور آمادگی کا اظہار کر دیا تھا۔ بھیشم کی آمادگی ظاہر ہونے کے بعد میدان میں ایک ہلچل سی شروع ہو گئی تھی۔ برہمن گنگا کا مقدس پانی لے کر اور دیدوں کے اشلوک پڑھتے ہوئے شہ نشین کی طرف بڑھے تھے جب کہ دریودن بھاگتا ہوا میدان میں داخل ہوا اور اپنے سر پر رکھا ہوا تاج اتار کر اس نے رادھے کے سر پر رکھ دیا تھا اس میدان کے اندر گنگا جل سے رادھے کو پہلے غسل دیا گیا اور پھر بڑے شاندار طریقے سے اسے آنگا کے علاقے کے ایک راجہ کی حیثیت سے اس کی تاج پوشی کر دی گئی تھی۔

ساری رسومات کی ادائیگی کے بعد دریودن رادھے کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہا۔

اے رادھے تو خوش قسمت ہے اس میدان میں مقابلہ شروع ہونے سے پہلے تجھے آنگا کا حکمران بنا دیا گیا ہے۔ رادھے نے تشکر آمیز انداز میں دریودن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

میرے پاس الفاظ نہیں جو میں استعمال کر کے تیرا شکریہ ادا کر سکوں میں سوچتا ہوں کہ اس قدر بڑے انعام کے بدلے میں تمہیں کیا دے سکوں گا۔ جواب میں دریودن نے مسکراتے ہوئے اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

اے رادھے میں تم سے کچھ نہیں چاہتا میں صرف تمہاری محبت اور دوستی چاہتا ہوں اور اے رادھے اس میدان کے اندر میں اور مزید اس بات کا بھی خواہش مند ہوں کہ تمہارا اور ارجن کا مقابلہ اس میدان میں ہو اور میں اس مقابلے کے اختتام میں دیکھوں کہ تم ارجن کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر لو۔

دریودن یہیں تک ہی کہنے پایا تھا کہ رادھے نے فوراً اس موقع پر میدان میں داخل ہونے والے اور شہ نشین کی طرف بڑھنے والے ایک بوڑھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دریودن کو مخاطب کر کے کہا۔

اے دریودن میرے دوست میرے بھائی یہ بوڑھا شخص جو میدان سے اٹھ کر اس شہ نشین کی طرف بڑھ رہا ہے یہ میرا باپ ہے اور اس کا نام اتی رادھ ہے۔

اے دریودن کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں شہ نشین سے اتر کر اور میدان میں آگے بڑھ کر اپنے باپ کا استقبال کر سکوں۔ دریودن نے خوشی اور فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

اے رادھے تم شہ نشین سے اترو اور میدان میں آگے بڑھ کر اپنے باپ کا استقبال کرو۔ اس کے ساتھ ہی رادھے مسکراتا ہوا شہ نشین سے اترا میدان کے اندر بھاگتا ہوا وہ اس سمت بڑھا جس طرف سے اس کا باپ اتی رادھ شہ نشین کی طرف آ رہا تھا پھر اس کے قریب آ کر رادھے نے اپنے آپ کو اس کے بازوؤں پر گرا دیا تھا اور جو تاج اس کے سر پر رکھا تھا وہ بھی اس نے اپنے باپ کے قدموں میں رکھ دیا تھا۔

اس موقع پر رادھے کے باپ اتی رادھ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے رادھے اس میدان کے اندر جو تجھے عزت اور تکریم ملی ہے اس کے لیے میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں یہ سب کچھ تمہیں دریودن راجکمار کے باعث ملا ہے لیکن اس موقع پر میں تم سے یہ کہوں گا۔ راجکمار ارجن سے مقابلہ کرنے سے باز رہ اسی میں تیری عزت اور اسی میں تیری بھلائی ہے۔ رادھے کے باپ کی یہ گفتگو سن کر دریودن پریشانی میں پڑ گیا تھا۔ تاہم وہ ایک بار پھر رادھے کو پکڑ کر شہ نشین کی طرف لے آیا لیکن اس دوران اس میدان میں بیٹھے ہوئے تماشائیوں میں سے اکثر لوگوں نے رادھے کے خلاف نعرے لگانے شروع کر دیئے تھے کہ وہ پرجا کا ایک عام فرد ہے کہ ارجن جیسے راجکمار کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لوگوں کی یہ آوازیں سن کر دریودن بھی پریشان ہو گیا

مقابلے میں زیادہ زور آور اور جنگی فنون میں تجربہ کار ثابت ہوئے لہذا اس جنگ میں پانڈوں نے دروپدہ کو شکست فاش دی اور نہ صرف یہ کہ دروپدہ کے لشکر کے ایک بڑے حصے کو تہس نہس کر دیا بلکہ ریاست پنچال کے راجہ دروپدہ کو انہوں نے گرفتار بھی کر لیا۔ ریاست پنچال کی اس فتح کے بعد ریاست کا آدھا حصہ ہستناپور میں شامل کر لیا گیا اور باقی آدھے حصے پر دروپدہ کی حکومت رہنے دی گئی۔ دروپدہ اپنی اس شکست پر بڑا پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ اس جنگ میں خصوصیت کے ساتھ ارجن کی دلیری اور بہادری سے وہ بے حد متاثر ہوا تھا۔

اس جنگ میں چونکہ کوروؤں اور پانڈوؤں برادران کے استاد درونا نے بھی بڑی سرفروشی سے حصہ لیا تھا اور اس کی اس جنگ میں کارکردگی کو ریاست پنچال کے راجہ دروپدہ نے بھی دیکھ لیا تھا لہذا اس شکست اور اپنے ریاست کے دو حصوں میں بٹ جانے کے بعد راجہ دروپدہ نے اپنے دل میں دو فیصلے کئے اول یہ کہ وہ اپنی بیٹی کو ارجن کے ساتھ بیاہ دے گا تا کہ ارجن جیسا دلیر اور بہادر جوان اس کے ساتھ مل کر رہے اور دوسرا فیصلہ اس نے یہ کیا کہ وہ اپنے بیٹے کی مدد سے کسی نہ کسی وقت کسی نہ کسی طرح درونا کو ضرور قتل کر دے گا۔ ریاست پنچال کے آدھے حصے کو ریاست ہستناپور میں شامل کرنے کے بعد پانڈو برادران اپنے لشکر کے ساتھ مزید حرکت میں آئے اور ہستناپور کے قرب و جوار میں انہوں نے کئی اور ریاستوں کے علاقے پر حملہ کر کے ہستناپور کی ریاست کے لوگوں کے اندر پانڈو بے حد ہر دلعزیز ہو گئے تھے جب کہ ان کے مقابلے میں کوروؤں کی کوئی خاص عزت اور وقعت نہ رہی تھی۔

ریاست کے اندر پانڈوؤں کی ہر دلعزیزی کا ایک قدرتی ردعمل یہی ہوا اور لوگ مطالبہ کرنے لگے کہ پانڈوؤں کے بڑے بھائی یدشٹر کو ولی عہد مقرر کیا جائے۔ ہستناپور کا راجہ دھرت راشٹر تو اپنے بیٹے دریودن کو ریاست کا ولی عہد مقرر کرنا چاہتا تھا لیکن جب اس نے دیکھا کہ لوگ یدشٹر کے ولی عہد بننے پر زور دے رہے ہیں تو اس نے با دل نخواستہ اپنے بیٹے دریودن کی بجائے پانڈوؤں کے بڑے بھائی یدشٹر کو ولی عہد مقرر کر دیا تھا۔ دریودن نے اس تقرر کو بے حد ناپسند کیا وہ نہیں چاہتا تھا کہ یدشٹر اس کے باپ کے بعد ریاست کا راجہ بنے لہذا اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس موضوع پر وہ اپنے باپ کے ساتھ ضرور بات کرے گا۔

انہی دنوں ایک بار پھر جب کہ ارجن اور اس کا استاد دونوں اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے تو درونا نے ارجن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

تھا۔ بھیشم اور اپنے باپ دھرت راشٹر کے ساتھ صلاح مشورہ کرنے کے بعد اس مقابلے کو موقوف کر دیا گیا تھا اس طرح رادھے اور ارجن کے درمیان مقابلہ ہوتے ہوتے رہ گیا تھا۔

ان واقعات کے چند ہی ہفتے بعد ہستناپور کے راجہ دھرت راشٹر نے فیصلہ کیا کہ اپنے بیٹوں کو ریاست کے اندر نمایاں اور ہر دلعزیز بنانے کے لیے وہ کوئی کام کرے گو دھرت راشٹر اپنے بیٹے دریودن کی طرح پانڈوؤں سے نفرت کرتا تھا لیکن دھرت راشٹر اس نفرت کو چھپانے کا فن جانتا تھا جب کہ دریودن اس نفرت کو چھپا نہ سکا تھا اور پانڈو برادران کے خلاف اس کی نفرت عیاں ہو گئی تھی۔ دھرت راشٹر نے یہ فیصلہ کیا کہ اپنی قریبی ریاست پنچال پر حملہ کیا جائے اور اس کام کے لیے دو لشکر تیار کئے جائیں۔ ایک لشکر اس کے بیٹوں کوروؤں کے ماتحت ہو اور دوسرا لشکر اس کے بھتیجوں یعنی اس کے بھائی پانڈو کے بیٹوں کی سرکردگی میں کوچ کرے فیصلہ یہ کیا گیا کہ سب سے پہلے کورو پنچال کی ریاست پر حملہ آور ہوں دھرت راشٹر کا ارادہ اور مقصد یہ تھا کہ اگر پہلے اس کے بیٹے اپنے لشکر کے ساتھ پنچال پر حملہ آور ہوتے ہیں اور انہیں اس جنگ میں فتح ہوتی ہے تو اس کے بیٹے لوگوں کے اندر اور پانڈوؤں کی نسبت زیادہ ہر دلعزیز اور شہرت یافتہ ہو جائیں گے۔

اسی مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے دھرت راشٹر نے دو لشکر تیار کیے اور ریاست پنچال کے ساتھ لشکر کشی کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ دوسری طرف ریاست پنچال کے راجہ دروپدہ کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ ہستناپور کا راجہ دھرت راشٹر اس کے علاقوں پر حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتا ہے لہذا اس نے بھی زور و شور سے اپنی جنگی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ بہرحال دھرت راشٹر کی بنائی ہوئی اسکیم کے تحت پہلے اس کے بیٹے اپنے لشکر کے ساتھ ریاست پنچال پر حملہ آور ہوئے اور لشکر کا سالار اور کمانڈر دھرت راشٹر کا بڑا بیٹا دریودن تھا لیکن ریاست پنچال کے راجہ دروپدہ کو اس کے حملے کی پہلے ہی خبر ہو گئی تھی لہذا اس نے اس جواں مردی اور جانثاری کے ساتھ کوروؤں کے اس حملے کا جواب دیا کہ اس جنگ میں کوروؤں کو شکست فاش ہوئی اور وہ میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔

اپنے بیٹوں کے لشکر کی اس شکست سے ہستناپور کے راجہ دھرت راشٹر کو بے حد دکھ اور صدمہ ہوا اور اس شکست کے بعد اس نے با دل نخواستہ پانڈوؤں کو حکم دیا کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ ریاست پنچال پر حملہ آور ہوں، پس پانچوں پانڈو بھائی اپنے لشکر کو لے کر ریاست پنچال کی طرف روانہ ہوئے اس لشکر کا سردار پانڈوؤں کا بڑا بھائی یدشٹر تھا۔ ریاست پنچال کے راجہ دروپدہ نے پہلے کی طرح اپنا دفاع کیا اور پوری جانثاری سے پانڈوؤں کا بھی مقابلہ کیا لیکن پانڈو اس کے

اسے ارجن میں نے تمہاری اور تمہارے پانڈوؤں اور کوروؤں سارے بھائیوں کی جنگی تربیت اب مکمل کر لی ہے اور میں ان سب میں تم سے زیادہ محبت اور چاہت رکھتا ہوں اس لیے کہ میرے سارے شاگردوں میں ایک تم ہی سب سے زیادہ نمایاں کارکردگی میں بہتر ثابت ہوئے ہو تم اب خصوصیت کے ساتھ تیراندازی میں بے مثال ہو گئے ہو اور ہندوستان کی سرزمین میں اب میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک شخص کے سوا کوئی بھی تیراندازی میں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ درونا کی اس گفتگو پر ارجن چونکا اور بڑے تعجب سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے درونا کیا ہندوستان کی سرزمین میں کوئی ایسا بھی ہے جو تیراندازی میں مجھ سے بہتر اور اعلیٰ ہو اس پر درونا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اسے ارجن ہندوستان کی سرزمین میں ایک جوان ایسا ہے جو تیراندازی میں تمہیں بھی اپنے سامنے مات اور زیر کر سکتا ہے اور تیراندازی میں تم کتنی بھی مشق اور مہارت حاصل کر لو پر اس جوان کا مقابلہ تم کبھی اور کسی وقت نہیں کر سکتے۔ درونا کے اس جواب پر ارجن نے مایوسانہ انداز میں درونا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اسے درونا وہ جوان کون ہے جو تیراندازی میں مجھ سے بھی اعلیٰ ہے اور یہ کہ اگر میں کتنی ہی ریاضت کروں کیسی ہی مشق کروں اس تک نہیں پہنچ سکتا۔

اسے درونا کہو وہ جوان کون ہے اور کہاں رہتا ہے اس پر درونا نے فیصلہ کن انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

اسے ارجن وہ جوان سارے جنگی امور ہی میں نہیں بلکہ تیراندازی میں بھی تم سے بالا ہے۔ اس جوان کا نام کرشن ہے اور یہ تمہارے لیے اجنبی نہیں بلکہ یہ تمہارا رشتہ دار ہی ہے۔

سنو اسے ارجن تمہاری ماں کنتی کا ایک بھائی ہے جس کا نام واسودیو ہے گو یہ واسودیو تم سے کبھی ملا نہیں اور یہاں سے کافی دور رہتا ہے۔ یہ تیری ماں کنتی کا سگا بھائی ہے اور تیری ماں کنتی بھی شادی کے بعد کبھی اس سے ملنے نہیں گئی یہ کرشن اسی واسودیو کا بیٹا ہے اور اسے ارجن میں تم سے یہ بھی کہوں کہ اگر تم کسی طرح سے کرشن کو اپنے ساتھ ملا لو تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ تم دونوں کی متحدہ طاقت کا کوئی بھی مقابلہ نہ کر سکے گا۔ درونا کے اس انکشاف پر ارجن خوش ہوا اور اس نے کہا۔

اسے درونا اگر کرشن میرے ماموں کا بیٹا ہے تو میں اسے ضرور ایک نہ ایک روز اپنے ساتھ ملا لوں گا
اس کے بعد درونا اور ارجن کسی دوسرے موضوع پر گفتگو کرنے لگے تھے۔

اسی دوران ریاست کے لوگوں کی طرف سے یہ مطالبہ کیا جانے لگا کہ ریاست کا موجودہ راجہ دھرت راشٹر نہ صرف یہ کہ آنکھوں سے اندھا ہے بلکہ وہ ملکی معاملات چلانے میں بھی کوئی خاص مہارت نہیں رکھتا لہٰذا ریاست کے ولی عہد یدھشٹر کو ریاست کا راجہ مقرر کیا جائے۔ لوگوں کا یہ مطالبہ دن بدن زور پکڑتا گیا، لوگ گلی کوچوں میں یہ مطالبہ کرنے لگے کہ یدھشٹر کو ریاست کا راجہ مقرر کیا جائے ان خبروں کے بعد ایک روز دریودن اپنے باپ اور ہستناپور کے راجہ دھرت راشٹر کے پاس اس وقت آیا جب دھرت راشٹر اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا اپنے باپ دھرت راشٹر کو مخاطب کرتے ہوئے دریودن نے کہا۔

اسے میرے باپ شاید آپ نے وہ خبریں سن لیں ہوں گی جو ریاست کی گلی کوچوں میں اڑ رہی ہیں اس لیے کہ ریاست کے لوگ اب یہ مطالبہ کرنے لگے ہیں کہ یدھشٹر کو ہستناپور کا راجہ مقرر کر دیا جائے۔

اے میرے باپ آپ نے پانڈوؤں کے بڑے بھائی یدھشٹر کو ریاست کا ولی عہد بنا کر بہت بڑی غلطی کی اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ ریاست کے لوگ اب یہ مطالبہ کرنے لگے ہیں کہ آپ کی جگہ یدھشٹر کو اس ریاست کا راجہ ہونا چاہیئے۔ اسے میرے باپ میں ایسا ہرگز نہ ہونے دوں گا اگر آپ کے بعد یدھشٹر ہستناپور کا راجہ بن گیا پھر یدھشٹر کے بعد اس کا بیٹا اور اس کے بیٹے کے بعد مزید اس کا بیٹا ریاست کا راجہ بنتا چلا جائے گا اس طرح ریاست کی حکمرانی مکمل طور پر پانڈوؤں میں منتقل ہو جائے گی اور ہم سب کوروؤں بھائیوں کو پانڈوؤں کا کفیل اور غلام بن کر رہنا پڑے گا اور میں ایسی زندگی بسر کرنا ہرگز پسند نہ کروں گا۔

دریودن کی اس گفتگو کو دھرت راشٹر نے بڑے غور اور انہاک سے سنا اور جب وہ خاموش ہوا تب دھرت راشٹر نے دریودن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے بیٹے اس ریاست کی تعمیر میں میرے بھائی اور پانڈوؤں کے باپ پانڈو کا بہت بڑا حصہ ہے اس نے ہی اس ریاست کو وسعت دی لیکن اس کی زندگی تھوڑی تھی اور وہ مر گیا اور تم دیکھتے ہو کہ اس کے بعد پانڈو برادران نے اس ریاست کے لیے سب سے زیادہ کام کیا ہے اور تم جانتے ہو کہ ریاست پنچال کے راجہ کے مقابلے میں تمہیں شکست ہوئی تھی جب کہ پانڈوؤں نے اس کو اپنے سامنے زیر کر دیا تھا اس کے بعد ہی پانڈوؤں نے مختلف ریاستوں کو فتح کرتے ہوئے ہستناپور کو بے حد وسعت اور طاقت دی ہے۔

اسے دریودن اس موقع پر میں تم سے یہ بھی کہوں کہ میرا بھائی پانڈو بڑا مخلص اور نرم دل انسان تھا اور وہ میرے ساتھ ہمیشہ خلوص نیت کے ساتھ کام کرتا رہا ہے پانڈوں میں سے یدھشٹر بھی اپنے باپ پانڈو ہی کی طرح ہے وہ بڑی نرم طبیعت رکھتا ہے اور اگر میرے بعد اسے ریاست ہستناپور کا راجہ بنایا جاتا ہے تو میں تمہیں یقین دلاتا ہے کہ تم سب بھائیوں کے ساتھ بہترین اور نرم رویہ رکھے گا لہٰذا میرے بعد اگر یدھشٹر کو ریاست کا راجہ بنایا جاتا ہے تو تمہیں فکر کرنے اور غمزدہ ہونے کی ضرورت نہیں اس لیے کہ میں یقین دلاتا ہوں کہ یدھشٹر جس طرح اپنے بھائیوں سے محبت رکھتا ہے ایسی محبت وہ تم کورو بھائیوں کو دے گا۔

اپنے باپ کی یہ گفتگو سن کر دریودن تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر اس نے دھرت راشٹر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے باپ میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس وجہ سے خوفزدہ ہیں کہ میرے اور آپ کے درمیان ہونے والی گفتگو کوئی سن نہ لے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے اور آپ کے سوا یہاں کوئی نہیں۔ لہٰذا آپ بلا جھجک ہو کر مجھے اپنے دل کی بات کہیئے کہ آپ کیا ارادہ رکھتے ہیں اور میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ اگر ایک بار یدھشٹر ہستناپور کا راجہ مقرر کر دیا گیا تو پھر یہ راج پاٹ ہمیشہ کے لیے ان کا ہی حصہ بن کر رہ جائے گا اور آپ کے سارے بیٹوں کو پانڈوں کا غلام اور ماتحت رہ کر زندگی بسر کرنا پڑے گی۔

اے میرے باپ اس وقت آپ ہستناپور کے راجہ ہیں اور میں ہستناپور راجہ کا بیٹا ہوں۔ لہٰذا آپ کے بعد میرا حق بنتا ہے کہ میں ہستناپور کا راجہ ہوں اس لیے کہ میں اپنے بھائیوں میں سب سے بڑا ہوں اور اگر آپ نے میرے بجائے یدھشٹر کو ہستناپور کا راجہ مقرر کر دیا تو میں کہتا ہوں کہ کم از کم اپنے بھائیوں میں سے میں تو زندہ نہ رہ سکوں گا۔

دریودن کی اس گفتگو کے جواب میں دھرت راشٹر نے کچھ سوچا پھر اس نے پیار سے اپنا ہاتھ اپنے بیٹے کے کندھے پر رکھتے ہوئے پوچھا۔

اے دریودن میرے بیٹے تم حالات کو پوری طرح سمجھ نہیں رہے میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میرا بھائی پانڈو بڑی اچھی اور نرم طبیعت کا انسان تھا اور اس کے بڑے بیٹوں میں سے خصوصیت کے ساتھ یدھشٹر بھی میرے بھائی جیسا ہی ہے لہٰذا اگر وہ میرے بعد راجہ بنتا ہے تو وہ تمہارے لیے نقصان دہ ثابت نہ ہوگا اور اس موقع پر اسے دریودن میں یہ بھی کہہ دوں کہ اگر یدھشٹر کو راج پاٹ سے ہٹانے کے لیے اس کے خلاف کوئی کارروائی کی جاتی ہے تو اس میں لوگ

کورو بھائیوں کو ہی ملوث کریں گے اس لیے کہ تم جانتے ہو کہ ریاست کے لوگوں کے اندر سارے پانڈو برادران بے حد ہر دلعزیز ہیں اور ان میں سے یدھشٹر کو لوگ سب سے زیادہ پسند کرتے ہیں اگر ہم نے راج پاٹ تمہارے حوالے کر کے یدھشٹر کو راستے سے ہٹایا تو ریاست کے لوگ تمہیں مجرم گردانیں گے لہٰذا نہ صرف یہ کہ لوگ تمہیں ہستناپور میں حکومت نہ کرنے دیں گے بلکہ یہاں تمہارا جینا اور رہنا بھی مشکل ہو جائے گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تم لوگوں کا دادا بھیشم بھی یہ بات پسند نہ کرے گا کہ یدھشٹر کو ہٹا کر تمہیں ہستناپور کا راج پاٹ سونپ دیا جائے۔

دریودن نے پھر اپنی وکالت کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے باپ جہاں تک دادا بھیشم کا تعلق ہے تو وہ جس طرح پانڈو برادران کے ساتھ محبت کرتا ہے ایسے ہی وہ کورو برادران کو چاہتا ہے اس کی ایک مثال تمہارے سامنے میں ایسے پیش کر سکتا ہوں کہ ایک روز میں نے بھیشم کو دیکھا کہ وہ دریائے گنگا کے کنارے چہل قدمی کر رہا تھا اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ چہل قدمی کرتے کرتے وہ رو بھی رہا تھا۔ میں بھیشم کی یہ حالت دیکھ کر بے حد متاثر ہوا میں فوراً اس کے قریب گیا اور اس سے جب میں نے رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے مجھے اپنے ساتھ لپٹا لیا اور کوئی چیز چھپاتے ہوئے اس نے کہا۔

میرے رونے کی وجہ کوئی نہیں بس میں چہل قدمی کر رہا ہوں اور تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد میں بحال ہو جاؤں گا۔

اے میرے باپ ہمارا دادا بھیشم تو ہر وقت اپنے ہی خیالات میں کھویا رہتا ہے شاید اسے یہ بھی افسوس ہے کہ اس نے ساری زندگی شادی نہیں کی اور اے میرے باپ اس موقع پر میں تم سے یہ بھی کہوں کہ جس وقت میں نے بھیشم کو روتے ہوئے دیکھا تھا اور میں نے اس سے رونے کی وجہ پوچھی تھی تو بھیشم نے مجھے اپنے ساتھ لپٹا لیا تھا اور کہا تھا کہ اے دریودن میں تمہیں بے حد پسند کرتا ہوں اور تم سے محبت کرتا ہوں اس بنا پر میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر یدھشٹر کو ہٹا کر ریاست کا راج پاٹ میرے حوالے کیا جاتا ہے تو بھیشم اس معاملے میں قطعاً کوئی اعتراض نہ کرے گا۔ رہی بات درونا کی تو میں جانتا ہوں کہ وہ ہماری نسبت پانڈو برادران کو زیادہ پسند کرتا ہے لیکن میں ریاست کا راجہ بننے کے بعد درونا کو بھی اپنے ساتھ ملانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ درونا کے بعد سب سے اہم شخص جو باقی رہتا ہے وہ تمہارا بھائی اور ہمارا چچا ودورا ہے لیکن ہم اس کو زیادہ اہمیت نہیں دیں گے اس لیے کہ اے میرے باپ! آپ جانتے ہیں کہ ماں کی طرف سے وہ تمہارا سگا بھائی نہیں

ہے۔ وہ ایک لونڈی کے بطن سے پیدا ہوا تھا لہذا ہم اگر اسے ٹھکراتے ہیں تو اس کی کوئی اہمیت اور مزید برساں صورت حال نہ نکلے گی ان حالات میں اے میرے باپ میں آپ کو یہ مشورہ دوں گا کہ یدھشٹر کو ہٹا کر فی الفور مجھے راجہ بنانے کا اعلان کر دیا جائے۔

اپنے بیٹے دریودن کی اس گفتگو کے جواب میں دھرت راشٹر کافی دیر تک سوچوں میں کھو یا رہا اور دریودن کو اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ دریودن نے جب یہ دیکھا کہ اس کا باپ نہ جانے کن تفکرات اور سوچوں میں کھو یا ہے تو اچانک وہ چونک پڑا شاید اس کے ذہن میں کوئی بہتر بات آ گئی تھی لہذا اس نے فوراً اپنے باپ دھرت راشٹر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے باپ آپ کا خیال ہے کہ ریاست کے لوگ یدھشٹر کو سب سے زیادہ پسند کرتے ہیں میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ یدھشٹر عوام کے اندر بے حد ہر دلعزیز ہے پر اے میرے باپ اگر آپ ان پانچوں پانڈو برادران کو صرف ایک سال کے لیے ورناوات شہر کی طرف بھیج دیں تو اس ایک سال کے اندر اندر میں حالات کو مکمل طور پر اپنی گرفت میں لے لوں گا اگر پانڈو برادران ایک سال کے لیے ہستناپور سے نکل کر ورناوات کی طرف چلے جاتے ہیں جو یہاں سے کافی فاصلے پر ایک خوبصورت شہر ہے تو مجھے امید ہے کہ اس ایک سال کے دوران لوگ یدھشٹر اور اس کے بھائیوں کو فراموش کر دیں گے اور اس ایک سال کے بعد ورناوات شہر میں رہنے کے بعد جب یہ پانڈو برادران واپس ہستناپور شہر آئیں گے اور پھر اس ایک سال کے بعد یدھشٹر کو ہٹا کر مجھے بادشاہ بنا دیا جائے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ لوگ کوئی اعتراض نہیں کریں گے۔

اور اے میرے باپ میں آپ کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ اس ایک سال کے بعد ورناوات شہر میں رہنے کے بعد جب یہ پانڈو برادران واپس ہستناپور شہر آئیں گے تو انہیں خود احساس ہو جائے گا کہ لوگوں کے دلوں میں اب ویسی جگہ ان کے لیے نہیں جیسی ایک سال پہلے تھی اس لیے کہ میں اس ایک سال کے دوران لوگوں کو ان کے خلاف اور اپنے حق میں کرنے کی پوری پوری کوشش کروں گا۔ لہذا اے میرے باپ میری خاطر آپ کو پانڈو برادران کو ایک سال کے لیے ورناوات شہر کی طرف بھیجنا ہوگا۔

اے میرے باپ جب سے آپ نے یدھشٹر کو ریاست کا ولی عہد مقرر کیا ہے۔ تب سے میں سکون کے ساتھ نیند بھی نہیں کر سکا میں ہر وقت پانڈو برادران کو اپنے راستے سے ہٹانے کے متعلق سوچتا رہا ہوں اور اس موقع پر اگر آپ پانڈو برادران کو ایک سال کے لیے ورناوات شہر کی طرف

بھیجتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ایک سال کے دوران میں ایک ایسا انقلاب برپا کر دوں گا کہ میری ساری مشکلیں حل ہو جائیں گی اور پانڈو برادران میرے سامنے بالکل ختم ہو کر رہ جائیں گے۔ دریودن کی اس تجویز کے جواب میں دھرت راشٹر منہ سے تو کچھ نہ بولا تاہم اس کے چہرے سے لگتا تھا کہ اس نے اپنے بیٹے دریودن کی اس تجویز کو پسند کیا ہے پھر دریودن کی طرف دیکھنے کا انداز بناتے اس نے مسکراتے ہوئے اپنا سر اثبات میں ہلا دیا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ اس نے دریودن کی تجویز کو نہ صرف یہ کہ پسند کیا ہے بلکہ وہ اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اپنے باپ کی طرف سے یہ اشارہ پا کر دریودن خوش ہو گیا تھا، پھر وہ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔

اپنے بیٹے دریودن کے جانے کے بعد دھرت راشٹر نے اپنے بہترین دوست اور غمگسار کنیکا کو طلب کیا یہ شخص بڑا دانش ور اور مشورہ دینے میں اپنا جواب نہ رکھتا تھا جب یہ کنیکا دھرت راشٹر کے پاس آیا تو دھرت راشٹر نے اس سے وہ ساری گفتگو کی جو تھوڑی دیر پہلے اس کے اور اس کے بیٹے دریودن کے درمیان ہوئی تھی پھر اس نے کنیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے کنیکا میں اور میرے سارے بیٹے ان پانڈو برادران کو نہ صرف یہ کہ ہمیشہ کے لیے خطرہ سمجھتے ہیں بلکہ ہر روز ان کی ہر دلعزیزی میں ہوتے ہوئے اضافے کو بھی اپنے لیے اچھا اور موافق خیال نہیں کرتے، میں چاہتا ہوں کہ تم کچھ ایسا طریقہ بتاؤ جسے استعمال کر کے میں ان پانڈوؤں کی طرف سے اطمینان حاصل کروں اور میرے بیٹے بھی ان ہی کی طرح نمایاں اور ہر دلعزیز ہو کر ہستناپور میں زندگی بسر کر سکیں۔ دھرت راشٹر کی یہ گفتگو سن کر کنیکا کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے دھرت راشٹر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے راجہ پانڈو برادران کی طرف سے جو تم بے چینی محسوس کرتے ہو تو اس سلسلے میں اطمینان اور سکون حاصل کرنے کا سب سے بہترین ذریعہ یہ ہے کہ کسی طرح ان پانڈوؤں سے چھٹکارا حاصل کیا جائے لیکن یاد رکھو تم اپنے ظاہر اور باطن میں ایک امتیاز رکھو۔ ظاہری طور پر تم ان پانڈوؤں کے ساتھ بے پناہ محبت اور شفقت کا مظاہرہ کرو جب کہ اندر ہی اندر ان کے خلاف کام کرتے رہو ایسا کر کے تم ان پانڈوؤں کے خلاف کامیاب رہو گے اور اگر تم نے ظاہری طور پر بھی اپنی نفرت کا اظہار کیا تو پھر یاد رکھو ریاست کے لوگ تم سے بھی نفرت کرنا شروع کر دیں گے پھر تم اور تمہاری اولاد کبھی بھی ہستناپور کے حکمران بن نہ سکیں گے۔

اے دھرت راشٹر تم جانتے ہو کہ پانڈو دن بدن نہ صرف یہ کہ ترقی کرتے جا رہے ہیں

بلکہ لوگوں کے دلوں میں وہ ایک اعلیٰ اور اچھا مقام بھی حاصل کرتے جا رہے ہیں اور لوگوں کی اکثریت تمہارے بیٹوں کی بجائے ان کے حق میں ہے۔ لہٰذا تمہارے لیے سکون حاصل کرنے اور آنے والے دنوں میں اپنی اولاد کو ہستنا پور کا حکمران دیکھنے کے لیے سب سے بہترین اور اعلیٰ طریقہ کار یہ ہے کہ تم کسی نہ کسی طرح پانڈو برادران کو اپنے راستے سے ہٹا دو اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے، تو پھر یہ سن رکھو تمہارا اور تمہارے بیٹوں کا مستقبل خطرے میں ڈوب کر رہ جائے گا۔ دھرت راشٹر یہ بات کہنے کے بعد کینکا اس کے پاس سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔

اس فیصلے کے چند دن بعد دھرت راشٹر نے یدشٹر کو طلب کیا اور جب یدشٹر اس کے سامنے آیا تب دھرت راشٹر نے پوری شفقت کے ساتھ یدشٹر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے یدشٹر میرے بیٹے میں اندھا ہوں اور میں نے ورناوات شہر کو دیکھا تو نہیں ہوا پر مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ بہت ہی خوبصورت شہر ہے اور تمہارے دادا بھیشم کے باپ سنتانون نے اس شہر کے اندر ایک خوبصورت محل بھی تعمیر کیا تھا جس کے اندر زیادہ تر لکڑی کا استعمال کیا گیا ہے، راجہ سنتانون عموماً ہستنا پور سے نکل کر وانا وات شہر جایا کرتا تھا اور اسی محل کے اندر قیام کیا کرتا تھا۔ میرا ارادہ ہے کہ تم پانچوں پانڈو برادران بھی ورناوات شہر چلے جاؤ وہاں ایک سال یا کچھ عرصہ رہ کر زندگی کا لطف اٹھاؤ پھر واپس ہستنا پور آ جاؤ۔ اے یدشٹر بتاؤ میرے اس مشورے کے جواب میں تم کیا کہتے ہو۔

دھرت راشٹر کی گفتگو سے یدشٹر نے اندازہ لگا لیا تھا کہ دھرت راشٹر ان پانچوں بھائیوں سے متعلق کوئی اچھی نیت نہیں رکھتا تاہم اس موقع پر کوئی بڑا فساد کھڑا کرنے کی بجائے اس نے دھرت راشٹر کو بڑی نرمی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

میں آپ کی خواہش کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کروں گا کیا صرف ہم پانچوں بھائیوں کو ہی وانا وات شہر کی طرف جانا چاہیئے اس پر دھرت راشٹر نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔

نہیں تم اپنی ماں کنتی کو بھی لے جا سکتے ہو اس پر یدشٹر فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور فیصلہ کن انداز میں اس نے دھرت راشٹر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

آپ کی خواہش کے مطابق ہم پانچوں بھائی اپنی ماں کے ساتھ عنقریب ہستنا پور سے وانا وات شہر کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ یدشٹر کا یہ جواب سن کر دھرت راشٹر خوش ہو گیا تھا، جب کہ یدشٹر چپ چاپ اس کے پاس سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔

دھرت راشٹر کے پاس سے اٹھ کر یدشٹر پہلے اپنے بھائیوں کے پاس آیا اور انہیں دھرت راشٹر کے ارادے کی اطلاع کی کہ وہ چاہتا ہے کہ ہم اپنی ماں کے ساتھ کم از کم ایک سال ورناوات چلے جائیں اپنے بھائیوں کو ذہنی طور پر اس معاملے کے لیے تیار کرنے کے بعد یدشٹر اٹھ کر اپنے دادا بھیشم کی طرف گیا تاکہ اس معاملہ میں اس سے بھی بات کی جائے جس وقت وہ اپنے دادا بھیشم کے پاس گیا، اس وقت بھیشم کے پاس درونا اور ودورا بھی بیٹھے ہوئے تھے اور وہ کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ یدشٹر کو دیکھتے ہوئے بھیشم خوش ہوا اور اپنے قریب خالی نشست پر ہاتھ مارتے ہوئے اس نے کہا۔

آؤ یدشٹر میرے بیٹے میرے قریب آکر بیٹھو یدشٹر بھیشم کے قریب جا بیٹھا۔ تھوڑی دیر کچھ سوچنے کے بعد اس نے بھیشم کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے دادا تھوڑی دیر پہلے مجھے میرے چچا اور ہستنا پور کے راجہ دھرت راشٹر نے بلایا تھا، اس کی خواہش ہے کہ ہم پانچوں بھائی ہستنا پور سے کم از کم ایک سال کے لیے ورناوات شہر چلے جائیں بلکہ اس بات کو میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ دھرت راشٹر نے ہم پانچوں بھائیوں کے لیے یہ حکم جاری کیا ہے کہ ہم ایک سال کے لیے ورناوات شہر چلے جائیں۔

اے دادا آپ نے ہمارے باپ کے مرنے کے بعد ایک باپ کی جگہ پانچوں بھائیوں کی پرورش کی ہے۔ آپ بولیں اس سلسلے میں آپ کا کیا ارادہ اور فیصلہ ہے۔ بھیشم نے تھوڑی دیر تک بڑے پیار سے اور مسکراتے ہوئے یدشٹر کی طرف دیکھا پھر اس نے بڑی نرم اور شفقت آمیز آواز میں یدشٹر کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے یدشٹر میرے بیٹے! میں جانتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ دھرت راشٹر تم پانچوں بھائیوں کے لیے بڑا شفیق اور مخلص ہے اور اگر اس نے تم پانچوں بھائیوں کو ایک سال کے لیے ورناوات شہر کی طرف چلے جانے کے لیے کہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں تم پانچوں بھائیوں کی کوئی بہتری ہی ہو گی۔ لہٰذا میں تم پانچوں کو یہی مشورہ دوں گا کہ تم پانچوں ورناوات شہر چلے جاؤ، بھیشم کا یہ جواب سن کر یدشٹر کو بڑی مایوسی ہوئی تھی وہ توقع بھی نہیں کر سکتا تھا اس کا دادا بھیشم اسے ایسا جواب دے گا۔

دراصل اس سلسلے میں بھیشم کا کوئی بھی قصور نہ تھا وہ دھرت راشٹر اور اس کے بیٹے دریودن کی عیاریوں اور مکاریوں سے آگاہ نہ تھا وہ یہ توقع بھی نہ کر سکتا تھا کہ دھرت راشٹر اس کا بیٹا

دریودن اور اس کے دیگر بیٹوں پانچوں پانڈو بھائیوں کے خلاف حرکت میں آ سکتے ہیں، وہ ایسی امید تک نہ کر سکتا تھا کہ دھرت راشٹر اپنے بیٹے دریودن کے ساتھ پانڈوں کی مخالفت میں اس قدر دور بھی جا سکتا ہے اپنی اس بے خبری اور اپنی اسی سادگی کی بنا پر بھیشم نے یدشٹر سے کہہ دیا تھا کہ وہ دھرت راشٹر کے مشورے پر ضرور ایک سال کے لیے ہستناپور سے ورناوات شہر کی طرف چلے جائیں۔ بھیشم کا یہ جواب سن کر یدشٹر وہاں سے اٹھ گیا تھا پھر وہ اپنے بھائیوں اور ماں کے ساتھ مل کر ہستناپور سے ورناوات شہر کی طرف کوچ کرنے کی تیاریاں کرنے لگا تھا۔

عارب اور نبیلہ کے ساتھ ایک روز عزازیل دریائے گنگا کے کنارے اس جگہ نمودار ہوا جہاں ان سے تھوڑے ہی فاصلہ پر ہستناپور کے اندھے راجہ دھرت راشٹر کا سب سے بڑا بیٹا دریودن شکار کرنے میں مصروف تھا۔ دریائے گنگا کے کنارے کھڑے ہو کر عزازیل نے کچھ سوچا پھر بڑے غور سے اس نے عارب اور نبیلہ کی طرف دیکھتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا۔

سنو میرے عزیزو! وہ دیکھو سامنے ہستناپور کے اندھے بادشاہ دھرت راشٹر کا بیٹا دریودن جانوروں کے شکار میں مصروف ہے۔ میں اور تم اب اس کی طرف جائیں گے۔ پھر دیکھنا اسے پانڈوں کے خلاف بھڑکا کر کیسے اور کس طرح میں اس سرزمین میں کوروں اور پانڈوں کے درمیان نفرت کا بیج ڈالتا ہوں۔ بس تم دونوں میرے ساتھ آؤ۔

عارب اور نبیلہ چپ چاپ عزازیل کے ساتھ ہو لیے تھے۔ دریودن کے قریب آ کر عزازیل نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

اے دریودن میرا نام عزازیل اور میرے ساتھ میرے یہ دونوں ساتھی عارب اور نبیلہ ہیں۔ ہم بنیادی طور پر نجومی اور رمال ہیں۔ اور اے دریودن اگر تم ہمارے لیے علیحدگی کا سامان کرو تو میں تمہیں ایسا گر بتاؤں جس سے کام لے کر نہ صرف یہ کہ تم پانڈوں سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہو۔ بلکہ با آسانی ریاست ہستناپور کے راجہ بھی بن سکتے ہو۔ اس گفتگو پر دریودن نے چونک کر اپنے ساتھیوں کو دور ہٹایا اور پوچھا۔

کھل کر کہو اے عزازیل میں کیسے اور کس طرح پانڈوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے بعد ہستناپور کا راجہ بن سکتا ہوں۔ عزازیل کہنے لگا۔ سنو دریودن تمہارے باپ دھرت راشٹر نے پانڈو برادران

کو ایک سال کے لیے درناوات شہر کی طرف چلے جانے پر رضامند کر لیا ہے ۔

اے دریودن اب تم ایسا کرو کہ پانڈو برادران کے درناوات شہر کی طرف روانگی سے قبل ہی اپنے اعتبار کے کسی آدمی کو درناوات روانہ کر دو۔ جو لکڑی کے اس محل میں لاکھ اور موم مل دے جس میں پانڈو برادران نے جا کر قیام کرنا ہے۔ تمہارے اعتبار کا وہ شخص پانڈوں کے ساتھ اس محل میں ان کی خدمت گاری کی حیثیت سے کام کرے۔

اور پھر کسی مناسب موقع پر جب کہ پانڈوں اور ان کی ماں گہری نیند سوئے ہوئے ہوں۔ محل کو آگ لگا دے۔ اس طرح اے دریودن تم پانڈوں سے نجات حاصل کر کے ہستناپور کا بادشاہ بن سکتے ہو عزازیل کا یہ مشورہ دریودن کو ایسا بھلا اور سودمند لگا کہ وہ عزازیل کا شکریہ ادا کر کے فوراً اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہر کی طرف چلا گیا تھا۔

دریودن کو جب خبر ہوئی کہ اس کے باپ دھرت راشٹر نے پانڈو برادران کو ہستناپور سے ایک سال کے لیے درناوات شہر جانے پر آمادہ کر لیا ہے اور یہ کہ چند دن تک پانڈو برادران شہر سے کوچ کر جائیں گے تو یہ سن کر وہ بے حد خوش ہوا اس موقع پر اس نے اپنی ذاتی اور بے حد خوبصورت لونڈی پروچن کو اپنے کمرے میں بلایا جب وہ خوبصورت لونڈی اس کے پاس آئی تو دریودن نے اس کو بالکل اپنے پہلو میں بٹھایا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے بڑی محبت اور پیار میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہنا شروع کیا۔

اے پروچن تم جانتی ہو کہ میری نگاہوں میں اور میرے دل میں تمہارے لیے کس قدر محبت اور عزت ہے اور یہ بھی جانتی ہو کہ ہمارے اور پانڈو برادران کے درمیان کس قدر دشمنی اور مخالفت چل رہی ہے۔

سنو پروچن چند دن تک پانڈو برادران ہستناپور سے درناوات شہر کی طرف کوچ کریں گے۔ اور وہاں وہ اس محل کے اندر قیام کریں گے جو ہمارے دادا بھیشم کے باپ راجہ سنتانون نے اس شہر میں تعمیر کیا تھا اس محل کے اندر زیادہ تر لکڑی ہی استعمال کی گئی ہے اور اے پروچن تم یہ بھی جانتی ہو کہ میری سب سے بڑی اور دیرینہ خواہش یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح ان پانڈو برادران کو

راستے سے ہٹایا جائے کیونکہ جب تک یہ راستے سے نہیں ہٹائے جاتے میں ہستناپور کا راجہ نہیں بن سکتا اور ان کے ہٹائے جانے کے بعد جب میں ہستناپور کا راجہ بن جاؤں گا تو سن رکھو اے پروچن میرے راجہ بن جانے کے ساتھ تم ہستناپور کی رانی کی حیثیت سے زندگی بسر کرو گی۔

دریودن کی یہ گفتگو سن کر پروچن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میں جانتی ہوں کہ آپ میرے ساتھ محبت کرتے ہیں اور میرے ساتھ مخلص ہیں، لیکن یہ تو بتائیں کہ مجھے آپ کی خواہشات کی تکمیل کے لیے کیا کرنا چاہیئے اس پر دریودن نے کہا۔

دیکھو میں نے تھوڑی دیر پہلے ایک جنگی رتھ تیار کیا ہے اس میں میرے دو مسلح جوان بھی تیار ہیں تم اس جنگی رتھ میں بیٹھ کر فوراً یہاں سے درناوات شہر کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ اس جنگی رتھ کے اندر کافی مقدار میں لاکھ اور موم بھی رکھ دی گئی ہے۔ ایسا کرنا کہ درناوات شہر پہنچ کر اسی محل میں قیام کرنا جہاں پانڈو برادران ٹھہرنے والے ہیں۔ اس محل کی خوب صفائی کرنے کے بعد اس کی بہترین آرائش کرنا اور اس کے اندر جو لکڑی استعمال ہوئی ہے اس پر لاکھ اور موم مل دینا اور جب پانڈو برادران وہاں داخل ہوں تو ان کا بہترین استقبال کرنا اور انہیں کہنا کہ تم اس محل کی دیکھ بھال پر مقرر ہو اور یہ کہ تم وہاں پانڈوں کی ایک ملازمہ اور لونڈی کی حیثیت سے کام کرو گی اور جب ان کے ساتھ رہتے ہوئے تم یہ جانو کہ وہ تم پر اعتماد اور بھروسہ کرنے لگے ہیں تو پھر تم کوئی مناسب موقع جان کر اس محل کو آگ لگا دینا اور یاد رکھو کہ یہ آگ اس طریقے سے لگانا کہ کسی کو کوئی شک و شبہ تک نہ ہو کہ یہ آگ لگائی گئی ہے بلکہ لوگ یہ جانیں کہ یونہی اتفاقیہ محل کے اندر آگ لگ گئی ہے اور وہاں اس محل میں آگ بھی تم اس وقت لگانا جب وہاں پانچوں پانڈو بھائی اپنی ماں کنتی کے ساتھ گہری نیند سو رہے ہوں۔

اے پروچن تم میری بات سمجھی ہو کہ نہیں اس پر پروچن نے بڑی پیاری سے دریودن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

میں تمہاری پوری بات سمجھ چکی ہوں اور اب میں یہاں سے کوچ کرنے کے لیے تیار ہوں۔

دریودن پروچن کا جواب سن کر بے حد خوش ہوا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر وہ اسے کمرے سے باہر لایا۔ محل کے باہر پہلے سے ایک جنگی رتھ کھڑا تھا جس کے اندر دو مسلح جوان تیار تھے۔ اس کے اندر لاکھ اور موم کے ڈھیر رکھے ہوئے تھے۔ دریودن نے اس رتھ کے اندر پروچن کو سوار کروایا پھر رتھ بان نے دریودن کی سازش کے تحت درناوات شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

دریائے جمنا کے کنارے ماہی گیروں کی بستی میں عارب اور نبیطہ دونوں دریا کے کنارے کنارے چہل قدمی کر رہے تھے کہ اچانک ان کے سامنے عزازیل نمودار ہوا اور ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا۔

اے عارب اور نبیطہ میں تم دونوں کے لیے ایک بڑی خبر لے کر آیا ہوں میں نے اپنے ایک ساتھی کو بیوسا کی طرف روانہ کیا تھا تا کہ وہ بیوسا سے یوناف کے متعلق خبریں اور اطلاعات حاصل کرے لیکن جانتے ہو کہ میرے ساتھی کو بیوسا نے کیا جواب دیا اس نے میرے ساتھی سے صاف صاف کہہ دیا کہ وہ اب یوناف کے خلاف کوئی کام نہیں کرے گی اور اس نے یہ انکشاف بھی کیا کہ اب وہ عزازیل عارب اور نبیطہ کے ساتھ مل کر کبھی بدی اور گناہ کے پھیلاؤ کا کام نہیں کرے گی۔ اس نے میرے ساتھی کو یہ بھی کہا کہ وہ نیکی کو اپنا چکی ہے اور اب یوناف کے ساتھ مل کر نیکی اور خیر کے فروغ کے لیے کام کرے گی۔

عزازیل جب خاموش ہوا تو نبیطہ نے حیرت اور پریشانی سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے آقا میرا دل کہتا ہے کہ ایسا ممکن نہیں آپ جانتے ہیں کہ بیوسا شروع ہی سے نہ صرف یہ کہ یوناف کو ناپسند کرتی ہے بلکہ اس سے انتہا درجہ کی نفرت بھی کرتی ہے۔ پھر وہ کیسے اور کیوں کر بدترین حالات کے ساتھ سمجھوتہ کرتے ہوئے یوناف کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو سکتی ہے میں سمجھتی ہوں کہ اس نے آپ کے ساتھی کو ایسا جواب کسی مصلحت کے تحت ہی دیا ہو گا تا کہ یوناف اس کی طرف سے مشکوک نہ ہو جائے اور ہمارے لیے دلجمعی اور سکون کے ساتھ کام کر سکے، اس پر عزازیل نے پُر امید نگاہوں سے نبیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے نبیطہ میں دُعا کرتا ہوں کہ ایسا ہی ہو کہ بیوسا کسی مصلحت کے تحت ہی میرے ساتھی کو ایسا جواب دیا ہو پر میں اب بیوسا کی طرف سے مشکوک ہوں۔ مجھے شک ہے کہ یوناف کے ساتھ رہتے ہوئے وہ بھی اس کے رنگ میں رنگ چکی ہے اس پر نبیطہ نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

اے آقا اگر آپ کو شک ہے تو ستنا پور کی اس سرائے میں چلتے ہیں جہاں یوناف اور بیوسا نے قیام کر رکھا ہے اور جب بیوسا اکیلی ہو تو ہم اس کے پاس جائیں گے اور اس کو اپنے ساتھ لے کر آ جائیں گے۔ مجھے امید ہے کہ وہ ضرور ہمارے ساتھ آنے پر آمادہ ہو جائے گی اور جب وہ ہمارے ساتھ آ جائے گی تو خود بخود یہ ثابت ہو جائے گا کہ وہ ہمارے حق میں ہے نہ کہ یوناف کے ساتھ مل چکی ہے۔ نبیطہ کے اس جواب سے عزازیل نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

اے نبیطہ تمہاری تجویز بہترین ہے لہٰذا ہم تینوں کو ابھی اور اسی وقت ستنا پور کی طرف کوچ کرنا چاہیے اس کے بعد تینوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور دریائے جمنا کے کنارے سے وہ غائب ہو گئے تھے۔

دوسری طرف بیوسا اور یوناف کو اکٹھا رہتے ہوئے ایک عرصہ گزر گیا تھا۔ ایک روز جب کہ یوناف اور بیوسا سرائے کے کمرے میں اپنے اپنے پلنگ پر ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے تو یوناف نے دیکھا بیوسا اپنی گردن جھکائے گہری سوچوں میں گم تھی، اس کی پیشانی پر پریشانی اور تفکرات کے آثار بھی تھے اس موقع پر یوناف نے اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے بیوسا میں دیکھتا ہوں تو گہری سوچوں میں کھوئی ہوئی ہے اور تیرے چہرے پر تفکرات کے بھی آثار ہیں کیا میں اس کی وجہ پوچھ سکتا ہوں۔ اس پر بیوسا نے اپنا سر اٹھاتے ہوئے گہری نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا اور پھر اس نے کہنا شروع کیا۔

اے یوناف آج میں تمہارے سامنے ایک سچائی اور حقیقت پر مبنی بات کہنا چاہتی ہوں۔ سنو یوناف میں اپنی مرضی اور اپنی پسند سے عزازیل، عارب اور نبیطہ کو چھوڑ کر تمہارے پاس نہیں آئی تھی بلکہ ایک سازش اور ایک فریب کے تحت عزازیل نے مجھے تمہاری طرف روانہ کیا تھا۔ دراصل عزازیل کا مجھے تمہاری طرف بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ میں تمہارے پاس رہ کر تمہاری خبریں اسے مہیا کروں اور تمہارے خلاف وہ بروقت حرکت میں آ سکے، اس کے لیے میرا چناؤ اس وجہ سے عمل میں آیا کہ تم شروع سے مجھ سے محبت کرتے تھے۔ لہٰذا عزازیل چاہتا تھا کہ اسی محبت کی بنا پر تم مجھے اپنے ساتھ رکھنے پر آمادہ ہو جاؤ گے اور

یہاں رہ کر ہی عزازیل کو خبریں بہم پہنچاتی رہوں گی۔

اے یوناف میں اس بات کو بھی تسلیم کرتی ہوں کہ جس وقت ہم یہاں سے دشت سینا کی طرف بنی اسرائیل اور مدین والوں کے ان قافلوں کی طرف گئے تھے جو صحرائے سینا کے اندر قارون کے خزانے کی تلاش کرنے کے لیے آئے تھے۔ تو وہاں پر میں ہی تمہیں عزازیل کی سازش کے مطابق جبلِ سینا کے اوپر اس جگہ پر لے گئی تھی۔ جہاں پر عزازیل نے ایک کھوہ تیار کر کے اس کے اندر زہریلے سانپ بھر رکھے تھے اور عزازیل چاہتا تھا کہ وہاں تمہارا اور کوزن کا مقابلہ کروایا جائے اور کوزن تمہیں اٹھا کر اس کھوہ کے اندر پھینک دے لیکن ابلیکا نے تمہیں بر وقت اس کھوہ کے اندر گرنے سے بچا لیا۔

تھوڑی دیر رک کر پھر بیوسا کہہ رہی تھی اے یوناف یہ جو تم مجھے ایک عرصہ سے نیکی کی طرف تبلیغ اور خیر کی تلقین کرتے رہے ہو تو اس کا میرے پر خاطر خواہ اثر ہوا ہے میں نے اپنی غلطی اور اپنا فریب تمہارے سامنے تسلیم کر لیا ہے۔ اب میں تمہارے سامنے یہ بھی تسلیم کرتی ہوں کہ آئندہ سے بلکہ آج کے بعد میں پورے خلوص اور نیکی کے ساتھ تمہارا ساتھ دوں گی اور تمہارے ایک مخلص اور خیر خواہ ساتھی کی حیثیت سے نہ صرف یہ کہ تمہارے ساتھ رہوں گی بلکہ عزازیل، عارب اور نبیطہ سے مقابلے میں ہر حالت میں، ہر دکھ میں، ہر مصیبت میں تمہارا ساتھ دوں گی۔

اے یوناف جو حقیقت تھی میں نے تمہارے سامنے کہہ دی ہے اب تم بتاؤ کہ آئندہ کے لیے تم میرے متعلق کیسے خیالات اور ارادے رکھتے ہو۔

بیوسا کی یہ باتیں سن کر یوناف تھوڑی دیر کے لیے مسکراتا رہا پھر اس نے انتہائی نرم اور خوش کن الفاظ میں بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے بیوسا تمہاری حقیقت بھری اور سچائی پر مبنی باتیں سن کر میں بے حد خوش ہوا ہوں، لیکن میں یہاں تمہیں یہ بھی بتاتا چلوں کہ میں پہلے ہی جانتا تھا کہ تم ایک سازش اور فریب کے تحت میرے پاس رہنے کے لیے آئی ہو اور یہ کہ تم اپنی خوشی سے نہیں بلکہ عزازیل کی مرضی اور کہنے پر میرے ساتھ رہ رہی ہوں اس پر بیوسا نے چونک کر پوچھا۔

تمہیں کیسے، کب اور کس طرح خبر ہوئی اس پر یوناف نے پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

جب تم میرے پاس رہنے کے لیے آئی تھی اس سے چند ہی روز بعد ابلیکا نے مجھے بتا دیا تھا کہ تمہیں عزازیل، عارب اور نبیطہ نے ایک سازش کے تحت میری طرف روانہ کیا

ہے تاکہ میرے ساتھ رہ کر تم انہیں میرے متعلق خبریں اور معلومات فراہم کرو۔

اے بیوسا تاہم میں خوش ہوں کہ میری تبلیغ کا تم پر اثر ہوا ہے۔ تم نیکی اور خیر کو اپنانے پر آمادہ ہو گئی ہو۔ اب تم دیکھنا میں تمہارے ساتھ تمہاری حفاظت میں عارب، عزازیل اور نبیطہ کے خلاف کیسے حرکت میں آتا ہوں۔

اے بیوسا کھانے کا وقت ہو گیا ہے تم بیٹھو میں نیچے سے کھانا لے کر آتا ہوں دونوں بیٹھ کر مل کر کھانا کھاتے ہیں اس کے بعد دریائے گنگا کے کنارے کنارے گھومنے کے لیے نکلیں گے۔ بیوسا نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا اس پر یوناف وہاں سے اٹھ کر سرائے کے مطبخ کی طرف چلا گیا تھا جہاں کھانا تیار ہوتا تھا تاکہ وہ اپنے اور بیوسا کے لیے کھانا لا سکے۔

○

یوناف کو بیوسا کے پاس سے اٹھ کر گئے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اس کمرے میں عزازیل، عارب اور نبیطہ داخل ہوئے انہیں دیکھتے ہی بیوسا بے چاری اپنی جگہ سے چونک کر کھڑی ہوئی اس موقع پر عزازیل نے جہنمی شرارتوں اور ہیجان آخریں سمندر کی طرح بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے بیوسا اب جب کہ یوناف تمہارے اور اپنے لیے کھانا لینے کے لیے گیا ہے تو تم ہمارے ساتھ چلو ہم تینوں تمہیں لینے کے لیے آئے ہیں اور آج کے بعد تم یوناف کے ساتھ نہیں بلکہ پہلے کی طرح ہمارے ساتھ رہو گی۔ اس پر بیوسا نے بڑی جرأت مندی کا اظہار کرتے ہوئے اور عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے عزازیل میں بدی اور گناہ کے گماشتوں کے ساتھ کام کرنے کے بجائے اب حرم کو سجدہ کرنے والوں اور وحدانیت کے عقیدت مندوں میں شامل ہو چکی ہوں۔ تمہارے ساتھ رہتے ہوئے میں دنیا طلبی اور نفس کی بندگی میں منہمک تھی۔

یوناف نے میرے تاریک دل کے اندر اب نیکی کی شمعیں اور خیر کی کرنیں روشن کر دی ہیں۔ تمہارے ساتھ دینے کے بجائے اب میں آئندہ کے لیے نیکی اور خیر کے فروغ کے لیے

کام کروں گی اور اپنی حیات بعد الموت کی زرخیزی اور بہتری کے کام انجام دوں گی۔

اے عزازیل میں سچے اور خلوص دل کے ساتھ اپنے اس رب پر ایمان لا چکی ہوں، جس نے اس جہان کو باندھ رکھا ہے جو سب کا خالق، مالک اور رازق ہے اور جس کے حکم کے تحت یہ سورج، چاند، ستارے، دن اور رات اپنے اپنے کام اور اپنے اپنے عمل میں مصروف ہیں۔

اے عزازیل تم اور تمہارے ساتھی کبر نفس، بدنصیبی کے سایوں، موت کی تاریکی اور اپنی ذات کی اسیری میں بھٹک رہے ہو جب کہ تمہارے مقابلے میں یوناف حقوق کا سیل اور اپنے خداوند کے احکامات کا اتباع کرتے ہوئے فریضہ حیات ادا کر رہا ہے اور اے عزازیل میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ آئندہ کے لیے میں کبھی تمہارا ساتھ نہ دوں گی بلکہ اب ہمیشہ کے لیے سچے دل اور خلوص نیت کے یوناف کے ساتھ رہنے کا ارادہ کر چکی ہوں۔

اے عزازیل تم لوگ صدیوں سے لوٹ مار کرنے والے لوگ ہو جب کہ تمہارے مقابلے میں یوناف نسلوں کی ہمت، محنت اور قربانی کی ایک تصویر ہے لہذا اب میں اس کا ساتھ نہ چھوڑوں گی۔

بیوسا کا یہ جواب سن کر عزازیل نے چنگھاڑتے ہوئے کہا۔

اے بدبخت لڑکی تیری یہ مجال کہ تو مجھے آقا کی بجائے عزازیل کہہ کر مخاطب کر رہی ہے میں دیکھتا ہوں کہ تو کیسے ہمارے ساتھ جانے پر تیار نہیں ہوتی تجھے ابھی اور اسی وقت ہمارے ساتھ کوچ کرنا ہو گا۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل، عارب اور نبیطہ کے ساتھ انتہائی ہولناک انداز کے ساتھ بیوسا کی طرف بڑھا تھا۔ اس موقع پر بیوسا بیچاری کی حالت موت جیسی ٹھنڈی، رحم سے نا آشنا تنہائیوں جیسی افسردہ اجاڑ اور ویران خانقاہ ہوں جیسی اداس ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کے چہرے پر موت کی پیلاہٹ بکھر گئی تھی اور عزازیل، عارب اور نبیطہ سے وہ اپنا دفاع کرنے کے لیے وہ بے چاری سرائے کے اس کمرے کے سامنے دیوار کے ساتھ چھپکلی کی طرح چپک کر کھڑی ہو گئی تھی۔ نور کی قندیل جیسے اس کے حسین چہرے پر اس سے جلتے ہوئے صحرا کا کرب پھیل گیا تھا اور گوہر شب تاب جیسی اس کی دلنشیں آنکھوں کے اندر تنہائیوں کے اداس لمحوں جیسی کیفیت دکھائی دینے لگی تھی۔

دریائے گنگا کے کنارے سرائے کے اس کمرے میں بیوسا بے چاری عزازیل، عارب اور نبیطہ کے سامنے اضطراب و کرب میں ڈوبی دکھ کی کسک اور لرزاں خوشبو کی طرح دیوار کے ساتھ چپکی کھڑی تھی اس سے اس کی مخمور چشم مئے خوار میں وحشتوں کا رقص تھا اور اس کے جوانی کے رنگ چاک دامن جیسا منظر پیش کر رہے تھے۔ بیوسا بے چاری اجالوں کے لہو جیسی ویران اور تمناؤں کے فراق جیسی کو کھلی دکھائی دے رہی تھی، اس کے سینے میں خلش اور جبین پہ شکنیں ہی شکنیں ظاہر ہو گئی تھیں، اس کی رگوں میں زہر سا گھل گیا تھا اور اس کے دل کا ہیجان اس کے سرخ گلاب جیسے رخساروں پر صاف اور عیاں ہو کر دکھائی دے رہا تھا، ان کے شمائل کا جمال اس کے جذب و کشش کی زمزمہ انگیزی اور اس کے حسن کا سارا طلسم دلنشیں جا تا رہا تھا کمرے کے اندر وہ گویا روح کے غم میں ڈوب کر رہ گئی تھی۔

عزازیل، عارب اور نبیطہ تینوں خونخوار درندوں کی طرح اس کی طرف بڑھ رہے تھے گو اس موقع پر بیوسا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے ان تینوں کے سامنے اپنا دفاع کر سکتی تھی لیکن وہ اپنی زندگی میں چونکہ پہلی بار عزازیل، عارب اور نبیطہ کے خلاف بغاوت اور سرکشی کرتے ہوئے ان کا سامنا کر رہی تھی لہذا وہ ایسی بدحواس اور ایسی بوکھلائی ہوئی تھی کہ اس کے ذہن میں یہ بات نہ آ رہی تھی کہ وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر اپنے آپ کو ان تینوں درندوں سے بچا سکتی ہے، اس موقع پر تیزی کے ساتھ جو اس کے ذہن میں بات آئی وہ یہ تھی کہ وہ بلند آواز میں چیخ چلا کر یوناف کو اپنی مدد کے لیے پکارنے لگی اور جونہی وہ یوناف کو اپنی مدد کے لیے پکارنے لگی تھی وہ چونک سی پڑی تھی اور چیخنے چیخنے رہ گئی۔ کیوں کہ اس موقع پر ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا تھا اور پھر ابلیکا کی ترنم آمیز اور رس گھولتی ہوئی آواز بیوسا کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔

بیوسا! میری بہن میں ابلیکا ہوں تم غمزدہ اور پریشان نہ ہو میں یوناف کو خبر کر آئی ہوں کہ عزازیل، عارب اور نبیطہ بیوسا پر حملہ آور ہو رہے ہیں وہ تھوڑی دیر تک یہاں پہنچنے ہی والا ہے اور اے بیوسا مطمئن رہو اس کے آنے تک ان تینوں بدی کے گماشتوں کے سامنے میں تمہارا دفاع اور تمہاری حفاظت کروں گی۔

ابلیکا کے ان الفاظ پر بیوسا نے فوراً اپنے آپ کو سنبھال لیا اس کی ساری خوبصورتی، اس کا سارا جمال اس کا سارا حسن، اس کے سارے رنگ لوٹ آئے تھے۔ اس کے چہرے پہ اس کی آنکھوں میں اب دور دور تک طمانیت اور سکون چھلکنے لگا تھا۔ عزازیل، عارب اور

بنیطہ بھی آہستہ آہستہ آگے بڑھتے ہوئے اس پر حملہ آور ہونے کے لیے اب اس کے بالکل قریب آ گئے تھے۔

عین اس وقت جب کہ عزازیل، عارب اور بنیطہ خوفناک انداز میں آگے بڑھتے ہوئے بیوسا کے قریب گئے اسی وقت یوناف جگمگ جگمگ کرتی تلوار چنگاڑتے طوفان و سیلاب اور آبشاروں کے بہتے دھارے کی طرح اس سرائے کے اس کمرے میں داخل ہوا سب سے پہلے وہ انجانے آسیب اور عذابِ الیم کی اذیت کے سے انداز میں عزازیل کے قریب آیا اور اس کی پشت کی طرف سے اس کے شانوں اور اس کی گردن پر دو ایسے زور دار اور طاقتور دھکے رسید کیے کہ عزازیل چکراتا ہوا بائیں طرف سمٹ گیا تھا شاید وہ اپنی پشت کی طرف سے یوناف کے ان اچانک حملوں کے لیے تیار نہ تھا جس وقت عزازیل چکرا کر بائیں طرف ہٹا تھا اس وقت عارب نے یوناف کو دیکھ لیا تھا۔ لہذا وہ کالے سور کے حملہ آور ہونے کے انداز میں یوناف کی طرف بڑھا تھا اپنے سامنے چکراتے ہوئے عزازیل کو چھوڑ کر یوناف اب عارب کی طرف بڑھا پہلے ایک زوردار گھونسا اس نے اس کے پیٹ میں مارا اور دوسرا گھونسا اس کے سر پہ اور اسی دوران حسین بیوسا الاؤ کی گرماہٹ قوت و عمل کی موجزن لہر اور ریگستانی ویرانیوں کی طرح حرکت میں آئی آگے بڑھتے ہوئے اس نے زور دار ایک لات بنیطہ کے پیٹ پر دے ماری اس کے بعد اس نے بنیطہ کو اس کے بالوں سے پکڑ کر فرش پر گرا لیا اور اس کی پیٹھ پر اس نے اپنے گھٹنے اور اپنے ہاتھوں سے ضربیں لگانا شروع کر دی تھیں۔

تھوڑی دیر تک بیوسا کے ہاتھوں پٹنے کے بعد بنیطہ نے بڑی مشکل سے اپنی جان اس کے ہاتھوں سے چھڑائی اور پھر وہ کمرے سے باہر بھاگ گئی تھی اس وقت تک عارب بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا لہذا بنیطہ بھی عارب کے پہلو میں جا کر کھڑی ہو گئی تھی۔ دوسری طرف عزازیل جونہی سنبھلا اور یوناف کی طرف اس نے متوجہ ہونا چاہا یوناف نے فوراً اپنی دائیں پاؤں کی ایک ٹھوکر عزازیل کی پسلیوں پر دے ماری جس کی وجہ سے عزازیل بھی ہوا میں اچھلتا ہوا کمرے سے باہر عارب اور بنیطہ کے پاس جا کر گرا پھر وہ بڑے غصے اور بڑی خفگی کا اظہار کرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

یوناف کے آنے کے بعد جو صورتحال پیدا ہوئی اس کی وجہ سے بیوسا کے پھول جیسے بدن میں بوسے گلاب چھا گئی تھی اس کے مہتاب چہرے پہ پرنم رات کی سی طمانیت بکھرنے لگی تھی اور

اس کی نور کی قندیل آنکھوں کے اندر جلترنگ کے سے لبِ پر نحو رقص کسی مطربہ جیسی خوشیاں اور اطمینان پھیل اور بکھر گئے تھے۔

سرائے کے اس کمرے میں اس وقت نیکی کا ساتھ دیتے ہوئے بیوسا بھیگے دھندلکوں میں صندل کی لکڑیوں کے ٹکڑوں جیسی پرسکون اور سبک فضاؤں کے اندر اڑتے طیور جیسی بے فکر دکھائی دے رہی تھی۔

عارب اور بنیطہ کے ساتھ سرائے کے اس کمرے سے باہر کھڑا عزازیل عجیب سے عالم حیرت و عبرت میں ڈوبا بڑے اوکھے سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھے جا رہا تھا وہ خاموش تھا جیسے حروف کی کیاریوں کے اندیشوں، خواہشوں کی مسافت اور پراسرار لمحوں کی گہری گپھاؤں کا شکار ہو کر رہ گیا ہو تھوڑی دیر تک وہ یونہی بوڑھے دیومالائی درختوں کی طرح چپ اور خاموش کھڑا رہا پھر اس نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے نیکی کے نمائندے عنقریب وہ وقت آئے گا جب میں تیری شجاعت تیری دانش جیسی تیری نیکی اور تیرے شیشے جیسے سارے احساسات کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دوں گا۔ عزازیل کی اس گفتگو پر یوناف کے حساس پرسکون چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر اس نے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے کالے سؤر جیسے سیاہ اعمال رکھنے والے بدی کے محرک! تیرے چہرے پر جو مصنوعی خوشی اور شادمانی کے زمزمے چھپے ہوئے ہیں اور تیرے دل اور تیرے ضمیر کے اندر جو بوالہوسی اور خطاکاری چھپی ہوئی ہے اس کے علاوہ یہ تیری شعلے جیسی سرخ داڑھی یہ تیری چونچ جیسی نوکیلی ناک ایک روز میں اپنے سامنے اسی مٹی میں ملا کر رکھ دوں گا جس کو تو نے سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا۔

عزازیل سن رکھو اگر کبھی تم نے مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کی تو یہ تیرے جسم کی سنہری بوٹیاں میں بکھیر کر رکھ دوں گا۔ لہذا یاد رکھو میں اپنے دشمنوں کے خیموں اور خلوت گاہوں کو خوب جانتا اور پہچانتا ہوں۔

اے عزازیل میں نسل در نسل اور عہد در عہد پھیلے زمانے کی چھپ کے اندر ہمیشہ تیری بدی کے مقابلے میں نیکی کی تشہیر کرتا رہوں گا۔ سنو عزازیل میں نیکی کا نمائندہ ہوں اور زہر کا تریاق ہوں پر تیرے لیے میں ضرور زہر بن کر نمودار ہوں گا۔

عزازیل نے زہریلے انداز میں کہنا شروع کیا۔

اے سنگی کے مانند سے مَن رکھ یہ جو تو میرے خلاف لغاوت کے گیت گانے لگا ہے اور میرے ساتھ نکبت اور ذلت کے ساتھ پیش آنے لگا ہے تو سن رکھ اس کی سزا میں تجھ کو ایسی دول گا کہ تیری وحدت فکر اور تیرے شیرازئے خیال کو بکھیر دوں گا۔ تجھ پر میں ایک نہ ایک روز حرز و غنیم، قضاہن کر نازل ہوں گا اور تجھے اپنے زہر گبند رکھ کر تیرے دامن میں محرومیوں کی آگ بھروں گا اور تیری قسمت میں کسی پیڑ کا سایہ تک نہ رہنے دوں گا اور جو تو نے بیوسا کو ہم سے متنفر کر کے اپنے ساتھ ملا لیا ہے تو یہ سودا بھی تجھے مہنگا پڑے گا اس بیوسا کو میں زیادہ ڈھیل نہ دوں گا۔ کچھ عرصہ تک میں اسے دیکھوں گا اور پھر دیکھنا کہ میں کیسے اس کا خاتمہ کر دیتا ہوں۔ عزازیل کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا پھر اس نے زہر بھرے انداز میں کہنا شروع کیا۔

اے عزازیل یہ جو تو بیوسا کو ختم کرنے کا دعویٰ کرتا ہے تو ایسا کہہ کر تو بکواس کرتا ہے اس لیے کہ اوّل تو میں اس کا محافظ ہوں اب یہ بیوسا میرا دل، میری روح اور میری آبرو ہے تم تینوں میں سے جس کسی نے بھی اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو سن رکھو میں اپنی پوری طبعی ترنگ میں آندھیوں کے جوش پر سوار ہو کر اس کی حفاظت کروں گا اور اس پر حملہ آور ہونے والی ہر قوت کی حالت میں قدیم اور بے برگ دکھا لمحوں جیسی بنا کر رکھ دوں گا۔

اور سنو عزازیل یہ جو تو مجھے بیوسا کو ختم کرنے کی دھمکی دیتا ہے تو ایسا کہہ کر تو جھوٹ بولتا ہے اور اپنے اندر کے خوف کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے اس لیے کہ میں جانتا ہوں تو نے عارب، بیوسا اور نبیطہ پر ایک ساتھ ان کے ناسوت لاہوت عمل کیا تھا لہٰذا اگر تو ان میں سے کسی ایک کا بھی کسی وقت خاتمہ کر دے گا تو اس کے ساتھ ہی ان تینوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اسی لیے کہ اگر تو بیوسا کا خاتمہ کر دے گا تو اس کے ساتھ ساتھ عارب اور نبیطہ کا خاتمہ ہو جائے گا اور پھر اے عزازیل یہ بھی یاد رکھنا اگر تو نے کبھی اس نیت سے بیوسا پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تو میں اپنے ربّ کا نام لے کر کچھ اس انداز میں تجھ پر وار کروں گا۔ تجھے ایک عذاب الیم کا مزا چکھا کر رکھ دوں گا۔

اے عزازیل کسی بات کا دعویٰ کرنا بڑی آسان بات ہے مگر اس دعوے کو عملی صورت دینا اتنا آسان اور سہل نہیں ہوتا ابھی تو میں نے تم تینوں کو مار کر سرائے کے اس کمرے سے باہر پھینکا ہے اور اگر تو نے میرے ساتھ زیادہ ہی بحث و تمحید کی اور اپنی اس بک بک اور بکواس کو طول دیا تو سن رکھو میں اور بیوسا دونوں ایک ساتھ حرکت میں آئیں گے اور تم تینوں کو مار مار کر سرائے کی اس عمارت سے باہر پھینک دیں گے لہٰذا قبل اس کے کہ میں اور بیوسا تم تینوں کے خلاف حرکت میں آئیں تم تینوں یہاں سے دفع ہو جاؤ۔

یوناف کی اس گفتگو کے بعد عزازیل، عارب اور نبیطہ نے ایک دوسرے کی طرف ذومعنی انداز میں دیکھا پھر وہ تینوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور وہاں سے غائب ہو گئے تھے، ان کے جانے کے بعد حسین بیوسا اپنے چہرے پر گہری اور جذب و کشش سے بھرپور مسکراہٹ بکھیرے یوناف کے قریب آئی اور بڑی چاہت آمیز انداز میں اس نے اپنا ہاتھ یوناف کے کندھے پر رکھتے ہوئے کہا۔

اے یوناف یہ تم نے ایسا کر کے میں نے اپنے آپ کو زندگی کے صحیح لطف اور جینے کی صحیح لذت سے آشنا کیا ہے۔ اے یوناف اب ہم دونوں دو غم گسار اور چارہ گر ساتھیوں کی طرح ایک دوسرے کے مخلص اور وفادار بن کر اکٹھے اور ساتھ رہیں گے لیکن میری یہ شرط اپنی جگہ پر قائم اور دائم رہے گی کہ ہم ایک دوسرے سے شادی نہیں کریں گے۔ جواب میں یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اے بیوسا مجھے یہ اتنی بڑی آرزو نہیں ہے کہ تم میرے ساتھ شادی کرو۔ میرے لیے یہی سب سے بڑا انعام ہے کہ اب تم ایک وفادار اور مخلص ساتھی کی حیثیت سے میرے ساتھ رہو اور میرے لیے یہی سب کچھ ہے۔

اور سنو بیوسا ان حالات میں تم فکرمند اور خوفزدہ نہ رہنا یہ عزازیل باؤلے کتے کی طرح دھمکیاں دیتا ہی رہتا ہے اور ایسے باؤلے میں نے زندگی میں کئی دیکھے ہیں اس عزازیل سے کسی بھی انسان اور شخص کے لیے خلوص اور وفاداری کی امید نہیں کی جا سکتی اس لیے کہ یہ ظالم خود اپنے خداوند کا وفادار اور مخلص بن کر نہیں رہا جو اس کا اور پوری کائنات کا خالق اور رازق ہے۔ لہٰذا جو بندہ جو غلام اپنے آقا اور مالک کا مخلص نہیں ہے وہ ان لوگوں کا مخلص کیسے ہو سکتا ہے جو اس کے ساتھ کام کرنے والے ہیں۔ یوناف کہتے کہتے خاموش ہو گیا تھا کیونکہ اسی لمحہ سرائے کا ایک ملازم ان دونوں کے لیے کھانا لے آیا تھا لہٰذا یوناف اور بیوسا سرائے کے اس کمرے میں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھ گئے اور پھر وہ خاموشی کے ساتھ کھانا کھانے لگے تھے۔

پانڈو برادران ہستناپور کے راجہ اور اپنے چچا دھرت راشٹر کے کہنے پر ہستناپور شہر سے ورناوات شہر کی طرف روانہ ہو گئے تھے اور اپنے ساتھ وہ اپنی ماں کنتی کو بھی لے گئے تھے۔ جب یہ پانچوں بھائی اپنی ماں کے ساتھ ورناوات شہر میں داخل ہوئے تو شہر کے لوگوں نے بڑی خوشی اور جوش و خروش کے ساتھ ان کا استقبال کیا ان کی آمد پر شہر کو بہترین انداز میں سجایا گیا تھا۔ شہر کے امراء اور رؤسا چند یوم تک ان پانچوں بھائیوں اور ان کی ماں کی ضیافتیں اور دعوتیں کرتے رہے اور اس دوران انہوں نے اپنا قیام ورناوات کے ایک رئیس کے ہاں کر رکھا تھا۔ جب ان دعوتوں اور ضیافتوں کا سلسلہ ختم ہوا تو پروچن نام کی وہ لونڈی جسے دھرت راشٹر کے بیٹے اور پانڈو برادران کے چچا زاد بھائی دریودھن نے ایک سازش کے تحت ورناوات شہر کی طرف روانہ کیا تھا تاکہ وہ وہاں کے شاہی محل کے اندر لاکھ کا کام کر دے تاکہ جب پانڈو برادران اس محل کے اندر قیام کریں تو کسی مناسب موقع پر اس کو آگ لگا دی جائے اور لاکھ کی وجہ سے وہ محل فوراً جل کر راکھ ہو جائے گا اور اس کے ساتھ ہی پانڈو برادران کا خاتمہ بھی ہو جائے۔

پروچن نام کی دریودھن کی یہ لونڈی اس وقت پانڈو برادران کے سامنے آئی جس وقت وہ اپنی ماں کنتی کے ساتھ کسی موضوع پر گفتگو میں مصروف تھے، پروچن بڑے پیار اور حسین انداز میں ان کے سامنے جھک کر تعظیم بجا لائی پھر اس نے بڑی انکساری اور عاجزی سے پانچوں بھائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے ہستناپور کے عظیم راجکمارو! میرا نام پروچن ہے مجھے ہستناپور کے راجہ دھرت راشٹر نے تم لوگوں کی آمد سے پہلے ہی اس شہر روانہ کر دیا تھا تاکہ میں تمہاری آمد سے پہلے ہی اس

شہر کے اندر جو راج محل ہے اور جس کے اندر ہستناپور کے راجہ اکثر قیام کرتے رہے ہیں، اس کی ستھرائی اور صفائی کر کے تمہاری رہائش کے قابل بنا دوں۔

اے عظیم راجکمارو میں نے دن رات محنت کر کے نہ صرف یہ کہ اس محل کی صفائی اور ستھرائی کر دی ہے بلکہ میں نے اس رقم سے جو مجھے ہستناپور کے راجہ دھرت راشٹر نے مہیا کی تھی، اس سے میں نے محل کی بہترین آرائش بھی کر دی ہے لہٰذا اس موقع پر میں تم سے یہ گزارش کروں گی کہ تم سب راجکمار اپنی ماں کے ساتھ اس محل میں چلیں جو آپ کے لیے تیار کیا گیا ہے۔

پانچوں پانڈو بھائیوں اور ان کی ماں کنتی نے پروچن نام کی اس لونڈی کی یہ گفتگو بے حد پسند کی، انہیں یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ ان کے چچا اور ہستناپور کے راجہ دھرت راشٹر نے ورناوات شہر کے اندر پرانے محل کو ان کے لیے نہ صرف یہ کہ اس کی صفائی اور ستھرائی کی ہے بلکہ اس کی رہائش کا سامان بھی کیا ہے۔ لہٰذا پروچن کے کہنے پر وہ اس رئیس کے گھر سے ورناوات شہر کے راج محل میں سکونت اختیار کرنے پر رضامند ہو گئے تھے لہٰذا اسی وقت پانچوں پانڈو بھائی اور ان کی ماں کنتی اس لونڈی پروچن کے ساتھ ہو لیے۔ پروچن ان سب کو لے کر ورناوات شہر کے اس قدیم اور پرانے راج محل میں داخل ہوئی، ان پانچوں بھائیوں اور ان کی ماں نے دیکھا اس راج محل کی نہ صرف یہ کہ بہترین صفائی کی گئی تھی بلکہ انہیں غیر یقینی حد تک سجانے کے علاوہ اس کی بہترین تزئین بھی کی گئی تھی اپنے لیے اس رہائش کو دیکھ کر پانچوں پانڈو برادران اور ان کی ماں بے حد خوش ہوئے جس وقت وہ لونڈی اس راج محل کے اندر سارے کمرے اس کا باغ اور اس کے اندر پانی کے انتظامات دکھا رہی تھی، اس وقت پانڈوؤں کے بڑے بھائی یدشٹر کو سوجھا اس نے اشارے سے اپنے چھوٹے بھائی بھیم سین کو اپنی طرف بلایا اور پھر بڑی رازداری میں اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

بھیم سین تم میرے ساتھ آؤ میں ایک نہایت اہم موضوع پر تمہارے ساتھ بات کرنا چاہتا ہوں یدشٹر کے منہ سے یہ الفاظ سن کر بھیم سین کسی قدر فکرمند ہو گیا تھا تاہم وہ کچھ کہے بغیر اپنے بڑے بھائی یدشٹر کے ساتھ ہو لیا تھا، یدشٹر بھیم کو محل کے ایک کونے کی طرف لے گیا پھر وہاں اس نے بڑی رازداری میں بھیم سین کو کہنا شروع کیا۔

سنو بھیم میرے بھائی کیا تم نے اس راج محل میں داخل ہونے کے بعد کوئی نئی چیز محسوس کی ہے اس سوال پر بھیم سین تھوڑی دیر تک اپنے بڑے بھائی یدشٹر کی طرف غور سے اور حیرت سے دیکھتا رہا پھر اس نے اپنے کندھے اچکا کر لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے بھائی اس راج محل میں داخل ہونے کے بعد میں نے تو کوئی ایسی چیز محسوس نہیں کی جو مخفی ہو اور جسے محسوس کیا جانا چاہیئے اس پر یدھشٹر نے پھر فکر مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

اے بھیم میرے بھائی اس محل کے اندر داخل ہونے کے بعد سب سے خطرناک اور فکر انگیز چیز جو میں نے محسوس کی وہ یہ ہے کہ اس راج محل کے اندر ہر طرف ہر سمت لاکھ ہی لاکھ کی بو آتی ہے۔ تم جانتے ہو کہ لاکھ فلفور آگ پکڑنے والا ایک مادہ ہے اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں تو اس محل کے اندر ہر جگہ لاکھ مل دی گئی ہے تاکہ کسی مناسب موقع پر اس محل کو آگ لگا کر ہمیں اور ہمارے ساتھ ہماری ماں کو زندہ جلا دیا جائے۔ یہاں تک کہنے کے بعد یدھشٹر تھوڑی دیر کے لیے رکا پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

سنو میرے بھائی بھیم یہ ایک خطرناک کھیل ہے جو ہمارے ساتھ کھیلا جا رہا ہے جس وقت ہم پانچوں بھائی اپنی ماں کے ساتھ اس ورناوات شہر کی طرف آنے کے لیے ہستناپور شہر سے روانہ ہونے لگے تھے اس وقت تم جانتے ہو ہمارا چچا ودورا مجھے علیحدگی میں لے گیا تھا اور اس موقع پر چند الفاظ اس نے مجھ سے کہے تھے ان الفاظ کا مطلب اب میں سمجھا ہوں۔ چچا ودورا نے ہستناپور شہر سے رخصت ہوتے وقت مجھ سے کہا تھا کہ بعض اوقات دشمن ہتھیاروں سے کام لینے کے بجائے گہری سازش سے بھی کام لیتے ہیں۔

لہٰذا تم اپنی ماں اور بھائیوں کے ساتھ ورناوات شہر میں آنکھیں کھول کر اور اپنے کانوں سے پورا پورا کام لیتے ہوئے دن گزارنا اب یہ بات میری سمجھ میں آئی ہے کہ چچا ودورا کو کسی نہ کسی طرح اس سازش کا علم ہو گیا تھا لہٰذا اس نے کھل کر کہنے کے بجائے اشاروں میں ہی مجھے اس سے متعلق آگاہ کر دیا تھا۔

اے بھیم میرے بھائی سنو یہ سازش ہمارے چچا اور ہستناپور کے راجہ دھرت راشٹرا اور اس کے بیٹے اور ہمارے بھائی دریودن کی تیار کردہ ہے۔ وہ دونوں باپ بیٹا نہیں چاہتے کہ ہم زندہ رہیں اس لیے کہ ہم پانچوں کی موجودگی میں ہمارا چچا دھرت راشٹرا اپنے بیٹے دریودن کو ہستناپور کا راجہ نہیں بنا سکتا اس لیے کہ دریودن کی نسبت ہستناپور کے لوگ ہم پانچوں بھائیوں کو زیادہ پسند کرتے ہیں اس لیے ہمارے چچا دھرت راشٹر کو یہ غم کھائے جا رہا ہے کہ اس کے بعد اس کے بیٹے دریودن کے بجائے ہم پانچوں میں سے کوئی ہستناپور کا راجہ بنے گا۔

اسی فکر اور اسی پریشانی کے تحت ہمارے چچا نے اپنے بیٹے دریودن کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف یہ سازش اختیار کی ہے اور اس سازش میں جہاں تک میرا گمان ہے اس راج محل کی یہ لونڈی پروچن بھی شامل ہے میرے خیال میں اس پروچن کو ہستناپور سے ورناوات کی طرف بھیجا ہی اس غرض کے لیے گیا ہے کہ اس راج محل کی در و دیوار پر یہ لاکھ کی پالش کر دے اور اس محل کی تزئین اور آرائش کرے اور پھر موقع ملتے ہی ہم پانچوں بھائیوں اور ہماری ماں گہری نیند سو رہے ہوں تو وہ اس محل کو آگ لگا دے۔

اے بھیم تم نے یہ بھی دیکھا ہو گا کہ اس محل کے اطراف میں گہری کھائی بھی کھودی گئی ہے تاکہ آگ سے بچنے کے ہمارے امکانات نہ رہیں کیونکہ جب محل کو آگ لگے گی اور ہم بھاگنے کی کوشش کریں گے تو اس کھائی کو نہ پھلانگ سکیں گے جو محل کے ارد گرد کھودی گئی ہے اور کھائی کے اوپر سے لکڑی کا وہ راستہ جو اس محل میں داخل ہوتا ہے میرے خیال میں اس کو بھی آگ لگا دی جائے گی تاکہ ہم مکمل طور پر اس محل کے اندر جل کر خاکستر ہو جائیں۔

یدھشٹر کی یہ گفتگو سن کر بھیم سین نے بڑی پریشانی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

میرے بھائی اگر یہ معاملہ ہے تو ہمیں ہرگز اس راج محل میں قیام نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ہمیں ابھی اور اسی وقت اس رئیس کے ہاں جا کر قیام کرنا چاہیئے جس کے ہاں ورناوات شہر میں داخل ہونے کے بعد ٹھہرے ہوئے تھے اگر ہم نے یہاں قیام کیا تو مجھے خدشہ ہے کہ ہم اپنے چچا زاد بھائی دریودن اور اس کے باپ دھرت راشٹر کے پھیلائے ہوئے جال اور سازش میں بے بس اور کمزور چوہوں کی طرح پھنس کر رہ جائیں گے۔

سنو میرے بھائی ہمیں ہرگز اس محل کے اندر قیام نہیں کرنا چاہیئے اور فی الفور یہاں سے نکل جانا چاہیئے ورنہ یہ پروچن نام کی لونڈی ہماری بے خبری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اچانک اور دفعتہً اس محل کو آگ لگا کر ہمیں بھی محل کے ساتھ راکھ بنا کر رکھ دے گی لہٰذا ہمیں اس محل سے نکل جانا چاہیئے۔

بھیم کی یہ گفتگو سن کر بڑے بھائی یدھشٹر کے چہرے پر ہلکی ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے کہنا شروع کیا۔

اے بھیم سین میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق نہیں کرتا جہاں تک میرا خیال ہے اس محل کو جلدی اور فی الفور آگ لگانے کی سازش پر عمل نہیں کیا جائے گا اگر ایسا کیا جاتا ہے تو ہستناپور کے

لوگ ضرور ہمارے دشمن یعنی کورو برادران پر شک کریں گے اور کورو برادران نہیں چاہیں گے کہ وہ جلد بازی میں کوئی ایسا کام کریں کہ ہستنا پور کے لوگ انہیں شک کی نگاہ سے دیکھیں اور ان سے نفرت کرنے لگیں۔ لہذا مجھے سکا اور پختہ یقین ہے کہ اس سازش پر دھیرے دھیرے اور آہستہ آہستہ عمل کیا جائے گا۔ پھر اے بھیم سین میرے بھائی مجھے یقین ہے کہ ہمارے چچا ودورا کو بھی اس سازش کا علم ہو چکا ہے لیکن اس نے کھلے عام اس کا اظہار نہیں کیا اور تم جانتے ہو کہ ہمارا چچا ودورا ہمارا بے حد مخلص اور وفادار ہے اور جب کہ اسے اس سازش کا علم ہے تو ہمیں اس سازش سے وہ بچانے کی بھی پوری پوری کوشش کرے گا لہذا ہمیں کسی فکر اور اندیشے کا اظہار کیے بغیر اس محل کے اندر قیام کر لینا چاہیئے اور سنو بھیم سین اس اندیشے اور اس سازش کا ذکر ماں اور بھائیوں کے سامنے بھی نہ کرنا یہ ایک راز ہے جو میرے اور تمہارے درمیان رہے گا۔

بھیم سین تھوڑی دیر خاموش رہ کر یدھشٹر کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے کچھ سوچا اور اپنے بڑے بھائی یدھشٹر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے بھائی یہ لوگ جو ہمارے خلاف اس سازش کا جال پھیلا رہے ہیں اس کے پرانے اور قدیم گناہ گار ہیں انہیں رعایا کے خیالات کی بھی کوئی پرواہ نہیں ہے آپ اس دن کو ذہن میں لائیں جب ہمارے اندھے چچا دھرت راشٹر کے بیٹے دریودن نے مجھے زہر کھلا دیا تھا اور پھر مجھے بڑی بے دردی کے ساتھ اس نے دریا میں پھینک دیا تھا کیا اس کے ایسا کرنے سے میں مر گیا تھا نہیں ہرگز نہیں۔ دریودن کے اس زہر کے خلاف بھگوان نے ہماری مدد کی اور میں زندہ رہا، اسی طرح بھگوان اب بھی ہم پانچوں بھائیوں اور ہماری ماں کی حفاظت کرے گا لہذا آؤ اس محل سے نکل کر لوگوں کے سامنے جائیں اور انہیں بتائیں کہ ہمارے اندھے چچا اور اس کے بیٹوں نے مل کر اس محل کے اندر کس قدر گھٹیا اور کس قدر کمینی سازش ہمارے خلاف تیار کی ہے ہمیں اپنے اندھے چچا دھرت راشٹر اور اس کے بیٹے سے خوفزدہ نہیں رہنا چاہیئے اس لیے کہ ہم پانچوں ان سے زیادہ طاقت ور ہیں اور پھر ہستنا پور کی رعایا ان کی حیثیت . ہم پانچوں بھائیوں کو پسند کرتی ہے لہذا اس سازش کا ہمیں عام لوگوں کے سامنے سرعام اعلان کر دینا چاہیئے اور مجھے امید ہے کہ لوگوں کو جب اس سازش کی خبر ہو گی تو وہ ہمارے اندھے چچا اور اس کے بیٹوں کے خلاف ضرور کارروائی کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔

یدھشٹر نے بڑی شفقت سے بھیم سین کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے نرمی سے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اس معاملہ میں بہت سے پہلو زیر غور ہیں لہذا ہمیں فی الفور لوگوں کے سامنے آ کر اس سازش کو طشت از بام نہیں کرنا چاہیئے اگر ہم ایسا کرتے ہیں تو کوئی بھی ہماری بات نہ سنے گا اس لیے کہ دریودن اور اس کا باپ دھرت راشٹر اس وقت ہستنا پور پر حکومت کر رہے ہیں اور اگر ہم ان کے مقابلے پر آتے ہیں تو ان کے سامنے ہماری حالت ایسی ہی ہو گی جیسے کوئی غریب انسان کسی امیر کے مقابلے پر آتا ہے جیسے کوئی شاہین کے مقابلے پر نکل آتا ہے اس صورت میں کوئی بھی ہماری حمایت کرنے والا نہ ہو گا۔ ہمارے لیے بہترین راستہ یہی ہے کہ ہم انتظار کریں اور یہ ظاہر کریں کہ ہم اس محل کے اندر جل مرے ہیں جب کہ مجھے امید ہے کہ ہم اس سے بچ نکلنے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے

اور جب ہستنا پور کے اندھے راجہ اور ہمارے چچا کو یہ خبر ہو گی کہ ہم پانچوں بھائی اپنی ماں کے اس راج محل میں جل مرے ہیں تو لوگوں پر اپنا غم اور افسوس ظاہر کرنے کے لیے وہ ضرور ہماری موت پر مگر مچھ کے آنسو بہائے گا اور لوگوں کے سامنے ہمیں ضرور یاد کر کے اپنے غم اور اپنی فکرمندی کا اظہار کرے گا لیکن اندر ہی اندر بے پناہ خوشی اور سکون محسوس کر رہا ہو گا اس آگ سے بچنے کے بعد ہم بھیس بدل کر لوگوں کے اندر چلے جائیں گے اور لوگوں کے ساتھ مل کر ہم اپنے چچا اور اس کے بیٹوں کے خلاف زیادہ سے زیادہ لوگوں کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کریں گے ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو پھر کبھی مناسب وقت پر ہم کوروں کے سامنے آئیں گے اور انہیں یہ احساس دلائیں گے کہ ہم پانچوں پانڈو بھائیوں کا خاتمہ اس قدر آسان نہیں ہے جس قدر انہوں نے سمجھ رکھا ہے۔

اور سنو بھیم سین اگر اس وقت ہم اس سازش کو بے نقاب کرتے ہیں تو ہمارا دادا بھیشم بھی اس پر اعتبار نہیں کرے گا اس لیے کہ وہ ایک سیدھا سادا اور شریف انسان ہے ابھی تک اسے یہ علم نہیں ہے کہ دھرت راشٹر اور دریودن ہمارے خلاف سازش تیار کرتے رہے ہیں اور یہ کہ انہوں نے ہمیں اس شہر کی طرف ایک سازش کے تحت ہی بھیجا ہے لہذا اگر ہم ابھی اس سازش کو فاش کرتے ہیں تو ہمارا دادا بھیشم بھی ہماری حمایت نہیں کرے گا اور اگر ہمارے دادا نے ہماری حمایت نہ کی تو سن رکھو کہ کہیں بھی ہماری شنوائی نہ ہو گی۔ بھیم سین نے یدھشٹر کی اس گفتگو سے مکمل اتفاق کیا۔ پھر دونوں بھائی اپنی ماں اور دوسرے بھائیوں کی طرف چلے گئے تھے اس کے بعد انہوں نے اس راج محل کے اندر

اپنی ماں کے ساتھ رہنا شروع کر دیا تھا۔

پانڈوں کو اپنی ماں کنتی کے ساتھ ورناوات شہر کے اس راج محل میں رہتے ہوئے کئی روز ہو چکے تھے اس دوران بڑے بھائی یدشٹر نے اپنے سارے بھائیوں اور اپنی ماں کو بھی اس المناک خطرے سے آگاہ کر دیا تھا کہ اس راج محل کے اندر لاکھ استعمال کی گئی ہے تاکہ کسی خاص موقع پر آگ لگا کر ہمیں جلا کر خاکستر کر دیا جائے اس انکشاف کے بعد اس کے سارے بھائی اور ان کی ماں بڑے محتاط انداز میں اس محل کے اندر رہنے لگے تھے۔

چند روز بعد دو اشخاص وارناوات کے اس راج محل میں داخل ہوئے جس کے اندر پانچوں پانڈو بھائی اپنی ماں کنتی کے ساتھ رہائش رکھے ہوئے تھے جب وہ دونوں شخص اپنے گھوڑوں پر سوار اس محل میں اندر داخل ہوئے تو سب سے پہلے محل کی لونڈی پروچن نے ان دونوں کو روکا اور ان سے محل میں داخل ہونے کی وجہ پوچھی۔

ان دونوں اجنبیوں میں سے ایک نے پروچن کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے خاتون تم کہو کہ تم کون ہو اس کے بعد ہم دونوں تم سے اپنا تعارف کروائیں گے اس پر پروچن نے فوراً اور کسی توقف کے بغیر دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

میں پروچن ہوں اور اس محل کی نگران ہوں اور اس نگرانی پر مجھے ہستناپور کے راجہ دھرت راشٹر نے مقرر کیا ہے اب تم کہو کہ تم کون ہو اور کس غرض کے تحت اس محل میں داخل ہوئے ہو۔ عین اس موقع پر پانڈو برادران کا بڑا بھائی یدشٹر بھی اس محل کے اندرونی حصے سے نکلا اور اس طرف آیا جہاں لونڈی پروچن ان دونوں نوجوانوں سے استفسار کر رہی تھی پھر جب یدشٹر ان کے قریب ہوا تو ان اجنبیوں میں سے ایک نے بلند آواز میں اس لونڈی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے پروچن سنو ہم پانڈو برادران کے بڑے بھائی یدشٹر سے ملنا چاہتے ہیں اور وہ سامنے یدشٹر ہی آ رہا ہے لہذا ہم دونوں یہ محسوس کرتے ہیں کہ تمہیں اب اس معاملہ میں بولنے یا ہماری راہنمائی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یدشٹر نے بھی ان دونوں اجنبیوں کی سن لی تھی لہذا وہ ان کے نزدیک آیا اور پروچن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

سنو اے پروچن تم ان دونوں مہمانوں کے گھوڑے اصطبل کی طرف لے جاؤ اور میں انہیں خود محل کے اندرونی حصے کی طرف لے جاتا ہوں اور خود ان سے ان کی آمد کی وجہ پوچھتا ہوں۔ پروچن یدشٹر کے سامنے کچھ نہ بول سکی اتنی دیر تک وہ دونوں اجنبی بھی اپنے

گھوڑوں سے اتر گئے تھے، پروچن ان دونوں کے گھوڑے لے کر اصطبل کی طرف چلی گئی جب کہ یدشٹر ان دونوں اجنبیوں کو محل کے اندرونی حصے کی طرف لے جا رہا تھا۔

ان دونوں اجنبیوں کو یدشٹر اپنے کمرہ خاص میں لے گیا پھر اس نے اپنی ماں اور سارے بھائیوں کو بھی بلا لیا ان دونوں اجنبیوں کی آمد کی انہیں اطلاع دی اور جب سارے بھائی اور ان کی ماں یدشٹر کے اس کمرے میں جمع ہو گئے تب یدشٹر نے ان دونوں اجنبیوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے مہربان اجنبیو! اب کہو تم کس غرض سے ہماری طرف آئے ہو اس پر ان دونوں میں سے ایک بولا اور کہنے لگا میرا نام منسر اور میرے ساتھی کا نام پرمندر ہے میں تم لوگوں کے چچا ودورا کا دوست ہوں اس نے تھوڑی دیر کی خاموشی اختیار کی پھر اس نے بڑی دھیمی آواز میں بڑے رازدارانہ انداز میں ان پانچوں بھائیوں اور ان کی ماں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

تم سب لوگ میری بات غور سے سنو میرے دوست اور تمہارے چچا ودورا نے مجھے اور میرے اس ساتھی کو اس غرض کے لیے بھیجا ہے ہستناپور سے وارناوات شہر کی طرف روانہ کیا ہے تاکہ ہم تمہیں یہ اطلاع دیں کہ عنقریب اس محل کو آگ لگا دی جائے گی تمہیں جو اس راج محل کے اندر رکھا گیا ہے تو یہ سارا کام ایک سازش کے تحت کیا گیا ہے اور یہ پروچن نام کی لونڈی کو حقیقت میں تمہارے چچا زاد بھائی دریودھن نے بھیجا ہے اور یہی اس محل کو آگ لگانے والی ہے۔

اور اس محل کے اندر اس نے موم اور لاکھ مل رکھی ہے جس کی وجہ سے یہ محل آناً فاناً آگ پکڑ لے گا ان لوگوں کا مقصد یہ ہے کہ اس محل میں تم لوگوں کو جلا کر ختم کر دیں تاکہ حکومت ہمیشہ کے لیے دھرت راشٹر اور اس کے بیٹوں کے ہاتھ میں رہے اس پر یدشٹر نے بیچ میں بولتے ہوئے اور اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

ہمارے چچا ودورا نے مزید تم دونوں سے اس سلسلے میں کیا کہا گیا ہے اس پر منسر نام کے اس شخص نے پھر کہنا شروع کیا۔

سنو پانڈو برادران میری باتیں غور سے سنو یہ پروچن نام کی لونڈی کسی مناسب موقع پر اس محل کو آگ لگا کر تم لوگوں کو زندہ جلا دے گی لہذا تمہارے چچا ودورا نے مجھے اور میرے ساتھی پرمندر کو اس لیے بھیجا ہے کہ ہم اس آگ سے تمہارا دفاع کریں اس بار پانڈو برادران کی ماں کنتی نے پوچھ لیا۔ اے منسر تم اپنے ساتھی پرمندر کے ساتھ مل کر کیسے اور کس طرح ہمارا دفاع کرو گے۔

اس پہ منتر بولا اور کہنے لگا۔

اے میری بہن آپ اور آپ کے بیٹے سب جانتے ہیں کہ یہ محل دریائے جمنا کے قریب ہی ہے ہم تم سب کے بچاؤ کا یہ طریقہ کار استعمال کریں گے کہ اس محل کی کسی مناسب جگہ سے ہم ایک سرنگ کھودنا شروع کریں گے اور اس سرنگ کو کھودتے ہوئے ہم دریائے جمنا کے ساحل تک لے جائیں گے اور پھر اس سرنگ کے دونوں سروں کی ہم خوب حفاظت کریں گے اور انہیں مناسب طریقے سے ڈھانپ بھی دیں گے اس سرنگ کی کھدائی کے بعد میرا ساتھی نندو مستقل طور پہ دریائے گنگا کے ساحل پر اس جگہ رہے گا جہاں سرنگ باہر نکلے گی وہاں یہ نہ صرف سرنگ کے منہ کی حفاظت کرے گا بلکہ یہ وہاں ہر وقت یہ ایک کشتی کے ساتھ تیار کھڑا رہے گا تاکہ بروقت ضرورت آپ کو دریائے گنگا کے پار پہنچا سکے۔

منتر جب اپنی گفتگو ختم کر چکا تب کنتی نے بولتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو منتر! محل کے اندرونی حصے سے لے کر دریائے گنگا کے ساحل تک سرنگ کھودنا کوئی آسان نہیں ہے اس لیے کہ پروچن نام کی یہ لونڈی ہر وقت محل کے اندر ہی رہتی ہے اور اس کی موجودگی میں سرنگ کھودنا ممکن نہیں ہے اگر اس نے تم دونوں کو سرنگ کھودتے ہوئے دیکھ لیا تو وہ ضرور اس سارے معاملے کی اطلاع دھرت راشٹر کو کر دے گی لہٰذا وہ اپنا طریقہ کار بدل کر ہم سب ماں بیٹوں کو کسی اور طریقے سے راستے سے ہٹانے کی کوشش کرے گا اس پہ منتر نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔

میں نے اس دشواری کا بھی ایک حل تلاش کر لیا ہے اور وہ یہ کہ آپ کے پانچوں بیٹے اب ہر روز شکار کے لیے قریبی جنگل کا رخ کریں اور اس شکار کے دوران پروچن نام کی اس لونڈی کو بھی اپنے ساتھ لے جایا کریں اس طرح جب یہ پروچن آپ کے بیٹوں کے ساتھ شکار پہ ہوا کرے گی، تو اس کی غیر موجودگی میں میں اور میرا یہ ساتھی سرنگ کھودنے کا یہ کام شروع کر دیں گے اور ہمیں امید ہے کہ ہم بہت جلدی سرنگ کو دریائے گنگا کے کنارے لے جائیں گے اس لیے کہ ہم دونوں سرنگ کھودنے کے ماہر ہیں۔

یدشٹر نے منتر کے اس طریقہ کار کو پسند کیا لہٰذا اس نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔

میں تمہاری اس تجویز کو بے حد پسند کرتا ہوں اور تمہاری تجویز پر عمل کرتے ہوئے میں کل سے ہی اپنے بھائیوں کے ساتھ شکار پر ضرور جایا کروں گا اور اپنے ساتھ اس لونڈی پروچن کو بھی لے جایا کروں گا۔ ہم صبح کے وقت نکلا کریں گے اور شام کے وقت لوٹ کر آیا کریں گے اس دوران تم اور تمہارا

ساتھی پرمنند سرنگ کھودنے کا کام بآسانی کر سکو گے۔

یدشٹر کے خاموش ہو نے پر اس کی ماں کنتی نے کہا اس موقع پر میرے ذہن میں بھی ایک تجویز آئی ہے اور میرا خیال ہے کہ اگر اس تجویز پہ ہم عمل کریں تو ہم بہترین انداز میں اس پروچن سے نجات حاصل کر سکیں گے اور میری سوچی ہوئی تدبیر کے مطابق ہستناپور میں دھرت راشٹر اور اس کے بیٹوں کو بھی یہ یقین ہو جائے گا کہ ہم چھ کے چھ ماں بیٹے اس محل کے اندر جل مرے ہیں جب کہ ہم یہاں سے نکل کر دریائے گنگا کے اس پار جنگل میں چلے جائیں گے اور حالات کے بہتر ہونے کا انتظار کریں گے۔ اس موقع پہ بھیم نے اپنی ماں کنتی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

میری ماں وہ کون سی تجویز ہے جو اس وقت آپ کے ذہن میں آئی ہے اور جس پہ عمل کر کے ہم اس پروچن سے نجات بآسانی حاصل کر سکتے ہیں۔

اس پر کنتی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اے میرے بیٹو اس وقت جو تجویز میرے ذہن میں آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس وقت یہ منتر اور یہ منند دونوں ساتھی سرنگ کی تکمیل کر لیں گے تو اس کے بعد ہم خود ہی اس محل کو آگ لگا کر اس محل سے بھاگ جائیں گے تاکہ اس محل کو آگ لگانے میں پروچن پہل نہ کر سکے اس موقع پہ ارجن نے بولتے ہوئے اور اپنی ماں کنتی کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا۔

اے میری ماں اس طرح تو بہت سے شبہات کھڑے ہو جائیں گے جب اس محل کو آگ لگائیں گے تو پروچن ہی جل کر ختم ہو جائے گی تو اس محل کے راکھ ہونے کے بعد جب اس کے ملبے سے صرف ایک ہی لاش نمودار ہو گی تو لوگ یہ ضرور خیال کریں گے کہ ہم پانچوں بھائی اپنی ماں کے ساتھ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے ہیں لہٰذا ہستناپور میں ہمارا چچا دھرت راشٹر اس کے بیٹے ضرور اپنے لوگوں کو ہماری تلاش میں لگائیں گے اور پہلے کی نسبت ہمارے لیے زیادہ خطرناک صورت اختیار کر جائیں گے۔

اس پہ کنتی پھر بولی اور کہنے لگی۔

اے میرے بیٹو اس کا بھی میں نے ایک نہایت مناسب انداز اور نہایت اچھا حل تلاش کر رکھا ہے اور وہ یہ کہ اس درناوات شہر کے اندر اس لونڈی پروچن کی ایک رشتہ دار رہتی ہے جو کافی بڑی عمر کی ہے اور جس کا نام نوشادہ ہے اس نوشادہ کے پانچ جوان بیٹے ہیں اور یہ اکثر اپنے بیٹوں کے ساتھ اس پروچن نام کی لونڈی سے ملنے آتی رہتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ نوشادہ اس پروچن سے کوئی رشتہ بھی رکھتی ہے اس محل کو جو آگ لگا کر ہمیں اس محل میں جلا کر

جو سازش ہمارے خلاف تیار کی گئی ہے میرے خیال میں اس میں یہ نوشادا اور اس کے بیٹے بھی شامل ہیں۔ میں نے ایک تدبیر یہ بنائی ہے کہ عنقریب میں ایک دعوت کا بندوبست کروں گی اور اس دعوت میں نوشادا اور اس کے پانچوں بیٹوں کو بھی مدعو کروں گی۔ نوشادا اس کے پانچوں بیٹوں اور دروپدی کو پینے کے لیے بڑی عمدہ اور قیمتی شراب پیش کی جائے گی اور اس شراب کے اندر غنودگی طاری کرنے والی دوائیں ملا دی جائیں گی۔

پس دعوت کے روز اس نوشادا اس کے پانچوں بیٹوں اور دروپدی کو وہ دوا ملی شراب کثرت کے ساتھ پلائی جائے گی۔ دعوت کے خاتمے پر اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نوشادا اس کے بیٹے اور دروپدی پر گہری غنودگی چھا جائے گا اور وہ اسی محل کے اندر ہی لیٹ رہیں گے۔ ان کی اس غنودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس محل کو ہم آگ لگا کر سرنگ کے راستے بھاگ نکلنے پر کامیاب ہو جائیں گے۔ اے میرے بیٹو اب تم بولو میری یہ تجویز کیسی ہے اور کیا اس پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔

اس پر یدشٹر نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

اے میری ماں تمہاری یہ تجویز بے حد عمدہ ہے اور قابل عمل ہے۔ چند روز تک ہم صبح ہی صبح شکار کے لیے نکل جایا کریں گے اور دروپدی کو بھی اپنے ساتھ لے جایا کریں گے اور شام کو لوٹ آیا کریں گے اور جب تک یہ سرنگ کھود کر تیار نہیں ہو جاتی ہم ایسا ہی کرتے رہیں گے اور پھر کسی مناسب دن ہم اس دعوت کا انتظام کریں گے اور اس دعوت میں ہم نوشادا اس کے پانچوں بیٹوں اور دروپدی پر غنودگی طاری کر کے محل کو خود ہی آگ لگا کر یہاں سے نکل جائیں گے یدشٹر کے خاموش ہونے پر منتر نے بولتے ہوئے کہا۔

یہ تجویز واقعی قابل عمل ہے جب یہ سرنگ کھود کر تیار ہو جائے گی تو میرا ساتھی نندو یہاں سے منتقل ہو کر دریائے گنگا کے کنارے چلا جائے گا وہاں آپ کے چچا ودرا نے پہلے ہی ایک کشتی کا انتظام کر رکھا ہے وہ کشتی دریائے گنگا کے کنارے کھڑی رہا کرے گی اس کے آس پاس دوسرے ماہی گیروں کی کشتیاں بھی کھڑی رہتی ہیں اور رات کے وقت یہ نندو اسی کشتی میں جا کر سو رہا کرے گا۔ ساری گفتگو کے بعد کنتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اس نے یدشٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

یدشٹر میرے بیٹے تم اس منتر اور پرمیندر کی اس محل میں رہائش کا بندوبست کرو اور میں ان کے کھانے کا بندوبست کرتی ہوں اس کے ساتھ ہی کنتی اس کمرے سے نکل گئی تھی جب کہ یدشٹر، منتر اور پرمیندر کو لے کر اس کمرے کی طرف جا رہا تھا جس میں ان دونوں نے قیام کرنا تھا۔

دوسرے روز پانچوں پانڈو بھائیوں نے شکار پر جانا شروع کر دیا اور وہ دروپدی کو بھی اپنے ساتھ لے جانے لگے تھے اس طرح دروپدی کی غیر موجودگی میں منتر اور پرمیندر نے سرنگ کھودنے کا کام شروع کر دیا تھا۔

عارب اور نبیطہ جمنا کے کنارے ماہی گیروں کی بستی کے اندر اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھانے سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ ان کے سامنے عزازیل نمودار ہوا دونوں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر عزازیل کو تعظیم پیش کی پھر جب عزازیل ان کے سامنے بیٹھ گیا تو وہ دونوں بھی اس کے سامنے بیٹھ گئے پھر عزازیل نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ اے عارب اور نبیطہ میں تم دونوں کے لیے دو باتیں لے کر آیا ہوں پہلی بات یہ کہ تمہیں یاد ہوگا کہ میں تم دونوں کو لے کر ایک بار ہستناپور کے راجہ دھرت راشٹر کے بیٹے دریودن کے پاس گیا تھا اور میں نے اسے یہ تجویز پیش کی تھی کہ جب پانڈو برادران ہستناپور سے وانا وات شہر کے راج محل میں رہائش پذیر ہو جائیں تو تم اس محل کو آگ لگا کر ان پانچوں پانڈو بھائیوں اور ان کی ماں کا خاتمہ کر دینا اور میں نے اس کے سامنے یہ بھی تجویز پیش کی تھی کہ پانڈو برادران اور ان کی ماں کے محل میں داخل ہونے سے پہلے ہی تم اس محل کی دیواروں پر جو زیادہ تر لکڑی کی بنی ہوئی ہے راکھ اور موم مل دینا تاکہ وہ محل سارے کا سارا بآسانی آگ پکڑ جائے۔

تو اے میرے عزیزو اس دریودن نے میری اس تجویز پر پورا پورا عمل کیا ہے سب سے پہلے اس نے اپنی ایک لونڈی کو وانا وات شہر کی طرف روانہ کیا اس لونڈی کا نام پروچن ہے اور یہ بہت چالاک عیار اور ہوشیار ہے اور اس نے چند ہی دنوں کے اندر اس راج محل کی دیواروں چھت اور دیگر اشیاء پر لاکھ اور موم ملا کر رکھ دی تھی اس کے بعد اب پانچوں پانڈو بھائی اپنی ماں کنتی کے ساتھ اس محل میں رہائش اختیار کر چکے ہیں اور اب پروچن نام کی لونڈی کسی وقت بھی پانڈو برادران اور ان کی ماں کی غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس محل کو آگ لگا کر ان کا خاتمہ کر سکتی ہے میں ان پانچوں بھائیوں اور ان کی ماں کی ہلاکت میں اس لیے دلچسپی رکھتا ہوں کہ وہ حق پر ہیں جب کہ ان کے مقابلے میں دریودن اور اس کے بھائی باطل اور بدی پر ہیں اور باطل اور بدی جہاں کہیں بھی ہوں اس کی پرورش اور اس کی دیکھ بھال کرنا میرے فرائض میں شامل ہے۔ پر عنقریب جب یہ پروچن اس محل کو آگ لگا کر ان پانچوں پانڈو بھائیوں کا خاتمہ کر دے گی تو اس طرح میری ایک بدی اور ایک گناہ کی ایک انسان کے ہاتھوں تکمیل ہو جائے گی۔ یہ تو پہلی خبر ہے جو میں تم سے کہنے آیا ہوں اور میرے دونوں رفیقو دوسری خبر جو میں تم سے کہنا چاہتا ہوں وہ ایک انکشاف ہے جو میں تم دونوں پر کرنا چاہتا ہوں اور اس انکشاف کا تعلق تم دونوں کی ذات ہی سے ہے اس پر نبیطہ نے چونک کر عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے آقا وہ کون سا راز ہے جو آپ ہم پر افشاں کرنا چاہتے ہیں اور جس کا تعلق ہم دونوں کی ذات سے ہے نبیطہ کے اس سوال کے جواب میں عزازیل نے ایک بار باری باری عارب اور نبیطہ کی طرف دیکھا پھر اس نے ان پر ایک نئی چیز پیش کرتے ہوئے کہا اے عارب اور نبیطہ وہ انکشاف جو میں تم پر کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم ابھی اور اسی وقت میری موجودگی میں شادی کر لو عزازیل کی اس بات پر عارب اور نبیطہ دونوں چونک پڑے تھے پھر عارب نے عزازیل کو حیرت اور تعجب کے انداز میں کہنا شروع کیا اے آقا آپ جانتے ہیں کہ نبیطہ میری بہن ہے اور بہن بھائی کی حیثیت سے اس کی اور میری شادی کیسے اور کیونکر ہو سکتی ہے جواب میں عزازیل نے ایک بھرپور اور مکروہ قہقہہ لگایا اور پھر اس نے اپنی طرف سے ایک دلیل اور حجت پیش کرتے ہوئے کہا اے عارب مجھے یقیناً تم سے ایسے ہی احمقانہ جواب کی امید تھی سنو اول تو تم دونوں سگے بہن بھائی نہیں ہو اس لیے تم دونوں کا باپ ضرور ایک ہے لیکن ماں ایک نہیں تم لوگوں کے باپ کی دو بیویاں تھیں ایک میں سے اے عارب تم ہو اور دوسری میں سے یہ نبیطہ ہے اور پھر یہ بھی تو سوچو کہ تم دونوں اور یہ سارا بھی آدم کے وقت سے ہو اور تم جانتے ہو کہ آدم کی شریعت میں بہن بھائیوں کی شادیاں آپس میں جائز تھیں اور آدم اپنی بیوی حوا کے بطن کے بیٹوں کی شادیاں دوسرے بطن کی بیٹیوں سے شادی کا انتظام کرتے رہے ہیں لہٰذا تم دونوں کو آپس کی شادی پر حیرت تعجب اور پریشانی کا اظہار کرنے کی ضرورت نہیں ہے عارب اور نبیطہ نے عزازیل کی اس دلیل کو تسلیم کر لیا بس عزازیل نے ماہی گیروں کی اس بستی کے اندر عارب اور نبیطہ کا نکاح پڑھا کر ان دونوں کو رشتہ ازدواج میں منسلک کر دیا تھا۔

یوناف اور بیوسا نے ابھی تک ہستناپور شہر سے باہر اور دریائے گنگا کے کنارے اسی سرائے کے اندر قیام کر رکھا تھا ایک روز وہ دونوں شام سے تھوڑی دیر پہلے دریائے گنگا کے کنارے سے چہل قدمی کر رہے تھے کہ ایک دم متوجہ اور منہمک سا کھڑا ہو کر یوناف کچھ سننے کی کوشش کرنے لگا تھا اس موقع پر بیوسا بھی رک کر یوناف کے سامنے کھڑی ہو گئی تھی اور بڑے غور اور تجسس سے اس کی طرف دیکھنے لگی تھی وہ جان گئی تھی کہ ابلیکا اس وقت یوناف کے ساتھ ہمکلام ہے لہٰذا وہ خاموش رہ کر یوناف کی طرف دیکھے جا رہی تھی تھوڑی دیر بعد جب یوناف کا وہ انہماک ٹوٹا تب بیوسا نے اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو ابلیکا آپ کے ساتھ محو گفتگو تھی بیوسا کے ان الفاظ پر یوناف نے تعجب اور غور سے بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ایک بیوسا تم نے تو میرے ساتھ اپنا انداز مخاطب بھی بدل ڈالا ہے

اس سے پہلے مجھے مخاطب کرنے کا تمہارا انداز یہ تھا کہ تم مجھے تم کہہ کر مخاطب کرتی تھیں اور آج بلکہ ابھی تم مجھے آپ کہہ کر مخاطب کر رہی ہو تم میں تو ایک لگاوٹ اور قرب تھا جب کہ اس آپ میں ایک طرح کا تکلف اور دوری ہے کیا میں یہ سمجھ لوں کہ تم اب پہلے کی نسبت میرے ساتھ دوری اور بعد برتنے لگی ہو اس پر بیوسا نے فوراً فکرمندی سے اور چونک جانے کے انداز میں کہا ایسی تو کوئی بات نہیں ہے پہلے میں آپ کو تم کہہ کر مخاطب کرتی تھی لیکن پہلے میرے دل میں آپکی کوئی قدر کوئی اہمیت نہ تھی جب سے آپ نے مجھے بدی اور معصیت کی راہ سے ہٹا کر نیکی اور خیر کی راہ پر لگایا ہے تب سے میرے دل میں آپ سے ہمدردی اور اہمیت میں بے حد اضافہ ہو گیا ہے اور میں ایک مخلص ساتھی کی حیثیت سے آپ کی قدر کرنے لگی ہوں اسی قدر اور وقعت کی بنا پر میں اب سے ہمیشہ آپ کو تم کے بجائے آپ کہہ کر مخاطب کیا کروں گی اس لیے کہ اس آپ کے لفظ میں میرے لیے بڑا سکون اور عزت و سعادت بھی ہے بہرحال آپ اس وقت تم اور آپ کے فرق اور تفاوت کو چھوڑیں آپ اسی وقت مجھے یہ بتائیں کہ یہ ابلیکا آپ سے کیا کہہ رہی تھی کیا اس نے کوئی بڑی خبر دی ہے یا وہ ہمارے لیے کوئی بشارت دینے کے لیے آئی تھی۔ بیوسا کے اس سوال پر یوناف مسکرایا پھر جواب دیتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

سنو بیوسا ابھی ابھی ابلیکا ہم دونوں کے لیے دو باتیں لے کر آئی تھی مجھے پہلی بات جو اس نے بتائی ہے وہ بڑی حیران کن اور تعجب خیز ہے اور وہ یوں ہے کہ عزازیل کے کہنے پر عارب اور نبیطہ نے ایک دوسرے سے شادی کر لی ہے اس انکشاف پر بیوسا نے تھوڑی دیر کے لیے یوناف کی طرف تعجب اور معنی خیز انداز میں دیکھا پھر آہستہ آہستہ اس کے سرخ گلاب جیسے ہونٹوں پر جذب و کشش سے بھرپور مسکراہٹ بکھر گئی تھی اور اس نے لاپرواہی کے انداز میں اپنے کندھے اچکاتے ہوئے کہا چلو خس کم جہاں پاک دونوں سے ایسی ہی امید تھی خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں اس المیے اور حادثے سے پہلے ہی ان کے گمراہ کن گروہ سے نکل چکی ہوں اگر اب تک میں عارب اور نبیطہ کے ساتھ رہ رہی ہوتی تو یہ عزازیل میری بھی شادی زبردستی عارب کے ساتھ کر دیتا اور میں اس کا کہا نہ مانتے ہوئے انکار کرتی تو پھر نہ جانے یہ عزازیل مجھے کن عذاب اور مشکلات میں ڈال دیتا لہذا اس موقع پر اے میرے رفیق میں اپنے خداوند جہاں اپنے خالق اور اپنے مالک اپنے رازق کی انتہائی شکرگزار ہوں کہ اس نے مجھے ایک بھٹکے ہوئے گروہ سے نجات دلا کر زندگی کے باقی دن آپ کے ساتھ گزارنے کی توفیق دی ہے۔

بیوسا کے خاموش ہونے پر یوناف پھر بولا اور اس سے کہنے لگا اے بیوسا ابلیکا مجھے یہ بتا رہی تھی کہ عارب اور نبیطہ سے عزازیل نے یہ کہا تھا کہ وہ چونکہ آدم کے وقت سے ہیں اور آدم کے وقت میں بہن بھائیوں کی شادیاں آپس میں جائز تھیں لہذا عارب اور نبیطہ آپس میں شادی کر سکتے ہیں اس

کے علاوہ اس نے دونوں سے یہ بھی کہا کہ تم دونوں باپ میں سے ضرور سگے ہو لیکن تم دونوں کی مائیں تو علیحدہ علیحدہ ہیں اس طرح کے دلائل دے کر عزازیل نے ان دونوں کو قائل اور مائل کر لیا لہذا وہ دونوں رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے پر آمادہ ہو گئے لہذا اے بیوسا اب دریائے گنگا کے کنارے ماہی گیروں کی بستی میں عارب اور نبیطہ بہن بھائی کی حیثیت سے نہیں بلکہ میاں بیوی کی حیثیت سے زندگی گزار رہے ہیں اس پر بیوسا نے خفگی اور غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا اس عارب اور نبیطہ دونوں پر لعنت ہو کردے گا لہذا میں تمہیں پہلے سے خبردار کرتی ہوں کہ یہاں سے اٹھ کر بھاگ جاؤ ورنہ یاد رکھو تھوڑی دیر تک میرا بھائی اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ یہاں پہنچ جائے گا اور پھر تم میں سے کسی کو بھی جان بچا کر بھاگنے کا موقع نہ ملے گا۔

ہدمبی کی یہ گفتگو سن کر بڑے بھائی یذشر کے چہرے پر بڑی فکرمندی کے آثار نمودار ہو گئے تھے پھر اس نے اپنے سارے بھائیوں اور ماں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا یہ عزازیل کون ہے اور اس کی ہمارے ساتھ کیسی اور کیا دشمنی ہے قبل اس کے کہ یذشر کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ ان کی ماں کنتی نے بولتے ہوئے کہا اے میرے بیٹو یہ لڑکی سچ کہتی ہے یہ ہمارے بھلے اور بہتری کے لیے ہی سب کچھ کہہ رہی ہے لہذا میں بھی تم کو یہ مشورہ دوں گی کہ ہمیں یہاں سے چل دینا چاہیے اور قبل اس کے کہ اس کا بھائی اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ یہاں پہنچ جائے ہمیں یہاں سے بھاگ کر اپنی جانیں بچا لینی چاہییں اس پر بھیم سین نے بولتے ہوئے کہا اے میری ماں اگر ہم یہاں سے بھاگ بھی کھڑے ہوئے تو جو لوگ ہم سے دشمنی رکھتے ہیں وہ ہمارا تعاقب کریں گے اور ہم سب کو بھاگنے کی حالت میں اکا دکا کر کے موت کے گھاٹ اتار دیں گے بہتر یہ ہے کہ ہم یہیں بیٹھ کر اس آنے والے طوفان کا انتظار کریں اور جب ہماری جانوں کے دشمن یہاں پہنچیں تو ہم ان سے گفتگو کریں گے کہ وہ کیوں ہماری جانوں کے درپے ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری بات سمجھ جائیں اور ہماری دشمنی سے ٹل جائیں اور اگر ایسا نہ ہوا تو ہم پانچوں بھائی مل کر ان کا مقابلہ کریں گے۔ اور پھر دیکھیں گے کہ کیا صورتحال سامنے آتی ہے۔

قبل اس کے بھیم سین کی اس گفتگو کا کوئی جواب دیتا ہدمبا عین اس وقت اپنے ساتھیوں کے علاوہ عزازیل عارب اور نبیطہ کے ساتھ وہاں پہنچ گیا اس موقع پر ہدمبا انتہائی غضب اور غصے کی حالت میں تھا۔ اور اس نے بے پناہ خون خواری کا اظہار کرتے ہوئے اور اپنی بہن ہدمبی کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا اے ہدمبی میں نہیں سمجھتا تھا کہ تو یوں میرے ساتھ غداری اور سرکشی کا مظاہرہ کرے گی میں یہ ساتھ والے درختوں کی اوٹ میں کھڑا ہو کر تمہاری ساری گفتگو سن چکا ہوں جن لوگوں کی میں ہلاکت کے درپے ہوں تم مجھ سے چوری چوری ان کو آنے والے خطرات سے آگاہ کرتی ہو اور انہیں یہاں سے بھاگ جانے کا مشورہ دے رہی ہو۔ لہذا ان کے ساتھ ساتھ اب میں تمہیں بھی موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔ اس لیے کہ تو نے میری مرضی اور میری منشا کے خلاف کام کیا ہے اور اب تو میری بہن نہیں رہی بلکہ دشمن بن چکی ہو اور میں اپنے دشمن کو ہرگز معاف نہیں کرتا پھر

ہدمبا نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنا خنجر بے نیام کیا اور بڑی تیزی سے وہ اپنی بہن ہدمبی کی طرف بڑھا تھا تاکہ اس پر اپنے خنجر کا وار کر کے اس کا خاتمہ کر دے۔

ہدمبی پر اپنے خنجر سے وار کرنے کے لیے ہدمبا ابھی چند قدم ہی اس کی طرف بڑھا تھا کہ اچانک قریب کے درختوں کی اوٹ سے یوناف اور بیوسا نمودار ہوئے کہا ٹھہرو خبردار اس لڑکی پر اپنے خنجر سے وار نہ کرنا یوناف کو اپنی طرف آتے دیکھ کر ہدمبا کے قدم ایک دم رک گئے تھے جبکہ ہدمبی نے اس موقع کو غنیمت جانا اور وہ بھاگ کر پناہ لینے کی خاطر یوناف کے پیچھے جا کھڑی ہوئی تھی یوناف جب ہدمبا کے سامنے آیا تو عزازیل عارب اور نبیطا اس کو وہاں دیکھ کر کسی قدر پریشان اور ملول ہو گئے تھے دوسری طرف ہدمبا نے ایک بار سر سے پاؤں تک یوناف کو بڑے غور سے دیکھا پھر اس نے طنزیہ انداز میں اس کو مخاطب کر کے پوچھا۔

تم کون ہو اور ہمارے معاملات میں تم کیوں دخل اندازی کرنا چاہتے ہو اس پر یوناف نے اس بار کسی قدر دھیمے لہجے میں ہدمبا کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا سنو ہدمبا میرا نام یوناف ہے اور میری اس ساتھی لڑکی کا نام بیوسا ہے ہم دونوں اپنے رب کی اطاعت اور عاجزی و انکساری رکھنے والوں کے لیے امیدوں کی چٹان اور خالق اکبر کے سامنے تسلیم اور رضا کا اظہار کرنے والوں کے لیے محبت کے آئینے قلب و نظر کے محلم اور دست امید ہیں لیکن وہ لوگ جو اپنے رب کے خلاف بغاوت اور سرکشی کا اظہار کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے ہم صرف ایک سانس کے فاصلے پر کھڑی موت، سلاسل و خار اور سنگتی ہوئی دوپہر ثابت ہوتے ہیں اے ہدمبا میں جانتا ہوں جو کچھ تو کر رہا ہے یہ سب کچھ اس عزازیل کے کہنے پر کر رہا ہے اور یہ عزازیل اور اس کے دونوں ساتھی میرے پرانے اور قدیم دشمن ہیں یہ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں اور میں ان تینوں کو خوب پہچانتا ہوں لہٰذا اے ہدمبا تم ہمارے درمیان مت آؤ تم واپس چلے جاؤ اور ان پانڈو برادران اور ان کی ماں کو ان کی حالت پر چھوڑ دو اور تم اپنی بہن ہدمبی کو بھی اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے چونکہ یہ لڑکی پانڈو برادران اور ان کی ماں کے ساتھ تعاون محبت اور طرفداری کا اظہار کر چکی ہے لہٰذا یہ تمہارے بجائے ان ہی کے ساتھ رہے گی یوناف کی یہ گفتگو سن کر ہدمبا نے کسی قدر سخت اور کرخت لہجے میں کہنا شروع کیا۔

سنو اجنبی تیرا نام تو جان چکا ہوں پر میں نہیں جانتا تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے پر اگر تو نے ہمارے معاملات میں مزید دخل اندازی کی کوشش کی تو سن رکھو میں اور میرے ساتھی لمحوں کے اس جنگل کے اندر تم پر حملہ آور ہو کر تجھے بے قسمت اور بے جہت بنا کر رکھ دیں گے سنو اجنبی میری مانو تو اپنی اس ساتھی لڑکی کے ساتھ یہاں سے چلے جاؤ اور ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ جاؤ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ہمیں تمہارے خلاف حرکت میں آنا پڑے گا اور جب ہم ایسا کریں گے تو پھر تیری حالت ریت کے انبار جذبوں کے منہدم گھر، اجڑے راستوں عہد رفتہ کی رفاقت اور روح کی علالت جیسی بنا کر رکھ دیں گے۔ اے اجنبی

ابھی وقت ہے اپنی جان بچاؤ اور اپنی اس ساتھی لڑکی کو لے کر یہاں سے دفع ہو جاؤ ورنہ جب میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ تمہارے خلاف حرکت میں آؤں گا تو پھر تمہارے یہاں سے بھاگنے کے سارے ہی مواقع ختم ہو کر رہ جائیں گے۔

ہدمبا کی اس گفتگو کے جواب میں فضاؤں میں یوناف کی توانا آواز گونجتی ہوئی آواز سنائی دی وہ کہنے لگا سنو ہدمبا! حیات و ممات کے اس کھیل میں میں امن اور سلامتی کا مظاہرہ کرنے والوں کے لیے مادرانہ شفقت و محبت اور مسرت و انبساط کا پیغام ہوں لیکن وہ لوگ جو میرے خلاف سرکشی اور بغاوت پر اترتے ہیں ان کی حالت میں گریز آشنا لمحوں اور گم گشتہ منزل جیسی بنا کر رکھتا ہوں اے ہدمبا قبل اس کے کہ میں اپنے دل کو سنگ جیسا سخت کر لوں اور تم لوگوں پر حملہ آور ہو کر تمہیں بھوکی روحوں کی غذا بنا دوں یہاں سے چلے جاؤ اسی میں تمہاری بہتری اور بھلائی ہے اگر تمہیں یہ وہم و گمان ہو کر تمہارا یہ دوست تمہارا یہ مربی تمہارا یہ محسن عزازیل اس موقع پر تمہاری کوئی مدد کرے گا تو سن رکھو اس شیطانی ابلیس کی سماعت اور بصارت کے پردوں پر میں کئی بار پہلے ہی شکست کے داغ لگا چکا ہوں انگنت مواقع پر میں اسے بے لباس شمع کی طرح بے بس اور مجبور کر چکا ہوں لہٰذا اس کی مدد کے سہارے اور اس کی حمایت کی امید میں نہ رہنا اگر ایسا کرو گے تو دھوکے اور فریب میں مارے جاؤ گے۔ یہاں سے چلے جانا ہی تمہارے لیے بہتر اور سودمند ہے۔ ہدمبا زور سے چلایا۔

پہلے میرا ارادہ تھا کہ اگر تو جانے کی اجازت چاہے گا تو میں تم کو جانے کی اجازت دے دوں گا لیکن تمہارے ان انکشافات کے بعد اب اگر تم یہاں سے بھاگنا بھی چاہو تو میں تمہیں ایسے کسی موقع سے فائدہ اٹھانے کی اجازت نہ دوں گا لہٰذا سب سے پہلے تم میرے ہاتھوں مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر تانے ہدمبا اب پوری خونخواری اور درندگی کے ساتھ یوناف کی طرف بڑھا تھا یوناف کے قریب جا کر اس نے فضا کے اندر ہی پکڑ کر ایک جھٹکے کے ساتھ اس کا بازو مروڑتے ہوئے اس کا خنجر اس سے چھین لیا اور پھر کسی کھلونے کی طرح اسے اٹھا کر اس نے اسے قریب ہی درخت کے ساتھ دے مارا تھا اس درخت کے ساتھ ٹکراتے ہی ہدمبا کی روح پرواز کر گئی اور وہ مر گیا۔ ہدمبا کے مرنے کے بعد اس کے ساتھی خوفزدہ سے ہو گئے تھے۔ اس بار یوناف نے ہدمبا کے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

اے ہدمبا کے مسلح ساتھیو۔ اگر تم اس مرنے والے ہدمبا کا انتقام مجھ سے لینا چاہتے ہو تو آگے بڑھو اور ایک بات میں تم پر پہلے ہی واضح کر دوں کہ اگر تم نے مجھ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو میں تم سب کی حالت ایسی ہی کر دوں گا جیسی تمہارے اس وحشی اور درندہ صفت سردار کی ہے لہٰذا تمہاری

بہتری اور بھلائی اس میں ہے کہ واپس اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو اس جوہڑ کے کنارے تم بھی اپنے سردار کی طرح اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے یوناف کی اس تنبیہ پر ہدمبا کے ان مسلح جوانوں نے ایک بار بڑے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر کوئی فیصلہ کیا خاموشی کے ساتھ وہ وہاں سے ہٹے اور اپنی بستی کی طرف چلے گئے تھے اس کے بعد یوناف نے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے عزازیل اے مردود اے خداوند کے روندے ہوئے تو بدی اور گناہ کے کسی بھی موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا پر تو جانتا ہے جب بھی تیری نگاہوں کے سامنے نیکی اور بدی کا ٹکراؤ ہوتا ہے تو نیکی تیری طرف سے پھیلائے جانے والی بدی پر غالب رہتی ہے اے عزازیل تیرا یہ چہیتا ہدمبا تو میرے ہاتھوں مارا گیا ہے اور اس کے مسلح جوان گدھے کی طرح اپنے کان گرا اپنے اپنے گھروں کو جا چکے ہیں اگر اس موقع پر تیرے دل میں کوئی شبہ کوئی شک ہو تو تو بھی عارب اور نبیطہ کی حمایت حاصل کرتے ہوئے میری طرف بڑھ اور میرے ساتھ مقابلہ کر پھر دیکھ بدی اور نیکی کے ٹکراؤ کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ نیلی دھند کی وہ قوتیں جن کو تو نے عارب کے تسلط میں دے دیا ہے اگر تو انہیں بھی میرے خلاف استعمال کرنا چاہے تو کر سکتا ہے اے عزازیل کیا میری طرف سے تم تینوں پر یہی ضرب کافی نہیں ہے کہ میں نے بیوسا کو تم سے جدا کر دیا ہے اب وہ تمہاری ایک رفیقہ کی حیثیت سے کام کرنے کی بجائے میری ایک مخلص اور غمگسار ساتھی کی حیثیت سے کام کر رہی ہے اور یہی تم تینوں کے خلاف میری بہت بڑی فتح ہے عزازیل اور عارب نبیطہ میں سے کسی نے بھی یوناف کی اس گفتگو کا جواب نہ دیا تھا وہ تینوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔

ہدمبا کے مارے جانے اور اس کے بعد حسین بیوسا کے مہتاب زرنگار چہرے پر رنگوں کی ہنستی جیسی خوشیاں اور اس کے ترشے ہوئے خوبصورت لبوں پر مسرتوں کا تبسم پھیل گیا تھا۔ پھر آگے بڑھ کر اس نے بڑی سپردگی اور بڑی چاہت میں پہلی بار یوناف کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور جذبات کی خاموشی اور دل کی نغمگی میں ڈوبی مہکتے میٹھے بولوں جیسی آواز میں اس نے کہا اے یوناف میرے رفیق سدھاوت نام کے اس جنگل میں ہدمبا کا کام تمام کرنے کے بعد تم نے جو عزازیل کو اپنے ساتھ ٹکرانے کا چیلنج دیا ہے اور عزازیل اس کا جواب دیئے بغیر عارب اور نبیطہ کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گیا ہے تو اس کا یہ اقدام میرے لیے بے پناہ خوشی اور اطمینان کا باعث ہے۔ اے یوناف مجھے خوشی اور مسرت ہے کہ تمہارے ایک ساتھی اور رفیق کی حیثیت سے میں تمہارے ساتھ کام کر رہی ہوں اور مجھے تمہارے جیسے رفیق پر فخر اور ناز بھی ہے کہ جو ہر موقع پر ابلیس کی تبلیس اور اس کی شیطنت کو مار بھگانے کی قدرت رکھتا ہے

بیوسا کی اس گفتگو پر یوناف نے بڑے پیار اور ہمدردی میں اس کی طرف دیکھا اور کہا۔

اے بیوسا اس شیطان اور اس کے گماشتے عارب اور نبیطہ کو مار بھگانے میں تمہاری شخصیت کا بھی دخل اور عمل شامل ہے تمہارے میرے ساتھ شامل ہو جانے کے باعث میری طاقت اور قوت میں خاطر خواہ اضافہ ہو چکا ہے اور اسی باعث عزازیل عارب اور نبیطہ ہم دونوں سے ٹکراتے ہوئے ہچکچاتے ہی نہیں بلکہ ڈرتے بھی ہیں جب کہ تم جانتی ہو اس وقت جب تم ان تینوں کے ساتھ ہوا کرتی تھیں تو وہ بے دھڑک ہر جگہ مجھ سے ٹکرا جایا کرتے تھے اب وہ سوچ سمجھ کر میرے مقابلے پر آیا کریں گے خصوصیت کے ساتھ نبیطہ کیوں کہ اسے پتہ ہے کہ اگر ان کا اور ہمارا ٹکراؤ ہوا تو بیوسا ضرور اس پر ضرب لگائے گی لہذا نبیطہ ضرور ٹکراؤ سے بچنے کی کوشش کیا کرے گی اے بیوسا تمہارے میرے ساتھ شامل ہونے سے پہلے میری زندگی اجنبی بستیوں کی طرح غیر مہذب، طیور جیسی چپ اور شجر جیسی بے صدائی تمہارے ساتھ شامل ہونے کے بعد اس حیات ارضی کے رنج و غم کے اندر میں بھی اب خوشی اور فخر محسوس کرنے لگا ہوں کہ میرا بھی تمہارے جیسا ایک ساتھی ہے جو میری ضرورت کے وقت میرے کام آ سکتا ہے اور جس کی ضرورت کے وقت میں اس کی مدد کرتے ہوئے سر دھڑ کی بازی لگا سکتا ہوں۔ جواب میں بیوسا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

سنو یوناف مجھے حقیقتاً تم جیسے ساتھی اور رفیق پر فخر ہے اور بیوسا کہتے کہتے خاموش ہو گئی تھی۔ کیونکہ پانچوں پانڈو بھائی اور ان کی ماں کنتی اٹھ کر ان کے نزدیک آ گئے تھے پھر یدھشٹر نے آگے بڑھ کر اور یوناف کے نزدیک آ کر ہمدردی نرمی اور محبت میں ڈوبی ہوئی آواز میں مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔ اے یوناف تم واقعی ہی نیکی اور محبت کے نمائندے ہو اس سے پہلے تم نے ایک بار واناوات شہر میں ہم سے ملاقات کر کے ہماری زندگی کے بچاؤ کا سامان کیا تھا اور ہمیں تم نے یہ اطلاع دی تھی کہ ہم کو آگ لگائی جانے والی ہے لہذا تمہاری اس پیشگی اطلاع کے باعث ہم نے واناوات کے اس راج محل کے اندر آگ سے اپنی حفاظت کا سامان کر لیا تھا اور اے نیکی کے نمائندے اب یہ دوسری بار ہے کہ سدھاوت نام کے اس جنگل میں تم نے ہم پانچوں بھائیوں اور ہماری ماں کی جان بچائی ہے اگر تم یہاں نہ ہوتے تو ہدمبا اپنے ساتھیوں کے ساتھ ٹکراتا تو وہ یقیناً ہم سب کا خاتمہ کر کے رکھ دیتا لہذا اے نیکی کے نمائندے ہم پانچوں بھائی اور ہماری ماں جس قدر بھی تمہارا شکریہ ادا کریں گے کم از کم میرے پاس اپنے الفاظ نہیں ہیں جو ادا کر کے میں تیرے اس احسان کا شکریہ تک ہی ادا کر سکوں۔

یدھشٹر کی اس گفتگو پر یوناف تھوڑی دیر تک اسے دیکھتا ہوا مسکراتا رہا پھر ذرا فاصلے پر کھڑی ہوئی ہدمبا کی بہن ہدمبی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا۔ اے ہستناپور کے راجکمارو تم میری بات غور سے سنو تمہاری اور تمہاری ماں کی جان بچانے میں ہدمبا کی اس بہن کا بہت بڑا حصہ ہے جس کا نام ہدمبی ہے یہ وہ لڑکی ہے جس نے ہمیں یہاں سے بھاگ جانے کا مشورہ اس

بنا پڑ دیا تھا کہ تم ہدمبا کی ستم رانی سے بچ سکو اب یہ لڑکی ہدمبا کی موت کے بعد اگر واپس جاتی ہے
تو اس کی بستی کے لوگ اس کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے لہذا میں تم سے یہ کہوں گا کہ تم میں سے
کوئی ایک بھائی اس لڑکی سے شادی کر لے تم دیکھتے ہو کہ یہ ابھی نوعمر ہونے کے ساتھ ساتھ انتہا درجے
کی خوبصورت بھی ہے اور اس پر مزید یہ کہ انتہائی مخلص اور جان نثار لڑکی ہے جس کے ساتھ اس کی شادی
ہوگی اسے خوش اور مطمئن رکھے گی ۔

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں پانچوں پانڈو برادران میں سے بھیم سین نے بولتے ہوئے کہا
اے نیکی کے نمائندے سب سے پہلے آکر اس ہدمبی نے میرے ساتھ گفتگو کا آغاز کیا تھا جس وقت یہ
اس جوہڑ کے کنارے آئی تھی اس وقت میرے سارے بھائی اور میری ماں گہری نیند سوئے ہوئے تھے
اور میں ان کے پاس بیٹھ کر ان کی حفاظت کر رہا تھا یہ ہدمبی بھاگی بھاگی یہاں آئی ہماری خاطر یہ بڑی
بدحواس اور فکرمند تھی اور آتے ہی جو بات اس نے مجھے کہی وہ یہ تھی کہ میں اپنے بھائیوں اور اپنی ماں کو
لے کر یہاں سے بھاگ جاؤں کیونکہ ہم کو اس کے بھائی ہدمبا کی طرف سے خطرہ ہے ۔ اے نیکی کے نمائندے
اس ہدمبی کا یہ کردار یہی بتاتا ہے کہ یہ ہمارے لیے ہر طرح مخلص ہے بلکہ خوبصورت ہونے کے ساتھ
ساتھ یہ ایک انتہائی نیک دل لڑکی بھی ہے لہذا میں اس کے ساتھ شادی کرنے کے لیے تیار ہوں بھیم
سین کا یہ فیصلہ سن کر نہ صرف یہ کہ یوناف اور بیوسا خوش ہوئے بلکہ اس کی ماں اور اس کے بھائیوں
نے بھی اطمینان اور خوشی کا اظہار کیا ۔ پس سدھاوت نام کے اس جنگل میں اس جوہڑ کے کنارے
بھیم سین اور ہدمبی کی شادی کر دی گئی تھی اور اس کے ساتھ ہی یوناف اور بیوسا بھی وہاں سے
چلے گئے تھے ۔

اپنی ماں کنتی اور ہدمبی کے ساتھ پانڈو برادران نے بھی وہاں سے کوچ کیا اس جنگل سے نکل کر وہ
سلیوان نام کی جھیل کے کنارے آئے جس کے آس پاس مہذب لوگوں کی کچھ بستیاں بھی تھیں یہاں پانچوں
بھائیوں نے اپنے رہنے کے لیے ایک مکان تعمیر کر لیا اور وہیں پر وہ محنت مزدوری کر کے اپنی گزر بسر
کرنے لگے تھے اس بستی میں انہوں نے چند ماہ تک قیام کیا اس دوران بھیم سین اور ہدمبی کے ہاں ایک
بیٹا پیدا ہوا جس کا نام گتوک رکھا گیا اس بیٹے کی پیدائش کے چند ماہ بعد پانڈو بھائیوں نے اس جھیل
کے کنارے سے بھی کوچ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا ۔ انہوں نے ہدمبی کو اپنے سارے حالات تفصیل
کے ساتھ بتا دیئے تھے اس پر واضح کر دیا تھا کہ انہوں نے نہ صرف ادھر اُدھر بھاگتے ہوئے کوروں
سے بچ کر رہنا ہے بلکہ اپنے لیے کچھ ایسے حالات بھی پیدا کرنے ہیں جن سے وہ کوروں سے
اپنا انتقام لے سکیں لہذا انہوں نے ہدمبی سے کہا ۔
وہ اسی بستی کے اندر اپنے بیٹے کے ساتھ قیام کرے جب کہ وہ کسی اور بستی کی طرف بڑھ جائیں گے
تاکہ نہ صرف یہ کہ کوروں کے تعاقب سے محفوظ رہیں بلکہ اپنے لیے بہتر حالات تلاش کریں تاکہ وہاں سے
اپنا انتقام لے سکیں ۔ ہدمبی ، پانڈو بھائیوں کی ان باتوں سے مطمئن ہو گئی تھی لہذا اس نے اپنے نومولود بیٹے
کے ساتھ وہیں قیام کرنے کا ارادہ کر لیا تھا جب کہ ان پانڈو برادران اپنی ماں کنتی کے ساتھ وہاں سے
کوچ کر گئے تھے ۔

پانچوں بھائی اپنی ماں کے ساتھ سفر کرتے ہوئے چند دن بعد اکاشک نام کے شہر میں داخل ہوئے
یہاں ان کی ملاقات سب سے پہلے ایک برہمن سے ہوئی ۔ اپنے آپ کو اس برہمن پر انہوں نے پردیسی
اور بے کس اور لاچار ظاہر کیا اور اس سے استدعا کی کہ انہیں اس شہر میں رہنے کی اجازت دے
دی جائے وہ برہمن ان کے حالات سن کر بے حد متاثر ہوا اس نے ان پانچوں بھائیوں کو ان کی ماں
سمیت اپنے گھر میں رہنے کی اجازت دے دی ۔ برہمن کا یہ فیصلہ سن کر پانڈو بھائی اور ان کی ماں
بے حد خوش ہوئے تھے لہذا انہوں نے اس برہمن کے ہاں رہائش اختیار کر لی ۔ اس برہمن کے
پاس رہتے ہوئے پانڈو برادران نے بھی برہمنوں جیسا بھیس بدل لیا تھا ۔ صبح سویرے وہ پانچوں
بھائی گھر سے نکل جاتے ۔ دن بھر وہ بھیک مانگتے اور جو کچھ ان کو ملتا وہ شام کو لا کر اپنی ماں
کے سامنے رکھ دیتے تھے اس طرح وہ اکاشک نام کے اس شہر میں گزر بسر کرنے لگے تھے ۔

اکاشک کے لوگوں کو ان پر یہ شک و شبہ ضرور ہو گیا تھا کہ یہ لوگ برہمن نہیں ہیں بلکہ کسی خطرے یا اپنے کسی دشمن سے بچنے کے لیے انہوں نے ان کے شہر میں پناہ لے رکھی ہے۔ تاہم پانڈو برادران اور ان کی ماں کنتی لوگوں کے ان شبہات سے بے خبر اکاشک شہر میں زندگی کے دن گزارنے لگے تھے۔

○

عارب اور نبیط دونوں دریائے جمنا کے کنارے ماہی گیروں کی بستی کے قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے کہ عزازیل ان کے قریب نمودار ہوا اور کہنے لگا۔

اے ساتھیو میں تم دونوں میاں بیوی کے لیے ایک اچھی خبر لے کر آیا ہوں۔ عزازیل کی یہ گفتگو سن کر عارب اور نبیط دونوں میاں بیوی اس کی جانب متوجہ ہو گئے تھے پھر عزازیل کہنے لگا۔

سنو رفیقانِ دیرینہ! پانڈو برادران اپنی ماں کنتی کے ساتھ سدھاوت کے جنگلات سے نکل کر اکاشک شہر میں داخل ہو گئے تھے اور وہاں انہوں نے ایک برہمن کے ہاں پناہ لے لی تھی اور ابھی تک وہ اسی برہمن کے ہاں رہائش رکھے ہوئے تھے۔

اور مزید سنو میرے ساتھیو اس اکاشک شہر کے مغربی کوہستانی سلسلے کے اندر میرا ایک شیطان ساتھی ایک عرصے سے وہاں رہائش رکھے ہوئے ہے اور اس کا نام باکا ہے۔ اس باکا نے ایک انتہائی خونخوار اور بڑی جسامت کا بن مانس پال رکھا ہے اور اس نے بنی نوع انسان کو خوفزدہ اور ہراساں کرنے کا ایک عجیب اور نیا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے وہ اس طرح باکا نام کا وہ شیطان اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اس خونخوار بن مانس کے اندر حلول کر جاتا تھا اور پھر اس کے اس طرح حلول کرنے کے بعد اس بن مانس کی خونخواری میں اور زیادہ اضافہ ہو جاتا تھا اور وہ بن مانس اکاشک شہر پر حملہ آور ہو کر تباہی اور بربادی مچاتا تھا۔ لوگوں کو یہ خبر نہ تھی کہ باکا نام کا وہ شخص انسان نہیں بلکہ شیطان ہے لیکن بظاہر باکا عام انسان ہے لیکن وہ بے پناہ اور ناقابلِ شمار قوتوں کا مالک ہے اور اس نے جو بن مانس پال رکھا ہے وہ نہ صرف آدم خور اور خونخوار ہے بلکہ اس پر کوئی ہتھیار اور کوئی ضرب کام نہیں کر سکتی۔

اکاشک شہر کے لوگوں نے کئی دفعہ اس بن مانس کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ شہر کے لوگ چونکہ جانتے تھے کہ باکا غیر معمولی اور سری قوتوں کا مالک ہے اس لیے وہ اس سے خوفزدہ تھے لہٰذا ایک دن شہر کے سرکردہ لوگ اس کے پاس آئے کہ وہ اپنے بن مانس کے ساتھ یوں اچانک حملہ آور ہو کر شہر میں خوف و

؎ ہندوؤں کی کتاب مہابھارت میں بھی اس باکا کا ذکر ملتا ہے۔

ہراس نہ پھیلایا کرے اگر آدم خوری ہی اس کے لیے لازمی اور ضروری ہے تو اس کا بندوبست ہم خود کر دیا کریں گے۔ باکا نے ان سے پوچھا کہ تم ایسا انتظام کس طرح کرو گے تو اس پر شہر کے سرکردہ لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا اور اس کو بتایا کہ ہر ہفتے اکاشک شہر کا ہر گھر باری باری نہ صرف یہ کہ اسے ڈھیروں خوراک مہیا کرے گا بلکہ اس کے لیے اپنے گھر کا ایک فرد بھی پیش کیا کرے گا۔

سنو میرے ساتھیو گزشتہ کئی ہفتوں سے یہ سلسلہ اسی طرح چل رہا ہے کہ اکاشک شہر کے لوگ باری باری نہ صرف یہ کہ اس باکا کو کوہستان کے دامن میں جا کر ہفتے بھر کی خوراک مہیا کرتے ہیں بلکہ اپنے گھر کا ایک فرد بھی اس کو پیش کرتے ہیں تاکہ اس کی آدم خوری کی جو اشتہا ہے اس کی بھی ضروریات پوری ہوتی رہیں۔

اور عجیب تر بات یہ ہے کہ میرے ساتھیو کہ جس برہمن کے گھر میں جا کر پانڈو برادران اور ان کی ماں کنتی نے پناہ لی ہے کل اس برہمن کی باری ہے کہ وہ باکا اور اس کے بن مانس کے لیے نہ صرف یہ کہ ہفتہ بھر کے لیے خوراک مہیا کرے گا بلکہ اپنے گھر کا ایک فرد بھی مہیا کرے گا۔

اب دیکھو میرے ساتھیو اس موقع پر پانڈو برادران اس برہمن کی مدد کے لیے آمادہ ہوتے ہیں یا نہیں۔ اگر وہ اس موقع پر اس برہمن کی مدد کا ارادہ کرتے ہیں تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ باکا اپنے بن مانس کے ساتھ حملہ آور ہو کر نہ صرف یہ کہ پانچوں پانڈو بھائیوں بلکہ ان کی ماں کا بھی خاتمہ کر دے گا۔
لہٰذا ہم تینوں ابھی اور اسی وقت اکاشک شہر کی طرف جائیں گے۔ رات ہم اسی شہر کے سرائے میں بسر کریں گے اور اگلے روز اس برہمن کی بدنصیبی اور بے بسی کا منظر دیکھیں گے جس نے پانڈو برادران اور ان کی ماں کو اپنے ہاں پناہ دے رکھی ہے۔

عزازیل کی یہ گفتگو سن کر تھوڑی سی خاموشی کے بعد نبیط نے فکر مندی سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے آقا اس موقع پر اگر یوناف ان پانڈو برادران کی مدد کے لیے پہنچ گیا پھر اس سارے کھیل کا انجام کیا ہو گا۔ اس پر عزازیل نے مکروہ ہنسی اپنے چہرے پر بکھیرتے ہوئے کہا۔

مجھے امید ہے کہ یوناف پانڈو برادران اور ان کی مدد کے لیے وہاں ضرور پہنچے گا اور جب وہ باکا اور اس کے خونخوار بن مانس سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا تو مجھے امید ہے کہ باکا اور اس کا بن مانس مل کر اسے اپنے سامنے زیر کر لیں گے اور یہی وہ منظر ہو گا جو ہم تینوں کے دیکھنے کے قابل ہو گا۔ لہٰذا آؤ یہاں سے اکاشک شہر کی طرف کوچ کریں۔ عارب اور نبیط نے اس بار کوئی جواب نہ دیا

اور وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔

○

ایک روز پانڈو برادران اپنی ماں کنتی کے ساتھ بیٹھے کوروؤں کی طرف سے اپنے اوپر ہونے والے مظالم کا ذکر کر رہے تھے کہ انہوں نے اچانک محسوس کیا کہ جس برہمن کے ہاں انہوں نے پناہ لے رکھی ہے وہ برہمن اور اس کی بیوی بچے انتہائی کرب کے انداز میں رو رہے ہیں۔ تھوڑی دیر تک وہ سب بھائی اور ان کی ماں بڑی پریشانی اور حیرت سے ان کے رونے کو سنتے رہے۔ اتنے میں اس کمرے میں جس میں وہ سب بیٹھے ہوئے تھے یوناف اور بیوسا داخل ہوئے۔ ان دونوں کے احترام کی خاطر وہ سب اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور یدھشٹر نے مسکراتے ہوئے اپنے سامنے خالی نشستوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اے ہمارے مہربانو۔ اے نیکی اور خیر کے فروغ کا کام کرنے والو ہمارے سامنے بیٹھو کہ تم دونوں ہمارے بہترین محسن اور مربی ہو۔ یوناف اور بیوسا جب ان سب کے سامنے بیٹھ گئے تب پانڈوں کی ماں کنتی نے اپنے بیٹوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

تم اس یوناف اور بیوسا کے پاس بیٹھ کر باتیں کرو میں اس برہمن کے ہاں جاتی ہوں اور اس کی بیوی سے پتہ کرتی ہوں کہ وہ کیوں رو رہے ہیں۔ کنتی وہاں سے حرکت کرنے ہی والی تھی کہ اس موقع پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

تم اپنی جگہ پہ بیٹھ جاؤ میں جانتا ہوں اس برہمن پر کیا بیت رہی ہے اور یہ خود اور اس کے اہل خانہ کیوں رو رہے ہیں۔ اس انکشاف پر کنتی اور پانڈو برادران نے حیرت اور تعجب سے یوناف کی طرف دیکھا اس کے بعد کنتی جب اپنی جگہ پر دوبارہ بیٹھ گئی تو یوناف نے کہنا شروع کیا۔

اے پانڈو خاندان کے افراد۔ میری بات غور سے سنو جس برہمن کے ہاں تم نے پناہ لے رکھی ہے اس پر ایک افتاد گرنے والی ہے اور وہ یوں کہ اس شہر کے مغربی حصے میں ایک کوہستانی سلسلہ ہے اس کے اندر شیطان کا ایک ساتھی رہتا ہے اور یہ شیطان وہی ہے جو عزازیل کے نام سے بیدبا کو ساتھ لے کر تمہارا خاتمہ کرنے کے لیے کسدھاوت کے جنگلات میں آیا تھا۔ اس شہر کے مغرب میں کوہستانی سلسلے کے اندر رہنے والے شیطان نے ایک انتہائی خونخوار اور آدم خور بن مانس پال رکھا تھا

اور وہ اپنی شیطانی قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے خود بھی اس بن مانس کے اندر حلول کر جاتا تھا اور پھر اس کی مدد سے اس شہر کے اندر وہ تباہی اور بربادی پھیلانے کا کام کرتا تھا اس شہر کے لوگوں کو یہ خبر تھی کہ ایک شخص جو بڑا مافوق الفطرت ہے وہ مغربی کوہستانی سلسلے کے ایک غار میں رہتا ہے لہذا لوگ اس کے پاس گئے اور اس سے عہد کیا کہ وہ شہر کے اندر تباہی اور بربادی نہ پھیلائے کہ ہم خود اس کی خوراک کا سامان کریں گے۔ اور اس طرح کے ہر ہفتے میں اس شہر کے ہر گھر سے باری باری لوگ بن مانس کی خوراک کے طور پہ اپنے گھر سے کھانا پکا کر بھیجتے ہیں اور ساتھ ہی اپنے گھر کا ایک فرد بھی روانہ کرتے ہیں جو اس بن مانس کی خوراک بنتا ہے آج یہ خوراک بھیجنے کی باری برہمن پر آئی ہے لہذا اس کے اہل خانہ رو رہے ہیں۔

برہمن اور اس کے اہل خانہ اس بات پہ رو رہے ہیں کہ ان کے گھر والوں میں سے کسے اس شیطان اور بن مانس کی خوراک بننا چاہیئے۔ برہمن سوچتا ہے کہ اگر وہ خود اس کی خوراک بنے تو اس کے بچے یتیم ہو جائیں گے اس کی بیوی بیوہ ہو جائے گی اور وہ دربدر کی ٹھوکریں کھاتے رہیں گے۔ اور اگر وہ اپنی بیوی کو اس کی خوراک بننے کے لیے بھیجتا ہے تب وہ خیال کرتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کے بعد زندہ نہیں رہ سکے گا اور اس کے بچے اور وہ دربدر کی ٹھوکریں کھاتے رہیں گے اور نہ ہی یہ برہمن اپنے بچوں میں سے کسی کو خوراک بنانا چاہتا ہے لہذا اب تک یہ فیصلہ نہیں کر پائے کہ کسے شیطانی عفریت کی خوراک بننا چاہیئے اور اسی پریشانی اور کشمکش میں اہل خانہ رو رہے ہیں۔

اے پانڈو کی ماں تم اس برہمن اور اس کے اہل خانہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ کل چونکہ ان کی باری ہے کہ وہ شیطان کے اس ساتھی کو خوراک مہیا کریں لہذا ان کے بجائے میں اس شیطان کی طرف جاؤں گا اور پھر دیکھنا کہ میں اس شیطان کا کیا حشر نشر کرتا ہوں۔

یوناف کی گفتگو سن کر پانچوں پانڈو بھائی اور ان کی ماں خوش ہو گئے اور پھر کنتی تیزی سے اٹھ کر برہمن کی طرف چلی گئی تھی۔

○

تھوڑی دیر بعد کنتی لوٹی اس بار اس کے چہرے پر سکون اور مسکراہٹ تھی دوبارہ وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گئی اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا اے ہمارے مہربان اور محسن جو کچھ تم نے کہا ہے وہ درست ہے واقعی کل برہمن کی باری ہے کہ وہ اس عفریت کو خوراک مہیا کرے پر میں نے

برہمن اور اس کی بیوی سے کہہ دیا ہے کہ کل تم میں سے کوئی بھی اس عفریت کی طرف نہیں جائے گا بلکہ ہمارا ایک محسن ہے جس کا نام یوناف ہے وہ اس سے خود نمٹے گا اس پر برہمن اس کی بیوی اور بچے خوش ہو گئے ہیں اور وہ کسی قدر مطمئن ہیں اے یوناف دیکھو اب کھانے کا وقت ہو رہا ہے تم دونوں میرے بیٹوں کے پاس بیٹھ کر باتیں کرو اتنی دیر تک میں تم سب کے لیے کھانا لاتی ہوں اس کے ساتھ ہی گفتی اٹھ کر چلی گئی اور تھوڑی دیر بعد لوٹی اور سب کے سامنے اس نے کھانا لگا دیا اور خود بھی وہاں بیٹھ گئی اور سب مل کر کھانا کھانے لگے تھے۔

دوسرے روز یوناف اور بیوسا اس پہاڑ کی چوٹی پر نمودار ہوئے جس کے اندر عزازیل کا ساتھی اس عفریت نما بن مانس کے ساتھ رہتا تھا اسی وقت عزازیل بھی عارب اور نبیط کے ساتھ اس کوہستانی سلسلے میں نمودار ہوا اور ایک بہت بڑی چٹان کے پیچھے چھپ کر یوناف کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ اس موقع پر عزازیل نے عارب اور نبیط کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے دونوں رفیقو کوہستان کی چوٹی پر یوناف اور بیوسا کھڑے ہیں یقیناً یہ یوناف میرے ساتھی کے مقابلے میں برہمن کی مدد کے لیے آیا ہے اور میرے ساتھی اس کے بن مانس اور یوناف اور بیوسا کے درمیان تھوڑی دیر تک جو مقابلہ ہوگا وہ واقعی قابل دید ہوگا عزازیل کی اس گفتگو پر عارب اور نبیط کی نگاہوں میں چمک بڑھ گئی تھی اور وہ بڑی بے چینی سے اس مقابلے کے شروع ہونے کا انتظار کرنے لگے تھے۔

پہاڑ کی اس چوٹی پر کھڑے کھڑے یوناف نے بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے بیوسا میری عزیزہ تم یہیں کھڑی رہنا میں اب عزازیل کے اس ساتھی کو آواز دے کر پکارتا ہوں یقیناً وہ میری اس پکار پر اپنے عفریت نما بن مانس کے ساتھ نکلے گا پھر تم دیکھنا میں ان دونوں کی کیا حالت کرتا ہوں اسی لمحہ ابلیکا نے اپنا خوشگوار لمس یوناف کی گردن پر دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گنگناتی اور مسکراتی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی یوناف میرے حبیب میں بے حد خوش ہوں کہ تم بیوسا کو ایک ساتھ شانے سے شانہ ملا کر اس کوہستان پر کھڑے دیکھ رہی ہوں تم عزازیل کے اس ساتھی کو پکارو جو اس کوہستانی سلسلے پر رہتا ہے لیکن تم صرف اس کے بن مانس کی طرف دھیان دینا اس شیطان سے میں خود نبٹ لوں گی اگر تم ان دونوں کے درمیان بٹ گئے تو خدشہ ہے کہ یہ عزازیل کا ساتھی تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا دے لہٰذا شیطان کے اس ساتھی سے میں خود نبٹ لوں گی بس تم اس بن مانس کے ساتھی سے مقابلہ کرنا یوناف نے ابلیکا کی اس تجویز سے اتفاق کیا اور پھر وہ زور سے چلا چلا کر عزازیل کے اس ساتھی کو بلانے اور پکارنے لگا تھا جو اس کوہستانی سلسلے میں رہتا تھا اور جس کا نام باکا تھا۔

یوناف جب خاموش ہوا تو ابلیکا نے ایک بار پھر اپنا خوشگوار لمس اس کی گردن پر دیا اور اس کے ساتھ

ہی اس کی شیریں آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی میرے حبیب! یہ جو دائیں طرف بڑی بڑی چٹانیں ہیں ان چٹانوں کی اوٹ میں عزازیل، عارب اور نبیط بھی چھپ کر اس منظر کو دیکھ رہے ہیں وہ اس بات کے منتظر ہیں کہ دیکھیں باکا اور اس کے بن مانس کے ساتھ یوناف اور بیوسا کا ٹکراؤ کیسا رہتا ہے۔ ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی اور خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا اے ابلیکا جب تک میرا خدا میرا رب میرے ساتھ ہے اس وقت تک میں اس عزازیل کے ہر چال ہر فریب کو ناکام اور نامراد کرتا رہوں گا اس کے بعد یوناف نے بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے بیوسا جب تک میں نہ کہوں اس باکا اور اس کے بن مانس کے خلاف قطعی حرکت میں نہ آنا اور ایک طرف ہٹ کر کھڑی رہنا اگر اس موقع پر عزازیل عارب اور نبیط بھی کود پڑیں تو ابلیکا تمہاری حفاظت کرے گی اور تمہارے ساتھ مل کر وہ ان تینوں سے اور شیطانی دھند کی قوتوں سے ٹکرا کر تمہارا دفاع کرے گی۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف اچانک خاموش ہو گیا تھا کیونکہ نشیب کی طرف سے عزازیل کا ساتھی باکا اپنے دیو ہیکل اور بھیانک بلکہ خونخوار بن مانس کے ساتھ نمودار ہوا تھا اپنے بن مانس کے ساتھ چڑھائی چڑھتا ہوا باکا تھوڑی اوپر آیا اور یوناف کے قریب آ کر اس نے گہری نظروں سے یوناف اور بیوسا کی طرف دیکھا پھر اس نے انتہائی غضبناک اور رعد کی طرح چنگھاڑتی ہوئی آواز میں پوچھا۔ اے اجنبی تم کون ہو اور کیوں اس کوہستانی سلسلے میں داخل ہو کر تم نے مجھے آواز دے کر اپنے غار سے باہر آنے پر مجبور کیا۔

یوناف نے بھی اسی کے سے غصے اسی کے سے بھیانک انداز میں اسے جواب دیتے ہوئے کہا اے باکا اے عزازیل کے ساتھی اے گناہ کے گماشتے تجھے اس لیے پکارا ہے اور تجھے اس لیے آواز دی ہے کہ تجھے انسانیت کے خلاف حرکت میں آنے سے روک دوں اور اس کوہستانی سلسلے کے اندر تیرا اور تیرے اس بن مانس کا خاتمہ کر دوں یوناف کا یہ جواب سن کر باکا چونکا اور پھر وہ بڑے غور سے اس کی طرف دیکھنے لگا تھا اس دوران کوہستان کی اس چوٹی پر کسی پیکر مہر و وفا اور پا بہ زنجیر شب کی جبیں پر کسی درخشاں بدر منیر کی طرح یوناف خاموش اور چپ کھڑا رہا۔ باکا اسے دیکھتا رہا اور اس کے سامنے یوناف راز منقصب کی طرح شب کے ماتھے کے مہتاب جیسا بے خوف اور بیباک ہو کر اس کے رد عمل کا انتظار کرتا رہا یہاں تک باکا پھر حرکت میں آیا اور یوناف سے اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

اے اجنبی قبل اس کے کہ میں تمہارے ساتھ ٹکراؤں اور تمہارا خاتمہ کر دوں میں تمہاری زبان سے یہ جاننا چاہوں گا کہ تم کون ہو کس جرم کی پاداش میں تم میرے ہاتھوں مرنے کا اٹل فیصلہ کر چکے ہو۔ جواب میں یوناف نے غراتے ہوئے کہا۔ اے عزازیل کے کارندے اے بنی نوع انسان کے اندر وسوسات اور نجاست

پھیلانے والے اے کاروان بشر کو امیر اور آدمیت کی تقدیر کو ناخوشگوار بنانے کی کوشش کرنے والے میں محبت کا پیامبر روشنی کا سفیر فکر و احساسات کا نقاش نیکی اور خیر کا مظہر اور تمہاری ظلمت اور جہل باطل کے اندر انوار کا ایک عکس اور انقلاب کی ایک نئی علامت ہوں میں تمہارے جور و جبر اور جفا کے تشدد کے سامنے عجز و صبر کی ایک معراج اور تمہارے زہر و ظلمت کے اندر نقارہ نقیب کی صداقت ہوں پیدا سے گناہوں کے گرمیدہ جب تو آگے بڑھ کر مجھ سے ٹکرائے گا تو تجھ پر میں اس مقابلے کے دوران ایسے ایسے انکشافات اور راز عیاں کروں گا کہ تو میرے سامنے لوکھڑا کر رہ جائے گا۔

یوناف کی یہ گفتگو سن کر باکا بری طرح سیخ پا سا ہو گیا تھا وہ چند قدم آگے بڑھا اور پہلے سے بھی زیادہ ہولناک انداز میں اس نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے اجنبی تو بکتا ہے تو بکواس کرتا ہے تو میری قوت میری حقیقت اور میری جنبش سے آشنا اور واقف نہیں ہے سن رکھ میں تو لہو کی ایک ندی آگ کا ایک دریا ہوں میں جب اپنے ظلمت و شب کے طلسم کو حرکت میں لا کر تجھ پر وارد ہوں گا تو تیری سوچوں میں مفلوج کر دینے والی قوت تیری صورت کو بیگانہ اور تیرے چہرے کو اجنبی بنا کر رکھ دوں گا اے گمنام انسان میں نہیں جانتا تو کون ہے کہاں سے آیا ہے اور تیرا کیا نام ہے تاہم دیکھ میں تو ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہوتا ہوں جب کہ میں اپنے اس بن مانس کو تجھ پر وارد کرتا ہوں اور پھر دیکھتا ہوں تو اس سے کیسے بچتا ہے بن مانس سے تھوڑی دیر ہی مقابلہ کرنے کے بعد تجھے اس کوہستانی سلسلے میں داخل ہو کر مجھے للکارنے کی اپنی حماقت کا احساس ہو جائے گا اس کے ساتھ ہی باکا نے اپنے سدھائے ہوئے بن مانس کو اشارہ کیا تاکہ وہ آگے بڑھ کر یوناف پر حملہ آور ہو۔

دیو ہیکر اور خونخوار بن مانس غراتا ہوا یوناف کی طرف بڑھا تھا یوناف بھی سنبھل کر کھڑا ہو گیا تھا اور ہاتھ کے اشارے سے اپنے پہلو میں کھڑی بیوسا کو تھوڑا سا پیچھے ہٹ جانے کے لیے کہہ رہا تھا۔ اس موقع پر بیوسا نے کمال محبت اور ہمدردی میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے یوناف میں نے جب دیکھا کہ یہ بن مانس تم پر حاوی اور غالب ہو رہا ہے تو میں تم سے پوچھے بغیر اس پر حملہ آور ہو جاؤں گی جواب میں یوناف نے مسکراتے ہوئے بیوسا کی طرف دیکھا اور کہا اے بیوسا تم مطمئن ہو کر ایک طرف ہٹ جاؤ اور خاموش کھڑی رہو میرے اللہ کو منظور ہوا تو ایسا کوئی موقع نہیں آئے گا کہ تم یہ دیکھ سکو کہ یہ بن مانس مجھ پر غالب رہتا ہے میں جب اپنے رب کی بڑائی اور تکبیر بلند کرتے ہوئے اس پر حملہ آور ہوں گا تو یہ بن مانس تو کیا اس کو سدھار کر رکھنے والا یہ باکا بھی خوفزدہ ہو کر رہ جائے گا وہ بن مانس اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر کے یوناف پر حملہ آور ہوا۔

اس بن مانس کی طرف سے یوناف بھی چوکنا اور محتاط تھا اس نے اپنے ہاتھ بلند کرتے ہوئے بن مانس کے دونوں ہاتھوں کو فضا میں ہی پکڑ کر اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے بن مانس کو اپنے اوپر ضرب لگانے سے روک دیا تھا اس کے بعد یوناف بجلی کی سی تیزی اور روشنی کے کوندے کی سی چمک کی طرح حرکت میں آیا خود کار انداز میں اس نے بن مانس کا ایک بازو چھوڑ دیا اور دوسرا اپنے ہاتھوں میں پکڑ کر پوری قوت سے اپنی طرف کھینچا اور ساتھ ہی اپنے دائیں گھٹنے کی زور دار ضرب اس نے اس بن مانس کے پیٹ میں لگا دی تھی یہ ضرب ایسی شدید اور زور دار تھی کہ لمحہ بھر کے لیے تکلیف کی شدت کے باعث بن مانس جھک گیا تھا لیکن ساتھ ہی اس نے اپنے دوسرے اور خالی ہاتھ سے ایک ضرب یوناف کے چہرے پر اس زور سے لگائی تھی کہ یوناف لڑکھڑا کر زمین پر گر گیا تھا لیکن ایک جھٹکے کے ساتھ یوناف اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور جیسی ضرب بن مانس نے اس کو لگائی تھی ایسی ہی زور دار اور پر قوت ضرب اس نے بن مانس کے چہرے پر لگائی تھی تو بن مانس بھی اس کی طرح لڑکھڑاتا ہوا چٹانوں کے اندر گر گیا تھا۔

بن مانس ابھی اٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ یوناف نے ایک بار پھر اپنے پاؤں کی ضرب اس کے چہرے پر لگائی اس کے بعد یکے بعد دیگرے اس نے اپنے ہاتھ اور پاؤں سے اس کی گردن اور اس کے سر پر کئی ضربیں دے ماری تھیں۔ وہ بن مانس اٹھتے اٹھتے پھر زمین پر گر گیا تھا اب یوناف فیصلہ کن انداز میں حرکت میں آیا قریب ہی پڑا ہوا ایک بہت بڑا پتھر اس نے اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور اس بن مانس کے اوپر زور سے دے مارا تھا فضاؤں کے اندر اس بن مانس کی خوفناک چیخ بلند ہوئی تھی۔ اور اس کے بعد وہ دم توڑ کر بے جان ہو گیا تھا اس بن مانس کا خاتمہ کرنے کے بعد یوناف نے خوفناک انداز میں شیطان کے ساتھی باکا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے باکا دیکھ میں نے تیرے بن مانس کا خاتمہ کر دیا ہے اب تیری باری ہے آگے بڑھ کر مجھ سے مقابلہ کر میں تیرا انجام تمہارے اس بن مانس سے کہیں زیادہ خوفناک اور بھیانک کرتا ہوں۔ یوناف کے اس چیلنج کے جواب میں باکا اس کی طرف بڑھا لیکن ابھی وہ یوناف کے قریب ہی آیا تھا کہ ابلیکا حرکت میں آئی اور قبل اس کے کہ باکا اس کے قریب آ کر حملہ آور ہوتا ابلیکا نے اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے باکا کو پاش پاش کر کے رکھ دیا تھا۔

باکا کے خاتمے کے بعد ابلیکا نے ایک بار پھر یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر اس کی گنگناتی ہوئی آواز یوناف کے کانوں میں پڑی وہ کہہ رہی تھی سنو یوناف میرا تمہارے ساتھ وعدہ تھا کہ بن مانس سے تم نبٹو گے جب کہ اس باکا کی خبر میں لوں گی سو اپنے وعدے کے مطابق جب تم نے بن مانس کا خاتمہ کر دیا تو

میں باکا کے خلاف حرکت میں آئی اور تم دیکھتے ہو کہ میں نے اس کا انجام کیسا بھیانک اور برا کیا ہے اسی وقت یوسا یوناف کے قریب آئی اور کہنے لگی اے یوناف آپ نے بن مانس کا کیا حشر ہے اور باکا کا انجام جو ابلیکا نے کیا ہے وہ بھی انتہائی عبرت خیز ہے ابلیکا کو آپ میری طرف سے مبارکباد دیں اس وقت ابلیکا نے یوسا کی گردن پر بھی لمس دیا تھا بڑی پیاری اور گنگناتی ہوئی آواز میں اس نے یوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے یوسا میری بہن تم جو باکا کے خاتمے پر مجھے مبارکباد دینا چاہتی ہو میں اسے بخوشی قبول کرتی ہوں لیکن ساتھ ہی ساتھ میں تمہیں بھی باکا اور بن مانس کے خاتمے پر مبارکباد دیتی ہوں اس لیے کہ ہمارے ایک ساتھی کی حیثیت سے اب تم بھی ان بدی کی قوتوں کے خلاف جنگ میں شامل ہو اور مبارکباد کی مستحق ہو۔

ابلیکا کے یوں یوسا کی گردن پر لمس دینے اور اسے مبارکباد دینے کے انداز پر یوسا بے حد خوش ہو گئی تھی اس کے بعد ابلیکا نے ایک بار پھر یوناف کی گردن پر لمس دیا اور پوچھا اے یوناف اب تمہارا کیا ارادہ ہے اس پر یوناف نے ایک نئے موضوع کی طرف آتے ہوئے کہا اے ابلیکا کیا ایسا ممکن نہیں کہ جس طرح تم ضرورت کے وقت میری گردن پر لمس دیتی ہو میرے ہر کام نباتی ہو اور جب میں تمہیں پکارتا ہوں تو تم میری گردن پر لمس دے کر اپنی موجودگی کا اظہار کرتی ہو میں چاہتا ہوں کہ اگر اسی طرح یوسا بھی تمہیں پکارے تو تم اس کی گردن پر اپنی موجودگی کا لمس دو اور اس کے کام آؤ اس لیے کہ ایسا میں ایک احتیاط کے تحت کرنا چاہتا ہوں آنے والے دور میں ہو سکتا ہے کہ اس عزازیل عارب اور نبیطہ کی طرف سے ہمارے لیے ایسے حالات پیدا ہوں کہ وہ مجھے اور یوسا کو ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ کر کے ہم سے نبٹنا چاہتے ہوں۔ ایسی صورت میں یوسا جب تمہیں پکارے تو تم اس کی مدد کو پہنچ کر اس کی حفاظت کا سامان کر سکتی ہو اس پر ابلیکا نے مسکراتے ہوئے کہا سنو یوناف میں آج سے تمہارے ساتھ عہد کرتی ہوں کہ آج کے بعد ضرورت کے وقت جب کبھی بھی یوسا مجھے پکارا کرے گی تو میں اس کی گردن پر اپنی موجودگی کا لمس دوں گی اور اس کی حفاظت اور مدد پہ آمادہ ہو جایا کروں گی۔ ابلیکا کا یہ جواب سن کر یوناف اور یوسا دونوں خوش ہو گئے تھے۔

ابلیکا کے خاموش ہو جانے پر یوناف ایک بار پھر حرکت میں آیا اور ایک بار پھر اس نے بلند آواز میں پکارتے ہوئے اور عزازیل عارب اور نبیطہ کو سنانے کی خاطر کہا اے عزازیل اے بدی کے گماشتے میں جانتا ہوں کہ تو اس کوہستانی سلسلے کے اندر عارب اور نبیطہ کے ساتھ چھپ کر اس سارے منظر کو دیکھ رہا ہے اے میرے اللہ کے دھتکارے ہوئے دیکھ اس کوہستانی سلسلے کے اندر میں نے باکا اور بن مانس کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اور اب تم بھی اگر میرے ساتھ قوت آزمائی کرتا ہے تو عارب اور نبیطہ کے ساتھ میدان میں اتر اور میرے ساتھ مقابلہ کر اور پھر دیکھ اس کوہستانی سلسلے کے اندر میں تم تینوں کا

کہ ان دونوں نے اپنے رشتوں کے تقدس کو پامال کیا ہے بہرحال اس موضوع کو اب چھوڑیں اور اس دوسری بات کا انکشاف کریں جو ابلیکا نے آپ پر ظاہر کی ہے۔

یوناف پھر یوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا کہ اے یوسا ابلیکا نے مجھے جو دوسری بات بتائی ہے وہ یہ کہ گذشتہ دنوں عزازیل عارب اور نبیطہ کے ساتھ ہستناپور کے موجودہ بادشاہ دھرت راشٹر کے بیٹے دریودن کے پاس گیا تھا اور اس موقع پر اے یوسا میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ ہستناپور کا حکمران طبقہ اس وقت دو گروہوں میں بٹا ہوا ہے ان میں سے ایک گروہ پانڈو کا گروہ کہلاتا ہے اور دوسرا گروہ کوروؤں کا گروہ کہلاتا ہے یہ پانڈو اپنے باپ پانڈو کی نسل سے ہیں جب کہ کوروؤں کا باپ دھرت راشٹر چونکہ اندھا ہے لہذا یہ اس کے اندھے پن کی نسبت سے کورو کہلاتے ہیں ان میں سے پانڈو حق نیکی سچائی اور خیر پر ہیں جب کہ ان کے مقابلے میں کورو بدی گناہ معصیت اور باطل پر ہیں ہستناپور کا موجودہ بادشاہ دھرت راشٹر یہ چاہتا ہے کہ اس کے بعد اس کا بیٹا دریودن حکمران بنے لہذا اس نے پانڈوؤں کے خلاف ایک کھیل کھیلا ہے اور وہ یہ کہ اس نے پانڈوؤں کو مرکز سے دور رکھنے کے لیے انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ ایک سال کے لیے سلطنت کے جنوبی شہر واناوات کی طرف چلے جائیں ایسا کر کے دھرت راشٹر انہیں مرکز سے دور رکھنا چاہتا تھا تاکہ عوام کے اندر ان کی مقبولیت کم ہو جائے اور وہ اپنے بیٹے دریودن کو ہستناپور کا راجہ بنانے میں کامیاب ہو جائے۔

پانڈو اپنی شرافت کی بنا پر ہستناپور کے راجہ اور اپنے چچا دھرت راشٹر کا کہا مانتے ہوئے ہستناپور سے واناوات کوچ کر جانے پر آمادہ ہو گئے تھے ان حالات اور واقعات کا علم جب عزازیل کو ہوا تو وہ فوراً عارب اور نبیطہ کے ساتھ دھرت راشٹر کے بیٹے دریودن کے پاس گیا دریودن کو اس نے یہ مشورہ دیا کہ پانڈو برادران چونکہ ہستناپور سے واناوات شہر کی طرف جانے پر آمادہ ہو گئے ہیں لہذا واناوات میں جو پرانا راج محل ہے اس کی نہ صرف یہ کہ مکمل آرائش و زیبائش کرا دے بلکہ وہ محل جو زیادہ تر لکڑی کا بنا ہوا ہے اس کی دیواروں اور چھت پر لاکھ اور موم کی لپائی کر دے اور جب پانڈو برادران اس محل کے اندر رہائش اختیار کر لیں تو دریودن اپنے کسی خاص آدمی کے ذریعے اس محل کو آگ لگا دے تاکہ پانڈو برادران اپنی ماں کے ساتھ اس محل کے اندر جل کر خاکستر ہو جائیں۔ عزازیل کے اس مشورے کو دریودن نے بے حد پسند کیا لہذا اس کام کے لیے اس نے اپنی ایک قابل اعتماد اور حسین لونڈی پروچن کا انتخاب کیا اس نے پروچن کو یہ معاملہ سمجھا کر پانڈو برادران سے پہلے ہی واناوات شہر کی طرف روانہ کر دیا اس پروچن نے وہاں پہنچ کر اس محل کی صفائی ستھرائی کی بلکہ اس راج محل کی تزئین کا کام کیا اور اس

محل کی دیواروں اور چھت پر اس نے موم اور لاکھ کی لپائی کروادی تھی اس کے علاوہ اس نے اس محل کے اردگرد بہت سے مزدوروں کو کام پر لگوا کر ایک بہت گہری کھائی بھی کھدوا دی تھی تاکہ جب آگ لگائی جائے تو پانڈو برادران اس کھائی کو عبور نہ کر سکیں اور محل کے اندر ہی جل کر ختم ہو جائیں ان ساری باتوں اور سازشوں کا علم ان کے چچا ودورا کو ہو گیا تھا لہٰذا ودورا نے اپنے دو آدمی وارناوات شہر کی طرف روانہ کیے اور اپنے بھتیجوں کو آگاہ کیا کہ تمہیں محل کے اندر جلا کر ختم کرنے کی سازش کی گئی ہے اور جو آدمی ودورا نے بھیجے تھے وہ سرنگ کھودنے میں بے حد ماہر تھے لہٰذا محل کو آگ لگنے کی صورت میں پانڈو برادران اور ان کی ماں کو بچانے کے لیے یہ طریقہ کار استعمال کیا گیا کہ محل سے لے کر دریائے گنگا کے ساحل تک ایک سرنگ کھودی جائے اور جب محل کو آگ لگے تو پانڈو برادران اپنی ماں کو لے کر اس سرنگ کے ذریعے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جائیں۔

اے بیوسا وہ سرنگ ابھی مکمل نہیں ہوئی جبکہ دوسری طرف دریودن کی لونڈی پروچن نے پانڈو برادران کی ماں کی غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے محل کو آگ لگانے کا فیصلہ کر لیا ہے ابلیکا کہہ رہی تھی کہ وہ ایک دو روز تک رات کے کسی بھی وقت اچانک محل کو آگ لگا کر پانڈو برادران اور ان کی ماں کا خاتمہ کر دے گی۔ لہٰذا ابلیکا نے مجھے یہ ترغیب دی ہے کہ ہمیں ستیناپور سے وارناوات جانا چاہیے اور نہ صرف یہ کہ ہمیں پانڈو برادران کی مدد کرنی چاہیے بلکہ کسی طریقے سے پروچن نام کی اس لونڈی کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ فالنور محل کو آگ لگانے کا ارادہ ترک کر دے اگر وہ ایسا کرتی ہے تو اس دوران سرنگ کی کھدائی مکمل ہو جائے گی اور اس کے بعد اگر محل کو آگ لگتی بھی ہے تو پانڈو بھائی اپنی ماں کو لے کر بچ نکلنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اے بیوسا میں اور تم یہاں سے وارناوات شہر کی طرف کوچ کریں گے پہلے ہم پانڈو برادران اور ان کی ماں سے ملیں گے اور ان سے ہمدردی کر کے ان پر ثابت کریں گے کہ ہم ان کے دوست اور ان کے حامی ہیں اس کے بعد ہم دونوں پروچن سے ملیں گے اور اس کو محل کو آگ لگانے کا معاملہ موخر کرنے پر آمادہ کریں گے بیوسا نے تعجب سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا آپ کس طرح پروچن کو یہ معاملہ مؤخر کرنے پر آمادہ کر لیں گے اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا اے بیوسا بس تم میرے ساتھ آؤ اور تم دیکھتی جانا کہ میں کیسے حرکت میں آتا ہوں اور کس طرح اپنے مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں بیوسا نے جواب میں کچھ بھی نہ کہا اور خاموش رہی اور اس کے بعد دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور دریائے گنگا کے کنارے سے وہ وارناوات شہر کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

جس وقت شام کے اندھیرے پھیلنا شروع ہو گئے تھے اس وقت یوناف اور بیوسا وارناوات شہر کے راج محل میں داخل ہوئے اس راج محل کے صحن میں ان کی ملاقات منز اور پرمانند سے ہو گئی۔ وہ دونوں صحن کے اندر ٹہل رہے تھے یوناف اور بیوسا کو دیکھتے ہی منز تیزی سے ان کی طرف لپکا اور ان سے پوچھا تم کون ہو اور کس سے ملنا چاہتے ہو۔ اس پر یوناف نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ دیکھو میں اور میری ساتھی لڑکی نیکی کے دو نمائندے ہیں اور ہم پانڈو بھائیوں اور ان کی ماں کی بہتری کے لیے حاضر ہوئے ہیں لہٰذا تم ہمیں ان کے پاس لے چلو۔ منز یوناف کی بات سن کر خوش ہوا مزید اس نے کوئی بات نہ کی اور یوناف اور بیوسا کو لے کر وہ محل کے اندرونی حصے کی طرف چلا گیا تھا۔ جب کہ پرمانند بھی اس کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا۔

منز یوناف اور بیوسا کو لے کر محل کے ایسے کمرے میں داخل ہوا جس کے اندر پانچوں پانڈو بھائی اپنی ماں کنتی کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے منز نے کہا یہ پانچوں پانڈو بھائی اور ان کے ساتھ ان کی ماں بیٹھی ہوئی ہیں اب تم کہو تم ان سے کیا چاہتے ہو اس پر بڑے بھائی یدشٹر نے فوراً منز کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا یہ دونوں کون ہیں اور کس سلسلے میں ہم سے ملنا چاہتے ہیں اس پر یوناف نے خود بولتے ہوئے کہا میرا نام یوناف اور میری ساتھی لڑکی کا نام بیوسا ہے ہم دونوں نیکی کے نمائندے ہیں اور تم سب بھائیوں اور تمہاری ماں کی بہتری کے لیے تم سے کچھ کہنے کے لیے آئے ہیں یوناف کی اس گفتگو پر یدشٹر نے فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اگر تم دونوں ہم سب کی بہتری کے لیے کچھ کہنا چاہتے ہو تو آؤ ہمارے اندر بیٹھو اور کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ یوناف اور بیوسا آگے بڑھ کر کنتی کے قریب بیٹھ گئے منز اور پرمانند بھی پانڈو بھائیوں کے ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے تھے پھر یوناف نے بڑی رازداری کے ساتھ کہنا شروع کیا تھا۔

پہلے تم لوگ مجھے یہ بتاؤ اس محل میں تمہاری خدمت کرنے والی لونڈی پروچن کہاں ہے اس کے بعد جو کچھ میں نے تم سے کہنا ہے وہ میں تم سے کہوں گا جواب میں کنتی نے فوراً بولتے ہوئے کہا وہ تھوڑی دیر ہوئی اپنی ایک ملنے والی کے ہاں گئی ہوئی ہے یہاں اس شہر میں نوشادہ نام کی ایک عورت ہے جو اس پروچن کی عزیزہ اور رشتہ دار ہے اور اس سے ملنے کے لیے اکثر وہ جاتی رہتی ہے یا اس کو کبھی اپنے یہاں بلا لیتی ہے اس وقت بھی وہ نوشادہ کے پاس ہی گئی ہوئی ہے اس یوناف نے اطمینان اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اگر اس وقت پروچن اپنی جاننے والی نوشادہ کے ہاں گئی ہوئی ہے تو جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں وہ بڑے آرام اور سکون سے کہہ سکوں گا سنو میری باتوں کو غور سے سنو میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا

ہوں کہ میں اور میری ساتھی لڑکی نیکی کے دو نمائندے ہیں اور ہم غیر معمولی قوتوں کے مالک بھی ہیں ان قوتوں کی بنا پر میں تم لوگوں پر انکشاف کرتا ہوں کہ تمہیں ایک سازش اور فریب کے تحت اس محل میں رکھا گیا ہے اور اس فریب اور دھوکے کا جال بُننے والا تم لوگوں کا چچا دھرت راشٹر اور اس کا بیٹا دریودن ہیں۔

دھرت راشٹر اور دریودن جانتے ہیں کہ تم پانچوں پانڈو بھائی اپنی نیکی کی وجہ سے عوام میں مقبول اور ہر دلعزیز ہو انہیں خدشہ ہے کہ دھرت راشٹر کے بعد عوام تم میں سے کسی کو ہستناپور کا راجہ بنائیں گے جب کہ وہ دونوں باپ بیٹا نہیں چاہتے۔ دھرت راشٹر کی یہ مرضی ہے کہ اس کے بعد اس کا بیٹا دریودن ہستناپور کا راجہ بنے اس لیے اس نے تمہیں ایک سال کے لیے اس شہر میں بھیج دیا ہے تاکہ لوگوں کے اندر تمہاری مقبولیت ختم ہو جائے اور اس سے فائدہ اٹھا کر وہ اپنے بیٹے دریودن کو ہستناپور کا راجہ بنا دے دوسری طرف تمہارے اس وارناوات شہر میں قیام سے دریودن نے مزید ایک چال چلی ہے یہ پروچن نام کی لونڈی اس کی خاص کارکن ہے اس کی مدد سے اس نے محل کے اندر لاکھ اور موم لگا رکھی ہے اور دریودن کے کہنے پر یہ پروچن کسی بھی وقت تمہاری غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس محل کو آگ لگا سکتی ہے۔

میں اور میری یہ ساتھی لڑکی اس وقت اس لیے حاضر ہوئے ہیں تاکہ تمہیں یہ بتائیں کہ دو ایک روز تک یہ پروچن اس محل کو آگ لگانے کا ارادہ کر چکی ہے۔ لہٰذا تم لوگ محتاط اور ہوشیار رہنا یوناف کے اس انکشاف پر یدشٹر نے چونک کر پوچھا اے مہربان اجنبی تجھے کیسے خبر ہوئی کہ یہ پروچن دو ایک روز تک اس محل کو آگ لگا کر ہمارا خاتمہ کرنا چاہتی ہے۔ اس پر یوناف نے بولتے ہوئے کہا مجھ سے یہ مت پوچھو کہ مجھے یہ خبر کیسے ہوئی میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں اور میری یہ ساتھی غیر معمولی قوتوں کے مالک ہیں ان ہی قوتوں کی بنا پر ہمیں یہ خبر ہوئی ہے۔ اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ محل کو آگ لگنے کی صورت میں اپنے بچاؤ کے لیے جو سرنگ تم نے تیار کرنا شروع کی ہے اس کی تکمیل میں کس قدر دن اور درکار رہوں گے۔ یوناف کی اس گفتگو پر پانچوں پانڈو بھائیوں اور ان کی ماں کنتی نے بڑے تعجب اور حیرت سے یوناف کی طرف دیکھا پھر یدشٹر نے دوبارہ بولتے ہوئے یوناف سے کہنا شروع کیا۔

اے مہربان اجنبی تم تو واقعی بہت کام کے آدمی ہو تمہیں تو ہمارے سارے معاملات کا علم اور خبر ہے اگر تم نیکی کے نمائندے ہو اور ہم پر احسان کرنا چاہتے ہو اور ہمیں اس سازش اور فریب سے بچانا چاہتے ہو تو پھر سنو اس سرنگ کے مکمل ہونے میں کم از کم ایک ہفتہ ضرور لگ جائے گا یدشٹر کے اس جواب میں یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا اگر ایسا ہے تو جو کچھ میں کہنے والا ہوں اسے غور سے سنو تم لوگ ابھی تھوڑی دیر تک مجھے اس محل کے مہمان خانے میں بٹھا دینا اور مجھے اور میری اس ساتھی لڑکی کو یہ ظاہر کرنا کہ ہم دونوں پروچن سے ملنے کے لیے آئے ہیں جونہی پروچن اس محل میں داخل ہو تم لوگ اسے خبر کرنا کہ اس کے دو ملنے والے اس سے ملاقات کرنے کے لیے مہمان خانے میں بیٹھے ہیں۔ جب وہ میرے پاس مہمان خانے میں آئے گی تو میں اس سے گفتگو کروں گا اور میں اسے اس بات پر آمادہ کر لوں گا کہ وہ اس محل کو آگ لگانے کا کام کم از کم دو ہفتے کے لیے ملتوی کر دے۔ یوناف کی اس گفتگو پر یدشٹر نے چونک کر پوچھا ایسا تم کیسے اور کس طرح کر سکو گے اور یہ پروچن کس طرح تمہاری بات مانتے ہوئے اس بات کو دو ہفتے کے لیے مؤخر کر دے گی اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا کہ تم لوگ کیسے اور کیوں کر بھول جاؤ۔ اسے اس بات پر آمادہ کرنا میرا کام ہے اور سنو اس سے گفتگو کرنے کے بعد جب میں اس محل سے نکلنے لگوں تو تم میں سے کسی نہ کسی کو دروازے کے آس پاس ٹھہرنا چاہیے اور میں نکلتے وقت اشارہ کرتا جاؤں گا کہ میں پروچن کے معاملے میں کامیاب رہا ہوں یا ناکام۔ یوناف جب خاموش ہوا تب یدشٹر نے فوراً بولتے ہوئے کہا اے مہربان اجنبی تیری باتوں میں ہمدردی خلوص اور دانشمندی ہے لہٰذا ہم ایسا ہی کریں گے جیسا تم نے کہا ہے اب تم دونوں اٹھ کر میرے ساتھ آؤ تاکہ میں تمہیں اس راج محل کے مہمان خانے میں بٹھا دوں کیونکہ پروچن اب اپنے ملنے والی نوشادہ کے ہاں سے لوٹنے والی ہو گی اس پر یوناف اور بیوسا فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اس کے بعد یدشٹر نے انہیں محل کے مہمان خانے میں بٹھا دیا تھا اور خود وہ اپنے بھائیوں اور ماں کے ساتھ محل کے احاطے میں چہل قدمی کرنے لگا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد پروچن محل میں داخل ہوئی اور جب وہ صدر دروازے سے آگے بڑھنے لگی تو یدشٹر تیزی سے اس کے پاس آیا اور اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو پروچن تمہارے دو ملنے والے آئے ہوئے ہیں اور انہیں میں نے مہمان خانے میں بٹھا دیا ہے وہ کافی دیر سے وہاں بیٹھے ہوئے تمہارا انتظار کر رہے ہیں لہٰذا اپنے کمرے کی طرف جانے سے پہلے تم ان لوگوں سے مل لو اس پر پروچن نے تعجب اور حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا میرے ملنے والے کون اور کہاں سے ہو سکتے ہیں اس استفسار پر یدشٹر نے اپنے کندھے اچکاتے ہوئے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا یہ تو میں نہیں جانتا اور نہ ہی میں نے ان سے پوچھا ہے کہ وہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں بہر حال انہوں نے مجھے کم از کم یہی بتایا ہے کہ وہ تم سے ملنا چاہتے ہیں لہٰذا میں نے انہیں مہمان خانے میں بٹھا دیا ہے۔ اس پر پروچن نے مزید کچھ نہ کہا اور وہ بڑی تیزی سے مہمان خانے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

پروچن جب مہمان خانے میں داخل ہوئی تو اس نے دیکھا وہاں یوناف اور بیوسا بیٹھے ہوئے تھے ان کے قریب جا کر پروچن نے بڑی نرمی اور کسی قدر پریشانی ملی جلی آواز میں پوچھا مجھے بتایا گیا ہے کہ تم دونوں

مجھ سے ملنا چاہتے ہو بولو میرا نام پروچن ہے کیا میں تم دونوں سے پوچھ سکتی ہوں کہ تم دونوں کہاں سے وارد ہوئے ہو اور کس سلسلے میں مجھ سے ملنا چاہتے ہو اس پر یوناف نے بولتے ہوئے کہا اے پروچن جو بات ہم تم سے کہنا چاہتے ہیں وہ بڑی اہم اور ضروری ہے لہٰذا تم اس مہمان خانے کا دروازہ بند کر دو اور ہمارے قریب آ کر بیٹھو اور سنو کہ ہم تم سے کیا کہنا چاہتے ہیں اور یہ بھی جان رکھو کہ جو بات ہم تم سے کہنے والے ہیں اس میں تمہاری ہی بہتری ہے ہم دونوں کا کوئی ذاتی فائدہ یا سود مندی نہیں ہے اس پر پروچن نے چونک جانے کے انداز میں ان دونوں سے کہا اگر یہ بات کوئی اتنی اہم ہے تو اس کے لیے یہ مہمان خانہ محفوظ نہیں تم دونوں میرے ساتھ آؤ میرے ذاتی کمرے میں بیٹھتے ہیں اور پھر جو کچھ تم نے مجھے کہنا ہے وہیں چل کر کہو اس پر یوناف اور بیوسا اپنی جگہ سے اٹھ کر پروچن کے ساتھ ہو لیے تھے پروچن انہیں اپنے ذاتی کمرے میں لائی انہیں اپنے سامنے بٹھایا اور پھر پوچھا اب کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔

پروچن کے اس سوال پر یوناف نے کہنا شروع کیا سنو پروچن میرا نام یوناف اور میری اس ساتھی کا نام بیوسا ہے ہم دونوں پیشہ ور نجومی اور رمال ہیں۔ اور ہستناپور کا راجہ دھرت راشٹر اور اس کا بیٹا دریودھن ہم دونوں کے میزبانوں اور سرپرستوں میں سے ہیں ان دونوں سے ملنے کے لیے میں اور میری ساتھی اکثر ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے ہیں اور میں یہاں تم پر یہ بھی انکشاف کر دوں کہ ان پانچوں پانڈو بھائیوں کو ان کی ماں کنتی کے ساتھ ایک سال کے لیے اسی شہر میں دھرت راشٹر نے میرے ہی کہنے پر بھیجا تھا اور پھر میرے ہی کہنے پر دریودھن نے تمہیں ان سے پہلے ہی اس محل میں روانہ کر دیا تاکہ تم لکڑی کے بنے ہوئے اس محل کے اندر لاکھ اور موم کی لپائی کر دو اور پھر کسی مناسب وقت پر اس محل کو آگ لگا کر پانڈو برادران اور ان کی ماں کو جلا کر خاکستر کر دو۔ یوناف کے ان انکشافات پر پروچن چونک سی پڑی اور خوفزدہ آواز میں اس نے اسے مخاطب کر کے پوچھا۔

تم دونوں کو اتنی اہم باتوں کی کیسے خبر ہو گئی۔ اس سوال کے جواب میں یوناف نے بڑی بے پرواہی سے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ سنو پروچن کوئی ایسا اہم معاملہ نہیں جس کے سلسلے میں دھرت راشٹر اور دریودھن ہم پر بھروسہ اور اعتماد نہ کرتے ہوں۔ جیسا کہ میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ میں اور میری یہ ساتھی لڑکی پیشہ ور نجومی اور رمال ہیں لہٰذا میں تو تمہارے دل کی بات بھی بتا سکتا ہوں اور تمہارے اس دل کی بات کے تحت ہی میں ہستناپور سے یہاں آیا ہوں تاکہ تمہیں حقیقت سے آگاہ کروں اور ایک مصیبت موت کی صورت میں جو تم پر نازل ہونے والی ہے اس سے تم کو بچاؤں اس پر پروچن نے بوکھلا کر پوچھا وہ کون سا معاملہ ہے جو موت کی طرح مجھ پر وارد ہونے والا ہے جس سے تم مجھے بچانا چاہتے ہو۔ یوناف نے پروچن کے اور بھی قریب ہو کر رازداری سے کہا پروچن کیا تم اقرار کرو گی کہ تم دو ایک روز تک اس محل کو رات کے وقت آگ لگانے کا ارادہ کر چکی ہو۔ یوناف کے اس انکشاف پر پروچن اپنی جگہ سے اچھل سی پڑی اور گھبرائی ہوئی آواز میں اس نے کہا ہاں یہ تو تم نے درست کہا ہے میں واقعی دو ایک روز تک محل کو آگ لگانے کا عزم کر چکی ہوں۔ اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے تنبیہ آمیز آواز میں کہا اگر ایسا ہے تو پھر سنو اس محل کو آگ لگانے کا معاملہ کم از کم دو ہفتے کے لیے مؤخر کر دو اسی میں تمہاری بہتری ہے اور اگر تم نے محل کو دو ایک روز تک آگ لگانے کا ارادہ کیا تو میں تمہیں یہ بتا دوں کہ تم رنگے ہاتھوں پکڑی جاؤ گی اور یہ پانڈو برادران تمہیں رسیوں میں باندھ کر اور تم پر تیل اور گھی ڈال کر تمہیں آگ لگا کر خاکستر کر دیں گے اور اگر اس کام کی ابتدا تم کم از کم دو ہفتے بعد کرو تو اس کام میں تم ضرور کامیاب رہو گی نہ صرف یہ کہ اس محل کو بلکہ تم پانڈو برادران اور ان کی ماں کو بھی جلا کر خاکستر کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گی اب بولو تم اس معاملے میں کیا جواب دیتی ہو۔

اس پر پروچن نے ہار ماننے کے انداز میں کہا تم نے میرے سامنے ایسی باتوں کا انکشاف کیا ہے کہ میں تمہاری ہر بات ہر تجویز اور تمہارے ہر مشورے پر عمل کرنے پر مجبور ہوں سنو میں دو ایک روز تک محل کو آگ لگانے کا ارادہ ملتوی کرتی ہوں اور تمہاری اس تجویز پر اب میں کم از کم محل کو دو ہفتے بعد ہی آگ لگاؤں گی اس کے بعد یوناف اور بیوسا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے یوناف نے اس سے کہا کہ جس کام کے لیے میں حاضر ہوا تھا اسے میں کر چکا ہوں لہٰذا اب میں جاتا ہوں اور جا کر دریودھن اور دھرت راشٹر کو مطمئن کرتا ہوں کہ جس کام کے لیے تم نے پروچن کو مقرر کیا تھا وہ اسے بخوبی ادا کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ اس پر پروچن نے پھر بولتے ہوئے کہا ایسا ممکن نہیں ہے کہ تم لوگ چند روز میرے پاس ٹھہرو تمہارے یہاں ٹھہرنے سے مجھے ڈھارس اور تسلی ہو گی اس پر یوناف نے کہا اگر ہم دونوں تمہارے پاس ٹھہرے تو پانڈو برادران اور ان کی ماں ہماری طرف سے مشکوک ہو جائے گی اور معاملہ سارا بگڑ کر رہ جائے گا اس پر پروچن نے ہار مانتے ہوئے کہا ہاں یہ بھی تم ٹھیک ہی کہتے ہو بہرحال تم وہی کرو جو تم کرنا چاہتے ہو۔ یوناف نے کہا اچھا اب میں اور میری ساتھی اب یہاں سے رخصت ہوتے ہیں اور جو گفتگو ہم نے تمہارے ساتھ کی ہے اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا اس پر پروچن نے بڑے اعتماد کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا میں ایسی احمق نہیں کہ ایسی بات کا انکشاف کر کے اپنی موت کو دعوت دوں اس کے ساتھ ہی یوناف اور بیوسا وہاں سے نکل گئے تھے جب وہ محل کے صدر دروازے کے پاس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ یدشٹر وہاں چہل قدمی کر رہا تھا اس کے پاس سے گزرتے ہوئے یوناف نے اس کو مخاطب کر کے کہا سنو جس کام کے لیے میں پروچن سے ملنے آیا تھا اس میں کامیاب رہا ہوں۔ اس نے اس محل کو آگ لگانے کا معاملہ دو ہفتوں کے لیے مؤخر کر دیا ہے یہ بات کہنے کے بعد یوناف بیوسا کے ساتھ اس محل سے نکل گیا تھا۔

چند ہی روز میں اس راج محل سے دریائے گنگا کے ساحل تک منراور پرمانند نے محنت کر کے سرنگ کو مکمل کر دیا تھا اس سرنگ کی تکمیل کے بعد پرمانند مستقل طور پر عین اس سرنگ کے منہ کے قریب دریائے گنگا کے کنارے اپنی کشتی میں رہنے لگا تھا اسی دوران پانڈو براداران کی ماں کنتی نے اپنے کام کی ابتدا کی اس نے واناوات کے سارے سرکردہ لوگوں کو اپنے یہاں دعوت پر مدعو کیا اور اس دعوت میں اس نے پروچن کی رشتہ دار نوشادہ کو بھی اس کے پانچوں بیٹوں کے ساتھ بلایا تھا اس دعوت کے دوران پروچن نوشادہ اور اس کے پانچوں بیٹوں کو مدہوش کر دینے والی دوائی ملی شراب کثرت کے ساتھ پلائی گئی تھی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دعوت کے خاتمے پر باقی لوگ تو اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے جبکہ پروچن نوشادہ اور اس کے پانچوں بیٹے محل کے اندر جس جگہ دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا وہیں گر کر مدہوش ہو گئے تھے دعوت کے خاتمے تک رات بھی کافی گہری ہو گئی تھی لہٰذا پانڈو بھائیوں نے اپنی ماں کے ساتھ صلاح مشورہ کرنے کے بعد اپنی تجویز کو مکمل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

پانڈو براداران نے مشعلیں روشن کر کے نہ صرف یہ کہ پورے محل کو آگ لگا دی تھی بلکہ محل میں داخل ہونے کے لیے خندق کے اوپر جو لکڑی کا راستہ بنایا گیا تھا اسے بھی آگ لگا دی تھی اس کے بعد وہ پانچوں بھائی اپنی ماں کنتی کو لے کر بڑی تیزی سے سرنگ کے ذریعے باہر نکلنے لگے تھے اتنی دیر تک واناوات کا وہ راج محل پوری طرح آگ پکڑ چکا تھا اور محل کو آگ لگے دیکھ کر انگنت اور بے شمار لوگ اس محل کے اردگرد جمع ہو گئے تھے وہ پانڈو براداران اور ان کی ماں کے لیے بے حد فکر مند تھے لیکن چونکہ محل کے اردگرد گہری خندق کھدی ہوئی تھی لہٰذا ان میں سے کسی نے یہ ہمت نہ کی کہ خندق کو پار کر کے آگ بجھانے کی خاطر محل کے اندر داخل ہو۔

تاہم لوگ اس خندق کے کنارے کھڑے ہو کر پانڈو براداران کے متعلق انتہائی افسوس اور صدمے کا اظہار کرتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ چہ میگوئیاں کرنے لگے تھے۔ وہ پانڈو کی تعریف کرتے جا رہے تھے اور ان کے محل کے اندر آگ میں جل مرنے پر اپنے دلی تاسف کا بھی اظہار کر رہے تھے لوگوں کے اس اجتماع کے اندر کچھ لوگوں نے یہ آوازیں بھی بلند کیں کہ پانڈو براداران کو اس محل کے اندر جلانے کی ذمہ داری کوروں پر عائد ہوتی ہے لہٰذا وہاں جمع ہونے والے بہت سے لوگ ہستناپور کے راجہ دھرت راشٹر اور اس کے بیٹوں کو برا بھلا کہنے لگے تھے دوسری طرف پانڈو براداران اپنی ماں کنتی کے ساتھ سرنگ کے ذریعے دریائے گنگا کے کنارے پہنچ گئے وہاں پر پرمانند پہلے ہی اپنی کشتی لیے ان کا انتظار کر رہا تھا لہٰذا وہ سب ماں بیٹے اس کشتی کے ذریعے دریائے گنگا کو عبور کر کے دریا کے ساحل کے ساتھ بڑے والے جنگل میں داخل ہو گئے تھے۔

واناوات شہر کا راج محل جب جل کر خاک ہو گیا اور آگ بجھ گئی تب لوگ اس کے ملبے میں داخل ہوئے اور ملبے کے اندر سے انہوں نے سات ہڈیوں پر مشتمل جلی ہوئی لاشیں برآمد کیں اس سے لوگوں نے یہ اندازہ لگایا کہ ان سات لاشوں میں سے پانچ تو پانڈو براداران کی ہیں چھٹی ان کی ماں اور ساتویں ان کے ساتھ محل کی لونڈی پروچن بھی جل کر راکھ ہو گئی ہے پروچن کی موت پر تو واناوات شہر کے لوگوں نے خوشیاں منائیں کیونکہ ان کا خیال تھا کہ پانڈو براداران کو جلا کر خاکستر کرنے میں اس پروچن کا بھی ہاتھ ہے لیکن پانڈو براداران اور ان کی ماں کے مرنے کا لوگوں نے ماتم کیا اور کھلے عام لوگوں نے ہستناپور کے راجہ دھرت راشٹر اور اس کے بیٹوں کو برا بھلا کہا آخر پانڈو براداران کے جل مرنے کی خبریں ہستناپور بھی پہنچ گئی تھیں دوسری طرف منراور پرمانند نے بھی واناوات شہر سے نکل کر ہستناپور جا کر پانڈو براداران کے چچا ودورا کو تفصیل سے بتا دیا تھا کہ پانڈو براداران اپنی ماں کے ساتھ سرنگ کے ذریعے سے نکل کر دریائے گنگا کے کنارے پر گئے اور وہاں پر کشتی کے ذریعے دریائے گنگا کے جنوب کی طرف بڑھنے والے جنگل میں داخل ہو گئے ہیں اس پر ودورا نے سکھ اور چین کا سانس لیا تھا۔

پانڈو براداران اور ان کی ماں کے جل مرنے کی خبریں جب ہستناپور پہنچیں تو سب سے زیادہ متفکر جس شخص کو ہوا وہ بھیشم تھا اس نے پانڈو براداران کے مرنے پر نہ صرف یہ کہ ماتم کیا بلکہ اس نے دھرت راشٹر کو بھی برا بھلا کہا کہ اس نے کیوں پانڈوں اور ان کی ماں کو واناوات بھیج دیا تھا اس کے بعد پانڈو براداران اور ان کی ماں کی آخری رسومات ادا کرنے کے لیے بھیشم ودورا۔ دھرت راشٹر اور اس کے بیٹے واناوات شہر پہنچے اور ملبے کے اندر سے جو ہڈیوں پر مشتمل جلی ہوئی سات لاشیں برآمد ہوئی تھیں۔ دریائے گنگا کے کنارے ان کی آخری رسومات ادا کر دی گئی تھیں۔ ان رسومات کے بعد سب لوگ ہستناپور کی طرف لوٹ گئے تھے دھرت راشٹر اور اس کے بیٹے پانڈو براداران کے مرنے پر بے حد غمزدہ اور پریشان حال لگتے تھے لیکن اندر ہی اندر وہ خوشیاں منا رہے تھے اس لیے وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ وہ اپنی تدبیر سے پانڈو براداران کو اپنے راستے سے ہٹا کر اپنے لیے ہستناپور کی حکومت کے راستے صاف کر لیے ہیں۔

دریائے گنگا کے کنارے آخری رسومات میں شرکت کرنے کے بعد بھیشم جب واپس ہستناپور

پہنچا تو اس کی زندگی بھی بدل کر رہ گئی تھی اس نے پانڈو برادران کے غم اور سوگ میں لوگوں سے بات چیت کرنا بند کر دی تھی اور ایک طرح سے اس نے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی وہ چپ چاپ اور اداس رہنے لگا تھا ودورا کو بھیشم کی اس حالت کا انتہائی دکھ اور صدمہ تھا بھیشم کی حالت کم از کم اس کے لیے ناقابل برداشت تھی اس لیے جب ایک روز بھیشم اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا تھا ودورا اس کے پاس گیا اس نے اس کے کمرے کے سارے دروازے بند کر دیے پھر وہ بھیشم کے پاس بیٹھ گیا اور انتہائی رازداری میں اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

آپ نے ہم سب بھائیوں کی پرورش ایک سگے باپ کی طرح کی ہے لہذا آپ کے احسانات اور آپ کی ہمدردیوں کو دیکھتے ہوئے میں آپ کو پانڈو برادران کے سلسلے میں غمزدہ اور ویران حال نہیں دیکھ سکتا آپ پانڈو برادران کے لیے ماتم اور سوگ کرنا بند کر دیں اس لیے وہ پانچوں بھائی اپنی ماں کنتی کے ساتھ زندہ اور خوش ہیں اس انکشاف پر بھیشم چونک سا پڑا اور انتہائی مشکوک اور حیرت ملے جلے سے انداز میں اس نے ودورا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا یہ تم کیا کہہ رہے ہو اگر پانڈو برادران اپنی ماں کنتی کے ساتھ زندہ اور محفوظ ہیں تو پھر واناوات کے راج محل میں جو سات لاشیں ملی ہیں وہ کس کی ہیں اور کس کے لیے دریائے جمنا کے کنارے آخری رسومات ادا کی گئی ہیں۔ بھیشم کے اس بے تابانہ استفسار پر ودورا تھوڑی دیر کے لیے مسکراتا رہا پھر اس نے بھیشم پر نئے انکشافات کرتے ہوئے کہا۔

میں آپ کو پانڈو برادران اور ان کی ماں کنتی کے متعلق تفصیل سے بتاتا ہوں دراصل ہمارے بھائی دھرت راشٹر نے پانڈو برادران اور ان کی ماں کو ایک سال کے لیے واناوات شہر کے محل کی طرف بھیجا تھا تو یہ سب کچھ اس نے ایک سازش کے تحت کیا تھا اس سازش کے تحت دھرت راشٹر پانڈو برادران کو اپنے راستے سے ہٹا کر اپنے بیٹے دریودن کو ہستناپور کا راجہ بنانا چاہتا تھا اس کے بعد ودورا نے پروچن لونڈی کے ذریعے واناوات کے راج محل کو جلانے کی سازش اور اس سازش کے متعلق اپنی آگاہی اور پانڈو برادران کو محل سے نکال کر دریائے گنگا کے پار جنگل میں پہنچانے کے حالات مزے لے لے کے سنا دیے تھے۔ یہ سارے واقعات سن کر بھیشم بے حد خوش ہوا جہاں اس نے دھرت راشٹر اور اس کے بیٹوں کو ایسا کرنے پر برا بھلا کہا وہاں اس نے ودورا کی دانشمندی اور پانڈو برادران سے اس کی محبت کی بھی بے حد تعریف کی اس کے بعد بھیشم اور ودورا کے درمیان یہ طے پایا کہ جب تک حالات کسی مناسب موڑ پر نہیں پہنچتے اس وقت تک پانڈو برادران اور ان کی ماں کے ان سارے حالات کو راز میں رکھا جائے گا اس طرح بھیشم پر سارے

انکشافات کرنے کے بعد ودورا وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔

پانچوں پانڈو بھائی اپنی ماں کنتی کے ساتھ دریائے گنگا کو عبور کرنے کے بعد سدھاوت نام کے جنگلات میں داخل ہوئے تھے پھر وہ اس جنگل میں بڑی تیزی کے ساتھ جنوب کی طرف بڑھنے لگے تھے۔ پانچوں بھائیوں نے اپنی ماں کے ساتھ برق رفتاری سے جنوب کی طرف سفر کیا۔ اور جب اگلے روز کا سورج طلوع ہوا تو وہ واناوات شہر سے کافی دور جا چکے تھے سورج طلوع ہونے کے بعد بھی احتیاطاً انہوں نے اپنا سفر جاری رکھا۔ وہ اس کوشش میں تھے کہ وہ واناوات شہر سے زیادہ سے زیادہ فاصلے پر چلے جائیں تاکہ کسی جاننے والے کی نگاہ ان پر نہ پڑے یہ سفر دوپہر تک جاری رہا یہاں تک کہ دوپہر کے قریب وہ سب ایک گھنے درخت کے سائے تلے بیٹھ گئے اور اپنے بھائی بھیم سین کو انہوں نے پانی کی تلاش میں روانہ کیا۔

بھیم سین کچھ دیر تک سدھاوت نام کے اس جنگل میں پانی کی تلاش میں سرگرداں رہا یہاں تک کہ قریب ہی اس کو ایک جوہڑ مل گیا جو لبالب پانی سے بھرا ہوا تھا اور اس کا پانی کسی نیلی جھیل جیسا شفاف ستھرا نیلگوں تھا اس جوہڑ کے اندر کنول کی بیلیں پھیلی ہوئی تھی اور کنول کے پھول اور پتے اس کے اندر تیرتے ہوئے بڑے خوبصورت دکھائی دے رہے تھے بھیم سین اس جوہڑ کو پا کر بے حد خوش ہوا پہلے اس نے کنول کا ایک پتہ توڑ کر اس کا پیالہ بنایا پھر اس نے اس کو بھر کر پانی پیا پھر وہ اس جوہڑ میں نہایا۔ اور تازہ دم ہو کر وہ واپس اس درخت کی طرف روانہ ہوا جس کے سائے میں اس کی ماں اور اس کے بھائی آرام کر رہے تھے۔

ان کے پاس پہنچتے ہی بھیم سین نے خوشی میں چلاتے ہوئے اپنی ماں اور اپنے بھائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے بھائیوں اے میری ماں ہم خوش قسمت ہیں کہ ذرا فاصلے پر ہی شفاف پانی کا ایک جوہڑ ہے ہمارے پاس اس وقت زاد راہ تو ہے لیکن پینے کا پانی نہیں میرا مشورہ یہ ہے کہ اس درخت کے بجائے اب ہمیں اس جھیل کے کنارے کسی درخت کے سائے میں جا کر بیٹھنا چاہیے پہلے وہاں جا کر کھانا کھاتے ہیں پھر ہم اس جھیل کے کنارے آرام بھی کر لیتے ہیں سب نے بھیم کے اس مشورے سے اتفاق کیا پھر وہ سب اٹھ کر اس جوہڑ کے کنارے آئے پہلے سب نے مل کر کھانا کھایا جی بھر کر انہوں نے اس جوہڑ کا پانی بھی پیا پھر بھیم سین کے علاوہ ان کے چاروں بھائی اور ان کی ماں کنتی ایک سایہ دار درخت کے نیچے لیٹ کر آرام کرنے لگے جبکہ بھیم سین ان کے پاس بیٹھ کر ان کی حفاظت اور رکھوالی کرنے لگا تھا۔

○

عارب اور نبیلہ دونوں میاں بیوی دریائے جمنا کے کنارے پتھروں پر بیٹھے ہوئے تھے اور شلی

دھند کی قوتیں ان دونوں کے اطراف میں پھیلی ہوئی تھیں کہ یکایک وہاں عزازیل نمودار ہوا اسے دیکھتے ہی عارب اور نبیطہ اپنی جگہ کھڑے ہو گئے عزازیل ان کے قریب آیا اور کہنے لگا اے میرے دونوں صاحبو! میں ایک نئی اور انوکھی مہم کی ابتدا کر رہا ہوں پہلے میں تمہیں یہ بتا دوں کہ یہ مہم کیسی ہے اور کس کے خلاف ہے۔ اس کے بعد میں تمہیں اس مہم میں شامل کرنے کی دعوت دیتا ہوں عارب نے فوراً بولتے ہوئے کہا اے آقا اپنی اس مہم سے متعلق کچھ کہنے سے پہلے آپ میرے ایک سوال کا جواب دیجیے اس پر عزازیل نے ایک طرح سے چونک کر عارب کی طرف دیکھا اور ذو معنی انداز میں اس نے پوچھا بولو تم کیا کہنا چاہتے ہو اور اس کے جواب میں عارب کہنے لگا۔

اے آقا آپ نے امبا نام کی کاسی کی راجکماری کو پھولوں کا ایک ہار مہیا کیا تھا اور اسے یہ بتایا تھا کہ جس شخص کے گلے میں بھی وہ یہ ہار ڈالے گی وہ شخص اس کے لیے بھیشم سے انتقام لینے پر آمادہ ہو جائے گا لیکن وہ ہار کوئی بھی اپنے گلے میں ڈلوانے پر آمادہ نہ ہوا اس لیے کہ ہر کوئی بھیشم کی جنگجو طبیعت سے خوفزدہ تھا اور ان حالات سے مایوس ہو کر امبا نے جنگل میں آگ کے اندر کود کر خودکشی کر لی تھی جبکہ آپ کا دیا ہوا وہ ہار ریاست پنچال کے راجہ کے دربار میں وہ ایک ستون کے ساتھ لٹکا آئی تھی بعد میں اے میرے آقا آپ نے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے ریاست پنچال کے راجہ درو پدہ کے چھوٹے اور معصوم بچے کو وہ ہار پہننے پر مجبور کر دیا تھا۔ اور آپ نے ہم پر یہ انکشاف بھی کیا تھا کہ اب وہ راجہ پنچال کا بیٹا بڑا اور جوان ہو کر بھیشم سے انتقام لے گا اے آقا اب اس واقعہ کو کئی برس گزر چکے ہیں وہ لڑکا اب جوان بھی ہو چکا ہو گا لیکن ابھی تک تو آپ نے ہمیں نہ اس لڑکے کا نام بتایا ہے اور نہ ہی اس نے بھیشم سے انتقام لیا ہے، کیونکہ بھیشم اب بھی ریاست ہستناپور کے اندر زندہ ہے اور بڑے احسن طریقے سے وہ ریاست کے معاملات کو چلا رہا ہے۔ عارب کی یہ گفتگو سن کر عزازیل دھیمے دھیمے مسکرایا پھر وہ کہنے لگا۔

اے عارب میرے رفیق تم نے جو کچھ پوچھا ہے اس کے بتانے کا ابھی وقت نہیں آیا بیشک راجہ درو پدہ کا وہ لڑکا جس نے اپنے گلے میں میرا دیا ہوا ہار ڈالا تھا وہ بھی جوان ہو چکا ہے اور میں تم سے یہ بھی کھول کر ایک نہ ایک روز وہ بھیشم سے انتقام ضرور لے گا لیکن ابھی اس انتقام کا وقت نہیں آیا اور یہ وقت عنقریب بلکہ جلد آنے والا ہے اور جہاں تک راجہ پنچال کے اس لڑکے کے نام کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں بھی تم ابھی تک خاموشی ہی اختیار کیے رکھو میں عنقریب نہ صرف یہ کہ اس جوان کا نام تمہیں بتاؤں گا بلکہ تمہیں اس کے پاس لے جا کر اس کی نشان دہی بھی کروں گا کہ وہ کون سا جوان ہے جو بھیشم سے انتقام لینے والا ہے عزازیل کا یہ جواب سن کر عارب اور نبیطہ دونوں میاں بیوی کسی قدر مطمئن ہو گئے تھے اس کے بعد

اس بار نبیطہ نے عزازیل کو مخاطب کر کے پوچھا اے آقا اب اس مہم سے متعلق تفصیل بتائیے جس کے لیے آپ ہمارے پاس آئے ہیں اس پر عزازیل پھر کہہ رہا تھا۔

اے میرے صاحبو تم جانتے ہو کہ پانڈو برادران کے خاتمے کے لیے میں نے دریودن کو یہ مشورہ دیا تھا کہ جب پانڈو بھائی اپنی ماں کنتی کے ساتھ وارناوات شہر میں قیام کریں تو وہ اس محل کو آگ لگا کر پانڈو برادران اور ان کی ماں کا خاتمہ کر دے۔ جس کے اندر وہ وارناوات شہر میں رہائش رکھیں دریودن نے میری اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے اپنی ایک لونڈی کو اس کام پر مقرر کیا تھا اس لونڈی کا نام پروچن تھا اور اس کے ذمے دریودن نے یہ کام لگایا تھا کہ جب کبھی بھی پانچوں پانڈو بھائی اور ان کی ماں کنتی رات کے وقت غفلت کی حالت میں ہوں تو وہ اس راج محل کو آگ لگا دے تاکہ وہ پانچوں اپنی ماں کے ساتھ جل کر راکھ ہو جائیں اور اس طرح اپنے باپ دھرت راشٹر کے بعد دریودن کو ہستناپور کا راجہ بننے کا موقع مل جائے۔

لیکن اے میرے دونوں رفیقو جانتے ہو کیا ہوا پروچن کو ایسا کرنے کا موقع بھی نہ ملا ان پانڈو بھائیوں کو شاید دریودن کے اس سارے فریب کا علم ہو چکا تھا اور جہاں تک میں سمجھا ہوں پروچن سے پہلے ہی یہ پانڈو حرکت میں آ گئے اور گزشتہ رات وارناوات شہر کے اس راج محل کو آگ لگانے کے بعد یہ وہاں سے بھاگ نکلے اور اس وقت یہ پانچوں بھائی اپنی ماں کے ساتھ دریائے گنگا کے اس پار سدھاوت نام کے جنگل میں ایک جوہڑ کے کنارے لیٹ کر سستا رہے ہیں اے میرے دونوں صاحبو ریاست ہستناپور میں پانڈو بھائی اور ان کی ماں حق پر ہیں جبکہ ان کے مقابلے میں ہستناپور کا راجہ دھرت راشٹر اور اس کے بیٹے باطل پر ہیں اور حق کے مقابلے میں باطل کی طرفداری کرنا اور باطل پرستی کرنا میرے فرائض میں شامل ہیں یہ پانڈو برادران چونکہ سچائی پر ہیں اور بھاگنے میں کامیاب ہو چکے ہیں پر میں انہیں بھاگنے نہیں دوں گا اور سدھاوت کے جنگل ہی میں ان کا خاتمہ کروا دوں گا۔ اے عارب اور نبیطہ سدھاوت نام کے جنگلات میں ابھی تک پرانے اور قدیم لوگ بستے ہیں اور ان میں سے اکثر تو وحشی اور آدم خور بھی ہیں جنگل کے اندر جوہڑ کے کنارے جس جگہ پانچوں پانڈو بھائیوں نے اپنی ماں کنتی کے ساتھ قیام کیا ہوا ہے جنگل کا یہ حصہ وحشی قوم کے ایک سردار کی ملکیت ہے اور اس سردار کا نام ہدمبا ہے یہ سردار انتہائی جابر ظالم اور ستمگر ہے اس کے ماں باپ مر چکے ہیں اور رشتہ داروں میں اس کی صرف ایک بہن ہے جس کا نام ہدمبی ہے جس قدر یہ ہدمبا بدخو ظالم اور جابر ہے۔ اسی قدر اس کی بہن نیک خو طہارت پسند اور پاکیزہ خیالات رکھنے والی لڑکی ہے لہٰذا یہاں بھی میں نیکی اور بدی کے درمیان کشمکش پیدا کروں گا اے میرے ساتھیو میں ابھی اور اسی وقت تمہارے ساتھ سدھاوت نام کے جنگل میں ہدمبا کی طرف جاؤں گا وہ میرا پرانا اور قدیم جاننے والا ہے اور میں آن

کو اس بات پر آمادہ کروں گا کہ وہ جنگل میں پانڈو برادران اور ان کی ماں کے خلاف حرکت میں آئے اور ان کا خاتمہ کر دے کہ اس طرح جو کام دریودن نہیں کر سکا وہ میں اس ہدمبا کے ہاتھوں سدھاوت کے جنگل میں کروا دوں گا۔ بس تم میرے ساتھ یہاں سے کوچ کرنے کی تیاری کرو عارب اور نبیطہ نے عزازیل کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اور وہ اس کے ساتھ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد عارب اور نبیطہ کے ساتھ عزازیل سدھاوت نام کے اس جنگل میں سردار ہدمبا کی بستی میں نمودار ہوا اور اس کی حویلی کے دروازے پر اس نے دستک دی تھی سدھاوت کے اس حصے کے وحشی قبائل کے سردار ہدمبا نے خود ہی دروازہ کھولا تھا اور عزازیل کو اپنی حویلی کے دروازے پر کھڑا دیکھ کر وہ بے انتہا خوش ہوا آگے بڑھ کر اس نے عزازیل کو اپنے ساتھ لپٹا لیا پھر اس نے مسرتوں بھرے لہجے میں کہا اے عزازیل میرے محسن دروازہ تو کھلا ہوا تھا پھر آپ کو حویلی کے اس دروازے پر دستک دینے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی آپ میرے محسن اور مربی ہیں آپ جب اور جس وقت چاہیں اس حویلی میں داخل ہو سکتے ہیں آپ جانتے ہیں کہ اس حویلی میں میری بہن ہدمبی اور میرے چند ملازم ہی رہتے ہیں جو سب آپ کے خوب جاننے والے ہیں لہذا آپ کو حویلی کا دروازہ بلا جھجک کھول کر اندر چلے آنا چاہیے تھا ہدمبا کا یہ جواب سن کر عزازیل خوش ہوا اور کہنے لگا۔

اے ہدمبا میرے ساتھ یہ عارب اور نبیطہ ہیں یہ دونوں میاں بیوی ہیں اور میرے بہترین اور قابل اعتماد کارکن اور ساتھیوں میں سے ہیں سنو ہدمبا میں تمہاری بستی میں ایک انتہائی اہم کام کے سلسلے میں داخل ہوا ہوں۔ اس پر ہدمبا نے فوراً عزازیل کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا اے میرے محسن آپ میرے ساتھ انہیں پہلے آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ مہمان خانے میں بیٹھتے ہیں اس کے بعد جو کچھ آپ کہنا چاہتے ہیں ضرور کہیئے اس پر عزازیل خاموش رہا ہدمبا اس کا ہاتھ پکڑ کر مہمان خانے میں لایا عزازیل عارب اور نبیطہ کو اس نے ایک نشست پر بٹھایا اتنی دیر تک ہدمبا کی چھوٹی بہن ہدمبی بھی کمرے میں داخل ہوئی اس نے بھی عزازیل سے سلام کیا اور ہدمبا کے قریب ان کے سامنے بیٹھ گئی پھر ہدمبا نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے محسن اب کہیے آپ کیا چاہتے ہیں اس پر عزازیل اپنی نشست پر سنبھل کر بیٹھا پھر وہ ہدمبا کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اے ہدمبا تیری بستی کے شمال میں پانی کا جو ایک صاف ستھرا اور شفاف جوہڑ ہے اس کے کنارے درختوں کے نیچے کچھ لوگ سستا رہے ہیں یہ تعداد میں چھ ہیں۔ ان میں سے پانچ تو نوجوان ہیں اور آپس

میں بھائی ہیں جبکہ چھٹی ان کی ماں ہے جس کا نام کنتی ہے یہ پانچوں بھائی پانڈو برادران کے نام سے مشہور ہیں اور ان کا تعلق ریاست ہستناپور کے حکمران خاندان سے ہے یہ پانچوں بھائی اور ان کی ماں نہ صرف ہستناپور کے حکمران خاندان کے دشمن ہیں بلکہ تم یہ سمجھو کہ میرے بھی بدترین دشمن ہیں لہذا میں تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ اگر یہ پانچوں اپنی ماں کے ساتھ تمہاری بستی میں داخل ہوں گے تو تمہاری بستیوں میں تمہارے خلاف نفرت اور کینہ پھیلا کر ایسے ہولناک اور خطرناک کھیل کی ابتدا کریں گے کہ تمہارے لوگوں کو تمہارے ہی خلاف کر دیں گے تمہارا ان بستیوں کے اندر ایک سردار کی حیثیت سے رہنا انتہائی دوبھر اور مشکل ہو کر رہ جائے گا لہذا اگر تم ایک سردار کی حیثیت سے اپنے قبائل کے اندر ایک باعزت زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو اے ہدمبا تمہارے ایک محسن اور ایک مربی کی حیثیت سے میں تمہیں یہ مشورہ دوں گا کہ ان پانچوں پانڈو بھائیوں کو ان کی ماں کے ساتھ قتل کر دو اس طرح آنے والے دور میں تمہارے لیے خطرات ٹل سکتے ہیں۔

عزازیل کی یہ گفتگو سن کر ہدمبا نہ صرف یہ کہ چونک سا پڑا بلکہ اس کے چہرے پر تفکرات کے آثار بھی نمایاں ہو گئے تھے پھر اس نے اپنے آپ کو کسی قدر سنبھالتے ہوئے عزازیل سے کہنا شروع کیا اے میرے محسن جو کچھ آپ نے کہا ہے میں جانتا ہوں اس میں میری بہتری اور بھلائی ہو گی اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ میں طاقت اور قوت میں اپنی مثال اپنا جواب نہیں رکھتا میں چاہوں تو اکیلا اس جوہڑ کی طرف جاؤں اور ان پانچوں بھائیوں کو ان کی ماں سمیت قتل کر کے جنگل میں دفن کر دوں یہ بات کہتے کہتے ہدمبا تھوڑی دیر کے لیے رک گیا تھا اسی دوران اس کی چھوٹی بہن ہدمبی وہاں سے نکل کر باہر چلی گئی تھی تھوڑی دیر رکنے کے بعد ہدمبا عزازیل کو مخاطب کر کے پھر کہہ رہا تھا۔

اے میرے محسن آپ بے فکر اور مطمئن رہیں یہ پانچوں پانڈو بھائی اپنی ماں کنتی کے ساتھ اب یہاں سے بھاگ کر نہ جا سکیں گے میں انہیں موقع ہی فراہم نہ کروں گا کہ یہ میری بستی میں داخل ہو کر میرے خلاف تباہی اور بربادی کا آغاز کریں میں اس جوہڑ کے کنارے ہی ان کا خاتمہ کر کے رکھ دوں گا۔ ہدمبا کی گفتگو سن کر عزازیل خوش ہوا اور کہنے لگا۔

اے ہدمبا اگر یہ بات ہے تو پھر وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے اپنے چند ساتھیوں کو ساتھ لو اور تمہاری بستی کے شمال کی طرف جو جوہڑ ہے اس کی طرف چلیں اور ان پانچوں پانڈو بھائیوں کا ان کی ماں سمیت خاتمہ کر کے رکھ دیں۔ عزازیل کی اس گفتگو پر ہدمبا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اپنے ایک ملازم کو اس نے بستی کے پانچ جوانوں کو بلانے کا حکم دیا اور پھر دوبارہ وہ عزازیل کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا میرے محسن میرے مربی میں نے اپنی بستی کے سب سے طاقتور پانچ جوانوں کو طلب کیا ہے۔

کیسا انجام کرتا ہوں اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر یوناف نے تھوڑی دیر تک جواب نہ دیا گیا تو یوناف اور بیوسا دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور اس کوہستانی سلسلے سے وہ دریائے گنگا کی اس سرائے کی طرف کوچ کر گئے تھے جہاں انہوں نے قیام کر رکھا تھا۔

دوسری طرف جب یوناف اور بیوسا وہاں سے چلے گئے تھے تب نبیطہ نے فکرمندی کے انداز میں عزازیل سے پوچھا اے میرے آقا یہ سلسلہ کب تک چلتا رہے گا کیا بیوسا اب ہمیشہ کے لیے ہم سے جدا ہو چکی ہے اور آئندہ وہ کبھی ہم سے ملاقات نہ کرے گی اور یہ کہ اب وہ اپنی پوری زندگی یوناف ہی کے ساتھ گزار دے گی یوناف کے ساتھ وہ انتہائی طور کی نفرت کرتی رہی ہے اے آقا مجھے خدشہ ہے کہ بیوسا کہیں یوناف کے ساتھ شادی ہی نہ کر لے اگر ایسا ہوا تو میں سمجھوں گی کہ یہ بہت برا ہوا کیونکہ اچھا ہونے کے بعد تو وہ ہمیشہ کے لیے یوناف کی ہی ہو کر رہ جائے گی اور کبھی بھی وہ ہمارے ساتھ ملنے پر آمادہ نہ ہو گی۔ نبیطہ کی اس گفتگو پر عزازیل نے گردن جھکا کر کچھ سوچا پھر کہنے لگا اے نبیطہ سنو اس بات کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ بیوسا اب یوناف سے نفرت نہیں کرتی اور جہاں تک محبت کا تعلق ہے میں نہیں سمجھتا کہ وہ نفرت ترک کر کے یوناف سے محبت کرنے لگی ہو تاہم اسے یوناف سے ہمدردی اور غمگساری ضرور ہے تبھی وہ اس کا ساتھ دے رہی ہے اور اگر ان دونوں کا ساتھ طویل ہوتا چلا گیا تو یوناف کے کارناموں کی وجہ سے بیوسا خود بھی اس کی محبت میں مبتلا ہو جائے گی۔ اور ایک نہ ایک روز وہ ضرور اس کے ساتھ شادی کرنے پر آمادہ ہو جائے گی لیکن اے نبیطہ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا ایسا وقت آنے سے پہلے ہی میں بیوسا کو ایک عجیب سے کرب اور یوناف کو ایک مجبوری میں ڈال کر رکھ دوں گا وہ دونوں ایک دوسرے کو ڈھونڈتے اور تلاش کرتے کرتے ہی ختم ہو کر رہ جائیں گے۔

عزازیل کی اس بات پر عارب نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا آپ ان کے ساتھ کیا معاملہ کریں گے دونوں ایک دوسرے کو تلاش کرتے کرتے ہی ختم ہو جائیں گے اس پر عزازیل کہنے لگا سنو میرے دونوں ساجھو عنقریب میں مصر کے دور دور تک پھیلے ہوئے اہرام کے اندر ایک بڑا ہی پرفریب جال بنوں گا ان اہرام کے اندر میں نہ صرف یہ کہ امحوتپ کے قدیم طلسم کو حرکت میں لاؤں گا بلکہ اپنی طرف سے بھی ایک عجیب طلسم اور دوسری قوتیں ان اہرام کے اندر ڈالوں گا اور پھر بیوسا کو میں ابھی انہی سری قوتوں کا شکار کر کے ان اہرام کے اندر قید اور اسیر کر کے رکھ دوں گا اور پھر میں ان اہرام کے اندر ایسا سلسلہ قائم کروں گا کہ ابلیکا یا یوناف جب کبھی بھی بیوسا کو اس اسیری سے چھڑانے کے لیے ان اہرام میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے تو ایک ناقابل برداشت اذیت میں مبتلا ہو کر ان اہرام سے بھاگ کھڑے ہوں گے اس طرح ابلیکا اور یوناف کبھی بھی ان اہرام

اور جب وہ آتے ہیں تو ہم اس جوہڑ کی طرف روانہ ہوتے ہیں جہاں پر پانڈو برادران اپنی ماں کے ساتھ ستا رہے ہیں اور ان پانچوں پانڈو بھائیوں پر میں اپنی بستی کے پانچوں طاقتور جوانوں کو چھوڑ دوں گا اور پھر اے میرے محسن دیکھنا میرے یہ پانچوں جوان ان کی کیا حالت بناتے ہیں ہدمبا کی اس تدبیر اور تجویز سے عزازیل بے حد خوش ہوا تھوڑی دیر تک ہدمبا کے طلب کیے گئے پانچوں جوان مسلح ہو کر وہاں پہنچ گئے لہٰذا ہدمبا انہیں ساتھ لے کر عزازیل عارب اور نبیطہ کے ساتھ اپنی بستی کے شمال میں اس جوہڑ کی طرف چل دیا تھا جس کے کنارے پانچوں پانڈو برادران اپنی ماں کنتی کے ساتھ آرام کر رہے تھے۔

دوسری طرف وحشیوں کے سردار ہدمبا کی بہن ہدمبی بھی اپنی پوری رفتار سے بھاگتی ہوئی اس جوہڑ کے کنارے آئی جہاں پر بھیم سین ایک درخت کے سائے میں بیٹھا اپنے آرام کرتے بھائیوں اور ماں کی حفاظت کے فرائض سرانجام دے رہا تھا۔ ہدمبی بھاگتی ہوئی بھیم سین کے پاس آئی اور اسے مخاطب کر کے بدحواسی میں کہنے لگی کیا تم ہستناپور کے پانڈوں برادران ہو اور تمہارے ساتھ یہ تمہاری ماں ہے۔ ہدمبی کو بدحواسی کی حالت میں دیکھ کر بھیم سین کے چہرے پر کچھ تفکرات سے نمودار ہوئے تاہم اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور بڑے پرسکون لہجے میں اس نے ہدمبی کو جواب دیتے ہوئے کہا تمہارا اندازہ درست ہے میرا نام بھیم سین ہے اور یہ چاروں سونے والے میرے بھائی ہیں جبکہ ہمارے ساتھ ہماری ماں ہے اس کا نام کنتی ہے اور ہم پانچوں پانڈو برادران ہیں اور ہمارا تعلق واقعی ہستناپور سے ہے ابھی یہ گفتگو شروع ہی ہوئی تھی کہ بھیم سین کے سونے والے بھائی اور ماں اٹھ کر بیٹھ گئے اور وہ سب حیرت سے کبھی بھیم سین اور کبھی اس کے سامنے بدحواس کھڑی ہدمبی کی طرف دیکھ رہے تھے اس بار ہدمبی نے ان سب کو مخاطب کر کے کہا۔

دیکھو میرا نام ہدمبی ہے اور میں ان علاقوں کے سردار ہدمبا کی بہن ہوں میں تم لوگوں کو ایک خطرے سے آگاہ کرنے کے لیے آئی ہوں عزازیل نام کا ایک شخص ہے وہ میرے بھائی ہدمبا کا خوب جاننے والا بلکہ یہ کہ محسن اور اس کا مربی ہے اس نے میرے بھائی پر یہ انکشاف کیا کہ ستیناپور سے تعلق رکھنے والے پانچ پانڈو بھائی اپنی ماں کے ساتھ ہماری بستی کے شمال میں ایک جوہڑ کے کنارے آرام کر رہے ہیں لہٰذا تم ان سب کا خاتمہ کر دو میں نہیں جانتی کہ اس عزازیل کی تمہارے ساتھ کیا دشمنی اور عداوت ہے پر میں تم سے یہ کہوں کہ میرا بھائی اس عزازیل کی بات ماننے پر تیار ہو چکا ہے وہ اپنے کچھ مسلح جوانوں کے ساتھ یہاں پہنچنے ہی والا ہے اور آتے ہی تم سب کا خاتمہ

کے اندر داخل ہونے میں کامیاب نہ ہوں گے جب کہ یوسا سنرا کے طور پر اپنی ساری زندگی ایک قیدی کی حیثیت سے انہی اہرام کے اندر گزار دے گی عارب اور نبیطہ دونوں نے عزازیل کی اس تجویز کو پسند کیا پھر وہ تینوں اپنی سرعی قوتوں کو حرکت میں لائے اور وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔

○

باکا اور اس کے بن مانس کی موت کے تقریباً ایک ماہ بعد ایک روز پانڈو برادران اپنی ماں کنتی کے ساتھ اس برہمن کے اہل خانہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے جس کے ہاں انہوں نے قیام کر رکھا تھا کہ اس روز بستی میں ایک اجنبی شخص داخل ہوا جو اپنے لباس سے برہمن لگتا تھا اس کے ہاتھ میں پیتل کی بنی ہوئی ایک بہت بڑی گھنٹی تھی اور وہ گھوڑے پر سوار تھا اور اس کے حلیے سے لگتا تھا جیسے وہ ایک طرح کا ہنجارا ہو اور کوئی خاص پیغام بستی بستی اور شہر شہر دیتا پھر رہا ہو اس اجنبی برہمن کو دیکھ کر پانڈو برادران نے اس کو روکا اسے اپنے ہاں بٹھلایا پہلے اسے کھانے پینے کو کچھ دیا پھر انہوں نے اس اجنبی برہمن سے اس شہر میں داخل ہونے اور اپنے پاس پیتل کی بڑی گھنٹی رکھنے کی وجہ پوچھی تب اس برہمن نے انہیں مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

اے میرے مہربان میزبانو! میں ہوں تو ایک برہمن پر میں بستی بستی ایک پیغام دیتا پھر رہا ہوں جس کا تعلق ریاست پنچال کے مرکزی شہر کمپیلہ سے ہے اور اس وقت میں ریاست ہستناپور سے لوٹ رہا ہوں اس برہمن کے اس انکشاف پر یدھشٹر نے بے چین ہو کر پوچھا اے برہمن جب تم ریاست پنچال کے مرکزی شہر کمپیلہ کے رہنے والے ہو تو پھر تم ہستناپور کیا لینے گئے تھے وہ برہمن کہنے لگا۔

سنو میرے میزبانو! ریاست ہستناپور کے پانچ راجکمار تھے جو پانڈو برادران کے نام سے مشہور تھے اور ان کی ماں کا نام کنتی تھا ریاست ہستناپور کے راجہ دھرت راشٹر نے انہیں ایک شہر وارناوات کی طرف ایک سال کے لیے بھیج دیا تھا اور پھر ایک سازش کے تحت وارناوات کے اس محل کو اس نے آگ لگا دی تھی جس میں ان پانچوں بھائیوں نے اپنی ماں کے ساتھ قیام کر رکھا تھا۔ دراصل ہستناپور کا راجہ دھرت راشٹر اپنے ان بھتیجوں سے نفرت کرتا تھا کیونکہ ان کی موجودگی میں وہ ان کا خاتمہ کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ اپنے بعد اپنے بیٹے دریودن کو وہاں کا راجہ بنا سکے وارناوات کے اس راج محل کو آگ لگنے کے بعد خبریں پھیل گئی کہ پانچوں پانڈو برادران اپنی ماں کنتی کے ساتھ جل مر گئے ہیں لیکن ریاست پنچال کے راجہ دروپدہ کو یقین نہ آیا اسے شک تھا کہ پانڈو برادران اپنی ماں کے ساتھ کہیں پہلے ہی بھاگ کر اپنی جانیں بچا چکے ہوں گے اس کے علاوہ دروپدہ کو یہ بھی شک تھا کہ یہ پانچوں بھائی اپنی ماں کنتی کے ساتھ کہیں بھیس بدل کر زندگی بسر کر رہے ہوں گے۔

جس وقت وارناوات شہر کو آگ لگنے اور محل کو آگ لگنے کی خبریں پھیلی تھیں تو ریاست پنچال کے راجہ دروپدہ نے کئی روز تک اپنے ہاں سوگ منایا تھا کیونکہ وہ پانڈو راجکماروں کو بے حد پسند کرتا تھا چونکہ اس کو شک تھا کہ پانڈو برادران اپنی ماں کے ساتھ زندہ ہیں لہذا اس نے اس سلسلے میں اپنے ایک مشیر سے مشورہ کیا اور اس نے اسے یہ تجویز پیش کی کہ چونکہ پانڈو برادران بہترین تیغ زن ہونے کے علاوہ عمدہ قسم کے تیر انداز بھی ہیں لہذا وہ اپنی بیٹی دروپدی کا سوئمبر رچانے کا اعلان کرے اور اس کے لیے دور اور نزدیک کی ساری ریاستوں کو اس سوئمبر کی اطلاع دے اس طرح سوئمبر کا اعلان ہوتے ہی پانڈو برادران بھی اس میں حصہ لینے کے لیے ضرور آئیں گے اور اس طرح دروپدہ کو یہ یقین ہو سکتا ہے کہ پانڈو برادران زندہ ہیں۔

دروپدہ نے اپنے اس مشیر کی تجویز کو پسند کیا لہذا اس نے میرے جیسے انگنت برہمنوں کا انتخاب کیا اور انہیں مختلف ریاستوں کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ مختلف قصبوں اور شہروں میں اس کی بیٹی کے سوئمبر کا اعلان کریں ان برہمنوں میں سے میں بھی ایک برہمن ہوں جو دروپدی کے اس سوئمبر کا اعلان ہستناپور کی ریاست میں کر کے آیا ہوں اور اب میں واپس جاتے ہوئے راستے میں پڑنے والے سارے شہروں میں یہ اعلان کرتا چلا جاؤں گا اس قدر کہنے کے بعد وہ اجنبی برہمن اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا کاشک شہر میں اس نے گھوم پھر کر ریاست پنچال کے راجہ دروپدہ کی بیٹی کے سوئمبر کا اعلان کیا اور پھر وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔

برہمن کے جانے کے بعد کنتی نے اپنے بیٹوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے بیٹو میری بات غور سے سنو میں چاہتی ہوں کہ اب ہم بھی یہاں اکاشک شہر سے ریاست پنچال کے مرکزی شہر کی طرف روانہ ہو جائیں اس نو وارد برہمن کی گفتگو سن کر مجھے بے حد خوشی اور اطمینان ہوا ہے کمپیلہ شہر میں داخل ہونے کے بعد ہم حالات کا جائزہ لیں گے اگر حالات ہمارے لیے بہتر اور سازگار ہوتے تو تم پانچوں بھائی بھی اس سوئمبر میں حصہ لینا اور مجھے امید ہے کہ تم میں سے کوئی نہ کوئی وہ سوئمبر جیتنے میں کامیاب ہو جائے گا اور اگر ہم نے سوئمبر جیت لیا اور ریاست پنچال کے راجہ کی بیٹی کو ہم نے حاصل کر لیا میں سمجھتی ہوں کہ اس کی مدد سے ہم ہستناپور میں اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کر لیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس کی مدد سے ہم ہستناپور میں اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ریاست پنچال کے مرکزی شہر کمپیلہ میں داخل ہونے کے بعد ہم کسی سرائے میں قیام کر کے سوئمبر میں حصہ لیں گے۔ پانچوں بھائیوں نے اپنی ماں کی اس تجویز سے اتفاق کیا اور دوسرے روز وہ ریاست پنچال کے مرکزی شہر کمپیلہ کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

عارب اور نبیطہ کے ساتھ ایک روز عزازیل مصر کے مرکزی شہر ممفس سے باہر سنکارا کے کھلے کھلے اور وسیع میدانوں کے اندر مصر کے قدیم ترین فرعون زوسر کے اہرام کے سامنے نمودار ہوا۔ اہرام کے دروازے کے قریب آکر عزازیل رک گیا اور پھر اس نے عارب اور نبیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے میرے رفیقان دیرینہ۔ کیا تم جانتے ہو میں تم دونوں کو مصر کے اس سب سے بڑے اہرام کے پاس کیوں لایا ہوں عزازیل کے اس سوال پر عارب نے بولتے ہوئے کہا اے میرے آقا ہم کیا جانیں کہ ہمیں یہاں لانے میں آپ کا کیا مقصد اور مدعا ہے۔ دریائے گنگا اور جمنا کے سنگم کے کنارے ہمیں آپ نے اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا اور ہم دونوں بغیر کچھ کہے آپ کے ساتھ ہو لیے اب آپ کہیے کہ اس اہرام کی طرف آنے کا آپ کا کیا مقصد ہے اس پر عزازیل تھوڑی دیر تک عارب اور نبیطہ کو غور سے دیکھتا رہا اس دوران اس کے چہرے پر انتہائی عیارانہ مسکراہٹ اور اس کی آنکھوں میں پر فریب چمک پیدا ہو گئی تھی پھر اس نے ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو میرے پر خلوص ساتھیو! بیوسا نے ہمیں چھوڑ کر اور لیوناف کا ساتھ دے کر ہمارے ساتھ دھوکہ اور فریب کیا ہے۔ اور اسے اس کے دھوکے کی ضرور سزا مل کر رہے گی یوناف کے ساتھ رہتے ہوئے شاید وہ یہ خیال کر رہی ہو گی کہ اب وہ ہماری طرف سے محفوظ اور مامون ہے اور ہم اسے کسی قسم کی تکلیف اور اذیت میں مبتلا نہیں کر سکتے پر ایسا نہیں ہے میں اسے اس کے فریب کی ایسی سزا دوں گا کہ اس کی بقیہ زندگی کو جہنم بنا کر رکھ دوں گا اے میرے ساتھیو زوسر کے اس اہرام کے اندر میں نے بیوسا کو سزا اور اذیت دینے کا انتظام اور اہتمام کیا ہے۔

زوسر کا یہ اہرام اندر سے بے حد وسیع اور پر فریب ہے اس کے اندر ان گنت تہہ خانے ہیں جن میں سے کچھ تہہ خانوں کے اندر زوسر اور اس کے اہل خانہ کی ممیاں رکھی ہوئی ہیں اور کچھ تہہ خانوں کے اندر مصر کے قدیم دیوتاؤں کے بت رکھے ہوئے ہیں اور کچھ تہہ خانے ایسے بھی ہیں جو خالی پڑے ہوئے ہیں ان خالی پڑے ہوئے تہہ خانوں میں سے ایک کے اندر میں نے اپنے کارکنوں کی مدد سے بیوسا کو یہاں لا کر اسے اذیت اور سزا دینے کے انتظامات کیے ہیں اب تم دونوں میرے ساتھ اس اہرام کے اندر آؤ میں تمہیں وہ تہہ خانہ دکھاتا ہوں جس کے اندر عنقریب بیوسا کو ایک قیدی اور اسیر کی حیثیت سے بند کر دیا جائے گا۔

عارب اور نبیطہ نے عزازیل کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اور وہ خاموشی کے ساتھ اس کے ساتھ ہو لیے تھے۔ اہرام کے بڑے دروازے سے عزازیل اندر داخل ہوا اہرام کے اندر گہری تاریکی تھی مختلف کمروں سے گزرتے اور عارب اور نبیطہ کو مختلف ممیاں اور مصر کے قدیم دیوتاؤں کے بت دکھانے کے بعد عزازیل ایک ایسے تہہ خانے میں داخل ہوا جو خالی پڑا ہوا تھا اس تہہ خانے کا فرش سرخ رنگ کے بڑے بڑے پتھروں سے بنایا گیا تھا تہہ خانے کی شمالی دیوار کے اندر لوہے کے دو بڑے بڑے کڑے دیوار کے اندر نصب تھے اور ان کڑوں کے ساتھ لگی ہوئی لوہے کی لمبی لمبی زنجیریں فرش پر پڑی ہوئی تھیں۔ ان زنجیروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عزازیل نے عارب اور نبیطہ کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو میرے دونوں ساتھیو بیوسا کو یہاں لا کر ان زنجیروں کے اندر جکڑ دیا جائے گا اور پھر وہ اس تہہ خانے میں اس وقت تک اذیت ناک اور جہنم جیسی زندگی بسر کرتی رہے گی جب تک وہ لیوناف کا ساتھ چھوڑ کر دوبارہ ہمارے ساتھ کام کرنے پر آمادہ نہیں ہو جاتی اور اگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو اس کی بقیہ زندگی اس جہنم نما تہہ خانے میں گزر جائے گی اور میرے ساتھی اسے اس تہہ خانے میں ضروریات زندگی فراہم کرتے رہیں گے تاکہ وہ سسک سسک کر زندہ رہ سکے عزازیل کے اس انکشاف پر عارب نے بولتے ہوئے کہا اے آقا میرے خیال آپ کے اس اہتمام اور اس انتظام میں کچھ خامیاں اور کچھ کوتاہیاں ہیں اس پر عزازیل نے عارب کو گھور کر دیکھا اور پوچھا تمہارا اشارہ کن خامیوں کی طرف ہے اس کے جواب میں عارب نے کہنا شروع کیا۔

اے آقا جب آپ بیوسا کو اس تہہ خانے کے اندر لا کر زنجیروں میں جکڑ دیں گے تو کیا ایسا ممکن نہ ہو گا کہ اس تہہ خانے میں بیوسا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر ان زنجیروں سے چھٹکارا حاصل کر کے یہاں سے بھاگنے میں کامیاب ہو جائے۔ عارب کے اس سوال پر عزازیل نے پہلے ایک مکروہ اور بلند قہقہہ لگایا پھر کہنے لگا اے میرے دوستو ایسا ممکن نہیں اس تہہ خانے کے اندر میں نے ایسا عمل ڈال رکھا ہے کہ یہاں کسی کی بھی سری قوتیں حرکت میں نہیں آ سکتیں اگر تم دونوں کو یقین نہ ہو تو تم دونوں بھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر یہاں سے غائب ہونے کی کوشش کرو تو میں دیکھتا ہوں تم کیسے کامیاب ہوتے ہو عزازیل کے اس انکشاف پر عارب اور نبیطہ نے ایک ساتھ اس کی طرف دیکھا پھر ایک دوسرے

... غائب ہوتے ہوئے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے۔ لیکن ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ ان کی سری قوتیں کام نہ کر رہی تھیں اور وہ ایسا محسوس کر رہے تھے جیسے کہ وہ دنیا کے لاچار اور بے بس ترین انسان ہوں یہ معاملہ دیکھنے کے بعد عارب نے پھر عزازیل کو مخاطب کر کے کہا۔

اے میرے آقا اس تہہ خانے میں آپ کا انتظام واقعی تعجب خیز اور حیرت انگیز ہے اگر کوئی بھی یہاں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں نہیں لا سکتا تو پھر یوسا کا یہاں سے بچ نکلنا ناممکن ہوگا۔ عارب کی اس بات پر عزازیل کے چہرے پر ایک بار پھر مکروہ مسکراہٹ نمودار ہوئی اور پھر اس نے نیا انکشاف کرتے ہوئے کہا اے میرے دونوں ساتھیو میں تم پر ایک اور انکشاف بھی کرتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ اس تہہ خانے کے اندر بھی کوئی داخل نہیں ہو سکتا یہ جو تم اس تہہ خانے میں آئے ہو تو یہ تم میری وجہ سے اس کے اندر داخل ہوئے ہو ورنہ اگر تم اکیلے اس تہہ خانے کے اندر داخل ہونے کی کوشش کرتے تو تم ایک ناقابل برداشت اذیت میں مبتلا ہو کر رہ جاتے اس پورے اہرام کے اندر میں نے ایک ایسا عمل ڈال رکھا ہے کہ جب میں یوسا کو یہاں قید کروں گا تو ابلیکا اور یوناف دونوں میں سے کوئی بھی اس کی مدد کے لیے اس تہہ خانے کے اندر داخل نہ ہو سکے گا۔

تھوڑی دیر تک رک کر عزازیل عارب اور نبیطہ سے پھر کہنے لگا اے میرے دونوں ساتھیو اب تم دونوں میرے ساتھ آؤ میں تمہیں اس اہرام سے باہر لے جاتا ہوں اور تمہیں بتاتا ہوں کہ اس اہرام کے اندر داخل ہونا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے عزازیل کی اس گفتگو کے جواب میں عارب اور نبیطہ خاموشی کے ساتھ اس کے ساتھ ہو لیے عزازیل ان دونوں کو لے کر اہرام سے نکل گیا پھر وہ اہرام کے بڑے دروازے سے ذرا دور ہٹ کر کھڑا ہو گیا اور عارب کی طرف دیکھ کر کہنے لگا ذرا اس اہرام کے اندر داخل ہونے کی کوشش کرو پھر دیکھو کہ کیا اثرات نمودار ہوتے ہیں عزازیل کے حکم پر عارب نے تھوڑی دیر تک خوفزدہ سے انداز میں عزازیل کی طرف دیکھا پھر وہ ڈرتے ڈرتے اہرام کے اندر داخل ہونے کے لیے آگے بڑھا تھا۔

جونہی عارب زوسر کے اس اہرام میں داخل ہوا تو وہ بری طرح چیخنے چلانے لگا۔ اس کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے وہ بے پردہ وحشت کا شکار ہو گیا ہو یا اس کے رگوں میں انگنت طوفان اٹھ کھڑے ہوئے ہوں اس کی لمحہ بہ لمحہ بدلتی حالت سے ایسا لگنے لگا تھا جیسے شبنم کے کسی قطرے کو کانٹے کی نوک پر رکھ دیا گیا ہو پھر عارب بری طرح چیختا چلاتا زوسر کے اس اہرام سے یوں باہر بھاگا تھا جیسے جلتی ریت پر سایہ تپ کر سنگ اٹھا ہو جب وہ اہرام سے باہر آیا تو عزازیل نے فخریہ انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے عارب تمہارا اس اہرام کے اندر داخل ہونا کیسا رہا اس پر عارب نے سہمی سہمی سی آواز میں عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے میرے آقا جب میں اس اہرام میں داخل ہوا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں شعور اور لاشعور کی جنگ اور درد کی لکیروں کا شکار ہو گیا ہوں اور اگر میں فالفور بھاگ کر باہر نہ نکلتا تو مجھے ڈر اور خدشہ تھا کہ میرے لہو کی حرارت بھاپ بن کر ختم ہو جائے گی اس پر عزازیل نے پھر فخریہ انداز میں عارب سے پوچھا۔

اے عارب! کیا تم خیال کرتے ہو کہ جب میں یوسا کو زوسر کے اس اہرام کے اس تہہ خانے میں بند کر دوں گا تو کیا ابلیکا یا یوناف اسے یہاں سے نکالنے میں کامیاب ہو سکیں گے اس پر عارب کہنے لگا۔ اے آقا اس اہرام میں داخل ہونے کے بعد جو تجربہ میں نے حاصل کیا ہے اس کی روشنی میں میں یقین اور وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ابلیکا اور یوناف کبھی بھی یوسا کی مدد کے لیے اس اہرام میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ پر اے میرے آقا ایک بات اب میرے ذہن میں تشکیک اور شبہات پیدا کرتی ہے اور وہ یہ کہ آپ کس طرح یوسا پر قابو پا کر اسے یہاں اسیر کرنے میں کامیاب ہوں گے؟

اس سوال پر عزازیل مسکراتے ہوئے کہنے لگا اے عارب! یہ کوئی بڑی بات نہیں میں اب اپنے کارکنوں کے ساتھ یوناف اور یوسا پر نگاہ رکھوں گا۔ اور جب کبھی بھی کوئی مجھے ایسا موقع ملا کہ یوناف کہیں باہر گیا ہوا ہو اور یوسا اپنے کمرے میں اکیلی ہو تو میں اس پر وارد ہوں گا اس کی سری قوتوں کو مفلوج کر کے میں یہاں لے آؤں گا اور زوسر کے اس تہہ خانے کے اندر زنجیروں میں جکڑ کر رکھ دوں گا اس اسیری کے دوران اگر وہ یوناف کا ساتھ چھوڑ کر ہمارے ساتھ کام کرنے کا وعدہ کرے گی تو میں اسے معاف کر دوں گا اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو پھر وہ اپنی ساری زندگی اسی تہہ خانے کے اندر گلتی سڑتی رہے گی عزازیل کی اس گفتگو سے عارب اور نبیطہ دونوں مطمئن ہو گئے تھے انہوں نے عزازیل کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا پھر وہ تینوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔

○

پانڈو برادران اپنی ماں کنتی کے ساتھ برہمنوں کے بھیس میں ریاست پنچال کے مرکزی شہر کمپیلہ میں داخل ہوئے وہاں انہوں نے ایک کمہار کے ہاں قیام کیا پانچوں بھائی دن بھر کمپیلہ شہر میں بھیس بدل کر بھیک مانگتے اور یوں وہ اس شہر میں اپنی ماں کے ساتھ گزر بسر کرنے لگے تھے بھیک مانگتے ہوئے وہ شہر کی خبریں بھی حاصل کرنے لگے تھے اور ان خبروں سے انہوں نے یہ اندازہ لگایا

کہ ریاست پنچال کا راجہ نہ صرف یہ کہ ان پانچوں بھائیوں کیلئے فکر مند ہے بلکہ اسے یہ بھی یقین ہے کہ پانچوں پانڈو بھائی زندہ ہیں اور وہ کسی نہ کسی طرح اس کی بیٹی دروپدی کے سوئمبر میں ضرور حصہ لیں گے اس طرح کمپیلہ شہر میں رہتے ہوئے وقت تیزی سے گزرتا رہا یہاں تک کہ ریاست پنچال کے راجہ کی بیٹی دروپدی کے سوئمبر کا دن آپہنچا۔

سوئمبر کا اہتمام ایک بہت بڑے ہال کے اندر کیا گیا تھا۔ اس ہال کو پھولوں سے سجانے کے علاوہ خوشبوؤں سے خوب معطر کیا گیا تھا اس ہال کے اندر لکڑی کی دو بڑی بڑی شہ نشینیں بنائی گئی تھیں ایک پر ریاست پنچال کے راجہ کی بیٹی دروپدی کو بٹھایا جانے والا تھا اور دوسری شہ نشین پر ایک بہت بڑی کمان رکھی گئی تھی اور اس کمان کی تاریں لوہے کی تھیں جن کی وجہ سے اس کمان سے چلایا جانے والا تیر مشکل سے اپنے نشانہ پر جاکر لگتا تھا اس ہال کی چھت پر ایک گھومنے والی چھوٹی سی مچھلی کا انتظام کیا گیا تھا اور جو بھی راجہ یا راجکمار اس بھاری بھرکم کمان کو استعمال کرتے ہوئے اس مچھلی پر تیر مار کر اسے گرا دے وہی دروپدی کا سوئمبر جیتنے میں کامیاب ہوگا اور اسی سے ہی دروپدی کی شادی کر دی جائے گی لیکن شرط یہ تھی کہ تیر صرف پانچ رکھے گئے تھے اور کوئی بھی پانچ سے زیادہ تیر استعمال نہ کر سکتا تھا۔

جس ہال کے اندر سوئمبر کا انتظام کیا گیا تھا اس ہال کے دائیں طرف ان راجاؤں اور راجکماروں کو بٹھایا گیا تھا جو دروپدی کے سوئمبر میں حصہ لینے کے لیے آئے تھے جب کہ ہال کے بائیں طرف کمپیلا شہر اور باہر سے آنے والے برہمن بیٹھے ہوئے تھے ان برہمنوں میں پانڈو برادران بھی اپنے منہ پر کالک مل کر اور برہمنوں کے بھیس میں آکر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کے بعد راجہ دروپد بھی اس ہال میں داخل ہوا اور اس شہ نشین کے قریب آکر بیٹھ گیا جس پر اس کی بیٹی دروپدی کو بٹھایا جانے والا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دروپدی کا بھائی دھرشٹ دوم دروپدی کو لے کر اس ہال میں داخل ہوا اس وقت دروپدی دلہن کے لباس میں تھی اور وہ انتہائی پرکشش اور خوبصورت دکھائی دے رہی تھی۔ اس کا بھائی اسے اس کے شانوں سے تھامے ہوئے تھا اور اسے سہارا دیتے ہوئے وہ آگے بڑھا اور اس شہ نشین پر لا بٹھایا گیا جو اس کے لیے ہی تیار کی گئی تھی اور پھر دروپدی کے سامنے کچھ ہار رکھ دیے گئے تاکہ جو بھی شخص اس کا سوئمبر جیتے وہ اٹھ کر اس کے گلے میں ہار ڈال دے۔ دروپدی کا بھائی دھرشٹ دوم دروپدی کے پاس بیٹھ گیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا اے میری بہن غور سے سنو یہ جو راجے اور راجکمار تمہارے سوئمبر میں حصہ لینے کے لیے آئے ہیں میں ان سے متعلق تمہیں تفصیل سے بتاتا ہوں۔ دروپدی اپنے بھائی کی طرف متوجہ ہو گئی پھر دھرشٹ دوم کہہ رہا تھا۔

دروپدی میری بہن یہ جو میرے دائیں طرف تمہیں حاصل کرنے کے لیے راجے بیٹھے ہیں ان میں سب سے پہلے نمبر پر ہمارے مقدس اوتار کرشن مہاراج بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ ان کے بھائی بلرام ہیں ان سے آگے ریاست ہستناپور کے راجکمار دریودن اور اس کے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے بعد دریودن کا بہترین اور وفادار دوست رادیو بیٹھا ہوا ہے یہ رادیو تیر اندازی میں اپنا جواب نہیں رکھتا اور ان سے آگے سکوتی ورشنی، ساماہ، سرانا اور گادا کے سورما بیٹھے ہوئے ہیں غرض دروپدی کے بھائی دھرشٹ دوم نے ان سارے راجاؤں اور راجکماروں سے متعلق اپنی بہن دروپدی کو تفصیل بتا دی۔

ابھی سوئمبر کی ابتدا نہ ہوئی تھی کہ راجوں اور راجکماروں کے اندر بیٹھے کرشن نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے برہمنوں کی طرف غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ اس نے ان کے اندر بیٹھے ہوئے پانڈو برادران کو پہچان لیا پھر اس نے بڑی رازداری کے ساتھ اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے اپنے بھائی بلرام کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا اے بلرام میرے بھائی اگر میں غلطی پر نہیں اور میرا ذہن بھی دھوکا نہیں دے رہا تو سامنے برہمنوں کے بائیں طرف جو پانچ برہمن بیٹھے ہوئے ہیں وہ پانچوں پانڈو برادران ہیں اور بھیس بدل کر اس سوئمبر میں حصہ لینے کے لیے آئے ہیں اسے میرے بھائی ان کی یہاں موجودگی میرے لیے حوصلہ افزا ہے اس لیے کہ یہ پانچوں پانڈو بھائی ہمارے رشتہ دار ہیں اور مجھے امید ہے کہ یہ سوئمبر ان پانچوں بھائیوں میں سے ہی کوئی جیتے گا اور ریاست پنچال کی بیٹی اسی کے حصے میں آئے گی۔ کرشن اپنے بھائی کو کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا لیکن خاموش ہو گیا اس لیے کہ سوئمبر کی ابتدا کر دی گئی تھی۔

سب سے پہلے کورو برادران کا بڑا بھائی دریودن سوئمبر میں حصہ لینے کے لیے آیا اس نے وہ وزنی کمان اٹھائی پانچوں تیر اس نے چھت کے ساتھ گھومتی ہوئی مچھلی پر آزمائے لیکن اس کا ہر نشانہ خطا گیا تھا دریودن کے بعد اس کے دوست رادیو کا نمبر آیا جو بقول دریودن کے تیر اندازی میں اپنا جواب نہ رکھتا تھا لیکن رادیو بھی چھت کے ساتھ گھومتی ہوئی اس مچھلی کو گرانے میں ناکام رہا اس کے بعد وہاں پر جمع ہونے والے سارے راجے اور راجکمار باری باری وہ کمان اٹھا کر چھت کے ساتھ لگی ہوئی اس مچھلی پر پانچ تیر آزماتے رہے لیکن ان میں سے کوئی بھی مچھلی کو مار گرانے میں کامیاب نہ ہوا تھا۔

اس صورتحال میں پانڈو برادران میں سے ارجن اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور شہ نشین کی طرف بڑھا اس موقع پر کرشن نے اپنے بھائی بلرام کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا اے بلرام میرے بھائی یہ جو برہمن اس وقت شہ نشین کی طرف بڑھ رہا ہے یہ ضرور ارجن ہے اور میرا دل کہتا ہے کہ یہ ارجن ضرور دروپدی کا سوئمبر جیتنے میں کامیاب ہو جائے گا اتنی دیر تک ارجن شہ نشین کے قریب آ گیا اور پھر اس نے دروپدی کے

بھائی دھرش دوم کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اب جب کہ یہاں جمع ہونے والے سارے کھشتری راجے اور راجکمار چھت کے ساتھ گھومتی ہوئی اس مچھلی کو مار گرانے میں ناکام ہو چکے ہیں تو کیا کسی برہمن کو بھی اس سوئمبر میں حصہ لینے کی اجازت ہے اس پر دروپدی کے بھائی دھرش دوم نے بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اے نوجوان برہمن یہ حقیقت ہے کہ سارے ہی کھشتری اس سوئمبر کو جیتنے میں ناکام ہو چکے ہیں لیکن اس سوئمبر میں چاہے کوئی برہمن ہو کھشتری ہو یا ویش ہو ہر کسی کو حصہ لینے کی اجازت ہے اگر تم بھی اس سوئمبر میں حصہ لینا چاہتے ہو تو آگے بڑھ کر اس کمان کو سنبھالو اور یہ جو پانچ تیر وہاں رکھے ہیں انہیں چھت کے ساتھ گھومتی ہوئی مچھلی پر آزماؤ اور پھر دیکھو تمہاری قسمت سے کیا اثرات نکلتے ہیں۔

ارجن نے دھرش دوم کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا وہ اس شہ نشین کے قریب آیا جس پر بھاری اور وزنی کمان رکھی ہوئی تھی۔ اس کمان کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر لمحہ بھر کے لیے ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے کمان کو سنبھالا اس کے بعد یکے بعد دیگرے اس نے پانچ تیر اس تیزی سے مچھلی پر چلائے کہ مچھلی چھت سے زمین پر گر گئی تھی یوں ارجن راجہ پنچال کی بیٹی دروپدی کا سوئمبر جیتنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ارجن کی اس کامیابی پر ہال کے اندر ایک شور و غل بپا ہو گیا تھا خصوصیت کے ساتھ وہاں پر بیٹھے ہوئے برہمن بے حد خوشی کا اظہار کر رہے تھے اور وہ کھشتریوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے جو کام کھشتری نہیں کر سکے وہ کام آخر ایک نوجوان برہمن نے کر دکھایا اس کے بعد چاروں طرف سے کیا برہمن کیا وہاں جمع ہونے والے دوسرے لوگ ارجن پر پھولوں کی بارش کرنے لگے۔

اس موقع پر حسین دروپدی شہ نشین سے اتری اور آگے بڑھ کر اس نے ارجن کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈال دیے تھے جو اس بات کی نشاندہی تھی کہ اب وہ دونوں ازدواجی بندھن میں بندھ چکے ہیں اس کے ساتھ ہی دروپدی کا باپ اور ریاست پنچال کا راجہ دروپدہ اپنی جگہ پر کھڑا ہوا اور وہاں جمع ہونے والے سارے کھشتریوں برہمنوں اور دوسرے لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو یہاں جمع ہونے والے لوگو یہ نوجوان برہمن میری بیٹی دروپدی کا سوئمبر جیت چکا ہے اب میری بیٹی دروپدی اس کی بیوی ہے اور مجھے امید ہے کہ میری بیٹی اور اس برہمن کا ساتھ کچھ ایسا ہی خوش کن رہے گا جیسے اندرا اور ساچی جیسے اگنی اور سواہا کا جیسے وشنو اور لکشمی کا جیسے سورا ج اور اوشا کا جیسے من متھ اور رتی کا جیسے سنکارہ اور اوما کا جیسے رام اور سیتا کا۔

جب راجہ پنچال خاموش ہوا تب کچھ کھشتری راجے آپس میں صلاح مشورہ کرنے لگے پھر ایک کھشتری

راجہ کھڑا ہوا اور راجہ پنچال کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا اے پنچال کے راجہ تم نے اپنی بیٹی دروپدی کا ہاتھ ایک برہمن کے ہاتھ میں دے کر بد دیانتی اور ناانصافی کا مظاہرہ کیا ہے اگر کوئی بھی کھشتری راجہ یا راجکمار تمہاری بیٹی کا سوئمبر جیتنے میں کامیاب نہیں ہو سکا تو اس کا حل یہ ہونا چاہیے تھا کہ تمہاری بیٹی دروپدی کو قتل کر دیا جاتا بجائے اس کے کہ اس کا ہاتھ ایک عام سے برہمن کے ہاتھ میں دے دیا جاتا۔ لہذا اے دروپدہ تم نے یہ جو پاپ اور گناہ کیا ہے اس کی ہم تمہیں سزا دیں گے اور ہم سب مل کر تمہیں تمہاری بیٹی اور تمہارے بیٹے کو قتل کر کے یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔

اس راجہ کی یہ گفتگو سن کر دروپدہ فکر مند اور پریشان ہو گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی کچھ راجکمار اور راجے اٹھ کھڑے ہوئے انہوں نے اپنی تلواریں بے نیام کر لی تھیں اور وہ اس ارادے سے آگے بڑھے تھے کہ وہ حملہ آور ہو کر راجہ پنچال اور اس کی بیٹی دروپدی اور اس کے بیٹے دھرش دوم اور ارجن پر حملہ آور ہو کر ان کا کام تمام کر دیں لیکن اس موقع پر ارجن کے چاروں بھائی بھی تلواریں سونت کر اٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر انہوں نے ان راجاؤں اور راجکماروں پر حملہ کر دیا تھا جو انہیں نقصان پہنچانے کی نیت سے آگے بڑھے تھے اس حملے میں وہ سارے راجے اور راجکمار بری طرح زخمی ہو گئے لہذا وہاں بیٹھے ہوئے دوسرے راجاؤں اور راجکماروں میں سے کسی کو یہ جرات نہ ہوئی کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر پانڈو برادران یا راجہ پنچال اور اس کے بیٹے اور بیٹی پر حملہ آور ہوں۔

اس موقع پر کرشن اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور وہاں جمع ہونے والے لوگوں کو مخاطب کر کے اس نے کہنا شروع کیا یہاں جمع ہونے والے برہمنو! کھشتریو! اور دوسرے لوگو میری بات غور سے سنو اگر اس نوجوان برہمن نے دروپدی کا سوئمبر جیت لیا ہے تو یہ کوئی نئی اور بری بات نہیں ہے جب سارے ہی کھشتری یہ سوئمبر جیتنے میں ناکام رہے تب یہ برہمن میدان میں اترا اور اس نے دروپدی کے بھائی سے باقاعدہ اجازت طلب کی کہ اسے اس سوئمبر میں حصہ لینے کی اجازت ہے یا نہیں اور تم سب کے سامنے دروپدی کے بھائی نے اس برہمن کو اس سوئمبر میں حصہ لینے کی اجازت دی اب یہ برہمن سوئمبر جیت کر دروپدی کا حقیقی شوہر بن چکا ہے لہذا کسی راجے یا راجکمار کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس معاملے کو اپنی بے عزتی یا اپنی انا کا مسئلہ سمجھ کر ان پر حملہ آور ہو لہذا سب لوگ اٹھ کر اپنی اپنی منزلوں کی طرف روانہ ہو جائیں اس لیے کہ سوئمبر ختم ہو چکا ہے اور یہ نوجوان برہمن سوئمبر جیت چکا ہے کرشن کی اس گفتگو کو سب نے پسند کیا وہاں جمع ہونے والے لوگ اٹھ کر اپنی اپنی منزلوں کی طرف روانہ ہونے لگے جب کہ پانڈو برادران دروپدی کو لے کر اس کمہار کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے تھے جہاں انہوں نے قیام کر رکھا تھا۔

پانچوں پانڈو بھائی جب گھر میں داخل ہوئے تو ان کی ماں کنتی انہیں دیکھ کر بے حد خوش ہوئی اور جب اسے یہ خبر ہوئی کہ اس کے بیٹے ارجن نے راجہ پنچال کی بیٹی کا سوئمبر جیت لیا ہے اور وہ راجہ کی بیٹی دروپدی کو اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں تو اس کی خوشیوں کی کوئی انتہا نہ تھی سب سے پہلے آگے بڑھ کر اس نے دروپدی کو گلے لگایا پھر وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر گھر کے اس کمرے میں لے گئی تھی یہاں انہوں نے قیام کر رکھا تھا وہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی باہر والی دیوار میں چھوٹی چھوٹی اینٹوں سے بنی ہوئی ہوا کے لیے ایک کھڑکی بنی تھی۔ دروپدی اس ماحول کو دیکھ کر تعجب کر رہی تھی کہ پانچوں برہمن اس کمرے میں رہتے ہیں جب وہ سارے بھائی بھی دروپدی کے سامنے بیٹھ گئے تب ان کی ماں کنتی نے انہیں مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

اے میرے بیٹو اس میں کوئی شک نہیں کہ راجہ پنچال کی بیٹی کا سوئمبر ارجن نے جیتا ہے اور بظاہر دروپدی کی شادی ارجن ہی کے ساتھ ہونی چاہیے لیکن ارجن سے یدشٹر اور بھیم سین دونوں بڑے ہیں لہذا پہلے ان دونوں کی شادی ہونی چاہیے ان حالات میں اے میرے بچو! میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ دروپدی تم پانچوں بھائیوں کی بیوی کی حیثیت سے یہاں رہے گی۔ اپنی ماں کا یہ فیصلہ سن کر پانچوں بھائیوں نے اس کے سامنے اپنے سروں کو خم کرتے ہوئے اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا تھا پھر اس سے کہ یہ گفتگو آگے بڑھتی اس کمرے میں کرشن اور اس کا بھائی بلرام داخل ہو گئے۔

کنتی چونکہ کرشن کی پھوپھی اور کرشن اس کا بھتیجا تھا لہذا کرشن کنتی کو پہچان گیا کنتی نے بھی جب دیکھا کہ اس کا بھتیجا کرشن ان کے کمرے میں آیا ہے تو وہ آگے بڑھ کر اسے گلے لگا کر ملی کرشن ان کے سامنے بیٹھ گیا تب کنتی نے اپنے بیٹوں کو مخاطب کر کے کہا سنو میرے بیٹو یہ کرشن ہے میرا بھتیجا اس انکشاف پر پانچوں بھائی باری باری اپنی جگہ سے اٹھے اور کرشن اور بلرام کے گلے ملے کنتی نے بھی بلرام کو گلے لگا کر پیار کیا اس کے بعد جب سب لوگ وہاں بیٹھ گئے تب کرشن نے انہیں مخاطب کر کے کہنا شروع کیا سنو میرے بھائیو مجھے اس وقت ہی شک ہو گیا تھا جب تم برہمنوں کے بھیس میں سوئمبر کے ہال میں بیٹھے ہوئے تھے لیکن میں اس کی توثیق چاہتا تھا۔ لہذا میں تمہارے پیچھے پیچھے چلا آیا اور یہاں اپنی پھوپھی کو دیکھ کر اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم میرے بھائی اور پانڈو برادران ہو اب تم فکر نہ کرو مجھے تو اس بات کی بھی بے حد خوشی ہوئی ہے کہ تم وارناوات شہر کے اس قدیم محل سے بچ نکلے ہو یہاں پر لاکھ محل کر تم لوگوں کو جلانے کی کوشش کی گئی تھی اب جب کہ تم لوگوں نے راجہ پنچال کی بیٹی دروپدی کا سوئمبر جیت لیا ہے تو راجہ کے ساتھ اب تم لوگوں کا ایک رشتہ ایک رابطہ ایک تعلق قائم ہو گیا ہے اور مجھے امید

ہے کہ اب حالات تمہارے حق میں پلٹا کھائیں گے اور تم نہ صرف یہ کہ کوروں سے اپنے ظلم کا بدلہ لے سکو گے بلکہ ریاست ہستناپور کی حکومت بھی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اب میں تم لوگوں سے ملتا رہوں گا تم لوگوں کو فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔ مجھے قوی امید ہے کہ حالات تمہارے حق میں ضرور پلٹا کھائیں گے۔ کرشن اپنے بھائی بلرام کے ساتھ تھوڑی دیر تک وہاں بیٹھ کر باتیں کرتا رہا اس کے بعد وہ وہاں سے رخصت ہو کر چلا گیا تھا۔

جب پانڈو برادران دروپدی کو لے کر اپنے گھر چلے گئے اور وہاں جمع ہونے والے سارے راجے اور راجکمار برہمن اور دوسرے لوگ بھی اٹھ کر اپنی اپنی منزلوں کی طرف روانہ ہو گئے اور سوئمبر کا وہ ہال خالی ہو گیا تب ریاست پنچال کا راجہ دروپدہ اپنے بیٹے دھرشٹ دوم کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے میرے بیٹے مجھے اس بات کی تو خوشی ہے کہ ایک جوان اور خوبصورت برہمن نے میری بیٹی کا سوئمبر جیتا ہے لیکن مجھے اس بات کی حیرت ہے کہ ایک برہمن یوں تیر اندازی میں سارے کشتریوں پر کیسے اور کیوں کر بازی لے گیا ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا اور پھر ہم نے ان برہمنوں سے یہ تک نہیں پوچھا کہ وہ کون ہیں اور کہاں رہتے ہیں اور اب تو میں اس بات پر بھی فکرمند ہوں کہ وہ میری بیٹی کو لے کر اس شہر میں کس جگہ گئے ہیں اس پر دھرشٹ دوم نے مسکراتے ہوئے کہا اے میرے باپ فکرمند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں میں بھی ان برہمنوں کے متعلق کچھ مشکوک سا تھا لہذا میں نے اپنے ایک آدمی کو ان کے پیچھے پیچھے روانہ کیا اور میں نے اپنے آدمی کے ذریعے اس گھر کو جان لیا ہے جہاں وہ پانچوں برہمن میری بہن دروپدی کو لے کر گئے ہیں۔

اے میرے باپ میں خود ان پانچوں برہمنوں سے متعلق کچھ مشکوک سا ہوں وہ مجھے برہمن نہیں لگتے میں نے اپنی زندگی میں کبھی کوئی ایسا برہمن نہیں دیکھا جو جنگی ہتھیاروں کا ایسا ماہر ہو جس قدر وہ پانچوں بھائی ہیں یہ مجھے پانچوں کھشتری لگتے ہیں اور میرا دل کہتا ہے کہ یہ بھیس بدل کر سوئمبر میں حصہ لینے کے لیے آئے ہیں۔ اور اے میرے باپ اگر میں غلطی پر نہیں تو میرا دل یہ بھی کہتا ہے کہ یہ پانچوں پانڈو بھائی ہیں اگر ایسا ہے تو مجھے بے انتہا خوشی ہے کہ جہاں میری بہن کو جانا چاہیے تھا وہ وہیں پر گئی ہے بہرحال اس شک و شبہ کو دور کرنے کے لیے میں شام کے قریب اس گھر کی طرف جاؤں گا جہاں پر وہ پانچوں برہمن میری بہن کو لے کر گئے ہیں اور کسی نہ کسی طرح میں ان کی اصلیت جاننے کی کوشش کروں گا اپنے بیٹے کی اس گفتگو پر دروپدہ مطمئن ہو گیا تھا اور پھر وہ دونوں اپنے روزمرہ کے کاموں میں لگ گئے تھے۔

شام کے قریب دروپدی کا بھائی دھرشٹ دوم اس کمہار کے گھر کی طرف گیا جس میں پانڈو برادران

نے اپنی ماں کے ساتھ قیام کر رکھا تھا۔ دھرش دوم چھوٹی اینٹوں سے بنی ہوئی سوراخ دار کھڑکی کے پاس بیٹھ گیا تھا جو اس کمرے کی بیرونی دیواروں میں تھی جس کمرے میں پانڈو برادران رہتے تھے کھڑکی کے سوراخوں میں سے اس نے دیکھا کہ اس وقت وہاں صرف کنتی اور اس کی بہن دروپدی بیٹھی ہوئی تھیں جب کہ پانچوں پانڈو بھائی وہاں موجود نہ تھے۔ پھر تھوڑی دیر بعد دھرش دوم نے دیکھا کہ پانچوں پانڈو بھائی اس کمرے میں داخل ہوئے تھے وہ شاید بھیک مانگنے گئے ہوئے تھے اور بھیک میں جو کچھ انہیں ملا وہ انہوں نے لا کر اپنی ماں کنتی کے سامنے رکھ دیا تھا دھرش دوم کھڑکی کے ان سوراخوں میں سے ان کی ایک ایک حرکت کا جائزہ لے رہا تھا جب کہ وہ سب اندر سے دھرش دوم کو نہ دیکھ سکتے تھے جو کچھ بھی وہ بھیک میں مانگ کر لائے تھے وہ ان کی ماں نے برتنوں میں سجایا پھر وہ پانچوں بھائی ان کی ماں اور دروپدی سب بیٹھ کر کھانے لگے۔

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد وہ سب سونے کے لیے اپنے اپنے بستروں پر لیٹ گئے اور آپس میں گفتگو کرنے لگے۔ دھرش دوم ابھی تک کھڑکی کے سوراخوں کے پاس بیٹھا ان کی گفتگو سننے کی کوشش کر رہا تھا۔ دھرش دوم نے سنا وہ پانچوں بھائی سونے تک مختلف ہتھیاروں سے متعلق باتیں کرتے رہے تھے۔ جب اس نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ پانچوں برہمن نہیں بلکہ کھشتری ہیں اس پر وہ بے حد خوش ہوا اپنے محل کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

دھرش دوم اپنے باپ دروپدہ کے پاس آیا اور جو کچھ اس نے اس کمہار کے ہاں پانڈو برادران کی شخصیت دیکھی تھی وہ اس نے اسے بیان کر دی ساتھ ہی اس نے اپنے باپ کو یقین دلاتے ہوئے کہا اے میرے باپ وہ پانچوں بھائی کسی بھی صورت میں برہمن نہیں لگتے میرا خیال ہے کہ وہ صرف برہمنوں کا بھیس بدلے ہوئے ہیں وہ کھشتری ہیں جب وہ سو رہے تھے تو ان کی گفتگو غور سے میں نے سنی وہ دھرم سے متعلق باتیں کرنے کے بجائے جنگی ہتھیاروں سے متعلق گفتگو کر رہے تھے لہذا اب مجھے یقین ہے کہ وہ برہمن نہیں کھشتری ہیں۔

اور اے میرے باپ میں اب آپ کو یہ بھی یقین دلا سکتا ہوں کہ وہ پانچوں برہمن پانڈو بھائی ہیں میں نے ان کے ساتھ ایک بوڑھی خاتون کو بھی دیکھا ہے اور میرے خیال میں وہ انکی ماں کنتی دیوی ہے اور اب مجھے یہ بھی یقین ہو گیا ہے کہ جس نوجوان نے میری بہن دروپدی کا سوئمبر جیتا ہے وہ ارجن کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتا اپنے بیٹے کی یہ گفتگو سن کر ریاست پنچال کے راجہ دروپدہ بے حد خوش ہوا دوسرے روز اس نے اپنی طرف سے کچھ تحائف اور قیمتی لباس دے کر پانڈو برادران کی طرف بھیجے

اور ان کو دعوت دی کہ وہ پانچوں بھائی اپنی ماں اور دروپدی کے ساتھ شاہی محل میں آئیں تاکہ جس برہمن نے سوئمبر جیتا ہے اس کے ساتھ اس کی شادی شاہی رسومات کے مطابق کر دی جائے۔

پانڈو برادران اور ان کی ماں نے راجہ پنچال کی اس دعوت کو قبول کر لیا اس روز وہ دروپدی کے ساتھ ریاست پنچال کے راج محل میں داخل ہوتے دروپدی کنتی کو لے کر زنان خانے کی طرف چلی گئی جب کہ راجہ دروپدہ اور اس کا بیٹا دھرش دوم پانچوں پانڈو بھائیوں کو محل کے مختلف کمروں سے گزارتے ہوئے دیوان خانے کی طرف لے جانے لگے تھے۔ پانچوں پانڈو بھائی محل کی کسی بھی چیز سے متاثر نہ ہوئے تاہم وہ تھوڑی دیر کے لیے اس کمرے میں ضرور رک گئے تھے جس میں ہتھیار سجائے گئے تھے وہاں رکھے گئے مختلف ہتھیاروں کو وہ بغور دیکھنے لگے تھے۔ اس بات سے بھی راجہ دروپدہ اور اس کے بیٹے دھرش دوم نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ پانچوں برہمن نہیں بلکہ کھشتری ہیں اور پھر جب ان دونوں باپ بیٹے نے ان پانچوں بھائیوں کو دیوان خانے کی بے حد آراستہ اور مزین نشستوں پر بٹھایا تو ان دونوں باپ بیٹوں نے ان کے بیٹھنے کے طریقے سے ہی یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ راج محل کی زندگی سے خوب واقف ہیں۔

اس کے بعد دروپدہ نے پانچوں بھائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے میں حیران اور پریشان ہوں کہ تم برہمن ہو کر ہتھیاروں کے استعمال میں کھشتریوں سے بھی زیادہ مہارت رکھتے ہو۔ میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو اور کیا میں تم لوگوں سے پوچھ سکتا ہوں کہ تمہاری مستقل رہائش کہاں ہے اور برہمن ہو کر یہ ہتھیاروں کا استعمال تم نے کہاں سے سیکھا ہے۔

راجہ دروپدہ کے اس استفسار پر وہ پانچوں بھائی خاموش رہے اور پھر اس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں کوئی صلاح مشورہ کیا پھر بڑے بھائی یدشٹر نے راجہ دروپدہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے راجہ میں سمجھتا ہوں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم تم پر اپنی اصلیت ظاہر کر دیں سنو ہم برہمن نہیں کھشتری ہیں اور ہم پانچوں پانڈو بھائی ہیں اور ہمارے ساتھ ہماری ماں کنتی ہے اور جس جوان نے تمہاری بیٹی کا سوئمبر جیتا ہے وہ ہمارا بھائی ارجن ہے۔ یدشٹر کے اس انکشاف سے راجہ دروپدہ اور اس کا بیٹا دھرش دوم بے حد خوش ہوئے وہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بے حد جوش اور ولولے کے ساتھ وہ ان سب سے گلے ملنے لگے تھے۔

جب وہ سب آپس میں مل چکے تو راجہ دروپدہ اور اس کا بیٹا دھرش دوم اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد دروپدہ نے پانڈو برادران کی طرف بڑی خوشی سے دیکھتے ہوئے پر اطمینان انداز میں کہا سنو میرے عزیزو مجھے اس بات کی بے حد خوشی ہوئی ہے کہ برہمنوں کے بھیس میں تم پانڈو برادران تھے اور مجھے اس

انکشاف پر بھی بے حد خوشی ہوئی ہے کہ میری بیٹی کا سوئمبر ارجن نے جیتا ہے لہذا میں یہ ارادہ رکھتا ہوں کہ اس راج محل کے اندر ارجن اور میری بیٹی دروپدی کی شادی پوری مروجہ رسومات کے ساتھ ادا کی جائے لہذا آج ہی اس راج محل کے اندر ارجن اور دروپدی کی شادی کا انتظام کیا جائے گا۔ راجہ دروپدہ جب خاموش ہوا تو یدشٹر نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے انکشاف کیا

اے راجہ جب ہم تمہاری بیٹی کو لے کر اس کمہار کے گھر گئے تھے جہاں ہم نے اپنی ماں کے ساتھ قیام کر رکھا تھا تب ہماری ماں کو خبر ہوئی کہ ہم نے راجہ دروپدہ کی بیٹی کا سوئمبر جیت لیا ہے وہ بے حد خوش ہوئی اور اس نے فیصلہ کیا کہ دروپدی ہم پانچوں بھائیوں کی بیوی کی حیثیت سے ہمارے ساتھ رہے گی۔ راجہ دروپدہ نے فوراً یدشٹر کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

سنو میرے عزیزو یہ تو ناممکن ہے ایک مرد بیک وقت کئی بیویاں رکھ سکتا ہے لیکن ایک عورت بیک وقت ایک سے زیادہ شوہر کیسے اور کیوں کر رکھ سکتی ہے اور یہی بات ہمارے دھرم نے مقرر کر رکھی ہے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہاری یہ خواہش کیسے اور کیونکر پوری ہو سکے گی یہ ایک غلط کام ہے اور اخلاقی لحاظ سے بھی درست نہیں ہے اس پر یدشٹر نے راجہ دروپدہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے راجہ ہم تمہاری دشواری کو سمجھتے ہیں یہ درست ہے کہ دھرم میں یہ رسم نہیں کہ ایک عورت ایک سے زائد شوہر رکھے لیکن اے راجہ ہم عام لوگوں سے مختلف ہیں۔

ہم پانچوں نے ہمیشہ ہر چیز میں ایک دوسرے کو حصہ دار بنایا ہے اور ہم ہمیشہ ایک ساتھ رہتے ہیں اور کوئی بھی شے ہمارے درمیان حائل نہیں ہو سکتی اور نہ ہی کسی شے نے ہمیں ایک دوسرے سے علیحدہ رہنے پر مجبور کیا ہے پھر میں یہ بھی کہوں کہ یہ فیصلہ چونکہ ہماری ماں کا فیصلہ ہے لہذا اس پر ضرور عمل ہونا چاہیے جہاں تک دروپدی کی شادی پانچ بھائیوں کے ساتھ ہونا دھرم کے خلاف ہے تو میں ہندو دھرم کے اندر ایسی مثال دے سکتا ہوں جس میں ایک عورت کے ایک سے زائد شوہر تھے۔ اے راجہ تم نے اپنی مذہبی کتابوں میں پڑھ اور سن رکھا ہوگا کہ ہمارے بہت سے رشی آپس میں مل کر ایک عورت سے شادی کر لیتے تھے اور اس کے علاوہ جو رشی میتلا کے ساتھ خاوند تھے اس طرح ہندو دھرم کے اندر ایسی اور بھی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں جہاں ایک عورت کے ایک سے زائد شوہر تھے لہذا اگر ہم پانچوں پانڈو بھائی تمہاری بیٹی دروپدی سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو نہ یہ فیصلہ غیر اخلاقی ہے اور نہ ہی یہ دھرم کے خلاف ہے اور نہ ہی یہ کوئی نئی بات ہے۔

یدشٹر کے دلائل سن کر دروپدہ ایک طرح سے لاجواب سا ہو کر رہ گیا تھا لہذا کوئی آخری فیصلہ

کرنے کے لیے پروہت واسا کو طلب کیا گیا سب سے پہلے خود راجہ نے واسا کے سامنے یدشٹر کی خواہش کا اظہار کیا اس کے بعد واسا نے یدشٹر کے دلائل تفصیل سے سنے اور اس ساری کارروائی کے بعد واسا نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا کہ دروپدی کی شادی پانچوں پانڈو بھائیوں کے ساتھ ہو سکتی ہے اور یہ بات مذہبی رسومات کے خلاف نہیں ہے لہذا جب راج محل کے پروہت واسا نے بھی یدشٹر کے حق میں فیصلہ دے دیا تو راجہ پنچال نے اپنی بیٹی دروپدی کی شادی پانچوں پانڈو بھائیوں کے ساتھ کر دی تھی اور وہ پانچوں پانڈو بھائی اب راج محل کے اندر ہی رہنے لگے تھے اس طرح پانڈو برادران کو ایک عرصہ تک دھکے کھانے کے بعد راجہ پنچال کی صورت میں ایک مضبوط پناہ گاہ مل گئی تھی۔

یہ بات جنگل کی آگ کی طرح چاروں طرف پھیل گئی تھی کہ پانچوں پانڈو برادران زندہ ہیں اور یہ کہ وہ اب ریاست پنچال کے راجہ دروپدہ کے داماد ہیں اور لوگوں پر یہ بات بھی کھل گئی تھی کہ دروپدی کے سوئمبر کی جنتہ لینے کے لیے جو برہمن آئے تھے وہ پانڈو برادران تھے اور یہ کہ جس برہمن نے سوئمبر جیتا تھا وہ حقیقت میں ارجن تھا یہ خبریں سُن کر دریودن اور اس کے بھائی فکرمند ہو گئے تھے۔ اوران کو یہ پریشانی لاحق ہو گئی تھی کہ اگر راجہ پنچال کے ہاں رہتے ہوئے پانڈو برادران قوت پکڑتے ہیں، تو وہ مستقبل قریب میں کورو برادران پر غلبہ حاصل کر کے ان سے ہستناپور کی حکومت چھین لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

یہ خبریں ملنے کے بعد دریودن نے اپنے سارے مشیروں اور دوستوں سے مشورہ کیا وہ چاہتا تھا کہ کوئی ایسی صورت حال نکل آئے کہ پانچوں پانڈو برادران کا خاتمہ کر دیا جائے وہ اس بات پر بھی بڑا حیران تھا کہ پانچوں پانڈو بھائی دُرناوات کے دارالحکومت سے کیسے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ بہرحال اس سلسلے میں جب دریودن نے اپنے مشیروں اور دوستوں سے مشورہ کیا تو سب نے اسے یہی صلاح دی کہ فوراً راجہ پنچال کے خلاف اعلان جنگ کر دیا جائے اور اگر اس جنگ کی ابتدا کرنے میں دیر کر دی گئی تو وہاں رہتے ہوئے پانڈو برادران زیادہ قوت پکڑ جائیں گے اور پھر ان پر قابو پانا مشکل ہو جائے گا۔ دریودن نے ان مشوروں کو پسند کیا لہٰذا اس نے ایک لشکر تیار کیا اور اس لشکر کو وہ لے کر وہ ریاست پنچال کی طرف بڑھا تھا۔

دوسری طرف راجہ دروپدہ اور پانڈو برادران کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ دریودن ایک لشکر کو لے کر بڑی تیزی سے ریاست پنچال کی طرف بڑھ رہا ہے۔

لہٰذا انہوں نے بھی اپنا لشکر تیار کیا اور دریودن کی راہ روکنے کے لیے آگے بڑھے کھلے میدانوں کے اندر ایک ہولناک لیکن مختصر سی جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں دریودن کے لشکر کو بدترین شکست ہوئی اور دریودن اپنے لشکر کے ساتھ ہستناپور کی طرف بھاگ کھڑا ہوا جب کہ پانڈو برادران اور راجہ دروپدہ نے ان کا دور تک پیچھا کیا اور ان کے لشکریوں کو مارتے کاٹتے ہوئے انہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ یوں دریودن پانڈو برادران کے ہاتھوں بدترین شکست اٹھانے کے بعد ہستناپور میں داخل ہو گیا تھا۔ اس شکست کے بعد دریودن غمزدہ اور اداس اداس رہنے لگا تھا، اور وہ ان سوچوں میں غرق ہو کر رہ گیا تھا کہ وہ کون سا طریقہ ہے جسے استعمال کر کے ان پانچوں پانڈو بھائیوں سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکے۔ اس سلسلے میں وہ ہر روز کسی نہ کسی سے مشورہ کرتا پر کسی کا مشورہ بھی اسے پسند نہ آتا۔ دن تیزی کے ساتھ گزرنے لگے تھے۔

ایک روز دریودن اپنے دوست رادیو کے ساتھ اپنے باپ اور ہستناپور کے راجہ دھرت راشٹر کے پاس اس وقت آیا جب کہ وہ اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ دریودن اپنے دوست رادیو کے ساتھ اپنے باپ کے سامنے بیٹھ گیا اور اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے میرے باپ آپ جانتے ہیں کہ ہم ایک بار راجہ دروپدہ کے ہاتھوں بُری طرح شکست کا سامنا کر چکے ہیں مجھے خدشہ اور خطرہ ہے کہ حالات اگر ایسے ہی رہے اور ہم نے کوئی قدم نہ اٹھایا تو یہ پانڈو برادران ریاست پنچال میں رہتے ہوئے پہلے سے زیادہ قوت اور طاقت پکڑ جائیں گے۔ اور پھر ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ وہ ہمارے خلاف فیصلہ کن قدم اٹھائیں گے اور ہم سے ہستناپور کا راج پاٹ چھین لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

اے میرے باپ کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم پانڈو برادران میں نفرت کا بیج بوئیں کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم راجہ پنچال دروپدہ کو قیمتی تحائف بھجوا کر اس کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کریں اور پھر ان تعلقات کو بنیاد بنا کر ہم راجہ دروپدہ اور پانڈو برادران کے درمیان نفرت کی خلیج پیدا کر دیں۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم خوبصورت دروپدی کی مدد سے پانڈو برادران کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرت اور کدورت بھر کر رکھ دیں، کیا یہ بھی ممکن نہیں کہ ہم کم از کم پانڈو برادران میں سے بھیم سین ہی کو قتل کر دیں اس لیے کہ یہ بھیم سین ہی میرا بدترین دشمن ہے جب یہ مارا جائے گا تو پانڈو برادران کے دل ٹوٹ جائیں گے اور وہ آنے والے دور میں ہمارے خلاف کامیابیاں حاصل نہ کر سکیں گے۔

اے میرے باپ یہ میری چند تجویزیں ہیں آپ بتائیے کہ ہم ان تجویزوں میں سے کس پر عمل کرکے کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

درلیودن کے اس استفسار کے جواب میں اس کا باپ دھرت راشٹر تو گہری سوچوں میں غرق ہو گیا تھا۔ پر دریودن کے دوست رادیو نے بولتے ہوئے کہا۔

اے دریودن میرے دوست لگتا ہے کہ تم نے اپنی عقل سے کام لینا چھوڑ دیا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو تم اس قسم کی تجویزیں ہرگز پیش نہ کرتے۔ جو بھی تجویزیں تم نے پیش کی ہیں۔ یہ ساری دھوکہ فریب پر مبنی ہیں اور ایک کھشتری کو یہ ہرگز زیب نہیں دیتا کہ وہ ایسی فریب کاری سے کام لے کر اپنے دشمن پر قابو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

اے دریودن نہ تو ہم ریاست پنچال کے راجہ دروپدہ کو پانڈو برادران کے خلاف کر کے کامیابی حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہی بھیم سین کو قتل کر کے ہم پانڈو برادران پر اپنی گرفت مضبوط کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی دروپدی کی مدد سے ہم ان پانچوں بھائیوں کے درمیان نفرت پیدا کر سکتے ہیں اس لیے کہ وہ پانچوں بھائی ایک دوسرے کے حق میں جان تک کی بازی لگانے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ تمہاری یہ ساری تجویزیں بیکار اور ناقابل عمل ہیں۔

پانڈو برادران اور راجہ دروپدہ پر قابو پانے کا صرف ایک اور واحد طریقہ یہی ہے کہ ایک ہولناک جنگ کی جائے گزشتہ جنگ جس میں ہمیں شکست اٹھانا پڑی وہ ہم نے جلد بازی میں شروع کی تھی اور اس میں تم نے مناسب تیاری نہ کی تھی۔ آئندہ پانڈو برادران کے لیے کوئی قدم اٹھانے سے پہلے میں تمہیں یہ مشورہ دوں گا کہ راج محل کے کونسل ہال میں راج پاٹ کے سارے بڑے لوگوں اور مشیروں کو طلب کیا جائے اور پانڈو برادران کے خلاف کوئی قدم اٹھانے کے سلسلے میں مشورہ کیا جائے۔ دریودن اور اس کے باپ دھرت راشٹر نے رادیو کی اس تجویز کو پسند کیا لہذا دریودن اٹھ کر باہر گیا اور اس نے اپنے کچھ آدمی راج پاٹ کے مشیروں اور اہمیت رکھنے والے لوگوں کی طرف بھجوائے تاکہ وہ راج محل کے کونسل ہال میں جمع ہوں تاکہ دروپدہ اور پانڈو برادران کے سلسلے میں ان سے مشورہ کیا جائے۔ سب لوگ اس کونسل ہال میں جمع ہو گئے اور ان جمع ہونے والوں میں بھیشم درونا اور ودورا بھی شامل تھے تب دھرت راشٹر دریودن اور رادیو بھی کونسل ہال کی طرف چلے گئے تھے۔

کونسل ہال میں جب سارے لوگ جمع ہو گئے تو سب سے پہلے بھیشم نے بولتے ہوئے اور سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میں اپنی گفتگو کی ابتدا یوں کرتا ہوں کہ میں پانڈولا کے خلاف کسی قسم کے غصے اور نفرت کا اظہار نہیں کرنا چاہتا ان سے نفرت کرنا بڑا مشکل ہے۔ دھرت راشٹر اور پانڈو برادران دونوں ہی میرے بھتیجے ہیں اور ان کے بیٹے مجھے ایک جیسے عزیز ہیں۔ دریودن مجھے ایسا ہی پیارا ہے جیسے یدشٹر۔ کورو اور پانڈو برادران کے درمیان یہ جو آج کل معاملات چل رہے ہیں یہ میرے لیے انتہائی تکلیف دہ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم پانڈوں کے ساتھ اپنے رویے کو درست کریں وہ شفقت اور محبت کے حق دار ہیں اس لیے کہ ان کا باپ مر چکا ہے۔ دریودن میرے بیٹے ہستناپور کی ریاست میں پانڈو برادران کو بھی حکومت کا ایسا ہی حق ہے جیسے تمہیں اور تمہارے باپ کو ہے تمہیں چاہیے کہ تم پانڈو برادران کو پیغام بھجواؤ اور فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان سے کہو کہ وہ آ کر راج پاٹ میں آ کر حصہ دار بنیں۔ اب یہی ایک طریقہ ہے جس سے ان کے دل جیتے جا سکتے ہیں اور لوگوں کے اندر تم اپنے لیے شہرت حاصل کر سکتے ہو اگر اس کے علاوہ کوئی طریقہ کار استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے تمہارے اور تمہارے باپ کی بدنامی میں اضافہ ہی ہو گا۔

میں اس بات پر خوشی محسوس کرتا ہوں کہ پانڈو برادران اور ان کی ماں کنتی زندہ ہیں اور مجھے اس بات پر بھی اطمینان ہے کہ تمہاری لونڈی پروچن اپنے بھیانک اعمال کی وجہ سے اپنے برے انجام کو پہنچ چکی ہے اس موقع پر اگر تم پانڈو برادران کو پیغام بھجوا کر ہستناپور بلواتے ہو اور انہیں راج پاٹ میں حصہ دار بناتے ہو تو اس سے تمہاری شہرت میں اضافہ ہو گا اور اگر تم ایسا نہیں کرتے اور ان کے خلاف جنگ کی ابتدا کرتے ہو تو سب لوگ یہی سمجھیں گے کہ تم لوگوں نے ہی ورناوات شہر کے راج محل کو آگ لگا کر پانڈو برادران اور ان کی ماں کنتی کو ختم کرنے کی کوشش کی تھی لہذا میں تمہیں آخری بار یہی مشورہ دوں گا کہ پانڈو برادران کو بڑی محبت اور شفقت کے ساتھ ہستناپور لایا جائے یہاں تک کہنے کے بعد بھیشم خاموش ہو گیا تھا۔

بھیشم کے بعد درونا اپنی جگہ پر کھڑا ہو کر اور اس نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

میں بھیشم کی تجویز پر مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں جو بہترین کام ہم کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم راجہ پنچال کی طرف ایک قاصد بھجوانا چاہیے۔ اس قاصد کے ہاتھ ہمیں راجہ پنچال اور پانڈو برادران کے لیے تحائف بھجوانا چاہئیں انہیں سب سے پہلے یہ یقین دلانا چاہیے کہ ہستناپور میں ان کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے اور ان کے لیے شفقت اور محبت کا اظہار کرتے ہوئے انہیں ہستناپور آنے کی

دعوت دینی چاہیئے یہاں تک کہنے کے بعد درونا خاموش ہو گیا تھا۔ درونا کے بعد رادیو کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

میں بھیشم اور درونا دونوں کی اس تجویز سے اتفاق نہیں کرتا اس موقع پر اگر ہم پانڈو برادران کے خلاف محبت اور شفقت کا اظہار کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ لیا جائے گا کہ ہم ان سے کمزور ہیں اور ان کے سامنے جھکنے پر مجبور ہیں میرے خیال کے مطابق پانڈو برادران سے نپٹنے کا سب سے بہترین اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ ان کے خلاف اس وقت تک جنگ کی جائے جب تک وہ ہماری مرضی کے مطابق اپنے آپ کو ہمارے سامنے جھکا نہیں دیتے اور اگر ہم نے ایسا نہیں کیا تو آنے والے دنوں میں پانڈو برادران ہم سب کے لیے ایک ہولناک خطرہ بن کر کھڑے ہوں گے۔ ان الفاظ کے بعد رادیو بھی اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اس کے بعد پانڈو برادران کا چچا ودورا کھڑا ہوا اور اپنے بھائی دھرت راشٹر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے میرے بھائی یہاں جس قدر لوگ جمع ہیں یہ سب تمہارے ہمدرد اور غمگسار ہیں حقیقی معنوں میں ہم تمہارے اور تمہارے بیٹے دریودن کی نیک نامی کے خواہاں ہیں اس سے پہلے جو کچھ بھیشم اور درونا نے کہا ہے وہ سچائی اور حقیقت پر مبنی ہے۔

اے میرے بھائی تم رادیو کی باتوں پر دھیان نہ دینا یہ انتہا پسند ہے اور یہ معاملے کو خراب کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اے میرے بھائی اس موقع پر میں یہ بھی کہنا پسند کروں گا کہ ورناوات شہر کے راج محل کو جو آگ لگا کر پانڈو برادران کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی تو اس آگ لگانے والے عمل میں لوگوں کی زبانوں پر تمہارا اور تمہارے بیٹے دریودن کا بھی نام آیا تھا۔ اور اس حادثے نے لوگوں کے اندر تم دونوں باپ بیٹے کی شہرت میں کمی کی ہے۔ اب پانڈو برادران کو یہاں بلا کر تم دونوں باپ بیٹوں کے لیے یہ سنہری موقع ہے کہ تم لوگوں کے دلوں سے اپنے لیے نفرت اور کدورت دھو ڈالو۔

اس معاملے کو سلجھانے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ اب پانڈو برادران کو یہاں بلایا جائے اور راج پاٹ کا آدھا حصہ ان کے حوالے کیا جائے اس موقع پر ان سے دشمنی کا اظہار کرنا دانشمندی نہیں حماقت ہے وہ اب ایک قوت بن چکے ہیں اور ماضی کی طرح وہ بے بس اور مجبور نہیں ہیں، اگر ہم ان کے خلاف جنگ کی ابتدا کرتے ہیں تو یاد رکھو کہ ان کی مدد کے لیے ریاست پنچال کا نہ صرف راجہ درو پدہ اپنی پوری قوت اور طاقت استعمال کرے گا بلکہ اب تو کرشن اور اس

کا بھائی بلرام بھی ان پانچوں بھائیوں کی مدد پر اتر آئیں گے اور اگر ریاست پنچال کے راجہ کے ساتھ ساتھ کرشن اور بلرام بھی ان کا ساتھ دیتے ہیں تو یاد رکھو وہ ہمارے لیے ناقابل تسخیر ہو کر رہ جائیں گے لہذا اس معاملے کو سلجھانے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ ایک قاصد ریاست پنچال کی طرف روانہ کیا جائے اور پانڈو برادران کو یقین دہانی کرانے کے بعد انہیں ہستناپور لایا جائے۔

اے دھرت راشٹر میرے بھائی دریودن اور رادیو ابھی جوان ہیں لہذا یہ معاملے کو پُرامن طور پر ختم کرنے کا جذبہ نہیں رکھتے۔ اگر آپ اس موقع پر پانڈو برادران کو محبت اور شفقت کے ساتھ ہستناپور بلاتے ہیں تو یہ آپ کی شہرت اور نیک نامی میں بے حد اضافہ ہوگا۔

یہاں تک کہنے کے بعد جب ودورا اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تو ہستناپور کا راجہ دھرت راشٹر اٹھا اور بولا۔

میں اس گفتگو سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں جو ابھی تک بھیشم اور درونا اور ودورا نے کی ہے میں حقیقی معنوں میں اس بات کا حامی ہوں کہ پانڈو برادران کے ساتھ بہترین اور ہمدردانہ رویہ اختیار کیا جائے یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ وہ اپنی ماں کے ساتھ زندہ ہیں لہذا اس موقع پر میں اپنے ایک قاصد کی حیثیت سے ودورا کو مقرر کرتا ہوں کہ وہ ریاست پنچال کی طرف جائے میری طرف سے وہ پانڈو برادران کو یقین دہانی کرائے اور انہیں ہستناپور لانے کی کوشش کرے اس ساری گفتگو کے بعد وہ اجلاس ختم ہو گیا اور سارے لوگ اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے گئے تھے۔

پانڈو برادران کا چچا ودورا ریاست پنچال کے مرکزی شہر کمپالیہ پہنچا۔ راجہ درو پدہ اور پانڈو برادران نے اس کا بڑی گرم جوشی کے ساتھ استقبال کیا۔ ودورا جو تحائف اپنے ساتھ لے کر آیا تھا وہ راجہ درو پدہ اور پانڈو برادران کو پیش کیے۔ ان دنوں دوارکا کا حکمران کرشن اور اس کا بھائی بلرام بھی کمپالیہ میں قیام کیے ہوئے تھے ان کو شک تھا کہ کورو برادران ایک بار پھر پانڈو برادران کے خلاف لشکر کشی اختیار کریں گے لہذا وہ دونوں بھائی اپنے لشکر کے ساتھ پانڈو برادران کے لیے ریاست پنچال پہنچے ہوئے تھے کرشن اور بلرام بھی خلوص کے ساتھ ودورا سے ملے تھے۔

تحائف پیش کرنے کے بعد ودورا اپنے اصل مقصد کی طرف آیا اور ان پانچوں پانڈو بھائیوں کو اس نے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

میں تم پانچوں کو تمہاری ماں اور تمہاری بیوی دروپدی کے ساتھ یہاں سے لینے آیا ہوں بھیشم اور درونا تمہارے لیے وہی محبت رکھتے ہیں جیسی ان کے دلوں میں تمہارے لیے پہلے تھی ہستناپور

کا راجہ اور تمہارا چچا دھرت راشٹر بھی تمہارے لیے فکر مند ہے اور وہ اس بات پر خوش ہے کہ تم پانچوں اپنی ماں کے ساتھ زندہ اور خوش ہو اور یہ کہ تم ورنا وات سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے ہو۔

سنو میرے بھتیجو بھیشم تمہارا چچا اور ہستنا پور کا راجہ دھرت راشٹر یہ جانتے ہیں کہ تم پانچوں بھائی اپنی ماں اور بیوی کے ساتھ ہستنا پور پہنچو اور اسی طرح راج محل کے اندر خوش اور خرم زندگی بسر کرنے لگو جس طرح تم پہلے اس راج محل میں رہا کرتے تھے لہذا میں تم سے یہ کہوں گا کہ تم سب میرے ساتھ ہستنا پور جانے کی تیاری کرو۔

ودورا کی یہ گفتگو سن کر پانڈو برادران خاموش رہ کر کچھ سوچنے لگ گئے تھے اس موقع پر راجہ درو پدہ نے بولتے ہوئے کہا۔

مجھے اس بات کی بے حد خوشی ہوئی ہے کہ کورو برادران کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے، اور وہ یہ جانتے ہیں کہ پانڈو برادران اب اپنی بیوی اور ماں کے ساتھ ہستنا پور کے راج محل میں اگر قیام کریں لیکن میں یہ فیصلہ کرنے کا حق نہیں رکھتا، پانڈو برادران کو یہاں سے ہستنا پور جانا چاہئے یا نہیں ایسا فیصلہ کرنے کا حق صرف پانڈو برادران اور ان کی ماں اور ان کے بڑے بھائی یدشٹر ہی کو حاصل ہے۔ درو پدہ جب خاموش ہوا تو کرشن نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا۔

پانڈو برادران کو ضرور ہستنا پور کی طرف روانہ ہونا چاہئے اور وہاں راج محل کے اندر قیام کرنا چاہئے چونکہ اس راج پاٹ کے اندر ان کا حق ہے اور انہیں اپنا حق حاصل کرنا چاہئے کرشن کا یہ جواب سن کر ودورا خوش ہو گیا تھا پھر وہ وہاں سے اٹھ کر اس کمرے میں گیا جہاں پانڈو برادران کی ماں کنتی تھی۔

ودورا جب کنتی کے سامنے آیا تو کنتی بڑے تپاک کے ساتھ اس سے ملی اس موقع پر ودورا نے کنتی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے میری بہن میں کہتا ہوں تمہارے بیٹے تمہاری دانش مندی اور محنت کی وجہ سے زندہ اور خوش ہیں میں تم سب کو لینے آیا ہوں۔ بھیشم، دھرت راشٹر اور دیگر سب لوگ یہ جانتے ہیں کہ پانڈو برادران اپنی بیوی اور ماں کے ساتھ آ کر ہستنا پور کے راج محل میں رہیں۔ کیونکہ وہ راج پاٹ میں ایسے ہی حصہ دار ہیں جیسے کورو برادران لہذا اے میری بہن تم اپنے بیٹوں سے بات کرو اور میرے ساتھ جانے کی تیاری کرو۔

پانڈو برادران نے اپنی ماں اور اپنی بیوی درو پدی، راجہ درو پدہ، کرشن اور بلرام سے مشورہ کیا اور آخری فیصلہ کیا گیا کہ انہیں ہستنا پور جانا چاہئے تاکہ وہاں جا کر وہ ریاست میں اپنا حصہ اور اپنا حق حاصل کر سکیں۔ یوں پانڈو برادران اپنی ماں کنتی اور بیوی کے ساتھ ہستنا پور روانہ ہو گئے جب وہ شہر میں داخل ہوئے تو شہر کے لوگوں نے ان کا بہترین استقبال کیا۔ ان کی خاطر گلیوں میں خوشبودار پانی چھڑکا گیا اور ان کے اوپر پھول برسائے گئے اور پانڈو برادران پہلے کی طرح ایک بار پھر اپنی ماں کنتی اور بیوی درو پدی کے ساتھ ہستنا پور کے راج محل میں رہنے لگے تھے۔

گزشتہ چند ہفتوں سے عزازیل اس تاک میں تھا کہ بیوسا اسے کہیں اکیلی ملے اور وہ اس پر گرفت کر کے اسے ذوسر کے اہرام میں اپنے پروگرام کے مطابق بند کر دے۔ آخر ایک روز اسے ایسا موقع میسر آ ہی گیا وہ صبح کا وقت تھا سورج ابھی طلوع نہ ہوا تھا۔ یوناف اور بیوسا نے ابھی تک دریائے گنگا کے کنارے اس سرائے میں قیام کر رکھا تھا اس روز صبح سویرے یوناف اٹھ کر کمرے سے باہر نکلا اور سرائے سے باہر وہ چہل قدمی کرنے لگا تھا۔ عزازیل نے اسے اپنے لیے ایک سنہری موقع جانا، وہ کمرے میں سوئی ہوئی بیوسا پر وارد ہوا سب سے پہلے اس نے اسے اس کی سری قوتوں سے محروم کیا پھر اس نے اس پر غشی اور بیہوشی سی طاری کر کے اسے وہاں سے اٹھایا اور وہاں سے وہ ذوسر کے اہرام کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

جس وقت بیوسا کو لے کر وہ ذوسر کے اہرام کے بڑے دروازے پر گیا تو اس کی ہدایت کے مطابق عارب اور ضبیطہ پہلے سے وہاں اس کا انتظار کر رہے تھے تینوں بیوسا کو لے کر اہرام میں داخل ہوئے۔ پھر وہ اس تہ خانے میں گئے جہاں انہوں نے دیوار میں زنجیریں لگا کر بیوسا کو وہاں جکڑ دینے کا انتظام کیا تھا۔ عزازیل کے حکم کے مطابق عارب اور ضبیطہ دونوں نے مل کر بیوسا کو زنجیروں میں جکڑ دیا اس کے بعد عزازیل نے بیوسا پر اپنا عمل دہراتے ہوئے اس پر چھائی ہوئی غشی اور بیہوشی کو ختم کر دیا تھا۔

جونہی بیوسا ہوش میں آئی اور اس نے اپنے آپ کو اس تہ خانے کے اندر زنجیروں میں جکڑا ہوا پایا تو وہ حیران اور پریشان ہوئی پھر جب اس کی نگاہیں اپنے ایک طرف کھڑے ہوئے عزازیل عارب اور ضبیطہ پر پڑیں تو اس کے چہرے کی ساری سیرابی اور آسودگی جاتی رہی تھی اور ویرانیاں یک لخت اس کی آنکھوں کے اندر رقص کرنے لگی تھیں وہ بیچاری اس موقع پر گونگے کواڑوں، چلچلاتی دوپہر موت کے گرداب اور اندھے اندھیروں جیسی ہو کر رہ گئی تھی اس موقع پر عزازیل نے بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے بیوسا تم نے دیکھا ہم سے دھوکا، ہم سے فریب اور غداری کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ تم نے اپنے طور پر یہ سمجھ لیا تھا کہ یوناف کا ساتھ دیتے ہوئے اب تم ہماری طرف سے بالکل بے فکر اور محفوظ ہو لیکن یہ تمہارا خام خیال تھا۔ ہم تو وہ لوگ ہیں جو موت تک بھی اپنے دشمن کا تعاقب ترک نہیں کرتے۔

اے بیوسا تو نے دیکھا کہ ہم نے کس طرح تمہیں دریائے گنگا کی اس سرائے سے اٹھایا اور یہاں ذوسر کے اہرام کے اندر تمہیں قیدی اور اسیر بنا کر رکھ دیا اور سنو میں تم پر یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ ذوسر کے اہرام کے اس تہ خانے کے اندر تمہاری کوئی بھی سری طاقت تمہارے کسی بھی کام نہیں آ سکتی اور اگر میرے اس انکشاف پر تمہیں کسی قسم کا شک و شبہ ہو تو تم اپنی سری قوتوں کو اس تہ خانے کے اندر آزما دیکھو۔

عزازیل کی اس گفتگو کے جواب میں بیوسا اور زیادہ فکر مند ہو گئی تھی تاہم اس موقع پر اس نے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لانا چاہا لیکن بے جان کردہ اور زیادہ بکھر گئی کہ اس تہ خانے کے اندر اس کی سری قوتیں اس کے کام نہ آ رہی تھیں یہ صورت حال دیکھ کر بیوسا کی گردن انتہائی ملول اور فکر مندی میں جھک گئی تھی اس موقع پر عزازیل نے ایک مکروہ اور بھرپور قہقہہ لگایا پھر اس نے بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے طنز اور تمسخر میں کہا۔

اے بیوسا میں جانتا ہوں کہ تو نے اس تہ خانے میں اپنی سری قوتوں کو آزمایا ہو گا پر تم نے دیکھا کہ تمہاری سری قوتیں اس تہ خانے میں تمہارے کسی کام نہ آئیں۔

اے بیوسا تمہارا یہاں سے بچ نکلنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ یوناف کا ساتھ ترک کر کے تم پھر پہلے کی طرح ہمارا ساتھ دینے پر آمادہ ہو جاؤ اگر تم ایسا کرنے کی حامی بھر دو تو میں ابھی اور اسی وقت تمہاری زنجیریں کھلوا دوں گا اور تم آزاد ہو کر پہلے کی طرح عارب اور ضبیطہ کے ساتھ خوش کن زندگی بسر کر سکو گی اور اگر تم نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو تمہاری آئندہ ساری زندگی اسی تہ خانے ہی میں ختم ہو کر رہ جائے گی۔

زمین پر پڑے ہی پڑے بیوسا کچھ دیر تک سر جھکا کر کچھ سوچتی رہی پھر اس نے عزازیل کی طرف

دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے عزازیل تو انڈے سے چینے والے کوّے سے مختلف نہیں ہے۔ خدائے خلاق کی قسم اگر تو مجھ سے میری زندگی کے سارے ننھے چھین لے میرے لیے ہر گام پر ایک آزمائش ہر موڑ پر ایک امتحان کھڑا کر دے تب بھی میں تیری بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں اس لیے کہ یوناف کے ساتھ رہتے رہتے میری آنکھیں اب کھل چکی ہیں اور اب میں پوری طرح نیکی کے گرداب میں غرق ہو چکی ہوں۔ لہٰذا اب کیونکر میں تیری بدی کی پکار کا مثبت جواب دے سکتی ہوں۔

اے عزازیل نیکی زندگی کے اندھیروں میں روشنی کا ستون ہے جب کہ بدی جس پر تو چل رہا ہے، وہ فتنہ انگیزی اور ریاکاری ہے رہتی

اے خداوند کے دھتکارے ہوئے نیکی سورج کا اجالا اور خوابوں کی دھنک ہے۔ اے عزازیل تو اگر میرے سامنے ذرہ ذرہ پکارتی موت اور آگ اور خون کا آشوب بھی کھڑا کر دے تب بھی مجھے قسم خالق خیر و نور کی میں ہرگز تمہارا ساتھ دینے پر آمادہ نہ ہوں میں اپنی زندگی اس تہ خانے میں ان زنجیروں کی اسیری میں گزار سکتی ہوں پر تیرا ساتھ دینے سے قطعاً انکار کرتی ہوں۔

اے عزازیل تو زندگی کے دروازوں پر سیاہ رات بن کر دستک دینے والا اور چاروں جبر کی تحریریں کھڑی کرنے والا ہے جب کہ تیرے مقابلے میں یوناف زلیست کے عنوان میں اور زندگی کی فضا میں پھیلتی ہوئی روشنی اور بکھرتا ہوا ایک نور ہے۔

اے عزازیل اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ مجھے قید و بند میں ڈال کر میری ساری قوتوں کو مفلوج کر کے مجھے اس بات پر آمادہ کرے گا کہ میں نیکی کا ساتھ چھوڑ کر بدی کی طرف ہو جاؤں گی۔ یوناف کو چھوڑ کر پہلے کی طرح تمہارے ساتھ کام کرنے پر آمادہ ہو جاؤں گی تو پھر یہ تمہاری بھول اور غلط فہمی ہے اور ہاں یہ بھی اپنے ذہن کے نہاں خانوں پر لکھ رکھو کہ تم مجھے ہمیشہ کے لیے اس تہ خانے میں ایک قیدی اور اسیر بنا کر نہیں رکھ سکتے۔ ایک وقت ایسا ضرور آئے گا کہ یوناف ایک طوفان بن کر تمہارے خلاف حرکت میں آئے گا اور وہ مجھے اس اسیری سے ضرور نکال دے گا اس لیے کہ ہم دونوں نیکی کی راہ پر چل رہے ہیں اور جو نیکی کی راہ پر چلتا ہے خداوند اس کا ساتھ دیتا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد بیوسا جب خاموش ہوئی تب نبیطہ اس کے پاس گئی اور بڑے پیار سے اسے سمجھاتے ہوئے کہنے لگی۔

اے بیوسا میری بہن میری بات غور اور توجہ کے ساتھ سنو میں تمہاری دشمن نہیں تمہاری ہمدرد اور تمہاری غمگسار ہوں۔ تم کیوں اپنے ہاتھوں اپنی زندگی اجیرن بنانے پر تلی ہوئی ہو۔ آقا عزازیل نے جو شرائط تمہارے سامنے پیش کی ہیں وہ تمہاری ہی بہتری اور بھلائی کے لیے ہیں۔ میں تمہیں مخلصانہ مشورہ دوں گی کہ تم یوناف کو چھوڑ کر پھر ہمارے ساتھ کام کرنے پر رضامند ہو جاؤ آخر اس سے پہلے بھی تو تم ہمارے ساتھ کام کرتی رہی ہو۔ اور اب دوبارہ اگر تم ہمارا ساتھ دو گی تو اس میں کون سی بدی اور برائی ہو گی۔

اور سنو بیوسا میری بہن اگر تم آقا عزازیل کی بات نہیں مانو گی تو اپنی ساری باقی زندگی اس تہ خانے میں بسر کر کے گزار دو گی اور اگر تم عزازیل کی شرائط کو تسلیم کر لو گی تو ابھی اور اسی وقت یہ زنجیریں کھول دی جائیں گی اور تم پہلے کی طرح ہمارے اور عزازیل کے ساتھ زندگی رہ کر سکو گی۔ نبیطہ کی اس گفتگو کے جواب میں بیوسا نے نفرت اور قہر بھرے انداز میں نبیطہ کی طرف دیکھا اور پھر وہ کہنے لگی۔

سنو نبیطہ تم میری ہمدرد ہو یا دشمن یہ بات میں خوب اچھی طرح جانتی ہوں۔ اور یہ بھی سن رکھو کہ اس عزازیل نے جو شرائط پیش کی ہیں میں انہیں بھی خوب جانتی ہوں کہ ان میں میری بھلائی ہے یا نقصان بہرحال تم تینوں میری بات غور سے سنو بلکہ اپنے ذہن میں بھی لکھ رکھو کہ میں اب نیکی کے راستے پر چل نکلی ہوں خواہ تم اس تہ خانے کے اندر میری زندگی کو جہنم ہی کیوں نہ بنا کر رکھ دو میں نیکی ترک کر کے بدی کا ساتھ دینے پر ہرگز آمادہ نہ ہوں گی اور میں تم کو یہ بھی یقین دلاتی ہوں کہ نیکی ہی میں خداوند کا قرب ہے اور مجھے امید ہے کہ خداوند مجھے اس تہ خانے کی اذیت سے بہت جلد نجات دلا دے گا۔ میرا یہ آخری فیصلہ ہے کہ میں کبھی بھی اور کسی بھی صورت میں تمہارا ساتھ دینے پر آمادہ نہ ہوں گی۔

بیوسا کا یہ جواب سن کر عزازیل، عارب اور نبیطہ ایک طرح سے مایوس اور افسردہ سے ہو گئے تھے پھر وہ بیوسا کو اس کے حال پر چھوڑتے ہوئے ذو سر کے اس اہرام سے چلے گئے تھے۔

○

دریائے گنگا کے کنارے کنارے تھوڑی دیر تک چہل قدمی کرنے کے بعد یوناف جب اپنے سرائے کے کمرے میں آیا تو اس نے دیکھا بیوسا جسے وہ سوتا چھوڑ کر گیا تھا۔ اپنے کمرے

میں نہ تھی۔ بیوسا کو وہاں نہ پا کر یوناف تھوڑی دیر کے لیے متفکر ہوا پھر وہ طہارت خانے کی طرف گیا وہاں بھی جب اس نے بیوسا کو نہ پایا تو اس کی پریشانی میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا پھر وہ تقریباً بھاگتا ہوا سرائے کے طعام خانے کی طرف گیا۔ وہاں بھی اس نے بیوسا کو نہ پایا اس کے بعد وہ اس نیت سے سرائے کے باہر بھاگا کہ شاید بیوسا اس کے پیچھے پیچھے کہیں دریائے گنگا کے کنارے چہل قدمی کے لیے نہ چل گئی ہو۔ دریا کے کنارے وہ دائیں بائیں دور تک گیا لیکن کہیں بھی اسے بیوسا نہ ملی۔ آخر مایوس ہو کر پھر وہ سرائے میں آیا ایک بار پھر اس نے بیوسا کو طعام خانے میں دیکھا اس کے بعد جب وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا تو کمرہ ابھی تک خالی تھا۔ اس موقع پر یوناف کے چہرے سے پریشانیاں اور تفکرات جھلنے لگے تھے۔ پھر وہ کچھ سوچنے کے لیے اپنی مسہری پر بیٹھ گیا تھا اس کی گردن جھک گئی تھی اور اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں سے تھام لیا تھا۔

تھوڑی دیر تک یوناف اسی حالت میں کمرے کے اندر اکیلا بیٹھا رہا پھر یہاں تک کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر تیز لمس دیا پھر اس کی فکر مندی کی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔

یوناف میرے حبیب! میں نے بیوسا کو پوری تندہی سے دور دور تک تلاش کیا ہے لیکن بیوسا کہیں نہیں ملی، دریائے گنگا اور جمنا کے سنگم کے کنارے ماہی گیروں کی بستی میں بھی گئی کہ شاید بیوسا کو عزازیل، عارب اور نبیط لے گئے ہوں لیکن میں نے دیکھا ماہی گیروں کی بستی میں عارب اور نبیط اکیلے تھے اور بیوسا وہاں بھی موجود نہیں تھی۔

اے یوناف میں تمہاری طرح ہی فکر مند اور پریشان ہوں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ بیوسا کہاں چلی گئی ہے۔ بہرحال میں اسے پھر تلاش کرنے نکلوں گی۔ ابلیکا کی اس گفتگو سے یوناف سنبھلا اور ابلیکا کو اس نے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

ابلیکا میری رفیقہ اپنی پوری تندہی اور سرگرمی کے ساتھ بیوسا کو تلاش کرو اور جب وہ تمہیں مل جائے تو اس کی فوراً مجھے خبر کرو۔ یوناف کی طرف سے یہ مشورہ سنتے ہی ابلیکا اس کی گردن سے علیحدہ ہو کر چلی گئی تھی جب کہ یوناف خود افسردہ سا اپنے کمرے سے نکلا اور کھانا کھانے کے لیے طعام خانے کی طرف چلا گیا تھا۔

پانڈو برادران کی ماں اور اپنی بیوی کے ساتھ ہستناپور میں آمد کے چند ہی دن بعد ہستناپور کے راجہ دھرت راشٹر نے جشن تاج پوشی منانے کا اعلان کیا، اس جشن میں حصہ لینے کے لیے دوارکا سے کرشن کو بھی بلایا گیا تھا جب سارے مہمان جمع ہو گئے تو اس جشن تاجپوشی کا اہتمام کیا گیا۔ اس جشن میں دیگر سارے ارکین کے علاوہ بھیشم اور ودورا نے بھی حصہ لیا اور اس جشن کے موقع پر ہستناپور کے راجہ دھرت راشٹر نے ریاست کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کا اعلان کر دیا اور یہ فیصلہ کیا گیا، کہ ہستناپور کا راجہ بدستور دھرت راشٹر ہی رہے گا اور اس کے بعد اس کا بیٹا دریودھن اس ریاست کا راجہ بنے گا جب کہ ریاست کے دوسرے آدھے حصے کا راجہ پانڈو برادران کا بڑا بھائی یدھشٹر ہو گا اور اس حصے کا نام فانڈا پرساد ہو گا دراصل اس ریاست کا قدیم دارالحکومت فانڈا پرساد ہی تھا، بعد میں ریاست کا مرکزی شہر ہستناپور قرار دے دیا گیا یوں ریاست کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصے کا دھرت راشٹر ہی راجہ رہا اور دوسرے پر یدھشٹر کے راجہ ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔

پانڈو برادران اپنے چچا دھرت راشٹر کے اس فیصلے پر بے حد خوش تھے کم از کم انہیں ان کا حق تو ملا تھا اس اعلان کے بعد پانڈو برادران اپنی ماں اور بیوی کے ساتھ فانڈا پرساد کی طرف روانہ ہو گئے اس شہر میں داخل ہونے کے بعد انہوں نے اس شہر کا نام بدل کر اندرپرساد رکھ دیا اور یہاں پر پانچوں بھائیوں نے اس قدر محنت مشقت سے کام کیا اور لوگوں کی خدمت کی کہ انہوں نے ریاست کو دنوں میں خوشحال بنا کر رکھ دیا۔ دور دور سے لوگ اٹھ کر وہاں آ کر آباد ہونے لگے تھے۔

کچھ عرصہ بعد دوارکا کی طرف سے کرشن نے اپنے چچا زاد بھائی گادا کو اندرپرساد کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ کچھ دن اندرپرساد میں رہے اور پانڈو برادران کے احوال واپس آ کر اسے تفصیل کے ساتھ بیان کرے۔ گادا دوارکا سے اندرپرساد آیا چند روز اندرپرساد میں قیام کیا، اس دوران وہ ارجن کے سامنے اپنی اور کرشن کی چچا زاد بہن سبھادرا کی اور اس کے حسن و خوبصورتی کی بے حد تعریف کرتا رہا اس کا ارجن پر یہ اثر ہوا کہ وہ بن دیکھے ہی سبھادرا کو دیوانگی کی حد تک پسند کرنے

لگا اور اس نے عہد کر لیا کہ وہ ہر صورت میں کرشن کی چچازاد بہن سبھادرا سے شادی کر کے رہے گا۔
چنانچہ جب چند دن اندر پرساد میں گزارنے کے بعد کرشن کا چچازاد بھائی گادا واپس جانے لگا تو ارجن نے بھی اس کے ساتھ جانے کا ارادہ کر لیا اپنے بھائیوں کے سامنے اس نے یہ بہانہ کیا کہ وہ چند ہفتوں کے لیے سیر و تفریح کے لیے جانا چاہتا ہے جب یدھشٹر نے اس کو جانے کی اجازت دے دی تو ارجن گادا کے ساتھ دوارکا کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔
گادا اور ارجن جان بوجھ کر رات کی تاریکی میں دوارکا شہر میں داخل ہوئے تاکہ کوئی پہچان نہ سکے جب وہ دونوں کرشن کے ہاں داخل ہوئے تو گادا نے پہلے ہی کرشن اور اس کے بھائی بلرام کو تفصیل کے ساتھ بتا دیا کہ ارجن ان کی چچازاد بہن سے بے پناہ محبت کرنے لگا ہے اور وہ سبھادرا کی خاطر اندر پرساد سے دوارکا آیا اور سبھادرا سے شادی کرنے کا خواہش مند ہے۔
اس انکشاف پر کرشن اور اس کا بھائی بلرام دونوں خوش ہوئے۔ چنانچہ وہ اپنے محل کے دیوان خانے میں ارجن سے ملے۔ قبل اس کے کہ ارجن ان دونوں بھائیوں پر اپنا مدعا ظاہر کرتا، کرشن نے اسے پہلے ہی مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

اے ارجن تم میرے عزیز ہو اور میں تمہیں بے حد پسند کرتا ہوں۔ گادا نے مجھے تفصیل کے ساتھ بتا دیا ہے کہ کس طرح تم سبھادرا کو پسند کرنے لگے ہو اور اس سے شادی کرنے کے خواہش مند ہو پر ایک بات میری یاد رکھنا میں اگر چاہوں تو آج ہی سبھادرا سے تمہاری شادی کا اہتمام کر سکتا ہوں لیکن میں ایسا نہیں چاہتا کیونکہ کھشتریوں کے ہاں ہمیشہ یہ روایت رہی ہے کہ وہ جس سے شادی کرنا چاہتے ہیں پہلے اس کا دل جیتتے ہیں تاکہ وہ آنے والی زندگی اس کے ساتھ خوشی سے بسر کر سکے لہذا میری بھی یہ خواہش ہے کہ یہاں دوارکا میں رہ کر تم پہلے سبھادرا کا دل جیتو اور جب میں یہ دیکھوں گا کہ جس طرح تم سبھادرا سے محبت کرتے ہو سبھادرا بھی تمہیں ایسے ہی چاہنے لگی ہے تو میں تم دونوں کی شادی کا اہتمام کر دوں گا کرشن کی اس گفتگو کے جواب میں ارجن نے بے تاب ہو کر اس کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

اے کرشن میرے بھائی پہلے یہ تو کہو میں کیسے اور کس طرح سبھادرا کا دل جیت سکتا ہوں اس پر کرشن بلرام اور گادا تھوڑی دیر تک مسکراتے رہے پھر کرشن نے ارجن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

سنو ارجن! میرے دوست سبھادرا سادھوؤں، رشیوں اور سنیاسیوں کی بڑی خدمت کرنے والی ہے، تم ایسا کرو کہ سب سے پہلے تم ایک سادھو کا بھیس بدلو۔ یہ بھیس بدلنے میں بلرام اور گادا تمہاری مدد کریں گے پھر ہم تمہیں سبھادرا کے باغ کے اندر جو چھوٹی سی ایک بارہ دری ہے اس میں بٹھا دیں گے اور سبھادرا پر ظاہر کریں گے کہ جو شخص تمہارے باغ کی بارہ دری میں آیا ہے وہ ایک پہنچا ہوا رشی اور سنیاسی ہے ہمارے اس انکشاف پر سبھادرا بے حد خوش اور متاثر ہو گی اور تمہاری خدمت کو وہ اپنا فرض عین بنا لے گی۔ یہاں تک کہنے کے بعد کرشن تھوڑی دیر کے لیے رکا پھر وہ دوبارہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔
سنو ارجن جب سبھادرا تمہاری خدمت کرنا شروع کر دے گی تو میں بلرام اور گادا باری باری سبھادرا کے پاس آیا جایا کریں گے اور اس کے سامنے ہمیشہ تمہاری شرافت، عظمت اور بہادری کی تعریف کرتے رہا کریں گے۔ اس طرح مجھے امید ہے کہ جس طرح گادا کی زبانی اس کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر تم اسے پسند کرنے لگے ہو سبھادرا بھی تمہاری شجاعت، تمہاری تیر اندازی اور تمہاری عظمت سے متاثر ہو کر تمہیں پسند کرنے لگے گی۔ اور جب ایسا موقع آ جائے گا تو پھر سبھادرا کو تمہارے ساتھ بیاہ دیا جائے گا۔
ارجن نے کرشن کی اس تجویز کو بے حد پسند کیا پس بلرام اور گادا دونوں نے سادھوؤں کا بھیس بدلنے میں ارجن کی مدد کی پھر رات ہی کے وقت تینوں نے مل کر ارجن کو سبھادرا کے باغ کی بارہ دری میں بٹھا دیا تھا اور ساتھ ہی انہوں نے اسی وقت سبھادرا اور اس کے بھائی سرانا پر یہ انکشاف کیا کہ ان کے باغ کی بارہ دری میں بہت بڑے پائے کا ایک رشی اور سنیاسی داخل ہوا ہے اور اسے ہم نے اس کے باغ کی بارہ دری میں بٹھا دیا ہے اس انکشاف پر سبھادرا بہت خوش ہوئی اور رات ہی کے وقت وہ بھاگی بھاگی سادھو کے بھیس میں ارجن کو دیکھنے لگی اور وہ اسے دیکھ کر بے خوش ہوئی اور دوبارہ وہ اپنی حویلی میں گئی اور ارجن کے لیے کھانا لے کر آئی تھی۔ یوں سبھادرا دن رات سادھو اور سنیاسی کے بھیس میں ارجن کی خدمت کرنے لگی تھی اس دوران کرشن بلرام اور گادا ہر وقت سبھادرا کے سامنے ارجن کی تعریف اور توصیف کرتے رہے یہاں تک کہ وہ دن بھی آ گیا کہ سبھادرا جنون کی حد تک ارجن کو پسند کرنے لگی۔
کرشن بلرام اور گادا نے جو قد و کاٹھ اور خد و خال سبھادرا کے سامنے ارجن کا

ظاہر کیا تھا اس سے ایک روز سجادرا کو شک ہوگیا اور اس کے دل میں یہ خیال آیا جو حلیہ کرشن، بلرام اور گادا نے ارجن کا بیان کیا ہے وہی حلیہ اس سنیاسی کا بھی ہے جس نے اس کے باغ کی بارہ دری میں قیام کر رکھا ہے اپنے اس شبے کو دور کرنے کے لیے سجادرا ایک روز ارجن کے پاس آئی جو سنیاسی کا بھیس بدلے ہوئے تھا اور وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

اے سنیاسی مجھے تمہارے متعلق کرشن، بلرام اور گادا نے یہ بتایا ہے کہ تم دنیا کا کافی حصہ گھوم پھر کر یہاں دوارکا شہر میں داخل ہوئے ہو کیا کبھی تمہیں ہستناپور شہر جانے کا بھی اتفاق ہوا ہے ارجن نے غور سے سجادرا کو دیکھا اور کہا۔

اے سجادرا میرا ہستناپور ایک بار نہیں کئی بار جانا ہوا ہے۔ اس پر سجادرا کہنے لگی کہ اے سنیاسی کبھی تم پانڈو براداران سے بھی ملے ہو وہ میری پھوپھی کنتی کے بیٹے ہیں اور وہ اپنی بہادری، دلیری، شجاعت اور تیر اندازی کی وجہ سے بے حد مشہور اور معروف ہیں، جواب میں ارجن کہنے لگا۔

اے سجادرا مجھے خوشی ہوئی کہ پانڈو برادران تمہاری پھوپھی کے بیٹے ہیں میں ان پانچوں سے کئی بار مل چکا ہوں وہ بے حد اچھے ہیں اور وہ مہمان نوازی اور اخلاق میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے اس پر سجادرا نے پھر پوچھا کیا تم پانڈو برادران میں سے کبھی ارجن سے بھی ملے ہو اگر ملے ہو تو بتاؤ اسے تم نے کیسا پایا۔ میں نے سنا ہے کہ ارجن ان دنوں اپنے شہر اندرپرساد سے سیر و تفریح کے لیے کہیں باہر نکلا ہوا ہے اور میرا خیال ہے کہ اے سنیاسی وہ بھی تمہاری طرح ادھر ادھر کہیں سڑکیں ناپتا پھر رہا ہوگا۔ سجادرا کے اس جواب میں ارجن کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اس نے کہا۔

اے سجادرا میں ایک سنیاسی کی حیثیت سے تمہیں یہاں تک بتا سکتا ہوں کہ اس وقت ارجن کہاں اور کس جگہ ہے، یہ الفاظ سن کر سجادرا خوشی سے ایک طرح سے اچھل کھڑی ہوئی تھی وہ خوشی میں چہکتے ہوئے بولی۔

اچھا تو اے سنیاسی یہ بتاؤ کہ ارجن اس وقت کہاں اور کس جگہ ہے۔ ارجن نے سجادرا کی حالت سے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ اسے پسند کرنے لگی ہے اس لیے اس نے اپنے ذہن میں یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ سجادرا کے سامنے اپنا آپ ظاہر کر دیا جائے یہ فیصلہ کرنے کے بعد ارجن نے سجادرا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے سجادرا ارجن جس سے متعلق تم نے مجھ سے پوچھا ہے وہ تو گزشتہ کئی دنوں سے تمہارے باغ کی اسی بارہ دری میں صرف تم سے ملنے کے لیے اور تم سے شادی کرنے کی غرض سے بیٹھا ہوا ہے۔ ارجن کا جواب سن کر سجادرا پر ایسی خوشی اور مسرت طاری ہوئی کہ وہ بھاگتی ہوئی اٹھ کر حویلی کے اندر چلی گئی تھی۔

دوسرے روز کرشن بلرام اور گادا حسب ارجن سے ملنے کے لیے آئے تو ارجن نے اپنی وہ ساری گفتگو ان سے کہہ دی جو گزشتہ دن اس کی سجادرا کے ساتھ ہوئی تھی اس پر وہ تینوں خوش ہوئے اور وہ اس کے پاس سے اٹھ کر سجادرا کے پاس آئے پھر سجادرا سے کرشن نے پوچھا۔

اے سجادرا تم اندرپرساد کے پانڈو برادران میں سے ارجن کو کیا سمجھتی ہو۔ جواب میں سجادرا فوراً کہنے لگی۔

اے کرشن وہ ایک بہت اچھا انسان اور انتہائی دلیر اور باہمت جوان ہے۔ کرشن نے پھر پوچھا۔

اے سجادرا اگر ارجن کی تمہارے ساتھ شادی کر دی جائے تو اس میں تمہاری مرضی اور پسند شامل ہے جواب میں سجادرا نے صرف گردن جھکا دی تھی، کرشن نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

اے سجادرا یہ میری گفتگو کا جواب نہیں ہے میں تم سے جواب سننا چاہتا ہوں۔ اس پر سجادرا نے مدھم اور دھیمی سی آواز میں ہاں کہہ دی جس پر کرشن، بلرام اور گادا خوش ہوگئے تھے۔ اس انکشاف کے دوسرے روز کرشن، بلرام اور گادا ارجن کے پاس آئے اور کرشن نے ارجن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے ارجن میں نے سجادرا سے تفصیل کے ساتھ گفتگو کی ہے وہ تمہارے ساتھ شادی کرنے پر آمادہ ہے تم ابھی اور اسی وقت یہاں سے اندرپرساد کی طرف روانہ ہو جاؤ چند روز بعد ہم لوگ بھی وہاں پہنچ جائیں گے اور پھر پوری مذہبی رسومات ادا کر کے تم دونوں کی شادی کر دی جائے گی۔ تم دونوں کے سفر کے لیے میں نے اپنا جنگی رتھ تیار کر رکھا ہے اور اس میں ضروری سامان اور تمہارے فالتو لباس بھی اس میں رکھ دیئے ہیں۔ میں سجادرا سے ملنے کے بعد تمہارے پاس آیا ہوں اور سجادرا اپنی ضروریات کا ضروری سامان لے کر جنگی رتھ تک

پہنچ چکی ہو گی لہذا تم ابھی کھڑے ہو کر رتھ میں جا کر پہلے اپنا لباس تبدیل کر دو اور پھر سبھادرا کو لے کر اندر پرسا د کی طرف چلے جاؤ۔ کرشن، بلرام اور گادا کے ساتھ ارجن جب حویلی سے باہر کھڑی رتھ کے پاس آیا تو اس نے دیکھا سبھادرا پہلے ہی رتھ میں سوار تھی۔ کرشن نے ایک لباس نکال کر ارجن کو دیا جو اس نے رتھ کی اوٹ میں جا کر تبدیل کر لیا اس کے بعد وہ تینوں سے پُرجوش انداز میں ملا اور رتھ میں بیٹھ گیا اور اس کے بعد وہ سبھادرا کو لے کر دوارکا سے اندر پرسا د کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

جب ارجن اور سبھادرا اندر پرسا د شہر کے قریب گئے تو ارجن نے اپنے جنگی رتھ کو روک دیا اور پھر ارجن نے سبھادرا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے سبھادرا تم جانتی ہو کہ ریاست پنچال کے راجہ درپدہ کی بیٹی دروپدی ہم پانچوں بھائیوں کی مشترکہ بیوی ہے اس پر اچانک جب یہ انکشاف ہو گا کہ میں صرف سبھادرا کے لیے دوارکا گیا تھا اور اسے صرف شادی کرنے کی غرض سے ساتھ لے آیا ہوں تو وہ ضرور ناراض ہو گی اور کسی نہ کسی طرح اپنی خفگی کا اظہار کرے گی۔ اس کے علاوہ جب تم میرے ساتھ شہر میں داخل ہو گی تو شہر میں کئی ایسے لوگ ہیں جو تمہیں پہچانتے ہیں لہذا یہ شور مچ جائے گا کہ دوارکا کی سبھادرا ارجن کے ساتھ آئی ہے لہذا میں نہیں چاہتا کہ ابھی کسی کو خبر ہو کہ میں تمہیں دوارکا سے لینے گیا تھا۔

سنو دروپدی کا دل موم کرنے کا ایک بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس رتھ کے اندر گوالن کا ایک لباس ہے تم یہ لباس پہن کر پیدل چلتی ہوئی شہر میں داخل ہو۔ راج محل میں دروپدی سے ملو اور اس کو راز داری سے کہو کہ تم بلرام کی اور کرشن کی چچا زاد بہن ہو تمہیں اچانک محل میں دیکھ کر دروپدی بے حد خوش ہو گی اور تمہارا استقبال کرے گی اس کے بعد جب اسے یہ خبر ہو گی کہ میں تمہیں یہاں شادی کی غرض سے لایا ہوں تو میرے خیال میں وہ بُرا نہ ماننے گی۔

سبھادرا نے ارجن کی ہدایت کے مطابق فوراً گوالن کا لباس پہن لیا اور پیدل چلتی ہوئی وہ شہر میں داخل ہونے کے بعد راج محل میں گئی دروپدی کے قریب آئی اور اس کے کان میں

سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگی۔

میں دوارکا سے آئی ہوں اور میں کرشن اور بلرام کی چچا زاد بہن سبھادرا ہوں اس انکشاف پر دروپدی فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور بڑے پُرجوش انداز میں وہ سبھادرا کو گلے لگا کر ملی۔

اتنی دیر میں شہر میں یہ شور مچ گیا کہ ارجن بھی شہر میں داخل ہو گیا ہے۔ ارجن کے چاروں بھائی جب اس کا استقبال کرنے کے لیے محل سے نکلے تو ارجن نے ان پر انکشاف کر دیا کہ وہ دوارکا گیا ہوا تھا اور اپنے ساتھ کرشن کی چچا زاد بہن سبھادرا کو لے کر آیا ہے اور یہ کہ وہ اس کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے۔ ارجن کے چاروں بھائیوں نے ارجن کی اس تجویز کو پسند کیا۔ اتنی دیر تک یہ خبر راج محل کے اندر بھی پہنچ گئی اور جب ارجن راج محل میں داخل ہوا تو دروپدی نے ارجن کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

اے ارجن سبھادرا کے لیے واقعی تم سے بہتر کوئی شوہر نہ ہو سکتا تھا لہذا میں تمہیں مبارکباد دیتی ہوں کہ تم سبھادرا سے شادی کرنے والے ہو۔ دروپدی کا یہ فیصلہ سن کر ارجن خوش ہو گیا تھا۔ چند یوم تک کرشن، بلرام اور گادا کے علاوہ چند دوسرے لوگ بھی وہاں پہنچ گئے اور پھر تمام مذہبی رسومات ادا کر کے ارجن اور سبھادرا کی شادی کر دی گئی۔ باقی سارے مہمان تو شادی کرنے کے بعد دوارکا چلے گئے تھے جبکہ کرشن اندر پرسا د میں ہی ٹھہر گیا تھا۔

یوسناف سرائے کے کمرے میں گہری سوچوں اور تفکرات میں ڈوبا ہوا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا پھر ابلیکا کی غمزدہ سی آواز یوناف کو سنائی دی۔

اے میرے حبیب میں نے بیوسا کو تلاش کرنے کی ان تھک کوشش کی لیکن میں اسے کہیں بھی تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکی نہ جانے وہ کہاں کھو گئی ہے کہ میں لگاتار جستجو کرنے کے بعد بھی اسے تلاش کرنے میں ناکام رہی ہوں۔ ابلیکا کے ان الفاظ پر یوناف چونکا پھر اس نے اس کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اے ابلیکا تمہارا اندازہ کیا ہے کہ بیوسا کہاں جا سکتی ہے اس پر ابلیکا نے بغیر کسی توقف سے کہا۔

جس وقت تم بیوسا کو سرائے کے کمرے میں اکیلا چھوڑ کر دریائے گنگا کے کنارے چہل قدمی کرنے کے لیے چلے گئے تھے اور میں بھی تمہارے ساتھ چلی گئی تھی اس وقت کہیں عزازیل بیوسا پر وارد ہوا ہو گا اور اسے بے بس کر کے کہیں لے گیا ہو گا لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ اس نے بیوسا کو کہاں رکھا ہوا ہے کہ میں اسے تلاش کرنے میں ناکام رہی ہوں۔ ابلیکا کی اس گفتگو سے تائید کرتے ہوئے یوناف کہنے لگا۔

ابلیکا تمہارا اندازہ درست ہے میرا بھی یہی خیال ہے کہ بیوسا کو کہیں لے جانے والا عزازیل ہی ہے عزازیل نے بیوسا کی سری قوتوں کو منجمد کر دیا ہو گا پھر اسے کسی قید تنہائی میں ڈال دیا ہو گا تاکہ وہ اس سے گھبرا کر دوبارہ ان کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو جائے۔

اے ابلیکا سنو میں بیوسا کو بے سہارا نہ رہنے دوں گا۔ میں عزازیل، عارب اور نبیطہ

کے خلاف حرکت میں آؤں گا۔ میرے خیال میں عارب اور نبیطہ بھی جانتے ہوں گے کہ بیوسا کو کہاں رکھا گیا ہو گا۔

سو اے ابلیکا تم ایک کام کرو تم عارب اور نبیطہ پر نگاہ رکھو۔ جب تم دیکھو کہ نبیطہ اکیلی ہے اور عارب اس سے کہیں دور ہے تو مجھے اطلاع دینا تو میں ایسے ہی نبیطہ پر وارد ہوں گا جیسے عزازیل بیوسا پر وارد ہوا تھا میں اس کی سری قوتوں کو منجمد کر کے اسے سرائے کے اس کمرے میں لے آؤں گا اور پھر میں اس سے پوچھوں گا کہ بیوسا کو کہاں رکھا گیا ہے اور میرا خیال ہے کہ میں اس سے اپنا مطلب نکالنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں ابلیکا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

تم بے فکر رہو میں عارب اور نبیطہ پر نگاہ رکھوں گی اور جب بھی میں نے نبیطہ کو اکیلے پایا میں تمہیں اطلاع دوں گی اس کے ساتھ ہی ابلیکا یوناف کی گردن پر لمس دیتے ہوئے علیحدہ ہو گئی تھی۔

چند دن بعد ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دینا شروع کیا پھر خوش کن اور خوشیاں بکھیرتی ہوئی آواز میں کہا۔

اے یوناف میری بات غور سے سنو نبیطہ اس وقت گنگا اور جمنا کے سنگم پر واقع ماہی گیروں کی بستی میں اکیلی ہے عارب اس وقت اپنی ظلی دھند کی قوتوں کے ساتھ کافی دور ہے لہٰذا اگر تم نبیطہ پر وارد ہونا چاہو تو یہ اچھا موقع ہے۔ ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف چونک کر اٹھ کھڑا ہوا پھر وہ بھاگتا ہوا سرائے کے مطبخ کی طرف گیا وہاں اس نے ایک چولہا اور لوہے کی دو سلاخیں حاصل کیں پھر وہ چولہا اس نے آگ سے بھرا اور اس آگ کے اندر اس نے لوہے کی سلاخیں رکھ دیں پھر یوناف نے وہ چولہا اٹھایا اور اپنے کمرے میں رکھ دیا، اس کے بعد وہ اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے وہاں سے چلا گیا تھا۔

یوناف ماہی گیروں کی اس بستی میں داخل ہوا جہاں عارب اور نبیطہ دونوں میاں بیوی نے قیام کر رکھا تھا اس نے دیکھا نبیطہ وہاں پر اکیلی گہری نیند سوئی ہوئی ہے۔ یوناف نے اس پر وہی عمل کیا جو عزازیل نے بیوسا پر کیا تھا سب سے پہلے اس نے اسے اس سری قوتوں سے محروم کیا اور پھر نبیطہ پر غشی طاری کرنے کے بعد وہ اسے اٹھانے کے بعد اسے اپنے کمرے میں لے آیا تھا۔ اس نے نبیطہ کی سری قوتوں کو منجمد ہی رکھا تاہم وہ نبیطہ کو ہوش میں لایا پھر وہ آتش مزاجی پر اتر آیا۔ چنگھاڑتی برہم آواز بجلی سی کڑک اور زلزلے کی ہولناکی کے انداز میں اس نے نبیطہ

کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے نبیطہ بتاؤ بیوسا کہاں ہے اور عزازیل نے کس جگہ اسے قیدی اور اسیر بنا رکھا ہے۔ نبیطہ نے یوناف کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اور بڑے عجیب سے انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگی۔ اس پر یوناف نے اور زیادہ برہمی سے اسے مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

اے نبیطہ! قسم مجھے اپنے اس خداوند کی جو رات سے دن کو کشید کرتا ہے اگر تم نے اسی طرح خاموشی طاری رکھی تو میں تمہارے مقدر کو نحوست اور تمہاری اس زندگی کو موت کی رات میں بدل دوں گا۔ یوناف اس وقت زہر ظلمت اور انتہائی خوف انگیز انسان دکھائی دے رہا تھا اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے نبیطہ اجنبی قرب کے بے کراں سلسلے درد کی لکیروں اور سانسوں کی سلگاہٹ کا شکار ہو کر رہ گئی تھی اس کے چہرے پر کرب وبلا کے تصادم اور رات کے سرد تابوت کا سا انداز دکھائی دے رہا تھا۔ یوناف نے پھر اسے مخاطب کیا اور اسے انتہائی خوفناک انداز میں مخاطب کر کے کہا۔

اے نبیطہ اب یہی وقت ہے مجھے بتا دو ورنہ میں تم پر شام الم بن کر نزول کر جاؤں گا۔ بتاؤ بیوسا اس وقت کہاں ہے اور اگر تم نے مجھے اس سے متعلق بتانے سے انکار کیا یا خاموشی اختیار کی تو اپنے سامنے چولہے میں جلتی ہوئی اس آگ کو دیکھو اس میں لوہے کی دو سلاخیں رکھی ہوئی ہیں۔ اگر تم نے میرے سوالوں کا صحیح جواب نہ دیا تو میں لوہے کی ان گرم سلاخوں سے تیرے جسم کے ہر حصے کو داغنا شروع کر دوں گا۔ پھر میں دیکھوں گا کہ تم کیسے میرے سوال کا صحیح اور درست جواب نہیں دیتی ہو۔

اس موقع پر نبیطہ نے ایک بار اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لانے کی کوشش کی لیکن جب اسے ناکامی ہوئی تو اس کے چہرے پہ اور زیادہ مایوسی اور افسردگی چھا گئی تھی پھر اس نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے بڑی عاجزی اور نرمی سے کہا۔

کہو تم کیا پوچھتے ہو۔ یوناف نے پھر پہلے سے لہجے میں مخاطب کر کے کہا۔

میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ بتاؤ بیوسا اس وقت کہاں ہے کس نے اسے اٹھایا اور کہاں اس کو اسیر بنا کر رکھا گیا ہے۔ نبیطہ کہنے لگی۔

سنو یوناف بیوسا کو عزازیل نے سرائے کے اس کمرے سے اس وقت اٹھایا تھا جب تم چہل قدمی کے لیے دریائے گنگا کی طرف گئے ہوئے تھے۔ عزازیل نے اسے اسی طرح اٹھایا جس

طرح تم نے مجھے دریائے گنگا اور جمنا کے سنگم سے اٹھایا ہے۔ عزازیل اسے اٹھا کر ممفس شہر سے باہر سنگارا کے کھلے میدانوں کے اندر جو زوسر کا اہرام ہے اس کے ایک تہہ خانے میں وہ بیوسا کو لے گیا وہاں پر اس نے بیوسا کو یہ پیش کش کی کہ اگر وہ یوناف کا ساتھ چھوڑ کر اس کا ساتھ دینے پہ آمادہ ہو جائے تو وہ اسے چھوڑ دے گا۔

پھر اسے یوناف بیوسا نے تمہارا ساتھ چھوڑ کر عزازیل کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا اس پر عزازیل نے اسے زوسر کے اس تہہ خانے میں زنجیروں کے اندر جکڑ دیا۔ اب وہ زوسر کے اہرام کے اسی تہہ خانے کے اندر پڑی ہوئی ہے اور مجھے امید ہے کہ تم بھی اسے وہاں سے آزاد نہ کرا سکو گے۔ یوناف نے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے نبیطہ کی سری قوتوں کو بحال کر دیا۔ پھر اس نے خیلہ کن انداز میں نبیطہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے نبیطہ اب تم جا سکتی ہو بیوسا کو زوسر کے اہرام کے اس تہہ خانے سے نکالنا میرا کام ہے اور مجھے امید ہے کہ میں اپنے اس مقصد میں ضرور کامیاب ہو جاؤں گا۔ اب تم جا سکتی ہو اس کے ساتھ ہی نبیطہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائی اور وہاں سے چلی گئی تھی۔

جن دنوں کرشن اندر پرستا میں پانڈو برادران کے ساتھ ہی قیام کیے ہوئے تھا ان دنوں نارد نام کا ایک بوڑھا برہمن اندر پرستا میں داخل ہوا وہ یدشٹر سے ملا اور اس پہ انکشاف کیا کہ ان کا باپ پانڈو اس کا بہترین دوست تھا۔ اس نے پانڈو برادران کو یہ بھی بتایا کہ ان کا باپ پانڈو ان کے مستقبل سے متعلق بڑا فکرمند تھا اور اس کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ اس کے بیٹے حکمران ہوں اور پھر وہ ایک ایسا ہال تعمیر کریں جس کی پورے ہندوستان میں کوئی مثال نہ ہو اس کے بعد اس ہال میں وہ ہندوستان کے سارے راجاؤں کو دعوت دے تاکہ اس کے بیٹے پورے ہندوستان میں نہ صرف یہ کہ نامور ہوں بلکہ اس کا بیٹا یدشٹر ہندوستان کا سب سے بڑا راجہ کہلائے نارد کے اس انکشاف پر یدشٹر بڑا متاثر ہوا اور اس نے ارادہ کر لیا کہ وہ ہر حالت میں اپنے باپ کی اس خواہش کو پورا کر کے رہے گا اس معاملہ میں اس نے کرشن سے صلاح مشورہ کیا اور کرشن نے بھی اس سلسلے میں یدشٹر سے پوری پوری حمایت اور تعاون کیا۔

کرشن کے تعاون کے بعد یدشٹر نے مایا نام کے ایک ایسے صناع کو طلب کیا جو تعمیر کے سلسلے میں اپنی کوئی مثال اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتا تھا۔ یدشٹر نے مایا نام کے اس صناع سے یہ کہا کہ وہ اندر پرساد میں ایک ایسا ہال تعمیر کرے جو اپنی وسعت اپنی خوبصورتی کے لحاظ سے پورے ہندوستان میں بے مثال ہو۔ یدشٹر کے اس حکم پہ مایا اپنے کام میں لگ گیا۔ انگنت مزدور اور ماہر کاریگر اس نے کام پہ لگائے اور جو وقت اس نے یدشٹر کے ساتھ طے کیا تھا۔ اس وقت کے اندر ہی اندر یدشٹر کی خواہش کے مطابق ایک ایسا ہال تعمیر کر دیا جس کی مثال ہندوستان کے اندر کوئی نہ تھی۔ ہال کا نام سبھا رکھا گیا اور اس ہال کی تعمیر کے بعد یدشٹر نے ہندوستان کے سارے راجاؤں کو اپنے ہاں دعوت دی۔ یوں سارے راجہ اندر پرساد میں جمع ہوئے۔ ہستناپور سے دریودن اور اس کا مشیر اور دست راز سکونی بھی اس دعوت میں شریک ہوئے تھے۔

کئی روز تک پانڈو برادران اپنے شہر اندر پرساد میں جمع ہونے والے ہندوستان کے راجاؤں کی خدمت اور ضیافت کرتے رہے۔ ہر راجہ سبھا نام کے اس ہال سے بے حد متاثر ہوا تھا جو مایا نام کے کاریگر نے تیار کیا تھا۔ ہر ایک کی زبان پہ یہ الفاظ تھے کہ پورے ہندوستان میں آج تک نہ کوئی ایسا ہال تعمیر ہوا ہے اور نہ ہی آج تک ایسی ضیافت کسی نے کی ہے۔ ہر راجہ یدشٹر اور اس کے بھائیوں کی تعریف کر رہا تھا اور ہر کوئی ایک دوسرے سے یہی کہہ رہا تھا کہ یدشٹر ہی ہندوستان کا سب سے بڑا راجہ ہے۔ چند دن بعد اکا دکا کر کے وہاں جمع ہونے والے سارے راجہ اپنے اپنے شہروں کی طرف کوچ کر گئے تھے۔ تاہم ہستناپور کا دریودن اور اس کا مشیر سکونی اندر پرساد ہی میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ پانڈو برادران ان کے اس قیام پر بے حد خوش تھے کہ انہیں اپنے اس چچازاد بھائی جن سے ان کی ماضی میں بدترین دشمنی رہی تھی کی خدمت کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ پانڈو برادران نے دریودن اور اس کے دست راز سکونی کی ضیافت، دعوت اور خدمت میں کسی قسم کی کمی اور کوتاہی نہ ہونے دی۔

دریودن سبھا نام کے اس ہال سے بے حد متاثر ہوا تھا جو مایا نام کے اس کاریگر نے تیار کیا تھا اس ہال کی تعمیر اور اس کے اندر لگے ہوئے سنگ مرمر اور دوسری قیمتی اشیاء نے پانڈو برادران کی عظمت میں اضافہ کر دیا تھا بلکہ سارے راجہ یدشٹر کو ہندوستان کا سب سے بڑا راجہ ماننے پہ مجبور ہو گئے تھے جب سارے راجہ وہاں سے کوچ کر گئے تو دریودن اکیلا سبھا نام کے اس محل میں داخل ہوا۔

اس ہال کے ایک طرف ایک ایسا حوض تعمیر کیا گیا تھا جس کی تہہ میں وہی سنگ مرمر استعمال کیا گیا تھا جو ہال کے عام فرش میں استعمال کیا گیا تھا۔ اس حوض کے اندر جو پانی رکھا گیا اس کا رنگ کچھ ایسا کر دیا گیا تھا کہ دیکھنے والا اپنی پہلی نظر میں پہچان ہی نہیں سکتا تھا کہ یہ حوض ہے اس لیے کہ یہ حوض کی تہہ میں لگا ہوا سنگ مرمر کچھ اس انداز میں دکھائی دیتا تھا جیسے وہاں حوض نہ ہو بلکہ وہ فرش ہی کا حصہ ہو۔ دریودن اس ہال میں ٹہلتے ٹہلتے اس حوض کی طرف گیا وہ یہ نہ جان سکا کہ یہاں حوض ہے لہذا وہ بے خیالی میں اس حوض کے اندر گر گیا اس دوران پانڈو برادران ان کی بیوی دروپدی اور ارجن کی بیوی سبھادرا کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی وہاں جمع ہو گئے جب انہوں نے دیکھا کہ دریودن حوض میں گرا ہوا ہے تو انہوں نے دریودن کی اس بے بسی اور اس کی سادگی پہ قہقہے لگائے۔

دریودن نے اپنی اس حماقت پہ لوگوں کے قہقہوں کو انتہائی ناپسند کیا۔ بہرحال سب نے مل کر اس حوض سے اسے نکالا سب نے اس کو خشک کپڑے پہننے کو دیے پھر دریودن کی دوسری بدبختی یہ کہ وہ حوض کے پاس سے گزرتا ہوا آگے بڑھا۔ ہال کے اس حصے میں شیشہ لگا ہوا تھا جسے وہ دیکھ نہ سکا اور اس نے یہی خیال کیا کہ وہ دروازہ ہے جس کے ذریعے وہ ہال سے باہر نکل سکتا ہے لہذا جب وہ اس طرف گیا تو اس کا ماتھا زور سے شیشے سے ٹکرایا اور وہ بری طرح زخمی ہو گیا اس کی اس دوسری حماقت پہ بھی پانڈو برادران دروپدی، ارجن کی بیوی سبھادرا اور دوسرے لوگوں نے بھرپور قہقہے لگائے جس پر دریودن غصے اور نفرت میں جل کر راکھ ہو گیا تھا۔ بہرحال چند دن سکون کے ساتھ اندر پرساد میں بسر کرنے کے بعد دریودن واپس ہستناپور چلا گیا تھا۔

اندر پرساد سے واپس آنے کے بعد دریودن چند روز تک افسردہ اور اداس سا رہا۔ وہ کسی سے بات نہ کرتا وہ ہر وقت گوشہ گیری اور عجیب سے خیالات میں کھویا رہتا تھا۔ اس کے بھائیوں اس کے دوستوں اور دیگر لوگوں نے اس کی اس تنہائی گوشہ گیری اور اس کے ان تفکرات کو جاننے کی بے حد کوشش کی لیکن اس نے کسی پر کچھ ظاہر نہ کیا۔ دراصل دریودن اندر پرساد میں پانڈو برادران کی عظمت اور ہندوستان کے مختلف راجاؤں کا یدشٹر کو ہندوستان کا سب سے بڑا راجہ قرار دینے پہ جل اٹھا تھا۔ وہ یہ برداشت نہ کر سکا تھا کہ اس کے مقابلے میں پانڈو برادران زیادہ عظمت اور عزت حاصل کر سکیں لہذا اسی نفرت اور کدورت میں وہ تنہائی اور تفکرات کا شکار ہو گیا تھا۔

ایک روز دریودن نے اپنے دوست اپنے رازداں، مشیر اور اپنے دست راز سکونی کو طلب کیا اور جب سکونی اس کے پاس آیا تو اس نے سکونی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے سکونی تو جانتا ہے میری بے سکونی اور تنہائی کا کیا راز ہے اس پر سکونی مسکرا کر کہنے لگا ہاں میں جانتا ہوں جب سے تم اندر پرساد سے لوٹے ہو تمہاری یہ حالت ہو گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ تم وہاں کے حالات سے متاثر ہوئے ہو جو تمہارے لیے ناقابل برداشت ہیں اس پر دریودن نے اسے مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سکونی تمہارا کہنا درست ہے میں نے پانڈو برادران کو ختم کرنے کی انتہائی کوشش کی لیکن میں اس میں کامیاب نہ ہو سکا میں نے انہیں ورناوات شہر کے قدیم راج محل کے اندر جلا کر مارنے کی کوشش کی لیکن اس میں مجھے ناکامی ہوئی اور وہ وہاں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے پھر پانڈو برادران کی دوسری خوش قسمتی اور میری بدبختی یہ کہ وہ پانچوں راجہ دروپدہ کے داماد ہو گئے اور جنگ کے اندر انہوں نے راجہ دروپدہ کی مدد سے ہمیں شکست فاش دی اس کے بعد بھیشم اور درونا کے کہنے پر انہیں یہاں بلایا گیا اور انہیں سلطنت کا وہ آدھا حصہ دیا گیا جو انتہائی ناکارہ اور بنجر تھا اور اے سکونی تو نے دیکھا کہ انہوں نے اس ناکارہ اور بنجر زمین کو کیسا زرخیز اور شاداب بنا کر رکھ دیا ہے اب وہ علاقہ جس پر وہ حکومت کرتے ہیں وہ ہمارے علاقے سے بھی زیادہ زرخیز اور خوشحال ہے۔ اور اب انہوں نے ہندوستان کے سارے راجاؤں کو دعوت دے کر اور سبھا نام کے ہال کی تعمیر کر کے اپنی عظمت کا اعلان کر دیا ہے اور سارے راجاؤں نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ یدشٹر ہی ہندوستان کا سب سے بڑا راجہ ہے۔

اے سکونی یہ معاملہ میرے لیے ناقابل برداشت ہے میں یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ یدشٹر میرے مقابلے میں ہندوستان کا سب سے بڑا راجہ کہلائے۔ اے سکونی کوئی ایسی ترکیب بتاؤ جس سے میں یدشٹر اور اس کے بھائیوں کو اپنے سامنے زیر کر سکوں۔

دریودن کی اس گفتگو کے جواب میں سکونی کچھ دیر تک سر جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ کہنے لگا۔

اے دریودن اگر ہم یدشٹر اور اس کے بھائیوں کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کے لیے ان کے خلاف جنگ کی ابتدا کرتے ہیں تو یہ ہماری حماقت اور بیوقوفی ہو گی اس لیے کہ پانڈو برادران اب اتنی قوت اور طاقت پکڑ چکے ہیں کہ ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور اگر ہم نے ان کے ساتھ جنگ چھیڑنے کی کوشش کی تو سنو دریودن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس جنگ میں ہمیں شکست فاش ہو گی۔

یہاں تک کہنے کے بعد دریودن تھوڑی دیر تک رکا پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو دریودن! میرے ذہن میں ایک ایسی ترکیب ہے جسے استعمال کر کے ہم نہ صرف یدشٹر اور اس کے بھائیوں کو اپنے سامنے زیر کر سکتے ہیں بلکہ انہیں ان کی ریاست کی حکمرانی سے بھی محروم کر سکتے ہیں اور ایسا کرنے میں نہ تو ایک تلوار بھی حرکت میں آئے گی اور نہ خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرایا جائے گا سکونی کا یہ جواب سن کر دریودن کو اپنے کانوں پر اعتبار نہ آیا تھا وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ وہ کوئی خواب دیکھ رہا ہے پھر وہ چونکا اور اس نے سکونی کو مخاطب کر کے پوچھا۔

سکونی وہ کون سا طریقہ ہے کہ ایک تلوار بھی میان سے نہ نکلے اور خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہ گرے اور ہم یدشٹر اور اس کے بھائیوں کو نہ صرف یہ کہ اپنے سامنے مغلوب کرنے میں کامیاب ہو جائیں بلکہ ان کی ریاست کی حکمرانی سے بھی انہیں محروم کر دیں اس پر سکونی کہنے لگا۔

سنو دریودن تم جانتے ہو کہ یدشٹر جوا کھیلنے کا بے حد شوقین ہے۔ پر وہ جوئے کے گر نہیں جانتا تم یہ کہہ سکتے ہو کہ یدشٹر انتہائی شوقین جواری ہے پر وہ جوا کھیلنے کے گر صحیح نہیں جانتا۔ اور اے دریودن تم یہ بھی جانتے ہو کہ ہندوستان میں کوئی ایسا شخص نہ ہو گا جو جوئے کے فن میں میرا مقابلہ کر سکے۔ ہم یدشٹر کو جوئے کی دعوت دیں گے اور کہیں گے کہ وہ بھی اپنی ریاست کو داؤ پہ لگائے اور ہم بھی اپنی ریاست داؤ پہ لگائیں گے جو جیت گیا وہی دونوں ریاستوں کا حکمران ہو گا۔

اے دریودن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ جیت ہماری ہو گی اور تم ہی دونوں ریاستوں کے راجہ ہو گے سکونی کی یہ ترکیب سن کر دریودن بے حد خوش ہوا اور پھر وہ کہنے لگا۔

اے سکونی اس قسم کا جوا کھیلنے کے لیے مجھے اپنے باپ دھرت راشٹر سے اجازت لینا ہو گی کیونکہ اس وقت وہی ریاست کا راجہ ہے۔ اس سلسلے میں میں اپنے باپ سے اجازت نہ لوں گی تم خود جاؤ تم جانتے ہو کہ میرا باپ تمہاری کوئی بات نہیں ٹالتا۔ تم ابھی میرے باپ کے پاس جاؤ اور اسے اس جوئے پہ آمادہ کرو۔ سکونی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور دریودن کی ہدایت کے مطابق وہ دھرت راشٹر سے بات کرنے کے لیے نکل گیا تھا۔

سکونی ہستنا پور کے راجہ دھرت راشٹر کے پاس آیا اور اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے راجہ میں تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ جب سے تمہارا بیٹا دریودن اندر پرساد سے آیا ہے تب سے وہ بے حد اداس، غمگین اور افسردہ رہنے لگا ہے۔

اے راجہ وہ کسی سے گفتگو نہیں کرتا وہ تنہائی پسند اور گوشہ گیر ہو گیا ہے میں تم سے یہ بھی

کیوں کہ دریودن تمہارا سب سے دانش مند، دلیر اور تم سے زیادہ محبت کرنے والا بیٹا ہے، لہٰذا تمہیں اس کے دکھ درد اور اس کے غم کا ضرور مداوا کرنا چاہیئے۔ سکونی کی یہ گفتگو سن کر دھرت راشٹر ایک طرح سے چونک پڑا اور اس نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے سکونی! تم فوراً جاؤ اور دریودن کو میرے پاس لے کر آؤ تاکہ میں اس سے پوچھوں کہ وہ کیوں غمزدہ اور غمگین رہنے لگا ہے۔

سکونی فوراً وہاں سے چلا گیا پھر وہ تھوڑی دیر بعد لوٹا اور دریودن کو اپنے ساتھ لے کر آیا دونوں جب دھرت راشٹر کے سامنے بیٹھ گئے اور دھرت راشٹر نے بڑے پیار اور شفقت کے ساتھ اس سے پوچھا۔

اے دریودن تم کیوں اداس اور غمگین رہنے لگے ہو تم جانتے ہو کہ تم مجھے اپنے سارے بیٹوں میں زیادہ عزیز اور پیارے ہو اور تم ہی اس قابل ہو کہ میرے بعد ریاست کے حکمران بن سکتے ہو لہٰذا میں کسی بھی صورت تم کو غمگین نہیں دیکھ سکتا۔ کہو تمہیں کیا دکھ اور کیا تکلیف ہے اس پر دریودن نے اندر پرساد میں جو پانڈو برادران کی عظمت دیکھی تھی اس کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے باپ میرے لیے یہ ناقابلِ برداشت ہے کہ پانڈو برادران میرے مقابلے میں عزت اور عظمت حاصل کریں میں ہر حال میں انہیں اپنے سامنے زیر اور مغلوب دیکھنا چاہتا ہوں۔

اے میرے باپ اب وہ بہت زیادہ طاقت اور قوت پکڑ چکے ہیں اور انہیں تلوار کے ذریعے اپنے سامنے زیر کرنا ناممکن ہے بلکہ اب ایسا سوچنا بھی حماقت ہے۔ دریودن تھوڑی دیر رکا پھر وہ دوبارہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اے میرے باپ میرے ہمدرد اور دوست دار سکونی نے ایک ایسا راستہ دکھایا اور تجویز کیا ہے کہ ہم بغیر تلوار نکالے اور ایک قطرہ خون کا بہائے بغیر پانڈو برادران پر قابو پا سکتے ہیں اور وہ اس طرح کہ آپ جانتے ہیں کہ یدشٹر جوا کھیلنے کا بے حد شوقین ہے۔ سکونی کا یہ مشورہ ہے کہ پانڈو برادران کو یہاں بلایا جائے پھر ان کے ساتھ جوا کھیلا جائے آپ جانتے ہیں کہ سکونی جوا کھیلنے میں اپنا کوئی جواب اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتا جب پانڈو برادران یہاں پہنچیں گے تو سکونی ہماری طرف سے جوا کھیلے گا اور مجھے امید ہے کہ آہستہ آہستہ اس جوئے میں سکونی یدشٹر کو ہر چیز سے حتیٰ کہ اس کی ریاست سے بھی محروم کر دے گا۔ اس طرح پانڈو برادران ایک بار پھر جنگلوں

ہمارے سامنے مغلوب ہو کر رہ جائیں گے اور ہم ان کے ساتھ ہم اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق حکم چلا سکیں گے۔

اے میرے باپ اس جوئے کی ابتدا کرنے کے لیے اور پانڈو برادران کو اس کی دعوت دینے سے قبل ہمیں آپ کی اجازت کی ضرورت ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ ضرور ہمیں ایسا کرنے کی اجازت دے دیں گے۔

دریودن کی اس گفتگو کے بعد دھرت راشٹر تھوڑی دیر تک سر جھکائے ہوئے کچھ سوچتا رہا پھر اس نے سکونی اور دریودن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

تم دونوں میری بات غور سے سنو میں سب سے پہلے اس سلسلے میں بھیشم، ودورا اور دوسرے لوگوں سے بات کرتا ہوں اور ان پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کروں گا کہ ہم پانڈو برادران کو دعوت دینا چاہتے ہیں تاکہ وہ کچھ دن ہمارے ہاں سکون اور آرام سے گزاریں اور ہمارے اور ان کے درمیان محبت میں اضافہ ہو اس کے بعد میں پانڈو برادران کو دعوت دوں گا کہ جوا کھیلا جائے ان کی آمد سے پہلے ہستناپور شہر سے باہر بہت بڑا ہال تعمیر کیا جائے گا اور اسی ہال کے اندر جوا کھیلا جائے گا۔ دھرت راشٹر کا یہ جواب سن کر سکونی اور دریودن خوش ہو گئے تھے پھر وہ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے

چند ہفتے بعد دھرت راشٹر نے بھیشم اور ودورا سے پانڈو برادران کو دعوت دینے کی بات کی توان دونوں نے آمادگی کا انکار کر دیا تو اس کے ساتھ ہی دھرت راشٹر نے ہستناپور سے باہر ایک بہت بڑا ہال تعمیر کرنے کا حکم دے دیا اور جب یہ ہال تیار ہو گیا تو ودورا کو اندر پرساد بھیجا گیا تاکہ وہ پانڈو برادران کو ہستناپور لائے وہ چند دن وہیں بسر کریں اس طرح کوروؤں اور پانڈو برادران میں محبت اور میل جول میں اضافہ ہو دھرت راشٹر کا یہ حکم سن کر ودورا اندر پرساد روانہ ہو گیا تھا۔

چند دن ہی بعد ودورا پانڈو برادران ان کی ماں کنتی اور بیوی دروپدی کو لے کر ہستناپور پہنچ گیا۔ ہستناپور میں ان سب کے لیے رہائش کا بہترین انتظام کیا گیا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے کورو واقعی ہی دل میں پانڈو برادران کی عزت اور احترام رکھتے ہوں۔ چند دن سکون اور آرام سے گزارنے کے بعد ایک روز سکونی نے نہ صرف یہ کہ یدشٹر کو جوا کھیلنے کی دعوت دی بلکہ اسے چیلنج کیا کہ وہ کسی بھی صورت میں اس سے جوا جیت نہیں سکتا یدشٹر نے اس چیلنج کو اپنی بے عزتی اور اپنی بدنامی کا باعث جانا لہٰذا وہ فوراً سکونی کے ساتھ جوا کھیلنے پر آمادہ ہو گیا تھا اور یہی سکونی دھرت راشٹر اور دریودن کا مدعا بھی تھا بہرحال ہستناپور شہر سے باہر جو بڑا ہال تعمیر کیا گیا تھا اس میں جوئے کا انتظام کیا گیا۔ ہستناپور کے بے شمار لوگ وہاں جمع ہوئے بھیشم ودورا اور درونا کے علاوہ اور دوسرے بے شمار لوگ بھی وہاں جمع ہوئے اور ان کی موجودگی میں جوئے کی ابتدا کی گئی تھی۔ یدشٹر نے پہلے اپنے قیمتی زیورات نایاب پتھر اور دولت داؤ پر لگائی اسی قدر اور ایسی ہی قیمتی اشیاء دریودن نے داؤ پر لگائی تھی اور پھر جب جوئے کی ابتدا ہوئی تو سکونی جیت گیا دوسری بار یدشٹر نے سونے ڈھیر انگشت نکلس اور بے شمار قیمتی ہیرے داؤ پر لگائے اور یہ بھی سکونی جیت گیا اور یدشٹر ہار گیا تیسرے داؤ میں یدشٹر نے پھر قیمتی جواہرات اور جنگی رتھ سونا اور گھوڑے داؤ پر لگائے اور یہ داؤ بھی سکونی جیت گیا اس کے بعد جوئے میں یدشٹر کی ہوس بڑھتی چلی گئی اور یوں جوئے کا سلسلہ تیزی کے ساتھ جاری رہا اور اس میں یدشٹر تیزی کے ساتھ اپنی ساری دولت اپنے سارے ہاتھی اپنی ساری فوج اپنے غلام اپنا خزانہ یہاں تک کہ اپنی حکومت بھی جوئے میں ہار گیا تھا۔

اس ہار کے بعد سکونی نے بڑے غور اور طنزیہ سے انداز میں یدشٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے یدشٹر اپنی ہر قیمتی چیز ہر وہ شے جو تمہاری ملکیت ہے تم ہار چکے ہو اب بتاؤ اس جوئے میں داؤ پر لگانے کے لیے تمہارے پاس کیا رہ گیا ہے اگر کوئی ایسی چیز ہے جو تمہارے پاس ہو اور جسے تم داؤ پر لگا سکتے ہو تو تم نکالو تاکہ سارے لوگوں کی موجودگی میں جوئے کو جاری رکھا جا سکے سکونی کی اس طنزیہ گفتگو پر یدشٹر سیخ پا ہو گیا تھا سکونی نے اسے ایک طرح سے بے بس اور پاگل بنا دیا تھا پھر اس نے سکونی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے سکونی ابھی میرے پاس بہت سی چیزیں ہیں جنہیں جوا جاری رکھنے کے لیے میں داؤ پر لگا سکتا ہوں پھر یدشٹر نے غور سے سکونی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا میں اپنے بھائی نکولہ کو داؤ پر لگاتا ہوں یہ داؤ بھی سکونی جیت گیا اس کے بعد اپنے دوسرے بھائی سادیو کو یدشٹر نے داؤ پر لگایا یہ داؤ بھی سکونی جیت گیا ان بھائیوں کے بعد یدشٹر اپنے بھائی بھیم سین اور ارجن کو بھی جوئے میں ہار گیا یہاں تک کہ اس کی حالت پاگلوں جیسی ہو گئی تھی اس کے بعد اس نے انتہائی غصے کی حالت میں سکونی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے سکونی اب میں اپنے آپ کو داؤ پر لگاتا ہوں یوں یدشٹر اپنا آپ بھی جوئے میں ہار گیا اس موقع پر اس کے چہرے پر انگنت اداسیاں اور غم بکھر کر رہ گئے تھے۔

یدشٹر کو یوں اپنے سامنے چپ بیٹھا دیکھ کر سکونی نے پھر یدشٹر کو پہلے سے انداز میں کہا اے یدشٹر ابھی تمہارے پاس ایک داؤ ہے ہو سکتا ہے تم یہ داؤ جیت جاؤ اور جو کچھ تم نے ہارا ہے اسے دوبارہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ۔ اب جب کہ تم اپنی ساری ریاست اپنے سارے بھائیوں کو جوئے میں ہار چکے ہو تو یدشٹر تمہارے پاس دروپدی ہے جسے تم آخری داؤ پر لگا سکتے ہو اس موقع پر ارجن اور بھیم سین نے اشارے سے یدشٹر کو منع بھی کیا کہ دروپدی کو داؤ پر نہ لگائے پر یدشٹر اس موقع پر جوئے میں ہارنے اور غصے کی وجہ سے ایسا پاگل پن سوار تھا کہ اس نے بھائیوں کے اس اشارے کا کوئی جواب نہ دیا اس نے دروپدی کو بھی داؤ پر لگا دیا اور اس طرح یدشٹر دروپدی کو بھی جوئے میں ہار گیا تھا۔

اس حادثے پر پورے ہال میں خاموشی اور سکوت طاری ہو گیا پانڈو برادران کا چچا ودورا اپنا سر تھامے ہال میں ایک کونے میں بیٹھا تھا درونا اور بھیشم بھی اس حادثے پر اداس تھے تاہم دھرت راشٹر اپنے بیٹے کی اس کامیابی پر خوش تھا اس موقع پر دریودن نے ودورا کو جلانے کی خاطر کہا اے چچا اب صرف پانڈو برادران ہی ہمارے غلام نہیں بلکہ دروپدی بھی ہماری لونڈی ہے اسے لونڈیوں کے کمرے میں رکھا جائے گا تاکہ وہ لونڈیوں کے سے کام کرنے کی عادی ہو جائے دریودن کی یہ گفتگو سن کر ودورا غصے سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور دریودن کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو دریودن اب بھی موقع ہے اتنے دور نہ جاؤ تم جان بوجھ کر ایسا معاملہ کر رہے ہو جو کسی کا بھی غصہ دلانے کی کوشش کرتا ہے سنو اس وقت سے ڈرو جب

یہ پانڈو برادران تمہارے لیے انتہائی زہریلے سانپ ظاہر ہوں گے انہیں غصہ نہ دلاؤ اور سنو دروپدی تمہاری لونڈی نہیں ہے اور نہ ہی لونڈیوں کے کمرے میں رکھ کر اس کی توہین کی جانی چاہیئے۔ یدشٹر دروپدی کو جوئے میں لگانے کا کوئی حق نہیں رکھتا تھا کیونکہ دروپدی کو داؤ پر لگانے سے قبل وہ اپنے آپ کو ہار چکا تھا۔ اے دریودن تم مجھے اپنا خیر خواہ نہیں سمجھتے مگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں پانڈوں کی طرح تمہارا بھی خیر خواہ ہوں پر میں اس وقت سے ڈرتا ہوں جب کورو برادران تیری وجہ سے تباہ ہو کر رہ جائیں گے اور یہ تباہی اور بربادی ان پانڈوؤں ہی کے ہاتھوں آئے گی لہذا میں تمہیں کہتا ہوں کہ جوئے میں جو کچھ تم نے جیتا ہے یہ سب کچھ تم پانڈو برادران کو واپس کر دو ورنہ وہ دن بہت قریب ہے جب ہستناپور کو تمہارے لیے جہنم بنا کر رکھ دیا جائے گا یہاں تک کہنے کے بعد ودورا خاموشی سے اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

ودورا کی اس گفتگو کے جواب میں دریودن نے بھی انتہائی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا اے ودورا میں جانتا ہوں تم ہمارے دشمن اور پانڈو برادران کے دوست ہو پر اب جو کچھ ہونا تھا ہو چکا میں تمہاری کسی قسم کی نصیحت قبول کرنے پر تیار نہیں ہوں اس کے بعد دریودن نے وہاں کھڑے اپنے ایک غلام کو حکم دیا کہ وہ فوراً زنان خانے کی طرف جائے اور دروپدی کو یہ بتائے کہ اس کا شوہر یدشٹر اسے جوئے میں ہار چکا ہے۔ اور اب وہ ہماری لونڈی ہے اور میں اس کا مالک ہوں اس نے غلام کو یہ حکم دیا کہ دروپدی کو یہاں سب کے سامنے لائے اور سارے لوگوں کی موجودگی میں اس پر واضح کر دیا جائے کہ اس نے بقیہ زندگی ہستناپور میں کس طرح گزارنی ہے غلام زنان خانے میں پہنچا اور دروپدی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے دروپدی تمہارے شوہر یدشٹر نے تمہیں جوئے میں ہار دیا ہے اور یہ جوا اس کے اور دریودن کے درمیان کھیلا گیا تھا جوئے میں تمہیں ہار جانے کے بعد دریودن اب تمہارا مالک ہے لہذا دریودن نے تمہارے مالک کی حیثیت سے تمہیں اس ہال کے اندر طلب کیا ہے جس کے اندر جوا کھیلا گیا تھا اس غلام کے اس انکشاف پر دروپدی تھوڑی دیر کے لیے کچھ نہ کہہ سکی وہ اپنی جگہ پر حیران اور پریشان کھڑی رہی ایسا لگتا تھا کہ وہ بے زبان ہو گئی ہو پھر تھوڑی دیر بعد اس نے غلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ تم کیا کہہ رہے ہو اور جو کچھ تم نے کہا ہے اس کا کیا مطلب ہے یدشٹر مجھے کیسے جوئے میں داؤ پر لگا سکتا ہے کیا اس کے حواس اس قدر جاتے رہے تھے کہ اس نے مجھے بھی داؤ پر لگا دیا ہے۔

اس کے جواب میں وہ غلام کہنے لگا میں سچ کہہ رہا ہوں جوا یدشٹر اور دریودن کے درمیان کھیلا گیا تھا دریودن کی طرف سے سکونی عملی طور پر جوئے میں حصہ لے رہا تھا یدشٹر نے پہلے اپنی ساری چیزیں جوئے میں ہار دیں یہاں تک کہ وہ اپنی ریاست تک بھی جوئے میں ہار گیا اس کے بعد اس نے ایک ایک کر کے اپنے بھائیوں کو داؤ پر لگایا پھر بھی وہ ہارا اور آخر میں وہ تمہیں بھی ہار گیا دریودن یہ جوا جیتنے کے بعد تمہارا مالک ہے لہذا اس نے تمہیں طلب کیا ہے اس کے جواب میں دروپدی نے اس غلام کو مخاطب کرتے ہوئے کرختی ہوئی آواز میں کہا واپس اس ہال میں جاؤ اور یدشٹر سے یہ پوچھ کر آؤ کہ اس نے جوئے میں پہلے اپنے آپ کو ہارا یا مجھے ہارا تھا دروپدی کے کہنے پر وہ غلام واپس ہال میں آیا اور یدشٹر سے وہی سوال کیا جو دروپدی نے کیا تھا۔

یدشٹر نے اس غلام کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا بس انتہائی بے بسی میں اس کی گردن جھک گئی تھی اس موقع پر دریودن نے انتہائی غصے اور غضبناک حالت میں اس غلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا فوراً واپس جاؤ اور دروپدی سے کہو کہ وہ وقت ضائع کیے بغیر اس ہال میں سب کے سامنے پیش ہو۔ جب وہ غلام دوبارہ دروپدی کے سامنے گیا اور اس نے دروپدی کو یدشٹر کی خاموشی اور دریودن کے غصے سے آگاہ کیا تو دروپدی نے پھر اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یدشٹر سے کہو کہ مجھے کیا کرنا چاہیے جو کچھ وہ کہے گا میں کروں گی ورنہ دریودن کا حکم ماننے سے میں انکار کرتی ہوں وہ غلام ایک بار پھر ہال میں آیا اور یدشٹر کو مخاطب کرتے ہوئے بتایا کہ دروپدی یہ کہتی ہے کہ اگر یدشٹر مجھے یہ کہے کہ مجھے سب لوگوں کے سامنے ہال میں آنا چاہیئے تو میں ضرور آؤں گی جواب میں یدشٹر نے غلام سے کہا کہ دروپدی سے کہو کہ وہ ہال میں آئے اور یہاں بیٹھے ہوئے معزز لوگوں سے یہ پوچھے کہ جو کچھ قدم میں نے اس کے حق میں اٹھایا ہے وہ غلط ہے یا صحیح اس غلام کے بار بار آنے پر دریودن بے انتہا غضبناک ہو گیا تھا اس نے غلام کو وہیں روک دیا اور اس نے اپنے چھوٹے بھائی دسونا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے دسونا میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلام دروپدی سے ڈرتا ہے لہذا تم خود جاؤ اور زبردستی دروپدی کو پکڑ کر یہاں لاؤ آخر وہ ہماری لونڈی ہی تو ہے وہ ہمارا کیا بگاڑ سکتی ہے اپنے بڑے بھائی کا حکم سن کر دسونا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا اور محل کے زنان خانے کی طرف روانہ ہو گیا تھا دسونا اس کمرے میں داخل ہوا جس میں دروپدی کا قیام تھا اور اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

اے دروپدی یدشٹر تمہیں جوئے میں ہار چکا ہے اور اب تم میرے بڑے بھائی دریودن کی ملکیت میں ہو دریودن نے تمہیں اس ہال میں طلب کیا ہے جس میں جوا کھیلا گیا ہے لہذا تمہیں بغیر کسی رکاوٹ اور بغیر کسی ہچکچاہٹ کے میرے ساتھ اس ہال کی طرف روانہ ہو جانا چاہیے اور اے دروپدی سن رکھو کہ اگر تم نے دریودن کے اس حکم کے مطابق میرے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تو میں تمہیں پکڑ کر کھینچتے ہوئے اور گھسیٹتے ہوئے اس ہال میں لے جاؤں گا۔

دسونا کی یہ گفتگو سن کر دروپدی انتہائی غضبناک ہو گئی تھی اس نے دسونا سے کچھ نہ کہا وہ تیزی سے دریودن کی ماں رانی گندھاری کے کمرے کی طرف لپکی تاکہ وہ اس سلسلے میں رانی سے بات کرے لیکن دسونا نے فوراً آگے بڑھ کر اسے رانی کے کمرے میں جانے سے روک دیا پھر وہ انتہائی غضبناک حالت

میں حرکت میں آیا اور اس نے آگے بڑھ کر دروپدی کے لمبے لمبے بالوں کو پکڑ لیا اور اسے تقریباً کھینچتا اور گھسیٹتا ہوا اس ہال کی طرف لے جا رہا تھا جس میں جوا کھیلا گیا تھا۔

زوسر کے اہرام سے یوسا کو عزازیل کی اسیری سے چھڑانے کے لیے یوناف ایک روز دوپہر کے وقت سکارا کے میدانوں میں داخل ہوا اس نے دیکھا سکارا کے میدانوں میں اس وقت ساحرانہ سی فضا چھائی ہوئی تھی بگولوں کی صورت میں چلتی تیز ہوائیں ریت کے جھکڑ کھڑے کر رہی تھیں سکارا کے میدانوں سے گزرنے کے بعد یوناف جب زوسر کے اہرام کی طرف آیا تو اس نے دیکھا اہرام کے سامنے والے بلند حصے پر عزازیل پہلے ہی کھڑا تھا یوناف نے پہلے تھوڑی دیر تک اہرام کے سامنے والے حصے پر عزازیل کو غور سے دیکھا وہ اس سے اس موقع پر کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ عزازیل نے اسے مخاطب کرنے میں پہل کی اور بلند آواز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے نیکی کے نمائندے مجھے پتہ تھا کہ تم زوسر کے اہرام میں ضرور آؤ گے۔ تم نے نبیط سے یوسا کی اسیری کا محل وقوع معلوم کر لیا تھا لہذا میں تمہارا ہی منتظر تھا سنو میں نے اس اہرام میں تمہارے لیے مغموم امنگوں سے بھرے ہوئے شبستان اور درماندہ تمناؤں کی یخ بستہ چھاؤں بکھیر دی ہے اے نیکی کے نمائندے اس اہرام کے اندر میں نے تمہارے اور یوسا کے لیے ایسی بیڑیاں ڈال دی ہیں اور ایسی سولیاں گاڑھ دی ہیں جن سے تم کبھی نجات حاصل نہ کر سکو گے سنو اے نیکی کے نمائندے۔ میں اندھیروں کے ہجوم کا ایک عزم شکن طوفان ہوں اس اہرام کے اندر ڈالی ہوئی میری پوشیدہ قوتیں نہ صرف یہ کہ تمہارے سینے میں آگ بھڑکا دیں گی بلکہ تم پر آتشیں اجاڑ موت کے سناٹے اور وحشتوں کی بھیڑ طاری کر کے تمہیں ساعتوں میں ہمیشہ کے رکھ دیں گی یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل خاموش ہو گیا تھا۔

عزازیل کی یہ گفتگو سن کر یوناف تھوڑی دیر تک بڑے عجیب سے انداز میں اسے دیکھتا رہا اس دوران اس کے چہرے کے تندی نقوش پر کھنچے تعصب نفرت، رنج و کرب کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا پھر اس نے عزازیل کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا اے عزازیل تو صدیوں سے میرے ساتھ ٹکراتا چلا آ رہا ہے اور تو جانتا ہے کہ میں ماضی میں تمہیں الفاظ کی طرح نچوڑتا رہا ہوں تیری حالت دھڑکنوں میں الجھتے رازوں جیسی بناتا رہا ہوں اور تم پر موت کی خاموشی طاری کر کے تمہیں خیر و شر کا فرق اور راستی اور پاکیزگی

کا امتیاز بھی سمجھاتا رہا ہوں سنو عزازیل اب بھی میں جب اپنے رب کا نام لے کر تمہارے خلاف حرکت میں آؤں گا تو تمہارے اس کھیل سے بھی فتح مند ہو کر نکل جاؤں گا۔ یوناف جب خاموش ہوا تب عزازیل اسے بلند آواز میں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے نیکی کے نمائندے میں قتال موت کی ایک قوت آندھیوں کا تھپیڑا اور طوفانوں کی بیداری ہوں زوسر کے اس اہرام کے اندر میں نے آگ اور آہن کا ایک ایسا تھپیڑا کھڑا کیا ہے جس کی وجہ سے ہر منظر بے نظر ہر صدا بے صدا ہر شہر دربدر اور ہر حرف بے معنی ہو کر رہ جاتے اے نیکی کے نمائندے تم بھی جب اس اہرام کے اندر داخل ہونے کی کوشش کرو گے تو تمہاری بھی حالت ایسی ہی ہو گی اور تم بھی چیخیں مارتے ہوئے یہاں سے بھاگ کھڑے ہو گے۔

یوناف نے عزازیل کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا تھوڑی دیر تک وہ عزازیل کو دیکھتا رہا پھر زوسر کے اہرام میں وہ داخل ہوا ابھی وہ اہرام کے اندر چند ہی قدم آگے بڑھا تھا تو اس نے محسوس کیا جیسے انگنت اور بے شمار سری قوتیں اس کے خلاف حرکت میں آ گئی ہوں وہ یوں محسوس کر رہا تھا جیسے لاکھوں آدم خور بھیڑیوں اور ہزاروں خونخوار چمگادڑوں نے اس پر حملہ کر دیا ہو یوناف نے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر اپنے آپ کو اس مصیبت سے نجات دلانے کی کوشش کی لیکن اس نے محسوس کیا کہ اس کی کوئی بھی سری قوت وہاں کام نہ کر رہی تھی اپنے آپ کو اس اہرام کے اندر اس قدر بے بس مجبور اور اذیت میں دیکھتے ہوئے یوناف باہر بھاگا وہ زوسر کے اہرام کے اندر اس قدر تشدد کا شکار ہوا تھا کہ وہ سناٹوں کی دیواریں گراتی چیخیں بلند کرتا ہوا سکارا کے میدانوں میں بھاگتا ہوا دور تک چلا گیا تھا۔

دریودن کا بھائی دروپدی کو گھسیٹتا ہوا اس ہال کے اندر لایا تو دروپدی تھوڑی دیر تک وہاں جمع ہونے والے سارے لوگوں کو بڑے غور اور انہماک کے ساتھ دیکھتی رہی پھر اس نے بلند آواز میں سب کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا میں دیکھتی ہوں کہ ہستناپور کے بڑے بڑے لوگ اور محل میں قیام کرنے والی تمام ہستیاں اس ہال کے اندر جمع ہیں۔ سب لوگوں سے میں سوال کرتی ہوں کہ جب تم سب لوگ یہاں جمع تھے تو پھر کیوں کر اس ہال کے اندر جوئے جیسا گھناؤنا کھیل کھیلا گیا تم سب کی موجودگی میں مجھے گھسیٹ کر اس ہال کے اندر لایا گیا لیکن تم میں سے کسی کی زبان اس ظلم اور اس ستم کے

خلاف حرکت میں نہ آئی۔ میں تم سب بڑے لوگوں کی موجودگی میں اپنے شوہر یدشٹر سے اس سارے جوئے کی تفصیل پوچھتی ہوں اور یہ جاننا چاہتی ہوں کہ اس نے جوئے میں پہلے اپنے آپ کو ہارا یا مجھے میں نے اس سوال کا جواب جاننا چاہا لیکن کسی نے مجھے اس سوال کا جواب نہ دیا اور مجھے گھسیٹ کر یہاں اس ہال میں لایا گیا لہٰذا میں تم سب کے سامنے پھر اپنے سوال کو دہراتی ہوں اور تم سے یہ پوچھتی ہوں کہ بتاؤ میں آزاد ہوں یا لونڈی؟

کچھ دیر بعد دروپدی نے بڑے غور سے یدشٹر کی طرف دیکھا وہ اس وقت بڑے غصے میں تھا پر اپنے سر کو وہ بری طرح جھکائے ہوئے تھا وہ سوچ رہا تھا کہ دروپدی کو ایسی غضبناک حالت میں دیکھنے سے قبل کاش اسے موت آ گئی ہوتی۔ جب یدشٹر سے دروپدی کو کوئی جواب نہ ملا تب دروپدی نے بھیشم کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

اے کوروؤں اور پانڈوؤں کے جدامجد تمہیں ہستناپور کے اندر ایک دانش گاہ اور علم کا قصر تصور کیا جاتا ہے میں نے یہ بھی سن رکھا ہے کہ بھیشم سے بڑھ کر ہستناپور میں کوئی دانا اور عقلمند نہیں ہے اے پانڈوؤں کے جدامجد کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ میں لونڈی ہوں کہ آزاد۔ دروپدی کے اس سوال پر بھیشم تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر وہ کہنے لگا۔

اے دروپدی تمہارے اس سوال نے مجھے کشمکش و پیچ میں ڈال دیا ہے اور میں اس معاملے پر کوئی خاص روشنی نہیں ڈال سکتا ایک طرف میرا یہ بھی خیال ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو جوئے میں ہار چکا ہو وہ مزید اپنی کسی چیز کو جوئے کے داؤ پر نہیں لگا سکتا اس لحاظ سے یدشٹر کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ جوئے میں تمہیں داؤ پر لگائے لیکن دوسری طرف ہمیں یہ بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ ایک شوہر کو اپنی بیوی پر مکمل حق ہے کہ وہ اسے آزاد رکھے یا لونڈی بنائے وہ اپنی بیوی کو جائیداد اور پونجی کہہ کر پکار سکتا ہے لہٰذا اس لحاظ سے وہ اپنی اس پونجی اپنی اس جائیداد کو جوئے پر لگا سکتا ہے اے دروپدی ان دونوں نظریات کو سامنے رکھتے ہوئے میں تمہارے سوال کا تسلی بخش جواب نہیں دے سکتا۔

بھیشم کا یہ جواب سن کر دروپدی بے چاری رونے لگی تھی اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے اس موقع پر دریودن کے بھائی دسونا نے ایک زوردار اور مکروہ قہقہہ لگایا پھر اس نے دروپدی کو مخاطب کر کے کہا۔ اے دروپدی تم اس وقت میرے بڑے بھائی دریودن کی لونڈی ہو پر تم اس سلسلے میں کیوں فکرمند ہو تمہیں اس سوال کا جواب کوئی نہیں دے سکتا اور تمہارے سوال کا جواب یہی ہے کہ تم غلام ہو جواب تمہارا دھرم یہی ہے کہ تم اب اپنے مالک یعنی میرے بڑے بھائی دریودن کو ہر

لحاظ سے خوش رکھنے کی کوشش کرو دسونا کی اس گفتگو پر دروپدی نے کچھ ایسے انداز میں اس کی طرف دیکھا جیسے وہ اپنی آنکھوں سے نکلتی چنگاریوں سے دسونا کو جلا کر راکھ کر دے گی پر وہ بے چاری خاموش رہی اور منہ سے کچھ نہ کہہ سکی۔

دسونا کے یہ الفاظ سن کر بھیم سین غصے میں اس پتے کی طرح کانپ رہا تھا جو غضبناک آندھیوں کا شکار ہو گیا ہو پھر اس نے انتہائی غصے اور غضب میں مخاطب کر کے یدشٹر کو کہا دیکھو اپنے جنون اور جوئے کا انجام غور سے دیکھو وہ ساری دولت جو ہم نے بڑی اور محنت اور جدوجہد سے حاصل کی تھی جاتی رہی ہے تم نے ہر شے حتیٰ کہ تم نے اپنی حکومت اپنے بھائیوں اور بیوی کو بھی جوئے میں ہار دیا ہے اے میرے بھائی میں نے ہر موقع پر تیری باپ کی طرح عزت کی ہے تو نے جب اپنی ریاست اور ہر چیز جوئے میں ہار دی تو میں خاموش رہا تو مجھے اور اپنے دیگر بھائیوں کو بھی ہار دیا تب بھی میں خاموش رہا لیکن اب حالات میرے لیے ناقابل برداشت ہیں ذرا غور سے دروپدی کی طرف دیکھو کہ اسے کس طرح بالوں سے پکڑ کر اور گھسیٹتے ہوئے اس ہال کے اندر لایا گیا ہے کیا یہ صورت حال میرے لیے قابل برداشت ہے۔

بھیم سین کے یدشٹر کے لیے یہ الفاظ سن کر ارجن کو بے حد دکھ ہوا ایک بار بڑے غور سے اپنے بھائی یدشٹر کو دیکھا کہ کل تک اندرپرساد کا راجہ تھا اور آج وہ کوروؤں کا غلام تھا پھر ارجن نے بھیم سین کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔ اے بھیم سین مجھے تم سے ایسے الفاظ کی توقع نہ تھی مجھے تم سے اپنے بڑے بھائی جو ہمارے باپ کی جگہ ہے ایسے سلوک کی قطعاً امید نہ تھی تم نے ہمیشہ اپنے بڑے بھائی کی باپ کی طرح عزت کی ہے اور آج اس کے خلاف تمہارا سلوک اور تمہارے الفاظ سن کر مجھے بے حد دکھ اور صدمہ ہوا ہے ارجن کے ان الفاظ پر بھیم سین کہنے لگا۔

ارجن میرے بھائی تم صحیح کہتے ہو جب میں اپنے بڑے بھائی کی عزت کرتا تھا تب یہ ایک راجہ تھا لیکن اب یہ ہمارے سامنے ایک دوسرے ہی روپ میں کھڑا ہے میرا جی چاہتا ہے کہ اس کے سارے ہتھیاروں کو اس کے ساتھ جلا کر راکھ کر دوں صورت حال کو دیکھو کیا تمہارا خون جوش نہیں مارتا کہ ہم سب کی موجودگی میں دروپدی کو بالوں سے پکڑ کر اور گھسیٹتے ہوئے بڑی بے عزتی کے ساتھ یہاں لایا ہے جواب میں ارجن نے روتی ہوئی آواز میں کہا اے بھیم سین میرے بھائی ہمارا بڑا بھائی تو پہلے ہی لٹ چکا ہے ذرا دیکھو وہ کیسے ہماری طرف دیکھے بغیر اپنی گردن کو دہرا کیے ہوئے کسی لٹے اور لاغر انسان کی طرح کھڑا ہے وہ پہلے ہی اپنی غلطیوں اور اپنے غصے میں جل رہا ہے تم ایسی گفتگو نہ کرو تمہاری باتیں یقیناً اسے اندر ہی اندر راکھ کر دیں گی۔ ارجن کی اس گفتگو کا بھیم سین نے کوئی جواب نہ دیا تاہم ارجن نے آگے بڑھ کر بھیم سین

کو اپنے ساتھ لپٹا لیا وہ اس کے شانوں اور اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے یدشتر کے خلاف اس کا غصہ اور اس کا غضب کم کر رہا تھا جب کہ دروپدی اسی طرح اپنی جگہ پر خاموش اور اداس کھڑی تھی اور سب لوگوں کو دیکھتے ہوئے وہ اپنے سوال کے جواب کی منتظر تھی۔

زوسر کے اہرام سے نکل کر سکارا کے ریگزاروں کے اندر اندھا دھند بھاگتے ہوئے یوناف دریائے نیل کے کنارے آن رکا تھا۔ اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا پھر اس کی پریشان اور گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ یوناف میرے حبیب! زوسر کے اہرام کے اندر نہ جانے عزازیل نے کیسی قوتیں ڈال دی ہیں کہ تم جب اس اہرام کے اندر داخل ہوئے تو نہ صرف تم بلکہ میں بھی ناقابل برداشت اذیت کا شکار ہو کر رہ گئی تھی۔ عزازیل نے یقیناً بیوسا کو زوسر کے اس اہرام کے اندر قید کر رکھا ہے اب تم ہی بتاؤ بیوسا کو وہاں سے نکالنے کے لیے ہم کیا اقدام کر سکتے ہیں میں سمجھتی ہوں کہ عزازیل کی اس اسیری سے بیوسا کو چھڑانا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو کر رہ گیا ہے ابلیکا کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف گردن جھکا کر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر وہ کہہ رہا تھا۔

اے ابلیکا میں اس عزازیل کے سامنے جھکوں گا نہیں میں اس کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالوں گا میں عنقریب اس مردود کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا سنو ابلیکا میں دریائے نیل کے اس کنارے سے کوچ کر رہا ہوں میں عنقریب عزازیل کو بتاؤں گا کہ میں کیسے اس پر غلبہ حاصل کر سکتا ہوں اے ابلیکا میں کعبہ کا رخ کر رہا ہوں وہاں میں اپنے رب کو پکاروں گا اور مجھے امید ہے میرا رب مجھے عزازیل کے مقابلے میں مایوس نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور دریائے نیل کے کنارے سے وہ غائب ہو گیا تھا کعبہ کے قریب آ کر یوناف نمودار ہوا اور کعبہ کی طرف منہ کر کے وہ زمین پر سجدہ ریز ہو گیا پھر وہ چاہتوں کے جذبوں کی بھیگی آواز میں اپنے رب کو پکارتے ہوئے فریاد کر رہا تھا۔

اے خداوند عالم! عزازیل اپنی تمام حسیاتی اور جبلی اپنی ساری وجدانی اور منطقی قوتوں کے ساتھ مجھ پر وارد ہوا ہے اس کے سامنے میری حالت میرے مولا! تاریکیاں جیسی بے لباس شمع جیسی ہو کر رہ گئی ہے یہ عزازیل چاہتا ہے کہ ارض و سماء کے قافلے لٹتے رہیں منزلیں رواں اور کارواں بے حرکت رہیں میرے اللہ اس مردود نے میرے خلاف غارت گری کا نیا خروج کیا ہے یہ میری حالت بکھرے خوابوں اور ادھورے لمحوں جیسی بنا کر رکھ دینا چاہتا ہے میرے اللہ! آپ کے سامنے میری عاجزی میری آخری پونجی ہے آپ کا دست جلال ہی مجھے عزازیل کے وہم و گمان کے پردوں اسکی طاغوتی قوتوں کے دام کی غارت گری بربادی کے زنگ آلود الفاظ کے زہر اور اس کی فرسودہ اور طول کر دینے والی علامتوں سے بچا سکتا ہے۔

اے میرے اللہ! یہ عزازیل چاہتا ہے کہ میں اپنے ذات کے قرب کو ترستا رہوں یہ میرے سینے میں بدی کے شعلے فروزاں کرنے کا خواہشمند ہے یہ میری زندگی کے لمحے لمحے کو پگھلا کر یہ چاہتا ہے کہ میری زندگی کی راتیں خاموش اور میری زیست کا سفر ختم ہو کر رہ جائے میرے پہلو میں بدی کا شور بڑھتا رہے اور گناہوں کا قرب پھیلتا رہے اے میرے اللہ! یہ عزازیل میرا حریف بن کر آندھیوں کے تھپیڑوں کی طرح وارد ہوا ہے اور میری زندگی کو خواب و خاکستر اور میری مٹی کو لہو لہو کر دینے کا خواہش مند ہے میرے اللہ تو مجھے اس کی حیوانیت اس کی جبلیت، اس کے ہیولوں کے بالوں، عزم تاریک، بوسیدہ تنفس اور اس کی عفریت جیسی وحشت سے بچا میرے اللہ تو ہی وہ ذات وہ قوت ہے جو مجھے عزازیل کے جہل اور بدی کے طوفانوں سے نجات دلا سکتی ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا تھا پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اس کے چہرے پر گہری مسکراہٹ تھی جیسے اس نے گوہر مقصود پا لیا ہو پھر اچانک یوناف کی کیفیت بڑی تیزی کے ساتھ بدلنے لگی اور اس کی حالت اس زہریلے سانپ جیسی ہو کر رہ گئی تھی جس نے کسی کو ڈس لینے کا عزم کر لیا ہو۔

دروپدی اسی طرح گری ہوئی دیوار کی طرح اداس اور ہواؤں میں رچی ہوئی خشکی کی طرح مایوس کھڑی اپنے سوال کے جواب کا انتظار کر رہی تھی۔ رنگوں کے اس میلے اور خوشبوؤں کے اس ریلے کے اندر اس کی جھالر پلکوں کے اندر عکس در عکس حیرت، گم صم راہوں اور کہر زدہ رات کا سا سماں تھا۔

وہ بے چاری بار بار روتے پرندوں، مرچوں کے لٹے قافلوں اور بھٹکتی رتوں کی طرح کبھی اپنے پانچوں شوہروں کی طرف دیکھتی تھی، کبھی بھیشم اور ہستناپور کے راجہ دھرت راشٹر کی طرف دیکھتی تھی پر ان میں سے کسی نے بھی اس کے سوال کا جواب نہ دیا تھا۔

اس وقت بھرے مجمع میں سے دریودن کے بھائی جس کا نام وکرم تھا، ہمت، جرأت اور انصاف سے کام لیا۔ اپنی جگہ پر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس سارے مجمعے کو مخاطب کر کے بولا:

"دروپدی نے جو کچھ کہا ہے وہ درست اور ٹھیک ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس حال میں اس وقت کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہو گا جو نیکی کا ساتھ دے، لہٰذا ہم سب اس قابل ہیں کہ ہمیں جہنم میں دھکیل دیا جائے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس ہال کے اندر بھیشم، درونا اور میرے باپ دھرت راشٹر کے علاوہ اور بہت سے بڑے بڑے بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے حیرت ہے کہ کسی نے بھی یدھشٹر سے باز پرس نہ کی جب وہ دروپدی کو داؤ پر لگا رہا تھا اور حیرت ہے کہ یہ لوگ اب تک کچھ نہیں بول رہے جیسے وہ زبان نہ رکھتے ہوں یا پتھر کے ہو گئے ہوں۔ کیا اس پورے ہال میں بیٹھے ہوئے ان لوگوں میں سے کوئی بھی اتنی جرأت نہیں رکھتا کہ اٹھ کر سچائی اور صداقت کا ساتھ دیتے ہوئے دریودن کے خلاف زبان کھولے؟

یہاں تک کہنے کے بعد دریودن کا چھوٹا بھائی وکرم خاموش ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد سلسلۂ کلام دوبارہ جاری کرتے اور اپنا غصہ فضا میں بلند کرتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا:

"اگر کوئی سچ اور حقیقت کہنے کی جرأت نہیں رکھتا تو یہ کام میں سرانجام دیتا ہوں۔ اس ہال میں بیٹھنے والے لوگو سنو! میں اس وقت تم سب کے سامنے یہ اعلان کرتا ہوں کہ اس مجمع میں دروپدی نہیں ہاری گئی۔ یہ اس وقت ایک لونڈی نہیں، آزاد ہے اور کوئی حق نہیں رکھتا کہ اسے لونڈی کہہ کر پکارے۔ نہ ہی یدھشٹر کو یہ حق پہنچتا تھا کہ وہ دروپدی کو داؤ پر لگا سکے۔ میں اپنے دانشمند دادا بھیشم کے خیالات کی قطعاً مخالفت کرتا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ کسی بھی راجہ کے لیے چار چیزیں نقصان دہ ہو سکتی ہیں جو اس کا تختہ الٹنے میں کارگر ہو سکتی ہیں۔

پہلی شکار،

دوسری حد سے زیادہ شراب نوشی،

تیسری جوا،

اور چوتھی عورتوں کے ساتھ زیادہ میل جول!

یہی معاملہ یدھشٹر کے ساتھ بھی پیش آیا۔ اس نے اس وقت اپنی حماقت سے دروپدی کو داؤ پر لگایا! جب اس پر جوئے کا بخار پوری طرح سوار تھا اور یہ اپنے کسی عمل کا جواب دہ نہیں رہا تھا۔ دروپدی کو داؤ پر لگانے کے لیے یدھشٹر تیار نہ تھا لیکن شکونی نے اس کو ایسا کرنے پر مجبور کیا لہٰذا یدھشٹر نے اپنی مرضی اور خیال سے دروپدی کو داؤ پر نہیں لگایا۔

میں یہ انکشاف بھی کرتا چلوں کہ یدھشٹر کو کوئی حق نہیں پہنچتا تھا کہ وہ دروپدی کو داؤ پر لگائے، اس لیے کہ دروپدی اس اکیلے کی بیوی نہیں بلکہ وہ پانچوں بھائیوں کی بیوی ہے لہٰذا یدھشٹر کسی بھی طور اکیلا یہ حق نہیں رکھتا کہ دروپدی کو داؤ پر لگائے۔ لہٰذا میں اپنے دادا بھیشم کے خیالات کی نفی کرتا ہوں اور یہ اعلان کرتا ہوں کہ دروپدی اس وقت لونڈی نہیں ہے اور میرا بڑا بھائی دریودن اس کا مالک نہیں ہے۔ یہ آزاد ہے۔ ہر عمل اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق کر سکتی ہے اور جہاں چاہے جا سکتی ہے۔ کسی کو اس کے راستے کی رکاوٹ نہیں بننا چاہیے۔"

وکرم کے الفاظ نے ہال میں بیٹھے ہوئے سارے لوگوں میں تہلکہ سا مچا دیا تھا۔ لوگ اس کے بیانات سن کر حیران اور پریشان رہ گئے تھے اور تقریباً سب ہی اس بات کے قائل دکھائی دے رہے تھے کہ دروپدی لونڈی نہیں بلکہ آزاد ہے۔

اس موقع پہ دریودن کا دوست رادیو انتہائی غصے کی حالت میں اٹھ کھڑا ہوا اور وکرم کو مخاطب کر کے کہنے لگا:

"سنو وکرم۔ تم کچھ زیادہ ہی دانشمند بننے کی کوشش کر رہے ہو۔ ہمارے بڑے بڑے دانشور جیسے بھیشم، درونا اور دھرت راشٹر کے علاوہ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تمہارے بولنے سے قبل سب کے سب اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں کہ دروپدی اب ایک لونڈی ہے۔ تم نے اپنے بچگانہ جوش میں غلط تاثرات کا اظہار کیا ہے۔ تم نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس وقت اس ہال میں تم ہی سب سے زیادہ عقلمند ہو اور باقی بیوقوف بیٹھے ہوئے ہیں۔

وکرم! تم نے اس وقت یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ تم سب سے زیادہ عقلمند ہو۔ اگر دروپدی لونڈی نہیں ہے اور اس کے شوہر اسے لونڈی خیال نہ کرتے تو یدشٹر اسے اپنی زبان سے اس ہال میں آنے کے لیے کیوں کہتا۔ لہذا میں تمہارے خیالات کی مکمل طور پہ نفی کرتا ہوں اور یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ جس طرح یہ پانڈو برادران غلام ہیں اس طرح ان کی بیوی دروپدی بھی اب لونڈی ہے آزاد نہیں ہے اور یہ دریودن کی ملکیت ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد رادیو اپنی جگہ پہ بیٹھ گیا۔

رادیو کے بعد دریودن اپنی جگہ سے اٹھا۔ تھوڑی دیر تک وہ مکروہ ہنسی ہنستا رہا پھر اس نے دروپدی سے کہنا شروع کیا:

"اے دروپدی! اب تم اپنے سوال کے جواب کا انتظار کرنا ترک کر دو۔ اس سلسلے میں ہم بہت کچھ سن چکے ہیں۔ تمہارے پانچوں شوہر نکول، سہادیو، ارجن، یدشٹر اور بھیم سین یہاں موجود ہیں۔ ان میں سے کسی نے بھی تمہارے اس سوال کا جواب دینے کی کوشش نہیں کی اور نہ ہی ان میں سے کسی نے تمہیں غلامی سے نجات دلانے کی کوشش کی ہے۔ یہ اب بھی خاموش ہیں اور تب بھی خاموش تھے جب تمہیں گھسیٹ کر ہال میں لایا گیا تھا۔

دروپدی! ابھی یہ معاملہ یدشٹر پہ چھوڑتا ہوں۔ مجھے اس کے جواب کا انتظار ہے۔ میں خود اس کی اپنی زبان سے سننا چاہتا ہوں کہ تم اب اس کی ملکیت ہو یا میری ملکیت ہو۔ یدشٹر کے جواب کے بعد ہم تمہاری قسمت کا فیصلہ کریں گے۔"

تھوڑی دیر خاموش رہ کر دریودن انتظار کرتا رہا۔ اس کے چہرے پہ بڑی مکروہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ جب کچھ دیر تک پانڈو برادران میں سے بھی کسی نے بھی اس کی بات کا جواب نہ دیا تب اس نے دوبارہ کہنا شروع کیا:

"سنو دروپدی۔ اب میرا فیصلہ بھی سنو۔ میرا فیصلہ یہ ہے کہ تم اب لونڈی نہیں آزاد ہو۔ یہ پانچوں پانڈو برادران بھی اب تمہارے شوہر نہیں ہیں۔ تم اب ان کی بیوی ہونے سے بھی آزاد ہو اور تمہیں یہ پورا حق ہے کہ تم ہم میں سے کسی کو اپنا شوہر تسلیم کر کے پرسکون اور خوشگوار زندگی بسر کرو۔ تم لونڈی بننے کے لیے پیدا نہیں ہوئی ہو دروپدی۔ تمہیں تو کسی راجہ کسی حکمران کی بیوی ہونا چاہیے تھا۔ ان پانچوں پانڈو برادران کو ترک کر دو۔ یہ تمہارے قابل نہیں تھے کہ تمہاری قسمت کا ساتھ دے سکیں۔ تم ہم میں سے کسی کو اپنا شوہر تسلیم کر لو۔"

اس کے بعد دریودن بڑے عجیب انداز میں پانڈو برادران کی طرف دیکھنے لگا۔

دریودن کے بعد رادیو اپنی جگہ سے اٹھا اور دروپدی کو مخاطب کر کے کہنے لگا:

"دروپدی! یہ حقیقت ہے کہ تم ایک لونڈی ہو اور لونڈی کسی بھی قسم کی ملکیت نہیں رکھتی جبکہ تمہارے شوہر بھی غلام ہیں اور اب وہ تم پر کسی قسم کا حق اور ملکیت نہیں رکھتے۔ ہستنا پور کے راجہ دھرت راشٹر کے بیٹے اب تمہارے آقا ہیں۔ تمہیں عقلمندی سے کام لیتے ہوئے اپنے آپ کو دریودن کے حرم میں داخل کر لینا چاہیے اور اگر تم ایسا نہیں کرنا چاہتی ہو تو دریودن کے بھائیوں میں سے کسی کو اپنا شوہر تسلیم کر لو۔ ایک عورت جو لونڈی ہو اس بات کا حق رکھتی ہے کہ وہ اپنے لیے کسی نئے آقا کا انتخاب کر لے۔"

رادیو کے بعد ایک بار پھر دریودن اپنی جگہ سے اٹھا۔ وہ رادیو کے الفاظ پہ مسکرا رہا تھا پھر وہ پانچوں پانڈو برادران کی طرف دیکھتے ہوئے بولا:

"سنو پانڈو برادران! دروپدی ابھی تک تمہاری طرف سے اپنے سوال کے جواب کی منتظر ہے۔ تم پانچوں اس کے سوال کا جواب دو اور اس کو بتاؤ کہ وہ آزاد ہے یا لونڈی ہے۔"

پانڈو برادران کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر دریودن تھوڑی دیر تک اپنی جگہ پہ کھڑا مسکراتا رہا۔ پھر اس کے چہرے پہ شیطانیت بکھر گئی۔ برائیاں ہی برائیاں اس کی آنکھوں میں رقص کرنے لگیں۔

پھر وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور مسکراتے ہوئے اس نے قریب آ کر دروپدی کے شانے پر اپنا بازو رکھ دیا۔

دریودن کی یہ جرأت دیکھ کر بھیم سین کا چہرہ تپ گیا اور اس کی آنکھیں آگ برسانے لگیں۔ پھر وہ دریودن کو مخاطب کر کے بولا:

"اے دریودن! عنقریب وہ وقت آئے گا کہ میں تمہاری ران توڑ کر رکھ دوں گا۔"

اس موقع پر راولیو نے دریودن کے بھائی دسونا کی طرف دیکھا اور کہنے لگا:

"اے دسونا! تم ان پانڈو برادران سے کیوں خوفزدہ ہو۔ دروپدی کو پکڑو اور یہاں سے عورتوں کے کمرے میں لے جاؤ اور سنو دریودن! تم اسے بڑی خوشی کے ساتھ اپنے حرم میں داخل کر سکتے ہو۔"

راولیو کے کہنے پر دسونا آگے بڑھا اور دروپدی کو پکڑ لیا۔ پھر وہاں سے گھسیٹ کر لے جانے لگا لیکن دروپدی نے اپنی پوری قوت اور طاقت صرف کر کے اپنے آپ کو روک لیا۔

اس بار اس نے بڑی التجا آمیز نظروں سے بھیشم، درونا، دھرت راشٹر، ودیور اور اپنے پانچوں شوہروں کی طرف دیکھا۔

اس کی آنکھوں میں دور دور تک التجا تھی لیکن اس موقع پر کوئی بھی اس کی مدد کو آگے نہ آیا تاہم وودرا آگے بڑھا اور دروپدی کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے تسلی اور تشفی دینے لگا۔

بھیم سین ایک بار پھر بولا اور آگ کی طرح کھولتے لہجے میں کہنے لگا:

"سنو دریودن! عنقریب وہ وقت آئے گا جب میں تمہیں قتل کروں گا۔ میرا بھائی ارجن راولیو کی گردن کاٹے گا اور یہ سکونی جس نے جوئے میں دھوکا دے کر ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو غلام بنا لیا ہے اسے میرا بھائی سہادیو موت کے گھاٹ اتار دے گا۔

میں تمہیں پھر بتاتا ہوں کہ میری گفتگو بڑے غور اور انہماک کے ساتھ سنو۔ جب کبھی بھی ہمارے اور تمہارے درمیان جنگ ہوگی میرے یہ الفاظ پورے ہو کے رہیں گے۔"

بھیم سین کے خاموش ہونے پر ارجن بلند آواز میں کہنے لگا:

"بھیم سین! میرے بھائی سنو۔ جو لوگ اپنے آپ کو اپنے گھروں میں محفوظ سمجھتے ہیں، دراصل خطرات ان کے گھروں سے باہر ان کے منتظر ہوتے ہیں۔

سنو میرے بھائی! تمہارے یہ الفاظ پورے ہو کے رہیں گے اور جو کچھ تم نے کہا ہے وہ سچ ہو کر رہے گا۔ جن چاروں کو تم نے موت کے گھاٹ اتارنے کے لیے کہا ہے عنقریب وقت آئے گا کہ زمین ان چاروں کا خون پیے گی۔ یہ دریودن، دسونا، سکونی اور راولیو ایک روز ضرور ہمارے ہاتھوں مارے جائیں گے اور اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد ارجن تھوڑی دیر کے لیے رکا۔ پھر وہ پہلے سے بھی زیادہ بلند آواز میں کہنے لگا:

"اے بھیم سین میرے بھائی! میں یہاں جمع ہونے والے سب لوگوں کے سامنے قسم کھاتا ہوں اور یہ

اعلان کرتا ہوں کہ میں تمہارے کہے ہوئے الفاظ کی عزت اور احترام کروں گا۔ میں راولیو کو اور اس سے تعلق رکھنے والے اور اس کا ساتھ دینے والے سب لوگوں کو قتل کروں گا۔ میں ہر اس شخص کو قتل کر دوں گا جو میرے خلاف راولیو کا ساتھ دے گا۔

سنو بھیم! میرے بھائی یہ ہمالیہ اپنی جگہ سے ہٹ سکتا ہے۔ سورج اپنے روزمرہ کے کام ترک کر سکتا ہے۔ یہ چاند ٹھنڈا ہو سکتا ہے لیکن میری یہ کھائی ہوئی قسم ضرور پوری ہوگی۔"

ارجن کے بعد سہادیو اٹھا اور ہال میں بیٹھے لوگوں کو مخاطب کر کے بولا:

"یہ سکونی ہستناپور کے لوگوں پر ایک بدنما داغ ہے۔ اس نے عیاری اور فریب سے کام لے کر میرے بھائی یدشٹر کو جوا کھیلنے پر مجبور کیا۔ سنو سکونی! میں قسم کھاتا ہوں کہ میں تمہیں اور تم سے تعلق رکھنے والے سبھی لوگوں کا خاتمہ کر دوں گا اور مجھے امید ہے کہ تم جنگ میں میرا مقابلہ کرنے کی جرأت کرو گے۔"

سہادیو کے بعد پانڈو برادران میں سے نکولا اٹھا اور کہنے لگا:

"یہاں جمع ہونے والے لوگو! میری بات غور سے سنو۔ میرے بھائیوں نے دسونا، راولیو، سکونی اور دریودن کو قتل کرنے کا عزم کیا ہے اور ایسا کرنے کی قسم کھائی ہے۔ میں تم سب کے سامنے یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں سکونی کے بیٹے کو قتل کروں گا اور میں تمہیں یہ یقین دلاتا ہوں کہ جب کبھی ہمارے اور تمہارے درمیان جنگ ہوگی تو جس جس کا ہم نے ذکر کیا ہے وہ ضرور ہمارے ہاتھوں ختم ہو کر رہے گا۔"

پانڈو برادران کی قسمیں اور الفاظ سن کر ہستناپور کا راجہ دھرت راشٹر سر سے لے کر پاؤں تک کانپ اٹھا اور اسے معاملے کی سنگینی کا احساس ہو گیا تھا۔

اس کو یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ اگر معاملہ ایسا ہی رہا تو پانڈو برادران ضرور اپنی قسمیں پوری کرنے پر تل جائیں گے۔ اس دباؤ کے تحت اس نے بلند آواز میں اپنے بیٹوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"اے میرے بیٹو! تم نے اپنی بے وقوفی سے دروپدی کے تقدس کی توہین کی ہے۔ تمہاری موت اب یقینی ہے۔"

اس کے بعد اس نے دروپدی کو مخاطب کرتے ہوئے اسے تسلی دینے کے انداز میں مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا:

"اے دروپدی! میری بیٹی جو سلوک تمہارے ساتھ یہاں کیا گیا ہے اس کے لیے تم مجھے اور میرے بیٹوں کو معاف کر دو اور مانگو اس وقت تم مجھ سے کیا مانگتی ہو۔"

دھرت راشٹر کی اس پیشکش پر دروپدی خوش ہو گئی اور اس نے نہایت اطمینان سے دھرت راشٹر

کو مخاطب کر کے کہا:

"اے راجہ! مجھے کچھ دینا ہی چاہتے ہیں تو میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ پانچوں پانڈو برادران کو رہا کر دیا جائے"۔

اس پر دھرت راشٹر کہنے لگا:

"اے دروپدی، میری بیٹی! تم بھی آزاد ہو اور تمہارے ساتھ میرے یہ پانچوں بھتیجے بھی آزاد ہیں۔ اور بولو تم مجھ سے کیا چاہتی ہو"۔

اس پر دروپدی کہنے لگی:

"اے رحمدل راجہ۔ میں آپ سے اور کچھ نہیں مانگتی۔ جب مجھے اور میرے شوہروں کو آزادی مل گئی ہے تو اب میں کسی اور خواہش اور تمنا کا ارادہ نہیں رکھتی"۔

اس موقع پر رادیو پھر اٹھا اور پانڈو برادران کو مخاطب کر کے بولا:

"سنو پانڈو برادران! تم لوگ خوش قسمت ہو کہ دروپدی تم سب کے لیے ایک کشتی ثابت ہوئی جس نے تم سب کو ڈوبنے سے بچایا ہے۔ یقیناً اس عورت نے تمہاری بہترین خدمت کی ہے"۔

اس پر بھیم سین غصے میں رادیو سے کچھ کہنے لگا تھا مگر یدشٹر نے اسے بولنے سے منع کر دیا۔

دھرت راشٹر کے اس فیصلے کو دریودن، اس کے کچھ بھائیوں اور رادیو نے انتہائی ناپسند کیا تھا لہٰذا وہ غصے اور خفگی سے وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔

ان کے جانے کے بعد یدشٹر نے اپنے چچا اور ہستنا پور کے راجہ دھرت راشٹر کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا:

"اے میرے چچا، جب کبھی بھی آپ نے حکم دیا ہے ہم نے ہمیشہ آپ کے حکم کا اتباع کیا ہے۔ اس موقع پر آپ جو کچھ بھی ہم کو کہیں گے ہم پانچوں بھائی اسے کر گزریں گے"۔

جواب میں دھرت راشٹر نے کہا:

"میں تم بھائیوں کی عاجزی اور انکساری پر خوش ہوں۔ تم پانچوں عقلمند اور بہت اچھے انسان ہو۔ تم پانچوں شریف ہو اور مجھے امید ہے کہ جو کچھ اس ہال میں تھوڑی دیر پہلے ہوا ہے تم اسے فراموش کر دو گے۔ اچھے لوگ صرف اچھائی پر نظر رکھتے ہیں اور قصوروار کو معاف کر دیتے ہیں۔ تم لوگ بھی دریودن کے ہاتھوں ہونے والی اس بدی کو بھول جانا۔

میں چاہتا ہوں کہ تم واپس اندر پرستھ جاؤ اور جس طرح تم پہلے وہاں پر حکومت کرتے رہے ہو اسی طرح

کرتے رہو۔ جو کچھ بھی تم نے جوئے میں ہارا وہ تمہارا ہے۔ اندر پرستھ اور اس کی ہر چیز ایسے ہی تمہاری ہے جیسے تم پہلے اس کے مالک تھے۔

اب میں تم سے یہ کہوں گا کہ تم دروپدی اور اپنی ماں کو لے کر یہاں سے کوچ کر جاؤ اور پُر امن زندگی بسر کرو۔ اسی میں میری خوشی اور سکون ہے"۔

دھرت راشٹر کی یہ گفتگو سن کر وہ خوش ہو گئے اور پھر اپنی ماں اور دروپدی کو لے کر اندر پرستھ کی طرف کوچ کر گئے۔

○

کعبہ کے سامنے سجدہ ریز ہونے اور بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ دعا مانگنے کے بعد یوناف جب کھڑا ہوا تو اس کے چہرے سے غموں کی دھول اور اندیشوں کی حدت جاتی رہی تھی اور اب وہ سکون کے بیکراں سمندر کی طرح پُرسکون اور صبیح جمال اور رنگ فطرت کی طرح خوشگوار دکھائی دے رہا تھا۔

اس کے چہرے پر زیست کے قہقہے اور امید و عزائم کی تابانی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آدمیت کی تعمیر کے قصے اور مچلتے نغمات کی آبشار میں رقص کر رہی تھیں۔ . . . پھر اس نے بلند آواز میں پکارتے ہوئے چلانا شروع کیا:

"ابلیکا - ابلیکا تم کہاں ہو؟"

تھوڑی ہی دیر بعد ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا لمس دینا شروع کیا۔ پھر پُرسکون آواز میں اسے مخاطب کر کے پوچھا:

"اے یوناف، میرے حبیب! کیا تم نے اپنا گوہر مقصود پا لیا ہے؟"

یوناف نے جواب دیا:

"اے ابلیکا میری رفیقہ! اب تو دیکھنا کہ میں اس عزازیل کی شیطینت کے رنگوں کو کیسے دھوتا ہوں۔ میں اپنے خداوند کا ممنون ہوں کہ اس نے میری راہنمائی کی اور میں اپنا گوہر مقصود پانے میں کامیاب ہوا ہوں۔ اے ابلیکا! میں اب مصر کے مرکزی شہر ممفس کا رخ کر رہا ہوں۔ میں وہاں شیشہ گروں کے بازار میں جاؤں گا اور جو کچھ میں نے کعبہ کے سامنے سجدہ ریز ہو کر حاصل کیا ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا"۔

یہ کہہ کر یوناف خاموش ہو گیا۔ پھر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے مصر کے مرکزی شہر

معفس کی طرف کوچ کر گیا۔

○

معفس شہر میں یوناف ایک آئینہ ساز کی دکان میں داخل ہوا اور اسے ایک معقول رقم ادا کرنے کے بعد اس نے اس سے فرمائش کی کہ:

"تم میرے لیے ایک چھوٹا سا گول آئینہ تیار کر دو جس میں دھاگا پرو کر میں اپنے گلے میں ڈال سکوں۔"

پھر اس نے آئینہ ساز کو ایک کاغذ پر اسم اعظم لکھ کر دیا اور کہا:

"ان الفاظ کو اس گول آئینے کے اوپر آتشی رنگ میں تحریر کر دو۔"

آئینہ ساز نے یوناف کی تجویز کو قبول کرتے ہوئے ایسا آئینہ تیار کرنے کی حامی بھر لی اور یوناف سے وعدہ کیا کہ:

"کل میں تمہارے لیے ایسا آئینہ تیار کر دوں گا۔"

وہ رات یوناف نے معفس شہر کی ایک سرائے میں بسر کی۔

دوسرے روز وہ آئینہ ساز کے پاس گیا۔ اس نے دیکھا کہ آئینہ ساز نے ایک چھوٹا سا گول آئینہ اس کی مرضی کے مطابق تیار کر دیا تھا اور اس پر اس نے آتشی رنگ میں اسم اعظم لکھ دیا تھا۔

اس آئینہ کو دیکھ کر یوناف کے چہرے پر سکون اور مسکراہٹ بکھر گئی۔ آئینہ ساز سے آئینہ لے کر اس نے اپنے گلے میں ڈال لیا اور وہاں سے چل دیا۔

دوپہر کے قریب جب یوناف سقارہ کے میدان میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ سقارہ کے ریگزاروں میں تیز ہواؤں اور بگولوں کے اندر اڑتی ریت کا رقص جاری تھا۔

ساری فضا ویران اور ریت کے اڑنے کے باعث سقارہ کے میدانوں کے اندر راستے اندھے ہوتے جا رہے تھے۔ چاروں طرف ریت اور غبار کا ایک گرد آلود رقص جاری تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ سقارہ کے میدانوں میں اور زوسر کے اہرام کے چاروں طرف امیدوں کی لہر پر وسوسوں، اندیشوں، خطرات، وہموں اور حادثوں اور سانحوں کا طوفان چل نکلنے کو تھا۔

صحرا کے اندر منزلوں کے راستے کہر زدہ لمحوں کی طرح افسردہ تھے۔ صحرا کی ویرانیاں جسم میں چبھنے اور روح میں ڈسنے کا کردار ادا کر رہی تھیں۔

ابلیکا نے یوناف کی گردن پہ اپنا ریشمی لمس دیا اور کسی قدر اندیشوں بھری آواز میں کہا:

"سنو یوناف! وہ سامنے زوسر کے اہرام کے اوپر دیکھو۔ وہاں عزازیل تمہارا منتظر کھڑا ہے۔ یوناف! زوسر کے اہرام کے اندر جو بھی طریقہ کار تم استعمال کر رہے ہو اسے انتہائی احتیاط اور دانش مندی سے برتنا۔ سنو، پچھلی بار بھی جب میں اور تم دونوں نے اس اہرام کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی تھی تو ہم بری طرح ناکام ہوئے تھے اور ایسی اذیت ناک کیفیت سے دوچار ہوئے تھے کہ ہم دونوں سقارہ کے میدانوں سے بھاگتے ہوئے دریائے نیل تک چلے گئے تھے اور ہمارے پیچھے عزازیل، زوسر کے اہرام پر کھڑا ہو کر ہماری ناکامی پر قہقہے لگا رہا تھا۔ اس بار عزازیل کو ایسا موقع نہیں ملنا چاہیے۔"

ابلیکا خاموش ہوئی تو یوناف کہنے لگا:

"اے ابلیکا میری رفیقہ! تم مطمئن رہو۔ کعبہ کے سامنے سر بسجدہ ہونے کے بعد جو کچھ مجھے حاصل ہوا ہے مجھے امید ہے کہ میں اس سے عزازیل کے پرخچے اڑانے میں کامیاب ہو جاؤں گا اور اس کی ساری جرأت، ساری قوت کو توڑ کر رکھ دوں گا۔"

"سنو ابلیکا! میں اب زوسر کے اہرام کے قریب جا رہا ہوں۔ تم پرسکون رہنا اور جب تک میں تمہیں آنے کے لیے نہ کہوں تم حرکت میں نہ آنا۔ مجھے امید ہے کہ جو طریقہ کار میں استعمال کر رہا ہوں اس سے نہ صرف یہ کہ میں عزازیل پر قابو پا لوں گا بلکہ بیوسا کو بھی میں خیر و عافیت کے ساتھ زوسر کے اس اہرام کے تہ خانے سے باہر لے آؤں گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا اور پھر قدرے تیزی کے ساتھ زوسر کے اہرام کی طرف بڑھنے لگا۔

یوناف جب اہرام کے قریب پہنچا تو اہرام کے اوپر کھڑے عزازیل نے ایک پرزور طنزیہ قہقہہ لگایا اور یوناف کو مخاطب کر کے بولا: "اے نیکی کے نمائندے! دیکھ میں کس طرح اہرام کے اوپر تیرا منتظر ہوں۔ میرے ساتھیوں نے مجھے بتایا تھا کہ یہاں سے شکست کھانے اور اذیت اٹھانے کے بعد تو مکہ کی سرزمینوں کی طرف گیا تھا۔ شاید تو وہاں سے میرے خلاف کچھ حاصل کرنا چاہتا تھا اور اب تو ایک بار پھر زوسر کے اہرام کی طرف آیا ہے۔

اے نیکی کے نمائندے دیکھ، تو اب بیوسا کا خیال ترک کر دے۔ تو اور تیری کوئی بھی سحری قوت بیوسا کے کام نہیں آ سکتی اور نہ ہی اب تم بیوسا کو زوسر کے اس اہرام کے تہ خانے سے نجات دلا سکتے ہو۔ اس کی قسمت میں اب یہی ہے کہ وہ اہرام کے تہ خانے میں سسک سسک کر ختم ہو جائے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل جب خاموش ہوا تو یوناف نے اس کو خاص بلند آواز میں مخاطب کر کے کہنا شروع کیا:

"اے عزازیل! میں کہتا ہوں تو بکواس کرتا ہے۔ میرا رب جو روز ازل سے لے کر روز ابد تک کا مالک ہے، اس کی بخشش و عطا بے مثال ہے۔

سنو عزازیل! ستارہ کے اس میدان کے اندر اور زوسر کے اس اہرام کے آس پاس میں تیرے شعلوں کو شبنم میں اور تیری پھیلائی ہوئی رات کو سحر میں تبدیل کرنے آیا ہوں۔

اے عزازیل! ستارہ کے ان میدانوں کے اندر میں تیری اونچی اڑانوں کو دھول میں بدل کر رکھ دوں گا۔

اے عزازیل! وقت کی رفتار میں راستے بھی آتے ہیں اور ان راستوں میں ان گنت پیچ و خم ہوتے ہیں۔ میں انہی راستوں کی بھول بھلیوں میں تمہیں ڈال کر تمہارے خون کی شریانوں میں خوف کا جل تھل مچا کر رکھ دوں گا۔ تیری بہتری اسی میں ہے کہ زوسر کے اہرام پر کھڑے ہو کر اپنی بے بسی اور ناکامی کا تماشہ دیکھ اور اس پر غور کر کہ میں کس طرح زوسر کے اہرام میں داخل ہو کر خیر و عافیت کے ساتھ بیوسا کو باہر لاتا ہوں۔"

یوناف کے خاموش ہونے پر عزازیل نے قہقہہ آمیز انداز میں کہا: "سنو۔ نیکی کے نمائندے۔ ستارہ کے ان میدانوں کے اندر آگ اور آہن سے کھیلنے کی کوشش نہ کرو۔ تم کسی بھی صورت اس اہرام کے اندر داخل نہیں ہو سکتے اور جب تم ایسی کوشش کرو گے تو تم پر واضح ہو جائے گا کہ اس اہرام کے اندر کس کا لو گرتا ہے اور کس کی آواز کا ڈنکا بجتا ہے۔ ستارہ کے میدان کے اندر کھڑے اس اہرام کے اندر اب تیرا داخل ہونا ناممکن ہے اور اگر تو نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو سن رکھ! تیرے دل کی بستی میں زیست کی حدت کا خاتمہ ہو جائے گا اور تیری ہستی دھرا اور گرمی نور سے بے رونق اور تمناؤں کی بنجر زمین جیسی ہو کر رہ جائے گی اور جس طرح پہلے تیری حالت تمناؤں کے غم اور یادوں کے لٹے صفحات جیسی ہو گئی تھی اسی طرح اس بار بھی ہو گی بلکہ میں تیری حالت پہلے کی نسبت بدترین کر دوں گا اور یہ کرنوں کی ضیا مانگتی زمین پرانے ساحلوں پہ گونجتے نغمے اور تیرے ٹمٹماتے خد و خال تیرے لیے ناقابل نفرت ہو کر رہ جائیں گے۔" یہاں تک کہہ کر عزازیل خاموش ہو گیا۔

عزازیل کے ان الفاظ کا یوناف پہ کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ مسافر کے لبوں پر واپسی کے گیت کی طرح پُرسکون، مرگ و شیون کے جال بنتی فضاؤں جیسا تازہ دم، بادلوں میں چھپ کر گنگناتے پرندوں جیسا شاداب اور چاندنی میں رقص کرتے سمندر جیسا مطمئن تھا۔ پھر اس نے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا:

"سنو عزازیل! زوسر کے اس اہرام کے آس پاس ستارہ کے ان میدانوں میں میرے لیے نہ کوئی تحیر

کا صدمہ نہ وبال کا خوف ہے۔ سن! شب و روز کے اس تسلسل کے اندر میں تیرے لیے ایک نئی صبح کی بات لے کر آیا ہوں۔

اے عزازیل! جس طرح تیز ہوائیں چاند تاروں کو زمین کے بھید بتاتی ہیں ایسے ہی میں بھی تم پر یہ واضح کرنے آیا ہوں کہ میں نیکی کا ایک نمائندہ ہوں اور تیرے خلاف ہر وقت اپنے رب سے مدد اور نصرت کی التجا اور گزارش کر سکتا ہوں۔ پر تو یہ بتا کہ جب تو میری طرف سے کسی اذیت میں مبتلا ہو گا تو کسے پکارے گا۔

اے عزازیل! اس کائنات کے اندر تیری حالت ایک بے نتھے بیل اور ایک بے مہار اونٹ کی سی ہے جو صحراؤں کے اندر بے مقصد اور بے وجہ مارا مارا پھر رہا ہو۔

اے عزازیل! تیری ان وحشتوں کے اندر میں سچائی کا ایک نیا علم لے کر آیا ہوں۔ تیرے ظلم کے گھرے اندھیرے کے اندر لہو الفاظ بن کر بولے گا اور تیری آنکھوں کی بے رنگ تہوں کے پیچھے میں خطرات کی دلدل بچھا کر رکھ دوں گا۔

اے عزازیل! میں ایک ایسی قوت کے ساتھ زوسر کے اہرام کی طرف آیا ہوں جسے تو ٹال نہیں سکے گا اور میں کامیابی کے ساتھ بیوسا کو یہاں سے نکال کر لے جاؤں گا۔"

یوناف کی اس گفتگو پر عزازیل نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا۔ پھر اس نے بلند آواز میں کہا: "اگر تجھے ایسا ہی کوئی اعتماد ہے تو ذرا اس زوسر کے اہرام کے اندر داخل ہونے کی کوشش کر۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم کیسے اس کے اندر داخل ہو کر بیوسا کو باہر لانے میں کامیاب ہوتے ہو۔"

عزازیل کی بات کے جواب میں یوناف خاموش رہا اور وہ زوسر کے اس اہرام کی طرف آگے کو بڑھنے لگا تھا۔

زوسر کے اہرام میں داخل ہوتے وقت وہ گول آئینہ جس کو اس نے اپنے گلے میں لٹکا رکھا تھا اور جس کے اوپر اس نے اسم اعظم لکھا ہوا تھا۔ اس آئینے کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر یوناف نے اپنے سامنے کر لیا۔

آئینہ سامنے ہوتے ہی اہرام کے اندرونی حصے کے اندر ایک سکون اور اطمینان سا چھا گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے ایک تیز طوفان کے بعد فضا خوشگوار اور پُرسکون ہو گئی ہو۔

اس سے پہلے جب زوسر کے اس اہرام میں یوناف بیوسا کو چھڑانے کے لیے داخل ہوا تھا تو ایک ایک لمحہ عذاب بن گیا تھا۔۔۔۔ اور طوق و سلاسل توڑنے والے عفریت کے ان گنت حملے اس کے پیچھے لگ گئے تھے۔

پچھلی بار اہرام میں داخل ہوتے ہی اس کی سری قوتیں منجمد ہو کر رہ گئی تھیں اور بے شمار نوحہ کناں، ماتم گسار اور دل گبیدہ وتن دریدہ کر دینے والی قوتیں اس کے پیچھے ہو لی تھیں لیکن اس بار اس نے اندازہ لگایا کہ اس کی سری قوتیں بحال تھیں اور وہ انھیں اپنی مرضی کے مطابق استعمال کر سکتا تھا۔

یہ صورتحال دیکھتے ہی یوناف کے چہرے پر عزم وہمت کے آسمان جیسا سکون اور جذب ومحنت کے جبل جیسا اطمینان چھا گیا۔

اس لمحے زوسر کے اہرام میں داخل ہوتے وقت اور آئینے پر لکھے اسم اعظم کو اپنے سامنے رکھتے یوناف ایک عجیب شعور اور امین خرد لگ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں تاؤن تقدیس کے پس منظر میں محبتوں کے صلے اور آشتی کی لگن تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ زوسر کے اہرام کے اس حصے میں داخل ہوتے ہوئے وہ بدی کی ساری بستی کو پیروں تلے روندتا ہوا چلا جا رہا ہو۔

اہرام میں آگے بڑھتے ہوئے یوناف اس بڑے کمرے میں داخل ہوا جس کے درمیان میں زوسر کی ممی رکھی تھی اور اس کے دائیں بائیں مصر کے قدیم دیوتاؤں کے بت کھڑے تھے۔

تھوڑی دیر تک یوناف اس بڑے کمرے کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر وہ دائیں طرف ان سیڑھیوں کی طرف مڑ گیا جو مختلف کمروں سے ہوتی ہوئی تہ خانے کو جاتی تھیں۔

کئی ایک کمروں سے ہو کر یوناف آخر اس تہ خانے میں داخل ہوا جس کے اندر عزازیل نے بیوسا کو زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا۔

اس نے دیکھا بیوسا اوندھے منہ فرش پر پڑی ہوئی تھی۔ شاید وہ گہری نیند سو رہی تھی۔ یوناف نے آگے بڑھ کر بیوسا کا کندھا پکڑ کر ہلایا۔ اس پر بیوسا فوراً چونک کر اٹھ بیٹھی۔

یوناف کو اپنے سامنے دیکھ کر بیوسا کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اسے اعتبار نہیں آ رہا تھا کہ زوسر کے اس تہ خانے کے اندر یوناف اس کے سامنے کھڑا ہے۔

تھوڑی دیر تک وہ اپنی آنکھوں کو جھپکاتی رہی۔ پھر اپنے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ اور اپنی آنکھوں میں پریشانی کے آثار بکھیرتے ہوئے اس نے پوچھا:

"اے یوناف! اس تہ خانے کے اندر میں کوئی خواب دیکھ رہی ہوں یا حقیقت میں تم میرے سامنے کھڑے ہو۔ . . . سنو یوناف! مجھے امید تھی کہ تم ایک نہ ایک روز ضرور میری مدد کے لیے آؤ گے لیکن جب میں یہ سوچا کرتی کہ اس تہ خانے کے اندر آ کر جب ہر ایک کی سری قوتیں منجمد ہو جاتی ہیں تو پھر میں مایوس ہو جایا کرتی تھی۔"

یوناف نے جواب میں کہا:

"اے بیوسا! یہ خواب نہیں حقیقت ہے۔ میں زوسر کے اس اہرام کے اندر عزازیل کے پھیلائے ہوئے طلسم کو توڑ چکا ہوں۔ اب میں حقیقت میں تمہارے سامنے کھڑا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی یوناف آگے بڑھا۔ اس لمحے اس کے چہرے پر غصے اور جبر کے گھر سے جذبات چھا گئے تھے۔

اس نے آگے بڑھ کر ان زنجیروں کو توڑ کر رکھ دیا جن میں بیوسا کو قید کر کے رکھا گیا تھا۔ بیوسا اس وقت انتہائی کمزور اور لاغر دکھائی دے رہی تھی اور زنجیریں کھلنے کے بعد وہ فی الفور اٹھ نہ سکی تھی۔ اس پر یوناف نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور بیوسا کو تسلی دیتے ہوئے کہا:

"اے بیوسا! اٹھو اور اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اور اپنی کھوئی ہوئی طاقت اور توانائی کو پھر سے بحال کر دو۔"

جواب میں بیوسا کہنے لگی:

"اے یوناف! اس تہ خانے کے اندر میری سری قوتیں بحال نہیں ہو سکتیں۔ اور اگر میں ایسا کر سکتی تو میں اس تہ خانے سے نکل کر تمہارے پاس پہنچ چکی ہوتی۔ یہاں داخل ہونے کے بعد ساری سری قوتیں منجمد ہو کر رہ جاتی ہیں۔ اسی لیے اس تہ خانے کے اندر میں عزازیل کی اسیری کا شکار ہو گئی تھی۔"

یہ سن کر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا:

"اے بیوسا! میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ زوسر کے اس اہرام کے اندر عزازیل نے جو طلسم پھیلا رکھا تھا اسے میں ختم کر چکا ہوں۔ تم ذرا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر تو دیکھو پھر تمہیں معلوم ہو گا کہ اس کے کیا نتائج نکلتے ہیں۔"

بیوسا اس کے کہنے پر فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائی اور اس نے اپنی کھوئی ہوئی قوتوں اور توانائی کو بحال کر لیا۔

یہ سماں دیکھتے ہوئے بیوسا کے سرخ لبوں پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں دل پسند روشنی بکھر گئی۔ پھر اس نے چہکتی ہوئی آواز میں یوناف کو مخاطب کر کے کہا:

"اے یوناف! تم سچ کہتے ہو۔ میری سری قوتیں واقعی بحال ہو چکی ہیں۔ میں تمہاری ممنون ہوں کہ تم نے مجھے عزازیل کی اس اسیری سے نجات دلائی۔"

یوناف کہنے لگا:

"بیوسا! ایک ساتھی ہونے کی حیثیت سے تمہیں میرا ممنون اور شکر گزار ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے جو کچھ بھی کیا ہے یہ میرے فرائض میں شامل ہے اور ہر دکھ اور تکلیف کے موقع پر تمہاری مدد کرنا میرا فرض بنتا ہے۔ آؤ اب اس اہرام سے باہر نکلیں چونکہ عزازیل اس وقت اہرام کی ایک بلند جگہ پر کھڑا میرا منتظر ہے۔ اسے یہ یقین تھا کہ میں اس اہرام میں داخل ہو کر تمہیں چھڑا نہیں سکوں گا۔ آؤ میں اسے بتاتا ہوں کہ میں نے اس کے طلسم کو توڑ کر بیوسا کو چھڑا لیا ہے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے وہ بغاوت و شقاوت کا خوگر اور گردنوں اور جسموں کے مینار کھڑے کرنے کا شوقین انتہائی پشیمان اور شرمندہ ہوگا۔"

بیوسا یوناف کی یہ بات سن کر خوش ہو گئی۔ پھر وہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے بڑی تیزی سے زوسر کے اس اہرام سے باہر نکلنے لگے۔

جب وہ دونوں اہرام سے باہر آئے تو انہوں نے دیکھا کہ عزازیل اس وقت تک اہرام کے باہر اسی بلند جگہ پر کھڑا ہوا تھا۔ شاید وہ ان دونوں ہی کا انتظار کر رہا تھا۔ یوناف بیوسا کو لے کر اس کے سامنے آیا اور بلند آواز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا:

"سنو عزازیل! تم بڑے باکمال اور اپنے آپ کو ماہر سمجھتے ہو۔ میں نے تمہارے لوہے کے سارے حصار توڑ کر تمہیں بے سطوت اور بے ننگ و نام بنا کر رکھ دیا ہے۔

اے عزازیل! ہر شخص کی اپنی منزل، اپنی راہیں، اپنا خیال اور اپنی چال ہوتی ہے۔ تو نے ہمارے خلاف ہوس کی جو آگ بھڑکائی تھی میں نے اس کے جواب میں تیرے دل کے تراشیدہ صنم خانے میں ویرانوں کا ستم بھر کر رکھ دیا ہے۔ تیری کمزوری زبان کو میں نے زوسر کے اس اہرام کے اندر بند کر کے رکھ دیا ہے۔"

"عزازیل تھوڑی دیر تک تو میرے سامنے تندی کے جھونکوں اور کھولتے سمندر کی سی گفتگو کر رہا تھا پر اب دیکھ کہ ایک حق شناس نے تجھ جیسے باطل پرست کو زیر کر لیا ہے۔

اے عزازیل! تو خیال کرتا تھا کہ میں زوسر کے اس اہرام کے اندر داخل نہ ہو سکوں گا۔ پر دیکھ میں اس اہرام کے اندر نہ صرف داخل ہونے میں کامیاب ہوا ہوں بلکہ میں نے ان زنجیروں کو بھی توڑ دیا ہے جن کے اندر تو نے بیوسا کو جکڑ رکھا تھا اور دیکھ بیوسا اس وقت میرے ساتھ ہے اور میں اسے تیری اسیری سے نجات دلانے میں کامیاب ہو چکا ہوں۔

اے عزازیل! تیرا پھیلایا ہوا سارا دام ریت پر لکھی تحریر ثابت ہوا ہے یا تو یہ سمجھ لے کہ تو میرے اور بیوسا کے خلاف مکمل طور پر ناکام رہا ہے۔"

یوناف کی یہ گفتگو سن کر عزازیل سیخ پا اور غضب ناک ہو گیا۔ پھر اس نے یوناف کو مخاطب کر کے

کہنا شروع کیا:

"اے نیکی کے نمائندے! اگر تو وقتی طور پر میرے خلاف زوسر کے اس اہرام میں کامیاب ہو گیا ہے تو پھر اپنے آپ کو کسی خوش فہمی میں نہ رکھنا۔ میں عنقریب تم دونوں پہ ایسا وقت لاؤں گا کہ تم دونوں اذیت اور ذلت کی انتہائی منحوس ساعتوں میں مبتلا ہو کر رہ جاؤ گے۔"

یوناف نے جواباً اسی کے انداز میں جواب دیا:

"اے عزازیل! یہ ساری تیری خوش فہمی اور خام خیالی ہے۔ تو میرا اور بیوسا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

اے عزازیل! بیوسا اور میرے خلاف حرکت میں آنے سے پہلے ایک بات ضرور اپنے ذہن میں رکھنا اور وہ یہ کہ میں اور بیوسا جب کبھی تمہاری طرف سے کسی اذیت میں مبتلا ہوں گے تو ہم اپنے رب کو پکاریں گے۔ وہ ضرور تمہارے خلاف ہماری مدد کرے گا لیکن جب ہم تمہیں کسی اذیت اور ابتلا میں ڈالیں گے تو یہ جواب دو کہ تم اپنی مدد اور حمایت کے لیے کس کو آواز دو گے؟"

عزازیل چھاتی تان کر بولا: "میں اکیلا ہی تم سب کے لیے کافی ہوں۔ تم لوگ میرا کیا بگاڑ سکتے ہو۔ میں تو جب اور جس وقت چاہوں تم دونوں کو اپنے سامنے زیر کر سکتا ہوں۔"

جواب میں یوناف نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا۔ پھر وہ عزازیل سے کہنے لگا:

"اے عزازیل! یہ سب تمہارا فریب نظر ہے۔ میرے پاس اب ایسی قوت ہے جس کی مدد سے میں تمہیں دھتکارے ہوئے کتے اور لعنت زدہ کوے کی طرح بھگا سکتا ہوں۔"

اس کے بعد یوناف نے اپنے گلے میں لٹکا ہوا وہ آئینہ سنبھالا جس پر اسم اعظم لکھا تھا۔ جونہی وہ آئینہ اس نے عزازیل کے سامنے کیا عزازیل بری طرح چیختا چلاتا وہاں سے غائب ہو گیا۔

اس کی یہ حالت دیکھ کر بیوسا اور یوناف نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا۔ پھر وہ دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور دریائے گنگا کے کنارے اس سرائے کی طرف کوچ کر گئے جس میں ان دونوں نے قیام کر رکھا تھا۔

○

پانڈو برادران کی روانگی کے تھوڑی دیر بعد عزازیل ہستنا پور میں نمودار ہوا۔ پھر وہ راج محل کی طرف آیا اور اس کمرے میں داخل ہوا جس میں دریودن بیٹھا سکونی اور رادیو کے ساتھ محو گفتگو تھا۔

عزازیل کو دیکھتے ہی دریودن فوراً اس کے احترام میں اٹھ کھڑا ہوا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے رادیو اور سکونی بھی عزازیل کے احترام میں کھڑے ہو گئے۔

عزازیل بڑی تیزی سے آگے بڑھا۔ تینوں کے ساتھ پہلے اس نے مصافحہ کیا۔ پھر دریودن کے سامنے بیٹھتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا۔

"سنو دریودن! تم اس بات کو تسلیم کرو گے کہ میں تمہارے لیے مخلص، ہمدرد اور مہربان رفیق ہوں۔"

اس پر دریودن نے فوراً کہا: "اے عزازیل! اس میں کیا شک ہے۔ آپ واقعی میرے محسن ہیں۔"

عزازیل پھر بولا اور کہنے لگا: "اگر ایسا ہے تو دریودن میری بات غور سے سنو۔ میں تمہاری بھلائی کیلیے کچھ کہنے آیا ہوں اور جو کچھ میں کہنے لگا ہوں اس کی روشنی میں تم اپنے باپ سے ضرور گفتگو کرنا ورنہ تم ضرور نقصان اٹھاؤ گے اور ایک روز تمہیں پانڈو برادران کے سامنے جھک جانا پڑے گا۔"

ذرا سے توقف کے بعد عزازیل پھر سے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے بولا:

"سنو دریودن! تمہارے باپ نے پانڈو برادران کو چھوڑ دیا ہے۔ جو کچھ بھی وہ جوئے میں ہار سے تھے وہ انہیں واپس کر دیا ہے۔ تمہارے باپ کی اس احمقانہ فراخدلی کے بعد پانڈو برادران اپنی بیوی دروپدی اور ماں کنتی کے ساتھ اپنے مرکزی شہر اندر پرساد کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔

سنو دریودن! میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے باپ نے یہ فیصلہ جنون اور دیوانگی کی حالت میں کیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ ہرگز ایسا احمقانہ فیصلہ نہ کرتا۔

سنو دریودن! پانڈو برادران یہاں سے اس زہریلے اور زخمی سانپ کی طرح کوچ کر گئے ہیں جو ہر ایک کو ڈستا پھرتا ہے۔ تم اس بات کو تسلیم کرو گے کہ پانڈو برادران کی عسکری قوت تم سے زیادہ ہے۔ یہاں سے روانہ ہوتے وقت وہ تمہارے لیے اپنے دلوں میں نفرت اور کدورت لے جا رہے ہیں اور اندر پرساد پہنچنے کے بعد وہ ضرور اپنے لشکر کو حرکت میں لائیں گے اور اے دریودن! وہ تم سے اپنی اور دروپدی کی بے عزتی کا بدلہ لینے کی کوشش کریں گے۔

اور سنو دریودن! اندر پرساد پہنچنے کے بعد ارجن، بھیم اور ان کے چھوٹے بھائی اپنے ہتھیار تیز کریں گے اپنے لشکروں کی تیاری کریں گے اور تمہارے خلاف اپنی جنگ کی ابتدا کر کے اپنی ان قسموں کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے جو انہوں نے تمہیں، سکونی، رادیو اور تمہارے بھائی دسوناکو قتل کرنے کے لیے کھائی ہیں۔

اے دریودن! کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ اندر پرساد جانے کے بعد خاموش رہیں گے اور پُرسکون زندگی بسر کرنا شروع کر دیں گے؟

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ریاست پنچال کے راجہ کے پاس جب یہ خبریں پہنچیں گی کہ اس کی بیٹی کو ہستناپور میں بے عزت اور بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ہے تو کیا وہ خاموش رہے گا اور تمہارے خلاف حرکت میں نہیں آئے گا۔

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جس طرح دروپدی کو گھسیٹ کر سب لوگوں کے سامنے لایا گیا تھا پانڈو برادران اسے فراموش کر دیں گے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ اندر پرساد پہنچنے کے بعد جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں گے اور تم جانتے ہو کہ وہ عسکری قوت میں تم سے زیادہ ہیں۔

سنو دریودن! اگر انہوں نے ہستناپور پر حملہ کر دیا تو تم جانتے ہو کہ ہستناپور میں کوئی ایسی طاقت نہیں جو پانڈو برادران کی راہ روک سکے۔

ان حالات اور واقعات کی روشنی میں میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اے دریودن! تیرے باپ کا فیصلہ یقیناً احمقانہ ہے اور اس کا فوراً ازالہ ہونا چاہیے۔"

عزازیل کی گفتگو دریودن نے بڑے غور اور انہماک کے ساتھ سنی تھی اور جب عزازیل خاموش ہوا تب دریودن نے اسے مخاطب کر کے پوچھا: "اے میرے محسن! اے میرے مربی! اب آپ مجھے یہ مشورہ دیجیے کہ اس موقع پر مجھے کیا کرنا چاہیے اور کس طرح میں پانڈو برادران کو نہ صرف یہ کہ انتقام لینے سے روک سکتا ہوں بلکہ انہیں اپنے سامنے نیچا دکھانے میں بھی کامیاب ہو سکتا ہوں۔"

اس پر عزازیل کہنے لگا: "اے دریودنا! میرے پاس ایک تجویز ہے۔ اگر اسے استعمال کیا جائے تو میرا خیال ہے ہم پانڈو برادران کے خلاف ضرور کامیاب رہیں گے۔

سنو دریودن! تم ابھی اور اسی وقت اپنے باپ کے پاس جاؤ اور اسے ان خطرات سے آگاہ کرو جن سے میں نے تمہیں خبردار کیا ہے اور اس بات پر بھی اسے آمادہ کرو کہ پانڈو برادران کو واپس ہستناپور شہر میں بلایا جائے اور ان پر یہ تجویز پیش کی جائے کہ ایک بار پھر جوا کھیلا جائے۔ اس بار جو جیت جائے وہ دونوں ریاستوں پر حکمرانی کرے گا اور جو ہار جائے وہ تیرہ سال کے لیے کہیں دور دراز کی سرزمین میں گمنامی کی زندگی بسر کرے گا۔

اگر اس دوران کسی کو یہ پتہ چل گیا کہ وہ کون ہیں تو انہیں بارہ سال مزید بھیس بدل کر گمنامی کی زندگی بسر کرنا ہو گی۔

دوبارہ جوا ہار کر پانڈو برادران جب تیرہ سال کے لیے جنگلوں میں طرح طرح کے دکھ اٹھائیں گے اور ٹھوکریں کھائیں گے تو تمہاری عسکری قوت خوب مضبوط ہو جائے گی لہٰذا تیرہ سال کی گمنامی کی زندگی بسر کرنے کے بعد اگر وہ واپس آ کر تم لوگوں سے ٹکر لینے کی کوشش کرتے ہیں تو یقیناً جیت تمہاری ہی ہو گی۔ اس لیے کہ لوگ تیرہ سال کے اس عرصے میں پانڈو برادران کو فراموش کر چکے ہوں گے اور بہت کم لوگ ایسے نکلیں گے جو ان کی

مدد پر آمادہ ہوں۔

لیکن اے دریودن! میں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا ہے اب میرے کہنے کے مطابق تم حرکت میں آؤ یا نہ آؤ یہ تمہاری مرضی ہے۔ بہرحال میں نے بڑے خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ تمہیں آنے والے خطرات سے آگاہ کر دیا ہے۔

اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور راج محل کے اس کمرے سے نکل گیا۔

عزازیل کے چلے جانے کے بعد دریودن غصے میں اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ سیدھا اپنے باپ کے پاس آیا۔ اس نے دیکھا کہ اس وقت اس کے باپ کے پاس اس کی ماں رانی گندھاری بھی بیٹھی ہوئی تھی۔

جو باتیں دریودن سے عزازیل نے کہی تھی وہی اس نے اپنے باپ سے کہہ دی۔

دریودن کی زبان سے یہ بات سن کر دھرت راشٹر کی زبان خاموش ہو گئی تھی اور وہ گہری سوچوں میں ڈوب گیا تھا۔

اس موقع پہ دریودن کی ماں رانی گندھاری نے کہا:

"اے دریودن! جب تم پیدا ہوئے تھے تو تمہیں دیکھتے ہی تمہارے چچا ودورا نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ تم ہستناپور ریاست کے اندر تباہی اور بربادی کا باعث ہو گے۔

اے دریودن! میں دیکھتی ہوں کہ پانڈو برادران کے معاملے میں تم غلطی پر ہو اور خوامخواہ انہیں مصیبت میں ڈالنا چاہتے ہو۔ لہٰذا جو کچھ تم نے کہا ہے اس پر عمل ترک کر دو۔"

دریودن جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ سوچوں میں ڈوبا دھرت راشٹر چونکا اور اس نے اپنی بیوی اور بیٹے کو مخاطب کر کے کہا:

"تم دونوں آپس میں کیوں لڑائی جھگڑا کرتے ہو۔ میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ میں اپنے بیٹے دریودن کا دل نہیں توڑوں گا۔ میں ابھی اور اسی وقت ایک قاصد روانہ کرتا ہوں جو پانڈو برادران کو واپس بلائے۔" لہٰذا دھرت راشٹر نے اسی وقت ایک قاصد پانڈو برادران کے پیچھے روانہ کیا۔

اس قاصد نے پانڈو برادران سے جا کر کہا کہ:

"تم لوگوں کو تمہارے چچا دھرت راشٹر نے طلب کیا ہے اور اس نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ جوا ایک بار پھر کھیلا جائے اور جو اس جوئے میں ہار جائے وہ تیرہ سال کے لیے جنگلات میں بھیس بدل کر زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جائے۔"

اپنے چچا کا یہ پیغام سن کر پانچوں پانڈو برادران نے اطاعت میں اپنی گردنوں کو خم کر دیا پھر وہ سب

واپس مڑے اور تیزی سے ہستناپور کی طرف چل پڑے۔

○

اس ہال میں ایک بار پھر لوگ جمع ہوئے۔

وہی جوئے کا سامان تھا اور وہی سکونی تھا جسے دریودن کی طرف سے یدھشٹر کے ساتھ جوا کھیلنا تھا۔ اس موقع پہ یدھشٹر ناخوش اور بڑا خفا خفا سا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات بتاتے تھے کہ وہ اپنے چچا اور ہستناپور کے راجہ دھرت راشٹر کے فیصلے سے خوش نہیں ہے کہ ایک بار پھر پہلے کی طرح جوا کھیلا جائے۔۔۔۔ بہرحال چچا کا حکم مانتے ہوئے یدھشٹر ایک بار پھر جوا کھیلنے پر راضی ہو گیا۔

جوئے کی ابتدا کرنے کے لیے سکونی یدھشٹر کے سامنے بیٹھ گیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے بولا:

"سنو یدھشٹر! تمہاری اور ہماری قسمت اب اسی جوئے سے وابستہ ہے۔ اس لیے جوئے کا صرف ایک ہی داؤ کھیلا جائے گا اور جو اسے جیتے گا وہ ہستناپور اور اندرپرستھ پر حکومت کرے گا اور جو اس جوئے میں ہارے گا اسے گمنامی کی حالت میں تیرہ سال جنگلوں میں گزارنے ہوں گے۔ آخری اور تیرھویں سال میں اگر کسی نے ہارنے والوں کو پہچان لیا تو پھر انہیں مزید بارہ سال جنگلات میں بسر کرنا ہوں گے۔"

سکونی کی اس بات کے جواب میں یدھشٹر نے کچھ نہ کہا۔ بس اس نے خاموشی سے گردن جھکا دی تھی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اس شرط کو قبول کرتا ہے۔

اس کے بعد جوئے کی ابتدا ہوئی۔

سکونی یہ داؤ بھی جیت گیا اور یدھشٹر ایک بار پھر جوا ہار گیا۔

جوا ہار جانے کے بعد پانچوں بھائی جنگل کی طرف جانے کی تیاریاں کرنے لگے۔ وہ پانچوں اٹھ کر باری باری وہاں بیٹھے ہوئے تمام سرکردہ لوگوں سے ملے۔ کسی نے بھی اس سلسلے میں ان سے کوئی گفتگو نہ کی۔ البتہ جب وہ ودورا سے ملنے کے لیے گئے تو اس نے انہیں دعائیں دیں اور انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا:

"خدا جنگل میں تم لوگوں کی حفاظت کرے گا اور کورو برادران کے متعلق تم لوگوں نے جو قسمیں کھائی ہیں ان قسموں کو پورا کرنے کا موقع ضرور ملے گا۔"

پھر اس نے یدھشٹر کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا:

"سنو یدھشٹر! تم بڑے بھائی ہونے کے ناطے دوسرے بھائیوں کے لیے باپ کا درجہ رکھتے ہو ہمت

نہ ہارنا۔ تم دیکھو گے کہ عنقریب تم لوگوں پر اچھا وقت آئے گا۔ اور ہاں تم اپنی ماں کنتی کو لے کر نہیں جاؤ گے۔ وہ جنگلوں کی اذیت برداشت نہیں کر سکے گی۔ وہ میرے پاس میری بہن کی حیثیت سے رہے گی۔"

ودورا کی یہ گفتگو سن کر پانچوں بھائی خوش ہو گئے کیونکہ انھیں اپنی ماں کی طرف سے ایک طرح کی تسلی ہو گئی تھی۔

اس موقع پر کنتی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی دروپدی کے پاس آئی اور اس نے رخصت ہونے کے لیے دروپدی کو اپنے بازو میں لپٹایا اور بڑے پیار سے کہنے لگی:

"اے میری بیٹی۔ میرے ان بیٹوں کا خیال رکھنا۔ جو ہماری اس موجودہ صورت حال کے ذمے دار ہیں۔ میں جانتی ہوں تم ایک بہت اچھی عورت ہو اور یہ بات بھی میرے علم میں ہے کہ میرے بیٹے تمھاری وجہ سے زندہ ہیں اور تم سے محبت کرتے ہیں اور تم بھی ان کو پسند کرتی ہو۔

میں رخصت ہونے کے اس موقع پر تمھیں دعا دیتی ہوں۔ سنو دروپدی، میری بیٹی ہمت نہ ہارنا۔ مجھے امید ہے کہ ہمارے اچھے دن ضرور آئیں گے اور ایک روز ہم صرف اندر پرستھ پر ہی نہیں بلکہ ہستنا پور پر بھی حکومت کریں گے۔"

دروپدی نے کنتی کو یقین دلایا کہ وہ جنگلوں میں پانڈو برادران کا پوری طرح خیال رکھے گی۔ اس کے بعد پانڈو برادران وہاں سے کوچ کر گئے۔

ہستنا پور کے سارے لوگ پانڈو برادران کے یوں رخصت ہونے پر بے حد اداس اور غمزدہ تھے۔ سارے لوگ پانڈو برادران کے ساتھ ہو لیے تھے اور یہ کوشش کی تھی کہ وہ بھی ان پانچوں کے ساتھ تیرہ سال کے لیے جنگلوں میں زندگی بسر کریں گے پر یدشٹر نے ان کی ان ہمدردیوں کا شکریہ ادا کیا اور ان سب کی منت سماجت کر کے انھیں واپس بھجوا دیا۔ اس کے بعد پانچوں بھائی اپنی بیوی دروپدی کو لے کر وہاں سے کوچ کر گئے۔

عزازیل اپنا کام کرنے کے بعد ہستنا پور سے جا چکا تھا۔
پانڈو برادران بھی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔
اس کے بعد ہستنا پور کا راجہ دھرت راشٹر جب اپنے کمرے میں آیا تو پانڈو برادران کے ساتھ جو سلوک ہوا تھا اس سے وہ خوفزدہ اور اپنے آپ کو اکیلا سا محسوس کر رہا تھا۔

اس موقع پر اس نے ایک قاصد ودورا کی طرف بھیجا اور اسے اپنے پاس طلب کیا۔ ودورا جب اس کے پاس آیا تو دھرت راشٹر نے اس سے پوچھا:

"آج اپنے کمرے میں میں خوف اور تنہائی محسوس کر رہا ہوں۔ میں تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پانڈو برادران جب یہاں سے روانہ ہوئے تو ان کے کیا تاثرات تھے۔"

جواب میں ودورا غور سے دھرت راشٹر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا:

"اے میرے بھائی! ہستنا پور کے سارے شہری باہر نکل آئے تھے اور انھوں نے یہ پیش کش کی تھی کہ وہ ان کے ساتھ جا کر زندگی بسر کریں گے بالکل ایسے ہی جیسے اجودھیا شہر میں رام کے ساتھ کیا تھا۔ جب اس نے شہر چھوڑ کر جنگل کا رخ کیا تھا۔۔۔۔ یدشٹر نے لوگوں کی منت سماجت کر کے انھیں گھروں کو واپس جانے پر آمادہ کیا۔

اور اے میرے بھائی! میں نے اس موقع پر دیکھا کہ لوگوں کی آنکھوں میں آنسو تھے اور وہ پانڈو برادران کے لیے فکر مند اور اداس تھے۔"

اے میرے بھائی، روانگی کے وقت میں نے دیکھا کہ یدھشٹر آہستہ آہستہ اپنے بھائیوں سے آگے چل رہا تھا اور اس نے ایک کپڑے سے اپنا منہ ڈھانپ رکھا تھا۔

بھیم سین بار بار اپنے پُر قوت بازوؤں کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے وہ عنقریب ان بازوؤں کو تمہارے اور تمہارے بیٹوں کے خلاف استعمال کرنے والا ہو۔

ارجن شہر سے نکلتے وقت راستے پر ریت بکھیرتا ہوا جا رہا تھا جو اس بات کا اظہار تھا کہ وہ اپنے دشمنوں کے خلاف ان ریت کے ذرات کی طرح تیر اندازی کرے گا۔

اے میرے بھائی، میں نے دیکھا کہ سہادیو کے چہرے پر غم اور دکھ کی سیاہی تھی جبکہ نکولا کے چہرے پر بھی پریشانیوں کی دھول اور انتقام کی راکھ اڑ رہی تھی۔

میں نے دیکھا کہ حسین دروپدی اپنے سر کو جھکائے ہوئے تھی۔ وہ رو رہی تھی اور اس کا چہرہ اس کے لمبے لمبے بالوں میں چھپا ہوا تھا۔

میرے بھائی! یہ ہے پانڈو برادران اور ان کی بیوی کی ہستنا پور سے روانگی کے وقت کی کیفیت۔

یہاں تک کہہ کر ودورا تھوڑی دیر کے لیے رکا، پھر دوبارہ بولا:

"اے میرے بھائی! پانڈو برادران کو بے عزت کرنے، انھیں ان کی راج دھانی سے محروم کرنے اور ان کی ہر چیز چھین کر انھیں جنگلات کا رخ کرنے کے تم ذمے دار ہو۔ تم ایک بار انھیں ان کی ہر چیز دے کر انھیں واپس ان کے مرکزی شہر اندر پرستا کی طرف جانے کی اجازت دے چکے تھے، پھر نہ جانے تمہیں کیا ہوا کہ تم نے انھیں واپس بلوا کر جوا کھیلنے پر مجبور کیا اور میں جانتا ہوں کہ ایسا تم نے ضرور اپنے بیٹے دریودھن کے کہنے پر کیا ہوگا۔ پر یاد رکھو، لوگوں کے اور پانڈو برادران کے ذہنوں میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ ان تباہی اور بربادی کے ذمے دار تم ہو۔

سنو میرے بھائی! تم پانڈو برادران کے حصے کی سلطنت بھی ہضم کرنا چاہتے تھے سو وہ تم کر چکے لیکن یہ تمہارا رویہ لوگوں کے ذہنوں سے مٹ نہ سکے گا۔

اے میرے بھائی! پانڈو برادران کو یہاں سے نکال کر جو بیج تم نے بوئے ہیں ان کی فصل عنقریب تم کاٹو گے اور میں یہ پیش گوئی کرتا ہوں کہ عنقریب ایک برا وقت آئے گا۔ پانڈو برادران تم پر اور تمہارے بیٹوں پر غالب آئیں گے اور تمہارے بیٹوں کو تباہ و برباد کرنے کے بعد وہ ہستنا پور اور اندر پرستا کی مشترکہ ریاست پر حکومت کریں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد ودورا اٹھ کر چلا گیا!

ودورا کے ان الفاظ نے دھرت راشٹر کا سکون لوٹ لیا تھا۔ اب وہ دن رات پریشان اور غمگین رہنے لگا تھا اور اس وقت کا انتظار کرنے لگا تھا جب پانڈو برادران اس کے لیے اور اس کے بیٹوں کے لیے مصیبت بن کر وارد ہونے والے تھے۔

○

ہستنا پور سے نکلتے وقت کچھ برہمن اور سادھو بھی پانڈو برادران کے ساتھ ہو لیے تھے۔ انھوں نے عہد کیا تھا کہ وہ بھی پانڈو برادران کے ساتھ ان جیسی زندگی بسر کریں گے۔

یدھشٹر نے ان برہمنوں اور سادھوؤں کو بڑا سمجھایا کہ انھیں تیرہ سال تک جنگلوں کے دھکے کھانے ہیں۔ انھیں سبزی، پھل اور درختوں کی جڑیں کھا کر گزارہ کرنا ہوگا۔ اس نے ان برہمنوں پر یہ خدشات بھی ظاہر کیے کہ وہ پانچوں بھائی ان کے کھانے پینے کا انتظام نہیں کریں گے بلکہ ہر ایک کو خود اپنی خوراک کا بندوبست کرنا ہوگا۔ ایسی گفتگو کر کے یدھشٹر اپنی طرف سے برہمنوں کو واپس جانے کی ترغیب دینا چاہتا تھا لیکن ان برہمنوں نے واپس جانے سے انکار کر دیا اور یہ عہد کیا کہ وہ خود اپنی روزی کا بندوبست کریں گے اور یہ کہ وہ خانہ بدوشی کی زندگی میں ضرور پانڈو برادران کا ساتھ دیں گے۔

یدھشٹر نے جب دیکھا کہ وہ برہمن کسی بھی صورت میں واپس جانے پر تیار نہیں ہیں تو وہ خاموش ہو گیا اور انھیں اپنے ساتھ آنے دیا۔ یہاں تک کہ پانچوں بھائی اپنی بیوی اور برہمنوں کے ساتھ سفر کرتے ہوئے کمیاک کے جنگلات میں داخل ہو گئے۔

ابھی جنگل میں رہتے ہوئے پانڈو برادران کو ابھی چند ہی ہفتے گزرے تھے کہ ایک روز کرشن، دروپدی کا بھائی دھرشت دیوم اور کرشن کے کچھ اور دوست اور مسلح دستے پانڈو برادران سے ملنے کے لیے کمیاک کے جنگلات میں داخل ہوئے۔

کرشن اور دروپدی کے بھائی دھرشت دیوم کو پانڈو برادران اور دروپدی کی حالت دیکھ کر بے پناہ دکھ ہوا۔ پہلے وہ ان سب سے پُرجوش انداز میں گلے ملے۔ پھر جب وہ سب ایک جگہ بیٹھ گئے تو کرشن نے پانڈو برادران کو مخاطب کر کے کہا:

"میرے عزیزو! لگتا ہے کہ یہ زمین خون کی پیاسی ہو گئی ہے اور دریودھن، کرن، شکونی اور دوسرا جیسے گنہگار اور بدترین اشخاص کا خون پینے کی خواہش مند ہے۔

پانڈو برادران! مجھے تمہاری حالت دیکھ کر بے حد دکھ اور صدمہ ہوا ہے۔ میں تم لوگوں سے یہ پوچھتا ہوں کہ تم کیوں اپنے مرکزی شہر اندرپرساد کو چھوڑ کر یہاں آ گئے ہو۔ صرف اس لیے کہ ہستناپور کے راجہ اور اس کے بیٹوں نے تم لوگوں کو ایسا کرنے کے لیے کہہ دیا ہے اور تم نے ایسا کرنا قبول کر لیا ہے۔

سنو! دھرت راشٹر اور اس کے بیٹے دریودھن نے جو تمہارے ساتھ جوئے کا مکروہ کھیل کھیلا تھا وہ ایک بدترین فریب تھا اور دھرت راشٹر اور اس کا بیٹا ہر حال میں تمہاری ریاست اور تمہاری ہر چیز پر قبضہ کرنے کے خواہش مند تھے۔

کاش! میں مصروف نہ ہوتا اور جس وقت یہ جوا کھیلا گیا تھا اس وقت میں ہستناپور پہنچ جاتا اور اس جوئے کی ابتدا نہ ہونے دیتا۔

سنو پانڈو برادران! میرے بھائیو! جس وقت تم ہستناپور میں دریودھن اور شکونی کے ساتھ جوا کھیل رہے تھے اس وقت میں اپنے چند ہمسایہ راجوں کے ساتھ برسرِ پیکار تھا اور اگر میری ان کے ساتھ جنگ نہ چھڑی ہوتی تو میں یقیناً تمہاری مدد کے لیے ہستناپور پہنچ جاتا۔ بہر حال تم نے ہستناپور سے اس جنگل کی طرف آ کر غلطی کی ہے۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ تم میرے مرکزی شہر دوارکا کی طرف چلو۔ وہاں میں اپنا لشکر تیار کروں گا اور تمہارے ساتھ مل کر ہستناپور پر حملہ آور ہوں گا اور مجھے امید ہے کہ اس حملے میں میں دریودھن، شکونی، رادیوا اور دوسنا جیسے بدمعاشوں کے سر کاٹ کر تم پانچوں بھائیوں کو ہستناپور کا راجہ بنانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔"

کرشن کی اس گفتگو کے جواب میں یدھشٹر نے کہا:

اے کرشن! اب ایسا ممکن نہیں ہے۔ میں نے جوا کھیل کر جو غلطی کی تھی یہ مجھے اس کی سزا ملی ہے کہ مجھے ان جنگلوں میں تیرہ سال خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرنا ہو گی۔ چونکہ میرے بھائی مجھے اپنے جسم کا ایک حصہ سمجھتے ہیں اور میں انھیں اپنے جسم کا حصہ سمجھتا ہوں لہٰذا یہ بھی میرے ساتھ اس سزا میں شامل ہو گئے۔ بہر حال میں دروپدی کی طرف سے فکر مند ہوں۔ اس کو صرف میری وجہ سے ایسی کٹھن زندگی بسر کرنا پڑ رہی ہے۔

سنو کرشن۔ اب میں اپنے ماضی کو یاد نہیں کرنا چاہتا۔ میں ایک ایسا انسان ہوں جو قسمت پر یقین رکھتا ہے اور میں اس پر یقین رکھتا ہوں کہ میرے اور میرے بھائیوں اور میری بیوی کی قسمت میں یہی لکھا تھا کہ ہم سب جنگل میں کٹھنائیاں برداشت کریں لہٰذا تم ہستناپور پر حملہ آور ہونے کا ارادہ ترک کر دو۔ چونکہ جوا ہارنے کے بعد میں نے بھیشم، دھرت راشٹر، ودورا اور دوسرے اکابر کے سامنے تیرہ سال جنگل میں گزارنے کا عہد کر لیا تھا لہٰذا میں اپنے عہد کو پورا کروں گا اور وعدہ شکنی کا داغ اپنے دامن پر نہ آنے دوں گا۔"

یدھشٹر اور کرشن کی گفتگو سن کر قریب بیٹھی ہوئی دروپدی کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ پھر وہ سسکیاں لے لے کر رونے لگی۔

اس موقع پر کرشن دروپدی کے پاس آیا اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے تسلی دینے کی کوشش کرنے لگا۔

دروپدی تھوڑی دیر تک خود کو سنبھالتی رہی پھر اس نے کرشن کی طرف دیکھ کر کہا:

اے کرشن میرے بھائی! میری طرف دیکھو۔ میں پانچوں پانڈو بھائیوں کی ہر دلعزیز ملکہ دروپدی ہوں۔ میں دھرشٹ دیوم کی بہن، درویدہ کی بیٹی اور کرشن کی بہن ہوں۔ اس کے باوجود بھی میرے ساتھ یہ زیادتی کی گئی کہ مجھے جنگلات کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد دروپدی تھوڑی دیر کے لیے رکی۔ پھر وہ بے پناہ غصے اور غضب کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی:

"سنو کرشن۔ میرے بھائی! ہستناپور میں جہاں جوا کھیلا گیا تھا مجھے بالوں سے پکڑ کر وہاں تک گھسیٹ کر لایا گیا تھا۔

سنو کرشن! انھوں نے میرے ساتھ درندگی کا سلوک کیا اور مجھے کہا کہ میں دریودھن اور اس کے بھائیوں کی لونڈی ہوں۔ سنو کرشن!

میرے بھائی! جب مجھے بالوں سے پکڑ کر اور گھسیٹ کر سب لوگوں کے سامنے لایا گیا تو اس وقت بھیشم اور دھرت راشٹر سب وہاں موجود تھے لیکن ان میں سے کسی کی زبان میرے حق میں نہ کھلی۔

اور سنو کرشن! میں تمہیں اپنے شوہروں سے متعلق بھی بتاتی ہوں کہ انھوں نے وہاں میرے ساتھ سب کے سامنے کیا سلوک کیا۔

اے کرشن! مجھے بھیم کی طاقت کا کیا فائدہ۔ مجھے ارجن کی تیراندازی سے کیا حاصل! مجھے نکولا اور سہادیو کی جرأت اور خلوص سے کیا غرض تھا اور مجھے یدھشٹر کی دھرم سے محبت سے کیا ملا۔ جب دریودھن کا بھائی دوسنا مجھے بالوں سے پکڑ کر کھینچتے اور گھسیٹتے ہوئے لایا تو یہ پانچوں بھائی بت کی طرح خاموش کھڑے رہے اور ان میں سے کوئی بھی میری مدد کو نہ آیا۔

کیا اس سے بھی بڑھ کر کوئی بھیانک اور ہولناک کھیل ہو سکتا تھا کہ پانچ بھائیوں کی بیوی کو سب کے سامنے گھسیٹا گیا اور ان پانچوں نے اپنی زبان سے کچھ نہ کہا۔

یدھشٹر کو دھرم کا بڑا خیال ہے۔ میں پوچھتی ہوں کہ کیا دھرم یہ نہیں کہتا کہ جب کسی کی بیوی پہ ظلم کیا جائے

تو اس کا شوہر اس کے ظلم کے خلاف حرکت میں نہ آئے بلکہ چپ چاپ تان کر اپنی زبان کھولے۔

کیا ان پانچوں کو اس موقع پہ میری مدد نہیں کرنا چاہیے تھی۔

میں جانتی ہوں کہ اگر کوئی عورت اذیت یا مصیبت میں مبتلا ہوتی تو یہ پانچوں لپک کر اس کی مدد کرتے تو کیا میں بھی ایک عورت نہ تھی۔ بلکہ میں تو ان کی بیوی تھی۔ ان پانچوں کو چاہیے تھا کہ نہ صرف یہ کہ اس موقع پہ اپنی زبان کھولتے بلکہ دسونا اور دریودن کے خلاف حرکت میں آکر میرا پورا پورا دفاع کرتے۔

اے کرشن میرے بھائی! چونکہ تم نے میرے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا ہے لہٰذا اس ہمدردی کے جواب میں میں نے اپنی زبان کھولی ہے ورنہ میں کبھی بھی یہ الفاظ اور ایسی گفتگو کسی سے نہ کہتی۔“

یہاں تک کہنے کے بعد دروپدی خاموش ہو گئی اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

کرشن نے پھر اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے تسلی دی اور کہا:

”سنو دروپدی۔ میری بہن! اگر تمہارے اچھے دن نہیں رہے تو یہ برے دن بھی بہت جلد گزر جائیں گے اور عنقریب تم دیکھو گی کہ ہر طرف تمہاری کامیابی کے دروازے کھل جائیں گے اور تم پہلے کی طرح اپنے شوہروں کے ساتھ پُرسکون زندگی بسر کرنا شروع کر دو گی۔“

کرشن کے اس طرح سمجھانے پر دروپدی نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ اس نے اپنے آنسو پونچھ ڈالے اور کسی قدر خوشگوار انداز میں کرشن اور اپنے بھائی دھرشت دیوم کے ساتھ گفتگو کرنے لگی۔

اس طرح کرشن اور دھرشت دیوم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ چند دن اس جنگل میں پانڈو برادران کے ساتھ گزارے۔ پھر وہ سب واپس اپنی منزل کی طرف کوچ کر گئے۔

○

کرشن اور دروپدی کے بھائی دھرشت دیوم کی اپنے ساتھیوں کے ساتھ روانگی کے بعد جب پانڈو برادران اور ان کی بیوی دروپدی اس جنگل میں آگ جلا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ یدشٹر نے اپنے بھائیوں اور بیوی کو مخاطب کر کے کہا:

”اے میرے بھائیو! تم جانتے ہو کہ ہم سب کو اس جنگل میں تیرہ سال گزارنے ہیں اور ساتھ ہی ہمیں آبادیوں سے دور بھی رہنا ہے تا کہ لوگ ہمیں پہچان نہ سکیں۔ ایسی زندگی بسر کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے اور ایسی زندگی کے لیے یہ جنگل جس میں ہم رہ رہے ہیں مناسب نہیں ہے کیونکہ اس جنگل میں بہت سے لوگ

آتے جاتے رہتے ہیں حتیٰ کہ ہر روز ان گنت لکڑہارے اس جنگل کے اندر پھیل کر دور دور تک لکڑیاں کاٹتے ہیں اور اگر ہم نے یہاں بسیرا کیا تو ایک روز اس جنگل سے گزرنے والے لوگ اور یہ لکڑیاں کاٹنے والے لکڑہارے ضرور ہماری اصلیت کو پہچان جائیں گے۔ اس طرح سزا کے طور پہ بارہ سال کا مزید عرصہ جنگل میں ہمیں بے بسی کی حالت میں گزارنا ہو گا۔

لہٰذا اے میرے بھائیو! میں چاہتا ہوں کہ یہاں سے کوچ کر کے کسی ایسے جنگل کا رخ کریں جہاں لوگوں کا آنا جانا نہ ہو اور کوئی ہمیں پہچان نہ سکے۔

اس بنا پر میں تم سب بھائیوں سے کہتا ہوں کہ مجھے مشورہ دو کہ یہاں سے نکل کر ہمیں کس طرف کا رخ کرنا چاہیے۔“

یدشٹر کی یہ گفتگو سن کر اس کے چاروں بھائی خاموش رہے اور اپنی گردنیں جھکا کر سوچتے رہے پھر ارجن بولا:

”میرے بھائی! میرے ذہن میں ایک جنگل ہے جہاں پہ ہم لوگوں کی نگاہوں سے محفوظ اور پُرسکون زندگی بسر کر سکیں گے۔ اس جنگل کا نام دواتون ہے وہاں پہ پھلوں کی بھی کثرت ہے۔ اس کے علاوہ وہاں پرندے اور مور بھی پائے جاتے ہیں اور دوسرے چوپائے بھی کثرت سے ملتے ہیں جن کا شکار کر کے ہم آسانی سے زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

میں نے ایک بار اس کے دوران اس جنگل کو دیکھا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لیے اس جنگل سے بڑھ کر بہترین ٹھکانہ کوئی نہیں ہو سکتا۔“

یدشٹر اور دیگر بھائیوں نے ارجن کی اس تجویز سے اتفاق کیا لہٰذا وہ کمیاک کے جنگل سے روانہ ہوئے اور چند روز تک لگاتار سفر کرنے کے بعد دواتون کے جنگل میں داخل ہو گئے۔

کوہستانی سلسلے کے اندر دواتون نام کا یہ جنگل کسی بہت بڑے اور سرسبز و شاداب باغ کی طرح تھا۔ اس کے اندر پھل دار درختوں کی کثرت تھی۔ بے شمار پرندے اور چوپائے اس میں پائے جاتے تھے جن کا شکار بآسانی کیا جا سکتا تھا۔

اس جنگل میں داخل ہونے کے بعد پانڈو برادران اس جگہ آئے جس جگہ کچھ رشی بھی اس جنگل میں قیام کیے ہوئے تھے۔

ان رشیوں نے پانڈو برادران کا بڑے پُرجوش انداز میں استقبال کیا اور یوں پانڈو برادران دواتون نام کے اس جنگل میں رشیوں کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے۔ وہ برہمن اور سادھو جو ہستناپور سے ان کے

ساتھ آئے تھے وہ بھی اسی جنگل میں ان کے ساتھ رہنے لگے!

○

ایک روز پانڈو برادران اور ان کی بیوی دروپدی دوا توَن نام کے اسی جنگل میں آگ کے الاؤ کے اردگرد بیٹھے تھے۔

جاڑے کا موسم تھا اور اس روز سردی بھی خوب پڑ رہی تھی۔

پانڈو برادران نے اپنے رہنے کے لیے اس جنگل کے اندر ایک گھر بھی تعمیر کر لیا تھا اور اس گھر کا نام انہوں نے آہار ام رکھا تھا۔

اپنے گھر سے باہر آگ کا الاؤ روشن کیے پانڈو برادران دروپدی کے ساتھ بیٹھے اپنے آپ گرم رکھنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ محوِ گفتگو بھی تھے کہ ان کے نزدیک اچانک یوناف اور یوسا نمودار ہوئے۔

ان کو دیکھتے ہی پانچوں پانڈو برادران اور دروپدی اٹھ کھڑے ہوئے۔ جب یوناف اور یوسا ان کے قریب آ کر آگ کے پاس بیٹھ گئے تب وہ بھی ان کی طرف دیکھتے ہوئے سب اپنی اپنی جگہوں پر دوبارہ جم گئے۔

پھر قبل اس کے کہ ان میں سے کوئی یوناف کو مخاطب کر کے اس سے کچھ کہتا، یوناف نے بولنے میں پہل کی اور یدھشٹر کو مخاطب کر کے کہا:

"سنو یدھشٹر۔ ہستناپور میں جو کچھ تم پر، تمہارے بھائیوں پر اور تمہاری بیوی دروپدی پر بیتی، مجھے اس کی خبر ہو گئی ہے۔ مجھے تمہاری حماقت پر دکھ اور افسوس ہوتا ہے کہ تم نے ہر چیز جوئے میں ہار دی، جبکہ تم جانتے تھے کہ جوا کھیلنے میں سکونی کا کوئی جواب نہیں ہے اس کے باوجود تم نے جوا کھیلا اور اپنی ہر چیز اس میں ہار دی۔

اے یدھشٹر! تمہارا یہ رویہ اور کام احمقانہ ہے اس لیے کہ دھرت راشٹر اور اس کا بیٹا دریودن تو پہلے ہی یہ چاہتے تھے کہ تمہاری ریاست پر بھی قبضہ کر کے اپنی دولت اور قوت میں اضافہ کریں۔ سو تم نے اپنی اس نادانی اور حماقت سے دھرت راشٹر اور دریودن کو یہ موقع فراہم کیا اور اب تم دیکھتے ہو کہ جوئے کے ذریعے نہ صرف یہ کہ وہ تمہاری ہر چیز ہتھیانے میں کامیاب ہو گئے ہیں بلکہ تم سب کو تیرہ سال کے لیے خانہ بدوشوں

کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔

سنو یدھشٹر! اب ہستناپور سے بھی ہو کر آ رہا ہوں۔ دھرت راشٹر اور اس کے بیٹے اس بات پر خوش ہیں کہ انہوں نے تم بھائیوں کو ریاست سے نکال باہر کیا ہے اس لیے کہ ریاست کے اندر انہیں اگر کسی سے خطرہ تھا تو وہ تم پانچوں بھائی تھے۔ اب تم پانچوں بھائیوں کو یوں ریاست سے باہر انہوں نے نکالا ہے جیسے دودھ کے برتن سے مکھی باہر نکال دی جاتی ہے۔

اے یدھشٹر! اگر تم جوا کھیلنے کی حماقت نہ کرتے تو تم اپنے مرکزی شہر اندرپرستھ میں اب تک پرسکون زندگی بسر کر رہے ہوتے بلکہ میں یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ اندرپرستھ میں تمہاری عسکری طاقت اور قوت ہستناپور کے مقابلے میں زیادہ تھی اور اگر دریودن تم سے جنگ کرنے کی کوشش کرتا تو تم بڑی آسانی کے ساتھ اپنے لشکر کے ساتھ اسے شکست دے سکتے تھے لیکن دریودن اور اس کے باپ دھرت راشٹر نے عیاری اور فریب سے کام لیتے ہوئے بغیر کسی جنگ و جبر کے تم پانچوں بھائیوں کو شکست دے دی۔ تمہاری ریاست میں جس قدر دھن تھا اس پر قبضہ کر لیا اور تمہیں تیرہ سال تک جنگل کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔

سنو پانڈو برادران! میں تمہاری ماں کنتی سے بھی مل کر آ رہا ہوں۔ وہ تمہارے چچا ودرا کے ساتھ پرسکون زندگی بسر کر رہی ہے۔ ہر لمحہ وہ تم پانچوں بھائیوں اور دروپدی کو یاد کرتی ہے۔

اے یدھشٹر! کاش تم نے دریودن اور سکونی کے ساتھ جوا نہ کھیلا ہوتا اور جب ایک بار جوا کھیلنے کے بعد دھرت راشٹر نے تمہیں ہر چیز واپس کر دی تھی تو کاش تم دوبارہ جوا کھیلنے کے لیے ہستناپور نہ جاتے۔ اگر تمہارے چچا نے تمہیں طلب بھی کیا تھا تو تم واپس آنے سے انکار کر دیتے بلکہ اپنے بھائیوں، اپنی بیوی اور ماں کے ساتھ سیدھا اپنے مرکزی شہر اندرپرستھ کی طرف چلے جاتے۔ دھرت راشٹر کی یہ مجال نہ تھی کہ وہ تمہیں زبردستی جوا کھیلنے پر مجبور کر سکے۔ اس لیے کہ تمہارے مقابلے میں ان کی عسکری حیثیت کمزور تھی۔ اگر تم ایسا کرتے تو آج ان جنگلات میں تم لاچاری کی زندگی بسر نہ کر رہے ہوتے۔"

یوناف خاموش ہو گیا۔

تب یدھشٹر تھوڑی دیر تک گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے انتہائی فکرمندی سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

"اے یوناف! اے نیکی کے نمائندے! تم ہمارے محسن اور ہمارے خیر خواہ ہو۔ تم اگر میرے لیے اس سے بھی سخت الفاظ کہو تب بھی میں ان کو خندہ پیشانی سے قبول اور برداشت کروں گا اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ جو کچھ بھی تم کہو گے اس میں ہم سب کی بہتری اور بھلائی ہو گی۔

اسے یوناف! میں جانتا ہوں کہ میری حماقت اور نادانی کی وجہ سے ہم اس المیے سے دوچار ہوئے ہیں اندرپرستھ کی پرسکون زندگی سے محروم ہو کے اس جنگل کے اندر لاچارگی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ پر اسے ہمارے محسن! ہمارے مربی! تم کہو ہماری اس زندگی کا کیا انجام ہوگا۔ کیا اس تیرہ سال کی طویل خانہ بدوشی کے بعد کوئی وقت ایسا بھی آئے گا کہ ہم دریودن اور اس کے بھائیوں پر قابو پا کر ان سے اپنا انتقام لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد یدشٹر خاموش ہو گیا اور امید بھرے انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے جواب کا انتظار کرنے لگا۔

اسی کی طرح اس کے دوسرے بھائی اور دروپدی بھی بڑے غور سے یوناف کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

یدشٹر کی گفتگو کے جواب میں یوناف تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر بولا:

"سنو پانڈو برادران! میں فی الوقت تمہارے مستقبل سے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا اس لیے کہ غیب کا علم صرف میرا اللہ جانتا ہے لیکن میں تمہارے مستقبل سے پرامید ہوں اس لیے کہ کورو برادران کے مقابلے میں تم حق اور سچائی پر ہو اور میرا یہ تجربہ ہے کہ حق اور باطل جب ٹکرا لیتے ہیں تو آخر کار ختم بدی ہوتی ہے اور فتح نیکی اور سچائی کی ہوتی ہے۔"

یوناف ذرا دیر رکا۔ پھر اس نے ان سب کو دوبارہ مخاطب کر کے کہا:

"سنو پانڈو برادران! میں یہاں سے تھوڑی دیر بعد کوچ کر کے ہستناپور کا رخ کروں گا۔ وہاں میں تمہارے چچا اور راجہ دھرت راشٹر سے ملوں گا اور باتوں ہی باتوں میں اسے تم پہ ہونے والے مظالم کے حوالے سے اس کے انجام بد اور اس کے بیٹوں پر گزرنے والی مستقبل کی ہولناکی سے ڈراؤں گا اور اسے یہ احساس دلانے کی کوشش کروں گا کہ اس نے ریاکاری اور دھوکہ دہی سے فریب دے کر جوئے کا جو اہتمام کیا اور تمہیں ہرا کر جو تیرہ سال کے لیے جنگل کی زندگی بسر کرنے پہ مجبور کیا اس کے نتائج ان کے حق میں بہت برے اور ہولناک ہوں گے۔

سو پانڈو برادران! میں اب تم سے اس جنگل میں ملتا رہوں گا اور تمہاری تسلی اور تشفی کے لیے کام کرتا رہوں گا۔ اب تم مجھے اجازت دو کہ میں یہاں سے رخصت ہو کر تمہارے چچا دھرت راشٹر کو اس کے انجام بد سے ڈراؤں۔"

اس کے ساتھ ہی یوناف نے اس جنگل میں پانڈو برادران کو الوداع کہا۔ پھر وہ بیوسا کے ساتھ وہاں سے

رخصت ہو گیا۔

تھوڑی دور تک وہ دونوں تیزی سے چلتے ہوئے پانڈو برادران کی نگاہوں سے دور ہو گئے پھر وہ دونوں اپنی مری قوتوں کو حرکت میں لائے اور وہاں سے غائب ہو گئے۔

○

تھوڑی دیر بعد یوناف اور بیوسا ہستناپور کے محل کے باہر نمودار ہوئے اور محل کے ایک پہریدار کو مخاطب کر کے یوناف نے کہا:

"اسے میرے عزیز۔ میں دور دراز کی سرزمینوں سے آیا ہوں۔ میرا نام یوناف ہے اور میری اس ساتھی لڑکی کا نام بیوسا ہے۔ ہم دونوں نجومی اور ستارہ شناس ہیں اور تمہارے راجہ دھرت راشٹر سے ملنا چاہتے ہیں تاکہ اس کے سامنے ہم اس کے احوال کہیں اور وہ ہمارا فن دیکھ کر ہم سے خوش اور مطمئن ہو اور ہمیں عزت سے نوازے۔

سنو میرے عزیز! اور یہ بھی میں تمہارے راجہ سے کسی انعام یا کسی چیز کا لالچ نہیں رکھتا۔ ہم دونوں تو بس نگر نگر پھرنے والے بنجارے ہیں۔ ہم نے اپنی ضروریات زندگی کو کافی کم کر رکھا ہے۔ تم یہ کام کرو کہ اپنے راجہ کو ہمارے آنے کی اطلاع کرو اور اس سے یہ کہو کہ ہم اس کے مستقبل میں پیش آنے والے حالات سے متعلق صحیح صحیح رہنمائی اور نشاندہی کریں گے۔"

یوناف کی گفتگو سن کر وہ پہریدار بڑا خوش ہوا اور یوناف کی طرف دیکھ کر بولا:

"راجہ ان دنوں بہت اداس اور افسردہ رہنے لگا ہے۔ اگر تم اسے زندگی کے حالات درست اور صحیح طور پر بتا سکے تو وہ تم پہ بڑا مہربان اور خوش ہوگا۔ تم دونوں یہیں رکو۔ میں راجہ کو تمہارے آنے کی اطلاع کر کے آتا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ پہریدار اندر چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پہریدار لوٹ کر آیا اور یوناف سے کہنے لگا:

"تم دونوں میرے ساتھ آؤ۔ تمہارے متعلق راجہ سن کر بے حد خوش ہوا۔ اس نے تم دونوں کو طلب کیا ہے۔"

پہریدار کا یہ جواب سن کر یوناف اور بیوسا بے حد خوش ہوئے اور خاموشی سے اس پہریدار

کے ساتھ ہو بیے۔

پھرے دار یوناف اور ہیوسا کو اندھے راجہ دھرت راشٹر کے پاس لایا اور راجہ کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا:

"اے راجہ! جس نجومی اور ستارہ شناس کا میں نے ذکر کیا تھا وہ اس وقت اپنی ساتھی لڑکی کے ساتھ آپ کے سامنے کھڑا ہے۔ اب جو کچھ آپ اس سے پوچھنا چاہتے ہیں پوچھ سکتے ہیں۔"

پھرے دار کی اس گفتگو پر دھرت راشٹر بے حد خوش ہوا۔ اس نے اپنی اندھی آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا:

"اے نجومی! پھرے دار کہہ رہا تھا کہ تمہارا نام یوناف اور تمہاری ساتھی لڑکی کا نام بیوسا ہے اور یہ کہ تم دونوں نجومی اور ستارہ شناس ہو۔ تم دونوں میرے سامنے بیٹھ جاؤ تا کہ میں آنے والے وقت سے متعلق تم سے چند سوالات کروں؟"

دھرت راشٹر کے کہنے پر یوناف اور بیوسا اس کے سامنے بیٹھ گئے جبکہ وہ پھرے دار وہاں سے چلا گیا تھا۔

دھرت راشٹر کچھ دیر سوچوں میں گم رہا۔ پھر اس نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا:

"اے یوناف! کیا تم میرے پوچھنے پر مجھے میرے مستقبل سے متعلق کچھ بتا سکو گے؟"

اس پر یوناف نے فوراً کہا:

"اے ہستناپور کے عظیم راجہ! پہلے تم مجھے اپنا ہاتھ دکھاؤ۔ میں سب سے پہلے تمہارے ہاتھ کا مطالعہ کروں گا اس کے بعد ہاتھ کی لکیروں کی روشنی میں تم سے تمہارے وہ واقعات بیان کروں گا جو آنے والے دور میں تمہیں پیش آ سکتے ہیں۔"

یوناف کا جواب سن کر دھرت راشٹر خوش ہوا اور اس نے اپنا ایک ہاتھ اندازے سے یوناف کی طرف بڑھا دیا۔

یوناف کافی دیر تک دھرت راشٹر کے ہاتھ کا جائزہ لیتا رہا۔ اس کے بعد اس نے دھرت راشٹر کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا:

"اے راجہ۔ تمہارے ہاتھوں کی لکیروں کے اندھیرے، تاریک راستے تمہارے مستقبل کی منحوس ساعتوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔

یہ لکیریں بتاتی ہیں کہ ماضی کی گھٹی گھٹی مجبوریاں اور حال کی سوفی موقی تنہائیاں سب مل کر مستقبل کی ویرانیوں

میں تبدیل ہو جائیں گی۔

اے راجہ۔ جو کچھ میں نے تمہارے ہاتھ کی لکیروں میں دیکھا ہے اس کے مطابق تمہارے ماضی اور حال میں بیتے برسوں کی بدی اور گناہ کے کسیلے ذائقے ہیں۔ آنے والے دنوں میں تلخیاں تمہارے سامنے آئیں گی اور ماضی اور حال میں گناہوں کی بے پناہ لذت جس سے تم مستفید ہو چکے ہو وہ تمہارے لیے ندامت کی تلخیوں میں بدل جائے گی۔

اے راجہ! تمہارے مستقبل میں مجھے اجاڑ، چٹیل اور ویران اداس ویرانوں کے سوا کچھ دکھائی نہیں دے رہا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر کے لیے رکا پھر دوبارہ اس نے اپنا سلسلۂ کلام جاری کرتے ہوئے کہنا شروع کیا:

"اے راجہ۔ تمہارے ہاتھ کی پھیلی ہوئی لکیریں بتاتی ہیں کہ ماضی میں تم نے اپنے عزیزوں کے ساتھ ظلم اور ستم رانی سے کام لیا ہے۔

اے راجہ۔ تمہارا ہاتھ یہ بھی بتاتا ہے کہ یہ ظلم اور ستم رانی آنے والے دنوں میں حقیقت کا روپ دھارے گی اور یہ حقیقت ہستناپور کے اندر بہت بڑی تباہی اور بربادی لا کر رہے گی۔

اے راجہ! لکیریں بولتی ہیں کہ تو نے اپنے عزیز ترین رشتوں کے ساتھ بددیانتی اور خیانت کی ہے اور جو کچھ میں لکیروں میں دیکھتا ہوں اور جو کچھ میرا علم کہتا ہے اس کے مطابق یہی بددیانتی اور خیانت تمہارے مستقبل کو تاریک اور تمہارے آنے والے دنوں کو ویران کر کے رکھ دے گی۔

اے راجہ! میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تمہارے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھ کر کہہ رہا ہوں ورنہ حقیقت میں تمہارے ساتھ کیا پیش آیا ہے وہ تم خود ہی جانتے ہو۔"

یوناف کی باتیں سن کر دھرت راشٹر کی حالت ایسی ہو گئی جیسے اس پر برساتوں کا جادو ہو گیا ہو اور اس کی فصیلِ بدن تاریک ہو کر پگھلنے لگی ہو۔

وہ سسکیوں میں الجھی سرگوشیوں کی طرح افسردہ رات کی گہرائیوں میں چھپی سیاہ خنکی جیسا اداس اور ظلم اور افلاس کے مارے ضمیر کی طرح ویران اور الجھا الجھا دکھائی دینے لگا۔

اس کی آنکھوں میں برگ و باراں کا سماں تھا اور اس کا چہرہ یوں دکھائی دینے لگا تھا جیسے روح کے تاروں پہ مضراب کا اندھا رقص شروع ہو گیا ہو۔

دھرت راشٹر بالکل خاموش تھا۔ بالکل چپ اور ویران۔۔۔۔ جیسے اس کی زبان پتھر کی ہو گئی ہو۔

سویوناف تھوڑی دیر تک اسے غور سے دیکھتا رہا پھر اس سے پوچھنے لگا:
"اے راجہ۔ جو کچھ میں نے کہا ہے یہ سچ ہے یا میری یہ باتیں بے بنیاد اور جھوٹ پر مبنی ہیں۔"
یوناف کے اس سوال پر اندھے دھرت راشٹر نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ پھر لوٹتی ہوئی آواز میں اس سے کہنے لگا:
"اے اجنبی ستارہ شناس! تیری باتوں میں کوئی بھی جھوٹا اور بے بنیاد انکشاف نہیں ہے۔ تو نے جو کچھ بھی کہا وہ حقیقت پر مبنی ہے اور یہ سچ ہے کہ میرے ہاتھوں اپنوں پر ظلم و ستم ہوا ہے اور جو کسی پر ظلم کرتا ہے وہی کچھ اس کے سامنے آتا ہے۔
اے ستارہ شناس! جو کچھ تو نے کہا ہے یہ حقیقت ہے اور آج تیری زبان سے یہ حقیقت سن کر مجھ پر اداسی اور ویرانی کی تہیں جم کر رہ گئی ہیں۔ میں آج پہلی بار اپنے آپ کو مجرم اور گنہ گار سمجھنے لگا ہوں۔
اے ستارہ شناس! میں نے یہ ظلم اپنے بھتیجوں پر کیا تھا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ظلم ہی کی بنا پہ میرا مستقبل تاریک اور ویران ہو کر رہے گا۔"
دھرت راشٹر ابھی یہیں تک کہنے پایا تھا کہ اس کا بیٹا دریودن کسی غضب ناک عاند کی طرح اس کمرے میں داخل ہوا اور اپنے باپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا:
"اے میرے باپ! میں اس ستارہ شناس کے ساتھ آپ کی گفتگو باہر کھڑا سن رہا تھا۔ جو کچھ اس نے کہا ہے وہ سچ ہے لیکن اے میرے باپ! اس نے تمہیں فریب دینے کی کوشش کی ہے۔ میں اس ستارہ شناس اور اس کی ساتھی لڑکی کی حقیقت کو جان چکا ہوں۔ یہ دونوں اپنے آپ کو ریکی کا نمائندہ کہتے ہیں۔ تمہیں ایسے حالات سنا کر اے میرے باپ! ان کا اس کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں کہ تمہیں خوفزدہ کر دیں اور جو کچھ تم نے کیا ہے اس کے سلسلے میں تمہیں پچھتاوے میں ڈال دیں۔"
دریودن یہاں تک کہنے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے رکا۔ پھر اس کے پیچھے پیچھے اس کمرے میں دسونا، رادیو، عزازیل، نبیطہ اور عارب داخل ہوئے۔ عارب کے پیچھے نیلی دھند کی قوتیں انتہائی غیظ و غضب کی حالت میں بھڑکتے شعلوں کی طرح کبھی یوناف اور کبھی بیوسا کی طرف بڑھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔
تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد دریودن نے پھر اپنا سلسلہ کلام جاری کیا:
"اے میرے باپ! یہ دونوں اپنے نام یوناف اور بیوسا بتاتے ہیں انتہائی فریب کار اور دھوکہ باز ہیں۔ ان کی اصلیت اور حقیقت مجھے میرے دوست، میرے محسن اور میرے مربی عزازیل نے تفصیل کے ساتھ بتا دی ہے۔ ان دونوں کی کسی بھی بات پر اعتبار نہ کرنا اور نہ ہی ان کی باتوں کو اپنے دل میں جگہ دینا۔ اور

اے میرے باپ! تم دیکھنا میں اس کمرے میں ان دونوں کا کیا حشر کرتا ہوں۔"
ہستناپور کے راجہ دھرت راشٹر نے اپنے بیٹے کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموش تھا اور اس کی خاموشی بتاتی تھی کہ وہ دریودن کی باتوں پر اعتماد کر رہا ہے۔
اس سے دریودن کی اور حوصلہ افزائی ہوئی اور اس نے بات کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے اس نے اپنے باپ سے کہا:
"اے میرے باپ! کاش تم اندھے نہ ہوتے تو دیکھتے کہ یہ شخص جس نے اپنا نام یوناف بتایا ہے اور تم پر اپنے آپ کو نجومی اور ستارہ شناس ظاہر کیا ہے اس کے ساتھ ایک لڑکی ہے جس کا نام بیوسا ہے۔
اے میرے باپ! میں نے آج تک اپنی زندگی میں ایسی خوبصورت اور پرکشش لڑکی نہیں دیکھی۔
اے میرے باپ! ہم لوگ یہ سمجھتے تھے کہ دروپدی کے مقابلے میں کوئی خوبصورت اور حسین لڑکی ہے ہی نہیں لیکن اس لڑکی کو دیکھنے کے بعد میں کہہ سکتا ہوں کہ دروپدی حسن اور خوبصورتی میں بیوسا کے سامنے نہ ہونے کے برابر ہے۔
لہٰذا اے میرے باپ! میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں اس ستارہ شناس سے کہوں کہ وہ خاموشی اور شرافت کے ساتھ یہاں سے چلا جائے اور بیوسا کو یہاں ہمارے ہی پاس چھوڑ جائے۔ میں اس کے ساتھ شادی کروں گا اور یہ اپنی بقیہ زندگی میرے ساتھ بسر کرے گی۔
اور اے میرے باپ! اگر اس ستارہ شناس نے بیوسا نام کی اس لڑکی کو میرے حوالے نہ کیا تو میں تمہارے اس کمرے میں اسے ختم کر کے بیوسا کو حاصل کر لوں گا۔"
یہ گفتگو سن کر یوناف کی حالت مشتعل خونخواری، بھگتنے کی تپش اور وحشی بتوں کے بے کنار سلسلے جیسی ہو کر رہ گئی۔ اس کے چہرے پر ہفتان زندان کا سماں پھیل گیا تھا جس سے یوں لگتا تھا جیسے اس کمرے کے اندر یوناف ایک لمحے کو عذاب میں تبدیل کر دینے کا عزم کر چکا ہو۔ پھر اس نے بلند آواز میں دریودن سے کہنا شروع کیا:
"اے دریودن! سن رکھو میں دریاؤں کی صورت بیابانوں میں بہ جانے والا ایسا انسان ہوں جو اپنے دشمنوں کے گریبانوں کو چاک اور پیراہن کو دریدہ کر دینے کا عزم اور حوصلہ کر چکا ہوں۔
اے دریودن! جو میرے خلاف حرکت میں آنے کی کوشش کرتا ہے میں اس سے درد کے نیلے رخساروں اور خون ناحق کی ایک ایک بوند کا انتقام اور حساب لینے کا حوصلہ بھی رکھتا ہوں۔
اے دریودن! میں تیری کھردری زبان کو کاٹ دوں گا۔ تیرے اندر جو بوالہوسی اور خطا کاری ہے،

اسے نکال باہر کروں گا۔

اے دریودن! میں تیرے عقل و شعور کے احساس کو توڑ کر رکھ دوں گا۔

سن اے دریودن! میں تو منزلوں کی بشارت دینے والا روشنی کا ایک سفیر ہوں۔ اگر تو نے میرے ساتھ ٹکرانے کی کوشش کی تو تیرے گناہوں کے عکس کے اندر میں صحرا کی رات اور تیری سوچوں میں زہر اور اوج دلپستی کے قصے بھر دوں گا۔

میں تمہیں یقین دلاتا ہوں اے دریودن! جب میری فتح نصیب تلوار تمہارے خلاف حرکت میں آ جائے گی تو تمہاری حالت ساحل سے پیدا ہونے والی لہروں سے مختلف نہ ہو گی۔

سنو دریودن! وہ کون ہے جس کی مدد اور حمایت سے تم اس کمرے کے اندر مجھ پر قابو پا کر مجھ سے بیوسا کو چھین لینے میں کامیاب رہو گے؟"

اس پر دریودن نے ایک عزم اور حوصلے سے یوناف کو مخاطب کر کے کہا: "اے یوناف! اول تو تمہارے خلاف مقابلے میں میں اکیلا ہی کافی ہوں اور اگر ضرورت پڑی بھی تو میرا یہ محسن عزازیل اور اس کے ساتھی عارب اور نبیطہ تمہیں اس کمرے کے اندر اپنی بے پناہ قوتوں سے پاش پاش کر کے رکھ دیں گے۔"

اس پر یوناف نے ایک بلند قہقہہ لگایا اور دریودن کو مخاطب کر کے بولا:

"اے دریودن! یہ تمہارا فریب اور تمہاری غلط فہمی ہے۔ یہ عزازیل، نبیطہ اور عارب مجھے صدیوں سے خوب اچھی طرح جانتے اور پہچانتے ہیں۔ انہیں خبر ہے کہ جب میں ان پر ٹوٹ کر برسنے والے ابر اور برق کے نادیدہ طوفان کی طرح حرکت میں آؤں گا تو ان کی حالت بے احساس امیدوں اور بے حسی کی سرد لاش جیسی ہو کر رہ جائے گی ...... لہٰذا اگر تم میرے مقابلے میں ان کی بے بسی اور لاچارگی کا تماشہ دیکھنا ہی چاہتے ہو تو دیکھو اس کمرے میں تمہارے اور تمہارے ساتھی کی نگاہوں کے سامنے میں ان کی کیا حالت کرتا ہوں؟"

اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنے گلے میں لٹکتے ہوئے گول اور چھوٹے آئینے کو پکڑا جس پر اسم اعظم لکھا ہوا تھا۔ جونہی اس نے اس آئینے کا رخ عزازیل، عارب اور نبیطہ کی طرف کیا تینوں چیخیں مارتے ہوئے اور بری طرح شور اور واویلا کرتے ہوئے کمرے سے بھاگ گئے۔

اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور پھر یوناف کے کانوں میں اس کے کھنکتے سکوں جیسی مدھ بھری اور ترنم سے بھرپور آواز سنائی دی:

"سنو یوناف، میرے حبیب! تم نے عزازیل، عارب اور نبیطہ جیسے ستم رانوں کے خلاف کیا خوب کردار ادا کیا ہے۔ تم نے ان کی روحوں کے دریچوں میں کس طرح خوف و ہراس بھر کر انہیں برق کے نادیدہ لپکوں کی طرح

یہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا ہے۔

اے میرے حبیب! مجھے لگتا ہے عزازیل، نبیطہ اور عارب کے یوں بھاگ جانے کے بعد دریودن اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے پھر بھی باز نہیں آئے گا۔ اگر تم کہو تو میں تھوڑی دیر کے لیے اس کے خلاف حرکت میں آؤں اور اس کے سارے کس بل نکال کر اسے تیر کی طرح سیدھا کر دوں؟"

ابلیکا کی یہ بات سن کر یوناف کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے بڑے پیار سے ابلیکا کو مخاطب کر کے کہا:

"اے ابلیکا! اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بس تم خاموش رہ کر تماشہ دیکھتی جاؤ۔ تمہارے سامنے اس کمرے کے اندر میں دریودن اور اس کے ساتھیوں کی ایسی حالت کروں گا کہ وہ دوبارہ کبھی ایسا کرنے کی کوشش نہ کریں گے۔"

ابلیکا کے ساتھ سلسلۂ کلام منقطع کرنے کے بعد یوناف نے دریودن کی طرف دیکھ کر کہا:

"اے دریودن! تو اس عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے بل بوتے پر مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کر رہا تھا تو نے دیکھا وہ کیسے سراب کی طرح میرے سامنے سے بے بس ہو کر بھاگ گئے۔

سنو دریودن۔ اس عزازیل کا ابھرا بیان کسی کو بھی گمراہیوں کے سوا کچھ نہیں دے سکتیں۔ یہ عزازیل قسمت کا منہ چڑاتی تلوار کی طرح اپنے حمایتیوں کے لیے میدان میں اترتا ہے پر جب میرے جیسا کوئی نیکی کا نمائندہ اس کے مقابل آتا ہے تو یہ ظالم آندھیوں کی طرح بھاگ اٹھتا ہے اور اپنے کارکنوں تک کو ایسا موقعے پر فراموش کر دیتا ہے۔

لہٰذا اے دریودن! میں تمہیں آخری بار کہتا ہوں کہ تم اپنے ان دونوں ساتھیوں کو ساتھ لے کر عزازیل کی طرح اس کمرے سے باہر نکل جاؤ۔ اس کے بعد میں بھی بیوسا کے ساتھ یہاں سے کوچ کر جاؤں گا۔"

یوناف کی بات سن کر دریودن کے چہرے پر ایک طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر اس نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا:

"اے ستارہ شناس! میں تمہیں یوں یہاں سے بچ کر نہ جانے دوں گا۔ عزازیل، عارب اور نبیطہ اگر تمہارے سامنے سے بھاگ گئے ہیں تو تمہارے علم میں شاید ان کی کوئی کمزوریاں ہوں جنہوں نے انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ لیکن میں تو اپنے ساتھی راد لیو اور اپنے بھائی دسونا کے ساتھ تمہارے سامنے کسی کمزوری یا بزدلی کا مظاہرہ نہیں کروں گا۔

سنو یوناف! میں اپنے اس ارادے پر قائم ہوں کہ میں تمہاری ساتھی لڑکی پر قبضہ کر کے رہوں گا۔ اگر تم

شرافت کے ساتھ اسے میرے حوالے کرتے ہو تو بہتر ورنہ یہ کام زبردستی بھی کیا جا سکتا ہے۔"

دریودن کا یہ جواب سن کر یوناف کا چہرہ ایک بار پھر لال بھبھوکا ہو کر رہ گیا اور اس نے دریودن کو مخاطب کر کے پوچھا:

"اے دریودن! تم تینوں میں سے کون یہ کام زبردستی کرنے کی ہمت رکھتا ہے؟"

یوناف کے اس سوال کے جواب میں دریودن کا دوست رادیو چھاتی تانتے ہوئے آگے بڑھا اور یوناف کے قریب جا کر وہ بڑے تکبر اور گھمنڈ بھری آواز میں بولا:

"اے ستارہ شناس! میں یہ کام زبردستی کرنے کی ہمت اور جرأت رکھتا ہوں۔ دیکھو میرا دوست دریودن چونکہ تمہاری ساتھی لڑکی کو پسند کر چکا ہے لہٰذا میں آگے بڑھ کر تمہاری ساتھی لڑکی کا بازو پکڑتا ہوں۔ اگر تم مجھے ایسا کرنے سے روک سکتے ہو تو روک کر دکھاؤ۔"

رادیو کی اس گفتگو پر یوناف یکسر تبدیل ہو کر رہ گیا۔

اس کے چہرے پر بگیراں لٹھر سے سنسان سناٹے، وقت کے کالے سمندروں اور اندھی خوفناک قوت جیسا سماں بن گیا تھا۔

اس کی آنکھوں کے اندر موت طاری کر دینے والی قہرمانی رقص کرنے لگی تھی۔ پھر یوناف ایسے انداز میں رادیو کی طرف بڑھا جیسے اس نے موت کے شعلوں کا پیراہن پہن لیا ہو یا وہ مشیت کی چکی بن کر اپنے سامنے آنے والی ہر شے کو ذروں کی طرح پیس ڈالنے کا عزم کر چکا ہو۔

رادیو کے قریب جا کر یوناف نے اس پر ضرب لگانے کے لیے اپنا بایاں ہاتھ بلند کیا۔ رادیو بھی بڑا محتاط تھا۔ اس نے فوراً اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے یوناف کا بایاں ہاتھ فضا میں روک لیا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اپنے دائیں ہاتھ کو حرکت میں لایا اور ایک ایسا پُرقوت اور زوردار طمانچہ اس نے رادیو کے منہ پر مارا کہ وہ ہوا میں اچھلتا ہوا کمرے کے دروازے کے ساتھ اس قوت اور زور سے ٹکرایا کہ دروازہ ٹوٹ کر دوسری طرف جا گرا۔

اس کے بعد یوناف رکا نہیں۔

وہ دسونا کی طرف بڑھا۔ اسے اٹھا کر اس نے دروازے کی طرف گرے ہوئے رادیو پر پھینک دیا۔

پھر وہ تیزی سے دریودن کی طرف بڑھا۔

اس موقع پر دریودن نے وہاں سے بھاگ جانا چاہا لیکن یوناف نے اس کی گردن پیچھے سے پکڑ کر دائیں ہاتھ سے اسے فضا میں معلق کر دیا۔ پھر اسے بری طرح سامنے والی دیوار سے ٹکرا دیا۔ رادیو سے زیادہ وہ چیختا چلاتا زمین پر گر پڑا۔

پھر یوناف نے بلند آواز میں ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"تم تینوں فوراً اپنی جگہ پر کھڑے ہو جاؤ اور اگر تم میں سے کسی نے اپنی جگہ پر کھڑے ہونے میں تاخیر کی تو میں مار مار کر اس کی ہڈیاں پیس کر رکھ دوں گا۔"

یوناف کی یہ دھمکی خوب کارگر ثابت ہوئی۔

وہ تینوں کراہتے ہوئے اور اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ یوناف نے ایک بار پھر بلند آواز میں ان سے پوچھا:

"کیا تم تینوں میں سے کوئی ایسا ہے جو بیوما کو روکنے کی جرأت رکھتا ہو؟"

یوناف کے اس سوال کا جواب ان تینوں میں سے کسی نے نہ دیا اور ندامت سے ان کی گردنیں مزید جھک گئیں۔

پھر یوناف نے ہستناپور کے راجہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"اے دھرت راشٹر! تیرا یہ بیٹا دریودن اور اس کے ساتھی ضرور تیری تباہی اور بربادی کا باعث بنیں گے۔ یہ بات یاد رکھنا۔"

یوناف بیوما کو لے کر دھرت راشٹر کے کمرے سے باہر نکل گیا۔

○

پانڈو برادران دواتون کے جنگل میں اپنی جلاوطنی کے دن گزار رہے تھے۔

ایک دن وہ پانچوں بھائی جنگل میں شکار کھیلنے نکلے اور دروپدی کو اپنے بنائے ہوئے مکان میں چھوڑا، جس کا نام آمارام تھا اور دمیا نام کے ایک برہمن کو انھوں نے دروپدی کی حفاظت کرنے کے لیے اس کے پاس چھوڑ دیا۔

اسی دوران ریاست سندھو کے راجہ جیادرتھ کا وہاں سے گزر ہوا۔ جیادرتھ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ریاست سلوا جانے کے لیے وہاں سے گزر رہا تھا۔

اتفاق سے جس وقت جیادرتھ وہاں سے گزرا تو دروپدی اپنے گھر آمارام کے دروازے پر کھڑی تھی۔

جیادرتھ کی نظر جب دروپدی پر پڑی تو وہ اس کے حسن، اس کے قد کاٹھ اور خوبصورتی سے ایسا متاثر ہوا کہ اس نے اپنے ایک ساتھی کو فوراً مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"دیکھو۔ وہ عورت جو اس جھونپڑی کے سامنے کھڑی ہے۔ اس کی طرف غور سے دیکھو۔ وہ کیسی حسین کیسی خوبصورت، کیسی پرکشش، کیسی قد کاٹھ میں مناسب ہے۔ میں اس کے حسن اور خوبصورتی سے بے حد متاثر ہوا ہوں اور اس کے ساتھ کوئی تعلق یا ربط رکھنا چاہتا ہوں لہٰذا تم اس کی طرف جاؤ اور اس سے متعلق یہ معلومات حاصل کرو کہ وہ کون ہے اور کس غرض کے تحت وہ جنگل میں زندگی بسر کر رہی ہے۔"

راجہ جیارادھ کا یہ حکم پا کر اس کا ایک ساتھی گھوڑے کو ایڑ لگا کر فوراً آسارام کی طرف چلا گیا جبکہ راجہ وہاں رک کر اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد راجہ جیارادھ کا وہ ساتھی واپس آیا۔ جیارادھ کے رتھ کے پاس آ کر وہ رکا اور اس کو مخاطب کر کے بولا:

"اے راجہ! وہ عورت جو اس جھونپڑے کے دروازے پر کھڑی ہے اور جس کے پاس آپ نے مجھے بھیجا تھا وہ کوئی عام عورت نہیں ہے بلکہ اس کا نام دروپدی ہے اور یہ ہستنا پور کے پانڈو برادران کی بیوی ہے۔

اے راجہ! آپ پانڈو برادران کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ کس نوع کے نوجوان ہیں۔ وہ اپنے دشمن کا تعاقب زمین کے پاتال تک کرنا بھی جانتے ہیں۔

اے راجہ! اگر آپ نے دروپدی کو حاصل کرنے کی کوشش کی تو مجھے ڈر ہے کہ ہماری حالت لنکا کے راجہ سے مختلف نہ ہوگی، جو رام کی غیر موجودگی میں سیتا کو اٹھا کر لنکا کی طرف لے گیا تھا۔ پھر اس کی جو حالت رام اور ہنومان کے ہاتھوں ہوئی وہ آنے والی نسلوں کے لیے عبرت بنی ہوئی ہے۔

اے راجہ! پانڈو برادران اس وقت شکار کھیلنے گئے ہوئے ہیں اور دروپدی ایک برہمن کی حفاظت میں جھونپڑی کے اندر اکیلی ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ اگر آپ نے اسے اٹھانے کی کوشش کی تو پانڈو برادران ہمارا تعاقب کریں گے اور ایک ایک کو قتل کر کے دروپدی کو واپس حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ لہٰذا میں آپ کو مخلصانہ مشورہ دوں گا کہ اس دروپدی کے خیال کو ترک کر کے اپنا سفر جاری رکھیں تاکہ ہم جلد از جلد ریاست سلوا میں داخل ہو سکیں۔"

راجہ جیارادھ نے اپنے ساتھی کی باتوں کو نظر انداز کر کے کہا:

"تم کیا جانو کہ میں دروپدی کے حسن و کشش اور اس کی جسمانی ساخت سے کیسا متاثر ہوا ہوں۔ میں تو اسے ساتھ لیے بغیر نہ جاؤں گا اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہماری حالت لنکا کے راجہ جیسی نہ ہوگی۔ تم جانتے ہو کہ میرے ساتھ میرے کافی ساتھی ہیں۔ اگر پانڈو برادران ہمارے تعاقب میں ہمارے پیچھے آئے تو

میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم ان پانچوں بھائیوں کا صفایا کر دیں گے۔ اب تم سب یہاں رک کر میرا انتظار کرو۔ میں دروپدی کی طرف جاتا ہوں اور اس کے ساتھ کوئی فیصلہ کرتا ہوں۔"

راجہ کے ساتھیوں میں سے کسی کو بھی کچھ کہنے کی جرأت نہ ہوئی۔

راجہ اپنے رتھ کو حرکت میں لایا اور پھر وہ پانڈو برادران کے گھر آسارام کی طرف دروپدی سے ملنے روانہ ہو گیا۔

آسارام کے قریب جا کر جیارادھ نے اپنے رتھ کو روکا۔ پھر وہ رتھ سے نیچے اترا اور دروازے پر کھڑی دروپدی کو مخاطب کر کے بولا:

"مجھے خبر ہوئی ہے کہ تم پانڈو برادران کی بیوی دروپدی ہو۔ پانڈو برادران میرے بہترین دوستوں میں سے ہیں۔ مجھے خبر ہوئی تھی کہ انہوں نے دواتون کے ان جنگلوں میں پناہ لے رکھی ہے اور یہاں وہ جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

میں جیارادھ ہوں اور ریاست سندھو کا راجہ ہوں۔ میں ایک ضروری کام سے ریاست سلوا کی طرف جا رہا ہوں۔ میں نے سوچا کہ راستے میں اپنے دوستوں یعنی پانڈو برادران سے بھی ملتا چلوں۔"

جیارادھ کی گفتگو پر دروپدی نے اسے کمال شائستگی اور نرمی سے کہا:

"اگر آپ میرے شوہروں کے دوست ہیں تو آپ اس آسارام کے اندر آ جائیں اور آرام سے بیٹھیں۔ وہ پانچوں بھائی اس وقت شکار کھیلنے گئے ہیں۔ امید ہے وہ تھوڑی ہی دیر میں آنے والے ہوں گے۔ اگر آپ تھوڑی دیر بیٹھیں تو ان کے واپس آنے پر آپ ان سے مل سکتے ہیں۔"

دروپدی کے کہنے پر راجہ آسارام میں داخل ہوا اور دروپدی کے سامنے ایک نشست پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے دروپدی کا جائزہ لے کر اس سے کہنا شروع کیا:

"سنو دروپدی۔ تمہیں دیکھتے ہی تمہاری خوبصورتی اور تمہاری جسمانی ساخت دیکھ کر میں تمہیں پسند کر چکا ہوں اور یہ ارادہ رکھتا ہوں کہ تمہیں اپنے ساتھ لے چلوں۔

سنو دروپدی یہ پانڈو برادران تمہارے بیکار قسم کے شوہر ہیں جو تمہیں آرام اور سکون اور تحفظ مہیا نہیں کر سکتے جس کی تم حقدار ہو۔

سنو دروپدی۔ تم محلوں میں رہنے کے لیے پیدا ہوئی ہو لہٰذا میں تمہیں پیشکش کرتا ہوں کہ تم ان نکمے اور بیکار شوہروں کو چھوڑ کر میرے ساتھ چلو۔ میں تم سے شادی کروں گا اور تمہیں اپنی ریاست کی رانی بنا کر رکھوں گا۔

اور سنو دروپدی ۔ میں جو یہ پیش کش تمہیں کر رہا ہوں تو یہ تمہاری خوش بختی ہے کہ اس پیش کش کو قبول کر لینے کے بعد تم ریاست سندھو کی سب سے معتبر ہستی بن جاؤ گی ۔

جیارادھ کی یہ باتیں سن کر دروپدی غصے میں آگ بگولا ہو کر رہ گئی ۔ پھر اس نے انتہائی مشتعل آواز میں راجہ کو مخاطب کر کے کہا :

"سنو جیارادھ ! تم ایک انتہائی گھٹیا اور غلیظ انسان ہو ۔ تم جانتے ہو کہ میں پانڈو برادران کی بیوی ہوں ۔ پھر میں کیوں اور کیسے تمہاری اس پیش کش کو قبول کر سکتی ہوں ۔

تم یہ بھی جانتے ہو گے کہ میں پانڈو برادران کو اپنی جان اور روح سے بھی زیادہ عزیز رکھتی ہوں ۔ لہٰذا تم اسی وقت اٹھو اور یہاں سے دفع ہو جاؤ ۔

اور سنو ۔ اگر تم نے دوبارہ میرے ساتھ ایسی گفتگو کرنے کی کوشش کی تو میں تمہارا منہ نوچ لوں گی ۔ یا تمہارے سر پہ لکڑی مار کر تمہارا خون کر دوں گی ۔"

دروپدی کی یہ گفتگو سن کر راجہ جیارادھ آپے سے باہر ہو گیا ۔ فوراً وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اچانک دروپدی پر حملہ آور ہو کر اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر اسے بے بس کر دیا ۔ پھر وہ اسے آشرام سے باہر اپنے رتھ میں لایا اور اسے اپنے جنگی رتھ میں رسیوں سے کس کر باندھتے ہوئے بے بس اور مجبور کر دیا ۔

اس موقع پر برہمن رمیا نے جسے پانڈو برادران نے حفاظت کے لیے وہاں چھوڑا تھا ' اس نے اپنی انتہائی کوشش کی کہ وہ جیارادھ سے دروپدی کو چھڑا سکے لیکن وہ ناکام رہا ۔

دروپدی کو اپنے جنگی رتھ میں رسیوں سے جکڑنے کے بعد جیارادھ وہاں سے روانہ ہو گیا ۔ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور جنگل سے گزرتی شاہراہ پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ آگے بڑھ گیا ۔

○

تھوڑی دیر بعد پانڈو برادران بھی شکار سے لوٹ آئے ۔

برہمن رمیا نے ان کو سب کچھ بتا دیا کہ کیسے ریاست سندھو کا راجہ جیارادھ یہاں سے گزرا اور اس نے دروپدی کو اکیلا پا کر اسے زبردستی اٹھایا اور لے گیا ۔

یہ سن کر پانڈو برادران انتہائی غضب ناک ہوئے ۔ وہ فوراً اپنے گھوڑوں پہ سوار ہوئے اور جیارادھ کے تعاقب میں چل پڑے ۔

پانڈوؤں نے اتنی تیزی سے تعاقب کیا کہ جلد ہی انھوں نے راجہ کو جا لیا ۔ جیارادھ نے جب دیکھا کہ پانڈو برادران اس کے تعاقب میں اس کے سر پہ چڑھتے آ رہے ہیں تو اس نے اپنے ساتھیوں کو رک جانے کا حکم دیا ۔

اس کے بعد اس نے اپنے سارے ساتھیوں کو ایک جگہ جمع کر کے چند ہدایات دیں اور پھر ان سب کو پانڈو برادران پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا ۔

تھوڑی دیر تک راجہ جیارادھ کے ساتھیوں اور پانڈو برادران کے درمیان ہولناک جنگ ہوتی رہی جبکہ جیارادھ اپنے جنگی رتھ میں کھڑا اس مقابلے کا منظر دیکھتا رہا ۔

جلد ہی پانڈو برادران نے راجہ کے ساتھیوں پر غالب آنا شروع کر دیا اور اکا دکا کر کے وہ تیزی سے اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر رہے تھے ۔

جیارادھ نے جب دیکھا کہ پانڈو برادران تھوڑی ہی دیر میں اس کے ساتھیوں کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیں گے تو اس نے اپنی حفاظت کے پیش نظر کچھ سوچا ۔ پھر وہ اپنے رتھ سے کودا ۔ قریب ہی کھڑے ہوئے وہ اپنے ایک ساتھی کے گھوڑے پر سوار ہوا اور وہاں سے بھاگ نکلا ۔

بھیم سین اور ارجن نے راجہ جیارادھ کو بھاگتے ہوئے دیکھ لیا تھا لہٰذا وہ دونوں اس کے تعاقب میں لگ گئے ۔

اپنے گھوڑوں کو برق رفتاری سے دوڑاتے ہوئے بھیم سین اور ارجن ' راجہ جیارادھ کے سر پہ جا پہنچے ۔ بھیم سین نے اپنا گھوڑا جیارادھ کے قریب لاتے ہوئے اسے پکڑ کر زمین پہ گرا دیا ۔ پھر وہ دونوں بھائی بھی اپنے گھوڑوں سے اتر گئے ۔

بھیم سین جیارادھ کی گردن کاٹ دینا چاہتا تھا پر ارجن نے اسے منع کر دیا اور اسے مشورہ دیا کہ اسے پکڑ کر ہمیں اپنے بڑے بھائی کے سامنے پیش کرنا چاہیے ۔ وہ جو چاہے اس کے ساتھ سلوک کرے ۔

بھیم سین نے ارجن کی تجویز سے اتفاق کیا ۔ دونوں بھائی جیارادھ کو پکڑ کر اس جگہ لائے جہاں راجہ جیارادھ کے ساتھیوں کے ساتھ ان کی لڑائی ہوئی تھی ۔ پھر بھیم سین نے جیارادھ کو اپنے بڑے بھائی یدھشٹر کے سامنے پیش کر کے کہا :

" اے میرے بھائی ! یہ ہے ریاست سندھو کا راجہ جیارادھ ۔ جس نے ہماری بیوی دروپدی کو یہاں سے اٹھا لے جانے کی کوشش کی تھی ۔ میں اس کی گردن اڑا دینا چاہتا تھا لیکن ارجن نے کہا کہ اسے پکڑ کر آپ کے سامنے پیش کر دینا چاہیے ۔ ۔ ۔ ۔ اب ہم اسے آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں ۔ آپ جو چاہیں اس کے ساتھ

سلوک کریں۔"

یدھشٹر شرم سے غور اور انہاک سے تھوڑی دیر تک راجہ جیادرتھ کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"سنو جیادرتھ۔ اگر میں تمہارے جرم کی طرف دیکھوں تو تم اسی قابل ہو کہ تمہاری گردن کاٹ دی جائے۔ لیکن ریاست سندھو کے راجہ کی حیثیت سے میں تمہاری عزت اور احترام کرتا ہوں لہٰذا میں اس بار تمہیں معاف کرتا ہوں لیکن اگر تم نے آیندہ ایسی حرکت کی تو تمہاری گردن کاٹ دی جائے گی۔۔۔ تمہاری عزت کرتے ہوئے اب چونکہ میں تمہیں معاف کر چکا ہوں لہٰذا تم یہاں سے جا سکتے ہو۔"

یدھشٹر کے اس فیصلے پر جیادرتھ کے دل پر سکون کی لہریں پھیل گئیں۔ وہ اپنے جنگی رتھ پہ سوار ہوا اور ریاست ملوا جانے کے بجائے واپس اپنی ریاست سندھو کی طرف چل پڑا۔

جبکہ پانڈو برادران بھی دروپدی کے ساتھ اپنے گھوڑوں پہ سوار ہو کر آشرام کی طرف واپس روانہ ہو گئے۔

O

دواتون کے جنگل میں رہتے ہوئے چند ہی روز بعد پانڈو برادران کو ایک اور حادثہ پیش آیا۔

ہوا یہ کہ ایک روز شام کو پانڈو برادران بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ دروپدی بھی ان کے درمیان بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک برہمن جوان کے ساتھ جنگل میں رہا کرتا تھا اور جس کی ذمے داری صبح و شام آگ کا الاؤ روشن کرنا تھی، وہ پانڈو برادران کے پاس آیا۔

وہ اس وقت بے حد گھبرایا ہوا تھا اور بڑا بدحواس لگ رہا تھا۔ ان پانچوں بھائیوں کے قریب آ کر وہ برہمن کہنے لگا:

"سنو پانڈو برادران! تھوڑی دیر پہلے ایک ایسا شخص اس جنگل میں داخل ہوا جس نے اپنے سر پر کسی جانور کی کھال کا بنا ہوا ایسا خول پہن رکھا ہے جس کا سامنے والا حصہ ہرن کے منہ جیسا اور پچھلا حصہ بھیڑیے کے سر جیسا تھا۔

یہ شخص بڑی بے باکی سے اس جھونپڑی میں داخل ہوا جس کے اندر وہ دو چھڑیاں پڑی ہوئی تھیں جنہیں رگڑ کر آگ روشن کی جاتی تھی اور وہ آگ تم لوگوں کو اور یہاں رہنے والے تمام برہمنوں کو مہیا کی جاتی تھی۔

اور اسی آگ کو یہاں رہنے والے قدیم لوگ پوجتے بھی تھے۔

وہ پراسرار شخص اس جھونپڑے میں داخل ہوا اور وہ چھڑیاں جن سے آگ روشن کی جاتی تھی لے کر بھاگ نکلا۔

میں نے اپنے طور پہ پوری کوشش کی کہ اس کو پکڑوں لیکن وہ ایسا بھاگا کہ آناً فاناً میری نظروں سے جنگل میں غائب ہو گیا۔

اے پانڈو برادران! میں تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ تم پانچوں بھائی اس کا تعاقب کرو اور اس سے آگ روشن کرنے والی چھڑیاں حاصل کرو اور اگر ایسا نہ ہوا تو آج رات آگ روشن نہ ہو سکے گی اور لوگ کھانا پکانے اور کھانے کو ترس جائیں گے۔"

اس برہمن کی باتیں سن کر یدھشٹر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے بھائی بھی کھڑے ہو گئے اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔

اس کے بعد یدھشٹر نے اس برہمن سے کہا:

"کیا تم بتا سکو گے کہ وہ شخص جس کے سر پہ ہرن اور بھیڑیے کا خول تھا جنگل میں کس طرف گیا ہے؟"

اس پہ وہ برہمن کہنے لگا:

"میں نے اس پراسرار شخص کو جنوب کی طرف بھاگتے ہوئے دیکھا تھا۔"

اس برہمن کے انکشاف پہ پانچوں بھائیوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور اس پراسرار شخص کی طرف سرپٹ اپنے گھوڑوں کو دوڑا دیا۔

رات کے وقت اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے پانڈو برادران جنوب کی طرف بہت دور تک چلے گئے لیکن وہ پراسرار شخص ان کو نہ ملا۔

صبح تک جنگل کے اندر اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے وہ اپنے آشرام سے بہت دور نکل گئے۔ جب جنگل کے اندر صبح کا سورج طلوع ہوا تو پانچوں بھائی تھک ہار کر ایک بہت بڑے درخت کے نیچے بیٹھ گئے وہ سخت پیاس محسوس کر رہے تھے۔ پھر اس درخت کے نیچے سستاتے ہوئے یدھشٹر نے مایوسانہ انداز میں اپنے بھائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"اے میرے بھائیو! یہ جو ہم اس پراسرار شخص کو پا لینے میں ناکام ہوئے ہیں تو تمہارے خیال میں ہماری اس ناکامی کے کیا اسباب ہیں؟"

اس پہ یدھشٹر کے چاروں بھائی خاموش رہے۔ پھر بھیم سین بولا اور یدھشٹر کو مخاطب کرتے

ہوئے کہنے لگا:

"اے میرے بھائی! میرے ذہن میں جو ہماری اس ناکامی کا سبب آتا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے ماضی کی غلطیاں اس جنگل میں ہمارے سامنے آتی ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ جب دریودھن کے مقابلے میں ہم جوا ہار گئے تھے تو اس نے اپنے بھائی دسوناً کو بھیجا تھا کہ وہ دروپدی کو پکڑ کر اس ہال کے اندر لائے جس کے اندر جوا کھیلا گیا تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ دروپدی کو دسونا بری طرح سے پکڑتا ہوا اور گھسیٹتا ہوا ہمارے سامنے اس ہال کے اندر لایا تھا اور ہم پانچوں میں سے کسی کو یہ توفیق نہ ہوئی تھی کہ آگے بڑھ کر دسونا کے خلاف حرکت میں آتیں اور اس سے دروپدی کو چھڑا لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر آگے بڑھ کر میں نے دسونا کو قتل کر دیا ہوتا تو آج اس جنگل میں ہمیں یہ ناکامی نہ دیکھنی پڑتی۔"

بھیم سین جب خاموش ہوا تو ارجن کہنے لگا:

"میرے خیال میں بھیم سین ٹھیک ہی کہتا ہے۔ ہمارے ماضی کی غلطیاں ہمارے حال میں ہمارے سامنے آ رہی ہیں۔ مجھ سے بھی جوا ہارنے والے روز ایک غلطی ہوئی تھی اور وہ یہ کہ آپ جانتے ہیں دریودھن کے دوست رادیو نے اپنی گفتگو میں دروپدی کی بے عزتی کی تھی۔ اس موقع پر میں سنبھل کر۔ اگر رادیو کا کام تمام کر دیتا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس ناکامی کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ دروپدی کے خلاف کہے ہوئے رادیو کے وہ الفاظ میرے دل میں کھولن پیدا کر دیتے ہیں۔"

ارجن کے خاموش ہونے پر سہادیو کہنے لگا:

"میں اپنے دونوں بھائیوں بھیم سین اور ارجن کی باتوں سے اتفاق کرتا ہوں۔ واقعی ہمارے ماضی کی یہ غلطیاں ہماری ناکامی کی صورت میں ہمارے سامنے آ رہی ہیں۔

جس روز ہستناپور کے ہال میں جوا کھیلا گیا تھا اور جوئے کے دوران سکونی بڑھ چڑھ کر باتیں کر رہا تھا اسی روز مجھے چاہیے تھا کہ میں سکونی کو ختم کر دیتا۔ اس طرح وہ جوا نہ جیتتا نہ دروپدی کی بے عزتی ہوتی اور نہ ہم پانچوں بھائی اس جنگل کے اندر جلاوطنی کی زندگی گزار رہے ہوتے۔"

اپنے بھائیوں کی یہ باتیں سن کر یدشٹر تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا پھر بولا:

"اس وقت سوال یہ نہیں ہے کہ ہم اپنے ماضی کی غلطیوں پر نگاہ ڈالیں اور ان کو اپنے حال کی ناکامیوں سے منسلک کر دیں۔ اس وقت ہمارے سامنے سب سے بڑا کام یہ ہے کہ پانی تلاش کریں اس لیے کہ میں اس وقت سخت پیاس محسوس کر رہا ہوں اور میں محسوس کر رہا ہوں کہ میری طرح تم چاروں بھی اس وقت سخت پیاس محسوس

کر رہے ہو۔"

یدشٹر کی یہ بات سن کر نکولہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر وہ یدشٹر کو مخاطب کرتے ہوئے بولا:

"اے میرے بھائی! جنوب کی طرف دیکھو۔ یہ جو پرندے تم فضاؤں میں اڑتے ہوئے دیکھ رہے ہو یہ پانی کے پرندے ہیں اور یہ اس بات کو ظاہر کر رہے ہیں کہ یہاں قریب ہی کوئی تالاب یا جھیل ہے جس کے اوپر یہ پرندے منڈلا رہے ہیں۔"

یدشٹر اور اس کے بھائی تھوڑی دیر تک فضا میں اڑتے ہوئے پرندوں کو دیکھتے رہے۔ پھر یدشٹر نے نکولہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"نکولہ! میرے بھائی۔ تم اپنے گھوڑے کی زین سے بندھی ہوئی چھاگل اتارو اور اس طرف جاؤ جہاں یہ آبی پرندے پرواز کر رہے ہیں۔ اگر وہاں کوئی جھیل یا تالاب ہے تو خود پانی پینے کے بعد وہاں سے چھاگل بھر لاؤ تا کہ ہم چاروں بھی اپنی پیاس بجھا سکیں کیونکہ میں اس وقت پیاس کی شدت سے نڈھال ہوا جا رہا ہوں۔"

نکولہ فوراً حرکت میں آیا اور اس نے اپنے گھوڑے کی زین کے ساتھ بندھی ہوئی خالی چھاگل کھولی اور اس طرف چلا گیا جہاں پر آبی پرندے پرواز کر رہے تھے۔

نکولہ جب وہاں پہنچا جہاں آبی پرندے پرواز کر رہے تھے تو وہ بے حد خوش ہوا کیونکہ وہاں صاف ستھرے شفاف پانی کی ایک چھوٹی سی جھیل تھی جس کے اردگرد پھل دار درختوں کے جھنڈ تھے۔ اپنے ہاتھ میں پانی کی چھاگل تھامے نکولہ بھاگ کر آگے بڑھا تا کہ پہلے اپنی پیاس بجھائے۔ پھر چھاگل پانی سے بھر کر اپنے بھائیوں کے پاس جائے۔

جونہی وہ اس جھیل کے پاس گیا۔ درختوں کے جھنڈ سے ایک بلند اور کڑکتی ہوئی آواز سنائی دی:

"رک جاؤ۔ تم میری اجازت کے بغیر اس جھیل سے پانی نہیں لے سکتے۔ اور سنو جب تک تم میرے چند سوالوں کا جواب نہیں دیتے اس وقت تک نہ ہی تم آگے بڑھ کر اس جھیل سے اپنی پیاس بجھا سکتے ہو اور نہ ہی اس سے اپنی چھاگل بھر کر واپس جا سکتے ہو۔"

نکولہ نے اپنے اطراف میں نگاہ دوڑائی لیکن اسے بولنے والا اور اسے جھیل کی طرف بڑھنے سے روکنے والا دکھائی نہ دیا۔

چونکہ وہ اس وقت بہت پیاس محسوس کر رہا تھا اس لیے اس نے اس آواز پر کوئی دھیان یا توجہ نہ دی وہ بھاگ کر آگے بڑھا تا کہ خود پانی پی کر اپنے بھائیوں کے لیے پانی لے جائے کہ اتنے میں چھوٹا سا ایک پتھر

جس کی نوک سوئی کی مانند باریک تھی، سنسناتا ہوا آیا اور نکولہ کی ران میں پیوست ہو گیا۔

اس پتھر کے لگتے ہی نکولہ کی چھاگل ہاتھ سے چھوٹ کر اس جھیل کے کنارے گر گئی جبکہ نکولہ یوں ریت پر گرا جیسے اس نے دم توڑ دیا ہو۔

چاروں بھائی کافی دیر تک نکولہ کی واپسی کا انتظار کرتے رہے۔ جب وہ لوٹ کر نہ آیا تو وہ چاروں فکرمند ہو گئے۔

اس پہ یدشٹر نے اپنے دوسرے بھائی سہادیو کو بھیجا کہ وہ جنوب کی طرف جائے۔ ایک تو وہ یہ دیکھے کہ نکولہ کہاں ہے۔ دوسرے ان سب کے لیے پانی لے کر آئے۔

سہادیو نے اپنے گھوڑے کی زین سے اپنا مشکیزہ اتارا اور اس طرف روانہ ہو گیا جس طرف نکولہ گیا تھا۔

جب وہ جھیل کے کنارے پہنچا تو اس نے دیکھا نکولہ کنارے کے قریب ایسے پڑا ہوا ہے جیسے وہ مر چکا ہو۔

سہادیو نے اسے الٹ پلٹ کر دیکھا۔ اسے اپنے بھائی کی یہ حالت دیکھ کر انتہائی دکھ اور تکلیف ہوئی اور اس وقت وہ ایسی زوردار پیاس محسوس کر رہا تھا کہ تھوڑی دیر کے لیے وہ نکولہ سے نگاہیں ہٹا کر پانی کی طرف بڑھا تا کہ اپنی پیاس بجھائے اور مشکیزہ بھرنے کے بعد واپس جائے اور نکولہ کے بارے میں اپنے بھائیوں کو مطلع کرے۔

جونہی وہ جھیل کی طرف بڑھا درختوں کی طرف سے دہی آواز آئی جس نے نکولہ کو آگے بڑھنے سے روکا تھا۔

"ٹھہرو۔ میرے چند سوالوں کا جواب دو۔ پھر جھیل کے پانی کی طرف بڑھنا۔ اگر تم نے میرے ان سوالوں کا جواب دینے سے پہلے جھیل کی طرف بڑھ کر پانی حاصل کرنے کی کوشش کی تو نقصان اٹھاؤ گے۔"

سہادیو نے بھی اس آواز پہ کوئی توجہ اور دھیان نہ دیا اور تقریباً بھاگتا ہوا جھیل کی طرف بڑھا۔ اتنے میں ویسا ہی سنسناتا ہوا ایک تیر اس کی ران میں آ کر لگا جیسے نکولہ کو لگا تھا اور سہادیو بھی نکولہ کی طرح جھیل کے کنارے گر پڑا۔

سہادیو کے بعد یدشٹر نے بھیم سین کو دونوں بھائیوں کا پتہ کرنے کے لیے بھیجا۔ بھیم سین نے بھی جب اپنے دونوں بھائیوں کو جھیل کے کنارے مرا ہوا پایا تو وہ تھوڑی دیر تک پریشان رہا۔ چونکہ وہ بھی بہت پیاس محسوس کر رہا تھا لہٰذا وہ بھی جھیل کی طرف بھاگا۔

اس دفعہ جھیل کے درختوں کی طرف سے آنے والی آواز نے اسے بھی تنبیہ کی کہ وہ اس کے سوالوں کے جواب دیے بغیر پانی کی طرف بڑھے لیکن وہ بھی اس آواز پر دھیان دیے بغیر آگے کو لپکا۔ پھر اس کا حال بھی نکولہ اور سہادیو جیسا ہو گیا۔

جب بھیم سین بھی کافی دیر تک نہ لوٹا تو یدشٹر نے ارجن کو بھیجا۔ ارجن کے ساتھ بھی وہی معاملہ ہوا جو اس سے پہلے نکولہ، سہادیو اور بھیم سین کے ساتھ ہو چکا تھا۔ . . . اور وہ بھی تیر لگنے سے جھیل کے کنارے گر پڑا۔

جب چاروں بھائی کافی دیر تک لوٹ کر نہ آئے تب یدشٹر بے حد فکرمند ہوا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اسی طرف روانہ ہو گیا جدھر اس کے چاروں بھائی باری باری گئے تھے۔

جب وہ جھیل کے کنارے پہنچا تو یہ دیکھ کر انتہائی پریشان ہوا کہ اس کے چاروں بھائی مردہ حالت میں ریت پر گرے پڑے تھے۔

وہ باری باری چاروں کے پاس آیا اور پھر وہاں بیٹھ گیا۔ اس کے بعد ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کسی قدر بلند آواز میں بولا:

"جھیل کے اس کنارے کسی کے ساتھ لڑنے اور جنگ کرنے کے مجھے کوئی آثار دکھائی نہیں دیتے اور یہ بھی غیر ممکن ہے کہ کوئی میرے بھائیوں سے جنگ کیے بغیر انہیں یوں چت کر دے۔ ضرور اس معاملے میں کوئی سازش ہے ورنہ میرے بھائی یوں کسی کے سامنے مغلوب نہ ہو جاتے۔

آہ! میرے چاروں بھائیوں کی موت پہ میرا چچا زاد بھائی دریودن خوش ہو گا۔ شکونی جو چچا تھا وہ بھی ہمارے ساتھ ہو گیا لہٰذا وہ بھی اس حادثے پر خوشیاں منائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ دریودن نے ہی اپنا کوئی جاسوس اس طرف روانہ کیا ہو اور اس نے کوئی غیر فطری طریقہ استعمال کرتے ہوئے میرے بھائیوں کا خاتمہ کر دیا ہو۔

اب اپنے ان چاروں بھائیوں کے مرنے پہ میں اپنی ماں اور دروپدی کو کیا جواب دوں گا۔ یہ سب کچھ میری وجہ سے ہوا۔ نہ میں وہاں جوا کھیلتا نہ ہارتا اور نہ ہی یوں مجھے اور میرے بھائیوں کو جلاوطنی کی زندگی گزارنی پڑتی اور نہ ہی یہ کسی کے ہاتھوں اس جھیل کے کنارے یوں بے موت مارے جاتے۔ کاش!

یہ چاروں زندہ رہتے اور میں ان کی جگہ موت سے بغل گیر ہو جاتا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔ تب وہ بے حد پیاس محسوس کر رہا تھا لہٰذا وہ آگے بڑھا اور جھیل کی طرف قدم بڑھائے۔

اچانک جھیل کے قریب درختوں سے ایک تحکمانہ آواز سنائی دی:

"سنو۔ اس وقت تک پانی نہ پینا جب تک تم میرے چند سوالوں کا جواب نہ دے دو۔ اور اگر تم میرے سوالوں کا جواب دیے بغیر جھیل کی طرف بڑھے تو تمہاری حالت بھی ویسی ہی ہوگی جو حالت تم اپنے چار دوسرے بھائیوں کی دیکھ رہے ہو۔"

یہ آواز سن کر یدھشٹر اپنی جگہ پر ٹھٹک کر رہ گیا اور اپنے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ پر اسکو کوئی ایسا شخص نہ دکھائی دیا جس کی آواز اس کو سنائی دی تھی۔

اتنے میں یدھشٹر کو وہ آواز پھر سنائی دی:

"سنو اجنبی! ان چاروں کے پاس بیٹھ کر جو تم نے گفتگو کی ہے اس سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ یہ چاروں تمہارے بھائی ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ یہ چاروں باری باری پانی پینے کے لیے اس جھیل کی طرف آئے تھے۔ میں نے ان کو تنبیہ کی تھی کہ اس وقت تک پانی نہ پینا جس وقت تک تم میرے سوالوں کا جواب نہ دے دو لیکن انہوں نے میری بات کا کوئی جواب نہ دیا تھا اور تم دیکھتے ہو کہ جھیل کے کنارے میری بات نہ ماننے پر ان کی کیا حالت ہوئی ہے۔

سنو۔ میرا نام اکیشا ہے اور میں اس جھیل کا مالک ہوں اور کوئی بھی میری اجازت کے بغیر اس جھیل سے پانی نہیں پی سکتا۔"

اس چھپے ہوئے شخص کی جس نے اپنا نام اکیشا بتایا تھا گفتگو سننے کے بعد یدھشٹر نے اس سے التجا آمیز انداز میں بولتے ہوئے کہا:

"اے اجنبی! کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم میرے سامنے آؤ۔ میں تمہیں دیکھوں اور جان سکوں کہ تم نے میرے ان بھائیوں پر کیسے غلبہ حاصل کر لیا۔"

اس پر درختوں کے جھنڈ سے ایک خوب دراز قد نوجوان برآمد ہوا جس نے اپنے سر پر جانوروں کی کھال سے بنا ہوا ایک ایسا خول پہنا ہوا تھا جس کے سامنے والا حصہ ہرن کی طرح اور پچھلا حصہ بھیڑیے کے سر جیسا تھا۔

یدھشٹر کے قریب آکر اس نے اپنے سر پر رکھا ہوا خول اتار دیا۔ اس کے بعد اس نے یدھشٹر کو مخاطب

کرتے ہوئے کہا:

"میرا نام اکیشک ہے اور میری ہی وجہ سے تمہارے بھائیوں کی یہ حالت ہوئی ہے اس لیے کہ انہوں نے میرے سوالوں کا جواب دیے بغیر جھیل سے پانی پینے کی کوشش کی تھی۔ پہلے تم مجھے اپنے پورے حالات سناؤ کہ تم اس جنگل میں کیوں رہ رہے ہو۔ پھر میں تم سے چند سوال کروں گا۔ اس کے بعد تمہیں اس جھیل سے پانی پینے کی اجازت دوں گا۔"

یکشا کے کہنے پر یدھشٹر نے اپنے پورے حالات تفصیل کے ساتھ اسے بتا دیے۔

یہ جان کر کہ وہ ہستنا پور کے پانڈو برادران ہیں، یکشا بے حد خوش ہوا اور ہلکی ہلکی مسکراہٹ سے اس نے یدھشٹر سے کہا:

"تم پانچوں بھائی یقیناً میرے ہی تعاقب میں آئے تھے کیونکہ برہمن کے جھونپڑے سے میں ہی وہ دونوں لکڑیاں اٹھا لایا تھا جس سے وہ آگ روشن کرتے تھے اور وہ میں اس لیے اٹھا لایا تھا کہ وہ اس جنگل سے کہیں اور چلے جائیں۔ میں خود بھی برہمن ہوں اور میں نہیں چاہتا تھا کہ کوئی اور اس جھیل کے آس پاس آ کر رہائش پذیر ہو۔ . . . لیکن یہ جان کر کہ تم پانڈو برادران ہو مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے اور تمہارے اس جنگل میں رہنے پر مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا اور تمہاری وجہ سے وہ دوسرے برہمن بھی یہاں بخوشی قیام کر سکتے ہیں۔

اب اے یدھشٹر! تم میرے چند سوالوں کا جواب دو۔ اس کے بعد تم اس جھیل سے پانی پی سکتے ہو۔"

اس پر یدھشٹر نے کہا:

"پوچھو تم کیا پوچھتے ہو۔ میں تمہارے سوالوں کا جواب دینے کی کوشش کروں گا۔"

اس پر یکشا یدھشٹر کو مخاطب کر کے بولا:

"سنو یدھشٹر! میرا پہلا سوال یہ ہے کہ وہ کون سی ہستی ہے جو زمین سے بھی اپنے رتبے اور مرتبے میں بھاری ہے؟"

یہ سن کر یدھشٹر کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور وہ کہنے لگا:

"وہ ہستی ماں ہے جو اپنی عزت اور اپنے احترام کے لحاظ سے زمین سے بھی وزنی ہے۔"

یدھشٹر کا یہ جواب سن کر یکشا خوش ہو گیا۔

پھر وہ یدھشٹر سے کہنے لگا:

"وہ کون سی ہستی ہے جو عزت اور احترام میں آسمان سے بھی زیادہ بلندی رکھتی ہے؟"

اس پر یدھشٹر نے کہا:

"وہ باپ ہے۔"

یکشا یہ جواب سن کر بھی خوش ہوا۔

اس کے بعد اس نے تیسرا سوال پوچھا،

"وہ کیا چیز ہے جو آندھی اور طوفان سے بھی زیادہ سرعت پذیر ہے۔"

اس پر یدشٹر نے کہا،

"آندھی اور طوفان سے زیادہ تیز وہ خیالات ہیں جو انسان کے ذہن سے اٹھتے ہیں۔"

یکشا نے چوتھا سوال پوچھتے ہوئے کہا:

"وہ کیا چیز ہے جو اپنے شمار میں گھاس سے بھی زیادہ حیثیت رکھتی ہے۔"

اس پر یدشٹر نے جواب دیا:

"وہ خیالات جو انسان کے ذہن سے اٹھتے ہیں۔"

یکشا نے پانچواں سوال پوچھا:

"وہ کونسی شے ہے جو سب سے زیادہ مقدس اور قیمتی ہے۔"

اس پر یدشٹر نے کہا:

"آزادی سب سے زیادہ مقدس اور قیمتی ہے۔"

یکشا نے یدشٹر سے چھٹا سوال پوچھا:

"جنت میں جانے کے لیے کون سی چیز ایک اچھا اور بہتر سبب بن سکتی ہے۔"

یدشٹر کہنے لگا:

"سچائی جنت کی طرف جانے کا سب سے بڑا سبب ہے۔"

یکشا نے اب ساتواں سوال پوچھا،

"ایک مرد کے لیے اس کی سب سے قیمتی متاع کیا ہے۔"

یدشٹر نے جواب دیا:

"ایک مرد کے لیے اس کی سب سے قیمتی متاع اس کا بیٹا ہے۔"

یکشا نے آٹھواں سوال پوچھتے ہوئے کہا:

"کسی انسان کے لیے وہ کون سا بہترین دوست ہے جو اسے خدا کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔"

یدشٹر نے مسکراتے ہوئے کہا: "بیوی۔ . . . ایک بہترین دوست ہے جو خداوند کریم کی طرف سے اسے ایک نعمت کے طور پر حاصل ہوتی ہے۔"

یکشا نے نواں سوال پوچھا،

"وہ کون سی شے ہے جو سب سے زیادہ قابل تعریف ہے۔"

یدشٹر کہنے لگا:

"صناعی اور کاریگری وہ شے ہے جو قابل تعریف ہے۔"

یکشا تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہا پھر اس نے اپنا دسواں سوال پوچھا:

"کسی انسان کے پاس اس کی سب سے زیادہ قیمتی متاع کیا ہے۔"

یدشٹر کہنے لگا:

"انسان کے لیے سب سے قیمتی متاع علم ہے۔"

یکشا نے گیارہواں سوال پوچھا،

"انسان کے لیے بہترین عطا اس کے خدا کی طرف سے کیا ہے۔"

یدشٹر نے جواب دیا:

"تندرستی۔"

یکشا نے بارہواں سوال پوچھا:

"انسان کے لیے سب سے بہترین اور اچھی خوشی کیا ہے۔"

یدشٹر کہنے لگا:

"دل کا اطمینان انسان کے لیے سب سے بڑی خوشی ہے۔"

یدشٹر کے یہ جواب سن کر یکشا تھوڑی دیر تک اپنی جگہ پر کھڑا مسکراتا رہا پھر وہ یدشٹر کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا:

"سنو۔ میں تمہارے جوابات سن کر بے حد خوش ہوا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ تم ایک انتہائی دانشمند اور نیک انسان ہو۔

تمہارے ان سوالوں کے جواب سن کر مجھے جو خوشی ہوئی ہے میں تمہیں یہ رعایت دیتا ہوں کہ ان چاروں بھائیوں میں سے ایک کا انتخاب کرو جسے میں تمہاری خاطر ہوش میں لا سکوں۔

تمہارے باقی بھائی قبل از عمر سے نہیں ہیں لیکن جو تیر میں نے انھیں مارے ہیں ان کے ساتھ ایسا مادہ لگا ہوا ہے کہ وہ تھوڑی دیر تک اپنے آپ ہی موت کی گہری نیند سو جائیں گے لہٰذا ان چاروں میں سے

ایک کا انتخاب کر لو جسے تم اپنے ساتھ زندہ دیکھنا چاہتے ہو۔"

یکشا کی اس بات پر یدشٹر تھوڑی دیر کے لیے کچھ سوچتا رہا پھر اس نے کہا:

"اگر ایسا ہے تو پھر میرے بھائی نکولہ کو ہوش میں لے آؤ۔ اگر میرے مقدر میں میرے تین بھائیوں کا مرنا ہی لکھا ہے تو میں اپنے ساتھ نکولہ کو دیکھنا پسند کروں گا۔"

یدشٹر کا یہ جواب سن کر یکشا پریشان اور فکرمند دکھائی دینے لگا۔ پھر اس نے کہا:

"تو تم نے اپنے چاروں بھائیوں میں سے نکولہ کا انتخاب کیا جبکہ اس سے پہلے تم نے جو اپنے اور اپنے بھائیوں کے حالات تفصیل سے بتائے تھے تو اس سے میں نے اندازہ لگایا تھا کہ تم اپنے ان چاروں بھائیوں میں سے بھیم سین کا انتخاب کرو گے۔

بھیم سین کے علاوہ میری نگاہ اگر کسی پر پڑ سکتی تھی تو وہ ارجن تھا جو لڑائیوں میں تم لوگوں کی فتح مندی کا باعث بن سکتا ہے۔

میرا یہ بھی خیال تھا کہ اگر تم نے بھیم سین کا انتخاب نہ کیا تو تم اپنے ساتھ رکھنے کو ارجن کا انتخاب کرو گے اے یدشٹر! کیا میں جان سکتا ہوں کہ تم نے بھیم سین اور ارجن کے بجائے نکولہ کا انتخاب کیوں کیا جو بھیم سین اور ارجن کے مقابلے میں ہر لحاظ سے کمزور اور کمتر ہے۔"

یکشا کے اس سوال پر یدشٹر سنجیدگی سے کچھ دیر سوچتا رہا پھر بولا:

"اے یکشا! میں نے بھیم سین اور ارجن کو نظر انداز کر کے اپنے ساتھ نکولہ کو زندہ رکھنے کا جو فیصلہ کیا ہے تو اس کی ایک وجہ اور سبب ہے۔

سنو یکشا! میرے باپ کا نام پانڈو تھا اور میرے باپ کی دو بیویاں تھیں۔ ایک میری، ارجن اور بھیم سین کی ماں جس کا نام کنتی ہے۔ میرے باپ کی دوسری بیوی مادھوری تھی جو میرے بھائی سہادیو اور نکولہ کی ماں تھی۔ میں اپنی دونوں ماؤں سے ایک ہی جیسا پیار اور محبت رکھتا تھا۔

سنو یکشا! اس موقع پر اگر میں سہادیو اور نکولہ کو نظر انداز کر کے بھیم سین یا ارجن کا انتخاب کرتا تو آنے والی نسلیں مجھ پر لعنت ملامت کرتیں کہ آخر میں نے اسی بھائی کا انتخاب کیا جو میری ماں کے بطن سے تھا۔ میں نے نکولہ کا انتخاب اس لیے کیا کہ وہ میری دوسری ماں مادھوری کے بطن سے ہے۔

میں چاہتا ہوں میری دونوں ماؤں کے بطن سے ایک ایک بیٹا زندہ رہے۔ میری ماں کے بطن سے تو میں زندہ ہوں اور میری دوسری ماں کے بطن سے میں نکولہ کو زندہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ میری دونوں ماؤں کی روحیں خوش رہیں اور آنے والی نسلیں میرے اس فعل پر کوئی اعتراض نہ کریں۔"

یدشٹر کا یہ جواب سن کر یکشا کے چہرے پر گہری سنجیدگی اور پرسکون مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھر اس نے یدشٹر سے کہا:

"سنو یدشٹر! تم ایک بہترین دانشمند انسان ہو۔ تم نے نکولہ کو اپنے ساتھ رکھنے کی جو وجہ اور دلیل بیان کی ہے اس سے اچھا اور بہتر سبب کوئی نہیں ہو سکتا لہٰذا میں تمہارے ان چاروں بھائیوں کو تمہارے ساتھ جانے کی اجازت دیتا ہوں۔"

اس کے بعد یکشا بھاگتا بھاگتا درختوں کے جھنڈ کی طرف گیا۔ وہ ایک پیالہ لے کر واپس آیا جس کے اندر پانی تھا۔ وہ پانی باری باری اس نے یدشٹر کے چاروں بھائیوں کے منہ میں ٹپکایا جو جھیل کے کنارے بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ چاروں بھائی ہوش میں آ گئے اور پھر ان سب کو باری باری گلے لگا کر یدشٹر ان سے ملنے اور پیار کرنے لگا۔

یکشا ان پانچوں بھائیوں کو یوں آپس میں گلے مل کر پیار کرتا دیکھ کر خوشی اور اطمینان محسوس کر رہا تھا۔ کچھ دیر وہ اپنی جگہ کھڑا ہو کر اس منظر سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ پھر وہ اپنے اس جھونپڑے کی طرف بھاگا جو درختوں کے جھنڈ کے اندر تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ لوٹا تو اس کے ہاتھ میں وہ دو لکڑیاں تھیں جو پانڈو برادران کے ساتھ رہنے والے برہمنوں سے چرا کر لایا تھا اور جن سے آگ روشن کی جاتی تھی۔

لکڑیاں یکشا نے یدشٹر کو تھماتے ہوئے کہا:

"یہ ہیں وہ چھڑیاں۔ تم انہیں لے جا سکتے ہو۔ یہ ہی وہ لکڑیاں ہیں جن کی وجہ سے تم نے میرا یہاں تک تعاقب کیا تھا۔

سنو یدشٹر! میں تم بھائیوں کے سلوک اور پیار سے بے حد متاثر ہوا ہوں اور میری تم لوگوں کے لیے دعا ہے کہ تم لوگ جہاں بھی رہو زندہ اور خوش رہو۔

مجھے امید ہے کہ تم اپنی جلاوطنی کی زندگی کے بارہ برس مکمل کرنے کے بعد ضرور اپنی ماضی کی شان و شوکت دوبارہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

اب تم بخوشی اس جھیل سے پانی پی سکتے ہو اور واپس اپنے ٹھکانے آشرام کی طرف اطمینان سے کوچ کر سکتے ہو۔"

پانڈو برادران یکشا کی یہ گفتگو سن کر بے حد خوش ہوئے۔ اس کے بعد یدشٹر نے یکشا کو مخاطب کر کے

کہنا شروع کیا:

"سنوکیشا! جو سلوک تم نے ہمارے ساتھ اس جھیل کے کنارے کیا ہے اس پر میں بے حد خوش ہوں تم نے ایک طرح سے میرے ان چاروں بھائیوں کو دوبارہ زندگی دی ہے اور میرے لیے یہ ایک ایسی خوشی ہے جس کے لیے میں تمہارا بے حد ممنون اور احسانمند ہوں۔ زندگی میں اگر کوئی ایسا وقت آیا کہ تم ہماری ضرورت محسوس کرو تو ہماری طرف ضرور آنا۔ ہم خوشی تمہارے اطمینان اور سکون کا باعث بنیں گے۔"

یدھشٹر خاموش ہو گیا۔

پھر وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ جھیل کی طرف بڑھا۔ پہلے انھوں نے جی بھر کے پانی پیا۔ اس کے بعد انھوں نے اپنے مشکیزے بھر لیے۔ پھر وہ باری باری گلے لگا کر کیشا سے ملے اور اس سے رخصت ہونے کے بعد اس جگہ پر آئے جہاں ان کے گھوڑے بندھے تھے۔

وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور واپس آشرام کی طرف کوچ کر گئے جہاں پر دروپدی بڑی بے چینی سے ان کا انتظار کر رہی تھی۔

دریودن اپنے کمرے میں اپنے دوست رادیو کے ساتھ محو گفتگو تھا کہ اس کا چھوٹا بھائی دسونا تقریباً بھاگتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور اپنے بڑے بھائی دریودن سے کہنے لگا:

"اے میرے بھائی! میں تیرے اور تیرے دوست رادیو کے لیے ایک بہت بڑی خوشخبری اور خوش کن انکشاف لے کر آیا ہوں۔"

دسونا کی اس بات پر دریودن اور رادیو بڑے غور اور انہماک سے اس کی طرف دیکھنے لگے۔ پھر دریودن نے دسونا کو مخاطب کر کے پوچھا:

"اے دسونا! تم ہمارے لیے کیا خوشخبری لائے ہو۔ اور اگر تمہارے پاس ہمارے لیے کوئی خوشخبری ہے تو تم رک کیوں گئے۔ بتاؤ تم ہمیں کیا بتانا چاہتے ہو؟"

اس پر دسونا نے دریودن سے کہا:

"آپ کو یاد ہو گا ایک مرتبہ ایک ستارہ شناس کے بھیس میں ایک جوان جس کا نام یوناف تھا ہمارے باپ کے پاس آیا تھا اور اس کے ساتھ ہیوما نام کی ایک خوبصورت اور پرکشش لڑکی بھی تھی جسے آپ نے اپنے لیے حاصل کرنا چاہا تھا پر آپ ناکام رہے تھے اور اس شخص کے مقابلے سے عزازیل اور نبیط بھی بھاگ گئے تھے۔ اور اس نے ہم سب کو بھی مار مار کر ادھ موا کر دیا تھا۔

اس شخص کو میں نے شہر سے باہر دریائے گنگا کے کنارے سرائے میں دیکھا ہے۔ اس کے ساتھ وہ لڑکی بھی ہے جس کو وہ ساتھ لے کر محل میں آیا تھا۔

اے میرے بھائی! یہ بہترین موقع ہے کہ ہم اس شخص پر قابو پا لیں اور اس سے اپنی ذلت و رسوائی کا بدلہ لیں۔

میں یونہی گھومتا ہوا شہر سے باہر دریائے گنگا کے کنارے سرائے کی طرف چلا گیا تھا وہاں میں نے

یوناف کو یوسا کے ساتھ اصطبل کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے دھوپ میں بیٹھے دیکھا تھا۔ میں اس کے سامنے نہیں گیا بلکہ واپس ادھر چلا آیا تاکہ آپ کو اس کی اطلاع دوں۔

سوائے میرے بھائی! اس شخص سے انتقام لینے کا بہترین اور عمدہ موقع یہی ہے۔ اس معاملے کو فوری طور پر نپٹائیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد دسونا چپ ہو گیا۔

دسونا کے اس انکشاف پر دریودن کے چہرے پر خوشی اور اطمینان کے آثار نمودار ہوئے۔ پھر اس نے اپنے دوست رادیو کی طرف دیکھ کر پوچھا:

"اے رادیو! تمہارا اس معاملے میں کیا خیال اور ارادہ ہے۔"

رادیو نے چھاتی تانتے ہوئے کہا:

"یوناف نے اس روز اس محل میں ہماری بے حد بے عزتی کی تھی لہٰذا ہم اس سے ضرور انتقام لیں گے۔ میرا مشورہ ہے کہ دریودن تم یہیں رہو۔ میں اور دسونا پندرہ بیس مسلح جوانوں کو لے کر جاتے ہیں اور ان دونوں کو گرفتار کر کے تمہارے سامنے پیش کرتے ہیں اور جو سزا تم ان دونوں کے لیے تجویز کرو گے وہ اس شہر میں سب لوگوں کے سامنے عبرت خیزی کے لیے ان کو دی جائے گی۔"

رادیو کی بات سن کر دریودن خوش ہوا اور بے پناہ مسرت کا اظہار کرتے ہوئے بولا:

"اگر یہ بات ہے تو اپنی پسند کے مسلح جوان لے کر جاؤ اور سرائے سے ان دونوں کو گرفتار کر کے یہاں لے آؤ۔"

دریودن کے یہ الفاظ سن کر رادیو اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر دسونا کو ساتھ لے کر وہاں سے چلا گیا تھا۔

○

رادیو اور دسونا پندرہ بیس جوانوں کو لے کر دریائے گنگا کی سرائے میں داخل ہوئے۔ انھوں نے دیکھا کہ یوناف اور یوسا اصطبل کے سامنے ایک دیوار سے ٹیک لگائے دھوپ میں بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔

رادیو اور دسونا جب اپنے مسلح جوانوں کو لے کر ان کے سامنے آئے تو وہ چونکتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

پھر یوناف نے دسونا کو مخاطب کر کے پوچھا:

"تم کون ہو اور ہم سے کیا چاہتے ہو؟"

رادیو نے یوناف کو جواب دیتے ہوئے کہا:

"اے یوناف! مجھے اور میرے ساتھ دریودن کے بھائی دسونا کو غور سے دیکھو۔ تمہیں یاد ہو گا ایک بار تم ہستناپور کے شاہی محل میں داخل ہوئے تھے اور ہستناپور کے راجہ دھرت راشٹر کے سامنے اپنے آپ کو ایک ستارہ شناس ظاہر کیا تھا۔ اور پانڈو برادران کے سلسلے میں تم نے دھرت راشٹر پر خوف و ہراس طاری کرنے کی کوشش کی تھی اور جب ہم نے تمہیں اس سے منع کرنے کی کوشش کی تو ہمارے ساتھ تمہاری تکرار ہو گئی تھی۔ اس وقت ہمارے ساتھ عزازیل، عارب اور بنیط بھی تھے پر وہ تمہارا سامنا کر کے اور وہاں سے چلے گئے۔

اس روز تم نے ہماری بدترین بے عزتی اور ذلت کی تھی۔ سو آج ہم تم سے اپنی بے عزتی اور ذلت کا انتقام لیں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد رادیو تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہوا پھر اس نے یوناف کو مخاطب کر کے دوبارہ کہنا شروع کیا:

"سنو یوناف! ہم تمہیں اور تمہاری ساتھی لڑکی کو گرفتار کر کے ہستناپور لے جائیں گے اور دریودن کے سامنے پیش کریں گے۔ وہاں تم دونوں کو ذلت اور پستی کا کفن پہنائیں گے اور تمہاری حالت خوفناک اور سیاہ رات کی طرح کرتے ہوئے تمہارے دل کی ساری آدینش نکال باہر کریں گے۔

اے یوناف! ہم تیری ساری عظمت، ساری جبروت کو ہنگامہ شور و شر میں ڈبو کر رکھ دیں گے۔ تم اپنے آپ کو ناقابلِ تسخیر یا ناقابلِ شکست جانتے ہو اور سن رکھو اب ہم تیری حالت تیز موجوں کے اندر ہزاروں سسکتی عاشقوں جیسی بنا کر رکھ دیں گے۔

سن اے مورکھ انسان! تو یہاں رہتے ہوئے ہماری تہذیب پر ایک بدنما داغ ہے۔ سو یہاں ہم تیری زندگی کو شمع کی طرح سلگائیں گے اور تیری روح کی بے سمت راہوں کو بسیط صحرا کے بگولوں کی طرح ویران اور اداس بنا کر رکھیں گے۔ لہٰذا میں تم سے کہتا ہوں کہ تم چپ چاپ ہمارے ساتھ ہو لو اور اگر تم نے ہمارے ساتھ الجھنے کی کوشش کی تو میرے ساتھیوں کی تلواریں ایک ساتھ تم پر اور تمہاری ساتھی لڑکی پر برس پڑیں گی اور ہم تمہیں اصطبل کے سامنے خون میں نہلا کر واپس چلے جائیں گے۔"

رادیو کی اس گفتگو پر یوناف خاموش رہ کر کچھ دیر سوچتا رہا۔ اتنے میں رادیو غصے میں بھرا ہوا آگے بڑھا اور زور سے اس نے تلوار کا دستہ یوناف کے شانے پر مارتے ہوئے کہا:

"تمہارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ تمہیں یوں سوچ و بچار کا موقع دیں۔ اگر تم ہمارے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہو تو ٹھیک۔ ورنہ میں ابھی اپنے ساتھیوں کو تم پر تلواریں برسانے کو کہوں گا اور تمہارا کام تمام کرنے کے بعد یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا۔"

تلوار کا دسنہ کھانے کے بعد یوناف نے بپھرے ہوئے چیتے اور کسی درندے کے سے کہا جانے والے انداز میں رادیو کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے کسی قدر نرم اور دبی ہوئی آواز میں کہا:

"رادیو! میں تمہارے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہوں۔"

یوناف کا یہ جواب سن کر بیوسا اداس اور ملول ہو کر رہ گئی۔ اس نے دیکھا کہ ظالم کے سامنے کبھی نہ دبنے والا اور متکبر کے سامنے کبھی نہ جھکنے والا یوناف کسی پابہ زنجیر قیدی، اطاعت پیشہ غلام اور بوجھ تلے دبی گردن کی طرح رادیو کے ساتھ ہو لیا تھا۔

یوناف کا یہ طرز عمل دیکھ کر بیوسا کے چہرے پر زندگی کے اندھیرے جلنے رقص کرنے لگے تھے۔ وہ آرزوؤں کے جنگل میں کسی خاموش اور بے ثمر درخت کی طرح اداس ہو کر رہ گئی۔

یوناف چپ چاپ رادیو کے ساتھیوں کے ساتھ ہو لیا تھا جبکہ بیوسا ابھی تک خزاں کے اداس نغموں کی طرح اپنی جگہ پہ کھڑی تھی۔

اس موقع پر رادیو نے بڑے کھردرے انداز میں اسے مخاطب کر کے کہا:

"اے بیوسا! تم بھی چپ چاپ ہمارے ساتھ ہو لو۔ یوناف کی نسبت ہم تمہاری ضرورت زیادہ محسوس کرتے ہیں۔"

ذرا رک کر اس نے پھر کہا:

"تم جانتی ہو کہ ہستناپور کے راجہ دھرت راشٹر کا بیٹا دریودن تمہیں اپنے لیے پسند کر چکا ہے۔ لہٰذا اپنی زندگی کے باقی دن تم دریودن کی بیوی کی حیثیت سے گزارو گی۔"

بیوسا نے رادیو کی ان باتوں کا کوئی جواب نہ دیا اور وہ خاموشی کے ساتھ آگے بڑھ کر یوناف کے پہلو میں چلنے لگی تھی۔

رادیو اور دسونا اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ یوناف اور بیوسا کو بری طرح ہانکتے ہوئے اور دھکیلتے ہوئے ہستناپور کی طرف لے جا رہے تھے:

سرائے اور ہستناپور شہر کے درمیان ایک ویران جگہ پہ آ کر یوناف اچانک رادیو اور دسونا کے مسلح جوانوں کے درمیان چلتا چلتا رک گیا۔

اس موقع پر اس کے چہرے کی حالت اداس ویرانوں اور سنسان جنگل جیسی ہو رہی تھی۔ اس کی آنکھوں کے اندر تلخیوں اور تاریکیوں کے طوفان اور غم اور غصے کے غضب ناک جھکڑ چل نکلے تھے۔

پھر اس نے ایک خاص انداز میں بیوسا کو آنکھ کا اشارہ کیا۔

بیوسا اس کا اشارہ سمجھ گئی اور فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتی ہوئی ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ اس موقع پر یوناف نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنی تلوار نکالی اور اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا۔ اور صرف چند لمحوں میں دسونا اور رادیو کے مسلح ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار کر رکھ دیا۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے اور یوناف کی اس کارگزاری کا نظارہ کرتے ہوئے حسین بیوسا خوش دل پرندوں کی چہکار جیسی خوش کن تہ بہ تہ بادلوں کی طرح پُر سکون ہو گئی۔

وہ چڑھتی ہوئی ندی کی طرح پُر جوش دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی آنکھوں کے جھکاؤ میں بھی گت کے چڑھاؤ سا سکون تھا جبکہ اس کے مسکراتے ہوئے سرخ ہونٹوں پہ نغموں کا الاپ اور طلسم رنگ و بو کی کشش تھی۔ وہ اس موقع پر شناسائی کی ادا اور کرنوں کے ہجوم جیسی طمانیت محسوس کر رہی تھی۔

یوناف رادیو اور دسونا کی طرف چند قدم بڑھا اور ان کو مخاطب کر کے بے حسی اور لاپرواہی سے بولا:

"دھوکوں کے پروردہ اور مفلوج ذہنیت انسانو! میں دریائے گنگا کے کنارے اس سرائے کے اندر ہی

تمہارے پیارے نفس کو عجم دیدہ وز اور فکر فردا میں بدل سکتا تھا۔ سرائے کے اندر ہی تمہارے مرمر جیسے جوقی کو خاتمہ کرکے اور تم پر اجل کے رازداں کی طرح حملہ آور ہو کر تمہاری عاری سرکشی نکال سکتا تھا پر میں اس سرائے کے اندر قیام کیے ہوئے ہوں اور میں اپنے ذاتی معاملہ کی وجہ سے سرائے کے پرسکون ماحول کو درہم برہم نہ کرنا چاہتا تھا۔ اس کی بنا پر میں اس سرائے سے چپ چاپ تمہارے ساتھ ہو لیا تھا ورنہ اس سرائے کے اصطبل ہی کے سامنے تمہارے ان سارے مسلح جوانوں کا خاتمہ کر دیتا۔"

یوناف اچانک کہتے کہتے رک گیا۔

اس کو اپنے قریب ہی جلتے ہوئے گوبر کی راکھ کا ایک ڈھیر دکھائی دیا۔ تھوڑی دیر تک وہ اس ڈھیر کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے رادیو اور دسونا کی طرف دیکھتے ہوئے غضب ناک لہجے میں کہا:

"اے رادیو اور دسونا! تم دونوں اپنی تلواریں پھینکتے ہوئے دائیں طرف ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو میں پلک جھپکتے میں تم دونوں کی گردنیں بھی تمہارے ساتھیوں کی طرح کاٹ کر رکھ دوں گا۔"

رادیو اور دسونا کی حالت اس وقت پرانے برگد کی طرح اداس اور ویران دکھائی دے رہی تھی۔ لہٰذا یوناف کا یہ حکم پاتے ہی انہوں نے فوراً اپنی تلواریں پھینک دیں۔ اور دونوں دائیں طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد یوناف حرکت میں آیا۔

اس نے اپنے قریب ہی پڑے ہوئے راکھ کے ڈھیر میں سے کچھ راکھ اٹھائی اور باری باری وہ راکھ رادیو اور دسونا کے چہرے پر مل کر دونوں کے چہروں کو کالا سیاہ کر دیا۔ پھر اس نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"اے دسونا اور رادیو! اب تم اسی حالت میں ہستنا پور کی طرف روانہ ہو جاؤ اور سنو، اسی حالت میں دریودن کے سامنے جانا اور اس سے کہنا کہ یوناف نے تمہارے سارے مسلح جوانوں کا خاتمہ کر کے تم دونوں کی یہ حالت کی ہے۔

دریودن پر یہ بھی واضح کر دینا کہ آئندہ اگر تم نے میرے سامنے آنے یا مجھ سے انتقام لینے کی کوشش کی تو میں تم دونوں کے ساتھ اس کا بھی خاتمہ کر دوں گا۔

سنو رادیو اور دسونا! میں رات کی تاریکی میں کسی بھی وقت تم پر وارد ہوں گا اور تمہیں خبر تک نہ ہونے دوں گا کہ کب تم پر موت طاری ہو گئی ..... اس لیے بہتر ہے کہ تم آج کے بعد میرے مقابل آنے کی کوشش نہ کرنا اور اگر تم نے اس کے خلاف کیا تو یاد رکھو تم اور راجہ دھرت راشٹر کا بیٹا اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ اب تم یہاں سے دفعہ ہو جاؤ۔ اس لیے کہ اگر تم نے یہاں زیادہ دیر رکنے کی کوشش کی تو میرا غصہ

تمہارے خلاف حرکت میں آ جائے گا اور میں تمہارے ساتھیوں کی طرح تم دونوں کی گردنیں بھی کاٹ کر رکھ دوں گا۔"

یوناف کی گفتگو پر رادیو اور دسونا پر خوف طاری ہو گیا۔ وہ دونوں تیزی سے حرکت میں آئے اور بھاگنے کے سے انداز میں شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔

ان دونوں کے جانے کے بعد حسین بیوسا موجولد کے گیت، بارش کے سنگیت، حسن کے نغمے اور سعادت کے زمزمے کی طرح حرکت میں آئی۔ یوناف کے قریب ہوئی اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں بڑے پیار سے لیتے ہوئے نغمہ خیز انداز اور نغمہ آگیں لہجے میں اسے مخاطب کر کے کہا:

"آپ نے کیا خوب [illegible] اور [illegible] اور اپنی حفاظت کا انتظام کیا ہے اور اس رادیو اور دسونا کو ناکام اور نامراد بنا کر ذلت و خواری کا مزہ چکھا کر یہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے۔

جس وقت آپ سرائے میں چپ چاپ ان کے ساتھ ہو لیے تھے اس وقت مجھے آپ کے ردعمل پر بے حد مایوسی اور دکھ محسوس ہوا تھا۔ میں خاموشی سے آپ کے ساتھ ہو لی تھی کہ دیکھوں آپ ان کے مقابلے میں میرا اور اپنا دفاع کرتے ہیں۔"

بیوسا کی بات کے جواب میں یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا:

"اے بیوسا! تو نے دیکھا سرائے اور ہستنا پور کے اس درمیانی علاقے میں میں نے کیا خوب اپنا اور تیرا دفاع کیا ہے اور مجھے امید ہے کہ آئندہ دریودن اور اس کے ساتھی دسونا اور رادیو ہمارا راستہ کاٹنے کی کوشش نہ کریں گے۔

آؤ بیوسا! اب واپس سرائے کی طرف چلیں۔ مجھے امید ہے کہ دریودن اب اپنے ان ساتھیوں کی موت کے بعد حرکت میں نہیں آئے گا۔"

بیوسا نے یوناف کی بات اور تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر وہ دونوں ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے واپس سرائے کی طرف جا رہے تھے۔

○

مداتون کے جنگل میں پانڈو برادران نے اپنی جلاوطنی کے بارہ سال مکمل کر لیے تھے۔ اب ان کا تیرھواں اور

آخری سال باقی رہ گیا تھا۔

اس تیرھویں سال کے دوران اگر کسی پر ان کی اصلیت ظاہر ہو جاتی تو انھیں اتنے ہی اور جلاوطنی کے دن گزارتے ہوئے بارہ سال مزید جنگل میں بسر کرنے پڑتے۔

ایک روز پانڈو برادران نے ان برہمنوں کو جو ان کے ساتھ دواتون کے جنگل میں رہ رہے تھے، ایک جگہ پر جمع کیا۔ پھر یدھشٹر نے ان سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"جیسا کہ تم سب جانتے ہو کہ کورو برادران کے ساتھ ہمارا معاہدہ ہوا تھا کہ ہمیں بارہ سال جلاوطنی کے گزارنے ہوں گے اور تیرھواں سال یوں چھپ کر بسر کرنا ہوگا کہ کسی پر ہماری اصلیت ظاہر نہ ہو۔

اے میرے جاننے والو! ہم اپنے بارہ سال مکمل کر چکے ہیں اور اب ہماری جلاوطنی کا آخری اور تیرھواں سال شروع ہے۔

تم لوگوں نے ہمارے ساتھ رہتے ہوئے جو ہمارے ساتھ تعاون کیا اور ہماری مدد کی، اس کے لیے میں تم سب کا شکر گزار ہوں۔

اب میں تم لوگوں سے اپنے لیے اور اپنے بھائیوں اور بیوی کے لیے رخصت چاہتا ہوں۔ اس لیے کہ جلاوطنی کا یہ تیرھواں سال ہمیں چھپ کر گزارنا ہوگا تاکہ کوئی ہماری اصلیت سے آگاہ نہ ہو جائے۔

دریودھن جو ہمارا بڑا چاہتا ہے وہ ضرور ہمارے پیچھے جاسوس لگائے گا اور ہمیں تلاش کرنے کی کوشش کرے گا اور چاہے گا کہ ہماری جلاوطنی میں اضافہ ہو جبکہ میں ایسا نہیں چاہتا۔ میں جلاوطنی کے تیرھویں سال کو آخری سال بنانا چاہتا ہوں اور اس کے بعد میں کورو برادران سے اپنا راج پاٹ واپس لے کر اپنے بھائیوں اور بیوی کے ساتھ پرسکون زندگی بسر کرنے کا خواہشمند ہوں۔

جب ایسا ہو گیا تو اے ہمنواؤ! تم سب ہمارے ساتھ ہمارے مرکزی شہر اندر پرستھ میں رہو گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد یدھشٹر تھوڑی دیر کے لیے رک گیا۔ پھر اس نے دوبارہ اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا:

"اب تم سب جاؤ اور اپنے روزمرہ کے کاموں میں لگ جاؤ۔ میں اور میرے بھائی اور میری بیوی تھوڑی دیر تک یہاں سے کوچ کریں گے۔

یہ رمیا نام کا برہمن جو ہمارے ساتھ ہمارے آشرم میں رہتا رہا ہے اور ہماری غیر موجودگی میں دروپدی کی حفاظت کرتا رہا ہے ہمارے ساتھ یہاں سے کوچ کرے گا۔"

یدھشٹر کی یہ گفتگو سن کر سارے سادھو اور برہمن اٹھ کر وہاں سے چلے گئے تھے۔ صرف رمیا برہمن وہاں

بیٹھا رہا تھا۔

ان سب کے جانے کے بعد یدھشٹر نے اپنے بھائیوں سے کہا:

"اے میرے بھائیو! اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ ہم کو کون سی محفوظ جگہ پر جانا چاہیے جہاں پہ یہ آخری سال ہم دریودھن اور اس کے ساتھیوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو کر گزار سکیں اور اپنا آپ ان دشمنوں سے بچا سکیں"۔

یدھشٹر کے سوال کے جواب میں ارجن بولا:

"اے میرے بھائی! اس وقت میری نگاہوں میں کئی ایک ریاستیں ہیں جن کے شہروں میں ہم پناہ لے کر گمنامی کی زندگی بسر کرتے ہوئے اپنی جلاوطنی کا یہ آخری سال گزار سکتے ہیں۔

میرے خیال کے مطابق ہمیں پنچال، ملتیا، سلواء، ودھے، دوارکا، کلنگا یا مگدھ کی ریاستوں میں سے کسی ایک کے شہر میں پناہ لے کر اپنی جلاوطنی کا یہ آخری سال گزار دینا چاہیے"۔

ارجن کا یہ جواب سن کر یدھشٹر نے کچھ سوچا۔ پھر وہ اپنے بھائیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا:

"سنو میرے بھائیو! ریاست متسیا کا مرکزی شہر ویرت ہمارے لیے بہترین جائے پناہ ہو سکتا ہے۔ ویسے تو میرے دل کا یہ فیصلہ تھا کہ ہم پنچال یا دوارکا میں یہ آخری سال گزارتے لیکن یہ ریاستیں پہلی جگہیں ہوں گی جہاں دریودھن اور اس کے ساتھی ہمیں تلاش کرنے کی کوشش کریں گے اور یہ کوشش بھی کریں گے کہ ہمیں پہچان کر دوبارہ بارہ سال کی جلاوطنی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیں لہٰذا پنچال اور دوارکا کو چھوڑ کر میں نے ویرت شہر کا انتخاب کیا ہے۔

جہاں تک دوسری ریاستوں اور شہروں کا تعلق ہے میں نہیں جانتا کہ ان کے راجے کیسے ہیں لیکن متسیا کے راجہ کو میں خوب جانتا ہوں۔ وہ ایک نیک اور مخلص انسان ہے اور اپنے اطراف میں اپنی شرافت کی وجہ سے مشہور اور معروف ہے لہٰذا اے میرے بھائیو! اب یہ ہمارا آخری فیصلہ ہے کہ ریاست متسیا کے شہر ویرت کا رخ کریں گے اور وہاں یہ گمنامی کا سال گزاریں گے"۔

یدھشٹر جب خاموش ہوا تو ارجن نے کہا:

"اے میرے بھائی! آپ نے اپنی زندگی کے بہترین اور عمدہ دن بسر کیے ہیں۔ آپ ریاست متسیا کے شہر ویرت جا کر کیا کام کریں گے اور ہم سب بھائی یہ کیسے دیکھ سکیں گے کہ آپ کوئی کام کریں یا کسی اور شخص کے ماتحت رہ کر محنت مزدوری کریں"۔

ارجن کی بات پر یدھشٹر مسکرایا اور بولا:

"سنو میرے بھائیو! وہاں میں کسی کے ماتحت رہ کر کام نہیں کروں گا بلکہ کوشش کروں گا کہ ویرت شہر جیسا ریاست مقفا کے راجہ کے مصاحب کے طور پر کام کروں۔

سنو۔ اس ریاست میں داخل ہو کر میں راجہ سے کہوں گا کہ میرا ویدوں کا علم اور فلسفے کی معلومات بے مثل ہیں اور میں اس پہ یہ بھی ظاہر کردوں گا کہ میں اسے بہترین جوا بھی سکھا سکتا ہوں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح میں ویرت شہر میں وہاں کے راجہ کے دوست، مشیر اور ساتھی کی حیثیت سے اس کے ساتھ رہ سکوں گا۔ وہاں میں اپنا نام کانک بتاؤں گا۔"

یہاں تک کہہ کر یدشٹر تھوڑی دیر کے لیے رکا پھر اس نے اپنے چھوٹے بھائی بھیم سین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

"اے بھیم سین! میں جانتا ہوں کہ تم ایک غصیلے اور جذباتی آدمی ہو اور بات بات پہ دوسروں پہ ہاتھ اٹھا لیتے ہو۔ میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ تم ویرت شہر میں کیا کرو گے؟ کسی کے ماتحت کام کرتے ہوئے اپنے آپ کو کس طرح ضبط میں رکھ سکو گے اور کیسے تم وہاں اپنے آپ کو چھپا سکو گے؟"

اس پہ بھیم سین مسکراتے ہوئے کہنے لگا:

"اے میرے بھائی! جو کچھ مجھے ویرت شہر میں جا کر کرنا ہے وہ میں نے پہلے سے سوچ رکھا ہے۔ میں وہاں کے راجہ کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور اس سے کہوں گا کہ میں دو فنون کا ماہر ہوں۔

آپ جانتے ہیں کہ کھانے پکانے کا میں شوقین ہوں لہٰذا میں راجہ سے کہوں گا کہ ایک کام تو میں یہ کر سکتا ہوں کہ میں ایک بہترین باورچی کا کام کر سکتا ہوں۔

دوسرا میں یہ ظاہر کروں گا کہ میں ایک بے مثل پہلوان ہوں اور یہ کہ میں ویرت شہر کے پہلوانوں اور راجہ کے دوسرے بڑے بڑے پہلوانوں کو اس فن میں تربیت دوں گا۔

ان دونوں کاموں کے سلسلے میں راجہ نے اگر مجھ سے کوئی حوالہ پوچھا تو میں کہوں گا کہ یہ دونوں کام میں اس سے پہلے اندر پرستھ کے راجہ یدشٹر کے پاس رہ کر کر چکا ہوں۔ مجھے امید ہے میری اس بات پہ راجہ مجھے باورچی اور پہلوان کی حیثیت سے رکھ لے گا۔

میں راجہ پہ اپنا اصل نام ظاہر نہیں کروں گا بلکہ یہ کہوں گا کہ میرا نام والا ہے۔"

بھیم سین کی یہ باتیں سن کر یدشٹر خوش اور مطمئن ہو گیا۔ پھر اس نے اپنے دوسرے بھائی ارجن کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا:

"اے ارجن میرے بھائی! اب تم کہو کہ کیسے تم اپنے آپ کو وہاں چھپاؤ گے اور کیا کام کر کے وہاں جلاوطنی کے

کے ان بارہ ماہ کو گزارنے میں کامیاب رہو گے۔"

یدشٹر کے سوال پر ارجن تھوڑا سا مسکرایا پھر کہنے لگا:

"اے میرے بھائی! آپ جانتے ہیں کہ میں شروع ہی سے رقص اور موسیقی کا دلدادہ رہا ہوں۔ میں ویرت کے راجہ کے سامنے جاؤں گا اور اس سے کہوں گا کہ میں رقص اور موسیقی کا ماہر ہوں اور یہ دونوں فنون میں اس کے رقاصوں اور گویوں کو سکھا سکتا ہوں۔

ظاہر ہے یہ سب راجہ مہاراجہ رقص اور موسیقی کے بے حد شوقین ہیں۔ میرے انکشاف پہ ویرت کا راجہ خوش ہو گا اور مجھے اپنے ساتھ ایک رقاص اور گویے کی حیثیت سے رہنے کی اجازت دے دے گا۔ میں ویرت کے راجہ پہ یہ ظاہر نہ کروں گا کہ میرا تعلق اندر پرستھ سے ہے اور یہ کہ میں یدشٹر کا چھوٹا بھائی ہوں اور یہ کہ میرا نام ارجن ہے بلکہ میں اسے یہ بتاؤں گا کہ میرا نام برہانل ہے۔ اس طرح میں یہ جلاوطنی کی زندگی کا آخری سال کامیابی سے گزار سکوں گا۔"

یدشٹر ارجن کا یہ جواب سن کر بھی خوش ہوا۔ پھر اس نے اپنے تیسرے بھائی نکولہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا:

"اے نکولہ! اب تمہاری باری ہے کہ تم کس طرح اپنے آپ کو چھپانے اور جلاوطنی کا یہ آخری سال گزارنے میں کامیاب ہو گے؟"

یدشٹر کا سوال سن کر نکولہ تھوڑا سا مسکرایا پھر بولا:

"اے میرے بھائی! آپ جانتے ہیں کہ میں گھوڑوں کو تربیت دینے کا ماہر ہوں۔ میں ویرت کے راجہ کے پاس جا کر کہوں گا کہ میرا نام گرنتھی ہے اور یہ کہ میں گھوڑوں کو تربیت دینے کا ماہر ہوں اور میں راجہ کو یہ یقین دلاؤں گا کہ میں اس کے اصطبل کے گھوڑوں کو ایسی تربیت دوں گا کہ گھوڑے اس کے اشارے پہ کام کریں گے۔ میرا یہ فن جان کر یقیناً ویرت کا راجہ خوش ہو گا اور مجھے اپنے محل میں گھوڑے سدھانے کا کام کرنے کی اجازت دے دے گا۔"

نکولہ کا جواب سن کر یدشٹر خوش ہوا۔ پھر اس نے اپنے چوتھے اور آخری بھائی سہادیو کو مخاطب کر کے پوچھا:

"اے سہادیو! اب تم کہو کہ تم کون سا طریقہ استعمال کرو گے اور ویرت کے راجہ کے سامنے کیا کہو گے جس کی بنا پر تم ویرت کے راج محل میں ہم چاروں بھائیوں کے ساتھ رہ سکو؟"

اس پہ سہادیو نے یدشٹر کو جواب دیا:

"اے میرے بھائی! آپ جانتے ہیں کہ ویرت کے راجہ کی آمدنی کا دارومدار زیادہ تر چوپائے پالنے پر ہے۔ میں نے سن رکھا ہے کہ راجہ کے پاس گائیوں کے بے شمار ریوڑ ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ میں گائیوں اور ان کے بچھڑوں کو پالنے کا ماہر ہوں۔ لہٰذا میں ویرت کے راجہ کے پاس جاؤں گا اور اس سے یہ کہوں گا کہ میں اس کے ریوڑوں کی بہترین حفاظت کر سکتا ہوں اور یہ کہ میں گائیوں کے بچھڑوں کی پرورش کرنے کا ماہر ہوں۔ میرا یہ فن جان کر ویرت کا راجہ یقیناً خوش ہوگا اور مجھے بھی اپنے محل میں شاہی ریوڑوں کی دیکھ بھال اور نگہبانی کے لیے رکھ لے گا۔

اس طرح ہم پانچوں بھائی راج محل میں رہتے ہوئے اپنی جلاوطنی کا یہ آخری سال خاموشی اور گمنامی کے ساتھ گزارنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

سہادیو کا یہ جواب سن کر یدھشٹر خوش ہو گیا۔ پھر اس نے اپنی بیوی دروپدی کو مخاطب کرتے ہوئے اس سے پوچھا:

"اے دروپدی! اب تمہارا معاملہ باقی ہے۔ اب تم کہو کہ تم کس طرح اپنے آپ کو وہاں چھپانے کی کوشش کرو گی۔ کیا طریقہ کار استعمال کرو گی کہ تم ہم پانچوں کے ساتھ ویرت کے محل میں جلاوطنی کا یہ آخری سال گمنامی میں گزار سکو؟"

یدھشٹر کے سوال کو سن کر دروپدی مسکرائی۔ پھر بولی:

"تم میرے متعلق فکرمند نہ ہو۔ جب تم وہاں راج محل میں اپنے ہاتھوں سے کام کر سکو گے۔ بھیم سین باورچی خانے میں کام کرے گا۔ ارجن وہاں لوگوں کو رقص و موسیقی سکھلائے گا۔ نکول گھوڑوں کی دیکھ بھال کرے گا اور سہادیو راجہ کے مویشیوں کی نگہبانی کرے گا تو میں بھی تم پانچوں سے پیچھے نہ رہوں گی۔

میں ویرت کے راجہ کی رانی کی خدمت میں حاضر ہوں گی اور اس پر انکشاف کروں گی کہ میں عورتوں کو زیب و زینت دینے اور انہیں سنوارنے کا فن جانتی ہوں۔

آپ بھی جانتے ہیں کہ میں بال بنانے کی ماہر ہوں۔ میں رانی پہ یہ انکشاف کروں گی کہ میں عورتوں کے بال بنانے کے کم از کم سو طریقے جانتی ہوں اور میں رانی پہ یہ بھی ظاہر کروں گی کہ میں پھولوں کے گجرے بنانے میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتی۔

میں اس پہ اپنا نام سرندھری ظاہر کروں گی اور مجھے امید ہے کہ میرے یہ دونوں فن جان کر رانی مجھے اپنے ساتھ محل میں رہنے کی اجازت دے دے گی۔ اس طرح میں بھی تم پانچوں کے ساتھ ویرت کے محل میں جلاوطنی کا یہ آخری سال گمنامی سے گزارنے میں کامیاب ہو جاؤں گی!"

دروپدی کا بھی جواب سن کر یدھشٹر خوش ہوا۔ پھر وہ اپنے چاروں بھائیوں، بیوی دروپدی اور برہمن دھیا کے ساتھ ویرت شہر کی طرف کوچ کر گیا۔

⊙

ویرت شہر سے قریب آ کر یدھشٹر نے اپنے ساتھ سفر کرنے والے دھیا کو مخاطب کر کے کہا:

"اے دھیا! تم ہمارے ساتھ ویرت شہر میں داخل نہ ہونا اس لیے کہ یہاں تم ہماری طرح اپنے آپ کو گمنام نہ رکھ سکو گے لہٰذا تمہارے لیے میرا یہ فیصلہ ہے کہ یہاں سے تم سیدھا ریاست پنچال کی طرف جانا اور وہاں ہماری بیوی دروپدی کے باپ دروپدہ سے جا کر ملنا اور ان پہ ہرگز ظاہر نہ کرنا کہ ان دنوں ہم ویرت شہر میں ہیں۔ اسے صرف یہ بتانا کہ ہم نے دوائتون کا جنگل چھوڑ دیا ہے اور یہ کہ ہم سب خیریت سے ہیں اور کسی گمنام جگہ اپنی اس جلاوطنی کا آخری سال گزاریں گے تاکہ کوروؤں سے اپنا راج پاٹ حاصل کر سکیں لہٰذا تم یہاں سے ریاست پنچال کی طرف روانہ ہو جاؤ!"

یدھشٹر کا یہ حکم پا کر برہمن دھیا چپ چاپ وہاں سے روانہ ہو گیا جبکہ وہ پانچوں بھائی دروپدی کو لے کر ویرت شہر کی طرف بڑھے۔

ویرت شہر کے مزید قریب جا کر یدھشٹر ایک بہت بڑے درخت کے نیچے رک گیا۔ پھر اس نے اپنے بھائیوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا:

"اے میرے بھائیو! یہ جو ہم اپنے ہتھیار ساتھ اٹھائے ہوئے ہیں تو لوگ ان کی وجہ سے ضرور ہماری طرف متوجہ ہوں گے اور جب ہم شہر میں داخل ہوں گے تو لوگ ضرور ہمارا جائزہ لیں گے کہ ہم کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں اور اس طرح ہم شاید گمنامی کا یہ آخری سال ویرت میں نہ گزار سکیں لہٰذا ان ہتھیاروں کو ٹھکانے لگانے کے بعد ہمیں ویرت شہر میں ایک ایک کر کے داخل ہونا چاہیے تاکہ ہماری آمد پر کسی کو شک تک نہ ہو اس لیے کہ ہمارے چچازاد بھائی دریودھن نے ضرور اپنے جاسوس ادھر ادھر پھیلا رکھے ہوں گے۔ اگر ہم پانچوں اکٹھے شہر میں داخل ہوئے تو یہ خبر شہر میں پھیل جائے گی کہ پانچ اجنبی اس شہر میں داخل ہوئے لہٰذا اکا دکا کر کے ہم شہر میں داخل ہوں گے۔

اے میرے بھائیو! شہر میں داخل ہونے کے بعد جو پہلا چوک آئے وہاں پر سب جمع ہو جائیں گے۔ پھر کسی سرائے میں قیام کریں گے۔ اس کے بعد ہم باری باری چند دن کے وقفے سے ویرت کے راجہ کی خدمت

میں حاضر ہوں گے اور اپنا اپنا مقصد اور مدعا حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔"

یدشٹر کی اس تجویز سے سب نے اتفاق کیا۔

اس موقع پر ارجن نے کہا:

"برگد کا یہ درخت جس کے نیچے ہم کھڑے ہیں، آپ دیکھتے ہیں کہ یہ بہت بڑا اور بلند ہے ہمیں اپنے ہتھیار کپڑوں میں لپیٹ کر درخت کی اونچی شاخوں کے ساتھ لٹکا دینا چاہیے اس لیے کہ یہ بڑ خوب گھنا ہے اور کوئی چوٹی پہ بندھے ہوئے ہمارے ہتھیاروں کو نہ دیکھ سکے گا لہٰذا ویرت شہر میں ایک سال کی گمنامی کی زندگی بسر کرنے کے بعد اس درخت سے اپنے ہتھیار اتار کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔"

یدشٹر کے علاوہ دوسرے بھائیوں نے بھی ارجن کی اس تجویز کو پسند کیا۔ پھر انہوں نے اپنے ہتھیار کپڑوں میں باندھے اور اس درخت کی بلند شاخوں کے ساتھ انہیں باندھ دیا۔

اس کے بعد وہ اکا دکا ہو کر شہر میں داخل ہوئے۔ شہر کے پہلے چوک پہ وہ جمع ہوئے۔ پھر ایک سرائے میں انھوں نے قیام کر لیا۔

○

چند یوم کا وقفہ ڈال کر ایک روز یدشٹر ویرت کے راجہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

یدشٹر کو دیکھتے ہی ویرت کا راجہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس سے ملا اور اس سے بڑی عزت اور احترام سے ملا۔ اور اسے اپنے پاس بٹھایا۔

اس نے یدشٹر کو مخاطب کر کے پوچھا:

"کہو۔ تم کون ہو اور کس سلسلے میں مجھ سے ملنے کا ارادہ کیا ہے؟"

اس پر یدشٹر کہنے لگا:

"اے راجہ! میرا نام کانک ہے۔ میں اندر پرساد کے عظیم راجہ یدشٹر کا بہترین دوست ہوا کرتا تھا۔ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا سب اس کے ساتھ ہوتا تھا اور وہ ہر معاملے میں مجھ پر اعتماد اور بھروسہ کرتا تھا اور ہر مشکل وقت میں مجھ سے مشاورت کرتا تھا۔

اے راجہ! میں جوئے کے داؤ کھیلنے کا بھی ماہر ہوں۔ اس کے علاوہ میں ویدوں کا بھی بہترین علم رکھتا ہوں۔ میرے دن یدشٹر کے ساتھ بہترین بسر ہو رہے تھے کہ اس جوئے کی بازی نے یدشٹر کی قسمت کا پانسہ پلٹ دیا

وہ اپنے چچا زاد بھائی دریودن کے ساتھ سکوفی سے جوا ہار گیا اور اب وہ پہلے سے طے شدہ شرائط کے تحت جلا وطنی کی زندگی گزار رہا ہے اور اس کے بھائی اور بیوی بھی اس کے ساتھ ہیں۔

میں چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی جگہ ملے جہاں میں اپنی زندگی کے دن پرسکون گزار سکوں۔ میں نے ہندوستان کے سارے راجہ اور حکمرانوں کا جائزہ لیا ہے۔ میری نگاہیں آپ پہ پڑتی ہیں اور میں نے اندازہ لگایا کہ یدشٹر کے بعد ہندوستان میں اگر کوئی ایسا راجہ ہو سکتا ہے جس پہ اعتماد اور بھروسہ کیا جا سکتا ہے اور جس کی خدمت کر کے سکون اور اطمینان حاصل کیا جا سکتا ہے تو وہ ویرت کا راجہ ہے لہٰذا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔"

یدشٹر کی بات سن کر ویرت کا راجہ یدشٹر کو مخاطب کر کے بولا:

"تم اندر پرساد میں رہتے رہے ہو۔ اب جبکہ یدشٹر اپنے بھائیوں اور بیوی کے ساتھ جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہا ہے تو تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم محل میں میرے ساتھ رہو گے۔ میں نہ صرف یہ کہ تم سے جوئے کے گر سیکھوں گا بلکہ تمہارے ویدوں کے علم سے بھی مستفید ہوں گا۔"

اس طرح یدشٹر اپنے مقصد میں کامیاب رہا اور اس نے ویرت کے راجہ کے ساتھ اس کے محل میں رہنا شروع کر دیا۔

چند دن بعد بھیم سین راجہ کے سامنے پیش ہوا۔

بھیم سین کا قد کاٹھ اور اس کی جسمانی ساخت دیکھ کر راجہ بے حد خوش ہوا۔ قبل اس کے کہ راجہ بھیم سین سے گفتگو کرتا بھیم سین نے خود ہی اسے مخاطب کر کے کہا:

"اے میرے آقا! میں آپ کی شرافت اور رحمدلی کی تعریف سن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ میں ایک بہترین باورچی ہوں اور یہ بات مجھے زیب نہیں دیتی کہ میں آپ کے سامنے اپنی تعریف کروں لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آپ کے لیے بہترین اور طرح طرح کے کھانے پکا کر آپ کی خوشنودی کا باعث بن سکتا ہوں لہٰذا میں آپ سے گزارش کروں گا کہ مجھے اس محل میں رہنے کی اجازت دیں تاکہ میں محل کے باورچی خانے میں رہ کر آپ کے لیے عمدہ اور لذیذ کھانے تیار کر کے آپ کی خوشی اور سکون کا باعث بنوں۔"

بھیم سین کی گفتگو سننے کے بعد ویرت کے راجہ نے غور سے اس کی طرف دیکھا اور کہا:

"اے نوجوان! جس کام کے لیے تم اپنے آپ کو پیش کر رہے ہو بے شک تم وہ کام جانتے ہو گے لیکن تمہارا جسم دیکھتے ہوئے میرا دل کہتا ہے کہ تم بدلے ہوئے بھیس میں کوئی شہزادے ہو۔ تمہاری جسمانی ساخت دیکھتے ہوئے میرا دل کہتا ہے کہ باورچی کے بجائے تمہیں کسی لشکر کا سالار یا بہترین جنگی رتھ بان ہونا چاہیے۔ ایک باورچی

کے بجائے تم مجھے میدانِ کارزار کے ایک عمدہ سورما دکھائی دیتے ہو۔"

ویرت کے راجہ کی بات سن کر بھیم سین مسکرایا اور کہنے لگا:

"آپ کا اندازہ درست ہے۔ باورچی ہونے کے ساتھ ساتھ میں ایک عمدہ اور بے مثل پہلوان بھی ہوں۔ میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ آپ کی ریاست کے سارے پہلوانوں کو چت کر کے رکھ سکتا ہوں اور باورچی ہونے کے ساتھ ساتھ میں اپنی یہ خدمات بھی آپ کو پیش کرتا ہوں کہ میں آپ کے شاہی پہلوانوں کی تربیت کا کام بھی سرانجام دے سکتا ہوں۔"

بھیم سین کے اس نئے انکشاف پر راجہ نے تھوڑی دیر تک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر اس نے کہا:

"میں تمہارے اس نئے انکشاف سے بہت زیادہ خوش ہوا ہوں۔ تم راج محل کے اندر نہ صرف یہ کہ سارے باورچیوں کے نگران ہو گے بلکہ جس قدر شاہی پہلوان ہیں تم ان کی تربیت اور نگرانی کا کام بھی سرانجام دو گے۔"

راجہ کا یہ جواب سن کر بھیم سین خوش ہوا اور بولا:

"اے راجہ! میرا نام والا ہے اور میں یہ دونوں کام جو آپ مجھے سونپ رہے ہیں بہترین طریقے سے انجام دوں گا۔"

یول یدھشٹر کے بعد بھیم سین بھی راج محل میں اپنے لیے ایک اچھی جگہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

اسی طرح کچھ دن کے بعد ارجن ویرت کے راجہ کے سامنے پیش ہوا اور اس کو مخاطب کر کے اس نے مؤدبانہ انداز میں کہا:

"اے راجہ! میرا نام برہانل ہے۔ میں ایک بہترین رقاص اور موسیقار ہوں اور مجھے امید ہے کہ میرے اس فن میں آپ کی راجدھانی کے اندر کوئی بھی میرا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ میں آپ کی رحمدلی کی شہرت سن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔

میں نے یہ بھی سن رکھا ہے کہ آپ کی ایک بیٹی ہے جو رقص و موسیقی کی دلدادہ ہے۔ میں اپنی خدمات آپ کو پیش کرتا ہوں اور یہ عہد کرتا ہوں کہ میں رقص اور موسیقی کے فن میں آپ کی بیٹی کو طاق اور ماہر بنا کے رکھ دوں گا۔ اس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکے گا۔"

ارجن کے اس انکشاف پر راجہ بہت خوش ہوا اور کہنے لگا:

"اگر تم واقعی ایک عمدہ اور اچھے رقاص اور موسیقار ہو تو میں تمہیں اپنی بیٹی کے لیے اپنے پاس ملازم رکھتا ہوں۔"

پھر اس نے آواز دے کر اپنے ایک پہرے دار کو بلایا اور بلند آواز میں اس کو مخاطب کر کے کہا:

"میری بیٹی اُوتا کو یہاں بلا کر لاؤ۔"

تھوڑی ہی دیر بعد ایک انتہائی خوبصورت لڑکی راجہ کے دربار میں داخل ہوئی۔ راجہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"اُوتارا میری بیٹی۔ اس شخص کو دیکھو۔ اس کا نام برہانل ہے اور یہ ایک بے مثل رقاص اور موسیقار ہے میں نے اسے تمہارے لیے ملازم رکھ لیا ہے۔ یہ اسی راج محل کے اندر رہے گا اور تمہیں رقص و موسیقی کی تربیت دے گا۔ اب تم اسے اپنے ساتھ لے جاؤ اور راج محل میں اس کی رہائش کا بندوبست کرو۔"

اُوتارا آگے بڑھ کر بڑے تپاک کے ساتھ ارجن سے ملی۔ پھر وہ اس کی رہنمائی کرتی ہوئی اسے وہاں سے لے گئی۔

ایک روز ویرت کا راجہ اپنے اصطبل میں گھوڑوں کا معائنہ کر رہا تھا کہ نکولا اس کے سامنے آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا:

"اے راجہ! میرا نام گرنتھی ہے اور میں گھوڑوں کو پالنے اور انہیں جنگ میں تربیت دینے کا بہترین ماہر ہوں۔ اگر آپ کو میری باتوں پر یقین نہ آئے تو آپ مجھے اپنے شاہی اصطبل میں رکھ کر مجھے آزما دیکھیں۔"

نکولا کی بات سن کر ویرت کا راجہ کہنے لگا:

"اے نوجوان! تمہاری گفتگو سے میں خوش ہوا ہوں اور میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ مجھے ان دنوں بہت اچھے مصاحب اور کام کرنے والے مل رہے ہیں اور مجھے امید ہے کہ تم بھی اچھے ہی ثابت ہو گے لہٰذا میں تمہیں اپنے اصطبل میں اپنے گھوڑوں کے لیے ملازم رکھتا ہوں۔"

اس طرح نکولا کو بھی راج محل کے اندر رہنے اور اصطبل کے گھوڑوں کی حفاظت کرنے اور انہیں تربیت دینے کا کام مل گیا۔

چند دن کا وقفہ ڈال کر چھوٹا بھائی سہادیو بھی راجہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ اس وقت گوالوں کا لباس پہنے ہوئے تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک لمبا چمڑے کا چابک تھا۔

راجہ کے سامنے آ کر سہادیو کہنے لگا:

"اے راجہ! میرا نام تزپال ہے۔ میں گائے اور بیل چرانے اور ان کی دیکھ بھال کرنے کا ماہر ہوں ـــ

اس کے علاوہ اے راجہ! میں گئے بیل کی بیماریاں بھی سمجھتا ہوں اور ان کا علاج کرنا بھی جانتا ہوں۔

اے راجہ! اگر آپ مجھے اپنی گایوں اور بیلوں کا رکھوالا مقرر کر لیں تو میں نہ صرف ان کی بہترین دیکھ بھال کروں گا بلکہ وہ میری موجودگی میں بیمار بھی نہ ہوں گے۔

میں آپ کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ میں ان کی ایسی عمدہ دیکھ بھال کروں گا کہ پہلے کی نسبت آپ کی گایوں کے دودھ میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔

اس پر راجہ مطمئن ہو کر بولا:

"تم جو کچھ بھی ہو مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ میں تمہاری گفتگو سے خوش اور مطمئن ہوا ہوں لہٰذا میں تمہیں اپنے ریوڑ کا رکھوالا مقرر کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ تم اس کی بہترین حفاظت کرو گے۔ اور مجھے کسی شکایت کا موقع نہ دو گے اس سے پہلے جو لوگ ہیں وہ سب تمہارے ماتحت کام کریں گے۔"

اس طرح پانچوں بھائیوں کو محل کے اندر کام مل گیا۔

○

چند روز بعد دروپدی بھی راج محل میں جانے کے لیے سرائے سے نکلی اور جب وہ بازار سے گزری تو لوگوں نے دیکھا کہ وہ بے حد خوبصورت اور پرکشش تھی۔

چند نوجوان اس کے پیچھے لگ گئے اور اس پر آوازے کسنے اور قہقہے لگانے لگے۔ اسی حالت میں چلتی ہوئی دروپدی راج محل کی طرف بڑھتی گئی توں توں اس کا تعاقب کرنے والے، اسے چھیڑنے والے اور قہقہے لگانے والے نوجوانوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی۔

جس وقت وہ راج محل کے قریب پہنچی اس وقت ویرت کے راجہ کی رانی کہ جس کا نام سداشنہ تھا اپنی بالکونی میں کھڑی باہر کا نظارہ کر رہی تھی۔

اس نے جب دیکھا کہ ایک نوجوان عورت محل کی طرف آ رہی ہے اور اس کے پیچھے نہ صرف یہ کہ کئی نوجوان لڑکے قہقہے لگا رہے ہیں بلکہ اسے تنگ کر رہے ہیں تو اسے اس پر رحم آیا اور اس نے اپنی چند باندیوں کو روانہ کیا کہ وہ فوراً اس عورت کو بلا کر میرے پاس لائیں۔

باندیاں بھاگی بھاگی دروپدی کے پاس آئیں اور کہنے لگیں:

"تم فوراً راج محل کے اندر رانی سداشنہ کے پاس چلو اس نے تمہیں طلب کیا ہے۔"

آوارہ نوجوانوں کے تعاقب کی وجہ سے دروپدی اس وقت بری طرح کانپ رہی تھی۔ اس نے جب سنا کہ رانی نے اسے طلب کیا ہے تو اس نے سکون کا سانس لیا۔ وہ ان کے ساتھ راج محل میں چلی گئی۔

دروپدی کو جب رانی سداشنہ کے سامنے لایا گیا تو وہ اسے دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اسے کہنے لگی:

"تم بے حد خوبصورت ہو۔ تم اس وقت باہر سڑک پر کیوں اکیلی جا رہی تھیں۔ کیا تم نے شادی نہیں کر رکھی اور یہ لوگ کیوں تمہارا مذاق اڑا رہے تھے اور کیوں تمہارے تعاقب میں لگے ہوئے تھے اور تمہارے راج محل کی طرف آنے کی کیا وجہ ہے؟"

اس پر دروپدی نے جواب دیا:

"اے رانی! میں اس وقت بے ٹھکانہ ہوں۔ تمہاری سیرت اور رحمدلی کی شہرت سن کر اس طرف آئی ہوں کہ راج محل کے اندر مجھے اپنے لیے کوئی جگہ مل جائے۔ میں ایک دستکارہ ہوں اور خصوصیت سے عورتوں کے بال سنوارنے کی ماہر ہوں اور یہ کام میں ان گنت طریقوں سے کرنے کی ماہر ہوں۔

اس سے پہلے میں اندرپرستھ کی رانی دروپدی کے ساتھ کام کرتی رہی ہوں اور اس کے ساتھ ہی اس کے راج محل میں رہتی رہی ہوں۔ اس نے مجھے اپنے ساتھ ایک بہن کی طرح رکھا ہوا تھا لیکن جب سے وہ اپنے پانچوں شوہروں کے ساتھ جلاوطنی کے تیرہ سال گزارنے کے لیے جنگل میں چلی گئی ہے تب سے میں یونہی بے کار گھوم رہی ہوں اور اب انتہائی لاچارگی کی حالت میں آپ کی طرف آئی ہوں کہ شاید مجھے آپ کے ہاں جائے پناہ مل جائے۔"

رانی سداشنہ جواب میں کہنے لگی:

"میں تمہاری پناہ کا سامان کروں گی اور تمہیں یہ یقین دلاتی ہوں کہ راج محل میں تم پُرسکون زندگی بسر کر سکو گی لیکن تم مجھ سے یہ تو کہو کہ تم کیوں برے حالات سے گزر رہی ہو۔ کیا تم نے شادی نہیں کی اور اگر کی ہے تو اس وقت تمہارا شوہر کہاں ہے؟"

اس پر دروپدی کچھ سوچ بچار کے بعد کہنے لگی:

"اے رانی! میرے ماں باپ نہیں ہیں۔ شادی کے معاملہ میں میں اور اندرپرستھ کی رانی دروپدی ایک جیسی ہی ہیں۔ اس کی شادی بھی پانچوں پانڈو بھائیوں کے ساتھ ہوئی تھی جبکہ میری شادی بھی پانچ ایسے جوانوں کے ساتھ ہوئی ہے جو آپس میں بھائی ہیں۔ پر ایک سال پہلے ایک نجومی اور ستارہ شناس نے میرے شوہروں کو کہا تھا کہ تم ایک سال اپنی بیوی یعنی مجھ سے دور رہو اور یہ کہ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو وہ کسی دکھ تکلیف

یا بڑے وقت کا شکار ہو جائیں گے۔

اے رانی! میرا نام سرندھری ہے۔ اس نجومی کے اس انکشاف پر میرے پانچوں شوہروں نے مجھ سے علیحدہ رہنا شروع کر دیا۔

میں نہیں جانتی کہ اس وقت وہ کہاں ہوں گے لیکن انہوں نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ تم ویرت شہر جا رہو اور کوشش کرو کہ تمہیں ویرت کے راج محل میں کام کرنے کی اجازت مل جائے۔

انہوں نے مجھ سے یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ ایک سال مکمل ہونے کے بعد وہ مجھے ویرت شہر سے آکر لے جائیں گے۔

اے رانی! میری زندگی کا یہ ایک سال بدترین سال ہے اور اس ایک سال کے لیے میں آپ سے آپ کے راج محل میں پناہ طلب کرتی ہوں۔"

رانی سدا شنہ خوش ہو کر کہنے لگی:

"سنو سرندھری! میں تمہیں ایک سال کے لیے اپنے محل میں پناہ دیتی ہوں لیکن تمہاری طرف سے مجھے ایک خطرہ اور خدشہ ہے۔

سنو! میرا شوہر یعنی ویرت کا راجہ خوبصورت لڑکیوں کا دلدادہ ہے اور تم انتہا درجے کی خوبصورت ہو۔ میں ڈرتی ہوں کہ کہیں راجہ کی نگاہ تم پر نہ پڑ جائے اور وہ تم سے شادی کرنے پر آمادہ نہ ہو جائے۔"

اس پر دروپدی، رانی سدا شنہ کو تسلی دیتے ہوئے کہنے لگی:

"اے رانی! اس معاملے میں آپ بالکل بے فکر اور بے غم رہیں۔ میں کبھی بھی راجہ کے سامنے نہ آؤں گی بلکہ اس سے دور رہ کر ہی اپنے کام سرانجام دینے کی کوشش کرتی رہوں گی۔

میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ یہاں رہتے ہوئے میں کبھی بھی آپ کے اعتماد اور بھروسے کو دھوکہ نہ دوں گی اور اے رانی! میرے یہاں رہنے کی دو شرطیں بھی ہیں۔"

رانی سدا شنہ نے چونک کر پوچھا:

"تمہاری کیا شرائط ہیں؟"

جواب میں دروپدی نے کہا:

"میری پہلی شرط یہ ہے کہ میں کسی کا بچا کھچا کھانا نہ کھاؤں گی اور میری دوسری شرط یہ ہے کہ میں یہاں ملازمہ کی حیثیت سے رہتے ہوئے بھی کسی کے پاؤں نہ دباؤں گی۔"

اس پر سدا شنہ نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگاتے ہوئے کہا:

"تم فکرمند نہ ہو۔ تمہاری حیثیت اس محل میں میری بیٹی کی طرح ہوگی اور تم سے یہ دونوں کام کسی بھی صورت میں نہ لیے جائیں گے۔ اب تم میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں تمہاری رہائش گاہ بتاتی ہوں۔"

دروپدی چپ چاپ رانی سدا شنہ کے ساتھ ہولی۔ یوں پانڈو برادران کے بعد دروپدی کو بھی راج محل میں رہنے کا موقع مل گیا۔

○

اس طرح ویرت کے راجہ کے پاس یدشٹر اس کے ساتھی اور مصاحب کی حیثیت سے، بھیم سین باورچی خانے کے نگران، ارجن رقاص اور موسیقار کی حیثیت سے، نکول اصطبل کے نگران کی حیثیت سے، سہا دیو ایک گوالے کی حیثیت سے اور دروپدی رانی کے ساتھ اس کی ایک باندی کی حیثیت سے کام کرنے لگی۔

اس طرح پانڈو برادران کو اپنی بیوی دروپدی کے ساتھ ویرت شہر کے راج محل میں رہتے ہوئے چار ماہ کا عرصہ گزر گیا۔

اس دوران شہر کے اندر ایک میلے کا بندوبست کیا گیا اور یہ میلہ وہاں کے دیوتا مسکارا کو خوش کرنے کے لیے منعقد کیا جاتا تھا۔

اس میلے میں قدیم رسم و رواج کے مطابق نوجوانوں کے درمیان طرح طرح کے مقابلوں کا بندوبست کیا جاتا تھا اور اس پاس کی ریاستوں کو بھی اس میلے میں شرکت کی دعوت دی جاتی تھی۔

اس کے جواب میں بڑے بڑے ماہر پہلوان، تیغ زن، نیزہ باز اور دوسرے فنون کے ماہر لوگ اس میں شرکت کرتے تھے۔

اس میلے میں جو سب سے عجیب واقعہ پیش آیا وہ یہ تھا کہ باہر سے آتے ہوئے ایک پہلوان نے ویرت کے سارے پہلوانوں کو پچھاڑ دیا تھا اور پھر میدان میں کھڑے ہو کر اس نے ویرت کے لوگوں کو مخاطب کر کے بلند آواز میں کہا:

"اگر کوئی اور پہلوان جس کا تعلق ویرت شہر سے ہو اور وہ اس مقابلے سے بچ گیا ہو تو اس مقابلے میں میرا سامنا کرنے کے لیے میدان میں اترے۔"

اس موقع پر چونکہ ویرت کا راجہ اور رانی اور دیگر مصاحب اور مشیر بھی مقابلے کے اس میدان میں موجود تھے لہٰذا اس پہلوان کے اس چیلنج کو انہوں نے اپنی توہین سمجھا اور فکرمند ہو کر وہ سوچنے لگے کہ ویرت شہر

سے کس پہلوان کو اب باہر سے آئے ہوئے اس پہلوان کے مقابلے میں نکالا جائے۔

ویرت کا راجہ بھی اسی تفکر میں ڈوبا ہوا تھا کہ ایک ساتھی اور مصاحب کی حیثیت سے یدشٹر جو اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، اپنا منہ راجہ کے کان کے قریب لے گیا اور بڑی رازداری سے بولا:

"اے راجہ! جن دنوں میں اندرپرساد کے راجہ یدشٹر کے ساتھ کام کیا کرتا تھا ان دنوں میں نے اندرپرساد میں ایک پہلوان کو دیکھا تھا جو ہر پہلوان کو کشتی میں بچھاڑ دیتا تھا۔ وہ انتہائی طاقتور اور پُر زور پہلوان تھا۔ اور جب تک میں وہاں تھا میں نے اس پہلوان کو کسی سے بھی چت ہوتے یا مات کھاتے ہوئے نہ دیکھا تھا۔

اے راجہ! خوش قسمتی سے اس وقت وہ پہلوان ویرت شہر میں موجود ہے اور آج کل وہ راج محل کے اندر باورچی خانے کے نگران کی حیثیت سے کام کر رہا ہے۔ اس کا نام والا ہے۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ والا کو اگر طلب کر کے اس چیلنج کرنے والے پہلوان کے سامنے لایا جائے تو والا ضرور اسے چت کر دے گا۔"

یدشٹر کی یہ بات سن کر ویرت کا راجہ بے حد خوش ہوا۔ اس نے فوراً اپنے ایک ملازم کو بھیج کر بھیم سین کو طلب کیا۔

بھیم سین اس وقت میدان کے اندر ہی موجود تھا اور بڑی دلچسپی سے اس منظر سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ باہر سے آئے ہوئے اس پہلوان کے چیلنج پر وہ اس سے کشتی لڑنے کے لیے اس لیے میدان میں نہ اترا کہ کہیں وہ اس سے کشتی لڑنے کے انداز سے پہچان نہ لیا جائے کہ وہ والا نہیں بلکہ اندرپرساد کا بھیم سین ہے لہٰذا وہ میدان میں نہ اترا۔

جب ویرت کے راجہ نے اسے طلب کیا تو وہ بھاگا بھاگا اس کے پاس آیا۔ جب راجہ نے اسے بتایا کہ وہ کشتی کے لیے میدان میں اترے اور یہ کہ کانکا یعنی اس کے بھائی یدشٹر نے اس کی بڑی تعریف کی ہے کہ وہ اندرپرساد کے راجہ یدشٹر کے پاس ایک پہلوان کی حیثیت سے کام کرتا رہا ہے۔

یہ سننے کے بعد بھیم سین کشتی کے لیے تیار ہو گیا۔ فوراً ہی اس نے اپنا پہلوانی کا سامان سنبھالا اور مقابلہ کرنے کے لیے میدان میں اترا۔

تھوڑی دیر تک دونوں پہلوان ایک دوسرے سے قوت آزمائی کرتے اور ایک دوسرے کے خلاف کشتی کے داؤ پیچ استعمال کرتے رہے۔

باہر بیٹھے ہوئے لوگ ان کی اس کشتی سے بالکل خاموشی اور سکوت سے ایک عجیب اور انوکھے انداز سے محظوظ ہو رہے تھے اور ان کے مقابلے کو دیکھ رہے تھے۔

تھوڑی دیر تک ایسا ہی سماں رہا۔

دونوں پہلوان ایک دوسرے کو چت کرنے کی کوشش کرتے رہے پر جلد ہی بھیم سین نے اس پہلوان کے مقابلے میں یہ ظاہر کرنا شروع کر دیا کہ وہ طاقت اور قوت میں اس پر غلبہ رکھتا ہے۔

تھوڑی دیر تک اس کے ساتھ داؤ پیچ استعمال کرنے کے بعد اچانک اسے پکڑ کر بھیم سین نے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر فضا میں بلند کر دیا۔ پھر وہ اسے تیزی کے ساتھ فضا کے اندر چکر دینے لگا۔ یہاں تک کہ وہ پہلوان بے ہوش ہو گیا۔

پھر بھیم سین نے اسے زوردار انداز میں زمین پر پٹخ دیا جس سے اس پہلوان کو اس قدر سخت چوٹیں آئیں کہ وہ وہیں اسی میدان میں مر گیا۔

یہ دیکھ کر ویرت کے راجہ نے بھیم سین کو اپنے پاس طلب کیا اور اس نے نہ صرف یہ کہ بھیم سین کو یہ مقابلہ جیتنے پر مبارکباد دی بلکہ اسے خوب انعام و اکرام سے بھی نوازا۔

اس طرح بھیم سین سنکارا کے میدان میں کشتی کا مقابلہ جیت گیا اور ویرت کا راجہ پہلے کی نسبت اس کی اور زیادہ عزت اور احترام کرنے لگا۔

○

دروپدی کو ویرت کی رانی سداسشنہ کے پاس رہتے ہوئے تقریباً دس ماہ کا عرصہ گزر چکا تھا۔ اس دوران رانی سداسشنہ دروپدی کے ساتھ بے حد عزت اور احترام سے پیش آئی کیونکہ اس کے ذہن میں یہ بات بیٹھی ہوئی تھی کہ سرندھری نام کی یہ باندی اندرپرساد کی رانی کے ساتھ کام کرتی رہی ہے۔ اس بنا پر رانی سداسشنہ دروپدی کے ساتھ بڑی عزت اور نرمی و شفقت کے ساتھ پیش آتی تھی۔ اس نے اسے محل میں لونڈی کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک قریبی ساتھی کی حیثیت سے رکھا ہوا تھا۔

رانی سداسشنہ کا ایک بھائی بھی تھا جس کا نام کیچک تھا۔ کیچک ویرت کے راجہ کی افواج کا سپہ سالار بھی تھا۔ جس وقت پانڈو برادران اور دروپدی پناہ لینے کی خاطر ویرت شہر میں داخل ہوئے تھے اس وقت یہ کیچک اپنی ریاست کی سرحدوں کو مضبوط بنانے کے لیے شہر سے باہر تھا۔

پانڈو برادران اور دروپدی کو راج محل میں رہتے ہوئے دس ماہ کا عرصہ گزرا تو کیچک واپس شہر میں داخل ہوا۔ ویرت کے لوگوں اور راجہ کی طرف سے اس کے استقبال کے بہترین انتظام کیے گئے۔

کیچک اپنی واپسی کے چند روز بعد اپنی بہن اور ویرت کی رانی سداشنہ سے ملنے کے لیے گیا۔ جس وقت راج محل کے اندر یہ دونوں بہن بھائی آپس میں گفتگو کر رہے تھے اس وقت راج محل کے باغ کے قریب عزازیل عارب اور بنبیطہ نمودار ہوئے۔

باغ کے ایک بہت بڑے درخت کے پاس کھڑے ہو کر عزازیل نے عارب اور بنبیطہ کو مخاطب کر کے پوچھا:

"سنو میرے ساتھیو! کیا تم جانتے ہو کہ میں ویرت کے اس راج محل میں کیوں داخل ہوا ہوں؟"

اس پر عارب نے بڑے باادب انداز میں عزازیل سے کہا: "اے آقا! یہ تو آپ ہی جانتے ہیں۔ ہمیں کیا خبر ہے کہ آپ ویرت کے اس راج محل میں کیوں داخل ہوئے ہیں؟"

اس پر عزازیل مسکراتے ہوئے بولا: "میرے ساتھیو! تم جانتے ہو کہ رانی کا بھائی کیچک سرحدوں سے واپس آیا ہے اور اس وقت وہ اپنی بہن سداشنہ سے ملنے آیا ہوا ہے۔ اس وقت وہ دونوں بہن بھائی راج محل کے اندر باتیں کر رہے ہیں۔ جونہی یہ کیچک اپنی بہن سے ملنے کے بعد واپس جائے گا تو میں اسے محل کے اندر کام کرنے والی دروپدی کے خلاف حرکت میں لاؤں گا۔"

عزازیل کے اس انکشاف پر عارب اور بنبیطہ دونوں نے حیرت اور تعجب سے عزازیل کی طرف دیکھا پھر بنبیطہ نے اس کو مخاطب کر کے پوچھا: "اے آقا! آپ کیچک کو دروپدی کے خلاف کیسے اور کس طرح حرکت میں لائیں گے؟"

جواب میں عزازیل نے کہا:

"سنو رفیقانِ دیرینہ! اس وقت دروپدی اس باغ کے اندر موجود ہے جس کے باہر ہم کھڑے ہیں۔ جونہی کیچک اپنی بہن سداشنہ سے ملنے کے بعد اس محل سے باہر نکلے گا میں اس سے ایک ستارہ شناس کی حیثیت سے ملوں گا اور اس سے کہوں گا کہ اس محل میں ایک ایسی لڑکی ہے جس جیسی خوبصورت اور پُرکشش لڑکی ویرت شہر میں نہیں اور اگر تم اسے اپنا لو تو تمہاری زندگی انتہائی خوشگوار اور پُرسکون ہو جائے گی۔

میں اس سے یہ بھی کہوں گا کہ اس لڑکی کو اپنانے کے بعد اس کی عزت و تکریم اور ریاست کے اندر اس کے جلال میں بے حد اضافہ ہو جائے گا۔ پھر دیکھنا میرے ساتھیو! کیچک کیسے اس باغ میں داخل ہوتا ہے اور دروپدی کو اپنے ساتھ شادی پر مجبور کرتا ہے۔

جب یہ معاملہ ہوگا تو تم دیکھنا کہ کس طرح پانڈو برادران شادی کے آڑے آئیں گے اور جب ایسا ہوگا تو کیچک اور پانڈو برادران کے درمیان جھگڑا ہوگا۔ اس طرح ویرت شہر کے اندر ہر جگہ لڑائی جھگڑا اور دنگا اور فساد ہوگا اور یہی ہمارا مقصد ہے کہ اس دنیا میں ہر جگہ لڑائی جھگڑا اور فساد پیدا ہو!"

عزازیل جب خاموش ہوا تو عارب اس کو مخاطب کر کے بولا: "اے میرے آقا! ہم ایسا کیوں نہ کریں کہ پانڈو برادران جو اس وقت ویرت شہر کے راج محل کے اندر بھیس بدل کر زندگی بسر کر رہے ہیں اور دروپدی بھی ان کے ساتھ ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ پانڈو برادران دوانون کے جنگل میں اپنی جلاوطنی کے بارہ سال بسر کرنے کے بعد اب ویرت شہر میں داخل ہوئے ہیں اور یہاں پر وہ اپنی جلاوطنی کا آخری اور تیرھواں سال بسر کر رہے ہیں۔ اس آخری سال میں ان کی اصلیت اور حقیقت اگر کسی پر ظاہر ہو جاتی ہے تو پھر انہیں ایسے ہی جلاوطنی کے مزید بارہ برس جنگل میں گزارنے ہوں گے۔

اے آقا! اس موقع پر اگر ہم دریودن کو بتا دیں کہ پانڈو برادران اپنی بیوی دروپدی کے ساتھ ویرت شہر میں رہ رہے ہیں تو وہ انہیں تلاش کرنے یہاں آجائے گا۔ اس طرح ان کی حقیقت لوگوں پر ظاہر ہو جائے گی اور پانڈو برادران کو مزید بارہ سال جنگل میں گزارنا پڑ جائیں گے۔ اس طرح ہمارا برائی پھیلانے کا مقصد اور مدعا بھی پورا ہو جائے گا۔"

عزازیل نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا: "اے عارب! تمہارا کہنا درست نہیں ہے۔ اس کو میں بدی اور گناہ کا پھیلاؤ نہیں کہتا ہوں۔ ہم کیوں دریودن کے پاس جا کر بتائیں کہ پانڈو برادران اپنی بیوی کے ساتھ ویرت شہر میں رہ رہے ہیں۔

ہم دریودن کی بہتری نہیں چاہتے اور نہ ہی ہم اس کی بھلائی کے حق میں ہیں بلکہ ہم تو دنگا فساد کھڑا کرنے کے حق میں ہیں۔ اس موقع پر اگر ہم دریودن کو یہ بتا دیتے ہیں کہ پانڈو برادران ویرت شہر میں رہ رہے ہیں تو اس طرح پانڈو برادران کو جلاوطنی کے مزید بارہ سال بسر کرنا پڑ جائیں گے اور اس طرح کوئی دنگا فساد نہ کھڑا ہوگا۔ پر پانڈو برادران جب اپنی جلاوطنی کے تیرہ سال کامیابی کے ساتھ گزارنے کے بعد ہستناپور کا رخ کریں گے اور کورو برادران سے اپنی ریاست واپس مانگیں گے تو اس موقع پر میں دریودن کو سمجھاؤں گا کہ وہ کسی بھی صورت ان کو ریاست واپس نہ کرے۔

اگر ایسا ہو گیا تو دیکھنا ان پانڈوؤں اور کوروؤں کے درمیان ایسی طویل جنگ ہوگی کہ چاروں طرف لاشوں کے انبار لگ جائیں گے۔

اس طرح اور ایسے حادثے کو میں بدی اور گناہ کے پھیلاؤ کا نام دیتا ہوں۔ لہٰذا ہم کسی پر یہ ظاہر نہیں کریں گے کہ پانڈو برادران اس وقت ویرت شہر میں رہتے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ یہ پانچوں اپنی جلاوطنی کے تیرہ سال پورے کرنے کے بعد ہستناپور شہر میں داخل ہوں اور وہاں جا کر اپنی ریاست کی واپسی کا

مطالبہ کریں۔ اس کے بعد جو دنگا فساد ہو گا اسے دنیا دیکھے گی:

عزازیل کی اس گفتگو کے جواب میں عارب کچھ کہنا چاہتا تھا پر وہ خاموش ہو گیا اس لیے کہ کیچک اس وقت اپنی بہن سدا شنہ کے کمرے سے نکلا تھا اور سیدھا اسی طرف آیا تھا جہاں وہ کھڑے تھے۔

جب کیچک ان کے پاس آیا تو عزازیل آگے بڑھا اور اس کی راہ روکتے ہوئے بولا:

"اے ویرت کی افواج کے سالار! میرا نام عزازیل ہے اور میں اپنے آپ کو دنیا کا بہترین ستارہ شناس تصور کرتا ہوں۔

سنو کیچک! میں تمہاری بھلائی اور بہتری کے کام کے سلسلے میں ویرت شہر میں داخل ہوا ہوں۔ میں کافی دیر سے اس باغ کے باہر اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ کھڑا تمہارا انتظار کر رہا ہوں اور میں سوچ رہا تھا کہ جب تم اپنی بہن سے ملنے کے بعد باہر نکلو گے تو میں تم پر وہ انکشاف کروں گا جس میں تمہاری بہتری اور بھلائی ہے۔"

عزازیل کی یہ گفتگو سن کر کیچک نے بڑے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر اس سے پوچھا:

"اے مہربان اجنبی! تم میرے ساتھ کیا بھلائی کرنا چاہتے ہو اور ایک ستارہ شناس کی حیثیت سے تم مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہو؟"

اس پر عزازیل کہنے لگا: "سنو کیچک! تمہاری بہن کے اس باغ کے اندر ایک ایسی لڑکی اس وقت موجود ہے کہ اس جیسی کوئی خوبصورت اور پرکشش لڑکی ویرت شہر میں نہ ہو گی۔

اے کیچک! اگر تم اس لڑکی سے شادی کر لو تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ نہ صرف یہ کہ تمہاری زندگی انتہا درجے کی خوشحال ہو جائے گی بلکہ اس ریاست میں تمہاری عزت اور احترام اور تمہارے جاہ و جلال میں بھی بے پناہ اضافہ ہو جائے گا۔

اگر تمہیں میری اس بات کا یقین نہ ہو تو اس باغ میں داخل ہو کر دیکھو تمہیں خود ہی میری باتوں کی سچائی کا علم ہو جائے گا کہ میں واقعی تمہاری بہتری اور بھلائی کے لیے سب کچھ کہہ رہا ہوں۔"

کیچک نے ایک بار پھر بڑے غور سے عزازیل کی طرف دیکھا پھر وہ مسکراتے ہوئے اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا:

"اے اجنبی ستارہ شناس اگر تم چاہتے ہو تو میں ایسا کر دیکھتا ہوں۔ اگر تمہاری باتیں درست ہوئیں تو میں تمہیں مالا مال کر دوں گا۔"

کیچک جونہی مڑ کر باغ میں داخل ہوا، عزازیل نے عارب اور نبیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: "اب ہم یہاں سے چلیں دیکھو یہاں ہمارا رکنا خطرے سے خالی نہ ہو گا۔۔۔ کیچک جب باغ میں داخل ہونے کے بعد دروپدی سے

ملے گا اور اس سے اپنا مدعا ظاہر کرے گا تو دروپدی یقیناً انکار کر دے گی اور جب وہ انکار کر دے گی تو اس محل میں ایک کشمکش شروع ہو جائے گی۔ کیچک یہ چاہے گا کہ کسی نہ کسی طرح دروپدی سے شادی کر لوں اور دروپدی اپنے پانچ شوہروں کو چھوڑ کر اس سے ہرگز شادی کرنے پر آمادہ نہ ہو گی۔ اس طرح یہ بات آگے بڑھے گی اور اس سے ویرت شہر میں دنگا اور فساد ہونے کا بھرپور امکان ہے۔ لہٰذا آؤ میرے ساتھیو! یہاں سے کوچ کریں۔"

اور اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

اپنی بہن کے باغ میں داخل ہونے کے بعد کیچک جب پھولوں سے لدے ہوئے ایک جھنڈ کے قریب آیا تو وہاں دروپدی پُرسکون حالت میں بیٹھی ہوئی تھی۔

کیچک کو باغ میں دیکھتے ہی دروپدی بدک کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس موقع پر کیچک جب پھولوں سے لدے جھنڈ کے پاس کھڑی دروپدی کو غور سے دیکھا تو محسوس کیا کہ اس کا سکون آفریں اور فرحت انگیز حسن نغمہ ریز گوبخ اور یاقوت کی لالی جیسا خوش کن تھا۔ اس کا جسم غمزہ ہائے حیات اور تخلیق کا ایک شاہکار دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی آنکھوں کے اندر قطرہ سیماب جیسا چنچل پن اور تخیل کے گہرے نقش و نگار تھے۔

مجموعی طور پر کیچک کو وہ اس موقع پر سنگم کی سیراب ریت جیسی فرحت بخش صبح کے موتی اور قرب سحر اور زندگی کی ترغیب جیسی پرکشش دکھائی دے رہی تھی۔

چند ساعتوں تک کیچک اپنے سامنے کھڑی دروپدی کو بڑے غور سے دیکھتا رہا پھر وہ اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا:

"تم کون ہو اور اس باغ میں کیسے داخل ہوئی ہو؟"

دروپدی نے اپنے آپ کو سنبھالا اور کہنے لگی:

"میرا نام سرندھری ہے۔ گو میں ویرت کی رانی سدا شنہ کی ملازمہ ہوں لیکن اس نے مجھے خادمہ کی طرح نہیں بلکہ اپنی چھوٹی بہن کی طرح رکھا ہوا ہے۔ مجھے بڑی شفقت اور پیار دیا ہے اور اس نے مجھے یہ اجازت بھی دے رکھی ہے کہ جب میں اپنے آپ کو تنہا محسوس کروں تو اس باغ میں آ کر پھولوں سے لطف اندوز ہو سکتی ہوں۔"

اس پر کیچک نے کہا:

"میرا نام کیچک ہے اور میں سدا شنہ کا بھائی ہوں۔ میں اس ریاست کی افواج کا سپہ سالار ہوں اور میں سرحدوں کی مضبوطی اور دیکھ بھال کے سلسلے میں لشکر کے ساتھ باہر گیا ہوا تھا۔ میں آج ہی ویرت شہر میں داخل ہوا ہوں اور اپنی بہن سدا شنہ سے ملنے کے لیے آیا تھا کہ اچانک میں اس باغ میں داخل ہوا اور تم پہ میری نگاہ

پڑ گئی۔

سنو سرندھری! تم ایک انتہائی خوبصورت عورت ہو۔ اس باغ میں داخل ہونے کے بعد جونہی میں نے تمہیں دیکھا تو یوں سمجھو کہ میں تمہارا غلام ہو کر رہ گیا۔

سرندھری! تم یہاں رہتے ہوئے اپنے آپ کو ضائع کر رہی ہو یا یوں سمجھو کہ میری بہن کی ملازمہ کی حیثیت سے کام کرنا تمہارے جیسی خوبصورت اور پرکشش لڑکی کو زیب نہیں دیتا۔ تم یہاں کی عورتوں میں رہ کر اپنے آپ کو اپنی خوبصورتی کو اور اپنے اس پرکشش بدن کو ضائع کر رہی ہو۔ تمہاری خوبصورتی نے مجھے تمہارا اسیر بنا کر رکھ دیا ہے۔ تمہارا کام اس سے بلند ہے کہ تم کسی کو کپڑے پہنانے اور آراستہ کرنے میں مدد دو۔ تم ایک رانی کی حیثیت سے لوگوں کے دلوں پر حکومت کرنے کے لیے پیدا ہوئی ہو۔ چلو تم میرے ساتھ چلو اور میرے محل میں میری رانی بن کر رہو۔ میں تمہاری ضرورت محسوس کرتا ہوں۔

سنو سرندھری! اس سے پہلے میری جس قدر بیویاں ہیں تمہاری خاطر میں ان سب کو چھوڑ دوں گا اور اگر تم کہو گی تو ان سب کو تمہاری لونڈیاں بنا دوں گا اور خود تمہارا غلام بن کر رہوں گا اور ہر وہ چیز جس کا تم مطالبہ کرو گی وہ میں تمہارے لیے لا کر رہوں گا۔

سنو سرندھری! اب تمہیں مزید یہاں نہیں ٹھہرنا چاہیے۔ تمہارا اصل مقام میرا محل بلکہ میرا دل ہے۔ اس ریاست کے اندر سب سے زیادہ غلبہ رکھنے والا انسان میں ہوں۔ یہاں کا راجہ گو میرا بہنوئی ہے لیکن وہ صرف نام کا راجہ ہے ورنہ ریاست کے اصل اختیارات میرے پاس ہیں۔ جو کچھ میرے پاس ہے وہ تمہارا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے بغیر میری زندگی ادھوری ہے لہٰذا تم میرے ساتھ چلو اور مجھے ایک نئی زندگی عطا کر دو میں اب تمہارے ساتھ شادی کر کے ایک نئی زندگی کی ابتدا کروں گا۔

میں تمہیں یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ میں تمہیں ایسا خوش رکھوں گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتیں۔ بس تم میرے ساتھ چلو۔

کیچک کی ان باتوں کے جواب میں دروپدی نے کچھ دیر تک غور سے اس کی طرف دیکھا پھر اسی کو مخاطب کر کے کہنے لگی:

سنو ویرت کی رانی کے بھائی کیچک! تمہیں زیب نہیں دیتا کہ تم میرے ساتھ اس طرح کی گفتگو کرو۔ تمہارے مقابلے میں میں ایک غریب عورت ہوں۔ تم بے شمار ایسی عورتیں حاصل کر سکتے ہو جو دولت و ثروت اور شہرت میں تمہارے مقابلے کی ہوں۔ تمہیں میرے ساتھ ایسی گفتگو نہیں کرنی چاہیے کیونکہ میں اس قسم کی گفتگو سننا پسند نہیں کرتی ہوں۔

یہ بھی سن رکھو کیچک کہ میں ایک شادی شدہ عورت ہوں اور یہاں میں نے تمہاری بہن کے ہاں صرف ایک سال کے لیے پناہ لے رکھی ہے جبکہ اس سے پہلے میں اندرپرستھ کی رانی دروپدی کے ہاں ملازم تھی۔ ایک طرح سے میری اور دروپدی کی حالت ملتی جلتی ہے کیونکہ وہ بھی پانچ پانڈو بھائیوں کی بیوی ہے جبکہ میرے بھی پانچ شوہر ہیں دروپدی ان دنوں اپنے شوہروں کے ساتھ جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہی ہے اور میں یہاں تمہاری بہن کے ہاں پناہ لینے پر مجبور ہوئی ہوں۔

ایک ستارہ شناس نے میرے شوہروں کو بتایا تھا کہ تم اپنی بیوی کو ایک سال کے لیے اپنے آپ سے علیحدہ رکھو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم پر مصیبتوں اور دشواریوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں گے۔ لہٰذا میرے شوہر مجھے ایک سال گزارنے کے لیے یہاں چھوڑ گئے ہیں۔

اس ایک سال میں سے اب میں دس ماہ کا عرصہ گزار چکی ہوں اور اب گیارہواں مہینہ شروع ہو چکا ہے لہٰذا مزید دو ماہ گزارنے کے بعد میرے شوہر مجھے یہاں سے آ کر لے جائیں گے۔

میرا یہ جواب سن کر یقیناً تمہاری تسلی ہو گئی ہو گی اور اب تم یہاں مزید ٹھہرنے کے بجائے یہاں سے چلا جانا ہی پسند کرو گے۔

سنو کیچک! میں تمہاری اس پیش کش کو قطعی طور پر مسترد کرتی ہوں اس لیے کہ میں ایک شادی شدہ عورت ہوں پھر میں کیونکر تم سے شادی کر سکتی ہوں۔

اور سنو کیچک! رانی سداشنہ کا بھائی یا اس ریاست کا سپہ سالار ہونے کی حیثیت سے تم نے میرے ساتھ کوئی برائی کرنے کی کوشش کی تو میری ایک بات پہلے سے سن رکھو کہ اگر تم نے میرے ساتھ غلط رویہ رکھا تو میرے پانچوں شوہر یہاں آئیں گے جو انتہا درجے کے خونخوار ہیں اور میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ وہ تمہارے سپہ سالار ہونے کی حیثیت کو فراموش کر کے جب وہ تم پر حملہ آور ہوں گے تو تمہاری حالت صدیوں کے لوٹ مار بستی بستی صحرا روتے بادل اور بجھی اور سہمی ہوئی شام جیسی بنا کر رکھ دیں گے اور پھر کسی بے آبرو کی طرح تم اپنی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو گے۔

سنو کیچک! میرے پانچوں شوہر ایسے ہیں کہ وہ جس پر حملہ آور ہوتے ہیں اس کے جسم کی دھجیاں اڑا دیتے ہیں اور اپنے دشمن کی حالت وہ کٹی کل کے دریدہ بدن اور ہر ہتھیلی پر تازہ لہو کی کونپل جیسی بنا کر رکھ دیتے ہیں۔ وہ پانچوں آزادی کے تڑپتے ہوئے جذبے جیسے ہیں اور جب وہ کسی پر حملہ آور ہوتے ہیں تو خونخوار اور آدم خور بھیڑیے کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

لہٰذا اے کیچک! میں تمہیں مشورہ دوں گی کہ میرے آڑے نہ آؤ۔ مجھ سے ایسے الفاظ میں گفتگو نہ کرو جن

ہیں تم مجھ سے پہلے گفتگو کر چکے ہو اور جس طرح تم اس باغ میں داخل ہوئے تھے ایسے ہی خاموشی کے ساتھ یہاں سے چلے جاؤ۔۔۔ کہ میری اور تمہاری زندگی کے درمیان ایک بہت بڑی دوری اور رکاوٹ ہے۔" یہ کہنے کے بعد دروپدی غصے میں بڑی تیزی سے چلتی ہوئی باغ سے نکل گئی۔

دروپدی کے اس رویے پر کیچک تھوڑی دیر تک اپنی جگہ پر خاموش اور بے حس کھڑا رہا۔ ایسا لگتا تھا کہ یا اس سے حرکت کرنے کی قوت اور طاقت چھین گئی ہو۔

کچھ دیر تک باغ میں کھڑا دروپدی کے الفاظ پر غور کرتا رہا پھر وہ باغ میں سے نکلا اور واپس اپنی بہن کے کمرے میں آیا۔

رانی سداشنہ اپنے بھائی کو دوبارہ اپنے کمرے میں دیکھ کر پریشان اور فکرمند سی ہو گئی تھی۔ جب کیچک کمرے کی ایک نشست پر آ کر بیٹھ گیا تو سداشنہ بھی اس کے قریب آئی اور اس کو بڑے پیار اور شفقت سے مخاطب کر کے پوچھا:

"اے کیچک! تم دوبارہ لوٹ آئے ہو۔ خیریت تو ہے۔ کیا تم مجھ سے کوئی بات کہنا بھول گئے تھے یا تمہارے ساتھ کوئی اور معاملہ پیش آیا ہے اس لیے کہ میں دیکھتی ہوں کہ تمہارے چہرے پر اور آنکھوں کے اندر پریشانی کے تفکرات ہیں۔"

اس پر کیچک اپنی بہن سے کہنے لگا:

"سنو میری بہن! تمہارے کمرے سے نکلنے کے بعد میں یونہی باغ میں داخل ہو گیا۔ وہاں پر میں نے ایک انتہائی خوبصورت لڑکی کو دیکھا۔ میں نے ایسی خوبصورت اور پرکشش لڑکی اپنی زندگی میں نہیں دیکھی۔ اس نے مجھے اپنا نام سرندھری بتایا۔

اسے دیکھتے ہی میں بے چین سا ہو گیا ہوں اور اسے پسند کرنے لگا ہوں۔ جب میں نے اسے شادی کی پیش کش کی تو اس نے صاف انکار کر دیا اور میری اس پیش کش کو ٹھکراتی ہوئی باغ سے چلی گئی۔

اے میری بہن! میں تم سے پوچھتا ہوں کہ وہ لڑکی کون ہے اور کیوں اس نے میری پیش کش کو ٹھکرایا ہے۔"

کیچک کے ان الفاظ پر سداشنہ تھوڑی دیر تک مسکراتی رہی پھر بولی:

"یہ لڑکی تمہاری غیر موجودگی میں اس محل کے اندر داخل ہوئی تھی اور اس نے مجھ سے پناہ مانگی تھی لہٰذا میں نے اسے پناہ دے دی تھی۔

وہ ایک بہترین فنکارہ ہے۔ وہ انتہائی خوبصورت پھولوں کے گلدستے بناتی ہے اور عورتوں کے بال بنانے

کی مہارت رکھتی ہے۔

اس سے پہلے وہ اندرپرستھ کی رانی دروپدی کے ہاں کام کرتی رہی ہے اور چونکہ دروپدی اپنے شوہروں کے ساتھ ان دنوں جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہی ہے اس لیے سرندھری میرے پاس چلی آئی ہے۔ اس کا سلوک ہمارے ہاں ایسا ہے کہ ہر کوئی اس کے ساتھ محبت کرنے لگا ہے۔ وہ ایک خوبصورت اور نیک لڑکی ہے اور سن رکھو۔ اگر اس کی کسی بہنے تو ہین کی یا اس کے ساتھ کوئی برا معاملہ کیا تو اس کے پانچ شوہر ہیں۔ وہ اس قسم کے خونخوار شوہر ہیں کہ جو اس سرندھری کی توہین کرے گا وہ اس کی گردن کاٹ کر رکھ دیں گے۔

سنو میرے بھائی! ایک بار میرے شوہر اور تمہارے بہنوئی نے بھی سرندھری کو باغ کے اندر دیکھ لیا تھا اور اس نے یہ حتمی فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ سرندھری کے ساتھ شادی کر کے رہے گا لیکن جب میں نے راجہ کو یہ بتایا کہ سرندھری کے پانچ خونخوار شوہر ہیں اور انہوں نے صرف ایک سال کے لیے اسے میرے ہاں چھوڑا ہے اور جو کوئی بھی اس سے شادی کرنے کی کوشش کرے گا یا اس کی بے عزتی کا باعث بنے گا تو سرندھری کے پانچوں شوہر اس کی گردن کاٹ کر رکھ دیں گے۔

اس انکشاف پر اے میرے بھائی! راجہ سر سے پاؤں تک پسینے میں نہا گیا تھا اور اس کے بعد اس پر ایسا خوف اور لرزہ طاری ہوا کہ اس کے بعد اس نے کبھی سرندھری سے شادی کا اظہار نہیں کیا۔

ان حالات میں کیچک میرے بھائی! اس سرندھری کا خیال اپنے دل سے نکال دو۔ یہ آگ کا ایک چلتا پھرتا الاؤ ہے جو بھی اس کو ہاتھ لگائے گا یا اسے اپنانے کی کوشش کرے گا جل مرے گا۔

سنو کیچک میرے بھائی! میرے پاس اور بہت سی لونڈیاں ہیں تم ان میں سے جسے چاہو اپنا لو۔ میں اس معاملے میں کوئی رکاوٹ کھڑی نہ کروں گی۔"

سداشنہ خاموش ہوئی تو کیچک نے کہا:

"اے میری بہن! سرندھری کو ایک بار دیکھنے کے بعد میں کسی اور لونڈی یا لڑکی یا عورت کا خیال نہیں کر سکتا۔ سرندھری کا حسن اس کی خوبصورتی، اس کی جسمانی کشش اور ساخت ایسی ہے کہ اس کے سامنے ہر عورت ہیچ ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس کے چہرے پر ایسی کشش اور اس کی آنکھوں میں ایسی روشنی ہے کہ وہ دوسروں کو تسخیر کر لینے کی قوت رکھتی ہے لہٰذا میں بھی سرندھری کو دیکھ کر اس کا اسیر ہو کر رہ گیا ہوں۔ میں کسی بھی صورت اس کو بھول نہیں سکتا ہوں نہ اسے چھوڑ سکتا ہوں بلکہ میں نے پکا ارادہ کر لیا ہے کہ جو بھی صورت حال ہو میں سرندھری کو ضرور اپنی بیوی بنا کر دم لوں گا۔

اے میری بہن! تم بتاتی ہو کہ اس سرندھری کے پانچ شوہر ہیں جو انتہائی خونخوار ہیں۔ تم جانتی ہو کہ میں ایک

وقت کئی جوانوں کا مقابلہ کر سکتا ہوں۔

میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ سرندھری کے ساتھ شادی کرنے کے بعد جب وہ میرے مقابلے میں آئیں گے تو میں ان کی گردنیں کاٹ کر رکھ دوں گا۔ اس طرح سرندھری کی طرف سے ہم ہمیشہ کے لیے پُرسکون اور مطمئن ہو کر رہ جائیں گے۔

اے میری بہن! سرندھری سے شادی کرنے کے بعد میں اس کو خوش رکھوں گا۔ تم صرف مجھ پر یہ مہربانی کرو کہ اسے کسی کام کے سلسلے میں میرے محل میں بھیج دینا۔ جب وہ علیحدگی میں مجھ سے ملے گی تو میں اس کو شادی کرنے پر آمادہ کر لوں گا۔

میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ایک بار وہ علیحدگی میں مجھ سے مل لے تو باقی معاملات میں خود ہی اس سے طے کر کے نبٹا لوں گا۔

اس کے جواب میں سداشنہ کہنے لگی:

اے کیچک! میرے بھائی!! تم سرندھری کے معاملے میں بے وقوف کیوں بنتے جا رہے ہو۔ میرے پیارے بھائی مجھے خدشہ ہے کہ اس سرندھری کو تم زبردستی اپنانے کی کوشش کرو گے تو اس کے پانچوں شوہر تم پر حملہ آور ہو کر تمہارا کام تمام کر دیں گے۔

میرے پیارے بھائی! میں تمہیں سرندھری کی خاطر مرتا ہوا نہیں دیکھ سکتی اس لیے میں تمہیں اس کام سے منع کر رہی ہوں۔

تم سرندھری کو اپنانے کا خیال ترک کر دو لیکن ساتھ ہی میں یہ بھی محسوس کر رہی ہوں کہ سرندھری کے معاملے میں تم ایک حد تک دیوانے ہو چکے ہو لہٰذا میں تمہیں ناراض بھی نہیں کرنا چاہتی اس لیے اس وقت تو میں تم سے کہتی ہوں کہ تم جاؤ۔ چند دن کا وقفہ ڈال کر میں سرندھری کو تمہارے محل کی طرف بھیجوں گی اور اسے کہوں گی کہ اس وقت میرے ہاں عمدہ قسم کی شراب نہیں ہے جبکہ میرے بھائی کے ہاں بہترین قسم کی شراب لائی گئی ہے۔ مجھے وہاں سے شراب کی ایک صراحی لا کر دو۔

مجھے امید ہے کہ سرندھری میرا کہا نہ ٹالے گی اور میرے لیے شراب لانے کے لیے وہ تمہارے محل کی طرف چلی جائے گی۔ اور جب وہ تمہارے ہاں چلی جائے تو تم اس سے اپنا معاملہ نبٹا لینا۔

سداشنہ خاموش ہو گئی۔

اپنی بہن کی یہ ترکیب سن کر کیچک خوش ہو گیا۔

پھر وہ ایک طرح سے چھلانگ لگاتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور سداشنہ کے کمرے سے

باہر نکل گیا۔

○

چند دن کا وقفہ ڈال کر ایک روز رانی سداشنہ نے دروپدی کو اپنے پاس طلب کیا۔ جب دروپدی اس کے سامنے آئی تو سداشنہ نے اس سے کہا:

سرندھری! مجھے پتہ چلا ہے کہ میرا بھائی کہیں سے نہایت عمدہ قسم کی شراب لایا ہے۔ اس وقت میں تنہا اور اداس ہوں اور شراب کی ضرورت محسوس کر رہی ہوں۔ وہ جو سامنے سونے کی صراحی پڑی ہے اسے اٹھاؤ اور میرے بھائی کیچک کے محل کی طرف جاؤ اور اس سے میرے لیے یہ سونے کی صراحی شراب سے بھر لاؤ۔

سداشنہ کا یہ حکم سن کر سرندھری یعنی دروپدی اپنی جگہ پر حیران و پریشان کھڑی رہ گئی۔ وہ سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ سداشنہ اسے شراب لانے یا کوئی اور کام کرنے کے لیے اپنے بھائی کے محل میں بھیج سکتی ہے۔ اس نے ایک گہرا سانس لیا اور سداشنہ کو مخاطب کر کے کہا:

اے رانی! میں تم سے گزارش کرتی ہوں کہ مجھے اپنے بھائی کے محل کی طرف نہ بھیجو۔ تمہارا بھائی میرے متعلق اچھی سوچیں اور اچھے خیالات نہیں رکھتا۔ اس نے ایک بار پہلے بھی میرے ساتھ دست درازی کرنے کی کوشش کی تھی لیکن میں باغ سے نکل کر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی لہٰذا میں اس کے محل کی طرف جانا نہیں چاہتی۔

اے رانی! میں آپ کے پاس پناہ حاصل کرنے کی غرض سے آئی تھی۔ میں آپ کی ممنون ہوں کہ یہاں رہتے ہوئے مجھے گیارہ ماہ اور کچھ دن گزر چکے ہیں۔ اس دوران آپ نے میری بہترین حفاظت کا سامان کیا ہے اس کے لیے میں آپ کی ممنون ہوں۔

اے رانی! میں نہیں چاہتی کہ اس وقت تک جو آپ میری حفاظت کا سامان کرتی رہی ہیں وہ آپ کے بھائی کے محل میں جا کر سب کچھ اکارت ہو کر رہ جائے۔

میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ مجھے شراب لانے کے لیے اپنے بھائی کے محل کی طرف نہ بھیجیں۔ اے رانی! آپ بھی ایک عورت ہیں اور مجھ جیسی عورت کی مجبوری کو سمجھتی ہیں۔ آپ کو مجھ جیسی عورت پر ان حالات میں رحمدل ہونا چاہیے۔

مہربانی کر کے کسی اور کو اپنے بھائی کے محل کی طرف روانہ کر دیں تاکہ وہ آپ کو شراب لا دے۔ آپ مجھے اس سے بھی زیادہ کوئی سخت کام کرنے کا حکم دیں وہ کام میں خوشی سے آپ کے لیے کر گزروں گی لیکن میں آپ سے

گزارش کرتی ہوں کہ مجھے اپنے بھائی کے محل کی طرف نہ بھیجیں"۔

دروپدی کا یہ جواب سن کر رانی سداشنہ برہم، غضب آلود اور سیخ پا ہو گئی۔ اس نے انتہائی غصے سے دروپدی کو مخاطب کر کے کہا:

"سنو سرندھری! تم نے میرے پیار، نرمی اور شفقت کا غلط ردعمل پیش کیا ہے۔ تم فوراً یہاں سے میرے بھائی کے محل کی طرف جاؤ اور اس کے ہاں سے میرے لیے سونے کی یہ صراحی شراب سے بھر کر لاؤ۔ میں تمہاری مزید کوئی بات سننا پسند نہیں کروں گی۔

اور سنو۔ جس طرح کی گفتگو تم نے میرے بھائی کے بارے میں کی ہے وہ ایسا نہیں ہے۔ میں اسے خوب اچھی طرح جانتی ہوں، اگر تم سے اس نے کسی موقع پر کوئی بات کی ہے تو تم نے اس کا غلط مطلب لیا ہے لہٰذا میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ فوراً یہ صراحی اٹھاؤ اور میرے بھائی کے محل کی طرف جاؤ۔ میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ میرا بھائی تم سے اچھا سلوک کرے گا اور تمہیں اس کی طرف سے کسی طرح کے برے برتاؤ کا خدشہ اور خطرہ محسوس نہیں کرنا چاہیے"۔

دروپدی مجبور ہو گئی۔

اسے رانی سداشنہ کا حکم ماننا پڑا۔ لہٰذا اس نے سونے کی صراحی اٹھائی اور گردن جھکائے رانی کے کمرے سے باہر نکل گئی۔

○

دروپدی جب کیچک کے محل کے احاطے میں داخل ہوئی تو اس نے دیکھا کہ کیچک اپنے محل سے باہر کھڑا اس کا منتظر تھا۔

شاید اس کی بہن نے اسے پہلے ہی خبر کر دی تھی کہ سرندھری اس کی طرف آ رہی ہے لہٰذا وہ باہر کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔

جونہی دروپدی اس کے قریب گئی اس نے شاندار طریقے سے اس کا استقبال کیا۔ وحشی مگر محبت بھری مسکراہٹ کے ساتھ اس نے اسے مخاطب کر کے کہا:

"آخر کار تم آ ہی گئی سرندھری۔ گزشتہ کئی روز سے میں تمہارا انتظار کر رہا تھا۔ تم یہاں آ کر رک کیوں گئی ہو۔ اندر چلو۔ یہاں کھڑا رہنا مناسب نہیں ہے۔ دیکھو محل کے اندر میں نے ایک خصوصی کمرہ تیار کیا ہے اور

اس کے اندر میں نے ایک بہت قیمتی مسہری کا بھی انتظام کیا ہے۔ تم اسے دیکھو گی تو خوش ہو جاؤ گی۔ اس کمرے میں اس مسہری پر رات بسر کرو۔ یہاں میرے محل میں کھاؤ پیو اور خوش رہ کر اپنی زندگی کے دن بسر کرو اور اپنے ان پانچوں شوہروں کو بھول جاؤ جو کہ اور تکلیف کے موقع پر تمہیں یہاں چھوڑ کر خود نجانے کہاں غائب ہو گئے ہیں:

کیچک اپنی بات ختم کر چکا تو دروپدی نے جواب میں کہا:

"سنو کیچک! یہ تمہاری بھول ہے۔ تمہاری غلط فہمی اور سوچ و بچار کا دھوکا ہے کہ میں تمہارے پاس رہنے کے لیے تمہارے محل کی طرف نہیں آئی بلکہ مجھے تمہاری بہن اور رانی سداشنہ نے تمہاری طرف بھیجا ہے اور مجھے یہ سونے کی صراحی دیتے ہوئے کہا ہے کہ میں تمہارے پاس سے اسے شراب سے بھر کر اس کے پاس واپس لے جاؤں لہٰذا دیر نہ کرو۔ جلدی سے صراحی شراب سے بھر دو تاکہ میں واپس جا کر یہ صراحی تمہاری بہن رانی سداشنہ کو پیش کر سکوں"۔

دروپدی کی یہ بات سن کر کیچک نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا اور بولا:

"اب تم آ ہی گئی ہو تو میں تمہیں واپس کیسے جانے دوں؟ یہ تمہاری بھول ہے کہ تم یہ صراحی شراب سے بھر کر واپس چلی جاؤ گی۔ شراب کی یہ صراحی بھر کر میں کسی اور کے ہاتھ اپنی بہن کے پاس بھیج دوں گا جبکہ تمہیں یہاں میرے پاس ہی رہنا ہو گا۔

سنو سرندھری! اپنی یہ ضد ترک کر دو اور شراب کی یہ صراحی مجھے دے دو۔ میں اسے بھر کر اپنے ملازم کے ہاتھ اپنی بہن کے پاس روانہ کر دوں گا۔ تم محل کے اندر آؤ اور اس کمرے کی طرف چلو جو خصوصیت کے ساتھ تمہارے لیے تیار کیا گیا ہے اور تم میری خوشی اور سکون کا باعث بنو۔ اس کے بعد ہی تم واپس اپنے محل کو جا سکو گی"۔

یہ کہہ کر کیچک آہستہ آہستہ آگے بڑھا، وہ چاہتا تھا کہ آگے بڑھ کر دروپدی کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لے۔ پر دروپدی اس کے خیالات کو پہلے ہی بھانپ چکی تھی لہٰذا وہ فوراً حرکت میں آئی اور اپنے دونوں ہاتھوں سے ایک زوردار دھکا دیتے ہوئے اس نے کیچک کو زمین پہ گرا دیا اور سونے کی صراحی کو وہیں چھوڑ کر وہ بھاگ کھڑی ہوئی۔

دروپدی کے اس رویے اور سلوک پر کیچک بے حد برہم اور غضب ناک ہوا۔ وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور دروپدی کو پکڑنے کے لیے اس کے پیچھے بھاگا۔

دروپدی محل کے اس حصے کی طرف بھاگ رہی تھی جس حصے میں وِرت کا راجہ رہائش پذیر تھا۔ اس نے

خیال کیا تھا کہ کیچک سے اسے صرف ویریٹ کا راجہ ہی بچا سکتا ہے ورنہ ویریٹ کا کوئی اور شخص کیچک کے خلاف نہ اٹھے گا۔

وہ تیزی سے ویریٹ کے راجہ کی طرف بھاگ رہی تھی۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئی تھی کہ اسے پیچھے سے کیچک نے آلیا اور اسے اس کے لمبے لمبے بالوں سے پکڑ کر زمین پر پٹخ دیا۔ پھر غصے میں اسے اپنے پاؤں کی ایک ٹھوکر رسید کر دی۔

جس وقت کیچک نے دروپدی کو ٹھوکر ماری تھی اس وقت اس کے ہاتھوں سے اس کے بال چھوٹ گئے تھے۔ دروپدی نے اس موقع کو غنیمت جانا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھی اور دوبارہ ویریٹ کے راجہ کی طرف بھاگ کھڑی ہوئی جبکہ ویریٹ کا سپہ سالار کیچک بڑی تیزی سے اس کا تعاقب کر رہا تھا۔

جب دروپدی تیزی سے بھاگتی ہوئی ویریٹ کے راجہ کی رہائش گاہ کے حصے میں داخل ہوئی تو اس نے دیکھا کہ اس عمارت کے سامنے والے حصے میں جو چھوٹا سا باغیچہ تھا اس کے اندر راجہ اور یدھشٹر دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ دروپدی بھاگتی ہوئی دونوں کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ اتنے میں کیچک بھی اس کا تعاقب کرتا ہوا وہاں پہنچ گیا۔

جس وقت دروپدی وہاں پہنچی اور کیچک اس وقت اس کے تعاقب میں تھا اسی لمحے بھیم سین بھی باورچی خانے سے نکلا۔ اس نے دروپدی کو بھاگتے دیکھ لیا تھا لہٰذا وہ بھی وہاں آ کھڑا ہوا جہاں راجہ اور یدھشٹر بیٹھے تھے۔

دروپدی جب ان کے سامنے آئی تو راجہ اور یدھشٹر نے اسے غور سے دیکھا جبکہ ان کے پیچھے کھڑا ہوا بھیم سین بھی انتہائی غضب ناک حالت میں کیچک کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے انداز بتاتے تھے کہ وہ ابھی آگے بڑھ کر کیچک پر حملہ کر دے گا اور اسے کاٹ کر رکھ دے گا۔

یدھشٹر نے اندازہ لگایا کہ بھیم سین ضرور آگے بڑھ کر کیچک پر حملہ آور ہو گا اور ان کا سارا بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔

اس موقع پر بھیم سین نے ایک قریبی درخت کی ٹہنی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ شاید وہ چاہتا تھا کہ وہ ٹہنی توڑ کر کیچک کو مار مار کر ادھ موا کر دے پر یدھشٹر نے اسے مخاطب کر کے کہا:

"سنو والا! اگر تم باورچی خانے میں جلانے کے لیے لکڑیوں کی ضرورت محسوس کرتے ہو تو اس درخت کی شاخیں نہ توڑو۔ یہ شاخیں ابھی ہری ہیں اور تمہارے باورچی خانے میں جلیں گی نہیں لہٰذا ایسی شاخیں توڑنے پر تمہیں اپنی قوت ضائع نہیں کرنی چاہیے جبکہ آس پاس بہت سے خشک درخت ہیں جنہیں جلانے کے لیے

تم لکڑی حاصل کر سکتے ہو۔

سنو والا! وقت کا الاؤ ابھی پکا نہیں ہے کہ ہم وہ کام کریں جس کے کرنے کا ابھی وقت نہیں آیا اور بعد میں ہمیں پچھتانا پڑے۔"

بھیم سین سمجھ گیا تھا کہ باتوں ہی باتوں میں اس کا بڑا بھائی کس طرف اشارہ کر رہا ہے۔ وہ جان گیا کہ اس وقت اگر اس نے کیچک پر حملہ کر دیا تو راج محل کے اندر وہ رشتہ ظاہر ہو جائے گا جو دروپدی کے ساتھ ان لوگوں کا ہے لہٰذا لوگوں پر ان کی اصلیت ظاہر ہو جائے گی اور وعدے کے مطابق انہیں مزید بارہ سال جلاوطنی کے جنگلوں میں بسر کرنا ہوں گے۔

یہ خیال آتے ہی بھیم سین کی گردن جھک گئی اور وہ سر جھکا کر خاموشی کے ساتھ زمین کی طرف دیکھنے لگا۔

دروپدی نے تھوڑی دیر تک خود کو سنبھالا پھر راجہ کو مخاطب کر کے بولی:

"اے راجہ۔ آپ جانتے ہیں کہ میں یہاں پناہ کی خاطر آئی تھی اور آپ اور آپ کی رانی سداشنہ نے مجھے نہ صرف یہ کہ اس محل میں رہنے کی اجازت دی بلکہ میری حفاظت کا بھی بہترین انتظام کیا۔

اے راجہ۔ کیا آپ اس شخص سے میری حفاظت کا انتظام نہیں کر سکتے جو میرا تعاقب کرتا ہوا یہاں آیا ہے۔ جو آپ کی رانی کا بھائی ہے اور جس کا نام کیچک ہے۔ جو اس وقت آپ کے سامنے کھڑا ہے۔

اے راجہ میں آپ سے التجا کرتی ہوں کہ اس شخص سے میری حفاظت کی جائے۔ آپ جانتے ہیں کہ میرے پانچ شوہر ہیں لیکن ان دنوں وہ اس حالت میں نہیں ہیں کہ میری حفاظت کر سکیں لہٰذا میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ کیچک کے ظلم اور دست درازی سے مجھے بچائیے۔"

اس کے بعد دروپدی نے کیچک کے ساتھ جو معاملہ پیش آیا تھا وہ تفصیل کے ساتھ راجہ کے سامنے پیش کر دیا۔

دروپدی کی داستان سن کر ویریٹ کا راجہ خاموش گردن جھکائے کچھ سوچنے لگا۔ کیچک جو اس کی افواج کا سپہ سالار تھا وہ اس کے خلاف کوئی حکم صادر نہ کرنا چاہتا تھا لہٰذا دروپدی کے حالات تفصیل کے ساتھ سن کر اس نے خاموشی اختیار کر لی۔ وہ اپنے آپ میں اس قدر ہمت نہ پا رہا تھا کہ کیچک کے خلاف کسی قسم کا کوئی فیصلہ کر سکے۔

آخر کار کافی سوچ بچار کے بعد اس نے دروپدی کی طرف دیکھ کر کہا:

"اے سرندھری۔ تم نے جو کچھ کہا ہے یہ سچ ہی ہو گا۔ میں نہیں کہتا کہ یہ جھوٹ ہے لیکن میں اس الیمے کا،

اس حادثے کا کیسے فیصلہ کر سکتا ہوں جو میری آنکھوں کے سامنے پیش ہی نہیں آیا۔ میں نے اس پورے حادثے کا صرف انجام اس صورت میں دیکھا ہے کہ تم دونوں آگے پیچھے بھاگتے ہوئے آئے تھے اور جب تک میں اس پورے واقعے کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ پاتا میں صحیح فیصلہ نہیں کر سکتا۔

میں سمجھتا ہوں جیسا کہ تم نے کہا ہے کہ کیچک نے تمہیں تمہارے بالوں سے پکڑ کر اور زمین پر گراتے ہوئے تمہیں پاؤں کی ٹھوکر ماری ہے تو ہو سکتا ہے کہ تمہاری طرف سے کسی انگیخت اور بدتمیزی کا سلوک کیا گیا ہو جس کی بنا پہ غصے میں آ کر کیچک نے تمہیں مارا ہو۔ لہٰذا میں تم دونوں کے اس جھگڑے کا کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا اور اس وقت تم سے صرف یہی کہہ سکتا ہوں کہ تم جاؤ اور اپنے کمرے میں آرام کرو۔"

ویرت کے راجہ کا یہ فیصلہ سن کر یدشٹر، بھیم سین اور دروپدی غضب ناک اور پیچ پا سے دکھائی دے رہے تھے۔ قبل اس کے کہ دروپدی یا بھیم سین میں سے کوئی اس معاملے کو خراب یا چوپٹ کرتا، معاملے کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے یدشٹر فوراً دروپدی کو مخاطب کر کے بولا:

"سنو سیرندھری! ویرت کا راجہ انصاف پسند، شریف اور ایماندار انسان ہے اور یہ باتیں تم بھی جانتی ہو جو کچھ تمہارے ساتھ پیش آیا ہے اسے بھول جاؤ۔ تمہارے شوہر تمہیں رانی سداشتنہ کے پاس ایک سال کے لیے چھوڑ گئے تھے اور اس ایک سال کے دوران رانی سداشتنہ نے تمہاری بہترین حفاظت اور نگہداشت کی ہے۔ اس کے لیے تمہیں رانی کا ممنون اور شکر گزار ہونا چاہیے۔

سنو سیرندھری! تمہارا ایک سال پورا ہونے میں صرف پندرہ دن باقی رہ گئے ہیں۔ جو بھی حالات تمہیں یہاں پیش آئے ہیں انہیں پندرہ دن کے لیے اور صبر شکر کر کے برداشت کر جاؤ۔ اس کے بعد تم جانتی ہو کہ تمہارے شوہر آئیں گے اور تمہیں لے جائیں گے۔ اس کے بعد نہ تم یہاں رہو گی اور نہ ہی تم سے متعلق راج محل میں کوئی جھگڑا فساد اٹھے گا۔

اگر تم نے میری بات نہ مانی اور ان پندرہ دنوں میں راج محل میں کوئی جھگڑا فساد کھڑا کر دیا تو تم جانو کہ تمہارے ساتھ ساتھ تمہارے شوہر بھی کسی اذیت میں مبتلا ہو جائیں گے اور جس طرح وہ اس وقت تم سے علیحدہ ہو کر یوں خانہ بدوشی کی زندگی بسر کر رہے ہیں ہو سکتا ہے ان کی خانہ بدوشی میں اضافہ ہو جائے۔"

دروپدی یدشٹر کی باتوں کا مطلب سمجھ گئی لہٰذا اس نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ اپنے غصے کو ٹھنڈا کیا اور پھر وہ چپ چاپ وہاں سے چلی آئی۔

دروپدی واپس اپنے کمرے میں آئی۔

تھوڑی دیر تک وہ اپنی بے بسی اور لاچارگی پر سسک سسک کر روتی رہی۔ اس کے بعد اس نے اپنے آپ کو سنبھالا دینے کی کوشش کی۔ ہاتھ منہ دھویا اور کسی حد تک اپنے آپ کو سنبھال کر کمرے میں بیٹھ گئی اتنے میں رانی سداشتنہ اس کے کمرے میں داخل ہوئی اور بڑے حیرت آمیز لہجے میں اس نے دروپدی کو مخاطب کر کے پوچھا:

"سیرندھری! ایسا لگتا ہے کہ تم روتی رہی ہو۔ کیا بات ہے۔ تمہاری اداسی اور اس افسردگی کی کیا وجہ ہے مجھے بھی تو بتاؤ۔"

دروپدی نے کسی قدر خفگی سے رانی کو جواب دیتے ہوئے کہا:

"سنو رانی! یہ جانتے ہوئے بھی کہ تمہارے بھائی کے محل میں میرے ساتھ کیا حادثہ پیش آئے گا تم نے مجھے شراب لانے کے لیے اس کی طرف بھیج دیا۔ اب تم بیگانگی کا اظہار کرتے ہوئے مجھ سے پوچھ رہی ہو کہ میرے ساتھ کیا ہوا؟"

اس کے بعد اس نے جو کچھ کیچک کے محل میں اس کے ساتھ پیش آیا تھا اور بعد میں راجہ کے سامنے جو بات ہوئی تھی، تفصیل کے ساتھ رانی سداشتنہ سے کہہ دی۔

سداشتنہ یہ ساری کاروائی سن کر تھوڑی دیر تک متفکر اور مغموم سی بیٹھی رہی۔ دروپدی اس دوران اس کی طرف بڑے غور سے دیکھتی رہی۔

پھر اس نے دوبارہ رانی سداشتنہ کو مخاطب کر کے کہا:

"سنو رانی! تمہارے بھائی نے اپنے محل میں میرے ساتھ جو سلوک کیا اور بدی کا معاملہ جو وہ میرے ساتھ کرنا چاہتا تھا اس کا مجھے افسوس نہیں ہے کہ میرے پانچوں شوہروں کو اس واقعے کی خبر ہو چکی ہے جو تمہارے بھائی کیچک کے باعث میرے ساتھ پیش آ چکا ہے۔

اے رانی! میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ عنقریب میرے پانچوں شوہر وارد ہوں گے اور تمہارے بھائی کا کام تمام کر کے رکھ دیں گے۔

اے رانی! میں نے تمہیں پہلے ہی یہ بتا دیا تھا کہ مجھے صرف ایک برس کی زندگی تمہارے ہاں گزارنی ہے۔ اس دوران کوئی میری بے عزتی یا توہین کا باعث بنا تو میرے شوہر اسے زندہ نہ چھوڑیں گے۔ یہ بات میں نے پہلے ہی تمہارے گوش گزار کر دی تھی۔

اب جبکہ سب کچھ بتا دینے کے بعد تم نے مجھے اپنے بھائی کی طرف بھیجا کہ میں اس سے تمہارے لیے

شراب لے کر آؤں حالانکہ تم جانتی تھیں کہ تمہارا بھائی میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔

سنو لےرانی! اب اس وقت کا انتظار کرو جب میرے شوہر وارد ہوں گے اور اس کیچک کا کام تمام کر کے رکھ دیں گے۔

رانی سداشنہ جو ہمیشہ دروپدی کے ساتھ شفقت اور نرمی سے پیش آیا کرتی تھی، دروپدی کے اس انکشاف پر اس کے لیے اس کی آنکھوں میں دور دور تک نفرت پھیل گئی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور غصے سے پاؤں پٹختی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

○

اس روز سورج غروب ہونے کے بعد جب رات وارد ہوئی اور لوگ اپنے اپنے گھروں میں دبک کر سو گئے تو دروپدی اپنے کمرے سے نکل کر آہستہ آہستہ اور دبے پاؤں چلتی ہوئی وہ راج محل کے باورچی خانے کے قریب اس کمرے کی طرف گئی جس میں بھیم سین رہتا تھا۔

آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے وہ بھیم سین کے کمرے میں داخل ہوئی۔ اس نے دیکھا کہ بھیم سین اس وقت گہری نیند سو رہا تھا۔

دروپدی آگے بڑھ کر بھیم سین کے پلنگ پر بیٹھ گئی اور اس کا شانہ ہلاتے ہوئے اسے جگایا۔ بھیم سین دروپدی کے جگانے پر فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور بڑی حیرت اور پریشانی سے وہ دروپدی کی طرف دیکھنے لگا۔ دروپدی نے بڑی دھیمی آواز اور بڑے رازدارانہ لہجے میں بھیم سین سے کہا:

"بھیم سین! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم یوں گھوڑے بیچ کر گہری نیند سوئے ہوئے ہو۔ میں پوچھتی ہوں تمہیں کیسے نیند آ سکتی ہے جب میں اپنا وقت دکھ، تکلیف اور پریشانی میں کاٹ رہی ہوں؟"

"سنو بھیم سین! میرے شوہر کی حیثیت سے تم کیسے پُرسکون نیند سے بغل گیر ہو سکتے ہو جبکہ میں رات کے اس حصے میں جاگ کر وقت کاٹنے کی کوشش کر رہی ہوں"۔

بھیم سین نے ہاتھ بڑھا کر دروپدی کے منہ پر رکھ دیا اور پھر بڑی آہستگی سے سرگوشی کرتے ہوئے دروپدی سے کہا:

"دروپدی! یہ تم کیا حماقت کر بیٹھی ہو۔ اس وقت تم یہاں میرے کمرے میں کیوں آئی ہو۔ اگر کسی نے تمہیں میرے پاس دیکھ لیا تو لوگوں کو اس رشتے کا علم ہو جائے گا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ اس طرح

لوگوں پر ہماری اصلیت اور حقیقت بھی ظاہر ہو جائے گی اور ہمیں بارہ سال اور زیادہ جلا وطنی کی زندگی بسر کرنا پڑے گی دروپدی! جو کچھ تم نے کہنا ہے وہ دن کی روشنی میں آ کر باورچی خانے سے کوئی چیز لینے کے بہانے مجھے بتا دینا۔ اب جاؤ اور جلدی کرو۔ اگر کسی نے تمہیں میرے پاس یہاں دیکھ لیا تو ہمارا سارا بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔"

دروپدی تھوڑی دیر تک بیٹھی رہی۔

اس دوران اس نے کچھ سوچا۔ پھر بھیم سین کو مخاطب کر کے کہنے لگی:

"سنو بھیم سین! مجھے اب ہر وقت کیچک کی طرف سے خدشہ اور خطرہ لاحق رہنے لگا ہے۔ وہ کسی بھی وقت مجھے بے آبرو کر سکتا ہے۔ لہٰذا میں تمہاری طرف آئی ہوں۔

اس موقع پر میں یدھشٹر کی طرف نہ جا سکتی تھی کہ وہ محل کے اندرونی حصے میں رہتا ہے۔ ارجن، نکولا اور سہادیو کی طرف بھی نہ جا سکتی تھی کہ ان کے کمرے یہاں سے دور ہیں۔ لہٰذا میں خوب سوچ بچار کر کے تمہاری طرف آئی ہوں۔

بھیم سین! جس وقت ویرت کے راجہ کے سامنے میں نے کیچک کی زیادتیوں کی ساری داستان سنائی تھی اس وقت تم بھی وہاں موجود تھے۔

بھیم سین! کیچک نے میرے ساتھ بہت زیادتی کی ہے۔ اس نے مجھے مارا اور مجھے اپنے محل میں بند کر کے مجھے بے آبرو کرنا چاہا۔ میں بڑی مشکل کے ساتھ بھاگ کر اپنی عزت بچاتے ہوئے آنے میں کامیاب ہوئی تھی۔ جب سے یہ حادثہ پیش آیا بھیم سین! مجھے نہ سکون ہے نہ میرا کھانے پینے کو دل کرتا ہے۔ بس ہر وقت ایک ہی پکار میرے دل سے ابھرتی ہے کہ کیچک سے اس توہین اور بے عزتی کا بدلہ لیا جائے۔

سنو بھیم! کیچک کے ساتھ میرے اس حادثے کے بعد ویرت کی رانی سداشنہ بھی میرے خلاف ہو گئی ہے۔ پہلے وہ میرے ساتھ انتہائی پیار اور محبت سے پیش آتی تھی لیکن گزشتہ دن کے حادثے کے بعد وہ بھی میرے خلاف ہو چکی ہے۔

بھیم! پہلے رانی مجھ سے کوئی مشقت یا محنت کا کام نہ لیتی تھی پر آج اس نے مجھ سے اپنے لیے خوشبوئیں تیار کرنے کے لیے بہت سی چیزیں پسوائیں اور وہ چیزیں پیس پیس کر بھیم سین! یہ دیکھو میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں۔"

پھر دروپدی نے اپنے دونوں ہاتھ بھیم کے سامنے کر دیے۔

اندھیرے میں بھیم سین نے دروپدی کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ پھیرتے ہوئے جائزہ لیا اور محسوس کیا کہ اس کے

ہاتھوں پر واقعی چھالے پڑ چکے تھے۔

اسے تسلی دینے کی خاطر پہلے اس نے دونوں ہاتھ چوم لیے۔ پھر پیار بھرے انداز میں اس نے دروپدی کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا:

"سنو دروپدی! میں جانتا ہوں کہ کیچک نے تمہارے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کی تھی۔ تم جانتی ہو اے دروپدی کہ میں نے کبھی بھی تمہارا کہا نہیں ٹالا۔ جو کچھ بھی تم نے کہا ہے میں اسے ہمیشہ کر گزرا۔ کل دن کے وقت جب تم بھاگتی ہوئی ویرت کے راجہ کے پاس آئی تھیں اور کیچک بھی تمہارے تعاقب میں بھاگتا ہوا وہاں آیا تھا تو میں سارے معاملے کو سمجھ گیا تھا۔ اس وقت مجھے کیچک پر ایسا غصہ آیا تھا کہ میں آگے بڑھ کر اس کا کام تمام کر دینا چاہتا تھا پر اپنے بھائی یدھشٹر کی بر وقت نصیحت اور اشارے کے باعث میں ایسا کرنے سے باز رہا۔ میں سمجھ گیا تھا وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔

سنو دروپدی! مجھے تم سے اس قدر محبت اور پیار ہے کہ میں تو ابھی تک تمہارا وہ حادثہ ہی فراموش نہیں کر سکا جب دریودھن کا بھائی گھسیٹ کر تمہیں بڑے ہال میں لایا تھا۔

سنو دروپدی! یہ جلا وطنی کے دن کامیابی کے ساتھ گزر جانے دو۔ پھر تم دیکھنا کہ میں اس کیچک اور دریودھن کے بھائی دسوشاسن سے تمہاری بے عزتی کا کیسا بھیانک انتقام لیتا ہوں۔

سنو دروپدی! ان دنوں ہمیں بڑا محتاط رہنا چاہیے۔ ہمارے تیرہ برس پورے ہونے میں صرف پندرہ دن رہ گئے ہیں۔ اگر ان پندرہ دنوں کے اندر ہم نے یہاں پر کوئی بڑا حادثہ کھڑا کر دیا تو لوگوں پر ہماری شناخت ظاہر ہو جائے گی۔

اور دروپدی! تم جانتی ہو کہ اگر ایسا ہو گیا تو ہمیں مزید بارہ برس کا عرصہ جنگلوں میں گزارنا ہو گا اور میں ایسا نہیں چاہتا۔

دروپدی! میں بڑا بے چین ہوں کہ یہ پندرہ دن تھوڑی تیزی سے گزر جائیں۔ اس کے بعد میں کیچک اور دسوشاسن سے تمہارا انتقام لوں گا۔ لہٰذا اس موقع پر میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا کہ جو کچھ بھی ہوا ہے اسے صرف اور صرف پندرہ دن کے لیے صبر و خاموشی سے برداشت کر جاؤ۔"

دروپدی نے بھیم سین کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور روتی ہوئی آواز میں اس نے بھیم سین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"اے بھیم سین! مجھے امید نہ تھی کہ تم ایسی سنگدلی اور بیگانگی سے میری خواہش اور میری آرزو کو ٹھکرا کر رکھ دو گے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اب میرے لیے زندہ رہنے کا کوئی راستہ نہیں۔ اب موت ہی میرے ان مسائل کا حل ہے۔

اے بھیم سین! اگر تم کیچک کو قتل نہیں کر سکتے تو میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ آج رات ہی میں زہر پی کر اپنا خاتمہ کر لوں گی۔"

دروپدی کی اس بات پر بھیم سین تڑپ اٹھا۔

آگے بڑھ کر اس نے بڑے پیار سے پہلے اس کے دونوں بازو تھام لیے۔ پھر اپنے اوپر لی ہوئی چادر سے اس کی آنکھیں خشک کیں۔ پھر بڑے پیار سے بولا:

"سنو دروپدی! میں تم کو روتا ہوا اور اداس نہیں دیکھ سکتا۔ تمہاری حالت دیکھتے ہوئے اب میں تم کو یہ مشورہ بھی نہیں دے سکتا کہ ان حالات میں پندرہ دن اور صبر کرو۔

سنو دروپدی! میں کیچک سے انتقام لوں گا اور تمہاری خاطر میں اسے کل ہی ختم کر دوں گا۔ یہ میرا تمہارے ساتھ وعدہ ہے۔"

بھیم سین کے اس فیصلے پر دروپدی خوش ہو گئی۔

اس کے چہرے پر اب مسکراہٹ بکھر گئی۔ اس نے اپنے دونوں بازو چھڑاتے ہوئے بھیم سین کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر چوم لیے۔

اس لمحے وہ بھیم سین سے کچھ کہنا چاہتی تھی کہ بھیم سین نے اس کے بولنے سے پہلے اسے خود مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"سنو دروپدی! اب تم اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو اور کل کیچک سے اس کے محل میں جا کر ملو۔ اور اس سے کہو کہ میں کل کے واقعے پر اور حادثے پر شرمندہ ہوں اور یہ کہ میں اپنے کل کے رویے پر تم سے دلی معافی مانگتی ہوں۔

کیچک اگر وہاں تم سے دست درازی کرنا چاہے تو تم بڑے پیار سے اور بڑی چاہت سے اسے مخاطب کر کے کہنا کہ محل میں تم اس کے ساتھ رات بسر نہیں کر سکتی ہو۔ اس لیے کہ اگر کسی کو علم ہو گیا تو تم بدنام ہو کر رہ جاؤ گی اور راج محل میں رہنے کے قابل نہ رہو گی۔ لہٰذا تم کیچک سے کہنا کہ راجہ نے راج محل سے متصل جو ناچ گھر بنوایا ہے اور جس کے اندر راجہ نے خوبصورت کمرے اور حسین و جمیل بڑی بڑی مسہریاں بچھائی ہیں۔ ان کمروں میں سے ایک کمرے میں تم اس کا رات کو انتظار کرو گی۔

جب تم یہ الفاظ کیچک سے کہو گی تو وہ خوش ہو جائے گا اور وہ تم سے ملنے کے لیے رات کو ضرور اس راج محل کے ساتھ بنے ہوئے ناچ گھر میں ملنے کے لیے آئے گا۔ میں بھی وہاں پہنچ جاؤں گا اور پھر تم دیکھنا کہ۔

میں وہاں کیسے کیچک کا کام تمام کر کے رکھ دوں گا۔"

بصیم سین کی یہ گفتگو سن کر دروپدی پُر سکون اور خوش ہو گئی۔ پھر وہ وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اور دبے پاؤں چلتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

ایک روز صبح ہی صبح یوناف چونک کر اپنے بستر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے محسوس کیا کہ سرائے کے صحن میں بہت سے لوگ جمع تھے جن کی وجہ سے سرائے میں ایک شور کا طوفان برپا تھا۔

جونہی یوناف بستر پر اٹھ کر بیٹھا اسی وقت اس کے ساتھ والی مسہری پر لیٹی ہوئی بیوسا بھی اٹھ گئی اور استفہامیہ انداز میں یوناف کو دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا:

"یہ باہر سرائے کے صحن میں لوگوں کا شور کیسا ہے؟ کیا یہاں کوئی غیر معمولی واقعہ ہو گیا ہے جس کی وجہ سے صبح ہی صبح لوگ جمع ہو گئے ہیں۔"

یوناف اپنے بستر سے اتر آیا اور بولا:

"تم اپنے بستر پہ لیٹ کر آرام کرو۔ میں صحن میں جاتا ہوں اور وہاں جمع ہونے والے لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا معاملہ ہے۔"

اس پر بیوسا بھی اپنے بستر سے اٹھ کھڑی ہوئی اور یوناف کی طرف دیکھ کر بولی:

"نہیں۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی اور دیکھتے ہیں کہ وہاں کیا معاملہ ہوا ہے۔ پھر ساتھ ہی مطبخ سے دونوں کھانا کھا لیں گے۔"

یوناف نے بیوسا کی اس تجویز کو پسند کیا۔ دونوں نے باری باری طہارت خانے میں جا کر منہ دھویا۔ پھر کمرے سے نکل کر وہ سرائے کے احاطے کو ہو لیے۔

دونوں جب اصطبل کے سامنے سرائے کے کھلے احاطے میں آئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں بہت سے لوگ جمع تھے اور بڑی بے بسی کے عالم میں اپنے درمیان کسی چیز کو بڑے غور اور انہماک سے دیکھ رہے تھے۔ ایک طرف چند عورتیں سوچوں کا بوجھ لیے اور دکھ کے عمیق غموں میں ڈوبی سسکیاں لیتی ہوئی فاختاؤں کی طرح

Uploaded By Nadeem

رو رہی تھیں۔

یوناف اور بیوسا نے ایک بار اس سارے ماحول کا جائزہ لیا پھر وہ لوگوں کے اس ہجوم کے اندر گھس گئے انہوں نے دیکھا وہاں جمع ہونے والے لوگوں کے درمیان تین لاشیں پڑی ہوئی تھیں جن کے چہرے مسخ ہو چکے تھے اور بدن سے جگہ جگہ گوشت غائب تھا۔ لباس تار تار تھا۔

یوناف نے ایک بار پھر اس ماحول کا جائزہ لیا۔ وہاں جمع ہونے والے لوگ دستِ طلب اور دعا کے حرف کی طرح اداس کھڑے تھے۔ ایک طرف سرائے کا مالک گردن جھکائے کھڑا تھا۔ اس کی رنگت پیلی اور آنکھیں بوجھل ہو رہی تھیں بالکل اس دیے کی مدھم لو کی طرح جس سے ساری رات کی نیندیں الجھتی رہی ہوں۔ یہ سارا سماں دیکھنے کے بعد یوناف نے اپنے قریب کھڑے ایک شخص سے پوچھا:

"میرے بھائی! یہ سارا معاملہ کیا ہوا اور یہ مرنے والے کون ہیں؟"

اس شخص نے غور سے یوناف کی طرف دیکھا اور جواب دیا:

"یہ تینوں مرنے والے اسی سرائے میں ٹھہرے ہوئے تھے اور وہ ایک طرف بیٹھی ہوئی عورتیں جو رو رہی ہیں وہ بھی ان کے ساتھ تھیں۔ رات کو جانے کیا چیز ان تینوں پر حملہ آور ہوئی اور ان تینوں کو ان کے کمرے سے نکال کر یہاں پھینک گئی ہے۔ تم ان کے چہروں کی حالت دیکھو بالکل مسخ کر دیے گئے ہیں۔ ان کے کپڑے بھی چیر پھاڑ دیے گئے ہیں اور ان کے جسموں سے گوشت بھی کاٹ دیا گیا ہے۔ بالکل اس انداز سے جیسے کوئی درندہ ان پر حملہ آور ہوا ہو۔۔۔۔ اور ان کے جسم سے گوشت نوچ نوچ کر کھا گیا ہو۔"

اس انکشاف کے بعد یوناف نے ایک بار پھر مڑ کر ان روتی ہوئی عورتوں کی طرف دیکھا۔ وہ بے چاری کبھری بکھری خاموشیوں کے لاشوں، ویران گزرگاہوں اور تیک آلود رویا، محرومیوں کی داستان اور مسمار خوابوں کی طرح ایک طرف بیٹھی نوحہ کناں تھیں۔

یہ دیکھ کر یوناف کی حالت آتش کے بدلتے تیوروں جیسی ہو کر رہ گئی۔ اس کا چہرہ تپ کر سرخ ہو گیا اور وہ آندھیوں کی شدت اختیار کرتا جا رہا تھا۔

ایسا لگتا تھا کہ اس کے سامنے گویا کسی نے نزع کا وقت لا کھڑا کیا ہو یا اس کے پاؤں میں نا امیدیوں کے سراب باندھے جانے لگے ہوں۔ مجموعی طور پر یوناف کا ہر نفس طوفانِ شوریدہ سر اور ہر سانس زلزلہ بنتا جا رہا تھا۔

اتنے میں سرائے کا مالک تیز تیز چلتا ہوا اور لوگوں کو ادھر ادھر ہٹاتا ہوا یوناف کے پاس آیا اور روتی ہوئی آواز میں اسے مخاطب کر کے بولا:

"اے یوناف! تم ایک عرصے سے میری اس سرائے میں قیام کیے ہوئے ہو۔ کیا تم نے میری سرائے میں کوئی ایسا حادثہ نمودار ہوتے دیکھا ہے۔ لوگ میرے ہاں بڑے سکون سے اپنا وقت گزارتے ہوئے اپنی اپنی منزلوں کی طرف روانہ ہوتے رہے ہیں لیکن یہ حادثہ جو آج پیش آیا ہے اور ان تین جوانوں کو ان کے کمروں سے نکال کر اور ان کی لاشوں کو اس بری طرح مسخ کر کے سرائے کے صحن میں ڈال دیا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے خلاف کوئی سازش کی جا رہی ہے تاکہ لوگ میری سرائے میں آنا بند کر دیں اور میرا سارا کاروبار ختم ہو کر رہ جائے۔"

سرائے کے مالک کی یہ باتیں سن کر یوناف کو بے حد دکھ ہوا۔ وہ واقعی ایک عرصے سے اس سرائے میں رہ رہا تھا اور سرائے کے مالک کا سلوک لوگوں کے ساتھ بے حد مشفقانہ اور نرم تھا۔ اسی بنا پر یوناف نے اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا اور پھر وہ اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا:

"تم فکر مند نہ ہو۔ اگر یہ تمہارے خلاف کوئی سازش ہے تو ہم سب مل کر ضرور اس سازش کو بے نقاب کریں گے اور تمہاری سرائے کے دھندے کو ختم نہیں ہونے دیں گے۔

اب تم سب سے پہلا کام یہ کرو کہ ان تینوں مرنے والوں کی تدفین کا انتظام کرو۔ اس لیے کہ جوں جوں لوگ یہاں پر جمع ہوں گے اور ان لاشوں کو دیکھیں گے تو اس سے تمہاری سرائے کے کاروبار پر برا اثر پڑے گا۔ لہٰذا ان لاشوں کو فوراً یہاں سے اٹھا کر دفن کر دینا چاہیے۔"

سرائے کے مالک کو یوناف کی یہ بات بے حد پسند آئی لہٰذا ان سب لوگوں نے مل کر لاشوں کی تدفین کا کام شروع کر دیا۔

بظاہر سرائے میں پیش آنے والا یہ معاملہ رفع دفع ہو گیا تھا اور لوگ پھر پُرسکون ہو کر سرائے میں قیام کرنے لگے تھے لیکن دوسرے روز پھر ایسا ہی حادثہ پیش آیا۔

سرائے میں قیام کرنے والے لوگ جب صبح اٹھے تو انہوں نے دیکھا کہ اس روز چار لاشیں سرائے کے صحن میں ادھڑی ہوئی پڑی تھیں۔ یہ لاشیں بھی ان لوگوں کی تھیں جو سرائے میں قیام پذیر تھے۔

سرائے کا مالک یہ حال دیکھ کر غصے اور غم میں بری طرح چلانے لگا۔

یوناف نے پہلے روز کی طرح اسے پھر ڈھارس دی اور ان لاشوں کی تدفین کا بندوبست کر رہا تھا۔ پھر جب سرائے کے مطبخ میں کھانا کھانے کے بعد یوناف، بیوسا کے ساتھ اپنے کمرے میں آیا تو اس نے مدھم اور دھیمی آواز میں پکارا:

"ابلیکا! ابلیکا! تم کہاں ہو؟"

تھوڑی دیر کے بعد ابلیکا نے یوناف کی گردن پر ڈس دیا تو یوناف نے اسے سنجیدہ اور نم آلودسی آواز میں کہنا شروع کیا:

"ابلیکا! ابلیکا! شاید تم جانتی ہو گی کہ سرائے کے اندر گزشتہ روز تین مسافروں کو قتل کر کے اور ان کی لاشوں کو بری طرح مسخ کر کے صحن میں ڈال دیا گیا تھا اور آج چار مسافروں کے ساتھ پھر یہی معاملہ کیا گیا ہے۔ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ تم اپنے اطراف میں گھوم جاؤ اور دیکھو کہ سرائے کے اندر قیام کرنے والے مسافروں کے ساتھ ایسا معاملہ کون کر رہا ہے اور وہ کون سی قوت ہے جو سرائے میں قیام کرنے والے مسافروں کو ان کے کمروں سے نکال کر اور ان کی لاشوں کو مسخ کر اور اس بری طرح ادھیڑ کر سرائے کے صحن میں پھینک جاتی ہے۔"

جواب میں ابلیکا نے بڑی پُرسکون اور حیات بخش سی آواز میں یوناف سے کہا:

"اے یوناف! تم فکر مند نہ ہو میں ابھی جاتی ہوں اور اس بات کا پتہ کرتی ہوں کہ سرائے کے اندر ایسا خونی کھیل کون کھیل رہا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی ابلیکا یوناف کی گردن سے علیحدہ ہو گئی۔

○

نجیم سین سے ملنے کے بعد دروپدی نے رات کا کھانا کھانے کے بعد رات کا وہ حصہ پُرسکون انداز میں گزار دیا۔ دوسرے روز صبح کا کھانا کھانے کے بعد وہ راج محل میں اپنے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی کہ کیچک اس کے کمرے میں داخل ہوا۔

وہ اس کے سامنے آ کر رکا اور کہنے لگا:

"اے سیرندھری! تو نے دیکھا کہ جو معاملہ میں نے تمہارے ساتھ کیا کل اس کے سلسلے میں ویرت کے راجہ نے ایک لفظ بھی تمہارے حق میں اور میرے خلاف نہیں کہا اور راجہ کا یہ رویہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ میرے خلاف کچھ کہتے ہوئے اور میرے خلاف کوئی قدم اٹھاتے ہوئے ڈرتا ہے۔

اس بات کو تم یوں بھی کہہ سکتی ہو کہ راجہ مجھ سے خوفزدہ رہتا ہے کہ ریاست کے لشکر میرے ماتحت ہیں اور اگر اس نے میرے خلاف کوئی عملی قدم اٹھانے کی کوشش کی تو اسی وقت اسے میں راج پاٹ سے علیحدہ کر سکتا ہوں۔

لہٰذا اس ریاست کے اندر میں کچھ بھی کروں راجہ میرے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا۔

اے سیرندھری! تمہاری بہتری کا اسی میں ہے کہ میری پیشکش کا مثبت جواب دو۔ میں تمہیں پسند کرتا ہوں کیونکہ میں تم سے بے پناہ محبت کرتا ہوں اور تم سے شادی کا خواہاں ہوں۔ تمہارے وہ پانچوں شوہر کیسے شوہر ہیں جو تمہیں یہاں بے بسی اور لاچارگی کی حالت میں چھوڑ گئے ہیں۔

سنو سیرندھری! وہ اس قابل نہیں ہیں کہ تم ان کی بیوی بن کر رہو۔ تم میرے ساتھ چلو۔ مجھ سے شادی کر لو اور میرے محل کے اندر اس ریاست کی حقیقی رانی بن کر زندگی بسر کرو۔

اور سنو سیرندھری! اگر تم نے میرا کہنا نہ مانا تو مجھے اپنے انتقام کی تسکین کے لیے زبردستی کرنا پڑے گی اور اس معاملہ میں تمہارے شوہر بھی یہاں آ گئے تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں ان کے بھی سر قلم کر کے تمہیں حاصل کر لوں گا۔ لہٰذا میری ان سب باتوں پر غور کرنے کے بعد مجھے اپنے آخری فیصلہ سے آج اور ابھی فوری طور پر آگاہ کرو۔"

کیچک کی یہ گفتگو سن کر دروپدی تھوڑی دیر تک خاموش رہی۔ پھر اس نے اپنے چہرے پر ایک خوشگوار اور انتہائی پرکشش مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے اپنا ہاتھ اٹھا کر اپنی سامنے والی نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کیچک سے کہا:

"بیٹھو۔ میں تم سے بات کرتی ہوں۔"

کیچک دروپدی کے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ اور اس کے بدلے ہوئے انداز اور رویے کو دیکھ کر خوش ہوا۔ پھر وہ بڑی تیزی سے اس کے سامنے والی نشست پر بیٹھ کر اس کی طرف دیکھنے لگا کہ دیکھیں اب دروپدی کیا کہتی ہے۔

دروپدی نے اپنے خوبصورت ہونٹوں پر پھیلی مسکراہٹوں کو اور زیادہ جاذب نظر اور پرکشش بناتے ہوئے کہا:

"سنو کیچک! مجھے تمہارے ساتھ اپنے رویے پر شرمندگی اور ندامت ہے۔ میں نے کافی سوچ بچار کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ تم مجھے دیوانگی کی حد تک چاہتے ہو اور مجھ سے پیار کرتے ہو۔ میں تمہارے ساتھ تعلقات استوار کرنے اور تمہارے ساتھ شادی کرنے کے لیے تیار ہوں لیکن اس کے لیے میری دو شرائط ہیں:"

دروپدی کی یہ گفتگو سن کر کیچک خوشی کے مارے ایک طرح اپنی جگہ سے اچھل پڑا۔ پھر اس نے فوراً دروپدی سے پوچھا:

"اے سرندھری! تمہاری کیا شرائط ہیں؟"

دروپدی پھر پہلے کی طرح خوش گوار انداز میں بولی:

"سنو کیچک! جب میرے پانچوں شوہروں کو تمہارے ساتھ میرے تعلقات کی خبر ہوگی تو وہ ضرور بہ ضرور پہلے تم پر بلکہ مجھ پر بھی حملہ آور ہوں گے اور مجھے بھی قتل کرنے کی کوشش کریں گے۔

میری پہلی شرط یہ ہے کہ تم ان پانچوں سے میری حفاظت کرو گے اور مجھے ان کے ہاتھوں قتل ہونے سے بچاؤ گے۔"

اس پر کیچک فوراً کہنے لگا:

"یہ تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ وہ پانچوں تو کیا میں دنیا کی ہر طاقت کے خلاف تمہاری حفاظت کروں گا۔

اب تم دوسری شرط کہو۔"

کچھ سوچ بچار کے بعد دروپدی کہنے لگی:

"میں اس وقت تک تم سے باقاعدہ شادی نہ کروں گی جب تک میرے پانچوں شوہر ٹھکانے نہیں لگا دیے جاتے۔"

اس پر کیچک کے چہرے پر اداسی اور افسردگی چھا گئی۔ وہ بولا:

"تو کیا اس وقت تک میں تمہیں دیکھنے کو ترستا رہوں گا۔"

اس پر دروپدی تڑپ کر بولی:

"نہیں۔ ایسا معاملہ نہیں ہے۔ ہم ہر روز رات کو آپس میں ملتے رہیں گے۔"

اس پر کیچک پھر تڑپ اٹھا اور پوچھنے لگا:

"کیا رات کے وقت تم میرے محل میں آیا کرو گی؟"

دروپدی نے کہا:

"ایسا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک میں تمہارے ساتھ باقاعدہ شادی نہیں کر لیتی اور باقاعدہ شادی میں اس وقت تک نہ کروں گی جب تک میرے پانچوں شوہروں کو تم ٹھکانے نہیں لگا دیتے۔ ہاں تمہاری اس بے چینی کا حل میں نے تلاش کیا ہے۔"

"تم جانتے ہو کہ راج محل کے قریب ہی راجہ نے ایک نیا ناچ گھر تیار کرایا ہے۔ اس ناچ گھر کے بڑے بڑے کمرے ہیں جن میں سے ایک کمرے کے ایک کونے میں ایک انتہائی اعلیٰ قسم کی مسہری بھی ڈالی گئی ہے۔ جہاں پر رقص کرنے والے باری باری آرام کرتے ہیں۔ اے کیچک! میں ہر روز آدھی رات کے وقت اس مسہری پر تمہارا انتظار کروں گی۔

اور میری دوسری شرط یہ ہے کہ آدھی رات کے وقت اس ناچ گھر میں تم مجھ سے ملنے اکیلے آیا کرو گے۔ اگر تم اپنے ساتھ اپنے کسی ساتھی یا سنگی کو بھی لاؤ گے تو پھر میں کبھی بھی تم سے ملنے نہیں آؤں گی۔ بس تمہارے ساتھ تعلقات استوار کرنے کے لیے میری یہی دو شرائط ہیں۔"

اس پر کیچک بڑے پیار بھرے انداز میں دروپدی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بولا:

"سنو سرندھری! میں تم سے پیار اور محبت کرتا ہوں۔ میں ایسا پاگل اور دیوانہ تو نہیں ہوں کہ رات کے وقت تم سے ملنے کے لیے اپنے کسی ساتھی کو وہاں لاؤں۔

سنو سرندھری! میں اس ناچ گھر میں آدھی رات کے وقت روز اکیلا تم سے ملنے آؤں گا۔ یہ جو فیصلہ تم نے میرے حق میں کیا ہے اس کے لیے میں تمہارا بے حد ممنون ہوں۔"

اس پر سرندھری یعنی دروپدی نے کہا:

"اے کیچک! اب تم اپنے محل کی طرف چلے جاؤ اور آج آدھی رات کو مجھے ناچ گھر کے اندر ملو۔ اور سنو! اب تم جاؤ۔ اگر کسی نے تمہیں یہاں دیکھ لیا تو یہ معاملہ خواہ مخواہ میری بدنامی کا باعث بنے گا۔ اپنے شوہروں کے خاتمے کے بعد جب میں تمہارے ساتھ شادی کر لوں گی تو پھر تم جو چاہے کرتے رہنا اور جتنی دیر چاہے میرے ساتھ بیٹھے رہنا۔"

دروپدی کے منہ سے یہ الفاظ سن کر کیچک مطمئن ہو گیا اور خوش ہو گیا۔ پھر وہ وہاں سے بے حد خوش و خرم ہو کر چلا گیا۔

○

سردی کا موسم اپنے زوروں پر تھا۔

رات بڑی تیزی سے بھاگتی چلی جا رہی تھی۔

آدھی رات سے کچھ پہلے دروپدی اپنے کمرے سے نکلی اور دبے پاؤں چلتی ہوئی باورچی خانے سے ملحق اس کمرے کی طرف گئی جس میں بھیم سین رہتا تھا۔

جونہی وہ کمرے کے سامنے آئی بھیم سین کمرے سے نکل آیا۔ وہ عورتوں کی طرح ایک چادر اپنے اوپر ڈالے ہوئے تھا۔

دروپدی کو دیکھتے ہوئے وہ بڑی رازداری سے کہنے لگا:

"سنو دروپدی! میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ تم نے کیچک کو ناچ گھر میں آنے کے لیے کیا وقت دیا ہے؟"

دروپدی بھی سرگوشی ہی کے انداز میں بولی:

"سنو بھیم سین! میں نے اسے کہا تھا کہ وہ آدھی رات کو اس ناچ گھر میں آ جائے۔ وہاں میں اس کا انتظار کر رہی ہوں گی۔"

بھیم سین مطمئن انداز میں کہنے لگا:

"آدھی رات میں ابھی تھوڑی دیر ہے۔ ہمیں اس کے آنے سے پہلے ہی اس ناچ گھر میں پہنچ کر اس کا انتظار کرنا چاہیے۔ تم میرے ساتھ آؤ تاکہ ہم اس کے آنے سے پہلے ہی اس ناچ گھر کے اندر داخل ہو کر اس کا انتظار کریں۔"

جواب میں دروپدی نے کچھ بھی نہ کہا اور خاموشی سے بھیم سین کے ساتھ ہو لی۔

دونوں دبے پاؤں مگر کسی قدر تیزی سے چلتے ہوئے ناچ گھر کی طرف چل پڑے۔ سردی چونکہ اپنے عروج پر تھی اس لیے ناچ گھر کے نگران اور منتظمین ناچ گھر سے ملحقہ اپنے اپنے کمروں میں گہری نیند سو رہے تھے لہٰذا دروپدی اور بھیم سین بھی بے فکر ہو کر ناچ گھر کے بڑے کمرے میں داخل ہو گئے۔

ناچ گھر کے اندر جو بڑا سا پلنگ بچھا یا گیا تھا اس کے قریب آ کر بھیم سین رک گیا اور دروپدی کو مخاطب کر کے کہنے لگا:

"دروپدی! تمہاری جگہ میں اس پلنگ پر لیٹ کر کیچک کا انتظار کرتا ہوں۔"

پھر اس نے ایک قریبی ستون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"دروپدی! تم اس ستون کی اوٹ میں کھڑی ہو جاؤ اور جب کیچک اس کمرے میں داخل ہو تو تم بالکل کوئی آواز یا کھٹکا نہ پیدا کرنا۔ وہ کمرے میں داخل ہو کر سیدھا میری طرف اس پلنگ پر آئے گا اور مجھے یہاں سوتا پا کر وہ ضرور یہی اندازہ لگائے گا کہ تم یہاں لیٹ کر اس کا انتظار کر رہی ہو لہٰذا جب وہ میرے پاس آئے گا تو پھر میں اس پر موت طاری کر کے رکھ دوں گا۔"

بھیم سین کے کہنے پر دروپدی اس ستون کی اوٹ میں کھڑی ہو گئی۔ خود بھیم سین پلنگ پر لیٹ گیا اور اپنے اوپر وہ عورتوں والی چادر ڈال لی جو وہ اپنے کمرے سے اوڑھ کر آیا تھا۔

بھیم سین اور دروپدی کو زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑا۔

تھوڑی ہی دیر کے بعد کیچک دبے پاؤں اور آہستہ آہستہ کھٹکا اور آواز پیدا کیے بغیر اس ناچ گھر میں

داخل ہوا۔

اندھیرے میں وہ ادھر ادھر دیکھتا ہوا سیدھا اس پلنگ کی طرف آیا جس پر بھیم سین لیٹا ہوا تھا۔ اس کی آمد پر ستون کی اوٹ میں کھڑی ہوئی دروپدی سانس روک کر رونما ہونے والے واقعات کا انتظار کرنے لگی۔

کیچک جب پلنگ کے قریب آیا اور اس نے دیکھا کہ پلنگ پر کوئی لیٹا ہوا ہے تو وہ خوش ہو گیا کیونکہ اسے یقین تھا کہ دروپدی پلنگ پر لیٹی اس کا انتظار کر رہی ہو گی۔

جونہی وہ پلنگ پر آ کر بیٹھا اور اس نے اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے یہ چاہا کہ وہ دروپدی کا شانہ پکڑ کر ہلائے، ایک دم بھیم سین نے ریشمی چادر کے اندر سے اپنا ہاتھ نکالا اور کیچک کا ہاتھ اپنی گرفت میں لے لیا۔

کیچک کو وہ ہاتھ مردانہ اور سخت لگا اور وہ کسی قدر پریشان اور حیران ہو گیا کیونکہ اس کے ذہن میں تو یہ بات سمائی ہوئی تھی کہ دروپدی اس کا انتظار کر رہی ہو گی۔

ابھی وہ کوئی فیصلہ کرنے کے لیے سوچوں ہی میں الجھا ہوا تھا کہ بھیم سین ملموں کے طوفان اور صدیوں کے سربستہ راز کی طرح پلنگ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

کیچک بھی صبر کی چٹان کی طرح اپنی جگہ پر بیٹھا رہا تاہم وہ پریشان ضرور دکھائی دے رہا تھا۔ پھر اس نے حقیقت جاننے کے لیے کسی قدر دھیمی آواز میں بھیم سین سے پوچھا:

"تم کون ہو اور سیرندھری کہاں ہے۔ اگر تم اس کے کوئی جاننے والے ہو تو بتاؤ میرے ساتھ یہ دھوکا کیوں کیا گیا ہے۔ یاد رکھو تم جانتے ہو گے کہ میں کیچک ہوں اور میں اپنے سے دھوکہ کرنے والے اپنے دشمن کو زندہ نہیں چھوڑتا۔"

جواب میں بھیم سین نے گرجتی ہوئی آواز میں کہا:

"سنو کیچک! سناٹوں کی اس گونج کے اندر میں تجھے موت اور اجل کے سیاہ خانوں کے اندر بانٹنے کے لیے اس ناچ گھر میں آیا ہوں۔

سنو! اس سیرندھری کی خاطر جب تم مجھ سے اس ناچ گھر کے اندر ٹکراؤ گے تو تمہاری حالت میں تشنہ دہن مسافر جیسی بنا کر رکھ دوں گا۔"

بھیم سین کی اس گفتگو پر قبرستانوں جیسی اس ویرانی کے اندر کیچک کے چہرے پر تپش اور لو کا طوفان سا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے لہو کی تازہ حرارت جوش مارنے لگی تھی۔ پھر وہ بھیم سین کو مخاطب کرتے ہوئے بھاری آواز میں بولا:

"تم جو کوئی بھی ہو۔ میں تمہارے اس رویے پر حیران و پریشان نہیں ہوں۔ جو کچھ تم نے ابھی ابھی اپنے

الفاظ میں دعویٰ کیا ہے تو اس کے جواب میں میں یہ کہتا ہوں کہ تم بکواس کرتے ہو۔ تم جانتے ہو کہ میرا نام کیچک ہے اور میں اپنے دشمنوں کی روحوں پر وحشت اور ان کی جانوں پر مسلسل کرب و فراق طاری کرتے ہوئے ان کو ختم کر دینے کا عادی ہوں۔"

بھیم سین نے بکھر بکھر کر اڑتے ہوئے گولوں اور امڈتے طوفان کے سے انداز میں کیچک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"سنو کیچک! آج تک تمہارا واسطہ میرے جیسے جوان سے نہ پڑا ہو گا۔ سنو میں تیری حیات کا تاریک محور قیامت کے مراحل سے گزار کر رکھ دوں گا۔ تیری حیات کے جنجال کو، تیری اس کشمکش دنیا کو، تیرے سود و زیاں کے اس جہان کو میں موت کے پاتال میں اتار دوں گا۔

سنو کیچک! میں تیری نگاہ آوارہ گیر اور تیری سماعت کو معطل کر کے رکھ دوں گا۔ اٹھو اور اس ناچ گھر کی تاریکی کے اندر بغیر کسی ہتھیار کے میرا مقابلہ کرو اور پھر دیکھو کہ رات کی اس تاریکی، سکوت اور ویرانی کے اندر کون کس کو مغلوب کرتا ہے۔"

بھیم سین کی اس للکار پر کیچک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ بھیم سین بھی ایک زہریلی جست کے ساتھ اٹھا وہ دونوں ناچ گھر کی اس تاریکی کے اندر ایک دوسرے سے ٹکرا گئے تھے۔ وہ بری طرح سے ایک دوسرے پر مکے، لاتوں اور گھونسوں کی بارش کر رہے تھے جبکہ دروپدی خاموشی کے ساتھ ستون کی اوٹ میں کھڑی یہ منظر دیکھ رہی تھی۔

تھوڑی دیر تک کیچک ڈٹ کر بھیم سین کا مقابلہ کرتا رہا لیکن جلد ہی اس نے اندازہ کر لیا کہ بھیم سین اس سے کہیں زیادہ طاقتور اور زور آور ہے۔ یہ خیال آتے ہی کیچک پر سستی اور پژمردگی چھانے لگی۔ اسی لمحہ بھیم سین نے اسے اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا لیا اور زوردار انداز میں اسے ناچ گھر کے فرش پر پٹخ دیا۔ اس کے ساتھ ہی بھیم سین اچانک کیچک پر وارد ہوا۔ اپنا گھٹنا اس نے کیچک کی چھاتی پر رکھ کر اپنے نیچے اسے دبائے رکھا۔ پھر اس نے زوردار گھونسے مار کر کیچک کی رانیں اور گردن توڑ دی۔

بھیم سین نے جب اندازہ لگا لیا کہ کیچک اب مر چکا ہے تو وہ اٹھ کر ستون کے پاس کھڑی دروپدی کے پاس آیا اور رازداری سے اسے مخاطب کر کے بولا:

"سنو دروپدی! تم جیسی بیوی کی خاطر میں نے کیچک کا کام تمام کر کے رکھ دیا ہے۔ میں نے اس کی دونوں رانیں اور گردن توڑ دی ہے اور اس وقت وہ مردہ حالت میں ناچ گھر میں پڑا ہے۔

سنو دروپدی! اب میں واپس اپنے کمرے کی طرف جاتا ہوں۔ میرے جانے کے بعد تم اس ناچ گھر کے

نگرانوں اور محافظوں کو جگانا اور انہیں یہ بتانا کہ کیچک تمہارے راج محل کے کمرے سے زبردستی تمہیں اٹھا کے یہاں لایا تھا اور وہ تمہارے ساتھ برے ارادے کی نیت رکھتا تھا کہ اسی دوران تمہارے شوہروں میں سے ایک یہاں آن گھسا اور کیچک کو مار مار کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

جب وہ تم سے یہ پوچھیں کہ تمہارا شوہر کدھر گیا تو تم لاعلمی کا اظہار کر دینا کہ وہ رات کی تاریکی میں ادھر آیا اور کیچک کا کام تمام کر کے نہ جانے کدھر چلا گیا۔

جب ناچ گھر کے منتظمین کو کیچک کی موت کا علم ہو گا تو وہ سب لوگوں کو راج محل کے اندر یہ بتاتے پھریں گے کہ ناچ گھر کے اندر کیچک کو سیرندھری کے شوہر نے مار دیا ہے اور جب یہ خبر پھیلے گی تو اس محل کے اندر کوئی بھی تمہیں بری نیت سے دیکھنے کی کوشش نہ کرے گا اور یہ جو ایک سال کی مدت پوری ہونے میں ہمارے صرف تیرہ دن باقی رہ گئے ہیں یہ سکون اور آرام سے گزر جائیں گے۔"

اپنے شوہر بھیم سین کی یہ بات سن کر کہ اس نے کیچک کا کام تمام کر دیا ہے حسین دروپدی کے لرزیدہ ہونٹوں پر عنابی پتھر پھڑاہٹ رقص کرنے لگی۔ اس کے گالوں پر شام کے نارنجی بادلوں کا سماں بکھر گیا اور خوشی اور مسرت سے اس کے جسم کا ہر خط شبنمی گلاب بن کر دہکنے لگا۔

اس موقع پر وہ آگے بڑھ کر بھیم سین سے کچھ کہنا چاہتی تھی کہ بھیم سین حرکت میں آیا اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے ناچ گھر سے چلا گیا۔ اس کے پیچھے پیچھے دروپدی بھی ناچ گھر سے باہر آئی اور ایک جگہ رک کر انتظار کرنے لگی۔

تھوڑی دیر تک وہ وہیں کھڑی رہی۔ جب اس نے اندازہ لگا لیا کہ بھیم سین اپنے کمرے میں پہنچ گیا ہو گا تو وہ ناچ گھر سے ملحقہ کمروں کی طرف بڑھی جہاں ناچ گھر کے نگران اور منتظمین رہتے تھے۔

وہ ایک کمرے کے دروازے پر رکی اور اس پر زور زور سے دستک دینے لگی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ناچ گھر کے دو منتظمین باہر نکلے۔

رات کی تاریکی میں وہ دروپدی کو اپنے سامنے دیکھ کر حیرت اور تعجب میں رہ گئے۔ پھر ایک نے اسے مخاطب کر کے پوچھا:

"اے عورت! تم کون ہو۔ رات کی اس تاریکی میں تم کس غرض سے یہاں آئی ہو اور کیوں دروازے پر دستک دی ہے؟"

اس پر دروپدی تھوڑا سا آگے بڑھی اور ان سے کہنے لگی:

"میرا نام سیرندھری ہے میں راج محل کے زنان خانے میں ہوتی ہوں تم مجھے ضرور جانتے ہو گے۔"

ان میں سے ایک نے کہا:

"ہاں ہم تمہیں جانتے ہیں۔ اگر تم سرندھری ہو تو یہ بات ہمارے علم میں ہے کہ تم رانی سداشنہ کے زنان خانے میں رہتی ہو۔ اب کہو تم کس غرض سے اس ناچ گھر کی طرف آئی ہو؟"

اس پر دروپدی نے اپنی آواز میں مصنوعی لرزش اور دکھ پیدا کر کے کہا:

"شاید تمہیں خبر نہ ہو گی کہ رانی سداشنہ کا بھائی کیچک مجھے گزشتہ کئی دنوں سے اس امر پر راضی کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ میں اس کے ساتھ شادی کر لوں جبکہ میں بار بار اس پر ظاہر کر چکی تھی کہ میں شادی شدہ عورت ہوں اور بیک وقت پانچ شوہروں کی بیوی ہوں۔ اور اگر اس نے مجھ پر بری نگاہ ڈالی تو میرے شوہروں میں سے کوئی آ کر ضرور اس کا خاتمہ کر دے گا۔

میری ان ساری باتوں اور نصیحت کا کیچک پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ برابر اس پر کوشاں رہا کہ میں اس کی محبت کا جواب محبت سے دوں اور اس کے ساتھ شادی کر لوں لیکن جب میں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو آج رات کیچک مجھے زبردستی اٹھا کر اس ناچ گھر کے پلنگ پر لے آیا۔

وہ میرے ساتھ برا ارادہ رکھتا تھا پر ابھی وہ اپنے ارادے کی تکمیل کرنا ہی چاہتا تھا کہ میرے شوہروں میں سے ایک یہاں وارد ہوا اور اس نے کیچک کو مار مار کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بس میں تم لوگوں کو یہی بتانا چاہتی تھی کہ کیچک نے میرے ساتھ برائی کرنا چاہی لہٰذا میرے شوہر نے اس کے ساتھ لڑائی کی اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا لہٰذا تم کیچک کی لاش کو سنبھالو جو ناچ گھر میں پڑی ہے۔"

ناچ گھر کے نگران دروپدی کے اس انکشاف پر دنگ اور حیران رہ گئے اور دروپدی سے مزید کچھ پوچھنے کے بجائے انہوں نے اپنے دیگر ساتھیوں کو بھی سوتے سے اٹھایا۔ پھر وہ اکٹھے ہو کر ناچ گھر میں داخل ہوئے۔

انہوں نے دیکھا وہاں واقعی کیچک کی لاش پڑی تھی لہٰذا وہ وہاں سے بھاگے اور راجہ اور رانی کے علاوہ وہ ریاست کے سرکردہ لوگوں کو اس حادثے کی اطلاع کرنے لگے جبکہ دروپدی خاموشی کے ساتھ وہاں سے نکل کر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

○

راج محل اور ویرت شہر کے اندر صبح ہونے تک کیچک کے لیے ماتم کیا جاتا رہا۔ دوسرے دن جب کیچک کی

لاش کو جلانے کے لیے لے جایا جا رہا تھا تو کیچک کے پانچ بھائی راجہ کے پاس آ گئے۔ اس وقت بھیم سین بھی راجہ کے پاس کھڑا تھا اور اسے کھانے کے لیے مختلف اشیا پیش کر رہا تھا۔

کیچک کے پانچ بھائیوں میں سے ایک جس کا نام اپا کیچک تھا اس نے ویرت کے راجہ کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا:

"اے راجہ! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے بھائی کیچک کی قاتل آپ کے محل میں رہنے والی سرندھری نام کی وہ عورت ہے جس کے پانچ شوہر ہیں۔ ہمارا بھائی سرندھری کو پسند کرتا تھا اور اسے چاہیے تھا کہ ہمارے بھائی کے ساتھ شادی کر لیتی اسی میں اس کی بہتری اور بھلائی تھی۔ پر جب ہمارا بھائی اسے اٹھا کر اس ناچ گھر میں لے گیا تو وہاں اس کا ایک شوہر اس کی مدد کے لیے آ گیا اور اس نے کیچک کو قتل کر دیا۔

اے راجہ! میں حیران اور پریشان ہوں کہ اس کا صرف ایک شوہر کیچک کو کیسے قتل کر سکتا ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ ہمارے بھائی کے قتل کے سلسلے میں ان گنت اور بڑے بڑے ہاتھ ہیں۔

اے راجہ! ہم سب بھائیوں نے مل کر فیصلہ کیا ہے کہ سرندھری چونکہ ہمارے بھائی کی قاتل ہے اس لیے ہم اسے بھی اپنے بھائی کے ساتھ جلا دیں گے۔ اس سلسلے میں ہم آپ سے اجازت طلب کرنے آئے ہیں کہ ہمیں ابھی سرندھری کو مرگھٹ کی طرف لے جانے کی اجازت دی جائے جہاں ہم چتا میں اپنے بھائی کے ساتھ سرندھری کو بھی جلا دیں گے۔"

اپا کیچک کی اس تجویز کو سن کر راجہ کچھ دیر خاموش رہ کر سوچتا رہا۔ پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں اسے مخاطب کر کے کہا:

"اے اپا کیچک! میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔ سرندھری کو واقعی کیچک کے ساتھ جلا دینا چاہیے لہٰذا تم سرندھری کو اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو لیکن میری بات دھیان سے سننا۔ سرندھری اس وقت اپنے کمرے میں ہے۔ تم پانچوں بھائی جاؤ اور اسے اٹھا کر اپنے ساتھ اپنے بھائی کی چتا کی طرف لے جاؤ۔ پر میری ایک بات پلے باندھ کر رکھنا۔۔۔۔ اور وہ یہ کہ سرندھری کو عام راستے سے چتا کی طرف نہ لے جانا۔ اس طرح لوگوں میں جب یہ خبر پھیلے گی کہ سرندھری کو بھی کیچک کے ساتھ جلایا جانے لگا ہے تو لوگ ہمارے خلاف ہو جائیں گے۔ اس لیے کہ لوگوں میں پہلے ہی یہ خبر عام ہو چکی ہے کہ کیچک سرندھری کو اس کے کمرے سے لے جا کر بے آبرو کرنا چاہتا تھا۔ اس کے اس فعل پر لوگ اس سے نالاں ہیں۔ اب اگر تم عام راستے سے کیچک کی چتا میں جلانے کے لیے سرندھری کو لے کر جاؤ گے تو لوگوں کے غصے اور برہمی میں اور اضافہ ہو گا اور ہو سکتا ہے کہ اس وجہ سے شہر میں امن و امان درہم برہم ہو جائے۔ اس لیے میں تمہیں یہ مشورہ دوں گا کہ تم سرندھری کو کسی گمنام

راستے سے مرگھٹ کی طرف لے جاؤ۔ اس طرح لوگوں کو کانوں کان خبر نہ ہوگی کہ سرندھری کو کیچک کے ساتھ زندہ جلا دیا گیا ہے۔"

اپا کیچک نے بڑی خوشی اور سکون سے راجہ کو جواب دیا:

"اے راجہ۔ ہم آپ کے ممنون ہیں کہ آپ نے ہمیں سرندھری کو کیچک کے ساتھ جلانے کی اجازت دے دی ہے۔ آپ بالکل بے فکر رہیں۔ ہم سرندھری کو یہاں سے اٹھا کر ایسے راستے سے چتا کی طرف لے کر جائیں گے کہ کوئی اسے دیکھ نہ سکے گا اور کسی کو شہر کے اندر کانوں کان خبر نہ ہوگی کہ کیچک کے ساتھ ساتھ سرندھری کو بھی جلا دیا گیا ہے۔"

اپا کیچک کے یہ الفاظ سن کر راجہ خوش ہوا اور اس سے بولا:

"اب تم یہاں سے جاؤ اور سرندھری کو یہاں سے اٹھا کر لے جاؤ۔"

لہٰذا وہ سب بھائی حرکت میں آئے اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے سرندھری کے کمرے کی طرف روانہ ہو گئے۔

پانچوں بھائی طوفانی انداز میں سرندھری کے کمرے میں داخل ہوئے اور اسے اٹھا لیا۔ اس بے چاری نے اپنے طور پر بے حد مزاحمت کی اور اپنے آپ کو بچانے کی بہت کوشش کی لیکن ان پانچوں کے سامنے اس کی ہمت جواب دے گئی اور وہ پانچوں اسے اٹھا کر مرگھٹ کی طرف لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔
بھیم سین نے بھی یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا لہٰذا وہ دروپدی کو اٹھانے والے پانچوں بھائیوں سے پہلے ہی سنسان راستے میں آ کر بیٹھ گیا، جہاں سے دروپدی کو اٹھا کر انہوں نے مرگھٹ کی طرف لے جانا تھا۔

جب وہ پانچوں دروپدی کو ایک چارپائی پر رسیوں سے باندھ کر چتا کی طرف لے جا رہے تھے تو ایک مناسب جگہ بھیم سین گھات سے نکلا اور اچانک اس نے ان پانچوں پر حملہ آور ہو کر ان سب کو موت کے گھاٹ اتار کر رکھ دیا۔

پھر اس نے جلدی جلدی دروپدی کو رسیوں سے آزاد کیا۔ چارپائی کو ایک طرف پھینک دیا اور دروپدی کو مخاطب کر کے تیزی سے کہا:

"دیکھو دروپدی! میں اپنا چہرہ اور جسم کے زیادہ حصے ڈھانپ کر ان پانچوں پر حملہ آور ہوا ہوں اور کوئی مجھے پہچان نہیں سکتا کہ حملہ آور کون ہے۔ تم یہاں سے فی الفور بھاگ کر راج محل میں اپنے کمرے کی طرف چلی جاؤ۔ میں بھی اپنے کمرے کی طرف جاتا ہوں۔ اس لیے کہ ہمارا یہاں زیادہ دیر ٹھہرنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ اگر کسی نے مجھے پہچان لیا تو لوگ یہ بھی جان جائیں گے کہ کیچک اور اس کے پانچوں بھائیوں کا قاتل بھی میں ہی ہوں لہٰذا لوگ مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے۔"
یہ کہہ کر بھیم سین بھاگتا ہوا وہاں سے چلا گیا جبکہ دروپدی بھی پُرسکون حالت میں وہاں سے راج محل کی طرف چلی گئی۔

O

جب یہ خبر راج محل اور لوگوں میں پھیلی کہ کیچک کے بھائیوں کو بھی گمنام حملہ آوروں نے قتل کر دیا ہے جو سرندھری کو کیچک کی چتا کی طرف لے جا رہے تھے تو نہ صرف یہ کہ راج محل میں بلکہ شہر کے اندر بھی خوف و ہراس پھیل گیا۔ سرندھری کا سامنا کرتے ہوئے لوگ ڈرنے لگے اور اسے کوئی مافوق الفطرت عورت خیال کرنے لگے۔
ان حالات میں ویرت کا راجہ اپنی رانی سداشنہ کے کمرے میں آیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے فکرمندی سے کہنے لگا:
"سنو سداشنہ! سرندھری نام کی یہ عورت بے حد خوبصورت ہے اور جو بھی اس کو نظر بھر کر دیکھتا ہے اس کی محبت کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کی محبت کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے شوہر کہیں سے نمودار ہوتے ہیں اور اس سے محبت کرنے والے کو موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔
سنو سداشنہ! میں خیال کرتا ہوں کہ اس سرندھری کے شوہر اس کی حفاظت کرنے کے لیے اسی شہر میں بھیس بدل کر رہتے ہیں..... جب بھی اسے کوئی خطرہ لاحق ہوتا ہے اور اس خطرے کو ٹال دیتے ہیں۔ مجھے خدشہ ہے کہ یہ عورت ہمارے لیے کوئی مستقل خطرہ ثابت نہ ہو۔ تم ابھی اور اسی وقت اسے بلاؤ اور اسے کہو کہ اسے کافی پناہ دے دی گئی ہے لہٰذا اب اسے مزید یہاں نہیں رکھا جا سکتا۔ وہ اس محل کو چھوڑ دے اور جہاں جی چاہے چلی جائے۔
سنو سداشنہ۔ اگر تم اس عورت کو مزید یہاں رکھو گی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ عورت ہمارے لیے مسائل ہی مسائل کھڑے کرے گی۔ اب میں جاتا ہوں۔ میری غیر موجودگی میں تم اسے یہاں بلاؤ اور اسے کہو کہ اب وہ یہاں مزید نہیں رہ سکتی لہٰذا کسی اور پناہ گاہ کی تلاش کرے۔"
راجہ کے جانے کے بعد رانی سداشنہ نے دروپدی کو اس کے کمرے سے بلایا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگی:

"سنو مرندھری۔ اب تم مزید اس راج محل میں نہیں رہ سکتیں لہٰذا میں تم سے یہ کہوں گی کہ کسی اور مناسب پناہ گاہ کی تلاش میں یہاں سے چلی جاؤ۔

سنو مرندھری! تم ایک خوبصورت اور پرکشش عورت ہو اور ہمیں تمہاری طرف سے خدشہ ہے اور یہ خطرہ لاحق ہے کہ جو بھی تمہاری طرف مائل ہوتا ہے تم اس کے لیے موت کا پیغام بنتی ہو۔ تمہاری خاطر میں اپنے سگے بھائی سے ہاتھ دھو بیٹھی اور تمہاری ہی وجہ سے میرے پانچ سوتیلے بھائی بھی موت کی نذر ہو گئے۔ تم ایک سنگدل عورت ہو اور تم نے میرے بھائی کی محبت اور چاہت کا بھی مذاق اڑایا ہے۔

میں نے ایک اچھے اور نیک جذبے کے تحت تمہیں اس راج محل میں پناہ دی تھی لیکن تم نے مجھے اس کا یہ صلہ دیا کہ جو میرا سگا بھائی تھا اور ریاست کی فوج کا سپہ سالار تھا وہ بھی ضائع ہوا اور اس کے علاوہ تم نے میرے مزید پانچ بھائی بھی مجھ سے جدا کر دیے لہٰذا میں تم سے یہ کہتی ہوں کہ تم اس راج محل کو چھوڑ دو اور پناہ لینے کے لیے کسی اور جگہ چلی جاؤ۔"

سداشنہ جب خاموش ہوئی تو دروپدی نے نہایت عاجزی سے اور کسی قدر روتی ہوئی آواز میں اسے مخاطب کر کے کہنا شروع کیا:

"سنو رانی! میں بے حد شرمندہ ہوں کہ میری وجہ سے آپ کی ریاست میں یہ حادثے پیش آئے اور میری ہی وجہ سے آپ کو اپنے چھ بھائیوں سے ہاتھ دھونا پڑے۔

اے رانی! میں نے پہلے ہی آپ کو اور آپ کے بھائی کو بتا دیا تھا کہ جو کوئی بھی مجھے بری نظر سے دیکھنے کی کوشش کرے گا میرے شوہر اسے موت کے گھاٹ اتار دیں گے جنہوں نے مجھے ایک سال کے لیے یہاں چھوڑ رکھا ہے۔

اے رانی! آپ کے بھائی نے میری اس نصیحت پر کوئی دھیان نہ دیا اور وہ دیوانہ وار میرے پیچھے پڑ گیا۔ لہٰذا وہ موت کا شکار ہو گیا۔

سنو رانی! تم جانتی ہو کہ ایک بدشگونی کے تحت مجھے ایک سال کے لیے یہاں چھوڑا گیا ہے اور سال پورا ہونے میں اب صرف تیرہ دن باقی ہیں۔

میں آپ سے التماس کرتی ہوں کہ مجھے صرف تیرہ دن مزید اس راج محل میں رہنے کی اجازت دے دیجئے اور اس کے بعد میں خود ہی آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ یہ تیرہ دن پورے ہونے پر میں خود بخود ہی یہاں سے کوچ کر جاؤں گی۔

اے رانی! اس میں نہ صرف میری بلکہ تمہاری بھی بہتری ہے۔ اے رانی! میں یہ تیرہ دن گزارنے کے بعد

جب اپنے شوہروں کے پاس جاؤں گی تو وہ تم سے اور راجہ سے بے حد خوش ہوں گے اور آنے والے دنوں میں وہ کسی مصیبت کے وقت تمہارے اور راجہ کے کام آ سکتے ہیں۔"

دروپدی کی اس گفتگو پر رانی سداشنہ گردن جھکا کر کچھ دیر سوچتی رہی پھر شاید اس نے کوئی آخری فیصلہ کیا اور دروپدی سے کہا:

"سنو مرندھری! تمہاری ساری بات سننے کے بعد میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تم اپنے یہ تیرہ دن اس راج محل میں گزار سکتی ہو اور اس کے بعد تم اپنے شوہروں کے پاس چلی جانا لہٰذا اب تم یہاں سے چلی جاؤ اور ساتھ ہی میں تم سے یہ کہوں گی کہ یہ جو مزید تیرہ دن تم نے یہاں گزارنے ہیں اس دوران زیادہ سے زیادہ تم یہ کوشش کرنا کہ اپنے کمرے سے بہت کم باہر نکلو۔ ایسا نہ ہو کہ مزید کوئی حادثہ یہاں تمہاری وجہ سے پیش آئے۔"

مرندھری، رانی سداشنہ کا یہ فیصلہ سن کر خوش ہو گئی اور اس نے رانی سداشنہ سے وعدہ کیا کہ ان تیرہ دنوں میں وہ کوشش کرے گی کہ وہ زیادہ سے زیادہ اپنے کمرے میں رہے۔ پھر وہ رانی کا شکریہ ادا کر کے وہاں سے چلی گئی۔

○

لاشوں کی طرح خاموش، عجیب اور ویران رات قطرہ قطرہ ٹپکتی ہوئی اپنے انجام کو پہنچ گئی۔ پھر مشرق کی طرف سے رنگین، حسین اور مرغزار صبح کی روشنیوں کا فشار شروع ہوا اور مہکتے شاداب کھیت کھلکھلا اٹھے۔ رات کے بھاگتے چاند کے ڈوبنے اور صبح کے طلوع ہونے کے بعد ٹوٹے رشتے اور بھولے نام پھر استوار ہونے لگے تھے۔

یوناف اور بیوسا سرائے کے اپنے کمرے میں بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ یوناف ایک دم خاموش ہو گیا کیونکہ ابلیکا نے اس لمحہ کونپل کی طرح اپنا ملائم لمس یوناف کی گردن پر دیا تھا۔

یوناف کو خاموش ہوتے دیکھ کر بیوسا بھی سمجھ گئی کہ یوناف سے ابلیکا مخاطب ہو رہی ہے لہٰذا اس نے بھی سلسلہ کلام روک لیا۔ یوناف کی گردن پر اپنا لمس دینے کے بعد ابلیکا نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا:

"سنو یوناف! جس کام پر تم نے مجھے لگایا تھا میں اس کام کی صحیح طور پر تکمیل تو نہیں کر سکی پر میں ایک نشاندہی ضرور کر سکتی ہوں۔

سنو یوناف! میرا خیال ہے کہ یہ سرائے کے اندر جو لوگوں کے حلیے بگاڑ کر انہیں قتل کر دیا جاتا ہے تو یہ کام خود عارب کر رہا ہے یا پھر اپنی نیلی دھند کی قوتوں سے کام لے رہا ہے۔

سنو یوناف! تم جانتے ہو کہ عارب نبیطہ کے ساتھ دریائے گنگا کے کنارے ماہی گیروں کی بستی میں رہتا ہے لیکن وہاں کی رہائش ترک کر کے اب وہ یہاں آ گیا ہے۔ اس سرائے کے سامنے جو ملاحوں اور مچھیروں کی بستی ہے اب عارب اور نبیطہ وہاں آ کر رہنے لگے ہیں۔ میں نے خود ان دونوں کو اس بستی میں دیکھا ہے اور انہیں یہاں دیکھنے کے بعد مجھے یقین ہو گیا ہے کہ سرائے میں جو لوگوں کو قتل کیا گیا ہے اس میں ضرور ان دونوں کا ملوث ہے!"

ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر اس نے بڑے فیصلہ کن انداز میں کہا:

"اے ابلیکا! تم نے صحیح کہا۔ اس کام میں ضرور عارب اور نبیطہ ملوث ہو سکتے ہیں۔ اور سنو ابلیکا! آج اس سرائے کے اصطبل میں تین گھوڑوں کو ہلاک کیا گیا ہے اور ان کے چہروں اور جسموں کو نوچ کر ان کا حلیہ بگاڑا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ کام بھی عارب اور نبیطہ کا ہے؟"

اس پر ابلیکا نے کہا:

"ہاں، میں یہ معاملہ دیکھ کر آ رہی ہوں۔ جب میں اس سرائے میں داخل ہوئی تو اصطبل کے باہر بہت سے لوگ جمع تھے اور جب میں نے دیکھا تو وہاں تین گھوڑوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ میں نے اسی وقت اندازہ لگا لیا کہ یہ کام عارب اور نبیطہ کا ہے۔"

اس کے جواب میں یوناف نے کہا:

"میں اور بیوسا بھی ابھی نیچے سے ہو کر آئے ہیں، ہم نے ان گھوڑوں کا جائزہ بھی لیا ہے اور نیچے سے کھانا بھی کھا کر آئے ہیں۔

ہاں ابلیکا! تمہارے اس نئے انکشاف پر میں اور بیوسا ملاحوں اور مچھیروں کی بستی کی طرف جاتے ہیں اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرتے ہیں کہ عارب اور نبیطہ کہاں رہتے ہیں اور یہ کام ہم ان کی نظروں سے اوجھل رہ کر کریں گے۔"

اپنے کمرے سے نکل کر یوناف اور بیوسا جب سرائے کے صحن میں جمع ہونے والے لوگوں کے پاس آئے تو ایک نوجوان بھاگتا ہوا سرائے میں داخل ہوا اور بدحواسی کے عالم میں لوگوں کو مخاطب کر کے بولا:

"ان گھوڑوں کے مرنے کے ساتھ ساتھ میں تمہیں ایک اور بری خبر سناتا چلوں۔ آج رات دریائے گنگا کے کنارے ملاحوں اور ماہی گیروں کی بستی میں بھی ایک کشتی کے اندر چار مچھیروں کو بری طرح قتل کر دیا گیا ہے۔ وہ لوگ رات کے وقت دریائے گنگا کے اندر مچھلیاں پکڑ رہے تھے کہ کوئی مافوق الفطرت قوت ان پر حملہ آور ہوئی اور چاروں مچھیروں کا کام تمام کر دیا!"

یہ خبر سن کر وہاں جمع ہونے والے لوگوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔ دکھ اور افسوس میں یوناف اور بیوسا کی گردن بھی جھک گئی۔ پھر وہ دونوں ایک دوسرے کو گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے سرائے سے باہر نکل گئے۔

○

یوناف اور بیوسا کے نکلنے کے تھوڑی ہی دیر بعد عزازیل سرائے میں داخل ہوا۔ وہاں جمع ہونے والے لوگوں کو مخاطب کر کے اس نے بلند آواز میں کہا: "اے سرائے میں جمع ہونے والے لوگو! میری بات غور سے سنو۔ میں تمہاری تکلیفوں اور تمہارے دکھوں کا حل لے کر آیا ہوں۔"

عزازیل کی آواز سن کر آپس میں باتیں کرتے ہوئے لوگ چپ ہو گئے اور ہمہ تن متوجہ ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

اس پر عزازیل پھر ان کو مخاطب کر کے بولا: "سنو لوگو! میرا نام عزازیل ہے اور میں ایک بے مثل ستارہ شناس ہوں۔ مجھے یہ جان کر دکھ ہوا ہے کہ گزشتہ دو روز سے سرائے میں لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے اور آج اس سرائے کے اصطبل میں کچھ گھوڑوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔ گزشتہ رات گنگا کے کنارے ماہی گیروں کی بستی میں بھی دریا کے اندر چند مچھیروں کو بری طرح قتل کر دیا گیا ہے!

سنو لوگو! اگر تم میرے ایک سوال کا جواب دے دو تو میں تمہارے ان دکھوں کا حل تلاش کر سکتا ہوں۔ میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جو ایسے کام کر کے سکھ اور سکون حاصل کرتا ہے۔"

اس پر کچھ لوگوں نے عزازیل کو مخاطب کر کے کہا:

"پوچھو۔ تم کیا پوچھتے ہو؟"

اس پر عزازیل نے کہا: "پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ اس سرائے کے اندر کوئی ایسا جوان قیام کیے ہوئے ہے جس کا نام یوناف ہو اور اس کے ساتھ کوئی ایسی لڑکی بھی ہو جس کا نام بیوسا ہے؟"

سرائے کے ملازموں میں سے چند ملازم فوراً بول اٹھے:

"ہاں، اس نام کا جوان ایک عرصے سے اس سرائے میں ٹھہرا ہوا ہے اور اس کے ساتھ ایک لڑکی بیوسا بھی ہے۔"

یہ سن کر عزازیل فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا: "اگر ایسا ہے تو پھر میری بات غور سے سنو۔ یہی جوان لوگوں کے اس قتلِ عام کا ذمہ دار ہے۔ یوناف نام کا یہ جوان لوگوں کے چہرے پر پنجے جھریٹتا اور ان کی نسل ہونا میں جتنا دکھ دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ یہ لوگوں کے سکون پر بے انت دکھوں کا عذاب اور غم کی بازگشت کی طرح وارد ہوتا ہے اور ان کے خون سے ہولی کھیلتا ہے۔ اور لوگوں کے جیون کو گھپ سیاہ بنا کر رکھ دیتا ہے۔ سنو لوگو!

اس رنگ بھرے سنسار میں یوناف نام کا یہ جوان اور اس کی ساتھی لڑکی جس کا نام بیوسا ہے اپنے سفلی جذبات کو حرکت میں لاتے ہیں اور چلتے پھرتے ، ہنستے کھیلتے لوگوں کو موت جیسا سرد ، کالی آندھی جیسا بھیانک ، سحر زدہ شہر جیسا بے رونق اور ویران رات جیسا بے جان بنا کر رکھ دیتے ہیں ۔ یہ بے ضرر لوگوں پر دکھی روحوں کی قربانیت اور موت کی مہک بن کر وارد ہوتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کی نظریں پتھر کر دیتے ہیں اور آباد اور بھری ہوئی راہوں کو سونا کر دیتے ہیں۔

اے لوگو ! میں تم سب کو تنبیہ کرتا ہوں کہ یہ یوناف نام کا نوجوان اور اس کی ساتھی لڑکی بیوسا اگر اس سرائے میں ٹھہرے رہے تو نہ صرف وہ اس سرائے کو ویران بنا کر رکھ دیں گے بلکہ ہستنا پور شہر کے لوگوں کا خون بھی پی جائیں گے ۔ اور یہاں سے لوگ ان کے بھیانک پن کی وجہ سے بھاگنے لگیں گے ۔"

"لوگو ! جو کچھ میں نے تم سے کہنا تھا کہہ چکا ۔ اب میں جاتا ہوں ۔" اس کے ساتھ ہی عزازیل مڑا اور وہاں سے باہر نکل گیا۔

عزازیل کو سرائے سے نکلے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ یوناف اور بیوسا پہلو بہ پہلو چلتے ہوئے سرائے میں داخل ہوئے۔

ان کو دیکھتے ہی ایک جوان نے خفگی اور غصے کا اظہار کرتے ہوئے وہاں جمع ہونے والے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"یہ جوان اور اس کے ساتھ جو لڑکی ہے اور جو سرائے میں داخل ہو رہے ہیں۔ یہی یوناف اور اس کی ساتھی لڑکی بیوسا ہیں اور یہی اس سرائے کے اندر لوگوں کے قتل عام اور دریائے گنگا میں ملاحوں کے قتل کے ذمے دار ہیں۔

لوگو ! ان کے خلاف حرکت میں آؤ اور انہیں اتنا مارو اتنا مارو کہ ان دونوں کی روحیں ہم سب کے سامنے پرواز کر جائیں۔"

اس جوان کی یہ زہر بھری گفتگو سن کر لوگ آپے سے باہر ہو گئے اور بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے آگے بڑھے ۔ انہوں نے مل کر یوناف کو پکڑ لیا اور سب اسے مارنے لگے ۔ کچھ لوگوں نے بیوسا پر بھی ہاتھ اٹھانا چاہا لیکن چند بوڑھوں نے انہیں ایک لڑکی پر ہاتھ اٹھانے سے روک دیا۔

لوگوں نے مار مار کر یوناف کو زمین پر گرا دیا جبکہ بیوسا بے چاری انتہائی بے بسی کی حالت میں سرائے کی دیوار سے ٹیک لگائے اس اچانک رونما ہونے والے حادثے کو پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ اس موقع پر وہ یوناف کی کس طرح مدد کر سکتی ہے جبکہ لوگوں نے یوناف کو مار مار کر ادھ موا سا کر دیا تھا۔

سرائے کے صحن میں لوگ یوناف کو بری طرح مار رہے تھے اور قریب ہی سرائے کی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑی حسین بیوسا یوناف کی اس حالت پر بوسیدہ مقبرے کے لمحات کی طرح ویران ، موسم کے خشک خاروں جیسی سنسان ، غروب شام کی طرح اداس اور زوالِ شب جیسی افسردہ کھڑی تھی۔

وہ بے چاری بار بار لوگوں کو چلا چلا کر مخاطب کر کے پوچھ رہی تھی:

"تم اسے کیوں مار رہے ہو۔ آخر اس کا جرم کیا ہے ؟"

لیکن کوئی بھی اس کی پکار پر اس کے ان سوالوں کا جواب نہ دے رہا تھا۔ لوگ اندھا دھند یوناف کو مارتے چلے جا رہے تھے۔

بیوسا بے چاری وصال و ہجر کے قدیم قصوں کی طرح اپنی جگہ پر غمگین کھڑی تھی۔ اس کے لب بار بار بڑی بے بسی اور لاچارگی سے تھرتھرا رہے تھے۔

اتنے میں سرائے کا مالک ایک طرف سے بھاگتا ہوا آیا۔ لوگوں کو ایک طرف ہٹاتا ہوا وہ اس مجمع میں داخل ہوا اور جو لوگ یوناف کو مار رہے تھے انہیں بلند آواز اور غضب ناک لہجے میں مخاطب کر کے بولا:

"بند کرو یہ ظلم۔ تم کیوں اس کو مار رہے ہو ۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ کوئی ستارہ شناس یہاں آیا تھا جس نے تمہیں بتایا ہے کہ اس سرائے میں قتل ہونے والے لوگوں کا ذمے دار یہ یوناف ہے اور بیوسا بھی اس میں شریک ہے ۔ یہ جھوٹ اور بکواس ہے۔

یہ دونوں ایک عرصے سے میری سرائے میں قیام کیے ہوئے ہیں ۔ میں ان کی نیکی اور شرافت کا معترف ہوں اور کسی بھی صورت یہ ایسا کام نہیں کر سکتے ۔ لہٰذا تم فوراً پیچھے ہٹ جاؤ اور اگر اب کسی نے اس پر ہاتھ اٹھایا تو میں اس کے ساتھ انتہائی برائی اور انتقام سے پیش آؤں گا۔"

یوناف کو مارنے والے نوجوان جب سرائے کے مالک کی دھمکی سن کر پیچھے ہٹ گئے تو بیوسا بھاگ کر

آگے بڑھی۔ پہلے اس نے زمین پر گرے ہوئے یوناف کو سہارا دے کر اٹھایا۔ پھر وہ اپنے سر سے رومال اتار کر اس کا چہرہ، بازو اور اس کا لباس صاف کرنے لگی۔

اپنے آپ کو کسی حد تک سنبھالنے کے بعد یوناف ان جوانوں کی طرف متوجہ ہوا جو اسے مار رہے تھے اور ان سے کہنے لگا:

"میں چاہتا تو جواب میں تم لوگوں پر ہاتھ اٹھا سکتا تھا اور تم میں سے کسی ایک کو بھی سرائے کے اس صحن میں ڈھیر کر دیتا لیکن میں ایسا نہیں چاہتا تھا۔ اس سرائے کا مالک میرا بہترین دوست اور محسن ہے۔ میں اس کی سرائے کو رزم گاہ میں تبدیل نہیں کرنا چاہتا۔ قبل اس کے کہ میں تم سے کوئی بازپرس کروں یا انتقامی کارروائی کے ساتھ تم لوگوں کے خلاف حرکت میں آؤں، تم پہلے یہ بتاؤ کہ کس جرم کی پاداش میں تم لوگوں نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا ہے؟"

یوناف کے اس سوال پر ایک نوجوان اس کے پاس آیا اور بولا:

"سنو یوناف! جس وقت تم اپنی اس ساتھی لڑکی بیوسا کو لے کر سرائے سے نکلے تھے تو تھوڑی ہی دیر بعد ایک شخص سرائے میں داخل ہوا۔ اس نے ہمیں اپنا نام عزازیل بتایا تھا اور کہا تھا کہ وہ ایک بے مثل ستارہ شناس ہے اور اس نے ہم پر یہ انکشاف کیا کہ سرائے کے اندر جو گھوڑے مر گئے ہیں اور گزشتہ دو دنوں سے جو سرائے میں قتل عام ہو رہا ہے وہ اس سرائے میں قیام کرنے والے یوناف اور بیوسا کی وجہ سے ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ تم دونوں کو ایک عرصے سے جانتا ہے اور جہاں جہاں بھی تم دونوں نے قیام کیا ہے وہاں اسی طرح کا کھیل کھیلتے ہو۔

وہ کہہ رہا تھا کہ یوناف اور بیوسا لوگوں کے چہروں پر سنجر جسر نیں نگاہوں میں برباد دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور یہ پُرسکون لوگوں کے لیے اندھی رتوں کا عذاب اور بازگشت بن کر وارد ہوتے ہیں۔

وہ کہہ رہا تھا کہ یہ یوناف خونریزی کا عادی اور لوگوں کو قتل کرنے کا رسیا ہے۔ پس ہم چونکہ گزشتہ دو دنوں سے قتل ہونے والے لوگوں کی وجہ سے آپے سے باہر ہو رہے تھے لہٰذا ہم اس عزازیل کی باتوں میں آ گئے اور جونہی تم سرائے میں داخل ہوئے ہم نے تم پر حملہ آور ہو کر تمہیں مارنا شروع کر دیا۔ اب بتاؤ اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟"

اس جوان کی گفتگو سن کر یوناف تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا۔ اسی لمحے اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ وہاں جمع ہونے والوں سے بولا:

"سنو لوگو! عزازیل نام کا یہ شخص جو تم لوگوں کا ہمدرد اور غمگسار بن کر اس سرائے میں داخل ہوا تھا اور جس نے تم کو یہ نشاندہی کی تھی کہ سرائے کے اندر ان حادثوں کا ذمہ دار میں اور میری ساتھی بیوسا ہیں تو یہ عزازیل وہی

ہے جسے تم ابلیس اور شیطان کہہ کر پکارتے ہیں۔

یہ لوگوں پر درد و فراق کا طاری کرنے والا اور ان کی زندگی کو لہولہو کرنے والا ہے۔ یہ ظالم تعمیر کے گلزاروں میں خار اور کھلیانوں میں قحط کے ڈھیر لگا دیتا ہے۔ لوگوں کو یہ موت کے نذرانوں اور زہر کے پیالوں کے سوا کچھ نہیں دیتا۔

یہ معصوم اور بے ضرر لوگوں کی روحوں کے سیلاب میں رفتار کی کالی آندھی بن کر داخل ہوتا ہے اور وہ ہمہ کائنات کے جبر کی آہنی تنظیم کی طرح چاروں طرف سناٹے اور ہر سو ویرانی بکھیر دیتا ہے۔

"یہ لوگوں کے سامنے بڑے بڑے وعدے وعید کرتا ہے۔ ان کے مستقبل کو چار چاند لگانے اور روشن بنانے کے دعوے کرتا ہے پر وقت آنے پر اس کے سارے وعدے اور سارے دعوے ریت کے ڈھیر، دھند کے کھلیان اور ریگ کی ناؤ ثابت ہوتے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر کے لیے رکا۔ پھر وہ پہلے سے بھی بلند آواز میں مخاطب کر کے لوگوں سے بولا:

"سنو لوگو! تم اپنے میں سے چار سرکردہ اور ذمہ دار اشخاص جن کو جوانوں کا ایک پہر گزرنے پر میرے کمرے میں آ بھیجو۔ میں ان کو ساتھ لے کر دریائے گنگا کے کنارے جاؤں گا اور ان پر واضح کر دوں گا کہ کون اس قتل عام کا ذمہ دار ہے اور یہ قتل کس طرح کیے جا رہے ہیں۔"

وہاں جمع ہونے والے لوگ یوناف کی بات سن کر خوش ہو گئے۔ ان جوانوں میں سے ایک آگے بڑھ کر کہنے لگا:

"ہم اپنے میں سے چار سرکردہ اشخاص ضرور آزمائش کے لیے بھیجیں گے کہ قتل کون اور کیسے کرتا ہے تاکہ آئندہ کے لیے اس تباہی کے سامنے بند باندھا جا سکے اور اس خونریزی کو روکا جا سکے۔"

اس کے ساتھ ہی لوگ وہاں سے چھٹتے ہوئے اپنے کمروں کی طرف چلے گئے۔

جب سب لوگ وہاں سے ہٹ گئے تو بیوسا یوناف کے اور قریب ہوئی اور اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے لہجے کی کھنک آنکھوں کی پرکشش چمک میں یوناف کو مخاطب کر کے پوچھا:

"جب یہ سارے لوگ تم پر حملہ آور ہوئے اور تمہیں مارنے پیٹنے لگے تو تم نے کیوں نہ اپنی سری قوتوں کو استعمال کیا اور ان کے سامنے اپنے دفاع کا بندوبست کیا۔ میں بھی اس موقع پر یہ ارادہ کر رہی تھی کہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر تمہارا دفاع کروں مگر پھر میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے تم میری اس حرکت پر ناراض ہو جاؤ۔ لہٰذا میں ایسا کرنے سے باز رہی۔"

اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے بیوسا سے کہا:

"سنو بھیو سا۔ جس وقت یہ لوگ مجھے گرا کر مار رہے تھے تو اس وقت ابھیکا نے بھی میری گردن پر مس دیا تھا اور اس نے بھی ارادہ کیا تھا کہ وہ ان لوگوں کے خلاف حرکت میں آ جائے لیکن میں نے اسے روک دیا۔ ان لوگوں کے خلاف اگر ہم تینوں میں سے کوئی بھی اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے حرکت میں آتا تو ان لوگوں کو پکا یقین ہو جاتا کہ سرائے میں اور سرائے کے باہر بھی قتل ہوئے ہیں ان کے ذمے دار ہم ہیں کیونکہ یہ لوگ ہماری سری قوتوں کو جاننے کے بعد ہم لوگوں کو مافوق الفطرت مخلوق جاننے لگتے اور انہیں یقین کرنے میں دیر نہ لگتی کہ یہ بھیانک کام کرنے کے ذمے دار ہم ہیں لہٰذا میں نے ابھیکا کو بھی روک دیا تھا اور خود بھی سری قوتوں کو استعمال کرنے کا ارادہ ترک کر دیا تھا۔"

یہ بات سن کر بھیوما خوش اور مطمئن ہو گئی۔ پھر وہ یوناف کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اپنے کمرے کی طرف چل پڑی۔

○

دریودن نے اپنے جاسوس چاروں طرف پھیلا رکھے تھے تاکہ وہ پانڈو برادران کے متعلق معلومات حاصل کریں کہ وہ کہاں رہ رہے ہیں اور اس طرح ان کی شناخت ظاہر کر کے انہیں مزید بارہ سال جنگلوں میں جلاوطنی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جا سکے ..... لیکن یہ سارے جاسوس ناکام لوٹ آئے اور کوئی بھی انہیں تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہوا۔

جس وقت یہ جاسوس ایک جگہ جمع ہونے کے بعد اکٹھے دریودن کے پاس آئے اس وقت دریودن اپنے بھائیوں کے علاوہ درونا، بھیشم، اراولیا اور کچھ دیگر لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور پانڈو برادران کے بارے میں ہی بات ہو رہی تھی۔

ان جاسوسوں کا سردار آگے بڑھا اور دریودن سے بولا:

"سنو دریودن! تمہارے کہنے کے مطابق ہم نے پانڈو برادران کو تلاش کرنے کے لیے ہر جگہ دھکے کھائے لیکن ہم کہیں بھی انہیں تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہوئے۔ ہم نے انہیں جنگلوں میں تلاش کیا مگر ہمیں ناکامی ہوئی اور ہم انہیں وہاں تلاش نہ کر سکے۔

پھر ہم دوارکا کی طرف گئے۔ پانڈو برادران ہمیں وہاں بھی نہ ملے اور نہ ہی ہم نے دوارکا کی سرزمین میں لوگوں کو پانڈو برادران سے متعلق گفتگو کرتے پایا جس سے ہم نے اندازہ لگایا کہ پانڈو برادران وہاں نہیں ہیں اس لیے کہ اگر وہ وہاں ہوتے تو لوگ ضرور کسی نہ کسی موقع پر پانڈو برادران سے متعلق گفتگو کرتے۔

اس کے بعد ہم ریاست پنچال کی طرف بھی گئے۔ وہاں بھی ہم نے نہ صرف یہ کہ پانڈو برادران کو تلاش کیا بلکہ

مختلف مقامات پر ہم لوگوں سے ان کے متعلق پوچھتے رہے لیکن وہاں بھی لوگوں کی گفتگو سے ہم نے اندازہ لگایا کہ پانڈو برادران ریاست پنچال میں داخل نہیں ہوئے۔

لہٰذا اپنی ان ساری کوششوں کے نتیجے میں ہم نے جو اندازہ لگایا ہے وہ یہ ہے کہ دروپدی اور پانڈو برادران جنگلوں میں دھکے کھاتے کھاتے مر گئے ہیں اور اب ان دونوں متحدہ ریاستوں میں تمہارا کوئی دشمن نہیں ہے اور اپنے باپ کے بعد تم ان ریاستوں کے راجہ بن کر پرسکون زندگی بسر کر سکتے ہو۔"

یہاں تک کہنے کے بعد جاسوس رکا اور پھر دوبارہ وہ دریودن کو مخاطب کر کے بولا:

"سنو دریودن! واپسی کے سفر میں ہم ویرت شہر میں سے ہو کر گزر رہے تھے۔ ہم نے وہاں بڑی المناک خبر سنی اور مجھے امید ہے کہ یہ خبر تمہارے لیے دلچسپی کا باعث ہو گی۔

اے دریودن! تم کیچک کو ضرور جانتے ہو گے جو ویرت کے راجہ کا سالا تھا اور اس کی افواج کا سپہ سالار بھی تھا۔ اسے ویرت شہر کے اندر تعمیر ہونے والے نئے ناچ گھر کے اندر قتل کر دیا گیا۔ ہم نے لوگوں سے یہ بھی سنا کہ کیچک کسی انتہائی خوبصورت اور پرکشش عورت کو لے کر اس ناچ گھر کی طرف جا رہا تھا اور اس کی اس حرکت پر اس عورت کے شوہر نے رات کے وقت کیچک کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اے دریودن! معاملہ یہیں پر ختم نہیں ہو گیا بلکہ دوسرے روز جب کیچک کے بھائیوں نے کیچک کے ساتھ اس عورت کو بھی چتا میں جلا دینے کا عزم کیا اور جب کیچک کے پانچ بھائی اس عورت کو پکڑ کر چتا کی طرف لے جا رہے تھے تو اس عورت کا شوہر پھر گھات سے نکل کر کیچک کے بھائیوں پر حملہ آور ہوا اور ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

سنو اے دریودن! پانڈو برادران کو تلاش کرتے ہوئے ہم نے ایک طویل سفر طے کیا۔ اس سفر میں یہی ایک اہم خبر ہے جو ہم تمہیں سنا سکتے ہیں لہٰذا ہمارا فیصلہ ہے کہ پانڈو برادران اب زندہ نہیں ہیں بلکہ وہ مر کھپ کر زمین میں دفن ہو چکے ہیں۔"

جاسوسوں کی یہ گفتگو سن کر دریودن نے انہیں انعام و اکرام سے نوازا اور واپس بھیج دیا۔ اس کے بعد وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ریاست ترگرت کا راجہ سوشارام اس کمرے کے اندر داخل ہوا۔

یہ راجہ کئی دنوں سے دریودن کے مہمان کی حیثیت سے قیام کیے ہوئے تھا۔ سوشارام جب کمرے میں داخل ہوا تو دریودن نے قریب ہی ایک نشست پر ہاتھ مارتے ہوئے اسے بیٹھنے کے لیے کہا لہٰذا وہ آگے بڑھ کر دریودن کے پہلو میں بیٹھ گیا۔

اس کے بعد دریودن نے وہاں بیٹھنے والے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا:

"پانڈو برادران کو تلاش کرنے کے لیے ہمیں ایک اور کوشش کرنی چاہیے کیونکہ وقت بہت کم رہ گیا ہے اور ان کی جلاوطنی ختم ہونے میں چند دن باقی رہ گئے ہیں لہٰذا ان دنوں میں ہی انہیں تلاش کر کے اور لوگوں پر ان کو ظاہر کر کے ہم انہیں مزید بارہ سال کے لیے جلاوطنی پر مجبور کر دینا چاہتے ہیں اور اگر ہم ایسا نہ کر سکے تو پھر یہ کہ چند ہی دنوں کے بعد پانڈو برادران اپنی کمین گاہ سے نکل کر ریاست میں داخل ہوں گے اور اپنا راج پاٹ ہم سے واپس مانگیں گے۔ جو اب میں ان کو واپس نہیں کرنا چاہتا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد جب دریودھن خاموش ہوا تو اس کے قریب بیٹھے ہوئے درونا نے اسے مخاطب کر کے کہا:

"سنو دریودھن! پانڈو برادران سے متعلق تمہارے یہ خیالات یقیناً ناپسندیدہ ہیں۔ تمہیں یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا لینی چاہیے کہ لوگ یدھشٹر اور اس کے بھائیوں سے بے پناہ محبت کرتے ہیں اور میں تمہیں یہ بھی تنبیہ کروں گا کہ تم ان کے مرنے کی تمنا نہ کرو بلکہ میرا خیال ہے کہ وہ ایک لمبی مدت تک جیتے رہیں گے۔ تم نے بڑے غیر مناسب ہتھکنڈے استعمال کرتے ہوئے انہیں جنگلوں کی طرف نکل جانے اور جلاوطنی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ تم نے دیکھا کہ تمہارے ان اوچھے ہتھکنڈوں کے خلاف انھوں نے کوئی آواز بلند نہ کی بلکہ وہ سب چپ چاپ وعدے اور شرط کے مطابق تیرہ سال کی جلاوطنی بسر کرنے کے لیے جنگلوں کی طرف چلے گئے تھے۔ ان تیرہ سالوں کے دوران اے دریودھن! تم نے ان کی دولت، ان کی دیگر اشیاء سے پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے اب کیوں تم ان کی واپسی سے خوف زدہ اور ہراساں ہو۔

اے دریودھن! وہ اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ تیرہ سال کی جلاوطنی گزارنے کے بعد واپس آ کر تم سے اپنی ریاست کا مطالبہ کریں اور پہلے کی طرح وہ اپنی ریاست اندر پرساد پر حکومت کریں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد درونا جب خاموش ہوا تو بھیشم نے وہاں جمع ہونے والے لوگوں کو مخاطب کر کے باآواز بلند کہا:

"سنو دریودھن! جو کچھ درونا نے کہا ہے وہ صحیح اور درست ہے اور جو کچھ میں کہنے والا ہوں ہاں میں جانتا ہوں کہ وہ تمہیں اور تمہارے باپ دھرت راشٹر کو ناگوار گزرے گا مگر تمہاری ناگواری کو نظر انداز کرتے ہوئے میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ ضرور کہوں گا۔

سنو دریودھن! میں نے تم میں اور پانڈو برادران میں کبھی کوئی تفریق نہیں کی اور نہ ہی کوئی امتیاز برتا ہے۔ بلکہ میں تم سب سے ایک جیسا پیار اور محبت کرتا رہا ہوں بلکہ چند مواقع پر میں نے پانڈو برادران سے کی جانے والی زیادتی بھی برداشت کی اور تمہاری طرف داری کی۔

سنو دریودھن! پانڈو برادران کو زندہ رہنا چاہیے اور اب تک تم ان کے ساتھ برائیاں ہی برائیاں کرتے رہے

ہو۔ تیرہ سال کی جلاوطنی کی زندگی بسر کرنے کے بعد پانڈو برادران بہت تکالیف اور اذیتیں برداشت کر چکے ہیں۔ اب انہیں واپس آنا چاہیے اور اپنی ریاست اندر پرساد میں پہلے کی طرح حکومت کرنی چاہیے۔ یہ ان کا حق ہے۔

تم نے ہم سے پوچھے بغیر یہ فیصلہ کیسے اور کیونکر کر لیا کہ تم پانڈو برادران کو ان کی ریاست اندر پرساد واپس نہیں کرو گے۔

سنو دریودھن! اب تم جوان نہیں ہو کہ غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے پھرو اور نہ ہی پانڈو برادران پہلے کی طرح جوان رہے ہیں۔۔۔۔ بلکہ تم سب بوڑھے ہوتے جا رہے ہو لہٰذا اے دریودھن! اب تمہیں اپنی بقیہ زندگی نیکی اور بھلائی کے کاموں میں صرف کرنی چاہیے اور جب پانڈو برادران اپنی جلاوطنی کی زندگی بسر کرنے کے بعد واپس آ جائیں تو انتہائی شرافت اور دیانت داری کے ساتھ انہیں ان کی ریاست واپس کر دینی چاہیے۔ اور سنو دریودھن! اگر تم نے ایسا نہ کیا تو میں تمہیں پیشگی تنبیہ کرتے ہوئے اس بات سے آگاہ کرتا ہوں کہ تم انتہائی بربادی کے دور سے گزرو گے۔"

بھیشم کی بات سن کر دریودھن غصے اور خفگی کا اظہار کرتے ہوئے بولا:

"سنو دادا! پانڈو برادران کے ساتھ میں اپنی نفرت کو کسی بھی صورت ختم نہیں کر سکتا۔ وہ میرے دوست نہیں بلکہ میرے دشمن ہیں اور میں کبھی بھی ان کی ریاست کو انہیں واپس نہ کروں گا۔ میں اپنی پوری کوشش کروں گا کہ ان کی جلاوطنی میں یہ جو تیرہ دن باقی رہتے ہیں ان تیرہ دنوں کے اندر میں انہیں تلاش کرنے کی کوشش کروں اور لوگوں پر ان کی شناخت ظاہر کر کے مزید بارہ سال کی جلاوطنی گزارنے پر مجبور کر دوں۔"

دریودھن شاید کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا مگر اس کی بات کاٹتے ہوئے کرپا نے بڑے تند و تیز لہجے میں اسے مخاطب کر کے کہا:

"سنو دریودھن! پانڈو برادران کو ان کا راج پاٹ واپس نہ کر کے میں سمجھتا ہوں کہ تم نے خودکشی کا ارادہ کر لیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ پانڈو برادران اپنی کمین گاہ سے نکلیں اور تیرہ سال کی جلاوطنی کو کامیابی کے ساتھ گزارنے کے بعد ہستنا پور میں نمودار ہوں اور تم سے اپنی ریاست اندر پرساد کی واپسی کا مطالبہ کریں۔

جیسا کہ تم بتا چکے ہو کہ تم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ پانڈو برادران کا راج پاٹ انہیں واپس نہ کرو گے۔ اس صورت حال میں تمہارے اور پانڈو برادران کے درمیان جنگ یقینی ہو جائے گی اور اس جنگ میں ریاست پنچال کا راجہ دروپدہ، دوارکا کا حکمران کرشن اور ان دونوں کے علاوہ اور بہت سے راجہ اور حکمران بھی پانڈو برادران کی حمایت اور طرف داری کریں گے۔

لٰہذا اے دریودن! میرا تمہیں اولین مشورہ یہی ہے کہ پانڈو برادران کے خلاف اپنی نفرت کو ترک کر دو اور اگر وہ تیرہ سال کی جلا وطنی کے بعد واپس آتے ہیں تو ان کا راج پاٹ ان کو واپس کر دو تاکہ وہ تمہارے ساتھ بھائیوں کی طرح زندگی بسر کریں۔

اے دریودن! اگر تم ایسا نہیں کرنا چاہتے اور تم ان کی ریاست اندر پرستھ کو اپنے قبضے میں رکھنا چاہتے ہو تو پانڈو برادران کے ساتھ دشمنی مول لینے کے لیے تیار رہو اور اس کے لیے تمہیں ابھی سے جنگ کی تیاری کر لینی چاہیے۔

اے دریودن! تمہیں ایسے دوستوں اور حمایتیوں کی تلاش میں نکلنا چاہیے جو پانڈو برادران کے ساتھ جنگ میں تمہاری مدد کر سکیں ورنہ یاد رکھو کہ تیرہ سال کی جلا وطنی گزارنے کے بعد جب پانڈو برادران کو یہ خبر ہوگی کہ تم ان کی ریاست انہیں واپس نہیں کر رہے تو وہ زہریلے اژدہوں کی صورت اختیار کر لیں گے اور تمہیں اور تمہارے حمایتیوں میں سے کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے۔

لٰہذا اے دریودن! اٹھ کھڑے ہو اور ان تیرہ دنوں کے دوران اپنی تیاری کر لو اور اپنے لشکر میں اضافہ کرو اور اپنی عسکری قوت کو بڑھاؤ تاکہ جنگ کی صورت میں تم پانڈو برادران اور ان کے حمایتیوں کا آسانی سے خاتمہ کر سکو۔"

کرپا کے خاموش ہونے پر دریودن گردن جھکا کر کچھ دیر تک سوچتا رہا پھر اس نے قریب ہی کھڑے ایک محافظ سے کہا:

"اس جاسوس کو واپس بلایا جائے جو ویرت شہر سے کیچک کی موت کی اطلاع لایا تھا۔"

محافظ بھاگا بھاگا گیا اور اس جاسوس کو لا کر اس نے دریودن کے سامنے کھڑا کر دیا۔ دریودن نے اسے مخاطب کر کے کہا:

"ایک بار پھر کیچک کے قتل کے واقعات تفصیل کے ساتھ میرے سامنے بیان کرو۔"

جاسوس نے فوراً کیچک کے مرنے کے حالات پوری تفصیل سے دریودن کے سامنے بیان کر دیے۔ دریودن نے اس جاسوس کو چلے جانے کی اجازت دے دی۔ پھر وہ گردن جھکا کر اس جاسوس کی بتائی ہوئی باتوں پر از سر نو غور کرنے لگا۔

تھوڑی دیر کے تفکر کے بعد دریودن نے اپنی گردن سیدھی کی اور وہاں بیٹھے ہوئے سارے لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا:

"کیچک کی موت صرف ایک شخص کے ہاتھوں اس امر کا انکشاف کرتی ہے کہ بھیم سین زندہ ہے اور اگر وہ زندہ ہے تو دوسرے پانڈو برادران بھی زندہ ہیں۔ لٰہذا ہمیں ان کے سدباب کی کوشش کرنی چاہیے۔"

دریودن کی بات پر کرپا نے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا:

"اے دریودن! کیچک کی موت سے تم نے کیسے اندازہ لگا لیا کہ بھیم سین اور دوسرے پانڈو برادران ابھی زندہ ہیں؟"

اس پر دریودن انتہائی پریشانی اور اندوہناک انداز سے بولا:

"اے کرپا! تم جانتے ہو کہ ہندوستان میں چار جوان ایسے ہیں کہ جن کی طاقت اور قوت کا کوئی اور جوان مقابلہ نہیں کر سکتا اور نہ ہی انفرادی مقابلے میں کوئی سورما ان چاروں کو زیر کر سکتا ہے۔ ان چاروں میں سے پہلا کرشن کا بھائی بلرام، دوسرا پانڈوؤں کا بھائی بھیم سین، تیسرا ریاست سلوا کا سلیا اور چوتھا ویرت شہر کا کیچک ہیں۔

اے کرپا! تم جانتے ہو کہ جاسوس نے مجھے جو حالات سنائے تھے ان کے مطابق وہ ریاست بنگال بھی گیا سلوا بھی گیا اور دوارکا بھی گیا۔ اس نے کرشن کے بھائی بلرام کو دوارکا میں پایا۔ سلوا کو اس نے اپنی ریاست میں دیکھا۔ لٰہذا کیچک کو اگر کسی نے قتل کیا ہے تو وہ صرف بھیم سین ہی ہو سکتا ہے کیونکہ ان چاروں میں سے اگر بلرام اور سلیا کو نکال دیا جائے تو باقی بھیم سین ہی بچتا ہے جو کیچک کو ختم کر سکتا ہے ورنہ ہندوستان کی سرزمین میں اور کوئی ایسا جوان نہیں ہے جو انفرادی مقابلے میں کیچک کو اپنے سامنے زیر کر سکے اور اس کا خاتمہ کر دے۔"

تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد دریودن پھر اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے بولا:

"اور اے میرے حمایتیو! جیسا کہ ظاہر ہو گیا ہے کہ کیچک کو قتل کرنے والا بھیم سین ہے اور جس لڑکی کی خاطر کیچک قتل ہوا ہے وہ ضرور دروپدی ہی ہوگی۔

تم جانتے ہو کہ دروپدی انتہا درجے کی خوبصورت اور جسمانی ساخت میں پُرکشش ہے۔ کیچک ضرور اس کے نسوانی حسن اور پُرکشش اداؤں سے متاثر ہوا ہوگا اور اس سے محبت کرنے لگا ہوگا اور جب دروپدی نے اس کا جواب محبت سے نہ دیا ہوگا تو کیچک زبردستی پر اتر آیا ہوگا۔

اس کے بعد دو چیزیں ہمارے سامنے آتی ہیں:

اول تو کیچک یا تو زبردستی دروپدی کو اٹھا کر ناچ گھر میں لے گیا ہوگا۔

یا خود دروپدی نے بھیم سین یا دوسرے پانڈو برادران کے کہنے پر کیچک کو ناچ گھر میں بلایا ہوگا اور وہاں پر بھیم سین نے اس کا خاتمہ کر دیا ہوگا۔

اب کیچک کی موت بھیم سین کے ہاتھوں ہو جانے کے بعد یہ بات بھی ہمارے سامنے واضح ہو جاتی ہے کہ پانڈو برادران زندہ ہیں اور وہ سب کے سب دروپدی کے ساتھ ویرت شہر میں پناہ لیے ہوئے ہیں۔ یہ بات ثابت ہونے کے بعد اب ہم ان کے خلاف حرکت میں آئیں گے اور انہیں ان کے بل سے باہر نکالیں گے جس میں چھپ کر وہ اپنی جلا وطنی کا آخری سال گزار رہے ہیں تاکہ وہ شناخت ہو جائیں اور انہیں مزید بارہ سال تک

جلاوطنی کی زندگی گزارنی پڑے۔"

اس پر کرپا پھر دریودن سے مخاطب ہوا:

"اے دریودن! تم کیسے پانڈو برادران اور دروپدی کو لوگوں کے سامنے لاؤ گے کہ لوگ ان سب کو شناخت کر لیں؟"

جواب میں دریودن نے کہا:

"سنو کرپا! ہم یوں کریں گے کہ ایک دو دن میں اپنی تیاری مکمل کر کے اپنے لشکر کو تیار کریں گے اور پھر اس لشکر کے ساتھ ویرت شہر پر حملہ کر دیں گے۔

آپ جانتے ہیں کہ ویرت کے راجہ کی گزر بسر جانوروں کے ریوڑ پالنے پر ہے۔ ہم اس کے ریوڑوں پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے اور جب راجہ کا شہر اور ریوڑ خطرے میں ہوں گے تو پانڈو برادران از خود ان کی حفاظت کے لیے نکلیں گے۔

اس طرح جب وہ لوگ جنگ کرنے سامنے آئیں گے تو وہ ضرور پہچانے جائیں گے اور ان کی یہ پہچان ہی انہیں مزید بارہ سال کی جلاوطنی پر مجبور کر دے گی۔"

دریودن کے خاموش ہونے پر اس کے پہلو میں بیٹھا ہوا ریاست ترگرت کا راجہ سوسارام دریودن کو مخاطب کر کے بولا:

"سنو دریودن! یہ جو تم نے ویرت شہر پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا ہے میں مکمل طور پر اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ میں خود بھی تم سے ویرت کے متعلق گفتگو کرنے والا تھا۔ یہ اچھا ہوا کہ تم نے خود ہی اس موضوع پر بولنے میں پہل کر دی۔

سنو دریودن! جب سے میں اپنی ریاست ترگرت کا راجہ بنا ہوں تب سے میں ویرت کے راجہ کی طرف سے ایک مصیبت اور دشواری میں مبتلا ہوں۔ وہ اس طرح کہ ویرت کے راجہ کا سپہ سالار کیچک ہمیشہ سالوا کے راجہ کے ساتھ مل کر میری ریاست کی سرحدوں پر حملہ آور ہوتا رہا ہے اور سرحد پر بسنے والے لوگوں کے علاوہ وہ اکثر دوسرے شہریوں کو بھی لوٹ کر میرے علاقوں میں مسائل اور دشواریاں کھڑی کرتے رہے ہیں۔

اب جبکہ کیچک مر چکا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ویرت کے راجہ کی فوجی قوت بھی مر چکی ہے۔ ویرت کا راجہ دوسری ریاستوں کے ساتھ جو بھی معاملہ کیا کرتا تھا وہ کیچک ہی کے بل بوتے پر کیا کرتا تھا۔ کیچک کے مرنے کے بعد اب ویرت کے راجہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

لہٰذا اے دریودن! یہ جو تم نے ویرت کے راجہ پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے تو میں بھی تمہارا ساتھ دوں گا۔ میں آج ہی یہاں سے اپنی ریاست کی طرف چلا جاؤں گا اور پھر ویرت پر حملہ آور ہوں گا۔ ساتھ ہی ساتھ تم بھی اپنے لشکر کے ساتھ ویرت پر حملہ آور ہو جانا۔ پھر میں دیکھوں گا کہ ہم دونوں کے سامنے ویرت کا راجہ کیسے اپنا دفاع کرتا ہے۔"

راجہ سوسارام کی گفتگو سن کر دریودن خوش ہو گیا۔ اس موقع پر رادیو نے کہا:

"سنو دریودن! جو کچھ سوسارام کہتا ہے یہ درست ہے۔ اسے آج ہی اپنی ریاست کی طرف روانہ ہو جانا چاہیے اور جلد ہی اسے ویرت پر حملہ آور ہو جانا چاہیے جبکہ ہم بھی اپنے لشکر کے ساتھ آج نہیں تو کل یہاں سے روانہ ہو کر ویرت شہر پر حملہ آور ہو جائیں۔ اس طرح میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس متحدہ حملے سے ویرت کا راجہ اپنا دفاع نہ کر سکے گا۔۔۔ اور ہم ویرت کو فتح کر کے نہ صرف یہ کہ پانڈو برادران کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے بلکہ ہمارے ہاتھ ان گنت دولت بھی لگے گی اور اس طرح ہمیں دوہرے فوائد حاصل ہوں گے۔"

جواب میں دریودن کہنے لگا:

"سنو سوسارام اور رادیو! میں تم دونوں کی تجویزوں سے اتفاق کرتا ہوں۔ سوسارام آج ہی اپنی ریاست کی طرف روانہ ہو جائے گا جبکہ دسونا میرا بھائی آج ہی سے اپنے لشکر کی ترتیب کا کام شروع کر دے گا۔

سوسارام اپنی ریاست سے نکل کر ویرت کے جنوبی حصے پر حملہ آور ہو گا۔ تم لوگ جانتے ہو گے کہ ویرت کی خوشحالی کا انحصار اور دارومدار ان ریوڑوں پر ہے جو ویرت کے راجہ نے پال رکھے ہیں۔ سوسارام اپنے لشکر کے ساتھ ویرت کے جنوبی حصے پر حملہ آور ہونے کے بعد راجہ کے سارے ریوڑوں پر قبضہ کر لے گا جبکہ ہم اپنے لشکر کے ساتھ شمالی حصوں پر حملہ آور ہوں گے اور وہاں چرنے والے راجہ کے ریوڑوں کو اپنے قبضہ میں کر لیں گے۔

اس طرح راجہ جب اپنے ریوڑوں کی حفاظت اور بازیابی کے لیے جنوب اور شمال میں اپنے لشکر کو دو حصوں میں بانٹ کر اپنا دفاع کرے گا تو اس کی عسکری قوت کمزور ہو جائے گی اور اسے ہم شکست دینے میں فوراً کامیاب ہو جائیں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد دریودن تھوڑی دیر تک خاموش رہا۔ پھر وہ اپنا سلسلہ کلام دوبارہ جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا:

"اور میں تم لوگوں کو حوصلے اور خوشخبری کے لیے یہ بھی بتا دوں کہ ہستناپور سے حملہ آور ہونے والے لشکر میں صرف میں، دسونا اور رادیو ہی نہیں بلکہ ہمارے دادا بھیشم، کرپا اور درونا بھی حصہ لیں گے اور مجھے امید ہے کہ ہمارے لشکری جب ان اکابر کو اپنے درمیان دیکھیں گے تو ان کے حوصلے بلند ہوں گے اور اس طرح ہماری فتح یقینی ہو جائے گی۔"

اس کے ساتھ ہی یہ محفل برخاست کر دی گئی۔

○

شام جب ذرا دراز ہوئی، بھیگی جاڑے کی طویل رات میں ڈھل گئی تو لوگوں کی نگاہوں کے اندر خوابوں کے

ٹوٹے آبگینے بکھرنے لگے اور ہوا میں سونگھے جنوں سے کھیلتی ہوئی آوارہ سرگوشیاں کرنے لگیں اور چاروں طرف پھیلی خنک چاندنی کا نرم پھوار اندھیروں کی لغاوت اور مدہوشی کے خلاف بغاوت کر رہی تھی۔

ایسے میں یوناف اور بیوسا اپنے کمرے میں بیٹھے ان چار سرکردہ اشخاص کا انتظار کر رہے تھے جنہیں اپنے ساتھ لے جا کر وہ یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ سرائے کے اندر اور باہر لوگوں کا قتلِ عام وہ نہیں کر رہے بلکہ اس میں کچھ دوسری قوتیں ملوث ہیں۔

اتنے میں ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا پھول جیسا نرم ہونٹ اور خوشی کن لمس دیا اور ساتھ ہی اس کی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی:

"سنو یوناف! وہ چاروں اشخاص جن کا تم اور بیوسا انتظار کر رہے ہو وہ تمہارے کمرے کی طرف آ رہے ہیں۔ میں اس وقت دریائے گنگا کے ساحل سے لوٹ رہی ہوں۔ عارب اور نبیطا اس وقت دریا کے کنارے بستی ملاحوں اور ماہی گیروں کی جھونپڑیوں میں سے ایک جھونپڑی میں آرام کر رہے ہیں۔ عارب نے اپنی نیلی دھند کی قوتوں کو دریا میں پھیلا رکھا ہے۔

اس موقع پر میں تمہیں یہ مشورہ دوں گی کہ تم ان چاروں اشخاص کو لے کر دریائے گنگا کے کنارے اس جگہ پر بیٹھ جاؤ جس کی سیدھ میں آگے دریا میں نیلی دھند کی قوتیں پھیلی ہوئی ہیں اور وہاں دریا کے کنارے بیٹھ کر تم ان نیلی دھند پہ نگاہ رکھو۔ جب وہ نیلی دھند حرکت میں آئے گی تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہو گا کہ عارب اور نبیطا لوگوں کے قتلِ عام کی مہم کا آغاز کرنے لگے ہیں۔ لہٰذا تم نیلی دھند پر نگاہ رکھتے ہوئے اس کے تعاقب میں نکلنا۔ اس موقع پر میں بھی تمہارے ساتھ ہوں گی۔ پھر میں، تم اور بیوسا مل کر دیکھیں گے کہ عارب اور نبیطا کس خونی مہم کا آغاز کرتے ہیں اور ساتھ ہی ان لوگوں پر یہ واضح ہو جائے گا کہ لوگوں کے قتلِ عام کی مہم میں تم لوگ ملوث نہیں ہو بلکہ کچھ اور ہی قوتیں یہ خونی کھیل کھیل رہی ہیں۔

سنو یوناف! دریا کے اس کنارے تک جہاں پر نیلی دھند کی قوتیں منجمد برف کی طرح پھیلی ہوئی ہیں وہاں تک میں تمہاری رہنمائی کروں گی کیونکہ ۔ ۔ ۔ ۔"

ابلیکا خاموش ہو گئی۔

چار اشخاص یوناف کے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک سرائے کا مالک بھی تھا۔ وہ یوناف سے مخاطب ہو کر بولا:

"اے یوناف میرے عزیز! مجھے یقین اور بھروسہ ہے کہ تم اور بیوسا لوگوں کے اس قتلِ عام میں ملوث نہیں ہو تاہم میں دوسرے لوگوں کے یقین اور اعتماد کی خاطر تین آدمیوں کو ساتھ لے کر آیا ہوں تاکہ تم ہماری ان لوگوں تک رہنمائی کرو جو ان بے گناہ لوگوں کے قتل کے ذمہ دار ہیں۔ تاکہ ان لوگوں کے سامنے دفاع کا ایک مضبوط بند باندھا جا سکے۔"

یوناف یہ سن کر اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر ان سب کی طرف دیکھ کر بولا:

"تم آؤ میرے ساتھ۔ میں تم لوگوں کو دریائے گنگا کے ساحل کی طرف لے کر چلتا ہوں اور تم پہ ثابت کرتا ہوں کہ وہ کون اور قوتیں ہیں جو خونخواری کے ساتھ لوگوں کا قتلِ عام کر رہی ہیں۔"

یوناف کے اٹھنے پر بیوسا بھی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس پر سرائے کا مالک یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا:

"بیوسا کو ساتھ لے جانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ یہیں رہے اور آرام کرے۔"

اس پر یوناف نے کہا:

"نہیں۔ میں بیوسا کو یہاں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔ یہ میرے ساتھ چلے گی۔ وہ قوتیں جو لوگوں کے اس قتلِ عام میں ملوث ہیں، میں تم پہ یہ بھی واضح کر دوں کہ وہ ہماری بدترین دشمن ہیں لہٰذا میری غیر موجودگی میں وہ اس پر حملہ آور ہو کر اسے نقصان پہنچا سکتی ہیں اس لیے میں اسے یہاں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔"

یوناف کی اس بات سے سرائے کا مالک مطمئن ہو گیا۔ پھر وہ، بیوسا، یوناف اور تینوں اشخاص کے ساتھ سرائے سے نکل کر دریا کی طرف بڑھے۔

ابلیکا اس موقع پہ یوناف کی رہنمائی کر رہی تھی۔

رات کی تاریکی میں یوناف اور بیوسا، سرائے کے مالک اور اس کے تینوں ساتھیوں کو لے کر دریائے گنگا کے کنارے جھاڑیوں کے ایک جھنڈ میں آ کر بیٹھ گئے۔

اس وقت ان کے سامنے دریا کے وسط میں عارب کی نیلی دھند کی قوتیں آئینے کی طرح چمکتے دھوئیں کی طرح پانی کے اوپر چھائی ہوئی تھیں۔

اس موقع پر یوناف نے سرائے کے مالک اور اس کے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا:

"سنو میرے ساتھیو! دریا کے وسط میں جو تمہیں نیلی نیلی دھند دکھائی دے رہی ہے بس اس پر نگاہ رکھنا یہ دھند ہی لوگوں کے قتلِ عام کا باعث بنتی ہے۔"

سرائے کا مالک اور اس کے ساتھی بڑے غور سے دریا کے وسط میں پھیلی ہوئی نیلی دھند کی پراسرار قوت کو دیکھ رہے تھے۔

اس وقت سرد قہر آلود رات، پُرسکون اور پُرسوز لمحات اور حسرت و غم کی تہوں سے لپٹی سنسان فضاؤں کے سکوت کے اندر پراسرار تصورات بکھیرتی ہوئی بھاگی جا رہی تھی۔

سرما کی تیز سرد ہوائیں رگوں میں خنک سوئیاں چبھو رہی تھیں جس کے باعث دریا کی لہریں تڑپ تڑپ کر کنارے کی طرف جاتی تھیں اور پھر خوف کے دائرے بناتی ہوئی لوٹ جاتی تھیں۔

دریا کے کنارے کے ساتھ ساتھ ان ہواؤں کے باعث ٹھٹھری ہوئی لباند پھیلی ہوئی تھی۔ چاروں طرف ایک سکوت تھا۔

زمین کی سیاہ آنکھوں میں رات کی تلنگنا ہٹیں منجمد اور آسمان کی نیلی آنکھوں میں کائنات کی دھڑکنیں اسیر ہو کر رہ گئی تھیں۔

لمحہ بہ لمحہ گزرتی رات اپنی نبض کو تیز کرتی اور اپنے بند قبا کو کھولتی ہوئی قطرہ قطرہ گرتی شبنم سے لعل گہر ہونے کو بے چین ہو رہی تھی۔

اس لمحے یوناف اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اچانک وہ خاموش ہو گیا۔ اس لیے کہ نیلی دھند کی ان قوتوں کے قریب ہی ایک بہت بڑی کشتی جو ایک جگہ رکی کھڑی تھی اور اس کے اندر مچھیرے اور ملاح مچھلیاں پکڑ رہے تھے، اس کشتی کے مستول پر ایک مچھیرا بڑی تیزی سے اوپر چڑھنے لگا تھا۔ مستول کے اوپر کے حصے میں وہ مچھیرا رسیوں کا سہارا لے کر بیٹھ گیا۔ شاید ایسا اس نے کشتی اور اس کے مچھیروں کی حفاظت کے لیے کیا تھا۔۔۔ تاکہ وہ اپنے ارد گرد نگاہ رکھ سکے اور خطرے کی صورت میں اپنے ساتھی مچھیروں کو بروقت آگاہ کر سکے۔

اس وقت کشتی کے اندر سے چھتارے کی دھیمی دھیمی دھن پہ گانے کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں شاید اس کشتی کے اندر کام کرنے والے ماہی گیر کام کرنے کے ساتھ ساتھ چھتارہ بجاتے اور گانا گاتے ہوئے اپنا وقت گزار رہے تھے۔

کافی دیر تک وہ سب دریائے گنگا کے کنارے جھاڑیوں کے جھنڈ کے اندر چھپ کر دریا کی سطح پر پھیلی نیلی دھند کو دیکھتے رہے۔ اس دوران دریا کے وسط میں کھڑی وہ کشتی دائیں بائیں اور آگے پیچھے ہوتی رہی اور اس کے اندر کام کرنے والے مچھیرے مچھلیاں پکڑنے کے ساتھ ساتھ چھتارے کی دھن پہ گاتے بھی جا رہے تھے۔

اچانک رات کی اس تاریکی اور ہولناک سناٹے کے اندر یوناف کی حالت بدلنے لگی۔ اس کی صحرا جیسی آنکھوں کے اندر غصے کے انگارے بھڑکنے اور نفرت کی ریت اڑنے لگی۔ اس وقت اس کی آنکھوں میں دھول ہی دھول اور شعلے ہی شعلے دکھائی دے رہے تھے۔

یوں لگ رہا تھا کہ اس کی رگوں کے اندر خون وحشت کے نعروں کی صورت اختیار کرنے لگا ہو۔ اس کا سارا جسم بیدار ہو کر سلگ اٹھا اس لیے کہ نیلی دھند حرکت میں آ رہی تھی۔

نیلی دھند اب آہستہ آہستہ اس بڑی کشتی کی طرف بڑھ رہی تھی جس کے اندر مچھیرے مچھلیاں پکڑ اور گا رہے تھے۔

اس موقع پہ یوناف نے بڑی بے چینی سے اپنے ان چاروں ساتھیوں اور بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا:

"اے میرے مہربانو! اس نیلی دھند کی طرف غور سے دیکھو۔ کیا تم محسوس نہیں کرتے کہ اب وہ نیلی دھند آہستہ آہستہ پھیلتی ہوئی قریب کھڑی اس کشتی کی طرف بڑھ رہی ہے جس کے اندر مچھیرے چھتارے پہ گانا گاتے ہوئے مچھلیاں پکڑ رہے ہیں۔

اس موقع پہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ یہ نیلی دھند اس کشتی کے اندر کام کرنے والے ملاحوں اور مچھیروں پر حملہ کر کے ان پر موت طاری کر دے گی۔

سنو مہربانو! یہ کوئی عام دھند نہیں ہے بلکہ یہ نیلی دھند انتہائی خوفناک اور خطرناک ہے اور اس دھند کے اندر تیز شعلوں کی سی زبانوں والی شیطانی قوتیں کام کر رہی ہیں۔ لہٰذا اے میرے ساتھیو! میں تم پر یہ پیش گوئی کرتا ہوں کہ یہ نیلی دھند کی قوتیں ابھی ان ماہی گیروں پہ حملہ آور ہوں گی۔

میں تم پر یہ بھی انکشاف کرتا ہوں کہ وہ نیلی دھند کی قوتیں ہی ہیں جو گزشتہ کئی دنوں سے لوگوں کا قتلِ عام کر رہی ہیں۔"

اس پر سرائے کے مالک نے یوناف سے پوچھا:

"اے یوناف! اپنی گفتگو سے تم بار بار ہمیں یہ یقین نہ دلاؤ کہ اس قتلِ عام کی ذمے دار یہ نیلی دھند کی قوتیں ہیں۔ تم ایک عرصے سے میری سرائے میں قیام کیے ہوئے ہو۔ مجھے تم پہ پورا بھروسہ اور یقین ہے کہ تم ہرگز اس کام میں ملوث نہیں ہو۔

اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ اس وقت یہ نیلی دھند کی قوتیں کشتی کے اندر کام کرنے والے ماہی گیروں پر حملہ آور ہونے کو بڑھ رہی ہیں تو ہمیں ان کے دفاع کے لیے کیا کرنا چاہیے۔"

یوناف نے سرائے کے مالک کو کوئی جواب نہ دیا اور ہلکی سی آواز میں پکارا:

"ابلیکا! ابلیکا!"

جونہی ابلیکا نے اس کی گردن پہ پھولوں جیسا لطیف مس دیا، یوناف نے بڑی رازداری اور سرگوشی میں اسے مخاطب کر کے کہا:

"سنو ابلیکا! تم یہیں بیوسا کے پاس دریائے گنگا کے کنارے رکو اور بیوسا کے ساتھ ساتھ سرائے کے مالک اور اس کے ساتھیوں کی حفاظت کرو جبکہ میں نیلی دھند کی ان قوتوں سے کشتی کے اندر کام کرنے والے مچھیروں کی جانیں بچانے کے لیے آگے بڑھتا ہوں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا۔ کیونکہ مستول پر چڑھ کر جو ماہی گیر اپنے اطراف میں نگاہ رکھنے کے لیے بیٹھا ہوا تھا وہ اچانک خوف بھری آوازیں نکالتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو پکار پکار کر حرکت کرتی ہوئی اس نیلی دھند کی طرف اشارے کر رہا تھا۔

وہ انہیں یہ بتا رہا تھا کہ دھند کے اندر مجھے یہ لگ رہا ہے جیسے آگ جیسی کوئی خوفناک قوتیں ہوں اور بار بار زہریلے سانپوں کی طرح اپنی زبانیں نکالتی ہوں۔ یہ الفاظ کہتے ہوئے وہ ملاح بڑی تیزی سے نیچے اتر کر کشتی میں جا رہا تھا۔

یہ دیکھتے ہی سرائے کا مالک اور اس کے تینوں ساتھی بری طرح خوفزدہ ہو گئے۔ پھر سرائے کے مالک نے یوناف سے کہا:

"اے یوناف! میں نے تم سے پوچھا تھا کہ اس موقع پر اس کشتی کے ماہی گیروں کو بچانے کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"

یوناف نے فوراً اسے جواب میں کہا:

"تم اپنے تینوں ساتھیوں کے ساتھ جہاز لیوں کے اس جھنڈ میں بیٹھے رہو۔ میری ساتھی بیوسا بھی یہیں رہے گی۔ اس کے یہاں ہوتے ہوئے تمہیں کسی قسم کا خطرہ محسوس نہیں کرنا چاہیے۔ وہ نیلی دھند کی قوتیں کشتی کو چھوڑ کر تمہاری طرف چلی بھی آئیں تو بیوسا اپنے ساتھ تمہاری بھی حفاظت کرے گی۔ میں اب دریا میں کود کر اس کشتی کی طرف جاتا ہوں اور نیلی دھند کی ان شیطانی قوتوں سے کشتی میں کام کرنے والے ملاحوں اور ماہی گیروں کی حفاظت کا سامان کرتا ہوں۔"

یوناف کی اس ساری گفتگو کے جواب میں سرائے کا مالک کچھ کہنا چاہتا تھا مگر یوناف اس کے کسی جواب کا انتظار کیے بغیر تیزی سے آگے بڑھا۔ پھر وہ مگرمچھ کی طرح رینگتا ہوا آواز پیدا کیے بغیر پانی میں گھس گیا۔

○

اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے یوناف حیرت انگیز انداز میں تیرتا ہوا بڑی تیزی کے ساتھ دریا کے وسط میں کھڑی اس کشتی کی طرف بڑھا جس پر نیلی دھند کی قوتیں حملہ آور ہوئی تھیں۔

جب وہ پانی سے نکل کر اس کشتی میں داخل ہوا اس وقت نیلی دھند کی قوتیں کشتی کے افراد پر حملہ آور ہو چکی تھیں اور ان میں سے ایک ماہی گیر کا کام تمام کرتے ہوئے جب وہ مزید آگے بڑھیں تو یوناف ان کے

سامنے ایک آہنی دیوار اور چٹان بن کر آ کھڑا ہوا۔

اس موقع پر یوناف نے اپنے بائیں ہاتھ میں وہ گول آئینہ تھام رکھا تھا جس کے اوپر اس نے آتشی رنگ میں اسمِ اعظم لکھوایا تھا۔

دائیں ہاتھ میں اس نے اپنی تلوار سنبھال رکھی تھی جس پر اس نے اپنا عمل کر رکھا تھا جس کے باعث اس تلوار کی نوک سے چنگاریاں نکل رہی تھیں جنہوں نے اس کشتی اور اس کے ارد گرد کے سارے ماحول کو خاصا روشن کر دیا تھا۔

یوناف کو اپنے سامنے ایک ہاتھ میں اسمِ اعظم اور دوسرے میں اپنی عمل کی ہوئی تلوار پکڑے دیکھ کر نیلی دھند کی وہ قوتیں ایک دم ٹھٹک کر رک گئی تھیں۔ پھر وہ یوں پیچھے ہٹی تھیں جیسے سمندر کی لہریں چٹانوں سے ٹکرا کر واپس پلٹتی ہیں یا کوئی زہریلا سانپ حملہ آور ہوتے ہوتے اچانک وحشت زدہ ہو کر پلٹ پڑا ہو۔

یوناف سے ذرا فاصلے پر رک کر نیلی دھند کی قوتیں کشتی کے اندر ہی کھڑی رہیں اور اپنے منہ سے آگ کے انگار نکالتی ہوئی بڑے برہم انداز میں یوناف کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ اس موقع پر یوناف نے ان نیلی دھند کی قوتوں کو مخاطب کر کے کہا:

"سنو نیلی دھند کی شیطانی قوتو! جب کسی گروہ انسانی پر لوٹ حد سے بڑھ جاتی ہے اور ان پر ظلمات کی ساری حدود کو پھلانگ کر گزر جاتا ہے تو ایسے کھلے ہوئے انسانوں کے بے رحم تخواب زمین کے سفاک عناصر کا روپ دھار لیتے ہیں اور ظلم کرنے والے کے جسم اور جان کو چیر کر رکھ دیتے ہیں۔

سنو نیلی دھند کی قوتو! قبل اس کے کہ میں اذیت کی بھٹی آگ کا دھواں بن کر گرد سفر کی طرح تمہیں اڑا دوں، ابلیس کے جوش کی طرح تمہیں ٹھنڈا کر دوں اور سیاہ کاروں کے ہوش کی طرح تمہارا خاتمہ کر دوں تم یہاں سے دفع ہو جاؤ۔"

یوناف کی اس دھمکی کا نیلی دھند پر کوئی اثر نہ ہوا۔

اس پر یوناف نے ان کو پھر مخاطب کیا اور قہر سے بولا:

"سنو نیلی دھند کی قوتو! قبل اس کے کہ سحر ہو جائے اور ہر شے کی پیشانی سے شبنم جھڑنے لگے۔ قبل اس کے کہ میں اس قبائے ظلمت و نور کے اندر تمہارے لیے ایک نگاہِ برہم اور نفرت کی آگ ثابت ہوں، اس کشتی کو چھوڑ کر ان ماہی گیروں اور ملاحوں کو ان کے حال پر چھوڑ کر یہاں سے چلی جاؤ۔

سنو نیلی دھند کی قوتو! انسان اور جنات دونوں بے ثبات ہیں۔ یہ زندگی ایک رات کے مانند ہے۔ قبل اس کے کہ اس کشتی کے اندر تمہاری بے صورت کرا ہیں اور فکرِ خوابیدہ کا تماشہ یہ سارے ملاح اور ماہی گیر دیکھیں

تمہیں فی الفور اس کشتی سے چلا جانا چاہیے۔

اور ہاں یہ بھی سنو اور یاد رکھو کہ میں اس کشتی کے ملاحوں اور ماہی گیروں کے لیے نجات کا ایک خواب اور زندگی کی ایک بشارت بن کر آیا ہوں اور میں کسی بھی صورت تمہاری بدی کو تمہارے گناہوں کو اور تمہاری ہوس کو اس کشتی کے اندر پھیلنے پھولنے نہ دوں گا؟

یوناف کے بار بار تنبیہ کرنے پر بھی نیلی دھند کی قوتیں وہاں سے نہ ہٹیں تو یوناف نے اپنی تلوار بھی اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑی۔ پھر ایک جھٹکے کے ساتھ اپنا خنجر نکالا۔ جلدی جلدی اس پر کوئی عمل کیا اور پھر اپنا وہ خنجر جب اس نے پوری قوت اور زور کے ساتھ گھما کر لہراتے ہوئے اس نیلی دھند کے اندر پھینکا تو وہ خنجر فضاؤں کو چیرتا ہوا جونہی کشتی کے اندر پیوست ہوا۔ نیلی دھند کی قوتیں چیختی چلاتی ہوئی پانی پر اتر گئی تھیں۔

ان کی اس حالت سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے قطرے میں طوفان بپھران پیدا ہو گئے ہوں یا ان کے جسم سے ساری طاقت نکال کر ان کے تن کو مفلوج کر دیا گیا ہو۔

اس موقع پر یوناف کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی اور وہ چشم حقارت سے نیلی دھند کو پانی میں اتر کر دور جاتے دیکھنے لگا۔

یہ سماں دیکھتے ہوئے کشتی کے ماہی گیر اور ملاح بھی باہر نکل آئے اور وہ سب اپنی ٹکٹکی ہوئی نگاہوں سے کبھی یوناف اور کبھی نیلی دھند کی دور ہوتی ہوئی قوتوں کو دیکھے جا رہے تھے۔

رات کی تاریکی میں مدھم چاندنی اور آئینے کی طرح چمکتی ہوئی نیلی دھند کی وہ قوتیں جب دریائے گنگا میں اترنے کے بعد دور نکل چلی گئیں تو یوناف واپس مڑا اور اپنے پیچھے کھڑے ہوئے ملاحوں اور ماہی گیروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا:

"سنو محنت کش ملاحو! یہی وہ نیلی دھند کی قوتیں ہیں جو دریائے گنگا کے کنارے اور اس کے اندر لوگوں کا قتل عام کرتی رہی ہیں۔ انہی نیلی دھند کی قوتوں نے تمہارے دیکھتے ہی دیکھتے ایک ساتھی ملاح کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اب تم اپنی اس کشتی کو کنارے کی طرف لے چلو۔ آج کی رات دریا میں مچھلیاں نہ پکڑو کیوں آج کی رات یہ نیلی دھند کی قوتیں دریا کے اندر ہی رہیں گی۔

کنارے پر جا کر میں اس شخص سے بات کروں گا جس کے قبضے میں یہ قوتیں ہیں اور میں اسے بھی ان نیلی دھند کے ساتھ یہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کر دوں گا۔ تب تم بے دھڑک اور بے خوف ہو کر دریا کے وسط میں جا کر مچھلیاں پکڑ سکو گے۔ تم مطمئن رہو۔ اب میری موجودگی میں تم لوگوں کو نیلی دھند کی ان قوتوں سے کوئی خطرہ نہیں ہے!"

یوناف کی یہ گفتگو سن کر ملاحوں اور ماہی گیروں کو کچھ ڈھارس ہوئی تھی اور وہ یوناف کے ارد گرد جمع ہو گئے تھے۔ تاہم ان کے چہروں پر بے رونقی اور دکھ و تاسف طاری تھا۔ پھر ایک ملاح یوناف کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا:

"اے اجنبی! ہم نہیں جانتے تم کون ہو۔ کہاں سے آئے ہو اور اچانک ہماری کشتی میں کیسے نمودار ہو گئے۔ ہم لوگوں نے تو بس یہی دیکھا کہ تم برق کے کوندے کی طرح دریا کے پانی سے نمودار ہوئے اور ہمارے اور نیلی دھند کی ان قوتوں کے درمیان حائل ہو گئے اور تمہارے ایسا کرنے کے ساتھ یہ قوتیں اپنی جگہ پر رک گئیں اور پھر جب تم نے اپنا خنجر تاک کر ان میں مارا تو وہ چیختی چلاتی ہوئی یہاں سے بھاگ گئیں۔

اے نوجوان اور مہربان اجنبی! تم ہی بتاؤ کہ [illegible] لیکن تم ہمارا [illegible] زندگی کے [illegible]۔ اگر تم آج نہ ہوتے تو نیلی دھند کی یہ قوتیں ہماری تقدیر ہماری قسمت کی لکیریں بدل کر رکھ دیتیں اور ہم سب کو ہماری کشتی کے اندر موت سے بغل گیر کر دیتیں۔

اے نوجوان اور مہربان اجنبی! ہم تیرے شکر گزار اور ممنون ہیں کہ تو نے ہم سب کی جان بچائی ہے۔ اب ہم تیرا کہا مان کر کشتی کو کنارے کی طرف لے جاتے ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی اس کشتی کے ملاح حرکت میں آئے۔ چپو چلاتے ہوئے وہ کشتی کو بڑی تیزی سے کنارے کی طرف لے جا رہے تھے۔

کشتی جب کنارے پر آ کر لگی تو اتنی دیر میں بیوسا سرائے کے مالک اور اس کے ساتھیوں کو ہمراہ لے کر وہاں پہنچ گئی۔

یوناف نے کشتی کے اندر گڑا ہوا اپنا خنجر نکال لیا۔ پھر وہ کشتی سے نیچے اترا۔ سرائے کے مالک اور اس کے تینوں ساتھیوں کے قریب آیا اور ان سے کہا:

"سنو میرے مہربانو! تم جانتے ہو کہ میرے وہاں پہنچنے تک نیلی دھند کی وہ قوتیں حملہ آور ہو چکی تھیں۔ پھر بھی میں ان کے اور مچھیروں کے درمیان حائل ہو گیا اور مزید نقصان ہونے سے رہ گیا تاہم ایک ملاح ان کے ہاتھوں مارا گیا!"

اتنی دیر میں سارے ملاح اور ماہی گیر بھی کشتی سے اتر آئے اور کسی قدر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے سرائے کے مالک سے کہا:

"یہ جوان آج ہماری کشتی میں نمودار نہ ہوتا تو نیلی دھند کی قوتیں سارے ماہی گیروں اور ملاحوں کا خاتمہ کر چکی ہوتیں!"

اس انکشاف پر سرائے کے مالک نے بڑی ممنونیت سے یوناف کی طرف دیکھا اور بولا:
"اے میرے عزیز! مجھے تو پہلے ہی یقین تھا کہ تم اس کام میں ملوث نہیں ہو بہرحال تم نے عملی طور پر بھی ثابت کر دیا ہے کہ کون اس قتلِ عام میں ملوث ہے۔"
پھر اس کے ساتھ آئے ہوئے تین ساتھیوں میں سے ایک نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:
"سرائے کے اندر جن لوگوں نے تم کو مارا اس کے لیے ہم سب شرمندہ ہیں۔ یقیناً تم معصوم اور بے گناہ تھے۔ اب ہمیں خبر ہوئی ہے کہ کیسے اور کس طرح لوگوں کا قتلِ عام ہوتا ہے۔
اے ہمارے مہربان! اب تم یہ بتاؤ کہ نیلی دھند کی یہ قوتیں جو مافوق الفطرت لگتی ہیں ان سے کیسے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔"
یوناف نے خاموش رہ کر کچھ سوچا پھر سرائے کے مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:
"تم اپنے ساتھیوں کو لے کر سرائے کا رُخ کرو۔"
پھر وہ ملاحوں کی طرف مڑا اور بولا:
"تم سب بھی آج کی رات اپنے اپنے جھونپڑوں میں آرام کرو اور آج رات کے کسی حصے میں تم لوگ دریا سے مچھلیاں نہ پکڑنا اور یہ جو نیلی دھند کی قوت تمہاری کشتی پر آ گئی تھی، رہی بات اس کی، میں ایسا انتظام اور بندوبست کروں گا کہ پھر یہ دوبارہ ادھر کا رخ کر کے تمہارے لیے باعثِ اذیت اور زحمت نہ بنے گی۔ اب تم سب لوگ جاؤ۔"
یوناف کے کہنے پر سارے ملاح اور ماہی گیر اپنے اپنے جھونپڑوں کی طرف چل دیے جبکہ سرائے کا مالک اپنے ساتھیوں کو لے کر سرائے کی طرف چلا گیا۔
ان کے جانے کے بعد بیوسا نے یوناف کی طرف دیکھا۔ یوناف تھوڑی دیر خاموش رہا پھر اس نے بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:
"سنو بیوسا! اب جبکہ ماہی گیر، ملاح اور سرائے کا مالک اپنے ساتھیوں کے ساتھ جا چکے ہیں تو آؤ ہم حرکت میں آئیں۔ عارب اور غبیطہ کی طرف چلیں اور انہیں یہاں سے اپنی نیلی دھند کی قوتوں کے ساتھ بھاگ جانے پر مجبور کریں۔"
یوناف کی بات پر بیوسا خوش ہو گئی اور وہ اس کے قریب ہو کر اس کے دونوں شانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے پیار سے بولی:
"اس معاملے میں میں تم سے مکمل طور پر اتفاق کرتی ہوں۔ آؤ ان دونوں کی طرف چلیں اور ابھی انہیں یہاں سے

بھاگ جانے پر مجبور کریں تاکہ یہ دریا کے اندر کام کرنے والے ملاح اور سرائے کے اندر رہنے والے مسافر امن اور سکون محسوس کریں۔"
پھر اس نے پوچھا:
"لیکن ہمیں یہ کیسے خبر ہو گی کہ عارب اور غبیطہ ماہی گیروں کی اس بستی میں کس جھونپڑے کے اندر قیام کیے ہوئے ہیں؟"
جواب میں یوناف مسکرا کر بولا:
"اس کے لیے ابلیکا کی خدمات حاصل کرتے ہیں۔ وہ کاہے کے لیے ہے۔ وہ یقیناً عارب اور غبیطہ کے جھونپڑے تک ہماری راہنمائی کرے گی۔"
اس کے ساتھ ہی ہلکی ہلکی آواز میں یوناف نے ابلیکا کو پکارا۔
جواب میں ابلیکا نے اس کی گردن پر اپنا پھولوں جیسا نرم اور ریشمی لمس دیا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے اسے مخاطب کر کے کہا:
"سنو ابلیکا! رات کی اس تاریکی میں میری اور بیوسا کی اس جھونپڑے تک راہنمائی کرو جہاں عارب اور غبیطہ قیام کیے ہوئے ہیں۔ ہم رات کی تاریکی میں ان دونوں سے نپٹ کر انہیں ان کی نیلی دھند کی قوتوں کے ساتھ بھاگ جانے پر مجبور کر دیں گے۔"
جواب میں ابلیکا کی مسکراتی اور کھلکھلاتی ہوئی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی:
"سنو یوناف اور بیوسا! میں بھی تمہاری اس تجویز سے اتفاق کرتی ہوں۔ اب تم دونوں ان ماہی گیروں کے جھونپڑوں کی طرف چلو۔ میں تمہاری راہنمائی کروں گی۔"
ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور بیوسا ماہی گیروں کے جھونپڑوں کی طرف بڑھنے لگے۔

○

ابلیکا کی راہنمائی میں یوناف اور بیوسا اس جھونپڑے کے سامنے آن کھڑے ہوئے جس کے اندر عارب اور غبیطہ نے قیام کر رکھا تھا۔
تھوڑی دیر تک وہاں کھڑے رہنے کے بعد یوناف نے دیکھا کہ قریب ہی ایک جھونپڑے کے سامنے آگ کا ایک الاؤ روشن تھا اور اس الاؤ کے گرد کچھ لوگ بیٹھے اپنے آپ کو گرم رکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

یوناف اس الاؤ کے پاس آیا اور وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا:

"یہ جو سرائے کے اندر اور گنگا کے اندر ماہی گیروں اور ملاحوں کا قتل عام جاری ہے اس میں یہ دونوں میاں بیوی ملوث ہیں جنہوں نے اس جھونپڑے کے اندر قیام کر رکھا ہے اور جو نئے نئے تمہاری اس بستی میں وارد ہوئے ہیں۔

سنو میرے سرا ان ملاحو اور ماہی گیرو! یہ دونوں میاں بیوی انسانی مافوق الفطرت اور خوفناک انسان ہیں۔ ان کے قبضے میں نیلی دھند کی قوتیں ہیں جن کو یہ حملہ آور ہونے کو کہتے ہیں اور ان کے حکم پر یہ نیلی دھند کی قوتیں عام لوگوں کو چیر پھاڑ کر رکھ دیتی ہیں۔ میں ان دونوں میاں بیوی کو یہاں سے بھگانا چاہتا ہوں تاکہ تم سب لوگ ان سے محفوظ ہو جاؤ۔"

یوناف کی بات کاٹتے ہوئے ایک ملاح اٹھا اور کہنے لگا:

"آپ کو کسی قسم کی وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اسی کشتی پر تھا جس پر تھوڑی دیر پہلے نیلی دھند کی قوتوں نے حملہ کیا تھا اور ان سے آپ نے ہماری جان بچائی تھی۔ آپ جو چاہیں ان دونوں میاں بیوی سے کریں۔ اس بستی میں کوئی بھی آواز نہ اٹھائے گا۔"

اس نوجوان ملاح کا جواب سن کر یوناف خوش اور مطمئن ہو گیا۔ پھر اس نے آگ کے جلتے الاؤ میں سے ایک لکڑی اٹھائی اور اس جھونپڑے کی طرف بڑھا جس میں عارب اور غنیطہ قیام کیے ہوئے تھے۔

اس جھونپڑے کی پشت کی جانب جا کر یوناف نے جلتی ہوئی لکڑی سے جھونپڑے کو آگ لگا دی جب اس نے دیکھا کہ جھونپڑے کو آگ لگ گئی ہے تو وہ بھاگ کر جھونپڑے کے دروازے کے سامنے آ کھڑا ہوا اور تلوار اس نے بے نیام کر کے فضا میں بلند کر لی۔ پھر وہ عارب اور غنیطہ کی طرف سے کسی جوابی ردعمل کا بے تابی کے ساتھ انتظار کرنے لگا۔

جب جھونپڑے کو لگی ہوئی آگ خوب بھڑک اٹھی تو تھوڑی دیر بعد عارب اور غنیطہ بھاگتے ہوئے باہر نکلے باہر آ کر وہ ایک دم ٹھٹک سے گئے کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ وہاں یوناف اور بیوسا کھڑے تھے اور یوناف نے اپنے ہاتھ میں ننگی تلوار تھام رکھی تھی جس کی نوک چمک رہی تھی اور اس نے اردگرد کے سارے ماحول کو روشن کر رکھا تھا۔

رات کے اس وقت یوناف کو اچانک اپنے سامنے دیکھ کر عارب اور غنیطہ ٹھٹک کر رک گئے تھے۔ انہوں نے دیکھا یوناف اس وقت بیوسا کے ساتھ ان کے سامنے کسی آتش فشاں پہاڑ کی طرح کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر ریت لو، چلچلاتی دھوپ اور رقص کرتی آگ کے شعلوں کی سی غضبناکی تھی۔

یوناف کی یہ حالت دیکھ کر عارب اور غنیطہ روزن حبس میں ٹھٹھری ہوئی ہوا جیسے ہو کر رہ گئے۔ ان کی آنکھوں کے اندر خوف بھر گیا تھا۔ ایسا لگتا تھا گویا وہ اس عالم بے رنگ میں زیست کے علاقم کا شکار ہو گئے ہوں۔ وہ دونوں پر اسرار لمحوں کی گہری گپھاؤں اور خوابوں کی ساعتوں کی طرح کچھ ایسے خاموش اور چپ تھے گویا انہیں حرف کی گویائی کا اندیشہ ہو گیا ہو۔

پھر یوناف ہی نے ان کو مخاطب کرنے میں پہل کی اور کہا:

"سنو عارب اور غنیطہ! یہاں آ کر تم نے غلط جگہ کا انتخاب کیا ہے جبکہ تم جانتے تھے کہ یہاں سے قریب ہی سرائے میں میں اور بیوسا نے قیام کر رکھا ہے۔ ہم یہاں اپنی موجودگی میں تمہیں کیسے اور کیونکر ظلم بپا کرنے دے سکتے ہیں۔

سنو عارب اور غنیطہ! جس طرح ہر پھول گلاب نہیں ہوتا اور ہر جوان کامل اور بے مثل نہیں ہوتا اسی طرح اس دنیا میں ہر جگہ اور ہر مقام ایک سا نہیں ہے جہاں تم اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق خونخواری کرتے رہو۔ تم جانتے ہو ہماری اور تمہاری منزلیں، ضابطے، فلسفے جدا جدا ہیں لہٰذا رات کی اس تاریکی میں میں تم سے کہتا ہوں کہ فوراً تم یہاں سے نکل جاؤ۔

سنو عارب اور غنیطہ! اگر تم نے مزید یہاں قیام کر کے لوگوں کے قتل عام کو جاری رکھا تو سن رکھو میں تم دونوں کو بے آواز لفظوں کے کرب میں مبتلا کر دوں گا۔ دریائے گنگا کے کنارے ماہی گیروں اور ملاحوں کی اس بستی میں تم دونوں کی سراسیمگی، دہشت، تذلیل اور بے چارگی کا باعث بن جاؤں گا۔

تم دونوں جانتے ہو کہ راستے کی ہر رکاوٹ کو میں نابود کرنا جانتا ہوں اور کوئی جبر، کوئی طاقت مجھے اپنا ہدف اور مقصد حاصل کرنے سے نہیں روک سکتی۔

تم اپنی مردود تمناؤں اور مجنونانہ جستجو کو سمیٹ کر کہیں اور چلے جاؤ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر رات کی اس تاریکی میں میری آتشیں تلوار تم پر برسے گی اور جو تمہارا انجام ہو گا وہ میرا اللہ ہی جانتا ہے۔"

یوناف کی اس ساری گفتگو کا عارب اور غنیطہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ تھوڑی دیر تک وہ بے چارگی اور بے بسی کے عالم میں باری باری کبھی یوناف اور کبھی بیوسا کی طرف دیکھتے رہے پھر معنی خیز انداز میں انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے دریا کی طرف چلے گئے۔

کنارے پر آ کر انہوں نے اپنی نیلی دھند کی قوتوں کو طلب کیا جو اس وقت دریا کے اندر پھیلی ہوئی تھیں۔ عارب کا حکم پا کر وہ نیلی دھند کی قوتیں طوفانی انداز میں کنارے کی طرف آئیں اور جب عارب اور غنیطہ ان کے قریب ہوئے تو وہ ان دونوں کو ساتھ لے کر کسی انجانی منزل کی طرف روانہ ہو گئیں۔

ایک روز ویت کا راجہ اور پدشٹر راج محل کے باغ میں اکٹھے بیٹھے ہوئے گفت گو کر رہے تھے کہ ان کے سامنے ایک طرف سے لوناف اور ہیوسا نمودار ہوئے۔

ان دونوں کے یوں اچانک نمودار ہونے پر راجہ کے چہرے پر ناراضگی اور ناپسندیدگی کے تاثرات ظاہر ہوئے جنہیں پدشٹر نے دیکھ لیا تھا لہٰذا اس نے فوراً راجہ سے کہا:

"اے راجہ! یہ جو دو اجنبی یہاں آئے ہیں یہ دونوں میاں بیوی ہیں اور میرے پرانے جاننے والے ہیں۔ بلکہ میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ یہ دونوں میرے محسن اور مربی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ کسی اہم کام کے سلسلے میں مجھ سے ملنے آئے ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں انہیں اپنے ساتھ لے جا کر انہیں اپنے کمرے میں گفت گو کر لوں۔"

اس موقع پر پدشٹر اس لیے بھی خوفزدہ تھا کہ لوناف اور ہیوسا کی زبان سے اس کا یہ راز افشا نہ ہو جائے کہ یہ پانڈو برادران ہیں اور انہوں نے یہاں پر غلط ناموں سے پناہ لے رکھی ہے۔

پدشٹر اپنی جگہ سے اٹھ کر جانا ہی چاہتا تھا کہ راجہ نے پدشٹر کو مخاطب کر کے کہا:

"سنو کانکا! اگر یہ تمہارے مہمان ہیں تو انہیں اس نشست پہ بٹھاؤ اور میری موجودگی میں تم ان کے ساتھ گفت گو کر سکتے ہو۔"

پھر پدشٹر کے جواب کا انتظار کیے بغیر راجہ نے قریبی نشستوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لوناف اور ہیوسا کو بیٹھنے کے لیے کہا۔

لوناف اور ہیوسا چپ چاپ وہاں بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد لوناف نے خاموشی کو توڑا اور ویرت کے راجہ کو مخاطب کر کے کہا:

"سنو راجہ۔ میں کانکا کا پرانا جاننے والا ہوں لیکن اس وقت میں ایک ایسے کام کے سلسلے میں آیا ہوں جس میں تمہاری بہتری اور بھلائی ہے اور وہ بات کہنے سے پہلے میں تم پر یہ انکشاف کر دوں کہ کانکا اس کے علاوہ یہاں کے باورچی خانے میں کام کرنے والا اور گھوڑوں کی دیکھ بھال اور جانوروں کے ریوڑوں کی نگرانی کرنے والا گرنتق اور تانتر پال کے علاوہ تمہارے محل میں رہنے والی سرندھری بھی مجھے خوب اچھی طرح جانتے اور پہچانتے ہیں۔ اس سے پہلے یہ لوگ پانڈو برادران کے ساتھ اندر پرستھ میں کام کرتے رہے ہیں اور جب ایک فریب اور دھوکے سے کا ئے کر کوروؤں نے پانڈوؤں کو جلاوطنی پہ مجبور کر دیا تو یہ سب جان سے پناہ لینے کے لیے تمہارے پاس یہاں چلے آئے۔

میں بھی چونکہ وہاں ایک مشیر اور صلاح کار کی حیثیت سے کام کرتا رہا ہوں اس لیے یہ سب لوگ میرے خوب جاننے والے ہیں۔

اے راجہ! یہ میرا تعارف ہے کہ میں کانکا اور دوسرے ساتھیوں کو کیسے جانتا ہوں۔ اب میں تم سے وہ بات کہتا ہوں جس کے لیے میں یہاں آیا ہوں:"

اس پر راجہ نے فکرمندی اور کسی قدر پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"کہو۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

جواب میں لوناف نے کہنا شروع کیا:

"سنو راجہ! ہستنا پور کے راجہ دھرت راشٹر کا بیٹا دریودن اور ریاست ترِگرت ... یہ سوسارام دونوں تمہارے خلاف برے ارادے رکھتے ہیں۔ سوسارام ہستنا پور گیا ہوا تھا جہاں پر اس نے کئی روز قیام کر کے دریودن اور اس کے باپ دھرت راشٹر سے صلاح مشورہ کیا اور یہ فیصلہ کیا کہ دونوں مل کر تم پر حملہ کر دیں۔

اے راجہ! ان دونوں کی نگاہ تمہارے لاکھوں جانوروں کے ریوڑ پر بھی ہے۔ وہ دونوں ایک دن کا وقفہ ڈال کر تمہارے اس مرکزی شہر ویرت پر حملہ آور ہوں گے۔ جنوب کی طرف سے ترِگرت کا راجہ سوسارام اپنے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہو گا جبکہ شمال کی طرف سے دریودن حملہ کرے گا۔

ان کا پہلا کام یہ ہو گا کہ شمال اور جنوب میں تمہارے جو ریوڑ چرتے ہیں انہیں اپنے قبضے میں کر لیں اور پھر جب تم اپنے لشکر کے ساتھ اپنے جانوروں کی بازیابی کے لیے نکلو تو تمہارے ساتھ ایسی ہولناک جنگ لڑی جائے کہ نہ صرف یہ کہ ویرت شہر پہ قبضہ کر لیا جائے بلکہ تمہاری ریاست کو دو حصوں میں بانٹ دیا جائے۔ ایک حصہ دریودن

کو لے اور ایک حصہ تری گرت کے راجہ سوسارام کو۔

اے راجہ۔ میں تمہیں قبل از وقت مطلع کر رہا ہوں کہ ان دونوں شیطانوں کے حملے سے تم اپنے دفاع کا سامان کر لو۔"

یوناف خاموش ہوا تو یدشٹر نے راجہ سے کہا:

"اے راجہ! اس نوجوان کا نام یوناف ہے اور اس کے ساتھ اس کی جو بیوی ہے اس کا نام بیوسا ہے۔ یہ دونوں میاں بیوی انتہائی مخلص اور جاں نثار ہیں۔ میں ان کا پرانا جاننے والا ہوں۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس لڑائی اور جنگ کے معاملے میں اس سے بہتر نہ کوئی مشورہ دے سکتا ہے اور نہ مدد دے سکتا ہے۔ یہ ایک مافوق الفطرت انسان ہے کہ اپنے سامنے آنے والے بڑے بڑے لشکروں کو مٹھی بھر جوانوں کے ساتھ الٹ پلٹ کر کے شکست دے سکتا ہے لہٰذا اے راجہ! اس موقع پر میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ یوناف کو اپنے ساتھ رکھا جائے اور یہ دریودن اور سوسارام جو ہم پر حملہ آور ہونے کے لیے پر تول رہے ہیں ان کے خلاف اس کی تجویز اور کارگزاری سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے۔"

یدشٹر کی اس بات پر راجہ کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔ پھر اس نے یوناف کی طرف دیکھا اور اس سے مخاطب ہو کر پوچھا:

"اے مہربان اجنبی! ان جنگوں میں تم ہمارے لیے کیا کر سکتے ہو؟"

اس پر یوناف نے جواب دیا:

"اے راجہ! ان دونوں قوتوں کے خلاف اگر تم کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہو تو پھر میرے کہنے پر عمل کرو۔ تم اپنے سارے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرو۔ ایک حصے کو لے کر تم جنوب کی طرف نکلو۔ اس کا نگ اوالا گر بختی اور تانتر پال کو بھی تم اپنے ساتھ رکھو کیونکہ یہ سب جنگوں کے ماہر اور انتہائی پرخلوص لوگ ہیں۔ میں بھی ان جنگوں میں تم لوگوں کے ساتھ ہوں گا اور مجھے امید ہے کہ ہم سب مل کر راجہ سوسارام کو شکست دینے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔

اور ہاں راجہ۔ اپنے دوسرے لشکر کی کمانداری کے لیے اپنے کسی بیٹے کو ویرت شہر میں چھوڑ کے جانا اور تم نے جو نیا ناچ گھر بنوایا ہے اس میں رقص کی تربیت دینے والا جو استاد ہے جس کا نام برنیل ہے اس کو بھی یہیں چھوڑ کر جانا۔ یہ برنیل وہ شخص ہے جو پانڈو برادران کے بھائی ارجن کا رتھ بان رہا ہے اور یہ ایک رقاص کے علاوہ ایک انتہائی دلیر اور شجاع انسان ہے۔"

"جب تم اپنے لشکر کے ساتھ جنوب میں سوسارام کے ساتھ جنگ کر رہے ہو گے تو اس دوران شمال سے دریودن اپنے لشکر کے ساتھ حملہ کرے گا۔ اس موقع پر تمہارا وہ بیٹا جس کی کمانداری میں دوسرا لشکر دیا جائے گا وہ برنیل کے ساتھ اس لشکر کو روک دے گا بلکہ اسے شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا۔

اے راجہ! جب مجھے خبر ہو گی کہ دریودن تمہارے بیٹے اور برنیل پر بھاری ثابت ہو رہا ہے تو میں بھی پھر تمہارے لشکر سے نکل کر ان کی طرف آ جاؤں گا۔ پھر تم دیکھنا کہ ہم لمحوں کے اندر جنگ کا نقشہ کیسے پلٹ کے رکھ دیتے ہیں۔

اے راجہ۔ اب وقت برباد نہ کرنا۔ دریودن اور سوسارام کسی بھی وقت تم پر حملہ آور ہو سکتے ہیں لہٰذا ایک ایک لمحہ تمہارے لیے قیمتی اور اہم ہے۔"

اس بات پر راجہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ایک بار اس نے خوشی کے عالم میں یوناف کو اپنے ساتھ لپٹایا۔ پھر اس نے کہا:

"میں ابھی جاتا ہوں اور اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دیتا ہوں۔ اور سنو! تم شاید ہمارے ساتھ جنگوں میں مصروف رہو لہٰذا تم اپنی بیوی بیوسا کو راج محل کے زنان خانے کی طرف بھیج دو۔ وہاں یہ ایک رانی کی حیثیت سے پرسکون وقت گزارے گی۔"

اس پر یوناف نے کہا:

"نہیں راجہ! یہ نہیں ہوگا۔ یہ میرے ساتھ رہے گی۔ یہ ایسی تیز اور جرأت مند لڑکی ہے کہ جنگوں میں یہ میری بہترین معاون اور بہترین ساتھی ثابت ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ جنگ میں میرے ساتھ ہی رہے گی۔"

راجہ یوناف کی بات سے مطمئن ہو گیا۔

پھر وہ اپنے لشکر کی تیاری کے لیے وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔

راجہ کے جانے کے بعد یدشٹر نے پہلے کی نسبت کسی قدر مطمئن انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

"سنو میرے محسن! میرے مہربان! جس وقت تم بیوسا کے ساتھ یہاں آئے تھے تو میں پریشان ہو گیا تھا۔ اس لیے کہ مجھے ڈر اور خدشہ پیدا ہو گیا تھا کہ یہاں تم کہیں ویرت کے راجہ پر اپنی گفتگو کے دوران یہ ظاہر نہ کر دو کہ ہم پانڈو برادران ہیں اور بدلے ہوئے ناموں سے بھیس بدل کر یہاں رہ رہے ہیں اور دروپدی بھی یہاں مزدوری کے بھیس میں موجود ہے۔

اے یوناف! تم نے انتہائی دانشمندی اور دانائی کا ثبوت دیا کہ تم نے راجہ پر ہماری حقیقت ظاہر نہیں کی۔ اگر ایسا ہو جاتا تو لوگوں پر ہماری اصلیت کھل جاتی اور ہمیں مزید بارہ سال کے لیے جنگلوں میں خانہ بدوشی کی رت بچھانا پڑتی۔ اب ہماری اس جلاوطنی کی زندگی ختم ہونے میں ایک دو روز ہی رہ گئے ہیں اس کے بعد ہم دریودن سے اپنے راج پاٹ کی واپسی کا مطالبہ کریں گے۔"

Uploaded By Nadeem

"اور سنو یوناف! تم نے یہ بھی اچھا کیا کہ ضرورت کے اس موقع پر دریودن اور سوما رام کے مقابلے میں ویرت کے راجہ کی مدد کے لیے چلے آئے ہو۔ حقیقت میں اس راجہ نے ہم پر بڑے احسانات کیے ہیں جس میں اس نے ہم پانچوں بھائیوں کو پناہ دینے کے علاوہ سرندھری کو بھی پناہ دے رکھی ہے لہٰذا اس کے شہر اور اس کے ریوڑوں کی حفاظت میں ہم اس کا پورا ساتھ دیں گے۔"

بدشٹر خاموش ہو گیا تو یوناف نے کہا:

"سنو بدشٹر! راجہ سے میرا اور بیوما کا تعارف کراتے وقت تم نے بیوما کو اس کے سامنے میری بیوی بتا دیا ہے جبکہ تم جانتے ہو کہ ہم دونوں کے درمیان ایسا کوئی رشتہ نہیں ہے۔"

یوناف کے ان الفاظ پر قریب بیٹھی ہوئی بیوما شرمانے اور مسکرانے لگی تھی جبکہ بدشٹر نے جواب دیتے ہوئے یوناف سے کہا:

"اے یوناف! ایسا میں نے ایک مصلحت کے تحت کیا تھا۔ تم جانتے ہو بیوما انتہا درجے کی خوبصورت ہے۔ ہماری بیوی دروپدی اپنے حسن، اپنی خوبصورتی میں پورے ہندوستان کی سرزمین میں بے مثال مانی جاتی ہے لیکن تم جانتے ہو کہ بیوما کے حسن اور خوبصورتی کے مقابلے میں دروپدی کچھ بھی نہیں ہے۔

یہ ہندوستان کے راجاؤں اور مہاراجاؤں کا اصول ہے کہ جس خوبصورت لڑکی کو دیکھتے ہیں اسی سے شادی کرنے کے خواہش مند ہو جاتے ہیں۔ اگر میں بیوما کو تمہاری بیوی نہ بتاتا تو ویرت کا راجہ بیوما کے حسن اور خوبصورتی سے متاثر ہو کر بیوما سے ضرور شادی کرنے پر رضامندی ظاہر کر دیتا۔ اس طرح یہاں رہتے ہوئے ہمارے لیے ضرور مسائل کھڑے ہو جاتے۔ بس انہیں مسائل سے بچنے کے لیے میں نے بیوما کو تمہاری بیوی بتا دیا ہے۔"

"میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ ہم پہلے ہی دروپدی کے معاملے میں انتہائی دشواریوں میں مبتلا ہیں اور وہ سرندھری کے بھیس میں اپنی خوبصورتی اور حسن کو چھپائے ہوئے ہے اور اس نے لوگوں پر یہ ظاہر کر رکھا ہے کہ وہ پانچ خونخوار شوہروں کی واحد بیوی ہے اور جو کوئی بھی اس پر نگاہ اٹھائے گا تو اس کے وہ پانچوں خونخوار شوہر اسے موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔ بس انہی چھپی ہوئی باتوں کی وجہ سے وہ یہاں کے راج محل میں پرسکون زندگی گزار رہی ہے۔"

بدشٹر تھوڑی دیر بعد پھر کہنے لگا:

"مجھے امید ہے کہ میرے ان الفاظ کا میری بہن بیوما نے بھی برا نہ مانا ہو گا۔"

یوناف نے اس موقع پر بدشٹر کو کوئی جواب نہ دیا تاہم اس نے سوالیہ انداز میں بیوما کی طرف دیکھا اور بیوما نے بھی گہری نگاہ سے یوناف کی طرف دیکھا۔

وہ اس دیکھنے کا مطلب سمجھ گئی۔ اپنی خوش دلی اور پرندوں کی چہکار کی طرح کھنکتی ہوئی آواز میں کسی قدر مسکراتے ہوئے اس نے خوشی کا اظہار کر کے بدشٹر سے کہا:

"نہیں۔ میں نے تمہاری اس بات کا برا نہیں منایا۔ پھر تم نے جو مجھے یوناف کی بیوی بتایا ہے وہ تم نے ایک مصلحت کے تحت کیا ہے اور پھر اس میں برا ماننے کی کوئی بات نہیں ہے اس لیے کہ جب میں اور یوناف یوں اکٹھے رہ رہے ہیں تو ہر کوئی ہمیں دیکھ کر یہی اندازہ لگائے گا کہ ہم دونوں میاں بیوی ہیں لہٰذا اس میں برا ماننے کی کوئی بات نہیں۔"

بیوما کا جواب سن کر یوناف کے ہونٹوں پر ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ دوسری طرف بدشٹر بھی مطمئن ہو گیا تھا۔ پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور ان دونوں سے بولا:

"اب تم دونوں میرے ساتھ آؤ۔ میں تم دونوں کے کھانے کا بندوبست کر دوں۔ تم دیکھنا میرا بھائی بھیم سین جو باورچی خانے کا نگران ہے تمہارے لیے کیسے عمدہ اور لذیذ پکوان تیار کرتا ہے۔"

بدشٹر کے کہنے پر یوناف اور بیوما اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر بدشٹر کے ساتھ اس کے کمرے کی طرف چل پڑے۔

○

دوسرے روز تری گرت کا راجہ سوما رام اچانک ویرت شہر کے جنوبی حصے پر حملہ آور ہوا اور وہاں پر چرنے والے راجہ کے ریوڑوں پر اس نے قبضہ کر لیا اور ریوڑ چرانے والے تمام چرواہوں کو مار مار کر اس نے وہاں سے بھگا دیا۔

یہ چرواہے بھاگے بھاگے ویرت کے راجہ کے پاس آئے اور فریاد کی کہ کس طرح تری گرت کا راجہ سوما رام ان پر اچانک حملہ آور ہوا اور اس نے ان کے ریوڑوں پر قبضہ کر لیا اور انہیں مار مار کر ویرت شہر کی طرف بھگا دیا۔

راجہ کو جب یہ خبر ہوئی تو اس نے فوراً اپنے لشکر کو کوچ کا حکم دے دیا۔

اپنے لشکر کو اس نے دو حصوں میں تقسیم کیا۔ آدھا لشکر اس نے ویرت شہر کی حفاظت کے لیے چھوڑا اور اس لشکر کا کماندار اس نے اپنے بیٹے اتر کمار کو بنایا جبکہ دوسرے آدھے حصے کے ساتھ اس نے جنوب کی طرف کوچ کیا۔

اس نے یوناف اور بیوما کے علاوہ لشکر میں بھیم سین، بدشٹر، سہادیو اور نکولہ کو بھی شامل کر لیا تھا۔

یوں ویرت کا راجہ اپنے لشکر کے ساتھ بڑی خونخواری سے آگے بڑھا جہاں پر اس کے ریوڑوں پر قبضہ کرنے کے بعد سوسارام اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔

ترّی گرت کا راجہ ویرت شہر کے راجہ کے ریوڑوں پر قبضہ کرنے کے بعد ایک کھلے میدان میں پڑاؤ کیے ہوئے تھا جس کی زمین کسی حد تک بھربھری تھی اور جب اس پر گھوڑے دوڑتے تھے تو گرد و غبار کے بگولے آسمان کی طرف اٹھتے تھے۔

ترّی گرت کے راجہ سوسارام کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ ویرت کا راجہ اپنے جرار لشکر کے ساتھ اس کی سرکوبی کے لیے آرہا ہے لہٰذا اس نے اپنے پڑاؤ کے سامنے ان کی آمد سے پہلے ہی اپنے لشکر کو ترتیب دے کر اس کی صفیں درست کر لی تھیں۔

ویرت کے راجہ نے آتے ہی رُکے اور دم لیے بغیر سوسارام کے لشکر پر حملہ کر دیا تھا۔ یوں اس بھربھری زمین والے کھلے میدانوں کے اندر دونوں لشکر ایک دوسرے کے ساتھ برسرپیکار ہو گئے تھے اور یہ جنگ لمحوں کے اندر ہی ایسی ہولناکی اختیار کر گئی کہ چاروں طرف وحشتوں کے گرد و غبار، غیض و غضب میں ڈوبی آوازیں اور دھواں دھار دھاڑیں بلند ہونے لگیں۔

جنگ کا وہ میدان جو تھوڑی دیر پہلے کسی بیڑ کی طرح پُرسکون تھا اب طوفان اور بارش کی یورش کی طرح صداؤں سے لبریز ہو گیا تھا۔

یوں لگتا تھا جیسے خاموشی کی درزوں سے زہر بھری ہولناک سوچیں اور سیال کوندتی تلملاہٹیں اور جوش زن وحشتیں اچانک اٹھ کھڑی ہوئی ہوں پھر کوئی شعلہ سامان اجل کا ہم نفس اسحٰق کے تیر قیامت بدوش، کرب مسلسل اور آگ میں لپٹے ہوئے باب کی طرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہو رہا تھا۔

انسانی گردنیں کٹ کٹ کر بھربھری زمین کے اس میدان پر گرنے لگی تھیں جیسے برسوں کے بند کواڑ اچانک کھلنے لگے ہوں۔

زخمی ہونے والے سپاہی غم میں سلگتے الفاظ کی طرح میدان کے اندر دوڑتے گھوڑوں تلے آ کر پسنے لگے تھے۔ جنگ میں حصہ لینے والا ہر سپاہی تپے ہوئے چہرے، سلگتے ہوئے بازو اور دہکتے ہوئے دوش کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑا تھا۔ جنگ کے میدان میں حشر اٹھاتی ہوئی آوازیں میدان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک یوں اچانک پھیل گئی تھیں جیسے سلگتی سی کوئی چنگاری خشک ببول کے جنگلات میں گر کر چاروں طرف آگ کا ایک طوفان کھڑا کر دے۔

دونوں لشکروں کے درمیان جب جنگ اپنے زور اور عروج پر تھی اور میدان کے اندر گھوڑوں کے ادھر اُدھر بھاگنے کے باعث گرد و غبار کا ایک طوفان بادلوں کی مانند آسمان کی طرف اٹھ رہا تھا تو اس گرد و غبار کے طوفان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ترّی گرت کے راجہ سوسارام نے ایک چال چلی اس نے اپنے خاص دستوں کو اپنے ساتھ لیا اور اس سمت پورے جوش کے ساتھ حملہ آور ہوا جس طرف ویرت کا راجہ جنگ کر رہا تھا اور لمحہ بہ لمحہ اس محاصرے کو تنگ کرتے ہوئے وہ ویرت کے راجہ کے قریب پہنچنے لگا تھا شاید اس نے ارادہ کر لیا تھا کہ ویرت کے راجہ کو زندہ گرفتار کر کے اپنے لیے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اسی لمحہ جب گرد و غبار کا طوفان کچھ کم ہوا تو یدھشٹر کی نگاہ اچانک اس سمت پڑی، جہاں پر ویرت کے راجہ کو سوسارام اپنے خاص دستوں کے ساتھ گھیرے ہوئے تھا اور آہستہ آہستہ وہ اس محاصرے کو تنگ کرتا جا رہا تھا۔ یہ صورت حال دیکھ یدھشٹر پریشان اور مغموم ہو کر رہ گیا تھا۔ پھر اس نے اپنے قریب ہی بائیں طرف دشمن کی لاشوں کے انبار لگاتے ہوئے یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا یوناف کی طرف ہو لیا تھا۔

یوناف نے بھی یدھشٹر کو اپنی طرف آتا دیکھ کر دشمن کے سپاہیوں سے تھوڑا پیچھے ہٹ گیا تھا اور کسی قدر پریشانی میں یدھشٹر کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا۔ خیر تو ہے۔ یدھشٹر کہنے لگا۔

وہ اپنے بائیں طرف دیکھو ویرت کے راجہ کو سوسارام اپنے لشکر کے ساتھ گھیرے ہوئے ہے اور تیزی سے وہ ویرت کے راجہ کے گرد محاصرہ تنگ کر رہا ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ صورت حال ایسی رہی تو سوسارام ویرت کے راجہ کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو جائے گا اور اگر ایسا ہو گیا تو ہماری شکست یقینی ہو جائے گی اور شکست کی صورت میں سوسارام نہ صرف یہ کہ ویرت شہر کو لوٹے گا بلکہ وہاں سب لوگوں کا خاتمہ کر دے گا۔ لہٰذا ہمیں کسی نہ کسی صورت ویرت کے راجہ کو اس چنگل سے بچانا چاہیے۔ اس دوران بھیم سین بھی ان کے پاس آ کر رک گیا تھا اور اس کی گفتگو سن لی تھی۔ یوناف کے بولنے سے قبل ہی بھیم سین نے بولتے ہوئے کہا۔

ہمیں فوراً اس سمت میں زوردار حملہ کر دینا چاہیئے جس سمت سوسارام، دیریت کے راجہ کو گھیرے ہوئے ہے اور ہر صورت میں ہمیں دیریت کے راجہ کو اس حصار سے نکالنا چاہیئے۔ بھیم سین کے خاموش ہونے پر یوناف کہنے لگا۔

اگر ہم نے زوردار حملہ کیا تو ایسی صورت میں ہمیں مختلف سمتوں سے اپنے سپاہیوں کو اکٹھا کرنا پڑے گا اور اس صورت میں ان سمتوں پر ہماری پوزیشن کمزور ہو کر رہ جائے گی۔ لہذا میں بھیم سین کی اس تجویز سے اتفاق نہیں کرتا۔

سنو میں سوسارام اور اس کے محافظ دستوں پر حملہ آور ہوتا ہوں تم میرے حملہ آور ہونے کا انداز دیکھنا میرے ساتھ صرف بیوسا جائے گی اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم سوسارام کے حصار سے دیریت کے راجہ کو باہر نکال دیں گے اس موقع پر بھیم سین نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔

اگر ایسا معاملہ ہے تو اے یوناف میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔ تاکہ میں تمہاری مدد کر سکوں۔

یوناف نے لمحہ بھر کے لیے بھیم سین کی طرف غور سے دیکھا اور پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

تمہارے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر تم ساتھ جانے پر بضد ہو تو سنو آگے بڑھتے ہوئے تم میرے اور بیوسا کے درمیان رہنا اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم دشمن کے سپاہیوں کے ہاتھوں مارے جاؤ گے اور ایسا ہو گیا تو تمہارے بھائیوں کو سخت صدمہ اور دکھ ہو گا۔ بھیم سین نے فوراً بولتے ہوئے کہا۔

آپ کوئی فکر نہ کریں میں سوسارام تک جاتے ہوئے آپ کے اور بیوسا کے درمیان رہنے کی کوشش کروں گا۔ بھیم سین کے جواب سے مطمئن ہونے کے بعد یوناف بیوسا کی طرف پلٹا اور اسے بڑی رازداری سے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے بیوسا یہاں سے سوسارام کے دستوں کی طرف کوچ کرنے کے ساتھ ہی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لے آنا اور اپنی سری قوتوں کی مدد سے سپاہیوں سے اپنا دفاع کرنے کی کوشش کرنا تاہم اپنی تلوار اپنی ڈھال سنبھالے ہوئے اسے اپنے سامنے رکھنا تاکہ دیکھنے والے یہی دیکھیں کہ تم اپنی تلوار اور اپنی ڈھال سے دشمن کے سپاہیوں سے اپنا دفاع کر رہی ہو اور میں بھی ایسا ہی کرنے کی کوشش کروں گا۔ یوناف کی اس تجویز کے جواب میں بیوسا نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلا دی تھی۔

بیوسا سے اپنی گفتگو مکمل کرنے کے بعد یوناف بھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لے آیا بھیم سین نے دیکھا اس موقع پر یوناف کی حالت یکسر بدل چکی تھی اس کی آنکھوں کے اندر امید و عزم کی تابانی تھی اس کے چہرے پر طوفان کروٹیں لے رہے تھے۔ اس کی پیشانی غصے میں تپ کر تانبے کی طرح سرخ ہو چکی تھی اور بھیم سین نے یہ بھی اندازہ لگایا گویا اس کی سانسیں تھوڑی دیر تک چنگاریوں میں بدل جائیں گی پھر یوناف نے بھیم سین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے بھیم سین آؤ اپنے کام کی ابتدا کریں اس کے ساتھ ہی بھیم سین حرکت میں آیا اپنے گھوڑے کو اس نے یوناف اور بیوسا کے درمیان کر لیا پھر وہ اپنے گھوڑوں کو حرکت میں لاتے ہوئے آگے بڑھے یوناف اور بیوسا کو اس وقت بھیم سین بڑے غور اور انہماک سے دیکھ رہا تھا اس نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ دونوں کوئی عام انسان نہیں اور اس نے یہ بھی دیکھ لیا تھا کہ سوسارام کے محافظ دستوں کی طرف بڑھتے ہوئے ان کی حالت کچھ اس طرح ہو گئی تھی۔ جیسے وہ طوفانوں سے لڑنے اور بجلیوں سے کھیلنے کا عزم کر چکے ہیں۔

سوسارام کے محافظ دستوں کے قریب جا کر یوناف اور بیوسا ان پر بصارت اندھی اور سماعت بہری کر دینے والے انداز میں حملہ آور ہوئے اور ساعتوں کے اندر انہوں نے سوسارام کے محافظ دستوں کو اپنا اسیر نفس اور صاحب ہوس بنا کر رکھ دیا تھا وہ دونوں اجالوں اور روشنیوں کے گرداب کی طرح حملہ آور ہوئے تھے اور اپنے چاروں طرف انہوں نے ویرانیوں کا ایک رقص برپا کر کے رکھ دیا تھا۔ سوسارام کا جو بھی محافظ ان کے سامنے آتا تھوں کے اندر کٹ مرتا اور طوفانی آندھیوں کی طرح وہ دونوں اپنا راستہ صاف کرتے ہوئے بڑی تیزی سے سوسارام کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے جب کہ بھیم سین بھی بڑی ہوشیاری اور تیزی سے اپنے گھوڑے کو ان دونوں کے درمیان رکھے ہوئے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

جلد ہی یوناف اور بیوسا نے سوسارام کے محافظوں کا خاتمہ کر کے رکھ دیا۔ اس موقع پر بھیم سین بے حد خوش نظر آ رہا تھا۔ دوسری طرف دیریت کے راجہ نے بھی یوناف، بیوسا اور بھیم سین کو اپنی طرف آتے ہوئے اور دشمنوں کا اپنے ارد گرد صفایا کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا اس نے یہ بھی دیکھا، اس موقع پر جب کہ یوناف اور بیوسا نے سوسارام کے محافظوں کا خاتمہ کر دیا تھا۔ سوسارام اپنے جنگی رتھ میں اکیلا حیران اور پریشان کھڑا اپنے اطراف کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس صورت حال کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بھیم سین نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے یوناف میرے مہربان تم دیکھتے ہو کہ اس وقت سوسارام اپنے جنگی رتھ میں اپنے رتھ بان کے ساتھ اکیلا کھڑا ہے اگر ہم اسے اس جنگی رتھ سمیت ہانکتے ہوئے اپنے لشکر میں لے جائیں تو فتح یقیناً ہماری ہو جائے گی۔

بھیم سین کی اس تجویز کے جواب میں یوناف کہنے لگا۔

بھیم سین میں تمہاری اس گفتگو سے اتفاق کرتا ہوں تم اس سوسارام کے رتھ میں بیٹھو اس کے رتھ بان کو قتل کر دو۔ اور اس کے رتھ کو ہانکتے ہوئے اپنے لشکر کی طرف چلو۔ تمہارے پیچھے پیچھے ویریت کے راجہ کا رتھ آئے گا اور اس کے پیچھے میں اور بیوسا تمہاری اور ان دونوں رتھوں کی حفاظت کے لیے آئیں گے۔ بھیم سین یہ سن کر فوراً اپنے گھوڑے سے اترا۔ ایک غضبناک جست کے ساتھ وہ سوسارام کی رتھ میں داخل ہوا ایک ہی وار میں اس نے سوسارام کے رتھ بان کا خاتمہ کر دیا پھر اس نے باگیں تھام لیں اور رتھ کے گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے وہ سوسارام کو اپنے لشکر کی طرف لے جا رہا تھا اس کے پیچھے پیچھے ویریت کے راجہ کے رتھ بان نے بھی گھوڑوں کو ہانک کر رتھ کو بھیم سین کے پیچھے لگا چکا تھا اور پھر ان دونوں رتھوں کے پیچھے یوناف اور بیوسا اپنے گھوڑوں پر سوار دشمنوں سے ان کی حفاظت کرتے ہوئے واپس جا رہے تھے۔

جب تری گرت کا راجہ سوسارام اپنے رتھ میں وہاں پہنچا تو سوسارام کو ویریت کے راجہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ ویریت کے راجہ نے اس موقع پر بڑے غصے اور خشمگانہ انداز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے سوسارام کہو تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے تم نے دھوکہ دہی سے مجھے گھیر کر قتل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن تم نے دیکھا میرے جانثاروں نے کس طرح میری حفاظت کی انہوں نے نہ صرف یہ کہ مجھے صحیح سلامت اور زندہ حالت میں وہاں سے نکالا بلکہ تمہیں گرفتار کر کے اپنے لشکر میں لے آئے اب بولو تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے اس موقع پر سوسارام انتہائی شرمندہ دکھائی دے رہا تھا سو وہ کوئی جواب دینے کے بجائے اس کی گردن جھک گئی تھی۔ اس موقع پر ویریت کے راجہ نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے یوناف تم کہو تمہارا کیا ارادہ ہے سوسارام کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیئے۔ یوناف نے کچھ سوچنے کے بعد کہا۔

اے راجہ اگر یہ سوسارام آنے والے دنوں میں تمہارا مطیع تمہارا فرمانبردار تمہارا دوست تمہارا مہربان اور تمہارا انکسار رہنے کا وعدہ کرتا ہے تو اسے چھوڑ دیا جائے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے

چھوڑ دینے میں ہی بہتری ہے۔ یوناف کا یہ جواب لشکر ویریت کے راجہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے سوسارام کیا تم آئندہ کے لیے میرا مطیع اور فرمانبردار رہنے کا وعدہ کرتے ہو اس پر سوسارام کہنے لگا۔

میں یقیناً مطیع اور فرمانبردار رہنے کا وعدہ کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ میں کبھی تمہارے خلاف جنگ کی ابتداء نہ کروں گا اس پر ویریت کے راجہ نے کمال فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

اگر ایسا ہے تو جاؤ اپنے لشکر میں واپس چلے جاؤ تم آزاد ہو یوناف نے چونکہ تمہیں معاف کر دینے کی تجویز پیش کی ہے اور میں یوناف کا کہا رد نہیں کر سکتا اس لیے کہ یہ میرا محسن اور مہربان ہے اب تم جا سکتے ہو یہ فیصلہ سن کر سوسارام کے چہرے پر اطمینان اور خوشی کے تاثرات چھا گئے تھے پھر وہ اپنے رتھ پر سوار ہوا اور وہاں سے چلا گیا تھا۔ اپنے لشکر میں واپس جانے کے بعد سوسارام نے اپنے لشکریوں کو جنگ بند کرنے کا حکم دے دیا اور پھر وہ اپنے لشکر کو لے کر پیچھے ہٹتا ہوا اپنے پڑاؤ کی طرف چلا گیا تھا۔

سوسارام جب اپنے لشکر کو لے کر اپنے پڑاؤ کی طرف چلا گیا تو ویریت کے راجہ نے اپنے قریب کھڑے ہوئے یوناف کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اے یوناف جس طرح تم اور بیوسا دشمن پر حملہ آور ہوئے اور جس طرح تم نے دشمن سے نہ صرف یہ کہ میری جان بچائی بلکہ سوسا کو بھی گرفتار کر لیا۔ حملہ آور ہونے کا ایسا انداز میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی میں نے اپنی آنکھوں سے یہ دیکھا ہے کہ صرف دو انسانوں کے سامنے جن میں سے ایک مرد اور ایک عورت ہو سینکڑوں مسلح لشکری ان کے سامنے سرسوں کی کچی ٹہنیوں کی طرح کٹتے ہوئے موت سے بغلگیر ہو رہے ہوں۔

اے یوناف اس موقع پر میں تمہیں اور بیوسا کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا تم اپنے درمیان چلنے والے بھیم سین کی حفاظت کرنے کے ساتھ ساتھ سوسارام کے ان حفاظتی دستوں کو بھی کاٹ رہے تھے جو میرا حصار کیے ہوئے تھا اور لمحوں کے اندر تم نے ان سارے مخالفوں کا خاتمہ کر کے مجھے دشمن کے چنگل سے نکال باہر کیا۔

اے یوناف میں اس موقع پر تمہارا اور تمہاری ساتھی بیوسا کا شکرگزار اور ممنون ہوں۔ اے یوناف میری سمجھ میں یہ معاملہ نہیں آیا کہ تم نے صرف بیوسا جیسی خوبصورت اور نازک اندام کے ساتھ

کیونکہ سوسارام کے محافظوں کا خاتمہ کرکے اس کے حصار کو توڑ پھینکا۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔

سنو راجہ یا اور ہیوسا دونوں نیکی کے نمائندے ہیں اور یہ جان رکھو کہ نیکی روشنی ہے، جبکہ روشنی، زندگی، روشنی بندگی، روشنی ارتقاء اور روشنی ہی بقا ہے اس پر راجہ نے ایک کشش و پیچ کے انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے یوناف تم نے ڈھکے چھپے لفظوں میں میرے سوال کو ٹال دینے کی کوشش کی ہے میں تمہارے اس جواب سے مطمئن نہیں ہوا اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

اے راجہ کاش کوئی عالم کوئی علم دوست کوئی نبی، کوئی رسول کوئی دانشور اور نقطہ دان کوئی مصلح کوئی مواحد تم پر یہ بات عیاں کر دیتا کہ نیکی جو روشنی ہے اس کی کس قدر قوت اور طاقت ہے یہ زمین زادے یہ سوسارام کے مورکھ اور نادان سپاہی اپنی دانست میں تمہارا خاتمہ کر دینا چاہتے تھے، لیکن نیکی ہی ان کے آڑے آئی اور تمہاری رہائی اور تمہاری نجات کا باعث بنی۔

اے راجہ نیکی انسان کے چہرے سے ماضی کی دھول دھو ڈالتی ہے۔ نیکی انسان کی اندر نمائندہ تمناؤں کی یخ بستہ چٹانوں کو پرکشش بناتی ہے اور نیکی انسان کی زندانی شب کے اسیر جیسی زندگی کو روشن اور خوشگوار بنا کر رکھتی ہے۔

یوناف کے اس جواب پر وریت کا راجہ تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر دوبارہ یوناف کو مخاطب کرکے وہ کہنے لگا۔

سنو یوناف میرے درباریوں میں چند درباری ایسے بھی ہیں جو اس کائنات کے خالق پر کوئی یقین نہیں رکھتے ان کا کہنا ہے کہ یہ آسمانوں اور زمین پر مشتمل جو کائنات ہے یہ صدیوں سے چلی آ رہی ہے اور صدیوں تک چلتی رہے گی کوئی اس کا نگہران نہیں کوئی اس کا ناظم نہیں بس لوگ حیوان اور چرند پرند اس میں پیدا ہوتے رہیں گے اور جس طریقے سے وہ صحت کی سنبھال کرتے ہیں اور اس کے مطابق وہ اپنی زندگی بسر کرکے یہاں سے کوچ کر جائیں گے جب کہ میں ان کے ان خیالات کی نفی کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں اس کائنات کا کوئی مالک ہے کوئی خالق ہے اور وہ اکیلا اور یکتا ہے جو اس ساری کائنات کا نظم و نسق سنبھالے ہوئے ہے۔

اے یوناف تو نیکی اور روشنی کا ایک نمائندہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملہ میں تم سے بڑھ کر کوئی روشنی نہیں ڈال سکتا اس معاملہ میں میری راہنمائی کرو تاکہ میں ان درباریوں کو مطمئن کر سکوں کہ اس کائنات کا کوئی ناظم ہے جس نے یہ سارا نظام اور کارخانہ قائم کر رکھا ہے۔

یوناف کہنے لگا۔

اے راجہ جہاں نظم و نسق ہوتا ہے وہاں کسی ناظم کا تصور بھی ذہن میں آتا ہے جہاں قانون ہوتا ہے وہاں ہر صورت میں کوئی حکمران بھی ہوتا ہے۔ جہاں حکمت ہوتی ہے وہاں کوئی حکیم بھی ہوتا ہے، جہاں علم کا تصور ذہن میں آتا ہے وہاں عالم کا تصور بھی ذہن میں آتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جہاں مخلوق ہوتی ہے وہاں کسی خالق کا تصور بھی انسانی ذہن میں وارد ہوتا ہے۔

اے راجہ زمین سے لے کر آسمان تک سارا ایک مکمل نظام ہے اور یہ پورا نظام ایک زبردست قانون کے تحت چل رہا ہے جس میں ہر طرف ایک ہمہ گیر استطاعت ایک بے عیب حکمت اور بے خطا علم کے اثرات نظر آتے ہیں یہ آثار جس طرح اس بات کا ثبوت پیش کرتے ہیں کہ اس کے بہت سے حکمران نہیں ہے۔ اسی طرح اس بات پر بھی دلالت کرتے ہیں کہ زمین سے آسمان تک پھیلے ہوئے سارے کارخانے سارے نظام کا کوئی نہ کوئی ناظم کوئی حکیم کوئی خالق اور مالک ہے۔

یوناف تھوڑی دیر رکا پھر دوبارہ وہ وریت کے راجہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اے راجہ نیکی کے ایک نمائندے کی حیثیت سے میں نے ایک زمانہ اور گھاٹ گھاٹ کا علاقہ دیکھا ہوا ہے میں تم سے یہ بھی کہوں کہ خداوند جو ساری کائنات کا یکتا مالک اور خالق ہے اس نے ساری زمین کو یکساں بنا کر نہیں رکھا اس میں بے شمار خطے پیدا کر رکھے ہیں جو ایک دوسرے سے متصل ہونے کے باوجود اپنے رنگ میں اپنی ترتیب میں اپنی ساخت اپنی قوتوں، اپنی شکلوں اور اپنی پیداوار کے علاوہ اپنے معدنی خزانوں میں ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ ان مختلف خطوں کی کوکھ کے اندر طرح طرح کے خزانوں کی موجودگی اپنے اندر اتنی حکمتیں اور مصلحتیں رکھتی ہیں کہ ان کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔

اے راجہ دوسری مخلوقات سے قطع نظر صرف انسان ہی کے مفاد کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ انسان کی مختلف اغراض اور ضروریات اور زمین کے ان خطوں کی پیدائش و ساخت کے درمیان جو مناسبتیں اور مطابقتیں پائی جاتی ہیں اور ان کی بدولت انسانی تمدن کو پھلنے پھولنے کے جو مواقع پہنچتے ہیں وہ یقیناً کسی حکیم کی فکر اور اس کے سوچے سمجھے منصوبے اور اس کے دانشمندانہ ارادے کا نتیجہ ہیں لہٰذا اس زمین اور آسمان کی تخلیق کو ایک حادثہ قرار نہیں دیا جا سکتا بلکہ یہ ایک نظام ہے ایک تخلیق ہے جس کا کوئی ناظم ہے اور جس کا کوئی خالق ہے اور یہ ناظم اور خالق اللہ ہے جو واحد ہے اور اس کے علاوہ کوئی ایسی ہستی نہیں جس کی کائنات کے اندر بندگی اور عبادت کی جا سکے۔

یوناف کے یہ الفاظ سن کر وریت کا راجہ کتنی قدر مطمئن ہو کھائی دے رہا تھا پھر وہ مسکراتے ہوئے یوناف سے کہنے لگا۔

اے یوناف تم نے واقعی میرے سوال کا عمدہ اور مکمل ترین جواب دیا ہے۔ اب میں اپنے ان

درباریوں کے ساتھ بیٹھ کر یہ بات ثابت کر سکتا ہوں کہ یہ کائنات یوں ہی کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ہے بلکہ اس کا کوئی خالق اور مالک ہے۔ یوناف ویرت کے راجہ کی گفتگو یہیں تک سننے پایا تھا اسے نہیں پتہ کہ ویرت کے راجہ نے کیا مزید کچھ کہا۔ کیونکہ اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی گردن پر اپنا پھولوں جیسا نرم اور خوشکن لمس دیا تھا اور پھر ابلیکا کی آواز یوناف کے کانوں پر پڑی۔

سنو یوناف دریودن نے اپنے جرار لشکر کے ساتھ ویرت شہر کے شمالی حصے پر حملہ کر دیا ہے۔ شمال میں جو ویرت کے راجہ کے ریوڑ چر رہے تھے۔ ان ریوڑوں پر دریودن نے قبضہ کر لیا ہے۔ ان ریوڑوں کو چرانے والے ویرت کے راجہ کے چرواہے بھاگتے ہوئے شہر کی طرف جا رہے ہیں تاکہ وہ اس معاملے کی اطلاع ویرت کے راجہ کے بیٹے اترکمار کو جا کر کریں اور سنو یوناف دریودن کے اس لشکر میں بھیشم کے علاوہ درونا راوریو اور دوسرے بڑے بڑے سورما بھی شامل ہیں۔ اور اگر ان کا دفاع نہ کیا گیا تو ہو سکتا ہے آگے بڑھتے ہوئے وہ ویرت شہر میں داخل ہو جائیں اس موقع پر میں تمہیں یہ مشورہ دوں گی کہ ویرت کے راجہ سے کہو کہ وہ پانڈو برادران اور اس کے لشکر کے ساتھ یہیں قیام کرے تاکہ اگر راجہ سوسارام بد دیانتی سے کام لے کر موقع کی نزاکت دیکھ کر پلٹ کر حملہ کرے تو وہ ویرت کا راجہ یہاں رہ کر اس سے نمٹ سکے جبکہ تم خود بیوسا کے ساتھ ویرت شہر کا رُخ کرو۔ وہاں اترکمار اور ارجن کے ساتھ مل کر تم یقیناً دریودن کا سامنا کر سکتے ہو جس قدر لشکر اس وقت ویرت کے راجہ کے پاس ہے، ایسا ہی ایک لشکر اترکمار کے ساتھ ویرت شہر میں ہے اور اگر تم بھی بیوسا کے ساتھ اس لشکر میں شامل ہو جاؤ تو اس کی قوت میں اضافہ ہو سکتا ہے اور اس طرح ویرت شہر کو دریودن کی بد دیانتی، بے ایمانی اور اس کے مکر و فریب سے بچایا جا سکتا ہے۔

ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف ویرت کے راجہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو راجہ نیکی کے ایک نمائندے کی حیثیت سے میرے پاس کچھ سری قوتیں بھی ہیں، اور ان سری قوتوں نے مجھے ابھی ابھی اطلاع دی ہے کہ ہستناپور کے دریودن نے اپنے ایک جرار لشکر کے ساتھ تمہارے شہر ویرت کے شمالی حصے پر حملہ کر دیا تھا اور وہاں ریوڑ جو چر رہے تھے ان پر حملہ آور ہو کر اس نے ریوڑوں پر قبضہ کر لیا ہے اور تمہارے ریوڑوں کے چرواہے اس وقت ویرت شہر کی طرف بھاگ رہے ہیں تاکہ وہاں جا کر وہ تمہارے بیٹے اترکمار کو اس حادثے کی خبر کر سکیں۔

اے راجہ تم اپنے لشکر کے ساتھ یہیں رُکو یہ کا لنکا والا اور گر نہ بھی تمہارے ساتھ رہیں گے۔ اس لیے ہو سکتا ہے کہ سوسا رام کے ذہن میں کوئی بد دیانتی پیدا ہو اور جب یہ دیکھ کر تم یہاں سے اٹھ کر ویرت شہر کی طرف چلے گئے ہو تو وہ پلٹ کر تم پر

حملہ آور ہو جائے لہٰذا تم اپنے لشکر کے ساتھ یہیں پڑاؤ رکھو اور میں اپنی اس ساتھی کے ساتھ ویرت شہر کی طرف جاتا ہوں اور وہاں میں تمہارے بیٹے اترکمار کے ساتھ مل کر دریودن کا سامنا کروں گا، اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جس طرح ہم نے سوسارام کے لشکر کو مار بھگایا ہے ایسے ہی ہم ہستناپور کے دریودن کے لشکر کو بھی مار بھگائیں گے یہ خبر سُن کر ویرت کا راجہ فکرمند ہو گیا تھا تاہم اس نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا۔ بدیشٹر نے بھی یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا اس کے بعد یوناف اور بیوسا اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور وہاں سے کوچ کر گئے جہاں تک ان کو ویرت کے راجہ کا لشکر دکھائی دیتا رہا وہاں تک وہ اپنے گھوڑوں کو بھگاتے رہے اس کے بعد وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور ویرت شہر کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

یوناف اور بیوسا جب ویرت شہر کے راج محل کے قریب نمودار ہوئے تو انہوں نے دیکھا ویرت کے راجہ کا بیٹا اترکمار اپنے جنگی رتھ کے پاس کھڑا تھا کچھ اس انداز میں جیسے وہ کہیں کوچ کرنے کی تیاری کر رہا ہو دراصل جب دریودن نے اپنے لشکر کے ساتھ شمالی حصے پر حملہ کیا اور مقامی ریوڑوں پر اس نے قبضہ کر لیا تو ویرت کے راجہ کے چرواہے اپنے جانوروں کو چھن جانے پر بھاگ کر اترکمار کے پاس آئے اور اسے یہ خبر دی کہ شمال میں ہستناپور کا دریودن اپنے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوا ہے اور اس نے ریاست کے جانوروں کو اپنے قبضے میں کر لیا ہے۔ اترکمار پہلے ہی اپنے لشکر کے ساتھ اس ممکنہ خطرے کے لیے تیار کھڑا تھا لہٰذا چرواہوں کی طرف سے یہ خبر ملنے کے بعد اس نے اپنا جنگی رتھ تیار کیا۔ یوناف اور بیوسا جب ویرت شہر میں داخل ہوئے اس وقت اترکمار دریودن کے لشکر کی سرکوبی کے لیے وہاں سے کوچ کرنے والا تھا۔

اترکمار نے جب یوناف اور بیوسا کو اپنی طرف آتے دیکھا تو اپنے جنگی رتھ میں بیٹھے بیٹھے رُک گیا پھر وہ بڑی تیزی کے ساتھ یوناف اور بیوسا کی طرف بڑھا تھا تاکہ ان سے یہ جان سکے کہ سوسارام کے ساتھ ان کے باپ کی جنگ کا کیا بنا ہے۔ اترکمار جب قریب آیا تو یوناف اور بیوسا دونوں اپنے گھوڑوں سے اتر پڑے اور اس موقع پر اترکمار نے بڑی بے چینی اور تجسس کا مظاہرہ کرتے ہوئے یوناف سے پوچھا:

اے ہمارے محسنو اور مہربانو! تم دونوں کے چہرے بتاتے ہیں کہ سوسارام کے ساتھ میرے باپ کی ہونے والی جنگ میں ہمیں کامیابی حاصل ہوئی ہے اس پر یوناف مسکراتے ہوئے اترکمار سے کہنے لگا۔

سنو اترکمار تمہارا اندازہ درست ہے ویرت شہر کے جنوب میں ہونے والی جنگ میں ہمیں

یقیناً کامیابی ہوئی ہے یہ ایک ہولناک جنگ تھی جس میں سوسارام کو مکمل شکست ہوئی ہے بلکہ میں تم سے یہ کہوں کہ ایک موقع پر ہم نے سوسارام کو اس کے جنگی رتھ میں اکیلا پکڑ لیا تھا پھر ہم نے اسے چھوڑ دیا، تاکہ ہمارا اس پر احسان رہے اور آنے والے دنوں میں وہ اس احسان کو یاد رکھے اور دوبارہ تم لوگوں پہ حملہ آور ہونے کی کوشش نہ کرے۔ تاہم سوسارام ابھی تک اپنے لشکر کے ساتھ وہیں قیام کئے ہوئے ہے لہٰذا تمہارا باپ بھی اپنے لشکر کے ساتھ اس کے سامنے پڑاؤ کر چکا ہے اسی دوران ہمیں یہ خبر ملی کہ جنتا پور کے دریودن نے ویرت شہر کے شمالی حصے پر حملہ آور ہو کر ریوڑوں پہ قبضہ کر لیا ہے اور چرواہوں کو مار بھگایا ہے لہٰذا میں اپنی ساتھی بیوسا کو لے کر ادھر چلا آیا جبکہ تمہارا باپ اپنے لشکر کے ساتھ وہیں پڑاؤ کیے ہوئے ہے کہیں دریودن کے حملہ آور ہونے کی خبر سن کر سوسارام کی نیت بدل نہ جائے اور وہ دوبارہ حملہ آور ہونے کی کوشش نہ کرے اور اگر وہ ایسا کرے تو تمہارا باپ اپنے لشکر کے ساتھ اس کے حملے کو روک سکے۔

اترکمار اب بتاؤ تمہارا کیا ارادہ ہے اس پر اترکمار مطمئن انداز میں کہنے لگا۔

سنو یوناف تمہارے آنے کی وجہ سے میرے حوصلوں اور میرے عزم میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر تم میرے ساتھ رہو گے تو ہم دریودن اور اس کے لشکر کو آسانی کے ساتھ شکست دے دیں گے میں اب اپنے جنگی رتھ میں بیٹھ کر اپنے لشکر کی طرف جانے والا تھا اور وہاں سے میں دریودن کی طرف کوچ کرنے والا تھا تاکہ میں اسے ویرت شہر کی طرف پیش قدمی کرنے سے روک سکوں میں تمہارے لیے بھی ایک جنگی رتھ منگاتا ہوں میرا خیال ہے کہ گھوڑوں کی پیٹھ کے بجائے تم جنگی رتھ میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر سکو گے اور کیا تم بیوسا کو بھی اس جنگ میں اپنے ساتھ رکھنا پسند کرو گے۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔

ہاں بیوسا بھی میرے ساتھ جائے گی مگر ایک کی بجائے دو جنگی رتھوں کا بندوبست کرنا۔

یوناف کے ان الفاظ پر اترکمار نے کسی قدر سوالیہ انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

تو کیا دو جنگی رتھ منگانے کا تمہارا مقصد یہ ہے کہ تم اور بیوسا دو علیحدہ علیحدہ جنگی رتھوں پہ بیٹھ کر جنگ میں حصہ لو گے اس پہ یوناف کہنے لگا۔

تمہاری سوچیں غلط ہیں میں اور بیوسا ایک ہی جنگی رتھ پہ ہوں گے اور دوسرا جنگی رتھ جو ہے وہ ویرت شہر میں رقاص کا کام کرنے والا جو برنیل ہے اس کے لیے منگوایا ہے۔ وہ بھی ہمارے ساتھ اس جنگ میں حصہ لے گا اس پر اترکمار نے کسی قدر پریشانی اور جستجو کے انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے یوناف یہ تم کیسی گفتگو کر رہے ہو برنیل جس کے لیے میرے باپ نے ایک نیا ناچ گھر بنوایا ہے اور جو عورتوں کو رقص کی تربیت دیتا ہے کیا وہ جنگ میں حصہ لے گا؟ جب جنگ میں اس کی کارکردگی کچھ نہ ہو گی تو لوگ ہمارا مذاق نہ اڑائیں گے کہ ایک رقاص کو جنگی رتھ میں بٹھا کر لایا گیا ہے اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

اے اترکمار مجھ سے بہتر اس شخص کو کوئی نہیں جان سکتا تم اس کی اصلیت سے واقف نہیں یہ شخص بے شک یہاں ایک رقاص کی حیثیت سے کام کر رہا ہے لیکن انتہا درجے کا شجاع دلیر اور ایک مانا ہوا اور بہترین تیر انداز ہے۔ میں تم سے اس موقع پر یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ اس شخص کا نشانہ بہت کم خطا جاتا ہے۔

یوناف کی یہ گفتگو سن کر اترکمار بے حد خوش ہوا اس نے اپنے چند ساتھیوں کو روانہ کیا کہ وہ دو جنگی رتھ وہاں لے کر آئیں ایک محافظ کو اس نے دوسری سمت روانہ کیا اور کہا کہ وہ برنیل کو بلا کر لائے تھوڑی ہی دیر تک دو جنگی رتھیں بھی وہاں پہنچ گئیں اور ارجن بھی وہاں آ گیا۔ ارجن جب وہاں آ کر رکا تو اترکمار نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

سنو برنیل اس یوناف نے تمہاری بے حد تعریف کی تھی کہ تم ایک رقاص کے ساتھ ساتھ ایک بہترین جنگجو اور تیر انداز بھی ہو اور اس نے یہ کہا تھا کہ اس ہونے والی جنگ میں تمہیں ساتھ ضرور رکھا جائے لہٰذا جہاں میں نے یوناف اور بیوسا کے لیے جنگی رتھ منگوایا ہے وہاں تمہارے لیے بھی جنگی رتھ منگوایا ہے تاکہ تم ہمارے ساتھ پہلو بہ پہلو جنگ میں حصہ لے سکو۔ اترکمار کے اس انکشاف پر ارجن مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

یہ یوناف ہمارے پرانے مہربان اور ہمارے قدیم واقف کار ہیں اگر یہ میرے متعلق سوچتے ہیں تو یہ ان کی میرے ساتھ مہربانی اور شفقت ہے بہرحال ان کے کہنے پر میں جنگ میں ضرور حصہ لوں گا اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنی کارکردگی سے آپ لوگوں کو مایوس نہیں کروں گا کیا میں ایک جنگی رتھ سجا کر اپنی قیام گاہ واپس جا کر اپنا جنگی لباس پہن کر واپس آ سکتا ہوں اس پر اترکمار نے بڑی فراخدلی سے کہا ہاں ضرور تم یہ رتھ لے جاؤ اور تیار ہو کر واپس آؤ اس پر ایک زہریلی حیثیت کے ساتھ ارجن ایک جنگی رتھ میں سوار ہوا اور اس کے گھوڑوں کو ہانکتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا۔

اپنی قیام گاہ پر جا کر ارجن نے پہلے اپنا جنگی لباس پہنا پھر وہ شہر سے باہر اس درخت کی طرف گیا جس پر پانچوں بھائیوں نے اپنے ہتھیار باندھ دیئے تھے اس درخت پر چڑھ کر اس نے اپنے ہتھیار اتارے انہیں جنگی رتھ میں رکھا اور واپس اس جگہ آیا جہاں اترکمار اور یوناف اور ہیوسا اس کا انتظار کر رہے تھے اس کے بعد وہ چاروں لشکر گاہ میں آئے اور لشکر کے ساتھ وہ ویرت شہر کے شمال کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

اترکمار جب اپنے لشکر کو لے کر یوناف، ہیوسا اور ارجن کے ساتھ دریودن کے لشکر کے سامنے رکا تو وہ دریودن کے لشکر کی تعداد اور دور دور تک اس کا پھیلاؤ دیکھ کر دنگ رہ گیا اور پریشانی کے عالم میں اس نے اپنے قریب ہی کھڑے یوناف اور ارجن دونوں کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اے میرے دونوں مہربان ساتھیو تم دیکھتے ہو کہ ہستناپور کے دریودن کے لشکر کی تعداد کس قدر زیادہ اور بے شمار ہے جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے دور دور تک اس کے لشکری پھیلے ہوئے ہیں میں اب یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا ہوں کہ ہم اپنے اس مختصر سے لشکر کے ساتھ دریودن کے اس لشکر کا کیسے اور کیوں کر مقابلہ کر سکیں گے۔ اترکمار کی یہ گفتگو سن کر یوناف نے اس کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا۔

سنو اترکمار حوصلہ نہ ہارو تسلی رکھو میں تمہارے ساتھ ہوں اور میرے علاوہ یہ برنیل بھی تمہارے لشکر میں شامل ہے اور یہ بھی ناممکن کو ممکن کر دکھانے والا شخص ہے۔ سنو ہماری موجودگی میں تمہیں پریشان اور فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ دریودن اگر اتنا لشکر اور بھی لے آئے تب بھی ان کھلے میدانوں کے اندر ہم اس کو اور اس کے لشکریوں کو شکست فاش دے کر رکھ دیں گے۔ یوناف جب خاموش ہوا تو ارجن نے بھی اترکمار کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

سنو اترکمار دریودن کے لشکر کا پھیلاؤ اور تعداد دیکھ کر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے جس طرح تمہارے باپ نے یوناف کے ساتھ مل کر ویرت شہر کے جنوب میں سوسارام کے بہت بڑے لشکر کو شکست دی ہے اس طرح ہم بھی یوناف کی مدد سے ہستناپور کے اس لشکر کو ضرور شکست فاش دیں گے۔ اترکمار تسلی رکھو میں اپنے جنگی رتھ میں بیٹھ کر دونوں لشکر کے درمیان اپنے رتھ کو بھگا کر دشمن کے لشکر کا ایک جائزہ لیتا ہوں اور پھر میں تمہیں جائزہ لے کر یہ بتا سکوں گا کہ ہم دشمن کو کتنی دیر تک شکست دینے میں کامیاب ہو سکتے ہیں اس

کے ساتھ ہی ارجن اپنے جنگی رتھ میں بیٹھا اور دونوں لشکروں کے درمیان اپنے جنگی رتھ کو دوڑانے لگا تھا۔

ارجن جس وقت دریودن کے لشکر کے سامنے اپنے جنگی رتھ کو دوڑاتے ہوئے لشکر کا جائزہ لے رہا تھا تو لشکر کے سامنے بھیشم اور کرپا کے ساتھ کھڑے درونا نے اسے پہچان لیا تھا یہ دیکھ کر کہ میدان جنگ میں رتھ دوڑانے والا ارجن ہی ہے درونا بے حد خوش ہوا کیونکہ وہ ارجن کا استاد تھا اور ارجن کو اپنے سب سے سر دلعزیز اور ہونہار شاگردوں میں شمار کرتا تھا۔ ارجن کی وہاں موجودگی سے درونا ایسا خوش ہوا کہ وہ بلند آواز میں اپنے ارد گرد جمع لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو دونوں لشکروں کے درمیان یہ جو شخص اپنے جنگی رتھ کو دوڑا رہا ہے یہ ارجن کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پانچوں پانڈو برادران اپنی بیوی دروپدی کے ساتھ ویرت کے راجہ کی مدد پر اتر آئے ہیں اب پانڈو برادران ویرت کے راجہ کے وہ ریوڑ جن پر ہم نے قبضہ کیا ہے ضرور واپس لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ لوگو میں تمہیں ایمانداری سے ایک مشورہ دیتا ہوں اور وہ یہ کہ جب یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ ویرت کے راجہ کے ساتھ جنگ کرنا کسی طرح بھی سودمند نہ ہو گا اور اگر یہ جنگ ہوئی تو ہمیں نقصان ہی نقصان اٹھانا پڑے گا لہذا میرا سب کو یہ مخلصانہ مشورہ ہے کہ جنگ کا ارادہ ترک کر کے واپس ہستناپور روانہ ہو جانا چاہیئے اور اگر یہ جنگ ہو کر رہی تو پھر ہمارے مقدر میں سوائے شکست اور بدنامی کے کچھ نہ رہے گا۔

درونا کی یہ باتیں آن ہی آن میں پورے لشکریوں میں پھیل گئیں اور لشکری بددل ہونے لگے کہ انہیں اس جنگ میں پانڈو برادران کا سامنا کرنا پڑے گا اور یہ کہ درونا کی پیش گوئی کے مطابق اگر یہ جنگ ہوئی تو انہیں شکست ہو گی لہٰذا دریودن کے لشکر میں شامل ہر شخص لشکری جنگ کرنے سے جی چرانے لگا تھا۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے دریودن درونا کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے میرے مہربان آپ غلط وقت پر غلط گفتگو کر رہے ہیں آپ کی اس گفتگو نے پورے لشکر میں بددلی اور خوف کی کیفیت طاری کر دی ہے آپ جانتے ہیں کہ ہماری اس مہم کا کیا مقصد اور مدعا ہے اور یہ مقصد ہم سب نے مل کر ہستناپور میں ہی طے کر لیا تھا یہ ویرت کے راجہ کے ریوڑوں پر قبضہ کرنا تو محض پانڈو برادران کو ویرت شہر سے باہر لانا ہے ورنہ ان ریوڑوں سے کیا تعلق اصل مقصد تو یہ ہے کہ پانڈو برادران لوگوں کے سامنے آئیں ہم انہیں پہچانیں اور مزید بارہ سال کے لیے جلا وطنی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیں۔

اب جب کہ ارجن میدان میں اتر رہا ہے تو میرے خیال میں اس کے دوسرے بھائی بھی تھوڑی دیر تک میدان میں اترنے ہی والے ہوں گے اور جو کام ہم چاہتے تھے وہ کام خود ہی یہ پانڈو برادران جلدی اور عجلت میں کرتے دکھائی دے رہے ہیں اگر ارجن کے دوسرے بھائی ویرت کے راجہ کے پاس سوسا رام کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں تو عنقریب وہ بھی یہاں پہنچ جائیں گے اس لیے کہ میرا اندازہ ہے کہ اب تک سوسا رام نے ویرت کے راجہ کو شکست دے دی ہو گی اور وہ ہمارے لشکر میں آ کر شامل ہونے ہی والا ہو گا اس طرح ہماری قوت میں خاطر خواہ اضافہ ہو جائے گا اور اگر سوسا رام کو اس جنگ میں شکست ہوتی ہے تب بھی ہم اکیلے اس جنگ کو جاری رکھیں گے اس لیے ہمارا اصل مقصد اور مدعا یہ ہے کہ ہر صورت میں لوگوں پر ان کی پہچان ظاہر کر کے ان کو مزید بارہ سال کے لیے جنگلوں میں زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا جائے۔

تھوڑی دیر رکنے کے بعد دریودن پھر اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا میں حیران اور پریشان ہوں کہ بھیشم درونا اور کرپا جیسے سورما ارجن کو اپنے لشکر کے سامنے اپنا جنگی رتھ دوڑاتے ہوئے دیکھ کر خاموش اور چپ ہو گئے ہیں جیسے ارجن کی وہاں موجودگی نے ان پر خوف اور لرزہ طاری کر دیا ہو۔ دریودن کے یہ الفاظ سن کر اس کا دوست رادیو قریب آیا اور کہنے لگا۔

سنو دریودن گو درونا کے مکالمے لشکر کے اندر بزدلی اور کمزوری کے اثرات پیدا کر چکے ہیں لیکن اس کیفیت کو ہم جلد ہی دور کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے یہ درونا بلا کسی وجہ کے بس یوں ہی ارجن کو میدان جنگ میں اپنی جنگی رتھ کو موڑتے دیکھ کر خوفزدہ ہو رہا ہے یہ جنگ ہر حال میں ہو کر رہے گی ارجن اگر اس موقع پر کرشن اور اس کے بھائی بلرام کو بھی اپنے ساتھ ملا لے تب بھی ہم جنگ کریں گے اور ان سب کو مغلوب کر کے فتح حاصل کر لیں گے۔

سنو دریودن اس جنگ میں ہم نہ صرف یہ کہ پانڈو برادران کی شناخت ظاہر کر کے انہیں مزید بارہ سال کے لیے جنگلوں میں دھکے کھانے پر مجبور کریں گے بلکہ آفتاب کے سینے سے جس طرح دھوپ اور مہتاب کی پیشانی سے چاندنی کی کرنیں نکلتی ہیں ایسے ہی ہم ان کے جسموں کے خون نکال کر ان پر فتح کے داغ لگائیں گے یہ پانڈو برادران جتنے چاہیں اپنے ساتھی حمایتی مددگار اور دوست ملاتے رہیں لیکن اب یہ ہماری مار اور اپنی شکست سے بچ نہیں سکتے اس میدان جنگ میں ہم ان لوگوں پر تابکاری شعاعوں مرگ مسلسل کے عریاں، روشنی کے فشار اور جام کے گردش کی طرح حملہ آور ہوں گے اور ان کی حالت ظلمتوں کی نعش اور سوکھے حلقوم جیسی بنا کر اپنے سامنے انہیں قتلہ قتلہ کر کے رکھ دیں گے۔ مطمئن رہو دریودن اس جنگ میں میں ارجن کا مقابلہ خود کروں گا اور اسے اپنے سامنے مار مار کر اور جنگی اسیر بنا کر تمہارے سامنے پیش کروں گا رادیو کی بات سن کر قریب کھڑا کرپا کہنے لگا۔

سنو رادیو! تم ہمیشہ جنگ اور مار دھاڑ سے متعلق گفتگو کرتے رہتے ہو جنگ ہمیشہ انتہائی مجبوری کی حالت میں کی جاتی ہے ورنہ عام حالات میں جنگ سے اجتناب ہی کرنا چاہیے تم صرف یہ اعتراف نہیں کرنا چاہتے کہ ارجن تم سے طاقت ور اور جنگی علوم میں زیادہ مہارت رکھتا ہے رادیو تمہارے سامنے ارجن کی تعریف کر کے لشکر کے اندر بددلی پھیلانا مقصود نہیں ہے بلکہ ان پر میں حقیقت ظاہر کرنا چاہتا ہوں ارجن کے خلاف گفتگو کر کے اور اس کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ ظاہر کر کے تم سانپ کے منہ سے زہر نکالنے کی کوشش کر رہے ہو میں ارجن کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں جنگ میں وہ اپنے مدمقابل پر شعلوں اور غصے کی بھڑاس کی طرح حملہ آور ہوتا ہے اور اپنے سامنے آنے والی ہر شے کو جلا کر رکھ دیتا ہے رادیو بات کرنے سے پہلے

خوب سوچا کرو تم اپنی طاقت کا غلط جائزہ لگاتے ہو اور ارجن کے زور اور طاقت کو کم ہی نگاہ میں رکھتے ہو اور اگر تمہاری یہی حالت رہی تو میں تم کو تنبیہ کرتا ہوں کہ تم جنگ کے اندر سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہو گے ۔

کرپا کی یہ گفتگو سن کر رادلیو غصے میں بھڑک اٹھا تھا اور وہ کرپا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا میں دیکھتا ہوں کہ کرپا سمیت ہر شخص کے حواس پر ارجن کا خوف اور ہر خطرہ طاری ہے اور اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ ارجن کی وجہ سے ہمیں شکست ہو گی ۔ اور ہمیں اپنی جانوں سے ہاتھ دھونا پڑے گا تو ایسی سوچیں رکھنے والے واپس ہستناپور جا سکتے ہیں میں اکیلا یہاں ارجن کے خلاف جنگ کروں گا اور یہ ثابت کروں گا کہ میں ہر میدان میں اس کو زیر کر سکتا ہوں ۔ رادلیو کے یہ الفاظ سن کر کرپا کا بیٹا آسوانام رادلیو کے پاس آیا اور اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا ۔

میرے باپ نے جو کچھ کہا ہے وہ درست اور صحیح ہے ارجن ہر حال میں تم سے بہتر اور برتر ہے اور کسی کی بڑائی اور اپنی کم تری کو قبول کر لینا اور مان لینا بہت بڑی دلیری اور قابلیت ہے سنو رادلیو اب تم نے جنگ میں کیا معرکہ مارا ہے ابھی تک ہم نے ویرت کے راجہ کے ریوڑوں پر ہی قبضہ کیا ہے اور یہ قبضہ بھی اس وقت تک مستحکم نہیں ہو سکتا جب تک ہم ان ریوڑوں کو لے کر ستناپور کی حدود میں داخل نہیں ہو جاتے اس لیے کہ ہم ان ریوڑوں سمیت ویرت کے راجہ کی حکومت میں پڑاؤ کیے ہوئے ہیں لہذا یہ ریوڑ ابھی مستقل طور پر ہمارے قبضے میں نہیں ہیں ویرت کا راجہ کسی وقت بھی حملہ آور ہو کر ہم سے ریوڑ چھین سکتا ہے لہذا ہم نے ویرت پر حملہ آور ہونے کے بعد ابھی تک کوئی معرکہ نہیں مارا اور یہ جو تم ہر وقت ارجن کے خلاف بولتے رہتے ہو تو رادلیو زیادہ بولنے والا انسان عموماً بے وقوف ہوتا ہے ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ تم اس قسم کی گفتگو کرنے کا ارادہ نہیں کرو گے ۔

یہ گفتگو سن کر دریودن آسوانام کے قریب آیا اور اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے آسوانام تم اور تمہارا باپ ٹھیک کہتے ہو یہاں آنے سے ہمارا مقصد بغیر کسی وجہ کے جنگ کی ابتدا کرنا نہیں ہے بلکہ ہمارا اصل مدعا پانڈو برادران ہی کی شناخت کو ظاہر کرنا ہے تاکہ انہیں مزید بارہ سال کے لیے جلا وطنی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا جائے سنو آسوانام اگر ہم اس میدان جنگ میں لڑتے اور تکرار کرتے رہے تو ہماری حالت کی خبریں ہمارے دشمن تک پہنچ جائیں گی ۔ جس کی وجہ سے ان کے حوصلے بلند اور ہمارے لشکر میں بددلی پھیل جائے گی جو ہمارے لیے انتہائی نقصان دہ ہو گی لہذا اس میدان میں ہمیں کم از کم ضرور آپس میں اتحاد رکھنا چاہیے تاکہ ہم متحد ہو کر دشمن کی قوت کا مقابلہ کر سکیں ۔

اس موقع پر بھیشم ان دونوں کے قریب آیا اور دھیمی اور نرم آواز میں مخاطب کر کے کہنے لگا سنو میرے ربانو ! جو کچھ درونا نے کہا وہ بھی درست ہے جو کچھ دریودن کہتا ہے وہ بھی صحیح ہے اور جن خیالات کا کرپا اور اس کے بیٹے آسوانام نے اظہار کیا ہے اور جس طریقے سے رادلیو اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے اس میں بھی کوئی غلط بات نہیں ہے آسوانام تمہیں رادلیو کے الفاظ کا برا نہیں ماننا چاہیے رادلیو کی نیت خراب نہیں ہے یہ جو اس قسم کی گفتگو کرتا ہے تو وہ اس جذبے کے تحت کرتا ہے تاکہ پہلے لشکر کے اندر ایک جوش ایک جذبہ ایک ولولہ اور ایک ہمت قائم اور دائم رہے یہ جگہ آپس میں لڑنے اور تکرار کرنے اور دست و گریبان ہونے کی نہیں ہے ہمیں یہاں سب کو دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے متحد اور ایک ہو جانا چاہیے بھیشم کی یہ گفتگو سن کر دریودن کے چہرے پر اطمینان پھیل گیا تھا پھر اس نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ۔

ہم سب کو آپس کے اختلافات ختم کر کے ایک دوسرے کو گلے لگا لینا چاہیے درونا کرپا رادلیو اور آسوانام نے دریودن کی اس بات سے اتفاق کیا اور وہ سب ایک دوسرے سے مل کر اپنے دل صاف کر چکے تھے ۔ سب کے درمیان صلح ہو گئی اور سب نے ایک دوسرے کو گلے لگا کر دل صاف کر لیے تو درونا بولا اور کہنے لگا ہمیں یہاں اس میدان میں آپس میں تکرار ترک کر کے اپنے اندرونی جھگڑوں کو طول نہیں دینا چاہیے بلکہ اس جگہ سوچنے اور فکر کرنے کی بات یہ ہے کہ آخر یہ ارجن اپنے آپ کو نمایاں کر کے جنگ میں کیوں کودا ہے جب کہ اس سے پہلے اتنا عرصہ ان سب بھائیوں نے اپنے آپ کو چھپائے رکھا ہے اور آج تم دیکھتے ہو کہ دونوں لشکروں کے درمیان وہ اپنے جنگی رتھ کو دوڑاتا پھر رہا ہے اور ہم سب یہ جانتے اور اسے پہچانتے ہیں کہ یہ ارجن ہے جب کہ ان پر یہ شرط بھی لگائی گئی تھی کہ اپنی جلا وطنی کی تیرہ سال میں اگر ان کی شناخت کسی پر ظاہر ہو گئی تو انہیں بارہ سال مزید جلا وطنی کے گزارنا ہوں گے جب کہ میں دیکھتا ہوں کہ اس میدان جنگ میں اپنے جنگی رتھ کو دوڑاتے ہوئے ارجن ہر ایک پر اپنی شناخت ظاہر کر رہا ہے اور ایسا وہ یونہی نہیں کر رہا اس کی ضرور کوئی وجہ ہو گی ورنہ تم جانتے ہو کہ ارجن ایسا احمق نہیں کہ لوگوں پر اپنی شناخت ظاہر کرے مزید بارہ سال کی جلا وطنی طلب کرے لہذا ہمیں یہ حساب لگانا چاہیے کہ کہیں ان کی تیرہ سال کی جلا وطنی کے دن پورے تو نہیں ہو گئے اور اب وہ اپنی جلا وطنی کی زندگی پوری کرنے کے بعد اپنے آپ کو لوگوں پر ظاہر کر رہے ہیں تاکہ وہ لوگوں پر اپنا آپ ظاہر کر کے اپنا راج پاٹ واپس لے سکیں ۔

درونا کے یہ الفاظ سن کر دریودن نے پر امید انداز میں اپنے قریب کھڑے بھیشم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا یہ بات تو ہمارے دادا بھیشم ہی بتا سکتے ہیں کیونکہ ان کی جلا وطنی کے دنوں کا حساب یہی کرتے رہے ہیں لہذا پانڈو برادران اپنی جلا وطنی کی مدت پوری کر چکے ہیں یا نہیں یہ فیصلہ تو دادا بھیشم ہی کر سکتے ہیں ۔ دریودن کے یہ الفاظ سن کر بھیشم تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر کسی قدر بلند آواز میں

کہنے لگا۔

سنو میرے بچو! درونا ٹھیک کہتا ہے پہلے ہمیں یہ سوچنا اور فیصلہ کرنا چاہیے کہ ارجن آخر کیوں اپنے جنگی رتھ کو دونوں لشکروں کے درمیان دوڑاتے ہوئے اپنی شناخت ظاہر کر رہا ہے اس کی بھی کوئی وجہ ہے اور جہاں تک ان کی جلاوطنی کے حساب کا تعلق ہے اور جس طرح میں دنوں کی گنتی آج تک کرتا رہا ہوں اس کے مطابق پانڈو برادران کی جلاوطنی کی مدت اب پوری ہو چکی ہے یہاں تک کہنے کے بعد بھیشم تھوڑی دیر کے لیے رکا پھر وہ دوبارہ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

میرے بچو تم اس وقت اپنے جنگی رتھ کو میدان میں دوڑاتے ارجن کو غور سے دیکھو وہ کس قدر اطمینان اور تسلی کے ساتھ اپنے رتھ کو ادھر ادھر دوڑاتا پھر رہا ہے اس لیے وہ جانتا ہے کہ ان کی جلاوطنی کی مدت پوری ہو چکی ہے اس کے چہرے پر پھیلے عزم کو بھی دیکھو جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسے فتح نہیں کیا جا سکتا اور میرے بچو میری یہ بات بھی یاد رکھنا اگر ویرت کے راجہ کے ساتھ مل کر پانڈو برادران نے ہمارے خلاف جنگ کی تو یہ جنگ بڑی ہولناک ہوگی اور اس میں ہماری شکست اور دشمن کی فتح کی امیدیں زیادہ ہوں گی لہٰذا میں تمہیں نیک اور مخلصانہ مشورہ دوں گا کہ ہمیں اس جنگ سے بچنا چاہیے اور اے دریودن میں خصوصیت کے ساتھ تمہیں یہ کہتا ہوں کہ اب جب کہ شرائط کے مطابق پانڈو اپنی تیرہ سال کی جلاوطنی کی مدت کو ختم کر چکے ہیں تو تمہیں بھی ان کے ساتھ پرانی اور قدیم دشمنی کو ختم کر دینا چاہیے تمہیں پانڈو برادران کو ان کا راج پاٹ واپس کر دینا چاہیے اور آپس میں اتحاد اور امن قائم کر لیا جائے ایسا کرکے تم خوشحال زندگی بسر کر سکتے ہو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یاد رکھو ہر طرف تباہی اور بربادی کا دور دورہ ہو جائے گا۔

میری نصیحت پر عمل کرو اور پانڈو برادران کو اپنے پاس بلاؤ اور انہیں بڑے پیار اور محبت سے ان کا راج پاٹ انہیں واپس کر دو۔ اس لیے کہ ان کے ساتھ جو شرائط طے ہوئی تھیں ان کے مطابق اب وہ اپنی ریاست اور اپنے راج پاٹ کے حق دار ہیں یہاں تک کہنے کے بعد بھیشم خاموش ہو گیا تھا۔

بھیشم کا یہ فیصلہ سن کر دریودن کا چہرہ پیلا سا ہو کر رہ گیا تھا تھوڑی دیر تک وہ کچھ نہ کہہ سکا اس ہے کہ اس کی حالت سوکھے کھڑے درخت اور کوچ میں بیٹھے مسافر جیسی ہو کر رہ گئی تھی اس کے سینے میں نفرت دہکتی آگ کے اندر پرانی یادیں بری طرح گونجنے لگی تھیں اور اس کے دل کے اندر زندگی کی وحشتیں اور محرومیاں آگ کھولن پیدا کر رہی تھی تھوڑی دیر تک دریودن تحلیل ہوتی گونج اور خبروں کے ٹمٹماتے رہنے کی طرح ن اور خاموش کھڑا رہ کر اپنی باطنی کیفیت پر قابو پانے کی ناکام کوشش کرتا رہا اس لیے دیکھنے والا یہ دیکھ تا تھا کہ بھیشم کے الفاظ سن کر دریودن کا تن کھولن اور نفرتوں کا آتش فشاں بن کر پھٹ پڑا تھا اور

وہ گونجوں کے چکراتے لہراتے بھنور کی طرح دکھائی دے رہا تھا تھوڑی دیر تک دریودن پر دکھ کی دیمک اور سوچوں کی زہر جیسی کیفیت رہی پھر وہ گندھک اور کوئلے کے بارود کی طرح پھٹ پڑا اور کہنے لگا۔

میں کسی بھی صورت پانڈو برادران کو ان کا راج پاٹ واپس نہ کروں گا اب ہمیں اس بات کا فکر نہیں کرنا چاہیے کہ ہمیں پانڈو برادران کو مزید بارہ سال کے لیے اس طرح جلاوطنی کی زندگی پر مجبور کرنا چاہیے اب ہمیں صرف جنگ کے متعلق سوچنا چاہیے میں پانڈو برادران کو ان کی ریاست واپس نہ کروں گا اور اب اور آنے والے دور میں ہر جگہ ان سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہوں اب ان کے ساتھ میرے لیے جنگ کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے۔ مجھے امید ہے کہ جب میری ان کے ساتھ جنگ ہوئی تو انہیں میں اندھیروں کے آسیب اور آخری شب کے سناٹے کی طرح مار بھگاؤں گا اور ان پر اپنی فتح مندی کا اعلان کروں گا اور اے میرے ساتھیو یہ بھی سن رکھو کہ اگر پانڈو برادران ہم پر غالب آ گئے تو وہ صرف مجھے ہی تختہ مشق نہیں بنائیں گے بلکہ بھیشم، درونا، کرپا، آسوانام، رادیو، دسونا اور دیگر ہمارے ساتھیوں میں سے کسی کو بھی معاف نہیں کریں گے وہ ہمارے لیے تپا ہوا گردون اور انگارہ بن جانے والی زمین ثابت ہوں گے وہ زہر بن کر قہر بن کر ہمارے جسم و جاں کے سارے راستے بند کر دیں گے اور ہمارے روشنیوں کے شہروں کو ظلمتوں کی لہر اور اندھیروں کا اسیر بنا کر رکھ دیں گے۔

لہٰذا اے میرے ساتھیو اگر تم میرے ساتھ ساتھ پانڈو برادران کی یلغار اور ترکتاز سے محفوظ رہنا چاہتے ہو تو جنگوں میں ان کے خلاف میرا ساتھ دو اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو سن رکھو پانڈو برادران بستی بستی پربت پربت، گلستان در گلستان، صحرا در صحرا تم پر وارد ہوں گے تم پر اپنے جان لیوا حملے کریں گے اور تمہارے نفس نفس میں خوف و ہراس بھر کر تمہاری حالت ریزہ ریزہ اندھیروں کے حصار، ذہن کی مفلسی اور شب گزیدہ دن جیسی بنا کر رکھ دیں گے لہٰذا اگر تم اپنی جانوں کی امان چاہتے ہو تو میری بات مانو پانڈو برادران کے خلاف متحد اور ایک ہو جاؤ اور ان کے خلاف نہ ختم ہونے والی جنگ ڈال دو اس طرح ہم پانڈو برادران کی ہلاکت اور ان کی یلغار سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

دریودن کی اس گفتگو کا لوگوں پر خاصہ اثر ہوا سب سے پہلے درونا حرکت میں آیا وہ دریودن کے قریب آیا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بڑی شفقت اور پیار سے اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو دریودن میری ایک تجویز پر عمل کرو اس میں ہماری بہتری اور بھلائی ہے اس پر دریودن نے بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے درونا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے میرے عزیز کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو اس پر درونا نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہنا شروع

کیا سنو دریودن تمہاری گفتگو نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے اور اسی گفتگو کی روشنی میں میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہمیں اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے سنو دریودن لشکر کا ایک حصہ لے کر تم فوراً بلکہ ابھی اور اسی وقت ہستناپور کی طرف روانہ ہو جاؤ اس لیے کہ ہم تمہیں جنگ سے دور اور محفوظ دیکھنا چاہتے ہیں اور یہ فیصلہ میں اس بنا پر کر رہا ہوں کہ اگر تم نے جنگ میں حصہ لیا تو سن رکھو صرف ارجن ہی نہیں بلکہ دیگر پانڈو برادران بھی سب سے پہلے تمہیں ہلاک کرنے کی کوشش کریں گے اور یہ جو ارجن اس وقت اکیلا میدان میں اپنا جنگی رتھ کو دوڑاتا پھر رہا ہے تو میرا خیال ہے کہ وہ یہاں اکیلا نہیں ہے بلکہ اس کے دوسرے بھائی بھی پیچھے لشکر میں جنگ شروع ہونے کے منتظر ہوں گے اور جوں ہی جنگ شروع ہوئی تو وہ سب سے پہلے تمہیں اپنا حدف بنانے کی کوشش کریں گے لہذا میں نہیں چاہتا کہ اس جنگ میں تم پانڈو برادران کے ہاتھوں مارے جاؤ اور اگر ایسا ہوا تو مجھے بے حد دکھ اور صدمہ ہو گا۔ لہذا میں تمہیں یہ مشورہ دیتا ہوں کہ لشکر کے چار حصوں میں سے ایک حصہ لے کر تم ہستناپور کی طرف روانہ ہو جاؤ تاکہ تم پانڈو برادران کی ہلاکت سے محفوظ ہو جاؤ۔

اور سنو دریودن لشکر کا دوسرا حصہ ان جانوروں کو لے کر ہستناپور کی طرف روانہ ہو جائے جو ویرت کے راجہ کی ملکیت ہیں اور جن پر ہم نے قبضہ کر لیا ہے اگر جنگ ہوئی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ہزاروں کی تعداد میں جانور ہمارے قبضے میں ہیں یہ بھی ہم سے چھن جائیں گے لہذا ان کا چھن جانا بھی ہمارے لیے نقصان ہے اسی بنا پر میں نے یہ فیصلہ کیا ہے لشکر کا دوسرا حصہ ابھی اور اسی وقت ان سارے ریوڑوں کو لے کر ہستناپور کی طرف روانہ ہو جائے اس طرح کم ازکم یہ جانور بآسانی ہستناپور پہنچ جائیں گے اور ان کے چھن جانے کا نقصان اٹھانا پڑے گا اور نہ کوئی صدمہ اور افسوس کا سامنا ہو گا لشکر کے ان حصوں کے یہاں کوچ کرنے کے بعد باقی لشکر کے دو حصے رہ جائیں گے اور لشکر کے ان دو حصوں کے اندر میں خود بھیشم اور کرپا آسوا تام اور رادلیو دسونا اور دیگر کئی سورما شامل ہوں گے اور ہم سب مل کر لشکر کے دو حصوں کے ساتھ پانڈو برادران اور ویرت کے راجہ کے لشکریوں کا مقابلہ کریں گے یہاں تک کہنے کے بعد درونا خاموش ہو گیا اس کے خاموش ہونے کے بعد دریودن نے بولتے ہوئے کہا۔

درونا میرے بزرگ تمہارا فیصلہ بہت عمدہ اور بروقت ہے اور مجھے یہ پسند بھی آیا ہے لیکن میں لشکر کے ایک حصے کو لے کر کیسے اور کیوں کر روانہ ہو جاؤں ایسا کرنے سے مجھے دو باتوں کا اندیشہ ہے ایک تو یہ کہ لوگ مجھے بزدل جانیں گے کہ میں لشکر کے ایک حصے کو لے کر ہستناپور کی طرف روانہ ہو گیا ہوں اور دوسرے میری اس روانگی سے لشکر میں بددلی اور کم ہمتی پھیل جائے گی اور میں ایسا نہیں چاہتا لہذا اے درونا میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں تم سب کے ساتھ رہ کر جنگ میں حصہ لوں گا اور مجھے امید ہے ہم سب مل

کہ اس جنگ میں فتح مند اور کامیاب ہو کر نکلیں گے دریودن ابھی اپنی یہ گفتگو جاری رکھے ہوئے تھا کہ مخالف سمت سے یوناف اور بیوسا اپنے جنگی رتھ کو دوڑاتے ہوئے نکلے اور وہ بھی اپنے جنگی رتھ کو لشکر کے درمیان بھگانے لگے تھے۔ اس موقع پر دریودن کے بھائی دسونا نے یوناف اور بیوسا کو دیکھ لیا تھا لہذا وہ سہما سہما اور ڈرتا ڈرتا اس جگہ آیا جہاں دریودن اور رادلیو اکٹھے کھڑے تھے ان دونوں کو اس نے رازداری سے مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو رادلیو اور دریودن پہلے صرف ارجن اپنے رتھ کو دوڑاتا پھر رہا تھا اب ذرا غور سے دیکھو ان دونوں لشکروں کے درمیان دو جنگی رتھ بھاگ رہے ہیں اور تم دونوں دوسرے جنگی رتھ کی طرف ذرا غور اور دھیان سے دیکھو رادلیو نے اس جنگی رتھ میں جب اپنی آنکھوں سے یوناف اور بیوسا کو دیکھا تو اس کی حالت قابل دید ہو کر رہ گئی تھی وہ تند حقارت کے سناٹوں جیسا خاموش سرد ہو نٹوں جیسا افسردہ اور ہلاکت کے دشت سفاک جیسا مایوس کن ہو کر رہ گیا تھا یوں لگتا تھا کہ اس کا جسم شل بوجھل بوجھل اور ذہن کا ہر حصہ ریزہ ریزہ ہو کر رہ گیا تھا اس کے چہرے پر خوف کے رقص کرتے ہوئے شعلے اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ میدان جنگ میں یوناف کو اپنے سامنے دیکھ کر اس کی فصیل بدن گر گئی ہو اور وہ اپنے آپ کو لٹے کر تھا اور غیر محفوظ محسوس کر رہا تھا۔ پھر رادلیو نے دسونا کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی مایوسی اور گھبراہٹ میں کہا۔

یہ یوناف اور اس کی ساتھی لڑکی اس جنگ میں کہاں سے نمودار ہو گئے اس کا ارجن کے ساتھ اس میدان میں جنگی رتھ کو دوڑانا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ یہ ارجن کا ساتھ دے رہے ہیں یہ شخص تو ایک اٹل طوفان ہے اور اپنے دشمنوں پر قسمت گیر ازم آہنی دلیوار اور ہر گام محشر برپا کر دینے والی آندھیوں کی طرح حملہ آور ہوتا ہے یہ تو افکار و آگہی کا ایک طلسم ہے اور کسی انسان کے بس کی بات نہیں کہ اس کا مقابلہ کرے اے دسونا اگر تمہیں یاد ہو جب دریودن نے ہمیں ان دونوں کو گرفتار کرنے کے لیے سرائے کی طرف بھیجا تھا تو اس نے محلوں کے اندر ہمارے پندرہ ساتھیوں کو ہلاک کر کے ہمیں ہستناپور کی طرف بھاگ جانے پر مجبور کر دیا تھا اس کی یہاں موجودگی اس اندیشے کو ظاہر کرتی ہے کہ ہمارے خلاف جنگ میں کوئی بہت بڑا طوفان کھڑا کر دے گا۔

رادلیو کے منہ سے یہ الفاظ سن کر دریودن بھی بڑے فکر انگیز انداز میں یوناف کو دیکھتا رہا جو دونوں لشکروں کے درمیان اپنے جنگی رتھ کو بڑی تیزی سے دوڑا رہا تھا پھر دریودن نے اپنے قریب کھڑے رادلیو اور دسونا کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔ سنو اے میرے عزیزو! میرے دوستو! یوناف نام کے

Uploaded By Nadeem

اس جوان کا میدان جنگ میں آنا ہمارے لیے نحوست کی نشانی ہے اس لیے کہ یہ جوان تو لوگوں کی عشرتوں کو نحوستوں میں بدل دینے والا ہے یہ انسانیت کی عریانیت ڈھانپنے والا ہے اور ضرورت کے وقت مرگ و حیات سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتا ہے۔ اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اور ان کے ہاتھ کا کھیل کھیلتے ہوئے یہ جوان کرب مسلسل اور اک موت شواہدہ کی طرح حملہ آور ہونے کا فن جانتا ہے اور ایسا کر کے یہ اپنے دشمنوں کی نیست کے آسمان پر ایک منحوس شعلوں اور خمار خانہ ہستی میں بدشگونی کا نشان بن ظاہر ہوتا ہے لہذا اس موقع پر میں یہی کہوں گا کہ یوناف کا اس میدان جنگ میں نمودار ہونا ہماری نحوست اور بدشگونی کی علامت ہے۔

دریودن کے یہ الفاظ سن کر راولیوٹ کسی قدر اپنے آپ کو سنبھالا اور دریودن کو تسلی دینے کی خاطر وہ کہنے لگا اے دریودن میرے دوستو پریشان اور فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے تم جانتے ہو کہ حوصلہ ہی دلوں کا مرہم ہے لہذا اس جوان کا سامنا بھی ہمیں حوصلے ہی سے کرنا چاہیے ورنہ یاد رکھو اگر ہم نے حوصلہ نہ رکھا تو لشکر میں ایسی بددلی پھیلے گی کہ جس طرف جس کا منہ اٹھا چلا جائے گا اور جب ایسا ہوا تو سوچ رکھو ہم سب کی حالت آندھیوں کے اندر اڑتے ہوئے تنکوں جیسی ہو کر رہ جائے گی اور پانڈو برادران اپنی ریاست اندرا پرسا دہی واپس نہ لیں گے بلکہ وہ ہستناپور پر بھی قبضہ کر لیں گے اور ہمارے پاس ہاتھ ملنے اور افسوس کرنے کے علاوہ کچھ نہ رہ جائے گا لہذا اے دریودن تم حوصلہ رکھو مجھے امید ہے کہ ہم پانڈو برادران کے ساتھ ساتھ اس یوناف نام کے جوان کو بھی اپنے لشکریوں کے ساتھ زیر اور مغلوب کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

دریودن اس سے پہلے فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم نہیں کرے گا اور نہ ہی وہ اپنے آپ کو بچانے کے لیے ایک حصے کو لے کر ہستناپور کی طرف کوچ نہیں کرے گا بلکہ بنفس نفیس جنگ میں حصہ لے گا تا کہ اس کے لشکریوں کی حوصلہ افزائی ہو سکے لیکن جب اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میدان جنگ کے اندر یوناف اور یوسا بھی اس کے مقابل آ گئے ہیں اور ارجن کے ساتھ وہ بھی میدان کے اندر اپنا جنگی رتھ دوڑاتے پھر رہے ہیں تو اس پر ایسی بدحواسی ایسا خوف ایسا لرزہ طاری ہوا کہ اس موقع پر اس نے راولیو کی باتوں کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ فوراً دوسنا کی طرف پلٹا اور اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے میرے بزرگ میں نے تمہاری تجویز پر بڑا غور کیا ہے اور میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جو کچھ تم نے کہا ہے وہ ٹھیک ہی ہے اور اس پر عمل کرنا ہماری ہی بہتری میں ہے لہذا میں یہ فیصلہ کر چکا ہوں کہ لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کر دوں ایک حصہ لے کر میں ہستناپور کی طرف کوچ کرتا ہوں دوسرا حصہ ویرت کے راجہ کے ریوڑ کو لے کر میرے ساتھ ہی ہستناپور کی طرف کوچ کرے اور تیسرے اور چوتھے حصے کے ساتھ تم

لوگ یہاں دشمن کا مقابلہ کرو۔ دریودن کے اس فیصلے کے بعد لشکر کی تقسیم کا کام شروع کر دیا گیا تھا۔

○

عارب اور نبیط گنگا کے سنگم پر ماہی گیروں کی بستی میں اپنے اسی پرانے جھونپڑے کے اندر محو گفتگو تھے وہ اس موضوع پر بحث کر رہے تھے کہ اس کائنات میں انسان اور جنات کو پیدا کرنے کا کیا مقصد تھا ابھی ان دونوں کی گفتگو زوروں پر ہی تھی کہ عزازیل وہاں نمودار ہوا اسے دیکھتے ہی وہ دونوں میاں بیوی اٹھ کھڑے ہوئے پھر عزازیل ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے ان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میں تم دونوں کو لینے آیا ہوں آؤ اس طرف ویرت شہر کے باہر پانڈو برادران اور دریودن کے لشکر کے درمیان ایک معرکہ ایک جنگ ہونے والی ہے لہذا میں تم دونوں کو لینے آیا ہوں تاکہ ہم وہاں چلیں اور جنگ کا نظارہ کریں اور دیکھیں کہ کس طرح یہ انسان ایک دوسرے سے دست و گریباں ہو کر بدی اور گناہ کے شر کی تشہیر کرتا ہے عزازیل کے خاموش ہونے پر نبیطہ نے اسے مخاطب کر کے کہا اے آقا ہم ابھی اور اسی وقت آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہیں لیکن آپ کی آمد سے پہلے ہم ایک موضوع پر آپس میں گفتگو کر رہے تھے اور موضوع یہ تھا کہ کائنات کے رب اور خداوند نے انسان اور جنات کو کس مقصد کے تحت پیدا کیا۔ آپ پہلے ہمارے اس موضوع پر روشنی ڈالیں اس کے بعد ہم یہاں سے ویرت شہر کی طرف کوچ کرتے ہیں۔

نبیطہ کے اس سوال پر عزازیل گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ کہنے لگا سنو میرے رفیقو میں اپنے رب کا باغی اور سرکش ضرور ہوں لیکن جو سوال تم نے مجھ سے پوچھا ہے اس سلسلے میں تم سے حقیقت اور سچائی ہی بیان کروں گا۔ اصلیت سمجھ لو یہ ہے کہ اس کائنات کی تخلیق سے پہلے خداوند قدوس نے اس جہاں میں پانی ہی پانی پھیلا رکھا تھا اور اس جہاں میں جو خداوند قدوس نے انسان اور جنات کو پیدا کیا تو وہ اس لیے پیدا کیا کہ ان پر اخلاقی ذمہ داریوں کا کوئی بوجھ ڈالا جائے اور انسان کو ارادے اور اختیارات سپرد کیے جائیں اور پھر دیکھا جائے کہ کون ان اختیارات کو یا اخلاقی ذمہ داریوں کے بوجھ کو سنبھالتا ہے اور پورا کر سکتا ہے۔

اپنی اس تخلیق کو اختیارات اور ارادے کی آزادی دے کر انہیں نیکی اور بدی کے راستے بھی سمجھا دیے گئے اور یہ بھی بتا دیا گیا کہ یہ راستے پر چلنے کا کیا انجام ہو گا اگر اس راستے کا تخلیق میں کوئی مقصد نہ ہوتا اگر اختیارات کی تفویض کے باوجود کسی امتحان کسی محاسبے اور بازپرس کا کسی جزا اور سزا کا کوئی سوال نہ ہوتا اور اگر انسان کو کسی اخلاقی ذمہ داری کا حامل ہونے کے باوجود یونہی بے وجہ مر کر مٹی بن جانا بھی

ہوتا تو پھر یہ سارا کار تخلیق ایک بچوں کا کھیل تھا اور اس تمام ہنگامہ وجود کی کوئی حیثیت اور کوئی اہمیت نہ ہوتی لیکن ایسا نہیں ہے خداوند قدوس نے ایک مقصد کے تحت انسان کو پیدا کیا ہے نیکی اور بدی کے راستے اس پر کھولنے اسے اختیار اور ارادے کی آزادی دینے کے بعد پھر ایک روز ایسا بھی آئے گا کہ اسے اپنے سارے اعمال سارے افعال کا خداوند کے سامنے حساب دینا ہوگا۔

سنو میرے عزیز و یہ انسان بھی بڑا چھچھورا پن بڑا غیر ذمہ دار اور قلب قدیر کا حامل ہے اس کی روزمرہ کی زندگی میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ جب یہ خوشحال ہے تو خوب اکڑتا اور تکبر کرتا ہے اور اسے خیال نہیں آتا کہ اس پر بہار خزاں بھی آتی ہے اور جب اس پر مصیبت آتی ہے تو بلبلا اٹھتا ہے اور حسرت و یاس کی تصویر بن کر رہ جاتا ہے اور بہت زیادہ تلملائے تو اپنے رب اپنے خدا اپنے اللہ کو کوستا اور گالیاں دے کر اس کی خدائی پر لعن طعن کرتے ہیں بھی کوئی عار محسوس نہیں کرتا اور اس کے بعد جب برا وقت نکل جاتا ہے اور وہ بارہ اچھے دن آتے ہیں تو وہی اکڑ وہی خرابی اور نعمت کے نشے میں وہی خرمستیاں شروع کر دیتا ہے

سو اے میرے دوستو خداوند نے تو انسان اور جنات کو اپنی بندگی اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔ اور اسے اختیار اور ارادے کی آزادی دے کر اور اس پر کچھ اخلاقی ذمہ داریاں ڈال کر یہ بھی باتیں سمجھا دیں کہ ایک روز ایسا آئے گا کہ اسے اپنے سارے اعمال و افعال کا حساب دینا ہوگا۔

اب یہ انسان کا فرض بنتا ہے کہ اس آنے والے دن کی تیاری کرے لیکن انسان اور جنات دونوں ہی اپنی تخلیق کے اصل موضوع کو فراموش کر دیتے ہیں اور لذات دنیا میں ایسے کھو جاتے ہیں کہ پھر انہیں کسی چیز کا ہوش تک نہیں رہتا ایسی غلطی میں خود بھی کر چکا ہوں اور تمہارے سامنے ہوں اور قیامت تک اس کی سزا بھگتنے کے عمل سے گزر رہا ہوں اے میرے ساتھیو جو کچھ تم نے مجھ سے پوچھا اس کا میں جواب دے چکا ہوں اور آؤ اب یہاں سے کوچ کریں۔ عارب اور نبیط نے جواب میں کچھ نہ کہا شاید ان کو اپنے سوال کا جواب مل گیا تھا پھر وہ خاموشی کے ساتھ اٹھے اور وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔

عزازیل عارب اور نبیط ویرت شہر کے باہر اس وقت نمودار ہوئے جس وقت دریودن اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کر رہا تھا وہ تینوں دریودن کے پاس آئے دریودن انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے میرے محسن میرے مربی میرے راہبر! آپ بڑے اچھے اور مناسب وقت پر آئے ہیں آپ دیکھتے ہی ہمارے دشمن کے درمیان جنگ ہونے والی ہے میرے کچھ مشیروں نے یہ مشورہ دیا ہے کہ میں اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کروں اور ایک حصے کے ساتھ میں ہستناپور چلا جاؤں کیونکہ لوگ نہیں چاہتے کہ میں جنگ میں حصہ لوں جب کہ لشکر کا دوسرا حصہ ان جانوروں کو

لے کر ہستناپور کی طرف کوچ کرے گا جن کا تعلق ہمارے دشمن سے ہے اور جن پر ہم نے زبردستی قبضہ کیا ہے اور باقی دو حصے یہاں رہیں گے اور دشمنوں کے ساتھ جنگ کریں گے آپ بولیں آپ کا اس معاملے میں کیا خیال ہے اور ہاں اے آقا اس موقع پر میں آپ پر یہ بھی انکشاف کروں کہ آپ کے وہ ازلی دشمن یوناف اور بیوسا بھی ہمارے خلاف اور ہمارے دشمن کا ساتھ دیتے ہوئے جنگ میں عملی طور پر حصہ لے رہے ہیں یوناف اور بیوسا کا نام سن کر عارب نبیط اور عزازیل کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات نمودار ہوئے پھر عزازیل دریودن کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو دریودن یہ جو جنگ ہونے والی ہے ناگزیر ہے اسے ٹالا نہیں جا سکتا اور یہ جو تم اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کر رہے ہو اس سے میں مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں اس پر دریودن نے پوچھا اے میرے آقا کیا آپ یہاں رہ کر جنگ میں حصہ لیں گے یا میرے ساتھ ہستناپور کی طرف کوچ کرنا پسند کریں گے اس پر عزازیل نے طنزیہ سے انداز میں دریودن کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا۔

اے دریودن تم لشکر کے دو حصوں اور دشمن کے مویشیوں کو لے کر یہاں سے کوچ کر جاؤ میں تمہارے اس لشکر میں رہوں گا جو یہاں رہ کر جنگ کرے گا میں عارب اور نبیط عملی طور پر تو اس جنگ میں حصہ نہ لیں گے لیکن ہم اس جنگ کا نظارہ کریں گے کہ کس طرح دو فریقوں کے درمیان جنگ انجام کو پہنچتی ہے اور ہاں دریودن رہا سوال یوناف کا تو یہ ایک مافوق الفطرت انسان ہے اور اس پر قابو پانا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے اس پر دریودن کہنے لگا آپ سچ کہتے ہیں میرے آقا پہلے میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ میں یہیں رہ کر جنگ میں حصہ لوں گا اور دشمن پر تباہی بن وارد ہوں گا لیکن جب میں نے یہ دیکھا کہ یوناف اور بیوسا بھی ارجن کے ساتھ اپنے جنگی رتھ کو دوڑاتے پھر رہے ہیں تو میں نے ارادہ تبدیل کر لیا اس لیے کہ یہ یوناف میرے ساتھ دشمنی رکھتا ہے۔ اور مجھے خدشہ اور خطرہ ہے کہ یہ لمحوں کے اندر مجھے کاٹ کر رکھ دے گا۔ لہٰذا میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اپنے لشکر کے ایک حصے کے ساتھ یہاں ہستناپور کی طرف روانہ ہو جاؤں تاکہ میں موت کی صورت میں منڈلانے والے اس یوناف کے سامنے سے بچ سکوں اس پر عزازیل نے فیصلہ کن انداز میں دریودن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے دریودن تم سچ کہتے ہو اگر اس جنگ میں تمہارا سامنا یوناف سے ہوا تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ تمہیں ضرور کاٹ کر رکھ دے گا اور تم کوئی حربہ اور کوئی بھی طریقہ استعمال کر کے اس کی مار سے نہ بچ سکو گے لہٰذا تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ تم فی الفور ہستناپور کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ میں تمہارے لشکر کے اندر رہ کر تمہارے لشکریوں اور لشکر کے کمان داروں کا حوصلہ بڑھانے کی کوشش کروں گا۔ دریودن نے

عزازیل کے اس فیصلے کا اتفاق کیا پھر وہ لشکر کے دو حصوں اور راجہ ویرت کے سارے مویشیوں کو لے کر اپنے لشکر کے پڑاؤ سے پیچھے ہی پیچھے اترکمار کی لشکر کی نگاہوں سے بچتا ہوا ہستناپور کی طرف جا رہا تھا۔

○

یوناف جس وقت ارجن کے ساتھ دونوں لشکروں کے درمیان اپنے جنگی رتھ کو دوڑا رہا تھا اسی وقت ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا پھر اس نے کہنا شروع کیا۔ سنو یوناف میں ابھی ابھی دشمن کے لشکر سے لوٹ رہی ہوں اور اس کی ساری کیفیت اور تفصیل سے تمہیں آگاہ کرتی ہوں سنو دریودن تمہیں میدان جنگ میں دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا ہے لہذا اس نے اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے دو حصوں اور راجہ ویرت کے ہاتھ آنے والے سارے مویشیوں کو لے کر وہ ہستناپور کی طرف کوچ کر چکا ہے وہ اپنے لشکر کے پیچھے پیچھے پڑاؤ کے عقب سے ہوتا ہوا اور تم لوگوں کی نگاہوں سے بچتا ہوا کوچ کر چکا ہے دو حصے یہیں رہیں گے اور وہ تم لوگوں کو اپنے ساتھ جنگ میں مصروف رکھیں گے اور سنو یوناف اس دریودن کو ہستناپور نہ پہنچنا چاہیئے اگر یہ ہستناپور پہنچ گیا تو سمجھو کہ اس نے جنگ کے ایک حصے میں کامیابی حاصل کر لی اس لیے کہ اگر عملی طور پر اس نے جنگ میں حصہ نہ لیا تب بھی وہ یہ کہنے میں تو حق بجانب ہو گا کہ اس نے ایسا معرکہ مارا کہ راجہ کے انگنت جانوروں کو ہستناپور لے جانے میں کامیاب ہو گیا لہذا میں تم دونوں کو مشورہ دوں گی کہ اس دریودن کا فوراً تعاقب کیا جائے نہ صرف یہ کہ اس سے ویرت کے راجہ کے جانور واپس لیے جائیں بلکہ ہستناپور کی طرف جانے سے بھی روک دیا جائے یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا خاموش ہو گئی پھر یوناف نے اس کو جواب دیتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو ابلیکا میں یہ خبر دینے پر تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں اور تمہاری اس تجویز سے مکمل اتفاق کرتا ہوں ہمیں یہاں سے ہٹ کر ضرور اس دریودن کا تعاقب کرنا چاہیئے تاکہ وہ ویرت کے راجہ کے جانور لے کر ہستناپور لے جانے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ اس کے ساتھ ہی ہاتھ کے اشارے سے یوناف نے ارجن کو اپنے پاس بلایا دونوں پہلو بہ پہلو اپنے جنگی رتھوں کو دوڑاتے ہوئے اس جگہ آئے جہاں اترکمار اپنے لشکر کے سامنے اپنے جنگی رتھ میں کھڑا ہوا تھا یوناف اس کے پاس آیا اور اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو اترکمار جنگ کا نقشہ بالکل بدل کر رہ چکا ہے اس لیے کہ ہستناپور کے دریودن نے اپنے

لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے دو حصوں کو اس نے یہیں رکھا ہے تاکہ وہ ہمیں جنگ میں مصروف رکھیں باقی دو حصوں کے ساتھ وہ ان جانوروں کو جن پر اس نے زبردستی قبضہ کر لیا ہے لے کر ہستناپور کی طرف کوچ کر چکا ہے لہذا اے اترکمار تم ایک کام کرو پہلے کچھ آدمی اپنے لشکر سے ویرت شہر کی طرف روانہ کرو اور ان جانوروں کے جو چرواہے ہیں انہیں کہو کہ وہ میدان جنگ کے شمالی حصے کی طرف آئیں اور وہاں سے اپنے جانور لے لیں اس لیے کہ ہم شمال کی طرف بڑھتے ہوئے ہستناپور کے دریودن پر حملہ آور ہوں گے اور مجھے امید ہے کہ اس سے ہم اپنے جانور چھڑانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ یہ پیغام بھیجنے کے بعد آؤ پھر یہاں سے کوچ کریں اور دریودن کے لشکر کا تعاقب کریں۔ اترکمار نے یوناف کے اس فیصلے سے خوش ہوا اس نے فوراً اپنے کچھ لشکریوں کو شہر کی طرف بھیجا تاکہ وہ چرواہوں کو بلا کر لائیں پھر یوناف ارجن اور اترکمار حرکت میں آئے اور وہ اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے دریودن کا تعاقب کرنے لگے تھے۔

دوسری طرف بھیشم اور درونا نے جب دیکھا کہ ان کے دشمن نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کی بجائے دریودن کا تعاقب شروع کر دیا ہے تو انہوں نے بھی وہاں سے کوچ کیا اور وہ بھی اپنے لشکر کو لے کر یوناف اور اترکمار کے پیچھے لگ گئے تھے۔

چوتھا حصہ ختم ہوا۔ پانچواں حصہ بہت جلد آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے

دریودن آزادی کے تڑپتے جذبے کی طرح پرسکون اسرار ہستی کے عرفان جیسا مطمئن اور صدیوں کے سکوت میں لپٹی ہوئی بے فکری کے سے انداز میں ہستنا پور کی طرف بڑھ رہا تھا۔ لشکر کا ایک حصہ اسکے ساتھ ساتھ تھا جو اسکے چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔ جبکہ لشکر کا دوسرا حصہ دریودن سے کچھ پیچھے ویرت کے راجہ کے جانوروں کو ہانکتا ہوا آ رہا تھا۔ لشکر کے دونوں حصوں کو ابھی تک یہ خبر نہ ہوئی تھی کہ یوناف' یوسا' ارجن اور اتر کمار طوفانی انداز میں انکا تعاقب کرتے چلے آ رہے ہیں۔ لشکر کے پچھلے حصے کو اس وقت اطلاع ہوئی جب دشمن سر پر چڑھ کر ان پر حملہ آور ہونے کو پر تول رہا تھا۔

سب سے پہلے یوناف اور یوسا نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہونے کی ابتدا کی وہ دونوں اپنے لشکر کی کمان داری کرتے ہوئے خوف کے شوریدہ رقص' سرد آہوں کے بخار' انت کے چکر اور فنا پذیر ظلمت کی طرح لشکر کے اس حصے پر حملہ آور ہوئے تھے جو جانوروں کو ہانکتا چلا جا رہا تھا۔ یوناف اور یوسا کے حملہ آور ہوتے ہی اس لشکر کے اندر سناٹے کے اندر گونجتی چیخوں جیسا سماں برپا ہو گیا تھا اور دریودن کے وہ لشکری جو جانور ہانک رہے تھے ان کی حالت یوناف اور یوسا کے حملوں کے سامنے تنہائی کے ہانپتے سایوں' بجھتے دیوں اور ڈوبتی نظروں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ ان لشکریوں کے پاؤں بوجھل اور انکی نظروں سے انکی منزلیں اوجھل ہو گئی تھیں جس وقت یوناف اور یوسا اپنے حصے کے لشکر کی کمان داری کرتے ہوئے رجال غیب کی طرح دریودن کے لشکر کے اس حصے پر حملہ آور ہوئے تھے تو دریودن کے سپاہیوں پر اس لمحے ایک خوف انگیزی اور ہیجان انگیزی طاری ہو گئی تھی اور وہ یوناف اور یوسا کے زہریلے حملوں سے بچنے کے لئے بکھری یادوں اور ٹوٹے لمحوں کی طرح ادھر ادھر بھاگتے ہوئے اپنی جانیں بچانے کی کوشش کر رہے تھے۔

یوناف اور یوسا کے پیچھے پیچھے ارجن اور اتر کمار بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ وحشتوں کی آندھیوں اور جھکڑوں' تلخی حیات' ایک طبعی ترنگ' اور ریگستانی ویرانوں کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔ یوناف یوسا ارجن اور اتر کمار نے تین مختلف اطراف سے حملہ آور ہو کر دریودن کے لشکر

کے اس حصے کی اکثریت کو کاٹ کر رکھ دیا تھا اور وہ جانوروں کے ریوڑ جنہیں وہ اپنے آگے ہانک رہے تھے ان پر قبضہ کرنے کے بعد انہیں اپنے حصار میں لے لیا تھا۔ اتنی دیر تک ویرت شہر کی طرف چرواہے بھی پہنچ گئے اور وہ اپنے جانوروں کو لیکر میدان جنگ سے کافی دور ہٹ گئے تھے۔

دریودن کو اس وقت خبر ہوئی جب یوناف' بیوسا' ارجن اور اترکمار نے اس کے لشکر کے دوسرے حصے کو مکمل طور پر کاٹ دینے کے بعد تمام جانوروں پر قبضہ کر لیا تھا۔ دریودن کو جب یہ خبر ہوئی تو اسکی حالت بکھرے خوابوں' بے شناخت چہرے اور گہری ہوتی ہوئی شام جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اسکی آنکھوں کے اندر ایک طرح کی وحشت ٹپکنے لگی تھی جیسے اسکے ذہن میں کسی نے تلخیوں کی ڈھیر ساری کڑواہٹ اتار کر رکھ دی ہو۔ اتنی دیر تک بھیشم اور درونا بھی لشکر کے باقی دو حصوں کے ساتھ لشکر کا تعاقب کرتے ہوئے وہاں پہنچ گئے تھے۔ دریودن نے جب دیکھا کہ یوناف اور ارجن نے مل کر اسکے لشکر کے ایک حصے کا کام تمام کر کے جانوروں کو ان سے واپس حاصل کر لیا ہے اور یہ کہ بھیشم اور درونا لشکر کے باقی دو حصوں کو لے کر وہاں پہنچ گئے ہیں تو اسے کچھ حوصلہ ہوا لہٰذا وہ دشمن پر حملہ آور ہونے کیلئے اپنے لشکر کے ساتھ پلٹا اور بڑی تیزی سے اس طرف بڑھا جہاں بھیشم اور درونا اپنے دونوں لشکر کے ساتھ دشمن کے سامنے آ کر رک گئے تھے۔

بھیشم درونا' رادیو اور دریودن کے سامنے یوناف بیوسا ارجن اور اترکمار نے بھی اب اپنے لشکر کے حصوں کو درست کر لیا تھا۔ رادیو جو آگے پیچھے بڑھ چڑھ کر گفتگو کرنے کا عادی تھا اور ہمیشہ تکبر اور گھمنڈ کی گفتگو کیا کرتا تھا یوناف اور بیوسا کو اپنے سامنے حملہ آور ہونے میں ہچکچاہٹ اور خوف محسوس کر رہا تھا۔ کریا کے بیٹے آسوانام نے رادیو کی یہ کیفیت بھانپ لی تھی لہٰذا وہ رادیو کے سامنے آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو رادیو اب تم حملہ آور ہونے سے متعلق کس شش و پنج میں مبتلا ہو کر رہ گئے ہو۔ تم ہستناپور شہر کی ہر محفل اور ہر مجلس میں یہی بات کہا کرتے تھے کہ تم اکیلے ہی پانڈو برادران کو تباہ و برباد کر کے رکھ دو گے ایسے رادیو پانڈو برادران کے بھائی ارجن سے ٹکرانے کا موقع آ گیا ہے میں حیران ہوں ضرورت کے اس موقع پر تم خاموش ہو اور آگے بڑھ کر ارجن پر حملہ آور ہونے کی ابتدا نہیں کر رہے گزشتہ کئی سال سے تم یہ دعویٰ کرتے چلے آ رہے ہو کہ تم اپنے تیروں سے پانڈو برادران کو چھلنی کر کے رکھ دو گے جبکہ اب ارجن تمہارے سامنے میدان جنگ میں کسی گھورتے درندے کی طرح تمہارا منتظر ہے وہ میدان جنگ میں تمہارے سامنے کھڑا ہے جبکہ تم میدان جنگ میں اترنے میں ہچکچاہٹ محسوس کر رہے ہو۔ آسوانام کی یہ گفتگو سن کر رادیو اسے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

آسوانام میرے بھائی مجھے اس طرح طعنے نہ دو۔ مطمئن جانو میں اس ارجن سے ڈرنے والا نہیں۔ اس موقع پر اگر ارجن کے ساتھ کرشن اور اسکا بھائی بلرام بھی ہوتے تو بھی میں خوف کھانے والا نہ تھا لیکن میدان جنگ میں تم ارجن کے ساتھ دوسرے جنگی رتھ میں جو ایک جوان اور لڑکی کو دیکھتے ہو بس وہی جوان اور یہ لڑکی اس میدان جنگ کے اندر وحشت پھیلانے والے ہیں میں ان دونوں کو خوب اچھی طرح جانتا اور پہچانتا ہوں اور یہ جو جوان ہے اور اسکی ساتھی لڑکی دنوں کے اندر اپنے دشمنوں کا خاتمہ کر دینے کا فن جانتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں کوئی عام انسان نہیں ہیں بلکہ کوئی مافوق الفطرت ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کسی عام انسان کا ان کے مقابلے میں ٹھہرنا مشکل ہی نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ قطعی طور پر ناممکن ہے۔ تاہم اے آسوانام میں حملہ آور ہونے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کروں گا اگر میں ایسا کروں گا تو سارے لشکر کے اندر بزدلی اور کم ہمتی پھیل جائے گی لہٰذا اے آسوانام گواہ رہنا میں حملہ آور ہونے کی ابتدا کرتا ہوں اسکے ساتھ ہی رادیو وحشیانہ انداز میں نعرے بلند کرنے لگا پھر اس نے اپنے حصے کے لشکر کو حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا۔

رادیو کے حملہ آور ہوتے ہی بھیشم درونا اور دریودن نے بھی اپنے اپنے لشکر کو حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا یوں دونوں لشکروں کے درمیان ایک عام جنگ کی ابتدا ہو گئی تھی۔

تھوڑی ہی دیر بعد جنگ اپنے عروج پر پہنچ گئی میدان کے اندر عملی وجدان میں ڈوبی ہوئی وحشی نعروں کی صدائیں اور آہٹوں کی گونجیں بلند ہونے لگی تھیں ہر لشکر کے رگ و پے میں طوفان اٹھنے لگے تھے۔ زمین کی کوکو سرخ ہونے لگی تھی اور زہر ظلمت کا شکار ہو کر ا نگنت لشکری گم گشتہ مسافروں کی طرح زمین بوس ہونے لگے تھے۔ بڑے بڑے سورما خاک و خاکستر ہوتے جا رہے تھے۔ میدان کے اندر دور دور تک اڑتی گرد میدان جنگ کی خوفناکی میں اضافہ کرنے لگی تھی اور میدان جنگ کی مٹی لہو لہو ہوتی چلی جا رہی تھی۔ پسینے میں شرابور لشکریوں کے دلوں کے اندر طوفان اور تلاطم اٹھ کھڑے ہوئے تھے ہر کوئی ایک دوسرے کی گردن کاٹنے کی فکر میں تھا۔ دل کے دیے بڑی تیزی سے بجھنے لگے تھے ہر سمت نفرت بھری خواہشوں کی دھول اڑنے لگی تھی۔ موت لہو کے آنچل اڑاتی ہوئی پتھر کی دیواروں جیسے سخت اور فولاد کی چٹانوں جیسے سخت و ناقابل تسخیر جوانوں کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرتی جا رہی تھی۔

بھیشم درونا اور رادیو اور دریودن کا خیال تھا کہ وہ جلد ہی دشمن پر قابو پا لیں گے لیکن ان کی ہر امید ہر تمنا اور خواہش رائیگاں گئی۔ یوناف بیوسا ارجن اور اترکمار کچھ اس طرح ان پر حملہ آور ہوئے کہ لمحوں کے اندر انہوں نے اپنے مدمقابل کو وقت کے سانچے میں ڈھال کر ان کے سارے عزائم کو پاش پاش کرنا شروع کر دیا تھا۔ دریودن کے سپاہی بڑی تیزی سے بھوکی روحوں کی غذا بننے

لگے تھے اور اسکے ساتھ ہی اسکے لشکریوں کے دلوں میں ایک تنہائی ایک پسپگی کا بڑی تیزی کے
ساتھ احساس اٹھنے لگا تھا۔

تھوڑی دیر تک اور جنگ جاری رہی اور دریودن کے لشکری ادھورے لمحوں کی طرح سمٹ
سمٹ کر اور کٹ کٹ کر مرنے لگے تھے یہاں تک کہ وہ نوبت بھی آگئی کہ یوناف اور ارجن کے
ہاتھوں ۔بھیشم درونا' رادیو' دریودن اور ان کے بڑے بڑے سورما انکے ہاتھوں بری طرح زخمی ہوگئے
تھے یہ صورتحال دیکھتے ہوئے سب نے فیصلہ کیا کہ میدان چھوڑتے ہوئے بھاگ نکلنا چاہئے اور اگر
انہوں نے ایسا نہ کیا تو تھوڑی دیر بعد ان سب کو ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ فیصلہ
کرنے کے بعد ۔بھیشم' درونا' رادیو اور دریودن اپنے لشکریوں کو لے کر بھاگ نکلے انہوں نے ایک
طرح سے اپنی شکست تسلیم کرلی اور میدان جنگ سے فرار ہوتے ہوئے وہ ہتینا پور کی طرف بھاگ
رہے تھے۔

ویرت کے راجہ اور پانڈو برادران کے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد تری گرت کا راجہ سوسا
رام ایک دن اور ایک رات میدان جنگ کے اندر پڑاؤ کیے رہا۔ اس دوران اس نے جنگ میں کام
آنے والے اپنے زخمیوں کو سنبھالا اور ان کی دیکھ بھال کی پھر وہ اپنے بچے کچھے لشکریوں کو لیکر وہاں
سے کوچ کر گیا تھا اس کے جانے کے ایک دن بعد ویرت کا راجہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ اپنے
مرکزی شہر ویرت میں داخل ہوا لوگوں نے اسکی فتح کی خوشی میں اسکا بہترین استقبال کیا اس پر پھول
نچھاور کیے اور اسکے ساتھ ساتھ پانڈو برادران کی بے حد عزت کی اس لئے کہ شہر میں یہ خبریں پہنچ
چکی تھیں کہ ان چاروں نے جنگ میں بہترین خدمات انجام دی ہیں راجہ کے محل کو بری طرح
سنوارا جارہا تھا اور اس سنوارنے کے عمل میں دروپدی بھی شامل تھی۔
یدشٹر کو لیکر راجہ اپنے کمرے میں داخل ہوا وہ یدشٹر کے ساتھ وہاں بیٹھ کر کسی گفتگو کی ابتدا ہی
کرنا چاہتا تھا کہ چند چرواہے وہاں داخل ہوئے اور راجہ کو مخاطب کرکے کہنے لگے

ارے راجہ آپ کی غیر موجودگی میں ہتینا پور کے لشکر نے ویرت شہر کی طرف پیش قدمی کی تھی
اور ویرت شہر کے شمال میں جو ہمارے ریوڑ چر رہے تھے ان پر قبضہ کرلیا تھا جانوروں پر قبضہ کرنے
کے بعد قبل اس کے کہ ہتینا پور کا لشکر شہر کی طرف بڑھتا آپ کا بیٹا اتر کمار بھی اپنے لشکر کے ساتھ
انکے سامنے جا کر خیمہ زن ہوا۔ دشمن کے لشکر میں دریودن کے علاوہ ۔بھیشم درونا' رادیو اور کرپا کے
علاوہ دسونا اور آسوانام جیسے سورما بھی شامل تھے لیکن اے راجہ ہمارے لشکر میں آپکے بیٹے اتر کمار
کے علاوہ تین ہستیوں نے ایسا عمدہ اور لاجواب کام کیا کہ انکی وجہ سے ہمیں ہتینا پور کے لشکر کے
خلاف فتح نصیب ہوئی ان تین ہستیوں میں ایک یوناف ایک اسکے ساتھ کام کرنی والی لڑکی ہوسا اور

ایک ہمارے ناچ گھر میں لوگوں کو رقص دینے والا برنیل ہے یہ برنیل ایک عام سا شخص دکھائی دیتا
ہے۔ پر اے راجہ اس شخص نے جنگ کے دوران ایسی کارکردگی کا مظاہرہ کیا کہ بڑے بڑے سورما
اور دلیر بھی ایسا کام انجام نہیں دے سکتے۔

جب وہ چرواہے راجہ کو اس فتح کی خوشخبری دینے کے بعد چلے گئے تو راجہ نے اپنے قریب بیٹھے
یدھشٹر کو مخاطب کرکے کہنا شروع کیا سنو کانکا اپنے بیٹے کی کارگزاری پر مجھے فخر اور خوشی ہے اس
نے ہتینا پور کے لشکر کو شکست دے کر اپنی ہمت اور جواں مردی سے ناممکن کو ممکن بنا کر رکھ دیا ہے
اے کانکا تم جانتے ہو ۔بھیشم درونا کرپا' دریودن اور رادیو ایسے سورما ہیں جن کو شکست دینا ناممکن
خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ میرے بیٹے کا کمال ہے کہ اس نے دلیری اور جرات مندی سے کام لے
کر ایسے ہولناک لشکر اور ایسے ناقابل تسخیر سورماؤں کا مقابلہ کیا اور نا صرف ان سے اپنے جانور
چھین لئے بلکہ انہیں شکست دے کر یہاں سے بھاگنے پر مجبور کردیا راجہ جب خاموش ہوا تو یدھشٹر
اسے مخاطب کرکے کہنے لگا۔

اے راجہ میرا اپنا اور ذاتی خیال یہ ہے کہ اس لشکر میں اگر یوناف بیوسا اور برنیل نہ ہوتے تو
اکیلے آپ کا بیٹا اتر کمار کچھ نہ کر سکتا تھا اور وہ کسی بھی صورت نیشا پور کے لشکر کو شکست دے کر
اسے بھاگنے پر مجبور نہ کر سکتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف یوناف بیوسا اور برنیل ہی کی وجہ سے
ہے کہ نیشا پور کے لشکر کو شکست ہوئی ہے ویرت کے راجہ نے یدشٹر کے ان الفاظ کو ناپسند کیا اسکے
چہرے پر غصے اور ناگواری کے اثرات نمودار ہو گئے تھے پھر اس نے کسی قدر خفگی میں یدشٹر کو
مخاطب کرکے کہا

اے کانکا مجھے تعجب ہے تمہیں میرے بیٹے کی فتح کی کوئی خوشی اور اسے اپنے دشمن کو یوں مار
بھگانے پر حیرت تک نہیں ہوئی کیا یہ بہت بڑا معرکہ نہیں ہے کہ جس لشکر کے اندر ۔بھیشم درونا'
کرپا رادیو اور دریودن جیسے سورما تھے اس لشکر کو میرے بیٹے نے مار بھگایا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ
یہ بہت بڑا معرکہ ہے اور میرے بیٹے کے اس معرکے پر جتنی بھی خوشی کی جائے جتنا بھی فخر کیا جائے
وہ کم ہے۔ جب میں اپنے بیٹے کی تعریف کرتا ہوں تو اس وقت تم میری ہاں میں ہاں ملانے کی بجائے
برنیل کی تعریف کرنا شروع کردیتے ہو اے کانکا میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میرا بیٹا ایک بہت بڑا سورما
ہے اور اسکی تعریف نہ کرکے تم اسکی توہین کر رہے ہو اور اسکے بجائے ایک معمولی رقاص کی
تعریف کرکے تم میرے بیٹے کے ساتھ ساتھ میری بھی توہین کر رہے ہو۔ بہرحال اس دفعہ میں
تمہارے اس رویے کو معاف کرتا ہوں اور تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں کہ آئندہ میرے سامنے ایسی
گفتگو کرنے سے پرہیز کرنا۔

جواب میں یدشٹر نے مسکراتے ہوئے راجہ سے کہا اے ویرت کے عظیم راجہ سچائی ہمیشہ ناخوشگوار اور کڑوی ہوتی ہے لیکن میں پھر بھی تمہارے سامنے حقیقت کا اظہار ضرور کروں گا اور اس موقع پر میں تم سے یہ بھی کہنا پسند کروں گا کہ شہر بھر میں اعلان کروایا جائے اور لوگوں کو یہ بتایا جائے کہ یہ فتح برنیل کی وجہ سے ہوئی ہے لہٰذا برنیل کی اس فتح کی وجہ سے شہر کے اندر خوشیاں منانے کا بندوبست کیا جانا چاہئے۔ سنو راجہ میں جھوٹ بکنے کا عادی نہیں ہوں اگر یوناف یوسا کے علاوہ برنیل آپ کے بیٹے اتر کمار کے ساتھ نہ ہوتا تو اتر کمار کسی بھی صورت دریودن کو بھاگنے پر مجبور نہ کر سکتا تھا۔ یدشٹر کی یہ گفتگو سن کر راجہ غصے میں آپے سے باہر ہو گیا اور وہ اپنے جذبات پر قابو نہ پا سکا غصے میں اسکی حالت بدتر ہو گئی قریب پڑی ہوئی ایک لکڑی اس نے اٹھائی اور پوری قوت سے اس نے غصے کی حالت میں یدشٹر کی پیشانی پر دے ماری تھی یدشٹر کی پیشانی خون سے تر ہو گئی تھی اور خون اسکے کپڑوں پر بہنے لگا تھا اسی وقت دروپدی بھی اس کمرے کی زیبائش اور اسکو سنوارنے میں لگی ہوئی تھی اس نے جوں ہی دیکھا کہ راجہ نے لکڑی مار کے اسکے شوہر کو زخمی کر دیا ہے تو وہ بے چین اور بے تاب ہو کر بھاگتی ہوئی یدشٹر کے پاس آئی اپنا ریشمی لباس پھاڑ پھاڑ کر یدشٹر کا زخم پہلے اس نے صاف کیا پھر زخم پر پٹی باندھ کر بہتے ہوئے خون کو بند کر دیا تھا۔ اس موقع پر راجہ نے غصے اور خفگی کی حالت میں دروپدی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

سنو سرندھری تم اس بیوقوف اور احمق شخص کا خون اپنے قیمتی اور ریشمی کپڑے پھاڑ پھاڑ کر کیوں بند کر رہی ہو تمہارا اس سے کیا تعلق کیا رابطہ اور کیا واسطہ ہے اس احمق کا خون بہنے دو اس لئے کہ یہ حقیقت کو تسلیم کرنے کی بجائے اسکو چھپانے کی کوشش کرتا ہے میرے بیٹے اتر کمار نے ہتنا پور کے لشکر کو بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے اور اس لشکر کو شکست دی ہے جبکہ یہ کہتا ہے کہ نہیں میرے بیٹے نے کچھ نہیں کیا یہ سب کچھ یوناف اور یوسا کے بعد برنیل کی دلیری اور شجاعت کی وجہ سے ہوا ہے لہٰذا اسکا زخم صاف کرنے اور اس پر پٹی باندھ کر کیوں اپنا لباس خراب اور برباد کرتی ہو۔

یدشٹر کا زخم صاف کرنے اور اس پر پٹی باندھنے کے بعد دروپدی نے غصے اور تیز نگاہوں سے راجہ کی طرف دیکھا پھر وہ اسکے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہنے لگی اے راجہ آپ جانتے ہیں کہ میں اس سے پہلے اندر پرساد میں پانڈو برادران کے راج محل میں کام کرتی رہی ہوں اور یہ شخص بھی وہاں میرے ساتھ کام کرتا رہا ہے میں اسے بہت اچھی طرح جانتی ہوں اور اسکے زخم کو صاف کر کے اور اس پر پٹی باندھ کر میں نے یہ کوشش کی ہے کہ اسکا خون آپکی اس سرزمین پر نہ گرے اور اے راجہ میں آپ پر یہ بھی انکشاف کروں کہ اگر اس شخص کا خون یہاں آپکے کمرے میں گر جاتا تو پھر

آپکی زندگی خطرے میں پڑ جاتی اسکے چاہنے والے اسکے ہمدرد اسکے لواحقین یہ دیکھ کر کہ اسکا خون آپ کی وجہ سے آپ کے کمرے میں گرا ہے وہ نہ صرف یہ کہ آپ کا کام تمام کر کے رکھ دیتے بلکہ آپکی ساری نسل کا صفایا کر کے رکھ دیتے اس طرح اے بادشاہ آپ اس تخت کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی سے بھی محروم ہو کر رہ جاتے۔ سوائے راجہ اس نیک دل شخص کے زخم پر پٹی باندھ کر اسکا خون روک کر میں نے آپ ہی کی بہتری کا کام کیا ہے اگر میں ایسا نہ کرتی اور اسکا خون آپ کے اس کمرے میں گر جاتا تو اب تک آپ کو قتل کیا جا چکا ہوتا۔ ویرت کا راجہ دروپدی کی گفتگو سن کر حیران اور پریشان سا ہو گیا تھا وہ دروپدی سے اس گفتگو کی تفصیل جاننا ہی چاہتا تھا کہ اسی لمحہ اس کا بیٹا اتر کمار اس کمرے میں داخل ہوا لہٰذا راجہ اپنی جگہ سے اٹھا اور آگے بڑھ کر وہ اپنے بیٹے اتر کمار کو گلے لگا کر اس کا استقبال کرنے کے ساتھ ساتھ اسے پیار کرنے لگا تھا۔

جنگ کے دوران اتر کمار پر یہ حقیقت واضح ہو چکی تھی کہ پانڈو برادران اور انکی بیوی بھیس بدل کر انکے شہر میں رہ رہے ہیں وہ چاہتا تھا کہ یہ انکشاف اپنے باپ اور ویرت کے راجہ پر بھی کر دے لیکن میدان جنگ کے اندر ہی ارجن نے اس کو سمجھا کر اس بات پر آمادہ کر لیا تھا کہ فی الحال وہ راجہ پر یہ ظاہر نہ کرے کہ ہم پانڈو برادران ہیں لہٰذا اپنے باپ سے ملتے وقت جب اتر کمار نے دیکھا کہ یدشٹر کی پیشانی زخمی ہے اور اس کے تازہ خون سے اسکے کپڑے لہولہان اور اس کا لباس رنگین ہو گیا ہے تو اس کا چہرہ بدل گیا غصے میں اس کی حالت ابتر ہونے لگی وہ فوراً اپنے باپ سے علیحدہ ہو گیا اور پھر اس نے اپنے باپ کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اے میرے باپ وہ کون بدبخت اور بزدل شخص ہے جس نے اس سامنے بیٹھے ہوئے نیک دل کانکا کو زخمی کیا ہے جس نے بھی اس شخص کو زخمی کیا ہے خواہ وہ کیسا ہی صاحب حیثیت کیوں نہ ہو وہ اس خون کے انتقام سے بچ نہ سکے گا۔ اے میرے باپ قبل اس کے کہ اس شخص کے بہنے والے خون کے باعث ویرت شہر کے اندر ایک طوفان ایک انقلاب اٹھ کھڑا ہو میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ بتائیں اس شخص کو کس نے زخمی کیا ہے۔ اپنے بیٹے اتر کمار کے جواب میں ویرت کے راجہ نے چھاتی تانتے ہوئے کہا اے میرے بیٹے اسے میں نے زخمی کیا ہے دوران گفتگو جس وقت میں تمہاری تعریف کر رہا تھا کہ تم نے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کر کے ہتنا پور کے لشکر کو مار بھگایا ہے تو تمہاری تعریف کرنے کی بجائے یہ شخص برنیل کی تعریف کرنے لگا تھا اور میرے منہ پر کہتا تھا کہ اگر یہ برنیل اس لشکر میں شامل نہ ہوتا تو یہ فتح ممکن ہی نہ تھی مجھے اس کی گفتگو پر غصہ آ گیا لہٰذا میں نے قریب پڑی ہوئی لکڑی اٹھا کر اسکی پیشانی پر دے ماری جس کی وجہ سے یہ زخمی ہو گیا اپنے باپ کی یہ گفتگو سن کر اتر کمار افسردہ اور

اداس ہو گیا تھا پھر اس نے بڑے مایوسانہ سے انداز میں اپنے باپ کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

اے میرے باپ! آپ نے یہ اچھا نہیں کیا یہ کہ جس شخص کو آپ نے زخمی کیا ہے۔ یہ
یہاں تک کہتے کہتے اتر کمار خاموش ہو گیا تھا کیونکہ اس موقع پر اس کمرے میں ارجن داخل ہوا تھا۔ ارجن پر نگاہ پڑتے ہی یدشٹر نے اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا تھا تاکہ وہ اسکی پیشانی پر بندھی ہوئی پٹی کو دیکھ کر پریشان نہ ہو۔ ارجن کے آجانے کی وجہ سے اتر کمار اپنی گفتگو مکمل نہ کر سکا تھا اور وہ خاموش ہو گیا تھا اس موقع پر ارجن بڑا پریشان اور ملول دکھائی دے رہا تھا کیونکہ اسکا بڑا بھائی یدشٹر جسے وہ اپنے باپ کی طرح چاہتا تھا وہ اسکی طرف دیکھ تک نہ رہا تھا جبکہ وہ اس سے یہ امید لگائے ہوئے تھا کہ جنگ کے بعد واپسی پر اسکا بڑا بھائی نہ صرف یہ کہ اس سے پرجوش انداز میں ملے گا بلکہ اسکی کارگزاری پر اسے شاباش بھی دے گا لیکن جب کافی دیر تک خاموش کھڑے رہنے کے بعد یدشٹر نے اسکی طرف نہ دیکھا اور اپنا منہ پھیرے رکھا تب ارجن مایوس سا ہو کر اس کمرے سے نکل گیا تھا اور اس کے پیچھے پیچھے اتر کمار بھی اس کمرے سے چلا گیا تھا۔

وہاں سے نکلنے کے بعد ارجن پہلے دروپدی کے کمرے میں گیا۔ دروپدی اس کو وہاں دیکھ کر خوش ہو گئی وہ اس کو کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ ارجن اس کے قریب گیا اور اسے مخاطب کرنے میں پہل کرتے ہوئے کہا سنو دروپدی تم جانتی ہو کہ میں جنگ کے میدان سے لوٹ رہا ہوں اور دشمن کے مقابلے میں ہمیں فتح ہوئی ہے اس جنگ سے جو دشمن کا مال و متاع ہمارے ہاتھ لگا ہے اس میں سے کچھ قیمتی چیزیں میرے حصے میں آئی ہیں جو میں تمہیں تحفے کے طور پر پیش کرنے کے لئے یہاں آیا ہوں اسکے ساتھ ہی ارجن نے کچھ جواہرات اور قیمتی زیورات دروپدی کو پیش کیے جنہیں دیکھ کر دروپدی خوش ہو گئی تھی اسکے بعد ارجن جب مڑنے لگا تو دروپدی نے بے تاب ہو کر پوچھا تم کہاں جانے لگے ہو۔ اس پر ارجن کہنے لگا میں ایک اہم سلسلہ میں بات کرنے کے لئے بھیم سین کے کمرے کی طرف جاؤں گا اس پر دروپدی کہنے لگی میں سمجھتی ہوں کہ اب ہماری جلاوطنی کے دن پورے ہو چکے ہیں اب کسی پر ہماری شناخت ظاہر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے لہٰذا بھیم سین کے پاس میں تمہارے ساتھ چلوں گی۔
دروپدی کی یہ گفتگو سن کر ارجن مسکرایا اور تھوڑی دیر تک اسکی طرف غور سے دیکھتا رہا پھر وہ کہنے لگا اگر تمہارا یہی ارادہ ہے تو آؤ پھر میرے ساتھ۔ دروپدی وہ اشیاء جو ارجن نے اسکو تحفے میں دی تھیں وہ سنبھال کر اس نے اپنے کمرے میں رکھ لیں پھر وہ ارجن کے ساتھ ہو

لی تھی۔

ارجن اور دروپدی دونوں جس وقت بھیم سین کے کمرے میں داخل ہوئے اس وقت وہ اپنے کمرے میں مسہری پر آرام کر رہا تھا۔ انہیں اپنے کمرے میں آتے دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا ارجن اور دروپدی آگے بڑھ کر اس کی مسہری پر بیٹھ گئے ارجن نے بھیم سین کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بڑی شفقت اور پیار میں کہا اے بھیم سین میرے بھائی میں ایک اہم مسئلے پر گفتگو کرنے کے لئے تمہارے کمرے میں آیا ہوں۔ اور دروپدی بھی میرے ساتھ چلی آئی ہے اب ایسا کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے کیونکہ ہماری جلاوطنی کی مدت ختم ہو چکی ہے اور ہاں میں تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ جب کبھی بھی میں اپنی مہم سے لوٹتا ہوں میرا بڑا بھائی یدشٹر ہمیشہ بہترین انداز میں میرا استقبال کرتا رہا ہے پر آج مجھے اسکی طرف سے ایک شکایت ہے کیونکہ آج جب میں ہستنا پور والوں کے ساتھ جنگ سے واپس لوٹا ہوں تو جب میں اس کمرے کی طرف گیا جس میں اتر کمار' ویرت کا راجہ اور میرا بھائی یدشٹر بیٹھے ہوئے تھے تو جب تک میں اس کمرے میں کھڑا رہا میرا بھائی دوسری طرف دیکھتا رہا اور نہ صرف یہ کہ مجھ سے گفتگو اور کلام تک نہ کی بلکہ میری طرف دیکھا تک نہیں۔ نہ جانے کیا وجہ ہے مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے جس کی بنا پر میرا بھائی مجھ سے بات کرنے کے علاوہ میری طرف دیکھنا تک گوارہ نہیں کرتا۔

بھیم سین جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اس موقع پر یدشٹر کمرے میں داخل ہوا اس کی پیشانی پر پٹی بندھی دیکھ کر بھیم سین اور ارجن کچھ پریشان ہو گئے تھے یدشٹر قریب آیا اور خصوصیت کے ساتھ ارجن کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو ارجن میں نے بھیم سین کے ساتھ تمہاری گفتگو سن لی ہے تمہاری پریشانی اور تمہاری فکر مندی اپنی جگہ بجا ہے دراصل میری پیشانی پر یہ زخم آگیا تھا جس کی وجہ سے میں نے اپنا منہ پھیر کر رکھا تاکہ تم مجھے زخمی حالت میں نہ دیکھ سکو۔ اس پر ارجن نے بے چین ہو کر یدشٹر سے پوچھا اے میرے بھائی تم کیسے زخمی ہو گئے اسکے جواب میں یدشٹر نے وہ پوری داستان سنا دی کہ کس طرح ویرت کے راجہ نے ارجن کی تعریف کرنے پر قریب پڑی ہوئی لکڑی اٹھا کر اسکی پیشانی پر دے ماری اور اسے زخمی کر دیا تھا۔ اس انکشاف پر ارجن اور بھیم سین دونوں ہی بھڑک اٹھے پھر بھیم سین نے یدشٹر کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو میرے بھائی اگر ویرت کے راجہ نے تمہیں پیشانی پر ضرب لگا کر زخمی کر دیا ہے تو پھر وہ زندہ نہ رہ سکے گا میں آج ہی اسے قتل کر دوں گا۔ بھیم سین کے خاموش ہونے پر ارجن

بھی کہنے لگا اے میرے بھائی ۔ بھیم سین ٹھیک کہتا ہے وہ شخص جو ہمارے اس بھائی پر ہاتھ اٹھائے جو ہمارے باپ کی جگہ ہے اسے ہم زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس پر یدشٹر مسکراتے ہوئے کہنے لگا میں تم دونوں کے جذبات کی قدر کرتا ہوں اور تم دونوں اپنی جگہ درست بھی ہو لیکن تمہیں ایسا معاملہ نہیں کرنا چاہئے میں ویرت کے راجہ کے لئے ایک اور سزا تجویز کر چکا ہوں اور وہ یہ کہ کل صبح ہی صبح ہم محل کے اس کمرے میں داخل ہوں گے جہاں راجہ کا تخت پڑا ہوا ہے میں اپنا بہترین اور خوبصورت لباس زیب تن کر کے بیٹھ جاؤں گا جبکہ تم چاروں بھائی اور درویدی میرے پہلو میں بیٹھ جانا اور جب راجہ اپنے اراکین سلطنت کے ساتھ وہاں آئے گا تو ہم اس پر انکشاف کر دیں گے کہ تمہاری اصلیت کیا ہے اور ہم کن حالات کے تحت یہاں کام کرتے رہے ہیں ہماری اصلیت جاننے کے بعد اگر راجہ کوروں کے خلاف ہماری مدد کرنے پر تیار ہو گیا تو ہم اس سے تعاون کریں گے اور اگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کیا تو ہم اسے قتل کر کے ویرت کے تاج و تخت پر قبضہ کر لیں گے اور ہاں میرے بھائیو اس ارادے سے ہمیں نکولا اور سیادیو کو بھی آگاہ کرنا چاہئے درویدی ارجن اور بھیم سین نے یدشٹر کی اس تجویز کو پسند کیا پھر وہ چاروں اس طرف جا رہے تھے جہاں نکولا اور سیادیو رہتے تھے۔

دوسرے روز پانچوں پانڈو بھائیوں اور درویدی نے اپنا بہترین لباس زیب تن کیا اور اس کمرے میں داخل ہوئے جہاں پر راجہ کا تاج و تخت پڑا رہتا تھا یدشٹر آگے بڑھ کر تخت پر بیٹھ گیا اور راجہ کا تاج اس نے اپنے سر پر رکھ لیا تھا جبکہ ارجن ۔ بھیم سین درویدی نکولا سیادیو اسکے دائیں بائیں اس کے اراکین سلطنت کی طرح بیٹھ گئے تھے تھوڑی دیر بعد جب ویرت کا راجہ اپنے وزیروں اور مشیروں کے ساتھ اس کمرے میں داخل ہوا اور اسنے دیکھا کہ اسکے تخت پر یدشٹر بیٹھا ہے اور اسکے دائیں بائیں وہ لوگ بیٹھے ہیں جو اسکے ہاں کام کرتے ہیں تو اس صورتحال پر ویرت کا راجہ بھڑک اٹھا اور یدشٹر کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

اے کانکا تمہیں کیسے جرات ہوئی کہ میرے تخت پر بیٹھ جاؤ یقیناً تم نے ایسی حرکت کی ہے جس کی وجہ سے تمہیں قتل کیا جا سکتا ہے میں تمہیں تھوڑی دیر کی مہلت دیتا ہوں تم مجھے اس تخت پر بیٹھنے کی وجہ بتاؤ اور اگر تم معقول وجہ نہ بتا سکے تو ابھی اور اسی وقت تمہاری گردن کاٹ دی جائے گی۔ یدشٹر کے جواب دینے سے پہلے ہی ارجن اٹھ کھڑا ہوا اور ویرت کے راجہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے ویرت کے راجہ تم کسی عام انسان سے مخاطب نہیں بلکہ وہ شخص جو تمہارے تخت پر بیٹھا ہے اور جسے تم نے کانکا کہہ کر پکارا ہے ہستنا پور کا مہاراجہ یدشٹر ہے چونکہ یہ جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہا ہے اور اپنی جلاوطنی کی مدت کے آخری سال میں اسے اپنی پہچان کو چھپانا تھا تو ایسا کرنے کے لئے یہ تمہارے ہاں چلا آیا اور تمہاری مصاحبت اس نے اختیار کر لی۔ پر اے راجہ اب اسکی جلاوطنی کی مدت پوری ہو چکی ہے اور اگر وہ اپنی شناخت ظاہر بھی کر دے تو اس کے لئے کوئی حرج اور نقصان نہیں ہے ارجن کے اس انکشاف پر ویرت کا راجہ چونک سا پڑا اور کہنے لگا یہ میری خوش نصیبی ہے کہ یدشٹر اس وقت میرے تخت پر بیٹھا ہوا ہے اگر یہ یدشٹر ہے تو اسکے بھائی اور اسکی ملکہ کہاں ہے۔ اس پر ارجن کہنے لگا ہم چاروں اسکے بھائی ہیں اور یہ سامنے بیٹھی ہوئی سرندھری اسکی ملکہ ہے اور یہ ہم پانچوں بھائیوں کی بیوی ہے۔ اس انکشاف پر ویرت کے راجہ اور اسکے وزیر آگے بڑھ کر بڑے پرجوش انداز میں پانڈو برادران سے ملنے گئے تھے جب یہ معاملہ ہو چکا تو یدشٹر نے ویرت کے راجہ کو مخاطب کر کے کہا۔

اے راجہ ہم اپنی جلاوطنی کی زندگی پوری کر چکے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنے چچا زاد بھائی دریودن سے اپنی سلطنت کا حصہ لے سکیں اور اس سلسلے میں ہم تم سے مدد اور تعاون کے طلب گار ہیں۔ یدشٹر کی اس گفتگو کے جواب میں ویرت کا راجہ بڑی فراخ دلی کے ساتھ کہنے لگا اے ہستنا پور کے عظیم راجہ میں تمہارے چچا زاد بھائی دریودن کے خلاف پرجوش انداز میں تمہاری مدد کروں گا بلکہ عملی طور پر میں تمہارے پہلو بہ پہلو حصہ بھی لوں گا ساتھ ہی میں تم سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ جب تک تم میرے شہر میں ہو تم ہی اس تخت پر بیٹھو گے اور میری ریاست پر حکومت کرو گے۔

جواب میں یدشٹر فوراً تخت سے اٹھ کھڑا ہوا اور بڑی ممنونیت سے اس نے ویرت کے راجہ کو مخاطب کر کے کہا سنو راجہ تم نے اپنی گفتگو سے ہمارا دل خوش کر دیا ہے اور ہمارے وہ سارے اندیشے دور کر دیئے ہیں جو ہمارے دلوں میں اٹھ رہے تھے تم چونکہ ہماری مدد پر آمادہ ہو گئے ہو اس لئے تمہیں پورا حق پہنچتا ہے کہ اپنی ریاست پر تم حکومت کرو بس ہم چاہتے ہیں کہ تمہاری ریاست کے اندر ہمیں کوئی ایسی جگہ کوئی ایسا شہر مل جائے جہاں ہم رہائش اختیار کر سکیں اور اپنی قوت کو جمع کرنا شروع کر دیں۔ اور مناسب وقت پر ہم کوروں کے خلاف حرکت میں آ کر جنگ کی ابتدا کر سکیں اس پر ویرت کا راجہ کہنے لگا۔ سنو میرے عزیزو میری ریاست میں سے تم جو بھی شہر پسند کرو گے وہ میں تمہاری تحویل میں دے دوں گا اور وہاں تم اپنی قوت کو مجتمع اور مربوط کر سکتے ہو جواب میں یدشٹر نے ویرت کے راجہ کے ایک سرحدی شہر کو پسند کیا سو ویرت کے راجہ نے وہ شہر ان کے حوالے کر دیا۔ پانڈو برادران درویدی کو لے کر اس شہر میں منتقل ہو گئے اور کرشن کے علاوہ ان راجاؤں کی طرف بھی انہوں نے قاصد بھجوا دیئے

تھے جو انکے دوست تھے اور انہیں یہ خبر بھی دی کہ وہ دریودن کے خلاف حرکت میں آنے والے ہیں۔

کرشن اور دوسرے دوست راجہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچ گئے تھے اس کے بعد دریودن کی طرف پیغام بھجوایا گیا کہ وہ پانڈو برادران کی آدھی سلطنت ان کے حوالے کر دے جب دریودن نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو پانڈو اور کورو برادران کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ اس جنگ میں خصوصیت کے ساتھ کرشن اور دوسرے دوست راجہ پانڈو برادران کی خلوص دل کے ساتھ مدد کر رہے تھے۔ یہ جنگ کئی روز تک جاری رہی اس جنگ میں بڑے بڑے سورما کام آئے بھیشم اس شخص کے ہاتھوں مارا گیا تھا جس کے گلے میں عزازیل نے پھولوں کا ہار پہنا دیا تھا بھیشم کے علاوہ دریودن' اس کا باپ' رادیو اور دوسرے بڑے بڑے جنگجو سورما بھی اس جنگ میں مارے گئے تھے دریودن کے بھائی بھی اس جنگ میں کام آ گئے تھے اور نتیجتاً اس جنگ میں پانڈو برادران کو فتح نصیب ہوئی اس طرح ایک طویل مدت کے بعد کوروں کا خاتمہ کرنے کے بعد پانڈو برادران اپنی سلطنت واپس لینے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

○

پانڈو برادران اور کوروں کی اس فیصلہ کن جنگ کے بعد یوناف اور بیوسا ہندوستان سے نکل کر ارض فلسطین کی طرف چلے گئے تھے۔ جبکہ ان سے بہت پہلے عزازیل فلسطین کی طرف جا چکا تھا اور عارب اور بنیطہ بھی اس سرزمین کی طرف چلے گئے تھے۔ سلیمانؑ کے بعد فلسطین کی سرزمین کے اندر ایک انقلاب رونما ہو گیا تھا آپ کے بعد آپ کے بیٹے کی غیر دانشمندانہ حرکات کے باعث فلسطین دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ ایک حصے پر سلیمانؑ کا بیٹا رحیعام حکومت کرنے لگا تھا اور اس حصے کا نام یہودیہ رکھا گیا تھا جبکہ دوسرے حصے پر فلسطینیوں کا ایک سردار یربعام حکومت کرنے لگا تھا اور فلسطین کے اس حصے کا نام سامریہ رکھا گیا تھا اس طرح فلسطین کے اندر یہودیہ اور سامریہ نام کی دو سلطنتیں قائم ہو گئی تھیں۔

سلیمانؑ کے بیٹے رحیعام کے بعد اسکا بیٹا ابیام حکمران بنا اس ابیام کے بعد اسکا بیٹا آسا اور پھر آسا کے بعد اسکا بیٹا یہوسفط یہودیہ کی سلطنت کا بادشاہ ہوا اسی طرح یربعام کے بعد اسکا بیٹا ندب سامریہ کی سلطنت کا بادشاہ بنا ندب کے بعد۔ بعشا اسکے بعد زمری پھر اسکا بیٹا عمری اور اس عمری کے بعد اخیاب نام کا شخص سامریہ کی سلطنت کا بادشاہ ہوا اس اخیاب کے دور حکومت میں یوناف اور بیوسا ارض فلسطین کے اندر داخل ہوئے تھے اور اسی اخیاب ہی کے دور میں اللہ کے پیغمبر الیاسؑ کو اس سرزمین کی طرف مبعوث کیا گیا تھا اس دوران ارض فلسطین کے

ہمسائیوں کے اندر بھی ایک انقلاب رونما ہو چکا تھا۔ عرب کے صحراؤں سے آموری ایک قوت اور ایک قہر بن کر نمودار ہوئے تھے اور وہ ارض شام پر چھا گئے تھے انہوں نے آشوریوں پر پے در پے حملے کر کے انہیں اپنے علاقوں میں سمٹ جانے پر مجبور کر دیا تھا اور شام کے اندر دمشق کو اپنا دارالسلطنت بنا کے ایک مضبوط سلطنت قائم کر لی تھی جن دنوں فلسطین میں سامریہ کی سلطنت پر اخیاب اور یہودیہ کی سلطنت پر یہوسفط بادشاہ تھا ان دنوں دمشق میں ارم بن ہدد نام کا ایک شخص آرامی عربوں کا بادشاہ تھا۔

○

ایک روز عزازیل سامریہ کے بادشاہ اخیاب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا اے بادشاہ میرا نام عزازیل ہے اور بنیادی طور پر میں ایک نجومی' ستارہ شناس اور رمل کا ماہر ہوں اپنے اسی فن کو لیکر میں شہر شہر قریہ قریہ اور بستی بستی گھومتا ہوں اور لوگوں کی فلاح کا کام کرتا ہوں اے بادشاہ میں آپ کے لئے ایک اچھی خبر بلکہ آپ یوں کہہ سکتے ہیں کہ میں آپ کے لئے ایک خوشخبری لے کر آیا ہوں جس کے باعث نہ صرف یہ کہ آپکی ذاتی زندگی سنور کر رہ جائے گی بلکہ آپ کی سلطنت کے اندر بھی ایک خوش کن انقلاب رونما ہو جائے گا۔ عزازیل کی یہ گفتگو سن کر سامریہ کے بادشاہ اخیاب نے اس کی طرف دلچسپی اور شوق سے دیکھتے ہوئے پوچھا اے اجنبی تو پہلی بار میرے ہاں ایک نجومی اور ستارہ شناس کی حیثیت سے داخل ہوا ہے بہرحال تم کہو کیا کہنا چاہتے ہو اگر تمہاری دی ہوئی خبر میں میری بھلائی ہوئی تو میں تمہارے مشورے تمہاری تجویز کو ضرور اپنانے کی کوشش کروں گا۔ اخیاب کا یہ جواب سن کر عزازیل خوش ہوا اور تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد اس نے اپنے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے آگے کہنا شروع کیا۔

اے بادشاہ صیدا کے بادشاہ اتبعل کی ایک بیٹی ہے نام جس کا ایزبل ہے۔ اور سن اے بادشاہ یہ ایزبل خوبصورتی اور اپنی کشش میں حسن کی رنگین قبا' گلاب کی شاخ' یادوں کے سرد خانوں میں حسن کی یاد' انسانی عظمت کا گیت مکمل سرسبزی اور ثمر ریزی اور مہر و محبت کی ایک پر کشش کھیتی ہے۔

اے بادشاہ اس ایزبل کی خوبصورتی اس کا حسن نیل کی شہزادیوں' سوچوں کی پریوں' فطرت کے تجسس' انبساط اور لطافت کی تاثیر اور زرفشاں کرنوں جیسا ہے میں نے اسے بڑے قریب اور نزدیک سے دیکھا ہے میں نے اپنی زندگی کا ایک بہت بڑا حصہ پری جمالوں کے اندر گزارا ہے اور میں نے اپنی زندگی میں ایسی پر کشش اور ایسی خوبصورت لڑکی نہیں دیکھی اے بادشاہ

اس ایزبل کا بدن حسن کا ایک انگارہ اور چہرہ دہکتا گلاب ہے۔ اور وہ اپنی ذات میں قرب کے موسم جیسی پرکشش اور جاذب نظر ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ اس شہزادی کے ساتھ شادی کرلیں تو وہ نہ صرف عملی طور پر بلکہ فکری طور پر بھی آپ کے لئے سود مند ہوگی آپ کی ذات کیلئے ایک سکون اور خوشی کا باعث بنے گی اور اسکا یہاں آنا آپ کی سلطنت کیلئے شادابی اور امن و سکون کا باعث بن جائے گا۔

عزازیل کی خوش کن الفاظ پر مبنی یہ باتیں سن کر اخیاب بے حد خوش ہوا تھوڑی دیر تک وہ خاموش رہ کر مستقبل کی خوش آئند سوچوں میں کھویا رہا پھر اس نے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا سنو اے اجنبی ستارہ شناس تم نے واقعی مجھے ایک اچھی اور خوش کردینے والی خبر دی ہے اگر تمہارا ستاروں کا علم یہ بتاتا ہے کہ صیدا کے بادشاہ اتبعل کی بیٹی ایزبل میرے لئے اور میری سلطنت کیلئے سرسبزی اور ثمرریزی کا باعث بنتی ہے تو میں اس سے ضرور شادی کروں گا اور اسکے بعد اخیاب نے عزازیل سے خوش ہوتے ہوئے اسے کچھ انعام دے کر فارغ کر دیا تھا۔ اخیاب کے اس کمرے سے عزازیل جب باہر نکلا تو وہاں عارب اور بنیطہ اسکے انتظار میں کھڑے ہوئے تھے۔ ان دونوں کے پاس عزازیل مسکراتا ہوا آیا اور ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میرے عزیزو میں اپنے مقصد اور اپنے مدعا میں پوری طرح کامیاب ہوا ہوں میں نے سامریہ کی سلطنت کے بادشاہ اخیاب کے سامنے صیدا کی شہزادی ایزبل کی خوبصورتی کی تعریف کی اور وہ میرے ان الفاظ سے ایسا متاثر اور خوش ہوا ہے کہ اس نے ایزبل سے شادی کا فیصلہ کر لیا ہے۔ سنو میرے ساتھیو ایزبل جہاں خوبصورت اور پرکشش ہے وہاں بھی وہ بعل دیوتا کی پرستش میں انتہا پسند بھی ہے جب یہ اخیاب ایزبل سے شادی کرے گا تو ایزبل ضرور اپنے ساتھ بعل دیوتا کے بت کو لیکر فلسطین آئے گی اس طرح ایزبل کی وجہ سے فلسطین کے اندر بھی خداوند قدوس کے ساتھ ساتھ بعل دیوتا کی پرستش کا کام شروع ہو جائے گا اور اس طرح ایزبل کی وساطت سے فلسطین کی سرزمین کے بام و در شرک میں جل اٹھیں گے یہاں کی فضا شرک سے داغ دار ہوگی اور یوں بعل جبر کے ایک دیوتا کی حیثیت سے فلسطین میں مشہور و معروف ہو جائے گا اور ہر طرف گناہ اور بدی کی آندھی کے تھپیڑے اور ہر سو موت کے گرداب اٹھ کھڑے ہوں گے میرے ساتھیو آؤ اب اس وقت کا انتظار کریں جب اخیاب ایزبل سے شادی کرے اور ایزبل کے باعث فلسطین کی فضاؤں کے اندر ہمہ وقت بعل دیوتا کی پرستش کی آوازیں گونجنے لگیں اس کے ساتھ ہی میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ میں سامریہ

کی اس سلطنت کے مرکزی شہر سامریہ شہر میں تم دونوں کی رہائش کیلئے ایک مقام بھی حاصل کر لیا ہے آؤ اب اس مکان کی طرف چلتے ہیں تاکہ سامریہ کے اندر تم دونوں اپنی رہائش کی ابتدا کر سکو اسکے ساتھ ہی عزازیل عارب اور بنیطہ کو لیکر سامریہ شہر کی مختلف گلیوں میں ہوتا ہوا آگے بڑھنے لگا تھا۔

○

عزازیل کی گفتگو سے متاثر ہو کر سامریہ کے بادشاہ اخیاب نے صیدا کے بادشاہ اتبعل کو اسکی بیٹی ایزبل کا پیغام بھجوا دیا جو منظور کر لیا گیا اس طرح ایزبل کی شادی اخیاب سے ہوگئی۔ اس شادی کے موقع پر صیدا کی شہزادی ایزبل اپنے ساتھ بعل دیوتا کا بت بھی لے کر آئی تھی صیدا میں آباد قوم چونکہ صدیوں سے بعل دیوتا کی پرستش کرتی چلی آ رہی تھی اور اس بعل دیوتا کی پرستش میں شہزادی ایزبل انتہا پسند سمجھی جاتی تھی لہٰذا وہ شادی کے موقع پر صیدا سے سامریہ میں اپنے محبوب بعل دیوتا کا بت بھی لے کر آئی تھی یہ بت سونے کا تھا اور قد میں بیس گز اونچا تھا اور اسکے چار منہ تھے اسے سامریہ کے باہر ایک بلند کوہستانی ٹیلے پر نصب کر دیا گیا تھا اس ٹیلے پر بعل کے لئے ایک بہت بڑے مندر کی صورت میں ایک عمارت تعمیر کی گئی تھی جس کے اندر اس دیوتا کا بت رکھا گیا تھا اور چار سو تنومند جوان اس کی خدمت پر مقرر کئے گئے تھے۔ اور انگنت پجاری بعل دیوتا کے اس مندر کے اندر بھی مقرر ہوئے جن کے اخراجات اخیاب برداشت کرتا تھا اس طرح فلسطین کے اندر ایزبل کے آنے سے شرک کی ابتدا ہوگئی تھی اور لوگ بڑھ چڑھ کر بعل دیوتا کی پوجا کرنے لگے تھے۔

یہ بعل دیوتا شام اور یمن کے درمیان پھیلی ہوئی بہت سی اقوام کا دیوتا مانا جاتا تھا اور دیگر کئی اقوام کے اندر اس بعل دیوتا کی پوجا پاٹ کی جاتی تھی۔ حتیٰ کہ حجاز کی سرزمین کے اندر ہبل نام کا جو بت تھا وہ بھی بعل دیوتا ہی تھا شمالی شام کے علاقے راس الشمرہ کے موجودہ دور میں ملنے والی قدیم لوحوں سے بھی یہ پتہ چلتا ہے کہ بعل کو موت و حیات، خوراک زراعت اور مویشیوں کا دیوتا خیال کیا جاتا تھا اسکے علاوہ اسے بادل برسانے اور فصلیں اگانے کا ایک وسیلہ سمجھا جاتا تھا۔ شام کی سرزمین کے اندر اس بعل دیوتا کا ایک حریف حجارہ جو امیل کہلاتا تھا لبنان کی سرزمین کا ایک چھوٹا سا شہر جس کا نام بابک ہے اور جو بقاع کی سطح مرتفع کے کنارے تقریباً تین ہزار آٹھ سو پچاس فٹ کی بلندی پر واقع ہے اور باغوں اور نخلستانوں سے گھرا ہوا ہے یہ شہر بھی اس بعل دیوتا ہی کے نام پر آباد کیا گیا تھا۔

صیدا کی شہزادی ایزبل اور بعل دیوتا کے سامریہ کی سلطنت میں آنے کے بعد جو ہر طرف شرک و کفر کا دور دورہ ہوا تو جہالت کے اس طوفان میں خداوند قدوس نے اپنے نبی الیاسؑ کو

مبعوث کیا آپ کا تعلق شبہ خاندان سے تھا اور آپ جلعاد شہر میں پیدا ہوئے۔ نبوت عطا ہونے کے بعد الیاسؑ سامریہ کے بادشاہ اخیاب کے پاس آئے اور اسے شرک سے اور کفران نعمت سے باز رکھنے کی کوشش کی لیکن اس نے الیاسؑ کی باتیں ماننے کے بجائے آپ سے دشمنی کرنی شروع کر دی تھی ان حالات میں خداوند قدوس کے احکامات کے مطابق آپ دریائے یردن کے قریب کریت نام کے ایک نالے کی طرف چلے گئے تھے اور ساتھ ہی خداوند قدوس کی طرف سے آپ کی تسلی کے لئے آپ پر یہ بھی وحی کی گئی کہ اس نالے کے اندر زندگی بسر کرتے ہوئے پریشان اور غمگین ہونے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ خداوند قدوس کی طرف سے پرندے انکے لئے کھانا لے کر آیا کریں گے اور یہ کہ وہ اس نالے سے پانی پی کر ایک وقت مقررہ تک یہاں دن گزاریں۔

پس ایسا ہوا کہ خداوند قدوس کے مطابق الیاس اسی نالے میں ایک پناہ گاہ بنا کر رہنے لگے صبح و شام خداوند کے حکم کے مطابق پرندے انہیں کھانا پہنچاتے اور نالے کا پانی پی کر آپ گزر بسر کرتے رہے۔ یہاں تک کہ سامریہ کی سلطنت کے اندر قحط پڑ گیا اور بارش ہونا بند ہو گئی جس کے باعث وہ نالہ بھی خشک ہو گیا تب خداوند قدوس کی طرف سے الیاسؑ کو حکم ہوا کہ وہ اس نالے سے نکل کر صارتہ نام کے قصبے کی طرف روانہ ہو جائیں۔ اس لئے کہ وہاں خداوند قدوس کی طرف سے ایک بیوہ کو پہلے ہی حکم دے دیا گیا ہے کہ الیاسؑ کی پرورش اور دیکھ بھال کرے ساتھ ہی الیاس کو یہ بھی حکم ہوا کہ صارتہ کی طرف جاتے ہوئے راستے میں الیسع نام کے شخص کو بھی اپنے ساتھ لے لے اس لئے کہ ان کے بعد فلسطین کی سرزمین میں الیسع ہی نبی کی حیثیت سے خداوند کے احکامات اس کے بندوں تک پہنچائیں گے۔

پس کریت نام کے اس نالے سے نکل کر آپ صاریت کے قصبے کی طرف روانہ ہوئے راستے میں انہوں نے الیسع کو دیکھا کہ وہ اپنی زمین جوت رہے تھے الیاس انکے قریب آئے اور جس طرح انہیں خداوند کی طرف سے حکم ملا تھا اور اسکے مطابق انہوں نے اپنی چادر الیسع پر ڈال دی جس کا اثر یہ ہوا کہ الیسع اپنا سارا کام چھوڑ کر ان کے ساتھ ہو لئے اس طرح الیسعؑ اور الیاسؑ دونوں صاریت کے قصبے میں پہنچے انہوں نے دیکھا قصبے کے باہر ایک عورت لکڑیاں چن رہی تھی الیاسؑ کو خداوند کی طرف سے راہنمائی کی گئی کہ یہی وہ عورت ہے جس کے ذمے تمہاری پرورش اور دیکھ بھال کی گئی ہے الیاسؑ لکڑیاں چننے والی اس عورت کے پاس آئے اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگے۔

اے خاتون! میں اور میرا یہ ساتھی دونوں پردیسی ہیں کیا ایسا ممکن نہیں کہ تو ہمیں پانی پلائے اور ہمارے لئے کچھ کھانے کو بھی لے آئے۔ اس پر وہ عورت الیاسؑ کو مخاطب کر کے بڑی عاجزی سے کہنے لگی اے اجنبی تو اپنے ساتھی کے ساتھ پانی تو جس قدر چاہے پی سکتا ہے لیکن قسم مجھے اپنے خدا کی میرے پاس روٹی نہیں ہاں میرے گھر میں مٹکے کے اندر تھوڑا سا آٹا ہے اور مٹی کی ایک کپی میں تھوڑا سا گھی ہے میں شہر سے باہر اس غرض سے آئی ہوں کہ لکڑیاں چنوں اور واپس جا کر اس آٹے اور گھی سے اپنے بیٹے کو کھانا پکا کر دوں جو ابھی چھوٹا ہے اور اگر میں نے ایسا نہ کیا تو مجھے خدشہ ہے کہ وہ مر جائے گا۔

اس عورت کی ڈھارس بندھاتے ہوئے الیاسؑ کہنے لگے اے معزز خاتون تو ٹھیک کہتی ہے تو مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر لے چل میں اپنے خدا کے حکم کے تحت تیری طرف آیا ہوں دیکھ میرے خدا نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ جب تک میں اپنے ساتھی کے ساتھ تیرے ہاں قیام کروں گا اور جب تک اس سرزمین کے اندر قحط پھیلا ہوا ہے اس وقت تک تیرے اس مٹکے سے آٹا اور گھی کی کپی سے گھی ختم نہ ہوگا۔ وہ عورت سمجھ گئی کہ یہی وہ شخص ہے جس کی دیکھ بھال کیلئے اسے اشارہ کیا گیا تھا لہٰذا وہ ان دونوں کو لے کر اپنے گھر کی طرف چلی گئی اس طرح الیاسؑ نے الیسعؑ کے ساتھ اس خاتون کے ہاں قیام کیا اور جب تک وہ وہاں ٹھہرے رہے اس مٹکے سے آٹا اور اس کپی سے گھی ختم نہ ہوا۔ اس کے بعد الیاس کو خداوند کی طرف سے حکم ہوا کہ وہ ایک بار پھر اخیاب کی طرف جائیں اور اسے شرک سے منع کریں پس خداوند کا حکم پا کر الیاسؑ اپنے شاگرد الیسعؑ کے ساتھ پھر اخیاب سے ملنے کے لئے سامریہ شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔

الیاسؑ جب سامریہ شہر کے قریب گئے تو وہاں انکی ملاقات سامریہ کے بادشاہ اخیاب کے حاجب عبدیا سے ہوئی عبدیا ایک نیک شخص تھا اور اللہ کے نیک بندوں کی حفاظت کرنے والا تھا جبکہ دوسری طرف بادشاہ اخیاب اپنی ملکہ ایزبل کی فرمائش کے تحت ہر اس شخص کو قتل کروا دیتا تھا اور اذیتیں دیتا تھا جو بعل دیوتا کی پرستش کو شرک قرار دے کر خدائے واحد کی طرف بلاتا تھا یہی حالت الیاسؑ کی بھی ہوئی تھی جب وہ پہلی بار اخیاب کی طرف گئے تھے اور بعل دیوتا کی پرستش کو شرک قرار دے کر اسکے خلاف آواز اٹھائی تو ایزبل اور اخیاب دونوں آپکے خلاف ہو گئے اور آپ نے خداوند قدوس کے احکام کے تحت آپ نے کریت کے نالے میں پناہ لی تھی۔ عبدیا نے الیاسؑ کو دیکھا تو وہ بڑا فکر مند ہوا اسے خدشہ ہوا کہ اگر بادشاہ نے الیاسؑ کو دیکھ لیا تو وہ ضرور اس شخص کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا۔ اس موقع پر عبدیا نے الیاسؑ کو مخاطب کرنے میں پہل کی اور کہا۔

اے الیاسؑ! میں تیرے لئے اپنے بادشاہ اخیاب سے خوفزدہ ہوں اس لئے کہ جب اسے خبر ہو گی کہ تم شہر میں داخل ہوئے ہو تو مجھے خطرہ ہے کہ وہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔ للذا میرا تم کو یہ مخلصانہ مشورہ ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ اس پر الیاسؑ نے عبدیا کو مخاطب کر کے کہا اے عبدیا تم میرے معاملہ میں کوئی خطرہ کوئی خوف محسوس نہ کرو اس لئے کہ میں اپنے خداوند قدوس کے احکام کے تحت اس طرف آیا ہوں تم جاؤ اور اپنے بادشاہ اخیاب کو میرے آنے کی اطلاع کرو کیونکہ میں اپنے آقا اپنے مالک اپنے خدا کے حکم کے تحت اس سے بات کرنا چاہتا ہوں پس عبدیا مجبور ہوا اور اپنے بادشاہ اخیاب کو جا کر الیاسؑ کے آنے کی اطلاع دی۔ اخیاب نے عبدیا کو واپس بھیجا کہ الیاسؑ کو لے کر میرے پاس آئے جب الیاسؑ اور آپ کے شاگرد الیسعؑ کو اخیاب کے سامنے پیش کیا گیا تو الیاس کو مخاطب کر کے اخیاب نے کہا۔

اے الیاسؑ تو پھر اس شہر میں داخل ہو گیا کیا تو چاہتا ہے کہ تو اپنی باتوں سے بنی اسرائیل کے اندر نفرت اور عداوت پھیلا دے اس پر الیاسؑ نے بکمال جراتمندی اور بے خوفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اخیاب کو مخاطب کر کے کہا اے اخیاب غور سے سنو میں اپنی باتوں سے بنی اسرائیل کے اندر عداوت اور بے راہ روی نہیں پھیلا رہا بلکہ یہ کفر یہ عصبیت تو بنی اسرائیل کے اندر تمہارے اور تمہاری ملکہ کی وجہ سے پھیل رہی ہے سو بادشاہ اس سے پہلے لوگ گناہ ضرور کرتے تھے پر وہ اپنے خداوند قدوس کو واحد جانتے ہوئے اسکی بندگی اور عبادت بھی کرتے تھے پر اے بادشاہ جب سے تم نے صیدا کی اس شہزادی ایزبل سے شادی کی ہے اور وہ اپنے ساتھ سونے کا بعل دیوتا کا بت بھی لے کر آئی ہے تب سے اس سرزمین کے اندر شرک کا دور دورہ شروع ہو گیا اور تو نے ایزبل کا کہا مانتے ہوئے بعل دیوتا کو کوہستان کرمل پر نصب کروا دیا ہے اور وہاں تو نے اسکے لئے ایک مندر تعمیر کرنے کے علاوہ اس مندر میں ساڑھے چار سو کے قریب پجاری بھی رکھ دیئے ہیں پس اے بادشاہ تیرے ایسا کرنے سے اس سرزمین میں شرک پھیلا ہے اور شرک کی وجہ سے اس سرزمین میں بدامنی اور بداعمالی نے گھر کر لیا ہے پس اس بنا پر میں کہہ سکتا ہوں کہ اے بادشاہ اس سرزمین میں اور بنی اسرائیل کے اندر تیری وجہ سے بے راہ روی اور گناہ اور عداوت پھیل گئی ہے۔

الیاسؑ کی اس گفتگو کے جواب میں اخیاب کہنے لگا سنو الیاسؑ میں سمجھتا ہوں کہ میری ملکہ ایزبل نے کوئی برا کام نہیں کیا تم دیکھتے ہو کہ جب سے بعل دیوتا کے بت کو کوہستان کرمل پر بننے والے مندر کے اندر رکھا گیا ہے لوگ جوق در جوق اس کی طرف آتے ہیں اور اس سے اپنی مرادیں طلب کرتے ہیں اور تم جانتے ہو کہ بعل دیوتا کی صرف یہیں پرستش نہیں ہو رہی بلکہ لبنان کے کوہستانی سلسلوں سے لیکر یمن تک پھیلی ہوئی اقوام میں سے بہت سی ایسی ہیں جو اس بعل کو اپنا دیوتا تسلیم کرتی ہیں۔ اس کے آگے اپنے سر کو خم کرتی ہیں اور اسے اپنا کارساز سمجھ کر اس پر نذر چڑھانے کے علاوہ اس سے مرادیں مانگتی ہیں اے الیاسؑ اگر تو سمجھتا ہے کہ یہ بعل دیوتا جھوٹا ہے تو پھر تو لوگوں کے سامنے کوئی ایسا معجزہ دکھا جس کی وجہ سے لوگوں پر ثابت ہو جائے کہ بعل دیوتا کی پرستش شرک ہے اور بعل دیوتا کی وجہ سے ان سرزمینوں کے اندر گناہ اور بدی پھیلی ہے۔ اخیاب کی یہ گفتگو سن کر الیاسؑ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر آپ نے اخیاب کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو اخیاب جس طرح خداوند قدوس کی طرف سے مجھ کو حکم ملا ہے اسکے مطابق میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ کوہستان کرمل پر جہاں تم نے بعل دیوتا کا مندر تعمیر کر رکھا ہے وہاں تو بنی اسرائیل کے بڑے بڑے اور سرکردہ لوگوں کو جمع کر اور بعل دیوتا کے جو ساڑھے چار سو پجاری ہیں جو دن رات بعل کی دیکھ بھال اور خدمت میں لگے رہتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ بعل کی پوجاپاٹ اور پرستش و پوجا بھی کرتے ہیں تو ان پجاریوں کو بھی وہاں جمع کر پھر جو کچھ میرے خدا نے مجھ سے کہا ہے اسکے مطابق تو ایسا کر کہ ان سے کہہ کہ بعل دیوتا کے مندر کے سامنے لکڑیوں کا ایک ڈھیر لگائیں پھر ایک بیل لے کر اسے ذبح کریں اور اسکے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان لکڑیوں پر ڈال دیں اس طرح میں بھی اپنی طرف سے مندر کے سامنے ایک لکڑیوں کا ڈھیر لگاؤں گا اور ایک بیل ذبح کر کے اور اسکا گوشت کاٹ کر ان لکڑیوں کے اوپر رکھ دوں گا۔

پس اے بادشاہ جب ایسا ہو چکے اور تیرے پجاری لکڑیوں پر بیل ذبح کر کے ڈال دیں اور میں بھی ایسا کر لوں اور پھر تیرے پجاری بعل دیوتا سے دعا مانگیں گے اور میں اپنے خداوند کے حضور دعا مانگوں گا اور جس کی لکڑیوں کو بھی آگ لگ جائے اور گوشت بھسم ہو کر رہ جائے وہ سچا ہو گا کہ سامریہ کے بادشاہ اخیاب نے الیاسؑ کی اس تجویز کو پسند کیا اور مسکراتے ہوئے کہنے لگا اے الیاسؑ تم یہیں قیام کرو میں پجاریوں سے مشورہ کر کے ایک دن مقرر کرتا ہوں اس دن بنی اسرائیل کے سارے سرکردہ لوگوں کو وہاں جمع کر کے اور پھر تمہاری تجویز پر عمل کیا جائے گا۔ یوں الیاسؑ نے اپنے شاگرد الیسعؑ کے ساتھ سامریہ شہر میں قیام کیا اس دوران بادشاہ کی طرف سے ایک دن مقرر کر دیا گیا جس دن بنی اسرائیل کے سارے سرکردہ لوگوں کو وہاں جمع ہونے کا حکم دیا گیا اور پجاریوں کو بھی وہاں آنے کیلئے کہہ دیا گیا تھا۔

الیاسؑ اور بعل دیوتا کے پجاریوں کے درمیان جو دن مقرر ہوا تھا اس روز الیاسؑ اپنے

شاگرد الیسعؑ کے ساتھ کوہستان کرمل پر آئے اور انکے مقابلے میں پجاری بھی وہاں آگئے تھے دونوں گروہ اپنے اپنے بیل ذبح کرنے لگے تھے کہ اپنی اپنی قربانی کی تیاری کریں اور یہ دیکھیں کہ کس کی قربانی قبول ہوتی ہے اور کس کی نامنظور ہوتی ہے۔ اس موقع پر سامریہ کا بادشاہ اخیاب اسکی ملکہ ایزبل اور بے شمار اسرائیلی بھی کوہستان کرمل پر وہ مقابلہ دیکھنے کیلئے جمع ہو گئے تھے عین اس وقت یوناف اور بیوسا ہندوستان کی سرزمین سے کوہستان کرمل پر نمودار ہوئے تھے انہوں نے وہاں جمع ہونے والے لوگوں میں سے کچھ سے پوچھ گچھ کر کے سارے معاملے کی نوعیت جانی پھروہ بھی اس مقابلہ کو دیکھنے کیلئے وہاں کھڑے ہو گئے تھے۔ یوناف اور بیوسا تھوڑی دیر تک الیاسؑ کو اپنے ساتھی الیسعؑ اور دوسری طرف بعل دیوتا کے پجاریوں کو اپنی اپنی تیاری مکمل کرتے ہوئے دیکھتے رہے پھر بیوسا نے اپنے پہلو میں کھڑے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے یوناف اس موقع پر جبکہ اس کوہستان کرمل پر اللہ کے نبی الیاسؑ اور الیسعؑ کا مقابلہ دیوتا کے پجاریوں سے ہونے والا ہے۔ یہ ایک طرح سے حق و باطل اور نیکی اور بدی کا مقابلہ ہے اس مقابلے میں ہمیں اللہ کے نبی الیاسؑ کا ساتھ دینا چاہئے بیوسا کی اس گفتگو پر یوناف نے عجیب طرح سے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے بیوسا ہم دونوں کی کیا مجال اور جرات کہ ہم اللہ کے نبی اور رسول کی مدد کر سکیں اس لئے کہ نبی تو وہ ہستی ہوتی ہے جسے خدائے واحد اپنے بندوں کی ہدایت اور رہنمائی کیلئے چن لیتا ہے جس پر وحی آتی ہے اور خدا اپنے نبی سے براہ راست ہم کلام ہوتا ہے۔ جس کسی کو بھی خداوند اپنے نبی کے لئے چن لیتا ہے تو وہ نیکی اور خیر میں خدا کا نائب ہوتا ہے وہ ہر شے سے بالاتر ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وہ بھی عام انسانوں کی طرح ہوتا ہے مگر عمل اور ارادہ میں ہر قسم کی بدی کے ظہور کو ناممکن بنا دیتا ہے اور ہر حال میں پیغام توحید اور راست بازی اقوام کو سناتا ہے چونکہ نبی کا تعلق براہ راست خداوند سے ہوتا ہے اور خداوند ہی کی طرف سے احکامات دیئے جاتے ہیں لہٰذا اگر نبوت کی اس تکمیل میں کوئی اس کا ساتھ نہ دے تو وہ اکیلا ہی اس کام کو سرانجام دے سکتا ہے۔ اس لئے کہ اسے خداوند کی تائید اور نصرت حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا اے بیوسا ہم ایک حقیر اور عاجز انسان کی حیثیت سے اللہ کے نبی کی کیا مدد کر سکتے ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر کیلئے رکا پھر دوبارہ وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اور ہاں بیوسا یہ اللہ کے نبی تو روشنی کا ایک دھارا اور نور کا ایک مینار ہوتے ہیں ناواقف

لوگ جب اپنے قیاس و گمان کی بنا پر مذہب کی تاریخ مرتب کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ انسان نے اپنی زندگی کی ابتدا شرک کی تاریکیوں سے کی پھر تدریجی ارتقا کے ساتھ ساتھ یہ تاریکی چھٹتی اور روشنی پھیلتی گئی یہاں تک کہ آدمی توحید کے مقام پر پہنچا۔

جبکہ معاملہ اسکے بالکل برعکس ہے دنیا میں انسان کی زندگی کا آغاز پوری روشنی میں ہوا ہے خداوند نے سب سے پہلے جس انسان کو پیدا کیا تھا اسے یہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ حقیقت کیا ہے اور تیرے لئے صحیح راستہ کون سا ہے اس کے بعد ایک مدت تک نسل آدم راہ راست پر رہی اور ایک ہی رہی پھر لوگوں نے نئے نئے راستے نکالے اور مختلف طریقے ایجاد کر لئے اس وجہ سے نہیں کہ انکو حقیقت نہیں بتائی گئی تھی بلکہ اس وجہ سے کہ حق کو جاننے کے باوجود کچھ لوگ اپنے جائز حق سے بڑھ کر امتیازات ' فوائد اور منافع حاصل کرنا چاہتے تھے اور لوگ ایک دوسرے پر ظلم سرکشی کرنے لگے تھے۔ اسی خرابی کو دور کرنے کیلئے خداوند نے انبیاء کرام کو نزول کرنا شروع کیا یہ انبیاء اس لئے نہیں بھیجے جاتے کہ ہر ایک اپنے نام سے ہر نئے مذہب کی بنیاد ڈالے یا اپنی ایک نئی امت بنا ڈالے بلکہ انکے بھیجے جانے کی غرض یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے اس کھوئی ہوئی راہ حق کو واضح کر کے انہیں پھر سے ایک امت بنا دیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو بیوسا نے پھر اسے مخاطب کر کے پوچھا اے یوناف یہ جو الیاس اور الیسع کے مقابلے میں بعل دیوتا کے پجاری آئے ہیں تو بعل دیوتا کے علاوہ یہ اور کس کس کی پوجا کرتے ہیں۔ اور خصوصیت کے ساتھ یہ بنی اسرائیل خدائے واحد کو چھوڑ کر ان بتوں کی پوجا پاٹ میں کیسے مبتلا ہو گئے ہیں۔ کیا یہ موجودہ بادشاہ اخیاب کے دور میں اس گمراہی کی طرف مائل ہوئے ہیں یا پہلے ہی انکے اندر بتوں کی پوجا کرنے کے آثار پائے جاتے تھے۔ بیوسا کے اس سوال پر یوناف تھوڑی دیر تک غور کرتا رہا پھر وہ کہنے لگا۔

سنو بیوسا تم نے یکبارگی کئی سوال پوچھ لئے ہیں بہرحال میں تمہارے ان سب سوالوں کا جواب دیتا ہوں یہ بنی اسرائیل موجودہ بادشاہ اخیاب ہی کے دور میں بت پرستی میں مبتلا نہیں ہوئے بلکہ یہ آثار و جراثیم انکے اندر پہلے ہی پائے جاتے رہے ہیں سنو بیوسا موسیٰؑ کی وفات کے بعد جب بنی اسرائیل اس فلسطین میں داخل ہوئے تو یہاں مختلف قومیں آباد تھیں جن میں حتی' اموری' کنعانی' فرزی' حوی' یبوسی' فلستی اور ان کے اطراف میں آرامی' ہاشوری' عیلامی اقوام بہت مشہور ہیں ان قوموں میں تین قسم کا شرک پایا جاتا تھا اور یہ ساری اقوام اب بھی بری طرح شرک میں مبتلا ہیں ان قوموں کے سب سے بڑے دیوتا جسے وہ دیوتاؤں کا باپ کہتے تھے اسکا نام ایل تھا اور اسے یہ لوگ عموماً ''سانڈ'' سے تشبیہ دیتے ہیں اس ایل دیوتا کی بیوی کا

نام اشیرا ہے۔ جس سے خداؤں اور خدائیوں کی ایک پوری نسل چلتی ہے۔ جن کی تعداد تقریباً ستر تک جا پہنچتی ہے۔ اس ایل کی اولاد میں سب سے زیادہ زبردست بعل دیوتا ہے۔ جس کو بارش اور روئیدگی کا خدا اور زمین اور آسمان کا مالک سمجھا جاتا ہے۔ بعل دیوتا کی شمالی علاقوں میں جو بیوی ہے وہ افاث کہلاتی ہے اور فلسطین کے اندر عستاز دیوی اسکی بیوی کہلاتی ہے یہ دونوں خواتین عشق اور افزائش نسل کی دیویاں ہیں ان کے علاوہ کوئی دیوتا موت کا مالک ہے کسی دیوی کے قبضے میں صحت اور قہر لانے کے اختیارات دے دیئے گئے ہیں اور یوں ساری خدائی بہت سے معبودوں میں بٹی ہوئی ہے۔

ان دیوتاؤں اور دیویوں کی طرف سے ایسے ایسے ذلیل اوصاف و اعمال منسوب کئے جاتے ہیں جو اخلاقی حیثیت سے انتہائی بدکردار انسان بھی اسکے ساتھ مشتہر ہونا پسند نہیں کرتا اب یہ ظاہر ہے کہ جو لوگ ایسی کمینہ ہستیوں کو خدا بنائیں اور اسکی پرستش کریں اور اخلاق کی پستی میں گرنے سے کیسے بچ سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ انکے پیروکار انتہائی بداخلاقی و بدکرداری کا شکار ہو چکے ہیں۔ ان دیوتاؤں کو خوش کرنے کیلئے بچوں کی قربانی کا بھی عام رواج ہے انکے سب معابد زناکاری کے اڈے بنے ہوئے ہیں عورتوں کو دیوداسیاں بنا کر عبادت گاہوں میں رکھنا اور ان سے بدکاری کرنا عبادت کے اجزاء میں داخل ہے اسکے علاوہ اس طرح کی اور بھی بہت ساری بداخلاقیاں ان میں شامل ہیں۔

اور سنو یوسا جس وقت بنی اسرائیل فلسطین میں داخل ہوئے تھے تو انہیں صاف صاف ہدایت دیتے ہوئے یہ کہہ دیا گیا تھا کہ تم شرک میں مبتلا ان قوموں کو ہلاک کر کے انکے قبضے سے فلسطین کی سرزمین چھین لینا اور ان کے ساتھ رہنے بسنے اور انکی اعتقادی و اخلاقی خرابیوں میں مبتلا ہونے سے پرہیز کرنا لیکن بنی اسرائیل جب فلسطین میں داخل ہوئے تو وہ اس ہدایت کو بھول گئے انہوں نے اپنی کوئی متحدہ سلطنت قائم نہ کی وہ قبائلی عصبیت میں مبتلا تھے انکے ہر قبیلے نے اس بات کو پسند کیا کہ مفتوح علاقے کا ایک حصہ لے کر الگ ہو جائے۔

اس تفرقے کی وجہ سے کوئی قبیلہ بھی اتنا طاقتور نہ ہو سکا کہ اپنے قبیلے کی حدود کے مشرکین پر قابو پا سکتا آخر کار انہیں یہ گوارہ کرنا پڑا کہ مشرکین ان کے ساتھ رہیں نہ صرف یہ کہ مفتوح علاقوں میں انکی چھوٹی چھوٹی ریاستیں موجود رہیں جن کو بنی اسرائیل مسخر نہ کر سکے اسی بات کی شکایت زبور میں بھی کی گئی ہے لہٰذا ابھی مشرک قوموں کے باعث اسرائیل میں شرک پھیلا اور اب تو اس بادشاہ اخیاب کے دور میں اسکی بیوی ایزبل نے کمال کر کے رکھ دیا ہے اس نے بنی اسرائیل کو پوری طرح بعل دیوتا کی پرستش میں مبتلا کر دیا ہے یہاں تک کہنے

کے بعد یوناف خاموش ہو گیا تھا اور دوسری طرف یوسا بھی یوناف کے اس جواب سے کسی قدر مطمئن دکھائی دے رہی تھی۔

یوناف اور یوسا بڑے غور سے دونوں گروپوں کو دیکھ رہے تھے اس لئے کہ اب دونوں گروپوں کی قربانیاں تیار ہو گئی تھیں۔ سب سے پہلے بعل دیوتا کے پجاریوں نے جو مذبحہ تیار کیا تھا اسکے اوپر جو لکڑیاں رکھی گئی تھیں ان پر ذبح کئے جانے والے بیل کا گوشت رکھ دیا گیا تھا۔ اسکے بعد وہ بعل دیوتا سے اس قربانی کی قبولیت کی دعائیں مانگنے لگے صبح سے دوپہر تک وہ بعل دیوتا سے دعا کرتے رہے اور کہتے رہے اے بعل تو ہماری دعا سن پر بعل کی طرف سے انہیں نہ کوئی آواز سنائی دی اور نہ انہیں کوئی جواب دیا۔ اور سارے پجاری اس مذبحہ کے اردگرد جو بنایا گیا تھا کودتے رہے اور دوپہر کے قریب ایسا ہوا کہ الیاسؑ نے بلند آواز میں انہیں مخاطب کر کے کہا۔

سنو بعل دیوتا کے پجاریو اپنے اس دیوتا کو بلند آواز میں پکارو کیونکہ وہ تو دیوتا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ سوچوں میں یا پھر کہیں گہری نیند میں ہو گا اس لئے ضروری ہے کہ زور زور سے پکارتے ہوئے اسے جگایا جائے اس پر پجاری بلند آواز میں بعل دیوتا کو پکارنے لگے اور اپنے مذہبی عقیدے کے مطابق اپنے آپ کو چھریوں اور نشتروں سے گھائل کرنے لگے تھے۔ یہاں تک کہ وہ سب پجاری لہولہان ہو گئے اور بعل دیوتا کی طرف سے انہیں کوئی جواب دیا گیا اور نہ ہی ان کی قربانی کو قبول کیا گیا اس طرح شام ہونے والی ہو گئی تھی۔

جب بعل دیوتا کے سارے پجاری اپنے کام میں ناکام ہو گئے تب الیاسؑ اپنے شاگرد الیسعؑ کے ساتھ اٹھے جو قربان گاہ انہوں نے تیار کر رکھی تھی اس پر انہوں نے بیل کا گوشت رکھا پھر اسکے قریب ہی وہ دوزانو ہو کر بیٹھ گئے دعا کے انداز میں انہوں نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے پھر انتہائی رقت و دلسوزی انتہائی عاجزی اور انکساری میں انہوں نے کہنا شروع کیا۔

اے خداوند اے ابراہیم اسحاق اور اسرائیل کے خدا آج یہاں جمع ہونے والے لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ تو ہی خداوندگی، بندگی اور عبادت کے قابل ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں اور میں نے جو کچھ کیا ہے سب تیرے ہی حکم سے کیا ہے اے میرے خدا میری سن تاکہ یہ جان لیں کہ تو ہی خدا ہے تیرے علاوہ کوئی معبود کوئی کارساز نہیں ہے۔

اے اللہ یہ لوگ جو میرے مقابل آئے ہیں زرد رو کھیت، مردہ ظرف و ضمیر رکھنے والے آخرت و عاقبت سے انکار کرنے والے، سچائی کے پرچم اکھاڑنے والے اور جھوٹے عمامے باندھنے والے لوگ ہیں یہ اوہام پسند ہیں سال ہا سال کی بدی کی دھند کے اندر ڈوبے رہنے کے بعد انکی

حالت گہنائے ہوئے چاند جیسی ہو گئی ہے۔ اب یہ گھمبیر اندھیروں کی سسکتی شب جیسے اور بجھی ہوئی قندیلوں جیسے ہو گئے ہیں اب انہیں کسی ہدایت کسی رہنمائی کی تمنا نہیں ہے اے خداوند یہ لوگ جو یہاں میرے مقابل جمع ہیں ان کی قباؤں پر خون ناحق کے چھینٹے ہیں یہ موت کے راستے میں [illegible] کھڑی کرنے والے جاہل لوگ ہیں ان کی اس نجس شب میں انکی اس غبار شام میں اے میرے رب میری مدد فرما تاکہ ان کے اپنے کھڑے کئے ہوئے جھوٹے دیوتاؤں کے مقابلے میں تیرے نام کا بول بالا ہو۔

اے خداوند اے میرے خدا اے میری راہبری کرنے والے واحد و قہار میری دعا کو سن میں جو کچھ کر رہا ہوں تیری ہی راہبری تیری ہی راہنمائی میں کر رہا ہوں پس تو میری اس قربانی کو قبول فرما تاکہ یہ لوگ جانیں کہ بعل دیوتا جس کی یہ پوجا پاٹ کرتے ہیں اسکی کوئی حیثیت نہیں ہے اور کائنات کے اندر تو ہی اکیلا اور واحد ہے جو بندگی اور عبادت کے قابل ہے۔

الیاسؑ جب اپنی دعا ختم کر چکے تو لوگ دنگ اور حیران ہو کر رہ گئے اس لئے کہ اس لمحہ آسمان کی طرف سے ایک آگ نازل ہوئی اور اس نے اس سوختنی قربانی کی لکڑیوں اور پتھروں کو گوشت سمیت بھسم کر کے رکھ دیا تھا اور قربان گاہیں تیار کرتے وقت جو نزدیک کی کھائی میں پانی جمع ہو گیا تھا وہ پانی بھی اس آگ کے نزول کے باعث خشک ہو کر رہ گیا تھا وہاں جمع ہونے والے لوگوں نے جو یہ سماں دیکھا تو وہ بے حد متاثر ہوئے اور وہ بلند آوازوں میں شور کرنے لگے کہ خداوند اکیلا اور واحد ہے اور وہی بندگی و عبادت اور کارسازی کے لائق ہے اور وہاں جمع ہونے والے سارے لوگ سجدے میں گر گئے تھے تاہم بعل دیوتا کے پجاری اپنی جگہ پر کھڑے رہے وہ سجدے میں نہ گرے تھے پر وہ بھی اس موقع پر اس عجیب حادثے سے پریشان اور متاثر دکھائی دے رہے تھے۔ وہاں جمع ہونے والے سب لوگ جب سجدے سے اٹھے تو الیاسؑ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

یہاں جمع ہونے والے بنی اسرائیل کے فرزندو یہ بعل دیوتا کے پجاری خداوند کی نشانی دیکھنے کے باوجود اسکے حضور نہ جھکے اور نہ ہی انہوں نے اپنے خداوند کو سجدہ کیا ہے لہٰذا انکو پکڑو اور اس کوہستان کرمل کے نیچے جو غیون نام کا نالہ ہے وہاں لے جا کر انہیں قتل کر دو وہاں جمع ہونے والے سب لوگ الیاسؑ کے کہنے پر حرکت میں آئے۔ انہوں نے بعل دیوتا کے سارے پجاریوں کو پکڑ لیا اور پھر انہیں لے کر کوہستان کرمل کے نیچے غیون نام کے نالے پر لے گئے اور ان سب کو وہاں لے جا کر قتل کر دیا۔

الیاسؑ کی طرف سے اس معجزے کا ظہور دیکھ کر سامریہ کا بادشاہ اخیاب بے حد متاثر اور اپنی جگہ پر پریشان ہوا جب بعل دیوتا کے سارے پجاریوں کو کوہستان کرمل کے نیچے لے جا کر غیون کے [illegible] قتل کر دیا گیا تب اخیاب کوہستان کرمل پر بعل دیوتا سے منہ پھیرتا ہوا خدا کے سامنے [illegible] ہو گیا۔ اپنے گناہوں کی اس نے معافی مانگی اور بعل دیوتا سے روگردانی کرنے کا وعدہ کیا پھر [illegible] سجدے سے فارغ ہونے کے بعد کھڑا ہوا اور اپنے قریب ہی الیسعؑ کے ساتھ کھڑے الیاسؑ کے پاس آیا اور بڑی عاجزی اور انکساری سے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے الیاسؑ میں تسلیم کرتا ہوں کہ آپ اللہ کے نبی ہیں اور یہ جو تمہاری قربانی قبول ہوئی ہے تو وہ یہ ثابت کرتی ہے کہ تم خداوند کے پسندیدہ اسکے چنے ہوئے ہو میں اس کوہستان کرمل پر بعل دیوتا سے روگردانی کر کے اللہ کی فرمانبرداری کرنے کا عہد کر چکا ہوں پس تو اپنے رب کے حضور دعا کر کہ میری سلطنت کے اندر خوب بارش ہو کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ گذشتہ کئی برس سے سامریہ کی سلطنت میں بارش نہیں ہوئی اور میرے لوگ سخت کال اور بھوک کا شکار ہیں اور اگر بارش ہو تو ہمارے غلے کی فراوانی ہو اور لوگ خوشحال ہو جائیں گے اپنی بات ختم کرنے کے بعد جب اخیاب خاموش ہوا تو الیاسؑ نے اخیاب کو مخاطب کر کے کہا۔

اے اخیاب تو میرے ساتھ آ۔ اخیاب چپ چاپ ان کے ساتھ ہو لیا اس موقع پر اخیاب کے چند ملازم بھی اسکے ساتھ تھے۔ الیاسؑ ان سب کو ساتھ لے کر کوہستان کرمل پر بنی ہوئی عمارت کے کمرے میں داخل ہوئے اور خداوند کے حضور بارش کی دعا کرنے لگے دعا سے فارغ ہونے کے بعد الیاسؑ نے سامریہ کے بادشاہ اخیاب سے کہا اے اخیاب سن اپنے ایک ملازم کو باہر بھیج کہ وہ کوہستان کرمل کی چوٹی پر کھڑا ہو کر سمندر کی طرف دیکھے کوئی غیر معمولی چیز دکھائی دے تو مجھے بتائے اس پر اخیاب نے اپنے ایک ملازم کو باہر بھیجا اور اسکو تاکید کی کہ وہ کوہستان کرمل کی چوٹی پر کھڑا ہو کر سمندر کی طرف دیکھے اور کوئی غیر معمولی چیز دکھائی دے تو وہ آ کر اطلاع دے ملازم باہر گیا تھوڑی دیر تک وہ کوہستان کرمل پر کھڑا ہو کر سمندر کو بار بار دیکھتا رہا پھر واپس آیا اور الیاسؑ سے آ کر انتہائی مایوسانہ انداز میں کہنے لگا۔ اے اللہ کے نبی میں نے وہاں کھڑے ہو کر بڑے غور سے سمندر کی طرف دیکھا مگر مجھے وہاں کچھ دکھائی نہ دیا۔

اس کا یہ جواب پا کر الیاسؑ خاموش رہے انہوں نے پھر ملازم کو باہر بھیجا مگر اس بار بھی اسے سمندر کی طرف سے کچھ دکھائی نہ دیا۔ یوں الیاسؑ نے سات بار اس ملازم کو باہر بھیجا اور ساتویں بار وہ ملازم بھاگا بھاگا اندر آیا اور الیاسؑ کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے اللہ کے نیک بندے میں دیکھتا ہوں کہ سمندر کے اندر سے بادل کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا نمودار ہوا ہے اس کے علاوہ کوئی اور غیر معمولی چیز نمودار نہیں ہوئی یہ خبر سن کر الیاسؑ نے اپنے قریب بیٹھے سامریہ کے بادشاہ اخیاب کو مخاطب کر کے کہا۔

اے اخیاب دیکھ خداوند کے حضور میری دعا قبول ہوئی یہ جو بادل کا ٹکڑا سمندر سے نمودار ہوا ہے بہت جلد یہ سارے آسمان پر پھیل کر موسلادھار بارش کا سبب بنے گا لہٰذا قبل اس کے کہ بارش شروع ہو آؤ اٹھو شہر کی طرف چلیں ورنہ یہ بارش ہم کو شہر میں داخل نہ ہونے دے گی الیاسؑ کا یہ جواب سن کر اخیاب خوش ہو گیا تھا پھر وہ اپنے ملازموں کے ساتھ ساتھ سامریہ کی طرف چلا گیا جبکہ الیاسؑ بھی اپنے شاگرد الیسعؑ کے ساتھ شہر کی طرف چلے گئے اور جو لوگ وہاں کھڑے ہوئے تھے وہ لوگ بھی آہستہ آہستہ شہر کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ یوناف اور بیوسا نے جب یہ صورتحال دیکھی تو وہ بھی سامریہ شہر کی طرف چلے گئے اور وہاں ایک سرائے کے اندر انہوں نے قیام کر لیا تھا۔

○

سمندر کی کوکھ کے اندر سے جو بادل کا ٹکڑا نمودار ہوا تھا وہ دیکھتے ہی دیکھتے آسمان پر پھیل گیا پھر بادل گرجنے لگے ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں اور اس بادل کے باعث دور دور تک بارش ہونے لگی تھی۔ سامریہ سلطنت کی سرزمین جو برسوں سے پیاسی اور خشک ہو گئی تھی وہ تروتازہ ہو کر رہ گئی تھی۔ دوسری طرف کوہستان کرمل سے واپسی کے بعد سامریہ کے بادشاہ اخیاب اپنے محل کے کمرہ خاص میں داخل ہوا تو اسکی ملکہ ایزبل پہلے سے بڑی بے چینی کے ساتھ اسکا انتظار کر رہی تھی اس کمرے میں آکر اخیاب ایک نشست پر بیٹھ گیا ایزبل نے فوراً اسے مخاطب کر کے پوچھ لیا۔

یہ جو آج الیاسؑ اور بعل دیوتا کے پجاریوں کے درمیان مقابلہ ہوا تھا اسکا کیا بنا۔ ایزبل کا یہ سوال سن کر اخیاب کے چہرے پر اداسی اور پریشانی چھا گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا پھر ایزبل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو ایزبل میں آج تک الیاسؑ کو ایک عام سا آدمی تصور کرتا رہا پر آج مقابلے کے دوران یہ ثابت ہو گیا کہ وہ کوئی عام آدمی نہیں ہے بلکہ وہ اللہ کا فرستادہ اور نبی ہے دیکھ ایزبل کوہستان کرمل پر بعل دیوتا کے مندر کے عین سامنے دو قربان گاہیں تیار کی گئی تھیں ایک قربان گاہ الیاسؑ نے تعمیر کی تھی دوسری بعل دیوتا کے پجاریوں نے۔ بعل دیوتا کے پجاریوں نے ایک بیل کاٹ کر اور اسکے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے قربان گاہ کی لکڑیوں پر رکھ دیئے اسکے بعد وہ بعل دیوتا سے فریاد کرنے لگے کہ ان کی قربانی کو قبول کیا جائے اے ایزبل صبح سے شام تک بعل دیوتا کے پجاری بعل سے فریاد کرنے کے علاوہ اپنے جسموں پر چھریاں مار کر اپنے آپ کو لہولہان کرتے رہے تاکہ بعل دیوتا انکی حالت سے متاثر ہو کر انکی قربانی کو قبول کر لے صبح سے شام تک دعا اور دہائی دینے کے باوجود بھی بعل دیوتا کی طرف سے نہ تو کوئی جواب ملا اور نہ ہی انکی قربانی قبول کی گئی آخر کار تھک ہار کر وہ پھر اپنی قربان گاہ پر بیٹھ گئے تھے۔

اور دیکھ ایزبل اسکے بعد ایسا ہوا کہ اللہ کے اس فرستادہ اور نبی الیاسؑ حرکت میں آئے انہوں نے بیل ذبح کر کے اور اسکا گوشت قربان گاہ کی لکڑیوں پر رکھا اسکے بعد اس نے خداوند کے حضور دعا کی اور اسکا یہ نتیجہ نکلا کہ آسمان سے ایک آگ اتری اور اس نے قربان گاہ پر رکھے گوشت کو بھسم کر کے رکھ دیا اور قربان گاہ کے اردگرد پانی جمع کرنے کیلئے جو کھائی کھودی گئی تھی اس کھائی کے اندر جو پانی جمع ہو گیا تھا وہ بھی خشک ہو کر رہ گیا۔ اے ایزبل ایسا ہونے کے بعد بنی اسرائیل کے جتنے لوگ کوہستان کرمل پر جمع تھے بعل دیوتا کی طرف پیٹھ کرتے ہوئے سچے دل سے اپنے خداوند کے حضور سجدہ ریز ہو گئے یہ دیکھتے ہوئے الیاسؑ نے حکم دیا کہ یہاں جمع ہونے والے بعل دیوتا کے پجاریوں کو کوہستان کرمل سے نیچے لے جا کر غیون کے نالے میں قتل کر دیا جائے اس آج کے مقابلے کا یہ انجام ہوا کہ بعل دیوتا کے سارے پجاریوں کو لے جا کر اس نالے پر قتل کر دیا گیا۔ جو تم دیکھتی ہو کہ ہماری سرزمین میں بارش ہو رہی ہے تو یہ بھی اس دعا کا نتیجہ ہے جو الیاسؑ نے خداوند سے کی تھی۔ یہاں تک کہنے کے بعد اخیاب خاموش ہو گیا تھا اخیاب کے ان انکشافات پر ایزبل سامنے خالی نشست پر بیٹھ گئی تھوڑی دیر تک وہ اپنے سر کو جھکائے بڑی ملول سی بیٹھی رہی پھر وہ زخمی سانپ کی طرف اٹھ کھڑی ہوئی اور اخیاب کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

اخیاب مجھے اپنی اور تیری جان کی قسم جو حشر الیاسؑ نے میرے بعل کے پجاریوں کا کیا ہے میں کل تک ایسا ہی برا انجام الیاسؑ کا کروں گی چونکہ اس وقت ایزبل کی حالت پریشان کن ہو رہی تھی لہٰذا اخیاب اسے سہارا دے کر اسکی خوابگاہ میں لے گیا تاکہ وہ آرام کر سکے خود اخیاب نے ایک قاصد الیاسؑ کی طرف روانہ کیا اور انہیں ملکہ ایزبل کے ارادے سے آگاہ کر دیا کہ ایزبل کل تک تمہارا خاتمہ کر دینے کے درپے ہے۔

جس وقت ایزبل کے ارادے سے الیاسؑ کو آگاہی ہوئی اس وقت ان پر وحی نازل ہوئی اور انہیں کہا گیا کہ وہ سامریہ کی سلطنت چھوڑ کر یہودیہ کی طرف چلے جائیں الیاسؑ نے اپنے شاگرد اور اللہ کے نبی الیسعؑ کو سامریہ ہی میں چھوڑا تاکہ وہ حالات پر نگاہ رکھیں اور وہ خود راتوں رات سامریہ کی سلطنت چھوڑ کر فلسطین کی دوسری ریاست یہودیہ میں داخل ہوئے وہاں سے پھر حکم خداوندی کے مطابق انہوں نے اپنا سفر جاری رکھا اور ایک کوہستانی غار میں جا کر انہوں نے پناہ لے لی تھی۔

○

جس وقت الیاسؑ اور بعل دیوتا کے پجاریوں کے درمیان کوہستان کرمل پر مقابلہ ہوا تھا اس مقابلے کو دیکھنے کے لئے عزازیل عارب اور بنیطر بھی وہاں موجود تھے جس کے نتیجے میں بعل دیوتا

کے پجاریوں کو نیچے لے جا کر قتل کر دیا گیا پھر بعل دیوتا کی اس ناکامی پر عزازیل وہاں سے غائب ہو گیا جبکہ عارب اور بنیطہ نے یوناف اور بیوسا کی طرح سامریہ کی ایک سرائے میں قیام کر لیا تھا۔

اس سرائے کے اندر قیام کرتے ہوئے انہیں تھوڑے ہی دن ہوئے تھے کہ عزازیل انکے پاس آیا اس وقت وہ دونوں میاں بیوی اپنے کمرے سے باہر دھوپ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عزازیل بھی انکے پاس دھوپ میں بیٹھ گیا پھر انکو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میرے ساتھیو میں نے سامریہ کے بادشاہ کی شادی صیدا کی شہزادی ایزبل سے کرانے کے بعد ان سرزمینوں کے اندر شرک کے فروغ کا کام کیا تھا پر تم یہ جانتے ہو کہ ان سرزمینوں کے اندر جیسا شرک میں چاہتا تھا نہیں پھیلا اس لئے کہ کوہستان کرمل پر اللہ کے نبی الیاسؑ کے ہاتھوں بعل دیوتا کے پجاریوں کو جو شکست ہوئی تھی اسکے لوگوں پر برے اثرات ہوئے اور وہ شرک کی طرف مائل نہ ہو سکے جیسے میں امیدیں رکھتا تھا۔ لیکن اے میرے ساتھیو اب میں نے ایسا کام کیا ہے کہ جو شرک میں سامریہ کی سلطنت میں پوری طرح پھیلا نہیں سکا اسے میں ایک اور طریقے سے پھیلانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ اس پر عارب عزازیل کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

اے آقا آپ نے اور کیا انتظام کیا ہے جس سے آپ شرک کو پھیلانے میں کامیاب ہو جائیں گے اس پر عزازیل بڑی شفقت سے مخاطب کر کے کہنے لگا اے رفیقان دیرینہ! سنو یہاں سے نکلنے کے بعد میں بنی اسرائیل کی دوسری سلطنت یہودیہ کی طرف گیا اس وقت وہاں ایک یہوسفط نام کا شخص بادشاہت کرتا ہے میں ایک ستارہ شناس کی حیثیت سے اس یہوسفط کے سامنے پیش ہوا اسکے سامنے میں اخیاب اور ایزبل کی بیٹی کے حسن کی تعریف کی۔ یہ ایزبل کی بیٹی بھی بڑی حسین اور پرکشش ہے جب میں نے ایسا کیا تو یہوسفط میری باتوں سے بے حد متاثر ہوا پھر دوستو! تم جانتے ہو میں نے کیا قدم اٹھایا۔

عارب نے غور سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے آقا اسکے بعد آپ نے کیا قدم اٹھایا عزازیل کہنے لگا دیکھو اخیاب اور ایزبل کی بیٹی کے حسن و جمال کی تعریف کرنے کے بعد میں نے ترغیب دی کہ وہ ایزبل کی بیٹی سے شادی کر لے۔ یہوسفط اس پر تیار ہو گیا اب تم دیکھو گے کہ وہ اخیاب کی بیٹی کے لئے پیغام بھجوائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ ایزبل اور اخیاب دونوں اس پیغام کو قبول کر لیں گے اور اپنی بیٹی کی شادی یہوسفط کے ساتھ کر دیں گے اور میرے دوستو اخیاب اور ایزبل کی بیٹی ایزبل کی طرح بعل دیوتا کی پرستار ہے جب یہوسفط کی بیوی بن کر یہودیہ کی سلطنت میں جائے گی تو جس طرح ایزبل نے سامریہ کی سلطنت میں شرک کی ابتدا کی تھی ایسے ہی ایزبل کی بیٹی یہودیہ کی سلطنت میں جا کر بعل دیوتا کے تعلق سے شرک کا طوفان کھڑا کر دے گی اور جب ایسا

ہو جائے گا تو میں سمجھوں گا کہ میں اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب ہو گیا ہوں۔

یہ انکشاف کرنے کے بعد عزازیل وہاں سے چلا گیا عزازیل کے سارے اندازے درست ہوئے اس لئے کہ اس کے جانے کے بعد یہودیہ کے بادشاہ یہوسفط نے سامریہ کے بادشاہ اخیاب کی بیٹی کے لئے پیغام بھجوایا جو قبول کر لیا گیا اور اس طرح ایزبل کی بیٹی کی شادی یہوسفط کے ساتھ کر دی گئی تھی اور جس طرح شادی کے موقع پر ایزبل اپنے ساتھ بعل دیوتا کا سونے کا بت لے کر آئی تھی اسی طرح اسکی بیٹی بھی اپنی شادی کے موقع پر بعل کا بت اپنے ساتھ لے گئی پس جس طرح بعل دیوتا کے توسط سے سامریہ کے اندر شرک کی ابتدا ہوئی تھی اس طرح یہودیہ کے اندر بھی شرک کی ابتدا ہو گئی تھی۔

○

یوناف اور بیوسا ایک روز سامریہ شہر کی سرائے میں اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر اس نے انتہائی شیریں اور نرم آواز میں یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

سنو یوناف فلسطین کی اس سرزمین کے اندر نیکی کی تشہیر کے لئے ایک موقع فراہم ہو رہا ہے اور وہ اس طرح کہ آرامیوں کا بادشاہ ارم بن ہدد سامریہ کی سلطنت پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر چکا ہے اے یوناف تم اچھی طرح جانتے ہو کہ چند ہی برس قبل تک دمشق اور اسکے گرد و نواح میں آشوریوں کے زور اور انکی طاقت کو توڑ کر رکھ دیا بلکہ شام میں اپنی ایک مضبوط سلطنت قائم کر کے رکھ دی اور دمشق کو اپنی سلطنت کا دارالحکومت بنا دیا اس وقت شام میں آرامیوں کا بادشاہ ارم بن ہدد حکومت کر رہا ہے اس ابن ہدد نے ارادہ کر لیا ہے کہ وہ یہودیوں کی سلطنت سامریہ پر حملہ آور ہو گا اور اسکو نیست و نابود کرنے کے بعد اسکو اپنی سلطنت میں شامل کر لے گا۔

اور سنو یوناف گو آشوری ایک بار آرمیوں کے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد اپنے علاقوں کی طرف پسپا ہو گئے تھے لیکن وہ بھی اپنے مرکزی شہر میں اپنی عسکری قوت اور اپنے لشکریوں کو نئے سرے سے ترتیب دے کر اپنی قوت میں اضافہ کرتے جا رہے ہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ جس رفتار سے وہ اپنی طاقت میں اضافہ کر رہے ہیں اسی رفتار سے اگر انہوں نے اپنا کام جاری رکھا تو وہ بھی عنقریب ایک بڑی قوت بن کر ان سرزمینوں میں نمودار ہوں گے اور اپنے ہمسائیوں کو اپنے سامنے نیست و نابود کر کے رکھ دیں گے۔ ہمیں نیکی کی تشہیر کا موقع کچھ اس طرح مل رہا ہے کہ تم جانتے ہو کہ سامریہ کے بادشاہ اخیاب نے اللہ کے نبی الیاسؑ کے سامنے خداوند کے حضور سجدہ ریز ہو کر بعل دیوتا سے روح گردانی کر لی تھی اور اپنے گناہوں پر خائف ہوا تھا۔ اب یہ بادشاہ نیکی کی طرف

گامزن ہے اس وقت چونکہ اس پر آرامیوں کا بادشاہ ابن ہدد جو شرک میں مبتلا ہو کر زندگی بسر [illegible] ہے اس پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر چکا ہے لہٰذا ابن ہدد کے مقابلے میں ہمیں اخیاب کی مدد کرنا چاہئے میرا مشورہ یہ ہے کہ تم اور بیوسا دونوں اٹھ کر ابھی اور اس وقت سامریہ کے بادشاہ اخیاب کی طرف جاؤ اسے آنے والے خطرات سے آگاہ کرو اور جب وہ اپنے مخبروں کے ذریعے اس خبر کی تصدیق کر لے گا تو اسکے ہاں تمہاری عزت اور احترام میں اضافہ ہو جائے گا۔ اس بنا پر تم وہاں رہ کر اسکی مدد کرنے کے علاوہ نیکی کے کام سرانجام دے سکو گے لہٰذا میرا یہ مشورہ ہے کہ اب تم دونوں اٹھو اور سامریہ کے بادشاہ کے پاس جاؤ۔

ابلیکا جب اپنی گفتگو تمام کر چکی تو یوناف نے بیوسا کو بھی اس گفتگو سے آگاہ کیا پھر وہ سرائے کے اندر اس کمرے سے نکلے اور اخیاب کے محل کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

یوناف اور بیوسا جب اخیاب کے محل کے قریب گئے تو وہاں انہیں اخیاب کا حاجب عبدیا دکھائی دیا یہ عبدیا ایک نیک دل اور غریب پرور انسان تھا اور گاہے بگاہے یہ اخیاب کی ملکہ ایزبل کے مقابلے میں اللہ کے نبی الیاسؑ کو اسکے برے ارادوں سے آگاہ کرتا رہتا تھا عبدیا کے قریب آ کر یوناف نے اسے اشارے سے روکا اور پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا اگر میں غلطی پر نہیں تو تم سامریہ کے بادشاہ اخیاب کے حاجب عبدیا ہو۔ یوناف کے اشارے پر عبدیا ایک جگہ رک گیا اور یوناف کے سوال پر بڑی شفقت سے اسکی طرف دیکھ کر کہنے لگا تمہارا اندازہ درست ہے میں اخیاب کا حاجب عبدیا ہوں اس پر یوناف کہنے لگا اگر ایسا معاملہ ہے تو پھر ہماری ملاقات اپنے بادشاہ اخیاب سے کراؤ۔ ہم دونوں ان سرزمینوں کے اندر اجنبی ہیں اور اسے ایک ایسے خطرے سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں جو آنے والے دنوں میں اسکے لئے ایک مصیبت اور طوفان بن کر نمودار ہو سکتا ہے

اس پر عبدیا انتہائی نرمی سے یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

بادشاہ کے سامنے حاضر ہونے سے پہلے کیا تم مجھے اس خطرے سے آگاہ نہیں کرو گے اس پر یوناف کہنے لگا نہیں ایسا ممکن نہیں تم مجھے اپنے بادشاہ کے پاس لے چلو وہاں تم بھی موجود رہنا اور تمہاری موجودگی میں میں بادشاہ کو اس خطرے سے آگاہ کروں گا جو عنقریب اس کے سر پر منڈلانے والا ہے۔ عبدیا نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا ان دونوں کو لے کر بادشاہ کے محل میں داخل ہو گیا۔

تھوڑی دیر تک عبدیا نے ان دونوں کو بادشاہ کے خاص کمرے سے باہر کھڑا رکھا اور خود وہ اندر چلا گیا تھا پھر جلد ہی وہ باہر آیا اور یوناف اور بیوسا کو لے کر وہ اندر چلا گیا تھا۔ یوناف نے دیکھا اس کمرے کے اندر سامریہ کا بادشاہ اخیاب اور اسکی ملکہ ایزبل بیٹھے ہوئے تھے۔ یوناف اور بیوسا کو [illegible] ہی اخیاب نے یوناف کو مخاطب کر کے پوچھا تم مجھے کس خطرے سے آگاہ کرنا چاہتے ہو یہ [illegible] بتا رہا تھا کہ تم ان سرزمینوں میں اجنبی ہو اور مجھے مستقبل میں پیش آنے والے کسی خطرے سے آگاہ کرنا چاہتے ہو اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

اے بادشاہ جو کچھ عبدیا نے آپ سے کہا ہے وہ درست ہے میں واقعی ہی ان سرزمینوں کے اندر اجنبی ہوں اور آپ کو واقعی ایک بہت بڑے خطرے سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر کیلئے رکا پھر وہ دوبارہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اے بادشاہ میں اور میری یہ ساتھی چند ہی دن ہوئے آپکی سلطنت میں داخل ہوئے ہیں میرا نام یوناف اور میری اس ساتھی لڑکی کا نام بیوسا ہے ہم دونوں کے درمیان رشتہ اور تعلق یہ ہے کہ ہم دونوں نیکی کے نمائندے ہیں اور نیکی کے لئے ہم ہر جگہ پہنچ کر اپنا فرض ادا کرتے ہیں اے بادشاہ جس خطرے سے میں آپ کو آگاہ کرنے والا ہوں وہ خطرہ یہ ہے کہ عنقریب تمہاری سلطنت پر دمشق کا آرامی بادشاہ ابن ہدد حملہ کرنے والا ہے اے بادشاہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ آرامی انتہائی جنگجو دلیر اور نڈر ہیں اور انکے بادشاہ ابن ہدد کے پاس جرار لشکر بھی ہے جو اسلحہ سے لیس ہے لہٰذا میں آپ کو آگاہ کرتا ہوں کہ آرامیوں کے حملہ آور ہونے سے پہلے پہلے جنگی تیاری مکمل کر لیں اس طرح ابن ہدد کے حملوں کے سامنے آپ کو اپنا دفاع کرتے ہوئے زیادہ تکالیف کا سامنا نہ کرنا پڑے گا۔

اپنی بات ختم کر کے یوناف جب خاموش ہوا تو ملکہ ایزبل نے یوناف کو مخاطب کر کے پوچھا تمہیں کیسے خبر ہوئی کہ دمشق کا آرامی بادشاہ ابن ہدد ہم پر حملہ کرنے والا ہے اس پر یوناف کہنے لگا

اے ملکہ نیکی کے ایک نمائندے کی حیثیت سے میرے پاس کچھ مافوق الفطرت چیزیں بھی ہیں اور انہیں قوتوں نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ ابن ہدد عنقریب سامریہ پر حملہ آور ہوگا اگر آپ کو میری بات پر یقین نہیں ہے تو اپنا کوئی جاسوس بھیج کر اس خبر کی تصدیق کر سکتے ہیں اس پر ایزبل کے بجائے خود اخیاب نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا سنو یوناف جب تک ہم اپنے مخبروں کے ذریعے اس خبر کی تصدیق نہیں کر لیتے اس وقت تک تم دونوں کو ہمارے محل کے ایک کمرے میں رہنا ہوگا اور تم پر ہم اپنے محافظ مقرر کر دیں گے تم بھاگنے نہ پاؤ اور اگر تمہاری دی ہوئی خبر غلط ہوئی تو ہم تمہیں بعل دیوتا کے سامنے موت کے گھاٹ اتار دیں گے اور اگر تمہاری دی ہوئی خبر سچ ہوئی تو لکھ رکھو سلطنت میں تم سب سے زیادہ صاحب عزت صاحب حیثیت ہستیوں کے حوالے سے جانے پہچانے جاؤ گے۔ اس گفتگو کے بعد اخیاب نے اپنے سامنے کھڑے اپنے حاجب عبدیا کو مخاطب کر کے کہا

اے عبدیا ان دونوں کو لے جاؤ اور محل کے ایک خالی کمرے میں ان دونوں کی رہائش کا انتظام کر دو اور انکی رہائش گاہ کے باہر مسلح پہریدار مقرر کر دو تاکہ یہ اس وقت تک بھاگنے نہ پائیں جب تک ہم

اس خبر کی تصدیق نہیں کر لیتے اسکے ساتھ ہی عبدیا یوناف اور بیوسا کو لے کر وہاں سے نکل گیا تھا اور اس طرح یوناف اور بیوسا محل میں رہائش پذیر ہو گئے تھے جبکہ اخیاب نے اپنے جاسوس روانہ کر دیئے تھے تاکہ وہ اس خبر کی تصدیق کریں اور ساتھ ہی اس نے اپنی جنگی تیاریوں کا سلسلہ بھی شروع کر دیا تھا۔

چند ہی دن بعد سامریہ کے بادشاہ اخیاب کے مخبر یہ خبر لائے کہ آرامیوں کا بادشاہ ابن ہدد واقعی ہی ایک لشکر کے ساتھ سامریہ کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے یہ خبر سن کر اخیاب کچھ متفکر ہوا وہ اپنے طریقہ کار سے متعلق کچھ فیصلہ ہی نہ کرنے پایا تھا کہ یہ خبر ملتے ہی دوسرے روز آرامی بادشاہ ابن ہدد اپنے بے شمار لشکر کے ساتھ اخیاب کی سلطنت میں داخل ہوا اور سامریہ شہر کا محاصرہ کر لیا تھا اس طرح اخیاب ایک مصیبت ایک دشواری میں مبتلا ہو کر رہ گیا تھا۔

یوناف اور بیوسا جس روز ابن ہدد نے سامریہ کا محاصرہ کیا تھا اس روز اپنے کمرے میں بیٹھے باہمی گفتگو کر کے وقت گزار رہے تھے اور کمرے کے باہر اخیاب کے محافظ پہرہ دے رہے تھے کہ اخیاب کا حاجب عبدیا کمرے میں داخل ہوا یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے یوناف تم دونوں بادشاہ کے پاس چلو اس نے تم دونوں کو طلب کیا ہے تم نے جو بادشاہ کو ابن ہدد کے حملہ آور ہونے کی خبر دی ہے وہ درست نکلی ہے اس لئے کہ دمشق کے بادشاہ ابن ہدد نے سامریہ کا محاصرہ کر لیا ہے اب شاید اسی لئے اخیاب تم سے مشورہ کرنا چاہتا ہے تم میرے ساتھ بادشاہ کے پاس چلو وہ بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہا ہے یوناف نے جواب میں کچھ نہ کہا وہ بیوسا کو ساتھ لے کر خاموشی کے ساتھ عبدیا کے ساتھ ہو لیا تھا۔

یوناف اور بیوسا جب عبدیا کے ساتھ سامریہ کے بادشاہ اخیاب کے کمرہ خاص میں داخل ہوئے تو اخیاب وہاں بیٹھا شاید بڑی بے چینی سے انتظار کر رہا تھا اور اسکے بائیں پہلو میں اسکی ملکہ ایزبل اور ایزبل کے ساتھ ایسی نوعمر اور خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی تھی جس کا حسن سرخ ہونٹوں سے ٹپکتی ہوس پھوار' احمریں نغمے بکھیرتے رنگوں' تزئین حیا اور کانچ سے تراشے ہوئے شفاف بدن جیسا تھا اسکی گہری نیلی آنکھیں صندلیں زلفیں حشر اٹھاتا بدن اور چھلکتے ساغر جیسے ہونٹ' شرم کی آگ میں دہکتے رخسار اور جھلملاتی بانہوں سے سرکتا ہوا آنچل اسے ایک طوفان ایک قیامت بنائے ہوئے تھا۔ کمرے میں اس خوبصورت لڑکی کی گرم سانسوں کی سوندھی مہکار واضح طور پر محسوس کی جا سکتی تھی مجموعی طور پر اس لڑکی کا حسن اور کشش ایسی تھی جو جسم کی لذت اور آسودگی کے ساتھ ساتھ روح کا روگ بھی بن کر رہ جاتی ہے اس وقت سامریہ کے بادشاہ اخیاب نے یوناف اور بیوسا کا اس لڑکی سے تعارف کرواتے ہوئے کہا۔

سنو میرے عظیم مہمانو! میں تم دونوں کے نام اور تمہارے متعلق تفصیل سے اپنی بیوی اور بیٹی کو بتا چکا ہوں تم دونوں میری بیوی ایزبل سے تو پہلے ہی واقف ہو اور اسکے ساتھ جو لڑکی بیٹھی ہے یہ میری بیٹی ہے اور اسکا نام اشبیل ہے یہ تم دونوں کو دیکھنے کے لئے بڑی بے چین تھی اس لئے کہ تم دونوں نے جو دمشق کے آرامی بادشاہ ابن ہدد کے حملے کی پیشگی اطلاع دی تھی جو سچی ثابت ہوئی ہے اس پر یہ تم دونوں سے بے حد متاثر ہوئی ہے اس لئے یہ تم دونوں کو دیکھنے کی خواہش مند تھی لہٰذا میں نے اسے اپنے ساتھ یہاں بلا لیا ہے اخیاب تھوڑی دیر کیلئے رکا پھر وہ دوبارہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

سنو میرے دونوں محسنو میرا حاجب عبدیا تم دونوں کو بتا چکا ہے تمہیں کیوں بلایا ہے تم نے دمشق کے بادشاہ ابن ہدد کی میری سلطنت پر جو حملہ آور ہونے کی پیشگی اطلاع دی تھی اور تم دیکھتے ہو کہ ابن ہدد نے میرے مرکزی شہر سامریہ کا محاصرہ کر لیا ہے اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں تم دونوں میرے محسن' مربی اور میرے لئے انتہائی پر خلوص ہو لہٰذا میری نگاہوں میں تم دونوں کی عزت اور احترام ایسا ہی ہو گیا ہے جیسے میرے وزیروں اور مشیروں کا ہے اب تم محل کے اس کمرے میں اس وقت تک رہ سکتے ہو جب تک تم رہنا چاہو تم پر کوئی پہرہ اور تمہاری نگرانی کرنے کیلئے کوئی محافظ مقرر نہیں کئے جائیں گے۔ اور ہاں سنو میرے محسنو! ابن ہدد کے حملہ آور ہونے سے جو صورتحال پیدا ہوئی ہے اس کے لئے میں نے اپنے سارے وزیروں اور مشیروں کو طلب کیا ہے تھوڑی دیر تک وہ سب آنا شروع ہو جائیں گے تم دونوں بھی یہیں بیٹھو پھر ہم سب مل کر فیصلہ کریں گے کہ ابن ہدد کے حملوں سے کیسے بچا جا سکتا ہے۔ اسکے بعد اخیاب کے اشارے پر یوناف اور بیوسا سامنے قطاروں میں بنی ہوئی نشستوں پر بیٹھ گئے تھے۔ تھوڑی دیر تک اخیاب کے مشیر اور اراکین سلطنت بھی وہاں جمع ہو گئے تھے۔ ان کے آنے کے بعد اخیاب کوئی کاروائی کرنے ہی لگا پر وہ کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ اسکا حاجب عبدیا اندر آیا اور اس نے سرگوشی کے انداز میں اخیاب سے کہنا شروع کیا۔

دمشق کے آرامی حکمران بن ہدد کے دو قاصد شہر میں داخل ہوئے ہیں اور وہ آپ سے ملنے کے خواہش مند ہیں شاید وہ اسکا کوئی پیغام لے کر آئے ہیں۔ حاجب عبدیا کے اس انکشاف پر تھوڑی دیر کیلئے اخیاب کی حالت پریشان کن ہو گئی تھی۔ پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے عبدیا سے کہا ان دونوں قاصدوں کو اندر لے آؤ دیکھوں وہ کیا کہتے ہیں عبدیا وہاں سے نکلا اور ابن ہدد کے ان دونوں قاصدوں کو وہاں لا کھڑا کیا اخیاب نے انہیں دیکھتے ہی انہیں مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ میرا

حاجب کہہ رہا تھا کہ تم دونوں اپنے بادشاہ کی طرف سے میرے لئے کوئی پیغام لائے ہو کہو تمہارے بادشاہ ابن ہدد نے میرے لئے کیا پیغام بھیجا ہے۔ اس پر ان میں سے ایک قاصد اخیاب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے سامریہ کے بادشاہ ہمارے آقا اور آرامیوں کے عظیم شہنشاہ ابن ہدد نے یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ اس نے چونکہ سامریہ شہر کا محاصرہ کر رکھا ہے لہٰذا تمہاری سلطنت میں جس قدر سونا اور چاندی ہے اکٹھی کر کے ہمارے بادشاہ کے سامنے پیش کی جائے اور اے بادشاہ تمہاری بیویوں اور بیٹیوں میں سے جو سب سے زیادہ خوبصورت ہیں انہیں بھی ہمارے بادشاہ کے حوالے کر دیا جائے اسکے علاوہ جو سامریہ کی سلطنت کے دیگر خزانے ہیں وہ بھی اگر ابن ہدد کے حوالے کر دیئے جائیں تو وہ اپنے لشکر کو لے کر واپس چلا جائے گا اور اے بادشاہ اگر ابن ہدد کو تمہاری سلطنت کا سونا چاندی مال و زر زیور و جواہرات تمہاری خوبصورت بیویاں اور لڑکیاں نہ بھیجی گئیں تو وہ سامریہ پر حملہ آور ہو گا سامریہ پر حملہ آور ہونے کے بعد وہ سامریہ کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دے گا۔ لوگوں کو غلام بنانے اور تمہیں قتل کرنے کے بعد نہ صرف تمہاری ساری دولت پر قبضہ کر لے گا بلکہ تمہاری بیویاں اور تمہاری لڑکیاں بھی اسکی گرفت میں ہوں گی لہٰذا ابن ہدد کی طرف سے تمہارے لئے یہ تجویز ہے کہ جو کچھ اس نے مانگا ہے اسکے حوالے کر دیا جائے۔ جواب میں اخیاب کہنے لگا۔ انہیں خالی نشستوں پر بٹھاؤ جو کچھ یہ پیغام لے کر آئے ہیں اپنے اراکین سلطنت سے مشورہ کرتا ہوں جو بھی باہمی فیصلہ ہوتا ہے اس سے ان دونوں کو آگاہ کر دیا جائے گا اور یہ دونوں وہ پیغام لے جا کر اپنے بادشاہ کو پہنچا دیں۔ اخیاب نے پھر تھوڑی دیر کیلئے کچھ سوچا پھر وہ وہاں جمع ہونے والے اراکین سلطنت کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو میرے رفیقو دمشق کے بادشاہ ابن ہدد کا پیغام جو قاصد لے کر آئے ہیں وہ تم سب نے سن لیا ہے اب تم لوگ کہو گے اس پیغام کا کیا جواب دینا چاہئے اور اسکے پیغام کیلئے ہم سب کا کیا رد عمل ہونا چاہئے۔ اخیاب کے اس سوال پر اسکے اراکین سلطنت میں سے ڈھلتی ہوئی عمر کا ایک شخص اٹھا اور اخیاب کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے بادشاہ تم ان شرائط کو کسی بھی صورت ماننے کے لئے تیار نہ ہونا جو دمشق کے آرامی بادشاہ ابن ہدد نے قاصدوں کے ذریعے ہم تک پہنچائی ہیں اے بادشاہ یہ شرائط قبول کرنے کے بجائے ہم ابن ہدد سے جنگ کریں گے اور ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ اپنے باہمی اتفاق کی بنا پر ہم ابن ہدد کے مقابلے میں کامیاب ثابت ہوں گے اسکی زندگی کو جنون خیز اسکی خواہش کو تھرتھراتی لہروں اور اسکی سانسوں کو سلگتی خزاں جیسا بنا کر رکھ دیں گے پس اے بادشاہ ان قاصدوں سے کہو کہ واپس بادشاہ ابن ہدد کے پاس لوٹ جائیں اب انکے اور ہمارے درمیان فیصلہ تلوار ہی کے ذریعے ہو گا اس قدر کہنے کے بعد وہ مشیر بیٹھ گیا اخیاب تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر شاید اس کے الفاظ پر غور کرتا رہا پھر اپنی گردن سیدھی کی اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا سنو یوناف تمہاری حیثیت بھی اب میری اس سلطنت میں بہترین مشیروں اور عزیزوں کی سی ہے۔ لہٰذا کہو اس موقع پر تم اپنے خیالات کا کیا اظہار کرتے ہو مجھے امید ہے کہ تم کوئی عمدہ تجویز ہی پیش کرو گے جس سے ہم ابن ہدد کو مار بھگانے میں کامیاب ہو جائیں گے اخیاب کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف اپنی جگہ سے اٹھا اور کہنے لگا۔

اے بادشاہ ! پہلے میں اپنے اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جو یکتا ہے جو خوابوں میں لپٹی خاموشیوں، نمی میں بھگوتی دھند اور خیر و شر کے فرق کا مالک ہے اس کائنات جیسی کائنات کو دلی رونق بخشتا ہے اور بے گلاب شاخوں کو وہی بہار عطا کرنے والا ہے وہی میرا اللہ ہے جو پر ہول خاموشیوں کو صدائیں عطا کرتا ہے اے سامریہ کے بادشاہ اگر اجل کا قاطع طریق بن کر ابن ہدد ہم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم بھی برق عاز سنگین موت، قلزم زہر اور سلگتی ریت کے صحرا کی طرح اسکا استقبال کریں گے اس کے مکروہ منصوبوں اور اسکی ذہن کی کشادگی اسکی زندگی کی ساری پھڑک ہم نکال کر رکھ دیں گے اور اس کی حالت ہم ٹوٹے برتن، مکروہ آرزوؤں کے ناگ اور شریانوں کی آخری بوند جیسی بنا دیں گے اے بادشاہ ہم رگوں میں بجلیاں اور دل میں زہر بھر کر بحر و بر کے زلزلوں اور بھیانک آندھیوں کی طرح ابن ہدد پر حملہ آور ہوں گے اور وہ محسوس کرے گا کہ فضاؤں کا رویہ اسکے ساتھ نامہربان ہے۔ ہم اس کے شیرازہ خیال کو کچھ اس طرح بکھیریں گے کہ اسے سامریہ کا محاصرہ چھوڑ کر واپس جانے کے علاوہ کوئی اور راستہ نظر نہ آئے گا یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا اور سوالیہ سے انداز میں اخیاب کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں اخیاب کچھ دیر سوچتا رہا اس دوران یوناف کی نگاہیں اسکی بیٹی اشیبل اور بیوی کی طرف اٹھ گئی تھیں اس نے دیکھا کہ اس گفتگو کے بعد اشیبل خوشی اور اطمینان میں قرب کی خوشبو اور طلوع صبح کی امید جیسی مطمئن دکھائی دے رہی تھی پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور اپنی نورس آواز مدھم جھنکار اور مترنم خواب انگیز لہجے مگر بلند آواز میں یوناف کو مخاطب کر کے اس نے کہا اے مبارک اور مہربان اجنبی تیری گفتگو نے ہمارے حوصلے بلند کر دیئے ہیں تیری اس گفتگو کے بعد میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ ہم دمشق کے بادشاہ ابن ہدد کے حملوں کو ناکام بناتے ہوئے اسے اور اس کے لشکریوں کو فاصلوں کے سمندر، اور فنا کے خاموں میں ڈبو کر رکھ دیں گے اے اجنبی تیرا شکریہ کہ تو نے محل میں داخل ہو کر ہمارے لئے دلجمی اور جواں عزم کا اہتمام کیا ہے۔

اس قدر کہنے کے بعد حسین اشبیل اپنی جگہ پر بیٹھ گئی اس کے قریب بیٹھی اسکی ماں بھی خوش اور مطمئن دکھائی دے رہی تھی۔ اس موقع پر یوناف نے اخیاب کے اراکین سلطنت پر بھی ایک نگاہ ڈالی اس نے اندازہ لگایا کہ ان کے چہروں پر زیست کے تلخ حقائق کی جگہ جواں عزم، سلگتی تنہائیوں کی جگہ چڑھتے طوفانوں کی یورش اور سلگتے سکوت کے بجائے ستاروں کے گیت تھے۔ لہذا اس نے یہ اندازہ لگایا کہ اس کی گفتگو کو سب نے پسند کیا ہے سامریہ کے بادشاہ اخیاب نے اپنی جھکی ہوئی گردن سیدھی کی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو یوناف تمہارے ساحرانہ انداز گفتگو سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ تم ایک نکتہ رس اور فطرت شناس انسان ہو میں ایک سالار کی حیثیت سے تمہیں اپنے لشکر میں شامل کرتا ہوں اور تمہاری وجہ سے ہم دمشق کے بادشاہ ابن ہدد کو ذلت نفس پر آمادہ کرتے ہوئے اسے سرما کی آندھیوں کی طرح اڑا دیں گے۔

اخیاب نے اس بار دمشق کے حکمران کے قاصدوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا اے ابن ہدد کے قاصدو! تم لوگوں نے ہمارا فیصلہ اور جواب سن لیا ہے لہذا اٹھو اور اپنے بادشاہ کی طرف لوٹ جاؤ اور اسے کہو کہ گو تم نے ہمارے مرکزی شہر سامریہ کا محاصرہ کر لیا ہے لیکن اسکے باوجود ہم تمہاری کوئی شرط تمہارا کوئی مطالبہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہماری خاموشی اور شرافت نے شاید اسے غلط فہمی اور دھوکے میں مبتلا کر دیا ہے اب ہماری اور اس کے درمیان تلوار ہی فیصلہ کرے گی اور سن رکھو کہ تمہارے بادشاہ کی حالت اور لشکر کی کیفیت ہم کچھ اس طرح کریں گے جس طرح ایک گڈریا ریوڑ کو مار دھتکار کر بھاگنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد اخیاب خاموش ہو گیا جبکہ ابن ہدد کے وہ دونوں قاصد وہاں سے اٹھ کر چلے گئے تھے ان قاصدوں کے جانے کے بعد اخیاب نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے میرے مہربان اے میرے محسن تمہارے کہنے کے مطابق میں نے ابن ہدد کے دونوں قاصدوں کو تحکمانہ انداز میں لوٹ جانے پر مجبور کر دیا ہے میں نے انکو یہ بھی فیصلہ دے دیا ہے کہ ہمارے درمیان تلوار ہی فیصلہ کرے گی لیکن ان سارے اراکین سلطنت کی موجودگی میں تم بتاؤ کہ تم ابن ہدد کے لشکر کا کیسے اور کس طرح مقابلہ کرو گے۔ اخیاب کا یہ سوال سن کر یوناف کہنے لگا اے بادشاہ ابن ہدد پر ہمارے حملہ آور ہونے کا یہ طریقہ ہو گا کہ تمہارا جس قدر لشکر ہے اسے دو حصوں میں تقسیم کر لیں ایک حصہ میرے حوالے کر دیں میں اور میری ساتھی لڑکی اس لشکر کی کمان داری کریں گے اور اس لشکر کے ساتھ ہم شہر کے مشرقی دروازے سے رات کی گہری تاریکی میں نکل کر ابن ہدد پر شب خون ماریں گے اور جب آپ دیکھیں کہ رات کی تاریکی میں ہمارا شب خون اپنے عروج پر پہنچ چکا ہے تو آپ اپنے لشکر کے حصے کے ساتھ شمالی دروازے سے نکل کر ابن ہدد کے پیچھے حملہ آور ہو جائیں اس لئے کہ جب میں مشرق دروازے سے نکل کر ابو ہدد کے لشکر پر شب خون ماروں گا تو اسکا سارا لشکر مجھ پر حملہ آور ہونے کو بڑھے گا تو ایسی صورت میں ان کی پشت شہر کے شمالی دروازے کی طرف ہو جائے گی اور اس موقع پر جب آپ بھی اپنے لشکر کے ساتھ نکل کر دشمن پر حملہ آور ہوں گے تو یقیناً دشمن شکست کا سامنا کرتے ہوئے بھاگ کھڑا ہو گا وہ اس لئے کہ رات کی تاریکی میں وہ اس حملے کو زیادہ دیر تک برداشت نہیں کرے گا اور اسکے لشکری ضرور اپنی جانیں بچانے کی خاطر بھاگ کھڑے ہوں گے ایسی صورت میں سامریہ شہر کے باہر ابن ہدد کو ذلت آمیز شکست اٹھاتے ہوئے دمشق کی طرف بھاگنا پڑے گا اور

یہ ہماری اسکے خلاف بہترین اور بہت بڑی کامیابی ہو گی۔

یوناف جب خاموش ہوا تو اخیاب مسکراتے ہوئے کہنے لگا میں یوناف کی اس تجویز سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ اس طریقہ کار سے ہم دشمن کو ضرور مار بھگانے میں کامیاب ہو جائیں گے یوناف کی اس تجویز پر اخیاب کی بیٹی اشبیل اور اسکی بیوی ایزبل کے چہروں پر بھی اطمینان تھا جبکہ اراکین سلطنت بھی مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے اس تجویز کو سراہ رہے تھے۔ یہ کیفیت دیکھتے ہوئے اخیاب پھر بولا اور کہنے لگا۔ اب یہ دربار ختم کیا جاتا ہے اس لئے کہ دشمن پر شب خون مارنے کے لئے ہمیں اپنے لشکر کی تقسیم اور اسکی تیاری کا کام بھی سرانجام دینا ہو گا۔ اس کے ساتھ ہی سارے اراکین سلطنت اٹھ کر باہر چلے گئے تھے اس موقع پر اخیاب نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تم بھی اپنے کمرے کی طرف جاؤ آرام کرنے کے علاوہ اپنی تیاریاں بھی مکمل کر لو تاکہ تم بہتر حالت میں دشمن پر حملہ آور ہو سکو اسکے ساتھ ہی یوناف اور بیوسا بھی وہاں سے نکل کر اپنے کمرے کی طرف چلے گئے تھے۔

○

گہری ہوتی ہوئی رات نے ہر شے کے سارے رنج و ملال بھگا کر ہر چیز کو بے بس کر دینے والے اپنے پنجوں میں جکڑ دیا تھا پھیلتی بکھرتی رات کے دوش پر ہر طرف خواب آلود گونجیں اور کیف خماری اور طلسم رنگ و بو رقص کرنے لگے تھے گہری ہوتی رات کے اس سناٹے اور خاموشی کے اندر یوناف اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اجل کے ہم نفس اور زندگی کے رازدان کی طرح نکلا تھا وہ اپنے لشکر کے آگے آگے بیوسا کے ساتھ جا رہا تھا اور اس کے اندازوں اور اسکی حرکات سے پتہ چلتا تھا جیسے وہ تدبیریں الٹ دینے اور تقدیریں پلٹ دینے کا عزم اور ارادہ کر چکا ہو۔

سامریہ شہر کے مشرقی دروازے سے نکلنے کے بعد یوناف اپنے لشکر کے ساتھ رات کی

خاموشیوں گھنگرو بجاتی ہواؤں' نیند کے کھیتوں سے آتی خوشبوؤں اور جھینگروں کی جھائیں جھائیں میں آگے بڑھا پھر وہ ابن ہدد کے گہری نیند میں سوئے ہوئے لشکروں پر موت کے تھپیڑوں' کرنوں کے ہجوم اور وقت کے نکیر کی طرح حملہ آور ہوا تھا اپنے تیز اور جان لیوا حملوں اور خونخوار ارادوں سے ابن ہدد کے لشکریوں کے سینوں میں زہر بھر کر رکھ دیا تھا وہ کسی بخت آزما انسان کی طرح آگے بڑھا تھا اور رات کے سناٹوں میں ابن ہدد کے لشکر کو لہولہان کرنا شروع کر دیا تھا۔

جس وقت یوناف کا یہ شب خون اپنے عروج پر تھا اور وہ دشمن کے لشکریوں کو بری طرح مار اور کاٹ رہا تھا اس وقت سامریہ کا بادشاہ اخیاب بھی اپنے حصے کے لشکریوں کے ساتھ سامریہ شہر کے شمالی دروازے سے نکلا ابن ہدد کے لشکریوں پر وہ فضاؤں کے دکھ غبار گاہ انجم اور کہر میں لپٹی ہوئی ترنگ کی طرح حملہ آور ہوا تھا رات کی گہری تاریکی میں اس دو طرفہ حملے نے ابن ہدد کے لشکریوں کی ساری نظارگی ساری تابندگی اور ساری آسودگی ختم کر کے رکھ دی تھی اور وہ بے کل روحوں کے گہرے گھاؤ کی طرح سسکنے اور تڑپنے لگے تھے ان کے ہاتھ صبر و استقلال کا دامن جاتا رہا تھا اور وہ زندہ رہنے کی تگ و دو میں ادھر ادھر بھاگنے لگے تھے یوناف اور اخیاب کے ان دو طرفہ حملوں کے سامنے ابن ہدد کے لشکریوں کے ولولوں کا سلسلہ کچھ اس طرح ٹوٹ گیا تھا جیسے روشنی اور تیرگی کا رشتہ آپس میں ختم ہو جاتا ہے۔ تھوڑی دیر تک جب یوناف اور اخیاب نے اپنے جان لیوا حملوں کا سلسلہ جاری رکھا تو ابن ہدد کے لشکری اپنی جانیں بچانے کیلئے ادھر ادھر بھاگنے لگے تھے۔

دوسری طرف ابن ہدد نے بھی اندازہ لگا لیا تھا کہ لحہ بہ لحہ اس پر دشمن کا دباؤ بڑھ رہا ہے اور یہ کہ اسکی صفیں درہم برہم ہونے کے بعد اسکے لشکری اپنی جانوں کی خاطر کچھ اس طرح بھاگنے لگے تھے کہ جس طرح اونٹ اندھے بے کراں صحراؤں کے اندر ادھر ادھر بھاگنے لگتا ہے ایسے میں ابن ہدد نے فیصلہ کیا کہ مزید ایسی ہی صورت رہی تو دشمن اسکے لشکریوں کو مکمل طور پر کاٹ کر رکھ دے گا لہٰذا اس نے فوراً اپنے ہرکارے بھجوا کر اپنے باقی لشکریوں کو ایک جگہ جمع ہونے کا حکم دیا پھر منظم طریقے سے اس نے پسپائی اختیار کر لی تھی اس طرح رات کے پچھلے حصے میں ابن ہدد اپنے لشکریوں کو لے کر دمشق کی طرف بھاگ گیا تھا اور یہ اسکے خلاف سامریہ کے بادشاہ اخیاب کی بہترین کامیابی تھی۔

دمشق کا بادشاہ ابن ہدد جب شکست اٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا تو اخیاب نے اپنے لشکر کے دونوں حصوں کو شہر سے باہر جمع ہونے کا حکم دیا پھر وہ اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا اس جگہ آیا جہاں یوناف اریوسا اپنے گھوڑوں کی پیٹھوں پر بیٹھے ایک جگہ کھڑے تھے اسکے قریب آ کر اخیاب نے بڑے پیار سے یوناف کا شانہ تھپتھپایا اور کہنے لگا اے میرے عزیز اے میرے محسن رات کی تاریکی میں تم جس طرح دشمن پر حملہ آور ہوئے ہو اور جس طرح تم نے شب خون مار کر اسکے سارے کس بل نکال کر رکھ دیئے ہیں ایسا عزم ایسا ولولہ اور شب خون میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا میں تیرا ممنون اور شکر گزار ہوں کہ تو نے اپنی فراست اور اپنی دانشمندی سے میرے بدترین دشمن کو بھاگ جانے پر مجبور کر دیا اب اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہوں تاکہ ہم اور لشکری بھی آرام کریں اس لئے کہ ہم اپنا کام احسن طریقے سے سرانجام دے چکے ہیں۔ اسکے ساتھ ہی وہ حرکت میں آئے اور وہ اپنے لشکر کے ساتھ فتح کے گیت گاتے ہوئے سامریہ شہر میں داخل ہو گئے۔

○

ایک روز اخیاب کے پاس اس کا بیٹا اخزیا اور بیٹی اشبیل بیٹھے گفتگو کر رہے تھے کہ اس وقت اخیاب کی بیوی اور سامریہ شہر کی ملکہ ایزبل کمرے میں داخل ہوئی وہ اپنی بیٹی اور بیٹے کے ساتھ بیٹھ گئی تھوڑی دیر تک کمرے میں خاموشی رہی پھر ایزبل نے اپنے شوہر اخیاب کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا سنو اخیاب میں آج تم سے ایسی بات کہنے والی ہوں جس میں تمہارا فائدہ اور تمہاری بہتری ہے اور مجھے امید ہے کہ کسی نہ کسی طرح بلکہ ہر صورت تم اس کام کو کر گزرو گے ایزبل کی اس گفتگو کے جواب میں اخیاب اور اسکے بیٹے اور بیٹی نے بڑے تجسس کے انداز میں اپنی ماں کی طرف دیکھا۔ اسکے بعد اخیاب نے اپنی ملکہ ایزبل کو مخاطب کر کے پوچھا۔

وہ کون سی اہم بات ہے جو تو مجھ سے کہنے والی ہے اور جس میں ہماری بہتری ہی بہتری اور فائدہ ہی فائدہ ہے اس پر ایزبل دوبارہ بولی اور کہنے لگی اے اخیاب تو جانتا ہے کہ ہمارے محل کے ساتھ جو باغ اور تاکستان ہے اسکے قریب نبوت نام کے شخص کا بھی باغ اور تاکستان ہے اور نبوت کا یہ باغ نہ صرف ہمارے باغ سے بڑا اور زیادہ زرخیز ہے بلکہ اسکا باغ تمہارے محل کی دیواروں سے بھی آ کر ٹکراتا ہے میں نے ارادہ کیا ہے کہ تو نبوت نام کے اس شخص کو اپنے پاس بلا جو سامریہ کی نواحی بستی یزرعیل کا رہنے والا ہے اور اسکو لالچ دو کہ وہ اپنے باغ کو ہمارے ہاتھ فروخت کر دے اگر یہ باغ تمہیں مل جائے تو ایک تو ہمارے محل کے اطراف میں سارے ہی باغ ہمارے ہو جائیں گے دوسرے اس نبوت کا باغ چونکہ بہت بڑا اور زیادہ زرخیز ہے اس لئے اس سے ہمیں زیادہ فوائد حاصل ہوں گے اسکے علاوہ محل کے ہر طرف زمین کے مالک بھی تم خود ہو گے اس پر اخیاب نے ایزبل کو مخاطب کر کے پوچھا اگر وہ نبوت نام کا یزرعیلی اپنا باغ نہ فروخت کرنا چاہے تو تب میں کیا کروں؟

اس پر ایزبل کہنے لگی اگر وہ اپنا باغ فروخت نہ کرنا چاہے تو تم کسی نہ کسی طرح اس باغ کو

حاصل کرنے کی کوشش کرو میرے خیال میں تم اس مقصد میں کامیاب ہو جاؤ گے اس پر اخیاب خطرہ ظاہر کرتے ہوئے کہنے لگا اگر ہم نے اس کے باغ پر زبردستی قبضہ کرنے کی کوشش کی تو سن رکھو لوگ ہمارے خلاف ہو جائیں گے اور اگر ایک دفعہ لوگ ہمارے خلاف ہو گئے تو یہ بادشاہت اور تخت ہم سے چھن جائے گا اس پر ایزبل کہنے لگی میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ وہ باغ تم اس سے زبردستی چھین لو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ تم وہ باغ کسی نہ کسی طرح حاصل کر لو اور مجھے امید ہے کہ تم کل تک نبوت نام کے اس شخص سے ضرور اس سلسلے میں بات کرو گے اسکے ساتھ ہی ایزبل اپنی جگہ سے اٹھی اور وہاں سے چلی گئی تھی اور اس کے پیچھے پیچھے اسکا بیٹا اخزیا اور اسکی بیٹی اشیل بھی اسکے پیچھے چلے گئے تھے۔

دوسرے روز اخیاب نے اپنے ایک ملازم کو بھیج کر نبوت نام کے اس شخص کو طلب کیا جو سامریہ کی ایک نواحی بستی کا رہنے والا تھا اور جس کا باغ اخیاب کے باغ سے متصل تھا نبوت نام کے اس یزرعیلی کو جب اخیاب کے پاس لایا گیا تو اخیاب مخاطب کر کے کہنے لگا اے نبوت تم جانتے ہو کہ تمہارا باغ نہ صرف ہمارے باغ بلکہ ہمارے محل سے بھی متصل ہے میں چاہتا ہوں کہ تم یہ باغ میرے ہاتھ فروخت کر دو اور اسکے بدلے میں تجھے اس سے بہتر اور بڑا باغ دے دوں گا اور میں سمجھتا ہوں کہ تو ایسا کرنے سے انکار نہیں کرے گا مجھے تیرے باغ خریدنے میں یہ آسانی ہوگی کہ یہ میرے محل سے متصل ہے اور میرے کارندے اسکی بہتر طور پر نگرانی کر سکیں گے۔ اور اگر اس کے بدلے میں تو کوئی دوسرا باغ نہ لینا چاہے تو تو مجھ سے اس کی قیمت جو تو بہتر سمجھتا ہے لے لے پر تو کسی نہ کسی صورت وہ باغ میرے حوالے کر دے اخیاب کی یہ گفتگو سننے کے بعد نبوت نام کا وہ شخص کہنے لگا سنو بادشاہ خداوند کبھی ایسا وقت نہ لائے کہ میں یہ باغ تیرے حوالے کر دوں اس لئے کہ یہ باغ میرے باپ دادا کی میراث ہی نہیں بلکہ میرے پاس ان کی نشانی بھی ہے میں اپنے آباؤ اجداد کی اس نشانی کو کیسے فروخت کر سکتا ہوں اس لئے اے بادشاہ میرے اس تاکستان کی بجائے تو چاہے اس سے دوگنا بہتر اور اس سے کہیں زیادہ زرخیز باغ دے دے تب بھی میں اسے تیرے ہاتھ فروخت نہ کروں گا اور جس قدر قیمت اسکی موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے بنتی ہے اگر تو مجھے اس سے دس گنا زیادہ قیمت دے تب بھی میں اسے فروخت نہ کروں گا یہ بات کہہ کر نبوت نام کا وہ شخص اٹھ کر چلا گیا جبکہ اخیاب اپنی جگہ مغموم ہو کر بیٹھ گیا تھا اسی وقت سامریہ کی ملکہ ایزبل کمرے میں داخل ہوئی اس نے دیکھا کہ اخیاب نبوت نام کے اس شخص کے ساتھ گفتگو کرنے کے بعد اپنی جگہ پر مغموم اور افسردہ بیٹھا ہے تب وہ اسکے قریب آئی اور بڑی محبت اور شفقت میں اسے مخاطب کر کے پوچھا۔

کیا نبوت نام کے اس شخص نے اپنا باغ تمہارے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کر دیا؟ جو

تمہاری یہ حالت بنی ہوئی ہے تمہارے چہرے پر پھیلی ہوئی یہ افسردگی تمہاری آنکھوں میں دور دور تک اڑتی ہوئی لمحوں کی دھول اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ نبوت نام کے شخص نے اپنا باغ تمہارے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اخیاب بڑی بے بسی اور لاچارگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا اے ایزبل تمہارا کہنا درست ہے نبوت نام کے اس شخص نے اپنا باغ میرے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کر دیا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ باغ نہ صرف یہ کہ اسکے آباؤ اجداد کی میراث ہے بلکہ یہ ان کی نشانی ہے لہٰذا وہ اپنے باپ دادا کی نشانی فروخت نہیں کر سکتا یہ سن کر ایزبل کے چہرے پر نفرت اور ناگواری کے تاثرات پھیل گئے تھے۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور غصے میں اخیاب کو مخاطب کر کے کہنے لگی سنو اخیاب جو باغ تم نبوت نام کے شخص سے حاصل نہ کر سکے میں دنوں کے اندر اسے حاصل کر کے دکھا دوں گی۔ ایزبل وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔ اپنے کمرہ خاص میں جانے کے بعد ملکہ ایزبل نے اپنے ہاتھ سے سامریہ کی اس نواحی بستی کے سردار کے نام ایک خط بھیجا یہ خط گو اس نے خود ہی لکھا تھا لیکن اس نے یہ ظاہر کیا تھا کہ یہ خط اخیاب نے لکھا ہے اور اس خط کے نیچے اخیاب کی مہر لگا دی تھی۔ اور یہ خط تہ کر کے اس نے اپنے ایک ملازم کے ہاتھ یزرعیل نام کی اس بستی کے سردار کے نام بھجوا دیا تھا اس خط میں ایزبل نے لکھا تھا کہ اپنے سرکردہ لوگوں اور دیگر افراد کو اپنی بستی کے باہر ایک چوٹی پر جمع کرو پھر بستی سے دو ایسے شریر آدمی چنو جو جھوٹی گواہیاں دینے میں ماہر ہوں پھر نبوت نام کے اس آدمی کو ان سرکردہ لوگوں کے سامنے لاؤ جس کا باغ ہمارے محل سے متصل ہے اور اس پر یہ الزام لگاؤ کہ اس نے خدا اور بادشاہ اخیاب پر یہ لعنت کی ہے وہ شخص جو جھوٹی گواہیاں دینے کے عادی ہوں وہ گواہی دیں کہ ہاں اس نے ان کے سامنے خدا اور اخیاب پر لعنت کی ہے۔ اور جب ایسا ہو جائے تو نبوت کو اس طرح سزا دو اسے کوہستانی سلسلے کے اوپر کھڑا کر کے اس طرح سنگسار کرو کہ وہ اپنی جان سے ہاتھ دو بیٹھے۔

جب بادشاہ کا یہ ملازم ایزبل کا خط لے کر یزرعیل کے سردار کے پاس پہنچا تو وہ بستی کے سرکردہ لوگوں اور سرداروں کو لے کر بستی سے باہر ایک کوہستانی سلسلے پر گیا ساتھ ہی اس نے دو شریر آدمیوں کا بندوبست کیا جو نبوت کے خلاف جھوٹی گواہی دینے پر آمادہ ہو گئے تھے پھر اس نے یزرعیل کے سرداروں اور سرکردہ لوگوں کے سامنے یہ الزام لگایا کہ اس نے اپنے خدا اور بادشاہ اخیاب پر لعنت کی ہے نبوت نے جب اس الزام سے انکار کیا تو جن دو شریر شخصوں کو جھوٹی گواہی دینے پر تیار کیا تھا انہوں نے نبوت کے خلاف جھوٹی گواہی دی اس طرح نبوت کو سارے لوگوں کے سامنے اس کوہستانی سلسلے پر سنگسار کر کے اسکا خاتمہ کر دیا گیا تھا اس طرح نبوت کے خاتمے کے بعد اخیاب اور ایزبل نے اس باغ پر قبضہ کر لیا تھا۔

اس حادثے کے چند روز بعد خدا کے نبی الیاسؑ اچانک اخیاب کے سامنے آکھڑے ہوئے اس وقت اخیاب اپنے محل سے متصل باغ میں اکیلا چہل قدمی کر رہا تھا اپنے سامنے اچانک الیاسؑ کو دیکھتے ہوئے اخیاب پریشان ہو گیا تھا پھر اس نے الیاسؑ کو مخاطب کرنے میں پہل کرتے ہوئے کہا۔

اے اللہ کے بندے مجھ سے کوئی جرم کوئی غلطی ہوئی ہے جس کی سزا دینے کیلئے آپ یہاں تشریف لائے ہیں اس پر الیاسؑ اخیاب کو تنبیہہ کرنے کے انداز میں کہنے لگے سنو اخیاب تو نے یزرعیل کے رہنے والے نبوت کو اپنے ملازموں کے ذریعے اس لئے بلوایا تھا کہ تیرے محل سے متصل باغ تیرے ہاتھ فروخت کر دے لیکن اس نے وہ باغ جو اس کے باپ دادا کی نشانی تھی تیرے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ مجھے بڑا صدمہ اور رنج ہوا لیکن تیری بیوی نے نبوت کی اس حرکت کو اپنی بے عزتی جانا وہ حرکت میں آئی اور اس نے ایک خط یزرعیل کے سردار کے نام لکھا اور اس میں یہ ساز باز کی کہ نبوت پر یہ الزام لگایا جائے کہ اس نے خداوند اور وقت کے بادشاہ پر لعنت کی ہے اور ایزبل نے یزرعیل کے سرداروں یہ بھی لکھا کہ اس پر دو گواہ بھی کھڑے کئے جائیں ان سرداروں نے ایسا ہی کیا اس پر جرم ثابت کیا اور اسے سنگسار کر دیا اور اسکی لاش کو کتے کھا گئے ہیں۔ اے بادشاہ تم نے اس کی موت کے بعد اسکے باغ پر قبضہ کر لیا پر اے بادشاہ میں تم کو تنبیہہ کرتا ہوں کہ جس طرح نبوت کا خون یزرعیل کی بستی کے باہر کتوں نے چاٹا تھا ایسے ہی تیرا خون کتے چاٹیں گے تیری بیوی جس نے اس جرم کا ارتکاب کیا وہ بھی شہر کی فصیل کے باہر ماری جائے گی اور اسکا خون بھی کتے چاٹیں گے۔

الیاسؑ کی زبان سے اپنے متعلق یہ گفتگو سن کر اخیاب نہ صرف یہ کہ خوف سے کانپ اٹھا تھا بلکہ وہ پسینہ میں نہا گیا تھا پھر وہ اسی لمحہ زمین پر سجدہ ریز ہو گیا اور گڑگڑا کر خدا سے اپنے اور بیوی کے لئے دعا کرنے لگا تھا پھر وہ کھڑا ہوا اور الیاس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا اے اللہ کے نیک بندے میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں نبوت کا یہ باغ اسکے لواحقین کو واپس کر دوں گا کہ میری بیوی ایزبل نے جو اسے قتل کرانے کی سازش کی ہے تو میں اسکے لواحقین کو اسکا خون بہا بھی ادا کروں گا اخیاب کی اس گفتگو کے جواب میں الیاسؑ نے کسی قدر پرسکون انداز میں کہا اے اخیاب جس طرح تو نے اپنے

پ سے رجوع کیا ہے اور توبہ کی ہے اس کے بدلے میں اب تیرا اور تیری بیوی کا خون کتے تو نہ ئیں گے پر تو آئندہ محتاط ہو کر رہنا کہ تو خداوند کی طرف رجوع کرنے والا اور تائب بن کر رہے لا رہے گا تو خداوند اس دنیا میں ہر دشمن کے خلاف تیری مدد کرے گا اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو سن رکھو بعل دیوتا کے مندر کے سامنے جو اسکے پجاریوں کا حشر ہوا تھا وہی تیرا ہو گا اس گفتگو کے بعد الیاسؑ وہاں سے چلے گئے تھے۔

الیاسؑ کے جانے کے بعد سامریہ کا بادشاہ اخیاب مر گیا اور اسکے مرنے کے بعد اخیاب کا بیٹا اخزیا سامریہ کا حکمران ہوا سامریہ کی سلطنت کے تخت پر بیٹھتے ہی اخزیا چند دن بعد سخت بیمار ہو گیا اس نے بہتیرے حکیموں اور طبیبوں کو بلایا پر وہ کسی کے علاج سے بھی اچھا نہ ہوا تب اس نے بعل دیوتا کے پچاس انتہائی بزرگ اور سرکردہ پجاریوں کو بلایا اور انہیں تاکید کی کہ وہ اپنے دیوتا کے پاس جائیں اور اس سے یہ پوچھیں کہ میں جو بیمار ہو کر بستر سے لگ گیا ہوں تو کیا اس بستر سے بچنے اور اس بستر سے اٹھنے کے میرے کچھ امکانات ہیں اپنے بادشاہ کا یہ حکم پا کر وہ پجاری کوہستان کرمل پر بعل دیوتا کے مندر کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

ان پجاریوں کے جانے کے تھوڑی دیر بعد اخزیا کا نیا حاجب اسکے کمرے میں داخل ہوا اس نے بڑے احترام اور بڑی تعظیم میں اسے مخاطب کر کے کہنا شروع کیا اے بادشاہ آپ نے جن پجاریوں کو بعل دیوتا سے اپنی کیفیت معلوم کرنے کیلئے روانہ کیا ہے ان پجاریوں کے جانے کے تھوڑی ہی دیر بعد دو اشخاص محل کے صدر دروازے پر نمودار ہوئے ہیں میں نہیں جانتا کہ وہ دونوں کون ہیں پر انہوں نے مجھے آپکے نام یہ پیغام دیا ہے کہ سامریہ کے بادشاہ سے یہ کہنا کہ کیا بنی اسرائیل کا کوئی خدا نہیں رہا جو اس نے پجاریوں کو بعل دیوتا سے رجوع کرنے کیلئے بھیجا ہے مزید یہ بھی کہا کہ خداوند کا حکم یہ ہے کہ سامریہ کا بادشاہ اخزیا اسی پلنگ پر مر جائے گا جس پر وہ آج کل لیٹا ہوا ہے۔

اپنے حاجب کی یہ گفتگو سن کر اخزیا پریشان اور فکر مند ہو گیا تھا تھوڑی دیر تک اس نے کچھ سوچا پھر اس نے اپنے حاجب کو مخاطب کر کے پوچھا جس شخص نے تم سے یہ بات کی اس شخص کی شکل اور حلیہ کیسا تھا اس پر حاجب کہنے لگا جس شخص نے مجھ سے یہ بات کی وہ بڑے شفاف چہرے والا آدمی تھا اپنی کمر پر چمڑے کا کمربند کسے ہوا تھا اس انکشاف پر اخزیا بدک گیا اور حاجب کو مخاطب کر کے کہنے لگا تم نے میرے سامنے کتنی بڑی بات کا انکشاف کر دیا ہے یہ بات جس شخص نے کہی ہے وہ اللہ کا نبی الیاسؑ ہے اور اسکے ساتھ اسکا شاگرد الیسعؑ ہو گا۔ لہٰذا شہر کے کچھ سرکردہ لوگوں کو بھجواؤ کہ وہ اسے تلاش کریں اور اسے میری کیفیت، پوچھیں کہ میں اس بیماری سے جانبر ہوں گا یا

نہیں اس پر وہ حاجب بڑی تیزی سے باہر نکل گیا۔

اسکے بعد سرکردہ لوگوں کو الیاسؑ کی تلاش میں روانہ کیا گیا اور شہر سے باہر ایک ٹیلے پر روک کر انکی منت سماجت کی کہ سامریہ کا بادشاہ جو بیمار ہے اس کے متعلق بتائیں کہ اسکا کیا بنے گا اس پر الیاسؑ کہنے لگا اے بنی اسرائیل کے لوگو! سنو جو کچھ ہونے والا ہے وہ میرے رب نے مجھے وحی کے ذریعے بتا دیا تھا اور اسکی اطلاع میں نے اسکے حاجب کو کر دی تھی اخزیا وہ انسان ہے جو اپنے باپ دادا سے بڑھ کر بعل دیوتا کی پرستش کرتا ہے اور ہر معاملہ میں اس پر اعتماد کرتا ہے اور اے بنی اسرائیل کے سرکردہ لوگو اخزیا اس بیماری سے اٹھنے نہ پائے گا اور مر جائے گا اور تم لوگ واپس لوٹ جاؤ اور میری طرف سے اخزیا کو اس بات سے آگاہ کرو۔ الیاس کے اس انکشاف پر بنی اسرائیل کے لوگ واپس لوٹ گئے تھے جبکہ الیاسؑ الیسعؑ کے ساتھ آگے بڑھ گئے تھے اس واقعے کے چند ہی روز بعد اخزیا موت کی نیند سو گیا اور اسکے بعد اخزیا کا بیٹا یولام سامریہ کا بادشاہ بنا اور بنی اسرائیل پر حکومت کرنے لگا تھا۔

سامریہ سے نکلنے کے بعد الیاسؑ نواحی علاقے کے ایک ٹیلے پر آئے اور الیسعؑ کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا اے الیسعؑ مجھے میرے خداوند کی طرف سے یہ حکم ملا ہے کہ میں یردن کی طرف جاؤں دیکھ مجھے ایسا لگتا ہے کہ میرا آخری وقت آن پہنچا ہے اور جو کام میں اپنی زندگی میں کرتا رہا ہوں دیکھ تو اسے جاری رکھنا اس پر الیسعؑ نے بڑی رقت آمیز آواز میں الیاسؑ کو مخاطب کر کے کہا اے آقا میں یہاں نہیں رہوں گا بلکہ میں بھی آپ کے ساتھ یردن کی طرف جاؤں گا الیاس اس پر آمادہ ہو گئے۔ لہٰذا وہ دونوں یردن کی طرف روانہ ہو گئے۔

دریائے یردن کے کنارے آ کر الیاس رک گئے الیسعؑ بھی انکے قریب آ کر رک گئے اور دیکھنے لگے کہ اب وہ کس ردعمل کا اظہار کرتے ہیں۔ الیسعؑ نے تھوڑی دیر تک الیاسؑ کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا ایسا لگتا تھا کہ انہیں خداوند کی طرف سے کوئی حکم ملا ہو پھر انھوں نے جو انکے کندھے پر چادر لٹک رہی تھی وہ اپنے دائیں ہاتھ میں لی اور اسے زور سے دریائے یردن کی طرف مارا اور اس پر الیسعؑ مبہوت رہ گئے کیونکہ الیاسؑ کے دریا پر چادر مارتے ہی دریا بیچ میں سے خشک ہو گیا تھا اور دریا میں ایک راستہ بن گیا تھا جس پر الیاسؑ چلنے لگے تھے الیسعؑ بھی انکے پیچھے پیچھے ہو لئے۔

یوں دونوں نے دریائے یردن کو پار کیا دوسرے کنارے پر آگے جا کر وہ تھوڑی دور آگے بڑھے تھے کہ آگ کا ایک سخت بگولہ انکے سامنے نمودار ہوا اور اس بگولے کے باعث الیسعؑ الیاسؑ سے جدا ہو گئے اور جب وہ آگ کا بگولہ ہٹا تو الیسع نے دیکھا کہ الیاسؑ وہاں نہ تھے یوں لگتا تھا اس

میں انہیں آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا تھا ہاں لیکن ان کی وہ چادر جس کو مار کر دریا میں راستہ بنایا زمین پر گر گئی تھی الیسعؑ نے بھاگ کر وہ چادر اٹھا کر اپنے کندھے پر رکھ لی تھی یہ اس بات کی علامت تھی کہ جو کام الیاسؑ کو سونپا گیا تھا اسکی ذمہ داری الیسع نے اٹھا لی تھی۔ اس واقعے کے بعد الیسع سامریہ کی سلطنت میں مختلف شہروں اور قصبوں میں گھوم پھر کر لوگوں کو واحدانیت کی تبلیغ کرنے کے علاوہ بعل دیوتا سے دور رکھنے کی کوشش کرنے لگے۔

○

یوناف اور بیوسا ایک روز سامریہ شہر کی سرائے میں بیٹھے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر ہاتھ رکھ دیا اور کہنے لگی سنو یوناف سامریہ کہ سلطنت میں نیکی کے فروغ کا کام اللہ کے نبی الیاسؑ کرتے رہے ہیں اب اسے خداوند کے دوسرے نبی الیسعؑ نے اٹھا لیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ اب اس سرزمین میں ہماری چنداں ضرورت نہیں ہے لہٰذا ہمیں یمن کا رخ کرنا چاہئے وہاں ان دنوں سعد ابو کرب حکمران ہے وہ بت پرست ہے اور اعلیٰ پائے کا ایک ستارہ شناس ہے وہ ان دنوں اپنے لشکر کو شہر سے باہر ترتیب دے چکا ہے اور وہ عنقریب مغرب کی طرف کوچ کرنے والا ہے اس کا ارادہ ہے کہ مغرب کے ممالک میں وہ دور دور تک یلغار کرے گا اور انہیں اپنے سامنے زیر کرے گا لہٰذا اے میرے عزیز آؤ یمن کی طرف کوچ کریں اور ابو کرب کے لشکر میں شامل ہوں اسکے ساتھ رہیں اور اسے نیکی کی طرف راغب کرنے کی کوشش کریں اور دیکھیں کیا نتائج برآمد ہوتے ہیں یوناف اور بیوسا دونوں نے ابلیکا کی اس تجویز سے اتفاق کیا لہٰذا وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور یمن کی طرف کوچ کر گئے۔

سلیمانؑ کے بعد انکی سلطنت دو حصوں میں بٹ کر انتشار کا شکار ہو کر رہ گئی تھی مگر ان کے مقابلے میں انکی بیوی بلقیس کی سلطنت یمن تقسیم اور انتشار کا شکار نہ ہوئی تھی بلقیس کے بعد اسکا چچازاد بھائی ناشر بادشاہ بنا۔ اہل یمن اور دوسرے باشندوں کو اس نے متحد کر لیا۔ دشمن سے اپنی رعایا کی حفاظت کی اور مغرب پر حملے کئے یہاں تک کہ مغرب میں دور تک آگے نکل گیا اور افریقہ کے صحراؤں میں ایسی جگہ پہنچا جہاں ریت کے سوا کچھ نہ تھا۔ راستے دشوار اور مشکل تھے اس نے اپنے عزیزوں میں سے ایک شخص شمر کو جو بڑا دلیر اور بے باک تھا کچھ دستے دے کر ریت کے اس صحرا میں راستہ تلاش کرنے کیلئے آگے بھجوایا مگر وہ ریت کا شکار ہو کر رہ گیا۔ اس جگہ ناشر نے کانسی اور سونے کا ایک مجسمہ بنوایا اور اس مجسمے کے اوپر اس نے لکھ دیا کہ یہاں میرے آگے کوئی راستہ نہیں ہے وہاں سے یہ یمن لوٹ آیا تھا۔

ناشر کے بعد شمر یمن کا بادشاہ بنا اہل یمن کے اندر یہ روایت تھی کہ انکا جو بادشاہ فتوحات کے

لئے نہ نکلے وہ اسے بڑا ست کہہ کر پکارتے تھے لہٰذا شمر بھی لشکر لے کر فتوحات کیلئے نکلا یہ پہلے عراق کے مغربی حصوں پر حملہ آور ہوا اور یہ پہلا شخص تھا جس نے اس جگہ کا نام حیرہ رکھا جو بعد میں ایک مشہور شہر کہلایا بعد میں شمر اخیار کے مقام پر دریائے دجلہ کو عبور کرنے کے بعد آگے بڑھا اور آذر بائیجان تک اپنی فتوحات کا سلسلہ پھیلاتا چلا گیا۔

یہاں شمر کے پاس ہندوستان کے کچھ تاجر حاضر ہوئے اور انہوں نے تحفے کے طور پر شمر کو عطر اور ریشم بڑی مقدار میں پیش کیا ان تحفوں کو شمر نے بے حد پسند کیا اور ان تاجروں سے پوچھا کہ عطر اور ریشم کہاں کے ہیں سفیروں نے اس ڈر کے مارے کہ کہیں یہ عطر اور ریشم پسند آنے پر شمر ہندوستان پر حملہ آور ہونے کا ارادہ نہ کر لے انہوں نے کہا کہ یہ تحفے ہم آپ کے لئے چین سے لے کر آئے ہیں ان تاجروں کے اس انکشاف پر شمر نے چین پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر لیا۔

آذر بائیجان سے آگے بڑھتے ہوئے شمر ہندوستان کے راستے تبت سے ہوتا ہوا چین پہنچا یہاں اس نے چین کے بادشاہ کے ساتھ ایک ہولناک جنگ کی اور اسے شکست دے کر بے پناہ مال و دولت حاصل کیا اور پھر وہ سمرقند کو فتح کرتا ہوا واپس یمن آ گیا تھا۔

اسکے بعد اقرن بن شمر یمن کا بادشاہ بنا اسکی رومنوں کے ساتھ جنگ ہوئی جو بڑی تیزی کے ساتھ اپنی طاقت کو بڑھاتے جا رہے تھے اس اقرن بن شمر نے رومنوں کو بد ترین شکست دی اسکی وفات کے بعد اسکا بیٹا تبع یمن کا بادشاہ بنا یہ بڑا امن پسند اور پر سکون انسان تھا جب اس نے عرصے تک کہیں لشکر کشی نہ کی اور اسکے دور میں جنگ نہ ہوئی تو لوگ اسکے متعلق چہ میگوئیاں کرنے لگے اور اسکا نام مرتیاں رکھ دیا یعنی اپنی جگہ پر بیٹھا رہنے والا۔ جب تبع کو خبر ہوئی کہ لوگ اسے مرتیاں کہنے لگے ہیں تو اس نے لشکر کشی کا ارادہ کر لیا لہٰذا ایک لشکر لیکر وہ آذر بائیجان کے راستے ترکستان اور تبت پر حملہ آور ہوا اور فتوحات حاصل کرتا ہوا آگے تک نکل گیا۔ اور اسی کے زمانے میں ترکستان میں پہلی بار عرب آباد ہوئے۔

تبع کے مرنے کے بعد کرب یمن کا بادشاہ ہوا اس نے اپنی سلطنت کے اندر انصاف اور امن قائم کیا اس کے زمانے میں کوئی قابل ذکر کام انجام نہیں دیا گیا تاہم اسکے زمانے میں یمن کے اندر دور دور تک سلامتی اور امن رہا۔

کرب کے بعد اسکا بیٹا سعد ابو کرب یمن کا بادشاہ بنا یہ ایک بہترین عالم اور انتہائی دانا شخص تھا علم نجوم کے حاصل کرنے میں اس نے بڑی مشکل اٹھائی ملک کا کوئی کام یا کوئی سفر یا کوئی جنگ پیش آئی تو زائچے کی بنا پر سب کچھ کرتا یہ مشکل ترین حدوں کو سر کرنے کا بڑا شوقین تھا اس نے ارادہ کیا کہ ایک بڑا لشکر لے کر مغرب کی طرف بڑھے اور جہاں تک ہو سکے دور دور تک فتوحات حاصل کرتا چلا جائے اسی مقصد کیلئے اس نے اپنے مرکزی شہر کے باہر ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور ارادہ کیا کہ اس لشکر کو لے کر وہ مغرب کی طرف کوچ کرے کہ یوناف اور بیوسا اسکے لشکر میں نمودار ہوئے اور اس خیمے کی طرف بڑھے جس میں سعد ابو کرب قیام کئے ہوئے تھا۔

یوناف اور بیوسا کو لشکر کے بیچ و بیچ آگے بڑھتے ہوئے پتہ چلا کہ بادشاہ ابو کرب اس وقت اپنے خیمے میں موجود ہے لہٰذا یوناف اور بیوسا آگے بڑھے اور اسکے محافظوں سے التماس کی کہ وہ انکے بادشاہ سعد ابو کرب سے ملنے کے خواہشمند ہیں محافظ اندر چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ واپس یوناف کے پاس آیا اور کہنے لگا تم اندر چلے جاؤ تم بادشاہ سے مل سکتے ہو یوناف بیوسا کو لے کر اندر گیا سعد ابو کرب نے اپنی جگہ سے اٹھ کر یوناف سے مصافحہ کیا اور اپنی بائیں طرف پر ان دونوں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا جب وہ دونوں بیٹھ گئے تو سعد ابو کرب نے ان دونوں کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اے اجنبیو! تم کون ہو اور کس مقصد کے تحت تم نے مجھ سے ملنے کی خواہش کا ارادہ کیا ہے اس پر یوناف نے بولتے ہوئے کہا اے بادشاہ میرا نام یوناف اور میری اس ساتھی لڑکی کا نام بیوسا ہے ہم دونوں نیکی کے نمائندے ہیں اور آپ کے پاس یہ تمنا لے کر آئے ہیں کہ آپ کے لشکر میں شامل ہوں اور یہ دیکھیں کہ آپ اپنے لشکر کے ساتھ مغرب کی طرف حملہ آور ہوتے ہوئے کیا کارہائے نمایاں انجام دیتے ہیں اے بادشاہ آپ کے لشکر میں رہتے ہوئے نہ صرف یہ کہ میں آپ کا بہترین مشیر ثابت ہو سکتا ہوں بلکہ جنگ میں حصہ لیتے ہوئے آپ کے کامیاب سالار کا کردار بھی ادا کر سکتا ہوں آپ صرف ایک دفعہ مجھے آزما کر دیکھیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آپ کو مایوس نہیں کروں گا اور میں آپ کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ میں دشمن کے بڑے بڑے سورماؤں کو اپنے سامنے زیر اور چت کر کے رکھ دوں گا۔

سعد ابو کرب یوناف کا یہ جواب سن کر خوش ہوا اور کہنے لگا میں تم دونوں کو اپنے لشکر میں شامل ہونے کی اجازت دیتا ہوں تمہارے لئے بہترین کھانے اور بہترین رہائش کا انتظام کروں گا اور ضرورت کے وقت میں تمہیں ضرور آزماؤں گا اسکے ساتھ ہی سعد ابو کرب نے اپنے محافظ کو بلایا اور جب وہ محافظ بھاگا بھاگ وہاں آیا تو اس نے یوناف اور بیوسا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ان دونوں کو اپنے ساتھ لے جاؤ انکے لئے ایک صاف ستھرے اور بہترین خیمے کا انتظام کرو جس میں یہ قیام کر سکیں اور ساتھ ہی ساتھ انکے لئے بہترین خوراک کا بھی بندوبست کرو یہ دونوں لشکر میں ہمارے ساتھ رہیں گے اسکے ساتھ ہی یوناف اور بیوسا اپنی جگہ سے اٹھے اور اس محافظ کے ساتھ ہو لئے دوسرے روز سعد ابو کرب اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کر گیا تھا یوناف اور بیوسا بھی اسکے لشکر میں شامل تھے۔

آگے بڑھتے ہوئے سعد ابو کرب یثرب پر حملہ آور ہوا اور اس شہر کو فتح کرنے کے بعد یہاں اپنے بیٹے کو حاکم مقرر کرنے کے بعد اور آگے بڑھ گیا لیکن وہ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اسے اطلاع ملی کہ اہل یثرب نے اسکے بیٹے کو قتل کر دیا ہے لہٰذا سعد ابو کرب انتہائی غصے اور خونخواری کی حالت میں واپس پلٹا یثرب کے باہر پہنچ کر وہ خیمہ زن ہوا وہ چاہتا تھا کہ شہر پر حملہ آور ہو کر اسکی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا اور کھجوروں کے پیڑ کاٹنے کے علاوہ لوگوں کو نیست و نابود کر کے رکھ دے گا جس روز سعد ابو کرب نے یثرب پر اپنے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہونا تھا اس روز شام کے وقت اسکے پہریداروں نے دو یہودی علماء کو سعد ابو کرب کے سامنے پیش کیا جب وہ دونوں یہودی عالم سعد ابو کرب کے سامنے لائے گئے اس وقت یوناف اور اسکے کچھ مشیر بھی اسکے پاس بیٹھے ہوئے تھے سعد ابو کرب نے ان دونوں یہودی علماء کو مخاطب کر کے پوچھا۔

مجھے میرے پہریداروں نے بتایا ہے کہ تم یہودیت کے اس علاقے کے سب سے بڑے عالم ہو تم دونوں کس سلسلے میں مجھ سے ملنے آئے ہو ابو کرب کے اس سوال پر ان دونوں علماء میں سے ایک نے کہا اے بادشاہ میرا نام کعب اور میرے ساتھی کا نام اسد ہے اے بادشاہ ہم نے سنا ہے کہ تو اپنے لشکر کے ساتھ ہمارے شہر پر حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتا ہے دیکھ تو اپنے اس مقصد اپنے اس عزم اور ارادے سے باز رہ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تیرے لشکر اور یثرب شہر کے درمیان کوئی نہ کوئی قوت حائل ہو جائے گی میرا مطلب یہ ہے کہ خداوند عالم جو اس ساری کائنات کا حاکم اور خالق ہے وہ تجھے اس شہر کی بربادی سے روک دے گا اور ہمیں خدشہ ہے کہ تجھے تیرے لشکر کے ساتھ تباہ و برباد کر کے رکھ دے گا۔ اس پر سعد ابو کرب نے چونک کر کعب سے پوچھا ایسا کیوں ہو گا اس پر یہودی عالم کعب کہنے لگا اے بادشاہ ایسا اس لئے ہو گا کہ یہ شہر ایک آنے والے نبی کا دارالہجرت ہو گا وہ اس کائنات پر آخری نبی ہو گا اور مکہ کے قریش میں سے نمودار ہو گا یہ یثرب اس نبی کا گھر اور دارالہجرت ہو گا لہٰذا اے بادشاہ اگر تو نے اس آنے والے نبی کے دارالہجرت پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو میں تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں کہ تو اپنے لشکر کے ساتھ تباہ اور برباد ہو کر رہ جائے گا اتنا کہنے کے بعد یہودی عالم رکا اور پھر کہنے لگا۔

اے بادشاہ موسیٰؑ کی توریت میں اس آنے والے نبی اور اسکے دس ہزار قدسیوں کی بشارت دی گئی زبور میں بھی اسکی بشارت دی گئی اور زرتشیوں کے ہاں اسے اسطوط اریتا یعنی تعریف کیا گیا کے نام سے بشارت دی گئی لہٰذا میں دعوی کرتا ہوں کہ اے بادشاہ تو نے اس آنے والے نبی کے دارالہجرت پر حملہ کیا تو تو نیست و نابود ہو کر رہ جائے گا اس لئے کہ وہ پیغمبر رسولوں کا رسول اور خداوند قدوس کا آخری فرستادہ ہو گا لہٰذا تو اپنے اس ارادے سے باز رہ اور یثرب پر حملہ آور نہ ہو یہاں تک کہنے کے بعد وہ عالم خاموش ہو گیا تھا۔

اس یہودی عالم کے انکشافات پر سعد ابو کرب کے چہرے پر پریشانی اور فکرمندی کے آثار پھیل گئے تھے وہ تھوڑی دیر تک بڑی خاموشی اور پریشان کن انداز میں ان یہودی علماء کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ اپنے دائیں طرف بیٹھے یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا یوناف جبکہ تم میرے ساتھ میرے لشکر میں شامل ہو میں نے تمہیں ایک بہترین اور مخلص جانثار ساتھی ہی نہیں بلکہ ایک دانشمند اور فہیم انسان بھی پایا ہے۔ یمن سے اس سرزمین کی طرف سفر کرتے ہوئے تم مجھے یہ بھی بتا سکتے ہو کہ تم کچھ غیر معمولی اور کچھ مافوق الفطرت قوتوں کے بھی مالک ہو لہٰذا بتاؤ جو کچھ ان یہودی علماء نے مجھے بتایا ہے اس پر مجھے عمل کرنا چاہئے یا نہیں اس پر یوناف نے بھی تھوڑی دیر غور سے ان دونوں یہودی علماء کی طرف دیکھا پھر اس نے ایک جائزہ سعد ابو کرب کا لیا پھر سوچنے کے انداز میں اسکی گردن جھک گئی۔

سعد ابو کرب کے سوال کے جواب میں یوناف گردن جھکائے خاموش بیٹھا ہوا تھا جبکہ سعد ابو کرب اسکی طرف کسی اداس صحرا، ویران چٹیل بھوری وادیوں اور سکوت کے بے قرار سمندر کی طرح دیکھے جا رہا تھا یہی کیفیت کعب اور اسد کی بھی تھی تھوڑی دیر تک ایسی ہی خاموشی یوناف نے قائم کئے رکھی گویا اس کے اندر طوفانوں کا ایک خروش اٹھ کھڑا ہوا ہو اس کے چہرے پر رنگ فطرت اور صبح جمال کی وارفتگی پھیل گئی تھی اسکے تمتماتے خدوخال اس بات کی نشاندہی کر رہے تھے کہ اس نے جلو کی ظلمتوں کے اندر من کی صباحت اور شبوں کے اندھیروں کے اندر سے فکر کی تزئین حاصل کر لی ہو پھر اس نے آہستہ آہستہ اپنی گردن سیدھی کی اور تیز نگاہوں سے سعد ابو کرب کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا

اے بادشاہ جس طرح یہ ایک حقیقت ہے کہ گلستان میں بہار رہتی ہے یا خزاں جس طرح یہ ایک حقیقت ہے کہ آگ اور پانی کا ملاپ نہیں ہو سکتا اس طرح یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس سرزمین میں سارے پیغمبروں کے بعد نبی آخر الزماں مبعوث کئے جائیں گے اور جو رسولوں کے رسول ہوں گے اور قیامت تک انکے بعد کوئی نبی اور رسول مبعوث نہ کیا جائے گا اے بادشاہ اس آخری نبی کے آنے کی بشارتیں ساری آسمانی کتب اور صحاف کے اندر دی گئی ہیں اور اے بادشاہ چاہے تو خوش ہو یا برا مانے میں اس آنے والے رسول پر پہلے سے ہی ایمان لایا ہوا ہوں اور روز اپنے رب کے حضور دعا کرتا ہوں کہ میں اس آنے والے رسول کا زمانہ دیکھ سکوں پس اے بادشاہ جو کچھ اس کعب اور اسد نے کہا ہے یہ سچ اور حقیقت ہے اور اس میں کسی بھی طرح کا کوئی جھوٹ اور کذب شامل نہیں ہے یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر کیلئے رکا پھر وہ سعد ابو کرب کو نصیحت

کرنے کے انداز میں کہنے لگا

اے بادشاہ خداوند قدوس اپنی مخلوق پر ایسا مہربان ہے کہ وہ اسکی بہترین رہنمائی کیلئے نبی اور رسول مبعوث کرتا ہے تاکہ قیامت کے روز اس سے بازپرس کی جائے تو وہ یہ بہانہ نہ کر سکے کہ اسکی طرف کوئی رہنما نہ بھیجا گیا جس قوم کی طرف بھی رسول بھیجا جاتا ہے اس پر گویا حجت تمام ہو کر رہ جاتی ہے اور پھر وہ اپنے آپ کو بازپرس سے بچا نہیں سکتی اے بادشاہ میں نے اپنی زندگی میں ایک طویل دور دیکھا ہے اور میرا یہ مشاہدہ بھی ہے کہ جب بھی کسی قوم کی طرف کوئی نبی بھیجا گیا ہے تو پہلے اس قوم کے ماحول کو قبول دعوت کیلئے نہایت سازگار بنایا گیا یعنی اسے مصائب اور آفات میں مبتلا کیا گیا سارے جنگی شکست یا اس طرح کی مادی مصیبتیں ڈالی گئیں تاکہ شقی اور تکبر سے اکڑی ہوئی گردن ڈھیلی ہو اس کا غرور طاقت اور نشہ دولت ٹوٹ جائے اپنے ذرائع اور وسائل اور اپنی خوبیوں اور قابلیتوں کا اسکا اعتماد شکست ہو جائے۔

اور یہ کہ اسے محسوس ہو جائے کہ اس کے اوپر کوئی اور طاقت بھی ہے جس کے ہاتھ میں اس کی قسمت کی باگیں ہیں اس طرح اسکے کان نصیحت کیلئے کھل جائیں اور وہ اپنے خدا کے آگے عاجزی کے ساتھ جھک جانے پر آمادہ ہو جائے اور اگر اس سارے عمل پر تو پھر جب اس سارے ماحول پر بھی اسکا دل قبول حق کی طرف مائل نہیں ہوتا تو اسکی خوشحالی کے مرض میں بھی مبتلا کیا جاتا ہے اور یہاں سے اسکی بربادی کی ترغیب شروع ہو جاتی ہے۔

جب وہ نعمتوں سے مالا مال ہونے لگتا ہے تو اپنے برے دن بھول جاتا ہے اور اسکے خط مستقیم رہنما اسکے ذہن میں تاریکی کا یہ احمقانہ تصور اٹھاتے ہیں کہ ہلاکت کا اتار چڑھا اور قسمت کا بناؤ مٹی حکیم کے انتظام میں اخلاقی بنیادوں پر نہیں ہو رہا بلکہ کسی اندھی طبیعت کے باعث بھی اچھے اور کبھی برے دن لاتی رہی ہے لہٰذا مصائب اور آفاق دور کر کے خدا کے آگے ایک طرح کی نفسی کمزوری نہیں ہے اور بھی وہ احمقانہ ذہنیت ہے جس کی بنا پر قوم کو خداوند کی طرف سے عذاب سے دوچار کر کے نیست و نابود کر کے رکھ دیا جاتا ہے پس اے بادشاہ جس طرح پہلے رسول مبعوث کئے گئے اس طرح مکہ کی سرزمین میں بھی نبی آخرالزماں کو مبعوث کیا جائے گا اور وہ ہجرت کر کے یثرب شہر کی طرف آئیں گے اور پھر قیامت تک انکی لائی ہوئی شریعت جاری اور ساری رہے گی یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا۔

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں سعد ابو کرب تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر ہلکے ہلکے اور دھیمے دھیمے انداز میں مسکراتا رہا پھر وہ یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا اے یوناف میں خوش ہوں کہ تم نے مجھ پر سچائی کا اظہار کیا ہے سنو اگر تم اس رسولؐ پر پہلے سے ہی ایمان لا چکے ہو تو میں بھی اس آنے والے رسولؐ پر ایمان لانے کا عہد اور اظہار کرتا ہوں اور خداوند سے یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ خداوند اس نبی کو میرے جیتے جی اس سرزمین کی طرف مبعوث کرے اے یوناف تمہاری اس زمزمہ سیال جیسی گفتگو رنگین شعاعوں کے ملبوس جیسی حقیقت، سرمدی نغمات کی آبشاروں جیسی اس سچائی نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے لہٰذا میں نے عہد کیا ہے کہ میں ان دونوں یہودی علماء یعنی کعب اور اسد کو اپنے ساتھ رکھوں گا تاکہ یہ میرے ساتھ رہ رہ کر دین اور علم کے معاملہ میں میری رہنمائی کر سکیں۔

اور سنو یوناف اس سے قبل میں ایک بے بصر انسان تھا معیب اور تاریک راستوں پر چلنے والا، احساس کہنہ کی شکستہ قبروں کی پیروی کرنے والا، تمدن کہنہ اور نظام فرسودہ کا پابند لیکن اس ارض یثرب میں داخل ہونے کے بعد تمہاری گفتگو اور ان دونوں کے انکشافات نے میرے لئے حق آشنائی اور باطل شکنی کا کام کیا ہے اب میں محسوس کرتا ہوں کہ میں اندھیروں کے ہجوم سے نکل کر ذہن کی روشن شاہراہوں پر چل پڑا ہوں اور دل کے تراشیدہ صنم خانوں کو مٹا کر میں اب روح کے روشن دریچوں میں زندگی بسر کرنے کے قابل ہو گیا ہوں۔

اے یوناف یہ دونوں یہودی علماء کعب اور اسد آج کی رات میرے پڑاؤ میں آرام اور قیام کریں گے اور کل ہم یہاں سے یمن کی طرف واپس کوچ کریں گے میں اس یثرب پر حملہ آور ہونے کا ارادہ ترک کر چکا ہوں اس لئے کہ یہ میرے آنے والے اس رسولؐ کا دارالہجرت ہو گا جس پر میں ایمان لا چکا ہوں اور سوا اسی ایمان لانے کی خوشی میں میں مزید فتوحات کی خاطر شمال اور جنوب کا رخ نہیں کروں گا بلکہ واپس اپنے ملک یمن کی طرف کوچ کروں گا اب تم لوگ میرے ساتھ آؤ تاکہ اس کعب اور اسد کی رہائش کا بندوبست کیا جائے۔ اسکے ساتھ ہی یوناف اور بیوسا کعب اور اسد اٹھ کر سعد ابو کرب کے ساتھ ہو لئے تھے۔ دوسرے روز سعد ابو کرب اپنے لشکر کے علاوہ یوناف اور بیوسا اسد اور کعب کے ساتھ یمن کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

○

جس روز سعد ابو کرب نے اپنے لشکر کے ساتھ یثرب سے کوچ کیا اسی روز عزازیل مکہ کے ایک نواحی قبیلے بنو ہزیل کے ہاں نمودار ہوا اور ایک جگہ لوگوں کو جمع کر کے وہ انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا سنو لوگو تم جانتے ہو گے کہ یمن کا بادشاہ سعد ابو کرب ان سرزمینوں پر حملہ آور ہو چکا ہے اس نے یثرب فتح کر لیا ہے اور اب وہ مکہ کی طرف سے آتا ہوا راستے میں پڑنے والے قبائل کو تباہ کرتا ہوا چلا آ رہا ہے لہٰذا اگر تم اسکے ہاتھوں تباہ ہونے سے بچنا چاہتے ہو تو جس وقت وہ یہاں آئے تم اپنا وفد اسکے پاس روانہ کرو اور سعد ابو کرب کو مکہ میں خدا کے گھر کعبہ پر حملہ آور ہونے کی

ترغیب دو۔

سنو لوگو تم جانتے ہو کہ ماضی میں جس بادشاہ یا حکمران نے بھی کعبہ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی یا بدی کا ارادہ کرنا چاہا یا یہاں سرکشی کا ارادہ کیا وہ برباد ہو کر رہ گیا لہٰذا تم سعد ابو کرب سے مل کر اسے یہ ترغیب دو کہ تم اسے ایسی عمارت کی نشاندہی کرتے ہو جس کے اندر بے شمار خزانے دفن ہیں اور جب وہ پوچھے کہ وہ عمارت کون سی ہے تو اسے بتانا کہ وہ عمارت مکہ شہر میں کعبہ کی عمارت ہے جس کے اندر صدیوں پرانے دفینے موجود ہیں لہٰذا تمہاری باتوں میں آ کر جب وہ کعبہ مکرمہ پر حملہ آور ہو گا تو وہ تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گا اور اس طرح تمہاری جان چھوٹ کر رہ جائے گی لوگوں نے عزازیل کی اس گفتگو کو بے حد پسند کیا اور جب عزازیل نے یہ اندازہ لگایا کہ لوگ اس کی بات ماننے کے لئے متفق اور متحد ہو گئے ہیں تو وہ وہاں سے کوچ کر گیا۔

پس جب سعد ابو کرب اپنے لشکر کے ساتھ بنو ہزیل کے پاس سے گزرنے لگا تو بنی ہزیل کا ایک وفد اسکی خدمت میں حاضر ہوا انہیں دیکھ کر سعد ابو کرب نے اپنے لشکر کو روک دیا تاکہ وہ بنو ہزیل کے وفد سے گفتگو کر سکے اس وفد کے سرکردہ نے بادشاہ کو مخاطب کر کے کہا اے بادشاہ ہم آپ کو ایک چھپا ہوا خزانہ بتاتے ہیں جس میں موتی' زمرد' یاقوت اور سونا چاندی بکثرت موجود ہیں ان سرزمینوں کے اندر جو بادشاہ گزرے ہیں وہ اسے پانے سے غافل رہے اس پر سعد ابو کرب نے بڑی بے چینی اور بڑی جستجو میں بنو ہزیل کے وفد کو مخاطب کر کے پوچھا بتاؤ وہ کون سی جگہ ہے جہاں یہ خزانہ دفن ہے جس سے پہلے دور میں گزرنے والے بادشاہ غافل رہے ہیں اس پر بنو ہزیل کا ایک فرد کہنے لگا اے بادشاہ مکہ شہر میں ایک گھر ہے جس کے لوگ اسے حرم مقدس کہہ کر پکارتے ہیں وہاں کے لوگ اسکی پرستش کرتے ہیں اور اسکے پاس عبادت کرنے کے ساتھ ساتھ دعائیں کرتے ہیں اس گھر میں وہ خزانے دفن ہیں جن کی ہم آپکو نشاندہی کر چکے ہیں بنی ہزیل کے وفد کی گفتگو سن کر سعد ابو کرب کعب اور اسد کی طرف متوجہ ہوا اور انہیں مخاطب کر کے ان سے پوچھا۔

تم دونوں کا اس معاملہ میں کیا خیال ہے اس پر کعب نے بادشاہ کو مخاطب کر کے کہا۔ اے بادشاہ تم ہرگز اس گھر پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہ کرنا ان لوگوں نے تجھے برباد کر دینے کی کوشش کی ہے ہم اس گھر کے سوا کوئی اور گھر نہیں جانتے جو اللہ نے اس زمین پر اپنے لئے بنوایا ہو اگر تو نے ویسا ہی کیا جیسا بنو ہزیل کے لوگوں نے تجھے بتایا ہے تو تیرے ساتھ جو لوگ بھی اس کام میں حصہ لیں گے برباد ہو کر رہ جائیں گے اس لئے کہ ماضی میں جس نے بھی اس شہر پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی یا بدکاری کی یا سرکشی کی بے راہ روی کا راستہ اختیار کیا اے بادشاہ وہ برباد اور نیست و نابود ہو کر رہ گیا اس پر سعد ابو کرب نے پوچھا۔

پھر تم دونوں مجھے اس سلسلہ میں کیا مشورہ دیتے ہو کہ میں اس گھر کے پاس جاؤں تو کیا کروں اس پر کعب کہنے لگا اے بادشاہ اس گھر کے پاس لوگ جو کچھ کرتے ہیں تو بھی ایسا کر اسکا طواف کر اسکی تعظیم اور تکریم کر اسکے پاس اپنا سر منڈوا اور جب تک تو اسکے پاس رہے اپنے اوپر خدا کا خوف طاری رکھ اس پر سعد ابو کرب نے پوچھا تم خود یہودی اس طرح کیوں نہیں کرتے اس پر کعب کہنے لگا اے بادشاہ واللہ بلاشبہ یہ گھر ہمارے باپ ابراہیم نے تعمیر کیا تھا اور اس میں کسی قسم کا شک نہیں کہ واقعی ٹھیک ویسا ہی ہے جیسا ہم نے کہا ہے لیکن وہاں کے رہنے والوں نے اسکے اطراف میں بت نصب کر دیئے اور ان بتوں کے آگے قربانیاں کرنے لگے ہیں یہ انہوں نے ہمارے اور اس گھر کے درمیان دیوار حائل کر دی وہ نجس اور مشرک بھی ہیں اس وجہ سے یہودی اس گھر کا رخ نہیں کرتے سعد ابو کرب ان لوگوں کی اس گفتگو اور سچائی کا قائل ہو گیا ہزیل کے لوگوں کو جنہوں نے اسے کعبہ پر حملہ آور ہونے کا مشورہ دیا تھا انہیں بلا کر سعد ابو کرب نے انکے ہاتھ کاٹ دیئے پھر وہ مکہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

مکہ پہنچ کر سعد ابو کرب نے سب سے پہلے مکہ کا طواف کیا اسکے بعد اونٹ ذبح کئے اور سر منڈوایا اس نے چھ روز وہاں قیام کیا اس دوران وہ جانور ذبح کر کے لوگوں کو کھلاتا رہا مکہ میں قیام کے دوران سعد ابو کرب نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اسے خانہ کعبہ پر غلاف چڑھانے کو کہہ رہا ہے چنانچہ اس نے بیت اللہ پر ٹاٹ کا غلاف چڑھایا اور یہ پہلا غلاف تھا جو سعد ابو کرب کے ہاتھوں کعبہ پر چڑھایا گیا دوسری رات پھر اس نے خواب میں دیکھا کہ اسے کہا گیا کہ اس سے بہتر غلاف کعبہ پر چڑھاؤ چنانچہ دوسرے روز ریشم کا غلاف کعبہ پر چڑھایا تیسرے روز پھر خواب میں اسے حکم دیا گیا کہ اس سے بھی بہتر غلاف کعبہ پر چڑھاؤ سو اس نے اس سے بہتر اور کا غلاف کعبہ پر چڑھایا ساتھ ہی ساتھ ابو کعب نے بنو جرہم کو جو کعبہ کے منتظمین تھے حکم دیا کہ وہ برابر خانہ کعبہ پر غلاف چڑھاتے رہیں اس نے یہ بھی حکم دیا کہ خانہ کعبہ کے قریب نجس مردار چیتھڑے ہرگز نہ آنے دیں اسکے علاوہ اس نے خانہ کعبہ پر ایک دروازہ بھی لگوایا اور قفل و کا بھی انتظام کیا تھا۔

دوسری طرف یمن میں بھی یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ یمن کے بادشاہ سعد ابو کرب نے اپنا دین ترک کر کے کوئی دوسرا دین اپنا لیا ہے اور ساتھ ہی کسی نئے آنے والے نبی پر ایمان لا چکا ہے لہٰذا مکہ سے کوچ کرنے کے بعد سعد ابو کرب جب یمن آیا تو یمن کے خونخوار قبیلے بنو حمیر نے سعد ابو کرب اور اسکے لشکریوں کی راہ روکتے ہوئے اسے یمن میں داخل ہونے سے روک دیا اور سعد ابو کرب کو مخاطب کر کے کہا اے بادشاہ تو نے ہمارے دین سے چونکہ علیحدگی اختیار کر لی ہے لہٰذا تجھے ہرگز یہ حق نہیں پہنچتا کہ تو اپنے آبائی دین کو ترک کرنے کے بعد ادھر داخل ہو لہٰذا اے بادشاہ اب

تمہیں نیا دین اختیار کرنے کے بعد یمن میں داخل نہیں ہونا چاہئے تھا اور تو اپنے لشکر کے ساتھ جس طرف چاہے نکل جا اب یمن میں تیرے اور تیرے لشکریوں کیلئے کوئی جگہ نہیں ہے اس مخاطب ہونے والے سردار کو سعد ابو کرب کوئی جواب دینے ہی والا تھا کہ بنو حمیر کا ایک اور سردار قریب آیا اور سعد ابو کرب کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا

اے بادشاہ تم جانتے ہو کہ ہمارے ملک میں صدیوں پرانا ایک رواج چلا آ رہا ہے وہ یہ کہ کسی شخص نے اپنے سحر اپنے طلسم سے ایک ایسی آگ بنائی تھی جو مختلف لوگوں کے مابین فیصلے اور ثالثی کا کام انجام دیتی ہے اور اے بادشاہ تو جانتا ہے کہ فیصلہ کرتے وقت وہ آگ ظلم اور باطل پر چڑھنے والے کو کھا جاتی ہے اور مظلوم اور نیکی کا راستہ اختیار کرنے والے کو کوئی ضرر نہیں پہنچاتی لہذا ہم تمہیں تمہارے لشکر کے ساتھ کسی اور سرزمین کی طرف نکل جانے سے پہلے ایک موقع فراہم کرتے ہیں کہ تم اور ہم بھی آگ نکلنے کے مقام پر جا کھڑے ہوتے ہیں اگر تم برائی پر ہوئے اور ہم نیکی پر ہوئے تو آگ ہمیں کچھ نہ کہے گی تمہارا کام تمام کر دے گی اور اگر تم سچائی پر ہوئے اور ہم جھوٹ اور کذب پر ہوئے تو آگ ہمارا کام تمام کر دے گی لہذا اے بادشاہ تو اپنے لشکر کے ساتھ اپنی سرزمین میں داخل ہو اور اس کو ہستانی سلسلے کی طرف چلتے ہیں جہاں پر وہ آگ نمودار ہوتی ہے۔

اور اس آگ کے ذریعے سے فیصلہ کرنے کے بعد پھر کوئی عملی قدم اٹھایا جائے گا بادشاہ سعد ابو کرب نے اس سردار کی تجویز کو پسند کیا پھر وہ بنو حمیر کے سردار اور سعد ابو کرب اپنے لشکر کے ساتھ کو ہستانی سلسلے کے اس حصے کی طرف جا رہے تھے جہاں وہ آگ نمودار ہوا کرتی تھی۔

سب لوگ اس کو ہستانی سلسلے کے اس حصے میں جا بیٹھے جہاں وہ مافوق الفطرت آگ نکلا کرتی تھی آگ کے اس دہانے کے ایک طرف بادشاہ سعد ابو کرب دونوں یہودی علماء اور اس کے لشکری بیٹھ گئے اور دوسری طرف بنو حمیر کے سردار اور عام لوگ بیٹھے تھے پھر جس جگہ سے وہ آگ نکلا کرتی تھی ایک خوفناک آگ نمودار ہوئی اور جب وہ اپنے اس دہانے سے باہر آئی تو بادشاہ سعد ابو کرب اور اس کے لشکری اپنی جگہ پر جم کر بیٹھے رہے جبکہ بنو حمیر کے سردار اور دوسرے لوگ خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹنے لگے اسی وقت آگ انکے آگے والے حصوں پر چھا گئی اور انہیں جلا کر خاک کر دیا اور باقی لوگ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنی جان بچائی پھر انہوں نے تسلیم کر لیا کہ سعد ابو کرب سچائی پر ہے اس بنا پر انہوں نے اپنے بادشاہ اسکے لشکریوں اور دونوں علماء سمیت یمن میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ یوناف اور یوسا نے بھی سعد ابو کرب کے ساتھ یمن میں رہائش اختیار کر لی تھی۔

ملکہ ایزبل کے باعث سامریہ کی سلطنت میں جس شرک کی ابتدا بعل دیوتا کی وجہ سے ہوئی تھی اس شرک کا خاتمہ نہ ہو سکا اللہ کے پیغمبر الیاسؑ اور الیسع نے اپنی ساری عمر شرک کے اس طوفان کو روکنے میں صرف کر دی لیکن سامریہ کے لوگ برابر بعل دیوتا کی پرستش کی طرف مائل رہے اس لئے کہ ان کا حکمران طبقہ خصوصیت کے ساتھ ملکہ ایزبل بعل دیوتا کی پرستش کی طرف مائل تھی آخر جب سامریہ کی سرزمین کے لوگ اس پرستش سے باز نہ آئے تو کچھ یوں ہوا کہ انکے ہمسائے اشوریوں نے دن رات اپنی عسکری قوت میں اضافہ کرتے ہوئے بے پناہ قوت حاصل کر لی اور وہ خدا کا عذاب بن کر سامریہ کی سلطنت پر وارد ہونے لگے اور انہوں نے سامریہ پر حملے شروع کر دیئے تھے اس برے وقت میں خدا کی طرف سے دو اور پیغمبر یوسیع اور عاموس سامریہ کی سرزمین کی طرف مبعوث کئے گئے۔ ان ہی دنوں خداوند نے قوم آشور کیلئے ان کے مرکزی شہر نینوا میں یونسؑ کو مبعوث کیا آپ نے قوم آشور کو انکے دیوتا آشور اور دوسرے دیوتاؤں کی پوجا پاٹ ترک کر کے صرف ایک خدا کی عبادت کرنے کی تبلیغ کی ایک عرصہ تک آپ قوم آشور کو تبلیغ فرماتے رہے اور توحید کی دعوت دیتے ہوئے خداوند واحد کی طرف بلاتے رہے لیکن انہوں نے اعلان حق پر کان نہ دھرا اور ہٹ دھرمی اور سرکشی کے ساتھ شرک اور کفر پر اصرار کرتے رہے۔ اور گذشتہ نافرمان قوموں کی طرح خداوند کے سچے پیغمبر کی بات پر کان دھرنے کی بجائے مذاق کرتے رہے تب مسلسل اور پیہم مخالفت و سرکشی سے متاثر ہو کر یونسؑ اپنی قوم سے خفا ہو گئے اور ان کو عذاب الٰہی کی بددعا کرتے ہوئے ان کے درمیان سے غضبناک ہو کر روانہ ہو گئے۔

قوم آشور کے مرکزی شہر نینوا سے نکل کر یونسؑ نے دریائے فرات کا رخ کیا تا کہ وہ کسی اور سرزمین کی طرف نکل جائیں جب وہ دریا کے کنارے پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ دریا کے کنارے ایک کشتی مسافروں سے بھری ہوئی تیار کھڑی تھی پس یونسؑ بھی اس کشتی میں سوار ہو گئے اور تھوڑی دیر بعد اس کشتی نے لنگر اٹھایا اور دریا میں رواں دواں ہو گئی جب کشتی عین دریا کے بیچ پہنچ گئی تب ہواؤں کا ایک زوردار طوفان اٹھا اور کشتی کو آگھیرا اور اس کشتی کی یہ حالت ہوئی کہ وہ ڈگمگانے لگی۔

کشتی کے اندر جو لوگ سوار تھے ان کو یقین ہو گیا تھا کہ اب وہ بچ نہ سکیں گے اور ان کی کشتی اب کر ان سب کی ہلاکت کا باعث بن جائے گی اس کشتی میں جو لوگ سوار تھے وہ سب اپنے اپنے عقیدے کے مطابق کہنے لگے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کشتی میں کوئی غلام اپنے آقا سے بھاگا ہے اور جب تک اس غلام کو اس کشتی سے نہ نکالا جائے گا اس طوفان سے ہمیں نجات نہ ملے گی۔

یونسؑ نے جب کشتی میں سوار لوگوں کی یہ باتیں سنیں تو انہیں تنبیہ ہوئی اور وہ اس خیال

سے کانپ اٹھے کہ وہ نینوا سے خداوند کی وحی کا انتظار کئے بغیر چلے آنا پسند نہیں آیا اور یہ جو کشتی کو طوفان نے آن گھیرا ہے اور بیچ دریا میں کشتی ڈگمگانے لگی ہے۔ تو یہ ضرور میری آزمائش کے آثار ہیں یہ دیکھ کر یونسؑ نے کشتی کے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

اے کشتی کے لوگو میری بات غور سے سنو میں ہی وہ غلام ہوں جو اپنے آقا سے بھاگا ہوں اگر تم اس کشتی کو بچانا چاہتے ہو تو مجھے دریا میں پھینک دو لیکن چونکہ اس کشتی کے ملاح اور جو لوگ کشتی میں بیٹھے تھے وہ یونسؑ کی صداقت سے بے حد متاثر تھے اور ان کی پاکیزہ اور خوش اخلاق زندگی کے بھی قائل تھے لہٰذا انہوں نے یونسؑ سے کہا آپ وہ غلام نہیں ہو سکتے جو اپنے آقا سے بھاگ کر آیا ہے جس کی وجہ سے یہ کشتی ڈگمگانے لگی ہے۔ اس بنا پر انہوں نے یونس کو کشتی سے نکال کر دریا میں پھینکنے سے انکار کر دیا اور فیصلہ کیا کہ قرعہ اندازی کی جائے اور قرعہ اندازی میں جس شخص کا بھی نام نکلے اسے دریا میں پھینک دیا جائے۔

پس کشتی کے اندر جس قدر لوگ سوار تھے ان کے ناموں کی نسبت سے تین دفعہ قرعہ اندازی کی گئی اور تینوں بار یونسؑ کے نام کا قرعہ نکلا اس طرح لوگوں نے مجبور ہو کر یونسؑ کو دریا میں ڈال دیا۔ اس وقت خداوند کے حکم سے ایک مچھلی نے ان کو نگل لیا اور خدا نے مچھلی کو حکم دیا کہ یونس کو تجھے صرف نگلنے کی اجازت ہے وہ تیری غذا نہیں ہے اس کے جسم کو مطلق کوئی گزند نہ پہنچے۔

یونسؑ نے جب مچھلی کے پیٹ میں اپنے آپکو موجود پایا تو خداوند کے حضور میں اپنی اس ندامت کا اظہار کیا کیونکہ وہ وحی الٰہی کا انتظار کئے اور خدا سے اجازت لئے بغیر اپنی قوم سے ناراض ہو کر نینوا سے نکل کھڑے ہوئے تھے لہٰذا یہ سوچنے کے بعد وہ مچھلی کے پیٹ میں خداوند سے عرض و گزارش کرنے لگے کہ الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہی یکتا ہے میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں بلاشبہ میں ہی اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہوں۔

خداوند نے یونسؑ کی درد بھری آواز کو سنا اور قبول فرمایا مچھلی کو حکم ہوا کہ یونسؑ کو جو تیرے پاس خداوند کی امانت ہے اگل دے چنانچہ مچھلی نے ساحل پر یونسؑ کو اگل دیا مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے انکا جسم ایسا ہو گیا تھا جیسا کہ کسی پرندے کا پیدا شدہ بچہ کہ جس کا جسم بے حد نرم ہوتا ہے بال تک نہیں ہوتے۔

غرض یونسؑ بہت نحیف اور نزار ہو کر نکلے اس کے بعد خداوند نے ان کے لئے ایک بیلدار درخت اگایا جس سے وہ ایک جھونپڑی بنا کر رہنے لگے مگر چند دن کے بعد ایسا ہوا کہ اس بیل کی جڑ کو کیڑا لگ گیا اور اس نے اس کو کاٹ ڈالا جب بیل سوکھنے لگی تو یونسؑ بے حد مغموم اور فکرمند ہوئے اسی وقت خداوند نے وحی کے ذریعے یونسؑ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

اے یونسؑ تمہیں اس بیل کے سوکھنے کا بہت غم ہوا جو ایک حقیری چیز ہے مگر تم نے یہ نہ سوچا کہ نینوا کی ایک لاکھ سے زیادہ آبادی جس میں انسان بس رہے ہیں اور ان کے علاوہ جانور بھی بس رہے ہیں انکو برباد اور ہلاک کرنے میں ہم کو کوئی ناگواری نہیں ہو گی۔ ہم ان کے لئے اس سے زیادہ شفیق اور مہربان نہیں ہیں جو تم کو اس بیل کے ساتھ انس ہے جو تم وحی کا انتظار کئے بغیر انہیں بددعا کر کے انکے درمیان سے نکل آئے ایک نبی کی شان سے یہ نامناسب تھا کہ وہ قوم کو بددعا کرنے اور ان سے نفرت کر کے جدا ہونے میں عجلت کرے اور وحی کا بھی انتظار نہ کرے۔

دوسری طرف قوم آشور کا یہ حال تھا کہ جب یونسؑ انکے لئے بددعا کرنے کے بعد مرکزی شہر نینوا سے روانہ ہو گئے تو انہوں نے انکی بددعا کے کچھ آثار محسوس کئے نیز یونسؑ کے بستی چھوڑ دینے پر انہیں یقین ہو گیا کہ وہ خدا کے سچے پیغمبر ہیں اور اب ان کی ہلاکت یقینی ہے تب ہی یونسؑ ہم سے جدا ہو گئے یہ سوچ کر بادشاہ سے لے کر رعایا تک سب کے دل خوف و دہشت سے کانپ اٹھے پھر وہ سب یونسؑ کو تلاش کرنے لگے تاکہ وہ انکے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کر لیں ساتھ ہی سب خدائے تعالیٰ کے حضور توبہ استغفار کرنے لگے تھے۔

یوں قوم آشور کے لوگ ہر قسم کے گناہوں سے کنارہ کش ہو کر شہر سے دور میدان میں نکل آئے حتیٰ کہ چوپایوں کو بھی ساتھ لے آئے اور بچوں کو بھی ماؤں سے جدا کر دیا اس طرح دنیاوی حالات سے کٹ کر وہ گریہ و زاری کرتے ہوئے اپنے رب سے یہ اقرار کرتے رہے کہ اے خداوند یونسؑ جو تیرا پیغام لے کر ہم تک آئے تھے۔ ہم اس کی پیروی کرتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں آخر کار خداوند نے ان کی توبہ قبول فرمائی ان کو دولت ایمان سے نوازا اور انہیں عذاب سے بچا لیا۔

بہرحال یونس کچھ عرصہ تک دریائے فرات کے کنارے جھونپڑے کے اندر دن گزارتے رہے پھر دوبارہ آپ کو حکم ملا کہ نینوا کا رخ کریں اور قوم میں رہ کر صراط مستقیم کی طرف ان کی رہنمائی کریں تاکہ خدا کی اس قدر کثیر مخلوق ان کی رہبری سے محروم نہ رہے۔ چنانچہ خداوند کے حکم کا اتباع کر کے یونس واپس نینوا میں تشریف لائے۔ ان کی قوم نے جب انہیں دیکھا تو خوشی کا اظہار کیا اور انکی رہنمائی میں دین اور دنیا کی کامرانی حاصل کرتی رہی۔

○

بنی اسرائیل کی دونوں سلطنتوں کے ارتقاء اور قوم آشور کے ان واقعات تک یوناف اور بیوسا نے یمن کے اندر ہی قیام کئے رکھا اس دوران یمن کا بادشاہ سعد ابو کرب فوت ہو چکا تھا تاہم اسکے بعد بھی ایک عرصہ تک یوناف اور بیوسا نے یمن ہی میں قیام رکھا یہاں تک کہ ربیعہ بن نصر یمن کا

بادشاہ ہوا یمن پر حکومت کرتے ہوئے اس ربیعہ بن نصر نے ایک خواب دیکھا جس کی وجہ سے وہ خوفزدہ ہو گیا تھا یہ خواب دیکھنے کے بعد ربیعہ بن نصر نے سب سے پہلے یوناف کو طلب کیا اس لئے کہ وہ اس کی شرافت اسکی ایمانداری کا قائل تھا جب یوناف اور بیوسا دونوں ربیعہ بن نصر کے سامنے آئے تو ربیعہ بن نصر نے پہلے ان دونوں کو بڑی عزت بڑے احترام کے ساتھ اپنے سامنے بٹھایا پھر انتہائی نرمی اور شفقت سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے یوناف میرے رفیق تو ایک عرصہ سے یمن کے اندر مقیم ہے اور میں جانتا ہوں کہ تو انتہائی شریف نیک اور دیانتدار آدمی ہے اور تو کوئی غیر معمولی بلکہ کچھ مافوق الفطرت قوتوں کا بھی مالک ہے لہٰذا میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ رات میں نے بڑا خوفناک خواب دیکھا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے اس خواب کی تعبیر بتائے لیکن میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ میں کسی کے سامنے اپنا خواب نہیں کہوں گا اور جو بھی مجھے خواب کی حقیقت بتانا چاہے مجھے خواب کی تعبیر کے ساتھ ساتھ میرے خواب کی تفصیل بھی بتائے کہ میں نے کیسا خواب دیکھا ہے جس نے میرا خواب صحیح بتا دیا تو میں جانوں گا کہ اس نے تعبیر بھی سچی بتائی ہے۔

یوناف نے بڑی عاجزی اور انکساری میں ربیعہ بن نصر کو مخاطب کر کے کہا اے بادشاہ میں آپ سے غلط بیانی سے کام نہیں لوں گا میں بے شک کچھ مافوق الفطرت قوتوں کا مالک ہوں لیکن میں ستاروں کا علم خوابوں کی تعبیر کا علم نہیں رکھتا لہٰذا میں نہ ہی آپ کو آپ کے خواب سے متعلق کچھ بتا سکتا ہوں اور نہ ہی آپ کے سامنے اس کی تعبیر کچھ کہہ سکتا ہوں میں ایسی صورت میں آپ کو یہی مشورہ دوں گا کہ آپ اپنی سلطنت کے کسی کاہن اور ستارہ شناس کو طلب کریں اور اس کے سامنے یہ بات پیش کریں کہ وہ آپکو خواب اور اسکی تعبیر کی تفصیل بتائے۔ ربیعہ بن نصر یوناف کا سچائی پر مبنی یہ جواب سن کر خوش ہوا اس نے یوناف اور بیوسا کو جانے کی اجازت دے دی اور ان دونوں کے جانے کے بعد اس نے اپنے بڑے بڑے کاہنوں جادوگروں فال گیروں اور نجومیوں کو طلب کیا اور جب وہ سب اس کے سامنے آ کر بیٹھ گئے ربیعہ بن نصر نے ان سب کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو میری سلطنت کے معزز لوگو میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے خوفزدہ کر دیا ہے اس خواب سے متعلق تم مجھے اسکی تعبیر سے بھی آگاہ کرو۔ بادشاہ کی یہ گفتگو سن کر وہ سارے کاہن، جادوگر، فال گیر نجومی پیشن گوئیاں کرنے والے ستارہ شناس کافی دیر تک آپس میں مشورہ کرتے رہے پھر ان میں سے ایک نے بادشاہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا پہلے اے بادشاہ آپ ہم سے اپنا خواب بیان کیجئے۔ تو ہم تعبیر بتائیں اس پر ربیعہ بن نصر کہنے لگا اگر خواب میں نے تمہیں بتا دیا تو اس خواب سے متعلق تمہاری تفصیل پر مجھے اطمینان نہ ہو گا کیونکہ اسکی تعبیر اسکے سوا کوئی نہیں جان سکتا جو اصل خواب پہلے بیان کر دے لہٰذا میں تم سب سے یہ کہوں گا کہ تم میں سے جو بھی پہلے میرے خواب کی تعبیر بتائے تو وہ اس تعبیر کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتائے کہ میں نے کیا اور کس طرح کا خواب دیکھا ہے۔

ربیعہ بن نصر کی یہ شرط سن کر وہ سب لوگ سٹپٹا گئے پھر تھوڑی دیر تک خاموش رہنے کے بعد آپس میں صلاح مشورہ کیا اسکے بعد وہ کہنے لگے اے بادشاہ ہم میں سے کوئی بھی یہ کام نہیں کر سکتا کہ وہ آپ کے خواب کی اصلیت کے ساتھ ساتھ اسکی تعبیر بھی بیان کرے ہاں ہماری سلطنت میں دو اشخاص ایسے ہیں جو آپکے خواب اور اسکی تعبیر سے متعلق کہہ سکتے ہیں اور ہم سب کا یہ اندازہ ہے کہ ان دونوں جیسا اس دنیا میں کوئی بھی ستارہ شناس اور نجومی نہ ہو گا ان دونوں میں سے ایک کا نام سطیح اور دوسرے کا نام شق ہے اور ہمیں امید ہے کہ یہ دونوں آپ کی شرط پوری کر سکتے ہیں اور ہم یہ بھی دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ان دونوں سے بڑھ کر کوئی بھی خواب کی تعبیر بتانے والا نہیں ہے لہٰذا ہمارا یہ مشورہ ہے کہ آپ سطیح اور شق کو طلب کریں اور انکے سامنے اپنا یہ سوال پیش کریں بادشاہ نے ان سارے نجومیوں ستارہ شناسوں فال گیروں اور رمالوں کو جانے کی اجازت دے دی اور اپنے قاصد اور ایلچی بھیجے کہ مشہور زمانہ ستارہ شناس سطیح اور شق کو بلایا جائے۔

جب یہ سطیح اور شق دونوں ستارہ شناس یمن کے بادشاہ کے سامنے پیش ہوئے تو بادشاہ نے اپنے کارندوں کو مخاطب کر کے کہا ان میں سے ایک کو محل کے کنارے کے ایک کمرے میں لے جا کر بند کر دیا جائے تاکہ باری باری ان سے اپنا سوال کر سکوں اور یہ دونوں ایک دوسرے کے جواب سے آگاہ نہ ہو سکیں اس پر سطیح کو بادشاہ کے پاس ہی رہنے دیا گیا جبکہ شق کو بادشاہ کے کارکن باہر لے گئے اور اسے محل کے دور افتادہ کمرے میں لے جا کر بند کر دیا گیا۔ شق کے جانے کے بعد بادشاہ نے ستارہ شناس سطیح کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

اے ستارہ شناس سنو میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے خوفزدہ کر دیا ہے اور میں اس سے ڈر گیا ہوں تو مجھے وہ خواب بتا اگر تو نے مجھے وہ خواب صحیح بتا دیا تو تو اس کی تعبیر بھی صحیح بتا سکتا ہے ستارہ شناس سطیح بادشاہ کے سامنے تھوڑی دیر تک سر جھکائے بیٹھا رہا وہ گہری سوچوں میں غرق رہا اور ستاروں کا حساب کرتا رہا۔ جب وہ اپنا کام کر چکا تو اس نے بادشاہ کو مخاطب کر کے کہا۔ اے بادشاہ تو نے ایک شرارہ دیکھا ہے جو اندھیرے سے نکلا پھر نشیبی زمین میں گرا اس زمین کی ہر دماغ والی چیز یعنی جاندار کو کھا گیا۔

سطیح کا یہ جواب سن کر بادشاہ خوش ہوا اور کہنے لگا اے سطیح تو نے اس میں ذرا بھی غلطی نہیں کی یقیناً میں نے ایسا ہی خواب دیکھا ہے جس کی تو نے نشاندہی کی ہے اب بتا اسکی تعبیر کیا ہے اس پر

سطیح پھر تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر اپنے ستاروں کا حساب کرتا رہا اسکے بعد پھر اس نے بادشاہ کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

اے بادشاہ دونوں سیاہ سرزمینوں کے درمیان جتنے حشرات الارض ہیں ان کی قسم کھاتا ہوں کہ تمہاری سرزمین پر حبشی نازل ہوں گے اور مقامات ابین سے نجران اور اسکے درمیان کے سارے علاقے پر قابض ہو جائیں گے بادشاہ نے کہا اے سطیح تیرے باپ کی قسم یہ تو ہمارے لئے غیض و غضب اور باعث الم ہے مگر یہ کب ہونے والا ہے کیا میرے اس زمانہ میں یا اسکے بعد اس پر سطیح نے جواب دیتے ہوئے کہا یہ حادثہ تیرے زمانے میں نہیں بلکہ تیرے بہت بعد گزرنے والا ہے بادشاہ نے پوچھا تو کیا ان حبشیوں کی حکومت ہمیشہ رہے گی سطیح نے کہا نہیں ہمیشہ نہیں رہے گی کچھ عرصہ ان کی حکومت یمن میں رہے گی پھر وہ مارے جائیں گے اور اس سرزمین سے نکل جائیں گے بادشاہ نے پھر پوچھا۔

آخر ان کا قتل اور اخراج کس کے ہاتھوں انجام پائے گا ستارہ شناس سطیح کہنے لگا ارم ذی یزن ان پر چڑھائی کرے گا اور ان میں سے کسی کو بھی یمن میں نہ چھوڑے گا۔ بادشاہ نے پوچھا کیا اس کی سلطنت بھی ہمیشہ رہے گی یا تباہ ہو جائے گی۔ اس پر سطیح کہنے لگا ہمیشہ نہیں رہے گی بلکہ ختم ہو جائے گی بادشاہ نے پوچھا اس کی حکومت کو کون ختم کرے گا اس پر سطیح بڑی سوچ وبچار کے بعد کہنے لگا۔

اے بادشاہ ایک پاک نبی جس کے پاس خدا کی وحی اٹھے گی وہی اس کی حکومت کے خاتمے کا باعث بنے گا۔ بادشاہ نے پوچھا یہ نبی کس کی اولاد میں سے ہو گا سطیح کہنے لگا۔ یہ نبی غالب بن فہر بن مالک بن نضر کی اولاد میں سے ہو گا اور یہ دنیا کے اندر آخری رسولؐ ہو گا سطیح کا یہ جواب سن کر بادشاہ تھوڑی دیر تک گہری سوچوں میں ڈوبا رہا پھر سطیح کو مخاطب کر کے اپنا سلسلہ کلام شروع کیا۔

اے سطیح اس آنے والے نبی کی حکومت کب تک رہے گی جس کے متعلق تو نے کہا ہے کہ یہ آخری رسولؐ ہو گا اور قریش میں سے ہو گا سطیح کہنے لگا اس آنے والے رسول کی حکومت زمانے کے اختتام تک رہے گی بادشاہ نے متعجب اور پریشان ہو کر پوچھا کیا زمانے کا کوئی انجام اور اختتام بھی ہے سطیح کہنے لگا جس روز پہلے اور پچھلے سب لوگ جمع ہوں گے اس روز نیک لوگ خوش قسمت ہوں گے اور برے بد قسمت ہوں گے بادشاہ نے پوچھا کیا یہ صحیح بات ہے جس کی تم مجھے خبر دے رہے ہو۔ سطیح کہنے لگا ہاں قسم ہے شفق، رات کے اندھیرے اور صبح صادق کی جو خبریں تمہیں سنا رہا ہوں وہ بالکل سچ ہے۔

سطیح کا جواب سن کر یمن کا بادشاہ ربیعہ بن نصر تھوڑی دیر تک سر جھکائے گہری سوچوں میں کھویا رہا پھر اس نے اپنے کارکنوں میں سے ایک کو مخاطب کر کے کہا اس سطیح کو بائیں جانب خالی نشستوں میں سے ایک پر بٹھا دو اور دوسرے ستارہ شناس شق کو میرے سامنے لے کر آؤ پس بادشاہ کے اس کارکن نے سطیح کو بڑے احترام سے خالی نشست پر لا کر بٹھا دیا اور اسکے بعد شق کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا شق جب بادشاہ کے سامنے آیا تو بادشاہ نے اس سے بھی ویسا ہی سوال کیا جیسا کہ اس نے سطیح سے کیا تھا بادشاہ اس سے بھی اپنے خواب سے متعلق تفصیل سے جاننا چاہتا تھا تاکہ اسے یہ اندازہ ہو کہ یہ دونوں ایک ہی بات کہتے ہیں یا کوئی فرق رکھتے ہیں لہٰذا بادشاہ نے شق کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اے شق مجھے بتایا گیا ہے کہ تم دنیا کے بہترین ستارہ شناسوں میں سے ایک ہو اور تمہارے جیسا ستارہ شناس اور نجومی اس وقت دنیا میں نہیں ہے سنو شق میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے ہلا کر رکھ دیا ہے اس خواب کی تعبیر بتانے سے پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ میں نے کیا خواب دیکھا ہے تاکہ مجھے یہ اطمینان ہو سکے کہ اگر تم خواب صحیح کہتے ہو تو تم مجھے اسکی تعبیر بھی صحیح بتاؤ گے اس پر شق نے بھی تھوڑی دیر تک سطیح کی طرح خاموشی اختیار کئے رکھی کچھ سوچتا رہا ستاروں کا حساب لگاتا رہا پھر کہنے لگا اے بادشاہ آپ نے شرارہ دیکھا ہے جو نکلا پھر نشیبی زمین اور ٹیلے کے درمیان آکر گرا اور ہر ذی روح کو کھا گیا۔

شق کا یہ جواب سن کر بادشاہ خوش ہوا اور کہنے لگا اے شق تو نے خواب کے بیان میں تو کوئی غلطی نہیں کی اب بتا میرے اس خواب کی تعبیر کیا ہے اس پر شق بھی سطیح کی طرح کافی سوچ وبچار کے بعد کہنے لگا اے بادشاہ دونوں سیاہ پتھریلی زمینوں کے درمیان کے لوگوں کی قسم تمہاری سرزمین میں حبشی نازل ہوں گے تمام نرم و نازک سبزہ زاروں پر غلبہ پالیں گے اور ابین سے لیکر نجران تک تمام مقام تک حکمران ہو جائیں گے۔

ربیعہ بن نصر شق کا جواب سن کر بے حد خوش ہوا پوچھا اے شق تیرے باپ کی قسم یہ تو ہمارے لئے غیض و غضب اور وجہ الم ہے اور یہ کب ہونے والا ہے کیا میرے زمانے میں یا اس کے بعد شق کہنے لگا تیرے زمانے میں نہیں بلکہ تیرے بہت عرصہ بعد یہ واقعہ رونما ہو گا مگر یہ حبشی بھی یمن میں ہمیشہ نہ رہنے پائیں گے ایک صاحب عزت اور شان والا جوان ان لوگوں کو اس سرزمین سے مار بھگائے گا۔ بادشاہ نے پھر خوش ہوتے ہوئے پوچھا۔

اے شق یہ نوجوان کون ہو گا جو ان حبشیوں کو اس سرزمین سے نکال باہر کرے گا ایک ایسا نوجوان جو کمزور نہ ہو گا اور نہ کسی معاملہ میں کوتاہی کرنے والا ہو گا۔ ذی یزن کے خاندان میں سے ان حبشیوں کے مقابلے کے لئے اٹھے گا اور ان میں سے کسی کو بھی یمن میں نہ چھوڑے گا بادشاہ نے پوچھا کیا اس کی سلطنت ہمیشہ رہے گی یا وہ بھی چند روز میں ختم ہو جائے گی شق نے کہا نہیں ہمیشہ

نہ رہے گی بلکہ خدا کے ایک بھیجے ہوئے کی وجہ سے ختم ہو جائے گی۔ جو دین داروں اور فضیلت والوں میں سے حق اور انصاف کے ساتھ اٹھے گا بادشاہ اپنے چہرے پر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے پھر پوچھنے لگا۔

بادشاہ نے پوچھا اس صاحب فضیلت ہستی کی حکومت کب تک رہے گی شق کہنے لگا۔ اس کی قوم میں حکومت فیصلے کے دن تک رہے گی پوچھا وہ فیصلے کا دن کیا ہے؟ کہا وہ دن جس میں انسان کو اس کے کاموں کا بدلہ دیا جائے گا اس روز آسمان سے پکار ہو گی جو زندہ اور مردہ سب سنیں گے اس روز لوگ ایک وقت معین پر جمع کئے جائیں گے دین داروں کو کامیابی اور نیکیاں نصیب ہوں گی بادشاہ نے پوچھا کیا جو کچھ تم کہہ رہے ہو صحیح ہے شق کہنے لگا آسمان اور زمین ان دونوں کے درمیان جو کچھ بھی ہے اسکی قسم جو خبریں تمہیں دے رہا ہوں یہ بلاشک سچی ہے اس میں کسی قسم کے شک اور غلطی کا کوئی امکان نہیں ہے۔

جب شق اپنی بات ختم کر چکا تو ربیعہ بن نصر تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر اس نے دونوں ستارہ شناسوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔ سنو معزز اور مکرم ستارہ شناسو تم دونوں نے میرے خواب اور اسکی تعبیر کی صحیح صحیح حقیقت میرے سامنے بیان کی ہے میں تم دونوں کی اس تعبیر سے بے حد مطمئن اور خوش ہوا ہوں اور تمہارے لئے ایسے انعام اور اکرام کا اعلان کرتا ہوں جس کی تم توقع تک نہیں کر سکتے اس کے بعد بادشاہ نے سطیح اور شق کو انعام و اکرام سے نواز کر رخصت کر دیا۔

جو کچھ ان دونوں ستارہ شناسوں نے کہا تھا وہ ربیعہ بن نصر کے دل پر جم گیا۔ وہ حکومت سلطنت اور اسکے کاروبار سے بالکل بد دل اور بے چین سا ہو کر رہ گیا تھا اس نے اپنے گھر والوں اور بچوں کے لئے سامان تیار کیا اور انہیں عراق کی طرف روانہ کر دیا یہ لوگ حیرہ شہر میں جا کر آباد ہو گئے اسی ربیعہ بن نصر کی پسماندہ اولاد میں سے نعمان بن منذر ہوا تھا۔

یوناف اور بیوسا ابھی تک یمن میں ہی قیام کئے ہوئے تھے کہ ایک روز ا بلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہا سنو یوناف میرے حبیب اب یمن کی سرزمین میں پڑے رہنے سے کیا حاصل اٹھو اور ایک نئی مہم کی ابتدا کریں سنو یہاں سے آشوریوں کے مرکزی شہر نینوا کی طرف جاتے ہیں اس سرزمین کے اندر الیاسؑ کی وجہ سے وحدانیت کے خوب چرچے ہوئے تھے لیکن لوگ انکے بعد کچھ عرصہ تک واحدانیت پر قائم رہنے کے بعد اپنے پرانے اور قدیم طور طریقوں کو اپنا چکے ہیں اسکے علاوہ آشوریوں کا موجودہ بادشاہ شلما نصر ایک بین الاقوامی حیثیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ ارد گرد کے سارے حکمران اسکی طاقت اور قوت سے خوف کھانے لگے ہیں یہاں تک کہ فلسطین کی دونوں سلطنتوں کے بادشاہوں دمشق کے آرامی بادشاہ ابن ہدد بابل کے حکمرانوں، عیلام کی سلطنت اور خونخوار قوم جیتوں کے حکمرانوں تک نے اس بادشاہ کو خراج پیش کیا ہے تاکہ یہ کہیں ان پر حملہ آور ہو کر انہیں نیست و نابود کر کے نہ رکھ دے۔

اور سنو یوناف عجیب اور دلچسپ بات یہ ہے کہ جیتوں کے خونخوار بادشاہ نے خراج میں ایک بھاری رقم دی ہے اسکے علاوہ ابھی چند ہی دن پہلے شلما نصر کی خدمت اپنی چھوٹی اور نوعمر بیٹی کو شلما نصر کی طرف روانہ کیا ہے تاکہ یہ شلما نصر اسکو اپنے حرم میں داخل کرے اور جیتوں اور آشوریوں کے تعلقات بہتر رہیں اسکے علاوہ جیتوں کے بادشاہ نے اپنے سرکردہ اور نامور رفقاء اور جرنیلوں کی بیٹیاں بھی آشوریوں کے مرکزی شہر نینوا کی طرف اپنی بیٹی کے ساتھ روانہ کی ہیں تاکہ وہ بھی خراج کے طور پر آشوریوں کے بادشاہ کے سامنے پیش کی جائیں اور بادشاہ انہیں تحفے کے طور پر اپنے جرنیلوں اور رفقاء میں تقسیم کرے اس جیتوں کا بادشاہ ایک وقت میں دو کام حاصل کرنا چاہتا ہے اور وہ یہ کہ ان لڑکیوں کو پا کر شلما نصر اور اس کے رفقاء حسینوں پر خوش ہوں گے اور ان پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہ کریں گے دوسرے یہ کہ یہ لڑکیاں آشوریوں کے اندر رہ کر مستقبل میں بھی جیتوں اور آشوریوں کے تعلقات بہتر بنانے کی مزید کوشش کریں گی۔

سنو یوناف گو جیتوں کی یہ لڑکیاں ابھی آشوریوں کے شہر نینوا نہیں پہنچیں تاہم ان کی آمد سے پہلے ہی آشوریوں کے بادشاہ شلما نصر نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ جیتوں کے بادشاہ کی شہزادی کو اپنے حرم میں داخل نہیں کرے گا بلکہ اسکے لئے اس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس شہزادی کے نینوا پہنچنے کے بعد اس کے دلیر اور جرات مند جرنیلوں کے درمیان مقابلہ کروایا جائے گا اور جو بھی اس میں فتح یاب ہو گا جیتوں کی شہزادی جس کا نام ریمل ہے جیتنے والے کے حوالے کر دی جائے گی۔ اور اسکے علاوہ جیتوں کی جو اور سو لڑکیاں ہیں بادشاہ نے انہیں اپنے رفقاء اور جرنیلوں میں تقسیم کر دینے کا فیصلہ کر لیا ہے اس طرح بادشاہ نے کسی بھی لڑکی کو اپنے حرم میں داخل کرنے کا فیصلہ نہیں کیا اس لئے کہ ایک تو وہ عمر کا کافی ہو چکا ہے دوسرے اسکے حرم میں پہلے ہی خوبصورت اور نوعمر لڑکیاں ہیں لہٰذا اس نے جیتوں کی شہزادی ریمل کو اپنے حرم میں داخل نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

اس کے علاوہ ایک قابل توجہ بات یہ بھی ہے کہ جیتوں کی شہزادی آشوریوں کی طرف نہیں آنا چاہتی تھی پر اسکے باپ نے زور دے کر اسے دوسری لڑکیوں کے ساتھ روانہ کیا ہے اسکے ساتھ اس کی دو خادمائیں بھی ہیں اس وقت یہ ساری لڑکیاں اپنے محافظوں اور خراج کے قیمتی سامان کے ساتھ نینوا سے تھوڑے ہی فاصلے پر ہیں۔ اپنے شہر اور نینوا کے درمیان سفر کرتے ہوئے جیتوں کی یہ شہزادی ریمل دو بار خودکشی کرنے کی کوشش کر چکی ہے لیکن اسکی خادماؤں اور اسکے محافظ نے اسکی

خودکشی کی کوشش کو دونوں بار ناکام بنا دیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شلما نصر کے حرم میں داخل نہیں ہونا چاہتی اور نہ ہی نینوا شہر میں رہ کر زندگی بسر کرنا چاہتی ہے وہ یہ چاہتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اسے واپس اسکے ملک بھیج دیا جائے جہاں وہ اپنوں کے اندر رہ کر زندگی بسر کر سکے لہٰذا نینوا کی طرف جانے کا جہاں یہ بھی مقصد ہے کہ ہم آشوریوں کے اندر رہ کہ ان کا جائزہ لیں گے وہاں ہم یہ بھی کوشش کریں گے کہ حیتوں کی شہزادی ر۔مل کو کسی غلط آدمی کے ہاتھ نہ چڑھنے دیں۔ جہاں اس کی زندگی تباہ و برباد ہو کر رہ جائے اور ستور۔مل کی کس طرح مدد کی جائے یہ سوچنا اب تمہارا کام ہے۔ لہٰذا اے یوناف آؤ بیوسا کو ساتھ لو اور یمن سے نینوا کی طرف کوچ کریں تاکہ آشوریوں کے اندر رہ کر حالات کا جائزہ لیں اور حیتوں کی شہزادی ر۔مل کی مدد کریں۔ یوناف نے ابلیکا کی اس گفتگو سے اتفاق کیا اسکے بعد یوناف اور بیوسا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور نینوا کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

یوناف اور بیوسا جب نینوا شہر کے مشرقی دروازے کی طرف آئے تو وہ ٹھٹھک کر وہاں کھڑے ہو گئے کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ شہر نینوا کے دروازے کے اوپر دائیں اور بائیں دو بڑے بڑے اور دیوہیکل مجسمے بنے ہوئے تھے تھوڑی دیر تک وہ دونوں ان مجسموں کو غور سے دیکھتے رہے پھر شہر میں داخل ہوئے چند ہی قدم آگے جا کر انہوں نے دیکھا کہ ایک کھلی جگہ پر ایک داستان گو بیٹھا تھا اسکے اردگرد بہت سے لوگ جمع تھے اور وہ داستان گو وہاں جمع ہونے والے لوگوں کو اپنے دیوتا آشور کے کارنامے مزے لے لے کر سنا رہا تھا اور جہاں وہ داستان گو بیٹھا ہوا تھا اسکے پیچھے ان گنت ستون تھے جن کے اوپر بھی طرح طرح کے مجسمے بنے ہوئے تھے اور انکے سامنے دو مجسمے بناوٹ میں اوروں کی نسبت کچھ نمایاں طور پر دکھائی دے رہے تھے۔

یوناف اور بیوسا ان لوگوں کے اندر آ کر کھڑے ہو گئے جو اس داستان گو کے اردگرد جمع تھے اور اس سے اپنے دیوتا آشور کی دلیری اور جرات مندی کی داستان سن رہے تھے تھوڑی دیر تک یوناف اور بیوسا وہاں کھڑے رہ کر اس داستان کو سنتے رہے جب وہ داستان گو خاموش ہو گیا اور اسکے اردگرد جمع لوگ وہاں سے چلے گئے اور وہ داستان گو بھی جانے کیلئے اٹھا تو یوناف اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے مہربان داستان گو ہم اس نینوا شہر میں اجنبی ہیں ہم کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں امید ہے تم مجھے اس سلسلے میں مایوس نہ کرو گے وہ داستان گو تھوڑی دیر تک باری باری یوناف اور بیوسا کو دیکھتا رہا پھر کسی قدر شفقت اور نرمی میں انہیں دیکھتے ہوئے پوچھا کہو تم کیا پوچھنا چاہتے ہو جو کچھ تم پوچھنا چاہتے ہو اگر مجھے اس کے بارے میں علم ہوا تو میں ضرور اس کا جواب دوں گا اور مکمل طور پر تمہاری راہنمائی کروں گا اس داستان گو کا جواب سن کر یوناف کو کچھ حوصلہ ہوا اور اسے مخاطب کر کے پوچھا اے مہربان داستان گو کیا تم بتاؤ گے کہ اس شہر کے مشرقی دروازے کے اوپر جو دو بڑے بڑے مجسمے ہیں یہ کس کے ہیں اور یہ جو تمہارے پیچھے بڑے بڑے ستون کھڑے ہیں اور انکے اوپر جو مجسمے بنے ہوئے ہیں انکا کیا راز ہے یوناف کا یہ سوال سن کر داستان گو اپنی جگہ پر کھڑا رہ کر مسکراتا رہا پھر کہنے لگا۔

سنو اس نینوا شہر میں داخل ہونے والے اجنبیو۔ شہر میں داخل ہوتے وقت شہر کے مشرقی دروازے پر جو مجسمے تم نے دیکھے یہ قوم آشور کے دو دیوتاؤں کے مجسمے ہیں۔ دائیں طرف کا جو مجسمہ ہے وہ آشور دیوتا کا ہے اور جو مجسمہ بائیں جانب ہے یہ شاش دیوتا کا ہے اور یہ جو میرے پیچھے ان گنت ستون ہیں انکی حقیقت کچھ یوں ہے کہ اے اجنبی سب سے پہلے دو ستونوں پر جو دو بڑے مجسمے ہیں یہ ہمارے ایک قدیم بادشاہ اور اسکی ملکہ کے ہیں بادشاہ کا نام نینس اور ملکہ کا نام سیمرامس تھا ان دونوں کے پیچھے جو مجسمے ہیں اور تم دیکھتے ہو کہ وہ مجسمے مختلف اشیاء اٹھائے ہوئے ہیں اور اپنی شکل و صورت سے مختلف اقوام سے تعلق رکھتے ہیں یہ ان اقوام کے لوگ ہیں جن کے خلاف نینس نے جنگ کر کے فتح حاصل کی اور ان سے خراج وصول کیا اور یہ لوگ مجسموں کی صورت میں جو سامان اٹھائے ہوئے ہیں یہ اس بات کا اظہار کر رہے ہیں کہ یہ نینس کے سامنے اپنی حکومتوں کا خراج پیش کر رہے ہیں۔

وہ داستان گو جب خاموش ہوا تب یوناف نے اسے مخاطب کر کے کہا اے مہربان داستان گو کیا تم مجھے اپنے اس نینس نام کے بادشاہ اور اسکی ملکہ سیمرامس کے متعلق کچھ تفصیل سے کہو گے اس پر وہ داستان گو خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا بیٹھ جاؤ میں تمہیں اپنے اس بادشاہ کے متعلق تفصیل سے بتاتا ہوں داستان گو خود بھی اس جگہ بیٹھ گیا جہاں سے وہ اٹھا تھا یوناف اور بیوسا بھی اسکے سامنے بیٹھ گئے تب داستان گو نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو دونوں اجنبیو ہمارا بادشاہ نینس ایک عظیم الشان حکمران تھا اس نے آشوریوں کے لئے اپنے چاروں طرف قابل تعریف فتوحات حاصل کیں ہمارا بادشاہ اپنی افواج کے ساتھ فتوحات کرتا ہوا ایشیائے کوچک میں بحیرہ ایجین کے ساحل تک جا پہنچا تھا جنوب کی طرف اس نے ایسی یلغار کی کہ خلیج فارس تک کوئی اسکے سامنے نہ ٹھہر سکا اور قوم ماد کی عظیم سلطنت بھی اسکے سامنے جھکنے پر مجبور ہو گئی تھی شمال کی طرف اس نے کوہستان آرمینیہ تک کی سلطنتوں کو اپنا ہدف بنایا یہاں تک کہ وہ اپنی فتوحات کا سلسلہ بڑھاتے ہوئے ایک طرف کوہستان زاگرز میں اور دوسری طرف بحیرہ روم تک

جا پہنچا تھا یوں اپنی سلطنت کو اس قدر وسیع کرنے کے بعد اس نے اپنے لئے ایک نئے شہر کی تعمیر کا سلسلہ شروع کیا جسے وہ مرکزی شہر بنانا چاہتا تھا۔ پس یہ شہر جس کا نام نینوا ہے اور جس میں تم ابھی تک موجود ہو ہمارے اسی بادشاہ نینس کا تعمیر کردہ ہے اور اسی کے نام کی نسبت سے اس کا نام نینوا رکھا گیا ہے اور یہ جو سیمرامس نام کی اس کی ملکہ تھی یہ دراصل کسی خانہ بدوشوں کے گروہ سے تعلق رکھتی تھی خانہ بدوشوں کا گروہ ایک جگہ پڑاؤ کرنے کے بعد کوچ کر گیا اور یہ وہیں پڑاؤ میں پڑی رہ گئی جسے ایک گڈریئے نے اٹھا لیا اور اسکی پرورش شروع کر دی۔ جوان ہو کر یہ بچی انتہائی خوبصورت اور پر کشش لڑکی بنی یہاں تک کے جس علاقے میں وہ گڈریا رہتا تھا اس علاقے کے آشوری حکمران سماس نے اسے دیکھ لیا اور وہ اسکے حسن اسکی جسمانی کشش سے ایسا متاثر ہوا کہ اس نے فوراً اس گڈریئے کو اس کا پیغام دے دیا اور یوں سماس نام کے اس حاکم نے سیمرامس سے شادی کر لی۔ اور سنو! اے اجنیو! پھر ایسا ہوا کہ ہمارا بادشاہ نینس ایک مہم پر نکلا یہ سماس نام کا حاکم بھی بادشاہ کے ساتھ اس مہم میں شامل تھا اور اسکے ساتھ اسکی بیوی سیمرامس بھی اس میں حصہ لے رہی تھی اس مہم کے دوران پہلی بار بادشاہ نینس کو سیمرامس سے ملنے اس سے گفتگو کرنے اور اسکے خیالات کا جائزہ لینے کا موقع ملا ان ملاقاتوں سے بادشاہ سیمرامس کے حسن اسکی عقلمندی اور اسکی خوش طبعی سے ایسا متاثر ہوا کہ اس نے اس سے سیمرامس کو اپنی بیوی اور ملکہ بنانے کا ارادہ کر لیا۔ سیمرامس بھی اس تک تیار ہو گئی لہٰذا اس نے سماس کو چھوڑ کر نینس سے شادی کر لی۔ سیمرامس کی اس جدائی کو سماس برداشت نہ کر سکا اور موت کی نیند سو گیا جبکہ سیمرامس نینس سے شادی کرنے کے بعد آشور کی ملکہ بن کر ایک پروقار زندگی بسر کرنے لگی۔

کچھ عرصہ بعد جب بادشاہ نینس مر گیا تو لوگوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ ملکہ سیمرامس ان پر حکومت کرے حالانکہ سیمرامس کے بطن سے نینس[1] بادشاہ کا ایک لڑکا بھی تھا جس کا نام ننواس تھا لیکن آشوریا کے لوگ اپنی ملکہ سیمرامس کے حسن اسکی عقلمندی اور اسکی دانش و بینش سے ایسے متاثر تھے کہ انہوں نے نینس بادشاہ کی موت کے بعد سیمرامس کو ایک ملکہ اور حکمران کی حیثیت سے قبول کر لیا یوں نینس کے بعد سیمرامس حکومت کرنے لگی۔

اور سنو اجنیو ایک ملکہ کی حیثیت سے اس سیمرامس نے بہترین کارہائے نمایاں انجام دیے سنو اجنیو! اس ملکہ نے نہ صرف یہ کہ آشوریوں کے لئے فتوحات حاصل کیں بلکہ اس نے ملکی سرحدوں کی بہترین حفاظت بھی کی اس کے علاوہ اس کی تعمیر اور ترقی پر بھی دھیان دیا بابل چونکہ

[1] نینس اس کی ملکہ سیمرامس اور آشوریوں کے دیگر حالات آشوریہ کی تاریخ سے حاصل کئے گئے ہیں جو ۱۸۸۴ء میں چھپی جس کے مؤلف زنیڈ۔ اے رگوزن ہے۔

اس وقت آشوری سلطنت میں شامل تھا اس لئے ملکہ نے بابل شہر کی مرمت کروانے کے علاوہ اس کے معلق باغات کی بھی دیکھ بھال اور تعمیر کا سلسلہ شروع کیا کوہستان زاگروس کے سلسلے کو توڑ پھوڑ کر ایک خوب چوڑی شاہراہ تعمیر کی۔ جو بابل سے قوم ماد کی طرف جاتی تھی اور اس نے ایک بہت بڑا شہر بھی تعمیر کیا جس کا نام اس نے اکبتانہ رکھا اس شہر کے اندر اس نے بہترین محل تعمیر کروایا اور پہاڑوں کے اوپر سے اس نے پانی حاصل کر کے اس شہر میں جگہ جگہ فوارے چلا کر رکھ دیئے تھے اس نے کوہستان زاگروس کے اندر ایک بہت بڑی چٹان کا انتخاب کیا پھر اس نے بڑے بڑے سنگ تراشوں کو جمع کیا اور انہیں حکم دیا کہ پہلے اس چٹان کو ہموار کیا جائے اور پھر اس پر اسکی اور اسکے سو محافظوں کی شبیہوں کو کندہ کیا جائے اس طرح ملکہ سیمرامس کے حکم پر ان سنگ تراشوں نے اس بہت بڑی چٹان کو ہموار کیا پھر اس چٹان پر انہوں نے ملکہ اور اسکے محافظوں کی شبیہیں کندہ کر دیں تھیں۔

یہ سارے کام کرنے کے بعد ملکہ سیمرامس نے پھر فتوحات کی طرف دھیان دیا وہ اپنے عظیم الشان اور جرار لشکر کے ساتھ نکلی اس نے نہ صرف یہ کہ مصر ایتھوپیا اور لیبیا کے بہت بڑے حصے کو فتح کر لیا بلکہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ یلغار کرتی ہوئی ہندوستان کی طرف بڑھی دریائے سندھ کو اس نے ایک پل باندھ کر عبور کیا اور ہندوستان کی سرزمین کے اندر یلغار کرتی چلی گئی تھی۔ ہندوستان میں جنگ کے دوران ایک جگہ پر اسے پسپائی کا سامنا کرنا پڑا جس سے ملکہ سیمرامس برداشت نہ کر سکی اور وہ اپنے لشکر کو لے کر واپس نینوا آئی پھر وہ بڑے خوشکن انداز میں اپنی قوم پر حکمرانی کرنے لگی تھی۔ یہاں تک کہ اسے ستارہ شناسوں اور نجومیوں نے خبر دی کہ اگر وہ اسی طرح بیکار بیٹھی رہی تو قوم آشور میں اسکے خلاف بغاوتیں پیدا ہونے کا خطرہ ہو جائے گا ان خدشات کے تحت ملکہ نے اپنے بیٹے ننواس کو حکمران بنا دیا اور سارے سرداروں اور حاکموں سے اس نے آشور دیوتا کے نام قسم لی کہ وہ ننواس کے خیر خواہ اور مخلص بن کر رہیں گے یوں جب وہ اپنے بیٹے کو بادشاہ بنا چکی تو وہ نینوا کے اندر پر سکون اور اطمینان کی زندگی بسر کرنے لگی تھی۔

سنو اجنیو! وہ اس جامد زندگی سے بھی تنگ آ گئی پرانے داستان گو کہتے ہیں کہ وہ کوئی عام عورت نہ تھی بلکہ کوئی مافوق الفطرت قوتوں کی مالک تھی لہٰذا جب وہ اس جامد زندگی سے تنگ آ گئی تو وہ اپنی سری قوتوں کو حرکتوں میں لائی اس نے اپنے آپ کو ایک فاختہ[1] میں تبدیل کر لیا اور پھر وہ فاختاؤں کے گروہ میں شامل ہو گئی تھی تو اے دونوں اجنیو یہ ہے وہ ساری تفصیل جو ہمارے قدیم

[1] اسی بنا پر آشوریوں میں فاختہ کو متبرک خیال کیا جانے لگا۔ اور فاختہ کی شبیہ کو اپنا قومی نشان بنالیا۔ بعد میں زیورسٹ بھی اس نشان کو متبرک خیال کرنے لگے۔

بادشاہ نیفس اور اسکی ملکہ سیمرامس سے متعلق تم جاننا چاہتے تھے۔

یوناف اس داستان گو سے شاید مزید تفصیلات بھی حاصل کرنا چاہتا تھا پر وہ ایک دم خاموش ہو گیا اور اسکی توجہ شہر کے مشرقی دروازے کی طرف ہو گئی تھی جس سے ایک کارواں شہر میں داخل ہوا تھا۔ جب وہ کارواں انکے پاس سے گزرنے لگا تو یوناف اور بیوسا نے دیکھا اس کارواں سے آگے مسلح نوجوان تھے جو بڑے شاہانہ انداز میں اپنے گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے تھے۔ اتنی دیر میں آشوریوں کے کچھ اکابرین اور اراکین سلطنت بھی نکل آئے تھے شاید وہ اس کارواں کے استقبال کے لئے آئے تھے ان محافظ سالاروں کے گزرنے کے بعد اونٹوں کا ایک بہت بڑا کارواں گزرا تھا جس پر ا نگنت لڑکیاں سوار تھیں جو اپنے چہروں اور جسمانی ساخت کو رنگ برنگے کپڑوں سے ڈھانپے ہوئے تھیں جب اونٹوں پر سوار لڑکیوں کا قافلہ بھی گزر گیا تو اسکے پیچھے پھر مسلح سواروں کے دستے شہر میں داخل ہوئے یوں وہ کارواں یوناف اور بیوسا کے سامنے سے گزر گیا اور سلطنت آشور کے اراکین سلطنت اس کارواں کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کرنے لگے تھے جب وہ کارواں گزر گیا تو یوناف نے ایک بار پھر اس داستان گو کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے مہربان داستان گو یہ ابھی ابھی جو لڑکیوں کا ایک کارواں گزرا ہے اور انکے آگے پیچھے جو محافظ بھی ہیں یہ لوگ کون ہیں اس سوال پر داستان گو خوش ہوا اور کہنے لگا یہ لڑکیاں جنتوں کے بادشاہ نے ہمارے بادشاہ شلما نصر کی طرف بھیجی ہیں تاکہ ان لڑکیوں کی وجہ سے شلما نصر خوش ہو اور آنے والے دور میں وہ جنتوں پر حملہ آور نہ ہو سنو اجنبی! لڑکیوں کے اس کارواں میں بادشاہ کی لڑکی بھی شامل ہے جسے جنتوں کے بادشاہ نے اس غرض سے روانہ کیا ہے کہ وہ شلما نصر کے حرم میں داخل ہو پر سنو یہ شلما نصر اس لڑکی کو اپنے حرم میں داخل نہ کرے گا بلکہ نجانے یہ شہزادی اب کس جرنیل یا اراکین سلطنت کے حصے میں آتی ہے۔ یوناف شاید مزید کوئی گفتگو اس داستان سے نہیں کرنا چاہتا تھا لہٰذا اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر اس سے مصافحہ کیا اور بڑے خوشکن انداز میں اسکو مخاطب کرکے کہنے لگا اے داستان گو تیرا شکریہ جو تو نے مجھے اس قدر تفصیل فراہم کی میں پھر کبھی تیری خدمت میں حاضر ہوں گا اور کچھ رقم دے کر تجھے خوش کروں گا اسکے ساتھ ہی یوناف بیوسا کو لے کر اس کارواں کے پیچھے پیچھے شہر کے اندرونی حصے کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ اس کارواں کا تعاقب کرتے ہوئے یوناف اور بیوسا آگے بڑھتے رہے راستے میں یوناف نے بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

سنو بیوسا یہ حتی لڑکیوں کا وہی کارواں ہے جس کی خاطر ہم ادھر آئے ہیں اور اسی کارواں میں جنتوں کے بادشاہ کی بیٹی ر۔مل بھی شامل ہے۔ اب ہم اس کارواں کا تعاقب کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ر۔مل کہاں قیام کرتی ہے اور اسکے بعد میں ر۔مل سے مل کر ایک معاملہ طے کرنے کی کوشش کروں گا بیوسا نے اس تجویز سے اتفاق کیا اور وہ بڑی تیزی سے اس کارواں کا تعاقب کرنے لگے تھے۔ یہاں تک کہ ان لڑکیوں کا وہ قافلہ اپنے محافظوں سمیت شلما نصر کے محل کے سامنے رک گیا۔ محافظوں کو ٹھہرانے کیلئے ایک علیحدہ جگہ لیجایا گیا جبکہ جنتوں کی شہزادی ر۔مل اور اسکے ساتھ آنے والی لڑکیوں کو محل کے شرقی حصے میں ٹھہرا دیا گیا۔ یوناف محل کے اس شرقی حصے میں داخل ہوا اور اس نے یہ جاننا چاہا کہ جنتوں کی شہزادی ر۔مل کو کہاں ٹھہرایا گیا ہے اس نے یہ دیکھ لیا کہ ر۔مل کو کس کمرے میں ٹھہرایا گیا ہے تو وہ بیوسا کے ساتھ وہاں سے نکل گیا اور نینوا شہر کی ایک سرائے میں اس نے قیام کر لیا تھا۔

رات جب گہری ہونے لگی تو یوناف اور بیوسا نینوا شہر کی اس سرائے کے کمرے سے نکلے اور شاہی محل کی طرف چل نکلے جب وہ محل کے اس حصے میں داخل ہوئے جہاں جنتوں کی شہزادی ر۔مل اور دوسری لڑکیوں کو ٹھہرایا گیا تھا تو یوناف اور بیوسا نے دیکھا کہ محل کے اس حصے کے سامنے رات کے اس حصے میں بھی فوارے زمزم کار تھے۔ تھوڑی دیر تک وہ دونوں ان فواروں کے پاس کھڑے رہ کر ارد گرد کا جائزہ لیتے رہے پھر وہ آہستہ آہستہ محل کے اس کمرے کی طرف بڑھے جہاں شہزادی ر۔مل کو ٹھہرایا گیا تھا جب وہ اس کمرے کے سامنے گئے تو انہوں نے دیکھا کہ کمرے سے باہر ایک عورت کھڑی تھی شاید وہ ان عورتوں میں سے تھی جنہیں شہزادی ر۔مل اپنے ملک سے لے کر آئی تھی یوناف اور بیوسا اس عورت کے پاس آئے تو یوناف اس عورت کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اگر میں غلطی پر نہیں تو جس کمرے کے دروازے پر تم کھڑی ہو اس کمرے میں جنتوں کی شہزادی ر۔مل ٹھہری ہوئی ہے۔ اس پر اس عورت نے ایک بار یوناف اور بیوسا کا سر سے لے کر پاؤں تک بغور جائزہ لیا پھر وہ مشکوک سے انداز میں ان دونوں کو دیکھ کر کہنے لگی۔

تمہارا اندازہ درست ہے اس کمرے میں واقعی جنتوں کی شہزادی ر۔مل ٹھہری ہوئی ہے پر یہ تو کہو تم اس سے متعلق کیا اور کیوں پوچھتے ہو اس پر یوناف نے پھر اسے مخاطب کر کے کہا۔ سنو میں ر۔مل اور تم لوگوں کا دشمن نہیں بلکہ دوست اور وفادار ہوں تم ایسا کرو کہ اندر ر۔مل کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ یوناف نام کا ایک شخص اور بیوسا نام کی ایک لڑکی اس سے ملنا چاہتے ہیں اور ہم نینوا شہر میں اسکی بہتری اور بھلائی کرنے کے خواہشمند ہیں اس سے کچھ حاصل کرنا نہیں چاہتے وہ ہم سے ملنے کے بعد اس شہر میں اپنے آپ کو تنہا اور بے بس محسوس نہیں کرے گی اس پر وہ عورت کسی قدر سخت لہجے میں کہنے لگی اس وقت ر۔مل سے ملنے کیلئے تمہیں یقیناً مایوسی ہو گی کہ وہ اپنا

شب خوابی کا لباس پہن چکی ہے اور وہ اپنے شب خوابی کے لباس میں کسی مرد سے نہیں ملتی۔ اس پر یوناف نے پھر اس عورت کو مخاطب کر کے کہا۔

تم ایک بار اندر جا کر ہمارے آنے اور ہمارے مدعا کو اس سے کہو تو اگر وہ ملنے سے انکار کرتی ہے تو ہم واپس چلے جائیں گے اور کل صبح ہی صبح پھر اس سے ملنے کیلئے آ جائیں گے لیکن ایک بات تم یاد رکھنا کہ اگر کل تک ہم اس سے نہ مل سکے تو اس کی قسمت تاریک اور سیاہ ہو کر رہ جائے گی اس لئے کہ کل نینوا شہر کے وسط میں کھلے میدان کے اندر ان لوگوں کے درمیان مقابلہ ہو گا جو شہزادی ریمل کو حاصل کرنے کے خواہش مند ہوں گے اس کے علاوہ جس قدر لڑکیاں بھی تم لوگوں کے ساتھ آئی ہیں نینوا کا بادشاہ شلما نصر اپنے اراکین سلطنت اور جرنیلوں میں تقسیم کر دے گا اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے تم اندر ریمل کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ اگر وہ آج ہم سے ملے تو کل ہم اسے نفس کی اذیت اور جاں کی بیزاری سے نجات دلا سکتے ہیں۔

یوناف کے الفاظ اور گفتگو پر اس عورت نے کچھ سوچا پھر نرم ہو کر کہنے لگی اے اجنبی تم یہیں رک کر میرا انتظار کرو میں ابھی اندر ریمل کے پاس جاتی ہوں اور تمہارے آنے کا مدعا اور مقصد اس سے کہتی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ وہ جواب میں کیا کہتی ہے۔ اس عورت کا یہ جواب سن کر یوناف کسی قدر مطمئن ہو گیا اور اس نے اثبات میں سر ہلا دیا جبکہ وہ عورت اس کمرے میں چلی گئی تھوڑی دیر بعد وہ عورت لوٹی اور مسکراتے ہوئے یوناف سے کہنے لگی تم اس لڑکی کے ساتھ اندر جا سکتے ہو ریمل نے تم دونوں سے ملنے کی خواہش کا اظہار کر دیا ہے لہٰذا اب تم بلا جھجک اندر جا سکتے ہو اس عورت کا یہ جواب سن کر یوناف اور بیوسا کے لبوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ بکھر گئی تھی پھر وہ کمرے میں داخل ہوئے انہوں نے دیکھا کہ وہ کمرہ کسی آغوش خواب کی طرح ایک طلسمی خواب دکھائی دیتا تھا اور کمرے کے ایک طرف چمڑے کی چند نشستوں کے پاس ایک نہایت نو عمر اور نوخیز لڑکی ایک سفید مشکوبت لباس پہنے شاید ان دونوں کی منتظر تھی یوناف اور بیوسا اس لڑکی کے قریب آئے اور یوناف اس لڑکی سے کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ اس لڑکی نے بولنے میں پہل کرتے ہوئے کہا۔

میرا ہی نام ریمل ہے جس سے تم ملنا چاہتے ہو میری خادمہ مجھے یہ بھی بتا چکی ہے کہ تمہارا نام یوناف اور تمہاری اس ساتھی لڑکی کا نام بیوسا ہے۔ پھر اس نے ہاتھ کے اشارے سے چمڑے کی نشستوں کی طرف ان دونوں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا یوناف اور بیوسا فوراً بیٹھ گئے اور بغور ریمل کی طرف دیکھنے لگے انہوں نے اندازہ لگایا ریمل نو عمر ہونے کے ساتھ ساتھ انتہا درجے کی خوبصورت تھی عمر کے اس حصے میں تھی جہاں پر بچپنا اور جوانی ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں۔ انہوں نے دیکھا وہ توس قزح کے رنگوں، عروس سحر اور گلابی تبسم جیسی خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ

خوشبو، طغیان رنگ اور کھنکتے قہقہوں جیسی پر کشش تھی ان دونوں کے ساتھ ساتھ ریمل بھی ان کے سامنے چمڑے کی نشستوں پر بیٹھ گئی اور وہ یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

کہو تم مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہو اور رات کے اس وقت تم نے مجھ سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیوں کیا ہے اس پر یوناف اپنی جگہ پر سنبھل کر بیٹھا اور کہنے لگا سنو ریمل جو میں جان چکا ہوں وہ یہ ہے کہ تمہیں تمہارے باپ نے تمہاری مرضی کے خلاف شلما نصر کی طرف روانہ کیا ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم شلما نصر سے شادی کرنے کی خواہشمند ہو نہ ہی تم اس سے شادی پر رضامند ہو تم شلما نصر یا کسی اور کے حرم میں داخل نہیں ہونا چاہتی ہو۔ تمہاری سب سے بڑی آرزو جو تمہارے دل میں اس وقت ہے وہ یہ کہ تم کسی نہ کسی طرح واپس اپنی سلطنت میں چلی جاؤ اور وہاں اپنے باپ کے ساتھ پہلے کی طرح پر سکون اور پر امن زندگی بسر کرو سنو ریمل میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ شلما نصر تمہیں اپنے حرم میں داخل نہیں کرے گا بلکہ نینوا شہر کے وسط میں ایک کھلا میدان ہے جہاں نینوا شہر کے ان گنت نوجوان جمع ہوں گے اور جو جو بھی تمہیں حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں ان کے درمیان مقابلہ ہو گا اور جو یہ مقابلہ جیت گیا تمہیں کسی بکی ہوئی اور نیلام شدہ بکری کی طرح اسکے حوالے کر دیا جائے گا۔

اسکے علاوہ تمہارے ساتھ جس قدر لڑکیاں ہیں انہیں بھی نینوا کا بادشاہ شلما نصر اپنے جرنیلوں اور اراکین سلطنت میں تقسیم کر دے گا کیا تم اس تقسیم اس حیوانگی اور اپنی اس بے بسی اور بے چارگی کو پسند کرو گی اس پر ریمل بڑے غور سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے رقت آمیز آواز میں کہنے لگی۔ میں ایسی صورتحال کو قطعی طور پر دل سے ناپسند کرتی ہوں لیکن اس صورتحال سے جان بھی تو نہیں چھڑائی جا سکتی میں یہاں سے بھاگ کر واپس بھی نہیں جا سکتی اور اگر گئی تو یہ لوگ میرا تعاقب کریں گے اور اگر انہوں نے میرا تعاقب نہ بھی کیا تو میرا باپ دوبارہ مجھے نینوا شہر کی طرف روانہ کر دے گا لہٰذا کل جو کچھ بھی نینوا شہر کے میدان میں ہو گا وہ مجھے دل پر پتھر رکھ کر برداشت کرنا ہی پڑے گا۔

یوناف نے ریمل کی گفتگو سے اندازہ لگایا کہ اس نکہت لالہ و گل اور گل پوش لڑکی کی باتوں اور گفتگو میں آرزو انگیز طراوت، لطیف لذت اور آبشاروں کی نوا جیسی دلنوازی تھی یوناف پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا سنو ریمل اگر تم چاہو اور میری تجویز اور ترکیب کے مطابق میرا ساتھ دو تو میں تمہیں نینوا شہر میں بے بسی اور لاچارگی کا شکار نہ ہونے دوں گا اور میں کل جو تمہارے لئے مقابلے ہوں گے اور ان کے نتیجے میں تمہیں کسی کے حوالے کئے جانے کے عمل سے بھی تمہیں نجات دلا دوں گا۔ یوناف کی اس گفتگو پر ریمل چونک سی پڑی پھر اس نے اپنی خمار بھری نگاہیں

یوناف کے چہرے پر جمائیں اور بڑی دلچسپی اور بڑی لذت میں صوت ہزار اور لحن مغنی جیسے انداز میں اس نے یوناف کو مخاطب کر کے پوچھا تم اپنی گفتگو اپنے الفاظ سے روح کے مصور اور امن کے پیامبر لگتے ہو پہلے یہ بتاؤ کل تم مجھے ان مقابلوں سے نجات دلا کر کیسے مجھے اس بے بسی اور لاچارگی سے بچاؤ گے اس پر یوناف نے پھر بولتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو ر یمل جس وقت کل تمہارے لئے مقابلوں کا اہتمام کیا جائے گا اور شلما نصر بھی اس میدان میں آکر بیٹھ جائے گا تو میں شلما نصر کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور اس پر یہ انکشاف کروں گا کہ میں بھی حیتوں کی سرزمین کا رہنے والا ہوں اور ایک عرصہ سے ر یمل کو پسند کرتا چلا آ رہا ہوں ر یمل بھی مجھ سے محبت کرتی ہے جبکہ مجھ سے پوچھے بغیر ر یمل کو نینوا شہر کی طرف بھجوا دیا گیا ہے میں شلما نصر سے یہ بھی گذارش کروں گا کہ ر یمل کو میرے حوالے کر دیا جائے اور اگر ر یمل کو میرے حوالے نہیں کیا جا سکتا تو پھر اس میدان کے اندر مجھے بھی ر یمل کے حصول کیلئے حصہ لینے دیا جائے اور اگر میں یہ مقابلے جیت جاؤں تو ر یمل کو میرے حوالے کر دیا جائے سنو ر یمل اگر شلما نصر نے میری اس گذارش کو قبول کر لیا تو پھر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں یہ مقابلہ جیت کر تمہیں حاصل کر لوں گا میں خود اس شہر میں اجنبی ہوں اور تمہیں یہ جاننے کی ضرورت نہیں ہے کہ میرا تعلق کس سرزمین سے ہے بہرحال اس مقابلے میں جیتنے کے بعد میں تمہیں اپنے ساتھ نینوا شہر کی اس سرائے میں لے جاؤں گا جہاں میں اور میری ساتھی لڑکی ٹھہرے ہوئے ہیں تم ہمارے ساتھ چند یوم تک اس سرائے میں ٹھہرنا اور جب لوگ اس مقابلے کو اور نینوا شہر میں تمہاری آمد کو بھولنے لگ جائیں تو تم چپکے سے اپنی سرزمین کی طرف روانہ ہو جانا اور اگر تم اپنی خادماؤں کے ساتھ جانا چاہو تو تمہاری خادماؤں کو بھی تمہارے ساتھ روانہ کر دیا جائے گا۔ اور اگر تم نے چاہا تو میں خود تمہیں تمہاری سرزمین کی طرف چھوڑ آؤں گا یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا تھا۔

یوناف کی اس تجویز کو سن کر ر یمل کے خوبصورت چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ سی بکھر گئی تھی۔ اور اس کمرے میں اسکے موتیوں جیسے دانتوں کی چمک صاف دکھائی دے رہی تھی تھوڑی دیر تک خاموش رہنے کے بعد ر یمل نے دوبارہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔ سنو یوناف مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ تم نینوا شہر کے رہنے والے نہیں بلکہ میری طرح اس شہر میں اجنبی ہو میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ میں نے تمہاری اس تجویز کو پسند کیا ہے اور میں تمہاری اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بھی تیار ہوں۔ پر یہ تو کہو تم کیوں میری مدد کرنا چاہتے ہو اور کیوں مجھے میری بے بسی اور لاچارگی سے بچانا چاہتے ہو کیا اس میں تمہاری بھی کوئی غرض اور مقصد پنہاں ہے؟ اور تم مجھے یہاں سے چھڑا کر اپنے لئے میری نسبت سے کچھ فوائد حاصل کرنا چاہتے ہو اور یہ بھی کہو کہ تمہارے ساتھ یہ جو تمہاری ساتھ لڑکی ہے جس کا نام مجھے بیوسا بتایا گیا ہے اس کے اور تمہارے درمیان کیا رشتہ اور کیا تعلق ہے۔ ر یمل کے ان سوالات پر جہاں بیوسا کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہو گئی وہاں یوناف بھی اپنی جگہ پر بیٹھا ہلکے ہلکے مسکراتا رہا۔ پھر وہ ر یمل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو ر یمل یہ لڑکی جس کا نام بیوسا ہے میری ساتھی ہے اگر تم دل میں یہ خیال کرتی ہو کہ یہ میری بیوی ہے تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے اور دھوکہ ہے یہ میری بیوی نہیں بلکہ یہ سمجھو کہ ہم دونوں نیکی کے نمائندے ہیں اور نیکی ہی کے فروغ کیلئے کام کرتے ہیں پس ہم دونوں کے درمیان یہی رابطہ یہی رشتہ اور یہی تعلق ہے کہ ہم دونوں نیکی کے نمائندے ہیں اور دونوں مل کر کام کرتے ہیں اور اسکے علاوہ ہم دونوں کے درمیان کوئی خونی یا عقد شدہ رشتہ نہیں ہے ر یمل نے پوچھا کیا تم یہ بھی بتاؤ گے کہ تم دونوں کن سرزمینوں کے رہنے والے ہو اور میرے متعلق تمہیں کیسے اور کس طرح خبر ہوئی کہ میں اپنی ساتھی لڑکیوں کے ساتھ کس وقت نینوا شہر میں داخل ہو رہی ہوں یوناف پھر کہنے لگا۔

سنو ر یمل یہ نہ پوچھو کہ ہمارا تعلق کس سرزمین سے ہے ہمارا تعلق تو خداوند قدوس کی اسی وسیع سرزمین سے ہے اور تمہاری لاچارگی اور بے بسی کے متعلق ہمیں کیسے علم ہوا تو اسکے سلسلے میں یہ کہوں گا کہ نیکی کے نمائندوں کی حیثیت سے ہمارے پاس کچھ سری قوتیں بھی ہیں ان ہی سری قوتوں کی وجہ سے ہمیں تمہارے بارے میں علم ہو گیا تھا۔ اس سے بڑھ کر میں تمہیں اپنے اور بیوسا کے متعلق کچھ نہ بتا سکوں گا اس جواب پر ر یمل بہت خوش ہوئی اور پھر وہ مہتاب پیکر لڑکی اٹھی اور کمرے کے دوسرے حصے کی طرف گئی جلد ہی وہ واپس لوٹی اور چاندی کے ایک طشت میں وہ سفید بلور کے پیالے سجا کر لائی تھی جن میں شراب بھری ہوئی تھی دوبارہ ر یمل اپنی جگہ پر بیٹھ گئی دو پیالے اس نے یوناف اور بیوسا کے سامنے رکھے اور ایک پیالہ اس نے اپنے نازک اور گداز ہاتھوں میں تھام لیا تھا۔ شراب بھرے بلور کے ان پیالوں کی طرف دیکھتے ہوئے یوناف نے طنزیہ سے انداز میں کہنا شروع کیا۔

سنو ر یمل تمہیں ہمارا اندازہ لگانے اور سمجھنے میں سخت غلطی ہوئی ہے میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ ہم نیکی کے نمائندے ہیں اور ہم شراب پینے کے رسیا نہیں ہیں میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ جب سے میں نے جنم لیا ہے میں نے کبھی بھی اس نشہ آور اور مکروہ شے کو ہاتھ نہیں لگایا لہٰذا تم ان شراب بھرے بلور کے پیالوں کو یہاں سے اٹھا لو اور ہاں اگر تم شراب پینے کی عادی ہو اور

ہماری موجودگی میں شراب پینا چاہو تو ہم تمہارے اس عمل پر اور تمہارے اس کار پر کوئی اعتراض کھڑا نہ کریں گے یوناف کا یہ جواب سن کر ر۔مل کسی قدر ملول سی ہو کر رہ گئی تھی پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھ گئی تھی تینوں بلور کے وہ پیالے اس نے طشت میں رکھے ایک بار وہ واپس چلی گئی۔ طشت پھر وہ وہیں رکھ آئی جہاں سے لے کر آئی تھی۔ اور دوبارہ آکر یوناف کے سامنے بیٹھتے ہوئے اس نے پوچھا۔

اب کہو تم کیسے اور کس طرح اپنے عمل کی ابتدا کرو گے اور کس وقت میدان میں داخل ہو گے تاکہ مجھے تسلی ہو کہ اس نینوا شہر کے میدان میں کوئی نوجوان لڑکی اور لڑکا موجود ہیں جو میرے غمگسار اور میرے ہمدرد ہیں اس پر یوناف کہنے لگا سنو ر۔مل اب میں اور بیوسا یہاں سے رخصت ہو کر سرائے کے اس کمرے کی طرف جائیں گے جہاں ہم نے قیام کر رکھا ہے صبح جب لوگ تمہیں لینے آئیں گے اور سب لوگوں کے سامنے تمہیں مقابلے کے میدان میں بٹھا دیا جائے گا اسکے بعد جب نینوا کا بادشاہ شلما نصر بھی وہاں آکر بیٹھ جائے گا تو اس کے بعد میں شلما نصر کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور اپنے کام کی ابتدا کروں گا اب میں اور بیوسا جاتے ہیں اور تم پوری طرح بے فکر رہو ہم پورے خلوص سے تمہارے لئے کام کریں گے اس پر ر۔مل نے بشاشت چاہت میں ان دونوں کو مخاطب کر کے کہا

اگر تم دونوں چاہو تو سرائے کے کمرے میں جا کر قیام کرنے کی بجائے میں میرے اس کمرے میں قیام کر سکتے ہو اس پر یوناف نے کہا نہیں ہم دونوں اب واپس جائیں گے تم آرام کرو اور اب مقابلے کے میدان میں ہی ہماری ملاقات ہو گی اسکے ساتھ ہی یوناف اور بیوسا اس طلسمی خوابگاہ سے نکل گئے۔

دوسرے روز نینوا شہر کے وسط میں مقابلے کیلئے بنے ہوئے میدان میں ا نگنت لوگ جمع ہو گئے تھے۔ جنوں کی شہزادی ر۔مل کو میدان کے ایک طرف بلند جگہ پر بٹھا دیا گیا تھا جس پر دبیز قالین بچھا دی گئی تھیں اسکے ساتھ ہی ایک اور اونچی جگہ پر آشوریوں کا بادشاہ شلما نصر اور اس کے اہل خانہ بھی وہاں آکر بیٹھ گئے تھے اس موقع پر اچانک یوناف بڑی تیزی کے ساتھ آشوریوں کے بادشاہ شلما نصر کے سامنے آیا اور آداب بجا لانے کے انداز میں اس نے بڑی عاجزی اور انکساری سے کہنا شروع کیا۔

اے آشوریوں کے عظیم بادشاہ میرا تعلق جنوں کی سرزمین سے ہے اگر آپ برا نہ مانیں تو میں آپ سے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں اس موقع پر ر۔مل بھی یوناف کی طرف دیکھ کر خوش ہو رہی تھی اور اسکے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ اور پسندیدگی بھی دیکھی جا سکتی تھی۔ یوناف کی گفتگو سن کر شلما نصر نے بڑی نرمی میں یوناف کو مخاطب کر کے کہا اگر تم جنوں کی سرزمین سے آئے ہو تو ہم تمہارا احترام کرتے ہیں اگر تم جنوں کی شہزادی ر۔مل کے محافظوں میں سے ہو تو کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ اور اگر تمہیں کوئی شکایت ہے تو اسے بھی رفع کرنے کی کوشش کریں گے۔ شلما نصر کے اس جواب پر یوناف کہنے لگا۔

اے بادشاہ میں ر۔مل کا جاننے والا ضرور ہوں مگر اسکے محافظوں میں سے نہیں۔ اے آشوریوں کے نیک دل بادشاہ میرا نام یوناف ہے اور میں ایک عرصہ سے ر۔مل سے محبت کرتا چلا آ رہا ہوں جبکہ ر۔مل بھی مجھے پسند کرتی ہے اور مجھ سے شادی کرنے کی خواہشمند ہے لیکن اچانک جنوں کے بادشاہ نے اسے اس طرف روانہ کر دیا اور میں ر۔مل اور اس سے کچھ بھی نہ کہہ سکا لہٰذا میں ر۔مل کے پیچھے پیچھے آپ کے اس شہر میں داخل ہو گیا ہوں اب میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ر۔مل میرے حوالے کر دی جائے اے بادشاہ اگر آپ ر۔مل میرے حوالے نہ کرنا چاہیں تو میری دوسری گزارش یہ ہے کہ ابھی تھوڑی دیر تک اس میدان میں ر۔مل کے حصول کے لئے جو مقابلے ہوں گے اس میں مجھے بھی حصہ لینے کی اجازت دی جائے لیکن میری یہ شرط ہے کہ میرا مقابلہ آخر میں اس جوان سے کروایا جائے جو سب مقابلوں میں کامیاب اور کامران ثابت ہو تاکہ اس بھرے میدان میں اسے شکست دے کر میں ر۔مل کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں۔

یوناف کے اس انکشاف پر شلما نصر کچھ دیر تک خاموش رہ کر سوچتا رہا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا تمہارے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ ر۔مل بھی تم سے محبت کرتی ہے اور تم سے شادی کرنے کی خواہش مند ہے اس پر یوناف کو یہ اطمینان ہوا کہ کم از کم شلما نصر اس کی گفتگو پر غور کرنے کے لئے تو تیار ہے اس پر یوناف جھٹ کہنے لگا اے بادشاہ اس میں کسی قسم کا شک و شبہ ہی نہیں ہے اس لئے کہ آپ کے بائیں طرف ر۔مل موجود ہے لہٰذا اس سے پوچھ لیا جائے۔ شلما نصر نے شاید اس کی بات کو پسند کیا تھا لہٰذا اس نے اشارے سے اپنے ایک کارکن کو بلوایا اور اسے مخاطب کر کے کہا وہ سامنے جو جنوں کی شہزادی ر۔مل بیٹھی ہوئی ہے اس کے پاس جاؤ اور یہ جوان جو اس وقت میرے سامنے کھڑا ہے اس کا تعلق بھی جنوں کی سرزمین سے ہے اور یہ اپنا نام یوناف بتاتا ہے تم اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس سے پوچھو کیا وہ اس جوان کو پہلے سے جانتی ہے اور اسے پسند کرتی ہے اس پر وہ جوان سر جھکاتا ہوا مڑا اور وہاں سے چلا گیا۔

تھوڑی دیر تک اس شخص نے ر۔مل کے ساتھ رازدارانہ گفتگو کی پھر وہ واپس شلما نصر کے پاس آیا اور بڑے خوشکن انداز میں کہنے لگا اے بادشاہ اس جوان نے جو کچھ کہا ہے وہ صحیح ہے اس لئے کہ ر۔مل نے تسلیم کر لیا ہے کہ وہ نہ صرف یہ کہ اس جوان کو ایک عرصہ سے جانتی ہے اس کو پسند کرتی ہے بلکہ اس سے شادی کرنے کی بھی خواہاں ہے۔

اتنا کہنے کے بعد بادشاہ کا وہ کارکن چلا گیا اسکے بعد بادشاہ تھوڑی دیر کے لئے خاموش رہا اور پھر کہنے لگا سنو یوناف مجھے تمہاری سچائی اور دیانتداری دیکھ کر خوشی ہوئی ہے ر-یمل کو یوں ہی تمہارے حوالے نہیں کیا جا سکتا لہٰذا تمہیں اس مقابلے میں حصہ لینے کی اجازت دی جاتی ہے اور تمہاری یہ شرط بھی قبول کی جاتی ہے کہ تمہارا مقابلہ سب سے آخر میں اس جوان سے کروایا جائے گا جو باقی سب کو زیر کرنے کے بعد فتح مند ہو گا سنو یوناف اگر تم یہ مقابلہ ہار گئے تو تم آج ہی واپس اپنی سرزمین کی طرف چلے جانا تاکہ ر-یمل اور اسکے جیتنے والے کے درمیان کسی قسم کا شک نہ ہو اور اگر تم جیت گئے تو یقین رکھو ر-یمل تمہارے حوالے کر دی جائے گی پر تم نینوا شہر کو چھوڑ کر نہ جا سکو گے کیونکہ تمہاری کامیابی کے بعد میں تمہیں ایک اچھے سالار کی حیثیت سے اپنے ساتھ رکھوں گا اور جنگوں میں تم سے ضروری صلاح مشورہ لیا کروں گا تاکہ میں تمہارے تجربے سے فائدہ اٹھا سکوں اور سنو یوناف اگر تم جیت گئے تو میں تمہارے لئے ایک اور بھی بہترین انتظام کروں گا اور وہ یہ کہ پہلے نینوا شہر کا شاہی محل دریائے فرات کے کنارے پر تھا۔ اب میں نے اس میں رہائش ترک کر دی ہے اور اس قدیم اور پرانے محل سے ذرا فاصلے پر میں نے ایک نیا محل تعمیر کیا ہے اور اس میں آج کل میں نے اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہائش رکھی ہوئی ہے اگر تم یہ مقابلہ جیت گئے تو وہ محل بھی میں تمہارے حوالے کر دوں گا اس محل میں تم ر-یمل کو اپنی بیوی کی حیثیت سے رکھ سکو گے اور جو خادمائیں ر-یمل کے ساتھ آئی ہیں وہ بھی اس محل میں رہ سکیں گی اور ہماری طرف سے تمہاری بہترین رہائش اور خوراک کا انتظام کیا جائے گا شلما نصر کا یہ جواب سن کر یوناف خوش ہوا اور کہنے لگا اے بادشاہ میں آپ کی اس تجویز کو پسند کرتا ہوں اور آپکی شرائط کو بھی تسلیم کرتا ہوں اس پر شلما نصر نے ایک خالی نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اگر ایسا ہے تو اس خالی نشست پر بیٹھ جاؤ ابھی مقابلے شروع ہوتے ہیں اور سب سے آخر میں جیتنے والے کے ساتھ تمہارا مقابلہ کروایا جائے گا۔ شلما نصر کا یہ جواب سن کر یوناف اس خالی نشست پر بیٹھ گیا تھا جو ر-یمل کے قریب تھی۔

اس گفتگو اور فیصلے کے بعد شلما نصر کے حکم پر میدان کے اندر مقابلے مختلف جوانوں کے درمیان ر-یمل کے حصول کے لئے مقابلے شروع ہو گئے تھے یہ مقابلے کافی دیر تک جاری رہے آخر ایک نوجوان جو اپنی جسمانی لحاظ سے کوہ قامت دکھائی دیتا تھا اور جس کے ہاتھ ریچھ کے پنجوں کی طرح مضبوط اور چہرہ چٹانوں کی طرح سخت اور مہیب تھا وہ اس مقابلے میں کامیاب اور فتح مند نکلا جب اس جوان کو میدان کے اندر کام کرنے والے بادشاہ کے کارکن اسے بادشاہ شلما نصر کے سامنے لائے تو اس موقع پر بادشاہ نے ہاتھ کے اشارے سے یوناف کو بھی اپنے پاس بلایا شلما نصر کے اشارے پر یوناف شلما نصر کے پہلو میں آکر کھڑا ہو گیا تھا۔ پھر شلما نصر نے اس مقابلے جیتنے والے کوہ قامت جوان کو تحسین آمیز انداز میں مخاطب کر کے کہا۔

اے دلیر اور زندہ دل جوان میں تسلیم کرتا ہوں کہ تم انتہائی دلیر اور جرات مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس میدان کے اندر مقابلے جیت لئے ہیں اب تم جیتوں کی شہزادی ر-یمل کو حاصل کرنے کے لئے اس وقت حق دار ہو سکتے ہو جب تم اس سامنے کھڑے یوناف نام کے جوان کو مقابلے کے دوران زیر اور مغلوب کر سکو۔ اس لئے کہ تمہاری طرح یہ بھی ر-یمل کا خواہشمند اور حصول کا متمنی ہے شلما نصر کی اس گفتگو کے جواب میں اس جیتنے والے جوان نے ایک بار بڑے غور سے یوناف کی طرف دیکھا اور پھر پسینے سے تر اس جوان نے اپنے بادشاہ شلما نصر کو مخاطب کر کے کہا اے بادشاہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں میں اس جوان کے کفر کے نشانات ایسے مٹاؤں اور اس پر ایسی فنا پذیری طاری کروں گا کہ اس کے زینت کے سہرے اس کے گلے کا طوق بنا ڈالوں گا۔ اس کے دل کی لوح پر میں ایسی ضربیں لگاؤں گا کہ اس کی ہڈیوں تک تازگی جاتی رہے گی۔ اس میدان میں اسکی زندگی کو میں سرودِ ماتم، ناشاد و سوگوار اور سینے کا بوجھ بنا دوں گا۔ اس جوان کی گفتگو سن کر یوناف خفگی قہر اور غضب کے باعث سورج کی سرخ سوت اور لفظوں کی دھوپ جیسی صورت اختیار کر گیا تھا اور اسکی آنکھوں میں بے یقینی کے دھندلکوں بگرم جوالا اور بحر ہیبتناک کی سی کیفیت رقص کرنے لگی تھی پھر اس نے اس جوان کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

آج اس میدان میں یہ مقابلہ جیتنے والے جوان! سنو میں جانتا ہوں تمہاری رگوں میں خواب جوانی کا کف جوش مار رہا ہے پر دیکھ جب تو میرے ساتھ مقابلہ کرے گا تو میں تمہاری ساری شرارت ساری کجروی ایک راست بازی میں بدل کے رہوں گا۔ میں جانتا ہوں تو اس وقت اپنی کامیابی اور کامرانی کے نشے میں سانپ کی طرح پھنکار رہا ہے لیکن جب میں قضائے الٰہی، مشیت ربی اور نشتر و زجاج بن کر تم پر چھاؤں گا تو یقیناً تجھ پر وسوسہ و اضطراب، ماندگی و کسل اور غم سحر کی کدورت طاری کر کے رکھ دوں گا سنو اے جیتنے والے نوجوان جب تو اس میدان میں سب لوگوں کے سامنے میرے ساتھ مقابلہ کرے گا تو میں یقین دلاتا ہوں کہ تو میرے سامنے اپنی ساری ہم آہنگی اور سارا توازن کھو بیٹھے گا اے نوجوان اس میدان میں جب تیرا اور میرا مقابلہ ہو گا تو اس میدان کے اندر جمع ہونے والے سارے لوگ دیکھیں گے کہ تیری ساری اقبال مندی اور تیرے سارے ہی زندگی بخش جذبے تیرے لئے کانٹے پھندے اور قہر الٰہی کی لاٹھی ثابت ہوں گے اے نوجوان میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہتا اس لئے کہ اس سے آگے میں جو کچھ کہنے والا ہوں اس کا مظاہرہ میں عملی طور پر تیرے سامنے اس میدان میں کروں گا یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا۔

ان دونوں کی گفتگو سن کر آشوریوں کا بادشاہ شلما نصر خوش اور محظوظ ہوا تھا۔ پھر اس نے دونوں

کو مقابلے کے میدان میں اترنے کے لئے کہا اور جب وہ ایسا کر چکے تو شلمانصر کے اشارے پر مقابلے کی ابتدا کر دی گئی تھی یوناف شروع ہی میں اس نوجوان پر طوفانوں کی جوش مارتی. یگ اور حیرت میں جھونک دینے والی آندھیوں کی طرح حملہ آور ہوا تھا شاید وہ وقت ضائع کئے بغیر بہت جلد اس نوجوان کو اپنے سامنے زیر کر دینا چاہتا تھا۔ اسی لئے وہ موت کی اترائی' آسمان کی بلندی اور زمین کی گہرائی بن کر اس پر حملہ آور ہوا تھا اور لمحوں میں اس نے اس نوجوان کی حالت کچھ ایسی بنا کر رکھ دی تھی جیسے اس کے جگر میں انتہا کا سوز دل میں کریدتی کا تجسّس اور پراگندہ حواس کا خوف طاری ہو کر رہ گیا ہو ایسا لگتا تھا کہ وہ جوان یوناف کے سامنے اپنا قرار جاں' فراغ دل جمال ساعت کھو بیٹھا ہو اور آوارہ گرد خواہشوں کی طرح یوناف کے حملوں سے بچنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن جلد ہی اپنے تیز اور خوفناک حملوں سے یوناف پوری طرح اس پر غالب آگیا پھر ایک خوفناک وار کرتے ہوئے یوناف نے اس نوجوان کی تلوار کاٹ کر رکھ دی تھی جس کے نتیجے میں اس نوجوان نے ہاتھ میں پکڑا ہوا تلوار کا دستہ ایک طرف پھینک دیا اور منت اور سماجت کے انداز میں اس نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے نوجوان میں نے تمہارے ساتھ مقابلہ کرنے کی غلطی کی ہے تم واقعی ایک آندھی ایک طوفان ہو اور تمہارے ساتھ مقابلہ کر کے جیت اور کامیابی کی امید رکھنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے لہٰذا میں تم سے اپنی شکست اور ہار کو تسلیم کرتا ہوں اس نوجوان کے ان الفاظ پر یوناف نے اپنی تلوار نیام میں کر لی تھی وہ ہارنے والا نوجوان تو میدان کے ایک طرف چلا گیا جبکہ میدان کے کارکن یوناف کو آشوریوں کے بادشاہ شلمانصر کے پاس لے گئے تھے۔

یوناف جب شلمانصر کے سامنے آیا تو اس نے اٹھ کر یوناف کے ساتھ مصافحہ کیا پھر وہ دوبارہ اپنی نشست پر بیٹھتے اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا اے اجنبی تم نے ثابت کر دیا ہے کہ تم واقعی ایک بہترین تیغ زن ہو اور یہ مقابلہ جیت کر تم نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ تم واقعی جنوں کی شہزادی ریمل کو حاصل کرنے کے لائق ہو یہ ساری گفتگو قریب بیٹھی ہوئی ریمل بھی سن رہی تھی یہاں تک کہنے کے بعد شلمانصر تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر دوبارہ کہنے لگا

سنو اس شہر میں داخل ہونے والے اجنبی میری نگاہوں میں تم ہی واحد ایک شخص ہو جو جنوں کی شہزادی ریمل کے شوہر اور خاوند کی حیثیت اختیار کر سکتے ہو اور جو معیار ایک شہزادی کے شوہر کا ہونا چاہئے اس پر تم پورے اتر سکتے ہو لہٰذا ریمل اب تمہارے حوالے کی جاتی ہے اس میدان سے نکلتے وقت میرے کچھ کارکن تمہارے اور ریمل کے ساتھ جائیں گے اور تمہیں نینوا کے اس قدیم محل کی طرف لے جائیں گے جہاں کبھی آشوریوں کے بادشاہوں کی رہائش ہوا کرتی تھی وہ محل

دریا کے کنارے ہے اس محل کے اندر تم دونوں اور ریمل کی خادماؤں کے لئے ہر طرح کی آسائش ہر قسم کی ضروریات کا سامان فراہم کیا جائے گا تم تھوڑی دیر تک ریمل کے پاس رکو اور جب میدان میں جمع ہونے والے تماشائی چلے جاتے ہیں تو میرے کارکن تمہیں اور ریمل کی خادماؤں کو لے کر اس محل کی طرف چلے جائیں گے جہاں پر تم ریمل کے ساتھ پرسکون اور خوشکن زندگی کی ابتدا کر سکو گے۔

اور سنو اے اجنبی نینوا شہر سے ریمل کے ساتھ بھاگنے کی کوشش نہ کرنا اگر تم ایسا کرو گے تو ریمل اور تم بے موت مارے جاؤ گے میں تم جیسے جفاکش اور جرات مند جوان کو اپنے لشکر میں شامل کرنے کا ارادہ کر چکا ہوں مجھے امید ہے کہ میرے ساتھ رہ کر تم جنگوں سے متعلق مجھے بہترین مشورہ اور صلاح دے سکو گے جس کے باعث میں اپنے دشمنوں کے خلاف کامیابی اور کامرانی حاصل کر سکوں گا شلمانصر کی یہ گفتگو سن کر یوناف کہنے لگا۔

اے بادشاہ آپ اپنے دل میں اس شک کو جگہ نہ دیں کہ میں ریمل کو لے کر یہاں سے بھاگ جاؤں گا یا نینوا شہر سے کسی اور وجہ سے فرار حاصل کرنے کی کوشش کروں گا جب مجھے اور ریمل کو یہاں ہر طرح کی آسائش میسر ہو گی رہنے کے لئے آشوریوں کے قدیم بادشاہوں کا محل ملے گا تو اے بادشاہ میں ان آسائشوں ان نعمتوں کو چھوڑ کر کیوں اور کیسے بھاگنے کے متعلق سوچوں گا اے بادشاہ آپ مطمئن رہئے میں ریمل کے ساتھ اسی محل میں رہوں گا اور آپ کے لشکر میں شامل ہو کر آپ کے لئے منفعت اور سودمندی کا باعث بنوں گا یوناف کی گفتگو سے شلمانصر ایسا متاثر ہوا کہ وہ اپنی جگہ سے ایک بار پھر اٹھا مسکراتے ہوئے اس نے یوناف کو اپنے ساتھ لپٹایا اور کہنے لگا اے یوناف میں تیری گفتگو سے کافی خوش ہوا ہوں تیرا میرے لشکر میں رہنا میرے لئے کامیابی کے دروازے کھول دے گا اب تم ریمل کے پاس جا کر انتظار کرو شاید وہ بھی تمہاری اس کامیابی پر تم سے کچھ کہنا چاہ رہی ہو گی پھر میرے کارکن تمہیں اس محل کی طرف لے جائیں گے جہاں پر تم دونوں نے رہائش رکھنی ہے شلمانصر کا یہ حکم پا کر یوناف چپ چاپ اس نشست کی طرف ہو لیا تھا جس پر ریمل بیٹھی ہوئی تھی۔

یوناف جب ریمل کے قریب جا کر کھڑا ہوا تو ریمل نے بڑی بے چینی اور بڑی بے تابی سے اسے مخاطب کر کے کہا اے یوناف تم نے واقعی ثابت کر دیا ہے کہ تم کہکشاں کے فرزند' جلیل النفس انسان ہو تم کیا خوب سنگ و شرر حوصلہ و ضبط اور کاوش قرار کی طرح اس نوجوان پر حملہ آور ہوئے اور اسکی رگوں میں سنسنی دوڑا کر رکھ دی تمہارے حملہ آور ہونے کے انداز میں یقیناً لپکتے شعلوں کا سا اسرار و تجسّس اور مژدہ مرگ و اجل جیسا آہنگ شکن پیغام تھا میں تمہیں تمہاری

اس کامیابی پر مبارک باد دیتی ہوں یہاں تک کہنے کے بعد ریمل تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئی
تھی پھر اس نے جب دیکھا کہ یوناف ابھی تک اس کے سامنے کھڑا ہے تو اس نے چونک کر
ہاتھ کے اشارے سے اپنے پہلو میں ایک خالی نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

تم ابھی تک کھڑے کیوں ہو یہاں میرے پاس بیٹھ جاؤ اب تو تم میرے نجات دہندہ اور
محسن ہو یوناف چپ چاپ ریمل کے پہلو میں بیٹھ گیا تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر دوبارہ
شوخ و طرار، طائر فردوس جیسی لڑکی نے اپنی پھول برساتی آواز اور حیات بخش انداز
یوناف کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا اے یوناف جو کچھ تم نے مجھ سے گزشتہ رات کہا تھا واقعی
نے اسے پورا کر کے دکھا دیا ہے مجھے خدشہ اور ڈر تھا کہ کہیں تم یہ مقابلہ ہار ہی نہ جاؤ اور میرے
لئے مصیبتوں اور دشواریوں کے ان دیکھے اور خوفناک دروازے ہی نہ کھل جائیں لیکن تم نے اس
میدان کے اندر کامیابی حاصل کر کے میرے ارادوں اور عزائم کو قوت دی ہے بلکہ ایک طرح
اس شہر کے اندر مجھے محفوظ اور مامون بنا کر رکھ دیا ہے۔ تمہارا مقابلہ جیتنے سے مجھے یہ احساس ہونے
لگا ہے کہ شاید میں واپس اپنے گھر جا سکوں گی یہاں تک کہنے کے بعد ریمل خاموش ہو گئی تھی۔

ریمل کے پہلو میں بیٹھنے کے بعد یوناف نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ نہ صرف اس خوبصورت اور
پرکشش لڑکی کے لہجے میں آبشاروں کا سا ترنم ہے بلکہ اس کے لباس میں پھولوں کی مہک اور اس
کے حسین کونپل جیسے ملائم جسم میں اوس میں رچی ہوئی خوشبو بسی ہوئی ہے وہ ابھی ان ہی تاثرات
میں ڈوبا ہوا تھا کہ ریمل نے ایک بار پھر اسے مخاطب کر کے پوچھا یہ مقابلہ جیتنے کے بعد جب تمہیں
آشوریوں کے بادشاہ شلمانصر کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے تم سے کیا کہا اس پر یوناف چونک کر
کہنے لگا جب مجھے شلمانصر کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے مجھے میری کامیابی پر مبارکباد دی۔ اور
کہنے لگا کہ تم ریمل کو جیت چکے ہو ساتھ میں اس نے یہ بھی کہا کہ دریائے فرات کے کنارے ایک
قدیم محل ہے جس کے اندر پہلے بادشاہ رہائش اختیار کیا کرتے تھے اس نے اپنے لئے ایک نیا محل
تعمیر کر لیا ہے بادشاہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں اور تم تمہاری خادماؤں کے ساتھ اس محل میں رہیں
گے ساتھ میں اس نے یہ دھمکی بھی دی ہے کہ تم اور ریمل یہاں سے بھاگنے کی کوشش کی تو تم
دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا میں نے اسے پوری طرح یقین دلا دیا ہے کہ ہم یہاں سے
بھاگنے کی کوشش نہیں کریں گے ساتھ میں یہ بھی کہا ہے کہ دریائے فرات کے کنارے اس محل
میں جب ہمیں ہر طرح کی نعمتیں اور آسائشیں میسر ہوں گی تو ہم کیوں کر یہاں سے بھاگنے کی کوشش
کریں گے بہرحال ہم دونوں اب تمہاری ان خادماؤں کے ساتھ اس قدیم محل میں رہیں گے اور
حالات کا جائزہ لیتے رہیں گے۔

ریمل جب بھی مجھے موقعہ ملا میں تمہارے لئے یہاں سے بھاگنے کیلئے راہ نکال لوں گا۔
گفتگو سن کر ریمل خوش ہوئی اور پھر کہنے لگی اس لحاظ سے شلمانصر بہت اچھا انسان ہے۔
مقابلہ جیتنے کے بعد اس نے بڑی شرافت سے مجھے تمہارے حوالے کر دیا ہے اور یہ کہ
فرات کے کنارے آشوریوں کے قدیم محل میں ہماری رہائش کا بھی انتظام کر دیا ہے۔ میں
شکر گزار اور ممنون ہوں کہ نینوا شہر میں تم نے میرے لئے یہ اطمینان بخش صورتحال پیدا کی
تو کو تمہاری ساتھی لڑکی بیوسا کہاں ہے اور تم اسے کہاں چھوڑ آئے ہو اس پر یوناف
تے ہوئے کہنے لگا بیوسا نے کہاں جانا ہے اور وہ یہیں اسی میدان میں بیٹھی ہوئی ہے اور مجھے
ہے کہ وہ ابھی تھوڑی ہی دیر تک یہاں پہنچ جائے گی۔ اس بیاری نے مجھے چھوڑ کر کہاں جانا
اسکا اور میرا سنگ موت تک پکا اور طے شدہ ہے یہاں تک کہنے تک یوناف خاموش ہو گیا تھا
تھوڑی ہی دیر تک بیوسا بھی انکے پاس آ کر بیٹھ گئی میدان کے اندر بیٹھے ہوئے سارے تماشائی اب
چلے گئے تھے پھر بادشاہ کے کارکن وہاں آئے اور انہیں اپنے ساتھ لے گئے پہلے ریمل یوناف اور
بیوسا کو اس کمرے میں لے جایا گیا جہاں گزشتہ رات ریمل عارضی طور پر ٹھہری ہوئی تھی پھر اس کا
سارا سامان وہاں سے اٹھوا کر اس کی دونوں خادماؤں کو بھی وہاں سے لے کر دریائے فرات کے
کنارے اس محل کی طرف لے جایا گیا جس کی نشاندہی آشوریوں کے بادشاہ شلمانصر نے کی تھی۔
یوناف بیوسا ریمل اور اسکی خادماؤں نے محل کے اندر رہائش اختیار کر لی تھی۔

○

دمشق کا بادشاہ ابن ہدد اپنے اس کمرے میں بیٹھا ہوا تھا جس کے اندر وہ دربار لگایا کرتا تھا اور جس میں اس کے سارے اراکین سلطنت وزیر اور مشیر بیٹھے ہوئے تھے اس کا حاجب اسکی خدمت میں حاضر ہوا اور اس سے کچھ قاصدوں کے آنے کی اطلاع کی اس پر ابن ہدد نے اپنے حاجب کو ان قاصدوں کے لانے کے لئے کہا اور یہ جواب سن کر حاجب باہر نکل گیا تھا تھوڑی دیر بعد دو نوجوانوں کو لا کر حاجب نے ابن ہدد کے سامنے پیش کیا پھر حاجب وہاں سے ہٹ کر اپنی جگہ پر جا کھڑا ہوا تھا جب ان دونوں جوانوں کو ابن ہدد کے سامنے پیش کیا گیا تو ابن ہدد نے ان دونوں جوانوں کو مخاطب کر کے پوچھا اے نوجوانوں کہو تم کون ہو کہاں سے آئے ہو۔ کس کے قاصد ہو میرے نام تم کیا پیغام لے کر آئے ہو اس سوال پر ان دونوں قاصدوں میں سے ایک نے بولتے ہوئے کہا اے بادشاہ ہم دونوں قاصد فلسطین میں بنی اسرائیل کی دونوں سلطنتوں یعنی سامریہ اور یہودیہ کے مشترکہ قاصد ہیں اے بادشاہ ہم آپ کو ایک خطرے سے آگاہ کرنے کے لئے آئے ہیں اور ہمیں ہمارے بادشاہوں نے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ ہم آپ کو آشوریوں کے بادشاہ شلما نصر کی قوتوں اور طاقت کے خطرے سے آگاہ کریں اے بادشاہ ہمارے حکمرانوں کا خیال ہے کہ اگر آشوریوں نے بادشاہ شلما نصر کے سامنے کوئی دیوار نہ کھڑی کی گئی اس کی قوت کا سدباب نہ کیا گیا تو یاد رکھیئے شلما نصر اپنی حدود سے نکل کر نہ صرف یہ کہ ارض شام بلکہ فلسطین اور شمال میں اناطولیہ کے میدان میں حیتوں کو اور یہاں تک کہ ایشیائے کوچک تک بسنے والی ساری اقوام کو روند کر رکھ دے گا۔

اسکے بعد ہمارے حکمرانوں کا خیال ہے کہ وہ لبنان کا رخ کرے گا اور بارش و اولوں کی طرح برسے گا بعد میں وہ سمندر کے کنارے کنارے مصر کو اپنے سامنے مطیع اور فرماں بردار بنا کر رکھے گا یہاں تک کہ اس کے خونخوار حملوں سے نہ قوم عیلام بچ سکے گی نہ قوم صاد بھی محفوظ رہ سکے گی۔

اے دمشق کے عظیم بادشاہ ان حالات میں ہمارے حکمرانوں نے فیصلہ کیا ہے کہ متحدہ ہو کر نہ صرف یہ کہ شلما نصر کی طاقت کو روکنا چاہیے بلکہ یہ کہ اس سے جنگ کرنی چاہیئے اور اسکی قوت کو توڑ کر آشوریوں کے اطراف میں پھیلی سلطنتوں کو امن اور سکون مہیا کرنا چاہیئے اس مقصد اور مدعا کو تکمیل کرنے کے لئے ہمارے حکمرانوں نے یہ قدم اٹھایا ہے کہ سب سے پہلے ہمارے قاصد حیتوں کی طرف گئے اور انہیں آشوریوں کی قوت سے آگاہ کیا حتی آشوریوں کے خلاف جنگ کرنے کے ہمارے ساتھ اتحاد کے لئے آمادہ ہیں۔ اور اس بات پر راضی ہیں کہ اگر کوئی متحدہ لشکر تیار کیا ہے تو وہ بارہ سو رتھیں بارہ سو سوار اور بارہ ہزار پیدل سپاہی مہیا کریں گے اس کے علاوہ اے بادشاہ سامریہ اور یہودیہ کی اسرائیلی سلطنتیں آشوریوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے متحدہ طور پر ہزار رتھیں دو ہزار سوار اور دس ہزار پیدل عسکریوں کا انتظام کریں گی۔

اے بادشاہ حیتوں کے علاوہ ہمارے قاصد حمص کے بادشاہ کے پاس بھی گئے اسے آشوریوں کی تیزی کے ساتھ پھیلتے ہوئے خطرے سے آگاہ کیا لہٰذا حمص کا بادشاہ بھی اس متحدہ لشکر میں شامل ہونے کے لئے آمادہ ہو گیا ہے اس نے سات سو رتھیں سات سو سوار اور دس ہزار سپاہی مہیا کرنے کا وعدہ کیا ہے اس کے علاوہ اے بادشاہ فلسطین کے گرد و نواح کے علاقوں یہاں تک مصر نے بھی ہمیں آشوریوں کے خلاف مدد دینے کا وعدہ کیا ہے۔

اے بادشاہ اب ہمارے حکمرانوں نے ہم دونوں کو قاصد بنا کر بھیجا ہے تاکہ ہم آشوریوں کے دن بدن بڑھتے ہوئے خطرے سے آپ کو آگاہ کریں اور متحدہ لشکر میں شامل ہونے کی ترغیب دیں اگر ہم ایک متحدہ لشکر کی تشکیل کرنے کے بعد آشوریوں کے خلاف جنگ کی ابتدا کرتے ہیں تو ہمارے حکمرانوں کو قوی امید ہے کہ اس جنگ میں آشوریوں کو بدترین شکست دی جائے گی اس طرح متحدہ لشکر کے اندر جس قدر حکمران ہیں وہ آشوریوں کی یلغار اور انکی ترکتاز سے بچ رہیں گے اور ایسا کرنا اے بادشاہ انتہائی ضروری اور اہم ہو گیا ہے۔

دمشق کے بادشاہ ابن ہدد نے فلسطین کے ان دونوں قاصدوں کی گفتگو بڑے غور اور انہماک سے سنی تھی پھر اس نے ان دونوں قاصدوں کو مخاطب کر کے کہا سنو اے سامریہ اور یہودیہ کے قاصدو تمہاری گفتگو نے ہمیں متاثر کیا ہے ہم تو پہلے ہی سوچ رہے تھے کہ کسی ایسی قوت کو ترتیب دیا جائے جو آشوریوں کے زور کو توڑ سکے تم نے اس متحدہ لشکر کی تجویز پیش کر کے ہمارے دل کی آواز سنی ہے لہٰذا ہم بھی اس متحدہ لشکر میں شامل ہونے کا عہد کرتے ہیں اور اس متحدہ لشکر کے لئے ہم حیتوں کے بادشاہ کی طرح بارہ سو رتھیں اور بارہ سو سوار اور بارہ ہزار عسکری مہیا کریں گے اے فلسطین کے معزز قاصدو تم چند دن تک دمشق میں ہمارے مہمان کی حیثیت سے رہو پھر جا کر اپنے حکمرانوں کو آگاہ کرو کہ ہم انکے تیار کردہ متحدہ لشکر میں شامل ہوں گے اور آشوریوں کے خلاف فیصلہ کن جنگ کرنے کے لئے ان کے شانہ بشانہ حصہ لیں گے ابن ہدد کا یہ جواب سن کر وہ دونوں قاصد خوش اور مطمئن ہو گئے تھے پھر حاجب ان دونوں قاصدوں کو ان کے قیام و طعام کا بندوبست کرنے کے لئے انہیں باہر لے گیا۔

یوناف ایک روز دریائے فرات کے کنارے آشوریوں کے قدیم محل میں بیوسا اور ریمل کے ساتھ بیٹھا خوش گپیوں میں مصروف تھا کہ آشوریوں کے بادشاہ شلما نصر کا ایک قاصد اسکے پاس آیا اور یوناف کو اس نے یہ پیغام دیا کہ بادشاہ نے اسے صلاح اور مشورہ کے لئے طلب کیا ہے قاصد جب یہ اطلاع دے کر چلا گیا تو ریمل نے فکرمندی سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا آپ کا کیا خیال ہے کہ شلما نصر نے آپ کو کیوں اور کس کام کے لئے طلب کیا ہے مجھے خطرہ اور خدشہ ہے کہ وہ ہم سب کے لئے کوئی نئی مصیبت نہ کھڑی کر دینے والا ہو اس پر یوناف نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا یہ تمہارا وہم اور وسوسہ ہے وہ کوئی مصیبت کھڑی نہیں کرے گا اگر وہ ایسا کرے گا تو خود ہی نقصان اٹھائے گا۔ اور ہم سب یہاں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ بہرحال تم اور بیوسا یہاں بیٹھ کر باہم گفتگو کرو میں شلما نصر کی طرف جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ اس نے مجھے کیوں طلب کیا ہے۔ اسکے بعد بڑی تیزی کے ساتھ یوناف اس محل سے نکلا اور شلما نصر کے محل کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

یوناف جب شلما نصر کے سامنے گیا تو اس نے بڑی عزت اور تکریم دیتے ہوئے یوناف کو اپنے قریب ایک نشست پر بٹھایا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا یوناف میرے مخبروں نے تھوڑی دیر قبل مجھے یہ خبر دی ہے کہ کچھ طاقتیں ہمارے خلاف متحد ہو رہی ہیں تاکہ وہ ہمارے خلاف ایک متحدہ لشکر تیار کر کے ہمارے خلاف جنگ کر سکیں ان متحد ہونے والی طاقتوں کے اندر جبتوں کا بادشاہ دمشق کا بادشاہ فلسطین میں یہودیہ اور سامریہ کے بادشاہوں کے علاوہ کچھ اور حکمران بھی ہیں جو سب مل کر ایک متحدہ لشکر تیار کر رہے ہیں اور وہ اس متحدہ لشکر کو لے کر ہمارے ساتھ جنگ کرنے کے لئے دریائے فرات کے کنارے کنارے شمال کی طرف آئیں گے میں نے تمہیں اس لئے طلب کیا ہے کہ تم کسی بھی وقت نینوا شہر سے کوچ کرنے کیلئے تیار رہنا۔ یہ خبر سنتے ہی میں نے سارے اراکین سلطنت اور جرنیلوں کو طلب کیا تھا میں نے ان سب کو حکم دے دیا ہے کہ وہ لشکر کے کوچ کی تیاری کریں تاکہ ہم اپنے شہروں کی حدود سے نکل کر دشمن کے متحدہ لشکر کا مقابلہ کریں۔ پس میں نے تمہیں یہی خبر دینی تھی کہ تمہیں کسی بھی وقت نینوا سے کوچ کرنے کا حکم مل سکتا ہے پس تم اب جاؤ۔ شلما نصر کا یہ حکم پا کر یوناف وہاں سے نکل گیا تھا۔

یوناف جب دریائے فرات کے کنارے اپنے محل میں آیا تو اسے دیکھتے ہی ریمل تڑپ کر اس کی طرف بڑھی اور اسے مخاطب کر کے پوچھنے لگی یہ آشوریوں کے بادشاہ شلما نصر نے آپ کو طلب کیا تھا اور اس نے کیا حکم دیا ہے کیا اس کے بلانے میں ہمارے لئے کوئی بہتری تھی یا اس کی طرف سے ہمارے لئے خدشات اٹھ کھڑے ہونے کا خطرہ ہے اتنی دیر تک بیوسا بھی یوناف کے قریب آ کھڑی ہوئی تھی۔ ریمل کے اس سوال پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا ریمل تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ شلما نصر نے مجھے اس لئے طلب کیا تھا کہ میں تیار رہوں کیونکہ وہ کسی بھی وقت مجھے نینوا سے کوچ کا حکم دے سکتا ہے اس لئے کہ کچھ قوتوں نے آشوریوں کی قوت کو توڑنے کے لئے ایک متحدہ لشکر تیار کیا ہے اور وہ اس متحدہ لشکر کے ساتھ آشوریوں سے جنگ کرنا چاہتے ہیں۔
شلما نصر یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ نینوا سے کوچ کرے اور اپنے شہروں کی حدود سے نکل کر اس متحدہ لشکر کا مقابلہ کرے اس نے مجھے اس لئے طلب کیا تھا کہ مجھے کسی بھی وقت نینوا شہر سے کوچ کا حکم مل سکتا ہے یوناف جب خاموش ہوا تب ریمل اس کو مخاطب کر کے کہنے لگی
وہ کون سی قوتیں ہیں جنہوں نے آشوریوں کے بادشاہ کے خلاف متحدہ لشکر تیار کیا ہے یوناف کہنے لگا اس متحدہ لشکر میں تمہارا باپ بھی شامل ہے اس کے علاوہ اس متحدہ لشکر میں دمشق کا بادشاہ ابن ہدد فلسطین میں بنی اسرائیل کی دونوں سلطنتوں کے حکمران حمص کا بادشاہ اور کچھ دوسرے سردار اور حکمران اس متحدہ لشکر میں شامل ہیں اور اس متحدہ لشکر کے جواب میں شلما نصر نے بھی اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دے دیا ہے۔ ایک یا دو دن تک شاید وہ اپنے لشکر کے ساتھ نینوا سے کوچ کرے اور اس لشکر میں مجھے بھی شامل ہونا پڑے گا۔
یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر وہ دوبارہ ریمل کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو ریمل حالات خود بخود تمہارے حق میں درست ہوتے جا رہے ہیں سنو میں شلما نصر کے لشکر میں شامل ہونے کے لئے نینوا سے کوچ کروں گا تو بیوسا تو میرے ساتھ ہی جائے گی لیکن میں تمہیں بھی اپنے ساتھ لے جاؤں گا دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کریں گے تو رات کی تاریکی میں میں چھپتے چھپاتے تمہیں لے کر تمہارے باپ کے لشکر میں داخل ہو جاؤں گا اور تمہارے باپ کے حوالے کر دوں گا اس طرح تم اپنے باپ کے سائے میں رہ کر واپس اپنے وطن جا سکو گی یوناف کی اس تجویز پر ریمل حیران اور پریشان ہو کر رہ گئی تھی تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر وہ کچھ سوچتی رہی پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی اگر میں علیحدگی میں آپ سے کچھ کہنا چاہوں تو کیا آپ میری بات سننا پسند کریں گے اس پر یوناف کہنے لگا جو کچھ تم کہنا چاہتی ہو بیوسا کی موجودگی ہی میں کہو اس لئے کہ میری زندگی کا کوئی ایسا واقعہ نہیں جو اس بیوسا سے مخفی رکھا گیا ہو یہ میری زندگی کے ہر پہلو ہر نقطے سے واقف ہے لہذا تم کہو کیا کہنا چاہتی ہو اس پر ریمل بڑی عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

آپ بعد میں بیوسا سے بھی کر سکتے ہیں اس لئے کہ آپ کے اور بیوسا کے ساتھ رہتے ہوئے مجھے کئی ہفتے ہو چکے ہیں اور میں بیوسا کو اپنی بہن ہی کی طرح عزیز اور شفیق سمجھنے لگی ہوں لہٰذا میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ مجھے تھوڑی دیر کیلئے علیحدگی مہیا کریں تاکہ میں جو بات کہنا چاہتی ہوں کھل کر کہہ سکوں بیوسا کے سامنے میں ایسا نہ کر سکوں گی قبل اس کے کہ رـمل کی اس گفتگو کا یوناف کوئی جواب دیتا بیوسا پہلے ہی حرکت میں آئی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ رـمل کی بات ماننے میں کوئی حرج نہیں ہے میں دوسرے کمرے میں چلی جاتی ہوں تمہیں رـمل کو ضرور علیحدگی مہیا کرنی چاہئے اور سنو یہ تم سے کیا کہنا چاہتی ہے اس لئے کہ اب یہ ہمارے ساتھ اس محل میں رہ رہی ہے لہٰذا اس کی مدد کرنا اور اس سے تعاون کرنا ہمارا فرض ہے اس کے ساتھ ہی بیوسا وہاں سے ہٹی اور دوسرے کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔ بیوسا کے جانے کے بعد رـمل نے یوناف کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو یوناف میں علیحدگی میں تم سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میں واپس اپنی سرزمینوں کی طرف نہیں جاؤں گی میرے باپ کو اگر مجھ سے محبت اور چاہت ہوتی تو مجھے بناؤ سنگھار کر کے آشوریوں کے بادشاہ کی طرف روانہ نہ کرتا جس وقت میرا باپ نینوا کی طرف کوچ کی تیاریاں کر رہا تھا کتنی بار میں نے اس کی منت سماجت کی کہ وہ نینوا کی طرف مجھے روانہ نہ کرے لیکن اس نے میری کوئی بات نہ مانی اور مجھے میری خادماؤں کے ساتھ نینوا کی طرف روانہ کر دیا۔ لہٰذا میں واپس اپنے باپ کے پاس نہ جاؤں گی۔

تو یوناف اگر میں اس موقع پر آپ سے یہ کہوں کہ میں آپ کے ساتھ شادی کر کے ایک پر سکون اور اطمینان بخش زندگی کی ابتدا کرنا چاہتی ہوں تو پھر آپ کا کیا جواب ہو گا ر ـمل کی یہ گفتگو سن کر یوناف چونک سا پڑا تھوڑی دیر اس نے کچھ سوچ بچار کی پھر ر ـمل سے کہنے لگا۔

سنو ر ـمل مجھ سے شادی کا اظہار کر کے تم نے ایک بہت بڑا مسئلہ کھڑا کر دیا ہے اور اس کا جواب میں تمہیں فوراً نہیں دے سکتا اس سلسلے میں پہلے بیوسا سے مشورہ کروں گا اس لیئے کہ وہ میری ایک ساتھی ہے اور ہم نے ایک دوسرے کا ساتھ دینے کا عہد کر رکھا ہے اے ر ـمل گو وہ میری بیوی نہیں ہے لیکن پھر بھی ایک ساتھی کی حیثیت سے اس سے مشورہ کرنا ضروری ہے اس پر ر ـمل خوف اور خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی اگر بیوسا نے آپ سے یہ کہہ دیا کہ میرے ساتھ شادی نہ کریں تو آپکا کیا رد عمل ہو گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بیوسا میری پیشکش کے جواب میں خود آپ سے شادی کرنے میں آمادہ ہو جائے اور آپ دیکھتے ہیں کہ بیوسا مجھ سے کہیں زیادہ پر کشش اور خوبصورت ہے پھر اسے چھوڑ کر آپ میری طرف کیسے اور کیوں کر متوجہ ہو سکیں گے یوناف پھر جواب دیتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو ر ـمل جہاں تک بیوسا کا تعلق ہے تو ہمارے درمیان یہ عہد ہے کہ ہم ایک دوسرے سے شادی نہیں کریں گے بلکہ مخلص ساتھیوں کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گے لہٰذا میری اور بیوسا کی شادی کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا ہاں اگر میں اس کے ساتھ شادی کرنا بھی چاہوں تو وہ نہیں کرے گی اس لئے کہ میرے اور اس کے درمیان عہد ہے کہ میں اسے شادی کے لئے نہیں کہوں گا اور یہ بھی سنو ر ـمل میں ماضی میں بلکہ اب بھی بیوسا سے بے پناہ محبت کرتا ہوں میں اس سے شادی کا بھی خواہشمند تھا لیکن وہ شادی پر آمادہ نہیں ہے اس لئے کہ وہ شادی کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھتی اور یہ بھی سنو ر ـمل اگر بیوسا نے مجھے اس شادی سے منع کر دیا تو پھر میں تمہارے ساتھ شادی نہیں کروں گا اور اگر اس نے یہ کہہ دیا کہ تمہارے ساتھ شادی کر لی جائے تو پھر میں تمہارا دل نہیں توڑوں گا اور تمہاری پیشکش اور تمہاری خواہش کے مطابق میں تم سے شادی کر لوں گا اور تمہارے ساتھ پر سکون اور اطمینان بخش زندگی کی ابتدا کروں گا تم یہیں رکو میں بیوسا کی طرف جاتا ہوں اور اس سے اس موضوع پر گفتگو کرتا ہوں۔ ر ـمل وہیں کھڑی رہ گئی جبکہ یوناف وہاں سے ہٹ کر اس کمرے کی طرف جا رہا تھا جہاں بیوسا تھوڑی دیر پہلے چلی گئی تھی۔

یوناف جب اس کمرے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا بیوسا ایک مسہری پر نیم دراز تھی یوناف جب کمرے میں داخل ہوا تو وہ سنبھلی اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی یوناف اسکے قریب گیا اور اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے بولا سنو بیوسا میں ایک اہم موضوع پر تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں اس پر بیوسا نے مسکراتے ہوئے کہا پہلے یہ بتاؤ کہ ر ـمل نے تم سے علیحدگی میں کیا گفتگو کی ہے اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا سنو میں اسی موضوع پر تم سے مشورہ کرنے آیا ہوں کہ رمل مجھ سے شادی کی خواہاں ہے اس لئے اس نے تم سے علیحدہ ہو کر مجھ سے ایسی گفتگو کی ہے میں نے اسے یہ جواب دیا ہے کہ اس معاملہ میں میں بیوسا سے مشورہ کرتا ہوں اس لئے کہ وہ میری زندگی کی ایک ساتھی ہے اور جو کام بھی میں کروں گا اس کی مرضی کے بغیر نہیں کروں گا اور ہاں میں اسے یہ بھی بتا چکا ہوں کہ اگر اس شادی پر مجھے بیوسا نے منع کر دیا تو پھر میں تمہارے ساتھ شادی نہ کروں گا اور اگر اس نے مجھے اجازت دے دی تو پھر میں تمہارے ساتھ شادی کر لوں گا اب کہو تم اس سلسلہ میں کیا کہتی ہو یوناف کی اس گفتگو پر بیوسا تھوڑی دیر تک اپنی جگہ پر بیٹھی مسکراتی رہی پھر اس نے غور سے یوناف کی طرف دیکھا پھر اس سے کہنے لگی۔

سنو یوناف میں تمہیں اس شادی سے منع کر کے ر ـمل کا دل نہیں توڑنا چاہتی تم ر ـمل سے

شادی کر لو میں آج ہی اس شادی کا اہتمام کروں گی اور جس طرح تم بیوی کی حیثیت سے اس سے محبت کرو گے اسی طرح میں بھی اس سے ایک بہن کی طرح محبت کروں گی ہم سب مل کر پیار اور اتفاق سے دن گزاریں گے۔ بیوسا کا جواب سن کر یوناف خوش ہوا اور کہنے لگا اگر یہ بات ہے تو تم میرے ساتھ آؤ تاکہ اس سلسلہ میں خود ریمل سے بات کرو بیوسا فوراً مسہری سے اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی اگر ایسا معاملہ ہے تو پھر آؤ۔ یوناف اور بیوسا اس جگہ آئے جہاں ریمل کھڑی ان کا انتظار کر رہی تھی ریمل کے قریب آ کر بیوسا نے بڑے پیار سے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے پھر اسے اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے اس کے کان میں کہا سنو ریمل میں خوش اور مطمئن ہوں کہ تم یوناف سے شادی کی خواہشمند ہو میں اس شادی کی اجازت دے چکی ہوں بلکہ آج ہی تمہاری اور یوناف کی شادی کر دی جائے گی ریمل یہ جواب سن کر بے حد خوش ہوئی پھر سارے انتظام بیوسا نے کرنا شروع کئے اسی روز شام سے پہلے پہلے یوناف اور ریمل کی شادی کر دی گئی دو دن بعد آشوریوں کے بادشاہ شلما نصر نے اپنے لشکر کے ساتھ نینوا سے کوچ کیا اس طرح یوناف بیوسا اور ریمل بھی اس لشکر میں شامل ہو کر نینوا سے کوچ کر گئے۔

○○

اس سے پہلے رومنوں کے حالات ہم انکے بادشاہ انکیوس تک پڑھ چکے ہیں اس دوران تک رومنوں کے اندر بھی ایک انقلاب برپا ہو چکا تھا اور وہ انقلاب انکیوس ہی کے زمانے سے شروع ہوا تھا جس کے باعث ایک غیر رومن رومنوں کا بادشاہ بن گیا تھا۔ اس انقلاب کی ابتدا یونان کے شہر کورنتھ سے ہوئی تھی کورنتھ نام کا یہ شہر یونان کے خوبصورت خوشحال اور آباد ترین شہروں میں شمار ہوتا تھا جس وقت روم شہر نیا نیا آباد ہو رہا تھا اس وقت کورنتھ شہر پر یونانیوں کا ایک ایسا خاندان حکمران ہوا جو اپنے مال دولت اور اپنی عظمت کے لحاظ سے خوب جانا پہچانا جاتا تھا اس خاندان کے دور میں یونان کے اس شہر نے اس قدر ترقی کی کہ اس شہر کے بہت سے لوگ اٹھ کر یونان کے قریبی جزیروں پر قبضہ کر کے اس میں آباد ہونے لگے اسی شہر سے اٹھ کر بے شمار یونانی اٹلی کے آس پاس چھوٹے چھوٹے جزیروں میں جا کر آباد ہو گئے تھے اور وہاں پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا۔

اس دور میں یونان کو میگنا گریشیا کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ یونان پر جو خاندان حکمران تھا وہ اپنی دولت اور اپنی طاقت و قوت کے لحاظ سے پورے یونان میں مشہور و معروف تھا اس شاہی خاندان کی ایک لڑکی تھی جس نے اپنے خاندان سے باہر شادی کر لی تھی اس لئے کہ اسے اپنے

ـــــــ

لہ جس طرح برطانیہ کو کبھی اس کی عظمت کی وجہ سے گریٹ برٹن کہا جاتا ہے اسی طرح اس دور میں یونان کی عظمت کی وجہ سے میگنا گریشیا (بڑا یونان) کہا جاتا تھا۔

خاندان میں شادی کے لئے کوئی موزوں نوجوان نہ ملا تھا شادی کے بعد اس شہزادی کے ہاں ایک لڑکا ہوا اور اس لڑکے سے متعلق یونان کے قدیم ترین اور مشہور و معروف مندر ڈلفی کے پجاریوں اور ستارہ شناسوں نے یہ پیش گوئی کی کہ لڑکا بڑا ہو کر یونان کے حکمران طبقے کے خلاف آواز اٹھائے گا اور اس کیلئے ان گنت مصیبتیں اور دشواریاں کھڑی کر دے گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان سے حکومت چھین کر یہ یونان کا حکمران بن بیٹھے ڈلفی مندر کے ستارہ شناس اور کاہن اکثر اپنے حکمتوں کیلئے پیشگوئیاں کرتے رہتے تھے اور یونان کے حکمران مندر کے کاہنوں کی پیشگوئیوں پر مکمل عمل کرتے تھے۔

یونان کے اس حکمران خاندان کو جب یہ خبر ہوئی کہ ڈلفی مندر کے کاہنوں نے اس بچے سے متعلق یہ پیش گوئی کی کہ وہ حکمران طبقے کے لئے ایک خطرہ بن جائے گا تو اس خاندان نے فیصلہ کر لیا کہ اس بچے کو قتل کر دیا جائے گا دوسری طرف اس بچے کی ماں کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ حکمران طبقہ اس کے بچے کو قتل کرنا چاہتا ہے تو اس نے بچے کو ایک بہت بڑے صندوق میں بند کر دیا اور اس کے چاروں طرف سوراخ کر دیئے تاکہ وہ آسانی کے ساتھ اس کے اندر سانس لے سکے اور لوگوں میں یہ مشہور کر دیا چونکہ ڈلفی مندر کے پجاریوں نے پیشن گوئی کی تھی کہ وہ بچہ اسکے خاندان کے لئے خطرہ بن جائے گا لہٰذا اس نے بچے کو منحوس جان کر دریا میں پھینک دیا ہے حکمران طبقے کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ اپنی لڑکی کے بیان سے مطمئن ہو گئے دوسری طرف وہ لڑکی اپنے بچے کو اس صندوق ہی میں رکھ کر اس کی پرورش کرنے لگی صندوق کو قدیم یونانیوں میں چونکہ کیپول کہتے تھے لہٰذا اس صندوق کی نسبت سے اس بچے کا نام کیپولس رکھ دیا گیا تھا۔

جوان ہو کر اس بچے نے ہر وہ کام کرنا شروع کیا جس سے وہ لوگوں میں ہر دلعزیز ہو سکتا تھا جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ اس جوان کو جس کا نام کیپولس تھا لوگ اسے بے حد پسند کرنے اور محبت کرنے لگے اپنے لوگوں کے اندر اپنا ایک مقام اپنی ایک حیثیت بنانے کے بعد اس کیپولس نے ملک کی سیاست میں حصہ لینا شروع کیا یہاں تک کہ یہ یونان کی سیاست پر ایسا چھایا کہ وقت کے بادشاہ کے مرنے کے بعد لوگوں نے کیپولس کو اپنا بادشاہ بنا لیا اس جوان نے بادشاہ ہوتے ہی پرانی اور قدیم رسموں کو یکسر بھلا کر رکھ دیا اس کی ماں کے خاندان کے پاس جس قدر دولت تھی وہ اس نے ان سے چھین کر ضرورتمند لوگوں میں بانٹنا شروع کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شاہی خاندان کا ایک شہزادہ نام جس کا دمارتس تھا اس نے اپنی ساری دولت جمع کی اپنے کچھ ساتھیوں کو اس نے ساتھ لیا اور چوری چھپے کیپولس کی نظروں سے بچ کر اپنی دولت سمیٹتا ہوا کورنتھ شہر سے نکل بھاگا اس کی خوش قسمتی کہ جلد ہی اسے جہاز مل گیا جس میں بیٹھ کر وہ اپنی بے شمار دولت لے کر اپنے قابل اعتماد ساتھیوں کے ساتھ اٹلی روانہ ہو گیا اٹلی میں داخل ہوتے ہی دمارتس کے ساتھ اسکے ساتھی بھی بے شمار تھے

اور اسکے پاس دولت بھی بہت زیادہ تھی لہٰذا وہ بڑی آسانی کے ساتھ اٹلی کے شہر ترقین میں جاکر آباد ہو گیا تھا۔

ومارتس نام کا یہ شہزادہ ترقین شہر میں رہنے لگا یہاں اس نے ایک خوبصورت لڑکی سے شادی کر لی کچھ ہی عرصہ بعد اسکے ہاں ایک لڑکا ہوا جس کا نام لیو قامو رکھا یہ لیو قامو اسی ترقین نام کی بستی میں پل کر جوان ہوا اپنی جوانی کی عمر میں پہنچنے کے بعد اس لیو قامو نے محسوس کیا کہ چونکہ اس کا باپ یونان سے نکل کر اٹلی میں آباد ہوا تھا اس لئے لوگ اسے بھی مقامی نہیں بلکہ غیر مقامی سمجھتے ہیں اس نے بتیرا لوگوں پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اس کی ماں اٹلی سے تعلق رکھتی ہے لہٰذا وہ بھی مقامی ہے لیکن لوگوں نے اس کے باپ کے حوالے سے اسے مقامی تصور کرنے سے انکار کر دیا لوگوں کے ان خیالات کا لیو قامو کے ذہن پر غلط اثر ہوا لہٰذا اس نے فیصلہ کر لیا کہ ترقین نام کی اس بستی کو چھوڑ کر وہ کہیں اور جا کر آباد ہو جائے گا ان سوچوں کے تحت لیو قامو نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کے پاس دولت بھی بہت ہے اور وہ جوان بھی ہے لہٰذا اس کو روم جا کر قسمت آزمائی کرنی چاہئے ہو سکتا ہے وہ وہاں پہنچ کر اپنی دولت کے بل بوتے پر اور اپنے جنگی فنون کی بنا پر جو اس نے سیکھ رکھے تھے وہاں اس سے وہ کوئی اعلیٰ مرتبہ اور مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے لہٰذا وہ ترقین شہر سے نکل کر روم شہر کی طرف چلا گیا۔

روم شہر میں داخل ہونے کے بعد اس لیو قامو نام کے جوان نے کچھ عرصہ تک شہر میں قیام کئے رکھا اور اپنی بے شمار دولت کے بل بوتے پر وہ لوگوں میں خوب شہرت حاصل کرنے لگا اسی شہرت کی بنا پر اس نے شاہی خاندان کی ایک لڑکی سے شادی کر لی جس کا نام تاکیل تھا اس تاکیل کے باعث لیو قامو کا شاہی خاندان کے پاس اٹھنا بیٹھنا ہو گیا یہاں تک کہ لیو قامو روم کے بادشاہ انکیوس کے پاس بھی آنے جانے لگا انکیوس اس شخص سے بے حد متاثر ہوا ایک تو یہ بے حد بہادر اور نڈر تھا دوسرے یہ بڑے بڑے قیمتی تحائف روم کے بادشاہ انکیوس کو پیش کیا کرتا تھا بادشاہ نے اسے اپنا مصاحب بنا لیا اور بادشاہ اس کی دانش مندی اس کی فہم و فراست سے اس قدر متاثر ہوا کہ وہ اپنے بیٹوں سے بھی بڑھ کر اس پر اعتماد اور بھروسہ کرنے لگا تھا کچھ عرصہ بعد جب روم کا بادشاہ انکیوس سخت بیمار پڑ گیا اور اسے یقین ہو گیا کہ اب وہ اس بیماری سے بچ نہیں سکے گا تو اس نے یہ وصیت کی کہ اس کے مرنے کے بعد لیو قامو اس کے بیٹوں کے اتالیق کے طور پر کام کرے گا اور یہ کہ حکومت کے سارے کاروبار کا نگران بھی لیو قامو ہو گا انکیوس جب مر گیا تو لوگوں نے بھی لیو قامو کا اعتبار کیا لہٰذا روم کے سرکردہ لوگوں نے انکیوس کے بیٹوں کے بجائے لیو قاموہی کو بادشاہ بنا لیا اس طرح انکیوس کے بعد لیو قامو وہ پہلا غیر رومی بادشاہ تھا جو روم پر حکومت کرنے لگا تھا۔

اسی لیو قاموہی کے دور میں روم کے اندر تعمیرات کے سلسلے میں بے شمار ترقی ہوئی اس لیو قامو نے روم شہر اور دوسرے شہر کے اندر جہاں بارشوں کا پانی گلیوں میں کھڑا رہتا تھا اس کے خاطر خواہ بندوبست کرتے ہوئے پکی نالیاں بنائیں اور پانی کی نکاسی کا بہترین انتظام کیا اس طرح شہر اور قصبے اپنی پکی نالیوں کی وجہ سے صاف اور خوبصورت دکھائی دینے لگے تھے اس کے علاوہ لیو قامو نے جو سب سے بڑا اور اچھا کام کیا وہ یہ کہ اس نے روم شہر کے اردگرد ایک انتہائی خوب مضبوط اور خوب چوڑی فصیل تعمیر کروا دی تھی اس نے رومن افواج کے اندر گھڑ سوار دستوں کا بھی اضافہ کیا اسکے علاوہ اس نے پہلے کی نسبت ہتھیاروں کی تعداد بھی بڑھا دی آس پاس کے علاقوں کو فتح کر کے رومہ کی حدود پہلے سے بڑھا دی اس طرح فتوحات کے ساتھ ساتھ لیو قامو نے روم کے اندر تعمیرات بھی کرتے ہوئے خوب نام پیدا کیا اس کے علاوہ قریبی ملکوں سے اس نے تعلقات مضبوط کرنے کے ساتھ ساتھ رومیوں کی تجارت کو بھی وسیع پیمانے پر شروع کیا تھا یوں روم لیو قامو کے دور میں پہلے کی نسبت زیادہ خوشحال ہو گیا تھا۔

اس لیو قامو نے چالیس سال تک روم کی سلطنت پر حکومت کی اس دوران ایسا ہوا کہ رومیوں کے مرحوم بادشاہ انکیوس کے بیٹے لیو قامو سے نفرت کرنے لگے انکیوس نے اپنے بیٹوں کو نظر انداز کرتے ہوئے لیو قامو کو اپنا قائم مقام مقرر کیا تھا اور اس کی حیثیت کو انکیوس کے بیٹے نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے تھے اور وہ ہمیشہ اس گھات میں رہتے تھے کہ کوئی موقع ملے تو وہ لیو قامو کو ٹھکانے پر لگا کر وہ واپس اپنے باپ کا تخت و تاج حاصل کر سکیں لیکن انہیں ایک لمبے عرصے تک اس میں کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی تھی یہاں تک کہ رومنوں کے مرنے والے بادشاہ انکیوس کے بیٹوں نے ایک انتہائی خطرناک سازش تیار کی اور وہ اس طرح کہ اس سازش کی تکمیل کے لئے انہوں نے دو گڈریوں کو تیار کیا۔

ان گڈریوں کو ایک بھاری رقم دے کر اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ شاہی محل کی طرف جائیں اور جب محل کے محافظ انکو دیکھیں اور ان کو روکیں تو وہ یہ بہانہ کریں کہ وہ بادشاہ کے پاس ایک نالش اور عرض و گذارش لے کر آئے ہیں مرنے والے بادشاہ کے بیٹوں نے ان کو یقین دلایا کہ ایسا کرنے پر انہیں بادشاہ سے ملنے کی اجازت دے دی جائے گی اور ان گڈریوں کو یہ بھی سمجھایا گیا کہ وہ اپنے ساتھ ایک خوب بھاری اور تیز کلہاڑا بھی لے کر جائیں اور جب وہ بادشاہ کے سامنے جائیں تو ایک گڈریا بادشاہ کو اپنے ساتھ باتوں میں مصروف رکھے اور دوسرا جب یہ دیکھے کہ بادشاہ اسکے ساتھی کے ساتھ محو گفتگو ہے اور اس پر سے اس کی توجہ ہٹی ہوئی ہے تو وہ فوراً اپنے کلہاڑے کو حرکت میں لا کر بادشاہ کی گردن کاٹ کر رکھ دے اس طرح بادشاہ لیو قامو کے مرنے کے بعد حکومت انہیں مل جائے گی

یوں رومنوں کے سابقہ بادشاہ ا نکیوس کے بیٹوں نے یہ سازش[1] مکمل کرنے کے بعد گڈریوں کو بھاری رقم دے کر روانہ کیا محل کے باہر محافظوں نے ان دونوں گڈریوں کو روکا جس کے جواب میں ان دونوں گڈریوں نے منت و سماجت کے انداز میں کہا کہ وہ دونوں بادشاہ کے پاس ایک نالش لے کر آئے ہیں اور اگر اس موقع پر انہیں بادشاہ سے نہ ملنے دیا گا تو جب کبھی بھی بادشاہ شہر کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے نکلا تو اس کی سواری روک کر پہرے داروں کے خلاف شکایت کریں گے کر پہریداروں نے انہیں ایک نالش کے سلسلے میں انہیں اس سے ملنے نہ دیا تھا ان دونوں گڈریوں کی یہ گفتگو سن کر انہوں نے بادشاہ سے ملنے کی اجازت دے دی۔ جب دونوں گڈریئے بادشاہ کے سامنے پیش ہوئے تو ایک نے بادشاہ کو باتوں میں لگالیا دوسرے نے جب دیکھا کہ بادشاہ پوری طرح اس کے ساتھی کی طرف متوجہ ہے اور اس کی طرف سے غافل ہے تو وہ تیز اور بھاری کلہاڑے کو حرکت میں لایا اور ایک بھرپور وار کر کے اس نے روم کے بادشاہ لیوقاموکی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔

بادشاہ کو قتل کرنے کے بعد دونوں گڈریئے شاہی محل سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوگئے تھے۔ اس دوران شہر کے اندر یہ خبر بھی پھیل گئی کہ بادشاہ لیوقاموکو قتل کر دیا گیا ہے لیکن لیوقاموکی بیوی اور روم کی ملکہ انتہائی دانشمند اور تیز فہم عورت تھی اس نے فوراً معاملہ کو سنبھال لیا اور محل کے اردگرد جمع ہونے والے لوگوں کو محل کی کھڑکی سے مخاطب ہو کر کہنے لگی

بادشاہ پر حملہ ضرور ہوا ہے مگر وہ مرا نہیں بلکہ زندہ ہے اور اس کا علاج کیا جا رہا ہے لہٰذا وہ ٹھیک ہو جائے گا اور کسی کو اس کے لئے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے اسی دوران ملکہ نے محل کے اندر کام کرنے والے ایک نوجوان سرویوس کو بلوایا اور اس سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ بادشاہ مرچکا ہے مگر تم اس راز کو محل سے نہ نکلنے دینا اب تم ہی روم کے بادشاہ ہو گے میں ایک بار پھر کھڑکی سے باہر نکل کر کہتی ہوں کہ بادشاہ سخت زخمی ہے اور اس نے اس نوجوان سرویوس کو اپنی جگہ کام کرنے کا حکم دیا ہے لہٰذا سب لوگ سلطنت کے معاملہ میں سرویوس کے ساتھ تعاون کریں۔ پس اسی طرح ملکہ نے سرویوس کو مزید مخاطب کر کے کہا کہ اگر وہ سلطنت چلانے کا معاملہ نہیں جانتا تو وہ اس سلسلہ میں اس کی مکمل طور پر راہنمائی کرتی رہے گی سرویوس نے ملکہ کی ہاں میں ہاں ملادی ملکہ نے پھر محل کی کھڑکی سے بولتے ہوئے کہا

سنو لوگو بادشاہ پر چونکہ قاتلانہ حملہ ہوا ہے لہٰذا وہ اس کھڑکی کے پاس آ کر تم سے مخاطب نہیں ہو سکتا پر اس نے تم لوگوں کے لئے حکم دیا ہے اس وقت یہ نوجوان جس کا نام سرویوس ہے اور جو میرے پاس کھڑا ہے بادشاہ کی جگہ سلطنت کے کام سنبھالے گا وہاں کھڑے ہوئے لوگوں نے ملکہ کی

[1] یہ سازش اور رومیوں کے دیگر سارے حالات خیال نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہیں اور رومیوں کی اس تاریخ سے حاصل کیے گئے ہیں جو لندن میں ۱۸۸۹ء میں چھپی اور اس کا مولف آرتھر گلمین ہے

اس تجویز کو قبول کر لیا بلکہ بہت سے لوگوں نے اس تجویز پر بلند آوازوں میں نعرے بلند کئے اسکے بعد لوگ وہاں سے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے۔

اس طرح ملکہ کے کہنے پر سرویوس نام کا وہ نوجوان بادشاہ کے تخت پر بیٹھ کر لوگوں کے فیصلے کرنے لگا کچھ معاملات پر فیصلے وہ خود ہی کر دیتا اور کچھ پر وہ کہتا کہ وہ زخمی بادشاہ لیوقاموسے مشورہ کرنے کے بعد فیصلہ کرے گا۔ اس طرح اس نے ملکہ کے کہنے پر لوگوں کو اسی شش و پنج میں رکھا کہ بادشاہ زخمی ہے اور اس کا علاج ہو رہا ہے اور یہ سرویوس انکے بادشاہ لیوقاموکے کہنے پر فیصلے کر رہا ہے اس طرح آہستہ آہستہ ملکہ کے کہنے پر سرویوس نے رومن سلطنت کی سینٹ اور حکومت کے عمزاراکین کو اپنے ساتھ مانوس کر لیا اور چند ماہ تک بادشاہ کی موت کو راز میں رکھنے کے بعد جب لوگوں پر یہ انکشاف کیا گیا کہ بادشاہ لیوقامو مرچکا ہے تو لوگوں نے اس کا کوئی خاص اثر نہ لیا چونکہ لوگ اس وقت تک سرویوس سے مانوس ہو چکے تھے لہٰذا لیوقاموکے بعد سرویوس ہی کو بادشاہ مقرر کر دیا گیا تھا۔

باقاعدہ طور پر بادشاہ بننے کے بعد سرویوس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اس نے اپنی دونوں بیٹیوں کی شادی سابق بادشاہ لیوقاموکے بیٹوں سے کر دی تھی اس طرح ایک بادشاہ کی حیثیت سے اس نے اپنی حیثیت خوب مضبوط اور مستحکم کر لی تھی۔ یہاں تک کرنے کے بعد سرویوس مزید حرکت میں آیا اس نے آس پاس کی اقوام پر حملہ آور ہونا شروع کر دیا اور تقریباً تیں شہروں کو فتح کر کے اس نے رومن سلطنت میں شامل کر لیا اس کے علاوہ رومن سلطنت کے ماتحت آنے والے مختلف طرح کے لوگوں کو خوش کرنے کے لئے اس نے مختلف دیوتاؤں کے مجسمے نصب کروائے اور ان کے اوپر بڑے بڑے مندر اس نے تعمیر کئے جہاں روم کے اندر بسنے والی مختلف اقوام کے لوگ عبادت کیا کرتے تھے۔

چونکہ سرویوس کے دور حکومت میں نہ صرف یہ کہ رومن سلطنت کو وسعت حاصل ہوئی تھی بلکہ اسکی آبادی میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوا تھا آبادی اس قدر بڑھ گئی تھی کہ جو فصیل سابق بادشاہ نے بنوائی تھی اسکے باہر بھی لوگوں نے آباد ہونا شروع کر دیا تھا۔ سرویوس نے جہاں یہ کام کیا کہ روم شہر کے اندر اور آس پاس جو پہاڑی سلسلے تھے ان سب پر آباد لوگوں کو اس نے روم شہر کی آبادی قرار دے دیا اس طرح اس کے دور حکومت میں روم کی شہری آبادی بڑھ کر تقریباً ۸۳ ہزار نفوس تک پہنچ گئی تھی۔

سرویوس چونکہ روم کا منتخب بادشاہ نہ تھا لہٰذا اس نے اپنی اس پوزیشن کو مضبوط کرنے کے لئے شدت سے اصلاحی اور فلاحی کام انجام دینے شروع کئے اسے خود بھی اس بات کا احساس تھا کہ چونکہ

وہ منتخب شدہ بادشاہ نہیں ہے لہٰذا لوگ کسی وقت بھی اس کا تختہ الٹ سکتے ہیں اس لئے اس نے ایسے کام کرنے کی ابتدا کی جن سے وہ لوگوں کے دلوں کو جیت سکے اور اپنی بادشاہت کو برقرار رکھ سکے سب سے پہلے جو کام اس نے کیا وہ یہ کہ اس نے معاشرے کو چھ طبقوں میں تقسیم کیا پہلے طبقے میں اس نے مسلح سواروں کو تیغ زنوں اور تیر اندازوں کو رکھا اور اس میں اس نے ان کو بہت مراعات دیں تاکہ ضرورت کے وقت وہ اس کے کام آسکیں باقی پانچ طبقوں کی تقسیم اس نے زمین کی ملکیت، دولت اور زرنقد کی بنا پر کی تھی اور ان کو بھی اس نے مراعات فراہم کی تھیں تاکہ لوگ اس سے خوش ہوں۔

دوسرا کام جو اس سرویوس نے کیا وہ یہ کہ اس نے پہلی بار رومن سلطنت کے اندر مردم شماری کروائی اس کے کارندوں نے سلطنت کے ایک ایک گھر ایک ایک بستی میں جاکر لوگوں کو شمار کیا اور اس کے لئے مرد اور عورتوں کی علیحدہ علیحدہ فہرستیں تیار کی گئیں اور اس مردم شماری کی بنا پر بھی اس سرویوس نے لوگوں کو مزید مراعات فراہم کی تھیں۔

تیسرا بڑا کام جو اس نے کیا وہ یہ کہ اس کے دور میں جو فتوحات ہوئی تھیں اور دشمن کے علاقے جو اس کے قبضے میں آئے تھے ان کی وسیع زمینیں ان لوگوں میں تقسیم کردیں جن کے پاس زرعی زمین نہیں تھی اس طرح لوگ سرویوس کی طرف سے مطمئن اور خوش ہوگئے تھے۔ یہ کام کرنے کے بعد سرویوس نے روم کی سلطنت میں انتخابات کا اہتمام کیا تاکہ اس کے دل میں سے یہ خدشہ جاتا رہے کہ وہ ایک غیر منتخب شدہ بادشاہ ہے ان انتخابات کے نتیجے میں سرویوس کی اصلاحات سے خوش ہوکر لوگوں نے اس کے حق میں ووٹ دیا اس طرح سرویوس ایک منتخب شدہ بادشاہ بن کر حکومت کرنے لگا تھا۔

اس سرویوس کی دو بیٹیاں تھیں ان میں سے ایک انتہائی نیک اور باپ کی طرفداری کرنے والی تھی اور اس کا شوہر بھی اس جیسا تھا اور وہ بھی سرویوس کے ساتھ مخلص اور وفادار تھا سرویوس کی دوسری بیٹی جس کا نام طولیہ تھا وہ ایک غدار شرارتی اور سازشوں میں کھو جانے والی لڑکی تھی اس کا شوہر لیوکس تھا وہ بھی اسی جیسا تھا وہ دولت حاصل کرنے کا بے حد لالچی اور لوگوں کے ساتھ دھوکہ اور فریب کرنے کا ماہر تھا سرویوس جب منتخب بادشاہ کی حیثیت سے روم پر حکومت کرنے لگا تو اس کی بیٹی طولیہ اور داماد لیوس کو بڑا دکھ اور افسوس ہوا طولیہ یہ امید لگائے بیٹھی تھی کہ اسکے باپ کے بعد اسکا شوہر لیوکس روم کا بادشاہ بنے گا اس لئے کہ وہ سرویوس کی بڑی بیٹی تھی لیکن جب سرویوس منتخب بادشاہ کی حیثیت سے کام کرنے لگا تو طولیہ اور لیوکس کو یہ فکر مندی ہوئی کہ ایک منتخب بادشاہ کی حیثیت سے وہ لمبا عرصہ تک روم پر حکومت کرسکتا ہے اور لیوکس کو حکومت کرنے کا کوئی موقع نہ ملے گا۔

آپس میں ان خیالات کا اظہار کرنے کے بعد سرویوس کی بیٹی طولیہ اور اسکے داماد لیوکس نے یہ ارادہ کیا کہ کسی نہ کسی طرح سرویوس کو راستے سے ہٹا کر لیوکس بادشاہ ہو جائے یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے اس لیوکس نے روم شہر کے اوباش اور بدقماش لوگوں کو اپنے ساتھ ملانا شروع کردیا جب اس نے دیکھا کہ ایک خاصی بڑی تعداد اس کے ساتھ مل گئی ہے تو اس نے انہیں خوب مسلح کیا پھر یہ لوگ جب سینٹ کا اجلاس ہوا تو بادشاہ سے پہلے یہ لیوکس اس سینٹ کے ہال میں داخل ہوا اسکے سارے مسلح جوان بھی اسکے ساتھ تھے ان کی موجودگی میں اس نے سینٹ کے سارے ممبران کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ سرویوس کی جگہ اب اس کا ساتھ دیں اس لئے کہ وہی مستقبل کا بادشاہ ہے۔

لیوکس اور سینٹ کے ممبران کے درمیان ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ سرویوس اس ہال میں داخل ہوا اس نے جب یہ دیکھا کہ اس کا داماد لیوکس بادشاہ کے تخت پر بیٹھا ہوا ہے تو وہ بڑا برہم ہوا اور اس نے خفگی کے عالم میں اپنے داماد سے پوچھا اے لیوکس تم جانتے ہو تم کس مقام پر ہو اور کس جگہ پر بیٹھے ہو یہ گفتگو سن کر لیوکس فوراً اٹھ کھڑا ہوا اسکے مسلح جوان ساری سینٹ کا گھیراؤ کر چکے تھے لیوکس بڑی تیزی سے سرویوس کی طرف آیا اسے اس کے گریبان سے پکڑ کر وہ باہر لے گیا اور جو سینٹ ہال کی ان گنت سیڑھیاں تھیں اسے سب سے اوپر کی سیڑھی پر کھڑا کر کے اس زور سے دھکا دیا کہ سرویوس سیڑھیوں پر لڑھکتا ہوا نیچے چلا گیا اور موت کی گہری نیند سو گیا۔

اسی وقت سرویوس کی بیٹی طولیہ ایک جنگی رتھ میں بیٹھ کر وہاں آئی اس نے باپ کی لاش کو نظر انداز کر دیا اور سیڑھیاں چڑھتی ہوئی سینٹ ہال میں داخل ہوئی جہاں پر سارے سینٹ کے ممبران کی موجودگی میں لیوکس کی تاج پوشی کی گئی اور خوشیاں منائی گئیں اس طرح سرویوس کو ختم کرنے کے بعد اس کا داماد لیوکس اور اس کی بیوی طولیہ روم پر حکومت کرنے لگے تھے۔

OO

آشوریوں کا عظیم الشان بادشاہ شلما نصر اپنے جرار لشکر کے ساتھ بڑی برق رفتاری سے پیش قدمی کرتا ہوا دریائے دجلہ اور فرات کے دو آبہ میں اس جگہ آیا جہاں اسکے دشمنوں کا متحدہ لشکر پڑاؤ کئے ہوئے تھا اس متحدہ لشکر کی مجموعی تعداد شلما نصر کے لشکر سے کہیں زیادہ تھی اس لئے کہ اس لشکر میں دمشق کے بادشاہ ابن ہدد حتیوں کے بادشاہ، حمص کے بادشاہ اور بنی اسرائیل کے دونوں حکمرانوں کے علاوہ اور بہت سے چھوٹے چھوٹے حکمران اور سردار بھی شامل ہوگئے تھے بہرحال شلما نصر دریائے دجلہ اور فرات کے دو آبہ میں اپنے لشکر کو لے کر دشمنوں کے سامنے خیمہ زن ہوا ایک رات اس نے اپنے لشکر کو آرام کرنے کا حکم دیا دوسرے دن وہ وقت ضائع کئے بغیر دشمنوں کے خلاف صف آراء ہوا دریائے فرات اور دریائے دجلہ کے دو آبہ میں ہولناک جنگ ہوئی جس کے

نتیجے میں شلما نصر نے اپنے متحدہ دشمنوں کو بدترین شکست دی اس جنگ میں شلما نصر کے ساتھ یوناف حیتوں کی بیٹی اور "یوناف کی بیوی ر۔مل" اور بیوسا نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔

شکست اٹھانے کے بعد جب متحدہ دشمن بھاگ کھڑا ہوا تو شلما نصر نے دو آبہ کے بیچوں بیچ دشمنوں کا تعاقب کیا دور دور تک وہ ان کے پیچھے اپنے سواروں کو بھگاتا ہوا انہیں مارتا اور کاٹتا ہوا چلا گیا یوں آشوریوں کے مقابلے میں حیتوں کے بادشاہ بنی اسرائیل کی دونوں حکومتوں دمشق اور حمص کی بادشاہوں کے علاوہ دیگر چھوٹے حکمرانوں کو بھی بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا پھر وہ اپنے اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر اپنے اپنے علاقوں کی طرف بھاگ گئے تھے جبکہ شلما نصر نے دور تک دشمنوں کا تعاقب کرنے کے بعد پھر اپنے لشکر کے ساتھ واپسی اختیار کی اور اس جگہ اس نے چند دنوں تک پڑاؤ کر لیا تھا جہاں پر اس کی دشمنوں کے ساتھ جنگ ہوئی تھی۔

OO

عارب اور بنیط نے ابھی تک سامریہ شہر کی ایک سرائے ہی میں قیام کر رکھا تھا ایک روز وہ دونوں میاں بیوی اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ عزازیل ان کے پاس آیا وہ دونوں اس کا احترام کرتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے وہ دونوں اس موقع پر عزازیل سے کچھ کہنا چاہتے تھے پر کچھ کہہ نہ سکے اس لئے کہ انہوں نے اندازہ لگایا عزازیل اس روز خلاف معمول بڑا سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا پھر عزازیل نے ہی بولنے میں پہل کی اور عارب اور بنیط کو وہ مخاطب کر کے کہنے لگا سنو میرے ساتھیو! تم دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اور میرے ساتھ آؤ عزازیل کے حکم کا اتباع کرتے ہوئے عارب اور بنیط فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور عزازیل کے ساتھ ہو لئے تھے۔

عزازیل کی راہنمائی میں عارب اور بنیط سامریہ سے باہر کوہستانی سلسلے میں ایک غار کے سامنے نمودار ہوئے اور دونوں چپ چاپ عزازیل کے سامنے کھڑے ہو گئے آج وہ دونوں عزازیل کی بدلی ہوئی حالت دیکھ کر خوفزدہ دکھائی دے رہے تھے غار کے منہ کے سامنے عزازیل کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے عارب اور بنیط نے اندازہ لگایا کہ اس موقع پر وہ عزازیل جو ان سے خوشگوار لہجے میں بات کرتا تھا یکسر بدل کر رہ گیا تھا اس کی آنکھوں کے اندر اس لحہ ریت کے طوفان' خارزاروں کے بگولے اور الم پسندی کے جھونکے چلنے لگے تھے عزازیل ان دونوں کو اس وقت ان گدھوں کی خونی چونچ کی طرح دکھائی دے رہا تھا جو موت کے پچھاڑے جسموں پر منڈلاتے ہیں اپنی چڑھی ہوئی تیوریوں اور اینٹھی ہوئی گردن کے ساتھ عزازیل اس غار کے سامنے انہیں جہنم سے بھی زیادہ وحشت ناک دکھائی دے رہا تھا۔

اس کے بعد عزازیل کی حالت مزید تیزی سے بدلنے لگی وہ بکھرے تند دھاروں' تشدد اور تباہ کاریوں' وقت کے بدترین جبر اور ان دیکھی تخریب اور قطع و برید میں تبدیل ہونے لگا تھا اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے عارب اور بنیط کی روحیں تک مضطرب و بے قرار ہو گئی تھیں اور انہیں یقین ہو گیا تھا کہ اس غار کے سامنے آج عزازیل ان کی پستی و بلندی کو برابر کر کے رکھ دے گا عارب اور بنیط ابھی عزازیل کی اس نئی اور بدلتی ہوئی صورتحال کا جائزہ ہی لے رہے تھے کہ عزازیل کی کڑکتی ہوئی آواز ان دونوں کی سماعت سے ٹکرائی۔

تم دونوں میاں بیوی اس غار میں داخل ہو جاؤ جو تمہاری پیٹھ پیچھے دکھائی دے رہی تھی عزازیل کا یہ حکم پا کر ایک بار بڑے غور سے دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا وہ عزازیل کے اس حکم پر چونک سے پڑے تھے اتنے میں عزازیل کی آواز انہیں پھر سنائی دی وہ پہلے کی نسبت زیادہ کڑکتی ہوئی آواز میں ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا میں نے تم سے یہ کہا ہے کہ تم دونوں میاں بیوی اپنی پشت پر کوہسانی غار میں داخل ہو جاؤ عزازیل کا لب و لہجہ ایسا بھیانک اور خابدار تھا کہ عارب اور بنیط چپ چاپ اس غار میں داخل ہو گئے اور تھوڑا سا آگے جا کر وہ دونوں عزازیل کے حکم پر پہلو بہ پہلو لیٹ گئے انکے پیچھے پیچھے عزازیل بھی آگے بڑھا اور غار کے منہ کے قریب وہ رک گیا۔

عزازیل نے جب دیکھا کہ عارب اور بنیط دونوں میاں بیوی اس کے حکم کے مطابق غار کے اندر لیٹ گئے ہیں تو اس نے اپنے کام کی ابتدا کی اس نے اپنا منہ کھولا اور پورے زور سے اس نے غار کے اندر اپنی سانسیں پھینکنا شروع کی تھیں دیکھتے ہی دیکھتے غار کے اندر ایک ایسا سماں برپا ہوا کہ عزازیل کی سانسوں کے باعث غار کے اندر تیزی کے ساتھ آگ بھرنا شروع ہو گئی تھی اور بڑی تیزی کے ساتھ اس آگ نے غار کی بلندی اور پستی کو ڈھانپنا شروع کر دیا تھا ایسا لگتا تھا کہ عزازیل کی ہر سانس شعلوں کی زبان بن کر رہ گئی ہو اور بڑی تیزی کے ساتھ اس کے منہ سے نکلتی ہوئی آگ اس غار کی کوکھ بھرنے لگی تھی۔

اس تیزی سے پھیلتی ہوئی آگ کے باعث عارب اور بنیط پچھلی رات میں بلند ہوتی چیخوں' طوفانوں کے شور اور بڑی ہیجان انگیزی میں عزازیل کو مدد کے لئے پکارنے لگے تھے وہ بار بار چیخ چلا رہے تھے پر عزازیل پر ان کی چیخوں کا کوئی اثر نہ ہو رہا تھا عزازیل اس موقع پر بے انت بھنوروں کے رقص جیسی بے حسی اور لاپرواہی سے اپنے کام میں مصروف رہا اس موقع پر اس پر کمال حیوانی کیفیت طاری تھی وہ وقت کی گردش میں پر سکون سمندر' سوگ کے عصا اور فطرت کے کسی باغی کی طرح کھڑا تھا اور سانسیں پھونک پھونک کر اس غار میں آگ میں لحہ بہ لحہ اضافہ کرتا جا رہا تھا جبکہ دوسری طرف عارب اور بنیط اسی طرح چیخ چلا کر اسے مدد کے لئے پکار رہے تھے پر عزازیل ان کی اس چیخ و پکار سے بے خبر آگ کا اضافہ کرتا رہا پھر اس غار کے اندر عزازیل نے اپنی سانس پھونکنی بند کر

دی وہ خود بھی تیزی سے آگے بڑھا اور غار کے اندر پھیلی ہوئی اس آگ میں داخل ہو گیا تھا۔

سامریہ شہر سے باہر کوہستانی سلسلے کی اس غار میں عزازیل تھوڑی دیر تک آگ کے اندر کسی انجانے کام میں مصروف رہا پھر آہستہ آہستہ وہ آگ جو اس نے غار کے اندر بھر دی تھی وہ چھٹنا شروع ہو گئی یہاں تک کہ وہ غار اس آگ سے خالی ہو کر اپنی پہلی حالت میں آ گئی تھی عارب اور بنیطہ اسی طرح پہلو بہ پہلو اس غار کے اندر لیٹے ہوئے تھے اور آگ کے غائب ہو جانے کے بعد اب انہوں نے دیکھا کہ عزازیل ان کے سامنے کھڑا اپنی بدلی ہوئی کیفیت کے ساتھ مسکراتے ہوئے ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عارب اور بنیطہ نے جب دیکھا کہ عزازیل کے چہرے سے وہ خونخواری غائب ہو چکی ہے جو تھوڑی دیر پہلے تک اس کے چہرے پر جو خشمناک فطرت پھیلی ہوئی تھی اور اس کی آنکھوں کے اندر جو خونی چمک تھی وہ نہیں رہی تب عارب نے اسے مخاطب کرنے کی جرات کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے میرے آقا یہ کیا معاملہ تھا آپ نے ہم دونوں میاں بیوی کو اس غار میں لٹا کر اس کے اندر یہ کیسی اور کس قسم کی آگ بھر دی تھی جس سے ہم دونوں کو انتہا درجے کی اذیت اٹھانا پڑی ہماری حالت آگ سے بھری ہوئی اس غار کے اندر ایسی ہو گئی تھی جیسے ویران گھونسلوں کی ہو جاتی ہے اور ہم یہ محسوس کر رہے تھے جیسے ہماری ہستیاں اور ہماری روحیں دونوں ہی جل کر رہ جائیں گے اور اے آقا اس آگ نے ہمیں اذیت دی لیکن اس نے ہمیں جلا کر خاکستر نہیں کیا اے آقا یہ کیسی آگ تھی جو آپ نے اس غار میں بھر دی تھی۔ عارب کے ان سوالات پر عزازیل مسکراتے ہوئے کہنے لگا سنو میرے رفیقو! یہ ایک ساحرانہ رسم تھی جو میں نے تم دونوں کے لئے ادا کی ہے اب تم دیکھتے ہو کہ اس کے اندر حیرت کدہ کا عالم نہیں رہا غار کا یہ اندرونی حصہ پہلے کی طرح پر سکون ہے تم کسی طرح کی اذیت بھی محسوس نہیں کر رہے۔ اس پر بنیطہ نے بیچ میں بولتے ہوئے پوچھا اے آقا یہ کیسی ساحرانہ رسم تھی اور اس کا ہمیں کیا فائدہ ہو گا اس پر عزازیل پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

اس ساحرانہ رسم کے بعد میں نے تم دونوں کی خوشگوار بہار سے وحشت کی پت جھڑ میں تبدیل کر دیا ہے سنو دوسرے الفاظ میں تم یہ کہہ سکتے ہو کہ میں نے تمہیں معمولی دھات سے کندن بنا کر رکھ دیا ہے اور تمہارے پاس پہلے کی نسبت زیادہ سری قوتیں ہو گئی ہیں جنہیں تم استعمال کر کے کسی نہ کسی موقع پر یوناف اور بیوسا پر عبور اور کامیابی حاصل کر سکو گے۔ اب تم دونوں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہو اور جو کچھ تمہیں اس ساحرانہ رسم سے حاصل ہوا ہے میں اس غار کے اندر تمہیں اس کا تجربہ بھی کراتا ہوں۔ عزازیل کا یہ حکم پا کر عارب اور بنیطہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ عزازیل اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو میرے دونوں رفیقو اس ساحرانہ رسم کے بعد جس چیز یا جس شخص کو بھی تم ختم کرنے کا ارادہ کرو گے اپنے ذہن میں وہ ارادہ رکھ کر تم اس پر اپنی نگاہیں ڈال دینا تم دیکھو گے کہ ایسا کرتے ہی تمہاری آنکھیں پہلے وقت کے کالے سانپوں کی طرح ہو جائیں گی اس کے بعد فوراً ہی تمہاری آنکھیں افق کی لالی کی طرح چمکنے لگیں گی اور ان سے ایسی شعاعیں نمودار ہوں گی کہ وہ شعاعیں اس چیز کو یا اس شخص کو جس پر بھی تم نے اپنی نگاہیں گاڑھ رکھی ہوں گی پاش پاش کر کے رکھ دیں گی۔ عزازیل کے اس انکشاف پر اور ایک نئی قوت عطا ہونے پر بنیطہ اور عارب بے حد خوش دکھائی دینے لگے تھے عزازیل نے مزید کہتے ہوئے کہا تم دونوں میرے ساتھ آؤ عارب اور بنیطہ دونوں اس کے ساتھ ہو لئے عزازیل انہیں لیکر غار سے باہر نکلا اور ایک بہت بڑی چٹان کے پاس آ کھڑا ہوا پھر عزازیل نے عارب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

سنو عارب تم اپنی نگاہیں اس چٹان پر گاڑو اور دل میں یہ احساس لاؤ کہ تم اس چٹان کو پاش پاش کرنا چاہتے ہو پھر دیکھو نیا انقلاب نمودار ہوتا ہے سنو بنیطہ تم اس کی بدلتی ہوئی آنکھوں کو غور سے دیکھنا کیونکہ ایسا ہی انقلاب تمہاری آنکھوں میں بھی نمودار ہو گا۔

عزازیل کے کہنے پر عارب نے اپنی نگاہیں اس چٹان پر گاڑ دیں جلد ہی اس کی آنکھوں کے اندر سفیدی بالکل جاتی رہی اور اس کی آنکھیں بالکل تاریک اور سیاہ ہو کر رہ گئیں اس کے بعد اس کی آنکھوں کے اندر لالی جھانکنے لگی یہاں تک کے خوب پھیلی شفق کی طرح اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں پھر اسکی آنکھوں کے اندر سے ایسی شعاعیں نکلیں جنہوں نے اس چٹان کو ریزہ ریزہ اور پاش پاش کر دیا اس موقع پر عزازیل نے پھر بولتے ہوئے کہا اے عارب تم اب اپنے ذہن میں اس عمل کو ختم کرنے کا ارادہ کرو جوں ہی عارب نے ایسا کیا اس کی آنکھیں اپنے معمول پر آ گئی تھیں۔

اس کے بعد عزازیل نے ایسا ہی تجربہ بنیطہ سے بھی کروایا اور وہ بھی عارب کی طرح کامیاب رہا ایک نئی قوت ملنے پر عارب اور بنیطہ بے حد پر سکون دکھائی دے رہے تھے ان تجربات کے بعد عزازیل نے ان دونوں کو مخاطب کر کے کہا سنو عارب اور بنیطہ اب ہم تینوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر سامریہ کی طرف جائیں گے وہاں جو تمہاری ضروریات کی چیزیں ہیں وہ تم سنبھالنا اور تم دریائے دجلہ اور دریائے فرات کے دوآبے کی طرف کوچ کر جانا وہاں آشوریوں کے بادشاہ شلما نصر کے لشکر قیام کئے ہوئے ہے شلما نصر نے اپنے متحدہ دشمن کو شکست دینے کے بعد وہاں قیام کر رکھا ہے یوناف اور بیوسا بھی اس لشکر میں شامل ہیں اور وہاں یوناف نے جبتوں کی شہزادی ریمل کے ساتھ شادی کر رکھی ہے تم دونوں اس نئی اور انوکھی طاقت کو لے کر یوناف اور بیوسا پر وارد ہونا اور انہیں ایک نئی اذیت میں ڈالنے کی کوشش کرنا یوناف اور بیوسا کا تم دونوں خاتمہ تو نہیں کر سکتے

پر اس نئی طاقت کو استعمال کر کے تم ان دونوں پر غلبہ حاصل کر سکتے ہو تم دونوں کو ان کی سری قوتوں پر غلبہ اور فوقیت بھی حاصل ہو سکتی ہے اس کے بعد عزازیل عارب اور بنیطہ کے ساتھ حرکت میں آیا اور وہ سامریہ کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○○

آشوریوں کا بادشاہ شلما نصر دریائے دجلہ اور دریائے فرات کے دو آبہ میں اس جگہ اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھا جہاں اس نے اپنے متحدہ دشمنوں کے ساتھ جنگ کی تھی ایک روز حتیوں کی شہزادی اور یوناف کی بیوی ریمل یوناف کے خیمے میں محو استراحت تھی جبکہ یوناف اور بیوسا رات کے اس وقت شلما نصر کے لشکر میں گھومتے ہوئے اس جگہ آرکے جہاں لشکر کے اندر پہرہ دینے والے آشوری سپاہیوں نے آگ کا ایک بہت بڑا آلاؤ روشن کر رکھا تھا اس وقت سردی اپنے عروج پر تھی اور رات آدھی سے کچھ کم گزر چکی تھی رات کے اس سناٹے کا تھا اور آگ کے الاؤ کے پاس پہرہ دینے والے لشکری اپنے ایک داستان گو سے پرانی کہانیاں اور قصے سن کر وقت گزار رہے تھے۔

یوناف اور بیوسا جب اس جگہ آئے جہاں لوگ داستان گو کے ارد گرد بیٹھے بڑے انہماک سے اس سے داستان سن رہے تھے تو یوناف اور بیوسا نے دیکھا وہ داستان گو وہی تھا جس سے ان کی ملاقات اس وقت ہوئی تھی جب وہ پہلی بار نینوا شہر میں داخل ہوئے تھے اور اس داستان گو سے انہوں نے نینوا شہر کے شرقی دروازے پر نصب بتوں کے متعلق معلومات فراہم کی تھیں۔ یوناف اور بیوسا بھی داستان گو کے ارد گرد بیٹھے لشکریوں میں بیٹھ کر اس داستان گو سے قصے اور کہانیاں سننے لگے تھے جنہیں وہ مزے مزے سے اور پہلو بدل بدل کر اور کبھی کبھی اپنے ہاتھ کو آگ پر پھیلا کر سناتا جا رہا تھا۔

وہ داستان گو جب خاموش ہوا تو یوناف نے اس کو مخاطب کر کے اے مہربان داستان گو تم مجھے اچھی طرح پہچانتے ہو کچھ عرصہ قبل میری تمہارے ساتھ اس وقت ملاقات ہوئی تھی جب میں نینوا شہر میں داخل ہوا تھا اور اب تم جانتے ہو میں حتیوں کی شہزادی ریمل سے شادی کرنے کے بعد میں تمہارے بادشاہ شلما نصر کے لشکر میں باقاعدہ طور پر شامل ہو چکا ہوں اس پر داستان گو بڑی انکساری سے کہنے لگا اے یوناف میں تمہیں اچھی طرح جانتا ہوں اور مجھے اس بات پر بھی فخر ہے کہ تم نے اس جنگ میں بہترین انداز میں حصہ لے کر اپنے آپ کو ہمارے بادشاہ شلما نصر کی ہمدردی کا مرکز بنا لیا ہے۔ یوناف پھر کہنے لگا۔

اے میرے مہربان داستان گو میں آشوریوں کے ایک قدیم بادشاہ تلگلت پلاسر کے حالات تو

جانتا ہوں اس کے بعد آشوریوں کے کیا حالات ہیں ان سے بے خبر ہوں یوناف نے اس داستان گو اور آشوریوں کے ان محافظوں سے یہ بات پوشیدہ رکھی کہ تلگلت پلاسر کے دور میں بھی وہ ایسا ہی جوان اور طاقت ور تھا اور یہ کہ اس نے تلگلت پلاسر کی بیٹی سے شادی کی تھی اس پر اس داستان گو نے حیرت سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تم ہمارے قدیم بادشاہ تلگلت پلاسر اول کے بارے میں کیسے جانتے ہو اس پر یوناف نے جھٹ بات بناتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے مہربان داستان گو اس سے پہلے میں بابل میں تھا بابل میں تم جیسا ایک داستان گو تھا اس سے میں نے جب آشوریوں سے متعلق تفصیلات جاننا چاہیں تو اس نے مجھے صرف تلگلت پلاسر اول تک ہی تفصیلات بتائی تھیں تلگلت پلاسر اول کے بعد آشوریوں نے کیا کیا ان سے متعلق وہ بے خبر تھا لہٰذا اب یہ میں تم سے جاننا پسند کروں گا کہ تلگلت پلاسر اول کی حکومت کے بعد آشوریوں پر کیا بیتی۔ یوناف کا یہ جواب سن کر داستان گو تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر اس نے کہنا شروع کیا۔

سنو یوناف آشوریوں کے عظیم بادشاہ تلگلت پلاسر اول کی موت کے بعد آشوری کمزوری کا شکار ہو گئے اور ان کے اندر کوئی مضبوط حکومت نہ قائم ہو سکی اسی دوران عرب کے صحراؤں کی طرف سے ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا یہ طوفان آموری قوم کی صورت میں تھا یہ آموری جو صحرا نشین ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی قسم کے خونخوار اور لڑاکا لوگ تھے شمال کی طرف بڑھے، بابل اور دمشق کو روندتے ہوئے وہ پھیلتے چلے گئے اور آشوریوں کی سلطنت کو انہوں نے محدود کر کے رکھ دیا جہاں تلگلت پلاسر نے آشوریوں کی سلطنت وسیع کی تھی اور اس نے فلسطین اور لبنان کے علاقے فتح کرتے ہوئے مصر تک خراج وصول کیا تھا وہاں پر ان آموریوں کے باعث آشوری بالکل اپنی سلطنت کے اندر محدود ہو گئے تھے پھر ان آموریوں نے دمشق کو اپنا دارالحکومت بنا کر ان علاقوں میں اپنی حکومت قائم کر لی۔

ایک عرصہ تک آشوری ایسے ہی منجمد اور بے جان سی حالت میں پڑے رہے یہاں تک کہ آشوریوں میں شلما نصر اول بادشاہ کی حیثیت سے حکمران بنا یہ شلما نصر اول بڑا مدبر بڑا دانشمند تھا اس نے آشوریوں کی بکھری ہوئی قوت کو جمع کیا اور تلگلت پلاسر اول کے نقش قدم پر چلتے ہوئے، نے اپنی عسکری قوت میں اضافہ کیا اور آشوریوں کے گرد و نواح میں کچھ علاقوں کو پھر فتح: آشوریوں کا تسلط ان پر قائم کر دیا اس شلما نصر اول کے بعد آشور ثانی پال آشوریوں کا حکمران بنا اس نے ایک طویل عرصہ تک آشوریوں پر حکمرانی کی۔

یہ آشور ثانی پال انتہا درجے کا جرات مند دلیر اور اپنی قوم سے ہمدردی رکھنے والا بادشاہ تھا اس نے تلگلت پلاسر کے وقت کی آشوریوں کی عظمت کو بحال کرنے کا عزم کیا اپنے جرار لشکر کے ساتھ

یہ نکلا شمال میں اس نے طاروس تک سارے علاقوں کو روند ڈالا اور ان سے خراج وصول کیا مشرق میں لبنان کے بیچوں بیچ ہوتا ہوا یہ صور' صیدا جبال تک کے علاقوں کو فتح کرتا ہوا اور ان سے خراج وصول کرتا ہوا بحیرہ روم کے کنارے کنارے جنوب کی طرف بڑھ گیا تھا۔

اس نے جنوب کی طرف بھی دریائے دجلہ اور فرات کے کنارے کنارے یلغار کی عیلامیوں کی سرزمین کو اس نے روندا اور کوہستان زاگروس تک اس نے خوب فتوحات حاصل کیں اور کے وقت کے جو اس زمانے کے بت کوہستانی سلسلوں کے اندر موجود تھے انہیں گرا کر وہاں اس نے اپنے دیوتا ۔بعل دیوتا کے بت نصب کروا دیئے تھے اس نے ایک نیا شہر بھی آباد کیا جس کا نام اس نے رکھا اور نینوا شہر کے بعد یہ شہر آشوری سلطنت کا مرکزی اور خوبصورت شہر قرار دیا گیا تھا۔

اس آشور ناصر پال کے بعد اب ہمارا موجودہ بادشاہ شلما نصر دوئم آشوریوں کا بادشاہ بنا ہے اور اے یوناف! تم دیکھتے ہو کہ ہمارے اس موجودہ بادشاہ کے دور میں آشوریوں کو کیسی بہترین عظمت عزت اور وقار حاصل ہوا ہے اور یہ جو موجودہ جنگ ہوئی ہے اس میں تم نے حتیوں' اسرائیلیوں اور دوسرے بادشاہوں کے لشکر کو بدترین شکست دے کر اپنے ہمسائیوں پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان سرزمینوں کے اندر آشوری سب سے بڑی طاقت ہیں اور اب ان سے ٹکرانا کسی بھی حکومت کے بس کا روگ نہیں ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ داستان گو خاموش ہو گیا تھا یوناف اس داستان گو کی گفتگو کے جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اسی لمحہ ابلیکا نے بڑی تیزی سے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور ساتھ ہی اس کی فکر مند سی آواز اسے سنائی دی ابلیکا کہہ رہی تھی۔ یوناف! یہاں سے فوراً اٹھ کھڑے ہو تمہارے اور بیوسا کے لئے نئے اور ہولناک خطرات اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور آگ کے اس آلاؤ سے ہٹ کر دونوں تاریکی میں جاؤ اور وہاں تم دونوں فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اور فوراً اس لشکر سے دائیں طرف دریائے فرات کے دوسرے کنارے کسی ویرانے میں نمودار ہو اس کے بعد وہاں میں تم سے تفصیل کے ساتھ گفتگو کروں گی کہ تمہیں کیسے اور کس طرح کے خطرات کا سامنا ہے ابلیکا کی یہ گفتگو سن کر یوناف نے اپنے پہلو میں بیٹھی ہوئی بیوسا کو آنکھ کے اشارے سے اٹھنے کے لئے کہا اور یہ اشارہ پا کر بیوسا فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی یوناف بھی کھڑا ہو گیا تھا اور دونوں پہلو بہ پہلو چلتے ہوئے وہاں سے چلے گئے تھے آگ کے اس الاؤ سے تھوڑی دور جا کر یوناف رک گیا اور بیوسا کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا سنو بیوسا وہاں آگ کے آلاؤ کے پاس بیٹھے بیٹھے ابلیکا نے میری گردن پر لمس دیا تھا اور کسی آنے والے خطرے سے آگاہ کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ اس خطرے کی حقیقت وہ ہم دونوں کو دریائے فرات کے کنارے کے ویرانے میں بتائے گی لہٰذا آؤ ابلیکا

کے کہنے پر اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائیں اور لشکر گاہ سے دور دریائے فرات کے کنارے ویرانے میں نمودار ہوں تاکہ ابلیکا سے یہ جان سکیں کہ وہ ہم سے کیا کہنا چاہتی ہے اور ہمیں کن خطرات سے آگاہ کرنا چاہتی ہے بیوسا نے یوناف کی ہاں میں ہاں ملائی اس کے بعد وہ دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور فوراً ہی وہ دریائے فرات کے کنارے ویرانوں میں نمودار ہو گئے تھے۔

جب یوناف اور بیوسا دریائے فرات کے کنارے ویرانوں میں نمودار ہوئے تو ابلیکا نے اپنا لمس یوناف کی گردن پر دیا اور کسی قدر فکر مندی کی آواز میں کہنے لگی سنو یوناف میں تمہیں بلند آواز سے اس لئے مخاطب کر رہی ہوں کہ میری اس آواز اس گفتگو کو بیوسا بھی سن اور سمجھ لے۔ سنو عزازیل نے عارب اور بنیط کو سامریہ شہر سے کوہستانی سلسلے میں لے جا کر ایک نئی قوت اور طاقت عطا کی ہے اب ان کی آنکھوں کے اندر ایک مافوق الفطرت طاقت آ گئی ہے اور وہ جس کام کے کرنے کا ارادہ بھی کریں یا اپنی نگاہیں جس چیز پر جما دیں تو ان کی آنکھوں کے اندر ایک طوفان اٹھ کھڑا ہو گا ان کی آنکھیں پہلے سیاہی کی مانند کالی ہو جائیں گی اس کے بعد وہ سرخ ہو جائیں گی اس کے بعد ان کی آنکھوں سے ایسی چمک نمودار ہو گی کہ جس کسی چیز کو بھی وہ پاش پاش کرنا چاہیں گے یا کسی کو بھی ہلاک کرنا چاہیں تو ان کی آنکھوں سے نکلنے والی وہ چمک لمحوں کے اندر اس شے کو ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیں گی۔ ابلیکا کی یہ گفتگو سن کر یوناف نے کسی قدر تیزی اور فکرمندی سی آواز میں ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا سنو ابلیکا اس کے جواب میں ہمیں کیا کرنا چاہئے اور کس قسم کا حربہ استعمال کرنا چاہئے اس پر ابلیکا نے جواب میں ہلکا سا قہقہہ لگایا پھر وہ بڑی دلپسند آواز میں کہنے لگی۔

سنو یوناف میں نے تم دونوں کو اس ویرانے میں اس لئے بلایا ہے میں بھی تمہیں وہی قوت دینے والی ہوں جو عزازیل نے عارب اور بنیط کو دی ہے عزازیل تو ان کو ایک کوہستانی سلسلے کے غار میں لے گیا تھا اور ان پر آگ طاری کر کے اس نے انہیں یہ قوت دی تھی لیکن عزازیل کے مقابلے میں تم دونوں کو میں آسان انداز میں یہ قوت دوں گی جسے حاصل کر کے سری قوتوں کے سلسلے میں تم عارب اور بنیط سے پیچھے نہ رہو گے اب تم دونوں دریائے فرات کے کنارے لیٹ جاؤ پھر تم دونوں دیکھو کہ میں تمہیں یہ قوت کیسے دیتی ہوں ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور بیوسا دریائے فرات کے کنارے پہلو بہ پہلو لیٹ گئے پھر ابلیکا شاید حرکت میں آئی تھی کیونکہ ان کے لیٹنے کے ساتھ ہی ان پر غشی اور بے ہوشی طاری ہو گئی تھی تھوڑی دیر تک وہ اسی حالت میں پڑے رہے چند ساعتوں بعد وہ اپنے حواس میں آئے اور اٹھ کر بیٹھ گئے۔

اس صورتحال کے بعد ابلیکا نے پھر کسی قدر بلند آواز میں ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا سنو یوناف اور بیوسا اب تم دونوں اس قوت کے مالک ہو جو قوت عزازیل نے عارب اور بنیطہ کو دی ہے اگر تم اس قوت کا تجربہ کرنا چاہتے ہو تو دونوں اپنی نگاہیں دریائے فرات کے پانی پر گاڑھ دو اور اپنے ذہن میں یہ بات لاؤ کہ تم دونوں پانی کے اندر آگ لگا دینا چاہتے ہو پھر دیکھو کیا نتیجہ نکلتا ہے ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور بیوسا نے فوراً اپنے دل میں یہ ارادہ کیا انہوں نے اپنی نگاہیں دریائے فرات کے پانی پر گاڑھ دیں پلک جھپکنے کے اندر ان دونوں کی آنکھیں سیاہ پھر سرخ ہو گئیں ان کے اندر سے ایک ہولناک روشنی نکل کھڑی ہوئی اور دریائے فرات کے سامنے والے حصے میں آگ لگ گئی تھی یہ صورتحال دیکھتے ہوئے وہ دونوں بے حد خوش ہوئے۔ ابلیکا کی آواز پھر ان کی سماعت سے ٹکرائی اب تم دونوں اپنے ذہن میں یہ خیال لاؤ کہ صورتحال کو ختم ہو جانا چاہئے۔ یوناف اور بیوسا جب یہ خیال اپنے ذہن میں لائے تو دریائے فرات میں لگی ہوئی آگ ختم ہو گئی تھی ان دونوں کی آنکھیں بھی اپنی اصلی حالت میں آ گئی تھیں اس کے ساتھ ہی یوناف اور بیوسا اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے ابلیکا نے ان دونوں کو مخاطب کر کے پھر کہنا شروع کیا۔

سنو یوناف اور بیوسا تم واپس اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے آشوریوں کے بادشاہ شلمانصر کی خیمہ گاہ کی طرف جاؤ تھوڑی دیر تک عارب اور بنیطہ تم پر ضرب لگانے کے لئے تمہارے خیمے کا رخ کریں گے لہٰذا تم فوراً اپنے خیمے کا رخ کرو اور دونوں خیمے کے پاس کھڑے ہو کر پہرہ دو اس لئے کہ عارب اور بنیطہ تمہارے خیمے کی مختلف سمتوں سے اندر داخل ہوں گے اور عزازیل نے جو انہیں نئی قوت دی ہے اسے تمہارے خلاف استعمال کرتے ہوئے تمہیں گزند پہنچانے کی کوشش کریں گے تمہارے خیمے میں اس وقت جنیوں کی شہزادی ر۔ مل گہری نیند سوئی ہوئی ہے لہٰذا تم اپنے خیمے کے دونوں طرف کھڑے ہو کر پہرہ دو اور جب عارب اور بنیطہ تمہارے خیمے میں داخل ہونے کی کوشش کریں تو تم ان سے پہلے ہی اپنی اس نئی قوت کو استعمال کرتے ہوئے ان دونوں کو وہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کر دو اب تم اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اور شلمانصر کے پڑاؤ کی طرف کوچ کر جاؤ ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور بیوسا فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور دریائے فرات کے اس کنارے سے شلمانصر کے پڑاؤ کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

جب وہ دونوں اپنے خیمے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ خیمے کے اندر ر۔ مل گہری نیند سوئی ہوئی تھی خوشبو کی طرح پھیلتی رات بہتی چلی جا رہی تھی۔ حوس کی شعاعیں سوچوں کا بوجھ اور نیندیں رات سے الجھ گئی تھیں چاروں طرف خاموشی بکھری ہوئی تھی جیسے ہر شے کی زبان پتھرا گئی ہو آسمان کی ویران گزرگاہوں پر بھی کالے سایوں کا راج تھا۔ ستارے تاریک ساگر میں ڈوبے ہوئے تھے رات کے وقت آسمان پر تیرتے بادلوں کے بے عکس سے ہیولے ریت پر لکھی تحریروں کی طرح بنتے اور بگڑتے جا رہے تھے پرانی صداؤں کے کھنڈر میں سوچوں کے پت جھڑ اور وحشی جذبے جاگ اٹھے تھے اور وقت کے فاصلوں میں نفرتوں کی اداس رتیں اور درد کے قلزم رقص کرنے لگے تھے اپنے خیمے میں آ کر یوناف نے مدھم اور دھیمی آواز میں بیوسا کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو بیوسا! یہ عزازیل عارب اور بنیطہ کے ساتھ مل کر اپنے آپ کو ہمارے پاؤں کی زنجیر بنانا چاہتا ہے سنو میری رفیقہ غلامی زیست کی بدترین دھند ہے اور اس کے مقابلے میں آزادی زندگی کا بہترین جوہر ہے ہم اس عزازیل عارب اور بنیطہ کے سامنے ہار نہیں مانیں گے اور نہ ہی ان کے سامنے مدافعانہ رویہ اختیار کریں گے بلکہ انکے پتھر کا جواب اینٹ سے دیں گے اور ایسا دیں گے کہ یہ اس جواب کو اپنے مستقبل تک یاد رکھیں گے آؤ اس خیمے کے دونوں دروازوں پر ہم کھڑے ہو جائیں اور جوں ہی عارب اور بنیطہ اس طرف آئیں ہم انہیں اپنی اس نئی قوت کا سامنا کرتے ہوئے یہاں سے بھگا دیں۔ بیوسا نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں خیمے کے دونوں دروازوں پر کھڑے ہو کر پہرہ دینے لگے۔

تھوڑی دیر بعد ابلیکا نے پھر یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہنے لگی سنو یوناف جلدی کرو یہاں سے ہٹ جاؤ عارب اور بنیطہ اس خیمے کی طرف دو مختلف راستوں سے نہیں آ رہے بلکہ وہ خیمے کے اس راستے کی طرف سے آ رہے ہیں جہاں اس وقت بیوسا کھڑی ہوئی ہے لہٰذا تم فوراً یہاں سے ہٹ جاؤ اور بیوسا کے ساتھ جا کر کھڑے ہو جاؤ اور دونوں مل کر عارب اور بنیطہ کو یہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کر دو۔ یوناف نے فوراً خیمے کر پردہ کھینچ کر وہ راستہ بند کر دیا اور تیزی سے چلتا ہوا بیوسا کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا بیوسا ابلیکا نے ابھی ابھی مجھے اطلاع دی ہے کہ عارب اور بنیطہ دونوں ہمارے خیمے کے اس دروازے کی طرف آنے والے ہیں اب تم کھڑی ہو جاؤ تاکہ ہم دونوں مل کر ان پر اپنی قوت آزمائیں اور انہیں بھاگ جانے پر مجبور کر دیں بیوسا فوراً اٹھ کھڑی ہوئی یوناف بھی بیوسا کے پہلو میں کھڑا ہو گیا تھا اور عارب اور بنیطہ کے وہاں نمودار ہونے کا وہ بے چینی سے انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر بعد خیمے کے اس دروازے سے قریب ہی عارب اور بنیطہ نمودار ہوئے اس موقع پر یوناف اور بیوسا فوراً ایک دوسرے کو اشارہ کرتے ہوئے خیمے کے پردوں کے پیچھے ہو گئے تھے پھر اسی وقت وہ اپنی نئی قوتوں کو حرکت میں لا چکے تھے اور ایسا کرنے سے فوراً ہی ان کی آنکھوں میں اڑتے منزلوں کے غبار، برق و شعلہ کی لپک جیسی سرخی پھیل گئی تھی۔ ا۔ کے خون کی حدتوں میں

اضافہ ہو گیا تھا ان دونوں کی حالت سے ایسا محسوس ہونے لگا تھا جیسے وہ عارب اور بنیطہ کے اسرار ہستی میں فنا کے آنچل پھیلانے کا عزم کر چکے ہوں وہ دونوں حیات سے عجیب تر اور موت سے عمیق تر ہو کر رہ گئے تھے پھر اس سرد خون آلود رات میں یوناف اور بیوسا سیل وقت اور عزم کے طوفان کی طرح حرکت میں آئے ان دونوں کی آنکھوں سے انتہائی خوفناک اور آگ برساتی روشنی نکلی اور اس روشنی کو انہوں نے اپنے سامنے عارب اور بنیطہ دونوں پر جما کر رکھ دیا تھا۔

یوناف اور بیوسا کی آنکھوں سے نکلنے والی غیر معمولی روشنی جب عارب اور بیطہ کے جسم پر پڑی تو وہ بڑی عجیب سی پریشانی کی حالت میں چونک سے پڑے ان دونوں کی حالت اس موقع پر وحشتوں کے غبار' موجوں کے پیچ و تاب اور تلخ لہجوں سے بھی بدتر ہو کر رہ گئی تھی اور تکلیف اور اذیت کے باعث وہ کچھ ایسے دکھائی دینے لگے تھے جیسے زیست کے نازک سفر میں قسمت کی زنجیریں ٹوٹ گئی ہوں یوناف اور بیوسا کی طرف سے اٹھنے والی اس روشنی کے باعث جو دونوں کو تکلیف پہنچی تھی اس کے باعث وہ تڑپ اٹھے تھے اور پھر فی الفور دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے وہاں سے غائب ہو گئے تھے ان دونوں کے وہاں سے چلے جانے کے بعد یوناف اور بیوسا کے چہروں پر پرسکون مسکراہٹ بکھر گئی تھی پھر بیوسا یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

اے میرے رفیق دیرینہ! یہ عارب اور بنیطہ ہم دونوں کو ضرب اور گزند پہنچانے کے لئے آئے تھے لیکن خیر ہو اس ابلیکا کی کہ اس نے ان دونوں کی آمد سے پہلے ہی ہمیں وہ طاقت اور قوت عطا کر دی جس کے بل بوتے پر عارب اور بنیطہ ہماری طرف آئے تھے ان دونوں کو یہاں سے بھگانے اور اذیت دینے کے باعث مجھے خوشی اور سکون ملا ہے کیونکہ یہ دونوں یہاں سے جا کر عزازیل سے اپنی کارگزاری کہیں گے تو وہ بھی پریشان ہو گا اور اس کی پریشانی ہی ہمارا سب سے بڑا سکون ہے یہاں تک کہنے کے بعد بیوسا خاموش ہو گئی تھی۔

یوناف بیوسا کی اس گفتگو کے جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور مٹھاس بھری آواز میں اس کو مخاطب کر کے کہنے لگی سنو یوناف عارب اور بنیطہ یہاں سے بھاگ چکے ہیں وہ اب سیدھے سامریہ شہر میں عزازیل کے پاس جائیں گے جہاں وہ بڑی بے چینی سے ان دونوں کا منتظر ہے اور یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم دونوں کے خلاف انہوں نے کیا کام سرانجام دیا ہے اب جب یہ دونوں اپنے آقا کے پاس ناکام اور نامراد جائیں گے تو وہ بھی ایک طرح سے ملول اور پریشان ہو گا اور اس کا پریشان ہونا ہی ہماری سب سے بڑی کامیابی ہے اب تم دونوں اپنے خیمے میں آرام کرو میں تم دونوں کی حفاظت کرنے کے لئے کافی ہوں۔ ابلیکا کی اس گفتگو کے بعد یوناف اور بیوسا خیمے میں اپنے اپنے بستروں میں آرام کرنے لگے تھے۔

عارب اور بنیطہ سامریہ شہر میں اس جگہ آئے جہاں ایک سرائے کے اندر انہوں نے قیام کر رکھا تھا انہوں نے دیکھا کمرے کے اندر عزازیل بیٹھا ان دونوں کا بے چینی سے انتظار کر رہا تھا وہ دونوں اس کمرے میں نمودار ہوئے تب عزازیل نے بڑی جستجو کے انداز میں ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا جو نئی قوت تمہیں ملی تھی تم دونوں نے اسے استعمال کرتے ہوئے کہاں تک یوناف اور بیوسا کو گزند پہنچایا ہے۔ ساتھ ہی عزازیل نے یہ بھی دیکھا کہ وہ دونوں کچھ پریشان اور بکھرے بکھرے سے تھے اس پر عزازیل پھر بولا اور پوچھنے لگا اور میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ تم دونوں کے چہرے لٹکے ہوئے ہیں اور تم مجھے ایسے دکھائی دے رہے ہو جیسے تم اس مہم سے ناکام اور نامراد لوٹے ہو کہو دریائے فرات کے کنارے آشوریوں کے بادشاہ شلمانصر کے پڑاؤ میں تم دونوں کے ساتھ کیا بیتی۔ عزازیل کے اس استفسار پر عارب بولتے ہوئے کہنے لگا۔

اے آقا یہاں سے روانگی کے وقت ہم دونوں میاں بیوی بے حد مطمئن اور خوش تھے کہ ایک نئی قوت ملی ہے جس کے بل بوتے پر ہم یوناف اور بیوسا کو اپنے سامنے ہمیشہ زیر اور مغلوب کر دیا کریں گے اور اپنی مرضی اور پسند کے مطابق انہیں اذیتوں میں مبتلا کر دیا کریں گے لیکن اے آقا جب ہم دریائے دجلہ کے کنارے شلمانصر کے اس پڑاؤ کے اندر اس حصے میں گئے جہاں پر یوناف اور بیوسا نے قیام کر رکھا ہے تو ہم پر ایک قیامت سی بیت گئی۔ جو طاقت جو قوت ملی اور بنیطہ نے یوناف اور بیوسا کے خلاف استعمال کرنی تھی۔ ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ وہی طاقت یوناف اور بیوسا نے ہمارے خلاف استعمال کر دی۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے ویسی ہی روشنی نکالی جیسی ہم نکال کر انہیں گزند پہنچانا چاہتے تھے اس طرح انہوں نے ہمیں ہماری امیدوں کے خلاف ایک ناقابل برداشت اذیت میں مبتلا کر دیا۔ لہٰذا وہاں سے بھاگ کر ہم آپ کے پاس چلے آئے ہیں۔

عارب کی گفتگو سن کر عزازیل کی حالت کچھ ایسی ہو گئی تھی جیسے دن کے اجالوں اور رات کے اندھیروں میں اسکی سفلی خواہشات کا خاتمہ کر دیا گیا ہو یا کسی ان دیکھی زوردار قوت نے اس بڑے کبر تمدن کی کمند کو کاٹ کر ایک طوفانی زقند سے اسے روند کر رکھ دیا ہو اس کے چہرے پر ارادوں کی ناپاکی مقاصد کی خباثت اور روح کی وحشت رقص کرنے لگی تھی اس کی آنکھوں کے اندر اذیتوں کے منظر' ظلم کی آندھی زور مارنے لگی تھی تھوڑی دیر تک اس کی کیفیت ایسی ہی رہی پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور عارب اور بنیطہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

ہم سب کے راستے میں ابلیکا سب سے بڑی رکاوٹ اور دیوار ہے اور میرے خیال میں اسے پتہ چل گیا تھا کہ میں نے تمہیں ایک نئی قوت دی ہے اور یہ قوت میرے خیال میں اس نے بھی یوناف اور بیوسا کو دے دی جس کے بل بوتے پر ان دونوں نے تم دونوں میاں بیوی کو دریائے دجلہ

کے کنارے سے مار بھگایا ہے۔ بہرحال تم دونوں جانتے ہو کہ میں عزم کا بے حد پکا ہوں ابلیکا نے بے شک انہیں ایک نئی قوت سے آراستہ کر دیا ہے لیکن میں ان کے ساتھ اپنی دشمنی اور عداوت کو ترک نہیں کروں گا میں اپنے سامنے انہیں زیر اور مغلوب کرنے کے لئے نئے نئے حربے اور نئے نئے پینترے استعمال کرتا رہوں گا اب تم دونوں میاں بیوی آرام کرو میں چلتا ہوں اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور سامریہ شہر کی اس سرائے سے چلا گیا تھا۔

○○

آشوریوں کے بادشاہ نے دشمن کے متحدہ لشکر کو شکست دینے کے بعد دریائے دجلہ کے کنارے چند دن تک اپنا پڑاؤ رکھا پھر وہ واپس اپنے مرکزی شہر نینوا کی طرف کوچ کر گیا تھا یوناف بیوسا اور ریمل بھی شلما نصر کے ساتھ نینوا کی طرف چلے گئے تھے۔ شلما نصر نے کچھ عرصہ آشوریوں پر بڑی کامیابی سے حکومت کی اس کے بعد وہ چند دن بیمار رہ کر موت کی گہری نیند سو گیا اور اس کی جگہ تلگلت پلاسر دوئم آشوریوں کا بادشاہ بنا تھا۔

جس طرح شلما نصر نے آشوریوں کی عظمت اور ان کی شہرت کو بحال کیا تھا ویسے ہی اس تلگلت پلاسر نے بھی آشوریوں کی دوسری اقوام پر اپنی برتری کو بحال رکھا لیکن اپنے پہلے حکمرانوں کی نسبت اس نے حکمرانی اور اپنے ہمسایوں کے ساتھ اپنے تعلقات میں بڑی تبدیلی پیدا کی پہلے حکمران خود اپنے لشکر کی کمان کرتے ہوئے دوسری اقوام پر حملہ آور ہوتے تھے اور ان کے خلاف فتوحات حاصل کر کے ان سے خراج وصول کرتے تھے لیکن اس تلگلت پلاسر نے اپنے انداز میں ایک تبدیلی پیدا کی اور وہ یوں کہ اس نے ہر محاذ پر خود اپنے لشکروں کی راہنمائی کرنے کی بجائے اپنے بہترین سالاروں پر بھروسہ کرنے کا طریقہ اپنایا اس نے اپنے کئی ایک جرنیلوں کو لشکر دے کر مختلف سمتوں کی طرف روانہ کیا اور جو فتوحات شلما نصر کے دور میں حاصل ہوئی تھیں ان فتوحات میں اس نے اضافہ کیا اور دور دور تک آشوریوں کی سلطنت کی حدود کو اس نے پھیلا دیا تھا۔

شلما نصر کی موت کے بعد یوں لگتا تھا جیسے آس پاس کے حکمران جو آشوریوں کو خراج دیتے چلے آئے تھے وہ آشوریوں کے خلاف بغاوت کر دیں گے اور نہ صرف یہ کہ خراج دینا بند کر دیں گے بلکہ وہ آشوری علاقوں پر حملہ آور ہونا بھی شروع ہو جائیں گے لیکن تلگلت پلاسر نے ایسی ساری قوتوں کے خلاف اپنا آہنی ہاتھ استعمال کیا اور ہر مقام پر اپنے دشمنوں کو اس نے شکست دی دونوں اسرائیلی سلطنتوں یعنی یہودیہ اور سامریہ کے حکمرانوں نے ایک طرح سے تلگلت پلاسر کے خلاف بغاوت کھڑی کرنے کی کوشش کی۔ لیکن تلگلت پلاسر بری طرح ان کے خلاف حرکت میں آیا انہیں بدترین شکستیں دیں اور دونوں سے اس نے پہلے کی نسبت زیادہ خراج وصول کرنا شروع کیا۔

فلسطین کے اندر تلگلت پلاسر نے یہیں تک اکتفا نہیں کیا اس نے امونیوں' موابیوں ادومیوں فلسطینیوں کے علاوہ ادوار اور عسقلان کے حکمرانوں کو بھی اپنا زیر بنا کر رکھا اور ان سے خراج اس نے وصول کیا۔

شمال میں تلگلت پلاسر نے طاروس کے علاقے تک کے لوگوں کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنایا اور ان سے خراج وصول کیا جنوب میں تلگلت پلاسر مصر اور اتھوپیا تک فاتح کی حیثیت سے چھا گیا اور ان سب اقوام سے اس نے خراج وصول کیا مشرق میں کوہستان زاگروس اور مغرب میں بحیرہ روم تک ساری اقوام کو اس نے اپنا مطیع اور مفتوح بنا کر رکھا یوں اس تلگلت پلاسر نے نہ صرف یہ کہ آشوریوں کی گزشتہ عظمت کو برقرار رکھا بلکہ اس میں اس نے خاطر خواہ اضافہ بھی کیا۔

اس تلگلت پلاسر کے پورے دور میں یوناف اور بیوسا نینوا شہر ہی میں قیام کئے رہے اس دوران ریمل بے چاری اچانک بیمار ہو کر مر گئی تھی دوسری طرف آشوریوں کے اندر بھی ایک تبدیلی آئی اور وہ یہ کہ تلگلت پلاسر اپنی طبعی موت مر گیا اور اس کی جگہ سارگن آشوریوں کا نیا بادشاہ بنا تھا۔

○○

افریقہ کی سرزمین میں کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ میں بھی تبدیلیاں اور انقلاب رونما ہو چکے تھے گزشتہ برسوں میں کنعانیوں کے جرنیل یانی بال نے جو سسلی کے اندر کامیابیاں حاصل کی تھیں ان کو دیکھتے ہوئے کنعانیوں کے حکمرانوں کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ اگر وہ ایسی مہموں کا سلسلہ جاری رکھیں تو وہ پورے جزیرہ سسلی پر کامیابی حاصل کر سکتے ہیں جبکہ اس سے پہلے کنعانیوں نے اسپین کے ایک حصہ کے علاوہ سارڈینیا اور کارسیکا اور دوسرے بہت سے جزیروں پر اپنا قبضہ اور تسلط جمایا اور اب ان کی نگاہیں سسلی پر قبضہ کرنے کے لئے جمی ہوئی تھیں۔

اپنے اس مقصد اور مدعا کو حاصل کرنے کے لئے کنعانیوں کے حکمرانوں نے سسلی کے اندر قسمت آزمائی کرنے کے لئے ایک بار پھر اپنے عظیم جرنیل یانی بال کو ایک جرار لشکر دے کر سسلی کی طرف بھیجنے کا ارادہ کیا تاکہ یانی بال کنعانیوں کے جزیرے پر قبضہ کر سکے یانی بال ایک تو کنعانیوں کا معزز جرنیل تھا اور دوسرا وہ اس سے پہلے سسلی پر حملہ آور ہو چکا تھا اور اس کے شہروں اور شاہراہوں کے سارے حالات سے واقف تھا لہٰذا حکمرانوں نے یہ فیصلہ کیا کہ سسلی پر قبضہ کرنے کے لئے یانی بال کو ایک لشکر دے کر بھیجا جائے۔

اس سلسلے میں جب کنعانیوں کے حکمرانوں نے یانی بال سے بات کی تو پہلے تو اس نے اس لشکر کی سپہ سالاری کو قبول کرنے سے انکار کر دیا جس کو سسلی پر حملہ آور ہونے کے لئے تیار کیا گیا تھا

اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ یانی بال اب کافی عمر کا ہو چکا تھا اور اس کا خیال تھا کہ اب وہ بہتر طور پر لشکر کی سپہ سالاری اور کمان داری نہیں کر سکتا لیکن جب کنعانی حکمرانوں نے اپنے ایک بہترین جرنیل حملکو کو یانی بال کی کمان داری میں دے کر سسلی کی طرف روانہ کرنے کا فیصلہ کیا تو یانی بال سسلی کی طرف کوچ کرنے والے لشکر کی سپہ سالاری قبول کرنے پر تیار ہو گیا تھا اور حملکو نام کے جس جرنیل کو اس کے ماتحت کیا گیا تھا وہ جرنیل بھی اس کے رشتہ داروں اور عزیزوں میں سے تھا یوں حملکو کے ساتھ مل کر یانی بال سسلی پر حملہ آور ہونے والے لشکر میں شامل ہو گیا تھا۔

اپنی جنگی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد یانی بال اور حملکو نے اپنے لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ سے کوچ کیا اس لشکر میں ایک لاکھ بیس ہزار مسلح جوان شامل تھے جنہیں ایک ہزار بڑے بڑے بحری جہازوں پر سوار کرا کے سسلی کی طرف روانہ کیا گیا تھا۔ اور ایک ہزار بار برداری کے جہازوں کے علاوہ اس لشکر کے ساتھ ایک سو بیس کے قریب کشتیاں اور چھوٹے جنگی جہاز بھی شامل تھے۔ اس لشکر میں چالیس جہازوں کو ہراول کے طور پر پہلے سسلی کی طرف روانہ کیا گیا تاکہ وہ سسلی کی افواج پر ضرب لگائیں اور اصل لشکر کے پہنچنے تک وہ دشمن کو مصروف رکھنے میں کامیاب ہو جائیں۔

سسلی میں اس وقت یونانیوں کی ایک مضبوط حکومت تھی جس کا مرکزی شہر سیراکیوز تھا جب یونانیوں کو یہ خبر ہوئی کہ کنعانی ایک بہت بڑے اور عظیم لشکر کے ساتھ قرطاجنہ سے کوچ کر چکے ہیں اور یہ کہ چالیس جہازوں پر مشتمل ایک ہراول حصہ انہوں نے سسلی کی طرف روانہ کیا ہے تو انہوں نے اس ہراول لشکر کے چالیس جہازوں کا مقابلہ کرنے کا عزم اور تہیہ کر لیا تھا یونانیوں نے بھی جواب میں چالیس جنگی جہاز تیار کئے اور ان جنگی جہازوں میں اپنے مسلح لشکریوں کو سوار کر کے سسلی کی اس جانب روانہ کیا جس طرف کنعانیوں کے چالیس جہازوں نے آ کر لنگر انداز ہونا تھا۔

کنعانیوں کے چالیس جہاز شہر اریکس کے سامنے آ کر لنگر انداز ہوئے عین اس موقع پر یونانیوں کے جنگی جہاز بھی وہاں پہنچ گئے اور کھلے سمندر کے اندر کنعانیوں اور یونانیوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی تھی اس جنگ میں یونانیوں کو یہ افادیت تھی کہ انہیں خشکی کی طرف سے رسد اور کمک ملتی جا رہی تھی جبکہ کنعانیوں کو کسی طرف سے بھی کمک اور رسد حاصل نہ تھی ان کا بڑا لشکر ابھی سمندر کے اندر کافی دور تھا اور ان کی مدد کے لئے نہ پہنچ سکتا تھا لہٰذا ان وسائل سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یونانیوں نے کنعانیوں کے اس ہراول لشکر کو شکست دی اور انہیں سسلی کے ساحل سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا تھا۔

سیراکیوز کے یونانی حکمرانوں کا خیال تھا کہ وہ کنعانیوں کے ہراول لشکر کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں تو ان کا بڑا لشکر جو سمندر کے اندر بڑی تیزی سے سفر کرتے ہوئے ساحل سسلی کا رخ کر رہا ہے وہ اپنے اس ہراول لشکر کی شکست کے بعد سسلی کے ساحل کی طرف بڑھنے کی بجائے واپس اپنے شہر قرطاجنہ کی طرف واپس چلا جائے گا لیکن ایسا نہ ہوا کنعانیوں کے جرنیل یانی بال کو جب یہ خبر ہوئی کہ اس کے ہراول لشکر کو شکست ہوئی ہے تو اس نے اپنے لشکر کی رفتار پہلے سے بھی تیز کر دی اور اب وہ زیادہ برق رفتاری سے سسلی کے ساحل کی طرف بڑھنے لگا تھا اس صورتحال کی خبر جب سیراکیوز کے یونانی حکمرانوں کو ہوئی تو وہ بڑے فکر مند ہوئے انہوں نے فوراً ایک تیز رفتار قاصد اپنے ہمسایہ ملک اٹلی میں آباد یونانیوں کی طرف بھجوائے تاکہ وہ کنعانیوں کے مقابلے میں انکی مدد کریں اس کے علاوہ انہوں نے کچھ قاصد یونانیوں کی مرکزی حکومت یونان کی طرف بھی روانہ کئے اور مزید یہ کہ انہوں نے ان چھوٹے چھوٹے جزیروں اور نوآبادیوں کی طرف بھی اپنے قاصد روانہ کر دیئے جہاں یونانیوں نے اپنی چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم کر رکھی تھیں۔ یوں یونانیوں نے جگہ جگہ قاصد بھجوا کر کنعانیوں کے خلاف اپنی پوزیشن مستحکم کرنے کی کوشش کی تھی۔

سسلی کی سرزمین میں کنعانیوں کو جس سے سب سے زیادہ خطرہ تھا وہ اگر جنٹم تھا یہ شہر سسلی میں یونانیوں کے مرکزی شہر سیراکیوز سے بڑا اور امیر ترین شہر گنا جاتا تھا اور یہ ایک طرح کا ناقابل تسخیر شہر سمجھا جاتا تھا اس کے پاس سے جو دریا گزرتا تھا وہ اس شہر کے تین اطراف کو گھیرتا ہوا اسے ایک طرح سے محفوظ کرتا ہوا گزرتا تھا جبکہ شہر کی چوتھی جانب بلند پہاڑیاں تھیں اگر جنٹم شہر کی ناقابل تسخیر اور ناقابل عبور فصیل تعمیر کی گئی تھی جو انتہائی طور پر مضبوط تھی اور جسے گرا کر یا توڑ کر شہر میں داخل ہونا ناممکن تھا ادھر اگر جنٹم والوں کو بھی یہ یقین ہو گیا تھا کہ سب سے پہلے کنعانی انہی کو نشانہ بنائیں گے انہوں نے شہر کے اندر جو لشکر موجود تھا اسے خوب مسلح کیا اور اسے شہر کی حفاظت پر معمور کر دیا۔

اس کے علاوہ اگر جنٹم والوں نے مزید کام یہ کیا کہ اس دور میں اسپارٹا کی یونانی سلطنت کا ایک جرنیل جس کا نام ڈیکیپوس تھا وہ ان دنوں اپنے لشکر کے ساتھ سسلی شہر میں مقیم تھا اور جن دنوں یانی بال اپنے لشکر کے ساتھ اگر جنٹم شہر پر حملہ آور ہونے والا تھا یہ ڈیکیپوس نام کا یہ جرنیل اپنے لشکر کے ساتھ سسلی کے تینوں بڑے شہر جیلہ میں موجود تھا پس اگر جنٹم شہر کے لوگوں نے ڈیکیپوس کو پیغام پہنچایا کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ اگر جنٹم شہر کی طرف آئے اور کنعانیوں سے شہر کی حفاظت کے یہ پیغام ملتے ہی ڈیکیپوس اپنے لشکر کے ساتھ اگر جنٹم شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

کنعانی جرنیل یانی بال اور حملکو جب اپنے لشکر کے ساتھ سسلی پر حملہ آور ہوئے اور اگر جنتم شہر کے قریب آئے تو انہوں نے شہر کی فصیل کا جائزہ لینا شروع کیا ان کی آمد سے پہلے ہی اسپارٹا کا جرنیل اپنے لشکر کے ساتھ اگر جنتم شہر پہنچ چکا تھا یانی بال اور حملکو نے دیکھا کہ شہر کے جس جانب خشکی تھی اس طرف کوہستانی سلسلے کے اوپر ایک مضبوط فصیل بنی ہوئی تھی جس سے شہر کے اندر داخل ہونا ناممکن تھا۔ وہ پہاڑی سلسلہ جس پر یہ فصیل بنی ہوئی تھی اس کی ڈھلان سخت قسم کی ناقابل عبور تھی لہٰذا اس طرف سے شہر پر حملہ آور ہونا اور شہر پر قبضہ کرنا تقریباً ناقابل تسخیر خیال کیا جاتا تھا۔

اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے یانی بال نے کشتیوں کے اندر تیرتے ہوئے لکڑی کے بڑے بڑے مینار تعمیر کروائے اور ان میناروں کو اس نے اس دریا کے اندر چھوڑا جو اگر جنتم کے تین اطراف میں شہر سے ٹکراتا ہوا جاتا تھا یوں یہ بڑے بڑے لکڑی کے مینار شہر کی فصیل کے قریب لائے گئے ان میناروں کے اوپر کنعانی مسلح جوان سوار تھے ان میناروں کی مدد سے شہر کی فصیل کے یونانی محافظوں پر حملے کئے گئے صبح سے شام تک ان میناروں کے ذریعے سے شہر کی فصیل پر حملے کئے جاتے رہے رات کے وقت ان تیرنے والے میناروں کو دریا کے اندر باندھ کر کنعانی اپنے لشکر میں آرام کرنے لگے تھے۔

دوسری طرف اگر جنتم کے یونانیوں کو بھی یہ یقین ہو گیا تھا کہ یہ مینار جو کنعانیوں کے سالار یانی بال نے تعمیر کئے ہیں یہ ان کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں چونکہ ان تیرتے ہوئے میناروں کے ذریعے سے کنعانی شہر کی فصیل پر حملہ آور ہوتے ہوئے کسی نہ کسی وقت شہر کی فصیل سے داخل ہو سکتے تھے اگر وہ ایسا کر پائے تو پھر شہر کو کوئی بھی کنعانیوں کی تباہی اور بربادی سے نہ روک سکے گا لہٰذا انہوں نے کچھ تیراک مقرر کئے اور ان کے ذمہ یہ کام لگایا کہ وہ رات کی تاریکی میں دریا کے اندر تیرتے ہوئے اس طرف جائیں جہاں کنعانیوں کے تیرتے مینار کھڑے ہیں اور ان میناروں کو آگ لگا کر انہیں جلا دیں پس انہوں نے ایسا ہی کیا یہ یونانی تیراک دریا کے اندر تیرتے ہوئے ان کنعانی میناروں تک پہنچ گئے۔ اور میناروں کو رات کی تاریکی میں آگ لگا کر واپس اگر جنتم شہر میں داخل ہو گئے تھے اس طرح رات کی تاریکی میں کنعانیوں کے بنائے ہوئے وہ مینار جس کے ذریعے سے وہ حملہ آور ہونے لگے تھے جل کر خاک ہو گئے تھے یوں اگر جنتم کے یونانیوں کو کسی قدر اطمینان ہوا کہ انہوں نے کنعانیوں کے میناروں کو آگ لگا کر اپنے آپ کو شہر میں محفوظ کر لیا ہے۔

کنعانیوں کے جرنیل یانی بال نے جب یہ دیکھا کہ رات کی تاریکی میں اس کے لکڑیوں کے میناروں کو جلا کر خاکستر کر دیا گیا ہے تو وہ بڑا رنجیدہ ہوا اور وہ شہر پر حملہ آور ہونے کے دوسرے ذرائع سوچنے لگا شہر کے اردگرد کے علاقے کا جائزہ لینے کے بعد اس نے یہ اندازہ لگایا کہ شہر کے باہر ایک بہت بڑا قبرستان ہے جس کی قبروں کے پتھر استعمال کر کے وہ شہر کے سامنے ایک بہت بڑا دمدمہ تعمیر کر سکتا ہے اور اس دمدمے کی آڑ میں رہ کر وہ شہر پر حملہ آور ہوتے ہوئے اور شہر کا محاصرہ کرتے ہوئے اسے فتح کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے لہٰذا اس نے اپنے لشکریوں کی مدد سے قبروں کے پتھر اکھاڑ اکھاڑ کر اس کے دمدمے تعمیر کرنے شروع کر دیئے یونانیوں نے جب دیکھا کہ کنعانی قبروں کے پتھر اکھاڑ کر دمدمے بنانے لگے ہیں اور اس طرح وہ کسی نہ کسی طریقے سے شہر کو فتح کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو رات کی تاریکی میں ان کے کچھ مسلح جوان اپنے حکمرانوں کے اشارے پر نکلے اور اچانک انہوں نے کنعانی پڑاؤ پر حملہ آور ہو کر بہت سے کنعانیوں کو ہلاک کر دیا اور پھر وہ اگر جنتم شہر میں داخل ہو گئے تھے اور کنعانی لشکر کے اندر انہوں نے یہ مشہور کر دیا کہ چونکہ کنعانیوں نے یونانیوں کے قدیم بزرگوں کی قبریں اکھاڑ کر اس سے دمدمے بنانا شروع کیا ہے لہٰذا ان کا دیوتا نیپچون خفا ہوا ہے اور اسی دیوتا نے کنعانیوں پر شب خون مار کر ان کے بہت سے ساتھی ہلاک کر دیئے ہیں۔

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے یانی بال اور حملکو نے قبروں کے پتھروں سے دمدمے تعمیر کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا اسی دوران ایک اور تبدیلی نمودار ہوئی کہ ایک اور یونانی جرنیل نام جس کا ڈیفنیوس تھا وہ بھی کمک لے کر اگر جنتم شہر پہنچ گیا ڈیفنیوس نام کے جرنیل کے ساتھ پینتیس ہزار مسلح یونانی جنگجو تھے اس کے علاوہ تیس بڑے بڑے بحری جہازوں پر سوار یونانی اس ساحل کا رخ کر رہے تھے جہاں پر کنعانیوں کے جہاز کھڑے تھے اور ان کا ارادہ یہ تھا کہ وہ کنعانیوں کو ان کے جہاز سے محروم کر دیں گے اور انہوں نے یہ عزم کیا تھا کہ وہ سمندر میں کنعانیوں کے جہازوں کو آگ لگا دیں گے یہ خبریں یانی بال کے جاسوسوں نے بھی اس تک پہنچا دی تھیں لہٰذا اپنے لشکر میں سے اس نے کچھ دستے علیحدہ کئے اور انہیں بحری جہازوں میں سوار کر کے یونان کے ان تین جہازوں کی طرف روانہ کیا جو انکے ساحل پر لنگر انداز بیڑے کی طرف بڑھ رہے تھے کھلے میدان کے اندر یونانی اور کنعانی ملاحوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی اور اس جنگ میں یونانیوں کا پلہ بھاری رہا کنعانی ملاح پسپا ہو کر پھر اپنے بڑے بحری بیڑے میں آشامل ہوئے تھے اس طرح ان تیس جہازوں پر سوار یونانی مسلح جنگجو بھی سسلی کے ساحل پر اتر کر اگر جنتم شہر سے باہر خیمہ زن ہو گئے تھے اور انہوں نے کنعانیوں کے بحری بیڑے کو آگ لگانے کا ارادہ اس لئے ملتوی کر دیا تھا کہ وہ اس کام کو خفیہ طریقے سے انجام دینا چاہتے تھے مگر کنعانیوں کو ان کی آمد کی اب اطلاع مل گئی تھی اور انہوں نے اپنے بحری بیڑے کی حفاظت کے انتظامات کر دیئے تھے یوں اگر جنتم کے باہر کنعانیوں کے خلاف

یونانیوں کی قوت اور کمک میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔

کنعانی جرنیل یانی بال اور حملکو کو بھی اس بدلتی ہوئی صورتحال کا پوری طرح احساس تھا لہٰذا انہوں نے اگر جنتم شہر پر اپنے حملے تیز کر دیئے تھے انہوں نے کچھ جوانوں کو کوہستانی سلسلے کی ڈھلان پر کھڑا کر دیا اور ان کی حفاظت کیلئے ان کے سامنے انہوں نے ڈھالیں رکھ دیں تھیں اور ڈھالیں لے کر کھڑے ان جوانوں کی آڑ میں کنعانیوں نے بڑے بڑے پتھروں کے دمدمے قائم کر لئے اور پھر ان دمدموں کی آڑ میں رہ کر انہوں نے شہر کی فصیل کے محافظوں کو کافی نقصان پہنچایا تھا اور ساتھ ہی ساتھ وہ آگے بڑھتے ہوئے اور مزید دمدمے تعمیر کرتے ہوئے دن بدن اگر جنتم شہر کی دیوار کے قریب سے قریب تر ہوتے چلے جا رہے تھے۔

کنعانیوں کی طرف سے اس طریقہ جنگ کو دیکھتے ہوئے یونانی فکر مند ہو گئے تھے اور انہیں یقین ہو گیا تھا کہ اگر کنعانی اس طرح شہر کی فصیل پر حملہ کرتے رہے تو ایک نہ ایک دن وہ شہر کی فصیل پر آخری حملہ کرنے اور شہر کو فتح کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ لہٰذا ایک رات شہر کے اندر موجود لشکریوں اور شہر کے لوگوں نے باہم مشورہ کیا کہ اگر چند دن تک مزید اسی طرح اگر جنتم شہر کا محاصرہ جاری رہا تو نہ صرف یہ کہ شہر میں خوراک کا ذخیرہ ختم ہو جائے گا بلکہ کنعانی شہر پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ رات کی تاریکی میں شہر سے نکل کر جیلہ شہر کی طرف بھاگ جانا چاہئے اور وہاں پر لشکر کی صورتحال کو مستحکم کر کے نئے سرے سے کنعانیوں سے مقابلے کی ابتدا کرنی چاہئے مشورہ سب کو پسند آیا لہٰذا شہر کے اندر سب مسلح جوان اور شہری رات کی تاریکی میں نکل کر جیلہ شہر کی طرف بھاگ گئے تھے۔

دوسرے روز یانی بال اور حملکو نے زوردار انداز میں شہر پر حملوں کی ابتدا کی اور جب انہیں شہر کی طرف سے کوئی مناسب جواب نہ دیا گیا تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ شہر کی فصیل پر چڑھنے میں کامیاب ہو گئے اور پھر شہر میں اتر کر انہوں نے شہر کے دروازے کھول دیئے اور اپنے پورے لشکر کے ساتھ وہ شہر میں داخل ہو گئے انہوں نے دیکھا شہر خالی پڑا تھا ہر کوئی شہر سے بھاگ گیا تھا تاہم شہر کی دولت اور قیمتی سامان جوں کا توں پڑا تھا یہ یانی بال اور حملکو کے لئے ایک بہترین موقع تھا انہوں نے شہر کو جی بھر کے لوٹا اور قیمتی اشیاء اپنے لشکریوں میں تقسیم کر دیں اس طرح ان کے لشکری بھی خوش ہو گئے تھے اور ان کے اندر جنگ کرنے کا جذبہ اور تیز ہو گیا تھا شہر کو اچھی طرح لوٹنے کے بعد یانی بال اور حملکو نے شہر کو تباہ و برباد کر دیا اور اس کی عمارتوں کو انہوں نے آگ لگا کر زمین بوس کر دیا اس کے بعد وہ اپنے لشکر کے ساتھ تباہ شدہ اور جلے ہوئے اگر جنتم شہر سے نکلے اور جیلہ شہر کا رخ کیا انہوں نے تہیہ کر لیا تھا کہ وہ ہر صورت میں جزیرہ سسلی میں یونانیوں کو اپنے سامنے زیر کر

اسی دوران ایک اور یونانی جرنیل جس کا نام ڈیوناسوس تھا وہ سیراکیوز سے ایک جرار لشکر لے کر جیلہ شہر پہنچ گیا اس لشکر کے پہنچنے سے پہلے یانی بال اور حملکو اپنے لشکر کے ساتھ جیلہ شہر پہنچ کر اپنا پڑاؤ کر چکے تھے سیراکیوز سے ایک بہت بڑا لشکر لانے والا یہ جرنیل جس کا نام ڈیوناسوس تھا جیلہ شہر اور یانی بال کے لشکر کے درمیان خیمہ زن ہوا اس نے جیلہ شہر کے محافظ لشکریوں کے سرداروں کے ساتھ رابطہ قائم کیا اور انہیں تسلی دی کہ کنعانی جیلہ شہر کو فتح کر کے انہیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے دوسری طرف اسی ڈیوناسوس نام کے اس جرنیل نے سمندر کے اندر جس قدر یونانی جہاز تھے اور ان پر جس قدر مسلح جوان سوار تھے ان کو حکم دیا کہ وہ جیلہ شہر کے ساحل پر جمع ہو جائیں اس طرح ڈیوناسوس نے سارے یونانیوں کو یہ تجویز بتائی کہ جیلہ شہر سے باہر کنعانی لشکر پر تین طرف سے حملہ کر کے انہیں بھاگ جانے پر مجبور کر دیا جائے۔

اس نے سارے یونانی جرنیلوں کو یہ بتایا کہ ایک طرف سے وہ خود یعنی ڈیوناسوس اپنے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہو گا دوسری طرف سے جیلہ شہر کے اندر جو لشکر موجود ہیں وہ کنعانیوں پر حملہ آور ہوں گے اور تیسری طرف سے ساحل سمندر پر جو یونانی جہاز لنگر انداز ہیں ان کے اندر جو مسلح سوار ہیں اپنی گھات سے نکل کر کنعانیوں پر ٹوٹ پڑیں اس طرح تین طرف سے جب حملہ ہو گا کنعانی اسے برداشت نہیں کریں گے اور جزیرہ سسلی سے بھاگ کر اپنی جانیں بچانے پر مجبور ہو جائیں گے۔

جرنیل ڈیوناسوس کی اس تجویز کے مطابق یونانیوں نے تین اطراف سے کنعانیوں پر حملہ کیا اپنی طرف سے انہوں نے پوری کوشش کی تھی کہ وہ اپنے حملوں کی رفتار میں اضافہ کرتے ہوئے کنعانیوں کی صدیوں کو لمحوں میں بدل دیں اور عارف آفاق بن کر وہ کنعانیوں پر نزع کا وقت اور آندھی کی شدت طاری کر دینا چاہتے تھے لہٰذا اس جنگ کو اپنے مقدر کی جنگ جان کر وحشی صدیوں اندر اور ہواؤں کے سفر کی طرف کنعانیوں پر حملہ آور ہونا شروع کیا تھا تا کہ وہ ان کے دل کے صحرا کی محرومیوں کی داستانیں رقم کرتے ہوئے انہیں سسلی سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیں۔

لیکن دوسری طرف کنعانیوں نے بھی اپنے جرنیل یانی بال اور حملکو کی سرکردگی میں ایک لڑھکے سے انداز میں نہ صرف یہ کہ یونانیوں کے حملوں کو روک دیا تھا بلکہ ان پر جارحانہ حملے کرتے ہوئے انہوں نے یونانیوں کے جراتوں کے بادبانوں کے آندھیاں اور قسمت کے پیالوں میں زہر بھر علاوہ تین اطراف سے حملہ آور ہونے والے یونانیوں پر خوابیدہ شام اور صاعقہ بردار قوت کی طرح حملہ آور ہوئے تھے ان کی جان اور روح کی رشتوں کے پیوند انہوں نے ادھیڑنے شروع کر

دیئے تھے اور جس طرح ہوائیں اپنے شانوں پر بادلوں کو اٹھاتی ہیں ایسے ہی کنعانیوں نے بھی یونانیوں کو موت کے گھاٹ اتارتے ہوئے انہیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔

یونانیوں کے یوں پسپا ہوتے ہی کنعانیوں کے حوصلے اور جرات بڑھ گئی اور وہ کچھ اس طرح حملہ آور ہونے لگے تھے جیسے منزل کی گرد میں غیرفانی جذبے' جنگل کی کالی رات میں سرکش آندھی اور جسم و روح کو زخمی کر دینے والے عذاب رتوں کے سرد لمحے حملہ آور ہوتے ہیں یہ جنگ کوئی زیادہ طول نہ پکڑ سکی اور کنعانیوں نے اپنے تیز اور جاں لیوا حملوں سے یونانیوں کو بے شرف اور بے توقیر کرتے ہوئے ان کی حالت بے نام ستارے اور دکھ کے چارے جیسی بنا کر رکھ دی تھی تھوڑی دیر تک جب جنگ اور رہی تو یونانی مکمل طور پر پسپا ہو گئے ان کا ایک حصہ اپنے بحری جہازوں کی طرف بھاگ گیا جو حصہ جیلہ شہر سے باہر نکل کر حملہ آور ہوا تھا وہ شہر کی طرف جانے کے بجائے مشرق کی طرف بھاگا اور لشکر کا وہ حصہ جو سیراکیوز کے جرنیل ڈیوناسوس کی سرکردگی میں کنعانیوں پر حملہ آور ہوا تھا بری طرح پسپا ہو کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا تھا۔

تینوں یونانی لشکر کنعانیوں سے بدترین شکست کھانے کے بعد اپنے ایک دوسرے شہر کرینہ کی طرف بھاگ گئے تھے کنعانیوں کے جرنیل یانی بال اور حملکو فاتح کی حیثیت سے جیلہ شہر میں داخل ہوئے شہر کو انہوں نے ایسے ہی لوٹا جیسے سسلی کے دوسرے شہر اگیر جنتم کو لوٹ چکے تھے اور پھر لوٹ مار مکمل کرنے کے بعد انہوں نے شہر کو زمین بوس کر کے رکھ دیا۔ پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ اس تباہ شدہ شہر سے نکلے اور کرینہ شہر کی طرف بڑھے جہاں پر یونانیوں کے شکست خوردہ لشکروں نے پناہ لے رکھی تھی۔ یہاں پر بھی سارے یونانی جرنیلوں نے متحدہ کر کنعانیوں کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی لیکن یہاں بھی یونانیوں کو بدترین شکست ہوئی لہٰذا یونانیوں نے کرینہ شہر بھی خالی کر دیا اور اپنے مرکزی شہر سیراکیوز کی طرف بھاگ گئے تھے۔ اب سسلی کے مرکزی شہر سیراکیوز کو چھوڑ کر دیگر بڑے بڑے شہروں پر کنعانیوں کا قبضہ ہو گیا تھا۔

کرینہ شہر پر قبضہ کرنے کے بعد کنعانیوں کے جرنیل یانی بال اور حملکو کا یہ ارادہ تھا کہ اب وہ یونانیوں کے مرکزی شہر سیراکیوز کی طرف بڑھیں گے اور وہاں پر یونانیوں کو فیصلہ کن شکست دینے کے بعد وہ یونانیوں کو جزیرہ سسلی سے ہمیشہ کیلئے نکال باہر کریں گے۔ لیکن شاید قسمت کو ایسا منظور نہ تھا کیونکہ یانی بال اور حملکو جب اپنے لشکر کے ساتھ کرینہ شہر سے نکلے تاکہ سیراکیوز کی طرف کوچ کریں تو چند میل سیراکیوز کی طرف جانے کے بعد ان کے لشکر میں بھیانک طاعون پھوٹ پڑا تھا اس بیماری سے بے شمار کنعانی موت کا شکار ہونے لگے تھے عین اسی وقت یونانیوں کے جرنیل ڈیوناسوس کی طرف سے ایک وفد یانی بال اور حملکو کی خدمت میں حاضر ہوا اور چند شرائط کے ساتھ انہوں نے کنعانیوں کے ساتھ صلح کر لینے کی گزارش کی۔

یانی بال اور حملکو نے صلح کی اس پیشکش کو غنیمت جانا اس لئے کہ طاعون کے باعث ان کے اپنے لشکر کی بری حالت ہو چکی تھی وہ اپنے لشکر کو لے کر سسلی سے فی الفور افریقہ کی طرف روانہ ہو جانا چاہتے تھے لہٰذا کرینہ شہر سے باہر کنعانیوں اور یونانیوں کے درمیان پانچ شرائط پر صلح ہو گئی تھی اور یہ پانچ شرائط کچھ یوں تھیں۔

اول یہ کہ کنعانیوں کو یہ اجازت دے دی گئی تھی کہ وہ سسلی کے اندر جہاں چاہیں اپنی تجارتی چوکیاں بنا لیں۔ دوئم یہ کہ اگیر جنتم جیلہ اور کرینہ شہر کو پھر آباد کیا جائے ان شہروں کے اندر وہی لوگ رہائش رکھیں گے جو اس سے پہلے وہاں رہ رہے تھے پر یہ لوگ کنعانیوں کے ماتحت ہوں گے اور انہیں خراج ادا کریں گے۔ سوئم یہ کہ سسلی کے اندر بسنے والی نیوتنی' مسانا اور سیکل قبائل کو آزاد قرار دے دیا گیا تھا چہارم یہ کہ سسلی کے اندر یونانیوں کی سلطنت جس کا مرکزی شہر سیراکیوز تھا اس کا حکمران اب ڈیوناسوس ہو گا اور پنجم یہ کہ گزشتہ لڑائیوں کے درمیان دونوں اقوام نے جو ایک دوسرے کے لشکری اور جنگی جہاز اپنے اپنے قبضے میں لئے تھے وہ واپس کر دیئے جائیں گے اس طرح ان پانچ شرائط کے ساتھ سسلی کے اندر کنعانی اور یونانیوں میں صلح ہو گئی تھی کنعانیوں کے جرنیل یانی بال اور حملکو نے کچھ کنعانی ان علاقوں میں حفاظت کے لئے رکھے جو ان کے قبضے میں دیئے گئے تھے اور لشکر کے باقی حصے کو لے کر وہ بحری جہازوں کے ذریعے سے اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف چلے گئے تھے۔

○○

کنعانی اور یونانیوں کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا اس میں یہ شرط بھی رکھی گئی تھی کہ یونانیوں کے جرنیل ڈیوناسوس کو سیراکیوز کا حکمران بنا دیا جائے گا اس شرط کے مطابق ڈیوناسوس کو فوراً سیراکیوز کا حکمران بنا دیا گیا اور کنعانی اپنے لشکر کو لے کر سسلی سے افریقہ کی طرف چلے گئے تھے کنعانیوں کے لشکر کی روانگی کے بعد سیراکیوز کے نئے حکمران ڈیوناسوس نے بڑے جوش اور ولولے کے ساتھ اپنی جنگی تیاریاں شروع کر دی تھیں بہت جلد اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا اب اس نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے اس لشکر کے ساتھ وہ کنعانیوں کو جزیرہ سسلی سے نکال باہر کرے گا تاکہ سارے جزیرہ پر یونانیوں کا قبضہ ہو جائے۔

ڈیوناسوس کے حوصلے اس لئے بھی بلند تھے کہ گزشتہ جنگ کے دوران کنعانیوں میں طاعون کی بیماری پھوٹ پڑی تھی جس کے باعث ان کے ہزاروں لشکری موت کا شکار ہو گئے تھے اور ڈیوناسوس کے خلاف سسلی میں حرکت میں آنے کیلئے انہیں ایک نئے لشکر کی ضرورت تھی اور نیا لشکر تیار

کرنے کیلئے ایک لمبے عرصے کی ضرورت تھی ان وجوہات کی بنا پر ڈیونا سوس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ہر حال میں کنعانیوں کو سسلی سے نکال باہر کرے گا۔

اپنی عسکری قوت خوب مضبوط کرنے کے بعد ڈیونا سوس نے اپنے کچھ قاصد افریقہ میں کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف بھجوائے اور ان قاصدوں کے ذریعے ڈیونا سوس نے کنعانی حکمرانوں پر یہ شرط پیش کی کہ وہ سسلی کے اندر ان سارے شہروں سے دست بردار ہو جائیں جو انہوں نے گزشتہ جنگوں میں فتح کئے تھے اور اگر وہ ایسا کرنے پر آمادہ اور تیار نہ ہوئے تو وہ یونانیوں کے ساتھ ایک نہ ختم ہونے والی جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔ ابھی ڈیونا سوس کے قاصد قرطاجنہ سے لوٹے ہی نہ تھے کہ ڈیونا سوس نے جلد بازی سے کام لیتے ہوئے اپنے لشکر کے ساتھ سیراکیوز سے کوچ کیا اس کا یہ ارادہ تھا کہ سسلی کے ساحل پر جو کنعانیوں کی سب سے بڑی بندرگاہ ہے اس پر قبضہ کر کے اس کے سارے مال و متاع لوٹ کر اپنے مرکزی شہر سیراکیوز لے جائے اس کے علاوہ ڈیونا سوس نے یونانیوں کے اندر یہ بھی اعلان کر دیا کہ سسلی کے اندر جہاں کہیں بھی انہیں کنعانی نظر آئے وہ اس کا سارا مال و متاع چھین لیں اور انہیں موت کے گھاٹ اتار دیں اس طرح ڈیونا سوس کے اس اعلان کے بعد سسلی کے اندر ایک افراتفری کا عالم برپا ہو گیا تھا۔

خود ڈیونا سوس تقریباً ایک لاکھ کا لشکر لے کر سیراکیوز سے نکلا اور کنعانیوں کی سب سے بڑی بندرگاہ موتیہ کی طرف بڑھا اس کے علاوہ ڈیونا سوس اپنی بحری قوت کو بھی حرکت میں لایا تھا اور سو جہازوں پر مشتمل بحری بیڑہ بھی یونانی جنگجوؤں اور سورماؤں کو لے کر کنعانیوں کی بندرگاہ موتیہ کی طرف بڑھ رہا تھا اور اس بحری بیڑے کا کماندار ڈیونا سوس کا چھوٹا بھائی لیپٹا لس تھا۔ یوں یہ دونوں لشکر خشکی اور سمندر میں پہلو بہ پہلو چلتے ہوئے بڑی شان و شوکت کے ساتھ موتیہ کی طرف بڑھے تھے۔

موتیہ کی بندرگاہ دفاعی لحاظ سے انتہائی مضبوط تھی اس کے تین اطراف میں سمندر تھا اور چوتھی طرف وہ کافی چوڑی نہر تھی جو سمندر سے نکال کر اور شہر کے اوپر سے گھما کر دوبارہ سمندر میں پھینک دی گئی تھی اس نہر نے اس موتیہ شہر کو ایک طرح سے جزیرے میں تبدیل کر دیا تھا ڈیونا سوس اپنے بحری بیڑے اور لشکر کے ساتھ موتیہ کے قریب آیا اور سمندر کے اندر شہر کے تین طرف اس نے اپنے بحری بیڑے کو پھیلایا جبکہ شہر کے چوتھی جانب نہر تھی اس کے پار اس نے اپنے ایک لاکھ کے لشکر کو خیمہ زن کر دیا تھا جس وقت یہ ڈیونا سوس کنعانیوں کے شہر موتیہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا تو یہ خبریں افریقہ میں کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ بھی پہنچ گئیں لہذا کنعانیوں نے موتیہ شہر کو بچانے کے لئے اور دشمن پر ضرب لگانے کے لئے فوراً ایک مختصر سے لشکر کے ساتھ اپنے

جرنیل حملکو کو روانہ کیا تاکہ وہ ڈیونا سوس سے اپنی بندرگاہ موتیہ کی حفاظت کرے۔

افریقی بندرگاہ قرطاجنہ سے موتیہ کی طرف آتے ہوئے اس حملکو نے بڑی دانشمندی سے کام لیا سیدھا اپنی بندرگاہ موتیہ کی طرف جانے کی بجائے اس نے یونانیوں کے مرکزی شہر سیراکیوز کا رخ کیا وہاں جس قدر یونانیوں کے جہاز اور کشتیاں کھڑی تھیں وہ سب آگ لگا کر اس نے سمندر میں ڈبو دیں اور شہر کے ایک حصے پر خوفناک انداز میں حملہ آور ہو کر اس نے شہر کو لوٹ لیا پھر اس کے بعد اپنے مختصر سے بحری بیڑے کو لے کر اپنی بندرگاہ موتیہ کی طرف بڑھا تھا جس کا ڈیونا سوس نے محاصرہ کر رکھا تھا۔

رات کی تاریکی میں آہستہ آہستہ سفر کرتے ہوئے کنعانی جرنیل حملکو اپنے لشکر کے ساتھ موتیہ کی طرف بڑھتا رہا اور صبح کے وقت وہ اچانک موتیہ سے باہر کھلے سمندر میں یونانی بحری بیڑے پر حملہ آور ہوا اور یونانی بحری بیڑے کا ایک حصہ مکمل تباہ کرنے کے بعد حملکو اپنے لشکر اور اپنے بحری بیڑے کے ساتھ موتیہ کی بندرگاہ میں داخل ہو گیا تھا دوسری طرف سیراکیوز کے حکمران ڈیونا سوس نے جب دیکھا کہ حملکو اس کے بحری بیڑے کو کافی نقصان پہنچانے کے بعد موتیہ شہر میں داخل ہو گیا ہے تو اس نے اپنے جنگی طریقہ کار کو تبدیل کر دیا اس نے اپنے سارے بحری بیڑے کو سمندر سے سمیٹ کر اس نہر میں داخل کر دیا جو شہر کو ایک طرف سے محفوظ کرتی تھی پھر اس نے قریبی درخت کٹوا کر تختے بنوائے اور ان تختوں سے نہر کے پانی کو ڈھانپ کر نہر عبور کرنے کے لئے ایک راستہ بنا لیا تھا۔ مزید یہ کہ ڈیونا سوس نے لکڑی کے تقریباً چھ چھ منزلہ برج اور مینار بھی تعمیر کئے جن کے نیچے پہیے لگا دیئے گئے تھے تاکہ انہیں حرکت میں لانے کے لئے آسانی رہے ان برجوں کو پہلے نہر میں بچھائے گئے تختوں کے ذریعے سے نہر پار کر کے شہر کی فصیل کے پاس لایا گیا ان برجوں کے پیچھے پیچھے ڈیونا سوس نے اپنے لشکر کو شہر سے باہر فصیل کے قریب دمدمے بنا کر خیمہ زن کر دیا تھا پھر دوسرے مرحلے میں اس نے شہر پر حملہ آور ہونے کی ابتدا کی تھی۔

اس نے لکڑی کے بنائے ہوئے کئی منزلہ برجوں کے اندر اپنے مانے ہوئے تیر اندازوں اور سپاہیوں کو بٹھا دیا اور پھر ان برجوں کو دھکیلتے ہوئے شہر کی فصیل کی طرف بڑھایا گیا قریب جا کر ان برجوں کے اندر سے نہ صرف یہ کہ بڑی تیزی سے آگ پھینکی گئی بلکہ بارش کی طرح تیر اندازی بھی کی گئی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شہر پناہ کے محافظ فصیل سے اتر کر شہر کے اندر چلے گئے تھے اور یہی ڈیونا سوس چاہتا بھی تھا لہذا اس نے اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے برجوں اور میناروں سے اتر کر شہر کی فصیل پر چڑھ جائیں اس کے لشکریوں نے بھی ایسا ہی کیا اور وہ اپنے برجوں سے اتر کر شہر کی فصیل پر تیزی سے چڑھنے لگے تھے۔

کنعانی جرنیل حملکو کے پاس چونکہ ایک مختصر سا لشکر اور بحری بیڑہ تھا اور جب اس نے یہ اندازہ لگایا کہ ڈیوناسوس کے پاس اس سے کئی گنا بڑا بحری بیڑہ ہے بلکہ اس کے لشکر کی تعداد اس سے دس گنا سے بھی زیادہ ہے تو وہ فوراً اپنے لشکر کو لے کر شہر کے اس دروازے کی طرف بڑھا جو سمندر کی طرف کھلتا تھا پھر وہ اپنے بحری بیڑے میں بیٹھ کر افریقہ کی طرف روانہ ہو گیا تاکہ وہاں سے مزید کمک لے کر وہ دوبارہ آئے اور ڈیوناسوس سے موتیہ کے اندر کنعانیوں کی حفاظت کا سامان کر سکے۔ ڈیوناسوس کے لشکری بڑی تیزی سے فصیل پر چڑھنے کے بعد فصیل کے اوپر پھیلنے لگے اور جب انہوں نے دیکھا کہ ان کی کافی تعداد فصیل پر جمع ہو گئی ہے تو وہ منظم ہونا شروع ہو گئے تاکہ وہ شہر پر حملہ آور ہو سکیں۔ اس طرح لمحہ بہ لمحہ فصیل کے اوپر یونانیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا اور وہ بڑے پرجوش انداز میں شہر پر حملہ آور ہوتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے شہر کا شرقی دروازہ کھول دیا اور ڈیوناسوس کی سرکردگی میں ان کا لشکر شہر میں داخل ہوا موتیہ شہر کے کنعانیوں کو خبر تھی کہ اگر یونانی ان پر قابض ہو گئے تو وہ ان کے ایک ایک فرد کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے لہٰذا انہوں نے بڑی بے جگری سے شہر میں داخل ہونے والے ڈیوناسوس کے لشکریوں کا مقابلہ کیا وہ اپنے اپنے گھروں سے نکل کر یونانیوں کا مقابلہ کرتے رہے اور موت کے گھاٹ اترتے رہے یہاں تک کہ مکانوں کے اندر سے بھی کنعانی عورتیں اور بچے گلی کے اندر حملہ آور ہونے والے یونانیوں پر کھولتا پانی اور انگارے پھینک کر انہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچا رہے تھے۔

ان دشواریوں کا سدباب ڈیوناسوس نے کچھ اس طرح کیا کہ جو مینار اور برج اس نے اپنے لشکریوں کے لئے بنائے تھے جن کی مدد سے وہ شہر کی فصیل پر کود گئے تھے ان میناروں کو شہر کے اندر لایا گیا اور ان میناروں کے اندر سے اس نے اپنے تیر اندازوں کو بٹھا کر شہر کی گلیوں کے اندر گھمایا گیا تاکہ جو مکان ایک سے زائد منزلہ تھے اور جن کے اندر یونانیوں پر کھولتا پانی تیر اور انگارے پھینکے جاتے تھے ان مکانوں پر حملہ آور ہو کر یونانی لشکر کو محفوظ کیا جائے ان میناروں کے اندر سے موتیہ شہر کے مکانوں کے اندر بری طرح سے کنعانی عورتوں بچوں اور بوڑھوں کو زخمی کیا گیا اس طرح صبح سے لے کر شام تک موتیہ کی بندرگاہ میں یونانیوں اور کنعانیوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ یونانیوں نے کنعانیوں کی اس بندرگاہ کو فتح کر لیا بے شمار لوگوں کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور شہر کے ہر گھر کو بری طرح سے لوٹنے کے بعد شہر کے ایک حصے کو آگ بھی لگا دی تھی۔

موتیہ شہر کے گلی کوچوں کے اندر لڑائی کے دوران یونانیوں کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا تھا ان کے لشکر کی تعداد کافی تھی شہر کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے موتیہ شہر کے اندر قتل عام کیا گیا اور اس قتل عام کے نتیجے میں مکمل طور پر کنعانیوں کی اس مشہور و معروف بندرگاہ پر قبضہ کر لیا گیا تھا موتیہ شہر پر اپنی فتح مکمل کرنے اور اس کا نظم و نسق درست کرنے کے بعد سیراکیوز کا حکمران ڈیوناسوس پھر حرکت میں آیا اس نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اس نے موتیہ شہر کی حفاظت کے لئے مقرر کیا اور دوسرے لشکر کے ساتھ موتیہ شہر کے سامنے جو کنعانیوں کی بستیاں تھیں ان کی لوٹ مار میں لگ گیا تھا۔ دوسری طرف کنعانیوں کے جرنیل حملکو نے اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ پہنچ کر اپنے حکمرانوں کو خبر دی کہ سیراکیوز کی طرف سے موتیہ شہر اب تک فتح ہو چکا ہو گا اور یہ کہ اس کے ساتھیوں کا ایک مختصر سا لشکر تھا اس لئے وہ سیراکیوز کے حکمران ڈیوناسوس کا مقابلہ نہ کر سکا یہ خبر سننے کے بعد کنعانیوں کے حکمرانوں نے بڑی تیزی کے ساتھ ایک لشکر تیار کیا اس لشکر کی تعداد تقریباً ایک لاکھ کے قریب تھی۔ اس کے علاوہ جنگی جہاز بھی تیار کیے گئے پھر حملکو کو ہی اس لشکر کا سالار بنایا گیا اور اسکے چھوٹے بھائی ماگو کو حملکو کا نائب مقرر کیا گیا۔ اس طرح یہ لشکر اپنے جہازوں میں سسلی کی طرف روانہ ہوا تھا۔

سیراکیوز کے حکمران ڈیوناسوس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ کنعانیوں کا ایک بہت بڑا لشکر قرطاجنہ سے روانہ ہو گیا ہے لہٰذا اس نے موتیہ شہر کے سامنے کنعانیوں کی بستی کو لوٹنے کا سلسلہ ختم کر دیا جو لشکر کا حصہ اس نے موتیہ شہر کی حفاظت کے لئے مقرر کیا تھا اسے وہیں رہنے دیا اور اپنے لشکر کے ساتھ وہ ساحل سمندر کی طرف بڑھا اپنے سارے لشکر کو اس نے جنگی جہازوں پر سوار کیا اور سمندر کے کنارے ایک جگہ گھات میں بیٹھ گیا اور اس نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا ایک حصے کو اس نے اپنی کمان میں رکھا اور دوسرا اس نے اپنے بھائی کی سرکردگی میں کر دیا تھا اس طرح ڈیوناسوس ساحل سمندر میں گھات پر بیٹھ کر کنعانیوں کی لشکر کی آمد کا انتظار کرنے لگا تھا اس نے سمندر کے اندر چھوٹی چھوٹی جنگی کشتیوں کے اندر اپنے جاسوس بھی پھیلا رکھے تھے تاکہ وہ اسے کنعانیوں کی آمد سے مطلع کرتے رہیں۔

ڈیوناسوس کو جب خبر ملی کہ حملکو اور اسکے چھوٹے بھائی ماگو کی سرکردگی میں کنعانیوں کا ایک بہت بڑا لشکر اپنے بحری بیڑے میں سسلی کے ساحل کے قریب پہنچ گیا ہے تو رات کی تاریکی میں وہ بھی اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سمندر میں اترا اور آدھی رات کے قریب اس نے کنعانیوں کے بحری بیڑے پر شب خون مارا اس شب خون سے کنعانیوں کو کافی نقصان ہوا اور ان کے کافی جہاز بھی ڈوب گئے اور بہت سے ملاح بھی اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے لیکن رات کی تاریکی میں جلد ہی حملکو اور اس کے بھائی ماگو نے اپنے لشکر کو سنبھال لیا اپنے جنگی جہازوں کی ترتیب اس نے درست کی اور رات کی تاریکی میں بڑے خونخوار انداز میں ڈیوناسوس پر حملہ آور ہوئے یہ حملہ ایسا تیز ایسا خوفناک

تھا کہ کھلے سمندر میں سیراکیوز کا حکمران ڈیوناسوس اور اس کا بھائی لیپٹائنس اپنے لشکر کے ساتھ کنعانیوں کے مقابلے میں بھاگ جانے پر مجبور ہو گئے تھے۔

ڈیوناسوس اور اسکے بھائی لیپٹائن کا یہ خیال تھا کہ کنعانیوں کے جرنیل حملکو اور اس کے بھائی ماگو ان کا تعاقب کریں گے لہٰذا انہوں نے ارادہ کر لیا تھا کہ فوراً ساحل پر اترنے کے بعد اپنے تیر اندازوں کو گھات میں بٹھا دیں گے اور رات کی تاریکی میں بارش کی طرح تیر اندازی کر کے نہ صرف ان پر تیر برسائیں گے بلکہ انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیں گے ان دونوں بھائیوں کا خیال تھا کہ وہ اندھیرے کی آڑ میں کنعانیوں کو اس قدر نقصان پہنچائیں گے کہ وہ مزید جنگوں کا سلسلہ جاری رکھنے کی بجائے واپس قرطاجنہ کی طرف جانے پر مجبور ہو جائیں گے۔

لیکن کنعانیوں کے جرنیل حملکو اور ماگو نے ساری صورتحال کو تبدیل کر کے رکھ دیا ڈیوناسوس اور لیپٹائن کے خیال کے مطابق انہوں نے تعاقب نہیں کیا بلکہ انہوں نے سیراکیوز کے حکمران کو اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ جانے کا موقع دیا اور رات کی تاریکی میں ان دونوں بھائیوں نے برق رفتاری کے ساتھ اپنی بندرگاہ موتیہ کا رخ کیا۔ جس پر چند دن پہلے سیراکیوز کے حکمران نے قبضہ کر لیا تھا رات کی تاریکی میں حملکو اور ماگو دونوں بھائی موتیہ پر حملہ آور ہوئے انہوں نے شہر کے اندر بچے کھچے کنعانیوں کو بھی پیغام بھیج دیا تھا کہ وہ رات کی تاریکی میں حملہ آور ہونے والے ہیں لہٰذا شہر کے لوگ بھی یونانیوں کے خلاف برسرپیکار ہونے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔

رات کی گہری تاریکی اور گھپ اندھیرے کے اندر حملکو اور اس کا بھائی ماگو اس قدر دلیری اور جاں فشاری کے ساتھ موتیہ شہر کے اندر یونانی لشکر پر حملہ آور ہوئے کہ انہوں نے فضاؤں کے اندر ایک ہلچل مچا کر رکھ دی تھی۔ آندھی کی طرح اڑتی یادوں تپش ولو، ظلم کی اندھی قوت کی طرح اپنے سامنے آنے والے یونانیوں پر ٹوٹ پڑے اور شہر کی آغوش سکوت میں انہوں نے یونانیوں کی امید کی قوس و قزح اور بیم کی ساری گھٹاؤں کو اپنے پیروں تلے روند کر رکھ دیا تھا۔

دوسری طرف شہر کے اندر کنعانی بھی مسلح ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور شہر کی گلی کوچوں میں یونانیوں پر اس طرح حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا جیسے جوان جذبوں سے بوڑھی سوچیں الجھ گئی ہوں شہری مسلح ہو کر قہر آلود شام، قدیم رسموں اور کہنہ روایات کی طرح ٹوٹ پڑے تھے اور یونانیوں کی نیت کی خرابی کو دل کی تنگی اور مقاصد کی خباثت کو روح کی وحشت میں تبدیل کرنا شروع کر دیا تھا۔

یوں یونانی کنعانیوں کے ہاتھوں مسافر بے وطن کی طرح لٹتے رہے موتیہ شہر کو ان کی لاشوں کی بستی میں تبدیل کر دیا گیا تھا کنعانیوں نے موتیہ شہر کے اندر بسنے والے اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر یونانیوں کے فیصلوں کی عبارتوں کو اندھا دھند ستاتے ہوئے انہیں جسموں کی قید سے آزاد کرتے رہے اندھیرے ہی اندھیرے میں حملہ آور ہو کر کنعانیوں نے یونانیوں کو بے وقعت و بے تعصب اور بے شرف و بے توقیر بنا کر رکھ دیا تھا جاڑے کے اس موسم میں شہر کے اندر پھیلی ہوئی یونانیوں کی لاشیں کچھ ایسا سماں پیش کر رہی تھیں جیسے چار سو پھیلی برف یا منجمد ٹھہرے ہوئے سرخ پیکر دھارے شہر کے اندر یونانیوں کا مکمل طور پر صفایا کرنے کے بعد حملکو اور اس کے بھائی ماگو نے شہر کا انتظام اور اس کی حفاظت کے سامان کو درست کیا شہر کی حفاظت کے لئے وہاں انہوں نے ایک لشکر رکھا اور پھر دونوں بھائی اپنے لشکر کے ساتھ موتیہ شہر سے کوچ کر گئے تھے۔

سیراکیوز کے حکمران ڈیوناسوس اور لیپٹائن کو امید تھی کہ سمندر میں حملکو اور اس کا بھائی ان کا تعاقب کریں گے لیکن جب صبح ہوئی اور سپیدہ سحر نمودار ہوا تو انہیں خبر ہوئی کہ کنعانیوں نے ان کا تعاقب نہیں کیا اس طرح انہیں خدشہ ہوا کہ کہیں کنعانی رات کی تاریکی میں موتیہ شہر کی طرف کوچ کر گئے ہوں لہٰذا اپنے لشکر کے ساتھ وہ بڑی تیزی کے ساتھ موتیہ شہر کی طرف بڑھے لیکن ابھی انہوں نے آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ انہیں پتہ چل گیا کہ کنعانیوں نے رات کی تاریکی میں موتیہ شہر پر حملہ آور ہو کر اسے فتح کر لیا ہے اور وہاں جس قدر یونانی لشکر تھا اسے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے یہ خبر ڈیوناسوس اور اسکے بھائی لیپٹائن پر برق بن کر گری آگے بڑھنے کی بجائے وہ واپس ہوئے اور اپنے شہر سیراکیوز کی طرف بھاگ گئے تھے وہاں پر وہ بڑی تیزی سے اپنے لشکر کی تعداد میں اضافہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی عسکری طاقت بھی بڑھانے لگے تھے۔

ڈیوناسوس اور لیپٹائن اب یہ توقع لگائے بیٹھے تھے کہ موتیہ شہر کو فتح کرنے کے بعد کنعانی ضرور اندرون شہر پر یلغار کرتے ہوئے سیراکیوز کا رخ کریں گے لہٰذا انہوں نے بڑی تیزی سے اپنے لشکر میں اضافہ کرتے ہوئے اپنے لشکر کو آخری شکل دینا شروع کر دی تھی لیکن یہاں بھی حملکو اور ماگو نے ان کی ساری توقعات کے خلاف عمل کیا موتیہ شہر کو فتح کرنے اور اس کا نظم و نسق درست کرنے کے بعد وہ دونوں بھائی شمال کی طرف بڑھے اپنے لشکر کو انہوں نے دو حصوں میں تقسیم کر لیا۔ بحری بیڑہ ماگو کی سرکردگی میں رکھا گیا جبکہ آدھا لشکر جو زیادہ تر سواروں پر مشتمل تھا وہ خشکی پر سفر کرنے لگا اس طرح سمندر اور خشکی پر دونوں لشکر پہلو بہ پہلو پیش قدمی کرتے ہوئے جزیرہ سسلی کے انتہائی شمالی حصے کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

خلاف توقع حملکو اور ماگو اپنے لشکر اور بحری بیڑے کے ساتھ سسلی کی انتہائی شمالی بندرگاہ میسنا کے سامنے جا نمودار ہوئے یہ بندرگاہ اٹلی سے چند ہی میل کے فاصلے پر تھی "آناً فاناً" حملکو اور ماگو دونوں بھائیوں نے اپنے لشکر اور بحری بیڑے کے ساتھ اس شہر کا محاصرہ کر لیا موسم سرما اب رخصت ہو چکا تھا۔ گرما اپنی ابتدا کر چکا تھا اس کے باوجود وہ جاں نشانی اور سرفروشی کے ساتھ میسنا

شہر پر حملہ آور ہوئے کہ انہوں نے شہر کی فصیل کو جگہ جگہ سے توڑ پھوڑ کر رکھ دیا پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ میسنا شہر میں داخل ہوئے اور جو مظالم یونانیوں نے کنعانیوں کے شہر موتیہ میں کئے تھے ایسا ہی جراب کنعانیوں نے یونانیوں پر میسنا شہر میں کیا وہاں پر یونانی آبادی کا انہوں نے خوب قتل عام کیا شہر پر قبضہ کرنے اور شہر کا ایک حصہ تباہ کرنے کے بعد دونوں بھائیوں نے چند روز تک اپنے لشکر کو ستانے کا موقع فراہم کیا اس کے بعد انہوں نے ایک بہت بڑا فیصلہ کیا اور وہ یہ کہ میسنا سے انہوں نے کوچ کیا اور یونانیوں کے مرکزی شہر سیراکیوز کی طرف انہوں کے پیش قدمی شروع کی تھی۔

اس طرح حملکو اور ماگو نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد شمال کی طرف پیش قدمی کی تھی اب وہ شمال سے سسلی کے مشرقی ساحل کے ساتھ ساتھ جنوب میں سیراکیوز کی طرف بڑھے تھے لیکن یہ دونوں بھائی چونکہ اس علاقے کے محل وقوع سے پوری طرح واقف نہ تھے لہٰذا ان کی اس ناواقفیت سے سیراکیوز کے حکمران ڈیوناسوس نے پوری طرح فائدہ اٹھانے کی کوشش کی وہ اس طرح کہ میسنا سے سسلی کے مشرقی ساحل کے ساتھ ساتھ جنوب کی طرف بڑھا جائے تو راستے میں سسلی کا سب سے بڑا کوہستانی سلسلہ جبل ایٹنا پڑتا ہے یہ کوہستانی سلسلہ دنیا کے چند بڑے بڑے سلسلوں میں شمار کیا جاتا ہے حملکو اور ماگو کا یہ پروگرام تھا کہ وہ جنوب کی طرف بڑھتے ہوئے کتانہ شہر کے پاس جا کر رکیں گے اپنے لشکر کو ستانے کا موقع فراہم کریں گے اپنے لشکر کی صفیں درست کر دیں گے اس کے بعد یونانیوں کے مرکزی شہر سیراکیوز پر حملہ کریں گے۔

دوسری طرف ڈیوناسوس اور لیپٹائن دونوں نے صلاح مشورہ کے بعد یہ لائحہ عمل بنایا تھا کہ جس وقت جنوب کی طرف سفر کرتے ہوئے کنعانی کوہستان ایٹنا کے پاس آئیں تو وہاں کنعانی لشکر کے لئے یہ دشواری ہو گی کہ کنعانی لشکر کو ساحل سے کافی دور ہٹ کر جنوب کی طرف بڑھنا پڑے گا اس لئے کہ سامنے ناقابل عبور کوہستانی سلسلہ آ جاتا تھا اس طرح کنعانی لشکر کے دونوں حصے ایک دوسرے سے اوجھل ہو جائیں گے اور اسی صورتحال سے ڈیوناسوس نے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کر لیا تھا اس کا پروگرام اب یہ تھا کہ اس کا بھائی اپنے بحری بیڑے کے ساتھ کنعانیوں کے بحری بیڑے پر حملہ آور ہو گا اور سمندر میں اسے بری طرح شکست دینے کے بعد وہ اپنے لشکر کے ساتھ خشکی پر اتر جائے گا اس کے ساتھ ہی ڈیوناسوس اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ حملکو کے لشکر پر حملہ آور ہو چکا ہو گا اور جب لڑائی اپنے عروج پر ہو گی تو ڈیوناسوس کا بھائی ماگو کو کھلے سمندر میں شکست دینے کے بعد اس سے آ ملے گا اس طرح ڈیوناسوس اور اس کا بھائی لیپٹائن کنعانیوں کو خشکی پر بھی شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے اور اگر ایسا کرنے میں وہ کامیاب ہو جائیں تو کنعانیوں کو وہ مکمل طور پر تباہ

حال کر کے رکھ دیں گے اپنے اسی پروگرام پر عمل کرتے ہوئے ڈیوناسوس اور اسکا بھائی لیپٹائن بڑی تیزی کے ساتھ شمال کی طرف بڑھے تھے۔

حملکو اور اس کے بھائی ماگو کو اس وقت اور سنگین حالات کا سامنا کرنا پڑا جس وقت وہ تیزی کے ساتھ پیش قدمی کرتے ہوئے جبل ایٹنا کے پاس آئے۔ وہ ابھی اس کوہستانی سلسلے سے چند فرلانگ کے فاصلے پر ہی تھے کہ یہ آتش فشانی سلسلہ پھٹ پڑا اور گرم گرم پگھلا ہوا لاوا نکل کر دور دور تک پھیلنے لگا۔ اس صورتحال کے پیش نظر ماگو اپنے بحری بیڑے کے ساتھ پیچھے ہٹنے لگا تھا جبکہ حملکو اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ خشکی پر کوہستان ایٹنا کے مغرب میں رہ کر اور اپنے اور کوہستانی سلسلے کے درمیان کافی فاصلہ رکھتے ہوئے جنوب کی طرف بڑھنے لگا تھا اس طرح دونوں کنعانی لشکروں کے درمیان رابطہ ایک طرح سے منقطع سا ہو کر رہ گیا تھا اور اسی چیز سے ڈیوناسوس اور لیپٹائن۔ نے فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

جس وقت دونوں لشکر مغرب کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اور ان کے درمیان کوہستان ایٹنا کا آتش فشانی سلسلہ حائل تھا اس وقت اچانک لیپٹائن اپنے بحری بیڑے کے ساتھ کھلے سمندر میں نمودار ہوا اور بغیر کسی سوچ و بچار کے اس نے کنعانیوں کے بحری بیڑے پر حملہ کر دیا اس کے مقابلے میں کنعانیوں کا امیر البحر حملکو کا بھائی ماگو تھا یہ ایک آزمودہ کار اور انتہائی دانشمند انتہائی دلیر جرنیل تھا اس نے جب دیکھا کہ کھلے سمندر میں یونانی بحری بیڑے نے اس پر حملہ کر دیا ہے اور یہ کہ اس کے بحری بیڑے سے یونانیوں کی بحری قوت کہیں زیادہ ہے تو اس نے بڑی تنظیم اور تجربے کا مظاہرہ کرتے ہوئے یونانیوں کا کھلے سمندر میں مقابلہ کیا گیا۔

ماگو اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سمندر میں یونانیوں کے مقابلے میں کچھ دور تک پسپا ہوا یونانیوں نے یہ خیال کیا کہ وہ عنقریب انہیں شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے انہیں یہ خبر نہ تھی کہ ان کے مقابلے میں ماگو بھی گھات لگائے بیٹھا ہوا تھا تھوڑی دور تک پسپا ہونے کے بعد اچانک ماگو نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دائیں بائیں پھیلا دیا اور اس کے بیچوں بیچ یونانی لشکر نے کنعانیوں کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش کی اس وقت کنعانی لشکر کے دونوں حصے اژدھ کربلاتے ننگے سراب لمحوں کے پھیلتے وقت اور سفاک تقدیر کی طرح حملہ آور ہوئے اور کھلے سمندر میں انہوں نے یونانیوں کی رگوں کی طنابیں کاٹ کر رکھ دیں تھیں اور مار مار کر انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

جس وقت ڈیوناسوس کا بھائی لیپٹائن اپنے بحری بیڑے کے ساتھ ماگو سے شکست فاش اٹھانے کے بعد ساحل کی طرف بھاگا تھا اسی وقت ڈیوناسوس کوہستان ایٹنا کے مغرب میں ماگو کے بھائی حملکو

پر حملہ آور ہوا تھا یہ حملہ اچانک اور فی الفور تھا حملکو اس کی توقع نہ رکھتا تھا تاہم کوہستان ایٹنا کی مغربی وادیوں میں جنگ شروع ہوئی تو حملکو نے بڑی دانشمندی بڑی جرات کا اظہار کرتے ہوئے اپنے لشکر کو سنبھالا اور اپنا دفاع کرنے کے ساتھ ساتھ اس نے ڈیوناسوس پر بھی حملے شروع کر دیئے تھے۔

اچانک حملہ کرنے کے بعد شروع شروع میں یونانیوں کو کنعانیوں کے خلاف کچھ فوائد حاصل ہوئے تھے تھوڑی دیر کیلئے انہوں نے کنعانیوں کو پسپا کر کے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا تھا جلد ہی جب حملکو نے اپنے لشکر کو سنبھال لیا اور اپنا دفاع کرنے کے ساتھ ساتھ جارحیت پر اتر آیا تو پھر میدان جنگ کی صورتحال بدلنے لگی پسپا ہوتے ہوئے کنعانی حملکو کی سرکردگی میں سنبھلے اور کرب کے آخری پہر، زلزلے کی کڑک، خشیت کی سزا اور دھند کی مسافت کی طرح وہ یونانیوں پر چھانے لگے۔ اپنے سپہ سالار حملکو کی راہنمائی میں وہ غول در غول اتر کر رزم گاہ میں موت کی خاک اور مرگ کی دھول کی طرح بڑی تیزی سے قہر شدید بن کر یونانیوں پر چھانے لگے تھے۔

ڈیوناسوس کی سرکردگی میں لڑنے والے یونانی یہ امید بھی لگائے ہوئے تھے کہ کچھ دیر تک ڈیوناسوس کا بھائی لیپٹائن کنعانیوں کے امیر البحر ماگو کو شکست دے کر اپنے بھائی ڈیوناسوس کی مدد کے لئے آ پہنچے گا لہٰذا وہ وقت گزارنے کے لئے جنگ کو طول دیتے جا رہے تھے انہوں نے اپنے حملوں میں تیزی کی بجائے سستی پیدا کر لی تھی تاکہ کوہستان ایٹنا میں زیادہ دیر تک جنگ جاری رکھی جا سکے لیکن کافی دیر کے بعد بھی جب لیپٹائن انکی مدد کیلئے نہ پہنچا تو یونانیوں پر وحشت طاری ہونے لگی ان کے دل ٹوٹنے لگے اور وہ مایوسیوں کا شکار ہونے لگے تھے۔

میدان جنگ میں جس وقت یہ خبر پہنچی کہ کھلے سمندر میں کنعانیوں کے امیر البحر ماگو نے لیپٹائن کو نہ صرف یہ کہ شکست دے دی ہے بلکہ یونانیوں کے بہت سارے جہازوں کو غرق کر دیا ہے اور ان گنت ملاحوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے تو ڈیوناسوس کے ماتحت لڑنے والے یونانی لشکری اور زیادہ بددل ہو گئے وہ اپنی اگلی صفوں سے ہٹ کر پچھلی صفوں میں آنا شروع ہو گئے تھے یونانی لشکر کے اندر ایک افراتفری اور ابتری کا عالم برپا ہو گیا تھا جنگ کرتے ہوئے کنعانی سپہ سالار حملکو نے بھی اس صورتحال کا جائزہ لے لیا تھا لہٰذا اس نے اپنے حملوں میں اور زیادہ تیزی اور خونخواری پیدا کر لی تھی پہلے وہ صرف ایک طرف سے حملہ آور ہوا تھا اب اس نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے بڑی تیزی اور زور کے ساتھ یونانیوں پر ضربیں لگانا شروع کر دی تھیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پہلے یونانیوں کی اگلی صفیں منتشر ہوئیں اس کے بعد ڈیوناسوس کی سرکردگی میں یونانی شکست کا سامنا کرتے ہوء میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

حملکو اپنے لشکر کے ساتھ ڈیوناسوس کے تعاقب میں لگ گیا تھا اور اسے مارتا کاٹتا ہوا اسکا بڑی تیزی سے پیچھا کرنے لگا تھا یہ تعاقب کتانہ شہر تک جاری رہا اس تعاقب کے دوران حملکو نے ڈیوناسوس کے لشکر کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا تھا۔ ڈیوناسوس اپنے باقی ماندہ لشکر کو لے کر سیراکیوز کی طرف بھاگ گیا تھا جبکہ حملکو نے اپنے تیز رفتار قاصد سمندر کے کنارے کنارے روانہ کئے تاکہ وہ اس کے بھائی اور کنعانیوں کے امیر البحر ماگو کو مطلع کریں کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ کتانہ شہر کے باہر خیمہ زن ہو کر اس کا انتظار کر رہا ہے یہ قاصد بڑی تیزی سے یہ پیغام لے کر ماگو کے پاس پہنچا اس طرح ماگو بھی اپنے بحری بیڑے کے ساتھ کتانہ شہر کے ساحلی علاقے پر آ کر لنگر انداز ہوا پھر اس نے بھی اپنے لشکر کو اپنے بھائی کے پڑاؤ میں خیمہ زن ہونے کا حکم دے دیا تھا۔ ڈیوناسوس کا بھائی اور سیراکیوز کا امیر البحر لیپٹائن ماگو کے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد اپنے بچے کھچے لشکریوں کے ساتھ سیراکیوز کی طرف چلا گیا تھا۔

کتانہ شہر میں چند روز تک قیام اور آرام کرنے کے بعد حملکو اور ماگو دونوں بھائیوں نے اپنے لشکر اور بحری بیڑے کے ساتھ سیراکیوز کی طرف پیش قدمی کی ان کے مقابلے میں سیراکیوز کا حکمران ڈیوناسوس اپنے لشکر کے اندر محصور ہو گیا تھا اور اپنے بچے کھچے بحری بیڑے کو بھی اس نے خشکی پر چڑھا کر ایک طرح سے محفوظ کر لیا تھا۔ سیراکیوز سمندر کے کنارے ایک بہت بڑی بندرگاہ ہونے کے علاوہ ایک مضبوط قلعہ بند شہر بھی تھا اطراف میں پتھروں سے بنی ہوئی ایک مضبوط اور ناقابل تسخیر دیوار تھی حملکو اور اسکا بھائی ماگو جب اس شہر کے پاس پہنچے تو حملکو نے شہر کے شمال طرف پڑاؤ کر لیا تھا جبکہ اس کے بھائی ماگو نے سیراکیوز کے سمندر کے اندر دور دور تک اپنے لشکر کو پھیلا دیا تھا یہ ایک بہترین طاقت کا مظاہرہ تھا جو کنعانیوں کی طرف سے یونانیوں کے مرکزی شہر سیراکیوز میں کیا گیا تھا۔ جب سیراکیوز کا یہ محاصرہ طول پکڑنے لگا تو یونانیوں نے دو ایک بار شہر سے باہر نکل کر دشمن کے بحری بیڑے پر حملہ آور ہونے کی کوشش بھی کی لیکن اسے بری طرح اور بدترین شکست دے کر واپس اپنے شہر میں محصور ہو جانے پر مجبور کر دیا گیا تھا یہ صورتحال دیکھتے ہوئے یونانیوں کے حکمران ڈیوناسوس یہ خطرات اور خدشات محسوس کرنے لگا تھا کہ سیراکیوز کا محاصرہ اگر جاری رہا تو ہو سکتا ہے کنعانی شہر کی رسد اور کمک بند کرنے کے بعد شہر کو اپنے سامنے ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیں اور اگر ایسا ہوا تو کنعانی نہ صرف اسے بلکہ اسکے سارے بحری بیڑے کو موت کے گھاٹ اتار کر رکھ دیں گے ان خیالات اور خدشات کے پیش نظر ڈیوناسوس نے اپنی مدد کے لئے نہ صرف یہ کہ یونان کی طرف تیز رفتار قاصد بھجوائے بلکہ اٹلی کے اندر جو یونانی نوآبادیاں تھیں وہاں بھی انہوں نے اپنی مدد کے لئے ہرکارے بھجوا دیئے تھے۔ ساتھ ہی اس نے ان حکومتوں سے یہ بھی گزارش کی کہ خوراک

کا سامان بھی مہیا کیا جائے۔

یونان کی طرف سے سب سے پہلے انکا جرنیل جیسٹی لینس ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ سیراکیوز کے یونانیوں کی مدد کے لئے پہنچا اس نے بھی ڈیونا سوس اور اسکے بھائی لپسٹائن کے ساتھ مل کر کنعانیوں کو پسپا کرنے کی کوشش کی لیکن بری طرح ناکام رہا اس طرح باہر سے کمک مل جانے کے باوجود سیراکیوز کے حکمران کنعانیوں سے جان چھڑانے میں بری طرح ناکام رہے تھے لیکن شاید اس جنگ میں یونانیوں کو کنعانیوں کے ہاتھوں مکمل طور پر شکست نہ ہوئی تھی اس لئے کہ جب یہ محاصرہ طول پکڑ گیا تو گرمی کا موسم آ پہنچا سمندر کے اندر اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سیراکیوز کا محاصرہ کئے کنعانیوں کے اندر موسمی بخار ایک وبا کی صورت میں ٹوٹ پڑا اور لشکری بڑی تیزی سے موت کا لقمہ بننے لگے۔

اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے حملکو اور اسکے بھائی ہانگو نے باہم مشورہ کیا کہ سیراکیوز کا محاصرہ ترک کر کے واپس افریقہ کی طرف روانہ ہو جانا چاہئے تاکہ لشکر کا مزید نقصان نہ ہو لیکن کوچ کرتے کرتے انکے لشکر کا ایک بہت بڑا حصہ اس وبا کی نظر ہو گیا تھا اور جب یہ دونوں بھائی افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ پہنچے تو ان کے ساتھ بہت کم سپاہی ایسے تھے جو اس وبا سے جان چھڑا کر قرطاجنہ پہنچنے میں کامیاب ہوئے تھے۔

سسلی میں یونانیوں کے خلاف اس شاندار فتح کے بعد جب کنعانی لشکر موسمی بخار اور وبا کا شکار ہو کر تقریباً ختم ہو گیا تو حملکو کو اس کا اس قدر صدمہ ہوا کہ قرطاجنہ پہنچ کر اس نے اپنے آپ کو اپنے گھر کے ایک کمرے کے اندر بند کر لیا اور کھانا پینا ترک کر دیا۔ قرطاجنہ کے حکمرانوں اور اس کے عزیزوں نے اس کی بہتیری منت سماجت کی کہ وہ دروازہ کھول دے اور یہ کہ جو لشکر کا نقصان ہوا ہے اسے بھول جائے لیکن اس نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا اور اپنے کمرے میں بند ہو کر سسک سسک کر اس نے اپنے آپ کو موت کے گھاٹ اتار دیا اس طرح موسمی بخار کے باعث کنعانیوں کو اپنے لشکر کا بہت بڑا نقصان اٹھانا پڑا اب انہیں دوسری فکر لاحق ہو گئی تھی کہ اپنے لشکر کے خاتمے کے باعث ہو سکتا ہے یونانی سمندر کے اندر اپنے بحری بیڑے کے ساتھ یلغار کرتے ہوئے ان پر حملہ آور ہو جائیں لہٰذا بڑی برق رفتاری سے کنعانیوں نے اپنے لئے نیا لشکر تیار کرنا شروع کیا اس مقصد کے لئے انہوں نے ٹیونش کو مرکز بنایا اور بڑی برق رفتاری سے نہ صرف یہ کہ انہوں نے جنگی جہاز تیار کرنا شروع کر دیئے تھے بلکہ اپنے لشکر کی تعداد بڑھاتے ہوئے ان کی تربیت کا کام بھی شروع کر دیا گیا تھا۔

OO

O

یوناف اور یوسا ایک روز دریائے فرات کے کنارے آشوریوں کے اس قدیم محل سے باہر بیٹھے ہوئے تھے جسے ان دونوں کی رہائش کے لئے مختص کیا گیا تھا۔ اس وقت شام گہری ہو گئی تھی فضاؤں کے اندر تاریکیاں پھیل گئی تھیں اور ان پر چاند اور ستارے اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمکنے لگے تھے۔ دریائے فرات کے کنارے بیٹھے بیٹھے حسین یوسا نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے یوناف کی طرف گہری نگاہوں سے دیکھا پھر اس نے بڑی مدہم آواز اور رازدارانہ انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو یوناف میرے رفیق اگر آج میں تم سے ایک کام کہوں تو کیا تم میری خاطر وہ کام کرو گے اس سوال پر یوناف نے چونک کر یوسا کی طرف دیکھا اور کہا۔ سنو یوسا یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے کہ تم کوئی کام کہو اور میں اسے نہ کروں تم بلا جھجک کہو کہ تم کیا کہنا چاہتی ہو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ کام کیسا ہی مشکل کیوں نہ ہو میں تمہاری خاطر کر گزروں گا اس پر یوسا تھوڑی دیر کیلئے خاموش رہی اس دوران اس کے ہونٹوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ کھیلتی رہی پھر دوبارہ یوناف کی طرف دیکھا اور پہلے کی طرح دھیمی آواز میں کہنے لگی۔ کیا تم تھوڑی دیر کیلئے مجھے تنہا نہیں چھوڑ سکتے ابلیکا کو میرے پاس بھیج دو میں اس کے ساتھ ایک رازدارانہ گفتگو کرنا چاہتی ہوں بعد میں اس گفتگو سے وہ تمہیں بھی آگاہ کر دے گی اس لئے کہ میرے اور تمہارے تعلقات ایسے ہیں کہ ہم دونوں کے درمیان کوئی بات اور گفتگو راز نہیں رہ سکتی یوسا کی اس مانگ کے جواب میں یوناف تھوڑی دیر تک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے ہلکی سی آواز میں پکارا ابلیکا تم کہاں ہو تھوڑی دیر بعد ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا تو یوناف نے اسے مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

اے ابلیکا! میں اٹھ کر محل میں جا رہا ہوں یوسا تنہائی مانگتی ہے اور ساتھ ہی اس نے تمہیں بھی بلایا ہے شاید وہ کسی موضوع پر تم سے گفتگو کرنا چاہتی ہے اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور محل کے اندرونی حصے کی طرف چلا گیا تھا جبکہ اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن سے علیحدہ ہو کر دریائے فرات کے کنارے بیٹھی ہوئی یوسا کی گردن پر لمس دیا اور پھر دھیمی آواز میں اس نے یوسا سے پوچھا۔

سنو یوسا میری بہن کیا یوناف نے جو کچھ کہا ہے یہ درست ہے تم علیحدگی اور تنہائی میں مجھ سے

کوئی گفتگو کرنا چاہتی ہو اس پر یوسا نے تھوڑی دیر تک اپنی گردن کو جھکائے رکھا وہ کچھ سوچتی رہی پھر ابلیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگی اے ابلیکا میں واقعی تمہارے ساتھ ایک اہم موضوع پر گفتگو کرنا چاہتی ہوں اس پر ابلیکا نے اس کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا تو پھر کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو مجھے تم اپنی بڑی بہن کی حیثیت سے جانو اور کہو جو تم کہنا چاہتی ہو اگر کوئی مشکل کوئی مصیبت آن پڑی ہے تب بھی مجھ سے کہہ دو میں تمہارے لئے یہ کام کر گزروں گی اس پر یوسا شرم و حیا سے بھرپور آواز میں کہنے لگی سنو ابلیکا! بات ایسی ہے کہ میں براہ راست یوناف سے نہیں کر سکتی۔ اس لئے میں نے یوناف سے کہا ہے کہ مجھے تنہا چھوڑ کر تمہیں بھیج دے تاکہ میں تمہارے ساتھ کھل کر بات کر سکوں اور جو بات میں کہنا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ میں یوناف کے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہوں اس لئے میں تمہاری طرف سے یہ مدد چاہتی ہوں کہ یوناف کو میرے ان خیالات سے آگاہ کرو اور اسے میرے ساتھ شادی کرنے پر آمادہ کرو۔ امید ہے کہ تم میرا یہ کام کر گزرو گی۔ یوسا کے اس انکشاف پر ابلیکا نے تھوڑی دیر تک خوشیوں سے بھرپور ہلکا ہلکا قہقہہ لگایا پھر وہ یوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

سنو یوسا یہ انقلاب اور تبدیلی تمہارے اندر کیسے اور کس طرح رونما ہوئی اس پر یوسا پھر بولتے ہوئے کہنے لگی سنو ابلیکا اس سے پہلے میں فریب امید کے سنگیت' ذہن کے الجھاؤ' طلسم وہم' غلاف زنگ' کبر نفس اور بساط طلسمات میں مبتلا رہی ہوں عزازیل سے جدا ہو کر جب سے میں یوناف کے ساتھ زندگی بسر کر رہی ہوں تب سے میں شہر بے ضمیر بے یقینی کے وسوسوں اور فقدان شعور میں دن گذارتی رہی ہوں۔

لیکن اے ابلیکا میں اب یوناف کے ساتھ رہتے رہتے غلام و امام اور پارسا و رند میں فرق' رہبر و رہزن اور سزا و جزا میں امتیاز ابتدا اور انتہا اور اجنبی و آشنا میں تفاوت روشنی اور تاریکی اور محبت و نفرت میں بعد' میکدوں اور معبدوں کے درمیان دوری کو جان اور سمجھ گئی ہوں اب مجھے یہ احساس ہوا ہے کہ زندگی اکیلے اور تنہا بسر کرنے کے لئے نہیں بلکہ زندگی کے ان دنوں کو خوشگواری اور خوشی سے گزارنے کے لئے کسی ہمنوا' ساتھی اور کسی رفیق کی ضرورت ہے جس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر زندگی کے راستوں پر آگے بڑھا جا سکے انہیں خیال کے تحت اے ابلیکا یوناف سے میں نے شادی کرنے کا فیصلہ کیا ہے کہ اس دنیا میں میرے سامنے یوناف سے بہتر کوئی جوان نہیں جو میرے لئے بہترین اور عمدہ رفیق بن سکے۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوسا ایک بار پھر خاموش ہو گئی تھی اسکے سامنے دریائے فرات جس میں کئی کہانیاں دفن تھیں' جس میں کئی جہاں مدفون تھے چاندنی کے خوابوں جیسا چپ اور خاموش بہہ رہا تھا آسمان پر ستارے خاموشی کے ساتھ اپنی اپنی منزلوں کی طرف رواں تھے۔ چاند اپنی کرنوں کے جال زمین کی چھاتی پر پھیلاتا ہوا مسکراتے ہوئے دھرتی کی

طرف دیکھ رہا تھا یوسا دریائے فرات کے کنارے یوں ہی تھوڑی دیر تک چپ اور خاموش بیٹھی رہی پھر وہ دوبارہ بولی اور ابلیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

سنو ابلیکا اب میں نے جیت ہار کو ایک مقدر سمجھ لیا ہے میں تم پر یہ بھی واضح کروں کہ اے ابلیکا یوناف کے ساتھ اجنبیوں کی طرح رہتے ہوئے میں نے اپنی ذات کو یوں محسوس کیا ہے جیسے کوئی ماگھ کی کالی سرد راتوں میں تنہا ٹھٹھرتا ہے جیسے کوئی بوجھل بوجھل یاس کے سایوں میں تنہا بھٹکتا ہے انہیں حالات انہیں واقعات اور انہیں حادثات کے تحت اے ابلیکا میں نے یوناف کے ساتھ شادی کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے بشرط کہ یوناف بھی میرے ساتھ شادی پر آمادہ ہو جائے۔ اس پر آمادہ اسے صرف تم ہی کر سکتی ہو لہٰذا میں تم ہی سے گزارش کرتی ہوں کہ تم ہی میرا یہ پیغام یوناف تک پہنچاؤ اور اسے مجھ سے شادی کرنے پر آمادہ کرو۔

یوسا کی یہ گفتگو سن کر ابلیکا تھوڑی دیر تک خاموش رہی کچھ سوچتی رہی تھی پھر خوشیوں سے بھرپور اسکی آواز سنائی دی سنو یوسا تم جانتی ہو کہ تمہیں یوناف صدیوں پہلے سے چاہتا اور محبت کرتا چلا آ رہا ہے لہٰذا اسے تمہارے ساتھ شادی کرنے پر آمادہ کرنا کوئی مشکل اور دشوار کام نہیں میں سمجھتی ہوں کہ میں جونہی اسے یہ خبر کروں گی کہ یوسا نہ صرف یہ کہ تمہارے ساتھ محبت کرتی ہے بلکہ وہ تم سے شادی پر بھی آمادہ ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس کی خوشیوں اسکی مسرتوں کی کوئی انتہا نہ رہے گی اور وہ فوراً تم سے شادی کرنے پر آمادہ ہو جائے گا۔ اس موقع پر میں تم سے یہ بھی پوچھوں گی کہ کیا تم واقعی ہی دل و جان سے یوناف سے محبت کرنے لگی ہو اس پر یوسا نے مسکراتے ہوئے اور شرماتے ہوئے کہا۔

اے ابلیکا تمہارا اندازہ درست ہے اس سے قبل جس قدر زیادہ میں اس سے نفرت کرتی رہی ہوں اب میں اس سے کہیں زیادہ اس سے محبت اور پیار کرنے لگی ہوں اور سمجھو اب اس کے بغیر میری زندگی ادھوری اور ناکام ہے۔ یوسا کا یہ جواب سن کر ابلیکا خوش ہو گئی تھی پھر کہنے لگی تم یہیں بیٹھو میں یوناف کی طرف جاتی ہوں اور اسے ساری گفتگو سے آگاہ کرتی ہوں دیکھو اس کا کیا ردعمل ہوتا ہے اس کے ساتھ ہی ابلیکا یوسا کی گردن پر ہلکا سا لمس دیتے ہوئے علیحدہ ہو گئی تھی۔

دریائے فرات کے کنارے یوسا کے پاس سے اٹھ کر یوناف محل کے اس کمرے میں آ کر بیٹھ گیا تھا جسے دیوان خانے کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا تھوڑی ہی دیر بعد ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا پھر ابلیکا کی شہد میں ڈوبی ہوئی اور مٹھاس برساتی ہوئی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی وہ کہہ رہی تھی سنو یوناف میں تمہارے لئے زندگی کی سب سے بڑی خوشخبری لائی ہوں ایسی خوشخبری جس کی تم توقع تک نہیں کر سکتے اور یہ خوشخبری وہی ہے جس کا شاید تم صدیوں سے انتظار کرتے

چلے آ رہے ہو ا بلیکا کی اس گفتگو کو نظرانداز کرتے ہوئے یوناف نے کہا یہ خوشخبری تو میں تم سے بعد میں سنوں گا پہلے یہ کہو یوسا نے جو مجھ سے تنہائی طلب کی تھی اور تم سے گفتگو کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی تو اس نے تنہائی میں تم سے کیا کہا ہے۔ اس پر ا بلیکا نے پھر ایک ہلکا سا لمس دیا اور بھرپور قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

سنو یوناف یوسا سے گفتگو کرنے کے بعد ہی میں تمہیں خوشخبری سنانے آئی ہوں۔ اس پر یوناف نے بڑی بے چینی اور بڑی جستجو میں ا بلیکا کو مخاطب کیا اور پوچھا

سنو ا بلیکا تم میرے لئے یوسا کی طرف سے کیا خوشخبری لے کر آئی ہو اس پر ا بلیکا نے اپنا پھول برساتی ہوئی آواز میں کہنا شروع کیا۔ یوسا نے مجھ سے علیحدگی میں یہ گفتگو کی ہے کہ وہ تم سے محبت کرتی ہے اور تمہارے ساتھ شادی کرنے کی خواہشمند ہے اس انکشاف پر یوناف چونک سا پڑا اور اپنی جگہ پر عجیب سے انداز میں پہلو بدلتے ہوئے اس نے پوچھا اے ا بلیکا یہ تم کیا کہہ رہی ہو اس پر ا بیکا نے پھر خوشیوں بھری آواز میں کہا میں تمہارے ساتھ مذاق یا ٹھٹھا تو نہیں کر رہی میں تم سے ٹھیک کہہ رہی ہوں کہ یوسا تم سے محبت کرتی ہے اور تمہارے ساتھ شادی کرنے کی خواہشمند ہے اس نے مجھ پر یہ انکشاف کیا ہے اور مجھ سے منت کی ہے کہ تمہیں اس کے ساتھ شادی کرنے پر آمادہ کروں۔

ا بلیکا کے یہ الفاظ سن کر یوناف کی جوان نگاہوں میں ان گنت خوشیاں اور توانا جسم میں بے شمار مسرتیں ناچ اٹھیں تھیں۔ وہ اپنے آپ کو اس مسافر کی طرح خوش محسوس کر رہا تھا جس کے سامنے صحرا میں اچانک چشمے اور سمندر میں روشنی کے مینار کھڑے کر دیئے گئے ہوں اس کی حالت سے لگتا تھا جیسے اس کے بھٹکے ہوئے شوق کارواں کو منزل مل گئی ہو ا بلیکا کی طرف سے اس انکشاف پر یوناف اس سے مسافر نواز درخت اور مہکتے شاداب کھیت جیسا خوشکن دکھائی دے رہا تھا ا بلیکا نے پھر بولتے ہوئے کہا۔ اگر تمہیں میرے انکشاف پر اعتبار نہیں آ رہا تو اٹھو اس سلسلے میں یوسا سے جا کر بات کر لو یوناف نے اپنی خوشیوں کو چھپاتے ہوئے کہا۔ میں ایسا ہی کروں گا میں ابھی یوسا کی طرف جاتا ہوں اور اس سلسلے میں اس سے گفتگو کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور دیوان خانے سے نکل کر دریائے فرات کے کنارے اس جگہ کی طرف چل دیا تھا جہاں پر یوسا بیٹھی ہوئی تھی۔

یوناف یوسا کے پاس آ کر رک گیا چاندنی بھری رات میں یوسا نے نگاہیں اٹھا کر کچھ ایسی نظروں سے یوناف کی طرف دیکھا جیسے بوجھل آنکھیں برسوں سے نہ جھپکیں ہوں یوناف نے بھی محسوس کیا اس وقت اس کی آنکھوں میں محبت کے چھلکتے جام اور اس کی پر تجسس نظروں میں محبت کے پیغام تھے اس کے لب شیریں پر رقص کرتی تشنگی میں نشہ ہی نشہ اور خمار ہی خمار تھا یوناف نے اس سے یہ بھی محسوس کیا کہ یوسا اس روز اسے اتنی رنگین اتنی حسین اتنی سرشار اتنی لبریز دکھائی دے رہی تھی جیسے پیار کی سوغات جیسے رونمائی کی ساعت اسکا لرزاں پیکر محبت کا ایک تحفہ اور اس کی معصوم نگاہوں میں رقص کرتی ہوئی چمک چاہتوں کا انکشاف کر رہی تھی۔ یوناف نے پیار بھری آواز میں یوسا کو مخاطب کر کے پوچھا۔

سنو یوسا تمہارے ساتھ گفتگو کرنے کے بعد ا بلیکا نے مجھ پر نیا اور انوکھا انکشاف کیا ہے سنو یوسا کیا میں اسے اپنی زندگی کا بدترین مذاق یا تمہاری طرف سے ایک سنجیدہ ردعمل سمجھ کر قبول کر لوں۔ اس پر یوسا نے بڑے پیارے انداز میں گردن جھکاتے ہوئے اور اپنی نگاہیں دریائے فرات کے کنارے گیلی ریت کی طرف گاڑتے ہوئے کہا نہ یہ مذاق نہ ٹھٹھا بلکہ یہ ایک زندہ حقیقت ہے ا بلیکا نے جو کچھ بھی آپ سے کہا ہے وہ درست اور سچائی پر مبنی ہے آپ کے ساتھ اتنا عرصہ ایک اجنبی کی طرح رہتے ہوئے میں کچھ عجیب سا محسوس کر رہی تھی کبھی کبھی میں اپنے ذہن میں یہ بھی سوچتی تھی کہ آپ میرے متعلق یہ ضرور سوچتے ہوں کہ نجانے کس کوکھ نے اسے جنا کس صحن میں یہ جوان ہوئی اور جانے کس دیس سے چلی یہ کمبخت کہ میرے ساتھ رہنے کے باوجود مجھ سے اجنبیت برت رہی ہے لیکن سنو یوناف تمہارے ساتھ رہتے ہوئے صدیوں کی وہ نفرت جو میں نے اپنے دل میں پال رکھی تھی نہ صرف وہ دھوئیں کی طرح غائب ہو گئی بلکہ میں تم سے اپنی جان اپنی روح بلکہ اپنے جسم سے بھی بڑھ کر محبت کرنے لگی ہوں اب میری اس پیشکش کا تم جو بھی فیصلہ کرو میں اسے مقدر جان کر قبول کر لوں گی یہاں تک کہنے کے بعد یوسا خاموش ہو گئی تھی۔

یوسا کی یہ گفتگو سن کر یوناف کے چہرے پر ایک بار پھر گہری مسکراہٹ رقص کر گئی تھی۔ پھر دوبارہ اس نے یوسا کو مخاطب کر کے کہا سنو یوسا جو تم نے اپنی نفرت کو محبت اپنے کرودھ کو چاہتوں میں بدل دیا ہے تو میرے ردعمل کو بھی سنو تم جانتی ہو میں صدیوں سے تمہیں چاہتا اور تم سے محبت کرتا چلا آ رہا ہوں۔ اور اس طویل عرصے میں تمہارے ساتھ میری محبت کندن ہو کر رہ گئی ہے۔ میں تمہیں اپناتے ہوئے اور تم سے شادی کرتے ہوئے بے پناہ خوشی اور توانیت محسوس کر رہا ہوں۔ اور تمہاری اس پیشکش کا جواب میں یوں دیتا ہوں کہ آج ہی ہم دونوں اپنے آپ کو میاں بیوی کے بندھن میں باندھ لیں گے۔ اب تم میرے ساتھ آؤ تاکہ اس بندھن کی ابتدا کریں اس کے ساتھ ہی یوناف کی طرف دیکھا پھر اس نے اپنا نرم و گداز ہاتھ یوناف کے ہاتھ میں دے دیا تھا۔ اس کے بعد وہ دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے محل کے اندر چلے گئے تھے پھر اسی رات دونوں اس محل میں میاں بیوی کے رشتے میں باندھ دیئے گئے تھے۔

اپنی شادی کے تین روز بعد دوپہر کے وقت یوناف اور یوسا کھانا کھانے کے بعد محل کے ایک حصے میں بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے کہ ایک آشوری کارکن وہاں آیا اور یوناف کو مخاطب کر کے

کہنے لگا مجھے آپ کی طرف آشوریوں کے بادشاہ سارگون نے بھیجا ہے اور اس نے آپ کو طلب کیا ہے وہ شاید کسی اہم موضوع پر آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہے اس کارکن کی اطلاع پر یوناف نے کچھ سوچا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا تم جاؤ میں تیار ہو کر بادشاہ کی طرف جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ وہ کیا کہتا ہے۔ یوناف کا یہ جواب سن کر وہ کارکن چلا گیا یوناف اور بیوسا دونوں وہاں سے اٹھے اپنی تیاری کی پھر وہ دونوں میاں بیوی آشوریوں کے بادشاہ سارگون کی طرف چل دیئے تھے۔

یوناف اور بیوسا نینوا کے شاہی محل میں آشوریوں کے بادشاہ سارگون کے سامنے جب پیش ہوئے تو سارگون نے بڑی عزت اور احترام کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں اپنے پہلو میں جگہ دی پھر اس نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا سنو یوناف اس نینوا شہر میں میں تمہیں ایک عرصے سے دیکھتا چلا آ رہا ہوں بلکہ مجھے کچھ بزرگ آشوریوں نے یہ تک بتایا ہے کہ تم اس شہر میں شلمانصر کے زمانے سے چلے آ رہے ہو اور مجھ پر یہ بھی انکشاف کیا گیا ہے کہ جس طرح تم اب جوان اور توانا ہو ایسے ہی تم شلمانصر کے زمانے میں تھے جو تمہارے ساتھ لڑکی تمہارے پہلو میں بیٹھی ہوئی ہے اس کی بھی کچھ ایسی ہی کیفیت ہے کیا تم بتاؤ گے کہ اس معاملہ میں کیا راز ہے اور یہ کہ اس لڑکی کے ساتھ تمہارا کیا رشتہ ہے۔ سارگون کے ان سوالوں کے جواب میں یوناف مسکرانے لگا پھر کہا

اے آشوریوں کے عظیم بادشاہ! جہاں تک برسوں تک جوان اور توانا رہنے کا راز ہے تو اس سے متعلق میں گزارش کروں کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ میں ایک عرصہ سے ایسا ہی چلا آ رہا ہوں پر اس راز کو میں راز ہی رکھتا ہوں کسی پر اس کا انکشاف نہیں کرتا آپ کا دوسرا سوال یہ کہ میرا اس لڑکی سے کیا تعلق ہے تو اے بادشاہ اس لڑکی کا نام بیوسا ہے اور یہ میری بیوی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ ہم دونوں میاں بیوی تمہارے اس محل میں قیام کئے ہوئے ہیں جہاں کبھی آشوریوں کے بادشاہ رہائش پذیر ہوا کرتے تھے یوناف کا یہ جواب سن کر سارگون تھوڑی دیر کیلئے خاموش رہا پھر کہنے لگا۔

سنو یوناف مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ تم دونوں میاں بیوی ہو اور ہاں مجھے یہ جاننے کی ضرورت نہیں ہے کہ تم کیوں عرصے سے جوان چلے آ رہے ہو میں نے تو تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ میں جانتا ہوں بلکہ میرے مشیر بھی یہ مشورہ دے چکے ہیں کہ تم ایک انتہائی جرات مند دانش ور انسان ہو اور ہمیشہ نیکی پر مبنی مشورے دیتے ہو آشوریوں کا بادشاہ بننے کے بعد اطراف کی حکومتوں میں میرے لئے مسائل اٹھ کھڑے ہوئے ہیں جن کی بنا پر میں ان کے خلاف لشکر کشی کرنے پر مجبور ہو گیا ہوں میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ لشکر میں شامل ہو تاکہ میں تمہاری جنگی صلاحیت سے

فائدہ اٹھا سکوں اب بولو تم میری اس پیشکش کے جواب میں کیا کہتے ہو۔

اس پر یوناف نے بغیر کسی توقف کے بادشاہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے آشوریوں کے عظیم بادشاہ میں آپ کی اس پیشکش کو قبول کرتا ہوں جس طرح میں شلمانصر سے لے کر اب تک آشوری لشکر میں اپنے فرائض ادا کرتا رہا ہوں اسی طرح میں آپ کے ساتھ رہ کر بھی اپنا فرض ادا کروں گا اور فرض کی اس ادائیگی میں میری بیوی بھی میرے ساتھ ہو گی میں آپ کو یقین دلاتا ہوں جب بھی آپ میری ضرورت محسوس کریں آپ جس وقت چاہیں اور جب چاہیں مجھے طلب کر سکتے ہیں میں کبھی بھی پس و پیش نہیں کروں گا یوناف کا یہ جواب سن کر سارگون خوش ہوا اور کہنے لگا اب تم دونوں میاں بیوی جاؤ میں تم سے یہی جواب سننے کا خواہشمند تھا میں شاید چند دن تک اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کروں کوچ سے چند روز پہلے ہی تمہیں مطلع کر دوں گا اس کے بعد سارگون نے ایکبار پھر یوناف کا شکریہ ادا کیا اور یوناف بیوسا کو لے کر نینوا کے اس شاہی محل سے نکل گیا تھا۔

اپنے لشکر کو مناسب ترتیب دینے اور جنگی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد آشوریوں کے بادشاہ سارگون نے اپنے کام کی ابتدا کی اس کے تخت نشین ہوتے ہی مملکت کے چاروں طرف باغیوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا تھا اس نے ایک بہت بڑا لشکر ترتیب دیا اس کے بعد اس نے باری باری ہر طرف اپنی مہموں کو ترتیب دینے کا کام شروع کیا یوناف کو ایک رازدار مشیر اور سالار کی حیثیت سے سارگون نے اپنے ساتھ رکھا اور سب سے پہلے وہ شمالی مہم کی طرف روانہ ہوا باقی قوتیں کوہستان آرمینیہ کے اندر آشوریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جمع ہوئیں لیکن سارگون نے طوفانی انداز میں ان پر حملہ آور ہو کر ان کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔ باغی قوتوں اور آشوریوں کے درمیان [..]ل آرمینیہ کے آس پاس ایک ہولناک جنگ ہوئی جسے تاریخ میں رفیا کے نام سے یاد کیا گیا اس جنگ میں سارگون نے پوری طرح باغیوں اور اپنے دشمنوں کی قوت توڑ کر رکھ دی اور اپنی سپاہ اس شمال میں دور دور تک پھیلا دی اور آشوری سلطنت کو اس نے کم از کم مستقبل قریب کے لئے اس طرف سے بالکل بے فکر بنا دیا تھا۔

شمال میں بغاوتوں کو فرو کرنے اور اپنے دشمنوں کا قلع قمع کرنے کے بعد سارگون اپنی مشرقی میدوں اور ماد[1] کی سلطنت کی مغربی طرف متوجہ ہوا جہاں ایرانی سلطنت کے بل بوتے پر نیم خود قبائل آشوریوں کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے ان کی حدود میں گھس کر انکی املاک کو نقصان [..]نے لگے تھے یہاں بھی سارگون نے سختی اور تندہی سے مقابلہ کیا وہ ان قوتوں کو کچلتا ہوا ان کو [..]تا ہوا جبل زاگروس تک چلا گیا تھا اور اس طرح سے اس نے مشرق میں بھی اپنے دشمنوں کو [..]ری طرح کچلنے کے بعد انہیں مشرقی سرحد پر اس نے بڑے مضبوط قلعے بنا دیئے تھے اور ان

[1] ایران کی قدیم سلطنت کا نام

قلعوں کے اندر اس نے اپنے لشکری متعین کر دیے تھے تاکہ آشوریوں کی مشرقی سرحدیں محفوظ
رہیں اور انہیں آنے والے دنوں میں کوئی خطرہ محسوس نہ ہو۔

شمال اور مشرق میں اپنے باغیوں اور دشمنوں کو درست کرنے کے بعد سارگون پھر حرکت میں
آیا اور مغرب کی طرف بڑھا مغرب میں اشدود کے بادشاہ نے آشوریوں کے خلاف علم بغاوت کھڑا
کر دیا تھا اور اس بادشاہ کو مصر اسرائیلیوں کی دونوں سلطنتوں یہاں تک کہ شام کے آموری
حکمرانوں سے بھی مدد مل رہی تھی یہ سارے بادشاہ مل کر اشدود کے بادشاہ کو اکسا رہے تھے کہ وہ
آشوریوں کے خلاف بغاوت کرے اور یہ کہ آشوریوں کا بادشاہ ان پر چڑھے گا تو وہ اس کی مدد کریں
گے لیکن سارگون ایسے زور دار انداز میں اشدود پر حملہ آور ہوا کہ اس کے سامنے کسی لشکر کی
قوت کو بھی دم مارنے کی مہلت نہ ملی اور اشدود کو شکست دینے کے بعد اس نے اپنی مغربی سرحدوں
کو بھی محفوظ کر لیا تھا ایسا کرنے کے بعد سارگون شام کی آموری سلطنت کی طرف متوجہ ہوا اسے
بھی اس نے اپنا مطیع و فرمانبردار بنایا اس کے بعد اس نے جنوب کی طرف دھیان دیا جہاں بابل کی
حکمرانی کلدانی قوم اور ایران اور بابل کے درمیان حکومت کرنے والی عیلامی قوم نے ایک دوسرے
سے اتحاد کرنے کے بعد مشترکہ لشکر ترتیب دیا تھا اور ان کا خیال تھا کہ اس مشترکہ لشکر کے
آشوریوں پر حملہ آور ہوں گے اور ان کو شکست دے کر ماضی میں ان کے ہاتھوں ناکامی کے داغ
کو دھو دیں گے اپنی شمالی مغربی مشرقی سرحدوں کو درست کرنے کے بعد سارگون اپنے لشکر کے ساتھ
جنوب کی طرف بڑھا اور کلدانی قوم کے خلاف حرکت میں آیا۔

اس وقت نوحؑ اور ابراہیمؑ کی اقوام کی سرزمینوں پر کلدانی حکومت کر رہے تھے اور ان کا
مرکزی شہر بابل تھا ان سرزمینوں میں سمیری اور اکاری اقوام کے بعد یہ کلدانی حکمران ہوئے تھے
ان سب کا تعلق عرب کے صحراؤں سے تھا اور یہ عربی نسل سے تعلق رکھتے تھے ان کے سب سے
بڑے دیوتا کا نام مردوک تھا جسے وہ اپنا خدا خیال کرتے تھے تاہم وہ دوسری سامی اقوام کی طرح
دیوتا کی پوجا اور پرستش بھی کیا کرتے تھے۔

عیلامی قوم کا تعلق بھی عرب کے صحراؤں ہی سے تھا اور یہ بھی سامی نسل سے تعلق رکھتے تھے
ان کا مرکزی شہر شوش تھا اس قوم نے خوزستان، مہرستان، پشتکوہ اور کوہ بختیاری کے علاقوں میں
ایک مضبوط اور طاقت ور سلطنت قائم کر رکھی تھی ان کی سلطنت مغرب کی طرف دریائے دجلہ
تک مشرق میں پارس کے تھوڑے حصے تک شمال کی سمت اس شاہراہ تک جو بابل سے ہمدان جاتی
تھی اور جنوب کی طرف یوشہر اور خلیج فارس تک پھیلی ہوئی تھی۔ ان کے بڑے بڑے شہر
مادا کتوردی، اہواز، قایدالو وغیرہ تھے اس قدیم سامی قوم کے عقیدے کے مطابق اس کا سب سے
اور بزرگ دیوتا شیوشناک تھا اس کے ماتحت چھ اور خدا تھے اس کے بعد روحیں بھی مقدس مانی
جاتی تھیں۔ ان میں سے ہر روح کو خدا سمجھا جاتا تھا عیلامی بھی بابلیوں کی طرح خداؤں کے مجسمے
بناتے تھے اور ان مجسموں کو دوسرے شہر میں لے جاتے اور یہ خیال کرتے کہ اس شہر کے خدا کا
تبادلہ کر دیا گیا ہے ان کا مذہب مشترک اور بت پرستی تھا اور بابلیوں کے مذہب سے مشابہہ تھا۔ ان
کے مذہبی آداب و رسومات بھی اہل بابل سے ملتے جلتے تھے۔

سارگون اپنے لشکر کے ساتھ برق رفتاری سے پیش قدمی کرتا ہوا جنوب کی طرف بڑھا اور
اپنے لشکر کے ساتھ اس نے اس جگہ آ کر پڑاؤ کیا جہاں پر عیلامی اور کلدانی سلطنت کی سرحدیں ملتی
تھیں ایسا کرنے میں سارگون یہ احتیاط سامنے رکھے ہوئے تھا کہ کلدانی اور عیلامی اقوام کے لشکر
ایک دوسرے سے مل کر اور متحد ہو کر اس کے سامنے نہ آنے پائیں لہٰذا اس نے دونوں اقوام کے
درمیان پڑاؤ کر لیا تھا تاکہ علیحدہ علیحدہ دونوں اقوام کی قوت پر وہ ضرب لگا سکے اپنے وہاں پڑاؤ کے
دوران سارگون نے اپنے تیز رفتار قاصد کلدانی سلطنت کے مرکزی شہر بابل اور عیلامی سلطنت کے
مرکزی شہر سوش روانہ کر دیئے تھے۔

جو قاصد اس نے بابل کی طرف روانہ کئے تھے ان کے ذریعے سے سارگون نے بابل کے بادشاہ
مردوک بلدان سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ بابل شہر کے اندر بابل کے سب سے بڑے دیوتا مردوک کے
ساتھ آشوریوں کے سب سے بڑے دیوتا آشور کی بھی پوجا پاٹ اور پرستش کی جائے اور یہ کہ
کلدانی اپنے آپ کو آشوریوں کا ماتحت اور فرمانبردار ہونے کا اعلان کریں اور آشوریوں کو ایک
معقول رقم سالانہ خراج کے طور پر پیش کیا کریں کلدانیوں کے بادشاہ مردوک بلدان نے آشوریوں
کے بادشاہ سارگون کے اس مطالبے کو مسترد کر دیا لہٰذا بابل سے سارگون کے کارکن ناکام لوٹ گئے
تھے۔

سارگون نے اپنے جو قاصد عیلامی قوم کے مرکزی شہر سوش کی طرف روانہ کئے تھے ان کے
ہاتھ سارگون نے عیلامی قوم کے بادشاہ ستروک ننکدی سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ اپنی قوم
آشوریوں کے غلبے کو تسلیم کرے اور سالانہ آشوریوں کو معقول رقم خراج کے طور پر ادا کرنے کا
بھی انتظام کرے۔ عیلامی قوم کے بادشاہ ستروک ننکدی سے سارگون نے یہ بھی مطالبہ کیا تھا اس طرح
عیلامیوں کے سارے شہروں کے اندر ان کے سب سے بڑی دیوتا شیوشناک کی پرستش اور عبادت
کی جاتی ہے اسی طرح عیلامی قوم کے سارے شہروں میں آشوریوں کے سب سے بڑے دیوتا آشور
کی بھی پوجا پاٹ کی جائے اور جو اہمیت عیلامی قوم کے سب سے بڑے دیوتا شیوشناک کو ہے وہی
اہمیت عیلامی قوم میں آشوریوں کے دیوتا آشور کو بھی دی جائے کلدانیوں کے بادشاہ مردوک بلدان
کی طرح عیلامیوں کے بادشاہ ستروک ننکدی نے بھی آشوریوں کے بادشاہ سارگون کے اس مطالبے
کو رد کر دیا تھا لہٰذا سارگون کے قاصد عیلامیوں کے مرکزی شہر سوش سے بھی ناکام اور نامراد لوٹ

آ گئے تھے۔

بابل اور شوش شہر سے اپنے قاصدوں کے ناکام لوٹنے کے بعد ایک روز سارگون نے یوناف کو اپنے خیمے میں طلب کیا یوناف جب بیوسا کے ساتھ سارگون کے خیمے میں داخل ہوا تو سارگون نے اٹھ کر دونوں کا استقبال کیا اور چمڑے کی ایک نشست پر ان کو بیٹھنے کا اشارہ کیا جب وہ دونوں میاں بیوی اس پر بیٹھ گئے تب سارگون بھی ان کے سامنے جم کر بیٹھ گیا پھر وہ مسکراتے ہوئے یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو یوناف میں دیکھتا ہوں کہ جب کبھی بھی تم کہیں جاتے ہو تو اپنی بیوی بیوسا کو تم ضرور اپنے ساتھ رکھتے ہو کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے یا اس کا ساتھ تمہارے لئے طاقت اور تقویت کا باعث بنتا ہے۔ سارگون کے اس سوال پر یوناف اور بیوسا دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی پھر یوناف نے ایک بار بیوسا کی طرف گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا سنو بادشاہ میں اور بیوسا دونوں میاں بیوی ہی نہیں بلکہ ہم نیکی کے نمائندے بھی ہیں اور اپنی اس حیثیت میں ہم نے ایک دوسرے سے اپنی زندگی کا کوئی بھی پہلو چھپا کر نہیں رکھا ہوا دوسری وجہ ہماری ہر وقت ساتھ رہنے کی یہ ہے کہ ہم دونوں کے ساتھ رہنے سے ہماری طاقت اور قوت میں اضافہ ہوتا ہے اے بادشاہ ہمارے کچھ ذاتی دشمن بھی ہیں جو صدیوں سے ہمارا تعاقب کرتے چلے آ رہے ہیں لہٰذا اس دشمنی کی بنا پر میں بیوسا کو ہمہ وقت اپنے ساتھ رکھتا ہوں تاکہ ضرورت کے وقت میں اس کا دفاع کر سکوں اس کے کام آ سکوں اور یہ بھی ضرورت کے وقت میری حفاظت اور میری نگہبانی کر سکے۔

اے بادشاہ یہ بیوسا جو میری بیوی ہے یہ کوئی عام لڑکی نہیں بلکہ میری طرح عجیب و غریب اور مافوق الفطرت قوتوں کی مالک ہے عام زندگی کے علاوہ یہ میدان جنگ میں بھی کارہائے نمایاں ادا کر سکتی ہے جن کی کسی عام آدمی سے امید نہیں کی جا سکتی اور میدان جنگ کے اندر بڑے بڑے سورما اور جنگجوؤں کا بھی مقابلہ کر سکتی ہے ان وجوہات کی بنا پر اے بادشاہ ہم دونوں اکٹھے رہتے ہیں۔ تاکہ دونوں مشکل وقت میں ایک دوسرے کا دفاع کر سکیں یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا تو سارگون نے پھر بولتے ہوئے کہا۔

سنو یوناف میں نے تمہیں اس لئے طلب کیا ہے کہ تم جانتے ہو جو قاصد میں نے کلدانیوں کے مرکزی شہر بابل اور عیلامیوں کے شہر شوش کی طرف بھجوائے تھے اور جن کے ذریعے سے میں نے دونوں بادشاہوں سے کچھ مطالبے کئے تھے وہ قاصد ناکام لوٹ آئے ہیں اور دونوں اقوام کے بادشاہوں نے ہمارے مطالبات ماننے سے انکار کر دیا ہے لہٰذا اب اس کے سوا ہمارے لئے کوئی چارہ کار نہیں کہ ہم ان دونوں اقوام کے خلاف جنگ کی ابتدا کریں ان حالات پر اے یوناف میں نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کا ارادہ کیا ہے ایک حصہ میرے ساتھ کام کرنے کا۔ میں اس حصے کے ساتھ قوم عیلام کے مرکزی شہر شوش کی طرف بڑھوں گا اور اس قوم کے بادشاہ ستروک نخندی کو شکست دے کر اس کے شہروں پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کروں گا لشکر کا دوسرا حصہ تمہاری کمان داری میں رہے گا تم دونوں میاں بیوی اس لشکر کے ساتھ کلدانیوں کے مرکزی شہر بابل کا رخ کرو گے اور مجھے قوی امید اور یقین ہے کہ تم بابل کو فتح کرنے کے بعد اس کے دوسرے شہروں پر بھی قبضہ کرنے میں کامیاب اور کامران ہو جاؤ گے۔ لہٰذا اے یوناف آج کی رات ہی لشکر کی تقسیم کر کے اس کو دو حصوں میں بانٹ دیا جائے گا اور صبح طلوع ہوتے ہی تم اپنے لشکر کے ساتھ بابل کی طرف کوچ کر جانا جبکہ میں عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش کی طرف روانہ ہو جاؤں گا اب تم دونوں میاں بیوی اپنے خیمے میں جا کر آرام کرو کیونکہ کل کو صبح ہمیں یہاں سے کوچ کرنا ہو گا اس کے ساتھ ہی یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی سارگون کے پاس سے اٹھ کر اپنے خیمے کی طرف چلے گئے تھے۔

اگلے روز آشوریوں کے بادشاہ سارگون نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش کی طرف کوچ کیا سارگون کا خیال تھا کہ اس کے مقابلے میں قوم عیلام کوئی مزاحمت نہ کرے گی اور وہ اس پر جلد غلبہ حاصل کر کے اس کے دو شہروں پر بھی غلبہ حاصل کر لے گا۔ اور اپنی مرضی اور منشا کے مطابق ان پر خراج کی سالانہ رقم مختص کرے گا لیکن سارگون کو یہ خبر نہ تھی کہ قوم عیلام نے آشوریوں کے مقابلے میں بنی اسرائیل کی دونوں سلطنتوں سے بھی مدد طلب کر لی ہے اور جس وقت سارگون اپنے لشکر کے ساتھ عیلام کے مرکزی شہر شوش کی طرف پیشقدمی کر رہا تھا اس سے پہلے ہی فلسطین سے ایک لشکر عیلامیوں کے بادشاہ ستروک نکندی کی مدد کیلئے پہنچ چکا تھا۔

عیلامیوں کے بادشاہ ستروک نخندی کو یہ خبر بھی ہو چکی تھی کہ آشوریوں کا بادشاہ سارگون اپنے آدھے لشکر کے ساتھ ان کے مرکزی شہر شوش کی طرف کوچ کر رہا ہے یہ جاننے کے بعد اس کے حوصلے کچھ بلند ہو گئے تھے اس لئے کہ پہلے وہ اس خبر سے خوفزدہ تھا کہ سارگون اپنے جرار لشکر کے ساتھ شوش کا رخ کرے گا لیکن جب اسے یہ خبریں پہنچیں کہ اس نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے آدھا حصہ اس نے بابل کی طرف روانہ کر دیا ہے اور آدھے حصے کے ساتھ وہ اس کے مرکزی شہر شوش کی طرف بڑھ رہا ہے تو ستروک نخندی کو کچھ حوصلہ ہوا اس لئے کہ آشوریوں کے لشکر کی تعداد اب پہلے کی نسبت آدھی ہو گئی تھی اس نے اس لشکر کو جو اسرائیلیوں کی طرف سے اس کی مدد کے لئے آیا تھا ساتھ ملا کر ایک متحدہ لشکر کی صورت میں آشوریوں کے بادشاہ سارگون کے لشکر کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کر لیا تھا۔

شوش کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے آشوریوں کا بادشاہ سارگون جب عیلامیوں کے ایک چھوٹے شہر کے قریب پہنچا تو عیلامیوں کا بادشاہ ستروک تنخندی اپنے لشکر کے ساتھ آشوریوں کی راہ میں آ کھڑا ہوا کھلے میدانوں کے اندر دونوں ایک دوسرے سے ٹکرائے اور گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی عین اس وقت جبکہ جنگ زور پر آ گئی تھی قریب ہی کوہستانی سلسلے سے اچانک اسرائیلی لشکر نمودار ہوا اور اس نے سارگون کی پشت کی طرف سے زوردار حملہ کر دیا تھا وقتی طور پر سارگون کے لشکر میں اس اچانک اور زوردار حملے سے افراتفری اور بدنظمی سی برپا ہو گئی تھی اور اسی بدنظمی کی حالت میں اس کے کافی سپاہی اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے تاہم سارگون نے فوراً اس صورتحال پر قابو پا لیا اور اپنے لشکر کو پیچھے ہٹاتے ہوئے اس نے آشوریوں کو دشمن کی دو طرفہ مار سے نکال لیا تھا۔ سارگون کو اس مختصر سی جنگ میں کافی نقصان پہنچانے کے بعد ستروک تنخندی اور اسرائیلیوں کے لشکر دونوں ہی واپس قریبی کوہستانی سلسلے میں داخل ہو گئے تھے۔

سارگون کو جب خبر ہوئی کہ عیلامیوں کی مدد کیلئے اسرائیل کی دونوں سلطنتوں کا متحدہ لشکر بھی پہنچ گیا ہے تو اس نے عیلامیوں کی مرکزی شہر شوش کی طرف پیش قدمی روک دی تھی اس نے کچھ دن تک وہیں احتیاط کے تحت پڑاؤ ڈالے رکھا کہ قریبی کوہستانی سلسلے سے عیلامی اور اسرائیلی پھر اچانک اس کے لشکر پر حملہ آور نہ ہو جائیں اور جب اسے یہ یقین ہو گیا کہ اس کے دشمن کے دونوں لشکر کوہستانی سلسلے میں بیٹھ چکے ہیں تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ واپس مڑا اور بابل کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

دوسری طرف یوناف نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ بڑی برق رفتاری سے بابل کی طرف پیش قدمی کی تھی شہر کے قریب آ کر اس نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور اس زور سے وہ شہر پر حملہ آور ہوا کہ شہر کا محافظ لشکر بری طرح بوکھلا اٹھا تھا یوناف نے کئی بار رسوں کی سیڑھیوں سے شہر پناہ پر چڑھنے کی کوشش کی جس کے دوران شہر کے محافظ لشکر کا کافی نقصان ہوا ان حملوں کے دوران بادشاہ مردک بلدان نے جب دیکھا کہ دشمن بابل کی فصیل پر تابڑ توڑ حملے کر دیتے ہیں تو وہ گھبرا اٹھا ان حملوں کی تیزی، تندی اور برق رفتاری سے اس نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ جلد یا بدیر دشمن بابل کو ضرور فتح کر لے گا لہٰذا وہ رات کی تاریکی میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ شہر پناہ کا دروازہ کھول کر نکلا اور بابل شہر کے محافظ لشکر اور شہریوں کو یوناف اور اس کے لشکریوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر بھاگ نکلا۔

گمنام راستوں پر دن رات سفر کرتے ہوئے اپنے اہل خانہ کے ساتھ بابل کا بادشاہ مردک بلدان، عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش میں داخل ہوا وہاں پہنچ کر اسے پتہ چلا کہ عیلام کا بادشاہ

ستروک تنخندی ایک سرحدی مقام پر کوہستانی سلسلے میں بنی اسرائیل کے لشکر کے ساتھ آشوریوں کے بادشاہ سارگون کی گھات میں بیٹھا ہوا ہے لہٰذا مردک بلدان اپنے اہل خانہ کے ساتھ فوراً شوش شہر سے نکلا اور قریب ہی کوہستانی سلسلے میں جا پہنچا جہاں ستروک تنخندی گھات میں بیٹھا ہوا تھا۔ مردک بلدان اس کوہستانی سلسلے میں داخل ہوا اور وہاں اس نے عیلام کے بادشاہ ستروک تنخندی سے ملاقات کی اور اس سے استدعا کی کہ آشوریوں کے بادشاہ سارگون نے چونکہ بابل پر حملہ کر دیا ہے لہٰذا وہ اپنے لشکر کے ساتھ بابل شہر کا محاصرہ کرنے والے آشوریوں پر حملہ کر دے اس طرح بابل شہر کو آشوریوں کے ہاتھوں فنا ہونے سے بچایا جا سکتا ہے۔

"ستروک تنخندی نے بابل کے بادشاہ مردک بلدان کو بڑا مایوس کن جواب دیتے ہوئے کہا اے بادشاہ اس وقت میں مجبور ہوں کہ تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا شاید تمہیں یہ خبر نہیں کہ آشوریوں کے بادشاہ سارگون نے ان سرزمینوں کا رخ کرتے ہوئے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے ایک حصہ اس کے ایک جرنیل کی سرکردگی میں بابل شہر کا محاصرہ کر چکا ہے جبکہ دوسرے حصے کے ساتھ خود سارگون ہمارے مرکزی شہر شوش پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا تھا کہ کوہستانی سلسلے کے باہر ایک کھلے مقام پر ہمارے اور اس کے درمیان جنگ ہوئی جنگ میں ہم نے سارگون کو مکمل طور پر شکست تو نہیں دی لیکن ہم نے اسے پسپا ہونے پر مجبور کر دیا ہے اب وہ میدان جنگ سے نکل کر تو کہیں جا چکا ہے پر کوئی خبر نہیں کہ وہ کس جگہ پر ہے۔ اس کوہستانی سلسلوں میں گھات پر بیٹھنے کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ اگر دوبارہ آشوریوں کا بادشاہ سارگون اگر ہمارے مرکزی شہر شوش کی طرف بڑھنے کا ارادہ کرے تو ہم پھر اس کی راہ روکیں اور اسے پسپا ہونے پر مجبور کر دیں لہٰذا اے بابل کے عظیم بادشاہ میں اس موقعہ پر تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا میں نہ ہی اس کوہستانی سلسلے کی گھات سے نکل سکتا ہوں یہیں گھات میں بیٹھ کر میں آشوریوں کے بادشاہ سارگون کو اپنے مرکزی شہر شوش کی طرف جانے سے روک سکتا ہوں۔

اور اے بابل کے عظیم بادشاہ اگر میں اپنے اس کوہستانی سلسلے کی گھات کو چھوڑ کر اپنے لشکر کے ساتھ بابل کی طرف کوچ کر جاؤں تاکہ تمہارے شہر کی حفاظت کی جا سکے تو پھر یاد رکھو سارگون اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ میرے مرکزی شہر شوش کی طرف کوچ کر جائے گا اور پھر اس کے راستے میں کوئی ایسی قوت کوئی ایسی طاقت حائل نہ ہو گی جو اسے میرے مرکزی شہر شوش کی طرف بڑھنے سے روک سکے ایسی صورت میں نہ صرف وہ میرے مرکزی شہر شوش کی طرف بڑھنے سے روک سکے ایسی صورت میں نہ صرف وہ میرے مرکزی شہر شوش کو تباہ و برباد کر دے گا بلکہ میری پوری سلطنت کے اندر وہ آگ اور خون کا ایسا کھیل کھیلے گا کہ سارے عیلامیوں کو وہ چن چن کر قتل کرے گا

ہمارے سب سے بڑے دیوتا شوشناک کو اٹھا کر وہ اپنے مرکزی شہر نینوا کی طرف لے جائے گا اور میری سلطنت کے اندر مکمل طور پر تباہی اور بربادی پھیلا کر رکھ دے گا لہٰذا اے بادشاہ اس وقت میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا اور اگر میں ایسا کروں تو گویا میں اپنے ہی ہاتھوں اپنی سلطنت کی تباہی کا باعث بنوں گا اس موقع پر میں تمہیں یہ ہی مشورہ دوں گا کہ تم واپس بابل جاؤ اور شہر کے اندر محصور ہو کر آشوریوں کا دلیری اور جرات مندی سے مقابلہ کرو۔ ستروک نخنتدی کا یہ جواب سن کر بابل کا بادشاہ مردک بلدان بڑا مایوس ہوا اور وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ رات کو اس کوہستانی سلسلے سے کوچ کر گیا تھا۔

بابل کا بادشاہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ رات کی تاریکی میں جب عیلامیوں کے بادشاہ ستروک نخنتدی کی طرف چلا گیا یہ خبر آگ کی طرح پھیل گئی کہ بادشاہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ بابل چھوڑ گیا ہے تو شہر کے محافظ لشکری بددل ہو گئے اور وہ یوناف کے لشکر کا مقابلہ کرتے ہوئے کترانے لگے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ رات کی تاریکی میں اچانک ایک روز یوناف نے شب خون مارا رسوں کی سیڑھیوں کی مدد سے وہ شہر کی فصیل پر چڑھ گیا اور پھر آناً ”فاناً“ شہر کے محافظوں کا قلع قمع کرنے کے بعد اس نے بابل شہر پر قبضہ کر لیا تھا۔

بابل کا بادشاہ مردک بلدان عیلامیوں کے بادشاہ ستروک نخنتدی سے کوہستانی سلسلے میں بات کرنے کے بعد جب گمنام راستوں پر سفر کرتے ہوئے بابل کی طرف بڑھا تو اسے خبر ملی کہ آشوریوں نے بابل کو فتح کر لیا ہے لہٰذا اس نے اپنا رخ موڑھا اور بابل کی طرف جانے کی بجائے اپنے دوسرے بڑے شہر دریقین کی طرف چلا گیا اس شہر میں داخل ہونے کے بعد مردک بلدان نے تیز رفتار قاصد اپنے شہروں اور لارسم کے علاوہ دیگر بڑے بڑے شہروں کی طرف روانہ کئے اور وہاں کے حاکموں کو حکم دیا کہ وہ بہت جلد ایک جرار لشکر تیار کریں تاکہ آشوریوں کا مقابلہ کیا جا سکے یوں دن رات کی محنت کے بعد مردک بلدان نے اپنے دوسرے بڑے شہروں اور قصبوں سے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا اور اس لشکر کے ساتھ وہ دریقین سے نکلا اور بابل کی طرف پیش قدمی کی تاکہ آشوریوں کا مقابلہ کیا جا سکے۔

دوسری طرف سارگون کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ بابل کا بادشاہ ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ بابل کا رخ کر رہا ہے تاکہ آشوریوں کا مقابلہ کرے لہٰذا سارگون نے یوناف کو اپنے ساتھ ملایا اور متحدہ لشکر کو لے کر اس شاہراہ پر پیش قدمی کرنے لگا جو دریقین کی طرف جاتی تھی یوں دریقین اور بابل کے درمیان دونوں لشکروں کا سامنا ہوا اور ایک ہولناک جنگ ان میدانوں میں ہوئی جس میں بابل کے بادشاہ مردک بلدان کو بدترین شکست ہوئی اس شکست کو مردک بلدان برداشت نہ کر سکا اپنے خیمے میں اپنے بیوی بچے تمام زر و جواہرات اپنا تاج بھی چھوڑ کر رات کی تاریکی میں بھاگ نکلا اس کے بعد کسی کو کچھ پتہ نہ چلا کہ بابل کا بادشاہ کہاں روپوش ہو گیا ہے۔ مردک بلدان کی اس شکست کے بعد سارگون نے دریقین کا رخ کیا شہر کو اس نے فتح کر لیا اور اسے تباہ و برباد کر کے رکھ دیا یوں آشوریوں کے بادشاہ سارگون نے کلدانیوں کی عظیم سلطنت کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر دیا تھا۔

جس وقت سارگون نے دریقین کو فتح کیا تو اسے پتہ چلا کہ اس شہر میں بابل کے بادشاہ مردک بلدان نے ار اور بابل کے لوگوں کو زبردستی آباد کیا تھا جب سارگون نے ان لوگوں کو بلا کر ان لوگوں کی مرضی پوچھی تو انہوں نے اپنے اپنے شہروں کو واپس جانے کی خواہش ظاہر کی اس کے جواب میں سارگون نے ان سب کو اپنے اپنے شہروں اور قصبوں کو جانے کی اجازت دے دی تھی۔

جب آشوریوں کے بادشاہ نے بابل کی کلدانی سلطنت پر مکمل طور پر گرفت کر لی تو خلیج فارس کے ایک جزیرہ کے حکمران کو خوف اور خدشہ ہوا کہ کہیں آشوری ' کلدانیوں کو اپنے سامنے زیر کرنے کے بعد اس کے جزیرے کا رخ نہ کریں اور اسے تباہی اور بربادی کا سامنا نہ کرنا پڑے لہٰذا وہ خود ہی جزیرے سے نکلا بہت سے زر و جواہرات لے کر وہ سارگون کی خدمت میں حاضر ہوا اسے تحائف پیش کئے اور اپنی فرمانبرداری کا اظہار کیا اس طرح سارگون کی فتح مندی کی حدود جنوب میں خلیج فارس تک جا پہنچی تھی۔

کلدانی سلطنت کے دوسرے بڑے شہر دریقین کو فتح کرنے کے چند روز بعد آشوریوں کا بادشاہ سارگون ایک شام یوناف اور بیوسا کے خیمے میں داخل ہوا اس وقت یوناف اور بیوسا خیمے کے اندر بچھی ہوئی چٹائی پر لگے ہوئے گدوں پر بیٹھے خیمے میں جلنے والی آگ کے چھوٹے سے آلاؤ پر ہاتھ پھیلائے اپنے آپ کو گرم رکھتے ہوئے باہم گفتگو میں مصروف تھے جب سارگون ان کے خیمے میں داخل ہوا تو یوناف نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کا استقبال کیا سارگون بھی ان کے سامنے آلاؤ کے پاس بیٹھ گیا چند ثانیے خیمے میں خاموشی رہی پھر سارگون نے یوناف کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو یوناف جس وقت میں اپنے حصے کا لشکر لے کر عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش کی طرف بڑھا تھا اس وقت ویرانوں کے ایک مقام پر عیلامیوں کا بادشاہ ستروک نخنتدی میری راہ روک کھڑا ہوا اور جب میں اسکے ساتھ جنگ میں الجھ گیا تو اچانک کوہستانی سلسلے سے ایک لشکر نے نکل کر میری پشت پر حملہ کر دیا اور یوں ان دونوں لشکر کے مقابلے میں مجھے پسپا ہونا پڑا مجھے خبر ہوئی کہ جو لشکر اس کوہستانی سلسلے سے نکل کر میری پشت پر حملہ آور ہوا تھا وہ لشکر فلسطین اور اسرائیل کی دونوں سلطنتوں نے عیلامیوں کے بادشاہ ستروک نخنتدی کی مدد کے لئے بھیجا تھا میں نے ابھی تک اس بات

کا ذکر تم سے نہیں کیا تھا ان دونوں دشمنوں سے پسپا ہوتے وقت میں نے فیصلہ کیا تھا کہ میں بنی اسرائیل کی ان دونوں سلطنتوں پر حملہ آور ہوں گا اور انہیں نیست و نابود کر کے رکھ دوں گا۔

سنو یوناف اب جبکہ ہم بابل کی کلدانی سلطنت کو مکمل طور پر مغلوب کرنے کے بعد اس پر اپنا قبضہ اور تسلط قائم کر چکے ہیں تو اب میرا ارادہ یہ ہے کہ میں اپنے لشکر کے ساتھ فلسطین کا رخ کروں میں بنی اسرائیل کی دونوں سلطنتوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ آشوریوں کے مرکزی شہر نینوا سے بہت دور ضرور ہیں لیکن ہمارے لشکر کی یلغار و ترکتاز اور برق رفتار حملوں سے اوجھل نہیں ہیں اور یہ کہ آشوری بحیرہ روم تک بنی اسرائیل کی ان دونوں سلطنتوں کے لشکر کا تعاقب کرنے کی ہمت اور جرات رکھتے ہیں۔ ان حالات کے تحت میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کل ہم اپنے لشکر کے ساتھ کلدانیوں کے اس شہر دریقین سے فلسطین کا رخ کریں گے تاکہ بنی اسرائیل کی دونوں سلطنتوں کو عبرت خیز اور یادگار سبق دیا جائے۔ اب میں تم دونوں سے پوچھتا ہوں کہ تم دونوں میاں بیوی کا اس معاملہ میں کیا مشورہ ہے سارگون کی یہ گفتگو سننے کے بعد یوناف نے تھوڑی دیر تک بڑے غور و فکر سے کام لیا پھر کہنے لگا۔

اے بادشاہ میری نگاہوں میں بنی اسرائیل دو طرح سے سزا کے حق دار ہیں اول یہ کہ انہوں نے ہمارے خلاف عیلامیوں کے بادشاہ ستروک نتنحزی کی مدد کی ہے اور آپ پر پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر آپ کو نقصان پہنچایا ہے۔ دوسرے یہ کہ بنی اسرائیل کی یہ دونوں سلطنتیں کچھ اس طرح خداوند کی نافرمانی اور سرکشی میں مبتلا ہیں کہ خداوند نے ان لوگوں کی راہنمائی اور راہبری کیلئے اپنے پیغمبر اور رسول مبعوث کئے لیکن انہوں نے کسی بھی پیغمبر اور رسول کی نصیحت پر کان نہیں دھرا اور برابر خداوند کے مقابلے میں بعل دیوتا کی پوجا پاٹ اور پرستش کر رہے ہیں۔ اور ہر سال کسی نوزائیدہ بچے کو قربانی کے طور پر اس بعل دیوتا کو پیش کرتے ہیں لہٰذا یہ مشرک قوم اپنے اس کام کی وجہ سے بھی سزا اور عقوبت کی حق دار ہے۔

سارگون یوناف کا یہ جواب سن کر خوش ہوا اور کہنے لگا سنو یوناف میں تمہاری گفتگو سے خوش ہوا ہوں مجھے اطمینان ہے کہ تم نے بھی میری اس تجویز سے اتفاق کیا ہے اب میں جاتا ہوں کہ کل صبح ہی ہم اپنے لشکر کے ساتھ فلسطین کی طرف کوچ کریں گے اس کے ساتھ ہی سارگون، یوناف اور بیوسا کے پاس سے اٹھ کر چلا گیا۔ دوسرے روز وہ اپنے لشکر کے ساتھ فلسطین کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

O

عزازیل ساحر یہ شہری سرائے کے اس کمرے میں داخل ہوا جس میں عارب اور بنیبط دونوں میاں بیوی نے رہائش اختیار کر رکھی تھی۔ عارب اور بنیبط نے دیکھا اس سے عزازیل کی حالت چھاڑتی برہنہ بجلیوں کی چمک تند نفرت کے بادوباراں اور مردہ لفظوں کی زنجیروں کی سی ہو رہی تھی۔ عزازیل کو نفرت اور غصے کی حالت میں دیکھ کر عارب اور بنیبط دونوں خوف اور پریشانی کے باعث لرز سے اٹھے تھے دونوں میاں بیوی عزازیل سے اس کی بدلی ہوئی حالت سے متعلق سوال کرنا ہی چاہتے تھے کہ عزازیل نے انہیں مخاطب کرنے میں پہل کی اور کہنے لگا۔

سنو میرے رفیقو آج میں تمہارے لئے ایک بدترین خبر لے کر آیا ہوں بنیبط نے فوراً عزازیل کی بات کاٹی اور فکر مندی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے آقا آپ کسی اور کس طرح کی بدترین خبر لے کر آئے ہیں اس کے جواب میں عزازیل کہنے لگا میں تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ بیوسا نے یوناف کے ساتھ شادی کر لی ہے اور اب وہ اس کی بیوی کی حیثیت سے دن گزار رہی ہے یہ خبر سن کر عارب اور بنیبط چونک سے اٹھے پھر بنیبط نے اداس لہجے اور مغموم سی آواز میں پوچھا اے آقا کیا یوناف نے زبردستی بیوسا سے شادی کر لی ہے یا اس شادی میں بیوسا کی رضامندی بھی شامل ہے۔ اس پر عزازیل نے بڑے دکھ میں کہا سنو بنیبط یہ شادی یوناف نے زبردستی نہیں کی بلکہ حقیقی معنوں میں بیوسا اس سے محبت کرنے لگی ہے اور جہاں تک میں جان سکا ہوں بیوسا نے خود یوناف کو اس شادی کی پیشکش کی ہے۔ اور اب وہ دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے آشوریوں کے بادشاہ سارگون کے لشکر میں شامل ہو چکے ہیں اور سارگون کلدانی قوم کے خلاف فتوحات حاصل کرنے کے بعد انکے دوسرے بڑے شہر دریقین سے فلسطین کا رخ کر دیا ہے اس کا ارادہ یہ ہے کہ وہ فلسطین کے اندر اسرائیل کی دونوں سلطنتوں کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرے گا اس لئے کہ ماضی میں بنی اسرائیل کی دونوں سلطنتیں آشوریوں کے خلاف کارفرما رہی ہیں عزازیل جب خاموش ہوا تو بنیبط نے کچھ سوچتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے آقا اگر بیوسا نے یوناف کے ساتھ شادی کر لی ہے تو میں سمجھتی ہوں یوناف کے ساتھ نفرت و رقابت کے اس کھیل میں ہم ہار چکے ہیں اور یوناف مکمل طور پر اس بازی کو جیت چکا ہے آپ جانتے ہیں کہ یوناف شروع ہی سے بیوسا کو پسند کرنے لگا تھا وہ چاہتا تھا کہ بیوسا اس سے شادی کر لے مگر میں بیوسا کو بھڑکاتی رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیوسا یوناف سے نفرت کرنے لگی میں سمجھتی ہوں میرے آقا ہم نے اس موقع پر غلطی کی تھی جو بیوسا کو ہم نے ایک مخبر کے طور پر یوناف کے ساتھ کام کرنے کے لئے بھیجا تھا وہ اس کے ساتھ رہتے ہوئے یقیناً اس سے پیار کرنا شروع ہو گئی اور اسی کی ہو کر رہ گئی اے آقا ہم نے بیوسا کو مستقل طور پر کھو دیا ہے اور وہ جب تک زندہ رہے گی یوناف کا ساتھ دیتی رہے گی اور ہمارے خلاف حرکت میں آتی رہے گی اور اس کی یہ تبدیلی اس کا یہ عمل ہمیشہ میرے لئے باعث روگ بنا رہے گا بنیبط کی یہ گفتگو سن کر زلزلے کے سے انداز میں ان

دونوں کو مخاطب کرکے عزازیل کہنے لگا۔

تم دونوں میری بات غور سے سنو میں تمہیں اور اپنے آپ کو زندگی کے اس کھیل میں ہارنے نہیں دوں گا میرے اپنے دستور کے مطابق بیوسا نے یوناف کے ساتھ شادی کرکے گناہ کیا ہے اور یہ ایک ایسا جرم ہے جس کی سزا میں اسکو دے کر رہوں گا اس لئے کہ وہ ماضی میں ہمارے ساتھ رہی ہے ہماری ایک ساتھی کی حیثیت سے کام کرتی رہی ہے اور میں یہ کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی ہمارے ساتھ کام کرنے کے بعد ہمارے ہی خلاف بغاوت کرے اور پھر ایک مستقل صورت اختیار کرتے ہوئے بدی کے بجائے نیکی کی صورت اختیار کرے۔

سنو اب تم دیکھنا میں اس کی کیا حالت کرتا ہوں میں اس کی زیست کو کرب کا آخری پہر اور ننگے سراب کے اڑ کر بلاتے ہیولوں جیسی بنا کر رکھ دوں گا سنو میرے ساتھیو میں بیوسا کی نگاہیں کھینچ ڈالوں گا اس کے جسم کی ساری شریانوں اور رگوں میں اچھلتے لہو کو دیمک کی طرح چاٹ جاؤں گا میں اس کے لئے سفاک تکبر کی صورت اختیار کرکے اس کی صبحوں کے مقدر کو سیاہ اور روح کی روشنیوں کو بجھا کر رکھ دوں گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر دوبارہ اس نے عارب اور بنیطہ کو مخاطب کرکے کہنا شروع کیا سنو میرے پر خلوص ساتھیو یہ بھی ممکن ہے کہ اب میں بیوسا کا خاتمہ ہی کر دوں اس طرح یوناف ہمیشہ کے لئے اس کی رفاقت سے محروم ہو جائے گا اور یہ محرومی یوناف کے لئے ایک اذیت اور ایک روگ بن کر رہ جائے گی اس طرح میں اس کی ساری کامیابیوں ساری کامرانیوں کو اس کی ہار اور اس کی شکست میں تبدیل کرکے رکھ سکتا ہوں عزازیل کے اس انکشاف پر عارب نے چونک کر پوچھا اے میرے آقا اگر آپ نے بیوسا کا خاتمہ کر دیا تو اس کے ساتھ ساتھ میں اور بنیطہ بھی تو ختم ہو کر رہ جائیں گے۔ اس لئے کہ آپ نے ہم تینوں پر اکٹھے اور ایک ساتھ ہی عمل کیا تھا اس پر عزازیل چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو گا میں نے تم دونوں کو بچانے اور بیوسا کو ختم کرنے کا طریقہ اختیار کر لیا ہے جسے میں عنقریب بیوسا پر آزماؤں گا اور مجھے یقین ہے کہ میں اس کا خاتمہ کرکے رکھ دوں گا۔

سنو میرے دونوں ساتھیو میں تم سے کہہ چکا ہوں یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی آشوریوں کے بادشاہ سارگون کے لشکر میں شامل ہیں اور سارگون اپنے لشکر کے ساتھ فلسطین کا رخ کر رہا ہے وہ پہلے فلسطین میں سامریہ کی سلطنت پر حملہ آور ہو گا اور اس کے بعد وہ یہودیہ کی سلطنت کا رخ کرے گا میں بھی ان دنوں ارض فلسطین ہی میں رہوں گا اور مناسب موقع کی تلاش میں رہوں گا میں نے جب بھی دیکھا کہ بیوسا کہیں اکیلی اور یوناف کسی کام سے نکلا ہے تو میں اس لمحے کو ضائع

نہیں کروں گا بیوسا پر وارد ہوں گا اور اس کا خاتمہ کرکے رکھ دوں گا۔ اب تم دیکھنا میں بیوسا کا خاتمہ کرکے یوناف کو کیسی اذیت میں مبتلا کرتا ہوں کہ یوناف بھی اب بیوسا سے بے پناہ محبت کرنے لگا ہے اور اس کی رفاقت اور اس کی جدائی کو برداشت نہیں کر سکے گا اور یہ جدائی اس کی آئندہ زندگی کے لئے روگ بن کر رہ جائے گی اب میں جاتا ہوں اور اس وقت تمہارے پاس آؤں گا جب میں بیوسا کا خاتمہ کر چکا ہوں گا اس کے ساتھ ہی عزازیل بڑے قہر کی حالت میں وہاں سے نکل گیا تھا۔

آشوریوں کا بادشاہ سارگون اپنے لشکر کے ساتھ پیش قدمی کرتا ہوا ارض فلسطین میں داخل ہوا تو بنی اسرائیل کی سامریہ سلطنت کے بادشاہ ہوسیع بن ایلہ کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ سارگون اپنے لشکر کے ساتھ اس کے مرکزی شہر سامریہ کا رخ کر رہا ہے یہ صورتحال دیکھتے ہوئے ہوسیع بن ایلہ نے ہمت نہیں ہاری بلکہ اس نے اپنے تیز رفتار قاصد بنی اسرائیل کی دوسری سلطنت یہودیہ کے بادشاہ خزقیاہ بن آخز کی طرف روانہ کئے اور آشوریوں کے بادشاہ سارگون کے خلاف مدد کی درخواست کی خزقیاہ نے فوراً ہوسیع بن ایلہ کی مدد کے لئے ایک لشکر تیار کیا اور اسے سامریہ کی طرف روانہ کر دیا پس اپنے اور خزقیاہ کے متحدہ لشکر کے ساتھ ہوسیع بن ایلہ سامریہ شہر سے نکلا اور بڑی تیزی سے اس شاہراہ کی طرف پیش قدمی کی جس پر تیزی کے ساتھ سفر کرتے ہوئے سارگون سامریہ کا رخ کرے گا۔ ہوسیع بن ایلہ کا خیال یہ تھا کہ وہ اپنے مرکزی شہر سامریہ سے دور ہی سارگون کو روکے گا اور اسے ایک خوفناک جنگ میں مبتلا کرے گا اور اسے شکست فاش دینے کے بعد واپس اپنے مرکزی شہر نینوا کی طرف بھاگ جانے پر مجبور کر دے گا۔

سامریہ کا بادشاہ ہوسیع بن ایلہ بنی اسرائیل کے دونوں سلطنتوں کے متحدہ لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے سارگون کی طرف بڑھا تھا اس کے ساتھ افواج کا ایک سیلاب تھا جس کے بل بوتے پر وہ یہ سمجھتا تھا کہ وہ آشوریوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا۔ دونوں لشکر فلسطین کی وادیوں کے اندر ایک دوسرے کے سامنے آئے اور ایک دوسرے کو دم لینے اور آرام کرنے کا موقع دیئے بغیر ایک دوسرے پر ہواؤں کے خروش' دریاؤں کی روانی' پیچ و تاب کھائے شعلوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔ دونوں لشکر کے اس طرح ٹکرانے کے بعد وہاں ایک قیامت مچ گئی تھی زندگی کی بوڑھی زنجیریں بڑی تیزی سے کٹتی ہوئی وقت کی دھول میں کھونے لگی تھیں بڑے بڑے سورما اور بڑے بڑے دلیر غیر مشکل جذبوں کی طرح زمین کی خوراک بننے لگے تھے میدان جنگ کے اندر شام کے ماتمی سائے آگ و خون کا کھیل' مایوسی کی گھٹائیں اور یخ بستہ ہوائیں رقص کرنے لگی تھیں۔ رزم گاہ میں ہر طرف ایک جنونی کیفیت اور برگشتہ بخشی بپا ہو گئی تھی۔

یہودی یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ بہت جلد آشوریوں کو میدان جنگ چھوڑنے پر مجبور کر دیں

گے لیکن ان کی ساری ہی امیدیں ساری ہی خواہشیں الٹی پڑیں اس لئے کہ وہ آشوریوں کو بھگانا تو بہت دور کی بات وہ ان کی اگلی صفوں تک میں انتشار برپا نہ کر سکے تھے اور آشوری عرب بڑے نظم اور بڑے اتحاد کے ساتھ اپنی تنظیم درست کرتے ہوئے انگنت یہودیوں کو موت کے گھاٹ اتارتے ہوئے ان کی صفوں کو بڑی تیزی سے درہم برہم کرنے لگے تھے۔

شیر دل آشوری سمندر کی ہیبت تباہی کی آگ اور لاوے کی طرح کھول اٹھنے کے انداز میں حملہ آور ہوئے وہ یہودی لشکریوں کو جنگ کا ایندھن بناتے ہوئے انکے دلوں میں تجسس اور ان کے ذہنوں میں تحیر بھرنے لگے تھے۔

جنگ لحہ بہ لحہ تیزی اختیار کرتی چلی گئی تھی آشوری عرب کمال مستعدی اور جرات مندی سے یہودیوں کی صفوں میں انتشار پیدا کرتے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ اپنے لشکر کے وسط میں جنگ کرتے ہوئے سارگون نے جب آشوریوں کو للکار کر جنگ کی رفتار تیز کرنے کو کہا تو میدان کا ساں لحوں کے اندر تبدیل ہو کر رہ گیا۔ آشوری اپنی جانوں کی پروا کئے بغیر ظلم کا عصا' موت کی خاک بن کر ساحرانہ عزائم اور انقلابی شعور کے ساتھ یہودیوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ موت کے سایوں کی اس وادی میں آشوری اپنے سامنے یہودیوں کو خطا کار گروہ کی طرح ہانکنے لگے تھے ان کی بدی کی دھول پر انہوں نے موت کا ہول اور ان کی شجاعت پر پسپائی اور رسوائی طاری کرنا شروع کر دی تھی۔

تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد جب یہودیوں نے دیکھا کہ اگر جنگ مزید جاری رہی تو آشوری ہر طرف سے انکا قتل عام شروع کر دیں گے ان کی یہ کیفیت دیکھتے ہوئے سامریہ کے بادشاہ ہوسیع بن ایلہ نے اپنے لشکر کو پسپا ہونے کا حکم دیا۔ اس تیزی سے اس نے پسپائی اختیار کی کہ اپنے لشکر کو سمیٹ کر اپنے مرکزی شہر سامریہ کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ جس وقت یہودیوں کی صفوں میں انتشار پیدا ہو رہا تھا اس وقت سارگون مستعد ہو چکا تھا اور ساتھ ہی اس نے سب کو مطلع کر دیا تھا کہ تھوڑی دیر تک یہودی بھاگنے والے ہیں۔ لہٰذا انکا تعاقب کیا جائے جونہی ہوسیع بن ایلہ اپنے لشکر کو لے کر سامریہ کی طرف بڑھا یوناف اور سارگون نے بھی اپنے اپنے لشکر کے ساتھ تیزی سے اس کا تعاقب کیا شہر تک پہنچتے پہنچتے انہوں نے یہودیوں کا قتل عام کرتے ہوئے ان کی تعداد پہلے سے کافی کم کر دی تھی بہرحال ہوسیع بن ایلہ میدان جنگ سے بھاگ کر سامریہ میں محصور ہو گیا تھا اس کا خیال تھا کہ اس کے محصور ہونے کے بعد آشوری عرب شہر کے محاصرے سے تنگ آ کر واپس لوٹ جائیں گے۔

سامریہ کا بادشاہ ہوسیع بن ایلہ جب سامریہ شہر میں محصور ہو گیا تو سارگون اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا اس جگہ آیا جہاں یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی کھڑے تھے ان کے قریب آتے ہی سارگون نے یوناف کو مخاطب کر کے پوچھا۔ سنو یوناف جیسے کہ تم مجھے اپنی داستان پہلے سے سنا چکے ہو تم اس کے مطابق تم دونوں میاں بیوی اس سرزمین میں پہلے سے رہ چکے ہو لہٰذا اب جبکہ دشمن ہمارے سامنے اپنے شہر میں محصور ہو چکا ہے تو میں تم سے یہ مشورہ لیتا ہوں کہ ہمیں اس کے خلاف اب کیا عمل کرنا چاہئے سارگون کے اس سوال پر یوناف گردن جھکائے کچھ دیر تک سوچتا رہا پھر اس نے اپنے ذہن میں ایک بہت بڑا فیصلہ کیا۔

یہ فیصلہ سامریہ کی سلطنت میں شرک کے خلاف حرکت میں آنا تھا یوناف جانتا تھا کہ سامریہ کی سلطنت میں بعل دیوتا کی وجہ سے شرک پھیلا ہے لہٰذا اس نے اپنے ذہن میں تہیہ کر لیا تھا کہ وہ بعل دیوتا کو اس کے مندر سمیت تباہ و برباد کر کے رکھ دے گا وہ براہ راست سارگون سے یہ تو نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ شہر کے شمال میں جو بعل دیوتا کا مندر ہے اسے گرا دیا جائے کہ یہودی ایک مشرک قوم ہے اس لئے کہ آشوری تو خود مشرک تھے اپنے آشور دیوتا کے ساتھ ساتھ اپنے شماش دیوتا کی بھی پوجا پاٹ کرتے تھے لہٰذا بعل دیوتا اور اس کے مندر کو گرانے کے لئے یوناف نے ایک نئی تجویز سوچی پھر اس نے سارگون کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو بادشاہ آپ جانتے ہیں کہ سامریہ کی سلطنت کے لوگ بعل دیوتا پر بڑا یقین اور بھروسہ رکھتے ہیں اور اہم بات یہ ہے کہ شہر کے شمال میں جب تک بعل دیوتا کا مندر ہے اس وقت تک کوئی بھی بیرونی طاقت سامریہ کی سلطنت کو نقصان نہیں پہنچا سکتی میں آپ کو یہ مشورہ دوں گا کہ پہلے ہمیں اپنے لشکر کو سامریہ شہر کے شمال میں لے جانا چاہئے اور بعل دیوتا کے بت کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کے مندر کو زمین بوس کر دینا چاہئے ایسا کرنے سے سامریہ کے یہودی شکست اور مایوسی کا شکار ہو کر رہ جائیں گے۔ اس لئے کہ اپنے دیوتا بعل کے ٹوٹنے کے بعد ان کے حوصلے پست ہو جائیں گے وہ اس طرح جنگ نہ کر سکیں گے جس طرح وہ پہلے کھلے میدانوں میں ہمارے ساتھ جنگ کر چکے ہیں جب ان پر یہ کیفیت طاری ہو جائے گی تو ان پر فتح حاصل کرنا آسان ہو جائے گا۔

یوناف کی یہ تجویز سن کر سارگون خوش ہوا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو یوناف میرے عزیز تم نے وہ تجویز پیش کی ہے جس کی میں توقع تک نہیں کر سکتا تھا میں سمجھتا ہوں کہ سامریہ پر قبضہ کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی تجویز نہیں تھی میں ابھی اور اسی وقت اپنے لشکر کے ساتھ شمال کی طرف کوچ کرتا ہوں لمحوں کے اندر بعل دیوتا کو توڑ کر اور اس کے مندر کو بھی زمین بوس کر دیا جائے گا پر اے میرے عزیز ایسا کرنے کے بعد سامریہ کے لوگوں کو کیسے خبر ہو گی کہ ہم نے بعل دیوتا کے بت کو توڑ کر مندر کو زمین بوس کر دیا ہے۔ یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا اے بادشاہ ایسا کرنے کے بعد اہل سامریہ کو اطلاع دینے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی کہ بعل دیوتا کا مندر

کوہستان کی بلند چوٹی پر ہے اور شہر کے سارے یہودی .عل دیوتا کے اس مندر کو شہر میں رہتے ہوئے آسانی سے دیکھ سکتے ہیں جس وقت .عل دیوتا کو توڑنے کے بعد ہم اس کے مندر کو بھی گرا دیں گے کہ تو یہودی خود ہی دیکھ لیں گے کہ ان کے دیوتا کو توڑ دیا گیا ہے اور ان میں بدشگونی اور بے حوصلگی برپا ہو جائے گی اور یہی چیزیں ہمارے لئے فائدہ مند ہوں گی سارگون نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا اور اپنے لشکر کے ساتھ سامریہ شہر کے شمالی حصے کی طرف بڑھنا شروع کر دیا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ آشوریوں کا بادشاہ سارگون جب سامریہ شہر کے شمال میں اس کوہستانی سلسلے پر آیا جس کے اوپر .عل دیوتا کا مندر بنا ہوا تھا تو وہ اس جگہ کی خوبصورتی سے بے حد متاثر ہوا تھوڑی دیر تک وہ مندر کے سامنے اور اطراف میں گھوم پھر کر جائزہ لیتا رہا پھر اس نے اپنے لشکریوں کو .عل دیوتا کا بت توڑنے اور اس کے معبد کی عمارت کو گرا دینے کا حکم دے دیا تھا۔ اپنے بادشاہ کا یہ حکم ملتے ہی آشوری سپاہی مندر کی عمارت پر ٹوٹ پڑے جب وہ اس مندر میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا مندر کے اندر .عل دیوتا کے بے شمار چھوٹے بڑے بت پڑے ہوئے تھے اور ساتھ ہی وسطی حصے میں .عل دیوتا کا سونے کا ایک بہت بڑا بلند اور دیو پیکر بت کھڑا ہوا تھا آشوریوں نے سب سے پہلے .عل دیوتا کے چھوٹے بڑے بتوں کو توڑ کر رکھ دیا اور ان میں سے انہوں نے بے شمار ہیرے جواہرات حاصل کر لئے پھر .عل دیوتا کے سونے کے بت کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا اور اس سارے سونے اور زر و جواہرات پر سارگون نے قبضہ کر لیا تاکہ اپنی مملکت کے خزانے میں داخل کر سکے۔

سامریہ شہر میں محصور یہودی شہر سے باہر اپنے دیوتا کے بت کو ٹوٹتے اور اس کی عمارت کو گرتے دیکھ رہے تھے جب آشوریوں نے مندر کی اس عمارت کو زمین بوس کر کے رکھ دیا تو یہ سماں دیکھتے ہوئے یہودیوں میں ایک طرح سے بے چینی اور بددلی پھیل گئی تھی اس عمارت کو گرانے کے بعد سارگون اپنے لشکر کے ساتھ آرام اور سکون سے نہیں بیٹھا بلکہ اس نے فوراً شمالی حصے سے شہر کی فصیل پر دھاوا بول دیا شہر کے اندر محصور لشکری پہلے ہی اپنے دیوتا کی بے بسی پر پریشان اور بددل تھے لہٰذا وہ کھل کر آشوریوں کا مقابلہ نہ کر سکے سارگون اور یوناف نے اس وقتی بددلی سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ رسوں کی سیڑھیاں پھینک کر وہ اوپر چڑھ گئے۔ پھر آنا" فانا" آشوری لشکری کسی غول بیابانی کی طرح سامریہ کی فصیل پر چڑھنے کے بعد یہودی لشکریوں کا قتل عام کرنے لگے تھے۔

سامریہ کے بادشاہ ہوسیع بن ایلہ نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ فصیل پر چڑھ آنے والے آشوریوں کو روک کر اور انہیں فصیل سے اتر جانے پر مجبور کر دیا جائے اس کے لئے اس نے شہر میں محصور اپنے سارے لشکریوں کو شہر کی فصیل پر چڑھ کر آشوریوں پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا لیکن ایسا کرنے کے باوجود بھی ہوسیع بن ایلہ آشوریوں کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔

دوسری طرف آشوری ایک عجیب سے سکر و سرود اور حیوانی طلب میں سفاک تقدیر قہر ریخت گرم جوالہ اور موت کے تاریک ہیولوں کی طرح فصیل سے اتر کر اور شہر میں گھس کر حملہ آور ہونے لگے اور ہر طرف انہوں نے بے یقینی کے دھندلے پھیلانے شروع کر دیئے تھے جلد ہی سامریہ شہر کے اندر یہودیوں کا قتل عام شروع ہو گیا اور اس قتل عام پر داستانوں کا ہمراز آسمان خاموش تھا خون سے رنگین ہوئی زمین چپ تھی آشوری سالوں کی کسک اور مہینوں کی تڑپ بن کر سامریہ شہر میں شام کے غمگین سائیوں، برگشتہ بختی، بے کراں آرزوؤں کے سرسام کی طرح پھیلتے رہے وہ تخیل کی ویرانی کی طرح سامریہ شہر میں گھس کر اور سکون درہم برہم کر دینے والی پر اسرار قوت اور بے بسی اور شکست طاری کر دینے والے بے لگام خشک عناصر کی طرح لمحہ بہ لمحہ شہر پر چھاتے چلے جا رہے تھے شہر کے اندر یہودیوں کا خوب قتل عام کیا گیا اور ان کے لشکر کو مکمل طور پر تہ تیغ کر دیا اور ساتھ ہی ہوسیع بن ایلہ کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔

سامریہ کے بادشاہ ہوسیع بن ایلہ کی اس شکست کے بعد سارگون نے اس سلطنت کو اپنے لشکر کے ساتھ جی بھر کے لوٹا پھر ہزاروں یہودیوں کو اس نے قیدی اور اسیر بنا کر انہیں آشوری محافظوں کے ساتھ اپنی سلطنت کی طرف بھجوا دیا اور کہلوا دیا کہ ان قیدیوں کو آشوریوں کے شہر فلح کے علاوہ جوزان کی سرزمین کے دریائے خابور اور قوم ماد کے چھپنے ہوئے شہروں میں لے جا کر آباد کر دیا جائے ان کے بدلے میں ان آشوری محافظوں سے سارگون نے بابل کوتہ عواحات اور سفروائم شہروں سے اپنی رعایا کے لوگوں کو بلوایا اور سامریہ کی سلطنت میں ان کو آباد کر دیا تھا۔ یوں غیر اسرائیلی سامریہ سلطنت کے مالک بن گئے تھے۔

سامریہ کی یہودی سلطنت کو تباہ و برباد کرنے کے بعد سارگون نے یہودیوں کی دوسری بڑی سلطنت یہودیہ کا رخ کیا یہودیہ پر ان دنوں حزقیاہ بادشاہ تھا اس نے بھی اپنی قوت میں خوب اضافہ کر رکھا تھا اور امید رکھتا تھا کہ وہ اپنی سلطنت کی حالت سامریہ جیسی نہ ہونے دے گا بلکہ وہ آشوریوں کا مقابلہ کر کے انہیں فلسطین سے بھاگ جانے پر مجبور کر دے گا۔ حزقیاہ کو جب خبر ہوئی کہ سارگون اپنی سپاہ کے ساتھ یہودیہ کی سلطنت کی حدود میں داخل ہو گیا ہے تو حزقیاہ نے ایک بہت بڑے لشکر کی کمان داری کرتے ہوئے آشوریوں کا مقابلہ کرنے کی ٹھانی اپنی سرحد کے قریب کھلے میدانوں کے اندر اس نے آشوریوں کا مقابلہ کیا اس نے اور اس کے لشکریوں نے خوب جانثاری بڑے جوش اور بڑی تندہی کے ساتھ جان مارتے ہوئے آشوریوں کا مقابلہ کیا لیکن ان کی بدقسمتی کہ آشوریوں نے ان کو میدان جنگ میں اس طرح ہانک دیا جس طرح چھکڑے میں جتے ہوئے بے بس بیلوں کو ہانک

دیا جاتا ہے حزقیاہ کو اپنے لشکر کے ساتھ بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ میدان جنگ سے بھاگ کر یروشلم میں آکر محصور ہو گیا تھا۔

دوسری طرف سارگون نے اس کا تعاقب نہیں کیا اور یروشلم کی طرف آنے کی بجائے یہودیہ کے بڑے بڑے شہروں کی طرف چلا گیا اور اپنے سامنے آنے والے ہر شہر کو فتح کر کے اسے جی بھر کے لوٹا اس کے بعد اس نے یہودیہ کے سب سے بڑے اور مرکزی شہر یروشلم کا رخ کیا۔ یہودیہ کے بادشاہ حزقیاہ کو اب یقین ہو گیا تھا کہ چونکہ سارگون نے اس کے بڑے بڑے شہروں کو اپنے سامنے زیر کرنے کے علاوہ انہیں تباہ و برباد کر دیا ہے اب وہ اس کی اور اس کے شہر یروشلم کی حالت بھی ایسی ہی کرے گا جس طرح اس نے سامریہ اور اس کے مرکزی شہر کی کی ہے لہٰذا جس وقت یہودیہ کے دیگر بڑے بڑے شہروں کو تباہ و برباد کرنے کے بعد سارگون یروشلم کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے لیکس کے مقام پر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھا تو حزقیاہ نے اپنے دو معززین کو سارگون کی طرف بھیجا تاکہ وہ اس سے صلح کی گفتگو اور بات کریں لیکس کے مقام پر جس وقت سارگون اپنے شاہی خیمے میں بیٹھا ہوا تھا تو حزقیاہ کے دونوں قاصدوں کو اس کے سامنے پیش کیا گیا جب وہ دونوں قاصد اس کے سامنے آکھڑے ہوئے تو سارگون نے انہیں مخاطب کر کے پوچھا۔

اے دونوں قاصدو مجھے بتایا گیا ہے کہ تم یہودیہ کے بادشاہ حزقیاہ کی طرف سے آئے ہو میرے محافظوں نے یہ نہیں بتایا کہ تمہارے یہاں آنے کی کیا غرض و غایت ہے میرا اندازہ یہ ہے کہ سامریہ کی بربادی اور تمہارے اپنے شہروں کے ہمارے سامنے مغلوب ہو جانے کے بعد بادشاہ حزقیاہ کی آنکھیں ضرور کھل چکی ہوں گی اور وہ ضرور صلح اور فرمانبرداری کی طرف آمادہ ہوا ہو گا۔ اس پر ان دونوں قاصدوں میں سے ایک نے اپنے سامنے مودب ہونے کے سے انداز میں ہاتھ باندھتے ہوئے سارگون کو مخاطب کر کے کہا اے بادشاہ آپ کا اندازہ درست ہے ہم واقعی ہی اپنے بادشاہ حزقیاہ کی طرف سے صلح کا پیغام لے کر آئے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ آپ ہمارے بادشاہ حزقیاہ کی غلطیوں کو معاف کرتے ہوئے ہم سے خراج کے بدلے ہمیں معاف کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے یہاں تک کہنے کے بعد وہ قاصد خاموش ہو گیا سارگون نے ہاتھ کے اشارے سے ان دونوں قاصدوں کو ایک طرف بیٹھنے کو کہا جب وہ دونوں وہاں بیٹھ گئے تب سارگون نے تالی بجائی اس کے جواب میں ایک جوان اندر آیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے سارگون کہنے لگا تم یوناف کی طرف جاؤ اور اسے میری طرف بلا کر لاؤ اور اسے کہو کہ یہودیہ کے بادشاہ حزقیاہ کی طرف سے دو قاصد آئے ہیں اور ان سے صلح کا معاملہ طے کرنے کے لئے مجھے اس سے صلاح مشورے کی ضرورت ہے۔ سارگون کا یہ حکم پا کر وہ جوان اپنے سر کو خم کرتے ہوئے باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد سارگون کے خیمے میں یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی داخل ہوئے انہیں دیکھتے ہی سارگون کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اپنے بائیں ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے اس نے انہیں اپنے پہلو میں بیٹھنے کو کہا جب وہ دونوں وہاں بیٹھ گئے تب سارگون نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا سنو یوناف یہ دونوں جنہیں تم اپنے سامنے بیٹھا دیکھ رہے ہو یہودیہ کی سلطنت کے بادشاہ حزقیاہ کے قاصد ہیں اپنے بادشاہ کی طرف سے یہ ہمارے ساتھ صلح کی شرائط طے کرنے کیلئے آئے ہیں میں نے تمہیں اس لئے طلب کیا ہے تاکہ ان کے ساتھ معاملہ طے کیا جائے ساتھ ہی سارگون نے ان دونوں قاصدوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے دونوں قاصدو اب تم اپنا معاملہ ہمارے سامنے پیش کرو اور کہو کہ تمہارے بادشاہ حزقیاہ نے کس غرض سے ہماری طرف بھیجا ہے اس پر ان قاصدوں میں سے ایک قاصد بولا اور کہنے لگا۔

اے آشوریوں کے عظیم بادشاہ آپ کا مقابلہ کرنا کسی قوت کے بس کی بات نہیں ہمارا بادشاہ حزقیاہ بھی اپنے کئے پر شرمندہ اور نادم ہے اس نے بھی یہ جان لیا ہے کہ کسی بھی میدان میں یا کسی بھی شہر کے اندر محصور ہو کر آشوریوں کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا وہ آپ سے اپنی غلطیوں کی معافی مانگتا ہے اور آپ سے یہ گزارش کرتا ہے کہ اسے معاف کر دیا جائے آپ ہمارے ساتھ صلح کی شرائط طے کریں اس کے بدلے ہم خراج ادا کریں گے اس صلح کے بعد آپ اپنے لشکر کے ساتھ واپس اپنی سرزمینوں کی طرف چلے جائیں اس قاصد کی یہ گفتگو سن کر سارگون اپنا منہ اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے یوناف کی طرف لے گیا وہ دونوں آپس میں بڑی رازدارانہ سی کھسر پھسر کرتے رہے اور اس رازداران گفتگو کرنے کے بعد دونوں کے چہروں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہو گئی تھی اس کے بعد سارگون نے ان دونوں قاصدوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو حزقیاہ کے قاصدو مجھے یہ بھی خبر ملی ہے کہ تمہارے بادشاہ حزقیاہ نے مصری حکومت کے کہنے پر ہمارے ساتھ کھلے میدانوں میں مقابلہ کرنے کی ٹھانی تھی۔ واپس جا کر اپنے بادشاہ سے کہنا کہ جس طرح ہم نے سامریہ کی سلطنت کو اور اس کے بعد تمہاری سلطنت کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کیا ہے اس طرح ہم مصر کی سلطنت کو بھی اپنے سامنے روندتے اور مغلوب کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ اور آئندہ بھی اگر حزقیاہ نے مصریوں کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف کوئی محاذ شروع کرنے کی کوشش کی تو ہم اس حزقیاہ کو قتل کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی رعایا اور سلطنت کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیں گے ہم حزقیاہ کی اس غلطی کو بھی معاف کرتے ہیں کہ اس نے عیلامیوں کے ساتھ ہمارے خلاف حرکت میں آنے کی کوشش کی تھی لیکن جو انجام سامریہ اور یہودیہ کا ہوا اس انجام سے قوم عیلام بھی اپنے آپ کو بچا نہ سکے گی اس لئے کہ عیلامیوں کی ہمسایہ کلدانی سلطنت کو

بھی ہم نے اپنے سامنے مغلوب کر دیا ہے اور اب سامریہ اور یہودیہ کے علاوہ کلدانی سلطنت بھی ہماری باج گذار اور فرمانبردار بن گئی ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد سارگون تھوڑی دیر کیلئے رکا اور پھر دوبارہ ان قاصدوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ حزقیاہ کے قاصدو اپنے بادشاہ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ تین سو قنطار چاندی اور تیس قنطار سونا ہمیں مہیا کرے تو ہم اپنے لشکر کے ساتھ واپس اپنی سرزمینوں کی طرف چلے جائیں گے۔ سارگون کا یہ جواب سنکر وہ دونوں قاصد خوش ہوئے پھر وہ اپنے جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے سارگون کے سامنے آداب بجالاتے ہوئے وہ اس کے خیمے سے نکل گئے تھے۔ اسی وقت وہ قاصد اپنے مرکزی شہر یروشلم کی طرف روانہ ہو گئے تھے اور وہاں پہنچ کر انہوں نے اپنے بادشاہ حزقیاہ کو سارگون کے ساتھ ہونے والی گفتگو سے آگاہ کر دیا تھا۔

اپنے دونوں قاصدوں سے ساری گفتگو سننے کے بعد حزقیاہ سارگون کی مانگ کے مطابق سونا اور چاندی جمع کرنے لگا تھا حزقیاہ کو عبادت گاہوں اور شاہی محل کے خزانوں کے اندر جس قدر چاندی ملی جمع کر لی اس کے علاوہ ہیکل کے دروازوں اور ستونوں پر جو سونا اس نے خود منڈوایا تھا وہ سونا بھی اس نے اتروا لیا تھا تاکہ جس قدر سونا اور چاندی سارگون نے مانگی ہے اس کو پورا کیا جا سکے اس طرح آشوریوں کا بادشاہ سارگون سونا اور چاندی کی مطلوبہ مقدار حاصل کرنے کے بعد اور یہودیہ کے بادشاہ حزقیاہ سے یہ یقین دہانی کرانے کے بعد وہ آئندہ اس کا فرمانبردار رہے گا اور یہ کہ اسے باقاعدگی کے ساتھ خراج ادا کرتا رہے گا وہ اپنے لشکر کے ساتھ یروشلم سے نینوا کیطرف کوچ کر گیا تھا۔ اس طرح سامریہ کی سلطنت کو اللہ کے نبی الیاسؑ اور الیسعؑ کی بات نہ مان کر شرک میں مبتلا ہونے کی سزا مل گئی جبکہ یہودیہ کی سلطنت کو خداوند کے پیغمبر اور رسول عاموس اور ہوسیع کی تنبیہہ کے باوجود مشرکانہ زندگی بسر کرنے کی خوب سزا ملی۔

سارگون کی موت کے بعد اس کا بیٹا سنا قریب آشوریوں کا بادشاہ بنا یہ بھی اپنے باپ کی طرح دلیر جرات مند اور جان پر کھیل جانے والا شخص تھا اپنے باپ کی طرح یہ بھی یوناف اور بیوسا کی مافوق الفطرت قوتوں سے آگاہ تھا لہٰذا اپنے باپ کی طرح اس نے بھی یوناف کو اپنے لشکر میں ایک بہترین سالار کی حیثیت سے برقرار رکھا۔

سنا قریب کے دور حکومت میں ایک روز یوناف اور بیوسا اپنے گھر کا ضروری سامان خریدنے کیلئے بازار گئے سامان خریدتے وقت یوناف ایک جگہ اپنے ایک ملنے والے سے کھڑا ہو کر باتیں کرنے لگا۔ جبکہ بیوسا بازار میں سجائی گئی مختلف چیزوں کو دیکھتے ہوئے ذرا آگے بڑھ گئی تھی۔ اسی دوران ایک دیو پیکر اور خوب دراز قد جوان اس بازار میں نمودار ہوا اچانک اس کی نگاہ بیوسا پر پڑ گئی اور وہ بیوسا کے حسن و جمال اور اس کی جسمانی ساخت اور کشش سے ایسا متاثر ایسا فریفتہ سا ہوا کہ وہ اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر آنکھیں جھپکے بغیر بیوسا کی طرف دیکھنے لگا تھا تاہم بیوسا نے اس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا تھا پھر اچانک اس جوان کو پتہ نہیں کیا ہوا تھا اس نے آگے بڑھ کر بیوسا کا بازو پکڑ لیا تھا لوگ بھی اس جوان کی اس حرکت پر مزاحمت نہ کر سکے تھے لوگ بھی شاید اس جوان کو جانتے تھے اور اس سے وہ خوفزدہ ہونے کی وجہ سے مدافعت نہ کرنے پائے تھے جوں ہی اس جوان نے بیوسا کا بازو پکڑا بیوسا کی حالت ایسی ہو گئی جیسے اچانک کوئی طوفان امڈنے لگتا ہے۔ اس نے ایک جھٹکے کے ساتھ اس جوان کے ہاتھ سے اپنا بازو چھڑانا چاہا مگر اس دیو پیکر جوان کی گرفت ایسی مضبوط تھی کہ وہ اپنی ساری قوت کے باوجود اس جوان کی گرفت سے اپنا بازو نہ چھڑا سکی تھی بیوسا کی اس ناکامی پر اس جوان نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا پھر بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا میں تو ایک گردش شام و سحر اور اہرمن کی ڈھال ہوں تم جیسی نازک اندام لڑکی کیسے اور کس طرح اپنا بازو چھڑا سکتی ہے اس پر بیوسا نے اس جوان کی طرف ذرا سا دیکھتے ہوئے کہا۔

اپنی اس گرفت اور اپنی اس بدمعاشی پر اتنا گھمنڈ نہ کر اس لئے کہ جو میرا مالک میرا شوہر اور میرا محافظ ہے وہ اہرمن کی ڈھال کے سامنے یزدان کی تلوار کی طرح برسنے کا فن خوب جانتا ہے میرا شوہر صبر و جبر' طلسم و وہم توڑنے' غلاف زنگ کو پھاڑنے اور غرض حیات کی دیمک کو اپنے پاؤں تلے کچلنے اور شام کے جھٹپٹے' شرافت نیکی اور زندگی کی روشنی بن کر نمودار ہونے کی جرات اور دلیری رکھتا ہے لہٰذا تیری بقا تیری زندگی اسی میں ہے کہ تو شرافت کے ساتھ میرا بازو چھوڑ دے ورنہ اگر میرا شوہر یہاں پہنچ گیا تو تیری حالت موج و گرداب اور مناظرہ موت و حیات سے مختلف نہ ہو گی اے نوجوان میں دیکھتی ہوں تم میں سنجیدگی' تہذیب' راست بازی' صداقت' خدا ترس اور نیکی کا دور دور تک نام و نشان نہیں تب بھی میں تمہیں تنبیہہ کرتی ہوں کہ تو یہاں سے چلا جا ورنہ میرا شوہر یہاں پہنچ گیا تو تجھے میرا یہ بازو پکڑنا بہت مہنگا پڑے گا۔

بیوسا کی اس گفتگو کے جواب میں اس جوان نے پھر ایک بھرپور قہقہہ لگایا اور دوبارہ بے حیائی کے سے انداز میں اس نے بیوسا کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا سن اے حسین لڑکی میرا نام حورب ہے میرا تعلق حمات شہر سے ہے اور بادشاہ سنا قریب نے میری جرات مندی میری دلیری میری طاقت اور قوت سے متاثر ہو کر مجھے اپنے لشکر کے ایک حصے کا سپہ سالار مقرر کیا ہے اور اے لڑکی میں تجھ پر یہ بھی واضح کر دوں میں نے آج تک کسی سے شکست قبول نہیں کی میں ایک صحرا نژاد جوان ہوں اور اپنے ایک ہی نعرہ مستانہ سے اپنے مقابل اور اپنے دشمنوں کو مدقوق' مفلوج' معذور' محکوم مجبور اور لاچار بنا کر رکھ دیتا ہوں میری ایذا پسندی میرے مقابل کے فہم و خیال میں ہوا کے دوشالوں میں لپٹی ہوئی فتح کی طرح پھیل جاتی ہیں ضعیف مائیں اپنے بیٹوں کے لئے اور جوان بہنیں اپنے بھائیوں

کے لئے مجھ سے بچنے کی دعائیں مانگتی ہیں اے لڑکی تجھے میرے ساتھ چلنا ہو گا اور اس نینوا شہر میں تجھے اپنی بیوی اپنی اہلیہ اور اپنی رفیقہ بنا کر رکھوں گا دیکھ میں نے تجھے پسند کیا ہے تیری طرف اپنا دست محبت بڑھایا ہے اور اگر کسی نے میرے اس دست محبت کو جھٹکنے کی کوشش کی تو میں ایسے شخص کو لہو بھرے آنچلوں اور فکر کے اوہام میں ڈبو کر رکھ دوں گا۔

اسی وقت یوناف بھی وہاں پہنچ گیا اس نے بھی شاید اس کی بیوسا کے ساتھ گفتگو سن لی تھی لہٰذا وہ اس حورب کے قریب آیا اور اسے کہنے لگا اے اجنبی نوجوان میں نہیں جانتا تو کون ہے اور تو نے کس قوت اور جراتمندی کا سہارا لے کر اس لڑکی کا ہاتھ تھام لیا ہے سن میرا نام یوناف ہے اس لڑکی کا نام بیوسا ہے یہ میری بیوی اور میں اس کا شوہر ہوں تیری شرافت اسی میں ہے کہ تو اس کا ہاتھ چھوڑ دے میں سمجھتا ہوں کہ تو چاندی کے خواب دیکھنے کا عادی ہے اگر ایسا نہیں ہے تو میں یہ کہوں گا کہ تو نے بھنگ یا گانجا پی رکھا ہے دیکھ یہ لڑکی جو تہذیب کا حسین صنم خوبصورتی کا دلکش معیار ہے یہ میری بیوی کی حیثیت سے میری آنکھوں کی پیاس میری حیات کا محور میری زندگی میری کائنات میرا ثبات اور میری سرشاری ہے لہٰذا قبل اس کے کہ میرا خون کھول اٹھے میرے جسم کے اندر حدت بڑھ جائے تو اس کا ہاتھ چھوڑ کر اپنی راہ لے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو پھر تجھے اپنے کیے پر پچھتاوے کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہو گا۔

اس جوان نے پھر بولتے ہوئے کہا سن یوناف میرا نام حورب ہے میں کسی سے شکست ماننے کسی کا حکم ماننے کا عادی نہیں ہوں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا یہ لڑکی جس کا نام بیوسا ہے تیری بیوی ہے میں اس کو پسند کر چکا ہوں اور اسے ہر حال میں میرے ساتھ جانا ہو گا اور دنیا کی کوئی طاقت اسے میرے ساتھ جانے سے نہیں روک سکتی حورب کی یہ گفتگو سن کر یوناف کے چہرے پر پہلے معصوم انداز، چشم حقارت میں اس کی پیشانی پر پھیلتا حقیقت کا جمال، ایذا پسندی میں تبدیل ہونے لگا تھا اس کی آوارہ گرد نگاہوں میں لمحوں کی آوارگی، بے انت رتوں کا عذاب رقص کرنے لگا تھا اس کے چہرے پر پہلی گرمی اور ملاطفت، تواضع اور چاہت دکھ کی بازگشت روگ بھرے سنسار کی طرح جوش مارنے لگے تھے اس کے جمال کی روح اور خیالات کی تحریر میں شورش کا آغاز ہو چکا تھا اور اس شورش کے اندر الم افروز بیداریاں حلول کرنے لگی تھیں پھر اپنی اس بدلی ہوئی کیفیت میں یوناف نے پہلے کی نسبت کسی قدر سخت لہجے میں حورب کو مخاطب کر کے کہا۔

سن حورب میں آندھیوں میں جل اٹھنے والا چراغ ہوں اپنے بھٹکے ہوئے شوق کاروان کو لگام دے اور میری سلگتی ہوئی نظروں کی آگ سے بچ جو بستیوں کو بے رونق اور گلستانوں کو خاکستر کرنے کی قوت رکھتی ہیں یوناف کی اس ساری گفتگو کے جواب میں حورب بڑی ڈھٹائی اور جرات کا

مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا اے یوناف دیکھ میں تیرے کہنے سے تو اس لڑکی کا ہاتھ چھوڑنے والا نہیں ہوں کیونکہ اس لڑکی کو ہر صورت میں ہر حال میں میرے ساتھ جانا ہو گا تم میں اتنی ہمت اور طاقت ہے تو اس لڑکی کا ہاتھ میری گرفت سے چھڑا لے۔

حورب کی گفتگو سن کر یوناف کی حالت پھٹنے والے بارود اور جوش مارتے آگ کے الاؤ جیسی ہو گئی تھی وہ آگے بڑھا اور حورب کے اور زیادہ قریب ہوتے ہوئے اسے جہنم کی آگ جیسے وحشتناک انداز میں مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔ اے حورب میں تیرے جیسے دیوانوں کا ارمان اور بازوؤں کا جنون نکالنے کیلئے کبھی مشرق کبھی مغرب کبھی شہر کبھی بستیوں میں کبھی قریوں کبھی جنگل میں کبھی جمود اور کبھی انتشار میں نمودار ہونے کا فن خوب جانتا ہوں۔ سن اے حورب تو نے اپنی ہٹ دھرمی اور ضد کی انتہا کر دی ہے اپنی تباہی کا انتظار کر اور اپنے گریبان چاک ہونے کا منتظر رہ۔

اس کے ساتھ ہی یوناف طوفانوں کی طرح حرکت میں آیا اس نے اپنا بایاں ہاتھ حورب کی گردن کے نیچے رکھا اور ایسا زور لگایا کہ اس نے حورب کو اپنے بائیں ہاتھ میں اٹھا کر ہوا میں معلق کر دیا تھا اور ساتھ ہی وہ اپنے دائیں ہاتھ کو حرکت میں لایا اور اس نے دو تین طمانچے پوری قوت سے حورب کے چہرے پر دے مارے تھے یہ زور دار طمانچے کھانے کے بعد حورب درد و تکلیف کی شدت سے تلملا اور تکلیف کی شدت سے بلبلا اٹھا تھا اس نے از خود بیوسا کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔ اور بڑی حیرت بڑے تعجب اور بڑے خوفزدہ سے انداز میں وہ یوناف کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ یوناف نے ایک دم اپنا پینترا بدلا بائیں ہاتھ کے بجائے اس نے اپنا دایاں ہاتھ حورب کی گردن کے نیچے ڈالتے ہوئے اسے فضا میں معلق رکھا اور پھر اپنے بائیں ہاتھ کو حرکت میں لایا اور حورب کے چہرے کے دائیں طرف پوری قوت سے تین طمانچے دے مارے تھے۔ یہ طمانچے ایسے زور دار اور تیز تھے کہ حورب کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے پھر یوناف نے حورب کو فضا کے اندر اچھالا اور زمین پر پٹخ دیا۔

یوناف کی یہ کارگزاری دیکھتے ہوئے بیوسا کی آنکھوں میں پرسکون چمک اور اس کے چہرے پر گہری طمانیت بکھر گئی تھی پھر وہ زمین پر گرے حورب نام کے اس جوان کے پاس آئی تلخی اور غصے میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی اے جوان تو نے دیکھا میرے شوہر نے تیری کیا حالت تیرا کیا حلیہ بنایا میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ میرا شوہر اور میرا مالک ایسا ہے جو اپنے دشمنوں اور اپنے ساتھ عداوت رکھنے والے کے اندر آندھی اور طوفان بن کر اٹھتا ہے سو تو دیکھتا ہے کہ میرے شوہر نے تیری کیا حالت بنائی ہے اگر تو نے آئندہ بھی ایسی حرکت کرنے کی کوشش کی پھر تیری حالت اس سے بھی بدتر ہو گی بیوسا کہتے کہتے رک گئی تھی کیونکہ نینوا سے ایک سپاہی بھاگتا ہوا یوناف کے پاس آیا اور اسے

مخاطب کر کے کہنے لگا آپ فوراً یہاں سے چلے جائیں یہ جس جوان کو آپ نے مارا ہے اس کا نام حورب ہے اور یہ حمات کے جی قبائل کے سردار کا بیٹا ہے ان قبائل پر مشتمل ایک بیس ہزار کا لشکر حال ہی میں ہمارے بادشاہ سنافریب کے لشکر میں شامل ہوا ہے اور اس لشکر کی مدد سے سنافریب اپنے دشمنوں کے خلاف حرکت میں آنا چاہتا ہے اس حورب کی عزت اور اس کا مقام بادشاہ کے ہاں بڑا ارفع اور اعلیٰ ہے لہٰذا میں آپکو مشورہ دوں گا کہ آپ فوراً اپنی رہائش گاہ کی طرف چلے جائیں چونکہ اس حورب کے دوسرے قبائلی ساتھی بھی اس وقت بازار میں گھوم پھر رہے ہیں اگر انہوں نے یہ دیکھ لیا کہ آپ نے حورب کی یہ درگت بنائی ہے تو بازار کے اندر ہی نہیں بلکہ پورے نینوا شہر میں بھی ایک طوفان اٹھ کھڑا ہو گا لہٰذا میں نیک نیتی کے ساتھ آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ آپ اپنی بیوی کے ساتھ اپنی رہائش گاہ کی طرف چلے جائیں۔

یوناف نے شاید اس سپاہی کی اس تجویز کو پسند کیا تھا لہٰذا وہ بیوسا کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے چلا گیا تھا حورب نام کا وہ جوان اٹھ کر بیٹھ گیا اور اپنے چہرے پر لگی ہوئی چوٹوں کو وہ سہلانے لگا تھا اتنی دیر تک اس کے بہت سے ساتھی اور قبائلی بھی اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس سے اس کی اس حالت کی وجہ پوچھنے لگے اس پر حورب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور وہاں جمع ہونے والے اپنے قبائلی ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو میرے ساتھیو اس بازار میں تھوڑی دیر پہلے میں نے ایسی لڑکی دیکھی جو حسین چہروں کے جنگل میں اطلس و دیبا کے لباس کی سرسراہٹ جیسی حسین اور پرکشش ہے اس کی تیکھی نظریں اس کے خم دار ابرو اسکے حسن کو چار چاند لگاتے ہیں وہ ایک ایسا خوش نوا پرندہ ہے جسے صیاد کا شکوہ نہ ہو وہ ایسا حسین پھول ہے جسے گل چیں سے بھی کوئی گلہ نہ ہو اس کی آواز رمز خواں بلبل جیسی ہے اس کے چہرے کی چمک بکھرے ہوئے شیشوں کی طرح ہے وہ آرزوئے تشنہ لب اور صبح وصال کی طرح ذہنوں کے اندر سما جانے والی ہے اس کے بدن کی خوشبو اس کے نرم سرخ لبوں کی ہنسی جو کلیوں کی سرسراہٹ ہے میرے ذہن میں گھر کر گئی ہے اے دوستو اب وہ لڑکی میرے ذہن میں میرے تخیل میں میری تمنا میں میری امیدوں میں اور میری خواہشوں میں سما گئی ہے اور میں محسوس کرتا ہوں میں اس کے بغیر ادھورا اور ناکام ہوں لہٰذا میں نے اسے حاصل کرنے کا مصمم اور پکا ارادہ کر لیا ہے۔

اس پر حورب کے ان قبائلی ساتھیوں میں سے ایک نے بولتے ہوئے کہا اے ہمارے سردار کے بیٹے اگر تو نے نینوا شہر میں اپنے لئے کسی لڑکی کو پسند کر ہی لیا ہے تو بتاؤ وہ لڑکی کون ہے اس وقت کہاں ہے تاکہ ہم اسے حاصل کر کے تمہارے پاس لے کر آئیں اس پر حورب مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ تھوڑی دیر پہلے اسی بازار میں گھومتے ہوئے سودا سلف خرید رہی تھی۔ میں نے اسے کچھ ایسا پسند کیا اس کی خوبصورتی اس کی جسمانی ساخت سے اور حسن اور کشش پر ایسا فریفتہ ہوا کہ میں

نے آگے بڑھ کر اس کا بازو پکڑ لیا وہ دیر تک اپنا بازو مجھ سے چھڑاتی رہی لیکن ناکام رہی ساتھ ہی مجھے اپنے شوہر سے دھمکاتی بھی رہی اس دوران اچانک اس کا شوہر یہاں آن دھمکا اور دیکھو میرے ساتھیو وہ ایسا طاقت ور اور زور دار انسان ہے کہ ایک ہی ہاتھ میں اس نے مجھے اٹھا کر ہوا میں معلق کر دیا پھر میرے چہرے کے دائیں بائیں خوب زور دار طمانچے لگائے جن کے نشان تم میرے چہرے پر اب بھی دیکھ سکتے ہو پھر اس نے مجھے اٹھا کر یہاں پٹخ دیا اور اس بیوی کو جس پر میں فریفتہ ہوا تھا یہاں سے لے کر چلا گیا وہ جو سامنے نینوا کا سپاہی کھڑا ہے وہ اس لڑکی اور جوان کو جانتا ہے چونکہ جب اس نے مجھے زمین پر گرا دیا تو یہ سپاہی اس کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا لہٰذا آؤ اس سپاہی کو لے کر نینوا کے بادشاہ سنافریب کی طرف جاتے ہیں اور اسے کہتے ہیں کہ وہ اس لڑکی کو حاصل کرنے میں ہماری مدد کرے حورب کے ساتھی قبائلیوں نے حورب کی گفتگو سے اتفاق کیا تھا چنانچہ وہ اس سپاہی کو لے کر نینوا کے بادشاہ سنافریب کے محل کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد حورب اپنے ساتھیوں اور نینوا کے اس سپاہی کو باہر کھڑا کرنے کے بعد سنافریب کے ذاتی کمرے میں داخل ہوا سنافریب اسے دیکھ کر خوش ہوا پھر اس نے اس کے ساتھ پرجوش مصافحہ کیا پھر اس نے اپنے سامنے ایک نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے بیٹھنے کو کہا اور خود بھی اپنی جگہ پر بیٹھتے ہوئے اس نے پوچھا۔ آج تم کس غرض اور کس کام کے تحت میری طرف آئے ہو۔ اس پر حورب اس نشست پر بیٹھتے ہوئے کہنے لگا آج میں نینوا کے بازار میں گھوم رہا تھا وہاں میں نے ایک لڑکی دیکھی وہ لڑکی مسکراہٹ کے نغموں جیسی پرکشش تھی اس کا حسن رنگوں کے پیرہن' خوشبو کی تتلیوں' رگوں میں مچلتے خون اور آفاق کی گنگناہٹوں جیسا تھا ایسا لگتا تھا وہ لڑکی کائنات دل کی دھڑکنوں کو حسین کرنے کے لئے بنائی گئی ہو اے بادشاہ وہ لڑکی تنہا چاند کی طرح قدم قدم حسین فردوس کھڑی کر دینے والی خوبصورت لگتی ہے اسے دیکھنے کے بعد میں نے ایسا محسوس کیا ہے گویا رنگ گل کے حریر سے اس کے جسم کو اور بوئے گل کی کتان سے اس کے بدن کو بنایا گیا ہو اس کے لب طلوع صبح کی سرخی اور پھیلتی شفق کے رنگوں جیسے خوبصورت تھے اور اس کا رخ تکبر کے رخساروں کے رنگوں اور دلتی ساغر کی جبیں جیسا تھا مجموعی طور پر اے بادشاہ وہ لڑکی گلوں کے ہجوم میں اپنی انفرادیت قائم رکھنے والی شخصیت رکھتی ہے اے بادشاہ اس لڑکی کو میں پسند کر چکا ہوں اور آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں تاکہ اس لڑکی کے حصول میں آپ میری مدد کریں۔

حورب جب خاموش ہوا تو سنافریب نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا حورب وہ کون سی ایسی لڑکی ہے جسے تم نے نینوا میں دیکھا ہے اور دیکھنے کے بعد تم اس کی تعریف میں اس قدر جنوں خیز الفاظ استعمال کرنے لگے ہو تم اس لڑکی کا نام اور پتہ بتاؤ وہ لڑکی کوئی

بھی ہو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر تم اس لڑکی کو پسند کر چکے ہو تو وہ لڑکی تمہارے حوالے کر دی جائے گی اس پر حورب خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا اے بادشاہ میں یہ تو نہیں جانتا وہ لڑکی کون ہے ہاں اس موقع پر وہاں نینوا کا ایک سپاہی کھڑا تھا وہ اس لڑکی کو جانتا ہے اس پر سنا قریب نے بولتے ہوئے کہا اگر ایسا ہے تو اس سپاہی کو تلاش کرو تاکہ اس لڑکی کو وہ میرے پاس بلا کر لائے حورب نے اور زیادہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا میں اس سپاہی کو اپنے ساتھ ہی لے کر آیا ہوں میں باہر جا کر اس سے کہتا ہوں کہ وہ لڑکی کو بلا کر لائے سنا قریب نے حورب کی اس بات سے اتفاق کیا پھر حورب باہر آیا اور دروازے سے باہر کھڑے نینوا کے سپاہی کو مخاطب کر کے اس نے کہا تمہارے بادشاہ سنا قریب نے تمہیں حکم دیا ہے کہ وہ لڑکی جسے میں نے بازار میں پسند کیا تھا اور جس کے شوہر نے مجھ پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے مجھے مارا تھا اسے بادشاہ کے پاس بلا کر لاؤ وہ سپاہی بے چارہ یہ حکم پا کر فوراً وہاں سے چلا گیا تھا۔ جبکہ حورب پھر اندر جا کر سنا قریب کے پاس بیٹھ گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد یوناف اور بیوسا دونوں سنا قریب کے کمرے میں داخل ہوئے انہیں دیکھتے ہوئے سنا قریب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا بڑی عزت بڑے احترام کے ساتھ اس نے یوناف کے ساتھ مصافحہ کیا پھر ان دونوں کو اپنے دائیں پہلو میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ سنا قریب مزید یوناف اور بیوسا سے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس کے پاس بیٹھا ہوا حورب بول اٹھا اور سنا قریب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے آشوریوں کے عظیم بادشاہ یہی وہ لڑکی ہے جسے میں پسند کر چکا ہوں اور عزم کر چکا ہوں کہ حالات چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہوں میں اس لڑکی کو ضرور حاصل کر کے رہوں گا۔ حورب کی یہ گفتگو سن کر ناپسندیدگی نفرت اور نفرت کے آثار سنا قریب کے چہرے پر نمودار ہوئے تھے تاہم جلد ہی اس نے اپنے ان جذبات پر قابو پا لیا ہلکی ہلکی مسکراہٹ اس نے فوراً اپنے چہرے پر بکھیر لی حورب کو بڑی شفقت بڑے پیار سے مخاطب کر کے کہنے لگا اے حورب جس لڑکی کو تم پسند کر چکے ہو وہ یہی ہے تو تھوڑی دیر کے لئے باہر چلے جاؤ تاکہ میں تنہائی میں اس سے گفتگو کر سکوں اس کے بعد میں تمہیں اس کے ساتھ اپنی گفتگو کے نتیجے سے آگاہ کروں گا۔

حورب جب سنا قریب کے کمرے سے باہر نکلا تو وہاں کھڑے ہوئے اس کے قبائلی ساتھیوں میں سے ایک نے پوچھا کیا وہی لڑکی ہے جو ابھی بادشاہ کے کمرے میں داخل ہوئی ہے اور جسے تم پسند کر چکے ہو اس پر حورب نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اور وہ ساتھی خوشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ اے حورب تم نے واقعی اپنے لئے مناسب لڑکی کو پسند کیا ہے یہ لڑکی واقعی ہی بادہ گلنار کے شوخ رنگ، موج طوفان اور جوش بہاراں اور رنگوں کے اسرار جیسی ہے اسکی بکھری عنبریں زلفیں سیمیں رتوں کا رقص لگتی ہیں اور روح و دل کے اندر گل کاری سرمستی اور سرشاری

برپا کر کے رکھ دینے والی ہیں۔ اب دیکھتے ہیں کہ سنا قریب اس سے ملاقات کرنے کے بعد کیا فیصلہ کرتا ہے اس پر حورب نے اس سپاہی کو مخاطب کر کے کہا۔ اس سنا قریب نے کیا فیصلہ کرنا ہے فیصلہ تو ہم خود کریں گے میں اس لڑکی کو پسند کر چکا ہوں لہٰذا یہ لڑکی میری ملکیت ہے اور میں اسے حاصل کر کے رہوں گا سنا قریب نے ان کے خلاف فیصلہ دیا تب بھی میں اس لڑکی کو حاصل کر کے رہوں گا۔ حورب کے ساتھیوں نے بھی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ خاموش کھڑے ہو کر انتظار کرنے لگے تھے۔

حورب کے باہر نکلنے کے بعد سنا قریب نے بڑے پیار بڑی شفقت میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا سنو یوناف میرے عزیز میرے رفیق تم نے حورب کی بات سنی یہ جوان حمات شہر کے بہت سے قبیلوں کے سردار کا بیٹا ہے حال ہی میں اپنے ہزاروں جنگجو جوانوں کے ساتھ میرے لشکر میں شامل ہوا ہے پر سنو میں ایسے لوگوں ایسے قبیلوں کی طاقت کی پرواہ کئے بغیر تمہارا ساتھ دوں گا اس لئے کہ جو قدر و منزلت تمہاری میری نگاہوں میں ہے وہ ایسے قبائلی سرداروں کے بیٹوں کی نہیں ہو سکتی تم نے نہ صرف میرے باپ بلکہ ہمارے آباؤ اجداد کی بھی بڑی نیک نیتی کے ساتھ مدد کی ہے لہٰذا جو بھروسہ جو اعتبار تم پر کر سکتا ہوں ان قبائلیوں پر نہیں کر سکتا۔ سنو یہ حورب چونکہ بیوسا کو پسند کر چکا ہے لہٰذا میں نہیں چاہتا کہ فی الفور حورب اور اسکے ساتھیوں کے خلاف حرکت میں آ جاؤں بلکہ کسی طریقے سے ان سے جان چھڑانے کی کوشش کروں گا چند دن تک میں اپنے لشکر کے ساتھ اپنی مہموں پر روانہ ہوں گا اور حورب اور اسکے ساتھیوں کو بھی اپنے لشکر میں ساتھ لیتا جاؤں گا پہلے میرا خیال تھا کہ تمہیں بھی اپنے باپ کی طرح اپنے لشکر میں شامل رکھوں گا لیکن حالات اب مجھے بدلتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔

سنو یوناف اب نینوا میں اس حورب نے جو نیا معاملہ بیوسا کی صورت میں کھڑا کر دیا ہے تو میں اپنے ارادوں میں تبدیلی کرنے پر مجبور ہو گیا ہوں اب میں تمہیں اپنے ساتھ اپنے لشکر میں نہیں رکھوں گا بلکہ تمہیں یہاں نینوا شہر میں ہی چھوڑ جاؤں گا جب میں اپنی مہموں پر روانہ ہوں گا تو اپنے بیٹے اسارہدون کو اپنی جگہ اپنا قائم مقام مقرر کر جاؤں گا تم نینوا میں رہ کر حکومت کا کام چلانے میں اسارہدون کی مدد کرنا اور مجھے امید ہے کہ اگر میری غیر موجودگی میں ہماری مملکت میں کوئی خطرہ بھی ہوا تو تم اسارہدون کے ساتھ مل کر اس خطرے کو ٹالنے اور ختم کرنے کا کام کر سکتے ہو۔ اس دوران میں حورب کو سمجھاتا رہوں گا کہ وہ بیوسا کے سلسلے میں صبر سے کام لے اور اس سلسلے میں ہٹ دھرمی اور جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرے اسے میں یہ بھی یقین دلانے کی کوشش کروں گا کہ میں آہستہ آہستہ اندر ہی اندر بیوسا کو تمہاری طرف مائل کرنے کی کوشش کروں گا اور میں اس مقصد کو حاصل

کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا پھر میں اپنے تعلق اور اپنے رویئے کا رخ یکسر بدل کر رکھ دوں گا اس موقع پر اگر حورب نے پھر یہ سلسلہ اٹھانے کی کوشش کی اور اس معاملہ میں ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا یا بیوسا کے معاملہ میں تم سے الجھنے کی کوشش کی تو اس حورب کو میں اس کے سر کے بالوں سے پکڑ کر اسے نینوا کے کسی چوراہے پر لا کھڑا کروں گا۔ سب لوگوں کے سامنے اس کی گردن کاٹ کر رکھ دوں گا اور اگر اس کے لوگوں نے حورب کے حق میں فیصلہ کرتے ہوئے بغاوت یا سرکشی کی کوشش کی تو ان کی حالت بھی میں حورب جیسی بنا کر رکھ دوں گا اور ایسی سزا دوں گا کہ آئندہ کے لئے کسی بھی قبائلی سردار یا دوسرے شخص کو نینوا کے بادشاہ کے سامنے سر اٹھانے کی جرات نہ ہو۔ وقتی طور پر میں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تم حورب اور اس کے ساتھیوں سے مجھے زیادہ عزیز ہو میں تمہیں اپنے بیٹے اساریدون کی طرح پسند کرتا ہوں اور یہ تمہاری بیوی بیوسا میری بیٹی کی جگہ ہے۔

میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم دونوں مافوق الفطرت قوتوں کے مالک ہو اور میرا باپ مجھے یہ بھی بتا چکے ہیں کہ تم ان گنت خرق عادت قوتوں کا مظاہرہ کرنے کا فن بھی جانتے ہو۔ میں خوش ہوں کہ جس وقت اس حورب نے بھرے بازار میں بیوسا کا ہاتھ پکڑا تو یہ بیوسا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر اس کی تباہی اور موت کا باعث نہیں بن گئی میں تمہارے اس صبر و شکر پر تم دونوں کا شکر گزار ہوں۔

یہاں تک کہنے کے بعد سنا قریب تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر دوبارہ بولتے ہوئے کہنے لگا سنو یوناف۔ تم دونوں اب اپنی جگہ سے اٹھو اور یہ سامنے والا پردہ اٹھا کر ساتھ والے کمرے میں جا کر بیٹھ جاؤ میں اب حورب سے اس سلسلے میں گفتگو کرتا ہوں اور اسے فارغ کرنے کے بعد پھر تم دونوں کو بلاؤں گا اور اس کے ساتھ ہونے والی گفتگو سے تمہیں آگاہ کروں گا سنا قریب کے اس اشارے پر یوناف اور بیوسا دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور سامنے والا پردہ ہٹا کر کمرے میں بیٹھ گئے تھے۔ ان دونوں کے جانے کے بعد سنا قریب نے تالی بجائی جس کے جواب میں ایک جوان کمرے میں داخل ہوا سنا قریب نے فوراً اپنے محافظ کو مخاطب کر کے کہا تم حورب کو میرے پاس بھیج دو اس پر وہ سپاہی فوراً باہر نکل گیا اور حورب اندر داخل ہوا سنا قریب نے ہاتھ کے اشارے سے حورب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور جب حورب وہاں بیٹھ گیا تو سنا قریب نے اسے مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو حورب میں نے یوناف سے اس کی بیوی بیوسا سے تمہاری پسندیدگی اور چاہت کی بات کی ہے گفتگو کا آغاز کرنے سے پہلے میں تم پر یہ واضح کر دوں کہ یوناف کوئی عام سا جوان نہیں ہے

جیسے ہر کوئی اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر دے یہ غیر معمولی انسان اور بے پناہ قوتوں کا مالک ہے ہم لوگ تو ایک ہاتھ میں تلوار ایک میں ساغر ایک آنکھ میں نیکی کا فروغ اور ایک آنکھ میں بدی کی اشتہا لے کر اپنے کام کی ادائیگی کرتے ہیں یہ کہ یوناف کفن فروش اور گورکن قسم کا انسان ہے یہ اپنے دشمنوں سے نشاط کی ساری خوشی چھین کر ان پر جنون کا داد طاری کر دینے والا ہے اپنے دشمن کی یہ ساری پاکی داماں کو چاک گریبانی میں تبدیل کر کے اسے حقیر چیزوں کی طرح اور حیات کائنات کے کم تر ذروں کی طرح مسل دینے والا جوان ہے جب یہ کسی کے سامنے مقابلہ کرنے آتا ہے تو نہ اس میں لکنت ہوتی ہے اور نہ ہی اسکی آنکھ میں نمی آتی ہے۔ بس یہ نعرہ وحشت بلند کرتے ہوئے اپنی نگاہ مرہم کے ساتھ تلوار بدست قاتل کی طرح اور پیاس کا صحرا بن کر اپنے دشمنوں پر لحہ بہ لحہ گزرتی رات اور قطرہ قطرہ گرتے آنسوؤں کی طرح وارد ہو جاتا ہے۔

سنو حورب ان حالات میں میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا کہ بے چینی اور بے تابی کے بجائے صبر و سکون سے کام لو جلد بازی نہ کرو میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ بیوسا کو اندر ہی اندر تمہاری طرف مائل کرنے کا کام میں سرانجام دیتا رہوں گا اور ایک ایسا دن ضرور آئے گا کہ وہ یوناف کو چھوڑ کر تمہاری طرف مائل ہو جائے گی۔ اور یہی دن تمہاری خوشی اور میری کامیابی کا دن ہو گا سنو حورب یہاں میں یہ بھی کہتا چلوں کہ اگر یوناف سے بیوسا کو زبردستی چھینا گیا تو پھر یہ ایک ایسا جوان ہے یہ نینوا شہر کے اندر ایک طوفان کھڑا کر سکتا ہے وہ بیوسا کو اپنا سایہ سمجھتا ہے۔ اور یہ خیال کرتا ہے کہ اس سائے کو جدا کرنے میں جلد بازی سے کام لیا گیا۔ تو یہ یوناف ایسا کرنے والے کی حالت زرد موسم کے خشک پتوں اور کھوئی کھوئی آنکھوں جیسا کر کے رکھ دوں گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد جب سنا قریب خاموش ہوا تو اس کی ساری گفتگو سننے کے بعد حورب کچھ دیر خاموش رہ کر سوچتا رہا پھر کہنے لگا میں آپ کی اس بات سے تو اتفاق کرتا ہوں کہ وہ ایک انتہائی طاقت ور اور غیر معمولی انسان ہے یہ واقعی ہی اپنے مقابل پر رسن و دار 'قید زندان' ایک زخم اور ایک جراحت کی طرح وارد ہوتا ہے کیونکہ نینوا کے بھرے بازار میں میرا اس سے پالا پڑ چکا ہے اس لئے کہ بیوسا کے حسن اسکی خوبصورتی اسی کی جسمانی ساخت سے متاثر ہو کر جب میں نے اس کا ہاتھ تھام لیا تو اس نازک اندام لڑکی نے اپنا ہاتھ مجھ سے چھڑانے کی بہتیری کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئی اسی دوران اس کا یہ شوہر وہاں پہنچ گیا تھوڑی دیر تک یہ مجھے سمجھانے بجھانے کی کوشش کرتا رہا اور جب میں نہ مانا تو یہ ایسا حرکت میں آیا کہ اس نے اپنا بایاں ہاتھ آگے بڑھا کر میری ٹھوڑی کے نیچے رکھا اور ایک جھٹکے کے ساتھ مجھے ہوا میں معلق کر دیا اس کے بعد اس نے دائیں بائیں زور دار طمانچے مارے کہ میں تھوڑی دیر کے لئے اپنے حواس ہی کھو بیٹھا تھا پھر مجھے ایک کھلونے کی

طرح زمین پر پٹخ دیا تب ہی میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ کوئی انتہائی غیر معمولی اور طاقت ور انسان ہے ورنہ میں اس کا سر قلم کر چکا ہوتا۔ میں آپ کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں اگر آپ بیوسا کو میری طرف مائل کرنے کا کام شروع کر دیں تو میں اس معاملے کو حاصل کرنے میں ضرور صبر و شکر سے کام لوں گا۔ اس کے ساتھ ہی حورب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور سنافریب کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اب میں جاتا ہوں اور اپنے مقصد کی تکمیل تک انتظار کروں گا سنافریب نے بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر حورب کے ساتھ مصافحہ کیا پھر حورب وہاں سے نکل گیا تھا۔

حورب کے جانے کے بعد سنافریب نے آواز دے کر یوناف اور بیوسا کو اپنے پاس بلایا اور جب یوناف اور بیوسا دوسرے کمرے سے نکل کر آئے تو سنافریب نے ان دونوں کو مخاطب کر کے کہا تم دونوں نے حورب کے ساتھ میری گفتگو کو سن ہی لیا ہو گا جواب میں یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا ہاں میں آپ کی اور حورب کی گفتگو سن چکا ہوں اور میں آپ پر یہ بھی واضح کر دوں کہ اگر اس حورب نے اپنی حدود سے نکلنے کی کوشش کی تو نہ صرف میں اسے بلکہ اس کے ساتھ آنے والے سارے قبائلی نوجوانوں کا قتل عام کر کے رکھ دوں گا پھر آپ بعد میں نہ کہیئے گا کہ یہ کام میں نے آپ کے ساتھ صلاح و مشورے سے نہیں کیا یوناف کی اس گفتگو پر سنافریب اٹھا اور یوناف کے شانے پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تم میرے بیٹوں کی طرح اور یہ بیوسا میری بیٹی کی جگہ ہے تم مطمئن ہو کر دریائے فرات کے کنارے اپنے اس محل میں رہو کسی کی مجال نہیں کہ تم دونوں پر کوئی غلط نگاہ ڈالے ہاں میں اس بات کو بھی تسلیم کرتا ہوں کہ تم دونوں اس حورب اور اسکے قبائلیوں سے نبٹنے کی طاقت رکھتے ہو پر اس کی ضرورت پیش نہیں آئے گی تم دونوں جاؤ اور اپنی جگہ پر سکون رہو سنافریب کی اس گفتگو پر یوناف اور بیوسا دونوں کے چہروں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر وہ ایک دوسرے کو اشارہ کرتے ہوئے وہاں سے نکل گئے تھے۔

اپنے ساتھیوں کے ساتھ حورب سنافریب کے محل سے نکل کر تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اس کے ایک ساتھی نے اسے مخاطب کر کے پوچھا اے ہمارے سردار کے بیٹے یہ آشوریوں کے بادشاہ سنافریب نے اس لڑکی کے بارے میں تم سے کیا گفتگو کی ہے جسے تم پسند کر چکے ہو۔ اس سوال پر حورب کے چہرے پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور وہ کہنے لگا۔ اس سنافریب کی باتوں سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ وہ یوناف اور بیوسا سے خوفزدہ ہے اور اس کے خوف اور خدشے کی وجہ مجھے یہی نظر آتی ہے کہ وہ اس یوناف کی طاقت اور قوت سے لرزاں ہے میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ یہ شخص انتہائی قسم کا طاقت ور، دلیر اور جرات مند ہے اس نے اپنے صرف بائیں ہاتھ کے جھٹکے کے ساتھ مجھے فضا میں معلق کر دیا تھا لہٰذا میں اس کی طاقت اور قوت کا اندازہ کر چکا ہوں سنو میرے ساتھیو چند دن تک شاید سنافریب اپنے لشکر کے ساتھ اپنی ہمسایہ مملکتوں پر حملے کرے مجھے بھی وہ اپنے لشکر میں اپنے ساتھ رکھے گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد حورب تھوڑی دیر کیلئے رکا پھر جس جوان نے اس سے بیوسا سے متعلق پوچھا تھا اس جوان سے وہ مخاطب کر کے کہنے لگا سنو میرے ساتھی چند دن تک شاید میں سنافریب کے ساتھ اس کی جنگی مہموں پر نکل جاؤں میں تمہارے ساتھ اپنے کچھ ساتھی نینوا شہر میں چھوڑ جاؤں گا اگر سنافریب نے لشکر میں یوناف کو بھی اپنے ساتھ رکھا تو جنگ کے دوران میں اس یوناف کا خاتمہ کر کے بیوسا پر قبضہ کر لوں گا اور مجھے علم ہے کہ جنگ میں یہ دونوں میاں بیوی اکٹھے ہی رہتے ہیں اور اگر سنافریب نے اسے اپنے لشکر کے ساتھ شامل نہ کیا تو ظاہر ہے کہ وہ پیچھے نینوا شہر کے محل میں بیوسا کے ساتھ رہے گا جب لشکر یہاں سے کوچ کر جائے تو تم میری غیر موجودگی میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ رات کے وقت کسی مناسب موقع پر یوناف پر حملہ آور ہونا اور اسے قتل کر دینا اور تم جانتے ہو کہ اس یوناف کے قتل ہو جانے کے بعد بیوسا کو مجھ سے کوئی چھین نہ سکے گا۔ حورب کے ساتھی نے اس کی اس تجویز سے اتفاق کیا اس نے حورب کے لئے یوناف کو قتل کرنے کی حامی بھر دی اس کے بعد وہ خاموشی سے لشکر گاہ کی طرف جا رہے تھے۔

سنافریب کی پہلی مہم کچھ اس طرح شروع ہوئی کہ اس کے باپ سارگون کے دور میں کلدانیوں کے بادشاہ مردک بلدان کو شکست ہوئی تھی اور مردک بلدان کہیں روپوش ہو گیا تھا اور کسی کو اس کا پتہ نہ چلا تھا اس کی غیر موجودگی میں سارگون نے بابل پر اپنی پسند کا حکمران مسلط کر دیا تھا اور اس پر سالانہ خراج کی رقم مقرر کر دی تھی لیکن سارگون نے کچھ ہی عرصہ بعد بابل کا سابقہ بادشاہ مردک بلدان اچانک روپوشی سے نمودار ہوا۔ سارگون نے جس شخص کو بابل میں کلدانی سلطنت کا بادشاہ مقرر کیا تھا مردک بلدان نے اس کو قتل کر دیا اور ایک بار پھر بابل میں کلدانی سلطنت کا بادشاہ بن بیٹھا دن رات محنت کر کے اس نے اپنا ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اس کے بعد اس نے ہمسایہ ممالک کی طرف بھی وفود بھیجے سب سے پہلے اس نے مصر کے حکمرانوں کو اپنے ساتھ ملایا اس کے بعد عیلامی بادشاہ ستروک نخندی کو اپنی حمایت پر آمادہ کیا اور پھر بعد میں اس نے دمشق کی آرامی سلطنت کے علاوہ اپنی سلطنت کے کناروں پر پھیلے ہوئے آزاد کلدانی قبائل کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تھا بعد میں اس مردک بلدان نے اپنے قاصد یہودیہ کے اسرائیلی بادشاہ حزقیاہ کی طرف روانہ کئے اسے آشوریوں کے خطرے سے ڈرایا دھمکایا اور اسے بھی اپنے ساتھ ملانے پر کامیاب ہو گیا تھا جبکہ مصر کی طرف سے اسے خاطر خواہ مدد حاصل ہوئی تھی اس طرح یہ مردک بلدان اپنے مقصد میں کامیاب ہوا اور ان ساری اقوام پر مشتمل ایک متحدہ لشکر اس نے تیار کیا تاکہ آشوریوں کے خلاف

لشکر کشی کی جائے اور انہیں دنیا سے نیست و نابود کر کے رکھ دیا جائے تاکہ آئندہ ان ممالک کیلئے کوئی خطرہ نہ اٹھ کھڑا ہو۔

آشوریوں کے بادشاہ سنافریب کو جب اپنے خلاف مردک بلدان کی سرکشی اور اس متحدہ لشکر کی پیش قدمی کی خبر ملی تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور جنوب کی طرف اس نے بڑی تیزی سے یلغار کی کھلے میدانوں کے اندر آشوریوں کے ساتھ مردک بلدان، سترک تنخندی آرامی کلدانی اور اسرائیلی سلطنت یہودیہ کے متحدہ لشکر کا سامنا ہوا اس متحدہ لشکر کی طرف سے بہتیری کوشش ہوئی کہ آشوریوں پر چاروں طرف سے تیز حملے کر کے انہیں میدان جنگ میں نیست و نابود کر کے رکھ دیں انہیں اس مقصد میں مکمل طور پر ناکامی ہوئی آشوری اس متحدہ لشکر کے خلاف رنگوں کے اسرار اور فریب وعدہ کے زہر کی طرح حرکت میں آئے کھلے میدانوں کے اندر آشوریوں نے ایک طوفان اور منہ زور آندھی کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے اس متحدہ لشکر کے پاؤں اکھاڑ کر رکھ دیئے دور دور تک انہوں نے اس لشکر کا تعاقب کیا اور اس متحدہ لشکر کے اکثر سپاہیوں کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا اس طرح اس متحدہ لشکر کے بہت کم لشکری میدان جنگ سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو سکے تھے۔ آشوریوں کے مقابلے میں مردک بلدان ستروک تنخندی آرامیوں کلدانیوں اور اسرائیلیوں کی یہ سازش ناکام ہوئی تھی اور آشوریوں نے ان سب کو بھیڑ بکریوں کے غلوں کی طرح اپنے سامنے ہانک کر رکھ دیا تھا ان سب کا تعاقب کرتے ہوئے سنافریب اپنے لشکر کے ساتھ عیلامی سلطنت میں گھس گیا چونکہ ماضی میں عیلامیوں کے بادشاہ ستروک تنخندی نے دھوکہ دہی سے کام لے کر سنافریب کے باپ سارگون کو میدان جنگ میں پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تھا سنافریب نے اس پسپائی کا بدلہ لینے کا ارادہ اور عزم کر لیا تھا۔

بابل اور کلدانی سلطنت کے دیگر بڑے بڑے شہروں کو نظر انداز کرتے ہوئے سنافریب ستروک تنخندی کا تعاقب کرتے ہوئے عیلامیوں کی سلطنت میں داخل ہو گیا تھا اس نے ایک طرح سے ستروک کے تمام لشکر کا خاتمہ کر دیا اور ستروک بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر اپنے مرکزی شہر شوش چلا گیا جبکہ سنافریب نے اس کی سلطنت میں پھیل کر اس کے مرکزی شہر کو چھوڑ کر تقریباً سارے ہی بڑے بڑے شہروں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ان سارے شہروں کی لوٹ مار کر کے وہ اس کی سلطنت سے نکل گیا تھا۔ اس طرح ستروک تنخندی نے ماضی میں سارگون کو جو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تھا سنافریب نے اپنے باپ کی پسپائی کا عیلامیوں سے خوب انتقام لیا۔

عیلامیوں کے بادشاہ ستروک تنخندی کو سزا دینے کے بعد سنافریب اب کلدانیوں کے بادشاہ

مردک بلدان کی طرف متوجہ ہوا۔ مردک بلدان کو جب خبر ہوئی کہ سنافریب بڑی تیزی سے اس کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے تو وہ بابل سے نکل کر اپنی جان بچانے کے لئے بھاگا۔ سنافریب نے بھی اس کا تعاقب کیا پر مردک بلدان بیت یقین کے دلدلی علاقے میں کہیں روپوش ہو گیا تھا ان دلدلوں میں سنافریب نے اسے بہت تلاش کیا لیکن ناکام رہا بالآخر اس کی تلاش ترک کر کے سنافریب لوٹا بابل پر اس نے اپنی پسند کا حکمران مقرر کر دیا اور اس طرح سنافریب کی پہلی مہم اس کی کامیابی اور کامرانی پر ختم ہوئی۔

اپنی دوسری مہم کے سلسلے میں سنافریب کوہستان زاگروس اور اس کے پار دشت الیپ میں بسنے والی کاسی قوم کی طرف متوجہ ہوا یہ قوم چند انتہائی سرکش اور خونخوار قبائل پر مشتمل تھی اور دشت الیپ کے اندر ہی ان کا مرکزی شہر تھا ماضی میں بھی یہ کاسی قوم نہ صرف یہ کہ آشوریوں کے لئے مختلف مصائب کھڑی کرتی رہی تھی بلکہ کبھی بھی آشوریوں سے فرمانبرداری کا اظہار نہیں کیا تھا بلکہ یہ کاسی کوہستان زاگروس اور دشت الیپ سے نکل کر آشوریوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے لوٹ مار کا بازار گرم کرتے رہتے تھے۔ اور آشوریوں کے سرحدی قصبوں کو یہ اکثر آتش و آہن کی نظر کر دیا کرتے تھے۔ لہٰذا سنافریب نے اپنی دوسری مہم اس کاسی قوم کے خلاف شروع کی۔

اپنے لشکر کے ساتھ سب سے پہلے سنافریب کوہستان زاگروس میں داخل ہوا کھلی وادیوں کے اندر کاسی قوم نے آشوریوں کا مقابلہ کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن آشوریوں نے کاسی قوم کے لشکر کو ذلت آمیز شکست دیتے ہوئے اپنے سامنے سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ جبل زاگروس کے اس پر سنافریب دشت الیپ میں داخل ہوا کاسیوں نے ایک بار پھر متحدہ ہو کر دشت الیپ میں سنافریب اور اس کے لشکر کا مقابلہ کرنا چاہا ایک بہت بڑا لشکر تیار کر کے وہ آشوریوں کے خلاف آئے پر صحرا کے اندر ایک ہولناک اور خونریز جنگ کے بعد سنافریب نے ایک بار پھر کاسیوں کو بدترین شکست دی اور انہیں اپنے سامنے صحرا کے اندر فرار ہونے پر مجبور کر دیا اس طرح کاسی قوم کو سنافریب کے ہاتھوں یہ دوسری شکست ہوئی۔ اس کے بعد سنافریب نے بڑی تیزی سے کاسیوں کا تعاقب کیا اور یہ تعاقب ایسا تیز اور بروقت تھا کہ سنافریب اپنے آگے آگے بھاگتے ہوئے کاسیوں کے مرکزی شہر میں داخل ہوا شہر کے محافظوں کو اس نے قتل کر دیا اور شہر کو جی بھر کے لوٹا اور اس کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا اس کے بعد ان کی سلطنت کے جو دوسرے بڑے بڑے شہر تھے ان کو بھی اس نے لوٹ کر زمین کے برابر کر دیا تھا اس طرح آشوریوں کا بادشاہ سنافریب کاسیوں کے خلاف دوسری مہم میں بھی کامیاب رہا تھا۔ کاسیوں کو شکست دینے کے بعد سنافریب کو یہ اطلاع ملی کہ اسرائیل کی سلطنت یہودیہ کا بادشاہ حزقیاہ آشوریوں کے خلاف حرکت میں آنے کے لئے بے پناہ تیاریوں میں

مصروف ہے اور مصر کے علاوہ ایتھوپیا کے بادشاہ کو بھی اس نے اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔

ایسے حالات میں سنافریب نے فلسطین کا رخ کر لیا تھا اسرائیلی بادشاہ حزقیاہ کو جب یہ خبر ملیں کہ سنافریب اب اس کی طرف بڑھنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس نے مصر اور ایتھوپیا کی مدد سے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اپنے مرکزی شہر کے علاوہ اس نے چھوٹے بڑے دیگر شہروں کی فصیلوں کو بھی مضبوط کر کے ناقابل تسخیر بنا دیا اس کے علاوہ جو شاہراہ اس کی سلطنت سے نکل کر شمال کی طرف جاتی تھی اس راستے میں جس قدر کنوئیں اور چشمے تھے وہ بھی اس نے بند کرا دیئے تاکہ فلسطین کی طرف بڑھتے ہوئے آشوریوں کو پانی نہ ملے اور وہ اسرائیلیوں سے جنگ کئے بغیر واپس جانے پر مجبور ہو جائیں۔

لیکن سنافریب کی خوش قسمتی اور یہودیہ کے بادشاہ حزقیاہ کی بد قسمتی کہ سنافریب نے اپنے لشکر کے ساتھ فلسطین کی طرف جانے کے لئے وہ راستہ اختیار نہ کیا تھا جس راستے کے چشمے اور کنوئیں حزقیاہ نے بند کرا دیئے تھے بلکہ اپنے لشکر کے ساتھ سنافریب نے سیدھا مغرب کی طرف رخ کیا اس کا ارادہ تھا کہ پہلے صیدون کے بادشاہ کو اپنے سامنے زیر کریگا اسے اپنا فرمانبردار بنانے کے بعد فلسطین کا رخ کرے گا۔ لہٰذا اپنے لشکر کے ساتھ سنافریب بڑی تیزی سے صیدون کی طرف بڑھا صیدون کے بادشاہ کو جب خبر ہوئی کہ آشوریوں کا بادشاہ اس کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے تو اس نے اپنے ہمسائیوں کے علاوہ مصر سے بھی آشوریوں کے خلاف مدد طلب کی کسی بھی سمت سے اسے بروقت مدد نہ ملی صیدون کا بادشاہ اپنے سارے قصبوں اور شہروں کو آشوریوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر اپنی جان بچانے کے لئے قبرص کی طرف بھاگ گیا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ سنافریب صیدون کی سلطنت میں داخل ہوا کسی شہر اور کسی قصبے میں اس کی راہ نہ روکی گئی اپنی مرضی سے سنافریب نے ہر شہر ہر قصبے کو لوٹ کر خوب مال و متاع جمع کیا صیدون شہر میں چند روز تک اس نے قیام کیا پھر اپنے لشکر کا ایک مختصر حصہ یروشلم کی طرف روانہ کیا تاکہ لشکر کا یہ حصہ یروشلم کا محاصرہ کر کے یہودیوں کو اپنے ساتھ جنگ میں مصروف رکھے لشکر کے بڑے حصے کے ساتھ بڑی برق رفتاری کے ساتھ سنافریب جنوب کی طرف بڑھا تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ مصر اور فلسطین کے سرحدی شہر لاخش پر جا کر قبضہ کر لے اور مصری لشکر فلسطینیوں کی مدد کے لئے آئے تو وہ مصری لشکر پر بھی ضرب لگا کر اسے بھاگ جانے پر مجبور کر دے تاکہ ان علاقوں کے اندر کوئی بھی قوت آشوری کے مقابل کھڑی ہونے کی طاقت نہ رکھے۔

طوفانی انداز میں پیش قدمی کرتے ہوئے سنافریب اپنے لشکر کے ساتھ فلسطین کے شہر لاخش آیا لاخش کے اندر جو محافظ لشکر تھا اس نے شہر کے اندر رہ کر آشوریوں کا مقابلہ کرنے کی ٹھانی نگران کا

کوششیں ناکام رہی سنافریب آندھی اور طوفان کی طرح لاخش پر حملہ آور ہوا اپنے پہلے ہی حملے میں اس نے شہر کی مضبوط دیوار کو توڑ دیا پھر اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہوا اور لاخش پر قبضہ کر لیا دوسری طرف جب مصریوں کو خبر ہوئی کہ آشوریوں نے مصری شہر لاخش پر قبضہ کر لیا ہے تو انہوں نے آشوریوں کی طرف بڑھتے ہوئے اپنی رفتار پہلے سے تیز کر لی تاکہ آشوری مزید جنوب کے علاقوں میں ان کی طرف پیش قدمی نہ کر پائیں۔

الناکو کے مقام پر آشوری عربوں اور مصریوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی گو آشوری شمال کی طرف سے دور دراز کا سفر کر کے مصری سرحد پر آئے تھے لیکن ان کا عزم اور ارادے مستحکم تھے الناکو کے مقام پر جب وہ مصریوں سے ٹکرائے تو مصریوں کا خیال تھا کہ ان کے پیچھے ان کے چھوٹے بڑے ان گنت شہر ہیں جن سے انہیں بوقت ضرورت رسد اور کمک کا سامان فراہم ہو سکتا ہے جبکہ آشوری اپنے مرکزی شہر نینوا سے بہت دور آ چکے ہیں لہٰذا انہیں رسد اور کمک مہیا نہیں ہو سکتی اس بنا پر مصری یہ اندازہ لگائے ہوئے تھے کہ وہ الناکو کے مقام پر آشوریوں کو شکست دے کر مار بھگائیں گے لیکن ان کی ساری امیدیں اور ان کے سارے اندازے آشوریوں نے دھوکے اور فریب میں بدل کر رکھ دیئے ایسی جراتمندی اور ایسی بے باکی کے ساتھ مصریوں پر حملہ آور ہوئے کہ مصری ان کے تیز حملوں کا مقابلہ نہ کر سکے لہٰذا الناکو کے مقام پر سنافریب نے مصریوں کو بد ترین شکست دی اور انہیں میدان جنگ سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا مصریوں کو شکست دینے کے بعد سنافریب نے الناکو کے میدانوں میں چند دن تک قیام کئے رکھا اس کے بعد اس نے آہستہ آہستہ یروشلم شہر کی طرف بڑھنا شروع کیا تھا۔

الناکو کے میدانوں سے نکل کر سنافریب اپنے لشکر کے ساتھ ابھی لاخش شہر کے پاس آیا تھا کہ اس کے لشکر کا وہ حصہ جسے اس نے یروشلم کا محاصرہ کرنے کے لئے بھیجا تھا واپس آ گیا اور لاخش شہر کے باہر اسے آن ملا اس لشکر کے ساتھ اسرائیل کی سلطنت یہودیہ کے کچھ قاصد بھی تھے جو اپنے ساتھ ان گنت خچروں پر سنافریب کے لئے تحائف سونا اور خراج لے کر حاضر ہوئے تھے اس بنی اسرائیلی قافلے کے اندر بے شمار بنی اسرائیلی خوبصورت لڑکیاں بھی تھیں جنہیں تحفے کے طور پر اسرائیلیوں کے بادشاہ نے سنافریب کی طرف روانہ کیا تھا اور ان لڑکیوں کے اندر خود اسرائیلیوں کے بادشاہ حزقیاہ کی حسین و جمیل بیٹی بھی تھی جسے خاص تحفے کے طور پر حزقیاہ نے سنافریب کی طرف روانہ کیا تھا اس کے علاوہ حزقیاہ کی طرف سے آنے والے یہ قاصد اپنے ساتھ بے شمار سونا بھی اٹھائے ہوئے تھے سونا حزقیاہ نے اپنے خزانوں کے علاوہ عبادت گاہوں اور اپنے شاہی محل کی دیواروں اور ستونوں پر جو سونا منڈھا ہوا تھا وہ اس نے اتار کر سنافریب کی طرف بھیج دیا تھا اس کے

علاوہ اس نے سنہری سکوں پر مشتمل خراج کے طور پر ایک رقم بھی سنافریب کی طرف روانہ کی تھی سنافریب نے یہ ساری رقم قبول کی۔ بنی اسرائیل کی طرف سے آنے والی ساری حسین و جمیل لڑکیوں کو اپنے لشکریوں میں تقسیم کیا اس کے بعد اپنی اس مہم کو بھی کامیاب بنانے کے بعد سنافریب نینوا کی طرف چلا گیا تھا۔

OO

آدھی رات کے قریب جبکہ یوناف اور بیوسا اپنے محل میں دریائے فرات کے کنارے گہری نیند سوئے ہوئے تھے کہ یوناف اچانک اپنی مسہری پر اٹھ کر بیٹھ گیا چونکہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا تھا اس کے یوں اچانک اٹھنے پر بیوسا بھی اٹھ کر بیٹھ گئی اور بڑی پریشانی اور بے چینی سے اس نے یوناف کا شانہ ہلاتے ہوئے پوچھا آپ یوں اٹھ کر کیوں بیٹھ گئے آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے پھر بیوسا پوچھتے پوچھتے خود ہی خاموش ہو گئی کہ وہ سمجھ گئی کہ ابلیکا یوناف کی گردن پر لمس دے کر یوناف سے کچھ کہنے والی ہے پھر چند ہی ثانیوں کے بعد ابلیکا نے یوناف کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو یوناف تم دونوں اپنی اس خوابگاہ سے نکل کر اپنے اس محل کی چھت پر چلے جاؤ اس وقت تم دونوں کو خطرہ ہے قبائلی سردار حورب جس نے بیوسا کو پسند کیا تھا وہ اپنے چند جوانوں کو نینوا شہر میں اس مقصد کے لئے چھوڑ دیا گیا تھا کہ اس کی غیر موجودگی میں اس کے وہ ساتھی تمہیں قتل کر دیں تاکہ تمہارے قتل کے بعد وہ بیوسا کو آسانی سے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں لہٰذا وہ جوان تمہیں قتل کرنے کے لئے دریائے فرات کے کنارے کنارے محل کی طرف بڑھ رہے ہیں اور ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے تم دونوں میاں بیوی محل کی چھت پر چلے جاؤ اور اپنے پاس کافی تیر رکھ لو اور ان پر تیراندازی کر کے انکا خاتمہ کر دو۔ اس طرح تمہارے خلاف بنائی جانے والی سازش خود ہی ناکام ہو جائے گی۔ ابلیکا نے جو کچھ یوناف سے کہا تھا وہ اس نے بیوسا کو بھی بتا دیا پھر وہ دونوں بڑی تیزی کے ساتھ حرکت میں آئے اور اپنی کمانیں اور تیر اٹھا کر محل کی چھت پر چلے گئے تھے۔

دونوں میاں بیوی محل کی چھت پر بنے ہوئے چھوٹے چھوٹے برجوں کی اوٹ میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگے تھے تھوڑی ہی دیر بعد دریائے فرات کے کنارے آٹھ دس جوان رات کی تاریکی میں نمودار ہوئے اور جب انہوں نے اندازہ لگایا کہ وہ سب ان کی تیروں کی زد میں آ گئے ہیں تو دونوں میاں بیوی نے کھسر پھسر کرنے کے بعد صلاح مشورہ کیا پھر ایک دم انہوں نے بڑی تیزی کے ساتھ ان پر تیروں کی برسات کر دی ان میں سے اکثر تیروں سے چھلنی ہو کر ڈھیر ہو گئے جبکہ ان میں سے کچھ نے بھاگ جانا چاہا لیکن یوناف اور بیوسا نے ان پر تیروں کی ایسی باڑھ ماری کہ وہ بھی دریائے فرات کے کنارے گر کر ختم ہو گئے تھے یوں محل کے اوپر گھات میں بیٹھنے کے بعد دونوں میاں بیوی نے ان سارے حملہ آوروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ یہ کام کرنے کے بعد یوناف نے اپنے پہلو میں بیٹھی ہوئی بیوسا کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو بیوسا یہ حورب ہمارے لئے تکلیف اور دکھ کا باعث بنتا جا رہا ہے میں نے اسے پہلی بار نینوا کے بازار میں اس کی اوباشی پر اسے معاف کرتے ہوئے مارا تھا مگر اب میں اس پر ایسی گرفت ایسا ہاتھ ڈالوں گا کہ اس کا خاتمہ ہی کر کے رہوں گا تاکہ آئندہ آنے والے دنوں میں یہ ہمارے لئے کسی قسم کا خطرہ بن کر نمودار نہ ہو۔ اس موقع پر بیوسا نے یوناف کا ہاتھ بڑے پیار سے اپنے دونوں ہاتھوں میں لیتے ہوئے شہد اور پیار میں ڈوبی ہوئی آواز میں مخاطب کر کے کہا۔ آپ میرے ساتھ وعدہ کیجئے کہ جب بھی آپ حورب پر حملہ آور ہوں گے آپ یہ کام اکیلے نہیں کریں گے بلکہ مجھے اپنے ساتھ رکھیں گے تاکہ میں بھی آپ کے ساتھ آپکی سلامتی میں حصہ دار بن سکوں بیوسا کی اس جاں نثاری پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا سنو بیوسا تم فکر مند نہ ہو میں جب بھی حورب پر ہاتھ ڈالوں گا تمہیں پہلے بتاؤں گا اور تمہیں ساتھ لے کر جاؤں گا تاکہ اس کام میں تم بھی میری شریک رہ سکو یقیناً اب یہ حورب ہم سے بچ نہیں سکے گا۔ اس کے بعد وہ دونوں میاں بیوی اٹھے چھت سے اتر کر اپنی خوابگاہ میں آئے اور آرام کرنے لگے تھے۔

OO

مصریوں کو شکست دینے اور یہودیہ کے بادشاہ حزقیاہ سے بھاری خراج وصول کرنے کے بعد سنافریب جب بحیرہ روم کے کنارے کنارے شمال کی طرف بڑھ رہا تھا تو اس کے مخبروں نے اسے یہ خبر دی کہ بابل کے اندر اس کے خلاف بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی دراصل بابل کے سابق بادشاہ مردک بلدان کو شکست دینے کے بعد سنافریب نے سروب نام کے ایک شخص کو اپنی طرف سے بابل پر حکمران مقرر کیا تھا اس سروب نے جب دیکھا کہ سنافریب دور مغرب میں مصریوں کے خلاف برسرپیکار ہے تو اس نے دریائے دجلہ اور خلیج فارس کے کناروں کے ساتھ ساتھ بسنے والے وحشی قبائلیوں کو اپنے ساتھ ملایا اور اس نے سنافریب کے خلاف بغاوت کھڑی کر دی اس نے آشوریوں کو خراج دینا بند کر دیا اور ان کا فرمانبردار اور مطیع رہنے سے انکار کر دیا۔

اس سروب کی بغاوت ختم کرنے کے لئے اور اسے سزا دینے کے لئے آشوریوں کے بادشاہ سنافریب نے ایک عجیب و غریب راستہ اختیار کیا شمال کی طرف بڑھتے ہوئے سنافریب کنعانیوں کے شہر صیدون میں آیا کنعانی چونکہ بحری معاملات میں بڑا تجربہ اور مہارت رکھتے تھے لہٰذا سنافریب نے کنعانیوں سے بڑے بڑے جہاز تعمیر کروائے جب اس کی مرضی اور تعداد کے مطابق جہاز تیار ہو گئے تو ان جہازوں کے ٹکڑے اونٹوں پر لاد کر سنافریب بابل کے کنارے لایا۔

یہاں سنا قریب نے کنعانی ماہرین کی مدد سے ان ٹکڑوں کو جوڑ کر بڑے بڑے جہاز تعمیر کئے اور پھر ان جہازوں میں اس نے اپنے لشکر کو سوار کر کے دریائے دجلہ میں جنوب کی طرف پیش قدمی شروع کی کیونکہ سروب کی سرکردگی میں یہ بغاوت سنا قریب کے خلاف خلیج فارس اور دریائے فرات کے کنارے ہوئی تھی لہٰذا سنا قریب کو یہ خدشہ تھا کہ اگر وہ خشکی کے راستے حملہ آور ہوتا ہے تو باغی کہیں اس کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد جہازوں اور کشتیوں میں بیٹھ کر بھاگ جانے میں کامیاب نہ ہو جائیں لہٰذا اس نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ سمندر اور دریا کی طرف سے حملہ آور ہو گا تاکہ وہ خشکی پر ان کو دور تک دھکیلتا ہوا انکا خاتمہ کر کے رکھ دے۔

اس مقصد کے لئے اپنے بحری بیڑے کو لے کر سنا قریب بڑی تیزی کے ساتھ جنوب کی طرف دریائے دجلہ میں آگے بڑھتے ہوئے دریائے فرات میں داخل ہوا اور خلیج فارس تک پھیل گیا تھا۔ پھر اپنے بحری جہازوں سے نکل کر وہ اس قدر تیزی تندہی اور سرکشی کے ساتھ باغی قبائل پر حملہ آور ہوا کہ ان کو بھاگنے کا موقع فراہم نہ کیا۔ بابل کا بادشاہ سروب خود ان باغیوں کی راہنمائی کر رہا تھا لیکن چند ساعتوں کی جنگ میں ہی سنا قریب نے باغیوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ اکثریت کو سنا قریب نے موت کے گھاٹ اتار دیا باقی منتشر ہو کر ادھر ادھر بھاگنے میں کامیاب ہو گئے جبکہ بابل کا بادشاہ سروب بھی بڑی تیزی سے رازداری سے فرار ہو کر بابل کی طرف چلا گیا تھا۔

بابل پہنچنے کے بعد سروب کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ سنا قریب ضرور پیش قدمی کرتے ہوئے بابل کی طرف بڑھے گا اور اس کی بغاوت اور سرکشی پر اس کو بدترین سزا دے کر رہے گا۔ اس سزا اور عذاب سے بچنے کے لئے سروب نے قوم عیلام کی مدد حاصل کرنا چاہی قوم عیلام کا بادشاہ ستروک ننختندی اس وقت تک مر چکا تھا اس کے بعد اس کا بیٹا خذدو ننختدی عیلام کا بادشاہ بنا یہ شخص بھی چند برس تک حکومت کرنے کے بعد چل بسا اسکے بعد اس کا بیٹا امان بیتان عیلامیوں کا بادشاہ بنا۔ پس سروب نے بابل کے شاہی خزانوں سے بے شمار سونا و جواہرات نکالے اور یہ چیزیں اس نے اپنے قابل اعتبار قاصدوں کے ہاتھ امان بیتان کی طرف روانہ کئے اور اس سے کہا کہ وہ اس دولت کی مدد سے ایک بہت بڑا لشکر تیار کرے اس لشکر کو لے کر وہ بابل کی طرف آئے اتنی دیر بعد سروب بھی ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لے گا اور یہ دونوں لشکر متحد ہو کر جنوب کی طرف بڑھیں اور شمال کی طرف بڑھنے والے آشوریوں کے بادشاہ سنا قریب کو بھاگ جانے پر مجبور کر دیں تاکہ آئندہ کے لئے کوئی بھی آشوری بادشاہ کلدانیوں اور عیلامیوں پر بری نگاہ نہ ڈال سکے۔

عیلامیوں کے بادشاہ امان بیتان نے سروب کی اس تجویز کو قبول کر لیا اور وہ بڑی تیزی سے ایک لشکر تیار کرنے لگا تھا اور یہ ساری خبریں آشوری مخبر اپنے بادشاہ سنا قریب کو بھی پہنچا رہے تھے۔

○○

○

یوناف اور بیوسا ایک روز دریائے فرات کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک گھوڑ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتا ہوا ان کے پاس آیا۔ جلدی جلدی اپنے گھوڑے سے اترا اور یوناف کے قریب آ کر کہنے لگا۔ میں آشوریوں کے بادشاہ سنا قریب کی طرف سے آیا ہوں وہ اس وقت بابل کے انتہائی جنوب میں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے ہے اور اس کے مقابلے میں عیلامی اور کلدانی بادشاہ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے زبردست تیاریاں کر رہے ہیں مجھے اس نے آپ کی طرف روانہ کیا ہے کہ آپ فی الفور یہاں سے کوچ کر کے آشوری لشکر میں شامل ہو جائیں میں آج ہی لشکر کی طرف روانہ ہو جاؤں گا اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو آج ہی میرے ساتھ یہاں سے کوچ کر جائیں یوناف شاید اس قاصد کے ساتھ سفر کرتے ہوئے اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا لہٰذا اس نے قاصد کو مخاطب کر کے کہا۔ تم جاؤ میں آج ہی یہاں سے کوچ کروں گا اور مجھے امید ہے کہ میں تم سے پہلے سنا قریب سے جا ملوں گا یوناف کا یہ جواب سن کر وہ قاصد وہاں سے چلا گیا تھا یوناف اور بیوسا محل میں آئے اپنی تیاریاں مکمل کیں پھر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے جنوب کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○○

ایک روز آشوریوں کا بادشاہ سنا قریب جب اپنے پڑاؤ کے خیمے کے اندر اکیلا بیٹھا ہوا تھا تو یوناف اور بیوسا اس کے خیمے میں داخل ہوئے۔ سنا قریب ان دونوں کو اچانک اپنے خیمے میں دیکھ کر بڑا خوش ہوا اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ بڑے تپاک سے یوناف کے ساتھ ملا پھر ان دونوں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا جب وہ دونوں بیٹھ گئے تب سنا قریب نے ان دونوں کو مخاطب کر کے پوچھا۔ تم دونوں میاں بیوی جانتے ہو کہ میں نے تم دونوں کو اسی عجلت میں کیوں طلب کیا ہے اس پر یوناف نے ہلکی ہلکی سی مسکراہٹ میں کہا اے بادشاہ میں تو یہ جانتا ہوں کہ ہمیں آپ نے جو طلب کیا ہے تو اس میں ہماری ہی کوئی بہتری اور بھلائی ہو گی یوناف کے اس جواب پر سنا قریب بھی مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ اے یوناف میرے بیٹے تمہارا اندازہ یقیناً درست اور صحیح ہے سنو! مجھے میرے مخبروں نے یہ خبریں دی ہیں کہ گذشتہ مہینوں میں آدھی رات کے وقت چند مسلح جوانوں نے تمہارے محل پر حملہ کر

کے تمہیں قتل کرنے کی کوشش کی تھی پر تم دونوں میاں بیوی نے ان پر تیر اندازی کر کے ان کو ہلاک کر دیا پھر جب میں نے اس معاملے کی تحقیق کا حکم دیا تو مجھے پتہ چلا کہ یہ کام قبائلی سردار حورب کے کہنے پر اس کے ساتھیوں نے کیا تھا تاکہ وہ تمہیں ہلاک کرنے کے بعد یوسا کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے پر میں اسے ایسا کرنے کی ہرگز اجازت نہ دوں گا۔

سنو یوناف میں نے خلیج فارس اور دریائے فرات کے کنارے اٹھنے والی بغاوت جس کا سرغنہ سروب تھا ختم کر دیا ہے باغیوں کو مکمل طور پر ختم کرنے کے بعد اب میں بابل کی طرف بڑھنے کا ارادہ رکھتا ہوں سروب یہاں سے بھاگ کر بابل کی طرف چلا گیا ہے وہاں عیلامی بادشاہ امان میتان کو اس نے اپنے ساتھ ملا کر ایک متحدہ لشکر تیار کر لیا ہے اور وہ دونوں مل کر آشوریوں سے ٹکرانا چاہتے ہیں میرا ارادہ ہے کہ میں اب لشکر کے ساتھ شمال کی طرف پیش قدمی کروں گا اور تم بھی میرے ساتھ رہو گے جب عیلامیوں اور کلدانیوں کے ساتھ ہماری جنگ ہو گی تو اس جنگ کے دوران تم اچانک قبائلی سردار پر حملہ آور ہونا اور اسے موت کے گھاٹ اتار کر رکھ دینا تاکہ آنے والے دنوں میں تمہیں اور میری بیٹی یوسا کو کسی قسم کا خطرہ نہ رہے۔ اے یوناف تم جانتے ہو کہ میں تمہیں اپنے بیٹوں کی طرح اور تمہاری بیوی یوسا کو اپنی بیٹی کی طرح عزیز رکھتا ہوں میں کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ حورب جیسا کوئی شخص میری بیٹی حاصل کرنے کے لئے تم پر حملہ آور ہو۔ یہ حملہ میرے خلاف ایک سازش ہے اور اپنے خلاف اٹھنے والی ہر سازش کو ختم کرنے کا فن میں خوب جانتا ہوں۔ شاید تم میرا مطلب سمجھ گئے ہو گے۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

اے آشوریوں کے عظیم بادشاہ میں آپ کا مطلب سمجھ گیا ہوں آپ بے فکر رہیں جب جنوب کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے ہمارا ٹکراؤ کلدانی اور عیلامی سلطنت سے ہو گا تو آپ مطمئن رہیں میں اس وقت حورب پر حملہ آور ہو کر اس کا خاتمہ کر دوں گا یوناف کا یہ جواب سن کر سنافریب خوش ہو گیا تھا پھر اس نے تالی بجا کر ایک جوان کو طلب کیا اور جب وہ جوان حاضر ہوا تو اس نے کھانا لانے کو کہا جلد ہی وہ پہریدار ان تینوں کے لئے کھانا لے آیا پھر وہ تینوں خیمے میں بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔ اسکے بعد سنافریب اپنے لشکر کے ساتھ شمال کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

کلدانی بادشاہ سروب اور عیلامی بادشاہ امان میتان دونوں نے مل کر ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا تھا اس لشکر کی تعداد اور طاقت کو دیکھتے ہوئے ان دونوں کے حوصلے بڑھ گئے اور آشوری بادشاہ سنافریب کا انتظار کرنے کے بجائے ان دونوں نے خود متحدہ لشکر کے ساتھ جنوب کی طرف پیش قدمی کی تاکہ سنافریب پر حملہ آور ہونے پر پہل کر دیں دوسری طرف سنافریب بھی بڑی برق رفتاری سے شمال کی طرف بڑھ رہا تھا۔ دونوں لشکر خلومی کے مقام پر ایک دوسرے کے آمنے سامنے آئے اور ذرا ہی حملہ آور ہو گئے عیلامی اور کلدانی نہیں چاہتے تھے کہ آشوریوں کو پڑاؤ کرنے کا موقع ملے اس طرح وہ سستا کر اپنی قوت میں اضافہ کر سکتے تھے اور ان کے متحدہ لشکر کی شکست کا باعث بن سکتے تھے لہٰذا آشوریوں کو دیکھتے ہی عیلامی اور کلدانی ان پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

لیکن دوسری طرف آشوری بھی چوکنے اور مستعد تھے انہوں نے بڑی مہارت سے پہلے دشمن کے حملے کو روکا پھر اس زور اور قوت کے ساتھ جوابی حملہ کیا کہ پہلے ہی حملے میں انہوں نے عیلامیوں اور کلدانیوں کے قدم اکھاڑ کر رکھ دیئے تھے۔ اس کے بعد آشوری عربوں نے کچھ اس طرح حملہ آور ہونا شروع کیا جیسے بھوکے گدھ کسی مردار پر حملہ آور ہوتے ہیں عیلامیوں کے انہوں نے مکمل طور پر قدم اکھاڑ کر رکھ دیئے تھے انکے لشکر کے اکثر حصے کو تہ تیغ کر دیا اور بچے کچھے عیلامی سپاہی بھاگ کر اپنی سلطنت میں داخل ہو کر کوہستانی سلسلے میں روپوش ہو کر سنافریب کے قتل عام سے بچ گئے تھے۔

سنافریب نے عیلامیوں کا کوہستانی سلسلے تک تعاقب کر کے ان کا قتل عام کیا جب وہ لوگ کوہستانی سلسلے میں داخل ہو گئے تو سنافریب کلدانیوں کے تعاقب میں لگ گیا۔ کلدانیوں کا قتل عام کرتے ہوئے سنافریب انکے پیچھے پیچھے بابل کی طرف بڑھا اسی تعاقب کے دوران اچانک یوناف حورب پر حملہ آور ہوا اور اپنے پہلے ہی وار میں اسے موت کے گھاٹ اتار کر رکھ دیا۔ حورب کی موت پر سنافریب کے کہنے پر اس کے لشکریوں نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ کلدانیوں کا تعاقب کرتے ہوئے حورب چند کلدانیوں کے ہاتھوں مارا گیا ہے اس طرح حورب کے مارے جانے پر اس کے قبائلیوں نے کوئی جھگڑا یا فساد کھڑا کرنے کی کوشش نہ کی تھی یوں سنافریب نے بڑی ہوشیاری اور چالاکی سے کام لیتے ہوئے حورب کا خاتمہ کرا دیا تھا۔

بڑی خونخواری اور تیزی کے ساتھ کلدانیوں کا تعاقب کرتے ہوئے سنافریب اپنے لشکر کے ساتھ بابل شہر میں داخل ہوا۔ جو بچے کچھے کلدانی لشکری اس کے آگے آگے شہر میں داخل ہوئے تھے اس نے ان پر حملہ آور ہو کر ان کا مکمل خاتمہ کر دیا اس کے بعد اس نے بابل شہر کی تباہی کا باعث بننا شروع کیا شہر کے اندر دیوتاؤں کے جو بڑے بڑے مینار بنائے گئے تھے جن میں بے شمار دولت رکھی گئی تھی وہ مینار اس نے گرا دیئے اور ان کے اندر رکھی ہوئی دولت اس نے لوٹ لی بابل میں جب کلدانی قوم کا جو سب سے بڑا بت مردک تھا اسے بھی اس نے گرا دیا اور اس نے مردک کے بت کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔ اس طرح بابل کو پوری طرح لوٹنے اور ان کے بتوں کا مکمل طور پر خاتمہ کرنے کے بعد سنافریب نے ایک بار پھر اپنی مرضی کا بادشاہ کلدانیوں پر مقرر کیا اس کے بعد وہ بابل سے اپنے مرکزی شہر نینوا کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

ان مہموں کے بعد آشوریوں کا بادشاہ سنا فریب تھوڑی ہی مدت زندہ رہا پھر وہ موت کی گہری نیند سو گیا تھا سنا فریب کے بعد اس کا بیٹا اساریدون آشوریوں کا بادشاہ بنا تھا اساریدون کی تخت نشینی کے بعد چونکہ بابل کی کلدانی اور شوش کی عیلامی سلطنت نے کسی قسم کی شورش کا اظہار نہیں کیا یہ دونوں سلطنتیں برابر آشوریوں کی اطاعت گزار قومیں رہیں تھیں آشوریوں کے سامنے وہ فرمانبرداری کا اظہار کرتی رہی تھیں لہٰذا اپنے باپ سنا فریب کے برخلاف اساریدون نے ان کے ساتھ نرم رویہ رکھا۔

کلدانیوں اور عیلامیوں کا دل جیتنے کے لئے آشوریوں کا بادشاہ خود بابل اور شوش شہر گیا بابل میں جس قدر بت اور مینار اس کے باپ سنا فریب نے گرا دیئے تھے وہ خود اس نے اپنے اخراجات پر از سر نو تعمیر کروائے اس کے علاوہ اس نے بابل کے سب سے بڑے بت مردک کو وہی عزت دی جو آشوریوں کے ہاں ان کے سب سے بڑے دیوتا آشور کو دی جاتی ہے۔ بابل کے علاوہ کلدانی سلطنت کے دوسرے شہروں میں جہاں جہاں بھی اس کے باپ کے ہاتھوں عمارتوں یا املاک کو نقصان پہنچا تھا اساریدون نے اپنے اخراجات پر ان کی تلافی کرا دی تھی اور یہی سلوک اس نے عیلامی قوم کے ساتھ بھی کیا تھا لہٰذا کلدانی اور عیلامی اساریدون کے فرمانبردار رہنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

دوسری طرف فلسطین میں یہودیوں کا بادشاہ حزقیاہ مر چکا تھا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا مسی یہودیوں کا بادشاہ بنا تھا اس مسی نے بھی آشوریوں کے سامنے اپنی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری کا اظہار کیا تھا لہٰذا اساریدون کو فلسطین کی طرف سے بھی آرام و سکون ہو گیا تھا۔

آشوریوں کے بادشاہ اساریدون نے جو اپنی پہلی مہم اپنے دشمنوں کے خلاف شروع کی وہ میڈیا کی سلطنت کے خلاف تھی اس ملک کے سرحدی حکمرانوں نے آشوریوں کے خلاف چھیڑ چھاڑ شروع کی تھی اور آشوریوں کے سرحدی علاقوں کے اندر لوٹ مار کرنے کے علاوہ لوگوں کو آشوریوں کے خلاف اکسانے کی کوشش کی تھی۔ اسی صورتحال میں اساریدون بڑی تیزی کے ساتھ حرکت میں آیا اور میڈیا کے سرحدی علاقوں کی طرف بڑھا۔ اس نے کوہستان البرز کو عبور کرنے کے بعد دشمن کی آبادیوں پر حملہ آور ہونا شروع کیا اس نے میڈیا کی سلطنت کے سرحدی شہروں پر حملہ کر کے وہاں کے حکمرانوں کو گرفتار کر لیا اور انہیں اپنے ساتھ نینوا کی طرف لے گیا تھا اس طرح اساریدون نے اپنی پہلی مہم کو کامیاب بنا دیا تھا۔

اساریدون کی دوسری مہم ایک خانہ بدوش سردار تیاؤش کے خلاف تھی یہ تیاؤش چند قبائل پر مشتمل خانہ بدوشوں کا سردار تھا۔ یہ شمال کی طرف خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرنے والی وحشی قوم تھی جب ان لوگوں کو اپنے ہمسایہ ممالک سے آشوریوں کی فتوحات کی خبر ہوئی اور انہیں یہ پتہ چلا کہ آشوری اس قدر مال و دولت رکھتے ہیں۔ جس کا شمار تک نہیں کیا جا سکتا تو ان خانہ بدوش نے اپنے سردار تیاؤش کی سرکردگی میں آشوریوں پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا اس تیاؤش کی سرگرمیوں سے اساریدون کے مخبروں نے بھی آگاہ کر دیا تھا۔ اور قبل اس کے کہ تیاؤش اپنے لشکر کے ساتھ آشوری سرحدوں میں داخل ہوتا اساریدون اپنے لشکر کے ساتھ پہلے ہی حرکت میں آیا اور اپنی سرحدوں سے باہر نکل کر تیاؤش کے ساتھ ایک ہولناک جنگ کی اس جنگ میں اساریدون نے مکمل طور پر ان خانہ بدوش وحشیوں کا قلع قمع کر کے رکھ دیا تھا۔

اس مہم کے کچھ ہی عرصہ بعد صیدون کے کنعانی بادشاہ نے لبنان کے بادشاہ کے ساتھ آشوریوں کے خلاف ایک مہم ترتیب دینے کی کوشش کی لیکن قبل اس کے کہ یہ مہم اپنی تکمیل کو پہنچتی اساریدون کو پہلے ہی اس کی خبر ہو گئی لہٰذا یہ اپنے لشکر کے ساتھ صیدون کے کنعانی بادشاہ پر چڑھ دوڑا صیدون کے کنعانی بادشاہ کو جب اس حملے کی خبر ہوئی تو اس نے اپنے مرکزی شہر کو چھوڑ کر بحیرہ روم کے ایک جزیرے میں پناہ لے لی تھی۔ اساریدون نے اسے بچ کر نکلنے کا موقع نہ دیا اس نے چھوٹی چھوٹی کشتیوں کے اندر اپنے سپاہی بھجوائے جنھوں نے اس جزیرے سے صیدون کے بادشاہ کو پکڑ کر اساریدون کے سامنے پیش کر دیا تھا اساریدون صیدون کے بادشاہ کو اپنے ساتھ رکھ کر لبنان پر حملہ آور ہونے کی بجائے اپنی جان بچانا چاہی اور لبنان کے کوہستانی سلسلے میں روپوش ہو گیا تھا۔ اساریدون نے اس کو بھی معاف نہ کیا اور اس کے پیچھے بھی سپاہی لگا دیئے جو شکاری جانوروں کی طرح اسے تلاش کرتے ہوئے کوہستانی سلسلے میں گھس گئے اور وہاں انہوں نے لبنان کے بادشاہ کو گرفتار کر لیا اساریدون نے لبنان اور صیدون دونوں بادشاہوں کے سر کٹوا کر اپنے ساتھ نینوا لے گیا تھا۔

اساریدون کی ان مہموں نے قرب و جوار کے علاقوں پر اس کی کچھ ایسی دھاک اور کچھ ایسا رعب ڈال دیا کہ بیک وقت بائیس بادشاہ نینوا میں اساریدون کی خدمت میں حاضر ہوئے اپنی فرمانبرداری اور اپنی اطاعت کا اظہار کیا ان میں سے دس بادشاہ جزیرہ قبرص اور قریبی جزیروں سے تعلق رکھتے تھے جبکہ باقی بارہ بادشاہوں کا تعلق شام اور فلسطین کی سرزمینوں سے تھا ان بارہ بادشاہوں میں سے ٹائر شہر کا بادشاہ لعل اور بنی اسرائیل کا بادشاہ مسی بھی شامل تھے انکے علاوہ ادوم، آب، غزہ، عسقلان، جبال، ارواد، امون، اشدود کے بادشاہ بھی شامل تھے اس طرح اساریدون نے اپنے باپ سنا فریب سے بھی بڑھ کر آشوریوں کو عزت اور شہرت دے دی تھی۔

اساریدون کے دور حکومت میں یوناف اور ہیوسا نے نینوا شہر ہی میں قیام رکھا اور اساریدون کے لشکر میں باقاعدگی کے ساتھ کام کرتے رہے۔ اساریدون نے اپنے آخری دور میں اپنے چھوٹے

بیٹے شماش شومکن کو ایک طرح سے بابل کا وائسرائے مقرر کر دیا تھا کیونکہ بابل کے حکمران بار بار ان کے خلاف بغاوت کرتے تھے لہٰذا ان بغاوتوں کا سدباب کرنے کے لئے اساریدون نے اپنے چھوٹے بیٹے کو وائسرائے مقرر کیا اور یہ وائسرائے ایک طرح سے مکمل اقتدار رکھتا تھا اس کے کچھ عرصہ بعد اساریدون فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا آشور بنی پال آشوریوں کا بادشاہ بنا۔

دوسری طرف عیلامی قوم میں بھی انقلاب برپا ہو چکا تھا ان کا بادشاہ بھی اپنی طبعی موت مر گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا کہ نام جس کا ارتکی تھا وہ عیلامیوں کا بادشاہ بنا تھا۔

اس ارتکی کے دور میں قوم عیلام کے اندر بارش نہ ہونے کی وجہ سے بھیانک اور خوفناک قحط پڑا کہ لوگوں کو کھانے تک کو کچھ نہ ملا اور لوگ دوسرے علاقوں کی طرف ہجرت کرنے لگے قحط کے اس دور میں آشوریوں کا بادشاہ آشور بنی پال قوم عیلام کے کام آیا اس نے نہ صرف یہ کہ اناج کے بے شمار چھکڑے قوم عیلام کی طرف بھجوائے بلکہ عیلامی قوم کے وہ لوگ جنہیں اپنے ہاں کھانے کو کچھ میسر نہ تھا اور بھاگ کر آشوریوں کی سلطنت میں داخل ہو گئے تھے ان کے بھی کھانے پینے اور رہنے کا بندوبست کیا تھا۔ اسی دوران عیلام کی سرزمینوں میں خوب بارش ہوئی ان بارشوں کی وجہ سے فصلیں بھی خوب ہوئیں اور قوم عیلام کے اندر اناج کے ڈھیر لگ گئے اس صورتحال کے تحت قوم عیلام کے حکمرانوں نے اپنی پرانی فطرت پر کام کرتے ہوئے ہمسائیوں پر حملہ آور ہونے کی ٹھانی سب سے پہلے انہوں نے بابل کو نشانہ بنانا چاہا اس کے بادشاہ ارتکی نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور بابل پر حملہ آور ہو گیا بابل پر چونکہ آشور بنی پال کا چھوٹا بھائی شماش شومکن وائسرائے تھا لہٰذا اس نے فوراً آشور بنی پال فوراً آشورنی پال سے علامیوں کے خلاف مدد طلب کی۔ ایک لشکر لے کر روانہ ہوا ارتکی کو اس نے بدترین شکست دی اور اسے اس کے شہر کی طرف بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔

اس آشور بنی پال کے دور حکومت میں یوناف اور ہیوسا نینوا سے نکل کر بابل کی طرف چلے گئے تھے اور وہیں انہوں نے رہائش اختیار کر لی تھی۔

عیلامیوں کا بادشاہ آشور بنی پال کے ہاتھوں شکست کو قبول نہ کر سکا اور اس غم اور دکھ سے وہ مر گیا اور اسکے بعد اسکا بیٹا تیومان عیلامیوں کا بادشاہ بنا اس نے سب سے پہلا کام جو کرنا چاہا وہ یہ کہ اپنے بڑے بھائی ارتکی کے پانچ بیٹوں کو قتل کرنا چاہا تاکہ آنے والے دور میں یہ بھائی اس کے لئے کسی قسم کی رکاوٹ یا تکلیف کا باعث نہ بنیں تیومان کے اس ارادے کی خبر ارتکی کے بیٹوں کو بھی ہو گئی لہٰذا وہ اپنے دیگر اہل خانہ کے ساتھ بھاگ کر آشوریوں کی سلطنت میں داخل ہو گئے اور آشوریوں کے بادشاہ آشور بنی پال سے پناہ طلب کی۔ آشور بنی پال نے مہربانی اور رحمدلی سے کام لیتے ہوئے نہ صرف یہ کہ انہیں اپنے ہاں پناہ دی بلکہ ان کی رہائش اور خوراک کا انتظام کیا ان پانچوں

بھائیوں کے نینوا کی طرف بھاگ جانے کے بعد عیلام کے بادشاہ تیومان نے نینوا کی طرف قاصد بھجوائے اور مطالبہ کیا کہ ان کے بھائیوں کو ان کے اہل خانہ کے ساتھ قوم عیلام کے مرکزی شہر شوش کی طرف روانہ کر دیا جائے آشور بنی پال نے جب ان پانچوں بھائیوں کو ان کے اہل خانہ کے ساتھ تیومان کی مرضی کے مطابق بھیجنے سے انکار کر دیا تو تیومان نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اپنے بھائی کے پانچوں بیٹوں کو حاصل کرنے کے لئے آشوریوں کے ساتھ جنگ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

دریائے یولائی کے کنارے آشوریوں اور عیلامیوں کے درمیان جنگ ہوئی جس میں عیلامیوں کو بدترین شکست ہوئی آشوریوں کے بادشاہ آشور بنی پال نے عیلامیوں کے بادشاہ تیومان اور اس کے بڑے بڑے سرداروں کے سر کاٹ کر نیزوں پر نصب کر دیئے اور اسی حال میں وہ کٹے ہوئے سر لے کر نینوا شہر میں ایک فاتح کی حیثیت سے داخل ہوا تھا۔

آشور بنی پال کی اس شاندار فتح پر نینوا میں کئی روز تک جشن کا ساسماں رہا۔ تیومان کی موت کے بعد اسکے بڑے بھائی ارتکی کے بیٹے جو اس کے ڈر سے بھاگ کر نینوا آ گئے تھے انہیں واپس عیلام کے مرکزی شہر شوش کی طرف روانہ کر دیا گیا ان میں سے ایک بھائی کہ نام جس کا امنگش تھا عیلام کا بادشاہ بنا دیا اس کے دوسرے بھائی تماریت کو عیلام کے سب سے بڑے صوبے کا حاکم مقرر کر دیا گیا تھا۔

لیکن قوم عیلام سے اب شاید سکون اور اطمینان جاتا رہا تھا کیونکہ جلد ہی تماریت اپنے بڑے بھائی کو قتل کر کے قوم عیلام کا بادشاہ بنا اس دوران آشور کے جنوبی علاقوں میں ایک اور انقلاب برپا ہوا وہ یہ کہ مصر کے حکمرانوں نے ایتھوپیا کے بادشاہ گانجی کو اپنے ساتھ ملانے کے بعد آشوریوں کے بادشاہ آشور بنی پال کے بھائی شماش شومکن سے جو ان دنوں آشوریوں کی طرف سے وائسرائے تھا۔ سازباز کرنا شروع کی انہوں نے اندر ہی اندر بڑے قیمتی تحائف بھیج کر شماش کو اپنے ساتھ ملا لیا اور زیر زمین سرگرمیاں جاری رکھتے ہوئے مصر کے حکمران ایتھوپیا کے بادشاہ اور بابل سے آشور "بنی پال کے بھائی شماش شومکن نے آشوریوں کے خلاف ایک گہری سازش کرنا شروع کر دی اور اس سازش کا مقصد یہ تھا کہ آشور بنی پال کو تخت سے محروم کر کے شماش کو بادشاہ بنا دیا جائے تاکہ مصر اور ایتھوپیا کی سلطنت سے تعلقات اچھے رہیں اور تمام ہمسایہ مملکتیں آشوریوں کے حملوں اور ترکتاز سے محفوظ رہ سکیں۔

ان ساری سازشوں کی خبریں آشور بنی پال کو بھی مل چکی تھیں قوم عیلام کے اندر ایک اور انقلاب رونما ہوا اور وہ یہ کہ تماریت کو جو اپنے بھائی کو قتل کرنے کے بعد عیلام کا بادشاہ بنا تھا ایک جرنیل اندیگاش نے قتل کر دیا اور خود قوم عیلام کا بادشاہ بن بیٹھا ایسا لگتا تھا کہ قوم عیلام کے

آخری دن آپہنچے اور وہ آپس ہی میں ایک دوسرے کا خاتمہ کر کے اپنے آپ کو تباہ کرنا چاہتے تھے آشور بنی پال کے بھائی شماش نے بابل میں بغاوت کھڑی کرتے ہوئے نئے عیلامی بادشاہ کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تھا آشور بنی پال کو جب یہ خبر ہوئی تو اسے بڑا دکھ ہوا کیونکہ ماضی میں قوم عیلام کی وہ بڑی مدد کرتا رہا تھا بہرحال وہ اپنے لشکر کے ساتھ نکلا اور بابل کی طرف متوجہ اور شہر کا محاصرہ کر لیا یہ محاصرہ ایسا سخت اور تیز تھا کہ بابل والے چند ہی دنوں میں کھانے پینے کی چیزوں سے محروم ہو گئے یہاں تک کے لوگ اپنے چھوٹے بچوں کو ذبح کر کے کھانے لگے ایک طرح سے بابل شہر کے اندر قحط پڑ گیا تھا یہ صورتحال دیکھتے ہوئے آشور بنی پال کا بھائی بڑا فکرمند ہوا اور اسے یہ احساس ہوا کہ بابل شہر میں یہ تباہی اسی کی وجہ سے آ رہی ہے لہٰذا وہ آگ میں جل مرا اور اس کے بعد بابل والوں میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ آشور بنی پال کا مقابلہ کر سکتے۔ لہٰذا انہوں نے آشوریوں کے بادشاہ آشور بنی پال کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے جس قدر باغی سردار تھے انکو گرفتار کر لیا گیا۔ آشور بنی پال انہیں اپنے ساتھ نینوا لے گیا اور انہیں باندھ کر کتوں ریچھوں اور گدھوں کے آگے ڈال کر انکا خاتمہ کرا دیا تھا۔

قوم عیلام نے جب دیکھا کہ ان کے نئے بادشاہ اندیگاش کی وجہ سے ان کے تعلقات آشوریوں سے خراب ہو گئے ہیں تو انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کی جگہ اماتل کو نیا حکمران مقرر کیا۔ اب قوم عیلام کی بدقسمتی اور بربادی ان کے سروں پر منڈلا رہی تھی۔ بابل کی بغاوت کو کچلنے کے بعد آشور بنی پال ایک عذاب کی طرح قوم عیلام کی طرف متوجہ ہوا اور ان پر حملہ آور ہو گیا اس نے ایک ایک شہر کو لوٹا اور آگ لگا دی اسکے بعد وہ قوم عیلام کے مرکزی شہر شوش میں داخل ہوا اسے بھی اپنے لشکر کے ساتھ اس نے جی بھر کے لوٹا اور شہر کو آگ لگا دی اس طرح دنیا میں قوم عیلام کا آشور بنی پال کے ہاتھوں خاتمہ ہو گیا تھا اور اس کے بعد دنیا آہستہ آہستہ قوم عیلام کو فراموش کر گئی۔

آشور بنی پال اپنے دور حکومت میں زیادہ تر قوم عیلام اور کلدانی سلطنت کی طرف متوجہ رہا اس دوران ایران کی مادی سلطنت کو اپنی قوت مضبوط کرنے کا موقع مل گیا تھا ورنہ ماضی میں آشوریوں نے انہیں بھی اپنے سامنے دبا کر رکھا تھا۔ ایران کی سلطنت کو تقریباً پچاس سال تک آشوریوں کی طرف سے امن نصیب رہا اپنے لشکروں کو خوب مضبوط کر کے طاقتور بنا لیا تھا آشور بنی پال کی موت کے بعد آشوری کچھ کمزور پڑ گئے اس دوران بابل میں ایک بہت بڑا انقلاب رونما ہوا اور وہ یہ کہ بابل میں ایک انتہائی جرات مند دلیر اور شجاع شخص کلدانی قوم کا بادشاہ بنا اس کا نام نبوپلا سر تھا اس نبوپلا سر نے دن رات محنت کر کے کلدانی قوم کا ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اس

لشکر کو اس نے دن رات تربیت دے کر ناقابل تسخیر بنانا شروع کر دیا تھا۔

ایران کے بادشاہ کیخسرو کو جب یہ خبر ہوئی کہ اس کی ہمسایہ سلطنت کا بادشاہ نبوپلا سر بڑی تیزی سے ترقی کرتا جا رہا ہے اور اس نے ایک بہت بڑا لشکر بھی تیار کر لیا ہے تو یہ کیخسرو بھی بابل کی سلطنت سے خوفزدہ دکھائی دینے لگا اسے خوف اور اندیشہ ہو گیا تھا کہ اگر اس نبوپلا سر کی قوت میں اضافہ ہو گیا تو یہ اپنی ہمسایہ سلطنتوں کے ساتھ ساتھ ایران پر بھی چڑھ دوڑے گا اور اسے نیست و نابود کر کے رکھ دے گا اس خدشے کے تحت کیخسرو نے نبوپلا سر کے ساتھ تعلقات استوار کرنا شروع کئے اور اپنی ایک حسین اور خوبصورت بیٹی کہ نام جس کا امیس تھا وہ اس نے نبوپلاسر کے بیٹے بخت نصر سے بیاہ دی۔ تاکہ بابل کے ساتھ ایران کے تعلقات استوار رہیں اس طرح بابل کی سلطنت اور ایران کی سلطنت کے درمیان ایک طرح سے اتحاد ہو گیا تھا۔

اپنی قوت کو مضبوط کرنے اور مربوط کرنے کے بعد نبوپلا سر نے آشوریوں پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر لیا تھا ایران کے بادشاہ کیخسرو نے بھی اس کی مدد کی اور اپنا ایک لشکر اس کی مدد کے لئے روانہ کیا تاکہ یہ لشکر آشوریوں پر حملہ آور ہونے کے لئے اس کی مدد کرے۔ اس متحدہ لشکر کے ساتھ نبوپلا سر بابل سے نکل کر نینوا کی طرف بڑھا نینوا کی طرف جاتے ہوئے اس نے تمام شہروں اور قصبوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا یہاں تک کہ وہ تیزی سے پیش قدمی کرتے ہوئے آگے بڑھا اور آشوریوں کے مرکزی شہر نینوا کا اس نے محاصرہ کر لیا تھا۔ آشوریوں کی قوت اب وہ قوت نہ رہی تھی اور انہوں نے نینوا کے اندر رہ کر نبوپلا سر سے مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا اس دوران آشوریوں کی بدقسمتی یہ کہ دریائے دجلہ میں ایک بہت بڑا سیلاب نمودار ہوا یہ سیلاب نینوا کی شہر پناہ کے ساتھ اس زور سے ٹکرایا کہ شہر پناہ کا ایک حصہ نیست و نابود ہو گیا سیلاب کا یہ پانی نینوا شہر میں داخل ہوا اور نینوا شہر کو برباد کر کے رکھ دیا اس طرح بابل کے بادشاہ نبوپلا سر اور دریائے دجلہ میں اٹھنے والے سیلاب کے باعث یہ آشوری بھی دنیا سے معدوم ہو کر رہ گئے اور اس کے بعد لوگ آہستہ آہستہ ان آشوریوں کو بھی فراموش کر گئے۔

آشوریوں کی زبان بابلی اور رسم الخط میخی تھا آشوری بادشوں کے بہت سے کتبے کھدائی سے دریافت ہوئے ہیں آشوریوں کو تاریخ نویسی سے بہت شغف تھا اس لئے مٹی کی تختیاں یا لوحیں بنا کر حالات و واقعات ضبط تحریر میں لائے اور آگ میں ان لوحوں کو پکا دیتے اس طرح انہوں نے نہ صرف کتابیں بلکہ کتب خانے مرتب کئے یہ لوحیں نینوا کی تباہی میں مٹی کے نیچے دب گئی تھیں اور کھدائی سے نکالی گئی ہیں۔

یہ قدیم زبانوں کا بہت بڑا ماخذ ہیں اس قسم کی کئی ہزار لوحیں پیرس میں لودر کے عجائب گھر میں

ہیں زیادہ تر مٹی پر مشتمل یہ کتب آشور بنی پال کے دور کی ہیں آشوریوں نے مختلف صنائع اور فنون لطیفہ کی بھی سرپرستی کی ان کی سلطنت میں صنعت حجاری' معماری' کتبہ نگاری اور نقاشی وغیرہ نے بہت ترقی کی۔

حجاری اور نقاشی میں جو مناظر پیش کئے گئے ہیں وہ نہ صرف دلکش بلکہ حیرت آور بھی ہیں مثلاً ایک جگہ بادشاہ کی شکار گاہ کا منظر نظر آتا ہے اس میں گھوڑوں اور ہرنوں کی حرکات و سکنات اس قدر قدرتی ہیں کہ دیکھنے والے دنگ رہ جاتے ہیں اس زمانے میں خاتم کاری اور زرگری کا فن بھی اپنے عروج پر تھا۔ کیونکہ قوم آشور ایک عرصہ تک دنیا میں اپنے ڈنکے بجانے کے بعد ہمیشہ کیلئے ختم ہو گئی تھی۔

قوم آشور اور قوم عیلام کی سلطنت کے خاتمے کے بعد بابل کی سلطنت نے خوب عروج حاصل کیا اس نے اپنی عسکری قوتوں میں بے پناہ اضافہ کرتے ہوئے ہمسایہ سلطنتوں پر اپنا رعب اور دبدبہ قائم کیا بابل کے کلدانی بادشاہ نتویلا سر نے اس سلطنت کو مضبوط بنانے میں بہترین کردار ادا کیا یہ شخص کبھی آشوریوں کی جانب سے بابل کا حکمران تھا لیکن اندر ہی اندر اس نے ایسی قوت اور طاقت حاصل کی کہ آشوریوں کو اپنے سامنے زیر کر دیا ایک عرصہ تک یہ نتویلا سر کلدانیوں کا بادشاہ رہا اس کے دور میں یوناف اور بیوسا بابل کی ایک سرائے میں گمنامی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔

○○

ایک روز یوناف اور بیوسا شہر سے باہر دریائے فرات کے کنارے چہل قدمی کر رہے تھے ایک دم ان کے تھوڑے فاصلے پر شور سا اٹھ کھڑا ہوا لوگ چیخ و پکار کرنے لگے۔ اور آوازیں دے کر ایک دوسرے کو مدد کیلئے پکارنے لگے ان کی آوازیں اور انکے شور سے ایسا لگتا تھا جیسے کوئی دریائے فرات میں ڈوب رہا ہو اور وہ اس کی مدد کیلئے پکار رہے ہوں۔ یہ سماں دیکھتے ہوئے یوناف اور بیوسا اس سمت بھاگے جہاں لوگ جمع تھے اور ایک شخص کو یوناف نے مخاطب کر کے پوچھا مہربان یہ کیا بات ہے لوگ کیوں شور کر رہے ہیں اس پر اس بوڑھے نے دریا کی سمت اشارہ کرتے ہوئے کہا وہ دیکھو بابل کے بادشاہ نتویلا سر کے بیٹے بخت نصر کی بیوی اور ایران کی شہزادی ا دریائے فرات کے کنارے نہانے کے لئے آئی تھی اس کی کچھ سہیلیاں بھی اس کے ساتھ تھیں امیس پانی کا اندازہ کرنے کے لئے آگے چلی گئی لہروں نے اسے بہا لیا اور اب تم دیکھتے ہو کہ وہ دریا کے وسط میں چلی گئی ہے وہ تیرنا جانتی ہے لیکن وہ کب تک دریا کی ان سرکش موجوں کا مقابلہ کرتی رہے گی۔ میرے خیال میں اب کوئی اسے بچا نہیں سکتا کیونکہ یہاں قریب ہی نہ کوئی کشتی ہے نہ کوئی ملاح اسے بچانے کے لئے کوئی بھی دریا کے وسط میں جانے کی کوشش نہیں کرے گا۔

یہ بات سننے کے بعد یوناف فوراً حرکت میں آیا بیوسا کو اس نے دریا کے کنارے ہی کھڑے رہنے کیلئے کہا اور خود وہ بھاگتا ہوا دریا میں کود گیا آناً "فاناً" وہ دریا میں ہاتھ مارتا ہوا دریا کے وسط میں پہنچ گیا اور بابل کے بادشاہ نتویلا سر کے بیٹے بخت نصر کی بیوی امیس کو اس نے سہارا دے کر کنارے کی طرف لانا شروع کر دیا تھا۔ امیس کو لے کر یوناف جب دریائے فرات کے کنارے آیا تو امیس نے اپنے بدن کو سکیڑتے ہوئے یوناف کا شکریہ ادا کیا پھر اسے مخاطب کر کے وہ کہنے لگی۔ میں نہیں جانتی کہ تم کون ہو بہرحال تم نے میری زندگی بچا کر میرے اوپر بہت بڑا احسان کیا ہے میں بابل کے بادشاہ نتویلا سر کے بیٹے بخت نصر کی بیوی اور ایران کی شہزادی امیس ہوں مجھے بتاؤ تم کون ہو اور بابل میں کس جگہ رہتے ہو تاکہ تمہارے اس احسان کے بدلے میں تمہاری بہتری کا کوئی کام انجام دے سکوں اتنی دیر تک بیوسا بھی یوناف کے قریب آ کھڑی ہوئی پھر یوناف نے امیس کی طرف دیکھے بغیر اپنی نگاہیں جھکاتے ہوئے امیس سے کہنا شروع کیا۔

اے خاتون میرا نام یوناف ہے اور یہ جو میرے ساتھ لڑکی کھڑی ہے یہ میری بیوی بیوسا ہے ہم دونوں بابل شہر میں اجنبی ہیں اس شہر میں ہمارا کوئی گھر کوئی ٹھکانہ نہیں ہے بلکہ تم یوں کہہ سکتی ہو کہ دنیا میں کہیں بھی ہمارے لئے کوئی رہائش گاہ نہیں ہے جسے ہم اپنا گھر کہہ کر پکار سکیں ہم دونوں خانہ بدوشوں کی سی زندگی بسر کرتے ہیں آج یہاں کل وہاں بس اسی طرح زندگی کے دن کٹتے اور گزرتے جا رہے ہیں۔ ان دنوں ہم دونوں میاں بیوی نے بابل شہر کے وسط میں جو سرائے ہے اس میں قیام کر رکھا ہے آپ کی جان بچا کر ہم نے آپ پر کوئی احسان نہیں کیا بلکہ وہ فرض ادا کیا ہے جو ایک انسان کی نسبت سے دوسرے انسان پر عائد ہوتا ہے یوناف کی یہ گفتگو سن کر امیس خوش ہوئی اور کہنے لگی سنو یوناف تمہاری باتیں سن کر میں بے حد خوش ہوئی ہوں اور تمہاری بیوی کے حسن سے بھی میں بہت متاثر ہوں دیکھو میں اب اپنی سہیلیوں اور اپنی کنیزوں کے ساتھ شاہی محل کی طرف جاتی ہوں تم دونوں میاں بیوی مجھ سے ملنے ضرور شاہی محل میں آنا میں واپس جا کر اپنے شوہر بخت نصر سے تمہارے متعلق بات کروں گی اور مجھے امید ہے کہ وہ ضرور اس احسان کے بدلے تم دونوں میاں بیوی کیلئے کوئی رہائش اور ٹھکانہ اس بابل شہر میں مہیا کر دے گا اس کے ساتھ ہی امیس وہاں سے پلٹی اور واپس اپنی کنیزوں اور سہیلیوں کی طرف چلی گئی تھی۔

ایک مسلح سپاہی بھاگتا ہوا دریائے فرات کے کنارے ایک حویلی میں داخل ہوا وہ حویلی بابل کے بادشاہ نتویلا سر کے ایک بہترین اور سرکردہ جرنیل زیتو کی تھی زیتو اس وقت اپنی حویلی کے باغ میں چہل قدمی کر رہا تھا وہ سپاہی بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا اور زیتو کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے عظیم زیتو میں آپ کیلئے ایک خوشخبری لایا ہوں آپ کو ایک ایسی خوبصورت لڑکی کی تلاش تھی جس سے

آپ شادی کر سکیں اور اپنے گھر کو آباد کر سکیں اے زیئو میں نے دریا کے کنارے ایسی خوبصورت لڑکی دیکھی ہے کہ میں نے زندگی میں ایسا حسن اتنی خوبصورتی اور ایسی جسمانی کشش نہیں دیکھی اس مسلح جوان کی یہ گفتگو سن کر زیئو کا چہرہ چمک اٹھا اور اس نے اس مسلح جوان کو اپنے سینے سے لگا کر پوچھا تم نے وہ لڑکی کہاں اور کب دیکھی ہے اس پر سپاہی کہنے لگا وہ اس وقت دریائے فرات کے کنارے کھڑی ہے اسے دیکھتے ہی میں آپ کی طرف بھاگ کھڑا ہوا وہ لڑکی مجھے بابل میں اجنبی لگی ہے اگر آپ نے تاخیر کی تو مجھے امید ہے کہ وہ کہیں چلی جائے گی اور پھر کبھی نہ ملے گی لہٰذا فی الفور اسے حویلی میں لانے کا بندوبست کریں۔

اس جوان کی گفتگو سے زیئو بے حد متاثر ہوا پھر وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بڑی شفقت بڑے پیار اور بڑی ہمدردی سے کہنے لگا۔ دیکھو تم سے بڑھ کر میرا کوئی رازدار اور ہمدرد نہیں ہے تم کچھ اور مسلح جوانوں کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور اس لڑکی کو زبردستی میرے پاس اٹھا کر لے آؤ اور وہاں دریائے فرات کے کنارے اس کا کوئی وارث کوئی رشتہ دار ہو تو اسے بھی میرے پاس لے آؤ تاکہ اس کے ساتھ اس لڑکی سے شادی سے متعلق گفتگو کی جا سکے اگر وہ اس لڑکی کی شادی میرے ساتھ کرنے پر رضامند نہ ہوئے تو میں اس لڑکی کو ان سے زبردستی چھین لوں گا۔ زیئو کا وہ حکم پا کر وہ جوان وہاں سے چلا گیا تھا۔

یوناف اور بیوسا ابھی تک دریائے فرات کے کنارے ہی کھڑے تھے کہ مسلح جوانوں نے جو اپنے ہاتھوں میں ننگی تلواریں پکڑے ہوئے تھے گھیر لیا یوناف نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا اگر تمہیں یہ گمان ہے کہ تم اپنے ہاتھوں میں ننگی تلواریں تھامے ہوئے ہو اور زبردستی ہمیں یہاں سے لے جا سکتے ہو تو یہ تمہاری غلط فہمی اور خام خیالی ہے میں جب چاہوں اور جس وقت بھی ارادہ کروں اپنی بیوی کو بچا کر یہاں سے نکل سکتا ہوں لیکن میں تم سے پہلے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم نے ہمارا گھیراؤ کیوں کیا ہے اور ہم سے کیا چاہتے ہو۔ اس پر وہی مسلح جوان جو زیئو سے گفتگو کر کے آیا تھا یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تم دونوں کو بابل کے بادشاہ نتویلا سر کے ایک جرنیل زیئو نے طلب کیا ہے وہ تم سے کیا کہتا ہے یہ ہم نہیں جانتے ہمیں یہ حکم ملا ہے کہ تم دونوں کو اس کے سامنے پیش کیا جائے جو کچھ کہنا ہے اسی کے سامنے جا کر کہو۔ یوناف نے اس مسلح جوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اگر یہ ہے تو چلو میں ابھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا وہ جرنیل کیا کہتا ہے۔ یوناف کا یہ جواب سن کر وہ جوان خوش ہو گئے جبکہ یوناف اور بیوسا ان مسلح جوانوں کے ساتھ ہو لئے تھے

ایک شاہی کارکن بھاگتا ہوا بابل کے شاہی محل کے اس کمرے میں داخل ہوا جس میں بابل کا ولی عہد بخت نصر اپنی بیوی امیس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا جب وہ کارکن بخت نصر کے سامنے آیا تو بخت نصر نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے بڑی حیرانی اور کسی قدر پریشانی میں کہا میں نے تو تمہیں یوناف نام کے اس شخص کو بلانے کیلئے کہا تھا جس نے میری بیوی امیس کو دریائے فرات سے نکال کر اس کی جان بچائی ہے اس کے ساتھ اس کی بیوی بیوسا بھی تھی میں اس احسان کے بدلے بابل شہر میں انہیں آسائش اور آرام کے ساتھ رہنے کے لئے ایک بہترین اور عمدہ رہائش گاہ دینا چاہتا ہوں جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ تم اکیلے ہی آئے ہو اگر تمہیں وہ دونوں میاں بیوی دریائے فرات کے کنارے نہیں ملے تو تمہیں چاہئے تھا کہ تم اس سرائے کی طرف جاتے جس میں ان دونوں نے قیام کر رکھا ہے بخت نصر کی یہ گفتگو سن کر اس کارکن نے عجیب سی بے بسی کے عالم میں بخت نصر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے آقا جن دونوں میاں بیوی کو بلانے کیلئے آپ نے مجھے بھیجا تھا ان کے ساتھ ایک بہت بڑا حادثہ رونما ہو چکا ہے اس پر امیس نے چونک کر پوچھا ان دونوں کے ساتھ کیا حادثہ پیش آیا اور اس وقت وہ دونوں کہاں ہیں میں ضرور انکی خبر گیری کیلئے جاؤں گی اس پر وہ کارکن پھر بولتے ہوئے کہنے لگا۔

اے آقا جب میں آپ کے حکم کے مطابق دریائے فرات کے کنارے پہنچا تو وہ دونوں میاں بیوی وہاں نہیں تھے وہاں جمع ہونے والے لوگوں سے انکا حلیہ بتاتے ہوئے اور ان پر یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ جس نوجوان نے شہزادی امیس کی جان بچائی تھی وہ کہاں ہے وہاں کھڑے ہوئے کچھ لوگوں سے انکا حلیہ بتاتے ہوئے اور ان پر یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ جس نوجوان نے شہزادی امیس کی جان بچائی تھی وہ کہاں ہے وہاں کھڑے ہوئے کچھ لوگوں نے بتایا کہ وہ دونوں میاں بیوی دریائے فرات ہی کے کنارے کھڑے تھے کہ ہمارے جرنیل زیئو کے کچھ مسلح جوان وہاں آئے اور ان دونوں کو گرفتار کر کے لے گئے لہٰذا میں بھاگتا ہوا زیئو کی حویلی میں داخل ہوا میں نے دیکھا کہ وہ دونوں میاں بیوی وہیں تھے زیئو نے ان دونوں میاں بیوی کو دریائے فرات کے کنارے سے بلوایا اور یوناف پر زور دیا تھا کہ وہ اپنی بیوی کو ترک کر دے کیونکہ زیئو اس کی خوبصورت بیوی کی خوبصورتی اس کے حسن سے متاثر ہو کر اس سے شادی کرنا چاہتا ہے ابھی ان دونوں کے درمیان یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ میں بھاگ کر آپ کے پاس چلا آیا تاکہ آپ کو اصل حقیقت سے آگاہ کروں۔

یہ خبر سن کر حسین امیس کے لب خنداں جن پر بے وجہ تبسم پھیلا رہتا تھا وہ آب و آگ کے کٹل میں تبدیل ہو گئے تھے اس کا صبح کے روپ اور قوس و قزح کے رنگوں جیسا شرابور پیکر گل کانپ اٹھا تھا اس کی ساری دلنوازی جاتی رہی تھی اور اس کے حسن بے نام پر اشکوں کا سوز اور

متشدد نظریات کی اذیت اور دیار غم کی سی مسافری رقص کرنے لگی تھی۔

دوسری طرف یہ خبر سن کر بخت نصر کی حالت بھی کچھ ایسی ہو رہی تھی اس کے چہرے پر تہہ خانوں کی تاریکی بکھر گئی تھی اس کی شریانوں کا لہو کھول اٹھا تھا اور اس کی حالت پتھرائے چہرے نیم اندھے راستوں اور بچھم کی کالی خوفناک گھٹاؤں جیسی ہو کر رہ گئی تھی کچھ دیر تک اس کے کمرے میں تند حقارت کا سناٹا چھایا رہا پھر ہجوم کرنے کے سے انداز میں بخت نصر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور چیتوں کی چنگاڑ میں اس نے اپنے کارکن کو مخاطب کر کے کہا۔

اس زنبو کی یہ جرات کہ وہ ہمارے محسن اور اس کی بیوی کے ساتھ یہ رویہ رکھے جو کچھ تم نے کہا اگر یہ صحیح ہے تو میں اس زنبو کو ایسی سزا دوں گا کہ وہ ساری زندگی اس سزا کو ایک عبرت سمجھتا رہے گا اس کے ساتھ ہی بخت نصر نے اپنی بیوی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا میں اپنے اس کارکن کے ساتھ زنبو کی طرف جاتا ہوں اور جلد ہی لوٹ آؤں گا امیس نے فوراً اٹھتے ہوئے کہا میں بھی آپ کے ساتھ جاتی ہوں کیونکہ میں یوناف اور اس کی بیوی کو پہچانتی ہوں لہٰذا میں آپ کیلئے سودمند ثابت ہوں گی ہو سکتا ہے آپ اور یہ کارکن یوناف کو پہچاننے میں غلطی کر جائیں بخت نصر نے اپنی بیوی کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا لہٰذا بخت نصر اس کی بیوی اور کارکن زنبو کے گھر کی طرف چلے گئے تھے۔

بخت نصر تھوڑی دیر بعد اپنی بیوی امیس اور اپنے کارکن کے ساتھ جھلتے ریگستان میں بے کراں ریت کی طرح زنبو کی حویلی کے اس کمرے میں داخل ہوا جہاں زنبو نے اپنے سامنے یوناف اور بیوسا کو ایک نشست پر بٹھائے رکھا تھا اور ان کے ساتھ محو گفتگو تھا اچانک بخت نصر کو وہاں دیکھ کر زنبو اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اس کے چہرے پر گہری ہول انگیزی بکھر گئی تھی اور وہ دکھ اور پریشانی میں کچھ اس قدر ہانپ اٹھا تھا جیسے وہ عمودی چٹان چڑھ کر وہاں پہنچا ہو۔ بخت نصر کے کچھ کہنے سے پہلے ہی بخت نصر کی بیوی امیس زنبو کے سامنے بیٹھے یوناف اور بیوسا کی طرف سامنے بڑھی اور بڑی شفقت سے ان دونوں کو مخاطب کر کے اس نے کہا تم دونوں یہاں کیوں آئے ہو اور کون تمہیں اس حویلی میں لایا ہے اس پر یوناف زنبو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا اس شخص نے ہم دونوں میاں بیوی کو زبردستی بلوایا ہے میں چاہتا تو اس کا مقابلہ کر سکتا تھا اور یہ میرا کچھ بھی نہ بگاڑ سکتا تھا اس نے اپنے مسلح محافظ بھیج کر مجھے اور میری بیوی کو زبردستی یہاں بلوایا ہے میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتا تھا یوناف کو کہتے کہتے رک جانا پڑا کیونکہ بخت نصر ہلاکت خیزی کے وشت سفاک کی طرح آگے بڑھا اور لگاتار اس نے دو تین طمانچے پوری قوت کے ساتھ زنبو کے چہرے پر دے مارے اور شور مچاتی آبشار کی طرح زنبو کو مخاطب کر کے کہا دیکھ اندھیرے کی کوکھ سے پیدا ہونے والے ان دونوں میاں بیوی کو یہاں بلوا کر تم نے میرے خلاف بغاوت اور سرکشی کھڑی کرنے کی کوشش کی ہے یہ دونوں میرے محسن ہیں اور تم نے انہیں زبردستی یہاں بلوا کر اور میرے محسن سے اس کی بیوی سے زبردستی شادی کا اظہار کر کے اپنی بددیانتی اپنے مجرم اور انتہائی گناہگار ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد بخت نصر تھوڑی دیر کیلئے رکا اور پھر کہنے لگا۔

اس سے بخت نصر کی بھوری آنکھوں کے اندر قہرمانیاں رقص کر رہی تھیں پھر دوبارہ بخت نصر نے زنبو کو مخاطب کر کے کہا سنو زنبو تمہاری اس بدی تمہارے اس گناہ کی وجہ سے جو سزا تمہیں دی جارہی ہے وہ یہ ہے کہ تمہیں لشکروں کی سپہ سالاری سے محروم کیا جاتا ہے اور آئندہ کیلئے تمہارے خاندان کے کسی بھی فرد کو لشکر میں یا سلطنت کے امور میں نمائندگی نہیں دی جائے گی اور تم بابل میں ایک عام انسان کی سی زندگی بسر کرو گے اس کے بعد بخت نصر نے اپنی بیوی امیس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تم ان دونوں کو لے کر میرے پیچھے آؤ میں محل میں واپس جا کر ان دونوں سے بات کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی بخت نصر اس کمرے سے نکلا امیس بھی یوناف اور بیوسا کو لے کر بخت نصر کے ساتھ ہولی تھی جبکہ ان کا وہ مخبر اور کارکن بھی ان کے پیچھے پیچھے حویلی سے نکل گیا تھا۔

بابل کے شاہی محل کے اپنے کمرے میں آنے کے بعد بخت نصر نے یوناف اور بیوسا کو بڑے باعزت طریقے سے اپنے سامنے بٹھایا اور پھر خصوصیت کے ساتھ یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے یوناف میں جانتا ہوں کہ تم دونوں میاں بیوی بابل شہر میں اجنبی ہو پر تم نے میری بیوی کو دریائے فرات میں ڈوبنے سے بچا کر مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے مجھے امیس یہ بھی بتا چکی ہے کہ تم دونوں میاں بیوی نے دریائے فرات کے کنارے ایک سرائے کے اندر قیام کر رکھا ہے اور یہ کہ دنیا میں تمہارا کوئی ایسا ٹھکانہ نہیں جسے تم اپنا گھر کہہ سکو اور تم خانہ بدوشوں کی سی زندگی بسر کرتے ہو لہٰذا تمہارے اس احسان اور نیکی کے بدلے میں میں نے تمہاری رہائش کیلئے شاہی محل کا ایک حصہ وقف کر دیا ہے اس کے اندر تم دونوں میاں بیوی معزز مہمانوں کی حیثیت سے رہو گے اور اس حصے میں تم اس وقت تک رہ سکتے ہو جب تک تمہاری مرضی اور تمہاری خواہش ہو اس کے بعد بخت نصر نے اپنی بیوی امیس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا سنو امیس تم ان دونوں کو شاہی محل کے مشرق میں جو چند کمرے ہیں وہاں لے جاؤ ان کے لئے وہاں ضرورت کی ہر چیز کا بندوبست کرو اور محل کے سارے خدام اور خادماؤں کو مطلع کر دو کہ جیسے وہ ہماری عزت و احترام کرتے ہیں ان دونوں میاں بیوی کا احترام کیا جائے گا اور ضرورت کی ہر چیز مہیا کی جائے گی بخت نصر کا یہ جواب سن کر امیس خوش ہو گئی تھی پھر وہ ان دونوں کو لے کر وہاں سے نکلی اور محل کے شرقی حصے کی طرف لے گئی تھی اس

طرح یوناف نے بخت نصر کے حکم کے مطابق بابل کے شاہی محل میں رہائش اختیار کرلی تھی۔

وقت گزرتا رہا یوناف اور بیوسا نے بابل کے اسی شاہی محل کے اندر رہائش کیے رکھی اس دوران بابل کا بادشاہ نبو پلاسر موت کی نیند سو گیا اور اس کا بیٹا بخت نصر بابل کا بادشاہ بنا تخت پر بیٹھنے کے بعد بخت نصر نے بابل کی عسکری قوت میں بے پناہ اضافہ کیا اس کی ہمسایہ مملکتیں اس سے اسی طرح لرزہ دکھائی دینے لگی تھیں جیسی کچھ عرصہ پہلے یہ حکومتیں آشوریوں سے خوفزدہ رہتی تھیں۔

حکومت سنبھالنے کے بعد بخت نصر نے اپنے لوگوں کی فلاح و بہبود کیلئے بہت سے رفاہ عامہ کے کام سر انجام دیئے اس کے علاوہ اس نے لوگوں میں حفاظت کا شعور بیدار کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں مالی طور پر بھی مستحکم بنا دیا تھا یہ سب کچھ کرنے کے بعد بخت نصر نے بیرونی مہموں کی طرف توجہ دینا شروع کی تھی۔ بابل کی عسکری قوت میں ایک استحکام پیدا کرنے کے بعد بخت نصر ارد گرد کی حکومتوں کو اپنا مطیع کرنے میں کامیاب ہوگیا اس کے بعد اس نے یہودیوں کی طرف توجہ دی۔ فلسطین کے اندر یہودیوں کی ان دنوں ایک ہی ریاست یہودیہ باقی تھی دوسری ریاست جس کا نام سامریہ تھا اور اسے پہلے ہی آشوری تباہ و برباد کر چکے تھے لہٰذا اس وقت بخت نصر یہودیہ پر حملہ آور ہوا۔ بڑے خوفناک انداز میں وہ یہودیہ پر حملہ آور ہوا بے شمار یہودیوں کو اس نے قتل کیا۔ یہودیہ کے بادشاہ یہویاکین کو جو مسنی کے بعد یہودیہ کا بادشاہ بنا تھا گرفتار کرلیا۔ اور پھر یہودیہ سے بھاری خراج وصول کرنے کے بعد وہ واپس بابل چلا گیا تھا۔

۵۹۸ قبل مسیح بخت نصر دوبارہ یہودیہ کی سلطنت پر حملہ آور ہوا اس بار اس نے یروشلم ہی نہیں بلکہ سارے شہروں کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی۔ یروشلم اور ہیکل سلیمانی کو اس طرح پیوند خاک کیا کہ انکی ایک دیوار اپنی جگہ کھڑی نہ رہی یہودیوں کی ایک بڑی تعداد کو وہ گرفتار کرکے اپنے ہاں بابل لے گیا ایک اندازے کے مطابق وہ اٹھارہ ہزار یہودیوں کو گرفتار کرکے اپنے ساتھ لے گیا دریائے فرات کے کنارے یہودیوں کیلئے اس نے تل ابیب نام کا ایک شہر آباد کیا اور اس میں ان قیدیوں کو اس نے رکھا اور ان سے بابل شہر میں غلاموں اور خدمت گاروں کے سے کام لئے جاتے تھے۔ بخت نصر کلدانی سلطنت کے سارے بادشاہوں میں سے زور آور ذہین اور علم و فراست رکھنے والا تھا اس کے بارے میں یہاں تک کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت سلیمان اور ملکہ بلقیس کی نسل سے تھا۔ اسی کی شادی ایران کے بادشاہ کیاکسارا کی بیٹی امیس سے ہوئی تھی۔

○○

بابل کے شاہی محل میں ایک روز یوناف اور بیوسا آتش دان کے پاس بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے۔ اچانک ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر وہ کہنے لگی سنو یوناف میں تمہیں بابل سے کوچ کا مشورہ دینے والی ہوں تم دیکھتے ہو کہ بخت نصر اب بوڑھا ہو چکا ہے اس نے اپنے بیٹے نابونید کو اپنا ولی عہد بھی مقرر کر دیا ہے میرا خیال ہے کہ وہ اپنی باقی ماندہ زندگی آرام سے گزار دے گا اب بابل کی سرزمین میں ہمارے لئے کوئی کشش کوئی جذب نہیں رہا میں تمہیں ایک اور سرزمین کی طرف اشارہ کرتی ہوں اس سرزمین میں بسنے والی قوم بڑی تیزی سے قوت پکڑتی جا رہی ہے اور میرا خیال ہے کہ اگر یہ قوم اسی طرح اپنی قوت میں اضافہ کرتی رہی تو پھر عنقریب اس کے حکمران دنیا کے وسیع علاقوں کو فتح کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے ابلیکا کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف پوچھنے لگا۔

اے ابلیکا تمہارا اشارہ کس قوم کی طرف ہے اس پر ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی میرا اشارہ فارس کی سرزمین کی طرف ہے دیکھو یوناف فارس کی سرزمین میں اس وقت دو حکومتیں ہیں اور یہ دونوں حکومتیں آریائی خاندانوں کی ہیں شمالی ایران میں اس وقت جو آریائی حکمران ہے وہ قوم ماد کہلاتی ہیں اور جو جنوب ایران پر حکومت کرتی ہیں وہ اہل فارس کہلاتے ہیں اور ان پر ہنامنشی نام کا ایک خاندان حکمران ہے آج کل اہل فارس پر کمبوجیہ نام کا حکمران ہے اور اس کا ایک پرجوش اور جوان بیٹا ہے جس کا نام کوروش ہے اہل فارس کی امیدیں اب اپنے بادشاہ کمبوجیہ کے بیٹے کوروش پر لگی ہوئی ہیں اور ان کا خیال ہے کہ یہ کوروش اہل فارس کی حکومت کو ضرور وسعت اور تابندگی بخشے گا سنو یوناف شمالی ایران پر حکومت کرنے والے اہل ماد کا اہل فارس کے ساتھ خون کا رشتہ ہے لیکن یہ دونوں قبیلے الگ الگ چلے آ رہے ہیں اور یہ کیفیت قدیم زمانے سے چلی آ رہی ہے۔ اہل ماد اور اہل فارس ایک ہی زبان بولتے ہیں لیکن انکی زندگی کا تصور ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ اس لئے کہ ماد کا شاہی خاندان کئی نسلوں سے نئے علاقے فتح کرتا رہا ہے لیکن فارس کے حکمران خاندانوں نے ابھی تک کوئی نیا علاقہ فتح نہیں کیا لیکن اب امید کی جا رہی ہے کہ اب یہ اہل فارس کے حکمران ایک نئی کروٹ لیں گے اور اپنی چھوٹی سی سلطنت کو وسعت دیں گے۔ اہل فارس کا مرکزی شہر اس وقت پارساگرد ہے پہاڑوں کے درمیان گھرا ہوا یہ ایک خوبصورت شہر ہے میں چاہتی ہوں کہ اب تم اور بیوسا بابل سے نکل کر اسی پارساگرد کا رخ کرو۔ یوناف اور بیوسا دونوں نے ابلیکا کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پس اسی روز وہ بابل سے پارساگرد شہر کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

اسی روز یوناف اور بیوسا شام سے تھوڑی دیر پہلے اہل پارس کے شہر پارساگرد سے تقریباً پانچ میل شمال میں ایک بہت بڑے قصبے میں ایک سرائے سے باہر نمودار ہوئے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے سرائے کے صدر دروازے کے پاس آئے وہاں کھڑے ہو کر یوناف نے بیوسا کو مخاطب کر کے کہا سنو بیوسا میرا خیال ہے کہ آج رات اسی سرائے میں گزارتے ہیں اور کل صبح ہی صبح پارساگرد کی

طرف کوچ کریں گے۔ بیوسا نے مسکراتے ہوئے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر دونوں میاں بیوی ہاتھ میں ہاتھ ڈالے اس سرائے میں داخل ہوئے تھے۔

جب وہ دونوں سرائے کے بہت بڑے اصطبل کے قریب گئے تو انہوں نے دیکھا اس اصطبل کے اندر اور باہر بے شمار گھوڑے کھڑے تھے ان گھوڑوں کو مضبوط کھونٹوں کے ساتھ باندھنے کے ساتھ ساتھ ان کی گردنیں ایک دوسرے سے مضبوط رسیوں سے بندھی ہوئی تھیں وہ گھوڑے انتہائی خوبصورت سرکش اور جنگلی سے دکھائی دیتے تھے۔ بہت سے نوجوان جو کسی تاجر کے غلام دکھائی دیتے تھے۔ وہ ان گھوڑوں کو کھریرا کر رہے تھے۔ یوناف نے ان گھوڑوں کو پسند کیا اور انہیں دیکھنے کیلئے ان کے قریب چلا گیا اتنی دیر تک ایک بوڑھا اس کے قریب آیا اور بڑے انہماک سے یوناف کو گھوڑوں کی طرف دیکھتے ہوئے وہ مسکرا کر یوناف سے پوچھنے لگا اے نوجوان کیا تم گھوڑوں کی پہچان رکھتے ہو جو اس قدر غور سے میرے ان گھوڑوں کو دیکھ رہے ہو اس بوڑھے کی یہ بات سن کر یوناف چونکا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

اگر میں غلطی پر نہیں تو تم ان گھوڑوں کے مالک کوئی تاجر کوئی سوداگر ہو جو ان گھوڑوں کو بیچنے کے لئے کہیں لے جا رہے ہو یوناف کی یہ بات سن کر وہ بوڑھا خوش ہوا اور زوردار قہقہہ لگانے کے بعد وہ کہنے لگا۔ اے نوجوان تمہارا اندازہ درست ہے میرا نام حرمون ہے میرا تعلق قوم عیلام سے ہے۔ یہ جو گھوڑے تم دیکھ رہے ہو جنہیں میرے آدمی کھریرا کر رہے ہیں عام گھوڑے نہیں ہیں انہیں بڑی مشکل سے جنگل سے پکڑا جاتا ہے اور یہ نیسائی گھوڑے ہیں جن کی پیٹھ پر آج تک کوئی شخص سوار نہیں ہوا ہے اس لئے کہ میرے آدمی انہیں کوہستانی سلسلوں کے اندر سے بڑی مشکل سے پکڑتے ہیں اور ہم بھاری قیمت لے کر اہل فارس کے بادشاہ کمبوجیہ اور اس کے بیٹے کوروش کے ہاتھ بیچ دیتے ہیں۔ وہ ان گھوڑوں کو بڑی خوشی سے خریدتے ہیں اس لئے کہ وہ دن بدن اپنی لشکر کی تعداد بڑھا رہے ہیں لہٰذا نیسائی گھوڑے آج کل انکی سب سے بڑی ضرورت بنے ہوئے ہیں۔ میں آج کی رات اس سرائے میں بسر کروں گا اور کل صبح ہی صبح اہل پارس کے مرکزی شہر پارساگرد کی طرف کوچ کر جاؤں گا تاکہ یہ گھوڑے بیچنے کے بعد اور پارساگرد کے حکمرانوں سے بھاری رقم وصول کرنے کے بعد اس میں سے کچھ حصہ اپنے خادموں میں تقسیم کروں تاکہ آنے والے دنوں میں وہ بڑے شوق کے ساتھ کوہستانی سلسلے سے گھوڑے پکڑ کر میری آمدنی میں اضافہ کریں۔ حرمون نام کا وہ سوداگر خاموش ہوا تو یوناف اسے مخاطب کر کے پھر کہنے لگا۔

میرے بزرگ تم ایک ایسے شخص ہو جس کی مجھے تلاش تھی دیکھو میرا نام یوناف ہے اور میرے ساتھ میری بیوی ہے اس کا نام بیوسا ہے ہم دونوں بھی "پارساگرد کی طرف جانا چاہتے ہیں ہم دونوں نیکی کے نمائندے اور ایک طرح سے خانہ بدوش ہیں ہم نے فارس کے حکمران کمبوجیہ اور اسکے بیٹے کوروش کی تعریف سنی تھی لہٰذا ہم نے ارادہ کیا کہ ہم ان کے مرکزی شہر پارساگرد جا کر رہیں گے۔ اور دیکھیں گے کہ یہ آنے والے دنوں میں کیسے اپنی سرزمینوں سے نکل کر فتوحات کا سلسلہ شروع کرتے ہیں۔ اس سے پہلے ہم دونوں میاں بیوی بابل میں قیام کئے ہوئے تھے۔ یوناف کی یہ گفتگو سن کر وہ بوڑھا حرمون آگے بڑھا یوناف کو اس نے گلے سے لگاتے ہوئے کہا میں تم دونوں کو خوش آمدید کہتا ہوں میں کل صبح تم دونوں کو اپنے ساتھ لے کر پارساگرد کی طرف روانہ ہوں گا اور پارساگرد کے موجودہ حکمران کمبوجیہ کے بیٹے کوروش سے تمہارا تعارف کرواؤں گا۔ یوناف نے حرمون کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ ہم دونوں کے پاس کوئی سواری نہیں ہے کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ ایک اچھا اور معقول معاوضہ لے کر اپنے دو گھوڑے ہمارے ہاتھ فروخت کر دیں اس پر حرمون نے تھوڑی دیر کے لئے بڑے غور سے یوناف کی طرف دیکھا پھر کہا۔ یہ گھوڑے خریدنے کا تم دونوں کو کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ اول یہ کہ تم دونوں مجھے خانہ بدوش لگتے ہو لہٰذا تم گھوڑوں کی قیمت ادا نہ کر سکو گے اور دوسرا یہ کہ کوئی عام آدمی ان گھوڑوں پر سوار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ گھوڑے جنگلی ہیں سدھائے ہوئے نہیں ہیں اور ان کی پیٹھ پر آج تک کوئی سوار ہی نہیں ہوا۔ لہٰذا ان پر سواری کرنے کے لئے بڑی تربیت اور مشق کی ضرورت ہے۔ ہاں میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ تمہارے لئے اس سرائے سے دوسری نسل کے اچھے سے گھوڑے خریدنے میں مدد کر دوں۔ اس پر یوناف ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہنے لگا۔

اے حرمون جہاں تک ان پر سوار ہونے کا تعلق ہے تم بے فکر رہو ہم دونوں میاں بیوی بہترین شہسوار ہیں اور ہر سرکش سے سرکش گھوڑے پر سوار ہونے کا فن خوب جانتے ہیں۔ جہاں تک ان کی قیمت ادا کرنے کا تعلق ہے تو جس قیمت پر تم ان گھوڑوں کو پارساگرد کے حکمرانوں کو بیچتے ہو میں اس سے زیادہ قیمت ادا کرنے کیلئے تیار ہوں اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنے لباس کے اندر سے ایک چرمی تھیلی نکالی اس میں ہاتھ ڈال کر اس نے چند سنہری سکے نکالے اور پھر انہیں حرمون کی طرف بڑھاتے ہوئے اس نے کہا بولو حرمون دو گھوڑوں کی قیمت تم کیا مانگتے ہو ایک میرے لئے اور ایک میری بیوی کیلئے۔ پھر وہ سنہری سکے یوناف نے اپنی چرمی تھیلی میں ڈال دیئے اور وہ تھیلی اس نے حرمون کا ہاتھ پکڑ کر اس کی ہتھیلی پر رکھتے ہوئے کہا۔ اس میں سے جس قدر تم مناسب سمجھتے ہو دو گھوڑوں کی قیمت نکال کر رکھ لو اور دو گھوڑے تم ہمارے حوالے کر دو۔ حرمون نام کا وہ تاجر یوناف کے اس رویئے سے خوش ہوا یوناف کی دی ہوئی تھیلی سے اس نے چند سکے نکالے اور پھر وہ تھیلی اس نے یوناف کو لوٹاتے ہوئے کہا اب کہو ان گھوڑوں میں سے جو دو گھوڑے

چاہو ان کا انتخاب کر سکتے ہو۔ میں تم پر یہ احسان کروں گا کہ ان گھوڑوں کیلئے زینیں اور دوسرا سازوسامان بھی فراہم کردوں گا۔

یوناف اور بیوسا حرمون کے ساتھ ہو لئے جس قدر گھوڑے وہاں بندھے ہوئے تھے دونوں میاں بیوی نے پہلے سب گھوڑوں کا جائزہ لیا ایک دوسرے سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد دو گھوڑوں کی طرف اشارہ کر دیا اس انتخاب کے بعد حرمون یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا تم چاہو تو میں ان دونوں گھوڑوں کو ابھی سے علیحدہ کر کے تمہارے حوالے کر سکتا ہوں تاکہ تم ان گھوڑوں کو جہاں چاہے باندھ سکتے ہو اور اگر تم نے کل میرے ساتھ ہی یہاں سے پارسا گرد کی طرف روانہ ہونا ہے تو پھر ان گھوڑوں کو یہیں بندھا رہنے دو اور کل جب تم میرے ساتھ یہاں سے روانہ ہو گے تو میرے آدمی تمہارے لئے ان دونوں گھوڑوں پر زینیں کس دیں گے یوں تم ہمارے ساتھ ہی روانہ ہونا تاکہ میں یہ دیکھ سکوں کہ تم دونوں میاں بیوی کیسے اور کس طرح سواری کرتے ہو۔ حرمون کا یہ جواب سن کر یوناف اور بیوسا دونوں مسکرانے لگے تھے پھر یوناف نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

سنو حرمون مجھے تمہاری یہ تجویز پسند ہے ان دونوں گھوڑوں کو یہیں بندھا رہنے دو کل ہم تمہارے ساتھ ہی پارسا گرد کی طرف روانہ ہوں گے۔ اس پر حرمون خوش ہو کر کہنے لگا دیکھو شام ہو رہی ہے۔ میں تم دونوں میاں بیوی کیلئے اس سرائے میں ایک کمرے کا انتظام کرتا ہوں ساتھ میں تم سے یہ بھی گزارش کرتا ہوں کہ تم دونوں میاں بیوی شام کا کھانا میرے ساتھ کھانا مجھے بے حد خوشی ہو گی تمہاری باتوں سے میں خوش ہوا ہوں اور تم دونوں میاں بیوی میں جو آپس میں محبت اور چاہت ہے اس نے بھی مجھے متاثر کیا ہے تم میرے ساتھ رہو میرا سلوک تم دونوں کے ساتھ ایک بیٹے اور بیٹی کا سا ہو گا۔ یوناف نے مسکراتے ہوئے حرمون کے ساتھ شام کا کھانا کھانے کی حامی بھر لی پھر حرمون نے دونوں میاں بیوی کیلئے سرائے میں ایک کمرے کا انتظام کر دیا اس کے بعد حرمون یوناف اور بیوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اب تم دونوں میاں بیوی اپنے کمرے میں آرام کرو شام ہو رہی ہے اور سردی بڑھتی چلی آ رہی ہے میں اپنے آدمیوں کے لئے گھوڑوں کے پاس آگ کا آلاؤ روشن کرتا ہوں تاکہ آگ کے پاس وہ بیٹھ کر کھانا کھا سکیں اور وہیں بیٹھتے ہوئے وہ اپنے گھوڑوں کی حفاظت بھی کر سکیں۔ اس پر یوناف نے حرمون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے حرمون کیا ایسا ممکن نہیں کہ میں اور میری بیوی آگ کے اس آلاؤ کے پاس تمہارے ساتھ بیٹھیں۔ وہیں پر کھانا کھائیں اور وہاں بیٹھ کر تم مجھے قوم فارس اور اس کے حکمرانوں سے متعلق تفصیل بتا سکو اس پر اس تاجر حرمون نے خوشی اور رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اگر تم دونوں میاں بیوی ایسا چاہتے ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں تم دونوں ہاتھ منہ دھو کر اور تیار ہو کر وہاں پہنچو اتنی دیر تک میں اپنے خادموں کو کام میں لگا کر آگ کا آلاؤ روشن کرتا ہوں اور سرائے کے مطبخ سے کھانا بھی منگواتا ہوں اس کے ساتھ ہی حرمون وہاں سے نکل گیا تھا۔ اس کے جانے کے بعد یوناف نے بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا سنو بیوسا میں طہارت خانے میں جا رہا ہوں تم یہیں بیٹھو ہاتھ منہ دھو لینا پھر دونوں حرمون کی طرف چلتے ہیں۔ بیوسا نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ وہ کمرے میں بچھی ہوئی دو مسہریوں میں سے ایک پر بیٹھ گئی تھی یوناف ہاتھ منہ دھونے کے لئے طہارت خانے کی طرف چلا گیا تھا۔

OO

عزازیل سامریہ شہر کی سرائے میں خوش و خرم اور مسکراتا ہوا عارب اور بنیطہ کے کمرے میں داخل ہوا انہیں دیکھتے ہی وہ کمال مسرت اور شادمانی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا سنو میرے قدیم تر رفیقو میں نے تمہارے دشمن سے تمہاری جان چھڑانے کا ایک بے خطر طریقہ نکال لیا ہے اس پر عارب فوراً بولا اور کہنے لگا اے آقا کیا دشمن سے مراد یوناف ہے اور آپ اس کا خاتمہ کر دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اس پر عزازیل نے اس بار کسی قدر سنجیدگی میں کہا نہیں بلکہ بیوسا کی طویل عمر پانے کا عمل چونکہ تم دونوں اور بیوسا پر اکٹھے ہی ہوا تھا اگر میں اس کا خاتمہ کرتا تو تم بھی ختم ہو کر رہ جاتے لہٰذا میں نے ایک ایسا طریقہ وضع کر لیا ہے جس سے تم دونوں تو محفوظ رہو گے پر بیوسا جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گی اس پر بنیطہ خوف اور خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

اے آقا کہیں ایسا تو نہیں کہ بیوسا کے ساتھ ساتھ آپ کے اس نئے عمل سے ہم دونوں کا بھی خاتمہ ہو کر رہ جائے اس پر عزازیل نے مسکراتے ہوئے کہا ایسا نہیں ہو گا اس لئے کہ جو طریقہ میں نے وضع کیا ہے اسے میں ایک جگہ آزما بھی چکا ہوں اور اب مجھے تسلی ہے کہ میں اکیلی بیوسا کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا دیکھو میں یہاں سے فارس کے شہر پارسا گرد کی طرف جاؤں گا وہاں شمالی قصبے کی ایک سرائے میں یوناف اور بیوسا نے قیام کر لیا ہے میں وہیں بیوسا پر وارد ہوتا ہوں اور وہیں اس کا کام تمام کر کے رکھ دیتا ہوں اس پر یقیناً ہمارے مقابلے میں یوناف کی طاقت میں کمی آ جائے گی۔ اور بیوسا کے اس سے جدا ہونے کے بعد اسے اذیت اور تکلیف بھی پہنچے گی اور یہی ہمارا مقصد حیات ہے لیکن اے آقا کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ اس بیوسا کے ساتھ ساتھ یوناف کا بھی خاتمہ کر دیں تاکہ مستقبل میں بیوسا کی موت کے بعد وہ ہمارے سامنے زخمی سانپ کی طرح نہ آ کھڑا ہو۔ اور ہم اس کے انتقام اور دشمنی سے محفوظ رہ سکیں اس پر عزازیل انتہائی بے بسی اور بے چارگی میں کہنے لگا۔

اے بنیط یوناف کا خاتمہ میرے بس کا کام نہیں ہے ابلیکا کی صورت میں اس کے پاس ایک ایسی قوت ہے جو کسی بھی وقت مجھے بھی اذیت پہنچانے کا کام سرانجام دے سکتی ہے۔ لہٰذا جس طرح میں نے بیوسا کا خاتمہ کرنے کا ارادہ کرلیا ہے ایسے ہی میں یوناف کا خاتمہ کرنے پر قادر نہیں ہوں اب تم دونوں میاں بیوی آرام کرو میں پارساگرد کی طرف جاتا ہوں اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنی قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

یوناف طہارت خانے سے ایک صاف ستھری انگوچھے کے ساتھ ہاتھ منہ پونچھتا ہوا نکلا تو اس نے دیکھا بیوسا کمرے کی ایک مسہری پر کسی بے جان لاش کی طرح اوندھے منہ پڑی تھی یوناف نے دو ایک بار اسے آواز دے کر پکارا کہ وہ اٹھے اور طہارت میں جا کر ہاتھ منہ دھو لے لیکن بیوسا نے یوناف کی اس پکار کا کوئی جواب نہ دیا اور نہ ہی اس کا جسم حرکت میں آیا اس صورتحال پر یوناف فکرمند ہوا اور لپک کر وہ بیوسا کیطرف بڑھا اسے جب اس نے شانے سے پکڑ کر سیدھا کیا تو اس کے بازو بے جان سے ہو کر پھیل گئے تھے۔ اور یوناف نے یہ بھی دیکھا کہ بیوسا کی گردن بڑے کرب ناک انداز میں ایک طرف ڈھلک گئی تھی۔ بیوسا کی یہ حالت دیکھتے ہوئے یوناف کا چہرہ پیلا پڑ گیا تھا اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ بیوسا کی آنکھیں پتھرا گئی تھیں اور اس کا جسم کچھ اس طرح اکڑ گیا تھا جیسے وہ کافی دیر پہلے کی مر چکی ہو۔

بیوسا کو اس حالت میں دیکھتے ہوئے یوناف بیچارے کی حالت اس بے بس مسافر جیسی ہو گئی تھی جس کی ہڈیوں سے گوشت نوچا جا رہا ہو اس کی آنکھوں میں تاریک مایوسی اور سنسان راہوں کی سی کیفیت طاری ہو گئی تھی اس کا چہرہ سحر کے سورج جیسا لہولہو اور گہن لگے چاند کی طرح مایوس کن ہو گیا تھا۔ پھر اس بیچارے نے انتہائی بے بسی اور لاچارگی میں بیوسا کو پکارا بیوسا بیوسا تم کہاں کھو گئی ہو تم میرا دل میری نمو میری آبرو ہو۔ تم کیوں مجھے گونگی وراثت اور اندھی منطق میں مبتلا کر کے اکیلی رخصت ہو گئی ہو بیوسا کی طرف سے یوناف کو اس کی اس پکار کا کوئی جواب نہ ملا اس لئے کہ وہ بیچاری تو عدم و ہست اور موجود و غائب کی ستیزہ کاری میں ڈوبی تھی اور اپنا مصاف زندگی ہار کر فنا کی منزلوں میں کھو چکی تھی۔

پارساگرد کے شمالی قصبے کی اس سرائے میں بیوسا اسی طرح مسہری پر مردہ حالت میں پڑی ہوئی تھی اور یوناف بیچارہ انتہائی بے بسی میں اسے دیکھے جا رہا تھا۔ سورج اب غروب ہو چکا تھا دور پیڑوں میں شور کرتی ہوائیں ماتمی گیت گا رہی تھیں۔ مردہ بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے یوناف کی خوف بھری آنکھوں کے اندر روزن میں ٹھہری ہوئی صدائیں، یادوں کے شعلے، صداؤں کی ویرانیاں اور زیست کے علاتم رقص کر رہے تھے۔ جبکہ مجموعی طور پر اس کی حالت لفظوں سے بچھڑے معنی اور گریاہ نیم غشی جیسی ہو رہی تھی اسی حالت میں اچانک ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ پھر ابلیکا کی مسکراتی گنگناتی شہد اور رس بھری آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔

یوناف میرے حبیب تم بیوسا سے متعلق فکرمند نہ ہو اسے مردہ مت خیال کرو تم جانتے ہو کہ عزازیل نے عارب اور بنیطہ کے ساتھ بیوسا کے ناسوت پر بھی عمل کیا تھا۔ جس کی بنا پر یہ ابھی تک تمہارے ساتھ چلتی آ رہی ہے لیکن اب اس عزازیل نے ایک نیا طریقہ وضع کرتے ہوئے بیوسا کے خاتمے کا فیصلہ کرلیا تھا جس کے تحت صرف بیوسا ہی مرتی جبکہ عارب اور بنیطہ بچ جاتے مجھے عزازیل کے اس ارادے کی پہلے ہی سے خبر ہو گئی لہٰذا میں نے بیوسا کے جسم پر پہلے سے کئے ہوئے عزازیل کے عمل پر وہی پہلے والا عمل کر دیا ہے جو میں نے تم پر کیا تھا اب جب بھی تم دونوں کو موت آئے گی اکٹھے ہی آئے گی بیوسا کا جینا مرنا اب عارب اور بنیطہ کے ساتھ منسلک نہیں رہا بلکہ اب اپنے اس عمل کے لحاظ سے تمہارے ساتھ وابستہ ہو کر رہ گئی ہے۔ میرے اس عمل ہی کی وجہ سے یہ بے ہوش پڑی ہوئی ہے اور مردہ دکھائی دے رہی ہے تم اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے دو اور دیکھو یہ کیسے ہوش میں آ جاتی ہے اور پھر تمہارے ساتھ ایک نئے عزم کے ساتھ چلنے لگتی ہے۔ ابلیکا کی اس گفتگو پر یوناف کا نفس مطمئن اور نظریں شاداں ہو گئی تھیں وہ بھاگتا ہوا طہارت خانے کی طرف گیا چلو میں وہ پانی بھر لایا اور اس نے جب بیوسا کے چہرے پر چھینٹے دیئے تو بیوسا کے جسم نے ایک جھرجھری سی لی اس نے اپنے سر کو ایک جھٹکا سا دیا پھر وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اس کی اس تبدیلی پر یوناف نے چہرے پر گہری مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

ہوش میں آنے کے بعد بیوسا نے مسکراتے ہوئے یوناف کی طرف دیکھا اور پھر وہ کہنے لگی۔

آپ میری حالت پر ضرور فکرمند ہو گئے ہوں گے آپ کے طہارت خانے میں جانے کے بعد ابلیکا میری گردن پر آئی اور مجھے یہ بتایا کہ عزازیل میرا خاتمہ کرنا چاہتا ہے اور اس نے ایک ایسا طریقہ وضع کرلیا ہے جس کے تحت عارب اور بنیطہ تو بچ جائیں گے لیکن وہ میرا خاتمہ کرنے پر قادر ہو جائے گا لہٰذا ابلیکا نے مجھ سے یہ کہا کہ وہ مجھ پر وہی عمل کر رہی ہے جو اس نے آپ پر کیا تھا اور یہ کہ عارب اور بنیطہ سے میری زندگی کا تعلق ختم کر کے آپ کے ساتھ جوڑا ج... ابلیکا کی اس تجویز پر میں خوش اور مطمئن تھی پھر اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا کوئی عمل کیا پھر مجھے کوئی خبر نہ رہی تھی کہ میں کہاں ہوں اب جو آپ نے میرے منہ پر چھینٹا دیا ہے اور میں ہوش میں آئی ہوں تو میں امید رکھتی ہوں کہ ابلیکا مجھ پر اپنا عمل مکمل کر چکی ہے۔ یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو بیوسا تمہارا اندازہ درست ہے اب تمہاری زندگی کا تعلق عارب اور بنیط کے ساتھ ختم ہو چکا ہے اب تم اپنی اس حیات کے سلسلے میں میرے ساتھ وابستہ ہو چکی ہو ابلیکا تم پر اپنا عمل مکمل

کر چکی ہے اب تم اپنی جگہ سے اٹھو طہارت خانے میں جا کر منہ ہاتھ دھو لو پھر گھوڑوں کے اس تاجر
حرمون کی طرف جاتے ہیں بیوسا فوراً بستر سے چھلانگ لگاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی بھاگتی ہوئی وہ
طہارت خانے کی طرف گئی ہاتھ منہ دھو کر جلد ہی باہر آئی پھر وہ دونوں میاں بیوی سرائے کے اس
کمرے سے نکل کر اس طرف جا رہے تھے جہاں حرمون نے آگ کا آلاؤ روشن کر کے اس کے
اردگرد کھجور کی چٹائیاں بچھا دی تھیں۔

یوناف اور بیوسا جب نیسائی گھوڑوں کے قریب آگ کے جلتے آلاؤ کے پاس پہنچے تو حرمون نے
اپنی جگہ سے اٹھ کر ان دونوں کا پرتپاک استقبال کیا دونوں کو اپنے قریب اس نے چٹائی پر بٹھایا پھر
اس کے اشارے پر خادم کھانا لے آئے تھے۔ سب نے مل کر اس آگ کے آلاؤ کے پاس کھانا کھایا۔
پھر یوناف نے حرمون کو مخاطب کر کے کہا اے بزرگ حرمون میں اور میری بیوی کل صبح چونکہ
تمہارے ساتھ پارسیوں کے شہر پارساگرد کی طرف روانہ ہونے والے ہیں میرا ارادہ ہے کہ میں کچھ
عرصہ اس شہر میں قیام کروں گا لہٰذا مجھے اس شہر میں اس قوم اور اسکے حکمرانوں کے متعلق اور اس
کے رسم و رواج کے بارے میں تفصیل مجھے تم سے بہتر اور کوئی نہیں بتا سکتا یوناف کی اس گفتگو کے
جواب میں حرمون کہنے لگا اے یوناف تمہارا اندازہ درست ہے میں ان دنوں سے پارساگرد شہر کے
ساتھ گھوڑوں کی تجارت کر رہا ہوں جب میں جوان تھا اور پارساگرد کا بادشاہ کمبوجیہ بھی اس وقت
خوب توانا تھا اب وہ بوڑھا ہو چکا ہے اکثر بیمار رہتا ہے اور قریب المرگ ہے اور اس کی حکومت کے
کاروبار اب زیادہ تر اس کا بیٹا کوروش ہی چلاتا ہے۔ اب یہ کوروش ہی اپنی قوم کی توجہ کا مرکز ہے
اور وہ اس جوان سے بہت سی امیدیں لگائے رکھتے ہیں ان کا خیال ہے کہ جس طرح ایران کے اندر
بسنے والی دوسری آریائی قوم یعنی ماد نے اپنے اردگرد کے علاقوں پر حملہ آور ہو کر اپنی حکومت کو
وسعت عطا کی ہے اسی طرح کوروش بھی پارساگرد سے نکل کر اطراف میں پھیلے گا اور قوم ماد کی طرح
دنیا میں ایک زبردست حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو گا۔ لہٰذا میں زیادہ تر حالات کمبوجیہ کے
بجائے کوروش ہی کے متعلق بتاؤں گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد حرمون تھوڑی دیر کیلئے رکا پھر وہ اپنا
سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

سنو یوناف کمبوجیہ کے باپ کا نام کوروش تھا لہٰذا اس نے اپنے بیٹے کا نام کوروش ہی رکھا اس
خاندان کی زبان میں لفظ کوروش کے معنی چرواہے کے ہیں لیکن یہ صرف نام تھا اس کا پیشہ چوپانی
نہیں ہے ہاں پارساگرد کے پہاڑوں کے دامن میں جہاں یہ آریائی خاندان آباد ہیں وہاں سینکڑوں
گلے چرتے ہیں اور دور دور تک جہاں پہاڑوں کی برف پگھلتی دکھائی دیتی ہے گلے ہی گلے دکھائی دیتے
ہیں بوڑھے چرواہے اور ان کے کتے گلوں کی حفاظت اور نگہبانی کرتے ہیں پارساگرد کے لوگ ایک

روایت کی طرح یہ یقین رکھتے ہیں کہ کوروش رعایا کی چوپانی کرے گا اور قوم ماد کی طرح ان کی
راہنمائی اور جنگل کے درندوں اور حملہ آور قوتوں سے ان کی حفاظت کرے گا۔

اس کوروش کی ماں اس کے پیدا ہوتے ہی مر گئی تھی اس لئے آریائی خاندانوں کے افراد نے
کوروش کے باپ کمبوجیہ کو یہ مشورہ دیا کہ بچے کی جائے پیدائش منحوس ہے کیونکہ اس کی پیدائش
کے موقع پر اس کی ماں مر گئی اس لئے ان آریائی خاندانوں کو پارساگرد سے اٹھ کر نئی چراگاہوں کی
طرف منتقل ہو جانا چاہئے لیکن کوروش کے باپ کمبوجیہ نے کچھ سوچ کر ان لوگوں سے کہا یہ کام
صرف میرے کہنے سے نہیں ہو سکتا بلکہ وہاں بسنے والے تینوں آریائی قبیلوں کی مشترکہ کونسل بیٹھ کر
یہ فیصلہ کر سکتی ہے پھر اس کمبوجیہ نے اپنے سرداروں کو یہ بھی مشورہ دیا کہ اس کی رائے کے مطابق
کہیں اور جانے کی بجائے اسی وادی میں قیام کرنا چاہیئے اس لئے کہ یہ وادی گھوڑوں کیلئے اچھی جگہ
ہے اور چراگاہ ہے اور پارساگرد کی یہ چھوٹی سی آبادی بھی وہاں رہنے والوں کیلئے جنت کا سا مقام
رکھتی ہے۔

اب اس واقعہ کو کئی برس گذر چکے ہیں کوروش جو اس وقت چھوٹا سا تھا اب جوان ہو چکا ہے
اور سلطنت کے کاروبار میں دلچسپی لینے لگا ہے پارساگرد جو کبھی ایک چھوٹا سا شہر تھا اب خوب بڑا ہو
کر بارونق ہو چکا ہے اور دور دراز کے تاجر اور سوداگر بھی اس شہر کی طرف آنے لگے ہیں جو ماضی
میں گمنامی کی گرد میں پڑا ہوا تھا اور سنو یوناف! آشوریوں' عیلامیوں' کلدانیوں اور مادیوں کی طرح یہ
پارس میں رہنے والے بھی دیوتاؤں کی پوجا پاٹ کرتے ہیں ان کے سب سے بڑے دیوتاؤں کا نام
ازدھاک ہے اور یہ دیوتاؤں کا دیوتا تصور کیا جاتا ہے اور یہ انکی سب سے بڑی دیوی کا نام اناہیدہ
ہے اور یہ پانی کی دیوی خیال کی جاتی ہے۔ پارساگرد کے قریب سے جو دریا گزرتا ہے ان آریاؤں
نے جگہ جگہ اناہیدہ کے مجسمے بنا رکھے ہیں اور شہر کے دروازوں کے اوپر اپنے سب سے بڑے دیوتا
ازدھاک کے مجسمے کھڑے کرنے کے علاوہ پارساگرد کا جو شاہی محل ہے اس کی حفاظت کے لئے اس
کے سامنے بھی ازدھاک کے دو بڑے بڑے مجسمے کھڑے کئے ہوئے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ
ازدھاک شاہی محل اور پارساگرد شہر کی حفاظت کرتا ہے۔

یہ کوروش ابھی پانچ چھ سال کی عمر ہی کا تھا کہ گھوڑوں کی سواری کرنے لگا اور یہ کام اسکا مشغلہ
بن گیا حالانکہ اس کی عمر کے لڑکے ابھی نشیبی علاقوں میں جا کر مٹی کے کھلونوں سے کھیلتے تھے۔ اور
چکنی مٹی کے کھلونے بنا کر پارساگرد کے پاس سے گزرنے والے دریا میں بہا دیا کرتے تھے۔ سنو
یوناف میں چونکہ برس ہا برس سے آریاؤں کے اس شہر پارساگرد کی طرف آتا چلا آ رہا ہوں اور
کمبوجیہ اور اسکا بیٹا کوروش مجھ سے ایسے ہی بے تکلف ہیں جیسے ایک خاندان کے افراد آپس میں

ہوتے ہیں لہٰذا میں تمہاری دلچسپی کیلئے تمہیں کوروش کے دو اہم واقعات سناتا ہوں۔

سنو یوناف کوروش جو اب جوان ہو چکا ہے اس کا ایک سائیس ہے جس کا نام امبا ہے یہ امبا گرگان شہر کا رہنے والا ایک سردار ہے اور اپنی خوشی سے اس نے کوروش کی سائیس گری اختیار کر رکھی ہے ایک روز کوروش اپنے گھوڑے پر سوار امبا کے ساتھ شہر کے اطراف میں گھوم رہا تھا کہ امبا نے کوروش کو چھوٹا بادشاہ کہہ کر مخاطب کیا اس کوروش نے اپنی کلائی پر بندھے ہوئے چاندی کے اس بازو بند کی طرف اشارہ کیا جس پر سب سے بڑے دیوتا اژدھاک کی شکل بنی ہوئی تھی اور امبا کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے امبا تم مجھے چھوٹا بادشاہ کہہ کر کیوں مخاطب کرتے ہو حالانکہ جس طرح چاندی کے اس بازو بند پر بنا ہوا سب سے بڑا دیوتا اژدھاک ہے ایسے ہی میں سب سے بڑا بادشاہ ہوں ویسے بھی اس دیوتا کا میرے پاس ہونا ہی ایک علامت ہے کہ میں بڑا بادشاہ ہوں اس پر وہ گرگانی سردار مسکراتے ہوئے کوروش سے کہنے لگا میں تمہیں چھوٹا بادشاہ اس لئے کہتا ہوں کہ تم جانتے ہو پارس کی اس سرزمین میں اس وقت دو حکومتیں ہیں ایک قوم ماد کی اور دوسری تم لوگوں کی میں دیکھتا ہوں کہ مادی قوم کے حکمران دور دور کی حکومتوں پر یلغار کرتے ہیں اور اپنی حکومت کو خوب وسعت دے رکھی ہے اور وہ ایسی سرزمینوں پر بھی چھائے ہوئے ہیں جن کے رہنے والے ان کی زبانوں کے علاوہ کوئی اور بولی بولتے ہیں۔ لہٰذا میرے خیال میں ان سرزمینوں کے اندر قوم ماد کے بادشاہ بڑے بادشاہ ہیں اور تم اور تمہارا باپ کمبوجیہ چھوٹے بادشاہ ہو۔

یہ بات کوروش کے دل میں بیٹھ گئی لہٰذا وہ واپس اپنے باپ کمبوجیہ کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے پوچھنے لگا اے میرے باپ کیا میں اور آپ ان سرزمینوں کے اندر چھوٹے بادشاہ ہیں اس پر کمبوجیہ نے اپنے بیٹے کوروش کو مخاطب کر کے کہا۔ ہمارے قبیلوں میں لوگ مجھے اور تمہیں بادشاہ ہی تصور کرتے ہیں باہر کے لوگ ضرور ہمیں چھوٹا بادشاہ ہی کہتے ہیں کیونکہ ہم گمنام سرزمینوں میں پڑے ہوئے ہیں اور اپنی سلطنت کو وسعت دینے کیلئے ہم نے ابھی تک اپنی ہمسایہ مملکتوں سے جنگ نہیں کی۔ اپنے باپ کا یہ جواب سن کر کوروش نے اسی دن یہ عہد کر لیا تھا کہ جب وہ باقاعدہ طور پر قوم پارس کا بادشاہ بنے گا تو وہ ضرور اپنی قوم کو وسعت دینے کیلئے پارساگرد سے باہر نکلے گا۔

اور سنو یوناف حال ہی میں اس کوروش کی شادی ہوئی ہے اور اس کی بیوی کا نام کاسندان ہے دوسرا اہم واقعہ جو میں تمہیں سنانے لگا ہوں وہ کوروش اور اسکی بیوی کاسندان سے ہے سنو یہ کاسندان کوروش کے خاندان اور قبیلے سے ہی تعلق رکھتی ہے اور کوروش کی دور کی رشتہ دار بھی ہے اسکا باپ پہاڑی چشمے کے اس پار گیلاس کے بہت بڑے باغ کا مالک ہے یہ کاسندان اپنے پہاڑی چشمے سے اکثر اپنے باپ کے ساتھ اور کبھی اکیلے پارساگرد شہر آتی تھی ایک روز کوروش نے اسے دیکھا اور اس کی خوبصورتی اس کے حسن اور اسکی جسمانی ساخت سے ایسا متاثر ہوا کہ کوروش بڑی بے چینی سے اس کاسندان کا پارساگرد شہر آنے کا انتظار کرتا تاہم کاسندان کو اس کے جذبات کی خبر نہ تھی پھر رفتہ رفتہ جب کوروش کی دلچسپی اس میں بڑھتی گئی تو اسے بھی یہ احساس ہوا کہ پارساگرد کا ولی عہد اسے چاہتا اور اسے پسند کرتا ہے لیکن ابھی تک اس نے کوروش پر اپنی دلچسپی اپنی محبت کا اظہار نہیں کیا تھا وہ دراصل آزمانا چاہتی تھی کہ کوروش اس سے کس قسم کی اور کس گہرائی سے چاہت کرتا ہے پس ایک روز ایسا واقعہ رونما ہو ہی گیا وہ اس طرح کہ کوروش ایک روز اپنے گھوڑے پر سوار پارساگرد سے باہر بہنے والے دریا کے کنارے گھوم رہا تھا اور دریا کے کنارے پر کاسندان کے باپ کے باغات تھے۔

اچانک کوروش نے دیکھا کہ کاسندان سفید لباس پہنے دریا کے دوسرے کنارے کھڑی تھی اور اس کے ہاتھ میں پھلوں سے بھری ٹوکری تھی اور وہ ٹوکری ہلا ہلا کر اور آوازیں دے دے کر کوروش کو بلا رہی تھی اسے پھلوں کی ٹوکری پیش کر رہی تھی۔ دریا کے شور کی وجہ سے وہ کاسندان کی آواز تو نہ سن سکتا تھا تاہم ٹوکری ہلانے کے انداز سے وہ یہ سمجھ گیا کہ کاسندان اسے بلا رہی ہے اور اسے پھلوں کی ٹوکری پیش کرنا چاہتی ہے کاسندان ایسا مذاق کے طور پر کر رہی تھی وہ سمجھ رہی تھی کہ دریا کی سرکش موجوں کو عبور کر کے کوروش اس کی طرف نہیں آئے گا۔ لیکن کوروش اس معاملے میں کاسندان کی محبت اور اس کے بلانے کے انداز میں بالکل سنجیدہ تھا۔

لہٰذا دریا کے کنارے کوروش اپنے گھوڑے سے اترا اپنا نیزہ اس نے پھینک دیا اپنا چغہ اس نے اتارا اور چمڑے کی شلوار اور بوٹ بھی اتارنے کے بعد اپنے جسم پر اس نے ہلکے کپڑے رہنے دیئے اس کے بعد وہ دریا میں کود گیا پانی میں چھپی ہوئی چٹانوں سے اپنے جسم کو بچاتا ہوا وہ موجوں سے لڑتا اور پانی کے تیز دھاروں کو کاٹتا ہوا دریا کے دوسرے کنارے باغ کی اس جگہ پہنچ گیا جہاں پر کاسندان کھڑی تھی اس روز کاسندان کوروش کی ہمت اور جرات سے بے حد متاثر ہوئی اور اس باغ میں نہ صرف یہ کہ کاسندان نے کوروش کے سامنے یہ قبول کیا کہ اس سے محبت کرتی ہے بلکہ اس نے اس سے عہد بھی کیا کہ وہ اس سے شادی کرے گی بعد میں اس معاملے کی خبر جب کوروش کے باپ کمبوجیہ کو پہنچی تو اس نے بغیر کسی اعتراض بغیر کسی تحقیق کے اپنے بیٹے کی شادی اس کی پسند سے کر دی تھی۔

یہاں تک کہنے کے بعد حرمون تھوڑی دیر کیلئے رک گیا اور پھر یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا پارساگرد' کمبوجیہ اور کوروش اور پارسی قوم اور ان کی مذہبی رسومات کے متعلق میں نے کچھ

تفصیل تمہیں بتا دی ہے اور جو باتیں میں تم سے نہیں کہہ سکا وہ تم خود ہی پارساگرد میں رہتے ہوئے جان جاؤ گے یہ لوگ انتہائی جنگجو ہیں گھوڑوں پر سواری کرنے کے ماہر ہیں اور آج کل ان کی حالت ایسی ہی ہے جیسے کوئی زیر آلود لاوا زیر زمین ادھر ادھر پھیل رہا ہو۔ بری طرح سلگ رہا ہو اور کوئی راستہ تلاش کر کے زمین سے باہر نکلنے کو بے قرار ہو۔ یہی حالت اس وقت ان آریوں کی ہے۔ جو پارساگرد کے اطراف میں بستے ہیں۔ اور یوناف میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ آنے والے دنوں میں آریائی اپنے اس خول سے نکلیں گے۔ اور ایک بہت بڑی قوت وطاقت بن کر دنیا پر چھا جائیں گے۔
حرمون کی اس گفتگو کے بعد یوناف نے بولتے ہوئے پوچھا حرمون! تم نے یہ نہیں بتایا کہ ان آریاؤں کے کون کون سے قبیلے ہیں۔ اور کہاں اور کس جگہ آباد ہیں۔ اور انکے کیا کیا پیشے ہیں۔ اس پر حرمون نے مسکراتے ہوئے غور سے یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا سنو یوناف! ان آریائی قبائل سے متعلق میں مکمل تفصیل تو نہیں جانتا بہرحال جس قدر میں ان سے متعلق علم رکھتا ہوں۔ اس قدر میں تمہیں ضرور آگاہ کرتا ہوں۔

یہ آریائی قوم تین قبائل پر مشتمل تھی۔ باقی سارے قبیلے انہی تین بڑے قبیلوں کی شاخیں تھیں۔ پہلا قبیلہ پازارگد دوسرا قبیلہ مارفین اور تیسرا قبیلہ مارپین ہے۔ ان تینوں قبیلوں میں سب سے ممتاز قبیلہ پازارگد ہے۔ اور یہ منخامنشی قبیلہ جو اس وقت سے تین ہزار قبل چراگاہوں کی تلاش میں پامیر سے چل کر ایران میں داخل ہوئے شروع شروع میں یہ لوگ بخارا و سمرقند میں آباد ہوئے تھے۔ وہاں کے حالات اپنے لئے سازگار نہ دیکھتے ہوئے ایران کی طرف بڑھے۔

ان آریوں میں ایک گروہ ایران کے شمالی علاقہ میڈیا میں داخل ہوا۔ دوسرا گروہ مشرق ایران کی طرف آیا۔ پھر جنوب کی طرف بڑھا اور جنوبی ایران کے علاقہ پارس میں آباد ہو گیا۔ میڈیا اور پارس کے قدیم باشندہ ان نوارد آریوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ اور جو بچے وہ پہاڑوں میں ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ اور بعض ایسے بھی تھے جنہوں نے حملہ آور آریاؤں کی غلامی قبول کر لی تھی۔

آریہ قبائل شروع شروع میں ریوڑ چراتے تھے۔ رفتہ رفتہ کھیتی باڑی کرنے لگی لیکن یہاں انہیں چین نصیب نہ ہوا۔ انکے پڑوس میں آشوری آباد تھے ایک قدرتی شاہراہ میسوپوٹیمیا سے نکل کر کوہستان زاگروس سے ہوتی ہوئی ایران میں داخل ہوتی تھی۔ اس شاہراہ سے آشوری آریوں پر حملے کرتے رہتے تھے اور انہیں مجبوراً اپنی سلامتی کی خاطر خراج ادا کرنا پڑتا تھا لہٰذا آشوریوں سے اپنی سلامتی کی خاطر آریاؤں نے اپنی قوت میں اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا۔

جس وقت یہ آریائی جنوبی ایران یعنی پارس کے علاقے میں داخل ہوئے تھے اس وقت ان علاقوں میں کاپی باشندے آباد تھے۔ کاپی لوگ کالے رنگ کے اور نحیف و لاجساء ہیں۔ ایران کی مرکزی سرزمین اور سطح مرتفع کے اصلی باشندے یہی لوگ تھے۔ شروع میں آریائی انہیں قدیم قوم اور بعض دفعہ مٹی والوں کے نام سے پکارا کرتے تھے یہ لوگ زمین کھودنے میں ماہر تھے۔ بیج بونا اور فصل کاٹنا مٹی کے برتن بنانا اینٹیں تھاپ کر کچے مکان تعمیر کرنا اب بھی انکے مشاغل میں شامل ہے۔ پارس کے بادشاہ کمبوجیہ کی کوشش رہی کہ وہ اینٹیں بنا کر آگ میں پکا لیا کریں۔ اس لئے کہ پکی اینٹیں سیلاب اور بارش کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔ اور انکے مقابلے میں کچی اینٹیں پانی کے بہاؤ میں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اس کمبوجیہ نے پارس کے قدیم کاپی باشندوں سے لکڑی اور پتھر کے بند بندھوائے۔ تاکہ موسم گرما کیلئے پانی کا ذخیرہ بھی رکھا جا سکے۔

کاپی باشندے اب بھی پارساگرد اور اسکے اطراف میں پائے جاتے ہیں یہ لوگ وحشیانہ دور کی ہی بولی اب بھی بولتے ہیں گو انکے پاس اپنا قدیم قومی داستانوں کا سرمایہ نہیں ہے۔ پھر بھی وہ اپنے آریائی فاتحوں سے مختلف ہیں۔ یہ لوگ چوری چکاری میں بڑے ماہر ہیں۔ جب ان پر کوئی حملہ آور ہوتا ہے تو اپنے دیہاتوں سے بھاگ کر جو نشیبی میدانوں میں ہیں۔ پہاڑیوں کے جنگلات میں جا چھپتے ہیں۔ اسکے علاوہ قدیم دور میں یہ کاپی لوگ اپنی قدیم پناہ گاہوں میں رہتے تھے جو انہوں نے غاروں کے اندر بنا رکھی تھیں۔

ایک بار پارس کا موجودہ ولی عہد کوروش اس کاپی قوم سے فکرمند بھی ہوا تھا وہ اس طرح کہ ایک روز یہ پر کوہی کا شکار کرتے ہوئے پارساگرد سے کچھ دور کوہستانی سلسلے کے اس مقام تک پہنچ گیا۔ جہاں پگھلتی ہوئی برف کے تند و تیز چشموں کے پاس چٹانوں کے پیچھے پہاڑیوں میں بڑے بڑے سوراخ نظر آتے تھے۔ باہر سے سوراخ قدرتی نظر آتے تھے لیکن کوروش نے ایک سوراخ کے اندر جا کر دیکھا۔ تو دراصل یہ ایک سرنگ تھی جو اوزاروں سے کچا پتھر کاٹ کر بنائی گئی تھی۔
اس سرنگ کا فرش جل کر سیاہ ہو گیا تھا معلوم ہوتا تھا یہاں مدتوں سے آگ جلائی جاتی رہی ہو۔ اب بھی مختلف گوشوں میں باقی ماندہ ایندھن کی تہیں تھیں۔ ان چھپے ہوئے غاروں میں سے کئی ایک میں کوروش نے آہنی نیزوں کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے بھی دیکھے اس سے کوروش نے یہ نتیجہ نکالا کہ قدیم زمانے میں کس وقت کاپی لوگوں نے انہی غاروں کے اندر پناہ لے رکھی تھی اور غاروں کے دہانے اچھی طرح چھپانے کی کوشش کی تھی۔ ان غاروں کو خالی دیکھ کر کوروش نے یہ اندازہ لگایا کہ کاپی قوم اپنی قدیم پناہ گاہوں سے نکل کر بڑی تیزی سے شہروں اور قصبوں میں آباد ہو چکی ہے لہٰذا اس پر کوہی کے شکار سے فارغ ہونے کے بعد اس نے اپنے باپ سے خدشہ کا اظہار کیا کہ یہ کاپی بڑی تیزی سے اپنی کوہستانی پناہ گاہوں سے نکل کر ہماری وادیوں کی طرف آ رہے ہیں لیکن اسکے باپ نے اسے مطمئن کر دیا کہ ان کاپیوں سے آریوں کو کوئی خدشہ اور خطرہ نہیں ہے۔

ان آریاؤں کی زندگی کا دارومدار پانچ چیزوں پر تھا۔ اول غلہ کا بیج دوم بیج بونے کے اوزار سوم کھیتی اگانے کیلئے پانی چہارم کاشت کرنے کیلئے مویشی پنجم فصل کاٹنے کیلئے مزدور چونکہ آریوں کے پاس صرف غلہ کا بیج ہی ہوا کرتا تھا۔ اور باقی ماندہ کام کاپسی قوم کے افراد سرانجام دیتے تھے۔ اس بنا پر کمبوجیہ نے اپنے بیٹے کوروش کو یہ کہہ کر مطمئن کر دیا تھا کہ انہیں کاپسی قوم کے افراد سے کوئی خطرہ اور خدشہ نہیں ہے۔

شروع شروع میں آریائی فرمانرواؤں کا ان قدیم باشندوں سے کوئی رابطہ نہ تھا۔ کبھی کبھی آریائی شکاری یا سپاہی جو کھیتوں میں جا نکلتے اور نوجوان دیہاتی لڑکیوں سے تفریح کا موقع تلاش کر لیتے تھے۔ شریف آریائی نسل اور رذیل کاپی کے درمیان ایک وسیع خلیج حائل تھی۔ آریائی نیسائی گھوڑوں پر سوار ہوتے تھے۔ لیکن یہ قدیم باشندے لمبے بالوں کے معمولی سے ٹٹو استعمال کرتے تھے اور خود اپنی پیٹھ پر سامان ڈھوتے تھے۔

کاپسی لوہار لوہا اور پیتل کے ہتھیار اور گھوڑے کے ساز بناتے لیکن آریائی نرم دھاتوں چاندی تانبے سے نفیس چیزیں بناتے تھے۔ جہاں تک پالتو جانوروں کا تعلق ہے۔ آریائی عمدہ بیل اور دودھ دینے والی گائیں پالتے تھے۔ جبکہ کاپی لوگ بھیڑ بکریاں پالتے۔ کاپسیوں کی عورتیں موٹی چھوٹی اون سے کمبل اور کپڑا بنتی تھیں۔ مذہبی رسوم میں بھی بہت فرق تھا۔ کاپی اپنے دیوتاؤں کو چھپا کر رکھتے تھے۔ نذر اور قربانیاں پیش کرنے کے لئے گھنے جنگلوں میں جاتے تھے۔

لیکن اب حالات تیزی سے تبدیل ہوتے جا رہے ہیں کاپسی گو اب بھی پارساگرد اور دوسرے شہروں میں آریوں کے گھریلو نوکروں کی حیثیت سے کام کرتے ہیں لیکن پھر بھی یہ قومیں آپس میں گھلتی ملتی جا رہی ہیں۔ اور گمنامی کی زندگی سے نکل کر اطراف کے اقوام کے اندر خوب شناسائی حاصل کرنے لگے ہیں۔ یہاں تک کہ اب تو عبرانی تاجر اپنے قیمتی ساز و سامان کے ساتھ پارساگرد کا رخ کرنے لگے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد حرمون خاموش ہو گیا۔ پھر سانس لینے کے بعد یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے یوناف جس قدر حالات میں پارساگرد کے آریوں کے متعلق جانتا ہوں وہ میں نے تم دونوں میاں بیوی سے کہہ دیئے ہیں۔ میرا خیال ہے تم دونوں میاں بیوی اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو۔ میں اور میرے یہ کامدار بھی آرام کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ہم نے صبح ہی صبح سرائے سے پارساگرد کی طرف کوچ کر جانا ہے۔ یوناف نے حرمون کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اسکے ساتھ ہی بیوسا بھی کھڑی ہو گئی۔ پھر دونوں میاں بیوی اپنے کمرے چلے گئے تھے۔ دوسرے روز یوناف اور بیوسا حرمون اور اسکے کامداروں کے ساتھ اس سرائے سے آریاؤں کے مرکزی شہر پارساگرد کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

دوسرے روز دوپہر سے تھوڑی دیر پہلے جس وقت یوناف اور بیوسا حرمون کے کارواں کے ساتھ پارساگرد کے نواحی کوہستان سلسلے میں بلند پہاڑوں کے اوپر سے گذر رہے تھے تو انہوں نے دیکھا انکے بالکل قریب ہی ذرہ نشیب میں کچھ گھوڑ سوار اپنے گھوڑوں کو مارتے بھاگتے ایک تیندوے کا شکار کرنے کی غرض اسکا تعاقب کر رہے تھے۔ ان سواروں کی طرف غور سے دیکھنے کے بعد حرمون نے فوراً چلاتے ہوئے اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ سنو یوناف یہ جو سوار نیچے نشیب میں تعاقب کر رہے ہیں۔ ان میں سے جو سب سے اگلا سوار ہے۔ یہی پارساگرد کا ولی عہد اور انکے بادشاہ کمبوجیہ کا بیٹا کوروش ہے۔ اپنے گھوڑے کو بھگاتا ہوا کوروش انکے پاس گذرنے لگا۔ تو حرمون نے آواز دیتے ہوئے اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا۔ کوروش نے بھی اپنا گھوڑا بھگاتے ہوئے حرمون کی طرف دیکھا اسے دیکھتے ہوئے اسکے چہرہ پر ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر اس نے ہاتھ ہلاتے ہوئے حرمون کو یہ اشارہ دیا کہ وہ اس تیندوے کا شکار کرنے کے بعد اس طرف آتا ہے۔ اس موقع پر یوناف نے حرمون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا حرمون تم یہیں رک کر انتظار کرو۔ میں اور بیوسا ان سواروں کے ساتھ تیندوے کے شکار میں شامل ہوتے ہیں اور یہ ہمارے لئے بہترین تفریح کا سامان ہو گا۔ حرمون یوناف سے اس موقع پر کچھ کہنا ہی چاہتا تھا پر ان دونوں میاں بیوی نے اپنے گھوڑوں کو ایڑھ لگائی۔ پھر گھوڑوں کو بھگاتے ہوئے ان سواروں میں شامل ہو گئے تھے۔ جو تیندوے کا شکار کر رہے تھے۔

یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی اعلیٰ نیسائی گھوڑوں پر سوار تھے۔ جو انہوں نے حرمون سے خریدے تھے۔ جبکہ تیندوے کا تعاقب کرنے والے کوروش اور انکے ساتھی بھی ایسے ہی گھوڑوں پر سواری کر رہے تھے۔ یہ گھوڑے پارس کے دور دراز کو ہستانی سلسلوں سے پکڑ کر لائے جاتے تھے۔ انکا قدم مضبوط نہیں پڑتا تھا لیکن بھاری بھرکم دراز قد تیز رفتار جنگی گھوڑے ہونے کی وجہ سے یہ لڑائی میں بڑے کار آمد ثابت ہوتے تھے۔ لڑائی میں دشمنوں کو دانتوں سے چیر پھاڑ کر اور دانتوں سے کچل کر رکھ دینے والے یہ گھوڑے معمولی سوار کو اپنی پیٹھ پر سوار نہیں ہونے دیتے تھے۔

کوروش اور اسکے ساتھی بڑی مہارت اور بے باکی کے ساتھ نیسائی گھوڑوں پر سوار اس تیندوے کا تعاقب کر رہے تھے۔ اور اب اس تعاقب میں یوناف اور بیوسا بھی شامل ہو گئے تھے۔ تیندوا کوہستانی سلسلوں کی جھاڑیوں میں سے گذرتا ہوا ایک چٹان کی اوٹ میں ہو گیا تھا۔ جبکہ کوروش اور اسکے ساتھی بھی اس جھاڑیوں کے اندر اپنے گھوڑے بھگاتے ہوئے جب اس چٹان

کے دوسری سمت گئے تو اچانک تیندوا نمودار ہوا۔ کوروش پر اس نے حملہ کر دیا۔ اس اچانک حملہ سے کوروش بوکھلا گیا تھا۔ قبل اس کے کوروش اپنا نیزہ سنبھال کر تیندوے پر حملہ آور ہوتا۔ اس کا پاؤں رکاب سے پھسل گیا۔ اور وہ سرکش گھوڑے سے نیچے گر گیا۔ اسکی پیٹھ پر کافی چوٹ آئی تھی۔ جبکہ تیندوا حملہ آور ہونے کیلئے اس طرف بڑھا تھا۔

اس وقت یوناف لمبی اور تیز جست سے اپنے گھوڑے سے کود کر کوروش اور تیندوے کے درمیان حائل ہو گیا تھا۔ عین اس وقت تیندوے نے بھی ایک لمبی جست لگائی تھی اور کوروش پر وہ حملہ آور ہوا تھا۔ لیکن اس وقت یوناف بیچ میں آچکا تھا لہٰذا یوناف نے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے تیندوے کو درمیان سے ہی اچک لیا اور پھر اسے اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر چٹان پر پٹخ دیا۔ یوناف کے اس پٹخنے میں ایسا زور تھا کہ تیندوا چٹان پر گرنے کے ساتھ ہی مر گیا۔ پھر لڑھکتا ہوا نیچے نشیب میں چلا گیا تھا۔ یوناف کے اس حیرت انگیز کارنامہ سے کوروش اور اسکے ساتھی اسے بڑے تعجب و حیرت انگیز انداز میں دیکھ رہے تھے پھر زمین پر گرا ہوا کوروش اٹھا آہستہ آہستہ چلتا ہوا اور کسی قدر پریشانی سے یوناف کی طرف دیکھتا ہوا وہ قریب آیا۔ اور یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

اے اجنبی تم کون ہو۔ اور کس سرزمین سے تمہارا تعلق ہے اور تمہارا ارادہ کس طرف جانے کا ہے۔ کوروش کے ان سوالات پر یوناف مسکرایا پھر وہ کہنے لگا۔ میرا نام یوناف ہے وہ ذرا فاصلہ پر جو لڑکی گھوڑے پر سوار ہے۔ بیوسا ہے اور وہ میری بیوی ہے۔ ہم دونوں میاں بیوی پارساگرد کی طرف آنے والے ایک تاجر حرمون کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ شاید وہ تمہارا جاننے والا ہے۔ بس میں نے تمہیں تیندوے کا تعاقب کرتے ہوئے دیکھا۔ اور یہ دل میں سوچا کہ یہ تیندوا تعاقب کرنے والوں کیلئے خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا میں بھی اس تعاقب میں شامل ہو گیا۔ جونہی تم گھوڑے سے گرے اور اس تیندوے کا خاتمہ کر کے تمہاری جان بچائی۔ کوروش اور آگے بڑھا اور بڑے پیار سے یوناف کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اے اجنبی میں تیرا ممنون اور شکر گزار ہوں تو نے بروقت پہنچ کر میری جان بچائی ہے۔ گو اس موقع پر میرے ساتھی بھی میری مدد کر سکتے تھے۔ مگر وہ کچھ فاصلے پر تھے۔ اس وقت تک تیندوا مجھ پر جست لگا کر ضرور مجھے نقصان پہنچا چکا ہوتا۔ بہرحال میں تیرا احسان مند ہوں۔ اور تجھے اس احسان کا بدل دینے کی ضرور کوشش کروں گا۔ جواب میں یوناف کہنے لگا۔ میں کسی بدلے کا متمنی نہیں ہوں۔ میں تو بابل سے سفر کرتا ہوا ادھر آیا ہوں۔ میں نے ان زمینوں کی خوبصورتی کی تعریفیں سنی تھیں۔ اور میں نے اپنی بیوی کے ساتھ ان سرزمینوں کا رخ اس لئے کیا ہے کہ میں کچھ عرصہ آریوں کے شہر پارساگرد میں رہ کر یہاں کی سرزمینوں کی شادابی سے لطف اندوز ہوں۔ جواب میں کوروش نے بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا سنو یوناف اب تم ہمارے لئے معزز مہمان کی حیثیت رکھتے ہو۔ اس لئے کہ تم ہم پر احسان کر چکے ہو۔ تم ہمارے ساتھ پارساگرد چلو میں شہر میں تم دونوں میاں بیوی کے رہنے کا بہترین انتظام کروں گا۔ اسکے ساتھ ہی کوروش اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ یوناف بھی اپنے گھوڑے پر بیٹھا۔ پھر وہ سب کو لے کر واپس مڑ گئے تھے۔

اس جگہ آ کر کوروش اپنے گھوڑے سے اتر گیا۔ جہاں حرمون اپنے کارندوں اور گھوڑوں کے ساتھ کھڑا تھا۔ پھر وہ بھاگتا ہوا حرمون کے قریب آیا اور اسے گلے لگاتے ہوئے کہا۔ اے حرمون میں دیکھتا ہوں کہ اس بار تم بڑے توانا اور تعداد میں پہلے سے زیادہ گھوڑے لے کر آئے ہو۔ اس بار میں اپنے باپ سے کہہ کر تمہیں تمہارے گھوڑوں کی زیادہ قیمت دلواؤں گا۔ ابھی یہ گفتگو جاری ہی تھی کہ شہر کی طرف سے چند سوار بھاگتے ہوئے وہاں آئے۔ پھر ان میں سے ایک نے کوروش کو مخاطب کرتے ہوئے اسے اس کے باپ کمبوجیہ کی موت کی اطلاع دی۔
یہ سنتے ہی کوروش فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور پھر وہ اپنے ساتھی سواروں کے ساتھ اپنے گھوڑوں کو پارساگرد کی طرف سرپٹ دوڑا رہے تھے۔
کوروش اسکے ساتھیوں کے جانے کے بعد حرمون نے اپنے قریب کھڑے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا سنو یوناف آریاؤں کا بادشاہ اور کوروش کا باپ کمبوجیہ مر چکا ہے۔ اب یہ آریائی چند دن تک اسکی موت کا سوگ مناتے رہیں گے۔ لہٰذا ان دنوں میں کوروش میری اور تمہاری طرف متوجہ نہ ہو سکے گا۔ میرا ارادہ یہ ہے کہ ہم کسی سرائے میں قیام کرتے ہیں اور جب یہ سوگ ختم ہو جائے گا تو پھر ہم کوروش سے ملنے کی کوشش کریں گے۔ اور سنو یوناف پارساگرد کے شمال میں ایک صاف ستھری سرائے ہے۔ میرا خیال ہے اس میں قیام کرتے ہیں۔ یوناف نے حرمون کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ پارساگرد کی طرف چل دیئے۔ اور شہر کے شمال میں انہوں نے ایک سرائے میں قیام کر لیا تھا۔

کمبوجیہ کی موت پر سوگ منانے کے چند روز بعد دوپہر سے کچھ پہلے حرمون بھاگتا ہوا اس کمرے میں داخل ہوا جس میں یوناف اور بیوسا نے قیام کر رکھا تھا۔ پھر اس نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے یوناف سے کہا تم دونوں میاں بیوی فوراً تیار ہو جاؤ۔ ابھی ابھی ایک شاہی اہلکار آیا ہے اس نے ہمیں یہ اطلاع دی ہے کہ کوروش نے ہمیں طلب کیا ہے۔ میں بھی اپنے گھوڑوں کے ساتھ یہاں سے روانہ ہو رہا ہوں۔ آؤ دونوں اکٹھے ہی کوروش سے ملتے ہیں۔ اس انکشاف پر یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی جلدی جلدی اپنا سامان لپیٹا باہر آ کر انہوں نے اپنے گھوڑوں پر

زینیں ڈالیں۔ پھر وہ حرمون اور اسکے ساتھیوں کے ہمراہ شہر میں داخل ہو گئے تھے۔

پارسا گرد کے شاہی محل کے باہر حرمون کے گھوڑوں کو کھڑا کر دیا گیا تھا۔ جبکہ شاہی اہلکار یوناف بیوسا اور حرمون کو شاہی محل کے اس کمرے میں لے گئے تھے۔ جس کے اندر اس وقت پارسا گرد کا بادشاہ کوروش اور اسکی بیوی کاسندان بیٹھے ہوئے تھے۔ جب یوناف بیوسا اور حرمون اس کمرے میں داخل ہوئے تو کوروش نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ان تینوں کا استقبال کیا۔ پھر کوروش نے اپنی بیوی کاسندان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا سنو کاسندان یہ حرمون ہے جسے تم اچھی طرح جانتی ہو۔ جو ہمارے لئے اکثر گھوڑے لاتا رہتا ہے۔ اس بار پہلے کی نسبت زیادہ گھوڑے لے کر آیا ہے اور یہ یوناف اور اسکی بیوی بیوسا ہے جس کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں یہی وہ جوان ہے جس نے میرے باپ کی موت والے دن ایک تیندوے سے میری جان بچائی تھی۔ کوروش جب خاموش ہوا تو کاسندان اپنی جگہ سے اٹھی۔ مسکراتی ہوئی وہ یوناف کے قریب آئی۔ بڑی ہمدردی اور شفقت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اے اجنبی نوجوان میں تیری بے حد ممنون اور شکر گذار ہوں تو برے وقت میں میرے شوہر کے کام آیا۔ تیندوے کے ہاتھوں اسکی جان بچائی۔ اسکے لئے ہم دونوں میاں بیوی ہمیشہ کیلئے تیرے احسان مند رہیں گے۔

کاسندان کے خاموش ہونے کے بعد کوروش نے پھر یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ تم دونوں میاں بیوی سامنے والی نشستوں پر بیٹھو پھر میں تمہارے ساتھ گفتگو کروں گا۔ کوروش کے کہنے پر یوناف اور بیوسا ان نشستوں پر بیٹھ گئے۔ جن کی طرف کوروش نے اشارہ کیا تھا۔ ان کے ساتھ حرمون بھی بیٹھ گیا۔ کوروش سب سے پہلے حرمون کو مخاطب کرتے ہوئے بولا سنو حرمون! میں تمہارے گھوڑوں کو دیکھ چکا ہوں۔ میں نے شاہی خزانچی کو حکم دے دیا ہے کہ وہ تمہارے گھوڑوں کو گننے کے بعد جو قیمت میرا باپ ایک گھوڑے کی دیا کرتا تھا میں تمہیں اس سے ڈیڑھ گنا زیادہ دینے کا اپنے خزانچی کو حکم دے چکا ہوں۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد تم میرے خزانچی سے ملو۔ وہ تمہیں رقم ادا کر دے گا۔ اور گھوڑوں کو لشکر گاہ کی طرف روانہ کر دے گا۔

کوروش کے اس انکشاف پر حرمون کے چہرے پر گہری مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ پھر اس نے کوروش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اگر اجازت ہو تو میں شاہی خزانچی سے ملنے چلا جاؤں۔ گھوڑے اسکے حوالے کر کے رقم اس سے وصول کر لوں اس پر کوروش مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ ہاں تمہیں ایسا کرنے کی اجازت ہے۔ یہ جواب پا کر حرمون نے یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تم سے میں بعد میں ملوں گا پہلے خزانچی سے معاملہ طے کر لوں۔ اسکے ساتھ ہی حرمون بڑی تیزی سے چلتا کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔ اسکے جانے کے بعد یوناف اور بیوسا نے اس

کمرے کا جائزہ لیا۔ جسکے فرش پر قالین بچھی ہوئی تھیں۔ کمرے کے اندرونی حصہ کو تکلف کی حد تک سجایا گیا تھا۔ جن نشستوں پر کوروش اور اسکی بیوی کاسندان بیٹھے ہوئے تھے انکے درمیان میں اژدھاک دیوتاؤں کا پتھر کا مجسمہ کھڑا ہوا تھا اور اس کے بائیں پہلو میں آریاؤں کی پانی کی دیوی اناہید کا بت استادہ تھا۔ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی ابھی اس کمرے کا جائزہ لے رہے تھے۔ کہ کوروش نے ان دونوں میاں بیوی کو مخاطب کر کے کہا۔

سنو یوناف تم نے جس جانفشانی اور خلوص کے ساتھ تیندوے کے ہاتھوں میری جان بچائی ہے۔ اس سے میں بے حد متاثر ہوا ہوں۔ پارسا گرد کے شاہی محل کا غربی حصہ جو ایک خوبصورت باغ میں کھلتا ہے وہ ایک عرصے سے خالی پڑا ہے۔ لہذا اسی غربی حصے میں میں نے تم دونوں میاں بیوی کی رہائش کا بندوبست کیا ہے۔

اب تم میرے ایک صلاح کار میرے ایک ساتھی اور میرے ایک غمگسار کی حیثیت سے محل کے اسی حصے میں قیام کرو گے۔ اپنے باپ کی موت کے بعد میں اپنے قاعدوں اور کلیوں کے مطابق کام کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں مجھے تمہاری قدم قدم پر ضرورت محسوس ہو گی۔ میں اس پارسا گرد کے خول سے نکل کر آس پاس کی اقوام اور قبائل پر حملہ آور ہونا چاہتا ہوں۔ اور آریاؤں کی اس سلطنت کو وسعت دینا چاہتا ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ میرے اس کام میں تم میرے لئے سودمند ثابت ہو گے۔

کوروش کی اس گفتگو پر یوناف جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ کوروش کا ایک پہریدار اندر آیا۔ اور کوروش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے آقا شاہی محل سے باہر ایک عبرانی تاجر کھڑا ہے۔ اور وہ آپ سے ملنے کا خواہشمند ہے۔ اسکے بولنے کا انداز اسکے طور طریقے بتاتے ہیں کہ وہ پہلی بار ہمارے شہر پارسا گرد میں داخل ہوا ہے اس محافظ کے اس انکشاف پر کوروش کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تو اس نے اپنے اس پہریدار کو مخاطب کرتے ہوئے کہا عبرانی تاجر کو اندر میرے پاس بھیجو۔ اس کے ساتھ ہی وہ پہریدار باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد ایک عبرانی تاجر اپنی پیٹھ پر ایک بقچہ اٹھائے اس کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی داڑھی سرخی مائل چھوٹی چھوٹی تھی۔ اس نے کانوں میں چاندی کی بالیاں پہن رکھی تھیں۔ کوروش کے سامنے آ کر عبرانی نے کہا۔ اے پارسا گرد کے عظیم بادشاہ میں پہلی بار ایک تاجر کی حیثیت سے آپ کے شہر میں داخل ہوا ہوں۔ اس سے پہلے میرا باپ سوداگری کا سامان لے کر آیا کرتا تھا۔ کوروش نے اس عبرانی تاجر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ہمارے پاس تم فروخت کیلئے کیا کچھ لے کر آئے ہو۔ اسکے ساتھ عبرانی تاجر نے اپنی پیٹھ پر رکھا ہوا بقچہ اتار کر کوروش کے سامنے رکھا اور اسے

کھول دیا۔ اس میں طرح طرح کی نایاب اور خوبصورت اشیاء تھیں۔ اس موقع پر کوروش نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ یوناف! کیا تم بھی اپنے لئے اور بیوسا کیلئے کچھ خرید نا پسند کرو گے۔ تم دونوں میاں بیوی نے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہوا ہے اور بہت سے شہر اور ملک دیکھ رکھے ہیں۔ پہلے تم دونوں مل کر اس عبرانی تاجر سے خریداری کرو جو کچھ تم پسند کرو گے وہ میں اور میری بیوی کاسندان بھی خریدیں گے جس قدر تم دونوں میاں بیوی سامان خریدو گے اسکی قیمت میں ادا کروں گا۔

کوروش کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف فوراً بول پڑا اور کہنے لگا۔ سنو کوروش میرے پاس نقدی کی کمی نہیں ہے۔ جو کچھ میں اور میری بیوی خریدیں گے اس کی قیمت میں ادا کروں گا۔ اسکے ساتھ ہی یوناف نے اپنے لباس سے نقدی کی ایک تھیلی نکال کر بیوسا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا بیوسا آگے بڑھو جو چیز تم پسند کرتی ہو خرید لو۔ بیوسا نے ایک بار گہری نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا پھر مسکراتے ہوئے اس نے نقدی کی تھیلی لے لی تھی۔ اسکے ساتھ ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور عبرانی تاجر کے سامنے بیٹھ گئی تھی۔

بیوسا نے اپنے اور یوناف کے لئے ارغوانی اون کے لباس اس بقچے سے نکالنے اور بڑے غور سے دیکھنے شروع کئے اس پر وہ عبرانی بول اٹھا یہ اون بحیرہ اعظم کی تہہ سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ لباس مردوں اور خواتین کا پسندیدہ ہے۔ نایاب تصور کیا جاتا ہے۔ بیوسا اس لباس کو اپنے جسم پر ناپتے ہوئے ایک اپنے لئے اور ایک یوناف کیلئے خرید لیا۔ اسکے بعد اس نے اپنے لئے ایک جوڑی طلائی بازو بند پسند کئے۔ جن پر افسانوی جانوروں کی شکلیں بنی ہوئی تھیں۔ جن کے سر شاہین کے اور دھڑ شیر کا تھا۔ اور انکے پنکھ بھی تھے۔ جب بیوسا خریداری کر چکی تو کوروش اور کاسندان نے بھی وہی چیزیں اپنے لئے خرید لیں۔ جو بیوسا نے خریدی تھیں۔ اس خریداری کے بعد وہ عبرانی تاجر دوسرے تاجروں کی طرح رواج دستور کے مطابق ملک ملک اور شہر شہر کی خبریں سنانے لگا۔ ایسا کرنے کے بعد وہ تھوڑی دیر خاموش رہا۔ پھر وہ کوروش کو دیکھ کر کہنے لگا۔

اے پارساگرد کے بادشاہ اس سوداگری کا کام شروع کرنے سے پہلے بھی میں بہت سے شہر دیکھ چکا ہوں یہ سوداگری شروع کرتے ہوئے میں بہت سے شہروں سے گذرتا ہوں آپکے شہر پارساگرد آیا ہوں۔ آپ کا یہ شہر پارساگرد پہلا شہر ہے جسے میں نے بے فصیل پایا ہے۔ میں عیلامیوں کے شوش شہر بھی گیا۔ وہاں پر بھی میں نے شہر کی ایک فصیل دیکھی۔ جس کا ایک حصہ برباد ہو چکا ہے۔ بابل جیسے عظیم اور قدیم شہر کی ایک چھوڑ دو فصیلیں ہیں۔ اسکے علاوہ بھی جو بڑے بڑے شہر ہیں۔ سب فصیل دار ہیں۔ صرف آپ کا یہ شہر پارساگرد ہی ایسا شہر ہے جس کی کوئی فصیل نہیں ہے۔ کیا اسکی

کوئی خاص وجہ ہے۔

کوروش مسکرا کر کہنے لگا۔ اسکی کوئی خاص وجہ نہیں۔ ہمارے اس شہر کی فصیل شاید اس لئے نہیں ہے کہ آج تک کوئی حکمران ان دور دراز علاقوں پر حملہ آور نہیں ہوا۔ کوروش کا یہ جواب سن کر وہ عبرانی تاجر کس قدر مطمئن ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد کوروش نے اس عبرانی تاجر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا جیسا کہ تم خود ہی بتا چکے ہو کہ تم عیلام کے شہر شوش سے ہو کر آئے ہو اور میرا خیال ہے ان سرزمینوں کی طرف ہو کر تم قوم قوم عیلام کے دوسروں شہروں سے بھی گذرے ہو گے۔ کیا تم مجھے ان عیلامی شہروں سے متعلق اور انکی موجودہ حالت کے متعلق کچھ بتاؤ گے۔ اس لئے کہ عیلام ہماری ہمسایہ قوم ہے۔ اور اسکے متعلق میں سننا پسند کروں گا۔ کوروش کے اس سوال پر عبرانی تاجر کہنے لگا۔

اے پارساگرد کے عظیم بادشاہ میں عیلام کے مرکزی شہر شوش سے گذر کر آ رہا ہوں۔ یہ شہر کبھی آباد اور پر رونق تھا۔ وہاں کبھی عالیشان محل تھے۔ جو اب جل کر خاک سیاہ ہو چکے ہیں اور ان کا ہر گوشہ لومڑیوں کا مرکز بن چکا ہے۔ جو ایک طرف سے دوسری طرف ویرانوں اور کھنڈروں کے اندر دوڑتی پھرتی ہیں۔ عیلام کے بعض بادشاہوں کے ایوان میں اب راہ گیروں کی پناہ گاہیں ہیں۔ آباد زمین کی اس موت کا سبب پتھر کی ایک سل پر کندہ ہے جو منہدم شدہ قصر کے باقی ماندہ حصے کی شکستہ دیوار پر نصب ہے۔ میں شاہی محل کی دیوار پر کندہ کی ہوئی عبارت کو پڑھ کر آیا ہوں۔ کوروش نے اس عبرانی تاجر کی گفتگو میں دلچپی لیتے ہوئے کہا وہ کیسی تحریر تھی۔ جو تو نے قوم عیلام کے شاہی محل کی دیوار میں کتبے پر کندہ کی ہوئی دیکھی ہے۔ جواب میں وہ عبرانی تاجر کہنے لگا۔

اے بادشاہ آپ جانتے ہیں کہ آشوریوں کا بادشاہ آشور بنی پال قوم عیلام کی تباہی کا باعث بنا تھا۔ اس نے عیلام کے سارے بڑے بڑے شہروں کو لوٹا اور تباہ و برباد کیا۔ قوم عیلام کے مرکزی شہر شوش کی بربادی کا باعث بنا۔ یہ کتبہ اور اس کی تحریر جس کا میں آپ سے ذکر کیا ہے یہ آشوریوں کے بادشاہ آشور بنی پال ہی سے تعلق رکھتی ہے یہ کتبہ اس نے شوش کے شاہی محل کی ایک دیوار میں نصب کیا تھا۔ اس کتبے کی تحریر کچھ اس طرح ہے۔

میں آشور بنی پال کا جلیل القدر بادشاہ ہوں جس نے اس قصبہ کے حجروں کے گل بوٹوں کے خوبصورت کام کا منقش ساز و سامان اپنے قبضے میں کیا اور یہاں سے لے گیا۔ ہر اصطبل اور طویلے سے طلائی ساز کے گھوڑے اور خچر مجھے یہاں سے ملے۔ میں نے معبد کے چمکتے کلس میں آگ لگا دی۔ میں عیلام کے دیوتا کو اس کی تمام زیب و زینت اور دولت اور ثروت کے ساتھ آشوریوں کے مرکزی شہر نینوا کی طرف لے گیا۔ قوم عیلام کے بتیس بادشاہوں کے مجسمے میں نے اپنے ہمراہ لئے۔

بے... جو میرے... آشوری پیکر بیل بھی جو رزم گاہ کے نگہبان تھے اس طرح میں نے اس زمین کو بالکل ویران کر دیا اور یہاں کے باشندوں کو تہ تیغ کر دیا۔ میں نے ان کے مقبروں کی چھتیں گرا دیں۔ اور وہ دھوپ میں تپتے ہیں۔ میں ان لوگوں کی ہڈیاں قبروں سے نکال لے گیا۔ جو میرے خداؤں یعنی آشور اور اشتار کو نہیں مانتے تھے اس طرح ان کی روحیں ہمیشہ کے لئے ناشاد رہیں گی اور انہیں چین نصیب نہ ہو گا اور نہ کوئی نذر نیاز انہیں ملے گی۔

تھوڑی دیر رک کر وہ عبرانی تاجر کوروش کو مخاطب کر کے کہنے لگے اے بادشاہ یہ ہے وہ تحریر جو میں نے آپ سے کہہ دی ہے۔ جو آشوریوں کے بادشاہ آشور بنی پال نے ایک کتبے پر کندہ کر کے وہ کتبہ شوش کے شاہی محل کی ایک دیوار میں نصب کرا دیا تھا۔ اور اے بادشاہ میں آپ پر یہ بھی انکشاف کروں گا کہ اب کچھ لوگ قوم عیلام کے اس مرکزی شہر کو پھر آباد کرنے لگے ہیں۔ اور یہ آشوریوں سے بچ جانے والے قوم عیلام ہی کے باشندے ہیں میں ان سے مل کر آیا ہوں انہوں نے مجھ سے بیج بونے والے ہل بھی خریدے تھے۔ اور معاوضے کے طور پر مجھے انہوں نے چاندی کے سکے اور کچھ قیمتی اشیاء بھی دی تھیں۔ اس عبرانی تاجر کی ساری گفتگو سن کر کوروش تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ عبرانی تاجر کو مخاطب کر کے کہنے لگا تم نے مجھے قوم عیلام کے متعلق تفصیل بتا کر میری دلچسپی میں اضافہ کر دیا ہے۔ اب میں اپنے کام کی ابتدا قوم عیلام سے ہی کروں گا جو کچھ ہم نے تم سے خریدنا تھا وہ خرید چکے اب تم جا سکتے ہو اس کے ساتھ ہی اس عبرانی تاجر نے اپنا بقچہ سنبھالا اور اس کمرے سے نکل گیا تھا اس کے جانے کے بعد کوروش نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا سنو یوناف میرا پہریدار تمہیں محل کے اس حصے میں پہنچا دے گا جہاں تم دونوں میاں بیوی نے قیام کرنا ہے اور وہاں تمہیں ضرورت کی ہر شے میسر ہو گی تم چند ہفتے تک دونوں میاں بیوی محل کے اس حصے میں آرام کرو۔ اس دوران میں اپنے لشکر کی ترتیب درست کروں گا اس کے بعد میں قوم عیلام ہی سے اپنی فتوحات کا سلسلہ شروع کروں گا۔ اتنا کہنے کے بعد کوروش نے تالی بجائی جواب میں ایک پہریدار اندر آیا اور اسے مخاطب کر کے کوروش نے یوناف اور بیوسا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

یہ دونوں صرف میرے معزز مہمان نہیں بلکہ یہ خیال کرو کہ یہ میرے بھائی بہن ہیں۔ یہ ...رساگرد کے محل کے اس حصے میں جو خالی پڑا ہے قیام کریں گے۔ تم جانتے ہو کہ محل کے اس حصے ...ں صفائی ہر روز کی جاتی ہے ان دونوں کو وہاں لے جاؤ اور وہاں اس حصے میں ان کے قیام کا ...و بست کرنے کے علاوہ ان کی ضروریات کی ہر شے ان کو مہیا کرو کوروش کے اس حکم کے جواب ...ں پہریدار نے اپنی گردن کو خم کر دیا تھا اس کے بعد یوناف اور بیوسا اس پہریدار کے ساتھ محل کے ...ہی حصے میں چلے گئے تھے۔

چند ہفتوں کی تیاری کے بعد آخر کوروش اپنے چھوٹے سے ایک لشکر کے ساتھ پارساگرد سے نکلا یوناف اور بیوسا بھی ایک قابل اعتبار ساتھی کی حیثیت سے کوروش کے اس لشکر میں شامل تھے۔ کوروش کا ارادہ تھا کہ وہ قوم عیلام کے مرکزی شہر شوش کا رخ کرے گا اور ان سرزمینوں پر قبضہ کرنے کے بعد وہ اپنی سلطنت کی وسعت کا کام کسی دوسری سمت بڑھانے کی کوشش کرے گا۔ اپنے لشکر کے ساتھ کوروش جب قوم عیلام کے مرکزی شہر شوش کے قریب بہنے والے دریا کے کنارے آیا تو وہاں پر جو چرواہے اپنا اپنا ریوڑ چرا رہے تھے وہ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے اس دریا کے کنارے کھڑے ہو کر کوروش نے قوم عیلام کے مرکزی شہر شوش کا جائزہ لیا۔ اس نے دیکھا دریا کے کنارے جو راستہ شوش کی طرف جاتا تھا اس کے قریب ایک دو آبشاریں بہتی تھیں۔ شوش شہر کی طرف دیکھتے ہوئے کوروش کی نظر سامنے بیابان کی گرد و خاک میں لہلہاتے کھیتوں پر پڑی۔ دریا کے موڑ پر جہاں سے شہر شوش نظر آتا تھا۔ ٹوٹا ہوا پل دوبارہ پتھر سے تعمیر کر دیا گیا تھا۔

اور پل سے کوروش نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ قوم عیلام کے وہ لوگ جو آشور کی تباہی و بربادی سے بچ گئے تھے۔ انہوں نے آہستہ آہستہ شہروں اور قصبوں کو آباد کرنے کا کام شروع کر دیا ہے۔ پتھر کے اس پل سے کوروش نے اپنے لشکر کے ساتھ دریا کو عبور کیا۔ پھر وہ شوش شہر کے قلعے کی ڈیوڑھی کے پاس جا پہنچا۔ اس نے اپنے لشکر کو باہر ہی رک جانے کا حکم دیا۔ اور اس ڈیوڑھی میں داخل ہوا۔ کوروش نے دیکھا شہر کے جس حصے کو آشوری نے کھنڈرات میں تبدیل کر دیا تھا وہاں اب اینٹوں کی نئی دیواریں کھڑی کر دی گئیں۔ اس ڈیوڑھی کے اندر کوئی بھی شخص نہ تھا۔ وہ ویران اور خالی پڑی تھی۔ ڈیوڑھی کے اندر کھڑے ہی کھڑے نظر ایک کھیت پر پڑی۔ اور وہ ڈیوڑھی سے نکل کر اس کھیت میں داخل ہو گیا۔

اس کھیت کے اندر ایک ہل کھڑا تھا۔ کوروش اس ہل کے پاس جا کر اس کا معائنہ کرنے لگا۔ جسے شاید کسان وہاں چھوڑ کر کوروش کے لشکر کو دیکھ کر بھاگ گئے تھے۔ اس ہل کا جائزہ لیتے ہوئے کوروش نے دیکھا کہ ہل کے عمودی حصے پر ایک بڑا سا ڈبہ تھا جس میں غلے کا بیج بھرا ہوا تھا۔ یہ دستہ اندر سے کھوکھلا تھا۔ جس میں سے ہو کر بیج گرتا رہتا تھا۔ اور چلتے ہوئے کھیت میں بویا جاتا تھا۔ اس طرح ایک ہی آدمی بیک وقت کھیت جوت سکتا تھا اور بیج بھی بو سکتا تھا یہ بالکل نئی قسم کا ہل تھا۔ جو کوروش نے اس سے پہلے نہ دیکھا تھا۔ عین اس وقت کھنڈرات کے اردگرد اینٹوں کی نئی دیواریں تعمیر کر دی گئی تھیں۔ ان کے پیچھے سے ایسے مسلح جوان نمودار ہوئے جو چمکتے ہوئے نیزے لئے ہوئے تھے۔

کوروش اپنے لشکریوں کو ان پر حملہ آور ہونے کا حکم دینا ہی چاہتا تھا کہ ایک شخص تن تنہا قلعے سے باہر نکلتا ہوا نظر آیا۔ یہ شخص پیادہ پا تھا اسکے ساتھ کوئی محافظ دستہ بھی نہ تھا۔ وہ ایک لمبا اور امیرانہ چولا پہنے ہوئے تھا۔ جس کا دامن خوب چمکدار تھا۔ اس کے سر پر تاج نہ تھا۔ نہ ہاتھ میں شاہی گرز نہ طلائی تمغے کا نشان جس سے اسکی حیثیت کا اظہار ہوتا۔ البتہ سینے پر قوم عیلام کے سب سے بڑے دیوتا شوشناک کا سونے کا بت ضرور لگا ہوا تھا۔

وہ شخص ایک سپاہی کے سے وقار کے ساتھ چلتا ہوا قریب آیا۔ سر اٹھا کر کوروش کے گھوڑے کی باگ بڑے ادب سے پکڑی اور انتہائی شستہ لہجے میں اس نے کوروش سے مخاطب ہو کر کہا۔ میں صلح کے لئے آیا ہوں اے کمبوجیہ کے فرزند ہم تمہارے ساتھ لڑائی و جنگ نہیں چاہتے۔ ہم صلح کے متمنی ہیں۔ اس لئے کہ میری قوم کو پہلے ہی آشوری تباہ برباد کر چکے ہیں۔ تم جب بھی ان سرزمینوں کی طرف آؤ تو اپنے گھوڑ سواروں کو آگے بھیج دیا کرنا تاکہ تمہارے آنے کی اطلاع دے۔ اور میں پل پر تمہارے استقبال کے لئے آیا کروں۔ میرا نام گوبارو ہے میں ان سرزمینوں اور پانیوں کا حکمران ہوں۔

گوبارو کی اس گفتگو کے جواب میں کوروش کچھ کہنے ہی والا تھا کہ گوبارو نام کا وہ شخص جو شوش کا حاکم تھا۔ پھر بولا اور کہنے لگا میں پارسا گرد کے بادشاہ کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ ہمارے زیر مرمت قلعے میں داخل ہو۔ تاکہ ہم اسکی دعوت کریں۔ اسکی اور اسکے لشکر کے کھانے پینے کا انتظام کریں گوبارو کی دعوت پر پارسا گرد کے شہری معنی خیز انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ گوبارو نے بھی بڑے غور سے اس انداز کو دیکھ لیا تھا۔ لہٰذا کوروش کو دوبارہ مخاطب کر کے بولا اور کہا اگر پارسا گرد کا بادشاہ اپنے لشکر کے ساتھ قلعے میں داخل ہونا نہیں چاہتا تو ہم اس پر زور نہیں ڈالیں گے۔ بلکہ جہاں اس وقت پارسا گرد کا لشکر کھڑا ہے ہم یہیں پارسا گرد کے بادشاہ اور اسکے لشکریوں کی دعوت اور کھانے کا انتظام کر سکتے ہیں۔

کوروش نے گوبارو کی اس گفتگو سے یہ اندازہ لگایا کہ اجڑی قوم کا حاکم کمزور دماغ کا معلوم ہوتا ہے ممکن ہے کہ وہ خطرناک میزبان بھی ثابت ہو اس لئے اس نے تجویز کیا کہ گوبارو اپنے تمام مسلح آدمیوں کو قلعے سے باہر بھیج دے۔ اور اس کے بعد پارسا گرد کا لشکر قلعہ دیکھنے کیلئے اندر داخل ہو گا۔ ساتھ ہی کوروش نے گوبارو کی مزید تسلی کیلئے کہا ہماری تمہاری کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اس لئے کہ میں تمہاری گفتگو سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ اور تم لوگوں پر حملہ آور ہونے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے۔ مجھے تمہارے آدمیوں کی صنعت و دستکاری دیکھنے کا اشتیاق ہے۔ اس لئے کہ اکثر سوداگر میرے سامنے قوم عیلام کی صناعی کی تعریف کرتے رہے ہیں۔

گوبارو کو پہلے کچھ تامل ہوا اس نے اپنا خوبصورت سر جھکاتے ہوئے کوروش کی طرف دیکھ کر کہا ہمارے جلیل القدر مہمان کی خواہش ہمارے لئے قانون کا حکم رکھتی ہے پھر اس نے عیلامی زبان میں اپنے آدمی کو قلعے سے نکل کر دریا کے کنارے جمع ہونے کا حکم دیا۔ اور اس کا حکم ملتے ہی قلعے کے اندر جمع ہونے والے لشکری فوراً نکل کر دریا کے کنارے جا کر کھڑے ہو گئے تھے۔ کوروش نے احتیاط کے طور پر اپنے آدھے لشکر کو وہیں کھڑا رہنے دیا تھا تاکہ اگر عیلامی اسکے ساتھ دھوکہ کریں یا اس پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں تو آدھے باہر کھڑے لشکری حملہ آور کو روک سکیں۔ باقی آدھے لشکر کے ساتھ وہ قوم عیلام کے قلعے کے اندر داخل ہوا تھا۔

داخلے کے ایوان میں جس میں نیلے ٹائل لگائے گئے تھے۔ عمارتی مصالحہ ابھی خشک نہیں ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے ایوان میں سیلن سی ہو رہی تھی یہ لوگ اندر داخل ہوئے اور دیکھا ایک فوارہ جو انتہائی خوبصورت تھا صدر دروازہ پر پھوٹ رہا تھا۔ اس کے پاس ایک بلند سرو قامت لڑکی کھڑی تھی۔ اس کا شاہانہ چہرہ لباس میں زیر نقاب تھا۔ اسکی بھوؤں کی آرائش ایسی تھی کہ وہ سیاہ کمانیں نظر آتی تھیں۔ یہ لڑکی کوروش کے استقبال کیلئے دو زانو ہو کر تعظیم بجا لائی۔ اور پھر اٹھ کر اس نے کوروش کو ایک سینی میں میٹھی ٹکیاں اور انگور کے رس کا پیالہ پیش کیا۔ اس موقع پر کوروش نے محسوس کیا کہ لڑکی کے نازک جسم کی خوشبو سے ساری فضا مہک گئی تھی۔ اس کا چہرہ دیکھ کر جو آدھے گھونگٹ میں تھا۔ کوروش بے حد متاثر ہوا تھا کوروش ابھی تک اس لڑکی کے حسن سے متاثر دکھائی دے رہا تھا کہ گوبارو اسکے پاس آیا۔ اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا یہ میری بیٹی ہے جو بابل کے پرمسرت ماحول کو چھوڑ کر اپنے آباؤاجداد کی زمین پر حال ہی میں آئی ہے۔ یہ بچاری اپنی قوم کے اجڑے شہر میں چلی آئی ہے جسے اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

قلعے کے اندرونی حصے کا جائزہ لیتے ہوئے کوروش نے اندازہ لگایا کہ ان لوگوں کے پاس زیادہ دولت نہیں ہے۔ اس لئے کہ عمارت کے ستون کھجوروں کے تنے کے تھے۔ جن پر بہت زیادہ لپائی کی گئی تھی۔ جب کوروش اس لڑکی کے پیش کردہ پیالے سے انگور کا عرق لیا تو پہلے اس نے عرق کے چند گھونٹ خود پیے۔ پھر وہ باقی ماندہ عرق اس نے اپنے پہلوؤں میں کھڑے یوناف کی طرف بڑھا دیا تھا۔ یوناف نے بھی انگور کے عرق سے چند گھونٹ لئے۔ پھر وہ پیالا اس نے کوروش کو واپس تھما دیا اور جو عرق اس پیالے میں بچ رہا تھا۔ وہ دوبارہ کوروش نے پی لیا تھا۔ انگور کا عرق پینے کے بعد کوروش نے اس فوارہ کے سحر انگیز منظر اور عیلامی شہزادی کے حسن کی تعریف کی۔ اب اسے محسوس ہوا کہ گوبارو کی بات میں فریب نہیں ہے اور یہ کہ جب تک گوبارو کی یہ لڑکی اسکی تلواروں کی زد میں ہے انہیں کسی قسم کے نقصان پہنچنے کا کوئی خوف نہیں ہے۔ گوبارو نے اس موقع پر

کوروش کو مخاطب کر کے کہا کہ اس نے فوارے وغیرہ کا کام اس وقت سیکھا تھا جب وہ بخت نصر کی فوج میں ایک صناع کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔

گوبارو جب خاموش ہوا تب کوروش نے اس کو مخاطب کر کے پوچھا اے گوبارو میں نے تو یہ سن رکھا تھا کہ آشوری ایسے انداز میں عیلام پر حملہ آور ہوئے تھے کہ انہوں نے عیلامی قوم کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا تھا۔ پھر تم اپنے اس مرکزی شہر کو دوبارہ آباد کرنے میں کیسے کامیاب ہو گئے ہو۔ کوروش کے اس سوال پر گوبارو کے چہرے پہ ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ کہنے لگا جب آشوری نے اس سرزمین کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا تو میری قوم کے چند لوگ جو زندہ بچ گئے تھے ان میں سے کچھ بھاگ کر مشرق کو ہستانی سلسلے میں جا چھپے تھے۔ اور کچھ لوگ جن میں میرا اپنا خاندان بھی شامل تھا۔ مغرب کی طرف بھاگ گئے تھے۔ اور بابل کی سرحد میں جا کر پناہ گزین ہو گئے تھے۔

میں چونکہ ایک اچھا صناع تھا۔ لہٰذا مجھے بابل میں بخت نصر کے لشکر میں ایک اچھے عہدہ پر کام مل گیا۔ جب آشوریوں کے مرکزی شہر نینوا کا سقوط بخت نصر کے باپ کے ہاتھوں ہوا۔ تو آشوری کے غضب پر پانی پھر گیا۔ انکا جوش و خروش بھی خاک میں مل گیا اور انکی عداوت کے سارے جذبے فرو ہو گئے۔ یوں قوم آشور کی تباہی کے بعد میں نے بابل کے بادشاہ بخت نصر کی خدمت ترک کر کے اپنے اجڑے دیار کا رخ کیا اس وقت سے میں کوشش کرتا چلا آ رہا ہوں کہ یہ زمین پھر فصلیں اگانے لگے اور سرسبز و شاداب نظر آنے لگے۔ آخر میں گوبارو نے کوروش کو مخاطب کر کے پوچھا اے پارساگرد کے بادشاہ اگر ایسے ہی حادثہ آپکی قوم کے ساتھ پیش آیا ہوتا تو آپ کیا کرتے۔ اس پر کوروش مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ میں یقیناً وہی کچھ کرتا جو اس وقت تم کر رہے ہو۔

باتوں ہی باتوں میں شام ہو گئی تھی۔ لہٰذا گوبارو نے اٹھ کر کوروش اور اسکے لشکریوں کے کھانے کا انتظام کیا تھا۔ پھر گوبارو اپنے کچھ سرکردہ لوگوں کے ساتھ کوروش کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ اس موقع پر اسکی بیٹی آمتیش بھی اسکے ساتھ تھی۔ لہٰذا کھانے کے بعد پہلی بار گوبارو نے کوروش سے عیلام کے مرکزی شہر شوش کی طرف آنے کی وجہ پوچھی اس پر کوروش نے کوئی چیز چھپائے بغیر گوبارو سے مخاطب کر کے کہا اے گوبارو جس وقت میں اپنے مرکزی شہر پارساگرو سے چلا تھا اس وقت میرا خیال تھا کہ قوم عیلام پر حملہ آور ہوں گا۔ اور انہیں اپنا ماتحت اور باج گذار بناؤں گا۔ اس لئے کہ مجھے ایک عبرانی تاجر نے یہ اطلاع دی تھی کہ عیلامی پھر پہلے کی طرح ترقی اور عروج حاصل کرتے چلے جا رہے ہیں۔ کوروش کو کہتے کہتے رک جانا پڑا اس لئے کہ اچانک بیچ میں گوبارو کی بیٹی آملیتش بول پڑی اور کوروش کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ اے باعظمت بادشاہ کے فرزند ہم پر رحم کیجئے۔ آپ ہماری غربت ہماری بے بسی دیکھ چکے ہیں۔ ہم آپ کو کیا خراج ادا کر سکتے ہیں۔ ہمیں تو

پہلے ہی آشوریوں نے مفلوج اور اپاہج بنا کر رکھ دیا ہے۔ اب ہم نے اپنے آشیانوں کے بکھرے ہوئے تنکوں کو پھر بڑی محنت اور کوشش سے یکجا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ آپ یوں ہمارے اس آشیانے کی بربادی اور تباہی کا باعث نہ بنیں گے۔

آملیتش جب خاموش ہوئی تو کوروش نے پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہنا شروع کیا سنو گوبارو یہاں آنے کے بعد میں نے اپنا ارادہ ملتوی کر لیا ہے۔ اب میں تم لوگوں سے خراج وصول کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ اب میری خواہش ہے کہ میری اور آپکی قوم دونوں مل کر باہم دوستانہ تعلق استوار کریں۔ اور جب بھی ہمیں کبھی کسی باہر کے حکمران سے خطرہ ہو تو ہم دونوں مل کر اپنے آپ کا دفاع کریں۔ کوروش کی اس گفتگو سے گوبارو بہت خوش ہوا تھا۔ پھر اس نے اپنے کندھے پر بندھا ہوا چاندی کا بازوبند کھولا اور اسے کوروش کی طرف بڑھاتے ہوئے کہنے لگا اے پارساگرد کے بادشاہ یہ بازوبند مجھے بابل کے بادشاہ بخت نصر نے میری خدمات کے صلے میں دیا تھا۔ میں نے قوم عیلام کو دوبارہ زندگی بخشنے کا کام بابل بادشاہ بخت نصر کی حمایت ہی کے تحت کیا تھا۔ کوروش نے گوبارو سے چاندی کا بازوبند لے لیا اور اس پر لکھی ہوئی تحریر کو پڑھنے لگا۔ اس بازوبند پر لکھا تھا۔

"میں کلدانی بخت نصر ہوں جہاں تک سورج کی روشنی پہنچتی ہے میرے عدل و انصاف کا سایہ ہے۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ کمزوروں اور مظلوموں کا جہاں بھی ہوں مجھ سے داد رسائی کرنی چاہئے"۔

کوروش جب اس بازوبند کی تحریر پڑھ چکا تو چاندی کا بازوبند لے کر گوبارو نے پھر اپنے کندھے کے قریب باندھ لیا پھر دوبارہ کوروش کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے کوروش میں نہ عبرانیوں کا کوئی پیغمبر ہوں نہ کوئی کلدانی منجم۔ میری روح تو صرف عیلام سے وابستہ ہے۔ جس طرح میں نے ایک صناع کی حیثیت سے بخت نصر کے لشکر میں رہ کر خدمت سرانجام دی اس طرح اب میں نے اپنی قوم کی خدمت کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اور میری یہ خواہش ہے کہ میں اپنی قوم کو دوبارہ اپنے قدموں پر کھڑا کر سکوں اور اے پارساگرد کے بادشاہ میں تمہارے ساتھ عہد کرتا ہوں کہ ہر برے اچھے وقت میں میرا تمہارا ساتھ رہے گا اور ہم دونوں مل کر دونوں اقوام کا دفاع کریں گے۔ یوں کوروش اور گوبارو کے درمیان زبانی ہی یہ عہد قرار پا گیا اور اس کے بعد کوروش اپنے لشکر کے ساتھ عیلام کے شہر شوش سے پارساگرد کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

○○

اس واقعہ کے چند ماہ بعد ایک روز یوناف اور بیوسا پارساگرد کے شاہی محل کے کمرے میں داخل ہوئے جو کوروش کے لئے مخصوص تھا۔ جب وہ کمرے میں آئے تو انہوں نے دیکھا سامنے

والی نشست پر کوروش اور اسکی بیوی کاسندان بیٹھے ہوئے تھے کوروش کے قریب آکر یوناف نے بڑے بے تکلفانہ انداز میں کوروش کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا کیا تم نے مجھے کسی کام کے سلسلے میں بلایا ہے اس لئے کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ایک شاہی کارکن مجھے بلانے گیا تھا۔ کوروش کہنے لگا ہاں یوناف میں نے تمہیں ایک اہم کام کے سلسلے میں بلایا۔ پہلے تم دونوں میاں بیوی بیٹھ جاؤ۔ یوناف اور بیوسا جب کوروش کے کہنے پر بیٹھ گئے۔ تب کوروش نے پھر کہنا شروع کیا۔

سنو یوناف ہمیں قوم ماد کے بادشاہ نے اس کے سالانہ جشن کیلئے دعوت نامہ بھجوایا ہے اور یہ دعوت نامہ اسکا ایک قاصد لے کر آیا ہے۔ جسے میں نے شاہی مہمان خانے میں ٹھہرایا ہے۔ یہ جشن ہر سال قوم ماد کے مرکزی شہر ہمدان میں منعقد کیا جاتا ہے۔ اور اس میں سارے ہمسایہ حکمرانوں کو شرکت کی دعوت دی جاتی ہے قوم ماد کے موجودہ بادشاہ کا نام ہمارے دیوتا کے نام پر ازدھاک ہے۔ یہ بادشاہ آج کل اپنے آپ کو باعظمت تصور کرنے لگا ہے۔ اس لئے کہ اس سے قبل آشوریوں اور بابل کے سخت گیر حکمرانوں کی وجہ سے اسکی کوئی اہمیت نہ تھی۔ لیکن اب جب کہ آشوری ختم ہو چکے ہیں۔ بابل کی سلطنت میں بھی بخت نصر کی موت کے بعد پہلے جیسا دم خم نہیں ہے۔ تو یہ قوم ماد کا بادشاہ ازدھاک اپنے آپ کو بڑا عظیم بادشاہ تصور کرنے لگا ہے۔ بہرحال میں نے تمہیں اس غرض کے تحت بلایا ہے۔ کہ تم اپنی تیاری مکمل رکھنا کل ہم قوم ماد کے شہر ہمدان کی طرف کوچ کریں گے۔ میرے ساتھ اس سفر میں تم دونوں میاں بیوی کے علاوہ اپنے کچھ سردار بھی ہوں گے۔ اور ہم ماد بادشاہ ازدھاک کی خدمت میں پیش کرنے کیلئے اپنے ساتھ کچھ نیسائی گھوڑے بھی لیتے جائیں گے۔ کیونکہ دنیا کا ہر حکمران ان نیسائی گھوڑوں کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

اور سنو یوناف یہ ماد کا بادشاہ ازدھاک اپنے ہمسایہ حکمرانوں کو اپنے سے کمتر اور ماتحت اور غلاموں جیسا سمجھتا ہے۔ لیکن میں نے اپنے جی میں ٹھان لی ہے کہ عنقریب ہم قوم ماد کے بادشاہ کی عظمت کو اپنے پاؤں تلے روندھ کر رکھ دیں گے یہاں تک کہنے کے بعد کوروش خاموش ہوا تو یوناف نے اسکی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا تم فکر نہ کرو کوروش میں اور بیوسا ہم دونوں میاں بیوی تمہارے ساتھ ہمدان کی طرف روانہ ہوں گے۔ اور اگر تم ازدھاک کے رویہ اور سلوک پسند نہیں کرتے ہو تو تم اپنے لشکر میں اضافہ کرتے چلے جاؤ۔ اور تم دیکھو گے کہ عنقریب وہ وقت آئے گا کہ قوم ماد کا بادشاہ ازدھاک تمہارے سامنے جھکنے پر مجبور ہو جائے گا۔

یوناف جب خاموش ہوا تو کوروش بولا اور کہنے لگا سنو یوناف تم نے جو مجھے اپنے حالات سنائے ان کے مطابق تم دونوں میاں بیوی اس دنیا کو دیکھنے کا وسیع تجربہ رکھتے ہو۔ اپنے اس تجربہ کی بنا پر مجھے کبھی کبھی نصیحت بھی کرتے رہا کرو اس لئے کہ میں تمہارے تجربہ سے بہت کچھ حاصل کر سکتا ہوں تم جانتے ہو اس سے پہلے تم مجھے آپ کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ مگر میں تمہیں اپنے ساتھ بے تکلف کرنا چاہتا ہوں بالکل ایسے ہی جیسے دو بھائی آپس میں بے تکلف ہوتے ہیں۔ اس لئے میں نے تم سے کہا تھا کہ تم مجھے تم کہہ کر مخاطب کیا کرو گو میں پارساگرد کا بادشاہ ہوں۔ لیکن میں اپنے اور تمہارے درمیان کوئی راز نہیں رکھنا چاہتا۔ اور میری بیوی کاسندان بھی تمہیں سگے بھائیوں کی طرح چاہتی ہے۔ اور ہر وقت تم دونوں میاں بیوی کی فلاح کے بارے میں سوچتی رہتی ہے۔ کوروش جب خاموش ہوا تو یوناف کہنے لگا سنو کوروش میں تم دونوں میاں بیوی کا بے حد شکر گزار ہوں۔ کہ تم ہم دونوں کیلئے خلوص رکھتے ہو اور مزید سنو کوروش ایک کامیاب انسان کی زندگی بسر کرنے کیلئے ہمیشہ تین بدترین چیزوں سے بچتے رہنا۔ یوناف کی اس گفتگو پر کوروش نے چونک کر یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھا اے میرے دوست میرے بھائی وہ تین بدترین باتیں کیا ہیں۔

اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا ان بدترین چیزوں میں پہلا غصہ دوسرا اجنبی تیسری اندھی جرات ہے۔ ان تین باتوں میں سے آخری بات بھی اندھی جرات ہے یہ سب سے خطرناک ہے۔ جو انسان کو اپنے سامنے ہتھیار ڈالنے اور ذلیل و خوار ہونے پر مجبور کر دیتی ہے۔ سنو کوروش ایک دانش مند جنگجو کو لڑنے سے پہلے اپنے ہتھیاروں پر نظر ڈالنی چاہئے۔ اور اپنے دشمن کے ہتھیاروں کا بھی اندازہ لگانا چاہئے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ احمق ہے۔ اور احمق کو جلد موت آ جاتی ہے۔ کوروش نے درمیان میں بولتے ہوئے کہا۔

اے یوناف میں تم جیسے بھائی پر ہمیشہ فخر کرتا رہوں گا۔ تمہاری باتوں میں میرے لئے خلوص ہے۔ اور جو کچھ بھی تم نصیحت کرو گے میں اس پر سختی کے ساتھ عمل کرتا رہوں گا۔ اسکے بعد وہ چاروں اس کمرے میں بیٹھ کر مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے رہے۔ پھر یوناف اور بیوسا وہاں سے اٹھ کر چلے گئے تھے۔ دوسرے روز کوروش یوناف اور بیوسا دیگر ساتھیوں کے ساتھ پارساگرد سے قوم ماد کے مرکزی شہر ہمدان کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○○

یوناف اور کوروش جب اپنے وفد کے ساتھ قوم ماد کے مرکزی شہر ہمدان میں داخل ہوا۔ تو انہوں نے دیکھا کہ ماد کے بادشاہ ازدھاک کی طرف سے کچھ اہلکار اور امراء مقرر کئے گئے تھے۔ جو باہر سے آنے والے حکمرانوں کا شاہی محل سے باہر کھڑے ہو کر استقبال کر رہے تھے۔ اور تحائف جو وہ بادشاہ کے لئے لے کر آئے تھے۔ وہ انہیں وصول کرتے جا رہے تھے۔ کوروش بھی جو نیسائی گھوڑے بادشاہ کیلئے لے کر آیا تھا وہ ان اہلکارون کی تحویل میں دے دیئے گئے۔ پھر وہ کچھ کارکنوں

کی رہنمائی میں ہمدان کے شاہی محل میں داخل ہوا۔ وہاں اس سے بہت تلخ تجربات میں سے گزرنا پڑا۔

ہمدان کے شاہی محل کی پر شکوہ فضا میں پہنچ کر اسے اپنی کمتری کا احساس ہوا۔ اس نے دیکھا کہ باعظمت مادی بادشاہ کے درشن کیلئے باہر سے آنے والے حکمران اور انکے وفد بڑی بے تابی سے اس طرف بڑھ رہے تھے جہاں بادشاہ ان سے ملاقات کیلئے کھڑا تھا۔ اپنی کمتری کا یہ منظر کوروش سے دیکھا نہ جاتا تھا۔ وہ یہ بھی دیکھ رہا تھا۔ قوم ماد کے شاہی خاندان کے افراد اپنے سروں پر قیمتی جواہرات لگے ہوئے سونے کے تاج پہنے ہوئے تھے۔ جب کہ کوروش اپنی وضع قطع دیکھتے ہوئے عجیب سا محسوس کر رہا تھا کہ اس نے وہی نوک دار سواری کے جوتے اور پھندنے والی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ اور اپنی پاک وپاکیزہ سفید پوشاک کو خراب ہونے سے بچانے کیلئے اپنی اڑتی ہوئی داڑھی کے نیچے باربار وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھ لیتا تھا۔

ہمدان شہر کے شاہی محل کے دربار کی ڈیوڑھی میں پہنچ کر کوروش اور یوناف نے دیکھا کہ وہاں بادشاہ ازدھاک کے محافظ کھڑے تھے۔ جو پیتل کے چمکدار خود اور چاندی کے کام کی زرہ بکتر پہنے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے نیزوں سے اس راستہ کو بند کر رکھا تھا۔ جو راستہ اس حصہ کی طرف جاتا تھا۔ جہاں سے قوم ماد کے بادشاہ سے ملاقات کی جاسکتی تھی۔ تھوڑی دیر تک باہر سے آنے والے حکمران وہاں رکتے رہے پھر بادشاہ ازدھاک کا فاں وہاں پہنچا جو ہاتھ میں شیر کی شکل کا گرز لئے ہوئی تھا۔ پھر باہر سے آنے والے سارے حکمرانوں کو وہ لے کر اس حصہ کی طرف جانے لگا تھا۔ جہاں پر بادشاہ ازدھاک باہر سے آنے والے حکمرانوں سے ملنے کا منتظر تھا۔

اس وقت قوم ماد کے شاہی ایوان کی عجیب سی حالت ہو رہی تھی۔ مختلف آوازوں سے شاہی محل اس طرح گونج رہا تھا۔ جیسے کھانے ڈالنے کے وقت کتے خانے میں شور اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ لوگ وہاں مختلف قسم کی بولیاں بول رہے تھے۔ اور ایک دوسرے سے چیخ چیخ کر باتیں کر رہے تھے۔ خوشبوؤں کے عنبردانوں اور دیگ دانوں سے اس قدر دھواں اٹھ رہا تھا کہ چاندی اور زیورات سے مزین زرق برق سرخ پوشاکیں پہنے مہمانوں کی صفیں صاف نظر نہ آتی تھیں سفید سنگ مرمر کے اونچے تخت پر جلوہ افروز ازدھاک اس ہنگامے کا میر محفل بنا سر پر سونے کا تاج رکھا بیٹھا تھا۔ اور اسکے تاج میں جواہرات کا لاجوری رنگ جھلک رہا تھا۔ اور بادشاہ کے حضور مادی امراء اور اراکین حکومت حلقہ باندھے کھڑے تھے۔ جن میں سے ہر ایک کے لباس کی آرائش اسکے رتبہ اور عہدہ کا اظہار کر رہی تھیں کوروش اس موقع پر جب حیرت کے عالم میں قوم ماد کے بادشاہ کو دیکھنے لگا۔ تو بادشاہ کے حاجب نے جو اسکے قریب ہی کھڑا تھا کوروش کو کہنی مارتے ہوئے اور تنبیہہ کرتے ہوئے

کہا گھورو مت لہٰذا کوروش سنبھل گیا۔

شاہی تخت کے اوپر اور پیچھے غلام گردش تھی۔ جس میں ہاتھی دانت کی جالی لگی تھی۔ اور اس جالی کے پیچھے باہر سے آنے والی اور قوم ماد کی شاہی اور معزز خواتین بیٹھی تھیں۔ اور ضیافت کے شروع ہونے کا انتظار کر رہی تھیں اس کے بعد قوم ماد کے بادشاہ ازدھاک نے باہر سے آئے ہوئے حکمرانوں سے ملنا شروع کیا۔ اور وہاں جمع ہونے والے سب لوگوں سے تعارف کرتا رہا۔ جب کوروش یوناف بیوسا اپنے وفد کے ساتھ بادشاہ سے ملنے کیلئے اسکے سامنے آئے۔ تو بادشاہ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ ہے پارساگرد کا کوروش اس کے بعد بادشاہ دوسرے حکمرانوں کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ کوروش کو بادشاہ کے ان الفاظ پر بڑی حیرت ہوئی کہ اس قدر مختصر الفاظ میں اس کا تعارف وپذیرائی کی گئی۔ کوروش یوناف اور بیوسا اور ان کے وفد کے ارکان کو ایک ایسے کونے میں بیٹھنے کو جگہ ملی جہاں پہلے سے دو شخص بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے ایک آموری قبیلے کا سردار تھا جس کے جسم اور لباس سے اونٹوں کی بو آرہی تھی دوسرا ایک خاموش کلدانی تھا جس کی داڑھی حلقہ دار تھی اور گلے میں سونے کے تعویذوں کی زنجیر پہنے ہوئے تھا جب سب لوگ اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے تب ایوان ضیافت میں شاہی محل کا شاعر اٹھا اور اس نے اپنے بادشاہ کی مدح سرائی شروع کی وہ کہہ رہا تھا۔

ماد کے فاتح سپاہیوں کے مقابل نینوا کے گلی کوچوں میں خون کی ندیاں اس طرح بہہ رہی تھیں کہ گھوڑوں کے گھٹنوں تک خون تھا۔ ہمارے فتح مند بادشاہ کے حضور ساٹھ ہزار اور کئی سو نفوس اسیر ہوئے۔ ان رنگوں کا جو زروجواہر سے آراستہ تھے۔ کوئی شمار نہ تھا اور وہ مویشی جو اس جنگ میں ہاتھ لگے ان کی کوئی گنتی نہ تھی۔ ماد کے مقتدر بادشاہ کے لئے جو بہت سے ملکوں کا بادشاہ تھا مفتوحین کی آہ وزاری آواز سے فردوس گوش تھی۔ اس شاعر نے اور بہت سے اشعار بھی اپنے بادشاہ کی مدح سرائی میں کہے۔ اس کے بعد قوم ماد کے بادشاہ ازدھاک کی طرف سے دی جانے والی ضیافت شروع کی گئی۔ اور سب لوگوں کے سامنے جہاں جہاں وہ بیٹھے تھے کھانا چن دیا گیا۔ جس وقت کھانا چنا جا رہا تھا۔ کوروش کی نگاہ ازدھاک کے پیچھے دیوار پر لگی ہوئی ایک سرخ رنگ کی بڑی سی پتھر کی سل پر جم گئی۔ اس پتھر کی سل پر ایک تصویر بنی تھی جس میں ایک عورت تاج اور شاہانہ پوشاک پہنے ایک گرجتے ہوئے شیر کی پیٹھ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اور اس کے سر کے گرد ستارے اور ہاتھ میں ایک نیزہ تھا۔ آموری سردار کی نگاہ بھی اس طرف اٹھ گئی اور اس نے شیر پر بیٹھی ہوئی اس عورت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا یہ عورت اگر شیر پر سوار ہو سکتی ہے تو ضرور یہ طاقت کی کوئی دیوی ہے۔

اس پر قریب بیٹھے کلدانی نے اپنی داڑھی ہلاتے ہوئے کہا یہ عشتار دیوی ہے جو درحقیقت

حفاظت اور تباہی دونوں ہی صفات کی مالک ہے اس کے علاوہ وہ ہماری ملکہ ماندانہ کی محافظ ہے جو اس باعظمت بانوئے بابل کو ساتھ لائی تھی۔ آموری سردار نے اپنے سامنے رکھی انجیروں کی پلیٹ میں ڈالتے ہوئے کہا میں نے تو لوگوں سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ یہ بابل کی سب سے بڑی فاحشہ ہے۔ ان الفاظ پر کلدانی اس طرح بھڑکا جیسے گھوڑا بھڑکتا ہے۔ اور اس نے بھنا کر کہا۔ عشتار کے حق میں ذرا سوچ کر کوئی برا لفظ زبان سے نکالو۔ اس دیوی کا ستارہ زہرہ ہے۔ اس سے سب دیوتا محبت کرتے ہیں کلدانی کی اس گفتگو پر وہ آموری خاموش رہا پر "کوروش نے اس کلدانی کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے کلدانی دوست یہ عشتار دیوی تو بابل کی دیوی ہے۔ پر یہ ازدھاک کے دربار میں کیسے لگی ہوئی ہے۔ اور یہ آرین اس دیوی کو کب سے اور کیسے پوجنا شروع ہو گئے ہیں۔ اس پر وہ کلدانی کہنے لگا تمہارا کہنا درست ہے یہ دیوی آریاؤں کی نہیں ہے بلکہ یہ دیوی بابل سے آئی ہے۔ سنو میرے اجنبی مہمان ہمدان کے بادشاہ ازدھاک کی ہردلعزیز ملکہ کا نام ماندانہ ہے۔ جس کا تعلق بابل کے شاہی خاندان سے ہے۔ جس وقت ماندان کی ازدھاک سے شادی ہوئی تھی۔ تو ماندانہ بابل سے اپنے ساتھ اس دیوی کو بھی لے کر آئی تھی۔ لہٰذا بادشاہ اپنی ملکہ کو خوش رکھنے کے لئے اپنے دربار میں اس عشتار دیوی کا مجسمہ ضرور رکھتا ہے۔

سب لوگ کھانا شروع کر چکے تھے جبکہ کوروش اور اس کے ساتھیوں نے کھانے کو ہاتھ نہ لگایا تھا۔ کوروش کو کھانا پسند نہ آیا تھا اور اس کی وجہ سے یوناف' بیوسا اور اس کے ساتھیوں نے بھی کھانا شروع نہ کیا تھا۔ اس موقع پر وہ کلدانی اپنا چہرہ کوروش کے قریب لایا اور رازداری میں کہنے لگا۔ دیکھو پارسا گرد کے بادشاہ جلدی سے کھانا شروع کردو میں نے اندازہ لگایا ہے کہ تمہارے کھانا نہ شروع کرنے کی وجہ سے بادشاہ ازدھاک کئی بار غور سے تمہاری طرف دیکھ چکا ہے۔ جواب میں کوروش کچھ کہنے ہی والا تھا کہ بادشاہ ازدھاک اپنی جگہ سے اٹھ کر کوروش کی طرف آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا کہ ہمارا کھانا بہت بدمزہ ہے جو تم اسے نہیں کھا رہے ہو۔ یا تمہیں اس بات کا ڈر ہے کہ ہم نے اس کھانے میں تمہارے لئے زہر ملا رکھا ہوگا۔

ازدھاک کے ان الفاظ سے مجمع پر ایک تاریکی چھا گئی تھی۔ جبکہ ازدھاک وہاں کھڑا بڑی گرم تیز نگاہوں سے کوروش کو گھورے جا رہا تھا۔ بادشاہ کی اس گفتگو کے جواب میں کوروش کھانا نہ کھانے کے لئے کوئی وجہ پیش کرنا ہی چاہتا تھا کہ ایک ہاتھ اس کی کلائی پر پڑا۔ جس نے اس کا ہاتھ زبردستی کھانے کی طرف بڑھا دیا۔ یہ دیوار کے برابر کھڑے ہوئے مسلح "محافظوں میں سے ایک محافظ کا ہاتھ تھا۔ جو اس طرح کوروش کو کھانوں کی طرف متوجہ کرنے کی غرض سے اپنی پہرے کی جگہ چھوڑ کر وہاں آیا تھا۔ اور زبردستی کوروش کا ہاتھ کھانے کی طرف بڑھا رہا تھا۔ یہ واقعہ چشم زدن میں پیش آگیا تھا۔ اس محافظ کی اس حرکت کو کوروش نے ناپسند کیا۔ اور غصہ سے آگ بگولہ ہو کر اس نے کچھ اس زور سے ہاتھ پیچھے جھٹکا کہ وہ محافظ لڑکھڑاتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا تھا۔ اس موقع پر کوروش کا ایک محافظ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اس لئے کہ اس نے یہ محسوس کیا تھا کہ اس کے بادشاہ کا ہاتھ زبردستی پکڑ کر کھانے کی طرف بڑھایا گیا ہے اور یہ ان کے بادشاہ کی بے عزتی ہے۔ لہٰذا جس پہرے دار نے کوروش کا ہاتھ پکڑ کر کھانے کی طرف بڑھایا تھا کوروش کے اس محافظ نے اس پہریدار کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اس پہریدار کو ہاتھوں پر اٹھا کر بری طرح زمین پر دے مارا۔

پہرے دار کی پیتل کی ڈھال پتھر کے فرش پر چھن سے جا کر پڑی۔ دیوار کے برابر کھڑے ہوئے سپاہیوں میں دو دوڑ کر آئے۔ اور انہوں نے کوروش کے اس نہتے محافظ کی پیٹھ میں اپنے نیزوں کی انیاں گھونپ دیں۔ اور وہ محافظ ایک لمبی آہ بھرتا ہوا زمین پر گرا اور دم توڑ گیا۔ اپنے محافظ کے مارے جانے پر کوروش غضب ناک ہو گیا۔ اپنی جگہ سے وہ اچھلتا ہوا اٹھا اور جن دو پہریداروں نے اسکے محافظ کو قتل کیا تھا ان پر اس نے حملہ کر دیا تھا کوروش کے پہلے حملہ سے ایک محافظ زخمی ہو گیا اور وہ زخم کھا کر پیچھے بھاگ گیا۔ دوسرا محافظ بھی خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اتنی دیر تک سات آٹھ مسلح محافظ کوروش کی طرف بڑھے۔ وہ چاہتے تھے کہ آگے بڑھ کر کوروش پر اپنی تلواریں گرا دیں کہ یوناف اور بیوسا تڑپ کر اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے آگے بڑھے ان دونوں نے تلواریں کھینچ لیں۔ اور وہ ان حملہ آور محافظوں پر ٹوٹ پڑے۔ کوروش نے جب دیکھا کہ اس معاملہ میں یوناف اور بیوسا اسکی مدد کیلئے میدان میں اتر آئے ہیں۔ اس نے بھی اپنی ساری قوت و حوصلہ کو مجتمع کیا۔ یوناف اور بیوسا کے ساتھ وہ بھی محافظوں پر ٹوٹ پڑا تھا۔

تینوں ان سات آٹھ محافظوں کو اپنے سامنے دھکیلتے ہوئے دربار کے ایک کونے میں لے گئے تھے۔ اتنی دیر تک دس بارہ اور محافظ اپنے ہاتھوں میں نیزے لئے یوناف بیوسا اور کوروش کی طرف بھاگے وہ چاہتے تھے کہ پشت سے ان پر حملہ آور ہو جائیں کہ شاہی ایوان میں ایک عورت کی نغمہ بار آواز گونجی "خبردار میں ماندانہ کہتی ہوں یہ کوروش اب میرا فرزند ہے۔ اپنے نیزے ہٹا لو۔ میرے بیٹے کا بال تک بیکا نہ ہونے پائے"۔

بولنے والے گیلری کے پردے کے پیچھے نظروں سے اوجھل تھی۔ لیکن اسکے حکم کی کچھ اس طرح تعمیل کی گی تھی جیسے بادشاہ ازدھاک کے حکم کی پیروی کی جاتی ہے۔ جب حملہ آور محافظ پیچھے ہٹ گئے۔ تو کوروش یوناف اور بیوسا اس جگہ آئے جہاں کوروش کے ایک محافظ کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر تک کوروش نیچے جھک کر بڑی حیرت اور پریشانی میں اپنے اس محافظ کی لاش دیکھتا

رہا۔ اتنی دیر تک ازدھاک کے حکم پر چند محافظ آگے بڑھے اور کوروش کے محافظ کی لاش کو اٹھا کر وہ باہر لے گئے تھے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے اچانک کوروش نے یوناف اور بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تم جلدی کرو اور میرے ساتھ آؤ ہم تینوں کیلئے یہاں خطرات ہی خطرات ہیں اسکے ساتھ ہی کوروش یوناف اور بیوسا اس دربار سے باہر نکلے۔ اور محل کی غلام گردشوں میں باہر نکلنے کیلئے راستہ کی تلاش میں دوڑنے لگے۔ اچانک ان تینوں نے پیچھے پاؤں کی ایک نرم آہٹ سنی۔ جیسے کوئی انکے تعاقب میں آ رہا ہو جب انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو رات کے اس اندھیرے میں ایک خواجہ سرا درباری پوشاک اور زنانی جوتیاں پہنے انکے پیچھے بھاگتا ہوا آ رہا تھا۔ قریب آ کر اس خواجہ سرا نے کوروش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تم نے بہت برا کیا کہ دربار کے اندر بادشاہ کی موجودگی میں یہ ہنگامہ کھڑا کر دیا۔ لیکن تمہاری ماں یعنی قوم ماد کی ملکہ ماندانہ کا دل تمہارے لئے ہمدردی اور شفقت سے لبریز ہے۔ اور سنو ملکہ کا تم تینوں کے لئے حکم یہ ہے کہ رات کے وقت محل کے دروازے بند ہونے تک تم محل کے اندر ہی ایک محفوظ جگہ چھپے رہو۔ اور یہ محفوظ جگہ کون سی ہے اسکی میں نشاندہی کرتا ہوں میرے پیچھے پیچھے آؤ۔ اس خواجہ سرا کی گفتگو پر کوروش یوناف اور بیوسا نے پہلے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے کچھ فیصلہ کیا پھر وہ نگاہوں ہی نگاہوں میں آخری فیصلہ کرتے کے بعد اس خواجہ سرا کے پیچھے ہو لئے تھے۔

وہ خواجہ سرا ان تینوں کو ایک دروازے سے ایک باغ میں لے گیا جسے ڈھی پر پھیلی ہوئی انگور کی بیل اپنے سائے میں لئے ہوئے تھی۔ اس باغ کے دوسرے سرے پر لکڑی کی ایک باڑ تھی۔ جس کے پتھر کے دروازے کے اوپر ازدھاک بادشاہ کی تصویر کندہ کی گئی تھی۔ جس میں وہ گھوڑے پر سوار ایک شیر پر نیزہ سے حملہ کر رہا تھا۔ پہلی نظر میں کوروش، یوناف اور بیوسا کو یہ خیال نہیں آیا کہ اس تصویر کی معنویت کیا ہے خواجہ سرا نے یہاں پہنچ کر چاروں طرف نظر ڈالی پھر سامنے جو لکڑی کا جنگلا تھا وہ اسکے دروازے پر پہنچا۔ دروازہ بند تھا لیکن خواجہ سرا نے ایک موسلی ہٹا کر کوروش یوناف اور بیوسا کو اشارہ کیا اور ان تینوں کو لے کر اس پھاٹک کی چھوٹی سی کھڑکی سے اندر چلا گیا تھا۔

دوسری طرف جانے کے بعد خواجہ سرا نے ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ کوئی تمہارے پیچھے نہیں آئے گا پھر محل کی سیاہی مائل دیوار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو باڑ ادھر تھی۔ ایک اونچا سا چبوترا دکھایا جس پر ایک سائبان تھا اور کہا ملکہ ماندانہ کے محل پر تلواروں کا پہرا رہتا ہے۔ اس لئے ملکہ کا حکم ہے کہ جب تارے اچھی طرح نکل آئیں پھر تم تینوں اس سے ملو۔ جب کوروش یوناف بیوسا باہر کے دروازے سے نکل کر اندر پہنچ گئے۔ تو ملکہ کے خواجہ سرا نے جلدی سے دروازے کی کنڈی لگا کر پھاٹک بند کر دیا۔ اس نے تفریح کے انداز میں ان تینوں پر نظر ڈالی۔ پھر وہ انگوروں کی بیلوں کے سائے میں کہیں غائب ہو گیا تھا۔

اس چبوترے کے پاس پہنچ کر کوروش نے پہلی چیز یہ دیکھی کہ زمین پر سموں کے نشان تھے اور پھر یہ دیکھا کہ باغ کے اندر تمام جنگل ہی جنگل ہے۔ پھر وہ تینوں ایک درخت کی طرف بڑھے یہاں رات ہونے کے باوجود قریب ہی جلتی ہوئی مشعلوں کی روشنی کی وجہ سے ہر شے صاف اور عیاں طور پر دیکھی جا سکتی تھی۔ جونہی وہ اس درخت کے نیچے بیٹھنے کو آگے بڑھے بارہ سنگھوں کا جوڑا وہاں سے نکل کر بھاگا۔ اتنے میں ایک جنگلی گدھا سر اٹھائے آیا اور انکے پیچھے پیچھے بھاگتے ہوئے وہ بھی وہاں سے چلا گیا۔ کوروش جو پہاڑی جانوروں کی زندگی سے واقف تھا۔ وہ فوراً سمجھ گیا کہ وہ باغ نہیں ایک شکار گاہ ہے اور یہ کہ بادشاہ ازدھاک نے اپنے محل کے قریب یہ شکار گاہ بنائی ہو گی۔ تاکہ درندوں اور جانوروں کا شکار کرنے کا شوق پورا کر سکے۔

اس چبوترے کے احاطہ سے بارہ سنگھے اور جنگلی گدھا نکل کر بھاگے تو کوروش یوناف بیوسا نے دیکھا کہ اس چبوترے کے اردگرد لکڑی کا ایک مضبوط احاطہ تھا جس میں ایک دروازہ تھا۔ اسی دروازے سے بارہ سنگھوں کا جوڑا اور جنگلی گدھا نکل کر بھاگے تھے کوروش نے احتیاطاً آگے بڑھ کر دروازہ بند کر دیا تھا ابھی اس نے ایسا کیا ہی تھا کہ چبوترے کی لکڑی کے باڑ سے قریب ہی ایک شیر دھاڑتے ہوئے نمودار ہوا اور وہ سونگھنے کے انداز میں آگے بڑھتا ہوا لکڑی کی باڑھ کے قریب آ گیا تھا۔ لکڑی کی وہ باڑھ مضبوط ضرور تھی پر کوئی زیادہ اونچی نہ تھی اور اگر شیر بھوکا ہو تو اپنی طاقت و قوت کو استعمال کرتے ہوئے اس باڑھ کو پھلانگ بھی سکتا تھا اس شیر کو لکڑی کی باڑھ کے قریب دیکھ کر کوروش انتہائی پریشان اور فکرمند ہو گیا تھا۔ اس موقع پر یوناف اسکے قریب آیا اور کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگا۔ سنو کوروش فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اول تو مجھے یقین ہے کہ شیر لکڑی کی یہ باڑھ پھلانگ کر اندر نہیں آئے گا اور اگر یہ آ بھی ہے تو میں اکیلا اس سے نمٹ لوں گا تم دیکھو گے کہ جس طرح یہ باڑھ پھلانگ کر اندر آتا ہے ویسے ہی میں اس کا خاتمہ کر کے اسے باڑھ کے اوپر سے مردہ حالت میں باہر پھینک دوں گا۔ یوناف کی اس گفتگو سے کوروش کو حوصلہ اور کچھ ہمت ہوئی۔ لہٰذا وہ تینوں گہری نگاہوں سے شیر کو دیکھنے لگے تھے۔ جو آہستہ آہستہ باڑھ کے قریب آ کر رک گیا تھا۔

تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد یوناف نے پھر کوروش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا سنو کوروش یہ جنگلی سور یا جنگلی بھیڑیئے تو فوراً انسان پر حملہ کر دیتے ہیں لیکن یہ شیر جب تک بھوکا نہ ہو انسان پر حملہ آور نہیں ہوتا۔ یوناف کا کہنا درست ثابت ہوا۔ شیر تھوڑی دیر تک وہاں کھڑا رہا۔ چند لمحے

وہاں کھڑا رہتے ہوئے یوناف بیوسا اور کوروش کی طرف دیکھتا رہا اور پھر وہ ذرا ساہٹا اور زمین پر لیٹ گیا۔ اس طرح کہ اسکا سرپھاٹک کی کھڑکی کی طرف تھا۔ شیر کے لیٹنے کے بعد وہ تینوں بھی چبوترے پر بیٹھ کر انتظار کرنے لگے تھے۔

شکار گاہ کے باہر اب پہریدار دو دو مل کر پہرہ دینے لگے تھے۔ انہوں نے اپنے کندھوں پر نیزے اٹھا رکھے تھے۔ کبھی کبھار ٹھہر کر شکار گاہ میں بھی جھانک کر دیکھ لیتے تھے۔ کوروش یوناف بیوسا کو انکے ہنسنے کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ بہرحال وہ تینوں چبوترے پر بیٹھ کر انتظار کرنے لگے تھے کہ کب چاند طلوع ہو اور ملکہ ماندانہ ان سے ملنے کیلئے آئے۔

اچانک یوناف بیوسا اور کوروش چونک سے پڑے تھے۔ جس کھڑکی کے اندر سے ملکہ کا خواجہ سرانے لکڑی کی باڑھ کے چبوترے کے اندر انہیں لایا تھا۔ اس چبوترے کی اس کھڑکی کی طرف دو پہریدار آتے دکھائی دیئے۔ وہ شیر کے بالکل قریب آ گئے تھے۔ یوناف انہیں آواز دے کر مطلع کرنا چاہتا تھا۔ ان میں سے ایک کے نیزے کی انی اچانک زمین پر لیٹے ہوئے شیر کی دم میں کھب گئی۔
اس پر شیر اٹھا اور گرجتا ہوا ان دونوں پہریداروں پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے یوناف فوراً حرکت میں آیا بھاگ کر لمبی جست لگائی لکڑی کی باڑھ کو پار کرتا ہوا وہ شیر اور ان پہریداروں کے درمیان حائل ہو گیا۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے شیر نے ان پہریداروں کو فراموش کر کے یوناف پر حملہ کر دیا۔ شیر نے ایک غصیلی اور لمبی جست لگا کر یوناف پر حملہ کیا تھا۔ لیکن یوناف بھی مستعد اور چوکنا تھا۔ جونہی شیر نے اس کے اوپر جست لگائی۔ اس نے اسے ہوا کے اندر ہی اپنے دونوں ہاتھوں کی گرفت میں لے کر فضا میں معلق کر دیا تھا پھر اس نے شیر کو ایک قریبی درخت سے پٹخ مارا تھا۔

یوناف کے اس طرح پٹخنے سے شیر زخمی ہو گیا۔ وہ دوبارہ یوناف پر حملہ کرنے کے بجائے شکار گاہ میں ادھر ادھر بھاگتے اور دھاڑتے ہوئے ایک طوفان اور شور کھڑا کرنے لگا تھا۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے دونوں پہریدار فوراً اپنی جانیں بچانے کیلئے وہاں سے بھاگ گئے تھے۔
گو ابھی چاند طلوع نہ ہوا تھا اور چاند طلوع ہونے کے بعد ہی ملکہ نے ملنے کا وعدہ خواجہ سرا کے ذریعے سے کیا تھا۔ لیکن اب وہاں ٹھہرنا اور رکنا خطرے سے خالی نہ تھا۔ کیونکہ شیر زخمی ہو کر پوری شکار گاہ کے اندر دھاڑتا ہوا بھاگ رہا تھا۔ لہٰذا کوروش اب یہ خطرہ محسوس کر رہا تھا کہ شیر دوبارہ بھی ان پر حملہ آور ہو سکتا ہے۔ اگر وہ حملہ آور نہ بھی ہو تب بھی وہ شکار گاہ کے اندر شور کر رہا ہے بادشاہ کے محافظ اسے پکڑنے کی کوشش کریں گے یا اسکا شکار کر کے اس کا خاتمہ کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ وہ اس شکار گاہ کے اندر دوسرے جانوروں کو نقصان نہ پہنچائے۔

شکار گاہ کے باہر اب شور اٹھانا شروع ہو گیا تھا۔ یوناف کوروش اور بیوسا ایک دوسرے سے مشورہ کرنے کے بعد محل کی دیوار کی طرف بھاگے۔ ظاہر ہے اندھیرے میں ایسی جگہ جہاں کا پتہ نہ ہو دوڑنا بے معنی ہے۔ وہ تینوں دیوار کے پاس آئے انہوں نے دیکھا کہ دیوار کے اندر سے کچھ پتھر بڑی ترتیب کے ساتھ باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ جنکی مدد سے دیوار کے اوپر چڑھا جا سکتا تھا لہٰذا تینوں اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو مضبوطی سے جماتے ہوئے محل کی اس دیوار پر چڑھنے لگے تھے۔ جب وہ دیوار پر کافی اونچائی پر چلے گئے تو انہوں نے دیکھا کہ شکار گاہ کے اردگرد مشعل جلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ شکار گاہ میں شیر اس طرح دھاڑتے ہوئے بھاگ رہا تھا۔ اور انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ محل کی اس دیوار کے اوپر بالکونی میں عورتوں کے سر نظر آتے دکھائی دے رہے تھے۔ ان عورتوں کے چہروں پر نقاب نہ تھی۔ اس سے ان تینوں نے یہ اندازہ لگایا کہ یہ کنیزیں ہیں جب وہ دیوار کے اوپر گئے اور کنیزوں نے ان تینوں کو دیوار پر چڑھتے ہوئے دیکھا۔ تو وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئیں۔
یوناف بیوسا اور کوروش ان کنیزوں کے پیچھے بھاگنے لگے تاکہ وہ دیکھیں کہ وہ کس طرف جاتی ہیں۔
وہ کنیزیں بھاگتی ہوئیں ایک ایوان میں داخل ہوئیں۔ اور اس ایوان کے سفید پردوں کے پیچھے جا کر چھپ گئیں۔ یکایک اس ایوان کی سفید روشنی سے یوناف بیوسا اور کوروش کی آنکھیں چندھیا گئیں تھیں۔ اس ایوان کی دیواروں پر سفید ریشم کے پردے آویزاں تھے۔ اور متعدد فانوسوں کے شعلوں کی روشنی ان سفید پردوں پر پڑ رہی تھی۔ ایوان میں سنگ مرمر کے تخت پر ایک عورت بے حس و حرکت سیدھی بیٹھی تھی۔ اور اسکے پاؤں اسکے سامنے سنگ مرمر کے دو شیروں کے سروں پر رکھے تھے۔ پہلی نظر میں یوناف بیوسا اور کوروش کو یوں لگا جیسے وہ کسی دیوی کا مجسمہ ہو۔ لیکن ان تینوں نے ابروؤں کے محراب میں اسکی آنکھیں سیاہی مائل عقیق کی سی دیکھیں تب انہیں یقین ہو گیا کہ وہ مجسمہ نہیں بلکہ کوئی عورت ہے۔ یوناف بیوسا اور کوروش نے یہ بھی دیکھا کہ سنگ مرمر کے تخت پر بیٹھی اس عورت کے گرد کنیزیں طواف کر رہی تھیں اس احتیاط کے ساتھ کہ اسے چھوئیں نہیں باہر اندھیرے میں ابھی تک شیر کی غضب ناک گرج سنائی دے رہی تھی اور وہ تینوں یہ محسوس کر رہے تھے کہ شیر بری طرح زخمی ہے اور اب یا تو اسے پکڑ کر کہیں بند کر دیا جائے گا یا اسے شکار گاہ کے اندر مار ڈالا جائے گا جب وہ سنگ مرمر کے تخت پر بیٹھی عورت کے قریب گئے تو انہوں نے دیکھا کہ اس عورت کی آنکھیں آہستہ آہستہ کھلتی دکھائی دی تھیں یوناف بیوسا اور کوروش نے ایوان کے اس ماحول اور کنیزوں کو دیکھتے ہوئے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ سنگ مرمر کے تخت پر بیٹھی ہوئی وہ عورت ضرور ملکہ "ماندانہ" ہے۔

یوناف بیوسا اور کوروش ملکہ ماندانہ کے سامنے آ کر کھڑے ہوئے تو ملکہ نے اپنے دائیں ہاتھ

ے اپنے بائیں پہلو میں بیٹھی ہوئی چند کنیزوں کی طرف مخصوص اشارہ کیا جس کے جواب میں ان کنیزوں میں سے کچھ اٹھیں اور یوناف بیوسا اور کوروش کی طرف بڑھنے لگی تھیں ان تینوں کو ان کے بازوؤں سے پکڑ کر وہ ایک دوسرے ایوان کیطرف لے گئیں تھیں جہاں پانی سے بھرا ہوا ایک طشت رکھا تھا اور پاس ہی صاف سوتی کپڑوں کی پوشاکیں آویزاں تھیں اور یہ طشت جو پانی سے بھرا ہوا رکھا تھا ایک چھوٹے حوض کی مانند دکھائی دیتا تھا اور محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اس طشت کے اندر پانی بہہ رہا ہو لیکن یہ پانی صرف سونے کے آبدان میں بھرا ہوا تھا اور بہہ نہیں رہا تھا ان کنیز لڑکیوں نے پہلے ان تینوں کے ہاتھ منہ دھلائے اور پھر دو کنیزیں بیوسا کو پکڑ کر ایک چھوٹے سے کمرے کی طرف لے گئیں تھیں اور ان کے پیچھے ایک تیسری کنیز بھی تھی جو ایک نئی پوشاک بھی اس طرف لے گئی تھی جبکہ باقی ماندہ کنیزیں جلدی جلدی یوناف اور کوروش کے اوپر کے کپڑے اتار کر انہیں ئی پوشاکیں پہنانے لگی تھی تھوڑی دیر تک وہ کنیزیں بیوسا کو بھی باہر لے آئیں۔

اس کے بعد ان کنیزوں نے ان تینوں کے بالوں میں کنگھی کی اپنے نرم و نازک ہاتھوں سے آہستہ آہستہ ان کے سر منہ اور شانوں اور ہاتھ پاؤں پر مالش کرتی جاتیں اور مسکراتی جاتی تھیں اس طرح ان کی تھکن اور پریشانی دور اور طبیعت بحال ہو گئی تھی اور غصے غضب اور طیش کا وہ طوفان جو س وقت ان تینوں پر سوار تھا وہ جاتا رہا تھا۔ ان کنیزوں کے حسن و اخلاق اور کارکردگی دیکھ کر یہ ندازہ لگایا جا سکتا کہ قوم ماد کی ملکہ ماندانہ نے اپنی کنیزوں کو خوب تربیت دے رکھی ہے۔

ان تینوں کی پوشاکیں تبدیل کرنے کے بعد جب کنیزیں ان تینوں کو باہر اس ایوان میں لائیں ہاں پہلے "ملکہ ماندانہ سنگ مرمر کے تخت پر بیٹھی ہوئی تھی اب انہوں نے دیکھا وہ ایوان خالی تھا ہاں نہ ملکہ تھی نہ دوسری کنیزیں وہ کنیزیں ان تینوں کو لے کر اب ایک دوسرے ایوان کی طرف ئیں جب وہ تینوں اس ایوان میں داخل ہوئے تو انہوں نے محسوس کیا کہ وہ ایوان بھی سفید سنگ مرمر کا تھا لیکن اس کے فرش پر ایسے نرم قالین بچھے تھے کہ ان کے پاؤں کی چاپ تک نہ سنائی دیتی ی اس کمرے میں کوئی فانوس روشن نہ تھا تاہم فانوس کے بجائے ایک مدھم روشنی پردے کے چھے سے دھوئیں کے ان مرغولوں پر پڑ رہی تھی جو عنبردانوں میں سلگتی ہوئی خوشبو سے بلند ہو کر ان کی فضا میں لہرا رہے تھے۔

ایوان کے اندر ایک دل نواز خوشبو پھیلی ہوئی تھی اور اس ایوان کی سامنے والے حصے میں ملکہ ندانہ سنگ مرمر ہی کے تخت پر جلوہ افروز تھی اس کے چہرے پر پہلے کی طرح آنچل ڈالا ہوا تھا یہ چل اس جھالر دار دوپٹے کا تھا جس کا ایک پلو اس کے سر اور منہ پر اور دوسرا اس کے شانوں پر سے س کے جسم پر پڑا تھا اور وہ ایک اونی لباس پہنے ہوئے تھی کیونکہ ملکہ ماندانہ نے اپنا چہرہ ڈھانپ

رکھا تھا لہٰذا یوناف بیوسا اور کوروش یہ اندازہ نہ کر سکتے تھے کہ ملکہ کی عمر کیا ہے اور یہ کہ اپنے تینوں مہمانوں کے بارے میں اس کے کیا انداز اور جذبات ہیں۔

تھوڑی دیر تک اس ایوان کے اندر خاموشی رہی پھر ملکہ کی شہد بھری شیریں آواز اس ایوان کے اندر بلند ہوئی اور ان تینوں کی سماعت سے ٹکرائی ملکہ کہہ رہی تھی اے کوروش' اے آریائی نسل کے عظیم فرزند جو کچھ تیرے ساتھ اس محل کے اندر حادثہ پیش آیا اس کے لئے میں شرمندہ ہوں پر یہ تو کہو کہ تمہارے ساتھ یہ جو دوسرا جوان ہے اور یہ لڑکی ہے یہ کون ہیں کیا یہ تمہارے کوئی ساتھی اور تمہارے رازداں ہیں اس پر کوروش نے دست بستہ ہو کر ملکہ ماندانہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے بابل کی بیٹی اور قوم ماد کی عظیم ملکہ یہ جو جوان میرے ساتھ ہے اس کا نام یوناف اور یہ جو لڑکی اس کے ساتھ ہے اس کی بیوی ہے اور اس کا نام بیوسا ہے تم اس جوان کو میرا دوست میرا رفیق اور میرا بھائی سمجھ سکتی ہو اور یہ جو لڑکی اس کے ساتھ ہے جس کا نام میں نے بیوسا بتایا ہے اسے تم میری بہن کہہ کر پکار سکتی ہو اے ملکہ ماندانہ یہ دونوں ایسے ہیں کہ ہر برے وقت میں ہر تکلیف ہر اذیت اور ہر ضرورت کے وقت میں ان پر بھروسہ اور اعتماد کر سکتا ہوں دوسرے الفاظ میں ان سے متعلق یوں بھی کہہ سکتی ہو کہ یہ دونوں میرے دائیں اور بائیں بازو ہیں۔

ملکہ پھر بولی اور کہنے لگی سنو کوروش میں نہیں جانتی کہ شاہی ایوان ضیافت میں میں نے تمہاری حمایت کیوں کی میں سمجھتی ہوں کہ تم اپنی نادانی اور جسارت کے بعد اس ایوان ضیافت میں مجھے بے یار ومددگار نظر آتے تھے لہٰذا میں تمہاری حمایت پر اتر آئی اور یہ بھی لکھ رکھو کہ میرا کوئی فرزند نہیں اور نہ کوئی میری بیٹی ہے لیکن اب میں سمجھتی ہوں کہ تم تینوں میں سے دو میرے بیٹے اور ایک میری بیٹی ہے اور میں تین بچوں کی خوش قسمت ماں ہوں کیا تم تینوں مجھے اپنی روحانی ماں بنانے کے لئے تیار ہو ملکہ کے اس سوال پر کوروش نے سوالیہ انداز میں یوناف کی طرف دیکھا جواب میں یوناف نے جب اثبات میں سر ہلا دیا تو کوروش ملکہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے قوم ماد کی عظیم ملکہ ہم تینوں تمہیں اپنی روحانی ماں سمجھتے ہیں شاید تمہیں خبر نہ ہو کہ میں چھوٹا ہی تھا جب میری ماں مر گئی تھی اور میں اسے دیکھ بھی نہ پایا تھا اور یہ جو دونوں میاں بیوی یعنی یوناف اور بیوسا میرے ساتھ ہیں ان کا بھی اس دنیا میں کوئی عزیز رشتہ دار نہیں ہے لہٰذا ہم تینوں خوش قسمت ہیں کہ آپ کی صورت میں ہمیں ایک نیک اور شفیق ماں مل گئی ہے۔

ایوان میں تھوڑی دیر تک پھر خاموشی رہی یہاں تک کہ ملکہ ماندانہ پھر بولی اور کہنے لگی تم تینوں اس بات پر بھی پریشان ہو گے کہ جب میں نے ایوان ضیافت میں کڑکتی ہوئی آواز میں محافظوں کو تم تینوں پر حملہ آور ہونے سے روک دیا تو وہ ایک دم اپنے ہتھیاروں کو جھکاتے ہوئے پیچھے ہٹ

گئے تھے اور ماد کا شہنشاہ ازدھاک بھی میرے اس حکم کے سامنے کوئی اعتراض نہ کھڑا کر سکا تھا سنو میرے بچو قوم ماد کا بادشاہ ازدھاک میرے سامنے یوں چپ اور خاموش رہنے پر مجبور ہے اس لئے کہ میں کوئی عام عورت نہیں جو اس کے عقد میں دے دی گئی تھی بلکہ میں بابل کی عظیم سلطنت کی شہزادی تھی جسے کمال کروفر اور شان و شوکت کے ساتھ ازدھاک کے ساتھ بیاہا گیا تھا لہٰذا ازدھاک اس لئے بھی میرے فیصلوں کے خلاف زبان نہیں کھول سکتا کہ اسے خدشہ اور ڈر ہے کہ اگر اس نے ایسا کیا تو بابل کی سلطنت کہیں اس کے خلاف کوئی قدم اٹھانے پر مجبور نہ ہو جائے یہاں تک کہنے کے بعد ملکہ ماندانہ پھر خاموش ہو گئی تھی۔

اس خاموشی میں وہ تینوں ملکہ ماندانہ کی طرف دیکھ رہے تھے مدھم روشنی میں ملکہ کی آنکھوں کو غور سے دیکھنا پھر اس کے خیالات کا اندازہ لگانا مشکل تھا اور دوسری طرف خوشبوؤں کا دھواں ان کے حلق میں بھر کر عجیب سا سماں پیش کر رہا تھا ہلکی ہلکی روشنی اور چاروں طرف پھیلی ہوئی خوشبو کے اندر ان تینوں کو ملکہ ماندانہ ایک پجارن کی حیثیت میں نظر آ رہی تھی جو ایک شکار کی قربانی سے نیک شگون لے کر خوش ہو رہی ہو ان تینوں میں سے ابھی تک کسی نے بھی ملکہ ماندانہ کے اس رویے اور حمایت پر اس کا شکریہ ادا نہیں کیا تھا۔ تاہم یوناف پہلی بار بولا اور ملکہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے قوم ماد کی عظیم ملکہ اور ہم تینوں کی مادر ہم تینوں تمہاری اس حمایت مدد خلوص اور شفقت کے انتہائی مشکور اور ممنون ہیں ہم خوش اور مسرور ہیں کہ ان اجنبی سرزمینوں کے اندر ہمیں قوم ماد کی انتہائی شان و شوکت والی ملکہ کی خوشنودی حاصل ہوئی ہے۔

یوناف کا یہ جواب سن کر ملکہ ماندانہ کے چہرے پر دور دور تک خوشیاں اور اطمینان بکھر گیا تھا پھر اس نے پہلے کی طرح اپنے قریب کھڑی ہوئی ایک کنیز کو مخصوص اشارہ کیا جواب میں وہ کنیز وہاں سے اٹھی ایوان کے ایک کونے کی طرف گئی اور وہاں سے تین چمکتے ہوئے خنجر لے آئی اور وہ تینوں خنجر اس نے باری باری یوناف بیوسا اور کوروش کو تھما دیئے تھے ان تینوں نے دیکھا میان میں ڈلے ان خنجروں کا دستہ سونے کا تھا جس پر عورت کے سر اور شیر کے دھڑ کی شکل بنی ہوئی تھی ابھی وہ ان خنجروں کا جائزہ ہی لے رہے تھے کہ ملکہ ماندانہ کی آواز پھر اس ایوان میں گونجی وہ کہنے لگی یہ خنجر میری طرف سے تم تینوں کے لئے نشانی ہیں انہیں ہمیشہ اپنی پیٹی میں لگا کر رکھنا اگرچہ یہ خنجر تمہارے بہترین ہتھیاروں میں شامل نہیں ہو سکتے لیکن ماد کی ملکہ کی طرف سے محبت اور حمایت کی یہ ایک علامت تمہارے پاس رہے گی اب تم تینوں اس شخص کی طرف روانہ ہو سکو گے جو ماد کی سلطنت میں تمہاری مدد کر سکتا ہے اس شخص کا نام ہارپیگ ہے اور وہ قوم ماد کی مسلح افواج کا سپاہ سالار ہے وہ تم تینوں کو شاید ایک مہم سونپے مجھے امید ہے کہ تم تینوں اس مہم سے فتح مند اور کامیاب لوٹو گے

اسی طرح تم قوم ماد کے بادشاہ ازدھاک کے غضب سے بچ کر اس کی محبت اور حمایت حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہو پھر ملکہ ماندانہ کے اشارے پر تین کنیزیں حرکت میں آئیں اور ان تینوں کے ہاتھ پکڑ کر وہ ایوان سے باہر نکال لے گئی تھیں۔

جس وقت ایوان سے نکل کر کنیزیں ان کا ہاتھ تھامے اندھیرے میں ایک طرف لے جا رہی تھیں اس وقت ان کنیزوں کے لمس کی وجہ سے وہ تینوں ایک بے خودی کے سے عالم میں ان کے ساتھ چلے جا رہے تھے ان تینوں کو اس موقع پر اپنے تن بدن میں نشاط اور سرور کی ایک کیفیت دوڑتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی ان کنیزوں نے ان کے ہاتھ پکڑ کر ایک تنگ زینے سے اتارا اور نیچے ایک جگہ پہنچا دیا جہاں ایک چراغ ٹمٹما رہا تھا اور اس کے پاس ایک خواجہ سرا کھڑا اونگھ رہا تھا۔

اسی دوران پیچھے سے ایک قوی ہیکل آدمی آیا جس نے ان تینوں کو نظر جما کر سر سے پاؤں تک غور سے دیکھا یہ شخص معمولی چمڑے کی ایک جیکٹ پہنے ہوئے تھا اس کے زرد چہرے پر تھکن کے آثار تھے اس نے خاموشی سے خواجہ سرا کو اشارہ کیا جو چراغ ہاتھ میں لے کر جلدی سے باغ کی طرف گیا فوراً ہی وہ شخص حرکت میں آیا اپنے سر پر اپنا خود پہن کر اپنا زرہ بفت کا چغہ اس نے زیب تن کیا پھر اس نے یوناف بیوسا اور کوروش کے منہ اور آنکھوں پر کپڑے باندھ دیئے۔ یوناف بیوسا اور کوروش نے یہ اندازہ لگایا کہ وہ شخص ضرور قوم ماد کی افواج کا سپہ سالار ہارپیگ ہو گا پھر وہ شخص ان تینوں کو لے کر ایک طرف روانہ ہو گیا تھا۔

ایک صحن میں پہنچ کر ہارپیگ نے ان تینوں کی آنکھوں اور منہ سے کپڑا کھول دیا ان تینوں نے دیکھا وہ ایک صحن تھا جہاں ایک رتھ کھڑا تھا جس کے اندر خچر جتے ہوئے تھے اور رتھ کے قریب ہی ایک شخص اونگھ رہا تھا شاید وہ اس رتھ کا رتھ بان تھا جب وہ ہارپیگ کے ساتھ تینوں وہاں پہنچے تو چونک کر وہ رتھ بان اٹھ کھڑا ہوا اور رتھ میں اپنی جگہ پر بیٹھ گیا اس موقع پر یوناف نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے یہ اندازہ لگایا کہ رات کا اب کافی حصہ جا چکا تھا اور صبح ہونے کے قریب تھی محل کے اندر جوان کی آنکھوں کے اندر خوشبو کے باعث غنودگی سی اور بدحواسی طاری ہو رہی تھی اب وہ صحن میں آکر سرد ہوا کے باعث جاتی رہی تھی پھر ہارپیگ نے ان تینوں کو رتھ میں سوار ہونے کا حکم دیا۔

ہارپیگ کے کہنے پر تینوں رتھ میں بیٹھ گئے پھر کوروش نے ہارپیگ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اگر میں غلطی پر نہیں تو تمہارا نام ہارپیگ ہے کیا تم بتاؤ گے کہ تم ہمیں اس رتھ پر بٹھا کر کہاں لے جاؤ گے اس پر ہارپیگ نے اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا ہم تمہیں وہاں لے جائیں گے جہاں ملکہ کی مرضی ہے۔

کوروش تھوڑی دیر خاموش رہا پھر اس نے دوبارہ ہار پیگ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا سنو ہار پیگ اس رتھ کے جانوروں کو ہانکنے سے پہلے میرے دو سوالوں کے جواب دو اول یہ کہ جب میں اور میرے یہ دو ساتھی ملکہ کے محل سے ملحقہ شکار گاہ میں داخل ہوئے تو اس شکار گاہ کے اندر جب شیر جیسا درندہ کھلا گھومتا تھا تو ہم تینوں کو وہاں کیوں رکھا گیا تھا۔ اس پر ہار پیگ مسکرا کر کہنے لگا وہاں شیر اور کوئی دوسرا درندہ کھلا نہیں گھومتا بلکہ شیر اس شکار گاہ کے اندر اپنے پنجرے میں بند رہتا ہے اور صرف خاص موقع پر جب کہ شکار کیا جانا ہوتا ہے تو اس وقت اس پنجرے سے نکال کر شکار گاہ کے اندر کھلا چھوڑا جاتا ہے جب تم تینوں اس شکار گاہ کے اندر داخل ہوئے تو تم تینوں نے اندازہ لگایا ہو گا کہ وہاں جنگلی گدھوں اور بارہ سنگھوں کے علاوہ کچھ نہیں تھا ہاں کچھ لوگ جو شاہی ایوان کے اندر تمہارے ساتھ دشمنی اور عناد رکھتے ہیں انہوں نے شیر کو پنجرے سے نکال دیا تھا تاکہ وہ تم تینوں پر حملہ آور ہو اور تم تینوں کا خاتمہ کر دے لیکن تمہاری خوش قسمتی کہ تمہارے ساتھی نے تمہیں اس حملے سے بچا لیا اور جب ایوان میں یہ خبر پہنچی کہ شیر شکار گاہ کے اندر کھلا گھومتا پھر رہا ہے تو پھر کچھ مسلح جوانوں کو اس پر قابو پانے کیلئے شکار گاہ میں داخل کیا گیا تھا میرے خیال میں اب تک یا تو اس شیر کا خاتمہ ہو چکا ہو گا یا اسے ڈرا دھمکا کر ان مسلح جوانوں نے دوبارہ اسکے پنجرے میں بند کر دیا ہو گا۔

ہار پیگ کے خاموش ہو جانے کے بعد کوروش نے پھر بولتے ہوئے کہا سنو ہار پیگ جس طرف تم مجھے لے جا رہے ہو وہاں جا کر میرے اور میرے ان ساتھیوں کے ذمے کیا کام ہو گا اس سوال پر ہار پیگ نے چند ثانیوں کے لئے کچھ سوچا پھر وہ کہنے لگا سنو کوروش میں تمہیں ہمدان شہر کی لشکر گاہ میں لے جاؤں گا وہاں تم تینوں کے ساتھ ایک خاصا بڑا لشکر کر دیا جائے گا اس لشکر میں میرا بیٹا بھی شامل ہو گا جو تم تینوں کی رہنمائی کرے گا اور تمہیں ان برف پوش پہاڑوں کی طرف لے جائے گا جہاں انسانی تمدن کی روشنی کے آگے دریائے شور کے اس طرف ان گنت قبائل آوارہ گردی میں زندگی بسر کرتے ہیں تم اس لشکر کے ساتھ ان پر حملہ آور ہو کر اور ان کے خلاف کامیابی اور کامرانی حاصل کر کے شہرت و عظمت حاصل کر سکتے ہو اور جب تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے تو شاہی ایوان کے اندر کھانا کھانے کے دوران شاہی محافظوں کے ساتھ جو تم سے غلطی ہوئی تھی وہ غلطی تمہاری معاف کی جا سکتی ہے تمہیں قوم ماد کے بادشاہ ازدھاک کی نظروں میں ہر دلعزیز بنانے کے لئے ملکہ ماندانہ نے یہ ترکیب استعمال کرنے کا ارادہ کیا ہے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جب تم لشکر کے ساتھ ان باغی اور سرکش قبائل پر حملہ آور ہو گے اور ان کے خلاف تم فتح حاصل کرنے میں کامیاب رہے تو پھر بادشاہ تمہاری ہر غلطی تمہارا ہر قصور معاف کر کے تمہیں اپنے بیٹوں

کی طرح ہر دلعزیز رکھے گا اس لئے کہ باغی قبائل ماضی میں قوم ماد کے لئے مصائب اور دشواریوں کا باعث بنتے رہے ہیں ان کی سرکوبی کے لئے بڑے بڑے لشکر بھیجے گئے لیکن کوئی بھی لشکر انہیں اپنے سامنے زیر نہیں کر سکا لہٰذا تم اگر ایسا کر سکے تو پھر بادشاہ تمہارے ہر قصور کو معاف کر دے گا اور اگر تم ایسا نہ کر سکے تو پھر یاد رکھو ان سرزمینوں کے اندر تمہاری زندگی کے لئے ہمیشہ خطرہ باقی رہے گا۔

کوروش نے ہار پیگ کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا جبکہ ہار پیگ نے رتھ بان کو اشارہ کیا جس پر رتھ بان نے رتھ کی خچروں کو ہانک دیا تھا یوں وہ رتھ ہار پیگ کے ساتھ ان تینوں کو لے کر آہستہ آہستہ ایوان شاہی سے دور ہوتا ہوا لشکر گاہ کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

رتھ اب محل کے نیچے تیزی سے نشیب میں اترتی جا رہی تھی ان کے دائیں جانب آسمان پر تاریکی میں صبح کی سفیدی نمایاں ہونے لگی تھی بائیں جانب کوہستان الوند کی بلند برف پوش چوٹیوں پر پو پھٹ رہی تھی شفق بڑی تیزی سے آسمان کے حاشیوں پر پھیلنے لگی تھی ہمدان شہر کے شمالی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے وہ ایک بہت بلند مینارے کے پاس آ گئے تھے اس مینارے کی عمارت اور بلندی کو دیکھتے ہوئے کوروش بڑا متاثر ہوا اور ہار پیگ سے مسکرا کر کہنے لگا اس مینارے کو ہمارا موجودہ بادشاہ ازدھاک ہی تعمیر کرا رہا ہے اور اس کے جاہ و جلال کی یادگار کے طور پر یہ مینار ہمدان شہر میں تعمیر کیا جا رہا ہے اصل میں یہ بابل کے مشہور مینار زاگردس کی نقل ہے بابل کا یہ زاگردس نام کا فلک بوس مینار اصل ایک عبادت گاہ ہے بابل کے اسی مینارے کی نقل کرتے ہوئے یہاں بھی ویسا یہ مینار تعمیر کیا جا رہا ہے اس مینارے کی پہلی منزل جو بہت مضبوط اور مستحکم بنی ہوئی ہے سیاہ رنگ کی ہے دوسری منزل سفید تیسری منزل انسان کے خون کی طرح سرخ چوتھی منزل نارنجی پانچویں جو کہ آسمان سے باتیں کر رہی ہے ارغوانی اور اس کے اوپر چھٹی منزل ہے جو خالص چاندی کی اور اس کے بعد کی منزل ابھی سونے سے بنائی جانے والی ہے۔

جب ان کا رتھ عین اس مینار کے پاس پہنچا تو انہوں نے دیکھا کہ مینارے کے آس پاس نہ کوئی کاریگر تھا اور نہ کوئی کام کرنے والا البتہ ایک آدمی تن تنہا مینارے سے تھوڑی دور ہٹ کر کھڑا نظر آ رہا تھا ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ کوئی اجنبی ہو جو طلوع ہوتے ہوئے سورج کی طرف منہ کر کے عبادت میں مشغول ہو اس ساکت اور خاموش آدمی کے پاس ہار پیگ نے رتھ کو رکوا لیا تھوڑی دیر تک وہ اس اجنبی شخص کو سر سے پاؤں تک دیکھتا رہا کیونکہ فصیل کا دروازہ وہاں سے بالکل قریب تھا اور فصیل کے دروازے کے محافظ ہار پیگ کو دیکھ چکے تھے لہٰذا وہ اس کے لئے فصیل کا دروازہ کھولنے لگے تھے اس موقع پر کوروش نے ہار پیگ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اس مینار نما عمارت پر چڑھیں تو بے شمار سیڑھیاں چڑھنی پڑتی ہوں گی۔

اس پر ہار پیگ نے بڑی بے توجہی سے وضاحت کرتے ہوئے کہا اس کی بہت سی سیڑھیاں ضرور چڑھنی پڑتی ہیں لیکن یہ عمارت ہر آنے والے کو اہل ماد کے بادشاہ کی شان و شوکت کا تصور دلاتی ہے جب اس عمارت کی آخری منزل جو سونے کی ہوگی بن جائے گی تو مادی سلطنت کا استحکام مکمل نظر آئے گا اس موقع پر وہ شخص جو سرمئی پوشاک پہنے مینار کے سامنے اور ان کے رتھ کے قریب ہی کھڑا تھا آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے ہوئے ہار پیگ کی طرف بڑھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا جب اس مینار کی آخری منزل سونے کی تعمیر کی جا چکے گی تو مادیوں کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی اور ان کی بادشاہت کا خاتمہ ہو جائے گا اس لئے کہ ہم نے زرتشت کو ایسے ہی کہتے ہوئے سنا ہے۔

جب وہ اجنبی نوجوان خاموش ہوا تو کوروش نے ہار پیگ کو فوراً مخاطب کرتے ہوئے پوچھ لیا اے ہار پیگ یہ جوان کون ہے اور یہ کس زرتشت کی بات کرتا ہے جس نے اس مینار اور قوم ماد کے متعلق پیش گوئی کر رکھی ہے اس پر بڑی نفرت اور کمینگی کا اظہار کرتے ہوئے وہ کہنے لگا یہ زرتشت بے ہودہ اور بے سروپا لوگوں کا پیغمبر تھا اور سرکش اور باغی تھا جو لوگ اسے مانتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں انہیں ہم معبد کہہ کر پکارتے ہیں اس کے ساتھ ہی ہار پیگ نے فصیل کے دروازے کے محافظوں کو اشارے سے اپنے پاس بلایا جب وہ اس کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے تب ہار پیگ نے فوراً حکم دیا کہ اس معبد کے کپڑے اتار کر اس کے شانوں پر جوا رکھ کر اس کے بازو اس جوئے سے باندھ دیئے جائیں اور اس کے برہنہ جسم پر کوڑے لگائے جائیں یہاں تک کہ اس کا جسم لہولہان ہو جائے جب ہار پیگ کے حکم پر شہر پناہ کے محافظ اس نوجوان معبد کو خوب مار چکے تو کوروش نے ہار پیگ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اگر میں قوم ماد کے بادشاہ ازدھاک کی جگہ ہوتا تو میں ضرور اس معبد کو اپنے ایوان میں بلاتا اور اس سے پوچھتا کہ تجھے کیا تکلیف ہے جو تو قوم ماد اور ان کی سلطنت کے خلاف گفتگو کرتا ہے اس پر ہار پیگ نے چڑ کر کہا تو چونکہ ازدھاک نہیں ہو لہٰذا تم ایسا کرنے کے مجاز نہیں ہو ہار پیگ کے اس خشک جواب پر کوروش خاموش ہو کر رہ گیا تھا۔

جب وہ ہار پیگ کے ساتھ ہمدان کی لشکر گاہ میں پہنچے تو جس لشکر نے اس مہم کے لئے کوروش کے ساتھ روانہ ہونا تھا وہ لشکر وہاں پہلے سے کھڑا تھا اور اس لشکر کے سامنے اس وفد کے ارکان بھی ایک طرف کھڑے ہوئے تھے جو کوروش کے ساتھ پارسا گرد سے آئے تھے اس لشکر کے سامنے ایک جوان کھڑا تھا جس کے قریب آ کر ہار پیگ کے اشارے پر رتھ بان نے رتھ کو روک دیا اور پھر ہار پیگ نے سب کو نیچے اترنے کا اشارہ کیا جب وہ سب نیچے اتر گئے تو ہار پیگ نے لشکر کے سامنے کھڑے ہوئے اس جوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ میرا بیٹا دار تان ہے اور یہ اس مہم

میں تمہاری رہنمائی کرے گا اور سنو کوروش اگر تم اپنی اس مہم میں کامیاب لوٹے تو تم قوم ماد کے بادشاہ ازدھاک کی نظروں میں عزت و وقار حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے اور اگر تم اس مہم سے ناکام لوٹے تو پھر بادشاہ کے ایوان ضیافت میں تمہاری وجہ سے جو حادثہ پیش آیا ہے اس کی سزا تمہیں ازدھاک ضرور دے کر رہے گا اب تم اپنے اس لشکر کے ساتھ اپنی مہم پر روانہ ہو جاؤ اور اس مہم میں میرا بیٹا دار تان تمہاری پوری رہبری اور رہنمائی کرے گا اس کے بعد ہار پیگ کے اشارے پر کوروش یوناف اور بیوسا کے گھوڑے قریب لائے گئے وہ تینوں ان پر سوار ہو گئے اور پھر ہار پیگ کے بیٹے دار تان کی راہنمائی میں وہ اس لشکر کو لے کر ہمدان کی اس لشکر گاہ سے کوچ کر گئے تھے اس طرح ہمدان سے نکل کر بلند کوہستانی سلسلے میں سفر کرتے ہوئے یہ لشکر دار تان کی راہنمائی میں آگے بڑھتا رہا۔

لگاتار کئی روز تک سفر کرنے کے بعد یہ لشکر بلند ٹیلے پہاڑوں کے سلسلے میں داخل ہوا یہاں پہنچ کر کوروش یوناف اور بیوسا کو معلوم ہوا کہ وہاں قوم ماد کی سرحدیں ختم ہو جاتی تھیں یہ پہاڑی سلسلے اتنے بلند تھے کہ دور سے دیکھنے میں ایسا لگتا تھا کہ اونچی اونچی نیلی فصیلیں ہیں لیکن اس کوہ بیابان میں جہاں کوئی راہگزر نہ تھی کوروش عجیب سے جوش و ولولے کے ساتھ آگے بڑھتا رہا ایک گھاٹی سے ہو کر شمال کی طرف جاتے ہوئے کوروش کا لشکر ایک چٹان کے نیچے پہنچا جہاں سفید پتھر پر متعدد شکلیں کندہ تھیں اور یہ تصویریں جو پہاڑوں کی چٹانوں پر کندہ تھیں اس کوہستانی سلسلے کے ساتھ ساتھ اس قدر دور تک بنائی گئی تھیں کہ جیسے وہ اس کے لشکر کے ساتھ ساتھ سفر کر رہی ہوں ان میں سے بعض تصویریں پہاڑی دیوتاؤں کی تھیں اس لئے کہ وہ پتھر پر کندہ کئے ہوئے ٹیلوں پر تھیں جو پہاڑوں کی نمائندگی کرتے تھے۔

ان تصویروں میں جو خدمت گزار دکھائے گئے تھے وہ زیادہ تر عورتیں تھیں جو دوپٹے اوڑھے ہوئے تھیں اور ان کا لباس ٹخنوں تک تھا وہ ایک دیوی کے پیچھے دکھائی گئی تھیں جو تاج پہنے شیر پر سوار تھی کوروش نے پہچان لیا کہ یہ بابل کی عشتار دیوی ہے جو یہاں مختلف شکلوں میں دکھائی گئی ہے اور بابل کے علاوہ اور بہت سی اقوام بھی اس دیوی کی پرستش کرتی ہیں کوہستانی سلسلے کے اندر کھدی ہوئی ان تصویروں پر اب کسی قدر کائی جمتی جا رہی تھی یوناف بیوسا اور دار تان کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے کوروش نے اچانک دار تان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کس قدر عظیم دیوی ہے یہ بابل کی کہ اس کوہستانی سلسلے میں جگہ جگہ چٹانوں پر اس کی تصویریں کھدی ہوئی ہیں اس پر دار تان نے اس دیوی سے عجیب سی لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے کہا میری نگاہ میں ان دیوی دیوتاؤں کی کوئی اہمیت نہیں جن کے پوجنے والے تباہ و برباد ہو کر خاک میں مل گئے ہوں یہ جو تصویریں ہم اس

کوہستانی سلسلے میں جتنی ہوئی دیکھتے ہیں یقیناً کبھی یہاں ایسی قوم آباد ہو گی جو بابل کی اس عشتار دیوی کی پرستش کرنے والی ہو گی لیکن جب یہ دیوی اپنی پرستش کرنے والوں کو ہی نہ بچا سکی تو اس کی پوجا پاٹ کرنے کا کیا فائدہ ظاہر ہے جو لوگ یہاں رہ کر اس کی پرستش کرتے تھے وہ اب مر کھپ چکے ہیں دیوی کی ان تصویروں پر تم دیکھتے ہو کہ کائی جمتی جا رہی ہے لہٰذا جو دیوی اپنے پرستش کرنے والوں کو نہ بچا سکی اس کو کیا اہمیت دی جا سکتی ہے۔

بہر حال یہ لشکر آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ یہ پہاڑوں سے گھری ہوئی ایسی وادی میں داخل ہوا جہاں چشمے شمال کی طرف بہہ رہے تھے چنار کے نیچے دور تک نشیبی وادی پھیلی نظر آتی تھی جس کی گہری تلہٹی کے بیچ سے ہو کر ایک دریا گزرتا تھا جب وہ اس دریا کے کنارے آئے تو انہوں نے دیکھا کہ دریا کا پانی اس جگہ بہت گہرا تھا اور دور اس دریا کے پار وہاں کے باشندے ہتھیار ہاتھوں میں لئے پہرہ دے رہے تھے یہ لوگ وحشی قبائل کے تھے جانوروں کی کھالیں پہنے اور شکار کے نیزوں سے مسلح تھے لیکن ان کے پاس ڈھالیں نہ تھیں کوروش نے دیکھا ان لوگوں کے پیچھے ان کی عورتیں بھی تھیں ان کے ہاتھوں میں بھی ہتھیار تھے جس کے معنی یہ تھے کہ وادی کے یہ لوگ دریا کے کنارے جی توڑ کر مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں ان لوگوں کو غور سے دیکھنے کے بعد کوروش اپنے پہلو میں کھڑے وارتان سے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ وارتان خود ہی بول پڑا اور کوروش کو مخاطب کر کے کہنے لگا دریا کے پار جو وحشی لوگ دکھائی دے رہے ہیں یہی ہماری منزل ہیں انہوں نے قوم ماد کے بادشاہ ازدھاک کی فرمانبرداری کرنے سے انکار کر رکھا ہے اور ان لوگوں پر ہی غلبہ اور قابو پانے کے لئے تمہیں یہ لشکر دے کر روانہ کیا گیا ہے ان وحشی قبائل کے لوگ آئی بیرین کہلاتے ہیں اور ان کا تعلق قدیم گرجی اقوام سے ہے یہ لوگ درندوں کی طرح نڈر ہو کر مقابلہ کرتے ہیں اور یہ جو دریا ہمارے سامنے دکھائی دیتا ہے اسے اپنا محافظ سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ دریا انہیں حملہ آوروں سے محفوظ رکھتا ہے۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے کوروش اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر اس جگہ آیا جہاں یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی کھڑے تھے وہ ان کے قریب آیا اور بڑی رازداری سے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے یوناف میرے بھائی میرے دوست ہارپیگ کے بیٹے وارتان نے بتایا ہے کہ اس دریا کے پار جو وحشی اقوام بستی ہیں انہی کو ہم نے قوم ماد کے بادشاہ ازدھاک کے لئے مطیع اور فرمانبردار بنانا ہے اور یہ کام ہم نے اس دریا کو عبور کرنے کے بعد کرنا ہے تم کہو اس سلسلے میں تم کیا کہتے ہو کوروش کے اس سوال پر یوناف نے کچھ سوچا پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو کوروش یہ کوئی اہم اور بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ میں ان اقوام کو پہلے سے جانتا ہوں ان کے بیچ میں بہت عرصہ پہلے رہ بھی چکا ہوں اور یہاں سے گزرتا بھی رہا ہوں یہ سب لوگ عشتار دیوی کی پوجا پاٹ کرنے والے ہیں اور تم جانتے ہو کہ قوم ماد کی ملکہ ماندانہ نے جو خنجر ہمیں دیئے تھے ان پر بھی عشتار دیوی کی تصویریں بنی ہوئی تھیں تم اپنے لشکر کے ساتھ یہیں رک کر میرا انتظار کرو میں اور بیوسا اس دریا کو پار کر کے ان وحشیوں کا اندازہ کرتے ہیں کہ ان کے عشتار دیوی کے متعلق کیا خیالات ہیں اور وہ اس کا کیسا احترام کرتے ہیں کوروش چونکہ جانتا تھا کہ یوناف اور بیوسا دونوں مافوق الفطرت قوتوں کے مالک ہیں لہٰذا اس نے ان دونوں کو دریا پار کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

یوناف اور بیوسا دونوں آپس میں مشورہ کرتے ہوئے دریا کے کنارے آئے اور پھر یوناف نے بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا سنو بیوسا یہ جو دریا کے پار آئی بیرین قبائل ہیں انہیں تم بھی جانتی ہو اور میں بھی جانتا ہوں اور یہ عشتار دیوی کی پرستش کرنے والے ہیں ملکہ نے ہمیں جو خنجر دیئے تھے وہ نکال کر ہمیں بالکل اپنے سامنے کر لینے چاہئیں کیونکہ اس پر بھی عشتار دیوی کی تصویریں بنی ہوئی ہیں اور یہ خنجر اور اس پر عشتار دیوی کی تصویریں دیکھ کر یہ آئی بیرین وحشی یقیناً ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے بیوسا نے یوناف کی اس تدبیر سے اتفاق کیا پھر دونوں نے اپنے خنجر نکال کر اپنے ہاتھوں میں اپنے سامنے کر لئے اور اس کے بعد انہوں نے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے تھے۔

دوسرے کنارے پر کھڑے وحشی قبائل ان دونوں کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے بڑے غور اور انہماک سے دیکھ رہے تھے اور وہ اس بات کا بھی جائزہ لے رہے تھے کہ انہوں نے اپنے سامنے ہمیں دکھانے کے لئے اپنے ہاتھوں میں کیا پکڑ رکھا ہے تاہم ان میں سے کسی نے نہ ہی ان پر تیر اندازی کی اور نہ ہی کوئی دوسرا ہتھیار چلایا شاید وہ یہ جاننا چاہتے ہوں کہ یہ جو لشکر دریا کے اس پار نمودار ہوا ہے ان میں صرف دو سوار جو ہماری طرف آ رہے ہیں تو دیکھیں کہ یہ سوار کس غرض سے اور کس مقصد کے تحت دریا پار کر کے دوسرے کنارے پر چڑھے اور وہاں جمع ہونے والے وحشی قبائل نے ان کے ہاتھوں میں ایسے خنجر دیکھے جن پر عشتار دیوی کی تصویریں بنی ہوئی تھیں تو ان سب کے سب وحشی قبائل کے مردوں اور عورتوں نے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے ہتھیار پھینک دیئے اور ان لوگوں کے سامنے اپنے سر کو اس طرح خم کر دیا تھا جیسے وہ ان کے دوست ہوں اور اپنے سروں کو عشتار دیوی کے سامنے خم کرتے ہوئے انکی فرمانبرداری اور اطاعت کر رہے ہوں۔

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے یوناف اور بیوسا اپنے گھوڑوں سے اتر کر کھڑے ہوئے وہ وحشی عورتیں اور مرد ایک ہجوم کی صورت میں ان کی طرف بڑھے ان کے ہاتھوں میں جو خنجر تھے اور جن پر سونے کی عشتار کی مورتیں بنی ہوئی تھیں انہیں بڑے غور سے ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگے تھے اس

کے بعد [illegible] میں سے ایک سفید رومال نکالا اور اسے ہوا میں لہراتے ہوئے کوروش کو اشارہ کیا کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ دریا پار کر لے یہ وحشی قبائل اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں بنیں گے یوناف کا یہ اشارہ پا کر کوروش اپنے لشکر کے ساتھ دریا عبور کرنے لگا تھا۔

کوروش اور دارتان کی راہنمائی میں پورے لشکر نے دریا عبور کیا اور دوسرے کنارے پر چڑھ گیا وہاں کھڑے وحشی قبائل کے مرد اور عورتوں نے ان کا بہترین استقبال کیا اور انہیں اپنی ایک بہت بڑی بستی کی طرف لے گئے اس بستی کے باہر کوروش نے اپنے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم دے دیا تھا پھر کوروش نے ان وحشی آئی بیرین قبائل کے سرداروں کو اپنے پاس بلایا اور انہیں تحفے تحائف پیش کئے جواب میں ان وحشی قبائل نے بھی کوروش یوناف بیوسا اور دارتان کو تحائف اور نذریں پیش کیں جن میں شراب پینے کے لئے چمکدار سنگ مرمر کے پیالے اور دعوتوں کے موقع پر روشن کرنے کے لئے چاندی کے چراغ شامل تھے۔

کوروش کے پڑاؤ میں ان وحشی قبائل کے لوگوں نے موسیقی کا انتظام بھی کیا بانسری بجائی اور جو ان میں سے جوان تھے انہوں نے رقص بھی کیا اگرچہ ان کا رقص بڑا بھونڈا تھا یہ لوگ اپنے بازوؤں پر ڈھالیں سنبھالے اچھلتے کودتے رہے حالانکہ یہ وحشی قبائل تھے مگر انہوں نے حملہ آوروں کو مار ڈالنے کے بجائے ان کی مہمان نوازی اور خاطرداری شروع کر دی تھی دوسری طرف کوروش یوناف اور دارتان نے بھی اپنے سارے لشکریوں کو سمجھا دیا تھا کہ اب وہ سب ان نشیبی علاقوں کے لوگوں کے ہاں مہمان کی حیثیت رکھتے ہیں اس لئے وہ اپنے ہتھیاروں کو نیام میں رکھیں یوں کوروش یوناف اور بیوسا نے اپنے لشکریوں کے ساتھ چند روز تک ان وحشی قبائل کے ہاں قیام رکھا۔

ان علاقوں میں قیام کے دوران یوناف اور کوروش نے دیکھا اس علاقے میں فصلیں پک کر تیار کھڑی تھیں اور کوہستانی سلسلوں میں شکاریوں کے لئے تفریح کا کافی سامان تھا جنگلی سور اور ہرن بہت تھے آئی بیرین عورتیں بھی بہت خوبصورت اور خاصی توانا تھیں اور جنگل کے جانوروں کی طرح تازہ اندام تھیں مہمانوں کے استقبال میں جو دعوت دی گئی تھی اس میں آئی بیرین عورتوں کے غول کے غول فوجی سرداروں کے گرد اُمڈ آئے یہ عورتیں ان فوجیوں کے کرتوں پر زر بفت کے کام کو چھو چھو کر دیکھتی تھیں زبان کی دشواری کے باوجود ان عورتوں نے مہمان فوجیوں کے اپنے گھروں میں دعوت پر بلایا تھا۔

یہ لوگ جب گھروں میں داخل ہوتے تو گھر کی عورتیں ان کے ترکش دروازے پر ٹانگ دیتی

تھیں اس طرح فوجیوں کے ہتھیار اتار لینے سے انہیں کوئی خطرہ یا نقصان پہنچانا مقصود نہ تھا اس لئے ترکش جب تک دروازے پر لٹکا رہتا تھا یہ باہر سے آنے والوں کے لئے احترام کی ایک نشانی ہوتی تھی کہ اندر کوئی صاحب عزت مہمان قیام کیے ہوئے ہے اس طرح یوناف کی بہترین کوششوں کے بعد کوروش ان قبائل کو بغیر کسی جنگ کے اپنا مطیع بنانے میں کامیاب ہو گیا تھا جنھوں نے آج تک قوم ماد کے بادشاہ ازدھاک کے سامنے فرمانبرداری کا اظہار نہ کیا تھا۔

ایک روز جبکہ کوروش کے خیمے میں یوناف بیوسا اور دارتان بیٹھے ہوئے تھے خیمے میں چند لمحوں کی خاموشی رہی پھر دارتان نے کوروش کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے کمبوجیہ کے بیٹے پہلے یہ بتاؤ کہ یہ یوناف نام کا جوان ہے کون ہے اس کے ساتھ تمہارا کیا رشتہ ہے پھر جو بات میں کہنا چاہتا ہوں تم سے کہوں گا دارتان کے اس سوال پر کوروش کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کہنے لگا شاید تمہارے باپ ہارپیگ نے تمہیں میرے اس ساتھی یوناف اور اس کی بیوی بیوسا کے متعلق کچھ نہیں بتایا تاہم ان کے متعلق مختصر یہ سنو کہ یوناف کو تم میرا بھائی اور اس کی بیوی بیوسا کو میری بہن سمجھ سکتے ہو ان رشتوں کو نگاہ میں رکھتے ہوئے کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو اس پر دارتان مسکرا کر کہنے لگا اول بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ یہ دونوں میاں بیوی عجیب سے انسان ہیں اور انہوں نے کمال حکمت اور دانائی سے کام لیتے ہوئے اس دریا کو عبور کیا اور بغیر لڑائی اور جنگ کے اس نے ان سارے وحشیوں کو تمہارے لئے مطیع اور فرمانبردار بنا کر رکھ دیا ہے اس کے لئے یہ دونوں میاں بیوی واقعی شرف اور انعام کے قابل ہیں۔

دوسری بات جو میں تم سے کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ چونکہ ان وحشی آئی بیرین قبائل کو تم نے بغیر لڑے اپنا مطیع بنا لیا ہے اور اب اگر تم ہمدان واپس جا کر کہو گے کہ تم نے ازدھاک کیلئے آئی بیری علاقہ فتح کیا ہے تو کیا یہ بددیانتی نہ ہوگی اور یہاں قیام کے دوران میں نے یہ بھی محسوس کیا ہے کہ تم لگاتار یہ کوشش کرتے رہے ہو کہ یہ وحشی آئی بیرین قبائل بادشاہ ازدھاک کی بجائے تمہارے مطیع اور فرمانبردار بن کر رہیں یہاں تک کہنے کے بعد جب دارتان خاموش ہوا تو کوروش نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا ہاں میں نے ایسا ہی کیا ہے اس پر دارتان کے ماتھے پر چند شکنیں نمودار ہوئیں پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم نے ایسا کیوں کیا ہے کوروش نے تھوڑی دیر تک دارتان کی طرف دیکھا پھر اس نے اپنی نگاہیں ٹھہرے انداز میں یوناف کے چہرے پر جماتے ہوئے کہا اے دارتان تیرے اس سوال کا جواب میرا یہ ساتھی میرا بھائی یوناف دے گا تاکہ تمہیں یہ احساس ہو جائے کہ ہم تینوں کے درمیان کس قدر مفاہمت اعتماد اور اعتبار ہے کوروش کے اس جواب پر دارتان بھی یوناف کی طرف بڑے غور سے دیکھنے لگا تھا اس پر

یوناف دارتان کو مخاطب کر کے کہنے لگا تھا۔

سنو دارتان جہاں تک میں معلومات حاصل کر سکا ہوں اس کے مطابق تمہارا اور تمہارے باپ کا تعلق قوم ماد سے نہیں ہے تمہارا باپ ارمنی ہے اور تم خود بھی ارمنی ہو اور قوم ماد کے لشکر میں بھی بہت سے بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ ان گنت ارمنی جوان ہیں اس پر دارتان نے درمیان میں بولتے ہوئے کہا یوناف تمہارا اندازہ درست ہے واقعی میں ارمنی ہوں اور بہت سے ارمنی جوان قوم ماد کے بادشاہ ازدھاک کے لشکر میں شامل ہیں اس پر یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہنا شروع کیا۔

اے دارتان اگر ایسا ہے تو سنو اہل ماد کے بادشاہ ازدھاک کا قانون سرحد تک نافذ ہے اور مجھے صاف نظر آ رہا ہے کہ یہ علاقے جن میں ہم اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں یہ سرحدی علاقے غیر معینہ حیثیت رکھتے ہیں اس لئے کہ مقدس کوہ ارارات پر پہنچ کر قوم ماد کے سرحدی علاقوں کو ہم عبور کر چکے ہیں اب سرحدی علاقوں سے ادھر ایک دوسرا ہی سرحدی قانون نافذ ہے۔

اگر تمہارا بادشاہ ازدھاک بھی گھوڑے پر سوار ہو کر ان سرزمینوں کی طرف نکل آئے اور یہ جو تمہاری پشت پر دریا بہہ رہا ہے اس کے کنارے کنارے دور دور تک جو گھاس کا سمندر پھیلا ہوا ہے اس کے متعلق اگر وہ کوئی فیصلہ دینا چاہے تو وہ فیصلہ اس سرزمین کے قانون کے مطابق ہوگا نہ کہ قوم ماد کے قانون کے مطابق ہوگا کیونکہ کوروش ان وحشی قبائل کی سرزمینوں میں تمہارے ساتھ آنے والے لشکر کی بجائے میری اپنی تیار کی ہوئی تدبیر سے داخل ہوا ہے لہٰذا ان سرزمینوں میں وہ قوم ماد کے بادشاہ ازدھاک کے ایک نمائندے کے طور پر گفتگو نہیں کرے گا بلکہ اس وقت یہ ایک حکمران اور بادشاہ کی حیثیت سے تنہا ہے اور یہ ان وحشی قبائل کے معاملات اور فیصلے پارساگرد کے بادشاہ اور کمبوجیہ کے بیٹے کی حیثیت سے بھی کر سکتا ہے اس کے ساتھ ہی یوناف نے دارتان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر ذرا زور سے ہلاتے ہوئے کہا سنو دارتان ان معاملات میں تمہارا دماغ کیوں پریشان ہوا جا رہا ہے یوناف کی ساری گفتگو سننے کے بعد دارتان کہنے لگا!

سنو کوروش تمہارے اس ساتھی یوناف نے میرے سوالوں کے جو جواب دیئے ہیں کیا تم اس کے جوابات سے متفق اور ہم خیال ہو اس پر کوروش جھٹ کہنے لگا ہاں میں اس کے خیالات سے پوری طرح ہم آہنگ ہوں اور اس کے جوابات کی مکمل تائید کرتا ہوں اس پر دارتان کے چہرے پر دوبارہ عجیب سے تاثرات نمودار ہوئے پھر وہ کوروش کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو کوروش جو کچھ ہم نے ان وحشی قبائل کے خلاف کرنا ہے جلد ہی کر گزرنا چاہئے تم جانتے ہو کہ ہم ہمدان سے ان قبائل کے خلاف جنگ کرنے آئے تھے اور اگر ہم نے ایسا نہیں کیا اور یوں ہی ان میدانوں کے اندر پڑے رہے تو سردیاں شروع ہو جائیں گی اور ہم سب اس علاقے میں محصور ہو کر رہ جائیں گے۔ برف باری سے پہاڑوں کے درے بند ہو جائیں گے میرے ساتھ کے آدمیوں کو موسم بہار کے شروع ہونے تک ان وحشیوں کے درمیان ریچھ کی طرح منڈلانے میں کوئی فائدہ نظر نہ آئے گا دارتان کی گفتگو سے کوروش اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ دارتان اس وادی کے لوگوں پر حملہ نہ کرنے کے بارے میں اس کے صادر کئے ہوئے حکم سے قطعاً متفق نہیں ہے اس کے علاوہ لشکر کی تعداد بھی اتنی زیادہ ہے کہ پورے موسم سرما کے لئے ایبری علاقہ ان کی خوراک فراہم نہیں کر سکتا چنانچہ کوروش نے فیصلہ کن انداز میں دارتان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے دارتان اگر ایسا ہے تو پھر اپنے سارے آدمیوں کو جمع کرو تاکہ واپس ہمدان کی طرف کوچ کیا جائے۔

کوروش کا یہ جواب سن کر دارتان تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ کوروش کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو کوروش یا تو تم اس عقل سے محروم انسان کی مانند ہو جو خواب میں اپنی راہ پر گامزن ہے یا تم بے حد چالاک اور ہوشیار انسان ہو اور اگر تم ایک نادان انسان ہو تو میرا خیال ہے کہ میں تمہاری بہت اچھی ممی بنوا کر پورے اعزاز کے ساتھ تمہارے مرکزی شہر پارساگرد پہنچوا دوں گا تاکہ لوگ تمہیں ہمیشہ کیلئے فراموش کر دیں دارتان کی بات کاٹتے ہوئے کوروش بیچ میں بولا اور پوچھنے لگا اگر میں عقلمند ہوں تو پھر تم کیا کرو گے دارتان نے اپنے سامنے انگیٹھی کے انگاروں پر نظریں جماتے ہوئے کہا اگر ایسا ہے تو پھر مجھے تعجب ہوگا یہاں تک گفتگو کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا کیونکہ چند جوان ان کے لئے کھانا لے آئے تھے اور وہ سب اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔

OO

کوروش نے ساری سردیاں ان وحشی آئی بیرین قبائل کی وادیوں کے اندر گزار دیں یہ سارا وقت اس نے خیمے میں بند ہو کر نہیں گزارا بلکہ وہ یوناف بیوسا اور دارتان کے ساتھ ان وادیوں کے اندر گھوم پھر کر ان علاقوں کا گہری نگاہوں سے جائزہ لیتا رہا کوروش اس قیام کے دوران یہ جان کر بھی خوش ہوا تھا کہ جو دریا وہ عبور کر کے ان قبائل کے علاقوں میں داخل ہوئے تھے اس دریا کا نام بھی کوروش ہے وہاں کے مقامی لوگوں نے اسے بتایا کہ کوروش کیونکہ آریائی لفظ ہے اور اس کے معنی چرواہے کے ہیں لہٰذا ان کے خیال میں بہت قدیم زمانے میں آریائی لوگ اپنی ہجرت کے دوران اس وادی سے ہو کر گزرے تھے اور اس وادی کے واحد دریا کا نام انہوں نے اپنی زبان میں کوروش رکھ دیا تھا تب سے یہی نام اس دریا کے لئے مشہور و معروف ہے۔

ان وادیوں کے اندر گھومتے پھرتے ہوئے کوروش یوناف بیوسا اور دارتان نے مطالعہ کیا کہ ان سرزمینوں میں ہل چلانے کے لئے غلام یا نوکر نہ تھے بلکہ درحقیقت زمین کچھ ایسی تھی کہ فصل

بونے کے لئے ہل چلانے کی خاص ضرورت نہ تھی یہاں کی زمین میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہ ہوئی تھی کوروش نے یہاں کی زمین اور قوم عیلام کی زمین میں بہت فرق اور اختلاف پایا قوم عیلام کی زمین میں حرارت اور زرخیزی ضرور تھی مگر قوم آشور کے حملوں سے جو اسے نقصانات پہنچے تھے اس کے آثار اب تک موجود تھے لیکن ان وحشی قبائل کی نشیبی سرزمین میں کسی قسم کا نقص نہ تھا۔

اس نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ آئی بیری لوگ اپنے علاقے کے انگور کی شراب سے خوب لطف اندوز ہوتے تھے کوروش نے ان کے پہاڑوں کی اہمیت کا بھی جو ان کی حفاظت کرتے اندازہ لگایا اور اس کے دماغ میں تھوڑی دیر کے لئے یہ خیال بھی آتا کہ ان لوگوں کو اہل ماد اور اہل پارس کے زیر حکومت دوسری پہاڑی اقوام کے ساتھ سیاسی رشتے سے منسلک کر دینا چاہئے لیکن یہ صرف خیالی منصوبے تھے اور وہ دل سے نہیں چاہتا تھا کہ ایبری لوگوں کی خوشحالی میں جنہیں زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے کی تمام نعمتیں حاصل ہیں کسی قسم کا فرق آئے ان سرزمینوں میں گھومتے ہوئے کوروش اکثر اپنے ذہن میں ان نعمتوں اور آسائشوں کو بار بار گنتا جو خداوند قدوس نے انھیں عطا کر رکھیں تھیں مثلاً " آفتاب کی حرارت' صاف شفاف پانی' خدمت کرنے والے مویشی اور پالتو جانور اور ایک نہایت زرخیز زمین'

اس علاقے میں قیام کے دوران دارتان کو شکایت تھی کہ ان لوگوں کے گھروں میں صحن اور فرش جانوروں کے لئے ہوتا تھا اور وہ خود مچانوں اور چھتوں پر سوتے تھے دارتان کو یہ تکلیف بھی تھی کہ جہاں وہ سو رہا ہو وہاں سور نہ بولا کریں اس کے علاوہ دارتان کا کہنا تھا کہ ایبری لوگوں کے پاس تجارت کے لئے کوئی قیمتی سامان نہیں ہوتا صرف کھالیں ہوتیں ہیں اور کچھ تانبا جسے وہ کام میں لانا وہ نہیں جانتے اور نہ ہی آمد و رفت کے لئے سڑکیں بنائی ہیں اور نہ کوئی شہر بسایا ہے اور نہ ہی کوئی عمارت وغیرہ تعمیر کی ہے وہی ان کی عورتیں جن میں زندگی کا جوش و خروش ہے تو وہ کسی بھینس سے زیادہ عقل نہیں رکھتیں جو صرف پانی میں نہانا جانتی ہے۔

دارتان نے وہاں قیام کے دوران یہ بھی اندازہ لگایا کہ وہاں کی عورتیں کوروش یوناف بیوسا کے ان خنجروں کو بڑے غور سے دیکھتیں رہتی تھیں جو خنجر انھیں قوم ماد کی ملکہ مادلانہ نے مہیا کیے تھے اور ان خنجروں کے دستے پر خالص سونے کی کی اعشتار دیوی کی مورتیاں بنی ہوئی تھیں ایک روز جبکہ کوروش یوناف اور بیوسا ان قبائلی لوگوں کے اندر کھڑے تھے اور ان کی عورتیں ان کے خنجروں کو بڑے غور اور تعظیم سے دیکھ رہی تھیں تو دارتان نے اس سونے کی طرف جس سے عشتار دیوی کی مورتی بنی ہوئی تھی اشارہ کرتے ہوئے ان لوگوں سے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ ایسا سونا کہاں سے ملتا ہے اس پر ان لوگوں نے جواب دیا کہ ایسا سونا مغرب کی طرف پایا جاتا ہے ان لوگوں کا یہ جواب

سن کر دارتان اور کوروش کو بڑی جستجو ہوئی لہٰذا جب سرما گزر گیا اور موسم بہار آنے پر برف پگھلنی شروع ہوئی تو کوروش نے دارتان سے مشورہ کرنے کے بعد مغرب کی طرف پیش قدمی کرنے کا ارادہ کر لیا تھا وہ دونوں مل کر یہ جاننا چاہتے تھے کہ دریائے کوروش کہاں سے آتا ہے اور یہ کہ ان وحشی قبائل نے جس سونے کی نشاندہی کی ہے تو دیکھیں یہ سونا کہاں اور کس جگہ پایا جاتا ہے لہٰذا موسم بہار کے آتے ہی کوروش اپنے لشکر کے ساتھ آئی بیری قبائل کی اس سرزمین سے کوچ کر گیا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ یوناف بیوسا اور کوروش کئی دن سفر کرنے کے بعد ایک بے حد وسیع سرزمین میں پہنچے اور برف پوش پہاڑی چوٹیوں کے نیچے کو ہستانی علاقے کو عبور کرتے ہوئے آگے بڑھے جہاں زمین مغرب کی سمت رہ گئی اور یہ لوگ ایک نیلے ساحل پر پہنچ گئے سمندر کے اس ساحل کا نام کولچی تھا یہاں کے باشندے مسلح حملہ آوروں کے سامنے سے بکریوں کی طرح دوڑ کر بھاگ گئے جبکہ کوروش کے گھوڑ سوار سردار ان سنگلاخ زمینوں میں ان کا تعاقب نہ کر سکے یہاں دور تک پھیلے ہوئے خاموش اور ساکت پانی میں غروب آفتاب کی سرخ شفق کا آتشی عکس عجیب سماں پیش کرتا تھا۔

ان لوگوں کو اس ساحل سمندر پر دو عجیب و غریب چیزیں دکھائی دیں جو ان کے لئے بالکل نئی اور حیرت انگیز تھیں ایک یہ کہ بالکل اچھلتے پانی کے چشموں میں بھیڑ بکریوں کی کھالیں پھیلا کر کیلوں سے ٹھونک دی گئیں تھیں جیسے فرش بچھا ہوتا ہے اور عجیب بات یہ تھی کہ ان کا اون والا رخ ہر جگہ اوپر تھا دوسرے یہ کہ کوروش اور اس کے لشکریوں نے وہاں کے لوگوں کے کچھ اس قسم کے بحری جہاز بھی دیکھے جو لکڑی کی بنی ہوئی بڑی کشتیوں کی مانند تھے جو ہوا کے جھونکے کے ساتھ آہستہ آہستہ آگے بڑھتی تھیں ان میں چاروں طرف لکڑیاں کھڑی کر کے خیمے کا کپڑا لگا دیا گیا تھا اس کے بعد ساحل پر کوروش کے لشکریوں نے وہاں کے دریوں گولوں کو غلا میوہ اور پھل لانے پر آمادہ کر لیا تو پتہ چلا کہ کشتیاں ایسے تاجروں کی ہیں جو ایک اجنبی زبان بولتے ہیں جسے وہاں کے لوگ بھی نہ سمجھ پاتے تھے۔

کوروش نے اپنے لشکر کو وہاں پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا اور یہاں قیام کرتے ہوئے انھوں نے یہ جانا کہ ان کشتی رانوں کو وہاں کے مقامی لوگ رنگ کرنے والے کہہ کر پکارتے تھے اس لئے کہ یہ لوگ کولچی لوگوں سے سونا لے کر انھیں اپنے تمیں رنگ کے کام کے برتن دیتے تھے ان لوگوں کی داڑھیاں گھنگریالی تھیں اور ان کی صورتیں کالی مگر چہرے شگفتہ تھے ان کے جسم سے تلوں کے تیل کی بو آتی تھی اور یہ لوگ تجارت کرتے ہوئے ہتھیار بند رہتے تھے اور تلاش میں رہتے تھے

کہ موقع پا کر کولچری لوگوں کو اٹھا لے جائیں اور لے جا کر غلام بنالیں۔

ان اجنبی سوداگروں کی کشتیاں ہروقت تیار رہتی تھیں ہوا بند ہوتی تو یہ لوگ چپو سے اپنی کشتیاں چلاتے تھے یہ لوگ ہیبت ناک بھی تھے اور باتوں میں بھی بڑے تیز طرار تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ آریائی لوگوں کی ہی کسی شاخ سے ہیں اس لئے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو آئی کہتے تھے اور ملطیہ اور اسپارٹا شہروں کے رہنے والے تھے اسپارٹا کے لوگ تجارت سے زیادہ جنگ جوئی میں نمایاں تھے جب کوروش کو معلوم ہوا کہ یہ گھوڑے پر سوار ہو کر لڑنا نہیں جانتے تو اسے ان سے کوئی دلچسپی نہ رہی بلکہ کوروش کو ان مغربی تاجروں کے نفرت سی ہونے لگی تھی اس لئے کہ وہ محنت کر کے جو بازار لگاتے تھے اس میں اپنے برتنوں کی قیمت چکانے اور وصول کرنے کے لئے لڑتے جھگڑتے تھے۔

اور بازار میں ہنگامے کرنے کے سوا ان کا کوئی کام نہ ہوتا تھا بازار ختم ہوتا تو یہ لوگ بیٹھ کر شراب پیتے اور اجنبی دیویوں کے بارے میں اور اپنے شہر کی خوبی اور خوب صورتی کے بارے میں بحث بازی کرتے تھے لیکن ان کی باتوں سے یوناف بیوسا کوروش اور دارتان کو ایک نقطہ ضرور مل گیا تھا۔

اور یہ نقطہ یہ تھا کہ یہ سیلانی تاجر سنہری اون کا ذکر کرتے تھے جب کوروش یوناف بیوسا اور دارتان نے ان سے کہا کہ وہ سنہری اون دیکھنا چاہتے ہیں تو انھوں نے قریب ہی ذرا فاصلے پر کچھ کولچری لوگوں کا پتہ دیا جو ایک بہت بڑی دیگ پر بھیڑوں کی سوکھائی ہوئی کھالیں جھاڑ رہے تھے انھوں نے یہ بھی جائزہ لیا کہ جو کھالیں کولچری جھاڑ رہے تھے یہ وہی کھالیں تھیں جو پانی کے بہتے چشموں میں کیلیں ٹھونک کر پھیلا دی جاتی تھیں اس سے ان چاروں نے یہ نتیجہ نکالا کہ کولچری لوگ بیشتر سونا اس طرح حاصل کرتے ہیں کہ سونے کے ذریعے جو کوہستانی سلسلوں کی طرف سے چشموں کے پانی میں بہہ کر آتے ہیں وہ ان کھالوں کی اون میں بڑی مقدار میں جمع ہو جاتے ہیں جو کھالیں یہ کولچری پانی کے اندر کیلیں ٹھونک کر بچھا دیتے ہیں۔

کچھ دن تک یہ لوگ کھالیں پانی ہی میں پڑی رہنے دیتے تھے اور ان پر سونے کے ذرات جمع ہوتے رہتے تھے پھر یہ کھالیں بڑی احتیاط کے ساتھ پانی سے باہر نکال کر دھوپ میں رکھ دیتے تھے اور جب وہ کھالیں خشک ہو جاتیں تھیں تو پھر ان کھالوں کو بڑی بڑی دیگوں کے اندر جھاڑا جاتا تھا اور سونے کے جو ذرے ان کھالوں کی اون کے اندر جمع ہو جاتے تھے وہ اس طرح جھاڑنے کے عمل سے دیگوں میں گر جاتے تھے اس طرح "سونا جمع کرتے تھے اور اسی سونے کی تجارت کی غرض سے ملطیہ اور اسپارٹا کے یہ اجنبی اور سیلانی تاجر ان کی طرف آتے تھے۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے کوروش کے گرگانی سائیس امہانے بھی کوروش سے درخواست کی کہ بجائے مغرب کے مشرق کی طرف کوچ کرے یہ گرگانی سائیس سمندر کے کنارے پیدا ہوا تھا جسے وہ دریائے گرگان کہہ کر پکارتا تھا اس نے کولچری ساحل پر وہاں کے سمندر کا پانی چکھ کر بتایا کہ یہ اس کے اپنے سمندر یعنی دریائے گرگان کا پانی نہیں ہے اس کے علاوہ یہ جب کبھی بھی یوناف کوروش بیوسا دارتان کے پاس بیٹھتا تو یہ انھیں اپنے ملک اور اپنے دریائے گرگان کی عجیب و غریب باتیں اور داستانیں سنایا کرتا تھا۔

وہ قسمیں کھا کھا کر کوروش بیوسا یوناف اور دارتان کو بتایا کرتا تھا کہ دریائے گرگان کے ساحل پر سمندر کی گہرائیوں سے عجیب عجیب دیوتا نکلتے ہیں جو پوری سرزمین کو اپنی مقدس آگ سے روشن کر دیتے ہیں اور ان کی روشن کی ہوئی آگ کے جاودانی شعلے بہت بلندی تک چلے جاتے ہیں کوروش نے بھی اپنے گرگانی سائیس امہا کی اس گفتگو میں دلچسپی لی لہٰذا اس نے اپنے لشکر کو مزید مشرق کی طرف پیش قدمی کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس کے علاوہ کوروش یہ بھی جاننا چاہتا تھا کہ وہ دریائے کوروش کا منبع بھی دریافت کرے اور جانے کہ یہ دریا کہاں سے نکل کر میدانوں میں بہتا چلا جاتا ہے۔

اس مہم میں یوناف بیوسا اور کوروش اور اس کے ساتھی گرمیوں بھر وحشی اقوام کے علاقوں سے ہو کر دشوار گزار راستے طے کرتے رہے یہ اقوام ایبری لوگوں سے بھی زیادہ ہیبت ناک اور کولچری لوگوں سے بھی زیادہ وحشی تھیں کوروش کو اپنے آدمیوں کے لئے خوراک حاصل کرنے اور نیسائی گھوڑوں کے لئے چراہ گاہ تلاش کرنے کے لئے بڑی تدبیر کرنی پڑی اس لئے کہ یہ لوگ مشرق سے چڑھتے ہوئے سورج کی طرف بڑھتے ہوئے ایسے علاقوں سے ہو کر گزر رہے تھے جہاں نہ آدم تھا اور نہ آدم زاد ویران سنسان فضا ہوتی تھی یہاں تک کہ وحشی جانور بھی ڈھونڈنے سے بھی نظر نہ آتے تھے۔

دریائے گرگان کی طرف نشیب میں اترتے ہوئے یہ سخت دھند اور تیز ہواؤں کی زد میں سے گزرے گرد و غبار کے طوفان نے انھیں بری طرح روندا اور وہاں زمین زرد خاک سے اٹ گئی تھی جس سے گندھک کی بو آتی تھی اور اس کے ساتھ سیاہ لاوہ تھا جس پر گھوڑے پھسل پھسل کر گرتے تھے اور اس سے آگے بہت دور ہوا میں دھوئیں کی لپٹیں بلند ہو رہیں تھیں جس کے نیچے آگ کے سرخ شعلے بھڑک رہے تھے اور یہ آگ بجھتی دکھائی نہ دیتی تھی اور برابر ہی بھڑک رہی تھی بہر حال یوناف بیوسا اور کوروش لشکر کو لے کر آگے بڑھتے رہے تاکہ دریائے کوروش کے منبع کو جان سکیں۔

جس نئی سرزمین میں وہ داخل ہوئے تھے اس سے یوناف بیوسا کوروش اور دارتان مکمل طور پر ناواقف تھے لہٰذا اب وہ سکائی رہنما ان کی رہبری کر رہے تھے جنہیں دارتان اپنے ساتھ لے کر آیا

تھا اور یہ راہنما ان علاقوں سے خوب واقف تھے ان اجنبی سرزمینوں سے گزرتے ہوئے اپنے لشکر کے ساتھ وہ ایک درے میں داخل ہوئے جس سے راستہ شمال کی طرف جاتا تھا بہت دنوں کے سفر کے بعد بہت اونچی پہاڑیوں پر چڑھائی شروع کی جو آسمان سے باتیں کر رہی تھیں اب زمین پتھریلی تھی اور اوپر پہاڑوں کی چوٹیوں پر بادلوں میں گھری ہوئی برف نظر آتی تھی گھوڑے پتھروں پر جمی ہوئی کائی اور پتھروں میں اگی ہوئی گھاس پر منہ مارتے ہوئے اپنا پیٹ بھر لیتے تھے بادل شمال کی طرف چلے گئے تھے کچھ اور دور جانے کے بعد انھوں نے دیکھا کہ ان کے سامنے اور نیچے بہت دور تک ایک ہموار نیلی سطح دکھائی دے رہی تھی جو یقیناً "سمندر نہ تھا کیونکہ ہریالی سے ڈھکی ہوئی سرزمین تھی۔

آگے بڑھتے ہوئے یہ لوگ کوہستان قفقار کے جنوبی سلسلے کو عبور کر کے اس نشیبی وادی میں داخل ہوئے جو اب تفلیس کا علاقہ کہلاتا ہے ان کے وہاں پہنچنے پر سردیاں شروع ہو چکی تھیں اس علاقے کے دریا کا نام کوروش تھا جو وہیں سے نکل کر جنوب کی طرف بہہ رہا تھا لہٰذا ایک طرح سے کوروش اور اس کے ساتھیوں نے دریا کا مجمع دیکھ لیا تھا اس طرح آگے کی طرف سفر کرتے ہوئے یہ لشکر مغرب کی طرف کوچ کرتے ہوئے بحر اسود کے ساحل پر جا پہنچا تھا جہاں کچھ یونانیوں نے اپنی بستیاں بسا رکھی تھیں۔

بہرحال کوروش اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھتا رہا اور سیدھا دریائے گرگان یعنی موجودہ بحر خزر کے ساحل پر موجودہ شہر باکو کے قریب اس علاقے میں پہنچا جہاں آج کل تیل کے کنوئیں ہیں اس وقت بھی وہاں کوئی پیداوار نہ تھی بلکہ قدیم زمانے ہی سے زمین کی یہ سطح تیل کی وجہ سے ہمیشہ مشتعل ہی رہے اس کے بعد کوروش اپنے لشکر کے ساتھ شمال کی طرف روانہ ہوا اور کوہستان قفقار کے بلند تر سلسلے کو عبور کرنے کے بعد ان چراہ گاہوں میں داخل ہوا جو آج کل روس کے پاس ہیں۔

موجودہ روس کی ان وسیع چراہ گاہوں میں سے گزرنے کے بعد یوناف بیوسا کوروش اور دارتان اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھتے رہے اپنی اس پیش قدمی کے دوران انھوں نے محسوس کیا کہ جس جس چراہ گاہ اور جس جس وادی میں بھی وہ داخل ہوتے رہے ہیں وہاں سے تمام انسان ان کے سامنے سے بھاگ جاتے رہے ہیں آخر موجودہ روس کی ان چراہ گاہوں سے نکلنے کے بعد وہ ایک وسیع و عریض وادی میں داخل ہوئے جہاں ان کے سامنے اور دائیں بائیں دور دور میدان پھیلے ہوئے تھے۔

ان میدانوں میں داخل ہونے کے بعد انہوں نے محسوس کیا کہ وہاں کسی لشکر یا کسی خانہ بدوش گروہ نے ایک عرصے تک قیام کر رکھا تھا اس لئے کہ وہاں ایسے آثار تھے جیسے وہاں مدتوں آگ جلتی رہی ہو جگہ جگہ راکھ کے ڈھیر دکھائی دے رہے تھے جو گھوڑوں اور مویشیوں کے سموں سے ہموار ہو گئے تھے اور چھکڑوں کے پہیوں سے اس ہموار شدہ راکھ میں گہرے نشان پڑ گئے تھے یہاں مقامی باشندوں میں سے کوئی بھی ان کے استقبال کے لئے موجود نہ تھا ایسا لگتا تھا جیسے ان میدانوں کے اطراف میں دور دور تک کوئی انسان نہ بستا ہو۔

ایک میدان میں جہاں انہوں نے اندازہ لگایا کہ پڑاؤ کا مرکزی حصہ ہو گا وہاں بجھی ہوئی آگ سے ابھی تک دھواں اٹھ رہا تھا چاروں طرف چمڑے کی رسیاں اور مٹی کے پیالے اور خیموں کا بالوں سے بنا پھٹا کپڑا جگہ جگہ پڑا تھا یوناف نے ایک جگہ سے سان کا پتھر اٹھایا جس میں سونے کا دستہ لگا تھا اس نے اندازہ لگایا کہ یہاں سکائی خانہ بدوشوں کا ڈیرا رہا ہے جو چند گھنٹے پہلے اس جگہ کو فوری طور پر چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں لیکن کوروش کے لشکر میں جو سکائی رہنما شامل تھے انھوں نے حسب معمول ان میدانوں سے متعلق کچھ نہ بتایا بلکہ ان میں سے ایک راہنما یہ کہنے لگا کہ اگر ہم کوچ کرتے چلیں جائیں تو کچھ منزل طے کرنے کے بعد وہ سکائی بادشاہ کی آبادیوں میں داخل ہو جائیں گے۔

یوناف بیوسا کوروش اور دارتان اپنے لشکریوں کے ساتھ ابھی اس میدان کا جائزہ ہی لے رہے تھے کہ ایک مصیبت اور آفت ان پر ٹوٹ پڑی اور وہ یہ کہ ان گنت جنگلی اور وحشی قریبی پہاڑوں سے اچانک اپنے گھوڑوں کو مارتے بھگاتے ہوئے نمودار ہوئے اور اچانک بے روک آندھی اور بند توڑ دینے والے سیلاب کی طرح کوہستانی سلسلوں سے نکل کر کوروش کے لشکر پر حملہ آور ہونے کے لئے میدانوں میں داخل ہونے لگے تھے وہ نیزے تلواریں ہلاتے ہوئے کچھ اس قسم کے وحشیانہ نعرے بلند کرتے جا رہے تھے گویا وہ لمحوں کے اندر کوروش کے لشکر کا صفایا کر دینے کا عزم رکھتے ہوں۔

پتھریلے کوہساروں سے نکل کر حملہ آور ہونے والے وہ وحشی ان کھلے میدانوں کے اندر عالم حیرت و عبرت کھڑا کرتے ہوئے برق کی قلب و تاب باتیں بھری نگاہوں اور تپتے آنسوؤں کی طرح کوروش کے لشکر کی طرف بڑھے تھے صدیوں کے لوٹ مار کے وہ عادی وحشی پر اسرار لمحوں اور غنیم فضا کی طرح آہستہ آہستہ کوروش کے لشکر کے قریب تر ہوتے جا رہے تھے اور ان کے آگے بڑھنے کی رفتار کچھ ایسے ہی تھی جیسے تیزی سے بہتی ہوئی کوئی موت یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف نے چلاتے ہوئے کوروش کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو کوروش اپنے ساتھیوں سے کہو کہ جونہی یہ ان کے تیروں کی زد میں آتے ہیں ان وحشیوں پر اندھا دھند تیر اندازی کر دیں ساتھ ہی یہ اپنی تلواریں بھی اپنی گرفت میں رکھیں اگر یہ تیر اندازی

سے بچنے کے بعد بھی ہمارے لشکر پر حملہ آور ہونے میں کامیاب ہوتے ہیں تو پھر انھیں تلواروں کی دھار پر رکھ لیا جائے گا میرے خیال میں اگر ہم لگاتار تیراندازی کریں تو ان میں سے کسی کو بھی آگے بڑھ کر ہم پر حملہ آور ہونے کا موقعہ نہ ملے گا اس صورت حال میں کوروش نے فوراً" یوناف کی تدبیر پر عمل کیا اس نے اپنے لشکریوں کو اپنی تلواریں اور ڈھالیں سنبھالنے کے علاوہ حملہ آوروں پر لگاتار تیراندازی کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

کوروش کے اس حکم پر صحراؤں کے پاسبان اس کے لشکریوں نے ایسی تیز اور اندھا دھند تیر اندازی حملہ آور ان وحشیوں پر کی کہ ان کے اندر زندگی اور موت کا رقص شروع ہو گیا تھا اور اس تیراندازی نے ان کے ساغر ہستی کو شکستہ ان کی سرکشی کے سارے گیتوں کو خاموش اور شیرازہ خیال کو منتشر کر کے رکھ دیا تھا آندھیوں کے دوش پر حملہ آور ہونے والے وہ وحشی مکمل طور پر کوروش کے لشکریوں کے زیر کمند آتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے ایسا لگتا تھا وہ خود اپنے ہی مکافات عمل میں مبتلا ہو کر رہ گئے ہوں کچھ دیر تک کوروش کے لشکری لگاتار اور تیز تیراندازی کرتے رہے جس کے نتیجے میں میدان کے اندر ان حملہ آوروں کی لاشیں ہی لاشیں بکھر گئیں تھیں اور جو ابھی تک ان تیروں کی مار سے بچ رہے تھے انھوں نے جب اپنے ساتھیوں کی اس طرح بکھری ہوئی لاشوں کو دیکھا تو آگے بڑھنے کے بجائے وہ سکڑتی سمٹتی ندیوں کی طرح مڑے اور کوہستانی سلسلے کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے تھے کوروش نے تھوڑی دیر تک وہاں رہ کر ان کا انتظار کیا کہ شاید وہ پھر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں اس کے بعد اس نے اپنے لشکر کو وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیا تھا۔

کوروش اپنے لشکر کے ساتھ اس کوہستانی سلسلے میں بھول سا گیا تھا اور اسے کچھ پتہ نہ چل رہا تھا کہ کوہستانی سلسلے سے نکل کر کس راستے پر ہوتے ہوئے وہ واپس جا سکتا ہے جبکہ سکائی قوم کے رہنما جو اس کے ساتھ تھے وہ بھی کوئی صحیح طور پر اس کی راہنمائی نہ کر پا رہے تھے پچھلے چند روز تک وہ برابر آگے بڑھتے ہوئے کوہ سفید کے سلسلے کی برف پوش چوٹیوں کو بھی پیچھے چھوڑ آئے تھے البتہ روزانہ شام ہوتے ہی وہ بنات النعش کے سات ستاروں کے طلوع کا اندازہ دیکھا رہتا تھا اسے تقریباً" اس بات کا صحیح اندازہ تھا کہ وہ شمال سے کس قدر مغرب کی جانب ایک گوشے میں سفر کر رہے ہیں اسے یہ بھی یاد تھا کہ قدیم روایتوں میں بتایا گیا تھا کہ آریائی لوگوں کا آبائی وطن بہت دور شمال سے مشرق کی جانب ہے لیکن کتنی دور ہے اس کا اندازہ اسے اس سفر کے دوران نہ ہو رہا تھا کوروش کو یہ بھی فکر لگی ہوئی تھی کہ جو سکائی راہنما اس کے ساتھ ہیں اگر وہ کہیں اچانک ہی گھاس میں غائب ہو کر اسے چھوڑ گئے تو پھر وہ اپنے لشکر کی راہنمائی کرتا ہوا واپس جانے میں کیسے کامیاب

ہو سکے گا۔

کوروش نے اپنی اس فکر مندی کا ذکر دار تان سے بھی کیا تو اس نے جواب دیتے ہوئے کہا گھبرانے کی بات ہے اگر تم واپس جانا چاہو تو کوہ سفید پر تو ہم بڑی آسانی سے پہنچ سکتے ہیں میرے خیال میں اب آگے بڑھنے میں کوئی فائدہ نظر نہیں آتا ہمیں واپس کوہ سفید کی طرف جانا چاہیے اور واپسی پر وہی راستہ اختیار کرنا چاہیے جس پر ہوتے ہوئے ہم اس طرف آئے ہیں ہم قوم ماد کے بادشاہ ازدھاک سے بھی جا کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ سرکش قبائل کو زیر کرنے کے علاوہ ہم میلوں اندر تک گئے جہاں دور تک گھاس کا سمندر ہے اور ان سب علاقوں کو ہم نے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر لیا ہے اس طرح ازدھاک ہم سے خوش ہو گا کہ ہم نے ایک بہت بڑے اور وسیع علاقے کو اس کے ماتحت کر دیا ہے۔

اس روز جس وقت سورج غروب ہو رہا تھا کوروش نے ایک نشیبی علاقے میں ایک چشمے کے کنارے اپنے لشکر کو رک جانے کا حکم دیا چونکہ سردی اپنے عروج پر تھی للذا کوروش نے یوناف اور دار تان کے ساتھ مشورہ کیا کہ ان کوہستانی سلسلوں کے اندر ہمیں کوئی ایسی جگہ تلاش کرنی چاہیے جہاں ہم گھوڑوں کو باندھ سکیں اور وہ سردی سے محفوظ رہ کر رات گزار سکیں اس مقصد کے لئے کوروش یوناف بیوسا دار تان اور کوروش کا سائیس امپا اور کچھ محافظ اس چشمے کے کنارے سے دائیں طرف کے ذرا کم بلندی کے پہاڑی سلسلے کی طرف بڑھے جس کے اوپر بلوط کے درختوں کے گھنے جنگلات تھے جونہی وہ درختوں کے اندر پہنچے اچانک ایک طرف سے ایک تیر سنسناتا ہوا آیا اور کوروش کی چمڑے کی جیکٹ کو چیرتا ہوا تھوڑے ہی فاصلے پر زمین میں جا پیوست ہوا یہ تیر سامنے بلوط کے درختوں کے جھنڈ میں سے آیا تھا اور اس تیر کی وجہ سے کوروش کے ساتھیوں کے اندر ایک شور سا بچ گیا تھا کوروش فوراً" اپنے گھوڑے سے کودا اور تھوڑے فاصلے پر پیوست ہونے والے تیر کو نکال کر دیکھا کوروش کے ساتھیوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر اس طرف جانا چاہا جس طرف سے تیر آیا تھا لیکن کوروش نے انھیں روک دیا اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا اس وقت جبکہ شام ہو گئی ہے اور بلوط کے درختوں کے اندر اندھیرا گہرا ہو گیا ہے ہمیں اس جنگل میں گھس کر اپنے آپ کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہیے چلو اپنے پڑاؤ کی طرف واپس چلتے ہیں وہاں آگ کے آلاؤ روشن کریں گے اور اپنے گھوڑوں کو بھی ان کے نزدیک باندھ دیں گے تاکہ یہ سردی سے بچیں رہیں صبح ہونے کے بعد اس جنگل کی طرف آئیں گے اور دیکھیں گے کہ وہ کون لوگ ہیں جنھوں نے ہم پر یہ تیر چلایا ہے یوناف اور دار تان نے بھی کوروش کے مشورے سے اتفاق کیا پھر وہ واپس اپنے پڑاؤ کی طرف چلے گئے تھے۔

ان علاقوں میں رات بھر کہر پھیلی رہی لیکن جب صبح ہوئی تو میدان کی کھلی فضا میں سورج کے نکلتے ہی ہر طرف روشنی پھیل گئی تھی اور کہر نام کو نہ رہی تھی اب کوروش نے دن کے اجالے میں اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اس نے اپنے ماتحت رکھا اور دارتان کو بھی اسی حصے میں شامل کیا جبکہ لشکر کا دوسرا حصہ اس نے یوناف کی کمانداری میں دے دیا تھا لشکر کے دونوں حصے اس بلوط کے جنگل میں داخل ہوئے جہاں گزشتہ شب ان پر تیر پھینکا گیا تھا لشکر کے دونوں حصے کچھ اس انداز میں اس جنگل میں داخل ہوئے تھے کہ جیسے وہ کسی پر حملہ آور ہونے نہیں بلکہ شکار کرنے کے لئے بلوط کے اس جنگل میں داخل ہوئے ہوں۔

لشکر کا ایک حصہ دائیں جانب اور ایک بائیں جانب بڑھا سارے لشکری اپنی پیٹھوں پر ترکش باندھے کندھوں سے کمانیں لٹکائے ہوئے تھے لشکر کے دونوں حصے بڑی پھرتی سے جنگل میں پھیل گئے تھے اور اسے گھیرے میں لے لیا کمانوں کے چلے چڑھا کر وہ لوگ ایسے انداز میں آگے بڑھے کہ بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ جنگلی جانوروں کو چونکا کر نکالنا چاہتے ہوں اور ان کا شکار کرنا چاہتے ہوں۔

اس جنگل میں انھیں کوئی شکار تو نہ دکھائی دیا تھا وہ تھوڑا سا ہی آگے بڑھے تھے کہ تین چھریرے بدن کے گھوڑ سوار جو وہاں چھپے ہوئے تھے نکل کر بھاگے کوروش کے لشکریوں نے اپنے نسائی گھوڑوں کو ان کے تعاقب میں لگا دیا جو شکروں کی طرح جھپٹ کر ان کے پیچھے لگ گئے تھے اور وہاں سے نکلنے والے تین سواروں کے ڈھیلے ڈھالے ٹٹوؤں کو فوراً جا لیا تھا اور انھیں ان کے ٹٹوؤں سے زمین پر اتار دیا تھا ان تینوں سواروں کو جب تک ہاتھ پاؤں باندھ کر جکڑ نہیں دیا گیا وہ برابر چھریوں اور دانتوں سے وحشیانہ انداز میں مقابلہ کرتے رہے یہ لوگ گورے رنگ اور اچھے ناک نقشے کے تھے لیکن پستہ قد اور تنگ اونی لباس پہنے ہوئے تھے جو سیاہ رنگ کے تھے ان سواروں نے اپنے چہرے ڈھانپ رکھے تھے سر پر انھوں نے چاندی کی پٹیاں باندھ رکھی تھیں جس میں سے ان کے لمبے لمبے بال ان کے شانوں تک بکھرے ہوئے ان لوگوں کے سر کے بال نرم تھے جیسے آریائی اقوام کے ہوتے ہیں۔

کوروش کے ایک سپاہی نے آگے بڑھ کر ان تین سواروں میں سے ایک کے چہرے سے نقاب نوچ لیا اور وہ سب حیران رہ گئے کہ وہ مرد نہیں عورت تھی جب دوسرے سواروں کے چہروں سے بھی نقاب اتارا گیا تو وہ بھی عورت ہی نکلی کوروش نے ان تینوں کو غور سے دیکھا اس نے اندازہ لگایا کہ ان کے ترکشوں میں ویسے ہی تیر تھے جیسا ایک تیر گزشتہ شب اس پر چلایا گیا تھا کوروش نے ان لڑکیوں کو مخاطب کر کے پوچھا تم کون ہو کس قبیلے سے تعلق رکھتی ہو لیکن انھوں نے کوروش کی بات کا کوئی جواب نہ دیا تھا۔

ان عورتوں کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر دارتان کی طرف دیکھتے ہوئے کوروش کہنے لگا یہ کون سا قبیلہ ہو سکتا ہے جس نے شوہروں کے بجائے بیویوں کو جنگ کے لئے بھیجا ہے اس پر دارتان نے خیال ظاہر کیا ضروری نہیں کہ ان کے شوہر بھی ہوں جنھوں نے انھیں جنگ کے لئے بھیجا ہو اور سنو کوروش میں نے ان سرزمینوں میں ایک قبیلے کے متعلق سن رکھا ہے کہ یہ قبیلہ سبزہ زار اعظم میں صرف عورتوں کا قبیلہ ہے جو باہر سے آنے والے مردوں پر حملہ آور ہوتی ہیں اور ان کے گھوڑوں کو بھی ہلاک کر دیتی ہیں تاکہ اپنی سب سے بڑی دیوی پر خون کی بھینٹ چڑھا سکیں کوروش نے جب اپنے سکائی راہنماؤں سے ان عورتوں کے متعلق دریافت کیا تو وہ کہنے لگے کہ یہ عورتیں ان کے ایسے قبیلے سے تعلق رکھتیں جو سکائی قبیلے کا دشمن ہے۔

بلوط کے ان درختوں سے نکل کر ایک جگہ کوروش نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا پھر اس نے ان عورتوں کو اپنے سامنے طلب کیا اور انھیں کھانا پیش کیا لیکن ان عورتوں نے کھانے پینے کی چیزوں کو ہاتھ تک نہ لگایا کوروش کو ان کی آنکھوں سے ایسا نظر آتا تھا جیسے وہ ہرنیاں جنھیں جال میں پھنسا لیا گیا ہو جب ان عورتوں نے کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا تو کوروش نے اشارے سے ان عورتوں سے پوچھا کہ سفید پہاڑوں پر پہنچنے کے لئے اسے کس سمت میں سفر کرنا چاہئے وہ کوروش کا اشارہ سمجھ گئیں اس لئے کہ ایک عورت نے مشرق کی طرف سے ایک الگ سمت میں جانے کا اشارہ کیا جس پر سکائی راہنماؤں نے خلاف توقع کوروش سے درخواست کی کہ قیدی عورتوں کو ان کے گھوڑوں سمیت آزاد کر دینا چاہئے کوروش کو نہ ہی ان عورتوں کی راہنمائی پر اعتبار آیا نہ ہی اس نے سکائی راہنما کی اس تجویز پر اتفاق کیا کہ ان عورتوں کو آزاد کر دینا چاہئے ان دونوں تجویزوں کو رد کرنے کے بعد کوروش نے اپنے لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور کوچ کے لئے اس نے سمت کا تعین بھی خود کیا تھا۔

یہ لوگ برابر ایک سمت سفر کرتے رہے یہاں تک کہ دوپہر کے وقت انھیں چراگاہوں کے علاقے میں ایک عجیب قسم کا ٹیلہ نظر آیا یہ ٹیلہ گول تھا اور ایسا نظر آتا تھا جیسے کوئی بڑا پیالہ الٹ کر رکھ دیا گیا ہو اور اس کے چاروں طرف سیاہ رنگ کی کچھ چیزیں تھیں جن کے سروں پر سے بڑے بڑے کھلے پنکھوں والے پرندے اڑتے نظر آتے تھے کچھ دیر بعد صاف دکھائی دینے لگا کہ اس ٹیلے کے ارد گرد کچھ مسلح سوار تھے جو گویا وہاں پہرہ دے رہے تھے۔

اپنے لشکر کے ساتھ کوروش جب ٹیلے کے نزدیک گیا تو انھوں نے دیکھا کہ یہ پہرہ دینے والے سپاہی مردہ تھے اور جن گھوڑوں پر وہ سوار تھے وہ بھی مرے ہوئے تھے ان مردوں سواروں کو باندھ کر گھوڑوں پر وہ سوار تھے وہ بھی مرے ہوئے تھے ان مردوں سواروں کو باندھ کر گھوڑوں پر بٹھایا گیا تھا

جبکہ مردہ گھوڑوں کو لکڑیوں کی ٹیک دے کر سنبھالا دیا گیا تھا مردہ سواروں کے اجسام پر نیزے اور ڈھالیں لگی تھیں اور جب تیز ہوا چلتی تھی تو وہ نیزے اور ڈھالیں آپس میں ٹکرا کر عجیب طرح کی گھنٹیوں جیسی آوازیں پیدا کرتیں تھیں۔

ان سواروں کی حالت سے ایسا لگتا تھا جیسے وہ سالہا سال سے اسی طرح پہرہ دے رہے ہوں لیکن ہر سوار اپنے گھوڑے پر پوری طرح مسلح بیٹھا تھا اور ہر ہتھیار اپنی جگہ ٹھیک بندھا ہوا تھا کوروش کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ ٹیلے کہ ان مردہ پہرے داروں کا سلسلہ کس نے قائم کیا اور کیوں اتنے میں دارتان کوروش کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا سنو کوروش میں نے اس ٹیلے کے متعلق پہلے سے بہت کچھ سن رکھا ہے میں نے اس کو پہلے دیکھا تو نہیں لیکن میں نے کئی داستان گوؤں سے ان علاقوں کے اس ٹیلے سے متعلق مافوق الفطرت داستانیں سن رکھی ہیں اس ٹیلے کا نام وہ داستان گو "سکائی مقبرہ" بتاتے تھے۔

کوروش یوناف بیوسا اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ اس مقبرے سے ہٹ کر تھوڑا دور گیا جہاں کوروش نے اندازہ لگایا کہ ان چراہ گاہوں کے اندر انسانی زندگی کے آثار نظر تو نہیں آتے لیکن اپنے تجربے کی بنا پر وہ جانتا تھا کہ ان چراہ گاہوں کے خانہ بدوش باشندے گروہ در گروہ ان جھاڑیوں اور درختوں سے ڈھکی ہوئی جگہوں پر چھپے رہتے ہیں اور اچانک اپنے دشمن پر حملہ آور ہو کر انھیں دبوچ لیتے ہیں ان چراہ گاہوں پر نگاہ ڈالنے کے بعد کوروش یوناف بیوسا اور اپنے محافظوں کے ساتھ مڑا اس نے دیکھا کہ دارتان اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ ایک بھورے رنگ کی بہت بڑی چٹان سے جھاڑیاں اور گھاس ہٹا رہا تھا۔

کوروش یوناف اور بیوسا دارتان کے قریب آئے تو دارتان نے ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا یہ چٹان ان علاقوں میں نہیں پائی جاتی اس لئے کہ اس چٹان کا پتھر اور اس کوہستانی سلسلے کے پتھر آپس میں ملتے جلتے نہیں ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ چٹان کہیں اور سے لائی گئی ہے اور میرا خیال یہ ہے کہ یہ چٹان اس مقبرے کے منہ کے سامنے رکھی گئی ہے اور اس چٹان کو رسوں اور چھکڑوں کی مدد سے کہیں اور سے لا کر اس مقبرے کا منہ بند کیا گیا ہے کوروش کے حکم پر اس کے ساتھی اپنے گھوڑوں سے اتر کر اس جگہ کو کھودنے لگے تھے۔

کھدائی پر تختوں کا ایک دروازہ مل گیا ابھی کوروش اس دروازے کا جائزہ ہی لینے لگا تھا کہ اس کے پہرہ دار اور لشکری زور زور سے چیخنے اور چلانے لگے کوروش یوناف بیوسا نے بڑھ کر دیکھا تو انھیں اس کوہستانی سلسلے کے نیچے ان گنت مسلح عورتیں نکل کر آتی دکھائی دیں ان میں سے کئی سو ہتھیار بند عورتوں نے ٹیلے کی طرف سے اپنے دبلے پتلے گھوڑے دوڑا دیئے تھے یہ عورتیں ہاتھوں میں کمانیں اور بھالے لیے ہوئے تھیں یہ ایک حیرت انگیز نظارہ تھا کہ لمبے لمبے بالوں والی وہ سوار لڑکیاں کسی نامعلوم جگہ سے نکل کر اچانک اس کی طرف بڑھتی ہوئی دکھائی دے رہیں تھیں اس موقع پر کوروش نے بڑے غور سے یوناف کی طرف دیکھا جواب میں یوناف اسے کہنے لگا یہ عورتیں ہمارے لشکر کے لئے نقصان دہ ثابت نہیں ہو سکتیں اس لئے اگر انھوں نے ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو ان کے نزدیک آنے سے قبل ہی ہم ان پر ایسی تیر اندازی کریں گے کہ ان کا حشر ان وحشیوں سے مختلف نہیں ہو گا جو پیچھے کھلے میدانوں میں ہم پر حملہ آور ہو چکے ہیں یوناف کا یہ جواب سن کر کوروش کی ہمت بندھ گئی تھی اور وہ اپنی طرف بڑھتی ہوئی ان گھوڑ سوار عورتوں کو غور سے دیکھنے لگا تھا۔

ذرا مناسب فاصلے پر آ کر وہ ساری گھوڑ سوار لڑکیاں رک گئی پھر ان میں سے ایک لڑکی جو ابھی نو عمر اور نوخیز لگتی تھی وہ اپنے گھوڑے کو دوڑاتی ہوئی اس طرف بڑھی جہاں پر یوناف بیوسا کوروش اور دارتان کھڑے ہوئے تھے اسی آگے بڑھتی ہوئی لڑکی کے بالوں میں گیہوں کی سنہری بالیں لگیں تھیں جو سورج کی کرنوں میں چمک رہی تھیں اس کی ڈھال پر بارہ سینگے کا سر لگا ہوا تھا اور اس کا نازک جسم نیلے رنگ کی چینی ریشم میں ملبوس تھا کوروش یوناف بیوسا اور دارتان کے قریب آ کر اس عورت نے چیخ چیخ کر اور چلا چلا کر کچھ کہا جسے یوناف بیوسا کوروش دارتان میں سے کوئی بھی نہ سمجھ سکا آخر کوروش نے اپنے قریب کھڑے اپنے ایک سکائی راہنما کو مخاطب کر کے پوچھا کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ لڑکی کیا کہتی ہے اس پر اس سکائی راہنما نے اس لڑکی کی ترجمانی کرتے ہوئے کوروش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا شروع کیا۔

یہ لڑکی اپنے اور ہمارے درمیان صلح اور امن و امان چاہتی ہے اس نے اپنا نام تیمرلیس بتایا ہے اور اس کا تعلق سرمتی قبیلے سے ہے اس لڑکی کا کہنا ہے کہ اس کا باپ جس کا جنازہ مقبرہ میں رکھا ہوا ہے دوبارہ زندہ ہو گا اور اس کے باپ کے ساتھ اس کے قبیلے کے اور بہت سے سردار اور دوسرے سپاہی بھی دفن ہیں جن کے لئے ان کی عورتیں ان کے دوبارہ زندہ ہونے کی منتظر ہیں اس پر کوروش نے اس ترجمان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا میں اس لڑکی کی صلح کی پیشکش سے اتفاق کرتا ہوں لیکن تم اس سے پوچھو کو یہ اور کیا چاہتی ہے جواب میں وہ ترجمان پھر اس لڑکی سے کچھ کہنے لگا تھا۔

اس ترجمان کی گفتگو کے جواب میں حسین تیمرلیس نے اپنے سر کے بال جھٹک کر پیچھے ہٹاتے ہوئے نرم آواز میں ایسی تیزی سے کچھ کہنا شروع کیا جیسے چشمہ بہہ رہا ہو اس کے بعد ترجمان نے کوروش کو مخاطب کر کے پھر کہا یہ لڑکی مجھے اپنی سرگزشت سنا رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ وہ اب

ایک سردار کی حیثیت سے اپنے باپ کی نمائندگی کر رہی ہے اور منتظر ہے کہ کب اس کا باپ مقبرے سے دوبارہ جی اٹھے ترجمان بات بتاتے ہوئے کہنے لگا اس لڑکی نے یہ بھی کہا ہے کہ اس کا باپ جس کا نام گزر تھا اپنے سرمتی سکائیوں کی مدد سے پورے علاقے پر حکمرانی کرتا تھا جو کوہ سفید سے ریگ سرخ کے ریگستان تک پھیلا ہوا ہے کہ اچانک شاہی سکائیوں کا حملہ ہوا ایک مدت تک سرمتی سکائیوں نے حملہ آوروں کو روکے رکھا اس کے بعد مشرق سے آنے والے دوسرے سکائیوں نے صلح کی درخواست کی اور اس صلح کی خوشی میں جشن منانے کو کہا اور اس جشن میں ان نئے آنے والے سکائیوں نے اس کے باپ گزر اور اس کے تمام امیروں اور سرداروں کو تہ تیغ کر کے رکھ دیا اس طرح ان نئے سکائیوں نے مکرو فریب اور دھوکے سے کام لے کر اس لڑکی کے باپ اور دوسرے سرداروں کا خاتمہ کر دیا۔

یہ لڑکی مزید بتا رہی تھی کہ جو جوان بھی اس کے باپ کے ساتھ سکائیوں کے مکرو فریب کا شکار ہوئے ان کی بیویوں نے مردوں کی لاشیں ممی بنا کر رکھیں اور شائستہ طریقے سے ان کو مقبرے میں محفوظ کیا جو عورتیں زندہ بچیں ہیں اب اس بڑے مقبرے اور اس کے اردگرد بنے ہوئے ان گنت چھوٹے چھوٹے مقبروں کی نگاہ بانی کراتی ہیں تاکہ وہ لوگ جن کو ان مقبروں میں دفن کیا ہے ان کا نئی زندگی کا دن آئے اور وہ ان مقبروں سے نکل کر ان کی طرف آنا چاہیں تو وہ ان کا والہانہ طریقے سے استقبال کر سکیں۔

کوروش تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر سوچتا رہا پھر اس نے مترجم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اس لڑکی سے کہو کہ اس کے اور دوسری عورتوں نے اپنے اوپر جو قرض عائد کر لیا ہے یہ واقعی ہی ایک ذمہ داری کا کام ہے اور یہ اگرچہ عزت و آبرو کا راستہ ہے لیکن اس کے لئے یہ ایک دشوار پچ ہے اس لئے کہ یہ لڑکیاں وحشی خانہ بدوشوں کے حملوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں لہذا میں سمجھتا ہوں کہ ان کو اپنے اصل وطن کی طرف چلے جانا چاہیئے ہے اس لئے کہ مردوں کے بغیر یہ عورتیں زیادہ عرصہ تک اپنے آپ کو ان علاقوں پر حملہ آوروں سے محفوظ نہیں رکھ سکتیں۔

کوروش کے الفاظ جب اس مترجم نے اس لڑکی تک پہنچائے تو وہ جنگجو دوشیزہ کچھ ایسی تیزی سے بولی جیسے تند و تیز ندی گنگناتی ہوئی گزرتی ہے کچھ دیر تک وہ اس ترجمان سے مخاطب رہی پھر ترجمان نے کوروش سے کہا یہ لڑکی کہتی ہے کہ اگر مقبروں کی دیواریں توڑ کر ان کے تقدس کو ختم کر دیا جائے تو شاید اس کا اور اس کی ساتھی لڑکیوں کا وہاں سے فوارا کی شاہراہ کی طرف منتقل ہونا ممکن ہو ورنہ جب تک مقبرے قائم ہیں وہ کسی قیمت پر بھی اس جگہ کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ مقبروں کے خالی ہو جانے کی صورت میں یہ واقعی یہاں رہنا بے سود سمجھیں گی مترجم ابھی

خاموش ہوا ہی تھا کہ لڑکی اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر اور نزدیک آئی اور اس وقت اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے کچھ دیر لگا تار وہ مترجم سے گفتگو کرتی رہی پھر جب وہ خاموش ہوئی تو اس مترجم نے کوروش سے کہا۔

یہ لڑکی کہتی ہے کہ ظاہر ہے تم طاقت ور ہو اور اس وقت میں تمہارے مقابلے پر نہیں آ سکتی اگر تم نے میرے باپ کے مقبرے کو توڑ کر اس کو تصرف کیا تو میری نفرت تمہارا پیچھا کرے گی جیسے تمہارے جسم کا سایہ تمہارا تعاقب کرتا ہے میں جان لوں گی کہ تم اپنے سفر میں کس طرف جاتے ہو اور میں اپنے عالم خواب میں تمہیں زبردست نقصان پہنچانے کا سامان کروں گی۔ تمہارے دشمنوں کو دوست بناؤں گی اور تمہارے دوستوں کو تمہارا دشمن بناؤں گی پھر کبھی تمہاری نظروں کے سامنے نہیں آؤں گی البتہ جس دن تمہارا جسم میرے سامنے مردہ پڑا ہو گا اور اس سے زندگی کا خون بہہ کر زمین پر جذب ہو رہا ہو گا اس وقت میں ضرور تمہارے سامنے موت کے سایے کی طرح نمودار ہوں گی ترجمان جب یہ بات کہہ چکا تو وہ بیچاری لڑکی منہ پر ہاتھ رکھ کر رونے لگی تھوڑی دیر تک وہ اپنے گھوڑے پر سر جھکا کر روتی رہی پھر گھوڑے کو موڑتے ہوئے اسے ایڑ لگا کر وہاں سے چلی گئی وہ دو عورتیں جو کوروش نے پہلے گرفتار کی تھیں وہ بھی اس کے پیچھے بھاگ کر چلی گئی تھیں اور کوروش نے انھیں روکنے کی کوشش نہ کی تھی۔

کوروش سمجھ گیا تھا کہ پہلے دھمکی دینا اور پھر اپنی بے بسی کا خیال کر کے رو پڑنا ایک عورت کے لئے عام سی بات ہے لیکن اس لڑکی کی جرات اور ہمت قابل تعریف اور ناقابل انکار تھی جس جگہ ٹیلے کی کھدائی کا کام ہو رہا تھا۔ اس لڑکی کے روپوش ہونے کے بعد کوروش نے دیکھا کہ وارتان اور اس کے آدمیوں نے لکڑی کاٹ کر دروازہ کھول دیا تھا اور کمرے کے اندر داخل ہونے کے لئے مشعلیں جلا رہے تھے۔

اس موقع پر کوروش کو قوم عیلام کے مرکزی شہر شوش کے کھنڈرات یاد آ گئے جن میں آخری شہنشاہ آشوربنی پال کی لوح کا واقعہ سرفہرست تھا اس نے عیلامیوں کی قبروں کو توڑ کر ان کی روحوں بے آرام کر کے نذروں اور پیش کشوں سے محروم کر دیا تھا اور اس فتح پر اس کا اپنا کیا انجام ہوا تھا یہ واقعات ایک لمبی داستان کی صورت میں کوروش کے ذہن میں گھوم رہے تھے لہذا ان حالات سے متاثر ہو کر اس کوروش کے ذہن میں گھوم رہے تھے لہذا ان حالات سے متاثر ہو کر اس نے وارتان کو بلند آواز میں مخاطب کر کے کہا اے وارتان میں یہ پسند نہیں کرتا کہ مقبرے کو کھود کر اور اس کے اندر جو چیزیں محفوظ ہیں ان پر قبضہ کیا جائے جواب میں وارتان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

یہ تمہارے اندر اہل فارس کی سی غیرت اور محبت اچانک کیسے بول پڑی وارتان جس وقت یہ

گفتگو کر رہا تھا گہری تاریکی میں اس کے دانت چمکتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے پھر وہ اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا سنو کوروش اس مقبرے میں ہڈیوں کے چند ڈھانچے اور خزانے کے علاوہ کیا ہے جو توہم پرست وحشی اقوام کے لوگوں نے مردوں کے ساتھ یہاں دفن کر دیئے تھے یا شائد تم اس سرمتی لڑکی سے اس قدر ڈر رہے ہو کہ آدمیوں کو دولت میں اضافے کرنے سے روک دینا چاہا دارتان کی اس گفتگو پر کوروش نے کچھ بھی نہ کہا اور اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہو گئی تھی جس کا دارتان نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور وہ اپنے زیادہ سے زیادہ آدمیوں کے ساتھ اس مقبرے میں داخل ہونے لگا تھا۔

دارتان بہت سے آدمیوں کو لیکر اس مقبرے میں داخل ہوا مقبرہ واقعی ہی کافی بڑا تھا جس کی چھت لکڑی کی کڑیوں اور لٹھوں سے بنائی گئی تھی ایک مقتدر کے لئے واقعی یہ مقبرہ مناسب تھا جس کے دوبارہ زندہ ہونے کی لوگوں کو امید تھی مقبرے میں داخل ہوتے ہی ان کو گھوڑوں کے مردہ اجسام ملے جو انتہائی قیمتی ساز سے آراستہ تھے اور مردہ سائیس ان کی باگیں پکڑے تھے ان کے آگے بالکل بیچ میں خدمت گاروں کے مردہ جسم تھے جو شراب پینے کے چاندی کے سینگ ہاتھوں میں لئے کھڑے تھے کمرے کے وسط میں مرنے والے سردار گزر کی ممی کی ہوتی بھی لاش رکھی تھی۔

لاش کی زرد داڑھی نمایاں نظر آتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زندہ ہے اور سو رہا ہے اس کے سر پر تاج تھا اور شاہانہ پوشاک پہنے ہوئے تھا اس کی پیٹی اور بازو بندوں میں جواہرات جڑے ہوئے تھے اس کے سر کے پاس سونے کے حاشیوں کا آہنی خول رکھا تھا جس پر سونے کا بنا ہوا بارہ سنگھے کا سرمع سینگوں کے لگا تھا لاش کے برابر میں تمام ضروری چیزیں سجا کر رکھی گئی تھیں شکار کے جوتوں سے لیکر طلائی قبضے کے تازیانے تک تمام چیزوں میں طلائی کام تھا اور ہیرے جڑے ہوئے تھے تاکہ ہر چیز مرنے والے سردار گزر کے شایان شان ہو۔ ان سب چیزوں کو دیکھنے کے بعد کوروش نے اندازہ لگایا کہ تمام سرمتی خزانہ اس سردار کی میت کے ساتھ دفن کر دیا گیا ہے جبکہ اس موقعہ پر اسے یہ بھی خیال آیا تھا کہ گزر کی بیٹی جو تھوڑی دیر پہلے اس کے پاس آئی تھی اور جس کا نام تیمرلیس بتایا گیا تھا اس نے کوئی زیور اور سونا نہ پہن رکھا تھا۔

مقبرے کے حجرے میں جو عرصے سے بند تھا ہوا بے حد کثیف تھی۔ اور دم گھٹا جاتا تھا اس لئے دارتان اور اس کے ساتھیوں نے قیمتی اشیاء جلدی جلدی نکالیں ان چیزوں کو کانسی کی ایک بہت بڑی دیگ میں جمع کرنا شروع کر دیا جو مقبرے کے اندر ہی پائی گئی تھی کوروش نے یہ بھی دیکھا کہ مرنے والے سرمتی سردار گزر کے بائیں بازو میں ایک عورت کی میت تھی جو سردار کی تقریباً" ہم عمر معلوم ہوتی تھی اور اپنے ریشمی لباس میں وہ اب بھی شان و شوکت کی مالک تھی اس کی لاش کو بھی ممی کیا گیا تھا عورت کی اس لاش کے پاس چاندی کے روغن دان میں تیل بھرا ہوا اور ایک چھوٹا دستی آئینہ رکھا ہوا تھا اس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ عورت مرنے والے سردار گزر کی بیوی ہے اور اس نے اپنے شوہر کے مرنے کے بعد خودکشی کر لی ہوگی اور یہی عورت تیمرس کی ماں ہو سکتی تھی۔

اس عورت کی میت کے ساتھ جو آئینہ رکھا تھا اسے دیکھ کر کوروش اپنی جگہ سے اچھل سا پڑا اس موقعہ پر اس نے ذو معنی انداز میں اپنے پہلو میں کھڑے یوناف اور بیوسا کی طرف دیکھا۔ کوروش کی یہ کیفیت دیکھتے ہوئے یوناف نے اسے مخاطب کر کے کہا سنو اس آئینے کے دستے پر جو سونے کا کام ہے یہ بالکل ویسا ہی ہے۔ جیسا ان خنجروں پر ہے جو ماد کی ملکہ ماندانہ نے ہم تینوں کو دیئے تھے۔ یوناف کی اس گفتگو پر کوروش چونک سا پڑا اس نے لباس کے اندر سے خنجر نکال کر دیکھا اس آئینے کے دستے پر اور اس کے خنجر کے دستے پر واقعی ایک سا ہی کام تھا یوں معلوم ہوتا تھا کہ دونوں پر ایک ہی طرح کے کاریگروں نے کام کیا ہو یوناف بیوسا اور کوروش نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ وہ آئینہ نہایت عمدہ کانسی کا بنا ہوا تھا اور صیقل کر کے اسے انتہائی شفاف بنا دیا گیا تھا آئینے کا دستہ سونے کا تھا جس پر بیرنی اور ایک دیوی کے سر بنے ہوئے تھے۔ اس دستے کی صنعت کوروش کے خنجر کے کام سے اس قدر مشابہہ تھی کہ دونوں چیزیں ایک ہی وقت ایک ہی صناع اور ایک سرزمین کی دکھائی دیتی تھیں۔

مقبرے کا سارا سامان دیگ میں جمع کرنے کے بعد دارتان اپنے ساتھیوں کی مدد سے اس دیگ کو باہر لایا جلدی جلدی پہاڑ کے دامن میں سوراخ کیا گیا قیمتی چیزوں سے بھری ہوئی اس دیگ کو دارتان ہی کے خیمے میں رکھا گیا تھا جبکہ احتیاط کے طور پر کوروش نے اپنے لشکر کے پڑاؤ کے اردگرد محافظوں کا اضافہ کر دیا تھا تاکہ مقبرے سے نکالے جانے والے قیمتی سامان کے باعث اگر تیمرس کی سرکردگی میں مسلح لڑکیاں ان پر حملہ آور ہوں تو ان کی روک تھام کی جا سکے اسی طرح رات کا کھانا کھانے کے بعد سب لوگ اپنے اپنے خیمے میں آرام کرنے کے لئے چلے گئے تھے۔

تاہم رات کے وقت کوئی غیر معمولی واقعہ پیش نہ آیا کوروش اپنے خیمے سے اس وقت نکلا جب اسے روزی کی تلاش میں نکلے ہوئے پرندوں کی آوازیں سنائی دیں جب وہ اٹھا تو اس نے دیکھا تیز چلتی سرد ہواؤں کے باعث ابھی سردی تھی تاہم مشرق سے سورج طلوع ہونے کے آثار دکھائی دے رہے تھے۔ دوسری طرف ابھی ہلکا ہلکا اندھیرا ہی تھا اپنے بستر سے اٹھ کر جب کوروش اپنے خیمے کے دروازے کی طرف گیا تو وہاں اس کا سائیس ایک گدے پر پڑا ہوا گہری نیند میں خراٹے لے رہا تھا۔ جونہی خیمے سے نکل کر کوروش باہر آیا وہ چونک پڑا اس نے دیکھا کہ وہ دیگ جس سے مقبرے سے نکالی جانے والی ساری قیمتی اشیاء رکھی ہوئی تھیں اس کے خیمے کے دروازے پر ہی پڑی تھی اس کے

منہ پر جو قیمتی سونے کا ڈھکن تھا اس ڈھکن پر دارتان کا کٹا ہوا سر پڑا تھا جس پر خون جم چکا تھا یہ صورتحال دیکھتے ہوئے کوروش بدحواس سا ہو گیا اور آوازیں دیکر اپنے محافظوں کو طلب کرنے لگا اس کے اس طرح آوازیں دینے پر اس کا سائیس امباجو خیمے کے دروازے پر ہی سو رہا تھا اٹھ کھڑا ہوا جب محافظ بھاگتے ہوئے کوروش کے پاس آئے تو اس نے لرزتی ہوئی آواز میں انہیں مخاطب کر کے کہا فوراً" بھاگ کر جاؤ اور یوناف کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔ چند محافظ بھاگتے ہوئے وہاں سے چلے گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد یوناف اور بیوسا تقریباً" بھاگتے ہوئے وہاں آئے اس وقت سورج نے مشرق سے طلوع ہوتے ہوئے دھرتی کے سینے کو جھانکنا شروع کر دیا تھا۔ اس دیگ کے قریب آ کر جب یوناف اور بیوسا نے دیگ کے ڈھکن پر دارتان کا کٹا ہوا سر دیکھا تو یوناف نے کوروش کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے کوروش سخت پریشانی اور حیرت کے عالم میں یوناف سے کہنے لگا اے دوست! میں خود کچھ نہیں جانتا یہ کیا معاملہ ہے یہ دیگ تو رات کے وقت دارتان کے خیمے میں رکھی ہوئی تھی میں یوں ہی جب فضاؤں کے اندر پرواز کرنے والے پرندوں کی آواز سے اٹھا اور خیمے سے باہر نکلا تو میں نے دیکھا کہ یہ دیگ یہاں پڑی ہوئی تھی اور دارتان کا کٹا ہوا سر اس کے ڈھکن پر پڑا تھا۔ یوناف آگے بڑھا اور جب اس نے دارتان کے سر سمیت ڈھکن اٹھا کر نیچے رکھا تو انھوں نے دیکھا وہ قیمتی اشیاء تو اس دیگ سے غائب تھیں لیکن دیگ کے اندر دارتان کی لاش رکھی ہوئی تھی۔

یہ سب کچھ ہو چکنے کے بعد کوروش نے ان سب محافظوں کو طلب کیا جنہیں رات کے وقت لشکر کے اردگرد پہرہ دینے کے لئے مقرر کیا گیا تھا جب وہ محافظ وہاں آئے تو کوروش نے پوچھا کے رات کے وقت کون لشکر میں داخل ہوا اس پر سب نے نفی میں سرہلاتے ہوئے بڑی پریشانی میں کہا انھوں نے رات کے وقت کسی کو بھی لشکر گاہ میں داخل ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ کوروش نے انھیں واپس بھیج دیا اور اس نے اس موقع پر یوناف کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا سنو یوناف میرے بھائی میرا خیال ہے کہ وہ لڑکیاں تو بیچاری مقبرے کی حالت دیکھنے کے بعد بے بسی کی حالت میں واپس چلی گئی تھیں اور انھیں یہ بھی جرات نہ ہوئی کہ وہ رات کے وقت لشکر پر حملہ آور ہوئیں لیکن ہمارے لشکر میں جو سکائی راہنما ہیں وہ بھی تو انھیں قبائل سے تعلق رکھتے ہیں جن سے ان لڑکیوں کا تعلق ہے جس وقت دارتان مقبرے کی کھدائی کر رہا تھا اس وقت میں نے دیکھا کہ سکائی راہنماؤں کے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار نمایاں تھے شاید انھوں نے یہ پسند نہیں کیا کہ اس مقبرے کو کھودا جائے لہٰذا میرا خیال ہے۔ کہ رات کے وقت ہمارے سکائی راہنماؤں نے دارتان پر حملہ کیا اور اس کا سر کاٹ دیا اس کا سر ڈھکن پر اور لاش دیگ میں رکھ دی اور اس میں جس قدر قیمتی اشیاء تھیں' انہیں لے بھاگے۔ جواب میں یوناف نے کوروش کو مخاطب کر کے کہا۔

سنو کوروش میں تمہاری اس بات سے مکمل اتفاق کرتا ہوں میرے خیال میں یہ سارا کام سکائی راہنماؤں ہی کا ہے جونہی یوناف خاموش ہوا کوروش نے چلا کر اپنے محافظوں سے کہا کہ لشکر کے اندر جو سکائی راہنما ہیں انہیں لیکر میرے پاس آئیں وہ محافظ بھاگتے ہوئے چلے گئے لیکن تھوڑی ہی دیر بعد وہ واپس لوٹے اور خبر دی کہ اس وقت کوئی بھی سکائی راہنما لشکر میں موجود نہیں ہے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے کوروش نے دارتان کے بند اور اس کی لاش کو محفوظ کر لیا اور اس کے بعد وہاں سے اس نے اپنے لشکر کے ساتھ واپس مرکزی شہر پارساگرد کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا۔

کوروش یوناف اور بیوسا نے اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے جنوب کی طرف کوچ کیا دو روز تک ایک کٹھن مسافت طے کرنے کے بعد انھوں نے دیکھا کہ بڑی تیزی سے گردو غبار اڑ کر آسمان کی طرف بلند ہو رہا تھا۔ یہ اس بات کی نشاندہی تھی کہ کوئی لشکر ان کے تعاقب میں سے بڑھتا چلا آ رہا ہے اپنے پیچھے فضاؤں میں اڑتے گردو غبار کو دیکھنے کے بعد کوروش نے اپنے لشکر کو رک جانے کا اشارہ کیا پھر اپنے گھوڑے کو حرکت میں لا کر یوناف کے قریب آیا اور فکرمندی میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا سنو یوناف میرے بھائی تم دیکھتے ہو کہ ہمارے عقب میں جو یہ دھول کا ایک طوفان سا اٹھ رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی ہمارے تعاقب میں لگ گیا ہے یا تو وحشی قبیلے سرمتی کی لڑکیاں مسلح ہو کر ہمارے تعاقب میں ہیں یا کوئی اور وحشی قبیلہ ان اجنبی سرزمینوں میں ہم پر حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتا ہے کوروش کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف نے بھی فکرمندی کے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

تمہارا اندازہ درست ہے تعاقب کرنے والے نزدیک آئیں تو پتہ چلے کہ یہ کون لوگ ہیں تاہم ان کے قریب آنے سے پہلے ہی اپنے لشکریوں کو تیار کر دو کہ اپنی کمانیں سنبھال کر ان پر تیر چڑھا لیں اور جوں ہی ہم حملہ آور ہونے کا اشارہ کریں وہ ان تعاقب کرنے والوں پر تیراندازی کر دیں یوناف کے اس مشورے پر کوروش نے فوراً اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی کمانیں سنبھال لیں اور تیروں پر اپنی گرفت مضبوط کر لیں کوروش کے اس حکم پر اس کے لشکری تیار اور مستعد ہو گئے تھے۔

لیکن گردو غبار کے اڑتے اس طوفان سے نکل کر جب تعاقب کرنے والے ان کی نگاہوں کے سامنے آئے تو معاملہ کچھ اور ہی نکلا اس لئے کے تعاقب کرنے والے زیادہ سے زیادہ دس سوار تھے اور ان کے ساتھ خالی گھوڑے بھی تھے وہ اپنے سروں پر ٹوپیاں اوڑھے اور عمامے لپیٹے اور تنگ

شلواریں پہنے ہوئے تھے جیسے کے اہل فارس دور دراز کے تند و تیز سفر میں پہنتے تھے جب وہ دس سواروں کا دستہ نزدیک آیا اور انھوں نے اپنے سامنے کورش اور اس کے لشکر کو دیکھا تو جو جوان ان آنے والے سواروں کی کمان داری کر رہا تھا اس نے خوشی میں ڈوبا ہوا ایک بلند نعرہ لگایا اور اس کے جواب میں اس کے ساتھی بھی خوشی کا اظہار کرنے لگے تھے کورش نے دیکھا کہ ان لوگوں کی آنکھیں بلکہ پورا جسم گرد میں اٹا ہوا تھا۔ پھر تھوڑا سا اور نزدیک آکر ان نئے آنے والوں کے سالار نے بلند آواز میں اور خوشی کے اظہار میں کہا سورج کی قسم آگ کی سوگند تم لوگ ان سرزمینوں کے اندر اس طرح گزرے ہو جیسے سانپ اپنے بل کی طرف جاتا ہے ان انجانی سرزمینوں کے اندر تمہارا سراغ لگانا مشکل اور دشوار کن کام تھا۔ یوناف بھی بلند آواز میں گفتگو کرنے والے اس جوان کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا اس جوان نے جو تسمے والے جوتے پہنے ہوئے تھا نیسائی گھوڑے پر سوار تھا۔

جب وہ دس کے دس سوار قریب آئے تو کورش نے انھیں پہچان لیا یہ اس کے اپنے آدمی تھے۔ اور پارساگرد سے شاید اس کو تلاش کرتے ہوئے آئے تھے قریب آکر ان سارے سواروں نے کورش کے سامنے اپنے سر کو خم کر دیا۔ پھر ان کے سالار نے کورش کو مخاطب کر کے کہا ہم گزشتہ کئی دنوں سے آپ کو لگاتار ان اجنبی سرزمینوں کے اندر تلاش کرتے رہے ہیں۔ اس لئے کے قوم ماد کے مرکزی شہر سے ہمارے پارساگرد کو یہ خبر گئی تھی کہ کورش ایک مہم کے دوران مارا گیا ہے اکثر لوگوں نے اس خبر پر یقین کر لیا تھا لیکن آپ کی بیوی کاسندان اس خبر کو تسلیم کرنے سے برابر انکار کرتی رہی ہے بلکہ اس نے بڑے یقین کے ساتھ لوگوں سے یہ کہہ دیا تھا کہ وہ ہرگز اس بات کا یقین نہیں کرتی اس نے پارساگرد کے سالاروں کو مخاطب کر کے کہا کہ وہ حلیفہ یہ بیان دیتی ہے کہ اس نے خواب میں کورش کو زندہ سلامت دیکھا ہے اور یہ کورش پارساگرد کی طرف کوچ کر رہا ہے۔

اپنی بیوی اور اپنے شہریار ساگرد سے متعلق یہ گفتگو سن کر کورش خوش ہوا اس نے اپنے ان سواروں کی آمد کے بعد سب سے پہلا جو حکم دیا وہ یہ تھا کہ اس نے اپنے ساتھ ہمدان سے آنے والے قوم ماد کے لشکریوں کو حکم دیا کہ وہ دارتان کی لاش کو لے کر وہاں سے ہمدان کی ہر طرف کوچ کر جائیں اس سے پہلے کورش نے دارتان کی لاش جو سربریدہ تھی نکرا سے غسل دے کر مروجہ طریقے کے مطابق کئی قسم کا تیل لگایا پھر اسے جڑی بوٹیوں میں لپیٹ دیا تاکہ گلنے سڑنے سے باز رہے۔ اپنی نگرانی میں اس نے قوم ماد کے لشکر کو ہمدان کی طرف کوچ کرا دیا جبکہ اپنے پرانے اور نئے آنے والے ساتھیوں کے ساتھ بڑی تیزی سے وہ پارساگردی طرف بڑھنے لگا تھا۔

اپنے باپ کمبوجیہ کی موت کے بعد سوگ کی بنا پر کورش اپنی تاج پوشی کا اہتمام نہ کر سکا تھا اب اپنی اس مہم سے واپس آنے کے بعد اس نے باقاعدہ اپنی تاج پوشی کا اہتمام کیا اس کی عمر اڑتیس سال کی ہو چکی تھی اس تاج پوشی کا اہتمام کورش نے اپنی سب سے بڑی دیوی اناہیتا کے معبد میں ادا کرنے کا فیصلہ کیا تھا یہ اناہیتا کا معبد دریا کے کنارے تھا اور کورش کا یہ عقیدہ تھا کہ بہتا ہوا پانی اس کے لئے اچھا ہے اس کے علاوہ دوسری بات یہ بھی تھی کہ کورش کے تصور میں اناہیتا واحد نسوانی شخصیت تھی جس سے قریب ہو کر اسے سکون اور اطمینان نصیب ہوتا تھا اور اسے پریشانی کا اندیشہ نہ رہتا تھا۔

تاج پوشی کے روز سب ممتاز موبد اور امراء سنگ مرمر کے زیر زمینی ایوان میں جمع ہو گئے تو اس تقریب کا خاص دسترخوان سجایا گیا۔ اس دسترخوان کے نمایاں حصے پر کورش نے ایک طرف اپنی بیوی کاسندان اور دونوں بچوں کو بٹھایا اور جبکہ اس نے اپنی دوسری طرف یوناف اور بیوسا کو جگہ دی پھر اس کے سامنے قوم پارس کے سب بڑے بڑے سردار بیٹھ گئے۔ دسترخوان پر انجیر اور کاہو کے پروے بچھانے کے بعد ان پر کھانے کی ساری چیزیں اور چھاچھ رکھی گئی تھی بادشاہ وقت کے سامنے یہ سب چیزیں رکھنے کا مطلب قدیم ایرانی رواج کے مطابق یہ یاد دلانا تھا کہ وہ اپنی زراعت پیشہ رعایا سے جن کی خوراک صرف یہی ہے حقیقت میں برتر نہیں ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ سردار سمجھا جاتا ہے اور کاشتکار زمین جوتتے اور اس میں بیج بوتے ہیں۔

اس کے بعد پارساگرد کے قانون مملکت کے محافظوں نے اس سے حلف اٹھوایا کہ وہ گفتار اور کردار میں نیک رہے گا دوستوں سے دغا نہیں کرے گا امیر غریب سب کو ایک آنکھ سے دیکھے گا اور رعایا کے مفاد کو اپنے ذاتی مفاد پر ترجیح دے گا۔ تاج پوشی کی رسم میں یوناف اور بیوسا کے علاوہ جو لوگ بھی شریک ہوئے کورش نے انھیں چاندی کے بیش بہا تحفے دیئے جس طرح ہر نئے بادشاہ کے دل میں بادشاہت سنبھالنے کے بعد یہ خواہش ہوتی ہے کہ اپنے لئے ایسا محل تعمیر کروائے جو اس کے آباؤ اجداد کے بنائے ہوئے محلوں سے بڑھ کر ہو۔ اپنی تاج پوشی کے رسم کے موقع پر کورش نے بھی ایسا ہی کرنے کا عزم کیا۔ وہ چاہتا تھا کہ جس ایوان میں شاہی دربار لگے اور امراء اور سفراء باریاب ہوں وہ صحیح معنوں میں پارساگرد کے حکمرانوں کے شایان شان ہونا چاہئے نہ کہ موجودہ ایوان جیسا ہو جو کہ ایک کھلا احاطہ تھا جس کے باہر کبوتر جمع ہو جایا کرتے تھے۔

یہ نیا محل بنانے کے لئے کورش نے پہلے یوناف سے مشورہ کیا اور اس سے مشورہ کرنے کے بعد اس نے بابل سے تعمیرات کے فن کے ماہرین بلوائے یہ لوگ اپنے فن کے استاد مانے جاتے تھے جب کورش نے انھیں سمجھایا کہ موجودہ شاہی عمارت میں کیا کیا اضافے ضروری ہیں تو ماہرین نے

کہا کہ نئی بنیادیں رکھے بغیر اسی طرح کی تبدیلیاں ممکن نہیں ہیں اس کے لئے پرانی عمارت کو گرانا ہو گا کوروش نے ان کی بات سن کر کہا کہ اگر اس کے بغیر کام نہیں ہو سکتا تو پھر پرانی عمارت کو گرا دیا جائے اور نئی عمارت کھڑی کر دی جائے۔

ساتھ ہی محل کی تعمیر سے پہلے کوروش نے یہ بھی حکم دیا کہ یہ بنیادیں کسی معمولی پتھر کی نہ ہوں بلکہ سنگ مرمر کی ہوں ڈیوڑھی کے ستون بھی سنگ مرمر کے ہوں اور یہ طے پایا کہ دربار کا ایوان اتنا ہی وسیع ہو جتنا ہمدان شہر میں قوم ماد کے بادشاہ ازدھاک کا تھا۔ ایوان کا ہر ستون چالیس فٹ اونچا اور گولائی میں ایسا رکھنے کا حکم دیا کہ ایک آدمی دونوں بازو پھیلا کر انھیں اپنی گرفت میں نہ لے سکے جلد ہی اس محل کی تعمیر کا کام شروع ہو گیا جس وقت شاہی محل کی عمارت گرائی جانے والی تھی کوروش نے اپنی بیوی بچوں کے ساتھ یوناف اور بیوسا کو شاہی محل کے پاس ایک دوسری عمارت میں منتقل کر دیا تھا۔

اس تاج پوشی کے رسم کے چند دن بعد جبکہ کوروش یوناف اور بیوسا اور کاسندان اپنی عارضی رہائش گاہ میں اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے کہ کوروش نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا سنو یوناف ایک بات نے مجھے فکر مند کر رکھا ہے اور اس سلسلے میں تم سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں بات یہ ہے کہ میری اس تاج پوشی میں ہماری مملکتوں کی حدود اور اس میں رہنے والے سارے ہی سرداروں نے شرکت کی لیکن کرمان کے سردار نے میری تاج پوشی میں شامل ہونے سے انکار کر دیا ہے میرے مخبروں نے مجھے یہ بھی خبر دی ہے کہ وہ اپنے آپ کو آزاد اور خود مختار تصور کرتا ہے اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ وہ پارس کے بادشاہ کا ماتحت یا فرمانبردار نہیں بلکہ وہ کرمان کے علاقے کا خود مختار حکمران ہے اب تم مجھے بتاؤ کہ مجھے اس کے خلاف کیسے ردعمل کا اظہار کرنا چاہئے کوروش کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ کہنے لگا۔

سنو کوروش تمہاری سلطنت اور اس کی سرحدوں پر جتنے قبائل کے سردار ہیں ان کو پیغام بھجوا دو کہ ان میں سے جو کوئی بھی اب تک قوم ماد کے بادشاہ ازدھاک کو خراج یا اسے خوش کرنے کے لئے تحائف بھیجتا رہا ہے وہ بالکل بند کر دے اور اسے تحائف اور خراج تمہیں بھیجے جائیں اور انھیں یہ بھی یقین دہانی کرواؤ کہ اگر قوم ماد کے بادشاہ ازدھاک نے ان کے خلاف لشکر کشی کرنے کی کوشش کی تو تم ان کا پورا پورا دفاع کرو گے سنو کوروش صرف ایسا کر کے تم اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کر سکتے ہو پھر یہ کہ مجھے خدشہ ہے کہ عنقریب قوم ماد کے بادشاہ ازدھاک ہمارے خلاف حرکت میں آئے گا اس لئے کہ ہمدان سے اس کے لشکر کے ساتھ جس گمنام مہم کی طرف تم روانہ ہوئے تھے اس مہم کی کامیابی یا ناکامی کی کوئی شکل و صورت کو دیئے بغیر پارساگرد کی طرف آ گئے ہو اور نہ ہی تم نے اپنے اس رویے کی ازدھاک سے معافی مانگی ہے جو ہمدان کے ضیافت کے ایوان میں تم سے سرزد ہوا تھا لہٰذا مجھے یقین ہے کہ ازدھاک عنقریب تمہارے خلاف حرکت میں آئے گا اور اس کا مقابلہ کرنے کے لئے ابھی سے ہمیں اپنی عسکری قوت کو مضبوط کر دینا چاہئے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب رکا تو کوروش نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ میں تمہاری اس تجویز سے تو اتفاق کرتا ہوں کہ سارے قبائلی سرداروں کو مجھے اپنا مطیع رکھنا چاہئے اور قوم ماد کے بادشاہ ازدھاک کے خلاف اپنی عسکری قوت کو بھی مضبوط کرنا چاہئے لیکن اس کرمان کے باغی سردار قبل کے متعلق تم نے مجھے کوئی مشورہ نہیں دیا اس پر یوناف پھر کوروش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو کوروش اس سے متعلق میرا تم کو یہ مشورہ ہے کہ وقت ضائع کئے بغیر فوراً اس کے خلاف حرکت میں آؤ اگر یہ تمہارے ساتھ مقابلہ کرنا چاہے تو اسے اور اس کی عسکری طاقت کو کچل کر رکھ دو اور اگر تمہارے ساتھ وہ صلح اور فرمانبرداری پر آمادہ ہو تو پھر اسے اس کے لشکریوں اور قبیلوں کو معاف کر دو۔ یہ تمہارے سلوک سے خوش ہو کر آنے والے دنوں میں تمہارا مطیع بن کر رہے۔

یوناف جب خاموش ہوا تو کوروش نے مسکراتے ہوئے کہا۔ سنو یوناف میں تمہارے اس مشورے کو دل سے پسند کرتا ہوں میں آج ہی اپنے قاصد سارے سرداروں کی طرف روانہ کرتا ہوں کہ ان میں سے جو کوئی بھی خراج یا تحائف قوم ماد کے بادشاہ ازدھاک کو بھیجتا ہے وہ فوراً بند کر دیئے جائیں اور کل ہی میں اپنے لشکر کے ساتھ کرمان کی طرف روانہ ہوں گا اور اس کے سردار قبل کے خلاف حرکت میں آؤں گا۔ میرے لشکر میں تم اور بیوسا بھی میرے ساتھ ہو گے۔ پس دوسرے ہی روز کوروش نے اپنے قاصد نئے پیغام کے ساتھ سارے سرداروں کی طرف روانہ کئے اور دو دن کا وقفہ ڈالنے کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ کرمان کی طرف روانہ ہو گیا تاکہ وہاں کے سردار قبل کو اپنا فرمانبردار بننے پر مجبور کر سکے۔

قبل ایک سخت مزاج اور تند خو کرمانی تھا۔ یہ کرمانی ان سرخ پتھر کی چٹانوں پر آباد تھے جو شورہ زار تک پھیلی ہوئی تھی۔ یہ سطح مرتفع اب بھی کرمان کے نام سے موسوم ہے فاصلے کے لحاظ سے بھی یہ پہاڑیاں کوروش کے علاقے سے کافی دور تھیں۔ ان علاقوں کا سردار قبل اتنا سرکش اور اتنا نافرمان تھا کہ وہ کسی قانون کو نہ مانتا تھا اپنے علاقے کے لئے اس نے خود اپنا قانون بنوایا ہوا تھا۔

اس نے کوروش کے جشن تاج پوشی میں شرکت بھی نہ کی بلکہ شرکت کا دعوت نامہ یہ کہہ کر واپس کر دیا تھا کہ میں کوئی کوروش کا ماتحت یا فرمانبردار نہیں ہوں کہ اس کے جشن میں نظرانے لے کر حاضر ہوں میں تو ایک خود مختار حکمران ہوں اس قبل کا مرکزی شہر کوہستان کی چوٹی پر دریا کے موڑ

پر واقعہ تھا کوروش یوناف اور یوسا کے ساتھ اپنے لشکر کو لے کر بڑی تیزی سے تبل کے اس مرکزی شہر کی طرف بڑھا اور بڑی تیزی سے مسافتوں کو سمیٹتا ہوا وہ تبل کے مرکزی شہر کے قریب اپنے لشکر کے ساتھ تبل کے مرکزی شہر کے سامنے جانمودار ہوا تبل نے جب دیکھا کہ پارساگرد کا بادشاہ کوروش اس پر حملہ آور ہونے کے لئے آیا ہے تو اس نے محل کے اندر محصور ہو کر اپنے لشکر کو تیار کر لیا وہ فصیل کے ایک برج میں جا کھڑا ہوا تاکہ وہ کوروش اور اس کے لشکر کا جائزہ لے سکے۔

کوروش نے بھی تبل کو فصیل کے اوپر ایک برج کی اوٹ میں کھڑے دیکھ لیا تھا للذا اس نے دور ہی سے چلا کر تبل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تم وہاں کیوں چڑھے بیٹھے ہو نیچے کیوں نہیں اترتے ہو۔ کوروش کی اس پکار پر تبل نے برج کے اندر کھڑے ہی کھڑے اس کے اصطبل پر ایک نگاہ دوڑائی شاید وہ اس کے لشکر کا جائزہ لے رہا تھا چند لمحوں تک وہ اس لشکر کے پیچھے خچروں کو دیکھتا رہا جو بار برداری کے سامان سے لدی ہوئی تھی پھر وہ بھی برج کے اندر ہی رہتے ہوئے کوروش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تم پوچھتے ہو کہ میں یہاں کیوں بیٹھا ہوں میرا جواب یہ ہے کہ اگر میں یہ نہ کروں تو اور کیا کروں۔ بظاہر اس کی بات سے نیک دلی اور راست روی ٹپکتی تھی لیکن وہ بڑے عیارانہ انداز میں گفتگو کر رہا تھا کوروش نے پھر اس کو مخاطب کر کے کہا میں نے سنا ہے تم خود کو قومی سالار نہیں سمجھتے بلکہ یہ سمجھتے ہو کہ تم بادشاہ ہو اور جو انسان اس شہر میں بستے ہیں وہ تمہاری رعیت ہیں اس پر تبل پھر بولا اور کہنے لگا۔

ہاں یہ درست ہے میں اپنے آپ کو کرمان کے اس علاقے کا بادشاہ اور حکمران تصور کرتا ہوں اور جس قدر کرمانی ان علاقوں کے اندر آباد ہیں وہ واقعی ہی میری رعیت ہیں۔ اس پر کوروش نے کہا اگر ایسا ہے تو نیچے آؤ اور اس الزام کی صفائی پیش کرو۔ تبل حیرت و پریشانی میں کہنے لگا کون سے الزام کی صفائی۔ کوروش بولا اس الزام کی کہ تم اس شہر کے لوگوں کی خدمت کرنے کے بجائے ان پر جابرانہ حکومت کر رہے ہو اور ان کے خادم کی حیثیت سے کام کرنے کے بجائے اپنے آپ کو بادشاہ اور ان کو رعیت سمجھ کر حکومت کر رہے ہو۔ کوروش کی اس گفتگو پر تبل تھوڑی دیر کے لئے خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا۔ اس کے چہرے پر اطمینان تھا اور وہ کسی قسم کا خوف و حراس محسوس نہیں کر رہا تھا پھر اس نے کوروش کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اگر تم مجھ پر کسی قسم کا الزام لگاتے ہو تو ان الزام کا مقدمہ کس کے سامنے پیش ہو گا۔ کوروش نے جھٹ کہا میرے سامنے تمہارا یہ مقدمہ پیش ہو گا میں پارساگرد کا بادشاہ ہوں اور تمہیں مقدمہ پیش ہوئے بغیر سزا دے سکتا ہوں۔

تبل تھوڑی دیر پھر خاموش رہ کر کوروش کے لشکر کا جائزہ لیتا رہا شاید وہ یہ محسوس کر رہا تھا کہ اگر اس نے کوروش کی بات نہ مانی۔ تو کوروش اپنے لشکر کے ساتھ اس کے شہر پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دے گا اور اب اگر اس سے بچنے کے مواقع ہیں تو جنگ کے بعد کوروش ہر صورت میں اسے قتل کر دے گا۔ اس طرح اس کی اور اس کے اہل خانہ کی کسی بھی صورت میں جان بخشی نہ ہو سکے گی للذا وہ سوچ میں پڑ گیا وہ ایک حکمران تھا اس لئے زمانے کے دستور کے مطابق وہ کوروش کے سامنے پیش ہونے سے انکار نہ کر سکتا تھا۔ اسے بہتری اسی میں نظر آئی کے کوروش کے سامنے حاضر ہو جائے۔ چنانچہ وہ فصیل سے نیچے اترا اور ایک سو تیر اندازوں کے ساتھ اپنے ماہر قانون دانوں اور مشیروں کو لیکر شہر پناہ سے نکلا اور کوروش کے سامنے آکھڑا ہوا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تم جو الزامات مجھ پر لگانا چاہتے ہو لگاؤ میں ان کے جواب میں صفائی پیش کرنے کے لئے تیار ہوں کوروش ایک چٹان پر بیٹھ گیا۔ تبل کو اس کے مشیروں اور قانون دانوں کے ساتھ اپنے سامنے کھڑا کیا پھر اس پر جو الزام لگایا تھا اسے صفائی پیش کرنے کا حکم دیا۔ پارس میں جو قانون اس وقت رائج تھا اس کے مطابق جس شخص پر الزام عائد کیا جاتا تھا اسے اپنی صفائی میں اپنے نیک اعمال اور بہادری کے کارنامے پیش کرنے کا حق تھا۔ اس کے نیک کاموں کا پلا برے کاموں سے بھاری ہوتا تو اسے بری کر دیا جاتا تھا تبل بھی بہت سی لڑائیوں میں بہادری دکھا چکا تھا پھر وہ اپنی فوجوں کی کمان بھی بڑی دانشمندی سے کرتا رہا تھا یہ سب قابل ذکر کارنامے تھے چنانچہ کوروش کے سامنے اس نے اپنے یہ کارنامے شمار کروائے اور یہ بھی بتایا کہ وہ اس وقت تک کتنے ہی انسانوں کی جانیں بچا چکا ہے۔

کوروش نے اس کا یہ جواب سننے کے بعد حاضرین عدالت کو مخاطب کر کے کہا میں نے شہادت ساعت کی۔ اور ملزم نے کرمانیوں کے سالار سے ابھی تک کوئی بد اعمالی نہیں کی ہاں میں یہ کہہ سکتا ہوں کے کافی لوگ جو ایران کی سرزمینوں کے اصل مالک اور قدیم ترین لوگ ہیں وہ تمہارے رویے سے ان سرزمینوں کو چھوڑ کر دوسرے علاقوں کی طرف ہجرت کر چکے ہیں۔

جواب میں تبل ایسا کوئی کام نہ بتا سکا مقامی کاپسی لوگ واقعی ہی اس علاقے سے جا چکے تھے۔ تبل کی خاموشی سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کچھ کہنا نہیں چاہتا اور اس کا بیان ختم ہو چکا ہے للذا کوروش نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا یہ شخص سپہ سالار بہت اچھا ہے اس لئے اسے قصوروار نہیں ٹھہرایا جا سکتا مگر یہ اس شہر کا حکمران بھی ہے اس حیثیت میں اس کا یہ فرض تھا کہ یہ اس وادی کی فلاح و بہبود کا کام کرتا مگر اس نے ان انسانوں کی بھلائی کی کوئی کوشش نہیں کی جن کا انحصار اسی کی ذات پر ہے۔ اس نے ان کی بہبود کی کوئی تدبیر نہیں نکالی یہ اس کی کوتاہی ہے جس کی وجہ

سے لوگوں کو تکلیف اور اذیت ہوئی۔ تبل کے مشیر اور قانون دان کورش کا جواب سن کر خاموش رہے
اور اس کے جواب میں کچھ کہہ نہ سکے پھر کورش دوبارہ بولا۔ اور مزید کہنے لگا۔
سنو تبل تمہارے اس بڑے شہر کے قریب دیکھتے ہو کہ دریا بہتا ہے میں نے تمہارے علاقوں
سے گزرتے ہوئے یہ اندازہ بھی لگایا ہے کہ اکثر لوگ انتہائی غربت اور کسمپرسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں
تمہیں چاہئے تھا کہ اس دریا کے کنارے کنوئیں بناتے ان کنوؤں میں دریا کا پانی چھوڑتے پھر ان کنوؤں کی
مدد سے تم کاشتکاری کے انتظامات کرتے۔ جن کے باعث ان علاقوں کے اندر فصلیں زیادہ اور اچھی
ہوتیں۔ اور لوگ اس طرح غربت کی زندگی بسر نہ کرتے جس طرح یہ لوگ اب کر رہے ہیں اس گفتگو کے
بعد تبل نے اپنا رویہ بدل لیا اور کورش سے یہ عہد کیا کہ وہ آئندہ نہ صرف یہ کہ اپنے لوگوں کی فلاح و
بہبود کے کام کرے گا بلکہ ہمیشہ کے لئے وہ کورش کا ماتحت اور فرمانبردار بن کر رہے گا اس کے ساتھ ہی
اس نے کورش سے یہ بھی التماس کی وہ اس کے اور اس کے لشکریوں کے لئے اپنے شہر میں ایک ضیافت کا
اہتمام کرنا چاہتا ہے کورش نے تبل کی اس دعوت کو قبول کر لیا اور ساتھ ہی اس نے تبل سے یہ بھی کہا
کہ وہ ضیافت کا اہتمام اسی جگہ کرے جہاں پر اس کے لشکر نے پڑاؤ کر رکھا ہے تبل اس پر آمادہ ہو گیا پھر وہ
اپنے کارکنوں کے ساتھ ضیافت کے کاموں میں مصروف ہو گیا اس ضیافت کے بعد اور وہاں سے کوچ کرنے
سے پہلے کورش نے تبل کو سمجھاتے ہوئے کہا میں نے سنا ہے کہ تم قوم ماد کے بادشاہ ازدھاک کو سالانہ
خراج کے طور پر رقم بھجواتے ہو یہ رقم تم بھجوانا بند کر دو اور اگر ازدھاک نے تم سے کوئی بازپرس کی۔
یا تمہارے علاقوں پر حملہ آور
ہونے کی کوشش کی تو میں تمہاری مدد کروں گا اور ازدھاک کے لشکر کو یہاں سے بھگانے میں
تمہاری پوری حمایت کروں گا تبل ایسا کرنے پر رضا مند ہو گیا اس کے بعد کورش اپنے لشکر کے
ساتھ پارساگرد کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

اس واقعے کے چند ہی روز بعد چند قاصد قوم ماد کے بادشاہ ازدھاک کی طرف سے کورش کے
شہر پارساگرد میں داخل ہوئے اور کورش کی خدمت میں حاضر ہونے کی درخواست کی کورش نے
جس ایوان کی تعمیر کا کام شروع کیا تھا وہ ایوان مکمل ہو چکا تھا مگر ابھی تک اس پر چھت نہیں پڑی تھی
تاہم کورش نے بادشاہ ازدھاک کی طرف سے آنے والے ان قاصدوں کو اسی محل میں طلب کیا
جب وہ قاصد اس نئے تعمیر ہونے والے ایوان میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کورش اس
ایوان میں سنگ مرمر کے تخت پر بیٹھا تھا۔ اس کی بیوی کاسندان اپنے بچوں کو لئے بیٹھی بائیں طرف
بیٹھی تھی جبکہ اس کے دائیں طرف یوتاف اور بیوسا سنگ مرمر کی نشستوں پر بڑی تمکنت کے ساتھ
بیٹھے ہوئے تھے ازدھاک کی طرف سے آنے والے قاصد سنگ مرمر کے اس تخت سے قریب آ
کھڑے ہوئے پھر ان میں سے ایک نے کورش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
اے پارساگرد کے حکمران میرا نام ابردار ہے میں ماد کے عظیم بادشاہ ازدھاک کی طرف سے
تمہارے لئے ایک اہم پیغام لے کر آیا ہوں پھر اس نے کپڑے میں لپٹا ہوا پیغام جو اس نے اپنے
ایک ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا اسے کھولا اسے اپنے چہرے کے سامنے لایا اور کورش کے سامنے اس کے
بھرے دربار میں اپنے بادشاہ کا پیغام پڑھنے لگا۔
آج ماہ نیسان کی پہلی تاریخ کو اس عظیم بادشاہ کا یہ فرمان جاری ہوا ہے جو تمام مادی قبائل کے
علاوہ، ارمستان تبرستان، میسیا، ارتا اور عیلام کا بادشاہ ہے اسی عظیم المرتبت بادشاہ یعنی ازدھاک
نے حکم بھیجا ہے کہ پارساگرد کا بادشاہ کورش ماہ نیساں کے آخری دن اپنے آقا ازدھاک کی خدمت
میں پیش ہو۔
وہ قاصد یہ پیغام پڑھ کر خاموش ہو گیا کورش یوتاف اور بیوسا نے اس کے اس پیغام کو بڑے
غور سے سنا پھر وہ بڑے انہماک سے اس قاصد کی طرف دیکھ رہے تھے پھر انہوں نے جائزہ لیتے
ہوئے دیکھا اس قاصد کے ہاتھ میں ایک لمبا عصا تھا جس کی موٹھ کی شکل شاہین کی تھی جو اڑنے کو
پر تول رہا تھا وہ جوان آدمی تھا تکلف اور اہتمام سے بات کرنے کا عادی دکھائی نہ دیتا تھا چنانچہ اس
نے اپنے بادشاہ کا پیغام بڑے بیباک انداز میں کورش کے بھرے دربار میں سنا دیا تھا۔ اپنا پیغام ختم
کرنے کے بعد وہ آگے بڑھا سنگ مرمر کے تخت کے پاس آکر رکا اور پھر کورش کے نزدیک ہو کر وہ
بڑے رازدارانہ انداز میں کہنے لگا۔
ماد کا شہنشاہ ازدھاک تمہارے ہمدان پہنچنے کا انتظار کرتے کرتے تھک گیا ہے وہ منتظر ہے کہ تم
ہمدان پہنچو اور وہ تمہارا استقبال کرے قاصد کی یہ عیارانہ گفتگو سن کر کورش کا خون کھول اٹھا اور
اس نے چلا کر اس قاصد کو مخاطب کر کے کہا۔ میں جانتا ہوں کہ جب میں اس کے پاس پہنچوں گا تو
وہ میرا خیر مقدم نہیں کرے گا بلکہ ایسے ایسے معاملے میں مجھ سے بازپرس کرے گا جس کی امید تک
نہیں کی جا سکتی اور گزشتہ جشن کے دوران میں نے اس کے محافظوں کے ساتھ جو ایک معاملہ کیا تھا
اس میں بھی ضرور مجھ سے بازپرس کر کے رہے گا کورش کا یہ جواب سن کر وہ قاصد بڑے غور سے
اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ تو کیا تم ماد کے عظیم بادشاہ ازدھاک کی خدمت میں حاضر ہونے
سے انکار کرتے ہو جبکہ اس نے تمہیں طلب کیا ہے۔
جواب میں کورش نے پہلے اپنے پہلو میں بیٹھے یوتاف کی طرف دیکھا پھر وہ اپنا منہ اس کے کان
کے قریب لے گیا پھر اس سے رازدارانہ گفتگو کی جواب میں اسی طرح کی رازداری سے یوتاف نے
بھی اس سے کچھ کہا جس سے اس کی چھاتی تن گئی اور وہ سانپ کی طرح اٹھ کھڑا ہوا پھر اس نے بڑی

جرات اور ولولہ انگیزی میں اس قاصد کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا سنو ماد کے قاصد تمہارا بادشاہ ازدھاک یہ حق نہیں رکھتا کہ وہ مجھے ہمدان طلب کرے اور لوگوں سے خراج وصول کرتا پھرے جس طرح وہ قوم ماد کا بادشاہ ہے اسی طرح میں بھی پارس کا بادشاہ ہوں اور جس طرح وہ خراج وصول کرنا اپنا حق سمجھتا ہے اسی طرح میں بھی پارساگرد کے حکمران کی حیثیت سے اپنا حق سمجھتا ہوں لہٰذا میں اس کے سامنے اور اس کی خدمت میں حاضر ہونے سے انکار کرتا ہوں اور اگر اس نے اس انکار پر ہم پر کوئی جنگ مسلط کرنے کی کوشش کی تو ہم اس کی حالت اس کے لشکر سمیت بدترین بنا کر رکھ دیں گے اب تم یہاں سے جا سکتے ہو کوروش کا یہ جواب سن کر ان لوگوں کے چہرے لٹک سے گئے تھے پھر وہ بڑے مایوس سے انداز میں کوروش کے دربار سے نکل گئے تھے۔

ازدھاک کے قاصدوں کو یوں رسوا کر کے اپنے دربار سے نکالنے کے بعد کوروش فکر مند ہو گیا تھا اسے یقین تھا کہ ازدھاک کی اس طلبی سے انکار کر کے اس نے اپنے لئے خطرات ہی خطرات اکٹھے کر لئے ہیں اس لئے کہ ازدھاک اب ضرور اسے اپنا فرمابردار اور مطیع بنانے کے لئے اس پر حملہ آور ہو گا لہٰذا اس نے دن رات ایک ایک کر کے اپنی جنگی تیاریوں کو اپنے عروج پر پہنچا دیا اس نے پارساگرد میں ہتھیاروں کے انبار لگا دیئے اس نے لشکر میں اضافہ کیا اور اپنی سرحدوں کی طرف اس نے اپنے مخبر پھیلا دیئے تاکہ قوم ماد کی طرف سے حملے کی صورت میں وہ اسے بروقت اطلاع دے سکیں اس طرح کوروش بڑی تیزی سے اپنی جنگی تیاریاں مکمل کرنے لگا تھا۔

یوناف اور بیوسا ایک روز اپنے کمرے میں بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے کہ ایک شاہی کارکن بھاگا بھاگا آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا آپ کو کوروش نے بلایا ہے اور وہ اس وقت بڑا فکر مند ہے میرا خیال ہے کہ وہ اس وقت آپ سے کسی اہم موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہے اس کارکن کی یہ اطلاع سن کر یوناف اور بیوسا اٹھ کھڑے ہوئے اور پارساگرد کے دربار کی طرف روانہ ہو گئے جب وہ وہاں پہنچے تو انہوں نے دیکھا کوروش اور اس کی بیوی کاسندان پہلے سے وہاں بیٹھے ہوئے تھے یوناف اور بیوسا جب اس دربار کے بڑے کمرے میں داخل ہوئے تو کوروش نے ان دنوں کو اپنے پہلو میں بیٹھنے کی جگہ دی جب وہ دونوں وہاں بیٹھ گئے تب کوروش نے انہیں مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

میں نے تم دونوں میاں بیوی کو ایک انتہائی اہم صلاح مشورے کیلئے بلایا ہے اس وقت میں جتنی تم دونوں کی ضرورت محسوس کرتا ہوں اس سے پہلے کبھی نہیں کی تھوڑی دیر پہلے میرے مخبر یہ خبر لائے ہیں کہ قوم ماد کا ایک بہت بڑا لشکر جس کی کمان مادی قوم کا سپہ سالار ہارپیگ کر رہا ہے ہماری سرحدوں کے بالکل قریب پہنچ چکا ہے اور اس کا ہدف ہمارا یہ مرکزی شہر پارساگرد ہے قوم ماد کے بادشاہ ازدھاک نے سپہ سالار ہارپیگ کو یہ لشکر دے کر جنگ کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ ہم ان سر

زمینوں میں اس کے مطیع اور فرمابردار رہ کر حکومت کریں مگر میں نے یہ عزم کیا ہے کہ میں مرجانے کو ترجیح دوں گا مگر ازدھاک کا فرمابردار بن کر زندگی نہیں گزاروں گا میں نے ہارپیگ کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک تجویز بنائی ہے اور مجھے یقین ہے کہ تم اس تجویز سے اتفاق کرو گے۔ کوروش جب خاموش ہوا تو یوناف نے اسے مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

پہلے اپنی تجویز کہو جو تم نے سوچ رکھی ہے پھر جب اپنی پسند اور ناپسند کا اظہار کروں گا جواب میں کوروش کہنے لگا میں نے سوچا کہ جس قدر لشکر ہے دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے ایک حصہ میں لے کر ہارپیگ کی راہ روکنے کی کوشش کروں گا جبکہ لشکر کا دوسرا حصہ لیکر تم پارساگرد شہر ہی میں رہو گے اور شہر کی حفاظت کا سامان کرو گے یوناف میرے بھائی تم جانتے ہو کہ یہ ہارپیگ انتہائی چالاک ہوشیار ہے اور لومڑی کی طرح داؤ پیچ لگانے میں ماہر ہے تم یہ بھی جانتے ہو کہ ہمارے مرکزی شہر پارساگرد کے اردگرد کوئی فصیل اور شہر پناہ نہیں ہے اور اگر ہم دونوں لشکر کو لیکر جاتے ہیں تو مجھے خدشہ ہے کہ ہارپیگ اپنی عیاری سے کام لیکر راستہ بدل کر ہماری غیر موجودگی میں پارساگرد پر حملہ آور نہ ہو جائے اور اگر ایسا ہو گیا تو اسے پارساگرد میں داخل ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا اور وہ ایسا بھی کر سکتا ہے کہ وہ اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے آدھے لشکر کے ساتھ وہ ہم سے ٹکراتا رہے جبکہ دوسرا حصہ یہاں آ کر شہر میں داخل ہو جائے اس طرح ہم بالکل مفلوج ہو کر رہ جائیں گے لہٰذا میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم بھی اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیں ایک حصہ میں لیکر اس کے مقابلے پر جاؤں اور دوسرے حصے کے ساتھ تم شہر کا دفاع کرو یہاں تک کہنے کے بعد کوروش جب خاموش ہوا تو یوناف بولا۔

میں اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں میں لشکر کے ایک حصے کو لیکر پارساگرد ہی میں قیام کروں گا اور جو بھی حملہ آور ادھر آیا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اسے مار بھگاؤں گا دوسری طرف تم دوسرے حصے کے ساتھ یہاں سے کوچ کرو اور کوشش کرو کہ ہارپیگ کو اپنی سرحدوں پر ہی روک کر اسے پسپا ہو جانے پر مجبور کر دو یوناف کی یہ گفتگو سن کر کوروش نے آگے بڑھ کر اسے اپنے سینے سے لگا لیا پھر وہ کہنے لگا میں تمہاری تجویز پر عمل کروں گا میں آج ہی اپنے لشکر کے ساتھ ہارپیگ کی طرف کوچ کروں گا جبکہ میری غیر موجودگی میں تم شہر کا بہترین دفاع کرو گے۔ اس کے ساتھ ہی وہ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے کوروش یوناف اور بیوسا لشکر گاہ کی طرف آئے لشکر کا آدھا حصہ وہیں رہنے دیا گیا جبکہ لشکر کے دوسرے آدھے حصے کے ساتھ کوروش وہاں سے ہارپیگ کا مقابلہ کرنے کے لئے کوچ کر گیا تھا۔

دوسری طرف قوم ماد کے سپہ سالار ہارپیگ اس شاہراہ پر بڑی برق رفتاری سے پیش قدمی کر

رہا تھا جو ہمدان سے پارساگرد کی طرف جاتی تھی اس کے پاس ایک بڑا لشکر تھا جو بہترین انداز میں مسلح تھا سورج کی چمکتی دھوپ میں ہارپیگ کے لشکریوں کے ابھرے ہوئے سروں پر آہنی خول دمک رہے تھے ان کی ڈھالوں پر چاندی کا کام اور سینے پر زرہ بکتر سورج کی روشنی میں بار بار چمکتی دکھائی دے رہی تھیں تیزی سے بڑھتے ہوئے لشکر کے اندر شہنائیاں اور شادیانے بج رہے تھے شاید دشمن کے ساتھ ٹکرانے سے پہلے ہی ہارپیگ اپنے لشکر کے اندر یہ تاثر پیدا کرنا چاہتا تھا کہ ان کی فتح اور اس کے نتیجے میں ان کے لئے خوشی یقینی ہو چکی ہے۔

جس وقت ہارپیگ اپنے لشکر کے ساتھ پارساگرد کی سرحدوں میں داخل ہوا تو سامنے کی طرف سے کوروش بھی اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے آتا دکھائی دیا۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے ہارپیگ نے اپنے لشکر کو روک دیا اور اپنے سپاہیوں کو اس نے جنگ کے لئے تیار رہنے کا حکم دے دیا تھا۔ کوروش نے دیکھتے ہی دیکھتے ہارپیگ کے لشکر پر حملہ کر دیا تھا اس طرح دونوں لشکروں کے درمیان گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی تھی۔

دونوں طرف کے لشکری نفرت کے بارود اور خون سے بھرے راستوں اور عذاب کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے تھے زندگی کے تھپیڑوں کی یورش میں موت سرسرانے لگی تھی پھیلی شفق رات کے سیل اور رینگتے جہنم کی طرح عمیق پستیوں سے ابھر کر حزن قلب و جگر اور اسیر الم و یاس کی طرح چاروں طرف پھیلنے بکھرنے لگی تھی نفرت کی دھوپ کی شدت کے اندر بے کراں امنگ اور کھولتے سمندر کا سا سماں تھا۔ ہر طرف سرد آہوں کراہوں اور چیخوں کے طوفان اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ میدان جنگ میں ایک ایک پل حشر سامان اور ایک ایک لحہ عذاب جان ہو رہا تھا ہر شخص ایک دوسرے کو بے ننگ و نام اور بے زور و مایہ کرنے کی فکر میں تھا۔

وسیع میدانوں کے اندر کافی دیر تک ہارپیگ اور کوروش کے درمیان ہولناک جنگ ہوتی رہی آخر ہارپیگ کوروش پر لحہ بہ لحہ چھاتا اور غالب آتا دکھائی دے رہا تھا یہ آثار کوروش نے بھی دیکھ لئے تھے کوروش کی بدقسمتی یہ کہ اس جنگ میں وہ زخمی بھی ہو گیا تھا اور جب اس نے یہ اندازہ لگایا کہ اس کے لشکری بددل ہونے لگے ہیں اور لحہ بہ لحہ ہارپیگ کے دباؤ کو برداشت نہ کرتے ہوئے پیچھے ہٹنے لگے ہیں تو اس نے لشکر کو پسپا ہونے کا حکم دے دیا اور پھر فوراً وہ اپنے لشکر کو لیکر میدان جنگ سے کھوئے کھوئے پردیسی پرندوں کی طرح بھاگ کھڑا ہوا تھا دوسری طرف ہارپیگ نے بھاگتے ہوئے کوروش کا تعاقب نہیں کیا تھا بلکہ وہیں پڑاؤ کر لیا تھا کیونکہ اس کے لشکر کا بھی کافی نقصان ہوا تھا اور وہ وہاں پڑاؤ کر کے اپنے نقصان کا ازالہ اور اپنے مرنے والے ساتھیوں کو دفن کرنے کے علاوہ زخمیوں کی دیکھ بھال کرنا چاہتا تھا۔

O

سورج اس وقت ڈوب رہا تھا جب کوروش اپنے لشکر کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ رہا تھا۔ وہ اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر اپنے زخم کے باعث بیٹھا بیٹھا جھومنے لگا تھا اس نے زین کو کس کر کھینچ نہ رکھا ہوتا تو وہ یقیناً" اپنے زخموں کی تاب نہ لا کر گھوڑے سے گر پڑتا گو اسے آنے والا زخم اتنا گہرا نہ تھا تاہم وہ اس کے تن بدن میں آگ سی لگائے ہوئے اسے اپنی شکست اور ہار کا بھی بہت غم تھا اور اس تاثر نے اس کے زخم میں اور زیادہ تکلیف پیدا کر دی تھی اس کا گھوڑا پسینے میں شرابور ہو رہا تھا اور ہموار سڑک پر بھی وہ بار بار ٹھوکر کھا رہا تھا۔ ہارپیگ کے لشکر سے تھوڑی دور جا کر کوروش نے اپنے لشکر کو کوہستان سے گھری ہوئی ایک وادی کے اندر رک جانے کا اشارہ کیا لشکر اس کا حکم پا کر فوراً رک گیا اور وہاں پڑاؤ کر لیا پھر اس نے خود اپنے زخم کی پٹی کی اور دوسرے زخمی ہونے والے ساتھیوں کی مرہم پٹی کا بھی سامان کیا۔ سورج اب پوری طرح غروب ہو گیا اندھیرا ہر طرف پھیل گیا تھا ایسے میں اس کے چند سردار اس کے پاس آئے پھر ایک نے کوروش کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

میرا مشورہ یہ ہے کہ ہمیں فوراً اپنے تیز رفتار قاصد پارساگرد کی طرف بھجوانے چاہے اور ہم اپنے لشکر کا آدھا حصہ جو یوناف کی سرکردگی میں پارساگرد چھوڑ آئے ہیں اسے بھی یہاں بلالیں تاکہ دونوں حصے متحد ہو کر ہارپیگ پر حملہ آور ہوں اور جس طرح اس نے ہمیں شکست دی ہے اسی طرح اسے شکست دے کر اپنی سرزمینوں سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیں۔

اپنے اس سردار کو جواب دیتے ہوئے کوروش نے کہا ایسا کرنا حماقت سے بھی بدتر قدم ہو گا یوناف کو دوسرے آدھے لشکر کے ساتھ یہاں بلا کر گویا ہم اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ہم اپنے مرکزی شہر سے دستبردار ہونے کا اعلان کر دیں تم جانتے ہو کہ ساری قوموں کے بڑے بڑے شہر فصیل دار ہوتے ہیں اور ان کے اردگرد اونچی اور بڑی مضبوط پناہ گاہیں ہوتی ہیں جبکہ ہمارے شہر

پارساگرد کے اردگرد نہ کوئی فصیل ہے اور نہ دوسری قسم کی پناہ گاہ اگر میں یوناف کو بھی دوسرے حصے کے ساتھ یہاں بلا لیتا ہوں تو یہ بات ہار پیگ تک بھی چلی جائے گی اور وہ فوراً کوئی لمبا راستہ کاٹتے ہوئے ہمارے مرکزی شہر کی طرف بڑھے گا اور اگر ایسا ہوا تو شہر میں کوئی قوت نہ ہوگی جو اسے ہار پیگ سے بچا سکے اس طرح ہار پیگ پارساگرد شہر پر قابض ہونے کے بعد اپنی مکمل فتح مندی کا اعلان کر سکتا ہے۔

یہ بات سن کر وہ سردار کہنے لگا اگر آپ ایسا نہیں کرنا چاہتے تو میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں اور وہ یہ کہ اپنی ساری رعایا کو لے کر ان مغربی میدانوں میں چلا جانا چاہئے جو صحرا نوردیائی اور صحرائی کرمانی قبائیل کے قلعہ بند شہروں کے میری طرف ہیں اگر ہم ایسا کرنے کا ارادہ کر لیں جو ہمارے لوگ اپنے گاؤں سمیت بڑی تیزی سے نقل مکانی کر سکتے ہیں اور ان کے یہاں سے نکل جانے کے بعد ہار پیگ اپنے لشکر کے ساتھ لوٹ مار کرنے اور آگ لگانے کے لئے پارساگرد شہر میں داخل ہو گا تو اسے وہاں کچھ بھی نہ ملے گا لہٰذا اسے وہاں سے ناکام اور نامراد لوٹ جانا پڑے گا۔ اس سردار کی اس تجویز پر کوروش سر جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ اپنے سامنے بیٹھے سارے سرداروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

نہ ہی ہم یوناف کو دوسرے حصے کے ساتھ یہاں بلائیں گے اور نہ ہی ہم اپنے لشکر اور رعایا کے ساتھ کرمانی قبائیل کے قلعہ بند شہروں کے اس پار میدانوں میں جائیں گے مجھے اس موقعہ پر اپنے باپ کمبوجیہ کی ایک بات شدت سے آج یاد آ رہی ہے وہ اکثر مجھے مخاطب کر کے کہا کرتا تھا ہماری وادی مضبوط ترین جائے پناہ ہے اے میرے سردارو اگر ہم نے ایک بار اپنی سرزمینوں سے نکل جانے کا ارادہ کر لیا تو پھر ہم دوبارہ خانہ بدوش بن جائیں گے اور جس طرح دوسرے قبیلے چراہ گاہوں یا نامعلوم زرخیز خطوں کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں اسی طرح ہم بھی پھرا کریں گے ہاں میں اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ ہمارے مقابلے میں قوم ماد کے سپہ سالار ہار پیگ کے پاس بہت بڑا لشکر ہے لیکن ہم اس پر قابو پانے کے لئے کوئی اور ہی تجویز استعمال کریں گے اس پر ایک دوسرا سردار بولا اور پوچھنے لگا اس کے لئے آپ کے پاس کوئی تجویز ہے اس پر کوروش کہنے لگا۔

اس وقت جا کر آرام کرو میں یقیناً" ہار پیگ کے خلاف کوئی مناسب حربہ اختیار کرنے کی کوشش کروں گا۔ کوروش کا یہ حکم پا کر وہ سردار اس کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے تھے۔ کوروش کے حکم پر وہاں پڑاؤ کرنے کے بعد خیمے نصب کر دیئے گئے تھے اور لشکر کے کھانے کا بندوبست کیا جانے لگا تھا۔ کھانے کے بعد کوروش اپنے خیمے میں چراغ روشن کر کے کافی دیر تک بیٹھا رہا پھر اس نے اپنے مسلح محافظوں میں سے ایک کو بلایا اور اس سے کہا کہ میرے ساتھ ایک خفیہ مہم پر جانے کے لئے بیس بہترین جنگجو جوانوں کا انتظام کرو کوروش کا یہ حکم پا کر اس کا وہ محافظ وہاں سے نکل گیا تھا کوروش کے حکم کے مطابق وہ محافظ بہترین مسلح بیس جوانوں کو لیکر کوروش کے خیمے میں لے آیا ان کے وہاں آنے کے بعد کوروش نے انہیں مخاطب کر کے کہا میرے ساتھیو تم جانتے ہو کہ ہم قوم ماد کے سپہ سالار ہار پیگ کے ہاتھوں پسپا ہو چکے ہیں لیکن میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ میں اس پسپائی کو اپنی فتح مندی میں بدل کر رہوں گا سنو اس فتح کو حاصل کرنے کے لئے میں ایک خفیہ تدبیر استعمال کرنے کا ارادہ کر چکا ہوں۔

میری خفیہ تدبیر یہ ہوگی کہ میں اور تم یہاں سے قوم ماد کے لشکر کی طرف جائیں گے لشکر کے قریب جا کر ہم اپنے گھوڑوں کو باندھ دیں گے اور پھر پیدل لشکر کی طرف بڑھیں گے لشکر کے قریب جا کر ہم زمین پر لیٹ جائیں گے اور رینگتے ہوئے قوم ماد کے لشکر میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے ہم پر کوئی شک بھی نہیں کرے گا اس لئے کہ دشمن کو ہم سے صرف شب خون مارنے کی توقع ہے اور وہ امید لگائے ہوگا کہ ہم اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر رات کے وقت ان پر شب خون مارنے کی کوشش کریں گے اور اگر ہم پیدل ہی اور اس کے بعد رینگتے ہوئے ان کے لشکر میں داخل ہو جائیں تو کوئی ہم پر شک و شبہ بھی نہیں کرے گا اس کام میں میں تمہارے ساتھ ہوں گا اور مادی لشکر میں داخل ہونے کے بعد ہم ان کے سپہ سالار ہار پیگ کے خیمے میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے اس خیمے کی پہچان یہ ہے کہ اس کے سامنے قوم ماد کا علم نصب ہے رات کی تاریکی میں ہم ہار پیگ کے خیمے میں داخل ہوں گے اسے وہاں سے اٹھا کر اس کے محافظوں کا صفایا کرنے کے بعد اسے ہم کسی نہ کسی طرح رینگتے رینگتے اپنے لشکر میں لے آئیں گے اور اگر ہم ہار پیگ کو اپنے لشکر میں لانے میں کامیاب ہو جائیں تو پھر ہم مادی سپہ سالار سے اپنی شرائط منوانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں ان جنگجو جوانوں نے کوروش کی اس تجویز سے اتفاق کیا اور وہ اس کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ لہٰذا تھوڑی دیر بعد کوروش بڑی رازداری کے ساتھ انہیں لیکر اپنے پڑاؤ سے نکل گیا تھا۔

کچھ دور تک کوروش اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ گھوڑوں پر گیا پھر انہوں نے اپنے گھوڑے ایک جگہ پر باندھ دیئے اور پیدل آگے بڑھتے رہے مادی لشکر کے قریب جا کر وہ لیٹ گئے اور رینگتے ہوئے لشکر میں داخل ہو گئے پھر وہ تین چار ٹولیوں میں کچھ اس انداز سے آگے بڑھنے لگے جیسے ان کا تعلق مادی لشکر ہی سے ہو اور وہ اپنے لشکر کے اندر گھومتے پھرتے اور چہل قدمی کرتے جا رہے ہوں رات کی تاریکی میں وہ ایک دوسرے سے قریب قریب چلتے ہوئے مادی سپہ سالار ہار پیگ کے خیمے کے قریب چلتے ہوئے مادی کے سپہ سالار ہار پیگ کے خیمے کے قریب پہنچ گئے انہوں نے دیکھا خیمے کے اندر روشنی سی ہو رہی تھی اور چھ سات پہریدار مشعلیں لئے کھڑے تھے۔ یہ روشنی کوروش اور

اس کے ساتھیوں کے لئے بڑی سودمند ثابت ہوئی کیونکہ اس کی وجہ سے وہ نہ صرف خیمے کے اطراف میں بلکہ خیمے کے دروازے پر کھڑے محافظوں کو صاف طور پر دیکھ سکتے تھے۔

خیمے کے قریب جا کر اچانک کوروش کا اشارہ پا کر اس کے ساتھیوں نے ہلہ بول دیا اور پہلے ہی حملے میں پہریداروں کو مار بھگایا اور جھپٹ کر ہار پیگ کے خیمے میں گھس گئے انھوں نے دیکھا خیمہ کافی بڑا تھا اور کئی کمروں میں بٹا ہوا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ ہار پیگ سو رہا ہو گا اور وہ اس کے سوتے ہی میں ہاتھ پاؤں باندھ کر اس کے بستر سے نکال لیجانے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن ان کی توقع کے خلاف ہار پیگ جاگ رہا تھا اور جب وہ خیمے کے ایک حصے کی طرف بڑھے تو انھوں نے دیکھا کہ اس حصے کے دروازے پر جلتی روشنی میں ہار پیگ تنا کھڑا تھا اس کے دائیں بائیں ایک ایک مشعل جل رہی تھی جب کوروش کے سپاہی اسے گرفتار کرنے کے لئے آگے بڑھے تو شمشیر بردار محافظ پردوں سے نکل کر ان پر ٹوٹ پڑے۔

کوروش کے آدمی ان سے گھتم گتھا ہو گئے خیمے میں چیخیں اور کراہیں بلند ہونے لگیں پھر مشعلیں اچانک ایک ایک کر کے بجھ گئیں جس سے خیمے میں دھواں کی بدبو پھیل گئی اور ہر طرف اندھیرا چھا گیا یہ مشعلیں کچھ اس طرح بجھیں تھیں کہ انھیں ہار پیگ نے زور زور سے اپنے سپاہیوں کی طرف پھینک دیا اور انھیں چلا کر کہنے لگا احمقو اپنے ہاتھ روک دو اور خیمے میں داخل ہونے والے ان لوگوں پر ہاتھ نہ اٹھاؤ۔ یا تو یہ اس کڑک دار حکم کا اثر تھا یا یہ سپاہی اچانک اندھیرا ہونے سے بوکھلا گئے کہ انھوں نے فوراً اپنے ہاتھ روک دیئے اور یوں خیمے میں خاموشی چھا گئی ایسا ہونے کے بعد کوروش کو یقین ہو گیا کہ اس کا منصوبہ ناکام ہو چکا ہے اور ہار پیگ اسے اس کے ساتھیوں کے ساتھ موت کے گھاٹ اتار دے گا۔

اس کے بعد ہار پیگ نے پھر کڑکتی ہوئی آواز میں حکم دیا کہ خیمے کے اندر مشعلیں روشن کر دی جائیں اور میرے اور کوروش کے علاوہ ہر کوئی خیمے سے نکل جائے اس لئے کہ میرے اور کوروش کے درمیان عارضی صلح ہو گئی ہے اور جو کوئی بھی اس کی خلاف ورزی کرے گا میں اس کی کھال کھینچ کر رکھ دوں گا ہار پیگ کے حکم پر خیمے کے اندر روشنی کر دی گئی۔ ہار پیگ اور کوروش کے سب ساتھی جو باقی بچ گئے تھے خیمے سے باہر نکل گئے تھے۔ جب ایسا ہو چکا تو ہار پیگ کوروش کے پاس آیا اور غراتی ہوئی آواز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سنو کوروش تم نے اس طرح حملہ آور ہو کر حماقت کی ہے تم نے یہ بات اپنے ذہن سے نکال دینی چاہئے تھی کہ جو شخص روشنی میں آتا ہے اس کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں کیا تم اس غلط فہمی میں تھے کہ میں محافظوں کے بغیر سوتا ہوں تم نے باہر سے حملہ آور ہوتے ہوئے خیمے کے اندر ابھرنے والی روشنی میں خیمے کے دروازے پر کھڑے محافظوں کو تو دیکھ لیا لیکن یہ نہ جان کر خیمے کے اندر بھی میرے محافظ بکھرے اور پھیلے ہوئے ہیں اس موقعہ پر کوروش کے ہاتھ میں خنجر تھا وہ اگر چاہتا تو اس سے مادی جرنیل ہار پیگ کو مار دیتا کیونکہ اس کے جسم پر زرہ بکتر نہیں تھی مگر چونکہ ہار پیگ نے صلح کا اعلان کر دیا تھا اس لئے کوروش اس پر حملہ آور نہیں ہوا۔

اس کے بعد ہار پیگ پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا کیا تم یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ میں اپنے لخت جگر کے قتل کا بدلہ نہ لے سکوں گا میرے بیٹے دار تان کے جسم کی تکہ بوٹی کر دی گئی حالانکہ میں نے اسے تمہارے ساتھ رہنے تمہاری راہنمائی کرنے تمہاری حفاظت کرنے کا حکم دیا تھا تم نے میرے بیٹے کو موت کے منہ میں دھکیل دیا اس پر کوروش نے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر ایک طرف پھینک دیا اور اس نے پوری تفصیل کے ساتھ بتا دیا کہ کس طرح اس کا بیٹا دار تان موت کا شکار ہو گیا تھا۔ اس پر قوم ماد کا سپہ سالار ہار پیگ جھنجلا کر کہنے لگا جو صورتحال تم نے مجھے بتائی ہے وہ اس سے یقیناً" مختلف ہے جو میرے بادشاہ ازدھاک نے میرے بیٹے کی موت کے متعلق مجھے بتائی تھی میں سمجھتا ہوں کہ میرے بیٹے کی موت میں ازدھاک کا بھی ہاتھ ہے میرے کچھ قابل اعتماد سپاہیوں میں جو میرے بیٹے اور تمہارے ساتھ ان مہم پر روانہ ہوئے تھے واپس آ کر مجھے بتایا تھا کہ تمہارے لشکر میں ازدھاک نے اپنے کچھ قابل اعتماد سپاہی ڈال دیئے تھے اور انھیں حکم دیا تھا کہ مناسب جگہ پر جا کر کوروش کو اور میرے بیٹے دار تان کو موت کے گھاٹ اتار دینا اور یہ کام اس وقت کرنا جب وہ وحشی قبائل کے خلاف فتح حاصل کر لیں تاکہ وہ زندہ رہ کر یہ احسان نہ جتاتے پھریں کہ انھوں نے اپنے بادشاہ ازدھاک کے لئے سرکش اور باغی قبائل کو اپنے سامنے زیر کیا ہے لیکن میں اپنے ان ساتھیوں کی ان باتوں پر اعتماد نہ کرتا تھا اور میں سمجھتا تھا کہ شائد ازدھاک مجھے دھوکا نہیں دے سکتا لیکن تمہاری یہ ساری گفتگو سن کر میں یہ سمجھنے میں کامیاب ہوا ہوں کہ میرے وہ ساتھی ٹھیک ہی کہتے تھے جبکہ میرے بادشاہ ازدھاک نے میرے ساتھ دھوکا اور فریب کیا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد ہار پیگ رک گیا اور وہ دوبارہ سر جھکا کر کچھ سوچنے لگا۔

کچھ دیر غور و فکر کرنے کے بعد ہار پیگ پھر بولا اور کہنے لگا سنو کوروش تمہیں جنگ کا بالکل تجربہ نہیں ہے تمہارے پاس بہترین سوار اور عمدہ تیرزن تھے انھیں تم نے میرے نیزہ بازوں کے مقابل دھکیل کر غلطی کی جن کے پیچھے میں نے پرے جما رکھے تھے اور نیزوں کے عقب میں ایسے حربے بھی تھے جو دور سے دشمن پر پھینکے جا سکتے تھے تم نے اپنے شہسواروں اور تیراندازوں کو میرے نیزہ بازوں سے ٹکرا کر غلطی کی اس طرح انھیں نقصان اٹھانا پڑا تمہیں چاہئے تھا کہ میرے عقب سے حملہ آور ہو کر میرے پیدل دستوں پر وار کر کے انھیں مفلوج کرتے اس طرح تم کامیابی حاصل

کر سکتے تھے لیکن اب وقت گزر چکا ہے تمہاری اس حماقت سے نہ جانے کتنی عورتیں اپنے پیاروں کا ماتم کرنے پر مجبور ہوں گی اس لڑائی میں جس قدر تمہارے ساتھی مارے جا چکے ہیں ان کے ہاتھ کاٹ کر میرے لشکری کے میرے خیمے کے سامنے ڈھیر کر دیئے ہیں انھیں گن کر میں بتا سکتا ہوں کہ تمہارے کتنے ساتھی ہلاک ہوئے ہیں۔

ہار بیگ کچھ دیر کے لئے خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر کہنے لگا تم نے حملہ آور ہونے میں نہ صرف غلط جگہ کا انتخاب کیا بلکہ اپنے عمدہ شہسواروں کو نامناسب سمتوں سے حملہ آور ہونے کا حکم دیا سنو کوروش جس انسان کے ذہن میں ناموری حاصل کرنے کی بس یہی تدبیر آسکے کہ اپنی جان قربان کر دینی چاہئے وہ ہیرو نہیں بلکہ کمزور طبیعت کا انسان ہوتا ہے۔ میں تمہارے بہادر بننے کی حماقت آسان ترین زبان میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ جو کمان دار اپنے سپاہ کو خطرے میں دھکیل رہا ہو اسے خیال رکھنا چاہئے کہ اس سے کوئی معمولی سی لغزش بھی نہ ہو اور اگر اس سے اپنی کسی کمزوری کی بنا پر کوئی لغزش ہوئی تو ساری فوج فنا ہو جائے گی اور ایک اچھے کماندار کو یہ کبھی داؤ آنا چاہئے کہ جب وہ قوی ہو تو دشمن پر کمزور ظاہر کرے اور وہ اگر واقعی کمزور ہو تو ایسا ظاہر کرے کہ وہ طاقت ور ہو دشمن پر اسے اپنی نقل و حرکت کے قریب کا جالا تن دینا چاہئے دشمن کے خلاف سازش کرنی چاہئے اس کے ساتھی توڑنے چاہیے اس کے راز چرانے چاہئے اس کے مال و متاع لوٹ لینا چاہئے اور جب تک وہ اس سے سب کچھ چھین نہ لے اس وقت تک اس پر حملہ آور ہونے کے لئے دانت نہیں گاڑنے چاہئے۔

کوروش سمجھ گیا تھا کہ یہ تمہید ہے اور اس تمہید کے بعد ہار بیگ وہ بات کہے گا جو وہ کہنا چاہتا ہے وہ خاموش سنتا رہا اور دیکھتا رہا کہ ہار بیگ کیسے اپنے مطلب کی طرف آتا ہے تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد ہار بیگ پھر بولا اور کوروش کو مخاطب کر کے کہنے لگا اب تم یہ بتاؤ کہ آئندہ کے لئے تم ایک باعظمت ہنی مشق رہنا چاہتے ہو یا انسانوں کے ایک عاقل و فرزانہ رہبر و راہنما اور قائد بننا چاہتا ہے کوروش نے ہار بیگ کے اس سوال کا بھ[illegible]ئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہا۔

اس گفتگو کے بعد ہار بیگ پھر سوچوں میں ڈوب گیا تھا پھر وہ چونک جانے کے انداز میں کوروش کی طرف دیکھتے اور پھر کہنے لگا اے کوروش میرے ادھر روانہ ہونے کے ایک ہفتے بعد خود ازدھاک بادشاہ بھی ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ ادھر روانہ ہونے والا تھا یہ قدم شائد وہ اس لئے اٹھا رہا ہے کہ مجھے اپنی نظر میں رکھنا چاہتا ہے یا پھر تمہارے زوال کا کوئی راستہ نکالنا چاہتا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ تم نے اس کے حکم پر اس کے حضور حاضر ہونے سے انکار کر دیا تھا یہ اس جیسے باوقار بادشاہ کے منہ پر تھوکنے کے مترادف تھا جبکہ تمہارا باپ ایک فرمابردار خراج دار تھا۔ تم نے اس حرکت سے ثابت کر دیا ہے کہ تم اپنے باپ کی طرح ازدھاک سے وفادار نہیں ہو۔ میں یہ بھی نہیں جانتا کہ ازدھاک مجھے قابو میں رکھنے کے لئے ادھر آرہا ہے یا تمہیں ذلیل کرنے ہو سکتا ہے کہ وہ دونوں یہی کام کرنے آرہا ہو وہ بڑا زیرک اور فرزانہ ہے اس نے زیادہ طاقت ور فوج اپنے پرچم تلے رکھی ہے اور لشکر کا کم حصہ مجھے دے کر تمہاری طرف روانہ کیا ہے لشکر کا جو حصہ ازدھاک کے پاس ہے اس فوج میں ایرانی سپاہی بھی ہیں اور بہت طبرستانی سوار بھی مجھے یہ شبہ ہے اور یہ شبہ بلاوجہ بھی نہیں وہ یہ سمجھ رہا ہے میں اس کے لشکریں ضرورت سے زیادہ مقبول ہو چکا ہوں چنانچہ تمہارے خلاف اس جنگ میں جو فتح حاصل کرنے والا تھا وہ اس میں پورا حصہ دار بننا چاہتا ہے تاکہ وہ مجھے اپنے لشکر کی نگاہوں میں گرانے اور اپنے نام کو مزید شہرت دینے میں کامیاب ہو سکے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ اپنے محل سے کبھی باہر نہ نکلتا اس لئے کہ ازدھاک کے محل سے باہر نکلنے سے مادیوں کے زوال کی گھڑی قریب آجائے گی۔

ہار بیگ کی اس گفتگو پر کوروش چونکا اسے اس فال گیر کی پیش گوئی یاد آرہی تھی جو اس نے ہمدان شہر میں خیارے کے پاس سنی تھی اور جسے ہار بیگ نے بعد میں سزا دی تھی اس پیش گوئی کو ذہن میں رکھ کر کوروش نے پوچھا تو گویا اب ہمدان شہر کے اس عظیم مینار کی ساتویں اور سنہری منزل مکمل ہو چکی ہے اس پر ہار بیگ نے بھی چونک کر کوروش کی طرف دیکھا اور پھر کہنے لگا۔ ہاں وہ مکمل ہو چکی ہے۔ تمہارا خیال ہے کہ تم اس فال گیر کی پیش گوئی سے متعلق سوچ رہے ہو۔ جو ہمیں ہمدان شہر کے اندر تعمیر ہونے والے مینار کے قریب ملا تھا جس نے یہ کہا تھا کہ جب مینار کی آخری منزل مکمل ہو جائے گی تو مادیوں کی سلطنت کو زوال ہو جائے گا۔ اس پر کوروش اثبات میں سر ہلا کر کہنے لگا ہاں مجھے اسی فال گیر کی پیش گوئی یاد آئی ہے۔ جواب میں ہار بیگ کہنے لگا۔

یہ بادشاہ ازدھاک بڑا سور اور انتقامی مزاج انسان ہے تم سے پوری تفصیل جاننے کے بعد اب مجھے یقین ہو گیا ہے۔ کہ میرے بیٹے کے قتل کا وہی ذمہ دار ہے اسی نے اپنے کچھ قابل اعتبار ساتھی بڑے رازداری کے ساتھ اس لشکر میں شامل کئے جو تمہارے اور میرے بیٹے دارتان کے ساتھ روانہ ہوا تھا انھوں نے میرے بیٹے کو تو قتل کر دیا لیکن تمہاری قسمت میں ابھی زندگی تھی لہٰذا تم ان سے بچ نکلے پر اے کوروش میں اپنے بیٹے کے اس قتل کا انتقام ازدھاک سے ضرور لوں گا میں اسے معاف نہیں کروں گا اس نے میرے گھر کو بے چراغ کیا ہے اب میری زندگی کا مقصد یہ ہو گا کہ ازدھاک کو تمہارے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دوں۔

حالات اب کیسا بھی رخ کیوں نہ اختیار کر لیں مگر اب ازدھاک کے خلاف میں تمہارا ساتھ

دوں گا اور مجھے امید ہے کہ ہم دونوں مل کر اژدھاک کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے اس کے بعد اچانک ہار پیگ کہتے کہتے خاموش ہو گیا پھر وہ اٹھ کر خیمے کے دروازے پر آیا اور اپنے محافظوں کو وہ مخاطب کر کے کہنے لگا سب اپنے اور کوروش کے لشکر میں جا کر یہ اعلان کر دو کہ میرے اور کوروش کے درمیان صلح ہو گئی ہے اور اس صلح کی پابندی سب کو سختی کے ساتھ کرنی ہو گی اس کے علاوہ کوروش نے مجھے یہ بھی کہا ہے جو سپاہی میرے ساتھی خیمے میں داخل ہوئے تھے ان میں سے کچھ واپس جا کر لشکر کو یہ خبریں کے کوروش اور ہار پیگ کے درمیان صلح ہو گئی ہے ہار پیگ کا یہ حکم سن کر باہر گھوڑے دوڑنے کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں شاید وہ قاصد اس کا یہ پیغام لشکر کے مختلف حصوں کو سنانے چلے گئے تھے اس کے بعد ہار پیگ پلٹا اور دوبارہ کوروش کے پاس آ کر بیٹھا اور اپنی داڑھی کھجاتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

ذرا مجھے سوچنے کا موقع دو کہ تمہارے ساتھ مل کر ماد کی سلطنت کا خاتمہ کس طرح کیا جائے ہار پیگ کا یہ جواب سن کر کوروش خوش ہوا اور کہنے لگا یہ سوچنے کے لئے تم جتنا وقت چاہے لے لو۔ باہر اب رات ختم ہوتی جا رہی تھی اور صبح کے اثرات نمودار ہوتے جا رہے تھے کہ ہار پیگ کے خیمے میں وہ دونوں گہری سوچوں میں غرق خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

گہری خاموشی کے بعد ہار پیگ نے پھر کہنا شروع کیا میرے عزیز اس وقت میرے خیمے کے باہر کوئی نہیں میں نہیں جانتا کہ تم میرے قیدی ہو یا میں تمہارے ہاتھوں قید ہوا ہوں میں نے یہ احتیاط بھی کر دی کہ اپنے اور تمہارے محافظوں کو اندھیرے میں خیمے سے باہر نکال دیا تم ایسا کرو کہ اپنا خنجر اٹھا لو اور لوگوں سے یہ کہو کہ تم نے مجھے اپنا قیدی بنا لیا ہے اس موقع پر ہار پیگ کی گھنی بھنویں سکڑ کر ایک دوسرے کے قریب آ گئی تھیں اور ہاں کوروش مجھے اپنا قیدی بنانے کے بعد مجھ سے یہ کہنا کہ میں اپنا پڑاؤ تمہارے حوالے کر دوں میرے ساتھ جو میرے ارمنی لشکری ہیں وہ میرے مکمل تابعدار اور فرمابردار ہیں وہ فوراً" اس مطالبہ کو مان لیں گے رہے یہ مادی تو ان کو یہ مطالبہ اچھا لگے یا برا بہرحال اس مطالبہ کو ماننا ہو گا۔

اور ہاں کوروش سنو اس وقت تمہارے اور میرے لشکر کے درمیان میرے خیال میں کوئی زیادہ فاصلہ نہیں ہے ایسا کرنے کے بعد کوروش تمہاری طاقت میں اضافہ ہو جائے گا وہ اس طرح کہ اس وقت نہ صرف تمہارا بلکہ میرا لشکر بھی تمہارے ماتحت ہو جائے گا۔ اور جس قدر اسلحہ تمہارے پاس ہے جو جس قدر میں نے تم سے چھین لیا ہے وہ بھی اور جو اسلحہ میں ہمدان سے لے کر آیا ہوں بھی تمہاری ملکیت ہو جائے گا اس طرح ہم ایک زیادہ بہتر قوت اختیار کر کے اژدھاک کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور ہاں ایک بات میں تم سے پوچھنا ہی بھول گیا کہ تم نے اس بار یوناف اور اس کی بیوی کو اپنے ساتھ نہیں رکھا کیونکہ وہ دونوں تم سے زیادہ عقلمند اور دلیر جوان ہے بلکہ وہ یوناف دلیر اور شیر مند جوان ہے تم جانتے ہو کہ ایک بار ہمدان میں اس نے اس وقت انتہائی جرات مندی کا اظہار کیا جب شیر تم پر حملہ آور ہوا تھا اور اس نے شیر کو اٹھا کر درخت پر پٹخ دیا اور اسے بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔ یقیناً" اس شب خون کے موقعہ پر اسے تمہیں اپنے ساتھ رکھنا چاہئے تھا جواب میں کوروش مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

تمہارا اندازہ درست ہے ہار پیگ! لیکن مجھے خدشہ تھا تم حملہ آور ہوتے ہوئے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم نہ کر دو ایک لشکر کو میرے ساتھ الجھائے رہو اور دوسرا حصہ میرے مرکزی شہر پارساگرد کی طرف روانہ کر دو میرے مرکزی شہر کی کوئی فصیل یا شہر پناہ نہیں مجھے اس کی زیادہ فکر تھی لہٰذا میں نے اپنے لشکر کا آدھا حصہ یوناف کی سرکردگی میں رکھا اس وقت وہ دونوں میاں بیوی انتہائی دانائی اور عقلمندی سے شہر کے دفاع کو مضبوط اور مستحکم بنا رہے ہوں گے۔

کوروش کے خاموش ہو جانے پر ہار پیگ پھر بولا اور کہنے لگا اب میرا اور تمہارا متحدہ لشکر صرف تمہارے ماتحت کام کرے گا اور میں اس لشکر میں تمہارا نائب ہوں گا اس لشکر سے نکلنے کے بعد تم اپنے لشکر کو بھی یہاں بلا لینا پھر ہم دونوں مل کر اژدھاک کا انتظار کریں گے یہ جو میں نے اپنے خیمے کے دروازے پر کھڑے ہو کر تمہارے اور میرے درمیان جو عارضی صلح کا اعلان کیا ہے تو اس وقت ضرور اس لشکر میں اژدھاک کے جاسوس ہوں گے جو اژدھاک تک یہ خبر پہنچا دیں گے جو تمہارے اور میرے درمیان ہو گئی ہے اژدھاک یقیناً" اس صلح کو ناپسند کرے گا اور تمہیں اور مجھے کچلنے کے لئے ضرور اس طرف آئے گا اور جوں ہی وہ یہاں آئے ہم فوراً" اس پر حملہ آور ہو جائیں گے اور اسے زندہ گرفتار کر لیں گے اژدھاک کو گرفتار کرنے کے بعد تم اسے اپنے شہر پارساگرد لے جانا پر یہ بات بھی سنو کہ اژدھاک کو گرفتار کر لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ جب تک ہم ہمدان پہنچ کر اژدھاک کے خزانے مال و دولت اور دربار پر قبضہ نہیں کر لیتے اور اس کی قوم کو ماتحت نہیں کر لیتے اس وقت ہمارا غلبہ مکمل نہیں ہوتا اس ساری کارروائی میں میں تمہارے ساتھ ہمدان نہیں جاؤں گا اس طرح اس کے ساتھی مجھے غدار سمجھیں گے ہاں اگر اس کام میں تم یوناف کو اپنے ساتھ لے جاؤ تو تمہارا کام آسان ہو جائے گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد ہار پیگ جب خاموش ہوا تو کوروش اسے شبہ بھری آنکھوں اور عجیب سے انہماک کے ساتھ دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

اے ہار پیگ تم ابھی خود ہی یہ کہہ چکے ہو کہ ایک دانا کماندار اپنی حرکات کو چھپانے کے لئے دشمن کے لئے ہر فریب کا جالا تنا کرتا ہے کیا تم ایسا ہی جالا تان کر مجھے دھوکا اور فریب تو نہیں دے رہے کوروش کی اس گفتگو پر ہار پیگ نے ایک قہقہہ بلند کیا پھر وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا کوروش تم

واقعی ہی ایک ذہین آدمی ہو پھر وہ خاموش ہو گیا اور ایک بار پھر اٹھ کر خیمے کے دروازے پر چلا گیا۔ اس کا پردہ الٹ کر دیکھا باہر کوئی خدمت گار نہیں تھا صرف کوروش کے چند زخمی سپاہی موجود تھے اس پر ہار پیگ کو اطمینان ہو گیا کہ کوئی بھی کوروش اور اس کی بات نہیں سن رہا للذا وہ مطمئن ہو کر پھر کوروش کے پاس آیا اور آہستہ سے کہنے لگا۔

سنو کمبوجیہ کے فرزند! نہ میں تم سے فریب نہ مکاری کر رہا ہوں اور نہ ہی کوئی چال نہ تراش رہا ہوں انتہائی پر خلوص ہو کر تمہارا ساتھ دینا چاہتا ہوں دیکھو کوروش سورج اب طلوع ہونے والا ہے اب تم اٹھ کھڑے ہو۔ مجھے اپنے آگے رکھ کر میری پیٹھ پر خنجر رکھو اور مجھے اپنے گھوڑے پر بٹھا کر فوراً" مجھے میرے لشکر سے نکال کر اپنے لشکر کی طرف لے جاؤ اگر راستے میں کوئی مزاحمت کرے تو اسے دھمکی دو کہ تم نے مجھے اپنا قیدی بنا لیا ہے اور یہ کہ اگر کسی نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی تو تم میری پیٹھ میں خنجر گھونپ کر میرا خاتمہ کر دو گے۔ اس کے ساتھ ہی ہار پیگ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا کوروش بھی یہ کام جلد کر دینا چاہتا تھا کیونکہ سورج طلوع ہونے کے بعد جب سارے لشکری اٹھ کھڑے ہوئے تو اس کے لئے مسائل اور دشواریاں کھڑی ہو سکتی تھیں۔ للذا اس نے اپنا زمین پر گرا خنجر اٹھایا اور اسے ہار پیگ کی پیٹھ پر رکھ کر اپنے گھوڑے پر بٹھا لیا پھر اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔

کوروش کی یہ خوش قسمتی کہ کسی نے اس سے مزاحمت نہ کی اور وہ بغیر کسی حادثے کے نکل گیا اور کسی نے بھی اس سے کوئی تعارض کرنے کی کوشش نہ کی تھی۔ ہار پیگ کے لشکر سے نکلنے کے بعد کوروش کو کچھ اطمینان اور تسلی ہوئی پھر اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر اسے اپنے لشکر کی طرف سرپٹ دوڑا دیا تھا۔

اپنے لشکر میں پہنچ کر ہار پیگ کی تجویز کے مطابق کوروش نے فوراً" اپنے لشکر کو ساتھ لیا بڑی تیزی کے ساتھ وہ پلٹا اور جس وقت سورج طلوع ہو رہا تھا وہ ہار پیگ کے لشکر کے ایک طرف آکر خیمہ زن ہوا اس وقت تک ہار پیگ کے سارے لشکری اپنی نیند سے بیدار ہو چکے تھے اور ان میں افواہیں پھیل چکی تھیں کہ پارسا گرد کے حکمران کوروش نے ان کے سپہ سالار ہار پیگ کو اپنا قیدی اور اسیر بنا لیا ہے۔ انھیں اڑتی افواہوں کے موقع پر کوروش ہار پیگ کو لیکر اس کے لشکر کے سامنے آیا اور بلند آواز میں اس کے لشکریوں اور سرداروں کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ سنو قوم ماد کے سردارو اور لشکریو میں نے تمہارے سپہ سالار ہار پیگ کو اپنا قیدی بنا لیا ہے میں چاہتا تو اس کی گردن کاٹ کر اس کا کام تمام کر سکتا تھا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا اگر تم سب میرا ساتھ دینے کا عہد کرو تو میں ہار پیگ کو قتل نہیں کروں گا ہار پیگ چونکہ ارمنی تھا للذا جس قدر ارمنی ہار پیگ کے لشکر میں شامل تھے انھوں نے بلند آواز میں اور اپنے ہاتھ فضا میں کھڑے کرتے ہوئے عہد کیا کہ وہ اگر ہار پیگ کو قتل نہ کرے تو وہ اس کا ساتھ ضرور دیں گے آرمینوں کے بعد طبرانیوں نے بھی بڑے جوش و خروش اور خلوص کے ساتھ یہ عہد کر لیا گیا اور اس کے بعد مادی بھی ایسا ہی عہد کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ اس کے بعد کوروش ہار پیگ کو اپنے خیمے میں لے گیا تھا دونوں مل کر اب قوم ماد کے بادشاہ ازدھاک کی آمد کا انتظار کرنے لگے تھے۔ ہار پیگ اور کوروش دونوں نے مل کر سارے ارمنی، طبرانی اور مادی امراء اور جرنیلوں کو ازدھاک کی آمد سے پہلے ہی اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔

دو دن بعد ماد کا بادشاہ ازدھاک اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچ گیا جوں ہی وہ ان وادیوں کے اندر پہنچا جہاں پہلے ہی کوروش اور ہار پیگ اپنے اپنے لشکریوں کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھے تو وقت ضائع کئے بغیر اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ ہار پیگ اور کوروش نے ازدھاک کے لشکر پر حملہ کر دیا لشکر کے اکثر حصے کو انھوں نے تہ تیغ کر دیا اور جو باقی بچے انھوں نے امان طلب کر لی اور کوروش کا فرماں بردار رہنے کا عہد کیا اس پر انھیں معاف کر دیا گیا ماد کے بادشاہ ازدھاک کو زندہ گرفتار کر لیا گیا تھا اس کے ساتھ ہی کوروش اپنے اور ہار پیگ کے لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر پارسا گرد کی طرف روانہ ہو گیا تھا ہار پیگ کا لشکر جو اب ایک طرح سے کوروش ہی کا لشکر تھا۔ اسے عارضی طور پر شہر کے باہر خیمہ زن ہونے کا حکم دیا گیا تاکہ اسی لشکر کے لئے مستقل رہائش کا بندوبست کیا جا سکے۔ جس وقت کوروش پارسا گرد آیا تو یوتاف اور بیوسا نے شہر سے باہر نکل کر اس کا استقبال کیا اور اسے اس فتح پر مبارکباد دی ساتھ ہی انھیں جب اصل حالات کا علم ہوا تو انھوں نے کوروش کے ساتھ آنے والے ہار پیگ کا بھی شکریہ ادا کیا۔ اس موقع پر جبکہ کوروش ازدھاک یوتاف اور بیوسا اکٹھے کھڑے تھے ہار پیگ نے باری باری کوروش اور یوتاف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو میرے عزیزو ماد کے بادشاہ ازدھاک کو گرفتار کر لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ جب تک قوم ماد کا مرکزی شہر ہمدان اس کا دربار اور خزانے تمہارے قبضے میں نہیں آتے اس وقت تک قوم ماد پر تمہیں مکمل فتح نہ ہو گی۔ ہار پیگ کی اس گفتگو پر کوروش نے بڑے غور سے یوتاف کی طرف دیکھا پھر اس سے پوچھنے لگا۔

اے میرے بھائی اے میرے عزیز۔ یہ جو ہار پیگ نے ابھی گفتگو کی ہے اس سے متعلق تمہارا کیا خیال ہے اس پر یوتاف کچھ سوچنے کے بعد کہنے لگا ہار پیگ درست کہتا ہے جب تک ہم ہمدان پر قبضہ نہیں کر لیتے اور ازدھاک کے درباری اور امراء کو اپنا فرماں بردار اور ماتحت نہیں کر لیتے اس وقت تک ہمارے لئے قوم ماد کے اندر صورتحال مستحکم نہیں ہو سکتی۔ میرا خیال ہے کہ

ہمیں آج ہی ایک لشکر لیکر ہمدان کی طرف روانہ ہو جانا چاہئے اور ماد کے دربار میں ازدھاک کی گرفتاری اور تمہاری بادشاہت کا اعلان کر دینا چاہئے اور وہاں جو ازدھاک کے اراکین سلطنت ہیں انھیں تمہاری فرمابرداری پر مجبور کرنا چاہئے اور اگر کوئی ایسا کرنے سے انکار کرتا ہے تو اس کی گردن کاٹ دینا چاہئے۔ ایسی صورت میں قوم ماد میں تمہاری حکمرانی مستحکم ہو سکتی ہے ورنہ اس ازدھاک کا کوئی نہ کوئی ساتھی قوم ماد کا نیا لشکر تیار کر کے اٹھے گا اور تمہارے خلاف بغاوت کر کے تمہارا تختہ الٹنے کی کوشش کرے گا۔

کوروش یوناف کی اس تجویز سے خوش ہوا اور اس نے ارادہ کر لیا کہ وہ آج ہی ایک لشکر لیکر ہمدان کی طرف روانہ ہو گا اس روانگی سے پہلے کوروش نے اپنے ایک بااعتماد ساتھی کو پارساگرد کا نگران مقرر کیا۔ ہارپیک کو اس کے لشکر سمیت شہر سے باہر ہی قیام کرنے کے لئے کہا قوم ماد کے بادشاہ ازدھاک کو زنجیروں میں جکڑ کر زندان میں ڈال دیا گیا اور اس کے بعد یوناف بیوسا اور کوروش اپنے لشکر کے حصے کے ساتھ پارساگرد سے ہمدان کی طرف کوچ کر گئے تھے۔ اس کوچ سے قبل کوروش نے اپنی مختلف ہمسائیہ سلطنتوں کی طرف اپنے قاصد بھی بھجوا دیئے تھے اور ان حکمرانوں کو یہ خبر دی تھی کہ ایک ہولناک جنگ میں قوم ماد کو شکست ہوئی ہے اور قوم ماد کا بادشاہ ازدھاک گرفتار ہو چکا ہے اور اب پارساگرد کا بادشاہ کوروش پارسیوں کے ساتھ ساتھ قوم ماد کا بھی بادشاہ بن گیا ہے۔

اسی روز پارساگرد سے کئی سترا ور گھوڑ سوار قاصد غیر ملکی شہروں کی طرف روانہ ہوئے راستے میں وہ پہاڑی سلسلوں میدانوں اور وادیوں میں یہ خبر پھیلاتے چلے گئے کہ مادیوں کی فوج میں بغاوت ہو گئی ہے اور پارساگرد کے بادشاہ کوروش کے سامنے جو مادی بادشاہ سے بہت چھوٹا ہے قوم ماد نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور یہ کہ مادیوں کا بادشاہ ازدھاک اس وقت کوروش کی قید میں ہے اور اس نے ازدھاک کو نہ قتل کیا اور نہ آنکھوں میں سلائیاں ڈلوائی ہیں بلکہ اپنے محل میں یرغمال کے طور پر رکھا ہوا ہے مغرب کی طرف روانہ ہونے والے قاصدوں نے پہلے یہ خبر قوم عیلام کے مرکزی شہر شوش میں پھیلائی پھر وہاں سے آناً "فاناً" یہ خبر بابل اور دوسرے علاقوں تک پھیلتی چلی گئی تھی۔

پارساگرد سے ہمدان ایک مہینے کا راستہ تھا لیکن یوناف بیوسا اور کوروش نے اپنے لشکر کے ساتھ یہ راستہ اس برق رفتاری سے طے کیا کہ پانچویں دن وہ ہمدان میں الونو کے مضبوط اور مشہور قلعے کے سامنے جا نمودار ہوئے۔ اپنے لشکر کے ساتھ وہ بلا روک ٹوک شہر میں داخل ہو گئے کیونکہ وہاں پارسی سواروں کے صرف چند محافظ دستوں کے علاوہ جن کے کندھوں پر عقاب کی تصویر والے بلے لگے ہوئے تھے اور کوئی فوج نہ تھی کوروش نے اپنے لشکر کے ساتھ ان محافظوں کا مکمل طور پر صفایا کر دیا اور شہر میں اس نے منادی کرا دی کہ قوم ماد کے سارے امراء اور حکام نئے شہنشاہ کا فرمان سننے کے لئے ہمدان شہر کے دربار میں حاضر ہو جائیں یہ حکم پا کر جب سب اراکین سلطنت امراء اور حکام ہمدان کے ایوان میں داخل ہوئے تو دنگ رہ گئے انھوں نے دیکھا کہ ایوان کے اندر کوروش سنگ مرمر کے تخت پر جلوہ افروز تھا اور اس کے دائیں طرف یوناف اور بیوسا قابل اعتماد ساتھیوں کی حیثیت سے بیٹھے ہوئے تھے یہ صورتحال دیکھتے ہوئے قوم ماد کے وہ سارے حکام اپنی جگہ پر ٹھٹھر کر رہ گئے انھوں نے یہ بھی دیکھا کے ایوان کے باہر اور اندر کوروش کے محافظ اپنے ہاتھوں میں چمکتی ہوئی تلواریں اور ڈھالیں لئے جابجا کھڑے تھے جبکہ کوروش کے چالیس مسلح جوان دربار میں آنے والوں کی نشستوں کا انتظام کرنے میں مصروف تھے۔

جب سارے حکام دربار میں جمع ہو گئے تو کوروش نے سوالیہ انداز میں یوناف کی طرف دیکھا شاید ان دونوں میں پہلے سے کوئی فیصلہ ہو چکا تھا اور اپنی آنکھوں ہی آنکھوں میں کوروش اسی فیصلے کو کہنے کیلئے یوناف کو اشارہ کر رہا تھا۔ کوروش کا یہ اشارہ پا کر یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر اس کی آواز پورے ایوان میں گونج گئی تھی وہ کہہ رہا تھا۔

سنو قوم ماد کے اراکین سلطنت تم جانتے ہو کہ تمہارا بادشاہ ازدھاک ایک جرار لشکر کے ساتھ یہاں سے روانہ ہوا تھا تاکہ وہ کوروش سے جنگ کرے اور اسے اپنے سامنے جھکا کر نہ صرف اسے اپنا فرما بردار بنائے بلکہ اس سے خراج بھی وصول کرے اے قوم ماد کے حکام! اس جنگ میں تمہارے بادشاہ ازدھاک کو بدترین شکست ہو چکی ہے اور اس کے لشکریوں تک نے اس کے خلاف بغاوت کر دی ہے اب وہ ایک قیدی اور اسیر کی حیثیت سے پارساگرد میں زندہ ہے۔ میں تم سب حکام کو یہ مشورہ دیتا ہوں اور ساتھ میں تنبیہہ بھی کرتا ہوں کے تم سب پارساگرد کے بادشاہ کوروش کی وفاداری کا حلف اٹھا لو۔ اگر تم لوگ ایسا کر لو تو تمہارے گھر بار اور عورتیں سب پہلے کی طرح محفوظ رہیں گی۔ البتہ ہمدان شہر کے اندر وہ ضیافتیں اور وہ جشن برپا نہیں کیئے جائیں گے جو تمہارے سابق بادشاہ ازدھاک کے زمانے میں ترتیب دیئے جاتے تھے۔ تاہم ہر شخص کی زندگی کی حفاظت کی جائے گی اور اسے عزت اور باوقار طریقے سے رہنے کے مواقع فراہم کیئے جائیں گے۔

یوناف کی زبان سے اس انکشاف پر ایوان میں بیٹھے ہوئے سارے لوگ ہکا بکا ہو کر رہ گئے تھے۔ اور وہ عجیب سے انداز میں آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے تھے عین اسی وقت اس بالا خانے سے جو عورتوں کے لئے مخصوص تھا ایک نسوانی آواز بلند ہوئی شاباش میرے بیٹے تم فتح یاب ہو کر آئے ہو مجھے تم سے پہلے ہی امید تھی میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں میں ملکہ ماندانہ بول رہی ہوں۔

کوروش نے نگاہیں اٹھا کر اس بالا خانے کی طرف دیکھا جس سے ملکہ ماندانہ کی آواز سنائی دی

تھی پھر اس نے بھی بلند آواز میں ملکہ ماندانہ کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد وہاں جمع ہونے والے سب ہی حکام اور اراکین سلطنت نے حلف اٹھالیا صرف ایک آدمی نے ایسا کرنے سے انکار کیا اور وہ سابق بادشاہ ازدھاک کا چہیتا اور منہ چڑھا ہوا رئیس ابرداد تھا یہ وہی ابرداد تھا جسے ایک بار ازدھاک نے اپنا قاصد بنا کر کوروش کی طرف روانہ کیا تھا کوروش نے اسے پہچان لیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو ابرداد جس روز تم ازدھاک کے قاصد بن کر میرے سامنے میرے مرکزی شہر پارساگرد آئے تھے اور مجھے یہ اطلاع دی تھی کہ مجھے ازدھاک نے طلب کیا ہے اور یہ کہ ازدھاک مجھے دیکھ کر خوش ہو گا میں نے اسی روز تم سے کہہ دیا تھا کہ ازدھاک مجھ سے مل کر خوش نہ ہو گا تو جانتا ہے کہ میری بات سچ ثابت ہوئی ازدھاک میرے خاتمے اور میرے قتل کے در پے تھا اور اب تم اسی ازدھاک کی فرمابرداری کرتے ہوئے میرے سامنے حلف اٹھانے سے انکار اور گریز کر رہے ہو یہاں تک کہنے کے بعد کوروش تھوڑی دیر خاموش رہا پھر اس نے دائیں طرف کھڑے اپنے مسلح جوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اس ابرداد کو ننگا کر کے اسے درندوں کے پنجروں میں ڈال دیا جائے اس پر ابرداد فوراً "اعتراض کرتے ہوئے کہنے لگا۔

مجھے ننگا کر کے درندوں کے سامنے ڈالنے سے بہتر ہے کہ مجھے اسی دیوان خاص میں عزت کے ساتھ قتل کروا دیں اس پر کوروش نے اس کی طرف دیکھے بغیر دوبارہ اپنے ان مسلح جوانوں کو مخاطب کر کے کہا۔ یہ شخص میرا وفادار بن کر نہیں رہنا چاہتا لہٰذا وقت ضائع کئے بغیر شاہی فرمان پر عمل کیا جائے اس کے ساتھ ہی کوروش کے وہ مسلح جوان آگے بڑھے اور ابرداد کو پکڑ کر ایوان سے باہر لے گئے تھے۔

ابرداد کے جانے کے تھوڑی ہی دیر بعد ہارپیگ ایوان میں داخل ہوا کوروش اچانک اسے وہاں دیکھ کر دنگ رہ گیا تھا اور پریشانی میں اس نے ہارپیگ کو مخاطب کر کے کہا سنو ہارپیگ میں تو تمہیں پارساگرد چھوڑ کر آیا تھا۔
تم اچانک یہاں کیسے پہنچ گئے اس پر ہارپیگ بڑی عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ اے قوم ماد اور قوم پارس کے بادشاہ تم جانتے ہو کہ میں پہلے قوم ماد کا سپہ سالار تھا۔ اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ ازدھاک کے اپنے لشکر کے ساتھ میدان جنگ میں پہنچنے سے پہلے اپنے خیمے میں میں نے تمہاری جان بچائی تھی جو اطلاع میں لے کر آیا ہوں مجھے پارساگرد میں ہی تم سے کہہ دینی چاہئے تھی پر میں بھول گیا اور جب مجھے خیال آیا تو میں اپنے صرف دو محافظوں کے ساتھ بڑی برق رفتاری کے ساتھ یہاں پہنچ گیا میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں جس طرح ازدھاک کے دور میں لشکروں کا سپہ سالار

تھا ایسے ہی تمہارے دور میں میرا یہ عہدہ بحال رہے ہارپیگ کی اس التجا پر کوروش کے چہرے پر ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کہنے لگا۔
سنو ہارپیگ تمہارا یہ عہدہ ضرور بحال رہے گا اور جس وقت میں ایوان میں دربار لگایا کروں گا تم ایک سپہ سالار کی حیثیت سے میرے تخت کے پیچھے کھڑے رہا کرو گے اور ہر کام تم آج سے شروع کر سکتے ہو۔ کوروش کا یہ جواب سن کر ہارپیگ کے چہرے پر اطمینان کی لہریں بکھر گئی تھیں پھر وہ اپنی تلوار کے دستے پر ہاتھ رکھتا ہوا سیڑھیاں چڑھتا ہوا سنگ مرمر کے تخت کے پیچھے آ کھڑا ہوا تھا اس کے بعد کوروش نے ایوان میں جمع ہونے والے سارے اراکین سلطنت کو ضروری فرمان جاری کئے پھر وہ یوناف بیوسا اور ہارپیگ کو لے کر ہمدان کا نظم و نسق درست کرنے میں لگ گیا تھا۔

عزازیل ایک روز سامریہ شہر کی اس سرائے میں داخل ہوا جس میں عارب اور بنیطہ دونوں نے قیام کر رکھا تھا جب وہ ان کے کمرے میں داخل ہوا تو عارب اور بنیطہ دونوں نے اٹھ کر اس کا پرتپاک استقبال کیا۔ انھوں نے دیکھا جس وقت عزازیل ان کے کمرے میں داخل ہوا تھا اس کے چہرے پر اطمینان مسکراہٹ اور سکون ہی سکون تھا۔ دونوں کے سامنے بیٹھنے کے بعد عزازیل کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ عارب نے بولنے میں پہل کی اور عزازیل کو اس نے مخاطب کر کے پوچھا۔
اے آقا اتنا طویل عرصہ آپ کہاں رہے ہیں اور بنیطہ نے آپ کا بہت انتظار کیا۔ آپ تو بہت عرصہ پہلے ہم سے جدا ہوتے وقت یہ کہہ کر گئے تھے کہ آپ بیوسا کا خاتمہ کرنے والے ہیں پر اس کے بعد آپ نے ہمیں کوئی اطلاع ہی نہیں دی۔ عارب کے اس سوال پر عزازیل کے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار نمودار ہوئے۔ تھوڑی دیر تک وہ خاموش بیٹھا سوچتا رہا پھر اپنے آپ کو اس نے سنبھالا اور عارب کو دیکھ کر کہنے لگا سنو میرے رفیق تمہارا کہنا درست ہے جب آخری بار تم دونوں سے مل کر جب جدا ہوا تھا تو میرا ارادہ یہی تھا کہ میں بیوسا پر وارد ہوں گا اور اس کا خاتمہ کر کے رکھ دوں گا اس لئے کہ میں نے ایک ایسا عمل تلاش کر لیا تھا جسے استعمال کر کے بیوسا کا خاتمہ کیا جا سکتا تھا اور تم دونوں بچ سکتے تھے لیکن ہماری بدقسمتی کہ میری اس خواہش کے پورا ہونے سے پہلے ہی ابلیکا کو شاید میرے ان ارادوں کا علم ہو گیا۔ لہٰذا وہ معمول کے مطابق حرکت میں آئی تم دونوں کے ساتھ میں نے بیوسا کے ناسوت پر جو عمل کر رکھا تھا اس عمل کا ابلیکا نے خاتمہ کر دیا ہے اور اس کے ناسوت پر اس نے وہی عمل کر دیا جو اس سے پہلے اس نے یوناف کے ناسوت پر کر رکھا تھا اب بیوسا کی زندگی اور اس کے خاتمے کا تعلق تم دونوں کے ساتھ ختم ہو چکا ہے۔ اب وہ اپنی زیست اور اپنی موت اور خاتمے کے حوالے سے یوناف کے ساتھ وابستہ ہو چکی ہے۔ اب جب بھی تم چاروں

کے خاتمے کا وقت آئے گا تم دونوں اکٹھے مرو گے جب کہ یوناف اور یبوسا ایک ساتھ دم توڑیں گے لہٰذا ابلیکا نے جو اس ناسوت کے عمل میں تبدیلی کر دی ہے اس کے باعث میں یبوسا کا خاتمہ کرنے میں ناکام رہا ہوں یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل نے سر جھکا کر کچھ سوچا پھر وہ دوبارہ بولا اور کہنے لگا۔

سنو ساتھیو اس ناکامی کے باوجود میں اس لمبے عرصے کے دوران بیکار نہیں بیٹھا اور میں نے ایک ایسا کام سرانجام دیا ہے جسے میں اپنی زندگی کا بہترین اور قابل ستائش معرکہ کہہ سکتا ہوں میں نے ایک سرزمین میں ایسے گناہ اور ایسے شرک کی ابتدا کی ہے جو صدیوں تک طوفانی انداز میں آگے بڑھتا رہے گا عزازیل کے اس انکشاف پر عارب اور بنیطہ نے ایک بار چونک کر اس کی طرف دیکھا پھر اس بار بنیطہ نے اس سے پوچھا۔

اے آقا آپ نے کہاں اور کس سرزمین میں کیسے اور کس طرح کے شرک کی ابتدا کی ہے اس پر عزازیل کے چہرے پر اطمینان بخش مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کہنے لگا۔

میرے ساتھیو یہ قصہ کچھ یوں ہے کہ یونان کے صوبے افیس میں ڈلفی نام کا ایک شہر ہے اس شہر میں ایک بہت بڑی عبادت گاہ ہے جس میں لوگ قدیم اور پرانی روایات کے مطابق عبادت اور پرستش کا کام کرتے ہیں یہ عبادت گاہ ایک کوہستانی سلسلے کے اندر بنی ہوئی تھی جس کے احاطے میں چھوٹا سا ایک غار ہے اور اس غار سے ہر وقت دھواں نکلتا رہتا ہے اس لئے کہ غار کے اندرونی حصے میں گرم پانی کا ایک چشمہ ہے جو بہتا ہوا نیچے وادی کی طرف جاتا ہے جس کے باعث اس غار سے ہر وقت بھاپ نما دھواں اٹھتا رہتا ہے بس میں نے اسی غار اور اس سے نکلنے والے دھوئیں سے کام لینے کا ارادہ کر لیا تھا۔

میں کچھ عرصہ ڈلفی شہر اور اس کی عبادت گاہ کا جائزہ لیتا رہا میں نے دیکھا کہ ڈلفی شہر میں ایسپ نام کا ایک بوڑھا تھا یہ لوگوں کو ہر وقت قصے کہانیاں سنایا کرتا تھا تم اس کو داستان گو بھی کہہ سکتے ہو۔ ایسپ نام کا یہ داستان گو۔ لوگوں کو نیکی اور خیر کی دعوت دیا کرتا تھا۔ اور ہر کام پر مختلف حکایتیں سنا کر انجام دیا کرتا تھا لوگ زیادہ تر اسے داستان گو کے نام سے ہی پکارا کرتے تھے لوگ اس کی عزت اس کا احترام کرتے تھے یہ شخص بتوں کے خلاف بڑھ چڑھ کر تحریک چلاتا تھا۔ لوگوں کو ایک خدا کی عبادت اور بندگی کی طرف بلاتا تھا۔ برے اور شرک کے کام کرنے سے منع کرتا تھا۔ اور نیکی کی طرف دعوت دیتا تھا بس میں نے اس غار سے کام لینے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ارادہ کر لیا کہ اس سرزمین میں شرک اور گناہ کے فروغ کے لئے اس ایسپ کا بھی خاتمہ کرنا ہو گا ان دنوں افیس کا حکمران ایک ایسا شخص تھا جو انتہائی جابر انتہائی ظالم اور لوگوں کی مشکلات میں اضافہ کرنے والا تھا اپنے اس ظالم بادشاہ کے خلاف نیکی کی تشہیر کرنے والا ایسپ کچھ اس طرح حرکت میں آیا کہ اس نے ایک داستان گو کی حیثیت سے لوگوں کو اپنے بادشاہ کے مظالم کے خلاف ابھارنا شروع کیا یہ کام اس نے براہ راست نہیں کیا بلکہ اس کے لئے اس نے ایک حکایت گھڑی اور یہ حکایت اس نے بڑی تیزی اور سرگرمی سے لوگوں کو سنا کر رعایا کو بادشاہ کے خلاف ابھارنے لگا۔

اس حکایت میں ایسپ لوگوں کو یہ کہتا تھا کہ کسی صاف ستھرے جوہڑ میں چند مینڈک رہتے تھے جنہوں نے آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد لکڑی کے ایک لٹھ کو جو پانی میں تیرتا رہتا تھا اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ جب وہ لکڑی کا لٹھ ان کی خواہشوں کے مطابق حرکت میں نہ آتا اور ان کی بہتری کا کوئی کام نہ کر سکتا تو وہ مینڈک اپنے اس بادشاہ سے تنگ پڑ گئے لہٰذا ایک بار پھر صلاح مشورہ کرنے کے بعد انھوں نے لکڑی کے اس لٹھ کے بجائے ایک سارس کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ اس سارس نے جب ان پر حکومت شروع کی تو وہ ان پر حکومت کرنے کے ساتھ ساتھ انھیں کھانے بھی لگا۔ سارس کی مثال ایسپ اپنے بادشاہ کی طرف دیتا تھا اور مینڈک وہ اپنے لوگوں کو قرار دیتا تھا جو ظلم کے خلاف آواز تک نہیں اٹھا سکتے تھے۔ لوگ ایسپ سے کچھ اس طرح پیار کرتے تھے کہ ان میں سے یہ حکایت کسی سے بھی اپنے بادشاہ تک نہ پہنچائی کیونکہ سب لوگ اسے ایک نیک اور رحم دل انسان سمجھتے تھے اور اس کی شکایت کرنا گناہ خیال کرتے تھے پر یہ کام میں نے کر دکھایا۔

میں افیس کے بادشاہ کے پاس گیا اور اسے اس حکایت سے آگاہ کیا جو ایسپ لوگوں کو سنا کر لوگوں کو اس کے خلاف ابھارا کرتا تھا۔ میں ایک بزرگ کی صورت میں بادشاہ کے سامنے گیا تھا بادشاہ نے میری بے حد تعریف کی مجھ پر اعتماد کیا اور عہد کر لیا کہ وہ ایسپ کا خاتمہ کر کے رہے گا اس لئے کہ وہ اسی طرح اس کے خلاف لوگوں کو حکایتیں سناتا رہا تو ایک نہ ایک دن وہ اسے بادشاہت سے محروم کر کے رہے گا اب بادشاہ براہ راست ایسپ کے خلاف حرکت میں بھی نہیں آ سکتا تھا اس لئے کہ وہ لوگوں میں بے حد مقبول تھا اور وہ اس پر مقدمہ چلا کر اسے مصلوب بھی نہیں کر سکتا تھا چونکہ وہ مجھ سے پوچھنے لگا کہ ایسپ کا خاتمہ کرنے کے لئے مجھے کیا کرنا چاہئے اس پر میں نے اپنے ارادوں کی تکمیل کے لئے اس پر ایک تدبیر ظاہر کی۔

یہ تدبیر کچھ یوں تھی کہ میں نے بادشاہ سے کہا کہ ڈلفی شہر کا جو مندر ہے اس کے اندر جو غار ہے جس کی کوکھ کے اندر گرم پانی کا چشمہ بہتا ہے۔ جس کے باعث اس غار سے ہر وقت دھواں اٹھتا رہتا ہے میں نے بادشاہ کو یہ مشورہ دیا کہ اس غار کے اندر کسی عورت کو بٹھا دیا جائے جس کی آواز انتہائی پرکشش اور دل موہ لینے والی ہو اور ساتھ ہی لوگوں میں یہ مشہور کر دیا جائے کہ اس غار کے اندر کوئی ایسی مافوق الفطرت قوت رہتی ہے جو لوگوں کو ان کے ماضی اور مستقبل کی باتیں بتاتی ہے۔

ساتھ ہی میں نے بادشاہ کو یہ بھی مشورہ دیا کہ جب یہ معاملہ مشہور ہو جائے اور لوگ اپنے مستقبل کے احوال جاننے کے لئے ڈلفی مندر کا رخ کریں تو پہلے وہ اس پجاری کے پاس آئیں جس کا ہم انتخاب پہلے سے کرلیں یہ پجاری ان سے پہلے سارے احوال پوچھ لے کہ وہ کس قسم کے احوال اس غار کے غائب دان سے پوچھنا چاہتے ہیں اور یہی احوال وہ خفیہ راستے سے غار میں بیٹھنے والی عورت تک پہنچا دے پس جو بھی سوال کرنے والا آئے اسے غار کے اس دہانے کے پاس کھڑا کر دیا جائے اور پھر جو پیغام لکھ کر اس عورت کی طرف بھجوایا جائے وہ غار میں بیٹھ کر اس پیغام کو اسی طرح پڑھ دے اس طرح غار کے دہانے سے اٹھنے والے دھوئیں کے ساتھ ساتھ جب اس عورت کی بھی آواز سنائی دے گی تو لوگوں کو یقین ہو جائے گا کہ واقعی اس غار کے اندر کوئی غائب دان قوت رہتی ہے میں نے بادشاہ کو یہ بھی مشورہ دیا کہ ایسا معاملہ ہو چکنے کے بعد اس ایسپ کا فیصلہ بھی اسی عورت کے حوالے کر دیا جائے اور وہ اس کو موت کی سزا دینے کا حکم جاری کر دے اس طرح ایسپ سے ہمدردی رکھنے والے لوگ بادشاہ کے خلاف آواز نہ اٹھائیں گے۔

تو اے میرے ساتھیو ڈلفی کے اس بادشاہ کو میری یہ تجویز بے حد پسند آئی پس اس نے ایک عورت اور ایک مرد انتخاب کیا عورت کا نام پیتیا تھا یہ ڈلفی کے مندر میں ایک دیوداسی تھی انتہائی خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی آواز بھی انتہائی پرکشش تھی پس اس پتیا کو غار میں بٹھا دیا گیا اور اس کے آرام اس کے سکون اور ضرورت کی ہر چیز مہیا کر دی گئی اور جس مرد کا انتخاب کیا گیا اس کا نام اپالو تھا۔ یہ ڈلفی کے مندر کا پجاری تھا لوگوں میں یہ مشہور کر دیا گیا کہ ڈلفی کے مندر کے اس غار میں کوئی غیب دان قوت رہتی ہے جو لوگوں کو مستقبل کے بارے میں بتاتی ہے۔ یہ خبر بادشاہ کے قاصدوں اور اس کے اہلکاروں نے صرف اپنے ہی ملک میں نہیں بلکہ آس پاس کے ملکوں میں بھی بڑی تیزی اور سرگرمی کے ساتھ پھیلائی۔ اب لوگ ڈلفی مندر کا رخ کرنے لگے اور بادشاہ کے جاری کردہ حکم کے مطابق پہلے وہ اپالو نام کے اس شخص کے پاس آتے اس سے اپنے احوال کہتے اور ان کا فیصلہ اپالو لکھ کر گمنام راستے سے غار میں بیٹھنے والی پیتیا کے پاس پہنچا دیتا پھر لوگوں کو غار کے پاس کھڑا کیا جاتا اور پیتیا وہی لکھا ہوا فیصلہ پڑھ کر سنا دیتی اس طرح لوگوں کو یہ یقین ہو گیا کہ غار کے اندر واقعی کوئی غائب دان رہتا ہے۔

سنو میرے ساتھیو جب یہ معاملہ خوب مشہور ہو گیا تو بادشاہ نے ایسپ کے خلاف بھی مقدمہ قائم کرنے کا ارادہ کر لیا۔ ایسپ کو اس نے اپنے دربار میں طلب کیا اور اس کے خلاف الزام لگایا کہ وہ لوگوں کو اس کے خلاف ابھارتا ہے لہٰذا اسے اس کی سزا ضرور ملنی چاہئے ساتھ ہی اس نے لوگوں میں یہ اعلان کر دیا کہ ایسپ اس کے خلاف بے وجہ لوگوں کو حکایتیں سناتا ہے اور لوگوں کو

اس سے متنفر کرنے کی کوشش کرتا ہے لہٰذا وہ اس کا مقدمہ بھی غار کے غائب دان کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور جو بھی وہ غار کا غائب دان فیصلہ کرے اس پر عمل کیا جائے گا۔ پس اپالو سے پہلے کہہ دیا گیا کہ وہ ایسپ کے حق میں موت کا فیصلہ کر دے اپالو نے یہ فیصلہ لکھ کر غار میں بیٹھنے والی پیتیا کے حوالے کر دیا۔ پھر سارے لوگوں کی موجودگی میں ایسپ کو اس غار کے دہانے کے پاس لا کھڑا کیا گیا بادشاہ خود بھی وہاں موجود تھا اور پکار کر کہنے لگا اسے غائب دان قوت یہ ایسپ میرے خلاف جھوٹے الزامات لگاتا ہے اور لوگوں کو مجھ سے متنفر کرنے کی کوشش کرتا ہے تو بتا کہ اس کی کیا سزا ہونی چاہئے پس بادشاہ کی مرضی سے اس اپالو نے جو فیصلہ لکھ کر اس پیتیا نام کی عورت تک پہنچایا تھا اس نے غار کے اندر سے وہ فیصلہ پڑھ کر اپنی پرکشش آواز میں سناتے ہوئے کہا۔

یہ ایسپ واجب القتل ہے البتہ اس کا خون بہا اس کے وارثوں کو دیا جائے تاکہ ان کی بسر اوقات کا سامان ہو سکے ڈلفی کے غائب دان کا یہ جواب سن کر لوگوں نے اس سزا پر کوئی اعتراض نہ کیا اور ان کو یقین ہو گیا کہ ایسپ واقعی غلطی پر ہے لہٰذا غائب دان کے مطابق اسے ضرور سزا ملنی چاہئے پس ایسا ہونے کے بعد بادشاہ نے ایسپ کو صلیب پر چڑھا کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ صلیب پر چڑھانے سے پہلے جب ایسپ کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا تو ایسپ نے بادشاہ کو ایک بوڑھے شکاری کتے کی حکایت سنائی جو اتنا بوڑھا اور کمزور تھا کہ دوڑ نہیں سکتا تھا اور اپنے مالک کے لئے خرگوش تک نہ پکڑ سکتا تھا۔ جس کی بنا پر مالک اسے بری طرح مارتا تھا۔ حکایت سنا کر ایسپ بادشاہ کو یہ بتانا چاہتا تھا کہ میں تو کچھ بھی نہیں ایک وفادار کتا جو قوت سے محروم ہو جاتا ہے ایسے مالک کی نظروں سے گر جاتا ہے اس رقت آمیز قصے کا بھی بادشاہ پر کوئی اثر نہ ہوا اور اس نے ایسپ کو صلیب پر چڑھا کر اسے موت کے حوالے کر دیا۔

کچھ عرصہ بعد غار میں قیام کرنے والی پیتیا نام کی وہ عورت بوڑھی ہو کر مر گئی اور اپالو نام کا وہ پجاری بھی موت کی نیند سو گیا لیکن ڈلفی مندر کے لوگوں کو یہ کام ایسا پسند آیا کہ اب وہ اس کام کو اپنے لئے باعث عزت باعث شہرت خیال کرنے لگے ہیں لہٰذا پیتیا کے بعد انھوں نے غار کے لئے ایک نئی لڑکی مقرر کر دی اور اپالو کی جگہ انھوں نے ڈلفی مندر کے سارے پجاریوں کو اس کام کے لئے لگا دیا اب جب کبھی بھی اس غار کے اندر کام کرنے والی لڑکی مرتی ہے تو اس کی جگہ دوسری لڑکی کو متعین کر دیا جاتا ہے اور ڈلفی مندر کے سارے ہی پجاری اس شرک میں مبتلا ہو کر اس عورت کے لئے پیغام بھجوانے کا کام کرنے لگے ہیں اور وہ اپالو نام کا شخص جس کی اعانت سے اس کام کی ابتدا کی گئی تھی اسے لوگ اب دیوتا خیال کرنے لگے ہیں اسے بھی شرک میں شامل کر کے اس کی پوجا پاٹ اور پرستش کرنے لگے ہیں بلکہ اب تو لوگ اس کو ایسا ہی مقدس خیال کرنے لگے ہیں کہ

اس کے بت بنا کر بھی ان کے سامنے اپنی حاجتیں پیش کرنے لگے ہیں تو اے میرے ساتھیوں یہ ہے میرا معرکہ جو میں نے ان برسوں میں انجام دیا ہے اب یہ ڈلفی نام کا مندر دور اور نزدیک اپنی غائب دانی کے لئے مشہور ہو چکا ہے۔ صرف آس پاس کے لوگ ہی نہیں بلکہ ہمسائیہ سلطنتیں بھی اپنے دشوار گزار کاموں کے لئے ڈلفی مندر کے غائب دان سے مشورہ کرتے ہیں۔

سنو میرے ساتھیو اس ڈلفی مندر میں شرک کی ابتدا کے علاوہ میں نے شرک کے دو بڑے کام بھی سرانجام دیئے ہیں یہ دونوں کام یوناف اور بیوسا کے خلاف ہیں اور مجھے امید ہے کہ اس طرح میں ان دونوں کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر کے رکھوں گا اور ان کا میرے سامنے زیر ہونا ہی میرے لئے باعث اطمینان ہے۔ عزازیل کے اس انکشاف پر عارب اور بنیبط دونوں کے چہروں پر اطمینان بخش چمک سی پیدا ہوئی پھر عارب نے بڑی دلچسپی سے عزازیل کو مخاطب کر کے پوچھا اے آقا آپ نے یوناف اور بیوسا کے خلاف کون سے دو کام سرانجام دیئے ہیں اس پر عزازیل کہنے لگا۔

تم دونوں میاں بیوی جانتے ہو کہ یوناف اور بیوسا ان دنوں پار ساگرد کے بادشاہ کوروش کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ یہ کوروش بھی یوناف اور بیوسا کی طرح انتہائی نیک نفس انسان ہے اور نیکی کے کاموں میں پیش پیش رہنے والا ہے میں اب یوناف اور بیوسا کے ساتھ ساتھ اس کو بھی کسی قوت کے سامنے زیر اور مغلوب دیکھنا چاہتا ہوں۔ آس پاس کے ہمسائیوں میں اس وقت کوئی ایسا بادشاہ نہیں جو اس کوروش پر حملہ آور ہو سکے اور اسے شکست دے کر اس کے علاقوں پر قبضہ کر سکے اس لئے کہ اس کوروش نے مادی قوم پر بھی فتح حاصل کر کے اس کے بادشاہ ازدھاک کو اپنا غلام بنا لیا ہے قوم ماد کے علاقوں پر قبضہ کرنے کے بعد اس کوروش کی طاقت میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ اس کی ہمسائیہ سلطنتیں بھی اس سے خوفزدہ رہنے لگی ہیں بابل کی سلطنت کسی دور میں طاقت ور اور عظیم خیال کی جاتی تھی لیکن اب یہ بھی کوروش سے ٹکرانے کی ہمت نہیں رکھتی۔ اب صرف لیڈیا کی سلطنت ایسی ہے جو کوروش سے ٹکرا سکتی ہے اور اس کے ساتھ طویل جنگوں کا سلسلہ شروع کر کے کوروش کو شکست دے سکتی ہے۔

اس پر عارب فوراً بولا اور پوچھنے لگا اے میرے آقا یہ لیڈیا کی سلطنت کون سی ہے اس کا نام تو ہم پہلی بار سننے لگے ہیں اس پر عزازیل انھیں بڑی شفقت اور پیار سے سمجھانے لگا لیڈیا کی سلطنت بڑی قدیم اور پرانی سلطنت ہے تم جانتے ہو کہ برسوں پہلے ایک ٹرائے نام کا ایک شہر تھا جس کا شہزادہ یونان کی شہزادی ہیلن کو اٹھا لایا تھا اور اسی ہیلن کے لئے ٹرائے میں کئی برسوں تک یونانی اور شہر کے لوگ آپس میں جنگ کرتے رہے۔ یہ ٹرائے شہر اسی لیڈیا قوم ہی کا تھا گو یونانیوں نے اس ٹرائے شہر کو تباہ و برباد کر دیا تھا لیکن اس کی جگہ اس لیڈیا والوں نے اپنا ایک اور شہر آباد کر لیا جس کا نام انھوں نے سارڈس رکھا اور اب یہی اس قوم کا مرکزی شہر بھی ہے یونانیوں کے ساتھ طویل جنگوں کے بعد یہ قوم سنبھلی اور اپنی قوت میں اضافہ کیا اور اب انھوں نے اپنی سلطنت اور علاقوں میں اس قدر وسعت پیدا کر لی ہے کہ انھوں نے حتیوں کے کمزور ہو جانے کے بعد ان کے وسیع علاقوں پر بھی قبضہ کر لیا اور اب انھوں نے اپنے علاقوں کو ایسی وسعت دی ہے کہ ان کی سلطنت کی حدیں شمالی ایران میں حکومت کرنے والی قوم ماد کے ساتھ آملی ہیں اناطولیہ کے عجیب و غریب میدان بھی اب ان کی سلطنت میں شامل ہیں اور یہ اب ایشیا کے وسیع و عریض علاقوں پر حکمران ہیں۔ ان کے موجودہ بادشاہ کا نام کرزوس ہے اور یہ انتہائی جابر اور سخت گیر فرماں روا ہے۔

کوروش کو نیچا دکھانے کے لئے میں ایک بزرگ اور انتہائی پرخلوص انسان بن کر اس کرزوس کے پاس گیا میں نے کوروش کی بڑھتی ہوئی طاقت سے اس کرزوس کو آگاہ کیا اور اسے یہ مشورہ دیا کہ قوم ماد کے علاقوں پر قبضہ کرنے کے بعد کوروش نے اپنی عسکری قوت میں بے پناہ اضافہ کر لیا ہے اور اگر اس موقع پر کرزوس اس کے خلاف حرکت میں آئے تو اسے شکست دے کر اس سے قوم ماد کے علاقے چھین سکتا ہے اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو آنے والے دنوں میں یہی کوروش اس کے لئے وبال جان اور مصیبت بن کر اٹھے گا اور جس طرح اس نے مادی قوم کو اپنے سامنے زیر کر دیا ہے اسی طرح یہ لیڈیا کی قوم کو بھی شکست دے کر اس کو اپنے علاقوں میں شامل کر لے گا۔ اے میرے ساتھیو میری اس نصیحت میری اس تنبیہہ کا جانتے ہو لیڈیا کے بادشاہ کرزوس پر کیا اثر ہوا۔ بنیبط نے فوراً چونک کر پوچھا کیا اثر ہوا اے آقا۔ عزازیل کہنے لگا۔

میری باتوں سے متاثر ہو کر کرزوس نے مجھے یہ جواب دیا کہ وہ کوروش پر ضرور حملہ آور ہو گا لیکن اس سے پہلے وہ ڈلفی مندر کے غائب دان سے مشورہ کرے گا۔ میں کرزوس کا یہ جواب سن کر بے حد خوش ہوا لہٰذا میں اس کے مرکزی شہر سارڈس سے نکل کر ڈلفی مندر میں آیا۔ چند ہی دنوں بعد کرزوس کے کچھ قاصد بھی ڈلفی مندر میں آئے اور انھوں نے ڈلفی مندر کے پجاریوں کے سامنے اپنے بادشاہ کرزوس کا یہ سوال پیش کیا کہ وہ دریائے ہیلس سے کوروش پر چڑھائی کر دے تو اس کا کیا نتیجہ ہو گا کرزوس کے اس سوال پر ڈلفی مندر کے وہ پجاری ایک طرح سے دشواری اور مصیبت میں مبتلا ہو گئے تھے کہ وہ کرزوس کے اس سوال کا کیا جواب دیں آخر میں نے ان پجاریوں کی راہنمائی کی اور انھیں مشورہ دیا کہ کرزوس کو اس کے سوال کا ایسا جواب دیا جائے جو گول مول ہو اور اس کے کئی مطلب اور کئی نتیجے نکل سکتے ہوں۔ اس پر وہ پجاری مجھ سے پوچھنے لگے کہ وہ جواب کیا ہو سکتا ہے اس پر میں نے ان کی راہنمائی کی اور ان سے کہا کہ ان قاصدوں کے ہاتھ کرزوس کو یہ پیغام لکھ کر بھیج دو "اگر تو دریائے ہیلس سے گزرا تو ایک بڑی حکومت کا خاتمہ ہو

جائے گا" اس جواب سے دو مطلب نکل سکتے تھے یعنی کرزوس کا بھی خاتمہ ہو سکتا تھا اور کوروش
بھی کیونکہ دونوں کے پاس وسیع علاقے ہیں دونوں ہی بڑی بڑی سلطنتوں کے حکمران ہیں جب سے یہ
جواب کرزوس کے پاس پہنچا ہے وہ بے حد خوش ہے اور بڑی تیزی کے ساتھ وہ کوروش کے خلاف
اپنی جنگی تیاریاں کر رہا ہے۔

عزازیل جب خاموش ہوا تو بنیط بولی اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔ اے آقا کیا آپ ہمیں
لیڈیا قوم کے متعلق تفصیل سے نہیں بتائیں گے اس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا اے میرے ساتھیو
میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ لیڈیا اس وقت ایک عظیم الشان سلطنت ہے ان کا مرکزی شہر
سارڈس ہے جو ایک کوہستانی سلسلے کے اوپر ہے۔ ان کے علاقے ایشیائی کوچک سے انا طولیہ تک
پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کے اور ایران کی قدیم مادی سلطنت کے درمیان دریائے پیلس ایک سرحد کا
کام دیتا ہے۔ ماضی میں اس لیڈیا اور قوم ماد کے درمیان ایک طویل اور خوفناک جنگ ہوئی تھی اس
جنگ کے دوران اچانک سورج گرہن ہوا جس کی بنا پر لیڈیا کا بادشاہ کرزوس اور ماد کا عظیم بادشاہ
ازدھاک انتہائی فکر مند ہو گئے تھے اور دونوں یہ تجویز کرنے لگے تھے کہ یہ جنگ کسی طرح رک
جائے کہ سورج گرہن ان کے لئے منحوس ثابت نہ ہو آخر بابل کا بادشاہ بخت نصر بیچ میں پڑا اس نے
ان دونوں بادشاہوں کے درمیان صلح کروا دی اور دریائے پیلس کو ان کے درمیان سرحد قرار دیا۔
اس جنگ کے بعد کرزوس برابر یہ کوشش کرتا رہا ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح قوم ماد کو اپنے سامنے
زیر اور مغلوب کرے ازدھاک اور کرزوس کے درمیان یہ جنگ تردیا کے مقام پر ہوئی تھی اور اس
جنگ کو جنگ تردیا ہی کا نام دیا گیا تھا۔

پہلے کی نسبت اس کرزوس نے اپنی عسکری قوت میں بے پناہ اضافہ کیا ہے اس نے ہمسائیہ
علاقوں میں بھی اپنا اثر و رسوخ بڑھا دیا ہے اپنے مرکزی شہر سارڈس کو اس نے بہت وسیع اور مضبوط
بنا لیا ہے یہ شہر تمولس کے مقدس پہاڑ کی وادی میں ایک بہت قدیم جگہ واقع ہے اس شہر میں زندگی
کے وسائل اس درجے پر فراہم ہیں کہ آہل مصر لیڈیا والوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں اس لئے کہ دریائے
نیل لیڈیا والوں کی طرح مصری زندگی کو بھی رواں دواں رکھے ہوئے ہے۔

لیڈیا والوں نے کچھ ایسے کارنامے بھی سرانجام دیئے جو انھیں تک محدود کئے جا سکتے ہیں یا تم
یوں بھی کہہ سکتے ہو کہ لیڈیا والوں نے بہت سے کاموں کی ابتدا کی تھی مثلاً "دھات کا نقش دار سکہ"
تجارتی مبادلے کے لئے سب سے پہلے انہی لوگوں نے بنایا تھا۔ مہرے پانسے اور گیند کے کھیل
انھوں نے ہی ایجاد کئے باہر کے ملکوں سے باورچی بلوائے۔ بزم بے نوشی کے لئے سبو اور قرابے اور
مطربوں اور مغنیوں کے لئے انواع و اقسام کے بربط انھوں نے بنوائے۔ خواجہ سرا بنا کر بردہ فروشی

کا طریقہ بھی لیڈیا والوں نے ایجاد کیا تھا یہ لوگ غیر متمدن لوگوں کو خواجہ سرا بر آمد کرتے تھے اس
کے علاوہ اس قوم میں ایک عجیب و غریب چیز یہ ہے کہ لیڈیا کے پست طبقوں کی لڑکیاں اپنے جہیز کا
سامان تیار کرنے کے لئے عصمت فروشی کرتی ہیں کہا جاتا ہے کہ اہل لیڈیا جو اپنے دیوتاؤں کے نام پر
جو در حقیقت ان کے اجداد ہی کے لئے جب کوئی عمارت یا پتھر کا گنبد بنواتے تھے تو سب سے زیادہ
چندہ وہ اپنی ان عصمت فروش عورتوں سے حاصل کرتے تھے ان کے بڑے بڑے شہر سارڈس مداس'
پیکٹولس افش اور اسامس ہیں ان کی سب سے بڑی دیوی کا نام تیمس ہے موجودہ بادشاہ کرزوس
فتوحات کا بھوکا ہے لیکن ساتھ ہی ناسازگار حالات سے اسے تشویش بھی رہتی ہے اپنی خواہشات کا
اسیر ہونے کے باوجود وہ برابر کوشاں رہتا ہے کہ وہ اپنی رعایا کو آسودہ حال رکھے اور ان کی ترقی کا
خواہاں رہے۔ اس کی دانشمندی نے اس پر واضح کر دیا تھا کہ دیوتا انسان کو اس کی فوقیت پسندی کی
سزا دیتے ہیں وہ اپنی دیوی تیمس سے بہت ڈرتا ہے اس کی سب سے بڑی اخلاقی کمزوری یہ ہے کہ
اس میں فیصلہ کرنے کی قوت نہیں ہے۔

اے میرے ساتھیو اب یہ کرزوس ڈلفی مندر سے اپنے سوال کا جواب پا کر بڑی تیزی سے
اپنے لشکر میں اضافہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے ہتھیاروں کے ذخائر بڑھانے لگا ہے۔ میرا خیال ہے
کہ عنقریب بلکہ بہت جلد یہ کوروش کے خلاف حرکت میں آئے گا۔ اور مجھے توقع ہے کہ یہ کوروش
کو اپنے سامنے زیر کر لے گا۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو کوروش کے ساتھ ساتھ اس یوناف بیوسا کی بھی
شکست ہو گی اور اگر ایسا ہوتا ہے تو یہ بات ان کے دکھ اور تکلیف کا باعث بنے گی اور ان کے دکھ
ان کی تکلیف اور ان کی اذیت ہی میں ہمارا اطمینان ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل جب
خاموش ہوا تو عارب نے اس مخاطب کر کے پوچھا۔

اے میرے آقا یہ تو ایک کام ہے جو بالواسطہ یوناف اور بیوسا کے خلاف آپ انجام دیں گے۔
ان کے خلاف دوسرا کام آپ کیا کرنے والے ہیں اس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا تمہارا اندازہ
درست ہے عارب پہلا کام جو میں تمہارے سامنے بیان کر چکا ہوں یہ واقعی یوناف اور بیوسا کے
خلاف بالواسطہ ہے مگر دوسرا کام جو میں تمہارے سامنے بیان کرنے لگا ہوں وہ براہ راست ان دونوں
کے خلاف ہے اور وہ کچھ اس طرح ہے کہ میں نے اپنی جنس کی دو انتہائی حسین و جمیل لڑکیوں کا
انتخاب کیا ہے۔ ان میں سے ایک کی آواز بالکل اور ہو بہو ابلیکا جیسی ہے جبکہ دوسری قد کاٹھ اور
جسمانی ساخت میں بالکل بیوسا کی طرح ہے یہ دونوں لڑکیاں چونکہ میری جنس سے تعلق رکھتی ہیں
لہٰذا یہ بھی میری طرح بے پناہ قوتوں کی مالک ہیں۔
ان دونوں میں سے جس کی آواز ابلیکا سے ملتی ہے یہ یوناف پر اس طرح وارد ہو گی کہ جب

دیکھا کرے گی کہ ابلیکا یوناف سے جدا اور دور ہے تو یہ ابلیکا ہی کی طرح ایک چھوٹے باریک سانپ کی صورت میں یوناف کی گردن پر پرلمس دیا کرے گی اور اسے پہلے سے میرے طرف سے تجویز کردہ صلاح و مشورے دیا کرے گی اور ان صلاح مشوروں میں سے یوناف اور بیوسا کا نقصان اور زیاں پنہاں ہو گا دوسری لڑکی کسی مناسب موقع پر اچانک یوناف اور بیوسا کے سامنے آئے گی یہ اپنی سرعی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے بالکل بیوسا کی صورت میں یوناف کے سامنے نمودار ہو گی اور اسے قد کاٹھ جسمانی ساخت شکل و صورت ہر چیز میں بیوسا جیسا پا کر یوناف دنگ رہ جائے گا۔

یہ لڑکی جب یوناف اور بیوسا کے سامنے آئے گی تو یوناف کو یہ چکر دینے کی کوشش کرے گی کہ وہ لیڈیا کی سلطنت کی مشہور و معروف شہر مداس کی رہنے والی ہے اور یہ کہ اپنی شادی کے سلسلے میں وہ ڈلفی کے غائب دان کی طرف گئی تھی اور انھوں نے اسے یہ بتایا تھا کہ دنیا میں صرف ایک ہی شخص ہے جس کے ساتھ شادی کرنے کے بعد وہ خوش رہ سکتی ہے اور اس کا نام یوناف ہے وہ یوناف پر یہ بھی انکشاف کرے گی کہ ڈلفی مندر کے غائب دانوں نے اسے یہ بھی بتایا تھا کہ اگر یوناف اس سے شادی کرنے پر رضامند نہ ہو تو وہ اسے کسی دوسرے کے ساتھ شادی کرنے سے بہتر اطمینان نصیب ہو گا۔ اس طرح کی باتیں کر کے یہ لڑکی یوناف اور بیوسا کے ساتھ وابستہ رہنے کی کوشش کرے گی اس لڑکی کے لئے پہلے ہی میڈاس شہر میں ایک قدیم محل خریدا جا چکا ہے یہ محل ایک قدیم بادشاہ کا ہے جس کا نام مداس تھا اور جس کے نام پر یہ شہر تعمیر کیا گیا ہے۔ یہ لڑکی یوناف اور بیوسا کو دعوت دے گی کہ وہ دونوں اس کے ساتھ مداس شہر میں قیام کریں۔ جب وہ انہیں ایسا کرنے پر رضامند کرے گی تو وہ تینوں اس محل میں رہنا شروع کر دیں گے۔ اس کے بعد ہم سب مل کر یوناف اور بیوسا کی بدبختی کا کام شروع کر دیں گے مناسب موقع جان کر محل کے اندر میں ان دونوں کی قوتوں کو مفلوج کر دوں گا اور پھر انھیں علیحدہ علیحدہ کر کے ایسی اذیت میں ڈالوں گا جو ان کے لئے ناقابل برداشت ہو گی اس بار میں اپنا کوئی انتہائی اہم عمل استعمال کر کے ابلیکا کو بھی یوناف اور بیوسا سے علیحدہ رکھنے کی کوشش کروں گا۔ اور جب میں ایسا کر چکوں گا تو پھر میں تم دونوں کو دعوت دوں گا کہ تم اپنی آنکھوں سے اس اذیت اور لاچارگی کا مظاہرہ کرو جس میں میں یوناف اور بیوسا کو مبتلا کرے رکھوں گا۔

اور سنو عارب اور بنیطہ میں نے ڈلفی مندر کے غائب دانوں کو بھی یہ آگاہ کر دیا ہے کہ جب بیوسا کی شکل اختیار کرنے والی لڑکی سے متعلق یوناف یا بیوسا جاننا چاہیں تو وہ بتائیں کہ انھوں نے بھی اسے یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنی زندگی میں صرف یوناف نام کے جوان کے ساتھ خوش رہ سکتی ہے اور ایسا انھوں نے اپنے پرانے علوم کو استعمال کرتے ہوئے کہا تھا یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر دوبارہ غور سے عارب اور بنیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اب تم دونوں میاں بیوی آرام کرو اور میرے اگلے قدم کا انتظار کرو اس پر عارب فوراً" اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے میرے آقا آپ نے ہمیں ان دونوں لڑکیوں کے نام تو بتائے ہی نہیں جنہیں آپ یوناف اور بیوسا اور ابلیکا کے خلاف استعمال کریں گے۔ اس پر عزازیل نے ایک ہلکا ہلکا مگر کراہت آمیز قہقہہ لگایا اس کی آنکھ میں اس وقت عجیب و غریب سی مگر آگ کی طرح کھولتی ہوئی چمک نمودار ہوئی پھر وہ ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا جو لڑکی ابلیکا کی جگہ کام کرے گی اس کا نام سوریان ہے اور جو بیوسا کا کردار انجام دے گی اس کا نام کیمہ ہے۔ یہ دونوں لڑکیاں انتہائی چالاک انتہائی ماہر انتہائی خوبصورت اور لاانتہا قوتوں کی مالک ہیں تم دونوں میاں بیوی اب آرام کرو میں اس وقت مداس شہر کی طرف جاتا ہوں وہ جو محل ہم نے وہاں لیا ہے ان دونوں لڑکیوں نے اسی محل کے اندر قیام کر رکھا ہے۔ چند ماہ تک میں ان دونوں کو اس محل کے اندر تربیت دوں گا۔ پھر انھیں یوناف اور بیوسا پر وارد کروں گا اور جب یہ دونوں اپنی اپنی قوتوں کو عملی صورت دیتے ہوئے یوناف اور بیوسا کو مداس شہر کے اس محل میں لے کر آئیں گی تو پھر دیکھنا میں یوناف اور بیوسا کی کیا درگت بناتا ہوں اس کے ساتھ ہی عزازیل عارب اور بنیطہ کے اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

قوم ماد کے علاقوں پر قبضہ کرنے کے بعد یوناف بیوسا کوروش اور ہارپیگ اپنے لشکر کے ساتھ ایران کے مشہور و معروف دشت کویر کے اندر وہاں کی آبادیوں اور قصبوں کا نظم و نسق درست کرنے میں مصروف تھے کہ انھیں اطلاع ملی کہ لیڈیا کا بادشاہ کرزوس ایک بہت بڑا لشکر تیار کرنے کے بعد ہمدان شہر کی طرف کوچ کرنے والا ہے تاکہ کوروش سے پہلے قوم ماد کا علاقہ چھیننے کے بعد پارسا گرد کا رخ کرے اور کوروش کو تاج و تخت سے کلیتاً" سے محروم کر کے رکھ دے۔ یہ بری خبر سننے کے بعد یوناف بیوسا کوروش اور ہارپیگ بڑی برق رفتاری کے ساتھ حرکت میں آئے دشت کویر سے نکل کر انھوں نے واپسی کا رخ کیا اور منزل پر منزل مارتے ہوئے عیلام کے مرکزی شہر شوش میں آن رکے تھے۔

عیلام کے شہر شوش سے باہر پڑاؤ کرتے وقت کوروش' ہارپیگ یوناف اور بیوسا کے قریب آیا اور بڑی نرم دلی اور کسی قدر رازداری کے ساتھ ان تینوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔ میرے رفیقو دشت کویر سے عیلامیوں کے شہر شوش کی طرف آنے کے میرے دو مقاصد ہیں۔ پہلا یہ کہ میں لیڈیا کے بادشاہ کرزوس کے خلاف اس کی حمایت اس کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کروں۔ اس لئے کہ میں دیکھتا ہوں کہ آنے والے دور میں یہ گوبارو ان علاقوں میں اہمیت اختیار کر

جائے گا اے میرے دوستو آشوریوں کے بادشاہ آشور بنی پال نے عیلامیوں کو تباہ کر دیا تھا لیکن اس گوبارو نے بڑی محنت کی ہے اس نے تنکا تنکا چن کر پھر اپنے آشیانوں کو آباد کیا ہے چونکہ یہ ہمارا سب سے قریبی ہمسایہ ہے لہٰذا میں اس کو اہمیت دینا چاہتا ہوں۔

اپنے لشکر کے ساتھ اس طرف آنے کا میرا دوسرا مقصد یہ ہے کہ میں گوبارو کی بیٹی امیس کو پسند کر چکا ہوں اور اسے اپنی بیوی بنانے کا خواہش مند ہوں۔ یوناف میرے دوست اس سلسلے میں تم گوبارو سے بات کرو گے۔ اور مجھے امید ہے کہ گوبارو خوشی سے میری اس پیشکش کو قبول کر لے گا۔ اس طرح گوبارو کے ساتھ یہ رشتہ طے کرنے کے بعد ہماری عسکری قوت میں اضافہ ہو گا بلکہ آنے والے دنوں میں گوبارو اس رشتے کی بنا پر ہمیں مفید مشوروں سے بھی نوازے گا۔ کیونکہ یہ شخص اچھا ضاع ہونے کے ساتھ ساتھ جنگ کا بہترین تجربہ بھی رکھتا ہے۔ اس لئے کہ یہ بابل کے عظیم بادشاہ بخت نصر کے ساتھ کام کر چکا ہے کوروش کہتے کہتے خاموش ہو گیا اس لئے کہ عیلامیوں کا بادشاہ گوبارو کوروش کے استقبال کیلئے اپنے شہر سے نکلا تھا اس کے ساتھ اس کی بیٹی امیس بھی تھی جب وہ دونوں باپ بیٹی یوناف بیوسا کوروش اور ہارپیگ کے قریب آئے تو انہوں نے دیکھا گوبارو اپنے ایک ہاتھ میں مٹی اور دوسرے میں پانی سے بھرا ہوا برتن اٹھائے ہوئے تھا۔ جب وہ دونوں باپ بیٹی کوروش کے قریب آئے تو کوروش نے اپنے چہرے پر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے گوبارو سے پوچھا۔

اے میرے بزرگ یہ تم اپنے ہاتھوں میں مٹی اور پانی کا بھرا ہوا برتن کیوں لئے ہوئے ہو۔
اس پر گوبارو بڑے باوقار انداز میں کہنے لگا۔ ان سرزمینوں کے اندر یہ رواج ہے کہ جس کے سامنے بھی مٹی اور پانی اس طرح پیش کیا جائے گویا یہ چیزیں پیش کرنے والا اپنی اطاعت اور فرمابرداری کا اظہار کرتا ہے یہ چیزیں اس سے پہلے ہم قوم ماد کے بادشاہ اژدھاک کو پیش کیا کرتے تھے اب یہی چیزیں میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں جو اس بات کا اعلان ہے کہ ہم آپ کے فرمابردار اور مطیع بن کر رہنا چاہتے ہیں اور آپ سے کسی طرح کی دشمنی اور عداوت نہیں رکھتے۔ اس پر کوروش نے وہ دونوں چیزیں گوبارو سے لیکر ایک طرف رکھ دیں اور پھر بڑی نرمی سے گوبارو کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تمہاری سرزمین کی طرف آنے کے میرے دو مقاصد ہیں۔ ایک مقصد تو میں خود تم سے بیان کروں گا دوسرا میرا دوست میرا بھائی یوناف تم سے کہے گا۔
اس طرف آنے کا پہلا مقصد یہ ہے کہ لیڈیا کا بادشاہ کرزوس میرے خلاف حرکت میں آنا چاہتا ہے میرے مخبروں نے یہ اطلاع دی ہے کہ وہ اپنے لشکر کی تیاری مکمل کر چکا ہے چند ایک روز تک وہ ہماری سرزمینوں کی طرف کوچ کرے گا میں دشت کویر سے اپنے لشکر کے ساتھ سیدھا اس طرف آرہا ہوں تاکہ اس کرزوس کے معاملہ میں آپ سے مشورہ کروں کہ مجھے لیڈیا کے اس حاکم کے خلاف کیا معاملہ کرنا چاہئے اس لئے کہ میں اسے پہلے سے نہیں جانتا جواب میں گوبارو نے بولتے ہوئے کہا کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ چاروں میرے ساتھ میرے کمرہ خاص میں چلیں اور وہاں بیٹھ کر اس معاملہ پر بات کریں کوروش نے فوراً حامی بھر لی۔ اپنے لشکر کو انہوں نے پڑاؤ کرنے کے ساتھ ساتھ کھانا تیار کرنے کا حکم دیا اور پھر وہ یوناف بیوسا ہارپیگ کو لیکر گوبارو اور امیس کے ساتھ ہو لیا تھا۔

گوبارو انہیں اپنے ساتھ لیکر محل کے ایک کمرے میں آیا شہر کے اندر ان چاروں کا بہترین استقبال کیا گیا پھر ان کی خاطرداری کی گئی اس مہمان داری اور تواضع میں گوبارو کی بیٹی امیس پیش پیش تھی وہ کھانوں کی چیزوں کے علاوہ شکر لگے لگے خرمے اور شہد لگا کر نفاست کے ساتھ پکاتی ہوئی روٹیاں لیکر آئی تھی۔ اس ضیافت کے بعد گوبارو نے کوروش سے کہا لیڈیا کے بادشاہ کرزوس سے متعلق میرا آپ کو یہ مشورہ ہے کہ میں آپ کو اپنے شہر کے دانشمندوں اور مشیروں کے پاس لیکر جاتا ہوں اور کرزوس سے متعلق ان کی رائے لیتے ہیں۔ کوروش اس پر رضامند ہو گیا لہٰذا سب اس کمرے سے نکل کر گوبارو کے پیچھے پیچھے ہو لئے تھے۔

گوبارو انہیں لیکر محل کے اسی حصے میں داخل ہوا جو نیا تعمیر کیا گیا تھا۔ جب وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کئی عالم بکری کی کھالوں اور مٹی کی تختیوں کے کتبے پڑھنے میں مصروف تھے یہ کتبے دیواروں کے برابر اسٹینڈ کھڑے کر کے اس طرح رکھے گئے تھے جیسے خزانے کی قیمتی و نفیس اشیاء سجائی جاتی ہیں۔ گوبارو نے کوروش یوناف بیوسا اور ہارپیگ کو مخاطب کر کے کہا۔
یہ وہ کتبے ہیں جو قدیم دور میں قوم عیلام کے قدیم دانشمند اور ستارہ شناس لکھتے چلے آرہے ہیں آشوریوں کے آشور نبی پال نے جب ہماری قوم پر حملہ کر کے اسے تباہ و برباد کر دیا تو یہ کتبے اور مٹی کی تختیاں شہر کی تباہی و بربادی کے باعث دب گئی تھیں اب ہم ان سب تختیوں اور کھالوں کو نکال کر دوبارہ انہیں ایک خزانے کی طرح محفوظ کر رہے ہیں اور جو لوگ انہیں محفوظ کرنے کے عمل میں مصروف ہیں یہ انتہائی دانشمند اور تجربہ کار لوگ ہیں۔ سنو کوروش آشوریوں کے آخری شہنشاہ آشور نبی پال کے پاس اس سے بھی بڑا کتب خانہ تھا لیکن اس نے کتب خانے میں بیٹھ کر اس سے مستفید ہونے کے بجائے گھوڑے کی پیٹھ کو پسند کیا جنگوں کا ایک طویل سلسلہ اس نے شروع کیا اپنی ہمسایہ اقوام کو اس نے تباہ و برباد کرنا شروع کیا اور آخر کار خود بھی تباہ ہو کر رہ گیا۔
کوروش ان کھالوں اور تختیوں پر لکھی ہوئی تحریر تو نہیں پڑھ سکتا تھا گوبارو نے کوروش کیلئے

دو کھالوں پر لکھی ہوئی تحریر اس کیلئے پڑھ کر سنائی۔ پہلی کھال پر حیتوں کے زوال اور ان کی تباہی کے متعلق پیش گوئی کی گئی تھی جبکہ دوسری کھال پر آشوریوں کے عروج و زوال کی داستان رقم تھی کوروش یوناف بیوسا اور ہارپیگ کو ان کھالوں میں دلچسپی ظاہر کرتے دیکھ کر گوبارو انہیں بکری کی ایک کافی بڑی کھال کی طرف لے گیا اور ان چاروں کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

اے میرے معزز مہمانوں یہ تیسری تحریر جس کی طرف میں تمہیں لے آیا ہوں یہ بنی اسرائیل کے نبی ارمیاہ کی ایک پیش گوئی ہے جسے اس کھال پر محفوظ کر لیا گیا تھا۔ اس نبی نے فرمایا تھا "وہ ظلم پیشہ لوگ ہیں گھوڑوں پر سوار صفیں باندھے تیرے خلاف جنگ کرنے آئیں گے اے دختر بابل ہمارے دلوں پر غم و اندوہ چھا گیا ہے ہمارے دل عجیب کرب میں مبتلا ہیں جیسے بچہ جننے والی عورت۔ میدان میں نہ نکلنا اس لئے کہ دشمن کی طاقت اور موت کا سایہ ہر طرف پھیلا ہوا ہے"۔

یہ تحریر پڑھنے کے بعد گوبارو دوبارہ بولا اور کہنے لگا یہ تحریر نبی اسرائیل نبی امیاہ کی کمدانی شہر بابل سے متعلق تھی جو پوری ہو کر رہی اس کے بعد گوبارو نے ان کھالوں اور تختیوں پر کام کرنے والے ان دانشمندوں اور ستارہ شناسوں کو مخاطب کر کے کہا میرے رفیقو قوم ماد اور قوم پارس کا بادشاہ کوروش اس لئے ہمارے پاس آیا ہے کہ اسے لیڈیا کے بادشاہ کرزوس کی طرف سے خطرہ ہے کہ وہ اس پر حملہ آور ہونے والا ہے اور اس سلسلے میں یہ ہم سے مشورہ چاہتا ہے۔ کہ کرزوس کے معاملے میں اسے کیا قدم اٹھانا چاہئے۔

اس پر وہ دانشور اکٹھے اور سر جوڑ کر بیٹھے اور صلاح مشورہ کرتے رہے پھر ان میں سے ایک بزرگ بولا اور گوبارو کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے گوبارو تاریخ کے گزشتہ واقعات کا جائزہ لینے کے ساتھ اگر ہم لیڈیا کی قدیم سلطنت کے طور طریقوں کا بھی جائزہ لیں تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ کوروش کو لیڈیا کے بادشاہ کرزوس پر فی الفور حملے کی ابتدا کر دینی چاہئے اگر اس معاملے میں تاخیر کی گئی تو کرزوس نہ صرف دن بدن اپنی طاقت میں اضافہ کرتا چلا جائے گا بلکہ وہ اپنے لشکر کو مختلف حصوں میں بانٹ کر قوم ماد اور قوم پارس پر حملہ آور ہوتے ہوئے کوروش پر کئی محاذ کھول دے گا جن سے آسانی کے ساتھ نپٹنا کوروش کیلئے مشکل ہو جائے گا لہٰذا اگر کرزوس کے خلاف کوروش فی الفور حملہ کی ابتدا کر دے تو اس کی کامیابی کے امکانات زیادہ ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی یاد رکھی جائے کہ لیڈیا کی قوم ماضی میں ہر دوست اور اپنے ہر ساتھی کو دھوکہ دیتی چلی آ رہی ہے۔

لیڈیا کے موجودہ بادشاہ کرزوس کے باپ الیاتس نے کبھی ماد کے سابق بادشاہ ازدھاک کے باپ ہو خشترہ کے ساتھ امن کا معاہدہ کیا تھا۔ لیکن اندر ہی اندر یہ الیاتس اپنی افواج کو مضبوط اور مضبوط کرتا رہا اور جب اس نے دیکھا کہ اس کی تیاریاں مکمل ہو گئی ہیں تو اس نے ہو خشترہ پر حملہ کر دیا اگر بابل کا عظیم بادشاہ بخت نصر درمیان میں پڑ کر دونوں بادشاہوں کے درمیان صلح نہ کروا دیتا تو کرزوس کا بادشاہ الیاتس قوم ماد کی تباہی اور بربادی کا باعث بن جاتا اس کے علاوہ بھی بہت سے مواقع پر لیڈیا کے حکمران اپنے عہد سے پھرنے کے ساتھ ساتھ اپنے دوستوں کے ساتھ بے وفائی کرتے رہے ہیں ان حالات میں ہم تمہیں یہی مشورہ دیں گے کہ کرزوس پر حملہ آور ہونے میں تاخیر سے کام نہ لیا جائے۔

جب وہ بزرگ دانشور خاموش ہوا تو کوروش نے اپنے پہلو میں کھڑے گوبارو کو مخاطب کر کے کہا سنو گوبارو میں نے تمہارے اس دانشور کے مشورے کو بے حد پسند کیا ہے اب میں کرزوس پر حملہ آور ہونے میں تاخیر نہیں کروں گا یہ میرا پہلا مقصد تھا جس کیلئے میں تمہاری طرف آیا ہوں اب میں اپنے دوسرے مقصد کی ابتدا کرتا ہوں اور اس مقصد سے متعلق میرا ساتھی اور میرا بھائی یوناف تم سے گفتگو کرے گا۔ کوروش جب خاموش ہوا تو یوناف حرکت میں آیا اور آگے بڑھ کر اس نے گوبارو کے شانے پر ہاتھ رکھا اور بڑی رازداری میں اس کے کان میں کہنے لگا گوبارو میرے بزرگ میرے ساتھ آؤ تاکہ میں دوسرے مقصد سے متعلق علیحدگی میں تمہارے ساتھ گفتگو کر سکوں۔ اس بات پر گوبارو نے ایک بار غور سے اور گہری نگاہوں کے زاویے سے یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ چپ چپ یوناف کے ساتھ ہو لیا۔ یوناف اس کمرے سے باہر لے گیا اور پھر بڑے پیار اور بڑی نرمی میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو گوبارو تمہاری طرف آنے کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ کوروش تمہاری بیٹی امیس کو پسند کر چکا ہے اور اس سے شادی کرنے کا خواہاں ہے۔ بس تمہاری طرف آنے کا ہمارا دوسرا مقصد یہی ہے مجھے امید ہے کہ تم کوروش کی اس پیشکش کو ٹھکراؤ گے نہیں۔ اگر یہ رشتہ طے ہو جاتا ہے تو قوم ماد قوم پارس اور قوم عیلام کے درمیان اس رشتے کی وجہ سے ایک اتحاد اور تعاون قائم ہو جاتا ہے اور اس اتحاد کی وجہ سے آنے والے دنوں میں نہ صرف ان قوموں کی حیثیت مضبوط ہو گی بلکہ اس اتحاد کی وجہ سے باہر کے حکمران بھی ان پر حملہ آور ہونے کی جرات نہ کریں گے۔ بولو گوبارو تم اس پیشکش کا کیا جواب دیتے ہو۔ یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں گوبارو کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کہنے لگا میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ میری بیٹی امیس کو کوروش سے بڑھ کر کوئی اچھا اور بہتر شوہر نہیں مل سکتا لہٰذا میں اس پیشکش کو قبول کرتا ہوں۔

گوبارو کا جواب سن کر یوناف بے حد خوش ہوا دوبارہ گوبارو کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس کمرے میں واپس لایا اور کوروش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ جس طرح یہاں آ کر ہمارا پہلا مقصد حل

ہوا ہے اسی طرح ہم اپنے دوسرے مقصد کو بھی پانے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ یوناف کا یہ جواب سن کر کوروش کے چہرے پر خوشی بکھر گئی تھی اس کے بعد وہ سب اس کمرے سے نکل گئے تھوڑی دیر بعد گوبارو نے اپنی بیٹی ایلسن کو کوروش کے ساتھ بیاہ دیا تھا۔ اس شادی کے بعد چند دن تک کوروش نے اپنے لشکر کے ساتھ شوش شہر سے باہر پڑاؤ کیئے رکھا پھر وہ 546 قبل مسیح اپریل کے مہینے میں اپنے لشکر کے ساتھ لیڈیا کی طرف بڑھا تھا تاکہ اس پر حملہ آور ہو کر اسے اپنا مطیع اور فرمانبردار بنانے پر مجبور کر سکے۔

عیلام کے مرکزی شہر شوش سے کوچ کرتے وقت کوروش نے دو طرح کے قاصد اپنے لشکر سے روانہ کیئے کچھ قاصد اس نے ایران کی سرحدوں پر بسنے والے آزاد قبائل کی طرف روانہ کیئے اور انہیں دعوت دی کہ وہ لیڈیا کے خلاف جنگ کرنے کیلئے اس کے ساتھ شامل ہوں اس کے علاوہ چند قاصد کوروش نے لیڈیا کے بادشاہ کرزوس کی طرف روانہ کیئے اور اپنے ان قاصدوں کو اس نے کرزوس کے نام پیغام بھی لکھ کر دیا تھا۔ اس پیغام میں لکھا تھا اگر لیڈیا کا بادشاہ کرزوس مادیوں اور پارسیوں کے بادشاہ کوروش کا سپہ سالار اور محافظ بن جائے تو پھر کوئی تنازعہ نہ ہو گا وہ اپنی رعایا کے ساتھ ساتھ اپنے شہر سارڈیس پر اسی طرح حکمرانی کرتا رہے گا جیسے اب کر رہا ہے اور کوروش کو اپنا حاکم اعلیٰ مان لینے سے اس کی زندگی اسی طرح گزرتی رہے گی جس طرح اب گزر رہی ہے نیز اس کے بال بچے اور دیگر رشتہ دار بھی زندہ سلامت رہیں گے اور یہ کہ اس کے موجودہ رتبہ میں بھی کسی قسم کا فرق آنے نہ دیا جائے گا۔

یہ قاصد روانہ کرنے کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے کوروش نے کرزوس کے علاقوں کی طرف پیش قدمی شروع کی تھی۔ وہ دریائے دجلہ کے کنارے کنارے آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ ایک جگہ جبکہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیئے ہوئے تھا اور یوناف بیوسا ہار پیگ اور اپنی بیوی ایلسن کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اس وقت وہ اپنی بھوری بھوری آنکھوں کے اوپر چمکتا ہوا قدیم وضع کا عمامہ باندھے ہوئے تھا اس وقت اس کی طوطے کی سی ناک اور گھنگریالے بالوں کی چھوٹی سی داڑھی کے ساتھ وہ بہت پرکشش شخصیت کا مالک لگ رہا تھا۔ اس پڑاؤ کے موقع پر پہلے کرواچی قبائل کے لوگ کرزوس کے خلاف ملے تھے اس کے بعد کردوں کے مختلف قبائل اپنے سرداروں کے پیچھے پیچھے آن ملے تھے ان کردوں کے سروں پر جھالر دار پگڑیاں تھیں اور ان پگڑیوں پر گھوڑوں کے بالوں کے طرے لگے ہوئے تھے۔ کوروش نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کا خیر مقدم کیا اور ان سے پوچھا کہ ان کو کیا چاہیے چونکہ وہ لوٹ مار کے شوقین تھے اور ماد کے سابق بادشاہ ازدھاک نے ان کا نام لٹیرے ہی رکھ دیا تھا۔ لہٰذا انہوں نے فوراً کوروش سے کہہ دیا کہ انہیں چاندی چاہیئے کوروش فوراً حرکت میں آیا اور جس قدر چاندی کے سکے اس کے پاس تھے وہ اس نے ان میں بانٹ دیئے لہٰذا اس کے لشکر میں شامل ہونے والے ہر کرواچی اور کرد ایسے خوش ہوئے کہ انہوں نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ کرزوس کے خلاف جنگ کرنے کا عہد کر لیا تھا۔

یہاں سے نکلنے کے بعد کوروش نے اپنے لشکر کے ساتھ تباہ حال شہر نینوا کے پاس جا کر قیام کیا اس نے دیکھا وہ نینوا شہر جو کبھی آباد تھا اور دنیا کے بہترین آباد شہروں میں شمار کیا جاتا تھا وہ کھنڈر کی صورت میں وہاں دکھائی دیتا تھا اور ان کھنڈرات کے اندر چند راہبر رہتے تھے جو وہاں آنے والے سیاحوں کو اس تباہ حال شہر کی سیر و سیاحت کروا دیا کرتے تھے۔ وہاں پڑاؤ کرنے کے بعد کوروش یوناف بیوسا ہار پیگ اور اپنی بیوی ایمیس کے ساتھ ان کھنڈرات میں داخل ہوا تاکہ نینوا شہر کی سیر کرے اور اس کیلئے اس نے اچھے معاوضے پر ایک بوڑھے راہبر کی خدمات بھی حاصل کر لیں تھیں۔ جب وہ راہبر ان کی راہنمائی کرتا ہوا تباہ حال نینوا شہر میں داخل ہوا تو انہوں نے دیکھا جہاں کبھی دنیا کا عظیم الشان تاریخی شہر نینوا ہوا کرتا تھا وہاں اب سبزے سے ڈھکے ہوئے تباہ حال کالی اور بڑی بڑی دیواریں دکھائی دیتی تھیں۔ انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ شہر کے بڑے اور چوڑے دروازے کے پاس پتھر کے دو بڑے بڑے مجسمے بھی تھے یہ قطار تھے جن کا دھڑ بیل کا اور سر انسان کا سا تھا ان کے سروں پر تاج تھے اور پر اس طرح کھلے ہوئے تھے جیسے وہ فضا میں پرواز کرنے ہی والے ہوں شہر کے کھنڈرات کے اندر گلیوں کے فرش کبھی حسین پتھر کے ہوتے ہوں گے مگر اس وقت وہ صرف کھڑنجا ہو رہے تھے اور کہیں کہیں پتھر کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے یہ پتھر چونکہ ہر وقت پہاڑی ہواؤں کے تھپیڑوں کی زد میں رہتے تھے چنانچہ یہ بھی بڑی تیزی سے گرد و غبار کے ڈھیر میں تبدیل ہوتے جا رہے تھے۔

جس راہبر کی خدمات کوروش نے حاصل کی تھیں وہ کوروش اور اس کے ساتھیوں کو لیکر شہر میں آگے بڑھتا رہا اس نے انہیں شہر کے ان شاہی ایوانوں کی سیر کروائی جو اب کھنڈرات میں تبدیل ہو چکے تھے۔ ان ایوانوں کا فرش اب بھی خوبصورت تھا جو روغنی ٹائلوں کا بنا ہوا تھا ان ٹائلوں پر شکار کے مناظر منقوش تھے پورے ایوان کی سیر کروانے کے بعد وہ راہبر انہیں کھجوروں کے ایک باغ میں لے گیا جو ایوان ہی کی طرح کھنڈر ہو رہا تھا اور ان میں سے کھجوروں کے اکثر درخت سوکھ چکے تھے۔ اس ویران باغ کے اندر وہ راہبر انہیں بھورے رنگ کی بڑی اور عجیب و غریب سل کے پاس لے گیا اس سل پر ایک تصویر کندہ تھی۔ راہبر نے اس بڑی چٹان نما سل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کوروش یوناف بیوسا ایمیس اور ہار پیگ سے کہا۔

یہ جو پتھر کی بھورے رنگ کی سل پر سب سے نمایاں تصویر بنی ہوئی ہے یہ نینوا کے حکمران

اور قوم آشور کے سب سے زیادہ عظیم بادشاہ آشور نبی پال کی تصویر ہے اور سل پر یہ ساری تصویر اسی نے اپنے عہد میں کندہ کرائی تھی یوناف بیوسا کوروش امیس اور ہارپیگ اس تصویر کو بڑے غور سے دیکھنے لگے تصویر کا جائزہ لیتے ہوئے انہوں نے دیکھا تصویر میں آشور نبی پال نے اپنا شاہی تاج سر سے اتار رکھا تھا۔ بال کھلے چھوڑ دیئے تھے اس کے گھٹنوں پر شال پڑی ہوئی تھی اور وہ اپنے منہ سے شراب کا جام لگائے ایک گدے دار نشست پر تکیے سے ٹیک لگائے نیم دراز تھا۔ اس کی ملکہ بھی اس کے پہلو میں ایک علیحدہ نشست پر بیٹھی ہوئی اپنے منہ سے شراب بھرا ایک جام لگائے ہوئے تھی جبکہ ان دونوں کے سامنے عباپوش غلام نغمہ سرائی کر رہے تھے اور نے نواز دھیمے سروں میں بانسریاں بجا کر اپنے بادشاہ اور ملکہ کا دل خوش کر رہے تھے ان سب نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ آشور نبی پال اور اس کی ملکہ جن کرسی نما نشستوں پر بیٹھے ہوئے تھے ان کے پائے صنوبر کے پھلوں پر ٹکے ہوئے تھے اور اس راہبر نے بتایا کہ یہ عمل اس لئے کیا جاتا تھا تاکہ بدروحیں ان سے دور رہیں۔ تصویر میں انہوں نے دیکھا کہ ایک عیلامی بادشاہ کا کٹا ہوا سر کھجور کے درخت میں الٹا لٹکا ہوا تھا گویا یہ تصویر آشور نبی پال کے اس موقع کی تھی جب وہ قوم عیلام کے خلاف فتح حاصل کرنے کے بعد جشن منا رہا تھا۔

یہ تصویر صرف تین پشت پہلے کے دور کی تھی جس زمانے میں آشور نبی پال نے عیلام کے شہر شوش کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے بعد فتح کی یادگار میں یہ مصور لوح اس باغ میں نصب کروائی تھی اب اس باغ سے کھجوروں کے درخت بالکل سوکھ چکے تھے اور اس تصویر دار لوح کی بھی یہ حالت تھی کہ وہ ریت سے اٹ گئی تھی اور ریت کو بھی یہ کیا احساس اور لحاظ کہ اس پر کسی ذی شان بادشاہ کی تصویر کندہ ہے اور جس موقع کی وہ تصویر ہے وہ موقع کتنا اہم ہے۔ بہرحال اس راہبر کی راہنمائی میں کوروش نے نینوا شہر کے سارے کھنڈرات کی سیر کی پھر وہ دوبارہ شہر سے باہر اپنے پڑاؤ میں آکر آرام کرنے لگے تھے۔

جو نئے نئے قبائلی کوروش کے لشکر میں شامل ہو رہے تھے وہ لشکر کی حالت دیکھتے ہوئے بہت حیران تھے کہ کوروش نے اپنے لشکر میں کسی دیوی یا دیوتا کی مورتی یا بت اپنے ساتھ نہیں رکھا تھا ان کا عقیدہ تھا کہ ان دیوی یا دیوتاؤں کی مورتیاں جہاں ہوتی ہیں وہاں بلائیں نزول نہیں کرتیں ان قبائلیوں نے یہ اندازہ لگایا کہ کوروش اپنے ساتھ کوئی مورتی رکھنے کا قائل ہی نہیں تھا اور انہوں نے یہ بھی جائزہ لیا کہ کوروش کے قربانیوں کے ان حیوانوں تک کے شگون نہ لیتا تھا جنہیں شگون لینے کیلئے ذبح کرنے کا دستور تھا اس طرح قبائلی لوگ صبح صبح پرندے آزاد کرتے تھے اور ان سے شگون لیتے تھے پر انہوں نے دیکھا کہ کوروش ایسا کرنے کا بھی قائل نہ تھا۔

دوسرے روز کوروش نے اپنے لشکر کے ساتھ نینوا کے کھنڈرات کے پاس سے کوچ کیا اور اپنے لشکر کے ساتھ وہ مغرب کی طرف بڑھا انوار و قبائل کے آنے کی وجہ سے اس کے لشکر میں بے شمار گائے اور بیل گاڑیاں اور اونٹ شامل ہو گئے تھے۔ یہ لشکر اونچی اونچی پہاڑیوں کی گھاٹیوں میں سے چلتا ہوا راستے میں پڑنے والے دریاؤں ندیوں اور راستوں کو عبور کرتا ہوا آگے بڑھا یہاں تک کہ مقدس کوہستان ارادات ان سے دور مشرق میں رہ گیا تھا اور لحظہ بہ لحظہ ان کی آنکھوں سے اوجھل ہوتا چلا جا رہا تھا اب وہ ان علاقوں میں داخل ہو گئے جو کبھی حتی قوم کی ملکیت تھے اس کے بعد ان علاقوں پر آشوریوں نے قبضہ کر لیا اور آشوریوں کے بعد اب یہ علاقے مادیوں کے قبضے میں تھے گویا ان علاقوں پر اب کوروش کی حکومت تھی اور یہ علاقے جس میں وہ اب سفر کر رہا تھا اس کے سرحدی علاقے کہلاتے تھے۔

کوروش نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا تو اس کے لشکر میں ایک کلدانی داخل ہوا جس کے ساتھ چند جنگی رتھ تھے اور یہ سارے رتھ قیمتی لیڈیائی سکوں سے بھرے ہوئے تھے جب اس شخص کو اس کی خواہش کے مطابق کوروش کے سامنے پیش کیا گیا تو کوروش نے اس یونانی کو مخاطب کر کے پوچھا اے اجنبی تم کون ہو تمہارے ساتھ یہ جنگی رتھ کیسے ہیں اور تم کس غرض اور امید کے تحت میرے لشکر میں داخل ہوئے ہو کوروش کے اس سوال پر اس یونانی نے پہلے یوناف بیوسا ہارپیگ اور امیس کا جو وہاں بیٹھے ہوئے تھے بغور جائزہ لیا پھر وہ کہنے لگا۔

اے قوم ماد اور قوم پارس کے عظیم الشان بادشاہ میرا نام ایلفیسن ہے میں لیڈیا کے بادشاہ کرزوس کا ایک ہردلعزیز مشیر ہوں میرے ساتھ جو رتھ ہیں یہ سارے لیڈیائی سکوں سے بھرے ہوئے ہیں اور یہ دولت مجھے کرزوس نے دیکر اپنے مرکزی شہر سارڈس سے اس لئے روانہ کیا تھا کہ میں اس دولت کے عوض کرائے کے یونانیوں کو بھرتی کروں اور اس کے لشکر میں شامل کروں تاکہ انہیں جنگ میں وہ تمہارے خلاف جھونک کر فتح حاصل کر سکے۔ یہ اس دولت کے ساتھ مجھے روانہ کرتے وقت کرزوس نے اپنی رعایا اپنے امراؤں اپنے مشیروں کو یہ کہہ کر مطمئن کیا تھا کہ یہ دولت ڈلفی مندر کے غائب دانوں کی طرف روانہ کی جا رہی ہے تاکہ وہ اس دولت کے عوض اس کے حق میں پیش گوئی اور دعا کریں۔ جس کے نتیجے میں اسے قوم ماد اور قوم پارس کے بادشاہ کے خلاف فتح حاصل ہو۔ یہاں تک کہنے کے بعد وہ یونانی تھوڑی دیر کیلئے رکا اور پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے دوبارہ کہنے لگا۔

اے پارسیوں اور مادیوں کے بادشاہ کرزوس ایک ظالم اور ستم گر انسان ہے اور وہ اپنی سلطنت کے اندر کسی بھی مخالف کو برداشت نہیں کرتا اور جو کوئی بھی اس کی مخالفت پر کمربستہ ہوتا

ہے وہ اسے ایسی رازداری سے ٹھکانے لگاتا ہے کہ اس کے خاندان تک کا پتہ نہیں چلتا کہ وہ کدھر غائب ہو گئے ہیں جبکہ تمہارے متعلق مجھے یہ خبریں ملیں تھیں کہ تم رحم دل ہو نرم مزاج ہو اور اپنی رعایا کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہو لہٰذا میں اس دولت کے ساتھ جو میرے ساتھ رتھوں پر لدی ہوئی ہے کرائے کے یونانیوں کو بھرتی کرنے کے بجائے تمہاری طرف آگیا ہوں اب میں یہ رتھوں میں بھری ہوئی دولت تمہارے حوالے کرتا ہوں تاکہ تم لیڈیا کے بادشاہ کرزوس پر غلبہ حاصل کرو اور جس طرح تم اپنی رعایا کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہو ایسے ہی تم کلدانی لوگوں سے رحم دلانہ سلوک کرنا کوروش اس کلدانی کی گفتگو سن کر بے حد خوش ہوا اس نے دولت سے بھرے ہوئے وہ رتھ قبول کئے اور اس یونانی کو ایک معزز مہمان کی حیثیت سے اپنے لشکر میں شامل کر لیا تھا۔ دو دن تک وہاں قیام کرنے کے بعد کوروش وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔

تیزی سے پیش قدمی کرتے ہوئے کوروش اپنے لشکر کے ساتھ اناطولیہ کے وسیع میدانوں میں داخل ہوا اس میدان کے جنوب میں دجلہ اور فرات کا منبع تھا مشرق میں ارمستان کے پہاڑی سلسلے اور شمال میں بحرہ اسود کے ساحل پر یونانیوں کی تجارتی بندرگاہیں تھیں اور اس میدان سے ان ساری سمتوں کو بڑی بڑی شاہراہیں جاتی تھیں۔ پہلے پہل جب یونانی ان میدانوں میں داخل ہوئے تو انہوں نے خیال کیا کہ یہ میدان چھوٹا سا ہے لہٰذا انہوں نے اسے اناطولیہ کا نام دیا بعد میں ان میدانوں میں داخل ہونے والے قدیم یونانیوں نے جائزہ لیا تو پتہ چلا کہ یہ تو بڑے وسیع میدان ہیں اور دور دور تک کے علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں تو انہوں نے ان علاقوں کو ایشیائی کوچک کہنا شروع کر دیا تھا۔ بہرحال اناطولیہ یا ایشیائی کوچک کے ان علاقوں میں داخل ہونے کے بعد کوروش کو اس کے مخبروں نے یہ اطلاع دی کہ انہیں میدانوں کے اندر تھوڑا سا آگے الاجا نام کے شہر میں لیڈیا کے بادشاہ کرزوس نے اپنے لشکر کے ساتھ قیام کر رکھا ہے ان مخبروں نے یہ بھی اطلاع دی کہ الاجا نام کا یہ شہر فصیل بند ہے اور اس کی فصیل کافی مضبوط ہے اور اگر اس کا محاصرہ کیا جائے تو کرزوس کے لشکر کے وہاں ہوتے ہوئے اس شہر کو فتح نہیں کیا جا سکتا۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے کوروش نے الاجا شہر سے دور ہی اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا اس کا ارادہ تھا کہ وہ وقفے وقفے سے اس شہر پر حملہ آور ہوتا رہے گا اور کرزوس کو تنگ کرتا رہے گا یہاں تک کہ وہ شہر سے باہر نکل کر جنگ کرنے پر آمادہ ہو جائے گا اور جب وہ ایسا کرے گا تو وہ ان میدانوں میں اسے عبرت خیز شکست دیکر اپنا فرمانبردار اور اپنا مطیع بننے پر مجبور کر دے گا یہ ارادہ کرنے کے بعد کوروش نے اناطولیہ کے میدان میں پڑاؤ کر لیا تھا اور اس پڑاؤ کے چند ہی دن بعد دونوں لشکروں کی چھوٹی چھوٹی ٹولیوں کے درمیان ہلکی پھلکی لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔

اس طرح گرمیاں چھوٹی موٹی جھڑپوں میں گزر گئیں یہاں تک کے خزاں کا موسم آگیا۔ اناطولیہ کے ان میدانوں کے اندر خزاں کے موسم میں آندھیاں چلنے لگیں لیڈیا والے تو ان آندھیوں اور طوفانوں سے بچنے کیلئے آلاجا شہر میں بند ہو گئے تھے جبکہ کوروش اور اس کے ساتھیوں کیلئے یہ آندھیاں خطرناک صورت اختیار کرتی جا رہی تھیں دوسری طرف لیڈیا کے بادشاہ کرزوس کو اس کے جرنیلوں نے بتایا کہ جلد ہی جاڑا شروع ہو جائے گا پھر یہ مہم جاری نہ رکھی جا سکے گی۔ اس لئے کے گھڑ سواروں کے گھوڑے یخ بستہ سطح مرتفع کی سردی برداشت نہ کر سکیں گے اپنے ان جرنیلوں کی گفتگو کو کرزوس نے بڑے غور سے سنا چونکہ دونوں لشکر گزشتہ چند ماہ سے ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھے اور اس دوران کوروش لشکر کے ساتھ کرزوس اور اس کے لشکریوں کو نقصان نہ پہنچا سکا تھا لہٰذا کرزوس نے اسے بھی اپنے خلاف فتح جانا کہ اتنے دور دراز کا سفر کرنے کے بعد کوروش یہاں آیا بھی پر اس کے خلاف کوئی کامیابی حاصل نہ کر سکا ان واقعات کی آڑ میں کرزوس نے آلاجا میں فتح کے ستون نصب کئے اور ان پر پھول نچھاور کرتے ہوئے وہ اپنے لشکر کے ساتھ آلاجا شہر سے نکل کر اپنے مرکزی شہر سارڈس کی طرف چلا گیا تھا۔

اناطولیہ کے شہر آلاجا سے اپنے شہر سارڈس کے محلوں میں آکر کرزوس نے چین کا دم لیا اس نے اپنے لشکر میں جو کرائے کے یونانیوں اور دیگر قبائلوں کو بھرتی کیا تھا۔ انہیں ان کے واجبات ادا کر کے رخصت کر دیا اور وہ اپنے گھروں کو چلے گئے کرزوس نے پورا جاڑا انہیں اپنے پاس روک کر اور انہیں تنخواہیں دیکر اپنے اخراجات میں اضافہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد دوسرا کام اس نے یہ کیا کہ بابل اور مصر کی طرف اس نے اپنے قاصد بھجوائے اور انہیں اپنے حق میں اور کوروش کے خلاف آمادہ کرنے کی کوشش کی اور انہیں یقین دلایا کہ آج اگر کوروش اس کے خلاف برسر اقتدار آیا تو ان کے خلاف بھی حرکت میں آسکتا ہے لہٰذا وہ اس کی پشت سے ان پر حملہ آور ہو جائیں۔ آلاجا سے واپسی کے بعد تیسرا بڑا کام کرزوس نے اپنے بیٹے کیلئے کیا اس کا سب سے چھوٹا بیٹا انتہائی خوبصورت اور پرکشش تھا اور وہ اپنی جسمانی ساخت اور شکل و صورت میں کوئی یونانی دیوتا معلوم ہوتا تھا۔ یہ لڑکا پیدائشی گونگا اور بہرہ تھا۔ کرزوس نے اس بچے کی صحت یابی کیلئے گھنٹوں دعائیں منگوائیں کوہ مائی کیل کی نیلٹی میں چشمے کے قریب جو اپالو دیوتا کا مندر تھا اس کے پجاریوں کو بڑے بڑے قیمتی تحائف بھجوائے اور بچے کیلئے ان سے دعائیں منگوائیں۔ لیکن کہیں سے بھی اس کی امید بر نہ آئی اور اس کا بچہ ٹھیک نہ ہوا۔ باہر سے آنے والے لوگ سوداگر اور سیاح اکثر اسے حکایتیں سنایا کرتے تھے۔ کرانتیس دیوی نے فلاں مرتے ہوئے شخص کو ٹھیک کر دیا اور اپالو نے اپنے چشمے کے قریب ایک مردہ بچے کو زندہ کر دکھایا لیکن اب کرزوس کو یقین ہوتا جا رہا تھا کہ یہ دیوتا کسی

کو کچھ نہیں دیتے اگر دیتے ہوتے تو جس قدر تحائف اس نے ان مندروں دیوی دیوتاؤں اور پجاریوں کی طرف بھجوائے تھے ان کے صلے میں اب تک اس کا بیٹا ٹھیک ہو چکا ہوتا۔ اب اپنے بیٹے کی خاطر آخری کام اس نے یہ کرنا چاہا کہ چند تحائف اس نے ڈلفی مندر کے غائب دانوں کی طرف بھجوائے اور ان سے گزارش کرے کہ وہ اس کے بچے کو ٹھیک کرنے کیلئے کچھ کریں۔

اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے کرزوس نے اپنے مرکزی شہر کے صناعوں کو ٹھوس سونے کی ایک شیلڈ تیار کرنے کا حکم دیا جب یہ تیار ہو چکی تو اس نے ڈلفی مندر کے پجاریوں کو تحفے کے طور پر بھیجی اور ان سے التجا کی کہ وہ اس کے گونگے بہرے بیٹے کیلئے کچھ کریں یہ سارے کام سرانجام دینے کے بعد کروزس اپنے مرکزی شہر سارڈس میں مطمئن ہو کر بیٹھ گیا تھا اسے یقین تھا کہ سردی کے موسم میں کوروش اس کی طرف رخ نہیں کرے گا اور سردیاں ختم ہوتے ہی وہ کرائے کے ان سارے لشکریوں کو واپس بلا لے گا جنہیں اس نے فارغ کر دیا ہے اور دوبارہ وہ کوروش کے خلاف سر پر کفن باندھ کر نہ ختم ہونے والی جنگوں کا سلسلہ شروع کر دے گا۔

دوسری طرف اناطولیہ کے میدانوں میں جب پہلی برف باری ہوئی تو کوروش کے سپہ سالاروں نے اسے بھی اسی طرح کے خطرات سے آگاہ کیا جس طرح کرزوس کو اس کے جرنیلوں نے آگاہ کیا تھا۔ کوروش کے سالاروں نے اسے اس سے بھی آگاہ کیا کہ سردیاں شروع ہونے کے بعد ان کے لشکر کے پاس سے کھانے پینے کی چیزیں ختم ہونا شروع ہو جائیں گی اور اس کے بعد ان علاقوں میں خوراک کا بندوبست نہ ہو سکے گا۔ کوروش پر اس کے سالاروں نے یہ بھی انکشاف کیا کہ اناطولیہ کے میدانوں میں رہنے والے مقامی باشندے شاہ بلوط کے بیج اس کے پھل اور سوکھائی ہوئی خشک مچھلی کے آٹے پر جاڑا کاٹ لیتے ہیں لیکن ان کے لشکریوں کو یہ چیزیں بھی اناطولیہ کے میدانوں میں میسر نہ ہوں گی لہٰذا برف باری اور سردی سے بچنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ ہمدان کوچ کیا جائے سردیاں وہاں کاٹی جائیں اور جب گرما کی ابتدا ہو تو پوری قوت سے پیش قدمی کرتے ہوئے کرزوس کے مرکزی شہر سارڈس کا محاصرہ کر لیا جائے اور اسے فتح کر کے کرزوس کو اپنا فرمانبردار بنا لیا جائے اپنے سارے سالاروں اور جرنیل کا یہ مشورہ سن کر کوروش نے ان سب کو مخاطب کر کے کہا۔

تمہارے خدشات اپنی جگہ پر درست ہیں مجھے چند دن کی مہلت دو میں کوئی فیصلہ کرنے کے بعد پھر تمہیں اپنے جواب سے آگاہ کروں گا۔ کوروش کا یہ جواب سن کر اس کے سالار کسی قدر مطمئن ہو گئے تھے اور انہیں امید ہو گئی تھی کہ کوروش چند دن تک واپسی کا حکم دے دے گا۔

ایک روز جبکہ اناطولیہ کے میدانوں میں برف باری ہو رہی تھی۔ یوناف اور بیوسا اپنے خیمے میں مٹی کی بنی ہوئی انگیٹھی میں جلتی آگ سے اپنے آپ کو گرم رکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ایسے میں یوناف کی گردن پر ابلیکا نے تیز لمس دیا۔ اس پر یوناف چونک سا پڑا اور اس نے ذو معنی انداز میں بیوسا کی طرف دیکھا بیوسا بھی اس اشارے کو سمجھ گئی تھی کہ ابلیکا یوناف کی گردن پر لمس دیکر کچھ کہنا چاہتی ہے لہٰذا وہ بھی یوناف کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔ اپنا ریشمی لمس دینے کے بعد ابلیکا نے مٹھاس بھری آواز میں یوناف سے کہنا شروع کیا۔

سنو یوناف میں تمہیں ایک بری خبر سے مطلع کرتی ہوں کوروش چونکہ تم دونوں کے ساتھ انتہائی مخلص اور رازدار ہے لہٰذا اس کی حفاظت کرنا بھی ہمارا کام ہے تم جانتے ہو کہ لیڈیا کا بادشاہ کرزوس سردی اور برف باری کے باعث اپنے لشکر کو لیکر واپس اپنے مرکزی شہر سارڈس کی طرف جا چکا ہے کوروش کے لشکر کے اندر بھی چند لوگ ایسے ہیں جو چاہتے ہیں کہ کوروش بھی اپنے لشکر کے ساتھ اناطولیہ کے میدانوں سے نکل کر ہمدان کا رخ کرے تاکہ یہ لشکری سردیاں آرام اور عیش میں اپنے گھروں میں گزار سکیں کچھ سردار تو کوروش کے اس جواب پر ضرور مطمئن ہیں کہ وہ انہیں واپس جانے یا نہ جانے کے فیصلے سے چند دن میں آگاہ کرے گا لیکن چند ایک سردار ایسے بھی ہیں جو کوروش کے اس فیصلے کو ناپسند کرتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ لشکر کو فی الفور یہاں سے کوچ کر کے ہمدان واپس چلا جانا چاہئے۔ لہٰذا ایسے لوگوں نے کوروش کے خلاف ایک سازش تیار کی ہے یہ سازشی سردار آج آنے والی رات کو کوروش پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے اور اس کا کام تمام کر دیں گے کوروش کا خاتمہ کرنے کے بعد وہ اپنے ہی ایک سردار کو بادشاہ بنانا چاہتے ہیں اور باقی عہدوں پر اپنے چھوٹے سرداروں کو متعین کرنا چاہتے ہیں۔ ان بغاوت پر آمادہ سرداروں اور سالاروں کا تعلق قوم ماد سے ہے جن کے دلوں میں اب تک سابق بادشاہ ازدھاک کیلئے تھوڑی بہت ہمدردی باقی ہے میں ان کے ارادوں سے آگاہ کر رہی ہوں تاکہ ان کی سازشوں سے کوروش کو محفوظ رکھا جا سکے۔ ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

ابلیکا میری عزیزہ کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم مجھے قوم ماد سے تعلق رکھنے والے ان سرداروں کے نام بتا دو جو اس سازش میں ملوث ہیں اور جو آنے والی رات میں کوروش پر حملہ آور ہو کر اس کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ میں ان کے نام اپنے ذہن میں محفوظ کر لوں اور کوروش کو ان کی بدنیتی اور سازش سے آگاہ کر سکوں اس پر ابلیکا ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہنے لگی ہاں میں تمہیں ان کے نام بتاتی ہوں اور ان لوگوں سے تم کوروش کی ضرور حفاظت کرنا اس کے ساتھ ہی ابلیکا یوناف کو ان سازشی سالاروں کے نام بتانے لگی تھی۔

ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف کے پہلو میں بیٹھی ہوئی بیوسا نے بڑے پیار میں یوناف کے

کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا میری طرف سے ابلیکا سے یہ پوچھیں کے عارب بنیطہ اور عزازیل کس حال میں ہیں کیا اب وہ ہمارے خلاف کوئی نئی سازش کرنے کو تیار نہیں۔ بیوسا کے اس سوال پر یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ ابلیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ اے ابلیکا بیوسا کہتی ہے کہ تم ہمیں عارب بنیطہ اور عزازیل کے متعلق بھی کچھ بتاؤ کہ وہ ہم سے دور رہ کر ہمارے خلاف کوئی نئی سازش تو تیار نہیں کر رہے۔ اس پر ابلیکا نے ایک ہلکا ہلکا پیار بھرا قہقہہ لگایا اور پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

میں بیوسا کی اس گفتگو کو سن چکی ہوں عزازیل تو اپنے روزمرہ کے کاموں میں مصروف ہے اور جہاں تک عارب اور بنیطہ کا تعلق ہے تو وہ ابھی تک سامریہ کی سرائے میں قیام کئے ہوئے ہیں بظاہر یہ دونوں میاں بیوی ایک منجمد اور بیکار زندگی گزار رہے ہیں اور جہاں تک میں جانتی ہوں انہوں نے ابھی تک کوئی ایسی سازش تیار نہیں کی جو تمہارے لئے خطرہ ثابت ہو سکے اگر ایسا ہوا تو میں پہلے ہی تمہیں مطلع کروں گی۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا یوناف کی گردن پر ہلکا ہلکا لمس دیتے ہوئے ہٹ گئی تھی۔

ابلیکا کو ہٹے ہوئے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ یوناف اور بیوسا کے خیمے میں کوروش اور ہار بیگ داخل ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کر یوناف اور بیوسا دونوں نے ان کا استقبال کیا اور جب وہ دونوں ان کے قریب آکر آگ کی انگیٹھی کے پاس بیٹھ گئے تب کوروش نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو یوناف تم دونوں میاں بیوی نے ایک دنیا ایک جہاں ایک وقت دیکھا ہوا ہے۔ میں ایک عام کام کے سلسلے میں تم دونوں میاں بیوی سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں میرا مقصد یہ ہے کہ میرے کچھ لشکری چاہتے ہیں کہ ہم اناطولیہ کے میدانوں سے کوچ کر کے واپس ہمدان جائیں اور سردیاں وہاں گزارنے کے بعد واپس ان علاقوں کی طرف آئیں اور پوری قوت سے لیڈیا کے بادشاہ کرزوس کے خلاف جنگ کی ابتدا کریں۔ تم دونوں میاں بیوی کا اس معاملے میں کیا ارادہ ہے کیا ہمیں واپس جانا چاہئے یا اناطولیہ کے میدانوں ہی میں قیام کر کے لیڈیا کی سلطنت پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرنی چاہئے مجھے کوئی جواب دینے سے پہلے تم دونوں میاں بیوی یہ بات خیال میں رکھنا کہ اب ان میدانوں کے اندر برف باری ہر روز اپنے عروج کی طرف آتی رہے گی۔ چاروں طرف برف ہی برف پھیل جائے گی اور ہمیں یہاں کھانے کیلئے کچھ نہ ملے گا۔ ان علاقوں میں صرف شاہ بلوط کے بیج اس کے پھل اور خشک مچھلی ہی میسر ہے جس سے بڑی مشکل کے ساتھ یہاں کے مقامی لوگوں کی ضروریات میسر ہوتی ہیں۔ ہمارے لشکر کے پاس خوراک کا ذخیرہ دن بدن کم ہوتا جا رہا ہے اور اگر یہ

ذخیرہ ختم ہو گیا تو ان علاقوں میں ہمیں کھانے کو کچھ نہ ملے گا اور ہمارے لشکری بھوکے مرنا شروع ہو جائیں گے پس اس صورتحال کو نگاہ میں رکھتے ہوئے مجھے کوئی ایسا مشورہ دو کہ میں اپنے لشکریوں کو بھی مطمئن کر سکوں اور لیڈیا کی سلطنت کے خلاف کامیابیاں بھی حاصل کر سکوں یہاں تک کہنے کے بعد کوروش جب خاموش ہو گیا تو یوناف تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر اس نے باری باری ہار بیگ اور کوروش کی طرف دیکھا پھر بولا اور کہنے لگا۔ سنو کوروش اس سلسلے میں میں تمہیں ایسا مشورہ دوں گا جو قابل عمل اور آسان ہو گا تمہیں اپنے لشکر کے ساتھ اناطولیہ کے میدان سے نکل کر ہمدان کی طرف جانے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ اگر تم ایسا کرتے ہو تو تمہارے لشکریوں میں سستی چھا جائے گی اور تم سردیاں ختم ہونے کے بعد دوبارہ جب ان سرزمینوں کا رخ کرو گے تو لیڈیا کا بادشاہ کرزوس تمہیں اپنے ساتھ چھوٹی چھوٹی جھڑپوں میں مصروف رکھے گا اس طرح دوبارہ موسم سرما آجائے گا اور تمہارے لشکری دوبارہ یہ مطالبہ کریں گے کہ واپس ہمدان کی طرف جانا چاہئے اس طرح تم لیڈیا کے خلاف کوئی بھی کامیابی حاصل نہ کر سکو گے۔

میرا مشورہ یہ ہے کہ اناطولیہ کے میدانوں سے نکل کر ہمدان کی طرف جانے کے بجائے مشرق کی طرف دریائے ہیلس کا رخ کیا جائے تم جانتے ہو کہ دریائے ہیلس یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے اس دریا کو عبور کرنے کے بعد ہم تمولس کے کوہستانی سلسلے میں داخل ہو جائیں گے۔ اس کوہستانی سلسلے میں برفباری نہیں ہوتی اور وہ ان علاقوں کی نسبت زیادہ گرم علاقہ ہے تمولس کی وادیوں کے اندر بے شمار چھوٹے چھوٹے شہر وادیاں اور قصبے ہیں وہاں چند ہفتوں تک قیام کرنے کے بعد ہم اپنے لشکر کیلئے خوراک کا کافی ذخیرہ حاصل کر سکتے ہیں اور جب ہم دیکھیں کہ خوراک کا اتنا بڑا ذخیرہ ان وادیوں سے حاصل ہو گیا ہے جو ہمارے لشکریوں کیلئے کئی ماہ تک کام دے سکتا ہے تو پھر ان سردیوں کے عروج میں ہی ہمیں دوبارہ دریائے ہیلس کو عبور کرنے کے بعد ان علاقوں کی طرف آنا چاہئے اور بڑی برق رفتاری سے لیڈیا کے مرکزی شہر سارڈس کا جا محاصرہ کرنا چاہئے۔ اگر ہم ایسا کریں تو ہم لیڈیا کے خلاف بہترین کامیابیاں حاصل کر سکتے ہیں اس لئے کہ لیڈیا کا بادشاہ کرزوس سوچ تک نہیں سکتا کہ ہمارا لشکر اس برفباری اور سردی میں بھی اس پر حملہ آور ہو سکتا ہے لہٰذا اس نے اپنے لشکریوں کو اپنے اپنے گھروں کی طرف روانہ کر دیئے ہوں گے۔ اس طرح ان حالات میں ہم ان پر کاری ضرب لگا کر اور ان کے خلاف کامیابیاں حاصل کرتے ہوئے اسے اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا سکتے ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو کوروش اپنے چہرے پر گہری مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے بولا۔

سنو یوناف تم نے مجھے یہ مشورہ دیکر میرا دل خوش کر دیا ہے۔ قسم اس خداوند کی جو اس

ساری کائنات کا خداوند ہے میں اس مشورے سے متعلق سوچ تک نہیں سکتا تھا جو تم نے مجھے دیا ہے یقیناً میں اس پر عمل کرکے کامیابیاں اور کامرانیاں حاصل کر سکتا ہوں میں تمہارے مشورے پر فی الفور عمل کروں گا اور کل ہی اناطولیہ کے میدانوں سے کوچ کروں گا اور دریائے ہیلس کو عبور کرنے کے بعد تمولسن کی وادیوں میں داخل ہو کر اپنے لشکر کیلئے زیادہ سے زیادہ خوراک حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد کوروش جب خاموش ہوا تو یوناف نے پہلے کی نسبت زیادہ سنجیدگی سے کوروش کو مخاطب کرکے کہنا شروع کیا۔

تمہارے لشکر میں کچھ ایسے بھی سردار ہیں تو ہمدان کی طرف واپس جانا چاہتے ہیں اور تمہارے خلاف گہری سازش بھی تیار کر چکے ہیں۔ ان سرداروں کا تعلق مادی قوم سے ہے اور ان کے دلوں میں ابھی تک ماد کے سابق بادشاہ ازدھاک کیلئے ہمدردیاں موجود ہیں ان سرداروں نے یہ سازش تیار کی ہے کہ آنے والی رات کو ہمارے خیمے پر حملہ آور ہوں اور تمہارا کام تمام کرنے کے بعد اپنے ایک سردار کو قوم پارس اور قوم ماد کا بادشاہ مقرر کرنے کے بعد اپنے لئے اعلیٰ مدارج حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں لہٰذا میں تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں کہ آج کی رات تم اپنے لئے بہترین حفاظت کا سامان کرنا اگر تم کہو تو میں اور بیوسا دونوں میاں بیوی تمہارے خیمے سے باہر گھات پر بیٹھ کر پہرہ دیں گے تاکہ جب وہ سازشی سردار حملہ آور ہوں تو اس سے نپٹا جا سکے اپنے خلاف اس انکشاف پر کوروش اور ہار پیگ چونک سے پڑے اور ان کے رنگ پیلے پڑ گئے تھے دونوں نے ایک بار بڑے غور سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر کوئی فیصلہ کرتے ہوئے کوروش یوناف سے کہنے لگا تمہیں اس سازش کی کیسے خبر ہوئی اور قوم ماد سے تعلق رکھنے والے وہ سردار کون ہیں جو میرے خلاف یہ سازش تیار کر رہے ہیں۔ اس پر یوناف کہنے لگا یہ مت پوچھو کہ مجھے کیسے خبر ہوئی تم جان لو کہ میں کچھ مافوق الفطرت قوتوں کا بھی مالک ہوں بس انہیں قوتوں سے مجھے یہ اطلاع ملی اس کے بعد یوناف کوروش اور ہار پیگ کو ان سرداروں کے نام بتا دیئے جو اس سازش میں ملوث تھے سب نام سننے کے بعد ہار پیگ کا رنگ غصے میں سرخ ہو گیا تھا۔ اس کے چہرے پر کرختگی اور ناگواری چھائی تو پھر وہ غصے بھری آواز میں کہنے لگا۔

اگر یہ سارے سردار کوروش کے خلاف سازش تیار کر چکے ہیں تو یہ ہمارے ہاتھوں سے نہیں سکیں گے میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ آج کی رات ان سرداروں کی آخری رات ہوگی۔ سنو یوناف میرے بھائی تم دونوں میاں بیوی کو کوروش کے خیمے سے باہر پہرہ دینے کی ضرورت نہیں ہے میں خود کوروش کی حفاظت کا سامان کروں گا جو اس سازش میں ملوث ہیں اور صبح ان سارے سرداروں کے سر کاٹ کر میں کوروش کے سامنے پیش کروں گا تاکہ لشکر کے اندر آئندہ کسی اور مادی سردار کو ہمارے خلاف سازش تیار کرنے کی جرات اور ہمت نہ ہو سکے۔ ہار پیگ جب خاموش ہوا تو کوروش بولا اور کہنے لگا۔

ہار پیگ ٹھیک کہتا ہے یوناف اب تم دونوں میاں بیوی کو اس سلسلے میں زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہار پیگ میرے خیمے کی حفاظت کرنے کے ساتھ ساتھ ان سازشی سرداروں سے بھی نبٹ لے گا اور ہاں تم دونوں میاں بیوی اس خطرے سے میری بیوی انیس کو خبر نہ کرنا ورنہ وہ خوامخواہ میں پریشان ہوتی پھرے گی۔ اب تم دونوں میاں بیوی آرام کرو آج رات ان سازشی سرداروں کا قلع قمع کرنے کے بعد کل یہاں سے تمولس کی وادیوں کی طرف کوچ کیا جائے گا اس کے ساتھ ہی کوروش اور ہار پیگ یوناف اور بیوسا کے خیمے سے نکل گئے تھے۔

اس رات ابلیکا کی دی ہوئی خبر کے مطابق واقعی ہی کچھ سردار کوروش کے خیمے پر حملہ آور ہوئے لیکن ہار پیگ نے پہلے ہی اپنے آدمی گھات میں بٹھا رکھے تھے اور جونہی یہ سردار حملہ آور ہوئے ہار پیگ کے آدمی گھات سے نکل کر ان سرداروں پر ٹوٹ پڑے اور انہیں گرفتار کر لیا اور ان سرداروں کے سر کاٹ دیئے پھر رات ہی کے وقت کوروش کو جگایا گیا اور ان سازشی سرداروں کے سر کوروش کے سامنے پیش کر دیئے۔ لشکر کے اندر رات ہی کے وقت اعلان کر دیا گیا کہ فلاں فلاں سردار نے کوروش کے خلاف سازش کرنے کی کوشش کی تھی لہٰذا ان کے سر کاٹ دیئے گئے ہیں اس طرح لشکر میں کوروش اور ہار پیگ کا رعب اور دبدبہ چھا گیا تھا پھر دوسرے روز لشکر اناطولیہ کے میدان سے نکل کر تمولس کے کوہستانی سلسلے کی طرف چلا گیا تھا۔

یوناف کی تجویز کے مطابق کوروش نے چند ہفتوں تک کوہستان تمولس کی وادی میں قیام کیا اس دوران اس نے اپنے لشکر کیلئے خوراک کے وسیع ذخائر حاصل کر لئے ساتھ ہی اس نے ان وادیوں میں اپنے لشکریوں کو چند ہفتوں تک ستانے کا موقع بھی فراہم کر دیا گھوڑے بھی ان گرم وادیوں میں ہری ہری گھاس چر کر کچھ توانا ہو گئے تھے پھر اچانک اس نے عین ان دنوں میں لیڈیا کی سلطنت کی طرف کوچ کیا جب برفباری اور سردی اپنے عروج پر آگئی تھی۔ دوسری طرف لیڈیا کا بادشاہ کرزوس اپنے مرکزی شہر سارڈس میں پرسکون دن گزار رہا تھا اسے امید تک نہ تھی کہ کوروش اس کڑاکے کی سردی اور برف باری میں اس کی طرف پیش قدمی کر سکتا ہے لہٰذا جن دنوں وہ اپنے محل کے اندر آگ اور شراب سے دل بہلا رہا تھا اس کے مخبروں میں سے ایک نے اسے یہ خبر دی کہ اس نے جنوب کی طرف سے اپنی سلطنت میں داخل ہونے والے راستوں پر انجانے گھوڑ سواروں کو کوہستانی سلسلے سے ان شاہراہوں کی طرف گھوڑے دوڑاتے دیکھا ہے جو لیڈیا کے مرکزی شہر سارڈس کی طرف آتی ہیں۔ کرزوس نے ان اطلاعوں پر کوئی یقین نہ کیا اور انہیں صرف

افواہ جان کر ٹال دیا۔

کرزوس ایسا کرنے میں حق بجانب بھی تھا اس لئے کہ وہ یہ سوچ رہا تھا کہ بھلا اس کڑاکے کی سردی میں کوئی لشکر کوئی فوج کیسے برف سے ڈھکے ہوئے کوہستانوں کو عبور کر کے ان شاہراہوں پر آ سکتی ہے جو اس کے مرکزی شہر سارڈس کی طرف آتی ہیں اس کے علاوہ کرزوس کا کوروش سے پالا بھی نہ پڑا تھا وہ اس کی فطرت اس کے ارادوں سے بھی واقف نہ تھا۔ لہٰذا اس نے اس خبر پہ کوئی دھیان نہ دیا اور برابر اپنے محل کے اندر مستی اور شراب میں ڈوبا رہا۔

اس کے بعد کرزوس کو دوسری خبر ملی اور یہ اسے اپنے ان سرحدوں چوکیوں کی طرف سے ملی تھی جو کوہستان تمولس کی طرف تھیں ان سرحدوں چوکیوں سے اسے یہ پیغام ملا تھا کہ کچھ وحشی گھوڑ سوار جو انجانے ناآشنا دیو معلوم ہوتے ہیں کوہستان تمولس کی طرف سے نمودار ہو کر ہماری ان وادیوں میں داخل ہو چکے ہیں جو کالے کالے انگوروں کی بیلوں، دوسرے پھلوں اور سبزہ زاروں سے اٹی پڑی ہیں ابھی یہ دوسری اطلاع آنے پر کرزوس کو محسوس ہوا کہ یہ تو اچانک عجیب انہونی ہو گئی ہے جو اب اس کے ٹالے سے بھی نہ ٹل سکے گی۔ وہ ایک عجیب دشواری اور تکلیف دہ حالات میں مبتلا ہو گیا تھا اس لئے کہ اس نے جو کرائے کے یونانی اور دیگر قبائلی حاصل کئے تھے انہیں اس نے ان کا معاوضہ دیکر فارغ کر دیا تھا۔ اب اگر انہیں وہ معاوضہ دیکر طلب کرے تو بھی وہ اس قدر جلد نہ پہنچ سکیں گے کہ وہ حملہ آوروں کا مقابلہ کر سکیں۔ اس نے جو اپنے قاصد سمرنا، اسپارٹا، مصر اور بابل کی طرف روانہ کئے تھے وہ بھی ابھی تک اس کیلئے کوئی جواب نہ لیکر آئے تھے حملہ آوروں سے متعلق یہ خبریں اب اس کے مرکزی شہر اور اس کے گردونواح میں بھی پھیل گئی تھیں اور رات کے وقت وہ سارڈس شہر اور اس کے گردونواح میں اپنے پجاریوں کی دعائیں بھری آوازیں آسانی سے سن سکتا تھا۔

چند دن بعد کرزوش نے دیکھا کہ اس کی سرحد پر بسنے والے وہ قبائلی جو ماضی میں اس کے خلاف بغاوتیں کرتے رہتے تھے اور بار بار اس کے خلاف سر اٹھاتے ہوئے اس کے خلاف اذیت کا باعث بنتے رہے تھے وہ حملہ آور کوروش کے لشکر کے آگے آگے بھاگتے ہوئے اس کے مرکزی شہر سارڈس کی فصیل کے باہر جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔ کرزوس کی سلطنت کے وہ جرنیل اور سپہ سالار جو ماضی میں ان سرکش قبائل کو زیر کرنے میں ناکام رہے تھے وہ خوش تھے کہ یہ قبائل حملہ آوروں کے آگے بھاگتے ہوئے ان کے مرکزی شہر کی فصیل سے باہر آ جمع ہوتے ہیں انہیں اطمینان تھا کہ اگر کوروش اپنے لشکر کے ساتھ ان کے مرکزی شہر پر حملہ آور ہوتا ہے تو سب سے پہلے ان کے نیزے اور تلواریں شہر سے باہر ڈیرہ لگانے والے ان قبائیلوں پر ہی برسیں گی جو ماضی میں ان کیلئے دردِ سر بنے رہے ہیں۔

ان حالات کے تحت لیڈیا کے بادشاہ کرزوس نے اپنے لشکر کو ترتیب دیا اور اس لشکر کو اپنے چند جرنیلوں میں تقسیم کرنے کے بعد اس لشکر کو شہر سے روانہ کیا تاکہ اپنے مرکزی شہر سے دور ہی کوروش کا مقابلہ کیا جائے شہر سے نکل کر یہ لشکر بڑی تیزی سے جنوب کی طرف بڑھا اور مرکزی شہر سارڈس سے چند میل دور جنوب میں وہ ایک کھلے میدان کے اندر خیمہ زن ہو گیا تھا دوسرے دن کوروش بھی اپنے لشکر کے ساتھ اس میدان میں کرزوس کے لشکر کے سامنے خیمہ زن ہوا اور دونوں لشکر جنگ کی تیاریاں کرنے لگے تھے۔

دوسرے روز جب دونوں لشکر اپنی اپنی صفیں درست کرنے لگے تو اپنے قریب کھڑے کوروش اور ہار پیگ کو مخاطب کر کے یوناف کچھ کہنے ہی والا تھا کہ کوروش اس سے پہلے ہی بول پڑا اور ہار پیگ کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو ہار پیگ۔ میں اس جنگ میں لشکر کو کلیتاً" تمہارے تحت کرتا ہوں میں دیکھتا ہوں کہ تم کیسے کرزوس کے اس لشکر کا مقابلہ کرتے ہوے میں صرف اپنے لشکر کے اندر رہ کر تمہارے لشکر کا انتظام کرنے کا جائزہ لوں گا اس جائزہ لینے میں میری بیوی ایمسس یوناف اور بیوسا بھی میرے ساتھ ہوں گے۔ کوروش جب اپنی بات ختم کر چکا تو یوناف نے ہار پیگ کو مخاطب کر کے کہا۔

ہار پیگ میں تمہارے سامنے ایک ایسی تجویز پیش کرتا ہوں اگر تم اس پر عمل کر دکھاؤ تو پھر تم لمحوں کے اندر کرزوس کے لشکر کو شکست دیکر کامیابی حاصل کر سکتے ہو۔ میری تجویز پر عمل کر کے تم جہاں دشمن کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتے ہو وہاں دوسری طرف اپنے لشکر کو زیادہ نقصان پہنچنے سے بچا سکتے ہو۔ یوناف کی یہ گفتگو سن کر ہار پیگ کی آنکھوں میں کامیابی اور امید کی چمک پیدا ہوئی پھر وہ یوناف کے اور قریب ہوا اور رازداری کے ساتھ پوچھنے لگا میرے عزیز وہ کونسی تجویز ہے جو تم مجھ سے کہنا چاہتے ہو جس پر میں عمل کر کے دشمن کو نقصان پہنچاتے ہوئے اور اپنے لشکر کو نقصان سے بچاتے ہوئے فتح اور کامیابی سے ہمکنار کر سکتا ہوں۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

وہ تدبیر جو میں تم سے کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم نے اپنے گھوڑ سواروں کو اگلی صفوں میں رکھا ہوا ہے جبکہ تمہاری طرف دیکھتے ہوئے کرزوس کے جرنیلوں نے بھی اپنے گھوڑ سواروں کو اگلی صفوں میں رکھا ہوا ہے اس پر کوروش نے فوراً" بیچ میں بولتے ہوئے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ ان میں کوئی تبدیلی کر دینی چاہئے اس پر یوناف پھر بولتے ہوئے کہنے لگا۔ جو بات میں کہنا چاہتا ہوں وہ مکمل ہو لینے دیں اس کے بعد دونوں ملکر جائزہ لیں کہ میری تدبیر درست ہے یا نہیں ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ تم نے اپنی اگلی جنوبی صفوں میں گھوڑ سواروں کو رکھا ہوا ہے اگر تم ان گھوڑ

سواروں کے سامنے اپنے شتر سواروں کو لاؤ تو تمہاری فتح یقینی ہے میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے لشکر میں بے شمار توانا شتر ہیں انہیں اپنے گھوڑ سواروں کے سامنے لا کھڑا کرو اس لئے کہ یہ شتر عرب کے ریگستانوں کے علاوہ قوم عیلام اور قوم ایران کی سرزمینوں میں پائے جاتے ہیں اور ان علاقوں کے گھوڑے ان اونٹوں سے خوب آشنا ہیں لیکن لیڈیا کی سلطنت میں اونٹ نہیں پائے جاتے لہٰذا جن گھوڑوں پر لیڈیا کے جنگجو سوار ہوں وہ اونٹوں سے شناسا نہیں ہے جب دشمن کے گھوڑ سوار ہم پر حملہ آور ہونے کیلئے آگے بڑھیں گے اور وہ ہماری صفوں کے سامنے اونٹ سواروں کو دیکھیں گے تو ان کے گھوڑے اونٹوں کو دیکھ کر بدک کھڑے ہوں گے اس لئے کہ یہ اونٹ ان کیلئے اجنبی اور بالکل ایک اجنبی جانور ہو گا اسے دیکھ کر ان سے گھوڑے خوفزدہ ہو کر واپس بھاگیں گے اور اپنے ہی لشکر کو روندتے ہوئے چلے جائیں گے اس طرح تم عین اس موقع پر حملہ کر دینا جب دشمن کے گھوڑے واپس بھاگ رہے ہوں گے اس طرح دشمن کو بے پناہ نقصان پہنچانے کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو نقصان پہنچنے سے بچا سکتے ہو یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا تھا۔

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں ہارپیگ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ کوروش پہلے ہی بول پڑا اور کہنے لگا میں یوناف کی اس تجویز سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں اس لئے کہ واقعی لیڈیا کی سلطنت میں اونٹ نہیں پائے جاتے اور لیڈیا کے سورماؤں کے گھوڑے اونٹوں کو دیکھ کر ضرور بدک جائیں گے لہٰذا ہمیں فی الفور صفوں کے سامنے اپنے ان گنت اونٹوں کو لا کھڑا کرنا چاہیے کوروش جب خاموش ہوا تو ہارپیگ کہنے لگا میں بھی یوناف کی اس تجویز سے مکمل اتفاق کرتا ہوں یہ اونٹوں کو سامنے لانا ہی ہمارے لئے فائدے اور کامیابی کا باعث بن سکتا ہے اس کے ساتھ ہی ہارپیگ نے قریب کھڑے ہوئے چند سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے شتر سواروں کو لشکر کے اگلے حصے میں آنے کا حکم دیں تھوڑی دیر بعد لشکر میں تبدیلی کر دی گئی اور شتر سوار دستوں کو گھوڑ سواروں کے سامنے لا کھڑا کیا گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب جنگ کی ابتدا ہوئی تو یوناف کا کہنا درست ہوا اس لئے کہ لیڈیا کے گھوڑ سوار جب اپنے گھوڑوں کو ایڑھ لگاتے ہوئے آگے بڑھے کہ کوروش کے لشکر پر حملہ آور ہوں ان کے گھوڑے جب کوروش کے لشکر کے شتر سوار دستوں کے سامنے آ گئے تو اگلی صفوں کے سارے گھوڑے اونٹوں کو اپنے سامنے دیکھ کر بدک کھڑے ہوئے ان کے سواروں نے انہیں سنبھالنے اور مطمئن کرنے کی بھرپور کوشش کی لیکن ان کی ہر کوشش ناکام ہوئی اونٹوں کو دیکھ کر ان کے گھوڑے ایسے خوفزدہ ہوئے کہ اپنے سواروں کو اپنی پیٹھ سے گراتے ہوئے اور اپنے لشکر کی پچھلی صفوں کو روندتے ہوئے نکل گئے تھے عین اس موقع پر [illegible] نے اپنے لشکر کو کرزوس کے لشکر پر حملہ آور

ہونے کا حکم دے دیا تھا اس حملے کے ہوتے ہی کوروش کے لشکریوں نے کرزوس کے لشکر کے اندر ایک طوفان کھڑا کر دیا تھا۔ دوسری طرف کرزوس کے جرنیلوں اور لشکریوں نے جب دیکھا کہ ان کے گھوڑے اونٹوں سے بدک کر اس طرح واپس آئے ہیں کہ اپنی صفوں کو روندتے چلے گئے ہیں تو کرزوس کے جرنیلوں نے اس موقع پر بڑی دانشمندی سے کام لیا گو اس وقت تک ہارپیگ حملہ آور ہو چکا تھا لیکن ابھی تک ان کے لشکر کا کوئی زیادہ نقصان نہ ہوا تھا لہٰذا کرزوس کے جرنیلوں نے فوراً اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ وہ بھاگ کر شہر کے اندر محصور ہو جائیں کرزوس کا لشکر کوروش کے لشکر کے سامنے پسپا ہو کر فوراً شہر میں محصور ہو گیا شہر میں داخل ہونے والے دروازے بند کر لئے گئے کوروش نے بڑی کوشش کی کہ شہر کے دروازے اس قدر مضبوط تھے کہ وہ توڑے نہ جا سکے اور کوروش یوناف بیوسا اور ہارپیگ اپنے لشکر کے ساتھ سارڈس شہر سے باہر ایک چھوٹی سی جھیل تھی اس کے کنارے خیمہ زن ہو گئے تھے۔

اس حالت میں کوئی ایک ہفتہ گزر گیا کہ ایک روز کرزوس کا ایک مخبر اس کے پاس آیا اس وقت کرزوس اپنے محل کی بالائی منزل کے ایک کمرے میں وادیوں کے اندر اس جھیل کی طرف دیکھ رہا تھا جس کے کنارے کوروش اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہو چکا تھا اپنے کمرے میں اس مخبر کو دیکھتے ہوئے کرزوس چونکا پھر اسے مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔ کیا تم میرے لئے کوئی اچھی اور نئی خبر لیکر آئے ہو اس پر وہ مخبر کہنے لگا۔ اے بادشاہ آپ نے مجھے دشمن کے لشکر کا جائزہ لینے کیلئے روانہ کیا تھا اور میں مکمل طور پر ان سے متعلق تفصیل حاصل کر کے لوٹا ہوں۔ اس کی یہ گفتگو سن کر کرزوس خوش ہوا اور پوچھنے لگا بتاؤ تم نے دشمن کے لشکر میں کیا دیکھا اس پر وہ مخبر پھر بولا اور کہنے لگا۔

اے بادشاہ یہ حملہ آور بھی عجیب لوگ ہیں میں نے اندازہ لگایا کہ ان کا لشکر گھوڑوں کی چراہ گاہ معلوم ہو رہا تھا۔ انہوں نے اپنے پڑاؤ کی اطراف میں جہاں باغ ہی باغ ہیں کسی ایک درخت کو بھی آگ لگا کر نہیں جلایا۔ کسی مکان کے سامنے دروازے پر خون نہیں بہایا ہے اور نہ قیدیوں کی ٹولیاں بنا کر ایک دوسرے کو رسیوں میں باندھ کر جکڑا ہے حالانکہ اس سے پہلے جب کیمرونیوں نے ان سرزمینوں پر حملہ کیا تھا تو انہوں نے یہ سب باتیں کر دکھائیں تھیں۔

یہ حملہ آور ایسے دکھائی دے رہے ہیں کہ انہیں یہ بھی یاد نہیں کہ کوئی لڑائی ہوئی ہے اپنے خیموں کی پرلی طرف وہ گھوڑ دوڑ کے مقابلے کرواتے ہیں پہاڑوں کی ڈھلانوں پر چڑھ کر جہاں پتھری دار نخلستان ہے میں پچھلے موسم کا پھل اکٹھا کرنے میں وہ کاشتکاروں کا ہاتھ بٹا رہے ہیں مگر شراب کی دکان پر رکھے ہوئے مٹکوں کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے اور سب سے بڑھ کر یہ بات کہ یہ دکان والوں

کے مشکوں کو بیچنے کیلئے شراب بھرنے میں ان کی مدد ضرور کرتے ہیں اور اپنے مشکوں میں ندی کا شفاف پانی استعمال کرنے کیلئے بھرتے ہیں نخلستانوں کے لوگ اور دکان دار ان کی اس کارگزاری سے خوش ہو رہے ہیں۔

اس کے علاوہ اے بادشاہ ان حملہ آور دشمنوں نے ہماری ندی کے کنارے ایسی رسم ادا کی ہے جو یونانیوں کو بڑی عجیب معلوم ہوئی ہے۔ ان حملہ آوروں نے دو جڑواں چٹانوں کو قربان گاہ بنا کر ان پر آگ جلائی اور پجاری جو سفید نمدے کی ٹوپیاں پہنے ہوئے تھے سرو کے پتلے پتلے تنوں کے بنے ہوئے ڈنڈوں سے شعلے اٹھائے اور ان پر پانی اور شہد چڑھاتے رہے میں نے ان کے لشکر میں داخل ہو کر جب یہ پوچھا کہ یہ کیسے اور کس طرح کی رسم ادا کی جا رہی ہے تو ایک پارسی سپاہی نے مجھے بتایا کہ ان کی ایک مقدس اور بہت بڑی دیوی ہے جس کا نام اناہیتا ہے اور اس دیوی کو خوش کرنے کیلئے ندی کے کنارے یہ رسم ادا کی جا رہی ہے اے بادشاہ جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے یہ حملہ آور اوروں کی نسبت مختلف، دیانت دار اور پر خلوص ہیں اور یہ ہمارا شہر فتح کئے بغیر واپس نہیں جائیں گے اس مخبر کی یہ گفتگو سن کر کرزوس فکر مند ہو گیا تھا اس نے مخبر کو تو واپس بھیج دیا تاہم وہ بیٹھ کر گہرے تفکرات میں ڈوب گیا تھا۔

کرزوس کو جب یہ خبر ملی کہ حملہ آوروں نے اپنی بڑی دیوی اناہیتا کی رسم ادا کی ہے تو اس نے بھی اپنے دیوی ارتمیس کی پرستش کی رسم شہر میں ادا کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اس ارتمیس نام کی دیوی کو لیڈیا کے کمان بردار اپالو دیوتا کا نسوانی وجود سمجھتے تھے اس کے علاوہ اس دیوی سے متعلق ان کے یہ بھی تصورات تھے کہ بیل دیوی کے بھیس میں ارتمیس اس دھرتی کو سنبھالے ہوئے ہے کرزوس کے محل میں جو اس دیوی کا بت تھا خواجہ سرا نسوانی لباس میں پجاریوں کی طرح اس دیوی کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ کرزوس کی بیویاں اس کی بیٹیاں اور ان کی سہیلیاں اس مندر میں اپنے چہروں سے نقاب اٹھا کر دیوی ارتمیس کی پوجا پاٹ کیا کرتی تھیں اس دیوی کو بڑی طاقت ور خیال کیا جاتا تھا اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ دیوی نہ صرف لیڈیا کی عورتوں بلکہ سلطنت کی بھی محافظ دیوی ہے چنانچہ اپنی اس دیوی کو خوش کرنے کیلئے کرزوس نے ارتمیس دیوی کے مندر کے ستون دار راہداری کے سامنے کھلے صحن میں قربانی کی رسم ادا کرنے کا فیصلہ کیا۔ غلاموں کو اس نے حکم دیا کہ لکڑیوں کی ایک چتا تیار کی جائے جس میں لکڑیوں کی ہر تہہ کچھ اس طرح بچھائی جائیں جس پر جھاڑ جھنکار رکھا ہوا ہو اور اعلان کروا دیا کہ اگر اس کے دشمن شہر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تو وہ اس چتا میں بیٹھ کر جل مرے گا۔ اس کا خیال تھا کہ اس چتا میں جل مرنا پوجا پاٹ کرنے کیلئے اس کے مندر کے سامنے اس نے اپنے اور اپنے اہل خانہ کیلئے ایک بہت بڑی چتا پہلے سے تیار کروالی تھی۔

شہر سے باہر جھیل کے کنارے اپنے خیمے میں یوناف اور بیوسا دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد خیمے کے سامنے ایک درخت کے قریب بیٹھے ہوئے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ بیوسا کے ساتھ گفتگو کرتے کرتے یوناف جب اچانک خاموش ہو گیا تو بیوسا بھی سمجھ گئی کہ ابلیکا کسی موضوع پر شاید گفتگو کرنے لگی ہے یوناف کی گردن پر لمس دینے کے بعد ابلیکا نے بڑی خوشگوار آواز میں یوناف سے کہنا شروع کیا۔

لیڈیا کا بادشاہ کرزوس اپنے لشکر کے ساتھ اپنے شہر سارڈس میں محصور ہو چکا ہے اور وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس کا شہر ناقابل تسخیر ہے اس کے اطراف میں کافی مضبوط اور بلند فصیل ہے جسے عبور کر کے شہر میں داخل ہونا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے اس کے علاوہ اس شہر پناہ کے دروازے لوہے کے ہیں اور اتنے مضبوط ہیں کہ انہیں مختلف جنگی حربوں سے توڑا نہیں جا سکتا ان انتظامات کے بعد کرزوس مطمئن ہے کہ اگر دشمن اس کے اردگرد کے علاقوں میں تباہی مچا سکتا ہے تو وہ اس کے مرکزی شہر سارڈس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ سنو یوناف میں تمہیں ایسا آسان طریقہ بتاتی ہوں جسے استعمال کر کے اس سارڈس شہر کو بڑی آسانی اور زیادہ نقصان کا سامنا کئے بغیر فتح کیا جا سکتا ہے ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف چونکا پھر وہ ابلیکا کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

اے ابلیکا وہ کونسا آسان طریقہ ہے جسے استعمال کر کے لیڈیا کے اس مرکزی شہر کو آسانی کے ساتھ فتح کر لیا جا سکتا ہے یوناف جب خاموش ہوا تو ابلیکا پھر کہنے لگی اگر لیڈیا کے مرکزی شہر سارڈس کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آئے گی کہ اس شہر کے مغرب سے بالکل شہر سے ٹکرا کر ایک ندی گزرتی ہے اسی ندی سے یہاں کے لوگ کھیتی باڑی کا کام بھی کرتے ہیں اور یہ جھیل جہاں ہمارا لشکر خیمہ زن ہوا ہے یہ جھیل مصنوعی ہے اور اسی ندی سے پانی لیکر بنائی گئی ہے شہر کے جس حصے سے یہ ندی ٹکرا کر گزرتی ہے اس طرف فصیل نہیں بنائی گئی بلکہ ندی کے اس جانب مضبوط پہاڑی سلسلہ ہے اسے ہی شہر پناہ کے طور پر استعمال کیا گیا یہ پہاڑی سلسلہ نچلے حصے سے سنگلاخ ہے جس کے ساتھ ندی ٹکرا کر گزرتی ہے مگر اوپر سے بالکل بھربھرا ہے اور اس کی دوسری خاصیت یہ ہے کہ یہ کافی بلند ہے اور شہر کی اصل فصیل سے بھی یہ پہاڑی کا سلسلہ کسی قدر اونچا ہے لہٰذا اس پہاڑی سلسلے کی وجہ سے مغربی حصے کو محفوظ خیال کرتے ہوئے اس جانب بہتر پناہ تعمیر نہیں کی گئی یہی وہ حصہ ہے جسے استعمال کرتے ہوئے سارڈس شہر کو آسانی سے فتح کیا جا سکتا ہے۔

شہر کے ساتھ ٹکرا کر بہنے والی ندی کے اندر تھوڑی دور تک آگے جا کر اوپر نگاہ دوڑائیں تو بھربھرے کوہستانی سلسلے کے اندر چڑھنے اترنے کیلئے چھوٹی چھوٹی سیڑھیاں فصیل کے محافظوں نے

بنا رکھی ہیں ان میں سیڑھیوں کے ذریعے وہ اترتے چڑھتے ہیں اور ندی سے اپنے استعمال کیلئے پانی حاصل کرتے ہیں۔ ان سیڑھیوں کے ذریعے کچھ سپاہی اگر اوپر چڑھ جائیں اور رسیوں کی سیڑھیوں کو نیچے پھینک دیں تو لشکر کا بہت بڑا حصہ آسانی سے اوپر جا سکتا ہے اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو اس کوہستانی سلسلے کے اوپر چڑھنے کیلئے مزید سیڑھیاں بنائی جا سکتی ہیں اور اگر اس طرف سے ایک بار لشکر اوپر چڑھنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر کرزوس کسی بھی صورت شہر کا دفاع نہ کر سکے گا یوناف کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی اور وہ خوشکن آواز میں کہنے لگا سنو ابلیکا میں کہاں کہاں تمہارا شکریہ ادا کر سکتا ہوں جو طریقہ کار تم نے ابھی ابھی بتایا ہے یقیناً" اس سے سارڈس شہر کو فتح کیا جا سکتا ہے۔

میں اس سلسلے میں ابھی کوروش سے بات کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی یوناف خیمے سے اٹھ کھڑا ہوا اور بیوسا بھی اس کے ساتھ چل دی تھی کوروش کے خیمے میں داخل ہو کر یوناف نے اس پر ان ساری باتوں کا انکشاف کر دیا تھا جو ابلیکا نے اس سے کہی تھیں کوروش یہ معاملہ سن کر خوش ہوا اس نے فوراً" ہارپیگ کو طلب کیا سہ پہر کے قریب وہ سب ندی کے کنارے ٹہلنے کے بہانے شہر کی طرف گئے انہوں نے دیکھا کہ شہر کا مغربی حصہ جہاں ندی ٹکرا کر شہر سے گزرتی تھی وہاں واقعی ہی کوئی فصیل نہ تھی صرف کوہستانی سلسلہ تھا جو فصیل سے بھی اوپر تک چلا گیا تھا یہ پہاڑی سلسلہ واقعی بھربھرا تھا اور اس پر چڑھنا بھی آسان تھا صورتحال کا جائزہ لینے کے بعد کوروش یوناف اور ہارپیگ واپس چلے گئے اور اپنے لشکر کو حملہ آور ہونے کیلئے تیار کرنے لگے تھے۔

اسی روز شام کے قریب جس وقت سورج غروب ہو رہا تھا کوروش یوناف اور ہارپیگ اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے اور ندی کی طرف سے جو کوہستانی سلسلہ تھا اس کے ذریعے سے پہلے انہوں نے اپنے چند سپاہیوں کو اوپر چڑھایا اس طرف چونکہ سارڈس شہر کے محافظ عموی پہرہ نہیں دیا کرتے تھے لہٰذا کسی کو خبر تک نہ ہوئی کہ کوروش کے کچھ محافظ اوپر چڑھ چکے ہیں اور انہوں نے رسیوں کی سیڑھیاں نیچے پھینک دی ہیں اور رسیوں کی ان سیڑھیوں سے کوروش کے لشکری ان چٹانوں اور کوہستانی سلسلے پر بڑی تیزی سے چڑھنے لگے تھے۔ لیڈیا کے محافظ چونکہ اس کوہستانی سلسلے کی طرف گشت نہیں کرتے تھے اس لئے انہیں کافی دیر بعد پتہ چلا کہ حملہ آور فصیل پر چڑھنے کے بعد شاہی محل اور اس کے اطراف کے علاقوں میں گھسنا شروع ہو گئے ہیں قبل اس کے کہ وہ فصیل کے محافظ عملی طور پر حرکت میں آتے اور اپنے حکمران کرزوس کو اس حادثے کی اطلاع کرتے کوروش کے لشکریوں نے شاہی محل اور شہر میں داخل ہو جانے کے بعد محل میں جہاں ابھی غروب آفتاب کا اجالا پھیلا ہوا تھا چیخ و پکار کے ساتھ تلواریں بھی ٹکرانے لگی تھیں اور ان کی جھنکاروں سے فضا گونج اٹھی۔

محل کی راہداریوں میں بھڑکتے ہوئے شعلوں کی پھک پھک اور عورتوں کی چیخوں اور خوفزدہ غلاموں کی بھگدڑ سے ایک قیامت سی برپا ہو گئی تھی۔ کرزوس جو اپنے درباری امیروں کے ساتھ محل کے ایک دور افتادہ کونے میں بیٹھا حالات پر مشورہ کر رہا تھا اسے اس وقت خبر ہوئی جب سارا معاملہ ہاتھ سے نکل چکا تھا وہ جب اپنے درباری امیروں کے ساتھ بھاگتا ہوا نکلا تو انہوں نے دیکھا خواجہ سراء اس چتا کو آگ لگا چکے تھے جس میں کرزوس اپنے اہل خانہ کے ساتھ جل مرے کا عہد کر چکا تھا۔ کرزوس نے یہ بھی دیکھا کہ کچھ حملہ آور سپاہی اس چتا کے پاس بھی پہنچ گئے تھے اور کلہاڑے مار مار کر چتا کو بجھانا شروع کر دیا تھا یہ صورتحال دیکھتے ہوئے محل کے اندر کام کرنے والے خواجہ سرا اپنے چاقو اور خنجر نکالے حرم سرا کے دروازوں کی طرف بھاگنے لگے تھے تاکہ وہ کرزوس کی بیویوں اور بیٹیوں کے گلے کاٹ دیں تاکہ وہ حملہ آوروں کے ہاتھ نہ چڑھ جائیں۔ کرزوس یہ سب کچھ پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا وہ اپنی بیویوں اور بیٹیوں کی طرف بڑھنے والے ان خواجہ سراؤں کو روک بھی نہ سکا تھا۔

اچانک کرزوس چونک سا پڑا اس لئے کہ اس نے دیکھا کہ اس کی حرم کی طرف بڑھتے ہوئے خواجہ سرا بری طرح بدکی ہوئی گھوڑیوں کی طرح واپس آنے لگے تھے۔ اس لئے کہ حرم سرا پر حملہ آوروں کا قبضہ ہو چکا تھا اور انہوں نے خواجہ سراؤں کو عورتوں اور لڑکیوں کو قتل نہ کرنے دیا تھا۔ اس لئے سارے خواجہ سرا واپس بھاگ رہے تھے بہرحال حملہ آوروں نے اس چتا کو بھی بجھا دیا تھا جس کے اندر کرزوس نے جل مرنے کا عہد کر لیا تھا۔ کرزوس وہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا مگر اسی دوران چند حملہ آور اس کے قریب آئے اور اسے گرفتار کر لیا اور اس کے ہاتھ پاؤں انہوں نے رسیوں سے باندھ دیئے تھے دوسری طرف شہر کا محافظ لشکر حملہ آوروں کے سامنے زیادہ دیر تک مزاحمت نہ کر سکا اس محافظ لشکر کا مکمل طور پر صفایا کر دیا گیا اور شہر پر کوروش کا قبضہ ہو گیا تھا۔ اس طرح کوروش نے مادی سلطنت کے بعد لیڈیا کو بھی اپنے سامنے زیر کر دیا تھا۔

شہر کی فتح کے بعد کوروش یوناف بیوسا اور ہارپیگ شاہی محل کی طرف آئے انہوں نے دیکھا کہ ان کے کچھ سپاہیوں نے کرزوس کو گرفتار کر رکھا تھا اسکے ہاتھ پاؤں انہوں نے رسیوں میں جکڑ رکھے تھے۔ کوروش کرزوس کے پاس آیا تھوڑی دیر تک بڑے غور اور انہماک سے اسے دیکھتا رہا پھر اس نے قریب کھڑے اپنے لشکریوں کو مخاطب کر کے کہا اس کے ہاتھ پاؤں کھول دو۔ جب ایک سپاہی نے آگے بڑھ کر کرزوس کے ہاتھ پاؤں کھول دیئے تو کوروش نے کرزوس کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو کرزوس تم میری سلطنت پر قبضہ کرنے کیلئے ڈلفی مندر کے غائب دانوں سے رجوع کرتے رہے ہو اور اپنی طاقت اور قوت پر تم نے کوئی بھروسہ نہیں کیا جبکہ میں نے ایسا نہیں کیا میں نے تم پر حملہ آور ہونے کیلئے کسی ڈلفی مندر سے صلاح مشورہ نہیں کیا میں نے اپنی قوت ارادی اور اپنے فیصلوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے وفادار لشکر کے ساتھ تمہاری طرف پیش قدمی کی اور تم دیکھتے ہو کہ آج میں تمہاری سلطنت پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو چکا ہوں۔ دیکھو شہر میں داخل ہونے کے بعد مجھے یہ خبر ہوئی تھی کہ تم نے اپنے اور اہل خانہ کیلئے ایک چتا تیار کی ہے اور شکست کی صورت میں تم نے جل مرنے کا ارادہ کر لیا ہے میں نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا تھا کہ اس چتا کو فی الفور بجھا دیا جائے اور سنو تمہاری بیویوں اور تمہاری بچیوں اور تمہارے بیٹوں کو بھی نہیں مرنے دیا گیا وہ زندہ سلامت ہیں اور تمہاری حرم سرا میں محفوظ ہیں۔ اس حرم سرا کے اردگرد میں نے اپنے کچھ محافظ لگا دیئے ہیں جو ان کی حفاظت کریں گے اور سنو کرزوس تمہاری حرم سراء کی طرح تمہاری بھی حفاظت کی جائے گی۔ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا گو ہم تمہیں مغلوب کر چکے ہیں تمہاری سلطنت پر قبضہ کر چکے ہیں لیکن تمہاری جان کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا اس لئے میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اب تم لیڈیا کی سلطنت کے حکمران تو نہیں رہو گے یہاں میں اپنے کسی جرنیل کو تمہارے علاقوں کا والی مقرر کروں گا اور تم اپنی باقی ماندہ زندگی اپنے سارے اہل خانہ کے ساتھ میرے لشکر میں بسر کرو گے۔ تمہاری حیثیت میرے لشکر میں ایک مشیر ایک مصاحب کی سی ہو گی اور جب ان جنگوں کا سلسلہ ختم ہو جائے گا تو تمہیں پرسکون زندگی بسر کرنے کیلئے پارسا گردیا ہمدان میں آباد کر دیا جائے گا۔

اپنے متعلق یہ فیصلہ سن کر کرزوس کسی قدر مطمئن ہو گیا تھا۔ دوسری بات جو اس کے اطمینان کو تقویت دے رہی تھی وہ یہ کہ اس کے اہل خانہ بھی محفوظ تھے اور وہ آنے والے دنوں میں اچھے دن گزارنے کی امید کر رہا تھا۔ وہ ان سوچوں میں غرق تھا کہ کوروش نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ اب تم میرے آگے آگے چلو اور مجھے اپنے ان خزانوں کی طرف لیکر چلو جو تم نے محفوظ کر رکھے ہیں جن کے بل بوتے پر تم نے میرے ساتھ جنگ کی ابتدا کی ہے اور جن سے تم محض مندر کے غائب دانوں کو نوازتے رہے ہو۔ جواب میں کرزوس نے کچھ بھی نہ کہا اور وہ خاموشی سے ایک طرف چل دیا۔ یوناف بیوسا ہارپیگ اور چند محافظ بھی کرزوس کے پیچھے پیچھے ہو لئے تھے۔

آہستہ آہستہ آگے چلتے ہوئے کرزوس انہیں دیوان عام میں لایا جہاں سنگ مرمر کی منقوش اور نادر تصاویر آویزاں تھیں اس کے بعد وہ کوروش اور اس کے ساتھیوں کو اپنے کتب خانے میں لے گیا۔ اس کا کتب خانہ بھی بہت بڑا اور نایاب کتب سے بھرا پڑا تھا۔ وہاں سے نکل کر اس نے

انہیں محل کا وہ صحن دکھایا جس میں جشن کی تقریبیں منعقد ہوتی تھیں۔ اس کے بعد وہ انہیں لیکر اپنے شاہی خزانے کی طرف بڑھا کوروش اور اس کے ساتھیوں نے دیکھا کہ خزانے کے کواڑ برنجی تھے اور جونہی کرزوس نے ان کے اندر چابیاں ڈال کر گھمائیں وہ کواڑ چیختے ہوئے کھل گئے اندر داخل ہوتے ہوئے کوروش اور اس کے ساتھی دنگ رہ گئے۔ وہ خزانہ تہہ خانے کی صورت میں تھا۔ جس کے اندر چاندی سونے اور چاندی ملے سونے کی ان گنت سلاخیں رکھی ہوئی تھیں کوروش نے اس سارے خزانے پر قبضہ کر لیا شہر پر اس نے اپنا ایک حاکم مقرر کر دیا پھر وہ شہر سے باہر اپنے پڑاؤ میں چلا گیا تھا۔

لیڈیا کی سلطنت پر مکمل قبضہ کرنے اور مرکزی شہر سارڈس کے حالات درست کرنے کے بعد کوروش یونیا اور اسپارٹا کی سلطنت کی طرف متوجہ ہوا یونیا ایک چھوٹی سی ریاست تھی جو سارڈس شہر سے نزدیک ہی ایشیائی ساحل پر تھی۔ اس کا سارا دارومدار اپنی بندرگاہ پر تھا جس کا نام سمرنا تھا اور وہاں سے یونان اور دیگر ممالک کو تجارتی سامان آتا جاتا تھا۔ سمرنا یونیا والوں کی بندرگاہ ہونے کے ساتھ ساتھ مرکزی شہر بھی تھا۔ دیگر جو چھوٹے شہر تھے انہیں قصبے کہا جا سکتا تھا اس لئے کہ ایک سمرنا ہی ان کے پاس بڑا شہر تھا۔ چھوٹی سلطنت ہونے کی وجہ سے وہ ماضی میں لیڈیا کے ماتحت اور اس کے حلیف بن کر رہ رہے تھے۔ یونیا میں یونانیوں کی حکومت تھی اور ریاست کی زیادہ تر آبادی بھی انہیں پر مشتمل تھی۔ جہاں تک اسپارٹا کا تعلق ہے تو وہ سمندر پار یونانیوں کی بڑی باعظمت اور طاقتور سلطنت تھی۔ بہر حال دونوں سلطنتوں کی طرف کوروش نے اپنے قاصد بھجوائے اور انہیں اپنا مطیع اور فرمانبردار بننے کا حکم دیا۔

چند دن بعد جو قاصد اس نے یونیا کی طرف بھجوائے تھے وہ واپس آئے اور انہوں نے کوروش کو یونیا والوں کا یہ جواب سنایا کہ وہ چند شرائط کے عوض کوروش کے فرمانبردار بننے پر تیار ہیں انہوں نے یہ بھی شرط پیش کی کہ کوروش اپنے لشکر کے ساتھ ان کے مرکزی شہر سمرنا کی طرف آئے اور وہاں شرائط طے کر لی جائیں۔ کوروش نے اس کو تسلیم کر لیا اور اپنے لشکر کے ساتھ وہ یونیا کی ریاست میں داخل ہوا اور سمرنا کی بندرگاہ سے باہر اس نے اپنے لشکر کا پڑاؤ کر لیا تھا پھر اس نے سمرنا کے حکمران اور اراکین سلطنت کو اپنے لشکر میں طلب کیا۔

یونیا کے حکمران اور اراکین سلطنت کی آمد سے پہلے کوروش نے یوناف بیوسا اور اپنی بیوی ایسس کے علاوہ ہارپیگ کے ساتھ سمرنا کی بندرگاہ کا جائزہ لیا۔ انہوں نے دیکھا کہ جس خلیج کے کنارے وہ بندرگاہ بنی ہوئی تھی اس کا پانی ٹھہرا ٹھہرا اور پرسکون لگتا تھا۔ اس خوشنما خلیج کے ساحل پر ایک طویل پہاڑی سلسلہ تھا جس کی دو اونچی چوٹیاں جڑواں دکھائی دیتی تھیں۔ بندرگاہ کے کنارے

دور دور تک سفید عمارتیں پھیلی ہوئی تھیں جبکہ بندرگاہ میں یونانی کشتیاں اور کالے کالے کنعانی مال بردار جہاز لنگر انداز تھے۔

کوروش نے بندرگاہ کے قریب ہی دونوں کوہستانی چوٹیوں کی طرف دیکھا کہ ان کوہستانی چوٹیوں کی طرف بہت سے لوگ آجا رہے تھے لہٰذا اس نے چند مقامی لوگوں کو اپنے پاس بلایا اور ان سے لوگوں کے ان چوٹیوں کی طرف جانے کی وجہ معلوم کی۔ اس پر ایک یونانی نے جو پارسیوں کی زبان سمجھتا تھا وہ کوروش سے کہنے لگا یونانیوں کے ہاں اس کوہستانی سلسلے کی دونوں چوٹیاں مقدس اور محترم جانی جاتی ہیں۔ اس لئے کہ ایک چوٹی پیسون دیوتا کا مندر ہے اور یونانیوں کے عقیدے کے مطابق سمندر پر اس دیوتا کا حکم چلتا ہے۔ دوسری چوٹی پر نیمس دیوی کی قربان گاہ بنی ہوئی ہے۔ یہ بھی یونانیوں کی بہت بڑی دیوی ہے اور یونانی عقیدے کے مطابق اس دیوی نے سمندر ہی سے جنم لیا تھا اور جو بھی فانی انسان اپنی طاقت پر گھمنڈ کرنے لگتے ہیں یہ دیوی انکا گھمنڈ انکا غرور پاش پاش کر کے رکھ دیتی ہے۔ اس پیسون دیوتا اور نیمس دیوی کو لیڈیا کی سلطنت میں ایسی ہی مقبولیت حاصل تھی جیسے ان دونوں کو ہمارے ہاں ہے۔ کوروش شاید ان یونانی ترجمانوں سے مزید کچھ دریافت کرتا لیکن اسے اطلاع دی گئی کہ یونیا کا حکمران اپنے اراکین سلطنت کے ساتھ اس کے پڑاؤ میں پہنچ گیا ہے اور انہیں کوروش کے خیمے میں بٹھا دیا گیا ہے لہٰذا کوروش یوناف بیوسا امیس اور ہارپیگ کے ساتھ پلٹا اور اپنے خیمے میں داخل ہوا۔ اس نے بڑی نرمی اور شفقت سے یونیا کے اراکین سلطنت کا استقبال کیا پھر وہ انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو یونیا کے حکمران اور اراکین سلطنت میں نے تم لوگوں کو یہاں اس لئے طلب کیا ہے کہ تم میرے فرمابردار میرے ماتحت بن کر رہو اس لئے کہ تم جانتے ہو کہ میں نے تمہاری ہمسایہ مملکت لیڈیا کو فتح کر لیا ہے اور اب انکا مرکزی شہر میرے ماتحت ہے۔ اگر تم بھی میرے فرمابردار بنتے ہو تو میں تمہارے خلاف حرکت میں نہیں آؤں گا اور جس طرح اب زندگی بسر کر رہے ہو اسی طرح پر سکون زندگی گزارنے کے مواقع تمہیں فراہم کروں گا اور اگر تم نے میری بات نہ مانی تو پھر میں وہی کچھ کروں گا جو اس سے پہلے میں لیڈیا والوں کے ساتھ کر چکا ہوں اس پر یونیا کا حکمران اٹھا اور کوروش کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

آپ کے فرمابردار اور مطیع بننے سے پہلے ہمیں اس بات کی ضمانت دی جائے کہ ہمارے لئے حالات ویسے ہی سازگار رہیں گے جیسے ہمارے لئے لیڈیا کے بادشاہوں کے زمانے میں ہوا کرتے تھے۔ یونیا کے حکمران کا یہ جواب سن کر کوروش تھوڑی دیر تک اسے الجھتے ہوئے انداز میں دیکھتا رہا۔ پھر وہ دوبارہ بولا اور کہنے لگا۔

اے یونیا کے حکمران اس موقع پر میں تم سب کو ایک حکایت سناتا ہوں اس حکایت اور کہانی کو غور سے سننا اور پھر مجھے اپنے آخری فیصلے سے آگاہ کرنا۔ اس کے بعد کوروش انہیں وہ کہانی سناتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو یونیا والو ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک نے نواز تھا۔ اور نے نوازی کرنے کے ساتھ ساتھ وہ مچھلیاں پکڑ کر بھی اپنی گزر بسر کرتا تھا ایک روز وہ ساحل پر کھڑے ہو کر غور سے سمندر کو دیکھتا رہا پھر اس نے مچھلیوں کو حکم دیا کہ خشکی پر آکر میری نے کی آواز پر ناچو۔ مگر مچھلیوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک خشکی پر آکر ناچنے کیلئے تیار نہیں ہوں گے جب تک خشکی پر وہی حالات پیدا نہ کئے جائیں جو ہمیں پانی کے اندر میسر ہیں ان مچھلیوں کا یہ جواب سن کر وہ نے نواز تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر اس نے اپنا جال سنبھالا اور پانی میں پھینکا اور ڈھیر ساری مچھلیاں اس نے ساحل پر پھینک دیں جو زمین پر گر کر تڑپنے لگی تھیں۔ پھر وہ مچھیرا اپنی نے بجانے لگا اور ایسا دکھائی دینے لگا تھا کہ اسکی نے پر وہ تڑپتی ہوئی مچھلیاں رقص کرنے لگی ہوں۔

یہاں تک کہنے کے بعد کوروش تھوڑی دیر کیلئے خاموش ہوا پھر وہ دوبارہ ان یونانیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سنو یونیا کے یونانیو یہ جو کہانی اور داستان میں نے تمہیں سنائی ہے یہ بڑی عبرت خیز ہے بشرطیکہ تم اس پر غور کرو۔ یونیا کا حکمران اور اس کے اراکین سلطنت سمجھ گئے تھے کہ کوروش ہمیں کیا دھمکی دے رہا ہے یعنی اگر وہ سیدھی طرح فرمابردار نہ ہوئے تو وہ ان کی سلطنت سے اینٹ سے اینٹ بجا کر انہیں تڑپتی ہوئی مچھلیوں کی طرح چھوڑ دے گا۔ لہٰذا انہوں نے آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ وہ بغیر کسی شرط اور پیشگی ضمانت کے کوروش کے فرمابردار اور مطیع بن کر رہیں گے۔ اس طرح لیڈیا کی سلطنت کے بعد یونیا پر بھی کوروش کا قبضہ ہو گیا تھا۔

کوروش یوناف بیوسا امیس ہارپیگ چند روز تک یونیا ہی میں قیام کئے رہے یہ علاقہ کوروش کو اس قدر پسند آیا کہ اس نے اپنے لشکر کو بھی وہیں بلا لیا اسی دوران وہ قاصد بھی لوٹ آئے جو اس نے سمندر پار اسپارٹا والوں کی طرف بھجوائے تھے یہ قاصد اپنے ساتھ یونانیوں کا ایک سفیر بھی لے کر آئے تھے جو اپنی حکومت کی طرف سے کوروش کے نام ایک پیغام لے کر آیا تھا۔ یہ پیغام اسپارٹا کے سفیر نے کوروش کی خدمت میں پیش کر دیا۔ کوروش نے مقامی یونانیوں کو وہ پیغام اسے اس کی زبان میں سنانے کو کہا جس پر ان یونانیوں نے لفظ بہ لفظ اس پیغام کا ترجمہ کرتے ہوئے کوروش کو سنا دیا اس پیغام میں لکھا تھا۔

پارساگرد کے بادشاہ کوروش کو ساحل اناطولیہ کے یونانی شہروں کو کوئی گزند پہنچانے سے گریز

کرنا چاہیے ورنہ وہ اسپارٹا والوں کے غیظ و غضب سے نہ بچ سکے گا۔

جب یہ پیغام کوروش کو سنایا گیا تو اسے غصہ آگیا اسے وہ یونانی یاد آگئے تھے جو کولچی ساحل پر اسپارٹا کے تاجروں کو سونا خریدنے میں جھک جھک کرتے دیکھ چکا تھا اسے یونانی تاجروں کی ساری باتیں یاد آگئیں چنانچہ اس نے یونانی سفیر کو مخاطب کر کے کہا۔ میں ایسے لوگوں کی دھونس میں کیا آؤں گا جو صرف کسی منڈی میں یکجا ہوں وہ بھی اس لئے کہ کھانے پینے کی چیزوں پر جھگڑیں اور ایک دوسرے کو جھمہ دیکر روپیہ اینٹھنے کی کوشش کریں پھر اس نے اس سفیر کو تنبیہہ کرتے ہوئے کہا اگر میری صحت زیادہ عرصہ اچھی رہی تو اسپارٹا والوں کو اناطولیہ کے ساحلوں پر بسنے والے یونانیوں کے مفادات کے بجائے اپنے مصائب کا دکھڑا رونے پر مجبور کروں گا۔

یونیا شہر کے قیام کے دوران کوروش بے حد خوش تھا۔ اس نے جائزہ لیا کہ اس شہر میں بہترین اشیائے خوردنی پائی جاتی ہیں اس کے لشکری جو اپنے وطن میں صرف دودھ پینے پر گزارا کرتے تھے اب اس کی جگہ پنیر کھانے لگے تھے۔ پہلے وہ اپنے گھروں میں تلوں کا تیل استعمال کرتے تھے اب اس کی بجائے وہ روغن زیتون اپنے استعمال میں لانے لگے تھے اور چوزوں کی جگہ یونیا شہر میں وہ پیٹ بھر کر بٹیر کھاتے تھے لیڈیا کے سابق بادشاہ کرزوس کو اپنے باورچیوں پر بڑا ناز تھا وہ خاص قسم کا مزیدار سالن بناتے تھے جس کا شوربہ میٹھا ہوتا تھا اور سالن پر پانی کے بجائے شراب پی جاتی تھی۔ کوروش کو کرزوس کے باورچیوں کا پکا ہوا سالن بے حد پسند تھا۔ کوروش کے ساتھی جو مشرقی لوگ تھے وہ بربط پر گاتے تھے وہ یونیا کے وحشی یونانیوں کی بانسری یا شہنائی کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ایک روز جبکہ یوناف بیوسا ہارپیگ کرزوس کوروش اور امیس کے خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس موقع پر کرزوس نے جواب تک کوروش سے کافی حد تک بے تکلف ہو چکا تھا کوروش کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو کوروش میں تمہیں ایک ایسے شہر کی نشاندہی کرتا ہوں جس کا کوئی حاکم کوئی منتظم نہیں اور شہر کے لوگ خود ہی اس شہر کا نظم و نسق چلاتے ہیں۔ اس شہر کا نام ملطیہ ہے اور وہ اس یونیا شہر سے تھوڑے ہی فاصلے پر ہے کرزوس کے اس انکشاف پر کوروش یوناف بیوسا، ہارپیگ اور امیس دنگ سے رہ گئے تھے اس موقعہ پر یوناف نے کرزوس کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اس شہر میں کون لوگ رہتے ہیں جن کا کوئی حاکم نہیں ہے اور شہر کے نظم و نسق کو کیسے چلانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اس پر کرزوس بولا اور کہنے لگا اس شہر میں سب عالم اور فلسفی رہتے ہیں اور وہ مل جل کر اس شہر کا انتظام چلاتے ہیں اس پر یوناف نے کوروش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اس شہر و ضرور دیکھنا چاہئے جواب میں کوروش کہنے لگا تمہارا اندازہ درست ہے ہم ضرور جائیں گے میں نے پہلے کبھی اس شہر کے متعلق نہیں سنا جس کا کوئی حاکم کوئی والی کوئی منتظم نہ ہو۔ بہرحال ہم کل ہی یہاں سے ملطیہ کی طرف کوچ کریں گے اور اے کرزوس اس کوچ سے پہلے میں تم سے ضروری اطلاعات حاصل کرنا چاہتا ہوں اس پر کرزوس چونکا اور پوچھا کیسی اطلاعات جواب میں کوروش کہنے لگا۔

سنو کرزوس تمہاری مملکت میں ٹرائے نام کا ایک شہر ہوا کرتا تھا جس پر کبھی یونانی اور مقامی لوگوں میں ایک لڑکی ہیلن کی وجہ سے دس سال تک جنگ ہوتی رہی کیا تم بتا سکو گے کہ اس وقت وہ شہر کیسا ہے آباد ہے یا کھنڈر ہو چکا ہے اس پر کرزوس افسردگی اور اداسی میں کہنے لگا وہ شہر جس کا تم نے پوچھا ہے اب بالکل کھنڈر ہو چکا ہے کبھی ایسا دور تھا کہ شہر آباد تھا اور یونانیوں کے ساتھ ہیلن کی وجہ سے جنگ سے پہلے ہی شہر ایشیا کے بڑے بڑے شہروں میں شمار کیا جاتا تھا اور تجارت کا بہت بڑا مرکز تھا لیکن ہیلن کی وجہ سے جنگ کے بعد یہ شہر کھنڈر ہو چکا ہے اب وہاں پر صرف چند افراد پر مشتمل ایک بحری ناکہ بندی ہے جہاں اس ناکہ بندی کے لوگ وہاں سے گزرنے والے بحری جہازوں سے ٹیکس وصول کرتے ہیں اس کے علاوہ اب اس ٹرائے کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔ ٹرائے شہر سے متعلق یہ سن کر کوروش بھی تھوڑی دیر کیلئے اداس اور افسردہ ہو گیا تھا۔ اتنی دیر تک اس کے محافظ سب کیلئے کھانا لے آئے پھر وہ سب مل کر کھانا کھانے لگے تھے دوسرے روز کوروش اپنے لشکر کے ساتھ یونیا سے ملطیہ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

یونیا شہر سے نکل کر کوروش اپنے لشکر کے ساتھ دریائے مینڈر کے کنارے کنارے آگے بڑھتا رہا یہ دریا پیچ و خم کھاتا ہوا جنوب کی طرف جاتا ہے۔ اس کے کنارے کنارے آگے بڑھتے ہوئے کوروش ملطیہ شہر جا پہنچا۔ یہ شہر عجیب و غریب تھا یہاں خشکی ختم ہو جاتی تھی اور آگے سمندر شروع ہو جاتا تھا۔ یہاں وہ ایک وادی میں اترے جہاں ہر وقت روشنی اور تابناکی رہتی تھی۔ یہ وادی دو پہاڑیوں کے بیچ میں تھی۔ جس میں پٹڑیاں اور سیڑھیاں کاٹ کر باغات لگائے گئے تھے جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے اندازہ لگایا کہ ملطیہ کی بندرگاہ میں کوئی حاکم شہر نہ تھا جو شہریوں کے معاملات کی غور و پرداخت کرتا اس لئے جب وہ ملطیہ پہنچا تو کوئی حاکم اس کے استقبال کیلئے شہر سے باہر نہ نکلا تھا۔

اس کے وہاں پہنچنے کے بعد جو لوگ اس کے پاس تحائف پیش کرنے اور اپنی وفاداری کا اظہار کرنے اس کے پاس آئے تھے ان سے کوروش کو پتہ چلا کہ اس شہر میں رہنے والے سب عالم، فلسفی سائنس دان اور ستارہ شناس ہیں۔ انہوں نے بلا حیل و حجت کوروش کو اپنا بادشاہ مان لیا اور آئندہ کیلئے اس کا مطیع اور فرمانبردار رہنے کا عہد کیا۔ یہاں قیام کے دوران اس نے دیکھا کہ واقعی

اس شہر کا کوئی حکمران نہ تھا بلکہ شہر کے لوگ مل جل کر سارا انتظام چلاتے تھے۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ ملطیہ کے لوگوں کی تاریخی روایات اس کے علاوہ کچھ نہ تھی کہ وہ آزادی کی زندگی بسر کرتے آئے تھے اسے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان لوگوں کے آباؤ اجداد مغرب کی طرف کے جزیرے کریٹ سے نقل و حرکت کر کے اور جہازوں کے ذریعے سے یہاں پہنچے تھے۔ وہ لوگ جو اس سے ملنے اور تحائف پیش کرنے آئے تھے۔ انہوں نے فخریہ کہا کہ ہم ماضی کی یادوں میں کھوئے رہنا پسند نہیں کرتے بلکہ ہماری نظریں تو مستقبل پر ہیں اور یہ مستقبل ان کارناموں سے بنے گا جو ہم انجام دیں گے۔

کوروش ان کی باتیں سن کر تو بے حد خوش ہوا لیکن انکی حالت اور انکی موجودہ حالت اسے بالکل پسند نہ آئی اس نے دیکھا ان کے بازاروں میں ٹھیلے چلتے تھے ان کے گھوڑے ویسے ہی پرانی وضع کے تھے جیسے غیر ترقی یافتہ لوگوں کے ہوتے ہیں وہ ابھی تک آرامی زبان بولنے والے قبائیلیوں کی طرح بھیڑ بکریوں کی کھالوں پر لیٹے ہوئے تھے۔ وہ لیڈیا کی سلطنت کے مرکزی شہر سارڈوس کی دہرے پھل کی کلہاڑیوں سے کام لیتے تھے۔ شاید ان کے پاس اس قسم کے اوزار مشرق کے باشندوں سے آئے تھے کوروش نے ان کی حالت دیکھ کر یہ بھی اندازہ لگایا کہ ان کے ہاں مصریوں کی دھوپ گھڑیاں بھی استعمال ہوتی تھیں ان میں لوہے کی چھڑیاں لگی ہوتی تھیں۔ جن کے سائے کی حرکت سے وقت معلوم کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ کوروش نے یہ بھی دیکھا کہ ملطیہ کے سائنس دانوں نے اپنے علم کے مطابق دنیا کا ایک نقشہ بھی تیار کر رکھا تھا۔

ملطیہ میں قیام کے دوران کوروش کو یہ بھی معلوم ہوا کہ ملطیہ کے سائنس دانوں کے پاس ایسے نازک آلات بھی تھے جن سے وہ ستاروں کی چال کا مشاہدہ کیا کرتے تھے انہیں وہ آسمان اور ستاروں سے مختلف سمجھتے تھے یہ سائنس دان کوروش کو ایک تالس نام کے سائنس دان کے مقبرے پر لے گئے جو نمک کا کاروبار کیا کرتا تھا اس کا مقبرہ سنگ مرمر کا بنایا گیا تھا انہوں نے بتایا کہ اس سائنس دان نے ٹھیک ٹھیک حساب لگا کر اس سورج گرہن کی پیش گوئی کی تھی جس نے بعد میں لیڈیا اور قوم ماد کے درمیان جنگوں کے مسائل کھڑے کر دیئے تھے یہ چالیس برس پہلے کی بات تھی انہوں نے یہ بھی بتایا کہ اس تالس نے عددی مجموعوں کی تحقیق پر بھی کام کیا تھا جس کی رو سے کم و بیش چھبیس ہزار پہلے کے سورج گرہنوں کے دور کا تعین کیا گیا تھا۔

کوروش کو اہل ملطیہ کے سائنس دانوں کا یہ نظریہ دلچسپ معلوم ہوا کہ زمین ایک الگ جسم ہے جس کے اردگرد طرح طرح کی ایسی آگ جل رہی ہے جو کبھی نہ بجھے گی اس میں سے دیکھیں تو کبھی کبھی بیرونی آگ دکھائی دے جاتی ہے ان کا دعوی تھا کہ اس بے کراں بیرونی خلا میں کچھ اور اجسام بھی خلا میں گردش کر رہے ہیں یہ اجسام نظر نہیں آتے اور ان میں خبر نہیں کتنے سال گزر جانے کے بعد بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی زندگی کے بارے میں ملطیہ کے لوگوں کا خیال تھا کہ اس کا آغاز پانی سے ہوا یہ سب باتیں سن کر کوروش نے ان لوگوں سے متاثر ہو کر انہیں دعوت دی کہ وہ لوگ اس کے ساتھ پارساگرد چلیں اس پر وہ جو سائنس دان عالم اور فلسفی اس کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے وہ گہرے تفکرات میں ڈوب گئے۔

ملطیہ کے سائنس دان اور فلسفی کوروش کے ساتھ جانا نہیں چاہتے تھے لیکن وہ صاف انکار کر کے کوروش کا دل بھی نہیں توڑنا چاہتے تھے لہٰذا ان کے نمائندے نے نرم انداز میں عذر پیش کرتے ہوئے کوروش سے کہا کہ ہمارے نامور سائنس دان تالس کی موت کے بعد اس کا ہونہار شاگرد ہماری امیدوں کا مرکز تھا اور ہمیں امید تھی کہ تالس کا یہ شاگرد اپنی تحقیق اور اپنے فلسفے سے ان سرزمینوں میں ایک انقلاب برپا کر دے گا لیکن اس نے ہمیں مایوس کیا اے کوروش تالس کے اس شاگرد کا نام فیثاغورث ہے جو یہاں رہتے ہوئے ہر وقت تصورات میں کھویا رہتا تھا۔ اب یہ فیثاغورث ملطیہ سے ترک وطن کر کے ساموس جزیرے میں جا بیٹھا ہے وہ اگر یہاں ہوتا تو ہم مطمئن ہوتے کہ وہ تالس کے کام کو آگے بڑھاتا رہے گا لیکن اس کے جانے کے بعد ہمیں یہاں بہت کچھ کرنا ہے ہمیں اپنے مرنے والے سائنس دان تالس کے ادھورے کام کو مکمل کرنا ہے لہٰذا ہم تمہارے ساتھ جانے سے معذور ہیں کوروش تاڑ گیا کہ وہ اس کے ساتھ جانا نہیں چاہتے اور یونہی نرم الفاظ میں عذر پیش کر کے اسے ٹالنا چاہتے ہیں تاہم اس نے اس کا یہ عذر قبول کر لیا اور انہیں اپنے ساتھ لے جانے پر زور نہیں دیا۔

اس کے بعد کوروش اپنے لشکر کے ساتھ یکے بعد دیگرے ایک شہر سے دوسرے شہر میں پڑاؤ کرتا رہا اور ساحل کے ساتھ ساتھ جس قدر یونانی شہر تھے اس نے ان سب پر اچانک قتل و غارت کئے بغیر ان کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا لیا اس طرح ان سارے علاقوں کو زیر کرنے کے بعد کوروش نے وہاں اپنا حاکم مقرر کیا اس حاکم کا صدر مقام اس نے لیڈیا کا مرکزی شہر سارڈوس رکھا اور پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کر گیا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ کوروش ہمدان آیا اس نے یہاں لیڈیا کے بادشاہ کرزوس اور اسکے اہل خانہ کی رہائش کا انتظام کیا اور ان کی نگرانی اور حفاظت پر اپنے لشکر کا ایک دستہ مقرر کر دیا۔ اس کے بعد دوبارہ وہ اپنے لشکر لیکر نکلا اور ہمدان سے کوچ کیا اس بار اس نے بلخ کا رخ کیا تھا شاید وہ دور تک پھیلی مشرقی اور شمالی سلطنتوں کو زیر کرنا چاہتا تھا۔

لگاتار کئی روز تک مشرقی علاقوں کی سطح مرتفع کے ان راستوں پر کوروش اپنے لشکر کے ساتھ

سفر کرتا رہا جو تجارتی قافلوں کی گزر گاہیں تھیں یہاں تک کہ وہ ایک روز نیلے پانی کی ایک جھیل کے کنارے جا نمودار ہوئے۔ اس کے لشکر کے گھوڑے اور لشکر کے کتے بھاگ کر اس جھیل کی طرف لپکے اتنے میں وہاں ایک لشکر نمودار ہوا اس لشکر کے سامنے اس کا سپہ سالار بھی تھا اور اس سپہ سالار نے گرجتے ہوئے انداز میں کوروش اور اس کے لشکریوں کو مخاطب کر کے کہا۔

سنو خونخوارو! اور پانی کو آلودہ کرنے والو اپنے ان کتوں اور گھوڑوں کو روکو جہاں ہو وہیں رک جاؤ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ میری اجازت کے بغیر اس جھیل کی طرف بڑھنے کی کوشش نہ کرنا کوروش یوناف بیوسا کوروش کی بیوی ایمس اور ہارپیگ اس کے سپہ سالار گفتگو سن کر حیران سے رہ گئے تھے وہ ابھی اس کی گفتگو کا جواب دینے ہی والے تھا کہ کوروش کا سائیس امبا جو گرگانی تھا اور انہی علاقوں کا رہنے والا تھا وہ کوروش کے پاس آیا اور بڑی رازداری سے کہنے لگا۔

اے قوم ماد اور قوم پارس کے عظیم بادشاہ یہ شخص جو لشکر لئے کھڑا ہے یہ بلخ کا بادشاہ گشتاسب ہے اس کا تعلق بھی آریائی نسل سے ہے اور چند پشت سے آگے جا کر یہ تمہارے باپ کمبوجیہ کے خاندان سے جا ملتا ہے۔ امبا کے اس انکشاف پر کوروش خوش ہوا اس نے اپنے لشکریوں کو گھوڑے اور کتے جھیل سے ہٹا لینے کا حکم دیا پھر مٹی سے اٹی ہوئی بھاری گھنگھریالی داڑھی میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ گشتاسب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرا نام کوروش ہے اور میں پارسا گرد کے بعد اب قوم ماد اور کلدانی سلطنت کا حکمران بھی ہوں اس پر گشتاسب اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر کوروش کے پاس آیا اپنے گھوڑے سے وہ اتر کھڑا ہوا اتنی دیر تک کوروش بھی اپنے گھوڑے سے اتر گیا تھا گشتاسب آگے بڑھ کر کوروش سے بڑھ کر بغلگیر ہوا اور کہنے لگا میرے مخبر پہلے ہی مجھے مطلع کر چکے ہیں کہ تم اپنے لشکر کے ساتھ ادھر کا رخ کر رہے ہو۔ [illegible] اور ادھر آیا ہوتا تو میں اس وقت تک اس پر حملہ آور ہو چکا ہوتا کہو تم کس نیت سے میرے علاقوں کی طرف آئے ہو۔ اگر تم قوم ماد اور لیڈیا کی سلطنت کی طرح اس علاقے کی بھی لوٹ کھسوٹ کرنا چاہتے ہو تو تمہیں کچھ نہیں ملے گا اس پر کوروش مسکراتے ہوئے کہنے لگا میں تمہارے علاقوں پر حملہ آور ہونے کے لئے نہیں آیا بلکہ میں تو یہاں سے گزرتے ہوئے شمالی علاقوں کی طرف بڑھنا چاہتا ہوں اس پر گشتاسب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا سردیاں اب شروع ہو چکی ہیں۔ آگے شمال کے کوہستانی سلسلے برف سے اٹ چکے ہیں لہٰذا ان حالات میں تمہارا اپنے ہدف کی طرف سفر کرنا انتہائی خطرناک ہوگا میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کے سردیاں اپنے لشکر کے ساتھ بلخ میں گزارو اور جب موسم بہار شروع ہو تو تم بلخ سے کوچ کر کے اپنی نئی مہم کی طرف [illegible] کوروش نے گشتاسب کی اس تجویز سے اتفاق کیا لہٰذا گشتاسب اسے لیکر جھیل کے قریب ہی اپنے مرکزی شہر بلخ کی طرف روانہ ہو گیا کوروش کے لشکر کو بلخ سے باہر خیمہ زن کر دیا گیا جبکہ کوروش اس کی بیوی ایمس ہارپیگ یوناف بیوسا کو گشتاسب نے اپنے شاہی محل میں ٹھہرایا تھا۔ کوروش اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ گشتاسب نے اس کے لشکر کی بھی مہمانداری کا پوری سردیاں بہترین انتظام کر دیا تھا۔

بلخ کے بادشاہ گشتاسب کے ہاں قیام کے دوران کوروش نے اندازہ لگایا کہ وہ ہر وقت کسی نہ کسی بہانے اپنی گفتگو میں زرتشت کا ذکر ضرور کرتا تھا ایک روز جبکہ برف باری ہو رہی تھی ہر چیز اس برف باری کے باعث سفید ہو چکی تھی یوناف بیوسا کوروش ایمس اس سردی سے بچنے کیلئے آتش دان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں گشتاسب بھی اپنے نو عمر بیٹے داریوش کو بھی گود میں اٹھائے ان کے قریب آتش دان کے پاس آ بیٹھا کوروش نے شاید اس موقع کو غنیمت جانا اور گشتاسب کو وہ مخاطب کر کے کہنے لگا میں نے یہاں قیام کے دوران یہ اندازہ لگایا ہے کہ تم اپنی گفتگو کے درمیان اکثر و بیشتر زرتشت کا ذکر کرتے رہتے ہو میں نے اس سے پہلے بھی بہت سے لوگوں سے اس شخص سے متعلق سن رکھا ہے پر تمہاری گفتگو سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ تم اس پر ایمان لا چکے ہو اور اس کی تعلیمات پر عمل کرتے ہو کوروش کے اس سوال پر گشتاسب نے اس کی طرف گہری نگاہوں سے دیکھا پھر وہ کہنے لگا۔

تمہارا اندازہ درست ہے کوروش میں زرتشت پر ایمان لا چکا ہوں اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں اس پر یوناف نے درمیان میں بولتے ہوئے گشتاسب سے کہا کیا تم ہمیں زرتشت اور اس کی تعلیم کے متعلق کچھ بتاؤ گے تاکہ ہم جان سکیں کہ وہ کیسا انسان تھا اور لوگوں کو کیا تعلیم دیتا تھا۔ یوناف کے خاموش ہونے پر کوروش بول اٹھا اور کہنے لگا ہاں میں بھی تم سے یہ کہنے والا تھا کہ تم اس کی زندگی اور تعلیمات پر روشنی ڈالو اس پر گشتاسب نے اپنے بیٹے داریوش کو جو اس کی گود میں بیٹھا ہوا تھا اٹھا کر ایک خالی نشست پر بٹھا دیا آتش دان کے اندر اس نے چند لکڑیاں اور ڈال دیں اور ایک لکڑی اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ کر وہ کمرے کے فرش پر آہستہ آہستہ مارتا رہا پھر وہ کہنے لگا۔

زرتشت' رے شہر کے رہنے والے تھے ان کے والد کا نام پوروشپ تھا یہ قوم کے مجوسی تھے اس قوم میں پجاریوں کو مغ اور جادوگر کہہ کر بھی پکارا جاتا تھا اس دور میں ایران میں مجوسیوں کے پروہتوں اور پجاریوں کی ایک جماعت مسلط تھی جس کا لوگوں پر بڑا اثر تھا۔ انہیں جادوگروں پروہتوں اور پجاریوں سے زرتشت کے باپ کا بھی تعلق تھا۔ بچپن میں زرتشت نے ایران کے مشہور عالم فلسفی اور حکیم سے تعلیم حاصل کی دس سال کے تعلیم کے عرصہ میں متعدد علوم کے علاوہ مختلف مذاہب زرائع گلہ بانی اور جراح کے علوم میں بھی مہارت حاصل کر لی۔

جوانی کی حدود میں قدم رکھتے ہی زرتشت نے اپنے آپ کو عوام الناس کی خدمت کیلئے وقف کر دیا وہ مجوسیوں پروہتوں اور پجاریوں کی قدیم رسم و رواج کے خلاف تھا جنہوں نے زنجیروں اور رسموں میں لوگوں کو خوامخواہ میں جکڑ رکھا تھا۔ مصیبت زدہ اور مفلوک الحال لوگوں کی مدد زرتشت کا محبوب مشغلہ بن گیا ان کے والدین کی یہ خواہش تھی کہ ان کا لڑکا آبائی پیشہ اختیار کرے لیکن ان کا دل اس پر مائل ہی نہ ہوا تھا۔ ان کے سامنے ایک بلند نصب العین تھا وہ جوانی بلکہ بچپن کے زمانے ہی میں اپنے آبائی دین سے غیر مطمئن تھے اور جان و مال سے حقیقت کی طرف راغب تھے۔

بیس سال کی عمر میں گھربار کو خیرباد کہہ کر کوہستان سلسلے میں جا کر گوشہ نشینی اختیار کر لی خداوند سے وہ تعلیم اور عرفان حاصل کیا جو ان کی تعلیمات اور ان کی کتاب اگاتھا کی بنیاد ہے۔

اس کے بعد زرتشت نے اسی شہر میں اپنی تبلیغ کا کام شروع کیا زرتشت نے توحید کی اشاعت اور شرک کی مخالفت میں انتھک کوشش کی دس سال کی لگاتار کوشش کرنے کے بعد صرف ان کا چچا زاد بھائی ان کا ہم خیال ہو کر ان پر ایمان لاسکا وجہ یہ تھی کہ ان کی تعلیم کا تعلق غیر مرئی قوت سے تھا لوگ ایسے علوم کو پسند کرتے تھے جو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور ہاتھوں سے چھو سکیں۔ زرتشت کی تعلیم کو ان لوگوں نے پسند نہ کیا اور مخالفت کی یہاں تک بڑھی کہ لوگ زرتشت کے درپے ہو گئے اور انہیں قتل کر دینا چاہا ان حالات میں زرتشت اپنے آبائی شہر سے بھاگ کر میرے پاس بلخ چلے آئے میں بھی پہلے ان کی تعلیمات کا قائل نہیں تھا جب انہوں نے میرے سامنے توحید کے حق میں اور شرک کے خلاف باتیں کیں تو میں ان کی حقیقت آمیز باتوں سے حد متاثر ہوا میں نے فیصلہ کر لیا کہ میرے جو پرانے دین کے جو علماء ہیں ان کا زرتشت سے مناظرہ کرواؤں گا اگر وہ جیت گئے تو میں ان پر ایمان لے آؤں گا پس میں نے اس مناظرے کا بندوبست کیا تین دن انکے اور میرے علماء کے درمیان مناظرہ ہوتا رہا اور اس مناظرے کے درمیان زرتشت نے میرے علماء کو خاموش اور بے بس کر دیا اور ان پر توحید کی حقانیت اور شرک کا ابطال ثابت کرتے رہے یہ صورتحال دیکھتے ہوئے میں نے اپنا پرانا اور آبائی دین ترک کر دیا اور زرتشت پر ایمان لے آیا۔

کچھ عرصہ تک انہوں نے میرے ہاں قیام کئے رکھا پھر وہ تبلیغ کی خاطر یہاں سے چلے گئے بعد میں مجھے پتہ چلا کہ کسی نے ان پر حملہ آور ہو کر انہیں قتل کر دیا اور لوگوں نے انہیں دریائے زرخشاں کی طرف کہیں دفن کر دیا ہے حادثہ چند سال پہلے کا ہے اور میں نے ارادہ کر رکھا ہے کہ میں موقعہ نکال کر ضرور دریائے زرخشاں کی طرف جاؤں گا جہاں انہیں دفن کیا گیا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد گشتاسب جب خاموش ہو گیا تو یوناف پھر بولا اور کہنے لگا کیا تو ان کی زندگی کے حالات کہنے کے بعد انکی تعلیمات پر بھی روشنی ڈالو گے جو تمہارے ہاں قیام کے دوران وہ دیتے رہے ہیں اور جن سے متاثر ہو کر تم ان پر ایمان لے آئے تھے اس پر گشتاسب خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا وہ لکڑی جو اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی اس سے وہ آگ کو کرید کرید کر بھڑکاتا رہا پھر اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی وہ لکڑی فرش پر ڈال دی اور باری باری کورش اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

مجھے زرتشت کی تعلیمات جس قدر یاد ہیں وہ میں تم سے کہتا ہوں اس کے ساتھ ہی گشتاسب نے اپنا گلا صاف کیا اور کہنے لگا۔ زرتشت کی تعلیمات کا انحصار زیادہ تر واحدانیت پر تھا مثلاً" وہ کہتا تھا۔

کس نے ستاروں کے درمیان سورج کیلئے راستہ بنایا چاند کو کون گھٹاتا بڑھاتا ہے زمین کیسے کھڑی ہے آسمان پر ستارے کس کے حکم پر اٹکے ہوئے ہیں کون ہوا کو اتنی تیزی بخشتا ہے کہ وہ بادلوں کو بھیڑوں کے گلوں کی طرف اڑاتی چلی جاتی ہیں کس کی کاریگری سے روشنی تاریکی سے جدا ہوتی ہے اور انسان کو جو بذات خود کچھ نہیں اس کو غور کرنے کی صلاحیت بخشی ہے ظاہر ہے کہ یہ سارے کام اسی خداوند کے ہیں جو اس کائنات کا خالق اور مالک ہے اور وہی اس قابل ہے کہ اس کے سامنے اپنے سر کو جھکایا جائے اور اس ہی کی پرستش اور عبادت کی جائے۔

ایک روز اپنی عبادت کے دوران میں نے اسے خداوند سے دعا مانگتے دیکھا اور جو دعا اس نے مانگی اس کے الفاظ سے بھی تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ وہ کس قسم کی تعلیمات دیتے تھے۔ ان کی دعا کچھ یوں تھی۔ تو ہی خدا ہے میں جانتا ہوں کہ تو قادر مطلق ہے تو ہی اول ہے جب سے زندگی نے جنم لیا ہے اور تو ہی آخر ہے انسان کے ہر خیال قول و فعل کا پھل ہے جس طرح تیرے ابدی قانون میں مرقوم ہے برائی کا انجام برا ہے اور اچھائی کا انجام اچھا ہے قیامت تک تیری مصلحت کے تحت یہ بات ہو چکی ہے کہ افکار کی پاکیزگی سے کچھ یوں اندازہ ہوتا ہے کہ وہ خیالات کی پاکیزگی پر بڑا زور دیتے تھے اور کہتے تھے کہ انسان کے اعمال اس کے افکار ہی کی وجہ سے ہوتے ہیں اگر انسان کے افکار میں پاکیزگی اور صفائی آجائے تو اعمال میں درستگی خودبخود آجاتی ہے وہ بچوں کے پیدا ہونے کے بعد جو چیز انہیں سکھانے کیلئے زور دیتے تھے وہ پہلے سچ بولنا پھر تیر اندازی سکھانا تھا وہ کہتے تھے جھوٹ بولنا بڑا گناہ ہے جو مقروض ہونے سے بھی بڑا گناہ سمجھا جانا چاہئے زرتشت صفائی اور پاکیزگی کو بھی بڑی اہمیت دیتے تھے۔ انہوں نے انسان کیلئے جسمانی صفائی کے علاوہ افکار افعال اور اعمال کی صفائی کو بھی لازمی قرار دیا زرتشت مالی امداد پر بھی بڑا زور دیا کرتے تھے۔ انکا قول ہے جو شخص مالدار ہو

اس کو چاہئے کہ وہ اپنے فاضل مال سے دوسروں کی مدد کرے اور اعلیٰ تعلقات کے قیام کیلئے انجام دے۔

وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ میرے خداوند نے مجھ سے یوں فرمایا ہے کہ اے زرتشت ایسے پر حیرت اور افسوس ہے جو شخص خیرات تو دے لیکن خیرات دیتے وقت اس کا دل خوش نہ زرتشت رہبانیت کے سخت مخالف تھے اور شادی کو ضروری قرار دیتے تھے۔ وہ کہتے تھے وہ جس کی بیوی ہو اس سے بدر جہاں بہتر ہے جس کی بیوی نہ ہو اور ایسا شخص جو خاندان رکھتا ہو اس سے بہتر ہے جس کا کوئی خاندان نہ ہو زرتشت محنت اور کوشش کو بھی بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے وہ خود بھی زراعت کے کام کو آخری وقت تک انجام دیتے رہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد گشتاسب خاموش ہو گیا پھر وہ کوروش اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ یہ ہیں زرتشت کی وہ خاص خاص تعلیمات جو مجھے زبانی یاد ہیں تم ان کی تعلیمات کا خلاصہ کچھ یوں سمجھ سکتے ہو کہ وہ خدا کے علاوہ کسی اور کے سامنے سجدہ ریز ہونے سے منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ چونکہ یہ ساری نعمتیں خداوند ہی کی عطا کردہ ہیں وہ انسان کا خالق مالک اور آقا ہے لہٰذا اس کو یہ حق پہنچتا ہے کہ بندہ اس کے سامنے سجدہ ریز ہو۔ یہاں تک کہتے کہتے گشتاسب خاموش ہو گیا تھا اس لئے کہ اس کے کچھ خدام کھانا لے آئے تھے لہٰذا وہ سب آتش دان کے پاس بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔

کوروش نے اپنے لشکر کے ساتھ ساری سردیاں گشتاسب کے مرکزی شہر بلخ میں گزار دیں اور جب سرما اپنے اختتام کو پہنچا تو اس نے اپنے میزبان گشتاسب سے اجازت لی اور اس سے رخصت ہو کر خراسان کی طرف بڑھا اپنے لشکر کے ساتھ کوروش خراسان کی سطح مرتفع پر بڑی تیزی سے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا کہ سطح مرتفع کے باشندے اور مویشی جو شکار وغیرہ پر گزارا کیا کرتے تھے مسلح ہو کر ایک جگہ جمع ہو گئے انہیں خدشہ تھا کہ یہ لوگ ان پر حملہ آور ہو کر ان کی لوٹ کھسوٹ کریں گے لہٰذا انہوں نے پہاڑوں کے اس سلسلے کی اوٹ میں مورچے بنا لئے تاکہ کوروش کے آگے بڑھتے ہوئے لشکر کی راہ روک سکیں۔

کوروش نے ان کی اس تدبیر کو احمقانہ قرار دیا کیونکہ یہ معمولی اونچائی انہیں اس کے لشکریوں کی تیراندازی اور ان کے گھوڑوں کے حملے سے بچا نہیں سکتی تھی۔ اس لئے اس نے اپنے لشکر کے ایک حصے کو اپنے مشہور جرنیل فرناک کی قیادت میں دیکر حکم دیا کہ یہ ان گلہ بانوں کے چاروں طرف پھیل کر انہیں ڈرائیں دھمکائیں اور ہوا کے اندر تیراندازی کریں تاکہ یہ جنگ سے ناواقف اور اناڑی لوگ مسلح لشکر کو دیکھ کر اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف بھاگ جائیں کوروش نے سختی کے ساتھ حکم دیا کہ نہ ان چرواہوں اور گلہ بانوں پر تیزاندازی کی جائے اور نہ ہی ان پر تلوار چلائی جائے اور یہ بھی اس نے واضح کر دیا کہ اگر کسی نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو اسے سخت سزا دی جائے گی۔

فرناک لشکر کے اس حصے کو لیکر ان چرواہوں اور گلہ بانوں کے چاروں طرف پھیل گیا جو پہاڑی سلسلے میں گھات لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ جب ان چرواہوں نے دیکھا کہ مسلح لشکر ان پر پیش قدمی کر رہا ہے تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے اس لشکر کے اندر کچھ شرپسندوں نے چرواہوں کے اس بھاگنے کے عمل سے پورا فائدہ اٹھایا اور ان کے پیچھے اپنے گھوڑوں کو لگا دیا اور ان پر حملہ آور ہو گئے ان کے حملہ آور ہونے کے ساتھ ہی فرناک کا پورا لشکر حرکت میں آیا اور بھاگتے ہوئے چرواہوں پر انہوں نے ایسے خوفناک انداز میں حملہ کیا کہ پہاڑوں سے نیچے وادی میں دور دور تک ان چرواہوں اور گلہ بانوں کی لاشیں خون سے رنگین ہو کر بکھر گئی تھیں۔ کوروش کو جب خبر ہوئی کہ اس کے لشکریوں نے گلہ بانوں اور مویشی چرانے والے چرواہوں کا قتل عام شروع کر دیا ہے اور ان کی لاشیں وادی میں دور دور تک بکھری پڑی ہیں تو وہ غضبناک ہوا اس نے فوراً" قاصد بھجوا کر اپنے لشکر کو واپس بلا لیا اور اسی غصے کی حالت میں اس نے اپنے جرنیل فرناک کو حکم دیا کہ وہ اس کے سامنے پیش ہو کر اپنا بیان دے کہ اس نے کیوں گلہ بانوں اور بے ضرر مویشی چرنے والوں کا قتل عام کیا۔

جب فرناک کوروش کے سامنے آیا تو کوروش نے اس سے جنگی نافرمانی کی بازپرس کی تو اس وقت اس مقدمے کا فیصلہ کرنے کیلئے کوئی قاضی یا منصف نہ تھا بلکہ کوروش ہی تھا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی ایسس اور یوناف بیوسا اور ہارپیگ بیٹھے ہوئے تھے جن لوگوں اور جرنیلوں نے اپنے اس جرنیل فرناک کے خلاف شکایت کی وہ بھی وہاں جمع تھے کوروش نے جب فرناک سے بازپرس کی تو فرناک اپنی صفائی میں کہنے لگا کچھ نامعلوم سواروں نے ان چرواہوں پر حملہ کر دیا تھا اور ان کی دیکھا دیکھی سارا لشکر حملہ آور ہو گیا اور میں ہزاروں حملہ آور ہوئے لشکریوں کو کیسے روک سکتا تھا۔ اس کے علاوہ اپنی صفائی کیلئے میرے پاس کوئی اور دلیل نہیں ہے۔ اس کے بعد فرناک نے اپنے بازوؤں کو ننگا کر کے وہ زخم دکھائے جو کوروش کے ساتھ رہتے ہوئے اس کے جسم پر آئے تھے جہاں تک قانون اجازت دیتا تھا اس نے اپنی جنگی خدمات کا بھی ذکر کیا جو اس سے بیشتر جنگوں میں وہ کوروش کے ساتھ دے چکا تھا ایسا کرنے سے فرناک یہ چاہتا تھا کہ فیصلہ کرتے ہوئے کوروش ان خدمات کو بھی نظر میں رکھے۔ ان خدمات کے بیان کے بعد فرناک نے جب دیکھا کہ کوروش خاموش اور سر جھکائے بیٹھا کچھ سوچ رہا ہے تو اس نے پھر کوروش سے کہنا شروع کیا۔

اے عظیم کمبوجیہ کے بیٹے میں نے انیس سال پہلے سبزہ زاروں سے لیکر پارساگرد تک
تمہارے ہمراہ رہ کر تمہاری خدمت کی ہے میں ہی تھا تمہارے ساتھ جو اپنی زرہ بکتر پہنے سواروں کو
دروازہ ہمدان سے آگے بڑھا کر سارڈس شہر کے پتھریلے علاقوں کی طرف لے گیا تھا۔ بیس سال
خدمات کے بعد آج میں آپ کے سامنے اس طرح کھڑا ہوں جیسے میں نے کچھ بھی نہ کیا ہو اور
میرے حساب میں صرف جرم ہی جرم رہ گئے ہوں ابھی میں بوڑھا نہیں ہوا جوان ہوں اور آپ کے
لشکر میں رہ کر مزید خدمات انجام دے سکتا ہوں یہاں تک کہنے کے بعد فرناک خاموش ہو گیا تھا۔

کوروش بھی فرناک کا مطلب سمجھ گیا تھا کہ وہ چاہتا ہے کہ اسے لشکر سے علیحدہ نہ کیا جائے
اور لشکر ہی میں رکھ کر خدمات دی جائیں کیونکہ فرناک جانتا تھا کہ ماضی میں جس کسی بھی جرنیل
سے ایسی غلطی یا کوتاہی ہوئی اور اس نے صحیح طرح سے کوروش کے احکامات پر عمل نہ کیا تو کوروش
نے فوراً اس کو جرنیل اور کمان دار سے ایک معمولی سپاہی میں بدل دیا تھا فرناک کے سامنے ایسی کئی
مثالیں تھیں کہ اکثر جرنیلوں کو صحیح کام نہ کرنے کی وجہ سے ان کے عہدوں کو فوراً تبدیل کر دیا گیا
تھا لیکن فرناک کا مقام کوروش کے ہاں دوسرے جرنیلوں کی نسبت مختلف تھا یہ شخص بڑی جانبازی
اور دلیری کے ساتھ جنگوں میں کام کرنے کے ساتھ ساتھ کوروش کا انتہائی فرمانبردار اور مخلص
ساتھی بھی تھا اس لئے اپنے طور پر کوروش بھی یہ چاہتا تھا کہ اٹھ کر فرناک کے اس جرم کی معافی کا
اعلان کر دے لیکن دفعتاً "اسے اپنے مرکز سے چالیس منزل دور رہنے کا خیال ہوا اس پردیس میں
اکثر سپاہی اس کی وفاداری کا دم بھرتے تھے تاہم ان کے اتحاد سے کوروش بڑا متاثر تھا اس موقع پر وہ
سوچ رہا تھا کہ اگر وہ آج فرناک کے اس جرم کو نظر انداز کر دے تو کل ایسا ہی کوئی جرم عام سپاہی
کرتا ہے تو کیا اس عام سپاہی کے جرم کو بھی وہ معاف کر سکے گا ان خیالات کے ساتھ کوروش کی
گردن پھر جھک گئی تھی اور وہ کچھ سوچنے لگا تھا۔

آخر بہت سوچ بچار کے بعد کوروش نے ایک جانبدارانہ سا فیصلہ کیا اور فرناک کو مخاطب کر
کے کہا تمہیں لشکر کی ان خدمات سے تو معزول کیا جاتا ہے جو خدمات لشکر آج کل انجام دے رہا ہے
لیکن تمہیں ہمدان واپس بھیجا جاتا ہے وہاں تم سارے لشکروں کے سپہ سالار اعظم کی حیثیت سے
زندگی بسر کرو گے اور یہ عہدہ تمہارے موجودہ عہدے سے بھی اعلیٰ اور ارفع ہے اور تم تا حکم ثانی
اس عہدے پر فائز رہو گے فرناک نے کوروش کے اس فیصلہ کو ناپسند کیا اس لئے کہ وہ لشکر میں رہ کر
متحرک زندگی پسند کرتا تھا اور ہمدان جا کر وہ برف جیسی منجمد زندگی بسر نہیں کرنا چاہتا تھا اسی بنا پر اس
نے کوروش کے فیصلے کو پسند نہیں کیا تھا تاہم کوروش چونکہ اس سے متعلق فیصلہ دے چکا تھا لہٰذا وہ
اس سے متعلق کچھ کہہ نہ سکا تھا۔ کوروش بھی اس کے چہرے پر پھیلی ناپسندیدگی کے تیور دیکھ چکا تھا

اس کی مزید دلجوئی کیلئے کوروش اپنی جگہ سے اٹھا پہلے اسے گلے لگا کر اظہار محبت کیا پھر اس نے اپنے
سینے کا تمغہ اتار کر فرناک کے سینے پر لگا دیا یہ تحفہ گویا کوروش کی طرف سے شاہی محبت اور کرم کی
نشانی تھی کوروش کے ایسا کرنے پر فرناک تعظیم بجالایا اور اپنے سر کو اس نے خم کر دیا اس کے بعد وہ
کوروش کے حکم کا اتباع کرتے ہوئے خراسان کے ان دشوار گزار علاقوں سے ہمدان کی طرف چلا
گیا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے کوروش دریائے آموں کے کنارے آن رکا ایرانیوں
نے اپنی زندگیوں میں کبھی اتنا بڑا دریا نہ دیکھا تھا البتہ بارش کے موسم میں جو ندی نالے تھوڑے
عرصے کیلئے چل پڑتے تھے انہیں وہ ضرور دیکھا کرتے تھے اس لئے چلتا ہوا پانی ان کیلئے عجوبہ تھا اور
اب اس دریا کو دیکھتے ہوئے وہ دنگ رہ گئے تھے ان کی مبہوت آنکھوں کے سامنے مٹیالے رنگ کا
ایک بہت بڑا دریا اسرار آمیز طریقے سے صحرا کی ریتلی زمین پر بہہ رہا تھا یہ دریائے آمو تھا اس قدر
چوڑا اور تیزی سے بہنے والا کہ بڑے سے بڑا تیر انداز لمبی پہلوی کمان سے بھی دریائے آمو کے پاٹ
کے پانچویں حصے تک تیر نہیں پھینک سکتا تھا اور انہوں نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ تیز سے تیز چلنے والا
آدمی بھی دریا کے تیز بہاؤ سے پیچھے رہ جاتا تھا۔ اپنے گھوڑے پر سوار دریائے آمو کی طرف غور سے
دیکھتے ہوئے کوروش نے اپنے دائیں طرف دیکھا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

یوناف میرے دوست میں تو اتنا بڑا دریا اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا ہوں کیا تم نے اس سے
پہلے اس دریا کو دیکھ رکھا ہے جس کا نام مجھے آمو بتایا گیا ہے اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا
ہاں میں اس دریا کو اس سے پہلے کئی بار دیکھ چکا ہوں میں نے اپنی طویل زندگی میں ایسے کئی بڑے
بڑے دریا دیکھ رکھے ہیں یوناف جب کہتے کہتے خاموش ہوا تو کوروش کے بائیں طرف کھڑے اس
کے ایک لشکری نے دریا کی چوڑائی اس کے تیز بہاؤ کو دیکھ کر متاثر ہوتے ہوئے بلند آواز میں کہا
آگ کی سوگند یہ دریا تو بالکل دریائے نیل کی مانند ہے جس پر مصر والوں کی زندگی کا دارومدار ہے
کوروش کے لشکر کی وہاں آمد پر مقامی خوارزمی لوگ جو دریائے آمو کنارے بھوسہ ملی مٹی کے بنے
ہوئے مکانوں میں رہتے تھے وہ بے شمار تعداد میں وہاں جمع ہو گئے تھے ان میں سے چند ایک کو
مخاطب کر کے کوروش نے پوچھا۔

کیا تم مجھے اس دریائے آمو کی حقیقت بتا سکتے ہو یہ کہاں سے آتا ہے اور کدھر چلا جاتا ہے
اس پر ان جمع ہونے والے خوارزمیوں میں سے ایک نے کوروش کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا اے
بادشاہ یہ دریا دور دراز کے برفیلے پہاڑوں سے نکل کر آتا ہے اور کسی جھیل کے بجائے ایک ملکی
سمندر میں جا گرتا ہے تھوڑی دیر تک وہاں کھڑا رہنے کے بعد کوروش پھر حرکت میں آیا اور اپنے

لشکر کے ساتھ وہ دریا کے کنارے کنارے شمال کی طرف پیش قدمی کرنے لگا تھا۔ یہاں تک
اپنے لشکر کے ساتھ دریا کی ایسی جگہ آن رکا جہاں پر دریا ایک کھلی جگہ دہانہ سا بنا کر آگے بڑھ
کوروش نے دیکھا کہ اس جگہ دریا کے کنارے دور دور تک بھوسہ ملی مٹی کے مکان بنے ہو
تھے۔ ان مکانوں میں رہنے والے لوگ بھی خوارزمی تھے جو تھوڑی بہت کھیتی باڑی کر لیتے تھے
لوگوں کو ہر وقت دریا کی طرف سے سیلاب کا خطرہ رہتا تھا اور اکثر انکی فصلیں تباہ ہو جایا کرتی تھ
ان لوگوں کے حالات جاننے کے بعد کوروش نے ان سب کو اکٹھا کر کے ان کو مخاطب کر کے ک
لگا۔

تم لوگوں کی حالت دیکھ کر مجھے بے حد افسوس ہو رہا ہے کہ پانی کا اتنا بڑا ذخیرہ تمہارے پا
سے گزرتا ہے اور تم اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرتے ہو اور یہ تمہاری سرزمینوں سے گزر
آگے نکل جاتا ہے۔ تم اگر چاہو تو پانی کا رخ موڑ کر اور پھر اس سے نہریں نکال کر اپنی اس زمین کو
سرخ ریت پر مشتمل ہے سیراب کر سکتے ہو اور اگر تم ایسا کر لو تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ا
بھوسہ ملی مٹی کے مکانوں کے بجائے پتھر اور لکڑی کے اچھے اچھے مکانات بھی بنا سکو گے اور تمہار
حالت سنور اور سدھر کر رہ جائے گی اور تم بہتر اور خوشحال زندگی بسر کر سکو گے کوروش کی یہ گفتگو
سن کر ایک بوڑھا اس کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے بادشاہ تمہارا کہنا درست ہے کہ اگر ہم اس دریا پر بند باندھ کر اور اس سے نہریں نکا
کر اپنے اس سرخ ریت کے صحرا کو سیراب کر لیں تو اس صحرا میں ہم لہلہاتے کھیت اور ہری بھری ا
شاداب فصلیں اگا سکتے ہیں اور اپنی حالت بہتر بنا سکتے ہیں اور مٹی کے مکانوں کی جگہ ہم اپنے ل
پتھر اور لکڑی کے خوبصورت مکان بنا سکتے ہیں لیکن جب ایسا ہو جائے گا تو سمرقند اور اس کے قرب
جوار کے بڑے بڑے شہروں اور قصبوں کی طرح ہم بھی آفت اور عذاب سے دوچار ہونا شروع
جائیں گے اس بوڑھے کی یہ گفتگو سن کر کوروش چونکا اور کہنے لگا تمہارا اشارہ کس آفت اور عذاب
کی طرف ہے اس پر اس بوڑھے نے کھنکار کر اپنا گلہ صاف کیا اور دوبارہ وہ کہنے لگا۔

اے بادشاہ شمال کی طرف سے ان جانے اور نا آشنا سے سرخ وحشت اور درندگی کا مظہ
لٹیرے ہر سال شمال کے کوہستانی سلسلوں سے نکل کر آباد زمینوں پر حملہ آور ہوتے ہیں اکثر
سمرقند اور اس کے دور اور نزدیک کے شہروں کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دیتے ہیں وہ جس شہ
بھی حملہ آور ہوتے ہیں اس کے جوانوں کو قیدی بنا کر لے جاتے ہیں اور لڑکیوں کو اغوا کر کے ا
ساتھ رکھتے ہیں اور جو لوگ بچ جائیں انہیں قتل کر جاتے ہیں جس راستے سے بھی یہ لوگ گزر
ہیں فصلوں کو آگ لگا دیتے ہیں چنانچہ انکا راستہ ہمیشہ دھوئیں سے بھرا رہتا ہے۔ ابھی گزشتہ ہی دنو
ان لوگوں نے سمرقند شہر پر شب خون مارا اور جی بھر کے لوٹا ان کے کچھ ساتھی اب تک سمرقند ہی
میں مقیم ہیں اور باقی جو ہیں وہ سمرقند سے باہر اپنی عورتوں بچوں کے ساتھ بڑے بڑے چھپروں میں
پڑاؤ کئے ہوئے ہیں اس بار ان کے ہاتھ خوب مال لگا ہے ان کے چھکڑے اس دولت اور خوراک
سے لدے ہوئے ہیں جو انہوں نے لوٹا ہے ان سفاک اور خونخواہ لوگوں کو یہاں کے مقامی لوگ
داہی کہہ کر پکارتے ہیں۔

اگر ہم نے اس دریا پر بند باندھ کر لہلہاتے کھیت اور شاداب فصلیں اگانا شروع کر دیں اور
اپنی حالت کو بہتر بنا دیا کچے مکانوں کی جگہ پتھر اور لکڑی کے مکان بنا لئے تو یہ داہی سمجھ جائیں گے کہ
ہم اب غریب نہیں رہے بلکہ سمرقند اور اس کے نواحی علاقوں کی طرح امیر اور خوشحال ہو گئے ہیں
لہٰذا وہ سمرقند اور اس کے اطراف کے علاقوں کی طرح ہم پر بھی شب خون مارنے لگیں گے اور
ہمیں اپنا نشانہ بنانا شروع کر دیں گے جس کی بنا پر ہمارے بوڑھے بچے جوان اور عورتیں ان کے قتل
وغارت گری سے محفوظ رہ سکیں گے لہٰذا اے بادشاہ ہم اس دریا کے پانی کو اپنے کام میں نہیں لاتے
بس اپنے مٹی کے مکانوں میں گزر بسر کر لیتے ہیں اور اسی قدر ہی کھیتیاں اور فصلیں اگاتے ہیں جن
سے ہماری گزر بسر ہو سکے اس سے بڑھ کر ہم جدوجہد نہیں کرتے اور اگر ہم ایسا کریں گے تو داہی
وحشیوں کی یلغار سے کوئی ہمیں بچانے والا نہ ہو گا۔

اس بوڑھے کی یہ گفتگو سن کر کوروش گہرے تفکر میں ڈوب کر رہ گیا تھا تھوڑی دیر تک وہ
خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر اس بوڑھے کو وہ مخاطب کر کے کہنے لگا کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ یہ حملہ
آور داہی ان دنوں کہاں ہیں اس پر وہ بوڑھا پھر کہنے لگا میرا اندازہ ہے کہ یہ اس وقت سمرقند کے
مشرق اور جنوب کی کسی سمت پڑاؤ کئے ہوئے ہیں چند روز پہلے ہماری بستیوں کے پاس سے ایک
تجارتی کارواں سمرقند جانے کیلئے گزرا تھا اس تجارتی کارواں اور قافلے کے پاس قیمتی سامان تھا جس
میں جواہرات، نیلی اون، ترشا ہوا ہاتھی دانت ریشم اور سونا لدا ہوا تھا۔ یہ قافلہ سمرقند کی طرف جا رہا
تھا اور اس قافلے کے جوان توانا تھے لیکن ان حملہ آور داہیوں نے جنہیں مساگت بھی کہا جاتا ہے
ان کو بھی معاف نہیں کیا ان پر حملہ آور ہوئے ان کا سارا مال لوٹ لیا اور ان کے مسلح جوانوں کو
انہوں نے تہ تیغ کر کے رکھ دیا۔ اس قافلے کے بچے کھچے لوگ بھاگتے ہوئے یہاں سے گزرے لہٰذا
ان سے ہمیں پتہ چلا کہ یہ مساگت ان دنوں ثمرقند سے باہر جنوب مشرقی حصے میں پڑاؤ کئے ہوئے
ہیں۔ اس پر کوروش نے اس بوڑھے کو اطمینان دلاتے ہوئے کہا۔

اے میرے بزرگ مطمئن رہو میں یہاں سے سیدھا ثمرقند کے جنوب مشرقی حصے کی طرف
کوچ کروں گا اور ان وحشی مساگتوں کو شکست دیکر ان کو ایسی مار ماروں گا کہ آئندہ وہ ان سرزمینوں

پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہ کریں گے اس کے ساتھ ہی کوروش نے اپنے لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور وہ بڑی برق رفتاری سے سمرقند کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا۔

آخر کار سمرقند کے نواح میں کوروش کے لشکر کو ان وحشی مساگتوں سے پالا پڑا زندگی میں پہلی بار کوروش کے تربیت یافتہ اور عظیم لشکر کا سامنا اس طرح کے صحرا نشینوں سے ہو رہا تھا جو لوٹ مار اور قتل و غارت میں اپنا ثانی اور مثل نہ رکھتے تھے۔ جس وقت دونوں لشکر آپس میں ٹکرائے تو کوروش نے اندازہ لگایا کہ وہ وحشی مساگت باقاعدہ طور پر صفیں باندھ کر سامنے نہیں آتے بلکہ اپنے جسموں پر چمڑہ لپیٹ کر جنّوں کی صورت میں اچانک نمودار ہوتے ہیں اور بھیڑیوں کی طرح کوروش کے لشکر میں شامل مادیوں' پارسیوں اور کلدانیوں کے گرد گھیرا ڈال کر تیر اندازی کرتے اور پھر جا کر پہاڑوں میں جا چھپتے ان کے تیر پارسیوں اور کلدانیوں کی زرہ بکتر میں سوراخ کر دیتے تھے کوروش نے یہ بھی دیکھا کہ وہ عجیب و غریب حملہ آور جنہیں مساگت کہہ کر پکارا جاتا تھا ان میں سے جب کوئی کوروش کے لشکریوں کی تیر اندازی سے زخمی ہو جاتا تو وہ ہمت نہیں ہارتا تھا باوجود اس کے کہ خون ان کے جسموں سے جاری ہوتا وہ حیوانوں کی طرح زخموں کا کوئی اثر نہیں لیتے تھے۔ اپنے گھوڑوں کی رسیاں آپس میں باندھ لیتے تاکہ ساتھیوں سے جدا نہ ہو جائیں اور گھوڑوں کی زینوں سے اس طرح چپک جاتے کہ پارسی کلدانیوں کے ماہر تیر اندازوں کیلئے انہیں نشانہ بنانا مشکل ہو جاتا تھا وہ پارسیوں اور کلدانیوں کی طرح جنگی نعرے بلند نہیں کرتے تھے بلکہ اپنے چہرے سے ایک طرح کا عجیب سا اظہار کرتے تھے جو انہیں اور ان کے ساتھیوں مساگتوں کے ساتھ جنگوں کے درمیان کوروش نے یہی اندازہ لگایا کہ ان کے سرداروں کی گردنوں اور بازوؤں پر سونا چمک رہا تھا اور وہ اپنے ساتھیوں کو لڑاتے لڑاتے اچانک گرد و غبار میں گم ہو جاتے پھر دوبارہ نمودار ہوتے اور صفوں میں بڑے زور سے حملہ کر دیتے اور جب کوروش کے سپاہی جوابی کارروائی کرنا چاہتے تو وہ آناً "فاناً" دائیں بائیں چکر دیکر اپنے گھوڑوں کو بھگاتے اور کوروش کے لشکریوں کی گرفت سے نکل جاتے تھے۔

تھوڑی ہی دیر کی لڑائی کے بعد کوروش نے محسوس کیا کہ وحشی حملہ آور جنہیں مساگت کہہ کر پکارا جاتا ہے آہستہ آہستہ نہیں بلکہ بڑی تیزی سے جنگ پر چھاتے چلے جا رہے ہیں اور پھر جلد ہی ان حملہ آوروں کے جوش و خروش میں اضافہ ہو گیا اور وہ چاروں طرف سے بھوکے بھیڑیوں کی طرح کوروش کے لشکر پر ٹوٹ پڑے تھے اور کوروش کی اگلی صفوں کو انہوں نے درہم برہم کر کے رکھ دیا تھا پھر اس نے اندازہ لگایا کہ اگر اسی صورتحال میں مزید جنگ رہی تو اس کے لشکر کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا اور یہ وحشی اسے شکست دیکر اور ویرانوں تک ان کا تعاقب کر کے ان کا صفایا کردیں گے لہٰذا اس نے فوراً" اپنے چھوٹے سالاروں کو حکم دیا کہ لشکر کو پیچھے ہٹایا جائے لہٰذا کوروش کے حکم پر جنگ بند کر دی گئی اس نے اپنے لشکر کو پیچھے ہٹایا اور اپنے لشکر کو لیکر وہ نیچے وادی میں اس جگہ لے گیا تھا جہاں کافی اونچی جھاڑیاں اور درخت تھے اور ان کی اوٹ میں ہو کر اس نے اپنے لشکریوں کو پڑاؤ کرنے اور ستانے کا موقع دیا تھا۔ اس وقفے کے دوران کوروش یوناف اور بیوسا کے پاس آیا یوناف کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا

یہ جنگ میری امید اور توقع کے بالکل خلاف ہوئی ہے میں تو یہی اندازہ لگائے ہوئے تھا کہ ہم ان وحشی حملہ آوروں کو لمحوں کے اندر تہ تیغ کر کے رکھ دیں گے لیکن الٹا انہوں نے ہمیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیا ہے اور ہمیں یہ تسلیم کرتے ہوئے شرمندگی محسوس نہیں کرنی چاہئے کہ ان وحشی حملہ آوروں نے اس جنگ میں ہمیں شکست دی ہے یوناف نے فوراً" کوروش کی بات کاٹتے ہوئے کہا ایسا ہماری غلطی کی وجہ سے ہوا ہے کوروش نے چونک کر یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھا ہماری غلطی کی وجہ سے لیکن وہ کیسے اس پر یوناف پھر کہنے لگا۔

وہ اس طرح کہ ہم نے اپنے لشکر کی ترتیب ہی غلط رکھی تھی۔ میں نے مرنے والے چند مساگتوں کا بڑے غور سے جائزہ لیا ہے وہ اپنے سامنے والے حصے اور پیٹھ پر چمڑا باندھ کر رکھتے ہیں اور اس چمڑے کو وہ ڈھال کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور اس چمڑے کی کئی تہیں ہوتی ہیں اور شاذ و نادر ہی کوئی تیر اس چمڑے کو چیر کر ان کے جسموں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ لہٰذا وہ جب اچانک حملہ آور ہوتے ہیں تو اپنے سامنے والے حصے پر جو انہوں نے چمڑا باندھا ہوتا ہے وہ انہیں ہمارے لشکریوں کی تیر اندازی سے محفوظ رکھتا ہے اور بھیڑیے کی طرح اچانک حملہ آور پلٹ کر بھاگنے لگتے ہیں تو جو انہوں نے پیٹھ پر موٹا چمڑا باندھا ہوتا ہے وہ ہماری تیر اندازی سے انہیں محفوظ تو رکھتا ہے اس طرح ان کی نسبت ہمارا زیادہ نقصان ہوا ہے جس کے نتیجے میں ہمیں یہ پسپائی اختیار کرنی پڑی ہے۔ اگر ہم شروع ہی میں دانشمندی سے کام لیتے ہوئے اور حالات کا جائزہ لینے کے بعد جنگ کی ابتدا کرتے تو ہمیں یہ پسپائی نہ دیکھنا پڑتی یوناف کے ان الفاظ پر کوروش خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ یوناف سے پوچھنے لگا۔

تمہارے خیال میں ہمیں کس طرح اپنے لشکر کو ترتیب دیکر ان وحشی حملہ آوروں کا مقابلہ کرنا چاہئے جواب میں یوناف کہنے لگا ہمیں یوں کرنا چاہئے کہ اب وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے فی الفور ہمیں ان وحشیوں کے خلاف جنگ کی ابتدا کرنی چاہئے اور انہیں ستانے اور قوت بحال کرنے کا موقعہ فراہم نہیں کرنا چاہئے یہ حملہ ہمیں اس طرح کرنا چاہئے کہ جس جگہ ہم پڑاؤ کئے ہوئے ہیں یہاں بلند جھاڑیاں اور درخت ہیں ان کی اوٹ میں رہتے ہوئے اپنے لشکر کو ہمیں تین

حصوں میں تقسیم کر دینا چاہئے ایک حصہ ان جھاڑیوں اور درختوں کی اوٹ میں آگے بڑھتے ہوئے میدان جنگ کے دائیں طرف کو ہستانی سلسلوں کی گھات میں بیٹھ جائے جبکہ جب کہ لشکر کا دوسرا حصہ میدان جنگ کے بائیں طرف گھات میں ہو بیٹھے جبکہ تیسرا حصہ سامنے کی طرف سے حملہ آور ہو اور جب دشمن ہم پر جوابی حملہ آور ہونے کی کوشش کرے تو جو لشکر میدان جنگ کے دائیں اور بائیں طرف بیٹھے ہوں گے وہ اچانک مساگتوں پر تیر اندازی کر دیں۔ یہ مساگت چونکہ اپنے سامنے والے حصے اور پشت پر تیروں سے بچنے کیلئے موٹا چمڑا پہنتے ہیں اور وہ محفوظ رہ جاتے ہیں مگر انہوں نے اپنے اطراف میں کوئی حفاظتی چیز نہیں رکھی ہوتی لہٰذا ان کے دائیں بائیں سے جب ہمارے لشکری تیر اندازی کریں گے تو انہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا اور وہ ہمارے ہاتھوں شکست اٹھانے پر مجبور ہو جائیں گے۔ یوناف کی یہ تجویز سن کر کوروش بے حد خوش ہوا اور آگے بڑھ کر اس نے یوناف کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اور پھر کہنے لگا سنو یوناف میرے بھائی کاش اس سلسلے میں تم سے میں نے پہلے مشورہ کیا ہوتا تمہاری تجویز بہترین ہے اور اس پر عمل کر کے ہم یقیناً ان وحشی مساگتوں کو شکست دینے اور بھاگ جانے پر مجبور کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد کوروش حرکت میں آیا یوناف کی تجویز کے مطابق اس نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا ایک حصہ اس نے اپنے ماتحت رکھا دوسرا یوناف کی کمان داری میں اور تیسرا اس نے ہار پیگ کے ماتحت کر دیا تھا۔ یوناف اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ میدان جنگ کے دائیں جانب جا بیٹھا جبکہ میدان جنگ کے بائیں طرف ہار پیگ اپنے لشکر کے ساتھ چھپ گیا تھا اس کے بعد باقی ماندہ لشکر کے ساتھ کوروش حرکت میں آیا طبل بجاتا ہوا وہ آگے بڑھا تاکہ دشمن کو پتا چلے کہ کوروش اپنے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہو رہا ہے دفوں اور طبل کی آوازوں پر یہ وحشی چونک پڑے اور آگے بڑھ کر کوروش پر حملہ کر دیا کوروش پہلے سے متوقع حملے کیلئے تیار تھا لہٰذا اپنا دفاع کرنے کے ساتھ ساتھ اس نے جارحیت بھی اختیار کرتے ہوئے مساگتوں پر جان لیوا حملے کرنا شروع کر دیئے تھے عین اس موقع پر جبکہ مساگت چاروں طرف سے کوروش کے لشکر پر طوفانوں کی طرح حملہ آور ہونا شروع ہو گئے تھے میدان جنگ کے دائیں بائیں طرف سے یوناف اور ہار پیگ نے اپنے لشکریوں کے ساتھ ایسی تیز اور تند تیر اندازی کی کہ بے شمار مساگت ان کے تیروں سے چھلنی ہو گئے ان کی لاشوں سے میدان جنگ ایک طرح سے اٹ گیا تھا یہ صورتحال دیکھتے ہوئے مساگت میدان جنگ سے بھاگے کوروش اور اس کے علاوہ یوناف اور ہار پیگ بھی اپنی اپنی گھاتوں سے نکل کر ان کا تعاقب شروع کر دیا اپنے آگے آگے بھاگتے ہوئے کئی مساگتوں کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا اس اچانک شکست سے وہ مساگت ایسے بدحواس ہوئے کہ اپنے پڑاؤ میں پڑے ہوئے چھکڑے اور عورتوں اور بچوں کو چھوڑ کر راہ فرار اختیار کر لی۔ کوروش نے اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھ کر ان وحشی مساگتوں کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا تھا۔ چھکڑوں پر لدا ہوا بے شمار مال جو ان مساگتوں نے سمرقند کے نواح سے لوٹ کر جمع کر لیا تھا کوروش کے ہاتھ لگا اس پڑاؤ کے اندر بھاگنے والوں کی عورتیں اور بچے بھی تھے یوناف سے مشورہ کرنے کے بعد کوروش نے یہ فیصلہ کیا کہ چھکڑوں کے اندر جس قدر دولت اور اموال بھرے ہوئے تھے وہ اس نے اپنے قبضے میں کر لئے ان چھکڑوں میں اسیر ہونے والی عورتوں اور بچوں کو غیر مسلح کرنے کے بعد انہیں اجازت دے دی گئی کہ وہ اپنے اپنے ٹھکانوں کو واپس جا سکتے ہیں کوروش کے اس فیصلے سے مساگتوں کی وہ عورتیں اور بچے خوش ہوئے لہٰذا وہ فوراً" اپنے چھکڑوں کو ہانکتے ہوئے وہاں سے چلے گئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی کوروش اپنے لشکر کے ساتھ سمرقند شہر کی طرف بڑھا تھا۔

سمرقند کے لوگوں کو پہلے ہی خبر ہو چکی تھی کہ سمرقند کے باہر کوروش نے اپنے لشکر کے ساتھ مساگتوں کو شکست دیئے اور ان کا قتل عام کرنے کے بعد انہیں بھاگ جانے پر مجبور کر دیا ہے لہٰذا سمرقند کے لوگ بہت خوش ہوئے کیونکہ وہ آئے دن ان مساگتوں کی لوٹ مار کا شکار ہوتے رہتے تھے۔ کوروش جب اپنے لشکر کے ساتھ سمرقند کے قریب پہنچ تو ممتاز شہریوں اور تاجروں نے کوروش اور اس کے لشکریوں کا استقبال کرتے ہوئے ان کیلئے بہترین جشن کا انتظام کیا اس خوشی میں باغوں کے دروازوں پر پھولوں کے ایوان بنا کر ان میں خوبصورت غالیچے بچھائے گئے۔ باغوں کے چاروں طرف پھل دار درختوں پر چینی کے فانوسوں سے چراغاں کیا گیا۔ کوروش کو ریشم کے غالیچے پر چاندی کی کرسی پر بٹھایا گیا۔

اس جشن کے موقع پر سمرقند کے لوگوں نے کورش کے ساتھ ساتھ یوناف اور بیوسا اور ہار پیگ کو بھی اپنی رسومات کے مطابق چاندی کی کرسی پر بٹھایا شاعروں نے ان کی تعریف میں قصیدے کہے اور کوروش کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے وحشی مساگتوں کو مار بھگا کر انہیں لٹیروں سے محفوظ کیا ہے اس جشن کے بعد سمرقند کے کچھ سرکردہ لوگ کوروش کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کوروش کو اپنا بادشاہ تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ وہ اس کیلئے سمرقند شہر میں ایک محل بنانا چاہتے ہیں اور یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ وہ کوروش کے خزانے کو سونے چاندی سے بھر دیں گے اور پری چہرہ لڑکیاں اسکی خدمت کیلئے مقرر کریں گے کوروش نے شہر کے لوگوں کے ان جذبات کی قدر کرتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا پھر وہ انہیں سمجھانے کے انداز میں کہنے لگا۔

اگر تم کچھ کرنا ہی چاہتے ہو تو مجھے تحفے تحائف پیش کرنے کے بجائے تم مجھے جتنی بھی زیادہ تعداد میں ممکن ہو دو کوہانوں والے اونٹ بیل گاڑیاں اور صناع مہیا کرو ان کی مدد سے میں تمہارے

لئے دو کام کروں گا اول یہ کہ میں سمرقند اور اس کے گردونواح کے سارے علاقوں کو ان حملہ آوروں سے پاک کروں گا تاکہ آئندہ آنے والے دنوں میں تم آزادی کی زندگی بسر کر سکو دوسرا کام میں یہ کروں گا کہ میں دریائے آمو پر ایک بند تعمیر کر کے اس میں سے ایک نہر نکال کر پانی جمع کروں گا تاکہ اس سے مزید نہریں نکال کر گردونواح کے سارے سرخ ریت کے صحرا کو لہلہاتے کھیتوں اور باغوں میں تبدیل کر دوں گا۔

سمرقند کے لوگوں نے کوروش کی اس تجویز سے اتفاق کیا ایسے سارے ذرائع انہوں نے مہیا کئے کوروش نے وہاں اپنے لشکر کے ساتھ قیام کرنے کے بعد سب سے پہلے دریائے آمو پر بند باندھا پانی کو ایک جھیل کی صورت میں جمع کیا پھر سرخ ریت کے سارے صحرا کو اس نے آباد کر کے رکھ دیا تھا اور وہاں پہ بہترین فصلیں اگنے لگیں تھیں دوسرا کام اس نے یہ کیا کہ اس نے دریائے آمو اور دریائے سیحون کے درمیان جس قدر علاقہ تھا اسے اس دور میں صغد کہہ کر پکارتے تھے وہ اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پر طوفان کی طرح چھا گیا۔ وحشی اور خونخوار مساگتوں کا اس نے مکمل طور پر قلع قمع کر دیا آنے والے دنوں کیلئے کوروش نے ان علاقوں کو محفوظ کر دیا اس طرح اس نے سمرقند اور دوسرے شہروں کے تاجروں اور سوداگروں کے لئے شاہراہیں محفوظ کر دیں اور لوگ پر سکون ہو کر تجارتی کارواں اور قافلوں کی صورت میں تجارت کرنے لگے تھے سارے منصوبوں کا صدر مقام سمرقند کو قرار دیا جبکہ ہر صوبے کا اس نے حاکم مقرر کر دیا اپنے لشکر کے ساتھ اس نے سمرقند شہر میں پڑاؤ کر لیا تھا تاکہ کچھ عرصہ اس کے لشکری ستا اور آرام کر سکیں

ایک روز عارب اور بنیطہ سامریہ شہر کی سرائے کے اندر سے کھانا کھا کر نکلے تو انہوں نے دیکھا کہ سرائے کے اصطبل کے بالکل سامنے بہت سے لوگ جمع تھے دونوں میاں بیوی متفکر ہوئے کہ دیکھیں یہاں لوگ کس غرض اور کس مقصد کے تحت جمع ہوئے ہیں جب وہ لوگوں کے اس جمگھٹے کے پاس آئے تو انہوں نے دیکھا اصطبل کے درمیان ایک داستان گو بیٹھا ہوا تھا جو مزے لے لے کر انہیں کوئی مافوق الفطرت داستان سنا رہا تھا اور اردگرد جمع ہونے والے لوگ بالکل خاموش بیٹھے تھے اور ان کی داستان پر بڑی توجہ اور انہماک کا اظہار کر رہے تھے۔ اس موقع پر بنیطہ نے اپنے پہلو میں کھڑے عارب کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ہم ایک عرصہ سے اس سرائے میں رہ رہے ہیں ہم نے پہلے کبھی اس داستان گو کو اس سرائے میں داستان گوئی کرتے نہیں دیکھا۔ میرا خیال ہے کہ یہ داستان گو اس سرائے میں اجنبی ہے اور نقدی حاصل کرنے خاطر اس نے اس سرائے میں قیام کرنے کے ساتھ ساتھ یہ دھندہ بھی شروع کر دیا ہے بنیطہ کی اس گفتگو پر عارب تھوڑی دیر کیلئے ہلکے ہلکے مسکراتا رہا پھر اس نے اپنے پہلو میں کھڑے ایک شخص کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اے میرے عزیز کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہ داستان گو کون ہے ہم دونوں میاں بیوی ایک عرصے سے اس سرائے میں قیام کئے ہوئے ہیں لیکن اس سے پہلے کبھی اس داستان گو کو یہاں نہیں دیکھا یہ پہلا موقع ہے کہ یہ سارے لوگ اس کے اردگرد جمع ہیں اور اس سے داستان سن رہے ہیں اس پر وہ شخص مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

یہ داستان گو آج دوپہر کو بابل سے سامریہ شہر میں داخل ہوا ہے یہ بابل کا رہنے والا ہے اور لوگوں کو یہ بابل کی حکایتیں اور داستانیں سنا رہا ہے اس لئے لوگ اس کی داستان میں دلچسپی لے رہے ہیں کیونکہ یہ داستانیں اور حکایتیں بابل سے تعلق رکھتی ہیں اور یہاں کے لوگوں کیلئے نئی ہیں جس کی وجہ سے دلچسپی کا باعث ہیں اس شخص کی اس گفتگو سے عارب اور بنیطہ دونوں مطمئن ہو گئے تھے پھر وہ ان لوگوں کے ساتھ وہاں بیٹھ گئے اور اس داستان گو کی داستان غور سے سننے لگے تھے۔

جب وہ داستان گو اپنی شروع کی ہوئی داستان ختم کر چکا اور لوگ وہاں سے ہٹنے کی کوشش کرنے لگے تو داستان گو فوراً" بولا اور وہاں جمع ہونے والے سارے لوگوں سے کہنے لگا میری داستان سننے والو تم جانتے ہو کہ میں اس سرائے میں اجنبی ہوں میرا تعلق بابل سے ہے میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ مجھ جیسا داستان گو تمہیں کہیں نہیں ملے گا اگر تم میری کچھ مدد کرو تو میں تمہیں بابل کا ایسا سچا واقعہ سناتا ہوں جو تمہارے لئے انتہائی دلچسپی کا باعث ہوگا اور تم مشکل ہی سے اس پر یقین کر سکو گے اس پر جو لوگ وہاں سے ہٹنے کی کوشش کر رہے تھے رک گئے سب نے اپنے کپڑے ٹٹول ٹٹول کر سکوں کی صورت میں کچھ نہ کچھ اس داستان گو کو دیا۔ داستان گو نے وہ سارے سکے سنبھال کر پہلے اپنی تھیلی میں ڈالے پھر دونوں ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے لوگوں سے کہا میرے بھائیو تم سب بیٹھ جاؤ میں تم پر ایک ایسا انکشاف کرتا ہوں جو یقیناً" تمہارے لئے نیا اور انوکھا ہوگا میں تمہیں یہ کہتا ہوں کہ بابل میں دو ایسے فرشتے ہیں جو لوگوں کو جادو، طلسم اور سحر سکھاتے ہیں۔ ان دونوں فرشتوں کے نام ہاروت اور ماروت ہیں یہ دونوں فرشتے بابل کے نواح میں ایک کنویں میں ہیں جسے چاہ بابل کہہ کر پکارا جاتا ہے جو کوئی بھی اس کنویں کے پاس جاتا ہے اور ان سے سوال کرتا ہے کہ مجھے جادو سکھایا جائے تو وہ سب سے پہلے اسے تنبیہہ کرتے ہیں کہ اگر تو نے جادو سیکھ لیا تو تیرے اندر جو ایمان ہے وہ جاتا رہے گا اور اگر جادو سیکھنے والا بضد ہو کہ ٹھیک ہے مجھے ایمان کی کوئی پرواہ نہیں میں جادو سیکھنا چاہتا ہوں تو وہ اس شخص کو جادو سکھا دیتے ہیں کیا تم لوگ میرے اس انکشاف پر اعتبار کرتے ہو اس پر ایک بوڑھا اس داستان گو کے قریب آیا اور کہنے لگا اے داستان گو ہم قطعاً" تمہارے اس انکشاف کو تسلیم نہیں کرتے اس لئے کہ جادو ہمارے نبی کی شریعت میں گناہ

سمجھا گیا ہے لہٰذا خدا کے فرشتے کوئی برا اور ایسا کام سکھانے میں ملوث نہیں ہو سکتے جس کو سیکھنے اور کرنے سے انسان کو گناہ ملتا ہو اس پر وہ داستان گو کہنے لگا۔

اے میرے بزرگ تمہاری بات اپنی جگہ پر درست اور صحیح ہے لیکن یہ فرشتے جادو اور سحر، طلسم سکھانے کیلئے بھیجے گئے ہیں تاکہ لوگوں کو جادو سکھانے سے پہلے اس کے بد اثرات اور اس کے گھناؤنے پن سے لوگوں کو آگاہ کریں اور جو لوگ باز نہ آئیں انہیں جادو سکھا دیں۔ اس پر وہ بوڑھا پھر بولا اور کہنے لگا۔ آخر یہ نوبت ہی کیوں آئی کہ خداوند کے یہ فرشتے بابل سے باہر لوگوں کو جادو سکھانے پر مامور کر دیئے گئے ہوں اس بوڑھے کے اس سوال پر وہ داستان گو تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر کہنے لگا

اے میرے بزرگ جادو سکھائے جانے کی یہ توضیح اور تشریح کچھ یوں ہے کہ تم جانتے ہوئے کہ پہلے سامریہ پر آشوریہ کا بادشاہ سارگون حملہ آور ہوا تھا اور اس کو نیست و نابود کر دیا تھا اور ان گنت شہریوں کو وہ قیدی بنا کر نینوا کی طرف لے گیا تھا پھر کچھ عرصہ بعد بابل کا عظیم بادشاہ بخت نصر یہودیوں کی دوسری سلطنت یہودیہ پر حملہ آور ہوا بے شمار لوگوں کو اس نے قتل کیا ہیکل سلیمانی کو اس نے نیست و نابود کر کے پیوند خاک کر دیا اور ہزاروں اسرائیلیوں کو قید کر کے بابل لے گیا۔ بابل میں یہ زندانی اور قیدی کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہے ہیں بابل کے نواح میں ان کے لئے ایک نیا شہر آباد کیا گیا ہے جس کا نام تل ابیب رکھا گیا ہے۔

یعنی اسرائیل کے یہ سب افراد اس شہر میں اسیری کی زندگی بسر کرتے رہے یہاں تک کہ ان اسیروں پر ان کی اخلاقی مادی انحطاط کا دور آیا غلامی جہالت مسکنت و افلاس اور ذلت و پستی نے ان کے اندر کوئی بلند حوصلگی اور کوئی اولوالعزمی باقی نہ چھوڑی اپنی اس حالت میں ان کی توجہات جادو، ٹونے اور عملیات تعویز گنڈوں کی طرف ہونے لگی وہ ایسی تدبیریں ڈھونڈنے لگے جس سے کسی جدوجہد اور مشقت کے بغیر محض پھونکوں اور منتروں کے زور پر سارے کام بن جایا کریں ان کی اس حالت سے شیاطین اور اس کے شاگردوں اور گماشتوں نے فائدہ اٹھایا اور انہیں بہکانا شروع کیا کہ سلیمان علیہ اسلام کی عظیم الشان سلطنت اور ان کی حیرت انگیز طاقتیں سب کچھ ہی تو چند نقوش اور منتروں کا نتیجہ تھیں اور وہ منتر ہم تمہیں بتائے دیتے ہیں چنانچہ یہ لوگ ان جادو منتروں اور ٹونوں کو راہ نجات اور نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر ان پر ٹوٹ پڑے شیطان اور اس کے چیلوں نے بنی اسرائیل کی اس بے بسی کے احکامات پر عمل کرنے کے بجائے جادو ٹونے کے فریب میں مبتلا کر کے رکھ دیا۔

ان حالات میں خداوند نے دو فرشتوں کو جن کے نام ہاروت اور ماروت ہیں بنی اسرائیل کی آزمائش کیلئے بھیجا جس طرح قوم لوط کے ساتھ فرشتے خوبصورت لڑکوں کی شکل میں گئے تھے اس طرح ان اسرائیلیوں کے پاس بھی وہ دونوں فرشتے انتہائی بزرگ و محترم کی شکل میں گئے وہاں ایک طرف انہوں نے بابل کے بازار میں اپنی دکان لگائی اور دوسری طرف وہ حجت کی تکمیل کیلئے ہر ایک کو یہ خبردار بھی کرتے ہیں کہ دیکھو ہم تمہارے لئے آزمائش کی حیثیت رکھتے ہیں تم اپنی عاقبت خراب نہ کرو مگر اس کے باوجود ان کے پیش کردہ عملیات اور طلسمات و جادو پر لوگ ٹوٹے پڑتے ہیں۔

اس پر وہ شخص پھر بولا اور اس داستان گو سے کہنے لگا خداوند کو اگر یہی منظور تھا کہ بنی اسرائیل کو جادو سے منع کیا جائے تو یہ کام کسی پیغمبر کے ذریعے ادا کرتا یہ حجت کسی اور ذریعے سے بھی پیش کی جا سکتی تھی ہاروت و ماروت فرشتے بھیجنے کی کیا ضرورت تھی اس پر وہ داستان گو پھر بولا اور کہنے لگا یہ کام رسولوں اور انبیا اکرام سے اس لئے نہیں لیا گیا کہ جس دور میں بھی جس قوم کی طرف خداوند نے اپنے نبی اور رسول بھیجے اس قوم نے اس نبی پیغمبر کو رسول کو ساحر اور جادوگر ہی کہا گویا اس سحر اور جادو کے مقابلے میں پیغمبر اور رسول خود ایک فریق ہے جس کے بھیجے جانے کا اصل مقصد و مدعا قوتوں کا قلع قمع کرنا ہے اور رسولوں کے ہاتھوں جو خداوند قدوس نے بنی نوع انسان پر حجت پیش کرنے کیلئے اور ان پر دلائل پیش کرنے کیلئے جو معجزات دکھائے بنی نوع انسان ان معجزات کو بھی جادو ہی خیال کرنے لگے لہٰذا جادو اور معجزات میں امتیاز رکھنے کیلئے چونکہ پیغمبر جادوگروں کے مقابلے میں ایک فریق کی حیثیت رکھتے ہیں لہٰذا یہ کام انبیا سے نہ لیا گیا کہ لوگ کہیں اس نظریے میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ ساحری یعنی جادو اور معجزات ایک ہی چیز ہیں جن کا ظہور پیغمبروں سے ہوتا ہے لہٰذا پیغمبروں سے سحر اور جادو دور رکھنے کے علاوہ خداوند نے بابل میں امتیاز دکھانے کیلئے یہ ہاروت و ماروت دونوں فرشتے بھیجے جو کوئی جادو سیکھنے کیلئے ان کے پاس جاتا ہے پہلے وہ اس شخص پر جادو کے نقصانات اس کے مضرات مادی اور روحانیت کے نقطہ نظر سے آگاہ کرتے ہیں اور اگر کوئی اس کے باوجود بھی بضد ہوتا ہے کہ اسے جادو سکھایا جائے تو پھر وہ اسے سکھاتے ہیں گویا یہ دونوں فرشتے ہاروت و ماروت لوگوں کیلئے جادو کے خلاف ایک حجت اور دلیل ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد جب وہ داستان گو خاموش ہوا تو وہ شخص جو داستان گو سے بحث کر رہا تھا تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر اس نے غور سے اس داستان گو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اب تم نے مجھے اپنی گفتگو سے مطمئن کر دیا ہے خداوند نے واقعی حجت کے لئے دو فرشتے ہاروت و ماروت نازل کئے اے داستان گو اگر میری زندگی نے ساتھ دیا اور مجھے وقت ملا تو میں ضرور بابل جاؤں گا اور کنوئیں میں قیام کرنے والے ان دونوں فرشتوں ہاروت و ماروت کی حقیقت کا جائزہ لوں گا۔ اس کے ساتھ ہی وہ داستان گو اپنی جگہ سے اٹھ کر سرائے میں اپنے کمرے کی طرف چلا گیا تھا اس کے گرد جمع

ہونے والے لوگ بھی وہاں سے اٹھ گئے تھے۔ عارب اور بنیطہ دونوں وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آکر بیٹھے اسی وقت عزازیل ان کے کمرے میں داخل ہوا عارب اور بنیطہ عزازیل کو دیکھ کر دنگ رہ گئے ان کے چہروں پر حیرت کے ساتھ خوشی بھی نمایاں تھی کیونکہ عزازیل کے پیچھے پیچھے بیوسا بھی اس کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

بیوسا کو عزازیل کے ساتھ اپنے کمرے میں دیکھتے ہی بنیطہ کی خوشیوں اس کے اطمینان اور مسرتوں کی کوئی انتہا نہ رہی انہیں خوشیوں بھرے جذبات میں وہ تقریباً" بھاگتی ہوئی مسہری سے اٹھی اور بھاگ کر عزازیل کے پیچھے بیوسا سے لپٹ گئی تھی لیکن جلد ہی بنیطہ بیوسا سے علیحدہ ہو گئی تھی اس لئے کہ جس طرح کی بنیطہ کی طرف سے گرم جوشی اور والہانہ پن تھا ایسے جذبات کا اظہار بیوسا کی طرف سے نہ کیا گیا تھا۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے بنیطہ کسی قدر پریشان اور افسردہ حال سی ہو گئی تھی وہ بڑے عجیب سے انداز میں کبھی بیوسا اور کبھی عزازیل کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ اسی وقت عارب بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا اور بیوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے بیوسا اس وقت اس کمرے میں میں اپنے آقا عزازیل کے ساتھ تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں گو تم نے ہماری طرف پلٹنے میں بہت دیر کر دی بہرحال تمہارا یہ اقدام خوش آئند ہے کہ تم پھر ہمارے گروہ میں داخل ہو گئی ہو اس لئے کہ اپنے گروہ اور اپنے ریوڑ سے بھٹکا ہوا میمنا اسی وقت ہی محفوظ اور مامون سمجھا جاتا ہے جب وہ دوبارہ اپنے ریوڑ میں لوٹ آتا ہے لہٰذا ہم بھی تمہیں واپس آنے پر خوش آمدید کہتے ہیں۔

بیوسا نے عارب کی اس گفتگو کا بھی کوئی جواب نہ دیا تھا لہٰذا بنیطہ کی طرح وہ بھی پریشان حال ہو کر باری باری کبھی بیوسا اور کبھی عزازیل کی طرف دیکھنے لگا تھا عزازیل تھوڑی دیر تک عارب اور بنیطہ دونوں میاں بیوی کی اس کیفیت سے لطف اندوز ہوتا رہا پھر اس نے کمرے کے اندر ایک خوشکن قہقہہ لگایا اس کے بعد وہ بیوسا کے ساتھ کمرے کی سامنے والی نشستوں پر بیٹھتے ہوئے بولا عارب اور بنیطہ تم بھی بیٹھ جاؤ میں تم پر ایک انکشاف کرتا ہوں۔ عارف اور بنیطہ اس موقع پر پریشانی اور بدحواسی کا شکار ہو کر عزازیل کے کہنے پر فوراً" اس کے سامنے بیٹھ گئے پھر عزازیل نے انہیں مخاطب کیا اور کہنے لگا۔

سنو عارب اور بنیطہ یہ لڑکی جسے تم بیوسا سمجھ رہے ہو در حقیقت یہ بیوسا نہیں ہے یہ وہ کیسم ہے جس کا میں نے تم سے ذکر کیا تھا تمہیں یاد ہو گا کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ میں نے دو لڑکیاں تیار کی ہیں ایک کیسم اور ایک سوریان یہ کیسم ہے جو بیوسا کا کردار ادا کرے گی اور یوناف اور بیوسا کے ساتھ رہ کر میرے پھیلائے ہوئے جال میں انہیں پھنسانے کی کوشش کرے گی عزازیل کے اس انکشاف پر عارب اور بنیطہ دونوں حیران و پریشان ہو گئے پھر ان کے چہروں پر خوشی سی چھا گئی انہوں نے خوش کن الفاظ کا استعمال بنیطہ کرتے ہوئے کیسم کا اس کمرے میں استقبال کیا پھر عارب نے عزازیل مخاطب کر کے کہا۔

اے آقا کیا آپ ہمیں اس کیسم کا اصل روپ نہ دکھائیں گے تاکہ کبھی ہمیں اس کا سامنا ہو جائے تو ہم اسے پہچان سکیں۔ اس کے جواب میں عزازیل نے ایک خاص انداز میں اپنے پہلو میں بیٹھی ہوئی کیسم کی طرف اشارہ کیا وہ فوراً" اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائی اور دوسرے ہی لمحے وہ ان کے سامنے اپنے اصل روپ میں تھی۔ عارب اور بنیطہ تھوڑی دیر تک اسے غور سے دیکھتے رہے۔ اس کے بعد عزازیل کے اشارے پر کیسم حرکت میں آئی اور اس نے فوراً" اپنا حلیہ جسمانی ساخت اور قد کاٹھ بدل لیا تھا اس پر عارب پھر بولا اور کہنے لگا اے آقا آپ کیسم کو تو ہم سے متعارف کروا چکے ہیں سوریان کو بھی لے آتے تاکہ ہم اسے بھی دیکھ لیتے اس پر عزازیل کہنے لگا سوزیان کا تعلق تم سے زیادہ نہیں رہے گا۔ اس لئے کہ وہ ابلیکا کا کردار ادا کرے گی تاہم کبھی ضرورت پیش آئی تو اسے بھی تم سے متعارف کروا دوں گا میں کیسم کے ساتھ تمہاری طرف صرف اس لئے آیا ہوں کہ تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کیسم، یوناف اور بیوسا کے خلاف حرکت میں آنے لگی ہے لہٰذا تمہیں آگاہ ہونا چاہئے کہ ہم یوناف اور بیوسا کو کیسم کے ذریعے جال میں پھنسانے کی ابتدا کر چکے ہیں اب میں کیسم کے ساتھ یہاں سے رخصت ہوتا ہوں تاکہ یہ اپنے کام کی ابتدا کر سکے اور میں اس کی راہنمائی کر سکوں اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں عزازیل اور کیسم اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور اس کمرے سے وہ غائب ہو گئے تھے۔

○

اپنے لشکر کے ساتھ چند ماہ تک سمرقند میں قیام کرنے کے بعد کوروش نے وہاں سے کوچ کیا اب وہ یہ ارادہ رکھتا تھا کہ مشرق کی طرف بڑھے گا اور وسیع علاقوں کی فتوحات کر کے اپنی مملکت کو وسیع کرے گا اس مقصد کیلئے وہ اپنے لشکر کے ساتھ ان قافلوں کے راستوں پر مشرق کی طرف چل پڑا جو دریائے آمو کے ساتھ ساتھ سرخ مٹی کے پہاڑوں کی طرف بڑھ رہے تھے اور تنگ و تاریک گھاٹیوں سے گزر کر ایسی بلندیوں کی طرف جاتے تھے جہاں آدم نہ آدم زاد تھا بلکہ سر بفلک پہاڑوں پر چڑھ کر قافلے اور کارواں ایسی بلندیوں پر پہنچ جاتے تھے جہاں چوٹیاں بادلوں سے ڈھکی رہتی تھیں بہرحال انہیں راستوں پر سفر کرتے ہوئے دریائے آمو کے کنارے کنارے کوروش اپنے لشکر کے ساتھ مشرق کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

پیچ و خم کھاتی اس شاہراہ پر لشکر نے سفر جاری رکھا کوروش اور لشکر میں سے کسی کو خبر نہ تھی کہ راستے کدھر کی طرف جاتے ہیں دو روز تک لگاتار سفر کرنے کے بعد وہ عمودی چڑھائی چڑھ

رہے تھے ان کے سامنے اب دریا کی ایک آبشار شور مچاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی اور اس کی آواز پلٹ کر کچھ ایسے سنائی دے رہی تھی جیسے غراتے ہوئے درندے کسی پر حملہ آور ہونے کو تیاری کر رہے ہوں۔ غروب آفتاب کے وقت جب ہوا چلنی بند ہو گئی تو مشرق کی طرف جانے والی وہ شاہراہ کوہستانی بلندیوں سے نیچے جانے لگی تھی کوہستانی سلسلے کے ختم ہونے پر مشرق کی سمت جانے والا راستہ دو حصوں میں بٹ جاتا تھا ایک راستہ اس آبشار کی طرف نکلتا تھا جو ان علاقوں میں شور مچا رہی تھی اور دوسرا دائیں جانب کو مڑ جاتا تھا کوروش کے لشکر میں جو کلدانی راہنما تھا انہوں نے کوروش کو مشورہ دیا کہ ہمیں اس راستے پر بڑھنا ہوگا جو دائیں جانب جاتا ہے کیونکہ سورج غروب ہو رہا تھا اور رات وارد ہونے والی تھی اور ان وادیوں کے اندر کوروش نے اپنے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم دے دیا تھا۔

کوروش کے حکم پر آناً" فاناً" لشکر نے وہاں پڑاؤ کر لیا خیمے نصب کر دیئے گئے اور لشکر کیلئے کھانا تیار کیا جانے لگا۔ اس وقت جب کہ یوناف اور بیوسا کا خیمہ نصب کر دیا گیا عزازیل کیسم کے ساتھ ایک بزرگ کی صورت سے ان کے خیمے کے سامنے نمودار ہوا اور کیسم کو مخاطب کر کے کہنے لگا وہ سامنے والا خیمہ یوناف اور بیوسا کا ہے اب تم بغیر کسی جھجک بغیر کسی خوف وڈر کے آگے بڑھو اور ان دونوں کے خیمے میں چلی جاؤ اس موقع پر کیسم نے عجیب سے انداز میں عزازیل کی طرف دیکھا عزازیل نے پھر اس کی ہمت بڑھاتے ہوئے کہا تمہیں خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے تم جاؤ خیمے میں داخل ہو جاؤ اور یوناف اور بیوسا کے خلاف اپنے کام کی ابتدا کر دو۔ عزازیل کے ان الفاظ پر شاید کیسم کا حوصلہ بڑھ گیا تھا لہٰذا وہ خیمے کی طرف بڑھی۔ اسی وقت عزازیل اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہ وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔ جبکہ کیسم کسی قسم کی پریشانی اور خدشے کا اظہار کئے بغیر آگے بڑھی اور یوناف اور بیوسا کے خیمے میں داخل ہو گئی تھی۔

حسین کیسم جب یوناف اور بیوسا کے خیمے کا پردہ اٹھا کر خیمے میں داخل ہوئی تو اس نے دیکھا یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی خیمے کے وسط میں بیٹھے تھے۔ ان دونوں کے درمیان مٹی کی بنی ہوئی ایک چھوٹی سی انگیٹھی رکھی تھی جس میں آگ جل رہی تھی اور وہ دونوں اس پر ہاتھ پھیلائے اپنے آپکو گرم رکھنے کی کوشش کر رہے تھے باہر برف سے ڈھکی ہوئی کوہستانی چوٹیوں کی طرف سے آتی ہوئی ہوائیں ہر چیز کو جما کر رکھ رہی تھیں جونہی یوناف اور بیوسا کی نگاہ خیمے کے دروازے کے قریب کھڑی کیسم پر پڑی وہ دونوں دنگ رہ گئے یوناف حیرت اور تعجب میں کبھی کیسم اور کبھی بیوسا کی طرف دیکھتا تھا بیوسا بھی کیسم کو دیکھ کر حیرت زدہ سی ہو گئی تھی ایک دفعہ اس نے اپنے سراپا کا جائزہ لیا پھر وہ عجیب سے انداز میں کیسم کو دیکھتی ہی رہ گئی تھی کیسم کو شکل و صورت جسمانی ساخت چہرے مہرے اور جسم کی ہر اشیاء میں اپنے جیسا پا کر بیوسا کے نکہتِ لالہ وگل چہرے پر قربتوں کے کنول عکس جمال رقص کرنے لگے تھے اسکی حسین نیلی نیلی آنکھوں کی روشنی میں کیف و مستی کا وفود عود کر آیا تھا۔ اس کے رنگین رس بھرے ہونٹوں پر شباب اور جمال سے لبریز صبح طرب جیسے جذبے کروٹیں لیتی ترنگ کی طرح ہو گئے تھے۔

تھوڑی دیر تک خیمے کے دروازے کے پاس کیسم رعنائی اور فکر و خیال طلسم جاوداں اور آوارہ تبسم کی طرح کھڑی یوناف اور بیوسا کی طرف دیکھتی رہی دوسری طرف یوناف اور بیوسا کی بھی یہی حالت تھی وہ بھی ایسے ہی جذبوں سے لبریز اس کی طرف دیکھتے جا رہے تھے۔ وہ دونوں میاں بیوی نہ سمجھ رہے تھے کہ یہ لڑکی آنے والے دنوں میں ان کے لئے نفرت کا یارود آگ اور خون بھرا راستہ عذاب الیم مہیت تصویر روح کی تشنگی اور سراب مسلسل ہی ثابت ہو سکتی ہے تھوڑی دیر تک ایسا ہی سماں رہا پھر یوناف بولا اور کیسم کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے نامعلوم اور اجنبی لڑکی میں نہیں جانتا تو کون ہے کہاں سے آئی ہے لیکن تیرے آنے سے ہم دونوں میاں بیوی کی کیفیت عجیب ہو گئی ہے دیکھ میرا نام یوناف ہے اور میرے سامنے جو لڑکی بیٹھی ہے میری بیوی ہے اسکا نام بیوسا ہے تم شکل و صورت جسمانی ساخت میں کچھ اس طرح میری بیوی سے ملتی جلتی ہو کہ اگر دونوں کو ایک جیسے کپڑے پہنا دیئے جائیں تو بیوسا کے شوہر کی حیثیت سے میں تم دونوں میں تمیز نہ کر سکوں بتاؤ تم کون ہو کہاں سے آئی ہو اور ان ویران کوہستانوں میں ہمارے پاس آنے سے تمہارا کیا مقصد اور مدعا ہے اس پر کیسم پہلی بار بولی اور کہنے لگی۔

اگر تم دونوں میاں بیوی مجھے اپنے پاس بیٹھنے کی اجازت دو تو میں تم سے کچھ کہوں اس پر یوناف نے سوالیہ سے انداز میں بیوسا کی طرف دیکھا دونوں میاں بیوی نے نگاہوں ہی نگاہوں میں کوئی فیصلہ کیا پھر بیوسا کیسم کو مخاطب کر کے بولی اور کہنے لگی تم بلا جھجک آگے بڑھو ہمارے پاس آؤ اور کچھ کہو تم کون ہو اور ہم سے کیا چاہتی ہو۔ اس پر کیسم آگے بڑھی اور بیوسا کے پہلو میں آگ کے پاس بیٹھ گئی تھی تھوڑی دیر تک خیمے میں خاموشی پھیلی رہی پھر کیسم بولی اور ان دونوں کو مخاطب کر کے وہ کہہ رہی تھی۔

تم دونوں میاں بیوی کا پہلا سوال مجھ سے یہ ہے کہ میں کون ہوں اور اس سوال کیلئے میرا جواب یہ ہے کہ میں بیوسا کی ہمزاد ہوں اس لئے کہ دو سگی بہنیں بھی اگر ہم شکل ہوں گی تو ان میں کوئی نہ کوئی فرق ان میں کوئی امتیاز ضرور ہو گا یہ صرف ہمزاد ہی ہیں جو ایک دوسرے سے اس طرح کی مشابہت رکھتے ہیں لہٰذا تمہارے پہلے سوال کا جواب کچھ یہ ہے کہ میں بیوسا کی ہمزاد ہوں تم دونوں کا دوسرا سوال یہ ہے کہ میں کہاں سے آئی ہوں اور اس کیلئے میرا جواب یہ ہے کہ میں تب

سے ہوں کہ جب سے یوسا خداوند قدوس کی پیدا کردہ اس کائنات کے اندر اپنی زندگی کے دن گزار رہی ہے میں جانتی ہوں کہ تم دونوں انسانوں کے جد امجد کے دور سے ہو اور میں بھی تب ہی سے اس کائنات میں دن گزارتی چلی آ رہی ہوں میں کھوئے کھوئے پردیسی پرندوں کی طرح شوریدہ بخت اور ماضی کی یادوں سے لپٹ کر وقت گزارتی رہی خزاں کے گیت میرے حسن و شگفتہ کو بگاڑتے رہے ویران ویران تنہا تنہا جذبے میرے جمال درخشاں پر دل کی ویرانیاں طاری کرتے رہے اور میری زندگی ان حالات میں ویران خلوتوں خون میں تر راہ گزر کی صورت گزرتی رہی میرا ہر سانس کرب آلود اور ہر نفس ایک کراہ بن کر رہ گیا تھا میں مرجانے کی حسرت صبح و شام اپنے دل میں لئے اپنی امیدوں کے گہر کے متلاشی رہی مجھے کسی ایسے شخص کی تلاش تھی جس کے ساتھ رہ کر میں اپنی زندگی امن و سکون محبت عزت عفت عصمت اور عظمت کے ساتھ گزار سکوں لیکن افسوس مجھے میرا معیار اور میری امیدوں کے گوہر نصیب ہوئے یہاں تک کہنے کے بعد کیسم تھوڑی دیر کیلئے رکی اور اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی

اپنی زندگی کے حالات سناتے ہوئے میں تم دونوں پر یہ بھی انکشاف کروں کہ جس طرح تم دونوں کے ناسوت پر لاحوت کا عمل ہے ایسے ہی میرے ناسوت پر بھی لاحوت کا عمل ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ میں اس یوسا کی ہمزاد ہوں اور جو عمل کسی انسان کے ناسوت پر ہوتا ہے وہی عمل اس کے ہمزاد پر بھی ہو جاتا ہے لہٰذا تم دونوں کی طرف میں بھی شبیہ اول سے سرگرداں چلی آ رہی ہوں اور جو مرئی قوتیں اس وقت یوسا کے پاس ہیں وہ میرے پاس بھی ہیں اور انہی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے میں انسان کی دست و برد سے محفوظ چلی آ رہی ہوں۔ جو قوتیں یوسا کے پاس ہیں یہ مجھے بھی اس کے ہمزاد کی حیثیت سے ورثے میں ملی تھیں لیکن تم جانتے ہو کہ ہمزاد ایک ماورائی قوت ہوتی ہے لیکن جب میں نے ایک ہمزاد کی حیثیت سے یہ مجسم زندگی بسر کرنا شروع کی تو مجھے یوسا کی ساری قوتیں ورثے کی حیثیت میں مل چکی تھی لیکن یہ جسم اختیار کرنے کے بعد میں نے اپنے طور پر بھی کچھ علوم سیکھے اور میں تم سے یہ کہہ سکتی ہوں کہ میں ان قوتوں کے ساتھ ساتھ جو یوسا کے پاس ہیں ایک بہترین اور عمدہ ستارہ شناس بھی ہوں یہ انکشاف میں تم دونوں پر کر رہی ہوں اور اس ستارہ شناسی کو میں تمہاری بہتری کیلئے بھی استعمال کر سکتی ہوں۔

میرے اس علم میری اس مہارت کا ذکر تم کسی اور سے نہ کرنا۔ ستارہ شناسی کا یہ علم میں نے یونان کی سرزمینوں سے سیکھا تم لوگ ضرور جانتے ہو گے کے ستارہ شناسی کی ابتدا خداوند قدوس کے رسول ادریس سے شروع ہوا تھا ادریس نے اپنے ان علوم کی تشہیر کیلئے اپنے شاگردوں کو دنیا کے مختلف حصوں کی طرف روانہ کیا تھا اپنے ایک شاگرد کو انہوں نے یونان کی سرزمین کی طرف بھی بھیجا تھا اور اس شاگرد نے لوگوں کو ستارہ شناسی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ستارہ شناسی کے سارے طریقے اور اقوام یونان نے کوہستانی سلسلے کے اندر غاروں کی دیواروں پر کندہ کر دیئے تھے لہٰذا جب طوفان نوح کے بعد ہر چیز مٹ گئی تو پھر غاروں پر کندہ کئے ہوئے اقوال اور اصول ویسے کے ویسے ہی رہے اور ان ہی سے آنے والے لوگوں نے ستارہ شناسی کے علوم سیکھے۔ یوں میں نے یہ علوم بھی یونان کی سرزمین سے سیکھے۔

یہ علوم سیکھے ہوئے مجھے کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا کیونکہ پہلے تو میں یونہی اپنے سکون اور گوہر کی تلاش میں دنیا کے اندر سرگرداں رہی اور میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا کہ آخر اپنے مقصد کو پانے کیلئے مجھے کیا کرنا چاہئے ستارہ شناسی کا علم سیکھنے کے بعد میں اس کو حرکت میں لائی اور اس کے ذریعے میری یہ کوشش تھی کہ مجھے یہ سکون کہاں اور کس طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ اس ستارہ شناسی کی مدد سے میں نے یہ جانا کہ یہ سکون مجھے تم دونوں کے پاس مل سکتا ہے۔ اپنے ان خیالات کی تائید کیلئے میں یونان میں ڈلفی معبد کے ستارہ شناسوں کے پاس بھی گئی انہوں نے بھی میرے احوال دیکھتے ہوئے مجھے بتایا کہ تمہیں سکون یوناف نام کے جوان کے پاس ہی مل سکتا ہے لہٰذا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے میں تم دونوں کی تلاش میں نکلی اور یہاں مشرق کو ہستانی سلسلوں میں تم دونوں کے پاس آ گئی ہوں۔ اب یہ تم دونوں پر منحصر ہے کہ چاہے تو مجھے دھکے دے کر اپنے خیمے سے نکال باہر کرو چاہے تو مجھے اپنے ساتھ رکھتے ہوئے عزت اور عظمت عطا کر دو۔ یہاں تک کہنے کے بعد کیسم خاموش ہو گئی تھی۔ یوسا نے اس کی ساری گفتگو کو بڑے غور اور انہماک کے ساتھ سنا پھر جب کیسم خاموش ہوئی تب اس نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ چیتان' پہیلیوں ناقابل فہم انداز میں گفتگو نہ کرو کھل کر کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو میں تمہاری اس بات کو تسلیم کر لیتی ہوں کہ تم میری ہمزاد ہو پر تمہارا ہمارے پاس آنے کا کیا مدعا ہے یہ تم نے ابھی تک صحیح طور پر واضح نہیں کیا یوسا کی اس گفتگو پر کیسم کھل کر کہنے لگی سنو یوسا میری بہن میں چاہتی ہوں کہ تمہاری طرح میں بھی یوناف کی ساتھی بن جاؤں اور جس طرح تم ایک بیوی کی حیثیت سے اس کی خدمت کر رہی ہو ایسے میں بھی اس کی زندگی بھر کی ساتھی بن کر رہوں اس طرح ہم تینوں مل کر خوش کن اور پر سکون زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ یوناف نے فوراً" کیسم کی بات اچک لی اور کہنے لگا۔

یہ ہرگز نہیں ہو سکتا یوں سمجھو کہ یہ ناممکن ہے اس پر کیسم بولی اور کہنے لگی یہ مشکل اور ناممکن تو نہیں ہے اس لئے کہ ایک مرد ایک وقت میں کئی بیویاں رکھ سکتا ہے اسی طرح آپ مجھے اور یوسا دونوں کو بیوی کی حیثیت سے رکھ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ آپ ایسا کرنا پسند کریں اس پر یوناف فوراً" تلخی سے کہنے لگا۔

سنو کیسم مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ تم بیوسا کی ہمزاد ہو میں تو صرف یہ جانتا ہوں بیوسا میری بیوی ہے اس کے بغیر میں ادھورا ہوں اس کے بغیر میں رہ بھی نہیں سکتا اس لئے کہ اس کی ضرورت ہے ان الفاظ کو تم یوں کہہ سکتی ہو کہ مجھے بیوسا کی اور بیوسا کو میری ضرورت ہے دونوں ایک دوسرے کیلئے لازم و ملزوم ہیں اگر اس شراکت داری اس رشتے اس تعلق اور رفاقت میں ہم تمہیں بھی شامل کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم پہلے جیسے نہ رہیں گے اور ہماری زندگی کی ساری خوشی اور خوشگواری جاتی رہے گی اور میں ایسا ہرگز پسند نہ کروں گا لہٰذا میں تمہیں مخلصانہ مشورہ دوں گا کہ تم میرے علاوہ کسی اور کو اپنی زدگی کا ساتھی بنا کر خوشحال زندگی بسر کرو ہو۔

یوناف کا یہ خشک جواب سن کر کیسم کے چہرے پر جہاں تھوڑی دیر پہلے سرحدی گھواروں کے نغمے رقص کر رہے تھے وہاں اب تشنگی کا فریب دکھائی دینے لگا تھا اس کی آنکھوں کے اندر جہاں تھوڑی دیر قبل امیدوں کے گوہر چمک رہے تھے وہاں اب سیراب مسلسل دیکھا جا سکتا تھا اس کے چہرے پر اس کی کیفیت اس کی آنکھوں کے دکھ سے اس کے ذہن کی گہرائیوں سے اٹھتا کرب اور دل میں برپا ہوتا شکست و ریخت کا طویل سلسلہ بخوبی دیکھا جا سکتا تھا تھوڑی دیر تک ایسی ہی کیفیت میں ڈوبی خاموش رہ کر کیسم کچھ سوچتی رہی پھر اس نے بھاری پلکوں والی اپنی موٹی موٹی نیلی نگاہوں کو اوپر اٹھایا اور باری باری غور سے یوناف اور بیوسا کی طرف دیکھا پھر وہ خون کے بہتے ان گنت نالوں کے شور جیسی افسردہ آواز میں کہنے لگی۔

سنو یوناف اور بیوسا قدرت اگر مجھے تمہارے ہی حوالے کر رہی ہے تو میرے معاملے میں اس ظلم اور ستم ظریفی کا مظاہرہ نہ کرو ابر کا چھوٹا سا ایک ٹکڑا بے کنار صحرا کی پیاس بجھا سکتا ہے میں بھی محبت کی تشنہ اور سکون اور اپنایت کی پیاسی ہوں اور یہ امید لے کر تمہارے پاس آئی ہوں کہ تم میری تشنگی کی سیرابی اور میری خواہشوں کی تکمیل کا سامان کرو گے مجھے تم دونوں سے قطعاً امید نہ تھی کہ تم مجھے مایوس کر کے اور دھکے دیکر اپنے ہاں سے نکال دو گے کیسم کی اس گفتگو کا جواب یوناف دینا ہی چاہتا تھا کہ بیوسا پہلے ہی بول اور کہنے لگی۔

سنو کیسم میں ہوس پرست اور تنگ دل لڑکیوں میں سے نہیں ہوں تمہیں شاید خبر نہ ہو کہ میں یوناف سے بے پناہ محبت کرتی ہوں ان کے بغیر جینے کا تصور بھی میں ذہن میں نہیں لا سکتی لیکن ساتھ ہی ساتھ میں ان کا احترام اور اس قدر عزت کرتی ہوں کہ اگر یہ میرے علاوہ کسی دوسری لڑکی سے شادی کرنا چاہیں تو میں ان کے خلاف کوئی آواز نہیں اٹھاؤں گی اس لئے کہ ان کا سکون میرا سکون اور ان کی خوشی میری خوشی ہے میں اپنی جان اپنے جسم اور اپنی ذات کی ہر شے ان کے لئے وقف اور قربان کر چکی ہوں چونکہ یوناف تمہارے ساتھ شادی کرنے سے انکار کر چکے ہیں لہٰذا میں انہیں اس پر آمادہ اور مجبور بھی نہیں کر سکتی ہاں تم چونکہ بڑی امیدیں اور بڑی خواہشیں لیکر ہمارے پاس آئی ہو لہٰذا میں تمہارے لئے یہ کر سکتی ہوں کہ تم ہمارے ساتھ ہی رہو اور یہاں رہتے ہوئے تمہیں پوری اجازت ہوگی کہ تم میرے شوہر کو اپنی طرف مائل کر سکتی ہو۔ چاہے یہ کام تم محبت چاہے کسی اور طریقے سے لو اگر یہاں رہتے ہوئے تم یوناف کو اپنی طرف مائل کر سکو اور انہیں آمادہ کر لو کہ یہ تمہارے ساتھ شادی کر لیں تو پھر کوئی بھی میرے سمیت اس شادی میں رکاوٹ نہ بنے گا۔

بیوسا کی یہ گفتگو سننے کے بعد کیسم کے چہرے پر ان گنت خوشیاں اور بے پناہ مسکراہٹیں بکھر گئی تھیں پھر وہ اپنے ان سارے جذبوں کو ضبط کرتے ہوئے دھیمی دھیمی مسکراہٹ میں بیوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگی میں تمہاری ممنون اور شکر گزار ہوں کہ تم مجھے اپنے اور اپنے شوہر کے ساتھ رہنے کی اجازت دے رہی ہو پر اس اجازت کو عملی صورت میں تبدیل کرنے سے پہلے تم یوناف سے تو پوچھو کہ کیا اسے بھی تمہاری یہ تجویز منظور ہے اس پر بیوسا پھر بولی اور کہنے لگی تم یوناف کا کوئی فکر نہ کرو انہیں میں سنبھال لوں گی بیوسا کی گفتگو سن کر کیسم خوش ہو گئی تھی جبکہ یوناف خاموش تھا گو وہ بیوسا کی گفتگو سے مطمئن اور متفق تھا اس وادی میں کوروش نے اپنے لشکر کے ساتھ ایک روز تک قیام کیا۔ اس کے لشکریوں نے خوب ستا لیا جبکہ لشکر کے گھوڑے بھی پتھروں کے بیچ و بیچ اگے ہوئے جنگلی پھول اور جڑی بوٹیاں کھا کر اور اپنا پیٹ بھر کے تازہ دم ہو گئے تھے۔

اس کے بعد کوروش نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کیا۔ دریائے آمو کے کنارے کنارے وہ آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ وہ اس وادی میں داخل ہوا جس کے کوہستانی سلسلے کے اوپر عظیم معلم زرتشت کی قبر تھی اس قبر کے قریب وادی میں ذرا اونچائی پر ایک بہت بڑی بستی بھی تھی جس کے اطراف میں ذرا فاصلے پر اور کئی چھوٹی چھوٹی بستیاں بھی تھیں کوروش نے جب وہاں پڑاؤ کیا تو اس بڑی بستی کے لوگ اس کی لشکر گاہ کے گرد جمع ہو گئے اور ان کا استقبال کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی اطاعت کا بھی اظہار کرنے لگے تھے۔

باختر کی ان وادیوں میں اپنے لشکر کے ساتھ کوروش جب خیمہ زن ہو چکا تو زرتشت کی قبر کے قریب تو شہر نما بڑی بستی تھی اس کے سرکردہ لوگ اس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کوروش کو انہوں نے اپنی بستی میں مدعو کیا کوروش نے ان کی اس دعوت کو قبول کر لیا اور یوناف بیوسا کیسم اور ہار بیگ کے علاوہ اپنی بیوی کے ساتھ ان کی بستی کی طرف گیا راستے میں جہاں جہاں سے وہ گزرتا مقامی لوگ اس کیلئے سونے کے برتن لاتے اور اسے پیش کرتے اس بستی میں داخل ہونے کے بعد

کوروش یہ دیکھ کر بے حد متاثر ہوا کہ وہ لوگ اپنے گھروں میں سب سونے کے برتن استعمال کرتے تھے کوروش کو بتایا گیا کہ وہ کسی دوسری حکومت یا مذہبی مرکز کو خراج وغیرہ ادا نہیں کرتے۔ کوروش نے یقین نہ کرنے کے انداز میں انہیں مخاطب کرکے پوچھا اگر تم لوگ کسی کو خراج ادا نہیں کرتے تو اس قدر سونا تم لوگ کیسے' کہاں سے اور کیوں نکالتے ہو اس پر ایک بوڑھا کہنے لگا۔

اے بادشاہ! ہمارے ہاں ایک دریا ہے جس کا نام زرخشاں ہے یہ دریائے آمو میں گرتا ہے اور اپنے ساتھ کوہستانی سلسلوں سے سونا لاتا ہے اسی دریا سے ہم سونا حاصل کرتے ہیں یہ سونا چونکہ نرم ہے لہٰذا اس سے گھریلو استعمال کے برتن عمدہ بنتے ہیں اس کے علاوہ اس سونے سے ہندوستان میں وادی سندھ کے لوگوں کے ساتھ تجارتی لین دین بھی کرتے ہیں وہ ہم سے سونا حاصل کرتے ہیں اور بدلے میں ہمیں کپڑے اور کھانے پینے کی اشیاء فراہم کرتے ہیں اس بوڑھے کا جواب سن کر کوروش مطمئن ہو گیا۔

وہاں کے لوگوں کو اپنے زرگروں اور سناروں پر بڑا ناز تھا چنانچہ کوروش کو وہ اپنی بستی کے سب سے بڑے سنار کے پاس لائے کوروش' یوتاف' یوسا کیمم ہاربیگ اور اپنی بیوی کے ساتھ جب اس سنار کے ذاتی کمرے میں داخل ہوا تو اس سنار نے کوروش اور اس کے ساتھیوں کو اپنے ہاتھوں سے بنایا ہوا سونے کا ایک گھوڑا دکھایا اس گھوڑے پر بڑی ریزہ کاری کی گئی تھی اور اسے گردن کے بالوں اور مناسب دم کے ساتھ چھلانگ لگاتے دکھایا گیا تھا سونے کا وہ گھوڑا کوروش کے دل میں اتر گیا اور اس نے اس کی قیمت معلوم کی لیکن اس زرگر نے اس گھوڑے کو بیچنے سے معذوری ظاہر کی اور کہنے لگا کہ اس نے اس گھوڑے کو بنانے میں اپنے فن تک کو ختم کر دیا ہے لہٰذا اگر وہ خود دوبارہ اسے بنانا چاہے تو نہ بنا سکے لہٰذا وہ اسے بیچے گا نہیں۔

اس بستی اور اس کے نواح کا جائزہ لیتے ہوئے کوروش نے اندازہ لگایا کہ وہ لوگ یونانیوں اور کاسیوں سے بھی زیادہ خوش حال تھے۔ ان کے پاس کرزوس کے خزانوں سے بھی زیادہ سونے کے انبار تھے۔ وہ زرعی زمینوں میں ہل بھی چلاتے تھے اور کافی تعداد میں ان کے پاس ریوڑ بھی تھے۔ کوروش جب ان کے پاس رخصت ہو کر اپنے پڑاؤ کی طرف جانے لگا تو کچھ سرکردہ لوگ اس کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آنے والی شب کو زرتشت کی برسی ہے لہٰذا وہ بھی رات کے وقت برسی کے جشن میں شامل ہو کوروش نے رات کو ان کے جشن میں شامل ہونے کا وعدہ کیا۔ پھر اپنے پڑاؤ کی طرف چلا گیا تھا۔ اس رات مقامی سردار کوروش کو لینے آیا تاکہ وہ زرتشت کی برسی کے جشن میں شامل ہو۔ یوتاف' یوسا' کیمم' ہاربیگ اور اپنی بیوی کے ساتھ کوروش ان کے ہمراہ ہو لیا

جس وقت یہ لوگ کوہستانی سلسلے پر چڑھ رہے تھے اس وقت انہوں نے دیکھا کہ اس کوہستانی سلسلے کی چوٹیاں رات کو خوب چمک رہی تھیں جب وہ نزدیک گئے تو پتہ چلا کہ وہ چوٹیاں دراصل چونے کے پتھر کی تھیں جو چاند کی روشنی کے باعث رات کو خوب چمک رہی تھی چٹانیں کاٹ کر بنائی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے کے بعد اس کوہستانی سلسلے کے اوپر گیا تو اس نے دیکھا سیاہ رنگ کے پتھروں سے وہاں زرتشت کی قبر بنی ہوئی تھی قریب ہی ایک بہت بڑا کمرہ تھا اس کے سامنے اس کے ماننے والے بیٹھے زرتشت کی مدح سرائی کر رہے تھے کوروش جب اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کے نزدیک ہوا تو کچھ سفید پوش عابدوں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کا استقبال کیا کوروش خاموشی سے ان سفید پوش عابدوں میں جا کر بیٹھ گیا جو زرتشت کی قبر کے قریب بیٹھے ہلکی ہلکی دھنوں میں زرتشت کی مدح سرائی کر رہے تھے کافی دیر تک یہ سماں رہا رات گزرتی رہی قبر کے پاس بیٹھے سفید پوش عابد دھیمے دھیمے سازوں کے ساتھ گاتے رہے اور ان کے اطراف میں بیٹھے ہوئے ان گنت لوگ خاموشی سے سنتے رہے کبھی کبھی کوئی سفید پوش عابد اٹھتا اور اس آگ میں جا کر لکڑیاں ڈال دیتا تھا جو زرتشت کی قبر کے قریب جل رہی تھیں یوں ہی رات آہستہ آہستہ گزرتی رہی یہاں تک کہ پو پھٹنے لگی اور سورج نے پہاڑوں کے پیچھے سے آہستہ آہستہ آنکھ کھولی پھر شعلوں کی طرح چمکنے لگا ادھر چاند مغرب کی طرف جا چھپا اس موقع پر سفید پوش عابدوں نے بھی خاموشی اختیار کر لی جو انہوں نے گانا بند کر دیا تھا۔

پہاڑوں کے دامن میں آباد بستیوں اور دیہات پر اب سورج کی روشنی پھیل گئی لوگ جاگ اٹھے تھے بھیڑ بکریوں کے ریوڑ سبز پہاڑیوں پر چرنے لگے تھے جب زرتشت کو ماننے والے سفید پوش عابد خاموش ہو گئے تب کوروش نے انہیں مخاطب کر کے بولا چند سال پہلے زرتشت کو کچھ غیر ذمہ دار لوگوں نے قتل کر دیا تھا لہٰذا اس کے ماننے والے اس کی لاش اس دور دراز درے میں لے آئے کیونکہ وہ خود بھی بھاگ کر اسی طرف آرہا تھا کوروش نے پھر اس سے پوچھا کیا تم اسے پیغمبر مانتے ہو وہ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد بولا اور جواب میں کہنے لگا اے بادشاہ تمہارا کتنا درست ہے ہم اسے ایک معلم مانتے ہیں اس لئے کہ وہ ایک خدا کی بندگی اور عبادت کی دعوت دیتا ہے اور اس کی تعلیم سے روح کو تسکین اور اطمینان نصیب ہوتا ہے جب وہ جواب دے چکا اور خاموش ہوا تو کوروش تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر دوبارہ اس نے اسے مخاطب کر کے پوچھا ابھی ابھی جو تم نے روح کا ذکر کیا ہے تو اس سے تمہاری مراد کیا ہے اس پر وہ معمر دوبارہ بولا اور کہنے لگا کہ وہ خدا بزرگ جس نے سورج کو زندگی کی حفاظت کیلئے مقرر کیا روح اسی خداوند کا ایک عطیہ ہے روح اس زندگی کی جان ہے جو ہر فرد میں ہے موت کے بعد روح کو نئی زندگی عطا ہوتی ہے اور وہ غیر فانی ہو جاتی ہے! اے

بادشاہ دنیا یوں ہی گزری رہے گی یہاں تک کہ ایک دن ایسا آئے گا جسے ہم حساب و کتاب کا دن کہہ کر پکار سکتے ہیں اس روز ہر نیکی کرنے والے کو نیکی کی جزاء اور ہر برائی کرنے والے کو اس کی برائی کی سزا ملے گی اس روز ہر روح کو پل صراط سے گزرنا ہو گا اگر اعمال نیک افعال بد پر غالب رہ جائیں گے تو روح اس پل سے گزر کر نئی زندگی میں داخل ہو جائے گی اور اگر نیکیوں پر برائیاں غالب رہیں گی تو سزا کے طور پر آگ اس پر غالب کر دی جائے گی۔

اس زقیع کا یہ جواب سن کر کوروش پھر تھوڑی دیر کیلئے خاموش رہا یہاں تک کہ پھر وہ بولا اور کہنے لگا اپنی گفتگو میں ابھی ابھی تم نے حیات بعد الموت کی بقا کا ذکر کیا ہے کیا تم میرے لئے اس پر کچھ روشنی ڈال سکتے ہو اس پر وہ زقیع بولا اور کہنے لگا اس کا صحیح جواب تو ہمارا بڑا معلم آشیر ہی دے سکتا ہے اس پر کوروش نے پوچھا کہ آشیر کون ہے وہ کہاں رہتا ہے وہ زقیع پھر کہنے لگا آشیر وہ شخص ہے جو براہ راست زرتشت کے ساتھ رہا تھا دوسرے معنوں میں تم یوں کہہ سکتے ہو کہ یہ آشیر زرتشت کا ساتھی تھا اپنے آبائی شہر سے بھاگ کر جس وقت زرتشت ادھر آ رہا تھا تو آشیر بھی اس کے ساتھ تھا یہ اب بوڑھا ہو چکا ہے اور قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہے یہ ہماری پشت پر جو کمرہ بنا ہوا ہے اسی میں وہ رہتا ہے اس کے ساتھ ہی زقیع نے اپنے قریب بیٹھے چند ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ سب اٹھ کر اس کمرے کی طرف چلے گئے تھے کوروش نے دیکھا جانے والے جوان تھوڑی دیر بعد اس کمرے سے نکلے وہ درختوں کی شاخوں سے بنے ہوئے ایک تخت پر ایک ضعیف العمر اور سفید آدمی کو بیٹھا کر لائے تھے لکڑیوں کی شاخوں کا بنا ہوا وہ تخت ان جوانوں نے کوروش کے قریب لگا دیا وہ زقیع پھر بولا لکڑی کی شاخوں سے بنے ہوئے تخت پر بیٹھے ہوئے بوڑھے کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا یہی آشیر ہے اور یہی وہ معتبر شخص ہے جو براہ راست زرتشت کے ساتھ رہا ہے کوروش تھوڑی دیر تک اسے دیکھتا رہا پھر اس نے اسے حیات بعد الموت کے فلسفہ کے متعلق سوال کیا کوروش کے اس سوال پر وہ بوڑھا اشیر تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا پھر وہ غور سے کوروش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

اے بادشاہ حیات بعد الموت پر ایمان اور آخرت کے عقیدے کو ماننے کے بعد ہی انسان انسان کہلا سکتا ہے اس لئے کہ جو شخص آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے ذہن میں کوئی بھی کام کرنے سے پہلے یہ خدشہ ضرور آئے گا کہ دنیا میں جو بھی وہ کام کرتا ہے اسے ایک نہ ایک روز کسی بالا و اعلیٰ ہستی کے سامنے جا کر اپنے سارے اعمال کا حساب کتاب دینا ہے لہٰذا وہ اپنے ہر کام میں محتاط رہتا ہے بدی کی طرف مائل نہیں ہوتا اور نیکی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے اس کے برخلاف انکار آخرت انسان کو غیر ذمہ دار بندہ نفس اور فریفتہ حیات دنیا بنا دیتا ہے جس کے بعد آدمی کا خدا کے آگے جھکنا اور اپنے نفس کی خواہشات پر اخلاقی پابندیاں برداشت کرنا ممکن نہیں رہتا

کوروش شاید اس بوڑھے آشیر کے جواب سے مطمئن ہو گیا تھا اس لئے کے اس کے بعد وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور کوہستانی سلسلے کے جن راستوں سے ہوتا ہوا وہ اس چوٹی کی طرف آیا تھا ان ہی راستوں سے ہوتا ہوا وہ واپس اپنے پڑاؤ کی طرف چلا گیا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ چند روز تک کوروش نے باختر کی ان وادیوں کے اندر قیام کیے رکھا قیام کے دوران اس نے ان علاقوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے کام بھی کئے اس نے باختر کی وادیوں کو اپنی سلطنت میں شامل کرتے ہوئے اپنے صوبہ سندھ کا ایک حصہ قرار دے دیا اس کے بعد باختر کی وادیوں سے کوچ کرنے کے بعد واپس اپنے مرکزی شہر پارساگرد کی طرف چلا گیا تھا۔

پارساگرد میں قیام کے دوران ایک روز یوناف بھاگا بھاگا اس کمرے میں داخل ہوا جس میں بیوسا کیسم بیٹھی ہوئی تھیں پھر جلدی جلدی یوناف بیوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو بیوسا کوروش بابل پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر چکا ہے وہ چاہتا ہے میں تم اور کیسم لشکر کی روانگی سے پہلے ہی بابل کی طرف چلے جائیں اور وہاں رہ کر اسے مفید معلومات فراہم کرتے رہیں تاکہ ان کی روشنی میں وہ بابل پر حملہ آور ہو سکے ہمارے ساتھ کچھ مخبر بھی بابل شہر میں داخل ہوں گے جن کے ذریعے ہم بابل کی خبریں کوروش تک پہنچاتے رہیں گے سنو بیوسا ان مخبروں کا کوروش نے میرے ساتھ تعارف بھی کرا دیا گیا ہے یہ مخبر بھی بابل شہر میں ہمارے ساتھ رابطہ رکھیں گے اور انہی کے ذریعے بابل کی خبریں کوروش تک پہنچیں گی اس ساری گفتگو کے بعد بیوسا کوچ کی تیاریاں کرنے لگی تھی اس موقع پر کیسم آہستہ آہستہ چلتے ہوئی یوناف کے قریب آئی اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگی آپ جانتے ہیں کہ بیوسا کی شرط کے مطابق میں گزشتہ کئی ماہ سے آپ دونوں کے ساتھ رہ رہی ہوں گو ابھی تک میں آپ کو اپنی طرف مائل کرنے اور منزل حاصل کرنے میں کامیاب نہیں رہی پھر بھی اس موقع پر میری یہ خواہش ہے کہ آپ دونوں میرے ساتھ ہی میرے محل میں چل کر رہیں میں آپ دونوں سے پہلے ہی بتا چکی ہوں کہ آپ دونوں ہی کی طرح میں جگہ جگہ قیام کرتے ہوئے زندگی کی طویل صدیاں گزارتی رہی ہوں اور آپ دونوں کی طرف آنے سے کچھ عرصہ پہلے میں نے اشیائے کوچک کی سرزمین میں دریائے مینڈر کے کنارے اپنی رہائش کیلئے ایک محل خریدا تھا یہ محل ان علاقوں کے قدیم بادشاہ میراس کی رہائش ہوا کرتا تھا میراس نام کے اس بادشاہ نے دریائے مینڈر کے کنارے ایک نیا شہر آباد کیا تھا اور اس شہر کا نام میراس ہی کے نام پر رکھا گیا تھا اور اس میراس شہر سے باہر بادشاہ نے اپنے لئے محل تعمیر کیا جس میں وہ خود اور بعد میں آنے والے چند بادشاہ قیام کرتے رہے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میراس شہر کی مرکزیت ختم ہو گئی اور اس کی جگہ

سارڈس کو لیڈیا کی سلطنت کا مرکزی شہر قرار دے دیا گیا لیکن میں نے آپ دونوں کی طرف آنا تھا اسی محل کے اندر قیام رکھا اور اب میں یہ چاہتی ہوں کہ آپ دونوں میرے ساتھ محل میں چل کر رہیں تاکہ وہاں ہم تینوں مل کر خوشحال اور پرسکون زندگی بسر کریں۔ کیسم کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا میں تمہاری اس پیشکش کو قبول کرتا ہوں لیکن ہم بابل کی تسخیر کے بعد تمہارے ساتھ وہاں چل کر رہیں گے۔ کیسم یوناف کا یہ جواب سن کر خوش ہو گئی تھی پھر بیوسا کی طرح وہاں سے کوچ کرنے کی تیاریاں کرنے لگی تھی تھوڑی دیر بعد تینوں اپنی سحری قوتوں کو حرکت میں لائے پھر وہ تمیدان سے بابل کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

جن دنوں یوناف بیوسا اور کیسم بابل شہر میں داخل ہوئے ان دنوں بابل میں نئے سال کی ابتدا کا جشن منایا جا رہا تھا اہل بابل کا یہ عقیدہ تھا کہ ہر سال کے آخر میں ان کے سب سے بڑے دیوتا مردوک کی رسمی موت واقع ہو جاتی تھی اور ہر سال کی ابتدا میں مردوک دیوتا کو نئی اور رسمی زندگی عطا کی جاتی تھی لہٰذا ہر سال کی ابتدا ہوتے وقت اپنے سب سے بڑے دیوتا مردوک کو نئی زندگی ملنے کی خوشی میں اہل بابل بھرپور طریقے سے جشن منایا کرتے تھے اس جشن کے سلسلے میں اہل بابل گروہ در گروہ بابل میں مردوک دیوتا کے سب سے بڑے مندر اساگیلا میں جمع ہوتے تھے وہاں وہ مردوک دیوتا کے بت کے سامنے سربسجود ہوتے اور نئے سال کیلئے اپنی بہتری اور بھلائیوں کی دعائیں کرتے تھے جس وقت یوناف بیوسا اور کیسم بابل شہر میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا جا رہا تھا شہر میں جشن کا سماں اپنے عروج پر تھا۔

لوگ گروہ در گروہ مردوک دیوتا کے سامنے اپنی نذریں پیش کرتے دعائیں مانگتے اور دیوتا کی زیارت کرنے کیلئے اساگیلا کے مندر میں داخل ہو رہے تھے آہستہ آہستہ آگے بڑھتے ہوئے یوناف بیوسا اور کیسم جب اساگیلا کے معبد کے قریب گئے تو انہوں نے دیکھا ایک دم مندر کے اطراف میں جمع ہونے والے لوگوں کے اندر ایک ہل چل سی مچ گئی تھی اس لئے کہ بابل کے بادشاہ نبونید کی شاہی بگھی اساگیلا کے مندر کی طرف آنے کی نوید پکاری جانے لگی تھی یوناف بیوسا اور کیسم بھی ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے کہ دیکھیں بادشاہ کے یہاں آنے سے اس جشن میں کیا سماں پیدا ہوتا ہے۔

تھوڑی دیر تک بادشاہ کی بگھی اساگیلا مندر کی بہت بڑی اور قدیم عمارت کی سیڑھیوں کے پاس آن کر رکی۔

بگھی کے اندر تین افراد سوار تھے ایک بابل کا بادشاہ نبونید دوسرا اس کا بیٹا بل شعرا اور تیسری نبونید کی بیٹی شمورہ تھی سب سے پہلے نبونید بگھی سے اترا پھر باری باری اس کا بیٹا اور بیٹی بھی بگھی

سے باہر آئے تینوں پہلو بہ پہلو چلتے ہوئے اساگیلا مندر کی سیڑھیاں چڑھنے لگے تھے اساگیلا مندر کا سب سے بڑا پجاری زوریہ ان تینوں کا استقبال کرنے کیلئے مندر کی سب سے اوپر والی سیڑھی پر ان کا منتظر تھا جب وہ تینوں اوپر آئے تو بڑے پجاری نے سر جھکا کر ان کا استقبال کیا پھر وہ ان تینوں کو اساگیلا مندر میں لے گیا تھا اس کے بعد تمام لوگ بھی مندر میں داخل ہونے لگے تھے ان لوگوں کے ساتھ یوناف بیوسا اور کیسم بھی اساگیلا کے مندر میں داخل ہوئے تھے۔

بابل کے بادشاہ نبونید اس کے بیٹے اور بیٹی کے اساگیلا مندر میں داخل ہونے کے ساتھ ہی جشن کی رسومات اپنے عروج پر پہنچ گئی تھیں شہر کے اندر کیا عجیب سی ہل چل اور رونق کا سا سماں پیدا ہو گیا تھا بابل کے لوگ اپنے اہل و عیال کے ساتھ بازاروں اور سڑکوں پر نکل آئے تھے آزاد لوگوں اور غلاموں کے جلوس کھلے راستوں پر ہجوم کر آئے تھے شہر کے دور افتادہ محلے کوچہ اور دے لے کر جہاں کانسی کے شیروں کے مجسمے نصب تھے شہر کے سب سے بارونق علاقے لیعنی اشتیار دروازے تک لوگوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا جو جشن منانے کیلئے اپنے گھروں سے باہر نکل آیا تھا عام حالات میں جب بادشاہ کی سواری بابل شہر کی گلیوں اور سڑکوں میں سے گزرتی تھی تو داغ شدہ غلاموں کو تاریک گلیوں میں کھڑا رہنے کا حکم ہوتا تھا آزاد لوگوں دیہاتیوں اور گلہ بانوں اور بار برداری کا کام کرنے والوں کو شاہراہ پر شاہی نگاہ بانوں کے پیچھے کھڑا رہنے کی اجازت ہوتی تھی اور ذرا اونچے طبقے کے لوگ دھات کا کام کرنے والے "نان بائی" قصائی اپنی اپنی گلیوں میں کھڑے ہوتے تھے متمول تاجر آڑتیے اور انتظامیہ کے لوگ لکڑی کی بینچوں پر اور بعض دولت مند لوگ سائے بانوں کے نیچے کھڑے ہوتے تھے مکانوں کے چھجوں اور چھتوں پر شہر کے اشراف قسم قسم کے لباس زیب تن کئے آرام سے بیٹھے ہوئے تھے لیکن آج جشن کے موقع پر کسی کو کوئی پابندی نہیں ہر کوئی بغیر کسی امتیاز کے جشن میں حصہ لیتے ہوئے ہر جگہ جا سکتا تھا اور لوگوں کے اندر گھل مل سکتا تھا اس روز سب ہی لوگ اپنے گلوں میں موتیوں اور پھولوں کے ہار پہنے ہوئے تھے۔

جس وقت سال نو کا یہ جشن اپنے عروج پر تھا اور بابل کا بادشاہ نبونید اپنے بیٹے بل شعرا اور بیٹی شمورہ اور بڑے پجاری زوریہ کے ساتھ مندر میں بیٹھا ہوا تھا اس وقت نبونید شمورہ اور بڑے پجاری زوریہ کے ساتھ مندر میں بیٹھا ہوا تھا اس وقت نبونید کا جاسوس اساگیلا مندر میں داخل ہوا بڑی تیزی سے وہ نبونید کے پاس آیا اور رازداری میں کہنے لگا اے بادشاہ میں آپ سے علیحدگی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں نبونید نے تیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا میرے پاس میرے بیٹے بل شعر بیٹی شمورہ اور بڑے پجاری زوریہ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے اور ان سے میں کسی بھی چیز کا کوئی راز نہیں رکھتا تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو ان کی موجودگی ہی میں کہو اس پر وہ جاسوس کہنے لگا اے بادشاہ

میں یہ بری خبر لے کر آیا ہوں کہ عیلامیوں کا بادشاہ کوروش بابل پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر چکا ہے میں یہ بات بھی آپ کے گوش گزار کر دوں کہ اس کوروش کا باپ کمبوجیہ ایک معمولی قسم کا حکمران تھا اس کا بیٹا کوروش ان پڑھ ہے لیکن اس نے ایسی جان فشانی ایسی محنت سے کام کیا ہے جہاں اس کا باپ اور یہ خود پہلے پارس گرد کے حکمران ہوا کرتے تھے وہاں اس کوروش نے اپنی ہمت سے کام لیتے ہوئے اپنی سلطنت کو وسعت دی پہلے اس نے قوم ماد بادشاہ کے سپاہ سالار ہارپیگ کو اپنے ساتھ ملایا قوم ماد کے بادشاہ ازدھاک کے ساتھ اس کی جنگ ہوئی جس میں ازدھاک کو قیدی بنا لیا گیا اور قوم ماد کی حکومت پر اس کوروش نے قبضہ کر لیا اس طرح اس کی قوت میں اضافہ ہوا اپنے لشکر کی تعداد بڑھانے اور اسے مستحکم کرنے کے بعد اے بادشاہ یہ کوروش بابل کی سرحدوں سے گزرتا ہوا اشیائے کوچک میں لیڈیا کی سلطنت کی طرف بڑھا اس نے لیڈیا کی سلطنت کو اپنے سامنے زیرو مغلوب کیا اور اشیائے کوچک کے ساحل کے ساتھ ساتھ جس قدر آزاد قبائل اور خود مختار قبیلے تھے سب کو اس نے اپنا مطیع و فرمابردار کر لیا اس نے یہاں تک انتہاء نہیں کیا بلکہ اس کے بعد یہ بلخ کی طرف بڑھا بلخ کے بادشاہ گشتاسپ نے بھی اس کی اطاعت قبول کر لی۔

اے بادشاہ اس کوروش نے یہی تک انجام نہیں کیا سرما کا پورا موسم اس نے اپنے لشکر کے ساتھ گشتاسپ کے مرکزی شہر بلخ میں گزارا اس کے بعد دریائے آمو کو عبور کرنے کے بعد یہ سمرقند کی طرف بڑھا سمرقند پر جو آئے دن وحشی قبائل حملہ آور ہوتے رہتے تھے ان سب کا اس نے خاتمہ کر دیا سمرقند کے لوگوں نے کوروش کی اطاعت کر لی اور سمرقند کے گردونواح کو مکمل طور پر اپنا فرمابردار بنانے کے بعد اے بادشاہ کوروش مشرق میں باختر کی وادیوں میں بڑھا باختر کی ان وادیوں میں کوروش دریائے زرفشاں سے بھی آگے ان علاقوں تک گیا جہاں بلند کوہستانی سلسلوں کے اوپر زرتشت کو دفن کیا گیا تھا اس طرح باختریوں کو بھی دوسری سلطنتوں کی طرف کوروش نے اپنا زیرو مغلوب بنا کر رکھ لیا باختر میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد کوروش اب اپنے لشکر کے ساتھ ہمدان لوٹ آیا ان دنوں وہ لشکر کے ساتھ ہمدان ہی میں قیام کئے ہوئے ہے لیکن ہمدان شہر اور اس کے لشکریوں کے اندر باقاعدہ طور پر یہ خبریں اٹھ رہی ہیں کہ کوروش اب بابل پر حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتا ہے اس لئے کہ بابل کے اطراف میں وہ ساری سلطنتوں کو پہلے ہی زیر کر چکا ہے میں یہاں یہ عرض کرنا بھول گیا ہوں کہ بابل کی ہمسایہ سلطنت عیلام دوبارہ آباد ہونا شروع ہو گئی ہے آشوریوں نے گو اس سلطنت کو تباہ برباد کر دیا تھا لیکن ایک شخص جو آپ کے باپ بخت نصر کے لشکر میں ایک ضارع ہوا کرتا تھا جس کا نام گوبارو ہے اس نے واپس جا کر عیلامیوں کے مرکزی شہر شوش کو دوبارہ آباد کر لیا ہے اور وہ عیلامی جو آشوریوں کے خوف سے ادھر ادھر بھاگ گئے تھے وہ پھر واپس عیلام کی حدود میں داخل ہونا شروع ہو گئے ہیں اور ایک طرح سے عیلامیوں کی سلطنت کو پھر اس نے آباد کر لیا ہے اس گوبارو کو جو اب قوم عیلام کا حکمران ہے کوروش نے کچھ اس طرح اپنے ساتھ ملایا ہے کہ گوبارو کی بیٹی سے کوروش نے شادی کر لی ہے اب یہ عیلامی بھی اس سلسلے میں کوروش کا ساتھ دے رہے ہیں اب ان علاقوں میں صرف بابل ہی کی سلطنت ایسی ہے جو کوروش کی مطیع اور فرمابردار نہیں اور اب کوروش اس پر حملہ آور ہو کر اور اسے فتح کر کے اپنا مطیع بنانا چاہتا ہے یہاں تک کہنے کے بعد وہ جاسوس خاموش ہو گیا تھا یہ غیر معمولی خبر سن کر بڑے پجاری زریر اور نبونیہ کی بیٹی شورہ کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں تاہم نبونیہ کا بیٹا بل شعر اپنی جگہ پر مضبوط ارادے کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا نبونیہ بھی یہ خبر سن کر گہری سوچوں میں ڈوب گیا تھا تاہم اس موقع پر اس کا بیٹا بل شعر چھاتی تانتے ہوئے بولا اے میرے باپ اگر پار ساگرد اور ہمدان کے بادشاہ کوروش بابل پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر چکا ہے تو ہمارے لئے یہ نئی چیز نہیں اس سے پہلے اپنی تاریخ میں بابل بے شمار انقلاب اور زمانے کے تغیر دیکھ چکا ہے ا نگنت حکمرانوں نے بابل پر حملہ آور ہو کر اسے اپنے سامنے زیر کرنے کی کوشش کی ان میں سے اکثر کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا جن کو عارضی طور پر کامیابی بھی ہوئی وہ بھی دائمی طور پر بابل پر قابض نہ رہ سکے اے میرے باپ ہم کوروش کا مقابلہ کریں گے اور اس پر ثابت کریں گے کہ بابل کے محافظ ابھی زندہ اور بیدار ہیں۔

اپنے بیٹے بل شعر کی یہ گفتگو سن کر نبونیہ نے اپنے آپ کو کافی حد تک سنبھال لیا اپنے چہرے پر اس نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے اپنے بیٹے کی طرف دیکھ کر کہا اے میرے بیٹے تو ٹھیک کہتا ہے اگر کوروش ہم پر حملہ آور ہوتا ہے تو ہم شہر سے نکل کر اس کا مقابلہ کریں گے اور اسے بتائیں گے کہ ہم ایسے کمزور نہیں کہ وہ جب اور جس وقت چاہے ہم پر چڑھ دوڑے پر اے میرے بیٹے یہ خبر کہ کوروش بابل پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر چکا ہے اب فوراً" شہر میں پھیل جائے گی اور لوگوں کے اندر بدحواسی اور افراتفری کا باعث بنے گی لوگوں کو اس صورتحال سے بچانے کی ایک تجویز ہے دیکھو میرے بیٹے اس سال نو کے جشن کے دوران ہی بلور کے پتھر پر میری طرف سے ایک تحریر لکھواؤ اور اس تحریر لکھی بلور کی لوح کو اساگیلہ کے مندر کے قریب نصب کرا دو تاکہ ہر کوئی دیکھے اور اسے صورت حال سے آگاہی ہو اور بلور کے کتبے کی تحریر پڑھ کر وہ افراتفری کا شکار نہ ہو بلکہ وہ اپنے حواس کو بحال رکھتے ہوئے عزم و ہمت کا مظاہرہ کرے اس پر بل شعر نے اپنے باپ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے میرے باپ بلور کی اس لوح پر کیا تحریر لکھائی جائے اس پر نبونیہ تھوڑی دیر تک خاموش رہا اس کی گردن جھکی رہی پھر وہ کہنے لگا کہ بلو کی اس لوح پر یہ تحریر لکھواؤ بابل کے بادشاہ نبونیہ جو بابل کا حکمران ہونے کے ساتھ ساتھ بابل کا سب سے بڑا دینی پیشوا بھی ہے

وہ بابل کے سب سے بڑے مندر اساگیلہ میں بابل کے سب سے بڑے دیوتا مردوک کے سامنے بیٹھ کر یہ اعلان کرتا ہے کہ فارس کا بادشاہ کوروش میرے قدموں میں جھکے اس کا ملک میرے قبضے میں آجائے گا اور اس کی املاک میرے لئے مال غنیمت بن جائیں گی۔

نبونیہ کے یہ الفاظ سن کر اس کے بیٹے بل شعر کی چھاتی تن گئی تھی اور وہ اپنے باپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے میرے باپ یہ بہترین الفاظ ہیں اور اس قابل ہیں کہ بلور کی لوح پر کندہ کر کے اساگیلہ کے مندر کے سامنے نصب کر دیا جائے تحریر کو پڑھ کے یقیناً" بابل کے لوگوں کے حوصلے جوان اور ان کی ہمتیں اپنے عروج پر آجائے گی نبونیہ کے ان الفاظ نے بڑے پجاری زریر اور نبونیہ کی بیٹی شمورہ کی حالت بھی درست کر دی تھی اور وہ بھی اب مطمئن ہو کر جشن کی رسومات میں حصہ لینے لگے تھے اسی روز نبونیہ کے بیٹے بل شعر نے بلور کی ایک لوح کا انتظام کیا اس لوح پر نبونیہ کی بنائی ہوئی تحریر لکھوا کر اسے اساگیلہ کے مندر کے باہر نصب کر دیا گیا تھا۔

بابل شہر میں آناً" فاناً" یہ خبریں پھیل گئی تھیں کہ فارس کا بادشاہ کوروش بابل پر حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتا ہے سب سے پہلے یہ خبر اساگیلہ کے مندر کے گماشتوں اور پجاریوں میں پھیلی اس کے بعد یہ آڑھتی آرمینیوں تک جا پہنچی جو بندرگاہ میں روپے کا لین دین کرتے تھے یہ آڑھتیے شہر سے باہر رہتے تھے اور آئندہ کے واقعات کا اندازہ لگانے میں بڑے ہوشیار اور ماہر تھے یہ آڑھتیے اساگیلہ مندر کے پجاریوں کے گماشتوں سے کسی قدر کم تر لوگ سمجھے جاتے تھے یہ خبر سن کر یہ آڑھتیے اپنے آڑھت کے کام میں محتاط اور فکر مند ہو گئے تھے۔

کافی دیر تک مردوک کے مندر اساگیلہ میں جشن کی رسومات ادا کی جاتی رہیں اس کے بعد بابل کا بادشاہ نبونیہ اس کا بیٹا بل شعر اور اس کی بیٹی شمور اور بڑا پجاری زریر اساگیلہ کے مندر سے نکلے عین اس وقت کئی بڑی بڑی رتھیں لا کر اساگیلہ کے مندر کے سامنے کھڑی کر دی گئی تھیں اور پھر اساگیلہ کے مندر سے مختلف بتوں کو نکال کر ان بڑی بڑی رتھوں پر سوار کیا جانے لگا تھا ان رتھوں کو بیک وقت کئی کئی گھوڑے کھینچ رہے تھے سب سے پہلے مردوک کے دیوہیکل بت کو لا کر ایک رتھ میں رکھا گیا اس کے بعد رتھ میں ظلم کا دیوتا سین رکھا گیا اس دیوتا کو جران شہر سے بطور خاص جشن میں حصہ لینے کیلئے منگوایا گیا تھا تیسرے رتھ میں شمس دیوتا کو سوار کرایا گیا تھا یہ دیوتا پریوں والے شیر پر سوار تھا اور اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے ہوئے دکھائے گئے تھے جشن میں حصہ لینے کیلئے اس دیوتا کو ارش شہر سے وہاں لایا گیا تھا اس کے بعد ایک اور رتھ کے اندر اشتار دیوی کو سوار کیا گیا تھا اشتار دیوی بابل کے لوگوں میں خصوصیت کے ساتھ عورتوں میں بے حد مقبول اور عزیز سمجھی جاتی تھی اس کے بعد دوسرے مختلف دیوتاؤں کو بھی جنگی رتھوں میں سوار کر دیا گیا پھر سب سے پہلے بادشاہ اس کا بیٹا اور بیٹی اپنی بگھی میں بیٹھے بگھی کے گھوڑوں کو سائیسوں نے ہانک دیا تھا اور جب بگھی روانہ ہوئی تو اس کے پیچھے ایک جشن کی صورت میں وہ رتھ بھی چل پڑے جن میں دیوی دیوتاؤں کو سوار کیا گیا تھا اب جشن کا سماں اپنے عروج پر آگیا تھا اس لئے کہ بابل کے دیوی دیوتاؤں کو جشن کی خوشیاں اس وقت اور زیادہ دوبالا ہو گئیں جب ان رتھوں کے ساتھ چلتے ہوئے بابل کے مرد اور عورتیں اپنی دیوی کی عظمت اور دیوتاؤں کی فتح مندی کے گیت گانے لگے تھے لوگوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ تھا جو اس جشن میں شامل تھا لوگوں کے اس انبوہ اور ہجوم میں بابل کے آزاد اور غلام سبھی لوگ شامل تھے ان تینوں کو ماننے والے بھی اور نہ ماننے والے بھی حصہ لے رہے تھے ان میں بے دین لوگ بھی شامل تھے جادوگر بھی تھے طوائفیں بھی تھیں ممنوعہ ترانے گانے والے لوگ شگون بتانے والے نبونیہ کے محکمہ جاسوسی سے تعلق رکھنے والے جوان اور وہ یہودی بھی شامل تھے جو بابل شہر سے باہر اسیر اور قیدی کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہے تھے یوناف بیوسا اور کیسم بھی اس جشن میں حصہ لینے کیلئے ان رتھوں کے پیچھے پیچھے ہو گئے تھے جن میں دیوی دیوتاؤں کو سوار کیا گیا تھا۔

رات گئے تک یہ جشن جاری رہا اس رات بابل کی ترپن عبادت گاہوں کے دروازوں پر چراغ جلائے گئے اس کے علاوہ وہ چھوٹی چھوٹی عبادت گاہیں جن میں تین سو زمینی دیوتاؤں کیلئے اور چھ سو آسمانی دیوتاؤں کیلئے شہر کی گلی کوچوں میں بنائی گئی تھیں ان میں بھی چراغاں کیا گیا تھا اس طرح کافی رات گئے یہ جشن اپنے اختتام کو پہنچا جشن کے ختم ہونے پر یوناف بیوسا اور کیسم کسی سرائے کی تلاش میں نکلے تاکہ اس میں قیام کر سکیں لیکن انہیں مایوسی ہوئی اس لئے کہ جشن میں باہر کے شہروں اور قصبوں سے بھی بے شمار لوگ آئے ہوئے تھے لہٰذا کافی تلاش اور جدوجہد کے باوجود انہیں کسی بھی سرائے میں قیام کرنے کے لئے کمرہ نہ ملا۔

اس صورت حال پر بیوسا اور کیسم دونوں پریشان ہو گئیں تھیں پھر بیوسا یوناف کے قریب آئی اور اب اس کا ہاتھ اپنے نرم گداز ہاتھ میں لیتے ہوئے اس نے بڑے پیار اور اپنائیت میں پوچھا اب کیا ہوگا جشن کے ان دنوں میں تو ہمیں کسی بھی سرائے میں قیام کرنے کے لئے کمرہ نہیں ملے گا اور یہ بھی ہمارے لئے ممکن نہیں کہ ہم قیام تو بابل شہر کے کسی نواحی قصبے یا چھوٹے شہر میں کریں اور روزانہ بابل شہر میں رہ کر اپنے فرائض انجام دیں اس لئے میرا خیال ہے کہ یوناف نے فوراً" بیوسا کی بات کاٹتے ہوئے کہا بیوسا فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے اگر کسی سرائے میں قیام کی جگہ نہیں مل رہی تو کیا ہوا ہم یعقوب اقلیس کی طرف جاتے ہیں اس پر بیوسا خوش ہو گئی تھی اور اپنی جگہ پر اچھلتی ہوئی کہنے لگی میں بھی آپ سے یہ کہنے والی تھی لیکن آپ نے میری بات کاٹ دی

ہمیں یعقوب اقلیبی کی طرف جانا چاہیے وہ ضرور ہمارے لئے بہترین قیام کا بندوبست کردے گا کیتم بولی اور ان سے پوچھنے لگی کہ یہ یعقوب اقلیبی کون ہے جس کا تم دونوں میاں بیوی ذکر کر رہے ہو اس پر یوسا بولی اور کہنے لگی ہم اس سے پہلے کافی عرصہ تک دونوں میاں بیوی بابل شہر میں قیام کر چکے ہیں اس قیام کے دوران ہی یعقوب اقلیبی سے ہماری واقفیت اور شناسائی ہوئی تھی وہ ہمارا بڑا مہربان ہے اور ہم دونوں کو اپنے بیٹے اور بیٹی کی طرح چاہتا رہا ہے وہ آدھا بابلی اور آدھا یہودی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس کی ماں بنی اسرائیل کے ان قیدیوں میں سے ایک کی بیٹی تھی جنہیں بخت نصر گرفتار کر کے یروشلم سے بابل لایا تھا یعقوب اقلیبی کی ماں نے بابل کے ایک مقامی رئیس سے شادی کر لی یہ رئیس زرگر تھا اور سونے کا کاروبار کرتا تھا اور انتہائی امیر اور دولت مند انسان تھا یعقوب اقلیبی اپنے ماں باپ کا واحد فرزند ہے اب یہ بھی بوڑھا ہو چکا ہے لیکن انتہائی رحم دل اور انتہائی نیک سیرت انسان ہے یہ گفتگو سن کر کیتم نے فیصلہ کن انداز میں کہا اگر یہ بات ہے تو ہمیں یعقوب اقلیبی کی طرف چلنا چاہیے رات کافی گزرتی جا رہی ہے ہمیں کہیں نہ کہیں تو اپنے قیام کا بندوبست کرنا ہی چاہیے یوناف اور یوسا نے جواب میں کچھ کہا پھر وہ دونوں ایک طرف چل دیئے کیتم بھی ان دونوں کے پیچھے ہولی تھی۔

تینوں تیزی سے چلتے ہوئے کبر کے علاقے میں داخل ہوئے جو یہودی قیدیوں کی رہائش کیلئے مشہور تھا جب وہ کبر کے علاقے میں یہودیوں کے ایک معبد کی طرف جا رہے تھے تو معبد کے سامنے جلتی ہوئی مشعل کی روشنی میں یوناف کی نگاہ اچانک ایک شخص پر پڑی جو معبد کی سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر جا رہا تھا اسے دیکھتے ہی یوناف نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے یوسا سے کہا یوسا ادھر یہودیوں کے معبد کی سیڑھیوں کی طرف دیکھو یعقوب اقلیبی سیڑھیاں چڑھ کر معبد میں داخل ہونے کی کوشش کر رہا ہے یوسا نے بھی چونک کر اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگی آپ کا اندازہ درست ہے یہ یعقوب اقلیبی ہی ہے آیئے اس کی طرف چلتے ہیں اور اس معبد میں ہی اس سے ملاقات کرتے ہیں تینوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اس معبد کی طرف بڑھے تھے۔

انہوں نے دیکھا یعقوب اقلیبی بڑی عمر کا ہونے کے باوجود خوب چاک و چوبند اور موٹا تازہ نظر آ رہا تھا معبد کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ اپنے ایک ہاتھ سے اپنی جھالر دار عبا کو تھامے ہوئے تھا اور دوسرے ہاتھ میں عطر کی شیشی بار بار سونگھتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ رہا تھا ایک سیاہ رنگ کا قد آور غلام اس کے آگے آگے چل رہا تھا اور ایک پستہ قد کا سفید رنگ کا غلام اپنے ہاتھ میں ڈنڈا لئے اس کے پیچھے پیچھے تھا اور وہ ڈنڈے کو بار بار استعمال کرتے ہوئے ان گداگروں کو پیچھے ہٹا رہا تھا جو چیخ چیخ کر یعقوب اقلیبی سے فریاد کر رہے تھے اور کچھ نہ کچھ اس سے بٹور لینے کی فکر میں تھے یعقوب اقلیبی بھی ان مانگنے والے اور گداگروں کو کچھ نہ کچھ دیتا ہوا سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔

معبد کی سب سے اوپر والی سیڑھی پر جانے کے بعد یعقوب اقلیبی نے اچانک جب مڑ کر دیکھا تو اس کی نگاہ یوناف یوسا اور کیتم پر پڑ گئی یوناف اور یوسا کو دیکھ کر اس کا چہرہ پھول کی طرح کھل اٹھا تھا اور اس نے اپنے دونوں خادموں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ادھر دیکھو میرا بیٹا اور بیٹی آ رہے ہیں اب مجھے معبد میں جانے کی ضرورت نہیں ہے اب میں ان دونوں کا استقبال کروں گا اس کے ساتھ ہی یعقوب اقلیبی نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنی لمبی عبا کو اپنی کمر کے گرد لپیٹا پھر وہ بڑی تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا تقریباً" بھاگنے کے انداز میں یوناف اور یوسا کی طرف بڑھا تھا یعقوب اقلیبی بھاگتا ہوا ان دونوں کے پاس آیا باری باری اس نے دونوں کو اپنے ساتھ لپٹا کر ایک باپ کی شفقت کے ساتھ پیار کیا پھر اس نے فکر مندی سے دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تم رات کے وقت یہاں کہو خیریت تو ہے اور یہ جو لڑکی تمہارے ساتھ ہے اس کی شکل بالکل میری بیٹی یوسا سے ملتی ہے یہ کون ہے اور ان دونوں کی شباہت کا کیا راز ہے اس پر یوناف یعقوب اقلیبی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے بزرگ یعقوب بات دراصل یہ ہے کہ اس لڑکی کا نام کیتم ہے اور یہ یوسا کی رشتہ دار ہے دونوں کی شکل غیر یقینی طور پر آپس میں ملتی ہے یہ پہلے دریائے مینڈر کے کنارے میکاس شہر میں قیام کئے ہوئے تھی اب یہ ہمارے ساتھ ہی رہ رہی ہے اور ہماری طرح ہی یہ خانہ بدوش زندگی بسر کرنے لگی ہے دراصل ہم آج ہی بابل میں داخل ہوئے تھے اور دن بھر تو ہم جشن میں حصہ لیتے رہے سوچا تھا کہ شام کے بعد کسی سرائے میں قیام کریں گے اور کل آپ سے ملاقات کریں گے لیکن ہم نے شہر کی ساری سرائیں چھان ماریں کسی میں بھی قیام کرنے کیلئے ہمیں کوئی کمرہ نہیں ملا لہٰذا مایوس ہو کر آپ کی طرف آ گئے ہیں اس پر یعقوب اقلیبی غصے اور خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

میرے ہوتے ہوئے تم دونوں میاں بیوی کو کسی سرائے میں قیام کرنے کی کیا ضرورت تھی تمہیں چاہیے تھا کہ بابل میں داخل ہونے کے ساتھ ہی میرے پاس آتے آخر میں تمہیں اپنا بیٹا اور یوسا کو اپنی بیٹی سمجھتا ہوں اس لحاظ سے تم دونوں کے ساتھ میرا ایک رشتہ قائم ہے اس رشتے اور ناطے کو نگاہ میں رکھتے ہوئے تمہیں سیدھا میری طرف آنا چاہیے تھا تاکہ سرائے میں قیام کیلئے کمرہ تلاش کرتے پھرتے ایسا کر کے یقیناً" تم نے میری بے عزتی اور میرے ساتھ زیادتی کی ہے سنو میرے بچو جب کبھی بھی تم بابل شہر میں داخل ہو یعقوب اقلیبی کا مکان اس کی حویلی سب کچھ تمہارے لئے وقف ہیں تم دن اور رات کسی بھی وقت وہاں آ کر ایک معزز مہمان کی حیثیت سے

قیام کر سکتے ہو اب آؤ میرے ساتھ میں معبد میں نکل آکر عبادت کر لوں گا اس کے ساتھ ہی اتقلیسی یوناف بیوسا اور کیتھم کو لے کر ایک طرف چل دیا تھا۔

تھوڑی دیر یعقوب اتقلیسی ان تینوں کو لے کر اپنی بہت بڑی حویلی میں داخل ہوا حویلی کے مشرقی سمت وہ انہیں ایک ایسے کمرے میں لے کر داخل ہوا جس میں ضروریات کی ہر چیز موجود تھی پھر اسی کمرے کے بیچ دروازے سے وہ انہیں دوسرے کمرے کی طرف لے کر گیا وہ کمرہ بھی پہلے کمرے جیسا تھا پھر یعقوب نے یوناف اور بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ دونوں کمرے میں تمہارے سپرد کرتا ہوں ان دونوں کمروں کے اندر طہارت خانے بھی ہیں اور ضرورت کی ہر شے بھی ہے ان میں تم تینوں جب تک چاہو قیام کر سکتے ہو اب تم اپنے کپڑے وغیرہ تبدیل کر کے ہاتھ منہ دھو کر تیار ہو اتنی دیر تک میں کھانا بھجواتا ہوں پھر کھانا کھا کر تم لوگ آرام کرنا اس کے ساتھ ہی یعقوب اتقلیسی وہاں سے نکل گیا تھا تھوڑی دیر تک اس نے کھانا بھجوا دیا اور تینوں مل کر کھانا کھانے لگے تھے اس طرح بابل شہر میں یوناف بیوسا اور کیتھم یعقوب اتقلیسی کے ہاں قیام کرنے کے بعد ضروری اطلاعات اور خبریں کوروش تک پہنچانے لگے تھے۔

یوناف اور بیوسا کی طرف سے ضروری معلومات حاصل ہونے کے بعد کوروش نے اپنے لشکر کے ساتھ بابل پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر لیا تھا اس وقت تک موسم گرما ختم ہو گیا تھا اور فصل کی کٹائی کا زمانہ شروع ہو چکا تھا جب ان سے اپنے لشکر کے ساتھ نکل کر کوروش شمال کی طرف سے نمودار ہوا اپنے کوہستانی سلسلوں سے باہر آنے کے بعد وہ دریائے دیالہ کے ساتھ ساتھ بڑی تیزی سے آگے بڑھا یہاں تک کہ اپنے لشکر کے ساتھ وہ بابل کی حدود میں داخل ہوا اور اناج سے بھری تیار فصلوں کو کاٹنے لگا بابل کے حدود میں رہنے والے باشندوں نے بھاگ کر دجلہ کے کنارے سرحدی شہر اپیس میں پناہ لی تاہم کوروش اپنے لشکر کے ساتھ بتدریج آگے بڑھتا رہا گو اس کی پیش قدمی بالکل آہستہ آہستہ تھی لیکن وہ بابل کے علاقے میں لوٹ مار کرنے کے بجائے زیادہ غلہ جمع کرتے ہوئے اپنی رسد کے سامان میں اضافہ کرتا چلا جا رہا تھا۔

جن دنوں یہ صورت حال پیدا ہوئی تھی ان دنوں ہی کی ایک رات بابل کے بادشاہ نبونیہ نے سب سے بڑے دیوتا مردوک کے مندر اساگیلہ میں اپنا تخت لگوایا پھر وہ اپنے تخت پر بیٹھا اور بابل شہر کے تقویم نگاروں ستارہ شناسوں منجموں اور پیش گوئی کرنے والوں کو اس نے طلب کیا جب یہ سارے لوگ نبونیہ کے سامنے آکر بیٹھ گئے تب نبونیہ نے انہیں مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

یہ پیش گوئی کرنے والے تقویم نگار اور ستارہ شناس جو نبونیہ کے سامنے آکر بیٹھے تھے وہ اپنی لمبی آستینوں والے بازوؤں کو اپنے سامنے پھیلا کر بڑے مودب ہو کر نبونیہ کے سامنے بیٹھے تھے ان کی آستینوں پر کندھے کے قریب بیلچے کا نشان بنا ہوا تھا جو اس بات کی علامت سمجھی جاتی تھی کہ یہ سب لوگ مردوک کی پیروی کرنے والے ہیں جب یہ سارے لوگ جمع ہو گئے تو نبونیہ نے انہیں مخاطب کر کے کہا کہو میرے عزیزو ہمارے اور فارس کے بادشاہ کوروش کے درمیان اگر جنگ ہوتی ہے تو اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے نبونیہ کے جواب میں اس کے تقویم نگار ستارہ شناس منجم اور پیش گوئیاں کرنے والے مختلف جوابات دیتے ہوئے اسے مطمئن کرنے کی کوشش کرنے لگے تھے۔

اس وقت نبونیہ کا ایک مخبر اساگیلہ کے معبد میں داخل ہوا وہ نبونیہ کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا اے بادشاہ میں کورش کے حوالے سے ایک خبر آپ سے کہنا چاہتا ہوں نبونیہ کو شاید اس وقت جب کہ وہ تقویم نگاروں اور منجموں کے ساتھ گفتگو میں بری طرح مصروف تھا اس مخبر کا آنا برا لگا تھا لہٰذا اس نے اسے مخاطب کر کے کہا اگر تم مجھے کوروش کے حملہ سے متعلق کوئی خبر دینا چاہتے ہو تو فوراً میرے بیٹے بل شعر کے پاس جاؤ اور اس سے وہ خبر کہو جو تم لے کر آئے ہو وہ مخبر بھاگتا ہوا وہاں سے نکلا اور اساگیلہ معبد کے باہر آکر گھوڑے پر سوار ہوا پھر وہ اپنے گھوڑے کو اساگیلہ معبد کے شاہی محل کی طرف سرپٹ دوڑا رہا تھا۔

جس وقت وہ مخبر اپنے گھوڑے سے اتر کر شاہی محل میں داخل ہوا تھا اس وقت نبونیہ کا بیٹا بل شعر اپنے کمرہ خاص میں مے نوشی میں مصروف تھا اسے مے نوشی کے دوران وہ ان لڑکیوں میں سے ایک کے ساتھ جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتی تھی اٹھا اور محل کی بالکونی میں کھڑا ہوا جہاں ہوا زیادہ خنک تھی بالکونی کے نیچے وہ صحن تھا جس میں شاہی محل کے افراد کیلئے ذبح ہونے والے جانور باندھے جاتے تھے اور اس صحن کے اندر بھاری بھاری پاٹوں کی چکیاں بھی لگی ہوئی تھیں جہاں پر بنی اسرائیل کی لڑکیاں کام کرتی تھیں اور ان چکیوں پر محنت مزدوری کر کے وہ شاہی محل کے افراد اور ان کے دوسرے رشتے داروں کیلئے اناج پیس کر کے آٹا تیار کرتی تھیں۔

اس بالکونی میں کھڑے ہو کر وہ چکی کے بھاری بھاری پاٹ چلانے والی عبرانی کنیزوں کی آوازیں پوری صدائے بازگشت کے ساتھ سن سکتا تھا تھوڑی دیر تک وہ اپنی ساتھی لڑکی کے ساتھ وہاں کھڑا ہو کر چکی پیسنے والی عبرانی کنیزوں کے قہقہے اور ان کی گفتگو پر غور کرتا رہا پھر جونہی وہ وہاں سے ہٹا اساگیلہ کے مندر سے شاہی محل کی طرف آنے والا مخبر اس کمرے میں داخل ہوا اور بل شعر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے بابل کے عظیم ولی عہد میں ایک بری خبر لے کر آیا تھا سب سے پہلے میں آپ کے والد محترم کی طرف اساگیلہ کے مندر میں گیا لیکن انہوں نے مجھے آپ کی طرف روانہ کر دیا میں یہ خبر لے کر آیا ہوں کہ فارس کے بادشاہ کوروش نے بابل کی حدود پر حملہ کر دیا ہے وہ اپنے لشکر کے

ساتھ بابل کی حدود میں داخل ہو چکا ہے پکی فصلوں کو اس کے لشکر نے کاٹنا شروع کر دیا ہے جس سمت سے بھی وہ اپنے لشکر کے ساتھ گزرتا ہے لوگ بھاگ بھاگ کر بڑے بڑے شہروں میں پناہ لینے کیلئے امنڈے چلے آ رہے ہیں جب کہ کوروش کے لشکری فصلوں پر قبضہ کرتے ہوئے اپنے لئے زیادہ سے زیادہ اناج جمع کرتے جا رہے ہیں تاکہ اگر جنگ طویل ہو تو اسکا سامان ان کے کام آ سکے۔

یہ بری خبر سن کر بل شعر کے حواس جاتے رہے تھے اس کے چہرے پر غصے اور غضب کے آثار دکھائی دیئے تھے اس نے اپنے دائیں ہاتھ میں ایک نازک جام پکڑ رکھا تھا جو آدھا قیمتی شراب سے بھرا ہوا تھا جبکہ اپنے دوسرے ہاتھ میں اس نے اپنی خوبصورت ساتھی لڑکی کا ہاتھ تھام رکھا تھا یہ خبر سننے کے بعد فوراً" اس نے لڑکی کا ہاتھ چھوڑ دیا اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا جام اس نے کمرے کے ایک کونے میں دے مارا پھر وہ محل کے اپنے اس کمرہ خاص سے باہر بھاگ گیا تھا محل سے نکل کر بل شعر سیدھا لشکر گاہ کی طرف گیا رات ہی رات اس نے اپنے لشکر کو تیار کیا پھر وہ اپنے باپ کو اطلاع کرنے کے بعد لشکر کو لے کر بابل شہر سے کوچ کر گیا تھا تاکہ بابل سے دور ہی کوروش کی راہ روکے اور اسے شکست دے کر واپس بھاگ جانے پر مجبور کر دے۔

بڑی برق رفتاری سے سفر کرتے ہوئے بابل کے بادشاہ بنونیہ کا بیٹا بل شعر اپنے لشکر کے ساتھ اس سمت بڑھا جس طرف کوروش بابل کے علاقوں پر حملہ آور ہوا تھا کوروش اس وقت تک آہستہ آہستہ آگے بڑھتے ہوئے اور اپنے لشکر کیلئے اناج جمع کرتے ہوئے بابل کی سلطنت کے مشہور شہر سپر سے چند میل کے فاصلے پر پہنچ چکا تھا بل شعر نے یہ کہا کہ وہ کوروش کے لشکر اور سپر شہر کے درمیان حائل ہو گیا اس کا ارادہ یہ تھا کہ کوروش کو اپنے شہر سپر کی طرف نہیں بڑھنے دے گا شہر کی وہ حفاظت کرے گا اور شہر کے باہر ہی کوروش کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کر کے وہ اسے پسپا ہونے پر مجبور کر دے گا چونکہ وہ فصل کی کٹائی کا موسم تھا اور لوگوں نے اپنی فصلیں کاٹ کر جگہ جگہ ڈھیر لگا رکھے تھے تاکہ اس میں سے اناج نکال سکیں بل شعر نے یہ کہا کہ ان ساری کٹی ہوئی فصلوں کو آگ لگا دی تاکہ کوروش کے لشکر اپنے لئے اناج اور کھانے پینے کی اشیاء حاصل نہ کر سکیں اس کے بعد رات کی تاریکی میں اس نے کوروش کے لشکر پر حملہ کر دیا تھا۔

آدھی رات کے بعد تک ان دونوں لشکروں میں گھمسان کی جنگ ہوتی رہی کلدانی اپنے ولی عہد اور سپہ سالار بل شعر کی سرکردگی میں اپنی پوری کوشش کر رہے تھے کہ حملہ آور پارسیوں کو مار بھگائیں لیکن انہیں کامیابی نہ ہوئی رات کی تاریکی میں کوروش نے خوفناک طریقے سے ان پر حملے کیے جنہیں کلدانی زیادہ وقت تک برداشت نہ کر سکے آخر ان حملوں کے باعث ان صفوں میں بدنظمی اور افراتفری کے آثار پیدا ہونے لگے تھے بل شعر نے جب یہ اندازہ لگایا کہ پارسیوں کی طرف سے اس کے لشکر پر ہر آن دباؤ بڑھتا جا رہا ہے اور یہ کہ اس کے لشکری اپنی تنظیم چھوڑ کر اگلی صفوں سے پچھلی صفوں کی طرف بھاگنا شروع ہو گئے ہیں تو اس نے اپنی خیریت اور عافیت اسی میں جانی کہ رات کی تاریکی میں اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ کھڑا ہو اور سیدھا بابل کی طرف جائے بابل میں محصور رہ کر حملہ آور پارسیوں کا مقابلہ کرے اپنے اس ارادے کی تکمیل کیلئے اس نے فوراً" اپنے ماتحت چھوٹے سالاروں کو پسپا ہونے کا حکم دیا یوں رات کی تاریکی میں کوروش کے ہاتھ شکست کھانے کے بعد بل شعر اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ گیا تھا۔

کوروش کے ہاتھوں بابل کے باقاعدہ لشکر کی یہ پہلی شکست تھی اور اس پہلی شکست نے ہی بابل کے حکمرانوں کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی ان کے حوصلے پست ہو کر رہ گئے تھے اور انہیں یقین ہو چلا تھا کہ اب بابل کی سلطنت کو حملہ آور کوروش کے ہاتھوں کوئی نہیں بچا سکتا رات کی تاریکی میں جب بل شعر اپنے لشکر کو لے کر بابل کی طرف بھاگ گیا تو سورج طلوع ہونے کے بعد جنگ میں مارے جانے والے سپاہیوں کو دفن کر کے کوروش اپنے لشکر کے ساتھ سپر شہر کی طرف بڑھا اس نے دیکھا شہر کے اردگرد کٹے ہوئے کھیتوں اور فصلوں میں آگ ہی آگ لگی ہوئی تھی اس نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس آگ پر فوراً" قابو پا کر بجھا دیا جائے لہٰذا اس کے گھوڑ سوار سپر شہر کے اطراف میں پھیل گئے اور فصلوں اور کھیتوں میں جو آگ لگی تھی اسے بجھا دیا۔

بابل کے بادشاہ نبونیہ کی طرف سے سپر شہر پر جو حاکم مقرر تھا اس کا نام رب ایلی تھا اس رب ایلی کو جب یہ خبر ہوئی کہ رات کی تاریکی میں ان کے اس لشکر کو بدترین شکست ہوئی ہے جو بل شعر کی سرکردگی میں بابل سے آیا تھا تو اس کے حوصلے بھی پست ہو گئے تاہم اس نے سپر شہر کے دروازے بند کر دیئے شہر کے اندر جو حافظ لشکر تھا اسے اس نے تیار کر لیا اور کچھ قاصد بابل کی طرف روانہ کر دیئے اور یہ اطلاع دی کہ حملہ آور پارسیوں کے مقابلے میں وہ سپر شہر میں محصور ہو گیا ہے لہٰذا اس کی مدد کی جائے اور اگر ایسا نہ کیا گیا تو حملہ آور پارسی جلد سپر شہر پر قابض ہو جائیں گے یہ سارے انتظام کرنے کے بعد رب ایلی نے شہر کے محافظ لشکر کو شہر کی فصیل پر برجوں کے اندر بٹھا دیا تھا تاکہ دشمن پر تیراندازی کر کے اسے شہر کی فصیل کی قریب نہ آنے دیں۔

دوسری طرف کوروش نے شہر کے اطراف میں کٹی ہوئی فصلوں کو لگی ہوئی آگ بجھانے کے بعد شہر کے لوگوں کا دل جیتنے کیلئے ایک بہترین چال چلی اس کے لشکری سارا دن کھیلوں میں لگی آگ کو بجھاتے رہے شام سے تھوڑی دیر پہلے اس آگ پر مکمل قابو پا لیا گیا اور ساری فصلوں کو جلنے سے بچا لیا گیا اس کے بعد اس نے کچھ گھوڑ سوار تیار کیے جو اپنے ساتھ سفید جھنڈے اٹھائے ہوئے تھے یہ لوگ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر سپر شہر کی طرف بڑھے ان میں سے کچھ اپنے گھوڑوں پر بیٹھ کر

بانسریاں اور ساز بجاتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے جب کہ ان کے دوسرے ساتھی بلند آواز میں سیپر شہر کے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہے تھے۔ اے سیپر شہر کے پرامن لوگو باہر آؤ اپنے اپنے غلوں کو جمع کر لو اپنے جانوروں کیلئے پانی کھینچ لو اور اپنے بیوی بچوں کیلئے کھانے پینے کا انتظام کرو مصیبت ختم ہو چکی ہے پارسیوں کا بادشاہ کوروش تمہارا دشمن نہیں دوست ہے گو بنونیدا بیٹا بل شعر تمہیں مصیبت و ابتلا کی حالت میں چھوڑ کر بھاگ گیا ہے لیکن ہم ایسا نہیں کریں گے ہم تمہارے ساتھ پورا تعاون کرنے کے ساتھ ساتھ پوری دیکھ بھال بھی کریں گے اور انہیں ضروریات کی ہر شے مہیا کریں گے اس اعلان نے سیپر شہر کے لوگوں پر خاطر خواہ اثر کیا شہر کا حاکم رب ایلی بھی اس اعلان سے بڑا متاثر ہوا لہٰذا اس نے شہر کے سارے دروازے کھول دیئے جو لشکر اس نے فصیل پر مقرر کیا تھا اسے حکم دیا کہ وہ فصیل سے اتر کر اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں رب ایلی کے اس ردعمل سے کوروش بھی خوش ہوا لہٰذا اس نے اپنے کارکنوں کو حکم دیا کہ وہ رب ایلی کو اس کے سامنے لے کر آئیں جب سیپر شہر کے حاکم رب ایلی کو کوروش کے سامنے پیش کیا گیا تو کوروش نے اسے مخاطب کر کے کہا سنو رب ایلی تم نے میرے لشکریوں کے اعلان کے بعد شہر کے دروازے کھول کر انتہائی دانشمندی اور دور اندیشی کا مظاہرہ کیا ہے میں جانتا ہوں کہ بابل کے بادشاہ کا بیٹا بل شعر شہر کے باہر کھیتوں اور کھلیانوں کو آگ لگا گیا ہے جس کے باعث سیپر شہر کے لوگوں کے لئے مشکلات اٹھ کھڑی ہیں لیکن میں اس شہر کے لوگوں کو مصائب کا شکار نہیں ہونے دوں گا تم لوگوں کیلئے میں غلے کی کمی کو خود پورا کروں گا یہاں تک کہنے کے بعد کوروش جب خاموش ہوا تو رب ایلی بڑی انکساری اور عاجزی سے کوروش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے قوم پارس کے بادشاہ اس سیپر شہر میں ہمارا شمس دیوتا تھا جسے شہر کا محافظ دیوتا تصور کیا جاتا تھا لیکن گزشتہ مہینوں میں ایسا ہوا کہ بابل شہر میں جشن منایا جانے والا تھا لہٰذا اس جشن میں حصہ لینے کے لئے ہمارے دیوتا شمس کو بھی سیپر شہر سے بابل لے جایا گیا میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے دیوتا کے ہمارے پاس سے ہٹائے جانے کے باعث ہم پر یہ مصیبت اور مصائب کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہے اس دیوتا کے یہاں سے جانے کے بعد ہماری سرزمینوں میں بارش نہ ہوئی زمین خشک پوست کی طرح ہو گئی جوار باجرے کی آدھی فصل ہمیں ملی جبکہ آدھی ٹیکس کے طور پر بابل چلی گئی اور اس فصل کے موسم میں جب امید تھی کہ ہمیں نئی فصل سے بہت کچھ حاصل ہو گا تو جنگ کی ابتدا ہو گئی جس کے نتیجے میں آپ دیکھتے ہیں کہ شہر کے اطراف میں کھیت کھلیانوں کو آگ لگ چکی ہے ان سب باتوں کے باوجود اے پارسیوں کے بادشاہ ہم آپ کے سامنے اپنی فرمانبرداری اور اپنی اطاعت کا اظہار کرتے ہیں پھر رب ایلی نے اپنے پہلو میں کھڑے ایک بوڑھے کو آنکھ کا اشارہ کیا جس کے جواب میں اس نے کوروش کو مٹی اور پانی کے بھرے ہوئے برتن پیش کیے ساتھ ہی رب ایلی پھر بولا اور کہنے لگا اے پارسیوں کے بادشاہ جس کسی کو بھی مٹی اور پانی پیش کیا جاتا ہے گویا اس کے سامنے اطاعت کا اظہار کر دیا جاتا ہے لہٰذا ہم اہل سیپر بھی آپ کے سامنے اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار اسی طریقے سے کرتے ہیں سیپر شہر کے حکمران کے اس رویے سے کوروش بے حد خوش ہوا چند یوم تک اس نے اس شہر میں قیام کیا اور لوگوں میں غلہ اور اناج تقسیم کرتا رہا۔

سیپر شہر کے قیام کے دوران کوروش کے لشکر میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا تھا کہ وہ اس طرح کہ کوروش کا سسر اور قوم عیلام کا بادشاہ گوبارو عیلامیوں کا ایک لشکر لے کر اپنے مرکزی شہر شوش سے سیپر شہر سے باہر کوروش کے لشکر میں آ شامل ہوا تھا یہ عیلامی لشکری چرمی ڈھالیں اور نیزے تھامے ہوئے تھے پھر دجلہ کی لشکر گاہ سے ارمنی سواروں کا ایک کافی بڑا لشکر بھی سیپر شہر سے باہر کوروش کے لشکر میں آ کر شامل ہوا تھا یہ لوگ پیتل کے خول اور فولادی ڈھالیں استعمال کرتے تھے جو دھوپ میں خوب چمکتی تھیں اس کے علاوہ وہ گرگانی پرتوانی' سفیدی اور باختری لشکر بھی کوروش کے پاس پہنچ گئے تھے اور مزید یہ کہ ہمدان کی طرف سے کچھ مزید مادی لشکری بھی کوروش سے آ ملے تھے اس طرح سیپر شہر سے باہر کوروش کے پاس ایک بہت بڑا لشکر جمع ہو گیا تھا جسے لے کر وہ بابل کی طرف بڑھا تھا۔

ادھر کوروش اپنے لشکر کے ساتھ بابل کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا ادھر بابل کا بادشاہ نبونید بابل کے سب سے بڑے مندر اساگیلہ میں آیا اور سب لوگوں کے سامنے فصل کی کٹائی کا جشن منانے کا اعلان کیا شاید ایسا کر کے وہ لوگوں میں یہ تاثر دینا چاہتا تھا کہ وہ کوروش کے حملہ آور ہونے کے خطرے سے بالکل فکرمند نہیں ہے اور یہ کہ کوروش کو مار بھگانا ان کے لئے کوئی زیادہ مشکل کام نہ ہو گا تاہم بادشاہ کا بیٹا بل شعر پوری طرح مستعد تھا اور اس نے کوروش کا مقابلہ کرنے کیلئے اپنی تیاریاں خوب مکمل کر رکھی تھیں بابل شہر کی فصیل پر پہرہ دینے والے محافظوں کو چوکس کر دیا گیا تھا فصیل کے اوپر جگہ جگہ برجوں کے پاس پتھر برسانے کیلئے منجنیقیں نصب کر دی گئی تھیں اور ان منجنیقوں کے پاس پتھروں کے ڈھیر کے علاوہ منجنیقیں چلانے والے بھی تیار کھڑے تھے فصیل کے اوپر بنے ہوئے برجوں کے اندر تیل کے بڑے بڑے کڑاہ لٹکا دیئے گئے تھے اور ان کے نیچے آگ جلا دی گئی تھی تاکہ جب دشمن فصیل کے قریب آئے تو یہ کھولتا ہوا پانی اور ابلتا ہوا تیل پھینکا جائے ان کڑاہوں کے نیچے جو آگ جل رہی تھی اس آگ کے جو انگارے بنتے جا رہے تھے ان انگاروں کو بھی محفوظ رکھا جا رہا تھا کہ بوقت ضرورت ان انگاروں کو بھی دشمن پر پھینک کر ان کیلئے مصیبت اور دشواریوں کا باعث بنا جائے اس طرح بابل کے بادشاہ کے بیٹے بل شعر نے کوروش سے مقابلہ کرنے

کیلئے اپنی تیاریاں مکمل کر لی تھیں۔

دوسری طرف یوناف اور کوروش کے درمیان نامہ و پیغام کا سلسلہ برابر جاری تھا یوناف کے کہنے پر کوروش نے اپنے چند دستے سوداگروں کے بھیس میں اپنے لشکر سے پہلے روانہ کر دیئے دستے پہلے شہر سے باہر ان بستیوں میں داخل ہوئے جہاں پر بیت المقدس سے لائے جانے والے یہودیوں کو آباد کیا گیا تھا یوناف اور یعقوب اقلیبی نے ان دستوں کا استقبال کیا یعقوب اقلیبی پوری طرح یوناف کا ساتھ دے رہا تھا اور وہ بھی دل و جان سے چاہتا تھا کہ شہر پر کوروش کا قبضہ ہو جائے اس طرح یہودیوں کی اسیری ختم ہو اور وہ واپس یروشلم جانے کے قابل ہو سکیں دن کے وقت ہی یوناف بیوسا اور کیمم کے ساتھ یعقوب اقلیبی ان دستوں کو لے کر شہر میں داخل ہو گیا کسی نے ان پر کوئی شک نہ کیا اس لئے کہ یعقوب اقلیبی شہر کے اندر بڑا باعزت اور بڑا مکرم تاجر اور سوداگر خیال کیا جاتا تھا اس کے ساتھ جو کوروش کے ساتھی داخل ہوئے وہ بھی چونکہ سوداگروں ہی کے بھیس میں تھے لہٰذا لوگوں نے یہی سمجھا کہ یہ سب یعقوب کے سوداگر ساتھی ہیں جو فصل کی کٹائی کے جشن میں حصہ لینے کیلئے شہر میں داخل ہوئے ہیں۔

دن بھر یہ لوگ شہر کے اندر جشن منانے والے لوگوں کی ٹولیوں کے اندر گھومتے پھرتے رہے جب شام ہوئی چاروں طرف اندھیرا پھیلنے لگا تو ان لوگوں نے اپنا رنگ بدلنا شروع کیا یعقوب اقلیبی تو شہر سے باہر یہودیوں کی بستی کی طرف چلا گیا جبکہ سوداگروں کے بھیس میں شہر میں داخل ہونے والے کوروش کے ساتھی یوناف کی سرکردگی میں کام کرنے لگے تھے جب رات ہو گئی تو انہوں نے اپنے سفید اور سادہ لباس اتار دیئے جن کے نیچے وہ اپنے ہتھیار سجائے ہوئے تھے اور انہوں نے اپنے ہاتھوں میں تلواریں اور ڈھالیں پکڑ رکھی تھیں ان کے اندر سے اپنے سیاہ لباس پہن لئے تھے رات کے اس وقت بابل کا بادشاہ نبونیہ اور اس کا بیٹا بل شعر اور بیٹی شمورہ اساگیلہ کے مندر میں فصل کی کٹائی کے جشن کے سلسلے میں قیام کئے ہوئے تھے۔

یوناف کی سربراہی میں شہر میں داخل ہو جانے والے مسلح جوان پہلے اساگیلہ مندر کی طرف گئے یوناف نے انہیں بڑی رازداری کے ساتھ یہ سمجھا دیا تھا کہ پہلے اساگیلہ کے مندر پر حملہ آور ہوا جائے گا اساگیلہ مندر کے سارے محافظوں کو ختم کر کے مندر پر قبضہ کرنے کے بعد بادشاہ نبونیہ اس کے بیٹے بل شعر اور اس کی بیٹی کو مندر کے اندر ہی محصور کر لیا جائے گا اس کے بعد اپنے لشکر کو شہر میں داخل ہونے کا موقع فراہم کیا جائے گا۔

یہ اس طرح کہ اساگیلہ مندر کی پشت پر ایک دروازہ تھا جسے اشتار دروازہ یا غیر مرئی دروازہ کہہ کر بھی پکارا جاتا تھا شہر کی فصیل کے اندر یہ دروازہ صرف اس غرض کیلئے رکھا گیا تھا کہ باہر سے آنے جانے والے لوگ جو اساگیلہ مندر کی زیارت کرنا چاہیں وہ اس دروازے سے آ جا سکیں پس یوناف کی سرکردگی میں اس کام کی تکمیل شروع ہوئی سب سے پہلے یوناف نے اپنے مسلح ساتھیوں کے ساتھ اساگیلہ کے مندر کے سارے محافظوں کا خاتمہ کرا دیا اور ان کی جگہ اس نے اپنے مسلح جوان کھڑے کر دیئے تھے پھر اس نے بڑی رازداری کے ساتھ اشتار دروازہ کھول دیا تھا جس کے کھلتے ہی یوناف کے حکم پر جلتے پروں کا ایک تیر فضا کے اندر مارا گیا جو کوروش کے لشکر کیلئے ایک اشارہ تھا کہ شہر کا دروازہ کھول دیا گیا ہے لہٰذا وہ شہر میں داخل ہو جائیں کوروش اس وقت بابل شہر کے ساتھ بہنے والے دریا کے پار کافی فاصلے پر تھا اس نے یہ جلتے ہوئے تیر کا اشارہ دیکھ لیا تھا لہٰذا وہ آگے بڑھا تھا وہ اس پل کی طرف نہیں گیا تھا جسے عبور کر کے شہر میں داخل ہوا جاتا تھا بلکہ اس نے ارادہ کر لیا تھا کہ دریا کو گھوڑوں پر بیٹھ کر ہی عبور کرے گا اس لئے کہ ان دنوں دریا اترا ہوا تھا اور دریا کے نیچے جو پتھر تھے وہ تک دکھائی دیتے تھے لہٰذا اکثر حصوں میں پانی کی گہرائی زیادہ سے زیادہ پنڈلی تک تھی جہاں کہیں زیادہ تھی وہاں پانی کمر تک تھا لہٰذا کوروش نے اپنے لشکر کے ساتھ دریا عبور کر کے اشتار دروازے سے شہر میں داخل ہونے کا ارادہ کر لیا تھا۔

یہ سارے کام سرانجام دینے کے بعد یوناف بیوسا اور کیمم کے ساتھ اساگیلہ مندر کے اس مخصوص حصہ میں داخل ہوا جہاں بابل کے بادشاہ نبونیہ کے بیٹے بل شعر نے فصل کی کٹائی کا جشن منانے کیلئے اپنی بیویوں اور بے شمار عورتوں کے ساتھ قیام کر رکھا تھا یہ لوگ جشن کی خوشی میں اندھا دھند تلخ قسم کی شرابیں پی رہے تھے بے شمار نوجوان خوبصورت اور حسین لڑکیاں بیٹھی رقص بجا رہی تھیں مندر کے سارے حصوں میں جگہ جگہ چراغ روشن تھے اور مندر کے اردگرد جو بازار تھے ان میں ابھی تک رونق تھی بازار پوری طرح فصل کی کٹائی کے جشن میں کھلے ہوئے تھے اور حلوائی مقدس کیک بنا بنا کر سینیوں میں جما رہے تھے اور لوگ جشن منانے کیلئے دھڑا دھڑ کیک خریدتے ہوئے اپنے گھروں کو لے جا رہے تھے عین اس وقت اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے یوناف اس کمرہ خاص میں داخل ہوا جس میں بل شعر اپنی بیویوں اور دیگر ساتھی لڑکیوں کے ساتھ بیٹھا مے نوشی میں مصروف تھا اور اس نے اپنی سری قوتوں کو ہی حرکت میں لاتے ہوئے اس دیوار پر جو بل شعر کی پشت پر تھی ایک تحریر لکھی پھر وہ وہاں سے نکل گیا تھا

اچانک بل شعر کی بیویوں میں سے ایک کی نگاہ اچانک بل شعر کے پیچھے چونا لگی دیوار پر پڑی اس نے اس تحریر کو بڑی حیرت سے دیکھا پھر وہ چلانے کے انداز میں بل شعر کو مخاطب کر کے کہنے لگی یہ تمہارے پیچھے جو تحریر لکھی ہے تھوڑی دیر تک پہلے یہ تحریر یہاں نہیں تھی یہ کونسے غیر مرئی ہاتھ ہیں جنہوں نے یہاں یہ تحریر لکھ دی ہے اس انکشاف پر بل شعر چونک کر اٹھ کھڑا ہوا اور بڑے

غور سے پھٹی پھٹی آنکھوں کے ساتھ اس تحریر کی طرف دیکھنے لگا تھا پھر اس نے اپنی بیویوں اور وہاں جمع ہونے والی لڑکیوں کو مخاطب کر کے کہا واقعی جس وقت میں یہاں آیا تھا اس وقت اس دیوار پر کوئی تحریر نہیں تھی یہ تحریر بعد میں پھر کس نے لکھی اور یہ تحریریں بھی ایسی زبان میں ہے جسے ہم میں سے کوئی بھی سمجھ نہیں پاتا اس پر بل شعر کی ایک دوسری بیوی بولی اور اس نے بل شعر کو مشورہ دیتے ہوئے کہا ہمیں فوراً" شہر کے معروف ستارہ شناسوں اور لوح نویسوں کو بلانا چاہیئے ہو سکتا ہے کہ وہ اس تحریر کو پڑھ کر اس کا مطلب ہمیں سمجھا سکیں بل شعر کو اپنی اس بیوی کی یہ تجویز پسند آئی لہٰذا اس نے چند ملازم بھجوائے کہ وہ بھاگ کر شہر کے ستارہ شناسوں اور لوح نویسوں کو بلا کر لائیں جب یہ لوگ وہاں حاضر ہوئے تو تھوڑی دیر تک وہ تحریر کو بڑے غور سے دیکھتے رہے پھر وہ بل شعر کو مخاطب کر کے کہنے لگے اے بادشاہ کے فرزند اس تحریر سے ہم نا آشنا ہیں نہ ہم اسے پڑھ سکتے ہیں نہ اس کے مطلب آپ کو سمجھا سکتے ہیں تاہم ہمارا اندازہ یہ ہے کہ آپ کسی یہودی کو بلائیں یہ تحریر ہمیں عبرانی زبان سے ملتی جلتی لگتی ہے ہو سکتا ہے کوئی یہودی جوان اسے پڑھ کر آپ کو اس کا مطلب سمجھا سکے بل شعر کو اپنے ستارہ شناسوں کی یہ گفتگو پسند آئی اس نے انہیں وہاں سے چلے جانے کا حکم دیا اور اپنے چند ملازموں کو پھر روانہ کیا کہ وہ کسی پڑھے لکھے یہودی کو پکڑ کر لائیں۔

تھوڑی ہی دیر بعد اس کے ملازم ایک یہودی نوجوان کو پکڑ کر لائے جب اسے بل شعر کے سامنے پیش کیا گیا تو بل شعر نے اس نوجوان یہودی کو مخاطب کر کے کہا سنو اے نوجوان یہ دیوار پر جو تحریر لکھی ہے اسے پڑھو اور اس کا مطلب مجھے سمجھاؤ تھوڑی دیر تک وہ یہودی جوان اس تحریر کو غور سے دیکھتا رہا پھر وہ بل شعر کو مخاطب کر کے کہنے لگا اب بادشاہ کے فرزند میں اس تحریر کو پڑھ چکا ہوں اس کا مطلب بھی آپ کو سمجھا سکتا ہوں پہلے میرے ساتھ یہ وعدہ کیجئے کہ اس کا مطلب مجھ سے جاننے کے بعد میری جان محفوظ رہے گی اور آپ میرے قتل کے درپے نہیں ہوں گے اس پر بل شعر نے مسکراتے ہوئے کہا ہرگز ایسا نہیں ہوگا تم اس تحریر کا مجھے مطلب سمجھاؤ اگر تم اس کا مطلب سمجھا سکے تو میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں کوئی نقصان پہنچانے کے بجائے میں تمہیں انعامات سے مالا مال کردوں گا بل شعر کا یہ جواب سن کر وہ یہودی نوجوان خوش ہوا پھر وہ بل شعر کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے بادشاہ دیوار پر لکھی ہوئی ان تحریروں کا مطلب کچھ یوں بنتا ہے۔

"اے بل شعر تم اس کمرے میں اپنی بیویوں اور اپنی ساتھی لڑکیوں کے ساتھ شراب پی پی کر جشن منا رہے ہو کاش تمہیں یہ خبر ہوتی کہ خدا نے تمہاری حکومت کے دن کم کر کے اسے ختم کر دیا ہے اے بابل کے بادشاہ کے عیاش اور غیر ذمہ دار بیٹے کاش تمہیں یہ خبر ہوتی کہ تمہیں ترازو میں تولا گیا ہے اور تم میں برائیاں زیادہ اور اچھائیاں کم پائی گئی ہیں اے بابل کے ولی عہد اسی بنا پر تمہاری یہ سلطنت ختم کر کے اہل ماد اور اہل فارس کے حوالے کی جا رہی ہے، اے بادشاہ کے فرزند آج کی رات تم دونوں باپ بیٹے کے لئے بابل کی حکمرانی کی آخری رات ہے"

یہ تحریر پڑھنے کے بعد وہ یہودی نوجوان خاموش ہو گیا تھا اس تحریر کا مطلب جان کر بل شعر کی حالت عجیب سی ہو گئی تھی اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں رنگ اس کا فق ہو گیا تھا شراب کا نشہ ہرن ہوتا دکھائی دیتا تھا اور اس کے چہرے پر پسینے کے قطرے نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے اتنی دیر تک کورش نے اپنے لشکر کے ساتھ ایشتار دروازے سے بابل شہر میں داخل ہونا شروع کر دیا تھا اس موقع پر چند محافظ بھاگے بھاگے اساگیلہ مندر میں داخل ہوئے اور بل شعر کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ نامعلوم مسلح سوار ایشتار دروازے سے بابل شہر میں داخل ہونا شروع ہو گئے ہیں وہ کون لوگ ہیں ابھی تک کچھ پتا نہیں چلا اور کس طرح وہ ایشتار دروازہ کھول کر شہر میں داخل ہونا شروع ہوئے ہیں اس کی بھی حقیقت ابھی کسی کو معلوم نہیں ہو سکی۔"

اس انکشاف پر بل شعر بھڑک سا اٹھا اس نے اپنی تلوار سونت لی اور قیام گاہ کے اس حصے میں جو اس کے چند محافظ تھے انہیں ساتھ لیکر وہ اساگیلہ مندر سے باہر بھاگا لیکن جونہی اس نے ایسا کیا یوناف نے جو پہلے سے وہاں اپنے محافظ مقرر کر دیئے تھے وہ ان پر حملہ آور ہوئے انہوں نے بل شعر کا بھی کام تمام کر دیا اور اس کے محافظوں کو بھی قتل کر کے رکھ دیا یوں بابل کا ولی عہد بغیر کسی جنگ و جدل کے مارا گیا تھا یہ خبر آن کی آن میں اساگیلہ مندر میں پھیل گئی جب یہ خبر بابل کے بادشاہ نبونیہ کے کانوں میں پڑی تو وہ بھاگا ہوا مندر کے تہہ خانے کی طرف گیا تہہ خانے کا دروازہ کھول کر وہ اس خفیہ راستے میں داخل ہوا جو ایک سرنگ کی صورت میں بابل سے باہر نکلتا تھا پھر وہ اس راستے سے بھاگ کر نا جانے کہاں روپوش ہو گیا بادشاہ کی بیٹی شمورہ اس وقت مردوک دیوتا کے سامنے فصل کی کٹائی کے سلسلے میں دو زانو بیٹھی ہوئی تھی اسے جب خبر ہوئی کہ اس کا باپ خفیہ راستے سے بھاگ گیا ہے اور اس کے بھائی کو قتل کر دیا ہے تو اس نے سنہری دستے کا وہ خنجر جو اس کے پاس تھا نکالا اور اپنے پیٹ میں گھونپ کر اس نے اپنا خاتمہ کر لیا اس طرح بابل کا بادشاہ نبونیہ فرار ہو گیا اور اس کا بیٹا اور بیٹی موت کی گہری نیند سو گئے۔

آن کی آن میں یہ خبر یوناف کے ساتھیوں نے شہر میں پھیلا دی کہ بابل کا بادشاہ نبونیہ شہریوں کو ان کے حال پر چھوڑ کر فرار ہو چکا ہے اور یہ کہ بادشاہ کا بیٹا بل شعر اور اس کی بیٹی شمورہ مارے جا چکے ہیں شہریوں پر یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ اگر وہ ہتھیار نہ اٹھائیں اور قوم ماد اور قوم پارس کے بادشاہ کورش کی فرمانبرداری اختیار کر لیں تو ان کی زندگیاں اور ان کی جانیں محفوظ رہیں گی شہریوں نے ان خبروں کو تسلیم کر لیا کسی نے بھی ہتھیار اٹھانے کی کوشش نہ کی وہ اپنی روزمرہ کی زندگی میں مصروف رہے اور اس طرح جشن میں حصہ لیتے رہے جیسے وہ پہلے لے رہے تھے یہ صورت حال

دیکھتے ہوئے کوروش نے اپنے آدھے لشکر کو بابل شہر میں داخل کیا اور یوناف کو پیغام بھجوایا کہ وہ اس لشکر کی کمان داری خود کرے دوسرے آدھے حصے لشکر کے ساتھ وہ شہر سے باہر رک گیا تھا تاکہ رات گزر جائے اور صبح ہوتے ہی وہ بھی لوگوں کا رد عمل دیکھنے کے بعد شہر میں داخل ہو۔

دوسرے روز کوروش اپنے لشکر کے باقی حصے کے ساتھ شہر میں داخل ہوا جب وہ ایشتار دروازے سے بابل میں داخل ہوا تو لوگوں نے اس کا بہترین استقبال کیا شہر کے ایشتار دروازے سے لے کر اساگیلہ کے مندر تک لوگوں نے کھجور کی شاخیں اس کے راستے میں بچھا دی تھیں ان کھجور کی شاخوں پر چلتا ہوا کوروش اساگیلہ کے مندر کی طرف بڑھا کھجوروں کی شاخیں بچھائے ہوئے ان راستوں کے دونوں طرف عوام کا ایک ہجوم کھڑا تھا جو رومال اور ہری ہری شاخیں ہلا ہلا کر اپنے جذبات کا اظہار کرنے کے ساتھ کوروش کا استقبال بھی کر رہے تھے کوروش کے پیچھے پیچھے پانچ ہزار شمشیر اور نیزہ بردار سپاہیوں کا لشکر بھی شہر میں داخل ہوا تھا، اس لشکر کے پیچھے دور تک جہاں نگاہ کام کرتی تھی پارس سپاہی دکھائی دے رہے تھے۔

اساگیلہ کے مندر کے قریب آ کر کوروش رک گیا اور اپنے گھوڑے پر ہی سوار رہا تاکہ لوگ اسے دیکھ سکیں اور وہاں جمع ہونے والے لوگوں کا وہ بھی جائزہ لے سکے بابل شہر کے لوگوں نے دیکھا کہ کوروش بے شک عبائے شاہی میں ملبوس تھا لیکن اس کے ہاتھ میں نہ کوئی شاہی انگوٹھی تھی اور نہ جوہرات سے مرصع کوئی عصا جو حکومت کی نشانی سمجھے جاتے تھے تاہم بے شمار لوگ اساگیلہ کے مندر کے چاروں طرف جمع ہو گئے تھے اور بڑے غور سے اپنے بادشاہ کوروش کو دیکھے جا رہے تھے۔

کوروش نے سب سے پہلے اپنے اطراف میں جمع ہونے والے سارے لوگوں کا جائزہ لیا پھر اس نے اپنے دائیں طرف مذہبی پیشواؤں پجاریوں اور منشیوں کی طرف خصوصیت کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے کہنا شروع کیا اے اہل بابل ان سرزمینوں کا خدا بزرگ مردوک صحیح قسم کے حکمران کی جستجو میں تھا جو دنیا پر حکومت کر سکے سو اس بڑے دیوتا نے میرا نام لے کر پکارا اور دنیا کی حکومت مجھے سونپ دی اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور شہر بابل کی طرف جانے کا حکم دیا اس نے لوگوں کے دل میری طرف مائل کر دیئے کیونکہ میں بھی اس کی عبادت کا بڑا خیال رکھتا تھا مردوک میرا رہبر بنا اور بغیر کسی جنگ کے مجھے بابل میں داخل ہونے کی اجازت دے دی اور اس طریقے سے اس نے اپنے شہر کو ایک بہت بڑی مصیبت اور خون ریزی سے بچا لیا یہاں کا بادشاہ نبونیہ جو نہ اس سے ڈرتا تھا نہ اس کا خیال رکھتا تھا اس نے میرے ہاتھوں شکست کھائی اور اپنے لوگوں کو تنہا میرے رحم و کرم پر چھوڑ کر یہاں سے بھاگ نکلا۔

سنو بابل کے لوگو میں بابل کے قدیم شہر میں بڑے پرامن طریقے سے لوگوں کے شوق اور خوشی سے وارد ہوا ہوں اور میں انہی کے بادشاہوں کے محل میں بیٹھ کر ان پر حکومت کروں گا اب تمہارا نیا بادشاہ صرف واحد کلدانیوں کا بادشاہ نہیں ہو گا بلکہ کلدانیوں کے ساتھ ساتھ پارسیوں عیلامیوں قوم ماد لیڈیا والوں باختریوں اور سمرقند سے آگے تک رہنے والے سارے قبائل اور قوموں کا حکمران ہو گا میں عکاری اور سومیری اقوام کی اس قدیم سرزمین کے اندر کسی دشمن کو سر اٹھانے کی اجازت نہیں دوں گا میں بابل کے داخلی معمولات اور اس کے بہت مندروں کو از سر نو بناؤں گا اور میں اپنے کارکنوں کو اسی وقت حکم دیتا ہوں کہ جو کام اور جو احکامات آج جاری کروں گا ان کی سب کی تکمیل کی جائے گی۔

اس کے بعد کوروش نے مختلف احکامات جاری کرنے شروع کیے سب سے پہلا حکم اس نے دیا کہ محل کے منشی' ستارہ شناس اور لوحیں لکھنے والے سارے اہم واقعات کو مٹی کی لوحوں پر کلدانی زبان کے ساتھ ساتھ دوسری زبانوں میں بھی یہ اہم واقع تحریر کریں گے دوسرا اہم حکم کوروش نے یہ دیا کہ بابل کی سلطنت میں ایک بیل ایک غلام ایک ہل اور اچھے درخت کے شہتیر کی ایک ہی قیمت لگائی جاتی تھی کوروش نے حکم دیا کہ بیل اور غلام کی قیمت زیادہ کر دی گئی ہے تاکہ ان دونوں کی وجہ سے زراعت میں ترقی ہو اس سے پہلے لوہے کے ہلوں کی اجارہ داری مندروں کے پجاریوں کے پاس تھی کوروش نے حکم دیا کہ ہل بنانے اسے رکھنے اور استعمال کرنے کے سارے ہی اختیار کسانوں کو دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ اس سے کام لیں اور پیداوار میں اضافہ کریں تیسرا حکم کوروش نے یہ دیا کہ بابل کی حکومت کی طرف سے کسانوں پر آب پاشی کے پانی پر جو آبیانہ مقرر تھا وہ اس نے بالکل ختم کر دیا اور کہا پانی کی روانی آفتاب کی کرنوں کی مانند ہے جس طرح سورج کی کرنوں پر کسی کی اجارہ داری نہیں ایسے ہی پانی پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہونی چاہئے اور یہ دونوں چیزیں فصلوں کے لئے کار آمد ہیں لہٰذا ان پر کوئی ٹیکس نہیں لگایا جائے گا۔

اے اہل بابل میں تمہارا بادشاہ کوروش کہتا ہوں کہ تم زمین کو فنا ہونے سے کیسے بچاؤ گے جب تک پانی آزادی سے نہ چلے زمین کی تجدید کس طرح ہو سکتی ہے جب تک اسے واضح مقدار میں پانی نہ ملے اور کس طرح بغیر پانی کے بیج پودے اور درخت ثمر آور ہو سکتے ہیں جب تک حیوانات کیلئے وافر گھاس نہ ہو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ تمہیں غذا اور دودھ باہم پہنچائیں اور یہ سب چیزیں اس وقت ہی حاصل ہو سکتی ہیں جب کسانوں کو کھلا اور ضرورت کے مطابق پانی ملے لہٰذا آج کے بعد پانی پر کوئی ٹیکس نہیں ہے اور ہر کسان اور ہر مزارع کو اس کی ضرورت کے مطابق پانی فراہم کیا جائے گا۔

اے اہل بابل مجھے خبر ہوئی ہے دوسرے شہروں کے دیوتاؤں کے علاوہ بہت سے لوگوں کو بھی

زبردستی بابل میں روکے رکھا گیا ہے اور یہ لوگ سب یہاں قیدی اور اسیر کی زندگی بسر کر رہے ہیں میں حکم دیتا ہوں کہ دوسرے شہروں کے جس قدر بھی دیوتاؤں کو جشن کے سلسلے میں یہاں لا کر رکھا گیا ہے وہ سب ان شہروں کو واپس بھیج دیئے جائیں گے اور یہ کام آج ہی شروع کیا جائے گا جس طرح دیوتاؤں کے ساتھ ساتھ مختلف شہروں کے لوگوں کو بھی یہاں روکا گیا ہے وہ بھی واپس جائیں گے وسیع میدانوں کے آموری پہاڑی علاقوں کے عیلامی مغربی ساحل کے ہنرمند کنعانی سمندر کے نواحی علاقوں کے کشتی بان مختلف شہروں سے اکٹھے کئے گئے لونڈی اور غلام اور ان کے اہل و عیال سب آج ہی اپنے اپنے شہروں کو واپس جا سکتے ہیں اور انہیں اپنے اپنے شہروں کی طرف جانے کیلئے راستے کا خرچ بھی ادا کیا جائے گا کوروش کا یہ حکم سن کر لوگ اس کی تعریف اور اس کے حق میں نعرے لگانے لگے تھے۔

مجھے یہاں داخل ہونے کے بعد یہ بات بھی بتائی گئی ہے کہ اس شہر اور اس کے نواح میں بردہ فروشی کا کام اپنے عروج پر ہے اور مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بردہ فروش غلاموں کو گرم سرخ مہروں سے داغنے کا کام بھی کرتے ہیں لہٰذا میں آج سے حکم دیتا ہوں کہ کوئی غلاموں کو داغنے کا کام نہ کرے اگر آج کے بعد کسی بردہ فروش نے غلاموں کو داغا تو سزا کے طور پر وہ جتنے غلاموں کو وہ داغے گا اتنی بار اسی طرح اس کے جسم کو بھی داغا جائے گا۔

یہاں تک کہتے کہتے کوروش خاموش ہو گیا اس لئے کہ ایک طرف سے یوناف بیوسا اور کیتم آتے ہوئے دکھائی دیئے تھے ان کے ساتھ یہودیوں کا سردار یعقوب اقلیبی بھی تھا اور یعقوب اقلیبی کے پیچھے بہت سے یہودی امراء اور رئیس بھی کوروش کی طرف آ رہے تھے کوروش اپنے گھوڑے سے اترا تیزی سے وہ آگے بڑھ کر پہلے یوناف سے بغل گیر ہوا پھر اس نے بیوسا اور کیتم کا حال پوچھا اس کے بعد یوناف نے اس کا تعارف یعقوب اقلیبی اور اپنے پیچھے آنے والے سارے یہودی امراء اور رئیسوں سے کرایا کوروش بڑی فراخت دلی اور خندہ پیشانی کے ساتھ ان سے ملا پھر یوناف نے کوروش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ سب یہودی اکابر اور میرا یہ دوست یعقوب اقلیبی جس کے ہاں میں بیوسا اور کیتم نے قیام کر رکھا ہے یہ سب آپ سے کچھ کہنا چاہتے ہیں یوناف کی اس بات پر کوروش کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ ہوئی پھر وہ یعقوب اقلیبی اور یہودی اکابر کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا کہو تم لوگ کیا کہنا چاہتے ہو تم لوگ میرے دوست میرے بھائی یوناف کو اپنے ساتھ لے کر آئے ہو لہٰذا جو کچھ بھی تم کہو گے میں اسے مانوں گا تسلیم کروں گا جواب میں یہودی اکابر نے آپس میں صلاح مشورہ کیا انہوں نے یعقوب اقلیبی کو اپنا نمائندہ مقرر کیا تاکہ وہ کوروش سے بات کرے لہٰذا یعقوب اقلیبی کوروش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے عظیم بادشاہ آپ ضرور جانتے ہوں گے کہ دو نسل پہلے بابل کا بادشاہ بخت نصر فلسطین میں بنی اسرائیل کی سلطنت یہودا پر حملہ آور ہوا تھا اس سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی تھی اور ہزاروں یہودیوں کو وہ قیدی اور اسیر بنا کر اپنے ساتھ لے آیا تھا اور اس نے انہیں بابل شہر کی فصیلوں سے باہر دریا فرات کے کنارے آباد کر دیا تھا یہ یہودی بیچارے انتہائی ذلیل اور کم تر کام کرتے رہے ہیں بابل میں مزدوری نہروں کی کھدائی باغوں کی دیکھ بھال اینٹوں اور اسفالٹ کی بھٹیوں پر شہر بھر کی گندی نالیوں کی صفائی پر یہ سارے یہودی مزدور معمور ہیں اور یہ سارے کام وہی کرتے ہیں بابل کے لوگ انہیں کم تر اور انتہائی نچلے درجے کے لوگ تصور کرتے ہیں ہماری آپ سے التجا ہے کہ جس قدر یہودی یہاں اسیر اور قیدی کی حیثیت سے فلسطین سے لا کر آباد کئے گئے ہیں ان سب کو واپس جانے کی اجازت دے دی جائے یعقوب اقلیبی جب خاموش ہوا تو کوروش کہنے لگا ہاں جس قدر بھی یہودی یہاں سے واپس فلسطین جانا چاہیں وہ واپس جا سکتے ہیں کوئی ان کیلئے روک ٹوک نہیں ہے جس قدر سامان اور جس قدر بھی وہ دولت یہاں سے لے جانا چاہتے ہیں اپنے ساتھ لے کر جا سکتے ہیں کوروش کا یہ جواب سن کر یعقوب اقلیبی بے حد خوش ہوا پھر وہ دوبارہ بولا اور کہنے لگا۔

”اے بادشاہ بابل کا حکمران بخت نصر جب بے شمار یہودیوں کو فلسطین سے قیدی بنا کر اپنے ساتھ لایا تو ہماری عبادت گاہوں سے وہ آتی دفعہ وہ قیمتی برتن بھی لے کر آیا جو ہماری عبادت گاہوں میں استعمال ہوتے تھے ہمارے یہ مقدس برتن اب اساگیلہ کے معبد ہیں پتھر لکڑی چاندی اور سونے کے ”خداؤں کے ساتھ پڑے ہوئے ہیں آپ جانتے ہوں گے کہ یہودی کسی بت کسی دیوتا کو تسلیم نہیں کرتے وہ خدائے واحد کو مانتے ہیں اس کی بندگی اور عبادت کرتے ہیں لہٰذا ہمیں یہ بھی اجازت دی جائے اساگیلہ کے معبد میں جس قدر ہمارے مقدس ظروف ہیں وہ بھی یہاں سے یہودیوں کو واپس فلسطین لے جانے کی اجازت دے دی جائے اے بادشاہ ہم موسیٰ کی شریعت کے پیروکار ہیں اور انہی کا اتباع کرتے ہوئے ہم یروشلم کو جو تباہ و برباد کر دیا گیا ہے دوبارہ آباد کرنا چاہتے ہیں اور اس کے اندر اپنے ہیکل کی بھی دوبارہ تعمیر کے خواہاں ہیں اس پر کوروش کہنے لگا تم خود اپنے ان شیوخ کو اساگیلہ کے معبد میں لے جاؤ وہاں جس قدر تمہارے ظروف ہیں انہیں لے جاؤ اور جس قدر یہودی بابل شہر سے باہر دریا کے کنارے آباد ہیں اور جو واپس جانا چاہتے ہیں انہیں خوشخبری دو کہ وہ ان ظروف کو لے کر واپس فلسطین جا سکتے ہیں اور میں انہیں راستے کے اخراجات کے علاوہ یروشلم شہر کو دوبارہ آباد کرنے اور خود کو وہاں بہتر طریقے سے بسانے کے اخراجات بھی پورے کروں گا۔

کوروش کا یہ حکم سن کر یعقوب اقلیبی اور دوسرے یہودی شیوخ خوش ہو گئے تھے لہٰذا اساگیلہ مندر میں داخل ہوئے جس قدر ظروف ان کی عبادت گاہوں سے تعلق رکھتے تھے سارے انہوں نے لے لئے پھر وہ دریا فرات کے کنارے یہودیوں کی آبادیوں کی طرف گئے انہیں یہ پیغام سنایا کہ وہ فلسطین کی طرف جانے کیلئے آزاد ہیں اور یہ کہ بابل کے اندر اب وہ قیدی اور اسیر نہیں ہیں یہ خوشخبری سن کر سارے یہودی تیاریاں کرنے لگے تاکہ بابل سے فلسطین کی طرف کوچ کر جائیں اسی روز یہودیوں نے اپنی کوچ کی تیاریاں مکمل کر لیں شام سے تھوڑی دیر پہلے یہودی اپنے سازوسامان کے ساتھ جو سات سو چھبیس گھوڑوں چار سو پینتیس اونٹوں چھ سو بالیس خچروں اور چھ ہزار سات سو گدھوں پر لدا ہوا تھا بابل سے کوچ کرتے ہوئے فلسطین کی طرف رواں ہو گئے تھے وہ اپنی روانگی کے وقت خداوند قدوس کی واحدنیت اس کی صفات اور اس کی کبریائی اور اس کی برتری کے گیت گاتے ہوئے رخصت ہو رہے تھے روانگی سے قبل کوروش نے انھیں کافی مقدار میں چاندی سونا اور نقدی بھی مہیا کی تھی تاکہ وہ یروشلم کے اندر پھر اپنے آپ کو آسانی سے آباد کر سکیں یعقوب اقلیبی اور چند دوسرے معزز یہودی جن کا کاروبار بابل کے اندر خوب چمک اٹھا تھا وہ ان یہودیوں کے ساتھ واپس فلسطین نہیں گئے تھے بلکہ انہوں نے بابل میں ہی رہنا پسند کیا تھا۔

جب یہ سارے انتظامات ہو گئے اور شام ہونے لگی تو کوروش نے اپنے پہلو میں کھڑے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا سنو یوناف تم بیوسا اور کیتم کے ساتھ میرے ہمراہ میرے شاہی محل میں قیام کرو گے اس پر یوناف نے کوروش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے کوروش میرے بھائی میں تمہاری اس پیش کش کا شکریہ ادا کرتا ہوں میں وعدہ بھی کرتا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ بابل کے محل ہی میں قیام کروں گا لیکن مجھے چند روز اپنے اس مہربان یعقوب اقلیبی کے ہاں قیام کرنے کی اجازت دو اس لئے کہ میں اس سے یہاں بابل میں زندگی بسر کرنے والے یہودیوں سے متعلق کچھ معلومات کرنا چاہتا ہوں گو میں اس کے ہاں گزشتہ کئی دنوں سے ٹھہرا ہوا لیکن اس موضوع پر میں آج تک اس کے ساتھ گفتگو نہیں کر سکا اس لئے کہ میرے یہ سارے دن بابل اس کے لشکر اور اس کی قوت کا اندازہ لگانے ہی میں گزر گئے تھے اور انہیں چیزوں سے متعلق میں تمہیں پیغام بھی بھیجوا تا رہا ہوں لہٰذا مجھے چند دن یعقوب اقلیبی کے ہاں رہنے دو تاکہ میں اس سے وہ معلومات حاصل کر سکوں جو میں جاننا چاہتا ہوں کوروش نے یوناف کو ایسا کرنے کی اجازت دے دی لہٰذا یوناف وہاں سے بیوسا اور کیتم کو لے کر یعقوب اقلیبی کے ساتھ چلا گیا تھا

اس رات جب یوناف بیوسا اور کیتم یعقوب اقلیبی کے ساتھ اس کے دیوان خانے میں آتش دان کے پاس بیٹھے تھے تو یوناف نے یعقوب اقلیبی کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا سنو یعقوب تم بابل شہر میں اسیر کئے جانے والے یہودیوں کی کیفیت سے پوری طرح واقف ہو مجھے ان سے متعلق تفصیل سے بتاؤ کہ یہاں اسیری کی زندگی انہوں نے کیسے اور کس طرح بسر کی تم سے یہ تفصیل میرے لئے باعث دلچسپی بھی ہو گی اس پر بیوسا بھی یعقوب اقلیبی کو مخاطب کر کے کہنے لگی ہاں میرے بھائی اگر تم ایسا کرو تو یہ حالات ہمارے لئے یقیناً" دلچسپی کا باعث ہوں گے اس پر یعقوب اقلیبی تھوڑا سا مسکرایا پھر وہ کہنے لگا سنو میرے عظیم اور معزز مہمانوں میں تمہیں تفصیل سے بتاتا ہوں کہ یہودیوں نے بابل کے اندر کیسے اور کس طرح اور کن حالات میں اسیری کے یہ دن گزارے۔

بخت نصر جب ہزاروں یہودیوں کو گرفتار کر کے یہاں لایا تو اس نے انہیں بابل شہر سے باہر دریا فرات کے کنارے آباد کیا دریا کے کنارے یہودیوں نے اپنے لئے چھوٹے چھوٹے مکان بنا لئے گویا انہوں نے دریا کے کنارے اپنا علیحدہ شہر آباد کر لیا تھا اور اس شہر کا نام تل ابیب رکھا تھا یہودیوں کو یہاں لانے کے چند روز بعد بابل کے بادشاہ بخت نصر نے اپنے خواجہ سرا کو حکم دیا کہ وہ ان یہودیوں میں سے جنہیں بابل سے باہر قیدی بنا کر رکھا گیا ہے چار معزز اور صاحب حیثیت جوانوں کا انتخاب کرے جو یہودیوں کے معاملات میں اسے گفتگو کے علاوہ ان کے بدلتے حالات سے متعلق بھی گاہے گاہے میرے ساتھ گفتگو کرتے رہیں بخت نصر کا یہ حکم پا کر وہ خواجہ سرا یہودیوں کی بستی تل ابیب میں آیا یہاں اس نے انہیں بادشاہ سے گفتگو کرنے اور یہودیوں کے احوال اس کے سامنے بیان کرنے کیلئے چار آدمیوں کا انتخاب کیا ان چار میں سے دو تو اللہ کے نبی اور پیغمبر تھے ایک دانیال اور دوسرے عزیر دوسرے دو بھی بنی اسرائیل کے انتہائی معزز اور نیک اشخاص تھے ان میں سے ایک حیا اور دوسرا میسائیل تھا ان چاروں کو بابل کے بادشاہ بخت نصر کے سامنے پیش کیا گیا بخت نصر نے ان کی خوب آؤ بھگت اور عزت افزائی کی اور انہیں یہ حکم دیا کہ وہ اپنا وقت زیادہ تر محل کے اندر گزاریں اور یہودیوں کی بہتری اور ان کی احوال پرسی کے بارے میں اس سے گفتگو کرتے رہا کریں۔ اس طرح یہ چاروں حضرات اپنا زیادہ وقت بادشاہ کی معیت میں گزارنے لگے یوں وقت گزرتا رہا اور ہفتے مہینوں میں بدلنے لگے۔

پھر ایسا ہوا کہ بادشاہ بخت نصر نے ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر جاننے کے لئے اس نے اپنے جلوداروں کے امیراریوں کو طلب کیا اور اسے حکم دیا کہ بابل شہر کے سارے بڑے بڑے پجاریوں نجومیوں فال گیروں ستارہ شناسوں اور جادوگروں کیسوں کو جمع کرو تاکہ وہ میرے خواب کی تعبیر بتائیں لہٰذا بادشاہ کے حکم کے مطابق اریوک حرکت میں آیا اس نے بادشاہ کی طرف سے جو دن مقرر ہوا تھا

اس روز بابل شہر کے سارے پجاریوں نجومیوں فال گیروں ستارہ شناسوں جادوگروں اور نکیبوں کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا پس بادشاہ بخت نصر ان سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو بابل کے حکیم اور دانا لوگو میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور تم لوگوں سے میں اپنے اس خواب کی تعبیر چاہتا ہوں اس پر وہ سارے دانا اور حکیم یک زبان ہو کر بولے اے بادشاہ جو خواب آپ نے دیکھا ہے وہ ہم سے کہیں تاکہ ہم اپنے اپنے اندازے اپنے اپنے علم کے مطابق آپ سے اس کی تعبیر کہیں اس پر بادشاہ نے انتہائی سنجیدگی میں کہا میں تم سے اپنے خواب کی تفصیل نہیں کہوں گا تم سب لوگ اپنے اپنے علم اپنی اپنی دانائی اور تجربے کو حرکت میں لاؤ اور مجھے میرے خواب کی حقیقت کے ساتھ ساتھ اس کی تعبیر بھی کہو بادشاہ کے اس انکشاف پر ان سارے داناؤں نے سر جوڑ کر آپس میں مشورہ کیا پھر ایک دانا بادشاہ بخت نصر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے بادشاہ یہ انتہائی مشکل بلکہ میں کہتا ہوں کہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص اپنے خواب کی تفصیل بتائے بغیر یہ امید رکھے کہ اس کے خواب کی تعبیر بتادی جائے ان نجومیوں فال گیروں پجاریوں ستارہ شناسوں جادوگروں اور کہبیوں کا جواب سن کر بخت نصر انتہائی غضب ناک ہوا اسی حالت میں اس نے اپنے جلوداروں کے امیر اریوک کو طلب کیا جب یہ اریوک اس کے سامنے آیا تو بخت نصر نے اسے حکم دیا کہ بابل شہر میں جس قدر بھی مقامی بابلی اور یہودیوں کے حکیم اور دانا ہیں ان سب کو قتل کر دیا جائے ایسا کرنے کیلئے اریوک جب اپنے خاص دستوں کے ساتھ محل سے نکلا تو اس اتفاق سے اس کی ملاقات محل سے باہر دانیال سے ہوئی اریوک نے دانیال پر انکشاف کیا کہ کس طرح بادشاہ نے ایک خواب دیکھا ہے اور وہ اپنے خواب کے ساتھ ساتھ اس کی تعبیر بھی جاننا چاہتا ہے چونکہ سارے ہی ستارہ شناس ایسا کرنے میں ناکام رہے ہیں لہٰذا بخت نصر نے غصے میں آکر بابل اور یہودیوں کے سارے دانشمندوں اور حکیموں کی گردن کاٹ دینے کا حکم دے دیا ہے اریوک نے یہ بھی بتایا کہ اس حکم کے تحت تمہاری عزیز حسیاہ اور میسایل چاروں دانشوروں کی گردنیں کاٹ دی جائیں گی اس پر دانیال نے اریوک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا مجھے تم تھوڑی دیر کی مہلت دو تاکہ میں بخت نصر سے مل کر اس معاملے پر گفتگو کروں مجھے امید ہے کہ میں اس کا کوئی نہ کوئی حل تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔

اریوک اس بات پر آمادہ ہوا پس دانیال بابل کے بادشاہ بخت نصر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے اے بادشاہ مجھے اگر صرف ایک رات کی مہلت دی جائے تو میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ کو آپ کے خواب اور تعبیر دونوں ہی تفصیل کے ساتھ کہہ دوں گا اور اگر میں ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہوا تو پھر آپ کو اختیار ہو گا آپ بابل اور یہودیوں کے سارے دانشوروں اور حکیموں کو قتل کرا دیں بخت نصر نے دانیال کی تجویز سے اتفاق کیا اور انہیں اگلے دن کی مہلت دے کر اپنے پاس سے رخصت کر دیا تھا۔

بخت نصر کے پاس سے نکل کر دانیال اپنے رفقا عزیر حسیاہ اور میسایل کے پاس گئے اور انہیں سارے واقع کی اطلاع کی اور ان سے التجا کی کہ وہ بھی خداوند قدوس سے رات بھر دعا کریں کہ وہ ہمارے لئے اس مشکل معاملے کو حل کر دے اس رات دانیال نے بڑی عاجزی اور بڑی انکساری سے خداوند قدوس کے ہاں سجدہ ریز ہوتے ہوئے اپنے اللہ کو پکارا اور اس سے فریاد کی۔

”اے خداوند تیرا نام ازل سے ابد تک مبارک ہے کائنات میں تیری ہی حکمت اور قدرت رواں دواں ہے تو ہی وقت کو اور زمانوں کو تبدیل کرتا ہے تو ہی بادشاہتوں اور سلطنتوں کو معزول اور قائم کرنے والا ہے تو ہی میرے اللہ حکیموں کو حکمت اور دانشمندوں کو دانشمندی عنایت کرنے والا ہے تو ہی وہ ذات ہے جو گہری اور پوشیدہ چیزوں کو ظاہر کرتا ہے جو کچھ اندھیرے اور تاریکی میں ہے تو اس کا بھی جاننے والا ہے اس لئے تیری ذات نور ہے میں تیرا ہی شکر ادا کرتا ہوں تیری ہی تعریف اور ستائش کرتا ہوں اے میرے اور میرے باپ دادا کے خداوند تو نے ہی میرے آباؤ اجداد کو حکمت و قدرت اور مجھے اس قابل بنایا ہے کہ میں تیرے سامنے اپنے ہونٹ اپنی زبان التجا اور دعا کیلئے کھول سکوں۔“

یوں رات کے وقت خداوند قدوس کے سامنے سجدہ ریز ہونے اور اس کے سامنے عاجزی اور انکساری کے ساتھ التجا کرنے کے بعد دانیال پر خداوندے قدوس کی طرف بابل کے بادشاہ بخت نصر کے خواب اور اس کی تعبیر سے وابستہ سارے راز دانیال پر انکشاف کر دیئے گئے دوسرے روز دانیال بادشاہ کے حاجب ایوب کے پاس گئے اور کہنے لگے دیکھ تو بادشاہ سے ملنے کا میرا اہتمام کر اس لئے کہ میں بادشاہ کو اس سے کئے وعدے کے مطابق آج اس کے خواب اور اس کی تعبیر سے آگاہ کروں گا بس دانیال کے یہ کلمات جب اریوک نے بخت نصر تک پہنچائے تو بخت نصر نے دانیال فورا" اپنے پاس بلا لیا اور ان سے اپنے خواب اور ان کی تعبیر طلب کی اس پر دانیال بولے اور بخت نصر سے کہنے لگے۔

اے بادشاہ جو راز مجھ پر انکشاف ہوا ہے وہ یہ ہے کہ گزشتہ دن سوتے وقت تو نے اپنے خیالات میں یہ سوچا کہ آخری ایام میں کیا وقوع میں آئے گا یہی سوچتے سوچتے تو اپنے پلنگ پر سو گیا پھر تو نے ایک خواب دیکھا اے بادشاہ یہ گمان نہ کرنا کہ میں جس قدر تیری سلطنت میں صاحب حکمت لوگ ہیں ان سے زیادہ حکیم اور دانشمند ہوں بلکہ سب سے زیادہ حکیم سب سے زیادہ دانشمند میرا وہ اللہ ہے جس نے مجھ پر تیرے اس خواب کا راز انکشاف کیا ہے ورنہ میں پہلے اس

خواب سے متعلق تمہارے ستارہ گروں نجومیوں اور فال گیروں کی طرح کچھ نہیں جانتا تھا جو کچھ میرے اللہ نے تمہارے خواب کے سلسلے میں میری راہنمائی کی ہے وہ کچھ یوں ہے۔

اے بادشاہ تو نے اپنے خواب میں ایک بہت بڑی مورتی دیکھی وہ بڑی مورتی جس کی رونق بے انتہا تھی تیرے سامنے کھڑی ہوئی اور اس کی صورت ہیبت ناک بھی تھی اس بت کا جو تو نے بادشاہ خواب میں دیکھا سر خالص سونے کا تھا اس کا سینہ اور اس کے بازو چاندی کے اس کا شکم اس کی رانیں تانبے کی تھی اس کی ٹانگیں لوہے کی اور اس کے پاؤں کچھ لوہے کے اور کچھ مٹی کے تھے تو اس بڑی ہیبت ناک مورتی جو کسی بت کی طرح دیوی نما تھی بڑے غور سے دیکھتا رہا یہاں تک کہ کسی کا ہاتھ حرکت میں آئے بغیر قریب ہی سے ایک پتھر خود بخود کٹا اور اس مورتی کے اوپر آن گرا اور مورتی کو یعنی اس پتھر نے اس بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تب وہ لوہا' مٹی' تانبا' چاندی اور سونا ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے جن سے وہ بت بنا تھا اور ٹکڑے ایسے باریک ہوئے کہ جیسے خوب پیسا ہوا بھس اس کے بعد اے بادشاہ زور کی آندھی چلی اور پسی ہوئی ان ساری دھاتوں کو اڑا لے گئی یہاں تک کے ان کا کچھ پتا نہ چلا اور وہ پتھر جو اس مورتی پر گرا تھا جس نے اس مورتی کو پیس کر رکھ دیا تھا وہ بڑھتے بڑھتے ایک پہاڑ کی صورت اختیار کر گیا اور زمین کے بہت بڑے حصے پر پھیل گیا اے بادشاہ یہ ہے وہ خواب جو تو نے دیکھا ہے۔

دانیال کے یہ الفاظ سن کر بادشاہ بخت نصر کے چہرے پر اطمینان اور خوشیاں پھیل گئی تھیں اس نے بے پناہ مسرت کا اظہار کرتے ہوئے بڑی شفقت بڑے پیار اور بڑی مہربانی سے اپنا ہاتھ دانیال کے کندھے پر رکھتے ہوئے کہا اے دانا اور حکیم انسان تو نے واقعی میرے خواب کی صحیح نشاندہی کی ہے میں نے واقعی خواب میں ایسا ہی بت دیکھا جس کی تو نے تفصیل بتائی ہے اور اس کا انجام بھی کچھ ایسا ہی ہوا جو تم بتا چکے ہو میرے خواب کی اصلیت بتانے کے بعد اب تم یہ کہو کے اس خواب کی تعبیر کیا ہو گی اس پر دانیال نے غور سے بخت نصر کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگے۔

اے بادشاہ تیرے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تو شہنشاہ ہے جس کو آسمان کے خدا نے بادشاہی توانائی قدرت اور شوکت بخش رکھی ہے اور جہاں کہیں بنی آدم سکونت کرتے ہیں اس نے میدان کے چرندے اور ہوا کے پرندے تیرے حوالے کر کے تجھ کو ان سب کا حاکم بنایا ہے وہ سونے کا سر اے بادشاہ تو ہی ہے اس کے بعد ایک اور سلطنت برپا ہو گی جو تجھ سے چھوٹی ہے اور چاندی کی ہو گی اس کے بعد ایک اور سلطنت تانبے کی پھر ایک چھوٹی سلطنت لوہے کی مانند مضبوط ہو گی اور جس طرح لوہا سب چیزوں کو کاٹ ڈالتا ہے اس طرح یہ سلطنت بھی سب پر غالب آئے گی اور جس طرح تو نے دیکھا کہ اس بت کے پاؤں اور انگلیاں کچھ کمہار کی مٹی کی اور کچھ لوہے کی تھیں تو سو اس سلطنت میں تفرقہ ہو گا مگر جیسا کہ تو نے دیکھا کہ اس میں لوہا مٹی سے ملا ہوا تھا اس میں لوہے کی مضبوطی ہو گی اور چونکہ پاؤں کی انگلیاں کچھ لوہے کی کچھ مٹی کی تھیں اس لئے سلطنت کچھ قوی اور کچھ ضعیف ہو گی اور چونکہ لوہا مٹی میں مکمل طور میل نہیں کھاتا للذا آہستہ آہستہ اس سلطنت میں کمزوریاں پیدا ہوتی چلی جائیں گی۔

یہاں تک کہ آسمان کا خدا اس سرزمینوں کے اندر ایک اور سلطنت برپا کرے گا جو تا ابد نیست نہ ہو گی اور اس کی حکمت کسی دوسری قوم کے حوالے نہ کی جائے گی اور یہ جو تو نے پتھر دیکھا جو مورتی پر گرا اور مورتی کے سونے چاندی تانبے لوہے اور مٹی کو اس نے بورا بنا کے رکھ دیا یہ پتھر اسی ابد تک قائم رہنے والی سلطنت کی طرف اشارہ ہے اے بادشاہ تجھے وہ کچھ دکھایا جو مستقبل میں ہونے والا ہے اور تمہارا یہ خواب اور اس کی تعبیر یقینی ہے۔

دانیال کی زبان سے اپنے خواب کی یہ تعبیر سن کر بخت نصر دنگ رہ گیا تھا چونکہ دانیال نے اس کے خواب کی صحیح تفصیل بتائی تھی للذا اسے یقین تھا کہ اس خواب کی تعبیر بھی بالکل صحیح ہے للذا اس نے دانیال کی دربار میں بڑی عزت افزائی کی اور انہیں انعام و اکرام سے نواز کر اپنے ہاں سے رخصت کیا بادشاہ کے پاس سے رخصت ہوتے وقت دانیال نے پھر نصیحت کرنے کے انداز میں بخت نصر کو مخاطب کر کے کہا اے بادشاہ یہ خواب اور اس کی تعبیر تمہارے لئے ایک اشارہ ہے کہ بتوں کی پرستش اور اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکارنا ترک کر دیا جائے میں تمہارے پاس سے جاتے وقت میں تمہیں یہ وصیت کرتا ہوں کہ بتوں کی بندگی اور عبادت ترک کر دی جائے اور صرف اس ایک خدا کے سامنے اپنے سر کو سجدے کیلئے خم کر دیا جائے جو ساری زمینوں اور آسمانوں کا مالک و خالق ہے یہاں تک کہنے کے بعد دانیال بخت نصر کے دربار سے نکل گئے تھے۔

دانیال کے اس قدر حالات بتانے کے بعد یعقوب اقلیبی خاموش ہو گیا تھا اور اپنے سامنے آتش دان میں جلتی ہوئی آگ کو کریدنے لگا تھا اس کے سامنے بیٹھے یوناف بیوسا اور کیتم ان حالات سے مسرور اور متاثر ہو رہے تھے یعقوب میرے رفیق تم خاموش کیوں ہو گئے ہو اپنا سلسلہ کلام جاری رکھو اور بتاؤ اس کے بعد اس خواب کا بخت نصر پر کیا اثر ہوا اور ان سرزمینوں میں دانیال کے مزید حالات کیسے اور کس طرح کے ہیں اس پر یعقوب اقلیبی نے آتش دان میں آگ کو کریدنا بند کر دیا دوبارہ وہ بولا اور کہہ رہا تھا۔

سنو یوناف بیوسا اور کیتم یہ خواب دیکھنے کے بعد چاہیے تو یہ تھا کہ بابل کا بادشاہ بخت نصر بت پرستی سے تائب ہو جاتا اور صرف ایک اللہ اور خداوند کی عبادت کرتا لیکن وہ اس کی طرف راغب نہ ہوا بلکہ بت پرستی کی طرف اور زیادہ بڑھ گیا اور وہ اس طرح کہ بابل کے بادشاہ نے اس خواب کے ردعمل کے طور پر سونے کا ایک بہت بڑا بت بنایا جس کی لمبائی ساٹھ ہاتھ اور چوڑائی چھ ہاتھ تھی اور اسے صوبہ بابل کے میدانوں میں نصب کرایا پھر بخت نصر نے اپنے ناظموں حاکموں سرداروں قاضیوں خزانچیوں مشیروں مفتیوں اور صوبے کے دیگر منصب داروں کو جمع کرنے کے بعد انہیں حکم دیا کہ ایک مقررہ وقت پر سب لوگ اس بت کے پاس جمع ہو جائیں اور جب اس بت کے پاس قرنا بجنے کی صدائیں بلند ہوں تو سارے لوگ اس بت کی تقدیس میں اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں اس مقصد کیلئے بخت نصر نے ایک دن مقرر کر دیا کہ فلاں دن سب لوگ اس بت کے سامنے حاضر ہوں اور پھر جب قرنا پھونکنے کی آواز سنائی دی تو سارے لوگ اس بت کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے لیکن چار اشخاص نے اس بت کے سامنے سجدہ ریز ہونے سے انکار کر دیا تھا۔

اس بت کے سامنے سجدہ نہ کرنے والے ان چار اشخاص میں سے دو اللہ کے نبی یعنی دانیال اور عزیر تھے جبکہ دوسرے دو ان کے ساتھی حیساہ اور میسایل تھے جب لوگوں نے دیکھا کہ یہ چاروں اس بت کے سامنے سجدہ ریز نہیں ہوئے تو بادشاہ کے منصب داروں نے اس کے پاس جا کر شکایت کی کہ قرنا بجنے کے ساتھ ہی سارے لوگ اس بت کی تقدیس کے طور پر اس کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے لیکن وہ چار اشخاص بخت نصر نے یہودیوں میں سے دانا اور حکیم جنہیں مقرر کر رکھا ہے وہ بت کے سامنے سجدہ ریز نہیں ہوئے اس انکشاف پر بخت نصر بڑا سیخ پا ہوا اور غضب ناکی کی حالت میں اس نے ان چاروں کو طلب کیا جب دانیال عزیر حیساہ اور میسایل چاروں بادشاہ کے سامنے پیش ہوئے تو بادشاہ نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔

تم چاروں جانتے ہو کہ میں نے سونے کا ایک بت بنا کر بابل کے نواح میں اسے نصب کرایا اور پھر میں نے اپنے سارے منصب داروں کو حکم دیا تھا اور اس کے علاوہ دیگر عہدے داروں کے ذریعے یہ پیغام سب لوگوں تک پہنچایا تھا کہ وقت مقررہ پر سب لوگ بت کے سامنے حاضر ہوں اور جب قرنا بجے تو سارے اس بت کے سامنے اس کی تقدیس کیلئے سجدہ ریز ہو جائیں مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ تم چاروں نے اس بت کے سامنے سجدہ ریز ہونے سے انکار کر دیا ہے کہو اس الزام کے جواب میں تم کیا کہتے ہو میں تم چاروں پر سختی نہیں کرنا چاہتا تمہاری پہلی غلطی کو معاف کرتا ہوں تمہیں اس کے لئے ایک اور موقع فراہم کیا جاتا ہے میں اس بت کے تقدس کیلئے ایک اور دن مقرر کرتا ہوں اس دن سب لوگوں کے ساتھ تم اس بت کے سامنے جانا اور جب قرنا بجے تو اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جانا اگر تم اس کو سجدہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم نے سجدہ کرنے سے انکار کیا تو سن رکھو اسی وقت تمہیں بھڑکتی ہوئی آگ میں پھینک دیا جائے گا بخت نصر کی یہ گفتگو سن کر اللہ کے نبی عزیر بولے اور بادشاہ کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

اے بادشاہ کسی وہم و گمان کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ رہنا ہم چاروں ایک اللہ کو ماننے والے ہیں وہ واحد اور یکتا ہے اور وہی اس قابل ہے کہ اس کی اطاعت اور فرمابرداری کی جائے اس کی بندگی اور غلامی اختیار کی جائے ہم اسی کے پرستار اسی کے مطیع اور فرمابردار ہیں اور اسی واحد رب کی بندگی اور عبادت کرتے ہیں اور اسی رب کے ساتھ ہمارا تعلق صرف عبادت تک ہی محدود نہیں بلکہ استعانت کا تعلق بھی ہم اسی کے ساتھ رکھتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ وہ ساری کائنات کا رب ہے ساری طاقتیں اس کے ہاتھ میں ہیں ساری نعمتوں کا وہ اکیلا ہی مالک ہے اس لئے ہم اپنی ہر حاجت کی طلب میں اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں اسی کے آگے اپنے ہاتھ پھیلاتے ہیں اسی کی مدد پر اعتماد کرتے ہیں وہی رب زندگی کے ہر شعبے میں ہمارے ہر خیال اور برتاؤ کی رہنمائی کرتا ہے اگر ہم اسے چھوڑ کر کسی اور کی بندگی کریں یا مدد کیلئے کسی اور کو پکاریں تو اے بادشاہ اس میں ہمیں غلط بینی غلط کاری اور بداعمالی کا خطرہ ہے لہٰذا اے بادشاہ ہم جو صرف ایک اللہ کی بندگی اور عبادت کرنے والے ہیں کسی بھی صورت تمہارے اپنے بنائے ہوئے سونے کے بت کے سامنے سجدہ نہیں کریں گے چاہے تو ہمارے اس انکار کے جواب میں ہمیں بھڑکتی ہوئی آگ میں ہی کیوں نہ پھینک دے ہم اس بت کو سجدہ کرنا قبول نہیں کریں گے اپنے آپ کو بھڑکتی ہوئی آگ میں جلا دینا اپنی ذات کیلئے قابل فخر تصور کریں گے اس لئے کہ اگر تو ہمیں آگ میں پھینکنے کا انتظام کرتا ہے تو وہ اللہ جو ہمارا

رب ہے جس کی عبادت ہم خلوص نیت سے کرتے ہیں وہ ہمیں تمہاری بھڑکائی ہوئی آگ سے
نجات دلانے پر بھی قادر ہے یہاں تک کہنے کے بعد اللہ کے نبی عزیر خاموش ہو گئے تھے۔
یہاں تک کہنے کے بعد یعقوب اقلیبی پھر رکا اور تھوڑی دیر کے لئے دم لیا پھر وہ کہنے لگا سنو
یوناف بیوسا اور کیمم اس کے بعد یوں ہوا کہ عزیر کی یہ گفتگو سننے کے بعد بخت نصر پھر بولا اور کہنے لگا
میں تم چاروں میں سے دانیال کو آگ کی سزا سے معاف رکھتا ہوں اس شخص نے مجھے میرے
خوابوں کی تعبیر کی صحیح نشاندہی کی تھی للذا باقی تم تینوں کو میں ضرور آگ میں ڈال کر رہوں گا پھر
اس نے حکم دیا کہ بہت بڑی آگ کا الاؤ گرم کیا جائے تو جب ایسا ہوا تو اس نے اپنے لشکریوں کے
ذریعے سے عزیز اور ان کے دونوں ساتھیوں کو آگ میں پھینک دیا اللہ کے نبی عزیر اپنے دونوں
ساتھیوں کے ساتھ کافی دیر تک بڑھکتی ہوئی اس آگ میں رہے ان کے ارد گرد دور دور کھڑے لوگ
انہیں دیکھتے رہے کہ وہ آگ میں جلنے نہیں پائے تھے بلکہ آگ کے اندر صحیح سلامت ادھر ادھر گھوم
پھر رہے تھے یہ اطلاع جب بادشاہ کو پہنچائی گئی تو بادشاہ نے اپنے منصب داروں کو حکم دیا کہ ان تینوں
کو پکارا جائے اور انہیں کہا جائے کہ اگر وہ زندہ ہیں تو آگ سے باہر آجائیں جب انہیں پکارا گیا تو
عزیر اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ باہر آگئے منصب داروں نے تینوں کو پکڑ کر بخت نصر کے سامنے
پیش کر دیا۔

بخت نصر نے دیکھا کہ آگ نے ان تینوں کے بدنوں پر کچھ اثر نہ کیا تھا ان کے سر کے بالوں
تک کو کوئی نقصان نہ پہنچا تھا اور ان کے وہ کپڑے جو وہ پہنے ہوئے تھے ان میں آگ میں اتنی دیر
تک رہنے کے باوجود کوئی فرق نہ آیا تھا یہ صورت حال دیکھ کر بخت نصر بڑا متاثر ہوا اور ان تینوں کو
مخاطب کر کے کہنے لگا سنو خداوند کے نیک بندوں تم نے واقعی اپنے خالق اور اپنے مالک پر بھروسا کر
کے آگ میں کود جانا پسند کیا للذا اس اللہ نے اس خداوند نے جس پر تم یقین رکھتے ہو تمہاری مدد کی
اور تمہیں آگ کے جلتے الاؤ کے اندر بھی محفوظ رکھا تمہارے اس پختہ ایمان اور ایقان نے مجھے بے
حد متاثر کیا ہے میں اس چیز سے بھی خوش ہوں کہ تم خدا واحد کے علاوہ کسی کی بندگی اور عبادت
نہیں کرتے تمہارے اس پختہ ایمان کو دیکھتے ہوئے آج میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ میری مملکت کے
اندر جو کوئی بھی رہتا ہے آج کے بعد وہ کسی بت کسی غیر اللہ کے سامنے اپنے سر کو جھکائے گا اور جس
کسی نے بھی بابل کی مملکت کے اندر خدا کے خلاف جس پر تم یقین رکھتے ہو کوئی بات کی تو اس کا سر
قلم کر دیا جائے گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد یعقوب اقلیبی خاموش ہو گیا تھا تھوڑی دیر تک وہ یوناف بیوسا اور
کیمم کے چہروں کا جائزہ لیتا رہا پھر کہنے لگا یہ ہیں وہ حالات جو اللہ کے نبی دانیال اور عزیر اور ان کے

دونوں ساتھیوں کے ساتھ بخت نصر کی مملکت میں پیش آئے اس کے بعد عزیر اور دانیال بڑی توجہ
دھیان اور انہماک کے ساتھ بابل کی سرزمین اور خصوصیت سے بنی اسرائیل کے اندر جو یہاں قید و
بند کی زندگی بسر کر رہے تھے تبلیغ کا کام سرانجام دیتے رہے اس سرزمین میں اس کے نبی دانیال نے
وفات پائی سوس شہر کے لوگ دانیال پر ایمان رکھتے تھے اور آپ کو اس قدر پسند کرتے تھے اور اتنی
محبت آپ سے کرتے تھے کہ آپ کی لاش کو وہ سوس شہر میں لے گئے اور وہاں ایک قلعہ کے اندر
انہیں دفن کر دیا اے میرے رفیقو رہے اللہ کے دوسرے نبی عزیر تو وہ ابھی تک زندہ ہیں اور بنی
اسرائیل کے وہ لوگ جو بابل سے فلسطین کی طرف ہجرت کر گئے ہیں ان کے ساتھ عزیر بھی ہجرت
کر کے فلسطین کی طرف جا چکے ہیں میرے ساتھیو یہ ہیں وہ حالات جس سے متعلق تم نے مجھ سے
استفسار کیا تھا یہاں تک کہنے کے بعد یعقوب اقلیبی خاموش ہو گیا تھا پھر اس کے آواز دینے پر اس
کے کچھ خدام کھانا لے آئے سب نے مل کر کھانا کھایا پھر وہ اسی کمرے میں آرام کرنے لگے تھے
یوں یوناف بیوسا اور کیمم نے چند روز تک یعقوب اقلیبی کے ہاں مزید قیام کیا اس کے بعد وہ
کوروش کے پاس بابل کے شاہی محل میں منتقل ہو گئے تھے۔

○

بابل کی فتح کے چند ہفتوں بعد تک کوروش نے اپنے لشکر کے ساتھ بابل میں قیام کئے رکھا
بابل کے انتظامات درست کئے اپنی طرف سے اس نے وہاں ایک حاکم مقرر کیا پھر وہ واپس پارساگرد
کی طرف کوچ کر گیا تھا کوروش کی غیر موجودگی میں اس کا بیٹا کمبوجیہ پارساگرد میں رہ کر اس کی
سلطنت کے کاروبار چلاتا رہا تھا کوروش جب پارساگرد میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ شاہی محل
کے ستونوں کے آگے جہاں پہلے کبھی پراگندہ قسم کے باغ تھے اب وہاں گلاب کے پھولوں کی
کیاریاں تھیں اور ان کے چاروں طرف ہرے بھرے سرو کھڑے تھے اور باغیچے کے ان سروؤں
کے نیچے پتھروں سے پختہ کی ہوئی نہریں تھیں جن میں پانی بہہ رہا تھا لیکن اب ان خاموش باغوں میں
درباری جمع ہوتے تھے جن میں سے ہر ایک کو اپنے منصب کے مطابق نشان لگائے جاتے تھے کوروش
جب اپنے محل میں داخل ہونے کے لئے اس باغ میں آیا تو اس نے دیکھا کہ بے شمار لوگ اس کے
حضور میں باریاب ہونے کے لئے اس کے ارد گرد جمع ہو گئے تھے ان لوگوں سے ملاقات کرنے کے
بعد کوروش نے پارساگرد کے شہر کے اندر ایک چکر لگایا تاکہ وہ دیکھے کہ اس کی غیر موجودگی میں اس
کے بیٹے کمبوجیہ نے شہر کے اندر کیا تبدیلیاں کی ہیں۔
شہر کے اس چکر کے دوران کوروش نے دیکھا کہ شہر میں اور بہت سے ایسے لوگ آ کر آباد ہو
گئے تھے جو زرتشت پر ایمان رکھتے تھے اور اس کے ماننے والے تھے زرتشت پر ایمان رکھنے والے

ان لوگوں نے پارساگرد میں جگہ جگہ اپنے قلعے تعمیر کر لئے تھے اور وہ یہودیوں کی طرح ایک خدا کے سامنے دعا خانی کرنے کے علاوہ اسی ایک خدا ہی کی بندگی اور عبادت کرتے تھے کوروش یہ دیکھ کر خوش ہوا کہ اس کے بیٹے نے اس کی غیر موجودگی میں نہ صرف یہ کہ زرتشت پر ایمان لانے والوں کو پارساگرد میں آباد ہونے کی اجازت دی ہے اور اس شہر میں اچھی اچھی اور صاف ستھری عبادت گاہیں تعمیر کرنے میں مدد دی ہے کوروش چونکہ ایک عرصے بعد پارساگرد میں داخل ہوا تھا اور اس کی غیر موجودگی میں پارساگرد میں بے شمار تبدیلیاں کر دی گئی تھیں لہٰذا اب وہ شہر سے اجنبی اجنبی اور پہلے کی نسبت زیادہ خوبصورت لگا تھا تاہم اب چونکہ اس کے پاس دولت کے انبار تھے لہٰذا وہ اپنے بیٹے کمبوجیہ کے ساتھ مل کر شہر کو مزید خوبصورت اور پرکشش بنانے لگا تھا۔

چند ہفتے پارساگرد میں قیام کرنے کے بعد سمرقند سے ایک قاصد کوروش کی طرف آیا اور سمرقند میں جو حاکم کوروش نے مقرر کر رکھا تھا اس کی طرف سے یہ پیغام کوروش کو ملا کہ مساگت اور سرمتی قبائل کے جنگجو لوگ اپنی کوہستانی گھاتوں سے نکل کر سمرقند کے آس پاس کے شہروں اور قصبوں پر حملہ آور ہونے لگے ہیں اس پیغام کے ساتھ یہ بھی اطلاع دی گئی تھی کہ یہ خون خوار قبائل بوڑھے بچوں اور نادار لوگوں کا بڑی بے دردی سے قتل عام کرتے ہیں املاک کو لوٹ کر جوانوں کو رسیوں میں باندھ کر اپنے ساتھ لے جاتے ہیں اس پیغام میں کوروش سے یہ التجا کی گئی تھی کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ ان سرزمینوں کی طرف آئے اور ان دونوں وحشی قبائل سے اپنی رعایا کی حفاظت کا سامان کرے۔

سمرقند کے حاکم کی طرف سے یہ اطلاع ملنے کے بعد کوروش کچھ فکر مند ہو گیا تھا اس سلسلے میں اس نے صلاح مشورے کیلئے یوناف بیوسا اور کیتم کو بلایا اور جس وقت کوروش اس کی دونوں بیویاں اور یوناف بیوسا اور کیتم اکٹھے بیٹھے ہوئے اس موضوع پر صلاح و مشورہ کر رہے تھے تو کوروش کے محل کے پہرے داروں نے زرتشت کے ماننے والے ایک مخ کو اس کے سامنے پیش کیا جب یہ مخ کوروش کے سامنے آیا تو کوروش اور یوناف دونوں اسے پہچان گئے کیونکہ اس شخص کو وہ پہلے زرتشت کے مزار کے پاس دیکھ چکے تھے اس مخ نے بھی وہی فریاد کی جو اس سے پہلے سمرقند کا حاکم کوروش کو خبر دے چکا تھا لہٰذا کوروش نے اس مخ کو یقین دلایا کہ وہ عنقریب اپنے لشکر کے ساتھ شمال کی طرف کوچ کرے گا اور مساگت اور سرمتی قبائل کی ایسی سرکوبی کرے گا کہ وہ آئندہ کیلئے اس کے علاقوں پر یلغار اور ترکتاز کرنے کی جرات اور ہمت نہیں کریں گے چند یوم تک کوروش نے اس مخ کو اپنے ہاں مہمان رکھا اس دوران اس نے اپنے لشکر کی تیاری مکمل کر لی پھر وہ اس مخ کو اپنے ساتھ لے کر لشکر کے ہمراہ شمال کی طرف کوچ کر گیا تھا یوناف بیوسا اور کیتم بھی اس مہم میں اس کے لشکر میں شامل تھے۔

اپنے لشکر کے ساتھ وسط گرما میں کوہستانوں میدانوں اور وادیوں کو عبور کرتا ہوا کوروش بڑی تیزی سے آگے بڑھا جس راستے سے بھی وہ گزرتا اور لوگوں کو اطلاع ہوتی کہ ان کا بادشاہ کورش اپنے لشکر کے ساتھ شمال کے وحشی قبائل کے سرکوبی کیلئے نکلا ہے تو عورتیں اپنی بستیوں سے نکل کر اناروں ہندوانوں اور سیبوں کی ٹوکریوں سے کوروش اور اس کے لشکر کی تواضع کرتیں اس خاطر مدارت سے کوروش نے یہ اندازہ لگایا کہ اس کی رعایا اس کے ساتھ مخلص ہے اور یہ کہ اس سال پیداوار خوب ہوئی ہے جو لوگ اس طرح اس کی خاطر مدارت کرتے ہیں جو کوئی مرد عورت بھی اس خاطر مدارت کیلئے اس طرح پھل لے کر آتا کورش انعام میں ان میں سے ہر ایک کو سونے کا ایک سکہ دیتا اس طرح لوگ کوروش کے اس رویے سے بے حد خوش اور مطمئن ہوئے تھے۔

اپنے لشکر کے ساتھ کوروش جوں جوں آگے بڑھتا جا رہا تھا دوسرے لوگوں کے مسلح جوان بھی اس کے لشکر میں شامل ہوئے اس کے لشکر کی تعداد میں اضافہ کرتے جا رہے تھے درہ گورگان کے پاس جب کوروش پہنچا تو وہاں پر بلخ کے حاکم گشتاسب کا بیٹا داریوش بھی ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ کوروش سے آملا گشتاسب بھی اب اپنے آپ کو کوروش کا ماتحت حکمران سمجھنے لگا تھا کوروش نے دیکھا کہ اس کا بیٹا داریوش بڑا خاموش طبع سمجھدار اور انتہائی سوجھ بوجھ کا مالک لگتا تھا اس کے گورگان لشکر کے ساتھ آنے کی بنا پر کوروش کے لشکر میں خاطر خواہ اضافہ ہوا تھا۔

جب کورش اپنے لشکر کے ساتھ دریائے آمو کے پاس پہنچا تو وہاں پر اس کی رعایا میں سے کچھ لوگوں نے خبر دی کہ چند دن پہلے ماساگت اور سرمتی قبائل کے وحشی ان علاقوں پر حملہ آور ہوئے ہیں خصوصیت کے ساتھ وہ کورا نام کے شہر پر اس خوں خواری سے حملہ آور ہوئے کہ شہر کو انہوں نے جلا کر خاکستر کر دیا اور وہاں کی پوری   کو لوٹ کر صرف ایک دن پہلے وہاں سے کسی سمت کوچ کیا ہے یہ خبر سننے کے بعد کوروش بڑی برق رفتاری سے اپنے لشکر کے ساتھ کورا شہر کی طرف بڑھا تھا۔

جب اس شہر کے پاس کوروش آیا تو اس نے دیکھا اس شہر کا کافی حصہ اور قلعہ جل کر خاکستر کیا جا چکا تھا اور اس شہر کے اطراف میں سارا ساحلی علاقہ آبادی سے خالی ہو چکا تھا وادیوں اور بستیوں کے مضافات میں ہر طرف لاشیں ہی لاشیں پڑی تھیں اور مردار خور جانور درندے اور پرندے لاشوں کے اندر دندناتے پھر رہے تھے دور دور تک پھیلی ان لاشوں کو دیکھ کر کوروش بے حد متاثر ہوا لہٰذا اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ بڑی تیزی سے وحشی قبائل کا تعاقب کرے گا تاکہ انہیں ان کے ٹھکانوں میں پہنچتے ہی جا لے اور ان کا خاتمہ کر کے ان علاقوں کے لوگوں کو ان کی ترکتاز اور لوٹ مار سے محفوظ کر دے۔

اس مقصد کے لئے کوروش نے اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے ان وحشیوں کا تعاقب کیا اس کے لشکر نے خشک صحرا کو جہاں درختوں کی سوکھی شاخیں بھوتوں کی طرح ناچتی دکھائی دیتی تھیں بڑے صبر اور بڑی دلیری سے پار کیا دوسرے دن انہوں نے دیکھا کہ صحرا کے اندر اپنے ٹھکانوں کو جاتے ہوئے وحشی حملہ آوروں کی ٹولیاں انہیں دکھائی دینے لگیں کوروش نے اپنے لشکر کی رفتار اور تیز کرنے کا حکم دے دیا تاکہ وہ ماساگت اور سرمتی بچ کر نہ جانے پائیں۔

صحرا کے اس حصے کو عبور کرنے کے بعد وہ وحشیوں کے تعاقب میں کوہستانی سلسلے میں داخل ہوئے اور جب وہ ایک کافی وسیع درے کو عبور کر رہے تھے تو دائیں بائیں اور سامنے کی طرف سے اچانک ماساگت اور سرمتی قبائل کے وحشی نمودار ہوئے اور بھوکے گدھوں کی طرح وہ کوروش کے لشکر پر ٹوٹ پڑے تھے ان کے یہ حملے ایسے اچانک اور خون خوار تھے کہ انہوں نے ایک دفعہ کوروش کے لشکر کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور چاروں طرف انہوں نے کوروش کے لشکریوں کا قتل عام کرتے ہوئے ان کی لاشیں ہی لاشیں ڈھیر کر کے رکھ دی تھیں۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف اپنا گھوڑا دوڑاتے ہوئے کوروش کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا سنو کوروش اگر یہ جنگ اس طرح جاری رہی تو یہ وحشی ماساگت اور سرمتی ہمارے لشکر کو ناقابل تلافی نقصان پہنچائیں گے اس لئے کہ وہ پتھروں کی گھات میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کے ساتھ ہمارے لشکر پر تیراندازی کرتے ہیں اور کچھ گھاس سے نکل کر اچانک حملہ آور ہو کر ہمارے لشکریوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا رہے ہیں ہمارے تیرانداز یہاں کامیاب نہیں ہیں کہ وحشی قبائل پتھروں کی اوٹ میں ہو کر بچ رہے ہیں ان وحشیوں پر قابو پانے کیلئے میرے پاس ایک تجویز ہے اگر اس پر عمل کیا جائے تو ہم ان وحشیوں کو مکمل طور پر فنا کر کے رکھ دیں گے اس پر کوروش فوراً" بولا اور کہنے لگا اے میرے بھائی تمہارے پاس اگر کوئی ایسی تجویز ہے تو بولو اس میں تاخیر کیا ہے کہ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

سنو کوروش میرے بھائی اپنے لشکر کے عقبی حصے کو حکم دو کہ وہ ہمارے پیچھے کوہستانی وادیوں کے اندر خیمے کو نصب کر کے اپنا پڑاؤ جمائیں جب یہ خیمے نصب ہو جائیں ہمارا پڑاؤ تیار ہو جائے تو ہم اپنے لشکر کے ساتھ پیچھے ہٹنا شروع کر دیں اور یہ پسپائی اپنے پڑاؤ سے بھی پیچھے کی طرف جاری رہے ہم پسپا ہوتے ہوئے جب اپنے پڑاؤ سے گزاریں گے تو اس کا لازمی نتیجہ ہوگا کہ ہماری پسپائی سے ماساگت اور سرمتی خوش ہوں گے اور بڑھ چڑھ کر ہم پر حملہ آور ہوں گے لیکن جب ہم اپنے پڑاؤ سے بھی پیچھے جائیں گے تو یہ ہم پر حملہ آور ہونے کے بجائے ہمارے پڑاؤ میں گھس کر لوٹ مار کرنے کو زیادہ ترجیح دیں گے اور یہ موقع ہمارے حملے کیلئے بہترین ہوگا اس لئے کہ جب یہ ماساگت اور سرمتی ہمارا تعاقب ترک کر کے ہمارے پڑاؤ کو لوٹنے میں مشغول ہو جائیں گے تو اس وقت ہم

اچانک ان پر حملہ آور ہو کر ان کا ایسا قتل عام کریں گے کہ چاروں طرف انہیں گھیر کر نہ بھاگنے دیں گے اور نہ ہی زندہ رہنے کا کوئی موقع انہیں فراہم کریں گے کوروش نے اس تجویز کو بے حد پسند کیا پھر اس نے اپنے عقب کے لشکر کو حکم دیا کہ کوہستانی وادیوں کے اندر پڑاؤ لگایا جائے اور فوراً" کوروش کے عقب میں رہنے والے لشکری خیمے نصب کر کے اپنا پڑاؤ لگانے لگے تھے کوروش نے جب دیکھا کہ پڑاؤ تیار ہو گیا ہے تو اس نے اپنے مخبر بھیج کر جنگ میں مصروف اپنے لشکریوں کو آہستہ آہستہ پسپا ہونے کا حکم دے دیا تھا یہ حکم سنتے ہی کوروش کے سپاہی وحشی قبائل کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے آہستہ آہستہ بڑے منظم طریقے سے پسپا ہونا شروع ہو گئے تھے۔

یوناف کی تدبیر ٹھیک اور درست ثابت ہوئی اس لئے کہ کوروش کے حکم پر اس کا لشکر پسپا ہونا شروع ہوا تو وحشی ماساگتوں اور سرمتوں نے کوروش کا بڑی سرگرمی اور جوش و خروش سے تعاقب کرنا شروع کر دیا تھا لیکن پسپا ہوتے ہوئے اپنے لشکر کے ساتھ کوروش اور یوناف اپنے پڑاؤ سے بھی پیچھے ہٹ گئے تو اچانک ایک انقلاب اور ایک تبدیلی رونما ہو گئی اور وہ یہ کہ ان وحشی قبائل نے کوروش کے لشکر کا تعاقب اچانک ختم کر دیا اور وہ ان کے پڑاؤ پر ٹوٹ پڑے اور ہر طرف انہوں نے لوٹ مار مچانی شروع کر دی تھی شاید وہ یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ وہ دشمن کو مکمل طور پر پسپا کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں لہٰذا وہ بڑی دل جمعی اور آرام سے ان کے پڑاؤ کی لوٹ مار کر سکتے ہیں اور یہ کہ دشمن کو دوبارہ حملہ آور ہونے کی جرات نہیں ہوگی لیکن یہ تو یوناف اور کوروش کی چال تھی لہٰذا جونہی ماساگت اور سرمتی ان کے پڑاؤ کو لوٹنے میں مشغول ہوئے یوناف اور کوروش نے فوراً" اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد دائیں اور بائیں طرف سے ان پر حملہ کر دیا تھا۔

یوناف اور کوروش کی طرف سے ماساگتوں اور سرمتیوں پر یہ حملے کچھ ایسے ہی ثابت ہوئے جیسے ان میدانوں کے اندر یوناف اور کوروش کی صورت میں صحراؤں کی وحشت یا نتی آندھیاں ٹوٹتے طوفان ان پر حملہ آور ہو گئے ہوں ماساگت اور سرمتی بری طرح پڑاؤ کو لوٹنے میں مشغول ہو گئے تھے یوناف اور کوروش نے خوفناک انداز میں ان پر حملہ آور ہوتے ہوئے ان کی ساری خوش گمانیاں سارا نشہ اور ان کے معیار سے شرف کو گراتے ہوئے ان کی ساری جرات مندی کو ریزہ ریزہ آئینوں ان کی ساری خواہشوں کو پارہ پارہ عکس میں تبدیل کرنا شروع کر دیا تھا جلد ہی وحشی ماساگت اور سرمتی اپنی حالت اس شخص جیسی محسوس کرنے لگے تھے جو بیچارہ وقت گزیدہ ہو کر رہ گیا ہو میدان جنگ میں چاروں طرف موت کی آہٹ اور عکس کرنے لگے تھے وحشی ماساگت اور سرمتی جو تھوڑی دیر قبل تک طوفانوں کے انداز میں کوروش کے لشکر پر حملہ آور ہو رہے تھے اب وہ ایسے بے بس اور لاچار دکھائی دے رہے تھے جیسے وہ بونڈوں میں بہہ جانے والے اور ریت سے کٹ

مسافر جیسے ہو کر رہ گئے تھے جس پر اچانک غربت کے کڑے دنوں کی مار نازل ہو گئی ہو۔

ماساگت اور سرمتی جو کوروش کے پڑاؤ کو زیادہ سے زیادہ لوٹنے میں مشغول تھے جب ان پر جان لیوا حملے ہوئے تو انہوں نے اپنی طرف سے سنبھلنے کی بہت کوشش کی لیکن اب ایسا کرنا مشکل اور ناممکن تھا کوروش اور یوناف نے ان پر ایسے حملے کیے تھے کہ انہیں دوبارہ منظم ہو کر مقابلہ کرنے کا موقع نہ ملا لہٰذا وہ فردا" فردا" جس طرف کسی کا منہ اٹھا بھاگ کھڑا ہوا پڑاؤ سے جو کچھ انہوں نے لوٹی تھی وہ بھی انہوں نے وہیں پھینک دی اور اب انہیں اپنی جانیں بچانے کی فکر پڑ گئی تھی اس حالت میں یوناف اور کوروش نے بڑی تندہی سے ان کا تعاقب شروع کیا تھا اور میدانوں کے اندر انہیں مارتے بھاگتے کوہستانی دروں تک وہ ان کا قتل عام کرتے چلے گئے تھے۔

یوناف اور کوروش اپنے لشکر کے ساتھ وحشی ماساگت اور سرمتی قبائل کا تعاقب کرتے ہوئے جب اس کوہستانی درے کے قریب گئے جہاں سے انہوں نے پسپائی اختیار کی تھی تو اچانک وحشی سرمتیوں کا ایک گروہ گھاس سے نکلا پہلے انہوں نے کوروش پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ کوروش کے اردگرد کافی محافظ ہیں تو انہوں نے گھاس میں رہ کر ایسی خوفناک تیز تیراندازی کی کہ کوروش کو انہوں نے چھلنی کر کے رکھ دیا اور خود وہ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے کوروش اپنے گھوڑے سے گر پڑا تھا اور اس کے محافظ اسے سنبھالنے لگے تھے یوناف بھی یہ سماں دیکھ چکا تھا لیکن اس نے وحشی ماساگت اور سرمتیوں کا تعاقب جاری رکھا یہاں تک کے درے کو عبور کرنے کے بعد وہ اگلی وادیوں میں داخل ہوا اور مکمل طور پر ان ماساگتوں اور سرمتیوں کا قتل عام کرتے ہوئے اس نے ان کا خاتمہ کر دیا تھا۔

یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی جو اس جنگ میں حصہ لے رہے تھے جب ماساگتوں اور سرمتیوں کا مکمل طور پر خاتمہ کرنے کے بعد اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پلٹے تو انہوں نے دیکھا کہ درے کے قریب کوروش تیروں سے چھلنی ہو کر گھوڑے سے گر پڑا تھا اور اس کے سپاہی اسے سنبھالا دے رہے تھے جگہ جگہ جہاں اس کے زخم آئے تھے وہاں پٹیاں باندھ رہے تھے اتنی دیر تک کیتم بھی وہاں پہنچ چکی تھی یوناف فورا" اپنے گھوڑے سے اترا اور کوروش کو سنبھالا ساتھ ہی اس نے لشکر کو فورا" اپنے پڑاؤ میں منتقل ہو کر اس کی حالت درست کرنے کا حکم دیا کوروش کو بھی پڑاؤ میں منتقل کر دیا گیا لیکن وہ زخموں کی تاب نہ لا سکا اور موت کی گہری نیند سو گیا۔

کوروش کی لاش کو گندگی نکال کر محفوظ کر لیا گیا اور پھر لشکر پار ساگرد کی طرف کوچ کر گیا تھا جس جس سمت اور جن جن شاہراؤں اور راستوں سے یہ لشکر گزرتا جا رہا تھا کوروش کے مرنے کی خبر پھیلتی جا رہی تھی چند قاصدوں کو موت کی یہ خبر دے کر کوروش کے بیٹے کمبوجیہ کی طرف پار ساگرد بھی روانہ کر دیا گیا تھا یہ لشکر اب آہستہ آہستہ پار ساگرد کی طرف سفر کر رہا تھا اور پھر چند دنوں کے اندر چاروں طرف کوروش کے مرنے کی خبریں پھیل گئیں۔

دنوں میں سمرقند سے باختر تک یہ خبر پھیلی پھر ہزاروں میل دور ملطیہ اور یونان کے جزیروں تک جا پہنچیں ان تمام علاقوں میں لوگوں نے اس شخص کا سوگ منایا جس نے بیس سال تک ان پر حکومت کی تھی باختر کی بلندیوں پر زرتشت کے مقبرے کے پاس جلنے والی آگ کوروش کے سوگ میں خاموش کر دی گئی تھی ایران میں بسنے والے قدیم آتش پرستوں نے اپنے آتش کدوں کو اس سوگ میں ٹھنڈا کر دیا تھا دوسری طرف یہ خبر جب کوروش کے بیٹے کمبوجیہ اور اس کی بیوی کاسن دان تک پہنچی تو دونوں ماں بیٹے نے کوروش کا سوگ کیا اور دریا کے کنارے لاش کی آمد سے پہلے ہی انہوں نے کوروش کو دفن کرنے کیلئے مقبرہ تیار کرنا شروع کر دیا تھا۔

جب لشکر اور اس کے ساتھ کوروش کی لاش پار ساگرد پہنچی تو سارے شہر نے اپنے بادشاہ کے مرنے کا سوگ منایا پھر پار ساگرد کے بڑے بڑے روسا اور لشکر کے سالار کوروش کے بیٹے کمبوجیہ کے پاس جمع ہوئے اب کمبوجیہ ہی کوروش کی جگہ ان کا بادشاہ اور حکمران تھا ان سرداروں نے کمبوجیہ کو یہ تجویز پیش کی کہ مصر کے فرعونوں کی طرح کوروش کی لاش کو بھی سونے کے تابوت میں رکھ کر دفن کیا جائے کمبوجیہ نے اپنے ان سرداروں اور فوجی سالاروں کی تجویز سے اتفاق کیا چنانچہ کوروش کی لاش کو تاج و جواہرات کے ساتھ زر دوز لباس میں سونے کے تابوت میں رکھ کر پار ساگرد کے پہلو میں بہنے والے دریا کے کنارے دفن کر دیا گیا تھا مقبرہ چونکہ سیاہ رنگ کا تعمیر کیا گیا تھا لہٰذا دفن کرتے وقت اندر خاصا اندھیرا اور تاریکی تھی لہٰذا جس قدر سردار اس تدفین میں حصہ لینے کے لئے مقبرے کے اندر گئے تھے وہ سارے اپنے ہاتھوں میں مشعلیں اٹھائے ہوئے تھے تابوت کے ساتھ کوروش کی اس تلوار کو بھی سونے کی ایک تختی پر رکھ کر دفن کر دیا گیا تھا جسے وہ اپنی کمر کے ساتھ باندھا کرتا تھا اس کے علاوہ کوروش کا کتانی جنگی سیناپوش ارغوانی رنگ کا جنگی پاجامہ جواہرات سے مرصع کمربند اور چمڑے کے موزوں کو بھی سونے کی تختیوں پر رکھ کر تابوت کے ساتھ اس مقبرے کے اندر دفن کیا گیا یوں اس بادشاہ کا خاتمہ ہو گیا جو لگاتار کئی سالوں تک مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک قابل فخر فتوحات حاصل کرتا رہا۔

O

بابل فتح کرنے کے بعد کوروش نے جب وہاں پر اسیری کی زندگی بسر کرنے والے یہودیوں کو واپس فلسطین جا کر آباد ہونے اور اپنے شہروں کو از سر نو تعمیر کر کے ان کی آبادکاری کی اجازت دے دی تو یہ یہودی اسیر بابل سے نکل کر فلسطین کی طرف روانہ ہوئے ان کا ارادہ تھا کہ وہ یروشلم اور اپنے دیگر شہروں کو آباد کر کے پہلے کی طرح بارونق بنا دیں گے جس وقت بابل کے بادشاہ بخت نصر نے فلسطین پر حملہ آور ہو کر ان لوگوں کے آباؤ اجداد کو اسیر بنایا تھا اس وقت بخت نصر نے نہ صرف

یہ کہ ہیکل سلیمانی کو گرا اور جلا کر ختم کر دیا تھا بلکہ ہیکل سلیمانی کے اندر اور فلسطین کے دیگر مقامات پر توریت جتنے نسخے تھے ان سب کو ختم کر دیا تھا اس طرح جس وقت یہ قیدی بابل سے فلسطین کی طرف رخ کر رہے تھے اس وقت دنیا کے اندر کہیں بھی توریت نہ پائی جاتی تھی جس کی روشنی اور راہنمائیوں میں یہ لوگ اپنی شریعت کے مطابق زندگی بسر کر سکتے۔

بہرحال یہ یہودی اسیر فلسطین میں داخل ہوئے اور اپنے اپنے شہروں اور بستیوں کی طرف پھیل گئے تاکہ انہیں دوبارہ تعمیر کریں اللہ کے نبی عزیز بھی اپنے دیگر ساتھیوں اور لواحقین کے ساتھ یروشلم کی طرف آئے اور ان سب نے شہر یا اپنے اپنے گھروں کو آباد کرنا شروع کیا۔

اسی آبادکاری کے دوران ایک روز عزیز اپنے خچر پر سوار یروشلم شہر سے نکل کر نواحی علاقے کی طرف گئے ان کے پاس اپنی زنبیل تھی جس میں روٹی کے علاوہ انگور انجیر اور کھانے پینے کی دیگر چیزیں تھی اپنے خچر پر سفر کرتے ہوئے وہ یروشلم کے نواح میں ایک ایسی بستی کے پاس آن رکے جو برسوں پہلے بخت نصر کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوئی تھی اور ابھی تک اسے کسی نے آباد کرنے کا کام شروع نہ کیا تھا اس تباہ ویران بستی کے اندر ایک گھنے درخت کے نیچے آپ رک گئے اپنے خچر کو انہوں نے ایک طرف باندھ دیا کھانے اور پھلوں کی زنبیل ایک طرف رکھ دی اور پھر اس درخت کے گھنے سائے میں بیٹھ کر وہ ستانے لگے تھے۔

وہاں بیٹھے بیٹھے اچانک ان کی نگاہ اپنے اطراف میں بستی کی تباہی و بربادی کے آثار کی طرف پھیل گئی انہوں نے دیکھا اس بستی کے اندر جگہ جگہ مرنے والے لوگوں کے اعضا اور ہڈیاں بکھری ہوئی تھیں یہ ہڈیاں اس قدر بوسیدہ ہو چکی تھیں کہ جب ہوا چلتی تھی تو ان ہڈیوں کو بھربھرا کر کے اپنے ساتھ اڑا لے جارہی تھیں انسانی اعضا کی اس توڑ پھوڑ سے عزیز بے حد متاثر ہوئے پھر وہ اپنے دل ہی دل میں خیال کرنے لگے کہ یہ لوگ جو اس بستی میں تباہ و برباد ہوئے جن کے جسم حشرات و ارض کھا گئے جن کی ہڈیاں دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں اور تیز ہوائیں ان ہڈیوں کو بھربھرا کر کے ذرات میں تبدیل کر رہی ہیں اور یہ ذرات ان ہی ہواؤں کے دوش ایک جگہ سے دوسری جگہ پھیل رہے ہیں تو یہ لوگ قیامت کے روز کس طرح زندہ کئے جائیں گے اور ان کے وہ اعضا جو ریزہ ریزہ اور خاک و خاکستر ہو کر تیز ہواؤں بارش کے پانی اور سیلاب کے باعث نہ جانے کہاں کہاں جا چکے ہیں کیسے ایک جگہ جمع کر کے ایک مکمل انسان کی شکل و صورت دے کر دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔

اللہ کے نبی عزیز اس بستی کے اندر پھیلے ہوئے ہڈیوں کے بھربھرے ڈھانچوں سے متعلق ان ہی سوچوں میں غرق تھے کہ اچانک ان کی آنکھیں گرم ہونا شروع ہو گئیں اور ان پر کچھ ایسا نیند کا غلبہ طاری ہونے لگا جیسے وہ لگاتار کئی دنوں سے سونے نہ پائے ہوں اور پھر اس درخت کے نیچے بیٹھے ہی بیٹھے وہ لیٹ گئے اور اس قدر گہری نیند میں پہنچ گئے کہ کوئی دیکھے تو یہ ہی کہہ دے وہ بھی ان مردوں میں سے ایک ہیں جو اس بستی کے اندر مرے پڑے تھے۔

اسی عالم میں عزیز پر سو سال گزر گئے اس دوران وہ لوگ جو بابل کے اندر قیدی اور اسیری کی زندگی بسر کرتے رہے تھے اور فلسطین میں آکر آباد ہو گئے تھے ان میں سے جو بچے تھے وہ بوڑھے ہو چکے تھے اور ان کی عمریں انتہا کو پہنچ چکی تھیں کئی نسلیں مٹ چکی تھیں اور کئی محل ویران ہو چکے تھے مگر عزیز اسی صورت میں ایک بے جان جسم کی مانند اپنی جگہ پڑے ہوئے تھے موت کے بعد اس بستی کے مردوں کی طرح ان کی ہڈیاں بھی بوسیدہ ہو گئی تھیں اور ان کا جوڑ جوڑ علیحدہ ہو چکا تھا۔

یہاں تک کہ خداوند قدوس نے یہ ارادہ فرمایا کہ وہ حقیقت جس کے بارے میں خود عزیز اور دوسرے لوگ حیران ہیں اسے اس عزیز پر روشن کر دیا جائے کہ کیسے اور کس طرح بندوں کا رب مالک اور آقا انہیں دوبارہ زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور ان کی بوسیدہ ہڈیوں کے ذرات کو جمع کر کے پھر انہیں انسانی شکل و صورت دے کر قیامت کے روز اپنے سامنے لاکھڑا کرنے کی قدرت رکھتا ہے لہٰذا باحکم رب عزیز کی ہڈیاں بھی جمع ہو گئیں ان کے اعضا ترتیب سے جڑ گئے اور ان کے جسم میں روح پھونک دی گئی یہاں تک کہ وہ اچانک ایک زندہ شخص کی مانند اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے انہوں نے اپنے خچر کو تلاش کیا لیکن وہ وہاں نہیں تھا تاہم ان کے کھانے کی زنبیل وہیں پڑی تھی اس وقت خداوند قدوس کی طرف سے فرشتہ ان کی طرف آیا اور عزیز کو مخاطب کر کے اس نے پوچھا۔

اے عزیز تم کتنی دیر اس ویران بستی میں اس درخت تلے سوتے رہے عزیز نے بڑے غور سے انسانی شکل و صورت میں آنے والے اس فرشتے کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگے میں یہاں اس درخت تلے اس ویران بستی میں زیادہ سے زیادہ ایک دن یا اس کا ایک حصہ آرام کرتے پایا ہوں گا اس پر فرشتے نے عزیز کو مخاطب کر کے کہا ایسا نہیں ہے بلکہ تم پورے سو سال ان مردہ جسموں کے درمیان انہی کی مانند بے جان پڑے رہے آندھیوں طوفانوں اور بارشوں نے تمہارے اعضا کو گلا سڑا دیا تھا اور ہوا کے جھونکوں نے تمہاری ہڈیوں کو ادھر ادھر بکھیر دیا تھا اتنی مدت دراز کے باوجود جو تم پر گزر چکی ہے ابھی تک تمہارا کھانا جس کو تم نے ہاتھ تک نہیں لگایا تھا اپنی اصلی حالت میں باقی ہے بالکل تروتازہ ہے اس میں کوئی خرابی اس میں کوئی بساند نہیں پیدا ہونے پائی اور جو تمہاری زنبیل کے اندر تمہارے پانی کی چھاگل ہے اس کے اندر پانی بھی ویسا ہے اس کے اندر بھی کسی قسم کا کوئی تغیر یا کوئی تبدیلی یا بو نہیں پیدا ہوئی۔

اس فرشتے کی یہ گفتگو سن کر عزیز چونک سے پڑے لپک کر وہ اپنی زنبیل کی طرف گئے اسے کھول کر دیکھا اس میں ان کے کھانے کی اشیاء بالکل تازہ تھیں انگور انجیر اور دیگر پھل جو انہوں نے اپنی زنبیل میں ڈالے تھے وہ بھی بالکل تروتازہ تھے اپنی چھاگل میں پانی دیکھا اس میں بھی کوئی بساند یا

تبدیلی یا تغیر نہیں تھا بلکہ تازہ اور پینے کے لائق تھا پھر وہ واپس مڑے بڑے عجیب اور بڑے تحیر سے انداز میں اس فرشتے کو دیکھنے لگے اور پھر انہوں نے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی اور سوچنے لگے کہ ان کے کھانے اور پھل کی زنبیل اور پانی کی چھاگل تو یہی ہے لیکن ان کا خچر کدھر گیا اس پر وہ فرشتہ بولا اور کہنے لگا۔

اے عزیر ذرا اپنے خچر کو دیکھو کہ کس طرح اس کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو چکی ہیں اور پھر اس کے ساتھ ہی اس فرشتے نے ایک ہڈیوں کے پنجر کی طرف اشارہ کیا جو قریب ہی پڑا تھا اور عزیر سے کہا یہی وہ تمہارا خچر ہے جس پر تمہارے ساتھ ہی موت طاری کر دی گئی تھی اور تم دیکھتے ہو کہ تمہاری طرح اس خچر کی ہڈیاں بھی بوسیدہ ہو کر ریزہ ریزہ ہو چکی ہیں اور ہوائیں انہیں اڑاتی پھرتی ہیں اس خچر کے بھی جوڑ اور اعضاء ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر بکھر چکے ہیں بس تم پر موت طاری کر کے اتنا عرصہ ویرانوں کی اس بستی میں رکھنے کا مقصد خداوند قدوس کے ہاں یہ ہے کہ تم نے یہاں بیٹھے بیٹھے جو یہ سوچا تھا کہ یہ مردوں کی ہڈیاں اور انکے اعضا ذروں کی صورت میں ڈھل کر ادھر ادھر بکھرے جا رہے ہیں تو ان میں کیسے جان پڑے گی اور کیسے ان کو اکٹھا کیا جائے گا اور کیسے انہیں انسانی شکل و صورت میں لیا جائے گا پس خداوندے قدوس نے تمہارے اس گمان کی بنا پر تم پر موت طاری کی اور تمہیں دوبارہ زندگی عطا کی تاکہ تم پر یہ ثابت ہو کہ خداوندے قدوس ان مردوں کو ایک روز دوبارہ زندہ کرنے اور انہیں اپنے سامنے لا کھڑا کرنے پر قادر ہے لیکن تم نے چونکہ اپنی جسمانی ساخت اپنے جسم کی بھری بھری ہڈیوں اپنے ہڈیوں کے ذرات کو اڑتے نہیں دیکھا اور پھر نہ ہی تم نے یہ بھی مشاہدہ کیا کہ یہ ذرات کیسے جمع ہوئے کیسے تمہارے اعضا باہم ملے کیسے جوڑ سے جوڑ منسلک ہوا اور اس کے بعد تمہارے اندر روح پھونکی گئی اور تم دوبارہ اپنی اصل حالت پر آگئے لیکن اس بات کا مشاہدہ کرانے کے لئے خداوندے قدوس تمہارے سامنے ایک اور نمونہ پیش کرتے ہیں اور وہ یہ تمہارے دیکھتے ہی دیکھتے اس خچر کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

عزیر بڑے عجیب سے انداز میں فرشتے کی طرف دیکھنے لگے تھے پھر اچانک وہ چونک سے پڑے یہ کہ انہوں نے دیکھا کہ وہ خچر کے بکھرے ہوئے اعضا مجمع ہوئے اور پھر وہ حرکت میں آئے اور خچر بالکل پہلے اور اصلی حالت میں ان کے سامنے کھڑا ہو کر اپنے جسمانی اعضا کو حرکت دینے لگا اس کی رگوں میں خون جاری ہو گیا یہ منظر دیکھ کر عزیر سمجھ گئے کہ اس کے دل میں یہ جو گمان اٹھا تھا کہ ان مردوں کو کیسے دوبارہ زندہ کیا جائے گا میرے اس اطمینان کے لئے خداوندے قدوس نے مجھ پر اور میرے خچر پر یہ کیفیت طاری کی یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد عزیر اپنے خچر پر سوار ہو کر اپنے گھر کا پتا لگانے کے لئے چل پڑے انہوں نے دیکھا کہ گلی کوچوں کی صورت وضع بدل گئی تھی ان کے ذہن میں اپنی گلیوں کا نقشہ پھر رہا تھا جو سو سال پہلے تھیں اور اب سو سال بعد ان میں کافی تبدیلی آچکی تھی چلتے چلتے وہ انداز سے سے اپنے گھر جا پہنچے دروازے کے باہر ایک بے حد بوڑھی عورت بیٹھی ہوئی تھی جوانی کا رنگ اس کے چہرے سے اڑ چکا تھا اس کی بینائی کا چراغ بھی بجھ چکا تھا جسم کا گوشت جگہ جگہ لٹک رہا تھا کمر جھک گئی تھی یہ عورت عزیر کی لونڈی تھی جسے وہ عین جوانی کے عالم میں چھوڑ کر اپنے خچر پر بیٹھ کر باہر نکلے تھے۔

اس بوڑھی خاتون کو مخاطب کرتے ہوئے عزیز نے پوچھا یہ عزیر کا گھر ہے بڑھیا نے کہا ہاں یہ گھر تو عزیر کا ہے اس کے بعد وہ زار و قطار رونے لگی اور کہنے لگی عزیر کہیں چلا گیا تھا اور لوگوں نے اس کو فراموش کر دیا ہے پہلی مرتبہ عرصہ دراز کے بعد کسی نے عزیر کا نام لیا ہے اور اس کے گھر کا پتہ پوچھا ہے عزیر نے اس بڑھیا سے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا اے خاتون میں ہی عزیر ہوں خداوند نے مجھے سو سال تک بے جان مردوں میں بنائے رکھا اور اب مجھے دوبارہ زندگی کے عالم میں واپس پہنچایا ہے پہلے پہل تو اس بڑھیا نے تعجب سے انکار کیا اور کہا عزیر بڑا صالح اور نیک آدمی تھا اس کی دعائیں قبول ہوتی تھیں وہ خدا سے جو چیز بھی مانگتا تھا اس کی ضرورت پوری ہو جایا کرتی تھی جس بیمار کے بارے میں دعا کرتا تھا خدا اس کو صحت دیتا تھا اے اجنبی اگر تو وہ عزیر ہے تو خدا سے دعا کر کہ مجھے میری بیماری سے نجات دے اور میری آنکھوں کی بینائی کو لوٹا دے۔

عزیر فوراً" اس بڑھیا کے پاس بیٹھ گئے دونوں ہاتھ انہوں نے بلند کئے اور بڑی عاجزی اور بڑی انکساری کے ساتھ انہوں نے خداوند کے ہاں اس کیلئے دعا کی اس دعا کا معجزانہ اثر یہ ہوا کہ اس عورت کی بینائی لوٹ آئی اور وہ شفایاب ہو گئی اپنی اس شفایابی پر بڑھیا کو یقین ہو گیا کہ وہ واقعی عزیر ہیں اس نے شکریہ ادا کرنے کے لئے آگے بڑھ کر عزیر کے ہاتھوں کو بوسا دیا پھر وہ بنی اسرائیل کے لوگوں کی طرف بھاگی اور چلا چلا کر انہیں اس واقعہ سے آگاہ کیا اور انہیں بتایا کہ عزیر جو کچھ عرصہ پہلے اچانک غائب ہو گئے تھے وہ واپس آگئے ہیں اور پوری تفصیل لوگوں کو بتائی کہ کس طرح وہ سو سال تک ایک بستی میں مردہ پڑے رہے تھے اور یہ کہ خداوند نے انہیں دوبارہ زندہ کر کے ہماری راہبری اور راہنمائی کے لئے بھیج دیا ہے۔

یہ خبر سن کر سارے بنی اسرائیل کے لوگ عزیر کے پاس آ جمع ہوئے اور ان میں ایک شخص عزیر کو مخاطب کر کے کہنے لگا عزیر تو سو سال پہلے اچانک ہمارے بزرگوں کے اندر سے غائب ہو گئے تھے ہم نے سنا ہے کہ وہ ایک انتہائی طاقتور نیک اور اللہ کے نبی تھے تم ہمارے سامنے ایک خوب طاقتور صحت مند جوان کی صورت میں کھڑے ہو اور سو سال گزر جانے کے باوجود عزیر کیسے صحت مند جوان اور ترو تازہ رہ سکتے ہیں اس کے لئے ہمیں کوئی ثبوت دو ورنہ ہم تمہیں عزیر تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں عزیر اس شخص کو کوئی جواب دینا ہی چاہتے تھے کہ ایک اور شخص قریب آیا اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھو اس سلسلے میں جھگڑا اور تکرار کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں نے اپنے بزرگوں سے سن رکھا ہے کہ عزیر کے ایک کندھے پر بڑا تل تھا جس کی وجہ سے وہ سب سے الگ پہچانے جاتے تھے لہٰذا ان کا کندھا دیکھو اگر اس پر تل ہے تو پھر یہی عزیر ہیں لوگ آگے بڑھے اور ان کے کندھے سے لباس ہٹا کر دیکھا تو وہاں تل موجود پایا اسی دوران ایک انتہائی بوڑھا شخص وہاں آیا اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھو عزیر یہ ہے کہ بخت نصر کے بیت المقدس پر حملے کے وقت توریت جلا دی گئی تھی اور سوائے چند گنتی کے آدمیوں کو کسی کو توریت یاد نہ تھی انہیں چند آدمیوں میں عزیر بھی تھے جن کو توریت یاد تھی لہٰذا یہ جوان جو عزیر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اگر یہ ہمیں توریت سنائے تو ہم یقین کریں گے کہ یہ واقعی عزیر ہے لوگوں نے جب آپ سے مطالبہ کیا کہ توریت سنائیں تو وہیں بیٹھے بیٹھے عزیر نے بڑی روانگی کے ساتھ توریت سنا دی۔

اس پر لوگوں نے تسلیم کر لیا کہ وہ واقعی عزیر ہیں اور ہمارے رہبر اور راہنما ہیں اس واقعے کے بعد عزیر فلسطین کے شہروں کی آباد کاری کے ساتھ ساتھ اپنی نبوت کے فرائض منصبی بھی ادا کرنے لگے لوگوں کو خداوند واحد اور یکتا کی بندگی اور عبادت کی طرف بلانے لگے اور انہیں شرک سے ڈرانے لگے کہ اگر تم دوبارہ شرک میں مبتلا ہوئے تو کہیں پھر تمہاری حالت ایسی نہ ہو جیسی بخت نصر نے تمہاری کی تھی یوں اپنی موت تک عزیز بڑی جاں فشانی سے لوگوں کے اندر تبلیغ کا کام کرتے ہوئے ان کی رہبری اور راہنمائی کرتے رہے۔

کوروش کی موت کے بعد یوناف بیوسا اور کیتم نے بابل میں ہی قیام کر رکھا تھا ایک روز جبکہ پارساگرد کے شاہی محل میں یوناف اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ بیوسا اس کمرے میں داخل ہوئی اور یوناف کے پہلو میں بیٹھتے ہوئے کہنے لگی میں آج ایک انتہائی اہم موضوع پر آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا کس موضوع پر تم میرے ساتھ گفتگو کرنا چاہتی ہو اس پر بیوسا کہنے لگی میں ابھی ابھی کیتم کے ساتھ تفصیل کے ساتھ گفتگو کر کے آ رہی ہوں پہلی بات تو یہ ہے کہ کیتم چاہتی ہے کہ ہم آج ہی یہاں سے ساردس شہر کی طرف روانہ ہو جائیں اور وہاں دریائے مینڈر کے کنارے اس کا جو ذاتی محل ہے اس محل میں ہم کیتم کے ساتھ جا کے رہیں جو بات میں آپ سے کہنا چاہتی ہوں وہ یہ کہ آپ یہاں بابل میں نہیں بلکہ ساردس شہر سے باہر کیتم کے محل میں جا کر کیتم سے شادی کر لیں بیوسا کے اس انکشاف پر یوناف نے چونک کر بیوسا کی طرف دیکھا اور حیرت و سوالیہ سے انداز میں اس سے پوچھا بیوسا تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے تم اپنے حواس میں تو ہو کہ تم مجھے کیتم سے شادی کرنے کا مشورہ دے رہی ہو کیا تمہارے اس مشورے سے میں یہ سمجھ لوں کہ ایک بیوی کی حیثیت سے اب تمہاری دلچسپی مجھ میں ختم ہو چکی ہے اور اب تم مجھے کسی اور کے حوالے کرنا چاہتی ہو اس پر بیوسا چونک سی پڑی بڑے پیارے انداز میں اس نے اپنا ہاتھ یوناف کے منہ پر رکھ دیا اور کہنے لگی آئندہ کبھی بھی ایسی بات نہ کیجئے گا میں تو آپ کے بغیر ایک لمحہ بھی نہیں رہ سکتی آپ میری زندگی اور میری روح اور میری حیات کا محور ہیں آپ کے بغیر سوچنا تک بھی حرام سمجھتی ہوں اور آپ کے بغیر ایک لمحہ کی زندگی کی بھی میں خواہاں نہیں ہوں بلکہ میں تو کیتم کی حالت دیکھتے ہوئے مشورہ دے رہی ہوں اس لئے کہ وہ جنون کی حد تک آپ کو پسند کرتی ہے اور آپ سے محبت کرتی ہے میں چاہتی تو ایک روایتی بیوی کی طرح انتقام پر اتر آتی اور کیتم کو یہاں سے مار بھگاتی تاکہ وہ میری خوشیوں میں حصہ دار نہ بنے لیکن میں ایسا نہیں چاہتی آپ جانتے ہیں کہ وہ میری ہمزاد ہے اس لحاظ سے میں اسے اپنے ہی جسم کا ایک حصہ سمجھتی ہوں اور پھر میری اور اسکی جسمانی ساخت میری اور اسکی شکل و صورت میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں ہے اگر آپ اس سے شادی کرتے ہیں تو میں سمجھوں گی کہ میرے ساتھ آپ کے تعلق میں اور زیادہ مضبوطی اور اعتماد آ گیا ہے پہلے میں اور آپ دونوں عزازیل اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ کرتے تھے اب کیتم بھی ہمارے ساتھ ہوگی للذابدی کی ان قوتوں کے مقابلے میں دو کے بجائے اب ہم تین متحد ہو کر ان کا مقابلہ کریں گے امید ہے کہ آپ میری التجا کو رد نہیں کریں گے اس لئے کہ میں کیتم کے ساتھ وعدہ کر کے آئی ہوں کہ میں یوناف کو ہر صورت میں تمہارے ساتھ شادی پر آمادہ کر لوں گی۔

یوناف نے غور سے بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا سنو بیوسا تم انتہائی احمق پن کا مظاہرہ کر رہی ہو تم اپنے اس فیصلے پر ایک نہ ایک روز ضرور پچھتا کر رہو گی میں تمہارے علاوہ نہ کسی اور سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور نہ کسی اور کی رفاقت کا خواہاں ہوں بس میں شروع دن سے تمہیں چاہتا تھا تم مجھے مل گئی ہو بس یہی میرا مدعا یہی میرا منشا اور یہی میری زندگی کا مقصد ہے اس پر بیوسا نے منہ بسورتے ہوئے کہا اس کا مطلب ہے کہ آپ میری التجا ٹھکرا دینا چاہتے ہیں یوناف نے خاموش رہ کر سوچا پھر کہنے لگا نہیں ایسی بات نہیں پر میں تمہیں مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ کیتم کے سلسلے میں تم ایک روز پچھتاؤ گی ضرور اس پر بیوسا فوراً بول اٹھی اور کہنے لگی اس کا اور میرا مزاج آپس میں ملتا ہے اس لئے کہ وہ میری ہمزاد ہے پہلے میں صرف اکیلی آپ کی خدمت کرتی تھی اب میں اور کیتم دونوں آپکی خدمت کریں گی ایک وفا شعار بیوی کی حیثیت سے جس طرح میں آپ کے ساتھ مخلص ہوں ایسے وہ بھی آپ کے ساتھ مخلص رہے گی اس طرح ہم تینوں ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر پہلے کی نسبت زیادہ خوشگوار زندگی بسر کر سکیں گے۔

اس پر یوناف نے ہار مانتے ہوئے کہا سنو بیوسا میں نے ہمیشہ تمہاری خوشی کو اپنی خوشی تمہارے غم کو اپنا غم جانا ہے اگر تمہاری خوشی اسی میں ہے کہ میں کیتم کے ساتھ شادی کر لوں تو پھر

میں انکار کر کے تمہارا دل توڑنا نہیں چاہتا پر یہ شادی ساردس شہر میں دریائے میںڈر کے کنارے جو کیتم کا محل ہے وہیں جا کر ہو گی یہاں پارساگرد شہر میں نہیں ہو گی یوناف کا یہ جواب سن کر بیوسا خوشی میں کلی کی طرح کھل اٹھی تھی فوراً" وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور یوناف سے کہنے لگی مجھے آپ کا یہ فیصلہ منظور ہے اب آپ اٹھ کر تیاری کریں میں کیتم کو اس فیصلے سے آگاہ کرتی ہوں پھر یہاں سے ساردس شہر کی طرف کوچ کرتے ہیں بیوسا بھاگی بھاگی ساتھ والے کمرے میں گئی وہاں کیتم پہلے ہی کمرے کے وسط میں اس کی منتظر کھڑی تھی بھاگ کر بیوسا نے اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا اور کہنے لگی کیتم میری بہن سنو یوناف تمہارے ساتھ شادی پر آمادہ ہو گیا ہے اب آؤ اپنی تیاری کریں اور یہاں سے کوچ کریں تاکہ ساردس شہر میں تمہارے محل میں پہنچ کر وہاں رہائش اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ یوناف کے ساتھ تمہاری شادی کا بھی انتظام کیا جائے یہ جواب سن کر کیتم کے چہرے پر بے پناہ خوشیاں اور اطمینان بکھر گئے تھے پھر وہ یوناف کے ساتھ مل کر دونوں اپنی تیاریاں کرنے لگی تھی تھوڑی دیر بعد وہ تینوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور پارساگرد سے ساردس شہر کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

بابل سے ساردس شہر کی طرف جاتے ہوئے اچانک بابل شہر میں یعقوب ؟ اقلیبی کی حویلی کے سامنے یوناف نمودار ہوا اس کے ایسا کرنے پر بیوسا اور کیتم نے بھی اپنی سری قوتوں کو ختم کر دیا اور یوناف کے ساتھ ہی وہ بھی بابل شہر میں یعقوب اقلیبی کی حویلی کے سامنے نمودار ہو گئیں تھیں ایسا کرنے کے بعد بیوسا یوناف کے قریب آئی اپنی آواز میں اس نے کسی قدر حیرت و پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے بڑی محبت اور چاہت میں یوناف سے پوچھا ہم تینوں کی منزل تو ساردس شہر تھا پھر آپ بابل میں کیوں آ نمودار ہوئے اس پر یوناف کہنے لگا سنو بیوسا جس وقت ہم نے بابل شہر سے کوچ کیا تھا اس وقت ابلیکا نے میری گردن پر لمس دے کر مجھے ایک پیغام دیا تھا اور وہ پیغام یہ تھا کہ یعقوب اقلیبی پر بابل شہر میں مصیبت ٹوٹ پڑی ہے ابلیکا نے مجھے بتایا تھا کہ یعقوب اقلیبی کے دو کارندوں کو جو اس کے رشتے دار بھی تھے اس کے دشمنوں نے قتل کر دیا ہے لہٰذا وہ ان دنوں انتہائی پریشان اور مغموم ہے اور بیوسا تم جانتی ہو یہ یعقوب اقلیبی ہم سب کا محسن اور مربی ہے لہٰذا تکلیف اور ضرورت کے وقت اس کی مدد کرنا ہمارا فرض بنتا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد جب یوناف خاموش ہوا تو بیوسا نے اسے خوش کن نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا اگر ایسا ہے تو آپ نے بالکل ٹھیک کیا ہے یعقوب اقلیبی پر اگر کوئی مصیبت ٹوٹی ہے تو اس مصیبت کی گھڑی میں ہم اس کی ضرور مدد کریں گے چاہے ہمیں کچھ عرصہ بابل میں یعقوب اقلیبی کے ہاں قیام ہی کیوں نہ کرنا پڑے اس کے جن دشمنوں نے بھی اس کے رشتے داروں اور کارندوں کو ختم کیا ہے ہم یعقوب اقلیبی کی طرف سے ان سے انتقام ضرور لیں گے اب ہمیں زیادہ

دیر باہر نہیں کھڑا رہنا چاہئے بلکہ یعقوب اقلیبی کی حویلی میں داخل ہو کر اس سے مل کر اس موضوع پر گفتگو کرنی چاہئے یوناف نے بیوسا کی اس تجویز سے اتفاق کیا لہٰذا وہ دونوں یعقوب اقلیبی کی حویلی میں داخل ہوئے کیتم بھی خاموشی کے ساتھ آہستہ آہستہ ان دونوں کے پیچھے ہو لی تھی۔

حویلی میں داخل ہونے کے بعد وہ صحن میں تھوڑی دیر تک ہی آگے گئے تھے کہ حویلی کے اندر سے یعقوب اقلیبی نکلا بڑے خوش کن انداز میں اس نے اپنے دونوں بازو پھیلا دیئے اور پھر بلند آواز میں وہ کہنے لگا دیکھو میرا بھائی یوناف میری بہن بیوسا اور کیتم آتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کی آمد کے باعث میرے لئے اور کون سا سب سے بڑا خوشی کا دن ہو سکتا ہے پھر یعقوب اقلیبی آگے بڑھ کر یوناف سے بغل گیر ہوا اور بڑی گرم جوشی سے اس نے ان تینوں کا استقبال کرتے ہوئے انہیں اپنے دیوان خانے میں لا بٹھایا اس موقع پر یوناف نے یعقوب اقلیبی کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا سنو یعقوب میرے بھائی مجھے پتہ چلا ہے کہ میری غیر موجودگی میں تم پر کوئی ابتلا ٹوٹی ہے کہو یہ کیا معاملہ ہے میں اس سے متعلق تم سے تفصیل کے ساتھ سننا پسند کروں گا اس سوال پر یعقوب اقلیبی کچھ دیر خاموش رہا پھر کہنے لگا۔

سنو یوناف میرے بھائی میرے دو کارندوں کو میرے دشمنوں نے قتل کر دیا ہے میں جانتا ہوں کہ قتل کرنے والے کون ہیں اور انہوں نے ایسا کس کے ایما پر کیا ہے لیکن وہ سب قاتل جن کی تعداد چار ہے فرار ہو چکے ہیں میرے لوگوں نے انہیں تلاش کرنے کی بے انتہا کوشش کی لیکن انہیں نہ جانے زمین کی کوکھ نے چھپا لیا ہے کہ کئی دنوں کی لگاتار تلاش کے بعد بھی ان کا کہیں سراغ نہیں مل پایا نا جانے وہ کس گھات اور سرنگ میں جا چھپے ہیں کہ کہیں ملتے ہی نہیں اس پر یوناف نے پوچھا یعقوب اقلیبی تمہارے رشتے داروں کو ان چاروں نے کس کے ایما پر قتل کیا ہے اس پر یعقوب پھر بولا اور کہنے لگا۔

یہ کام ان چاروں قاتلوں نے ایک یہودی سردار یوحنا کے کہنے پر کیا ہے آج سے کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے یہ یوحنا انتہائی جاہ و حشمت مال و دولت اور باغات اور دکانوں کا مالک تھا میں سمجھتا ہوں کے بابل شہر کے اندر ان دنوں جتنی دولت یوحنا کے پاس تھی کسی اور کے بھی پاس نہ تھی میں ان دنوں غریب اور نادار تھا اور ان دنوں میں بلکہ اس سے پہلے بھی یہ یوحنا میرا بڑا گہرا دوست تھا ان دنوں یہ اکثر اپنے مال و دولت اپنی جاہ و حشمت اپنے باغات اور اپنی بے پناہ چلتی ہوئی دکانوں کی میرے سامنے بڑی تعریف کیا کرتا تھا اس کے پاس چونکہ کئی باغات تھے اور اس کے مقابلے میں میرے پاس ایک ہی باغ تھا لہٰذا یہ اکثر طنز کیا کرتا تھا کہ میرے باغوں جیسا بابل میں کوئی باغ نہیں اور یہ بھی اکثر کہا کرتا تھا کہ تمہارے پاس ایک چھوٹا سا باغ ہے جس کی اس شہر میں کوئی حیثیت نہیں ہے میں یوحنا کی یہ باتیں سن کر پی جاتا تھا اور اس سے اکثر تبلیغ کرتا تھا کہ دیکھ شیخی اور لاف زنی

نہ کر یہ جو نعمتیں دنیا میں عطا ہوتی ہیں یہ اللہ جسے چاہے دے اور جس سے چاہے یہ ساری نعمتیں سمیٹ لے لیکن یوحنا اس بات کو تسلیم نہیں کرتا تھا وہ کہتا تھا کہ مجھ میں کوئی خوبی اور صفت ہے جس کی بناپر خداوند نے مجھے اس قدر نعمتوں سے نوازا ہوا ہے اور وہ یہ بھی کہتا تھا کہ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ جس طرح خدا نے مجھے اس زمین میں نعمتوں سے نوازہ ہوا ہے اس طرح آخرت میں بھی مجھے ایسی نعمتوں سے نوازے گا میں اکثر اسے لاف زنی اور بے ہودہ گفتگو سے منع کرتا تھا لیکن یوحنا باز نہ رہتا تھا۔

پھر آہستہ آہستہ ایسا ہوا کہ یوحنا کا کاروبار کساد بازاری اور نقصان کا شکار ہونا شروع ہو گیا یہاں تک کہ اس کے باغ تباہ و برباد ہو گئے اس کی دکانیں جہاں سے کبھی بھیڑ ہٹتی تک نہ تھی خالی اور ویران ہونا شروع ہو گئیں اور یہ یوحنا ایک چھوٹے باغ کے علاوہ ہر چیز سے محروم ہو گیا اور اپنے آپ کو قلاشوں میں شمار کرنے لگا اس کے مقابلے میں مجھ پر خدا کا ایسا کرم ہوا کہ میرا وہ ایک ہی چھوٹا سا باغ کچھ اس قدر پھل دینے لگا کہ دیکھتے ہی دیکھتے اس باغ کی آمدنی سے میں نے کئی اور باغ خرید لئے پھر آمدنی میں اضافہ ہوتا چلا گیا میں نے بابل شہر کے اندر سونے کی کئی دکانیں کھول لیں اور آہستہ آہستہ بابل شہر میں زرگروں کے پورے بازار کا مالک بن بیٹھا میری اس ترقی اور اس دولت سے یہ یوحنا جلنے لگا لہٰذا اسی جلاپے کو دور کرنے کے لئے یہ حرکت میں آیا اس نے کچھ بدمعاشوں کو کرائے پر حاصل کیا اور انہیں نصیحت کی کہ میرے دو کارکن جو میرے باغوں میں کام کرتے ہیں انہیں قتل کر دیں تاکہ میرے باغوں کی کوئی دیکھ بھال کرنے والا نہ رہے اور جس طرح یوحنا کے باغ بھی سڑ کر برباد ہو گئے تھے ایسے میرے باغات بھی سڑ کر برباد ہو جائیں وہ چاروں کرائے کے قاتل حرکت میں آئے میرے دونوں کارکنوں کو جو میرے رشتے دار تھے قتل کر دیا اور خود فرار ہو گئے اب ایک طرف میں ان چاروں قاتلوں کو تلاش کرنے میں مصروف ہوں اور دوسری طرف مجھے یوحنا سے مزید خطرہ ہے کہ یہ مجھ پر کوئی اور نہ وار کرے اور کرائے کے کچھ اور آدمی لیکر میری زندگی ہی کے درپے نہ ہو جائے لہٰذا اے یوناف ان دنوں میں واقعی کشش و پیچ اور تکلیف و غم میں مبتلا ہوں۔

سنو یوناف میری اور اس یوحنا کی حالت پر ایک قدیم اسرائیلی روایت بڑی صحیح بیٹھتی ہے اگر تم کہو تو میں وہ حکایت تمہیں سناؤں اس حکایت میں عبرت بھی ہے نصیحت بھی ہے اور وہ حکایت پوری طرح میری اور اس یوحنا کی حالت کی عکاسی کرتی ہے اس پر یوناف بولا تمہیں وہ حکایت سنانے کیلئے مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے کہو میں وہ حکایت ضرور دلچسپی سے سنوں گا اس پر یعقوب اقلیتی نے کھنکار کر گلا صاف کیا پھر وہ کہہ رہا تھا۔

سنو یوناف بنی اسرائیل میں دو بھائی تھے جو ایک ہی ماں اور ایک ہی باپ سے تھے لیکن طبیعت اور فطرت کے لحاظ سے وہ دونوں دو قسم کی اس گھاس کی طرح تھے جو ایک ہی جگہ آگتی ہے لیکن ان میں بڑا فرق ہوتا ہے ایسے ہی ان دونوں بھائیوں کی طبیعتوں میں بڑا تضاد تھا ان دونوں میں سے ایک کا نام یہودا تھا جو صاحب ایمان پرہیزگار نیک دل اور خوش اخلاق تھا اس نے دنیا اور اس دھوکا بازی سے کنارہ کشی کر لی تھی دنیا کے مال و دولت اور عیش و عشرت سے منہ پھیر لیا تھا لیکن اسکا بھائی جس کا نام قطروس تھا کفر و عناد بغض و سنگدلی اور بد اخلاقی میں یکتا اور بڑا مشہور تھا۔

ان دونوں بھائیوں کا باپ امیر آدمی تھا اس لئے اس نے ان کے لئے بہت دولت چھوڑی تھی دونوں بھائیوں نے باپ کے مرنے کے بعد مال و دولت کو آپس میں تقسیم کر لیا اور دونوں نے اپنی مرضی کے مطابق اپنے اپنے کام میں دولت کو صرف کرنا شروع کر دیا تھا۔

یہودا نے خداوند سے دعا کی اے پروردگار میں اپنی تمام دولت تیری رضامندی کی راہ میں خرچ کرتا ہوں اسے قبول فرما اس کے بعد اپنے مال کو اس نے غریبوں کے علاج قیدیوں کو رہا کرانے یتیموں اور بیواؤں کی دیکھ بھال اور ایسے ہی ا نگنت نیک کاموں میں خرچ کرنا شروع کر دی تھی جس سے اس کی دولت گھٹنی شروع ہو گئی لیکن اس کا دل مطمئن اور روح پر سکون تھی وہ فقیرانہ طور کی مختصر زندگی ہنسی خوشی گزارنے لگا تھا۔

لیکن اس کا بھائی قطروس اس سے بے حد مختلف تھا اسے جو باپ کی طرف سے دولت ملی تھی اس نے انتہائی کوشش سے دولت کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی مال و اسباب کے گوداموں خزانوں غلے وغیرہ اور طرح طرح کی تمام چیزوں کو سنبھال سنبھال کر اور بند کر کے رکھا اگر کوئی سائل آجاتا تو اس کو محروم ہی لوٹا دیتا وہ پریشان حال لوگوں مصیبت اٹھانے والوں اور مفلس و نادار انسانوں کی طرف دیکھنے سے بھی اپنے آپ کو بچاتا غریبوں کی کبھی پرواہ نہ کرتا اس طرح اس نے اپنی جوانی کا زمانہ دو بہت بڑے اور شفاف باغوں کو بنانے سنوارنے میں گزار دیا اس نے انگور کے بڑے بڑے باغ لگوائے اور ان میں جگہ جگہ بیلیں چڑھانے کیلئے عرشے تعمیر کر دیئے تھے۔

ان عرشوں میں سے سورج کی شعاعیں چھن چھن کر آتی ہوئی ایسی معلوم دیتی تھی جیسے سونے کے ذرات برس رہے ہوں انگوروں کے رس بھرے خوشے ان شعاعوں کے گزرنے سے ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے نئی دلہن نے زمرد کے گلوبند پہن رکھے ہوں ان دونوں باغوں کے درمیان کیاریاں اور روشیں ترتیب دیں نہریں نکلیں اور باغوں کے چاروں طرف کھجوروں کے درخت لگائے گئے اس نے اس طرح ان باغوں کے آرائش و زیبائش میں کوششیں کیں کہ وہ جنت کا نمونہ معلوم ہونے لگے تھے جدھر بھی نظر جاتی تھی اس طرف پھلوں سے لدے پھندے سرسبز درخت ایک عجیب دلکشی کا منظر پیش کر رہے تھے اور ہر طرف سے بلبلوں اور پرندوں کے نغمے سنائی دیتے تھے جادو جگاتی تھیں۔

اس طرح قطروس کی دولت ثروت روز بروز بڑھتی جا رہی تھی اور اس کی اولاد اس سے فائدہ اٹھا رہی تھی ایسی صورت میں اس کے لئے زیبا تھا کہ ایسی نعمتوں کے پانے پر وہ اللہ کا شکر بجا لاتا اور پیشانی کو شکر کے سجدے سے نوازتا لیکن اکثر آدمی نعمتوں کی زیادتی کی وجہ سے مغرور اور سرکش ہو جاتے ہیں اور دولت ان کی عقلوں پر جہالت کے پردے ڈال دیتی ہے اور سرکشی اور غرور بندے اور خدا کے درمیان فاصلے پیدا کر دیتی ہے۔ قطروس بھی اسی قسم کے لوگوں میں سے تھا اس لئے نعمتوں کی فراوانی کے ساتھ ساتھ اس کے تکبر غرور اور کفر میں روز بروز ترقی ہوتی جاتی تھی۔

ایک دن قطروس کا بھائی یہودا پھٹے پرانے کپڑے پہنے اس کے پاس سے گزرا اس نے اس کو بڑی حقارت اور ذلت کی نظر سے دیکھا اور اسکو لعنت و ملامت کرنے لگا کہ تو نے اپنی اتنی دولت کیا کی اتنا سونا چاندی تو نے کہاں غرق کر دیا دیکھ تیری اور میری حالت میں کس قدر فرق پیدا ہو گیا تو پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہے اور بے یار و مددگار مفلس بنا پھر رہا ہے لیکن مجھے دیکھ کہ میں دولت و عزت کے ساتھ ساتھ اہل و عیال نوکر چاکر غرض ہر چیز مجھے میسر ہے۔

یہ سرسبز شاداب پھلوں سے لدے پھندے باغ یہ ٹھنڈے ٹھنڈے سائے یہ چشمے یہ نہریں کیا تو نہیں دیکھ رہا یہی نہیں بلکہ روز بروز ان سے میری دولت و حشمت میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے میں نہیں سمجھتا کہ یہ نعمتیں کبھی کم ہوں گی اور یہ پائے دار سعادت کبھی زوال پذیر ہو گی اے میرے بھائی تو لوگوں کے سامنے اور میرے سامنے جس قیامت سے لوگوں کو ڈراتا رہا ہے جس کی یاد میں ہر وقت تو سرنگوں رہتا ہے اور ہر وقت اس کا ذکر کرتا رہتا ہے میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ تو یہ کیا کرتا ہے تیرا فلسفہ تو اپنی سمجھ سے بالا تر ہے اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ قیامت ہو گی تو اللہ تعالیٰ وہاں بھی مجھے اس سے بہتر باغ اور آرام اور آسائش بخشے گا جس طرح اس نے یہاں بے انتہا نعمتوں سے نواز رکھا ہے۔

یہودا نے اپنے بھائی قطروس کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا دیکھ میرے بھائی تو خدا اور قیامت کے بارے میں سرکش ہو گیا ہے قسم خداوند کی تو کفر اختیار کر رہا ہے اس خدا نے انسان کو خالص مٹی سے پیدا کیا حقیر بوندوں کی صورت میں ماں کے رحم میں داخل کیا اس نے بوند کو پھر خون کے لوتھڑے کی شکل دی اس کے بعد اس کی ہڈیاں بنائیں ہڈیوں کو گوشت پوست کے اندر چھپا لیا پھر انسان کو عجیب و غریب خوبصورت ہستی میں ظاہر کیا تو سمجھتا ہے کہ ایسا خدا اس بات پر قدرت نہیں رکھتا کہ مرنے کے بعد انسان کو قبر سے دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے یہ ماننا پڑے گا کہ مرنے کے بعد زندہ کرنا پیدا کرنے سے زیادہ آسان ہے کیونکہ پیدا کرنے سے قبل تو کہیں بھی انسان کا وجود ہی نہیں اور اب تو اس کا ایک وجود بھی ہو گا لیکن تیرا دل معرفت کی روشنی سے محروم ہے اور حقیقت

کے جمال سے بہرہ ہے تو نے حق بات کے سننے سے اپنے کان بند کر رکھے ہیں۔

سن میرے بھائی تو مجھے فکر و فاقہ و مستی کا طعنہ دے رہا ہے میری تنگدستی پر ملامت کر رہا ہے اور مال و دولت کی بنا پر تو میرے سامنے فخر سے سر اونچا کر رہا ہے حالانکہ میں اس "مفلسی اور تنگدستی کے باوجود تیرا محتاج نہیں ہوں کیونکہ بے نیازی مال و دولت سے وابستہ نہیں ہے بلکہ حقیقی طور پر زندگی تو روح کا استغنا اور طبیعت کی حرص و ہوا سے بے نیازی ہے یہ تمام ہیرے جواہرات سونا چاندی باغ سبزہ زار اور یہ طرح طرح کی ظاہری نعمتیں جن کی بنا پر تو میرے سامنے ناز کر رہا ہے میری نظر میں ایک مٹھی بھر خاک سے بڑھ کر نہیں ہیں تیرے یہ جواہرات اور سونے کے ذرات مٹی کے چمکتے ہوئے ذروں سے زیادہ قیمت نہیں رکھتے۔

یہودا مزید اپنے بھائی قطروس سے کہنے لگا دیکھ میرے بھائی تو ان بے حقیقت باغوں کا مالک بن کر اپنے جامے میں نہیں سما رہا اور خوشی سے اپنے آپ پر قابو نہیں پا رہا میرے نزدیک تیرے یہ باغ و بوستان اور یہ نخلستان اور یہ ہرے بھرے درخت اور سبزا زار اسی طرح ہیں جیسے جنگلوں کے سبزا زار ہوتے ہیں ہر پہاڑ پر میدان میں درخت ہوتے ہیں اور خزاں کی نظر ہو جاتے ہیں اس سے بڑھ کر ان کی کوئی حقیقت نہیں یہ خوشامدی لوگوں کا ہجوم جو ہر وقت نزدیک رہتا ہے جن کی حمایت اور پشت پناہی پر تو دو سا کئے بیٹھا ہے یہ کبھی نہ فطرت اور مال و دولت کے بھوکے جو صرف تیری دولت کے ساتھی ہیں تجھے گمراہی کی ترغیب دیتے ہیں اور ظلم و فساد پر [illegible] ہیں تو ان کی دوستی پر نالاں ہے۔

میں تو خدا کی دوستی کا خواہش مند ہوں اس کی دوستی پر بھروسہ کرتا ہوں وہی میرا بہترین دوست اور ہر مشکل میں میرا مددگار ہے میری نظر میں بہترین زندگی یہ ہے کہ آزادی اور شکر گزاری کے ساتھ دو وقت روٹی آسانی سے حاصل ہو جائے تندرست رہنے اور امن کی زندگی ہی کافی ہے میں ایک روز فاقے سے گزارتا ہوں اور ایک روز شکم سیر ہو کر کھاتا ہوں تاکہ اس کی شکر گزاری کر سکوں میری یہ حالت اس سے بہتر ہے کہ غرور اور سرکشی پیدا کرنے والا مال مجھے ملے اور مجھے خدا سے دور کر دے میں خدا کی ذات سے امید کرتا ہوں کہ وہ میرے صبر و تحمل کا بہتر پھل دے گا اور اپنی جنت میں تیرے باغ سے بہتر اور عمدہ باغ دے گا جس کیلئے مجھے کوئی درد سری نہیں کرنے پڑے گی۔

سن میرے بھائی تیرے باغات سیلاب و طوفان اور آسمانی آفاتوں سے محفوظ نہیں ہیں ہر لحہ مجھے یہی خوف رہتا ہے کہ کہیں درختوں کے پتے نہ مرجھا جائیں کہیں خوشے نہ گر جائیں کہیں باغ اجڑنے نہ پائیں اور یہ آب رواں یہ خوشگوار اور شیریں چشمے جو درختوں کے درمیان خام چاندی کی

طرح پانی ہیں جن سے یہ بوستان ساری سرسبزی و شادابی حاصل کرتے ہیں کہیں خشک ہو جائیں اور یہ آب حیات ان باغوں کے لئے آب مرگ نہ بن جائے اور ان کی جڑوں کو خشک کر دے یہاں تک کہنے کے بعد یہودا اپنے گھر جانے کے لئے مڑا اور جاتے جاتے آخری گفتگو کے طور پر اپنے بھائی سے کہنے لگا خدا میرا اور تمہارا دونوں کا حامی ہو اور ہم دیکھتے ہیں کہ اب کہ خدا تمہیں نوازتا ہے یا مجھے مالامال کرتا ہے

پھر اس کے بعد ایسا ہوا کہ ایک صبح قطروس حسب معمول اپنی عادت کے مطابق اپنے باغات میں تفریح کرنے اور باغات کی خوشبودار ہواؤں سے لطف اندوز ہونے کے ارادے سے اپنے گھر سے نکلا لیکن جب باغوں کی جگہ پہنچا تو وہاں سوائے دو ریت کے ٹیلوں کے علاوہ کچھ نہ پایا البتہ چند سوکھے درخت اور خشک پتے ادھر ادھر بکھرے پڑے ہوئے تھے اس منظر کو دیکھ کر قطروس کے حواس باختہ ہو گئے اس کی تمام خوشیاں خاک میں مل گئیں اور ساریں امیدیں تباہ ہو گئیں اب وہ سرکشی کے بعد عجز و نیاز اور رونے گڑگڑانے کیلئے وقف ہو گیا اس کے غرور کا محل خاک پوش ہو چکا تھا طویل عمر کی محنت اس طرح برباد ہو جانے سے وہ کف افسوس ملنے لگا اور کہنے لگا کاش میں کسی چیز اور کسی شخص کو خدا کا شریک نہ بناتا لیکن اب ایسا کرنے سے کیا فائدہ اس لئے کہ اس کے تو سارے ہی باغات نیست و نابود اور تاراج کر دیئے گئے تھے۔

قطروس نے جب یہ سماں دیکھا بڑا پریشان اور افسردہ ہوا اور دل میں افسوس کرنے لگا کہ اس نے کیوں خداوند قدوس کے خلاف باتیں کیں کیوں وہ شرک میں مبتلا ہوا کیوں اس نے اچھے لوگوں کی طرح اپنے خدا واحد کی بندگی اور عبادت نہ کی لیکن اب پچھتانے سے کیا حاصل ہو سکتا تھا اس لئے کہ وقت گزر چکا تھا اس کے باغات تباہ و برباد کر دیئے گئے تھے دکانیں اور بازار لگاتار گھاٹے میں جا رہے تھے اور ہر روز اس کا کاروبار بلندی سے پستی کی طرف رواں ہو گیا تھا۔

یہاں تک کہنے کے بعد یعقوب اقلیبی خاموش ہو گیا تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر اس نے چہرہ اٹھایا اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا اے یوناف یہ ہے وہ حکایت جو میں نے تم سے کہہ دی یوناف کہنے لگا اس حکایت میں واقعی درس آمیزی اور عبرت خیزی کا ایک سماء باندھ کر رکھ دیا گیا ہے تمہاری اور یوحنا کی حالت واقعی ہی اس حکایت پر پوری اترتی ہے یوحنا اپنے مال و اسباب باغات اور جواہرات پر بھروسہ اور اعتقاد کرتا رہا ہے اور خداوند کی ذات کو اس نے پس پشت ڈال کر رکھا تھا لہٰذا خدا کی بے آواز لاٹھی حرکت میں آئی اور اس کی ساری دولت اس سے چھن گئی اور زمانے بھر کی مصیبتیں اس کی جھولی میں آ پڑی تھیں یوحنا کو چاہئے تھا کہ تیرے آدمیوں کا قتل کر کے تجھے نقصان پہنچانے کے بجائے زیادہ سے زیادہ اپنی زمینوں پر فصل اگانے کی کوششیں کرے اور اپنی فصلوں کو اسی حالت میں لائے جیسے کہ کچھ عرصہ پہلے وہ پرسکون اور صاحب ثروت کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہا تھا۔

یہاں تک کہہ کر یوناف رک کر تھوڑی دیر خاموش رہا پھر بولا اور کہنے لگا دیکھو یعقوب میرے بھائی کیا تو مجھے بتائے گا کہ وہ چاروں کون ہیں جنہوں نے تیرے دونوں کارندوں کا خاتمہ کر دیا ہے میں ان چاروں قاتلوں کو تلاش کر کے انہیں ایسی کڑی سزا دوں گا کہ انہیں ایسا کرنے کا حکم دینے والے یوحنا کی آنکھیں بھی کھول کے رکھ دوں گا اے یعقوب بتاؤ وہ چاروں کون ہیں ان کے کیا نام ہے تاکہ میں ان کی تلاش کا کام کروں مجھے امید ہے کہ میں جلد ہی انہیں ان کی کھوہ سے باہر نکال لوں گا اور ان سے تیرے دونوں کارندوں کے قتل کا انتقام ضرور لے کر چھوڑوں گا اس پر یعقوب اقلیبی کہنے لگا سنو یوناف میرے دوست وہ چاروں یوحنا کے رشتے دار ہیں جنہوں نے میرے دونوں کارندوں کا قتل کر دیا ہے ان چاروں کے نام سہام' ذوما' ملکا' ارانافس ہیں اس پر یوناف بولا دیکھو یعقوب میں بیوسا اور کیتم کے ساتھ شمالی سرزمینوں کے شہر ساردس کی طرف جا رہا تھا پر مجھے خبر ہوئی کہ تیرے کارندوں کو کچھ لوگوں نے قتل کر دیا ہے جو تیرے دشمن ہیں لہٰذا میں یہاں تیری طرف چلا آیا۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو یعقوب اقلیبی اپنی جگہ سے اٹھا اور ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تم تینوں یہاں بیٹھو میں تمہارے لئے کھانے کا انتظام کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی یعقوب اقلیبی اپنے اس دیوان خانے سے اٹھ کر باہر نکل گیا تھا اس کے جاتے ہی یوناف نے ابلیکا کو پکارا جواب میں ابلیکا نے جب یوناف کی گردن پر لمس دیا تو یوناف نے اسے مخاطب کر کے کہا سنو ابلیکا ان چاروں قاتلوں کو تلاش کر کے مجھے خبر دو کہ وہ کہاں چھپے بیٹھے ہیں جنہوں نے یعقوب کے دو کارندوں کو قتل کر دیا ہے اور جب مجھے ان کے ٹھکانے کا علم ہو جائے گا تو میں ان کے خلاف حرکت میں آؤں گا اور یعقوب کا ان سے انتقام لوں گا یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا اور ابلیکا اس کی گردن پر آخری لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی تھوڑی دیر تک وہ تینوں وہاں بیٹھ کر آپس میں باتیں کرتے رہے پھر یعقوب اقلیبی اپنے خدام کے ساتھ ان کے لئے کھانا لے آیا پھر وہ خاموشی سے وہاں بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔

○

اس سے پہلے کنعانی قوم کے حالات ہم وہاں تک پڑھ چکے ہیں جہاں کنعانیوں کا جرنیل حملکار اپنے بھائی ماگو کے ساتھ سسلی کی سرزمین میں یونانیوں کے حکمران ڈایونیسیوس اور اس کے بھائی لپٹائن کو پے بہ پے شکستیں دینے کے بعد سسلی میں یونانیوں کے مرکزی شہر سیراکوز کا محاصرہ کر لیتے ہیں لیکن بدقسمتی سے اس محاصرے کے دوران حملکار اور ماگو دونوں بھائیوں نے دریافت کیا کہ موسمی بخار کی وباء

پھوٹ نکلتی ہے اور ان کے لشکر کی اکثریت موت کا لقمہ بن جاتی ہے جس کے باعث حملکو اور ماگو اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف لوٹ آتے ہیں موں کی بجائے کے ہاتھوں کنعانیوں کے لشکر کی تباہی ان کے جرنیل حملکو کیلئے ناقابل برداشت ہوتی ہے لہٰذا قرطاجنہ آکر وہ اپنے آپ کو اپنے گھر کے ایک کمرے میں بند کر لیتا ہے اور سسک سسک کر جان دے دیتا ہے یہ صورت حال دیکھتے ہوئے قرطاجنہ کے حکمران فکر مند ہوتے ہیں کہ کہیں یونانی ان کی عسکری قوت کو کمزور دیکھتے ہوئے ان کے مرکزی شہر قرطاجنہ پر حملہ آور نہ ہو جائیں لہٰذا انہوں نے تیونس میں بڑی تیزی سے مزید بحری بیڑے تعمیر کرنے کے ساتھ ساتھ نئے جوانوں کو اپنے لشکر میں بھرتی کرتے ہوئے ان کی تربیت کا کام شروع کر دیا تھا اب اس سے آگے کی تاریخ کے حالات کا مطالعہ کرتے ہیں۔

قرطاجنہ کے لشکر کی تباہی و بربادی اور ان کے جرنیل حملکو کی خودکشی کے باعث سسلی میں یونانی سلطنت کے حکمران ڈیونا سیوس کے حوصلے اور بڑھ گئے اس نے پے بہ پے سسلی کے اندر لشکر کشی کی اور کنعانیوں کے بہت سے علاقوں پر قبضہ کر کے اس نے اپنی حکومت میں شامل کر لیا تھا اب سسلی میں کنعانیوں کی قوت بے حد کمزور پڑ گئی تھی اب ان کے پاس سسلی کے چھوٹے سے مغربی حصے اور چند جزیروں کے علاوہ باقی سارا علاقہ چھن چکا تھا اور سیرا کیوز کے حکمران نے اس سارے علاقے کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا

جلد ہی کنعانیوں نے اپنے مرنے والے جرنیل حملکو کے چھوٹے بھائی ماگو کو ایک مختصر سے بحری بیڑے اور چھوٹے سے ایک لشکر کے ساتھ سسلی کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ سسلی میں کنعانیوں کے بچے کھچے شہروں اور قصبوں اور جزیروں کی حفاظت کر سکے ماگو نے سمندر کے اندر بڑی تیزی سے سسلی کی طرف سفر کیا اور سسلی کی مغربی حصے میں کوہستان سلسلوں کے اندر ایک محفوظ جگہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر کے حالات کا جائزہ لینے لگا تھا۔

جلد ہی حالات کنعانیوں کے جرنیل ماگو کے حق میں پلٹا کھانے لگے اور وہ کچھ اس طرح کہ سسلی میں دو بڑے بڑے وحشی قبائل تھے ایک کا نام سکل اور دوسرے کا نام سکانی تھا ان دونوں قبائل کا یونانیوں کے حکمران ڈیونا سیوس کے ساتھ معاہدہ تھا کہ وہ ضرورت کے وقت دشمن کے خلاف جنگوں میں اس کا ساتھ دیا کریں گے سسلی میں کنعانیوں کے بہت سے مقبوضہ جات پر قبضہ کرنے کے بعد ڈیونا سیوس اب ان دونوں وحشی قبائل کی طرف سے بے فکر ہو گیا اس لئے کہ وہ یہ خیال کرنے لگا تھا سسلی میں ان کنعانیوں کے مقابلے میں کوئی قوت نہیں رہی لہٰذا اسے اب ان دونوں وحشی قبائل کی بھی چنداں ضرورت نہیں ہے سکل اور سکانی دونوں وحشی قبائل نے جب دیکھا کہ یہ ڈیونا سیوس ان کے حقوق کی پامالی کرنے لگا ہے تو انہوں نے ڈیونا سیوس کے خلاف بغاوت کر دی ڈیونا سیوس نے ان دونوں قبائل کے خلاف لشکر کشی کا اعلان کر دیا ہے اس طرح وہ ان باغی قبائل کے خلاف جنگوں میں الجھ گیا تھا۔

اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ماگو نے فیصلہ کیا کہ وہ ڈیونا سیوس پر حملہ روک دے اور اپنی قوم کے لئے سسلی میں فوائد حاصل کرنے کی کوشش کرے لیکن ماگو کی بدقسمتی یہ کہ ایک تو اس کے پاس بہت مختصر اور چھوٹا سا لشکر تھا جب کہ اس کے مقابلے میں یونانی حکمران ڈیونا سیوس کے پاس اس سے کئی گنا اور زیادہ مسلح لشکر تھا دوسری بدقسمتی یہ کہ جب ماگو ڈیونا سیوس پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر چکا تھا اس وقت تک ڈیونا سیوس نے دونوں باغی قبائل یعنی سکل اور سکانی کو شکست دے کر بھگا دیا تھا اسے جب خبر ہوئی کہ ماگو اس پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑھ رہا ہے تو اس نے خود ماگو کی طرف پیش قدمی کی اور اس پر ایسا زبردست حملہ کیا کہ ماگو کو پسپا ہو کر اپنے لشکر کے ساتھ کوہستانی سلسلے میں پناہ لینا پڑی ماگو نے اپنی پسپائی سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ڈیونا سیوس کے مقابلے میں چونکہ اس کے لشکر کی تعداد کم ہے لہٰذا اسے شکست ہوئی ہے اس بنا پر اس نے کچھ قاصد اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف بھجوائے اور کمک طلب کر لی۔

جلد ہی قرطاجنہ سے ماگو کو جنگی جہازوں اور مسلح جوانوں کی صورت میں کمک مل گئی اب سسلی میں ماگو نے اپنی پوزیشن کو خوب مستحکم اور مضبوط کرنا شروع کر دیا تھا۔

جلد ہی قرطاجنہ سے ماگو کو جنگی جہازوں اور مسلح جوانوں کی صورت میں کچھ کمک مل گئی اب سسلی میں ماگو نے اپنی پوزیشن کو خوب مستحکم اور مضبوط کرنا شروع کر دیا تھا۔

چند ہفتوں تک تیاری کرنے کے بعد ماگو نے جب یہ جائزہ لیا کہ اب وہ ڈیونا سیوس سے مقابلہ کرنے کے لئے پہلے کی نسبت زیادہ بہتر حالات میں ہے تو ایک بار پھر وہ کوہستانی سلسلے سے اپنے لشکر کے ساتھ نکلا اور ڈیونا سیوس پر حملہ آور ہونے کے لئے اس کے مرکزی شہر سیرا کیوز کا اس نے رخ کیا دوسری طرف ڈیونا سوس کو بھی خبر ہو گئی کہ ماگو اس پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے لہٰذا وہ بھی اپنے مرکزی شہر سیرا کیوز سے نکلا اور ماگو کی طرف بڑھا کھلے میدانوں کے اندر ماگو اور ڈیونا سیوس کے درمیان ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں ماگو نے ڈیونا سیوس کو بدترین شکست دی اور یونانی حکمران یہ شکست اٹھانے کے بعد اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر اپنے مرکزی شہر کی طرف بھاگ جانے دیا اور ماضی میں ڈیونا سیوس نے پے در پے حملہ آور ہو کر جو سسلی میں کنعانیوں کے جن علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا وہ سارے مقبوضہ شہر اور قصبے اور سارے سرسبز علاقہ جات ماگو نے واپس لے لئے اور سسلی میں اس نے اپنی پوزیشن ایک طرح سے برسوں پہلے کی

مستحکم صورت حال پر قائم کر دی تھی۔

کنعانیوں کے ہاتھوں اس شکست کو یونانی حکمران ڈیونا سیوس نے اپنی توہین اور بے عزتی سمجھا اپنے مرکزی شہر سیراکیوز پہنچ کر اس نے بڑی تیزی سے ایک بہت بڑا لشکر تیار کرنا شروع کیا تاکہ وہ اس شکست کا انتقام لے سکے جلد ہی ڈیونا سیوس ایک بہت بڑے لشکر کو جمع کرنے اور اس کی تربیت کا کام مکمل کرنے میں کامیاب ہو گیا پھر اس لشکر کے ساتھ وہ اپنے مرکزی شہر سیراکیوز سے نکلا اس نے مصمم ارادہ کر لیا تھا اس بار وہ کنعانیوں کو ہر صورت میں سسلی کی سرزمین سے نکال کر رہے گا دوسری طرف ماگو کو بھی ڈیونا سیوس کی اس پیش قدمی کی اطلاع مل گئی تھی لہٰذا وہ بھی بڑی تیزی سے ڈیونا سیوس کی طرف بڑھا دونوں لشکر جب آپس میں ٹکرائے تو پہلے ہی حملے میں بدقسمتی سے ماگو مہلک تیر لگنے کے باعث ہلاک ہو گیا اس کی ہلاکت نے کنعانی لشکر کے اندر ایک طرح کی بددلی اور مایوسی پھیلا دی جن کے باعث کنعانی مقابلے سے منہ پھیرتے ہوئے قریبی کوہستانی سلسلے میں چھپ کر گھات میں بیٹھ گئے پھر انہوں نے اپنے چند قاصد ڈیونا سیوس کی طرف روانہ کیے اور اس سے صلح کی درخواست کی۔

اس صلح کی پیش کش کے جواب میں ڈیونا سیوس نے کنعانی قاصدوں کے ہاتھوں کہلا بھیجا کہ وہ صلح کی یہ درخواست صرف اس صورت میں قبول کرنے کیلئے تیار ہے کہ کنعانی سسلی کے اندر اپنے سارے شہروں اور قصبوں سے دست بردار ہو کر اپنی عسکری قوت کو سمیٹتے ہوئے افریقہ میں اپنی مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف چلے جائیں اور دوئم یہ کہ اس جنگ میں یونانیوں کے جس قدر اخراجات ہوئے ہیں وہ بھی کنعانی برداشت کریں گے یہ پیغام سننے کے بعد ماگو کے لشکر میں بچنے والے کنعانی جرنیلوں نے سر جوڑ کر آپس میں صلاح مشورہ کیا اور انہوں نے لشکر میں شامل ماگو کے بیٹے کو اپنا سربراہ مقرر کر لیا اس دوران ڈیونا سیوس کو پیغام بھجوایا کہ سسلی میں سارے کنعانی شہروں اور قصبوں کو خالی کرنا ایک بہت بڑا معاملہ ہے اور اس معاملے کو وہ جرنیل نہیں کر سکتے جو اس وقت لشکر میں شامل ہیں لہٰذا ڈیونا سیوس کو ہمیں کچھ مہلت دینی چاہئے تاکہ ہم اپنے قاصد اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف بھجوا کر اس معاملے کے سلسلے میں اپنی حکومت سے مشورہ کریں ڈیونا سیوس کی بدقسمتی کہ اس نے کنعانیوں کو ایسا کرنے کی اجازت دے دی کنعانیوں نے اپنا کوئی قاصد قرطاجنہ نہ بھجوایا بلکہ وہ اندر ہی اندر ڈیونا سیوس سے مقابلہ کرنے کے لئے جنگی تیاریاں کرنے لگ گئے تھے۔

اپنی جنگی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد کنعانی لشکر اپنے مرحوم جرنیل ماگو کے بیٹے کی سرکردگی میں اپنی کوہستانی گھات سے نکلا اور یونانی حکمران ڈیونا سیوس کی طرف اپنے قاصد بھجوائے اور

اسے جنگ کی دعوت دی ڈیونا سیوس نے جنگ کی اس دعوت کو کنعانیوں کی حماقت اور بے وقوفی تصور کیا تاہم انہیں ان کی حماقت کی سزا دینے کے لئے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ وہ سیراکیوز سے نکلا اور ان میدانوں کی طرف بڑھا جن میدانوں کی طرف کنعانی پیش قدمی کرتے چلے آ رہے تھے کرونیم کے مقام پر دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا دشمن کے خلاف جنگ کی ابتداء کرنے سے پہلے ڈیونا سیوس نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اس نے اپنے پاس رکھا جبکہ دوسرا حصہ اس نے اپنے چھوٹے بھائی لپٹائن کی سرکردگی میں دے دیا تھا۔

جب جنگ کی ابتدائی ہوئی تو جنگ کے شروع میں ہی کنعانی اپنے مرنے والے جرنیل ماگو کے بیٹے کی سرکردگی میں کچھ اس قدر جانثاری سرفروشی کے ساتھ حملہ آور ہوئے کہ یونانی لشکر کے اس حصے کو انہوں نے تہس نہس کر کے رکھ دیا جس کی کمان داری ڈیونا سیوس کا چھوٹا بھائی لپٹائن کر رہا تھا اور اس خوفناک حملے میں کنعانیوں نے اس لشکر کو تباہ و برباد کرنے کے ساتھ ساتھ ڈیونا سیوس کے چھوٹے بھائی لپٹائن کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا تھا ایک حصے کا خاتمہ کرنے کے بعد کنعانی لشکر متحد ہو کر یونانیوں کے اس دوسرے حصے کی طرف حملہ آور ہوا جس کی کمانداری خود ڈیونا سیوس کر رہا تھا ڈیونا سیوس بھی زیادہ دیر تک کنعانیوں کے ان ہولناک اور جان لیوا حملوں کا مقابلہ نہ کر سکا لہٰذا وہ شکست اٹھا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا کنعانیوں نے تھوڑی دور تک اس کا تعاقب کر کے اس کے لشکر کے اکثر حصے کو تہ تیغ کرتے ہوئے اس کے پڑاؤ پر قبضہ کر کے ہر چیز لوٹ لی اور سسلی کے اندر انہوں نے اپنی حیثیت مضبوط کرنا شروع کر دی تھی جبکہ ڈیونا سیوس بچے کھچے لشکر کے ساتھ سیراکیوز کی طرف بھاگ گیا تھا۔

سیراکیوز واپس پہنچ کر یونانی حکمران ڈیونا سیوس نے اپنے قاصد کنعانیوں کی طرف روانہ کیے اور ان سے صلح کی درخواست کی کنعانیوں نے اس صلح کو قبول کرتے ہوئے یہ مطالبہ پیش کیا کہ ڈیونا سیوس انہیں جنگی تاوان ادا کرے ڈیونا سیوس اس کے لئے آمادہ ہو گیا ایک بھاری رقم اس نے کنعانیوں کو تاوان میں ادا کی اور جس قدر علاقے انہوں نے فتح کیے تھے ان پر قبضہ کر لیا اس طرح سسلی میں اس معاہدے کے تحت کنعانیوں اور یونانیوں کے درمیان امن قائم ہو گیا تھا لیکن ڈیونا سیوس جسے کنعانیوں کے ہاتھوں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا اس شکست کے چند ہی روز بعد وفور غم سے موت کی نیند سو گیا۔

بظاہر اس معاہدے کے تحت کنعانیوں اور یونانیوں کے درمیان ایک پر امن فضا چھا گئی تھی لیکن سیراکیوز والے شاید امن پسند اور صلح اور آشتی کے عادی نہیں تھے لہٰذا انہوں نے امن کا معاہدہ ہونے اور ڈیونا سیوس کی موت کے بعد وہ ذرائع تلاش کرنا شروع کر دیئے جنہیں استعمال

کرتے ہوئے وہ ایک بار پھر کنعانیوں کو اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔

ڈیونا سیوس کی موت کے بعد انہوں نے سیراکیوز کی سلطنت کے اندر بہت تلاش اور جستجو کی کہ کسی ایسے مناسب دلیر اور جرات مند انسان کو تلاش کر سکیں جسے وہ اپنا حکمران اور اپنا بادشاہ تسلیم کر کے اپنی عسکری قوت میں اضافہ کریں اور پھر اس شکست کا بدلہ کنعانیوں سے لیں لیکن سیراکیوز کی پوری سلطنت کے اندر انہیں کوئی بھی ایسا شخص دکھائی نہ دیا جو کنعانیوں کے خلاف ان کی راہنمائی کر سکے سیراکیوز کے کچھ بزرگوں نے اپنے حکمران طبقے کو یہ مشورہ دیا کہ یونان سے کسی مناسب جنگجو کو بلا کر سیراکیوز کا حکمران بنایا جائے تاکہ وہ کنعانیوں سے سیراکیوز کا انتقام لے ان بزرگوں نے ایسا مشورہ دیتے ہوئے یہ دلیل پیش کی کہ ڈیونا سیوس جس نے اپنی زندگی میں کنعانیوں کے خلاف کافی کامیابیاں حاصل کی تھی وہ بھی یونان کے علاقے کورنتھ کا ہی رہنے والا تھا لہٰذا انہوں نے مشورہ دیا کہ پھر کورنتھ کی طرف رجوع کیا جائے اور اس علاقے سے کسی دلیر اور جنگجو سورما کو سیراکیوز کا حکمران مقرر کیا جائے۔

سیراکیوز کے یونانی بنیادی طور پر یونان ہی سے تعلق رکھتے تھے اور وہیں سے نکل کر انہوں نے سسلی کے اندر سیراکیوز نام کی سلطنت قائم کر لی تھی لہٰذا اپنے بزرگوں کا یہ مشورہ انہیں پسند آیا انہوں نے اپنی آبائی سلطنت یونان سے رجوع کیا اور انہیں پتہ چلا کہ کورنتھ میں تمولین نام کا ایک ایسا جنگجو ہے جو ان کے معیار پر پورا اتر سکتا ہے لہٰذا سیراکیوز کے حکمران طبقے نے یونان کے علاقے کورنتھ کے رہنے والے تمولین سے رابطہ قائم کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

تمولین ان دنوں اپنے گھر میں گوشہ گیری کی زندگی بسر کر رہا تھا اس لئے کہ اسکا ایک چھوٹا بھائی تھا جس نے بے راہ روی اختیار کر لی تھی وہ کورنتھ کے علاقے میں لوٹ مار اور قتل و راہزنی کرنے لگا تھا تمولین چونکہ کورنتھ کے علاقوں کے بڑے سرداروں میں شامل تھا لہٰذا لوگوں نے اسے طعنہ دیا کہ تمہارا خاندان جو قوم پرست یونانی ہونے کا دعوی کرتا ہے اس کے ایک فرد نے کورنتھ کے علاقے میں تباہی و بربادی مچا رکھی ہے تمولین اپنے چھوٹے بھائی کو یہ لوٹ مار تباہ و بربادی اور قتل و غارت کا سلسلہ فوراً" بند کرنے کو کہا جب اس کے بھائی نے اس کی بات نہ مانی تو تمولین نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا تمولین اب اپنے بھائی کے قتل کے بعد بڑا شرمندہ اور غمگین ہوا لہٰذا اس نے ہر چیز میں دلچسپی لینی ترک کر دی اور اپنے گھر میں گوشہ گیری کی زندگی بسر کرنے لگا تھا۔

سیراکیوز کا وفد کورنتھ آیا اور تمولین سے ملا اسے اونچ نیچ سمجھائی کہ اس کا خاندان شروع دن سے یونان سے محبت کرنے والا ہے اور جب کبھی یونان پر مصیبت اور تکلیف کے لمحات آئے اس کے خاندان نے ہمیشہ یونانیوں کی مدد کی ہے اس طرح کی گفتگو کر کے سیراکیوز کے وفد نے تمولین کو بتایا کہ سسلی میں سیراکیوز نام کی جو یونانیوں کی سلطنت ہے اس ڈیونا سیوس کے مرنے کے بعد خطرات ہی خطرات درپیش ہیں اور اگر تمولین نے سیراکیوز کا حکمران بننا پسند نہ کیا تو ایک دن ایسا آئے گا کہ کنعانیوں کی طاقت بڑھتی چلی جائے گی اور وہ سسلی سے سارے یونانیوں کو یا تو قتل کر دیں گے یا انہیں سسلی چھوڑ کر واپس یونان آنے پر مجبور کر دیں گے لہٰذا تمولین کا فرض بنتا ہے کہ وہ سیراکیوز جائے وہاں کی حکمرانی قبول کرے اور کنعانیوں کے مقابلے میں وہاں کے لشکر کو ترتیب دے۔

چند دن کی سوچ بچار کے بعد تمولین نے سیراکیوز کے وفد کی اس پیشکش کو قبول کر لیا اور ان کے ساتھ جا کر سیراکیوز کی حکمرانی اور وہاں کے لشکر کو از سر نو ترتیب کرنے کی پیشکش کو قبول کر لیا یہ وفد تمولین کو سیراکیوز لایا اور اسے سیراکیوز کے تاج و تخت کا مالک بنا دیا تمولین بنیادی طور پر ایک انتہائی جنگجو سورما اور دلیر انسان تھا سیراکیوز کا حکمران بنتے ہی اس نے بھرتی کا کام شروع کیا دن بدن اپنے لشکر کو وہ تربیت دینے کے ساتھ ساتھ اس کی تعداد بھی بڑھانے لگا تھا اس طرح چند ہی سال کی انتھک محنت و مشقت کے بعد اس نے سیراکیوز میں ایک بہت بڑا اور خوب اچھی طرح مسلح اور بہتر تربیت یافتہ لشکر تیار کر لیا تھا پھر اس لشکر کو لے کر وہ نکلا تاکہ کنعانیوں پر حملہ آور ہو اور انہیں جزیرہ سسلی سے نکل جانے پر مجبور کر دے۔

کنعانی بنیادی طور پر تجارت پیشہ لوگ تھے دنیا کے سارے ممالک میں ان کے بحری جہاز سرگرداں رہتے تھے اور مال کا لین دین کر کے خوب دولت کماتے تھے اس دور میں سب سے زیادہ اور بڑے تجارتی بیڑے کنعانی ہی کے پاس تھے۔ سسلی میں بھی کنعانیوں کا دارومدار زیادہ تر تجارت پر ہی منحصر تھا وہ کچھ مال اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ سے منگواتے اور اس کے جواب میں اٹلی سہارڈینیا کارسیکا اور دیگر قریبی جزائر سے مال کے بدلے مال کی تجارت کرتے ہوئے خوب پیسہ کماتے تھے اور منافع کی بھاری رقوم اپنی مرکزی شہر قرطاجنہ کو روانہ کیا کرتے تھے سیراکیوز کے ساتھ بیس سال کا امن معاہدہ ہو جانے کے بعد وہ بڑے انہماک بڑی توجہ کے ساتھ اپنی تجارتی لین دین میں لگ گئے تھے ڈیونا سیوس کی موت کے بعد ان کو کچھ حوصلہ ہوا تھا کہ اب سیراکیوز کے ساتھ ان کی جنگیں ختم ہو جائیں گی اس لئے کہ ماضی میں ڈیونا سیوس ہی ان پر جنگیں مسلط کرتا رہا تھا لہٰذا وہ اپنے تجارت کے شعبے میں پوری طرح منہمک تھے لیکن جب انہیں خبر ہوئی کہ سیراکیوز کا نیا حکمران تمولین ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ مغرب کی طرف بڑھ رہا ہے تاکہ کنعانیوں کو سسلی سے نکال باہر کرے تو کنعانی یہ خبر سن کر فوراً" سنبھلے جلدی میں انہوں نے ایک لشکر تیار کیا اور اس سمت پیش قدمی کی جس سمت سے تمولین اپنے لشکر کے ساتھ بڑھ رہا تھا کنعانیوں کا یہ ارادہ تھا کہ تمولین کو اس کے لشکر

کے ساتھ اپنے علاقوں سے باہر ہی روک کر جنگ کی ابتدا کریں تاکہ ان کے اپنے علاقوں کا نقصان نہ ہو بہرحال دونوں لشکر بڑی برق رفتاری سے ایک دوسرے کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

تمولین کی خوش قسمتی کہ جب وہ اپنے لشکر کے ساتھ تیزی سے مغرب کی سمت پیش قدمی کرتے ہوئے دریائے کرا نمس کے قریب آیا تو اس نے دیکھا دریا کے دوسرے کنارے کنعانیوں کا لشکر بھی نمودار ہوا تھا اس لشکر کے آگے کنعانیوں کے بہترین دس ہزار مسلح سوار تھے جو بڑی ترتیب کے ساتھ آگے بڑھتے چلے آرہے تھے اس وقت آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے فضاؤں میں ہلکی ہلکی دھند پھیلی ہوئی تھی پھر جس وقت کنعانیوں کا لشکر دریائے کرا نمس کے کنارے آیا تو موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور ساتھ ہی بڑے بڑے اولے بھی پڑنے لگے کنعانیوں نے یہ فیصلہ کیا کہ فوراً" دریا کو عبور کر کے دوسرے کنارے پر کسی کوہستانی سلسلے کی پناہ گاہ میں اپنے لشکر کو محفوظ کرنا چاہیے کنعانیوں کو یہ خبر نہ تھی کہ دریا کے دوسرے کنارے کوہستانی سلسلے کی ایک گھات میں تمولین اپنے لشکر کے ساتھ ان ہی کی تاک میں بیٹھا ہوا ہے تھوڑی دیر تک اولوں کا سلسلہ تو بند ہو گیا تاہم بارش اسی طرح تیز رفتاری سے جاری رہی کنعانیوں نے کچھ اطمینان محسوس کیا کہ ژالہ باری بند ہو گئی ہے لہٰذا بارش کو نظرانداز کرتے ہوئے انہوں نے دریا پار کر کے کہیں پناہ لینے کے بجائے دشمن کی طرف پیش قدمی کرنے کا فیصلہ کیا لہٰذا سب سے پہلے ان کے دس ہزار مسلح سوار دریا میں اترے۔

گزشتہ کئی ماہ سے ان علاقوں میں چونکہ بارش نہ ہوئی تھی لہٰذا دریا کا پانی خوب اترا ہوا تھا اور زیادہ سے زیادہ پانی گھوڑوں کے گھٹنوں تک تھا لہٰذا کنعانی بڑی بے فکری سے دریا عبور کرنے لگے دس ہزار سواروں کے پیچھے پیچھے ان کے پیدل دستے بھی دریا میں داخل ہو گئے یہ صورت دیکھتے ہوئے دوسری تمولین نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اس نے اپنے پاس رکھا دوسرا حصہ ایک دوسرے جرنیل کی کمانداری میں دیتے ہوئے اسے حکم دیا کہ وہ اس وقت کنعانیوں پر زوردار حملہ کر دے جب ان کے اگلے دس ہزار سوار دریا سے نکل کر کنارے پر چڑھنے کی کوششیں کر رہے ہوں پس تمولین کے اس سردار نے ایسا ہی کیا جب دس ہزار کنعانی دریا سے نکل کر ساحل پر آنے لگے تو تمولین کے جرنیل نے ان پر جان لیوا حملہ کر دیا بارش اسی طرح جاری تھی اور کنعانیوں کی بدقسمتی کہ اس بارش کا فائدہ بھی سیراکیوز کے لشکر کو ہو رہا تھا وہ اس طرح کہ بارش کا رخ مشرق کی طرف سے تھا تیز بارش کی تیز پھوہار کنعانیوں کی آنکھوں میں اور سیراکیوز والوں کی پیٹھ پر پڑتی تھیں لہٰذا اس طرح سے یہ بارش بھی کنعانیوں ہی کیلئے نقصان دہ تھی تمولین کے جرنیل نے اپنی طرف سے خوفناک حملہ کنعانیوں پر کیا تھا لیکن کنعانیوں کے ان دس ہزار سواروں نے جوابی حملہ کرتے ہوئے تمولین کے اس جرنیل کو اپنے لشکر سمیت بری طرح پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تمولین نے جب دیکھا کے اس کا جرنیل کنعانیوں کے مقابلے میں بری طرح پسپا ہوا تو وہ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ نمودار ہوا اور وہ بھی کنعانیوں پر ٹوٹ پڑا اس طرح سیراکیوز کا پورے کا پورا لشکر دریا پار کرنے والے کنعانیوں کے دس ہزار سواروں پر حملہ آور ہو گیا تھا اب صورت حال یہ تھی کہ خشکی پر تمولین اپنے بہت بڑے لشکر کے ساتھ پورے ساحل کو گھیرے ہوئے تھا جب کہ کنعانیوں کے دس ہزار سواروں میں پانچ ہزار تو خشکی پر اور پانچ ہزار پانی کے اندر دشمن کے ساتھ جنگ کر رہے تھے تھوڑی دیر کی جنگ کے بعد کنعانیوں نے تمولین کے متحدہ لشکر کو بھی پسپا کرنا شروع کر دیا تھا عنقریب تھا کہ تمولین کے لشکر کو کنعانیوں کے ہاتھوں بدترین اور ذلت آمیز شکست اٹھانا پڑتی لیکن کنعانویں کی دوسری بدقسمتی یہ کہ موسلا دھار اور تیز بارشوں کے باعث قریبی کوہستانی سلسلوں سے بڑی تیز رفتاری کے ساتھ پانی کے ریلے دریا کرا نمس میں آنا شروع ہو گئے اور آناً" فاناً" دریا کا پانی چڑھنا شروع ہو گیا اور اس نے ایک سیلاب کی صورت اختیار کر لی یہ صورت حال دیکھتے ہوئے تمولین نے اپنے حملوں میں تیزی پیدا کر لی تھی اور کنعانیوں کو وہ موقع نہ فراہم کر رہا تھا کہ وہ ساحل پر چڑھ آئیں۔

پانی کے تیز ریلے جو خوفناک سیلاب کی صورت اختیار کر گئے تھے اس نے کنعانیوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا کنعانیوں کے لشکر کا اکثر حصہ دریا کے سیلاب میں بہہ کر اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھا بہت کم سوار دریا کی سرکش لہروں کو پار کرتے ہوئے دوسرے کنارے پر جانے میں کامیاب ہو گئے تھے اس پہلی جنگ میں ہی تمولین کو احساس ہو گیا تھا کہ کنعانیوں کو اپنے سامنے زیر کرنا اور اپنا جزیرہ سے نکالنا اتنا آسان نہیں جتنا اس نے خیال کر لیا تھا۔ لہٰذا اس نے اپنے دل میں یہ عہد کیا کہ آئندہ اپنے آپکو کنعانیوں کے ساتھ کبھی جنگوں میں نہ الجھائے گا اس نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ ان کنعانیوں کے ساتھ ایسا معاہدہ ہو جانا چاہیے جو کم از کم سیراکیوز والوں کیلئے بھی باعث عزت ہو لہٰذا دریا کی سیلابی اور طوفانی کیفیت جب ختم ہوئی تو اس نے کنعانیوں سے رابطہ قائم کیا تمولین کو یہ بھی خطرہ تھا کہ اگر اس نے کنعانیوں کے ساتھ معاہدہ نہ کیا تو کنعانی واپس جا کر پھر جنگ کی تیاری کریں گے اور اس کے مقابلے میں ایک ایسا لشکر لے کر آئیں گے جو تمولین کی بدترین شکست کا باعث بن جائے گا لہٰذا تمولین نے ہر صورت میں کنعانیوں کے ساتھ صلح کا معاہدہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

اس نیت کے لئے تمولین نے کنعانیوں سے رابطہ قائم کیا اور یہ معاہدہ طے پایا کہ سسلی میں اس وقت جو علاقے کنعانیوں کے قبضے میں ہیں اور اپنے آپ کو ان ہی تک محدود رکھیں گے اور جو علاقے سیراکیوز کے پاس ہیں سیراکیوز اپنے آپ کو ان ہی علاقے تک محدود رکھے گا اور دونوں میں سے کوئی بھی آنے والے دور میں ایک دوسرے کے علاقوں پر حملہ آور ہونے کی کوششیں نہ کرے

کا کنعانیوں نے اس معاہدے کو قبول کرلیا اور وقتی طور پر پھر دونوں اقوام کے درمیان صلح کی فضا قائم ہو گئی تھی۔

اس کے بعد تمولین نے سیراکیوز کے حکمران کی حیثیت سے کنعانیوں کے خلاف کسی جنگ کی ابتداء نہ کی وہ جانتا تھا کہ ایسی کوئی دوسری جنگ کنعانیوں کے ساتھ ہوئی تو اس کی اپنی حکمرانی کے ساتھ ساتھ سیراکیوز بھی تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گا لہٰذا اس نے بیس سال تک پر امن انداز میں سیراکیوز میں حکمرانی کی اس دوران کنعانیوں کی طرف سے بھی صلح کے معاہدے کی کوئی خلاف ورزی نہ کی گئی تھی لیکن بیس سال کے اس عرصے کے بعد سیراکیوز میں پھر ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا وہ اسطرح کہ تمولین اپنی طبعی موت مرگیا اور اس کی جگہ ایک انتہائی جابر اور ظالم شخص کے نام جس کا اگاتھل تھا وہ سیراکیوز کا حکمران بنا تخت نشین ہوتے ہی اگاتھل نے اپنی فوجی تیاریوں کو عروج پر پہنچا دیا جگہ جگہ اس نے لشکریوں کی تربیت گاہیں کھول دیں ہر شہر میں بھرتی شروع کی اور ایک بہت بڑا لشکر تیار کرنے کے بعد اس نے آہستہ آہستہ کنعانیوں کے سرحدی علاقوں پر یلغار کرنا شروع کر دی تھی۔

دوسری طرف کنعانی بھی یونانیوں کی اس بدعہدی کی بو کو سونگھ گئے تھے لہٰذا انہوں نے بھی افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کو اطلاع کر دی کہ سسلی کے اندر یونانی پھر کوئی طوفان کھڑا کرنا چاہتے ہیں لہٰذا ان کی مدد کیلئے قرطاجنہ سے کوئی لشکر روانہ کیا جائے اس بار افریقہ میں کنعانیوں کا بادشاہ حملکو خود حرکت میں آیا ایک لشکر جلدی میں تیار کر کے اس نے اپنے بحری بیڑے میں سوار کیا اور سسلی کی طرف روانہ ہوا۔ سسلی پہنچ کر حملکو نے سسلی میں پہلے سے کنعانیوں کا جو لشکر موجود تھا اسے اپنے ساتھ ملا کر اس نے دونوں لشکر کو ایک متحدہ لشکر کی صورت میں متحد اور منظم کرنا شروع کیا دوسری اگاتھل کو جب یہ خبر آئی کہ کنعانیوں کا حکمران خود ایک لشکر کے ساتھ سسلی پہنچ چکا ہے تو وہ اس کے ساتھ فیصلہ کن معرکہ آرائی کے لئے اپنے لشکر کے ساتھ سسلی میں کنعانیوں کے علاقوں کی طرف بڑھا تھا۔

کنعانیوں کی طرف پیش قدمی کرنے سے قبل اگاتھل نے اپنے کچھ قاصد یونان کی طرف بھجوا دیئے تھے تاکہ اگر جنگ طویل ہو جائے تو اسے کمک و رسد کا سامان ملتا رہے دوسرا فیصلہ اگاتھل نے یہ کیا کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ دریا حیرا کی طرف بڑھا تھا اس کا خیال تھا کہ تمولین نے بیس سال پہلے دریا کرا مسس کی سیلابی کیفیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کنعانیوں کو نقصان پہنچایا تھا اسی طرح وہ بھی دریا حمیرا کے کنارے کنعانیوں کو نقصان پہنچانے میں کامیاب رہے گا اپنے لشکر کے ساتھ تیزی سے پیش قدمی کرتا ہوا اگاتھل جب دریا حمیرا کے کنارے کے قریب پہنچا تو اس نے دیکھا کنعانیوں کا حکمران حملکو اس سے پہلے ہی دریا حمیرا کو عبور کرنے کے بعد ساحل کے ساتھ ساتھ اپنے لشکر کا پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔

دریائے حمیرا کے کنارے کنعانیوں اور یونانیوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی یونانیوں کے حکمران اگاتھل کا خیال تھا کہ وہ بہت جلد کنعانیوں کو پسپا کرنے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن اس بار حالات پہلے کی نسبت مختلف تھے کنعانیوں کا بادشاہ حملکو خود ان کے اندر موجود تھا اور وہ ایک نہایت دانشمند اور ہردل عزیز شخص تھا پہلے ہی حملے میں وہ کچھ اس خوفناک طریقے سے حملہ آور ہوا کہ اس نے یونان کے قدم اکھاڑ کر رکھ دیئے اس حملے کی سختی اور خونخواری سے بچنے کے لئے یونانی ادھر ادھر ہٹنے لگے اور ان کی صفوں کے اندر ابتری پھیلتی چلی گئی مزید یہ کہ وہ گرمی کے عروج کا موسم تھا اور اس وقت دوپہر تھی اور سورج پوری قوت سے سر پر چمک چلا رہا تھا جنگ کی بھٹی جب اپنے عروج پر پہنچی اور کنعانیوں نے یونانیوں کا قتل عام شروع کر دیا تو یونانی جو شدت کی پیاس محسوس کر رہے تھے وہ دائیں بائیں طرف ہٹتے ہوئے دریا کی طرف بھاگے لیکن دریا کا پانی کھارا تھا جس جس نے بھی دریائے حمیرا کا پانی پیا وہ موت کی نظر ہو گیا لشکر کے باقی حصے کی اکثریت کنعانیوں کے بادشاہ حملکو نے کاٹ کر رکھ دیا تھا اس طرح دریائے حمیرا کے کنارے یونانیوں کو بدترین شکست ہوئی اور اپنے بچے لشکر کے ساتھ اگاتھل بھاگ کر اپنے مرکزی شہر سیراکیوز کی طرف چلا گیا تھا اس موقع پر کنعانیوں کا حکمران حملکو اگر چاہتا تو بڑی خون خواری سے اگاتھل کا تعاقب کرتے ہوئے اس کے مرکزی شہر سیراکیوز تک پہنچتا اور اگر وہ سیراکیوز کا محاصرہ کر کے ایک نئی جنگ کی ابتدا کرتا تو اس کی راہ میں کوئی ایسی قوت نہ تھی جو اسے سیراکیوز پر قبضہ کرنے سے روک سکتی لیکن یہ حملکو نرم دل کا نرم شخص تھا اس نے اپنے لشکر کے ساتھ بھاگتے ہوئے اگاتھل کا تعاقب نہیں کیا بلکہ اسے اپنے مرکزی شہر سیراکیوز کی طرف بھاگ جانے دیا خود کنعانیوں کا بادشاہ حملکوں سسلی کے لوگوں کی خیر خواہی میں مصروف ہو گیا وہ اس طرح کہ جنگ کے دوران جن کنعانیوں کا نقصان ہوا تھا وہ ان کی تلافی کرنے لگا یہاں تک کہ اس نے اپنی نرم دلی کی بنا پر کنعانیوں کے ساتھ ساتھ بہت سے یونانیوں کو بھی نوازا جو کنعانیوں کے سرحدی علاقوں پر آباد تھے اس طرح سسلی میں کنعانیوں کے علاوہ حملکو یونانیوں میں بھی ہردل عزیز ہونے لگا تھا۔

دوسری طرف اگاتھل جب شکست کھانے کے بعد سیراکیوز پہنچا تو اس نے دیکھا یونان سے اس کیلئے رسد اور کمک بڑی تیزی سے پہنچنا شروع ہو گئی تھی اب اگاتھل نے کنعانیوں سے اپنی شکست کا خوفناک انتقام لینے کا ارادہ کیا جو لوگ اس کی خاطر جنگ میں حصہ لینے کے لئے یونان سے آرہے تھے انہیں اس نے منظم کرنے کے ساتھ ساتھ سسلی کے یونانیوں کو بھی فوج میں بھرتی کرنا

شروع کیا نقدی اناج اور دوسری اشیا کی صورت میں اسے یونان سے برابر امداد مل رہی تھی للذا جلد ہی اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اس نے ارادہ کیا کہ کنعانیوں کے بادشاہ حملکو کو سسلی میں ہی رہنے دے اور وہ خود اپنے بحری بیڑے کو حرکت میں لا کر افریقہ کی طرف جائے اور وہاں کنعانیوں کی مرکزی سلطنت پر حملہ آور ہو کر انہیں برابر شکستیں دے کر ان کے مرکزی شہر قرطاجنہ پر قبضہ کر لے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اگاتھل نے اپنی پسند کے آدمیوں کی ایک کونسل مقرر کی تاکہ اس کی غیر موجودگی میں وہ سیراکیوز کی سلطنت کے کام چلاتے رہیں خود اس نے اپنے بیٹے آرکاتھیوس کو اپنے ساتھ لیا اور اپنے بحری بیڑے کے ساتھ وہ برق رفتاری سے افریقی ساحل کی طرف بڑھا تھا اگاتھل کی خوش قسمتی کہ افریقہ کی طرف سفر کرتے ہوئے راستے میں سمندر میں اسے کئی جہاز دکھائی دیئے یہ جہاز کنعانیوں کے تھے جو اناج لے کر افریقہ کی طرف جا رہے تھے اگاتھل اپنے بحری بیڑے کے ساتھ ان جہازوں پر حملہ آور ہوا اور ان پر قبضہ کرنے کے بعد پھر اس نے تیزی کے ساتھ افریقی ساحل کی طرف پیش قدمی شروع کر دی تھی۔

افریقی ساحل پر پہنچ کر اگاتھل نے اپنے بحری بیڑے کو ایک محفوظ اور تنگ آبنائے میں لنگر انداز کر دیا پھر اس نے اپنے لشکر کے ساتھ اس آبنائے سے قریبی بستیوں اور شہروں پر حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا جلد ہی اگاتھل نے سب سے پہلے یہ کامیابی حاصل کی کہ کنعانیوں کے ساحلی شہروں اور بستیوں کی لوٹ مار کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں سے گھوڑوں کا بھی انتظام کر لیا اس طرح اس نے اپنے پیدل لشکر کو مسلح سواروں میں تبدیل کر دیا تھا ایسا ہونے کے بعد ان کی پیش قدمی اور اس کی یلغار میں اور اضافہ ہو گیا تھا اور وہ بڑی تیزی سے ایک بستی کے بعد دوسری بستی اور ایک شہر کے بعد دوسرے شہر پر حملہ آور ہو کر اور اس پر قبضہ کرتے ہوئے افریقہ میں اپنی پوزیشن کو خوب مستحکم اور مضبوط کرتا چلا جا رہا تھا۔

کنعانیوں کے بادشاہ حملکو چونکہ اس وقت سسلی میں مصروف عمل تھا اس کے بعد افریقہ میں جو حکمران طبقہ تھا اسے جب خبر ہوئی کہ سیراکیوز کے حکمران نے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ افریقی ساحل پر حملہ آور ہوتے ہوئے ان کی بستیوں اور شہروں کو پامال کرنا شروع کر دیا ہے تو وہ بڑے فکر مند ہوئے اگاتھل کے اس حملے سے انہوں نے یہ اندازہ لگایا کہ سسلی میں ان کے بادشاہ حملکو کو بدترین شکست ہوئی ہے جس کی بنا پر یہ اگاتھل سسلی سے نکل کر اب ان کی مرکزی حکومت پر حملہ آور ہو گیا ہے کوئی قدم اٹھانے سے پہلے انہوں نے انتظار کیا کہ دیکھیں سسلی سے کیا خبر ملتی ہے اس دوران کچھ قاصد سسلی سے آئے اور انہوں نے اطلاع دی کہ حملکو ابھی زندہ ہے بلکہ اس نے ایک جنگ میں اگاتھل کو بدترین شکست دی ہے اور شکست کا انتقام لینے کے لئے اگاتھل نے افریقی ساحل پر حملہ کر دیا ہے۔

اس دوران سسلی میں کنعانیوں کے بادشاہ حملکو کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ سیراکیوز کا بادشاہ اگاتھل ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ افریقہ پر حملہ آور ہو گیا ہے لہٰذا وہ اپنے لشکر کو حرکت میں لایا اور سسلی میں یونانیوں کے مرکزی شہر سیراکیوز کی طرف بڑھا اسکا خیال تھا کہ سیراکیوز میں اس وقت کوئی لشکر نہیں ہو گا بلکہ اپنے سارے لشکر کو لے کر اگاتھل افریقہ کی طرف روانہ ہو چکا تھا لیکن یہ اس کی غلط فہمی تھی اس لئے کہ اگاتھل نے اپنے لشکر میں خوب اضافہ کر رکھا تھا آدھے لشکر کو لے کر وہ افریقہ کی طرف بڑھا تو سیراکیوز میں جو یونانیوں کا لشکر تھا اس نے شہر سے باہر نکل کر حملکو کا مقابلہ کیا۔

سیراکیوز سے باہر ایک خوفناک جنگ ہوئی اس جنگ میں قریب تھا کہ حملکو کے مقابلے میں یونانیوں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑتا کہ بدقسمتی سے اس جنگ میں ان کا بادشاہ حملکو تیروں سے چھلنی ہو کر اپنے گھوڑے سے گر پڑا اور مر گیا جنگ میں حملکو کے کام آتے ہی کنعانیوں کے اندر ایک بددلی سی پھیل گئی اور لشکر کے چھوٹے سرداروں نے اپنے لشکر کو پیچھے ہٹاتے ہوئے پسپا ہونا شروع کر دیا تھا سیراکیوز کے لشکر نے ان کا تعاقب نہیں کیا بلکہ وہ سیراکیوز شہر میں داخل ہو کر محصور ہو گیا تھا جبکہ کنعانی اپنے لشکر کو سمیٹتے ہوئے اپنے علاقوں کی طرف چلے گئے تھے اور اپنی صورت حال کو مضبوط کرنے لگے تھے۔

دوسری طرف حملکو کے مارے جانے کی خبر جب افریقہ میں کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ پہنچی تو لوگوں میں غم اور دکھ کے باعث ماتم کی صفیں بچھ گئیں حملکو لوگوں کے اندر بڑا ہر دل عزیز تھا اور پھر دوسری بات یہ کہ اس وقت اگاتھل بڑی تیزی سے ایک شہر سے دوسرے شہر کو چھینتا چلا جا رہا تھا اس موقع پر حملکو کی موت نے کنعانیوں کو ایک طرح سے غم اور دکھ میں لپیٹ کر رکھ دیا گیا بظاہر ایسا ہی دکھائی دینے لگا تھا کہ اگاتھل افریقہ میں کنعانیوں کی پوری سلطنت کو تباہ و برباد کرنے کے بعد ان کے مرکزی شہر قرطاجنہ پر قبضہ کر لے گا اس لئے کہ حملکو کے مرنے کے بعد کوئی ایسی شخصیتیں نہ تھی جو لوگوں کی توجہ کا مرکز بن کر سامنے آتی اور اگاتھل کا مقابلہ کر سکتی۔

کنعانیوں کی اس بدترین صورت حال میں ایک شخص کنعانیوں کا نجات دہندہ بن کر آگے بڑھا اس شخص کا نام بوملکر تھا اور یہ کنعانیوں کا ایک بہترین اور جرت مند اور دلیر جرنیل تھا اس نے جب دیکھا کہ سیراکیوز کا حکمران اگاتھل افریقی ساحل پر حملہ کرنے کے بعد ان کے شہروں اور قصبوں کو بڑی تیزی سے برباد کر کے اور ان کی لوٹ مار کر کے ان کے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے تو اس نے بڑی تیزی کے ساتھ قرطاجنہ شہر میں جو کنعانیوں کا لشکر تھا اسے مضبوط اور مربوط

کرنا شروع کیا اور اس کام کو جلد ہی اس نے تکمیل تک پہنچا دیا۔

جب تک بوملکر قرطاجنہ میں اپنے لشکر کو ترتیب دیتا رہا اس وقت تک اگاتھل افریقہ کے کنعانیوں کے دوسرے بڑے شہر یوتیکا پر حملہ آور ہو کر اسے فتح کر چکا تھا یوتیکا کنعانیوں کا ایک اہم شہر تھا اور ان کے مرکزی شہر قرطاجنہ کے بعد یہ سب سے زیادہ بڑا اور اہمیت کا شہر تھا اس لئے کہ اناج اور دوسرے سامان کی بہت بڑی منڈی کے علاوہ صنعت و حرفت کا مرکز بھی تھا کنعانیوں نے جب دیکھا کہ ان کا جرنیل بوملکر اس آڑے وقت میں ان کی مدد کر سکتا ہے تو انہوں نے بوملکر کو اپنا بادشاہ بنا لیا اس سے بوملکر کے حوصلے اور بڑھ گئے اور وہ اپنے لشکر کے ساتھ کنعانیوں کے بادشاہ کی حیثیت سے نکلا تاکہ کھلے میدانوں میں اگاتھل کا مقابلہ کر کے کنعانی شہروں کو اس کی تباہی و بربادی سے محفوظ کر دے۔

کھلے میدانوں میں کنعانیوں کا نیا بادشاہ بوملکر اور سیراکیوز کا بادشاہ اگاتھل اپنے لشکر کے ساتھ سامنے آئے اور جنگ کی ابتدا ہوئی اگاتھل کی نسبت کنعانیوں کا بادشاہ بوملکر ایک زیادہ دانشمند اور دور اندیش جرنیل تھا اس نے کچھ ایسے ہی انداز میں اپنے لشکر کو ترتیب دیتے ہوئے جنگ کی ابتدا کی کہ اگاتھل بوکھلا کر رہ گیا وہ زیادہ دیر تک اس جنگ میں بوملکر کے حملوں کا مقابلہ نہ کر سکا اور پسپا ہوا یہ پہلی بدترین شکست تھی جو بوملکر کے ہاتھوں افریقی ساحل پر اگاتھل کو ہوئی۔

اسی دوران سیراکیوز سے کچھ قاصد اگاتھل کے پاس آئے اور اسے اطلاع دی کہ سیراکیوز کے حالات بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں اور اگر وہ فوراً سیراکیوز نہ پہنچا تو خطرہ ہے کہ وہاں پر کچھ لوگ بغاوت کر کے اسے حکمرانی سے محروم کر دیں گے اگاتھل نے اپنے بیٹے آرکاتھیوس سے مشورہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ آرکاتھیوس اپنے لشکر کو مستحکم کر کے افریقی ساحل پر کنعانیوں کے بادشاہ بوملکر کے ساتھ جنگوں کا سلسلہ جاری رکھے جبکہ اگاتھل کسی کو بتائے بغیر سیراکیوز کی طرف روانہ ہو جائے گا تاکہ وہاں کے حالات درست کر سکے اور وہاں بغاوت نہ ہونے دے اگاتھل کے بیٹے آرکاتھیوس نے اپنے باپ کی اس تجویز سے اتفاق کیا لہٰذا اگاتھل چپکے سے کسی کو بتائے بغیر چھوٹی سی ایک کشتی میں سیراکیوز کی طرف روانہ ہو گیا جبکہ اسکا بیٹا آرکاتھیوس بوملکر کا مقابلہ کرنے کے لئے پھر اپنی قوت کو مجتمع کرنے لگا تھا۔

اپنے لشکر کو چند دن سستانے اور آرام کرنے کا موقع فراہم کرنے کے بعد کنعانیوں کا بادشاہ بوملکر پھر حرکت میں آیا اور "بڑی تیزی سے وہ آرکاتھیوس کی طرف بڑھا تاکہ اس کے ساتھ دوسری بار معرکہ آرائی کرے یہ جنگ یوتیکا شہر سے باہر ہوئی اور ہولناک جنگ تھی جو کنعانیوں اور یونانیوں کے درمیان لڑی گئی تھی اس جنگ میں بھی بوملکر نے اگاتھل کے بیٹے آرکاتھیوس کو ہلا کر رکھ دیا پہلے ہی حملے میں اس نے چار ہزار یونانیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جو اگلی صفوں میں جنگ کر رہے تھے اس کا پچھلی صفوں پر خاطر خواہ اثر ہوا اور بے چینی سی پھیلنے لگی بوملکر نے اس موقع سے پورا فائدہ اٹھایا اور اپنے حملوں میں تیزی پیدا کر دی اور دشمن کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا آرکاتھیوس نے جب دیکھا کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے بوملکر کے ہاتھوں شکست سے نہیں بچا سکتی تو وہ اس آبنائے کی طرف بھاگا جہاں ان کے بحری جہاز کھڑے ہوئے تھے اپنے چند اعتبار کے ساتھیوں کو لیکر وہ ایک کشتی میں بیٹھا اور سسلی کی طرف بھاگ گیا جب کہ اس کے لشکر پر حملہ آور ہو کر بوملکر نے اسے پوری طرح تباہ و برباد کر کے رکھ دیا تھا یوں بوملکر کنعانیوں کے لئے ایک نجات دہندہ بن کر اٹھا یونانیوں کو اس نے بدترین شکست دی اور باعزت طور پر وہ کنعانیوں کا حکمران بن کر ان پر حکومت کرنے لگا۔ دوسری طرف سیراکیوز کے حالات خراب ہونے کے باعث اگاتھل افریقہ سے سیراکیوز چلا گیا تھا یہ شخص انتہائی چالاک اور عیار تھا اپنی اسی چالاکی سے کام لیتے ہوئے جلد ہی سیراکیوز میں بگڑتے ہوئے حالات پر قابو پا لیا اور وہاں پر اپنی حکومت ایک بار پھر مستحکم کر لی تاہم اسے پھر کبھی کنعانیوں کے ساتھ ٹکرانے یا جنگ کی ابتدا کرنے کی جرات نہ ہوئی۔

○

رومنوں سے متعلق ہم نے یہاں تک پہلے ہی پڑھ لیا تھا کہ ان کے بادشاہ سرویوس کو خود اس کی بیٹی طولیہ اور اس کے داماد لیوکس نے ایک گہری سازش کے تحت قتل کر دیا تھا سرویوس کے قتل کے بعد اس کا داماد لیوکس رومنوں کا بادشاہ زبردستی بن گیا تھا یہ شخص انتہائی جابر انتہا درجے کا ظالم اور پرلے درجے کا بے رحم انسان تھا حکمران طبقے میں سے جس جس سے متعلق بھی اسے خدشہ ہوا کہ آنے والے دور میں یہ اس کے لئے خطرہ بن سکتا ہے اسے اس نے قتل کرا دیا نچلے طبقے کو اس نے ہر وقت کام میں مصروف رکھنے کا فیصلہ کیا تاکہ اس کے خلاف کوئی سازش نہ ہو جبکہ اونچے طبقے کے امراء کو اس نے حکم دیا کہ وہ زیادہ سے زیادہ اپنی دولت کا حصہ حکومت کے پاس جمع کرا دیں تاکہ حکومت ان کی فلاح و بہبود کا کوئی کام شروع کر سکے ساتھ ہی اس نے یہ بھی حکم دیا کہ جو لوگ اپنی دولت حکومت کے پاس جمع نہیں کرانا چاہتے وہ رومنوں کی سرزمین سے نکل کر کہیں اور جا کر آباد ہو جائیں لیوکس کا یہ حکم پا کر بہت سے امراء نے فیصلہ کر لیا کہ اپنی بے شمار دولت کو بچانے کے لئے وہ کسی اور سرزمین کی طرف چلے جاتے ہیں لہٰذا جب وہ اپنی اپنی حویلیوں سے نکلے کہ کہیں اور چلے جائیں تو لیوکس نے ان کے پیچھے اپنے مسلح آدمی لگا دیئے اور جب وہ اپنے اپنے شہروں اور قصبوں سے نکل کر جانے لگے تو ان مسلح افراد نے ان پر حملہ کر کے ان کا قتل عام کر دیا اور ان کی ساری دولت لوٹ کر لیوکس کے سامنے پیش کر دی اسی طرح لیوکس نے نہ صرف ذاتی خزانے میں بلکہ حکومت کے خزانے میں بھی بے پناہ اضافہ کر دیا تھا لوگوں کے غضب سے بچنے اور ان کی ہمدردی

حاصل کرنے کیلئے اس نے فلاح و بہبود کے کچھ کام بھی کرنے شروع کیئے اس نے کوہستانی کیپٹال نے اوپر زیوس دیوتا کا ایک بہت بڑا مندر تعمیر کیا اس کی آرائش اور اس کی تزئین میں بڑی بڑی رقوم خرچ کیں اور ایسا اس نے اس لئے کیا کہ لوگ اس کے کاموں سے متاثر ہو کر اس سے نفرت کرنا ترک کر دیں۔

یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی حالات لیوکس کے حق میں نہ ہوئے اور پھر اس کی بدبختی کی ابتدا کے کام شروع ہو گئے پہلا واقعہ کچھ یوں پیش آیا کہ اٹلی میں سیبل نام کی ایک ایسی عورت رہتی تھی جو ستارہ شناسی اور علم نجوم میں اپنا ثانی اور جواب نہ رکھتی تھی اس عورت نے رومن قوم کے مستقبل پر اپنی پیش گوئیوں پر مشتمل ایک کتاب مرتب کرنا شروع کی تھی اور یہ کتاب لیوکس کے دور میں آکر مکمل ہو گئی اس کتاب کی نو جلدیں تھیں یہ ساری کتاب چمڑے کے خوبصورت اوراق پر لکھی ہوئی تھی یہ چھوٹی چھوٹی نو جلدیں لے کر یہ ستارہ شناس عورت سیبل لیوکس کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس سے کہنے لگی یہ جو نو کتابیں میں نے ترتیب دی ہیں اس میں رومن قوم کے آنے والے دور کے متعلق اپنی پیش گوئیاں کی گئی ہیں جو رومن قوم کے لئے راہبری اور راہنمائی کا سامان فراہم کر سکتیں ہیں لیکن میری شرط یہ ہے کہ ان کتابوں کو کوئی کھول کر نہ پڑھے گا بلکہ ہر سال بعد ایک کتاب کو کھولا جائے اور اس کی اندر کی پیش گوئیوں کا جائزہ روم کے اوپر گزرتے ہوئے حالات کے ساتھ منطبق کیا جائے اپنی ترتیب دی ہوئی ان نو جلدوں کے عوض سیبل نے رومنوں کے بادشاہ لیوکس سے ایک بھاری رقم طلب کی لیوکس نے اتنی بڑی رقم سن کر انکار کر دیا کہ وہ ایسی کتابوں کے لئے اتنی بڑی رقم کیسے دے سکتا ہے جن کتابوں کو اسے دیکھنے کی اجازت نہ ہو۔

لیوکس کا جواب سن کر سیبل مایوس ہوئی لہٰذا وہ اپنی نو جلدیں اٹھا کر گھر لے گئی ان میں سے تین جلدیں اس نے ضائع کر دیں اور لوگوں سے کہا کہ یہ جو تین جلدیں اس نے ضائع کی ہیں یہ اتنی قیمتیں تھیں کہ ان کی قیمت کا کوئی تصور نہیں کر سکتا پھر وہ باقی بچنے والی چھ جلدیں لے کر لیوکس کے پاس آئی اور پھر پہلے کی بتائی ہوئی رقم کے عوض وہ چھ جلدیں لیوکس کے ہاتھ فروخت کرنا چاہیں لیکن لیوکس نے اس بار بھی وہ کتابیں خریدنے سے انکار کر دیا مایوس ہو کر سیبل پھر اپنے گھر چلی گئی اور تین مزید جلدیں اس نے ضائع کر دیں اس کے بعد وہ تین جلدیں جو باقی بچی تھیں وہ لیوکس کے پاس لائی اور اس سے کہنے لگی اے بادشاہ ان تینوں جلدوں میں زیادہ تر حالات تمہارے ہی دور سے متعلق لکھے گئے ہیں جو رقم میں پہلے نو جلدوں کے لئے بتا چکی ہوں اسی رقم کے عوض میں یہ تین جلدیں تمہارے ہاتھ فروخت کرتی ہوں اور شرط یہ پیش کرتی ہوں کہ تم اپنے کسی دانا اپنے کسی عقلمند اور ستاروں کا حساب جاننے والے شخص کو یہ کتابیں دینا تاکہ وہ تمہارے لئے ان کتابوں کو پڑھے اور تمہیں بتائے کہ تمہارے لئے کیا کیا خطرات اٹھ سکتے ہیں سیبل کی یہ گفتگو سن کر ان کتابوں کے سلسلے میں لیوکس کو دلچسپی پیدا ہوئی لہٰذا اس نے سیبل کی مانگی ہوئی رقم دے کر وہ تینوں کتابیں خرید لی تھیں۔

لیوکس کا ایک مشیر تھا نام جس کا اوگواس تھا یہ بہترین ستارہ شناس سمجھا جاتا تھا لیوکس نے اسے طلب کیا اور وہ کتابیں اس کے حوالے کیں کہ وہ ان کتابوں کو پڑھے اور ان کے اندر سیبل نے جو اس کی حکومت سے متعلق پیش گوئیاں کی ہیں ان کا جائزہ لینے کے بعد اگر ان میں اس کے لئے کوئی خطرات ہیں تو ان سے بچنے کے لئے کوئی تدبیر کرے اور اوگورس نے ان کتابوں کا بغور مطالعہ کیا اور پھر بادشاہ کو اپنی یہ رپورٹ پیش کی کہ سیبل نے ان کتابوں کے اندر تمہارے لئے بہت سی دشواریوں تکلیفوں اور خطرات کا ذکر کیا ہے لہٰذا ان کتابوں کا اچھی طرح مطالعہ کرنے کے بعد اب مجھے کچھ دن کی مہلت چاہئے تاکہ میں کچھ سوچوں کہ ان خطرات اور دشواروں سے کیسے بچا جا سکتا ہے لیوکس اوگورس کا جواب سن کر خوش ہوا اور اسے اجازت دے دی کہ وہ ان کتابوں کے اندر کی گئی پیش گوئیوں کی روشنی میں سوچ بچار سے کام لے کر کسی طرح آنے والے دور میں دشواریوں سے بچا جا سکتا ہے۔

ابھی یہ سلسلہ جاری تھا بادشاہ کے ساتھ ایک اور حادثہ پیش آیا اور وہ یہ کہ لیوکس نے اپنے شاہی محل کے اندر عبادت کے لئے زیوس دیوتا کا جو ایک مندر بنا رکھا تھا اس مندر کے اندر اکثر و بیشتر زیوس دیوتا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے شاہی خاندان کے افراد گوشت اور کھانے پینے کی دوسری اشیا رکھا کرتے تھے ایک روز ایسا ہوا کہ ایک اژدھا نہ جانے کہاں سے نمودار ہوا اور زیوس دیوتا کی خوشنودی کے لئے جو گوشت اور کھانے کی دیگر اشیا وہاں رکھی جاتی تھیں وہ سب نگل گیا یہ صورت حال دیکھتے ہوئے لیوکس بڑا پریشان اور فکر مند ہوا کہ یہ اژدھا آخر کہاں سے آیا اور یہ زیوس دیوتا کے مندر کی ساری اشیا کو نگل گیا ہے تو اس کے اس کی اپنی ذات پر کیا اثرات مرتب ہو سکتے ہیں یہ جاننے کے لئے اس نے اپنے دو بیٹے اور اپنا ایک بھتیجا نام جس کا نام بروئس تھا انہیں یونان میں ڈلفی مندر کے پجاریوں کی طرف بھجوایا تاکہ ان کے سامنے اژدھا کا واقعہ پیش کر کے ان سے معلوم کرے کہ اس کے لیوکس پر کیا اثرات مرتب ہوں گے ڈلفی مندر میں بھی اب پہلے کی نسبت بہت سی تبدیلیاں آگئیں تھیں پہلے تو پجاریوں کے کہنے پر ایک عورت کو غار میں بٹھا دیا جاتا تھا جس کے اندر ایک گرم پانی کا چشمہ بہتا تھا جہاں سے بھاپ سی اٹھتی تھی اور وہاں وہ عورت پجاریوں کے دیئے ہوئے پیغام کے مطابق لوگوں کو پیش گوئیاں سنا دیا کرتی تھی لیکن اب ڈلفی مندر کے پجاریوں نے خود بھی ستارہ شناسی سیکھ لی تھی اور کچھ ماہر ستارہ شناس انہوں نے اپنے مندر میں

جمع کر لئے تھے جس کی بنا پر اب مندر میں ایک پوری کونسل جمع ہو گئی تھی اور جب بھی ان کے سامنے کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو وہ کونسل ستاروں کا حساب کتاب کرنے کے بعد لوگوں کو ان کی مشکلات کا جواب دیا کرتی تھی۔

رومنوں کا بادشاہ لیوکس کے دونوں بیٹے اور اس کا بھتیجا بروٹس جب لیوکس کا پیغام لے کر ڈلفی مندر میں پہنچے اور ان سے اژدھا کا واقعہ بیان کیا تو ڈلفی مندر کی کونسل کا اجلاس طلب کیا گیا جس میں زیوس دیوتا کے مندر میں پیش آنے والا اژدھا کا معاملہ سنایا گیا کونسل کے سارے ممبران نے واقعہ غور سے سنا اور پھر دو تین روز تک باہم صلح و مشورہ کرنے کے بعد ڈلفی مندر کے ان پجاریوں کی کونسل نے لیوکس کے دونوں بیٹے اور بھتیجے بروٹس کو یہ جواب دیا کہ یہ جو اژدھا نے زیوس دیوتا کے مندر سے ہر چیز کو چٹ کر گیا ہے یہ حادثہ اس بات کی طرف نشاندہی کرتا ہے کہ عنقریب کوئی شخص جو کہ لیوکس کے مخالفین میں سے ہو گا وہ لیوکس کی حکومت کا خاتمہ کر دے گا۔

لیوکس کے دونوں بیٹوں نے پوچھا کیا ہمیں بتایا جا سکتا ہے کہ وہ شخص کون ہو گا کہ جو ہمارے باپ کی حکومت کا تختہ الٹ دے گا اس پر ڈلفی مندر کے پجاری اور ستارہ شناس کہنے لگے کہ ستارہ شناسی کی مدد سے اسکا نام تو نہیں بتایا جا سکتا تاہم یہ نشاندہی ضرور کی جا سکتی ہے کہ وہ شخص جو لیوکس کی حکومت کا تختہ الٹے گا وہ اس کا کوئی قریبی اور عزیز رشتہ دار ہی ہو گا اور اس کی نشانی یہ ہو گی کہ سب سے پہلے وہ لیوکس کی ماں کے پاؤں کو بوسا دے گا ڈلفی مندر کے پجاریوں کا یہ جواب سن کر لیوکس کے دونوں بیٹے اور بھتیجا بروٹس نے آپس میں صلح مشورہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ ڈلفی مندر کے پجاریوں نے اس حادثے کا جو جواب دیا ہے اس کی اطلاع لیوکس کو نہیں کرنی چاہئے تاکہ وہ فکر مندی میں نہ پڑ جائے تینوں نے ملکر یہ فیصلہ کیا کہ واپس جا کر یہ جواب دیں گے کہ ڈلفی مندر کے پجاریوں نے اس حادثے کا یہ جواب دیا ہے کہ رومنوں کے حکمران پر عارضی طور پر چھوٹی موٹی کوئی مصیبت آئے گی اس کے بعد حالات اس کے حق میں درست ہو جائیں گے پس تینوں نے واپس روم جا کر لیوکس کو یہی جواب دیا کہ ڈلفی مندر کے پجاری کہتے ہیں کہ یہ جو اژدھا کا واقعہ زیوس دیوتا کے مندر میں پیش آیا ہے اس کے باعث چھوٹی موٹی کوئی تکلیف وارد ہو گی اس کے بعد حالات درست ہو جائیں گے یہ جواب سن کر لیوکس اپنی جگہ مطمئن ہو گیا تھا لیکن اسکا بھتیجا بروٹس جو اس کے دونوں بیٹوں کے ساتھ ڈلفی مندر کی طرف گیا تھا اس کے دل میں لیوکس کو تخت سے محروم کرنے اور خود حکمران بننے کی خواہش پیدا ہو گئی تھی اس میں لیوکس کو تخت سے محروم کرنے اور خود حکمران بننے کی خواہش پیدا ہو گئی تھی اس لئے کہ لیوکس جو بروٹس کا سگا چچا تھا اس نے بروٹس کے باپ اور کچھ دوسرے عزیزوں کو اس بنا پر موت کے گھاٹ اتار دیا تھا کہ آنے والے دنوں میں

کہیں اس کے لئے مصیبت کا باعث نہ بنیں یہ بات بروٹس کے دل میں محفوظ تھی اور اس نے اپنے چچا لیوکس سے انتقام لینے کا تہیہ کر لیا تھا لہٰذا روم واپس جا کر ایک روز جب وہ شاہی محل میں داخل ہوا اس نے دیکھا کہ لیوکس کی ماں اپنے ذاتی کمرے میں اکیلی بیٹھی ہوئی تھی تو بروٹس اس کے کمرے میں داخل ہوا اس نے لیوکس کی ماں کی طرف آتے ہوئے ٹھوکر کھانے کا بہانہ کیا اور اس کے قدموں کے قریب آ کر گر پڑا اور گرتے ہی اس لیوکس کی ماں کے دونوں پاؤں کو چوم لیا تھا گویا اس نے ڈلفی مندر کی اس پیش گوئی پر عمل شروع کر دیا تھا جو شخص بھی پہلے لیوکس کی ماں کے قدموں کو چومے گا وہی لیوکس کو تخت و تاج سے محروم کر دے گا پس بروٹس نے لیوکس کو حکومت سے محروم کرنے کی ابتدا کر دی تھی۔

لیوکس کے لئے بدبختی کا تیسرا واقعہ یہ شروع ہوا کہ اس کے بھتیجے بروٹس کا ایک عزیز تھا نام جس کا کلائینوس تھا اس کلائینوس کی بیوی لکریشیا انتہائی قسم کی خوبصورت حسین اور پر کشش تھی اور لیوکس کا بیٹا سیکٹس اسے بری طرح پسند کرتا تھا ایک دفعہ جبکہ کلائینوس اپنے سسر کے ساتھ چند دنوں کی مہم پر گھر سے باہر تھا تو سیکٹس نے اس کی غیر حاضری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کی بیوی لکریشیا کو بے آبرو کر دیا لکریشیا نے اس حادثے کی اطلاع فوراً" اپنے شوہر اور اپنے باپ کو دی یہ خبر سن کر اسکا شوہر اور باپ بے حد غضبناک ہوئے اور انہوں نے روم واپس آ کر اس معاملے میں بروٹس سے صلاح مشورہ کیا اس لئے کہ بروٹس ان کا قریبی رشتہ دار تھا یہ خبر سن کر بروٹس نے اس روز اپنے سارے عزیز و اقارب کے سامنے عہد کیا کہ وہ اس بے آبروئی کا انتقام ضرور لے گا اور لیوکس اور اس کے بیٹوں کو ضرور تاج و تخت سے محروم کر کے رہے گا۔

بروٹس نے اندر ہی اندر اپنے چچا اور رومیوں کے بادشاہ لیوکس کے خلاف ایک تحریک شروع کر دی۔ تھی بڑی تیزی سے لوگوں کو لیوکس کے خلاف اٹھ کھڑا ہونے وہ جگہ جگہ گھر گھر بستی بستی اس کے مظالم اور اس کے بیٹوں کی بدکاریوں کا ذکر کرتا اس طرح اس نے کیلئے تیار کر لیا تھا یہاں تک

ایک وقت ایسا آیا کہ لوگ روم شہر اور دوسرے بڑے بڑے قصبوں کے اندر لیوکس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے جس کے نتیجے میں لیوکس اور اس کی بیوی طولیہ روم سے بھاگ کھڑے ہوئے لیوکس نے اپنی بیوی کے ساتھ گمنامی اور رازداری کے ساتھ سفر کرتے ہوئے اپنے آبائی شہر میں جا کر پناہ لے لی لیوکس کا بیٹا سیکٹس جو حرام کاری میں مبتلا ہوا تھا اس نے بھی روم سے بھاگ کر کہیں پناہ لینے کی کوشش کی لیکن اس کوشش میں کچھ لوگ اس پر حملہ آور ہوئے اور اسے قتل کر دیا اس انقلاب کے بعد بروٹس کو رومنوں نے اپنا بادشاہ اور حکمران تسلیم کر لیا تھا۔

لیوکس چونکہ کافی مال و دولت سمیٹ کر اپنے آبائی شہر کی طرف گیا تھا لہٰذا اس نے اس

ولت کو کام میں لاتے ہوئے وہاں کے بڑے بڑے لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا اس طرح اس نے اپنے آبائی شہر کے علاوہ دوسرے قریبی شہروں میں بھی اپنا ایک مخصوص حلقہ بڑی تیزی سے تیار کرنا شروع کر دیا تھا دوسری طرف بروٹس چونکہ ابھی نیا نیا حکمران بنا تھا لہٰذا وہ فی الفور لیوکس کے آبائی شہر میں اس کی حرکت میں نہ آسکا اس دوران لیوکس نے مزید چالاکی اور عیاری سے کام لیا اس نے اپنے کچھ آدمی روم شہر بھجوائے انہوں نے اندر ہی اندر کچھ سرداروں اور اہلکاروں سے مل کر اور انہیں بے شمار مال و دولت دیتے ہوئے بروٹس کے خلاف انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی اس سازش میں خود بروٹس کے دو بیٹے بھی شامل تھے لیکن خوش قسمتی سے بروٹس کو اپنے خلاف اس سازش کا قبل از وقت ہی پتہ چل گیا لہٰذا اس نے سارے سازشی سرداروں اور اپنے دونوں بیٹوں کو بھی جو اس سازش میں شامل تھے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اس دوران لیوکس بے کار نہیں بیٹھا بلکہ اس نے اپنے حامیوں کو استعمال کرتے ہوئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اپنے بھتیجے بروٹس سے انتقام لینے کے لئے اس لشکر کے ساتھ اس نے روم کی طرف پیش قدمی کی روم سے باہر کو ہستانی سلسلوں کے اندر ایک خوفناک جنگ ہوئی قریب تھا کہ بروٹس کو ایک شاندار فتح نصیب ہوتی پر عین اس موقع پر بروٹس جنگ میں کام آگیا لہٰذا اس کے حامیوں کی شاندار فتح قریب آتے آتے دور ہو گئی اور جنگ کا سلسلہ کچھ اس طرح جاری رہا کہ نہ لیوکس پیچھے ہٹنے کو تیار تھا۔ اور نہ ہی بروٹس کے حامی پسپا ہونے کو تیار تھے کئی روز تک یہ جنگ ہوتی رہی اور بروٹس کے بعد لوگوں نے اپنے چھوٹے کمانداروں کے تحت لیوکس کے خلاف جنگ جاری رکھی اسی دوران میلکیوس نام کا ایک انتہائی دلیر اور بہادر جوان جنگ کے دوران بروٹس کی طرف سے جنگ جاری رکھنے والے جرنیلوں کے پاس آیا اور انہیں کہنے لگا جب تک روم کا سابق بادشاہ لیوکس زندہ ہے اس وقت تک یہ جنگ بند نہیں ہو سکتی اور وہ یہ بھی کہنے لگا کہ اس نے لیوکس کو جان سے مار دینے کا عزم کر رکھا ہے اس مقصد کے لئے وہ دشمن کے لشکر میں جائے گا اور اچانک لیوکس پر حملہ آور ہو کر اس کا کام تمام کر دے گا بروٹس کے جرنیلوں نے میلکیوس کی اس تجویز سے اتفاق کیا لہٰذا میلکیوس رات کی تاریکی میں دشمن کے پڑاؤ میں داخل ہو گیا تھا۔

یہ میلکیوس یقیناً" لیوکس کو ختم کر دیتا لیکن عین واردات کے موقع پر یہ پکڑا گیا لیوکس کو جب خبر ہوئی کہ یہ جوان اسے قتل کرنے کیلئے بروٹس کے حامیوں کی طرف سے آیا ہے تو اس نے اذیتیں دے دے کر اس نوجوان کو قتل کر دیا بروٹس کی موت کے بعد ایک جرنیل پرتیوس کو یونانیوں نے اپنا کماندار مقرر کر لیا تھا اور اس کے تحت رہ کر وہ لیوکس کا مقابلہ کرنے لگے تھے لیوکس نے جب دیکھا کہ وہ بروٹس کے حامیوں کا صفایا کر سکتا ہے تو اس نے جنگ میں تیزی پیدا کر دی لیکن اس بار بھی اسے مایوسی ہوئی اور بروٹس کے حامیوں کو اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا تو اس نے آہستہ آہستہ درمیان روی سے جنگ جاری رکھی اور ساتھ ہی ساتھ وہ اپنے حامی شہروں سے بڑی تیزی کے ساتھ رسد اور کمک حاصل کرنے لگا جب اس نے خیال کیا کہ اسے مناسب رسد اور کمک مل گئی ہے اور اب نئے اور تازہ دم لشکر کے ساتھ حملہ آور ہو کر وہ بروٹس کے حامیوں کو پسپا ہونے پر مجبور نہ کر سکا بلکہ دن بدن اپنے لشکر کی حالت ابتر ہوتی چلی گئی اس لئے کہ اس نے کرائے پر لوگوں کو اپنے ساتھ ملا رکھا تھا جن کے مطالبات دن بدن زیادہ سخت اور ناقابل برداشت ہوتے چلے جا رہے تھے یہاں تک کہ لیوکس نے میدان جنگ چھوڑنا چاہا بروٹس کے حامیوں کو بھی اس کی خبر ہو گئی تھی لہٰذا انہوں نے زوردار حملہ کیا جس کے باعث لیوکس اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ گیا تھا اس جنگ میں وہ بری طرح زخمی بھی ہوا تھا لہٰذا ان زخموں کی تاب نہ لا کر وہ چند ہی دن بعد موت کی گہری نیند سو گیا اس کی موت کے بعد روم میں ایک طرح کا امن سکون ہو گیا تھا رومنوں نے اپنے ایک سابق بادشاہ کے بیٹے مرتیوس کے سر پر تاج رکھ کر اسے اپنا بادشاہ بنا لیا تھا اس جنگ کے دوران کلاڈیوس نام کا ایک شخص بڑی تیزی سے ابھر کر سامنے آیا کیونکہ اس نے ان طویل جنگوں کے درمیان بروٹس کے حامیوں کی بے پناہ مدد کی تھی یہ شخص انتہائی امیر اور صاحب ثروت تھا اس نے اپنی پوری دولت کو بروٹس کے حامیوں پر خرچ کر دیا تھا رومنوں کو کلاڈیوس کی اس جانثاری اور خلوص کو ایسا پسند کیا کہ اس نے اس کلاڈیوس کے خاندان کو وہ عظمت اور وہ عزت دی کہ اس جنگ کے بعد تقریباً" پانچ سو برس تک کلاڈیوس خاندان کو رومنوں کے اندر ہمیشہ محترم اور باعزت سمجھا جاتا رہا۔

○

یوناف' بیوسا اور کیتم نے چند روز تک بابل میں یعقوب اتلیی ہی کے یہاں قیام کئے رکھا اس دوران یوناف نے ابلیکا کی مدد سے ان چاروں قاتلوں کا سراغ لگا لیا تھا جنہوں نے یعقوب اتلیی کے دو قریبی رشتے دار اور اس کے کارندوں کو قتل کر دیا تھا ان چاروں کو ٹھکانے لگانے کے بعد کیتم کی خواہش پر یوناف بیوسا اور کیتم کو لے کر ایشیاء کوچک میں ساردس شہر سے باہر کیتم کے محل کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

سہ پہر کے قریب یوناف اور بیوسا کیتم کے ساتھ دریائے مینڈر کے کنارے اس کے محل کے باہر نمودار ہوئے اس موقع پر کیتم نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے یوناف اور بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا آج میری خوشیوں اور میرے اطمینان کی کوئی حد اور کوئی انتہا نہیں ہے کہ تم دونوں میرے کہنے پر میرے ساتھ میرے اس محل میں رہنے پر آمادہ ہو گئے ہو اب تم دونوں میرے ساتھ آؤ میں تمہیں اس محل کے سارے کمرے دکھاتی ہوں مجھے امید ہے کہ یہاں تم دونوں

میرے ساتھ رہتے ہوئے اطمینان اور سکون کی زندگی بسر کر سکو گے اس کے ساتھ ہی کیتم یوناف
اور یوسا کو لے کر محل میں داخل ہوئی یوناف اور یوسا نے دیکھا کہ دریائے مینڈر بالکل اس محل کی
بیرونی قلعہ نما دیواروں سے ٹکرا کر گزرتا تھا محل کے مختلف کمروں سے گزارنے کے بعد کیتم انہیں
ایسے کمرے میں لائی جس کی کئی کھڑکیاں دریائے مینڈر کی طرف کھلتی تھیں پھر کیتم نے خصوصیت
کے ساتھ یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا محل کے اندر یہ کمرہ جس میں ہم اس وقت کھڑے ہوئے
ہیں ہم تینوں کے لئے مہمان خانے کا کام دے گا جو بھی کوئی ہم سے ملنے آیا کرے گا اس کمرے کو ہم
دیوان خانے کے طور پر استعمال کریں گے اب آؤ میں تم دونوں کو وہ کمرے دکھاتی ہوں جو تمہاری
خواب گاہ کے طور پر استعمال ہوں گے۔

یوناف نے کیتم کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا تھا اس لئے کہ اس کمرے میں آنے کے بعد
یوسا نے دیکھا اس کے چہرے پر قہر و مانیت و بے یقینی کے دھند لکے بے کراں آرزو کا سرسام اور لمحوں،
کی آوارگی کے ساتھ ساتھ بے انت رتوں کے عذاب جوش مارنے لگے تھے یوسا نے یہ بھی دیکھا کہ
یوناف کی سلگتی نظروں کی آنچ میں الم افروز بیداریاں فطرت پر اسرار قوتیں اور موت کے سے
تاریک ہیولے رقص کر رہے تھے کیتم نے بھی یوناف کی اس بدلتی ہوئی کیفیت کو محسوس کر لیا تھا
یوناف کی اس حالت کو دیکھتے ہوئے یوسا کے تصور و تخیل میں سالوں کی کسک اس کے یقین اور
تمناؤں میں مہینوں کی تڑپ اس کی امیدوں اس کی خواہشوں میں گرم جوالا کے سے انداز برپا ہو گئے
تھے اس صورت حال کو محسوس کرتے ہوئے یوسا یوناف سے کچھ کہنے ہی والی تھی کہ اچانک یوناف
پھٹتے بارود اور جوش مارتے ہوئے الاؤ کی طرح حرکت میں آیا آگے بڑھ کر اس نے فوراً یوسا کو
اپنے دونوں ہاتھوں میں اٹھا لیا پھر اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے وہ تیزی سے بھاگا اور
کمرے کی وہ کھڑکی جو دریائے مینڈر کی طرف کھلتی تھی اس میں سے وہ یوسا کو لے کر دریائے مینڈر
میں کود گیا تھا۔

اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے یوسا بھی اپنی قوتوں کو حرکت میں لے آئی تھی اس نے
بھی جان لیا تھا کہ یہ جو یوناف اچانک اس طرح حرکت میں آیا ہے تو اس کی کوئی ضرور وجہ اور بنیاد
ہوگی لہٰذا یوناف اور یوسا دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لانے کے بعد دریائے
مینڈر کے دوسرے کنارے جا نمودار ہوئے تھے۔
کیتم کے محل کی بالکل سیدھ میں دریائے مینڈر کے دوسرے کنارے پر جانے کے بعد
اچانک یوسا نے بڑے تعجب اور حیرانی سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا یہ اچانک آپ کو کیا
ہوا کیتم کے محل کے اس کمرے میں اچانک آپ کی حالت بدل گئی میں تو پریشان ہی ہو گئی تھی پھر

اچانک ہی آپ نے مجھے اچک لیا اور اس کمرے کی کھڑکی سے دریائے مینڈر کے اندر چھلانگ لگا دی
کیا آپ نے اس محل کے اندر کوئی غیر معمولی انقلاب دیکھ لیا تھا جس پر آپ نے یہ قدم اٹھایا اور
اگر آپ نے یہ سب کچھ بغیر کسی وجہ کے کیا ہے تو کیتم جس کے ساتھ ہمارے اتنے اچھے اور مستحکم
تعلقات ہو گئے تھے وہ ہم دونوں کے متعلق کیا سوچتی ہوگی اس پر یوناف بڑی تواضع اور چاہت اور
نرمی و مرافقت میں یوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو یوسا میں نے واقعی کیتم کے اس محل کے اندر
ایک غیر معمولی انقلاب برپا ہوتے دیکھا تھا جس کی بنا پر میں تمہیں اٹھا کر محل کے اس کمرے کی
کھڑکی سے دریا میں کود گیا اگر میں اور تم تھوڑی دیر مزید اس کمرے میں ٹھہر جاتے تو ہم دونوں کا
وجود ہی اس محل کے اندر خطرے اور اندیشوں میں ڈوب کر رہ جاتا۔
یوناف تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا سنو یوسا اس
محل کے ایک کمرے میں داخل ہوتے وقت اچانک ابلیکا میری گردن سے فی الفور علیحدہ ہو گئی تھی
عام طور پر جب وہ میری گردن سے علیحدہ ہوتی ہے تو بڑی نرمی اور بڑی آہستگی سے لمس دیتی ہوئی وہ
علیحدہ ہوتی ہے لیکن اس محل میں داخل ہونے کے بعد وہ اس قدر جلدی اور تیزی سے میری گردن
سے علیحدہ ہو گئی تھی جیسے وہ غیر معمولی صورت حال کا شکار ہو گئی ہو ایسا ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد
پھر ابلیکا نے میری گردن پر لمس دیا اور یہ لمس مجھے کچھ غیر معروف لگا اس لئے کہ عام طور پر جو
ابلیکا میری گردن پر جو لمس دیا کرتی ہے یہ نیا لمس اس سے طویل اور کچھ نا آشنا سا تھا اور پھر میری
گردن پر لمس دینے کے بعد ابلیکا نے مجھ سے کہا کہ وہ بغیر کسی خطرے اور ڈر کے کیتم کے ساتھ
اس محل میں داخل ہو جائے اور یہ کہ کیتم ان کے لئے مخلص اور غم گسار ہے اس بات نے بھی
مجھے شک میں مبتلا کر دیا تھا اور میں اس شبے کا شکار ہو گیا تھا کہ یہ لمس ابلیکا کا نہیں اور یہ جو مجھ سے
گفتگو کی گئی ہے یہ بھی ابلیکا کی نہیں بلکہ کسی اور کی ہے اور اس پر مزید یہ کہ جس وقت کیتم ہمیں
لے کر دریا کے کنارے والے کمرے میں داخل ہوئی تھی جس کی کھڑکی سے لے کر میں تمہیں کودا
تھا تو اس کمرے میں داخل ہونے سے پہلے جس کمرے سے ہم گزرتے تھے اس کمرے کی راہ داری
کے چھوٹے سے ایک حصے پر میں نے عزازیل کا ایک عکس دیکھا تھا اور بس اس عکس نے میرے
سارے شبوں کی تکمیل کر کے رکھ دی تھی لہٰذا اس کمرے میں داخل ہونے کے بعد میں نے ایک
بہت بڑا فیصلہ کیا اور تمہیں اچک کر میں اس کھڑکی سے دریا میں کود گیا تھا۔
یہاں تک کہتے کہتے یوناف خاموش ہو گیا تھا اس لئے کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا
تھا جس کا مطلب تھا کہ ابلیکا ان سے کچھ کہنا چاہتی تھی یوسا بھی بڑے غور اور توجہ سے یوناف کی
طرف دیکھنے لگی تھی اور وہ اس جستجو میں مبتلا ہو گئی تھی کہ دیکھیں کہ اس معاملہ میں ابلیکا کیا

کے اندر ایک ریاست ہے نام جس کا مقدونیہ ہے اسی ریاست مقدونیہ کا حکمران سکندر طاقت کا ایک بھنور اور قوت کا ایک شعلہ بن کر نمودار ہو رہا ہے اور عنقریب کسی سمت کا رخ کر کے یہ اپنی نہ ختم ہونے والی فتوحات کا سلسلہ شروع کر دے گا جہاں تک سکندر سے متعلق تفصیل سے کچھ کہنے کا تعلق ہے تو میں تم دونوں میاں بیوی سے یہ کہہ سکتی ہوں کہ سکندر سے پہلے مقدونیہ کی ریاست کا حکمران اس کا باپ فیلقوس تھا یہ فیلقوس جب اول اول مقدونیہ کی ریاست کا حکمران ہوا تو پہلی بار یہ مقدس جزیرے سیموتھریس میں دیوی دیوتا کے تہوار میں شامل ہونے کے لئے ایک تہوار کے موقع پر جب شعلوں کی لہراتی روشنی میں دیو نیسی دیوتا کے مندر کی پجارنیں رقص کر رہیں تھیں تو ان پجارنوں کے اندر سے اس نے اپنے لئے ایک پجارن کو پسند کیا یہ پجارن انتہائی خوبصورت بہترین جسمانی ساخت کی مالک اور شہپے کی حد تک دلکش اور خوبصورت تھی اس پجارن کا نام اولمپیاس تھا پس اس فیلقوس نے اولمپیاس نام کی اس پجارن سے شادی کر لی جس کے بطن سے اسکا بیٹا سکندر پیدا ہوا۔

یہ فیلقوس شروع شروع میں اپنی بیوی اولمپیاس اور بیٹے سکندر کے ساتھ اپنے آبائی شہر آئی گائی میں رہتا تھا پھر جب اس کی ریاست کی حدود بڑھنے لگی اس کے لشکروں میں اضافہ ہوا اسکی طاقت اور قوت بڑھی تو اس نے اپنی ریاست کے لئے خلیج تھسلی کے کنارے ایک نیا مرکزی شہر تعمیر کیا جس کا نام اس نے پیلا رکھا پیلا شہر کی تعمیر کے موقع پر فیلقوس نے اپنے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ اگر سمندر کے اندر دور دراز سفر کرنے کے لئے ہمارے پاس جہاز نہیں تو کیا ہوا میں اپنے مرکزی شہر کو کوہستانی سلسلے سے اٹھا کر خلیج تھسلی کے کنارے لے آیا ہوں تاکہ ہم سمندر سے مستفید ہو سکیں

پیلا شہر تعمیر کرتے وقت فیلقوس نے یہ بھی اعلان کیا کہ اس شہر کے اردگرد کوئی فصیل نہ ہوگی یہ چھوٹا سا ایک شہر تھا تمام مکان اب بھی سنگ خارا کے بنے ہوئے ہیں اور ان مکانوں کی وضع قطع سپاہیوں کی بارکوں جیسی ہے شہر کے اندر باغات بھی ہیں وسیع بازاروں کی جگہ اس میں چکر کاٹتی بڑی بڑی گلیاں ہیں جس میں جابجا زینے بنے ہوئے ہیں تاکہ لوگ اوپر نیچے جا سکیں اس شہر کو چونکہ پہاڑ کے دامن میں تعمیر کیا گیا تھا لہٰذا شہر کے اندر قدم قدم پر نشیب و فراز تھے لیکن فیلقوس کے بیٹے سکندر کو یہ شہر ہرگز پسند نہ تھا وہ سمجھتا تھا کہ اس شہر میں باربار کبھی نشیب اور کبھی اونچائی کی طرف جانا پڑتا ہے لہٰذا اس شہر کو اپنے نشیب و فراز کی وجہ سے سکندر اسے اپنے لئے ایک قید خانہ اور زندان سمجھا کرتا تھا۔

فیلقوس کے زمانے تک اہل مقدونیہ کی لڑائیاں کچھ یوں تھی کہ وہ صرف دریائے ڈینیوب کے جنگلی باشندوں کے چھاپوں یا ویسے ہی وحشی سواروں کی یورشوں کو روکنے تک محدود تھے شروع شروع میں فیلقوس کی ریاست کے ذرائع آمدنی بے حد محدود تھے اور وہ بڑی مشکل سے اپنی ریاست پر حملہ آور ہونے والے وحشی باشندوں سے اپنے لوگوں کی حفاظت کر سکتا تھا پھر اس کے بعد ایسا ہوا کہ فیلقوس کو کوہ پیگایوس کے اردگرد سونے اور چاندی کی کانیں ملیں جن کی وجہ سے اس کی ریاست خوب مالا مال ہو گئی حالانکہ اس سے پہلے مقدونوی حکمران اپنے سکے تک جاری نہ کر سکتا تھا وہ اس وقت ایگھمز کے نہایت نفیس اور روپہلی سکے ہی سے کام لیتا تھا اب اپنی ریاست میں سونے اور چاندی کی کانیں ملنے کی وجہ سے وہ خوشحال ہو گیا تھا جس کے باعث اس کی رعایا بھی خوشحال ہو کر اس سے محبت کرنے لگی تھی۔

اب فیلقوس مر چکا ہے اس کی جگہ اب اس کا بیٹا سکندر مقدونیہ کا حکمران ہے اس سکندر نے اپنی عسکری طاقت میں بے پناہ اضافہ کر لیا ہے جس قدر لشکر اس کے باپ فیلقوس کے زمانے تک ہوا کرتا تھا اب سکندر نے اس لشکر میں کئی گناہ اضافہ کر لیا ہے پہلے اس کے باپ فیلقوس کے پاس کوئی بحری جہاز تک نہ تھا اب سکندر نے اپنے لئے ایک بہت بڑا بحری بیڑا بھی تیار کر لیا ہے اور میرا اندازہ ہے کہ اب وہ عنقریب کسی ملک کی تسخیر کیلئے نکلے گا لہٰذا میں تمہیں مشورہ دوں گی کہ تم یہاں سے مقدونیہ کی ریاست کا رخ کرو وہاں اس کے حکمران سکندر کے ساتھ رہو اس کے ساتھ رہتے ہوئے تمہارا وقت بہترین انداز میں گزرے گا یوناف اور بیوسا نے ابلیکا کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں میاں بیوی دریائے مینڈر کے کنارے سے یونان کی ریاست مقدونیہ کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

یوناف اور بیوسا پیلا شہر میں گھوڑ دوڑ کے اس میدان کے قریب نمودار ہوئے جو سکندر کے باپ فیلقوس نے ایک جھیل کے کنارے گھوڑوں کی دوڑ کے لئے ایک خاص اہتمام سے بنایا تھا اس میدان کے پاس کھڑے ہو کر دونوں میاں بیوی نے پیلا شہر کا جائزہ لیا انہوں نے دیکھا دشمن سے حفاظت کے لئے اس شہر کے گرد کوئی فصیل نہ تھی یہ شہر ایک تنگ اونچی وادی پر واقع تھا یہ ایک چھوٹا سا شہر تھا تمام مکان سنگ خارہ کے تھے ان کی وضع قطع سپاہیوں کی بارکوں جیسی تھی شہر کے اندر باغات بھی نہ تھے وسیع بازاروں کی جگہ اس میں چکر کھاتی بڑی گلیاں تھیں جن میں جابجا زینے بنے ہوئے تھے تاکہ لوگ اوپر نیچے جا سکیں حقیقت یہ ہے کہ یہ شہر چونکہ کوہستانی سلسلے کے دامن میں بنایا گیا تھا لہٰذا اس کے اندر کافی بلکہ قدم قدم پر نشیب و فراز تھے گھوڑ دوڑ کے جس میدان کے قریب یوناف اور بیوسا نمودار ہوئے تھے اس کے قریب ہی ایک قبرستان تھا جس کے اندر ایک بلند ٹیلا تھا دونوں میاں بیوی اس ٹیلے پر چڑھ گئے وہاں کھڑے ہو کر وہ پیلا شہر کے قریبی سمندر کی سیاہی

مائل خلیج صاف دیکھ سکتے تھے اور اس ساحل بحر کے ساتھ ساتھ سفید خط کی طرح ایک شاہراہ بھی دکھائی دیتی تھی یہ وہی شاہراہ تھی جو یونان سے ایران کی طرف جاتی تھی اور جسے ایران کے بادشاہ زر کیسز نے ایک صدی بیشتر اس وقت بنوایا تھا جب وہ ایشیائے کوچک سے چل کر یونان کو فتح کرنے کے لئے آیا تھا گو اس حملے میں زر کیسز کو کامیابی حاصل نہ ہوئی تھی تاہم اس کے حملہ آور ہونے کا یہ فائدہ ہوا کہ اس شاہراہ کی تعمیر ہو گئی تھی یہ وہی شاہراہ تھی جس پر مشرق کی طرف سے آنے والے کاروان دھول اڑاتے ہوئے یونانی شہروں کی طرف سفر کرتے تھے ان لوگوں میں زیادہ ایرانی اور اشیاء کوچک سے تعلق رکھنے والے لوگ سفر کیا کرتے تھے جو اپنے جسموں پر ازغوانی چغے اور زر بفت لباس پہنے ہوئے ہوتے تھے یوناف اور بیوسا قبرستان کے اندر اس ٹیلے پر کھڑے ہو کر تھوڑی دیر تک قریبی سمندر اور اس کے کنارے کنارے ایران کی طرف جانے والی شاہراہ کا جائزہ لیتے رہے پھر دونوں ٹیلے سے اترے اور گھوڑ دوڑ کے میدان کے ساتھ ساتھ وہ ایک طرف بڑھنے لگے تھے۔

تھوڑا آگے جا کر یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی ایک ایسے جوان کے سامنے رک گئے جو تیزی سے ایک سمت جا رہا تھا یوناف نے فوراً" اس جوان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میرے عزیز ہم دونوں میاں بیوی ہیں اور اس شہر میں اجنبی ہیں ہم یونان کی اس ریاست مقدونیہ کے بادشاہ سکندر سے ملنا چاہتے ہیں کیا تم ہمیں بتا سکتے ہو کہ اس سے ملنے کے لئے ہم کیا طریقہ کار استعمال کر سکتے ہیں اس پر اس یونانی نوجوان نے ایک بار سر سے پاؤں تک ان دونوں میاں بیوی کو غور سے دیکھا پھر وہ اچانک چونک سا پڑا اور اپنے قریبی ایک سمت جاتے ہوئے بوڑھے کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا اگر تم ہمارے بادشاہ سکندر سے ملنا چاہتے ہو تو اس بوڑھے سے ملو وہ سکندر سے تم دونوں کی ملاقات کا اہتمام کروا سکتا ہے یہ بوڑھا سکندر کا استاد ہے اور اسکا نام ارسطو ہے اس جوان کے پاس سے ہٹ کر یوناف اور بیوسا بڑی تیزی سے سکندر کے استاد ارسطو کے پیچھے لگ گئے تھے۔

تھوڑا سا آگے جا کر یوناف اور بیوسا دونوں نے ارسطو کو جا لیا اور اسے مخاطب کر کے یوناف کہنے لگا اے میرے بزرگ ہم دونوں میاں بیوی اس شہر میں اجنبی ہیں دراصل ہم مقدونیہ کے بادشاہ سکندر سے ملنا چاہتے ہیں اور اس سلسلے میں ایک نوجوان نے ہمیں آپ سے ملنے کے لئے کہا ہے لہٰذا ہماری آپ سے التماس ہے کہ آپ ہمیں مقدونیہ کے حکمران سے ملائیں یوناف کی اس گفتگو پر ارسطو رک گیا وہ بڑے عجیب سے انداز میں تھوڑی دیر تک ان دونوں میاں بیوی کو دیکھتا رہا پھر وہ کہنے لگا تم دونوں میاں بیوی کی شخصیت ہی کچھ ایسی پرکشش ہے کہ ہر کوئی تم سے ملنا اور تمہاری صحبت سے لطف اندوز ہونا پسند کرے گا میں سکندر سے تم دونوں کی ملاقات کا اہتمام تو کرا سکتا ہوں لیکن میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم کس سلسلے میں سکندر سے ملنا چاہتے ہو اس پر یوناف نے ارسطو پر اپنی چند سری قوتوں کا اظہار کیا اور اس پر یہ ظاہر کیا کہ وہ یہ امید رکھتا ہے کہ عنقریب سکندر اپنے لشکر کے ساتھ اپنی ہمسایہ سلطنتوں پر حملہ آور ہو گا لہٰذا اس کے ساتھ رہ کر وہ ان جنگوں میں پیش آنے والے حالات کا جائزہ لینا چاہتا ہے یوناف کی یہ گفتگو سن کر ارسطو خوش ہوا پھر اس نے بڑی شفقت میں ان دونوں سے کہا تم دونوں میرے ساتھ آؤ میں تم دونوں کو سکندر سے ملاتا ہوں اس پر یوناف اور بیوسا خاموشی سے ارسطو کے ساتھ ہو لئے تھے۔

ان دونوں کو لے کر ارسطو پیلا شہر کے اس بلند ٹیلے کی طرف آیا جس کے اوپر مقدونیہ کی یونانی سلطنت کا محل بنا ہوا تھا ارسطو یوناف اور بیوسا کو لے کر ایک ایسے کمرے میں داخل ہوا جس میں پہلے سے مقدونیہ کا حکمران سکندر اور اس کی ماں اولمپیاس بیٹھے ہوئے تھے ارسطو نے سب سے پہلے یوناف اور بیوسا کا تعارف سکندر اور اس کی ماں اولمپیاس سے کرایا پھر آگے بڑھ کر اس نے سکندر کے کان میں کچھ کہا جس کے جواب میں سکندر کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اور اس نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے یوناف اور بیوسا کو آگے بڑھ کر ایک قریبی نشست پر بیٹھنے کی دعوت دی تھی اس دوران ارسطو سکندر کی ماں اولمپیاس کی طرف بڑھا اس کے کان میں بھی اس نے یوناف اور بیوسا سے متعلق کچھ کہا جسے سن کر اولمپیاس کے حسین چہرے پر گہری مسکراہٹ بکھر گئی تھی اپنی جگہ سے وہ اٹھی آگے بڑھ کر اس نے نشست پر بیٹھی ہوئی بیوسا کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اس کے بعد اس نے یوناف کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا تم دونوں میاں بیوی کوئی فکر نہ کرو تمہاری حیثیت مقدونیہ میں ایک معزز مہمان کی سی ہوگی اور جب کبھی بھی میرا بیٹا مقدونیہ سے باہر کسی جنگ پر روانہ ہوگا تو تم دونوں میاں بیوی مشیر کی حیثیت سے اس کے ساتھ رہا کرو گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد اولمپیاس جب خاموش ہوئی تو سکندر نے یوناف اور بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تم دونوں میاں بیوی بہت عمدہ اور مناسب وقت پر میری طرف آئے ہو تھوڑی دیر تک مقدونیہ کے سارے سپاہ سالار اور اعیان سلطنت یہاں جمع ہوں گے اور باہم مشورے کرنے کے بعد پھر ہم سب مل کر فیصلہ کریں گے کہ مقدونیہ سے باہر حملہ آور ہونے کے لئے ہمیں کہاں اور کس جگہ سے ابتدا کرنی چاہئے۔

سکندر کہتے کہتے خاموش ہو گیا تھا اس لئے کہ اس بڑے کمرے میں باری باری بہت سے لوگ اندر داخل ہونا شروع ہو گئے تھے جوں جوں یہ لوگ آتے جا رہے تھے یوناف کے قریب بیٹھا ہوا ارسطو ان آنے والے لوگوں سے متعلق یونان کو تفصیل سے بتاتا جا رہا تھا تھوڑی دیر تک وہ کمرہ جہاں پہلے صرف سکندر اور اس کی ماں اولمپیاس بیٹھے ہوئے تھے اپنی پوری نشستوں کے ساتھ

اعیان سلطنت سے بھر گیا تھا اور وہاں بیٹھنے والے لوگوں میں سکندر کے بہترین جرنیل انٹی گرز، پارمینو، بطلیموس، اینٹی پیٹر، کلائی ٹس اور مقدونیہ کا سب سے بڑا مذہبی کاہن ایرسٹانڈ بھی بیٹھے ہوئے تھے کافی دیر تک باہم صلاح و مشورہ ہوتا رہا آخر اتفاق رائے سے یہ طے پایا کہ سب سے پہلے مقدونیوی لشکر کو باغی بربر قبائل کے خلاف حرکت میں آنا چاہئے تاکہ مقدونیہ کا لشکر جب بھی بھی سمندر پار کی کسی حکومت پر حملہ آور ہو کو اس کی غیر حاضری میں مقدونیہ میں کوئی بغاوت اور سرکشی نہ کھڑی ہو سکے یہ فیصلہ ہونے کے بعد جس قدر وہاں لوگ جمع تھے سب اٹھ کر چلے گئے صرف وہاں پر سکندر اس کی ماں اولمپیاس اور ارسطو رہ گئے ارسطو بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو یوناف سکندر کے مشیر کی حیثیت سے اس کے ساتھ کام کرنے کے لئے تمہارا اور تمہارے ساتھ تمہاری بیوی کا بھی تقرر ہو چکا ہے جیسا کہ تم مجھے اپنے متعلق کچھ بتا چکے ہو اس کی روشنی میں یہ سمجھتا ہوں کہ تم نے ایک زمانے کے ساتھ ساتھ دنیا کے بہت بڑے حصے کو دیکھ رکھا ہے تمہارے ان ہی تجربات کی بنا پر میں تم سے چند سوالات کرتا ہوں تاکہ یہ جائزہ لے سکوں کہ آنے والے دنوں میں تم سکندر کی راہنمائی کرنے کی کس قدر اور کتنی صلاحیت رکھتے ہو ارسطو کی اس گفتگو پر یوناف نے تعجب سے اس کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا اے بزرگ ارسطو پوچھو تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو اس پر ارسطو پھر بولا اور پوچھنے لگا۔

سنو میرے عزیز یونان کا عظیم اور صاحب تکریم فلسفی جس کا نام افلاطون تھا اور جو ہم سے پہلے گزر چکا ہے اس کا عقیدہ تھا کہ دنیا میں اب تک جس قدر علوم رائج ہیں ان کا ارتقا اور ان کی بڑھوتی مغرب سے مشرق کی طرف ہوئی ہے ارسطو کا خیال تھا کہ سمندر کے اس حصے میں جس کا نام اٹلانٹک ہے اس سمندر میں دور جا کر کچھ جزیرے ملتے ہیں جنہیں افسانوی انداز میں مبارک جزیرے کہہ کر پکارا جاتا ہے ہمارے ہاں یونان میں کچھ لوگ ان جزیروں کی سرزمین کو سمندر کے گمشدہ جزیرے بھی کہہ کر پکارتے ہیں پس افلاطون کا خیال بلکہ اس کا یہ عقیدہ تھا کہ علم اور فلسفے کی ابتداء انہیں مغربی جزیروں سے ہوئی تھی اور پھر یہ آہستہ آہستہ اپنی ارتقائی منازل طے کرتا ہوا مشرق کی طرف پھیلتا چلا گیا تمہارا اس معاملے میں کیا خیال ہے تمہارا رائج الوقت علوم مغرب سے مشرق کی طرف پھیلے یا مشرق سے مغرب کی طرف ارسطو کی یہ بات غور سے سننے کے بعد یوناف نے تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ جائزہ لیا پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔

سنو بزرگ ارسطو میں یونانی فلسفی افلاطون کے اس عقیدے اور خیالات سے اتفاق نہیں کرتا بلکہ میں تو اس کے اس عقیدے کی نفی کرتا ہوں اس کائنات کے اندر گھومتے ہوئے جہاں تک میں جان اور سمجھ چکا ہوں ان سمندروں کے اندر کوئی ایسے جزیرے نہیں ہیں جہاں سے انسانی علوم کی ابتداء ہوئی ہو بلکہ اس کائنات میں جس قدر دینی یا فلسفیات علوم رائج ہیں ان سب کی ابتدا مشرق سے ہوئی تھی اور پھر مشرق ہی سے یہ علوم مغرب کی طرف پھیلے اور ترقی کے منازل طے کرنے لگے یوناف کا یہ جواب سن کر ارسطو بے حد خوش ہوا اور اس نے بڑے پیار اور شفقت کے ساتھ یوناف کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا لیکن تم نے وہی جواب دیا ہے جس کی میں تمنا کر رہا تھا میں خود بھی افلاطون کے نظریات کی نفی کرتا ہوں اور میں خود بھی اس نظریے کا قائل ہوں کہ علوم نے مغرب سے مشرق کی طرف نہیں بلکہ مشرق سے مغرب کی طرف اپنے ارتقا اور اپنے عروج کی منزلیں طے کی ہیں یہاں تک کہنے کے بعد ارسطو پھر چند لمحوں کے لئے خاموش رہا دوبارہ وہ بولا اور کہنے لگا۔

سنو یوناف اپنا دوسرا سوال کرنے سے پہلے میں اس سوال سے متعلق تمہیں پہلے کچھ ضروری معلومات فراہم کردوں اور وہ یہ نہ میرا اپنا اور ذاتی خیال یہ ہے کہ اس وقت جو یونان میں فلسفہ جاری و ساری اس میں انجماد کی کیفیت پیدا ہو چکی ہے اس لئے کہ اقدار سے زندگی کی تحقیق و تلاش میں یہ فلسفہ حقائق سے بہت دور نکل جاتا ہے ہم سے بہت پہلے سقراط نے ٹھوس سوالات کے ذریعے اس فلسفے کا رخ عقل مجرد سے پھیرا تھا اس کے زمانے تک بہت سے یونانی فلسفی ماضی کی چھان بین میں لگے رہتے تھے اور وہ اس فکر میں رہتے کہ کائنات کی تخلیق و تکوین کیوں کر ہوئی انسانی قوتوں کی فطرت و طبیعت کیا ہے سقراط نے انسانی زندگی کی ابتدا پر غور و بحث سے انکار کر دیا اور بتایا کہ سوچنا یہ چاہئے کہ اس سے کام کیوں کر لیا جائے اس کا عقیدہ یہ تھا کہ بقائے عالم کا مقصد معلوم ہونا چاہئے یہ جاننے کی کیا ضرورت ہے کہ بقاء کا سرچشمہ کیا ہے اسی ایک مقصد کی تلاش و جستجو کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسے خودکشی کرنی پڑی۔

سقراط کے اس فلسفے کو سامنے رکھتے ہوئے میں بذات خود جس نتیجے پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ روح کائنات کا راز معلوم ہو یا نہ ہو لیکن انسانی ارتقا کی تو پیمائش کی جا سکتی ہے اور اس کا رخ جس طرف چاہیں پھیرا جا سکتا ہے جس طرح ہم حیوانوں کا رخ پھیر سکتے ہیں اور حیوانوں کی سرگشت مرتب کر سکتے ہیں صرف انسان ہی نہیں بلکہ قومیں بھی ایک حالات سے ارتقا پذیر ہوئیں اور وہ مسلسل بدلتی ہوئی کچھ اور ہی بن رہی ہیں اس عمل تغیر کو ناپا اور اپنی مرضی کے مطابق چلایا جا سکتا ہے لہٰذا میرے اپنے نظریات یہ ہیں کہ یہ عمل ارتقا پذیر وجود کی خاطر جاری ہے اور اگر میرے اس فلسفے کو درست اور صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر یہ خیال درست ہے کہ انسانوں کو پہلے سے طے شدہ تقدیر کے خوف سے نجات دلائی جا سکتی ہے بشرطیکہ میرے فلسفے کو سمجھ کر اس پر عمل کیا جائے۔

ارسطو جب خاموش ہوا تو یوناف کہنے لگا سنو بزرگ ارسطو تمہاری اس ساری گفتگو میں دو

سوال اٹھ کھڑے ہوتے ہیں پہلا سوال روح سے متعلق اور دوسرا سوال ارتقائے انسانیت سے متعلق جہاں تک روح کا سوال ہے تو یہ پھر رب کی طرف سے ہے جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے اور اسی روح ہی کی وجہ سے لوگ حرکت میں ہیں اور جب انسان کا خاتمہ ہوتا ہے تو روح اس کے جسم سے نکال لی جاتی ہے جو نیک روح ہوتی ہے جس نے دنیا میں نیکی کے کام کئے ہوئے ہیں وہ نیکی کے فرشتوں کے حوالے کر دی جاتی ہے اور وہ روح جو دنیا میں بدی کے کام کرتی رہی ہے وہ عذاب دینے والے فرشتوں کے حوالے کر دی جاتی ہے جس کے متعلق اس سے مزید نہ اب تک کوئی جان سکا ہے اور نہ جان پائے گا اور سنو ارسطو تمہارا دوسرا سوال بلکہ تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ انسانیت ایک حالت سے دوسری حالت میں اپنی ارتقائی منازل طے کرتی رہی ہے میں تمہارے اس فلسفے اور تمہارے اس عقیدے اور خیالات سے اتفاق نہیں کرتا بلکہ ان کی نفی کرتا ہوں تمہارے اس عقیدے کے جواب میں میں یہ کہتا ہوں کہ خداوندے قدوس نے جو خالق ہے اس ساری کائنات کا اس نے انسان کی ابتدا اندھیرے سے روشنی میں نہیں کی بلکہ اسے روشنی ہی میں پیدا کیا تھا اور جس طرح شروع دن میں اسے پیدا کیا تھا اسی شکل و صورت اور انہی اعضا و جوارح کے ساتھ یہ آج یہ بھی زندگی گزارنے کی تگ و دو میں مصروف ہے ایسا ہرگز نہیں ہے کہ خداوندے پہلے انسان کو کسی اور شکل میں پیدا کیا ہو پھر یہ اپنی ارتقائی منازل کو طے کرتا ہوا موجودہ شکل میں آیا ہو نہیں ہرگز نہیں جس شکل میں اب انسان ہے اس شکل میں خداوندے قدوس نے اس انسان کو پیدا کیا تھا اور پیدائش کے ساتھ ہی اس کے سامنے دو راستوں کا تعین کر دیا تھا اور اسے بتا دیا تھا کہ ایک راستہ بدی کا راستہ ہے جس کی طرف شیطان تمہیں لائے گا دوسرا راستہ نیکی کا راستہ ہے جس کی طرف تمہیں تمہارے نبی اور رسول بلائیں گے جو وقتاً "فوقتاً" ہم تمہاری بہتری اور بھلائی کے لئے بھیجتے رہیں گے تو اے ارسطو اپنے اعضا و جوارع اپنی شکل و صورت میں تو انسان ویسا کا ویسا ہی ہے جس طرح اسے پیدا کیا گیا تھا ہاں اپنے خیالات میں اپنی مادہ پرستانہ جدوجہد میں یہ ضرور ارتقائی منازل طے کرتا رہا ہے۔

یوناف کی یہ ساری گفتگو سن کر ارسطو تھوڑی دیر تک گردن جھکائے اور خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا اس دوران سکندر اور اس کی ماں اولمپیاس بھی بڑے غور اور انہماک سے اس کی طرف دیکھتے رہے تھے پھر آہستہ آہستہ اس نے اپنا سر اوپر اٹھایا بڑے پیار سے اس نے یوناف کی طرف دیکھا اور انتہائی نرمی میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا سنو یوناف میں پہلے یہ سمجھتا تھا کہ تمہارا علم تمہارا فلسفہ سطحی ہو گا لیکن تمہاری گفتگو بتاتی ہے کہ تمہارا تجربہ خوب اور تمہارا علم قابل داد ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپنی اس قدر لمبی عمر میں جو کچھ بھی میں نے حاصل کیا ہے تمہارے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے میں اب کوشش کروں گا کہ تم سے بہت کچھ حاصل کر کے اپنے نظریات اور اپنے فلسفے کو تمہارے خیالات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کروں یہاں تک کہنے کے بعد ارسطو جب خاموش ہوا تو سکندر نے ارسطو کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

اے بزرگ استاد اب تک باتیں بہت ہو چکی اب میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ آپ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی کو اپنے ساتھ لے جائیں اور ان کی رہائش کا بندوبست کریں میں کہتا ہوں کہ سمندر کے کنارے کو ہستانوں کی بلند چوٹی پر محل کا وہ حصہ جس میں میری ماں نے قیام کر رکھا ہے اس حصے میں بہت سے کمرے خالی ہیں انہی کمروں میں سے کچھ کمرے ان دونوں میاں بیوی کو دے دو اور مجھے امید ہے کہ میری ماں کو میرے اس فیصلے پر کوئی اعتراض نہ ہو گا اس پر اولمپیاس فوراً" بولی اور کہنے لگی یوناف اور بیوسا دونوں ہماری سرزمین میں معزز مہمان ہیں لہٰذا ان دونوں کو اگر میرا سارا محل بھی دے دیا جائے تب بھی میں بخوشی اس فیصلے کو قبول کر لوں گی میں خود انہیں ساتھ لے کر جاتی ہوں اور ان کی رہائش اور دوسری ضروریات کا بندوبست کرتی ہوں اپنی ماں اولمپیاس کا یہ فیصلہ سن کر سکندر خوش ہوا پھر یوناف اور بیوسا سے کہنے لگا اب تم دونوں میاں بیوی میری ماں اور میرے استاد ارسطو کے ساتھ جاؤ اپنی رہائش دیکھو وہاں تمہیں ضروریات کی ہر شے مہیا کی جائے گی اور ہاں تم دونوں میاں بیوی یہ بات بھی اپنے ذہن میں رکھنا کہ دو چار دن بعد میں اپنے لشکر کے ساتھ اپنی پہلی مہم پر روانہ ہونے کے لئے کوچ کروں گا اور تم بھی میرے ساتھ ہو گے اس کے ساتھ ہی سکندر بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی رہائش گاہ کی طرف چلا گیا جب کہ ارسطو اور اولمپیاس یوناف اور بیوسا کو ساتھ لے کر اس کمرے سے نکل گئے تھے۔

O

فیلقوس کی موت کے بعد سکندر کے لئے مختلف سمتوں سے خطرات اٹھ کھڑے ہوئے تھے مقدونیہ نام کی اس کی چھوٹی سی سلطنت کے تین جانب جو پہاڑی قبیلے رہتے تھے وہ علیحدگی اختیار کر کے سابقہ آزادی کے مالک بن گئے ان قبائل سے آگے دریائے ڈینیوب کے ساتھ ساتھ بربر سلٹ آباد تھے جو ترکتاز اور یلغار کرتے ہوئے ساحل بحر تک پہنچ جانا چاہتے تھے بربر سلٹ قبائل کے قریب ہی خونخوار اور وحشی قبائل آباد تھے یہ بھی سکندر کے خلاف بغاوت پر آمادہ تھے اور دور دور علاقوں تک قبضہ کر کے اپنی خود مختار ریاست قائم کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

اس نازک صورت حال میں اپنے لشکر کی مناسب تیاری کرنے کے بعد سکندر نے اسے مرکزی شہر پیلا سے کوچ کیا پیلا کا انتظام اپنے بعد اس نے اپنے جرنیل اینٹی پیٹر کے حوالے کر دیا تھا اور خود وہ لشکر کے ساتھ باغی قبائل کی سرکوبی کے لئے نکل کھڑا ہوا تھا یوناف اور بیوسا بھی اس کے لشکر میں شامل تھے

اس وقت سکندر ... Proper ... میں شامل تھی اور پہلی بار اس نے اپنی زندگی کے حقیقی سفر کا آغاز کیا
تھی اس سے پہلے جبکہ اسکا باپ زندہ تھا تو تب وہ شرمیلا تھا اور ہروقت اپنے خیالات میں گم رہتا
جو شخص بھی سامنے آجاتا اس پر بھروسہ کر لیتا تھا رفیقوں کی رائے پر عمل پیرا ہوتا اپنے
خیالات کی دنیا میں زندگی گزارتا رہتا تھا اپنا وقت زیادہ تر وہ مطالعے میں گزارتا اور ساتھ اپنے استاد
ارسطو کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش بھی کرتا تھا لیکن باپ کی موت کے بعد تقریباً ایک
کے اندر ہی اندر اس کی کایا پلٹ گئی وہ شرمیلے نوجوان سے صاحب عزم بن گیا ہر مشورے کو
دھند صحیح نہ سمجھتا خطرات کے ہجوم میں بے تکلف گھس جاتا اور پختہ ارادہ کر چکا تھا کہ وہ اپنے ملک
سے باہر نکل کر فوجوں کی قیادت کرتا ہوا ایشیاء اور آس پاس کے دوسرے علاقوں میں دور دور تک
فتوحات کا سلسلہ جاری کرے گا۔

غرض یہ کہ سکندر نے اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی اور برق رفتاری سے باغی قبائل کی
طرف پیش قدمی کی کوہستان ہائی مس کی چوٹیوں کے پاس جو بلند وادیاں تھیں ان میں سے اپنے لشکر
کے ساتھ تیزی سے گزرتا ہوا وحشی بربر قبائل کی طرف گیا جو گھات میں بیٹھے ہوئے حملہ آور فوج
کی تعداد کا اندازہ کر رہے یہ باغی بربر قبائل سکندر کے اس لشکر کو ختم کر دینے کے درپے تھے جو
انہیں میدانی علاقوں میں لوٹ مار سے روک دینا چاہتا تھا۔

اس مہم میں سکندر کو اپنے فوجی افسروں کے ساتھ ایسے گھنے جنگلوں میں سے بھی گزرنا پڑا
جہاں کوئی بھی چھپ کر انہیں تیروں کا نشانہ بنا سکتا تھا سکندر پر یہ بھی واضح کر دیا گیا تھا کہ اسے
خطرناک سفر میں کوئی اس وقت پر خبردار بھی نہ کر سکے گا اور یہ کہ گردو پیش کے لوگ وحشی جانوروں
کی طرح بے دردی سے اس پر حملہ آور ہو سکتے تھے اور یہ بھی معلوم نہ کیا جا سکتا تھا کہ وہ کس وقت
کونسا قدم اٹھا سکتے ہیں ان سارے خطرات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے سکندر اپنے لشکر کے ساتھ
آگے بڑھتا رہا اس لئے کہ یوناف اس کے ساتھ تھا اور یوناف نے اس کے ذہن میں یہ بات ڈال دی
تھی کہ تنظیم اور قوت ہی کے بل پر ان باغیوں پر قابو پایا جا سکتا ہے اور اگر ایسا نہ کیا گیا تو آنے
والے دور میں یہ باغی قبائل اس کے سر پر آ چڑھیں گے اور اسے حکومت اور سلطنت سے محروم کر
کے رکھ دیں گے۔

ایک کھلی وادی میں بربر سلٹ قبائل کے ساتھ خوفناک جنگ ہوئی یہ وحشی قبائل سکندر کے
لشکر پر بھیڑیوں کے غول کی طرح ہلہ بولتے ہوئے حملہ آور ہوئے تھے لیکن سکندر کے لشکریوں نے
اپنی جانیں خطرے میں ڈال کر انہیں شکست دیتے ہوئے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا تھا سکندر نے
جب مزید پیش قدمی کی تو اس کے مخبر یہ خبر لائے کہ باغی قبائل کے کچھ لوگ ایک جگہ گاڑیوں کی
قطار کو آڑ بنا کر جمع بیٹھے ہیں تو وہ ڈھلان کے بالائی حصے میں ہیں اور جوں ہی سکندر اپنے لشکر کے
ساتھ پیش قدمی کرتا ہوا اس کے قریب پہنچے گا تو وہ بلندیوں سے گاڑیوں کو لڑھکا دیں گے اور سکندر
کے لشکر کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیں گے یہ خبر سن کر تھوڑی دیر تک سکندر خاموش رہا پھر اس نے
اپنے پہلو میں گھوڑے پر سوار یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے میرے دوست میرے مشیر
میرے غم خوار ان حالات میں تم مجھے کیا مشورہ دیتے ہو یہ خبر سن کر یوناف نے تو ڑی دیر سوچ و بچار
سے کام لیا پھر وہ سکندر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو سکندر میں جانتا ہوں کہ کس کوہستانی سلسلے پر باغیوں نے اپنی گاڑیاں کھڑی کی ہیں تاکہ
جب اس کوہستانی سلسلے سے تمہارا لشکر گزرے تو تم پر وہ اپنی گاڑیاں لڑھکا دیں اس کوہستانی سلسلے کو
ایک ہی راستہ جاتا ہے جس پر ابھی ہم پیش قدمی کر رہے ہیں اور میں ان علاقوں سے پہلے سے
واقفیت رکھتا ہوں جہاں دشمن نے اپنی گاڑیاں کھڑی کر رکھی ہیں وہاں تک پہنچنے کیلئے کوئی دوسرا
راستہ بھی ہمارے پاس نہیں ہے لہٰذا دشمن پر قابو پانے کیلئے میں ایک ہی مشورہ دوں گا اور وہ یہ کہ
جس راستے پر ہم پیش قدمی کر رہے ہیں اس پر ہمیں آگے بڑھتے رہنا چاہئے لیکن احتیاط یہ کرنی
چاہئے کہ لشکر کو ایک ساتھ اکھٹے آگے نہیں بڑھنا چاہئے بلکہ ہمیں لشکر کو چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں
تقسیم کر کے پیش قدمی کرنی چاہئے اور ہر ٹولی دوسری ٹولی کے درمیان وقفہ رکھے تاکہ جب ہم عین
باغی قبائل کی سیدھ میں جائیں اور وہ ہم پر اپنی گاڑیاں لڑھکا دیں تو اے سکندر ہمارے لشکریوں کو
چاہئے پھرتی سے کام لیتے ہوئے ادھر ادھر ہٹ جائیں لہٰذا وہ گاڑیاں جو بلندی سے لڑھکائی جائیں گی وہ
مختلف ٹولیوں کے بیچ میں سے گر کر ڈھلان میں جا کر خود ہی ٹوٹ پھوٹ جائیں گی اور اگر ایسا نہ بھی
ہوا تو کسی دستے کے عین سیدھ میں وہ لڑھکائی جانے والی گاڑیاں آگئیں تو وہ دستے فوراً ادھر ادھر
ہٹنے کی کوششیں کریں اگر وہ ایسا بھی نہ کر سکیں تو آخری تدبیر کے طور پر وہ جہاں ہوں وہیں زمین پر
لیٹ جائیں اور اپنی لمبی ڈھالیں اپنی پشت پر رکھ لیں اس طرح بلندی سے لڑھکائی جانے والی گاڑیاں
ان کی ڈھالوں کے اوپر سے گزرتی ہوئی نشیب کی طرف چلی جائیں گی اور ہمارے لشکر کو کوئی نقصان
نہ پہنچے گا۔

یوناف کا یہ جواب سن کر سکندر بے حد خوش ہوا اس نے فوراً یوناف کے مشورے پر عمل
کرتے ہوئے اپنے لشکر کو چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں تقسیم کر دیا اور پہلے کی نسبت زیادہ تیز رفتاری سے
وہ آگے بڑھنے لگا تھا آگے بڑھتے ہوئے جب وہ کوہستانی سلسلے کے اس حصے کے پاس سے گزرنے
لگے جہاں بلندی پر دشمن نے گاڑیاں کھڑی کر رکھی تھیں تو انہیں دیکھتے ہی دشمن نے اپنے لشکر کو
چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں تقسیم کر دیا تھا لہٰذا یہ ٹولیاں ادھر ادھر بھاگ گئیں اور گاڑیاں ان ٹولیوں کے

بیچ میں تقسیم کر دیا تھا لہٰذا یہ ٹولیاں ادھر ادھر بھاگ گئیں اور گاڑیاں ان ٹولیوں کے بیچ میں جو خلا تھے ان میں سے گزرتی ہوئی نشیب کی طرف چلی گئی تھیں اپنے لشکر کے یوں بچ جانے پر سکندر نے یوناف کا اس کی اس تدبیر پر بے حد شکریہ ادا کیا دوسری طرف کوہستان کے اوپر باغی قبائل نے جب دیکھا کہ ان کی گاڑیاں لڑھکانے کے عمل سے سکندر کے لشکر کو کوئی نقصان نہیں ہوا تو وہ سب بے حد خوف زدہ ہوئے لہٰذا وہ دوسری طرف ڈھلان میں اتر کر قریبی جنگلوں میں گھس گئے تھے انہیں یقین ہو گیا تھا کہ سکندر اب انہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔

دشمن کے یوں بھاگنے پر سکندر نے بھی اپنے لشکر کو اس کوہستانی سلسلے پر چڑھنے کا حکم دیا پھر دوسری طرف گھنے جنگل میں گھس کر باغی قبائل کا تعاقب کرنے لگا تھا باغی قبائل کو جب خبر ہوئی کہ سکندر نے اپنے لشکر کے ساتھ کوہستانی سلسلے کو عبور کر لیا ہے اور ان کے پیچھے پیچھے وہ بھی جنگل میں داخل ہو کر ان کا تعاقب کرنا چاہتا ہے تو وہ بے حد خوف زدہ ہوئے جنگل کے اندر اپنے گھوڑوں کو اندھا دھند بھگاتے ہوئے وہ دریائے ڈینوب کی طرف بڑی تیزی سے بڑھے تھے انہیں خطرہ تھا کہ اگر انہوں نے دیر کی تو سکندر ان کے سر پر آپہنچے گا اور ان کا قتل عام شروع کر دے گا لہٰذا وہ چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر دریائے ڈینیوب کو پار کر گئے تھے۔

سکندر بھی اپنے لشکر کے ساتھ باغی قبائل کا تعاقب کرتے ہوا دریائے ڈینیوب کے کنارے جب پہنچا وہ اس نے دیکھا کہ دریا میں صرف چند بازنطینی جہاز نظر آئے سکندر نے انہیں پکڑ لیا اور رات کی تاریکی میں ان جہازوں کے ذریعے اس نے اپنے لشکر کو دریائے ڈینیوب پار کرایا اور دوبارہ اس نے باغی قبائل کا تعاقب شروع کر دیا۔

رات کی تاریکی میں باغی قبائل کا تعاقب بڑی تیزی سے جاری رہا ان کے تعاقب میں سکندر کو اپنے لشکر کے ساتھ باقی قبائل کا تعاقب بڑی تیزی سے جاری رہا ان کے تعاقب میں سکندر کو اپنے لشکر کے ساتھ گندم کے کھیتوں سے گزرنا پڑا جہاں کوئی اسے دیکھ نہ سکتا تھا ستاروں کی روشنی میں اس نے راستہ ڈھونڈا اضطراب کی فراوانی زمین کی نمی اور دھند لکے کے باعث ایک ایک سپاہی کانپ رہا تھا سورج طلوع ہونے کے قریب وہ ایک ایسے شہر کے قریب پہنچ گئے جس کی دیواریں لکڑی کی تھیں اور پورا شہر بے خبر سویا ہوا تھا یہ شہر باغی قبائل ہی کا تھا اور جن باغیوں کا تعاقب کرتے ہوئے سکندر وہاں پہنچا تھا وہ بھی سکندر کے وہاں پہنچ جانے سے بے خبر تھے ان کا خیال تھا کہ سکندر نے زیادہ سے زیادہ دریائے ڈینیوب تک ان کا تعاقب کیا ہو گا اور دریائے ڈینیوب کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ واپس لوٹ گیا ہو گا لیکن صبح سویرے اس شہر کے لوگ اٹھے اور انہوں نے دیکھا کہ سکندر نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کے شہر کا محاصرہ کر رکھا ہے وہ پریشان اور دنگ رہ گئے تھے۔

باغی سلٹ قبائل نے جب دیکھا سکندر اپنے لشکر کے ساتھ ان کے شہر کا محاصرہ کر چکا ہے تو انہیں فرمانبرداری کے سوا کوئی دوسرا راستہ نظر نہ آیا لہٰذا آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد یہ طے پایا کہ کسی نہ کسی طرح سکندر کو یہاں سے ٹال دینا چاہئے یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے سلٹ قبائل کا سردار اپنے شہر سے باہر نکلا وہ اپنے ساتھ شہر کی حسین و جمیل عورتوں اور لڑکیوں کو لے کر نکلا تھا اور یہ لڑکیاں اپنے ہاتھوں میں قیمتی جواہرات کے تحائف اٹھائے ہوئے تھیں جو سکندر کو پیش کئے جانے تھے ان لڑکیوں نے چمڑے کے تنگ لباس پہن رکھے تھے اور ان کے بال خوب آراستہ تھے انہیں لے کر سلٹ قبائل کا سردار سکندر کی خدمت میں حاضر ہوا اسے تحائف پیش کئے جو اس کی ساتھی خوبصورت لڑکیوں نے اٹھا رکھے تھے پھر اس نے سکندر کو مخاطب کر کے کہا یہ شارع مقدونیہ کا خراج ہے جس سے ہم ڈرتے ہیں جس کے ہم فرمانبردار بن کر رہنا چاہتے ہیں اور جس کا مقابلہ کرنے کی ہم ہمت نہیں رکھتے سلٹ سردار کی یہ بات سن کر سکندر نے مسکراتے ہوئے پوچھا تمہیں کس بات کا ڈر ہے اس پر وہ سلٹ سردار سکندر کو مخاطب کر کے کہنا لگا مجھے اور میرے قبائل کو صرف ایک بات کا ڈر ہے اور خوف ہے اس پر سکندر نے چونک کر پوچھا وہ کیا سلٹ سردار کہنے لگا ہمیں یہ ڈر ہے کہ کہیں آسمان ہم پر نہ آن گرے اس لئے کہ جب کسی قوم پر کوئی حملہ آور حملہ کرتا ہے اور اس قوم کی تباہی اس پر وارد ہونے والی ہوتی ہے تو گویا آسمان ہی گر پڑتا ہے اے مقدونیہ کے بادشاہ اس سے پہلے ہم یہ خیال کرتے تھے اگر ہم مقدونیہ کے خلاف بغاوت کریں گے تو ان دور دراز علاقوں تک آپ ہمارا تعاقب کر کے ہمیں فرمانبردار بننے پر مجبور نہ کر سکیں گے لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ ہمارا تعاقب کرتے ہوئے ہمارے شہر تک پہنچ چکے ہیں لہٰذا ہم عہد کرتے ہیں کہ آج کے بعد ہم کبھی بھی آپ کے خلاف کوئی بغاوت کھڑی نہ کریں گے ہمیشہ آپ کے فرمانبردار اور ماتحت بن کر رہیں گے اور ہمارے اڑوس پڑوس میں جو قبائل ہیں وہ بھی اگر کبھی آپ کے خلاف بغاوت پر آمادہ ہوں تو ہم ان کی سرکوبی میں بھی مکمل طور پر آپکا ساتھ دیں گے مجھے امید ہے کہ میری اس یقین دہانی پر آپ شہر پر حملہ آور ہو کر اس کی تباہی کا باعث نہیں بنیں گے۔

سلٹ سردار کی یہ گفتگو سن کر سکندر تھوڑی دیر تک گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا پھر اس نے سلٹ سردار اور اس کے ساتھ آنے والی لڑکیوں کو ایک طرف بٹھا دیا خود اس نے اپنے سارے جرنیلوں کو جمع کیا اور ان سے سوال کیا کہ تم سب میری اور سلٹ سردار کی گفتگو سن چکے ہو اب بتاؤ ہمیں ان قبائل کے خلاف کیا فیصلہ کرنا چاہئے اس پر سب سے پہلے سکندر کا سردار ہارمینو بولا اور کہنے لگا ہمیں اس سلٹ سردار کی گفتگو پر اعتماد اور بھروسہ نہیں کرنا چاہئے آپ جانتے ہیں کہ آپ کا باپ فیلقوس ہمیشہ مصلحتوں اور چالوں سے کام لینے کا عادی تھا اور میں یہ بھی بتا دوں کے آپکا باپ

ایک سپاہ سالاری حیثیت سے خاص مقصد کے حصول کے لئے اپنے لشکروں کو غیر معمولی اطمینان سے نقل و حرکت میں رکھتا تھا وہ زیادہ سے زیادہ کوششیں کرتا تھا کہ اپنے لشکریوں کو محفوظ رکھے اور ان کے لئے زیادہ فوائد حاصل کرنے کی کوششیں کرے اس موقع پر میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ ہمیں "کلیتا" سلٹ سردار کی باتوں پر اعتماد نہیں کرنا چاہئے بلکہ اپنی طرف سے کوئی فیصلہ کرتے ہوئے اس معاملے کو نمٹانا چاہئے اور اس شہر سے ہمیں کم از کم اپنے لشکر کیلئے کچھ فوائد ضرور حاصل کرنے چاہئیں ہارمینو جب خاموش ہوا تو سکندر کا یک چشم جرنیل اینٹی گونس بولا اور سکندر اور اپنے ساتھی جرنیلوں کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

ہمیں کسی بھی صورت سلٹ سردار کی باتوں پر اعتبار کرتے ہوئے باغیوں کو معاف کرتے ہوئے انہیں ان کے حال پر نہیں چھوڑ دینا چاہئے فیلقوس دشمن کے ساتھ جنگ کے موقع پر ہمیشہ یہ کوششیں کیا کرتا تھا کہ ہر حربے سے کام لیتے ہوئے دشمن پر خوف و ہراس طاری کر دے وہ اکثر کسی سیاسی کارکن کو رشوت دیتا یا چاپلوسی سے کام لے کر معاہدہ صلح کے لئے گفتگو شروع کروا دیتا اس طرح اچانک دشمن کے قتل عام کیلئے وار کر لیتا وہ اکثر کہا کرتا چند آدمیوں کو اپنے قابو میں لاؤ اور ان کی انتڑیاں نکال کر رکھ دو ہزاروں لوگ تمہاری وحشت اور خونخواری کو دیکھتے ہوئے مویشیوں کے گلوں کی طرح تمہارے سامنے بھاگنے لگیں جب وہ بھاگنا شروع کریں تو انہیں خوب قتل کرو اور اپنے لشکر کے لئے خوب فوائد حاصل کرو۔

یہاں تک کہنے کے بعد یک چشم جرنیل اینٹی گونس تھوڑی دیر کے لئے رکا اور دوبارہ سکندر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا یہ وہ الفاظ ہیں جو آپکا باپ فیلقوس اکثر اپنے جرنیلوں کو مخاطب کر کے دوہرایا کرتا تھا ان باغی قبائل اور ان کے شہروں سے نمٹنے کے لئے میری ذاتی رائے یہ ہے کہ ہمیں کسی بھی صورت معاف نہیں کرنا چاہئے کہ ان کے ساتھ جنگ کی ابتدا ہو جائے اور ہم اپنے لشکر کے ساتھ ان کے شہر کی لکڑی کی فصیلوں کو توڑ کر کے اندر داخل ہوں اور ان کا خوب قتل عام کریں اور ان کے گھروں اور ان کے خزانوں کو لوٹ کر اپنے لشکر اور اپنی قوم کے لئے فوائد حاصل کریں اے بادشاہ ہمیں بڑی لاپرواہی اور سختی کے ساتھ اس باغی قبائل کے سردار کے ساتھ گفتگو کرنی چاہئے ہمیں یہ کوششیں کرنی چاہئے کہ اپنی گفتگو کے ذریعے خوف کا ایک شعلہ ان باغی قبائل پر پھینک دیں اور جب یہ خون سے بھری گفتگو آگ کا ایک شعلہ بن کر باغیوں کے دلوں میں بھڑک اٹھے گی تو پھر یہ آگ اپنا اصل کام دکھائے گی لڑائی ہمیشہ فیصلہ کن صورت اس وقت ہی اختیار کر سکتی ہے جب دشمن پر حملہ آور ہو کر ان کے اکثر جنگجو ساتھیوں کا قتل عام کر کے ان کا خاتمہ کر دیا جائے تاکہ ایسا کرنے سے ان پر خوف طاری ہو اور آنے والے دنوں میں وہ اپنے حکمرانوں کے خلاف کوئی باغیانہ عمل دوہرانے کی کوشش نہ کرے۔

اپنے ان دونوں جرنیلوں کا مشورہ سننے کے بعد سکندر تھوڑی دیر تک اپنی گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر آہستہ آہستہ اس نے اپنا سر اوپر اٹھایا بڑے غور اور گہری نگاہوں سے اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے یوناف کی طرف دیکھا پھر اس سے پوچھا سنو میرے دوست تمہارا اس معاملے میں کیا خیال ہے اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

اے فیلقوس کے بیٹے میں تمہارے دونوں جرنیلوں کی گفتگو سن چکا ہوں لیکن میں ان کے مشورے اور ان کی تدبیر سے اتفاق نہیں کرتا اگر ان دونوں کی قتل و غارت پر مبنی اس تجویز پر عمل کیا جائے تو وقتی طور پر ہم ان قبائل کو زیر و مغلوب کر سکتے ہیں لیکن جو سختی جو قتل عام ہم ان کا کریں گے اس کی بنا پر ان کے دلوں میں ہمارے خلاف ایک کرودھ اور ایک انتقامی جذبہ ضرور پیدا ہوگا جو اندر ہی اندر پرورش پاتے ہوئے طوفان اور زلزلے کی صورت اختیار کرتا چلا جائے گا پھر ایک ایسا وقت بھی آئے گا یہ لوگ زیر زمین اپنی تیاریاں کرتے ہوئے اپنے آپ کو اس قابل بنالیں گے کہ مقدونیہ والوں سے اپنے قتل عام کا انتقام لیں اس روز پھر یہ ایسی بغاوت کھڑی کریں گے جس کے شعلے بجھانے سے بھی نہ بجھیں گے لہٰذا اس موقع پر میں مخلصانہ مشورہ دونگا کہ ان قبائل کے شہر اور ان کے سارے افراد کو معاف کرتے ہوئے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے اگر انہیں معاف کیا جاتا ہے تو اس فراخ دلی کا ان پر خاطر خواہ اثر ہوگا ان کے دل مقدونیہ والوں کی طرف سے صاف ہو جائیں گے اور انہیں یہ اپنا ہمدرد اور اپنا مہربان خیال کرنے لگیں گے اور آنے والے دور میں کبھی بھی یہ لوگ مقدونیہ کے خلاف بغاوت یا سرکشی اٹھانے کی کوشش نہیں کریں گے اس کے علاوہ اے فیلقوس کے بیٹے کسی کو کسی کی غلطی پر معاف کرنا اور کسی کی کوتاہی پر درگزر کرنا انسان کی سب سے بڑی اور پسندیدہ صنعت ہے گو اخلاق کی یہ سب سے بڑی بھاری اور دشوار ترین صنعت لوگوں کو گراں گزرتی ہے لیکن یہ عفو و درگزر ضبط نفس تحمل اور برداشت کی عادت انسان کو انسان بنانے کے علاوہ خود انسانیت کے اندر محبت اور خلوص کا باعث بنتی ہے فیلقوس کے بیٹے جس وقت انسان غصے اور غضبناکی کی حالت میں ہوتا ہے اس وقت گویا اس پر شیطان مسلط ہوتا ہے اور جو شخص غصے اور غضبناکی پر قابو پاتے ہوئے درگزر اور ضبط نفس سے کام لیتا ہے وہ گویا شیطان پر قابو پانے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور یہ انسان کے لئے ایک بہت بڑا کمال ہے اے فیلقوس کے بیٹے لطف اس بات کا نہیں غصہ آئے ہی نہ بلکہ کمال اس بات کا ہے کہ آئے ہوئے غصے اور غضبناکی کو ضبط کر کے تحمل اور برداشت کا مظاہرہ کیا جائے لہٰذا اس موقع پر میں آپ کو یہی مشورہ دوں گا کہ ان قبائل کے ساتھ کسی بھی انتقامی کارروائی سے گریز کیا جائے بلکہ انہیں معاف کر دیا جائے تاکہ آنے

والے دنوں میں یہ مقدونیہ والوں کے لئے ایک مضبوط بازو اور پر قوت پہلو ثابت ہوں۔

یوناف کی ساری گفتگو سن کر سکندر تھوڑی دیر تک ہلکے ہلکے مسکراتا رہا پھر اس نے اپنے جرنیلوں کو مخاطب کرتے ہوئے اور اپنا آخری فیصلہ دیتے ہوئے کہا سنو میرے ساتھیو جو باتیں تم سب نے مجھ سے کہیں ہیں وہ میں نے بڑے غور اور انہماک کے ساتھ سنیں ہیں لیکن یوناف کے علاوہ کس کی گفتگو کسی کی تدبیر کسی کا مشورہ مجھے متاثر نہیں کر سکا اس کی باتوں میں وزن اور جان ہے لہٰذا میں ان باغی قبائل کو معاف کرنے کا اعلان کرتا ہوں تاکہ آنے والے دنوں میں یہ ہمارے معاف کرنے کے اس احسان کو یاد رکھیں اور ہمارے خلاف بغاوت کھڑی کرنے سے باز رہیں پھر سکندر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا وہ اس جگہ آیا جہاں سلٹ قبائل کا سردار ان لڑکیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا جنہیں تحائف کے ساتھ وہ اپنے ہمراہ لایا تھا سکندر نے ان کے تحائف قبول کرلئے اور سلٹ سردار کو مخاطب کرکے اس نے کہا تم واپس جاؤ اور اپنے قبائل میں جاکر یہ اعلان کرو کہ ہم ان کی ماضی کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف کرتے ہیں ان کے خلاف کسی قسم کی انتقامی کارروائی کرنے سے باز رہتے ہیں اس کے ساتھ ہی وہ ہمارے ساتھ وعدہ کریں کہ آئندہ وہ کبھی ہمارے خلاف سرکشی کرنے کی کوششیں نہیں کریں گے اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو پھر وہ ہمارے انتقامی جذبہ سے بچ نہ سکیں گے سکندر کی یہ گفتگو سن کر سلٹ سردار بے حد خوش ہوا اور اپنی گردن کو جھکاتے ہوئے وہ کہنے لگا اے مقدونیہ کے بادشاہ آپ بے فکر اور مطمئن رہیں جو کچھ ہوا ہو چکا آج کے بعد یہ قبائل ہمیشہ کیلئے آپ کے فرمانبردار اور مطمئن بن کر رہیں گے اور جہاں کہیں بھی آپ کو ان کی ضرورت محسوس ہوئی یہ آپ کی بہتری اور آپ کی عزت اور آپ کی سرفرازی کے لئے اپنی جانیں تک نچھاور کردیں گے اس کے بعد سکندر اس سردار سے گلے لگا کر ملا یوں وہ سلٹ سردار اپنے لئے معافی کا اعلان حاصل کرتا ہوا واپس اپنے شہر کی طرف چلا گیا تھا۔

○

سکندر کا ارادہ تھا کہ اپنے لشکر کو ایک دن وہاں ستانے کا موقع فراہم کرے گا اس کے بعد وہ واپس اپنے مرکزی شہر پیلا کا رخ کرے گا لہٰذا اس نے اپنے لشکر کو وہاں پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا یہ پڑاؤ کرنے کے تھوڑی ہی دیر بعد مقدونیہ کے مرکزی شہر پیلا سے ایک قاصد اس پڑاؤ میں داخل ہوا اور جب اس قاصد کو سکندر کے سامنے پیش کیا گیا تو سکندر اسے دیکھتے ہی کسی قدر فکر مند ہوا اور پھر اس نے اپنی اس فکر مندی میں اس قاصد کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

تم ہمارے لئے ہمارے مرکزی شہر سے کیسی خبر لے کر آئے ہو اس پر آنے والا وہ قاصد کسی قدر فکر انداز میں بولا اور کہنے لگا اے بادشاہ میں یہ بری خبر لے کر آیا ہوں کہ ہمارے سرحدی شہر تھیبز میں بغاوت ہو چکی ہے وہاں کے لوگ آپ کے باپ کی موت کے بعد سے ہی بغاوت اور سرکشی کرنے کی تیاریاں کرنے لگے تھے لیکن جب آپ ان باغی قبائل کا تعاقب کرتے ہوئے دریائے ڈینیوب کی ان وادیوں کی طرف آئے تو تھیبز ہی نہیں بلکہ ہمارے کئی دوسرے شہروں میں بھی کچھ لوگوں نے یہ خبر پھیلا دی کہ سکندر ڈینیوب کی وادیوں کے جنگل میں مارا گیا ہے اس خبر نے بازیابی کا کام کیا لہٰذا تھیبز شہر والوں نے بغاوت کردی آپ جانتے ہیں کہ آپ کے باپ فیلقوس نے تھیبز شہر کے قلعے میں مقدونیہ کے سپاہیوں پر مشتمل ایک لشکر متعین کیا تھا اہل تھیبز نے اس لشکر کا محاصرہ کر رکھا ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ اس لشکر کو قتل کر کے تھیبز شہر کی آزادی کا اعلان کریں۔

میں یہاں یہ بھی کہتا چلوں کہ تھیبز شہر کے لوگ مکمل طور پر ہمارے خلاف حرکت میں آ چکے ہیں ان کے خطیبوں نے شہر کو اپنا مرکز بنا لیا ہے اور وہ اپنے خطبوں کے ذریعے سے شہریوں کو اکسا رہے ہیں اور کہہ رہیں کہ اپنی خود مختاری اور آزادی کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور تھیبز کے لشکر میں بھرتی ہو جاؤ اے بادشاہ اگر جلد ہی تھیبز سے اٹھنے والی اس بغاوت کو فروغ نہ کیا گیا تو خدشہ ہے کہ اس بغاوت اور سرکشی کے شعلے دوسرے شہروں میں بھی پھیل جائیں گی اور مقدونیہ کے سپاہیوں پر مشتمل جو لشکر محصور ہے اس کا بھی خاتمہ ہو کر رہ جائے گا اور یہ ہمارے لئے ایک بہت بڑا اور ناقابل برداشت نقصان ہوگا۔

یہاں تک کہنے کے بعد قاصد جب خاموش ہو گیا تو سکندر نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے یوناف کی طرف توصیفانہ انداز میں دیکھتے ہوئے کہا سنو یوناف تم نے مجھے بہترین مشورہ دے کر مجھے مصیبتوں کے دلدل میں پھنسنے سے بچا لیا ہے اگر میں اپنے جرنیلوں کی تدبیر پر عمل کرتا تو ابھی میں ان باغی قبائل کے ساتھ الجھ گیا ہوتا اور مجھے تھیبز شہر کی طرف جلد کوچ کرنا نصیب نہ ہوتا لیکن تمہارے مشورے پر عمل کرتے ہوئے میں نے ایک بہترین قدم اٹھایا ہے ان باغی قبائل کو معاف کرنے کے بعد ایک طرح سے میں انہیں اپنے ساتھ ملانے میں کامیاب ہو چکا ہوں اور اب میں کسی بھی وقت تھیبز شہر کی طرف کوچ کر کے وہاں کے باغیوں کی سرکوبی کر سکتا ہوں اس کے ساتھ ہی سکندر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اسی وقت اس نے اپنے لشکر کو وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دے دیا تھا اس طرح سکندر اپنے لشکر کے ساتھ ڈینیوب کی وادیوں سے اپنے سرحدی شہر تھیبز کی طرف بڑی برق رفتاری سے کوچ کر گیا تھا۔

○

[illegible] کی طرف سفر کرتے ہوئے سکندر نے اپنے لشکر کے ساتھ پہاڑی راستے اختیار کئے تاکہ اس کی روانگی کسی پر ظاہر نہ ہو سینکڑوں میلوں پر مشتمل یہ سفر چند دنوں میں طے کرنے کے بعد وہ اپنے لشکر کے ساتھ ایک دن تھیبز شہر کے سامنے نمودار ہوا اور شہر سے باہر جو بہت بڑا قبرستان تھا اس کے اندر اس نے اپنے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم دیا یونانی روایت کے مطابق قبرستان میں خیمہ زن ہونے کا یہ مطلب تھا کہ مقدونوی لشکر شہر پر حملہ آور نہیں ہونا چاہتا بلکہ وہ شہر کے باغیوں کے ساتھ صلح اور رواداری کا مظاہرہ کرنا چاہتا ہے قبرستان میں خیمہ زن ہونے کے ساتھ ہی سکندر نے اپنے لشکریوں کو آرام کرنے اور سستانے کا موقع فراہم کیا اور خود اس نے تھیبز شہر کے سرکردہ لوگوں کی طرف قاصد بھجوائے اور انہیں یہ تجویز پیش کی کہ وہ شہر کے اندر جو مقدونیوں لشکر محصور ہے اسے شہر سے باہر آنے دیں اور یہ کہ اپنی بغاوت اور سرکشی ترک کر دیں اگر وہ ایسا کریں تو ان پر کوئی ظلم اور کوئی انتقام روا نہ رکھا جائے گا شہر کے باغیوں نے سکندر کی ان تجاویز کو ماننے سے انکار کردیا بلکہ جواب میں انہوں نے یہ پیغام دے بھیجا کہ سکندر اگر اپنے دو جرنیل یعنی پارمینیوس اور اینٹی گونس کو یرغمال کے طور پر ان کے حوالے کر دے تو پھر صلح ہو سکتی ہے جواب میں سکندر نے بھی ایسا کرنے سے انکار کر دیا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ سکندر کے لشکر اور باغیوں کے درمیان جنگ کی ابتدا ہونے والی تھی۔

سکندر کا ایک جرنیل پرڈاکس فصیل توڑنے اور قلعہ بندیوں میں سوراخ کرنے کا انتہائی ماہر اور تجربہ کار خیال کیا جاتا تھا سکندر نے اسے مخاطب کر کے پوچھا تم دیکھتے ہو کہ تھیبز والوں کے ساتھ جنگ کے سوا اب کوئی راستہ ہمارے سامنے نہیں رہا تم مجھے یہ بتاؤ کہ شہر کے اندر محصور لشکریوں کو بچانے کے لئے قلعے تک کیسے پہنچ سکتے ہیں پرڈاکس نے بے پرواہانہ جواب دیتے ہوئے کہا وقت پر جو تدبیر مناسب نظر آئے گی ہم کر لیں گے ویسے میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ لشکر کا کم از کم تیسرا حصہ میرے حوالے کر دیں تاکہ میں مناسب وقت پر مناسب جگہ سے شہر کی فصیل پر حملہ آور ہو کر اس قلعہ میں پہنچنے میں کامیاب ہو جاؤں جس میں ہمارے ساتھی محصور اور جن کا باغیوں نے محاصرہ کر رکھا ہے سکندر نے اپنے لشکر کا ایک حصہ پرڈاکس کے حوالے کر دیا اور اسے اجازت دے دی کہ وہ فصیل توڑنے اور قلعہ میں داخل ہونے کے لئے جو بھی تدبیر کرے گا سکندر کو وہ منظور ہوگی۔

اس فیصلے کے تھوڑی دیر بعد ہی سکندر کو اطلاع ملی کہ اس کے جرنیل پرڈاکس باب ایکا کی طرف سے حملہ آور ہوا اور دیوار کے کچھ حصے کو توڑ کر وہ شہر میں داخل ہو گیا ہے یہ خبر سن کر سکندر بے حد خوش اور اپنے تیر انداز اور نیزہ بردار لے کر وہ اس کی مدد کے لئے پہنچا سکندر جب اس جگہ پہنچا جہاں سے اسکا جرنیل دیوار توڑ کر شہر میں داخل ہوا تھا تو اس نے دیکھا وہ لشکر جو پرڈاکس کے تحت کیا گیا تھا شہر میں دور تک جا چکا تھا اور آہستہ آہستہ قلعے کی طرف بڑھ رہا تھا سکندر نے ان کے پیچھے پیچھے فوراً دوسرے دستے بھی شہر میں داخل کر دیئے تھے۔

اب تنگ بازاروں میں خون ریز جنگ ہوئی جبکہ سکندر ابھی تک مسلح پیادہ فوج لے کر حملے کے انتظار میں شہر سے باہر ہی اس جگہ کھڑا تھا جہاں فصیل کا حصہ توڑ دیا گیا تھا سکندر کے جرنیل پارمینیوس کی رائے یہ تھی کہ لمبے نیزوں والے سپاہی تنگ گلیوں میں جا کر کوئی مفید خدمت انجام نہیں دے سکتے لہٰذا انہیں بھی شہر سے باہر ہی رکھا گیا تھا اس اثنا میں جنگ کرتے ہوئے پرڈاکس بری طرح زخمی ہو چکا تھا لہٰذا اسے اٹھا کر شہر سے باہر لے آیا گیا تھا اس کے زخمی ہونے کی وجہ سے سکندر کے لشکر کا وہ حصہ جو شہر میں داخل ہوا تھا اس میں بددلی اور بے یقینی کی کیفیت پیدا ہو گئی تھی لہٰذا اپنے جرنیل کے زخمی ہونے کی وجہ سے وہ آگے بڑھنے کے بجائے پیچھے ہٹنے لگے تھے شہر کے باغیوں کے لشکر نے جب دیکھا کہ حملہ آور اب پسپا ہونے لگے ہیں تو انہوں نے ٹوٹ کر ان پر حملہ کر دیا اسطرح سکندر کے لشکر کا وہ حصہ جو شہر میں داخل ہوا تھا وہ بھاگتا ہوا باہر آیا اور اس جگہ سکندر سے آملا جہاں سکندر باقی ماندہ لشکر کے ساتھ شہر کا جائزہ لے رہا تھا۔

تھیبز کا لشکر جب سکندر کے بھاگتے ہوئے سپاہیوں کا تعاقب کرتے ہوئے شہر سے نکلا تو سکندر نے اپنی پیادہ فوج کو حملہ آور ہونے کا حکم دیا لمبے نیزوں والے سپاہیوں کا لشکر ایک سیل ایک سیلاب کی طرح حرکت میں آیا تو اہل تھیبز کی صفیں ٹوٹ گئیں اب نیزہ برداروں کی پیش قدمی کا حکم ملا اور تیزی کے ساتھ آگے بڑھے اور جو کچھ ان کے سامنے آیا اسے سیلاب کی طرح بہاتے ہوئے لے گئے تھے اس طرح وہ بازاروں میں پہنچ گئے جہاں ہر طرف آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے خانہ بہ خانہ جنگ شروع ہوئی اب مقدونوی فوج کی پیش قدمی کو کوئی روک نہیں سکتا تھا عین اس وقت سکندر کی فوج کا وہ حصہ بھی باہر آگیا جو پہلے سے تھیبز شہر میں تھا اور قلعے میں محصور ہو چکا تھا۔

اہل تھیبز بھاگنے لگے ان میں سے بہت سے لوگ مندروں اور عبادت گاہوں میں پناہ لینے لگے تھے فصیل پر اب کوئی محافظ نہ رہا تھا مقدونیہ کے فوجی دستے بڑی تیزی سے شہر میں داخل ہو کر باغیوں پر ٹوٹ پڑے تھے کوئی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ تھیبز شہر کے بازار انسانی لاشوں سے اٹ گئے اور بہت کم لوگ ایسے تھے جو اپنی جان بچا کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو سکے تھے رات کے وقت سکندر کے کچھ سپاہیوں نے شہر کو لوٹتے ہوئے اس کے ایک حصے کو آگ بھی لگا دی تھی۔

دوسرے روز تھیبز کے کھنڈروں کی دیکھ بھال شروع ہوئی لاشوں کیلئے قبریں کھدوائیں گئیں مقتولین چار ہزار سے کم نہ تھے سکندر شہر سے باہر ایک باغ میں اپنے لشکر کے کچھ حصے کے ساتھ جا

بیٹھا اور وہیں پر اس کے مخبر اس شہر کے متعلق خبریں فراہم کرنے لگے تھے اس کے سپاہی شہر میں داخل ہو کر زر و جواہر اور مال و دولت لوٹنے اور تلاش کرنے میں لگے ہوئے تھے جبکہ کچھ لشکری گروہ در گروہ قیدیوں کو پکڑ کر اس جگہ لا رہے تھے جہاں سکندر بیٹھا ہوا تھا۔

قیدیوں کو پکڑ پکڑ سکندر کے سامنے اس لئے لایا جا رہا تھا تاکہ ان سے متعلق سکندر کوئی آخری حکم دے باری باری ان قیدیوں کو سکندر کے سامنے لایا گیا اور سکندر ان کے لئے سزا تجویز کرتا رہا پھر ایک عورت کو اس کے سامنے پیش کیا گیا جس نے سکندر کے لشکر کے ایک چھوٹے سالار کو قتل کر دیا تھا یہ عورت بڑا اچھا لباس پہنے ہوئے تھی اور بے حد خوبصورت اور نفیس دکھائی دے رہی تھی اس کے ساتھ اس کے دو بچے بھی تھے۔

سارے قیدیوں میں وہ عورت سب سے زیادہ مطمئن اور بے فکر دکھائی دیتی تھی اس عورت کو مخاطب کرتے ہوئے سکندر نے کہا تم پر یہ الزام ہے کہ تم نے میرے لشکر کے ایک افسر کو قتل کر دیا ہے سکندر نے جب اس سے یہ سوال کیا تو اس عورت نے عجیب سے انداز میں بے تکلف جرم کا اقبال کر لیا اور بتایا کہ سکندر کی فوج کا افسر اس کے گھر میں گھس آیا اس نے اس کی بے حرمتی کی پھر اس تلاش میں لگ گیا کہ کہیں اس نے دولت و جواہرات تو نہیں چھپا رکھیں اس عورت نے کہا کہ میں نے اس افسر کو بتایا کہ جواہرات میری حویلی کے باہر کے کنویں میں محفوظ ہے وہ مجھے اپنے ساتھ کنویں کے پاس لے کر پہنچا تو میں نے موقع پا کر اسے دھکا دے دیا وہ کنویں میں گرا تو میں نے سپاہیوں کے پہنچنے سے پیشتر اسے پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا۔

سکندر اس عورت کی گفتگو سن کر بے حد متاثر ہوا اور اس سے پوچھنے لگا اے عورت تو کون ہے اس پر وہ عورت اپنے دونوں بچوں کو اپنے ساتھ لپٹاتی ہوئی بڑے ولولے اور بڑی بے باکی سے پھر کہنے لگی میں ایک ایسے شخص کی بہن ہوں جو اس شہر میں تمہارے لشکر کے ساتھ جنگ کرنے والے سپاہیوں کا جرنیل تھا اور میری بدقسمتی یہ کہ وہ اس جنگ میں مارا جا چکا ہے یہاں تک کہنے کے بعد وہ عورت تھوڑی دیر کے لئے رکی پھر دوبارہ سکندر کو مخاطب کر کے کہنے لگی اب میرے پاس مزید کچھ کہنے کے لئے الفاظ نہیں ہیں لہٰذا میں تمہاری طرف سے اپنے لئے موت کا حکم سننے کے لئے تیار ہوں اس عورت کی گفتگو سے سکندر ایسا متاثر ہوا کہ اس نے نہ صرف اس عورت کو معاف کر دیا بلکہ باقی جتنے قیدی بچے تھے ان سب کو اس نے رہا کر دیا اور جن قیدیوں سے متعلق اس نے پہلے فیصلے جاری کئے تھے وہ فیصلے بھی اس نے واپس لیتے ہوئے سب لوگوں کو اپنے اپنے گھروں کی طرف جانے کی اجازت دے دی تھی۔

اس کے بعد سکندر کے سامنے یہ سوال پیش کیا گیا کہ شہر کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ آہستہ آہستہ اپنے زخموں کے اندمال کی تدبیر کر سکے یا یہ کہ اسے مکمل طور پر تباہ و برباد کر دیا جائے تاکہ اس کے رہنے والے آنے والے دور میں سکندر یا مقدونیہ کے خلاف کوئی بغاوت نہ کر سکیں لیکن سکندر نے سوچ و بچار کے بعد یہ فیصلہ دیا کہ جو شہر کی عمارتیں تباہ ہو چکیں ہیں انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے اور جو عمارتیں کھڑی ہیں انہیں چھیڑا نہ جائے بلکہ ان کے اندر وہاں کے باشندوں کو رہنے کی اجازت دی جائے اس طرح سکندر نے اپنے لشکر کے ساتھ چند روز تک تھیبز شہر سے باہر قیام کیا اس کے بعد وہ اپنے لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر پیلا کی طرف کوچ کر گیا تھا اپنے مرکزی شہر میں چند روز اس نے آرام کیا اس دوران اس نے بہت بڑا بحری بیڑا تیار کیا پھر ایک عظیم لشکر لے کر وہ نکلا اس کا ارادہ تھا کہ وہ ایشیا پر حملہ آور ہو کر دور تک فتوحات کا سلسلہ جاری کرے گا اس مقصد کے لئے وہ یہ ارادہ کر چکا تھا اپنے بحری بیڑے کے ساتھ مقدونیہ سے روانہ ہونے کے بعد قدیم اور پرانے شہر ٹرائے کی طرف جائے گا اور وہاں پر اپنی پوزیشن مستحکم کرنے کے بعد ایشیا کے اندرونی حصوں کی طرف بڑھے گا یہی مقصد لے کر سکندر مقدونیہ سے ایشیا کے ساحل کی طرف اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کر گیا تھا۔

ایک روز جبکہ درخشاں ایام کی یادوں کی طرح احمریں کرنیں بکھیرتی ہوئی صبح نمودار ہوئی تھی عارب اور بنیدہ عزازیل کے ساتھ قدیم اور اساطیری شہر ٹرائے کی کھوئی کھوئی الجھی الجھی ویرانیں امید و آرام سے آگاہ کھنڈرات اور تمام مدوجزر سے واقف طلسمی سنسنایوں میں چپ اور خاموش کھڑے تھے یوں لگتا تھا جیسے وہ تینوں ٹرائے شہر کے ان پرانے دیولاخوں کے اندر کھڑے ہو کر کسی کا بڑی بے تابی اور بے چینی سے انتظار کر رہے ہوں پھر تھوڑی دیر بعد کیتم وہاں نمودار ہوئی اور اسے دیکھتے ہی عزازیل کے چہرے پر کچھ رونق اور کچھ طمانیت بکھر گئی تھی پھر اس نے کیتم کو مخاطب کر کے پوچھا اے کیتم تم یوناف اور بیوسا سے متعلق کیا خبر لے کر آئی ہو اس موقع پر کیتم کا پتا ہوا چہرہ ۔ اسے بھبوسی کوئی چنگاری اور اس کی آنکھوں میں سلگتی خزاں کے سے اس کے دکھے دل کا پتہ دے رہے تھے کیتم عزازیل کے قریب ہوئی اور انتہائی دکھ میں کہنے لگی اے آقا ہمارے پاس سے بھاگنے کے بعد یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی کچھ عرصہ گمنامی کی زندگی بسر کرتے رہے اب وہ مقدونیہ کے حکمران سکندر کے لشکر میں شامل ہو چکے ہیں اور اب سکندر اپنے لشکر کے ساتھ سمندر میں اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سفر کرتا ہوا ٹرائے شہر کی طرف آرہا ہے اسکا ارادہ ہے کہ وہ ایشیا کے اندر دور دور تک فتوحات حاصل کرے گا یہاں تک کہنے کے بعد کیتم جب خاموش ہوئی تو عارب شدید کینے اور تعصب و دشمنی سے بھرے ہوئے لہجے میں بولا اور کہنے لگا۔

اے آقا ہماری تدبیر اور ہمارے مکر و فریب کے جال سے نکل کر یہ جو یوناف اور بیوسا ہم سے بچ کر بھاگنے میں کامیاب ہو گئے ہیں تو اس سے میرا اندر سنسان اجاڑ ہو کر رہ گیا ہے اب وہ پھر انسانی عظمت کے گیت گانے اور جشن کامرانی منانے کیلئے اپنی اندھی سرگرمیوں کو جاری رکھیں گے اور مسرت بھری خزاؤں کے اندر اپنی عزت بڑھانے کا کام جاری رکھیں گے کاش ہم ان سے انتقام لے سکتے اور کاش ہم انہیں اپنی تجویز کے مطابق اسیر اور قیدی بنا کر رکھ سکتے یہاں تک کہنے کے بعد عارب خاموش ہو گیا تھا۔

عارب کی گفتگو سن کر عزازیل کے چہرے پر عداوت و رقابت رشک و غرور و نخوت، آتش مزاجی و تمرد فسادات قلبی حیوانی جبلت کینہ و ذلت اور خونخواری و درندگی چھا گئی تھی پھر وہ بولا اور

کہنے لگا سنو میرے ساتھیو ہم سب خوشی ہو یا غم ایک ہیں میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ عنقریب میں یوناف اور بیوسا کے دل کے دروازوں پر سیاہ رات کی دستک دوں گا اور ان کی ساری خوشیوں کو اداس دعاؤں اور اندھے خوابوں میں تبدیل کر کے رکھ دوں گا میں ان دونوں کے لئے ایک بلائے بد ثابت ہوں گا اور ان پر ایسا نزول و ورود کروں گا کہ ان کی ساری یک جہتی اور اتفاق کا خاتمہ کرتے ہوئے ان دونوں کی حالت صرع کے دوروں کے شکار اعصابی مریض جیسی بنا کر رکھوں گا سنو میرے ساتھیو تم تینوں انہی ٹرائے کے کھنڈرات میں رہ کر یوناف اور بیوسا پر کڑی نگاہ رکھو اور جب تم دیکھو کہ تم ان دونوں پر ضرب لگا سکتے ہو تو ان پر حملہ آور ہوتے ہوئے کبھی نہ چوکنا اتنی دیر تک میں مشرق کی طرف جاتا ہوں اور کسی بڑی قوت کو سکندر کے خلاف حرکت میں لاتا ہوں تاکہ وہ طاقت سکندر کو ٹرائے کے اس شہر سے مار بھگائے اور اگر کوئی جنگ ہوتی ہے اور اس میں سکندر کو شکست ہوتی ہے تو اس میں میری خوشی کا پہلو نکلے گا اس لئے کہ سکندر کی شکست یقیناً یوناف کی شکست ہوگی اس لئے کہ یوناف اس کے مشیر کی حیثیت سے کام کر رہا ہے اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے وہ غائب ہو گیا تھا۔

○

سکندر کے مشرق کی طرف حملہ آور ہونے تک ایران میں بھی ایک انقلاب اور تبدیلی رونما ہو چکی تھی کوروش جس وقت زندہ تھا اس وقت وہ ایک لحاظ سے پورے ایران اور اس کے نواحی علاقوں کا حکمران تھا لیکن اس کی موت کے بعد عملی طور پر ایران دو حصوں میں تقسیم ہوا شمالی حصے پر گشتاسب بادشاہ پھر آرہا جس کا مرکزی شہر بلخ تھا جبکہ جنوبی حصے اور کوروش کے دوسرے فتح کئے ہوئے علاقوں پر کوروش کا بیٹا کمبوجیہ بادشاہ اور حکمران رہا گشتاسب سے پہلے عموماً ترکستان اور ایران کے درمیان جنگیں ہوتی رہتی تھیں لیکن گشتاسب سے پہلے افراسیاب کے دور میں یہ جنگیں اور نزاع کا سلسلہ ختم ہو گیا اور ترک اور ایرانی باہم شیر و شکر ہو کر زندگی بسر کرنے لگے تھے لیکن گشتاسب نے زرتشت پر ایمان لانے کے بعد اس کا دین قبول کر لیا تھا لہٰذا اس دین کے پھیلاؤ اور اس کی تشکیل کے لئے گشتاسب نے کام کرنا شروع کیا اور ترکستان کے بادشاہ ارجاسب کو اس نے خط لکھا اور اپنا دین اسے قبول کرنے کی دعوت دی ترکستان کے بادشاہ ارجاسب نے نہ صرف یہ کہ گشتاسب کی اس دعوت کو ٹھکرا دیا بلکہ گشتاسب کو آبائی دین ترک کر دینے پر ملامت کی جس کے نتیجے میں ترکستان اور ایران کے مابین پھر ایک بار جنگ و جدل کے لئے تیاری ہونے لگی تھی اور

جب میدان کار زار گرم ہوا تو دونوں طرف سے خون کی ندیاں بہہ گئیں گشتاسب کا بھائی زریر اور اس کے چار بیٹے ان جنگوں میں لڑتے لڑتے موت کے گھاٹ اتر گئے آخر گشتاسب کا بیٹا اسفندیار کام آیا اس نے ترکوں کے لشکر پر فیصلہ کن حملے کیے جن کے باعث ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور ارجاسب کے لشکر نے راہ فرار اختیار کی اسفندیار نے اپنے لشکر کے ساتھ دریائے آمو تک ترکوں کا تعاقب کیا اور ایک طرح سے اس نے ایران کو حملہ آوروں سے پاک اور محفوظ کر دیا تھا۔

اسفندیار کے ان کارناموں سے ایران کی مملکت میں اسفندیار کو بڑی شہرت اور عزت نصیب ہوئی گشتاسب کا ایک خاص معتمد تھا جس کا نام کرزم تھا اور یہ اسفندیار سے سخت بغض عناد اور دشمنی رکھتا تھا ترکوں کے ساتھ جنگوں میں جب اسفندیار کی عزت و حرمت اور شہرت میں اضافہ ہوا تو ساتھ ہی ساتھ کرزم کے رشک و حسد اور دشمنی اور عناد میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا اور اس نے اسفندیار کے خلاف گشتاسب کے کان بھرنے شروع کیے اور گشتاسب سے یہ کہنے لگا کہ اسفندیار یہ دعوی کرتا ہے کہ ایران کی فتح صرف اس کی وجہ سے ہوئی ہے اور اب وہ بادشاہ بننے کے خواب دیکھ رہا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنے باپ کو قتل کر کے خود حکومت کی باگ ڈور سنبھال لے۔

گشتاسب اس کرزم کے فریب میں آگیا اور چاہا کہ اسفندیار کو اسیر کر کے اسے زندان میں ڈال دے اپنے اس فیصلے پر عمل کرنے کے لئے گشتاسب نے اپنے دوسرے بیٹے جاماسپ کو بھیجا کہ وہ اسفندیار کو بلا کر اس کے پاس لائے جاماسپ نے اپنے بھائی اسفندیار کو باپ کا پیغام دیا اور اصل صورت حال سے بھی اسے مطلع کر دیا لیکن اسفندیار کا دل چونکہ صاف تھا اور وہ کوئی بد عہدی کا خیال تک بھی نہ رکھتا تھا اس لئے وہ سیدھا باپ کے پاس چلا گیا گشتاسب کے دریافت کرنے پر اس نے اپنی بے گناہی کا اظہار کیا لیکن گشتاسب کو یقین نہ آیا اور اسفندیار کو اس نے ایک دور دراز مقام پر پابہ زنجیر کر کے قلعہ میں قید کر دیا تھا۔

اسفندیار ایران کا وہ واحد جرنیل اور سپہ سالار تھا جس سے ترکستان کا حکمران ارجاسب خائف تھا جونہی اسفندیار کی اسیری کی خبر ارجاسب نے سنی اس نے بلخ پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرنی شروع کر دی تھیں ان ہی دنوں اتفاق سے ایسا ہوا گشتاسب سلطنت کے کسی کام کے سلسلے میں سیستان کی طرف چلا گیا لہذا ارجاسب نے اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھانے کا تہیہ کر لیا اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اس لشکر کو اپنے کہرام نامی سپاہ سالار کی سرکردگی میں دے کر ایران پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا۔

ترکوں کا سپہ سالار کہرام آندھی و طوفان کی طرح ایران کی سرزمین میں داخل ہوا جو شہر بھی اس کے سامنے آیا اسے اس نے آگ لگا کر خوب لوٹا اور اسے تباہ و برباد کیا یہاں تک کہ وہ مرکزی شہر بلخ پر آچڑھا شہر پر حملہ کر کے اس نے شہر کو تباہ و برباد کر دیا آتش پرستوں کے ستر معبدوں کو اس نے برباد کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے اندر عبادت کرنے والے ا نگنت لوگوں کو بھی اس نے قتل کر دیا یوں اس نے آتش پرستوں کے خون سے آتش کدے ٹھنڈے کر کے رکھ دیئے تھے ایران کے خزانوں کو اس نے خوب لوٹا اور سمیٹا یہاں تک کہ بلخ کا شاہی محل اور اس کے خزانے بھی کہرام کی دست برد سے نہ بچے یہاں تک کہ گشتاسب کی دو بیٹیوں یعنی ہمائی اور بہ آفرید کو بھی اس نے قید کر لیا اور انہیں قیدی بنا کر ترکستان بھیج دیا اس کے علاوہ اس نے سلطنت کے بڑے بڑے اراکین کو بھی موت کے گھاٹ اتار کر رکھ دیا تھا۔

سیستان میں گشتاسب کو جب خبر ہوئی کہ بلخ اور شاہی خاندان پر ارجاسب کے سپاہ سالار کہرام کے ہاتھوں کیا گزری تو اسے بلخ چھوڑنے کا انتہائی رنج ہوا آخر وہ اپنے اس لشکر کو لے کر جو اس کے ساتھ تھا لوٹا ابھی وہ بلخ کی حدود میں پہنچا ہی تھا کہ اسے ارجاسب کے سپاہ سالار کہرام کے لشکر کا سامنا کرنا پڑا دونوں لشکروں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جو تین دن تک جاری رہی میدان جنگ میں کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے ڈھیر لگ گئے تھے بڑے بڑے ایرانی پہلوان اور سورما میدان جنگ میں کام آگئے تھے گشتاسب کا معتمد خاص کرزم جو اسفندیار کی قید کا موجب بنا تھا وہ بھی اس جنگ میں کام آیا اور اس کی لاش بھی خاک و خون میں لتھڑی ہوئی پڑی ملی تھی اس جنگ میں گشتاسب کو بدترین شکست ہوئی اور وہ اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر ایک کوہستانی سلسلے میں جا کر پناہ گزین ہو گیا تھا۔

ان حالات میں گشتاسب کو اپنا بیٹا اسفندیار یاد آیا اور اس کے ساتھ نامناسب سلوک کرنے پر ندامت ہوئی اس نے یہ سوچ کر کہ اسفندیار کی قیادت ہی اس نازک دور میں ایران کو بچا سکتی ہے لہذا مناسب سمجھا کہ اپنے بیٹے جاماسب کو اسے آزاد کرنے کے لئے بھیجے چنانچہ اس نے اپنے دوسرے بیٹے جاماسب کو روانہ کیا تاکہ وہ قید اور زندان سے نکال کر اپنے بھائی اسفندیار کو عزت و احترام کے ساتھ اس کے پاس لے کر آئے۔

رہائی کے بعد اسفندیار سیدھا اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا باپ نے افسوس کا اظہار کیا اور کہا اگر ہو سکے تو اس غم ناک واقع کو بھلا دو اب میں ایران کا تخت و تاج تمہارے حوالے کرتا ہوں تم ہی اب ایران کو بچانے کے لئے میدان میں اتر سکتے ہو اسفندیار نے باپ کے سامنے سر اطاعت خم کر دیا اس نے ایران کے بڑے بڑے نامور جرنیلوں اور سرداروں کو ملک کی عزت بچانے کے لئے بلایا اور ایک تازہ دم لشکر منظم کر کے ارجاسب سے جنگ کرنے کی تیاریاں مکمل کر لیں۔

ترکستان کے بادشاہ ارجاسب نے جب اسفندیار کی آزادی کا حال سنا تو سخت مضطرب اور پریشان ہوا اور یہ سمجھا کہ وہ اسفندیار کے تازہ دم لشکر کے مقابلے کی تاب نہ لا سکے گا لہٰذا مناسب سمجھا کہ اسے اپنے لشکر کو ترکستان سے واپس بلا لینا چاہئے اور اپنی فاتحانہ شان کو برقرار رکھنا چاہئے لیکن ایک بہادر ترک گرگسار نے جو بھیڑیے سے مشابہ ہونے کی وجہ سے اس لقب سے مشہور تھا اسفندیار سے تن تنہا جنگ کرنے کی پیشکش کی جس سے ارجاسب کا حوصلہ بڑھا اور اس نے جنگوں کا سلسلہ جاری رکھنے کا حکم دے دیا۔

آخر ارجاسب اور اسفندیار کے لشکروں کا آمنا سامنا ہوا قیامت کا دن اور معرکہ کارزار گرم ہوا دونوں طرف سے بہادر کٹ کٹ کر مرے ترکستان کا پہلوان گرگسار موقع پا کر اسفندیار کی طرف بڑھا اور پورے زور سے اسے تیر مارا تیر اسفندیار کی زرہ میں پیوست ہو کر رہ گیا اسفندیار نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ زخم کاری لگا ہے گھوڑے سے نیچے اتر گیا ہے گرگسار نے یہ سمجھا کہ اس کا تیر کارگر ہوا ہے لہٰذا وہ اپنا نیزا تھام کر لپکا تاکہ اسفندیار پر حملہ آور ہو اور اس کا کام تمام کر کے رکھ دے دوسری طرف اسفندیار بھی چوکس اور مستعد تھا جونہی گرگسار اس کے نزدیک گیا اس نے اپنی کمند اس پر پھینکی اور اسے زندہ گرفتار کر لیا۔

اس جنگ میں ارجاسب نے ہرچند کہ بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن اسکا بس نہ چلا کہ گرگسار کے گرفتار ہونے پر ترکستانی لشکر میں بھگدڑ مچ گئی یوں ارجاسب کو اسفندیار کے مقابلے میں شکست ہوئی اور ارجاسب اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر ترکستان کی طرف بھاگ گیا یوں یہ جنگ ختم ہوئی اسفندیار فتح یاب ہوا ایران کو اس نے ترکستانوں کے چنگل سے چھڑا لیا اور فتح کے شادیانے بجوائے اس کے بعد اسفندیار نے گرگسار کو اپنے سامنے پیش کیا تاکہ اس کی سزا تجویز کرے قبل اس کے کہ اسفندیار گرگسار سے متعلق کوئی فیصلہ کرتا گرگسار نے بڑی عاجزی اور بڑی انکساری سے اسفندیار کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اگر میری جان بخشی ہو جائے تو میں تمہیں اس قلعے کا پتہ بتا سکتا ہوں بلکہ وہاں تک تمہاری راہنمائی بھی کر سکتا ہوں جس میں تمہاری دونوں بہنیں یعنی ہمای اور بہ آفرید کو قید کیا گیا ہے اور وہ قلعہ چونکہ ناقابل تسخیر سمجھا جاتا ہے اس لئے اس کا نام روئین دز رکھا گیا ہے اور میری مدد اور میری راہنمائی کے بغیر تم اس قلعے تک پہنچنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور یہ قلعہ ترکستان میں ایسی جگہ واقع ہے جو دور افتادہ ہونے کے ساتھ ساتھ ناقابل عبور حصوں میں بھی واقع ہے۔

اسفندیار نے گرگسار کی اس پیش کش کو قبول کر لیا تاکہ وہ اسے اس کی آئندہ مہموں میں اس کی راہنمائی کر سکے اب اسفندیار نے یہ ارادہ کیا کہ اپنی دونوں بہنوں کو جو ترکستان کا قلعہ

اپنی دوسری مہم میں اسفندیار کو ایک نر اور مادہ شیر سے واسطہ پڑتا ہے جنہوں نے اس راستے کو خطرناک بنا رکھا تھا اور مسافران دونوں نر مادہ شیر کی وجہ سے وہاں سے نہیں گزرتے تھے قلعہ روئین دز کی طرف جاتے ہوئے اسفندیار نے ان دونوں نر مادہ شیر کا خاتمہ کرنے کے بعد اپنی دوسری مہم کی تکمیل کی۔

تیسری مہم میں اسفندیار کے سامنے ایک بہت بڑے اژدھا کا بسیرا آتا ہے ایرانی اساطیر میں لکھا ہے کہ یہ اژدھا اس قدر ہولناک تھا کہ اس کی پھنکار سے ہرچیز بھسم ہو جایا کرتی تھی اسفندیار نے اس اژدھا کو بھی بے بس کر کے ہلاک کر دیا اور یوں اس نے اپنی تیسری مہم بھی خوش اسلوبی سے طے کر لی تھی۔

اپنی چوتھی مہم میں اسفندیار کا واسطہ ایک پرفن ساحرہ سے پڑتا ہے اسفندیار اپنے لشکر کے ساتھ باد صرصر کی طرح اپنی منزل کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا یہاں تک کہ راستے میں اسے ایک خوبصورت مرغزار دکھائی دیا جہاں حد نگاہ تک فرش مخمل کی طرح سبزہ بچھا تھا رنگ برنگ پھول کھلے تھے پاس ہی ایک دریا تھا دریا کے کنارے پر خوبصورت درخت اس طرح اگے تھے جیسے سبز پریاں دامن سمیٹے کھڑی ہوں۔

اسفندیار گھاس پر بیٹھ گیا جو ہوا کے جھونکوں کے چھونے سے نیل گوں حریر کی مانند ہو گیا تھا گھوڑا اس نے درخت کے نیچے باندھ دیا لشکر دریا کے کنارے خیمے لگانے لگا اسفندیار کے ستانے کے لئے فرش بچھایا گیا جس پر جام و صبو اور کھانے کا سامان چن دیا گیا تھا۔

منزل کی دلفریب فضا سے اسفندیار کچھ اتنا متاثر ہوا کہ تنبورا ہاتھ میں لے کر ہلکے ہلکے تاروں کو چھیڑا اور دھیمی سروں میں گانے لگا جس کا مفہوم کچھ یوں بنتا تھا۔

"میں کب تک کوہ بیابان میں سرگرداں پھیروں گا اور کب تک منزل مقصود میں آوارہ دیار رہوں گا کہاں تک جنگ و جدل کروں گا اور کب تک رنج و دکھ برداشت کرتا رہوں گا وہ پری جمال دلدار کے چہرے کہاں ہیں کس کی کشش مجھے یہاں لے آئی ہے میری آنکھوں کو وہ دوشیزہ جمال منور کرے کیا یہ ممکن ہے؟"

گرگسار نے بھی اسفندیار کے اس گیت کو سن لیا تھا لہٰذا وہ اسفندیار کو مخاطب کر کے کہنے لگا یہ منظر جو جنت نگاہ بنا ہوا ہے سب فریب نظر ہے جہاں اس وقت ہم بیٹھے ہیں اور خیمہ زن ہو چکے ہیں یہ ایک ساحرہ کی مملکت ہے جس کا جادو پورے لشکر کو برباد کر سکتا ہے یہاں ہمیں محتاط رہنے کی ضرورت ہے گرگسار نے ابھی اپنا فقرہ مکمل ہی کیا تھا اور اس کے جواب میں اسفندیار کچھ کہنے کا ارادہ رکھتا ہی تھا کہ وہ ساحرہ لجاتی تھرکتی اور بل کھاتی ہوئی آن پہنچی ساحرہ کو شاید اطمینان تھا کہ اسکا

روئین دز میں قید [illegible] ہر حالت میں رہائی دلا کر بلخ میں واپس لائے گا اس مہم میں اسفند یار کو بھی رستم کی طرح سات منزلیں طے کرنی پڑیں جو ہفت خوان اسفند یار کے نام سے مشہور ہیں جس طرح یونانیوں میں ہرکولیس کی مہموں کو شہرت ملی اور جس طرح ایرانیوں میں سے پہلے رستم کی سات مہموں کو خوب شہرت اور عزت نصیب ہوئی ایسے ہی چونکہ ایرانی ادب میں اسفند یار کی ان مہموں کو بھی بڑی اہمیت اور بڑی شہرت نصیب ہوئی تھی لہٰذا پڑھنے والوں کی دلچسپی کے لئے اسفند یار کی ان مہموں کو یہاں اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

ہفت خوان اسفند یار کی داستان اتنی عجیب ہے کہ عقل اسے تسلیم اور باور نہیں کر سکتی لیکن اسے بڑی شہرت حاصل رہی ہے اور تذکرہ نویس تواتر سے اسے نقل کرتے چلے آئے ہیں اپنی اس مہم کو کامیاب کرنے کے لئے اسفند یار نے حکم دیا کہ مختلف علاقوں کے سپاہی جمع کئے جائیں اور پھر ان سب کو اس کی نظر سے گزارا جائے چنانچہ پورے لشکر سے اسفند یار نے بارہ ہزار سورماؤں کا انتخاب کیا اور زاد سفر اور اسلحہ فراہم کرنے کے بعد آخر بلخ نکلا گرگسار کو راہنمائی کے لئے اپنے ہمراہ لیا اور قلعہ روئین دز کی طرف روانہ ہوا تاکہ اپنی دونوں بہنوں کو قید سے رہائی دلا سکے۔

گرگسار نے روانہ ہوتے وقت اسفند یار کو بتایا کہ قلعہ روئین دز تک پہنچنے کے لئے دو راستے ہیں ایک راستہ طویل ہے جو شہروں اور دیہاتوں میں سے ہوتا ہوا جاتا ہے اس راستے میں جانوروں کا چارہ اور سامان رسد باآسانی فراہم ہو سکتا ہے دوسرا راستہ چھوٹا راستہ سات دن کی مسافت پر ہے لیکن یہ بہت پرخطر ہے اس راستے میں سیمرغوں، ساحروں، جادوگروں اور درندوں کا سامنا کرنا پڑے گا اگر تم یہ راستہ طے کر لو تو سات دن میں دنیا کے مضبوط ترین قلعے روئین دز تک پہنچا جا سکتا ہے۔

گرگسار نے یہ بھی بتایا کہ قلعہ روئین دز میں دس ہزار محافظ ہر وقت رہتے ہیں جو اس قلعے کی حفاظت کرتے رہتے ہیں اسفند یار چونکہ جلد از جلد اس قلعہ تک پہنچنا چاہتا تھا اس لئے گرگسار سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد مختصر راستہ اختیار کیا جو سات دن کی مسافت کے بعد اسے منزل مقصود پر پہنچا سکتا تھا اس سفر کے دوران اسفند یار کو جو اپنی سات مہمیں پیش آتی ہیں ایرانی ادب میں ان کا کچھ یوں ذکر ملتا ہے۔

اپنی پہلی مہم میں اسفند یار کا مقابلہ قلعہ کی طرف جاتے ہوئے دو ایسے بھیڑیوں سے ہوا جن کے جسے ہاتھیوں کے سے تھے اور جن کی دھاڑوں سے پورا ویرانہ ہل جاتا تھا اسفند یار نے ان بھیڑیوں کو تہ تیغ کیا اور اس خوشی میں بہت بڑا جشن ہوا وسیع دسترخوان بچھائے گئے جن پر ایرانی فوج کے تمام سرداروں اور سپاہیوں نے پرتکلف دعوت کھائی۔

کار آپ سے آپ جال میں آ پھنسا ہے لہٰذا وہ آگے بڑھی اور اسفند یار کی اس نے مزاج پرسی کی اس موقع پر اسفند یار حرکت میں آیا اپنے لباس کے اندر سے اس نے ایک طلائی زنجیر نکالی اس ساحرہ کے گلے میں ڈال دی تھی یہ طلائی زنجیر اس کے باپ گشتاسب کو زرتشت کی طرف سے ملی تھی اور یہی زنجیر گشتاسب نے اپنے بیٹے اسفند یار کو تحفے میں دے دی تھی اور کہنے والے کہتے ہیں کہ زرتشت کی دی ہوئی اس طلائی زنجیر میں یہ خاصیت تھی کہ وہ جادو اور سحر کا اثر زائل کر دیا کرتی تھی۔

پھر وہ ساحرہ مزید آگے بڑھی اور اسفند یار کے دونوں ہاتھ اس نے اپنے ہاتھوں میں لے لئے تھے پھر جو اس نے منہ کھولا تو اسفند یار کو یوں لگا جیسے اس کے سامنے کسی درندے نے منہ کھولا ہو جس کے منہ سے بے شمار آگ نکل پڑی ہو لیکن اسفند یار نے دیکھا کہ وہ آگ جلد ہی ٹھنڈی اور زرد ہو گئی شاید یہ سب کچھ اس زنجیر کی وجہ سے تھا جو اسفند یار نے اس کے گلے میں ڈال دی ہے لہٰذا اس نے بہت کوششیں کی کہ اس زنجیر کو اپنے گلے سے اتار دے لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکی ایسا لگتا تھا کہ اس زنجیر کو کسی نے اس کے گلے میں کچھ اس انداز اور پیچیدہ طریقے سے ڈال کر کس دیا ہو جو اتنی مشکل اور محال ہو کر رہ گئی ہو اس طرح ساحرہ کی کوئی بھی حرکت کامیاب نہ ہوئی اور وہ اپنے سحر کو حرکت میں نہ لا سکی گویا زرتشت کی دی ہوئی اس زنجیر نے ساحرہ کا سارا جادو زائل کر کے رکھ دیا تھا۔

اس کے بعد اس ساحرہ کی زیبائش کی ساری قسمیں ایک ایک کر کے فضا میں تحلیل ہوتی چلی گئیں جس کے نتیجے میں ساحرہ کا اصل اور کریہہ منظر چہرہ ظاہر ہو گیا اب اسفند یار اور گرگسار کے سامنے ایک بڑھیا اپنا منہ کھولے دکھائی دے رہی تھی یہ صورت حال دیکھتے ہوئے اسفند یار فوراً حرکت میں آیا اپنی تلوار سنبھال کر کھینچی اور ایک ایسا وار کیا کہ ایک ہی جھٹکے میں اس نے اس ساحرہ کی گردن کاٹ کر رکھ دی ایسا ہوا ہی تھا کہ ایک انقلاب اور تبدیلی رونما ہو گئی اب نہ وہ دریا رہا نہ سبزہ زار بلکہ وہاں اب ایک وسیع و عریض ویرانہ اپنے اصلی رنگ میں دکھائی دے رہا تھا اسفند یار کی یہ چوتھی مہم تھی جسے اس نے خوش اسلوبی کے ساتھ سر کرنے کے بعد ان ویرانیوں میں اپنے لشکر کے ساتھ جشن منانے کا اہتمام کیا۔

اپنی پانچویں مہم میں اسفند یار نے ایک سیمرغ کو جو کہ انتہائی خونخوار اور خطرناک تھا ٹھکانے لگا کر اپنے سفر کا سلسلہ جاری رکھا اس کے بعد اسفند یار کی چھٹی مہم شروع ہوتی ہے جس میں وہ قلعہ روئین دز کی طرف بڑھتے ہوئے ایک ایسے مقام پر آتا ہے جہاں کا موسم نہایت سرد تھا سورج نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا دیکھتے ہی دیکھتے دھواں دار بادل چھا گئے تند و تیز ہوا چلنے لگی لشکر نے جو

خیمے گاڑے تھے اکھڑ اکھڑ جاتے تھے۔

آخر برف باری شروع ہوئی اور آن کی آن میں ساری زمین برف پوش ہو گئی تھی یہاں انہوں نے آگ جلائی بڑی عاجزی کے ساتھ وہ دعائیں پڑھنے لگے جو زرتشت نے لوگوں کو بتائی تھیں آخر خدا خدا کرکے برف باری رکی ہوائیں تھمیں سردی کی شدت کم ہوئی آفتاب طلوع ہوا لشکر نے اپنے کپڑے خشک کیے اور وہاں سے وہ آگے بڑھ گئے اس طرح اسفند یار کی یہ چھٹی مہم بھی خوش اسلوبی سے انجام ہو گئی تھی۔

اس کے بعد اسفند یار کی آخری اور ساتویں مہم کی ابتدا ہوتی ہے قلعہ روئین دژ کی طرف بڑھتے ہوئے اسفند یار نے جب قلعہ سے متعلق گرگسار سے استفسار کیا تو گرگسار نے کہا قلعہ روئین دژ تک پہنچنے میں اب صرف دو فرلانگ کا فاصلہ ہے لیکن اس منزل میں پانی کا کہیں نشان نہیں ملے گا اور گرمی بھی شدت کی پڑے گی۔

گرگسار سے یہ سب کچھ جاننے کے بعد اسفند یار نے حکم دیا کہ مشکیزوں میں پانی بھر لیا جائے اور جانوروں کے لئے چارہ جمع کرلیا جائے آخر اس اہتمام سے ساتویں منزل کا سفر شروع ہوا جوں جوں قدم آگے بڑھتے تھے گرمی کی شدت میں اضافہ ہوتا جاتا تھا کچھ راستہ طے ہوا تھا کہ اچانک انہیں ایک کلنگ کی آواز سنائی دی۔

کلنگ کی آواز سن کر اسفند یار چونک پڑا اور گرگسار سے پوچھا تو نے تو کہا تھا کہ اس علاقے میں پانی کا نشان تک نہیں اگر یہاں پانی نہیں تو یہ کلنگ کی آواز کیسی سنائی دے رہی ہے تو نے ہمیں یوں ہی ہراساں کیا گرگسار اسکا کوئی معقول جواب نہ دے سکا تاہم اسفند یار اس کلنگ کی آواز سے راہنمائی حاصل کرتا ہوا اپنی منزل کی طرف بڑھتا رہا

یہاں تک کہ وہ ایک ایسے مقام پر آگئے جہاں ایک گہری ندی بہتی تھی یہاں اسفند یار کے حکم پانی کے مشکیزے خالی کردیے گئے اور ان میں ہوا بھر کر ان کے ذریعے سے ندی کو عبور کیا گیا اور منزل مقصود کی طرف پیش قدمی کی گئی اچانک ان کی نظر اپنے سامنے ایک قلعے کی چوٹی پر پڑی جو آفتاب کی شعاعوں سے چمک رہی تھی اسے دیکھتے ہی خوشی سے گرگسار بول اٹھا اور اسفند یار سے کہنے لگا یہی قلعہ روئین دژ ہے۔

اسے دیکھ کر اسفند یار کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اس نے اپنے لشکر کو قلعہ روئین دژ سے دور ہی چھوڑا اور خود اس نے اکیلے ایک سوداگر کی حیثیت سے قلعہ اور شہر کی طرف جانے کا ارادہ کیا ساتھ ہی اس نے گرگسار اور اپنے دوسرے لشکریوں کو یہ بتا دیا تھا کہ جب وہ قلعہ روئین دژ اور اس سے ملحقہ شہر کے اندر دھواں اٹھتے دیکھیں تو وہ شہر پر حملہ آور ہو جائیں اسفند یار نے کچھ اونٹوں کو اپنے ساتھ لیا اور اس پر مضبوط بکسے باندھ لئے اور ان بکسوں کے اندر اس نے اپنے چیدہ چیدہ سورماؤں کو بند کر لیا تھا تاکہ بوقت ضرورت وہ شہر میں اس کے کام آسکیں پھر اسفند یار نے ملبوسات فاخرہ اور دوسری گراں بہا اشیاء اونٹوں پر لاد کر ایک تاجر کی حیثیت سے آگے بڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ روئین دژ شہر میں داخل ہوا اسفند یار کی خوش قسمتی کہ ان دنوں ترکستان کا بادشاہ ارجاسب بھی شہر روئین دژ میں قیام کیے ہوئے تھا جب اسفند یار بھیس بدل کر شہر میں داخل ہوا تو ایک تاجر خصوصی کی حیثیت سے اس کا تعارف ترکستان کے بادشاہ ارجاسب سے کر دیا گیا اس نے گراں بہا جواہرات نذرانے کے طور پر ارجاسب کی خدمت میں پیش کئے ارجاسب نے یہ نذرانے اور تحائف قبول کرلئے اور ایک مہمان کی حیثیت سے ارجاسب نے اسفند یار کو قلعہ میں رہنے اور آنے جانے کی اجازت دے دی تھی ارجاسب کی طرف سے یہ اجازت ملنے کے بعد اسفند یار وہ صندوق بھی اپنی رہائش گاہ پر منگوا لئے تھے جس میں اس کے جنگجو بیٹھے ہوئے تھے۔

روئین دژ شہر میں رہتے ہوئے اسفند یار نے اس کے قلعہ کا جائزہ لیا وہ واقعی ایک مضبوط ترین اور ایک طرح سے ناقابل تسخیر قلعہ تھا قلعہ میں رہتے ہوئے ایک روز اسے اپنی بہنیں ہمای اور بہ آفرید بھی دکھائی دیں جو ندی سے پانی بھر کر لا رہی تھیں اسفند یار نے انہیں پہچان لیا لیکن وہ دونوں بہنیں اپنے بھائی کو نہ پہچان سکیں انہیں صرف اسفند یار سے متعلق یہی اطلاع ملی تھی کہ ایک تاجر شہر میں داخل ہوا ہے جو ایرانی شہروں سے ہوتا ہوا روئین دژ شہر میں وارد ہوا ہے۔

ایک روز جب اسفند یار اور اس کی دونوں بہنوں کا آمنا سامنا ہوا تو ایک بہن نے سفند یار کو مخاطب کرکے پوچھا یہاں تمہارے متعلق ہم نے سنا ہے کہ تم ایک سوداگر ہو اور ایرانی شہروں سے ہوتے ہوئے یہاں آئے   کیا تم اسفند یار سے متعلق بھی کچھ جانتے ہو اس پر اسفند یار سختی سے بولا اور کہنے لگا مجھے کیا خبر اسفند یار کون ہے جس شہر میں اسفند یار ہے خدا اسے غارت کرے دونوں بہنوں نے اسفند یار کو آواز سے پہچان لیا کہ وہ ان کا بھائی اسفند یار ہے یہ جان کر ان کی خوشی کی انتہا نہ تھی لیکن خوشی کو انہوں نے چھپائے رکھا اور اسفند یار کی کامیابی کے لئے دعائیں کرنے لگیں۔

ترکستان کے بادشاہ ارجاسب کو تاجر کے بھیس میں اسفند یار پر کچھ ایسا گہرا اعتماد ہوا کہ اس نے اسے شہر کے اندر گھومنے اور قلعے میں آنے جانے کی کھلی اجازت دے دی تھی اسفند یار نے اس اعتماد اور بھروسے سے پورا پورا فائدہ حاصل کرنے کا ارادہ کرلیا ایک دن اس نے ارجاسب کو جب کہ وہ عالم مستی میں تھا ایسا ہاتھ مارا کہ اسکا سر تن سے جدا ہو گیا اس موقع پر اس کے ساتھی صندوقوں سے باہر نکل آئے اور گھاس کو جلایا جس کا دھواں دور دور تک بلند ہوا۔

یہ دھواں اسفند یار کے لشکر کے لئے یہ علامت تھی کہ اسفند یار کی مہم کامیاب ہوئی ہے دھواں دیکھتے ہی لشکر شہر کے قریب آپہنچا اس دوران اسفند یار اور اس کے ساتھیوں نے قلعے کا دروازہ کھول دیا یوں اسفند یار کا لشکر شہر میں داخل ہوا اور شہر میں جو ارجاسب کا دس ہزار جانبازوں کا لشکر تھا اسے قابو کر کے تہ تیغ کر دیا اور قلعے پر اسفند یار نے قبضہ کر لیا وہ تمام خزانے اور دفینے جو قلعہ روئین دز میں محفوظ چلے آتے تھے اسفند یار کے تصرف میں گئے بچھڑی ہوئی دونوں بہنیں بھی اسفند یار سے مل گئیں اس کے بعد اسفند یار نے گرگسار کو ترکستان کا حاکم مقرر کر دیا اور خود خزانوں اور اپنی دونوں بہنوں کو لے کر بلخ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

○

اپنی مہم کامیابی سے سر کرنے کے بعد اور اپنی دونوں بہنوں کو لے کر اسفند یار اپنے لشکر کے ساتھ جب بلخ میں داخل ہوا تو گشتاسب نے اپنے بیٹے کی اس کامیابی پر کئی روز تک جشن منانے کا اہتمام کیا پھر ایک روز اس نے اپنے بیٹے کو ایک خطرناک مہم پر روانہ کیا اس نے اسفند یار کو اپنے سامنے بلایا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا اے میرے بیٹے تم جانتے ہو رستم ہمارا اور ہمارے آباؤ اجداد کا دست پروردہ رہا ہے سیستان کی حکومت اسے ہم ہی نے بخشی تھی ہماری وجہ سے دنیا میں سرفرازی حاصل ہوئی لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ اب وہ بہت خود پسند اور مغرور ہو گیا ہے اس نے کبھی ہماری طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کی اس کی سزا یہ ہے کہ اسے پابہ جولاں ہمارے دربار میں حاضر کرو اگر تم کامیاب ہو جاؤ تو میں تاج و تخت سے دست بردار ہو کر تمہیں بادشاہ بنا کر اپنی باقی ماندہ زندگی گوشہ گیری میں گزار دوں گا۔

باپ کے حکم کا اتباع کرتے ہوئے اسفند یار رستم کی طرف روانہ ہوا اور سستان کا رخ کیا رستم کو جب اسفند یار کی آمد کی خبر ملی تو اس نے بہت خوشی کا اظہار کیا گرم جوشی سے اسکا استقبال کیا اور کہا میں خداوند کا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار کرنے کا موقع دیا اسفند یار اپنے باپ کا حکم بجالانے کیلئے بے چین تھا اس نے کہا بادشاہ تم پر سخت برافروختہ ہے کہ تم نے کبھی دربارِ شاہی کی طرف رجوع نہیں کیا سیستان کی حکومت تمہیں میرے بزرگوں نے بخشی تھی حکومت کو پا کر تم اس قدر خود سر ہو گئے ہو کہ اپنے محسنوں کو خاطر میں نہیں لاتے اس لئے مجھے حکم ملا ہے کہ تمہیں پابہ زنجیر دربار شاہی میں پیش کروں۔

رستم اچانک یہ کلمات سن کر سخت حیران ہوا اور بولا میں یہ کیا سن رہا ہوں مجھے اگر شاہ کی حرمت کا پاس نہ ہوتا تو کہتا یہ کسی دیوانے کا کلام ہے جو تم مجھے سنا رہے ہو میں اس پیغام کو درخور اعتنا نہیں سمجھتا خداوند نے جو عظمت و رتبہ مجھے دیا ہے اس سے میں نیچے نہیں آؤں گا اور نہ اپنے خاندان کے لئے باعث ننگ بنوں گا کیانی بادشاہوں کی فتوحات میرے بازو کی قوت سے حاصل ہوئیں ایران کی قسمت کا ستارہ میری ہمت مردانہ نے چمکایا بادشاہوں کے دشمنوں کو میں نے مغلوب کیا اگر میں سلطنت کی پشت پناہی نہ کرتا تو ایسے حالات رونما ہوتے جن کا زبان پر لانا گوارہ نہیں میری نصیحت ہے کہ تم شیطانی وسوسوں کو سر سے نکال دو تم بادشاہ بننے کے خواب دیکھ رہے ہو اس میں تمہیں کامیابی نہیں ہوگی بہتر یہ ہے کہ تم مجھے مہمان سمجھ کر میرے پاس کچھ دن قیام کرو میں تمہیں شایان شان طریقے سے رخصت کروں گا اور وفاداری کے اظہار کے طور پر وہ سب خزانے پیش کروں گا جو اپنی عمر میں میں نے حاصل کیے ہیں۔

اسفند یار بولا یہ سب سچ ہے لیکن تم جانتے ہو کہ جو شخص بادشاہ کے حکم سے روگردانی کرتا ہے وہ کفر کا مرتکب ہوتا ہے اور اپنی دنیا اور آخرت کو برباد کرتا ہے اگر زمین اور آسمان بھی مل جائیں تو میں بادشاہ کا حکم بجالانا چاہوں گا تمہیں میں جنگ کی دعوت دیتا ہوں۔

رستم نے اسفند یار کی اس جنگ کی دعوت اور مقابلے کو قبول کر لیا اس مقابلے کے لئے دن مقرر ہوا مقررہ وقت پر دونوں میدان میں اترے پہلے دن رستم کا بس نہ چلا اور اس نے کاری ضربیں کھائیں دوسرے دن پر کارزار گرم ہوا اب کی بار رستم نے اسفند یار کو مغلوب کر لیا اور دفعتاً اپنا خنجر مار کر اسکا سینہ چاک کر دیا اور یوں رستم کے ہاتھوں اسفند یار مارا گیا اسفند یار کے ساتھ جو لشکر رستم کو گرفتار کرنے کے لئے آیا تھا وہ لشکر اسفند یار کی لاش لے کر ماتم کرتا ہوا واپس بلخ کی طرف چلا گیا تھا۔

اسفند یار کے قتل کے بعد رستم بھی زیادہ عرصہ نہ جیا اس کے بھائی نے اسے فریب دے کر ایک گڑھے میں گرا دیا جس میں خنجر اور تلواریں سیدھی گاڑی گئی تھیں ان کے زخموں سے رستم جانبر نہ ہو سکا اور پہلوانوں کا یہ عظیم خاندان صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔

○

گشتاسب کو اپنے بیٹے اسفند یار کے یوں مارے جانے کا بڑا دکھ اور غم ہوا لہٰذا اس نے اس کے بیٹے بہمن دراز دست کو بادشاہ بنا دیا جو تاریخ میں اردشیر دراز دست کے نام سے مشہور ہوا اس بہمن دراز دست نے سیستانیوں سے باپ کے خون کا انتقام لیا اور وہ تمام خزانے سیستان سے اٹھا لایا جو پہلوانوں کے اس عظیم خاندان نے جمع کیے تھے بہمن نے ایشیائے کوچک کے کچھ حصوں کو بھی فتح کیا اور عظیم عمارتیں بنائیں جن کا ذکر ایرانی روایت میں بکثرت ملتا ہے۔

فردوسی اپنے شاہ نامہ میں لکھتا ہے کہ بہمن نے اپنے دور حکومت میں خفیہ کاموں کے لئے جاسوسوں کا وسیع سلسلہ قائم کیا تھا جو اسے ہر قسم کی اطلاع بہم پہنچاتے تھے اس کی حکومت کی کامیابی میں جاسوسوں کا بڑا دخل تھا اس بہمن دراز دست کا بیٹا ساسان تھا اس کے بعد اسے تخت و تاج کا وارث بننا چاہیے تھا لیکن بہمن کی ایک ملکہ انتہائی حسین و پرکشش تھی اور بہمن اسے دیوانگی کی حد

تک محبت کرتا تھا لہٰذا اپنے بیٹے ساسان کی جگہ اس نے اس ملکہ کو اپنا جانشین مقرر کر دیا ساسان کو اس فیصلے کا سخت رنج و افسوس ہوا اسی رنج میں وہ محلات شاہی کو خیر باد کہہ کر پہاڑوں میں روپوش ہو گیا بہمن دراز دست پر آ کر کیانی خاندان کے حکمران کا خاتمہ ہو جاتا ہے بہمن کے بعد اس کے بیٹے ساسان نے جو پہاڑوں میں روپوش ہو گیا تھا ساسانی خاندان کی بنیاد ڈالی جن کے واقعات آئندہ صفحات میں پیش کئے جائیں گے۔

○

ایران میں دوسری طرف کوروش کی موت کے بعد اسکا بیٹا کمبوجیہ تخت نشین ہوا جسے کوروش نے بابل کی حکومت دی تھی جبکہ کوروش نے اپنے دوسرے بیٹے بردیا کو مشرقی علاقوں کا حکمران مقرر کیا تھا کمبوجیہ کو چونکہ بچپن ہی سے مرض صرع لاحق تھا اس وجہ بعض ایسی حرکات اس سے سرزد ہوئی جن کی وجہ سے یہ تاریخ میں سنگدل مشہور ہو گیا تھا کمبوجیہ کے تخت نشین ہوتے ہی ملک میں کچھ بغاوتیں رونما ہوئیں جنہیں اس نے سختی سے کچل دیا ملک میں کچھ امن و سکون ہوا تب کمبوجیہ کو اپنے باپ کوروش کے نقشے قدم پر چل کر مملکت میں مزید توسیع کرنے کا خیال آیا۔

چنانچہ اس نے مصر کی تسخیر کا ارادہ کیا لیکن ملک کے داخلی حالات ابھی پوری طرح اطمینان بخش نہ تھے خاص طور سے اسے اپنے بھائی بردیا کی وجہ سے بڑی تشویش تھی جو پسندیدہ خصائل کی وجہ سے لوگوں میں بے حد مقبول تھا بردیا کی حکومت اگرچہ دور دراز علاقوں میں تھی لیکن کمبوجیہ کو اس سے یہ خدشہ تھا کہ اگر اسے موقع ملا تو ضرور بغاوت کر دے گا اور کمبوجیہ کے خلاف اسے عوام کی حمایت حاصل ہو جائے گی اس لئے خفیہ طور پر کمبوجیہ نے اپنے بھائی بردیا کو قتل کروا دیا اس طرح اپنے ایک موثر حریف کے خدشے سے آزاد ہو گیا۔

اپنے بھائی بردیا کے قتل کے بعد کمبوجیہ نے مصر پر لشکر کشی کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا مصر کا بادشاہ ان دنوں امازیس تھا کوروش کے دور میں کوروش کے بڑھتے ہوئے اقتدار کو دیکھ کر امازیس کو تشویش تھی اس نے کوروش کے ہاتھوں لیڈیا کے بادشاہ کرزوس کی حکومت کا خاتمہ ہوتے دیکھا بابل کے حکمران نبونیہ کی حکومت بھی اس کے سامنے ختم ہوئی اس لئے وہ ان ایرانی بادشاہوں کی پیش قدمی سے غافل نہ تھا۔

احتیاط کی غرض کے تحت مصر کا بادشاہ امازیس اپنے لشکر کو منظم کرتا رہا اس نے یونانی جزائر کے حکمرانوں سے جو ایران کے اثر سے آزاد تھے معاہدے کئے تاکہ ان سے بحری بیڑے کی امداد حاصل ہو سکے یونانی پیشہ ور سپاہیوں کی خدمات بھی حاصل کرنی چاہئیں جو اجرت پر فوجی خدمات انجام دیا کرتے تھے لیکن معاہدے کے مطابق یونانی جزائر سے اسے مدد نہ مل سکی نہ یونانی پیشہ ور سپاہی وقت پر پہنچ سکے آخر جب کمبوجیہ نے مصر پر حملہ کیا تو آمازیس تنہا تھا۔

کمبوجیہ کا لشکر غزہ کے راستے کی راہ سے دشت سینا میں داخل ہوا کمبوجیہ کی خوش قسمتی کے انہی دنوں مصر کا بادشاہ آمازیس جو ایک نہایت مدبر اور مضبوط حکمران تھا اپنی طبعی موت مر گیا اور اس کی جگہ اسکا بیٹا سیاچنک اسکا جانشین اور مصر کے تاج و تخت کا مالک ہوا لیکن اس سیاچنک میں اپنے باپ امازیس کی سی فراست دلیری اور شجاعت نہ تھی۔

ایرانی لشکر دشت سینا میں پیش قدمی کرتا ہوا جب بلوزیم کے مقام پر پہنچا تو سامنے سے مصری لشکر بھی نمودار ہوا پھر دونوں لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے اور جنگ کی ابتداء ہوئی مصری بڑی بہادری سے لڑے لیکن ایرانی لشکر کی برتری کی وجہ سے مصریوں نے شکست کھائی اور راہ فرار اختیار کر کے اپنے مرکزی شہر مخفس کی طرف بھاگ گئے۔

کمبوجیہ نے اپنا ایک ایلچی مصر کے مرکزی شہر مخفس کی طرف روانہ کیا اور مصر کے بادشاہ سامنک سیاچنک کو پیغام بھجوایا کہ اطاعت قبول کر لے پر سیاچنک نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور کمبوجیہ کے ایلچیوں کو اس نے تہ تیغ کر دیا کمبوجیہ کو صورتحال سے آگاہی ہوئی تو اس نے مصر کے مرکزی شہر مخفس کا رخ کیا اور شہر کے اردگرد گھیرا ڈال لیا۔

اہل شہر محصور ہو گئے آخر مصری لشکر نے محاصرے سے تنگ آ کر ہتھیار ڈال دیئے مصر کا حکمران اسیر ہوا اور کمبوجیہ نے اسے شوش کے زندان میں ڈال دیا تھا جہاں اس نے زندگی کے باقی دن گزار دیئے مصر کی شکست سے دنیا کی تیسری بڑی حکومت کا خاتمہ ہو گیا یہ حکومت اگرچہ فوجی اعتبار سے کمزور تھی لیکن اس کے تمدن کی شہرت دنیا بھر میں تھی اب کمبوجیہ ایک وسیع سلطنت کا مالک بن گیا تھا۔

مصر کی فتح کے بعد کمبوجیہ کے حوصلے ایسے بڑھے کہ اس نے مصر ہی سے اپنے لشکر کو مغرب کی طرف روانہ کیا اور اس لشکر کو حکم دیا کہ کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ کا رخ کرے اور اسے فتح کر کے کنعانیوں کو بھی ایرانیوں کا زیر و مغلوب بنائے یہ لشکر خشکی کے راستے کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف روانہ ہوا لیکن کمبوجیہ نے کنعانیوں کی قوت کا غلط اندازہ لگایا تھا وہ یہ سمجھ بیٹھا تھا کہ مصریوں کی قوت جسے اس نے اپنے سامنے زیر کر لیا ہے کنعانیوں سے بھی زیادہ ہے لہٰذا اسے امید تھی کہ وہ کنعانیوں کو بھی اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا کر رکھے گا۔

پر جب ایرانیوں کو کنعانیوں کا سامنا کرنا پڑا تو ان کی ساری غلط فہمیاں اور ساری امیدیں غارت ہو کر رہ گئیں کنعانی جو جنگوں کا وسیع تجربہ رکھتے تھے وہ ایرانیوں پر بھوکے بحری عقابوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے ایرانیوں کو انہوں نے بدترین شکست دی اور سارے ایرانی لشکر کا خاتمہ کر دیا ایک سپاہی کو بھی بچ کر آنا نصیب نہ ہوا جب مغرب کی طرف سے آنے والے قافلوں کے ذریعے

سے کمبوجیہ کو یہ علم ہوا کہ کنعانیوں نے اس کے سارے لشکر کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے تو اس
شکست اور اپنے لشکر کے قتل عام کا کمبوجیہ کو سخت دکھ ہوا جس سے اسکا دماغی توازن بھی بگڑ گیا تھا۔
کمبوجیہ نے مصر میں جو اپنے ساتھ لشکر کا ایک حصہ روک لیا تھا اس کے ساتھ وہ ایران کی
طرف روانہ ہوا جب وہ شام کی سرزمین میں پہنچا تو اسے خبر ہوئی کہ کسی شخص نے اس کے بھائی بردیا
ہونے کا دعویٰ کر کے ایران میں بغاوت کر دی ہے بغاوت کرنے والا یہ شخص ایک مُغ تھا جس کا نام
گاماتا تھا اس کی شکل کمبوجیہ کے بھائی بردیا سے ملتی جلتی تھی اور چونکہ اس کی موت کا علم عوام کو نہ تھا
یہاں تک کہ خود اس کی بہنیں اور ماں بھی بردیا کی موت سے بے خبر تھیں اس لئے لوگ سمجھے کہ یہ
بردیا ہے کمبوجیہ بغاوت فروع کرنے کے لئے تیزی سے بڑھا لیکن بردیا کے نام پر کمبوجیہ کے لشکر میں
ہل چل مچ گئی جس کا کمبوجیہ کو سخت صدمہ ہوا اس صدمے میں اس نے آخر کار خودکشی کر کے اپنا
خاتمہ کر لیا۔

کمبوجیہ کی خودکشی کے بعد اس کے خاندان کا ایک فرد داریوش ایران کا بادشاہ بنا داریوش
کا شمار ایران کے ان نامور بادشاہوں میں ہوا ہے جنہوں نے اپنی سیاسی فراست انتظامی قابلیت اور
دلیری کی وجہ سے ایران کو عظیم ایران بنا کر جاودانی شہرت حاصل کی جس وقت داریوش تخت نشین
ہوا اس وقت متعدد عناصر اس کی مخالفت میں کام کر رہے تھے گاماتا جس نے کمبوجیہ کے بھائی بردیا
کے بھیس میں بغاوت کھڑی کی تھی وہ بھی لوگوں میں کافی مقبولیت حاصل کر چکا تھا اور جن علاقوں
میں اس نے قبضہ کیا تھا وہاں اس نے تین سال کے لئے سارے ٹیکس بھی معاف کر دیئے تھے اب
داریوش کے لئے یہ آسان نہ تھا کہ ٹیکس پھر سے عائد کیا جائے نہ یہ ممکن تھا کہ وہ ٹیکس نہ دینے کی
رعایت برقرار رکھ سکے اس طرح اس کے خزانے خالی ہو جانے کا خدشہ تھا۔
انہی دنوں داریوش کے لئے ایک اور مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی وہ یہ کہ گاماتا کے بیٹے اترین
خوزستان کے علاقے میں علم بغاوت کھڑا کر دیا جسے دیکھتے ہوئے مختلف علاقوں کے حاکموں کا خیال
ہوا کہ فارس کا حال بھی میڈیا کا سا ہو گا اس لئے انہوں نے جابجا خودمختار ہونے کے منصوبے
باندھنے شروع کر دیئے تھے چنانچہ داریوش کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا سات سال کی لگاتار
کوششوں کے بعد وہ بغاوتوں کو فروع کرنے میں کامیاب ہو گیا اور بغاوتوں کے سرغنہ گاماتا کو بھی
اسنے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

ان بغاوتوں کو داریوش نے فروہ کیا ہی تھا کہ بابل میں بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی وہ اس طرح کہ
بابل کے ایک شخص نے کہ نام جس کا ندی تیبر تھا بابل کے سابق بادشاہ نبونیہ کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا
اور بخت نصر کا لقب اختیار کر کے بابل کی حکومت واپس لینے کا عزم کر لیا تھا داریوش ندی تیبر کی

سرکوبی کے لئے روانہ ہوا اور بابل پر لشکر کشی کی لشکر کو اس نے دو حصوں میں تقسیم کیا ایک لشکر
اونٹوں پر سوار تھا دوسرا گھوڑوں پر دجلہ کو عبور کرنے کے بعد دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا ایک
ہولناک جنگ ہوئی جس میں ندی تیبر نے شکست کھائی اور بابل میں وہ قلعہ بند ہو گیا داریوش نے شہر
کا محاصرہ کر لیا تنگ آ کر محاصرین شہر سے باہر نکلے جنگ کی پھر شکست کھائی اور اس جنگ میں باغی
سردار ندی تیبر موت کے گھاٹ اتر گیا تھا۔
جس وقت داریوش بابل کی بغاوت سرد کرنے میں مصروف تھا اسی دوران اہل ہمدان نے
داریوش کی مشکلات کو دیکھ کر آزاد ہونا چاہا اور ایک شخص فرادر تمش نے بہت سے لوگوں کو اپنے
جھنڈے تلے جمع کر کے بغاوت کا اعلان کر دیا یہ شخص اپنے آپ کو کسارہ کے خاندان کا فرد ظاہر کرتا
تھا اہل ہمدان نے اسے اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا داریوش کو جب اس بغاوت کا علم ہوا تو بڑی برق
رفتاری سے اس نے بابل سے ہمدان کا رخ کیا فراور تمش سے اس نے جنگ کی اور اسے بھی ایک
زبردست معرکے کے بعد موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔
داریوش نے ابھی ان بغاوتوں کو فروع کیا ہی تھا کہ لیڈیا کے حکمران او روتس نے اپنی
خودمختاری کا اعلان کر دیا داریوش نے خفیہ تدبیر سے کام لیا او روتس کو ایک ایرانی محافظ کے ہاتھوں
اسے خفیہ طور پر قتل کروا دیا اور لیڈیا پر ایک نیا حاکم مقرر کیا جو داریوش کا فرمانبردار بنکر کام کرنے
لگا۔

اب داریوش کو مصر کی طرف رجوع کرنا پڑا جہاں کے حکمران اریاندس نے اس کی اطاعت
سے روگردانی کی تھی اور مصر فتح کر کے داریوش نے اریاندس کو بھی ٹھکانے لگا دیا۔
مصر کا تمدن بہت قدیمی تھا اس لئے داریوش نہیں چاہتا تھا کہ اس پر کسی قسم کی آنچ آئے
چنانچہ اہل مصر سے اس نے مہر و محبت کا سلوک کیا مصر کے کاہنوں کی تالیف و قلوب کی معبدوں کا
احترام کیا اور مصر کے آئین کی عزت و تکریم میں فرق نہ آنے دیا یہاں تک کہ دریوش نے مصر کی
مذہبی رسوم میں بھی اکثر و بیشتر شرکت کی مصر میں داریوش نے آب پاشی کے نظام کو بہتر بنانے کیلئے
کاریزیں کھدوائیں اور تجارتی شاہراؤں کو محفوظ کیا اہل مصر داریوش سے بہت خوش ہوئے یہاں
تک کہ اسے اپنے فراعون بزرگوں میں شمار کرنے لگے تھے مصر کو داریوش نے اپنا صوبہ بنایا اور حاکم
مصر نے فراعنہ مصر کے قدیمی محل میں اقامت اختیار کی۔
ان ساری بغاوتوں کا خاتمہ کرنے کے بعد داریوش کی نظریں اب ہندوستان کی طرف
اٹھیں اور اس نے چند سخت اور زوردار مہموں کے بعد پنجاب اور سندھ فتح کر کے اپنی مملکت میں
[illegible] لئے پنجاب اور سندھ کی تسخیر کے بعد داریوش نے مکران کے ساحل پر [illegible] تعمیر

کروائے اور مکران سے ساحل عرب تک ایک نئی شاہراہ بھی دریافت کی پنجاب اور سندھ کی فتح سے نہ صرف ہندوستان کے خزانے ایران آئے بلکہ پنجاب اور سندھ کو بھی اس نے ایران کا ایک صوبہ قرار دے دیا تھا۔

اس قدر فتوحات حاصل کرنے کے بعد داریوش کو وسط ایشیاء کے سکیت قبائل کو مطیع اور منقاد بنانے کا خیال آیا اب تک معلوم نہیں ہو سکا کہ وسط ایشیا کے سکیت قبائل کی طرف اس نے کیوں رجوع کیا اس مہم سے متعلق مورخین کی مختلف آرا ہیں کچھ کا خیال ہے کہ اس مہم کو محض دیوانہ پن خیال کیا جا سکتا ہے کہ کچھ دوسرے مورخ کہتے ہیں کہ یہ داریوش کا سوچا سمجھا ہوا منصوبہ تھا کیونکہ اسکا خیال تھا کہ جب وہ آنے والے دنوں میں یونان پر لشکر کشی کرے گا تو سکیتوں کو وسائل اور نقل و حمل میں رکاوٹ پیدا کرنے کا حوصلہ نہ پڑے گا۔

بعض مورخین یہ کہتے ہیں کہ اگر داریوش کو سکیتوں کے حملے کا اندیشہ تھا بھی تو یہ محض اس کی غلط فہمی تھی کیونکہ سکیتوں کے ملک اور داریوش کی گزرگاہ کا فاصلہ بہت زیادہ تھا سکیتوں پر حملہ آور ہونے کی وجہ ایک یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ سکیت قبائل ایران کی حدود میں داخل ہو کر لوٹ مار کرتے رہتے تھے بہرحال وجہ کچھ بھی ہو داریوش نے سکیت پر حملہ آور ہونے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔

سکیتوں پر حملہ آور ہونے کے لئے داریوش نے کشتیوں کا پل بنانے کے بعد باس فورس کو عبور کیا جب یہ اپنے لشکر کے ساتھ بحرہ اسود کے ساحل کے قریب پہنچا تو تراکیا کے لوگوں نے اطاعت کا اظہار کیا یہاں سے داریوش کا لشکر ڈینیوب کے ڈیلٹا میں پہنچا پھر وہاں سے ایک دوسرے پل پر سے عبور کر کے وہ روسی مرغزاروں یا بالفاظ دیگر سکیتوں کے ملک میں پہنچ گیا تھا۔

سکیت قبائل کا کوئی ایک مرکز نہ تھا یہ خانہ بدوش اقوام کی طرح ملک کے طول و عرض میں گھومتے پھرتے رہتے تھے داریوش کے وارد ہونے کی اطلاع ملی تو یہ پہلو بچا کر کسی دوسری طرف نکل گئے داریوش نے ہرچند ان کا پیچھا کیا لیکن جم کر لڑنے کا کہیں موقع نہ پیدا ہو سکا دو ماہ تک داریوش کی پیش قدمی جاری رہی اس عرصے میں ایرانی لشکر کو متعدد مشکلات پیش آئیں حملے جو ہوئے وہ بھی نہایت بے ترتیبی سے ہوئے اس دوران رسد ختم ہو گئی سپاہی بیمار ہونے لگے آخر داریوش کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ رہا کہ الٹے پاؤں ڈینیوب کو لوٹ جائے۔

کچھ عرصہ تک داریوش نے اپنے لشکر کو ستانے اور آرام کرنے کا موقع فراہم کیا تازہ دم ہو کر پھر وہ اپنی مہم پر نکلا اسی ہزار فوج کے ساتھ اس نے پہلے تراکیا کو فتح کیا پھر یونان کی طاقتور ریاست مقدونیہ کو بھی اس نے اپنا زیر و مغلوب بنا کر رکھ لیا تھا۔

اب داریوش کی سلطنت کی حدود مشرق میں پنجاب اور سندھ سے لے کر مغرب میں مقدونیہ اور تراکیا تک اور ادھر افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں سے لے کر چین کی برف پوش سرحدوں تک پھیلی ہوئی ان حدود میں جس قدر ملک شامل تھے وہ سب داریوش کے مطیع اور فرمانبردار تھے۔

اس وسیع اور عظیم مملکت کو داریوش نے مختلف صوبوں میں تقسیم کر دیا یہ صوبہ ساتراپی کہلاتا تھا ہر صوبے میں ایک حاکم مقرر کیا جسے ساتراپ کہتے تھے۔ داریوش کا خیال تھا کہ کسی صوبے کے حکمران کو مکمل اختیار نہ ملنے پائیں اس لئے ہر صوبے میں ایک سپاہ سالار اور ایک دبیر خصوصی بھی مقرر کیا یہ عہدے دار اپنے اپنے حلقہ میں آزاد تھے اور صوبے کے حالات سے براہ راست مرکز کو مطلع کرتے تھے جو اسلئے بغاوت نہ ہو پاتی تھی ان حکام کے کام کا جائزہ لینے کے لئے اعلیٰ اختیارات کے نگران گاہ بگاہ ہر ایک صوبے میں جاتے تھے جن کے ساتھ فوجی دستے بھی ہوا کرتے تھے۔

یہ نگران تحقیقات کرنے اور سزا دینے میں بااختیار تھے صوبے کے حاکموں یا دوسرے افسران کے متعلق کوئی قابل اعتراض بات دیکھتے تو مرکز کو مطلع کرتے نیز خفیہ کام کرنے والے مخبرین بھی ہوتے تھے صوبوں کی تعداد بیس سے اٹھائیس تک تھی صوبوں کی حدود میں تغیر ہونے کی وجہ سے ان کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی تھی۔

صوبوں کے حاکم عموماً شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اگر شاہی خاندان کا کوئی فرد اس عہدے کے لئے موزوں نہ ہوتا تو کسی دوسرے شخص کو حاکم مقرر کر کے شاہی خاندان کی کسی لڑکی سے اسکی شادی کر دی جاتی تھی تاکہ اس رشتے کی بدولت وفاشعاری میں کوئی فرق نہ آئے۔

○

دوسری طرف یونانیوں کو یہ بڑا قلق و رنج تھا کہ ان کے وسیع علاقوں پر ایرانیوں نے قبضہ کر لیا تھا یونانی بہادر اور محب وطن تو تھے ہی لیکن یونان کی مختلف ریاستوں کا آپس میں اتفاق نہیں تھا ان کے کردار میں روانگی بھی تھی کبھی وہ مشترکہ دشمن سے بچنے کیلئے یا اس پر غلبہ پانے کے لئے شہنشاہ ایران کا دم بھرتے اور کبھی شہنشاہ کی حکومت کے خلاف عوام کو ابھارتے غیر ملکی حکومت کے خلاف کچھ بے چینی بھی پائی جانے لگی تھی اس لئے یونانی حکام در پردہ اپنے استحکام میں کوشاں رہتے تھے خود مختاری کے لئے استحکام کی کوششیں کرنے والوں میں ایک یونانی سردار ہستیاز بھی شامل تھا شروع میں یہ شخص دریائے ڈینیوب کے پل کی حفاظت پر معمور تھا داریوش جب سکیتی قبائل کی مہم سے ناکام لوٹا تھا تو ہستیاز کو اس نے انعام و اکرام دیا تھا اور تراکیات کے ایک شہر کی حکومت بھی اسے دے دی تھی اب ہستیاز نے چاہا کہ اس شہر کے اردگرد مضبوط فصیل تعمیر کرائے

تاکہ بھی حکومت ایران کے خلاف جدوجہد کرنے میں اس سے مدد لی جا سکے حکومت ایران کے نمائندے کو ہستیاز کے اس منصوبے کا حال معلوم ہو گیا آخر داریوش نے اسے دربار میں بلایا اور اسے نظر بند کر دیا۔

اس ہستیاز کا ایک داماد تھا جس کا نام ارستاغورث تھا جو آئیونیا کا حکمران تھا جس کا پایۂ تخت میلس تھا اس ارستاغورث نے ایرانیوں کا جوا اتارنے کے لئے ملکی تحریک چلائی ارستاغورث نے سپارٹا جا کر کمک حاصل کرنے کی کوششیں کی ایتھنز والوں نے بھی بیس جہازوں سے اس کی مدد کی اس طرح اسے اریٹیریا کی طرف سے بھی پانچ جہازوں کا دستہ کمک کے طور پر مل گیا تھا۔

ایرانی حکومت کے باغیوں نے اپنی قوت کو جمع کرنے کے بعد ساردس شہر پر زوردار حملہ کیا اور شہر فتح کر کے اسے آگ لگا دی لیکن اس کے باوجود یہ لوگ شہر کے مشہور قلعہ پر قبضہ نہ کر سکے اس لئے مجبوراً وہاں سے پسپا ہوئے راستے میں ان کی مڈبھیڑ ایرانی فوج سے ہوئی جس میں انہیں بری طرح شکست ہوئی ایتھنز والوں نے شکست کا حال سنا تو اس تحریک سے دست بردار ہو گئے۔

یونانیوں نے جب ساردس کو فتح کیا تھا تو یونان کے شہروں میں آزادی کی لہر دوڑ گئی تھی ادھر داریوش یونانیوں کی اس حرکت سے سخت برہم ہوا تھا یونانیوں کی یہ بغاوت کچھ بے محل تھی چونکہ ایرانی فوج اپنے مقبوضات میں موجود تھی اور جس شہر پر چاہتی حملہ کر سکتی تھی یا بہرحال باغیوں نے معمول سے کامیابیاں حاصل کیں۔

ان بغاوتوں کی وجہ سے ایرانیوں اور یونانیوں کے مابین فیصلہ کن جنگ ساحل بحیرہ لادی کے مقام پر ہوئی اس میں یونانی فوج تین سو ترپن بحری جہازوں کے ساتھ شامل ہوئی ان کے خلاف ایرانی سپہ سالار چھ سو بحری جہازوں کے ساتھ یونانیوں کے مقابلے میں آئے اس جنگ میں حصہ لینے کے لئے یونانیوں نے جو اپنے اتحادیوں کو ساتھ ملایا تھا تو وہ جنگ کے موقع پر یونانیوں کو چھوڑ کر بھاگ گئے نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو لادی کے مقام پر ایرانیوں کے ہاتھوں تباہ کن شکست ہوئی۔

آئیونیا کا پایہ تخت ملیس تو یونان کا ممتاز ترین شہر تھا جو ایشیائے کوچک میں شورش سرکشی اور بغاوت کا اصل سرچشمہ تھا اس پر ایرانیوں نے قبضہ کر لیا اس موقع پر متعدد باغی تہ تیغ ہوئے جو اسیر ہوئے انہیں دجلہ کے دہانے کی طرف قید کر دیا گیا تھا۔

اس طرح یہ بغاوت ختم ہوئی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایرانیوں نے اپنے مقبوضات پر گرفت مضبوط کر لی اس عرصے میں ایتھنز والوں کو بحری بیڑا تیار کرنے کی مہلت مل گئی جسے آئندہ چل کر ایرانیوں کے خلاف جنگ میں حصہ لینا تھا ان جنگوں کا سب سے زیادہ فائدہ یونان کی ریاستوں تراکیا اور مقدونیہ کو ہوا کیونکہ باغیوں سے نمٹنے کے لئے ایرانی حکومت نے دونوں ریاستوں سے اپنے لشکر واپس بلا لئے تھے جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ ان دونوں ریاستوں نے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا تھا۔

تراکیا اور مقدونیہ کی خود مختاری میں ایتھنز اور اریٹیریا والوں نے بھی ان کا ساتھ دیا یہ صورت حال دیکھتے ہوئے داریوش نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور یونانیوں کو سزا دینے کے لئے اسے برق رفتاری کے ساتھ یونان کی طرف روانہ کیا جب یہ ایرانی لشکر یونان کے شہر ماراتھان پہنچا تو یہاں ایرانی اور یونانیوں میں خوفناک جنگ ہوئی یہ جنگ چونکہ وارنا کی وادی میں ہوئی تھی لہٰذا اسے جنگ وارنا کے نام سے کہہ کر پکارا جاتا ہے اس جنگ میں ایرنیوں کو بدترین شکست ہوئی یونانیوں نے دور دور تک ایرانیوں کا پیچھا کیا اور ساحل بحر تک انہیں مارتے کاٹتے ہوئے ان کی تعداد کم کرتے چلے گئے تھے داریوش کے خلاف یونانیوں کی یہ سب سے پہلی اور بہت بڑی فتح تھی جس نے یہ ثابت کیا کہ یونانی آہستہ آہستہ ایرانیوں کے خلاف اپنے آپ کو مضبوط اور مربوط بناتے چلے جا رہے ہیں۔

وارنا کی وادیوں میں یونانیوں کے ہاتھوں ایرانیوں کی بدترین شکست نے مصر کے اندر بھی ایک ہل چل برپا کر دی تھی اس شکست سے مصریوں کے حوصلے بڑھے اور انہوں نے ایرانی حکومت کا جوا اتار پھینکنا چاہا داریوش کے عہدے حکومت میں ہر چند کہ مصر نے بہت ترقی کی تھی اور ایران کے ساتھ روابط ہونے کی وجہ سے اس کو تجارت میں بھی بہت اضافہ ہوا تھا لیکن بدقسمتی یہ کہ ایران کی طرف سے ان پر بھاری ٹیکس عائد کر دیئے گئے تھے جو اہل مصر کو ناگوار گزرتے تھے اور یہیں اس وقت جبکہ ماراتھان کے قریب یونانیوں کے ہاتھوں ایرانیوں کو شکست ہوئی مصر نے ایران کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے اپنے خود مختاری کا اعلان کر دیا ماراتھان کے مقام پر یونانیوں کے ہاتھوں ایرانیوں کی شکست اور مصر کا ہاتھ سے نکل جانا ایسا غم اور دکھ تھا جو داریوش برداشت نہ کر سکا اور اسی غم میں وہ موت کا شکار ہو کر رہ گیا۔

داریوش جب مرا تو اس کے دو بیٹے تھے اسکا بڑا بیٹا آرتوبزن تھا جو ایک ہر دل عزیز ایرانی سردار گبریاس کی بیٹی کے بطن سے تھا دوسرے بیٹے کا نام خشیارشا تھا جو کوروش کی بیٹی آتوسا کے بطن سے تھا آرتوبیزن چونکہ داریوش کے تخت نشین ہونے سے پہلے پیدا ہوا تھا اس لئے اس کے بجائے خشیارشا کو ایران کا بادشاہ بنایا گیا کیونکہ ایرانی آئین کے مطابق بادشاہ کا وہی بیٹا تخت تاج کا وارث ہو سکتا تھا جو اس کی تخت نشینی کے بعد پیدا ہوا ہو اس آئین کے تحت خشیارشا کو ایران کا بادشاہ بنایا گیا اس کے علاوہ خشیارشا کو یہ امتیاز بھی حاصل تھا کہ اس کی ماں کوروش کی بیٹی تھی لہٰذا ایران کا تخت و تاج اسی کے حوالے کیا گیا۔

خشیارشا جس وقت بادشاہ بنا اس کی عمر پینتیس برس کی تھی وہ بہت خوش وضع اور بڑے قد و قامت کا بادشاہ تھا اہل ایران کے نزدیک اسے بہت مقبولیت حاصل تھی لیکن یہ کچھ عافیت پسند

تھا ایران کی سلطنت عظیم تھی لیکن اس کی ذمہ داریاں عظیم تر تھیں اسے جن خطرات کا سامنا تھا وہ بھی کچھ کم نہ تھے۔

داریوش اپنی زندگی میں یونانیوں سے ماراتھان کی شکست کا انتقام لینا چاہتا تھا لیکن وہ ایسا نہ کر سکا اس کے علاوہ داریوش مصر کے فرعون خبشا سے بھی انتقام لینا چاہتا تھا جس نے داریوش کی موت سے پہلے خود مختاری کا اعلان کرتے ہوئے بغاوت اور سرکشی اختیار کرلی تھی لیکن داریوش کو اس سے بھی انتقام لینا نصیب نہ ہوا۔

ان باتوں کو شروع شروع میں خشیارشا نے کچھ زیادہ اہمیت نہ دی لیکن جب ایران کے عظیم سردار گبریاس کے بیٹے مردونیا نے اس پر یہ حقیقت واضح کی کہ اگر یونان کو اطاعت پر مجبور نہ کیا گیا اور مصر پر فوج کشی نہ ہوئی تو ایران کا وقار خاک میں مل جائے گا مردونیا کی اس تنبیہہ کے بعد آخر خشیارشا ان مہموں کو سر کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔

خشیارشا چار سو چوراسی قبل مسیح اپنا لشکر لے کر عازم مصر ہوا مصریوں کے ساتھ اس کی خون ریز جنگ ہوئی اور مصر کے فرعون خبشا نے اس جنگ میں شکست اٹھانے کے بعد راہ فرار اختیار کرلی تھی مصر کی شورش فرو کرنے کے بعد خشیارشا نے مصر پر اپنے ایک رشتہ دار کو حکمران مقرر کر دیا تھا اسی دوران بابل کے ایک گم نام شخص شماشیرب نے اچانک ایسی شہرت اور قوت حاصل کی کہ اس نے بادشاہت کا دعوی کرتے ہوئے بابل کا تاج و تخت سنبھال لیا اور جو ایرانی لشکر وہاں حفاظت کے طور پر متعین تھا اس کا اس نے خاتمہ کر کے رکھ دیا شماشیرب کی سرکوبی کے لئے مصر سے خشیارشا نے بابل کا رخ کیا اور اس نے شہر کا محاصر کرلیا یہ محاصرہ چند ماہ تک جاری رہا آخر اہل بابل نے ہتھیار ڈال دیئے شماشیرب شکست اٹھانے کے بعد کہیں روپوش ہو گیا اور اس کی جگہ خشیارشا نے ایک شخص زوپیر کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا لیکن جلد ہی اہل بابل نے زوپیر کو قتل کر دیا اور ایک بار پھر ایران کے خلاف بغاوت کھڑی کر دی۔

زوپیر کے قتل سے خشیارشا سخت برہم ہوا اور زوپیر کے بیٹے میگابیز کو بابل کی حکومت سپرد کی بابل کی اس بغاوت کا خشیارشا نے سخت انتقام لیا اس نے نہ صرف یہ کہ باغیوں کا قلع قمع کرنے کے لئے بابل میں قتل و غارت کی بلکہ اس کے حکم پر بابل کے مندروں اور عبادت گاہوں کو بری طرح لوٹا گیا اور بابل کے سب سے بڑے دیوتا مردوک کو بھی اٹھا کر ایران لے جایا گیا۔

مصر اور بابل کی مہموں کو سر کرنے کے بعد اب خشیارشا کے سامنے یونان کی مہم تھی جسے داریوش ادھورا چھوڑ کر دنیا سے کوچ کر گیا تھا اس مہم کو سر کرنے کے لئے خشیارشا نے متواتر تین سال تیاری کی یونان پر حملے کے لئے خشکی پر لڑنے والی فوج کی بھی ضرورت تھی اور بحری بیڑے کی بھی اشد ضرورت تھی دونوں قسم کی فوج اس نے منظم کی چار سو اکاسی قبل مسیح میں خشارشیا نے یونان کے خلاف اپنی جنگی تیاریاں مکمل کر لیں اس کے بعد اس نے اپنے لشکر کے ساتھ یونان کی طرف کوچ کیا تھا۔

یونان کی طرف جانے کے لئے ایران سے نکل کر خشیارشا نے لیڈیا کی سابق سلطنت کے مرکزی شہر ساردس کا رخ کیا اپنے لشکر کے ساتھ چند یوم تک اس نے ساردس شہر میں قیام کیا اس دوران ایتھنز کے یونانی حکمرانوں نے ایرانی تیاریوں کا حل معلوم کرنے کے لئے اپنے جاسوس ساردس شہر کی طرف روانہ کیے پر یونانیوں کی بد قسمتی کہ ان جاسوسوں کا منصوبہ ظاہر ہو گیا اور انہیں گرفتار کر لیا گیا فوج کے سپاہ سالار مردونیا نے انہیں قتل کر دینے کا حکم دے دیا۔

خشیارشا کو جب خبر ملی تو اس نے جاسوسوں کو طلب کیا اس کے حکم پر جب جاسوسوں کو اس کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے صاف صاف بتا دیا کہ وہ ایران کی جنگی تیاریوں کا حال معلوم کرنے آئے تھے اسے خشیارشا نے سپاہ سالار کو حکم دیا کہ انہیں قتل کرنے کے بجائے انہیں ایران کی پیادہ اور سوار فوج دکھائی جائے تاکہ یونانیوں کو ہماری قوت کا اندازہ ہو جائے یوں خشیارشا کے حکم پر ان جاسوسوں کو پیدل اور سوار فوج دیکھا کر آزاد کر دیا گیا تاکہ واپس یونان جا کر وہ اپنے حکمرانوں سے ایران کے عظیم لشکر کا ذکر کریں۔

ساردس میں چند یوم تک قیام کرنے کے بعد خشیارشا نے اپنے لشکر کے ساتھ درہ دانیال کو عبور کرتے ہوئے یونان کا رخ کیا اس دوران اہل ایتھنز نے کوششیں کی کہ اس قومی ابتلا کے موقع پر یونانیوں کے اختلافات ختم کر کے انہیں ایک مرکز پر لایا جائے لیکن وہ ساری یونانی ریاستوں کو اپنے حق میں متحد کرنے میں ناکام رہے اس کے بعد ایتھنز والوں نے سسلی میں یونانی حکومت سیراکیوز کی طرف قاصد روانہ کئے اور ان سے ایرانیوں کے خلاف مدد طلب کی لیکن اس مہم میں بھی ایتھنز والے ناکام رہے اس لئے کہ سیراکیوز والوں نے کہا کہ ماضی میں وہ قرطاجنہ کے کنعانیوں کے خلاف چونکہ بے یارومددگار رہے ہیں اور اہل یونان نے ان کی کوئی مدد نہیں کی لہٰذا اس موقع پر بھی یونانیوں کے خلاف ان کی کوئی مدد نہیں کریں گے چاروں طرف سے مایوس ہو کر ایتھنز اور سپارٹا والوں نے خود ہی ایرانی لشکر کا مقابلہ کرنے کی ٹھان لی تھی۔

اب ایتھنز اور سپارٹا والوں کو یہ فیصلہ کرنا تھا کہ وہ یونان کے کون سے حصے کا دفاع پہلے کریں اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے یونان کے بڑے بڑے مدبروں نے یہ فیصلہ کیا کہ پہلے اس سمت کی حفاظت کی جائے جس طرف سے ایرانی لشکر حملہ آور ہو رہا ہے جس طرف سے ایرانی لشکر یونان کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا اس راستے میں درہ تھرماپولی پڑتا تھا لہٰذا مشہور یونانی جرنیل لیونی

دس کی سرکردگی میں سات ہزار منتخب یونانی سورماؤں کو اس درے پر بٹھا دیا گیا تھا تاکہ وہ ایرانیوں کی پیش قدمی کو روک دیں۔

جس راستے پر ایرانی لشکر یلغار کرتا آرہا تھا اس راستے پر درہ تھرماپولی سب سے زیادہ مضبوط اور محفوظ مقام تھا یہ راستہ بہت تنگ تھا اس کے ایک طرف پہاڑ اور دوسری طرف سمندر تھا لہٰذا اسی درے میں گھات لگا کر یونانی لشکر بیٹھ گیا تھا اور درے کے قریب ہی سمندر میں یونانیوں کے تین سو جہازوں کا بحری بیڑا بھی لنگر انداز تھا تاکہ ایرانی۔ بحری بیڑے کو آگے بڑھنے نہ دیا جائے۔

خشیارشا کو جب خبر ہوئی کہ اس کا راستہ روکنے کے لئے یونانیوں نے درہ تھرماپولی کا انتخاب کیا ہے تو اس نے اپنے لشکر کی پیش قدمی روک دی وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے تھرماپولی سے اپنے لشکر کو گزارنے کی کوشش کی تو یونانی اس کے پورے لشکر کو خاک و خون کرکے رکھ دیں گے اور کسی بھی ایرانی کو بچ کر واپس اپنے گھر جانا نصیب نہ ہوگا لہٰذا یہ خبر سننے کے بعد جس جگہ وہ پیش قدمی کر رہا تھا اس جگہ اس نے اپنے لشکر کو روک کر پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

چار روز تک لگاتار وہاں پڑاؤ کرنے کے بعد آخر خشیارشا نے اپنے جرنیلوں سے مشورہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ چھوٹے چھوٹے لشکر آگے بھیجے جائیں جو ان یونانیوں پر حملہ آور ہوں جو درہ تھرماپولی میں گھات لگائے بیٹھے ہوئے ہیں اس مقصد کیلئے پہلے روز دس ہزار ایرانیوں کو آگے بڑھایا گیا تاکہ وہ درہ تھرماپولی کے محافظ یونانیوں پر حملہ آور ہوں لیکن ان دس ہزار ایرانیوں کو بری طرح پسپائی کا منہ دیکھنا پڑا اور یونانیوں نے ان پر ہولناک حملے کرتے ہوئے انہیں درے کے پاس سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا تھا۔

دوسرے دن پھر لشکر کے ایک حصے کو درے کی طرف روانہ کیا گیا لیکن اب کے بھی ایرانیوں کو آگے بڑھنے میں کامیابی نہ ہو سکی یہ صورت حال دیکھتے ہوئے خشیارشا کچھ ناامید ہو گیا تھا آخر اس مشکل کو ایک یونانی ہی نے حل کر دیا وہ اس طرح کہ ایک یونانی ایرانیوں کے ہاتھ چڑھ گیا جے انہوں نے کافی بھاری رقم کا لالچ دے کر آگے بڑھنے کے لئے ایک دوسرا اور خفیہ راستہ معلوم کر لیا یہ راستہ پہاڑ کے اوپر سے جاتا تھا اس راستے کی حفاظت پر فوسیا شہر کے چند دستے معمور تھے جو جنگ کے بہتر سامان سے لیس بھی نہ تھے۔

ایران کا بادشاہ اسی دوسرے راستے کو اپنے لشکر کو لے کر آگے بڑھا فوسیا کے فوجی دستے ایرانیوں کی اس یلغار کو نہ روک سکے اس لئے کہ ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی لہٰذا وہ ایرانیوں کا مقابلہ کئے بغیر پسپا ہو گئے فوسیا کی اس فوج کی بدعہدی کا چرچا ہوا تو یونانیوں کے فوجی دستے ایک ایک کر کے واپس ہو لئے سپارٹا والے البتہ پامردی سے مقابلہ کرتے رہے لیکن یہ تعداد میں بہت کم تھے آخر سب کے سب ایرانیوں کے ہاتھوں کٹ کٹ کر مر گئے ان کی قربانی یونانیوں کے نزدیک حب الوطنی کی جاودانی مثال تھی۔

اس دوران ایرانی۔ بحری بیڑا بھی آگے بڑھتا رہا دوسری طرف یونانی بحری بیڑے کو جب خبر ہوئی کہ درہ تھرماپولی میں جو ان کے محافظ تھے ان میں سے کچھ بھاگ گئے ہیں اور باقی کٹ مرے ہیں تو وہ بھی اپنے بحری بیڑے کو لے کر پسپا ہو گئے تھے اب صورت حال یہ تھی کہ خشکی پر خشیارشا اپنے لشکر کے ساتھ اور سمندر میں اسکا۔ بحری بیڑا بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے تھرماپولی کے دشوار گزار کوہستانی سلسلے کو عبور کرنے کے بعد اب ان کے سامنے کوئی رکاوٹ باقی نہ رہی تھی سامنے وسط یونان کا حصہ تھا جسے بچانے کے لئے کوئی حفاظتی تدبیر نہ کی گئی تھی۔

خشیارشا کا لشکر فوسیا شہر کی طرف بڑھا اور اسے تباہ و برباد کر دیا اس کے بعد اس لشکر نے ایتھنز کا رخ کیا اہل ایتھنز نے اپنے بیوی بچوں کو محفوظ مقام پر پہنچا دیا اور ایرانیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے نکلے لیکن ان کے مقابلے میں ایرانیوں کی تعداد چونکہ بہت زیادہ تھی لہٰذا انہیں شکست فاش ہوئی خشیارشا کے لشکر نے ایتھنز شہر فتح کر لیا پھر گھر کو لوٹ کر انہوں نے آگ لگا دی تاکہ ایتھنز شہر کے معبدوں اور عبادت گاہوں کو بھی لوٹ کر انہوں نے نظر آتش کر دیا تھا۔

ایتھنز کی عظیم و شان فتح کے بعد خشیارشا نے اپنے بحری بیڑے کو یونانی شہر سلامس کی طرف روانہ کیا سلامس شہر ایک جزیرہ نما تھا جس کے باشندے عہدِ قدیم سے اثرینی کہلاتے تھے اس شہر پر قبضہ کرنے کے لئے شام کے قریب ایرانی بحری بیڑا ایک تنگ آب نائے میں داخل ہوا دوسری طرف یونانیوں کے بحری بیڑے کو بھی ایرانیوں کی آمد کی خبر ہو چکی تھی یونانی بحری بیڑے نے ابھی تک کہیں بھی سمندر کے اندر ایرانیوں کے ساتھ جنگ نہ کی تھی لیکن اب آب نائے کو انہوں نے ایرانیوں کے ساتھ آخری اور فیصلہ کن میدان جنگ بنانے کا عہد کر لیا تھا۔

جوں ہی سورج غروب ہوا تو اس تنگ آب نائے میں تاریکی پھیل گئی اچانک یونانی لشکر نمودار ہوا اور ایرانی بیڑے پر اس نے حملہ کر دیا ایرانی بیڑا یونانی بیڑے سے کئی گناہ زیادہ تھا پر یونانیوں نے ایسی ہمت جواں مردی اور ایسی بے باقی سے حملہ کیا کہ اس تنگ آب نائے میں انہوں نے ایرانیوں کو مکمل طور پر گھیر لیا اور ان کا قتل عام شروع کیا انہوں نے ایرانیوں کے سارے جہاز تباہ و برباد کر دیئے اور بحری بیڑے کے ایک ایک جوان کو انہوں نے چن چن کر موت کے گھاٹ اتار دیا بحری بیڑے کی اس فتح پر یونانی یہ محسوس کرنے لگے کہ ایتھنز کے مقام پر انہوں نے اپنی شکست کا انتقام لے لیا ہے۔

بحری بیڑے کے خاتمے اور اس کے ملاحوں کے مارے جانے اور اس شکست کا خشیارشا نے

کچھ ایسا اثر قبول کیا اور وہ ایسا بدل گیا نے سارے لشکر کی کمانداری اپنے سپاہ سالار مردونیا کے حوالے کرنے کے بعد وہ خود واپس ایران چلا گیا دوسری طرف خشیار شا کے جانے کے بعد یونانی برابر جنگی تیاریوں میں مصروف رہے آخر انہوں نے خشیار شا کے جرنیل مردونیا کو جنگ کی دعوت دی پلاسا کے مقام پر تاریخ کی بدترین جنگ لڑی گئی اس جنگ میں ایرانیوں کو شکست فاش ہوئی ان کا جرنیل مردونیا بھی اس جنگ میں مارا گیا اور اس کے لشکر کو یونانیوں نے بری طرح پیس کر رکھ دیا بہت کم ایرانی اپنی جانیں بچا کر واپس ایران پہنچنے میں کامیاب ہوئے تھے یہ یونانیوں کے ہاتھوں ایرانیوں کی بدترین شکست تھی اس فتح کے بعد یونانی پوری طرح آزاد ہو گئے اور اپنی اپنی ریاستوں میں مستحکم حکومتیں انہوں نے قائم کر لیں تھیں۔

یونانیوں کے ہاتھوں ایران کی ان بدترین شکست کے بعد خشیار شا نے ایک شکست خوردا ذہنیت کے ساتھ حکومت کی اور عیش و عشرت میں وقت گزارنے لگا عام لوگوں کا خیال تھا کہ وہ یونان کے جزیروں میں ایران کے وقار کو جو صدمہ پہنچا ہے اس کی وجہ صرف خشیار شا کی بزدلی اور کاہلی ہے۔

نیز جس طور سے وہ زندگی گزار رہا تھا اس سے بھی اہل ایران برفروختہ تھے اور اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے تھے اسی اثنا میں بادشاہ کے محافظ دستے کے افسر اعلیٰ اردوان نے خشیار شا کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اس اردوان نے بادشاہ کے محل کے خواجہ سرا مہرزر کو اپنا ہمنوا بنا لیا آخر اس خواجہ سرا کی مدد سے اردوان نے خشیار شا کی خواب گاہ میں داخل ہو کر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

خشیار شا کو گو اس زمانے کی عظیم ترین سلطنت ملی تھی لیکن نہ اس میں فراست تھی نہ ہمت و حوصلہ جب تک یونان میں کوئی خطرہ پیدا نہ ہوا تھا یہ پیش قدمی کرتا رہا جونہی سلاس کے مقام پر ایرانیوں کو یونانیوں کے ہاتھوں شکست فاش ہوئی وہ بجائے اس کے کہ یہ خشیار شا شکست کے داغ کو دور کرنے کے لئے دوبارہ جنگ کرتا وہ ڈر کر واپس آگیا اور بقیہ زندگی عیش و عشرت میں بسر کر دی۔

بہرحال خشیار شا کے قتل کے بعد قتل کرانے والے افسر اردوان نے چاہا کہ خشیار شا کے کم سن شہزادے اردشیر کو تخت نشین کرا دے اور عنان حکومت خود اپنے ہاتھ میں لے لے لیکن اردشیر کے بڑے بھائی داریوش کے ہوتے ہوئے یہ صورت ممکن نہ تھی اسے راستے سے ہٹانے کیلئے اردوان نے اردشیر کو یقین دلایا کہ خشیار شا کو دراصل داریوش ہی نے قتل کروایا ہے اردشیر یہ سن کر سخت برفروختہ ہوا اور اپنے بڑے بھائی داریوش کو اس نے قتل کرنے کا حکم دے دیا اردوان نے فوراً اس حکم کی تعمیل کی اور داریوش کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اردشیر بھائی کے خون سے ہاتھ رنگین کر کے تخت نشین ہوا اسکا ایک ہاتھ چونکہ دوسرے ہاتھ سے نسبتاً لمبا تھا للذا اسے اردشیر دراز دست کے لقب سے یاد کیا گیا اردوان نے اب اردشیر کو بھی راستے سے ہٹانا چاہا اردشیر نے اسکا ارادہ بھانپ لیا اور بیشتر اس کے کہ اردوان کی سازش کامیاب ہو اردشیر نے گرفتار کر کے اردوان کو موت کے گھاٹ اتار دیا اردشیر کا ایک اور بڑا بھائی وشتاشپ تھا جو بلخ کا حکمران تھا تخت و تاج کا اصل حق دار یہی تھا اپنا حق حاصل کرنے کے لئے اس نے اردشیر کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اردشیر نے بغاوت فروع کرنے کے لئے لشکر بھیجا لیکن پہلی مرتبہ کامیابی نہ ہو سکی آخر اردشیر خود لشکر لے کر آیا اور وشتاشپ کو شکست دی اس نے شکست کے بعد وشتاشپ کا دعویٰ ختم ہو گیا کیونکہ پھر اس کی آواز سنائی نہ دی۔

ایران اور یونان کی جنگ کے خاتمے کے بعد ایتھنز سنبھل گیا تھا ایرانیوں کے خلاف یونانیوں کے فتح میں ایتھنز کے حکمران کو جو لاتعداد مال غنیمت ملا تھا وہ اس نے ملک کے دفاع کو مضبوط کرنے میں صرف کر دیا ایک بہت بڑی اور مضبوط فصیل اس نے ایتھنز کے ارد گرد تعمیر کرائی اس کے بعد بندرگاہوں کی طرف توجہ دی اور بحری طاقت میں اضافہ کیا۔

وہ چاہتا تھا کہ ایتھنز کو اتنا مستحکم اور مضبوط بنائے کہ حکومت ایران کو پھر کبھی اس پر حملہ کرنے کا حوصلہ نہ ہو یونانیوں میں قومیت کی روح ابھارنے کے لئے اس نے ان یونانیوں کی یاد میں ایک ستون تعمیر کرایا جنہوں نے لڑائی میں اپنی جانیں قربان کر دیں تھیں اس ستون پر ان لوگوں میں سے بعض کے نام بھی کندہ کر دیئے گئے تھے جو یونان کا دفاع کرتے ہوئے ایرانیوں کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر گئے تھے۔

دوسری طرف اہل مصر کے ساتھ اگرچہ داریوش نے نہایت رواداری برتی تھی ان کے معبودوں کا احترام کیا ان کے روحانی پیشواؤں کی عزت میں فرق نہ آنے دیا اور اس کے بعد خشیار شا نے بھی باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے روحانی پیشواؤں کی آزادی کو برقرار رکھا۔

لیکن اہل مصر غیر ملکی تسلط کو گوارہ نہ کر سکتے تھے وہ اپنے قدیم ترین تمدن کی وجہ سے اپنے آپ کو ایرانیوں سے بدتر خیال کرتے تھے اب چونکہ ایران کے تخت پر ایک کم سن شخص بیٹھا تھا تو اہل مصر نے موقع کو غنیمت سمجھا عین اس موقع پر لیبیا میں ایک شخص اناروس نے خودمختاری کا اعلان کرتے ہوئے ایرانیوں کے خلاف بغاوت کھڑی کر دی۔

لوگوں نے بھی اناروس کا بڑھ چڑھ کا ساتھ دیا جس کے نتیجہ میں بہت جلد اناروس ایک بہت بڑا لشکر تیار کرنے میں کامیاب ہو گیا دریائے نیل کے ڈیلٹا کے لوگوں نے اناروس کی حمایت کی لیکن ان دنوں چونکہ مصر کے اندر ایرانی حکومت کا ایک نمائندہ موجودہ تھا جو مصر پر حکومت کر رہا تھا اور

اس کے پاس اس قدر ایرانی لشکر بھی تھا کہ وہ ہر اٹھنے والی بغاوت کو فروع کر سکتا تھا۔
یہ صورت حال دیکھتے ہوئے مصر اور لیڈیا کے باغی سردار اناروس نے ایتھنز میں اپنا سفیر بھیجا اور مصری خود مختاری کو قائم رکھنے کے لئے ایتھنز سے فوجی امداد مانگی اہل ایتھنز خود چاہتے تھے کہ ایران کے مقابلے میں ایک مضبوط متحدہ محاذ قائم کیا جائے اس لئے اناروس کو فوجی مدد دینے پر آمادہ ہو گئے اور اس غرض کے لئے دو سو بحری جہاز بھیجے مصر کے اندر جو ایرانی حکمران تھا وہ شاید لیڈیا کے اندر اٹھنے والی بغاوت کو فرو کر دیتا لیکن اہل ایتھنز کی مدد کا حال سن کر وہ خاموش ہو گیا
آخر جب حالات حد سے گزرنے لگے تو مصر کے ایرانی حکمران نے باغیوں کے خلاف اپنے لشکر کو تیار کیا پیپر۔یمس کے مقام پر باغیوں اور ایران کی وفادار فوج کے درمیان جنگ ہوئی جنگ میں مصر کا ایرانی حکمران مارا گیا ایرانی لشکر کو بدترین شکست ہوئی اور مصریوں اور یونانیوں کے اتحاد کا خوب بول بالا ہوا۔

اردشیر کو جب مصر کے ایرانی حکمران کی موت اور ایرانی لشکر کی ناکامی کی خبر ملی تو اس نے اپنے کچھ سفیروں کو تحفے تحائف دے کر یونان کی طرف روانہ کیا اور یونان کی ریاستوں کے مختلف حکمرانوں کو تحائف پیش کرتے ہوئے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ سب مل کر ایتھنز پر فوج کشی کر لیں تاکہ ایتھنز کے بحری دستے مصریوں کا ساتھ چھوڑ دیں لیکن یونان کی ان دوسری ریاستوں نے اردشیر کی خواہش کو در خور اعتنا نہ سمجھا اور سفیر کو کورا جواب دے کر لوٹا دیا۔
اب اردشیر نے تین لاکھ کا ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اس لشکر کی کمانداری اس نے اپنے ایک جرنیل میگابیزر کو سونپتے ہوئے اسے یونان کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا قلعہ سفید کے پاس یونان ہی کی سرزمین میں ایرانی اور یونانیوں کے درمیان ایک ہولناک معرکہ ہوا اس میں یونانی جرنیل بری طرح زخمی ہو کر گرفتار ہو گیا اور یونانی فوج پسپا ہو کر میدان جنگ سے بھاگ گئی۔
یونانیوں کی شکست کی وجہ سے مصر کی بغاوت ختم ہو گئی لیکن کچھ محب وطن گوریلا لڑائی لڑتے رہے جنگی نقطہ نظر سے غور کیا جائے تو اس مہم سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اگر یونانیوں کے پاس بڑا لشکر بھی ہوتا تو ضروری نہیں کہ وہ ایرانیوں پر فتح پا سکتا
مصر کی مدد کرتے ہوئے اہل ایتھنز کو نہایت کاری ضرب لگی تھی اس کے فوراً بعد اہل ایران نے قبرص کو دوبارہ فتح کرنے کی کوششیں کی اہل ایتھنز نے اس موقع پر عملی قدم اٹھایا انہوں نے سپارٹا کے ساتھ پانچ سال کا معاہدہ کر لیا اور ان کے ساتھ مل کر ایران کے خلاف جنگی تیاریاں کرنے لگے آخر اہل ایتھنز اور اہل سپارٹا ایک بہت بڑا متحدہ لشکر تیار کر کے ایرانیوں کے مقابل لائے اس جنگ میں ایرانیوں کو بدترین شکست اور یونانیوں کو فتح نصیب ہوئی ایرانی اپنی اس

شکست کو دیکھتے ہوئے نرم پڑ گئے اور انہوں نے چند شرائط کے عوض ایتھنز اور یونان کی دیگر ریاست کی خود مختاری کو تسلیم کر لیا تھا۔
اردشیر کی حکومت کا آخری دور امن و امان سے گزرا یونانیوں کی طرف سے حکومت ایران اب مزید مطمئن اور پرسکون ہو گئی تھی اس لئے کہ ایتھنز اور سپارٹا نے ایک دوسرے کو زیر کرنے کے لئے آپس کی جنگوں کا سلسلہ کھول دیا تھا یوں کچھ عرصہ آرام سے گزارنے کے بعد اردشیر اپنی طبعی موت مر گیا۔

اردشیر کی وفات پر اسکا بیٹا خشیارشا چار سو پچیس قبل مسیح میں تخت نشین ہوا وہ صرف پینتالیس دن ہی حکومت کر پایا تھا کہ اس کے بھائی سغدیانو نے جو ایک لونڈی کے بطن سے تھا اسے شراب کے نشے میں سرمست پا کر ہلاک کر دیا۔
بھائی کے خون سے ہاتھ رنگین کر کے وہ تخت نشین تو ہو گیا لیکن اہل فارس سغدیانو کی اس برادر کشی سے سخت ناراض تھے فوج بھی بددل تھی انعام و اکرام سے سغدیانو نے لوگوں کی تالیف قلوب کرنا چاہی لیکن ان کے دلوں سے کینہ دور نہ ہو سکا۔
ان حالات میں سغدیانو کو اپنے لئے سب سے زیادہ خطرہ اور خوف بلخ کے حکمران اوکس سے ہوا سغدیانو نے اسے بھی ٹھکانے لگانے کے لئے دربار بلا بھیجا اوکس اس پر آمادہ بھی ہو گیا لیکن جب اسے سغدیانو کے ارادے کا پتہ چلا تو اس نے ارادہ بدل دیا۔
سغدیانو نے اوکس کے خلاف لڑائی کی اوکس نے مقابلے کی تاب نہ پا کر سر اطاعت خم کیا اب یہ فیصلہ ہوا کہ دونوں مل کر حکومت کریں لیکن یہ بھی ایک چال تھی اس غرض کے لئے جب اوکس کو دربار میں بلایا گیا تو اسے اسیر کر لیا سغدیانو کی مدت حکومت ساڑھے چھ ماہ تھی سغدیانو کی موت کے بعد اوکس خود داریوش دوئم کے لقب سے تخت نشین ہوا اور ایران کا بادشاہ بن کر حکومت کرنے لگا
داریوش دوئم مضبوط قوت ارادی سے محروم تھا اس لئے حکومت اس کی بیوی پری ستی اور تین خواجہ سراؤں کے ہاتھ میں چلی گئی تھی۔
داریوش کے دور میں یونان اور دوسرے علاقوں میں پے در پے کئی بغاوتیں رونما ہوئیں لیکن ان سب پر داریوش نے اپنے جرنیل تسافرن کی مدد سے قابو پا لیا تھا۔
ایران کی مزید خوش قسمتی کہ ایتھنز اور سپارٹا کی دونوں یونانی ریاستیں ایک دوسرے کی حریف ہو گئیں اور ایک دوسرے سے برسرپیکار رہنے لگیں اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایرانی جرنیل تسافرن نے اہل سپارٹا کے ساتھ معاہدہ کر لیا اور فیصلہ یہ ہوا کہ دونوں مل کر ایتھنز پر حملہ آور ہوں گے یونان کی قدیم روایت تو یہ تھی کہ جب کسی غیر ملکی کا سامنا کرنا پڑتا تو

یونانی ریاستیں اپنے اختلافات کو بھول کر مشترکہ دشمن کا مقابلہ کرتیں لیکن سپارٹا والوں نے اس
روایت کو توڑا اور اپنے ہی بھائی بندوں کو نیچا دکھانے کے لئے اہل ایران سے معاہدہ کرلیا۔

سپارٹا کی پیروی کرتے ہوئے بعض دیگر یونانی ریاستوں نے بھی ایرانیوں سے معاہدے کر
لئے تسافرن نے کسی کو مدد دی تھی تو اس قدر کہ کوئی ایک حکومت اتنی طاقتور نہ ہو جائے کہ اپنے کسی
حریف کو فیصلہ کن شکست دینے کے قابل ہو سکے اور طاقت کا توازن کسی ایک کے حصہ میں ہو
جائے تسافرن چاہتا تھا کہ سیاسی چالیں چل کر یونانیوں کو ایک دوسرے کے خلاف بس الجھائے رکھے
چند ہی ماہ بعد داریوش دوئم اپنی طبعی موت مرگیا داریوش کے دو بیٹے تھے ایک ارشک اور دوسرا
کوروش اپنی موت سے پہلے داریوش نے چونکہ ایران کے تخت و تاج کا مالک ارشک کو قرار دے دیا
تھا لہٰذا داریوش دوئم کی موت کے بعد یہ ارشک اردشیر دوئم کے لقب سے تخت نشین ہوا

اس اردشیر دوئم کی تاج پوشی کی رسم پازارگد شہر میں ادا کی گئی اردشیر دوئم کے بھائی کوروش
کو ہرگز گوارہ نہ تھا کہ اردشیر تخت و تاج کا وارث ہو اس لئے رسم و تاج پوشی ہی میں کوروش نے
اس پر حمہ کرکے اسے ٹھکانے لگانے کی کوششیں کی لیکن سپاہ سالار تسافرن نے اس کے فاسد
ارادے سے اردشیر کو باخبر کردیا اس پر کوروش کو گرفتار کرلیا گیا اور اردشیر نے اس کے قتل کا حکم
دے دیا لیکن ملکہ پری ستی آڑے آئی اس نے نہ صرف کوروش کی جان بخشی کروا دی بلکہ اسے
ایشیائے کوچک کا حکمران بنا کر بھیج دیا گیا۔

ایشیائے کوچک پہنچ کر بھی یہ کوروش خاموش نہ بیٹھا اور اپنے تجربہ کار یونانی جرنیل گلارجس
کو جانبازوں کا لشکر تیار کرنے پر معمور کیا سپارٹا والوں سے بھی اس نے اپنے لشکر بھیجنے کو کہا اس
طرح ایک بہت بڑا لشکر تیار ہوگیا اس لشکر میں ایک لاکھ ایشیائی اور تیرہ ہزار یونانی کرائے کے سپاہی
شامل تھے کوروش ابھی اپنی فوجی تیاریوں ہی میں مصروف تھا اور اس نے اپنے بھائی اردشیر دوئم کے
خلاف عملی طور پر کوئی لشکر کشی نہ کی تھی کہ اس دوران اردشیر دوئم کے سپہ سالار تسافرن کو کوروش
کے متعلق شک ہوا وہ کوروش کی فوجی تیاریوں سے کوروش کا ارادہ بھانپ گیا اور اس سے اس سلسلے
میں باز پرس کی کوروش نے بظاہر اپنی مہم کا حال مخفی رکھا اور شروع میں یہ ظاہر کیا کہ وہ باغی قبائل
کی بغاوت کو فرو کرنے کے ارادے سے لشکر جمع کر رہا ہے لیکن تسافرن سمجھتا تھا کہ قبائل کی
بغاوت کو فرو کرنے کیلئے اتنے بڑے لشکر کی ضرورت نہیں اسے اس مہم سے تشویش ہوئی اور اس
تشویش سے اس نے اپنے بادشاہ اردشیر دوئم کو آگاہ کردیا ہرچند کہ ملکہ پری ستی نے کہا کہ تسافرن
جو کچھ کہتا ہے محض دشمنی کی بنا پر کہتا ہے لیکن اعیان سلطنت اس سے مطمئن نہ ہوئے۔ آخر وہی
ہوا جس کا تسافرن نے خدشہ ظاہر کیا تھا یعنی کوروش نے ایران پر لشکر کشی کر دی اور اس مقصد کے

لئے اس نے کوہستانی راستہ اختیار کیا اس کا لشکر بغیر کسی تصادم کے سلیشیا کے شہر طارس پہنچا یہاں کوروش نے سلشیا کے حکمران کو تحفے تحائف دیئے اور کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد آگے بڑھنا چاہا لیکن فوج نے آگے بڑھنے سے انکار کیا اور جب یونانی فوج کے جرنیل کلارچس نے انہیں کوچ کا حکم دیا تو انہوں نے اس پر پتھر پھینکے۔

کوروش نے صورت حال بگڑتی ہوئی دیکھی تو سپاہیوں کی تنخواہیں بڑھانے کا وعدہ کیا جس پر وہ آگے بڑھنے پر آمادہ ہوئے یہاں کوروش نے اپنے لشکریوں پر یہ ظاہر کیا کہ وہ شام کے حکمرانوں پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے جو دریائے فرات سے گزرنے میں مزاحمت کرنے پر آمادہ ہیں لیکن یہ سب فریب اور دھوکا تھا جو اپنے لشکریوں کو وہ دے رہا تھا چنانچہ جب وہ شام کے سبزہ زاروں سے گزر چکا تو لشکر نے پھر مخالفت کی آواز بلند کرنا شروع کر دی آخر اسی کشمکش میں کوروش اپنے لشکر کے ساتھ دریائے فرات کے کنارے جا پہنچا۔

یہاں جب کوروش کے لشکر کو معلوم ہوا کہ کوروش کا ارادہ اپنے بھائی اردشیر دوئم سے لڑنے کا ہے تو لشکر میں ایک بار پھر نفرت و بددلی پھیل گئی اور لشکر کوروش کی اس دھوکہ دہی سے سخت برفروختہ ہوئے اور یہ کہنے لگے کہ پیش قدمی کرتے ہوئے انہیں دھوکے میں رکھا گیا ہے یہاں بھی زرومال کی ترغیب کام آئی اور فوج آگے بڑھنے پر آمادہ ہو گئی کوروش کی رفتار اب پہلے کی نسبت تیز تر ہو گئی تھی اور وہ ایک جواری کی طرح اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دینا چاہتا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ کوروش یلغار کرتا ہوا بابل کی حدود میں داخل ہوا اور بابل سے تقریباً گیارہ فرسخ دور کوناکسا شہر کے قریب جب وہ پہنچا تو اردشیر کا لشکر بھی اس سے مقابلہ کرنے کے لئے کوناکسا کے میدانوں میں پہنچ گیا تھا کوناکسا کے میدانوں میں دونوں لشکروں میں مقابلہ ہوا گھمسان کی جنگ ہوئی لیکن اس جنگ میں تخت کے آرزومند کوروش کی بدبختی یہ کہ لڑتے لڑتے نیزے کا ایک کاری وار اس پر ایسا پڑا کہ وہ اس جنگ کے دوران ہی ہلاک ہو گیا کوروش کے مرنے کی خبر عام ہوئی تو اسکا لشکر بے حد مایوسی اور نامرادی کی حالت میں راہِ فرار اختیار کر گیا سپارٹا اور یونان کی دیگر ریاستوں کے جو سپاہی اس کے لشکر میں شامل تھے وہ بھی فرار ہو کر اپنے اپنے علاقوں میں چلے گئے تھے۔

اس جنگ میں اہل سپارٹا نے معاہدہ صلح کو بالائے طاق رکھ کر کوروش کا ساتھ دیا تھا اس لئے اب معاہدہ ٹوٹ گیا ایران نے سپارٹا کی دوستی سے ہاتھ کھینچ لیا اب سپارٹا کے حریف ایتھنز نے ایران کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور اپنا بحری بیڑا ایران کے بحری بیڑے میں شامل کر دیا ادھر ایران نے ایتھنز کو مالی امداد دی جس سے شکستہ فصیلیں پھر سے تعمیر ہوئیں اور پھر جب سپارٹا اور

ایتھنز کے مابین آنے والے دنوں میں جنگیں شروع ہوئیں تو اہل ایران نے اپنے حلیف کی پوری پوری امداد کی جس سے نہ صرف یہ کہ جگہ جگہ سپارٹا والوں کو ایتھنز والوں کے ہاتھوں شکستیں ہوئیں بلکہ سپارٹا کا بحری بیڑا بھی بری طرح تباہ و برباد ہو گیا تھا اہل سپارٹا کو اب اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا کہ ایران سے پھر صلح کیلئے گفت و شنید کریں۔

تین سو ستاسی قبل مسیح میں سپارٹا کا ایک سفیر جس نام انتلسی دس تھا صلح کا پیغام لے کر اردشیر کے دربار میں آیا اور بادشاہ نیا صلح کا معاہدہ کرنے کی تجویز پیش کی چند سال تک صلح کا یہ معاہدہ کھٹائی میں پڑا رہا جس سے یونانی سفیر کو ایران میں قیام کرنا پڑا آخر ایران اور یونان کے مابین صلح ہو گئی جو صلح انتلسی دس کے نام سے موسوم ہے اس صلح کی شرائط یہ تھیں ایشیائے کوچک جزیرہ قبرص اور دوسرے یونانی مقبوضات جو ایشیا میں تھے وہ سب ایران کے تسلط میں رہیں گے۔

یونان کی ریاستیں آزاد اور خود مختار ہوں گی ان کے اندرونی معاملات میں دخل نہیں دیا جائے گا یونانی ریاستوں کے مابین اگر کوئی اختلاف ہو گا ایران ثالث کے فرائض انجام دے گا اس صلح نامے کی رو سے ایشیائے کوچک کے بعد ایرانی علاقے جو اب یونان کے قبضے میں تھے ایران کو واپس مل گئے اس طرح ایران کا کھویا ہوا وقار پھر بحال ہو گیا تھا اس صلح سے سپارٹا بھی فائدے میں رہا چونکہ اس کے سب علاقے اس کے پاس رہے اور یونان میں اس کی برتری قائم ہو گئی تھی۔

داریوش دوئم کے زمانے میں مصر میں حکومت ایران کے خلاف بغاوت ہوئی تھی جسے داریوش دوئم اپنی زندگی میں فرو نہ کر سکا تھا اب مصر کا بادشاہ امیرتا تھا اس نے ایرانی تسلط سے آزاد رہنے اور اپنی خود مختاری کو قائم رکھنے کی جدوجہد کی اس نے اپنے لشکروں میں اور اپنی عسکری قوت میں خوب اضافہ کیا اس کی مدت حکومت صرف چھ سال تھی لیکن اس نے مصر کے دفاع کو اس قدر اہمیت دی کہ اسکا نام فراعنہ مصر میں شامل ہونے لگا۔

امیرتا کی وفات کے بعد نیفو رود مصر کے تخت پر بیٹھا اور مصر کے دفاع کو مضبوط کرتے ہوئے ایران کے مخالفین جہاں جہاں تھے ان سے ساز باز کی تاکہ مصر کو ایران کے چنگل سے محفوظ رکھا جائے۔

اس غرض سے اس قبرص کا ریا اور سپارٹا کے بیرونی علاقوں سے معاہدے کئے اور جنگی تیاریوں کے لئے یونانی کرائے کے سپاہیوں کی بھی خدمات اس نے حاصل کیں۔

مصر کی خوش قسمتی کے کوناکسا کی جنگ کے بعد ایشیائے کوچک کے جنگجو قبائل نے پھر حکومت ایران کے خلاف سر اٹھایا قبرص نے بھی آواگورس کی سرکردگی میں ایران کی اطاعت سے منہ موڑ لیا بلکہ یونانیوں اور مصریوں کی پشت پناہی سے کوناکسا ایرانیوں کی مخالفت پر تھا۔

اپنی ان اندرونی شورشوں اور بغاوتوں سے فارغ ہونے کے بعد داریوش نے مصر کی طرف دھیان دیا اس دوران مصر کا بادشاہ نیفو رود چل بسا اور اس کی جگہ اکارس مصر کا بادشاہ بنا اسی اکارس کے زمانے میں ایرانیوں نے مصر پر حملے کرنے شروع کئے لیکن اس اکارس نے اس جان فشانی دلیری اور بہادری کے ساتھ ان جنگوں میں اپنا کردار ادا کیا کہ اس نے تین سو نوے سے تین سو چھیاسی قبل مسیح میں کئی ایرانی حملوں کو نہ صرف ناکام بنا دیا بلکہ انگنت مقامات پر اس نے ایرانیوں کو بدترین شکستیں دیں اور انہیں مصر کی سرحدوں سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا تھا۔

ایرانیوں کو پسپا کرنے کے ساتھ ساتھ اس اکارس نے مزید کام یہ کیا کہ قبرص اور ایتھنز والوں کو بھی اس نے اپنے ساتھ ملا لیا اس مقصد کے لئے اس نے قبرص کو اناج اور زر کثیر کی مدد دی ایتھنز والے بھی ایران کے خوف سے مصریوں کے ساتھ لگ گئے تھے ایران کچھ عرصہ تک خاموش رہ کر اپنی عسکری قوت میں اضافہ کرتا رہا یہاں تک کہ جب اس نے دیکھا کہ جنگ میں فتح حاصل کرنے کے لئے اس کے پاس اس کی خواہش کے مطابق تربیت یافتہ لشکر تیار ہو گیا ہے تو اس نے مصر پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا۔

اسی دوران اکارس مصر پر مختصر سی حکمرانی کے بعد اپنی طبعی موت مر گیا اور اس کے بعد نکتارب مصر کا بادشاہ بنا اسی نکتارب کے دور میں اردشیر دوئم نے ایک بہت بڑا لشکر مصر پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا اس لشکر کے دو جرنیلوں میں سے ایک کا نام ایفکرات اور دوسرے کا نام فرنا باز تھا یہ دونوں جرنیل ایران کے جرار لشکر کو لے کر مصر کی طرف بڑھے ان دونوں جرنیلوں کے ساتھ چونکہ بہت بڑا ایرانی بحری بیڑا بھی تھا لہٰذا ان کا یہ ارادہ تھا کہ وہ دریائے نیل کے ڈیلٹا سے ہوتے ہوئے مصر میں داخل ہوں گے اور دور دور تک اپنی فتوحات کا سلسلہ پھیلاتے چلیں جائیں گے۔

ان دنوں دریائے نیل کا ڈیلٹا سات حصوں میں تقسیم تھا ہر حصہ دہنہ کہہ کر پکارا جاتا تھا نکتارب نے ساتوں دہانے مستحکم کر لئے تاکہ ایرانی بحری بیڑہ دریائے نیل میں داخل نہ ہو سکے ان دہنوں میں سب سے زیادہ مضبوط پلوزیم کا دہنہ تھا۔

ایرانی جرنیل فرنا باز اور ایفکرات نے یہ خیال کیا کہ پلوزیم چونکہ بہت مستحکم ہے اور اس کی مدافعت بھی پوری پوری کی گئی ہے لہٰذا اگر اس دہنہ سے انہوں نے گزر کر دریائے نیل میں داخل ہونے کی کوششیں کی تو مصری انہیں مار مار کر بھاگ جانے پر مجبور کر دیں گے اور اس دہنہ سے گزر کر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے دوسرا ایک دہنہ مندسیا تھا یہ قدرے کمزور تھا لہٰذا دونوں ایرانی جرنیلوں نے اسی دہنہ سے اپنے بحری بیڑے کے ساتھ مصر میں داخل ہونے کا فیصلہ کر

لیا تھا۔

آخر کار دونوں جرنیل مندسیا کے دہنہ سے آگے بڑھے یہ ایک چھوٹا سا قلعہ تھا جس میں ایک مختصر مصری لشکر اس دہنہ کی حفاظت پر مامور تھا ایرانی لشکر جب اس دہنہ پر حملہ آور ہوا تو مصریوں نے اپنی قلعہ بندی سے باہر نکل کر ایرانی لشکر کا مقابلہ کیا لیکن ایرانیوں کے مقابلے میں ان کی تعداد چونکہ نہ ہونے کے برابر تھی لہٰذا وہ پسپا ہو کر میدان جنگ سے بھاگ گئے ایرانیوں نے مصریوں کی اس پسپائی کو اپنی فتح تسلیم کر لیا اور یہ خیال نہ کیا کہ چھوٹے سے مصری دستے کو شکست دینے کے بعد مصر کی فتح کے دروازے ان پر نہیں کھل گئے بلکہ ان پر مشکلات ٹوٹنے کی ابھی صرف ابتدا ہوئی ہے۔

دریائے نیل کے ڈیلٹا میں مندسیا ایک قلعہ پر قبضہ کرنے کے بعد ایرانی خوشیاں اور فتح کا جشن منانے لگے تھے دوسری طرف مصر کا بادشاہ نکتارب اپنے کام میں مصروف رہا اس نے مختلف جگہوں سے اپنے چھوٹے چھوٹے لشکروں کو سمیٹ کر مندسیا کے قلعہ کی طرف پیش قدمی شروع کی تھی ایرانی چونکہ فتح کے نشے میں پڑے ہوئے تھے لہٰذا انہوں نے نکتارب کی پیش قدمی کو اہمیت نہ دی تھی اور انہوں نے اس بات کو بھی کوئی اہمیت نہ دی کہ نکتارب اپنے چھوٹے چھوٹے لشکروں کو جمع کرنے کے بعد ان کی طرف بڑھ رہا ہے۔

جب مصر کا بادشاہ نکتارب اپنے لشکر کے ساتھ مندسیا کے قلعہ کے قریب آیا تو ایرانیوں نے کھلے میدان میں مندسیا کے قلعے سے باہر اس کے ساتھ مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا بہرحال مندسیا کے نواح میں مصریوں اور ایرانیوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی یہ تاریخ کی بدترین جنگ خیال کی جاتی ہے اس جنگ میں مصریوں نے ایرانیوں کی اکثریت سپاہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا اس پر ایرانیوں کی مزید بدقسمتی یہ کہ ان ہی دنوں دریائے نیل میں طوفان آ گیا جس کی بنا پر ان کا بحری بیڑا دریائے نیل کی لہروں کا شکار ہو کر سمندر کی طرف چلا گیا ان کے اکثر جہاز ڈوب گئے اور باقی کا پتہ نہ چلا کہ کہاں گئے ہیں اور بہت کم جہاز ایران کی طرف جا سکے اسی طرح ایرانی لشکر کی بھی کچھ ایسی ہی حالت ہوئی تھی مندسیا کے باہر کھلے میدانوں میں مصر کے بادشاہ نکتارب نے ایرانیوں کو بدترین شکست دی اس نے ایرانیوں کے لشکر کے اکثر حصے کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور بہت کم ایرانی اپنی جانیں بچا کر ایران کی طرف بھاگنے میں کامیاب ہو سکے تھے۔

ایران کی مزید بدقسمتی کہ ان ہی دنوں کے صوبہ گیلان میں قادوسی قبیلے نے بغاوت کر دی اس قادوسی قبیلے کا علاقہ گھنے جنگلات اور ندی نالوں کی وجہ سے دشوار گزار خیال کیا جاتا تھا بہرحال اردشیر دوئم نے قادوس قبائل کی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے ایک بہت بڑا لشکر روانہ کیا قادوسی قبائل کچھ عرصہ تک ایرانی لشکر کے ساتھ کبھی کھلے میدانوں اور کبھی ندی نالوں کے کنارے جنگ کرتے ہوئے ان کے لشکر کی تعداد کم کرتے رہے اس کے بعد انہوں نے ایرانیوں کے ساتھ گوریلا جنگوں کی ابتدا کرتے ہوئے ایرانی لشکر کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانا شروع کیا جس کے نتیجے میں ایرانی لشکر کو یہ بغاوت فرو کئے بغیر ہی واپس چلے جانا پڑا اس طرح اردشیر دوئم کے زمانے میں مصریوں کے ہاتھوں شکست اور قادوسی قبیلے کی کامیاب بغاوت کی وجہ سے ایران کی عظمت اور شوکت کو بہت بڑا دھچکا لگا تھا۔

ان شکستوں اور بغاوتوں سے دوسری ریاستوں پر ایرانی لشکر کی کمزوری واضح ہو گئی تھی لہٰذا جگہ جگہ بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئیں جنہیں لشکر کے ذریعے سرکوبی کرنے کے بجائے زر و مال دے کر فرو کرنے کی کوششیں کی گئی قبل اس کے اردشیر دوئم ان بغاوتوں کا مستقل اور مضبوط سدباب کرتا ایرانیوں کے اندر بہت بڑی تبدیلی اور بہت بڑا سانحہ نمودار ہوا۔

وہ اس طرح کہ اردشیر کے حرم میں اس کی تین سو ساٹھ بیگمات اور لونڈیاں تھیں ان سب بیگمات اور لونڈیوں میں سے اس کے ایک سو پندرہ شہزادے اور شہزادیاں تھیں ان میں سے بیشتر اولاد اردشیر دوئم کی زندگی ہی میں فوت ہو چکی تھی تاریخ میں اس کے صرف چار بیٹوں کے نام ملتے ہیں جن کے نام داریوش، اریاسپ، اوکس اور ارسام تھے۔

اردشیر دوئم نے اپنے بڑے بیٹے کو ولی عہد مقرر کیا تھا لیکن اوکس نے باپ کی زندگی ہی میں اپنے بڑے بھائی کو قتل کرا دیا اپنے بڑے بھائی کے خاتمے کے بعد اوکس کو یقین تھا کہ اسکا باپ اب اسے اپنی مملکت کا جانشین بنائے گا لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ ابھی اس کے راستے میں اس کے دوسرے بھائی بھی ہیں جو سلطنت کے ولی عہد مقرر کئے جا سکتے ہیں ان بھائیوں میں اریاسپ نہایت خوش خلق اور نیک اطوار شہزادہ تھا ایرانی عوام اسے بہت پسند کرتے تھے لہٰذا یہ افواہیں اڑنے لگیں کہ اردشیر دوئم اپنے بیٹے اریاسپ کو اپنا ولی عہد مقرر کرے گا۔

اوکس کو جب یہ خبر ملی کہ اس کا باپ اب اس کے بھائی اریاسپ کو جانشین مقرر کرنا چاہتا ہے تو اس نے اریاسپ کو بھی راستے سے ہٹانے کا مصمم ارادہ کر لیا اور پھر ایک مناسب موقع پر اس نے اپنے دوسرے بھائی اریاسپ کو بھی قتل کروا دیا۔

اب قبل اس کے کہ اردشیر فیصلہ کرے کہ اپنے دو باقی بچنے والے بیٹوں میں سے کسے اپنا ولی عہد اور جانشین مقرر کرے کہ اسی دوران اوکس کو یہ خدشہ ہو گیا کہ میرے بجائے باپ اس کے دوسرے بھائی ارسام کو ولی عہد مقرر کر دے گا لہٰذا جانشینی کا فیصلہ ہونے سے قبل ہی اوکس نے اپنے تیسرے اور آخری بھائی کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا اردشیر کر جب یہ پے در پے بیٹوں کے

مرنے کے صدمات پہنچے تو وہ ان صدمات کو برداشت نہ کر سکا اور اپنے بیٹوں کی موت کی وجہ سے وہ
بھی ایک روز اس جہان فانی سے رخصت ہو گیا۔

○

اپنے بھائیوں اور اپنے باپ اردشیر دوئم کی موت کے بعد اوکس تین سو اٹھاون قبل مسیح میں اردشیر سوئم کا لقب اختیار کرنے کے بعد ایران کے تخت و تاج کا مالک بنا بڑی شان و شوکت کے ساتھ یہ تخت نشین ہوا رسم تاج پوشی سے پہلے اس نے خاندان شاہی کے تمام افراد قتل کرا دیئے جو کسی وقت بھی تاج و تخت کے دعوے دار ہو سکتے تھے اسنے اپنے چچا کے ایک سو بیٹوں اور پوتوں کو بھی ایک احاطے میں محبوس کر کے تیروں سے چھلنی کروا دیا بیگمات شاہی اور شہزادوں کے خون سے بھی اس کے ہاتھ رنگین ہوئے اور ایک خونی اعمال نامہ تیار کرنے کے بعد اس نے اپنی رسم تاج پوشی ادا کی تھی۔

جس حکومت کی بنیاد خون کی لہروں پر کھڑی کی جائے وہ کتنے دن محفوظ رہ سکتی ہے اس اردشیر سوئم کے عہد میں متعدد داخلی اور خارجی شورشیں برپا ہوئیں سب سے پہلے اردشیر سوئم نے صوبہ گیلان کے قادوس قبیلے کی طرف رجوع کیا جس نے اردشیر دوئم کے زمانے میں بغاوت کی تھی اور خاطر خواہ طریقے سے اس بغاوت کی سرکوبی نہ ہو سکی تھی اس مہم کو اردشیر نے سر کر لیا اور قادوس قبیلے نے اس کے سامنے سر اطاعت خم کر لیا قادوسی قبائل کو اپنے سامنے زیر کرنے کے بعد اردشیر سوئم نے دوسرے ممالک کی طرف رجوع کرنا چاہا جہاں حکومت ایران کے خلاف بغاوتیں ہو رہی تھیں۔

اردشیر سوئم کے باپ کو مصر کے مہم میں بھی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تھا اب مصر میں ایران کی حکومت کے خلاف سخت نفرت پائی جاتی تھی چنانچہ آس پاس ایرانی علاقوں میں جہاں کہیں بغاوت کے آثار رونما ہوئے مصر کا بادشاہ انہیں ہوا دیتا اور ہر طرح کی مدد کے لئے آمادہ ہو جاتا تاکہ ایرانی تسلط کمزور ہوتا چلا جائے۔ اردشیر کو یقین تھا کہ دوسرے ممالک کی شورشیں اس وقت تک ختم نہ ہو سکیں گی جب تک مصر کو نیچا نہیں دکھایا جاتا آخر اس نے مصر پر چڑھائی کا ارادہ کر لیا ایک بہت بڑا لشکر اس نے تیار کیا اور مصر کی طرف اس نے پیش قدمی کی دریائے نیل کے کنارے ایرانی اور مصریوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس میں مصریوں کو شکست ہوئی اور ایک بار پھر مصر پر ایران کا قبضہ ہو گیا تھا۔

اردشیر نے اب قبرص کی طرف رجوع کیا اور اس کا یونانی جرنیل قبرص کے باغیوں کی سرکوبی میں کامیاب ہو گیا ایشیائے کوچک میں فریگیا کے حکمران نے ایتھنز کی حمایت اور مصر کی طرف سے مدد ملنے کے بعد بغاوت کر دی اردشیر سوئم نے اس بغاوت کو ختم کرنے کیلئے اپنا لشکر بھیجا لیکن اس لشکر کو بدترین شکست ہوئی۔

اس شکست کے باوجود اردشیر کے حوصلے پست نہ ہوئے اور تازہ مہم کے لئے از سر نو فوج ایک بہت بڑا لشکر اس نے فراہم کیا اور خود وہ فریگیا کے حکمران کے خلاف حرکت میں آیا ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں فریگیا کو شکست ہوئی اس طرح اردشیر سوئم اس بغاوت کو بھی سر کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

مصر کو شکست ہو جانے کے بعد اب بغاوتیں کچھ دب گئیں اور اہل یونان گروہ در گروہ اردشیر کے جھنڈے تلے جمع ہونے لگے اگر اردشیر سوئم کی زندگی مہلت دے دیتی تو شاید وہ ایران کی مملکت کو اور مستحکم کرتا اور اس کے لشکر کو ناقابل تسخیر بنانے کی طرف متوجہ ہوتا لیکن اس کے معتمد خواجہ سرا باگواس نے اس کی تمام قوتوں کو ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا۔

باگواس نے ہر چند کہ حکومت کو مستحکم کرنے میں قابل قدر خدمات انجام دی تھیں اور اردشیر سوئم کے ہر منصوبے میں شریک رہا تھا اور بادشاہ کی نظروں میں اس کی بڑی اہمیت تھی لیکن سلطنت کی تمام سازشوں کا محور اور مرکز بھی یہی خواجہ سرا ہی تھا اس نے اسی پر اکتفا نہ کی کہ دربار میں اہم اور باعزت مقام حاصل ہے بلکہ اب یہ خواجہ سرا حکومت کے خواب دیکھنے لگا چنانچہ موقع پا کر اس نے اردشیر سوئم کے کھانے میں زہر ملا دیا جس سے وہ تین سو چھتیس قبل مسیح میں راہی ملک بقا ہوا۔

اردشیر سوئم کا خاتمہ کرنے کے بعد خواجہ سرا باگواس نے ایک شخص کے نام جس کا کدمان تھا اسے ایران کا بادشاہ بنایا اور تخت و تاج اس کے حوالے کر دیا یہ کدمان نام کا شخص داریوش سوئم کا لقب اختیار کر کے تین سو چھتیس قبل مسیح میں ایران کے تخت پر بیٹھا۔

داریوش سوئم کے حسب و نسب سے متعلق مورخین کا اختلاف ہے کچھ مورخین اسے اسفندیار کی اولاد میں سے کہتے ہیں اور کچھ اسے داریوش کی اولاد بتاتے ہیں بہرحال اردشیر سوئم کے زمانے میں یہ کدمان نام کا شخص اردشیر کے ہاں اعلیٰ عہدے پر فائز تھا اسکا منصب مختلف علاقوں کے روسا اور حکمرانوں کو شاہی مکتوب پہنچانا تھا پھر جب اردشیر سوئم نے گیلان میں قادوسیوں سے جنگ کی تو ان کے بہادر سرداروں کو اس کدمان نے دست بدست لڑائی کر کے ہلاک کیا تھا اردشیر نے اس کدمان کی بہادری سے متاثر ہو کر اسے نہ صرف انعام و اکرام سے نوازا بلکہ اسے آرمینیا کا حکمران بنا دیا تھا اردشیر سوئم کی ہلاکت کے بعد خواجہ سرا باگواس نے اسے آرمینیا سے بلوا کر تخت نشین کر دیا تھا۔

اردشیر سوئم کو ہلاک کرنے کے بعد خواجہ سرا باگواس کو یقین تھا کہ داریوش سوئم اس مملکت

ضرور اس کے سپرد کر دے گا لہٰذا وہ ایران کے اندر اپنی مرضی کے مطابق جو چاہے کرتا پھرے لیکن عنان حکومت سنبھالتے ہی داریوش سوئم نے باگواس کو عملاً "بے دخل کر دیا اس پر باگواس داریوش سوئم کی طرف سے سخت غضب ناک اور پیچ پا ہوا اور اس نے داریوش سوئم کو قتل کرنے کی سازش کی جس کی اطلاع داریوش کو ہو گئی اس نے باگواس کو اپنے دربار میں طلب کیا اور ایک انتہائی خطرناک زہر کا پیالہ اسے پیش کیا جو صرف اسی کے لئے تیار کیا گیا تھا اور زہر کا پیالہ داریوش سوئم نے باگواس کو پینے کا حکم دیا مجبوراً" باگواس زہر کا پیالہ پی گیا اور اہل دربار کو اس کی سازشوں سے نجات مل گئی باگواس نے اردشیر سوئم کو زہر دے کر ہلاک کیا تھا لہٰذا تاریخ نے اپنے آپ دہرایا اور باگواس کی ہلاکت بھی زہر ہی سے ہو گئی تھی۔

داریوش اپنے پیش روں سے زیادہ کشادہ دل اور کم ہوس کا تھا اگر حالات معقول ہوتے تو کامیابی سے حکومت کر سکتا تھا لیکن اسی داریوش سوئم کے دور میں مقدونیہ کے بادشاہ سکندر نے ایشیا کی سرزمین پر حملہ کر دیا تھا لہٰذا حالات یکسر ہی داریوش سوئم کے ارادوں اور اس کی خواہشوں کے خلاف ہو گئے تھے۔

○

عارب بنیط اور کیتم ابھی تک ساحل سمندر کے قریب ٹرائے شہر کے کھنڈرات اور دیولاحوں ہی میں کھڑے تھے کہ ایک بار پھر عزازیل ان کے پاس نمودار ہوا اسے دیکھ کر عارب بنیط اور کیتم بے حد خوش ہوئے اور فوراً" اس کی طرف متوجہ ہوئے انہوں نے دیکھا عزازیل کے چہرے پر خوش کن مسکراہٹ اور اس کی آنکھوں میں ایک پر کشش اور پسندیدہ قسم کی چمک تھی پھر قبل اس کے کہ ان تینوں سے کوئی عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھتا عزازیل خود ہی بول پڑا اور کہنے لگا۔

سنو میرے ساتھیوں میں جس کام کیلئے ٹرائے شہر کے ان کھنڈرات سے تم تینوں سے جدا ہو کر ایران کی مملکت کی طرف گیا تھا اس میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کر کے لوٹا ہوں دیکھو میں ایران کے بادشاہ داریوش سوئم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اسے مقدونیہ کے بادشاہ سکندر کے اپنے لشکر اور بیڑے کے ساتھ ایشیا کے ساحل کی طرف کوچ کرنے کی خبر سنائی اور اسے متنبہ کیا کہ اگر اس نے سکندر کے سدباب کے لئے کچھ نہ کیا تو وہ ایران کی سلطنت کو تباہ و برباد کر کے رکھ دے گا مجھ سے یہ باتیں سننے کے بعد داریوش بڑا خوش ہوا اس نے میرا شکریہ ادا کیا میں نے اسے قبل از وقت اس خطرے سے آگاہ کر دیا ہے اب وہ میرے کہنے پر سکندر سے مقابلہ کرنے کا مصمم ارادہ کر چکا ہے اس مقصد کے لئے اس نے اپنے لشکروں کو بھی جمع کرنا شروع کر دیا ہے اور مجھے امید ہے کہ اس کے لشکر مقدونیہ کے سکندر کی راہ روکنے کے لئے اس ٹرائے شہر کے کھنڈرات کے قریب آ نمودار ہوں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل جب خاموش ہوا تو عارب نے اسے مخاطب کر کے پوچھا اے آقا آپ جانتے ہیں ماضی میں تو ایران کی مملکت ہمیشہ ہی یونانیوں پر حاوی اور مسلط رہی ہے پھر یہ مقدونیہ کی سلطنت کیسے ترقی کر گئی اور کس طرح وسائل جمع کر کے اس کا موجودہ حکمران سکندر ایشیا کی وسیع سرزمینوں پر حملہ آور ہونے کے لئے ٹرائے شہر کی طرف بڑھ رہا ہے اے میرے آقا کیا آپ ہمیں مقدونیہ اور اس کی تاریخ سے متعلق کچھ تفصیل سے نہیں بتائیں گے عارب کے اس سوال پر عزازیل کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودا ہوئی پھر وہ ان تینوں طرف باری باری دیکھنے کے بعد کہنے لگا سنو میرے تینوں ساتھیو میں تمہیں مقدونیہ کے متعلق کچھ باتیں تفصیل سے بتاتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میری یہ باتیں ضرور تمہارے علم میں اضافہ کریں گی اس پر عارب بنیط اور کیتم عزازیل کی طرف ہمہ تن گوش ہو گئے تھے اس کے بعد عزازیل بولا اور کہنے لگا۔

سنو میرے عزیز اور قدیم ساتھیوں یہ مقدونیہ جزیرہ نما بلقان میں واقع ہے اس کی حدود گزشتہ زمانوں میں بدلتی رہی ہیں سکندر کے باپ فیلقوس دوئم کے زمانے میں مقدونیہ کی حدود کچھ یوں تھیں جنوب کی طرف المپس اور کامیون کے پہاڑ تھے جو اسے تھسلی ریاست سے جدا کرتے تھے مشرقی سمت دریائے شریمون شمال میں پیشونیا مغرب میں ایلیریا اور اپیرو واقع ہیں۔

فیلقوس دوئم کے زمانے میں اس کی حدود میں توسیع ہوئی مشرق کی طرف بحرہ نہس تھیں جو مقدونیہ کو تراکیا کی سلطنت سے جدا کرتا تھا اور شمال میں پلیونیا جو مقدونیہ اور میکسیا کے مابین حد فاصل تھا مقدونیہ کا جز بن گئے تھے جنوب کی طرف ساحل بحر اور جزیرہ نما کا لسدیک یونان سے الگ ہو کر مقدونیہ میں ضم ہوئے مغرب میں ایلیریا بھی مقدونیہ کا حصہ بن گیا۔

مقدونیہ میں وسیع میدان اور بلند پہاڑ ہیں یہاں کی پوری سطح ایک وحدت ہے برعکس یونان کے جس کے علاقوں کو قدرت نے خلیجوں کے ذریعے منتشر کر رکھا ہے مقدونیہ کی سطح کی وحدت کا تقاضا یہ تھا کہ یہاں ایک حکومت قائم ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا یہاں پہاڑوں میں بھیڑ بکریاں پالی جاتی ہیں میدانوں میں کھیتی باڑی اور تجارت خوب ہوتی ہے یہ کانوں کی دولت سے بھی مالا مال ہے کانوں سے سونا چاندی اور الماس خوب تعداد میں نکالے جاتے ہیں۔

قدیم دور میں مقدونیہ کی سرزمین میں دو قسم کے لوگ بستے تھے اول یورپ کے مختلف لوگوں کے باشندے جو مختلف زبانیں بولتے تھے اور دوئم یونان سے ہجرت کر کے اس سرزمین میں آکر آباد ہو جانے والے لوگ یونانی جب ہجرت کر کے اس سرزمین کی طرف آئے تو انہوں نے بحرہ الجزائر کے ساحلوں اور خلیج سالونیکا کے کناروں پر بسیرا کیا آخر دونوں قسم کے لوگ جب خلط ملط ہوئے تو

یونانی مذہب اور تمدن مروج ہوا۔

اس کے باوجود قدیم یونانی اہل مقدونیہ کو اپنے میں سے نہیں سمجھتے تھے بلکہ انہیں بربر خیال کرتے تھے ان لوگوں کے عادات و اطوار میں بڑی درشتگی تھی کوئی شخص جب تک کسی نہ کسی کو قتل نہ کر لیتا بھلے آدمیوں میں بیٹھنے کے لائق ہو سکتا تھا نہ جواں مرد ہی کہلا سکتا تھا زیادہ بیویاں کرنے کا رواج عام تھا۔

یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے دوبارہ کہہ رہا تھا سنو میرے ساتھیوں یورپ میں داریوش اعظم کی لشکر کشی سے پہلے مقدونیہ کی تاریخ کا بہت کم پتہ چلتا ہے البتہ داریوش اعظم کے زمانے میں مقدونیہ کے روابط یونان سے ساتھ قائم تھے داریوش جب سکائیوں پر حملہ کرنے کے ارادے سے باسفورس میں سے گزرا واپسی پر کچھ لشکر یورپ میں متعین کر گیا تھا تاکہ وہ تراکیا' مقدونیہ اور جزیرہ بلقان کے دوسرے جزیروں کو اپنے زیر نگیں کر کے رکھے۔

چنانچہ لشکر کو اپنے منصوبے میں نمایاں کامیابی ہوئی اسی لشکر نے امین تاس کو مقدونیہ حکومت سونپی پھر خشیارشا کا زمانہ آیا یونانیوں کے ساتھ جنگ ہوئی تو اس وقت مقدونوی فوج کا سردار امین تاس کا بیٹا سکندر اول تھا جو باطن میں یونانیوں کا طرف دار تھا آخر جب پلاسا کی لڑائی ہوئی تو تراکیا اور مقدونیہ ایران سے الگ ہو گئے سکندر خواہ دل سے یونانیوں ہی کا طرف دار تھا لیکن جب ایران کا مشترکہ خطرہ ٹل گیا تو باہمی رقابتیں شروع ہو گئیں سکندر اول اور اس کے جانشینوں کو ایتھنز کے مقبوضات کی وجہ سے جو بحرالجزائر کے شمال میں تھے خطرہ لاحق ہو گیا اس کے بعد ایسا ہوا کہ سکندر اول کی موت کے بعد اس کے دونوں بیٹوں فیلقوس یعنی فیلپ اور پردیکاس کے مابین مقدونیہ کے تاج و تخت کے لئے کشت و خون ہوئی تو اہل ایتھنز نے ان دونوں بھائیوں کے نفاق سے فائدہ اٹھا کر پردیکاس کا ساتھ دیا ارو مقدونیہ کے ساحل پر پہنچ گئے پردیکاس کو تراکیا کی طرف سے بھی مدد ملی جس سے وہ مقدونیہ کا تاج و تخت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا اس طرح سکندر اول کے بعد اسکا بیٹا پردیکاس مقدونیہ کی اس ریاست کا حکمران بنا۔

اہل مقدونیہ کا شروع ہی سے یہ عقیدہ تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو مقدونیہ کو طاقتور ملک بنا دیا جائے اپنے اس مقصد میں انہیں خاصی کامیابی بھی ہوئی اس لئے ان کی خارجہ سیاست کی بنیاد خلوص پر مبنی تھی داخلی سیاست البتہ بڑی فعال تھی جیسے بھی بن پڑا مقدونیہ کے حکمرانوں نے اس کی بنیاد بہت مستحکم بنادی۔

پردیکاس نے یونانی تمدن کو مقدونیہ میں ترقی دی وہ علم و ادب کی طرف بھی مائل تھا چنانچہ اس نے متعدد ادباء اور شعراء یونانی اپنے دربار سے وابستہ کئے اور ان کی ہر طرح سے حوصلہ افزائی کی۔

اس کے بعد اس کا بیٹا آرخی لاؤس جو ایک کنیز کے بطن سے تھا تخت نشین ہوا اس نے شاہی خاندان کے ان تمام لوگوں کو قتل کرا دیا جو تخت و تاج کے دعوے دار ہو سکتے تھے تاکہ کوئی حریف اس کے خلاف کھڑا نہ ہو سکے اس کے بعد آرخی لاؤس نے وسائل آمد و رفت بہتر کئے نئے شہر بسائے لشکر منظم کیا جوانوں کی ورزش کیلئے مقابلوں کی رسم شروع کی شعرا ادبا اور مصوروں کو دربارے شاہی میں جگہ دی۔

آرخی لاؤس فوت ہوا تو مقدونیہ میں داخلی انتشار پیدا ہو گیا اس کا سبب مقدونیہ کا وہ فرقہ تھا جو یونانیوں سے مخالفت اور دشمنی رکھتا تھا خانہ جنگیوں میں دس سال کا عرصہ لگ گیا سکندر اول کا پوتا امین تاس سوم تخت و تاج حاصل کرنے میں کامیاب ہوا اس نے مخالفین کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم کر کے داخلی انتشار کو ایک حد تک دور کر دیا اس زمانے میں ایرانی سیاست کی بدولت اہل ایتھنز کمزور پڑ گئے اور اہل تھسلی اندرونی اختلافات کا شکار ہو گئے اس لئے حالات زمانہ مقدونیہ کے موافق ہو گئے تھے۔

امین تاس سوم کے بعد سکندر دوئم اس کا جانشین بنا اس زمانے میں مقدونیہ میں داخلی جھگڑے اٹھ کھڑے ہوئے امین تاس کے داماد بطیلموس نے سکندر دوم کے خلاف علم بغاوت بلند کیا آخر وقتی طور پر یہ جھگڑا یوں طے ہوا کہ دونوں مل کر حکومت کرنے لگے لیکن حکومت میں دو عملی زیادہ دیر تک نہیں چلتی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ سکندر دوم قتل ہوا اور بطیلموس نے تخت و تاج سنبھالا۔

لیکن اس بطلیموس کی حکومت بھی زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی کیونکہ امین تاس کے بیٹے پردیکاس نے اس سے حکومت چھین لی لیکن یہ داخلی جنگ و جدل میں مارا گیا اور اس کی جگہ پردیکاس کا بھائی جو امین تاس سوم کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا فلپ دوم کے نام سے تین سو انسٹھ ق م میں تخت نشین ہوا۔

فلپ دوم یا فیلقوس دوم نے عنان حکومت ہاتھ میں لیتے ہی ملکی استحکام کی طرف توجہ دی فوج از سر نو منظم کیا بحری بیڑا تیار کیا اور مقدونیہ کی کانوں سے سونا چاندی نکلوایا جس سے کثیر مقدار میں دولت ہاتھ لگی اب وہ فوجی ضروریات سے بے نیاز ہو گیا چند سالوں کی جدوجہد میں اس نے مقدونیہ کو یونان کی اہم ترین ریاست بنا دیا اہل ایتھنز اور اہل تھسلی اس نئی ابھرتی ہوئی حکومت کے خلاف تھے لیکن مقدونیہ اتنا طاقتور ہو گیا تھا کہ یہ دونوں حکومتیں مل کر بھی اسکا مقابلہ نہ کر سکتی

تھی۔

تین سو اڑتیس ق م میں اہل ایتھنز اور اہل تھیبس نے مل کر مقدونیہ کے خلاف معرکہ کارزار گرم کیا کرونیا کے مقام پر ان کی فیلقوس دوم سے جنگ ہوئی جس میں شدید مقابلے کے بعد فیلقوس کو فتح ہوئی اتحادیوں کو سخت نقصان اٹھانا پڑا تھیبس کو اپنے خود مختاری سے ہاتھ دھونا پڑا اور وہاں فیلقوس نے مقدونیوی فوج متعین کر دی ایتھنز کے اسیروں کو البتہ رہا کر دیا گیا اور ایتھنز کے حکمرانوں کے ساتھ صلح و امن کا معاہدہ بھی ہو گیا۔

فلپ یا فیلقوس کا ارادہ اب سارے یونان کو زیر نگیں کرنے کا تھا اس نے ایلیریا کے قبائل کی سرکوبی کے لئے پے در پے حملے کئے اور فتح پاکران کا قتل عام کیا اس مہم کے بعد اس نے ایمفی پالس پر چڑھائی کی اور اسے مسخر کیا پھر فونسیا کی طرف پیش قدمی کی اسے بھی فتح کر لیا پھر تراکیا کی باری آئی اور چند دنوں کی جدوجہد کے بعد اس نے تراکیا پر بھی غلبہ حاصل کر لیا البتہ پیرا نس کو مسخر کرنے میں فیلقوس ناکام رہا وہ اصل میں درہ دانیال کو اپنے تسلط میں لانا چاہتا تھا لیکن جب اس نے دیکھا کہ یہ خواہش پوری نہیں ہو سکتی تو اس نے یونان کو متحد کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل دم لینے کو رکا تھوڑی دیر تک وہ اپنی طرف سمندر کی طرف دیکھتا رہا پھر سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا سنو میرے رفیقو کرونیا کی فتح کے ایک سال بعد یونانی ریاستوں کے نمائندوں کا اجتماع کورنتھ کے مقام پر ہوا جس میں سپارٹا کے نمائندوں کے علاوہ اور سب موجود تھے فیلقوس نے اس اجتماع میں یہ خیال ظاہر کیا کہ ایک یونانی لیگ منظم کی جائے جو تمام یونانی ریاستوں کو خود مختاری دلائے اور تمام یونانی ریاستیں اس کے جھنڈے تلے جمع ہو کر ایران پر حملہ کریں جو عرصہ دراز سے یونانیوں کی آزادی کو پامال کر رہا ہے۔

اس وقت اگرچہ یونانی ریاستوں کو ایران سے کوئی دشمنی نہ تھی لیکن مصلحت وقت کے پیش نظر ان سب نے اتفاق کر لیا اور فیلقوس کو اپنا جرنیل منتخب کر لیا ان کا کچھ یہ خیال بھی تھا کہ فیلقوس کی توجہ ایشیا ہی کی طرف مبذول رہے تو بہتر ہے فیلقوس اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر واپس ہوا اور مملکت ایران پر حملہ کرنے کی تیاریاں کرنے میں مصروف ہو گیا تھا۔

فلپ اپنی موت سے پہلے عیش و عشرت اور معاشقوں میں مصروف ہو گیا تھا ملکہ اولیپیاس جو سکندر کی ماں ہے فلپ کی عیش و عشرت سے سخت کبیدہ خاطر ہوئی اس کی وجہ سے فیلقوس اور اس کے بیٹے سکندر کے مابین بھی ناراضی اور شکر رنجی ہو گئی جس سے ماں بیٹا فلپ سے الگ تھلگ رہنے لگے پھر فلپ یعنی فیلقوس نے ایک نوجوان لڑکی قلوپطرہ سے شادی رچالی شادی کی ضیافت میں قلوپطرہ کے چچا اٹانوس نے حالت سرمستی میں مہمانوں کو خطاب کر کے کہا اہل مقدونیہ دیوتاؤں کے حضور دعا کرو کہ فیلقوس کو قلوپطرہ سے تاج و تخت ملے جو حلال زادہ ہو۔

سکندر بھی اس ضیافت میں موجود تھا اس نے اٹانوس کی بات سنی تو برہم ہو کر بولا کیا تم سمجھتے ہو میں حلال زادہ نہیں ہوں اور اپنا گلاس اس کے منہ پر دے مارا فیلقوس اپنی جگہ سے اٹھا اور شمشیر نیام سے نکال کر سکندر کی طرف بڑھا لیکن اس موقع پر فیلقوس نے اس قدر شراب پی ہوئی تھی کہ وہ چند قدم آگے بڑھنے کے بعد گر پڑا اور شمشیر اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اس موقع پر اس ضیافت میں جمع ہونے والے سارے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے اور اپنے فیلقوس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سکندر کہنے لگا۔

اے اہل مقدونیہ یہ ہے وہ شخص جو یورپ سے چل کر ایشیاء کا رخ کرنا چاہتا ہے حالانکہ اس میں اتنی سکت نہیں کہ ایک میز سے اٹھ کر دوسری میز تک پہنچ سکے یہ کہہ کر سکندر اٹھا اور اپنی ماں کو لے کر مجلس ضیافت سے نکل گیا بعد میں اس نے اپنی ماں کو ایلیریا پہنچایا اور خود ایلیریا کا رخ کر لیا۔

فیلقوس نے اپنی فتوحات کی خوشی میں جشن عظیم برپا کیا ایک وسیع میدان میں قومی کھیلوں کا مظاہرہ دیکھنے کے لئے اہل مقدونیہ جوق در جوق جمع ہوئے اب بادشاہ مقدونیہ یعنی فیلقوس کا انتظار تھا کہ وہ رونق افروز ہو کر کھیلوں کی رسم افتتاح ادا کرے آخر بادشاہ فیلقوس سفید لباس میں ملبوس نمائش گاہ میں وارد ہوا محافظوں کو اس نے دور ہٹا دیا تاکہ یونانیوں کو معلوم ہو کہ بادشاہ کو ان کی محبت اور خلوص پر پورا بھروسہ ہے اتنے میں اسی وقت ایک شخص کہ نام جس کا پوزانیا تھا وہ اچانک ایک طرف سے نمودار ہو کر آگے بڑھا اور فیلقوس کے سینے میں خنجر گھونپ دیا جس سے فیلقوس وہیں گر کر مر گیا تھا۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ فلپ کے قتل میں سکندر کا ہاتھ تھا لیکن سکندر اپنے باپ کے متعلق اس قسم کا خیال اپنے ذہن میں بھی نہیں لا سکتا تھا جس کی زندگی کا مقصد یونان کو سربلند کرنا تھا اور اپنے واحد حریف ایران کو نیچا دکھانا تھا بعض کی رائے یہ ہے کہ سکندر کی ماں اور فیلقوس کی بیوی اولیپیاس نے اپنے بے وفا شوہر سے انتقام لینے کے لئے اس قسم کی سازش سے اتفاق کیا تھا۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ قلوپطرہ کے چچا اٹانوس نے فیلقوس کے قاتل پوزانیا سے جو فیلقوس کا معتمد خاص تھا نامناسب سلوک کیا جس سے فیلقوس کو سخت رنج ہوا لیکن اٹانوس لشکر لے کر ایشیاء روانہ ہونے والا تھا اور وہ بادشاہ کا خسر بھی تھا اس لئے اس لئے کسی قسم کی بازپرس نہ ہوئی البتہ فیلقوس نے پوزانیا کا منصب بڑھا کر اسے مطمئن کرنا چاہا اس سے پوزانیا کا غصہ فرو نہ ہوا اور اس نے اٹانوس اور فیلقوس دونوں ہی سے انتقام لینے کا تہیہ کر لیا تھا آخر اس نے فیلقوس کو ٹھانے لگا

دیا۔

فیلقوس مقدونیہ کا عظیم بادشاہ تھا اس نے سالوں کی جدوجہد سے ملک کا وقار بڑھایا اور ا
یونان کی اہم ترین ریاست بنا دیا یونان کی مہموں سے فارغ ہو کر اب وہ ایشیاء کو فتح کرنا چاہتا تھا لیکن
زندگی نے اسے مہلت نہ دی۔ بہرحال اس نے یونانیوں کو محب وطن بنایا قومیت کی روح پھونکی ا
وطن کی حفاظت کے نام پر اہل یونان کو ایک مرکز پر جمع کیا اب جبکہ فیلقوس مرچکا ہے اور اسکا
سکندر مقدونیہ کا بادشاہ بن چکا ہے تو یہی سکندر اب اپنے ایک بہت بڑے لشکر اور بحری بیڑے
ساتھ ایشیاء پر حملہ آور ہونے کیلئے بڑی برق رفتاری سے ٹرائے شہر کے ساحل کی طرف بڑھ
ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل جب خاموش ہو گیا تو قریب کھڑے عارب نے اسے مخاطب
کر کے کہا اے آقا کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ فیلقوس کے بعد ہمیں اس کے بیٹے سکندر کے حالا
بھی تفصیل کے ساتھ سنائیں جواب میں عزازیل کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ انہیں سمندر کے اند
نزدیک ہی بہت بڑے بڑے اور بے شمار جہاز دکھائی دیئے اس پر عزازیل نے چلانے کے انداز میں
عارب' بنیطہ اور کیتم کو مخاطب کر کے کہا سنو میرے ساتھیو لگتا ہے جیسے سکندر کا لشکر اور بحری
ٹرائے شہر کے قریب آ لگا ہے یہ جہاز جو سمندر میں تم دیکھتے ہو میرا خیال ہے یہ سکندر ہی کا بحری
ہے آؤ ساحل کی طرف جا کر ان کا جائزہ لیتے ہیں پھر کسی مناسب موقع پر میں تم تینوں کو سکندر کے
حالات بتاؤں گا عارب بنیطہ اور کیتم نے عزازیل کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ ٹرائے شہر کے
کھنڈروں سے نکل کر آہستہ آہستہ ساحل سمندر کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر بعد سکندر کا بحری بیڑا ٹرائے کے قدیم شہر کے ساحل پر آن کر لگا تھا اور سکند
کے حکم پر بحری جہازوں کو ساحل پر کھونٹوں کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا پھر اس کے لشکری بڑی ترتیب
اور تنظیم کے ساتھ اپنے اپنے جہازوں سے اترنے لگے تھے جس جہاز میں خود سکندر سوار تھا ا
میں یوناف اور بیوسا بھی سفر کرتے ہوئے ٹرائے کے شہر ساحل تک آئے تھے جس وقت سکندر کا
جہاز ساحل پر آ کر لنگر انداز ہوا اس وقت ابلیکا نے بڑا تیز لمس یوناف کی گردن پر دیا جس پر یوناف
چونک کر متوجہ سا ہو گیا تھا قریب بیٹھی ہوئی بیوسا نے بھی یوناف کی اس کیفیت کو دیکھ لیا تھا للذا
سمجھ گئی تھی کہ ابلیکا یوناف سے گفتگو کرنا چاہتی ہے لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور یوناف کو
مخاطب کر کے کہنے لگی۔

سنو یوناف ٹرائے کے اس قدیم شہر کے ساحل پر اس وقت عزازیل عارب' بنیطہ اور کیتم
بھی موجود ہیں اور میں تمہیں یہاں تک بھی بتا دوں کہ یہ عزازیل ایران کے بادشاہ داریوس سوم

سے گفتگو کر کے آیا ہے اور اسے سکندر کے خلاف اس نے خوب بھڑکایا ہے اب داریوش سوم
ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ سکندر کا راستہ روکنا چاہتا ہے عزازیل کا خیال ہے کہ اگر داریوش
سوئم سکندر کو شکست دیتا ہے تو یہ سکندر کی شکست کے ساتھ ساتھ تمہاری شکست بھی ہوگی اس
لئے کہ تم سکندر کے ساتھ اس کے مشیر کی حیثیت سے کام کر رہے ہو یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا
جب خاموش ہوئی تو یوناف نے اسے مخاطب کر کے پوچھا۔

سنو ابلیکا کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ عزازیل' عارب' بنیطہ اور کیتم اس وقت کہاں ہیں اس پر
ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی جہاں اس وقت یونانی بحری بیڑا لنگر انداز ہو رہا ہے اس کے دائیں طرف
خاصا جنوب کی طرف کچھ چٹانوں کی اوٹ میں رہ کر عزازیل' عارب' بنیطہ اور کیتم یونانی بحری
بیڑے کے لنگر انداز ہونے کا منظر دیکھ رہے ہیں اس پر یوناف نے کچھ سوچا پھر وہ دوبارہ ابلیکا کو
مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو ابلیکا کیا ایسا ممکن نہیں کہ میں اور بیوسا یہاں سے روانہ ہو کر کیتم پر حملہ آور ہوں اور
اس سے اپنا انتقام لے لیں اس پر ابلیکا نے بڑی ہمدردی بڑے پیار اور بڑی شفقت میں یوناف کو
مخاطب کر کے کہا نہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے اس وقت عزازیل عارب بنیطہ اور کیتم اکھٹے ہیں اور
تمہیں کیا ضرورت ہے کہ دونوں میاں بیوی ان چاروں کے مقابلے پر جاؤ میرا مشورہ یہ ہے کہ
انتظام کرو جب عزازیل ان سے علیحدہ ہو جائے اور یہ تینوں کسی ایسی مناسب جگہ پر قیام کریں جہاں
سے ہم آسانی سے کیتم کو اپنا نشانہ بنا سکیں تو پھر اس موقع پر ہمیں کیتم سے ضرور انتقام لینا چاہئے تم فکر
نہ کرو یوناف میں اس سب پر نگاہ رکھوں گی اور جب بھی اس انتقام لینے کا موقع آیا میں تمہیں ضرور
آگاہ کروں گی یہاں تک کہتے کہتے ابلیکا تیزی سے لمس دیتی ہوئی یوناف سے علیحدہ ہو گئی تھی اس
لئے کہ سکندر اپنے چند جرنیلوں کے ساتھ آہستہ آہستہ چلتا ہوا یوناف اور بیوسا ہی کی طرف آرہا
تھا۔

قریب آکر سکندر یوناف کے سامنے کھڑا ہوا اور پھر بڑی نرمی سے اسے مخاطب کر کے وہ کہنے
لگا سنو میرے بھائی میرے دوست تم دیکھتے ہو کہ سارے لشکری اپنے اپنے جہازوں سے اتر کر
ساحل پر جمع ہونے لگے ہیں اور لشکر کے ایک حصے نے خیمے بھی نصب کرنے شروع کر دیئے ہیں تاکہ
ساحل پر پڑاؤ کیا جا سکے کیا تم دونوں میاں بیوی جہاز سے نہیں اترو گے اس پر یوناف اپنی جگہ پر کھڑا
ہو گیا بیوسا بھی کھڑی ہو گئی اس کے ساتھ ہی وہ دونوں میاں بیوی سکندر اور اس کے جرنیلوں کے
ساتھ جہاز سے اتر کر ساحل پر آ گئے تھے۔

ساحل پر اب سکندر کے لشکر کے لئے خیمے نصب کئے جا چکے تھے اس کے ساتھ ہی ان کے

دائیں بائیں سکندر کے جرنیلوں اور مشیروں کے خیمے بھی نصب ہو چکے تھے اب ساحل کے سا
ساتھ دور دور دائیں بائیں اور سامنے کی طرف خیموں کا ایک شہر کھڑا کیا جا رہا تھا ایسے میں سکن
نے یوناف کے پاس آیا اور بڑی ہمدردی اور پیار میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا تم دونوں میاں بیو
کا خیمہ نصب ہو چکا ہے تم دونوں آرام کرو میں لشکر گاہ کا ایک چکر اپنے جرنیلوں کے ساتھ لگاتا ہو
اور پھر واپس آکر تم دونوں کے ساتھ کھانا کھاتا ہوں اس کے ساتھ ہی سکندر اپنے ساتھیوں کو لے
خیمہ گاہ کی طرف چلا گیا تھا۔

یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی اپنے خیمے میں داخل ہوئے انہوں نے دیکھا کہ ایک یو
ان دونوں کے خیمے کی اندرونی سجاوٹ اور صفائی میں مصروف تھا جب وہ اس کام سے فارغ ہو چکا
بیوسا نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ یونانی ہمارے خیمے کی صفائی سے فارغ تو ہو چکا ہے
ہم اس سے سکندر کے بچپن کے حالات معلوم نہ کریں آپ جانتے ہیں کہ ہم دونوں میاں بیو
سکندر کے لشکر میں تو شامل ہو چکے ہیں لیکن ہمیں سکندر کے بچپن سے متعلق کوئی آگاہی نہیں ا
سے پہلے ہم ایک یونانی سے سکندر کے باپ فیلقوس کی ضروری تفصیلات حاصل کر چکے ہیں کیا
ممکن نہیں کہ اس یونانی سے سکندر سے متعلق کوئی تفصیل حاصل کریں بیوسا کی اس تجویز پر یوناف
مسکرایا اور کہنے لگا تمہارا خیال بہت عمدہ اور تمہارا ارادہ اچھا ہے میں یونانی کو بلاتا ہوں پھر اس
سکندر کے بچپن کے حالات سنتے ہیں اس کے ساتھ ہی یوناف نے اس یونانی کو آواز دی جب
قریب آیا تو یوناف نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم تھوڑی دیر کے لئے ہم دونوں میاں بیوی کے پاس بیٹھو اور ہم
سکندر کے بچپن کے حالات سناؤ اس پر وہ یونانی ان دونوں کے سامنے بیٹھ گیا اور مسکراتے ہو
کہنے لگا میں ضرور تم دونوں کو سکندر سے متعلق تفصیل سے بتاتا ہوں پھر اس یونانی نے اپنا گلا صا
کیا اور یوناف اور بیوسا کو وہ مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔

دنیا کی قدیم اور عظیم شخصیتوں کی ولادت کے متعلق طرح طرح کے افسانے مشہور ہو جا
ہیں اسی طرح کے افسانوی دھندلکے سکندر کی ولادت پر بھی پھیلا دیئے گئے ہیں یونانیوں کا کہنا ہے
قدیم یونان کے قدیم دیوتا اپالو کی روح نے سکندر اعظم کی شکل میں جنم لیا تھا بہرحال کچھ بھی
سکندر فیلقوس کا بیٹا تھا جبکہ اس کی ماں اولمپیاس فیلقوس کے ساتھ شادی سے پہلے ایک مندر
پجارن تھی۔

سکندر کا باپ فیلقوس بہت عاقل اور پیش بین شخص تھا وہ مقدونیہ کو دنیا کی عظیم سلطنت
چاہتا تھا اسے امید تھی کہ اگر وہ اپنی زندگی میں یہ کام نہ کر سکا تو اسکا بیٹا سکندر اس آرزو کی تکمی
کرے گا اس لئے اس نے سکندر کی تربیت پر خاص توجہ دی ایک دانش مند لیونی دس کو اس کا نگران
خاص مقرر کیا گیا کہ اس کی پرورش و تربیت کا خاطر خواہ انتظام کرے سکندر کچھ بڑا ہوا تو فیلقوس
نے حکیم ارسطو کو خط لکھا اس خط کا مضمون کچھ یوں بتایا جاتا ہے۔

"مجھے دیوتاؤں نے ایک فرزند عطا کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ اگر آپ اس کی تربیت کریں تو وہ
ناخلف نہ بنے اور میرے بعد میرے عظیم کام کا بوجھ اٹھائے"۔

آخر حکیم ارسطو شاہی دربار میں آیا اور سکندر کی تربیت اسے سونپ دی گئی ارسطو نے نجوم
طب اور فلسفہ کے علوم اسے سکھائے اور اپنے شاگرد کی تخت نشینی تک وہ دربار ہی سے وابستہ رہا۔

لوگ کہتے ہیں کہ سکندر کی ہوش مندی کا ستارہ بچپن ہی میں اس کی پیشانی میں چمکتا تھا اس
کے لڑکپن کے بعض واقعات لوگ بڑی دلچسپی لے لے کر ایک دوسرے کو سناتے ہیں دو ایک
واقعات کا ذکر میں یہاں تم دونوں میاں بیوی سے بھی کر رہا ہوں اس یونانی کی یہ گفتگو سن کر یوناف
اور بیوسا دونوں میاں بیوی پہلے سے بھی زیادہ اس کی طرف متوجہ ہو گئے تھے وہ یونانی تھوڑی دیر
رک کر پھر کہہ رہا تھا۔

تھسلی کا ایک باشندہ تھا نام جس کا فیلونی تھا ایک بار یہ فیلونی ایک گھوڑا جس کا نام لیوسی فارس
تھا مقدونیہ کے بادشاہ فیلقوس کے لئے لے کر آیا اور فیلقوس سے اس گھوڑے کی قیمت اس نے
تیرہ ٹیلنٹ طلب کی مگر جب اس گھوڑے کا امتحان کرنے کیلئے میدان میں لایا گیا تو اس نے وہ
شرارتیں کیں کہ کسی کے قبضے ہی میں نہ آتا تھا کوئی ذرا بھی چڑھنے کا ارادہ کرتا تو وہ الف ہو جاتا
دولتیاں چھینکتا اور فیلقوس کے آدمیوں کو پاس نہ آنے دیتا۔

آخر سب نے تھک ہار کر اسے چھوڑ دیا کہ کسی کام کا نہیں سکندر بھی یہ سارا تماشہ دیکھ رہا
تھا آخر وہ قریب آیا اور اپنے باپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا افسوس ہے اپنی کم ہمتی اور نادانی سے ایسا
اچھا گھوڑا ہم سب لوگ کھو رہے ہیں پہلی دفعہ تو فیلقوس نے اپنے بیٹے کی اس بات پر کوئی توجہ نہ
دی لیکن جب اس نے بار بار یہی الفاظ دہرائے تو فیلقوس اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا۔

کیا تم ان سے بہتر سواری جانتے ہو جس گھوڑے کو وہ قابو میں نہ لا سکے تم لے آؤ گے بلاشبہ
میں اس گھوڑے کو ٹھیک کر سکتا ہوں سکندر بڑے اطمینان سے بولا فیلقوس نے کہا اگر تم نہ کر سکے
تو اس گستاخی کا کیا جرمانہ ہو گا سکندر نے جواب دیا میں گھوڑے کی قیمت ادا کر دوں گا فیلقوس اپنے
بیٹے کا یہ جواب سن کر مسکرایا پھر اسے گھوڑے کو مطیع کرنے کی اجازت دے دی۔

آخر سکندر نے آگے بڑھ کر گھوڑے کی زین تھام کر گھوڑے کا منہ سورج کی طرف کر دیا ایسا
لگتا تھا جیسے سکندر سمجھ گیا تھا کہ اصل میں گھوڑا اپنی پرچھائیں اور سایہ دیکھ دیکھ کر بھڑکتا ہے پھر

تھوڑی دور تک بال پکڑے پکڑے اس کے ساتھ گیا اور ایک ہی دفعہ اچھل کر اس گھوڑے کی
پر بیٹھ گیا تھوڑی سی دیر میں اس کی اچھل کود موقوف ہو گئی سکندر جب گھوڑے سے اتر آیا تو
نے اس کی پیشانی کو بوسا دیا اور فرط مسرت سے کہا اے میرے بیٹے مقدونیہ تیرے لئے بہت چھوٹا
ہے تجھے اور کوئی سلطنت چاہیے جو تیری بلند ہمتی کیلئے موزوں ہو۔

اسکی زندگی کا دوسرا واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک مرتبہ فیلقوس کی عدم موجودگی میں ا
ایران کے بادشاہ کے سفیروں کی مہمانداری کرنے کا اتفاق ہوا تو اپنی باتوں سے اور خاطر تواضع
اس نے ایران کے بادشاہ کے سفیروں کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔

خاص کر جو سوالات اس نے ان سفیروں سے پوچھے نہایت معقول تھے مثلاً" اس
سفیروں سے اندرون ایشیا کے وسائل آمدورفت اور بعد و مسافت کے متعلق بہت سی باتیں
دریافت کیں وہاں حکمرانوں کے حالات سے آگاہی حاصل کی ان کی فوجی طاقت اور ان کے دوستوں
اور دشمنوں کے معاملات سے واقفیت حاصل کرنا چاہی غرضیکہ اس کے سوالات نے ایرانی سفیروں
کو دنگ اور حیرت زدہ کر کے رکھ دیا تھا۔

سکندر بیس سال کی عمر میں تخت نشین ہوا جہاں اس نے باپ کی مملکت حاصل کی وہاں
ایران کے یونانی مقبوضات اور ایران پر حملہ کرنے کے ارادے بھی اس واقعے میں ملے تھے۔

ایران پر حملہ کرنے سے پہلے وہ اپنے باپ کی طرح تمام یونانی ریاستوں کی قیادت حاصل
کرنا چاہتا تھا اس کے علاوہ بعض اور بھی داخلی امور تھے جنھوں نے سکندر کو کچھ عرصہ الجھائے رکھا
ان امور میں اسکا ایک گھریلو معاملہ بھی بہت اہم اور خطرناک تھا۔

اور وہ یہ کہ سکندر کی ایک سوتیلی ماں تھی جس کا نام قلوپطرہ تھا جس کے بطن سے ایک لڑ
تھا قلوپطرہ کا چچا آتانوس سازشوں کا جال بچھا دینا چاہتا تھا اور سکندر کی جگہ اپنی بھتیجی قلوپطرہ کے بیٹے
کو مقدونیہ کی سلطنت کا بادشاہ دیکھنے کا خواہش مند تھا اس لئے وہ ایشیائے کوچک روانہ ہوا تاکہ
وہاں سے مدد حاصل کرے اور سکندر کی جگہ اپنی بھتیجی قلوپطرہ کے بیٹے کو تخت نشین کرائے سکندر
بھی آتانوس کے ارادوں سے بے خبر نہ تھا اس نے اپنے ایک جانثار کو کہ نام جس کا بکاتا تھا اناتوس
کے پیچھے پیچھے ایشیائے کوچک کی طرف بھجوایا اور اسے حکم دیا کہ وہ اناتوس کو پکڑ کر واپس لائے اور
اگر وہ واپس نہ آنا چاہئے تو اسے وہیں پر قتل کرکے اسکا خاتمہ کر دے۔

اس بکارتا نے سکندر کے حکم پر عمل کیا اور آتانوس کو اس نے ایشیائے کوچک میں قتل کر کے
ٹھکانے لگا دیا تھا اس کے بعد ایتھنز کے حکمران کو بھی اس سکندر کی ابھرتی ہوئی سلطنت کا وجود
ناگوار گزرا تھا اس نے اپنا ایلچی ایشیائے کوچک میں اناتوس کے پاس بھیجا تاکہ اس سے مل کر سکندر

کے خلاف کوئی متحدہ اقدام کیا جا سکے لیکن اس وقت تک سکندر کے ساتھی بکارتا نے اناتوس کو قتل
کر دیا ہوا تھا۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ یونانی تھوڑی دیر کے لئے رکا بڑے غور سے ایک بار اس نے
یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی کی طرف دیکھا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا آس پاس کے علاقوں میں
بھی ایتھنز کے حکمران نے سکندر کے خلاف رائے عامہ کو ابھارا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فیلقوس نے
جو فوجی دستہ تھیبس میں مقرر کیا تھا اسے اہل تھیبس نے گھیر کر قتل کرنا چاہا لیکن سکندر فوراً" اپنا
ایک لشکر لے کر تھیبس والوں کی سرکوبی کیلئے نکلا اس نے نہ یہ کہ تھیبس کو بدترین شکست
دی بلکہ انہیں اپنا مطیع اور فرمانبردار بننے پر مجبور کر دیا تھا اس کے بعد سکندر نے تھرابولی کا رخ کیا
وہاں ایتھنز کو چھوڑ کر سارے یونانی ریاستوں کے نمائندوں کا اجلاس طلب کیا اس میں سپارٹا کے
علاوہ تمام یونانی ریاستوں کے نمائندے شامل ہوئے جن کو سکندر نے اپنا ہم نوا بنا لیا اجلاس میں یہ
فیصلہ ہوا کہ سکندر کو یونان کی متحدہ فوج کی قیادت سپرد کر دی جائے۔

اس فیصلے کے بعد سکندر نے ان ریاستوں کی طرف پیش قدمی کرنی چاہئیں جو سکندر کے
خلاف تھی جن میں ایتھنز پیش پیش تھا ان کو جب سکندر کی مقبولیت کی اطلاع پہنچی تو وہ سخت فکر
مند ہوئے ایتھنز کے حکمران نے سکندر کے خلاف جو قدم اٹھائے تھے واپس بلا لئے بلکہ اپنا وہ سفیر
جو اس نے اتانوس سے ملنے کیلئے ایشیا کوچک کی طرف روانہ کیا تھا اس کو بھی واپس بلا لیا یوں
سکندر یونان کی ساری ریاستوں کو اپنا ہم نوا اور اپنا ساتھی بنانے میں کامیاب ہو گیا تھا اور اب تم
دونوں میاں بیوی دیکھتے ہو کہ سکندر اپنے لشکر کے ساتھ ایشیاء کے ساحل پر اتر چکا ہے اور آگے کیا
ہوتا ہے یہ وقت اور حالات ہی ثابت کرے گا اس کے ساتھ ہی وہ یونانی خاموش ہو گیا۔

یوناف اور بیوسا نے سکندر کے بچپن کے حالات سنانے پر اس یونانی کا شکریہ ادا کیا جس پر وہ
وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی تھوڑی دیر تک اپنے خیمے میں بیٹھ کر
باہم گفتگو کرتے رہے پھر جلد ہی سکندر اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس آ گیا اس کے بعد وہ سب
اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔

○

سکندر کے مقابلے میں ایران کا بادشاہ داریوش سوئم بھی ایک آزمودہ کار بادشاہ تھا جس نے
ایران کے داخلی حالات کو بگڑنے نہ دیا ایشیائے کوچک کے ایرانی مقبوضا جات کے حکمران اس کے
وفادار تھے یونانی پیشہ ور سپاہیوں کی کثیر تعداد اس کی حامی تھی ان ہی پیشہ ور یونانی سپاہیوں پر ہی
موقوف نہیں ایشیائے کوچک کی تمام آبادی داریوش کی اطاعت گزار تھی جبکہ سکندر بھی اپنے لشکر
کے ساتھ ایشیائے کوچک کے ساحل پر ہی لنگر انداز ہوا تھا لہٰذا داریوش سوم اس سے متعلق کچھ

زیادہ فکر مند نہ تھا اس کے علاوہ وہ ایران کا بحری بیڑا بھی بہت مستحکم تھا۔

داریوش سوم نے سکندر کی آمد سے پہلے ہی اپنی جنگی تیاریاں شروع کر رکھی تھیں سکندر کے باپ فیلقوس کے قتل کی خبر داریوش سوم تک پہنچی اور یہ معلوم ہوا کہ اسکا جانشین نوعمر شخص ہے تو وہ کچھ مطمئن ہو گیا کہ یونانیوں سے مزید اب انہیں جنگیں نہیں کرنا پڑیں گی سکندر کی فتوحات کی صدائیں بہت جلد ایران کے کہساروں میں گونجنے لگیں اور جب داریوش اطلاع ملی کہ اہل یونان نے ایران کے خلاف لشکر کشی کرنے کیلئے سکندر کو سپہ سالار تسلیم کر لیا تو اس نے بھی جنگی تیاریاں شروع کر دی اور یونان کے ان سپاہیوں کو جو اس کے لشکر میں تھے دینے کے ساتھ ساتھ ایرانی تربیت یافتہ لشکروں میں بھی خوب اضافہ کرنے لگا تھا۔

سکندر کی آمد سے پہلے ہی داریوش سوم نے اس کے لشکر میں جس قدر یونانی سپاہی شامل ان کا سپاہ سالار اس نے ایک یونانی ممنون کو مقرر کیا جس کے بزرگ مصر کے خلاف ایرانی جنگ میں نمایاں خدمات انجام دے چکے تھے داریوش سوم نے اس ممنون کو یونانی لشکر کے ساتھ میں مشہور شہر سیزیک کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ ایشیائے کوچک کے اس دور دراز شہر کو فتح کرنے ساتھ ساتھ اپنے دوسرے جرنیلوں کے ساتھ مل کر سکندر کو ایشیائے کوچک کے ساحل پر اترنے دے۔

ممنون اپنے لشکر کے ساتھ بیلس پانٹ کے ساحل کے بلند ترین پہاڑ ایڈا سے گزر کر سیزیک پر حملہ آور ہوا اور اسے فتح کر کے خوب مال غنیمت حاصل کیا اسی اثناء میں ایران کے داریوش کی طرف سے ممنون کو یہ پیغام ملا کہ وہ علاقے کے حکمرانوں اور دوسرے جرنیلوں کے مل کر ایشیائے کوچک کے اس ساحل کا رخ کرے جہاں سکندر اپنے لشکر اور بحری بیڑے کے لنگر انداز ہونا چاہتا ہے لیکن یہ سب جرنیل مل کر بروقت اس ساحل پر نہ پہنچ سکے لہٰذا سکندر لشکر اور بحری بیڑے کے ساتھ ایشیائے کوچک کے ساحل پر لنگر انداز ہو گیا تھا۔

جب سکندر داریوش سوم کی تجویز اور ارادے کے خلاف ایشیائے کوچک کے ساحل پر انداز ہو گیا تو اسکا داریوش سوم کو بڑا دکھ اور قلق ہوا حالانکہ اس نے لیڈیا، فریگیا اور دوسرے علاقوں کے حاکموں کو پیغام بھیجا تھا کہ سکندر کو ہرگز ساحل ایشیا پر لنگر انداز نہ ہونے دیں لیکن ایسا ہو چکا تو پھر داریوش سوم نے کوئی مزید کارروائی کرنے کا ارادہ کیا۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے داریوش کے جرنیل ممنون نے یہ تجویز پیش کی کہ جس ساحل سکندر اپنے لشکر کے ساتھ لنگر انداز ہوا ہے وہاں سے آگے شہر اور دیہات جلا دیئے جائیں راستے میں سکندر کو جو رسد مل سکتی ہے اسے ضائع کر دیا جائے۔

دوسری طرف یورپ میں بھی ایک محاذ جنگ کھولا جائے اور ایران کی کچھ بری اور بحری فوجیں مقدونیہ پہنچا دی جائیں تاکہ سکندر کا ذہن دو حصوں میں بٹ جائے اول یہ کہ وہ ایشیا میں ایران کی قوت کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار رہے دوئم یہ کہ اس کی توجہ اور اس کا دھیان اپنی ریاست مقدونیہ کی طرف بھی ہو جائے اس طرح وہ کسی بھی کام کو احسن طریقے سے مکمل نہ کر سکے گا۔

لیکن سارے ایرانی سرداروں نے اپنے جرنیل ممنون کی اس تجویز سے اتفاق نہ کیا کافی دیر تک سارے مشیروں، وزراء اور جرنیلوں کے مشورے کرنے کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ سکندر اعظم کے لشکر کا مقابلہ دریائے گرانیک کے کنارے کیا جائے جو ایشیائے کوچک کا سب سے مشہور اور گہرا دریا ہے اور بحرہ مامورہ میں گرتا ہے لہٰذا داریوش کے حکم پر ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا گیا جس کی تعداد سکندر اعظم کے لشکر سے کئی گنا زیادہ تھی پھر یہ لشکر تیزی سے پیش قدمی کرتا ہوا دریائے گرانیک کے کنارے جا کر خیمہ زن ہو گیا تھا اور انتظار کرنے لگا تھا کہ کب سکندر ساحلی علاقے کو چھوڑ کر اندرونی زمینوں کی طرف بڑھے اور اس کے ساتھ جنگ کی ابتدا کی جا سکے۔

سکندر ایک روز اپنے وزیروں، مشیروں اور جرنیلوں کے ساتھ ساحل سمندر پر بیٹھا آنے والے دنوں کی اہمیت پر گفتگو کر رہا تھا کہ اسکا ایک مخبر اپنے گھوڑے کو ذرا فاصلے پر روکنے کے بعد نیچے اترا پھر بھاگا ہوا سکندر کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا میں ایران کی سلطنت کی طرف سے آپ کے لئے ایک اہم خبر لے کر آیا ہوں اس پر سکندر فوراً" اس کی طرف متوجہ ہو گیا اور بڑی نرمی میں اس سے پوچھا تم ایرانی مملکت کی طرف سے کیا خبر لے کر آئے ہو اس پر وہ مخبر پھر بولا اور کہنے لگا۔

میں آپ کے لئے یہ خبر لے کر آیا ہوں کہ ایرانی لشکر جس کی تعداد ہمارے لشکر سے بہت زیادہ ہے وہ ایشیائے کوچک کے سب سے بڑے اور گہرے دریا گرانیک کے کنارے خیمہ زن ہونے کے بعد ہمارا منتظر ہے کہ کب ہم یہ ساحلی پٹی چھوڑ کر اندرون ملک کی طرف بڑھیں اور وہ ہم پر حملہ آور ہو جائیں لہٰذا میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ جب بھی آپ مشرق کی طرف بڑھیں تو دریا گرانیک کا رخ کیا جائے ایسا نہ ہو کہ ہمارا لشکر کسی دوسرے پہلو سے گزر جائے اور یہ ایرانی لشکر اچانک پشت سے حملہ آور ہو کر ہمیں ناقابل تلافی نقصان پہنچائے یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر خاموش ہو گیا تھا۔

اپنے مخبر سے یہ اطلاع پانے کے بعد سکندر نے اسے چلے جانے کا حکم دیا تھوڑی دیر تک وہ خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا میرے دوست میرے بھائی تمہارا اس معاملے میں کیا خیال ہے اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا ہمیں

فوراً" یہاں سے کوچ کر کے دریائے گرانیک کی طرف پیش قدمی کرنی چاہیے اور ہمیں دریا کے کنارے ایرانی لشکر کے سامنے انتظار نہیں کرنا چاہیے کہ کون پہلے دریا عبور کر کے حملہ آور ہوتا ہے بلکہ ہمیں خود دریا عبور کر کے پہل کرتے ہوئے ایرانی لشکر پر حملہ آور ہو جانا چاہیے اس کے ہمیں دو فوائد ہوں گے۔

اول یہ کہ اگر ہم دریا عبور کرنے میں پہل کرتے ہیں تو ہمارے اس حوصلے ہماری اس جرات مندی کا ایرانی لشکر پر منفی اثر ہو گا اور وہ یہ حوصلے دیکھتے ہوئے خوف خدشات اور ہماری طرف سے ڈر محسوس کرنے لگیں گے دوسرا فائدہ ہمیں یہ ہو گا کہ ہمارے لشکری ضرورت کے وقت اس قسم کے حملوں میں پوری قوت کے ساتھ حصہ لینے کے عادی ہو جائیں گے اور دشمن پر ہماری دھاک بیٹھ جائے گی کہ ہم ایسے انداز میں بھی دشمن پر حملہ آور ہونے کا فن جانتے ہیں۔

یوناف جب خاموش ہوا تو سکندر نے مسکراتے ہوئے کہا میں تمہاری تجویز سے مکمل اتفاق کرتا ہوں آج اور ابھی یہاں سے کوچ ہو گا اور ہم دریائے گرانیک کی طرف بڑھ کر خود ایرانیوں پر حملہ آور ہونے میں پہل کریں گے اس کے ساتھ ہی سب لوگ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے تھوڑی دیر بعد سکندر کا لشکر ساحل سمندر سے کوچ کرنے کے بعد دریائے گرانیک کی طرف بڑھ رہا تھا۔

○

بڑی تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے سکندر اپنے لشکر کے ساتھ دریائے گرانیک کے کنارے آ رکا اب صورت حال یہ تھی کہ دریا کے ایک کنارے پر سکندر اپنے لشکر کے ساتھ تھا جبکہ دوسرے کنارے پر ایرانیوں کا بہت بڑا لشکر ان کا منتظر تھا ایرانیوں نے دریا کے دوسرے کنارے خیمے ڈال رکھے تھے دو طاقتوں کے درمیان اب صرف دریا حائل تھا ایرانی منتظر تھے کہ اہل یونان دریا کو عبور کریں یہ دریا چونکہ انتہائی گہرا تھا لہٰذا اسے عبور کرنا آسان نہ تھا۔

اس کے علاوہ دوسرے کنارے کی ڈھلان بڑی ناہموار تھی اور ساری فوج کا اس پر یکدم چڑھنا آسان نہ تھا یہ صورت حال دیکھتے ہوئے سکندر کے جرنیل پارمینو نے مشورہ دیا کہ آج چونکہ دیر ہو چکی ہے لہٰذا کل صبح ہی صبح پیش قدمی کی جائے تو مناسب ہو گا اس پر سکندر بولا اور کہنے لگا پارمینو تم جانتے ہو کہ میرا دوست میرا بھائی میرا عزیز یوناف مجھے دریا پار کر کے ایرانیوں پر حملہ آور ہونے کا چونکہ مشورہ دے چکا ہے لہٰذا دریا کو ہر صورت میں آج ہی پار کر کے حملے کی ابتدا کی جائے گی اور میں خیال کرتا ہوں کہ یوناف کا دیا ہوا مشورہ سود مند اور منافع بخش ہی رہے گا اس کے علاوہ سکندر نے پارمینو کو مزید کہتے ہوئے کہا سنو پارمینو دریا گرانیک سے ڈرنا درہ دانیال کی توہین ہے ج

ہم پار کرنے کے بعد یونان سے ایشیائے کوچک کے ساحل پر اترے ہیں۔

یہ کہنے کے بعد سکندر نے سوالیہ سے انداز میں اپنے پہلو میں کھڑے یوناف کی طرف دیکھا

دونوں نے نگاہوں ہی نگاہوں میں فیصلہ کیا اس کے بعد ان دونوں نے بلا تامل اپنے گھوڑوں کو دریائے گرانیک میں اتار دیا تھا یوناف اور سکندر کے ساتھ اس موقع پر تیرہ سو بہترین سواروں کا ایک دستہ تھا جو ان کے ساتھ ہی دریا میں کود پڑے تھے سامنے سے ایرانیوں کا لشکر ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر رہا تھا ادھر پانی کا بہاؤ بہت تیز تھا اور بڑھنے نہ دیتا تھا تاہم یوناف اور سکندر دریا کی سرکش لہروں کے بیچ و پیچ راستہ نکالتے ہوئے بڑی سخت جدوجہد کر کے دوسرے کنارے کے قریب ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

یوناف سکندر اور ان کے تیرہ سو سواروں کی دیکھا دیکھی سکندر کا باقی ماندہ لشکر بھی دریا گرانیک میں کود گیا تھا اور ہر کوئی بڑی جانثاری کے ساتھ دریا کی لہروں کو کاٹتا ہوا بڑھنے لگا تھا سکندر جب اپنے تیرہ سو سواروں کے ساتھ دوسرے کنارے کے قریب پہنچا جبکہ اسکا دوسرا لشکر دریا کے وسط ہی میں تھا تو سامنے کی طرف سے ایرانی ان پر ٹوٹ پڑے سکندر اور یوناف کو انہوں نے اتنی مہلت تک نہ دی کہ وہ صف آرائی کر سکتے ایرانیوں کے نعروں کا شور قیامت برپا کر رہا تھا اور نیزے تانے ہوئے ایک ایک سوار ایک ایک سوار پر آ پڑا تھا۔

اس موقع پر یوناف نے اپنے سامنے آنے والے کئی ایرانیوں کو ڈھیر کر کے رکھتے ہوئے اپنے لئے آگے بڑھنے کا راستہ بنا لیا تھا جبکہ سکندر کا نیزا لڑتے لڑتے ٹوٹ گیا تو اس نے دوسرا نیزا لے کر ایران کے بادشاہ داریوش سوم کے داماد مہرداد پر اس زور کا حملہ کیا کہ وہ زخمی ہو کر اپنے گھوڑے سے نیچے گرا اور دم توڑ گیا۔

اس اثنا میں ایک ایرانی جرنیل رزاسس نے سکندر پر زوردار حملہ کیا اور اس کا نیزا سکندر کے خود سے گزر کر اس کے شانے میں لگا پیچھے سے لیڈیا کے ایرانی حاکم سپہروارد نے خنجر سے سکندر پر وار کرنا چاہا لیکن کلی توس مقدونی نے لپک کر تلوار کے وار سے سپہروارد کا ہاتھ قطع کر دیا اتنے میں سکندر کی فوج بھی دریا کو عبور کر کے آ پہنچی اپنے سامنے کی طرف سکندر نے جب دیکھا کہ یوناف کچھ سواروں کے ساتھ بڑی جاں فشانی اور دلیری کے ساتھ راستہ بناتے ہوئے کنارے پر چڑھ گیا ہے تو وہ بھی یوناف کے پیچھے پیچھے ہو گیا اور جو سوار اس کے ساتھ تھے ان کے ساتھ وہ بھی خشکی پر چڑھ گیا اتنے میں سکندر کی باقی ماندہ فوج بھی دریا کو عبور کر کے آ پہنچی اور تازہ دم مقدونی ایرانی لشکر پر ٹوٹ پڑے جنگ میں کئی نامور ایرانی کام آئے اور ان کی فوجیں پسپا ہونا شروع ہو گئیں۔

اس کے بعد پیادہ ایرانی فوج آگے بڑھی لیکن وہ بھی سکندر کے لشکر کے سامنے زیادہ دیر نہ

ٹھہر سکیں گو ایرانیوں نے اس جنگ میں بڑی جاں نثاری دکھائی اور جب تک ایک ایک سردار جان نہ دے دی مقدونوی لشکر کو فتح حاصل کرنے نہ دی لیکن سکندر کی راہبری میں مقدونیوں کے حملے ایسے ہولناک اور خوفناک تھے کہ ایرانی زیادہ دیر تک مقابلے نہ کر سکے اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اس طرح اس پہلی جنگ میں ایرانیوں کو بدترین شکست اور مقدونیوں کو شاندار فتح نصیب ہوئی تھی ایرانی لشکر شکست اٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا یونانیوں نے سکندر کے حکم پر ان کے پڑاؤ پر قبضہ کرتے ہوئے ان کی ہر چیز لوٹ لی اور پھر یونانی لشکر نے دریائے گرانیک کے کنارے پڑاؤ کرتے ہوئے خیمے نصب کر دیئے تھے۔

ایرانیوں کے خلاف سکندر کی اس شاندار فتح کے بعد سکندر کے کچھ جرنیلوں اور سرداروں نے سکندر سے کہا کہ ایشیا کے ساحل پر اترنے کے بعد وہ ٹرائے شہر کے کھنڈرات کو دیکھنا چاہتے تھے لیکن چونکہ ایرانیوں کے ساتھ جنگ ان کی توقعات کے خلاف جلدی پیش آگئی ہے لہٰذا وہ ٹرائے کے کھنڈرات نہ دیکھ سکے لہٰذا اگر ممکن ہو تو کچھ لوگوں کو واپس جا کر ٹرائے شہر کے کھنڈرات دیکھنے کی اجازت دے دی جائے سکندر نے لوگوں کی اس التجا کو قبول کر لیا بلکہ وہ خود بھی ان کے ساتھ ہو لیا تاکہ ٹرائے شہر کے ان کھنڈرات کو دیکھے جہاں کبھی ان کے آباؤ اجداد حملہ آور ہوئے تھے یوناف اور یوسا بھی ان لوگوں کے ساتھ ہو لئے تھے۔

○

جب سکندر اور اس کے بے شمار ساتھی ٹرائے شہر کے کھنڈرات میں داخل ہوئے تو جو تاجر ماہی گیر اس پہاڑی پر رہتے تھے وہ سب جمع ہو گئے تاکہ یونانیوں کو آثار قدیمہ دکھائیں وہاں مندر میں سیاہ رنگ کی ایک ڈھال اور ایک ٹوٹا ہوا بربط پڑا تھا مندر کے پجاریوں نے حلف اٹھا کر بیان کیا کہ یہ دونوں چیزیں یونان کے قدیم سورما اکلیز کی ہیں وہ انہیں ایک نیک شگون سمجھ کر سکندر کے پاس لائے تھے سکندر نے دونوں چیزوں کا بغور جائزہ لیا پھر ڈھال رکھ دی اور کہا کہ یہ فوج کے ساتھ ساتھ جائے گی اس کی جگہ اس نے اپنی ڈھال مندر کے حوالے کر دی۔

شام کے وقت جشن منایا گیا فوج کے ممتاز افسروں میں اکلیز اور اس کے ساتھی جرنیل کالوس کی قبروں پر جا کر شراب پی یہ دونوں شخص بہت گہرے دوست تھے جب نشہ چڑھ گیا تو سکندر نے اپنے بالوں میں ہار لٹکائے اور ٹرائے کے کھنڈرات میں مرنے والے اپنے آباؤ کی یاد میں رقص کرتے رہے سکندر بانسری بجاتے اور رقص کرتے ہوئے تھک گیا تو شعلوں کی روشنی میں ایک پتھر پر بیٹھ گیا اور اپنے ساتھی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میں سوچ رہا ہوں کہ اگر مشہور یونانی سورما اکلیز واقعی کوئی نامور جنگجو تھا یا ہومر نے اپنے زور تخیل سے ایک افسانوی کردار تیار کر لیا ہے فرض کرو ہومر اپنی شہرہ آفاق نظم ایلیڈ نہ لکھتا تو کیا ہمیں اکلیز کے متعلق کچھ معلوم ہو سکتا تھا اس پر سکندر کا ایک ساتھی بولا اور جواب دیتے ہوئے کہنے لگا اگر کسی جواں مرد کے کارناموں کی طرح ستائش کا گیت گانے کے لئے کوئی بلند پایہ شاعر موجود نہ ہو تو ہر کارنامہ دو تین پشتوں میں فراموش ہو جائے گا غرض ہم آج اہل یونان یا اہل ٹرائے کی یاد میں جشن نہیں منا رہے ان کی یاد میں رقص نہیں کر رہے بلکہ اس کارنامے کی یاد میں سب کچھ ہو رہا ہے جسے ہومر نے شعر کا لباس پہنا کر زندہ جاوید کیا تھا۔

یہاں تک کہنے کے بعد سکندر کا وہ ساتھی رکا پھر کہنے لگا ہیلن کی بازیابی کے سلسلے میں ہمارے آباؤ اجداد نے جو ٹرائے شہر پر حملہ کیا تو ان کے یہ کارنامے آنے والی نسلوں میں صدیوں تک قائم دائم رہیں گے جب یہ شخص خاموش ہوا تو سکندر کا جرنیل بطلیموس بولا اور کہنے لگا محض زور خطابت کی بناء پر کسی واقع کو بقائے دوام کا لباس نہیں پہنایا جا سکتا ہیلن جیسی شاندار عورت ہی کو لو مجھے درختوں کے اس جھنڈ میں اس کی روح اب بھی چلتی پھرتی معلوم ہوتی ہے اور اس کے شانوں پر لمبے لمبے بال لہراتے دکھائی دیتے ہیں اس پر سکندر مسکراتے ہوئے اپنے جرنیل بطلیموس سے کہنے لگا بطلیموس یہ تمہارا وہم اور خیال ہے اور میں تم کو مشورہ دیتا ہوں کہ اب تم اپنے خیال اور وہم سے باہر نکل آؤ۔

جس وقت سکندر اور اس کے ساتھی ٹرائے شہر کے کھنڈرات میں پرانی یادوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے اس وقت یوناف اور یوسا بھی دونوں میاں بیوی ٹرائے شہر کے کھنڈرات میں ایک چٹان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اسی وقت ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور انتہائی شیریں آواز میں کہنے لگی سنو یوناف کیتم سے انتقام لینے کا یہ ایک بہترین موقع ہے جہاں اس وقت تم بیٹھے ہو تم سے تھوڑی ہی دور بائیں طرف عارب بنیفہ اور کیتم ہیں اس وقت عزازیل ان کے ساتھ نہیں وہ کہیں جا چکا ہے اور پھر سب سے اچھی بات یہ کہ کیتم عارب اور بنیفہ سے ذرا ہٹ کر علیحدہ اور اکیلی ایک پتھر کے پاس بیٹھی ہوئی ہے اگر تم دونوں میاں بیوی اس سے انتقام لینا چاہو تو انتقام لینے کا یہ ایک بہترین موقع ہے۔

ابلیکا کی یہ گفتگو سن کر یوناف فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا ابلیکا کی ساری گفتگو سے اس نے یوسا کو بھی آگاہ کر دیا پھر دونوں میاں بیوی اس سمت تیزی سے چل دیئے جس سمت کی ابلیکا نے انہیں راہنمائی کی تھی جب وہ ایک قدرے بلند کوہستانی چوٹی کے پاس گئے تو انہوں نے نیچے دیکھا دائیں طرف ایک چٹان کے پاس عارب اور بنیفہ اکٹھے بیٹھے تھے جبکہ کیتم ان سے ذرا ہٹ کر

دائیں جانب اکیلی بیٹھی دھوپ سے لطف اندوز ہو رہی تھی اس موقع پر اس کوہستانی چوٹی کے اوپر یوناف نے اپنے پہلو میں کھڑی بیوسا کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا سنو بیوسا میری رفیقہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ ہے کہ اس چوٹی سے ایک پتھر اٹھا کر میں عین کیتم کے اوپر دے ماروں اس طرح کیتم کو سنبھلنے کا موقع بھی نہیں ملے گا اور وہ ایک دم موت کا شکار ہو کر رہ جائے گی۔

بیوسا نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا لہٰذا یوناف حرکت میں آیا قریب ہی پڑا ہوا اس ایک چٹان نما پتھر اٹھایا اور۔

ابھی وہ چاہتا ہی تھا کہ اس پتھر کو وہ کیتم پر دے مارے کہ ترائے شہر کے ان سنسان اور ویران قبرستانوں جیسے مغموم سناٹوں کے اندر جسموں کی دہلیز پر اٹھنے والے فحش ناٹک اور رگوں میں اچھلتے لہو جیسا تمیش ریز شور اس کوہستانی سلسلے میں اٹھ کھڑا ہوا تھا ایسا لگتا تھا کہ ہر شے کی طرف ضمیر میں لپکتے ہوئے شعلے رقص کر رہے ہوں اچانک یوناف اور بیوسا نے جب مڑ کر دیکھا تو وہ دنگ رہ گئے ان کی پشت پر ایک قدرے بلند چوٹی سے عزازیل عذابوں کی ہولناک تباہی فسوں کار جوان رات ہواؤں کے وحشی پہاڑ اور ظلم و جبر کی پیاس کی طرح ان دونوں پر حملہ آور ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔

یوناف اور بیوسا نے جب دیکھا کہ عزازیل ان کی پشت کی طرف سے ان دونوں پر حملہ آور ہونے کی کوشش کر رہا ہے کہ وہ دونوں اپنی پوری بیداری اور یکجہتی کے ساتھ سنبھل گئے تھے اس موقع پر یوناف نے جو اپنے ہاتھوں میں چٹان نما بہت بڑا پتھر اٹھا رکھا تھا وہ اس نے نیچے بیٹھی ہوئی کیتم کے اوپر پوری قوت سے پھینک دیا جس کے نتیجے میں کیتم اس چٹان نما پتھر کے نیچے آ کر کچلی گئی تھی اس موقع پر کیتم نے ایک ہولناک اور وحشت خیز چیخ بلند کی تھی جس کی وجہ سے ذرا فاصلے پر بیٹھے ہوئے عارب بنیطہ بھی متوجہ ہو گئے تھے اور جب ان دونوں میاں بیوی نے دیکھا کہ بلندی کے اوپر سے یوناف نے کیتم پر چٹان گرا دی ہے اور یہ کہ ان دونوں کی پشت کی طرف سے عزازیل بھی ان پر حملہ آور ہونے کے لئے پر تول رہا ہے تو وہ دونوں میاں بیوی بھی یوناف اور بیوسا سے نمٹنے کے لئے اس بلند کوہستانی چوٹی پر چڑھ آئے تھے جس پر یوناف اور بیوسا کھڑے ہوئے تھے۔

اب صورت حال یہ تھی کہ ایک طرف سے عارب اور بنیطہ یوناف اور بیوسا کی طرف بڑھ رہے تھے اور دوسری سمت سے عزازیل اپنی پوری ہولناک اور خوفناکی کے ساتھ ان دونوں کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا ایسے میں ابلیکا نے فوراً" یوناف کی گردن پر اپنا حلقہ نما اور میٹھے پن کا احساس دلانے والا لمس دیا اور ساتھ ہی اس کی تسلی اور حوصلوں بھری آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی یوناف میرے حبیب! ان تینوں باولے کتوں کے مقابلے میں ہراساں اور پریشان نہ ہونا تم دونوں کے ساتھ ہوں اور تینوں مل کر انہیں ایسا مار بھگائیں گے جس طرح کوئی راہ گزار یوں ہی بیکار میں بھونکنے والے کتوں کو مار بھگاتا ہے بہتر ہے تم دونوں میاں بیوی مل کر عارب اور بنیطہ کا سامنا کرو جبکہ عزازیل سے میں خود نپٹتی ہوں ابلیکا کی یہ گفتگو سن کر یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر اس نے بڑے پرسکون تبسم میں ابلیکا سے کہا۔

ابلیکا! تیری بڑی مہربانی تیرا بڑا شکریہ کہ تو ہمیشہ بروقت، ہم دونوں میاں بیوی کی مدد کو پہنچتی ہے تم ایسا کرو کہ بیوسا کے ساتھ ہو لو اور تم دونوں مل کر عارب اور بنیطہ کی طرف سے دفاع کرو آج اس عزازیل سے میں خود نمٹوں گا اسے بتاؤں گا کہ یہ کوئی مافوق الفطرت ہستی نہیں ہے بلکہ میں نہ صرف اس کا سامنا کر سکتا ہوں بلکہ ضرورت کے وقت جب چاہوں اسے زیر کرنے کی طاقت اور قوت بھی رکھتا ہوں ابلیکا نے یوناف کے اس فیصلے سے اتفاق کیا ساتھ ہی یوناف نے اپنے پہلو میں کھڑی بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا سنو بیوسا!

میں اس عزازیل کا سامنا کروں گا تم بنیطہ سے نمٹنا اور عارب سے ابلیکا خود ہی معاملہ نمٹا لے گی تم فکرمند نہ ہونا یہ نہ سمجھنا کہ تم عارب اور بنیطہ کے سامنے اکیلی ہو ابلیکا تمہارے ساتھ ہے اور وہ کم از کم عارب کو تمہارے نزدیک تک نہیں آنے دے گی یوناف کی یہ گفتگو سن کر بیوسا کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اور ایسے میں اس کے خوبصورت اور خوشنما دانت آسمان سے گرتے شبنم کی آبدار موتیوں کی طرح چمک گئے تھے پھر اس نے بڑی تسلی آمیز انداز میں یوناف کو مخاطب کر کے کہا آپ میری طرف سے بالکل بے فکر رہیں اگر ابلیکا میرے ساتھ ہے تو مجھے یقین ہے کہ وہ عارب کو خوب سنبھالے گی اور میں اس بنیطہ کو آج وہ سبق سکھاؤں گی کہ وہ یاد رکھے گی کہ بیوسا کے ساتھ مقابلہ کرنے کا کیا سبق اور کیا عبرت ملی تھی یہاں تک کہنے کے بعد بیوسا خاموش ہو گئی اس لئے کہ عزازیل عارب اور بنیطہ حملہ آور ہونے کے لئے ان کے بالکل قریب آ گئے تھے۔

عزازیل لو کے گرم جھونکوں اور آگ و تلوار کے طوفان کی طرح یوناف کے قریب آیا اور اپنی پوری آتش مزاجی اور طلسم کے اشارات کے انداز میں وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ خیر کے گماشتے اور نیکی کے نمائندے تو نے میری ساتھی کیتم پر چٹان پھینک کر ایک بھیانک اور انتہائی جنونی فعل کا ارتکاب کیا ہے اور ان کوہستانی سلسلوں میں تمہیں تمہارے اس جنون کی سزا ضرور مل کر رہے گی۔ دیکھ نیکی کے نمائندے اس کوہستانی سلسلے میں تمہیں میں سیاہ بھیڑوں کے گلوں کی طرح ہانکوں گا تیرے ساتھ بخت و اتفاق کا کھیل کھیلوں گا اور یہاں ان بلندیوں میں تیری حالت مٹی کے دل گرفتار اور آزردہ دیئے کی طرح مغموم بنا کر رکھوں گا۔

یوناف پتھروں کی طرح محکم اور مستحکم رہ کر عزازیل کی گفتگو سنتا رہا جب عزازیل خاموش ہوا

تب وہ یوناف اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ جھوٹے عماموں پر سچائی کے پرچم کھڑے کرنے وا
فاسق و فاجر اور اپنے گناہوں پر اصرار کرنے والے خداوند کے احکامات کی پابندی سے گریز کر
والے قسم مجھے اپنے اس خداوند اپنے اس خالق و مالک کی جو ہانی کو نمی آگ کو چمک، ہوا کو لر
سورج کو گرمی اور راتوں کو رازدار چاند عطا کرتا ہے ان کوہستانی سلسلوں کی چوٹی کے اندر میں
تیرے ساتھ بخت و اتفاق ہی کا کھیل کھیلوں گا میرا رب جو خالق نبر و نور اور فاعل، خیر و شر بھی ہے
تیرے مقابلے میں ضرور میری مدد اور میری نصرت کرے گا۔

سنو عزازیل اگر تو سیاہ بھیڑوں کے گلوں کی طرح مجھے ہانکنے کا دعویٰ کرتا ہے اور میری
مٹی کی دل گرفت اور آزردہ دیے کی طرح مغموم کر دینے کا دعویٰ کرتا ہے تو سن رکھ میں بھی
خداوند کی نصرت اور مدد کے سہارے تیری حالت قفس کی اداسی زندان کی سی تاریکی سورج کی
لاش کی طرح بھیانک کر دینے کا عزم لئے تیرے سامنے آتا ہوں اور میں اپنے رب ہی کی نصرت
سہارے تجھ پہ یہ بھی انکشاف کرتا ہوں کہ جب تیرا میرا ٹکراؤ ہو گا تو میں تیری حالت ایسی کرو
کہ تیرا چہرہ فق ہو جائے گا تیرے بازو شل ہوں گے تیرے الفاظ کا طلسم منجمد ہو جائے گا اور تیر
سارے جور و عقوبت کو میں پامال اور پر آشوب راہوں کی کیفیت جیسی بنا کر رکھوں گا
عزازیل آگے بڑھ مجھ پر حملہ آور ہو پھر دیکھ اے رشتہ اتحاد توڑنے والے اے ابہام پرست
متعصب و جنونی میں تیرے ساتھ اس معاملے اور اس مقابلے کا کیا انجام کرتا ہوں۔

یوناف کی یہ گفتگو سننے کے بعد عزازیل نے لمحہ بھر کے لئے آسمان پر اڑتی ابابیلوں کی طر
دیکھا پھر وہ گرد و غبار کے تیز مرغولوں کی طرح حرکت میں آیا اور یوناف پر وہ حملہ آور ہوا تھا وہ
کوندے کی طرح لپکتے ہوئے یوناف کے قریب آیا اور اس کے شانے پر اس نے ایسی زوردار ضر
لگائی تھی کہ یوناف بل کھاتا اور پلٹیاں لیتا ہوا دور جا گرا تھا گرتے ہوئے وہ ایک چٹان سے ٹکرا
اور ایسا لگتا تھا کہ اس کی پیٹھ پر خاصی چوٹ آئی ہو تاہم جس جگہ اسے ضرب آئی تھی اس جگہ
ہوا اور سہلاتا ہوا وہ فوراً اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ عزازیل اپنی اس کامیاب ضرب پر بولا
اترانے کے انداز میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے کوہستانوں کی ان بلندیوں پر میں تم دونوں میاں بیوی کا اتحاد اور
نکال کر رکھ دوں گا تمہاری آوازوں میں زہر تمہارے جذبوں میں کہر اور تمہارے آورش میں نا
اور نامرادی کی حلاوت گھول کر رکھ دوں گا عزازیل کی اس گفتگو پر یوناف نے قہر بھرے انداز میں
کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

دیکھ گمراہی سے گام ملا کر چلنے والے تمہارے سینے کے گناہوں میں جو شعلے لپکتے پھرتے

انہیں میں عنقریب بجھاؤں گا اور یہ بھی لکھ رکھو کہ میں اپنی نیکی کے خول میں تمہاری زندگی کا
دشمن تمہارے خون کا پیاسا اور تمہارے نفس کے لئے ایک ہولناک تباہی ہوں دیکھ عزازیل جب
میں اپنے رب کا نام لے کر تم پر ضرب لگاؤں گا تو میری آوازوں کی گونج سے میری للکار کے شور
سے تیرے نفس تیری ذات کی بنیادیں ہل کر رہ جائیں گی اس کے ساتھ ہی یوناف نے زوردار انداز
میں خداوند قدوس کی تکبیر بلند کرتے ہوئے اللہ اکبر پکارا تھا اس کے ساتھ ہی ہوا کے اندر اس نے
کسی تیز پرواز شاہین کی طرح جست لگائی تھی پھر اس نے ویسے ہی عزازیل کے شانے پر ضرب لگائی
تھی جیسے تھوڑی دیر پہلے عزازیل نے اس پر ضرب لگائی تھی یوناف کی یہ ضرب ایسی ہولناک اور پر
زور اور ایسی قوت والی تھی کہ عزازیل بری طرح ہوا میں اچھلتا اور کلابازیاں کھاتا ہوا سامنے والی
چٹان کے ساتھ جا ٹکرایا تھا انتہائی بے بسی اور لاچارگی کے عالم میں وہ اس چٹان سے ٹکرانے کے
بعد اٹھ کھڑا ہوا یوناف آہستہ آہستہ اس کے قریب آیا اور اپنے چہرے پر کامیابی و کامرانی کی مسرت
لیتے ہوئے اس نے عزازیل سے کہنا شروع کیا۔

سن شہروں کو عریاں اور بستیوں کو خون آلود کرنے والے ذلالت کے دیوتا کیا میں نے موت کے
سناٹوں میں تم پر ضرب لگا کر تیری حالت راہوں کے آشوب اندھیروں کے بھنور زہر آلود تشدد
کی سمت فکر جیسی نہیں کر دی دیکھ میں نے تیرے بشارت طلب دل میں شب حسین کا تم اور
تیری آرزومند آنکھوں میں دکھ کی لہریں بھر دی ہیں اے عزازیل سن میرا رب ہر فصل کے لئے ابر ہر
کی طرف کے لئے ہریالی اور ہر راہ کے لئے کوئی نہ کوئی روشنی ضرور مہیا کرتا ہے پھر تو ایسا زور آور دراز
قامت نہیں ہے کہ اپنی من مانی کرتا پھرے میں تو تیرے پیچھے موت کے گرداب اور شہر شہر پکارتی
آفت کی طرح لگ جاؤں گا یہاں تک کہنے کے بعد یوناف رک گیا اسلئے کہ عزازیل اپنی جگہ سے
اٹھ کر سنبھل چکا تھا تاہم وہ تھوڑی دیر تک یوناف کی ان باتوں کا کوئی جواب نہ دے سکا شاید یوناف
کی ضرب نے اسے ہلا کر رکھ دیا تھا اور وہ آتے جاتے لمحوں کی طرح اپنے آپ کو تلاش کرنے کی کوشش
کر رہا تھا۔

پر جلد ہی عزازیل نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور اس موقع پر یوناف نے دیکھا اس کی آنکھوں
کے اندر بھیانک عداوتیں اور چہرے کی شکنوں میں انتقام کی لہریں رقص کر رہی تھیں جس سے
یوناف نے پہچان لیا کہ وہ ابھی ہار ماننے والا نہیں بلکہ مقابلے کو جاری رکھنا چاہتا ہے لہٰذا وقت ضائع
کئے بغیر یوناف بڑی برق رفتاری سے آگے بڑھا لگاتار کئی ضربیں اس نے عزازیل کے دے ماریں
عزازیل نے اس طوفانی ضربوں سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی لیکن اس موقع پر کوہستانی
ماحول کے اندر یوناف اس پر آندھی اور طوفان بن کر چھا گیا تھا اور اسے ضرب پر ضرب لگائی

شروع کردی تھی آخر میں لگاتار دو تین ضربیں یوناف نے اس کے پیٹ اور پسلیوں پر کچھ اس طرح لگائیں کہ ایک بار پھر عزازیل اپنی جگہ سے اچھلا اور بڑی بے بسی کے عالم میں سامنے والی چٹان کے ساتھ جا گرا تھا۔

یوناف پھر اس سے ذرا قریب ہوا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ دن کے شکاری کتے رات کے اوباش اٹھ اگر تم میں ہمت ہے تو پھر میرا مقابلہ کر میں نے عزم کر رکھا ہے کہ اس کوہستانی سلسلے کی ایک ایک چٹان اور ایک ایک پتھر پر تیری بزدلی اور تیری شکست کی داستانیں لکھوں گا بلکہ میں تو تیرے شعلہ شیطانی کو بجھاؤں گا تیرے انا کے بت توڑوں گا اور تیری بدی کے شیش محل گرا کر رکھ دوں گا وقت کی اڑتی گرد میں اے عزازیل تیرے خمیر کو میں بزدلی اور خوف سے بھروں گا اور تیری ذات پر مہیب سیاہیاں پھیلاتے ہوئے تیری حالت اور کیفیت جل بجھے دیئے کی راکھ جیسی بنا کر رکھ دوں گا۔

یوناف کی اس گفتگو کا عزازیل نے کوئی جواب نہ دیا تھا ایسا لگتا تھا یوناف کی ضربوں اور اس کی مارنے اسے بھوکھلا کر رکھ دیا ہو اپنی جگہ سے اٹھنے کے بعد تھوڑی دیر تک وہ مایوسی و ناامیدی کی حالت میں کھڑا رہا اس کی حالت سے لگتا تھا جیسے وہ اس کوہستانی سلسلے میں یوناف کا مزید مقابلہ کرنے کے بجائے فرار کی راہیں تلاش کرنے لگا ہو اور پھر ایسا ہی ہوا تھوڑی دیر تک عزازیل اپنی جگہ کھڑا رہنے کے بعد عجیب سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھتا رہا پھر شاید وہ اپنی سرسری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے غائب ہو گیا تھا دوسری طرف ابلیکا اور بیوسا نے بھی عارب اور بنیطہ کو مار مار کر ان کی حالت بدترین کردی تھی ان دونوں نے ابلیکا اور بیوسا کے ہاتھوں پٹتے پٹتے جب دیکھا کہ ان کا آقا عزازیل یوناف کے سامنے سے بھاگ گیا ہے تو وہ دونوں بھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور اس کوہستانی سلسلے میں روپوش ہو گئے تھے۔

ان دونوں میاں بیوی کے بھاگ جانے کے بعد بیوسا مسکراتی ہوئی اور بڑی تیزی سے چلتی ہوئی یوناف کے پاس آئی اور اس کے ہاتھ اپنے نرم و گداز ہاتھ میں لیتے ہوئے اس نے کہا بنیطہ کو مارتے مارتے میں آپ کی طرف بھی بڑے غور اور فکر مندی سے دیکھ رہی تھی کہ آپ اور عزازیل کے درمیان کیا فیصلہ ہوتا ہے آج آپ نے میرا دل خوش کر دیا ہے آپ نے عزازیل کو ایسی مار ماری ہے کہ وہ سمجھ جائے گا کہ یونہی منہ اٹھا کر آپ پر کسی بھی وقت وہ حملہ آور ہونے کی جرات نہیں کر سکتا یہاں تک کہنے کے بعد بیوسا تھوڑی دیر کے لئے رکی پھر وہ دوبارہ بڑے غور سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہ قرطاس وقت پر لکھے تبسم کے حروف کی طرح شہد جیسے میٹھے اور کوثر جیسے لذیذ انداز میں مسکراتے ہوئے یوناف سے کہنے لگی۔

میں خوش قسمت ہوں کہ آپ میری زندگی کے ساتھی اور میرے شوہر ہیں اور جس لڑکی کو آپ جیسا شوہر ملے اسے دنیا بھر کی خوشیاں امن و چین نصیب ہو جاتا ہے آپ یقیناً" میرا حوصلہ میرے دل کا مرہم میرا اجالا میرا حوالہ میرا قرار جسم و جاں میری قلب کی راحت نظر کی روشنی فکر کی درخشندگی عزم کی پائندگی اور میرے اجالوں کا سرور ہیں اور میں اپنے اس اجالے اپنے سکون کی ہر صورت میں حفاظت کروں گی۔

بیوسا کے یہ الفاظ سن کر یوناف نے بڑے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر وہ مسکراتے ہوئے اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو بیوسا آج تو تم کچھ خلاف معمول زیادہ ہی میرے لئے محبت بھرے الفاظ استعمال کرنے لگی ہو میں جانتا ہوں تمہارے دل میں میرے لئے کس قدر گہری اور بے تحاشا محبت ہے اگر تم اپنی اس محبت اور اپنے ان رنگین اور خوش کن الفاظ کے جواب مجھ سے سننا ہی چاہتی ہو تو پھر سنو بیوسا تمہاری میرے لئے کیا اہمیت ہے تمہاری میری نظروں میں کیا وقعت اور عزت ہے یہ میں ہی جانتا ہوں بہرحال مختصر الفاظ میں تمہارے اطمینان تمہاری خوشی اور تمہاری خوشنودی کے لئے یہ کہہ سکتا ہوں کہ بیوسا تم میری ذات کے لئے میرے نفس اور میرے جسم کے لئے نور قمر کی سی لطافت نسیم سحر کی نرمی' گل کی خوشبو اور مکمل حسن کا ایک پیکر ہو سنو بیوسا تمہارے یہ ریشمی پاؤں تمہارے خوبصورت بازو تمہاری چمکدار گردن تمہارے نرم و نازک بال تمہارا گلاب چہرہ تمہاری نیلی جھیل آنکھیں میرے لئے صبح کی کرنوں جیسی راحت و اطمینان اور روح کا سرور فراہم کرتے ہیں میں زندگی میں ہر چیز کو بلکہ اپنے نفس اور اپنی جان کو بھی بھول سکتا ہوں پر تمہیں اور تمہاری رفاقت کو فراموش نہیں کر سکتا یوناف کے یہ پیار بھرے الفاظ بن کر بیوسا نے محبت میں یوناف کے بازو اپنی گردن کے گرد لپیٹ لیا تھا پھر وہ بڑے پیارے انداز میں یوناف کے ہاتھ چوم کر رہ گئی تھی اس کی اس چاہت سے یوناف کے چہرے پر بھی ہلکی ہلکی مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی پھر اس نے بھی بیوسا کا دوسرا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا آؤ چلیں کہیں ایسا نہ ہو کہ سکندر اور اس کے ساتھی واپس جانے والے ہوں اور ہمیں وہ تلاش کرتے پھر رہے ہوں۔ بیوسا نے یوناف کی ہاں سے ہاں ملائی دوبارہ دونوں اس جگہ جا کر بیٹھ گئے تھے جہاں سے اٹھ کر وہ عزازیل' عارب اور بنیطہ سے مقابلہ کرنے کے لئے آئے تھے تھوڑی دیر بعد سکندر کے ساتھی بھی ٹرائے شہر کے کھنڈرات میں گھوم پھر کر تھک گئے پھر وہ سب واپس جانے لگے یوناف اور بیوسا بھی ان کے ساتھ ہو لئے تھے۔

دریائے گرانیک کے کنارے یونانیوں اور ایرانیوں میں ہونے والی جنگ کے دونوں اقوام پر گہرے اثرات مرتب ہوئے یونانی اپنی اس فتح پر خوش اور مطمئن تھے دوسری طرف اس جنگ میں ایشیائے کوچک کے ایرانی مقبوضات کے تمام والی کام آگئے تھے اس لئے دریائے گرانیک کے نزدیک نزدیک جس قدر باشندے تھے انہوں نے یکے بعد دیگرے سکندر کی طاعت کرلی سکندر نے اپنے سالار کالاس کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اس کے بعد اس نے لیڈیا کے مشہور و معروف مرکزی شہر سارڈس کا رخ کیا جہاں کا حاکم شہرداد تھا جو دریائے گرانیک کے کنارے ہونے والی جنگ میں مارا جا چکا تھا سارڈس میں اس شہرداد کا قائم مقام مطریم نام کا ایک جرنیل تھا جس نے انتہائی بزدلی دکھائی اور رؤسائے شہر کو ساتھ لے کر سکندر کے استقبال کو آیا اور شہر کے خزانے اس کے حوالے کر دیئے۔

سارڈس شہر پر سکندر کا قبضہ بڑی اہمیت رکھتا تھا اس لئے کہ یہاں کا قلعہ بہت مستحکم تھا اس کے اردگرد نا قابل تسخیر تین فصیلیں تھیں یہاں آکر ایرانی فوجیں متحد ہو جاتیں تو محاصرہ بہت طول پکڑ جاتا اور ہو سکتا ہے اس محاصرے سے تنگ آکر سکندر اپنے لشکر کے ساتھ پیچھے ہٹ جانے پر مجبور ہو جاتا اور اس موقع پر اگر ساری ایرانی قوت یکجا ہو کر اس کے پیچھے پڑ جاتی تو وہ واپس مقدونیہ بھاگ جانے پر مجبور ہو جاتا۔

سارڈس کے حاکم شہرداد نے تین اہم اختیارات اپنے ہاتھ میں لے رکھے تھے وہ ان علاقوں کا حاکم بھی تھا وہ فوجوں کا سالار اور وہ دبیرے اعلیٰ بھی تھا سکندر نے اب یہ تینوں اہم اختیارات الگ الگ کرکے مختلف افسروں کے سپرد کر دیئے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ سکندر نے اپنے تسلط کو مستقل کرنے کا عزم کر رکھا تھا۔

دریائے گرانیک کے کنارے لڑی جانے والی جنگ میں جو یونانی کام آئے ان کی قربانی کی یادگار قائم کرنے کے لئے سکندر نے اپنے مرکزی شہر پیلا میں حکمنامہ بھجوایا کہ جنگ میں کام آنے والوں کے مجسمے مقدونیہ کے شہروں میں نصب کیے جائیں تاکہ اہل یونان کو معلوم ہو سکے کہ جن لوگوں نے یونان کے لئے جانیں دی ہیں یونانی انہیں فراموش نہیں کر سکتے اس نے مال غنیمت کا بہت سا ساز و سامان مختلف ریاستوں میں بھجوایا تین سو زرہ بکتر اہل ایتھن کے لئے بھیجے اور ہر ایک پر یہ کندہ کروایا کہ زرہ بکتر سکندر بن فیلقوس اور یونانیوں نے جن میں بڑے بڑے سورما بھی شامل تھے ایشیا میں بسنے والوں سے لڑائی میں چھینے ہیں۔

لیڈیا کے مرکزی شہر سارڈس پر قبضہ کرنے کے بعد سکندر نے اب ایشیائے کوچک کے دوسرے ایرانی مقبوضات کی طرف رجوع کیا وہ چاہتا تھا کہ اپنے پاؤں مضبوطی سے جمالے اور پھر اطمینان سے مشرق کی سمت بڑھے اب اس کا ارادہ تھا کہ مشہور شہر افیس کا رخ کرے اور اس شہر کے لوگوں کی قسمت کا فیصلہ بھی کر دے افیس کے حاکم کو جب خبر ہوئی کہ سکندر اس کی طرف پیش قدمی کر چکا ہے تو اس نے سکندر کے آنے سے پہلے ہی سر تسلیم خم کر دیا۔

افیس پر قبضہ کرنے کے بعد سکندر نے ایک دوسرے بڑے شہر ملیس کا رخ کیا دریائے گرانیک کے کنارے شکست سنے کے بعد بچے کھچے ایرانی سپاہی اس شہر میں آکر جمع ہو گئے تھے اور وہ امید رکھتے تھے کہ وہ اس شہر کے اندر رہ کر سکندر کا مقابلہ کریں گے اور اس کے ہاتھوں شکست نہیں اٹھائیں گے سکندر نے ملیس کی طرف پیش قدمی کی اور شہر کا آکر اس نے محاصرہ کر لیا۔

یہاں کے لوگ بہت حوصلہ مند تھے کیونکہ ایرانی جرنیل ممنون نے مزید فوج شہر کی حفاظت کے لئے بھیج دی تھی ملیس کی فوج نے ابتدائی حملوں کا بہادری سے مقابلہ کیا آخر سکندر نے منجنیقوں سے پتھر برسا کر شہر کی دیواروں میں شگاف کر دیئے اور مقدونی لشکر قلعہ کے اندر داخل ہو گیا شہر میں لوٹ مار ہوئی اور اکثر اہل شہر اسیر ہوئے لیکن ان میں سے جس قدر یونانی تھے انہیں آزاد کر دیا گیا بلکہ انہیں سکندر نے اپنی فوج میں شامل کر لیا اور یوں غیر یونانیوں کو غلام بنا کر شہروں شہر فروخت کر دیا گیا تھا۔

ملیس کی فتح کے بعد یونانی فوج کا حدف ہالی کا ناسوس تھا جو ایرانی مقبوضہ قاریا کا مشہور شہر تھا اس کے قدرتی محل وقوع نے اسے نہایت محفوظ بنا دیا تھا اس کے علاوہ یہاں دو نہایت مضبوط قلعے بھی تھے یہ شہر یونانی جرنیل ممنون کا صدر مقام بھی تھا جو اریوش کی طرف سے ان مقامات کا حاکم تھا اور ایران کا بحری بیڑا اس کے ماتحت تھا ممنون نے اس شہر کے استحکامات کے لئے غیر معمولی اقدامات کر رکھے تھے اس لئے اس شہر کو جلد ہی مسخر کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔

ہالی کارناسوس شہر کے اردگرد ایک بہت بڑی خندق بھی تھی جس کی چوڑائی تیس ہاتھ اور گہرائی پندرہ ہاتھ تھی مقدونیوں کے لئے اسے خندق کو عبور کرنا بہت دشوار تھا چنانچہ اسے پر کرنے کا فیصلہ

ہوا اور نہایت عرق ریزی سے اسے پر کر دیا گیا پھر دیوار کو منجنیقوں کے ذریعے بڑے بڑے پتھروں ضرب لگائی گئی جس کے نتیجے میں قلعہ کی دیوار میں شگاف ڈال دیئے گئے مقدونی لشکر نے قلعہ داخل ہونا چاہا لیکن ایرانی جرنیل ممنون کی وہاں موجودگی کی وجہ سے ایرانی لشکر حوصلہ مند تھا تازہ دم فوج کی کمک برابر مل رہی تھی۔

اس لئے انہوں نے قلعہ کی حفاظت کے لئے جانیں لڑا دیں دن بھر نہایت خون ریز جنگ لیکن یونانی قلعہ فتح نہ کر سکے رات کے وقت ایرانی جرنیل ممنون مقدونوی محافظوں کو غافل قلعہ سے باہر آیا اور جس قدر منجنیقیں اور محاصرے کے لئے تعمیرات یونانیوں نے تیار کر رکھی تھیں انہیں آگ لگا دی۔ اس موقع پر شدید لڑائی ہوئی جس میں طرفین کا بہت جانی نقصان بھی آخر ممنون نے امرائے لشکر سے مشورہ کرنے کے بعد یہی مناسب سمجھا کہ شہر کو آگ لگا دے اور فوج سمیت دو مضبوط قلعوں میں پناہ گزیر ہو جائے اس لڑائی میں سکندر کے سپاہی کثیر تعداد میں آئے اس لئے اس نے ان قلعوں کو مسخر کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہالی کارناسوس سے سکندر نے اپنے شادی شدہ سپاہیوں کو رخصت دی اور ان کو کہا کہ موسم بہار میں واپس آجائیں اور زیادہ نئے سپاہیوں کو اپنے ہمراہ لے کر وہ اپنی مہم کو جاری رکھنے کا عزم کر چکا تھا۔

سکندر اب اپنے لشکر کو لے کر ساحل۔ بحر کے ساتھ ساتھ آگے بڑھا اور مختلف شہروں کو فتح کر لیا تاکہ ان مقامات سے ایران کو بحری امداد نہ مل سکے اس مہم سے فارغ ہو کر سکندر پھر شمالی جانب لیڈیا کی طرف بڑھا جہاں اسے پہاڑی قبائل کا سامنا کرنا پڑا ان قبائل کو پسپا کر کے سکندر نے فریگیا کا رخ کیا اور اسے مسخر کر کے وہاں اپنا نظام حکومت قائم کیا فریگیا کے دارلسلطنت گورڈیم میں وہ یونانی جو رخصت پر گئے ہوئے تھے اپنے کچھ مزید ساتھیوں کو لے کر یونان سے میدان جنگ میں پہنچ گئے تھے۔

سکندر نے جب ساحل۔ بحر کے ساتھ ساتھ تمام بڑے بڑے ایرانی شہروں کو فتح کر کے ان پر قبضہ کر لیا تو ایرانی جرنیل ممنون نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اس نے یہ منصوبہ بنایا کہ وہ مقدونیہ اور یونان میں محاذ جنگ قائم کرے گا تاکہ ایشیا میں مقدونی لشکر کا دباؤ کم ہو جائے چنانچہ اس نے کیوس پر حملہ کر کے اسے مسخر کر لیا اس کے بعد ممنون نے جزیرہ لس بس کا رخ کیا اور اس جزیرے کے تمام شہر سوائے مائیٹی لین کے فتح کر لئے اب وہ مائیٹی لین کی طرف متوجہ ہوا لیکن زندگی نے ساتھ نہ دیا اور راستے ہی میں بیمار ہو گیا اور کچھ عرصہ صاحب فراش رہ کر فوت ہو گیا۔ اس جرنیل کی وفات سے ایران کے بادشاہ داریوش سوم کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔

مزید پیش قدمی سے قبل سکندر اعظم نے یہ فیصلہ کی کہ جن یونانی جزیروں میں ممنون اپنے لشکر کے ساتھ گھسا تھا وہاں جس قدر بھی ایرانی سپاہی ہیں انہیں نکال باہر کر دیا جائے تاکہ آنے والے دور میں کوئی اس کیخلاف سر نہ اٹھائے چنانچہ اپنے لشکر کے ساتھ اس نے ان جزیروں پر یلغار کی اور جس قدر وہاں ایرانی لشکری مقیم تھے اس نے ان کا خاتمہ کر کے رکھ دیا تھا۔

اس قدر کام سرانجام دینے کے بعد سکندر نے اپنے مشیروں اور جرنیلوں کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد یہ ارادہ کیا تھا کہ اب وہ جنوبی حصوں کی طرف مزید پیش قدمی کرے گا اور سلیشیا شہر کو فتح کرنے کے بعد اسوس کی طرف بڑھے گا جہاں سے اس کے مخبر یہ خبریں لا رہے تھے کہ ایک بہت بڑا ایرانی لشکر یونانیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اسوس کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے۔

اس مقصد کے لئے سکندر نے جنوب کی طرف پیش قدمی کی جب یونانیوں نے جنوبی حصوں کی زمینیں دیکھیں تو دل پر ایک حد تک ناگوار اثر پڑا آگے بڑھتے ہوئے انہوں نے دیکھا کہ ایک جگہ گھاٹی کا راستہ اتنا تنگ تھا کہ مشکل سے ایک گاڑی اس میں سے گزر سکتی تھی یہ پہاڑ کا آخری گوشہ تھا اس سے آگے دور تک میدانی علاقہ چلا جا رہا تھا جس کی زمین کا رنگ سرخی مائل تھا ہر طرف گرد و غبار نظر آتا تھا کہیں کہیں گرم علاقوں میں پیدا ہونے والے درختوں کے سرسبز جھنڈ نظر آتے تھے اسی وجہ سے یونانیوں کے ذہنوں پر اس قسم کا علاقہ دیکھ کر ناگوار اثر پڑا تھا۔

مزید آگے بڑھتے ہوئے انہوں نے دیکھا کہ اب ان کے سامنے ایک طرف سیاہی مائل چٹانیں تھیں جن کی چوٹیاں برف سے ڈھکی ہوئی تھیں اور موسم گرما میں بھی ان کے اندر برفانی ہوا چل رہی تھی سامنے نشیب میں وہ خطہ پھیلا ہوا تھا جسے انہوں نے کبھی دیکھا تک نہ تھا اس گھاٹی کا نام لوگوں میں باب سلیشیا مشہور تھا سکندر کو انتہائی خوش نصیبی سے اس پر قبضہ جما لینے کا موقع مل گیا اور آئندہ چل کر مزید خوش نصیبی کے بہت سے مواقع بھی اسے میسر آئے اس گھاٹی کی حفاظت پر ایک فوج موجود تھی سکندر نے اپنی بری فوج اور بار برداری کے قافلے کو ایک مناسب مقام پر روک دیا اور پہاڑی علاقے کے مقدونیوں کے چند دستے لے کر اور رات کے پچھلے حصے میں اس خیال سے آگے بڑھا کہ غنیم کی فوج پر اچانک جا پڑے اور اسے دم لینے کی مہلت نہ دے یہ تدبیر کارگر نہ ہو سکی کیونکہ دشمن نے مقدونیوں کو دیکھ لیا لیکن جب سکندر آگے بڑھا اور فضاؤں میں یونانیوں کے سروں پر رکھے ہوئے خود کی چمک دکھائی دی تو دشمن کی فوج جگہ چھوڑ کر رفوچکر ہو گئی تھی۔

ان علاقوں کی سختی اور ویرانی کو دیکھ کر یونانیوں کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سامنے جو سرخی مائل

میدان موجود ہیں یہ جہنم کا پہلا خطہ ہیں گویا وہ جتنا آگے بڑھیں گے اس میں دھنستے چلے جائیں گے یونانی لشکر پہلے ہی ان علاقوں سے خوفزدہ تھے اور بد دل ہو رہے تھے یہاں ان کی ملاقات ایک کاہن سے ہوئی جس نے انہیں ایسی باتیں بتائیں کہ سکندر کے سارے لشکری مزید خوفزدہ ہو گئے تھے۔ وہ اس طرح کے ایک بستی کے پاس سکندر جب اپنے لشکر کے ساتھ گزر رہا تھا تو اس کے قریب انہیں ان کے مخبروں نے اس بستی میں رہنے والے ایک بہت بڑے کاہن کے متعلق دی سکندر کاہنوں اور دیوتاؤں کا بڑا دل دادہ تھا لہٰذا اسنے اس کاہن کو طلب کیا اور اس سے ان کے متعلق اور اس علاقے کے متعلق استفسار کیا سکندر کے اس سوال پر کاہن نے سکندر کو جواب دیتے ہوئے کہا تھا۔

اے بادشاہ! یہ سرزمین بھی عجیب و غریب سرزمین ہے یہاں کے میدانی علاقوں میں عجیب غریب دیوتاؤں کو اقتدار حاصل ہے مثلاً "داغوں اور لعل جن کے سامنے بچوں کو قربان کیا جاتا ہے راتوں کو سمندر کے کنارے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے ان وسیع علاقوں میں اڑتے پھرتے ہیں اور یہاں کے مقامی لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ قدیم دیوتا۔ کرنوس بھی ان وادیوں اور میدانوں میں موجود رہتا ہے اس دیوتا کی چار آنکھیں ہیں دو سو جاتی ہیں اور دو دیکھ بھال کرتی رہتی ہیں پھر سوئی ہوئی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور دوسری دو سونے کا اہتمام کرتی ہیں۔

اسی حصے میں سمندر کے سینے پر کنعانیوں نے سور نام کا ایسا شہر بسایا جو چٹانوں کے سہارے کھڑا ہے وہ لوگ اپنے مردوں کو جلاتے ہیں اور آسمان سے گرنے والے شہاب ثاقب جو سخت لوہے یا پتھروں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں ان کی پرستش کرتے ہیں اے بادشاہ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ ایسا ایک پتھر یروشلم شہر میں موجود ہے جس کے نیچے ایک شگاف ہے اور لوگ اس پتھر کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور اکثر لوگ اس پتھر کی پوجا پاٹ میں مصروف ہو گئے ہیں لہٰذا اے بادشاہ میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ دیوتاؤں کی اس سرزمین میں دیکھ بھال کر کے گزرنا کہیں ایسا نہ ہو یہی دیوتا تم پر خفگی کا اظہار کرتے ہوئے تمہاری تباہی و بربادی کا باعث بن جائیں۔

سکندر نے اس بوڑھے کاہن کی باتوں کو کوئی اہمیت نہ دی اور اس نے دیوتاؤں کی ان وادیوں میں آگے بڑھنے کا عزم کر لیا تھا تاہم اس بوڑھے کاہن کی گفتگو سے اس کے سپاہیوں پر ضرور اثر ہوا تھا سکندر نے اس تاثر کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے لشکر کے ساتھ پھر پیش قدمی شروع کی اب اپنے لشکر کے ساتھ باب سلیشیا سے گزرتا ہوا نیچے سرخ مائل میدانوں میں پہنچا تو سورج کی شدت میں نمایاں اضافہ ہو گیا اور وہ لوگ پسینے میں شرابور ہو گئے تھے وہاں انہیں ایک چٹان نظر آئی جس پر نوک دار اور خانہ نما انداز میں کوئی کتبہ کندہ تھا اور اس کتبے پر ایک تحریر لکھی ہوئی تھی جسے کوئی بھی یونانی پڑھ نہ سکا تھا اس پر وہ تحریر کسی مقامی زبان میں تھی سکندر کے حکم پر ایک مقامی شخص کو بلایا گیا اور اس سے کہا گیا کہ وہ سکندر کے لئے اس تحریر کو پڑھے وہ مقامی شخص اس کتبے کو تھوڑی دیر تک غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے سکندر کو مخاطب کر کے کہا۔

اے بادشاہ! یہ سیاہ رنگ کے اس پتھر پر جو تحریر آپ لکھی ہوئی دیکھتے ہیں یہ تحریر ماضی کی عظیم قوم آشوریوں کے ایک بادشاہ کی ہے اس تحریر میں اس بادشاہ نے اپنی طرف سے لکھا ہے "میں نے شہر طرسوس کو صرف ایک دن میں تعمیر کر دیا لیکن اے اجنبی تو کھا پی اور عیش عشرت میں مشغول رہ اس لئے کہ انسانی زندگی کا بہترین مشغلہ یہی ہے"

اس مقامی شخص نے سکندر کو جو یہ تحریر پڑھ کر سنائی تو سکندر نے اسے غور سے سنا اس نے یہ بھی دیکھا کہ پتھر کے اس کتبے کی عبارت کے نیچے ایک انسانی شکل بنی ہوئی تھی جس نے شاہی لباس پہن رکھا تھا اور ہاتھ اس طرح اٹھائے ہوئے تھے جیسے دعا کر رہا ہو یونانی سپاہی اس تصویر کو دیکھ کر ہنسے اور اس کا ٹھٹھہ اور مذاق اڑانے لگے سکندر نے اپنے لشکر کے ساتھ اس کوہستانی سلسلے میں تھوڑی دیر قیام کیا پھر اس نے دوبارہ پیش قدمی کر دی تھی۔

سکندر اپنے لشکر کے ساتھ جس جس علاقے سے بھی گزرتا چلا جا رہا تھا وہاں اور اس کے گردو پیش کی چیزوں کے معائنے اور مشاہدے کا بھی خاص اہتمام کرتا تھا مثلاً "رات کے وقت ستاروں کے جھرمٹ پر اس کی نظریں ہوتی جتنا راستہ طے کرتے اس کی پیمائش کرتے جاتے فوج کے ساتھ جو طبیب تھے وہ ہر علاقے میں نئی نئی بیماریوں کا حال معلوم کر لیتے سکندر اور اس کے رشتے دار اور جرنیل بطلیموس دونوں روز ان واقعات کو تفصیل سے لکھ لیتے جو جو نئی چیزیں ملتیں مثلاً "پودے' گونگے جانوروں کی کھالیں' کیڑے مکوڑے یا پرندے ان کے نمونے جمع کر کے اپنے وطن مقدونیہ بھجواتے تاکہ سب چیزیں ارسطو کی تجربہ گاہ کے کام آسکیں جس مقام سے بھی یہ لوگ گزرتے مقامی باشندوں سے ہر قسم کے سوالات کرتے جاتے مثلاً "یہ کہ سڑکیں کیسی ہیں غذائی اجناس کا کیا حال ہے لوگ کس قسم کے ہیں اس کے ساتھ وہ اپنے لشکر کے آگے دائیں بائیں اور پچھلی سمت اپنے مخبروں اور جاسوسوں کو بھی پھیلا کر رکھتے تھے۔ آگے بڑھتے ہوئے سکندر اپنے لشکر کے ساتھ طرسوس کے قریب دریائے سدنوس پر پہنچ گیا اور ایرانی لشکر کو جو اس کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا طرسوس کی حفاظت اور وہاں قلعہ بندیاں کرنے کا موقع فراہم نہ کیا دریائے سدنوس کے کنارے پہنچ کر سکندر بیمار ہو گیا اور ہفتوں سخت بخار میں مبتلا رہا۔ بیماری اس کی اپنی بے احتیاطی کا نتیجہ تھی وہ ایک گرم اور ملیریائی وادی میں سے گھوڑا دوڑاتا ہوا جا رہا تھا اور خوب پسینا آیا ہوا تھا اچانک کپڑے اتارے اور پہاڑی ندی میں کود پڑا جس میں پگھلی ہوئی برف کا پانی آ رہا تھا اس کا جسم اکڑ گیا

اور پھر سخت بخار آگیا ساتھیوں کا خیال تھا کہ اسے زہر دے دیا گیا ہے۔

سکندر کے لشکر کے سارے طبیبوں نے سکندر کا علاج کیا لیکن اسے کوئی آفاقہ اور آرام نہ
جب لشکر کے سارے طبیب اس بخار کو زائل کرنے میں ناکام ہو گئے تو سکندر کے کچھ ساتھیوں
مشورہ دیا کہ ایران کے ان مقبوضہ علاقوں میں جہاں یونانی آباد ہیں ایک بہت بڑا طبیب تھا جس کا
سکندر کے باپ کی طرح فیلقوس تھا اور جو آرکینیا نام کے شہر میں رہتا تھا سکندر کے ساتھیوں
مشورہ دیا کہ یہ فیلقوس تمام بیماریوں اور جڑی بوٹیوں سے آگاہ ہے لہٰذا وہ بہتر طریقے سے سکندر
علاج کر سکتا ہے سکندر نے اپنے ساتھیوں کی اس تجویز سے اتفاق کیا لہٰذا تیز رفتار قاصد بھجوائے
گئے تاکہ آرکینیا کے اس طبیب کو وہاں لایا جائے جس کا نام فیلقوس تھا اس دوران سکندر نے اپنے
جرنیل پارمینو کو لشکر کے ایک حصے کے ساتھ آگے روانہ کیا تاکہ وہ دشمن کی نقل و حرکت پر نگاہ
رکھے اور ایسا نہ ہو کہ سکندر کی بیماری سے فائدہ اٹھا کر دشمن اچانک ان پر حملہ آور ہو اور انہیں
نیست و نابود کر دے اس کے بعد سکندر فیلقوس نام کے اس طبیب کا انتظار کرنے لگا تھا۔

اتفاق سے جس روز فیلقوس نام کا وہ طبیب سکندر کے لشکر میں داخل ہوا اور سکندر کا معائنہ
کرنے کے بعد وہ اس کے لئے دوا تیار کرنے لگا عین اس وقت ایک قاصد سکندر کے خیمے میں داخل
ہوا یہ قاصد سکندر کے نامور جرنیل پارمینو کی طرف سے آیا تھا اس قاصد نے ایک خط سکندر
اعظم کو پیش کیا اور یہ خط پارمینو کی طرف سے تھا سکندر نے وہ پارمینو کا خط کھولا اور پڑھنے لگا اس خط
میں پارمینو نے سکندر کو متنبہ اور آگاہ کرتے ہوئے لکھا تھا۔

"آرکینیا کے فیلقوس نام کے جس طبیب کو آپ نے اپنے علاج کے لئے طلب کیا ہے اس
سے متعلق مجھے یہ معلومات ملی ہیں کہ یہ شخص ایران کے بادشاہ داریوش سوم کا خاص آدمی ہے
داریوش نے ایک بھاری رقم اسے رشوت کے طور پر پیش کی ہے اور اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ
وہ سکندر کو زہر دے کر موت کی نیند سلا دے لہٰذا میرا آپ سے مخلصانہ مشورہ ہے کہ آپ ہرگز
فیلقوس نام کے اس طبیب سے اپنا علاج نہ کرائیں۔"

سکندر نے بڑے غور سے اس خط کا ایک ایک لفظ پڑھا لیکن اس کے متعلق اس نے اپنے خیمے میں
جمع لوگوں میں سے کسی سے کچھ نہ کہا پھر اس نے اپنے مشیر خاص کو اشارے سے اپنے پاس بلایا پارمینو
کی طرف سے آنے والا خط اسے تھمایا اور اسے کہا کہ یہ خط تم لے کر یوناف کے پاس جاؤ اسے میرا
یہ خط پیش کرو اور اس سے مشورہ طلب کرو بلکہ اسے میرے پاس بلا کر لاؤ تاکہ میں اس موضوع پر
اس سے گفتگو کروں سکندر کے اس مشیر نے وہ خط لے لیا پھر وہ اس کے خیمے سے نکل گیا تھا۔

سکندر اعظم کا وہ مشیر بڑی تیزی سے سکندر کے خیمے کے بالکل ساتھ یوناف کے خیمے میں داخل
ہوا اندر یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی بیٹھے گفتگو کر رہے تھے اس مشیر کے آنے پر دونوں میاں
بیوی خاموش ہو گئے مشیر آگے بڑھا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا شاید آپ کو معلوم ہو گا کہ
بادشاہ نے آرکینیا کے ایک طبیب کو اپنے علاج کے لئے طلب کیا تھا اس طبیب کا نام فیلقوس ہے یہ
طبیب پہنچ چکا ہے اور بادشاہ کا مکمل معائنہ کرنے کے بعد وہ اس کے لئے اس وقت دوا تیار کر رہا ہے
اصل میں ایک قاصد بادشاہ کے خیمے میں داخل ہوا ہے وہ اپنے جرنیل پارمینو کا ایک خط لے کر آیا
ہے اس کے ساتھ ہی اس مشیر نے خط یوناف کی طرف تھماتے ہوئے کہا آپ پہلے یہ خط پڑھیں اور
اس سلسلے میں بادشاہ آپ سے مشورہ کرنا چاہتا ہے بلکہ بادشاہ نے آپ کو اپنے خیمے میں طلب کیا ہے
شاید وہ خود آپ سے اس موضوع پر گفتگو کرے۔

یوناف نے اس مشیر سے خط لے کر پڑھا پھر اس نے غور سے اس مشیر کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا تم جاؤ میں تمہارے پیچھے پیچھے سکندر کے خیمے میں آتا ہوں اس پر وہ مشیر باہر نکل گیا یوناف سے
خط لے کر بیوسا پڑھنے لگی تھی اس دوران یوناف نے ہلکی ہلکی آواز میں ابلیکا کو پکارا اور جواب میں
فوراً ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا تھا پھر انتہائی نرم آواز میں یوناف نے ابلیکا کو مخاطب
کرتے ہوئے کہا سنو! ابلیکا سکندر کے ایک جرنیل پارمینو نے ایک خط لکھا ہے اور یہ خط بیوسا اس
وقت پڑھ رہی ہے تم بھی اس خط کو دیکھ لو اس کے علاوہ چونکہ سکندر اچانک نہانے سے بری طرح
بیمار ہو چکا ہے اس نے آرکینیا کے فیلقوس نام کے ایک طبیب کو اپنے علاج کے لئے طلب کیا ہے
وہ طبیب سکندر کی حالت کا جائزہ لینے کے بعد اس کے لئے دوا تجویز کر رہا ہے تم مجھے سارے حالات
کا جائزہ لینے کے بعد یہ بتاؤ کہ اس طبیب سے سکندر کو اپنا علاج کرانا چاہئے یا نہیں۔

یوناف کی یہ ساری گفتگو سن کر ابلیکا اس کی گردن سے علیحدہ ہو گئی تھی جبکہ یوناف اور بیوسا
دونوں میاں بیوی بیٹھ کر وہاں انتظار کرنے لگے تھے تھوڑی دیر بعد ابلیکا نے پھر یوناف کی گردن پر
لمس دیا اور کہنے لگی سنو یوناف آرکینیا کے اس طبیب سے سکندر کو کوئی خطرہ نہیں وہ بڑے مخلصانہ
انداز میں اس کا علاج کرے گا اور پارمینو نے جو خدشات ظاہر کئے ہیں کہ وہ ایران کے بادشاہ
داریوش سوم سے رشوت کے طور پر ایک بھاری رقم لے چکا ہے جس کے صلے میں وہ سکندر کو زہر
دے کر ہلاک کر دے گا یہ اطلاع اور خبر بے بنیاد ہے تم بے فکر رہو یہ طبیب بہترین انداز میں سکندر
کا علاج کرے گا۔

ابلیکا جب اپنی بات ختم کر کے خاموش ہو گئی تو یوناف اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور بیوسا کی

طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا آؤ بیوسا سکندر کی طرف چلتے ہیں اور پھر دیکھتے ہیں کہ وہ ہمارے کیا گفتگو کرتا ہے۔ یوناف کے کہنے پر بیوسا فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی دونوں میاں اپنے خیمے سے نکلے چند قدم چلتے ہوئے وہ سکندر کے خیمے میں داخل ہوئے سکندر نے ہاتھ اشارے سے ان دونوں میاں بیوی کو اپنے پاس بیٹھنے کو کہا جب وہ دونوں میاں بیوی آگے بڑ سکندر کے قریب بیٹھ گئے تب سکندر بولا اور کہنے لگا۔

سنو یوناف میرے عزیز پہلے مجھے تم پارمینو کا خط دو پھر میں اس موضوع پر تمہارے ساتھ کرتا ہوں یوناف نے پارمینو کا وہ خط سکندر کو تھما دیا اور سکندر نے وہ خط اپنے تکیے کے نیچے ر پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا اب بتاؤ اس سلسلے میں تمہارا کیا خیال ہے یوناف فوراً اور کہنے لگا سنو مقدونیہ کے بادشاہ میں سمجھتا ہوں بلکہ مجھے یقین ہے بھروسہ ہے کہ پارمینو خدشات بے بنیاد ہیں آرکینیا کا فیلقوس نام کا یہ طبیب انتہائی خلوص کے ساتھ آپ کا علاج کر اور مجھے یقین ہے کہ اس کی تجویز کردہ دوا سے آپ صحت مند ہو جائیں گے یوناف کے ان ال سے سکندر کے چہرے پر رونق اور اس کے ہونٹوں پر خوش کن مسکراہٹ نمودار ہو گئی تھی خیمے تھوڑی دیر خاموشی رہی پھر فیلقوس نام کا وہ طبیب سکندر کے خیمے میں داخل ہوا وہ اپنے ہاتھ سکندر کے لئے تیار کی جانے والی دوا کا ایک پیالہ بھی اٹھائے ہوئے تھا وہ پیالہ اس طبیب نے کی طرف بڑھا دیا اور کہنے لگا میں نے آپ کے لئے اس بیماری سے نجات پانے کے لئے یہ تجویز کیا ہے اور مجھے امید ہے کہ میری اس تیار کردہ دوا سے آپ جلد صحت یاب ہو جائیں سکندر نے پیالہ لے کر دوا پینی شروع کی اور ساتھ ہی تکیے کے نیچے سے پارمینو کا خط نکال کر اس طبیب کے ہاتھ میں دے دیا تھا۔

ادھر فیلقوس نے خط ختم کیا اور ادھر سکندر دوا پی چکا تھا یوناف اور بیوسا کے علاوہ لوگ میں موجود تھے انہوں نے دیکھا کہ سکندر یا فیلقوس دونوں کے چہروں پر تشویش کی کوئی علا نمودار نہ ہوئی تھی طبیب فیلقوس نے پارمینو کا خط واپس دیتے ہوئے کہا اگر آپ میری ہدایا عمل کرتے رہیں گے تو بیماری جاتی رہے گی عمل نہ کریں گے تو ذمہ داری مجھ پر نہ ہو گی۔

بہرحال وہ طبیب سکندر کا علاج کرنے لگا اس جلاب اور دوا سے سکندر بہت کمزور ہو گیا فیلقوس نے سکندر کا علاج جاری رکھا تاہم طبیب کی اس دعا سے سکندر آہستہ آہستہ بہتری افاقہ محسوس کرنے لگا تھا۔

سکندر کی بیماری نے جب طول کھینچا تو ایسا معلوم ہونے لگا کہ فوج کی خوش تعیسی میں خرق

بے سکندر کو پالکی میں سوار کرا کے ادھر ادھر پیش قدمی کی جاتی تھی اس وجہ سے لشکر کی رفتار میں کمی آگئی تھی للذا ایرانیوں کے متوقع حملوں کا مقابلہ کرنے کے لئے سکندر کے لشکر کو اس میدان کو عبور کرنے میں خاصی دیر لگی جو طرسوس سے خلیج اسوس تک پھیلا ہوا تھا۔

اس کے علاوہ ان علاقوں میں ان دنوں موسمی بخار کا زور ہو گیا تھا لشکر کے اور بہت سے جوان بھی بیمار ہو گئے یہ صورت حال دیکھتے ہوئے ساحل شام کے باشندوں نے یونانی فوج کی ہنسی اڑانی شروع کر دی جو دلدلی علاقے میں بہ مشکل راستہ تلاش کرتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی دوسری طرف سکندر اور اس کے لشکری ایک عجیب جستجو میں پڑے ہوئے تھے اس لئے کہ ابھی تک ایرانی لشکر ان کے سامنے نمودار نہیں ہوا تھا تاہم لشکر کے خفیہ کارکن اور مخبر انہیں پورے حالات سے ہر وقت آگاہ رکھے ہوئے تھے۔

سکندر اب کافی حد تک صحت یاب ہو چکا تھا اس لئے اس نے آگے بڑھنے کی رفتار تیز کر دی تھی اس دوران اس کے کچھ مخبر یہ اطلاع لائے کہ ایران کا ایک بہت بڑا لشکر ان سے صرف دو دن کی مسافت پر رہ گیا ہے ایسی خبریں یونانیوں کے دل میں فکرمندی اور ہل چل پیدا کر رہی تھیں اس فکرمندی کو دور کرنے کے لئے سکندر نے ہفتے میں کچھ دن مقرر کئے اور لشکریوں کا دل بہلانے کے لئے ان کے لئے گانے بجانے کا اہتمام کیا اس کے علاوہ اس نے لشکریوں کو اجازت دے دی کہ دن بھر اپنی پسند کی کھیلوں میں مصروف رہیں رات کے وقت مشعلوں کی روشنی میں وہ لشکر کے اندر گھوڑ دوڑ کا انتظام مہیا کرتا تھا اور اسی دوران لشکریوں کے دل بہلانے کے لئے بہترین جشن کا بھی انتظام کیا جاتا تھا۔

لشکر کے جو سپاہی بیمار پڑ گئے تھے انہیں سکندر نے اسوس شہر میں ٹھہرا دیا اور خود اپنے لشکر کو لے کر آگے بڑھا تاکہ اسوس شہر سے دور ایرانیوں کا مقابلہ کریں اب اس کے دائیں ہاتھ پر سمندر بائیں ہاتھ پہاڑیوں کا سلسلہ سمندر سے بالکل قریب آ پہنچا عین اس حالت میں بارش شروع ہو گئی لگاتار ایک رات اور ایک دن جاری رہی جب یہ مطلع صاف ہوا تو سکندر کے لشکر میں یہ خبر پہنچی ایرانی لشکر نے اچانک اپنا راستہ تبدیل کر لیا ہے اور سامنے کی طرف آنے کے بجائے وہ یونانی کے عقب یعنی پشت کی طرف سے آ رہے ہیں اور ساتھ ہی یہ خبر بھی آئی کہ ایرانی لشکر نے وس شہر کا مکمل طور پر محاصرہ کر لیا ہے اور اسوس شہر میں جن بیمار یونانیوں کو ٹھہرایا گیا تھا ایرانیوں نے ان کا بھی قتل عام کر دیا ہے۔

یہ اطلاع سن کر سکندر کچھ اداس ہو گیا تھا اور اس کے لشکر میں بھی افسردگی کے آثار پھیل گئے م اس نے اپنے چند دستوں کو مقرر کیا کہ واپس اسوس کی طرف جائیں اور خود دیکھ کر آئیں کہ

واقعی ایرانی لشکر اسوس پہنچ چکا ہے اور اس نے بیمار یونانیوں کو قتل کر دیا ہے یہ دستے رات کی تاریکی میں اسوس کی طرف گئے پھر واپس یہ خبر لے کر آئے کہ ایرانی لشکر واقعی اسوس پہنچ چکا ہے اور نیز اسوس شہر کے اطراف میں جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے ایرانی سپاہ پھیلی ہوئی ہے مزید یہ کہ انہوں نے بیمار یونانیوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا ہے یہ خبر جب لشکر میں پہنچی تو لشکریوں کے حوصلے اور زیادہ پست ہو گئے تھے اور وہ انتہائی بددلی کا شکار ہو گئے تھے۔

اس صورت حال میں سکندر نے اپنے سارے جرنیلوں اور مشیروں کا ایک اجلاس طلب کیا اس خبر نے اس کے اعصاب پر برا اثر ڈالا تھا لیکن اس نے اپنے جرنیلوں سے بڑی نرمی اور خوش اسلوبی سے گفتگو کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اس خبر سے اس پر کچھ اثر نہیں ہوا اور اپنے جرنیلوں کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا کہ عنقریب ہم ایرانی لشکر کی طرف بڑھیں گے اور ماضی کی طرح کامیابی ہمارے ہی قدم چومے گی۔

اس کے بعد سکندر نے اپنے لشکریوں کا حوصلہ بڑھانے کے لئے ان کے اندر گھومنے پھرنے لگا اور بڑی تیزی سے مسلسل اور تقریباً" ہنستے ہوئے اور ان کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے ان کے خدشات اور ان کے برے اثرات کو دور کرنے کی کوشش کر رہا تھا اپنے لشکر میں گھوم پھر کر وہ ہر لشکری سے کہتا دیکھو ماضی میں ہم نے اپنے ہر دشمن کو شکست دی ہے اب گو ایران کا بادشاہ پوری فوج مقابلے کے لئے بھیج رہا ہے اور خود بھی اپنے لشکر میں موجود ہے لیکن جہاں ایرانیوں کے ساتھ ہماری جنگ ہونے والی ہے وہاں بڑی تعداد کوئی کام انجام نہیں دے سکتی تمہاری تعداد تھوڑی تو سہی لیکن اس جنگ میں یہ تعداد صحیح طور پر کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتی ہے تھوڑا ہونے کی وجہ سے اپنی قوت سے پورا فائدہ اٹھا سکو گے تمہیں صرف سامنے کی طرف سے تنگ گھاٹیوں کے اندر دشمن سے نبرد آزما ہونا پڑے گا دائیں بائیں سے تمہیں کوئی فکر نہ ہوگی اس لئے کہ ہمارے بازوؤں پر ایک طرف سمندر دوسری طرف بلند کوہستانی سلسلہ ہمارے محافظوں کے طور پر کام کریں گے۔

اس کے علاوہ سکندر نے اپنے ساتھیوں کو سابقہ کارنامے یاد دلائے اور کہا اہل مقدونیہ اور ان کے ساتھی آزاد ہیں اور اپنی خوشی سے لڑ رہے ہیں جن لوگوں سے مقابلہ درپیش ہے یعنی ایرانی تنخواہ دار ہیں اور پیسے کی جنگ کر رہے ہیں دشمن کے ساتھ جو یونانی ہیں ان کی حالت بھی یہی ہے ایک شہنشاہ کے ملازم ہیں میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس جنگ میں بھی کامیابی تمہارے قدم چومے گی اور پھر تمہارے لئے محنت و مشقت کے دور ختم ہو جائے گا پھر ایشیا کی سرزمینوں پر قبضہ لینے کا کام باقی رہ جائے گا۔

اس طرح اپنے لشکریوں کا حوصلہ بڑھانے کے بعد جب اندھیرا چھا گیا تو سکندر نے اپنے لشکر کے ساتھ پھر واپس ان راستوں کی طرف بڑھنا شروع کیا جہاں سے وہ گزر کر آیا تھا آدھی رات کے قریب مقدونوی لشکر اسوس کے قریب ایک پہاڑی سلسلے کے قریب پہنچ گیا وہاں ٹھہر کر سکندر نے اپنے لشکریوں کو کھانا کھانے اور سو جانے کی مہلت دی صبح کی روشنی نمودار ہوئی تو پھر پیش قدمی شروع ہو گئی آگے پہاڑیاں تقریباً" سمندر سے دور ہٹتی جا رہی تھیں اور میدان کھلتا جا رہا تھا اب سکندر کے لشکر کی پیش قدمی اس تنظیم کے ساتھ جاری تھی جو میدان جنگ میں اختیار کی جاتی ہے مقدونیوں کو بہت جلد معلوم ہو گیا کہ ایرانیوں کی قوت ان سے کم از کم تین یا چار گناہ زیادہ ہے بہرحال سکندر اپنے لشکر کے ساتھ بڑی برق رفتاری سے ایرانی لشکر کی طرف بڑھا تھا۔

سکندر اور اس کے باپ فیلقوس نے اب تک جو اپنی ہمسایہ اور اردگرد کی اقوام کے خلاف کامیابیاں حاصل کی تھیں اس کی کچھ خاص وجوہات تھیں اور وہ یہ کہ مقدونوی لشکر ایک خاص نقشہ کا کاربند رہتا تھا یونانی مدت سے لڑائیوں میں مشغول چلے آ رہے تھے انہیں جنگوں کا وسیع تجربہ حاصل ہو گیا تھا لشکر کا ہر حصہ ہم قبیلہ یا ہم گروہ جنگوؤں پر مشتمل ہوتا تھا جو مختلف خصوصیات میں ممتاز چلے آتے تھے مثلاً" مقدونیوں میں ان پہاڑی سلسلوں کے رہنے والوں کو جہاں پانی کثرت سے پایا جاتا تھا چھاپہ مار جنگ میں کمال حد تک تربیت دی گئی تھی اس کے علاوہ لشکر کے ہر حصے کو اپنا مقام معلوم تھا یہ بھی معلوم تھا کہ اسے کیا کام سرانجام دینا ہے اور مسلسل وہ کام انجام دیتے رہنے سے انہیں خاصہ تجربہ حاصل ہو چکا تھا اس اعتبار سے یونانی فوج دراصل اس زمانے کے تجربہ کار اور منظم ترین لشکروں میں شمار کی جاتی تھی اور یہ خصوصیات ان کے مقابلے میں ایرانیوں میں موجود نہ تھیں۔

اس کے علاوہ حملہ آور ہوتے ہوئے مقدونیہ کے لشکری کچھ خفیہ چالیں بھی استعمال کرتے تھے اور وہ یہ کہ پیادہ فوج حملہ کرتی تو اس کی رفتار زیادہ تیز نہ ہوتی تھی اور برچھوں کے ذریعے سے دشمن کو پیچھے دھکیلتی تھی مقابل کی صفوں کو توڑنے کے لئے رسالہ استعمال کیا جاتا تھا جو بھاری ہتھیاروں سے مسلح ہوتا تھا اس کے علاوہ کچھ سواروں کو خاص مقام پر چھپا دیا جاتا تھا تاکہ دشمن کی نگاہوں سے اوجھل رہے پھر وہ اچانک گھات سے نکلتے اور دشمن کی صفوں پر عقب سے حملہ آور ہو کر ان کی ساری قوت مزاحمت کو درہم برہم کر کے رکھ دیتے۔

مقدونیوں کی یہی خفیہ چالیں تھیں جس کی بنا پر ہر میدان میں کامیابی حاصل کر لیتے تھے سکندر نے اپنی طرف سے ان خفیہ تدبیروں میں یہ اضافہ کیا کہ نیزہ بازوں کے حملے سے پیشتر دشمن کی فوج میں ایک راستہ پیدا کر لیتا یہی اسباب تھے جن کی بنا پر پارمینو بے تکلف کہا کرتا تھا کہ رسمی جنگ میں کوئی فوج اہل مقدونیہ پر بازی نہیں لے جا سکتی اس تدبیر پر عمل پیرائی کا طریقہ یہ تھا کہ مقدونوی

فوج کی بائیں بازو کی آخری حد پر تھوڑی فوج رکھی جاتی اور اس کی بنا پر دشمن کو وہ بازو بے حد کمزور نظر آتا لہذا دشمن ان پر حملے کی ابتدا کرنے کی کوشش کرتا لیکن ان کے پیچھے تھسلی کا رسالہ موجود رہتا تھا جس کے سوار بڑے کار آزمودہ اور گھوڑے بے حد تیز رفتار تھے جو حملہ آوروں کو ہانک کر رکھ دیتے تھے۔

اس رسالے کو اس طرح چھپا دیا جاتا کہ دشمن کو نظر نہ آتا تھا مقدونیوں کی جنگی تدبیر کے مطابق بائیں بازو سے کوئی خاص کام لینا مقصود نہ ہوتا تھا اسے صرف بازو کی حفاظت کا فرض سونپا جاتا تھا البتہ یہ ضروری تھا کہ وہ کسی بھی حالت میں پیچھے نہ ہٹیں لمبی برچھیوں والے پیادہ دستے مقدونوی فوج میں روح رواں کی حیثیت رکھتے تھے یونان کے بھاری ہتھیاروں والے پاہی تھسلی کے رسالے سے قریب تر تھے زیادہ تر نیزہ باز جفاکش مقدونوی کسان تھے جو جنگ کے دوران قطار در قطار کھڑے ہو کر دشمن کے سامنے چٹان اور ناقابل تسخیر دیوار بن جایا کرتے تھے۔

یونانی لشکر کی پچھلی صفوں کی برچھیاں تقریباً" زیادہ لمبی ہوا کرتی تھیں ایک اندازے کے مطابق ان برچھیوں کی لمبائی سولہ فٹ کے قریب ہوا کرتی تھی جبکہ سامنے والے صفوں کی برچھیاں چھوٹی ہوتیں سامنے والی آٹھ قطاریں اپنے ہاتھوں میں برچھیاں تان کر آگے بڑھتیں تو کوئی ان کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتا تھا پیادہ فوج عموماً" مختلف دستوں میں تقسیم ہوتی ہر دستے میں جنگجوؤں کی تعداد ایک ہزار پانچ سو چھتیس ہوتی پھر چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں تقسیم ہوتی سب سے کم ٹولی آٹھ آدمیوں پر مشتمل ہوا کرتی تھی۔

سکندر اپنا جو لشکر اسوس کے میدانوں میں لایا تھا لشکر میں برچھی والی پیادہ فوج چودہ ہزار سے کم نہ تھی اس پر کوئی حملہ کارگر نہ ہو سکتا تھا اس لئے کہ ان کے سینوں پر فولادی آئینے بندھے ہوئے تھے سر پر فولادی خودے تھے اور چھوٹی چوٹی ڈھالیں تھیں نیز ہر آدمی کے پاس چھوٹی مگر بھاری تلوار بھی تھی تاکہ دست بدست جنگ کی نوبت آجائے تو ان سے بھی کام لیا جا سکے کوچ کے وقت ہر آدمی اپنا سامان خود ہی اٹھایا کرتا تھا۔

بہرحال اپنے لشکر کے ساتھ سکندر بڑھتے ہوئے اسوس شہر کے قریب پڑنے والی خلیج کے کناروں تک جا پہنچا اب وہ اپنے سامنے کھلے میدانوں میں ایرانی لشکر کو دیکھ سکتے تھے اسوس شہر کے پہلو میں جو ہالہ نما خلیج پڑتی تھی انہوں نے دیکھا اس خلیج کے کنارے کنارے اسوس شہر تک ایرانیوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دکھائی دیتا تھا لشکر کے اندر ہر طرف مختلف دستوں کے جھنڈے دکھائی دے رہے تھے ایران کی اس فوج میں مختلف قوموں کے افراد شامل تھے مثلاً تخوار یونانی کردستان کے پیادے اس کے علاوہ دور و نزدیک کی سب دیگر اقوام کے لشکر شامل تھے

ان دنوں ایرانی مملکت میں آئے تھے۔

کافی بلندی پر کھڑے ہو کر تقریباً" ایک گھنٹے تک سکندر اور اس کے جرنیل ایرانی لشکر کا مشاہدہ کرتے رہے انہوں نے دیکھا کہ جنوب میں سمندر تک اور شمال میں اسوس شہر تک دریا کے ساتھ ساتھ ایرانی لشکر پھیلا ہوا تھا تاہم ایرانی لشکر کا مرکز اور قلب اس تنگ گھاٹی کے اندر پڑاؤ کئے ہوئے تھا جو تقریباً" سب سمتوں سے پہاڑوں سے گھری ہوئی تھی سکندر نے اس گھاٹی کے اندر ایرانیوں کے ساتھ جنگ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اس نے عزم کر لیا تھا کہ تنگ گھاٹی میں چونکہ بڑے سے بڑا لشکر تیزی سے حرکت نہیں کر سکتا اور یہ کہ وہ اپنی تعداد سے بھی خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا لہذا اپنے چھوٹے لشکر کے ساتھ وہ اس تنگ گھاٹی میں ایرانیوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا۔

دوسری طرف ایران کا بادشاہ داریوش سوئم بھی اسوس شہر کی ہر قیمت پر حفاظت کرنا چاہتا تھا اس لئے کہ وہ اس کے صوبے سلیشیا کا سب سے اہم ترین شہر تھا داریوش چاہتا تھا کہ ایرانیوں اور یونانیوں کے درمیان یہ آخری جنگ ہو اور اس میں وہ یونانیوں کو شکست دے کر مار بھگائے حالانکہ اس سے پہلے داریوش کو مشورہ دیا تھا کہ وہ پہاڑیوں اور تنگ میدانوں میں اپنی فوج کو نہ لے جائے کیونکہ فوج کی تعداد خواہ کتنی ہی کیوں نہ ہو ایسے مقامات پر قلیل تعداد دشمن کو بھی مغلوب کر لینا آسان نہیں ہوتا۔ لیکن داریوش نے اسین تاس کے اس مشورے کو درخور اعتنا نہ سمجھا اور سلیشیا کی طرف کوچ کر کے سکندر کے عقب میں یعنی اسوس آ پہنچا سکندر کو اطلاع ملی تو اس نے لشکر کے سالاروں کو جمع کیا اور آگے بڑھنے کے بجائے اب وہ واپس مڑا اور جس گھاٹی میں داریوش نے اپنے لشکر کو جمع کر رکھا تھا اب سکندر اپنے لشکر کے ساتھ اسی گھائی میں آنمودار ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ سکندر کی یہ سب سے بڑی خواہش تھی کہ ایران کے سب سے بڑے لشکر کے ساتھ اس کا سامنا کسی تنگ گھاٹی یا تنگ میدانوں میں پیش آئے یہاں اسوس شہر سے باہر آکر اس کی یہ آرزو پوری ہو گئی اس کے باوجود وہ انتہائی فکر مند اور بے چین تھا چونکہ صرف ایک رات باقی تھی اور اگلی صبح ایرانیوں کے عظیم الشان لشکر کے ساتھ جنگ ہونے والی تھی وہ رات سکندر نے بڑی فکر مندی اور سوچ و بچار میں گزار دی دوسرے روز وہ اپنے لشکر کو ایران کے بادشاہ داریوش کے لشکر کے سامنے لایا اور اسے جنگ کے لئے ترتیب دینا شروع کی۔

سکندر نے مرکزی لشکر کو اپنے ساتھ رکھا یوناف اور بیوسا بھی اس کے ہمراہ تھے جبکہ اپنے جرنیل پارمینا کے زیرے کمان اس نے تھریس کے سواروں اور کریٹ کے تیراندازوں کو دیا تھا تھسلی اور دوسرے یونانی علاقوں کے لشکریوں کو اس نے اپنے دوسرے جرنیلوں کے حوالے کرتے

ہوئے جنگ کی تیاری کو مکمل کر لیا تھا یہ انتظامات کر چکنے کے بعد سکندر نے حملے کے منصوبے پر عمل شروع کیا جس حد تک ممکن تھا وہ رسالے کو پیادا فوج کے پیچھے دشمن کی نگاہوں سے مخفی رکھتا گیا جب پیادہ فوج دریا کے کنارے پہنچ گئی تو رسالے دشمن کی نگاہوں سے مخفی ہی مخفی دونوں لشکروں کے درمیان آگئے تاکہ بوقت ضرورت ایرانی لشکر پر ضرب لگا کر جنگ کا پاسا اپنے حق میں پلٹ دیا جائے۔

بہرحال صبح کو وہ جنگ ہونے والی تھی کہ جس کے نتیجے میں سکندر کی قسمت کا فیصلہ ہونا تھا کہ وہ ایشیا کا تاج پہنے گا یا ناکام رہ کر جان دے دے گا جنگ سے پہلے اپنی ساری فتوحات ایک ایک کر کے اس کے سامنے آتی تھیں لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ اس جنگ میں فتح نصرت کس کی طرف جھکے گی۔ دوسرے روز کی صبح جب طلوع ہوئی تو اسوس کے میدانوں میں جن کے شمال میں کوہستانی سلسلے اور جنوب میں خلیج حائل تھی اور درمیان میں جو میدان پڑتا تھا اس کی وسعت بمشکل دو میل ہوگی اس میدان کے اندر ایشیا اور یورپ کے دو طاقتور لشکروں کا آمنا سامنا ہوا تھا اس موقع پر سکندر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے لشکر کے سامنے آیا اور دائیں بائیں پھیلی ہوئی اپنے لشکر کی صفوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پر سوز اور جذباتی انداز میں کہنا شروع کیا۔

"سنو میرے ہم وطنوں یورپ میں تم نے جس جس مقام پر قدم رکھا فتح و نصرت نے تمہارا خیر مقدم کیا اب تم ایشیا کی سرزمین پر آئے ہو ایشیا اب تمہیں کامیابی کا تاج پہنانے کو تیار ہے یہ ملک ہماری یونانی ریاستوں جیسا نہیں کہ تم اپنی قوتوں کو پہاڑوں میں صرف کرتے رہو یہ دنیا ہے جہاں کی زمین سرسبز اور جہاں کی دولت فراواں ہے یہ دنیا اب تمہیں ورثے میں ملے گی تمہیں یاد ہے درایوش اول اور ایران کے دوسرے بادشاہ خشیار شاہ نے تم سے خراج وصول کیا ایرانیوں نے تمہارے معبدوں کی اینٹ سے اینٹ بجائی تھی تمہارے آباؤ اجداد کی دولت لوٹی تھی تمہاری تقدیروں کا فیصلہ اس سے پہلے ایران کے درباروں میں ہوا کرتا تھا لیکن اب ایسا نہیں ہوگا..... سنو میرے ہم وطنوں اب ہم اپنی تقدیر اپنی قسمت کی لگام ان ایرانیوں کے ہاتھوں سے چھین لیں گے اور خود اپنی تقدیر اور اپنے مقدرات کو سنوارنے کی کوششیں کریں گے اس جنگ کو ایرانیوں کے ساتھ سب سے زیادہ اہم جنگ سمجھ کر پوری جان فشانی اور پورے خلوص کے ساتھ فتح و نصرت کے قریب ہونے کی کوشش کرنا میں تمہارے ساتھ ہوں آگے بڑھو یہ جو تمہارے سامنے ایران کے بادشاہ داریوش کے سردار اپنے گلوں میں سونے کے ہار پہنے ہوئے ہیں انہیں عورتیں سمجھ کر ان کے گلوں سے یہ ہار اتار لو اور ان پر اپنی فتح و نصرت کی ضربیں لگاتے ہوئے خونخوار حملوں سے انہیں پاؤں تلے کچل کر رکھ دو"

سکندر کی اس تقریر نے یونانیوں کے اندر ایک نیا جوش ایک انوکھا ولولہ پیدا کر دیا تھا اس کے بعد دونوں طرف سے حملے کے بگل بجنے لگے ایرانیوں کے فلک شگاف نعروں سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ زمین تھرا رہی ہے ایرانی لشکر کی تعداد تقریباً" چھ لاکھ کے قریب تھی اور میدان جنگ میں اتنے بڑے لشکر کا سمانا انتہائی مشکل اور دشوار ہو رہا تھا بہرحال جنگ کی ابتدا ہوئی شروع میں تیروں کی بوچھاڑ کچھ اس طرح شروع ہوئی جیسے فضا میں ٹڈی دل چھانے لگے ہوں پھر تلوار پر تلوار پڑنے لگی تنگ میدان میں فوجوں کی کثرت تھی اس لئے کسی کا وار خالی نہ جاتا تھا ہر فدا کار فتح کے خیال میں بڑھ بڑھ کر وار کر رہا تھا۔

داریوش کے بھائی نے عین جنگ کے عروج کے وقت دیکھا کہ سکندر اپنے محافظ دستوں کے ساتھ اس کے بھائی اور ایران کے شہنشاہ داریوش کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہا تھا اس موقع پر داریوش کے بھائی نے داریوش کی حفاظت کے لئے اپنے لشکر کے چند دستوں کو اپنے ساتھ لیا اور سکندر کے محافظ دستوں پر حملہ آور ہوا اور کئی یونانیوں کو اس نے مار گرایا۔

دوسری طرف سکندر نے داریوش کے محافظوں کو تہ تیغ کر دیا اس موقع پر جبکہ ایرانی دیکھ رہے تھے کہ یونانی بادشاہ سکندر ان کے بادشاہ داریوش کو ختم کرنے کے در پے ہے تو ایرانی اپنے بادشاہ کی حفاظت کرتے ہوئے جان کی بازی لگانے لگے اور دونوں طرف سے لاشوں کے ڈھیر زمین پر گرنے لگے تھے۔

اس موقع پر ایران کے بادشاہ داریوش سوئم نے انتہائی بزدلی اور بے ہمتی کا ثبوت دیا اس نے جب دیکھا کہ سکندر اور اس کے محافظ دستے اس کے در پے ہیں تو وہ اپنے جنگی رتھ سے اتر گیا اپنی ہر چیز اس نے جنگی رتھ ہی میں رہنے دی اور قریب ہی ایک خالی گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہو کر وہ بھاگ گیا۔

ایرانی بادشاہ کے بھاگنے کے بعد ایرانی لشکر میں بھگدڑ مچ گئی کچھ پیادا بھاگ رہے تھے کچھ دشمن کے تیروں کا نشانہ بن رہے تھے جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ ہر طرف سے یونانی ایرانیوں پر ٹوٹ پڑے تھے سواروں کے وہ دستے جو سکندر نے گھات میں بیٹھا رکھے تھے وہ بھی باہر نکل آئے اور خونخوار بھیڑیوں کی طرح وہ بھاگتے ہوئے ایرانیوں پر حملہ آور ہونے لگے تھے ایک اندازے کے مطابق اس جنگ میں تقریباً" ایک لاکھ ایرانی سپاہی مارے گئے تھے یونانیوں نے ایرانیوں کی لشکر گاہ کو غارت کر دیا اور کروڑوں مال غنیمت سکندر کی فوج کے ہاتھ لگا اس مال میں ایران کے بادشاہ داریوش کا وہ شاہی خیمہ بھی تھا جس میں پر شکوہ ساز و سامان کے علاوہ سونے چاندی کی افراط تھی یہ خیمہ خصوصیت کے ساتھ سکندر کے لئے محفوظ کر لیا گیا تھا۔

یہ ایک اتفاق تھا کہ ایک دارا یعنی داریوش نے بزدلی کا ثبوت دیا اس لئے کہ یونانیوں کے کن حملوں نے اسے حراساں اور خوفزدہ کر دیا تھا بہرحال اس اتفاق نے جنگ کا پاسا پلٹ کر رکھ حالانکہ داریوش کے پاس بہت بڑا لشکر تھا اگر وہ اپنی زبردست فوج سے علیحدگی اختیار نہ کرتا تو شاید اس سے مختلف ہوتا جو اس کے بھاگنے کی وجہ سے نمودار ہو گیا تھا بہرحال اس کے بھاگنے کی وجہ سے اس کے لشکر میں افرا تفری کا عالم برپا ہو گیا تھا اس کے لشکر کے بعض حصے اپنی ہی صفوں کو روندتے اور کاٹتے ہوئے بھاگنے کی فکر میں تھے ایرانی لشکر کا تقریباً" آدھا حصہ یونانیوں کے نرغے میں آ چکا تھا اور ایرانوں نے انہیں بری طرح کاٹ کر لاشوں میں تبدیل کرنے لگے تھے۔ یہ جنگ صبح سے لے کر دوپہر تک جاری رہی تھی اور دوپہر کے قریب داریوش اپنے لشکر کو چھوڑ کر بھاگا تھا پھر دوپہر سے لے کر غروب آفتاب تک یونانیوں نے برے طریقے سے ایرانیوں کا تعاقب کیا اور انہیں مار مار کر ان کی لاشوں میں اضافہ کرتے رہے اسوس میں شکست کے بعد ایرانیوں کا تمام ساز و سامان برباد ہو گیا اور فوج اس طرح بکھری کہ اسے دوبارہ جمع نہ کیا جا سکا داریوش کے اپنے اسلحہ خانے افراد خاندان اور خواص و خدام غرض ہر چیز چھن گئی صرف چار ہزار منتظم سپاہیوں کے ساتھ وہ مشرق کی جانب بھاگا تھا یہ فرار جاری رہا یہاں تک کہ وہ دریائے فراط کو عبور کر کے اپنے مرکزی شہر کی طرف بھاگ گیا تھا مقدونیوں نے غروب آفتاب تک بھاگتے ہوئے ایرانیوں کا تعاقب کیا پھر سکندر اپنے لشکر کے ساتھ واپس میدان جنگ کی طرف لوٹ گیا تھا۔

ایرانیوں کا تعاقب ختم کرنے کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ سکندر جب لوٹا تو اس نے دیکھا کہ اس کے لشکر کے کچھ دستے میدان جنگ کے اندر ایرانی پڑاؤ پر قبضہ کر چکے تھے سکندر نے جب ایرانی خیمہ گاہ کا جائزہ لیا تو اس نے دیکھا کہ وہاں بہت بڑے بڑے خیمے نصب کئے گئے تھے جن میں کھانا بالکل تیار رکھا گیا تھا شاید داریوش نے اپنے لشکر کو بتا رکھا تھا کہ عنقریب وہ یونانیوں کو شکست دیں گے اور اس کے بعد ان کے لئے کھانا تیار رکھا ہے تاکہ وہ فتح کی خوشی میں کھانا کھانے کے بعد جشن فتح منا سکیں۔ سکندر جب اس تعاقب کے بعد واپس لوٹا تو اس کے سپاہی اسے ایک احاطے میں لے گئے جہاں کوئی پہریدار موجود نہ تھا وہاں شامیانوں کا ایک جھنڈ تھا اور رنگین فانوسوں کے اندر چراغ جل رہے تھے فرش پر اعلیٰ درجے کے قالین بچھے ہوئے تھے سکندر کے ان افسروں نے جنہیں ایرانی لشکر گاہ پر قبضہ کرنے کے لئے پیچھے چھوڑا گیا تھا سکندر کو سنگ سلیمانی کا ایک چھوٹا سا حوض دکھایا جس کے پانی سے نہایت اعلیٰ خوشبو آ رہی تھی سکندر کو بتایا گیا کہ یہ ایران کے شہنشاہ داریوش کا حمام ہے جس پر سکندر نے فوراً" اپنی آستینیں چڑھا لیں تاکہ منہ ہاتھ دھوئے نہائے اور پھر اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا کہ ہم اپنی فتح کا گرد و غبار اسی حمام میں دھوئیں گے۔ سکندر نے ایران کے بادشاہ داریوش کے اس حمام کا جائزہ لیا تو اس نے دیکھا کہ وہاں چاندی کے آفتابے تھے نہانے کے لئے جن ڈبوں میں ابٹن رکھا ہوا تھا ان پر سنہری گل کاری کا کام تھا گلاب دان شیشے کے تھے سکندر اس حوض میں بیٹھ گیا اس نے محسوس کیا کہ حوض میں تازہ پانی ڈالا گیا تھا اور پانی کو گلاب کے عطر سے معطر کیا گیا تھا اس پانی میں اترتے ہوئے سکندر نے اپنے ارد گرد کھڑے اپنے افسروں کو مخاطب کر کے کہا واہ یہ ہے بادشاہی کی اصل شان۔ سکندر نے اس حمام کا مزید جائزہ لیتے ہوئے دیکھا کہ تولئے ایسے نرم تھے جیسے بطخ کے بچے کے روئیں نرم ہوتے ہیں رنگین روشنیوں میں اسے اپنے رفیقوں کے چہرے اس حمام کے قریب بڑے دلکش دکھائی دیتے تھے نہانے کے بعد وہ ایک بڑے تولئے میں لپٹا ہوا باہر نکلا پھر اس نے اپنا لباس زیب تن کیا اور اپنے رفیقوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میرا کھانا داریوش کے خیمے میں پیش کیا جائے۔ سکندر کے لشکری اس کا کھانا داریوش کے شاہی خیمے میں لے کر آئے خیمے کے ارد گرد پردے پڑے ہوئے تھے خیمے کے بیچ میں لکڑی کی میز لگی ہوئی تھی جس پر ہاتھی دانت کی نہایت خوبصورت گل کاری کی گئی تھی اور سنہری برتنوں میں میوے مسالے والے گوشت اور چاول چنے گئے تھے میزوں کے ارد گرد نہایت عمدہ رضائیاں رکھیں تھیں سکندر نے اس روز فتح کی خوشی میں اور لذیذ ایرانی کھانے دیکھتے ہوئے ضرورت سے زیادہ کھانا کھایا اور پھر وہ رضائی اوڑھ کر لیٹ گیا تھا۔

دوسری طرف سکندر کے افسر اور رفیق شراب پیتے گندے مذاق کرتے اور چوٹوں کو سہلا رہے تھے اب ان کے دل میں سکندر کے لئے ایک خاص احترام پیدا ہو گیا تھا کیونکہ اس نے انہیں ایک عظیم فتح سے ہمکنار کیا تھا اپنی گفتگو میں یونانی سپاہی سکندر کو کبھی ٹرائے کا عظیم فاتح ایکلیز قرار دیتے کبھی وہ اسے یونان کے ہرکولیس کے مساوی گردانتے لگے تھے اس لئے کہ اس جنگ میں اشرفیوں سے بھری تھیلیاں ان کے ہاتھ میں لگی تھیں اور ان کے سامنے سنہری برتنوں میں نہایت لذیذ کھانے پیش کئے گئے تھے اب یونانی سکندر کو اپنا دیوتا قرار دینے لگے تھے اس لئے کہ وہ انہیں بد سے بدتر حالات میں بھی فتح سے ہمکنار کرنے لگا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد سکندر رضائی میں گھس کر آہستہ آہستہ شراب پی رہا تھا اور ساتھ ہی اپنے افسروں اور ساتھیوں سے باتیں بھی سن رہا تھا عین اس موقع پر قریب سے آہ و بکار کی صدائیں بلند ہوئیں سکندر نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک سے پوچھا یہ کیا ہے اس پر ایک افسر بولا اور سکندر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ یہ قریب کے خیمے میں شہنشاہ ایران کی خواتین موجود ہیں انہیں اب معلوم ہوا ہے کہ داریوش کی ڈھال اور کمان آ گئی ہے اور یہ سمجھ رہی ہے کہ ایران کا بادشاہ دارا مارا گیا ہے لہٰذا وہ رو رہی ہیں۔

سکندر نے اپنے اس افسر کو مخاطب کر کے پوچھا عورتوں کے اس شاہی خیمے میں داریوش کے رشتے کی کون کون سی عورتیں ہیں اس پر وہ افسر پھر بولا اور کہنے لگا۔ عورتوں کے اس شاہی خاندان میں ایک دارا کی والدہ ہے اس کے علاوہ اس خیمے میں دارا کی ملکہ ہے جو حسن میں اپنا جواب نہیں رکھتی اس خیمے میں ان کے علاوہ دارا کی دو نوجوان بیٹیاں بھی ہیں اور ایک شیر خوار بیٹا بھی ہے اس جواب پر سکندر تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا اس دوران اس نے شراب پینا بند کر دی تھی پھر اس نے افسروں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

جاؤ ان عورتوں کو بتا دو کہ میرے پاس دارا کی صرف ڈھال اور کمان ہے اور یہ کہ تم سب کو رونے کی ضرورت نہیں دارا زندہ ہے اور وہ میدان جنگ سے بھاگ کر اپنے مرکزی شہر کی طرف چلا گیا ہے ان عورتوں کو یقین دلاؤ کہ جس شان سے وہ پہلے رہتی تھیں اسی شان سے وہ اب بھی رہیں گی اگر ان کے ساتھ ان کے ملازم ہیں تو وہ حسب بدستور ان کے ساتھ رہیں گے اس پر ایک افسر بولا اور کہنے لگا ان شاہی عورتوں کے ساتھ خواجہ سرا بھی ہیں سکندر نے جواب دیا جتنے لوگ بھی ان کے ساتھ ہیں وہ پہلے کی طرح ان کے ساتھ رہیں گے اور ان سب کو جس قدر پہلے اخراجات کے لئے رقم ملتی تھی اتنی ہی رقم اب بھی ان لوگوں کو مہیا کی جاتی رہے گی۔

سکندر کے اس فیصلے سے پتہ چلتا تھا کہ وہ خاصی لمبی مدت تک شاہی خواتین کو یلغار کے طور پر اپنے پاس رکھے گا اور اس کا فیصلہ یہ بھی بتاتا تھا کہ کوئی مقدونوی افسران کی قیام گاہ کی طرف جھک نہ سکے گا اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ بلند مرتبت ایشیائی لوگ اپنی خواتین کو یونانیوں سے بھی زیادہ پردے میں رکھتے تھے سکندر کے اس فیصلے سے ظاہر ہو گیا تھا کہ سکندر کی جسمانی آسودگی کا خواہ نہ تھا حالانکہ خدا نے دشمن کی بیوی اور بیٹیوں کو قبضے میں دے دیا تھا اس موقع پر ایک سپاہی نے سکندر کو مخاطب کر کے کہا کہ ایرانی عورتیں بڑی خوبصورت ہوتی ہیں پر سکندر نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ ان کی خوبصورتی میری آنکھوں کے لئے اذیت کا باعث ہے بہرحال سکندر نے ان عورتوں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

سکندر کا بہترین جرنیل پارمینو قریب ہی کھڑا اس ساری گفتگو کو سن رہا تھا جب سکندر خاموش ہوا تو سکندر کو مخاطب کر کے کہنے لگے میرا ذاتی خیال ہے کہ آپ کو اپنے لئے کسی نہ کسی عورت کا انتخاب کر لینا چاہئے آپ نے ابھی تک کسی مقدونوی لڑکی سے بھی شادی نہیں کی اب بہترین مواقع آپ کے سامنے نمودار ہوئے ہیں میرا خیال یہ ہے کہ آپ کسی ایرانی شاہی خاندان کی لڑکی یا عورت سے شادی کر لیں اس کا فائدہ یہ ہو گا آپ کے ہاں اولاد ہونے سے آپ کے بعد جانشینی کا

مسئلہ نہیں اٹھ کھڑا ہو گا اور آپ جانتے ہیں کہ جانشینی کا مسئلہ اتنا عام ہوتا ہے کہ حکومتوں اور سلطنتوں کے درمیان جنگوں کے طوفان اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ سکندر پارمینو کی گفتگو بڑے غور سے سنتا رہا سکندر عورتوں سے عموماً گریزاں رہتا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کی ماں اولمپیاس ہر وقت اس پر مسلط رہتی تھی اور جب وہ ایشیا کی طرف حملہ آور ہوا تو بڑے عرصے کے بعد اسے اپنی ماں کے ناخوشگوار موقف سے آزادی حاصل ہوئی تھی لہٰذا ہر عورت میں اسے اپنی ماں کا تحفظ نظر آتا تھا وہ بڑا حساس تھا اس کے علاوہ باپ کی عیاشی نے بھی اس پر بڑا برا اثر ڈالا تھا لہٰذا وہ یہ پسند نہیں کرتا تھا کہ اس کے خیمے بلکہ اس کے بڑے بڑے افسروں کی خیمہ گاہوں میں طوائفیں رہیں البتہ کسی کو بیوی بنا کر رکھ لینا قابل اعتراض نہیں سمجھتا تھا جب پارمینو نے اسے شادی کر لینے کا مشورہ دیا تو وہ گردن جھکا کر بڑی سنجیدگی سے اس پہلو پر غور کرنے لگا تھا۔

کافی دیر کے غور و خوض کے بعد آخر سکندر نے سر اٹھا کر پارمینو کی طرف دیکھا اور سے کہنے لگا پارمینو میں جانتا ہوں تو میرے لئے انتہائی مخلص اور غم گسار ہے میں تیرے مشورے پر عمل کرنے کا ارادہ کرتا ہوں اب تم کہو مجھے کس سے شادی کرنی چاہئے اور یہ ضرور خیال رکھنا کہ جو لڑکی بھی تم میری شادی کے لئے چنو ان میں ایران کے بادشاہ دارا کی بیوہ اور اس کی لڑکیاں نہیں ہونی چاہئیں اس لئے کہ کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ ان عورتوں کی بے بسی سے فائدہ اٹھا کر میں نے ان سے شادی کر لی ہے پارمینو سکندر کا یہ فیصلہ سن کر بہت خوش ہوا اور اس سے کہنے لگا شاہی خاندان کی عورتوں کے علاوہ ایک ایسی عورت بھی اس جنگ میں اسیر ہوئی ہے جو حسن اور خوبصورتی میں اپنا جواب نہیں رکھتی یہ ایران کے ممنون نام کے جرنیل کی بیوہ ہے جو یونانی تھا اور ایرانی لشکر میں کام کرتا رہا ہے اس عورت کا نام برسین ہے یہ عورت نہایت خاموش اور حلیم الطبع ہے میں اسے دیکھ چکا ہوں اور اس سے گفتگو بھی کر چکا ہوں نسلی اعتبار سے اس کا تعلق ایران کے ایک امیر گھرانے سے ہے لیکن اس نے یونانی درس گاہ میں تعلیم پائی ہے اور میرا اندازہ ہے کہ وہ عمر میں آپ سے کچھ زیادہ بڑی نہ ہو گی سکندر نے پارمینو کے اس فیصلے سے اتفاق کیا اور اسی روز سکندر کی شادی ایرانی جرنیل ممنون کی بیوہ برسین سے کر دی گئی تھی۔

O

اسی دوران سکندر کو اپنے مخبر کے ذریعے سے یہ اطلاع ملی کہ اسوس کے میدانوں کی طرف آنے سے پہلے ایران کا شہنشاہ داریوس دمشق کی طرف گیا تھا اور اسوس کی طرف کوچ کرنے سے پہلے اس نے اپنے کافی خزانے اور قیمتی سامان دمشق میں رکھا تھا لہٰذا اسوس میں داریوش کی شکست

کے بعد سکندر یہ سمجھتا تھا کہ دمشق میں جو کچھ خزانے داریوش کے ہیں وہ ان کا حقیقی حق دار ہے لہٰذا اس نے اپنے جرنیل پارمینو کو ایک لشکر دے کر دمشق کی طرف روانہ کیا تاکہ ایران کے بادشاہ کے جو خزانے وہاں ہیں انہیں حاصل کرے پارمینو کے ساتھ جو لشکر بھیجا گیا وہ زیادہ تھسلی کے جوانوں پر مشتمل تھا یہ لوگ خوش تھے کہ انہیں دمشق میں جا کر لوٹ مار کرنے کا موقع مل جائے گا۔ پارمینو جب دمشق پہنچا دمشق والوں نے اس سے جنگ کرنے کے بجائے فرمانبرداری کا اظہار کر دیا دمشق میں اسے چند یونانی سفیر ہاتھ لگے جو یونان کی مختلف ریاستوں سے تعلق رکھتے تھے اور سکندر کے خلاف ایران کے بادشاہ سے گفت و شنید کرنے کے لئے وہ لوگ یونان سے آئے تھے دمشق میں داخل ہونے کے بعد پارمینو نے وہاں سے بیش بہا مال و دولت کے علاوہ داریوش کا خزانہ بھی حاصل کیا اور وہ یونانی سفیروں کو بھی اپنے ساتھ لے آیا اور سب مال و متاع کے ساتھ اس نے ان سفیروں کو بھی سکندر کے سامنے پیش کیا۔

گو ان سفیروں نے سکندر کیخلاف کام کیا تھا اور وہ یونان سے ایشیا کی سرزمین پر اس غرض سے آئے تھے کہ وہ سکندر کے خلاف ایران کے بادشاہ کے ساتھ بات کریں لیکن سکندر نے فراخ دلی سے کام لیتے ہوئے ان کا جرم نظرانداز کر دیا جبکہ پارمینو نے ان پر غداری کا الزام لگاتے ہوئے انہیں قتل کرنے کی سفارش کی تھی۔ سکندر نے انہیں معاف کرنے کے لئے بڑی دلچسپ تدبیریں پیش کی تھیں اس نے کہا کہ دو سفیر تھیبس سے تعلق رکھتے ہیں انہیں اس لئے مجرم نہیں کہا جا سکتا کہ اہل مقدونیہ نے تھیبس کو حملہ کر کے تباہ و برباد کر کے رکھ دیا تھا یعنی یہ سفیر حب وطن کے جوش میں شہنشاہ ایران سے مدد لینے آئے تھے دوسرے سفیروں کو سکندر نے اس بنا پر معاف کر دیا کہ وہ اولمپائی کھیلوں میں امتیاز اور اعزاز حاصل کر چکے تھے بہرحال دمشق سے بھی سکندر کو بے شمار مال و دولت ہاتھ لگی تھی۔

سکندر کی نئی نویلی بیوی برسین اس کے معاملات میں کبھی دخل نہ دیا کرتی تھی وہ اپنی خیمہ گاہ میں بیٹھی رہتی اور ملازموں کے ذریعے سے ضروری کاروبار انجام دیتی رہتی تھی آس پاس جو گفتگو ہوتی اسے سن لیتی لیکن سکندر سے کچھ نہ کہتی وہ اپنی خلوت پسندی پر قانع تھی سکندر کی بیوی اور رفیقہ بن جانے کو نہ اس نے اپنے لئے باعث عزت سمجھا نہ موجب سزا دوسرے لوگ اس کے طریقہ زندگی کو دیکھتے ہوئے اسے ایک پردہ دار سایہ کہنے لگے تھے جو ہمیشہ اپنے شامیانے کے اندر رہتا تھا جبکہ سکندر کو اس کی محبت میں خاص آرام حاصل ہو گیا تھا۔ غالباً" سکندر برسین کے مزاج کو بھی نہ سمجھ سکا سکندر کے پاس پہنچنے سے پیشتر وہ ایرانی جرنیل ممنون کی بیوی تھی جو بڑا بہادر اور دور اندیش مانا جاتا تھا وہ ایرانی سلطنت کا ایک رکن تھا اگرچہ اس نے شہنشاہ ایران کی وفاداری قبول کر لی تھی تاہم اہل مقدونیہ ممنون کا بڑا احترام کرتے تھے وہاں دارا کے لئے ان کے دل میں کوئی احترام نہ تھا جس نے ڈر کر اپنی فوج اپنی عورتوں اور اپنے ہتھیاروں کو چھوڑا اور بھاگ کھڑا ہوا۔

برسین کو سکندر کے خیالات کا کوئی علم نہ تھا اسے سکندر کے کسی کام سے سروکار نہ تھا وہ صبح کے وقت اٹھتا تو شامیانوں سے باہر جا کر ان چٹانوں میں قربانی کرتا جو سمندر پر واقع تھی جب خیمے میں واپس آ کر روٹی اور انگور کھاتا تو فوجی افسر ارد گرد بیٹھے ہوتے ان سے بات چیت کرتا رہتا جب وہ ننگے سر اپنی فوج خاص کے پاس دھوپ میں کھڑا ہوتا تو سپاہیوں کے جھنڈ یا دیہاتی لوگ اپنی درخواستیں لے کر آ جاتے سکندر کی عادت تھی کہ جس علاقے میں داخل ہوتا اس میں فوجی اور دیوانی مقدمات کو لازم سنتا اس کا خیال تھا کہ افراد کے حالات سن کر مجھے ملک کی ضرورت معلوم کرنے کا موقع ملتا ہے ایسے موقعوں پر کوئی ترجمان ساتھ نہ ہوتا تھا لوگ تو خود اپنے حالات بیان کرتے اکثر یونانی زبان بولتے یا وہ ملی جلی زبان جسے باآسانی سمجھا جا سکتا تھا ہاں جو لوگ آرامی سامی بولیوں کے سوا کچھ نہ جانتے تھے وہ اپنے ترجمان ضرور ساتھ لے کر آتے تھے۔

برسین کو کبھی کبھی سکندر کے پاگل اور فاطر العقل ہونے کا شبہ ہونے لگتا تھا وہ یوں کہ ایک روز اس نے ایک معمولی زیور پہن لیا دراصل وہ تانبے کا سانپ تھا جسے خاص انداز میں موڑا گیا تھا یہ زیور ایک غلام نے اسے دیا تھا سکندر نے اسے دیکھتے ہی اس زور سے اتارا کہ برسین کے بازو کو صدمہ پہنچا پھر سکندر نے اسے دور سمندر میں پھینک دیا اور اپنے اس فعل کے لئے کوئی عذر بھی پیش نہ کیا۔ بعد ازاں برسین کو ہر وقت یہ تشویش رہتی کہ کہیں سکندر اس کا وہ راز نہ معلوم کر لے جو اس سے وہ چھپاتی چلی آ رہی تھی یہ راز ہاتھی دانت کے چھوٹے سے ایک ڈبے میں تھا جس میں جواہرات رکھے جاتے تھے اس ڈبے میں قفل نہ تھا بلکہ اس کی بندش کے لئے خاص خفیہ گرفت کا انتظام تھا اس ڈبے کو برسین ہمیشہ اپنی خاص چیزوں میں رکھتی اور جب تک بالکل اکیلی نہ ہوتی کبھی نہ کھولتی عموماً" چاندنی راتوں میں اسے دیکھتی جب کسی دوسرے کو معلوم نہ ہوتا کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔

سانپ والا زیور برسین کے ہاتھ سے اتار کر پھینک دینے کے بعد سکندر برسین کے لئے ایک سنہری کنگن لایا جس پر سفید رنگ کے جواہرات جڑے ہوئے تھے برسین سکندر کو خوش کرنے کے لئے روزانہ یہ زیور پہن لیتی اگرچہ وہ جواہرات میں سے کوئی اور چیز استعمال کرنے کی عادی نہ تھی۔

ایک روز یونانی سپاہی سکندر کے پاس ایک قیمتی صندوقچہ لائے اور تحفے کے طور پر اسے پیش کیا اس پر بڑی خوبصورت تصویریں منقش تھیں اور انہوں نے اسے بادشاہ کے شایان شان تحفہ قرار دیا سکندر نے تحفہ دینے والوں کو مخاطب کر کے پوچھا بتاؤ اس قیمتی صندوقچے میں کون سی قیمتی چیز

رکھی جا سکتی ہے ان میں سے کوئی کچھ بتاتا اور کوئی کچھ تاہم سکندر نے اپنے خیمے میں پڑی ہوئی
کی نظم ایلیڈ کا ایک عمدہ نسخہ اٹھایا جو اس کے پلنگ کے پاس پڑا تھا اور کہا میرے پاس اس سے
کوئی چیز قیمتی نہیں جسے اس صندوق میں رکھا جائے۔ بہرحال ہومر کی نظموں کا وہ مجموعہ سکندر
اس بکس میں رکھ دیا یہ دیکھتے ہوئے برسین کو اس پر بڑی تشویش ہوئی کہ خود اس کی طرح سکندر
کوئی چمکتی چیز اپنے پاس نہیں رکھتا تھا جواہرات یا سنہری مورتیاں جو کچھ بھی اس کے پاس آ
عموماً" دوسروں میں بانٹ دیتا داریوش یعنی دارا کے سنہری شامیانے یا سونے کی پلیٹوں سے بھی
نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا البتہ دارا کے سنگ سلیمانی کے حوض کو اپنے پاس رکھا وہ کہتا تھا یہ حوض
میرے دل میں اسوس کی فتح کو تازہ کرتا رہے گا۔ ہومر کی نظموں کا مجموعہ چاندی کے اس صندوق
رکھنے کے بعد جب سکندر نے وہ صندوق اپنے پلنگ کے پاس رکھ دیا تو برسین نے اپنے جواہرات
کے ڈبے کو اس کی نظروں سے بچانے کی کوشش کی جو غلطی سے اس کے سامنے پڑا رہ گیا تھا اور
ڈبہ برسین کے لئے بے حد بیش بہا اور قیمتی متاع تھا برسین نے اس موقع پر اس ڈبے
چھپانے کی کوشش کی کچھ معلوم نہیں کہ آیا سکندر نے اسے ڈبے کو چھپاتے دیکھ لیا تھا یا نہیں
اس واقعہ کے چند روز بعد جب ایک روز برسین باہر سے خیمے میں داخل ہوئی تو اس نے دیکھا
کی خواب گاہ کے پاس کچھ تلاش کر رہا تھا اس وقت اس کے ہاتھ میں جلتی ہوئی ایک شمع بھی تھی
وہ اس جگہ کچھ تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا جہاں برسین کے کپڑوں کا صندوق
آئینے' جوتے دھرے رہتے تھے اس راز والے ڈبے کے علاوہ برسین کے پاس کوئی خاص چیز نہ
وہ پہلے کی طرح بہت سی چیزیں اپنے گرد جمع کرنا چاہتی تھی اس سے اس کے دل میں ماضی کی
یادیں تازہ ہو جاتیں لیکن ڈبے کے اندر جو چیزیں تھیں انہیں وہ الگ نہ کرنا چاہتی تھی۔

سکندر نے آخر کار تلاش کرتے ہوئے ہاتھی دانت کا وہ ڈبہ ڈھونڈ نکالا اور اسے اٹھا لایا
اس نے ہاتھی دانت کے ڈبے کا پردہ اتارا اسے غور سے دیکھنے لگا کھولنے کے لئے اسے جگہ جگہ
دبانا شروع کیا پر اسے مایوسی ہوئی ڈبہ نہ کھلا اس پر برسین اس کے قریب آئی اور اسے مخاطب
کر کے کہنے لگی یقین رکھئے اس میں میرے بال آپ کے لئے زہر نہیں ہے ان الفاظ پر سکندر
تھوڑی دیر کے لئے غور سے دیکھتا رہا اس کی نگاہیں صاف طور پر برسین کو بتا رہی تھیں کہ وہ یہ جاننا
چاہتا تھا کہ اس ڈبے کے اندر کیا ہے برسین کو بھی اس کا احساس ہو گیا لہٰذہ وہ آگے بڑھی ڈبے کو
ایک سمت دبائی اور وہ کھل گیا اندر چند چیزیں درخشاں تھیں جو بڑی ترتیب سے رکھی ہوئی تھیں
بازو بند ایک چھوٹا سا سر کا تاج کانوں کی بالیاں ہر شے پر باریک حروف میں یہ عبارت کندہ تھی "ممنون
کی طرف سے تحفہ محبت"

سکندر نے اس ڈبے میں سے ایک چوڑی اٹھائی جو چاندی کی بنی ہوئی تھی جو بڑی سفید تھی چند
لمحے وہ اس چوڑی کو بغور دیکھتا رہا پھر بدستور ڈبے میں رکھ دیا اور ڈھکن بند کر کے ڈبہ برسین کے
حوالے کر دیا ساتھ ہی اس نرمی سے برسین کو اسے مخاطب کر کے کہا اس ڈبے کو دیکھنے کے بعد میں
تمہیں یہ مشورہ دوں گا کہ تمہیں سکندر مقدونوی کی دی ہوئی چوڑیاں نہ پہننی چاہئیں برسین نے
سکندر کے ان الفاظ کو کوئی اہمیت نہ دی اور وہ برابر اپنے طرز پر سکندر کے ساتھ زندگی بسر کرتی رہی۔

سکندر نے جنگ کے بعد کئی ہفتوں تک اسوس کے میدانوں میں اپنے لشکر کے ساتھ قیام کئے
رکھا اپنے مقتولین کے کفن کا اس نے انتظام کیا جو افسر مارے جا چکے تھے ان کی جگہ نئے افسر مقرر
کئے مال و دولت اس قدر ہاتھ آیا تھا کہ اس نے اپنے لشکریوں کو جشن منانے کی اجازت دے دی
اس کے علاوہ اسوس کے قریب قیام کے دوران سکندر کے لشکر کو مزید تقویت ملی وہ اس طرح کہ
یونان سے کچھ کمک اس کے پاس پہنچ گئی اس کے علاوہ جزیرہ قبرص کے کچھ جنگجو لوگ چار بڑے
بڑے بحری جہازوں میں بیٹھ کر اس کے پاس پہنچ گئے اور اس کے لشکر میں شامل ہو گئے مزید یہ کہ
عظیم سورما اور جنگجو جو جزیرہ روڈس کے قدیم مندروں کی حفاظت کیا کرتے تھے وہ بھی روڈس
سے نکل کر اسوس شہر کے باہر سکندر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کے لشکر میں شامل ہو گئے

اس کے علاوہ سکندر نے ایران کے بادشاہ دارا کے پڑاؤ سے حاصل ہونے والی دولت اور
دمشق شہر سے ملنے والے سونے اور جواہرات کے ذخیرے ایک جگہ جمع کرنے کے بعد اس نے ان
میں سے بیشتر حصہ یونان بھجوا دیا اور اپنی مہمات اور آئندہ کی جنگوں کی مصارف کے لئے اور ایک
سال کا خرچہ اپنے پاس رکھ لیا عین اس زمانے میں جبکہ سکندر اپنے لشکر کے ساتھ اسوس شہر سے
باہر قیام کئے ہوئے تھا ایران کے بادشاہ داریوش کے کچھ سفیر سکندر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
بادشاہ کا ایک خط انہوں نے سکندر کو پیش کیا۔ داریوش نے اپنے خط میں بڑی لجاجت کا اظہار
کرتے ہوئے کہا تھا کہ ایرانیوں اور یونانیوں کو آپس میں صلح کر لینی چاہئے جو قاصد داریوش نے
سکندر کی طرف بھجوائے تھے انہوں نے خود بھی معذرت آمیز رویہ روا رکھنے میں کوئی کسر نہ اٹھا
رکھی انہوں نے خود بھی سکندر کو مخاطب کر کے کہا ایشیائی ممالک کو نقصان نہ پہنچایئے مصالحت
ہو جایئے اور شاہی خاندان کی عورتوں کو واپس بھیج دیجئے۔ داریوش کا خط پڑھنے اور داریوش
کے سفیروں کی گفتگو سننے کے بعد سکندر کافی دیر تک غور و فکر میں ڈوبا رہا پھر اس نے داریوش کے
سفیروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تم لوگ واپس اپنے شہنشاہ کے پاس چلے جاؤ عنقریب میرے
قاصد خط لے کر تمہاری ان باتوں کا جواب داریوش تک پہنچائیں گے سکندر کا یہ جواب سن کر

دارا کے سفیر واپس چلے گئے تھے پھر چند ہی روز بعد سکندر کے سفیر دارا کی خدمت میں پہنچے اور سکندر کا خط اسے پیش کیا اس خط میں لکھا تھا۔

میں تمام یونانیوں کا سپہ سالار ہوں مجھے اس لئے یہاں آنا پڑا کہ تیرے کارندوں نے باپ کے قتل کی سازش کی تھی اور میرے دوستوں کو رشوت دے کر اپنے ساتھ ملانا چاہا تھا سپارٹا کو روپیہ دے کر میرے خلاف عداوت کی آگ بھڑکائی اور یونان کی متحدہ جمعیت میں انتشار کرنے کی کوششیں کی تھیں جس کا رئیس اور سردار میں خود ہوں۔ اے ایران کے بادشاہ تو کہ لڑائی کا فیصلہ خدا کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے تو پھر سمجھ لے کہ میں خدا کی مرضی کے تیرے علاقوں پر قابض ہونے کے لئے آگیا ہوں میں تیرے ان آدمیوں کی حفاظت کر رہا اپنی مرضی سے میرے پاس چلے آئے ہیں میرا باپ مارا گیا اب اس کے بعد میں ہی یونانیوں بن کر اٹھا ہوں اور تو جانتا ہے کہ ایشیائے کوچک میں جس قدر یونانی آباد ہیں تو ایک غا حیثیت سے ان پر چھایا ہوا ہے اور تیرا یہ فعل ایران اور قوم معاد کے تمام ضوابط کے خلاف

اے ایران کے بادشاہ! تم میرے پاس آؤ اپنی ماں' اپنی بیوی اور اپنے بچوں کو مجھ سے مانگے تو میں بلا تکلف انہیں تمہارے حوالے کر دوں گا اور تیری حفاظت کا ذمہ اٹھاتا ہوں البتہ اگر مجھ سے اپنی ماں اور بیوی بچوں کی رہائی کے لئے سوال ضرور کرنا چاہئے اس لئے کہ اب صرف تیرا ہم عصر نہیں بلکہ اسوس کی شکست کے بعد اب میں تیرا آقا بن گیا ہوں اگر تو میرے منصب کو قبول نہیں کرتا تو ایک اور لڑائی کر لے لیکن میدان چھوڑ کر بھاگنے کی کوشش ہرگز اس لئے کہ آئندہ جنگ سے فرار ہونے کے بعد تو جہاں کہیں بھی جائے گا میں سائے کی طرح تعاقب کروں گا۔

سکندر کے سفیر جب یہ خط لے کر دارا کے سامنے پیش ہوئے تو دارا نے بڑی بے تابی چینی سے سکندر کا یہ خط پڑھا کیونکہ اس خط کے الفاظ دارا کے لئے ناقابل برداشت تھے لہٰذا سکندر کے اس خط کا کوئی جواب نہ دیا اور اس کے سفیروں کو اس نے لوٹا دیا جس کا مطلب وہ سکندر کے ساتھ مصالحت کرنے کے بجائے اس کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کرنے کے لئے آ بہرحال سکندر کے سفیر ناکام لوٹ گئے تھے۔

ایران کے بادشاہ دارا کو شکست دینے کے بعد کچھ عرصہ تک سکندر نے اپنے لشکر اسوس کے نواح میں پڑاؤ کئے رکھا یہاں سے اس نے اپنے سفیر ساحل بحر کے شہر صیدا اور طرف روانہ کئے اور انہیں یہ پیغام پہنچایا کہ وہ سکندر کی اطاعت گزار اور فرمانبرداری اختیار اگر وہ ایسا نہ کریں گے تو وہ ان پر حملہ آور ہو گا اور زبردستی انہیں اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا کر

ان قاصدوں اور سفیروں کے جواب میں صیدا شہر نے تو سکندر کی فرمانبرداری کا اعلان کر دیا اور اس کی آئندہ جنگوں میں اس کا ساتھ دینے کا بھی عہد کیا جبکہ صور شہر نے سکندر کا ماتحت بننے اور اس کی فرمانبرداری کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

صور شہر کی اس فرمانبرداری سے انکار پر سکندر نے اپنے سارے جرنیلوں اور مشیروں کا اجلاس طلب کیا یوناف اور بیوسا کو بھی اس اجلاس میں طلب کر لیا گیا تھا جب سب لوگ سکندر کے خیمے میں جمع ہو گئے تو سکندر نے انہیں مخاطب ہو کر کہا شاید تم لوگوں کو خبر ہو چکی ہو گی جو اپنے قاصد میں صیدا اور صور شہر کی طرف بھجوائے تھے وہ لوٹ آئے ہیں صیدا شہر نے تو ہماری اطاعت کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا ہے اور ہماری آئندہ جنگوں میں ہمارا ساتھ بھی دے گا لیکن صور شہر نے ہماری ماتحتیت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور ایسا لگتا ہے کہ وہ شہر ہمارے ساتھ جنگ پر آمادہ ہوتا دکھائی دے رہا ہے سکندر کی اس گفتگو کے جواب میں اس کے جرنیل اور مشیر طرح طرح کے مشورے اور تجویزیں پیش کرتے رہے جنہیں سکندر بڑے آرام و سکون سے سنتا رہا جب وہ خاموش ہوئے تب سکندر نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

سنو یوناف! میرے دوست میرے عزیز تم دونوں میاں بیوی نے دنیا کی سیر و سیاحت میں ایک جہان دیکھا ہے کیا تم مجھے صور شہر سے متعلق کچھ تفصیل سے بتاؤ گے کہ یہ شہر اور اس کے حکمران اور اس کے رہنے والے کیوں ہمارے خلاف سرکشی اور بغاوت پر آمادہ ہیں کیا یہ ایران کے شہنشاہ دارا سے بھی زیادہ عسکری اور فوجی قوت رکھتے ہیں اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ اسوس شہر سے باہر ہم نے دارا کو شکست دی ہے یہ صور شہر والے ہماری فرمانبرداری اختیار نہیں کر رہے کیا انہیں اپنی بری قوت پر بھروسہ ہے وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہمیں شکست دے دیں گے یا اپنے شہر کی حفاظت کے لئے انہوں نے کوئی بہت بڑا لشکر تیار کر رکھا ہے جس کے بل بوتے پر وہ ہمارے سامنے اپنے شہر کا دفاع کر لیں گے آخر کیا معاملہ ہے جس کی بنا پر صور شہر نے ہماری فرمانبرداری اختیار نہیں کی اور کس گھمنڈ اور بل بوتے پر ہمارے خلاف جنگ پر آمادہ دکھائی دیتے ہیں کیا تم ان سب عوامل کے علاوہ مجھے اختصار کے ساتھ اس شہر کی قدیم اور پرانی تاریخ اور اس کے احوال سے بھی آگاہ نہ کرو گے سکندر کے اس استفسار پر تھوڑی دیر کے لئے یوناف اسے غور سے دیکھا پھر وہ سکندر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو بادشاہ یہ صور و صیدا' ٹائر اور افریقہ کا سب سے بڑا شہر قرطاجنہ سب کنعانی قوم کے شہر ہیں اور یہ وہی کنعانی ہیں جنہیں یونانی فونیقی کہہ کر پکارتے ہیں کبھی صور' صیدا' ٹائر اور بحر روم کے ساتھ ساتھ لبنان کے ساحل پر جتنے بھی شہر پڑتے ہیں یہ سارے ایک متحدہ کنعانی سلطنت کے تحت

تھے اور یہ سلطنت انتہائی مضبوط اور طاقتور تھی لیکن بعد میں جب کنعانیوں نے اپنی طاقت افریقہ میں جمع کرنی شروع کی اور انہوں نے وہاں اپنی سلطنت قائم کر کے قرطاجنہ شہر آباد کر کنعانیوں کی قوت اس ساحل بحر سے افریقہ کی طرف منتقل ہو گئی جس کے نتیجے میں ایشیائی جوان کی قدیم اور مضبوط سلطنت تھی وہ منتشر ہو گئی اور اب سلطنت کے سارے شہر خود مختار اپنی اپنی حکومت اور سلطنت قائم کر چکے ہیں انہیں شہروں میں صور بھی ایک شہر ہے۔

اے بادشاہ! میں یہاں یہ بھی بتا تا چلوں کہ صور کے باشندے مشرقی بحرہ روم کی دنیا میں اور تدبر کے نقطہ نگاہ سے سب سے فائق ہیں وہ ایک ہزار سال سے خطرات کا موازنہ کرتے فائدے اٹھاتے چلے آرہے ہیں اس طرح انہوں نے سمندر اور خشکی میں اقبال مندی حاصل کر لیا ہے اور طاقتور بن گئے ہیں لوگ ان کے شہر کو ملکہ بحر یا باب بحر کہہ کر پکارتے ہیں دوسرے ملکوں اور شہروں کے لوگوں نے ان کنعانیوں سے متعلق عجب و غریب روایات رکھی ہیں مثلاً ہمسایہ لوگوں کا کہنا ہے کہ زمانہ قدیم میں ان کنعانیوں نے سرخ زمین کی شاہراہوں کا کنٹرول سنبھال رکھا تھا سرخ زمین سے مراد عرب کا وہ صحرائے عظیم ہے جو بحر احمر کے سامنے ہے اپنے تجارتی قافلوں کے ساتھ یہ کنعانی ساحل بحر کے پاس پہنچے پھر جہاز سازی اور جہاز رانی کے ذریعے سے تجارت شروع کر دی آہستہ آہستہ وہ بڑے بڑے جہاز بنانے لگے اور سمندر کو عبور کرتے ہوئے پہلے قبرص پھر شمالی افریقہ پہنچ گئے۔

موسم سرما کے طوفانوں سے اپنے جہازوں کو بچانے کے لئے ان کنعانیوں نے مختلف ساحلوں پر مختلف سرزمینوں میں اپنی بندرگاہیں تجارتی چوکیاں مال و اسباب کے گودام اور ان کی حفاظت کے لئے قلعے تعمیر کر لئے اور ان قلعوں کے ارد گرد انہوں نے اپنی نو آبادیاں بھی قائم کر لیں یہ نو آبادیاں کنعانیوں کے اصل شہروں پر بھی فوقیت لے گئیں ان ہی تجارتی نو آبادیوں میں افریقہ کا شہر قرطاجنہ بھی شمار کیا جاتا ہے۔

تجارتی لحاظ سے صور شہر کو بڑی فوقیت ہے اس لئے کہ یہ پہلا شہر ہے جو باب البحر کہلاتا ہے جہاں دمشق کی طرف سے آنے والے تجارتی راستے جب جبل شیخ کے پاس سے گزرتے ہیں تو ساحل پر ختم ہوتے ہیں پہلے جہاں کبھی صیدا اور صور اور ٹائر شہر ایک ہی سلطنت کے تحت رہ کر اپنی تجارت بڑھانے کا کام کرتے تھے وہاں اب صیدا صور اور ٹائر شہروں کے درمیان انتہا کی رقابت اور دشمنی پھیلی ہوئی ہے میرے خیال میں صور شہر والوں نے اس لئے بھی تمہاری فرمانبرداری نہیں کی کہ ان سے پہلے ان کے حریف شہر صیدا نے تمہاری فرمانبرداری اختیار کر لی اور شاید صیدا شہر کی دشمنی کی بنا پر صور شہر والے تمہاری اطاعت اور فرمانبرداری سے گریز کر رہے ہیں اس لئے کہ صور والے ہمیشہ صیدا شہر کے عزائم اور ارادوں کا الٹ کرتے ہیں۔

سنو بادشاہ! صور کے یہ کنعانی اور فونیقی باشندے اب تک بے انتہا دولت جمع کر چکے ہیں تجارت میں انہوں نے اپنے سارے حریفوں کو پچھاڑ کر رکھ دیا ہے اب یہ لوگ دوسری اقوام کو ارغوانی رنگ جسے وہ سمندر کی ایک خاص مچھلی سے حاصل کرتے ہیں شیشے کے آلات خوشبوئیں جواہرات اور بہت بڑی تعداد میں غلام دوسرے ملکوں کو برآمد کرتے ہیں اور اس تجارت میں ان کنعانیوں کو ایک طرح کی اجارہ داری حاصل ہے جہاں تک ان کنعانیوں کے مذہب کا تعلق ہے تو سطح زمین پر یہ ایل نام کے دیوتا کو اپنا سب سے بڑا دیوتا تسلیم کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ ایل زمین پر واحد خالق حیات ہے پھر آہستہ آہستہ انہوں نے اپنے مذہب کے اندر تبدیلی کی ایل کو انہوں نے اپنی اسی جگہ قائم دائم رہنے لگا اور اس کی جگہ انہوں نے دور اور دیوتا یعنی بعل اور داغون کی پرستش کرنی شروع کر دی اب یہ دونوں دیوتا ان کے اندر ایسی مقبولیت اختیار کر چکی ہے کہ دیوتاؤں کے دیوہیکل مجسمے انہوں نے اپنے شہروں میں بنا رکھے ہیں جن کے سامنے یہ ویسے ہی سوختنی قربانیاں کرتے ہیں جس طرح کہ آدم علیہ اسلام کے بیٹے ہابیل اور قابیل خداوند کے سامنے سوختنی قربانیاں پیش کی تھیں۔

اس کے علاوہ صور شہر کی مضبوطی کا یہ عالم ہے کہ یہ شہر ساحل سے ذرا ہٹ کر ایک چھوٹے سے جزیرے پر واقع ہے۔ جہاں بری فوج اس کا محاصرہ نہیں کر سکتی پہلے جس قدر حملہ آوروں نے اس شہر کا محاصرہ کرنا چاہا وہ سب ناکام رہے اس سے پہلے بابل کے بادشاہ بخت نصر نے بھی اپنا ایک لشکر اس شہر کو فتح کرنے کے لئے بھیجا تھا لیکن اس کا لشکر ایک طویل عرصے تک اس شہر کا محاصرہ کئے رہا آخر ناکام ہو کر واپس بابل لوٹ گیا۔

سنو بادشاہ! جہاں تک میرا اپنا خیال اور تجربہ ہے وہ یہ کہ صیدا کے کنعانیوں نے تمہاری اطاعت شکریے کے ساتھ اس لئے قبول کر لی ہے کہ وہ شاید اس کام میں پہل کر کے صور شہر پر فوقیت لے جانا چاہتے تھے لیکن اہل صور نے ضرور یہ سوچا ہو گا کہ یونانی فوج بہت تھوڑی ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ جائے گی اور ان پر حملہ آور نہ ہو گی بے شک ہم اسوس کی جنگ میں دارا کے خلاف نمایاں کامیابی حاصل کر چکے ہیں لیکن جنگی نقطہ نگاہ سے ابھی تک ہماری حالت کوئی مستحکم نہیں ساحل پر ابھی تک یونانی صرف تنگ سے ساحلی علاقے پر قابض ہیں جبکہ ساحل کے ایک طرف ایران کے شہنشاہ کی سلطنت ہے دوسری طرف سمندر ہے جس پر صور کا بحری بیڑا مسلط ہے اور اگر یونانیوں کے ساتھ صور شہر والوں کی جنگ طول پکڑ گئی تو ہو سکتا ہے قبرص اور مصر کے بحری بیڑے بھی صور شہر کو پہنچ جائیں تاکہ یونانی شکست اٹھانے کے بعد واپس مقدونیہ لوٹ جائیں اور

قبرص اور مصر کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

اس کے علاوہ میرا یہ بھی خیال ہے کہ اہل صور کو یونانیوں کی اطاعت کرنے میں کسی فائدے کی امید دکھائی نہ دی ہو گی اس کے برعکس انہیں صاف نظر آ رہا ہو گا کہ مقابلہ ہی کسی فائدے کا موجب ہے خشکی اور تری کے درمیان انہیں اہم حیثیت حاصل ہے وہ سوچ رہے ہوں گے کہ اگر مقابلہ کیا تو یونانیوں کی عارضی کامیابی کی بجائے اندرونی ایشیا کی مستقل فاتح قوت یعنی ایران کا شہنشاہ ان کے لئے نفع بخش ثابت ہو گا اس لئے کہ اس وقت ایران کا بحری بیڑا سمندر میں موجود ہے اور اپنی حفاظت کے ساتھ ساتھ اہل صور کی مدد کو بھی آ سکتا ہے اس کے علاوہ اہل صور نے یہ بھی سوچا ہو گا کہ مقدونیہ کے یونانی عارضی طور پر ایشیا میں آئے ہیں لہٰذا ان کی ناراضگی ان کے لئے نقصان کا باعث نہیں بن سکتی یونانیوں کے بجائے اگر وہ ایران کے بادشاہ کو خوش رکھیں تو ان کے لئے زیادہ سود مند ہے لہٰذا میرے خیال میں انہوں نے ایران کے بادشاہ دارا ہی کو خوش کرنے کے لئے تمہاری فرمانبرداری اختیار کرنے سے انکار کر دیا ہے اس طرح وہ دارا کی نگاہوں میں صیدا کے مقابلے میں دارا کی طرف سے بہتر انعامات اور سہولتوں کی توقع رکھتے ہوں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو اس کی ساری گفتگو کے جواب میں سکندر تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ تمہاری باتوں نے میرے ذہن میں کئی نئے خیالات اجاگر کر دیئے ہیں مثلاً یہ کہ اگر ہم صور پر حملہ آور ہوتے ہیں تو قبرص اور مصر والے بھی ان کی مدد کو آ سکتے ہیں کیا تمہارے خیال میں یہ بہتر نہ ہو گا کہ صور پر حملہ آور ہونے سے پہلے ہم مصر یا قبرص کا رخ کریں اور انہیں پے در پے شکستیں دینے کے بعد اطاعت اور فرمانبرداری پر مجبور کرانے کے بعد پھر ہم صور پر حملہ آور ہوں اس پر یوناف فوراً بول اور کہنے لگا سنو سکندر میں تمہاری اس تجویز کی مخالفت کرتا ہوں اس لئے کہ صور سے پہلے مصر اور قبرص کی طرف پیش قدمی یقیناً" تمہارے اور تمہارے لشکر کے لئے نقصان دہ ثابت ہو گی۔ اس لئے کہ مصر کی جانب پیش قدمی اس وقت تک سلامتی کے منافی ہے جب تک ایرانیوں کو سمندر پر اقتدار حاصل ہے اندرون ملک کی طرف بڑھنا بھی ان حالات میں خطرے سے خالی نہ ہو گا اس کے علاوہ اس وقت یونان میں بھی صورتحال غیریقینی ہے تم جانتے ہو کہ اہل سپارٹا مقدونیہ کے خلاف اٹھنے کے لئے تیار کھڑے ہیں دوسری طرف اہل ایتھنز صرف خوف کے باعث رکے ہوئے ہیں ورنہ ابھی تک وہ بھی مقدونیہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے اور ہر اس قوت کا ساتھ دیتے جو مقدونیہ کے خلاف اعلان جنگ کرے۔

دوسری طرف مصر اور قبرص کی طرف حملہ آور ہونے سے پہلے اگر تم اپنے لشکر کے ساتھ صور پر قبضہ کرتے ہو تو فونیقی بحری بیڑے پر تم لوگوں کا پورا اقتدار قائم ہو جائے گا کیونکہ صور کی فتح کے بعد فونیقی یعنی کنعانی بیڑے کے لئے کوئی بندرگاہ باقی نہیں رہے گی اور اگر ہم صور سے پہلے قبرص یا مصر کا رخ کرتے ہیں تو صور اپنی شہر اپنے بحری بیڑے کو حرکت میں لائے گا اور ہمارے خلاف مصر اور قبرص کی ایسی مدد کرے گا کہ ہم وہاں کوئی کامیابی اور فتح حاصل نہ کر سکیں گے۔

اگر ہم قبرص اور مصر کا رخ کرنے سے پہلے صور شہر کو فتح کر لیتے ہیں تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس کا خاص کر قبرص کے اوپر بہت اچھا اثر ہو گا اور قبرص خود اپنا بیڑا یونانیوں کے استعمال کے لئے دے دے گا تاکہ یونانی بے تکلف مصر پہنچ کر اس پر حملہ آور ہو سکیں صور اور قبرص کے بعد اگر یونانیوں کا مصر پر قبضہ ہو جاتا ہے تو پورا سمندر ان کے زیر اقتدار آ جاتا ہے اس کے علاوہ سمندر پر برتری حاصل ہونے کے بعد یونان سے متعلق بھی کسی قسم کی تشویش کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے گی اس لئے سپارٹا اور ایتھنز والے یہ جان کر کہ سکندر کو خشکی کے علاوہ سمندر پر بھی برتری حاصل ہو گئی ہے ضرور مقدونیہ کے ساتھ اپنے تعلقات بہتر بنانے کی کوششیں کریں گے۔ ایسا کرنے کے بعد سنو سکندر تم اپنے لشکر کے ساتھ زیادہ اطمینان اور دلجمعی کے ساتھ نئی اور مزید فتوحات کا سلسلہ جاری کر سکو گے اور مصر سے نکل کر با آسانی تم بابل کی طرف پیش قدمی کر کے اسے فتح کر سکو گے اس لئے کہ تمام بحری مقامات اور دریائے فرات تک کا علاقہ یونانیوں کے قابو میں آ جائے گا اور ان کا اقتدار ایسا بڑھے گا کہ ہمسایہ سلطنت خود بخود تمہاری اطاعت کرنے پر مجبور ہوتی چلی جائیں گی۔

یوناف کی یہ ساری گفتگو سننے کے بعد سکندر کے چہرے پر اطمینان بخش مسکراہٹ پھیل گئی تھی پھر اپنا ہاتھ اٹھا کر اس نے بڑے پیار اور شفقت سے یوناف کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا سنو یوناف میرے دوست تم نے صور شہر سے متعلق جو تفصیل بتائی ہے وہ بھی انتہائی اہم اور سود مند مفید ہے اس کے علاوہ مصر اور قبرص سے پہلے جو تم نے صور شہر پر حملہ آور ہونے کی تجویز پیش کی ہے تو میں تمہاری اس تجویز اور اس تجویز کے لئے جو تم نے دلیلیں پیش کی ہیں ان سب کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا

وں لہٰذا تمہاری ہی تجویز کو اہمیت دیتے ہوئے میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ میں اپنے لشکر کے ساتھ
ہی یہاں سے کوچ کروں گا پہلے میں صیدا شہر کا رخ کروں گا چند روز تک صیدا میں قیام کروں گا
کے بعد صور شہر کی طرف بڑھوں گا اور اس کا محاصرہ کرنے کے بعد اسے فتح کرنے کی کوشش کر
ور اس کی فتح کے بعد میں قبرص اور مصر کو اپنا زیر نگیں لانے کی جدوجہد اور کوشش کروں گا
کے بعد سارے جرنیلوں اور مشیروں کا اجلاس ختم کر دیا گیا اور اسی روز سکندر اپنے لشکر کے
اسوس کے گردونواح سے صیدا شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

صیدا شہر نے چونکہ پہلے ہی سکندر کی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کر لی تھی لہٰذا جب
اپنے لشکر کے ساتھ صیدا شہر سے باہر پہنچا تو صیدا شہر کے حکمران اور سرکردہ لوگوں نے شہر سے
نکل کر بہترین انداز میں سکندر اور اس کے لشکر کا استقبال کیا سکندر نے چند روز تک اپنے لشکر
ساتھ صیدا شہر سے باہر پڑاؤ کئے رکھا اور یہاں کے لوگوں نے چونکہ اپنی مرضی سے اس
فرمانبرداری اختیار کی تھی لہٰذا ان لوگوں کو خوش کرنے کے لئے اس نے صیدا شہر کی قریبی پہاڑ
پر ایک بہت بڑا یونانی طرز کا اسٹیڈیم تیار کیا جس میں لوگ جنگی تربیت کے علاوہ مختلف ورزش کر
کے لئے بھی جمع ہو سکیں صیدا میں چند دن قیام کرنے کے بعد سکندر نے پھر اپنے لشکر کے ساتھ
کیا اور بڑی تیزی سے پیش قدمی کرتے ہوئے وہ صور شہر کے قریب جا کر نمودار ہوا اور شہر سے
ہٹ کر اس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا۔

صور پہنچنے کے بعد سکندر نے جب اس شہر کا جائزہ لیا تو اس نے دیکھا صور کی دو بندرگاہ
تھیں اور دونوں ہی بڑی مضبوط اور مستحکم تھیں ایک بندرگاہ جنوبی سمت میں تھی جسے مصری بندر
کا نام دیا گیا تھا یہ پانی کی ایک تنگ سی گھاٹی میں تھی جو خشکی کے اندر چلی آئی تھی اس میں داخل
ہونے کا راستہ بھی بہت تنگ تھا اور سکندر اور اس کے لشکر کی آمد پر اہل شہر نے بندرگاہ کے اس
تنگ راستے کو شہتیروں سے بند کر دیا تھا۔ دوسری بندرگاہ شمال کی طرف تھی اسے صیدائی بندر
کہا جاتا تھا یہ نسبتاً وسیع تھی لیکن یہ بھی کھاڑی کی شکل میں اندر کی طرف اترتی تھی اس
دہانے پر اہل صور نے تین جنگی کشتیاں ایک دوسرے کے متوازی ٹھہرا دی تھیں بندرگاہ کو اس
طرح محفوظ کر لینے کے بعد صور کا جنگی بیڑا بے حد مضبوط کام انجام دے سکتا تھا۔

مقدونیہ والوں نے یہ بھی دیکھا کہ صور شہر کے جو جنگی جہاز تھے ان پر پیتل کی نوک دار چونچ
لگی ہوئی تھیں نیز پتھر پھینکنے کے لئے ان کشتیوں اور جنگی جہازوں میں منجنیقیں بھی نصب تھیں
سکندر اور اس کے لشکر کی آمد سے بے پرواہ صور کا بحری بیڑا اپنے معمول کے کاروبار میں لگا ہوا
اور وہ باہر سے ہر قسم کی مطلوبہ چیزیں اپنے شہروں کو پہنچا رہا تھا یہاں تک کہ محاصرے کے
ماہرین بھی ان بحری جہازوں کے ذریعے قرطاجنہ سے صور پہنچا دیئے گئے تھے۔

اہل صور کے برعکس یونانیوں کے پاس کوئی بحری بیڑا نہ تھا لہٰذا باہم صلاح مشورہ سے طے پایا
کہ شہر پر قبضہ کرنے کے لئے صرف تین ہی طریقے استعمال کئے جا سکتے ہیں اول یہ کہ کسی شہر میں
پہنچ کر شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا جائے دوئم فصیل کے کسی حصے کو توڑ کر شہر میں داخل ہونے کی
کوشش کی جائے سوئم یہ کہ صور کے کسی ایسے شہری کو اپنے ساتھ ملایا جائے جو اپنی ہی قوم سے
غداری کرنے پر آمادہ ہو جائے اور اس کے ذریعے سے شہر پر قبضہ کرنے کی کوشش کی جائے۔ ابتداء
میں سکندر اور اس کے لشکریوں نے فریب کاری سے کام لیتے ہوئے صور شہر میں ایسے ہی داخل
ہونے کی کوشش کی جیسے بہت عرصہ پہلے ان کے آباؤ اجداد فریب کاری سے کام لیتے ہوئے لکڑی
کے گھوڑے کے ذریعے ٹرائے شہر میں داخل ہوئے تھے سکندر اور اس کے لشکریوں نے اہل صور کو
یقین دلایا کہ وہ صرف اس غرض سے صور شہر میں داخل ہونا چاہتے ہیں کہ صور شہر میں ہرکولیس کے
اس مندر کی زیارت کر لیں جو شہر کے اندر واقع ہے اس کا جواب اہل صور نے یہ دیا کہ انہوں نے
سکندر اور اس کے لشکریوں کو رائے دی کہ شہر کے اندر کا مندر دیکھنے کے بجائے تم لوگ خشکی کے
اس مندر سے بھی قدیم تر ہے ہرکولیس نے صور شہر کے اندر تعمیر کیا تھا ساتھ ہی صور شہر کے
حکمرانوں نے یہ بھی کہلا بھیجا کہ ہم غیر جانب دار قسم کے لوگ ہیں ہم نہ ایرانی کارندوں کو اندر آنے
دیں گے اور نہ ہی یونانی سپاہیوں کو اہل صور کا یہ جواب سکندر کو بے حد برا لگا لہٰذا اس نے
ہر صورت میں شہر کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لینے کا عزم کر لیا تھا۔

شروع میں سکندر نے شہر پر حملہ آور ہونے کا یہ طریقہ وضع کیا کہ اس نے منجنیقیں بناویں جن
کے ذریعے سے انہوں نے شہر کی فصیل پر پتھر پھینکنے کی کوشش کی اس کے علاوہ شہر پر آتش بازی بھی
کی گئی لیکن ان چیزوں کا شہر کی فصیل پر کوئی اثر نہ ہوا اس لئے کہ بیچ میں سمندر کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا
حائل تھا جس کی وجہ سے پتھر اور آتش بازی فصیل یا شہر پر اثر انداز نہیں ہو رہے تھے۔ یہ
صورتحال دیکھتے ہوئے سکندر اور اس کے ماہرین نے ایک بار پھر شہر کا جائزہ لیا انہوں نے دیکھا کہ
صور شہر بلند اور مضبوط چٹانوں پر آباد کیا گیا تھا اور اس کی حیثیت ایک جزیرے کی سی تھی شہر کی
بنیادیں چٹانوں ہی میں سے پتھر کی فصیلیں بنا کر اٹھائی گئی تھیں یہ مستحکم جزیرہ نما شہر کنارے سے کوئی
نصف میل کے فاصلے پر پڑتا تھا درمیانی فاصلے کے بڑے حصے میں پانی کی گہرائی بہت کم تھی جسے
پتھروں اور مٹی سے بھرا جا سکتا تھا لیکن شہر کے قریب جا کر پانی کی گہرائی کم از کم اٹھارہ فٹ ہو جایا
کرتی تھی یہ صورت حال دیکھتے ہوئے سکندر نے حکم دیا کہ سمندر کے اس حصے کو بھر کر ایک راستہ
بنایا جائے اور اس راستے کو شہر کی فصیل کے قریب تک لے جایا جائے تاکہ اسی راستے کے ذریعے

سے صور شہر پر حملہ آور ہو کر اس پر قبضہ کرنے کی کوشش کی جا سکے۔ یونانی سپاہی صور کے محاصرے کے وقت بڑے بد دل اور افسردہ دکھائی دے رہے تھے اس لئے کہ محاصرے میں ... کے متعلق انہیں شبہ تھا وہ جانتے تھے کہ فیلقوس کبھی لمبے محاصرے کے چکر میں نہیں پڑتا تھا ... کے علاوہ یونان سے روانگی کے متعلق یونان کے ایک مشہور و معروف کاہن نے سکندر کو بتایا ... سمندر سکندر کے لئے خطرناک ہو گا لہٰذا یونانی سپاہی بد دل تھے کہ کہیں یونانی کاہن کی پیش گوئی ... مطابق سمندر کی یہ جنگ سکندر اور خود ان کے لئے جان لیوا ثابت نہ ہو اسی محاصرے کے دوران ایک روز سکندر نے اپنے سرداروں جرنیلوں اور لشکریوں کو مخاطب کر کے کہا اس نے ایک خواب دیکھا ہے کہ ہرکولیس میرے سامنے نمودار ہوا اور میرا ہاتھ پکڑ کر آہستہ آہستہ ساحل بحر تک ... دیا۔

یہ کہنا مشکل ہے کہ سکندر نے واقعی ہی یہ خواب دیکھا تھا یا اپنے سپاہیوں پر یونان کے ... کاہن کا پیش گوئی کا اثر زائل کرنے کے لئے اس نے خود ہی ایسا خواب گھڑ لیا تھا بہرحال اس نے ... لشکر کے کاہن ایسذاندر کو طلب کیا اور اس کے سامنے اپنا یہ خواب بیان کیا یہ خواب سن کر ... کے کاہن نے تھوڑی دیر غور کیا پھر وہ سکندر کو مخاطب کر کے کہنے لگا یونانی فوج اس خواب کے مطابق صور کے محاصرے میں کامیاب ہو گی لیکن محاصرے میں بڑی محنت مشقت اٹھانی پڑے گی اس لئے کہ ہرکولیس نے جو معجزانما کارنامے انجام دیئے تھے وہ بڑی محنت اور مشقت ہی کا نتیجہ تھے۔

اپنے اس خواب کی وجہ سے سکندر اپنے لشکریوں کے ذہنوں سے شبہات کسی قدر رفع کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا لہٰذا اس کی تجویز کے مطابق سمندر کے اس حصے میں چٹانیں اور مٹی پھینک کر صور شہر تک بڑی تیزی سے راستہ بنانے کی جدوجہد شروع کر دی گئی تھی۔ صور شہر سے قریب ہی پرانے کھنڈرات تھے انہی پرانے کھنڈرات کو کھود کر ان کے مصالے سے صور شہر تک راستے کی تعمیر کا کام شروع کیا گیا اور راستے کے اردگرد بڑے بڑے شہتیر گاڑ دیئے گئے تاکہ وہ دونوں جانب سے راستے کی حفاظت کا کام انجام دیں اور ان شہتیروں کے اندر پتھر بھر بھر کر مستحکم بنیاد اٹھائی گئی۔ راستہ کوئی دو سو فٹ چوڑا ہو گا جیسے جیسے یہ راستہ صور شہر کی طرف بڑھتا گیا خشکی کی ایک تنگ راہ صور شہر کی طرف بڑھتی چلی گئی تھی یہاں تک کہ صور شہر کی بلند دیوار تقریباً" ایک سو گز کے فاصلے پر رہ گئی تھی پر وہاں جا کر اس راستے کی تعمیر روک دی گئی تھی اس لئے کہ فصیل کے اوپر سے ایک ... شدید آتش بازی ہونے لگی تھی اور راستہ بنانے والوں کے لئے ہر قسم کی حفاظتی تدبیر کرنے کے باوجود کام جاری رکھنا ممکن نظر نہ آتا تھا اس کے علاوہ اب شہر کے قریب جا کر پانی کی گہرائی اٹھارہ فٹ کے قریب ہو گئی تھی جسے بھر کر شہر تک پہنچنا کوئی آسان کام دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

مقدونوی کاری گروں نے جب یہ صورتحال دیکھی تو انہوں نے راستے کے آخری سرے پر دفاعی پل تعمیر کر لئے جو اتنے ہی اونچے تھے جتنی فصیل اونچی تھی ان کا مقصد یہ تھا کہ جب شہر پر آتش بازی کریں اور ان کے پتھر اس طرح وہ شہر کی طرف سے آتش بازی اور پتھر برسانے کی کوششوں کو ناکام بنا سکتے تھے جب یہ پل تعمیر ہو چکے تو یونانیوں نے شہر پر آتش بازی کرنے کے ساتھ ساتھ سنگ باری بھی کی یہ صورت حال دیکھ کر صور کے جنگی جہاز راستے کے دونوں جانب نمودار ہوئے انہوں نے تیروں' نیزوں اور منجنیقوں سے سنگ باری کے ذریعے سے برجوں اور کنارے کے درمیان نقل و حرکت ہر درجہ خطرناک بنا دی یونانی کاری گروں نے دفاع کی غرض سے راستے کے اطراف میں لکڑی کی مضبوط باڑیں کھڑی کر دیں اور اپنے آپ کو صور کے جنگی جہازوں سے محفوظ کر لیا اس دوران اہل صور نے جب ان برجوں پر تیز آتش بازی کرنے کی کوشش کی تو یونانیوں نے جو راستے کے آخری حصے پر جو برج بنائے تھے ان پر انہوں نے فی الفور چمڑا چڑھا دیا تاکہ وقتی طور پر وہ برج صور شہر کے لشکریوں کے آتش بازی سے محفوظ رہ سکیں۔

راستے کے آخری سروں پر بنائے ہوئے برجوں پر اب یونانی بڑے اطمینان اور دل جمعی کے ساتھ شہر پر آگ اور پتھر برسانے لگے تھے اور انہیں امید ہو چلی تھی کہ ان برجوں سے کام لیتے ہوئے وہ ضرور صور شہر کو فتح کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن جلد ہی اہل صور نے راستے کے ان برجوں کو تباہ کرنے کے لئے ایک عجیب تدبیر تیار کر لی ایک روز اچانک بندرگاہ میں بہت بڑی کشتی نمودار ہوئی جیسے بظاہر جہاز سے کوئی مناسبت نہ تھی اس کے عقبی حصے میں بہت بڑا بوجھ رکھا ہوا تھا جس کی وجہ سے اس کشتی کا اگلہ حصہ کافی اوپر کو اٹھ گیا تھا اگلے حصے میں معرب کے خلاف فالتو مستول بھی کھڑے تھے جن کے ساتھ بڑی بڑی دیگیں لٹک رہی تھیں اور ان دیگوں کے اندر تارکول گندھک اور تیل بھرا ہوا تھا۔

ان مستولوں کے نیچے لکڑی اور خس و خاشاک کے گٹھے بندھے ہوئے تھے جن پر خوب تارکول بھر دیا گیا تھا آتش گیر مادوں سے لدی ہوئی اس کشتی کے ملاح موافق ہوا سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کشتی کو برجوں کے سامنے لے آئے انہوں نے اگلے حصے میں اچانک جلتی ہوئی مشعلیں پھینکیں پھر وہ اپنی اس کشتی کو یونانی برجوں کے ساتھ لگا دی خود سمندر میں کود پڑے اور تیرتے ہوئے محفوظ مقام پر پہنچ گئے۔ ان جلتی ہوئی مشعلوں کے پھینکے جانے کی وجہ سے کشتی کے اندر فوراً" آگ بھڑک اٹھی تھی جس کے باعث یونانیوں کے تعمیر کئے ہوئے برجوں میں بھی آگ لگ گئی تھی اور آگ کے شعلے اس طرح بھڑکنے لگے جیسے بادل گرج رہا ہو کشتی کے عرشے کو بھی آگ لگ گئی سامنے کے مستول گر کر برجوں سے ٹکرا گئے اور ان مستولوں کے ساتھ جو گندھک تارکول اور تیل سے بھری ہوئی

دیکھیں لٹک رہی تھیں وہ الٹی ہو گئی تھیں اور ان سے آتش گیرمادہ نکل کر آگ میں پڑنے لگا جس سے آگ بری طرح بھڑک اٹھی یونانی انتہائی بے بسی کے عالم میں کھڑے ہو کر یہ منظر دیکھ رہے تھے تھوڑی دیر بعد ان کے برج جل کر خاکستر ہو گئے تھے۔

راستے کے آخری سروں پر بنے ہوئے اپنے ان برجوں کی تباہی و بربادی کے بعد یونانیوں نے سوچا کہ راستے کو اور چوڑا کیا جائے تاکہ برج ایک دوسرے سے خاصے فاصلے پر رہیں اور منجنیقیں لگائی جا سکیں لہٰذا بڑی تندی اور بڑی تیزی سے راستے کو چوڑا کرنے کا کام شروع کیا گیا لیکن دوسری طرف صور شہر والے بھی حرکت میں آئے ان کی چھوٹی چھوٹی کشتیاں اچانک نمودار ہوئیں اور ان یونانیوں پر تیراندازی کرتیں جو راستے کو چوڑا کرنے کا کام پر لگے ہوئے تھے اور اس تیراندازی سے یونانیوں کا کافی نقصان ہونے لگا جس کی بنا پر راستے کو چوڑا کرنے کا کام بند کر دیا گیا۔

ان ساری ناکامیوں کے بعد سکندر اور اس کے مشیروں اور جرنیلوں نے یہ فیصلہ کیا کہ شہر پر قبضہ کرنے کے لئے تیرتے ہوئے پلیٹ فارم تیار کئے جائیں اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے انہوں نے ان ملاحوں اور کشتی بانوں کے لئے عام معافی کا اعلان کر دیا جنہیں انہوں نے صور شہر کے پاس آتے ہی اپنا قیدی اور اسیر بنا لیا تھا اس عام معافی کا خاطر خواہ اثر ہوا اور وہ کشتیوں کے ملاح بری طرح یونانیوں سے تعاون کرنے لگے اس دوران عجیب اتفاق ہوا وہ یہ کہ جب صور کا محاصرہ طول پکڑنے لگا تو قبرص کریٹ اور دوسرے جزائر والوں کو یقین ہو گیا کہ سکندر صور شہر کو فتح کئے بغیر نہیں چھوڑے گا لہٰذا انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ قبل اس کے کہ صور شہر کو فتح کرنے کے بعد سکندر ان کی طرف متوجہ ہو اور ان کی تباہی و بربادی کا باعث بنے وہ اس سے پہلے ہی سکندر کی طرف اپنے تعاون اور اپنی فرمانبرداری کا ہاتھ بڑھائیں تاکہ آنے والے دنوں میں سکندر انہیں تباہ و برباد کرنے سے باز رہے۔ اس فیصلے کے تحت جلد ہی جزیرہ کریٹ کا ایک شخص جس کا نام نیارکس تھا وہ کریٹ کے بحری بیڑے کے ساتھ صور میں سکندر کے لشکر میں آ شامل ہوا یہ نیارکس محاصرہ توڑنے کا بہت بڑا ماہر خیال کیا جاتا تھا اس کے علاوہ جزیرہ روڈس اور قبرص سے جہاز سازی کے ماہر بھی سکندر کی مدد کے لئے صور پہنچ گئے اور یہ اپنے ساتھ کافی جہاز اور کشتیاں بھی لے کر آئے تھے اس کے علاوہ قبرص کا ایک بہت بڑا جنگی بیڑا بھی سکندر کے ساتھ ملا اور اس جنگی بیڑے میں تقریباً" ایک سو بیس جہاز شامل تھے جن کے اندر بڑی مضبوط اور پختہ منجنیقیں بھی نصب تھیں۔

مختلف جزیروں سے اس قدر مدد پہنچنے کے بعد سکندر کو اب یقین ہو گیا تھا کہ وہ ہر صورت میں صور شہر کو فتح کرنے میں کامیاب ہو جائے گا اور جو بحری جہازوں کے ماہر اس پاس جزیرہ روڈس کریٹ اور قبرص سے آئے تھے ان کی مدد سے اس نے کنارے پر بڑی تیزی سے اپنے لئے بھی جہاز تعمیر کرنا شروع کر دیئے تھے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ موسم گرما کا جب آغاز ہوا تو یونانیوں نے اپنا بھی ایک بہت بڑا بحری بیڑا تیار کر لیا اب صورت حال یہ تھی کہ صور کے مقابلے میں یونانیوں کے پاس کافی بڑا بحری بیڑا تیار ہو گیا تھا جس میں محاصرے کا سامان رسد رسانی کا انتظام اور منجنیقیں غرض کہ ہر شے موجود تھی یہ ایک عجیب بحری قوت تھی جس نے کناروں کے آس پاس اور یونانیوں کے بنائے ہوئے راستے کے اطراف میں کوئی جگہ خالی نہ چھوڑی تھی ہر جگہ یونانیوں کے بحری جہاز ہی کھڑے تھے یہ منظر دیکھ کر اہل صور دم بخود رہ گئے تھے۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے اہل صور نے اپنے جنگی جہاز اور کشتیوں کو حرکت میں لاتے ہوئے سکندر کے بحری بیڑے پر حملے کرنے شروع کر دیئے تھے انہوں نے گو اپنے عمدہ جنگی جہازوں کو حرکت میں لاتے ہوئے حملوں کا بہترین سلسلہ شروع کیا تھا انہوں نے یونانیوں کے کچھ جہاز ڈبوئے اور بعض کو نقصان بھی پہنچایا لیکن اب سکندر کا بحری بیڑا اتنا مضبوط ہو چکا تھا کہ اہل صور یونانیوں کے بحری بیڑے کو کوئی بڑا نقصان پہنچانے میں کامیاب نہ ہو سکے لہٰذا جنگ کو طول دے کر یونانیوں کو محاصرہ ترک کرنے پر مجبور کرنے کے لئے اہل صور وقفہ وقفہ سے شہر سے نکل کر چھاپے مارتے پھر بھاگ کر اپنی پناہ گاہوں میں پہنچ جاتے۔

اس کے علاوہ اہل صور نے پانی جنگی تیاریوں کو چھپانے اور انہیں خفیہ رکھنے کے لئے دونوں بندرگاہوں میں داخل ہونے کے جو راستے تھے وہاں پر بڑے بڑے بادبانوں والے جہاز کھڑے کر کے ایک طرح کا پردہ کھڑا کر دیا تھا تاکہ اس پردے کی اوٹ وہ اپنے جنگی مقاصد کی تکمیل کر سکیں لیکن سکندر ان کی ہر چال کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا اس نے اپنے جہازوں کو ان بندرگاہوں کے اندرونی حصے میں داخل ہونے کا حکم دیا لہٰذا یونانی جہاز جن کے اندر بڑی بڑی منجنیقیں نصب تھیں وہ بندرگاہوں میں داخل ہونے والے دونوں راستوں کے ذریعے داخل ہو کر آگے بڑھنا شروع ہو گئے تھے۔ شہر کی فصیل کے قریب جا کر یونانیوں نے ایک حصے کا چناؤ کیا اور یہ ارادہ کیا کہ منجنیقوں کے ذریعے سے فصیل کے اس حصے پر سنگ باری کر کے اسے گرا دیں اس مقصد کے لئے وہ اپنے ان جہازوں کو شہر کی فصیل کے قریب لے گئے جن کے اندر منجنیقیں نصب تھیں اہل صور نے بھی اندازہ لگا لیا کہ یونانی فصیل کی کس حصے پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں لہٰذا اس حصے کو انہوں نے خوب مستحکم اور مضبوط کر لیا تھا جس کی بنا پر یونانیوں نے اس طرف سے حملہ آور ہونا ترک کر کے دوسری سمت حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا اور وہیں انہوں نے اپنے منجنیقوں والے جہاز کھڑے کر کے ان کے لنگر جو مضبوط رسوں پر مشتمل تھے گرا دیئے تھے۔

اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے صور شہر کے غوطہ خور حرکت میں آئے اور انہوں نے رات

کی تاریکی میں یونانی جہازوں کے لنگروں کے رسے کاٹ دیئے تھے یونانیوں نے جب دیکھا کہ
صور کے غوطہ خوروں نے رسے کاٹ کر ان کے جہازوں کے لنگروں کو ناکارہ کر دیا ہے تو انہوں
رسیوں کی جگہ لوہے کی زنجیر لنگروں کے ساتھ استعمال کرنی شروع کر دی تھیں اہل صور نے
اس سے بھی بڑا قدم اٹھایا انہوں نے شہر کی فصیلوں کے اوپر نصب اپنی منجنیقوں کے ذریعے
سمندر کے اندر جگہ جگہ بڑے بڑے شہتیر پھینک دیئے خصوصیت کے ساتھ اس جگہ جہاں یونانی
جہازوں نے لنگر انداز ہوتا تھا جس کی بنا پر یونانی جہازوں کو وہاں لنگر انداز ہونے میں دشواریاں پیش
آنے لگی تھیں یونانیوں نے اس کا یہ حل تلاش کیا کہ وہ چھوٹی چھوٹی کشتیاں حرکت میں لائے اور ان
کے ذریعے سے انہوں نے سمندر کے اندر تیرتے ہوئے ان کشتیوں کو ہٹا دیا تھا اس کے بعد یونانی
ان بڑے بڑے جہازوں کو شہر کی فصیل کے قریب لے گئے جن کی مدد سے شہر پر سنگ باری کی جانی
تھی اس کے علاوہ جن لوگوں کو حملے کے لئے آگے بڑھنا تھا ان کے استعمال کے لئے عارضی پل بھی
جہازوں اور کشتیوں کی مدد سے تیار کر دیئے تاکہ یونانی جہازوں سے اتر کر آسانی کے ساتھ فصیل پر
چڑھنے میں کامیاب ہو جائیں۔

اہل صور نے یونانیوں کی ان سب تدبیروں پر ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن زیادہ مدت تک وہ یونانیوں
کے بہت بڑے لشکر اور بحری بیڑے کے سامنے اپنا دفاع نہ کر سکے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بھاری بھاری
منجنیقوں سے جب صور شہر کی فصیل پر پتھر پھینکے گئے تو اہل صور کی بہترین کوششوں اور دفاعی
جدوجہد کے باوجود دو مقامات پر سے فصیل ٹوٹ گئی تھی اہل صور نے جب دیکھا کہ یونانی ان کے
خلاف کچھ کچھ کامیابی حاصل کرتے جا رہے ہیں تو اب تک محاصرے کے دوران جو انہوں نے یونانی
پکڑ کر قیدی بنا رکھے تھے وہ انہیں باری باری فصیل پر لاتے اور ان کے ٹکڑے کر کے سمندر میں
ڈال دیتے ان کی اس حرکت نے یونانیوں کو اور زیادہ غضب ناک اور سیخ پا کر دیا تھا اب یونانی بالکل
بے تاب تھے مزاحمت کی شدت اور وحشت نے ان کے غصے کا پارہ آخری درجے تک پہنچا دیا تھا
اہل صور نے مدافعت کی پوری کوشش کی پر آہستہ آہستہ ان کی ساری دفاعی قوتیں دم توڑنے لگی
تھیں۔

ایک روز جبکہ سمندر ساکن تھا یونانیوں نے ہر طرف سے صور شہر پر حملہ کر دیا خصوصیت کے
ساتھ انہوں نے اپنا زور اس فصیل پر ڈالا جہاں انہوں نے سنگ باری کر کے دو جگہ سے فصیل کو
توڑ دیا تھا اور پھر یونانیوں کی یلغار ایسی بڑھی کہ آہستہ آہستہ ان کے جہاز اور کشتیاں فصیل کے ٹوٹے
ہوئے حصوں کے پاس جمع ہونے لگے اور پھر وہاں سے اتر کر وہ ان راستوں سے شہر میں داخل ہونے
لگے تھے یوں یونانی صور شہر میں داخل ہوئے گلی کوچوں کے اندر دست بدست جنگ ہونے لگی۔

شہر کے اندر تھوڑی دیر کی دست بدست جنگ کے بعد یونانی غالب رہے اور ان کے مقابلے
میں اہل صور شکست کھا گئے سکندر نے اپنے لشکر کو اہل صور کا قتل عام کرنے کا حکم دے دیا تھا یونانی
درندوں کی طرح دندناتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے اور شہر کے لوگوں کا انہوں نے قتل عام شروع
کر دیا یہاں تک کہ صور شہر میں تقریباً" آٹھ ہزار شہریوں کو تہہ و تیغ کر دیا اور تیرہ ہزار کو غلام بنا کر
بردہ فروشوں کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا۔

مکمل فتح حاصل کرنے کے بعد سکندر کے حکم پر یونانیوں نے اپنے بنائے ہوئے راستوں کو بڑھا
کر جزیرے کی چٹان کے ساتھ ملا دیا اور وہ بڑی بڑی منجنیقوں کو کھینچ کر ہرکولیس کے مندر میں لے
گئے تاکہ اس کی تقدیس کی رسم پوری ہو بڑے بڑے جنگی جہاز مندر کے چوک میں بطور یادگار رکھ
دیئے گئے پھر انہوں نے ہرکولیس کے مندر میں قربانی کی رسم ادا کی اور فتح کا جشن منایا یہ مندر ملکات
دیوتا کا تھا جسے سکندر اور اس کے ساتھی یونانی اپنے بزرگوں میں شمار کیا کرتے تھے اور ان کا عقیدہ
تھا کہ ملکات دیوتا کے لئے یہ مندر ہرکولیس نے تعمیر کیا تھا اس طرح صور شہر کو فتح کرنے کے بعد
سکندر نے اپنے لشکر کے ساتھ چند دنوں تک وہاں قیام کیا اس نے ایک نئے مندر کی بنیاد بھی وہاں
ڈالی کھیلوں کا میدان بھی اس نے صور شہر میں تعمیر کیا اس کے علاوہ وہاں اس نے اکھاڑہ بنایا اور ایک
کتب خانہ بھی قائم کیا اس کتب خانے کو کتابوں سے لبریز کیا گیا بعد میں ایسا ہی ایک کتب خانہ اس
نے مصر کے مرکزی شہر ممفس میں بھی جا کر قائم کیا تھا۔

سکندر نے ابھی صور شہر میں ہی قیام کر رکھا تھا کہ یہاں بھی ایران کے بادشاہ دارا کی طرف
سے ایک سفیر اس کے پاس آیا اس دفعہ داریوش نے سکندر سے یہ استدعا کی کہ اس کی ایک شہزادی
سے سکندر شادی کر لے اور خاندان کے دوسرے افراد کو واپس کر دے نیز دارا نے یہ بھی کہلا بھیجا
کہ دریائے فرات کے ادھر کا علاقہ سکندر کا حق تسلیم کر لیا جائے گا اور دوسری سمت کا علاقہ دارا
کے تسلط میں رہنے دیا جائے۔

دارا کی اس پیشکش کا ذکر سکندر نے اپنے مشیروں سے کیا اس موقع پر سکندر کے جرنیل پارمینو
نے یہ رائے ظاہر کی کہ اگر میں سکندر ہوتا تو ان شرائط کو قبول کر لیتا اور خطرات کا خاتمہ کر کے
امن و امان قائم کرنے کی طرف توجہ دیتا جواب میں سکندر بولا اگر میں پارمینو ہوتا میں بھی یہ رائے
دیتا لیکن میں سکندر ہوں اس لئے میرا جواب مختلف ہے غرض سکندر نے دارا کو یہ جواب بھیج دیا اگر
وہ اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دے تو اس کے ساتھ ہر قسم کی مروت کی جا سکے گی اور اگر یہ نہیں
تو سکندر اس کا آخری دم تک سائے کی طرح تعاقب کرے گا۔

اس زمانے میں بدقسمتی سے دارا کی وہ ملکہ جسے سکندر نے قیدی اور اسیر بنایا تھا [illegible] سے دارا

کی ماں اور دارا کی بیٹیوں کے ساتھ اپنے پاس رکھا ہوا تھا دارا کی وہ ملکہ اچانک فوت ہو گئی شاید اپنے شوہر سے جدائی اور اسیری کی زندگی کو برداشت نہ کر سکی تھی سکندر کو اس کے مرنے کا دکھ اور افسوس ہوا اور پوری شاہی تہذیب تقریب کے ساتھ داریوش کی بیوی کی اس نے تجہیز و تکفین کی تھی۔

سکندر اپنے لشکر کے ساتھ تباہ حال صور شہر سے نکل کر جنوبی سمت بڑھا اور جہاں سے گزرا لوگوں نے اس کے سامنے سر اطاعت خم کر دیا یہاں تک کہ وہ غزہ شہر پہنچ گیا غزہ صور سے ایک سو پچاس میل کے فاصلے پر ہے اس کا شمار ان دنوں فلسطین کے بڑے بڑے شہر میں ہوتا تھا اور باطیس نام کا ایک شخص غزہ کا ان دنوں حکمران تھا۔

گو فلسطین سے مصر کی طرف جانے والی شاہراہ پر غزہ سب سے زیادہ مضبوط اور مستحکم شہر تھا لیکن غزہ کے حکمران کے لئے یہ مناسب نہ تھا کہ اپنے دروازے اہل مقدونیہ پر بند کرتا خصوصاً صور شہر کا انجام دیکھ چکنے کے بعد اس کی مزاحمت یقیناً" مصلحت شناسی کے سراسر خلاف تھی کم از کم اس وقت کے حالات پر نظر ڈالی جائے تو غزہ کے حکمران نے جو مزاحمت کا ارادہ کیا تو غالباً" اس نے یہ فیصلہ اس بنا پر کیا ہو گا کہ سکندر کے مقابلے میں شہنشاہ ایران کی قوت اس سے قریب تر ہے اور یہ بھی خیال کر رہا ہو گا ہو سکتا جب سکندر غزہ کا محاصرہ کرے تو ایران کا بادشاہ دارا اس کی مدد کو پہنچے پر بدقسمتی سے ایسا نہ ہو سکا۔

غزہ پہنچ کر اپنے لشکر کے ساتھ سکندر نے شہر کا جائزہ لیا اس نے دیکھا شہر واقعی کافی مضبوط اور مستحکم تھا اس کی فصیل بھی خوب مضبوط اور اچھی حالت میں تھی لہٰذا اس شہر کو فتح کرنے کے لئے سکندر اور اس کے رفقاء نے ایک نیا طریقہ استعمال کیا انہوں نے باہر کے میدان سے فصیل کے بالائی حصے تک ایک سنگ بستہ راستہ بنایا جو سطح میدان سے ڈھائی سو فٹ بلند تھا اس عظیم الشان ڈھلان نما راستے کو زمین سے اٹھا کر آگے بڑھاتے ہوئے فصیل کی بلندی تک لے جایا گیا تاکہ اس کے ذریعے سے فصیل کو گرا کر شہر میں اندر داخل ہوا جا سکے۔

یہ جو راستہ زمین سے اٹھا کر آہستہ آہستہ بلند کرتے اور آگے بڑھاتے ہوئے فصیل تک لے جایا گیا تھا اس کے نیچے یونانی سپاہیوں کے آگے بڑھنے کے لئے سرنگیں کھود دی گئی تھیں تاکہ آگے بڑھتے ہوئے یونانیوں پر جب غزہ کے محافظ تیر اندازی کریں یا ان پر جلتے ہوئے انگارے یا کھولتا ہوا پانی پھینکیں تو وہ اوپر جو راستہ تعمیر کیا گیا تھا اس کی وجہ سے شہر پر حملہ آور ہونے والے یونانی محفوظ رہ سکیں۔

فصیل کی بلندی تک بنائے جانے والے اس راستے کے نیچے ہی نیچے رہ کر یونانی آگے بڑھتے رہے اور انہوں نے فصیل پر ضربیں لگا کر اسے زمیں بوس کر دیا جو عرب اس شہر کی حفاظت پر معمور تھے ان میں سے ہر ایک مردانہ وار لڑتا ہوا مارا گیا یوں سکندر نے صور شہر کے باہر غزہ کو بھی فتح کر لیا شہریوں کا خوب قتل عام کیا گیا عورتوں اور بچوں کو غلام بنا کر فروخت کر دیا گیا غزہ کے حکمران باطیس کو اس کی سرکشی کی وجہ سے زندہ گرفتار کر لیا گیا سکندر نے اسے ایک گھوڑا گاڑی سے باندھ کر فصیل کے اردگرد اس قدر گھسیٹا کہ اس نے جان دے دی غزہ کو فتح کرنے کے بعد سکندر کو صور کے بعد ایک دوسرا بحری مرکز ہاتھ لگ گیا تھا۔

لیکن غزہ شہر کی فتح سکندر کو بہت مہنگی پڑی اس لئے کہ اہل غزہ نے سکندر سے اپنی اس شکست کا ہرجانہ خوب وصول کیا وہ اس طرح کہ جنگ کے دوران ایک پتھر سکندر کی ڈھال پر آ کر گرا ڈھال کو پتھر نے دو لخت کرتے ہوئے سکندر کے کندھے کی ہڈی توڑ ڈالی پس غزہ میں قیام کے دوران سکندر اس ہڈی ٹوٹنے کی وجہ سے چند روز تک انتہائی اذیت اور تکلیف میں رہا یہاں قیام کر کے وہ علاج کراتا رہا جب وہ صحت مند اور تندرست ہو گیا تو غزہ کا نظم و نسق صور کی طرح درست کرنے کے بعد وہ مزید صور کی طرف بڑھا صحرائے سینا کو اس نے بڑی تیزی سے عبور کیا اب اس کا رخ مصر کی طرف تھا مصر ان دنوں چونکہ ایران کی عمل داری میں شامل تھا لہٰذا ایران کے بادشاہ دارا پر ضرب لگانے سے پہلے وہ مصر کو فتح کر کے دارا کو بے دست و پا کر دینا چاہتا تھا اسی ارادے کے تحت سکندر اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے مصر کی طرف بڑھا تھا۔

مصر پورے کا پورا ان دنوں مملکت ایران میں شامل تھا اہل مصر چونکہ ایرانیوں سے خوش تھے لہٰذا سکندر کی آمد سے انہیں امید ہوئی کہ وہ ایران کے چنگل سے رہائی پا لیں گے چنانچہ انہوں نے اپنے دو بڑے شہروں یعنی پلوزیم اور منفس شہر کے دروازے سکندر کے لئے کھول دیئے پھر جب سکندر مصر میں داخل ہوا تو پورے مصر نے سکندر کی اطاعت اختیار کر لی سکندر نے مصر کے معبودوں کا پورا پورا احترام کیا ایک مصر کی تہذیب اور مذہبی پیشواؤں کی آزادی برقرار رکھی اور اپنی آمد کی یاد میں اس نے سمندر کے کنارے ایک بہت خوبصورت بندرگاہ والا شہر آباد کیا جس کا نام سکندریہ اعظم رکھا۔

○

مصر کے قیام کے دوران ایک روز یوناف اور بیوسا اپنے خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا لطیف اور خوش کن لمس دیا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ سنو یوناف، سکندر مصر کی تہذیب و ثقافت پر تمہارے ساتھ گفتگو کرنا چاہتا ہے اسی مقصد کے لئے اس نے اپنا ایک آدمی تمہیں بلانے کے لئے بھیجا ہے تھوڑی دیر تک وہ آدمی تمہارے خیمے میں تمہیں بلانے آئے گا اس موضوع پر گفتگو کرنے کے لئے تم تیار ہو جاؤ۔ ابلیکا نے ابھی یہیں تک کہا تھا کہ

سکندر کا ایک آدمی یوناف اور بیوسا کے خیمے میں داخل ہوا اور دونوں کو یہ اطلاع کی کہ انہیں سکندر نے طلب کیا ہے لہٰذا دونوں میاں بیوی اپنے خیمے سے نکلے اور قریب ہی پڑنے والے سکندر کے خیمے میں داخل ہو گئے سکندر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ان دونوں کا استقبال کیا انہیں اپنے پاس بیٹھنے کو کہا جب وہ دونوں میاں بیوی بیٹھ گئے تب سکندر نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

سنو میرے دوست' میرے بھائی تم جانتے ہو کہ مصر نے آپ سے آپ میری اطاعت اور فرمانبرداری قبول کر لی ہے اس لئے نہ تو مجھے اس ملک میں گھوم پھر کر تگ و دو اور جدوجہد کرنے کی زحمت اٹھانا پڑی ہے اور نہ ہی میں اس ملک میں گھوم کر اس کا جائزہ لے سکا ہوں لہٰذا اپنے علوم میں اضافہ کرنے کے لئے میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم مجھے مصر کے قدیم علوم و فنون' اس کے مذہب ثقافت اور تہذیب پر کچھ روشنی ڈالو سکندر کے اس استفسار پر یوناف نے سر کو جھکا کر کچھ سوچا اور وہ کہنے لگا۔

سنو سکندر مصر کی تہذیب پرانی اور قدیم ہے یہاں کے سب سے بڑے دیوتا کا نام رع ہے۔ یہاں کے لوگوں کا خیال ہے کہ یہی رع لوگوں کی تخلیق کا باعث ہے۔ رع کے متعلق آسان الفاظ میں یہ سمجھ سکتے ہو جو حیثیت یونانیوں میں زیوس دیوتا کو ہے وہی مصریوں میں رع دیوتا کو حاصل ہے رع دیوتا کے علاوہ اپنے چھوٹے دیوتاؤں کے لئے مصریوں نے عظیم الشان اور پرہیبت دارالاصنام دریائے نیل کے کنارے کنارے بنا رکھے ہیں ان دارالاصنام میں جو رع دیوتا کی تصویریں یا سنگی مجسمے بنائے گئے ہیں ان کو کچھ اس طرح سے دکھایا گیا ہیں جیسے وہ ہوا میں پرواز کرتا ہوا آسمان کی بلندیوں کی طرف جا رہا ہو۔

سنو سکندر! مصر تجارت' چاول اور دیگر غلے کی کاشت اور جہاز سازی میں بے حد ترقی کر چکا ہے لیکن شاہی روایت میں وہ قدیم زمانے ہی کے آداب و رسومات پر قائم ہے مصریوں کے دل میں اپنے مطلق العنان فرماں رواؤں اور شاہی گھرانے کا بڑا ہی احترام ہے خاص کر ان حکمرانوں کے لئے جن کے عہد میں مصر نے غیر معمولی تیزی سے ترقی کی تھی جن کے دور میں نیل کے پانیوں کو کھیتی باڑی کے لئے استعمال کرنے کی تدبیریں عمل میں لائی گئی تھیں جن کے دور میں عالی شان عمارتیں قائم ہوئیں مندر اور مقبرے شاہی محلات سے کہیں زیادہ پر شکوہ بنائے گئے گو مصر کی یہ عمارتیں قدیم دور کی بنی ہوئی ہیں لیکن عہد حاضر کے لوگوں کے لئے بھی یہ باعث فخر ہیں اور حیات بعد موت کی ایک واضح شہادت پیش کرتی ہیں۔

مصر پر جو شخص بھی حکمران ہوتا ہے اس کا فرعون کہلانا لازم ہوتا ہے فرعون رع سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں۔ مہ رع دیوتا کا اوتار اس لئے کہ مصر کے لوگ رع دیوتا کو چونکہ سب سے بڑا دیوتا تسلیم کرتے ہیں لہٰذا اپنے بادشاہ کو وہ اپنے رع دیوتا کا اوتار سمجھ کر ہی قبول کرتے ہیں اس لئے وہ اپنے ہر بادشاہ کو فرعون کہہ کر پکارتے ہیں مصریوں کا خیال ہے کہ فرعون کو غیر فانی دیوتاؤں سے گہرا تعلق ہوا کرتا تھا اور وہ رع دیوتا کے اوتار کی حیثیت سے غیر معمولی کام بھی انجام دے سکتا تھا۔ اس دفعہ سکندر نے درمیان میں بولتے ہوئے پوچھا تمہاری زبان سے رع دیوتا کے متعلق سن کر میری دلچسپی میں اضافہ ہو گیا ہے کہ ایسا ممکن نہیں کہ مصر میں قیام کے دوران میں رع دیوتا کے سب سے بڑے مندر کو دیکھ سکوں جس مندر کی دیکھا دیکھی مصر میں رع دیوتا کے اور مندر تعمیر کئے گئے ہوں گے میرا خیال ہے کہ رع دیوتا کا سب سے بڑا مندر یہیں کہیں نیل ہی کے کنارے ہو گا اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا تمہارا اندازہ درست نہیں ہے رع دیوتا کا مقدس مندر نیل کے کنارے پر نہیں بلکہ دور مغربی صحرا میں واقع ہے اور جس جگہ رع دیوتا کا بڑا مندر ہے وہ علاقہ نخلستانوں پر مشتمل ہے اور سیوا کے نخلستانوں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے وہیں مصر کے سب سے بڑے اور راست باز کاہن رہتے ہیں یہ سنتے ہی سکندر کی دلچسپی میں کچھ ایسا اضافہ ہوا کہ اس نے اسی روز سیوا کے نخلستانوں کی طرف جا کر رع دیوتا کا مندر دیکھنے کا عزم کر لیا۔

اسی روز دوپہر کے قریب سکندر یوناف بیوسا اپنے چند دوسرے ساتھیوں اور محافظ دستوں کے ساتھ رع دیوتا کا مندر دیکھنے کے لئے سیوا کے نخلستانوں کی طرف روانہ ہوا مصر کے قدیم رہبر بھی اس کے ساتھ تھے جو اسے ایک سو اسی میل مغرب کی طرف لے گئے پھر انہوں نے بنجر صحرائی علاقے میں سے جنوب کا رخ اختیار کیا گویا چاہئے کہ پہلے وہ بندرگاہ مطروح کے پاس سے اندرون ملک کی طرف بڑھے پھر انہوں نے صحیح سمت اختیار کی چونکہ سردی کا موسم تھا اس لئے پانی کی قلت انہیں محسوس نہ ہوئی تھی۔ راستے میں جگہ جگہ جوہڑ ملتے گئے جن میں پانی بھرا ہوا تھا لیکن آندھیوں نے انہیں بہت پریشان کیا ایک مقام پر راستہ گم ہو گیا پھر کوؤں کو اڑتے ہوئے دیکھ کر انہیں جنوبی سمت کا سراغ ملا غرض وہ سیوا کے ان نخلستانوں میں پہنچ گئے جہاں مصر کے سب سے بڑے رع دیوتا کا سب سے قدیم مندر تھا انہوں نے دیکھا وہاں زیتون اور تاڑ کے درخت تھے چشموں کا پانی بہت ٹھنڈا تھا اور حیرت انگیز بات یہ تھی کہ انہیں وہاں نمک کی شفاف چٹانیں نظر آئیں وہاں پہنچ کر رع کے چھوٹے سے سنگی مندر کی تاریکی میں سکندر کو جو کچھ پیش آیا وہ سب کچھ اس نے لکھ کر اپنی ماں اولمپیاس کو یونان بھیج دیا تھا۔

مندر کا جائزہ لیتے ہوئے سکندر نے دیکھا کہ مندر کے پروہتوں نے چغے پہن رکھے تھے نوجوان مقدونوی بادشاہ کا انہوں نے پرجوش خیر مقدم کیا اور اسے دیوتا کے سامنے لے گئے اور سکندر کو انہوں نے دیوتا کا بیٹا قرار دیا تھوڑی دیر تک سکندر نے رع دیوتا کے اس مندر میں قیام کیا پھر وہ

واپسی کے لئے دوسرا راستہ اختیار کرتا ہوا محفس شہر کی طرف بڑھا بحرہ قلزم کے پاس سے گزرتا ہوا وہ بڑی تیزی سے پھر اپنے محافظ دستوں یوناف بیوسا اور اپنے مشیروں اور جرنیلوں کو لے کر محفس شہر پہنچ گیا تھا۔

دوسری طرف ایران کے بادشاہ دارا نے جب دیکھا کہ سکندر کی طرف سے مصالحت کا ہاتھ بڑھانے کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا تو وہ سمجھ گیا کہ جنگ کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے اس لئے کہ اس نے جنگی تیاریوں کا حکم دے دیا تھا خود اس نے بابل میں قیام کیا اپنے سارے سرداروں اور جرنیلوں کو بھی اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ اس نے بابل بلا لیا باختر کے حکمرانوں کو بھی اس نے حکم دیا کہ لشکر لے کر بابل پہنچ جائیں۔ اسے خیال تھا کہ سکندر کو بہتر اسلحہ کی وجہ سے فتح ہوئی تھی اس لئے اسلحہ کی تیاری پر اس نے خاص توجہ دی تیر اور نیزے گلی کوچوں میں بننے لگے دو سو جنگی رتھ اس نے تیار کئے اور پوری مملکت کے وسائل جنگی تیاریوں کے لئے اس نے وقف کر دیئے تھے ایران کی عزت بچانے کے لئے لاتعداد لشکر جمع ہوئے یہ لشکر قدیم شاہراہوں پر ہوتے ہوئے قوم اشور کے پرانے اور عظیم شہر نینوا کے باہر اربیل کے مقام پر جمع ہونے لگے تھے۔

سکندر کو جب دارا کی ان جنگی تیاریوں کا علم ہوا تو اس نے بھی مصر پر اپنی طرف سے ایک مقامی شخص کو حاکم مقرر کیا پھر اپنے لشکر کے ساتھ وہ مصر سے نکلا پہلے وہ صیدا شہر آیا یہاں کچھ دنوں اس نے قیام کیا پھر وہ صیدا شہر سے اپنے لشکر کے ساتھ اربیل کے ان میدانوں کی طرف کوچ کر گیا تھا جہاں ایران کے بادشاہ دارا کے لشکر اس سے جنگ کرنے کے لئے جمع ہو رہے تھے۔

○

اربیل کے میدانوں کی طرف جانے کے لئے سکندر نے راستے میں پڑنے والے دریائے فرات کو اس جگہ سے عبور کیا جہاں پانی کی گہرائی کم تھی اور رفتار بھی معمولی تھی یہ جگہ ثبسع کے قریب تھی اب وہ اپنے لشکر کے ساتھ اس شاہراہ پر پہنچ گیا تھا جو سیدھی بابل کو جاتی تھی اس شاہراہ پر سفر کرتے ہوئے سکندر نے اندازہ لگایا کہ اس کے لشکر کی تعداد یونان' قبرص' کریٹ اور دوسرے جزیروں سے کمک آنے کی وجہ سے بہت بڑھ چکی ہے اس کے لشکر میں بار برداری کی گاڑیاں بھی پہلے کی نسبت بہت زیادہ تھیں یونان کریٹ اور قبرص کے علاوہ اب اس لشکر میں مصر کے رہنے والے اور صیدا اور صور کے کنعانی کاریگر اور صناع بھی شامل ہو چکے تھے۔

دریائے فرات کے کنارے کے ساتھ ساتھ سفر کرتے ہوئے انہیں چند ایرانی سوار دکھائی دیئے جنہیں انہوں نے گرفتار کر لیا قیدیوں نے بتایا کہ ایرانی فوج اس سے اگلے دریا کے پاس کسی مقام پر جمع ہو رہی ہے قیدیوں نے جو معلومات سکندر کو فراہم کیں ان سے یہ اندازہ لگایا گیا کہ ایران کا شاہ دارا جو فوج مقابلے کے لئے جمع کر رہا ہے اس فوج سے کہیں زیادہ اور بڑی ہے جو وہ

کے میدانوں میں لے کر آیا تھا اس انکشاف نے یونانیوں کے اندر ایک طرح کی تشویش اور فکر مندی پیدا کر دی تھی تاہم وہ سکندر کے ساتھ دل جمعی کا اظہار کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔

دریائے فرات کو عبور کرنے اور تھوڑی دیر تک دوسرے کنارے کے ساتھ ساتھ چلنے کے بعد سکندر کا رخ ٹھیک مشرق کی جانب تھا پھر سکندر فوج کو شمالی مشرق کی جانب لے گیا جہاں زمین کا رنگ سرخ ہو گیا تھا اس سے بیشتر جن دیہات سے یونانی گزرے تھے ان کے مکانوں کی چھتیں ہموار تھیں لیکن اب پھر ایسے مکان نظر آنے لگے جو اگرچہ مٹی کے بنے ہوئے تھے لیکن ان کی چھتیں شہد کے چھتوں کی طرح مخروطی تھیں اس طرح فوج ایک بار پھر میدانوں سے نکل کر کوہستانی سلسلوں میں داخل ہوئی تھی۔

اب سکندر اپنے لشکر کے ساتھ ایسے پہاڑوں پر آکر پیش قدمی کر رہا تھا جن کے دامن میں دیودار کے درخت کھڑے تھے جگہ جگہ چٹانوں میں ندی نالے بہہ رہے تھے یہاں ہوا کافی ٹھنڈی ہو گئی تھی پانی بلندیوں سے نشیب کی طرف بڑی تیزی کے ساتھ گرتا تھا اور یونانی سپاہیوں کو یقین ہو گیا تھا کہ ان کا سپاہ سالار سکندر انہیں محفوظ راستوں سے ہوتا ہوا میدان جنگ کی طرف لے جا رہا تھا یونانی سمجھ گئے تھے کہ سکندر نے اس لئے میدانی راستہ اختیار نہیں کیا کہ کہیں دشمن رات کی تاریکی میں چھپ کر ان پر حملہ آور نہ ہو جائے لہٰذا وہ گمنام اور کوہستانی سلسلہ اختیار کر کے میدان جنگ کی طرف پہنچنا چاہتا تھا۔

پہاڑوں کے بیچ بیچ سفر کرتے ہوئے وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں ان کے سامنے ایک تیز رو دریا بہتا تھا جس کا پانی گدلا تھا لشکر میں شامل کنعانیوں نے سکندر کے ساتھیوں کو بتایا کہ یہ دریائے دجلہ ہے اور اس وقت وہ اس مقام پر ہیں جہاں سے دجلہ کا منبع نزدیک ہی واقعہ ہے بہرحال لشکر نے دریا دجلہ کو عبور کیا یہ دوآبہ عراق کا دوسرا دریا تھا دریا کو عبور کرنے کے بعد بھی سکندر کو دارا کی فوج کہیں نظر نہ آئی عین دریا کے عبور کے وقت انہوں نے دیکھا کہ چاند کو گرہن لگ گیا تھا اور چاند بالکل سیاہی مائل ہو گیا تھا یہ صورت حال دیکھتے ہوئے سکندر کے لشکر کے یونانی اور دوسری اقوام کے لوگ فکر مند ہو گئے تھے اور انہیں یہ خیال گزرنے لگا تھا کہ وہ بہت نازک صورت حال سے گزرنے والے ہیں۔

سکندر کے لشکر میں جو کنعانی تھے انہوں نے یونانیوں کو بتایا کہ ان کے نزدیک چاند کے سیاہ ہو جانے کا مطلب یہ تھا کہ عالم اسفل کی ملکہ نمودار ہونے والی ہے جس کا نام مسٹری ہے اور ربع کے دو دریاؤں یعنی دجلہ اور فرات کی درمیانی پر اسے بڑا اقتدار حاصل ہے اور تین دنیاؤں کے وحوش اس ملکہ کے خدمت گزار ہیں اس لئے اسے ملکہ وحوش بھی کہہ کر پکارا جا سکتا ہے اول آسمان کی دنیا

دوئم زمین کی دنیا سوئم عالم اسفل کی کنعانیوں کی یہ دیومالائی گفتگو سن کر یونانیوں نے ان کا مذاق اڑا ان کی کسی بھی بات پر اعتبار نہ کرتے ہوئے وہ سکندر کے ساتھ آگے بڑھتے چلے گئے تھے۔

سکندر اپنے لشکر کے ساتھ دریائے دجلہ کو باحفاظت عبور کرنے کے بعد تھوڑی دیر دریا کے ساتھ ساتھ جنوب کی سمت بڑھتا رہا پھر دریا کا کنارہ چھوڑ کر کھلی وادی میں پیش قدمی کرنے لگے جہاں بادلوں اور کہرے نے ارد گرد کی بلندیوں کو چھپا رکھا تھا وہاں انہوں نے ویرانوں کے اندر سیاہی مائل بھینسے دیکھے جنہیں بے ضرر اور قوی ہونے کے لحاظ سے بیلوں کے ساتھ مشابہت دی جا سکتی تھی ان بیلوں اور بھینسوں کو دیکھ کر وہم پرست کنعانی یہ کہنے لگے کہ ان کی ملکہ وحوش نے بھینسوں کی شکل میں نمودار ہو کر اپنی موجودگی کا اظہار دینا شروع کر دیا ہے اس سلسلے میں وہ یونانیوں کو عجیب طرح کی کہانی اور قصے بھی سنانے لگے تھے تیزی سے آگے بڑھتا ہوا اپنے لشکر کے ساتھ سکندر کوہستانی سلسلے کے اندر ہی اندر ان میدانوں کے قریب آیا جہاں ایران کا بادشاہ دارا اپنے لشکروں کو جمع کر رہا تھا۔ اب سکندر کو دارا کی ایک بہت بڑی قوت سے کھلے میدان میں مقابلہ درپیش تھا وہ تین روز تک پہاڑوں کے آخری حصے میں ٹھہرا رہا مقصد یہ تھا کہ فوج کو ستانے کا موقع مل جائے ہو سکتا ہے اسے یہ بھی امید ہو کہ جونہی وہ پہاڑوں سے نکل کر میدانوں میں داخل ہو ایران کا بادشاہ دارا فوراً ان پر حملہ آور ہو جائے لہٰذا جنگ سے پہلے پہلے وہ اپنے لشکر کو آرام کرنے اور ستانے کا موقع فراہم کرنا چاہتا تھا اپنے لشکر کو تین دن کوہستانی سلسلے میں آرام و سکون کا موقع فراہم کرنے کے بعد ایک روز وہ طلوع آفتاب کے وقت کوہستانوں سے نکل کر اس میدان میں غور کرتا ہوا جہاں دارا پہلے سے جنگ کی تیاریاں مکمل کر چکا تھا سکندر بھی اپنے لشکر کے ساتھ ان میدانوں میں خیمہ زن ہوا اور اس کے لشکریوں نے اپنے پیچھے اپنے پڑاؤ کو خوب مستحکم کر لیا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ میدان جنگ میں خیمہ زن ہونے کے بعد یونانی جرنیل پارمینو نے سکندر کو مشورہ دیا کہ آنے والی رات کو فوج کو حرکت کا حکم دیا جائے اور رات کی تاریکی میں دشمن پر حملہ کیا جائے اس کی دلیل یہ تھی کہ سواروں کے مقابلے میں پیادا فوج رات کی تاریکی میں بے تکلف حملہ کر دے گی ممکن ہے کہ اس ترکیب سے ہمیں کامیابی کے موقعے فراہم ہو جائیں اور اس ان گنت اور بے پناہ ہجوم سے ہمیں نجات مل جائے جو ہماری تباہی کے لئے دارا نے ان میدانوں میں جمع کر رکھا ہے۔ لیکن سکندر نے شب خون کا حکم دینے سے انکار کر دیا اس نے کہا رات کی نقل و حرکت پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا دشمن کے پڑاؤ میں مشعلیں جل رہی ہیں ان کی روشنی ہمارے آدمیوں کے آنکھوں کے سامنے ہو گئی ہوں سکندر پر یوں واضح ہو گیا کہ ایرانی فوج جنگی ترتیب میں کھڑی ہے اور جا بجا مشعلیں جل رہی ہیں تو انہوں نے افسروں کو حکم دیا کہ آرام و استراحت کا جتنا موقع ہے اس سے فائدہ اٹھا لو اور ساتھ ہی اس نے اپنے لشکر کو یہ بھی بتا دیا کہ اگلے روز جو جنگ ہو گی وہ فیصلہ کن جنگ ہو گی اور یہ تصفیہ ہو جائے گا کہ ایشیا میں یونانی حکمران ہوں گے یا ایرانی ساتھ ہی سکندر نے افسروں کو یہ بھی تاکید کر دی کہ ہر حکم کی تعمیل فوراً کر دینے کا خاص خیال رکھا جائے ذرا سی تاخیر بھی ان کے لئے ان میدانوں کے اندر خطرات کا باعث بن سکتی ہے۔

○

دوسرے روز صبح ہی صبح دونوں لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے صف آرا ہوئے سکندر اور اس کے جرنیل اپنے لشکر کی بڑی تیزی سے صفیں درست کر رہے تھے ادھر ایرانی لشکر نے صفیں باندھیں دارا نے قلب لشکر میں جگہ لی اس کے آس پاس شاہی خاندان کے افراد تھے یونانی پیشہ ور سپاہی جو تنخواہ دار سپاہی کی حیثیت سے دارا کے لشکر میں شامل تھے ان کی بھاری تعداد دارا کے دائیں بائیں موجود تھی سامنے پاسبان گھوڑوں اور ہاتھیوں پر سوار تھے رتھوں کی چمک آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر رہی تھی دائیں اور بائیں بازو میں مختلف علاقوں کے سپاہی بھی متعین تھے ایرانی لشکر کی تعداد کا اندازہ اربل کے میدانوں میں مورخین ایک لاکھ بتاتے ہیں جبکہ اس کے مقابلے میں سکندر کی تعداد تقریباً سینتالیس ہزار تھی۔

دونوں لشکر ایک دوسرے پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھے نقارچیوں نے نقارے بجائے نعروں سے فضا گونج اٹھی ایرانیوں نے جنگ کا آغاز رتھوں کے ذریعے سے کیا جن میں مسلح نیزہ بردار سوار تھے بڑے بڑے دندانے رتھوں کے ساتھ نصب تھے رتھوں کے ذریعے ایرانیوں نے دشمن پر شدید حملہ کیا۔ بعض رتھ سوار سپاہی مقدونوی لشکر کی صفوں تک بھی پہنچ گئے اور ان کے سر کاٹ کاٹ کر گرانے لگے نیزے بری طرح ایک دوسرے کی ڈھالوں سے ٹکراتے ہوئے مہیب آوازیں پیدا کرنے لگے تھے۔ نیزوں اور ڈھالوں اور تلواروں کے ٹکرانے کی آوازیں کچھ اس طرح میدان جنگ میں بلند ہوئیں تھیں کہ رتھوں کے گھوڑے بدک بدک جاتے اور ایرانی لشکر میں انتشار پیدا کرنے کا سبب بننے لگے تھے رفتہ رفتہ دونوں طرف سے لشکر حملہ کرتے اور بڑھتے ہوئے ایک دوسرے کے قریب ہوتے چلے گئے آخر دست بدست لڑائی شروع ہوئی مقدونوی لشکر کا دایاں بازو ایرانی لشکر کے بائیں بازو پر ٹوٹ پڑا جس میں اب دارا بھی موجود تھا۔ اس وقت دارا کے ارد گرد ایک ہزار ممتاز سوار تھے جن میں بیشتر اس کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے بڑی گھمسان کی جنگ ہوئی آخر مقدونوی لشکر نے دباؤ ڈال کر ایرانی صفوں میں شگاف ڈال دیئے اتنے میں تیروں کی بوچھاڑ دارا کے رتھ کے گھوڑوں پر ہوئی ان تیروں نے گھوڑوں کی ٹانگوں کو چھلنی کر دیا لہٰذا دارا کے رتھ کے گھوڑے چھلنی ہو کر زمین پر گر گئے جبکہ رتھ چلانے والا بھی ایک نیزے کی ضرب سے گر کر دم توڑ گیا تھا۔ اس صورت میں دارا اپنے آپ کو بے بس محسوس کرنے لگا تھا لہٰذا اس نے پھر وہی غلطی

کی جو اس نے اسوس کے میدانوں میں کی تھی ایک بار پھر اس نے اپنی جان بچانے کے لئے راہ فرار اختیار کر لی گرد و غبار اس قدر اڑ رہا تھا کہ دشمن کی نگاہیں بھاگتے ہوئے دارا کو نہ دیکھ سکیں دارا کے فرار ہونے کی خبر ایرانی لشکر میں پھیلی تو ان کی امیدوں پر پانی پھر گیا ایرانی صفیں بکھرنے لگیں مقدونی لشکر نے پے بہ پے حملے کر کے دارا کے لشکر کے مرکزی حملے کا صفایا کر دیا لیکن مقدونیوں کے لئے ابھی خطرہ باقی تھا اس لئے کہ جب ایرانیوں کی پیدل صفیں یونانیوں کے دباؤ سے پیچھے ہٹیں تو ایرانی سواروں نے تیزی سے بڑھ کر ان کی خالی جگہ لے لی تھی اور مقدونوی لشکر کے بائیں بازو پر لگاتار حملے کر کے ان کا صفایا کر کے رکھ دیا تھا اس حصے کا یونانی جرنیل ایرانیوں کا مقابلہ نہ کر سکا تو اس نے کمک حاصل کرنے کے لئے سکندر کی طرف اپنے سپاہی روانہ کر دیئے تھے۔

سکندر نے اپنے محفوظ دستوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے لشکر کے بائیں بازو کی حفاظت کے لئے آگے بڑھیں اس طرح بائیں بازو نے محفوظ دستوں کے ساتھ مل کر ایرانی لشکر پر شدید حملہ کیا اس سے ایرانیوں کے پاؤں اکھڑ گئے سکندر نے بھاگنے والوں کا تعاقب کرنا مناسب نہ سمجھا اور سوار فوج لے کر اس طرف بڑھا جہاں پر ابھی تک ایرانی یونانیوں کے ساتھ برسرپیکار تھے اس حصے میں پہنچ کر سکندر کو پتہ چلا کہ دارا چھ ہزار سواروں اور تین ہزار پیادا فوج کو لے کر اربیل کے میدانوں سے بہت پہلے بھاگ چکا ہے اور اب وہ کافی فاصلہ طے کر کے اس کی دسترس سے باہر نکل چکا ہے۔ اگرچہ ایرانیوں کو اربیل کے میدان میں بدترین شکست ہوئی لیکن یہ سب کچھ ایران کے بادشاہ دارا کی بزدلی کی وجہ سے تھا ورنہ دارا کے لشکر میں ایرانی پیادوں اور سواروں کے علاوہ کردستان آرمینیا، باختر، مغد اور دیگر علاقوں کے ایسے ایسے جنگجو اور سورما شامل تھے کہ اگر دارا میدان جنگ سے نہ بھاگتا تو یقیناً" اس کا لشکر سکندر کو اربیل کے میدانوں میں ایسی ہولناک شکست دیتا کہ سکندر کو ایران کے دوسرے علاقوں کی طرف بڑھنا نصیب نہ ہوتا اور آج ان علاقوں کی تاریخ مختلف ہوتی جن تک سکندر نے رسائی حاصل کر لی تھی۔ اس طرح اربیل کی اس جنگ میں کم تعداد والی فوج نے زیادہ تعداد والی فوج کو اپنے سامنے زیر کر لیا اور فتح پائی اس لحاظ سے اربیل کی لڑائی کو مثالی حیثیت حاصل ہے مورخین کا خیال ہے کہ اربیل کے میدانوں میں سکندر کی فتح مقدونوی فوج کی اعلیٰ تنظیم اور سکندر کی فقید المثال قیادت کا کرشمہ تھی اس جنگ میں فتح حاصل کرنے کے بعد یونانیوں کے ہاتھ نہایت عجیب اور حد درجہ قیمتی مال ہاتھ آیا جس میں کمر بند ہاتھی بھی تھے سینکڑوں جنگی رتھ بھی جن کے پلوں کے ساتھ تیز تلواروں کے پھل لگے ہوئے تھے وہ برچھیاں بھی تھیں جن پر سونے کا پانی پھرا ہوا تھا بہت سے فوجی ہاتھ آئے ان میں پہاڑی لوگ بھی تھے جو عجیب و غریب زبان بولتے تھے اور وہ اعلیٰ درجے کے سوار بھی یونانیوں کے ہاتھ لگے جنہوں نے ڈھیلے پاجامے اور طرے دار پگڑیاں باندھ رکھی تھیں اور جو کرد کہلاتے تھے۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے سکندر نے اپنے ان سواروں کو جمع کیا جنہیں جنگ میں زیادہ مشقت نہ اٹھانا پڑی تھی اور ان سواروں کو لے کر وہ ایران کے بادشاہ دارا کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا۔ تعاقب میں نکلنے سے پہلے اس نے پارمینو کو حکم دیا کہ وہ دشمن کے پڑاؤ کو اپنے قبضے میں لینے کے بعد اور اپنے زخمیوں کی دیکھ بھال کر کے اس کے پیچھے پیچھے دارا کے تعاقب میں نکل کھڑا ہو سکندر کی روانگی کے بعد پارمینو نے زیادہ دیر اربیل کے میدانوں میں قیام نہیں کیا اور اس نے جلدی جلدی زخمیوں کی دیکھ بھال کی، قیمتی مال متاع یعنی اسلحہ اور سونا جمع کر کے اس نے اپنے لشکر کا ایک حصہ وہاں مقرر کیا اور وہ بھی سکندر کے پیچھے پیچھے لشکر کے باقی حصے کو لے کر تعاقب میں نکل کھڑا ہوا تھا۔ لگاتار کئی گھنٹے تک سکندر اور پارمینو دونوں نے دارا کا تعاقب کیا لیکن انہیں کہیں دارا اپنے بھاگتے ہوئے لشکر کے ساتھ دکھائی نہ دیا ہاں کبھی کبھی انہیں جنگ سے بھاگے ہوئے ایرانی دستے ادھر ادھر بھاگتے دکھائی دے رہے تھے جو اپنی جانیں بچانے کی خاطر محفوظ مقامات کا رخ کر رہے تھے کچھ دیر تک اور تعاقب جاری رہا آخر جب سکندر اور پارمینو نے دیکھا کہ وہ اس تعاقب کے ذریعے سے دارا کو نہیں پکڑ سکتے تو وہ اپنے اپنے لشکر کو لے کر واپس جنگ کے میدان کی طرف لوٹ گئے تھے۔ اس ناکام تعاقب کے بعد جب سکندر واپس اربیل کے میدانوں میں پہنچا تو وہاں لاشوں کی بدبو اس قدر پھیل چکی تھی کہ سکندر اور اس کے لشکری وہاں قیام نہ کر سکتے تھے واپس اربیل کے میدانوں میں پہنچ کر اپنے ان لشکریوں سے جو اس میدان میں جمع کئے جانے والے مال و دولت کی حفاظت پر مقرر کئے گئے تھے انہوں نے سکندر کو بتایا کہ میدان جنگ سے انہیں دارا کا سنہری رتھ اور سنہری ترکش بھی ملا ہے بہرحال اس جنگ میں جو کچھ بھی سکندر کو ہاتھ لگا تھا وہ اس نے سمیٹا اور اپنے لشکر کے ساتھ اس نے بابل کا رخ کیا اس کا خیال تھا چونکہ اس وقت دارا شکست اٹھانے کے بعد بدحواسی کے عالم میں میدان جنگ سے بھاگا ہے اس لئے وہ بابل کی طرف بڑھے تو اسے امید تھی کہ بابل والے لڑے بغیر اس کی اطاعت اور فرمانبرداری قبول کر لیں گے لہٰذا ان ہی خیالات کے تحت سکندر تیزی سے اپنے لشکر کے ساتھ بابل کی طرف بڑھا تھا۔

○

بابل کے حکمران مازہ کو جب خبر ہوئی کہ سکندر اپنے لشکر کے ساتھ بابل کا رخ کر رہا ہے تو اس نے سکندر کا مقابلہ کرنے کے بجائے اس کی اطاعت قبول کر لی لہٰذا وہ اپنے سرداروں اور مذہبی پروہتوں کا ایک بہت بڑا گروہ لے کر شہر باہر نکلا تاکہ شہر کے دروازے سکندر کے لئے کھولنے کے علاوہ اس کا بہترین انداز میں استقبال بھی کر سکیں۔

بابل کی طرف بڑھتے ہوئے سکندر نے تمام حفاظتی تدابیر اختیار کر رکھی تھیں بابل کی طرف

اس سفر کے دوران بابل اور اس کے اطراف کو دیکھتے ہوئے سکندر اور اس کے ساتھی یونانی بے حد خوش اور متاثر ہوئے اس لئے کہ بابل کی طرف بڑھتے ہوئے وہ گھنے زرخیز خطوں سے گزرے جنہیں ایک وسیع نہر سیراب کر رہی تھی راستے میں کھجوروں کے جھنڈ نیز لیموں اور سنگتروں کے بے شمار درخت انہوں نے دیکھے جو سڑک کے اردگرد کھڑے تھے یہ سارا سماں دیکھتے ہوئے یونانی بابل کی خوبصورتی اور اس کی زرخیزی اور شادابی سے بڑے متاثر ہوئے تھے۔ جب وہ بابل کے نزدیک گئے تو انہوں نے دیکھا بابل کا حکمران مازہ اپنے پروہتوں اور سرکاری افسروں کے ایک جلوس کے ساتھ ان کے استقبال کے لئے کھڑا تھا وہ اپنے ساتھ جواہرات سونا اور کام دار پارچے لائے تھے سکندر نے ان کا خیر مقدم قبول کیا اور دریائے فرات کے ساتھ ساتھ وہ ان کے ساتھ آگے بڑھا بابل کے پاس آکر انہوں نے دیکھا کہ دریا کے کنارے کے ساتھ ساتھ بہت اونچی دیواریں کھڑی تھیں جو منزل بہ منزل اونچائی کی طرف لے جائی گئی تھیں اور جن کی مستحکم چھتوں پر درجہ بہ درجہ باغ لگائے گئے تھے یہ ہی بابل کے معلق باغات تھے۔ بہرحال سکندر جلوس کی شکل میں محرابوں کے طویل حلقوں میں سے گزرتا ہوا باب اشتر پہنچ گیا جس کے برج اتنے عظیم الشان تھے کہ مصر کے شہر ممفس کے مندر بھی اس کے سامنے بے حقیقت معلوم ہوتے تھے بابل کے اس دروازے سے گزر کر سکندر بابل کے محل تک گیا تھا اسے ہر طرف اونچی عمارتیں نظر آئیں نیچے درختوں کے جھنڈ تھے اور سورج کی روشنی مندروں کے برجوں پر پڑتی تو ان کے سنہرے سیاہ اور فیروزہ گوں رنگوں میں چمک پیدا کر دیا تھی سکندر اس مقام پر اپنے جنگی رتھ سے اترا جہاں پہرے دار کھڑے ہوئے تھے۔

بابل کی خوبصورتی اور شادابی نے مقدونیوں پر حد درجہ گہرا اثر ڈالا اس شہر میں داخل ہونے کے بعد انہیں اس شہر میں یونانیت کی کوئی جھلک دکھائی نہ دی وہ یہ سوچ رہے تھے کہ شاید مصر کے مرکزی شہر ممفس کی طرح بھی یہاں بڑے بڑے بت دکھائی دیں گے جن کی بابل کے لوگ پوجا کرتے ہوں گے لیکن بابل میں بتوں کی جگہ انہیں ہر جگہ خوبصورت ٹائلیں لگی دکھائی دیں اور عجیب و غریب جانوروں کے جلوسوں کی تصویریں نظر آئیں تھیں یونانی یہ دیکھ کر بھی حیرت زدہ ہوئے تھے کہ بابل کی عظیم الشان دیواریں اور ان کی اونچی عمارتیں مٹی سے بنائی گئی تھیں انہوں نے جائزہ لیا کہ بابل شہر میں غلاموں نے اینٹوں کے سانچے تیار کئے ہوئے تھے پھر ان سانچوں سے بنائی جانے والی اینٹوں کو پکا لیا جاتا تھا یا دھوپ میں خشک کر لیا جاتا تھا اور اس کے بعد انہی عمارتوں میں استعمال کیا جاتا تھا آرائشی ٹائلیں بھی مٹی ہی سے بنائی گئی تھیں اور ان ٹائلوں میں سبز رنگ استعمال کر کے ان میں ایک طرح کی جلا پیدا کر دی گئی تھی۔ بابل میں داخل ہونے کے بعد سکندر نے صوبہ بابل کی حکومت کا انتظام انتہائی تیزی سے کر دیا اس نے اپنے وعدے کے مطابق لعل اور مردوک دیوتاؤں کے مندر از سر نو تعمیر کئے جنہیں گزشتہ دور میں بابل کے بادشاہ خشیار شا نے اپنے دور حکومت میں تباہ و برباد کر دیا ہوا تھا بابل میں قیام کے دوران سکندر رات کو عموماً اس نہر پر چہل قدمی کرتا جو بابل شہر کے بیچ میں سے گزاری گئی تھی اور پھر اسے آگے لے جا کر دریائے دجلہ سے ملا دیا گیا تھا وہ پہروں رات کو اس نہر کے کنارے بیٹھ کر کشتیاں چلنے کا معائنہ کیا کرتا تھا۔

بابل میں جو شاہی خزانہ تھا اسے بھی سکندر نے اپنے قبضے میں لے لیا بابل کے حاکم کو اس نے اس کی حاکمیت پر بحال رکھا اور اس کی مدد کے لئے بابل میں اس نے ایک مقدونوی افسر کی کمانداری میں چھوٹا سا ایک لشکر بھی متعین کر دیا تھا بابل میں جو درس گاہیں جو مندر تھے یا خیرات کے نظام جو پہلے سے چلے آئے تھے وہ بدستور اس نے قائم رکھے اربیل کے میدان جنگ میں جو اسے مال غنیمت ملا تھا اور یونانی لشکر میں جو عورتیں شامل ہو گئیں تھیں ان سب کو بھی اس نے بابل ہی میں رکھنے کا اہتمام اور انتظام کر لیا تھا۔

بابل کے خزانے سے سکندر کو اس قدر سونا ہاتھ لگا جس قدر مقدونیہ کی کانوں سے پچاس سال میں بھی سونا نہ نکالا جا سکتا تھا بابل میں قیام کے دوران سکندر کے ہاتھ یونان کے وہ بت بھی لگے جو ایران کا بادشاہ زرکسیز یعنی خشیار شا یونان پر حملوں کے دوران یونان سے اٹھا کر بابل لے آیا تھا ان بتوں کے نام ہارموڈیوس اور ارسطو جیٹن تھے۔

یونانی کو ان بتوں کا ملنا بہت نیک شگون معلوم ہوا ان بتوں کو دیکھ کر وہ بے حد خوش ہوئے سکندر نے اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ یہاں جشن مناؤ کھیلوں سے دل بہلاؤ مشعل کی روشنی میں گھوڑ دوڑ کا انتظام کر دیوں اربیل کے میدانوں میں دارا اور اس کے لشکریوں کو شکست دینے کے بعد سکندر اپنے لشکریوں کے ساتھ بابل شہر میں فتح کا جشن منانے لگا تھا۔

○

مقدونیہ سے سکندر کی غیر حاضری کی وجہ سے یونان میں بھی کچھ تبدیلیاں رونما ہوئی تھیں کو یونان کی شہری ریاستوں نے سکندر کو اپنا سپاہ سالار تسلیم کر لیا تھا اور اس کی ان فتوحات سے یونان ہی کا نام بلند ہوا تھا لیکن سکندر کا ہمہ گیر تسلط یونان کی دیگر ریاستوں کو پسند نہ تھا وہ نہیں چاہتے تھے کہ ایشیائی مہموں میں سکندر کو لگاتار فتوحات ہوں اور دارا کو شکست ملتی رہے سکندر سے ان کی نفرت اور ایران کی طرف داری کی خواہش اکثر یونانیوں کے کردار سے واضح ہونے لگی تھی سکندر اس صورت حال سے بے خبر نہ تھا اسے یہ بھی یقین تھا کہ یونان صرف اس وقت تک خاموش ہے جب تک اسے ایران کے مقابلے میں فتح حاصل ہو رہی ہے اور جونہی کسی میدان میں اسے پسپا ہونا پڑا یونان کی سب ریاستیں اس کے خلاف علم بغاوت کھڑا کر دیں گی۔

دوسری بات یہ کہ یونانی ایران کے ہمسائے تھے صدیوں سے ایران کے ساتھ ان کے روابط

قائم تھے یونانیوں کے داخلی معاملات میں ایرانی بادشاہوں کا عمل دخل بھی رہا تھا جسے یونانیوں نے کبھی ناگوار نہ سمجھا تھا کیونکہ شہنشاہ کی طرف سے ان کے خزانوں میں برابر دولت پہنچتی رہتی تھی دوسری طرف یونان کی دیگر ریاستوں کو یہ خیال بھی تھا کہ اگر سکندر کا تسلط مستقل ہو گیا تو ان کی خود مختاری قائم نہ رہ سکے گی۔ جن دنوں سکندر نے بابل میں اپنے لشکر کے ساتھ قیام کر رکھا تھا ان دنوں یونان کی ریاست تراکیا میں سکندر کے خلاف بغاوت اور شورش کے آثار پیدا ہوئے اور ایک بہت بڑے لشکر نے سکندر کے خلاف سرکشی کر دی مقدونیہ میں اس وقت سکندر کا جرنیل انٹی پیٹر سکندر کے نائب کی حیثیت سے حکمرانی کر رہا تھا اسے جب شورش اور بغاوت کی خبر ہوئی تو اس نے تراکیا کی طرف پیش قدمی کی تاکہ اس بغاوت کو فرو کر کے حالات کو پھر معمول پر لے آئے۔ دوسری طرف یونان کی ریاست سپارٹا والے جنہوں نے ماضی میں کبھی سکندر سے تعاون نہیں کیا تھا وہ بھی موقع کی تلاش میں تھے کہ کب ایسے حالات پیدا ہوں اور سکندر کے خلاف بغاوت کر دیں لہٰذا جب انہوں نے دیکھا کہ یونان کی ریاست تراکیا نے سکندر کے خلاف سرکشی کر دی ہے تو انہوں نے بھی مقدونیہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اس طرح سپارٹا اور تراکیا نے مل کر گویا سکندر کی ریاست مقدونیہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تھا لیکن سکندر کا نائب انٹی پیٹر ایک بہترین جرنیل اور دانشور تھا اور اس نے فوراً سکندر کی غیر موجودگی میں یونان کی چند دیگر ریاستوں کو اپنے ساتھ ملانے کے بعد تراکیا اور سپارٹا کے خلاف پیش قدمی کی اور ایک ہولناک جنگ میں اس نے تراکیا اور سپارٹا کو پے در پے شکستیں دینے کے بعد اس بغاوت اور سرکشی کو سرد کر کے رکھ دیا تھا یوں ایک بار پھر انٹی پیٹر کی ہمت سے یونان میں حالات سکندر کے حق میں ہو گئے

○

بابل پر قبضہ کرنے اور چند روز شہر میں قیام کرنے کے بعد سکندر نے پھر اپنے لشکر کے ساتھ پیش قدمی شروع کی اس دور میں ایران کی وسیع و عریض سلطنت کے اندر چار ایسے بڑے شہر تھے جہاں ایران کی حکومت کے خزانے رہتے تھے اور یہ چاروں شہر دراصل زمانہ ماضی میں چار مختلف قوموں کے مرکزی شہر بھی رہ چکے تھے ان میں سے پہلا شہر شوش تھا جو ایک قدیم ترین شہر تھا اور یہ قوم عیلام کا مرکزی شہر رہ چکا تھا دوسرا شہر اکبتاز تھا جس کا موجودہ نام ہمدان ہے یہ شہر قوم ماد کا مرکزی شہر تھا تیسرا بڑا اور قدیم ترین شہر بابل تھا جو اکادیوں کا مرکزی شہر رہ چکا تھا اور چوتھا شہر خود شہنشاہ ایران نے اپنی سلطنت کی سطح مرتفع پر تعمیر کیا تھا اور اس شہر کا نام پرسی پولس تھا بابل کو فتح اور اس پر قبضہ کرنے کے بعد اب سکندر کا ارادہ پرسی پولس پر قبضہ کرنے کا تھا۔

بابل سے نکلنے کے بعد مقدونوی فوج اب انتہائی تیزی سے قلب ایران کی طرف بڑھ رہی تھی اور اسے امید تھی کہ دارا کو نئی فوجیں فراہم کر لینے کا موقع دیئے بغیر اس پر جا پڑیں گے شوش شہر کے ارد گرد جو نیچی پہاڑیاں تھیں ان سے گزر کر سکندر اپنے لشکر کو لے کر کوہستانی سلسلے کے ساتھ ساتھ ایک لمبی وادی میں داخل ہوا یہ چڑھائی کا سفر تھا اور لشکر کا رخ جنوبی اور مشرق کی جانب تھا۔
اسی اثناء میں ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا وہ اس طرح کہ پہاڑی علاقوں کے کچھ خود مختار اور آزاد قبیلے جن کی گزر بسر بھیڑ بکریوں اور مویشیوں کی پرورش پر ہوا کرتی تھی وہ ان تمام لوگوں اور کاروانوں سے راہ داری وصول کرتے تھے جنہیں ان کے علاقے سے گزرنے کی ضرورت پیش آتی تھی ایسے قبیلوں میں سے ایک قبیلے کا نام ہزا تھا یہ لوگ دوسرے قبائل کے باشندوں کی طرح بیرونی دنیا کے حالات اور سیاسی تغیرات سے آگاہ نہ تھے اور انہیں یہ خبر نہ تھی کہ یونان کا بادشاہ سکندر ان کی ہمسایہ سرزمینوں پر حملہ آور ہو کر انہیں فتح اور ان پر قبضہ کرتا چلا آ رہا ہے۔
سکندر جب اس قبیلے کی حدود کے قریب آیا تو انہوں نے اپنی قدیم رسم و رواج کی پابندی میں کوئی خلل گوارہ نہ کرتے ہوئے سکندر اور اس کے لشکریوں کو پیغام بھجوایا کہ انہیں اس وقت ان علاقوں سے گزرنے کی اجازت نہ دی جائے گی جب تک انہیں راہ داری کی رقم ادا نہ کی جائے انہوں نے سکندر کو یہ بھی کہلا بھیجا کہ شہنشاہ ایران خود باقاعدہ یہ رقم انہیں ادا کرنے کے بعد ان کے علاقوں سے گزرتا رہا ہے سکندر نے اس پیغام کے جواب میں کہلا بھیجا کہ تم لوگ بلندیوں سے اتر کر وادی میں آ جاؤ اور اپنی رقم آ کر لے جاؤ۔
وہ لوگ بڑے اطمینان سے سڑک پر جمع ہو گئے ان کے خواب و خیال میں یہ بات نہ تھی کہ مقدونوی فوج عجلت میں کیا کچھ کر سکتی ہے اگلے روز صبح کے وقت ان کی آنکھیں کھلیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ مقدونوی فوج کے دستے سڑک کے ساتھ ساتھ جگہ جگہ کھڑے ہیں اور سڑک کے آس پاس جس قدر راستے ہیں ان سب پر مقدونوی قابض ہو چکے ہیں گویا راتوں رات سکندر کے لشکر نے انہیں اپنے نرغے اور گھیرے میں لے لیا تھا اب انہیں احساس ہوا کہ انہوں نے سکندر کے کہنے پر اپنی بستیاں خالی کر کے اور بلندیوں سے اتر کر سڑک پر آ کر جمع ہونے کی غلطی کی ہے کیونکہ ان کی غیر موجودگی میں سکندر کے لشکریوں نے ان کی بستیوں پر نہ صرف قبضہ کر لیا تھا بلکہ جس شاہراہ پر وہ آ کر جمع ہوئے تھے اس شاہراہ کو بھی چاروں طرف سے گھیر کر اس آزاد قبیلے کو بے بس اور مجبور کر دیا تھا۔

دارا کی ماں ابھی تک سکندر ہی کی قید میں تھی سکندر اس کی بڑی عزت بڑا احترام کرتا تھا اور قیدی کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک معزز مہمان کی حیثیت سے اور دارا کی بیٹیوں کو اپنے ساتھ رکھا ہوا تھا اب وہ اکثر مواقع پر دارا کی ماں سے مشورہ بھی کرنے لگا تھا اس آزاد قبیلے کے افراد کو بے بس اور مجبور کرنے کے بعد ان سے متعلق سکندر نے دارا کی ماں سے مشورہ کیا۔ دارا کی ماں نے سکندر

کو مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ ان بیچارے آزاد قبائل کے لوگوں کا کوئی قصور نہیں ہے اس لئے
کی گزر بسر ہی راہ داری کی رقم پر ہوا کرتی رہی ہے اور ماضی میں ایران کے حکمران انہیں اس
سے راہ داری ادا کرتے رہے ہیں تاکہ یہ لوگ اپنی گزر بسر کر سکیں ورنہ ایران کے حکمران
حملہ آور ہو کر ان سے راہ داری کے یہ حقوق چھین بھی سکتے تھے لیکن انہیں راہ داری کی رقم
لئے ادا کی جاتی رہی تاکہ کوہستانی سلسلوں میں رہنے والے ان آزاد قبائل کی کچھ نہ کچھ مدد ہو
اور وہ ان سنگلاخ علاقوں کے اندر زندگی بسر کر سکیں۔

سکندر نے اپنے لشکر کے ساتھ جب ان قبائلی لوگوں کو گھیر لیا تو ان کے اندر ایک افراتفری
کی حالت پیدا ہوئی گو جنگ اور خونریزی کی نوبت نہ آئی تھی البتہ بھاگ دوڑ بہت ہوئی قبیلے کے
لوگ گرتے پڑتے بلند چوٹیوں پر پہنچ گئے اور بچے کچھے ریوڑ بھی ساتھ لے گئے دارا کی ماں کے
دینے پر سکندر نے اس قبیلے کے لوگوں کو معاف کر دیا تاہم اس نے اس قبیلے پر یہ شرط لگائی کہ ہر
سال ایک سو گھوڑے پانچ سو مویشی اور تیس ہزار بھیڑیں بطور خراج سکندر کو ادا کرتے رہیں
اس کے بعد سکندر اس قبیلے کی حدود میں سے گزرتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔

اب سکندر نے اپنے لشکر کا آدھا حصہ پارمینو کے حوالے کر دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اپنے
کے لشکر کے ساتھ اور سامان کی حفاظت کرتا ہوا شاہراہ پر آہستہ آہستہ آئے خود سکندر لشکر کے
دوسرے حصے کے ساتھ ایک قدرے بلند راستے سے پرسی پولس کی جانب بڑھا تھا۔

لیکن راستے میں پھر مزاحمت کی صورت پیش آگئی یہ مزاحمت اس وقت پیش آئی جب سکندر
اپنے لشکر کے ساتھ ایک تنگ گھاٹی پر آیا جس سے گزر کر وہ ایک درجے میں پہنچنا چاہتا تھا اس گھاٹی
کو ایرانی لشکریوں نے مسدود کر رکھا تھا اور مقابلے کے لئے انہوں نے اس گھاٹی کے اطراف
اپنے لشکری بیٹھا دیئے تھے سکندر نے فوراً حکم دیا کہ اس گھاٹی پر حملہ آور ہو کر راستے کو صاف
دیا جائے لیکن مقدونوی لشکر جب اس گھاٹی پر حملہ آور ہوا تو انہیں بدترین شکست کا سامنا کرنا
اور وہ اپنی جانیں بچانے کے لئے اس گھاٹی سے پیچھے ہٹ گئے تھے۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے سکندر نے ان چند قیدیوں کو اپنے سامنے لانے کے لئے کہا جو
جھڑپ میں ان کے ہاتھ لگے تھے ان قیدیوں سے سکندر کو معلوم ہوا کہ پہاڑوں کے بائیں بازو
ایک راستہ گزرتا ہے جو درے کے اس پار دریا پر پہنچا دیتا ہے سکندر نے منتخب مقدونوی دستوں
ساتھ لے کر وہی راستہ اختیار کیا اور قیدیوں کو رہبر کی حیثیت سے اپنے ساتھ رکھ لیا اس وادی
جو اس نے اپنے لشکر کا پڑاؤ کیا تھا اسے وہیں شور رہنے دیا اور اپنے ایک جرنیل ہیرٹس کو ان
کماندار مقرر کیا یہ نیا سالار تھا [illegible]

دیا پتا کماندار اپنی خوش گفتاری سے فوجیوں کو خوش رکھتا اور جہاں چاہتا لے جاتا اگرچہ وہ کماندار
تھا مگر اپنے ماتحتوں سے بات چیت اس طرح کرتا گویا حکم نہیں دے رہا بلکہ مشورہ دے رہا ہے وہ
اپنے تمام لشکریوں کو یقین دلاتا رہتا کہ ہم جنگ میں سب سے بڑھ کر عزت و آرام حاصل کریں
گے۔

سکندر نے اپنے منتخب دستوں کے ساتھ راتوں رات بارہ میل کا فاصلہ طے کر کے اور لشکر کے
باقی حصے کو کریٹرس کے پاس چھوڑ کر آگے بڑھا تھا اسے یقین تھا کہ مزاحمت کرنے والے ایرانی
لشکری کریٹرس کے کیمپ پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہیں کریں گے پہاڑوں کی بلندی پر پہنچ کر
سکندر ایک جگہ پر ٹھہر گیا وہ چاہتا تھا کہ راستے کا باقی حصہ بھی رات کی تاریکی ہی میں طے کرے دن
کے وقت چلتا تو اندیشہ تھا کہ ایرانی اسے دیکھ لیں گے لہٰذا اس کے خلاف وہ کوئی نیا محاذ کھول لیں
گے اس بنا پر اس نے دن کا حصہ اس بلند کوہستانی سلسلے پر اپنے لشکریوں کو ستانے کا موقع فراہم کیا
اس دوران اپنے لشکر میں سے کچھ دستے اس نے سامنے وادی کی طرف روانہ کئے تاکہ وہ دریا پر پل
تعمیر کریں اور جب سکندر مزاحمت کرنے والے ایرانیوں کو شکست دے کر راستہ صاف کر دے تو
دریا عبور کرنے کے لئے انہیں وقت ضائع نہ کرنا پڑے۔

کوہستانوں کی بلند چوٹی پر پہنچ کر سکندر اپنے لشکریوں کے ساتھ اس گھاٹی کے دونوں کناروں کو
صاف دیکھ سکتا تھا جس میں اس نے ایرانیوں کے ساتھ مزاحمت کی تھی اب اس گھاٹی کے ایک
طرف اسے اپنا جرنیل کریٹرس لشکر کے دوسرے حصے کے ساتھ دکھائی دیتا تھا جبکہ گھاٹی کے دوسرے
سرے پر وہ ایرانیوں کو دیکھ سکتا تھا جو گھات میں بیٹھے ہوئے تھے تاکہ سکندر اور اس کے لشکریوں کو
وہاں سے گزرنے نہ دیں سکندر نے یہ بھی دیکھا کہ اس کوہستانی سلسلے کی چوٹیوں پر ابھی تک برف
جمی ہوئی تھی سکندر کے سپاہیوں نے ان کوہستانی چوٹیوں میں سے ایک کا نام اولمپس رکھا اور جس
درے سے ایرانی انہیں گزرنے نہ دے رہے تھے اسے ابواب ایران کا نام دیا جو ایرانی قیدی سکندر
کی رہنمائی کر رہے تھے ان میں سے ایک کا نام ایرانی زبان میں بھیڑیا تھا لہٰذا سکندر اور اس کے
لشکریوں نے اس کے نام سے یہ شگون دیا کہ بھیڑیا انہیں فتح سے ہمکنار کرے گا۔

جب رات ہوئی تاریکی پھیل گئی تو سکندر پھر آگے بڑھا اور اچانک رات کے وقت اس نے ان
ایرانیوں پر شب خون مارا جنہوں نے گھات میں بیٹھ کر درے کو بند کر رکھا تھا سکندر کا اچانک شب
خون ایسا ہولناک تھا کہ جس قدر ایرانی وہاں درے کی حفاظت میں گھات میں بیٹھے ہوئے تھے ان
سب کو اس نے تہ تیغ کر دیا پھر اس نے اپنے چند آدمی کریٹرس کی طرف بھجوائے کہ وہ لشکر کے
دوسرے حصے کو لے کر اس سے آملے یہ پیغام پہنچتے ہی درے کی دوسری جانب کریٹرس جو پڑاؤ کئے

ہوئے تھے وہ پڑاؤ اس نے فوراً ختم کر دیا اور لشکر کے دوسرے حصے کو لے کر وہ سکندر کے سامنے آملا صبح طلوع ہونے سے تھوڑی دیر پہلے انہوں نے دیکھا کہ درے سے ذرا ہٹ کر ایک ایرانی لشکر خیمہ زن تھا سکندر نے یوں کیا کہ کوہستانی سلسلے کے اندر ہی اندر ہوتے ہوئے وہ اس ایرانی لشکر کی پشت پر نمودار ہوا اور جس وقت سورج طلوع ہو رہا تھا اور ایرانی رات بھر کی نیند کے مزے اڑانے کے بعد اٹھ رہے تھے سکندر نے اچانک ان کی پشت پر حملہ کر دیا ان میں سے اکثر کو اس نے تہہ تیغ کر دیا اور ان کے پڑاؤ پر اس نے قبضہ کر لیا تھا پڑاؤ کی ہر چیز سمیٹنے اور اس پر قبضہ کرنے کے بعد سکندر اپنے لشکر کے ساتھ پھر آگے بڑھا اتنی دیر تک اس کے مخصوص دستے دریا پر پل تعمیر کر چکے تھے لہٰذا اس پل پر سے گزرتے ہوئے سکندر اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے ایرانی شہر پرسی پولس کی طرف بڑھا جو اب وہاں سے صرف پینتالیس میل کے فاصلے پر رہ گیا تھا۔

○

اس جگہ سکندر کا جرنیل پارمینو بھی اپنے حصے کے لشکر اور سامان سے لدے ہوئے چھکڑوں کے ساتھ سکندر سے آملا تھا یہاں سے اچانک سکندر نے اپنا رخ بدلہ اور شوش شہر کی طرف وہ بڑھا ایران کے بادشاہ دارا نے شوش شہر کی حفاظت کا کوئی بندوبست نہ کر رکھا تھا لہٰذا سکندر بغیر کسی مزاحمت کے اس شہر میں داخل ہوا شہر کی ساری دولت اور خزانے اس نے لوٹ لئے اور یونانیوں نے اپنی مرضی کے مطابق شہر کے اندر لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا بازار گرم رکھا اس کے بعد سکندر اپنے لشکر کے ساتھ شوش شہر سے نکلا اور دوبارہ بڑی تیزی سے وہ پرسی پولس کی طرف بڑھا تھا۔

ایرانی سلطنت کے چار مرکزی شہر جہاں شاہی خزانہ رہتا تھا پرسی پولس ان شہروں میں سب سے زیادہ دولت مند سمجھا جاتا تھا یہی شہنشاہ ایران کا محفوظ ترین مقام تھا شوش پر قبضہ کرنے اور اس میں لوٹ مار کرنے کے بعد سکندر اپنے لشکر کے ساتھ بلندیوں سے اتر کر اس انداز میں پرسی پولس کی طرف بڑھا جس طرح کوئی بھوکا بڑے اہتمام سے ترتیب دی ہوئی ضیافت کی طرف بڑھتا ہے۔

پرسی پولس شہر میں داخل ہونے کے لئے سکندر اور اس کے لشکریوں کو جا بجا پانی کی چھوٹی چھوٹی نالیاں عبور کرنا پڑیں جن سے پرسی پولس کے نواح میں گیلاس کے باغ سیراب ہوا کرتے تھے آخر ان نالیوں کو عبور کرنے کے بعد وہ ان راستوں پر پہنچ گئے جس میں بھاری پتھر بچھے ہوئے تھے اور ایرانیوں کے تخت جمشید بالا حصار کا یہی راستہ تھا آخر سکندر اپنے دندناتے ہوئے لشکر کے ساتھ پرسی پولس شہر میں داخل ہوا ایرانی لشکر جو شہر کی حفاظت کے لئے معمور تھا اسے جب خبر ہوئی کہ سکندر بڑی تیزی سے پرسی پولس کی طرف بڑھ رہا ہے تو وہ شہر چھوڑ کر بھاگ گیا اس طرح ایرانیوں نے

پرسی پولس شہر میں داخل ہوتے وقت سکندر اور اس کے لشکریوں کے خلاف کوئی مزاحمت نہ کی یونانی شہر میں داخل ہوئے اشرفیوں' سونے کے ورقوں ارغوانی رنگ کی خوشبوؤں اور دوسری قیمتی چیزوں پر قبضہ کرتے ہوئے شہر کے اندر انہوں نے ایک افراتفری کا سا عالم برپا کر دیا تھا۔

شہر کے اندر قتل و غارت کے ساتھ ساتھ ایک طوفان بدتمیزی برپا ہو گیا تھا یونانی شہر کو لوٹتے ہوئے مسرت کے عالم میں قہقہے مارتے جا رہے تھے ان کی حالت ان شکاری کتوں جیسی ہو رہی تھی جو اچانک خرگوشوں کے جنگل میں گھس گئے ہوں انہوں نے ایران کے شہنشاہ دارا کے محلات اور اس کے حرم کا کونا کونا اور گوشہ گوشہ چھان مارا اور جو چیز بھی انہیں ملی اسے لوٹ لیا شہر میں قتل و غارت اور لوٹ مار کا بازار گرم کرنے کے بعد سکندر کی سرکردگی میں یونانیوں نے شہر کے اندر شراب نوشی کا دور شروع کر دیا تھا شراب کے اس دور میں وہ طوائفیں اور داشتائیں بھی شامل تھیں جو یونان سے آکر لشکر میں شامل ہو چکی تھیں ان طوائفوں اور داشتاؤں میں تھائس نام کی ایک عورت بڑی نامور اور سرکردہ تھی یہ انتہائی حسین و جمیل ہونے کے ساتھ ساتھ اسے اپنی جسمانی ساخت پر بھی بڑا ناز تھا اور پھر یہ سکندر کے ہر دل عزیز جرنیل بطلیموس کی محبوبہ تھی یہی بطلیموس بعد میں مصر کا بادشاہ بھی بنا تھا۔ جس وقت شراب نوشی کا یہ دور چل رہا تھا اور سکندر کے قریب ہی بطلیموس اور اس کی محبوبہ تھائس اور دیگر عورتیں بھی بیٹھی ہوئی تھیں جبکہ ایک طرف یوناف اور بوساسا بھی خاموشی سے اس طوفان بدتمیزی کو دیکھتے جا رہے تھے اس موقع پر سکندر نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے یوناف کو مخاطب کر کے پوچھا اے عزیز دوست فتح کی اس خوشی میں یہ جو جشن منایا جا رہا ہے کیا تم اس میں شامل ہو گے کیا تم ہماری ان خوشیوں میں شرکت کا اظہار نہیں کرو گے اس پر یوناف نے غور سے سکندر کی طرف دیکھا اور کہنے لگا سنو مقدونیہ کے بادشاہ مجھے تمہاری اس فتح کی ایسی ہی خوشی ہے جیسے کہ تمہیں ہے لیکن اس خوشی کا اظہار یوں تو نہیں کیا جا سکتا کہ انسان مے نوشی کرے اور اپنی حدود سے بڑھ کر تغافل اور گھمنڈ کا اظہار کرے۔ سنو بادشاہ میں شراب نوشی نہ کرتے ہوئے بھی برابر کا تمہاری خوشیوں میں شریک ہوں یوناف کے اس جواب میں سکندر کسی قدر مطمئن ہو گیا تھا وہ شاید اس موقع پر یوناف سے مزید کچھ کہتا پر اتنی دیر تک بطلیموس کی محبوبہ اور سکندر کے لشکر میں شامل ساری طوائفوں اور داشتاؤں کی سرکردہ تھائس بولی اور سکندر کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگی۔

سنو سکندر! ہمارے لشکریوں نے اور خود اپنے لشکر کے ساتھ ہم نے جو ایشیا آنے کی مشقتیں اٹھائی ہیں ان کا کچھ بدلہ ہمیں آج مل گیا ہے اور وہ یہ کہ میں ایرانی بادشاہوں کے محل میں بیٹھی شراب پی رہی ہوں لیکن میرا دل اتنے پر ہی مطمئن نہیں کہ ہم بس ایرانیوں کے اس محل میں بیٹھ

کر شراب پی لیں اور مطمئن ہو جائیں کہ ہم نے ایرانیوں سے اپنے ماضی کا انتقام لے لیا
جی چاہتا ہے کہ میں ایران کے ماضی کے شہنشاہ زر کسیر کے اس ایوان کو آگ لگا دوں تم لوگ جا
ہو کہ ایران کا شہنشاہ زر کسیر جب یونان پر حملہ آور ہوا تھا اور چاروں طرف اس نے فتوحا
حاصل کی تھیں تو اس نے بھی ایتھنز کو آگ لگا دی تھی لہٰذا میری سب سے بڑی دلی خواہش یہ
کہ میں اس ایرانی ایوان کو آگ لگا دوں کیا میں جان سکتی ہوں کہ سکندر کا اس معاملے میں کیا خیا
ہے۔

اس پر سکندر تھائس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سنو تھائس! تھوڑی دیر کے لئے رکو پھر میں
سے اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں اس کے بعد سکندر پھر یوناف کی طرف مڑا اور کہنے لگا
میرے عزیز ساتھی اگر ہم ایرانیوں کے اس محل کو اور ایوان کی ساری عمارت کو آگ لگا دیں تو
سلسلے میں تمہارا کیا خیال ہے اس پر یوناف فوراً بولا اور سکندر کو مخاطب کر کے کہنے لگا کیا تم لوگ
کے لئے اتنا کافی نہیں ہے کہ تم نے ایران کے شہنشاہ دارا کیخلاف ایسی شاندار فتوحات حاصل
ہیں کہ آج تم لوگ پرسی پولس میں دارا کے اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہو جہاں کبھی یونان کے خلا
فیصلے ہوا کرتے تھے میرا ذاتی خیال اور مشورہ یہ ہے کہ یہیں تک اکتفا کرنا چاہئے بلکہ جو کچھ ا
تک تم لوگ حاصل کر چکے ہو اس پر تمہیں اپنے اس مالک کا شکر ادا کرنا چاہئے جو تمہارے علا
کائنات کی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔

تھوڑی دیر رک کر یوناف مزید کہنے لگا ایران کے شہنشاہوں کے اس ایوان کو آگ لگانے
بہتر ہے کہ ایوان کی ہر چیز سے مستفید ہوا جائے جو بھی آرائش کا سامان اس ایوان میں ہے اور
تمہارے ساتھی یونانیوں نے لوٹ لیا ہے اس سے عبرت پکڑنی چاہئے سنو سکندر جو کچھ بھی اس
میں ہم جمع کرتے ہیں سب کچھ یہیں چھوڑ جانا ہے جب موت انسان پر غلبہ کرتی ہے تو پھر تم دیکھے
کہ انسان خالی ہاتھ یہاں سے کوچ کرتا ہے پھر کیوں ان سب چیزوں کو آگ لگائی جائے بلکہ ان
مستفید ہوا جائے ان ساری چیزوں کو اپنے استعمال میں لایا جائے اور آگ لگا کر ماضی کے انتقا
مظاہرہ نہ کیا جائے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا سکندر کی حالت سے لگتا تھا کہ وہ اس کی گفتگو
بے حد متاثر ہوا تھا اس دوران اپنے حسن اور اپنی خوبصورتی پر اترانے والی تھائس پھر اس ای
حوان کو آگ لگانے کا مطالبہ کرنے لگی تھی مجلس میں سے ہر ایک نے تھائس کے اس خیال کی تا
کی سکندر کو خاموش دیکھ کر تھائس اور اس کے حامیوں کا حوصلہ اور بڑھا لہٰذا حسین و جمیل تھا
بے شمار سے پر کچھ جوان اٹھے اور انہوں نے جلتی ہوئی مشعلیں لے کر ایوان کے پردوں کو آگ

دی یہ صورت حال دیکھتے ہوئے سارے یونانی ایک طوفان بد تمیزی کی طرح اٹھ کھڑے ہوئے اور
مشعلیں اٹھا کر وہ ایوان کی ہر چیز کو آگ لگانے لگے تھے۔ یوں ایران کے اس شاہی ایوان میں
چاروں طرف آگ بھڑک اٹھی تھی یہ صورت حال دیکھتے ہوئے سکندر یوناف اور بیوسا کے ساتھ
ایوان سے باہر نکل گیا تھا دوسرے یونانی طوائفیں اور داشتائیں بھی آگ لگانے کے بعد ایوان سے
باہر نکلنے لگے تھے ایوان میں آگ لگنے کے باعث شہر کے اس حصے نے بھی آگ پکڑی اور یوں ایوان
شاہی کے ساتھ ساتھ پرسی پولس جیسے شہر کا ایک عظیم حصہ بھی جل کر خاکستر ہو گیا تھا۔

جس وقت سکندر اور اس کے یونانی سبھی ایک کھلے میدان میں کھڑے ہو کر ایران کے شاہی
ایوان کو جلتا ہوا دیکھ رہے تھے اس وقت یونان کی حسین و جمیل طوائف داشتا تھائس اپنے محبوب
بطلیموس کے قریب آئی اور اس کے بازو میں اپنے بازو ڈالتے ہوئے وہ بڑے ناز و انداز میں کہنے لگی
جس وقت ایوان کے اندر میں ایرانیوں کے اس شاہی محل کو آگ لگانے کا مشورہ دے رہی تھی تم
نے دیکھا میرے اس مطالبے کے جواب میں محل کو آگ لگانے متعلق سکندر نے یوناف اور اس
کے پہلو میں بیٹھی ہوئی اس کی بیوی بیوسا سے مشورہ کیا تھا اور میں نے سکندر کی اس حرکت کو بالکل
ناپسند کیا ہے آخر یوناف نام کے اس شخص اور اس کی بیوی کو اس قدر کیوں اہمیت دی جاتی ہے کہ
انہیں یونانی فیصلوں میں دخل اندازی کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔

اور سنو بطلیموس تم نے یہ بھی دیکھا ہو گا جس وقت میں نے ایوان کو آگ لگانے کا مطالبہ کیا
تھا اور سکندر نے اس سلسلے میں یوناف سے مشورہ کیا تھا تو تم نے دیکھا یوناف نے میرے مطالبے
کے خلاف مشورہ دیا تھا اس نے سکندر سے یہ کہا تھا کہ ہمیں ایوان کو آگ نہیں لگانی چاہئے بلکہ ایوان
کی ہر چیز کو اپنے استعمال میں لاتے ہوئے اس سے مستفید ہونا چاہئے۔ میں نے یوناف کے اس
مشورے کو بھی ناپسند کیا تھا کیا ایسا ممکن نہیں کہ اس یوناف اور بیوسا سے سکندر سے جان چھڑائی
جائے آخر ان دونوں میاں بیوی کو کیوں اہمیت دی جاتی ہے اگر میں کوئی حربہ استعمال کرتے ہوئے
یوناف اور بیوسا کو سکندر کی رفاقت سے چلتا کرنے کی کوشش کروں تو تم برا تو نہیں مانو گے۔

بطلیموس تھائس کی گفتگو سن کر تھوڑی دیر مسکراتا رہا پھر وہ کہنے لگا۔ سنو تھائس تم جانتی ہو کہ
میں دنیا میں ہر شے سے تمہیں عزیز اور محبوب رکھتا ہوں تمہارا ہر فیصلہ میرے لئے قابل قبول ہوتا
ہے لیکن اس یوناف اور بیوسا پر ہاتھ ڈالتے ہوئے تم ذرا محتاط رہنا میں خود نہیں چاہتا کہ یہ دونوں
میاں بیوی سکندر پر حائل رہیں لیکن سکندر کے ساتھ ساتھ ہمارا جرنیل پارمینو بھی ان دونوں میاں
بیوی پر بڑا بھروسہ اور اعتماد کرتا ہے اور وہ دونوں ایک ہی طرح سے ان دونوں کو عزت اور تکریم
دیتے ہیں لہٰذا ان دونوں کو سکندر کی نظروں سے گرانے کے لئے تم کوئی بھی طریقہ استعمال کرو میں
تمہیں مشورہ دوں گا کہ اپنے ہر طریقے میں محتاط اور احتیاط سے کام لینا۔

بطلیموس کی یہ گفتگو سن کر تھائس بڑی خوش ہوئی اور مسکراتے ہوئے کہنے لگی تم دیکھنا دونوں میاں بیوی کو کیسے سکندر کی نظروں سے گراتی ہوں اور کس طرح میں انہیں یہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کرتی ہوں اس پر بطلیموس نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ کیا میں جان سکوں گا کہ تم ایسا کرنے کے لئے کون سا طریقہ استعمال کرو گی اس پر تھائس نے اپنی کمر کو ایک عجیب سے انداز میں بل دیتے ہوئے کہا میں ان کے خلاف حرکت میں آنے کے لئے دو طریقے استعمال کروں گی پہلے اپنے حسن اور اپنی خوبصورتی سے کام لے کر اس یوناف کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کروں گی اس طرح اس حربے سے کام لے کر میں نہ صرف یہ کہ یوناف اور اس کی بیوی بیوسا کے درمیان نفرت اور علیحدگی پیدا کرنے کی کوشش کروں گی بلکہ اپنی خوبصورتی اور حسن سے کام لے کر سکندر پر بھی یہ ثابت کرنے کی کوشش کروں گی کہ اس یوناف نے مجھ پر دست اندازی کی کوشش کی ہے حالانکہ میں بطلیموس کی امانت ہوں یہ میرا پہلا حربہ ہو گا اگر میں اس حربے میں کامیاب ہو گئی تو اس سے نہ صرف یہ کہ یوناف بیوسا کے درمیان نفرت پیدا ہو جائے گی اور وہ ایک دوسرے سے علیحدگی اختیار کر لیں گے بلکہ سکندر خود بھی یوناف سے نفرت کرنے لگے گا اور اسے اپنے آپ سے علیحدہ کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔

سنو بطلیموس! اگر میں ایسا کرنے میں ناکام رہی تو پھر میں دوسرا طریقہ استعمال کروں گی اور وہ یہ کہ میں یوناف اور بیوسا کی تاک میں رہوں گی ان دونوں کے لئے اپنے کچھ مسلح جوان تیار رکھوں گی اور جب مجھے مناسب موقع ملا میں اپنے ان مسلح جوانوں کے ساتھ ان دونوں پر حملہ آور ہوں گی اور دونوں ہی کا کام تمام کر کے رکھ دوں گی اس طرح نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بانسری۔ نہ یہ دونوں میاں بیوی سکندر پر مسلط رہیں گے اور نہ ہی آئندہ کوئی ہماری خواہش اور ہمارے فیصلے میں کوئی آڑے آئے گا تھائس کا یہ جواب سن کر بطلیموس کے چہرے پر مسکراہٹ اور گہری ہو گئی تھی پھر اس نے بڑے پیارے انداز میں تھائس کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا سنو تھائس، تمہارے خیالات اور تمہاری تدبیر بے حد عمدہ اور قابل عمل ہے پر ایسا کرتے وقت تم ضرور محتاط رہنا میں ایک بار مزید تم سے کہتا ہوں یہ یوناف طاقتور اور دلیر ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی دیانتدار اور امین شخص بھی ہے ہو سکتا ہے کہ تمہارا حسن اور تمہاری خوبصورتی اسے متاثر نہ کر سکے اس لئے تمہیں اپنے دوسرے حربے سے کام لینا پڑے اور ایسا کرتے وقت تم حد سے زیادہ محتاط رہنا۔

اس پر تھائس بولی اور کہنے لگی سنو بطلیموس ایسا ممکن ہی نہیں ہے کہ میں کسی کو اپنے حسن اپنی خوبصورتی کا پرستار بنانا چاہوں اور وہ میری طرف مائل نہ ہو کسی کو میں جسمانی ساخت کا اسیر کرنا چاہوں اور وہ میرا اسیر نہ ہو ایسا قطعاً اور بالکل ناممکن ہے تم دیکھو گے کہ عنقریب وہ وقت آئے گا کہ یہی یوناف بیوسا کو فراموش کر کے شکاری کتے کی طرح میرے پیچھے پیچھے ہو گا اور پھر میں اس سے اپنی مرضی کے مطابق ہر کام لوں گی اور اگر یہ شخص میرے حسن جمال کا اسیر نہ ہوا اور اپنی دیانتداری اور شرافت کے اثر پر قائم رہا تو پھر دیکھنا یہ میرے غضب میرے غصے کا ایسا شکار ہو گا کہ اپنے ساتھ اپنی بیوی کو بھی موت کے گھاٹ اتارنے کا باعث بن جائے گا تھائس جب خاموش ہوئی تو بطلیموس نے پھر اسے مخاطب کر کے پوچھا تو اپنے یہ دونوں حربے کب اور کہاں یوناف کے خلاف استعمال کرو گی اس پر تھائس پھر بولی اور کہنے لگی سکندر مجھے بتا چکا ہے کہ وہ کم از کم ایک ماہ اس پرس پولس شہر میں قیام کرے گا اور اسی شہر کے قیام کے دوران میں یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی پر وارد ہونے کی کوشش کروں گی اپنا پہلا حربہ استعمال کرتے ہوئے میں یوناف کو اپنی خوبصورتی اور اپنی جسمانی کشش کا اسیر بنانے کی کوشش کروں گی اگر میں اس میں کامیاب رہی تو میرا کام آسان اور مختصر ہو جائے گا اور میں دونوں میاں بیوی کی چھٹی کرا دوں گی ورنہ اسی شہر میں میں ان دونوں میاں بیوی کو قتل کرا کر ان کی لاشیں آگ میں جلا کر دونوں کا مکمل طور پر خاتمہ کر دوں گی۔

تھائس کہتے کہتے خاموش ہو گئی اس لئے کہ اس وقت اس کھلے میدان میں جس قدر لوگ کھڑے تھے ان سب کو مخاطب کر کے سکندر نے حکم دیا کہ اب جب کہ پرس پولس کا ایوان جل کر خاکستر ہو گیا اس کے ساتھ ساتھ شہر کا ایک حصہ بھی جل کر راکھ کا ڈھیر بن گیا ہے تو ہمیں آگ کو آگے بڑھنے سے روک لینا چاہئے اور شہر کے اندر قیام کر کے سکون حاصل کرنا چاہئے سکندر کے اس حکم پر اس کے لشکری حرکت میں آئے آگ بجھا کر اسے مزید آگے بڑھنے سے روک دیا گیا پھر یونانیوں نے شہر کے اندر اپنی اپنی پسند کے محل اور عمارت اور حویلی پر قبضہ کر لیا اور اس میں قیام کر لیا سکندر نے بھی اپنی بیوی دارا کی ماں اور اس کی دونوں بیٹیوں کے ساتھ پرس پولس کی ایک قدیم اور پرشکوہ عمارت میں قیام کیا تھا اس عمارت کے قریب ہی ایک محل نما حویلی کے اندر یوناف اور بیوسا نے بھی قیام کر لیا تھا یوں پرس پولس پر قبضہ کرنے کے بعد یونانی لشکر وہاں آرام کرنے اور ستانے لگا تھا۔

○

ایک روز شام سے تھوڑی دیر بعد جبکہ یوناف اور بیوسا اپنی خوابگاہ میں اکٹھے بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور ساتھ ہی اس کی رس گھولتی ہوئی آواز بلند ہوئی بیوسا نے بھی اندازہ کر لیا تھا کہ ابلیکا یوناف سے گفتگو کرنے والی ہے لہٰذا وہ اپنا چہرہ یوناف کے چہرے کے قریب لے آئی تھی اور ابلیکا کی گفتگو سننے کی کوشش کرنے لگی تھی دوسری طرف ابلیکا بھی کچھ اس انداز میں بولی تھی کہ وہ اپنی گفتگو یوناف کے ساتھ ساتھ بیوسا کو بھی سنانا چاہتی تھی ابلیکا بولی اور کہنے لگی سنو میرے دونوں ہمدموں تم جانتے ہو گے کہ سکندر کے لشکر میں تھائس نام

کی ایک یونانی خاتون ہے جسے اپنے حسن اپنی خوبصورتی اپنے جمال اور اپنی جسمانی ساخت اور کشش پر بڑا ناز بڑا گھمنڈ اور بڑا فخر ہے یہ یونانی خاتون تم دونوں سے حسد اور رشک کرنے لگی ہے۔

اس کا یہ حسد اس بنا پر ہے کہ جس وقت اسنے ایران کے شاہی ایوان میں بیٹھے بیٹھے سکندر کو مشورہ دیا تھا کہ ایرانیوں سے انتقام لینے کے لئے ان کے شاہی ایوان کو آگ لگا دینی چاہئے اس موقع پر سکندر نے تم سے مشورہ کیا تھا اور تم جانتے ہو گے کہ یوناف کہ تم نے ایوان کو آگ نہ لگانے کا مشورہ دیا تھا تمہارا یہ مشورہ اس تھائس کے سیخ پا اور غضب ناک بننے کا باعث بن گیا اسے یہ دکھ اور عداوت ہے کہ سکندر نے تم سے مشورہ کیوں کیا یعنی جب وہ خود ایوان کو آگ لگا دینے کا مشورہ دے چکی تھی تو اس کے خیال میں سکندر کو تم سے مشورہ طلب نہیں کرنا چاہئے تھا بس اس بنا پر وہ تم سے حسد کرنے لگی ہے اور تمہارے خلاف حرکت میں آنے کا ارادہ کر چکی ہے وہ تم دونوں کے خلاف اپنے دو حربے استعمال کرے گی۔

سنو یوناف تھائس نام کی اس یونانی حسینہ کا پہلا حربہ یہ ہو گا کہ وہ تم پر اپنے حسن اپنے جمال اور اپنی جسمانی کشش سے وار کرے گی۔ تمہیں اپنی طرف مائل اپنی طرف مبذول کرنے کی کوشش کرے گی اور ایسا کر کے وہ تمہارے اور بیوسا کے درمیان تفرقہ ڈالنے کی کوشش کرے گی اس کے بعد وہ تمہارے ساتھ اپنی مرضی کے مطابق سلوک کرے گی اگر اس کا یہ پہلا حربہ ناکام ہو گیا اس کے بعد وہ دوسرا حربہ کچھ اس طرح استعمال کرے گی کہ اپنے چند مسلح جوانوں کو لے کر تم دونوں پر وارد ہو گی تم دونوں کا خاتمہ کرنے کی کوشش کرے گی تاکہ آئندہ سکندر تم دونوں میاں بیوی کو اس کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہ دے سکے۔

اور سنو یوناف تم دونوں میاں بیوی اب محتاط ہو جاؤ تھائس نام کی وہ یونانی خاتون اپنی قیام گاہ سے تمہاری طرف آنے کے لئے نکل چکی ہے وہ اس وقت اپنے شب خوابی کے لباس میں ہے اور پوری طرح بن سنور کر خوب اپنی نوک پلک درست کر کے وہ تم دونوں کی طرف آئے گی اور اپنے حسن کی چنگاریاں بکھیرتے ہوئے اور اپنی جسمانی کشش کو تم پر عیاں کرتے ہوئے تمہیں اپنی طرف مائل کر کے تمہارے اور بیوسا کے درمیان مخالفت ڈالنے کا پہلا حربہ استعمال کرے گی میں بھی یہیں ہوں گی اور تمہارے اور تھائس کے درمیان ہونے والی گفتگو سے لطف اندوز ہوں گی اب تم تھائس کا استقبال کرنے کے لئے دونوں میاں بیوی تیار ہو جاؤ اس کے ساتھ ہی ابلیکا خاموش ہو گئی تھی۔

یوناف اور بیوسا ابلیکا کی اس پیشگی اطلاع کے بعد تیار اور مستعد ہو کر بیٹھ گئے تھے تھوڑی دیر بعد انہوں نے دیکھا حسین و جمیل یونانی دوشیزہ جس کا نام تھائس تھا ان کی خواب گاہ کے دروازے پر نمودار ہوئی تھی اس وقت وہ شب خوابی کا لباس پہنے ہوئے تھی اور کمرے کے اندر جلتی ہوئی صندلی مشعل کی روشنی میں اس سے وہ کچھ اس طرح دکھائی دے رہی تھی جیسے لب گل پر شبنم کا قطرہ یا صبح کی آنکھوں میں تبسم کی بے باکی اس سے اس کی آنکھوں میں موج مے بدن میں نشوں کی لہریں لبوں پر آرزو مندی اور ادا اس چشموں کی سی رفتار میں کرنوں کا ہجوم واضح طور پر دیکھا جا سکتا تھا۔

رات کے وقت شب خوابی کے لباس میں مشعل کی ہلکی ہلکی روشنی میں وہ چاندرات کی طرح چھلکتے جام کو قوس و قزاح کے رنگوں تاروں کے گیتوں کے جیسی دکھائی دے رہی تھی وہ کچھ اس طرح یوناف اور بیوسا کی خواب گاہ کے سامنے آن رکی تھی جیسے کوئی جام کیف اور صراحی بغل دوشیزہ موجہ تمت بن کر اچانک کسی کے سامنے آ نمودار ہوئی ہو مجموعی طور پر اس وقت تھائس کا حسن و جمال اور اس کی کشش دیکھنے والوں کی نگاہوں میں چنگاریاں سینے میں انگارے دل میں تڑپ اور رنگوں میں بجلیاں برپا کر دینے والی صورت اختیار کئے ہوئے تھی۔

تھوڑی دیر تک وہ دروازے پر کھڑی ہو کر بڑے عجیب سے انداز میں یوناف اور بیوسا کی طرف دیکھتی رہی پھر تیزدہ کسی موج کسی لہر کی طرح آگے بڑھی اس سے اس کے چہرے پر صحرا کی پیاس اور گناہوں کا عکس تھا یوناف اور بیوسا کے قریب آ کر اس نے بڑے ناز بڑے انداز کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا مجھے تم دونوں کی حالت دیکھ کر بڑا دکھ اور بڑا تعجب ہوا ہے میں بڑی چاہتوں اور بڑے ارمانوں کے ساتھ تم دونوں سے ملنے کے لئے آئی تھی لیکن کافی دیر تک تمہاری خواب گاہ کے دروازے پر کھڑے رہنے کے باوجود تم دونوں میں سے کسی کو یہ توفیق تک نہ ہوئی کہ مجھے اپنے ساتھ اپنے کمرے میں بیٹھنے کو کہتے۔

یوناف نے فوراً" بات بناتے ہوئے اور تھائس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا دراصل اے دوشیزہ حسن تمہاری خوبصورتی تمہارے جمال کو دیکھتے ہوئے ہم دونوں کی کیفیت کچھ اس طرح ہو گئی کہ ہم کچھ دیر کے لئے بول تک ہی نہ سکے تاہم ہم اپنے رویے پر معذرت خواہ ہیں تم آؤ ہمارے قریب بیٹھو ہمارے لئے یہ بڑی سعادت کی بات ہے کہ تم جیسی یونانی خاتون ہم سے ملنے کی آرزو مند ہے یوناف کی یہ گفتگو سن کر تھائس خوش ہوئی پھر وہ آگے بڑھ کر یوناف اور بیوسا کے سامنے ایک خالی نشست پر بیٹھ گئی تھی۔

○

تھائس سنے پہلے بے باکانہ گفتگو اپنی خود ساختہ حرکات سے یوناف کو اپنی طرف مائل کرنے کی بھرپور کوشش کی تھی لیکن اس نے اندازہ لگایا کہ یوناف اس کے سامنے سلگتی ریت کے صحرا کی طرح چپ نقارہ نقیب کی طرح صداقت کی طرح خاموش بیٹھا تھا اس سے اس کی آنکھوں میں قوت عمل موجزن تھی ایسا لگتا تھا کہ وہ قانون فطرت کا کوئی خادم اور ساحلوں کی پاسبانی اور آفاق آشنا

رفعت کے سوا اس کے پاس کچھ نہ ہوتا ہم تھائس یہ اندازہ لگانے میں کچھ کچھ کامیاب رہی تھی کہ اس کے جسم میں بلقان کے وادیوں کی جو کشش اور جو جذبہ ہے وہ کچھ اس طرح یوناف کو متاثر نہ کر سکی جس طرح کی تھائس امید لگائے بیٹھی تھی اس کے علاوہ تھائس کو یہ بھی احساس ہو گیا تھا کہ یوناف نے اسے اس کی ذات کی اندھی گھپاؤں سے نکال کر اسے خودشناسی اور خود آگاہی میں ڈال دیا ہے اپنی اس کیفیت پر قابو پانے کیلئے اور یوناف کی طرف سے ایسے سرد ردعمل کے اظہار کو چھپانے کے لئے تھائس نے فوراً" پہلو بدلا اور یوناف کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگی۔

میں ایک خاص مقصد اور مدعا کے تحت تم دونوں میاں بیوی کے پاس رات کے اس وقت آئی ہوں میری اس گفتگو کو تم یوں سمجھ سکتے ہو کہ میں تم دونوں میاں بیوی کے لئے ایک امتحان ایک آزمائش اور ایک فتنہ بن کر آئی ہوں اگر تم اور تمہاری بیوی بیوسا برا نہ مانو تو میں تم سے اپنی ذات سے متعلق ایک سوال کروں اور یہ اندازہ لگاؤں کہ تمہارا تخمینہ تمہارا تجربہ کس قدر گہرا ہے یہ سوال تم سے کرنے کے لئے میں اس غرض سے آئی ہوں اس لئے کہ لشکر کے اندر خود لوگوں نے میرے سامنے تمہاری بے حد تعریف کی ہے ان لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ تم کچھ مافوق الفطرت قوت کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سے نئے اور پرانے علوم کے بھی ماہر ہو بس اسی بنا پر میں تمہارے پاس چلی آئی تم جانتے ہو کہ یونان کی سرزمین میں اور سکندر کے لشکر میں بھی میں سب سے زیادہ حسین اور جمیل مانی جاتی ہوں لوگوں کا خیال ہے کہ میرے جسم کے اعضا جوارح میں ایک ایسی کشش ایک ایسا جذب ہے جو عام عورتوں کے جسموں میں نہیں پایا جاتا ان ہی حوالوں کو سامنے رکھ کر میں تم سے اپنی ذات سے متعلق کچھ پوچھنا چاہتی ہوں اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا پوچھو تھائس تم کیا پوچھتی ہو اگر مجھے تمہارے سوالوں کے جواب آئے تو تمہارے اطمینان کی خاطر میں تمہارے سوالوں کا ضرور جواب دوں گا یوناف کا یہ جواب پا کر تھائس خوش ہو گئی تھی تھوڑی دیر تک وہ خاموش رہی پھر دوبارہ بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

سنو یوناف" تو میرا سوال بڑا غیر محل اور غیر متعلق سا ہے پھر بھی میں تم سے پوچھوں گی کہ تم اپنی بیوی بیوسا اور میرے درمیان کیا فرق محسوس کرتے ہو اگر تمہارے سامنے مجھے بیوسا کے ساتھ لا کھڑا کیا جائے تو ہم دونوں کا جائزہ لیتے ہوئے تمہارے کیا تاثرات ہوں گے۔ تھائس کے اس سوال پر بیوسا اپنی جگہ پر چونک سی پڑی تھی وقتی طور پر اس کے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار بھی نمودار ہوئے تھے پر جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا پھر وہ سوالیہ سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھنے لگی تھی تھائس کے اس سوال پر یوناف نے تھوڑی دیر تک سوچ و بچار سے کام لیا پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔

سنو یونان کی حسین و جمیل دوشیزہ اگر میرے سامنے میری بیوی بیوسا اور تم دونوں کو اکٹھا کر دیا جائے اور پھر تم دونوں کے درمیان فرق بیان کرنے کے لئے مجھ سے کہا جائے تو میں یہ کہوں گا کہ بیوسا کے سامنے بیٹھے ہوئے تم مجھے یوں لگو گی جیسے گلاب کے سامنے اندرائن کا پھول' جیسے چنبیلی کے سامنے گل بنفشہ جیسے ہواؤں کی ٹھنڈی سانس کے سامنے گھٹی گھٹی مجبوری جیسے جھلمل کرتی خاموشی کے سامنے آوارہ باتیں جیسے یاقوت کے روبرو سنگ ریزے جیسے روپہلے سپنو کے مقابل مجسم حقارتیں جیسے قطرہ شبنم کے مقابل ریت صحرا جیسے جان لیوا خوشی کے سامنے بھوکی ننگی تہذیب سنو تھائس تم برا نہ خود خوشی محسوس کرو میں نے تمہارے سامنے اپنے دلی جذبات کا اظہار کر دیا ہے اور مجھے امید ہے کہ تم میرا جواب پا کر مطمئن ہو گئی ہو گی۔

یوناف کے یہ الفاظ سن کر تھائس کے چہرے پر انتہائی ناپسندیدگی اور خفگی کے آثار نمودار ہوئے تھے اس کے چہرے اس کی آنکھوں اور اس کی پیشانی پر پڑنے والے بل بتاتے تھے کہ یوناف کے ان الفاظ کو اس نے انتہائی طور پر ناپسند کیا ہے تاہم اپنے تاثرات اپنے احساسات اور اپنے جذبات کو چھپانے کی خاطر تھائس نے اپنے آپ کو سنبھالا پھر وہ اپنی جگہ اٹھ کھڑی ہوئی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ میں اب جاتی ہوں جو سوال میں نے تم سے کیا تھا اس کا مجھے تو نے خوب جواب دیا ہے اس کے ساتھ ہی تھائس لہراتی اور بل کھاتی ہوئی یوناف اور بیوسا کے کمرے سے نکل گئی تھی۔

شب خوابی کے اسی لباس میں تھائس اپنے محبوب بطلیموس کے کمرے میں داخل ہوئی اپنے کمرے میں تھائس کو دیکھ کر بطلیموس بے حد خوش ہو گیا تھا۔ تھائس کو دیکھتے ہوئے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ تمہارے لباس تمہارے اندازوں اور تمہاری کیفیت سے مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ تم یوناف اور بیوسا کی طرف گئی تھیں اور ابھی وہیں سے لوٹ کر آ رہی ہو اس پر تھائس آگے بڑھی اور بطلیموس کے سامنے بیٹھتی ہوئی بولی تمہارا اندازہ درست ہے۔ بطلیموس میں یوناف اور بیوسا ہی کی طرف گئی تھی لیکن اپنے پہلے مقصد اپنے پہلے حربے میں مجھے مکمل طور پر ناکامی ہوئی ہے میرے ان الفاظ کو تم یوں کہہ سکتے ہو کہ میں نے یوناف اور بیوسا کا اندازہ لگانے میں وقتی طور پر غلطی سے کام لیا تھا۔

جہاں تک میں یوناف کو سمجھ سکتی ہوں وہ شخص گدھ کی خونی چونچ جیسا ہولناک اور کالی گاڑھی چپ دلدل جیسا بھیانک انسان ہے میں نے یقیناً" اسے سمجھنے میں غلطی کی ہے میرا اندازہ تھا کہ جب میں رات کی تاریکی میں خوشبو میں بس کر شب خوابی کے لباس میں اس کے سامنے جاؤں گی تو وہ مجھ پر فریفتہ ہو جائے گا۔ بیوسا کو فراموش کر کے میری طرف مائل ہو گا اور مجھے تنہائی بخشے گا لیکن

بطلیموس جانتے ہو کیا ہوا اس نے نظر بھر کر میری طرف دیکھا بھی نہیں اس نے مجھے کوئی اہمیت نہیں دی بیوسا کے مقابلے میں اس نے مجھے گلاب کے سامنے اندرائین کا پھول اور چنبیلی کے سامنے گل بنفشہ کہہ کر پکارا سنو بطلیموس اس یوناف نے اپنی گفتگو سے میری سوچوں میں زہر میرے دل میں کدورت میرے ضمیر میں لرزتے شعلے اور شرارے اور میرے ذہن میں مایوسی کا دھواں بھر کر کے رکھ دیا ہے۔

یہ سنو بطلیموس میرا پہلا حربہ ناکام ہو چکا ہے تو میں اس یوناف کے خلاف کئی اور حربے بھی استعمال کر سکتی ہوں اگر میرا کوئی حربہ کامیاب نہ ہوا تو میں آخری حربہ استعمال کروں گی اور ان دونوں میاں بیوی کا خاتمہ کرا کے رکھوں گی۔ میں نے عزم کر لیا ہے کہ میں اس یوناف کو اپنے سامنے ضرور جھکا کر رکھوں گی اگر یہ یوناف اپنی ذات میں ظلمتوں کا بسیط طوفان اور گہرا سمندر ہے تو میں اسے ماتم سرائے اور ڈھول بنا کر رکھوں گی اگر یہ شخص بھیانک جنگل ہے تو میں اس پر رسوائی بن کر نازل ہوں گی اگر یہ شخص کڑا وقت ہے تو میں وقت کے پورے جبر کے ساتھ اس کے خلاف حرکت میں آتے ہوئے اس پر اعضا شکنی طاری کر کے رہوں گی۔ سنو بطلیموس میں نے پختہ ارادہ کر رکھا ہے کہ میں اس شخص کی شوریدہ مزاجی اس کی جرات و جبروت اس کے جور و ستم اس کے جنون و شکوک کو مکمل طور پر تشدد تباہ کاری ذلت و غیبت اور ابتلا و مصائب میں ڈبو کر رکھ دوں گی۔

تھائس کی اس گفتگو پر بطلیموس نے مسکراتے ہوئے کہا تمہاری گفتگو تمہارے الفاظ سے میں باآسانی اندازہ لگا سکتا ہوں کہ یوناف نے تمہاری خوب دل شکنی کی ہے۔ میں نے تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ یہ یوناف کوئی عام انسان نہیں ہے۔ یہ بلا کا دانشمند انتہائی ہوشیار اور عیار اور انتہائی سیانا اور انتہائی دانشمند انسان ہے اسے اپنے فریب اپنے جال اور اپنے مطلب میں پھنسانا کوئی آسان اور معمولی کام نہیں ہے بہرحال تمہاری حالت سے یہ میں اندازہ لگا چکا ہوں کہ اس نے تمہاری بہت زیادہ دل شکنی کی ہے۔

اس پر تھائس بولی اور کہنے لگی۔ تمہارا اندازہ درست ہے بطلیموس لیکن میں اپنی اس دل شکنی اپنی اس تذلیل توہین کا بدلہ اس یوناف سے ضرور لوں گی گو میرا پہلا حربہ ناکام ہو چکا ہے لیکن میں مایوس نہیں ہوں میں اس کے خلاف حربے پے حربہ استعمال کروں گی اور ہر حالت میں اسے اس بات پر مجبور اور قائل کرنے کی کوشش کروں گی کہ وہ بیوسا کو ترک اور فراموش کر کے صرف میری طرف مائل ہو اب ایسا کرنا میری ضد بن گیا ہے اور تم جانتے ہو بطلیموس کہ میں جب اپنی ضد پر آتی ہوں تو اسے ہر صورت ہر حال میں پورا کر کے رہتی ہوں۔ یہی کیفیت اب میری یوناف کے خلاف ہوئی ہے میں اس پر اپنا حربے پے حربہ آزماؤں گی اور اگر میرا ہر حربہ ناکام رہا تو پھر اس کے خلاف میں آخری حربے کے طور پر اپنے چند مسلح جوانوں کو حرکت میں لاؤں گی اور دونوں میاں بیوی کا خاتمہ کرا کے رکھ دوں گی۔

بطلیموس نے تھائس سے ہمدردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا سنو تھائس۔ تمہاری حالت تمہاری کیفیت تمہارے الفاظ بتاتے ہیں کہ تم چونکہ ایک حساس خاتون ہو لہٰذا تم نے یوناف کی باتوں سے بے حد گہرا اثر لیا ہے لہٰذا میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ اس وقت تم اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو تاکہ تمہارے ذہن کا بوجھ ہلکا ہو اور تم سکون محسوس کر سکو تھائس نے بطلیموس کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ بطلیموس کے کمرے سے نکل کر اپنی خواب گاہ کی طرف چلی گئی تھی۔

○

پرسی پولس میں قیام کے دوران سکندر اس کے سرداروں اور جرنیلوں نے وہاں کی عبادت گاہوں کا بھی جائزہ لیا۔ انہوں نے اندازہ لگایا کہ ایران میں مندر نہیں ہیں البتہ اونچے مقامات پر بڑے بڑے ستون بنے ہوئے ہیں جن پر آگ جلتی رہتی ہے انہوں نے یہ بھی جائزہ لیا کہ کچھ ستون نما عبادت گاہوں کے اندر ایک دیوتا کا بت رکھا جاتا تھا جسے راہوار کہہ کر پکارا جاتا تھا اور اس دیوتا کے ساتھ سورج کا قرص اور عقاب کے پر بھی رکھے جاتے تھے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے سکندر کے خیالات مصر اور بابل کی طرف منتقل ہو گئے۔

مصر میں بھی ایسے ہی پر دیکھے گئے تھے جنہیں سورج دیوتا زیورس کا نشان سمجھا جاتا تھا۔ بابل میں بھی یہ پر بھیانک دیوتا مردوک کے کندھوں پر رکھے ہوئے سکندر نے دیکھے تھے اور ایسے ہی پر اب اس نے ایران کے دیوتا راہوار کے سر سے بھی وابستہ دیکھے تھے راہوار کو ایرانی دانش اور عقل مندی کا دیوتا مانتے تھے اور سورج کی قوت بھی اس میں شریک سمجھتے تھے۔

ایک روز سکندر یوناف بیوسا اور اپنے چند دوسرے سرداروں اور جرنیلوں کے ساتھ ایسی ہی ایک ستونوں والی عبادت گاہ میں گیا جہاں پر آگ جل رہی تھی اور بہت سے زرتشتی پجاری وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ سکندر ان میں سے ایک بڑے اور بوڑھے پجاری کے پاس بیٹھ گیا اور اسے مخاطب کر کے اس نے پوچھا تمہاری سرزمین میں میں نے تم لوگوں کے قدیم دیوتا راہوار کو دیکھا ہے یہ جو اس کے پاس سورج قرص اور عقاب کے پر رکھے جاتے ہیں کیا تم مجھے اس کی وجہ بتاؤ گے اس پر وہ بوڑھا زرتشتی پجاری بولا اور سکندر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے بادشاہ عقاب بہت بڑا جانور ہے جو سورج سے قریب رہتا ہے وہی انسانوں اور آسمان کے درمیان ایک کڑی ہے اس کے علاوہ یہاں کے لوگوں کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ مرغ عقاب کی

روح ہے جو انسان کی فلاح کے لئے پہاڑوں کی چوٹیوں سے اترتی ہے یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا زرتشتی پجاری تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ دوبارہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا

اے بادشاہ ہم زرتشتیوں کی یہ رائے بھی ہے کہ انسانوں کی قسمت کا فیصلہ پہلے سے انہیں کرتا اور اس کا راز تاروں کی گردش سے بھی نہیں معلوم کیا جا سکتا جبکہ تم یونانیوں کا یہی خیال ہے تم لوگوں کی طرح بابلیوں کا بھی یہ عقیدہ کہ ستاروں کی گردش انسانی زندگی سے وابستہ ہے لیکن ہم لوگ اس کو تسلیم نہیں کرتے زرتشتی کہتے ہیں کہ انسانی روح کو دوام حاصل ہے یہ اندھیرے سے روشنی کی طرف آنے کے لئے جدوجہد کرتی رہتی ہے جب وہ بشر تصرف میں آجاتی ہے تو اپنی قوت کھو بیٹھتی ہے خیبر کی طرف پیش قدمی کرتی ہے تو اس کی وقت عود کر آتی ہے سامیوں کے قدیم دیوتا بیل اور بابل کے قدیم دیوتا بعل کے خلاف زرتشتوں کے دیوتا اہورا کو جنگ سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ اہورا صرف شر کے خلاف جدوجہد میں اونچا رہتا ہے اس اعتبار سے اہورا یونانیوں کے سب سے بڑے دیوتا زیوس سے مختلف ہے۔

اے بادشاہ! ایرانیوں اور زرتشتیوں میں ایک افسانہ چلا آتا ہے اور وہ یہ کہ آسمان سے ایک دیوی زمین پر اتری تھی جس کا نام متھرا تھا اور یہ دیوی ایک رات ایک غار میں پیدا ہوئی تھی جو برج ثور اور جوزا کے درمیان واقع تھی یہ اس زمانے کی بات ہے جب رات کے وقت آسمان پر برج سنبلہ کا طلوع ہو رہا تھا بس تم یوں سمجھو کہ متھرا نام کی اس دیوی کی پیدائش یونان کے دیوتا اپالو سوس سے بالکل ملتی جلتی ہے اس لئے کہ یونانی بھی اپنے دیوتا دیوتی سوس کی پیدائش سے ایسا ہی ایک واقع وابستہ کرتے ہیں۔

زمانے قدیم میں چونکہ یونانیوں اور ایرانیوں کے درمیان ایک رشتہ رہا ہے لہٰذا ان کے دیوی دیوتاؤں کے حالات بھی آپس میں ملتے جلتے ہیں گو یونانی ہم زرتشتوں کو مجوسی اور جادوگر کہہ کر پکارتے ہیں اور میں یہاں یہ بتاتا چلوں کہ یونانیوں کے دیوتا ہمارے دیوی دیوتاؤں سے کردار اور کاموں کے لحاظ سے ملتے ہیں اور یونانیوں سے بہت سے اقوال ہماری قدیم کتاب ژند سے بھی حاصل کئے ہیں یہاں تک کہنے کے بعد جب وہ بوڑھا زرتشتی پجاری خاموش ہوا تو اس کے سامنے بیٹھا ہوا سکندر تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ دوبارہ بولا اور اس بڑے پجاری کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

کیا تم مجھے بتا سکو گے کہ یہ ایرانی یا پارسی یا یہ زرتشتی اپنی ان موجودہ سرزمینوں سے پہلے کہاں رہتے تھے اور کہاں سے نکل کر یہ ان سرزمینوں میں آباد ہوئے سکندر کے اس سوال پر وہ زرتشتی پجاری تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر سوچتا رہا پھر اس نے نگاہ اٹھا کر سکندر کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

اے بادشاہ زرتشتیوں اور ایرانیوں کا اصل وطن شمال کے برفانی کوہستانی سلسلوں میں ہے جسے وہ فردوس گم شدہ کہہ کر پکارتے ہیں پہلے وہ انہی برفانی علاقوں میں رہتے تھے اور ان کے کردار نے انہیں الوہی طاقت سے قریب تر کر دیا تھا وہاں سے نکلے تو گھوڑے پالنے لگے اور گھوڑوں پر ہی سوار ہو کر ادھر ادھر جاتے تھے یہ گھوڑے انہوں نے جنگلوں سے پکڑ پکڑ کے شروع کئے تھے گھوڑوں کی اس قدیم نسل کا نام انہوں نے نسائی رکھا تھا۔ آہستہ آہستہ یہ ایرانی دھاتوں سے کام لینے لگے جب یہ قدیم ایرانی قبائل اپنی گمشدہ فردوس سے نکلے تو سغد و باختر اور پارتھیا کے علاقوں میں سے ہوتے ہوئے اور وہاں کی پیداوار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ یہ لوگ ایران کی سرزمین میں آکر پھیل اور آباد ہو گئے ان میں سے ایک قبیلے کا نام پارسا تھا جس خطے میں وہ آباد ہوئے اس کا نام پارس پڑ گیا وہاں سطح مرتفع بڑی اچھی گھاس پیدا ہوتی تھی لہٰذا وہاں وہ اپنے گھوڑے پالنے لگے اسی پارسی قبیلے کی قیادت کا منصب ہخامنشی قبیلے کو حاصل ہوا اور اسی ہخامنشی قبیلے سے پارس کا عظیم ترین شہنشاہ کوروش بھی تھا جسے تم یونانی سائرس کہہ کر پکارتے ہو۔

اسی کوروش نے پہاڑی علاقوں کے ماذیوں پر غلبہ پایا اور اپنے سواروں کے ساتھ فتح کے پھریرے اڑاتا ہوا مغربی سمت میں بحرہ روم تک چلا گیا اس نے اپنے ماتحت تمام اقوام کو متحد کر لیا تھا بحرہ روم کے ساحل پر لیڈیا کے بادشاہ کرزوس نے جو سونا جمع کر رکھا تھا کوروش نے اس کی پروا نہ کی اور اپنے سواروں کے ساتھ لیڈیا کو پامال کرتے ہوا اس کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا۔

اے مقدونیہ کے بادشاہ! کوروش اکثر یونانی شہریوں کے طور طریقوں کی ہنسی اڑایا کرتا تھا اور وہ کہا کرتا تھا کہ یہ سب لوگ ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں جس کا نام انہوں نے منڈی رکھ چھوڑا ہے وہاں سے خوراک لیتے ہیں ان کا کام یہ ہے کہ محنت کریں اور جو بیچتے ہیں ان کی قیمت دیں۔

بادشاہ اب یہ کوروش اس دنیا سے کوچ کر چکا ہے اور اس کا مقبرہ پہاڑیوں کے اندر درختوں کے نیچے ایک چھوٹی سی ندی پر ہے یہ بڑے بڑے پتھروں سے تعمیر ہوا تھا سورج کی حدت میں جلتے رہنے اور کئی سال ہو جانے سے اس کی رنگت پہلے کی نسبت اب تبدیل ہو چکی ہے۔

بوڑھے زرتشتی پجاری کی باتیں سن کر سکندر کے دل میں کوروش کے لئے احترام پیدا ہو گیا تھا چنانچہ وہ کوروش کی قبر دیکھنے کے لئے گیا یہ قبر ایک چبوترے پر واقع تھی سکندر اس چبوترے پر چڑھ کر سب سے اونچے درجے پر بیٹھ گیا اب تابوت والا کمرہ بالکل اس سے ملحق تھا اس کی چھت مخروطی تھی وہاں بیٹھ کر وہ قبر کے اطراف میں بنی ہوئی ڈھلان دیکھنے لگا قبر کے اردگرد اور اطراف میں اس نے بڑے بڑے زینوں والی چند تباہ حال عمارتیں بھی دیکھیں جب اس نے ان تباہ حال کھنڈرات کے متعلق سوال کیا تو چند مقامی لوگوں نے اسے بتایا کہ یہاں کبھی ایک بہت بڑا شہر آباد ہوا کرتا تھا جس کا

...تھا مگر تھا اب یہ شہر صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو چکا ہے۔

سکندر نے تباہ حال پارساگرد کے اندر گھوم پھر کر دیکھا اس نے جائزہ لیا کہ وہاں اب کوئی تنفس موجود نہ تھا جس جگہ کبھی کوروش کا ایوان ہوا کرتا تھا وہ جگہ تو کوہستانی سلسلوں کے پہلو میں تھی لیکن اب ہموار کر دی گئی تھی ہاں وہاں کھیتوں کا منظر بڑا خوبصورت تھا اور سکندر کو وہ جگہ گھوڑوں کی پرورش کے لئے بے حد پسند آئی چند زرتشتیوں کے علاوہ جو کوروش کی قبر کے پاس مجاوروں کے طور پر بیٹھے رہتے تھے وہاں سکندر کو کوئی اور شخص دکھائی نہ دیا اسنے یہ بھی دیکھا کہ وہاں چرواہے ضرور آتے تھے اور ان کے ریوڑں اور گلوں کے بیچ میں کوروش کا سفید رنگ کا مقبرہ بڑا خوبصورت دکھائی دیتا تھا سکندر نے وہاں قیام کرنے والے زرتشتیوں کو حکم دیا کہ وہ کوروش کے مقبرے کی حفاظت کریں تاکہ کوئی اس کی بے حرمتی نہ کرے اس کے بعد سکندر پھر پارساگرد کے کھنڈر نما شہر سے پرسی پولس کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

پرسی پولس واپس جاتے ہوئے جہاں سڑک ایک موڑ کھاتی تھی وہاں سکندر نے دوسرے ایرانی شہنشاہوں کے مقبرے بھی دیکھے جو چٹانیں کاٹ کر بنائے گئے تھے ان مقبروں میں زیادہ اہم دارا اول اور خشیارشا کے مقبرے تھے۔ جسے یونانی زرکسیز کہہ کر پکارتے تھے ان سب مقبروں کے دروازے پر عقاب کے پروں اور قرص خورشید کی تصویریں بنی ہوئی تھیں لیکن ان مقبروں کے پاس کوئی شہر آباد نہ تھا تاہم ان کے پاس آگ جل رہی تھی۔

○

بطلیموس کی محبوبہ اور یونان کی حسین و جمیل دوشیزہ تھائس یوناف اور بیوسا سے انتقام ضرور لینا چاہتی تھی لیکن بد قسمتی سے پرسی پولس کے قیام کے دوران اسے ایسا موقع نہ ملا کہ وہ یوناف اور بیوسا سے انتقام لے سکے تاہم اس نے اپنے دل میں تہیہ کر رکھا تھا کہ جلد یا بدیر وہ یا تو کسی حیلے بہانے سے یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی میں تفرقہ ڈال کر رہے گی یا پھر آخری حربے کے طور پر ان دونوں کا خاتمہ کر کے رہے گی۔

تین سو تیس قبل مسیح کا موسم بہار شروع ہو گیا تھا پہاڑوں پر برف پگھلنا شروع ہو گئی تھی اس دوران سکندر کو اپنے مخبروں کے ذریعے سے یہ خبریں ملیں کہ ایران کا بادشاہ دارا ہمدان شہر میں جسے یونانی اکبتانا کہہ کر پکارتے تھے جنگی تیاری میں مصروف ہے وہ ایک لشکر جمع کر رہا ہے تاکہ یونانیوں کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کی جا سکے یہ خبر ملتے ہی سکندر اپنے لشکر کے ساتھ پرسی پولس سے نکلا اور دارا کے تعاقب میں اس نے کوچ کیا۔

اپنے لشکر کے ساتھ سکندر پہلے ان چٹانوں کے پاس سے گزرا جن میں اس نے پارساگرد سے واپسی پر ایران کے بادشاہوں کے مقبرے دیکھے تھے پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ شمال مغربی سمت میں اونچے پہاڑوں پر چڑھنے لگا اور اتنی بلندی پر پہنچ گیا جتنی بلندی پر بادل چلے جاتے ہیں وہاں اس نے دیکھا گھوڑوں کے چرنے کے لئے تازہ گھاس تھی بہرحال راستے میں ستاتے اور آرام کرتے ہوئے سکندر اپنے لشکر کے ساتھ دارا سے نمٹنے کے لئے ہمدان کی طرف بڑھتا رہا تھا۔

سکندر جب ہمدان شہر کے قریب پہنچا تو اسے خبر ملی دارا اپنے محافظ دستوں کے ساتھ اکبتانا سے شمالی کوہستانی سلسلوں کی طرف بھاگ گیا ہے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کسی نے بھی سکندر کی مزاحمت نہ کی اور وہ ہمدان شہر میں اپنے لشکر کے ساتھ داخل ہوا۔

ہمدان شہر کو دیکھتے ہوئے سکندر طبعی' علمی اور مادی لحاظ سے ہمدان شہر سے بے حد متاثر ہوا اس نے دیکھا شہر کے اردگرد سات فصیلیں تھیں جو شاہراہ سے شروع ہو کر اندر تک جاتی تھیں اور ساتوں فصیلوں کے رنگ الگ الگ تھے بالا حصار پر سنہری رنگ پھرا ہوا تھا اور وہ خوب چمکتا تھا۔ سکندر نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ اس شہر کی ہوا ویسی ہے جیسی کہ اس کے اپنے مرکزی شہر پیلا کی تھی اس شہر کا طرز تعمیر بھی یونانیوں کے فن تعمیر سے مشابہ تھا ہاں سکندر کو بلند پہاڑوں کے سلسلے بھی دکھائی دیئے جن کے سامنے یونان کی چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں بے حقیقت تھیں۔

اکبتانا کے شمال میں کوہستان ارارات دور نیلے نیلے نیزوں کی صورت میں دکھائی دیتا تھا جس کی چوٹیاں برف پوش تھیں اس کوہستانی ارارات کی طرف سے کچھ ارمنی اس وقت سکندر کے لشکر میں آ کر شامل ہوئے جب اس نے ہمدان میں قیام کر رکھا تھا ان ارمنیوں نے سکندر کا ساتھ دینے اور اس کے لشکر میں رہ کر اس کی خدمت کرنے کی پیشکش کی تھی سکندر نے ان کی پیشکش کو قبول کیا اور انہیں اپنے لشکر میں شامل کر لیا تھا۔

بہرحال سکندر ہمدان شہر میں داخل ہوا جسے یونانی اکبتانا کہہ کر پکارتے تھے یہ شہنشاہ ایران کا گرمائی صدر مقام تھا یہ بہت قدیمی شہر تھا اور کوہ الوند کے مشرقی سمت ڈیڑھ میل کے فاصلے پر تھا۔ ہمدان کے قریب ایک پہاڑی سلسلہ ہے جو ملحہ کے نام سے موسوم ہے اب بھی اس پہاڑی کے سلسلے کے اوپر اور اس کے سامنے ہمدان شہر کے قدیمی کھنڈرات اور آثار دیکھے جا سکتے ہیں ہمدان کے پاس سے دریائے کرازوس گزرتا تھا اور اس دریا کے پانی سے ہمدان کے نواح میں آب پاشی کا کام کیا جاتا تھا۔

مختلف شہروں سے بھاگتے رہنے کے بعد دارا نے اپنا خزانہ اسی ہمدان شہر میں رکھا تھا لیکن اچانک جب اسے یہ خبر ملی کہ سکندر پرسی پولس سے ہمدان کی طرف آ رہا ہے تو وہ اس قدر تیزی اور بدحواسی میں بھاگا کہ اپنا خزانہ بھی ساتھ نہ لے جا سکا لہٰذا سکندر نے بغیر کسی مزاحمت کے دارا کے اس خزانے پر قبضہ کر لیا تھا یہاں ہمدان شہر میں تین سڑکیں آ کر ملتی تھیں ایک بابل سے آتی

تھی دوسری قدیم قوم علام کے مرکزی شہر شوش سے اور تیسری آشوریوں کے عظیم الشان شہر نینوا سے آئی تھی۔ ہمدان میں قیام کے دوران سکندر کو یہ خبر ملی کہ دارا ہمدان سے بھاگنے کے بعد بحرہ خضر کے ساحلی علاقوں کی طرف چلا گیا ہے۔

ہمدان میں سکندر نے تھسلی اور یونان کی دوسری ریاستوں کے کچھ لشکریوں کو ملازمت سے سبکدوش کر دیا اور انہیں مال متاع انبار دے کے رخصت کیا۔ ان کے بجائے اس نے نئے پیشہ ور یونانی سپاہی اپنے لشکر میں شامل کئے۔ ہمدان کا بہت بڑا خزانہ جو سکندر کے ہاتھ لگا تھا اس نے ہمدان کے محلات میں ویسے کا ویسا رہنے دیا اپنے لشکر کا ایک حصہ اس نے ہمدان اور اس کے خزانوں پر معمور کیا اس کے بعد باقی لشکر کے ساتھ وہ ہمدان سے نکل کر بحرہ خضر کے ساحلی علاقوں کی طرف روانہ ہوا تاکہ دارا کا تعاقب کر سکے۔

سکندر نے ہمدان شہر کے چند زرتشتیوں کو اپنی رہنمائی کے لئے ساتھ لیا اور دارا کے تعاقب میں نکلا اب وہ اپنے لشکر کے ساتھ اس شاہراہ پر شمال کی طرف سفر کر رہا تھا جس شاہراہ پر قدیم ایرانی صدیوں پہلے شمال کے گم گشتہ علاقوں سے نکل کر ایران میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ تیزی سے شمال کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے سکندر اپنے لشکر کے ساتھ کوہستان ارزق میں داخل ہوا اور وہاں باب قزوین کے پاس ایک چھوٹے سے شہر میں اس نے قیام کیا تھا۔

یہاں قیام کے دوران سکندر کو خبر ملی کہ دارا کئی روز پیشتر وہاں قیام کرنے کے بعد آگے بڑھ چکا ہے کچھ دیر وہاں قیام کرنے اور ستانے کے بعد سکندر نے پھر پیش قدمی شروع کی ہمدان سے نکلنے کے بعد سکندر نے اپنے حریف کے تعاقب میں گیارہ دن کی مسافت طے کرتے ہوئے اسے شہر رے پہنچنے میں کامیاب ہو گیا اس شہر کے کھنڈرات تہران کے جنوب میں کچھ فاصلے پر اب بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

○

بارہویں دن سکندر کا گزر بحرہ خضر کے دور دراز علاقوں سے ہوا اب سکندر کو جو خبریں ملیں ان کے مطابق اسے دارا کے ہاتھ آنے کی کوئی امید نہ تھی لہٰذا ایک طرح سے ناکامی کا منہ دیکھتے ہوئے سکندر بحرہ خضر کے علاقوں سے پھر رے شہر میں واپس آیا اور وہاں اس نے قیام کر لیا تھا۔

رے شہر میں پانچ دن قیام کرنے کے بعد پھر کوچ کیا اور تہران سے مشہد جانے والی سڑک پر روانہ ہوا۔ دوران سفر اسے معلوم ہوا کہ بلخ کے حکمران بسوس سیستان کے حکمران برازنت اور ایرانی سوار فوج کے سپہ سالار برزن تینوں نے مل کر ایران کے شہنشاہ دارا کو اسیر کر لیا ہے۔

یہ سن کر سکندر بے حد خوش ہوا اور ایک بار پھر اس نے دارا اور اس کے ہمراہیوں کا تعاقب کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اپنے لشکر کے ساتھ سکندر رات بھر سفر کرتا رہا اور طلوع آفتاب کے بعد وہ باب قزوین کی سیاہ دیواروں سے گزر کر آگے بڑھ گیا تھا۔ دوپہر کے وقت اس نے ایک ندی پر قیام کیا اور اپنے لشکریوں کو اور گھوڑوں کو ستانے کا موقع دیا۔ سکندر نے آرام کرنے کا موقع اس لئے فراہم کیا کہ وہ اور اس کے لشکری رات بھر چلتے رہے تھے خود وہ اور اس کے ساتھی تھک چکے تھے اور کئی گھوڑے تھکان کے باعث گر کر مر چکے تھے انہوں نے ندی کے کنارے اس مقام پر قیام کیا۔ جہاں صرف ڈیڑھ دن پیشتر ایرانی شہنشاہ نے قیام کرتے ہوئے وہاں سے کوچ کیا تھا۔ اس ندی کے کنارے تھوڑی دیر ستانے کے بعد سکندر پھر بجلی کی سی رفتار سے دارا کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا اور وہ اس جگہ پہنچا جہاں دارا اپنے ساتھیوں کے ساتھ صرف بیس گھنٹے قبل روانہ ہوا تھا سکندر اب تک اپنے لشکر کے ساتھ اس شاہراہ پر سفر کرتا رہا تھا جس پر سے تجارتی کارواں گزرتے تھے اس جگہ سکندر کو راستے کے لوگوں سے پتہ چلا کہ اگر وہ اسی راہ پر دارا کا تعاقب کرتا رہا تو دامن کوہ کے ساتھ ساتھ اس کا سفر بہت لمبا اور طویل ہو جائے گا اور اس طرح وہ دارا کو پکڑنے میں کامیاب نہ ہو سکے گا اسے یہ بتایا گیا کہ دائیں طرف سے جو صحرا تجارتی شاہراہ کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتا ہے اس صحرا کے بیچ و بیچ بھی ایک راستہ جاتا ہے اگر اس راستے پر سفر کیا جائے تو پھر دارا کو آسانی سے پکڑا جا سکتا ہے لیکن صحرا کے اس راستے پر سفر کرتے ہوئے مشکلات اور دشواریاں یہ تھیں کہ راستے میں کہیں پانی ملنے کا امکان نہ تھا تاہم دارا کو پکڑنے کی خاطر سکندر نے صحرا میں سے گزرنے کا خطرہ مول لیا پس وہ بڑی تیزی سے شاہراہ کے دائیں طرف پڑنے والے صحرا میں سے ہوتا ہوا آگے بڑھنے لگا تھا۔

صحرا میں سے گزرنے والا راستہ انہیں پھر اسی شاہراہ پر لے آیا تھا اس شاہراہ کو چھوڑ کر انہیں صحرائی راستہ اختیار کیا تھا اب انہیں اپنے سامنے گرد و غبار کے بادل اٹھتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے جس سے سکندر اور اس کے ساتھیوں نے یہ اندازہ لگایا کہ یہ گرد و غبار ان کے آگے آگے بھاگنے والے دارا اور اس کے ساتھیوں کے گھوڑوں کی وجہ سے ہے لہٰذا دارا کو پا لینے کی خاطر سکندر نے اپنی رفتار اور تیز کر دی تھی۔

تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے سکندر نے اپنے آگے آگے بھاگتے ہوئے لوگوں کے پچھلے حصے کو جا لیا اور ان سے اسے پتہ چلا کہ یہ بھاگنے والے واقعی ہی دارا اور اس کے ساتھی ہیں بلخ کے حاکم بسوس اور سیستان کے حکمران برازنت کو جب یہ خبر ہوئی کہ سکندر بڑی تیزی سے تعاقب کرتا ہوا ان کے سروں پر آ پہنچا ہے تو ان دونوں نے مل کر دارا کو قتل کر کے اس کی لاش اس کے رتھ میں ڈال دی اور خود وہ بائیں طرف خفیہ راستوں سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

آخر سکندر اپنے لشکر کے ساتھ اس مقام پر پہنچا جہاں دارا کا جنگی رتھ کھڑا تھا اس نے دیکھا

اس رتھ کے اندر دارا کی خون آلود لاش پڑی ہوئی تھی رتھ چلانے والا بھی اپنے بادشاہ کو چھوڑ کر بھاگ چکا تھا دارا کی لاش بے گور و کفن پڑی دیکھی تو سکندر کو رنج ہوا اور اپنا سرخ لبادہ اتار کر شہنشاہ ایران کی لاش پر ڈال دیا تھا۔

دارا کی موت پر ہخامنشی عہد کا چراغ گل ہو گیا یقینی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ داریوش کو کس مقام پر قتل کیا گیا لیکن مغربی مورخین کے حوالے سے بتایا جاتا ہے کہ دارا کو سمنان اور شہود نام کے قصبوں کی درمیانی وادی میں تین سو تین قبل مسیح میں قتل کر دیا گیا جیسا کہ ایرانی محققین کہتے ہیں کہ داریوش کو دامغان کے قریب قتل کیا گیا بہرحال سکندر کے حکم سے دارا کی لاش کو پورے تزک و احتشام کے ساتھ پرسی پولس لے جایا گیا جہاں شاہانہ آداب و رسومات کے ساتھ دارا کی لاش دفن کر دی گئی تھی۔

سکندر نے اہل خراسان میں سے ایک مقتدر شخص کو خراسان اور گورگان کا حکمران مقرر کیا اور ایک مقدونی جرنیل کو اس کا نائب مقرر کر کے خود وہ اپنے لشکر کے ساتھ بلخ کے حاکم بسوس کی تلاش میں نکلا جس نے دارا کو قتل کر دیا تھا۔

جس جگہ سکندر کو دارا کی لاش ملی تھی وہاں اس نے اپنے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم دیا تھا اس جگہ ایرانیوں کردوں، عربوں اور مجوسیوں کے بہت سے گروہ سکندر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا وہاں کے مقامی لوگ سکندر کو خوش کرنے کے لئے ایک عجیب و غریب جگہ لے گئے جہاں ہروقت آگ جلتی رہتی تھی۔

سکندر اور اس کے ساتھیوں نے اس جگہ کو غور سے دیکھا۔ انہوں نے جائزہ لیا کہ اس زمین کے شگافوں سے سیاہ رنگ کا ایک سیال رنگ کا مادہ ابل رہا تھا اور پانی کی طرح بہہ کر ایک چشمے میں جا گرتا تھا۔ یہاں مسلسل آگ شعلہ زن رہتی تھی مقامی لوگوں کا کہنا تھا کہ چٹانوں کے درمیان اکثر ایسی آگ دکھائی دیتی ہے اس میں دھواں نکلتا رہتا ہے سکندر کے لشکر میں جو صناع اور کاری گر تھے۔ انہوں نے سکندر کو بتایا کہ یہ ایک نیا عنصر دریافت ہوا ہے اور ان عناصر سے مشابہہ ہے جن سے وہ پہلے ہی واقفیت رکھتے تھے اور جنہیں وہ نفت اور رال کہہ کر پکارتے تھے۔ سکندر اور اس کے ساتھیوں نے یہ بھی دیکھا کہ اگر جلتی ہوئی مشعل بننے والے اس لاوے کے قریب لائی جاتی تو اس میں فوراً ہی اشتعال پیدا ہو جاتا۔ بھاپ اور سیال کے اس آتش گیر مرکب سے اہل مقدونیہ نے جو تجربات کئے وہ پٹرول کے امتحان کا دنیا میں سب سے پہلا ایک ریکارڈ تھا۔

وہاں کے مقامی لوگوں نے سکندر اور اس کے ساتھیوں کو اس مادے کی قوت کا تماشہ دکھانے کے لئے اسے یہ ترکیب کی کہ سکندر کی قیام گاہ کے ایک طرف کھلے میدان میں انہوں نے یہ سیال مادہ چھڑک دیا جب رات ہوئی تو جہاں انہوں نے مادہ چھڑکا تھا اس جگہ انہوں نے ایک جلتی ہوئی مشعل پھینک دی اس مشعل کا پھینکا جانا تھا کہ اس میدان میں چاروں طرف اس مادے کی وجہ سے آگ بھڑک اٹھی اور ایسا لگتا تھا جیسے وہ پوری وادی آتش زار بن گئی ہو۔

جب رات ہوئی تو بہت سے مقامی لوگ سکندر کے پڑاؤ کے پاس آ کر بیٹھ گئے سکندر اور اس کے ساتھی بھی ان کے درمیان مل جل کر بیٹھ گئے پھر مقامی لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے سکندر نے کہا کہ اس سے بیشتر ایران کے بادشاہ تم پر کیسے اور کس طرح حکمرانی کیا کرتے تھے جواب میں مقامی لوگوں میں سے ایک جو عمر میں کافی بڑا تھا وہ سکندر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے یونان کے عظیم بادشاہ ایرانی حکمرانوں کا طرز حکومت دوسری اقوام سے کافی مختلف تھا۔ مثلاً بابلیوں نے ایک شہری ریاست قائم کی یہ بہت عظیم الشان تھی لیکن دراصل ایک شہر تمام شہروں پر حکومت کرتا تھا اس طرح آشوریوں نے مختلف قوموں کو فتح کر لیا اور سب کو آشوری سلطنت کی رعایا بنا لیا لیکن ان سب کے برعکس ایرانی شہنشاہوں نے دوسری قوموں پر حکمرانی کا انتظام ضرور کیا تاہم ان قوموں کی اپنی حیثیت سے محفوظ رکھا گویا انہوں نے اجزاء کو محفوظ رکھتے ہوئے ایک پل تیار کیا تھا۔

○

ایران کے ہر حصے کا ایک گورنر مقرر ہوتا تھا۔ نہروں کے ذریعے دریاؤں کو سمندر کے ساتھ ملایا گیا شہروں کو سمندروں سے قریب تر لانے کے لئے سڑکیں تعمیر کیں ان ہی سڑکوں پر سے طارس کی کانوں سے چاندی لائی جاتی تھی تاکہ پرسی پولس کے محلات کی چھتوں میں استعمال کی جائے ان ہی سڑکوں کے ذریعے سے عرب سے خوشبوئیں آتی تھیں تاکہ پرسی پولس کے ایوانوں اور گھروں کو ان خوشبوؤں سے معطر کیا جا سکے۔

اے بادشاہ! ایران کے پہلے اور بعد کے حکمرانوں کے طرز حکومت میں کافی فرق آ گیا تھا شروع کے حکمران جن میں کوروش خود بھی شامل ہے حکمرانی کے فرائض انجام دینے کے لئے ضرورت کے مطابق شہر بہ شہر جاتے تھے۔ جب حکومت کا دائرہ بہت پھیل گیا تو جگہ جگہ دورے کا طریقہ چھوڑ دیا ان کے پاس بہت دولت جمع ہو گئی تھی اور وہ اپنی حفاظت کے لئے اس محافظ فوج پر انحصار کرنے لگے جس کا نام انہوں نے غیرفانی رکھا ہوا تھا ضرورت پڑتی تو امراء سے روپے وصول کر لیتے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ابتدائی شہنشاہ تو اپنی کارکردگی کی وجہ سے کامیاب ہے لیکن بعد کے شہنشاہوں کا طریقہ پہلے والا نہ رہا بیشک مختلف قومیں ان کی حمایت کرتی تھیں لیکن خود ان کی حیثیت کٹھ پتلیوں کی سی ہو گئی تھی جس کی وجہ سے گرد و پیش میں سازشوں کا سلسلہ جاری رہتا تھا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت سے شہنشاہ قتل ہوئے اور خود خواجہ سراؤں کے ہاتھوں مارے گئے تھے اس طرح پہلے بادشاہوں کے

طرز پر حکومت نہ کرنے کی وجہ سے بعد کے شہنشاہ سازشوں کا شکار ہوئے اور آہستہ آہستہ سلطنت اور قوت میں کمزوری اور ضعف پیدا ہوتا چلا گیا تھا۔

سکندر شاید اس بوڑھے مجوسی سے کچھ اور بھی پوچھتا کہ اسی دوران سکندر کے لشکری مصر کاہن جس کا نام اریشانڈ تھا وہ سکندر کے قریب آکر بیٹھ گیا اس کے انداز سے لگتا تھا کہ جیسے وہ سکندر سے کچھ کہنا چاہتا تھا قبل اس کے اریشانڈ کچھ بولتا سکندر نے اسے مخاطب کر کے پوچھا۔ اے میرے بزرگ کیا تم مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہو اس پر اریشانڈ بولا اور کہنے لگا۔

اے سکندر! مجھے تم سے یہ شکایت ہے کہ تم نے یونانی دیوتاؤں اور ان سے منسلک طرز عبادات کے فروغ کے لئے کوئی کام نہیں کیا گو ہم نے بابل کو فتح کر لیا ہے اب بابل تمہارے ماتحت ہے لیکن اب بھی وہاں کے لوگ بعل اور مردوک دیوتاؤں کے مندروں میں اپنی رسم و رواج کے مطابق عبادت کرتے ہیں یہی حال مصر میں بھی ہے مصر بھی ہمارا مفتوحہ علاقہ ہے لیکن وہاں بھی لوگ اپنی مرضی اور اپنی منشا کے مطابق رع اور امون دیوتا کی پوجا اور پرستش میں لگے ہوئے ہیں اے بادشاہ! یہ طریقہ کار مجھے پسند نہیں ہم نے ان علاقوں کو فتح کیا ہے لہٰذا ان علاقوں میں ہمارے ہی دیوی دیوتاؤں کی پرستش کی جانی چاہئے اس سے علاوہ سب سے بڑی بات جو میں دیکھتا ہوں وہ یہ کہ بابلی اور مصریوں کا یہ خیال ہے کہ یونان کے سکندر کو فتوحات اور اقتدار ان کے دیوتاؤں یعنی بعل مردوک رع اور امون کی وجہ سے حاصل ہوا ہے بوڑھے کاہن اریشانڈ کی گفتگو غور سے سننے کے بعد سکندر نے تھوڑی دیر کچھ سوچا پھر اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے یوناف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کاہن کو مخاطب کر کے کہا۔

تمہارے ان سارے سوالوں اور تمہاری اس ساری گفتگو کا جواب میرا دوست میرا عزیز یوناف دے گا اس موقع پر سکندر کا جرنیل اور اس کا وزیر بطلیموس اور اس کی محبوب تھائس بھی وہاں آکر بیٹھ گئے تھے۔ سکندر نے جب بوڑھے کاہن اریشانڈ کو کہا کہ اس کی گفتگو کا جواب یوناف دے گا تو سکندر کے یہ الفاظ سن کر حسین تھائس کے پرکشش چہرے پر ناپسندیدگی کی شکنیں اور نفرت کے آثار سے پیدا ہو گئے تھے تاہم اس موقع پر وہ کچھ نہ کہہ سکی تھی عین اس وقت یوناف بولا اور بوڑھے کاہن اریشانڈ کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

بابل اور مصر کے لوگوں کے خیالات کا اثر نہ سکندر پر پڑ سکتا ہے اور نہ مقدونیوں کا اثر بابلیوں اور مصریوں پر پڑ سکتا ہے اس لئے کہ یونانی جن دیوتاؤں کی پوجا پاٹ کرتے چلے آرہے ہیں وہ زمانہ قدیم سے ان کے زیر پرستش ہیں اسی طرح جو دیوتا مصر اور بابل میں قابل احترام ہیں وہ بھی برسوں نہیں بلکہ صدیوں سے ان سرزمینوں میں چلتے آرہے ہیں لہٰذا اس قدر جلدی مصری اور بابلی کیسے اپنے قدیم اور اساطیری بتوں کی پوجا پاٹ ترک کر کے یونانی دیوتاؤں کو اپنا سکتے ہیں۔

جواب میں اریشانڈ بڑی خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا لوگ جو خیالات قائم کر لیتے ہیں اس کی خاصی اہمیت ہوتی ہے لہٰذا شروع میں ہی اگر مصریوں اور بابلیوں میں ہمارے دیوتاؤں کو ان کے دیوتاؤں پر فوقیت دی گئی ہوتی تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پھر ایسا وقت بھی آتا کہ یہاں کے لوگ اپنے دیوتاؤں کو یونانیوں کے دیوتاؤں پر فوقیت اور ترجیح نہ دیتے اس پر یوناف فوراً بولا اور کہنے لگا یہ ایک فطری عمل ہے ہر کوئی اپنے گروہ اپنے قبیلے اور اپنی قوم کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے اور اس فطری عمل کو ختم نہیں کیا جا سکتا یونانیوں کے لئے یہی کافی نہیں کہ مصری اور بابلی ان کا شکریہ ادا کر چکے ہیں ان کے مطیع اور فرمانبردار بن چکے ہیں اور ان کی تعریف کرتے رہتے ہیں اریشانڈ جل کر بولا ہاں مگر الفاظ کی حد تک جو خیالات عملی جامع پہن کر سامنے نہیں آتے ان کا کوئی فائدہ نہیں لہٰذا میں تمہارے جواب سے قطعی مطمئن نہیں ہوں۔ اریشانڈ کی یہ گفتگو سن کر سکندر کے چہرے پر غصے اور غضب ناکی کے آثار نمودار ہوئے تھے پھر اس نے کسی قدر خفگی اور تلخی میں اریشانڈ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا سنو بوڑھے کاہن! میرے دوست یوناف نے تمہارے سوالوں کے معقول جواب دیئے ہیں میرے خیال میں اب تمہیں مطمئن ہو جانا چاہئے اب تم جاؤ اور جا کر آرام کرو سکندر کے ان الفاظ پر بوڑھا اریشانڈ اپنی جگہ سے اٹھ کر چلا گیا تھا حسین تھائس نے سکندر کے ان الفاظ کو بھی ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا تھا۔

بوڑھا کاہن اریشانڈ اٹھ کر گیا ہی تھا کہ سکندر کے لشکر کا سب سے بڑا صناع لس پس سکندر کے پاس آکر بیٹھ گیا شاید وہ بھی کچھ کہنا چاہتا تھا اس صناع کو سکندر نے پہلے سے نئے سکے ڈھالنے کا حکم دیا تھا اور اسے یہ بھی کہا تھا کہ نئے سکوں پر سکندر کے اوپر کے دھڑ کی تصویر لی جائے جب لس پس سکندر کے پاس آکر بیٹھا تو سکندر نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں اپنے اس صناع کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کیا تم بھی بوڑھے کاہن اریشانڈ کی طرح کچھ کہنا چاہتے ہو اس پر وہ صناع ہلکے ہلکے مسکرایا اور کہنے لگا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے مجھے نئے سکے ڈھالنے کا حکم دیا تھا اور یہ کہا تھا کہ ان سکوں پر آپ کے اوپر کے دھڑ کی تصویر ہونی چاہئے لیکن ان سرزمینوں میں مجھے بہت دقت اور مشکلات پیش آرہی ہیں وہ یہ کہ ان مشرقی سرزمینوں میں بت سازی کا فن کسی کو نہیں آتا ایرانیوں میں انسان کی تصویر بنانے کی صلاحیت مفقود ہے۔

وہ چٹانوں یا پتھر کی تختیوں پر آرائش یا افسانوی منظر کو کندہ کر لیتے ہیں لیکن انسانی تصویر نہیں بنا سکتے وہ تزئین و آرائش کے لئے جانوروں کی ایک شکل کے نمونے بار بار دہراتے رہتے ہیں مثلاً دوڑتے ہوئے ہرنوں یا عقابوں کی اڑتی ہوئی قطاریں نئے سکے ڈھالنے اور ان پر آپ کی تصویر

بنانے کے لئے مجھے وقت پیش آ رہی ہے۔ سکندر نے اپنے اس صناع کی گفتگو بڑے غور سے سنی پھر مسکراتے ہوئے اسے کہنے لگا۔

سنولس پس یہاں کے اہل فن دراصل صنعت گر ہیں وہ عمارتوں کی دیواروں پر تزئین کے لئے اس غرض سے نقش و نگار بناتے ہیں کہ انسانی آنکھیں انہیں دیکھ کر خوش ہوں وہ پہاڑیوں کے دامن میں ایسی موزوں عمارتوں کے نقشے تیار کرتے ہیں کہ دیکھتے ہی یقین ہو جائے کہ اس سے موزوں تر کوئی نقشہ نہیں ہو سکتا وہ ایسے سائے بان بناتے ہیں جن میں لوگ جمع ہوں اور گرمی سے محفوظ رہیں لہٰذا اگر تمہیں نئے سکے ڈھالنے میں یہاں وقت پیش آ رہی ہے تو اس کام کو فی الحال منسوخ کر دو اور ان سرزمینوں میں پہلے سے جو سکے جاری ہیں انہیں ہی چلتا رہنے دو۔ سکندر کا یہ جواب سن کرلس پس نام کا وہ صناع مطمئن ہو کر وہاں سے چلا گیا تھا۔

اس جگہ قیام کے دوران ایک لاغر اور بوڑھا سا زرتشتی پجاری سکندر کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے ایک کتاب اس نے انتہائی عزت و احترام کے ساتھ تحفہ میں پیش کی۔ سکندر نے اس کتاب کو الٹ پلٹ کر دیکھا پھر اس بوڑھے زرتشتی پجاری کو مخاطب کر کے کہا یہ کتاب کیسی ہے کیا تم مجھے اس سے متعلق کچھ تفصیل سے نہ کہو گے۔ اس پر وہ زرتشتی پجاری سکندر کو مخاطب کر کے کہنے لگا یہ اوستا زرتشت کی مقدس کتاب ہے جس میں زندگی بسر کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں اور اگر کوئی شخص ان طریقوں کو اپنائے تو اپنی زندگی کو خوشگوار بنا سکتا ہے سکندر نے اس پجاری کی باتوں میں دلچسپی لی اور اسے مخاطب کر کے پوچھا تم نے زرتشت کی یہ کتاب جس کا نام تم نے اوستا بتایا ہے کہاں سے حاصل کی اس کتاب کی حالت بتاتی ہے کہ یہ بہت قدیم اور پرانی ہے تاہم خوب سنبھال کر رکھی گئی ہے۔

اس پر وہ پجاری بولا اور کہنے لگا اے بادشاہ! ایران کے حکمرانوں میں گشتاسپ سب سے پہلا بادشاہ تھا جو زرتشت پر ایمان لایا تھا اس گشتاسب نے زرتشت کے پیغام کو اکٹھا کیا جسے اوستا کا نام دیا گیا اوستا کے دو نسخے گشتاسب نے بیلوں کی بارہ سو کھالوں پر سنہری حروف میں لکھوائے تھے۔ اس بادشاہ ایک نسخہ گنج شائے گان میں رکھا گیا اور دوسرا نسخہ پرس پولس کے شاہی محل میں رکھا گیا لیکن یہ نسخہ اس وقت تباہ و برباد ہو گیا جب آپ نے پرسی پولس کو فتح کرنے کے بعد شاہی ایوان کو آگ لگا دی جو نسخہ میں نے آپ کو پیش کیا ہے وہ یہی نسخہ ہے جو بڑی احتیاط اور بڑے احترام کے ساتھ گنج شائے گان میں رکھا گیا تھا۔ سکندر اس پجاری کی گفتگو سے متاثر ہوا اور پوچھا۔ کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ اس کتاب میں کس کس موضوع پر بحث کی گئی ہے وہ پجاری پھر بولا اور کہنے لگا اس میں مذہب طب اور نجوم سے متعلق بہت کچھ ملتا ہے جو انسانی زندگی کی رہنمائی کر سکتا ہے سکندر نے

اس زرتشتی پجاری کی طرف سے اوستا کے اس تحفے کو قبول کیا پھر اس نے اپنے لشکر میں شامل مختلف زبانوں اور مذاہب کے ماہروں کو حکم دیا کہ اس کتاب کو یونانی میں ترجمہ کرنے کے بعد اس کے اصل نسخے کو ضائع کر دیا جائے اس کے بعد سکندر نے پھر اس زرتشتی پجاری کو مخاطب کر کے کہا۔ تم مجھے ایسے معاشرے سے متعلق روشنی ڈال سکو گے جو اس کتاب اوستا کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہو اس طرح مجھے ایرانیوں کے آداب و رسومات جاننے میں مدد ملے گی اس پر وہ پجاری بولا اور کہنے لگا۔

اے بادشاہ! ایرانیوں کے اخلاق و آداب پر بہت کچھ کہا اور لکھا جا سکتا ہے میں اس سے متعلق کچھ یوں گزارش کر سکتا ہوں کہ ایرانی اپنی پیدائش کا دن بڑے احترام سے مناتے ہیں اس دن پُرلطف کھانے پکاتے ہیں امراء کے ہاں گائے گھوڑے اونٹ اور خچر وغیرہ کے کباب بنائے جاتے ہیں غربا بھی اس تقریب کو اپنی حیثیت کے مطابق شان و شوکت سے مناتے ہیں ایرانیوں کے ہاں قسم قسم کے کھانے پکتے ہیں یہ شراب کے بہت متوالے ہیں اکثر شراب پی کر شور کرتے ہیں یہ لوگ زمین کو پاک سمجھتے ہیں اس لئے تھوک زمین پر نہیں پھینکتے اپنے مراتب کا انہیں بہت پاس ہے ملتے ہیں تو ایک دوسرے کو چومتے ہیں جنہیں بزرگ سمجھتے ہیں ان کے پاؤں بھی چومتے ہیں ہمسائے سے بہت اچھا سلوک کرتے ہیں یہ لوگ دوسروں کی عادتوں کو بہت جلد اختیار کر لیتے ہیں۔

اے بادشاہ! ایرانیوں کے نزدیک بہترین صفت یہ ہے کہ اولاد زیادہ پیدا کی جائے جو شخص سب سے زیادہ اولاد پیدا کرتا ہے بادشاہ اسے انعام و اکرام سے نوازا کرتے تھے بچوں کو پانچ سال سے بیس سال تک صرف تین کام سکھائے جاتے ہیں ایک تیر اندازی دوسرا سواری اور تیرا راست بازی شام کے وقت نوجوانوں کا مشغلہ درخت لگانا گھاس کی جڑیں کاٹنا اور اسلحہ وغیرہ صاف کرنا ہوتا ہے جوان باقاعدہ ورزش کرتے ہیں مل مل کر دوڑ لگاتے جو سب سے آگے نکل جاتا ہے اسے حکومت کی طرف سے انعام و کرام سے بھی نوازا جاتا تھا۔

ایرانیوں کے نزدیک جس بات کا کرنا ممنوع تھا اس کو زبان پر بھی لانا عیب تھا جھوٹ کو بدترین عیب سمجھا جاتا ہے قرض لینا ایرانیوں کے نزدیک شرمناک فعل ہے چونکہ اس کی وجہ سے کبھی کبھی جھوٹ بھی بولنا پڑتا ہے۔ اگر کسی ایرانی کو جذام کا مرض لاحق ہو جاتا ہے تو وہ کسی کے ساتھ میل جول نہیں رکھ سکتا کیونکہ مقامی لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مرض ان گناہوں کی سزا ہے جو کوئی آفتاب کی شان میں کرتا ہے کوئی غیر ملکی اس مرض میں مبتلا ہو جاتا تو اسے شہربدر کر دیا جاتا تھا اس کے علاوہ اے بادشاہ! ایران کی سرزمینوں میں سفید کبوتروں کو عموماً نہیں رہنے دیا جاتا اس لئے کہ لوگوں کے خیال میں جذام کا یہ مرض سفید کبوتروں سے پیدا ہوتا پانی ایرانیوں کے نزدیک سرچشمہ حیات ہے اس لئے اسے مقدس سمجھا جاتا ہے ندی کو بہت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اسی لئے ندی کے

اندر پیشاب پاخانہ نہیں کرایا جاتا۔ وہ پجاری یہاں تک کہنے کے بعد جب خاموش ہوا تو سکندر نے اس کو مخاطب کر کے کہا۔ تم نے مجھے ایرانیوں کی عادات و رسومات اور اخلاق سے متعلق تو بہت کچھ بتا دیا ہے۔ کیا تم مجھے ان کے مذہب کے متعلق بھی روشنی ڈالو گے۔ اس پر پجاری پھر بولا اور کہنے لگا اے بادشاہ! ایرانی واحدانیت پر اعتقاد رکھتے ہیں آہو فردا ان کے نزدیک خالق کائنات ہے ایران کے حکمران اپنے اقتدار اور حکومت کو آہو مزدا کی عنایت سمجھتے تھے دارا اول نے اپنی فتوحات یا کسی کارنامے کی سرگزشت برقرار رکھنے کے لئے جو کتبے کندہ کرائے ان میں بات بات آہو فردا کا احسان مانا گیا ہے راہوارا مردا کا تصور انسانی فہم سے بالاتر ہے اس لئے وہ آپ کو مظہرے خداوندی سمجھتے ہیں اور اس کی پرستش کرتے ہیں اس غرض کے لئے اہم مقامات پر آتش کدے بنائے گئے ہیں جن کے ساتھ سارے اخراجات پورے کرنے کے لئے جاگیریں بھی مختص کی گئی تھیں۔

اگرچہ قدیم ایرانی باشندے آفتاب کے بھی معتقد تھے لیکن آفتاب کی پرستش لوگوں نے بعد میں شروع کی یہ لوگ آفتاب کی قسم کھاتے اور جنگ کے موقع پر آفتاب ہی سے مدد مانگتے تھے اس زمانے میں آگ اور آفتاب کے علاوہ پانی ہوا اور روشنی کو مقدس سمجھا جانے لگا تھا یہاں تک کہ انہیں بھی الوہیت کا درجہ دیا گیا اور ان سب کے نام پر جانوروں کی قربانیاں دی جانے لگیں اور یہ سب قربانیاں کسی مغ کے بغیر ادا نہیں ہو سکتیں تھیں یہ مغ آتش پرستوں کے روحانی پیشوا ہوتے تھے اور ان کی موجودگی ہی میں قربانی دینے کی رسومات ادا کی جاتی تھیں قربانی کے لئے ضروری تھا کہ پاک لباس پہنے جائیں اور کسی پاک اور بلند جگہ پر جہاں کی ہوا پاک صاف ہو قربانیاں دی جائیں زمین ایرانیوں کے نزدیک مقدس ہے اور اسے آلودا کرنا منع ہے اس لئے ایرانی اپنے مردوں کو موم میں لپٹ کر زمین میں دفن کرتے ہیں یہ موم گویا مردے اور زمین کے درمیان حائل رہتی ہے۔

شروع میں ایران میں کسی مجرد ہستی کا مجسمہ بنانا ممنوع تھا اس کے بعد جب مجسموں کی طرف لوگوں نے دھیان دیا تو سب سے پہلا مجسمہ دیوی اناہید کا بنایا گیا تھا سکندر نے بیچ میں بولتے ہوئے اس بوڑھے پجاری سے پوچھا یہ تم نے جو مغ کا ذکر کیا ہے تو کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ یہ مغ کیا چیز ہوتے ہیں وہ پجاری مسکراتے ہوئے بولا اور کہنے لگا قوم ماد کا ایک خاص قبیلہ تھا جس سے یہ مغ تعلق رکھتے تھے جن کے سپرد مذہبی امور ہوتے تھے اس قبیلے کے افراد مغ کہلاتے تھے اور روحانی پیشوا سمجھے جاتے ہیں مغ کے بغیر کوئی مذہبی رسم ادا نہیں کی جا سکتی کوئی دوسرا شخص مغوں کا پیشہ اختیار نہیں کر سکتا البتہ مغ کوئی اور پیشہ اختیار کرنا چاہیں تو اس کے لئے انہیں پوری آزادی ہے اس پجاری کی یہ گفتگو سن کر سکندر بے حد متاثر ہوا اس کا شکریہ ادا کیا اور اسے کچھ انعام دے کر فارغ کر دیا۔

اسی جگہ پڑاؤ کئے کئے سکندر نے مقدونیہ میں اپنے استاد ارسطو کو خط لکھا اور اس سے التماس کی کہ میرا خط ملتے ہی ایشیاء کی طرف چلے آؤ اور دیکھو میں نے کتنے وسیع علاقوں کو فتح کیا ہے اس خط کے روانگی کے چند ہی ہفتوں بعد یونان سے ایک قاصد سکندر کے پاس آیا وہ سکندر کے نام ارسطو کا خط لے کر آیا تھا اس خط میں ارسطو نے خود آنے سے تو معذرت کر دی تھی لیکن اس نے خط میں لکھا تھا کہ میں اپنی جگہ اپنے بھتیجے کلیتھیز کو روانہ کر رہا ہوں جو میری طرح ایک بہترین مفکر اور فلسفی ہے اور وہ تمہاری کارگزاری کا بغور مشاہدہ کرنے کے بعد بہترین الفاظ میں مجھے تمہاری ساری کارگزاری سے آگاہ کر سکے گا ارسطو کا خط ملنے کے بعد سکندر بڑی بے چینی سے ارسطو کے بھتیجے کلیتھیز کا انتظار کرنے لگا تھا۔

آخر ایک روز ارسطو کا بھتیجا کلیتھیز اسی جگہ سکندر سے آن ملا جہاں سکندر نے گزشتہ کئی ہفتوں سے پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ سکندر نے پرتپاک انداز میں ارسطو کے بھتیجے کلیتھیز کا استقبال کیا کلیتھیز سے ملنے کے بعد اسے پتہ چلا کہ وہ مقدونیہ کی بہترین درسگاہوں کا فارغ البال تھا اس کی طبیعت سے سکندر نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ وہ رنگ رلیوں سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتا تھا البتہ لطیفہ بازیوں سے خوب لطف اندوز ہوتا تھا کم گو تھا اور وہ اپنے ساتھ اپنے چچا ارسطو کی تازہ تصانیف کے نسخے لایا تھا جو مابعد طبیعات سے تعلق رکھتے تھے اس کے ساتھ ایک غیر پیشہ ضلعفی بھی یونان سے اس کے ہمراہ آیا تھا۔

سکندر نے چند روز تک ارسطو کی نئی تصنیف کا مطالعہ کیا پھر اس کے بھتیجے کلیتھیز کی گفتگو سے لطف اندوز ہونے کے لئے ایک روز وہ اپنے سرداروں اور مشیروں کے ساتھ کلیتھیز کے خیمے میں داخل ہوا اور اس سے کہا کہ وہ یونان سے ایشیا تک اپنے سفر کی روداد سنائے۔

کلیتھیز خوش ہوا کہ سکندر خود اپنے سرداروں کے ساتھ اس سے ملنے کے لئے اس کے خیمے میں آیا ہے لہٰذا اس نے خوشی کے اظہار میں بولتے ہوئے کہا اے بادشاہ! تمہاری ان فتوحات سے جہاں ایشیا کے اندر ایک انقلاب آیا ہے وہاں یونان میں بھی ان فتوحات کے باعث ایک انقلاب برپا ہو چکا ہے اور وہ اس طرح کہ یونان کے فنکار سنگ تراش جوہری گلدان ساز موسیقی اور زبان کے معلم اور ان کے علاوہ دیگر صناع کثیر تعداد میں جہازوں پر بیٹھ کر ایشیا کا رخ کر رہے ہیں اور وہ ایشیا میں آکر مختلف مقامات پر اپنی پسند کے مطابق آباد ہونا شروع ہو گئے ہیں وہ یونانی جہازوں میں پرانی شرابیں لے کر مصر کا رخ کر رہے ہیں اور وہ خوب دولت کما رہے ہیں ان فتوحات کی وجہ سے یونان اور اس کے آس پاس کے جزیروں میں غلاموں کی تجارت دگنی ہو گئی ہے کچھ یونانی تاجر دجلہ و فرات کے دوآبہ میں آکر آباد ہوئے ہیں انہوں نے وہاں اپنے پختہ گھر بنا لئے ہیں بابل کے پاس سے

گزرتے ہوئے میں نے بابل کے باب اشتر سے تھوڑے فاصلے پر ایک یونانی تھیٹر بھی تعمیر ہوا دیکھا اور اسے دیکھ کر مجھے بے حد خوشی ہوئی۔

کلیتھیز جب خاموش ہوا تو سکندر پھر بولا اور کہنے لگا کیا تمہارے خیال میں یونان کی نسبت یہاں سردی زیادہ ہے۔ کلیتھیز مسکراتے ہوئے کہنے لگا ہاں ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ مقدونیہ میں ایک سوتی لبادہ کافی سمجھا جاتا ہے جبکہ یہاں تین تین قیمتی پوستینوں کی ضرورت پڑتی آتی ہے کلیتھیز کا یہ جواب سن کر سکندر تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر دوبارہ بولا اور پوچھنے لگا یہاں ایشیا میں قیام کے دوران تمہارے خیال میں تمہارا سب سے اولین کام کیا ہو گا اس پر کلیتھیز تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا میں یونان سے ایشیا کی طرف صرف جلاوطنوں کو واپس لے جانا چاہتا ہوں کلیتھیز کی یہ گفتگو سن کر سکندر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا وہ دوبارہ بولا اور پوچھا جلاوطن سے تمہاری کیا مراد ہے میں نے تو تمام لوگوں کو گھر جانے کی اجازت دے دی ہے یہاں تک کہ ایتھنز کے گناہ دار بھی چلے گئے ہیں پھر اب ایشیاء میں کون جلاوطن باقی رہ گیا ہے اس پر کلیتھیز بڑی ڈھٹائی سے بولا اب مقدونیوں کو ایشیا میں جلاوطن کہا جا سکتا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ انہیں واپس یونان لے جاؤں۔

سکندر نے ارسطو کے بھتیجے کلیتھیز کی اس گفتگو کو انتہائی درجہ ناپسند کیا اس کے چہرے پر غصے اور غضبناکی کے آثار اور گہرے ہو گئے تھوڑی دیر تک وہ خاموش رہ کر اپنے غصے کو پیتا اور قابو پاتا رہا اس پر کلیتھیز کی مزید بدقسمتی یہ کہ اس نے سکندر کو خوش کرنے کے لئے ایک نیا موضوع چھیڑا اور ایتھنز نام کی اس عورت کی تعریف کرنے لگا جو ایک بہادر یونانی خاتون تھی جس نے ایتھنز کی آزادی کے لئے کام کیا تھا۔

○

کلیتھیز کی یہ گفتگو سن کر سکندر کا غصہ آپے سے باہر ہو گیا اس نے شراب کا پیالہ جو ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا اس زور سے اپنے سامنے فرش پر مارا کہ وہ ریزہ ریزہ ہو کر کمرے میں پھیل گیا پھر اس نے انتہائی غصے میں اپنے استاد ارسطو کے بھتیجے کلیتھیز کو مخاطب کر کے کہا تم ایک شہری ریاست کو شہری احساسات کی حدود سے باہر نہیں نکال سکتے ایتھنز نے خودکشی کر لی اور اپنے آپ کو طوائف بنا لیا اور معمولی زیور سے آراستہ ہو کر ہر آنے والے کی رفاقت پر آمادہ ہوتی رہتی تھی اس کی سلطنت اتنی ہی پھیل سکتی تھی جتنی کہ انسانوں کی خواہش پھیل سکتی ہے طوائف کو حفاظت کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ مرد اپنی حفاظت کرنے کے ساتھ ساتھ اوروں کی حفاظت کا فرض بھی ادا کرتا لہٰذا تم کس طرح ایتھنز جیسی طوائف میں خیر و خوبی پیدا کر سکتے ہو اس گفتگو کے بعد سکندر کلیتھیز کے خیمے سے اٹھ کر چلا گیا اس کے بعد وہ کلیتھیز سے بہت کم گفتگو کرتا تھا چند روز تک وہاں قیام کرنے کے بعد سکندر

نے اپنی اگلی مہموں کو سر کرنے کے لئے وہاں سے اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کر لیا تھا۔

اپنے اس پڑاؤ سے کوچ کرنے کے بعد سکندر نے اپنے نام کے دو اور شہر آباد کر لئے ایک اس جگہ جہاں آج کل قندھار واقع ہے اور دوسرا اس جگہ جہاں آج کل کابل شہر ہے پھر اس نے شمال کا رخ کر لیا وہ کوروش کی طرح شمالی علاقوں کو زیر کر کے اپنی فتوحات کا سلسلہ کوروش کے دور شمالی علاقوں تک پھیلا دینا چاہتا تھا دریائے آمو کے کنارے پہنچ کر مقدونیوں کے سامنے ایک عجیب منظر آیا۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کے سامنے کچھ وحشی لوگوں کے دستے نمودار ہوئے تھے جن کے ہاتھوں میں شاخیں تھیں اور سبز پتوں کے ہار انہوں نے اپنے گلوں میں پہن رکھے تھے وہ ٹوٹی پھوٹی یونانی زبان بھی بول رہے تھے انہوں نے سکندر اور اس کے لشکریوں کو بتایا کہ وہ جلاوطن ہیں وہ بالکل وحشی نظر آ رہے تھے انہوں نے گھروں میں کاتی ہوئی اون اور چمڑے کے لباس پہنے ہوئے تھے اور دیوانوں کی طرح وہ اچھل کود کر رہے تھے جب ان سے استفسار کیا گیا تو پتہ چلا کہ یہ یونانی ہیں جو بہت عرصہ پہلے یونان سے ہجرت کر کے ایرانی سلطنت میں داخل ہو گئے تھے اور گزشتہ جنگوں میں وہ مقدونیوں کے خلاف شہنشاہ ایران کے لشکر میں رہ کر جنگیں کرتے رہے ہیں سکندر کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے ان سب یونانیوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا تھا آخر سکندر کے حکم پر اس کا لشکر غیض و غضب میں ان پر ٹوٹا اور ان سب کا قتل عام کر دیا اس کے بعد سکندر دریائے آمو کے ساتھ ساتھ مزید آگے بڑھا۔

اب سکندر اپنے لشکر کے ساتھ دریائے آمو کے کنارے اس جگہ پہنچ گیا جہاں اب اس کے سامنے باختر اور سود کے رہنے والے پارتھی گھوڑ سوار نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے یہ پارتھی سوار بڑے قادر اندازی سے تیر چلانے میں ماہر تھے اور انہوں نے سکندر کے لشکر کی پیش قدمی روک دی جب سکندر اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھنے کی کوشش کرتا وہ تیز تیر اندازی کرتے اور سکندر کے لشکر کی پیش قدمی کو روک کر رکھ دیتے۔

سکندر اور اس کے ساتھی ان پارتھیوں کے طریقہ جنگ سے خوب واقف اور آگاہ تھے وہ جانتے تھے کہ پارتھی دوسری قوموں سے مختلف تھے اور ان سے لڑائی کرنا عام قوموں سے لڑائی کرنے سے بالکل جدا تھا پارتھیوں کے ساتھ جنگ موت و حیات کی جنگ تھی شمالی ایشیا کے یہ تیر انداز اتنی تیزی سے نکل جاتے تھے کہ مقدونوی ان کا تعاقب تک نہ کر سکتے تھے ان پر قابو پانے کے لئے سکندر کو طرح طرح کی تدبیروں سے کام لینا پڑا لیکن یہ پارتھی اس کی ہر تدبیر کو ناکام بناتے چلے جاتے تھے ان پارتھیوں کی راہبری اور رہنمائی ایک ایرانی جرنیل کر رہا تھا جو دارا کے لشکر میں شامل تھا اور دارا کی موت کے بعد اس نے بچے کھچے ایرانیوں کے علاوہ شمال کے خون خوار پارتھیوں کو بھی اپنے ساتھ ملا کر سکندر کا مقابلہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اس ایرانی جرنیل کا نام سپاما تھا اور یہ

نئے نئے جنگی طریقے استعمال کرنے میں انتہائی دانش مندی جرات اور دانائی سے کام لینے کا فن خوب جانتا تھا۔

دریائے آمو کے کنارے کے ساتھ ساتھ جو پارتھیوں کے شہر تھے ان شہروں پر سکندر نے کئی بار حملہ آور ہو کر ان شہروں پر قبضہ کیا لیکن اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب بھی وہ کسی شہر میں داخل ہوتا تو شہر کو خالی پاتا لیکن جونہی وہ اس شہر سے نکلتا پارتھی پھر اس شہر میں داخل ہو کر اپنی پوزیشن مستحکم کرنا شروع کر دیتے تھے۔ سپٹاما کے ساتھ دریائے آمو کے کنارے سکندر پورا ایک ماہ تک جنگوں میں مصروف رہا لیکن سپٹاما کو قابو نہ کر سکا بلکہ سپٹاما نے اسے طرح طرح کی تدبیریں استعمال کر کے بے بس اور مجبور کر کے رکھ دیا تھا۔

سکندر نے جب دیکھا کہ سپٹاما کسی طرح اس کے قابو میں نہیں آتا اور نہ ہی وہ اسے شکست دینے میں کامیاب ہوتا ہے تو اس نے اپنی سپاہ کو چند دن سستانے کا موقع دینے کے ساتھ ساتھ جنگی تدبیریں اپنانے کے لئے مختلف انداز میں سوچ بچار کرنا شروع کی اس دوران سپٹاما بھی بے کار نہیں بیٹھا اس نے خود کو پارتھیوں کے ساتھ ساتھ پارتھیوں سے بھی زیادہ خون خوار قوم سیتھیوں کو بھی اپنے ساتھ ملانا شروع کر دیا تھا اس طرح وہ بھی سکندر اور اس کے لشکریوں سے نمٹنے کے لئے خوب تیاریاں کرنے لگا تھا۔

سکندر دم لینے اور اپنے لشکر کو سستانے کا موقع فراہم کرنے کے بعد جب نئے سرے سے سپٹاما کے خلاف حرکت میں آیا تو پہلے چند روز کی جنگوں کے درمیان سکندر سپٹاما کی نقل و حرکت اور اس پر حملہ آور ہونے کے انداز سے دنگ رہ گیا تھا اس نے دیکھا سپٹاما جنگ میں وہ تدبیریں اور وہی چالیں استعمال کر رہا تھا جو یونانی جنگوں میں استعمال کر کے ایرانیوں پر فتح حاصل کرتے رہے تھے سکندر جنگوں کی اس طوالت سے تنگ آتا جا رہا تھا اس لئے کہ وہ جو بھی جنگی تدبیر اختیار کرتا سپٹاما اس کا موثر توڑ کر لیتا اس دوران ایک جنگ کے دوران جبکہ سکندر اپنے لشکر کے ساتھ سپٹاما کی سرکردگی میں کام کرنے والے پارتھیوں اور سیتھیوں کے ساتھ جنگ کر رہا تھا تو ایک بھاری پتھر سکندر کے سر پر آکر لگا گو وہ اپنے سر پر آہنی خود پہنے ہوئے تھا لیکن پھر بھی پتھر ایسے زور سے لگا کہ اس کے سر پر زخم آگیا اور وقتی طور پر اس کی بینائی بھی کچھ کمزور پڑ گئی تھی۔

سکندر کے زخمی ہونے کی وجہ سے لڑائی کچھ دنوں کے لئے ٹل گئی تھی تاہم سکندر نے اپنے لشکریوں کو اندر ہی اندر بڑی جنگ کے لئے تیاری کرنے کا حکم دے دیا تھا اور وہ انتظار کرنے لگا تھا کہ اس کے سر پر آنے والا زخم ٹھیک ہو جائے اور اس کی وجہ سے جو اس کی بینائی کمزور ہو گئی ہے وہ بھی بحال ہو جائے تاکہ وہ سپٹاما کے خلاف پوری قوت سے حرکت میں آکر اسے اپنے سامنے مغلوب کرنے کی کوشش کرے۔ زخم ٹھیک ہو جانے اور آنکھوں کی بینائی بحال ہو جانے کے بعد سکندر نے پھر سپٹاما کے ساتھ جنگوں کے لشکر کا بہت زیادہ نقصان بھی ہوا اس نقصان کو دیکھتے ہوئے سکندر نے ایک گمنام راستہ اختیار کرتے ہوئے پارتھیوں اور سیتھیوں کے علاقوں میں پیش قدمی کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ سکندر اپنے لشکر کے ساتھ ایک کاوا کاٹتا ہوا صحرا میں سے ہوتا ہوا اس خطے میں پہنچا جہاں سے پارتھیوں اور سیتھیوں کی گھنی آبادیاں شروع ہوتی تھیں وہاں مٹی زردی مائل اور چکنی تھی وہاں سرخ ریت کے تودے کچھ اس طرح کھڑے تھے جیسے ان تودوں کو انسانوں نے آکر بنایا ہو ان تودوں پر روئیدگی کا نشان تک نہ تھا ہوا کا معمولی جھونکا بھی آتا تو گرد و غبار کا طوفان اٹھ کھڑا ہوتا اس علاقے میں سکندر سورج غروب ہونے کے وقت پہنچا تھا اور جب سورج غروب کے وقت اس نے دیکھا کہ پورا خطہ خون کے گاڑھے رنگ کی طرح ہو گیا تھا تو یہ منظر اسے بڑا خوفناک اور بھیانک لگا لہٰذا اس نے فی الفور اس خطے سے نکل جانے کی کوشش شروع کر دی تھی۔

تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے سکندر نے خوفناک دریائے آمو کو عبور کیا اور ثمرقند شہر کے قریب وہ نمودار ہوا اس شہر نے اس کی اطاعت قبول کر لی لہٰذا ثمرقند کے خطے میں سکندر نے اپنے لشکر کا ایک حصہ شہر کی حفاظت کے لئے چھوڑا اور باقی لشکر کو لے کر وہ پھر سیتھیوں کے تعاقب میں آگے بڑھا سیتھیوں کا تعاقب کرتے ہوئے یقیناً" سکندر کے دل میں یہ بات بھی واضح ہو گی کہ اس سے پہلے کورش بھی انہی علاقوں میں سیتھیوں کے تعاقب میں نکلا تھا ان ہی سیتھیوں کے ہاتھوں وہ مارا بھی گیا تھا سیتھیوں کے تعاقب میں بہرحال سکندر بڑی تیزی سے آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ وہ دریائے ریک کے کنارے پہنچ گیا وہ اب زمین کے انتہائی بلند حصے سے قدرے شمالی جانب تھا اب وہ بلند ترین اور برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑوں کے درمیان سفر کرتے جا رہے تھے۔

دریائے ریک کے کنارے سکندر نے ایک اور سکندریہ نام کا شہر آباد کیا اور اسی شہر میں اس نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا یہاں قیام کے دوران دریا کے دوسری طرف یونانیوں کو دہشت انگیز سیتھیوں کی چوکیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں انہوں نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ سیتھی سواروں کی تلواریں بہت لمبی اور کمانیں عجب طریقے پر خمیدہ تھیں وہ دریا کے پار اپنے گھوڑے چراتے اور ساتھ ہی بلند آواز میں یونانیوں کی ہنسی بھی اڑاتے تھے۔ سکندر اور اس کے ساتھیوں نے دیکھا آہستہ آہستہ دریا کے اس پار سیتھیوں کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی تھی اس وقت جبکہ دریا کے اس پر سیتھین صف آرا ہو رہے تھے اور دریا پار اپنے نئے آباد کردہ شہر میں سکندر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھا اور وہ یہ سوچ رہ تھا دریائے ریک کو کس طرح عبور کر کے سیتھین پر حملہ آور ہو کہ اسی دوران سکندر کو ایک انتہائی بری خبر ملی۔

اس کے مخبروں نے جو اسے ہولناک خبر دی وہ یہ تھی کہ ایران کے سابق شہنشاہ دارا کے جرنیل سپٹاما نے جو پارتھیوں اور سیتھیوں کی راہبری اور رہنمائی کر رہا تھا اس نے ثمرقند شہر کا محاصرہ کر لیا تھا مخبروں نے یہ بھی اطلاع دی کہ ثمرقند کے قلعہ میں سکندر نے اپنا لشکر رکھا تھا اس لشکر کو بھی سپٹاما نے محاصرہ کر رکھا ہے اور محصور یونانی بڑی لیری سے سپٹاما کے مقابلے میں اپنا دفاع کر رہے ہیں اب سکندر ایک عجیب و غریب شش و پنج میں پڑ گیا تھا اس لئے کہ اگر وہ جنوب کی طرف بڑھتا ہے کہ سپٹاما کا مقابلہ کرے تو دریا کے پار جمع ہونے والے سیتھن دریا عبور کرکے اس کی پشت کی طرف سے اس پر ایسے حملہ آور ہوتے اسے اور اس کے لشکر کو مکمل طور پر ادھیڑ کر رکھ دیتے اور اگر سکندر دریا کو پار کرکے سیتھیوں کی طرف بڑھتا تو یقیناً" اتنی دیر تک سپٹاما اس قلعے کو فتح کر لیتا جس میں یونانی لشکر محصور تھا اور اگر سپٹاما اس قلعے کو فتح کر لیتا تو وہ محصور یونانیوں کا قتل عام کر دیتا اس حال میں سکندر ایک عجیب مخمصے میں گرفتار ہو گیا تھا وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ وہ سب سمتوں سے دشمن کے درمیان پھنس گیا ہے اسے ایسا محسوس ہونے لگا تھا جیسے وہ ایک دھاگا پکڑ کر عجیب اور خوفناک بھول بھلیوں میں داخل ہو گیا ہو اور اگر وہ دھاگا ٹوٹ گیا تو پھر اس کا حشر ایران کے عظیم فرمانروا کو روش سے مختلف نہ ہو گا اس صورت حال میں سکندر نے اپنے سارے جرنیلوں اور مشیروں کا اجلاس طلب کیا تاکہ اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے کوئی آخری فیصلہ کیا جائے جب سارے جرنیل اور مشیر نئے آباد کردہ شہر سے باہر سکندر کے خیمے میں جمع ہو گئے تو سکندر نے انہیں مخاطب کرکے کہنا شروع کیا۔

○

میرے رفیقو' میرے عزیزو! تم جانتے ہو کہ ہم اس وقت دشمن کے دو طرف حملوں کے خطرے میں پھنسے ہوئے ہیں اور دونوں طرف سے پارتھی اور سیتھین ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے پر تول رہے ہیں تم سیتھین کو خوب جانتے ہو اور پہچانتے ہو یہ عجیب و خلقت انسانوی مخلوق ہے جو پہاڑوں اور صحراؤں کی بھول بھلیوں میں اپنے دشمن پر بلہ بول دینے کے انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں تم جانتے ہو کہ ہم یونانی سیتھین کو سکوتھی کہہ کر مخاطب کرتے ہیں اور ایشیائی اقوام میں یہ لوگ سب سے زیادہ طاقتور اور جنگجو ہیں یہ لوگ کوہستانوں کی سیاہی مائل سطح مرتفع پر گھومتے رہتے ہیں جن کی حد ہماری ریاست بلقان تک پھیلی ہوئی ہے اور یہ لوگ بحرہ اسود کے یونانی فنکاروں سے اپنی عورتوں کے لئے سنہری زیور اور جواہرات بھی بنواتے رہتے ہیں تمہیں شاید یہ بھی یاد ہو گا کہ یونان پر حملے سے پیشتر ایران کے شہنشاہ دارا اول نے جب ان سیتھین پر حملہ کیا تھا تو اسے بھی ان سیتھیوں کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست کھانی پڑی تھی اور اسی دریا کے آس پاس جہاں ہم نے اس وقت پڑاؤ کر رکھا ہے ایران کا عظیم شہنشاہ کورش بھی انہیں سیتھیوں کے ہاتھوں مارا گیا تھا یہ اپنے لمبے لمبے بالوں اور ڈھیلے ڈھالے لباسوں میں وحشی آدم ہوتے ہیں بہر حال حالات کچھ بھی ہوں ہمیں ان کے دو طرفہ حملوں سے بچ کر ان کا خاتمہ ضرور کرنا ہے اب تم کہو کہ اس صورت حال میں ہمیں کیا قدم اٹھانا چاہیے۔

کافی دیر تک صلاح مشورہ ہوتا رہا۔ سکندر نے اپنے ایک ایک جرنیل کی تجویز کو غور سے سنا۔ آخر میں اس نے کافی دیر تک یوناف سے بھی صلاح مشورہ کیا اس کے بعد ساری تجویزوں پر غور کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ ثمرقند کی طرف قاصد بھجوائے جائیں اور وہاں جو ان کا لشکر سپٹاما کے مقابلے میں محصور ہے ان سے کہا جائے کہ وہ محصور رہ کر سپٹاما کا مقابلہ کرتے رہیں اگر وہ چند دن تک سپٹاما کو روکے رکھیں تو سکندر حالات درست کرنے میں کامیاب ہو جائے گا اس دوران دوسرا فیصلہ یہ کیا گیا کہ سب سے پہلے دریا عبور کرکے سیتھیوں پر حملہ کیا جائے اور انہیں اپنے سامنے مغلوب کرنے کے بعد پھر برق رفتاری سے ثمرقند کا رخ کیا جائے اور وہاں سپٹاما کے لشکر سے نمٹا جائے جس نے یونانیوں کے لشکر کے ایک حصے کو محصور کر رکھا تھا یہ فیصلہ ہونے کے بعد سکندر اور اس کے لشکری تیاریاں کرنے لگے تھے تاکہ اگلے روز دریا کو عبور کرنے کے بعد وحشی سیتھیوں پر حملہ آور ہوا جائے۔ جب یہ فیصلہ ہو چکا تو سکندر اپنے جرنیل اور اپنے سب مشیروں کو ساتھ لے کر دریائے ریک کے کنارے آیا اس وقت لشکر کا بوڑھا کاہن اسیرشانڈر بھی اس کے ساتھ تھا اس موقع پر سکندر نے کاہن اریشانڈر کو مخاطب کرکے کہا کہ دریا کو عبور کرنے کے سلسلے میں شگون دیکھو کہ ہمارا دریا عبور کرنے کا اقدام درست رہے گا یا یہ ہمارے لئے نقصان دہ ہو گا اس پر اریشانڈر حرکت میں آیا اور اس نے ایک بھیڑ ذبح کی اور اس کا جگر دیکھ کر کہا کہ فوج اگر طویل رکاوٹ میں سے گزری تو اسے نقصان پہنچے گا۔

اریشانڈر کا یہ جواب سن کر سکندر نے سخت خفگی کا اظہار کیا لیکن وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر دوبارہ اس نے اریشانڈر کو حکمیہ انداز میں کہا ایک بار پھر شگون دیکھو اریشانڈر نے گھبرا کر کہا میری بات پر یقین نہیں تو کسی دوسرے سے شگون نکلوا لیں سکندر نے پھر پہلے انداز میں کہا کہ نہیں تم میرے کہنے پر دوبارہ شگون دیکھو۔

چنانچہ پھر اریشانڈر نے ایک بھیڑ ذبح کی اور اس کے جگر کا کافی دیر تک معائنہ کرنے کے بعد اس نے بتایا کہ فوج دریا کو عبور کر جائے گی لیکن سکندر کو گزند پہنچے گا۔ سکندر نے فیصلہ کن انداز میں کہا میں ہر مصیبت برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ یہاں بیٹھا ہوا وحشی سیتھیوں کے حملوں اور ان کی تیر اندازی اور ان کی خنجر زنی کا ہدف بنا رہوں بہر حال شگون کچھ بھی ہو کل اس دریا کو عبور کرنے کے بعد سیتھیوں پر حملہ آور ہوا جائے گا۔ سکندر کا یہ

فیصلہ سننے کے بعد اس کے سارے جرنیل اور مشیر اگلے روز دریا عبور کر کے سیتھیوں پر حملہ آور ہونے کی تیاریوں میں لگ گئے تھے۔

○

حسین یونانی دوشیزہ تھائس سورج غروب ہوتے وقت جبکہ سکندر کے لشکر کے خیموں میں مشعلیں روشن ہو چکی تھیں بطلیموس کے خیمے میں داخل ہوئی۔ خیمے میں جلتی مندلی مشعل کی ہلکی ہلکی روشنی میں بطلیموس نے دیکھا اس موقع پر تھائس نے اپنے آپ کو خوب سجا رکھا تھا اور اس نے اپنی زیبائش اور اپنی آرائش بھی خوب کر رکھی تھی اس موقع پر حسین تھائس بطلیموس کو داستان در داستان افسانہ در افسانہ طلسم بھرے الفاظ کی طرح دکھائی دی تھی اس کا شوخ حسن اس موقع پر کچھ ایسا تھا جیسے شبنم میں انگارے جیسے رنگوں میں بجلیاں بھر دی گئی ہوں وہ بطلیموس کے خیمے میں اس طرح داخل ہوئی تھی جیسے بگولوں کا خروش یا صرصر کا جوش شام زندان میں داخل ہوتا ہے بہرحال حسین تھائس اپنے حسن اپنے جمال اپنے جذب اپنی کشش سے ہر بلندی پستی کو زیر کرتی ہوئی بطلیموس کے سامنے آن کھڑی ہوئی تھی۔ بطلیموس تھائس کو اس آب و تاب میں دیکھ کر دنگ سا رہ گیا تھا اس نے ہاتھ کے اشارے سے تھائس کو اپنے سامنے بیٹھنے کو کہا اور جب تھائس اپنے خوبصورت زرق برق لباس کو سمیٹتی ہوئی بطلیموس کے سامنے بیٹھ گئی تب بطلیموس نے اسے مخاطب کر کے پوچھا آج شام کے اس وقت تم کس پر بجلیاں گرانے نکلی ہو اس پر تھائس نے مسکراتے ہوئے کہا تمہارا کیا خیال ہے میں کس غرض سے نکلی ہوں بطلیموس نے اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہا میں کیا کہہ سکتا ہوں تمہارے کیا ارادے تمہارے کیا عزائم ہیں اس پر تھائس مسکراتے ہوئے بولی اور کہنے لگی تو پھر سنو میں یوناف اور یوسا کے خیمے میں جاؤں گی تم جانتے ہو کہ میں اپنے پہلے حربے میں یوناف کو زیر اور مغلوب کرنے میں ناکام ہو گئی تھی لیکن تم جانتے ہو میں ہار ماننے والی نہیں ہوں میں پھر اس کی طرف جا رہی ہوں اگر میں اپنے حسن و جمال اپنی جسمانی کشش ساخت سے یوناف کو اپنی طرف مائل کرنے میں کامیاب ہوئی تو میں سمجھوں گی کہ میں نے اپنا مقصد پا لیا ہے اور اگر میں اس میں ناکام رہی تو آج وہ میرے انتقام سے بچ نہیں سکے گا اس پر بطلیموس تھوڑی دیر تک بڑے غور سے تھائس کو دیکھتا رہا پھر وہ سنجیدگی میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو تھائس! اپنی ناکامی کی صورت میں تم یوناف کیخلاف جو بھی قدم اٹھاؤ دیکھ بھال کے اٹھانا اس لئے کہ وہ عام جوانوں جیسا کوئی جوان نہیں ہے اور نہ ہی اس کی بیوی عام لڑکیوں جیسی ہے وہ دونوں ہی آہنی عزم اور استقلال سے بھرپور علامتیں ہیں ان کی طبیعت کے عملی پہلو کے سامنے ہر کوئی زیر اور مغلوب ہو جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم اپنی اس ضد اپنی اس ہٹ دھرمی کو چھوڑ دو اگر

سکندر اس پر بھروسہ کرتا ہے اور باقی سب کے مقابلے میں اس کے مشورے پر عمل پیرا ہوتا ہے تو اس میں ہمارا کیا نقصان ہے آخر سکندر نے اس شخص میں اپنی ذات کے لئے کوئی فائدے دیکھے ہی ہوں گے تب ہی وہ اس کو دوسروں پر ترجیح دیتا ہے اور میں نے یہ بھی اکثر جائزہ لیا ہے کہ اس کا مشورہ ہمیشہ سود مند اور کامیاب ہی رہا ہے تھائس فوراً بیچ میں بولتی ہوئی کہنے لگی۔ میں یہ پسند نہیں کرتی کہ تم اس کی طرف داری میں بولو میں جو عزم و ارادہ کرتی ہوں اسے پورا کر کے رہتی ہوں میں اس کی طرف جاؤں گی اور اگر میں ناکام رہی تو پھر تم دیکھنا کہ میں کیسے ان دونوں میاں بیوی کو فنا کر کے رکھ دیتی ہوں۔

بطلیموس نے بڑی دلچسپی سے تھائس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ اگر تم اپنے اس حربے میں پھر بھی ناکام رہتی ہو تو کیا میں جان سکتا ہوں کہ تم ان دونوں میاں بیوی کے خلاف کیسے حرکت میں آؤ گی اس پر تھائس بطلیموس کے اور قریب ہو گئی اور بڑی رازداری سے وہ اسے کہنے لگی سنو بطلیموس اول تو مجھے امید ہے کہ اس بار میں ناکام نہیں رہوں گی اسے میرے حسن میرے جمال میرے جذب اور میری کشش سے متاثر ہونا پڑے گا اور اگر میں پھر بھی اپنے اس حربے میں ناکام رہی تب جو قدم میں اٹھاؤں گی اسے غور سے سنو۔

بطلیموس تم جانتے ہو گے کہ جس جگہ ہمارے لشکر کو ایران کے شہنشاہ دارا کی لاش ملی تھی وہاں مقامی لوگوں نے کوہستانی سلسلے میں بہنے والا ہمیں ایک ایسا مادہ دکھایا تھا جو فوراً آگ پکڑ لیتا تھا مقامی لوگوں نے کھلے میدان کے اندر وہ مادہ چھڑک کر جب اس کو آگ دکھائی تو جانتے ہو کہ سارے میدان نے آگ پکڑی تھی اس مادے سے اس وقت میں نے ایک کام لینے کا ارادہ کر لیا تھا اور میں نے ملازموں سے کہہ کر اس مادے کے چند مشکیزے بھرا کر اپنے ساتھ لے لئے تھے اور یہاں تک میں خچروں میں لاد کر ان مشکیزوں کو ساتھ لئے پھرتی رہی ہوں اور اب میں سمجھتی ہوں ان مشکیزوں کے استعمال کا وقت آیا ہے۔

بطلیموس نے چونک کر پوچھا سنو تھائس تم اس مادے سے کیسے اور کیا کام لو گی اس پر تھائس بولی اور کہنے لگی۔

بطلیموس تم جانتے ہو کہ وہ مادہ فوراً آگ پکڑ لیتا ہے اگر میں اس بار بھی یوناف کو اپنی طرف مائل کرنے میں ناکام رہی تو پھر میں نے اپنے چند آدمی تیار کر رکھے ہیں میں ناکامی کی صورت میں الہی اگر انہیں یوناف اور یوسا کا خاتمہ کرنے کا حکم دے دوں گی اور وہ اس طرح کہ میرے وہ ملازمین اپنے گلوں میں وہ مشکیزے ڈال کر یوناف اور یوسا کے خیمے کی طرف جائیں گے جن مشکیزوں کے اندر وہ آتش گیر مادہ بھرا ہوا ہے اس آتش گیر مادے کو وہ یوناف اور یوسا کے خیمے کے

اردگرد چھڑکاؤ کرنے کے بعد اسے آگ لگا دیں گے اور جن مشکیزوں میں وہ مادہ بھرا ہوا ہے وہ مشکیزے بھی وہیں پھینک دیں گے تاکہ یوناف یوسا اور ان کے خیمے کے ساتھ ساتھ وہ مشکیزے بھی جل کر راکھ ہو جائیں اس طرح میرے اور تمہارے علاوہ کسی کو خبر تک نہ ہو گی کہ یوناف اور یوسا کو کس نے اور کیسے جلا کر خاک کر دیا ہے۔

تھائس کی یہ گفتگو سن کر بطلیموس کہنے لگا سنو تھائس تمہاری یہ تجویز ہے تو بہت خوب اور اچھی اور اس کے کامیابی کے بھی بہت امکان ہیں لیکن پھر بھی میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ اس معاملے میں تم ضرور احتیاط سے کام لینا تھائس فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی تم بے فکر رہو بطلیموس میں ہر کام احتیاط سے کروں گی اب میں ان دونوں کی طرف جاتی ہوں اس کے ساتھ ہی تھائس بطلیموس کے خیمے سے نکل کر یوناف اور یوسا کے خیمے کی طرف چل دی تھی۔

تھائس یوناف اور یوسا کے خیمے میں داخل ہوئی وہ اس وقت چھوٹی سی ایک مشعل کی روشنی میں دونوں میاں بیوی اپنے خیمے کے وسط میں بیٹھے ہوئے تھے ان دونوں سے اجازت لئے بغیر تھائس آگے بڑھی اور یوناف کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے وہ اپنی پوری ادا اپنی پوری کشش اور اپنے پورے بانکپن سے یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی آج میں تمہیں کیسی لگ رہی ہوں اور مجھ میں اور اپنی بیوی یوسا میں تم کیا فرق محسوس کرتے ہو تھائس کے اس سوال پر یوناف تھوڑی دیر تک ہلکے ہلکے مسکراتا رہا اس دوران تھائس کا جائزہ لیتے ہوئے اس نے یہ بھی جانا کہ تھائس کے جسم میں آتشی حرارت اس کی باتوں میں امرت اس کی سانسوں میں مہکار اس کی آنکھوں میں مستی کے شرارے اور اس کی مخمور جوانی پھولوں کی کرنوں تتلیوں جگنو اور رنگوں کے جمال کا ایک طوفان دکھائی دے رہی تھی اس سے تھائس کے گالوں میں پھول سمیٹے ہوئے تھے اس کی آنکھوں میں کرنیں روشن تھیں یوناف نے یہ بھی دیکھا کہ اس کے بے کل لب اور بے چین نگاہیں اسے دعوت آشوب بپا کئے ہوئے تھیں تھوڑی دیر تک یوناف اس تفکر میں ڈوبا رہا پھر وہ کہنے لگا۔

سنو یونان کی حسین دوشیزہ! تمہارے سوال کا آج بھی میرے پاس وہی جواب ہے جو میں پہلے دے چکا ہوں تم میری بیوی یوسا کے سامنے ایسے ہی ہو جیسے نور کی قندیل چہرے کے سامنے بکھرے بکھرے بالوں کی برہمی یوناف کی یہ گفتگو سن کر تھائس کی حالت عجیب ہو گئی تھی اس کے خوبصورت چہرے پہ غضب ناک رقص کرنے لگی تھی اس کی حسین آنکھیں قہر برسا رہی تھیں اور وہ غضبناکی میں بڑے عجیب انداز میں اپنے ہونٹ کاٹ رہی تھی پھر مزید یوناف سے کچھ کہے بغیر وہ دونوں کے خیمے سے نکل گئی تھی وہاں سے نکلنے کے بعد وہ سیدھی بطلیموس کے خیمے میں داخل

بطلیموس اسے دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور بڑی نرمی اور بڑے شفقت سے اسے مخاطب کر کے پوچھنے لگا آخر تمہارے اس دوسرے حربے کا کیا انجام ہوا اس پر تھائس بے پناہ غصے تعصب اور افسوس کا اظہار کر کے کہنے لگی۔

تمہارا اندازہ درست ہے بطلیموس وہ شخص اپنی ذات میں واقعی منفرد ہے اس کا کڑاپن اس کی تنگ نظری اپنی بیوی کے سلسلے میں ایک فولاد ایک چٹان ہے اس کے ناقابل تسخیر ہونے کے انکشاف نے میرے دل کو ایک روگ میں مبتلا کر دیا ہے اور ان دونوں کے خلاف اب میری نفرت اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے اب میں آج ہی ان دونوں کو ریزہ ریزہ اور برباد کر کے رہوں گی سنو بطلیموس اب میں جاتی ہوں اپنے خیمے میں جا کر میں اپنے آدمیوں کو بھیجتی ہوں جو یوناف اور یوسا کے خیمے کے اردگرد آتش گیر مادے کا چھڑکاؤ کرنے کے بعد آگ لگا کر دونوں کو راکھ کر دیں گے اور بہت جلد تم سنو گے کہ یوناف اور یوسا دونوں میاں بیوی جل کر خاکستر ہو گئے ہیں اس کے ساتھ ہی زمین پر زور زور سے پاؤں مارتی ہوئی تھائس بطلیموس کے خیمے سے نکل گئی تھی۔

تھائس کے اپنے خیمے میں پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد اس کے کئی کارکن اپنے گلوں میں آتش گیر مادوں سے بھرے موت کے مشکیزے ڈالے بڑی رازداری سے یوناف کے خیمے کے پاس آئے۔ خیمے کے اطراف میں کافی فاصلے تک انہوں نے خوب چھڑکاؤ کر دیا پھر جن مشکیزوں کے اندر وہ آتش گیر مادہ بھر کر لائے تھے وہ مشکیں بھی انہوں نے وہیں پھینک دیں اور جلتی ہوئی ایک مشعل اس جگہ جب انہوں نے پھینکی تو یوناف اور یوسا کے اردگرد جس قدر احاطہ تھا وہ فوراً آگ پکڑ گیا جس کے نتیجے میں جلد ہی یوناف اور یوسا کے خیمے کو بھی آگ لگ گئی اور رات کی تاریکی میں ان کے خیمے سے شعلے فضاؤں میں بلند ہو کر سکندر کے لشکر کے پڑاؤ کو دور دور تک روشن کر گئے تھے۔

یوناف کے خیمے کو آگ لگنے کی وجہ سے سکندر کے لشکر میں ایک افراتفری کا عالم برپا ہو گیا تھا سب لوگ بھاگ بھاگ کر وہاں جمع ہونے لگے تھے۔ خود سکندر اس کے جرنیل اور امراء بھی وہاں جمع ہو گئے تھے اور وہ بڑے فکرمند تھے کہ یوناف کے خیمے کو کیسے آگ لگ گئی سکندر چلا چلا کر اپنے لشکریوں کو حکم دے رہا تھا کہ فوراً اس آگ پر مٹی اور پانی پھینکیں اور اسے فی الفور بجھانے کی کوشش کریں ان گنت لشکری وہاں جمع ہو گئے تھے اور وہ مٹی پھینک کر اور کچھ دریا سے پانی لا لا کر آگ بجھانے لگے تھے پر جب تک آگ پہ قابو پایا جاتا یوناف اور یوسا کا خیمہ جل کر راکھ ہو گیا تھا سکندر کے حکم پر ان گنت لشکری مشعلیں لے آئے اور ان مشعلوں کی روشنی میں وہ یوناف اور یوسا کی لاشوں کو تلاش کرنے لگے انہوں نے دیکھا کہ خیمے کی ہر چیز جل کر راکھ ہو گئی تھی جبکہ یوناف اور یوسا کے ڈھانچے کا وہاں کوئی نام و نشان نہیں تھا اس پر سکندر نے اپنے جرنیل پارمینو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

پارمینو میں حیران اور فکر مند ہوں کہ ان دونوں میاں بیوی کے خیمے کو کس نے آگ لگائی آخر کس کی ان کے ساتھ ایسی دشمنی تھی جو اس نے ان دونوں کو جلا کر خاک کرنے کی کوشش کی ہے پارمینو تم لشکر کے اندر اپنے آدمی پھیلا دو اور یہ جاننے کی کوشش کرو کہ یہ آگ کس نے لگائی ہے جو کوئی بھی اس برے فعل میں ملوث ہوا میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا اور اس کی گردن تن سے جدا کر کے رہوں گا پر پارمینو یہ بھی تو حیرت کی بات ہے اگر یوناف اور بیوسا اپنے خیمے میں جل کر مر چکے ہیں تو پھر ان کے جسموں کے ہڈیوں کے ڈھانچے تو کم از کم ہمیں ضرور ملنے چاہئے تھے جبکہ خیمے کے اندر جلنے والے سارے سامان کے نشانات تک دیکھے جا سکتے ہیں۔

پارمینو جواب میں کچھ کہنے لگا تھا کہ دریا کی سمت کچھ جوان زور زور سے چلانے لگے "یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی زندہ ہیں اور دریا کی طرف سے ادھر ہی آ رہے ہیں" وہاں جمع ہونے والے لوگوں نے دیکھا کہ واقعی دونوں میاں بیوی دریا کی طرف سے اس جگہ آ رہے تھے جہاں ان کا خیمہ تھا لوگوں کی طرف آتے ہوئے یوناف نے بیوسا کو مخاطب کر کے کہا یہ کم بخت تھائس یہ سمجھ رہی ہو گی کہ اس نے ہمارے خیمے کو آگ لگا کر ہمیں خاکستر کر دیا ہے لیکن اس احمق عورت کو یہ نہیں پتہ کہ ابلیکا نے ہمیں پہلے ہی اس کے اس گھناؤنے فعل کی اطلاع دے دی تھی اور ہم اپنا آپ بچا کر دریا کی طرف نکل گئے تھے۔

دونوں میاں بیوی تیزی سے بڑھتے ہوئے اس جگہ آئے جہاں لوگ کھڑے تھے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے یوناف بیوسا کے ساتھ پہلے اس جگہ آیا جہاں تھائس کھڑی تھی وہ اپنا منہ تھائس کے قریب لے گیا اور بڑی رازداری سے اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو تھائس! تم نے ہمارے خیمے کو آگ لگا کر ہم دونوں میاں بیوی کا خاتمہ کرنے کی پوری کوشش کی تھی لیکن ان حربوں سے تم نہ ہی تو ہم پر قابو پا سکتی ہو نہ ہی تم ہم پر گرفت کر سکتی ہو اور نہ ہی تم ہمیں موت سے ہمکنار کر سکتی ہو سنو تھائس ہم تمہارے اس فعل کو برداشت کر گئے ہیں اگر دوبارہ تم نے کوئی ایسی حرکت ہمارے خلاف کرنے کی کوشش کی تو جو آگ تم ہمارے لئے روشن کرو گی تو ہم دونوں میاں بیوی اسی آگ میں تمہیں جلا کر خاکستر کر دیں گے یوناف کے اس انکشاف پر تھائس کا چہرہ پیلا پڑ گیا تھا اس کے چہرے پر ہوائیاں اور اس کی آنکھوں میں خوف رقص کرنے لگے تھے۔ یوناف پھر بولا اور کہنے لگا دیکھو تھائس غلطی ہر انسان سے ہوتی ہے اگر تم آئندہ محتاط رہنے کا وعدہ کرو تو میں تمہارے اس راز کو راز ہی رہنے دوں گا اور سکندر پر یہ ظاہر نہیں کروں گا کہ ہمارے خیمے کو آگ لگانے والی تم ہو اور اگر کسی موقع پر یہ پتہ چل بھی گیا کہ تم نے ہمارے خیمے کو آگ لگائی ہے تو میں سکندر کو تمہیں سزا نہ دینے دوں گا اس پر تھائس فوراً بولی اور کہنے لگی میں تم دونوں میاں بیوی سے عہد کرتی ہوں کہ تم دونوں کے خلاف آج کے بعد میں کوئی قدم نہ اٹھاؤں گی بلکہ آج کے بعد تم دونوں میاں بیوی کی عزت اور وقار میرے ہاں عزیز رشتے داروں کا سا ہو گا تھائس کا یہ جواب سن کر یوناف مطمئن ہو گیا تھا پھر وہ دونوں میاں بیوی تیزی سے اس طرف بڑھے جہاں سکندر اپنے جرنیلوں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔

یوناف اور بیوسا جب دونوں میاں بیوی سکندر کے پاس پہنچے تو سکندر تیزی سے آگے بڑھا اور یوناف کو اس نے گلے لگایا پھر اس نے بڑی حیرت اور تعجب میں یوناف کو مخاطب کر کے پوچھا مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ تمہارے خیمے کو آگ کیسے لگ گئی اور تمہارے خیمے کے ارد گرد کافی علاقے نے بھی آگ پکڑی ہوئی تھی یوں لگتا ہے جیسے کسی نے کوئی چیز چھڑک کر اسے آگ لگا دی ہو بہر حال میں یہ کام کرنے والوں کو تلاش کر کے انہیں قرار واقعی سزا دینے کی کوشش کروں گا اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا ہم دونوں میاں بیوی دریا کے کنارے چہل قدمی کے لئے گئے ہوئے تھے ہماری غیر موجودگی میں کسی نے یہ کام کر گزرا بہر حال آپ کو اس معاملے میں تفتیش اور تجسس کرنے کی ضرورت نہیں ہے اگر کسی نے یہ کام کیا بھی ہے تو وہ اپنی غلطی پر ضرور نادم ہو گا اب جو ہوا سو ہو چکا اس معاملے کو اب فراموش کر دیجئے سکندر نے بڑے پیارے انداز میں یوناف کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا تم دونوں میاں بیوی میرے خیمے میں آؤ میں نے کچھ لشکریوں کو حکم دے دیا ہے کہ میرے خیمے کے دوسری جانب تمہارے لئے نیا خیمہ نصب کریں جب تک نیا خیمہ نصب نہیں ہوتا تم دونوں میاں بیوی میرے ساتھ میرے خیمے میں قیام کرو یوناف اور بیوسا چپ چاپ

سکندر کے ساتھ ہو لئے تھے جبکہ دوسرے لشکری بھی اپنے اپنے خیموں کی طرف چلے گئے تھے

دوسرے روز سکندر نے اپنے لشکر میں شامل منجاؤں کو حکم دیا کہ وہ دریا عبور کرنے کا ا[نتظام] کریں اس اثنا میں دریائے ریک کے دوسرے کنارے سیتھی اور پارتھین بڑے حیران تھے مقدونوی اس دریا کو کیسے عبور کرنے کے بعد ہم پر حملہ آور ہوں گے لیکن سکندر نے دریا کو عبور کرنے کے لئے ایک عجیب سی چال چلی اس نے اپنے پڑاؤ اور دریا کے درمیانی حصے میں لشکریوں کو کھیل تماشے کرنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی وہ گھوڑ دوڑ بھی کرنے لگے تھے اس کے علاوہ وہ طرح طرح کے یونانی تماشے دکھانے لگے تھے یہ چیزیں دیکھتے ہوئے دریا کے دوسرے کنارے جو سیتھین اور پارتھی کوہستانی سلسلوں کی کھاتوں میں چھپے ہوئے تھے وہ دریا کے کنارے پر آکر یونانیوں کے کھیل تماشے دیکھنے لگے تھے۔ سکندر نے اس لشکر کو جو گھوڑ دوڑ اور دوسرے تماشے دکھانے میں مصروف تھا اپنے کام میں ہی لگے رہنے کا حکم دیا اور لشکر کے دوسرے حصے کو دریا عبور کرنے کا حکم دیا اس کے ساتھ ہی اس نے یہ بھی حکم دیا کہ وہ اچانک سامنے پارتھیوں اور سیتھیوں پر تیر اندازی کر دیں اس لئے کہ وہ کوہستانی سلسلوں سے باہر نکل کر دریا پر کھڑے ہوئے ہیں لہٰذا یونانیوں کے تیر ضرور ان کے لئے ہولناک ثابت ہوں گے۔

پس ایسا ہی کیا گیا لشکر کا ایک حصہ دریا کے کنارے کھیل تماشے دکھاتے ہوئے پارتھیوں اور سیتھیوں کو اپنی طرف متوجہ کرتا رہا جبکہ دوسرا حصہ دریا عبور کرنے لگا ساتھ ہی وہ اپنی بڑی بڑی کمانوں کو حرکت میں لائے اور انہوں نے پارتھیوں اور سیتھیوں پر بے پناہ تیر اندازی کر دی تھی ان کے یہ تیر ایسے کڑے اور ہولناک تھے کہ وہ سیتھیوں اور پارتھیوں کی ڈھالوں کو بھی چیرتے ہوئے انہیں چھیدتے چلے گئے تھے یہ صورت حال دیکھتے ہوئے پارتھی اور سیتھین بھاگ کر پھر کوہستانی سلسلے میں داخل ہو گئے تھے اس دوران تک یونانی لشکر کا ایک حصہ دریا عبور کر کے دوسرے کنارے پر چلا گیا اور اس کے پیچھے پیچھے باقی لشکر بھی دریا عبور کر کے دریائے ریک کے دوسرے کنارے چلا گیا تھا۔

مقدونیوں نے اس سے پہلے یا بعد کبھی بھی اپنے آپ کو اتنی خطرناک صورتحال میں نہ پایا تھا سکندر کو سیتھین اور پارتھین تیر اندازوں کے خطرناک حملوں کا تجربہ نہ تھا نہیں ان سے نمٹنے کا تجربہ حاصل ہوا غرض دریا کے کنارے سے لڑائی کی صف بندی کر کے سکندر وحشی قبائل کے خلاف حرکت میں آیا لیکن سیتھین بھی بڑے خون خوار اور حملہ آور ہونے میں کمال رکھتے تھے جب سارا

یونانی لشکر دریا کے کنارے اکٹھا ہوا تو سیتھین اور پارتھین اپنی آبادیوں کے سامنے کی طرف حملہ آور ہوئے ان کا حملہ ایسا خوفناک اور ہولناک تھا انہوں نے کئی یونانیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور پھر وہ بھاگ کر کوہستانی سلسلے میں داخل ہو گئے تھے۔ سکندر کو اپنے لشکر کے نقصان کا بڑا دکھ ہوا اور اس نے اپنے لشکر کو آہستہ آہستہ آگے بڑھنے کا حکم دیا لیکن دوسری طرف سیتھیوں اور پارتھیوں نے بھی بڑی چالاکی سے کام لیا وہ کوہستانی سلسلے کے اندر ہی اندر کاواکاٹ کر سکندر کے لشکر کی پشت کی طرف نمودار ہوئے اور دوبارہ انہوں نے ایسا ہولناک حملہ کیا کہ کئی یونانیوں کو موت کے گھاٹ اتار کر وہ پھر کوہستانی سلسلے میں گھس گئے تھے یہ صورتحال دیکھتے ہوئے سکندر نے اپنے لشکر کو وہاں دریا کے کنارے رک جانے کا حکم دیا تھا۔

اب سکندر نے ان وحشی سیتھی اور پارتھیوں سے نمٹنے کے لئے ایک تجویز سوچی اور اس پر عمل کرنے کا ارادہ کیا اس نے اپنے لشکر کے ایک حصے کو آہستہ آہستہ آگے بڑھنے کا حکم دیا اور باقی لشکر کو اس نے پیچھے ہی روکے رکھا اس کا مقصد یہ تھا کہ لشکر کا ایک حصہ جب آگے بڑھے گا تو سیتھین اور پارتھین ضرور اپنی کوہستانی گھات سے نکل کر اس پر حملہ آور ہوں گے لہٰذا یونانی لشکر کا دوسرا حصہ انہیں اپنے ساتھ جنگ میں مصروف رکھے گا اتنی دیر تک دوسرا یونانی حصہ باہر سے پارتھیوں پر حملہ آور ہو گا اور یوں پارتھیوں اور سیتھیوں پر اندر اور باہر سے دو طرفہ حملہ کر کے ان کا کام تمام کر کے رکھ دیا جائے گا اپنی اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے سکندر نے اپنے لشکر کے ایک حصے کو آگے پیش قدمی کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

یونانی لشکر کا وہ پہلا حصہ جب تھوڑی دیر دور تک آگے گیا تو واقعی سیتھین اور پارتھین کوہستانی سلسلوں سے نکلے اور چیخیں اور نعرے مارتے ہوئے وہ یونانیوں پر حملہ آور ہو گئے تھے ان کے حملے کے موقع پر یونانیوں نے فوراً ایک گول دائرہ سا بنا لیا تھا اور ان وحشی قبائل کے خلاف وہ اپنا دفاع کرنے لگے تھے اس کے ساتھ ہی سکندر کے مخبروں نے اطلاع کر دی کہ سیتھین اور پارتھین ان کے دوسرے لشکر پر حملہ آور ہو چکے ہیں لہٰذا وہ برق رفتاری سے آگے بڑھا اور پشت کی سمت سے اس نے سیتھیوں اور پارتھیوں پر حملہ کر دیا تھا اب سیتھین اور پارتھین عجیب دشواری اور عجیب اذیت ناک صورت حال سے دوچار ہو گئے تھے یونانیوں کا ایک لشکر اندر کی طرف سے اور دوسرا لشکر باہر کی طرف سے ان کا قتل عام شروع کر چکا تھا تھوڑی دیر تک دریائے ریک کے کنارے سیتھین اور پارتھین کا قتل عام ہوتا رہا اور جب انہوں نے دیکھا کہ اگر جنگ یونہی جاری

رہی تو ان کا مکمل طور پر خاتمہ ہو جائے گا لہٰذا وہ ایک سمت سے بھاگ کر کوہستانی سلسلے میں گم ہو گئے تھے یوں سکندر سیتھیوں اور پارتھیوں کے خلاف بھی فتح مندی اور کامیابی حاصل کرنے میں کامران ثابت ہوا تھا۔

گو اس جنگ میں سیتھین اور پارتھیوں کے ہاتھوں یونانیوں کا بہت نقصان ہوا لیکن بہرحال سکندر فتح نصیب ہوا اب وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھا اور تاشقند پہنچ گیا۔ سکندر کے تاشقند پہنچنے پر سیتھیوں اور پارتھیوں کو یقین ہو گیا کہ سکندر یوں ہی ان علاقوں کی لوٹ مار کر کے واپس نہیں جائے گا بلکہ وہ وہاں مستقل ٹھہرنے کا عزم کر چکا ہے چنانچہ انہوں نے اپنا ایک وفد سکندر کی خدمت میں بھیجا اور سکندر کی فرمانبرداری اور اس کی اطاعت قبول کر لی سکندر نے جب دیکھا کہ وحشی اور باغی سیتھین اور پارتھی قبائل اس کے ساتھ صلح کرنے کے بعد اس کی اطاعت کر چکے ہیں تو اب اس نے ایرانی جرنیل سپٹاما کی سرکوبی کرنے کا عزم کر لیا تھا۔ دوسری طرف سپٹاما نے بھی ان گنت پارتھیوں اور سیتھیوں کو اپنے ساتھ ملا کر سمرقند شہر پر قبضہ کرنے کے بعد سکندر کے خلاف اپنی پوزیشن مستحکم کرنا شروع کر دی تھی۔

اس جنگ کے دوران سکندر کو پیچش ہو گئی تھی جس نے اسے بے حد کمزور کر دیا تھا چنانچہ اسے پالکی میں ڈال کر دوبارہ دریائے ریک کے کنارے اس جگہ لے جایا گیا جہاں پارتھیوں اور سیتھیوں پر حملہ آور ہونے سے پہلے اس کے لشکر کا پڑاؤ تھا اس اثنا میں سکندر کو یہ خبر ملی کہ اپنے لشکر کا جو حصہ اس نے سپٹاما سے نمٹنے کے لئے سمرقند کی طرف بھیجا تھا اس لشکر کو سپٹاما نے مکمل طور پر تباہ برباد کر دیا ہے سکندر نے یہ سنتے ہی نہایت تیز رفتاری سے سمرقند کی طرف کوچ کیا تھا۔

تیزی کا یہ عالم تھا کہ ایک سو پینتیس میل کا فیصلہ تین دن اور تین رات میں طے کرنے کے بعد چوتھے روز صبح کے وقت سکندر اپنے لشکر کے ساتھ سمرقند کی وادیوں میں اترا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے شہر کا محاصرہ کر لیا تھا لیکن جونہی اس نے محاصرہ کیا اسے پتہ چلا کہ سپٹاما سکندر کے آنے کی خبر سن کر اپنے لشکریوں کے ساتھ سمرقند چھوڑ کر کسی دوسری سمت بھاگ گیا ہے اس دوران موسم سرما آگیا تھا اور اونچے اونچے پہاڑ اور درے برف سے ڈھک کر بند ہونا شروع ہو گئے تھے۔

اب سکندر کا یہ ارادہ تھا کہ ہر صورت میں ایرانی جرنیل سپٹاما کو اپنے سامنے مغلوب کرے تاکہ ان علاقوں میں آئندہ کے لئے کوئی قوت اس کی راہ میں حائل نہ ہو اس نے ادھر ادھر سپٹاما کو تلاش کرنے کی بڑی کوشش کی لیکن سپٹاما اچانک اس کے لشکر پر حملہ آور ہو کر اسے خوب نقصان پہنچاتا اور کوہستانی سلسلوں میں اپنے لشکر کے ساتھ غائب ہو جاتا تھا اس طرح سے سپٹاما نے سکندر کے خلاف ایک طرح کی گوریلا جنگ شروع کر دی تھی سپٹاما کی چالوں اور قابو میں نہ آنے والے وحشی سواروں کی مزاحمت نے سکندر کو بڑا پریشان کیا وہ ان علاقوں میں پھرنے اور سپٹاما کا تعاقب کرنے کے طریقے سے تنگ آگیا تھا لہٰذا اس نے سپٹاما کو زیر کرنے کا ایک اور طریقہ نکالا یہ طریقہ استعمال کرتے ہوئے وہ سپٹاما کی رسد اور کمک کی ساری راہیں بند کر دینا چاہتا تھا۔

سکندر نے نیا طریقہ یہ اختیار کیا کہ دیہات کے دیہات اس نے ویران کر ڈالے وہاں کے رہنے والے سب لوگوں کو مجبور کیا کہ ان ڈھلانوں کو چھوڑ کر چوٹیوں پر چڑھ جائیں جب لوگوں نے ایسا کیا تو ان کے جانور جب چرنے کے لئے ڈھلان پر آتے تو مقدونوی انہیں پکڑ کر ذبح کر لیتے اور اپنے لئے خوراک حاصل کر لیتے اس طرح چوٹیوں پر جانے والے لوگ بھوکے مرنے لگے مقدونوی سپاہی ریوڑ کے ریوڑ ہانک کر اپنے پڑاؤ میں لے آتے تھے یوں ان لوگوں کو کھانے پینے کو کچھ نہ ملتا تھا اس صورت حال سے سپٹاما کو بھی تکلیف اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑا اس لئے کہ اب اسے میدانوں میں کمک کے علاوہ کھانے پینے کی چیزیں بھی میسر نہ آنے لگی تھیں اسی دوران سکندر کی خوش قسمتی کہ مقدونیہ سے ان گنت یونانی جو بالکل تازہ دم تھے س کے لشکر میں آکر شامل ہو گئے تھے جن کے باعث سکندر کے لشکر کو بڑی تقویت حاصل ہوئی تھی۔

سکندر کا خاصہ یہ تھا کہ جب مشکلات پیش آتیں تو انہیں ختم کئے بغیر دم نہ لیتا تھا اسے ناکامی اور پسپائی دونوں سے نفرت تھی لہٰذا جب کچھ عرصہ تک وہ سپٹاما کو اپنے سامنے قابو نہ کر سکا تو سپٹاما اس کے انتقام کی ضد بن کر رہ گیا تھا دو سال تک وہ اس کوہستانی سلسلے میں سپٹاما کے ساتھ برسرپیکار رہا اس دوران بہت سے یونانی مارے گئے کچھ بیمار ہو کر اور زخمی ہونے کے باعث بچی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے لوگوں نے ان دو سالوں میں کوہستانی سلسلے کے اندر بڑی مصیبتیں اور بڑی تلخیاں جھیلیں لیکن پھر بھی وہ باخوشی سکندر کا ساتھ دینے پر آمادہ تھے ان دو سالوں کے دوران سپٹاما اور اس کے لشکر کی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی گئی انہیں مناسب خوراک میسر نہ تھی ان کے لشکر کی تعداد تیزی سے کم ہوتی جا رہی تھی اور پھر آخری حربے کے طور پر سکندر نے اپنے لشکر کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا اور جس وادی میں سپٹاما اپنے لشکر کے ساتھ قیام کئے ہوئے تھا ان پانچوں لشکریوں کے ساتھ سکندر نے سپٹاما کو اس کے لشکر سمیت گھیر لیا سپٹاما نے جب یہ صورتحال دیکھی اور اسے اندازہ ہوا کہ سکندر کے پانچ مختلف لشکر اسے گھیر چکے ہیں تو اسے اور اس کے ساتھیوں کو مایوسی ہوئی

اب انہیں اپنی جانیں بچانے کی فکر لگی لہٰذا انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے جرنیل سپاما کو قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ کر سکندر کے سامنے پیش کیا سکندر کی انہوں نے طاعت اختیار کر لی اور گزارش کی وہ ان کے لئے معافی کا اعلان کر دے سکندر نے ان کی فرمانبرداری اور اطاعت کو قبول کر لیا اور ان کے لئے عام معافی کا اعلان کر دیا یوں سکندر اپنے سامنے سپاما کو بھی زیر کرنے میں کامیاب رہا۔

اسی دوران سکندر کو خبر ہوئی کہ سپاما کے پورے لشکر نے نہیں بلکہ آدھے لشکر نے اس کی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کی ہے اور باقی آدھا لشکر ایک سردار کی سرکردگی میں ایک بلند قلعہ میں جا کر محصور ہو گیا ہے اس لئے کہ انہیں خدشہ تھا اگر وہ سکندر کے سامنے پیش ہوئے تو سکندر ان کا قتل عام کر دے گا سکندر کو یہ بھی پتہ چلا کہ جس بلند قلعہ پر وہ جا کر محصور ہوئے ہیں اس قلعے کو فتح کرنا مشکل ہے اس لئے کہ وہ قلعہ بہت بلند کوہستانی سلسلے پر ایک برج کی طرح کھڑا تھا اور لوگ اس قلعے کو صحرائے سخر کہہ کر پکارتے تھے سکندر چونکہ ناکامی پسپائی شکست اور فرار کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا لہٰذا اس نے اس قلعہ کو بھی فتح کرنے کا ارادہ کر لیا اپنے لشکر کے ساتھ سکندر جب اس قلعے کے نزدیک گیا تو اس نے جائزہ لیا اس کے قلعہ والوں کے پاس سامان رسد وافر جمع تھا اس مقام کے قدرتی استحکامات کے سرسری معائنے سے اہل مقدونیہ پر واضح ہو گیا کہ اس قلع پر نہ یورش کی جا سکتی ہے اور نہ اسے فتح کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ جس کوہستانی سلسلے کی چوٹی پر وہ قلعہ تھا وہ کوہستانی سلسلہ پوری طرح برف سے ڈھکا ہوا تھا۔

اس قلعہ کے نیچے جانے کے بعد سکندر نے قلعہ والوں کے لئے اعلان کر دیا کہ اگر وہ قلعہ کو خالی کرنے کے بعد نیچے آ جائیں اور سکندر سے معافی مانگ کر اطاعت قبول کر لیں تو ان سب کو معاف کر دیا جائے گا لیکن قلعہ کے اندر محصور باختریوں نے اس پیشکش کا مزاق اڑایا اور چلا چلا کر سکندر اور اس کے لشکریوں کو جواب دیا کہ واپس چلے جاؤ اس قلعہ کو فتح نہیں کیا جا سکتا اس قلعہ کو صرف ایسا ہی لشکر فتح کر سکتا ہے جس کے پر لگے ہوں لہٰذا جو کوئی بھی اس قلعہ کی تحصیل کا ارادہ کرے گا اسے ناکامی ہی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ سکندر نے بھی ان لوگوں کی اس گفتگو کو سن لیا تھا لہٰذا اس نے اس قلعہ کو فتح کرنے کا صحیح ارادہ کر لیا محصورین کے عزم اور حوصلے نے اسے بڑا غصہ دلایا تھا ساتھ ہی اس کے دل میں عجیب و غریب تدبیر بھی آئی اس نے اپنے ان سواروں کو جمع کیا جو کوہستانی سلسلوں اور چٹانوں پر چڑھنے کے بڑے مشاق اور ماہر تھے اور ان کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ جو شخص بھی اس چوٹی پر پہنچے گا جس پر قلعہ ہے اسے بارہ ٹیلنٹ انعام دیا جائے گا اور ساتھ ہی اس نے یہ تجویز بھی پیش کی کہ شام کے وقت اس قلعہ پر چڑھنا شروع کیا جائے اور صبح کے وقت قلعہ کی چوٹی پر پہنچ جانا چاہئے۔

سکندر کی یہ تدبیر بے حد سودمند اور مناسب تھی کیونکہ اس نے چنے ان لشکریوں کو کوہستانی سلسلے کے اس طرف سے چڑھنے کا حکم دیا تھا جس طرف سے کوہستانی سلسلہ بالکل سیدھا کھڑا تھا اور سمجھا جاتا تھا کہ اس طرف سے چڑھنا ممکن نہیں اس وجہ سے کوہستانی سلسلے کے اس طرف کوئی حفاظتی تدبیر بھی اختیار نہ کی گئی تھی بلکہ پہرے دار تک اس طرف موجود نہ ہوتے تھے اس لئے کہ لوگوں کا خیال تھا کہ کوہستانی سلسلوں کے اس طرف سے چڑھنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔

بہرحال سکندر کے تین سو تجربہ کار کوہ نوردوں نے رات ہونے پر رضاکارانہ طور پر اس کوہستانی سلسلے پر چڑھنا شروع کیا چڑھنے سے پہلے انہوں نے چٹانوں کے اس حصے کا گہرا معائنہ کیا تھا اپنے ساتھ انہوں نے خیموں کی آہنی میخیں اور سن کے لچکیلے رسے لے لئے تھے سکندر نے ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک پرچم دے دیا تھا اور یہ پرچم بھی انہوں نے اپنی کمروں سے لپیٹ کر باندھ لئے تھے۔

موسم سرما کی خنک رات وہ لشکری اس کوہستانی سلسلے پر چڑھنا شروع ہوئے تھے جہاں وہ مناسب سمجھتے میخیں ٹھونک کر یا رسے باندھ کر ستا لیتے۔ گرد و غبار کے مرغولوں اور بھیانک وارداتوں کی طرح آگے بڑھتی ہوئی رات آگے جاتے لمحوں اور اندھیرے کے بھنوروں کو گلے لگاتی ہوئی اپنا دامن دراز کرتی چلی جا رہی تھی ایسے میں پرعزم کی پابندگی اور اجالوں کا سرور لئے اس کوہستانی سلسلے پر چڑھنے لگے تھے رات کی تاریکی میں ان کے عزائم بتاتے تھے کہ وہ زہر آلود تشدد اور جہاں سمیت کا یقین رکھتی ہوئی فکر کی طرح اپنی منزل اپنے ہدف پر ضرور پہنچ کر رہیں گے۔ جہاں رات کے پھیلتے ہوئے اندھیروں کے اندر ان کے چہروں پر پہیلی شکنوں میں کام کی تکمیل کے عزائم تھے وہاں دشمن کے خمیر کو بزدلی اور خوف سے بھر دینے کی تمنائیں اور آرزوئیں بھی تھیں بہرحال رات کی تاریکی میں سکندر کے وہ جوان اس کوہستانی سلسلے پر چڑھتے رہے جن لوگوں نے اس

کوہستانی سلسلے کے قلعے میں پناہ لے رکھی تھی وہ سکندر کے جوانوں کی جدوجہد سے مکمل طور پر بے خبر تھے وہ گہری نیند سے بغل گیر تھے جبکہ فضاؤں کے اندر بکھری سیاہیوں میں موت کے سناٹے اور راہوں کا آشوب مکمل طور پر پھیل چکا تھا ایسے میں سکندر کے وہ جوان اپنی جانوں کو داؤ پر لگائے اپنی منزل کے قریب تر ہوتے چلے جا رہے تھے۔

کوہستانی سلسلے کی اس چوٹی کو سر کرنے کے دوران رات کی تاریکی میں سکندر کے تیس آدمی نیچے گر کر ہلاک ہو گئے تھے اگلے روز ان کی بھی لاشیں نہ مل سکیں باقی آدمی طلوع آفتاب کے بعد چوٹی پر پہنچ گئے تھے انہوں نے اشاروں سے اپنی کامیابی کا اعلان کیا ساتھ ہی وہ اپنی کمروں کے ساتھ جو جھنڈے باندھ کر لے گئے تھے وہ جھنڈے بھی کوہستانی سلسلے کی چوٹی پر اور قلعے کے باہر انہوں نے گاڑھ دیئے تھے اور پھر اپنے کپڑے اور ہاتھ ہلا ہلا کر سکندر اور اپنے ساتھی لشکریوں کو اپنی کامیابی کی مبارکباد دینے لگے تھے سورج طلوع ہونے کے بعد وہ بختری جنہوں نے اس کوہستانی سلسلے کی چوٹی کے قلعے میں پناہ لے رکھی تھی حاجات ضروریہ کے تحت اپنے قلعے سے باہر نکلے یوں نیچے سکندر کے سپاہیوں نے پوری قوت سے چلا چلا کر اور ہاتھ ہلا ہلا کر ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا سنو باختر سنو پہاڑی لوگو! وہ دیکھو تم دعوی کرتے تھے کہ تمہارے اس قلعے کے قریب صرف پر لگے لشکری ہی پہنچ سکتے ہیں ذرا اپنے قلعے کے اطراف میں دیکھو ہمیں وہ پر دار سپاہی مل چکے ہیں جن کا تم دعوی کرتے تھے اور یہی پر دار سپاہی اب تمہارے قلعے کو گھیر چکے ہیں۔

باختریوں نے جب اپنے قلعے کے ارد گرد مسلح سپاہیوں کو پرچم لہراتے ہوئے دیکھا تو سمجھ لیا کہ واقعی پر دار سپاہی پہنچ گئے ہیں۔ اس انکشاف سے ان پر ایسا خوف اور ایسا ڈر طاری ہوا کہ انہوں نے سکندر اور اس کے لشکریوں کے مقابلہ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا چنانچہ سکندر کی یہ تجویز انتہائی کامیاب ہوئی تھی اور اس تدبیر سے سغد کا وہ نہایت مستحکم قلعہ بھی باختریوں نے سکندر کے حوالے کر دیا تھا۔

سورج جب کافی چڑھ آیا تو سکندر اپنے چند دستوں کے ساتھ اس کوہستانی سلسلے کے اوپر آیا تاکہ وہ اس قلعے کا معائنہ کرے پھرتے پھراتے سکندر قلعہ کے ایک حصے میں پہنچا تو ایک مقام سے اچانک ایک لڑکی نکل آئی قاعدے کے مطابق وہ سکندر کے آگے جھکی نہیں تنہا اور اطمینان سے کھڑی رہی تاکہ سکندر نے جو کرنا ہے وہ کر ڈالے وہ لڑکی ایسی خوبصورت اور حسین تھی کہ سکندر کو یوں لگا جیسے اچانک کوئی گرم جولا نسیم سحر کی نرمی نور قمر کی لطافت اور پتوں کی لطیف سرسراہٹ اس کے سامنے نمودار ہو گئی ہو اس لڑکی کو دیکھنے کے بعد وہ محسوس کر رہا تھا گویا ظلمتوں کے بھنور میں کوئی زندہ حقیقت اور مردہ زمانوں کے اندر سے قرار جسم و جاں قلب کی راحت فکر کی درخشندگی اور عزم کی پائندگی اس کے سامنے نمودار ہو گئی ہو کچھ دیر تک وہ اس لڑکی سے کچھ بھی نہ کہہ سکا وہ اس کی شخصیت سے ایسا متاثر ہوا تھا کہ اسے دیکھتا رہ گیا تھا اس کا دل اس کا ذہن اس کی آرزوئیں اور اس کی خواہشیں اس سراپا بہار اور متاع سکون لڑکی کے عارضی گلاب صندلی چہرے کے خطوط ہونٹوں کی سرخ کپکپاہٹوں ریشمی پاؤں خوبصورت ہاتھ چمکدار گردن نرم و نازک بال گلاب چہرے اور نیلی جھیل جیسی آنکھوں میں کھو گئے تھے۔

اس لڑکی کو اچانک اپنے سامنے دیکھتے ہوئے سکندر یقیناً یہ محسوس کر رہا تھا کہ جیسے کسی ماورائی اور کسی پر زور قوت نے اسے دہکتے دل تپتے چہرے، اداس دعاؤں اور اندھے خوابوں کی کیفیت سے نکال کر پرندوں کی چہچہاہٹ ندیوں کی گنگناہٹ اور صبح کی کرنوں کے ہجوم میں پھینک دیا ہو سکندر نے دیکھا اس لڑکی کے گیسو گندم کی نئی بالیوں کے انداز میں گندھے ہوئے نظر آ رہے تھے حسین اور خوبصورت اتنی کہ ایک دفعہ نظر اس کے چہرے پر پڑ جاتی تو ہٹائی نہ جا سکتی تھی وہ لڑکی ایک حد تک ہراس زدہ ضرور تھی لیکن پیچھے نہ ہٹی سورج کی روشنی میں اس کے سر کے بال چمک رہے تھے سکندر چند لمحوں تک بغور اسے دیکھتا رہا پھر اسے مخاطب کر کے پوچھا اے لڑکی تیرا کیا نام ہے۔

سکندر کے اس سوال پر اس لڑکی نے شہد کی طرح میٹھے اور کوثر کے سے لذیذ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا میرا نام روشک ہے اور میں اس قلعے کے باختری سردار کی بیٹی ہوں یہاں تک کہنے کے بعد وہ لڑکی خاموش ہو گئی۔ سکندر پھر اسے غور سے دیکھنے لگا باختری سردار کی اس قرۃ العین لڑکی نے سکندر کے دل میں اس کی شاید پرانی یادیں تازہ کر دیں تھیں ہو سکتا ہے اس کے دل میں کسی باختری خاندان میں شادی کر لینے کا خیال پیدا ہو گیا ہو چنانچہ روشک کو اس نے اپنے لئے پسند کر لیا فوراً آگے بڑھ کر روشک کا ہاتھ تھام لیا۔

سکندر کی اس جرات پر وہ لڑکی پیچھے نہ ہٹی اس لئے قواعد جنگ کے مطابق وہ اپنے آپ کو فاتح کا مال سمجھتی تھی اور تیار ہو گئی تھی کہ اس کے متعلق جو فیصلہ چاہے کرے سکندر اپنی کلائی سے ایک کڑا اتارا چند لمحے اسے بڑے غور سے دیکھتا رہا پھر وہ سنہری کڑا اس نے روشک کے بازو میں پہنا دیا ساتھ ہی اسے مخاطب کر کے کہنے لگا اس کڑے کو پہن لو اس لئے کہ میں تم سے شادی کروں

گا مین اس وقت ایک بوڑھا گھر سے نمودار ہوا اور روشنک کے پہلو میں آن کھڑا ہوا شاید اس نے بھی روشنک کے ساتھ سکندر کی گفتگو سن لی تھی لہٰذا وہ فوراً بولا اور سکندر کو مخاطب کر کے کہنے لگا اگر میں یہ کہوں کہ تم یونانیوں کے بادشاہ سکندر ہو تو میں غلطی پر نہ ہوں گا اس پر سکندر نے روشنک کا ہاتھ چھوڑ دیا اور کہنے لگا ہاں میں ہی سکندر یونانی ہوں اس پر وہ بوڑھا کہنے لگا میں اس قبیلے کا باختری سردار ہوں۔ یہ لڑکی جس کا نام روشنک ہے میری بیٹی ہے میں اس کے ساتھ تمہاری ساری گفتگو سن چکا ہوں اس پر سکندر چونک کر بولا اور اپنی پوزیشن کو واضح کرتے ہوئے کہنے لگا یہ لڑکی تمہاری بیٹی ہے جس نے مجھے اپنا نام روشنک بتایا ہے اچانک میرے سامنے نمودار ہوئی اور میں نے اسے پسند کر لیا ہے اے باختریوں کے سردار اگر تم برا نہ مانو تو میں تمہاری بیٹی روشنک سے بیاہ کرنے کا ارادہ کر چکا ہوں سکندر کی یہ گفتگو سن کر بوڑھے باختری سردار کے چہرے پر ہلکی ہلکی اور خوش کن مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی آگے بڑھ کر اس نے بڑے پیار اور شفقت سے اپنا ہاتھ سکندر کے کندھے پر رکھا پھر وہ بڑے رازدار انداز میں سکندر سے کہنے لگا میں تمہاری اس پیش کش کو قبول کرتا ہوں یہ میرے لئے بڑی سعادت اور خوشی کی بات ہوگی کہ میری بیٹی سکندر کی بیوی بنے سکندر اس باختری سردار کے جواب سے بے حد خوش ہوا لہٰذا روشنک اور اس کے تمام اہل خانہ کو کوہستانی سلسلے کے نیچے لشکر کے اندر لے جایا گیا اور وہیں روشنک اور سکندر کی شادی کر دی گئی تھی روشنک سکندر کی وہ بیوی تھی جسے وہ بے حد پیار کرنے کے ساتھ ساتھ انتہا درجے سے اس کے اطوار اور اخلاق کی وجہ سے پسند کیا کرتا تھا۔ ان ہی دنوں سکندر کو ایک دکھ اور صدمہ بھی برداشت کرنا پڑا اور وہ یہ کہ ایک مہم کے دوران اس کے ہر دلعزیز جرنیل پارمینو اور فلوٹس دونوں ہلاک ہو گئے تھے۔ روشنک سے شادی کرنے کے بعد سکندر کو کسی قدر سکون اور راحت محسوس ہوئی تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ مسلسل مشقتیں اٹھاتے رہنے اور پارمینو اور فلوٹس کی موت نے اس پر تھکان اور افسردگی بھی طاری کر دی تھی اس کا پہلا نشان یہ کہ اسے نیند نہ آتی تھی وہ رات کا بڑا حصہ نئے نظام حکومت کے متعلق مسلسل رپورٹیں سنتے ہی گزار دیتا اور رپورٹیں ختم ہوتیں تو وہ میوے اور شراب لے کر میز پر لیٹ جاتا روشنک کے علاوہ خاص رفیق اس کے پاس ہوتے کبھی ان کی بات سنتا اور کبھی خود کوئی بات سنانے لگ جاتا شراب کے نشے میں وہ چور رہتا اسی طرح صبح ہو جاتی زیادہ شراب پینے کے باعث اس پر مدہوشی کی ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی تھی اس حالت میں اس کے محافظ سپاہی اور طبیب اس کے پاس بیٹھے رہتے تھے۔

ایرانیوں نے سکندر کی اس کیفیت کا پورا پورا فائدہ اٹھایا وہ بڑے مصلحت شناس تھے وہ جانتے تھے کہ دماغی تھکان کے مرحلے میں مدح و ستائش سے سکندر کو کس طرح خوش کیا جا سکتا ہے چنانچہ ان دنوں تھکان کے علاوہ پارمینو اور فلوٹس کی موت کے باعث سکندر جب افسردہ اور تھکا تھکا سا رہنے لگا تو ایرانی ہر وقت اس کی مدح سرائی اور تعریف و ستائش کرتے ہوئے اسے خوش کرنے کی کوشش کرنے لگے تھے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سکندر فلسفیانہ مزاج اور اکھڑ مقدونیوں کے مقابلے میں ایرانیوں کی صحبت کو ترجیح دینے لگا مقدونیوں پر بھی یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ ابتدائی دور میں جو لوگ سکندر کے قریب تر رہتے تھے وہ اب دور ہوتے چلے جا رہے ہیں اور انہیں دیکھ کر سکندر چڑ جاتا ہے۔

حقیقت یہ تھی کہ سکندر بدلا نہ تھا بلکہ اس کے مزاج میں تیزی آ گئی تھی اسے خطرے کا زیادہ احساس ہو چکا تھا لیکن وہ وہیں پہنچا جہاں خطرہ زیادہ ہوتا اس کے غصے میں ہلاکت خیزی کا انداز پیدا ہو چکا تھا وہ صرف انہی لوگوں کو اعتماد میں لینا پسند کرتا تھا جو اس کے ساتھ احترام کا سلوک کرتے عجیب بات یہ ہے کہ وہ ان یونانی تنخواہ داروں اور ایشیاؤں کو بہت پسند کرنے لگا جن کے ساتھ ابتدائی مہمات میں کبھی اس نے میل جول تک نہ پیدا کیا تھا۔ ایک روز صبح ہی صبح سکندر نے یونان کے دیوتا زیوس اور اس کے بیٹوں کے لئے قربانی کا حکم دیا جن کے متعلق یونانیوں کا عقیدہ تھا کہ وہ دشواریوں اور مصیبتوں کے اندر انسانوں کی مدد کرتے ہیں سکندر کا یہ حکم پا کر بے شمار لوگ اس جگہ جمع ہو گئے جہاں قربانی دینے کی تیاریاں کی جانے لگی تھیں تیاریوں کے موقع پر سکندر لوگوں کے اس اجتماع میں بیٹھ گیا جہاں لوگ طرح طرح کی باتیں کر رہے تھے سکندر کے قریب ہی بیٹھے ہوئے ایک جوان نے بلند آواز میں کہا کہ ہمارا سکندر بھی تو زیوس کے جوان بیٹے کی حیثیت رکھتا ہے سکندر اس بات پر اپنے کسی رد عمل کا اظہار کرنا ہی چاہتا تھا کہ وہاں جمع ہونے والے لوگوں میں سے ایک جوان جو شراب کے نشے میں دھت تھا بلند آواز میں بولا مغرب برا ہے اور مشرق بہترین ہے اس دوران وہ یونانی جو نئے نئے یونان سے آ کر سکندر کے لشکر میں شامل ہوئے تھے ان میں سے ایک بولا پرانے مقدونوی کمان داروں نے مغرب میں بڑے اعلیٰ کارنامے انجام دیئے تھے لیکن یہاں باختر کی وادی میں آ کر وہ بیچارے بری طرح پٹ کر رہ گئے ہیں سکندر وہاں بیٹھا شراب پیتا جا رہا تھا اور اپنے سپاہیوں کی باتیں سن کر آہستہ آہستہ مسکرا رہا تھا اس موقع پر اس نے اپنے قریب ہی کھڑے اپنے محافظ سپاہی کو مخاطب کر کے پوچھا۔

یہ آج کلائٹس کہاں ہے اس قدر جمع ہونے والے لوگوں میں وہ مجھے کہیں دکھائی نہیں دے رہا یہ سیاہ فام کلائٹس ایک رجمنٹ کا کماندار تھا وہ لینس نامی ایک عورت کا بھائی تھا جو سکندر کی رہ چکی تھی گویا کلائٹس سے سکندر کو ایک گونہ دودھ بھائی کی نسبت تھی کیونکہ لینس نامی اس عورت کے اپنے بیٹے یونان کی ابتدائی مہمات میں مارے جا چکے تھے لہٰذا کلائٹس کے سوا لینس کا کوئی سہارا نہ تھا پھر یہی کلائٹس ہی تھا جس نے ایک بار دریائے گرینی کس کی جنگ میں سکندر کی جان بچائی تھی وہ زیادہ تیز فہم نہ تھا تاہم مخلص اور ایماندار تھا اور ایرانیوں کے لباس اور طور طریقوں سے اسے سخت نفرت تھی وہ سکندر کے اس قدر قریب تر تھا کہ ایک موقع پر اس نے یہ تک کہہ دیا کہ سکندر اس کے سوا کیا ہے کہ فیلقوس شاہ مقدونیا کا بیٹا ہے۔

سکندر نے اپنے جس محافظ سپاہی سے کلائٹس کے بارے میں پوچھا تھا وہ سکندر کو کوئی مناسب جواب نہ دے سکا تاہم اس کے قریب ہی بیٹھا ہوا ایک سپاہی سکندر کو مخاطب کر کے کہنے لگا میں نے تھوڑی دیر پہلے کلائٹس کو دیکھا تھا وہ اپنے ساتھ بھیڑ کے دو بچے لئے ہوئے تھا جنہیں وہ زیوس کے بیٹوں کے لئے قربان کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا سکندر نے اسی محافظ کو مخاطب کر کے کہا تم فوراً جاؤ اور وہ جہاں کہیں بھی ہو اسے بلا کر میرے پاس لاؤ سکندر کا حکم پا کر وہ محافظ فوراً اٹھا اور کلائٹس کو بلانے چلا گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ محافظ کلائٹس کو اپنے ساتھ لے کر آیا اس کے پیچھے پیچھے بھیڑ کے دو بچے بھی تھے جنہیں وہ زیوس کے بیٹوں کے لئے قربان کرنے کا عزم کئے ہوئے تھا بھیڑ کے ان دونوں بچوں پر کلائٹس نے قربانی کا تیل ملا ہوا تھا اور وہ مدہوش چلا آ رہا تھا لگتا تھا کہ اس نے خوب پی رکھی ہو جب وہ مدہوشی کے عالم میں سکندر کے قریب آیا تو سکندر کے قریب بیٹھے ہوئے ایک شخص نے تنبیہہ کرنے کے انداز میں کلائٹس سے کہا کہ تمہیں اس موقع پر جبکہ سکندر نے تمہیں طلب کیا ہے قربانی کے لئے تیار کئے جانے والے ان بھیڑ کے بچوں کو ساتھ نہیں لانا چاہئے تھا۔

کلائٹس نے اس شخص کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور وہ گرتا پڑتا نشے میں دھت سکندر کے قریب آیا اس کی حالت دیکھ کر سکندر کے چہرے پر خفگی کے آثار نمودار ہوئے تاہم اس نے کلائٹس کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اس موقع پر وہاں جمع ہونے والے لوگوں میں سے کسی نے صدا لگائی مغرب برا ہے اور مشرق بہترین ہے کلائٹس نے بھی یہ بات سنی لہٰذا وہ فوراً بولا میں ایسی باتوں کا مطلب خوب سمجھتا ہوں میرا خیال ہے باختریوں کے روبرو فرار اختیار کر لینے کے باعث مقدونیوں کی ہنسی اڑائی جا رہی ہے ساتھ ہی اس نے سکندر کے سامنے میز پر پڑے ہوئے شراب کے بھرے ہوئے پیالوں میں سے ایک پیالہ اٹھایا اور غصے میں زمین پر دے مارا ساتھ ہی چلا کر وہ کہنے لگا جن لوگوں نے ان پہاڑیوں میں جانیں قربان کر دیں وہ ان سے بہتر تھے جو یہاں ان کی ہنسی اڑا رہے ہیں۔

اس موقع پر ایک شخص نے بلند آواز میں کہا کلائٹس ہوش کی بات کرو جانتے ہو کس کی مذمت کر رہے ہو اس پر کلائٹس نے سکندر کی موجودگی کی پرواہ کئے بغیر میز پر پڑے ہوئے شراب کے پیالوں میں سے ایک اور پیالہ اٹھایا اس میں سے تھوڑی سی شراب پی اور اس پیالے کو بھی زمین پر زور سے مارتے ہوئے کسی قدر بڑبڑاتے ہوئے کہنے لگا حقیقت یہ ہے کہ میں بہترین آدمیوں کا ذکر کر رہاں ہوں میں ان کا ذکر کر رہا ہوں جنہوں نے فیلقوس کے سر پر فتوحات کا تاج رکھا ہاں میں اپنی پرانی فوج کا ذکر کر رہا ہوں ہاں میں کائی رونیا اور تھیس کی فتوحات کا ذکر کر رہا ہوں پھر اس نے اردگرد نظر ڈالتے ہوئے سکندر سے پوچھا بتاؤ کیا تم بھی ان کو بزدل کہہ رہے ہو اس پر سکندر چیخ کر بولا زبان بند کرو کلائٹس سکندر کے اس چلانے کے ساتھ ہی اس مجمعے پر سکوت چھا گیا تھا ہاں صرف کلائٹس مدھم مدھم آواز میں بولا اور کہنے لگا ہم جو آزاد پیدا ہوئے اپنے دل کی بات بھی بیان نہیں کر سکتے ہاں ہم فیلقوس کے بیٹے کے سامنے زبان تک بھی نہیں کھول سکتے۔ اس موقع پر وہاں جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے وہ کلائٹس کے گرد جمع ہو گئے اور اس کو پکڑ کر بلایا اور اس میں سے ایک کلائٹس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ کلائٹس ہوش میں آؤ جانتے ہو تم کس سے کیا گفتگو کر رہے ہو اس پر کلائٹس تن کر کھڑا ہو گیا اور اپنا ایک بازو اس نے لمبا کیا جس پر زخموں کے نشان تھے پر اس نے ان بزرگوں کو جو اس کے گرد جمع ہو گئے تھے چلا کر کہا پیچھے ہٹ جاؤ اس کے بعد اس نے سکندر کی طرف اشارہ کیا اور اس کے بازو پر جو زخم تھے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وہ غصے میں آگ بگولا بن کر سکندر سے کہنے لگا یہی بازو ہے جس نے دریائے گرین سی میں فیلقوس کے بیٹے کی جان بچائی تھی اور اب کلائٹس اس سے بات بھی نہیں کر سکتا جس کی اس نے جان بچائی تھی سکندر نے اپنے آپ کو کس قدر سنبھالا اور پہلے کی نسبت ذرا نرم آواز میں کہنے لگا تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہو تمہیں کوئی سزا نہ دی جائے گی کلائٹس نے اپنے سر کو جنبش دی اور دوسرے افسروں کو پیچھے ہٹا دیا اور کہا کہ ہم مقدونوی لوگ ایرانی افسروں سے اجازت لئے بغیر زبان بھی نہیں ہلا سکتے ہم تمہارے چیلے سفید کمربند کے سامنے جھکے بغیر کچھ کہہ بھی نہیں سکتے یہی ہمارے لئے سب سے بڑی سزا ہے

اس سے بڑھ کر ہم مقدونیوں کو سکندر کی طرف سے اور کیا سزا مل سکتی ہے۔

کلائٹس کی یہ بات سن کر سکندر آگ بگولا سا ہو گیا تھا وہ اپنی جگہ سے اچھلا اور سنبھالنے کے لئے ہاتھ بڑھایا اس موقع پر ٹلیلوس حرکت میں آیا اور وہ سکندر کے شمشیر بردار باہر لے گیا سکندر نے مقدونوی زبان میں ترئی بجانے والے کو پکارا ترئی بجانے والا بے حرکت کھڑا تھا سکندر نے اس کے رد عمل کو پسند نہ کیا لہٰذا زوردار ایک تھپڑ اس نے اس کے دے مارا تھا اس موقع پر وہاں جمع ہونے والے کچھ لوگ حرکت میں آئے اور کلائٹس کو پکڑ کر شامیانے سے باہر لے گئے تھے جس کے اندر سکندر بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن سکندر زور زور سے پکارا کلائٹس کلائٹس ادھر میرے پاس آؤ یہ آواز سنتے ہی کلائٹس اپنے آپ کو چھڑاتا ہوا ایک دم خیمہ گاہ کا پردہ اٹھاتا ہوا وہ اندر آیا اگرچہ وہ شراب کے نشے میں مدہوش تھا لیکن اس نے سکندر کی آواز سن لی تھی اور قریب آ کر وہ سکندر سے کہنے لگا میں تمہاری پکار پر آ گیا ہوں کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ سکندر ابھی تک کلائٹس کی گفتگو کے باعث غصے میں آگ بگولا ہو رہا تھا اس غصے اور غضب کے تحت اس نے قریب کھڑے ایک سپاہی سے برچھی چھینی اور زور سے کلائٹس کے مار دی کہ برچھی کلائٹس کے جسم کے آرپار ہو گئی تھی کلائٹس فرش پر گرا اور دم توڑ گیا تھا۔

کلائٹس کے یوں برچھی لگنے پر اور دم توڑنے پر سکندر دم بخود رہ گیا تھا اپنی جگہ سے اٹھ کر کلائٹس کے پاس بیٹھ گیا اور اس کی برچھی کا دستہ پکڑ لیا تاکہ اس کے جسم سے برچھی نکالے اس پر سکندر کے سارے سالار اس کے گرد جمع ہو گئے اور انہوں نے اس خدشے کے تحت برچھی کا دستہ پکڑ لیا کہ کہیں وہی برچھی سکندر نکال کر اپنے جسم میں گھونپ کر اپنا خاتمہ نہ کر لے۔ بہرحال سالاروں نے کلائٹس کی لاش سے برچھی نکال دی تھی۔ چند لمحوں تک وہاں بیٹھ کر سکندر بڑی پریشانی غم اور اندوہ میں کلائٹس کی لاش کو دیکھتا رہا اور پھر شامیانے کا پردہ اٹھا کر وہ باہر نکل گیا اور سیدھا اپنے خیمے میں جا کر اپنے بستر پر گویا وہ گر پڑا تھا۔

اس واقعہ کے بعد کسی کو سکندر کے خیمے میں جانے کی جرات نہیں ہو رہی تھی سکندر کی حالت تھی کہ اپنے خیمے کے اندر بند تھا اور اس نے کسی سے کھانا تک طلب نہ کیا تھا سکندر کی حالت دیکھتے ہوئے ایک یونانی سالار نے مشورہ دیا کہ اس موقع پر ہمیں سکندر کے دست راست یوناف سے کام لینا چاہئے وہی سکندر کو سنبھال سکتا ہے اسی کے کہنے پر سکندر کھانا کھانے کے علاوہ اپنی اس حالت سے سنبھل بھی سکتا ہے لیکن کچھ متعصب یونانیوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور وہ کہنے لگے کہ اس کام کے لئے ایک غیر یونانی جوان یوناف کو کیوں استعمال کیا جائے اس کے لئے یونانیوں کے سب سے بڑے کاہن ایرسٹانڈر کی خدمات حاصل کی جائیں بہرحال اب لوگ اس پر متفق ہو گئے کہ یونانیوں کا بوڑھا کاہن ایرسٹانڈر سکندر کے خیمے میں جائے اور سکندر کو کھانا کھانے اور اپنی حالت سنوارنے کا مشورہ دے۔

آخر یونانی امراء کے کہنے پر بوڑھا کاہن ایرسٹانڈر سکندر کے ایک چہیتے اور ہر دلعزیز یونانی سردار انکسارکس کے ساتھ سکندر کے خیمے میں داخل ہوا آگے آگے ایرسٹانڈر خیمے میں داخل ہوا تھا تو اس کے پیچھے انکسارکس کھانے کے برتن اٹھائے ہوئے تھا دونوں نے مل کر سکندر کو اٹھایا اور اس کے سامنے کھانا پیش کیا سکندر اس وقت وہی لباس پہنے ہوئے تھا جو لباس اس نے گزشتہ دن کلائٹس کی موت کے وقت پہنا تھا اس کی آنکھیں سوجھی ہوئی تھیں صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہ رات بھر روتا رہا تھا ایرسٹانڈر اور انکسارکس کے بار بار کہنے کے باوجود سکندر نے کھانے اور پانی کو ہاتھ تک نہیں لگایا اس پر سکندر کی توجہ بانٹنے کے لئے بوڑھا کاہن ایرسٹانڈر اس کو مخاطب کر کے کہنے

فیلقوس کے بیٹے جو کچھ ہوتا ہے انسانی ارادوں کے مطابق نہیں دیوتاؤں کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے کلائٹس کی موت بھی دیوتاؤں کی مرضی سے ہوئی ہے لہٰذا کلائٹس کی موت پر تمہیں غم زدہ اور پشیمان ہونے کی ضرورت نہیں جو ہونا تھا ہو چکا اب اس ہونی کو کوئی ان ہونی میں تو نہیں تبدیل کر سکتا ایرسٹانڈر کی اس گفتگو پر پریشان حال سکندر نے نگاہیں اٹھا کر ایرسٹانڈر کی طرف دیکھا اور انتہائی مردہ سی آواز میں کہنے لگا میری اتالینس کا کوئی بیٹا باقی نہ رہا تھا اور آج اس کا واحد اور اکلوتا بھائی بھی میرے ہی ہاتھوں موت کی آغوش میں پہنچ گیا کاش میں ایسا نہ کرتا کاش میں اپنی عزیزہ اتالینس کو اس کے عزیز بھائی کلائٹس سے محروم نہ کرتا یہ مجھ سے ایسا جرم اور ایسا گناہ سرزد ہوا ہے جس کی تلافی میں زندگی بسر نہ کر سکوں گا۔

کلائٹس کی موت کے بعد سکندر نے آہستہ آہستہ اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی تھی پر حالات اور وقت کی بدقسمتی کہ کلائٹس کی موت کے چند دن بعد سکندر کے لشکر میں ایک اور حادثہ نمودار ہوا اور وہ اس طرح کہ ایک شام ایک تقریب میں مقدونوی اور ایرانی سب ہی یکجا تھے مقدونوی سکندر سے ملتے تو معمول کے مطابق بغلگیر ہوتے جبکہ ایرانی کورنش بجا لاتے اس روز جب شراب پلائی جا رہی تھی اور ہر شخص شراب پینے سے پہلے بادشاہ کو سلام کرتا، مشرقیوں کی پیروی کرتے

ہوئے مقدونوی ذرا جھکتے اور چپ چاپ آگے بڑھ کر سکندر کے رخسار پر بوسا دیتے اس موقع محفل اپنے عروج پر تھی سکندر کے استاد ارسطو کا بھتیجا کلیتمنز اس محفل میں داخل ہوا اور سکندر کے آگے جھکنے اور اس کا بوسا لئے بغیر وہ آگے نکل گیا اس پر سکندر کے ایک ساتھی نے سکندر کو پکڑ کر ہلاتے ہوئے کہا دیکھئے آپ کے آگے آکر کلیتمنز نے جھکنا تک گوارہ نہ کیا سکندر نے اس پر نظر ڈالی اور کلیتمنز کا سلام قبول کئے بغیر اسے واپس جانے کا اشارہ کر دیا۔

اس کے دوسرے دن ہی ایک خوفناک سازش کا انکشاف ہوا یا الزام تیار ہوا وہ اس طرح سکندر نے ایشیائی اور مقدونوی بچوں کو مشترکہ تعلیم دلوانے کے لئے کوئی پچاس ہزار بچے اپنے لشکر میں شامل کر رکھے جنہیں فوجی معلم تعلیم دیتے تھے انہیں یونانی زبان سکھائی جاتی تھی اور ہتھیار استعمال کرنے کی تربیت دی جاتی تھی مقدونوی بچوں میں سے زیادہ تر امیروں یا سالاروں کے بیٹے تھے جو عموماً سکندر کے خیمے پر پہرہ دیتے تھے خصوصاً رات کے وقت نیز شکار کے آلات کے پاس رہتے تھے اس کے علاوہ جو بچے تربیت کے لئے آتے جاتے وہ بے تکلف ہتھیاروں کے ذخیرے تک پہنچ سکتے تھے ان کی وفاداری پر کسی قسم کا شبہ نہ کیا گیا تھا۔

سب سے پہلے ایک یونانی چھوٹے سالار نے سازش کا اشارہ کیا اور بطلیموس کو اس کی اطلاع دی۔ افواہ یہ تھی کہ بچے اس بات پر خفا ہیں کہ ایرانی بچوں کو بھی خاص تربیت میں ان کے ساتھ شامل کر لیا گیا ہے جب یونانیوں کے مقابلے میں ایرانی مفتوح اور مغلوب ہیں لہٰذا ایرانی بچوں کو مقدونوی بچوں کے ساتھ تعلیم نہیں دینی چاہئے بلکہ انہیں علیحدہ رکھتے ہوئے انہیں یونانیوں سے کم تر مراعات فراہم کی جانی چاہئیں۔ بطلیموس کو یہ خبر بھی ملی کہ ان یونانی بچوں نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ جب سکندر اپنے خیمے میں رات کے وقت تنہا رہ جائے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ قتل کی سازش کرنے والے ان نوجوانوں میں سے ایک کا نام پرموس تھا جو سکندر کے استاد ارسطو کے بھتیجے کلیتمنز سے فلسفہ پڑھا کرتا تھا اور اکثر تنہائی میں آکر اس سے باتیں کیا کرتا تھا۔ بطلیموس نے یہ افواہ فوراً سکندر تک پہنچا دی تھی سکندر نے اس افواہ کو فوجی سالاروں کی ایک کونسل کے حوالے کر دیا تاکہ اس بارے میں چھان بین کی جا سکے۔

لشکر کے سالاروں کی اس کونسل نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ جو بچے اس سازش میں نمایاں طور پر سرگرم لگتے تھے انہیں پکڑا اور انہیں مار پیٹ اور سزا کے عمل سے گزارتے ہوئے ان سے حقیقت اگلوانے کی کوشش کی مار پیٹ کا یہ عمل ایسا خوفناک تھا کہ بچوں نے فوراً اس سازش کا اقرار کر لیا۔ پرموس نام کا وہ جوان جو کلیتمنز سے فلسفہ پڑھا کرتا تھا اس نے فوراً اقرار کر لیا کہ ہمیں اپنے جرنیل پارمینو فلوٹس اور کلائٹس کی موت پر سخت رنج ہے نیز ہم مشرقی لباس اور کورنش کو پسند نہیں کرتے تاہم اس پرموس نے یہ اقرار کرنے سے انکار کر دیا کہ وہ کسی سازش میں ملوث ہوا ہے یا یہ کہ کلیتمنز بھی سکندر کو قتل کرنے کی سازش میں شامل ہے تاہم فوجی سالاروں کی کونسل کو پکا اور پختہ یقین تھا کہ یہ سازش تیار کی گئی ہے اور یہ بچے اس میں شامل ہیں لہٰذا جو بچے اس میں شامل قرار دیئے گئے انہیں موت کی سزا دے دی گئی ارسطو کے بھتیجے کلیتمنز کو بھی گرفتار کر لیا گیا چند روز تک اسے بیڑیاں پہنا کر قیدی اور اسیر کی حیثیت سے رکھا گیا اور پھر اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔

ان واقعات کے چند روز بعد سکندر نے یوتاف کو اپنے خیمے میں طلب کیا اس وقت تک وہ اپنے حال کو کسی حد تک سنبھال چکا تھا یوتاف اور بیوسا دونوں میاں بیوی جب سکندر کے خیمے میں داخل ہوئے تو سکندر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ان دونوں میاں بیوی کا پرتپاک خیر مقدم کیا پھر انہیں اپنے سامنے بیٹھنے کو جگہ دی جب وہ دونوں میاں بیوی بیٹھ گئے تب سکندر یوتاف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو یوتاف میرے بھائی جس جگہ میں قیام کئے ہوئے ہوں میں یہاں سے کوچ کرنا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جگہ اور یہ مقام میرے لئے منحوس ہی ثابت ہوئی ہے اس لئے کہ اس جگہ ایک تو کلائٹس میرے ہاتھوں مارا گیا اور دوسرے کچھ یونانی بچے جو میرے قتل کی سازش میں شامل تھے اس جگہ مارے جا چکے ہیں لہٰذا میں مشرق کی طرف کوچ کرنا چاہتا ہوں مشرق کی طرف کوچ کرنے کا میرا اصل مقصد اور مدعا یہ ہے کہ میں بادشاہوں کے بادشاہ کو روش سے بھی زیادہ فتوحات حاصل کروں کوروش نے شمال میں دریائے زرفشاں اور مغرب میں بحر اسود تک خوب فتوحات حاصل کیں تھیں لیکن اس نے مشرق کی طرف کوئی دھیان نہ دیا تھا میں بحر اسود سے لے کر ثمرقند کے شمال تک کے سارے علاقوں کو اپنے سامنے زیر نگیں کرنے کے بعد اب مشرق کی طرف رخ کرنا چاہتا ہوں اور جیسی فتوحات میں حاصل کر چکا ہوں ایسی فتوحات اگر میں مشرق میں بھی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو فتوحات کے اس سلسلے میں میرا نام کوروش سے اچھا اور بہتر شمار کیا جائے گا میں جانتا ہوں کہ تم دونوں میاں بیوی نے ایک زمانہ اور ایک دنیا دیکھ رکھی ہے پس تم کہو کہ مجھے کس راستے سے مشرق کی طرف کوچ کرنا چاہئے یہاں تک کہنے کے بعد سکندر جب خاموش ہوا تو

یوناف نے تھوڑی دیر تک اس کی طرف غور سے دیکھا اور پھر اسے مخاطب کر کے بولا اور کہنے لگا۔

سنو سکندر! جس جگہ ہم یہاں شمال کو ہستانی سلسلوں میں پڑاؤ کئے ہوئے ہیں یہاں سے مشرق کی طرف کوچ کرنے کے لئے ہمارے سامنے دو راستے ہیں اول یہ کہ ہم یہاں سے جنوب کا رخ کریں اور دریائے کابل تک بڑھتے چلے جائیں پھر دریائے کابل کے کنارے کنارے مشرق کی طرف بڑھیں یہ دریا آگے جا کر ان علاقوں کے سب سے بڑے دریا سندھ میں جا گرتا ہے اس دریائے سندھ کو عبور کرنے کے بعد ہم بڑی آسانی کے ساتھ مشرق پر یلغار کر سکتے ہیں اگر تمہارا لشکر دریائے سندھ پر پل بنا کر عبور کرنے میں کامیاب ہو گیا تو مشرق کی طرف بڑھتے ہوئے راستے میں جو دوسرے دریا آتے ہیں انہیں پار کرنا تمہارے لئے کوئی زیادہ دشوار نہ ہو گا۔

مشرق کی طرف جانے کے لئے دوسرا راستہ یہ ہے کہ جہاں اس وقت ہم پڑاؤ کئے ہوئے ہیں یہیں سے دریائے آمو کے کنارے کنارے مشرق کی طرف بڑھتے چلے جائیں کوہستانی سلسلوں اور برف پوش چوٹیوں اور سرسبز وادیوں میں سے گزرتے ہوئے ہم ان سرزمینوں کی طرف نکل جائیں جہاں دریائے سندھ کا منبع ہے اور دریائے سندھ کے ساتھ ساتھ جنوب کی طرف بڑھیں اور اس دریا کو پار کر کے مشرق کی طرف حملہ آور ہوں پس سنو سکندر مشرق کی طرف جانے کے لئے آسان ترین یہی دونوں راستے ہیں ان دونوں میں سے تم جس کا چاہو انتخاب کر لو یوناف کی یہ گفتگو سن کر سکندر کے چہرے پر تھوڑی دیر تک ہلکی ہلکی مسکراہٹ مچلتی رہی پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میرے بھائی مشرق کی طرف جانے کے لئے میں تمہارے بتائے ہوئے دونوں راستوں کا انتخاب کرتا ہوں اور دونوں راستوں کے ذریعے میں اپنے لشکر کو لے کر مشرق کی طرف بڑھوں گا سکندر کے اس سوال پر یوناف نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا کھل کر کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو اس پر سکندر پھر مسکراتے ہوئے بولا اور کہنے لگا میرا مطلب واضح اور عیاں ہے میں اپنے لشکر کا ایک حصہ جس میں زیادہ تر پل تعمیر کرنے کے صناع ہوں گے دریائے کابل کی طرف روانہ کروں گا اس لشکر کو میں اپنے سالار پرڈیکاس کی سرکردگی میں روانہ کروں گا یہ پرڈیکاس دریاؤں پر پل تعمیر کرنے کی مہارت میں اپنا کوئی ثانی اور اپنی مثال نہیں رکھتا یہ پرڈیکاس لشکر کے ایک حصے کو لے کر دریائے کابل کے راستے وادی سندھ کی طرف جائے گا اور دریائے سندھ پر پل تعمیر کر کے دشمن کے قلعوں پر حملہ آور ہونے کے لئے جو ہمارے پاس سازو سامان ہے وہ سب کچھ بھی یہ پرڈیکاس

اپنے ساتھ لے جائے گا جبکہ لشکر کے دوسرے بڑے حصے کو لے کر میں دریائے آمو کے کنارے کنارے مشرق کی طرف بڑھوں گا اور آگے پیش قدمی کرتے ہوئے میں دریائے سندھ کے منبع تک پہنچ کر اپنا رخ تبدیل کرتے ہوئے جنوب کی طرف بڑھوں گا اور پرڈیکاس کے لشکر سے جا ملوں گا مجھے امید ہے میرے پہنچنے تک پرڈیکاس دریائے سندھ پر پل تعمیر کر چکا ہو گا جسے عبور کرنے کے بعد میں اپنے پورے لشکر کے ساتھ مشرق پر وارد ہوں گا اور اپنی مرضی اور اپنی خواہش کے مطابق فتوحات کا سلسلہ بڑھاتا چلا جاؤں گا۔

سکندر تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر دوبارہ بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا سن میرے بھائی تم جانتے ہو کہ میں مشکل اور مصائب پسند انسان ہوں اس لئے میں اپنے لشکر کے ساتھ دریائے آمو کے کنارے کنارے مشرق کی طرف دریائے سندھ تک بڑھنے کا ارادہ کیا ہے یوناف میرے دوست میرے بھائی تم جانتے ہو کہ یہ راستہ انتہائی دشوار گزار ہونے کے ساتھ مصائب اور کٹھنائیوں سے بھرا پڑا ہے راستے میں سنگلاخ کوہستانی سلسلوں کے علاوہ دھول اڑاتے صحرا برف سے ڈھکے ہوئے طویل اور بلند کوہستانی سلسلے اور ندی نالوں سے اٹی ہوئی ناقابل عبور وادیاں آتی ہیں انہی سے گزرتے ہوئے میں دریائے سندھ تک پہنچنا چاہتا ہوں اپنی اس مشکل ترین راہ کے سر کو کسی قدر آسان اور کامیاب بنانے کے لئے تمہاری مدد حمایت اور استعانت کی ضرورت ہے اس پر یوناف فوراً بولا اور کہنے لگا۔ میں اس سلسلے میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں جواب میں سکندر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

تم میرے لئے یہ کر سکتے ہو کہ میرے کوچ سے پہلے ہی تم دریائے آمو کے کنارے کنارے مشرق کی طرف روانہ ہو جاؤ تمہاری بیوی بیوسا بھی تمہارے ساتھ ہو گی اس کے علاوہ تم دونوں کی حفاظت کے لئے لشکر کے چند دستے بھی تمہارے ہمراہ کر دیئے جائیں گے تم میری روانگی سے چند روز پہلے کوچ کرو دریائے آمو کے کنارے کنارے مشرق کی طرف بڑھتے ہوئے تم اپنی مرضی کے مطابق مناسب فاصلے پر تراشے ہوئے پتھر نصب کرتے ہوئے چلے جانا ان پتھروں کو دیکھتے ہوئے میں مشرق کی طرف سفر کرتے ہوئے تمہارے پیچھے پیچھے دریائے سندھ تک آسانی سے پہنچنے میں کامیاب ہو جاؤں گا تمہیں اس کام پر اس لئے مقرر کر رہا ہوں کہ تم دونوں میاں بیوی نے دنیا کے اکثر حصوں کو اپنے پاؤں تلے پامال کر رکھا ہے جس راستے سے میں مشرق کی طرف بڑھنا چاہتا ہوں یہ راستہ بھی تم دونوں کا خوب دیکھا بھالا ہے لہٰذا جو کام میں تمہیں سونپ رہا ہوں وہ کام تمہارے لئے مشکل

نہیں ہے جواب میں یوناف کہنے لگا۔

کام تو مشکل نہیں ہے لیکن اصل دشواری یہ ہو گی کہ تراشے ہوئے پتھر جن کی نشان دہی پر تم میرے پیچھے پیچھے دریائے آمو کے بعد دریائے سندھ کی طرف بڑھو گے یہ پتھر مجھے کہاں سے میسر ہوں گے اس پر سکندر مسکراتے ہوئے کہنے لگا جو دستے تم دونوں میاں بیوی کی حفاظت کے لئے میں تمہارے ساتھ کروں گا ان دستوں میں کچھ صناع اور سنگ تراش لوگ بھی ہوں گے جو تمہارے حکم کے مطابق پتھر تراش تراش کر نصب کرتے چلے جائیں گے جو دستے تمہارے ہمراہ روانہ ہوں گے ان کے ساتھ خچروں کا ایک پورا کارواں ہو گا جس پر تم سب کے کھانے پینے اور دیگر ضروریات کا سامان لدا ہوا ہو گا اب بتاؤ تم میری خاطر یہ کام کرنے پر آمادگی ظاہر کرتے ہو جواب میں یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

یہ کوئی ایسا مشکل کام نہیں کہ جس پر آمادگی میرے لئے گراں اور تکلیف دہ ہو جب بھی تم چاہو میں اس کام کے لئے مشرق کی طرف کوچ کرنے کے لئے تیار ہوں یوناف کا جواب سن کر سکندر بے حد خوش ہوا اپنے دونوں ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے اس نے یوناف کے شانے تھپتھپائے پھر اس نے بڑی شفقت بڑی اپنائیت میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا قسم ہے مجھے یونان کے بڑے بڑے اور عظیم دیوتاؤں کی مجھے تم سے ایسے ہی جواب کی امید تھی میرا ارادہ ہے کہ تم کل ہی اپنے سفر پر کوچ کر جاؤ کل صبح ہی صبح تمہارے لئے ان دستوں کا تعین کر دیا جائے گا جو تمہارے ساتھ مشرق کی طرف روانہ ہوں گے اس کوچ سے پہلے جو ضروریات کی اشیاء تم اپنے ساتھ لے جانا پسند کرتے ہو وہ بھی مجھے بتا دو میں ان سب کا انتظام کر دوں گا یوناف فوراً اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولا بس مجھے کسی خاص شے کی ضرورت نہیں ہے کل صبح تک میرے ساتھ روانہ ہونے والے محافظ مسلح دستے رسد اور کمک کا سامان مہیا کر دیا گیا تو میں صبح ہی صبح اپنے سفر پر روانہ ہو جاؤں گا سکندر نے یوناف کو ان سارے انتظام کا یقین دلایا جس کے جواب میں یوناف اور بیوسا مطمئن ہوتے ہوئے سکندر کے خیمے سے باہر نکل گئے تھے دوسرے روز وہ چند مسلح دستوں کے ساتھ وہاں سے کوچ کر گئے تھے چند روز کا وقفہ ڈال کر سکندر بھی دریائے آمو کے کنارے کنارے مشرق کی طرف روانہ ہوا تھا اس نے دیکھا کہ اس کے آگے آگے واقعی یوناف تراشے ہوئے پتھر نصب کرتا جا رہا تھا اور اسی پتھروں کی رہنماؤں میں سکندر اپنے لشکر کے ساتھ مشرق کی طرف کوچ کر رہا تھا۔ سکندر چونکہ مشکل پسند تھا لہٰذا اس نے مشرق کی طرف جانے کے لئے یہ راستہ اختیار کیا ورنہ ہندوستان پر حملہ

آور ہونے کے لئے وہ پرڈیکاس کے ہمراہ درہ خیبر کو عبور کرنے کے بعد دریائے کابل کے کنارے کنارے سندھ کی وادیوں میں داخل ہو سکتا تھا لیکن اپنی مشکل پسندی ہی کی وجہ سے اس نے دریائے آمو کا راستہ اختیار کیا اس سے پہلے بھی کئی مواقع پر وہ اپنی مشکل پسندی کا مظاہرہ کر چکا تھا پہلی بار اس وقت جب اس نے گارڈین کے سلسلہ کوہ کی طرف کوچ کیا تھا دوسری بار اس وقت جو وہ بحر قزوین کے کناروں کی طرف بڑھا تھا اور تیسری بار اس موقع پر جب وہ دریائے ریگ کے کنارے سیتھیوں کے علاقوں میں گھسا تھا اور اب وہ اسی مشکل پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دریائے آمو کے کنارے کنارے مشرق کی طرف بڑھا تھا ہمالیہ کے کوہستانی سلسلوں سے گزرتے ہوئے یہ سفر بڑا خطرناک تھا ایسا لگتا تھا کہ سکندر اس سلسلے میں انکشافات کا خواہاں ہو یا وہ پرانے یونانیوں کے اقوال کی سچائی جاننے کے لئے زمین بندھ سمندروں کو دیکھنا چاہتا ہو شاید پرانے یونانیوں کی طرح اس کی خواہش تھی کہ سطح مرتفع کے کنارے معلوم ہو جائیں اور نئی پہاڑی دیواروں کو پھلانگے وہ زمین کی وضع اور ہیت کے متعلق شاید آخری فیصلہ کرنا چاہتا تھا جو یونانی عالموں کے افکار کے بالکل مختلف معلوم ہوتی تھی۔

جیسے جیسے وہ آگے بڑھتا جاتا تھا پہاڑ بلند تر ہوتے جاتے تھے دریاؤں کا عرض بھی بڑھ گیا تھا اب اس کے سامنے یہ سوال تھا کہ کیا واقعی پرانے یونانی اقوال کی طرح زمین کے آخری حصوں پر سمندر واقع ہے اور طلوع آفتاب کے مقام پر آسمانی قوت کی کوئی شہادت موجود ہے وہ پرانے یونانیوں کے اقوال کی روشنی میں یہ بھی معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کیا واقعی دور مشرق میں لافانی عقل و دانش کے آدمی رہتے ہیں جو نخل ارم کا میوہ کھا چکے تھے اور آب حیات پی چکے تھے سکندر کے لشکر میں شامل کچھ دانشوروں کا خیال تھا کہ سکندر کو پرانے یونانیوں کے اقوال مشرق کی طرف نہیں لے جا رہے بلکہ اس کی تقدیر اسے مشرق کی طرف کھینچ لے جا رہی تھی ممکن ہے یہ سفر اس نے اسی لئے کیا ہو کہ آیا تقدیر کا وجود ہے بھی یا نہیں یعنی کیا زمین پر دیوتاؤں کے ہونے کا ثبوت ہے بھی کہ نہیں یا یہ کہ انسان اپنے سے بلند تر ارادوں کے طابع تھا اور کیا غیر متحرک محرک جو دور افتادہ اور نارواہ تھا واقعی کائنات کی قوت اور جوہری عملیات کا سرچشمہ تھا اور یہ کہ کیا عالم انسانیت اپنی کوشش سے علم تہذیب کی روشنی یا وحشت بے حمیت کی تاریکی کی طرف جاتا ہے۔

انہیں کوہستانی سلسلوں میں سفر کرتے ہوئے موسم بہار اپنی عروج پر آگیا تھا اسی سفر اور موسم بہار میں ایک خوش نصیبی نے سکندر اور اس کے لشکریوں کا ساتھ دیا انہیں ان کو ہستانی

سلسلوں کے اندر ایسا واقعہ پیش آیا جسے انہوں نے اپنے لئے نیک شگون سمجھا اور مشرق کی طرف آگے بڑھتے ہوئے ان کے حوصلے مزید بڑھ گئے تھے موسم بہار میں ان وادیوں کے اندر انہوں نے عشق پیچاں کے پودے دیکھے تھے عشق پیچاں ایک ایسا پودا ہے جس کے متعلق یونانیوں کا خیال ہے کہ یہ صرف یونان ہی میں پایا جاتا تھا اور اس سے قبل وہ یونان سے باہر کسی بھی سرزمین میں موجود نہ تھا ان کی مزید خوشی کا باعث یہ چیز بھی تھی کہ جو لوگ ان عشق پیچاں کی ان وادیوں میں آباد تھے ان لوگوں کو عشق پیچاں کا یونانی نام بھی معلوم تھا بلکہ وہ یونانی زبان کے بہت سے الفاظ بھی جانتے اور بولتے تھے۔

ان لوگوں سے دریافت کرنے پر آہستہ آہستہ سکندر اور لشکریوں کو پوری کہانی معلوم ہو گئی وہ لوگ اپنے آپ کو ان یونانی بہادروں کے اخلاف میں سے خیال کرتے تھے جو قدیم یونانی سپہ سالار دیونی سوس کے زیر علم پھرتے ہوئے یہاں پہنچ گئے تھے جو لوگ جنگ کے قابل نہ رہے تھے آگے بڑھتے ہوئے دیونی سوس نے انہیں وہاں آباد کر دیا تھا وہاں رہنے والے لوگوں نے پہاڑ کی ایک چوٹی کی طرف اشارہ کیا جس کا نام کوہ ہیرد تھا اور انہوں نے بتایا کہ یہ یونان کے پہاڑ زیوئی کی بدلی ہوئی شکل ہے وہاں کے رہنے والے لوگوں کے اس انکشاف پر سکندر اور اس کے لشکری اس پہاڑ پر چڑھے جس کے ڈھلانوں پر عشق پیچاں کے ہی پودے نظر آتے تھے وہاں سایہ دار مقامات پر عبادت گاہیں بنی ہوئی تھیں اور وحشی حیوانات آزاد پھرتے تھے یہ عشق پیچاں کو دیکھ کر مقدونوی بے حد خوش ہوئے انہوں نے اس کے ہار بنا کر پہنے تاج بنا کر سر پر رکھے ناچتے گاتے رہے وہاں اس کوہستانی سلسلے پر سکندر نے دیونی سوس کے نام کی قربانیاں کیں اور اپنے رفیقوں کے ہمراہ جشن منایا یہ دیونی سوس گو یونانیوں کا ایک سپہ سالار تھا لیکن بعد میں یونانیوں نے اسے اپنے ایک دیوتا کی صورت دے دی تھی۔

عشق پیچاں کے اس دریافت نے مقدونیوں کی ہمت دوچند کر دی تھی اگرچہ اب وہ خیال کرنے لگے تھے کہ خدائی طاقت ہی انہیں مشرق کی طرف بھگائی چلی جا رہی ہے لیکن عشق پیچاں کے ملنے پر ان پر یہ انکشاف ہوا کہ ان سے پہلے بھی یونانی ان سرزمینوں میں آ چکے ہیں عشق پیچاں کی ان وادیوں سے نکل کر جب وہ مزید آگے بڑھے تو انہیں ایک دوسری خوشخبری ان سرزمینوں پر ملی اور وہ یہ کہ اگلی وادیوں میں انہوں نے سدا بہار گلاب کے پودے دیکھے اس سدا بہار گلاب کے متعلق بھی یونانیوں کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ صرف یونان کی زمینوں پر ہوتا تھا لہٰذا ان وادیوں میں سدا

بہار گلاب دیکھ کر انہیں جہاں خوشی ہوئی وہاں انہوں نے اپنے آپ کو خوش قسمت بھی خیال کیا کہ وہ اس راستے سے ہوتے ہوئے مشرق کی طرف بڑھے ہیں۔

سدا بہار گلاب کی ان آس پاس کی وادیوں میں یونانیوں نے درختوں کے جنگل دیکھے یہاں انہوں نے لمبے سینگوں والے نہایت قوی بیل بھی دیکھے اور ان کا ایک ریوڑ پکڑ کر انہوں نے چند مسلح جوانوں کے ہاتھ مقدونیہ بھیج دیا تھا ایشیاء کوچک اور سندھ کے کوہستانی سلسلوں کی طرح شمالی ہند کے ان پہاڑوں پر بھی انہیں بہت سے وحشی لوگوں سے سابقہ پڑا یہ لوگ لشکر کو دیکھ کر اپنے پہاڑی قلعوں میں چلے جاتے جو بلند چوٹیوں پر بنے ہوئے تھے سکندر نے ان کے تعاقب میں چوٹیوں پر چڑھنے یا انہیں رام یا تباہ کرنے پر سخت اصرار کیا لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ مقدونیوں کی کوئی تدبیر کامیاب نہ ہو سکی ان وحشی لوگوں کے ساتھ جھڑپوں میں ایک موقع پر خود سکندر اور اس کا جرنیل بطلیموس دونوں زخمی ہو گئے تھے تاہم یونانی لشکریوں نے بعض مقامات پر بڑی بے دردی کا اظہار کیا ایک مقام کے باشندوں کو ایک جگہ انہوں نے جمع کیا اور تمام کے تمام مرد اور عورتوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

سکندر اور اس کے لشکر جیسے جیسے بلندیوں کی طرف بڑھتے گئے چیڑ کے ایسے درخت ملے جو زیادہ بلند نہ تھے وادیاں تنگ ہوتی گئیں ان میں ندیاں شور کرتی ہوئی بہتی تھیں یہاں ہوا بہت ہلکی ہو گئی تھی جس میں سانس لینا بھی مشکل تھا راستے میں برف کے تودے پڑے ہوئے تھے بڑی مشقت اٹھا کر وہ ان پر سے گزرے ہوا اتنی تیز تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ انہیں چیر کر رکھ دے گی لہٰذا ایسے موقع پر وہ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر چلتے تھے برفستانوں سے گزرے تو معلوم ہوا کہ وہ اتنی بلندی پر پہنچ گئے ہیں جو بادلوں سے بھی اوپر ہے وہاں انہیں برف سے ڈھکی ہوئی ایک سفید رنگ کی بہت اونچی چوٹی نظر آئی جس کے دامن میں چاروں طرف بادل ہی بادل پھیلے ہوئے تھے بہرحال سکندر اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ وہ دریائے سندھ کے کنارے پہنچ گیا یہاں اس نے اپنا رخ بدل لیا پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ دریائے سندھ کے کنارے کنارے بڑی تیزی کے ساتھ راستے میں یوناف کے گاڑے ہوئے پتھروں کی رہنمائی میں جنوب کی طرف بڑھا تھا۔

دریائے سندھ کے کنارے کنارے سفر کرتے ہوئے ایک موقع پر سکندر کے جرنیل بطلیموس نے اپنے خیال کا اظہار کرتے ہوئے سکندر سے کہا ہمیں ان مشرقی سرزمینوں کی طرف نہیں آنا چاہئے تھا بلکہ اپنی فتوحات کے سلسلے میں ہمدان اور بابل پر اکتفا کرتے ہوئے ہمیں واپس

چلے جانا چاہئے تھا اس لئے کہ ہماری اصلی جگہ اپنا اور مصر کا سمندر ہے۔ طیلموس نے یہ بھی بتایا کہ اس کی محبوبہ تھائس مستقل طور پر مصر میں آباد ہونے کے لئے تڑپ رہی ہے تاہم سکندر نے طیلموس کے ان خیالات سے اتفاق نہ کیا اور اس نے مشرق کی طرف مزید پیش قدمی کرنے کے اپنے ارادوں پر قائم رہنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

دریائے سندھ کے کنارے کنارے سفر کے دوران سکندر اپنے استاد ارسطو کی کتاب مابعد الطبیعات کا مطالعہ کرتا رہا اس کتاب میں ارسطو نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا تھا کہ خدا اس زمین پر نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ دور افتادہ ستاروں کی دنیا میں رہتا ہے جو قوت اور ثوابت کو زمین کے گرد گردش میں رکھتی ہے اور یہ کہ اسی سے تمام چیزوں میں حرکت کا وجود ہے وقت کے تعینات سے باہر بھی یہی حرکت زمین کی طرف آتی ہے زندگی پیدا ہوتی ہے اور وقت کے تعینات میں قائم رہتی ہے اس سے آگے خدا کا کوئی وجود نہیں ہے۔

ارسطو کی کتاب مابعد الطبیعات کا مطالعہ کرتے ہوئے سکندر پر واضح ہوا کہ اس کا استاد فطرت اللہ پر نظری بحثوں میں یہ دور تک چلا گیا ہے سکندر نے اس کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے سوچا کہ اگر یہ درست ہے تو سفر میں مجھے طبعی اشیاء کے سوا وہ کچھ نہ ملے گا ساتھ ہی اسے یہ محسوس ہوا کہ استاد اور شاگرد کے خیالات بالکل مختلف ہو گئے ہیں استاد پہلے علم سے زیادہ عمل اور استدلال سے زیادہ انکشاف پر زور دیتا تھا لیکن اب وہ نظریات کا شارح بن گیا تھا اس کے برعکس سکندر مشاہدے اور انکشاف پر تلا ہوا تھا اور وہ یہ جاننے کا خواہش مند تھا کہ اگر وہ برابر مشرق کی طرف سفر کرتا چلا جائے تو کیا کیا انکشافات اس کے سامنے آ سکتے ہیں جبکہ اس کے مقابلے میں طیلموس کو ایک ہی خیال تھا اور وہ یہ کہ مصر واپس چلا جائے اور وہاں پر آباد ہو جائے بہرحال اسی تگ و دو میں سفر کرتے ہوئے سکندر اپنے لشکر کے ساتھ دریائے سندھ کے کنارے اس جگہ پہنچ گیا جہاں دریائے کابل دریائے سندھ سے آ کر ملتا ہے وہاں پر سکندر کے جرنیل پرڈیکاس نے پہلے سے پہنچ کر دریا کے اوپر پل بنا دیا تھا یوناف بیوسا اور ان کے ہمراہ جو محافظ دستے تھے وہ بھی ان کے ہمراہ وہاں پہنچ چکے تھے سکندر وہاں پہنچ کر اپنے گھوڑے سے اترا سب سے پہلے وہ یوناف سے بغلگیر ہو کر ملا پھر اس نے پرڈیکاس کو وہاں پہنچنے اور دریائے سندھ پر پل تعمیر کرنے کی مبارکباد دی اس کے بعد اس نے اپنے لشکر کو وہاں پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

دریائے سندھ کے کنارے پڑاؤ کرنے کے بعد یونانیوں کو دریائے سندھ کی اصلیت سے

آگاہی ہوئی جبکہ اس سے پہلے عام طور پر یونانیوں اور خصوصیت کے ساتھ ارسطو اور اس کے ہم عصر فلسفیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ مصر کے دریائے نیل کا پانی سندھ ہی سے آتا ہے یونانیوں کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ جب وہ دریائے سندھ کے کنارے جائیں گے تو وہاں کہیں انہیں دریائے نیل کا منبع بھی مل جائے گا لیکن دریائے سندھ پر آ کر انہیں اپنے عقیدے کے برخلاف سخت مایوسی کا سامنا کرنا پڑا تھا یونانیوں کا یہ بھی خیال تھا کہ نیل کی طرح سندھ میں بھی کسی واضح سبب کے بغیر طغیانی آ جاتی ہو گی یونانی چونکہ مصر کو نیل کا عطیہ قرار دیتے تھے لہٰذا ان کا خیال تھا کہ جس طرح نیل سالانہ طغیانیوں میں غیر معلوم خطوں سے جو ذرات لاتا تھا وہ کناروں کے ساتھ چھوڑتا چلا جاتا تھا اور اس طرح زمین بنتی چلی جاتی تھی ان کا خیال تھا کہ دریائے سندھ کی بھی یہی صورتحال ہو گی اور ہندوستان کی سرزمین بھی مصر کی طرح ایک تنگ اور لمبوتری زمین کی شکل میں سمندر تک چلی گئی ہو گی لیکن دریائے سندھ کے کنارے پر انہیں یہ جان کر مایوسی ہوئی کہ نیل کا سندھ نہیں ہے اور یہ کہ سندھ میں جو طغیانیاں آتی ہیں ان کا سبب یہ ہے کہ پہاڑوں پر برف پگھلتی ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ بلندیوں پر کثرت سے بارش ہوتی ہے لہٰذا یونانیوں نے اپنے خیالات میں تبدیلی کرتے ہوئے یہ سوچنا شروع کر دیا کہ دریائے سندھ میں یونہی بے سبب طغیانیاں نہیں آتیں بلکہ اس کے منبع کے آس پاس پہاڑوں پر بارش ہوتی ہے اس کی وجہ سے طغیانی اور سیلاب نمودار ہو جاتے ہیں دریائے سندھ کے کنارے آ کر یونانیوں کو یہ بھی پتا چلا کہ سندھ کا بہاؤ مشرق سے مغرب کی طرف نہ تھا بلکہ یہ جنوبی سمت میں بہتا ہوا سمندر میں گرتا تھا جبکہ اس کے برخلاف نیل جنوب سے شمال کی طرف بہتا تھا۔

سکندر نے اپنے لشکر کے ساتھ چند ہفتوں تک دریائے سندھ کے کنارے پڑاؤ کئے رکھا اس دوران پل تو تیار ہو چکا تھا لیکن اس کی گزرگاہ پر ابھی تختے لگانا باقی رہ گئے تھے موسم بہار ابھی تک اپنے عروج پر تھا لہٰذا پل پر سے گزرنے کے لئے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر تختے تیار کئے گئے اور ان تختوں سے پل کی تختہ بندی کا کام شروع کیا گیا تھا بہرحال چند ہفتوں تک دریائے سندھ کے کنارے پڑاؤ کرنے کے بعد سکندر اپنے لشکر کے ساتھ مزید مشرق کی طرف بڑھا تھا۔

سکندر نے دریائے سندھ کو پار کیا ہی تھا کہ عین اس موقع پر شمالی ہند کے راجہ کی طرف سے بے شمار تحفے آئے چاندی کے انبار گاڑیوں میں لدے ہوئے تھے ہزاروں بیل اور بھیڑیں غذا اور قربانی کے لئے بھیجی گئیں تھیں سانولے رنگ کے ہندوستانی سواروں کا لشکر اور جھولوں والے تیس ہاتھیوں کی قطار بھی سکندر کی خدمت میں روانہ کی گئی تھی شمالی ہند کے راجہ کے ان تحائف کو

سکندر نے قبول کیا ان دور دراز کی سرزمینوں میں اپنی عسکری قوت کو بڑھانے کے لئے سکندر نے مقامی لوگوں کو بھی اپنے لشکر میں شامل کرنا شروع کر دیا تھا۔

مشرق کی طرف بڑھتے ہوئے سکندر اپنے لشکر کے ساتھ اب پہاڑوں سے نکل کر کھلے میدانوں میں داخل ہوا تھا سکندر کی بیوی روشنک نے اپنے آپ کو یکسر بدل لیا تھا وہ اب اپنی قبائلی رسومات کو ترک کر کے شاہی دربار کی شان و شوکت سے رہنے لگی تھی اس کے شامیانے کے اردگرد احاطہ قائم کیا جاتا تھا جس ہاتھی پر وہ سوار ہوتی تھی اس کے ساتھ خواجہ سراؤں کی ایک جماعت حفاظت کے لئے اس کے ساتھ ہوا کرتی تھی وہ ایسا بت دکھائی دینے لگی تھی جسے جواہرات پہنا دیئے گئے ہوں اس کے پردہ دار ہودے کو ہاتھی پر باندھ دیا جاتا تھا روشنک خود بے پردہ گھوڑے پر سوار ہونے کی عادی تھی لیکن ہندوستان میں چونکہ ایسی سواری کو خلاف وقار سمجھا جاتا تھا لہٰذا گھوڑے کی سواری ترک کر کے روشنک ہاتھی پر سوار ہونے لگی تھی۔ روشنک نے بڑی تیزی سے اس نئی شان و شوکت سے مطابقت پیدا کر لی تھی وہ ہاتھی کے سوا کسی چیز پر سوار نہ ہوتی تھی تاہم اسے نئی سرزمینوں کی تمازت پسند نہ تھی وہ اپنے وطن کی خنک سطح مرتفع پر بہت خوش تھی یہاں مہموں کے درمیان خیموں میں رہتی اور اپنے سنجابی پارچے ایک طرف رکھ کر سکندر کے پاس آگ کے پاس بیٹھ جاتی لیکن ہندوستان کی سرزمین میں کیمپ کی حیثیت ایک متحرک شہری تھی اسے زربفت کے لباس پہننے پڑتے اور موتیوں کے ہار گلے میں ہوتے وہ اس بات پر متفکر تھی کہ اس کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا اور وہ یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ سکندر کے وقتی رجحانات اسے کہاں سے کہاں لے جائیں گے۔

دریائے سندھ کو عبور کرنے کے بعد ایک جگہ سکندر نے ہاتھیوں کے جھنڈ دیکھے وہاں اس نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیا اور یہ خیال ظاہر کیا کہ ہاتھیوں کا شکار کرنا چاہئے چنانچہ وہ مقدونوی افسروں اور مسلح جوانوں کے دستوں کو لے کر مقامی ہندوستانیوں کی رہنمائی میں ہاتھیوں کے شکار کو نکلا اور ایک گلے پر حملہ کیا بہت سے ہاتھیوں کو پکڑ کر انہوں نے رسیوں سے باندھ لیا مقدونوی اس قوی ہیکل جانور کی سمجھ بوجھ اور قوت سے بے حد متاثر ہوئے جسے ایک بچہ یا بوڑھا بھی جہاں چاہتا لے جا سکتا تھا انہوں نے ہندوستانیوں کے ہاں پالتو ہاتھیوں کو رقص کرتے ہوئے بھی دیکھا انہوں نے رقص کرنے والے ہاتھیوں میں ایک ایسا بھی دیکھا جس کی دونوں اگلی ٹانگوں پر گھنگرو بندھے ہوئے تھے اور وہی ہاتھی گھنگروؤں کا اور پچھا سونڈ میں پکڑ کر بجاتا اور ساتھ ہی اپنے

پاؤں ہلا ہلا کر ٹانگوں کے ساتھ بندھے گھنگروؤں کو بھی ایک عجیب اور طرز کے ساتھ بجا کر رقص کرتا تھا۔

سکندر نے جو ہاتھیوں کی قوت اور افادیت کو دیکھا تو اس نے فیصلہ کیا کہ ان کا ریوڑ پال لینا چاہئے تاکہ وہ لشکر میں بار برداری اور دوسرے کاموں کے استعمال میں لایا جا سکے ریوڑ پالنے کے لئے اس نے چند ہندوستانیوں کو اپنے سامنے طلب کیا اور ان سے پوچھا کہ کیا وہ ہاتھیوں کے ریوڑ پال سکتے ہیں اور اگر وہ ایسا کر سکتے ہیں تو کتنی مدت میں وہ ہاتھیوں کے بچوں کو پال کر اپنے لئے سدھایا ہوا ریوڑ تیار کر سکتے ہیں۔ سکندر کے اس سوال پر ایک بوڑھا ہندوستانی اسے مخاطب کر کے کہنے لگا اے سکندر ایک ہتھنی سولہ مہینے کے بعد بچہ دیتی ہے اور گھوڑوں کی طرح اس کا صرف ایک ہی بچہ ہوتا ہے اور ہتھنی کا بچہ تقریباً" آٹھ ماہ تک ماں کا دودھ پیتا رہتا ہے اب آپ سوچ لیں کہ ہاتھیوں کا ایک ریوڑ پالنے کے لئے آپ کو کتنا وقت درکار ہو گا اس بوڑھے ہندوستانی کی گفتگو سن کر سکندر نے ہاتھیوں کا ریوڑ پالنے کا ارادہ ترک کر دیا تھا۔

مشرق کی طرف آگے بڑھتے ہوئے سکندر نے ایک جگہ اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا کہ بہار کے بعد ساون کا موسم شروع ہو گیا اور ایک روز اچانک موسلا دھار بارش شروع ہو گئی آسمان گرم زمین پر پھوٹ پڑا جہاں کیمپ لگا ہوا تھا وہ زمین راتوں رات پانی سے جل تھل ہو گئی تھی یونانیوں نے تڑانے کے بعد اس قسم کے طوفانی انداز میں بارش کے برسنے کا انداز کہیں نہ دیکھا تھا انہی بارشوں کے دوران ہندوستان کے مقامی باشندوں نے سکندر کو بتایا کہ دریائے سندھ سے آگے بڑھیں تو یکے بعد دیگرے پانچ بڑے بڑے دریا راستے میں آتے ہیں اب سکندر کے دل اور ذہن میں یہ جستجو پیدا ہو گئی تھی کہ ان پانچ دریاؤں کو عبور کر کے آگے کی سرزمین کیسی اور کس طرح کی ہو گی اس مقصد کو جاننے اور حاصل کرنے کے لئے اس نے تیزی سے مشرق کی طرف پیش قدمی کرنی شروع کر دی تھی۔ یہاں تک کہ وہ راجہ امبی کے علاقے کی سرحد تک پہنچ گیا راجہ امبی کا مرکزی شہر ان دنوں ٹیکسلا تھا اور اس کا شمار ہندوستان کے بڑے اور طاقتور راجاؤں میں ہوتا تھا۔

راجہ امبی کو جب یہ اطلاع ہوئی کہ یونان کا بادشاہ سکندر ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ مغرب کی ساری زمینوں کو فتح کرتا اور روندتا ہوا اس کے علاقوں کی سرحد تک آن پہنچا ہے تو اس نے سکندر کے ساتھ جنگ کرنا بے سود جانا لہٰذا اس نے بے شمار قیمتی اور نایاب تحائف سکندر کی خدمت میں پیش کئے اور اس کا مطیع اور فرمانبردار بن کر رہنے کا عہد کیا سکندر راجہ امبی کے اس

روپئے سے بے حد خوش ہوا اور اس نے راجہ کے تحائف کو قبول کیا راجہ امبی کے روپے سکندر اس قدر خوش ہوا کہ جس قدر چاندی راجہ امبی نے سکندر کو پیش کی تھی اس سے کئی زیادہ سکندر نے سونا اس کی طرف بھجوایا تاکہ مشرق کی طرف بڑھنے کے لئے راجہ امبی کے ساتھ اس کے تعلقات خوب مستحکم اور مضبوط رہیں۔

راجہ امبی کی طرف سے اطاعت اور فرمانبرداری کے اظہار کے بعد مزید مشرق کی طرف پیش قدمی کرنے کے لئے سکندر کا کام کافی حد تک آسان ہو گیا تھا اب وہ بڑی بے فکری سے راجہ امبی کے مرکزی شہر ٹیکسلا کی طرف بڑھا تھا۔ راجہ امبی نے شہر سے باہر نکل کر سکندر کا استقبال کیا سکندر اپنے گھوڑے سے اتر کر راجہ امبی کے ساتھ بغلگیر ہوا سکندر نے یہ بھی دیکھا کہ راجہ امبی نے اس کے لشکر کے لئے شہر سے باہر ضیافت کا بہترین انتظام کر رکھا تھا جس جگہ ضیافت کے یہ انتظامات جاری تھے وہیں سکندر نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیا "آناً فاناً" وہاں مختلف رنگوں کے خیموں کا شہر آباد کر دیا گیا تھا سب سے پہلے لشکر کے کھانے کا انتظام کیا گیا۔ سکندر نے خود بھی اپنے خیمے میں اپنی بیوی روشنک یوناف بیوسا اور راجہ امبی کے ساتھ کھانا کھایا پھر سکندر کے خیمے میں نشست کا اہتمام کیا گیا اور اسی نشست کے دوران راجہ امبی نے سکندر کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

میں آپ اور آپ کے لشکر کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ کچھ عرصہ میرے شہر ٹیکسلا میں قیام کریں جس طرح میں نے آج آپ کے لشکر کی ضیافت کا اہتمام کیا ہے ایسے ہی میں آپ کے لشکر کی مہمان داری کا انتظام کرتا رہوں اور یہ کام "یقیناً" میرے لئے باعث خوشی اور اطمینان کا ہو گا جواب میں سکندر نے راجہ امبی کے ان خیالات کی تائید کی اور کچھ روز ٹیکسلا میں قیام کا ارادہ کیا اس پر راجہ امبی بولا اور سکندر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

ٹیکسلا سے نکل کر آپ کا کس طرف جانے کا ارادہ ہے۔ راجہ امبی کے اس سوال پر سکندر کچھ دیر تک غور اور فکر کرتا رہا پھر وہ کہنے لگا سنو امبی تمہارے ہاں چند روز قیام کرنے کے بعد مزید مشرق کی طرف پیش قدمی کروں گا میرا مشرق کی طرف پیش قدمی کرنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ میں اس ربع سکون کی آخری حد دیکھوں کہ خشکی کا یہ خطہ سمندر کے اندر کہاں تک چلا گیا ہے اور جب میں یہ چیز معلوم کر لوں گا اس روز میں واپس اپنے وطن مقدونیا کی طرف لوٹ جاؤں گا اور ہاں سنو امبی میرے مشرق کی طرف کوچ کرنے سے پہلے تمہارے اڑوس پڑوس کوئی ایسا راجہ ہو جس سے تمہاری دشمنی ہو اور مستقبل قریب میں اس کی طرف سے تمہیں خطرہ ہو تو تم اس کی نشان دہی کرو تاکہ تمہارے ہاں کوچ سے قبل میں تمہارے دشمنوں کا صفایا کرتا جاؤں تاکہ مستقبل میں تم پر سکون ہو کر اپنی اس راج دھانی پر راج کر سکو سکندر کی یہ گفتگو سن کر راجہ امبی بے حد خوش ہوا تھوڑی دیر تک وہ کچھ سوچتا رہا پھر سکندر سے کہنے لگا۔

ہندوستان میں ایک کے سوا سبھی راجاؤں کے ساتھ میرے اچھے دوستانہ بلکہ برادرانہ تعلقات ہیں اور یہ جو ایک ہے اسے تم میرا بدترین دشمن قرار دے سکتے ہو اگر اس کا بس چلے تو یہ فوراً میری راج دھانی پر قبضہ کر کے اپنی عملداری میں شامل کر لے راجہ امبی کے اس انکشاف پر سکندر نے چونک کر اس کی طرف دیکھا پھر پوچھا ذرا اس راجہ کا نام تو کہو جسے تم اپنا دشمن خیال کرتے ہو میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ مشرق کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے میں تمہارے اس دشمن کو ضرور کچلتا جاؤں گا۔ راجہ امبی کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی دائیں ہاتھ کی انگلی سے اس نے اپنی مونچھوں کو اوپر اٹھاتے ہوئے ذرا درست کیا پھر کہنے لگا۔

سنو سکندر! ہندوستان کے راجاؤں میں راجہ پورس ایک ایسا حکمران ہے جس سے میری قدیم سے دشمنی چلی آتی ہے یہ راجہ مجھے برداشت تک کرنے کا روادار نہیں ہے اگر میں نے اپنی فوجی قوت کو سنبھال کر نہ رکھا ہوتا تو اب تک یہ راجہ پورس مجھ پر حملہ آور ہو کر نیست و نابود کر چکا ہوتا سکندر فوراً بیچ میں بولا اور پوچھا کہ راجہ پورس کہاں کا حکمران ہے راجہ امبی پھر بولا اور کہنے لگا راجہ پورس کا تعلق پوروا سے ہے جس طرح دریائے سندھ کو عبور کرنے کے بعد میری عملداری شروع ہو جاتی ہے اسی طرح مشرق کی طرف آگے بڑھیں تو جہلم نام کا دریا آتا ہے اس دریائے جہلم کو عبور کرنے کے بعد راجہ پورس کی راج دھانی شروع ہو جاتی ہے اپنی عسکری قوت کے لحاظ سے پورس ہندوستان کے راجاؤں میں ایک انفرادی حیثیت رکھتا ہے اس لئے مجھے اس کی طرف سے ہر وقت خطرات کا سامنا اور خدشہ رہتا ہے راجہ امبی کی گفتگو سن کر سکندر نے اسے تسلی دینے کے انداز میں کہا سنو امبی! اطمینان رکھو چند دن یہاں قیام کرنے کے بعد تم دیکھو کہ میں مشرق کی طرف کوچ کروں گا اور یہاں سے کوچ کے بعد میرا سب سے پہلا ہدف راجہ پورس ہی ہو گا پورس کو میں اپنے سامنے مغلوب کرنے کے بعد مزید مشرق کی طرف پیش قدمی کروں گا سکندر کی گفتگو سن کر راجہ امبی مطمئن ہو گیا تھوڑی دیر مزید وہاں بیٹھ کر وہ سکندر یوناف بیوسا اور روشنک کے ساتھ گفتگو کرتا رہا پھر اٹھ کر ٹیکسلا شہر کی طرف چلا گیا۔

ہندوستان میں داخل ہونے کے بعد اور ٹیکسلا کی خوبصورتی اور اس کے قدرتی مناظر دیکھتے

ہوئے سکندر بے حد خوش ہوا تھا اس نے چند یوم تک ٹیکسلا میں قیام کیے رکھا یہاں اس نے کا انتظام کیا راجہ امبی کے ساتھ دوستی کی خوشی میں سکندر نے وہاں قربانیاں دیں مقامی جائزہ لیتے ہوئے سکندر کو معلوم ہوا کہ ہندوستان کے یہ لوگ بھی آریہ نسل سے تعلق رکھتے شمالی سمت کے میدانوں سے قبیلوں کی شکل میں آئے تھے اور ایرانیوں کی طرح وہ بھی مویشی تھے صرف ایک بیوی رکھتے تھے آگ کی پوجا کرتے تھے اور اندر دیوتا کے آگے جھکتے تھے۔

ان میں سے جن لوگوں کا درجہ سب سے اونچا تھا وہ بھی مقدونیوں کی طرح جنگجو تھے انہیں کشتری کہہ کر پکارا جاتا تھا برہمن ان کے پجاری تھے جو تعلیم دیتے کہ کسی کی جان لینا دوسروں کو دھوکا دینا یا جائیداد کے لئے لڑنا گناہ ہے پارس کے قدیم بادشاہ کوروش کے پجاریوں نے ایرانیوں کو بھی ایسی تعلیم دی تھی۔ یہ کشتری اور براہمن ہندوستان کی سرزمین کے اصل سیاہ فام باشندوں سے الگ تھلگ رہتے تھے سکندر نے اعلیٰ ذاتوں کے لوگوں کے ساتھ برابر کا برتاؤ کیا راجہ امبی کی راج دھانی سے اس نے بہت سے لوگوں اور سواروں کو اپنے لشکر میں شامل کر لیا تھا اس طرح راجہ امبی کی رعایا نے سکندر کو اپنا شہنشاہ تسلیم کر لیا تھا وہ سکندر کو یورپی شہنشاہ کہہ کر پکارتے جبکہ یورپ میں مقدونوی ہندوستانیوں کو گلہ بان کہہ کر پکارنے لگے تھے۔

چند روز تک ٹیکسلا میں قیام کرنے کے بعد سکندر نے دوبارہ مشرق کی طرف پیش قدمی کی اب اس کے لشکر کی تعداد پہلے کی نسبت زیادہ ہو چکی تھی اس لئے کہ راجہ امبی کی عملداری سے بھی ان گنت مقامی لوگ اس کے لشکر میں شامل ہو چکے تھے اب اس کا لشکر مختلف اقوام کے جتھے کی صورت میں مشرق کی طرف بڑھا تھا فکر و خیال کے اعتبار سے لشکر میں شامل لوگوں میں اختلافات ضرور تھے لیکن سکندر نے اپنی فہم و فراست کی بنا پر ان سب کو اتحاد کے رشتے میں جکڑ لیا تھا سکندر تازیانہ ہی مقدونیوں کو آگے بڑھا تھا اب امبی کی مشرقی سرحدوں پر انہیں ایک اور حکمران خاندان کی قوت سے مقابلہ درپیش تھا یہ پوروا راجاؤں کا خاندان تھا امبی کے مخالف تھے سکندر نے امبی کو قول دے دیا تھا کہ میں پوروا خاندان کے راجہ کی قوت کو توڑے بغیر دم نہ لوں گا۔

سکندر کو امید نہ تھی کہ اس مرحلے پر کوئی فوج یا لشکر مقدونیوں کے مقابلے میں پر میدان جنگ میں اترنے کی کوشش کرے گا اور ظاہر ہے کہ کسی لشکر کے کامیاب ہونے کی امید نہ تھی اس لئے کہ اس نے مختلف عناصر کو ملا کر جو لشکر کی صورت میں جو قوت پیدا کر لی تھی وہ بڑی زبردست تھی لیکن پوروا خاندان کا راجہ پورس جس کی حکومت دریائے جہلم کے پار تھی سکندر کے ساتھ مقابلے پر تیار ہو گیا ان دنوں بارشوں کا موسم شروع ہو گیا تھا لہٰذا پورس ہمت کر کے مقابلے میں اٹھ کھڑا ہوا اس کے لشکر میں کئی سو ہاتھی بھی تھے مقدونیوں کو اب تک ہاتھیوں سے مقابلہ پیش نہ آیا تھا دریائے جہلم کے کنارے آنے کے بعد وہ بارش اور سیلاب کی وجہ سے دریا پر پل بھی نہ بنا سکے تھے دریا کے کنارے پڑاؤ کر گے کے بعد سکندر یہ سوچ رہا تھا کہ قوی ہیکل ہاتھی اور بے پناہ بارش اس کے اصل دشمن ہیں جبکہ پوروا راجہ پورس کو وہ اتنا طاقتور نہ سمجھتا تھا یہی سکندر کی سب سے بڑی غلطی تھی جہلم کو عبور کرنا سکندر کے لئے آخری بڑی جنگ بن گیا تھا۔

سکندر نے چند یوم تک دریائے جہلم کے کنارے پڑاؤ کیے رکھا اس دوران دریائے جہلم برابر طغیانی کی حالت میں رہا بارشوں کا سلسلہ بھی جاری تھا لہٰذا سکندر کے صناع دریائے جہلم پر پل بنانے میں کامیاب نہ ہو سکے تھے بلاشبہ سکندر بارشوں کے تھمنے اور دریا کے اترنے کا انتظار کر سکتا تھا لیکن وہ انتظار کے لئے تیار نہ ہوا مقدونیوں کو اس مسئلے کی اہمیت کا احساس ہی نہ تھا اب ان کے پاس سوار ضرورت سے زیادہ تھے جس کی بنا پر وہ چاہتے تھے کہ جونہی بارش تھمے وہ سواروں کو دریا میں ڈال دیں اور راجہ پورس پر حملہ آور ہوں لیکن سکندر جب یہ سوچتا کہ اس کے گھوڑ سوار جب دوسرے کنارے پر جائیں گے اور ان کا ہاتھیوں کے ساتھ مقابلہ ہوگا تو یقیناً" ہاتھی جو دوسرے کنارے پر قطار در قطار کھڑے تھے وہ سکندر کے گھوڑ سواروں کو مکمل طور پر تباہ و برباد کر دیں گے ان سارے خدشات کا جائزہ لیتے ہوئے سکندر نے اپنے سارے مشیروں اور سالاروں کا اجلاس طلب کیا تاکہ دریائے جہلم کو عبور کرنے کے مرحلے اور دشمن پر حملہ آور ہونے کے لئے آپس میں صلاح و مشورہ کیا جا سکے۔

دریائے جہلم کے کنارے سکندر کے شامیانہ نما خیمے میں سارے مشیر اور سالار جمع ہوئے تھے جن میں یوناف اور پیوسا بھی شامل تھے جب سارے لوگ وہاں جمع ہو گئے تب سکندر نے ان سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ میرے عزیزو میرے رفیقو! تم جانتے ہو کہ دریائے جہلم اس وقت طغیانی پر ہے اور اس پر پل نہیں باندھا جا سکتا دوسری بات جو ہمارے حق میں نہیں جاتی وہ یہ کہ تم دیکھتے ہو کہ گزشتہ کئی دنوں سے بارش کا سلسلہ لگا تار جاری ہے، جس کے باعث اس دریا کی طغیانی میں کمی نہیں بلکہ اضافہ ہوا ہے اگر ہم طغیانی پر آئے ہوئے دریا کو اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر عبور کر کے دوسرے کنارے کی طرف جاتے ہیں تو تم لوگوں نے جائزہ لیا ہو گا کہ دوسرے کنارے راجہ پورس اپنے لشکر کے ساتھ مستعد ہے اور کنارے کے ساتھ اس نے قطار در قطار اپنے جنگی

ہاتھی کھڑے کر رکھے ہیں جونہی ہمارے گھوڑ سوار دوسرے کنارے پر اتریں گے وہ جنگی ہاتھی ہمارے سواروں پر حملہ آور ہوں گے اور ان کا خاتمہ کر کے رکھ دیں گے یوں ہم گھوڑوں پر سوار ہو کر اور دوسرے کنارے جا کر راجہ پورس کے خلاف کوئی کامیاب حاصل نہیں کر سکتے ان حالات میں تم سب سے مشورہ کرتا ہوں کہ ہمیں کیا حکمت عملی اختیار کرنی چاہئے اس کنارے پر رک کر وقت بھی ضائع نہیں کرنا چاہتا مجھے یہاں کے مقامی لوگوں نے بتایا ہے کہ یہ بارشوں کا سلسلہ طویل بھی ہو سکتا ہے اور جتنے دن بارشیں ہوتی رہیں گی یہ دریا طغیانی پر ہی رہے گا لہٰذا اس پر پل باندھ کر عبور نہیں کیا جا سکتا ہمیں دریا کو عبور کرنے کے بعد راجہ پورس کے خلاف کامیابی حاصل کرنی ہے لیکن دریا کی طغیانی اور بارشوں کے اس سلسلے سے بڑھ کر جو سب سے بڑی مشکل ہے وہ راجہ پورس کے جنگی ہاتھی ہیں وہ اس لئے کہ دریا کو جس جگہ سے بھی ہم عبور کریں گے وہاں وہ اپنے جنگی ہاتھی لا کھڑا کرے گا۔ جو ہمارے سواروں کا خاتمہ کر دیں گے اس طرح ہماری کوئی تدبیر راجہ پورس کے خلاف سودمند نہ ہوگی میں نے اسی سلسلے میں تم سے مشورہ کرنے کے لئے یہاں جمع کیا ہے اب سوچ بچار سے کام لیتے ہوئے مجھے مشورہ دو کہ ہمیں راجہ پورس کے خلاف کامیابی حاصل کرنے کے لئے کیا حکمت عملی اختیار کرنی چاہئے۔

سکندر کے اس سوال پر اس کے مشیروں اور سالاروں نے مختلف مشورے دیئے کچھ لوگ اس حق میں تھے کہ دریائے جہلم کے کنارے کے ساتھ ساتھ ایک پل لکڑی کا تعمیر کیا جائے پھر اس کا ایک سرا دریا کے اس کنارے پر باندھ دیا جائے اور دوسرے سرے کو پانی کے بہاؤ پر چھوڑتے ہوئے دوسرے کنارے سے ملا کر دریا کو عبور کرنے کی کوشش کی جائے کچھ دوسرے لوگوں نے مشورہ دیا کہ دریا عبور کرنے کے لئے کنارے درختوں کو استعمال کرتے ہوئے رسوں کے ذریعے دریا عبور کر کے راجہ پورس کے لشکر پر حملہ آور ہوا جائے کچھ لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ مشکیزوں میں ہوا بھر کے ان کے ذریعے دریا کے وسطی حصے کے آگے جا کر دشمن کے ہاتھیوں پر تیر اندازی کرتے ہوئے دوسرے کنارے پر اترنے کی کوشش کی جائے سکندر اپنے سارے سالاروں اور مشیروں کے مشورے غور سے سنتا رہا آخر میں اس نے اپنے پہلو پر بیٹھے ہوئے یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

میرے بھائی جو کچھ میرے ان مشیروں اور سالاروں نے مشورے دیئے ہیں وہ میں نے اور تم دونوں نے سن لئے ہیں اب تم خود بھی بولو ان حالات سے کامیابی کے ساتھ گزرنے کے لئے ہمیں کیا طریقہ کار اختیار کرنا چاہئے جواب میں یوناف تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ کہنے لگا۔

سنو سکندر تم جانتے ہو کہ یہ پہلا موقع ہے کہ تمہارے لشکر کو جنگی ہاتھیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور تمہارے سپاہی ان ہاتھیوں کے خلاف لڑنے میں کوئی تجربہ نہیں رکھتے کنارے کے کسی حصے سے بھی تم دریا عبور کرنے کی کوشش کرو گے تو دوسری سمت تمہارے سامنے راجہ پورس کے قطار در قطار ہاتھی کھڑے کر دے گا اور جونہی تمہارا لشکر دوسرے کنارے پہ جائے گا وہ ہاتھیوں کے ذریعے سے تمہارے لشکر کو ناقابل تلافی نقصان پہنچائے گا لہٰذا میرا مشورہ یہ ہے کہ ایک جگہ اپنے لشکر کو جمع نہ رکھا جائے اس سے پورس یہ اندازہ لگائے گا کہ ہم یہیں سے دریا عبور کرنا چاہتے ہیں بلکہ راجہ پورس کو حیران کرنے کے لئے ہر سمت نقل حرکت شروع کر دینی چاہئے تاکہ اسے پتا ہی نہ چلے کہ ہم کیا کرنا چاہتے ہیں اور کس جگہ سے دریا عبور کرنا چاہتے ہیں اس بات کو مزید کھل کر میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ اپنے لشکر کو چھوٹی ٹولیوں میں بانٹ دو اور انہیں دریا کے کنارے مختلف جگہ پر بٹھا دو لشکر کی یہ ٹولیاں مختلف علاقوں میں پھیل جائیں ایک تو یہ اندازہ لگائیں کہ دریا کو کس جگہ سے عبور کیا جا سکتا ہے دوسرے یہ کہ ان کے جگہ جگہ پھیل جانے کے باعث راجہ پورس کے لئے دشواریاں اٹھ کھڑی ہوں گی اس لئے کہ وہ ہر جگہ ہاتھیوں کے ساتھ اپنے لشکر کا دفاع نہیں کر سکے گا لہٰذا تنگ آ کر ایک طرف ہو بیٹھے گا اور ہمیں دریا عبور کر کے اس کے سامنے صف آرا ہونے کا موقع مل جائے گا مزید یہ کہ لشکر کے جو چھوٹے چھوٹے حصے دریا کے ساتھ ساتھ پھیلائے جائیں ان کو یہ بھی حکم دیا جائے کہ وہ دریا کے اس حصے کے ساتھ ساتھ جو قصبے اور بستیاں ہیں ان سے غلہ اور اناج بھی حاصل کرنے کی کوشش کریں اس طرح رسد کا سامان مل جانے کے باعث لشکر کی حالت زیادہ مستحکم رہے گی اور پورس کے خلاف کامیابی کے امکانات زیادہ روشن ہو جائیں گے۔

سکندر نے یوناف کی اس تدبیر کو بے حد پسند کیا تھا اس نے اسی وقت یہ مجلس ختم کر دی اور یوناف کی تدبیر پر اس نے عمل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا تجویز کے مطابق اس نے اپنے لشکر کی ٹولیاں بنا کر انہیں دریا کے کنارے کے ساتھ ساتھ پھیلا دیا اس طریقے اور تدبیر کے مطابق ہر طرف سے لشکر کے لئے غلہ بھی فراہم ہونے لگا سکندر کے لشکر کے ادھر ادھر کنارے کے ساتھ ساتھ پھیل جانے کی وجہ سے پورس کو یہ یقین ہو گیا کہ سکندر بارشوں کے تھمنے اور دریا کے اترنے کا انتظار نہ کرے گا اس لئے وہ روز دیکھتا تھا کہ دریا کے مختلف کناروں سے لشکر کی مختلف ٹولیاں دریا کو عبور کرنے کی ناکام کوشش کرتی تھیں اس سے پورس کو یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ سکندر کا لشکر کسی وقت

دریا عبور کر کے اس پر حملہ آور ہو سکتا ہے یوں راجہ پورس کو آرام اور راحت کا موقع نہ ملے اس لئے کہ وہ دیکھتا کہ کشتیاں دریا میں پھر رہی ہوتیں تھیں اور مشکیزے تیار کر کے دریا سے گزرنے کے انتظام کئے جاتے تھے گو سکندر کی طرف سے سارے کام پورس کے لشکر کو دکھانے کے لئے کئے جا رہے تھے تاکہ سکندر کے لشکریوں کی مختلف کارگزاریوں اور ان کی حرکات کو دیکھتے ہوئے پورس کے لشکری دن رات محتاط رہیں اس طرح انہیں آرام کرنے کا موقع نہ ملے اور جب سکندر دریا عبور کر کے ان پر حملہ آور ہو تو لگاتار سکندر کے لشکر پر نگاہ رکھنے اور آرام نہ کرنے کی وجہ سے سکندر کے مقابلے میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ نہ کر سکیں۔

یہ سلسلہ کئی روز تک جاری رہا اس کے جواب میں راجہ پورس جب اپنی فوج کو دفاع کے لئے ایک جگہ جمع کرتا تو سکندر کے لشکری دوسری جانب سرگرمیاں شروع کر دیتے لہٰذا پورس کو بھی اپنے لشکر کے ساتھ دوسری جانب جانا پڑتا اس طرح اس کے لشکری دائیں بائیں آگے پیچھے ہوتے ہوئے تھک کر بری طرح ٹوٹنے لگے تھے اب یہ دائیں بائیں جگہ جگہ کی نقل و حرکت پورس کے لئے عام سا مشغلہ بنا دی گئی تھی جب وہ بار بار کی نقل و حرکت کے بعد دیکھ چکا کہ جدھر جاتا ہے جنگ کی صداؤں کے سوا کچھ نہیں سنتا تو وہ اس بار بار کی بھاگ دوڑ سے تنگ آ کر دریا کے کنارے سے تھوڑا پیچھے ہٹ گیا اور پڑاؤ کر لیا اور اپنے لشکر کو آرام کرنے کا حکم دے دیا تھا اس لئے کہ گزشتہ کئی دنوں کی لگاتار بھاگ دوڑ میں اس نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ سکندر کے لشکری حقیقتاً دریا کو عبور نہیں کرنا چاہتے کیونکہ وہ یونہی دکھاوے کی حرکات و سکنات کرتے ہوئے اسے کنارے کے ساتھ ادھر ادھر بھگا کر تھکا دینا چاہتے ہیں پس لشکر کو تھکاوٹ سے بچانے کے لئے اس نے دریا کے کنارے سے ہٹ کر پڑاؤ کر لیا تھا اور یہی سکندر چاہتا بھی تھا کیونکہ اس طرح اسے دریا پار کرنے میں آسانی فراہم ہو سکتی تھی۔

جب سکندر کو یقین ہو گیا کہ پورس اس کی طرف سے بے پرواہ ہو گیا ہے تو اس نے دریائے جہلم کو عبور کرنے کا ایک عجیب و غریب منصوبہ تیار کیا اس نے اپنے ایک جرنیل کریٹرس کو لشکر کے ایک حصے کی کمان سپرد کی اور اسے حکم دیا کہ وہ بالکل راجہ پورس کے سامنے دریا کے کنارے پڑاؤ کر رکھے اس نے کریٹرس کو یہ بھی حکم دیا کہ جب تک راجہ حرکت میں نہ آئے وہ بھی حرکت میں نہ آئے اور یہ کہ اپنے لشکر میں رات دن خوب بڑے بڑے الاؤ جلا کر رکھے تاکہ راجہ پورس اسی خوش فہمی میں رہے کہ یونانی نقل و حرکت نہیں کر رہے بلکہ ایک جگہ پڑاؤ کر کے دریا کو عبور کرنے کا انتظار کر رہے ہیں۔

سکندر نے کریٹرس کو یہ بھی ہدایت دی کہ اگر راجہ پورس ہاتھیوں کا صرف ایک حصہ اپنے ساتھ لے جائے تو کریٹرس حرکت میں نہ آئے بلکہ یہیں ٹھہرا رہے لیکن جب وہ دیکھے کہ راجہ پورس تمام کے تمام ہاتھی لے کر کسی طرف کوچ کرنے لگا ہے تو وہ فوراً دریا عبور کر کے اس پر حملہ آور ہو جائے اس لئے کہ جب دریا پار ہمارے گھوڑ سواروں کے سامنے ہاتھی نہیں ہوں گے تو ہمارے گھوڑ سوار اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

رات کے وقت سکندر نے دریائے جہلم عبور کرنے کا فیصلہ کیا اس نے اپنے لشکر کو مختلف دستوں میں تقسیم کیا اور اپنے جرنیل ہفاافشن ،طیلموس ہلیوکس کو سفیس اور پرڈیکاس ان دستوں کا کمان دار مقرر کیا اس کے بعد وہ اپنے دستوں کے ساتھ حرکت میں آیا اور دریائے جہلم کے کنارے کنارے بڑی برق رفتاری کے ساتھ رات کی تاریکی میں شمال کی طرف بڑھا سکندر لگاتار اٹھارہ میل دریا کی بالائی سمت چلا گیا تھا اٹھارہ میل کے اس فاصلے کے اندر سکندر نے جگہ جگہ سنتریوں کی ایک زنجیر قائم کر دی تھی تاکہ اس کی طرف سے احکامات بڑی تیزی سے پڑاؤ کے اندر قیام کرنے والے لشکریوں کو پہنچ سکیں کشتیوں اور مشکیزوں پر بندھی ہوئی بلیوں کو بھی چھپا کر اس مقام تک پہنچا دیا گیا تھا جہاں سے سکندر دریائے جہلم کو عبور کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

یہاں خشکی کا ایک حصہ اندر کی طرف بڑھا ہوا تھا جہاں سے سکندر نے دریا کو عبور کرنے کا ارادہ کیا تھا اور مزید یہ کہ دریائے جہلم اس جگہ ایک بڑا خم کھاتے ہوئے آگے بڑھتا تھا وہاں ہر قسم کے درخت اور جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں جن میں زیادہ تر نرسل' پلچھ' سرکنڈے' کائی اور ڈوب کے جنگل دور دور تک پھیلے ہوئے تھے سامنے ایک جزیرہ بھی تھا اور وہ بھی ہریالی اور روئیدگی سے بھرا ہوا تھا لیکن اس پر آبادی کا کوئی نشان نہ تھا اس جزیرے نے سکندر کی حملہ آور فوج کی نقل و حرکت کو چھپائے رکھا۔

دوسری طرف سکندر کے جرنیل کریٹرس نے عین راجہ پورس کے سامنے دریا کے دوسرے کنارے اپنے پڑاؤ میں حسب معمول آگ کے بڑے بڑے الاؤ روشن رکھے اس اثنا میں سخت بارش شروع ہو گئی بجلی کی کڑک میں سکندر کے حرکت کرتے ہوئے لشکر کے ہتھیاروں کی کھڑکھڑاہٹ گم ہو گئی تھی اور نقل و حرکت یا افسروں کے احکامات کی آوازیں بھی تیز بارش اور بجلی کی کڑک کی وجہ سے سنائی نہ دیتی تھیں۔

طلوع آفتاب سے بیشتر بارش بند ہو گئی ہوا بھی تھم گئی تھی جزیرے کے بالمقابل کشتیاں میں ڈال دی گئیں گھوڑوں کو ان تختوں پر سوار کیا گیا جن کے نیچے مشکیزے بندھے ہوئے تھے فوج کشتیوں میں سوار ہو کر جزیرے کا چکر کاٹتی ہوئی آگے بڑھی سکندر نے تیس چپوؤں والے میں دریا عبور کیا۔ نیلوکس اور بطلیموس اس کے ساتھ تھے وہ چپ چاپ دوسرے کنارے پر اتر جو سوار پہلے پہنچ گئے تھے انہیں حکم دیا گیا کہ اترنے والی پیادہ فوج کی حفاظت کے انتظامات کر یہاں تک اپنے منصوبے پر عمل کرنے کا سکندر کو موقع مل گیا تھا یہاں سے سکندر اپنے لشکر کو آ بڑھانے کے لئے تیار کر رہا تھا کہ پہلی مرتبہ رکاوٹ اور دشواری پیش آئی وہ اس طرح کہ ا معلوم ہوا کہ دریا کے پار نہیں پہنچے بلکہ ایک جزیرے ہی پر اتر گئے ہیں یہ جزیرہ بہت بڑا تھا اور کنارے سے ملا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

لیکن حقیقت میں یہ جزیرہ اصل کنارے سے الگ تھا جزیرے اور کنارے کے بیچ میں پا ایک تیز اور خوفناک دھارا رواں تھا سکندر اور اس کے لشکری کنارے کے سامنے ایک طرح کیچڑ میں دھنسے ہوئے تھے کہ دشمن کے پہرے داروں نے انہیں دیکھ لیا اسی اثنا میں حملہ آور کشتیوں سے اتر کر ان کے پیچھے جمع ہو رہے تھے تھوڑی دیر میں سکندر اور اس کے لشکریوں کو ایک گھاٹ کا پتہ مل گیا اور وہ فوراً ان میں سے گزرتے ہوئے کنارے کی طرف بڑھنے لگے کنارے طرف جانے کے لئے جب وہ دریا کے پانی کے تیز دھارے میں سے گزرنے لگے تو پانی لشکریوں بغلوں اور گھوڑوں کی گردنوں تک پہنچ گیا تھا انجام کار سوار کنارے پر پہنچ گئے زمین کیچڑ کا سا معلوم ہوتی تھی بس اس کے بعد وہ منصوبہ بالکل درہم برہم ہو گیا جو سکندر نے راجہ پورس خلاف تیار کیا تھا۔

وہ اس طرح کہ سکندر اور اس کے لشکری ابھی کیچڑ سے باہر نہ نکل سکے تھے کہ دشمن کی فوج یعنی اس کے ہراول دستوں نے سکندر کے سامنے نمودار ہو کر حملہ کر دیا سامنے آنے والا پورس کا لشکر چھوٹا سا تھا اور ان کی تعداد دو ہزار سے زائد نہ معلوم ہوتی تھی ان کا مقابلہ کرنے لئے سکندر نے اپنے تیراندازوں کو آگے بڑھایا اور تیراندازوں کو آگے بھجوانے کے بعد سکندر اپ سوار دستوں کے ساتھ راجہ پورس کے ان ہراول دستوں پر ٹوٹ پڑا تھا راجہ پورس کے ہراول دستوں کی بدقسمتی کہ وہ اس علاقے میں کیچڑ کی خطرناک صورتحال کو جان پہچان نہ سکے تھے اور جنگ شروع ہوئی تو راجہ پورس کا وہ ہراول دستہ بری طرح کیچڑ میں پھنس گیا اس صورت حال

سکندر نے پوری طرح فائدہ اٹھایا اور آگے بڑھ کر اس نے راجہ پورس کے ان ہراول دستوں کو چاروں طرف سے گھیر کر مکمل طور پر ان کا خاتمہ کر دیا تھا۔

اس چپقلش نے پیش قدمی خاصی دیر تک روکے رکھی کچھ معلوم نہ تھا کہ پورس کی فوج کیا کر رہی ہے سکندر نے سواروں کو لے کر جنوب کی طرف پیش قدمی شروع کر دی تھی پیادوں کو اس نے اپنے پیچھے دوڑنے کا حکم دے دیا تھا ایک گھنٹے تک وہ اتنی دور نکل گیا کہ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا پیادے بیچارے کیچڑ میں دھنستے ہوئے بمشکل جنوب کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے۔

جب دشمن کی بڑی فوج سے مقابلہ درپیش آیا تو سکندر کے ساتھ صرف سوار تھے جبکہ پیادہ دستے آہستہ آہستہ ابھی تک پہنچنا شروع ہو گئے تھے سکندر جب اپنے اس سوار لشکر کے ساتھ دریائے جہلم کے بائیں کنارے راجہ پورس کے قریب گیا تو اس نے دیکھا کہ راجہ پورس کا لشکر ریتلی بلند زمین پر صفیں باندھے کھڑا تھا اور وہ ریتلی زمین ایسے تھی جس پر جم کر لڑنا سہل اور آسان تھا بکتر بند ہاتھی راجہ پورس کے لشکر کے آگے تھے ان کی تعداد کسی قیمت پر بھی دو سو سے کم نہ ہو گی ہر ہاتھی کے درمیان ایک ایک سو فٹ کا فاصلہ تھا اور ہاتھیوں کے درمیان ہر خلا میں تیرانداز کھڑے تھے جن کی کمانیں ایسی زبردست تھیں کہ تیر چلاتے وقت ان کے گوشے زمین پر رکھنے پڑتے تھے نیزہ بردار اور شمشیر زن تیراندازوں کی مدد کے لئے ان کی پشت پر تیار اور مستعد کھڑے تھے۔

سکندر راجہ پورس کی اس صف بندی سے ایسا متاثر ہوا کہ اس نے فوراً راجہ کے ساتھ جنگ نہ کرنے کا ارادہ کیا وہ چاہتا تھا کہ راجہ پورس کے ساتھ اس وقت جنگ کی ابتداء کرے جب اس کے پیادے دستے بھی اس کی طرف آجائیں اور دوسری طرف سے دریا عبور کر کے اس کا جرنیل کریٹرس بھی وہاں پہنچ جائیں اور وہ اپنے پورے متحدہ لشکر کے ساتھ راجہ پورس کا مقابلہ کرے لہٰذا وہ ٹھہر کر حالات کا اپنی طرف پلٹا کھانے کا انتظار کرنے لگا تھا کریٹرس نے ابھی تک دریا عبور کر کے راجہ پورس پر حملہ نہ کیا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ راجہ ہاتھیوں کی کچھ تعداد اپنے کیمپ میں چھوڑ آیا تھا تاکہ اگر دشمن دریا عبور کر کے حملہ آور ہو تو وہ ہاتھی دشمن کو روک سکیں اسی وجہ سے کریٹرس دریا کو عبور نہیں کر رہا تھا بہرحال اس جگہ سکندر کو کئی گھنٹے انتظار کرنا پڑا اس دوران اس کا پیدل لشکر بھی اس کے پاس پہنچ گیا جبکہ اتنی دیر تک کریٹرس کو بھی یہ اطلاع مل گئی تھی دریائے جہلم کے کنارے راجہ پورس اور سکندر ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آرا ہو رہے ہیں لہٰذا اس نے بھی بڑی برق رفتاری سے دریائے جہلم کو عبور کیا اور اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ

سکندر سے آن ملا تھا۔

سکندر نے کریٹرس کے لشکر اور اپنے پیادہ دستوں کو تھوڑی دیر تک ستانے کا موقع دیا جب پیادہ دستے کچھ اپنی قوت کو بحال کرنے میں کامیاب ہوئے تب سکندر نے صف بندی کی سکندر نے رسالے کا بڑا حصہ دشمن کے دائیں بازو پر پہنچا کر گھات میں بٹھا دیا تھا مقدونیوں کی عام جنگی ترکیب تھی جسے وہ استعمال کیا کرتے تھے اس کے بعد دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف آگے بڑھتے ہوئے خوفناک جنگ کی ابتداء کر چکے تھے۔

سکندر کے لشکر میں اب پہلے کی نسبت زیادہ سوار اور تیرانداز شامل تھے مزید یہ کہ اس لشکر میں اب خوفناک باختری اور وحشی سیتھی بھی شامل تھے جو قوت کا بے پناہ سرچشمہ خیال کئے جاتے تھے جنگ کے دوران سکندر نے کامیابی حاصل کرنے کے لئے مختلف تجربے کئے مثلاً پہلے اس نے اپنی فوج خاص کو لے کر پیچھے کی طرف ہٹا دراصل ایک چال تھی دشمن کے رسالے نے سکندر کو پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا تو بڑی سرگرمی سے اس کا تعاقب کیا فوج کے دوسرے حصے جو سکندر نے چھپا کر رکھے ہوئے تھے انہوں نے لمبا چکر کاٹ کر تعاقب کرنے والے راجہ پورس کے رسالے کے عقب میں پہنچ کر حملہ کر دیا تھا خود سکندر بھی جو اپنے وفادار اور ہردلعزیز گھوڑے بیوس فاس پر سوار تھا اپنے لشکر کے ساتھ مڑا اور خوفناک طریقے سے اس نے تعاقب کرنے والے راجہ پورس کے لشکر پر حملہ کر دیا تھا سکندر اور راجہ پورس کے لشکروں کے درمیان دریائے جہلم کے کنارے ایسا گھمسان کا رن پڑا کہ زمین سرخ ہونی شروع ہو گئی تھی اور دریا کے کنارے مرنے والوں کی لاشوں کے انبار لگنے لگے تھے اپنے گھوڑے کو ادھر ادھر دوڑاتے ہوئے سکندر کو اس جنگ میں اس قدر تگ و دو کرنی پڑی تھی کہ ایک جگہ اس کا گھوڑا بیوس فاس گر پڑا حالانکہ اسے زخم نہ لگا تھا یوں لگتا تھا جیسے اس کا گھوڑا بوڑھا ہو جانے کے باعث تھکان کی وجہ سے گر گیا ہو اور گرنے کے تھوڑی دیر بعد سکندر کے اس گھوڑے نے جسے وہ بہت عزیز اور پیارا رکھتا تھا دم توڑ دیا تھا اپنے اس گھوڑے کے مرنے کے بعد سکندر تازہ دم گھوڑے پر سوار ہوا اور جنگ کو اس نے پہلے کی طرح جاری رکھا۔

اب صورت حال یہ تھی کہ مقدونوی سواروں نے ہندوستانی رسالے کو دونوں جانب سے نرغے میں لے لیا تھا راجہ پورس کا یہ رسالہ جسے گھیرے اور نرغے میں لے لیا گیا تھا وہ بے بس ہو چکا تھا لیکن وہ بڑی مردانگی سے لڑا سکندر تازہ دم گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے لشکریوں کو ابھار ابھار کر

راجہ پورس کے اس رسالے پر حملہ آور ہونے کا حکم دے رہا تھا اس موقع پر وہ اپنے پیدل دستوں سے بالکل بے پرواہ ہو چکا تھا جو ہاتھیوں اور تیراندازوں کا مقابلہ کر رہے تھے گو سکندر اپنے پیادوں کی طرف سے فکرمند ضرور تھا کیونکہ انہیں ہاتھیوں کا مقابلہ کرنا پڑ رہا تھا لیکن اس موقع پر اس کی ساری توجہ اپنے سواروں پر تھی جو راجہ پورس کے سوار دستوں سے ٹکرا رہے تھے سکندر کا خیال تھا کہ اگر وہ راجہ پورس کے سوار دستوں کو پسپا کرنے یا پیچھے دھکیلنے میں کامیاب ہو گیا تو اس کی فتح یقینی ہو جائے گی اس لئے کہ راجہ پورس کے سوار دستوں کو شکست دینے کے بعد وہ ان ہاتھیوں کی پشت پر سے حملہ آور ہو گا جو اس کے پیادوں سے ٹکرا رہے تھے اور اس طرح ہاتھیوں کو اپنے پیادوں کو نظرانداز کرتے ہوئے اپنی پوری توجہ اپنے سواروں پر مبذول کئے ہوئے تھا۔

سکندر نے بطلیموس کو اپنے ساتھ رکھا تھا جبکہ سلیکوس اور پرڈیکاس کو اس نے اپنے پیادہ دستوں کی کمانداروں کے لئے مقرر کیا تھا سلیکوس اور پرڈیکاس نے بڑی ہمت اور جوان مردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے پیادہ دستوں کے ساتھ راجہ پورس کے ہاتھیوں کو مکمل طور پر آگے بڑھنے سے روک دیا تھا ان قوی ہیکل جانوروں نے آگے بڑھنے کی بہتیری کوشش کی لیکن یونانی اپنے ہتھیاروں اور اپنی جواں مردی کے باعث ان کے سامنے ناقابل تسخیر سی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے تھے ایرانیوں کے لئے ایسی جنگ کا تجربہ پہلے کبھی نہ ہوا تھا اس لئے کہ وہ پہلی بار اس طرح ہاتھیوں کے ساتھ نبرد آزما ہو رہے تھے' بہرحال سکندر کے پیادہ لشکریوں نے کسی نہ کسی طرح ہاتھیوں کو روک دیا اور جب انہوں نے دیکھا کہ ہاتھی آگے بڑھنے سے رک گئے ہیں ان کے حوصلے اور بلند ہوئے اور انہوں نے آگے بڑھتے ہوئے نا صرف یہ کہ ہاتھیوں پر تیراندازی کی بلکہ اپنی تلواروں سے ان کی سونڈوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے ان میں سے کافی ہاتھوں کی سونڈیں کاٹ کر رکھ دیں تھیں اس کے باوجود بھی وہ ہاتھی پیچھے ہٹنے پر آمادہ نہ ہوئے تھے سکندر کے پیادہ دستوں نے جب یہ صورتحال دیکھی تو انہوں نے ایک اور تدبیر کی اور وہ یہ کہ وہ ایک دم ہاتھیوں پر حملہ آور ہوئے ان کے اوپر چڑھ گئے اور ہاتھیوں کے محافظوں کو انہوں نے مار دیا اور اس کے بعد انہوں نے بڑی خونخواری سے ہاتھیوں پر حملہ کر دیا ہاتھیوں نے جب دیکھا کہ ان کے محافظ بھی کام آ گئے ہیں تو وہ میدان جنگ سے منہ موڑتے ہوئے اپنے ہی لشکر کو نقصان پہنچانے لگے تھے۔

اب پورا مقدونوی لشکر سکندر کے حکم کے مطابق نہیں بلکہ اتفاقات جنگ کے مطابق ایک جگہ جمع ہو چکا تھا راجہ پورس کے ہاتھی جب جنگ سے پلٹے تو راجہ کے سواروں سے بھڑ گئے اور

انہوں نے اپنے آدمیوں کو بھی اتنا ہی نقصان پہنچایا جتنا کہ سکندر کے لشکریوں نے انہیں پہنچایا تھا ہاتھی اپنے ہی سواروں اور پیادہ دستوں کو روندتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے تھے یہ ہاتھی نہ صرف بری طرح زخمی تھے بلکہ ان کے مہاوت مارے جانے کے باعث کوئی ان کی نگرانی اور دیکھ بھال کرنے والا نہ تھا اس صورت حال پر سکندر اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا اپنے پیادہ لشکریوں کے پاس آیا ان کی جوان مردی پر ان کو شاباش دیتے ہوئے ان کی ہمت بڑھائی ان کی از سر نو صف بندی کا حکم دیا کہ اپنی ڈھالوں کو پشتوں کے طور پر استعمال کریں۔

راجہ پورس کے ہاتھی پیچھے ہٹتے ہوئے جب اپنے لشکریوں کو ہی روندھنے لگے تو راجہ پورس کے لشکر میں ایک افراتفری اور ہلچل سی مچ کر رہ گئی تھی بجائے اس کے کہ راجہ پورس کے لشکر بڑی دلجمعی کے ساتھ سکندر کے لشکر کا مقابلہ کرتے ہوئے ان کی راہ روکتے وہ اپنے آپ کو ہاتھیوں سے بچانے کی کوشش کر رہے تھے سکندر نے اس صورت حال سے پوری طرح فائدہ اٹھایا اور اس نے یکبارگی اپنے سواروں اور اپنے پیادہ دستوں کو حکم دیا کہ پوری قوت اور یکجہتی کے ساتھ راجہ پورس کے لشکر پر حملہ آور ہو جائیں یہ حکم ملتے ہی سکندر کا پورا لشکر راجہ پورس کے ان لشکریوں پر حملہ آور ہو گیا تھا جو اپنے ہی ہاتھیوں کی وجہ سے افراتفری کا شکار ہو چکے تھے سکندر کی طرف سے اس خوفناک حملے کا نتیجہ یہ نکلا کہ راجہ پورس کے لشکر کو شکست ہوئی اور وہ پسپا ہو کر اپنی جانیں بچانے کے لئے بھاگ نکلا یہ صورتحال دیکھتے ہوئے راجہ پورس بھی میدان جنگ سے بھاگ نکلا لیکن راجہ امبی کے وہ لشکری جو سکندر کے ساتھ جنگ میں کام کر رہے تھے انہوں نے راجہ پورس کو پکڑ لیا اور سکندر کے سامنے پیش کر دیا۔

راجہ پورس کو جب سکندر کے سامنے پیش کیا گیا تو سکندر نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا اس کو اپنے سامنے بیٹھنے کو جگہ دی اور بڑی نرمی سے اس نے راجہ پورس کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا میری طرف سے تم کس قسم کے سلوک کے طلب گار ہو اس سوال پر راجہ پورس نے تھوڑی دیر تک بڑے غور سے سکندر کی طرف دیکھا اور پھر کہنے لگا میں تمہاری طرف سے ایسے ہی سلوک کا طلب گار ہوں جیسا سلوک بادشاہ بادشاہوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں صاف معلوم ہوتا تھا کہ پورس نے یہ بات بڑے بے پروانہ انداز میں کہی تھی اس پر سکندر دوبارہ بولا اور کہنے لگا لیکن تم اس کے علاوہ کیا چاہتے ہو راجہ پورس بولا اور کہنے لگا میرے پہلے جواب میں سب کچھ آ گیا ہے سکندر کو پورس کا یہ جواب اور گفتگو ایسی پسند آئی کہ اس نے اس کی سارے مفتوحہ علاقے اس کو واپس کر

دیئے اور اسے اور اس کی رعایا کو کامل معافی دے دی تھی یہاں قیام کے دوران جہلم کی خون آلود ریت پر سکندر نے دو نئے شہر تعمیر کیئے تھے ایک نام اس نے نکائی رکھا اور دوسرے کا نام اس نے اپنے گھوڑے پر بیوس فاس رکھا اس کے بعد سکندر نے مزید مشرق کی طرف پیش قدمی شروع کی تھی۔

دریائے جہلم کے کنارے ہاتھیوں کی اس جنگ سے سب سے زیادہ متاثر سکندر کا جرنیل سلیوکس ہوا ہاتھیوں کی اس جنگ نے اس کے دل پر ایسا گہرا نقش چھوڑا کہ بعد کے دور میں جب یونانیوں نے اس سلیکوس کو مغربی ایشیا کا بادشاہ بنایا تو اس نے اس اہتمام کے ساتھ ہاتھی فراہم کیئے جس اہتمام سے بطلیموس نے مصر کا بادشاہ بننے کے بعد جواہرات اور عورتیں جمع کی تھیں۔ سلیوکس نے ایک پورا صوبہ ہاتھیوں کے ایک گلے کی قیمت میں دے دیا تھا بہرحال سکندر دریائے جہلم کے کنارے سے مزید مشرق کی طرف بڑھا اپنی فتوحات کا دامن پھیلاتے ہوئے اس نے دریائے چناب اور دریائے راوی کو عبور کیا پھر دریائے ستلج کے کنارے کے ساتھ فتوحات کو مزید وسیع کرتے ہوئے سکندر اپنے لشکر کے ساتھ پنجاب کے پانچویں اور آخری دریا بیاس کے کنارے جا رکا تھا۔

دریائے جہلم سے لے کر بیاس تک سکندر نے تقریباً" اڑتیس شہروں کو فتح کر کے ان پر قبضہ جمایا اس کے لشکری بارش میں کوچ کرتے رہے کبھی وہ کشمیر کے پہاڑوں کے ساتھ ساتھ آگے بڑھے کبھی پنجاب کے وسیع میدانوں میں انہوں نے یلغار کی انہوں نے سانگلا کے قلعے کو بھی فتح کیا جہاں ایسی خوفناک لڑائی ہوئی کہ سکندر کے بارہ سو آدمی اس جنگ میں مارے گئے تھے۔

بہرحال شمالی ہند کی سرزمینوں سے آگے بڑھتے ہوئے سکندر مزید مشرق کی طرف بڑھا اس نے راجہ پورس اور راجہ امبی کے آدمیوں سے دریائے بیاس کے اس پار کی سرزمین کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہیں لیکن وہ اسے کوئی کام کی معلومات فراہم نہ کر سکے صرف اتنا بتا سکے کہ ان سرزمینوں میں ایک اور بڑا دریا بہتا ہے جسے دریائے گنگا کہہ کر پکارا جاتا ہے یونانی لشکریوں نے دریائے بیاس پر پہنچ کر اپنے خیموں میں مشورے کیئے اور سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ اب وہ آگے بڑھنے کے بجائے واپسی کا رخ کریں گے اور مزید پیش قدمی اور فتوحات کا ارادہ نہ رکھیں گے۔

اپنے لشکر کے یہ احساسات سکندر کے افسروں نے سکندر تک پہنچا دیئے اپنے لشکریوں کے یہ خیالات سن کر سکندر نے سالاروں کو اکٹھا کیا وہ پہلے بھی کئی بار اس قسم کی نافرمانیوں کو ختم کر چکا تھا اور اسے یقین تھا کہ اب بھی لشکریوں کو راضی کرنا مشکل نہ ہو گا اگر لشکریوں کے کمان دار

فرمانبرداری پر تیار ہو جاتے تو لشکری بھی ساتھ دیتے خواہ انہیں کتنی ہی شکایتیں ہوتیں جب سکندر نے اپنے سارے سالاروں کو جمع کیا تو کچھ کمان داروں نے اسے بتایا کہ لشکریوں کا خیال ہے کہ اس جنگ و پیکار کا انہیں کہیں خاتمہ ہوتے دکھائی نہیں دیتا۔

اس پر سکندر نے ان سالاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا بہادروں کی محنت اور مشقت کبھی ختم نہیں ہوتی یہاں تک کہ محنت اور مشقت خود ختم ہو جاتی ہے کیا تم آگے بڑھنے سے اس لئے ڈرتے ہو کہ تمہیں مزید طاقتور قوموں سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔ سنو! اگر اب ہم واپس ہو گئے تو یہ خوف ہے کہ جن قوموں کو ہم نے مطیع کیا ہے غیر مطیع قومیں انہیں ہمارے مقابلے پر آمادہ کر دیں گی اگر تم لوگ جنگ ختم ہونے کا وقت معلوم کرنا چاہتے ہو تو میں تمہیں یہ بتا دیتا ہوں کہ آگے تھوڑے فاصلے پر دریائے گنگا بہتا ہے اور اس سے تھوڑا آگے مشرقی سمندر ہے وہاں پہنچ کر ہم جنگ کا انجام کر دیں گے۔

سکندر نے اپنے خیال کے مطابق اپنے سالاروں کے آگے مشرقی دنیا کا نقشہ پیش کر دیا تھا اور بتایا تھا کہ سمندر کے پاس پہنچ کر ہم ایک بہت بڑا بحری بیڑہ تعمیر کریں گے اور ہندوستان کے اوپر سے گزر کر مصر پہنچ جائیں گے پھر لیبیا کے ساتھ ساتھ ہرکولیس کے ستونوں کے پاس سے گزریں گے اس نے یہ بھی بتایا کہ ہم نے محنت اور مشقت سے کتنی بڑی دنیا فتح کر لی ہے مغربی دنیا کا ساحلی علاقہ اس کے علاوہ ایشیائے کوچک فونیقیوں کا ساحلی علاقہ' مصر' لیبیا' شام کا میدان' دو آبہ دجلہ فرات کی سرزمین بابل شوش قوم ماد اور ایران کی سرزمین اس کے علاوہ باب قروض کے آگے سرزمین' سیتھیوں کی سطح مرتفع اور اب ہم کمال استقلال کے ساتھ ہندوستان کی سرزمین میں داخل ہو چکے ہیں۔

سکندر نے اپنے سالاروں کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا جس طرح استقلال دکھاتے رہے ہو تھوڑا سا اور استقلال دکھاؤ تو مزید فائدے حاصل ہوں گے اس نے کہا کہ ہم نے اب تک مل جل کر محنت کی ہے میں تمہارے ساتھ تکلیفیں اٹھاتا رہا ہوں اور جو کچھ حاصل ہوا اس سے ہم ایک ساتھ فائدے اٹھائیں گے ہمت نہ ہارو ہم واپس جا کر کیا کریں گے مقدونیہ میں بیٹھ کر الیریا اور تھریس کے قبیلوں سے لڑیں گے جو جانا چاہتا ہے واپس چلا جائے لیکن میں قسم کھاتا ہوں جو میرے ساتھ رہیں گے وہ اہل وطن کے لئے رشک کا باعث بن جائیں گے کیا اب تک جو وعدے میں نے تمہارے ساتھ کئے ہیں انہیں میں نے کبھی توڑا ہے یہاں تک کہنے کے بعد سکندر خاموش ہو گیا

تھا۔

سکندر سمجھتا تھا کہ اس کا جواب ایک ہی ملے گا وہ یہ کہ ہمیں آگے بڑھنا چاہئے اس نے تھوڑی دیر رک کر دوبارہ غصے سے کہا جسے یہ باتیں منظور نہیں وہ صاف صاف بتا دے تمہیں اپنا دل میرے سامنے کھول دینا چاہئے سکندر کی یہ گفتگو سن کر اس کا سالار کوئنس اٹھا اور کہنے لگا۔ اے سکندر میں فوج کے بڑے حصے کا ترجمان ہوں اور ایک سالار کی حیثیت سے آپ کا بھی ترجمان ہوں سکندر نے تھوڑی دیر کے لئے حیرت کی نگاہوں سے کوئنس کی طرف دیکھا لیکن اس نے اس موقع پر کوئنس سے کچھ نہ کہا تب کوئنس پھر بولا اور کہنے لگا میں آپ کو اور فوجیوں کو خوش کرنے کے لئے کچھ کہنا نہیں چاہتا بلکہ جو بات حقیقت اور سچائی پر مبنی ہے وہی آپ سے کہوں گا اور سچی بات یہ ہے کہ لشکریوں کی پختہ رائے ہے کہ ان کی محنت اور مشقت اور خطرات کا کہیں نہ کہیں خاتمہ ہو جانا چاہئے تاکہ جو کچھ انہیں حاصل ہو چکا ہے اسے قبضے میں رکھ سکیں۔

اے سکندر آپ جانتے ہیں کہ لشکر بری طرح تباہ ہو چکا ہے آپ خود دیکھ سکتے ہیں جو مقدونوی اور یونانی ہمارے ساتھ چلے تھے ان میں سے صرف چند رہ گئے ہیں باقی یا تو جنگوں میں مارے گئے ہیں یا زخمی ہو کر کام کاج کے قابل نہیں رہے مزید یہ کہ ان میں سے کچھ بیمار پڑ گئے یا نئے آباد کردہ شہروں میں اپنی مرضی کے مطابق لشکر چھوڑ کر آباد ہو گئے ہیں۔

اس کے علاوہ بیماریاں بھی اس لشکر کے بہت بڑے حصے کو تباہ کر چکی ہیں جو یونان سے ہمارے ساتھ چلا تھا آپ اٹھ کر ان لوگوں کا معائنہ کیجئے جو طویل خدمات انجام دینے کے بعد اب تک زندہ ہیں ان کی حالت خراب ہے اور اصل بات یہ ہے کہ وہ ہمت ہار چکے ہیں آپ نے اس سے پہلے اہل تھسلی کو وطن واپس جانے کی اجازت دے دی تھی میں سمجھتا ہوں آپ نے انہیں حکم دے کر بہت اچھا فیصلہ کیا تھا۔

کوئنس کی یہ گفتگو سن کر سکندر نے چیخنے چلانے کے انداز میں بلند آواز میں پوچھا خدا کے لئے مجھے بتاؤ تم کیا چاہتے ہو اس کوئنس نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا ہم میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو اپنے ماں باپ کی زیارت کے لئے بے چین ہیں دوسرے اپنی بیوی بچوں کو دیکھنے کے خواہاں ہیں سنو سکندر اب ہمیں ہماری رائے کے خلاف آگے نہ لے جاؤ اس لئے کہ ہم اب وہ نہیں رہے جو پہلے تھے ہم ویسے نہیں ہیں جیسے ہم نے یونان سے کوچ کرتے وقت قوت اور حوصلہ پایا تھا اب ہمیں وطن واپس لے چلو گے تو دوبارہ ہم سیتھیوں اور قرطاجنوں کے خلاف تمہارے ساتھ

آنے پر تیار ہو جائیں گے تمہیں بہت سے مقدونوی اور یونانی مل جائیں گے جو انعامات کے لئے تمہارا ساتھ دیں گے جبکہ ایسے لوگوں کے لئے جنگ خوف کا باعث ہو گی اس لئے ان لوگوں نے خطرات نہیں دیکھے جو ہم دیکھ چکے ہیں۔

سکندر کے دیگر سب سالاروں نے ان الفاظ کی تائید کی سکندر غصے میں بھرا ہوا مجلس سے اٹھ گیا اور اپنے شامیانے میں جا بیٹھا کسی کو ملاقات تک کی اجازت نہ دی صرف ملازم اس کے پاس کھانا لے جاتے تجربے سے وہ جان چکا تھا کہ لوگ آپس میں بات چیت کر کے ارادہ تبدیل کر لیں گے لیکن اب سپاہی چپ چاپ بیٹھے رہے اور اس کے قریب تک نہ گئے اس نے سپاہ کے نام حکم بھیجا کہ میں تو آگے جا رہا ہوں جو میرے ساتھ چلنا چاہے چلے اس کا بھی سکندر کو کوئی جواب نہ ملا فوج ہٹنے کے لئے تیار نہ تھی وہ صرف ایک ہی بات کی خواہاں تھی کہ سکندر اب انہیں واپس یونان لے چلے۔

تین دن کشمکش کا سلسلہ جاری رہا پھر سکندر نے بوڑھے مقدونوی افسروں کو اپنے خیمے میں بلایا اور خیمہ بہ خیمہ کانا پھوسی ہوتی رہی وہ افسر سکندر نے صلاح مشورے کے لئے بلائے تھے جو وطن کی بہبود کے لئے سب سے بڑھ کر خواہاں تھے کچھ معلوم نہیں کہ ان کے اور سکندر کے درمیان کیا بات چیت ہوئی لیکن جب وہ خیمے سے باہر نکلے تو یہ حکم لے کر آئے دریائے بیاس عبور کرنے کے لئے شگون نکالے جائیں اگر شگون خلاف نکلے تو فوج کو واپسی کا حکم مل جائے گا۔

سکندر کے لشکری یہ فیصلہ سن کر بے حد خوش ہوئے افسروں نے لشکر کے بڑے کاہن ارسٹانڈر کو بلایا وہ اپنی پیش گوئیوں کے درست یا غلط سمجھے جانے کے بارے میں بے پرواہ ہو چکا تھا اب کئی ہزار آدمی اسے اپنی امیدوں کا مرکز بنائے بیٹھے تھے اس موقع پر بطلیموس نے یاد دلایا کہ اب تک جتنی پیش گوئیاں ہو چکی ہیں یہ ان سب سے بڑھ کر ناسازگار ہونی چاہیے۔

چنانچہ ایک بھیڑ ذبح کی گئی اس کا جگر دیکھا گیا اور اس جگر کا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد ارسٹانڈر نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے بتایا کہ بیاس کو عبور کیا گیا تو بہت بڑی آفت یونانیوں پر نازل ہو گی یہ سنتے ہی لوگ چھلانگیں مارتے اور خوشیاں مناتے ہوئے رقص اور خوشی کا اظہار کرنے لگے تھے اور وہ اس موقع پر سکندر کے خیمے کے آس پاس جمع ہو گئے تھے تاکہ سکندر اس پیش گوئی کی روشنی میں کوئی فیصلہ سنا سکے اس موقع پر کوئی آخری فیصلہ کرنے سے پہلے سکندر نے اپنے لشکریوں کو بھیجا کہ وہ یوناف کو بلا کر اس کے پاس لے آئیں لشکری بھاگے بھاگے گئے اور یوناف کو پکڑ کر سکندر کے

پاس لے آئے پھر لشکری سکندر کے خیمے کے باہر کھڑے ہو کر اس کے فیصلے کا انتظار کرنے لگے تھے۔

یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی سکندر کے خیمے میں آئے تو سکندر نے انہیں اپنے پہلو میں بیٹھنے کے لئے کہا جب وہ بیٹھ گئے تب سکندر نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا میرے بھائی جو معاملات ان دنوں لشکر میں چل رہے ہیں تم ان سے پوری طرح آگاہ ہو گئے اس کے علاوہ ارسٹانڈر نے بھیڑ ذبح کر کے پیش گوئی بھی دی ہے اس پیش گوئی کے نتیجے میں اس نے اعلان کیا ہے کہ اگر ہمارے لشکر نے دریائے بیاس کو عبور کیا تو ایک بہت بڑی آفت کا شکار ہو گا میرے دوست میرے بھائی اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ اس موقع پر مجھے کیا فیصلہ کرنا چاہیے۔

یوناف نے مسکراتے ہوئے بڑی نرمی اور شفقت سے سکندر کی طرف دیکھا اور پھر وہ کہنے لگا سنو سکندر میں چونکہ تمہارے لشکر ہی میں رہتا ہوں لہٰذا میں تمہارے لشکریوں کے خیالات کو مکمل طور سمجھتا اور جانتا ہوں اس وقت جس قدر لشکری تمہارے لشکر میں شامل ہیں وہ ایک ہی ارادہ رکھتے ہیں کہ واپس جایا جائے میں سمجھتا ہوں کہ اگر تم نے اپنے لشکریوں کے اس فیصلے کو نظرانداز کرتے ہوئے دریائے بیاس کو عبور کرتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو اب تک جس قدر فتوحات کے باعث تم شہرت اور ناموری حاصل کر چکے ہو تمہاری ساری شہرت اور ناموری جاتی رہے گی اس لئے کہ تمہارے لشکر میں بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوں گی اور ہو سکتا ہے تمہارے لشکریوں ہی میں سے کوئی سرپھرا تمہارے خلاف ہو کر تمہاری جان کے درپے ہو جائے ایسی صورت میں جو فتوحات تم حاصل کر چکے ہو ان پر پانی پھر کر رہ جائے گا لہٰذا میں تمہیں مخلصانہ اور برادرانہ مشورہ دوں گا کہ دریائے بیاس کو عبور کر کے مزید مشرق کی طرف پیش قدمی کرنے کے بجائے یہاں سے واپس مڑو اور اپنے لشکریوں کو لے کر یونان کی طرف کوچ کرو۔

یوناف کا یہ جواب سن کر سکندر کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر وہ کمال شفقت سے یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو یوناف میرے بھائی میں تمہارے اس فیصلے کی قدر کرتا ہوں اب میں یہ عزم کر چکا ہوں کہ میں دریائے بیاس کو عبور کر کے آگے نہیں بڑھوں گا بلکہ یہیں سے اپنے لشکر کو لے کر یونان کی طرف کوچ کروں گا اس کے بعد یوناف کا ہاتھ تھامے سکندر اپنے خیمے سے نکلا اور بلند آواز میں اس نے واپسی کا حکم صادر کر دیا تھا سکندر کا یہ فیصلہ سن کر یونانی لشکری خوشی میں ناچنے اور گانے لگے تھے دریائے بیاس کا کنارا چھوڑنے سے پہلے سکندر نے دریا کے کنارے بارہ ستون کھڑے کرنے کا حکم دیا جنہیں وہ اپنی واپسی اور فتح مندی کا نشان بنانا چاہتا تھا۔

چنانچہ دریائے بیاس کے کنارے بارہ ستون نصب کئے گئے اس کے بعد سکندر اپنے لشکر کو لے کر واپس کوچ کر گیا تھا۔

سکندر نے اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اپنے لشکریوں کے مجبور کرنے پر واپسی کا سفر شروع کیا تھا ورنہ وہ اپنے دل میں پختہ اور پکا ارادہ کئے ہوئے تھا کہ وہ مشرق کی طرف بڑھتے ہوئے دنیا کے آخری سرے پر پہنچ کر رہے گا اس کا خیال تھا کہ زمین کا مشرقی سرا اس سے آگے قریب ہی تھا محض فتوحات اور شان و شوکت کی کشش اسے اتنی دور نہ لائی تھی وہ صرف اس لئے مشرق کی طرف بڑھا تھا کہ زمین کے آخری اسرار معلوم کرے جہاں یونانیوں کے بقول ایسے وجود آباد تھے جو حیوانوں سے بہت بالا تھے اور ان میں الوہیت کے اجزاء پائے جاتے تھے وہ یونان میں برسوں تک کتابوں کے مطالعے میں مشرق سے متعلق عجیب و غریب قصے کہانیاں پڑھتا رہا تھا اس کا استقلال اور بے پناہ قوت ارادی اس تلاش سے وابستہ تھی اور وہ آخری راز تک پہنچنے کا خواہاں تھا وہ چاہتا تھا کہ مشرقی دنیا کے آخری حصے تک پہنچے وہ بحرالکاہل کو مس کرنے کا متمنی تھا جو اس کے تخمینے سے بہت دور مشرق میں واقع تھا بہرحال اس کے لشکریوں کے دل چھوڑ دینے کی وجہ سے وہ اپنی اس تمنا اور خواہش کو پورا نہ کر سکا تاہم یہ بھی ایک غیر معمولی واقع تھا کہ وہ بیاس تک پہنچ گیا تھا حالانکہ اس کے بعد آنے والے دور میں رومن لشکر بیاس سے اٹھارہ سو میل پیچھے تک بمشکل داخل ہو سکا تھا اور مغربی ملاح اس سکندر سے دو ہزار سال بعد بڑے بڑے لشکروں کے ساتھ شمالی ہند میں داخل ہو گئے تھے۔

سکندر آٹھ سال تک مشرق کی طرف بڑھتا رہا تھا اب اس پیش قدمی سے دستبردار ہوتے ہی اس کی طبیعت بدل گئی اس میں جو دل خوش کن اعتماد قدم قدم پر پایا جاتا تھا وہ تمام ہو گیا اور اس کی جگہ ایک گونا آزردگی اور چھوٹی چھوٹی چیزوں پر توجہ نے لے لی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے گھر کو منظم کر دینا چاہتا تھا اس لئے واپسی کے سفر پر اس نے کسی سے کوئی زیادہ گفتگو نہ کی بس وہ اپنے ہی خیالوں میں غرق مغرب کی طرف بڑھتا رہا یہاں تک کہ وہ دریائے جہلم کے کنارے پہنچ گئے یہاں سکندر کا جرنیل کوئنس بخار میں مبتلا ہو کر مر گیا سکندر کو اس کی موت کا بڑا دکھ اور صدمہ ہوا۔ سکندر نے چونکہ اپنے سپاہ کے مجبور کرنے پر بڑی جلدی اور عجلت میں واپسی کا سفر شروع کیا تھا لہٰذا دریائے سندھ کے مشرق میں جس قدر علاقے اس نے فتح کئے تھے وہ اس نے مقامی حکمرانوں کے حوالے کر دیئے اور جو علاقے دریائے سندھ کے مغرب میں اس نے فتح کئے تھے ان کا انتظام

اس نے مقدونوی افسروں کے ہاتھ میں دے دیا تھا بیماروں اور بعض دوسرے آدمیوں کو نئے شہروں میں بسا دیا گیا تھا دیسی فوجیں توڑ دیں اور سب کو انعام دیئے یہاں اس نے کچھ جہاز بھی تیار کئے اس کا ارادہ تھا کہ وہ کسی بڑی کشتی میں بیٹھ کر دریائے جہلم کے بیچوں بیچ جنوب کی طرف بڑھے گا جبکہ اس کا لشکر دو حصوں میں بٹ کر دریائے جہلم کے دائیں اور بائیں اس کے ساتھ ساتھ روانہ ہو گا۔

نیا تیار ہونے والا ایک جہاز دریائے جہلم میں اتارا گیا اور سکندر اس میں سوار ہوا اس جہاز کے اگلے حصے میں کھڑے ہو کر سکندر سنہری صراحی سے شراب کے جام یونانی دیوتاؤں کے نام پر دریائے جہلم میں انڈیلنے لگا پھر طربوں کے ذریعے روانگی کا حکم دیا آہستہ آہستہ جہاز روانہ ہوئے روانگی کے وقت ایسا شور کبھی نہ سنا گیا تھا سپاہی نعرے لگا رہے تھے ملاح گا رہے تھے دریا کے کنارے جہازوں سے اونچے تھے اس لئے آوازیں کناروں سے ٹکرا کر گونجتی تھیں۔ جو ہندوستانی سکندر کی فرمانبرداری قبول کر چکے تھے وہ حیران رہ گئے تھے اور گاتے ہوئے کنارے کنارے جہازوں کے ساتھ جا رہے تھے یہاں تک کہ جنوب کی طرف بڑھتے ہوئے وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں دریائے جہلم دریائے سندھ سے جا ملتا ہے۔

انہوں نے دیکھا کہ دریائے سندھ کے دونوں کناروں کے ساتھ ساتھ جگہ جگہ قلعے بنے ہوئے تھے جن کے اطراف میں خوب آبادیاں تھیں ان آبادیوں کو جب پتا چلا کہ سکندر اپنے لشکر کے ساتھ ان کی طرف بڑھ رہا ہے تو انہوں نے مزاحمت شروع کر دی تھی سکندر اور اس کے لشکریوں کو مقامی لوگوں کی یہ مزاحمت بالکل پسند نہ آئی اور اس سے ان کے اندر ایک طرح کی تلخی پیدا ہو گئی تھی اس لئے کہ وہ تو پہلے ہی جنگ سے تنگ آ چکے تھے ان نئی مشکلات نے ان کے غصے کی آگ بڑھکا دی کیونکہ یہ مشکلات ان کی واپسی میں تاخیر پیدا کر سکتی تھیں چنانچہ وہ مقابلہ کرنے والوں کے گاؤں کے گاؤں جلانے لگے اور جن لوگوں پر وہ قابو پاتے ان کی بستیاں اور ان کے گاؤں اور شہروں کا مکمل طور پر قتل عام کرنے لگے تھے دریائے سندھ کے کنارے ایک قلعہ ایسا تھا جس کے لوگوں نے سکندر اور اس کے لشکریوں کے خلاف سخت مزاحمت کی تھی اور سکندر کے لشکر کو کافی حد تک نقصان بھی پہنچایا تھا اور سکندر اور اس کے لشکریوں نے ہر صورت میں اس قلعے کو فتح کرنے کا ارادہ کر لیا تھا ان کا ارادہ تھا کہ اس قلعے پر عبور حاصل کرنے کے بعد قلعے کے سارے مکینوں کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔

وہ قلعہ خاصا مضبوط تھا تاہم یونانی اس قلعے میں داخل ہونے کی انتھک کوشش کر رہے تھے

لیکن وہ اس قلعے پر قابو پانے میں کامیاب نہ ہو رہے تھے سکندر نے بے صبری کے عالم میں خود دو
کے ساتھ ایک سیڑھی لگوائی اور اوپر چڑھ گیا اس کا جرنیل پیوسٹس اس کے پیچھے پیچھے تھا سک
کا خاص پہرے دار جو ٹرائے کی والی ڈھال لئے ساتھ رہتا تھا وہ بھی اس کے ہمراہ تھا اس کے علا
اور بہت سوار اور بہادر سکندر کے ساتھ تھے تاکہ شہر کی فصیل پر چڑھ کر کسی نہ کسی طرح شہر پنا
دروازہ کھول دیا جائے۔

گو اردگرد کے برجوں سے آتش بازی ہو رہی تھی لیکن سکندر کی سرکردگی میں یہ یونانی ا
قلعے کی فصیل کے اوپر پہنچ گئے مقامی لوگوں کو جب پتا چلا کہ کچھ یونانی ان کے قلعے کی فصیل پر چڑ
آئے ہیں تو ان کا ایک ریلا سیڑھی کی طرف بڑھا اور اس قدر خوفناک جنگ ہوئی کہ جس سیڑھی کے
ذریعے سکندر کی سرکردگی میں یونانی چڑھے تھے وہ سیڑھی ٹوٹ کر نیچے گر گئی سکندر اب اپنے
ساتھیوں کے ساتھ دیوار کے اوپر بیٹھے بیٹھے آتش بازی کے ہدف بننا نہ چاہتا تھا لہٰذا جس قدر
یونانیوں کو لے کر وہ فصیل کے اوپر چڑھا تھا ان کے ہمراہ وہ قلعے کے اندرونی حصے میں کود گیا۔

اپنے ساتھیوں کے ساتھ سکندر دیوار سے پشت لگا کر حملہ آوروں کا مقابلہ کرتے ہوئے شہر
پناہ کے اس دروازے کی طرف بڑھنے لگا تھا جو ان سے قریب ترین تھا اسی کوشش اور جدوجہد میں
سکندر کے ساتھ کام کرنے والے کئی یونانی مارے گئے یہاں تک کہ ایک تیر آکر سکندر کے
پھیپھڑے میں لگا جس نے اسے نڈھال کر کے رکھ دیا وہ بے بس ہو کر گرنے لگا تھا لیکن اس کے
جرنیل پیوسٹس اور دوسرے پہرے داروں نے اسے سنبھال لیا موقع پر دوسرے یونانی سپاہیوں نے
بڑی جوانمردی کا اور ہمت کا ثبوت دیا عین اس وقت جبکہ سکندر زخمی ہو کر نڈھال ہو گیا تھا انہوں
نے آگے بڑھ کر شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا شہر پناہ کا دروازہ کھلتے ہی یونانی لشکر ایک ریلے اور سیلاب
کی طرح اس قلعے میں داخل ہوا اور اس قلعے کے مکینوں اور محافظوں کا انہوں نے قتل عام کرا
شروع کر دیا تھا۔

اس قلعے کی قوت کا مکمل طور پر صفایا کرنے کے بعد سکندر کو ایک چارپائی پر ڈال کر پڑاؤ کے
اندر لایا گیا لوگوں نے یہ خیال کیا کہ سکندر ہمیشہ کے لئے ان سے جدا ہو کر موت سے بغلگیر ہو گیا ہے
لہٰذا اس کے لشکری رونے لگے تھے وہ حوصلہ ہار بیٹھے وہ حیران تھے کہ فوج کی قیادت اب کون کرے
گا اور وہ اپنے وطن واپس کس طرح جائیں گے اس کے علاوہ یہ بھی اندیشہ تھا کہ سکندر کے خوف
سے آزاد ہونے کی خبر پھیلتے ہی تمام جنگجو قومیں بغاوت پر آمادہ ہو جائیں گی اور ان اجنبی دریاؤں ملا

گھری ہوئی سرزمین میں باغی اقوام ان پر حملہ آور ہو کر ان کی تکہ بوٹی کر کے رکھ دیں گے یونانیوں کو
یہ بھی وہم اور خیال تھا کہ سکندر کے سوا ان کی واپسی کا نقشہ بھی کوئی تیار نہیں کر سکتا لہٰذا وہ بڑے
پریشان اور غم زدہ سے ہو کر سکندر کی جدائی میں رونے لگے تھے۔

تھوڑی دیر بعد چند مناد وں کے ذریعے لشکر میں یہ منادی کرائی گئی کہ سکندر مرا نہیں زندہ ہے
اور چند یوم کے علاج کے بعد مکمل طور پر تندرست ہو جائے گا لیکن اکثر لشکریوں کو یہ اعلان سن کر
سکندر کے زندہ ہونے کا یقین نہ آیا انہیں اندیشہ تھا کہ فوج کے سالاروں اور جرنیلوں نے اپنی
طرف سے سکندر کے زندہ ہونے کا اعلان کر دیا ہے کہ لشکریوں کے حوصلے بلند رہیں اور ان کے
اندر ایک اتحاد اور یکجہتی کا رشتہ باقی رہے چند دن اسی کشمکش اور شک وشبے میں گزر گئے اس دوران
لشکر کے اندر جو یونانی طبیب تھے انہوں نے بڑی مہارت اور کمال جرات مندی سے سکندر کا علاج
کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سکندر کے زخم میں کافی آفاقہ ہو گیا اور وہ اٹھ کر بیٹھنے کے قابل ہو گیا تھا پھر
ایک روز وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور پورے لشکر کا چکر لگایا اس پر اس کے لشکریوں کو یقین ہو گیا
کہ سکندر واقعی زندہ ہے سکندر کو گھوڑے پر سوار دیکھ کر اس کے لشکر میں اطمینان اور خوشی کی لہر
دوڑ گئی تھی۔

یہاں قیام کے دوران سکندر نے مزید بحری جہاز اور کشتیاں تیار کروائیں اور جب اس کی
خواہش کے مطابق یہ کشتیاں اور جہاز تیار ہو گئے تو اس نے اپنے لشکر کے ساتھ جنوب کی طرف
پیش قدمی شروع کی خود سکندر اور اس کے لشکر کا آدھا حصہ بحری جہازوں اور کشتیوں پر سوار تھا
جبکہ لشکر کا ایک حصہ دریائے سندھ کے کنارے جنوب کی طرف بڑھا تھا یہ پہلا موقع تھا کہ سکندر
اس طرح کسی دریائی راستے سے سمندر کی طرف سفر کر رہا تھا یہ سفر جاری رہا جہاں پر پڑاؤ کرنا ہوتا
وہاں سکندر کے صناع پہلے پہنچ کر کنویں کھود لیتے اور پانی کی نالیاں بنا لیتے اس سفر کے دوران یونانیوں
نے ہندوستانیوں سے اور ہندوستانیوں نے یونانیوں سے بہت کچھ سیکھا۔

یونانی بت تراشوں نے ہندوستان کے فن تعمیر کا مطالعہ کیا اور اس میں اپنی دستکاری اور فنون
کی آمیزش کرتے ہوئے اسے ایک نیا رنگ عطا کیا انسانی جسم اور چہرے تراشنے کا فن ہندوستان
میں اپنے عروج پر نہ تھا یونانیوں نے اس فن کو بھی جلا بخشی اور ان کی یہ صناعی ہندوستانی فن کاروں
میں نسل در نسل جاری رہی یہاں تک کہ بدھوں کے آخری دور میں یہ نمونے ایک خاص شکل
اختیار کر گئے اور وہی نمونے وسطی ایشیا سے مشرق کی جانب تک پھیل گئے تھے سکندر کے لشکر میں

و صناع اور محقق تھے انہوں نے نئی غذائی جنسوں مثلاً" چینی زعفران اور چاول کے متعلق
معلومات حاصل کیں ستارہ شناسوں اور ہیئت دانوں نے اپنے مشاہدات کا مقابلہ ہندوستانی ستارہ
شناسوں کے مشاہدات سے کیا اس طرح ان علوم میں بھی ترقی ہوئی اس کے علاوہ ہندوستانی اور یونانی
قبیلوں نے ایک دوسرے سے بخار طاعون کے علاج کے نئے نئے طریقے بھی سیکھے۔

دریا سندھ میں سفر کرتے ہوئے سکندر اپنے لشکر کے ساتھ ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں دریائے
سندھ کی چوڑائی میلوں تک تھی یہاں انہوں نے مختلف اقوام کے دریاؤں کے دیوتا مثلاً" آمن
رع، راہوا، اور سورج دیوتا کے نام پر قربانیاں دیں۔

سکندر کے مشرق کی طرف اس حملے سے دوسری اقوام اور مذاہب کو بھی بے شمار فوائد
حاصل ہوئے اپنے سفر کے ذریعے سکندر نے ایک ایسی حرکت پیدا کر دی جس کا اسے خیال تک نہ
تھا اس کی آمد سے پہلے مذاہب ایک دوسرے سے لاتعلق تھے۔ زیوس دیوتا کے مندر صرف یونانی
آبادیوں سے آگے نہ بڑھے تھے آمن اور رع کے مندر وادی نیل تک محدود تھے راہوا کے آتش
کدے صرف کوروش کی سرزمین میں یا پہاڑی چوٹیوں پر پائے جاتے تھے مقدونیوں کی آمد نے ان
مذاہب کے درمیان ربط و ضبط پیدا کر دیا۔ مندروں اور خانقاہوں کے درمیان جو دیواریں حائل
تھیں وہ ٹوٹ گئیں جس طرح قوموں کی درمیانی حدیں ٹوٹتی تھیں اس طرح مذاہب کے درمیان
خیالات کی حدیں بھی ٹوٹ گئیں گو مذہبی خیالات نہ بدلے تھے لیکن نئے تصورات نے ان میں
وسعت پیدا کر دی تھی۔

مغرب کے پرانے تصورات مشرق ہی سے حاصل کئے گئے تھے لیکن ان کے وسائل اور
ذرائع فراموش کر دیئے گئے تھے اب مغربی قلوب و افکار نے مشرق سے براہ راست رابطہ پیدا کر لیا
تھا اور خیالات کی وسعت ایک عالمگیری حیثیت اختیار کر گئی تھی۔

دریائے سندھ میں سفر کے دوران ایک ہندوستانی جوگی بھی اپنی خوشی اور مرضی سے سکندر
کے لشکر میں شامل ہو گیا تھا یونانی اسے کیلی ناس کہہ کر پکارنے لگے تھے اس نے اپنی مرضی سے
سکندر کے ساتھ جانے کی آمادگی ظاہر کی تھی یہ بوڑھا آدمی تھا کھانے کے ایک برتن اور چٹائی کے
سوا اس کے پاس کچھ نہ تھا وہ چٹائی پر بیٹھ جاتا اور جب کھانے کی ضرورت پیش آتی تو برتن سامنے
رکھ دیتا تاکہ اس میں کھانا ڈال دیا جائے یہ شخص ضرورت سے کم کھاتا تھا اور اس کی خواہش یہی
ہوتی تھی کہ اسے تنہا چھوڑ دیا جائے۔

البتہ سکندر اس کے پاس آتا تو اس سے بات چیت کر لیتا ایسے موقعوں پر بھی وہ شاید ہی
مقدونیوں کی تعریف کرتا تھا ایک مرتبہ اس نے سکندر سے کہا تم نے بہت کچھ حاصل کیا اور بہت
کچھ تباہ کیا دیکھو اپنے اعمال سے متعلق ڈرتے رہو یاد رکھو یہ ہتھیار یہ دولت یہ قبضے میں لائے جانور
اور مال تمہارے ساتھ نہیں رہیں گے ہر چیز کو تم نے یہیں چھوڑ جانا ہے۔

سکندر کو کیلی ناس کی باتیں بے حد پسند تھیں لہٰذا اس نے کیلی ناس کو اپنا مشیر مقرر کر لیا تھا
دوسری طرف کیلی ناس یوناف اور بیوسا کی راست بازی نیکی اور دیانتداری سے بے حد متاثر تھا اور
وہ انہیں ہی کی صحبت کو سب پر ترجیح دیتا تھا مقدونیوں کا احساس یہ تھا کہ کیلی ناس جسے مشیر کی حیثیت
حاصل ہو گئی ہے بدشگونی کی باتیں کرتا ہے۔ وہ اکثر یونانیوں سے کہتا تھا کہ انسان مرنے کے بعد
دوبارہ پیدا ہو گا موت کے بعد زندگی مشکل اور ناممکن نہیں ہے اگرچہ ان باتوں پر مقدونوی یقین
نہیں کرتے تھے پر وہ کیلی ناس کی ان باتوں سے متاثر ضرور ہوتے تھے۔

ایک بار جب سکندر یوناف بیوسا اور کیلی ناس اکٹھے بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے سکندر نے
کیلی ناس سے پوچھا بھلا تم ہمارے ساتھ کیوں آئے ہو اور کیوں تم نے اپنی مرضی اور خوشی سے ہمارا
ساتھ دینے کا ارادہ کیا ہے اس پر کیلی ناس کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہوئیں اور جواب دیا بتاؤ تم
یہاں کیوں آئے تمہیں چاہئے تھا اپنی سلطنت میں ٹھہرے رہتے اور لوٹ مار کرنے کے لئے اپنی
سلطنت کی حدود سے باہر نہ نکلتے کیلی ناس کا جواب سن کر سکندر نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا پھر بڑے
پیار نرمی اور شفقت سے کیلی ناس کی پیٹھ تھپتھپائی اور مسکراتے ہوئے کہنے لگا سنو کیلی ناس باتوں میں
تم سے جیتنا مشکل ہے بہرحال میں تمہاری یوناف اور بیوسا کی صحبت کو پسند کرتا آیا ہوں اور پسند کرتا
رہوں گا اس کے بعد سکندر یوناف بیوسا اور کیلی ناس کو اپنے خیمے میں لے گیا تھا تاکہ وہ تینوں اس
کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں اس طرح دریائے سندھ کے کنارے کنارے پڑاؤ کرتے ہوئے سکندر
اپنے لشکر کے ساتھ جنوب کی طرف بڑی تیزی سے بڑھنے لگا تھا۔

○

عارب اور نبیہ دونوں میاں بیوی نے قوم علام کے قدیم شہر شوش میں قیام کر رکھا تھا اسی
قیام کے دوران ایک روز عزازیل ان کے پاس آیا عارب اور نبیہ نے بہترین انداز میں عزازیل کا
استقبال کیا عارب اور نبیہ کے پاس بیٹھتے ہی عزازیل بولا اور کہنے لگا میرے ساتھیوں میں تمہیں
لینے آیا ہوں آؤ اس سرزمین کی طرف چلیں جہاں ہند کی سرزمین میں سندھ نام کا دریا سمندر میں

کرتا ہے عزازیل کے اس انکشاف پر عارب نے چونک کر پوچھا اے میرے آقا ہم دریائے سندھ کے اس ڈیلٹا پر جا کر کیا کریں گے اس پر عزازیل پھر بولا اور کہنے لگا۔

سنو میرے رفیقو تم دونوں جانتے ہو کہ یوناف اور بیوسا نے یونان کے حکمران سکندر کے لشکر میں شمولیت اختیار کر لی ہے سکندر مشرق میں دور تک اپنی فتوحات کا سلسلہ جاری رکھنے کے بعد واپس لوٹ رہا ہے وہ دریائے سندھ کے ساتھ ساتھ جنوب کی طرف بڑھتے ہوئے سمندر کی طرف جا رہا ہے اور وہاں سے وہ مشرق کا رخ کرے گا پھر شوش کے راستے بابل جائے گا میں چند دن اس کے لشکر میں گزار کر ساری معلومات حاصل کر کے تمہاری طرف آیا ہوں کہ تم میرے ساتھ دریائے سندھ کے ڈیلٹا کی طرف چلو تاکہ وہاں ہم اپنے دو کام سرانجام دیں اور تیسرے کا انتظار کریں عارب پھر چونک کر بولا اور عزازیل سے پوچھنے لگا اے میرے آقا وہ کون سے دو کام ہیں جو ہمیں کرنا ہیں اور کون سا تیسرا کام ہے جس کا ہمیں انتظار کرنا ہے اس پر عزازیل پھر کہنے لگا۔

پہلا کام یہ کہ سکندر کے لشکر میں ایک ہندوستان کا رشی شامل ہوا ہے جسے یونانی کیلی ناس کہہ کر پکارتے تھے۔ یہ شخص یوناف اور بیوسا کی طرح نیک اور خیر کا پیغام دینے والا ہے ایسے لوگوں کو بری باتوں سے منع کرتا ہے اور خدا سے ڈرتے ہوئے اس کی رضامندی حاصل کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ دریائے سندھ کے ڈیلٹا پر جا کر ہم سب پہلے اس کیلی ناس کا خاتمہ کریں گے تاکہ یہ نیکی اور خیر کے فروغ کا کام نہ کر سکے۔ ہمارا دوسرا کام یہ ہو گا کہ میں ایک بزرگ کی صورت میں سکندر کے سامنے جاؤں گا اور اسے کہوں گا کہ تو نے مشرق میں دور دور تک فتوحات حاصل کیں لیکن تو ایک ایسا شہر فتح نہ کر سکا جسے اگر فتح کرتا تو تیرے ہاتھ بے شمار دولت کے علاوہ شہرت بھی نصیب ہوتی۔ میں اسے ترغیب دوں گا کہ مکہ پر حملہ آور ہو کر اور اس گھر کو نیست و نابود کر دے جو ابراہیم نے اپنے خداوند کے لیے تعمیر کیا اگر سکندر مکہ شہر پر حملہ آور ہو کر خدا کے گھر کو نیست و نابود کرنے پر آمادہ ہو گیا تو یاد رکھو یوناف ہر صورت میں اس کی مخالفت کرے گا۔ ایسی صورت میں سکندر اور یوناف کے درمیان اختلافات ہوں گے اور ان کی دوستی دشمنی میں بدل جائے گی۔ سکندر اور یوناف کے درمیان دوستی کی جگہ دشمنی پیدا کرنا ہمارا بہترین اور کامیاب معرکہ ہو گا عزازیل کی یہ گفتگو سن کر عارب خوش ہوا اور پھر پوچھا اے میرے آقا تیسرا کون سا کام ہے جس کا ہمیں انتظار کرنا ہو گا اس پر عزازیل بولا یہ تیسرا کام یوناف سے تعلق رکھتا ہے سنو میں اسے اس ہولناک اور اذیت میں مبتلا کر دوں گا کہ دونوں میاں بیوی بجھ کر دھواں چھوڑنے والے دیے کی طرح ویران ہو کر رہ جائیں گے۔ اس کے لیے میں یوناف اور بیوسا کے خلاف کیسے اور کس طرح حرکت میں آؤں گا یہ تفصیل ابھی تم مجھ سے نہ پوچھنا اس کے متعلق تفصیل سے میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔ اب تم میرے ساتھ یہاں سے کوچ کرنے کی تیاری کرو عارب اور نیبط نے عزازیل کی اس گفتگو سے اتفاق کیا اور پھر تینوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور شوش شہر سے غائب ہو گئے۔

○

جنوب کی طرف سفر کرتے ہوئے سکندر اپنے لشکر کے ساتھ دریائے سندھ کے ڈیلٹا پر پہنچ گیا تھا جہاں دریا کئی شاخوں میں بٹ کر سمندر میں داخل ہوتا تھا یہاں پٹالہ کے مقام پر سکندر نے اپنا پڑاؤ قائم کر لیا اور اس جگہ اس نے ایک مستقل بحری مرکز بھی بنانا شروع کر دیا تھا اس کے علاوہ اس جگہ پڑاؤ کرنے کے بعد اس نے اپنے لشکریوں کو آرام کرنے اور ستانے کا خوب موقع دیا تھا۔ دریائے سندھ کے ڈیلٹا ہی کے کنارے ایک روز یوناف اور بیوسا اپنے خیمے میں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا بیوسا سمجھ گئی تھی کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا ہے اور اس سے گفتگو کرنے والی ہے لہٰذا وہ بھی یوناف کے ساتھ پہلو سے پہلو ملا کر بیٹھ گئی تھی تاکہ جان سکے ابلیکا یوناف سے کیا کہنے والی ہے یوناف کی گردن اپنا حریری لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

سنو یوناف عزازیل عارب نیبط قوم عیلام کے مرکزی شہر شوش سے یہاں دریائے سندھ کے ڈیلٹا میں سکندر کے پڑاؤ میں پہنچ چکے ہیں یہاں رہ کر وہ دو کام کریں گے ایک تمہارے دوست کیلی ناس کا خاتمہ اور دوسرے یہ کہ وہ سکندر کو مکہ پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دیں گے تاکہ وہاں جو خدا کا گھر ہے اسے گرا دیا جائے عزازیل کیلی ناس کا خاتمہ اس لئے کرنا چاہتا ہے کہ کیلی ناس نیکی اور خیر کی تبلیغ کرتا ہے لوگوں کو برائی سے روکتا ہے اچھائی کی خوبیاں بیان کرتا ہے گناہوں اور بدی کے برے انجام سے لوگوں کو ڈراتا ہے یہ باتیں عزازیل کو پسند نہیں لہٰذا عزازیل پہلے تمہارے دوست کیلی ناس کا خاتمہ کرے گا اس کے بعد سکندر کو مکہ پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دے گا پس میں تم سے یہ کہنے والی ہوں کہ تم عزازیل عارب اور نیبط کے ہاتھوں کیلی ناس کی حفاظت کرنا اگر عزازیل عارب یا نیبط میں سے کسی نے کیلی ناس کا خاتمہ کر دیا تو اس میں ان تینوں کی فتح مندی اور ہماری شکست کا پہلو نکلے گا لہٰذا عزازیل عارب اور نیبط کے سامنے ہمیں کیلی ناس کی حفاظت کرنی چاہئے۔

ابلیکا کی یہ ساری گفتگو سننے کے بعد یوناف تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا اس کی
سے لگتا تھا جیسے ابلیکا کی گفتگو سننے کے بعد اس کا قرار جسم و جان اور قلب کی راحت موت
گرداب اور آتش مزاجی میں اس کی نظر کی روشنی اور فکر کی درخشندگی زہر آلود تشدد اور انتقا
بھنور میں اور اس کے عزم کی پائندگی اور اجالوں کا سرور راہوں کے آشوب اور موت کے
میں تبدیل ہو کر رہ گیا ہو تھوڑی دیر تک یوناف اسی طرح اپنی جگہ پر بیٹھا رہا اور بیوسا اس کے
میں بڑے غور اور فکر مندی سے اس کی طرف دیکھے جا رہی تھی دیر کے توقف کے بعد یوناف
اور ابلیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو ابلیکا میں اس کیلی ناس کو عزازئیل عارب اور نیبط کے ہاتھوں مرنے نہ دوں گا
ابلیکا تم دیکھو گی وقت کی اڑتی گرد میں سرگوشیاں کرنے والے یہ عزازئیل عارب اور نیبط
مرضی کے مطابق کیلی ناس کے خلاف حرکت میں نہیں آسکیں گے میں ان کے سارے اتحا
عزم کو شعلوں کی لپک ان کی صداؤں اور آوازوں کو آگ کی چمک ان کے جذبوں اور احساسا
ہولناک تباہی اور ان کے آورش اور مقاصد کو جور د عقوبت میں تبدیل کر کے رکھ دوں گا ان
چہرے کی شکنوں کو اور ان کی بھیانک عداوتوں کے بتوں اور ان کی بدی کے شیش محل کو میں توڑ
گرا کر رکھ دوں گا سنو ابلیکا تم مطمئن رہو کہ کیلی ناس ہمارا ساتھی ہمارا رفیق ہے اور بدی کی ان
قوتوں کے خلاف ہم اس کی پوری پوری حفاظت کریں گے یوناف کا یہ جواب سن کر جہاں بیوسا کے
چہرے پر خوشی اور مسرت کے جذبے بکھر گئے تھے وہاں ابلیکا نے بھی گنگناتی اور چہکتی ہوئی آواز میں
کہا یوناف میرے حبیب! قسم خداوند قدوس کی مجھے یقیناً" تم سے ایسے ہی جواب کی توقع تھی اب
دونوں میاں بیوی کیلی ناس کی طرف سے محتاط اور متفکر رہنا اس معاملے میں بھی تمہارے ساتھ
ہوں اور میں بھی کیلی ناس پر نگاہ رکھوں گی اس لئے کہ عزازئیل عارب اور نیبط کسی بھی وقت
اچانک اس پر حملہ آور ہو کر اس کی جان کے درپے ہو سکتے ہیں میرے خیال میں آؤ اب اٹھو نیز
کیلی ناس کی طرف چلتے ہیں یوناف اور بیوسا نے ابلیکا کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں میاں
بیوی اٹھ کر اپنے خیمے سے نکل گئے تھے۔

عین اس وقت جبکہ یوناف ابلیکا اور بیوسا کے درمیان یہ گفتگو ہوئی تھی کیلی ناس اس وقت
دریائے سندھ کے ڈیلٹا کے پاس ایک بہت بڑی چٹان کی اوٹ میں ٹیک لگائے بیٹھا تھا وہ گہرے
تفکرات اور سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا اور اس کی یہ حالت نئی نہ تھی بلکہ وہ اکثر تنہائی پسند اور گوشہ گیر
رہتا تھا عین اس وقت اس چٹان کے اوپر عزازئیل عارب اور نیبط نمودار ہوئے کیلی ناس کو اس
چٹان کے پاس اپنے اطراف اور ارد گرد سے بے خبر اور بے فکر بیٹھے دیکھ کر عزازئیل کی آنکھوں اور
اس کے چہرے پر آتش مزاجی اور تمرد رشک و حسد عداوت اور رقابت غرور اور نخوت قسارت قلبی
اور حیوانی طلب اپنی پوری شدت اور اپنی پوری سختی کے ساتھ نمودار ہو گئیں تھیں پھر اس نے
اپنے پہلو میں کھڑے عارب اور نیبط کی طرف دیکھا اور سرگوشی کے انداز میں کہا۔

سنو میرے دونوں رفیقو ہم اس لحاظ سے تینوں خوش قسمت ہیں کہ ہمیں یہ کیلی ناس اکیلا اور
تنہا مل گیا ہے تم دیکھتے ہو کہ جس چٹان پر ہم کھڑے ہیں اس کے نیچے یہ اپنے ارد گرد کے ماحول سے
بالکل بے تعلق اور بے فکر بیٹھا ہوا ہے اگر اس موقع پر میں ایک بھاری چٹان اٹھا کر اس کے اوپر
پھینک دوں تو اس کا خاتمہ ہو جائے گا اور ایسا کر کے ہم یوناف اور بیوسا کو ایک اذیت اور ابتلا میں
مبتلا کر سکتے ہیں عزازئیل کی یہ تجویز سن کر عارب اور نیبط دونوں خوش ہوئے پھر عارب بولا اور
کہنے لگا۔

اے آقا آپ کا کہنا درست ہے اس کیلی ناس کو جو یوناف اور بیوسا کا ساتھی ہے ختم کرنے کا
اس سے بہتر موقع فراہم نہ ہو گا لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اس چٹان کے اوپر سے کوئی بڑا پتھر پھینک کر اس
کا خاتمہ کر دیں۔

عارب کی اس حمایت اور تائید کے بعد عزازئیل شعلہ شیطانی ذلالت کے دیوتا سفاک تقدیر
اور گرم جوالا کی صورت اختیار کر گیا تھا اس کے چہرے کی شکنوں میں قہر و ریخت غضب کی
خونخواری اور بھیانک عداوتیں موجیں مارنے لگی تھیں پھر وہ مدت کے رکے ہوئے تاریک ہیولوں
اور مرگ کے خونی بھنور کی طرح حرکت میں آیا قریب پڑا ہوا ایک بہت بڑا پتھر اس نے اٹھایا اور
چٹان کے نیچے بے خبر بیٹھے ہوئے کیلی ناس پر اس نے پھینک دیا تھا۔

عزازئیل نے بے پناہ غضب اور انتہائی غصے کے عالم میں جو بہت بڑا پتھر چٹانوں کے اوپر سے
نیچے بیٹھے ہوئے کیلی ناس پر گرایا تھا اس پتھر نے ابھی اپنا آدھا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ اس جگہ یوناف
رس برساتے بادلوں رقص کرتے حروف بھٹکتے قافلوں کے ناخدا اور کروٹیں لیتے ہوئے طوفان کی
طرح نمودار ہوا وہ کیلی ناس کے اوپر کے حصے پر چھا سا گیا اور گرتے ہوئے پتھر کو اپنے دونوں ہاتھوں
میں تھام کر اس نے ایک طرف پھینک دیا تھا یوناف کے اس طرح حرکت میں آنے پر کیلی ناس اپنے
تفکر و استغراق سے چونک سا پڑا تھا بدک کر وہ کھڑا ہوا اور ایک طرف ہو کر نہایت پریشانی اور فکر

منڈی سے یوناف کی طرف دیکھنے لگا تھا جس نے پتھر اٹھا کر کیلی ناس کو محفوظ کرتے ہوئے ایک طرف پھینک دیا تھا اس موقع پر کیلی ناس بیچارہ بڑی ہمدردی اور شکر گزاری کے جذبوں سے یوناف کی طرف دیکھتا رہ گیا تھا اس بھاری پتھر کو ایک طرف پھینکنے کے بعد یوناف چٹان پر کھڑے ہوئے عزازئیل سے مخاطب ہوتے ہوئے کہنے لگا سن دن کے شکاری کتے! رات کی اوباش مخلوق! تو کیا سمجھتا تھا کہ تو لوگوں کی بے فکری کو بے حسی میں تبدیل کر دے گا تو نے کیا عزم کیا تھا کہ تو اس کیلی ناس پر وارد ہو کر اس کا خاتمہ کر دے گا اور سن رکھ زندگی اور موت میرے خداوند کے ہاتھ میں ہے جس سے تو بغاوت کئے ہوئے ہے وہ جسے چاہے زندگی دے جسے چاہے موت دے جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے تیری طرح ذلت عطا کر کے رکھ دے یوناف کہتے کہتے رک گیا وہ اس لئے کہ اچانک چٹان کے اوپر اس وقت بیوسا نمودار ہوئی تھی بیوسا کالی آندھی سرخ شعلوں کے رقص اور ہمہ سوسوم کی طرح اپنے سامنے کھڑی نیطہ کی طرف بڑھی اس کے قریب آتے ہی عجیب سے منچلے اور وحشیانہ انداز میں بیوسا نے ایک ہاتھ ایسا نیطہ کے مارا کہ نیطہ چٹان کے اوپر لوھکتی ہوئی ایک طرف ہٹ گئی تھی اس کے بعد بیوسا نے آؤ دیکھا نہ تاؤ وہ آندھی اور طوفان بن کر آگے بڑھی اور نیطہ کو پکڑ کر اس نے بری طرح مارنا اور پیٹنا شروع کر دیا تھا۔

قریب کھڑا عارب شاید بیوسا کے خلاف حرکت میں آنا چاہتا تھا کہ وہ بھی چیختے چلاتے ہوئے زمین پر گرا اور نیطہ کی طرح وہ آہ و زاری کا اظہار کرنے لگا تھا شاید اس پر ابلیکا وارد ہوئی تھی اور اس نے ضربیں لگاتے ہوئے عارب جیسے دیو پیکر کو بے بس اور مجبور کر کے رکھ دیا تھا یہ صورتحال دیکھتے ہوئے یوناف کے چہرے پر بے فکری اور اطمینان کے جذبے پھیل گئے تھے اس موقع پر وہ عزازئیل کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ عزازئیل خود ہی بول پڑا اور یوناف کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا سن نیکی کی نمائندے یہ خیال نہ کرنا کہ تم نے پتھر پکڑ کر ایک طرف پھینک دیا ہے اور یوں تم کیلی ناس کو بچانے کے ساتھ خود اور بیوسا کو لے کر بچ نکلو گے میں آج ان چٹانوں کے اوپر فعلاً" اور عملاً" تمہارے خلاف حرکت میں آؤں گا اور تمہیں بتاؤں گا کہ میرے سامنے آ کر تم نے اپنی موت اپنی مرگ اور اپنی قضا کو آواز دی ہے نیکی کے نمائندے آگے بڑھ کر میری طرف آ پھر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ دن اور رات میں کیا امتیاز ہے اور زمین اور آسمان میں کیا فرق اور کیا دوری ہے۔

عزازئیل کی یہ گفتگو سن کر یوناف کا چہرہ تپتے ہوئے سرخ لوہے جیسا ہو گیا تھا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے وہ ایک جست کے سے انداز میں اس چٹان کے اوپر آیا پھر وہ عزازئیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے عزازئیل ان چٹانوں کے اوپر تیرے مضبوط برجوں کو میں گرا دوں گا اور تیرے رشتوں کی زنجیر کو کاٹوں گا عزازئیل بھی وقت ضائع کئے بغیر بولا اور کہنے لگا سن نیکی کے نمائندے تو بکتا ہے تو جو کچھ کہتا ہے وہ کر نہیں دکھائے گا بلکہ جب تو میرے ساتھ ٹکرائے گا تو تو اپنی پیدائش اور اپنے اس صدیوں تک کے سفر کو فراموش کر جائے گا عزازئیل کے ان الفاظ کے جواب میں یوناف قہرمانی سے نکلے ہوئے آسیب کی سی ویرانہ فوری اور سیلاب کے ریلے کی طرح آگے بڑھا تھا اپنے بائیں ہاتھ کو فضا میں بلند کرتے ہوئے اس نے چاہا تھا کہ عزازئیل پر ایک ناقابل برداشت اور زوردار ضرب لگائے کہ عزازئیل بھی طوفانوں کے خیابان اور فضا کی تحریروں کی طرح حرکت میں آیا فضا میں اٹھا ہوا یوناف کا ہاتھ اس نے مضبوطی سے تھام لیا اور اپنے دوسرے ہاتھ سے اس نے یوناف کے شانے پر ایسی زوردار ضرب لگائی تھی کہ اس ضرب کی شدت اور تکلیف سے یوناف کے حاشیہ خیال میں سنسناتے ہوئے تیر چل نکلے تھے عزازئیل کی یہ زوردار اور آہنی ضرب کھانے کے بعد یوناف ڈگمگا گیا تھا وہ اپنا جسمانی توازن کھو بیٹھا اور چٹان کے اوپر گر گیا تھا قریب ہی نیطہ کو مارتی ہوئی بیوسا نے بھی اس موقع پر یوناف کو چٹان پر گرتے ہوئے دیکھ لیا تھا یوناف کے یوں گرنے سے وہ بیچاری اندھے ریگستان جیسی اداس موت کی منڈی جیسی ویران خاموش صحرا کی طرح افسردہ اور رات کے سینے کے ویران گوشوں کی طرح ملول ہو کر رہ گئی تھی اس موقع پر وہ نیطہ کو چھوڑ کر یوناف کی طرف متوجہ ہونا ہی چاہتی تھی کہ اس نے دیکھا یوناف ایک سپاہیانہ وقار کے سے انداز میں سرخ بجلیوں کے گہوارے لہروں کی تڑپ کی طرح اٹھ کھڑا ہوا تھا دوبارہ وہ عزازئیل کے سامنے آیا اور اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن عزازئیل میرے یوں گرنے سے تو کسی غلط فہمی کسی دھوکے کسی فریب میں نہ رہنا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جب میں اپنے خالق اور مالک کا نام لے کر آگے بڑھتے ہوئے تم پر ضرب لگاؤں گا تو میری انفرادی قوت تم تینوں کی اجتماعی قوت پر بھاری اور حاوی رہے گی عزازئیل تو مت بھول کہ تو ایک فریب ہے دھوکہ ہے گناہ اور معصیت ہے تجھے زیر کرنا اور مغلوب کرنا ہی میری زندگی کا مقصد اور مدعا ہے اس کے ساتھ ہی یوناف کسی سلگتے ہوئے راز اور بحر زخار کی طرح آگے بڑھا اس بار اس نے عزازئیل پر ضرب لگانے کے لئے اپنا بایاں ہاتھ فضا میں بلند کیا تھا اور جونہی عزازئیل نے اس کا بایاں ہاتھ پکڑ کر پھر پہلے جیسا داؤ لگاتے ہوئے یوناف پر ضرب لگانا چاہی یوناف

نے اس موقع پر برق کے کسی کوندے کی طرح حرکت میں آتے ہوئے اپنے دائیں ہاتھ کی ایک ضرب عزازئیل کی گردن کے قریب لگائی کہ عزازئیل پر اس ضرب سے آگ و خون کا ایک اور افتادگی اور اعضا خفی طاری ہوگئی تھی یوناف کی یہ ضرب لگنے کے بعد عزازئیل ان چٹانوں اوپر کئی لڑھکنیاں کھاتے ہوئے کچھ فاصلے پر دور جا گرا تھا۔

یوناف کے ہاتھوں کاری اور آہنی ضرب کھانے اور زمین پر گرنے کے بعد عزازئیل کے چہرے پر دکھتے دل تپتے چہرے اداس دعاؤں اور اندھے خوابوں جیسی کیفیت چھا گئی تھی شاید اسے اس بات کی قطعاً "توقع نہ" تھی کہ یوناف بایاں ہاتھ فضا میں بلند کرنے کے بعد اسے چکما دے گا پھر دائیں ہاتھ سے بھرپور اور آہنی ضرب اس کی گردن پر دے مارے گا یوناف کے اس حربے نے عزازئیل کو ہلا کر رکھ دیا تھا وہ ابھی تک زمین پر ہی گرا پڑا تھا عین اس موقع پر نیطہ پر ضربیں لگا بیوسا نے مڑ کر عزازئیل کی طرف دیکھا اسے یوناف کے ہاتھوں یوں پٹنے اور زمین پر گرنے سے اس کے نازک نازک گلابی ہونٹوں پر کرنیں بکھیرتی صبح کے پس منظر میں امن کی مٹھاس میں ڈوبی دھیمی دھیمی مسکراہٹ پھیل گئی تھی اس وقت اس کے چہرے پر میٹھے سہانے نغموں اور حیات بخش انداز رقص تھا جبکہ اس کی پھول برساتی شوخ نگاہوں میں یوناف کی اس کامیابی پر آبشاروں کا ترنم پھولوں کی مہک اور اک جمال بے ثبات جوش مارنے لگے تھے یوناف کی طرف سے یوں مطمئن ہو کر بیوسا پھر نیطہ پر ضربیں لگانے لگی تھی دوسری طرف عارب بھی ابلیکا کے ہاتھوں بری طرح پٹ رہا تھا اور مار کھا رہا تھا۔

زمین پر گرنے کے بعد عزازئیل سنبھل کر اٹھ کھڑا ہوا اور پھر دوبارہ قہر بھرے انداز میں یوناف کی طرف دیکھنے لگا تھا اس موقع پر یوناف اس کے قریب آیا اور اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ خالق فیروز کے باغی ظلم و جبر کے دیوتا اور صحرائی خوک یہ خیال اور گھمنڈ نہ کر کہ تو ناقابل تسخیر ہے اگر تیرے ساتھ مقابلہ مشکل اور دشوار ہے تو تجھے میرے ساتھ بھی مقابلہ کرتے ہوئے ان گنت کٹھنائیوں اور ابتلاؤں کا سامنا کرنا پڑے گا دیکھ آگے بڑھ ایک بار پھر میرے ساتھ ٹکرا تاکہ میں تجھ پر ثابت کروں کہ تیرے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے تجھے کیسے ہواؤں کے وحشی بہاؤ موت کی دلدل کی جھاؤ مرگ کے خونی بھنور اور سلگتی خزاں کا شکار کر سکتا ہوں آ عزازئیل آگے بڑھو اور میرے ساتھ ٹکراؤ اور اس کے جلال کی قسم ان چٹانوں پر میں تیری بدی کا سارا دھواں دور کر کے رکھ دوں گا یوناف کے اس چیلنج پر عزازئیل پھر چھاتی تانتا ہوا آگے بڑھا وہ چاہتا تھا کہ برق کی تیزی

کے ساتھ آگے بڑھ کر یوناف پر ضرب لگائے لیکن یوناف اس سے پہلے ہی حرکت میں آ چکا تھا جونہی عزازئیل اس کے قریب آیا اس نے پاؤں کی ایک زوردار ضرب اس کی پنڈلی پر ماری جسے کھانے کے بعد عزازئیل لڑکھڑانے لگا تھا عین اس موقع پر یوناف فضاؤں کے اندر ربڑ کے کسی گیند کی طرح اچھلا اور بھرپوری قوت سے اس نے اپنی دائیں کہنی کی ضرب عزازئیل کے سر پر لگائی تھی عزازئیل نے ایک آہ ایک پکار بلند کی اور پھر وہ زمین پر گرنے کے بعد اٹھا اور مقابلے سے بھاگ گیا تھا عزازئیل کے یوں بھاگنے پر عارب اور نیطہ بھی حرکت میں آئے اور وہ بھی جان چھڑاتے ہوئے عزازئیل کے پیچھے بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

عزازئیل عارب اور نیطہ کچھ اس طرح یوناف بیوسا اور ابلیکا کے مقابلے سے بھاگے تھے جس طرح عقابوں کے نشیمن سے گدھ جوالا مکھی کے دھانے سے ٹڈی دل اور صبح کی روشنی سے ویران گوشوں کے اندھیرے بھاگ نکلتے ہیں یوناف ابھی تک کسی ستون کی طرح جم کر ان چٹانوں پر کھڑا عزازئیل عارب اور نیطہ کو بھاگتے ہوئے دیکھ رہا تھا اس وقت اس کی حالت جوش مارتے الاؤ اور پھٹتے بارود جیسی ہو رہی تھی اور اس کے چہرے پر الم افروز بیداریاں اور سلگتی نظروں میں ایک عجب سی آنچ جوش مار رہی تھی اس موقع پر مسکین بیوسا بڑی تیزی سے یوناف کے قریب آئی آگے بڑھ کر پہلے اس نے یوناف کی پیشانی پر ایک بھرپور بوسا دیا پھر اس کا گرد آلود لباس اچھی طرح جھاڑنے کے بعد اس نے بڑے پیارے انداز میں یوناف کا ہاتھ اپنے نرم و گداز ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا آج عزازئیل کو ان چٹانوں میں مار مار کر آپ نے جو بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے تو ایسا کر کے یقیناً" آپ نے میرا دل خوش کر دیا ہے قسم خداوند عظیم کی میں آپ کی طرف سے عزازئیل کے لئے ایسے ہی سکون اور ایسی ہی شجاعت اور جرات مندی کی امید رکھتی تھی جواب میں یوناف نے بڑے پیار سے بیوسا کا گال تھپتھپاتے ہوئے کہا تم نے بھی کہ میں عزازئیل سے مقابلہ کرتے ہوئے تمہاری طرف بھی بڑے غور سے دیکھ رہا تھا آج نیطہ کو خوب مانجھا ہے اس برتن کی طرح جو زنگ آلود ہو گیا ہو اور اسے رگڑ رگڑ کر چمکا دیا گیا ہو یوناف کے ان الفاظ پر بیوسا قہقہہ مار کر ہنسی تھی وہ اس موقع پر یوناف سے مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ کیلی ناس چٹانوں پر چڑھنے کے بعد یوناف کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے میرے دوست میرے ہم نوا یہ کون لوگ تھے جو اچانک تمہارے اور تمہاری بیوی بیوسا کے ساتھ برسرپیکار ہو گئے اور میں اس بات پر بھی حیران ہوں کہ تم دونوں میاں بیوی نے ان تینوں

کو کمال جرات مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مار مار کر بھاگ جانے پر مجبور کر دیا بتاؤ تو سہی یہ
لوگ تھے کیوں انہوں نے مجھ پر ان چٹانوں کے اوپر سے پتھر پھینکنے کی کوشش کی اور کیوں تمہارے
ساتھ آمادہ جنگ ہوئے کیلی ناس کی اس گفتگو پر یوناف سنبھل کر کھڑا ہو گیا غور سے اس نے کیلی
ناس کی طرف دیکھا پھر آگے بڑھ کر اس کا شانہ تھپتھپایا اور کہا کیلی ناس اے بزرگ تمہارے لئے
اتنا جاننا ہی کافی ہے کہ یہ ایک شیطانی گروہ تھا جو تمہاری جان کے در پے تھا مجھے تمہارے خلاف ان
کی سازش کا بروقت پتا چل گیا للذا میں تمہاری مدد کو پہنچ گیا اور انہیں مار کر بھگا دیا اور تم مطمئن رہو
مجھے امید ہے کہ یہ اب وہ تمہارا رخ نہیں کریں گے کیلی ناس یوناف کی اس گفتگو سے مطمئن ہو گیا
تھا پھر وہ تینوں اپنے خیموں کی طرف جا رہے تھے۔

○

سکندر نے دریائے سندھ کے ڈیلٹا پر کچھ یوم تک قیام کیا اس دوران اس نے اپنے بحری
بیڑے کے لئے کچھ مزید جہاز بھی تیار کروائے اس کے بعد اس نے دریائے سندھ کے ڈیلٹا سے کوچ
کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اس نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اس نے کریٹرس کی
کمان داری میں دیا اور اسے حکم دیا کہ لشکر کا وہ حصہ سمندر کے کنارے کنارے مغرب کی طرف
بڑھے گا دوسرے حصے کو اس نے اپنے ساتھ رکھا اور اپنے حصے کے لشکر کو اس نے بحری بیڑے میں
سوار کر کے سفر کا آغاز کیا تھا سمندر میں سفر شروع کرنا ہے پہلے سکندر نے سمندری دیوتاؤں کے نام
پر چڑھاوے چڑھائے سنہری برتن پانی میں پھینکے تاکہ اس کا بیڑہ سفر میں کامیاب ہو وہ پہلے سے تہیہ کر
چکا تھا کہ پرسی پولس واپس جاتے ہوئے اس سمندر کے غیر معلوم ساحل کی تفتیش کرے گا یہ ارادہ
بالکل طبعی تھا کوچ کرتے وقت اور کوچ سے پہلے کوئی بھی ہندوستانی ملاح اسے یہ نہ بتا سکا تھا کہ
مغرب کی جانب کیا ہے اسے دریائے سندھ کے دھانے پر بسنے والے لوگوں سے صرف یہ معلوم ہو
سکا تھا کہ عربوں کے جہاز وقتاً "فوقتاً" دریائے سندھ کے دھانے پر آتے ہیں اور اپنے ساتھ مسالے
ہاتھی دانت اور موتی لاتے ہیں۔

تاہم سکندر پر واضح تھا کہ مغرب کی جانب دجلہ اور فرات کے پانی بھی کسی جگہ سمندر میں
گرتے ہوں گے ان سے آگے عرب ہو گا آگے بڑھیں گے تو مصر کا سرخ ساحل آ جائے گا چنانچہ
اس نے طے کر لیا تھا کہ بیڑہ ساحل کے ساتھ ساتھ دجلہ کے دھانے تک جائے گا بہت سے لوگوں
نے سکندر کو بتایا بھی کہ یہ علاقہ سراسر بنجر اور صحرائی ہے اور محدود جہازوں پر صرف ... روز

لئے کھانے پینے کا سامان رکھا جا سکتا ہے لیکن اس کے باوجود سکندر نے اپنے حصے کا لشکر کے ساتھ
بحری بیڑے کے ذریعے واپسی کا مصمم ارادہ کر لیا۔

اس موقع پر جبکہ لشکر کوچ کرنے والا تھا سکندر کا جرنیل نیارکس جس کا تعلق کریٹ سے تھا
وہ سکندر کے پاس آیا اور اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا ہمیں جہازوں کی کمانداری کے لئے کسی کو
ضرور نامزد کر دینا چاہئے ہمارے لشکر میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں جہازوں کا علم مجھ سے زیادہ ہے
اور ایسے لوگ بھی ہیں جو زیادہ تجربہ کار قائد ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں جسے بھی آپ اپنے جہازوں کا
کماندار بنائیں گے وہ بہتر طریقے سے اپنے بحری بیڑے کی رہنمائی کرے گا سکندر جانتا تھا کہ نیارکس
بہترین ملاح اور کامیاب امیر البحر ثابت ہو سکتا للذا اپنا ارادہ تبدیل کرتے ہوئے سکندر نے نیارکس کو
ہی اپنے بحری بیڑے کا کماندار منتخب کیا اور اس کے بعد بحری بیڑہ سمندر میں سفر کا آغاز کر چکا تھا جبکہ
لشکر کا دوسرا حصہ ساحل کے ساتھ ساتھ خشکی پر روانہ ہوا تھا اس کی کمانداری خود سکندر کر رہا تھا۔

جو لشکر سکندر نے ساحل کے ساتھ ساتھ جانے کے لئے تجویز کیا تھا اس کی تعداد کئی ہزار
تک جا پہنچی تھی لشکر کا نائب کماندار سکندر نے کریٹرس کو مقرر کیا تھا اور اسے مکران کے صحرا میں
سے گزرنا تھا جیسا کہ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ صحرائے مکران میں سے گزرنے کی سکندر کے
پاس ایک خاص وجہ تھی اور وہ یہ کہ ایک افسانوی سیمی رہمس کے سوا کسی نے آج تک صحرائے
مکران سے گزرنے کا کارنامہ انجام نہ دیا تھا للذا سیمی رہمس کی طرح سکندر بھی صحرائے مکران میں
سے گزرنا چاہتا تھا۔

دوسرا افسانہ جو مشہور ہے کہ صحرائے مکران سے گزر کر سکندر اپنے خلاف بغاوت کرنے
والی فوج کو سزا دینا چاہتا تھا لیکن یہ بھی کسی حد تک درست نہیں ہے وہ ساحل کے ساتھ ساتھ لشکر
کے ایک حصے کو اس لئے گزرنا چاہتا تھا تاکہ ساحل کی طرف سے اس مقدونوی بیڑے کو مدد ملتی رہے
جو بحر عرب میں مغرب کی طرف پیش قدمی کرے تاہم مکران کے صحرا میں سے گزرتے ہوئے ایک
مقدونوی سپاہی نے سچ کہا تھا کہ سکندر نے ایشیا میں جتنی بھی تکلیفیں جا بجا اٹھائیں ہیں ان میں سے
کوئی بھی تکلیف مکران میں سے گزرنے کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

اس سفر کے دوران سکندر کے ساتھ راہبر بھی تھے اور اس نے رسد کا بھی خوب انتظام کر لیا
تھا سب سے بڑھ کر یہ کہ کوچ کیلئے ہوا بھی خوب موافق ہو گئی تھی جس لشکر نے سکندر کے ساتھ
مغرب کی طرف کوچ کیا ...

بساطیوں اور طالع آزماؤں کے گروہ بھی شامل تھے اس موقع پر سکندر نے غیر مضافاتی آبادی کو
کرنے کی کوشش نہ کی بلکہ جو بھی اس کے لشکر میں شامل ہوا اس سب کے ساتھ وہ کوچ کر گیا تھا
اس سفر کے دوران وہ سخت مصائب کا شکار رہے ساحل کے پاس بسنے والے وحشی قبائل
پر حملہ آور ہوتے رہے جو گاؤں انہیں راستے میں جا بجا ملتے رہے ان میں سے خوراک کا کوئی سامان
انہیں میسر نہ ہوا سفر کے دوران وہ کناروں پر کنویں کھودتے اور بہت کم کنوؤں میں سے انہیں
کے لئے میٹھا پانی نصیب ہوتا تھا تاہم راستے میں غلے اور سوکھے گوشت کے وہ ذخیرے کام دیتے رہے
جو سکندر نے اپنے ساتھ لے لئے تھے۔

مکران کے صحرا میں انہیں جا بجا ایسے پودے ملے جو صرف کنعانیوں کے ہاں پائے جاتے
جس سے انہوں نے اندازہ لگایا کہ کنعانی تجارت کی غرض سے اس طرف آتے ہوں گے اور وہی
پودوں کو وہاں لائے ہوں گے ان پودوں کی جڑیں زمین کے اوپر ہی اوپر دور تک پھیل جاتی تھیں
اور جب کسی سوار کے گھوڑے کا سم یا کسی پیدل چلنے والے کا پاؤں ان جڑوں پر پڑتا تو وہ جڑیں کسی
حد تک کچلی جاتیں اور ان کے اس طرح کچلے جانے کے عمل سے فضاؤں کے اندر دور دور تک
خوشبو پھیل جاتی تھی صحرائے مکران کے اندر سکندر کے لشکریوں نے تیج پات کے درخت بھی دیکھے
جن سے ایسے پھول نکلے ہوئے تھے جو سفید بنفشے کے پھولوں جیسے تھے صحرائے مکران میں سکندر اور
اس کے لشکریوں نے ایک ایسی جھاڑی بھی دیکھی جس میں سخت اور تیز کانٹے تھے سوار کا دامن اگر
کانٹوں سے الجھ جاتا تھا تو وہ گھوڑے سے نیچے گر پڑتا تھا۔

صحرائے مکران کے اس سپاٹ حصے میں سے گزرتے ہوئے ان کے آگے اب ریت کے ٹیلے
آنا شروع ہو گئے تھے جن پر چڑھنا انتہائی مشکل اور دشوار تھا سکندر کے سپاہیوں نے ریت کے
ٹیلوں کے نام مٹی کے تودے رکھا جن کی گرمی سے بچنے کے لئے رات کے وقت کوچ کیا جاتا تھا
یہ امید آگے لے جاتی تھی کہ آنے والی صبح تک پانی کے کسی ذخیرے تک پہنچ جائیں گے۔

اس مصیبت کے سفر میں پھر ایک مرتبہ سکندر سے اس کے لشکری بگڑ بیٹھے بعض دستوں کو
غلے کے بورے دے کر ساحل کی طرف بھیجا کہ انہیں بحری بیڑے کی طرف پہنچایا جائے پر وہ لوگ
غلے کے وہ بورے لے کر کھا گئے سکندر غلہ بوروں میں بند کر کے اوپر اپنی مہر لگاتا تھا لیکن یہ
مہریں توڑ لیتے اس کے علاوہ سپاہی سکندر کے اس دشوار گزار راستے کو اختیار کرنے کی وجہ سے
قدر نالاں اور ناراض ہوئے کہ رات کے وقت وہ باربرداری کی گاڑیاں توڑ دیتے اور کہہ دیتے کہ

چلتے چلتے ٹوٹ گئیں ہیں گاڑیوں میں جو چیزیں کھانے کی ہوتیں کھا لیتے تھے اور لکڑی جو گاڑیوں کے
ٹوٹنے سے حاصل ہوتیں تھیں وہ ایندھن کے طور پر استعمال کر لیتے تھے یہ سارے کام کرنے کے
بعد انہوں نے گاڑیاں کھینچنے والے جانوروں کو کھانا شروع کر دیا تھا۔

ایسا کر کے وہ اپنے ہی گزر اوقات کا سامان برباد کر رہے تھے سکندر کو ان سب باتوں کا علم تھا
لیکن اس نے سرکاری طور پر اس کا نوٹس لینا مناسب نہ سمجھا اس صحرائی علاقے میں سے عبور فوج
اور سپاہ سالار کے درمیان قوت ارادی کا امتحان بن گیا تھا سکندر ہرگز واپسی اور مراجعت کے لئے
تیار نہ تھا جبکہ اس کے لشکری اسے واپس اور مراجعت پر مجبور کر دینے پر کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے تھے
ساحل کے ساتھ ساتھ رسد کے ذخیرے محفوظ کر دینے میں سکندر ناکام رہا تھا اور نیارکس کے بارے
میں بھی اسے کچھ خبر نہ تھی کہ وہ بحری بیڑے کے ساتھ سمندر میں کہاں اور کس جگہ سفر کر رہا ہے
بہرحال سکندر نے ساحل کے ساتھ ساتھ سفر جاری رکھا پھر بدقسمتی یہ کہ آگے بڑھتے ہوئے سامنے
ایک کوہستانی سلسلہ آ گیا تھا جس کے متعلق یونانیوں کو کوئی علم نہ تھا اس کوہستانی سلسلے کو پار کرنے
کے لئے وہ سمندر کے کنارے سے ہٹ کر دور تک صحرائی حصے میں گھستے چلے گئے تھے۔

ایک روز سکندر اپنے لشکریوں کے ساتھ ایک نالے پر ٹھہرا کہ یکایک پہاڑوں پر خوفناک
بارش شروع ہو گئی وہ نالہ پانی سے بھر گیا اس طغیانی سے لشکر میں شامل بہت سی عورتیں بچے اور
ملازم ڈوب گئے سامان بھی کافی بہہ گیا بیشتر سپاہی اسلحے کے ساتھ ڈھلوان کنارے پر چڑھ گئے لیکن
اگلے روز خاصی تعداد میں مر گئے اس لئے کہ کافی دیر تک پیاسہ رہنے کے بعد وہ گدلا پانی کثرت سے
پی گئے تھے جس کی وجہ سے ان میں سے اکثر کی موت واقع ہو گئی تھی کچھ لوگ بیمار ہو گئے تھے جن
کے لئے سواری مہیا کرنا سکندر کے لئے ایک مسئلہ بن گیا تھا۔

چنانچہ بہت سے لوگوں کو راستے میں ہی جا بجا چھوڑنا پڑا وہ یا تو اتنے بیمار تھے کہ ساتھ نہ جا
سکتے تھے یا حد درجہ تھک گئے تھے یا گرمی اور پیاس نے ان پر غلبہ پا لیا تھا ان کی دیکھ بھال اور تیمار
داری کے لئے بھی کسی کو چھوڑا نہ جا سکتا تھا اس لئے کہ فوج ٹھہر نہ سکتی تھی خواہ پیچھے رہنے والوں کا
حشر کچھ بھی ہو جائے کیونکہ سفر عموماً" رات کے وقت ہوتا تھا اس وجہ سے جو لوگ نیند سے مجبور ہو
کر راستے میں سو جاتے تو وہ صبح سویرے اٹھتے تو ان کی حالت وہی ہوتی جیسے کوئی جہاز سمندر میں اپنا
راستہ کھو بیٹھا ہو پس یہ بھی اپنے لشکر سے بھٹک کر پیچھے رہ جاتے تھے۔

سکندر نے جو اپنے ساتھ راہبر رکھے تھے اب انہیں بھی راستے کی کچھ خبر نہ تھی وہ سمندر

سے کافی دور ہٹ چکے تھے ہندوستان واپس جانے کا خیال بھی اب خارج از بحث تھا سکندر اور اس کے ساتھی رات کے وقت دب اکبر کو دیکھ کر سمت کا تعین کرتے اس طرح سمت تو متعین ہو جاتی لیکن یہ معلوم نہ ہوتا کہ انہوں نے جانا کس طرف ہے سکندر نے فیصلہ کیا کہ بائیں جانب رخ رکھنا چاہئے تاکہ وہ بھٹکنے نہ پائیں اس لئے کہ بائیں طرف سمندر تھا اور اس کے کنارے کنارے آگے بڑھتے ہوئے وہ ضرور کسی شہر تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے اس کے علاوہ سمندر کے ساتھ ساتھ سفر کرتے ہوئے کہیں نہ کہیں جا کر اپنے بحری بیڑے سے بھی جا ملیں گے۔

اس سفر کے دوران سکندر نے کمال اخوت اور مساوات کا ثبوت دیا مکران کے صحراؤں سے گزرتے وقت سکندر دوسرے آدمیوں کے ساتھ پیدل چلتا اور جتنا وہ کھاتے اتنا ہی خود کھاتا پیتا ان کوہستانی سلسلے کو عبور کرنے کے بعد جب وہ بائیں طرف مڑے تو خوش قسمتی سے وہ جلد ہی سمندر کے کنارے پہنچ گئے انہوں نے کنارے کے قریب کنوئیں کھودے لیکن سکندر نے اپنا پڑاؤ ان کنوؤں سے دور لگایا اور کنوؤں پر پہرے کھڑے کر دیئے مبادا آدمی پیاس سے بیتاب ہو کر اتنا پانی نہ پی جائیں کہ وہ مر جائیں یا پانی کو گدلا نہ کر دیں جو پینے کے قابل نہ رہے سمندر پر پہنچ کر ان کے حوصلے بڑھ گئے تھے وہاں کنوئیں کھدوانے کے بعد سکندر نے اپنے لشکر کو ستانے اور آرام کرنے کا موقع فراہم کیا اس کے بعد پھر سمندر کے کنارے کنارے پیش قدمی شروع ہو گئی تھی یہاں تک کہ وہ ایران کے جنوب مشرقی شہر پورہ کے قریب پہنچ گئے وہاں انہیں غلہ بھی ملا گوشت بھی اور کھجوریں بھی کھانے کے لئے وافر مقدار میں ملیں۔

سکندر نے اپنے لشکر کے ساتھ پورہ میں چند یوم تک قیام کیا اس کے بعد اس نے مزید آگے بڑھنا شروع کر دیا تھا یہاں تک کہ وہ ایران کے شہر قلاس کرد میں داخل ہوا اس شہر میں داخل ہوتے وقت یونانیوں کو پتہ چل گیا تھا کہ وہ سطح زمین میں کس جگہ پہنچ گئے ہیں کیونکہ یہ وہی علاقے تھے جن کو وہ فتح کرتے ہوئے گزرے تھے قلاس کرد شہر میں داخل ہوتے ہوئے یونانی گاڑیوں میں بیٹھے ہی بیٹھے گلدستے ہلا رہے تھے اور شراب پی رہے تھے وہ کہتے تھے کہ یہ سب ان کے دیوتا دیونی سیوس کی وجہ سے ہے جس نے انہیں اس شہر میں کامیابی کے ساتھ داخل ہونے دیا حقیقت یہ ہے کہ سکندر کا لشکر بہت مصیبتیں اٹھا کر وہاں پہنچا تھا لشکر کی تعداد بھی کافی گھٹ گئی تھی۔

شہر میں جب یونانیوں کو شراب پینے کو ملی تو لشکری شراب پی کر بدمستیاں کرنے لگے سکندر کی حالت بھی یہی ہوئی سکندر اپنے لشکر کے ساتھ وہاں ٹھہر کر اپنے بحری بیڑے کا انتظار کرنے لگا تھا لیکن اسے اپنے امیرالبحر نیارکس اور بحری بیڑے کے متعلق کچھ خبر نہ ملی وہاں قیام کے دوران وہ دن بدن مایوس ہونے لگا تھا اس کا اپنا لشکر ساحل سمندر پر سفر کرتے ہوئے محض اتفاق کی بنا پر وہاں پہنچا تھا اب اس کے لشکریوں کو یقین تھا کہ نیارکس کو کھانے پینے کا سامان نہ ملا ہو گا تو اس کے ساتھی زندہ کیسے اور کیونکر رہے ہوں گے بیڑے کے نقصان نے سکندر کو سخت غمزدہ بنا دیا تھا للذا وہ قلاس کرد شہر چھوڑنے کو تیار نہ ہوا وہ چاہتا تھا کہ اس شہر میں قیام کر کے اپنے بحری بیڑے کے متعلق آخری خبریں حاصل کرنے کے بعد پھر آگے بڑھنا شروع کرے۔

ایک مرتبہ یونانی بیڑے کے دیکھے جانے کی افواہیں بھی قلاس کرد میں پھیلیں لیکن سکندر کو کوئی ایسا شخص نہ ملا جو بتا سکے کہ اس نے جہازوں کو کہاں اور کس جگہ دیکھا ہے پھر ایک روز ایسا ہوا کہ قلاس کرد کے کچھ مقامی لوگ جو اپنی خچر گاڑیوں میں سامان ایک شہر سے دوسرے شہر میں لے جاتے تھے وہ اپنے چھکڑوں کو لے کر قلاس کرد میں داخل ہوئے یہ گاڑی بان اپنے ساتھ کچھ یونانیوں کو بھی لے کر آئے تھے اور ان گاڑی چلانے والوں نے بتایا کہ یہ یونانی سڑک پر گھوم پھر رہے تھے کیونکہ یہ یونانی بولتے تھے اور سکندر کا نام لے رہے تھے اس لئے ہم انہیں یہاں لے آئے وہ یونانی ایسے کمزور ہو گئے تھے کہ ہڈیوں کے ڈھانچے رہ گئے تھے ان یونانیوں کو جب سکندر کے سامنے پیش کیا گیا تو ایک شخص جو انتہائی لاغر اور مکمل طور پر ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا سکندر کے سامنے آیا اپنی آواز میں زور پیدا کرتے ہوئے کہنے لگا سکندر مجھے پہچانو میں تمہارا امیرالبحر نیارکس ہوں اور میں تمہیں اپنے بحری بیڑے کا حال سناتا ہوں۔

نیارکس ایسا کمزور اور ہڈیوں کا ڈھانچہ ہو گیا تھا کہ سکندر اسے پہچان تک نہ سکا سکندر کو جب معلوم ہوا کہ وہ نیارکس اور اس کے ساتھی ہیں تو وہ ان سب کو گلے لگا کر ملا انہیں دیکھ کر وہ بے حد خوش ہوا پہلے اس نے ان سب کے کھانے پینے کا انتظام کیا پھر ان سب کو اس نے اپنے سامنے بٹھایا اور نیارکس کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

نیارکس! میں یونان کے سارے دیوتاؤں کا شکر گزار ہوں کہ تم زندہ رہے اب بتاؤ جہازوں اور دوسرے لوگوں پر کیا گزری اس پر نیارکس نے انکشاف کیا میں اپنے بحری بیڑے اور اپنے ملاحوں اور لشکریوں کو لے کر بخیریت اس جگہ پہنچ گیا ہوں جہاں دریائے دجلہ سمندر میں گرتا ہے یہ خبر سن کر سکندر بے حد خوش ہوا اور دوبارہ نیارکس کو مخاطب کر کے پوچھا اور کہا کہ اب تم مجھے اپنے سفر کی پوری داستان سناؤ تاکہ میں جان سکوں کہ تم نے سفر کیسے کیا اور راستے میں تم نے کیا کیا

تکلیفیں برداشت کیں اس پر نیارکس تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا دوبارہ وہ بولا اور کچھ کہنے لگا۔

نیارکس نے بتایا کہ اس نے جو فاصلہ طے کیا تھا اس کا پورا ریکارڈ اپنے پاس رکھا ہے جو ستارے رات کو دیکھے ان کے بارے میں سب کچھ لکھ لیا ہے بلکہ روزانہ دوپہر کے وقت سائے کی لمبائی بھی قلمبند کرتا رہتا تھا راستے میں جو راہیں یا جزیرے یا بندرگاہیں آئیں اس نے بتایا کہ ان کے نام بھی درج کر لئے گئے تھے اس قسم کی تمام تفصیلات سکندر کو بتا دیں یہ سب کچھ جاننے کے بعد سکندر نے پوچھا کیا تمہیں راستے میں غذا بھی ملتی رہی تھی نیارکس ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہنے لگا۔

روانگی کے بعد صرف ایک جگہ غلے کی خاص مقدار مل گئی تھیں اور روٹیاں بھی موجود تھیں سکندر نے پوچھا اس سفر کے دوران اپنے لشکر کی کیفیت کیا رہی انہوں نے سمندر کے سفر کو کیسا پایا اس لئے کہ سمندر کا ایسا طویل سفر یقیناً" ان کے لئے نیا اور انوکھا تھا نیارکس نے جواب دیا شروع میں میرے ساتھی بہت ڈر گئے تھے لہٰذا مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ اپنے جہاز چھوڑ کر بھاگ نہ جائیں جس کی وجہ سے میں جہازوں کو کنارے سے بہت دور ٹھہراتا تا کہ لوگ جہازوں سے نکل کر خشکی کی طرف نہ بھاگیں ملاح بھوک کے باعث کمزور ہو گئے تو انہیں خوراک کے سوا کوئی خیال ہی نہ رہ سکا تھا۔

خوراک کا جو ذخیرہ ہمیں مل گیا وہ ختم ہو گیا تو ہم وقتاً" فوقتاً" کنارے کے قریب آ جاتے اور ساحل کے قریب دیہاتوں اور قصبوں پر حملہ آور ہو کر وہاں سے روٹی کھجوریں اور میوے حاصل کر لیتے کچھ دور آگے بڑھنے کے بعد ماہی گیروں کا ساحل آ گیا جو ایک ہزار ایک سو پچھتر میل لمبا تھا وہاں ہم نے لوگوں کو خشک مچھلی غذا کے طور پر استعمال کرتے دیکھا لہٰذا ہم نے بھی ان کی نقالی کی اور مچھلیوں کے علاوہ بحری چوہوں، بحری صدفوں کیکڑوں اور گونگوں کو کھانے میں کام لاتے رہے۔

جب سمندر کے جذر کا وقت آتا تو سمندر کے کنارے جہاں جہاں پانی کے جوہڑ سے رہ جاتے ان میں سے مچھلیاں پکڑ لیتے پھر ہم فاختہ کی قسم کی ایک چیز کھانے لگے تھے جو تاڑ کے درختوں کی چوٹیوں پر دکھائی دیتی تھیں البتہ پانی ہمیں اکثر نہ ملتا لیکن اگر کنارے پر کنویں نہ کھودتے تو ملک کے اندر چلے جاتے اور کہیں نہ کہیں سے تھوڑا بہت پانی حل ہی جایا کرتا تھا۔

یہاں تک کہنے کے بعد نیارکس جب خاموش ہوا تو سکندر نے پھر پوچھا کیا تمہیں راستے میں مصیبت اور دشواریوں کے علاوہ خطرات کا سامنا بھی کرنا پڑا نیارکس پھر بولا اور کہنے لگا سب سے

بڑی مصیبت یہ آئی کہ اچھی لکڑی کے بغیر جہازوں کی مرمت نہ ہو سکتی تھی پھر جزیرہ زید کے پاس پہنچے ہمیں بتایا گیا کہ جو آدمی اس جزیرے میں اترتا ہے وہاں کی ملکہ اسے اپنے پھندے میں پھانس لیتی ہے اور اس سے تمتع حاصل کرنے کے بعد اسے مچھلیوں کی خوراک بنانے کے لئے سمندر میں پھینک دیتی ہے۔

وہاں سے ہم گزرے تو ہمارا ایک جہاز غائب ہو گیا ایک ملاح کا خیال تھا کہ گمشدہ جہاز شاید اس جزیرے میں جا پہنچا ہو اور اس کے ملاح جزیرہ زید کی ملکہ کے شکار ہو گئے ہیں لیکن میں ایک کشتی لے کر کنارے پر گیا جہاز کو بہت ڈھونڈا وہاں مجھے جزیرہ زید کا کوئی شخص نہ ملا تاہم کچھ دیر بعد گمشدہ جہاز ہمیں مل گیا اور دوبارہ ہمارے بیڑے میں آ شامل ہوا۔

نیارکس نے یہ بھی بتایا کہ ایک جگہ ہمیں بحری عفریتوں سے پالا پڑا صبح کا وقت تھا میں دیکھا سمندر کا پانی کئی مقامات سے اوپر اچھل رہا تھا لیکن یہ پانی وہی عفریت اچھال رہے تھے جو پانی کے اندر اودھم مچائے ہوئے تھے جنہوں نے سطح بحر کے نیچے ہنگامہ برپا کر رکھا تھا ملاح یہ کیفیت دیکھ کر اس قدر خوف زدہ اور ہراساں ہو گئے کہ انہوں نے چپو ہاتھ سے رکھ دیئے تھے۔

میں خود ان ملاحوں کے پاس پہنچا اور انہیں حوصلہ دلایا اور انہیں حکم دیا کہ جہاز ایک قطار میں کھڑا کر دیں بالکل اس طرح جیسے جنگ میں صف بندی کی جاتی ہے پھر ہم ان عفریتوں کی طرف بڑھے ان کے رنگ سیاہ تھے اور قد اتنے بڑے تھے جیسے پانچ چپوؤں والا جہاز جب ہم قریب پہنچے تو خوب شور مچایا ڈھول پیٹے لوتریاں بجائیں یہ شور سن کر وہ عفریت نیچے تہہ میں چلے گئے جب ہم کچھ فاصلے پر چلے گئے تو یہ عفریت پھر وہاں آ نمودار ہوئے۔

تیزی سے سفر کرتے ہوئے جب ہم مزید آگے بڑھے تو ساحل پر ہمیں ماہی گیروں کی جا بجا بستیاں دکھائی دیں ہم نے ان کے سامنے اپنے بحری بیڑے کو لنگر انداز کیا ان سے خوراک اور پانی بھی حاصل کیا اور ان سے ان کا عفریتوں کے متعلق سوال بھی کیا جنہیں ہم دوبارہ سمندر میں دیکھ چکے تھے ہماری حیرت پر ان ملاحوں نے قہقہے لگائے پھر انہوں نے ہم پر انکشاف کیا کہ وہ عفریت نہیں تھے بلکہ وہ وہیل مچھلیاں تھیں جو سمندر کے اندر گھومتی پھرتی تھیں ان ملاحوں نے ہمیں بتایا کہ وہ ان وہیل مچھلیوں کا شکار بڑے شوق اور رغبت سے کرتے ہیں اور ان کی کمر کی ہڈیوں کو وہ اپنے لئے مکان بنانے میں استعمال کرتے ہیں بہرحال ان ملاحوں کی بستیوں سے خوراک حاصل کرنے کے بعد ہم نے پھر آگے کی سمت پیش قدمی کرنی شروع کر دی تھی۔

پیش قدمی کرتے ہوئے ہم ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جو جنوب مغربی سمت میں ایک رواں سی نظر آتی تھی جو سمندر میں خوب آگے بڑھی ہوئی تھی میرے ملاحوں کا خیال تھا کہ وہاں اتر کر خشکی پر سے گزرنا چاہئے لیکن میں نے ان سے کہا کہ یہ صحرائی علاقہ ہے اور اغلب ہے عرب کا کوئی حصہ ہو تاہم وہاں پہنچ کر مجھے یقین ہو گیا تھا کہ ہم کھلے سمندر سے باہر نکل آئے ہیں پھر جب ہم نے اس جگہ اپنے بحری بیڑے کو کھڑا کرنے کے بعد خشکی پر اتر کر وہاں کے لوگوں سے اس جگہ کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو ہمیں خبر ہوئی کہ وہ دراصل دریائے دجلہ کا ڈیلٹا تھا جہاں پر ہم لنگر انداز ہوئے تھے لہٰذا میں اپنے بحری بیڑے کو دریائے دجلہ کے ڈیلٹا میں کھڑا کرنے کے بعد آپ کی طرف چلا آیا ہوں کیونکہ مجھے کچھ لوگوں نے خبر دی تھی کہ یونان کا بادشاہ سکندر ان دنوں ایران کے شہر قلاس کرد میں قیام کئے ہوئے ہے۔

نیارکس سے یہ حالات سن کر سکندر بے حد خوش ہوا سارے یونانیوں کو بھی پتا چل گیا تھا کہ ان کا بحری بیڑہ بالکل محفوظ دریائے دجلہ کے ڈیلٹا پر لنگر انداز ہوا ہے لہٰذا اس رات سکندر کے حکم پر شہر میں جشن منایا گیا تمام یونانیوں نے دیوتاؤں کے نام پر قربانیاں کیں لشکری مشعلیں لے کر نکلے نیارکس سب سے آگے تھا اسے ہار پہنا رکھے تھے لڑکیاں پھول لے کر اس کے ارد گرد رقص کر رہی تھیں بانسریاں بج رہی تھیں اور قہقہے لگ رہے تھے اس کے بعد سکندر نے اپنے لشکر کے ساتھ دریائے دجلہ کے ڈیلٹا کی طرف کوچ کیا وہاں اس نے اپنے بحری بیڑے کو ساتھ لیا اور پھر وہ ایران کے مرکزی شہر پرسی پولس کی طرف بڑھا تھا۔

پرسی پولس پہنچ کر سکندر کو معلوم ہوا کہ ہندوستان سے روانگی سے قبل جو اس نے مفتوحہ علاقوں کے اندر مقدونوی فوجی گورنر مقرر کئے تھے ان میں سے اکثر نے معاملات میں ایشیائی نائبوں کا تعاون نہ کیا تھا اور وہ اپنے لئے صرف دولت جمع کرنے میں لگے رہے تھے حالانکہ سکندر نے ہندوستان کی طرف روانگی سے قبل انہیں زر اندوزی سے باز رہنے کی سخت تلقین کی تھی اس کے علاوہ پرسی پولس پہنچ کر سکندر کو یہ بھی پتا چلا کہ ایران میں مذہبی عبادت گاہوں کو لوٹا گیا اور وہاں کے سرداروں کو قتل کی سزائیں دیں گئیں یہ سارے حالات سن کر سکندر نے اپنے ایک جرنیل پیوسوس کو ایران کا نائب سلطنت مقرر کیا یہ وہی جرنیل تھا کہ جب سکندر ایک بار ہندوستان میں زخمی ہوا تھا تو اسی جرنیل نے اپنی ڈھال کے ذریعے سے سکندر کی حفاظت کی تھی ورنہ سکندر جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا۔

پرسی پولس میں قیام کے دوران جس جس یونانی افسر کے متعلق سکندر کو پتا چلا کہ انہوں نے زیادتیاں کی ہیں اور جرائم میں مبتلا رہے ہیں تو اس نے مجرموں کو بڑی سخت سزائیں دیں بعض فوجی افسروں اور سرکاری کارندوں کو اس نے پھانسی پر لٹکا دیا سکندر کے پرسی پولس میں چند دن قیام کرنے کے بعد اس جگہ جہاں کبھی ایران کے بادشاہ زرکسیز کے ایوان کے ستونوں کے مینار ہوا کرتے تھے وہاں لوگوں کا ہجوم جمع ہونا شروع ہو گیا یہ وہ لوگ تھے جو اپنے اپنے علاقوں سے سکندر کے لئے خبریں اور شکایات لے کر آئے تھے یہ ساری شکایات عموماً یونانی حکمرانوں کے ہی خلاف تھیں کوئی یونانی کارندوں پر الزام لگاتا کسی نے ان کے خلاف یہ شکایات کی کہ وہ ان کی فصلیں تباہ و برباد کر دیتے ہیں ارادات ٹرائے اور بابل سے بھی کچھ لوگ آئے اور انہوں نے اپنے اپنے علاقوں کی شکایات پیش کیں لیبیا کے کچھ تاجر بھی سکندر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شکایات کی کہ مصر کے جہاز رانوں نے انہیں اپنی بندرگاہوں پر غلہ اتارنے کی اجازت نہیں دی یہ کہ وہ ہم سے بھاری محصول وصول کرتے ہیں اس کے برعکس مصر کے تاجر بھی سکندر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ منفس شہر میں غلے کی قیمت بحال رکھنے کے لئے محصول لگانا ضروری ہو گیا تھا۔

ان مصری تاجروں نے مزید بتایا کہ پہلے مصر بیرونی دنیا سے منقطع تھا اب سکندریہ کی بندرگاہ بن جانے سے وہاں جہازوں کی آمد و رفت خوب بڑھ گئی ہے ایتھنز اور قرطاجنہ کے لوگ باہر سے غلہ مصر کی طرف لا رہے ہیں اس طرح یہ ساری خبریں سن کر سکندر پر یہ واضح ہو گیا کہ اس نے ایشیا پر حملہ آور ہو کر ایک طرح سے پرانی سرحدوں کے اندر ردوبدل کر کے رکھ دیا تھا۔

مصر لیبیا بیروت صیدا اور صور شہروں کی طرف سے آنے والے لوگوں نے اس پر یہ بھی انکشاف کیا کہ یورپ اور مغرب کی طرف سے انسانی لہروں کا رخ مشرق کی طرف پھر گیا ہے تاجروں طالع آزماؤں حجاموں تباہ حال کسانوں اور سابق سپاہیوں کا ایک طوفانی لشکر یورپ اور مغرب کے دوسرے ممالک سے نکل کر مشرق کی طرف ان نو آبادیوں کی طرف طوفان کی طرح بڑھ رہا ہے جنہیں سکندر نے فتح کیا ہے ان اطلاعات کے علاوہ سکندر کو یہ بھی خبریں ملیں کہ باختر سغد اور ہندوستان میں داخلے کے باعث براعظم ایشیا کے تجارتی راستے ساحلی بندرگاہوں سے مل گئے تھے اس وجہ سے صیدا کی منڈیاں راحت و عشرت کے سامانوں سے بھر گئی تھیں کاروانوں کے مرکز میں نئے محصول وصول کئے جا رہے تھے پرسی پولس میں قیام کے دوران سکندر کو یہ بھی بتایا گیا کہ ان سالوں میں نبطی قوم نے بہت بڑی ترقی کر لی ہے اور انہوں نے اپنے شہر رقیم کو بین الاقوامی حیثیت

دے دی ہے سکندر نہیں جانتا تھا کہ یہ نبطی کون ہیں لہٰذا اس نے بتانے والوں سے پوچھا کہ یہ نبطی کون ہیں اور ان کا یہ مرکز اور شہر رقیم کس جگہ ہے اس شخص نے بتایا کہ جہاں تک مجھے خبر ہے یہ نبطی عرب ہی ہیں اور یہ اس وادی میں آباد ہیں جو بحر لوط اور بحر قلزم کی طرف جاتی ہے تاہم نبطیوں کے ان عروج کے متعلق سکندر نے اپنے کسی تاثر کا اظہار نہ کیا اس کے بعد یروشلم میں یہودیوں کا سب سے بڑا پیشوا یہ درخواست لے کر سکندر کے پاس آیا کہ ہماری حفاظت کا اعلان کیا جائے کیونکہ اس سے پہلے ایران کے شہنشاہ کوروش نے بھی ہماری مفاہمت کا خوب بندوبست کیا تھا سکندر نے اس سے پوچھا کہ میری غیر موجودگی میں تمہیں کسی قسم کے خطرے یا خدشے کا سامنا کرنا پڑا اس پر اس مذہبی پیشوا نے کہا نہیں ہرگز نہیں تب سکندر نے مسکراتے ہوئے کہا جب تمہیں کسی خطرے اور مصیبت کا سامنا نہیں کرنا پڑا تو پھر تم یہی سمجھو کہ تمہاری حفاظت کا سامان ہو چکا ہے اس پر وہ یروشلم کا مذہبی پیشوا اپنے ساتھیوں کے ساتھ مطمئن ہو کر یروشلم چلا گیا تھا۔

اس کے بعد آئی یونیا کے بردہ فروش آئے اور شکایت کی کہ نئے سنہری سکوں نے ایتھن کے روپہلی سکوں کی قیمت گھٹا دی ہے اور یہ بھی بتایا کہ ہم غلاموں کی قیمت روپہلی سکوں کی صورت میں ہی لیتے ہیں انہوں نے بتایا کہ ہم مختلف جگہ سے غلام اکٹھے کر کے مختلف بڑے بڑے شہروں کی منڈیوں میں بیچتے ہیں انہوں نے سکندر پر یہ بھی انکشاف کیا کہ عام لوگ سونے کو چاندی پر ترجیح دیتے ہیں عورتیں زیورات پسند کرتی ہیں وہ سنہری سکوں کو تسبیح کی طرح دھاگوں میں پرو کر ہار بنا کر پہن لیتی ہیں پہلے زمانے کی طرح چاندی کی جھانجریں نہیں پہنتیں اس وجہ سے ان بردہ فروشوں نے جو پہلے سے چاندی جمع کر رکھی تھی اس کی قیمت گر گئی ہے سکندر نے ان سب کی شکایات کو غور سے سنا اور پھر اس نے خود ان سب چیزوں کی شرح تبادل مقرر کر دی تھی۔

پرسی پولس میں قیام کے دوران سکندر کو یہ اندازہ بھی ہو گیا کہ یونانی زبان صرف سیاسی خط و کتابت میں استعمال ہو سکی ہے اور عام لوگوں میں بول چال کے ظہور پر استعمال ہونا نہیں شروع ہوئی ہے چنانچہ اس کے پاس جو درخواستیں آتیں آرامی عبرانی عربی حتی زبانوں میں لکھی ہوتی تھیں اس ساری صورت حال سے متعجب ہوتا تھا کہ آیا مشرق کے یہ لوگ صرف تجارت کی غرض سے ملتے جلتے ہیں یا واقعی مشرق اور مغرب کے اتصال سے صحیح فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

اس کے لئے یہ بات بھی سوچ طلب تھی کہ کیا مشرق کے لوگوں کے خیالات اور عزائم میں بھی اشتراک پیدا ہو رہا ہے وہ چاہتا تھا کہ ایشیاء سے بھی لوگوں کے ہجوم بحر روم کی طرف جائیں تاکہ اتحاد جلد سے جلد پایہ تکمیل تک پہنچ جائے اور عفریبوں کے نقل وطن میں توازن پیدا ہو جائے یعنی جتنے لوگ مغرب سے مشرق کی طرف آتے ہیں اتنے ہی مشرق سے مغرب کی طرف جائیں۔

پرسی پولس میں قیام کے دوران سکندر کو یہ شکایت بھی ملی کہ ایران کے عظیم بادشاہ کوروش کے مقبرے پر جو محافظ مقرر تھے اسے جو روزانہ سکندر کے حکم پر ایک بھیڑ آٹا اور شراب دی جاتی تھی اس کی غیر حاضری میں یہ چیزیں بند کر دی گئیں ہیں سکندر نے جن لوگوں کو ان چیزوں کے مہیا کرنے کا کماندار مقرر کیا تھا اسے طلب کیا اور اس سے ان چیزوں کے بند ہونے کا سبب پوچھا جس پر اس شخص نے بتایا کہ چونکہ مقبرے پر پہرہ دینے والوں کو ہٹا دیا گیا ہے لہٰذا وہاں روزانہ بکری آٹا اور شراب مہیا نہیں کی جاتی یہ چیزیں چونکہ مقبرے پر پہرہ دینے والوں کو دی جاتی تھیں اور اب وہاں کوئی پہرہ دینے والا ہے ہی نہیں سکندر نے پوچھا کیوں نہیں بتایا گیا کہ وہ قید میں ہیں سکندر نے پوچھا مقبرے پر پہرہ کون دے رہے ہیں جواب ملا کوئی نہیں لہٰذا سامان مہیا نہیں کیا جاتا سکندر نے سخت برہمی غصے اور غیض و غضب میں کماندار سے کہا میں سامان کے متعلق نہیں پوچھ رہا میں پوچھ رہا ہوں کہ پہرے دار مقبرے سے کیوں ہٹائے گئے ہیں اس پر وہ کماندار بولا اور کہنے لگا۔

پہرے دار ہٹا کر قید کر دیئے گئے ہیں اس لئے کہ شہنشاہ ایران کے مقبرے میں جو قیمتی چیزیں تھیں وہ اٹھالی گئیں ہیں صرف معمولی چیزیں باقی رہ گئی ہیں ان کی بھی زیادہ قیمت نہیں چنانچہ جو آدمی وہاں تھے اسے قید کرنا پڑا۔

یہ سنتے ہی سکندر نے اصطبل سے گھوڑا منگوایا چنانچہ نسائی نسل سے سفید رنگ کا گھوڑا اس کے لئے منگوایا گیا سکندر اس گھوڑے پر سوار ہوا اپنے محافظ دستوں کو اس نے ساتھ لیا اور پارسا گرد کی اس پہاڑی کی طرف روانہ ہو گیا جس پر کوروش کا مقبرہ تھا۔

پارسا گرد کی پہاڑی پر پہنچنے کے بعد سکندر اس نالے میں پہنچ گیا جس کے کنارے کوروش کا مقبرہ بنا ہوا تھا اس نے دیکھا واقعی قبر میں ایک شگاف پڑا ہوا تھا جسے ایک خالی پیپے سے بند کر دیا گیا تھا اصل تابوت خالص سونے کا تھا اور اس پر بڑے بڑے قیمتی تحفے رکھے ہوئے تھے وہ سب غائب ہو چکے تھے ہاں کوروش کی لاش وہاں باقی تھی سکندر نے قبر پر ہاتھ پھیرا تو اسے کوروش کے تابوت پر لکھے ہوئے الفاظ صاف دکھائی دیئے وہ الفاظ اس نے پڑھنے شروع کئے کروش کے تابوت پر لکھا تھا۔

"اے جانے والے جان لے میں کوروش ہوں میں نے ایرانی سلطنت کی بنیاد رکھی اور ایشیاء کو ایک مملکت بنایا امید ہے تو میرے اس مقام استراحت میں خلل ڈالنا گوارہ نہ کرے گا"

چونکہ کوروش کا تابوت سونے کا تھا اس لئے چور خلل ڈالنے سے باز نہ رہ سکے تھے سکندر کو
یقین تھا کہ یہ چوری کا کام مجوسیوں نے نہیں کیا جو صدیوں سے مقبرے کے محافظ چلے آتے تھے
کام کسی مقدونوی کا ہی ہو سکتا ہے چنانچہ وہ دیر تک مقبرے کی سرحدی سیڑھیوں پر بیٹھا سوچتا رہا کہ
یہ کیسے اور کیونکر ہوا اور اس کی تلافی کیسے ہونی چاہئے کافی دیر تک وہ بیٹھا رہا سورج کی روشنی
درختوں سے چھن چھن کر پہاڑوں پر نمودار ہو رہی تھی درخت گو پتوں سے خالی تھے کیونکہ سردی کا
موسم تھا اچانک اس کی نگاہ اس چھوٹی سی پہاڑی کے نچلے حصے کی طرف متوجہ ہو گئی جہاں اس نے
دیکھا کہ چند بوڑھے شخص اس کے انتظار میں کھڑے تھے انہوں نے سفید لباس پر سرخ رنگ کے
پٹکے باندھ رکھے تھے اسے خیال ہوا کہ وہ اس سے کچھ کہنا چاہتے تھے لہٰذا وہ ان کی طرف متوجہ ہوا
نیچے کھڑے بوڑھوں نے دیکھا کہ سکندر ان کی طرف متوجہ ہوا رہے تب ان میں سے ایک بولا اور
سکندر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے انسان کیونکہ تو اب یہاں ہے اس لئے ظاہر ہے تو اس کا جانشین ہے جو جا چکا ہے
جانشینی کا یہ سلسلہ پرانے بادشاہوں سے چلا آرہا ہے لیکن بعض اوقات یہ منصب کسی کو بھی نہیں
ملتا یہ بات ظاہر ہے کہ یہ منصب عموماً" نالائقوں کو وراثت میں نہیں ملتا اور جب یہ وراثت کسی کو
ملتی ہے تو اسے مخفی نہیں رکھا جا سکتا بہت سے بادشاہوں کی عظمت کا دور گزر چکا ہے ان کے نام بھی
فراموش کر دیئے گئے ہیں یہ وراثت اب کوروش کے بعد تمہیں نصیب ہوئی ہے لہٰذا تو ہم سے یہ نہ
پوچھنا کہ وراثت کی یہ عظمت کیسے اور کہاں سے آتی ہے۔

سکندر کو اس بوڑھے کی گفتگو بڑی پسند آئی لہٰذا وہ سنگ مرمر کی سیڑھیاں اتر کر ان کے پاس
آیا اس نے ان بوڑھے آدمیوں کے چہرے پر نظریں جمائیں جن پر جھریاں پڑی ہوئی تھیں اور وہ
آداب بجالا رہے تھے جب سکندر ان کے پاس آیا تو وہ اس کے پاس زمین پر بیٹھ گئے اور اپنے ہاتھ
پھیلائے ان کے ہاتھوں میں پتوں پر لپٹی ہوئی انجیریں اور چاندی کے پیالوں میں چھاچھ تھی انہوں
نے سکندر کو مخاطب کر کے کہا کہ ہم یہ انجیریں آپ کے ناشتے کے لئے لائیں ہیں۔

سکندر ان بوڑھوں کی اس گفتگو سے بڑا متاثر ہوا وہ اس کے ساتھ وہاں بیٹھ گیا ان بوڑھوں
نے خود بھی وہ ناشتہ کیا اور سکندر کو بھی کرایا پھر وہ نیچے ندی سے پانی لائے اور سکندر کے ہاتھ
دھلائے پانی بڑا ٹھنڈا تھا پھر انہوں نے کہا اے بادشاہ تو نے ہمارے ہاتھوں کا ناشتہ کر کے نیک نیتی کا
ثبوت دیا ہے اس لئے کہ جسے بندگان خدا کا بادشاہ چن لیا جاتا ہے اس کے لئے انکار کی گنجائش نہیں

رہتی یہ کہتے ہی وہ بوڑھے اپنی جگہ سے اٹھے سر جھکا کر سکندر کے سامنے آداب بجالائے اور وہاں
سے وہ چلے گئے تھے سکندر ان کے سلوک سے بڑا حیران اور متاثر ہوا تھا۔

کوروش کے مقبرے سے جب سکندر واپس اپنی قیام گاہ پر گیا تو اسے اطلاع دی گئی کہ
ہندوستان کا وہ نیک دل جوگی جو اس کے ساتھ آیا تھا اور جس کا نام کیلی ناس تھا وہ مر چکا ہے یہ کیلی
ناس سفر کے دوران ہی بیمار ہو چکا تھا اور گزشتہ کئی روز سے سخت بیمار تھا اور اس بیماری میں ہی وہ چل
بسا تھا سکندر کو اس کیلی ناس کے مرنے کا بڑا دکھ اور صدمہ ہوا وہ اس لئے کہ وہ سکندر کو بہترین
مشوروں سے نوازا کرتا تھا مرنے سے پہلے کیلی ناس نے وصیت کی تھی کہ مجھے جلا دیا جائے سکندر کو
ابتدا میں اس بات کا یقین نہ آیا لیکن کیلی ناس کی وصیت کے مطابق اس کی چتا بنوائی گئی اور اس چتا
کو آگ لگا دی گئی جس وقت چتا کو آگ لگائی گئی سکندر نے حکم دیا کہ زور زور سے باجے بجائے
جائیں اور کیلی ناس کی چتا کو ہاتھیوں سے سلامی دی جائے ہاتھیوں کو وہاں لایا گیا تو وہ بری طرح چنگھاڑ
رہے تھے اس وقت کیلی ناس کی چتا پر جشن کا سا سماں ہو گیا تھا بہرحال کیلی ناس کی وصیت کے مطابق
اس کی لاش کو چتا میں رکھ کر جلا دیا گیا تھا۔

سکندر کے پرسی پولس پہنچنے کی خبر عام ہوئی تو ہرپانوس جسے سکندر نے بابل اور سارڈس کا
گورنر مقرر کیا تھا اسے خدشہ ہوا کہ سکندر نہ صرف یہ کہ اس سے ان علاقوں کی تنظیم کے متعلق
جواب دہی کرے گا بلکہ وہ اس سے اس دولت کا حساب بھی لے گا جو وہ بابل اور سارڈس کے
خزانوں میں چھوڑ گیا تھا اور چونکہ اس نے دونوں شہروں کے خزانوں اور دولت میں بے حد خورد برد
کی تھی لہٰذا وہ دونوں شہروں کے خزانے لے کر جہاز پر سوار ہوا اور یونان کی بندرگاہ ایتھنز کی طرف
بھاگ گیا یونان پہنچتے ہی اس نے لوگوں کو یہ کہنا شروع کر دیا کہ حب وطن کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم
سکندر کے خلاف بغاوت کر دیں اور ایتھنز کی گردن سے مقدونیہ کا جوا اتار کر پھینک دیں ہرپانوس
نے اپنی طرف سے کافی کوشش کی کہ سکندر کے خلاف بغاوت کر دے اس میں وہ مکمل طور پر
کامیاب تو نہ ہوا تھا تاہم اس نے اپنی دولت کے بل بوتے پر کافی لوگوں کو سکندر کے خلاف بغاوت
پر آمادہ کر لیا تھا اس بغاوت ہونے کے باعث سکندر نے یہ اندازہ لگایا کہ یونان میں جو اس نے اپنے
جرنیل اینٹی پیٹر کو اپنی طرف سے والی مقرر کیا تھا تو اینٹی پیٹر وہاں کے لوگوں کو تنظیم میں رکھنے میں
کامیاب نہیں رہا اس کا خیال تھا کہ اینٹی پیٹر نے لوگوں کو بے جا آزادی اور آزاد خیالی دے رکھی
ہے جبھی لوگ ایتھنز میں اس کے خلاف بغاوت پر آمادہ ہوئے ہیں چنانچہ اس نے فیصلہ کیا کہ یونان

میں انیٹی پیٹر کی جگہ اس کا جرنیل کریٹرس یونان کا والی ہو کر جائے گا کریٹرس اس وقت اس کے لشکر میں شامل تھا اور کچھ بیمار تھا لہٰذا سکندر نے فیصلہ کیا کہ جونہی کریٹرس اپنی بیماری سے صحت یاب اور چلنے پھرنے کے قابل ہو جائے تو وہ یونان کی طرف روانہ ہو جائے گا اور انیٹی پیٹر کو معطل کر کے خود وہاں کا حکمران بن جائے گا۔

پرسی پولس میں چند یوم قیام کرنے کے بعد سکندر نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کیا اب وہ شوش کی طرف بڑھا تھا۔ وہاں پہنچ کر سکندر نے ایک بہت بڑے جشن کا اہتمام کیا ظاہر کیا کہ لمبے کوچ کے بعد اب ہم راحت اور آرام کے لئے تیار ہو گئے ہیں حقیقت میں وہ اپنے قوموں کو ایشیاء کے لوگوں کے ساتھ شادیاں کرنے پر آمادہ کرنا چاہتا تھا اور اس سلسلے میں اس نے شوش شہر میں اس جشن کا انتظام کیا تھا۔

سکندر کے لشکر میں وہ یونانی جو ایرانی زبان سیکھ چکے تھے انہوں نے مشرقی رسومات اختیار کر لی تھیں سکندر انہیں بہت اچھا سمجھنے لگا تھا اب اس نے تمام افسروں کو بلا کر کہا کہ ایشیائی عورتوں سے شادی کر لو چنانچہ اس سلسلے میں پہل کرتے ہوئے اس نے سب سے پہلے خود دارا کی سب سے بڑی لڑکی سے شادی کر لی جبکہ دارا کی دوسری بیٹی اس نے اپنے جرنیل ہفا اشن سے بیاہ دی تھی۔

سکندر کا جرنیل کریٹرس اس وقت تک اپنی بیماری سے صحت یاب تو ہو چکا تھا لیکن ابھی وہ یونان کی حکومت سنبھالنے کے لئے مغرب کی طرف روانہ نہ ہوا تھا اس کی شادی سکندر نے اپنی بیوی روشنک کی چھوٹی بہن سے کر دی نیارکس جو سکندر کا امیر البحر تھا اسے ایرانی جرنیل برسین کی بیٹی سے بیاہ دیا گیا تھا سلیوکس کی شادی سپتامہ کی بیٹی سے کی گئی بطلیموس پرڈیکاس اور دوسرے افسروں نے بھی ایرانی امراء کی بیٹیوں سے شادی کر لی تھی غرض سکندر کے اسی رفقاء نے اس موقع پر شادیاں کیں۔

بہرحال مشرق کی لڑکیوں سے شادی کرنے کی سکندر کی یہ تجویز بے حد ہر دل عزیز ہوئی اس موقع پر جشن میں شامل لوگوں میں سے اکثر نے ایرانی اور مادی لباس پہنے ہوئے تھے شادیاں ایشیائی طریقوں سے ہوئیں پہلے پر تکلف دعوت آراستہ کی گئی پھر دلہنیں آئیں اور ہر ایک اپنے مجوزہ شوہر کے پہلو میں بیٹھ گئی ہر شخص نے اپنی دلہن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اسے بوسا دیا سکندر نے یہ کام سب سے پہلے کیا پھر ہر ایک اپنی بیوی کو لے کر اپنی قیام گاہ کی طرف چلا گیا تھا۔

ان شادیوں کی مزید حوصلہ افزائی کے لئے سکندر نے یہ اعلان کیا کہ مقدونوی رفیقوں کی

طرح ایشیائی رفیق بھی میرے عزیز اور رشتے دار سمجھے جائیں گے اس نے تمام دلہنوں کے لئے اپنے پاس سے جہیز دیا اس طرح سکندر کے سالاروں اور کمانداروں کی دیکھا دیکھی سکندر کے دس ہزار سپاہیوں نے بھی مشرقی لڑکیوں سے شادیاں کر لی تھیں اور انہیں سکندر کی طرف سے جہیز ملے نیز ان شادیاں کرنے والوں کے نام ایک رجسٹر میں درج کر لئے تھے۔

شوش شہر میں قیام کے دوران ہی سکندر کے جرنیل نے اس کے لئے خطابات کی ایک فہرست تیار کی تھی یہ خطابات عجیب و غریب الفاظ پر مشتمل تھے جو کہ مندرجہ ذیل تھے۔

"سکندر سوئم' شاہ مقدونیہ' یونانی شہروں کا نیم ملکوتی' غیر مشروطی آقا' مصر کا فرعون جسے خدا کا اوتار سمجھا جانا چاہئے' آیونیا کی بندرگاہوں کا حلیف اور آقا' فونیقی شہروں اور بیڑوں کا مالک اور مختار' یہودیہ کے مذہبی پیشواؤں کا محافظ' ایرانی مجوسیوں کا شہنشاہ ہندوستان کے راجاؤں کا دوست اور باقی ہندوستان کے لئے ایسا فرمانروا جس کے منصب کا تعین نہ ہو سکا تھا؟"

شوش میں قیام کے دوران سکندر نے یہ فیصلہ کیا کہ مشرق میں اسے اپنی سلطنت کا کوئی مرکزی شہر مقرر کرنا چاہئے جہاں بیٹھ کر ساری سلطنت پر حکومت کر سکے اور ہر شے کو اپنے نظم و نسق میں لا سکے کچھ لوگوں نے مشورہ دیا کہ شوش شہر کو مرکزی قرار دے دیا جائے لیکن سکندر نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ شوش مشرقی پہاڑیوں کے اندر فاصلے پر واقع ہے لہٰذا اسے دارالحکومت نہیں بنایا جا سکتا اس کی تجویز تھی کہ مرکزی شہر بابل کو قرار دیا جا سکتا ہے وہ اس لئے کہ بابل سب سے بڑی شاہراہ پر واقع ہے اور فرات کے ذریعے سے آبی راستہ بھی سمندر تک پہنچتا ہے لہٰذا بابل کو مرکزی شہر قرار دینے کے لئے وہ اپنے لشکر کے ساتھ شوش سے بابل کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

دجلہ کے کنارے کنارے سفر کرتے ہوئے سکندر کے کان میں یہ آوازیں پہنچیں کہ مقدونیہ والے شاکی ہیں اور انہیں سکندر کے خلاف ایک نہیں بے شمار شکایتیں ہیں چنانچہ اس نے سب مقدونیوں کو بلایا اور کہا جن کی عمر زیادہ ہو گئی ہے یا زخموں کے باعث جنگی خدمات نہیں دے سکتے وہ واپس چلے جائیں ان کو رخصت کے وقت ایسے انعامات دیئے جائیں گے جن کی وجہ سے وہ اہل مقدونیہ کے لئے رشک کا باعث بن جائیں گے اس سلسلے میں اسے اپنا وہ وعدہ بھی یاد آ گیا تھا جو اس نے فوج کی بغاوت کے وقت کیا تھا اور کہا تھا کہ جن لوگوں نے فوج میں عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں ان کے لئے وہ سنہری ہار مہیا کرے گا اور ان کی تنخواہ بھی دوگنی کر دے گا۔

اپنے اس وعدے کی تکمیل کے لئے سکندر نے ان مقدونوی سپاہیوں کی تنخواہیں بھی دوگنی کر

دیں اور ان کو سونے کے ہار بھی مہیا کر دیئے پر یہ بات پرانے مقدونیوں کو مطمئن نہ کر سکی اور انہوں نے سکندر کو بتایا کہ ہم پر سود خوروں یا ہم طعاموں کا قرضہ ہو چکا ہے جو روپیہ ہم کو ملے گا ممکن ہے وہ ہم سے قرضوں میں وضع کر لیا جائے سکندر نے کہا تمام قرضے جو لشکریوں کے ذمے ہیں وہ سرکاری خزانے سے ادا کر دیئے جائیں گے لیکن ہر آدمی کو اپنا نام اور قرضے کی رقم لکھوا دینی چاہئے مقدونیوں کو اسے سچ سمجھنے میں تامل ہوا ان کا خیال تھا کہ اس میں کچھ فریب ہے وہ جانتے تھے کہ وہ بہت بڑی تنخواہ لیتے رہے ہیں اور مقروض ہو جانے کی کوئی وجہ نہ تھی حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں کے پاس زیادہ املاک تھی انہیں کو زیادہ روپے کی ضرورت تھی یہ پیشکش غور و بحث کے بعد رد کر دی گئی پھر سکندر نے کہا نام لکھوانے کی ضرورت نہیں ہے ہر آدمی زبانی جتنا قرضہ بتائے گا اسے ادا کر دیا جائے گا۔

لیکن مقدونیوں کی یہ حقیقی وجہ شکایت نہ تھی مقدونوی دیکھ چکے تھے کہ پارسیوں اور باختریوں کو خاص محافظ فوج میں شامل کر لیا گیا ہے اور ان کی ایک رجمنٹ پر روشنک کے بھائی کو سردار بنا دیا گیا ہے ان کے دل میں حسد پیدا ہو چکا تھا انہیں روپے کا بھی چنداں لالچ نہ تھا بس پارسی اور باختریوں کے خلاف حسد اور رشک کی ہی وجہ سے سکندر کے سامنے طرح طرح کی شکایتیں اور شکوے کرنے لگے تھے وہ یہ بھی کہتے تھے کہ اب سکندر غیروں کو عزیز قرار دے کر ان سے معانقے کرتا ہے اور ہماری اسے پرواہ نہیں پھر کیوں نہ ہم سب کو الگ کر دے تاکہ ہم وطن کی واپس چلے جائیں۔

بہرحال مقدونوی سکندر کی ان پیشکشوں کے جواب میں کسی قدر مطمئن ہو گئے اور سفر پھر بابل کی طرف جاری رہا دجلہ کے نچلے حصے میں جہاں زمین جگہ جگہ دلدلی تھی اور گرمی بہت زیادہ تھی وہاں مقدونیوں نے پھر یہ خیال کیا کہ سالہا سال کی لڑائیوں کے بعد ہمیں یہاں چھوڑ دیا گیا ہے اور ہم سے بے تعلقی اختیار کر لی گئی ہے اب وہ سکندر سے بحث کرنے کے لئے بھی تیار نہ تھے اور کوئی ایسی کونسل بھی موجود نہ تھی جو ان کی شکایتیں سن لیتی ان دلدلی علاقوں میں پہنچ کر مقدونیوں نے پھر یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم تو اب وطن واپس ہی جائیں گے سکندر ان ایشیائیوں کو لے کر جنگ کرے جو اس کے پاؤں پر گرتے ہیں۔

سکندر نے جب یہ ساری باتیں سنیں تو اس نے مقدونیوں کو ایک جگہ جمع کیا پھر وہ اپنے سالاروں اور محافظ دستوں کو لے کر ان کے پاس پہنچا وہ ایک گاڑی پر چڑھ گیا اور مقدونیوں کو اشارے سے قریب لایا جب وہ سب اس کے قریب کھڑے ہو گئے تب اس نے سب کو مخاطب کر کے کہا جہاں تک میرا تعلق ہے تم سب جب چاہو واپس یونان جا سکتے ہو سکندر کے یہ الفاظ سن کر مجمع پر ایک لمحہ تک خاموشی طاری رہی پھر کچھ مقدونوی بولے اور سکندر کو مخاطب کر کے کہنے لگے تم نے ہمیں آدمی کہا ہم آدمی نہیں رہے ہمیں حادثے تباہ کر چکے ہیں ہم محض روحیں رہ گئے ہیں ہم کوئی حکم سننے کے لئے تیار نہیں ہیں یہ تیرہ مقدونیوں کا ایک گروہ تھا جس نے سکندر سے یہ بات کہی تھی اور ان کی یہ بات سنتے ہی سکندر گاڑی سے کود کر نیچے اترا اور غصے سے وہ اس وقت وہ سرخ ہو گیا تھا جن تیرہ آدمیوں نے یہ الفاظ کہے تھے انہیں پکڑ کر اس نے اپنی محافظ فوج کی طرف دھکیل دیا جو قریب ہی کھڑی تھی اور حکم دیا کہ وہ ان تیرہ آدمیوں کو اسی وقت موت کے گھاٹ اتار دیا جائے ایک بار پھر وہ اس گاڑی پر چڑھ گیا اور مقدونیوں کو مخاطب کر کے وہ دوبارہ کہنے لگا۔

"سنو مقدونیو! واپس جانے سے پہلے مجھے یہ بتاتے جاؤ کہ تم کس قسم کے آدمی رہ چکے ہو تم چرواہے تھے اور بربری قبیلے جب تم پر حملہ کرتے تھے تو تم پہاڑیوں کی چوٹیوں پر چھپ جایا کرتے تھے وہ میرا باپ ہی تھا جس نے تمہارے لئے لبادے مہیا کئے تمہیں شہر کا آباد کار بنایا۔

اس نے مقدونیہ کی دولت متحدہ کو یونان دلایا تم جانتے ہو کہ جب ہم وطن سے نکلے تھے تو تمہارے پاس گزارے کا کوئی سامان نہ تھا میرے پاس سونے چاندی کے کچھ پیالے تھے اور ساٹھ ٹیلنٹ کے قریب نقد روپیہ تھا جبکہ مجھ پر پانچ سو ٹیلنٹ کا قرضہ تھا میں تمہارے اس ساز و سامان کے لئے آٹھ سو ٹیلنٹ مزید قرضہ لیا میں نے تمہیں درہ دانیال سے باعافیت گزارا اگرچہ اس وقت ایشیائی لوگ سمندروں پر حاوی اور اس کے مالک تھے۔

میں نے جو سرزمینیں فتح کیں وہ تمہارے لئے ہی کیں اور تمہیں دولت سمیٹنے کا پورا پورا موقع دیا لیبیا' ایران' مصر اور ہندوستان کی دولت ہمیں ملی میں نے اس میں تمہیں حصے دار بنایا میں نے تمہارے ساتھ پیدل چل کر تکلیفیں اٹھائیں اب بیرونی سمندر بھی ہمارے قبضے میں ہے جو خوراک تم کھاتے تھے وہی میں نے کھائی اور تمہارے ساتھ میں نے کم سے کم نیند کی تم میں سے کون ہے جس نے میرے لئے اتنی تکلیفیں اٹھائیں جتنی تکالیف میں نے تمہارے لئے اٹھائیں ہیں اگر ایسا کوئی ہے تو سامنے آئے اور اپنے زخم دکھائے میں بھی اپنے زخم دکھاؤں گا تم جانتے ہو کہ کوئی ہتھیار اب تک ایجاد نہیں ہوا جس کے زخم کا نشان میرے جسم پر موجود نہ ہو۔

یہاں تک کہنے کے بعد سکندر تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گیا اس نے دیکھا کہ اس کے

سامنے جس قدر مقدونوی کھڑے تھے وہ متوجہ تھے اور گہری سانسیں لے رہے تھے جن سے
تھا کہ وہ آہیں اور سسکیاں بھرنے لگے ہوں تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد سکندر پھر
مخاطب کر کے کہنے لگا تھا۔

میں اب بھی تمہارا سردار ہوں اور میری ہی وجہ سے تمہیں فاتحوں کی حیثیت ملی ہے
نے اپنی شادی کے ساتھ تمہاری شادیوں کا بھی جشن منایا ایشیاء میں تم لوگوں کے جتنے بھی
ہوئے ان سب کی دیکھ بھال کا میں نے انتظام کیا میں نے تم سب کے قرضے بھی بے باق کیے اور
تم سے یہ نہ پوچھا کہ تم لوگ کیوں مقروض ہو گئے ہو جبکہ میں اوروں کی نسبت تمہیں دوگنی تنخواہ
کرتا تھا۔

تم میں سے جنہوں نے جانیں دیں انہیں بہادروں کے اعزاز کے ساتھ دفن کیا میری قیادت
میں تمہارا ایک آدمی بھی بھاگتا ہوا نہ مارا گیا اور یہ بھی سوچو اور یاد رکھو میں تمہیں دور دراز
سرزمینوں کے دریائے سندھ کے پار لے گیا اور اگر تم لوگ پیٹھ نہ موڑتے تو میں تم لوگوں
دریائے بیاس سے بھی آگے لے جاتا جہاں سمندر تک خشکی ختم ہو جاتی ہے تم نے میرے ہاتھوں
سے سنہری ہار لئے اب اگر تم واپس جانا چاہتے ہو تو چلے جاؤ سب چلے جاؤ اور وطن جا کر کہو کہ
اپنے بادشاہ سکندر کو مفتوح اجنبیوں میں چھوڑ کر چلے آئے ہیں جاؤ اب یہاں سے چلے جاؤ۔

پھر وہ ہجوم میں سے راستہ پیدا کرتا ہوا اپنے خیمے میں چلا گیا اور اعلان کر دیا کہ میں اب کسی
سے ملاقات نہ کروں گا مقدونوی لشکری وہیں ٹھہرے رہے وہ آہستہ آہستہ آپس میں بات چیت کر
کے سکندر کے فیصلے پر بحث کرنے لگے تھے ہر ایک سمجھتا تھا کہ سکندر کو جادوگری کی زبان عطا ہوئی
ہے اس سے پہلے بھی وہ ایسی باتوں سے سب کے دلوں کو مسخر کر چکا تھا انہیں یہ بھی علم تھا کہ سکندر
اپنی بات پوری کر کے رہے گا وہ ہم سب کو انعام دے کر رخصت کر دے گا اور واپس مقدونیہ نہ
جائے گا اور وہ یہ بھی سوچنے لگے کہ ہم واپس مقدونیہ جائیں گے تو اہل مقدونیہ ہمارے متعلق کیا
سوچیں گے کہ ہم اپنے بادشاہ کو اس کی مرضی کے خلاف چھوڑ کر چلے آئے۔

مقدونوی لشکری اور ان کے افسر تین دن تک اس موضوع پر سوچ و بچار کرتے رہے وہ سکندر
کے احسانات کا شمار کرتے وہاں وہ یہ باتیں بھی دہراتے کہ ایرانی لشکریوں کو اعلیٰ عہدے دے دیے
گئے ہیں اور یہ کہ ایشیائی رجمنٹوں کو محافظ فوج بنا دیا گیا ہے انہیں رفیقان خاص کی طرح روپہلی
ڈھالیں دے دی گئی ہیں آخر کافی سوچ و بچار کے بعد تیسرے روز مقدونوی کوئی آخری فیصلہ کر

کے بعد اپنے سالاروں اور افسروں کے ہمراہ ہجوم کر کے سکندر کے خیمے پر پہنچے ان سب نے سکندر
کے خیمے کے باہر اپنے ہتھیار رکھ دیئے اور اندر سکندر کو پیغام بھجوا دیا کہ جب تک ہماری بات نہ سنو
گے دن ہو یا رات ہم تمہارے خیمے کے سامنے سے نہ ہلیں گے اور یہ بھی حلف اٹھایا کہ جن لوگوں
نے ہمیں سکندر کے خلاف برانگیختہ کیا ہے آئندہ ہم کبھی بھی ان کی بات نہ مانیں گے۔

آخر سکندر اپنے خیمے سے باہر نکلا تو سارے بڑے بڑے مقدونوی سالاروں نے آگے بڑھ کر
اس کے ہاتھ پکڑ لئے اس کا دامن تھام لیا اور بڑے غم اور انکساری کے ساتھ سکندر سے اپنے
رویئے کی معافی مانگنے لگے سکندر زبان سے کچھ بھی نہ کہہ سکا اس لئے کہ اس موقع پر اس کی
آنکھوں میں آنسو جھلک رہے تھے ایک سالار نے آگے بڑھ کر کہا ہمیں سب سے زیادہ شکایت اس
بات پر ہوئی کہ تم نے ایرانیوں کو عزیز بنا لیا اور ہمیں یہ عزت کبھی نہ دی اپنی بدلتی ہوئی کیفیت پر
سکندر نے قابو پایا اور پھر بلند آواز میں اس سالار کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہنے لگا۔

یہ سچ ہے کہ اوروں کو میں نے عزیز بنایا اس لئے کہ وہ پہلے میرے عزیز نہ تھے تمہیں میں نے
اس لئے عزیز نہ بنایا کہ تم تو شروع دن سے ہی میرے عزیز تھے سکندر کا یہ جواب سن کر سارے
مقدونیوں نے اپنے ہتھیار اٹھا لئے اور سکندر کے حق میں نعرے لگاتے ہوئے اس کے آس پاس
اچھلنے کودنے لگے تھے یہاں تک کہ انہوں نے سکندر کے ساتھ وعدہ کیا کہ ہم سب اکٹھے جشن
منائیں گے لہٰذا سکندر نے پرانے طریقے کے مطابق ایک دعوت کا انتظام کیا جس میں اس نے
مقدونوی افسروں کو اس نے اپنے قریب بٹھایا اور ایرانیوں کو ذرا دور بیٹھنے کا حکم دیا جب شراب کا
دور شروع ہوا تو سکندر نے اپنے آدمیوں کے ساتھ شراب پی یونانی کاہن اور ایرانی معبد شکرانے کی
اس مجلس میں اکٹھے تھے سکندر نے شراب پی کر دونوں قوموں کی متحدہ دولت کے لئے دعا کی سکندر
اور اس کی فوج کے درمیان مدت سے جو کشمکش چلی آ رہی تھی دریائے دجلہ کے اس جشن تک ختم
ہو گئی تھی سکندر نے حسب معمول اپنی مرضی منوالی اس نے مقدونیوں کے سامنے دریا کے کنارے
جو تقریر کی تھی اس نے جراح کے نشتر کی طرح لوگوں کے دلوں پر اثر کیا تھا اس لئے کہ سکندر اپنے
سپاہیوں کی ذہنیت کو خوب سمجھتا تھا اس جشن کے بعد جن مقدونوی سپاہیوں نے اپنی مرضی اور خوشی
سے واپس مقدونیہ جانے کا ارادہ ظاہر کیا سکندر نے انہیں بخوشی واپس جانے کی اجازت دے دی
واپس جانے والے ان سپاہیوں کی تعداد دس ہزار کے قریب تھی سکندر نے واپسی کی مدت بھی ان کی
ملازمت میں شامل کر کے انہیں تنخواہیں دے دیں ہر ایک شخص کو اس نے ان تنخواہوں کے علاوہ

خوب انعامات سے بھی نوازا جو سپاہی ادائے خدمت میں جنگوں کے دوران جاں بحق ہوگئے تھے ان
کے کنبوں کو تمام ٹیکسوں سے اس نے آزاد قرار دے دیا تھا اور انہیں ایسے حقوق دیئے تھے کہ وہ اپنی
گزارا بخوبی کر سکیں۔

ان واپس جانے والوں کے سامنے سکندر نے صرف ایک شرط پیش کی وہ یہ کہ اس نے ان
سے کہا کہ واپس جانے والے سپاہیوں کے وہ بچے جو ان کی ایشیائی عورتوں کے بطن سے پیدا ہوئے
ہیں وہ انہیں اپنے ساتھ یونان نہیں لے جائیں گے اور اپنی طرف سے اس نے اپنے سپاہیوں کو
یقین دلایا کہ ان کے سب بچوں کو مغربی پیمانے پر تعلیم دی جائے گی اور ان کی بہترین انداز میں تعلیم
و تربیت کا بندوبست کیا جائے ان واپس جانے والے سپاہیوں کا سردار سکندر نے اپنے جرنیل
کریٹرس کو بنایا جس نے واپس جا کر مقدونیہ اور یونان کے نظم و نسق کو اپنے ہاتھ میں لے کر باغی
عناصر کا خاتمہ کرنا تھا۔

سکندر کی زندگی کا عجیب و غریب واقع یہ ہے کہ جو فوج اس کے باپ نے تیار کی تھی اور جو
سکندر کی کامیابی کا سب سے بڑا وسیلہ تھی اسے اس نے برباد کر دیا دریائے دجلہ کے کنارے سے
رخصت ہونے کے بعد پھر مقدونوی فوج کسی میدان جنگ میں نہ اتری اکثر پرانے مقدونوی واپس
مقدونیہ چلے گئے اور جو مقدونوی جنگجو باقی رہ گئے تھے وہ اپنی سابقہ عظمت کا محض سایہ دکھائی دیتے
تھے سکندر نے اپنے لشکر کے ساتھ چند روز تک ہمدان میں قیام کیا پھر وہ بابل کی طرف کوچ کر گیا تھا
اس لئے کہ اس نے بابل کو اپنی مشرقی سلطنت کا مرکزی شہر بنانے کا ارادہ کیا تھا بابل پہنچ کر اس نے
نہ صرف یہ کہ اپنے لشکر کی رہائش کا بہترین انتظام کیا بلکہ خود بھی اس نے دریائے فرات کے
کنارے بخت نصر کے قدیم محل میں رہائش اختیار کر لی تھی۔

○

ایک روز جب کہ سکندر دریائے فرات کے کنارے بخت نصر کے محل میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا
عزازئیل سکندر کے اس ذاتی کمرے کے سامنے آیا اور وہاں کھڑے ہوئے محافظ سے اس نے سکندر
سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا ساتھ ہی اس نے بڑے لمبے چوڑے الفاظ میں اس نے اس محافظ
سے اپنا تعارف بھی کروایا عزازئیل کی گفتگو سن کر وہ محافظ اور پہرے دار بڑا متاثر ہوا لہٰذا وہ فوراً
اندر چلا گیا تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا اور عزازئیل کو بڑے ادب سے مخاطب کر کے کہنے لگا بادشاہ
نے آپ کو اندر طلب کیا ہے میں نے جن الفاظ میں آپ نے اپنا تعارف کروایا وہی الفاظ بادشاہ کو

کہہ دیئے پس وہ آپ سے ملنے کے لئے بے چین اور بے تاب ہے اس محافظ کی یہ گفتگو سن کر
عزازئیل کے چہرے پر انتہائی گہری اور مکروہ مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر وہ کچھ سوچتا ہوا سکندر
کے اس ذاتی کمرے میں داخل ہو گیا تھا۔

عزازئیل جب سکندر کے سامنے آیا تو سکندر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر مسکراتے ہوئے اس
کا استقبال کیا آگے بڑھ کر اس نے نہایت مودبانہ انداز میں تعظیم کے ساتھ مصافحہ کیا اپنے سامنے
اس کو بیٹھنے کے لئے کہا جب عزازئیل بیٹھ گیا تب سکندر بھی اپنی نشست پر بیٹھا اور اس کو مخاطب
کر کے کہنے لگا میرے محافظ نے مجھے بتایا ہے کہ تم بیک وقت محقق بھی ہو فلسفی بھی حکیم بھی ہو کیمیا
گر بھی ستارہ شناس بھی ہو اور نجومی بھی جوتشی بھی ہو اور رمال بھی زاہد بھی ہو اور شیخ بھی اور عالم
بھی ہو اور عاقل بھی ایسا شخص میری نگاہ میں انتہائی قیمتی اور قابل وقار خیال کیا جاتا ہے اگر یہ
ساری صفات واقعی تم میں پائی جاتی ہیں تو تم میرے لئے انتہائی اہمیت حاصل کرو گے اور یہ کہ میں
تمہیں اپنے ساتھ رکھوں گا اور تم سے مشاورت کرتا رہوں گا اس لئے کہ ایسے اوصاف بیک وقت
کسی انسان میں جمع ہونا کوئی آسان کام نہیں ہے یونان میں میرا استاد ارسطو انتہائی عاقل اور دانشور
تصور کیا جاتا ہے لیکن اس میں بھی بیک وقت یہ ساری خوبیاں نہیں پائی جاتیں اگر میں تمہاری ان
خوبیوں کا امتحان لوں تو تمہیں کوئی اعتراض تو نہ ہوگا عزازئیل مسکراتے ہوئے بولا نہیں مجھے کیونکر
اعتراض ہوگا جب میں ان ساری حیثیتوں کا دعویٰ کرتا ہوں تو میں ان کا عملی امتحان سے گزرنے کی
ہمت اور جرات بھی رکھتا ہوں عزازئیل کا یہ جواب سن کر سکندر بے حد خوش ہوا پھر اس نے چند
انتہائی اہم سوال عزازئیل سے کئے جن کا عزازئیل نے بہترین جواب دیا جس کی وجہ سے سکندر
اس کے جوابات سن کر اس کا معترف ہو کر رہ گیا تھا تھوڑی دیر کے سوچ و بچار کے بعد سکندر اپنا
فیصلہ دیتے ہوئے کہنے لگا۔

اے اجنبی مہربان مجھے تمہارا نام عزازئیل بتایا گیا ہے اب میں تمہیں تمہارے اسی نام سے
مخاطب کیا کروں گا تم نے میرے سوالوں کے جو جوابات دیئے ہیں ان سے میں بے حد متاثر ہوا ہوں
اور میں یہ اندازہ لگا چکا ہوں کہ تم واقعی حکیم اور دانشور ہو اب سب سے پہلے یہ کہو کہ تم نے
میرے پاس آنے کی زحمت کیسے کی اور کیا تمہارے میری طرف آنے کے پیچھے کوئی خاص مقصد
حائل ہے عزازئیل نے اس پر بڑی عیاری سے سکندر کی طرف دیکھا پھر وہ بڑے عالمانہ اور فاضلانہ
انداز میں سکندر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے مشرق و مغرب کے بادشاہ میں تمہارے پاس تمہیں ایک انتہائی خلوص پر مبنی مشورہ دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں اگر تم میرے مشورے پر عمل کرو گے تو اس میں تمہاری فلاح تمہاری کامیابی اور تمہاری ہی منفعت کا پہلو نکلے گا میرا یہ مشورہ ایسا ہے کہ اگر اس پر عمل کیا جائے تو اے بادشاہ اپنی شہرت کے لحاظ سے تم دنیا کے اندر ایک دائمی حیثیت اختیار کر جاؤ گے عزازئیل کی یہ گفتگو سن کر سکندر فوراً بولا اور پوچھنے لگا اے دانش مند عزازئیل وہ کون سا مشورہ ہے جو تم مجھے دینا چاہتے ہو جس میں میری بہتری اور بھلائی پنہاں ہے اس پر عزازئیل پھر بولا اور کہنے لگا۔

اے بادشاہ بحر احمر کے قریب عرب کے دشت زاروں میں ایک شہر ہے جس کا نام مکہ ہے اس مکہ شہر میں ایک گھر ہے جسے لوگ خدا کا گھر کہہ کر پکارتے ہیں وہاں کے لوگوں کا خیال ہے کہ اس گھر میں نور کے دفینے بٹتے ہیں اور وہاں لوگ اپنی روحوں کے ایوان سجانے حاضر ہوتے ہیں اس گھر کی زیارت کرتے ہیں اس کا طواف کرتے ہیں دور دور سے لوگوں کے نہ تھمنے والے طوفان اور بے روک آندھیوں کی طرح اس گھر کی زیارت کو آتے ہیں اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ایسا دوزخ کی لپٹوں سے بچنے کے لئے کرتے ہیں۔

اے بادشاہ ان دشت زاروں کے رہنے والوں اور ان صحراؤں میں بسنے والے قبائل کے خیالات کے مطابق مکہ شہر کا وہ گھر چمن دمن اور ثمن میں ایک گوہر جمال امیدوں کا مظہر آنکھوں کی تازہ امید کا سہارا خیال کیا جاتا ہے لوگ تفسیر رازوں کی خاطر اور اپنی بے سمت فکر کو سمت دینے کی خاطر وہاں حاضری دیتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اس گھر کا ہر پتھر ہیرا اور وہاں کا ہر قطرہ بحر ہے۔

اے بادشاہ عرب کے ریگستان کے صحرا نژاد لوگ اس گھر کو سنجیدگی تہذیب راست بازی صداقت خدا پرستی اور نیکی کا مظہر خیال کرتے ہیں اور وہ اس گھر کے سامنے اپنے آپ کو مدقوق، مفلوج معذور محکوم مجبور اور لاچار بنا کر پیش کرتے ہیں یہاں تک کہنے کے بعد عزازئیل تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ دوبارہ جوش مارتے ہوئے الاؤ اور پھٹتے ہوئے بارود کی طرح بولا۔

اے بادشاہ لیکن حقیقت میں اس گھر میں کچھ نہیں ہے اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے اس کے متعلق جو لوگوں کے خیالات ہیں وہ دیوانوں کے ارمان اور پاگلوں کے جنون سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے اس کے باوجود اے بادشاہ دور و نزدیک کے لوگ اس گھر سے اپنے جسم و روح کا رشتہ جوڑتے ہیں اس گھر کو پیکر عظمت نشان خیال کرتے ہیں اسے اپنا پشت بان سمجھتے ہوئے بیگانہ سود و

زیاں ہو کر اس کی زیارت کو جاتے ہیں اور اپنی آرزو مند آنکھیں اور اپنا بشارت طلب دل اس گھر کے سامنے نچھاور کر کے رکھتے ہیں اے بادشاہ میں تمہیں اسی گھر اور اسی سرزمین کے متعلق ایک مشورہ دینے کے لئے آیا ہوں یہاں تک کہنے کے بعد عزازئیل جب خاموش ہو گیا تب سکندر بولا اور بڑی جستجو اور بڑی حیرت سے وہ عزازئیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

اے عزازئیل جن الفاظ میں تم نے اس سرزمین اور اس گھر کے متعلق روشنی ڈالی ہے تمہارے ان الفاظ نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے کہو تم اس سرزمین اس شہر اور اس گھر کے متعلق کیا مشورہ دینا چاہتے ہو جسے وہاں کے رہنے والے لوگ خدا کا گھر خیال کرتے ہیں یہاں تک کہنے کے بعد سکندر جب خاموش ہوا تو عزازئیل پھر بولا اور کہنے لگا۔

سن فلیقوس کے بیٹے! تو نے مغرب سے مشرق تک بہت سی سرزمینوں کو فتح کیا ان گنت شہروں کو اپنے سامنے مغلوب کیا بے شمار اقوام اور قبائل کو اپنا ماتحت اور غلام کیا لیکن ان سب کارگزاریوں کا اس وقت تک کوئی فائدہ نہیں جب تم عرب کی سرزمین پر حملہ آور نہیں ہوتے لوگ یہ کہیں گے کہ مغرب سے مشرق کی طرف بڑھتے ہوئے سکندر بل کھاتا ہوا مشرق کی طرف بڑھ گیا اور عرب کے صحراؤں سے ڈرتا ہوا ان میں داخل نہ ہوا اگر تم عرب کی سرزمین پر حملہ آور ہوتے ہیں تو لوگ واقعی تمہیں کو ایک دائمی دیوتا کی حیثیت سے تسلیم کرنے لگیں گے اور پھر عرب کی سرزمین میں داخل ہونے کے بعد جب تم خصوصیت کے ساتھ مکہ اور اس شہر میں بنائے ہوئے خدا کے گھر پر حملہ آور ہوتے ہیں تو اس سے تمہاری شہرت میں چار چاند لگ جائیں گے اور دنیا کے آخری کونے تک لوگوں کو خبر اور آگاہی ہو جائے گی کہ سکندر نے مغرب سے لے کر مشرق تک تمام قوموں کو مغلوب کر کے رکھ دیا ہے لہٰذا اے فیلقوس کے بیٹے میں تمہیں مکہ شہر میں اس گھر پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دیتا ہوں جسے وہاں کے مقامی لوگ خدا کا گھر کہتے ہیں اگر تو اس گھر پر حملہ آور ہوتا ہے تو میں تم پر یہ انکشاف کرتا ہوں کہ اس گھر پر حملہ آور ہونے سے تجھے اب تم کہو تم میری اس تجویز کے جواب میں تم کیا کہتے ہو۔

عزازئیل کی یہ تجویز سن کر سکندر کچھ دیر تک گردن جھکا کر سوچتا رہا پھر وہ کہنے لگا اے عزازئیل میں جانتا ہوں کہ تو ایک حکیم اور کیمیا گر ہے عالم اور عاقل انسان ہے لہٰذا میں تمہاری بات ضرور مانوں گا تمہارے اس مشورے کو قبول کرتے ہوئے میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ تین دن بابل شہر میں تیاری کرنے کے بعد میں عرب کی سرزمین پر حملہ آور ہوں گا خصوصیت کے ساتھ مکہ

شہر اور اس کے اندر رہتے ہوئے اس گھر کو پامال کروں گا جس کے گرد لوگ طواف کرتے ہیں جس کا احترام کرتے ہیں اور اس کو تکریم دیتے ہیں سکندر کا یہ جواب سن کر عزازئیل کے چہرے پر دور تک اطمینان اور خوشی کی لہریں بکھر گئی تھیں پھر وہ سکندر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ”میں اب جا رہا ہوں میرے ساتھ کچھ دیگر ساتھی بھی ہیں مجھے ان کے ساتھ قیام کرنا ہے اب میں وقتاً فوقتاً تمہارے پاس آتا رہوں گا اور تجھے صلاح و مشورے سے نوازتا ہوں گا۔ سکندر نے عزازئیل کی گفتگو کو پسند کیا۔ اس کے بعد عزازئیل اپنے چہرے پر خاص طرح کی مسکراہٹ بکھیرتا ہوا سکندر کے کمرے سے نکل گیا تھا۔

سکندر سے مل کر عزازئیل جب دریائے فرات کے کنارے بخت نصر کے قدیم محل سے باہر نکلا تو اس نے دیکھا دریائے فرات کے کنارے عارب اور نیبطہ اس کے منتظر کھڑے تھے جونہی عزازئیل ان کے قریب گیا وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھے اور عارب نے عزازئیل کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اے آقا آپ جس مقصد کے تحت سکندر کے پاس گئے تھے اس کا کیا بنا عزازئیل مسکراتے ہوئے شفقت اور نرمی بھرے انداز میں کہنے لگا سن میرے رفیق میں جس کام کے لئے گیا تھا اس میں کامیاب رہا ہوں تم دیکھو گے کہ عنقریب یعنی تین دن کے اندر اندر سکندر میری تجویز پر عمل کر کے دیکھا دے گا عزازئیل کا یہ جواب سن کر عارب اور بنیطہ خوش ہو گئے پھر عارب نے عزازئیل کو مخاطب کر کے پوچھا اب ہم دونوں میاں بیوی سے متعلق آپ کا کیا خیال ہے عزازئیل پھر بولا اور کہنے لگا تم بابل کی کسی سرائے میں قیام کر لو میں تم دونوں سے بہت کم وقفے کے ساتھ ملتا رہوں گا اور حالات کو دیکھتے ہوئے مناسب انداز میں تمہاری راہبری کرتا رہوں گا اس کے ساتھ ہی عزازئیل اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد عارب اور نیبطہ دونوں میاں بیوی بابل شہر کے نواح میں دریائے فرات کے کنارے ایک سرائے میں داخل ہوئے انہوں نے دیکھا سرائے کے اصطبل کے قریب بہت سے لوگ جمع تھے اور کسی کو سننے کے لئے ہمہ تن گوش تھے عارب اور بنیطہ بھی ان کی طرف گئے انہوں نے دیکھا کہ وہاں جمع ہونے والے لوگ سب یونانی تھے اور وہ اپنے ایک یونانی ساتھی کو جو داستان گو تھا بڑے غور سے سن رہے تھے تھوڑی دیر تک عارب اور بنیطہ بھی وہاں بیٹھ کر اس داستان گو کو سنتے رہے جب یونانی داستان گو اپنی داستان ختم کر چکا تو وہاں جمع ہونے والے یونانیوں نے اسے اپنے اپنے انداز میں سکے دیئے اور وہاں سے چلے گئے وہ داستان گو ابھی زمین پر بکھرے ہوئے سکے چن چن کر جمع ہی کر رہا تھا کہ عارب اس کے قریب گیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے داستان گو تو مجھے ایک دانشمند اور صاحب علم شخص لگتا ہے اگر تو میرا ایک کام کرے تو ابھی ابھی تجھے جو سکے ملے ہیں میں تمہیں اس سے بھی زیادہ سکے دے سکتا ہوں اس یونانی داستان گو نے چونک کر عارب کی طرف دیکھا اور پوچھا میں تمہارے کس کام آ سکتا ہوں عارب پھر بولا اور کہنے لگا دیکھو اگر تم مجھے یونانی دیوتاؤں سے متعلق تفصیل کے ساتھ بتاؤ تو میں تمہیں انعام میں بہت بڑی رقم دوں گا وہ یونانی داستان گو اس پر آمادہ ہو گیا اور دونوں میاں بیوی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

مجھے اندازے سے کچھ یوں لگتا ہے کہ تم دونوں میاں بیوی ہو پس تم میرے سامنے بیٹھو میں تمہیں یونانی دیوتاؤں سے متعلق تفصیل سے بتاتا ہوں اس داستان گو کا یہ جواب سن کر عارب اور نیبطہ خوش ہو گئے تھے پھر وہ دونوں اس داستان گو کے پاس بیٹھ گئے داستان گو تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر وہ ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

پہلے تم دونوں مجھے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو تمہارا آپس میں حقیقی رشتہ کیا ہے اور کیوں تم یونانی دیوتاؤں کے متعلق تفصیل جاننا چاہتے ہو اس پر عارب پھر بولا اور کہنے لگا ہم اس بابل شہر میں دونوں اجنبی ہیں ہم دونوں میں رشتہ میاں بیوی کا ہے ہمارا تعلق مصر کی سرزمین سے ہے اور یونانی دیوتاؤں سے متعلق تم سے تفصیل جاننے کا مقصد صرف یہی ہے کہ ایسا کر کے ہم اپنے علم میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں عارب کا یہ جواب سن کر وہ یونانی داستان گو خوش ہوا پھر وہ اپنے گلے کو تھوڑی دیر تک صاف کرتا رہا اس کے بعد وہ پھر بولا اور کہنے لگا۔

یونانی دیو مالا میں زیس سب سے بڑا دیوتا تصور کیا جاتا ہے پھر اسے رب الارباب بھی کہا جاتا ہے اور اسے مشتری کا نام بھی دیا گیا ہے رومنوں میں یہی دیوتا جو پیٹر کے نام سے پوجا جاتا ہے یونانی زبان میں زیس کا مطلب روشن آسمان کے علاوہ بادلوں اور بارشوں کا دیوتا بھی کہلاتا ہے رات دن اور موسموں کے تغیرات اسی کے حکم سے ہوتے ہیں نیکوں کو جزا دینا اور بدوں کو سزا دینا بھی اسی کا کام ہے کوہ اولمپس پر اس کا دربار اور محل سب دیوی اور دیوتاؤں سے خوبصورت اور مضبوط بنایا گیا ہے اس دربار میں زیس کا تخت سونے اور ہاتھی دانت کا بنا ہوا ہے جو انتہائی نفیس اور خوبصورت ہے۔

آسمان پر جب کبھی بجلی کڑکتی اور بادل گرجتے ہیں تو لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ زیس دیوتا غصے کا اظہار کرتے ہوئے چلا رہا ہے یونانی لوگ آسمان پر چھائے ہوئے متحرک بادلوں کو زیس دیوتا کا رتھ

سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں زئیس کی پسند کا پرندہ عقاب ہے اور شاہ بلوط اس کا پسندیدہ درخت ہے دیوتا طبیعت کے لحاظ سے ہرجائی اور متلون المزاج ہے یونان میں زئیس دیوتا کا بت کچھ اس طرح بنایا جاتا ہے کہ اس کے دائیں ہاتھ میں عصا اور بائیں ہاتھ میں آسمان بان ہوتا ہے اس کی داڑھی ہوتی ہے اس کا لباس زردوزی کا ہوتا ہے اور بت کے پاس ہی ایک عقاب بنایا جاتا ہے اس کا تخت ہمیشہ سونے اور ہاتھی دانت کا بنایا جاتا ہے اور اس کے اوپر بیش قیمت چتر بھی لگایا جاتا ہے یہ ہے یونانی دیومالا کے سب سے بڑے دیوتا کی کیفیت۔

زئیس کے بعد یونانیوں کا دوسرا بڑا دیوتا پوسائیڈن ہے رومنوں نے یہ پوسائڈن دیوتا نیپچون کے نام سے پوجا جاتا ہے نیپچون کا مطلب ہے وہ جو پہاڑوں سے پینے کو دیتا ہے یہ زئیس کا بڑا بھائی ہے اور اسے زئیس نے سمندر کی حکومت سونپ رکھی ہے زئیس کے بعد یہ یونانیوں کا سب سے بڑا دیوتا تصور کیا جاتا ہے یہ سخت گیر بے رحم اور رام نہ ہونے والا دیوتا ہے یونانیوں کا عقیدہ ہے کہ سمندر کے پاتال میں اس کا شاندار محل ہے جس کی آرائش مونگے اور موتیوں سے کی گئی ہے لیکن وہ اپنے محل کے بجائے اکثر یونان کے کوہستان المپس پر ہی خیال کیا جاتا ہے۔

سمندری مدوجذر، زلزلے اور طوفان پیدا کرنا اسی نیپچون دیوتا کا کام ہے یہ خود ہی طوفان دور بھی کر دیتا ہے اور برپا بھی کرتا ہے اسے عام طور پر زمین کو لرزہ دینے والا بھی کہتے ہیں دریا، چشمے جھیلیں اس کے تحت ہیں جب چاہتا ہے یہ دیوتا سمندر میں اپنا ترشول مار کر نئے جزیرے پیدا کر دیا کرتا ہے۔

پوسائیڈن دیوتا جہازوں اور جہاز رانی کا بھی فرماں روا ہے جہازوں کو غرق طوفان کرنا اسی کا کام ہے اسی کی قربانی کی خاطر بیل اور گھوڑے سمندر میں ڈبو دیئے جاتے ہیں اس دیوتا نے سب سے پہلے انسان کو گھوڑا بخشا اس کی داستان کچھ یوں بیان کی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ دیوتا پوسائڈن اور دیوی ایتھنا کے مابین اس بات پر جھگڑا ہو گیا کہ ایتھنز شہر پر کس کا قبضہ ہونا چاہئے دوسرے سارے دیوتاؤں نے مل کر ان دونوں کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ دونوں میں جو کوئی سب سے زیادہ مفید چیز انسان کے لئے پیدا کرے گا اسے شہر کا قبضہ دے دیا جائے گا۔

اس پر پوسائڈن دیوتا نے اپنا ترشول زمین پر مارا تو فوراً ایک گھوڑا زمین سے پیدا ہو گیا اس کے بعد ایتھنا نے اپنی قوت سے زیتون کا ایک پودا زمین میں پیدا کر دیا لہٰذا دونوں چیزوں کو دیکھتے ہوئے دوسرے دیوتاؤں نے فیصلہ کیا کہ زیتون کا درخت بہ نسبت گھوڑے کے انسان کے حق میں زیادہ مفید ہے اس بنا پر ایتھنز شہر دیوی ایتھنا کے حوالے کر دیا تھا۔

شادی سے پہلے اس پوسائیڈن دیوتا نے اپنی ہونے والی بیوی کی رضامندی جاننے کے لئے ڈولفن مچھلی کے ذریعے اس کی طرف پیغام پہنچوایا تھا کیونکہ ڈولفن مچھلی نے یہ پیغام بڑی دیانتداری سے اس کی ہونے والی بیوی تک پہنچایا تھا لہٰذا پوسائیڈن دیوتا نے ڈولفن مچھلی کو ستاروں میں داخل کر دیا جہاں اسے ایک برج کا رتبہ نصیب ہوا۔

پوسائیڈن دیوتا کا بت ایک قد آور اور موٹے تازے آدمی کا سا بنایا جاتا ہے جس کے چہرے پر غیظ و غضب عیاں ہوتا ہے اس کے بال سیاہ آنکھیں نیلی اور جسم پر ایک ہلکے نیلے رنگ کی چادر ہوتی ہے وہ اپنے رتھ پر بیٹھا ہوتا ہے اس کے دائیں ہاتھ میں ایک ترشول اور بائیں ہاتھ میں اس کی بیوی لٹکی ہوتی ہے اس کا رتھ ایک بڑا گونگا ہوتا ہے جسے مچھلیاں یا دریائی گھوڑے کھینچا کرتے ہیں۔

یونانیوں کا تیسرا بڑا دیوتا ہیڈز یہ زئیس اور پوسائیڈن کا سب سے بڑا بھائی ہے رومن پلوٹو کے نام سے اس دیوتا کی پرستش کرتے ہیں ہیڈز پاتال اور مردوں کا بادشاہ خیال کیا جاتا ہے یہ بے حد بے رحم سفاک اور خوفناک دیوتا سمجھا جاتا ہے لیکن یونانیوں کے خیال کے مطابق ایسی صفات کا حامل ہونے کے باوجود نہ تو غیر منصف ہے اور نہ ہی شیطانی صفات کو پسند کرتا ہے کچھ لوگ یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ وہ موت کا نہیں بلکہ مرنے والوں کا دیوتا ہے اسے دولت کا دیوتا بھی کہا جاتا ہے یہ دولت قیمتی دھاتوں کی شکل میں زمین کے بطن میں پوشیدہ ہے۔

یونانیوں کا عقیدہ ہے کہ موت کے بعد جب روحیں ہیڈز کی نیم تاریک مملکت میں داخل ہوتی ہیں تو ہیڈز انہیں مقفل کئے جانے کا حکم دیتا ہے تاکہ وہ پاتال کی حدود سے باہر جا کر پھر سے زندہ نہ ہو جائیں روحوں کو مقید کرنے کے لئے ایک تالا ہمیشہ اس کے پاس رہتا ہے۔

ہیڈز کے گھوڑے اور رتھ سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں اس کے علاوہ اس کی مملکت بھی سیاہ ہوتی ہے چاروں طرف سیاہ تاریکی کا دور دورہ ہوتا ہے ہیڈز کے لئے کالے ہی رنگ کی قربانی دی جاتی ہے قربانی کے بارے میں عام لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ جس بیل کی قربانی دی جاتی ہے اس کا خون پاتال میں دیوتا کے پاس پہنچ جاتا ہے ہیڈز دیوتا کا خود بھی بہت مشہور تھا اور لوگ خیال کرتے ہیں کہ جو کوئی اسے پہن لیتا ہے نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔

ہیڈز دیوتا اپنی تاریک اور سیاہ مملکت سے بہت ہی کم باہر نکلا کرتا ہے زمین یا کوہ اولمپس پر بہت کم ہی پایا جاتا ہے اس کی بدمزاجی اور سفاکی کی وجہ سے کوئی بھی دیوتا اسے خوش آمدید کہنے کے

لئے تیار نہیں ہوتا چونکہ اس کی مملکت ویران اور تاریک ہوتی ہے اس لئے کسی بھی دیوی نے اس کی ملکہ بننا گوارہ نہ کیا۔

ہیڈز دیوتا کے مقدس نشان نرگس اور صنوبر ہیں وہ ہمیشہ صنوبر کا تاج پہن کر گندھک کے تخت پر بیٹھتا۔ یہ ہیڈز اتنا سخت گیر ہے کہ عبادت اور قربانی بھی اسے رام نہیں کرتی ہر معاملے میں اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم رہتا ہے اگر کسی کو اس کی سخت گیر طبیعت پر قابو پانے کا ملکہ حاصل تھا تو وہ ایک خاص قسم کی موسیقی ہے جس کی بدولت اس کے دل میں رحم پیدا کیا جا سکتا ہے ہیڈز کا جب مجسمہ بنایا جاتا ہے تو اس کا ایک کتا اس کے قدموں کے پاس پہرہ دیتے ہوئے دکھایا جاتا ہے جبکہ اس کی ملکہ کو بائیں ہاتھ بیٹھے ہوئے دکھایا جاتا ہے۔

یونانیوں کا ایک دیوتا روشنوس بھی ہے پوسائیڈن سے پہلے یہی روشنوس سمندروں کا دیوتا تھا اور اسے وہی اختیار حاصل تھے جو اب پوسائیڈن کو حاصل ہیں یہ روشنوس زئیس اور پوسائیڈن کا سوتیلا بھائی ہے یہ زئیس کے باپ کرونس کی دوسری بیوی کے بطن سے تھا زئیس نے اپنے اس سوتیلے بھائی کو سمندر کی حکومت سے معزول کر کے اپنے سگے بھائی پوسائیڈن کو سمندری دیوتا بنا دیا شروع میں روشنوس دریاؤں کا باپ خیال کیا جاتا تھا اور اس کے تین ہزار بچے سمجھے جاتے تھے اگلے بحری سفر کرنے سے پہلے بڑی سنجیدگی سے اس کے لئے قربانی دیا کرتے تھے روشنوس کا مجسمہ ایک بڑھے آدمی جیسا دکھایا جاتا ہے اس کی داڑھی لمبی اور ایک ہاتھ میں برچھی ہوتی ہے علاوہ ازیں ہمیشہ اس کے پاس ایک سمندری حیوان بیٹھا ہوا دکھایا جاتا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ داستان گو خاموش ہو گیا تھوڑی دیر رک کر وہ دم لیتا رہا پھر وہ عارب اور بیدہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا سنو میرے اجنبی مہمانوں پہلے یہ کہ تم لوگوں نے کہاں قیام کر رکھا ہے اس پر عارب بولا اور کہنے لگا ہم تو ابھی ابھی اس شہر میں داخل ہوئے ہیں اور اسی سرائے میں قیام کرنے کا ارادہ ہے جس میں اس وقت ہم موجود ہیں اس پر وہ داستان گو اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور دونوں میاں بیوی سے کہنے لگا میں اب تھک چکا ہوں اور بھوک بھی محسوس کر رہا ہوں میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ جس طرح آج میں نے تمہیں یونانی دیوتاؤں کے حالات بتائے ہیں ایسے ہی کل میں تمہیں یونانی دیویوں سے متعلق بھی تفصیل سے بتاؤں گا اب مجھے جانے دو کیونکہ اب میں تھکاوٹ اور بھوک محسوس کر رہا ہوں عارب داستان گو کا جواب سن کر کہنے لگا۔

سنو داستان گو تم نے جو حالات ہمیں بتائے ہیں ان کے لئے ہم دونوں میاں بیوی تمہارے

شکر گزار ہیں اگر تم بھوک اور تھکاوٹ محسوس کر رہے ہو تو ہم تمہاری تجویز سے اتفاق کرتے ہیں ہم اس سرائے میں کمرہ لے کر یہیں قیام کریں گے کل اسی وقت اسی جگہ تمہارا انتظار کریں گے تاکہ ہم یونانی دیویوں سے متعلق بھی تم سے تفصیل جان سکیں اب تم ہمارے ساتھ آؤ اور ہماری مہمان نوازی قبول کرو ہمارے ساتھ اس سرائے میں کھانا کھاؤ اس کے بعد تم اپنی قیام گاہ کی طرف چلے جانا اس کے ساتھ ہی عارب نے کچھ سنہری سکے نکال کر اس داستان گو کو تھما دیئے تھے داستان گو وہ سنہری سکے پا کر بہت خوش ہوا پھر وہ سرائے میں کھانا کھانے کے لئے عارب اور بنیطہ کے ساتھ ہو لیا تھا۔

○

یوناف اور بیوسا بابل میں اپنی رہائش گاہ میں دونوں میاں بیوی بیٹھے ہوئے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر بڑا تیز لمس لیا لمس کی اس تیزی کی وجہ سے یوناف سمجھ گیا تھا کہ ابلیکا اس سے کوئی اہم بات کرنا چاہتی ہے لہٰذا وہ چونک کر متوجہ ہو گیا تھا بیوسا بھی یوناف کی اس کیفیت کو بھانپ گئی تھی لہٰذا وہ بھی ہمہ تن گوش ہو کر ابلیکا سے ہونے والی گفتگو سننے کے لئے تیار ہو گئی تھی ابلیکا نے تھوڑی دیر تک تیز لمس دینے کے بعد شاید بیوسا کو بھی سنانے کے لئے کسی قدر بلند آواز میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو یوناف عزازئیل سکندر کے حوالے سے ایک مقصد حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے تم آج ہی اس کے خلاف حرکت میں آؤ اس کے اس مقصد اور مدعا کو ناکام بنانے کی کوشش کرو سنو یہ عزازئیل آج ایک عالم و عاقل ایک ستارہ شناس ایک حکیم اور کیمیاگر کی صورت میں سکندر کے سامنے گیا سکندر نے اس سے کچھ سوالات کئے جس کے بڑے معقول جوابات اس نے دیئے لہٰذا سکندر عزازئیل کا ایک طرح معترف اور معتقد ہو گیا اس کی ایک کیفیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عزازئیل نے اسے مشورہ دیا کہ تو نے بے شک مغرب سے لے کر مشرق تک بہت سی فتوحات کیں ہیں لیکن تمہاری یہ فتوحات اس وقت تک بے فائدہ ہیں جب تک تم عرب کی سرزمین پر حملہ آور نہیں ہوتے اور اگر تم ایسا نہیں کرتے تو لوگ یہ خیال کریں گے کہ تمہیں اس سرزمین پر حملہ آور ہونے کی ہمت نہ ہوئی عزازئیل نے سکندر کو یہ بھی مشورہ دیا ہے کہ عرب کے صحراؤں میں ایک شہر ہے نام جس کا مکہ ہے اسی مکہ میں خدا کا ایک گھر ہے اگر تم اس مکہ شہر اور اس کے اندر خدا کے گھر کو تباہ و برباد کر دو تو نہ صرف یہ کہ وہاں سے بے شمار دولت ہاتھ آئے گی بلکہ جس قدر شہرت تم

حاصل کر چکے ہو اس سے زیادہ شہرت تمہیں نصیب ہو گی سکندر عزازیل کی ان باتوں میں آچکا ہے اس نے اپنے لشکر کو تیاری کا حکم بھی دے دیا ہے اور وہ تین دن بعد مکہ کی طرف روانہ ہو گا تاکہ مکہ شہر پر حملہ کر کے خدا کے گھر کو نیست و نابود کر دے لہٰذا تم اٹھو سکندر کی طرف جاؤ اور اسے اس کے اس ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کرو میں بھی تمہارے ساتھ ہوں اگر اس سلسلے میں عزازیل عارب یا بنیطر نے ہمارے راہ کی رکاوٹ بننے کی کوشش کی تو پھر انہیں مار مار کر ایسا سبق سکھائیں گے کہ کبھی ہمارے آڑے آنے کی کوشش نہیں کریں گے۔

یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا اے ابلیکا تیرا شکریہ کہ تو نے مجھے اس حادثے اور اس واقعے کی بروقت اطلاع دی نیکی کے نمائندوں کی حیثیت سے ہم تینوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ جہاں کہیں بھی عزازیل گندگی پھیلائے یا ایسا کرنے کی کوشش کرے ہم وہاں نیکی اور خیر کے جذبات پھیلانے کی کوشش کریں میں ابھی اور اسی وقت سکندر کی طرف جاتا ہوں اور اس کے ساتھ اس موضع پر بات کرتا ہوں یوناف کی یہ گفتگو سن کر ابلیکا نے اپنی خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا تھا پھر یوناف نے اپنے پہلو میں بیٹھی ہوئی بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا آؤ بیوسا چلیں بیوسا فوراً مسکراتے ہوئے یوناف کا ہاتھ تھام کر اٹھ کھڑی ہوئی پھر وہ دونوں میاں بیوی اپنی رہائش گاہ سے نکل کر دریائے فرات کے کنارے بخت نصر کے اس محل کی طرف چل دیئے تھے جہاں سکندر نے قیام کر رکھا تھا۔

یوناف جب سکندر کے کمرے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ سکندر کے اردگرد اس کے بہت سے سالار اور جرنیل جمع تھے تاہم یوناف اور بیوسا کے آنے پر سکندر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر بڑے پرجوش انداز میں دونوں میاں بیوی کا استقبال کیا یوناف سکندر کے قریب گیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا میں آج انتہائی اہم سلسلے میں تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں کیا ایسا ممکن نہیں جس موضوع پر تم اپنے جرنیلوں سے اس وقت گفتگو کر رہے ہو اسے وقتی طور پر التوا میں ڈال دیا جائے اور پہلے میری گفتگو سن لی جائے اس لئے کہ جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں اس میں میری نہیں بلکہ تمہاری ہی بہتری اور تمہارا ہی نفع شامل ہو گا اس پر سکندر مسکرا کر کہنے لگا اگر میرا نفع میری بہتری نہ بھی ہو تب بھی میں تمہاری باتوں کو تمہارے مشوروں کو اوروں پر فوقیت اور ترجیح دوں گا اس کے ساتھ ہی سکندر نے اپنے سارے جرنیلوں اور سالاروں کو حکم دیا کہ وہ پیچھے ہٹ کر اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ جائیں اور یوناف اور بیوسا کو اپنے قریب بیٹھنے کا اشارہ کیا جب سب جرنیل اور سالار پیچھے ہٹ کر بیٹھ گئے تب یوناف پھر بولا اور سکندر کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے بادشاہ میں نے سنا ہے کہ تم عرب

کی سرزمین میں مکہ شہر اور وہاں پر موجود خداوند قدوس کے گھر پر حملہ آور ہونے کا فیصلہ کر چکے ہو یوناف کے یہ الفاظ سن کر سکندر کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ بڑی نرمی اور شفقت سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا میرے دوست! میرے بھائی! میرے رفیق جو کچھ تم نے سنا ہے وہ درست ہے ایسا کرنے کا مشورہ مجھے ایک ایسے شخص نے دیا ہے جو نہ صرف ایک محقق اور فلسفی بلکہ ایک حکیم و کیمیاگر اور ایک عالم و عاقل انسان ہے لہٰذا میں اس کے مشورے پر عمل کرنے کا پکا اور مصمم ارادہ کر چکا ہوں سنو یوناف میرے دوست میرے عزیز میرے بھائی اس سلسلے میں کچھ کہنے سے قبل یہ بات یاد رکھنا کہ اگر تم نے مجھے اپنا یہ فیصلہ ٹالنے یا ملتوی کرنے کا مشورہ دیا یا مجھے مکہ شہر اور اس میں موجود خدا کے گھر پر حملہ آور ہونے سے باز رکھنے کی کوشش کی تو یہ لکھ رکھو کہ میں تمہاری یہ بات نہیں مانوں گا۔ تم جانتے ہو کہ میں آج تک تمہارے مشوروں پر عمل کرتا رہا ہوں لیکن اب میں ایک بار تمہارے مشوروں کے خلاف بھی چلنا چاہتا ہوں اور یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تمہاری بات نہ ماننے میں کیا واقعی میرے لئے دشواریاں اور اذیتیں کھڑی ہو سکتی ہیں۔

سکندر کا یہ جواب سن کر یوناف تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر وہ سکندر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”سن بادشاہ! عرب کے دشت زاروں میں مکہ شہر کا وہ گھر جس میں تم نے حملہ آور ہونے کا ارادہ کر لیا ہے اور جس کے لئے تم نے اپنے لشکر کو تین دن کے اندر اندر تیار ہو کر کوچ کرنے کا حکم دیا ہے اے بادشاہ! وہ گھر تو گور ویران اندھیروں میں چمکتے جگنو کی طرح ہے نیکی اور ہدایت کے حوالے سے وہ چٹانوں پر ایک عکس زریں ہے۔ جیسا لوگوں کے جذبے فیروزاں اور درخشاں ہوتے ہیں اور جہاں جانے والوں کی صداقتوں اور سطوتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ اے بادشاہ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں اگر تو نے اس گھر پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو وہ تیری زندگی کی آخری شب ہو گی اس گھر کا طواف تو بندے کے اندر کے خبیث انسان پر ضرب لگانے کا ایک ذریعہ ہے۔ وہ گھر اور اس کا ماحول تو اندھیرے کی بکل کے اندر شعاعوں کا ایک ماوراتی سفر ہے۔ اے سکندر! اگر تو نے اپنے عزم، اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی تو تو قیامت کی رات کو آواز دے گا۔ ہست و نیست کے کھیل کو دعوت دے گا گر تو نے اپنے ارادے کو عملی صورت دی تو اپنی زندگی کے آب سادہ کو زہرناک کر لے گا۔ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے جسموں کو ریزہ ریزہ اور جراًت مندیوں کو شرر شرر آلود کر ڈالے گا۔ جس شخص نے تمہیں ایسا مشورہ دیا ہے میں اسے بھی جانتا ہوں وہ ایک ابہام پرست متعصب و جنونی اور ہمیشہ اپنی قوت و جسارت کے لپکتے جذبات کو ہوا دینے کی

کوشش کرتا ہے۔ یہ مشورہ دینے والا یقیناً عزازئیل ہی ہے۔ جسے ہم عرف عام میں ابلیس شیطان کہہ کر پکارتے ہیں۔ اے بادشاہ! یہ عزازئیل ہمیشہ اپنے شعلہ شیطانی اور بدی کے شر کی فروخت کے لئے ہی کام کرتا ہے۔

یہ عزازئیل ایک پریشان کن حقیقت تلخ موضوع ہولناک تباہی اور گمراہی سے کام لانے والا ایک مردود عنصر ہے یہ چاہتا ہے کہ یزدان کی تلوار رکھنے والوں کو اہرمن کی ڈھالوں سے رہے دوسرے الفاظ میں اس عزازئیل کی تشریح یوں بھی کر سکتے ہو کہ وہ غرض حیات کی ایک رکاوٹ ہے مناظرہ موت حیات ہے اللہ اور اس کے جلال کی قسم اس عزازئیل کی باتیں اس کی گفتگو اس کے مشورے شہد کی طرح میٹھے پر ان مشوروں کا انجام اندرائن جیسا کڑوا ہوتا ہے سنو بادشاہ میں تمہیں خلوص کے ساتھ مشورہ دوں گا تم جانتے ہو میں اب تک تمہیں خلوص ہی کے ساتھ مشورہ دیتا رہا ہوں اور اب بھی میں تم سے یہی کہوں گا اس شہر پر حملہ آور ہونے سے باز رہ۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر کے لئے رک گیا تھا۔ ایسا لگتا تھا وہ اندھیرے کی کوکھ کے اندر سے ایک طوفان بن کر نمودار ہونے والا ہو۔ تھوڑی دیر رکنے کے بعد وہ سکندر کو مخاطب کر کے پھر بولا اے بادشاہ تمہارے لئے بہتر اور سود مند یہی ہے کہ جو میں کہوں اس پر عمل کرو اور عزازئیل کے مشورے سے باز رہو اگر پھر تم میرا کہنا نہ مانو گے تو پھر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تم اپنی تباہی کا انتظار کرو گے اور اپنے گریبان چاک ہونے کے منتظر رہو گے اور یہ عزازئیل جس کے مشورے پر عمل کرنے کا مصمم ارادہ کر چکے ہو تمہاری ہستی کھیلتی زندگی کو یقیناً کفن فروشی اور گورکنی میں تبدیل کر کے رکھ دے گا اے بادشاہ میں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا اپنا فرض میں ادا کر چکا اب تجھے اختیار ہے چاہے میرے مشورے کو قبول کرے چاہے اپنی ہٹ دھرمی پر رہتے ہوئے اپنی تباہی و بربادی کو آواز دے۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا تھا۔

یوناف کی یہ ساری گفتگو سننے کے بعد سکندر تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر اس نے اپنے جرنیل سلیوکس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "سنو سلیوکس جیسا کہ میں تم سب کو پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں عزازئیل کے مشورے پر عمل کرنے کا مصمم ارادہ کر چکا ہوں جبکہ یوناف مجھے میرے اس ارادے سے باز رکھنا چاہتا ہے اور مجھے میرے برے انجام سے ڈرا رہا ہے لہٰذا میرا حکم ہے کہ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی کو گرفتار کر لیا جائے انہیں ان کی رہائش گاہ پر نظر بند رکھا جائے اور ضرورت کی ہر شے انہیں ان کی خواہش اور مرضی کے مطابق مہیا کی جائے اگر مکہ شہر پر میرے حملہ آور ہونے سے مجھے کوئی نقصان پہنچے یا اس حملہ آور ہونے سے پہلے ہی میں کسی وباء یا بیماری کا شکار ہو کر مارا جاؤں تو ان دونوں میاں بیوی کو باعزت طور پر رہا کر دیا جائے اور اگر مکہ شہر پر حملہ آور ہوتے وقت مجھ پر کوئی مصیبت نہ آئے اور میں اس شہر کو فتح کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں پر جو کچھ ہے اس کو بھی نیست و نابود کر دوں تو ان دونوں میاں بیوی کی گردنیں اڑا دی جائیں۔ سلیوکس حرکت میں آیا چند پہرہ داروں کو اس نے ساتھ لیا پھر یوناف اور بیوسا کو ان کی رہائش گاہ پر سکندر کے حکم کے مطابق نظر بند کر دیا گیا تھا۔

دوسرے روز بابل کے نواح میں دریائے فرات کے کنارے عزازئیل اس سرائے میں داخل ہوا جس میں عارب و بنیطہ نے قیام کر رکھا تھا جب وہ عارب اور بنیطہ کے کمرے میں داخل ہوا تو انہوں نے بڑی گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا عزازئیل مسکراتے ہوئے آگے بڑھا ان دونوں کے سامنے وہ بیٹھ گیا اور پھر وہ انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے رفیقو! میرے ساتھیو! میں تمہارے لئے ایک خوش خبری لے کر آیا ہوں اور میرے خیال میں تم بھی اسے اپنے لئے ایک خوش خبری ہی خیال کرو گے تم جانتے ہو کہ میں نے سکندر کو حجاز کی سرزمین میں مکہ شہر کے اندر جو خدا کا گھر ہے اس پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی تھی اور سکندر نے میری اس ترغیب میں آتے ہوئے مکہ شہر پر حملہ آور ہونے کی حامی بھی بھر لی تھی میرے جانے کے بعد سکندر نے اپنے جرنیلوں کو حکم دیا تھا کہ تین دن تک کوچ کی تیاریاں کی جائیں اس کے بعد مکہ شہر پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنے لشکر کے ساتھ بابل سے کوچ کرے گا میرے خیال میں سکندر کے اس ارادے اور عزم کی اطلاع یوناف کو بھی ہو گئی یا ہو سکتا ہے اس کی اطلاع ابلیکا نے اسے کر دی ہو بہرحال یوناف کو جب سکندر کے اس ارادے کا علم ہوا تو وہ اور بیوسا دونوں سکندر کے پاس گئے۔

ان دونوں نے سکندر کو اس بات پر آمادہ کرنے کی بھرپور کوشش کی کہ مکہ شہر پر حملہ نہ کیا جائے۔ انہوں نے مکہ شہر میں خدا کے گھر کے تقدس اور اس کی عظمت کی دلیلیں سکندر کو دیں اسے اس بات سے بھی خائف کرنے کی کوشش کی کہ جو کوئی اس شہر پر حملہ آور ہوتا ہے تباہ و برباد ہو جاتا ہے لیکن سکندر نے یوناف کی کسی بھی بات کو تسلیم نہیں کیا بلکہ الٹا اس نے یوناف کے خلاف حرکت میں آنے کا ارادہ کر لیا ہے۔

اے میرے دوستو! میرے ساتھیو! اب صورت حال یہ ہے کہ سکندر نے کلیتاً یوناف کی بات

مانے سے انکار کر دیا ہے یوناف نے جب سکندر پر زور دیا کہ وہ مکہ شہر پر حملہ آور نہ ہو ورنہ وہ اپنی بربادی کو آواز دے گا تو یوناف کی ان باتوں سے بیزار ہو کر سکندر نے یوناف اور یوسا دونوں کو گرفتار کر لیا ہے اور ساتھ ہی یہ شرط رکھی ہے کہ اگر سکندر مکہ پر حملہ آور ہو کر کامیابی حاصل کر لیتا ہے تو یوناف اور یوسا کو غلط مشورہ دینے کی سزا کے طور پر دونوں کے سر قلم کر دیئے جائیں گے اور اگر سکندر اس شہر پر حملہ آور ہونے میں ناکام رہتا ہے یا اسے تباہی و بربادی یا موت کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو اس صورت میں یوناف اور یوسا کو باعزت طور پر رہا کر دیا جائے گا یہ عہد سکندر نے اپنے تمام جرنیلوں کی موجودگی میں لیا ہے اب مکہ کی طرف کوچ کرنے کے لئے سکندر کے پاس دو دن ہیں اور دیکھیں کب سکندر مکہ پر حملہ آور ہوتا ہے کب مکہ شہر کو تباہ و برباد اور فتح کرتا ہے اور کب وہ یوناف اور یوسا کی گردنیں کاٹنے کا اہتمام کرتا ہے۔

عزازئیل جب خاموش ہوا تب عارب بولا اور اس سے کہنے لگا اے میرے آقا جہاں تک یوناف اور یوسا کی گردنیں کاٹنے کا تعلق ہے اس میں تو سکندر کو واضح طور پر ناکامی اور نامرادی کا سامنا کرنا پڑے گا اس لئے کہ گردنیں کاٹنے کا موقع آیا بھی تو یوناف اور یوسا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر سکندر کی گرفت سے بچ سکتے ہیں ہاں میرے آقا آپ اپنے تجربے اور علوم کی بنا پر کیا ہمیں یہ بتا سکتے ہیں کہ سکندر مکہ شہر پر حملہ آور ہونے میں کامیاب ہو گا یا ناکام۔ عارب کے اس سوال پر عزازئیل کی گردن جھک گئی تھی کچھ دیر تک وہ سوچتا رہا اس دوران بنیطہ نے بڑے تعجب سے عزازئیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا پوچھا اے آقا آپ نے عارب کے سوال کا جواب نہیں دیا۔ آپ گہرے تفکرات میں ڈوب گئے ہیں کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ اس سلسلے میں سکندر کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا اس پر عزازئیل نے چونک کر اپنی گردن سیدھی کی پھر وہ عارب اور بنیطہ دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو رفیقان دیرینہ! میں اپنے ذاتی تجربے اور اپنی اس قدر لمبی اور طویل مہلت کو بنیاد بناتے ہوئے اس گھر سے متعلق کوئی واضح اور غیر مبہم روشنی نہیں ڈال سکتا تاہم اس سرزمین کے رہنے والے لوگوں کا خیال ہے کہ مکہ کا یہ گھر سکر و مستی حیوانی طلب اور فکر و رویام میں چاندنی کے خوابوں اور صورتی کے دلکش معیار اور تہذیب کے حسین صنم کی سی ایک علامت ہے لوگ کہتے ہیں کہ یہ حیات کے تاریک محور میں حقیقت کا جمال لمحوں کی آوارگی میں جمال کی لو بے انت رتوں کے ... میں خیالات کی تنویر اور روگ بھرے سنسار میں علم افروز بیداریوں کی طرح ہے لوگوں کا کہنا

کہ یہ گھر جسے خداوند کا گھر کہہ کر پکارا جاتا ہے کڑے موسموں کی آندھیوں میں جلنے والا ایک چراغ اور عجیب ویران موسم رکھنے والی سرزمینوں میں صدیوں کے تمدن کا ایک آئینہ ایام ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد عزازئیل خاموش ہو گیا تھا نیسد جواب میں شاید عزازئیل سے مزید کچھ پوچھنا چاہتی تھی کہ عارب نے اپنے کمرے کی کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے اور کسی قدر چونک کر بنیطہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا وہ یونانی داستان گو جس نے گزشتہ دن ہمیں یونان کے دیوتاؤں کے متعلق تفصیل بتائی تھی وہ باہر کھڑا ہمارا منتظر ہے کیا ہم اپنی اس گفتگو کو منقطع کر کے اس داستان گو کی طرف نہیں جانا چاہئے تاکہ یونان سے متعلق ہم اس سے ہم مزید معلومات حاصل کر سکیں اس پر عزازئیل نے فوراً بولتے ہوئے کہا کمرے سے نکل کر اس کی طرف جانے کی کیا ضرورت ہے تم اسے آواز دے کر بلاؤ اسے یہیں بٹھاؤ اور یہیں اس سے قدیم دیوتاؤں کے حالات سنتے ہیں اس سے یہ سارے حالات سن کر مجھے یہ جان کر خوشی ہو گی کہ میں لوگوں کو شرک میں مبتلا کرنے میں کہاں تک کامیاب و کامران رہا ہوں عارب نے عزازئیل کی اس تجویز سے اتفاق کیا اس نے آواز دے کر داستان گو کو اپنے کمرے میں بلایا وہ داستان گو عارب کے بلانے پر بھاگا بھاگا ان کے کمرے میں آیا عارب نے اسے ایک نشست پر بٹھایا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا تم نے گزشتہ دن گفتگو کا سلسلہ جہاں ختم کیا تھا وہیں سے ابتدا کرو آج ہمارے ساتھ ہمارے معزز مہمان بھی ہیں جن کا نام عزازئیل ہے داستان گو عارب بنیطہ اور عزازئیل کے سامنے بیٹھ گیا پھر وہ ان تینوں کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔

سنو عظیم اور صاحب وقار اجنبیو! اس سے پہلے میں تم لوگوں کو یونانی دیوتا زئیس' ہیڈز یوسائیڈن اور روشنوس سے متعلق تفصیل کے ساتھ بتا چکا ہوں۔ اب میں تمہیں دوسرے یونانی دیوی دیوتاؤں کے متعلق تفصیل کہوں گا۔

ان چار کے بعد یونانی دیو مالا میں اپالو دیوتا کا نمبر آتا ہے اسے سورج دیوتا کہہ کر بھی پکارا جاتا ہے۔ رومیوں میں بھی اس کی پرستش اپالو ہی کے نام سے کی جاتی ہے۔ اپالو کا لفظ دو معنی میں استعمال کیا جاتا ہے ایک غارت گر اور دوسرا سیب کا آدمی یہ دیوتا زئیس اور دیوی لیدنا کا بیٹا تھا۔ بہترین موسیقار اور لاجواب تیرانداز خیال کیا جاتا ہے۔ یہ دیوتاؤں میں بہترین گویا اور سازندہ مشہور ہے۔ یہ اپنے سنہرے ساز کو چھوڑ کر اولمپس اور وہاں کے دیوی دیوتاؤں کو آرام و سکون اور فرحت پہنچاتا ہے۔ سنہرے ساز کی طرح اس کے پاس خیال کیا جاتا ہے کہ چاندنی کی کمان ہوا کرتی ہے۔

یونانی اور رومی دیو مالا کا یہ حسین ترین دیوتا جزیرہ ڈائیونیوس میں پیدا ہوا تھا۔ اس کی پیدائش کے وقت کہا جاتا ہے کہ پورے جزیرے کو پاتال سے زنجیروں کے ذریعے سے جکڑ دیا گیا تھا۔

اپالو راگ راگنی شعر و شاعری اور حق و صداقت کا دیوتا کہلاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس دیوتا نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا۔ کبھی کبھی وہ کوہ پرناسس کی چوٹی پر شعر اور نغموں کی دیویوں کے ساتھ آ کر رہتا ہے۔ زخموں کو مندمل کرنے کا طریقہ اسی دیوتا نے انسان کو سکھایا ہے۔

اپالو کو نور کا راستہ بھی کہا جاتا ہے۔ اور اس نور کے راستے میں ظلمت اور تاریکی کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔ اسے سورج دیوتا کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے اور اس حیثیت سے یہ دیوتا فوبیس بھی کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ فوبیس کے لغوی معنی ہیں پر جلال یا درخشاں۔ اپالو انسانوں اور دیوتاؤں کے درمیان گفتگو کا واسطہ خیال کیا جاتا ہے۔ ڈلفی کے مقام پر وہ لوگوں کو دیوتاؤں کی مرضی سے آگاہ کرتا ہے۔ وبائی امراض کا پیدا کرنا اسی پر جلال دیوتا کا کام ہے۔ اس کے مقدس جانوروں میں ڈولفن مچھلی اور کوا شامل ہیں۔

اپالو پیش گوئیاں کرنے اور قہر و بربادی نازل کرنے والا جنگ جو دیوتا بھی خیال کیا جاتا ہے۔ یونانی اسے سب دیوتاؤں پر جلال اور افضل مانتے ہیں۔ یونانی شاعری اور اس کی مصوری میں اس کے حسن و جمال کی بے حد تعریف کی گئی ہے۔

کہتے ہیں کہ دیوتاؤں کے دیوتا زیئس نے اپنے بجلی کے بان سے اپنے بیٹے اپالو اور اپنے پوتے لاپس کو ہلاک کر دیا تھا۔ قوم گلوپس نے جن کی پیشانی کے اوپر ایک آنکھ ہوا کرتی تھی زیئس کے لیے یہ بان بنائے تھے۔ چونکہ اپالو نے اس قوم کے تمام لوگوں کو ہلاک کر ڈالا تھا۔ زیئس نے ناراض ہو کر اپالو کو دیوتاؤں کے منصف سے محروم کر کے آسمان سے جلا وطن کر دیا اور بعد میں ہلاک کر دیا۔

کہتے ہیں کہ ایام جلا وطنی میں اپالو سسلی کے بادشاہ ایڈ میٹس کی بھیڑیں چراتا رہا اور اسی وجہ سے اپالو کو چرواہوں کا دیوتا کہا جاتا ہے۔ اپالو کے بعد ولکن دیوتا کا نام آتا ہے۔ اسے آگ کا دیوتا کہہ کر بھی پکارا جاتا ہے۔ یہ دیوتا زیئس اور دیوی ہیرا سے پیدا ہوا تھا۔ یہ آگ کا دیوتا اور لوہاروں کا مربی خیال کیا جاتا ہے۔ جو لوگ دھاتوں سے چیزیں بناتے ہیں یہ دیوتا ان کی سرپرستی کرتا ہے۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ اس دیوتا نے آسمان پر پرورش پائی تھی لیکن ایک دن اسے کسی جرم کی بناء پر اس کے باپ زیئس نے کوہ اولمپس کی چوٹی پر سے نیچے پھینک دیا تھا اور وہ جب جزیرہ لیمناس میں گرا تو اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی اس نے اس جزیرے میں سکونت اختیار کر کے اپنے لیے محل بنایا اور آہن گری کا ایک کارخانہ بھی اس نے قائم کیا۔

ایک یہ بھی روایت ہے کہ اسی ولکن نے پنڈورا کو تخلیق کیا۔ جسے یونانی مٹی سے بنی ہوئی پہلی عورت خیال کرتے تھے۔ کافی عرصہ کے بعد ولکن نے اپنے باپ زیئس سے صلح کر لی جس پر زیئس نے اسے کوہ اولمپس پر اس کی جگہ بحال کر دیا۔ دوسرے دیوتا اس کے لنگڑے پن پر ہنستے رہتے تھے۔ ولکن نے حسن جمال کی دیوی افرودیتی سے شادی کی تھی۔

جس طرح ہندوؤں میں وشوا کرومن کو بہشت کا بنانے والا سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح یونانی ولکن کو بہشت بنانے والا دیوتا خیال کرتے ہیں۔ یونانی سمجھتے ہیں کہ ولکن کا لوہار خانہ سسلی میں آتش فشاں کوہ ایٹنا کے نیچے ہے۔ اسی طرح دنیا میں جہاں کہیں آتش فشاں پہاڑ پائے جاتے ہیں۔ یونانیوں کا خیال ہے کہ ان کے نیچے بھی ولکن کے کارخانے موجود ہیں۔ جب کبھی بھی یہ آتش فشاں زوروں سے پھٹتے ہیں تو یونانی سمجھتے ہیں کہ ان کے دیوتا ولکن کی دھونکنیاں چل نکلی ہیں۔

سسلی کے کوہستانی سلسلے ایٹنا پر ایک مندر اس دیوتا کی یادگار کے طور پر قائم کیا گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس مندر کی حفاظت کتے کیا کرتے ہیں۔ ان کتوں کی قوت شامہ اس قدر تیز ہے وہ زائرین میں سے نیک اور بد کو تمیز کر لیتے ہیں۔

ولکن کے بعد باکوس دیوتا کا نام آتا ہے۔ اسے ڈائیوس بھی کہہ کر پکارتے ہیں۔ باکوس یونانی میں شور مچانے والے کو کہتے ہیں۔ قدیم داستان گو بتاتے ہیں کہ یہ دیوتا جس کا نام باکوس ہے مقر میں پیدا ہوا اور اس نے عرب کی سرزمین کے مقام نیسا میں تعلیم حاصل کی۔ یہ شراب کا دیوتا مانا جاتا ہے۔ قدیم زمانے میں یہ فاتح اور مقنن تھا نہایت خوبصورت نوجوان تھا۔ لیکن اس دیوتا میں اکثر عادتیں عورتوں جیسی تھی۔

ڈائیوسس یا باکوس کی پرورش کوہ نیسا کی پریوں نے کی تھی۔ زیئس نے اس کے صلے میں ان پانچ پریوں کو جنہوں نے باکوس کی پرورش کا سامان کیا تھا۔ آسمان پر ستاروں کا جھمکا بنا دیا تھا۔ جب باکوس جوان ہوا تو اس کی سوتیلی ماں ہیرا نے اس کی طبیعت میں دیوانگی کا عنصر پیدا کر دیا۔ اسی دیوانگی کی حالت میں وہ دنیا کے مختلف حصوں میں گشت کرتا رہا۔

سب سے پہلے باکوس مصر گیا۔ اس کے بعد شام پہنچا اور یہاں سے اس نے ایشیا کے تمام ملکوں کی سیاحت کی۔ وہ جس شہر یا ملک میں جاتا وہاں کے زراعت پیشہ لوگوں کو انگوروں کے باغ

لگانے کے طریقے سکھاتا۔ اس کے ساتھ تہذیب و تمدن کے اور بھی اسباق یہ دیتا تھا۔ ایشیاء
جس ملک میں اس نے برسوں سیر و سیاحت کی تھی۔ وہ ہندوستان کی سرزمین ہے۔

جب باکوس واپس یورپ آیا تو تھریس کے ملک سے اس کا گزر ہوا۔ یہاں کے بادشاہ
اس کے ساتھ برا برتاؤ کیا۔ اس لیے وہ اپنی ماں کے وطن تھیبس واپس جا پہنچا اور یہاں پہنچ کر [illegible]
نے تمام عورتوں کو حکم دیا کہ وہ فوراً" اپنے گھروں سے نکل کر کھترون کے پہاڑ پر جمع ہوں اور
میری پوجا کریں۔

جن لوگوں نے باکوس کے اس حکم کی مخالفت کی یا اس کی اس بات کو نہ مانا اس کو اس [illegible]
نے سخت ترین سزائیں دیں۔ اس کے بعد یہ دیوتا تھیبس سے نکل کر ارگوس کے علاقہ میں جا پہنچا
یہاں کے لوگوں نے اوائل میں اس دیوتا کو دیوتا ماننے سے ہی انکار کر دیا تھا۔ لیکن جب باکوس نے
اسے دیوتا نہ ماننے والوں کی عورتوں میں وحشت اور دیوانگی پیدا کرنی شروع کی تو سب نے خوفزدہ ہو
کر اسے دیوتا مانتے ہوئے اس کی پوجا پاٹ کا کام شروع کر دیا تھا۔

باکوس کا آخری سفر شہر اکاریا سے جزیرہ نکسوس تک کا ہے۔ اکاریا سے وہ ایک جہاز پر سوار ہوا
تو یہ جہاز نکوس جا رہا تھا۔ اتفاق سے یہ جہاز بحری قزاقوں کا نکلا۔ جب یہ دیوتا اس جہاز پر آرام سے
بیٹھ گیا تو ملاحوں نے جو کہ قزاق تھے نکوس جانے کے بجائے ساحل ایشیاء کا رخ کیا۔ تاکہ وہاں پہنچ
کر باکوس کو غلام بنا کر کسی سوداگر کے ہاتھ بیچ ڈالا جائے۔

باکوس کو ملاحوں کے اس ارادے کا علم ہو گیا۔ اس نے اسی وقت اپنی طاقت سے بادبانوں اور
چپواروں کو سانپ کی شکل میں تبدیل کر دیا۔ اور اپنے آپ کو بھی ایک خونخوار شیر کی شکل میں
تبدیل کر لیا اس کے ساتھ اس نے جہاز کے گرداگرد درخت اور بیلیں اگا دی۔ اس پر جہاز جہاں تھا
وہیں رک گیا۔ اس کے بعد اس دیوتا کے حکم پر چاروں طرف سے بانسریوں کی آوازیں آنی شروع
ہو گئیں۔ ملاح ان بانسریوں کی آواز سنتے ہی اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے اور سب کے سب سمندر
میں کود کر ڈوب مرے۔ اور کئی ایک پانی میں گرتے ہی مچھلیوں کا شکار ہو گئے تھے۔

کچھ عرصہ کی بھاگ دوڑ کے بعد باکوس نے دنیا کو چھوڑا اور تحت والثرای میں جا پہنچا اور وہاں
سے اپنی ماں کو لے کر کوہ اولمپس میں جا آباد ہوا۔ شروع زمانہ میں اس دیوتا کی پوجا یونان میں لازمی
تھی لیکن جب سے انگور کی کاشت کو یونان میں ترقی ہوئی ہے تو اس دیوتا کی پرستش کے ساتھ
تہواروں کی رونق بھی بڑھ گئی ہے۔ اب اس کے تہواروں میں بدمستی اور بے ہودگی حد سے بڑھ
گئی۔ پہلے تہواروں میں باکوس کے ساتھ حسن و آراستگی کی دیویاں بھی دکھائی جاتی تھی۔ اس کے
بعد ایسا زمانہ آیا کہ بعض ایسی عورتیں تہواروں میں شامل ہونے لگی۔ جو شراب کے نشے میں چور
ہو کر سر کے بال کھولے مستانہ روش رکھتی تھیں۔ اور ان کے ہاتھوں میں چھڑیاں ہوتی تھیں۔ جن
کے سروں پر انگور کے خوشے بنے ہوئے تھے۔

ایشیائے کوچک کے بادشاہ میڈاس نے اسی دیوتا باکوس کی کچھ عرصے تک خدمت کی تھی اور
جب باکوس اس کے پاس سے روانہ ہونے لگا۔ تو میڈاس نے اس سے اس کی خواہش کا اظہار کیا کہ
وہ جس چیز کو چھوئے وہ سونا بن جائے۔ باکوس نے اس کی اس خواہش کو قبولیت کا درجہ دیا۔ لہٰذا
میڈاس جس چیز کو بھی ہاتھ لگاتا۔ وہ سونے کی ہو جاتی لیکن جلد ہی بادشاہ میڈاس کو اپنی غلطی کا
احساس ہو گیا کیونکہ اس کے کھانے پینے کی چیزیں بھی سونا ہو جاتی تھیں۔ یہ تھے عظیم دیوتا باکوس
کے حالات۔۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ یونانی داستان گو تھوڑی دیر کے لیے رکا چند ساعتیں اس نے دم
لیا۔ پھر وہ دوبارہ بولتے ہوئے کہنے لگے اب میں تم لوگوں کو یونانیوں کے مشہور اور عظیم تر دیوتا کے
حالات سناتا ہوں۔ اس کا نام اریوز ہے۔ اہل روما اسے کیوپڈ کہہ کر پکارتے ہیں۔ اریوز یا روز کے
لفظی معنی عشق یا عاشقانہ چاہت یا پیار کے ہیں۔ رومی زبان میں کیوپڈ خواہش کو کہتے ہیں۔ کچھ
یونانیوں کے یہاں اس کے ماں باپ کے متعلق اتفاق رائے نہیں۔ لیکن عموماً" خیال یہ کیا جاتا
ہے۔ کہ اریوز یا کیوپڈ وینس کا بیٹا تھا کوئی اسے وینس اور ہرمیس دیوتا کی اولاد بتاتا ہے۔ کوئی وینس
اور ارس کا بیٹا کہتا ہے۔ اور بعض اسے وینس اور زیس کا بیٹا کہتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ
اس کی ماں ارزنان نام کی ایک عورت تھی جس نے مغربی ہوا سے حاملہ ہو کر اسے جنا تھا۔

ایک یونانی روایت کے مطابق کائنات میں جس نے سب سے پہلے آنکھ کھولی وہ اریوز دیوتا
ہی تھا۔ گویا اولمپین دیوتاؤں میں وہ سب سے پہلا دیوتا تھا۔ کہتے ہیں کہ نہ اس کا کوئی باپ تھا اور نہ
اس کی ماں۔ ایک یونانی تاریخ داں اور داستان گو ارٹوفینس اس اریوز دیوتا کے متعلق کہتا ہے۔

کالے پروں والی رات نے ہوا سے مباشرت کی اور پھر تاریکی کے رحم میں روپہلی انڈا دیا۔
اس انڈے سے اریوز نکلا۔

بہر حال کئی کہنے والے کہتے ہیں کہ اریوز نے جنم لیا اور پھر اریوز ہی نے نور کو پیدا کیا۔ وہ دو
جنسی تھا۔ نر کر بھی اور مونث بھی اس کے بازوں سنہرے تھے اور چار سر بھی وہ بیل یا شیر کی طرح

دھاڑتا اور کبھی وہ سانپ کی طرح پھنکاریں مارنے لگتا تھا۔ کبھی یہ مینڈھے کی طرح ممیاتا بھی

کچھ یونانی کہتے ہیں کہ دیوی شب اریوز کے ساتھ ایک غار میں رہتی تھی۔ اریوز ہی نے و آسمان چاند ستاروں کو بنایا تھا۔ کچھ رومی اسے وینس اور ولکن کی اولاد سمجھتے ہیں۔ وہ افلاطون میں سب سے زیادہ خوبصورت اور حسین تھا۔

ابتدائی کہانیوں کی رو سے وہ عام طور پر بھی سنجیدہ اور وجیہہ نوجوان تھا۔ اور لوگوں کو اچھے تحفے دیا کرتا تھا۔ مشہور یونانی فلسفی افلاطون نے جو کچھ اس کے متعلق کہا ہے وہ کیوپڈ بارے میں بہترین یونانی نظریہ ہے۔

افلاطون کیوپڈ کے متعلق کہتا ہے اریوز نے لوگوں کے دلوں میں گھر بنا لیا ہے۔ لیکن میں نہیں۔ پتھر دلوں کے پاس وہ پھٹکتا بھی نہیں۔ وہ ان سے دور بھاگتا ہے اس کی سب سے عظمت یہ ہے کہ وہ نہ کوئی ناروا کام کر سکتا ہے اور نہ کسی کو اس کی اجازت دیتا ہے۔ جبر اس چھو کر بھی نہیں گیا۔ سب آزادانہ مرضی سے اس کی خدمت کرتے ہیں۔ اور جو کوئی ان کی محبت مزا چکھ لے وہ کبھی بھی اندھیرے میں نہیں رہتا۔

مگر بعد کے شعراء اور داستان گوؤں نے اس کو وینس کا چالاک اور شریر بیٹا بنا دیا۔ اس کے متعلق یونان کی بعض قدیم روایات یہ بھی ہیں کہ اس کا دل شیطان کی آماجگاہ مگر زبان شہد جیسی ہے۔ اس میں سچائی نام کو بھی نہیں بلکہ وہ دغا بازی کی ایک پوٹ ہے۔ اس کا شغل ظلم کی انتہا تک پہنچا ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ چھوٹے ہیں مگر تیر موت کی دور تک خبر لاتے ہیں۔ اس کے تیر بھی چھوٹے چھوٹے مگر اس کا ہر تیر آسمان کی بلندی تک جاتا ہے۔ اس کے مکارانہ تحفوں کو مت چھوؤ وہ آگ میں بجھے ہوئے ہیں۔ یہ ہیں وہ تاثرات جو کچھ یونانی داستان گو اس کے متعلق کہتے ہیں۔

بعض یونانی روایات یہ بھی کہتی ہیں کہ کیوپڈ حقیقت میں وینس کا بیٹا نہیں بلکہ گاہے بگاہے اس کی رفاقت میں رہتا تھا ہر قسم کی شرارتیں کرنے پر قادر تھا۔ اس کا محبوب ترین مشغلہ یہ تھا کہ عشق و محبت کے جذبوں میں ڈوبے ہوئے تیروں سے کسی کو گھائل کر کے خود ہی اپنے طرز عمل پر بغلیں بجاتا رہے۔

ماں بھی اپنے بیٹے کی بے پناہ شرارتوں سے نالاں اور تنگ آ چکی تھی۔ وہ ایک وحشی لڑکا تھا جسے کسی بھی بڑے چھوٹے کا لحاظ نہیں تھا۔ اپنے سنہرے پر پھیلائے ادھر ادھر پھرتا رہتا تھا۔ اور اندھا دھند تیر چھوڑتا رہتا تھا۔ اس شریر کیوپڈ کی یہی غیر ذمہ داریاں تھیں جن کی وجہ سے اسے بھی

بھی اپس کے بارہ بڑے دیوی دیوتاؤں میں شامل نہیں کیا گیا۔

کیوپڈ کے مجسمے عام طور پر پر والے عریاں بچے کے بنائے جاتے ہیں۔ ہاتھوں میں کمان اور تیروں سے بھرا ترکش ہوتا ہے۔ بعض اوقات یہ خود بھی بھالے اور چھوٹی سی ڈھال سے مسلح ہوتا ہے۔ اس کے یوں مسلح ہونے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جنگ کا دیوتا اریس بھی اس کے سامنے سر جھکاتا ہے۔

کیوپڈ کی قوت کا اظہار عموماً یوں کیا جاتا ہے کہ اسے یا تو شیر ببر یا عظیم ڈولفن مچھلی پر سوار دکھاتے ہیں۔ یا وہ زئیس کے برقی بانوں کو توڑتا ہوا نظر آتا ہے۔ اسے اکثر اندھے کی حیثیت سے بھی پیش کیا جاتا ہے۔ جو اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ محبت اندھی ہوتی ہے۔

کیوپڈ کے متعلق متعدد کہانیاں دیو مالا میں پائی جاتی ہیں۔ اس نے اپنی ماں وینس کے ساتھ مل کر کئی گھرانے اجاڑے اور کئی کو دیوانہ بنا کر رکھ دیا۔ اس سلسلے میں ایک مشہور کہانی دمیتری دیوی کی بیٹی پر سیفونی کے بارے میں بھی ہے جس کا ذکر میں تم لوگوں سے بعد میں کروں گا بہر حال یہ کیوپڈ دیوتا کے تفصیلی حالات ہیں جو میں تم لوگوں کو سنا چکا ہوں۔

کیوپڈ کے بعد اب میں ایریس دیوتا سے متعلق تفصیل بتاتا ہوں۔ ایریس اور اریس بہن بھائی تھے جو یونانیوں کے دیوتا زئیس اور اس کی بیوی ہیرا کی اولاد تھے۔ مگر دونوں اپنی اس اولاد کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ یونانی دیو مالا میں اریس کی حیثیت ایک ناقابل نفرت دیوتا کی سی ہے اس کی خونخواری کے مدنظر کوئی بھی اسے پسند نہیں کرتا تھا۔ ہومر کے نزدیک یہ ایک خون آشام اور بزدل دیوتا ہے۔ جو درد کے مارے دھاڑتا ہے اور زخمی ہو کر بھاگ نکلتا ہے۔

ہومر کی اس رائے کے باوجود اریس کی جنگی چالیں مسلمہ ہیں۔ وہ جنگ و جدل میں ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔ اریس کے کردار کے بارے میں یہ باتیں واضح طور پر ملتی ہیں کہ جنگ کے دوران اس کی بہن ایریس ہمیشہ اس کے ہمراہ ہوتی ہے۔

اریس کے علاوہ جنگ کی دیوی اینیو جسے رومن بیلونا کے نام سے پکارتے ہیں وہ بھی جنگ کے دوران اس کے پیچھے پیچھے اور نگران کی حیثیت سے کام کرتی ہے۔ اس لئے اینیو کو بھی رومن اس لئے اریس کی بہن خیال کرتے ہیں۔

قدیم داستان گو کہتے ہیں کہ اریس دیوتا کے ساتھ ساتھ زلزلہ تباہی و بربادی ہوتے ہیں۔ جہاں کہیں سے یہ دیوتا اور اس کی بہنیں گذر جاتی ہیں۔ اس مقام کو تباہی و بربادی کا سامنا کرنا پڑتا

ہے۔ جہاں کہیں بھی یہ داخل ہوتے ہیں ہر طرف آہوں اور چیخوں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ اور زمین خون بہانے لگتی ہے۔

رومنوں کے ہاں اس دیوتا کو مارس کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور جس طرح یونانیوں کے ہاں ایرس کو طاقت اور جنگ کا دیوتا تصور کیا جاتا ہے۔ اسی طرح مارس دیوتا رومنوں کے ہاں جنگ اور طاقت کا دیوتا خیال کیا جاتا ہے۔ رومنوں کا خیال ہے کہ وہ کسی کو نظر نہیں آتا ہے۔ اس کے علاوہ مارس موت کو حسین اور پروقار سمجھتا ہے۔ اور اسی حیثیت سے اسے پیش بھی کیا جاتا ہے۔

ایریس کی طرح اس کی بہن بھی تباہی و بربادی پھیلانے والی دیوی تھی۔ اسی ایرس نے ہی ایتھنا دیوی' وینس اور ہیرا دیوی کے روبرو ایک سونے کا سیب رکھ کر ایک طویل تباہی و بربادی کی بنیاد رکھ دی تھی۔ ایرس کے اسی سیب کی بدولت ٹرائے کی خوفناک 10 سالہ جنگ چھڑی۔ جس کے تفصیل کے ساتھ حالات میں تم سے بعد میں کہوں گا۔ بہرحال یہ دونوں بہن بھائی تباہی و بربادی پھیلانے کے بڑے شوقین اور رسیا ہیں۔

ایرس کے بارے میں قدیم یونانیوں کا خیال ہے کہ وہ تھریس سے آیا تھا جو یونان قدیم کے جنوب میں وحشی اور جنگ جو قبائل کا ٹھکانہ تھا۔ ایرس کو جنگی کرتبوں کی تعلیم دینے والا ہرمیس دیوتا تھا۔ یونان میں اس خونی دیوتا کے مندر بہت کم ہیں مگر رومنوں کے ہاں اس جنگی دیوتا کے مندر بکثرت پائے جاتے ہیں۔ رومن اس دیوتا کی بڑی عزت کیا کرتے ہیں یہاں تک کہ ہر رومن سپہ سالار جنگ پر جانے سے پہلے ہتھیار سجا کر اس دیوتا کے مندر میں حاضری دیتا ہے۔ پھر اس کی ڈھال اور برچھی کو چھو کر وہ بلند آواز میں کہتا ہے۔ "اے مریخ میرا نگہبان بننا۔"

روما شہر میں ایک میدان ہے جس کو کیمپس کہتے ہیں۔ وہ اس دیوتا کی عبادت کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اہل روم اسی میدان میں جنگی کرتبوں کی مشق کیا کرتے ہیں۔ پرانے زمانے میں جو لوگ قید کر لیے جاتے ہیں وہ اسی دیوتا کی قربان گاہ میں ہلاک کر دیئے جاتے تھے۔

ایرس کے نام پر تین جانور مخصوص کیے جاتے ہیں۔ اس کی خونخواری کے لیے بھیڑیا۔ اس کے شکار کا پیچھا کرنے کے لیے کتا۔ اس کی بیداری کے لیے مرغ اور ایک کوا جو مقتولوں کی لاشیں کھانے کے لیے مقرر ہوتا ہے۔

ایرس دیوتا کا بت ایک بوڑھے آدمی کا بنایا جاتا ہے۔ جس کے چہرے سے خونخواری عیاں ہوتی ہے۔ ایک خود ایک نیزا اور ایک ڈھال اس کا اسلحہ ہوتا ہے۔ اس کی سواری میں ایک رتھ

ہوتا ہے۔ جسے دو برق رفتار گھوڑے کھینچتے ہیں۔ اس کی بہن بیلونا جو جنگ کی دیوی کہلاتی ہے۔ اس کے رتھ کے ساتھ ساتھ ہوتی ہے۔ رتھ کے آگے آگے ہیرے کی صورت میں نااتفاقی' چیتھڑے پہنے ہوئے اور ایک ہاتھ میں مشعل لیے ہوئے دوڑتی دکھائی جاتی ہے۔ شور و غل اور غیض و غضب اس دیوتا کے رتھ کے آخر میں دکھائے جاتے ہیں تاکہ لوگوں کو احساس ہو کہ یہ دیوتا کس فطرت اور اس قسم کا ہے۔

ایرس کے بعد اب میں تم لوگوں کو پرومی تھیوس دیوتا کے حالات سناتا ہوں۔ قدیم اساطیر میں لکھا ہے کہ تخلیق انسانی کا فریضہ دیوتاؤں نے پرومی کو سونپا تھا۔ پروصی سارے دیوتاؤں سے بڑھ کر دانا' دور اندیش اور زیرک دیوتا تھا لیکن کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ کام کرنے کے بعد۔ سوچنے والا اور موٹی عقل رکھنے والا دیوتا اور وہ جو کچھ بھی کر بیٹھتا ہے اسے ترک کرنے کے ارادے بنایا کرتا ہے۔

کہتے ہیں آدمی بنانے سے قبل پرومی نے ساری خوبیاں جانوروں کو بخش دی تھی۔ یعنی طاقت' قوت' چالاکی' حوصلہ' جرات' فراست' دانائی' سمور' پر اور خول وغیرہ حتیٰ کہ انسان کے لیے کوئی بھی شے باقی نہ رہنے دی۔ نہ تو بچاؤ کے لیے کوئی کوشش کی نہ اسے کوئی غلاف اور نہ ہی درندوں کا مقابلہ کرنے کے لیے کوئی خصوصیت اس میں رکھی۔ حسب معمول یہ کام کرنے کے بعد پرومی کو اپنی حماقت اور جہالت کا شدت سے احساس ہوا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ وقت گذر چکا تھا۔ لیکن پھر بھی احمق اور جاہل پرومی نے اس بارے میں دانائی سے مدد طلب کی۔

انسان کی تخلیق کی ذمہ داری ایتھنا دیوی کی رضامندی پرومی نے سنبھالی تھی سب سے پہلے پرومی نے ان پہلو پر غور کیا جن کے مطابق وہ بنی آدم کو ایک افضل اور برتر مخلوق بنا سکتا تھا۔ اس نے ایک مقام سے مٹی اور پانی لے کر ایک آدمی بنایا تھا۔ جو جانوروں سے زیادہ خوبصورت اور زیادہ معزز اور دیوتاؤں کی طرح سیدھا تھا۔ پھر ایتھنا دیوی نے اس میں زندگی کا سانس پھونکا روح انسانی ان مقدس لیکن منتشر عناصر سے مرکب کی گئی۔ جو اولین تخلیقی عمل سے بچ رہے تھے۔

خلق انسانی سے فارغ ہو کر پرومی آسمان پر سورج تک پہنچا اور اس سے ایک مشعل جلا کر زمین پر لے آیا۔ یوں آگ بہ پرومی کی ہمت' استقلال سے ننگ دھڑنگ انسان تک پہنچ گئی۔ اس کے اس فعل پر دیوتاؤں کا دیوتا زیس غضب ناک اور سیخ پا ہو گیا تھا۔

آگ مل جانے سے سمور اور پروں کی طاقت اور تیز طراری کی کوئی ضرورت انسان کو نہ رہی تھی۔ انسان نے آگ سے اپنے بچاؤ کے طریقے ایجاد کر لیے تھے۔ انسان چونکہ کمزور تھا اور اس

نے دیوتاؤں کی نسبت عمر بھی کم پائی تھی۔ لیکن اس نے بھڑکتی ہوئی آگ سے کئی ہنر اور مفید باتیں سیکھ ہی لیں تھی۔

دیوتاؤں کے پورے سنہرے دور میں عورت کا وجود نہیں تھا۔ ہر طرف مرد ہی مرد تھے اور بس پرومی اس مخلوق سے نہایت شفقت اور محبت سے پیش آتا تھا۔ اسی مخلوق کی محبت میں بھی وہ آسمان کی طرف گیا اور آگ جیسی مقدس شے چرا لایا تھا۔

پرومی نہیں چاہتا تھا کہ کمزور جسم والا انسان موسم کی نرمی اور گرمی سے ختم ہو کر جائے جائے بلکہ اس نے یہ انتظام بھی کیا کہ قربانی کے ہر جانور کا بہترین گوشت تو انسان کو کھانے کے لیے ملے۔ مگر بدترین گوشت اور ہڈیاں دیوتاؤں کے حصے میں آ جایا کریں۔ اور اس کے لیے اس نے یہ تجویز کی کہ ایک بہت بڑا بیل کاٹ کر اس کا اچھا اچھا گوشت کھال میں چھپا دیا اور اس کے اوپر ناکارہ گوشت اور انتڑیاں وغیرہ ڈال دی تھیں۔ پاس ہی ہڈیوں کا ڈھیر لگا کر اسے اچھی طرح سے ڈھانپ دیا اور پھر اس ڈھیر پر چمکدار چربی ڈال دی اس کے بعد وہ دیوتاؤں کے دیوتا زئیس سے بولا کہ چل کر دونوں ڈھیروں میں سے کسی ایک کا انتخاب کر لے۔ اس پر زئیس نے چربی والی ڈھیری پسند کی تھی۔

لیکن جب بعد میں زئیس نے ہڈیوں کا ڈھیر دیکھا تو اس کے غصے اور غضب کی انتہا نہ رہی۔ وہ ہڈیوں کو پا کر اپنے آپ میں جل بھن کر رہ گیا۔ مگر اب وہ مجبور تھا۔ اس نے خود اس ڈھیر کو پسند کیا تھا۔ لہٰذا وہ اپنی پسند لینے پر مجبور تھا۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد دیوتاؤں کی قربان گاہوں میں صرف ہڈیاں اور چربی چڑھائی جانے لگی۔ عمدہ گوشت انسان کے حصے میں آنے لگا تھا۔

ان باتوں سے زئیس کی سخت توہین ہوئی تھی چنانچہ اس نے پرومی سے بدلہ لینے کی ٹھان لی۔

زئیس نے انسان اور پرومی سے بدلہ لینے کے لیے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ اس نے عورت کو پیدا کر دیا یہ مردوں کے لیے سب سے بڑی سزا تھی۔ کیونکہ زئیس جانتا تھا کہ عورت ذات مرد کو سکھ اور چین سے زندگی بسر کرنے نہ دے گی وہ ہر وقت مرد کو دکھی اور مختی بنائے رکھے گی۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ یونانی داستان گو تھوڑی دیر سانس لینے کے لیے رک گیا پھر دوبارہ بولا اور کہنے لگا۔ زئیس دیوتا نے جس عورت کو سب سے پہلے پیدا کیا۔ اس کا نام اس نے پنڈورا رکھا۔ جس کے حالات میں دیویوں کی فہرست میں بعد میں سناؤں گا۔ عورت کو پیدا کرنے کے بعد زئیس نے مردوں کو تو سزا دے چکا تھا اب وہ پرومی سے انتقام لینے کے لیے اس کی جانب متوجہ ہوا۔

جبر اور تشدد چونکہ دونوں ہی اس کے غلام تھے۔ اس نے ان دونوں، حکم دیا کہ پرومی کو کڑی سے

کڑی سزا دیں۔

جبر اور تشدد کے دیوتاؤں نے پرومی کو کاکیشیا میں جلا وطن کر دیا۔ اس کے بعد پرومی کو ایک اونچی چٹان پر ایسی زنجیروں سے جکڑا کہ جنہیں توڑنے کی ہمت کوئی بھی نہ رکھتا تھا۔

جب زئیس پرومی کو پوری طرح بے بس کر چکا تو وہ پرومی کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے پرومی تمہیں ہمیشہ کے لیے اس ویران اور سنسان چٹان پر رہنا ہو گا۔ اس چٹان پر نہ ہی تجھے آرام ملے گا اور نہ ہی آرام سے سونا نصیب ہو گا۔

تو ہمیشہ کراہتا اور آہ و بکا کرتا رہے گا۔ اور یہ سب کچھ تجھے انسانوں کے ساتھ محبت کرنے کے صلے میں ملا ہے۔

تو نے فانی مخلوق کو عزت بخشی خود دیوتا ہوتے ہوئے تم نے ایسا کام کیا جو تمہیں زیب ہی نہ دیتا تھا۔ تم نے ارب الارباب زئیس کی بھی پروا نہ کی اور نہ ہی تم نے اس کا احترام بحال رکھا۔ اب تم ہمیشہ اسی سزا میں مبتلا رہو گے۔ کیونکہ تجھے رہا کرنے والا ابھی تک کوئی پیدا نہیں ہوا۔ ناقابل برداشت اذیتیں یقیناً تجھے کچل کر رکھ دیں گی۔

پرومی نے جبر اور تشدد کی بات سن کر کوئی جواب دیا۔ بلکہ نفرت اور حقارت سے اس نے اپنا منہ زئیس سے پھیر لیا۔ اس نے زئیس کے اس عذاب کو برداشت کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔

پرومی دیوتا کو اس عذاب عظیم میں پھنسانے کا مقصد محض اسے انسان دوستی کے جرم کی سزا دینا نہیں تھا بلکہ ایک سربستہ راز بھی تھا۔ جسے زئیس پرومی سے اگلوانا چاہتا تھا۔ زئیس اس راز کی خاطر سخت ہراساں اور خوفزدہ رہتا تھا۔ اس کی تمام خفیہ قوتیں اس راز کی بدولت کمزور پڑ چکی تھیں۔ یہ راز زئیس کے لیے بے حد مفید ثابت ہو سکتا تھا۔

وہ راز جو زئیس جانتا تھا وہ کچھ اس طرح تھا کہ وہم و گمان اور اس کے ذہن و شعور میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ ایک نہ ایک روز اس کا کوئی نہ کوئی بیٹا اسے معزول کر کے دیوتاؤں کے اس مسکن سے اسے مار بھگائے گا۔ مگر وہ نہیں جانتا تھا اس کا ایسا کرنے والا بیٹا اس کی کس بیوی کے بطن سے پیدا ہو گا۔ یہ بات صرف پرومی ہی جانتا تھا کہ اس لڑکے کی ماں کون ہو گی جو زئیس کو معزول کر کے رکھ دے گا۔

زئیس نے اس راز کو پانے کی خاطر پرومی کو مبتلائے عذاب کر دیا تھا۔ لیکن پرومی کے پائے استقلال میں لغزش پیدا نہ ہوئی اس کا دل چٹان کی مانند مضبوط تھا۔ انجام کار زئیس کو بھی اس بات

کا علم ہو گیا کہ پرومی عذاب میں رہ کر بھی کوئی بات نہیں بتائے گا۔

کچھ عرصہ بعد زیئس نے مصیبتوں کے مارے ہوئے پرومی کے پاس چٹان پر اپنے چہیتے بیٹے اور دیوتاؤں کے ایلچی ہرمیس یعنی مرکری دیوتا کو بھیجا۔ کہ وہ اس پر زیئس کے مستقبل کا راز فاش کرے۔ لیکن پرومی نے مرکری کو کوئی اہمیت نہ دی اور نہ ہی اسے کوئی بات بتائی۔ وہ زیئس کے رعب داب اور قہر کو کچھ نہیں سمجھتا تھا۔ پرومی کا یہ جواب سن کر مرکری خفا ہوا۔ اور چلا کر پرومی تھولیس سے کہنے لگا۔

اے نادان! اولمپس کے ادنیٰ بھکاری' اگر تم نے زیئس کے مستقبل کے بارے میں راز نہ بتایا تو یاد رکھ خون میں سرخ ایک عقاب بن بلائے مہمان کی طرح آ کر تیرے جسم کی ضیافت اڑائے گا۔ سارا سارا دن وہ تیرا جسم اور سیاہ کلیجہ اپنے خونی پنجوں سے نوچتا رہے گا۔

لیکن پرومی دیوتا تو اپنے ارادوں میں چٹان کی طرح مضبوط اور اٹل تھا۔ اسے کوئی بھی اذیت اور کوئی بھی دھمکی زبان کھولنے پر مجبور نہ کر سکی۔ اس کا پورا جسم بلاشبہ قید و بند کی اذیتوں میں جکڑا تھا۔ مگر اس کی طاقت و روح آزاد اور پر مسرت تھی۔

پرومی تھیوس خوب اچھی طرح جانتا تھا کہ اس نے ہمیشہ زیئس دیوتا کی خدمت کی ہے۔ اس کے علاوہ اس نے ناتواں انسان کی بھی صحیح اور جائز حمایت کی ہے۔ وہ سمجھتا تھا کہ ایسا کر کے اس نے کوئی قصور نہیں کیا۔ اس کے مصائب اور قید و بند کی تمام اذیتیں سراسر ناجائز اور غیر منصفانہ ہیں۔

چنانچہ پرومی تھولیس کسی قیمت پر بھی ظلم اور استبداد کے سامنے سر جھکانے پر تیار نہ ہوا۔ پرومی تھیوسس چونکہ اپنی اذیت ناک زندگی میں بھی زیئس کو اس کا راز بتانے کے لیے تیار نہ تھا لہٰذا اس نے دیوتاؤں کے ایلچی مرکری کو بلند اور غصے بھری آواز میں مخاطب کر کے کہا کہ اے عظیم الشان دیوتاؤں کے پیغامبر کہ کوئی طاقت ایسی نہیں جو مجھے بولنے پر مجبور کر دے بے شک زیئس اپنے تمام آتشیں وار مجھ پر آزما کر دیکھ لے۔ میرے ارادوں پر کوئی لغزش نہیں اور میرے عزائم میں کسی قسم کی وہ شکستگی محسوس نہیں کرے گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد پرومی تھوڑی دیر کے لیے رکا پھر وہ دوبارہ مرکری کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سنو دیوتاؤں کے پیغامبر' دیوتاؤں کے دیوتا سے جا کر کہہ دو کہ وہ سفید پروں والی برق سے' زلزلوں اور بجلیوں سے دنیا کو لرزا سکتا ہے لیکن وہ کبھی مجھے اپنے سامنے سرنگوں نہیں کر سکتا۔

پرومی کو اس بات پر مرکری پہلے سے بھی زیادہ زور دار لہجے میں اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سنو

پرومی تھولیس تمہاری یہ ساری گفتگو کسی دیوانے کے دعوے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تو اپنی ذات میں ایک بیوقوف اور دیوانہ ہے۔ مرکری یہ کہہ کر چلا گیا۔ پرومی پہلے کی طرح عذاب میں تڑپتا رہا۔ چند ہی دن بعد مرکری نے جس عذاب کی پیش گوئی پرومی کے لیے کی تھی۔ اس عذاب کی پرومی کے لیے ابتداء کر دی گئی تھی۔

وہ اس طرح کہ ایک عقاب نے مجبور و بے بس پرومی کو نوچنا شروع کر دیا تھا وہ ہر روز آ کر اور پرومی کے سر پر ٹھونگیں مار مار کر اس کے عذاب میں اور اضافہ کرنے لگا تھا۔

کہنے والے کہتے ہیں اور قدیم روایتوں میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے کہ کئی نسلوں کے بعد چرون نامی ایک قنطور کہ جس کا بدن گھوڑے کا اور گردن کے اوپر کا حصہ انسان ہوتا تھا۔ پرومی کی جگہ اپنی جان دینے پر آمادہ ہو گیا۔ چرون لافانی تھا پھر بھی زیئس نے اس کی پیشکش قبول کر لی۔ اس کے بعد پرومی کو رہائی نصیب ہوئی۔

روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ ہرکولیس نے عقاب کو قتل کر کے پرومی کی گلو خلاصی کرائی تھی۔ اور یہ کہ زیئس خود بھی اس کی رہائی چاہتا تھا۔ مگر داستانوں سے اس بات کا پتہ نہیں چل سکا کہ زیئس کیوں اس کی رہائی کا متمنی تھا۔ نہ اس بات کا سراغ ملتا ہے کہ آزاد ہونے کے بعد اس نے زیئس کو اس کا راز دیا تھا یا نہیں۔ پرومی تھیوس دیوتاؤں اور انسانوں کے درمیان حق و انصاف کی علامت بن چکا تھا۔ برسوں سے اس کا نام ایک ایسے حق پرست باغی کی حیثیت سے زندہ ہے کہ جس نے ناانصافی اور جور و ستم کے خلاف علم بلند کیا تھا۔

پرومی کا نسل انسانی پر ایک یہ بھی احسان ہے کہ جب زیئس نے اسے نیچا دکھانے کے لئے تمام لوگوں کو تباہ کرنے کی ٹھان لی اور سمندر کے دیوتا کی مدد سے ایک سیلاب عظیم لے کر آیا تو پرومی نے ایک چوبی صندوق کے ذریعے ایک شخص جس کا نام دیوکیس تھا جو پرومی کا بھتیجا تھا اور عورت جس کا نام پیرا تھا اور جو پرومی کی بھتیجی اور پنڈورا کی بیٹی تھی کی مدد سے انسان کو بچانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

(9) نو رات دن کے اس طوفان میں ان کا یہ صندوق کوہ پرناسس کی چوٹی پر جا کر ٹھہرا طوفان رک جانے کے بعد دیوکلس اور پیرا سے ہی نسل انسانی چلی تجلی اور فروغ پرومی تھیوس کی خصوصیات تھی اہل ایتھنز نے اکاڈیلم نام کے باغ میں پرومی کے نام کی ایک قربان گاہ تیار کی اور اس کی یاد میں ہر سال کھیلوں کی نمائش کرنے کا سلسلہ بھی جاری کیا۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ یونانی داستان گو رک گیا پھر وہ عارب کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا سنو عظیم اجنبیو میں نے گزشتہ دن کی طرح آج بھی یونانی دیومالا کے بڑے بڑے کرداروں سے متعلق تمہیں تفصیل کے ساتھ بتایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ آج کے لئے اس قدر تفصیل ہی کافی ہے کیا اب تم لوگ مجھے جانے کی اجازت نہ دو گے۔ اس لئے کہ اب میرا سکندر کے پاس جانے کا وقت ہو گیا ہے شاید تمہیں خبر ہو گی کہ سکندر کل کا بیمار پڑ چکا ہے لہٰذا مجھے طلب کیا گیا ہے تاکہ میں اس کے پاس بیٹھوں اسے داستانیں سناؤں تاکہ اچانک حملہ کرنے والی بیماری میں اس کا دل بہلا سکوں۔

اس داستان گو کی یہ بات سن کر عارب کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگی تھی عزازیل کے چہرے پر بھی غمزدگی اور افسردگی اور پریشانیوں کے سائے رقص کرنے لگے تھے۔ پھر عزازیل نے عارب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ سنو میرے رفیق اس داستان گو کو مناسب نقدی دے کہ فارغ کر دو تاکہ یہ سکندر کی طرف جائے میں سمجھتا ہوں کہ سکندر بیمار ہو گیا ہے تو اس کی بیماری کے دوران اس کا دل بہلانے کے لئے اس داستان گو کو ضرور اس کی طرف جانا چاہیے۔ عزازیل کے حکم کا اتباع کرتے ہوئے عارب نے فوراً چند سکے اس داستان گو کو تھما دیئے سکے لے کر وہ داستان گو خوش ہو گیا۔ پھر وہ اس کمرے سے نکل کر چلا گیا تھا۔

اس داستان گو کے جانے کے بعد عزازیل عارب اور نبیلہ کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ عارب نے بولنے میں پہل کر دی اور عزازیل سے پوچھا اب میرے آقا جیسا کہ اس داستان گو نے بتایا ہے کہ سکندر گزشتہ دن سے بخار میں مبتلا ہے اور اگر اس بخار نے اسے آدبوچا اور اسے مکہ شہر پر حملہ آور ہونے کے لئے سکندر اس بخار کی وجہ سے کوچ نہ کر سکا پھر تو میں خیال کرتا ہوں ہماری ہار اور یوناف کی جیت ہو گی اور اگر سکندر واقعی اس شہر سے کوچ نہ کر سکا تو وہ ضرور خیال کرے گا کہ یہ سب کچھ اس کے مکہ شہر پر حملہ ہونے کے ارادے کی وجہ سے ہوا ہے۔ لہٰذا اے میرے آقا کیا آپ اس موقع پر ہماری رہنمائی نہیں کریں گے کہ ہمیں سکندر کو کامیاب کروانے کے لئے اور یوناف اور بیوسا کو شکست سے دوچار کرنے کے لئے کیا اقدام کرنا چاہیے۔

عارب کی یہ گفتگو سن کر عزازیل کے چہرے پر بھی ہوائیاں اڑنے لگی تھیں تاہم اس نے اپنے آپ کو سنبھالا پھر وہ عارب اور نبیلہ کی تسلی کے لئے کہنے لگا میرے ساتھیو میرے رفیقو فکرمند اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے سکندر کی طبیعت یونہی حسب معمول کچھ خراب ہو گئی ہو گی جس کی بنا پر اس کے پہرہ داروں نے اس داستان گو کو طلب کر لیا ہو گا ورنہ فکرمندی کی کوئی بات نہیں ہے۔

مجھے امید ہے کہ کل شام تک سکندر مکہ شہر پر حملہ آور ہونے کے لئے بابل سے اپنے لشکر کے ساتھ ضرور کوچ کرے گا اور ہاں میرے ساتھیو سنو تم دونوں میاں بیوی یہیں سرائے میں ہی قیام کرو میں خود سکندر کا علاج کرتا ہوں اور پھر دیکھنا وہ دنوں میں نہیں بلکہ لمحوں میں تندرست ہو جائے گا اور کل شام تک وہ اپنے لشکر کے ساتھ مکہ شہر پر حملہ آور ہونے کے لئے ضرور کوچ کرے گا۔ جس کے نتیجے میں سکندر کو کامیابی ہو گی اور یوناف اور بیوسا دونوں کا منہ کالا ہو گا اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنی جگہ سے اٹھا اور سکندر کی طرف جانے کے لئے وہ سرائے کے اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

عزازئیل دریائے فرات کے کنارے عظیم و قدیم بادشاہ بخت عنصر کے محل کے اس کمرے میں داخل ہوا جس میں سکندر نے قیام کر رکھا تھا۔ اس نے دیکھا کہ کمرے میں چند طبیب سکندر کے لئے دوایاں تیار کرنے میں مصروف تھے۔ وہ داستان گو جو تھوڑی دیر پہلے یونانیوں کے دیوتاؤں کے متعلق عزازئیل عارب اور نبیطہ کو تفصیل بتا رہا تھا وہ بھی وہیں بیٹھا سکندر کے سامنے داستان گوئی کر رہا تھا۔ عزازئیل نے دیکھا سکندر اپنی مسہری پر آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا تھا وہ کچھ کمزور پڑ گیا تھا اس سے سکندر عزازئیل کو قید زندان اور رسن و دار جیسا افسوس ناک لمحہ بہ لمحہ گزرتی رات اور قطرہ قطرہ دل پر گرتے آنسو جیسا افسردہ اور زرد موسموں کے خشک پتوں کی طرح ویران دکھائی دے رہا تھا۔ کمرے میں داخل ہونے کے بعد تھوڑی دیر تک عزازئیل سکندر کی مسہری پر کھڑا رہا پھر اس نے ذرا زور سے کھانستے ہوئے گویا سکندر پر اپنی موجودگی کا اظہار کیا تھا جس کے جواب میں سکندر نے اپنی آنکھیں کھول دی تھیں اس نے بڑی حیرت سے اور بڑے تعجب سے عزازئیل کی طرف دیکھا پھر وہ بولا اور عزازئیل کو وہ مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے مہربان اجنبی میں سمجھتا ہوں کہ تو بروقت دوبارہ میرے پاس آیا ہے تو اس سے پہلے جب میرے پاس آیا تھا تو تو نے مجھے مکہ شہر میں خداوند کے گھر پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی تھی۔ تمہاری ترغیب میں آ کر میں نے اپنے لشکر کو تین دن کی مہلت دی تا کہ وہ تیاری کر لیں اس کے بعد میں نے ارادہ کیا تھا کہ مکہ شہر پر تمہارے مشورے کے مطابق حملہ آور ہوں گا مگر اے میرے دوست اے میرے محسن و مربی جب سے میں نے اس شہر پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا ہے تب سے میری طبیعت کچھ علیل اور میری روح بوجھل سی ہوتی جا رہی ہے۔ یوناف جو اب تک میرا بہترین مشیر اور میرا مخلص ساتھی ثابت ہوا ہے اس نے بھی مجھے مکہ شہر پر حملہ آور ہونے سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی لیکن میں نے اس کی کسی بات پر دھیان نہ دیا اور اسے اس کی بیوی سمیت میں نے نظر بند کر دیا اور اسے میں نے یہ چیلنج دیا ہے کہ میں مکہ شہر پر ضرور حملہ آور ہو کر اور وہاں خداوند کے گھر کو تباہ و برباد کر کے رہوں گا۔

عزازئیل نے لب خنداں پر بے حد تبسم بکھیرتے ہوئے کہا آپ نے جو ارادہ کیا ہے وہ ضرور اس تکمیل کو پہنچ کر رہے گا۔ اس پر سکندر بولا اور کہنے لگا۔ جب میں نے مکہ شہر پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا ہے میرا دل مجھے پیاسا صحرا لگتا ہے اور میری کھوئی کھوئی آنکھوں میں خوف بھر گیا ہے۔ یوں لگتا ہے میرا سایہ بھی میرا شریک سفر نہ رہا ہو اور میں جھلتے ریگستانوں میں بیکراں ریت کے طوفانوں

کا شکار ہونے کا ارادہ کر رہا ہوں۔

اے عزازئیل جب سے میں نے تمہارے کہنے پر مکہ شہر پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا ہے۔ تب سے ہی میں پکڑا گیا ہوں ایک عجیب و غریب سے بخار نے مجھے آدبوچا ہے جو لحہ بہ لحہ میری ہڈیوں سے گودا تک نکال کر مجھے کھوکھلا اور خالی کرتا جا رہا ہے۔ سن عزازئیل میری موجودہ کیفیت نے مجھ پر اشکوں کا سوز متشدد نظریات کی اذیت' دیار غم کی مسافری اور تہ خانوں کی تاریکی طاری کر دی ہے۔ میں جب آنکھیں کھول کر اپنے اردگرد کا جائزہ لیتا ہو تو مجھے یوں لگتا ہے جیسے میں ہول انگیز عمودی چڑھائی چڑھ رہا ہوں اور اس کے بعد مجھے یوں لگتا ہے جیسے میری ہڈیوں سے بڑی تیزی کے ساتھ گوشت نوچا جا رہا ہو۔

اے عزازئیل مجھے یوں لگتا ہے کہ جیسے میری اس بیماری نے میری آنکھوں میں تاریک مایوسی میرے شعور میں سنسان راہوں کی سی کیفیت طاری کرنا شروع کر دی ہو جس کے باعث میرا دل سحر کے سورج جیسا لہولہو ہو کر عدم و ہست کی جنگ اور موجود و غائب کی شہرہ کاری کا ہدف اور نشانہ بن گیا ہو اے عزازئیل ان دنوں میں اپنے آپ کو روزن میں ٹھہری صدا اور ہلاکت خیزی کے وحشت سفاک جیسا محسوس کر رہا ہوں میں جوں ہی آنکھیں بند کرتا ہوں مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کسی نے مجھے آگ اور خون بھرے راستے میں کھڑا کر کے میری جھولی میں کینہ و ذلت عداوت و رقابت رشک و حسد غرور و نخوت کے انبار لگا دیئے ہوں ہر وقت صلیب کے بھنور اور شب بدر حقیقتیں مجھ سے تانک جھانک کرتی ہیں بالکل اس طرح جس طرح موت کسی کو دبوچ لینے کے لئے اس سے تانک جھانک کرتی ہے اے عزازئیل کہو اس موقع پر مجھے کیا کرنا چاہئے۔

عزازئیل نے سکندر کی ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا سنو مقدونیہ کے عظیم بادشاہ تمہیں فکر مند اور خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے میرا ستاروں کا علم مجھے بتاتا ہے کہ تم مکہ شہر پر حملہ آور ہونے کی مہم میں ضرور کامیاب و کامران رہو گے اس طرح تمہیں دنیا میں وہ شہرت اور ناموری حاصل ہو گی جو آج تک کسی بھی بادشاہ اور کسی بھی حکمران کو میسر نہیں ہوئی جہاں تک تمہاری بیماری کا تعلق ہے تو یہ ایک اتفاقی حادثہ ہے کہ ان دنوں ہی بخار نے تمہیں آدبوچا ہے بہرحال تم فکر نہ کرو تم جانتے ہو کہ میں ایک بے مثل حکیم بھی ہوں میں خود تمہارے لئے دوایاں تجویز کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ تم چند ہی روز تک اپنی صحت بحال کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اس کے بعد تم بخوشی مکہ کی طرف اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کر سکو گے۔ اس کے بعد عزازئیل اپنی جگہ سے اٹھ کر سکندر کے کمرے میں موجود طبیبوں کی طرف آیا اور ان سے دوایاں لے کر وہ طرح طرح کے مرکب بنا کر سکندر کے لئے دوایاں تجویز کرنے لگا تھا اس کے بعد وہ مزید تھوڑی دیر کے لئے سکندر کے پاس بیٹھا اس کی ڈھارس بندھائی اسے تسلی دی پھر وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔

-----○-----

[illegible] کے لئے سکندر نے اپنے لشکر کو تیاری کے لئے تین دن دیئے تھے جن میں سے دو دن گزر چکے تھے اور باقی صرف ایک دن تھا جس کے بعد سکندر نے اپنے لشکر کے ساتھ مکہ کی طرف کوچ کرنا تھا لیکن اس دوران سکندر سخت علیل ہو گیا تھا دوسری طرف یوناف اور بیوسا ابھی تک اپنی رہائش گاہ میں نظربند تھے۔ وہ دونوں میاں بیوی چاہتے تو اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر اس نظربندی سے چھٹکارا حاصل کر سکتے تھے لیکن وہ بڑے صبر اور شکر کا مظاہرہ کرتے ہوئے رونما ہونے والے حالات کا انتظار کر رہے تھے۔

———○———

ایک روز وہ دونوں میاں بیوی بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے کہ سکندر کا جرنیل سلیوکس ان سے ملنے کے لئے آیا سلیوکس ان دونوں کے سامنے بیٹھ گیا اور پھر اس نے بڑی ہمدردی اور نرمی میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا سنو میرے دوست! میرے رفیق! تم نے ایک لمبا عرصہ ہم مقدونیوں کی رفاقت میں گزرا ہے تم نے سکندر کے طلب کرنے پر جو بھی مشورہ دیا تھا اچھا بہترین اور خلوص پر مبنی مشورہ ہی دیا کبھی بھی تم نے ہمیں یا سکندر کو بھٹکانے یا نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کی۔ سکندر نے جو تمہیں ایک معمولی سے مشورے کی بنا پر نظربند کر دیا ہے تو مجھے اس کا سخت صدمہ اور افسوس ہے اسے یقیناً" ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا اگر تم نے مکہ پر حملہ آور ہونے کے برے نتائج سے آگاہ کیا تو میں سمجھتا ہوں تم نے اپنا صحیح فرض ادا کیا ہے اور تم نے اسے اسی طرح مشورہ دیا جیسا تم ماضی میں دیتے ہو سکندر کو اس کا برا نہیں ماننا چاہئے تھا سنو! سکندر بیمار پڑ چکا ہے اور اس کے یہاں سے مکہ کی طرف کوچ کرنے کے لئے صرف ایک دن باقی ہے لیکن وہ ایسا ہٹ دھرم اور ضدی ہے کہ اس بیماری کے باوجود بھی وہ کل شام تک اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے کوچ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے سنو میں سکندر کے ساتھ لشکر میں شامل ہو کر مکہ نہیں جا رہا بلکہ سکندر نے مجھے آج ہی یہ حکم دیا ہے کہ میں بابل ہی میں قیام کروں اور اس کی غیر موجودگی میں سلطنت کے امور کی دیکھ بھال کروں میں تم دونوں میاں بیوی سے اس لئے ملنے آیا ہوں کہ کل جب شام کے وقت سکندر اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے مکہ کی طرف کوچ کر جائے گا تو تم حسب معمول آزاد ہو جاؤ گے تمہاری نظربندی ختم کر دی جائے گی تم اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق بابل شہر میں ادھر ادھر گھوم سکو گے اور جب سکندر واپس آنے والا ہو گا تو تم پھر یہ نظربندی اختیار کر لینا پھر اگر حالات و واقعات تمہارے مشورے کے خلاف رونما ہوئے تو میں سکندر سے تم دونوں کی سفارش کر کے تم دونوں کی معافی کا سامان ضرور کروں گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد سلیوکس جب رکا تو یوناف بولا اور سلیوکس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سنو سلیوکس تم نے جو ہم دونوں میاں بیوی سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے اس کے لئے میں تمہارا بے حد ممنون اور شکر گزار ہوں سکندر کی واپسی تک میں نظربندی میں ہی رہنا پسند کروں گا میں اس پر یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ جو مشورہ میں نے اس کو دیا تھا وہ بدنیتی پر نہیں بلکہ خلوص پر مبنی تھا۔ جس گھر پر حملہ آور ہونے کی وہ تیاری کر رہا ہے۔ اس گھر پر اگر یہ حملہ آور ہوتا ہے تو اس کے مقدر میں سوائے تباہی و بربادی کے کچھ نہیں رہے گا میں اب بھی دعوے اور وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس سکندر کو اس گھر پر حملہ آور ہو کر کامیابی حاصل کرنا تو بہت دور کی بات میرا اپنا یہ اندازہ اور تجربہ ہے کہ اسے اس گھر پر حملہ کرنے کی توفیق تک نہ ہو گی لہٰذا میں اپنی اسی قیام گاہ میں نظربند رہ کر سچائی کے ظاہر ہونے اور سکندر کے سچائی کو تسلیم کرنے کے لمحے کا انتظار کروں گا۔

جواب میں سلیوکس پھر بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اس نظربندی کے دوران تم دونوں میاں بیوی کسی چیز کی ضرورت محسوس کرتے ہو تو کہو جو کچھ بھی تم چاہو گے میں تمہیں تمہاری اس رہائش گاہ پر مہیا کروں گا اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔ سکندر نے ہم دونوں میاں بیوی کو نظربند ضرور کیا ہے لیکن اس کے حکم پر ہمیں ضروریات زندگی پہلے کی طرح میسر ہیں۔ میں جانتا ہوں سکندر دل سے مجھے ناپسند نہیں کرتا بلکہ اب تک مجھ سے مشورے کرتے ہوئے وہ مجھے اپنا رفیق اور بھائی کہہ کر پکارتا رہا ہے اور مجھے امید ہے کہ مکہ شہر پر حملہ نہ کرنے کا میں نے جو اسے مشورہ دیا تھا میرا یہ مشورہ بھی سچا اور خلوص پر مبنی ثابت ہو گا۔ اس کے ساتھ ہی سلیوکس اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور دوبارہ وہ یوناف سے کہنے لگا کہ میں تو اسی غرض کے لئے آیا تھا کہ تم سے احوال پرسی کروں اور تمہاری ضروریات کا خیال رکھوں میں اب جاتا ہوں بہرحال اس نظربندی کے دوران تم دونوں میاں بیوی کو کسی شے کی ضرورت ہو تو تم میری طرف پیغام بھجوا دینا تمہیں تمہاری ضرورت کی ہر شے میسر ہو گی اس کے ساتھ ہی سلیوکس یوناف اور بیوسا کے کمرے سے نکل گیا تھا۔

———○———

اس سے اگلے روز دریائے فرات کے کنارے کی سرائے میں عزازیل عارب اور نیشہ اکٹھے بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ وہی یونانی داستان گو کمرے کے دروازے پر نمودار ہوا جو گزشتہ دو دن سے انہیں یونانی دیوتاؤں کے متعلق تفصیل بتاتا رہا تھا دروازے پر آ کر وہ داستان گو اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کرنا ہی چاہتا تھا کہ عزازیل نے اسے دیکھ لیا پھر وہ اسے کہنے لگا تم دروازے پر رک کیوں گئے ہو۔ بلا جھجک اندر آؤ اور یونانی دیوی دیوتاؤں کا سلسلہ تم نے جہاں ختم کیا تھا وہیں سے پھر شروع کرو اس لئے کہ تم میرے ان دونوں ساتھیوں کو بہترین معلومات فراہم کر رہے ہو عزازیل کی یہ گفتگو سنتے ہوئے داستان گو مسکراتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ پھر وہ ان تینوں کے سامنے بیٹھ گیا اس موقع پر عارب بولا اور داستان گو کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے محترم داستان گو دیوی دیوتاؤں کی بات پھر وہیں ہی سے شروع کرو جہاں گزشتہ دن تم نے منقطع کی تھی اس کے جواب میں وہ داستان گو سنبھل کر بیٹھا پھر وہ ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

میرے ساتھیو! میرے دوستو! اس سے پہلے میں تمہیں یونان کے بڑے بڑے دیوتاؤں سے

متعلق تفصیل کے ساتھ بتا چکا ہوں۔ کچھ چھوٹے اور غیر معروف دیوتا رہتے ہیں جن کا ذکر میں تم سے بعد میں کروں گا۔ اب میں تمہیں یونانی دیویوں کے حالات سناتا ہوں پہلے میں وینس سے شروع کرتا ہوں یونانی میں اس دیوی کو افرودیتی کہہ کر پکارا جاتا ہے جبکہ رومن اسے وینس کہتے ہیں یہ وینس حسن و عشق کی دیوی کہلاتی ہے شروع شروع میں اہل روما وینس کو کوئی بڑی دیوی نہیں مانتے تھے لیکن جب یونانیوں کی دیوی افرودیتی سے اس کی مطابقت تسلیم کر لی گئی تو اس کی پرستش عام ہو گئی۔

سب سے پہلے یونان کے جزائر قبرص میں اس کی پرستش شروع ہوئی اس کے بعد یونان اور روما میں بھی اس کی پرستش عام ہو گئی تھی۔ اپریل کا مہینہ یعنی فصل بہار کا مہینہ اس کی پرستش کے لئے مخصوص ہے نباتات میں سیب کو کنار' برگ ریحان اور شاخ گل حیوانوں میں قمری بطخ اور ابابیل اس دیوی کی بدولت متبرک مانے جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان پرندوں سے یا تو وہ رتھ کھنچواتی تھی یا ان سے پیغام رسانی کا کام لیا کرتی تھی۔

یونانی مصور یا سنگ تراش جب وینس کی تصویر بناتے ہیں یا اس کا مجسمہ تراشتے ہیں تو اس کے ساتھ اس کے معصوم بچے ایروز کو بھی دکھاتے ہیں اس دیوی کی پیدائش کی نسبت پرانے شاعروں نے لکھا ہے کہ وہ سمندر کے کف سے پیدا ہوئی تھی وینس کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس حسن و عشق کی دیوی کا شوہر آگ کا دیوتا ولکن تھا لیکن یہ اپنے خاوند کی وفادار بیوی ثابت نہ ہوئی جب اس کی شوہر سے پہلی لڑائی ہوئی تو اس نے ایرس سے ملوث ہونے کے بعد خدائے شراب بیکس کے ساتھ بھی تعلقات استوار کر لئے اس کے بعد زئیس کے بیٹے اور دیوتاؤں کے قاصد مرکری اور سمندر کے دیوتا پوسائیڈن پر بھی فریفتہ ہوئی اور ان دونوں پر بھی یہ جان و دل نچھاور کرنے لگی تھی۔

دیوتاؤں کے علاوہ یہ وینس دیوی کچھ انسانوں سے بھی محبت کرتی تھی ان میں سر فہرست ایکیس اور نوعمر ایڈونس ہیں ان دونوں سے اس نے آشنائی پیدا کی نوعمر ایڈونس پورا جواں مرد نہیں تھا اس لئے افرودیتی کے شوق وصل سے گھبراتا تھا ایک دن یہ شکار کے دوران جنگلی سور کے ہاتھوں مارا گیا وینس کو جب ایڈونس کی موت کا پتا چلا اسے بے حد صدمہ اور دکھ ہوا کیونکہ ایڈونس اس کا سب سے زیادہ چہیتا محبوب تھا۔ وینس کو جتنی محبت ایڈونس سے تھی اتنی اور کسی بھی اپنے محبوب سے نہ تھی۔

الغرض اس دیوی نے اپنے دامن عصمت پر بار بار داغ لگانے سے قطعاً" کوئی پرہیز نہ کیا اس نے موت کے بعد بھی ایڈونس کا پیچھا نہ چھوڑا حسن و جمال میں کوئی بھی دیوی وینس کا مقابلہ نہیں کر سکتی ٹرائے کے شہزادے پیرس نے اس کی خوبصورتی پر اسے انعام بھی دیا تھا یہ عورتوں کو حسین اور دلفریب بنا دینے کی قدرت رکھتی ہے اور جب کسی عورت کی کمر سے اپنا سحر انگیز کمربند کھول کر باندھ دیتی ہے تو مرد اس عورت کے فریفتہ ہو کر رہ جاتے تھے۔

سمندر کے دیوتا کی بیٹی تھیس کی شادی پر بھی دیوی دیوتاؤں کو مدعو کیا گیا تھا لیکن ایرز کو جو کہ فتنہ فساد کی دیوی اور ایرس دیوتا کی بہن تھی اس شادی میں مدعو نہ کی گئی تھی لیکن وہ بن بلائے اس شادی میں شریک ہو گئی شادی کے روز اس فتنہ فساد کی دیوی ایرز نے ایک عجیب سا کام کیا اس نے ایک سیب لیا اور اس پر لکھا سب سے زیادہ خوبصورت کے لئے اور پھر یہ سیب اس نے ساری دیویوں کے درمیان پھینکتے ہوئے کہا جو دیوی سب سے زیادہ خوبصورت ہو گی اس کو یہ سیب انعام کے طور پر ملے گا۔

اس پر تین دیویاں یعنی اتھنا' ہیرا اور وینس کے درمیان جھگڑا شروع ہو گیا ہر دیوی اپنے آپ کو سب سے زیادہ خوبصورت سمجھتے ہوئے اس سیب کا حق دار سمجھنے لگی تھی دیوتاؤں کا دیوتا زئیس بھی اس موقع پر اس محفل میں موجود تھا اس نے جو دیویوں کو یوں خوبصورتی کے سوال پر لڑتے جھگڑتے دیکھا تو مرکری دیوتا کو اپنے پاس بلاتے ہوئے اس نے مرکری کو حکم دیا کہ ان تینوں دیویوں کو ٹرائے کے شہزادے پیرس کے پاس لے جاؤ وہ مستحق دیوی کی جھولی میں سونے کا سیب ڈال دے گا چونکہ زئیس دیوتا کا حکم پا کر مرکری یعنی ہرمیس ان تینوں دیویوں کو لے کر ٹرائے شہر میں پیرس کے روبرو حاضر ہوا سب سے پہلے دیوی ہیرا شہزادہ پیرس سے مخاطب ہوئی اور کہنے لگی کہ یہ سیب اگر تم نے مجھے دے دیا تو میں تمہیں پورے ایشیاء کا بادشاہ بنا دوں گی ہیرا کے بعد دیوی اتھنا بولی اور کہنے لگی سنو پیرس میری جانب بھی خیال کرو تم نے یہ سیب میری جھولی میں ڈال دیا تو میں تمہیں ایسا سورما بنا دوں گی کہ ٹرائے میں تیرے برابر کا کوئی بھی طاقت ور زور آور اور جنگ جو نہ رہے گا۔ اتھنا جب اپنا مدعا کہہ چکی تو وینس پیرس کے سامنے آئی اور کہنے لگی سنو پیرس اگر تم نے یہ سیب مجھے دے دیا تو میں تمہیں دنیا کی حسین ترین عورت بخش دوں گی جو تمہارے راحت و آرام اور تمہاری خوشی اور دلچسپی کا باعث بنے گی۔

ٹرائے کے شہزادے پیرس نے وینس کی بات مان لی اور وہ سیب اس کی جھولی میں ڈال دیا پیرس کے اس انصاف پر دوسری دونوں دیویاں مارے حسد کے جل بھن کر رہ گئی تھی اور پیرس کی دشمن ہو گئی تھی اس کے بعد وینس نے پیرس کے ساتھ اپنا وعدہ خوب نبھایا اور اس وقت کی حسین ترین عورت ہیلن کو اس کے حوالے کر دیا تھا یہاں تک کہنے کے بعد وہ یونانی داستان گو تھوڑی دیر کے لئے رکا دم لیا پھر وہ دوبارہ بولا اور کہنے لگا۔

یہ وینس دیوی بابلیوں میں عشتار اور ایرانیوں میں ناہید کے نام سے پکاری اور پرستش کی جاتی ہے یونان کے قدیم داستان گو کہتے ہیں کہ وینس یا افرودیتی زئیس اور ڈایوئی کی بیٹی ہے بعض

اسے او شینس اور سمندری پری تھیتس کی بیٹی کہتے ہیں بعض کے خیال میں اس نے ہوا اور پانی کے ملاپ سے جنم لیا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے سمندری جھاگوں سے جنم لیا تھا۔

اس کی پیدائش کے بارے میں سب سے مقبول روایت یہ ہے کہ سمندر میں اچانک طوفان برپا ہوا اور وہ ایک صدفی مچھلی پر سوار جھاگوں میں سے نکلی اس کے بے مثل اور بے امر بدن پر اس وقت لباس نہ تھا لہریں اسے ہولے ہولے بہا کر جزیرہ سار تھرا میں لے آئیں ساحل پر اس نے جب قدم دھرا تو اسے وہ جزیرہ تنگ معلوم ہوا چنانچہ وہ جزیرہ سار تھرا سے جزیرہ قبرص میں چلی گئی یہاں زئیس اور تھیمس کی بیٹی نے اس کی بڑی مدد کی اس نے برہنہ دیوی کو فوراً کپڑے دیئے اور اسے خوب بنایا سنوارا اور پھر اسے دیوتاؤں کے آسمان کوہستان المپس پر پہنچا دیا۔

اس کے بے پناہ حسن دیکھ کر سارے دیوی دیوتا انگشت بدنداں رہ گئے تھے۔ ہر دیوتا اسے بیاہنے پر تل گیا تھا مگر دیوتاؤں کے دیوتا زئیس نے یہ حرکت کی کہ حسن کی اس دیوی کو سب سے بڑے بدشکل اور کریہہ المنظر اور گندے دیوتا ولکن کے ساتھ بیاہ دیا تھا وینس کبھی بھی اپنے شوہر کی وفادار ثابت نہ ہوئی اس کے تین بچے نوبس، ڈا نمس اور ہرمونیہ جنگ کے تندخو اور شرابی دیوتا ایرس سے تھے زیرس کے علاوہ ہرمیس یعنی مرکری ڈائینوس و زئیس کی زوجیت میں بھی یہ دیوی رہی اس دیوی کے پاس کہتے ہیں کہ ایک ایسا پٹکا تھا کہ جسے پہن کر اس کی طاقت کئی گنا بڑھ جاتی تھی ایک تاثیر اس کے اس ٹپکے میں یہ بھی تھی اگر وہ اس ٹپکے کو پہن لیتی تو جس شخص کی طرف بھی وہ رغبت کرتی وہ اس سے بے پناہ محبت کرنے لگتا تھا۔

وینس کو اٹلی بہت پسند تھا۔ پینس کے مقام پر اس کا ایک مندر ہے وہاں اس دیوی کا اصلی سفید مجسمہ موجود ہے پینس کے قریب اس کی پجارنیں ہر موسم بہار میں سمندر میں نہاتی ہیں وہ پجارنیں پانی سے ایسے نکلتی ہیں جیسے انہوں نے نیا جنم لیا ہو آخر ان کی وینس دیوی بھی تو سمندر سے اسی طرح نکلی تھی وینس کے سب سے عالی شان مندر پیفس، کیتھرا، ریڈالیا اور کنڈس میں شہروں میں موجود ہیں اس کا چلنا اس قیامت کا تھا کہ جب قدم اٹھاتی تو نور میں لپٹی اور نہائی ہوئی معلوم ہوتی تھی اس کے ہر قدم پر سبز گھاس، خوبصورت پھول کھل اٹھتے تھے۔ سمندر کی موجیں مسکرا اٹھتی تھیں صبح خرام اور مست ہوائیں اس کے آگے آگے چلتی تھیں بادل ساتھ ساتھ رواں رہتے تھے اور گلاب اپنی لالی کے لئے اس کا شرمندہ احسان ہے۔

گلاب اور وینس کے متعلق ایک حکایت ہے کہتے ہیں کہ وینس اپنے محبوب اور دلدادہ ایڈونس کے پاس اس سے ملنے کے لئے پہنچی اس وقت ایڈونس نزع کے عالم میں تھا اس بوکھلاہٹ میں وینس کے نازک پاؤں میں کانٹا چبھ گیا پاؤں سے خون نکل کر گلاب کے پھول پر جا گرا جس کی وجہ سے گلاب ہمیشہ کے لئے سرخ ہو گیا۔

بہرحال جو کوئی بھی اس حسین دیوی کے جال میں پھنس کر رہ جاتا تھا وہ اس پر دل و جاں نچھاور کرنے کے لئے تیار ہو جاتا تھا کبھی تو یہ لوگوں کو دیکھ کر شیریں انداز میں مسکراتی اور کبھی ان کا بری طرح مذاق اڑاتی تھی اس کی فتنہ سامانیاں دیکھ کر داناؤں کی عقل تک جواب دے جاتی تھی۔

کہتے ہیں کہ وینس کا رتھ ہاتھی دانت کا بنا ہوا تھا جسے نازک اور پیاری پیاری قمریاں کھینچتی تھیں ان فاختاؤں کی باگیں انتہائی سبک اور نازک طلائی زنجیروں کی تھی اس کی پوشاک جھلملاتے اور ہیروں میں جڑی ار غوانی ہوتی تھی سیر کے وقت اس کے رتھ کے چاروں طرف پردے ہوا کرتے تھے جن کے ساتھ ساتھ ریشمی پردہ والی قمریاں پرواز کرتی تھیں۔

جب کبھی بھی وینس کسی مہم پر یا سیر و تفریح کے لئے نکلتی تو اس کا بیٹا ایروز یعنی کیوپڈ ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا تھا وہ رتھ میں کمان لئے اور آنکھوں میں پٹی باندھے رہتا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ عشق اندھا ہوتا ہے اور محبت میں محبوب کے نقائص نظر نہیں آیا کرتے۔ کہا جاتا ہے کہ وینس گلاب کا تاج پہنے سمندری گھونگے پر بھی سواری کیا کرتی تھی اور پرانے داستان گو بتاتے ہیں کہ ایسے میں سمندری پریاں اور مچھلیاں اٹھکیلیاں کرتیں وینس کے ہمراہ ہوتی تھی وینس اور کیوپڈ کے متعلق عشق و محبت کے بے شمار واقعات اور داستانیں یونانی ادب میں معروف و مشہور ہیں یہاں تک کہنے کے بعد وہ داستان گو خاموش ہو گیا تھا۔

داستان گو تھوڑی دیر کے لئے دم لینے کو رکا رہا پھر سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا میرے اجنبی مہمانوں! اب میں تمہیں یونان کی دوسری بڑی دیوی اتھینا کے متعلق سے تفصیل سے بتاتا ہوں رومن اس دیوی کو منروا دیوی کے نام سے پکارتے اور پرستش کرتے ہیں اتھینا دیوی کے متعلق سب سے مشہور روایت یہ ہے کہ اس کی ماں کوئی نہیں تھی اس کا باپ زئیس تھا اتھینز میں اس کا مرمری مندر کنواری مندر کے نام سے مشہور ہے معروف مجسمہ ساز فیدیاس نے اس کا چوبیس فٹ اونچا بت ہاتھی دانت اور سونے سے ڈھال کر بنایا تھا اس دیوی کی عظیم ترین مقدس علامتیں مرغ باشتیہ اون اور سانپ ہیں زیتون کا درخت بھی اسی دیوی نے لگایا تھا الو اس دیوی کا محبوب ترین پرندہ ہے اس کی پوجا ہر جگہ ہوتی ہے یونانیوں کی یہ سب سے زیادہ پیاری اور محبوب دیوی ہے جوانی کے عہد میں اس دیوی کو چوری کرنے کی بڑی عادت تھی اس کی چوری کی متعدد داستانیں مشہور ہیں اس کے باوجود اپنے باپ کی بے حد وفادار اور قابل اعتبار مشیر تھی زئیس اس کی ہر بات پر اعتماد کرتا تھا۔

جس کمرے میں زئیس کے برقی بان ہوتے تھے اس کی چابیاں اس کے پاس ہوتی تھیں جنہیں وہ خود بھی استعمال میں لایا کرتی تھی تمام دیوتا اس خوبصورت اور نازک اندام دیوی کو چاہتے تھے لیکن اس کے باوجود اس نے کسی بھی دیوتا سے شادی کی حامی نہ بھری اور یہ دیوی ار تھیس اور

بیٹیا کی طرح تمام عمر کنواری رہی۔ لیکن کنوارے پن میں اتھینا کا درجہ ان سب میں اونچا اور بلند ہے۔

یہ عقل و دانش' تہذیب و شائستگی کے علاوہ جملہ فنون کی دیوی بھی کہلاتی ہے تمام دستکاریوں کی یہی دیوی سرپرست تھی اتھینا خود بھی کاٹنے بینے پرونے میں اور سوزن کاری میں تاک اور ماہر تھی کہتے ہیں کہ سنہری ڈھول مٹی کے برتن' پھل' جیلی' بیلوں کا جواء' گھوڑے کی لگام' اسی کی اجاوات ہیں۔ عورتوں کو روز مرہ کے طور طریقے بھی اسی دیوی نے سکھائے گھوڑا بھی انسان کے لئے کہتے ہیں کہ اسی دیوی نے سیدھایا تھا۔

اتنی ڈھیر ساری خوبیوں کے بعد یہ جنگ و جدل کی خوفناک اور بے رحم دیوی بھی کہلاتی ہے لیکن اسے خون ریزی کا شوق نہیں ہے امن و امان ہر حال میں برقرار رکھنے کے حق میں ہے وہ ہمیشہ جھگڑوں کا پرامن تصفیہ چاہتی ہے اس کی جنگی چالیں جنگ کے دیوتا ایرس تک کو بھی پریشان کر دیا کرتی تھی اتھینا ہمیشہ ملک کی اور بقا کی خاطر جنگ کیا کرتی تھی۔

منصف مزاج ہونے کی بنا پر ملزموں کو یہ دیوی آزاد کر دیا کرتی تھی اس کی ماں کے بارے میں یہ روایت مشہور ہے کہ زئیس نے اس کی پیدائش سے پہلے اس کی ماں میتس کو نگل لیا تھا اس لئے اتھینا دیوی اپنے باپ زئیس کے سر سے زرہ بکتر لگائے اور نعرہ جنگ بلند کرتی ہوئی نمودار ہوئی تھی۔ وہ دماغ سے نکلتے ہی دیوتاؤں کی مجلس میں شامل کر لی گئی تھی۔

ایک بار اس کے باپ زئیس کی جنگ اس کے بدترین دشمنوں سے ہوئی تو دیوی اتھینا نے بھی باپ کا ساتھ دیتے ہوئے اس جنگ میں حصہ لیا اور اس نے دشمنوں کے سردار کو جو انتہائی طاقتور تھا جنگ میں قتل کر کے صقلیہ کے جزیرے میں دفن کر دیا تھا اس اتھینا دیوی نے اپنے باپ زئیس کے ایک مخالف سردار ہلاس کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا تھا ٹرائے کی جنگ میں اتھینا دیوی نے یونانیوں کا ساتھ دیا تھا۔

دیوی اتھینا کا مجسمہ کچھ اس طرح بنایا جاتا ہے کہ جسم پر جنگ و جدل کے پورے ہتھیار سجائے سر پر تاج رکھے اور ہاتھ میں ایک عصا لئے کھڑی ہے فولادی سپر کے علاوہ سینہ پر چار آئینوں کے بیچ میں کارگن چڑیل کا چہرہ بنا ہوا ہوتا ہے جس کے سر پر لٹوں کی جگہ سانپ پھنکاریں مار رہے ہوتے ہیں تھر سیا کے ایک فال گیر نے جب اسے نہاتے ہوئے برہنہ دیکھا وہ اندھا ہو گیا دوسری طرف ولکن دیوتا نے جب اس کی عصمت دری کرنا چاہی تو وہ نامراد بھاگتا ہوا نظر آیا۔

یونان میں اتھینا کی ہنر بندی کے بارے میں ایک روایت یہ بھی مشہور ہے کہ ایک دفعہ ایک رنگریز کی لڑکی نے جس کا نام ارائنی تھا اس نے اتھینا دیوی سے ہنرمندی میں مقابلہ کرنا چاہا یہ ارائنی سوزن کاری میں بڑی ہوشیار تھی اور ماہر تھی جب اس رنگ ریز کی لڑکی اور اتھینا میں

مقابلہ ہوا تو رنگ ریز کی لڑکی نے اتھینا دیوی کے ہاتھوں شکست کھائی اور وہ اس شکست کے بعد ایسی شرمندہ اور بددل ہوئی کہ اپنے گلے میں پھندا ڈال کر اس نے خودکشی کر لی تھی۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ یونانی داستان گو تھوڑی دیر کے لئے مزید رکا دم لیا پھر وہ دوبارہ بولا اور کہنے لگا۔ اب میں تم لوگوں کو ہیرا دیوی کے حالات سناتا ہوں اسے سرپرست دیوی بھی کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ رومنوں میں اسے جونو کے نام سے پکارا اور اس کی پرستش کی جاتی ہے ہیرا یونانی زبان میں مربیہ خاتون کو کہتے ہیں یہ ہیرا دیوی زئیس کی بہن تھی زئیس اس کی خوبصورتی سے ایسا متاثر ہوا کہ اس نے اس سے شادی کی خواہش کا اظہار کیا لیکن ہیرا نے زئیس سے شادی کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ خوب اچھی طرح جانتی تھی کہ زئیس نہ صرف لاابالی طبیعت کا مالک ہے بلکہ ہرجائی قسم کا دیوتا بھی ہے۔

لیکن زئیس کے سامنے ہیرا کی کوئی پیش نہ گئی زئیس نے ضد کر کے اس سے شادی کی لیکن زبردستی کی اس شادی سے ہیرا زئیس سے ہمیشہ خائف اور بدظن رہی ہیرا نے اچھوتا بدن پایا تھا ایسا خوبصورت اور گداز جسم کسی دیوی کا نہیں تھا جیسا کہ ہیرا کا تھا اس دیوی کے مشہور و معروف مندر زیادہ تر ارغوس اور اولمپس میں ہیں شادی شدہ عورتیں اپنے معاملات سدھارنے کیلئے اس سے امداد کی طلب گار ہوا کرتی ہیں۔

آئرس دیوی یعنی قوس قزاح کی دیوی اس ہیرا دیوی کی قاصد تھی اس کی سواری کو مور کھینچتے تھے سواری سنہری رتھ یا تخت زریں کہلاتی تھی اس کے طلائی تاج میں ہمیشہ سوسن اور گلاب کے پھول لگے رہتے تھے مور اور گائے اس کے مقدس جانور ہیں یہ دیوی شادیوں کی بھی نگران ہے اس کے علاوہ یہ شادی شدہ اور کنواری لڑکیوں کا خاص کر خیال رکھتی ہے۔

ہیرا کے علاوہ زئیس کی اور بہت سی بیویاں تھیں جن میں دیویاں اور فانی عورتیں دونوں طرح کی شامل تھی اس لئے ہیرا دیوی رشک کے باعث اکثر زئیس سے جھگڑتی رہتی تھی ہیرا نے زئیس کی دوسری اولاد کے ساتھ جو دوسری بیویوں سے تھی ہمیشہ برا برتاؤ کیا۔ خاص کر وہ زئیس کے بیٹے ہرکولیس کے ساتھ انتہائی جبر اور ستم روا رکھتی رہی ہرکولیس کے ساتھ اس کا برتاؤ بہت ہی برا تھا جب کہ دوسری طرف زئیس اپنے بیٹے ہرکولیس کو انتہا درجے کا پسند کرتا تھا لہٰذا زئیس نے ہرکولیس کے معاملے میں ہیرا سے ناخوش ہو کر اسے ایک سنہری زنجیر کے ذریعے جکڑ دیا تھا تاکہ اس سزا سے اسے یہ احساس ہو کہ اس کا رویہ ہرکولیس کے ساتھ درست نہیں ہے لیکن جب ولکن دیوتا نے ہیرا کی مدد کا ارادہ کرتے ہوئے اس کو زنجیروں سے آزادی دینا چاہی تو زئیس نے اسے آسمان اولپس سے نیچے گرا کر لنگڑا کر دیا تھا۔

یونانی شعراء نے جو تعریف ہیرا دیوی کی شان میں کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی

صورت سے جاہ و جلال شان و شوکت اور خوبصورتی نمایاں تھی ہیرا کی ایک بیٹی تھی نام جس کا ہیبی ہے یہ شباب اور تندرستی کی دیوی ہے ہیبی اکثر اپنی ماں ہیرا کی خدمت میں رہا کرتی تھی اس کے علاوہ ہیبی زئیس دیوتا کی مجلس میں ساقی کے فرائض بھی سرانجام دیا کرتی تھی لیکن ایک مرتبہ اس کے ہاتھ سے پیالہ گر گیا جس میں دیوتا شراب طہورا پی رہے تھے جس پر زئیس نے اس سے ناخوش ہو کر اسے ساقی گری کی خدمت سے برطرف کر دیا تھا۔ یہ ہیرا دیوی کے حالات ہیں اب میں تھیس اور ارتمیس دیوی کے متعلق تفصیل سے بتاتا ہوں۔

ارتمیس کے لغوی معنی ہیں پانی کا اونچا منبع یہ دیوی زئیس اور لیوتا کی بیٹی اور اپالو دیوتا کی جڑواں بہن ہے یہ او تمیس کی تین کنواریوں میں سے ایک کنواری کہلاتی ہے ارتمیس زچگی اور وحشی جانوروں کی دیوی اور دیوتا کے شکار کی نگران اعلیٰ ہے یہ دیوی خود بھی لاجواب شکاری تھی اس کا نشانہ کبھی خطا نہیں جاتا تھا۔

ارتمیس شبنم آلود کنواریوں کی بھی نگران تھی اگر کوئی عورت اچانک اور بغیر تکلیف کے مر جاتی تو عموماً" یہ خیال کرتے ہیں کہ اسے ارتمیس نے اپنے نقرئی تیر کا نشانہ بناتے ہوئے مار ڈالا ہے اس دیوی کے تین روپ ہیں۔ آسمان پر وہ لیونا یعنی چاند' زمین پر ارتمیس اور زیر دنیا یہ دیوی ہیکٹی کے نام سے پکاری جاتی ہے ایک بار وہ تمام دیویوں کو لیکر ایک اندھیرے اور تاریک جنگل میں چلی گئی وہاں اس نے ان تمام دیویوں کو اس جنگل کی سیر کرائی جس کے اندر یہ شکار کیا کرتی تھی اور اس جنگل کی ایک خوبی تھی کہ یہ جنگل ارتمیس کے باپ اور دیوتاؤں کے دیوتا زئیس کے برقی تیروں کی وجہ سے ہمیشہ روشن رہتا تھا۔

چونکہ ارتمیس نے کنواری رہنے کا ارادہ کر رکھا تھا اس لئے وہ تمام عمر کنواری ہی رہی اس کی کمان اتنی بڑی تھی کہ اس کی آواز سے پہاڑ تک لرزہ طاری ہو جاتا تھا شکار سے فارغ ہونے کے بعد وہ ڈلفی میں اپالو کی قربان گاہ کے اوپر اپنے تیر اور ترکش لٹکا دیا کرتی تھیں وہ روپہلی رتھ میں سواری کیا کرتی تھی جسے ہرن کھینچا کرتے تھے اس دیوی کا مندر عجائبات عالم میں شمار کیا جاتا ہے شکار سے فارغ ہونے کے بعد ارتمیس اپنی ماں لیوتا کی تعریف میں گیت گایا کرتی تھی اس کا بھائی اپالو ایک لڑکی کو پسند کرتا تھا ایک دفعہ اس لڑکی نے ارتمیس کے حسن و جمال کا ذکر بڑی حقارت اور نفرت سے کیا جس پر ارتمیس نے ناخوش ہو کر اس کی زبان کو ایک تیر سے چھید کر ہمیشہ کے لئے اسے بے زبان بنا دیا تھا۔

اس دیوی کا بت اس طرح دکھایا جاتا ہے کہ وہ ایک دراز قد اور ایک خوبصورت عورت بنائی جاتی ہے مگر شکاریوں کے لباس میں اس کے ایک ہاتھ میں کمان اور شانے میں ترکش لٹکا ہوتا ہے اس کے پیروں میں جوتیاں ہوتی ہیں اور پیشانی پر ایک روشن نقرئی ھلال ہوتا ہے کبھی کبھار وہ ایک نقرئی رتھ میں سوار ہوتی بھی دکھائی جاتی ہے جسے ہرن کھینچتے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ یونانی داستان گو تھوڑی دیر کے لئے رک گیا اس نے دم لیا پھر دوبارہ کہنے لگا۔

اب میں تم لوگوں کو یکے بعد دیگرے تین مزید دیویوں کے حالات سناتا ہوں۔ اول ہسٹیا' دوم مائیا اور سوئم لیونا۔ پہلے ہسٹیا کے حالات۔ ہسٹیا کو یونان میں آتش دان کہا جاتا ہے یہ دیوی بھی ارتھیس اور اتھنا دیوی کی طرح کنواری ہی رہی تھی اس دیوی کو آگ کے الاؤ آتش دان کاروباری امور گھروں خاندانوں اور گھروں کے چولہوں کی دیوی اور محافظ سمجھا جاتا ہے۔

یونانی لوگ عموماً" کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد اس دیوی کے حضور نذرانے پیش کرتے ہیں اس کے مندروں اور ذاتی گھروں میں آگ جلائی جاتی ہے لوگ اس آگ تاپتے ہیں۔ آگ بجھ جانے کے بعد یہ معنی بھی لئے جاتے ہیں کہ کسی سخت آفت یا مصیبت سے دوچار ہونا پڑے گا جو کوئی بھی ہسٹیا دیوی کی آگ بجھانے کا ذمہ دار ہوتا ہے اسے کوڑے لگائے جاتے ہیں یونان کے ہر شہر میں ایک مشترکہ عوامی آتش دان یا آلاؤ اس دیوی کے لئے مخصوص رہتا ہے اور ساری الاؤ کی آگ کبھی بھی سرد نہیں ہونے دی جاتی۔

روم میں اس دیوی کی آتش مقدس کی دیکھ بھال چھ کنواری پجارنیں کرتی ہیں جنہیں دیوداسیاں کہہ کر پکارا جاتا ہے یہ داسیاں روم میں ویسٹل کے نام سے پکاری جاتی ہیں۔ ان میں سے جو داسی بدچلن ہو جاتی ہے اسے زندہ درگور کر دیا جاتا ہے یا فاقوں مار دیا جاتا ہے اس دیوی کو ہندوؤں کی اگنی دیوی جیسا رتبہ اور مرتبہ دیا جاتا ہے کہنے والوں کا کہنا ہے کہ اس دیوی کی پرستش کو ٹرائے کے ایک شہزادے انیئس نے رواج دیا تھا۔

جہاں تک دوسری دیوی مائیا کا تعلق ہے یہ بھی دیوتاؤں کے دیوتا زئیس کی محبوباؤں میں سے ایک ہے اس کے بطن سے ہرمیس یعنی مرکری دیوتا آرکیڈیا کے علاقہ کوہ کلینی کے غار میں پیدا ہوا تھا جب ہرمیس یعنی مرکری نے بچپن میں اپالو کے بیل چرا لئے تو اس کی ماں مائیا نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا تھا اس نے ہرمیس کی بے گناہی کے سلسلے میں یہ دلیل دی جس وقت اپالو کے بیل چوری ہوئے تھے ہرمیس ہنڈولے میں پڑا تھا وہ بھلا اس عمر میں بیل کیسے چرا سکتا تھا لیکن بعد میں مرکری کی چوری کو اپالو نے ثابت کر دیا تھا۔

اب تم لوگ دیوی لیونا کے حالات سنو اس دیوی نے یونانی دیومالا کے دو عظیم کرداروں کو جنم دیا ان میں سے ایک تو دیوی ارتمیس ہے اور دوسرا اپالو دیوتا ہے ان دونوں کو لیوتا نے جنم دیا تھا ان دونوں ہی کی وجہ سے لیونا کا نام زندہ و جاوید ہے۔

یہ دیوی دیوتاؤں کے دیوتا زئیس کی محبوبہ تھی تمام دیوتا اس کے حسن و جمال کی بے حد

تعریف کرتے تھے جس کی بنا پر زئیس کی ہر دل بیوی ہیرا دیوی نے حسد میں آکر اسے زمین پر پھینک دیا اور ایک سانپ کو لیونا کو ہلاک کرنے کے لئے بھیج دیا یہ صورت حال دیکھتے ہوئے لیونا کو زمین بھی قبول نہ کیا آخر پوسائیڈن دیوتا کو اس پر رحم آگیا اس زمانے میں ڈیلوس کا جزیرہ متحرک تھا کبھی جزیرہ پانی کے اوپر آجاتا تھا اور کبھی یہ پانی میں ڈوب جاتا تھا دیوتا پوسائیڈن نے اپنا ترشول مار کر اسے ہمیشہ کے لئے ساکن کر دیا اور لیونا دیوی کو ایک بٹیر کی شکل میں اس جزیرے پر چھوڑ دیا اس جزیرے میں اس کی ہاں اپالو اور دیوی ارتمیس پیدا ہوئے مگر ہیرا دیوی نے اسے وہاں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا تھا لہٰذا وہ مجبور ہو کر اس جزیرے سے نکلی اور دنیا میں مختلف مقامات پر ماری ماری پھرتی رہی۔

آخر یہ لیونا دیوی ایشیائے کوچک کے شہر لیسیا جا پہنچی یہاں وہ کڑاکے کی دھوپ میں میدانوں میں یوں ہی بغیر کسی مدعا اور بغیر کسی مقصد کے پھرتی رہی جس سے اس کا سر گھومنے لگا اور وہ بے حد کمزور ہو گئی تھی تب اسے ایک چشمہ دکھائی دیا وہ پیاس بجھانے کی خاطر اس چشمے کی طرف دوڑی مگر وہاں کے سنگ دل کسانوں نے اسے پانی نہ پینے دیا اس طرح یہ دیوی بچاری جگہ جگہ دھکے کھاتی ہوئی اپنی زندگی کے دن پورے کر گئی۔

یہاں تک کہنے کے بعد اس یونانی داستان گو نے تھوڑی دیر رک کر دم لیا پھر وہ دوبارہ عزازئیل عارب اور نبیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا سنو میرے مہربانو! اب میں تمہیں یونان کی ایک اور طاقتور دیوی اور اس کی بیٹی کے حالات سناتا ہوں اس دیوی کا نام دمیتر ہے اسے فصل اور غلہ کی دیوی سمجھا جاتا ہے یہ دیوی پر سفیونی کی ماں تھی جسے پاتال کا دیوتا لے اڑا تھا اس دیوی کی عزت اور یادگار کے طور پر بڑی ہی شان و شوکت سے عیدیں منائی جاتی ہیں اور بعض عجیب و غریب رسمیں بھی ادا کی جاتی ہیں۔

دمیتر کا بت دراز رعب دار بنایا جاتا ہے اس کے پر سنہری بنائے جاتے ہیں اور ان میں اناج کا ایک ہار سجایا جاتا ہے اس کے دائیں ہاتھ میں ایک درانتی اور بائیں ہاتھ میں مشعل دکھائی جاتی ہے الوسس شہر میں اس دیوی کے بہت سے مندر تعمیر کئے گئے تھے موسم بہار میں اس دیوی کے حضور قربانیاں پیش کی جاتی ہیں اور اس کے بت پر شراب اور دودھ چڑھایا جاتا ہے۔

یہ دیوی دمیتر دیوتاؤں کے دیوتا زئیس کی بہن تھی لیکن زئیس نے اس سے شادی کر لی تھی جس کے نتیجے میں اس کے ہاں دو بچے ہوئے تھے ایک لڑکا جس کا نام الیاکس تھا اور ایک لڑکی پر سفیونی تھی جو انتہائی خوبصورت اور بے حد حسین تھی یہ پر سفیونی کچے یا ہرے اناج کی دیوی خیال کی جاتی ہے رومنوں کے ہاں اس دیوی کا نام پرسپائن سمجھا جاتا ہے یہ نازک اندام اور خوبصورت پر سفیونی سارا سارا دن مرغزاروں میں گھومتی رہتی وہ دکھ کے تاریک اندھیروں سے غافل تھی بھولی بھالی پر سفیونی کے ساتھ دوسری دیویاں بھی مزے سے گھوما کرتی تھیں پر سفیونی اور اس کی سہیلیوں کے نزدیک حسن کے سوا اس دنیا میں کوئی اور شے نہ تھی دمیتر کو اپنی اس لاڈلی اور خوبصورت بیٹی سے عشق کی حد تک محبت پیار اور لگاؤ تھا اور وہ اس کی ہر دم خبر گیری رکھتی تھی۔

وینس دیوی نے جب اس پر سفیونی کی خوبصورتی اور فارغ البالی دیکھی تو حسد کئے بغیر نہ رہ سکی لہٰذا اس نے اپنے شریر بیٹے کیوپڈ کو مشورہ دیا کہ وہ پاتال کے دیوتا ہیڈز کو پر سفیونی کی محبت کا تیر مارے وہ اس کی محبت میں گرفتار ہو جائے گا تو اسے پاتال کی گہرائیوں میں لے کر گم کر دے گا پھر دنیا کے مرغزاروں کا حسن پر سفیونی کو نہیں دیکھ پائے گا کیوپڈ نے اپنی ماں سے وعدہ کیا کہ وہ اس کی بات پر ضرور عمل کرے گا اور ہیڈز کا دل پر سفیونی کی محبت کے سلسلے میں ضرور چھید کر رکھ دے گا۔

جن دنوں وینس نے اپنے بیٹے کیوپڈ سے یہ بات کی ان دنوں پاتال کا دیوتا ہیڈز اپنے سیاہ گھوڑے کا رتھ لئے عفریتوں کی بغاوت دور کرنے کے لئے پاتال کی گہرائیوں سے باہر آیا ہوا تھا وینس کو بھی اس بات کا علم تھا لہٰذا اس نے اس موقع پر اپنے بیٹے کیوپڈ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

سنو کیوپڈ میرے بیٹے آسمانی دیوی دیوتاؤں میں کئی ایک ایسے بھی ہیں جو ہماری شان و شوکت اور طاقت سے خائف ہیں وہ ہم سے سخت حسد کرتے ہیں اتھینی اور ارتمیس نے تو کبھی بھولے سے ہمارا حال نہیں پوچھا اور نہ ہی دمیتر نے ہمیں کوئی اہمیت دی ہے اس دمیتر کی بیٹی پر سفیونی بھی اپنی ماں کی طرح مغرور اور حاسد ہے اس نے کبھی ہمارا حال تک نہیں پوچھا ان حالات میں ہمیں بھی ان کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے اپنی ماں کی یہ گفتگو سن کر کیوپڈ کو سخت غصہ آیا لہٰذا وہ اسی وقت پاتال کے دیوتا ہیڈز کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا اور اسے دیکھتے ہی اس نے اپنی ماں وینس کی ہدایت پر اپنا تیر چلا دیا تھا یہ تیر چلتے ہی پاتال کا دیوتا ہیڈز دمیتر کی بیٹی پر سفیونی کی محبت میں گرفتار ہو گیا تھا۔

پاتال کا دیوتا ہیڈز پر سفیونی کو تلاش کرتا ہوا پھولوں کے اس جھنڈ میں جا پہنچا جہاں پر سفیونی موجود تھی اتفاق سے اس روز پر سفیونی اکیلی ہی اپنے باغ کے اندر گھوم پھر رہی تھی پاتال کے دیوتا ہیڈز نے اس موقع کو اپنے لئے غنیمت جانا لہٰذا باغ میں داخل ہو کر اس نے پر سفیونی کو اٹھایا اور اپنی سلطنت کی طرف لے چلا۔

راستے میں پر سفیونی نے بہتیرا چیخ چلا کر مدد کے لئے پکارا وہ مختلف دیوی دیوتاؤں کو آوازیں دیتی رہی ساتھ اس نے ان پھولوں کو بھی پکارا جن میں گھوما پھرا کرتی تھی مگر اس وقت کوئی بھی پر سفیونی کی امداد کو نہ پہنچا انجام کار ہیڈز اسے لے کر پاتال کی گہرائی میں جا پہنچا تھا۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ یونانی داستان گو تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر بڑے غور سے وہ عزازئیل عارب اور نبیطہ کی طرف دیکھ کر کہنے لگا میں یہاں آپ لوگوں کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ ایک

روایت یہ بھی ہے کہ کیوپڈ کے تیر چلانے پر ہیڈز پر سفیونی کی محبت پر گرفتار ہو گیا تو اس نے اپنے
بھائی زئیس سے اپنے لئے پر سفیونی کا رشتہ مانگا۔ زئیس ہیڈز کی اس بات پر شش و پنج میں مبتلا ہو گیا
اس کی سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا کہ وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے وہ اپنی بہن اور محبوبہ دلیتر کی طبیعت
سے خوب اچھی طرح واقف تھا وہ اس کے قہر و غضب سے بھی آگاہ تھا اور ماں بیٹی کی محبت کو بھی وہ
خوب اچھی طرح جانتا تھا کہ دیمتر اس بات پر کبھی بھی راضی نہ ہو گی کہ پر سفیونی کی شادی ہیڈز سے
کر دی جائے۔

لیکن اس کے باوجود زئیس اپنے بھائی ہیڈز کی ناراضگی بھی مول لینے کے لئے تیار نہ تھا اس
بنا پر اس نے ہیڈز کو ذومعنی سا جواب دے کر ٹرخا دیا تھا۔ ہیڈز کو اپنے بھائی اور دیوتاؤں کے دیوتا
زئیس کا اتنا اشارہ ہی کافی تھا وہ اپنے آپ میں سمجھ گیا کہ اگر اس نے پر سفیونی کو اغوا کر لیا تو زئیس
اس معاملے میں کوئی دخل نہیں دے گا لہٰذا زئیس ہی کی شہہ پر اس نے پر سفیونی کو اس کے باغ
سے اٹھایا اور بغیر کسی ڈر اور خدشے کے وہ اسے اٹھا کر پاتال میں لے گیا تھا۔

جب دیوی دیمتر کو اپنی بیٹی پر سفیونی کے اغوا کا پتہ چلا تو وہ اپنے آپ میں تڑپ اٹھی وہ دیوانہ
وار اپنی بیٹی کی تلاش میں چل نکلی اس نے وادیوں اور میدانوں کا چپہ چپہ چھان مارا کوہستانی سلسلوں
اور دشت و دریاؤں میں وہ پر سفیونی پر سفیونی ہی پکارتی گھومی مگر کسی ایک نے بھی دیمتر کی حالت
زار پر رحم نہ کھایا اور نہ ہی اسے کسی نے پر سفیونی کا پتہ بتایا لہٰذہ دیمتر جگہ جگہ اپنی بیٹی کو تلاش کرتی
پھرتی۔

بہر حال جب پر سفیونی کی تلاش میں دیمتر نے سمندر تک کھنگال مارا تو سمندر کا دیوتا اور
اس کا بھائی پوسائیڈن اس کے پیچھے پڑ گیا اور اسے اپنے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کیا مگر دلیتر نہ مانی
اس پر پوسائیڈن نے اسے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے ایک عورت سے گھوڑی بنا کر
اپنے پاس رکھ لیا دیمتر اپنے بھائی کی اس حرکت پر سخت برافروختہ ہوئی وہ پوسائیڈن کے ہاں سے
فرار ہو کر اپنے سوتیلے بھائی روشنس کے اصطبل کی گھوڑیوں میں جا شامل ہوئی تھی۔
اس کے بعد دیمتر حرکت میں آئی روشنس کے اصطبل سے ایک روز نکل کر وہ دریائے
لیڈون میں جا کر نہائی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائی اور ایک بار پھر وہ گھوڑی سے اپنی انسانی
شکل و صورت میں تبدیل ہو گئی اس طرح اس نے پھر بڑی تیزی اور تندی کے ساتھ اپنی بیٹی
پر سفیونی کو تلاش کرنا شروع کر دیا تھا۔

اس آوارگی اور بد حالی میں دیمتر الیوسیس شہر جا پہنچی اس نے دیکھا اس شہر کے لوگ
زراعت سے بیگانہ تھے پھلوں اور شکار پر گزر بسر کرتے تھے جب وہ اس شہر کے ایک کنواں پر پہنچی تو
وہاں کے حاکم شاہ سیلوس کی بیٹی کلی ڈائنک اسے دیکھ کر حیران رہ گئی اس لئے کہ اس نے کسی دیوی کا

حسن پہلی بار دیکھا تھا کلی ڈائنک کے ساتھ اس کی سہیلیاں بھی تھیں سب ہی دیوی کے حسن سے
اس قدر متاثر ہوئیں کہ آخر کلی ڈائنک نے دیمتر کو ایک دایہ کی حیثیت سے اپنے ہاں ملازم رکھ لیا۔
ان ہی دنوں بادشاہ سیلوکس کے ہاں ایک بچہ ہوا دیمتر چونکہ بادشاہ کے ہاں ایک دائی کی
حیثیت سے کام کر رہی تھی لہٰذا اس نے اس بچے کا نام ڈیموفون رکھا اور اس کی پرورش شروع کر
دی تھی ایک روز دیمتر نے اس بچے کو آگ میں ڈال کر دیوتائی قوت دینا چاہی مگر عین وقت پر بچے
کی ماں پہنچ گئی جس پر دیمتر نے اس سے شکوہ کیا کہ اس نے بے وقت آکر اپنے بچے کو پوتر اور پاک
ہونے سے روک لیا ہے۔
اس واقعہ کے بعد دیمتر نے بادشاہ کے سب گھر والوں پر اپنی اصلیت ظاہر کر دی تھی بادشاہ
کے تین بیٹوں میں سے ایک نے جس کا نام لیموس تھا دیمتر کو پر سفیونی کے اغوا کے بارے میں آگاہ
کر دیا اسی جگہ دیمتر سے ملنے کے لئے اریتھو دیوی بھی حاضر ہوئی اور اس نے بھی دیمتر کو بتایا کہ
اس کی بیٹی پر سفیونی کو پاتال کا دیوتا ہیڈز اغوا کر کے لے گیا ہے اس کے بعد اناج کی دیوی ہیکٹی نے
بھی دیمتر پر یہ انکشاف کر دیا کہ واقعی اس کی بیٹی کے اغواء میں اس کا بھائی ہیڈز ملوث ہے۔
یہ سن کر دیمتر نہایت غصے اور غضب ناکی کی حالت میں بادشاہ کے ہاں سے اپنے مندر پہنچی
اور اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس نے دنیا میں قحط ڈال دیا سبزہ اور ہریالی کا نام و
نشان تک مٹ گیا کھیت اداس و ویران ہو گئے پانی کے سوتے سوکھ گئے قحط کیا تھا ایک عذاب عظیم

دیمتر کے اس قحط سے تمام اولمپین دیوی دیوتا گھبرا گئے تھے زئیس شرم کے مارے خود تو اس
کے سامنے نہ گیا البتہ اس نے تمام دیوی دیوتاؤں کو باری باری اس کے پاس بھیجا تاکہ وہ اپنا غم و
غصہ تھوک کر دنیا کو پہلے کی طرح کر دے انجام کار مرکری دیوتا نے دیمتر سے وعدہ کیا کہ وہ پر سفیونی
کو ہیڈز کے پاس سے لے کر آئے گا لہٰذا وہ دنیا کو قحط سے نجات دے دیمتر نے مرکری کی اس بات کو
تسلیم کر لیا اور اس نے دوبارہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے دنیا کو قحط سے نجات دے
دی۔

چنانچہ اپنے وعدے کے مطابق پر سفیونی کو لانے کے لئے مرکری ہیڈز کے ہاں پہنچا جب
پر سفیونی کو پتا چلا کہ مرکری اسے ماں کے پاس لے جانے کے لئے آیا ہے تو وہ خوشی سے پھولی نہ سمائی
خوشی میں اس نے ہیڈز کے ہاں سے چند دانے انار کے کھا لئے اس سے وہ ہیڈز کی قید میں ہو گئی
اس سے پہلے اس نے ہیڈز کے ہاں کوئی شے نہ کھائی تھی۔
بہر حال مرکری نے ہیڈز کو سمجھایا اور اسے بتایا کہ دیمتر کی ناراضگی کی وجہ سے پوری دنیا قحط
کی لپیٹ میں آ گئی ہے اور لوگ انتہائی تنگ دستی اور کسمپرسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اس پر ہیڈز

نے اس وعدے پر پر سفیونی کو اپنے ہاں سے الوداع کیا کہ وہ سال میں چار ماہ پاتال میں اس کے پاس آکر رہا کرے گی اور آٹھ ماہ اپنی ماں دیمتر کے پاس رہا کرے گی مرکری نے ہیڈز کی ان شرائط کو قبول کر لیا اس طرح وہ پر سفیونی کو ہیڈز کے ہاں سے نکال کر اس کی ماں دیمتر کے پاس پہنچانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

------○------

وہ یونانی داستان گو تھوڑی دیر خاموش رہ کر پھر اپنی گفتگو کا سلسلہ شروع کرنے والا تھا کہ اس واقع پر عزازیل بولا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا کہ قبل اس کے کہ تم کسی اور دیوی دیوتا کے حالات سنانے شروع کرو پہلے تم ہمیں کوہستان اولمپس کے متعلق روشنی ڈالو جس کا تم نے اپنی باتوں میں ذکر کیا ہے اس پر وہ یونانی داستان گو کہنے لگا اے میرے مہربانوں کچھ جگہیں ایسی ہیں جو یونانیوں کے ہاں بڑی مشہور و معروف اور متبرک اور اہمیت والی خیال کی جاتی ہیں کوہستان اولمپس بھی ان میں سے ایک ہے اس پر عزازیل کہنے لگا کہ پہلے تم ہمیں ایسی ہی مقدس جگہوں پر روشنی ڈالو اس کے بعد ہم اگر وقت ہوا تو تم سے باقی ماندہ دیوی دیوتاؤں کے حالات سنیں گے اس پر وہ یونانی داستان گو تھوڑی دیر رک کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

میرے مہربان اجنبیو! کوہستان اولمپس وہ مقدس جگہ ہے جہاں دیوی دیوتا رہائش رکھتے ہیں اس جگہ دیوی دیوتا دنیا اور دنیا والوں کے عروج و زوال کے فیصلے صادر کرتے ہیں۔

یونان میں شمال مشرق کی سمت میں تھسلی نام کا ایک پہاڑ ہے اس کو ہستانی سلسلے کی سب سے اونچی چوٹی کو اولمپس یا اولمپیا کہا جاتا ہے یہ یونان کی سب سے اونچی چوٹی شمار کی جاتی ہے دیوتاؤں کے دیوتا زیمس کی طلبی پر سب دیوی دیوتا اس کوہ اولمپس پر حاضر ہوتے ہیں وہاں دربار میں اپنی حاضری پیش کرتے ہیں آب حیات اور شراب مقدس نوش کرتے ہیں اور کائنات کے مسائل زیر بحث لائے جاتے ہیں۔

کوہستان اولمپس کی ان مقدس مجالس میں اپالو دیوتا بربط بجا کر اپنے اشعار سے دیوتاؤں کو محفوظ کرتا ہے۔ اس کے علاوہ نغموں کی دیویاں بھی گیت سنا کر ان مجالس کو چار چاند لگا دیتی ہیں اولمپس کی چوٹی چونکہ ہمیشہ گھنے بادلوں میں گھری رہتی ہے اس لئے کوئی بھی شخص ان دیوی دیوتاؤں کو دیکھ نہیں سکتا۔

اس کوہستان اولمپس کے اوپر یونانیوں کے نزدیک آسمان کے بادلوں سے بھی پرے دیوتاؤں کی رہائش گاہیں تھیں۔ ہوا، آندھی یا طوفان وہاں کے گہرے سکوت کو ختم کرنے کی جسارت نہیں رکھتے تھے زمین کے بلا خیز طوفانوں کی وہاں تک رسائی نہیں تھی نہ وہاں بارش ہوتی اور نہ ہی وہاں برف باری ہوتی تھی اس لئے چاروں طرف صاف شفاف نکھرا نکھرا آسمان چھایا ہوا ہوتا ہے اور

دیواروں میں ہمیشہ چمکیلی دھوپ چمکتی رہتی ہے بادلوں میں ایک ایسا پھاٹک ہوتا ہے جس کے ذریعے انسانوں کے ساتھ دیوتاؤں کے تعلقات اور نامہ و پیام جاری رہتے ہیں اس دروازے پر دیوی دیوتا پہرہ بھی دیتے ہیں۔

اے میرے ساتھیو کوہستان اولمپس کے ساتھ ساتھ اس کے گردونواح کا تذکرہ کر دینا بھی ضروری ہے تاکہ پوری تفصیل تمہارے ذہن میں آجائے کوہستان اولمپس کے اطراف میں ایلس کے علاقے میں اولمپیا نام کا وسیع میدان ہے جہاں اولمپکس کھیل کھیلے جاتے ہیں یہ مقام دریائے الفیس اور کلاڈیس کے سنگم پر واقع ہے اسی مقام پر دیوتا زیمس کا مندر بھی بنا ہوا ہے جسے آتمیں کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ اس اولمپیا کے میدان میں جب کھیل شروع ہوتے ہیں تو ایک جشن کی سی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں پورے پانچ دن تک یہ کھیل ہوتے رہتے ہیں پہلا دن تقریبات کے لئے مختص ہوتا ہے اس روز زیمس کے روبرو قربانی پیش کی جاتی ہے اور حصہ لینے والے کھلاڑی حلف اٹھاتے ہیں دوسرے دن بیس سال سے کم عمر کے کھلاڑیوں کے مقابلے ہوتے ہیں تیسرے دن بالغ کھلاڑیوں کے مقابلے ہوتے ہیں جن میں عموماً شمشیر زنی اور دوسرے ہتھیاروں سے مقابلے ہوتے ہیں چوتھا روز سب سے زیادہ پر رونق ہوتا ہے اس روز رتھوں کی دوڑ ہوتی ہے یہ کھیل سب سے زیادہ خوفناک اور جانبازی کا ہوتا ہے آخری دن اختتامی اور الوداعی تقریب کا ہوتا ہے جس میں جیتنے والوں کو انعامات سے نوازا جاتا ہے اولمپیا میں زیمس کا چالیس فٹ لمبا مجسمہ بھی ہے جو دنیا کے سات عجائبات میں شمار ہوتا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ یونانی داستان گو جب رکا تو عزازیل نے اسے مخاطب کر کے پوچھا سن اے داستان گو کیا یونانیوں کا جنت اور دوزخ کے متعلق بھی کوئی عقیدہ ہے۔ اس پر وہ داستان گو کہنے لگا ہاں یونانی دوزخ کو ہاؤس اور جنت کو الیسیم کہہ کر پکارتے ہیں یونانیوں کا عقیدہ ہے کہ روح فانی ہے بلکہ جس قسم کے وہ کام کرتی ہے اسی قسم کی اس کو سزا یا جزا ملتی ہے بعد از موت کے بارے میں یونانیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ موت کے بعد انسانوں کی روحیں دریائے اسٹائیکس پر جو پلوٹو دیوتا کی عملداری میں ہے پہنچا دی جاتی ہیں پھر کچھ ملاح کشتیوں کے ذریعے ان روحوں کو اس دریا کے پار پہنچاتے ہیں لیکن یونانیوں کا عقیدہ ہے کہ صرف ان روحوں کو اس دریا کے پار پہنچایا جاتا ہے جن مردوں کو دفن کیا جاتا ہے جو لوگ دریا سمندر میں ڈوب مرتے ہیں یا کسی وجہ سے دفن نہیں کئے جاتے ہیں ایسے لوگوں کی روحیں عرصہ دراز تک دریا کے کنارے بھٹکتی رہتی ہیں۔

روحوں کو کشتی کے ذریعے دریائے اسٹائیکس کے پار کرانے کے بعد پلوٹو دیوتا کے محل میں حاضری دی جاتی ہے محل کے دروازوں پر تین سروں والا کتا سربیرس پہرہ دیتا رہتا ہے اس کتے کے جسم پر بالوں کی جگہ سانپ ہوتے ہیں۔

اس کے بعد مرکزی دیوتا روحوں کو دھکیل کر تین منصفوں کے سامنے پیش کرتے ہیں منصف لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق سزا یا جزا دیتے ہیں بدکاروں اور شریروں کو دوزخ میں اور راست کاروں کو بہشت میں بھیج دیا جاتا ہے۔

یونانیوں کا عقیدہ ہے کہ دوزخ میں روحیں عذاب بھگتتی رہتی ہیں وہاں تاریکی خوف اور دہشت کے سوا کچھ نہیں ہوتا کہتے ہیں کہ وہاں مجرم اور گناہ گار لوگ ہی بدترین اذیتوں میں مبتلا جاتے ہیں۔

جہاں تک جنت کا تعلق ہے یونانیوں کا عقیدہ ہے کہ یہ ایسا مقام ہے کہ جہاں نہ تو شدید سردی ہوتی ہے اور نہ ہی برف باری کے مناظر باد و باراں کے طوفان سے بھی اس علاقے کو دوچار نہیں کیا جاتا اس خطے میں رہ رہ کر سمندری ہوا دھیرے دھیرے گنگناتی ہوئی آتی ہے اور انسانوں کی روحوں کو فرحت بخشتی چلی جاتی ہے یہاں صرف وہی لوگ مر کر آتے ہیں جن کی زندگی گناہوں سے مبرا ہوتی ہے اس جنت میں بسنے والوں کو خوراک کے حصول کے لئے محنت و مشقت کی بھی ضرورت نہیں پڑتی انہیں ہر شے ان کی خواہش کے مطابق میسر آتی ہے۔

اس جنت میں یونانیوں کا عقیدہ ہے کہ دیوتاؤں کی شفقتوں اور رعنائیوں کی وجہ سے وہاں کے رہنے والے لوگوں کی زندگی میں آنسو کا قطعی کوئی گزر نہیں ہوتا وہ ہمیشہ خوش و خرم رہتے ہیں جنت میں نہ تو پاتال جیسی خوفناک گہرائی ہوتی ہے اور نہ ہی رات جیسی دل ہلا دینے والی تاریکی ہوتی ہے اس بابرکت خطے کے گرد نرم رو سمندری ہوائیں چلتی ہیں اور درختوں اور پانیوں پر سنہرے پھول جھومتے مسکراتے ہیں اور اس خطہ میں رہنے والے جنتی لوگ ہر قسم کی اذیت اور مصیبت سے آزاد ہوتے ہیں۔

جنت دوزخ کا نقشہ کھینچنے کے بعد وہ یونانی داستان گو جب خاموش ہوا تو عزازیل پھر بولا اور اس سے کہنے لگا سن داستان گو تو نے ہمیں یونانی دیوتاؤں اور ان کے مقدس کوہستان اولمپس کے متعلق تفصیل بتائی تو نے یونانیوں کے عقیدہ کے مطابق جنت دوزخ پر بھی خوب روشنی ڈالی اس کے لئے ہم تینوں تیرے شکر گزار ہیں اب میرے ذہن میں دو باتیں آتی ہیں جن کی میں تمہاری طرف سے تفصیل چاہتا ہوں یونانیوں کے ہاں ایک تو ڈلفی کا مندر اور دوسرا پنڈورا نام کی عورت بے حد مشہور ہیں کیا تم اپنے الفاظ میں ڈلفی مندر اور پنڈورا نام کی عورت پر روشنی ہیں ڈالو گے عزازیل کے اس سوال پر داستان گو کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کہنے لگا پہلے میں تمہیں ڈلفی مندر کی حقیقت سے آگاہ کرتا ہوں اس کے بعد تمہیں پنڈورا نام کی عورت سے متعلق تفصیل بتاؤں گا۔

سنو مہربان اجنبیو! یونان میں پارناسس نامی پہاڑ کے نشیب میں ڈلفی کا شہر آباد ہے اس پہاڑ

کی ایک عمیق غار میں پائتھن نامی اژدہا رہتا تھا جو بے حد خونخوار اور طاقت ور تھا اپالو دیوتا نے اسے قتل کر کے غار پر قبضہ کر لیا تھا اور پھر اسی یادگار معرکہ کو یاد رکھنے کی خاطر لوگوں نے وہاں اپالو کا مندر بنا دیا مندر کے اندر ایک حجرے میں ایک سوراخ تھا جس میں سے قدرتی ٹھنڈے بخارات نکلتے رہتے تھے ان کی تاثیر سے جاندار بے خود اور دیوانہ سا ہو جاتا تھا اور اسے تشنج بھی محسوس ہونے لگتا تھا اس پر لوگوں کا اعتقاد پختہ ہو گیا کہ جو کچھ ہوتا ہے اپالو دیوتا کرتا ہے اور اس بے خودی کے عالم میں انسان جو بھی اول خول بکتا ہے اسے اپالو کی زبان کہتے ہیں اسی کو کوہ ندا ربانی یا اپالو کا مکاشفہ بھی کہہ کر پکارا جاتا ہے یہاں لوگ دور دور سے اپنے سوالوں کا جواب پانے کی خاطر آتے ہیں۔

ڈلفی مندر میں یونانی اور غیر یونانی دونوں اپنی اپنی اغراض لے کر آتے ہیں البتہ اولمپیا میں جہاں کسی غیر یونانی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں اس کے برخلاف ڈلفی مندر میں یہ یونانی اور غیر یونانی آکر اپنے سوالوں کا جواب پا سکتا ہے کہا جاتا ہے کہ یونان کے سات بڑے بڑے عاقلوں کے اقوال ڈلفی مندر کے بت خانے کے دروازے پر کندہ ہیں اور یہ ڈلفی کی عقلمندی اور فراست کے ممتاز ترین نشانات سمجھے جاتے ہیں ڈلفی کے مندر میں سوالوں کے جواب پوچھنے کا طریقہ کار یہ ہے کہ پجاری اس سوراخ پر تپائی رکھ کر اس پر ایک پجارن یعنی کاہنہ بٹھا دیتے ہیں یہ کاہنہ جو کچھ کہتی ہے اسے بہترین انداز میں منظوم کر کے سائل کے سامنے پیش کر دیتے ہیں سوالوں کے جواب رمز و کنایہ کے علاوہ ذو معنی دیئے جاتے ہیں اور عام طور پر ہر ایک کو مطمئن کر کے لوٹایا جاتا ہے اوائل میں اس مکاشفہ کی خدمت اعلیٰ خاندان کی کوئی نوجوان کنواری دوشیزہ بجا لاتی تھی مگر بعد میں پچاس سال سے زائد کی کنواری بڑھیا یہ کام سرانجام دینے لگی۔

یہ مقدس فریضہ انجام دینے سے پہلے کاہنہ نہا کر پاک کپڑے پہنتی، زیور سجاتی اور مندر کے مقدس چشمے کا پانی پیتی اور پھر مخصوص میوے کھانے کے بعد تپائی پر بیٹھتی ہے ندائے غیب کا یہ عجیب و غریب عمل اکثر سال نہیں ایک بار ہی ہوتا ہے۔

ڈلفی کا یہ پیغام ربانی بہت جلد مقبول ہو گیا اور بادشاہ، شہزادے امراء و عوام اس جگہ اپنے اپنے سوالات لے کر پہنچنے لگے اہل سپارٹا جب تک ڈلفی کے مندر میں پہنچ کر پوچھ نہ لیتے اپنے کسی کام کو سرانجام نہ دیتے ذاتی سوالوں کے علاوہ ملکی اور سیاسی امور کے بارے میں بھی یہاں سے مشورہ یا استخارہ ضرور کیا جاتا ہے خانہ جنگی کے دوران بھی کوئی فریق اس پاک اور مقدس جگہ کو نقصان نہیں پہنچاتا اور ہر کوئی اس مندر کا احترام کرتا ہے۔

اس مندر کی حفاظت کے لئے ایک کونسل بنی ہوئی ہے جو ملکی امور کو حل کرنے کے علاوہ ڈلفی مندر کی حفاظت بھی کرتی ہے خانہ جنگی اور دیگر جنگوں میں اس مندر کی محفوظ رہنے کی یہی وجہ

تھی کہ یہ مندر ایک ایسی کونسل کے تحت تھا جس نے یونان کے لوگوں کو بیشمار فوائد پہنچائے تھے اس مجلس کے ہر فرد کو حلف اٹھانا پڑتا تھا کہ کوئی شخص ڈلفی کی ریاست یا اپالو دیوتا کے مندر کو کسی قسم کا نقصان پہنچائے گا تو اسے سزا دلانے میں کسی اور رعایت سے کام نہیں لیا جائے گا میرے ساتھیو یہ ہے ڈلفی مندر کے متعلق تفصیل۔ اب میں تمہیں پنڈورا نام کی عورت سے متعلق تفصیل کے ساتھ بتاتا ہوں۔

میرے مہربان اجنبیو! جہاں تک پنڈورا نامی عورت کا تعلق ہے اسے ہم یونانی نہ صرف دنیا کی پہلی عورت تسلیم کرتے ہیں بلکہ دیوتاؤں کے مابین مخاصمت اور جنگ و جدل کا سبب بھی اسی عورت کو سمجھا جاتا ہے اسی پنڈورا نام کی عورت کی بدولت دو عظیم دیوتاؤں یعنی زئیس اور پرومی کے درمیان نفرت و حقارت پھیلی اور دونوں ایک دوسرے کی تباہی کا سبب بن کر رہ گئے تھے اس دیومالائی کہانی سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ عورت روز ازل سے ہی فتنہ و فساد کا موجب تھی اور اس نے ہر جگہ جا کر تباہی و بربادی کی بنیاد رکھی۔

اس عجیب و غریب کہانی کا آغاز کچھ یوں ہوتا ہے کہ زئیس نے مردوں کو دینے کے لئے ایک شیطانی چیز بنائی دیکھنے میں یہ بڑی سہانی اور دلنشین تھی یہ ایک انتہائی خوبصورت نازک اندام اور شرمیلی دوشیزہ تھی۔ جس کا نام پنڈورا تجویز کیا گیا پنڈورا کے لغوی معنی ہیں سب کے تحفے۔

دیوتاؤں نے پنڈورا نام کی اس عورت کو بیشمار تحفے دیئے جن میں ریشمی پوشاکیں' زرکار نقاب' تازہ پھولوں کے روشن ہالے' سنہری تاج اور اس پر مزید یہ کہ اس پنڈورا نام کی کنواری لڑکی کا شباب ایسا تھا کہ پھٹا جاتا تھا دیوتاؤں کے ایسے ہی عطا کردہ تحفوں کی وجہ سے اس نازک اندام حسینہ کو پنڈورا کہا جانے لگا تھا۔

جب اس حسین و جمیل بلا کی تکمیل مکمل ہو گئی تو زئیس نے اس فتنہ ساماں کو پردے سے باہر نکالا دیوتا اور انسان اس خوبصورت بلا کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے تھے یونانی دیومالائی رو سے دنیا کی یہ پہلی عورت ہے اسی سے عورتوں کی باقی ماندہ نسل چلی۔ جو مردوں کے حق میں زہر قاتل اور برائی کی جڑیں اور جن کی گھٹی میں ہی شیطنت بھری پڑی ہے۔

سارے دیوتاؤں نے پنڈورا نام کی اس لڑکی کو ایک صندوق بخشا اس صندوق فتنہ پرور میں ہر دیوتا نے کوئی نہ کوئی مضرت رساں اور خطرناک شے بند کر دی تھی اور پنڈورا سے یہ کہا گیا تھا کہ وہ اس صندوق کو اس شخص کے پاس لے جا کر کھولے گی جو اس سے شادی کرے گا پھر زئیس کے حکم پر اس پنڈورا کو دیوتا پرومی تھیوس کے پاس لے جایا گیا جو دیوتا زئیس کا بھائی تھا یہ پرومی تھیوس پنڈورا کو دیکھتے ہی اس پر جی جان سے فدا ہو گیا تھا اور اس نے بلا حیل و حجت پنڈورا سے شادی کرنے کا عزم ظاہر کر دیا حالانکہ دیوتا زئیس نے اپنے بیوقوف بھائی پرومی کو منع بھی کیا کہ وہ پنڈورا سے شادی نہ کرے ورنہ وہ مصیبتوں میں مبتلا ہو جائے گا اس لئے کہ پنڈورا تو زئیس کے فتنہ پرور تحفے کا دوسرا نام ہے۔

مگر پرومی تھیوس نے بھائی کی نصیحت پر کان نہ دھرا اور بلا پس و پیش زئیس کے اس تحفے کو قبول کر لیا مگر اس کی حقیقت کا علم اسے اس وقت ہوا جب پنڈورا اس کی بیوی بن چکی تھی چونکہ عورتوں کی طرح پنڈورا میں بھی تجسس کا مادہ تھا اس لئے وہ ہر قیمت پر اس بات کا پتہ چلانا چاہتی تھی کہ دیوتاؤں کے دیئے ہوئے صندوق میں کون سی چیز بند ہے۔

پھر ایسا ہوا کہ پرومی تھیوس کے ساتھ شادی کرنے کے بعد ایک روز پنڈورا نے اس صندوق کا ڈھکنا اٹھا ہی دیا۔ ڈھکنا اٹھتے ہی مختلف و متعدد بیماریاں رنج و عالم' فتنہ و فساد نکل کر دنیا پر ٹوٹ پڑے۔

پنڈورا نے جو یہ مصیبتیں دیکھیں تو سہم کر صندوق کا ڈھکنا بند کر دیا اس سے ہر بری شے اور بیماری تو نکل گئی مگر ایک شے صندوق میں بند ہو کر رہ گئی اور وہ تھی امید۔ صرف یہی ایک عمدہ شے تھی جو صندوق میں امراض اور دکھوں کے ساتھ رکھی گئی تھی اور یہ امید ہی ہے جو بدبختی میں گھرے انسان کی ڈھارس بندھا کر رکھتی ہے۔

میرے اجنبی ساتھیو! میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ پنڈورا کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ اسے زئیس کے بیٹے ولکن نے تخلیق کیا تھا اور زئیس نے اسے ایک خوبصورت صندوق عطا کیا جو اس کے خاوند کے لئے بہترین تحفہ تھا۔ پنڈورا اس صندوق کو لے کر ولکن کے پاس گئی مگر اس نے یہ صندوق لینے سے انکار کر دیا اس کے بعد پنڈورا نے زئیس کے بھائی پرومی تھیوس سے شادی کر لی اور اس کے خاوند نے یہ صندوق کھولا تھا اسی صندوق سے عام امراض نکل کر اس دنیا میں پھیل گئے تھے مگر امید صندوق میں چپکی رہ گئی جس کے سہارے یہ انسان اپنے رنج و عالم و مصائب کو برداشت کر جاتا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد جب وہ یونانی داستان گو خاموش ہوا تو عزازیل اسے مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ سرائے کے ایک حصے سے ایک آدمی بھاگتا ہوا آیا اور داستان گو کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سن اے داستان گو اب تو لوگوں کو داستانیں اور حکایتیں سنانا بند کر دے اس لئے کہ یونانی ایک ناقابل برداشت حادثے کا شکار ہو چکے ہیں۔ جو شاید ان کی زندگی کا سب سے بڑا حادثہ ہو جس کی وہ تلافی بھی نہ کر سکیں اس شخص کی اطلاع پر یونانی داستان گو چونک کر کھڑا ہو گیا اور اس سے پوچھا تمہارا اشارہ کس سمت ہے۔ کھل کر کہو یونانی کس نقصان سے دوچار ہوئے ہیں اس پر وہ شخص انتہائی دکھ' رنج اور افسردگی میں کہنے لگا وہ بدترین خبر جو میں تمہیں سنانے آیا ہوں وہ یہ کہ فیلقوس کا بیٹا اور یونانیوں کا شہنشاہ سکندر مر گیا ہے۔

یہ خبر سنتے ہی وہ یونانی داستان گو دنگ رہ گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک غم و اندوہ میں اس کی گردن جھکی رہی پھر وہ بھاگتا ہوا سرائے سے نکل گیا تھا۔ اس داستان گو کے جانے کے بعد عزازئیل' عارب اور نبیطہ تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھے رہے پھر عارب نے عزازئیل کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

اے میرے آقا یہ تو بڑی ہی بدترین خبر ہے۔ ہم تو یہ خیال کر رہے تھے کہ سکندر آج شام یا کل صبح اپنے لشکر کے ساتھ عرب کے شہر مکہ کی طرف کوچ کرے گا اور وہاں حملہ آور ہو کر خدا کے گھر کو نیست و نابود کرے گا لیکن اسے تو موت ہی نے آدبوچا اور اسے مکہ پر حملہ آور ہونے کی توفیق ہی نہ ہوئی۔ اے میرے آقا کیا یہ ہماری دوسری ناکامی نہیں ہے۔

اے آقا! ہماری پہلی ناکامی اس وقت ہوئی جب ہم نے ہندو جوگی کو جو نیکی کا پرچار کرنے والا تھا ختم کرنے کی کوشش کی لیکن یوناف نے اسے ہمارے ہاتھوں سے بچا لیا۔ یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ بعد میں وہ جوگی اپنی طبعی موت مر گیا اب ہم نے دوسرا کھیل یہ شروع کیا تھا کہ سکندر کو مکہ میں خدا کے گھر پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی تھی اور اگر سکندر مکہ پر حملہ آور ہو جاتا تو اس میں ہماری بڑی خوشی اور کامیابی پنہاں تھی۔ لیکن یہ کیا ہوا میرے آقا کہ آج ہی سکندر نے اپنے لشکر کے ساتھ مکہ کی طرف حملہ آور ہونے کے لئے کوچ کرنا تھا اور آج ہی موت نے اسے آدبوچا
عارب کی اس گفتگو کے جواب میں عزازئیل نے فی الفور کچھ بھی نہ کہا وہ گردن جھکائے سوچتا رہا پھر وہ عارب اور نبیطہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اس وقت میں تمہیں سکندر کی موت سے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتا جہاں تک ہماری ناکامی کا تعلق ہے تو اسے میں تسلیم کرتا ہوں۔ واقعی نیکی کے مقابلے میں ہماری یہ لگاتار دوسری ناکامی ہے لیکن کسی نہ کسی موقع پر میں اپنی ناکامیوں کی تلافی ضرور کروں گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد عزازئیل جب خاموش ہوا تو عارب پھر بولا اور عزازئیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے آقا! آپ نے ہمیں بتایا تھا کہ ہم تین کام سرانجام دیں گے۔ پہلا کام' ہندو جوگی کا خاتمہ جس میں ہمیں ناکامی ہو چکی ہے اور دوسرا کام سکندر کو مکہ پر حملہ آور ہونے کی ترغیب تھا اس میں بھی ہم ناکام ہو چکے ہیں اور تیسرا کام آپ نے یہ بتایا تھا کہ ہم یوناف اور بیوسا کو ایک نہ ختم ہونے والے کرب میں مبتلا کریں گے۔ اب دیکھیں ہم اپنی تیسری مہم میں کہاں تک اور کیسے کامیاب ہوتے ہیں۔

عارب کی یہ گفتگو سن کر عزازئیل کی حالت غیظ و غضب میں عجیب سی ہو گئی تھی۔ وہ گرم جوالا کی طرح دکھائی دینے لگا تھا اور لحہ بہ لحہ بڑھتے ہوئے غضب کی وجہ سے اس کی سانس سانپ کی پھنکار کی سی صورت اختیار کرنے لگی تھی اس سے عزازئیل کی آنکھوں میں اجاڑ غاروں کی

ویرانی' زائچوں کی بجھارت موت کی راکھ اور بدشگونی کی خاک اڑنے لگی تھی۔ اس کے چہرے پر کرب کے آخری پہر کے آثار دکھائی دینے لگے تھے اور اس کی حالت قید خانے میں کسی تنہا روتے قیدی اور طاعون سے اجڑی راہوں کی مانند ہو کر رہ گئی تھی لگتا تھا ناگ تقدیر نے اس کی رگوں کی طنابیں کھینچ دی ہوں اور دام فطرت نے اس سے اس کا سارا وجدان اور عرفان کا چھین کر اسے سالوں کی کسک' مہینوں کی تڑپ' ہفتوں کی اذیت دنوں کے کرب اور راتوں کی جلن سے دوچار کر کے رکھ دیا ہو۔
تھوڑی دیر تک عزازئیل خاموش بیٹھا کچھ سوچتا رہا پھر وہ عارب اور نبیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا میں اسے تسلیم کرتا ہوں کہ یوناف اور بیوسا نے مقابلے میں ہماری دو مہمیں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہیں لیکن ان کے خلاف جو میں تیسری مہم کی ابتدا کرنے کا ارادہ کیا ہے میرے ساتھیو! تم دیکھو گے وہ مہم ایسی ہولناک' ایسی خطرناک ہو گی کہ بیوسا اور یوناف دونوں ہی اپنی زندگی کو بدترین خیال کرنے لگیں گے اور تیسری مہم ایسی ہولناک ہے کہ یوناف اور بیوسا کسی بھی صورت اس سے بچ نہیں سکیں گے اور اپنے آنے والے دنوں میں وہ میری طرف سے ایسی بدشگونی اور ایسی بدبختی میں مبتلا ہوں گے کہ جس سے چھٹکارا حاصل کرنا میرے خیال میں ان کے بس کا کام نہ رہے گا یہ مہم میں ان کے خلاف کیسے اور کس طرح شروع کروں گا اس کی تفصیل میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا پہلے آؤ دیکھتے ہیں کہ سکندر کیسے اور کن حالات میں موت سے دوچار ہو گیا۔ عارب اور نبیطہ نے عزازئیل کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھے اور بابل کے شاہی محل کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

عزازئیل' عارب اور نبیطہ جب دریائے فرات کے کنارے شہنشاہ بخت نصر کے قدیم محل میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا محل کے کھلے صحن کے اندر سکندر کی لاش رکھی تھی اور یونانی سپاہی اس کی لاش کے گرد کھڑے رو رہے تھے جبکہ سکندر کے جرنیل بطلیموس سلیوس' نیارکس' پرڈیکاس اور پلوس نے اپنے سپاہیوں کو ڈھارس اور تسلی دینے کی کوشش کر رہے تھے عزازئیل عارب اور نبیطہ کو لے کر سیدھا سلیوکس کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میرے عزیز میرے مہربان! یہ سکندر کو اچانک کیا ہوا کہ موت اس پر وارد ہو گئی۔ اس پر سلیوکس بڑے پریشان کن لہجے میں کہنے لگا۔

میرے دوست سکندر بھلا چنگا تھا۔ بس گزشتہ رات سے بخار ہوا جس نے اس کا دم توڑ کر رکھ دیا۔ ورنہ گزشتہ رات سے پہلے اس نے معمول کے مطابق قربانی کی اور اس نے امیرالبحر نیارکس کو حکم دیا کہ وہ اپنے جہازوں کو تیار رکھے کیونکہ اس نے صحرائے عرب کی طرف روانہ ہو کر مکہ شہر پر حملہ آور ہونا تھا لیکن نہ جانے اس شہر میں کیا قوت ہے اور اس شہر میں جو گھر ہے اس میں

کیا چیز ہے کہ سکندر کو اس شہر پر حملہ آور ہونا ہی نصیب نہ ہوا اور موت نے پہلے ہی اس کے جسم میں اپنے پنجے گاڑ کر رکھ دیئے ہیں۔

سلیوکس کی گفتگو سن کر عزازئیل' عارب اور نیمد کچھ پریشان اور شرمندہ سے ہو گئے تھے لہٰذا ان تینوں میں سے کسی نے سلیوکس سے مزید بات نہ کی اور وہ سکندر کی لاش دیکھنے کے لئے لوگوں کے اندر گھس گئے تھے جب کہ سلیوکس وہاں سے ہٹا اور بڑی تیزی سے وہ قریباً" بھاگتا ہوا محل کے ایک حصے کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

سلیوکس بھاگتا ہوا محل کے ایک ایسے کمرے کے پاس آیا جہاں دو پہرے دار اپنے ہاتھوں میں ننگی تلواریں لئے پہرہ دے رہے تھے ان کے پاس آکر سلیوکس رکا اور انہیں اس کمرے کا قفل کھولنے کا حکم دیا جس پر وہ پہرہ دے رہے تھے جس وقت سلیوکس کے حکم پر ایک پہرے دار نے اس کمرے کا قفل کھول دیا تب سلیوکس نے بلند آواز میں کہا۔ یوناف میرے بھائی اپنی بیوی بیوسا کو لے کر باہر آجاؤ۔ تم آزاد ہو تم نے سکندر کو جس خطرے سے آگاہ کیا تھا وہ اس سے دوچار ہو چکا ہے اور موت نے اسے آدبوچا ہے۔ سلیوکس کی آواز سن کر اس کمرے کے کونے سے یوناف اور بیوسا بھاگتے ہوئے اس دروازے تک آئے تھے اتنی دیر تک پہرے دار نے دروازہ کھول دیا تھا لہٰذا وہ باہر نکلے۔ سلیوکس کو اپنے سامنے دیکھ کر یوناف نے انتہائی حیرستانی کی حالت میں اس کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ سلیوکس میرے بھائی کیا ہوا سکندر کو اس پر سلیوکس پریشان کن انداز میں کہنے لگا۔

میرے بھائی تو نے سکندر کو مشورہ دیا تھا کہ کبھی بھی مکہ کے شہر پر حملہ آور نہ ہونا' تو نے اسے یہ بھی بتایا تھا کہ مکہ میں ایک گھر ہے جسے خدا کا گھر سمجھا جاتا ہے اور جو بھی اس گھر پر حملہ آور ہو گا تو وہ نقصان اٹھائے گا۔ پر صد افسوس کہ سکندر نے تیری بات نہ مانی اور اب موت نے اسے آدبوچا ہے۔ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ اس نے جو اس شہر پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا تھا تو اس سے شاید اس کائنات کا خالق ناراض ہو گیا۔ جس کی بنا پر اس پر موت طاری کر دی گئی بہرحال تم دونوں میاں بیوی میرے ساتھ آؤ تم دونوں آزاد ہو اور تم دونوں خصوصیت کے ساتھ میری نگاہوں میں نہایت قابل عزت اور صاحب احترام ہو اس لئے کہ تم دونوں نے سکندر کو بہت اچھا مشورہ دیا تھا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اس نے تمہارے مشورے پر عمل نہ کیا۔ آؤ میرے ساتھ تاکہ سکندر کی تجہیز و تکفین کا عمل کریں۔ اس پر یوناف اور بیوسا چپ چاپ سلیوکس کے ساتھ ہو لئے تھے۔

سکندر کی موت کے وقت اس کے جرنیل بطلیموس' سلیوکس' پرڈیکاس' نیارکس اور پیوسس اس کے پاس موجود تھے یہ اس کے طاقت ور رفیق تھے۔ جو اگر چاہتے تو اس کی سلطنت کو قائم و دائم رکھ سکتے تھے لیکن یہ لوگ ایسا نہ کر سکے تاہم انہوں نے آپس میں مشورہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا

کہ سکندر کی سلطنت کو اس کی اولاد اور اس کے وارثوں کے لئے محفوظ رکھنا چاہئے۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ وارث اس وقت دو ہی بچتے ہیں ایک سکندر کی بیوی روشنک کا بیٹا اور دوسرا سکندر کا جرنیل پرڈیکاس جو نہ صرف سکندر کا رشتہ دار تھا بلکہ اس کا تعلق شاہی خاندان سے بھی تھا لہٰذا سب سے پہلے یہ فیصلہ کیا گیا کہ پرڈیکاس کو نائب سلطنت مقرر کر دیا جائے یہ فیصلہ کرنے کے بعد پھر سکندر کے مفتوح علاقوں کا بٹوارا شروع ہوا تھا۔

موقع شناس بطلیموس نے یہ پسند کیا کہ اسے مصر کا گورنر بنا دیا جائے وہ ہمیشہ مصر کا آرزومند رہتا تھا۔ لہٰذا سارے جرنیلوں نے آپس میں مشورہ کرنے کے بعد بطلیموس کو مصر کا گورنر بنا دیا۔ بطلیموس نے اپنی پوزیشن اور زیادہ مضبوط کرنے کے لئے سکندر کی لاش کو بھی اپنے ساتھ لے جانا چاہا اس لئے کہ بطلیموس بھی سکندر کا رشتہ دار ہی تھا لہٰذا اسے ایسا کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ اس طرح بطلیموس سکندر کا تابوت لے کر مصر کی طرف روانہ ہو گیا مصر پہنچ کر اس نے اپنی محبوبہ تھائیس سے شادی کر لی اس طرح بطلیموس سکندریہ کو اپنا مرکز بنا کر مصر پر حکومت کرنے لگا تھا۔

ایشیا کے سارے مفتوحہ علاقوں کا گورنر سکندر کے جرنیل سلیوکس کو مقرر کر دیا گیا تھا۔ سلیوکس ان علاقوں کو جو انتہائے مشرق میں واقع تھے یکجا نہ رکھ سکا جو یونانی بیرونی باختریا سغد میں آباد ہو گئے تھے سکندر کی موت سن کر انہوں نے بغاوت کر دی اور اپنے وطن کا راستہ لیا۔ دوسری طرف ہندوستان کے مفتوح علاقے بھی سلیوکس کے ہاتھ سے نکل گئے وہ اس طرح کہ ہندوستان کے ایک رہنما چندر گپت موریہ نے سلیوکس سے رابطہ قائم کیا اس نے ہاتھیوں کا ایک لشکر سلیوکس کو دے کر ہندوستان کے سارے مفتوحہ علاقوں پر قبضہ کر لیا اور ان علاقوں پر چندر گپت دن بدن قوت پکڑتے ہوئے حکومت کرنے لگا تھا۔

بطلیموس اور سلیوکس نے صلاح مشورہ کرنے کے بعد سکندر کی بیوی روشنک اور اس کے بیٹے کو مقدونیہ روانہ کر دیا تھا۔ دوسری طرف سکندر کی موت کے بعد مقدونیہ کے حالات بھی ابتر ہو گئے تھے ایشیا پر حملہ آور ہونے سے پہلے سکندر نے یونان میں اپنے ایک جرنیل انٹی گونس کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا لیکن اس کی غلطیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے اپنی موت سے کچھ عرصہ پہلے سکندر نے اپنے ایک جرنیل انٹی پیٹر کو روانہ کیا تھا تاکہ انٹی گونس کی جگہ وہ انٹی پیٹر اس کا جانشین بنے۔ لیکن انٹی پیٹر ابھی مقدونیہ پہنچا ہی نہیں تھا کہ سکندر کی موت واقع ہو گئی اور سکندر کی موت کے تھوڑے ہی دنوں بعد جرنیلوں کے صلاح مشورہ کرنے کے بعد پرڈیکاس کو نائب سلطنت بنا کر مقدونیہ روانہ کر دیا تھا انٹی پیٹر اور پرڈیکاس جوں ہی مقدونیہ پہنچے انٹی گونس نے ان دونوں کا خاتمہ کر کے مقدونیہ میں اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا تھا اور خود انٹی پیٹر کا بیٹا کیسنڈر بھی انٹی گونس کے ساتھ مل گیا تھا اس لئے کہ وہ شروع ہی سے سکندر کے ساتھ دشمنی رکھتا تھا۔

دوسری طرف سکندر کی بیوی اپنے بیٹے کے ساتھ جب ایشیا سے مقدونیہ پہنچی تو انٹی گونس کے حکم پر نہ صرف اس دونوں ماں بیٹے کو بلکہ ان کے ساتھ سکندر کی بوڑھی ماں اولمپیاس کو بھی گرفتار کر لیا گیا تھا اور کچھ سپاہیوں کو حکم دیا گیا تھا کہ ان تینوں کی گردنیں کاٹ کر رکھ دیں۔ لیکن سپاہیوں میں سے کوئی بھی اولمپیاس روشنک اور سکندر کے بیٹے پر تلوار اٹھانے کے لئے تیار نہ ہوا اس لئے کہ وہ تو سکندر کو دیوتا کی حد تک پسند کرتے تھے لہٰذا وہ اس کے کسی رشتہ دار پر تلوار اٹھانے کے لئے تیار نہ تھے۔ مجبور ہو کر انٹی گونس نے دوسرا طریقہ اختیار کیا اس نے سکندر کی بوڑھی ماں اولمپیاس اور اس کی بیوی روشنک اور اس کے کم سن بیٹے کے ہاتھ پاؤں باندھے اور انہیں پانی میں ڈبو کر مروا دیا اس طرح فیلقوس کے خاندان کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔

مقدونیہ میں اب دو شخص ایسے بچ گئے تھے جنہیں سکندر کا ہمدرد اور مخلص خیال کیا جا سکتا تھا ان میں سے ایک سکندر کا انتہائی ہر دل عزیز لیڈر ڈیما سیتھنز تھا اور دوسرا سکندر کا استاد ارسطو تھا۔ انٹی گونس نے جب بغاوت کرتے ہوئے مقدونیہ میں اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا تو اس ڈیما سیتھنز نے کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر انٹی گونس کا تختہ الٹنا چاہا لیکن اس میں وہ کامیاب نہ ہو سکا اپنی ناکامی کی بنا پر ڈیما سیتھنز اپنی جان بچا کر جزیرہ آئی جینا کی طرف بھاگ گیا لیکن انٹی گونس نے اپنے آدمی اس کی تلاش میں لگا دیئے تاکہ اس کا خاتمہ کیا جائے۔ جزیرہ آئی جینا میں پہنچنے کے بعد ڈیما سیتھنز کو جب پتہ چلا کہ اس کے دشمن انٹی گونس کے کارکن اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں تو اس نے جزیرے کے ایک مندر میں پناہ لے لی۔ وہاں اس نے انٹی گونس کے کارکنوں کے ہاتھوں قتل ہونے کے بجائے خودکشی کر لی تھی اس طرح ڈیما سیتھنز کا خاتمہ ہو گیا تھا۔

اب باقی صرف ارسطو بچتا تھا۔ ارسطو کو بھی یقین ہو گیا تھا کہ جس طرح ڈیما سیتھنز کا خاتمہ ہو گیا ہے اسی طرح انٹی گونس کسی نہ کسی بہانے اس کا بھی خاتمہ کر کے رہے گا۔ دوسری طرف انٹی گونس کوئی نہ کوئی بہانہ تراش کر کے ارسطو کا خاتمہ کرنا چاہتا تھا لہٰذا چند ہی دن بعد اس نے ارسطو پر لامذہبی کا الزام عائد کر دیا ارسطو سمجھ گیا کہ اس الزام کے بہانے انٹی گونس اس کا خاتمہ کروانا چاہتا ہے لہٰذا وہ مقدونیہ سے نکل کر چلیس کی طرف بھاگ گیا جہاں وہ ایک سال بعد وہ گمنامی کی موت مر گیا۔ اس طرح سکندر کی ساری ہمنوا ہستیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ انٹی گونس خود مختار حیثیت اختیار کر کے حکومت کرنے لگا اور وہ سلطنت جس کی تعمیر و ترقی میں سکندر نے دن رات محنت کی تھی وہ ٹکڑوں میں بٹ کر اپنے انجام کی طرف بڑھنے لگی تھی۔

○

سکندر کی موت کے بعد یوناف اور بیوسا نے بابل شہر میں ہی قیام کئے رکھا۔ ایک روز وہ دونوں

شہر کے پرانے اور قدیم محل کے ایک کمرے میں اکٹھے بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے کہ بیوسا نے بڑے پیار، بڑی محبت اور چاہت میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اب جبکہ سکندر مر چکا ہے اور ہماری نظربندی ختم ہو چکی ہے اب ہمیں کیا کرنا چاہئے کیا ہمیں یونہی بابل میں پڑا رہنا چاہئے۔ سکندر نے اپنے آخری دور میں ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا ہم اس کے ساتھ جتنا عرصہ رہے انتہائی خلوص کا مظاہرہ کرتے رہے لیکن اس نے یہ جو مکہ پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا اور ہماری بات نہ مانی اس طرح اس نے نہ صرف اپنی موت کو دعوت دی بلکہ اپنی زندگی کے بدترین انجام کو پہنچا۔ اب آپ بتائیے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے کہاں قیام کرنا چاہئے۔

بیوسا کے اس استفسار پر یوناف نے تھوڑی دیر کچھ سوچا پھر وہ ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا تم خود ہی کوئی فیصلہ کرو۔ کہ تم کہاں قیام کرنا چاہو گی۔ تم جانتی ہو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور میں اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں کروں گا۔ اس پر بیوسا بھی کمال محبت اور اپنائیت میں کہنے لگی نہیں یہ تو آپ ہی کو فیصلہ کرنا ہے جہاں آپ چاہیں گے وہیں قیام ہو گا اس پر یوناف گردن جھکا کر تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر اس نے دوبارہ مسکراتے ہوئے بیوسا کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

میرا خیال ہے کہ بابل سے نکل کر افریقہ میں کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ کا رخ کرتے ہیں ایک تو وہ شہر شروع ہی سے مجھے بے حد پسند ہے شمالی افریقہ کے صحراؤں کے اندر وہ شہر ایسا لگتا ہے گویا کسی نے اچانک وہاں اپنی طلسماتی قوتوں سے ایک نخلستان کھڑا کر دیا ہو اس شہر کے اطراف میں بڑے بڑے ٹیلوں والے صحرا کے اندر کہیں کہیں سبزہ اور کھجوریں دکھائی دیتی ہے وہ اس شہر کی خوبصورتی میں اور زیادہ اضافہ کرتی ہیں اور پھر آجکل کنعانی اور سسلی کے یونانی ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں وہاں رہ کر ہم ان دونوں اقوام کا جائزہ لیں گے اور پھر دیکھیں گے ان دونوں میں سے کون کس پر غالب رہتا ہے یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو بیوسا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور بڑے پیار سے یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی اگر ایسا ہے تو چلیں یہاں سے کوچ کریں۔ یوناف بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ دونوں میاں بیوی نے اپنا ضروری سامان سمیٹا۔ اس کے بعد وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے بابل سے افریقہ میں کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف کوچ کر گئے تھے وہاں انہوں نے شہر سے باہر ایک سرائے میں قیام کر لیا تھا۔

○

یوناف اور بیوسا کے بابل سے قرطاجنہ کی طرف کوچ کر جانے کے چند یوم بعد عزازیل

عارب اور نیسه بابل کی ایک سرائے میں اکٹھے بیٹھے تھے کہ عزازیل نے عارب اور نیسه کو مخاطب کر کے کہا میرے خیال میں اب ہمیں بابل شہر سے کوچ کرنا چاہئے میں تم دونوں میاں بیوی کو اپنے ساتھ یمن لے کر جاتا ہوں وہاں میں تمہیں اپنی کارگزاری بتاؤں گا کہ کیسے میں نے لوگوں کو واحدانیت کے راستے اور خداوند قدوس کی اصل راہ سے ہٹا کر شرک اور گمراہی میں مبتلا کیا ہے۔ میری کارگزاری دیکھ کر تم وہاں میرے اس کام کی ضرور داد دو گے کہ میں نے کیسی محنت و مشقت کر کے لوگوں کو غیراللہ کی بندگی اور اطاعت کے ساتھ ساتھ لوگوں کو بت پرستی میں مبتلا کیا ہے۔ میرے خیال میں اب ہمیں یہاں سے یمن کی طرف کوچ کرنا چاہئے۔ یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل جب خاموش ہوا تو عارب بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے میرے آقا! یمن کی طرف کوچ کرنے سے پہلے ہم دونوں میاں بیوی کی آپ سے ایک گزارش ہے۔ اس پر عزازیل نے تیز نگاہوں سے عارب کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ تم دونوں میاں بیوی کیا کہنا چاہتے ہو۔ اس پر عارب پھر بولا اور کہنے لگا اے آقا یمن کی طرف کوچ کرنے سے پہلے ہم یوناف اور بیوسا کی بے بسی کا مظاہرہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ اے آقا آپ نے کہا تھا کہ آپ نے تین کام کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے ایک ہندو جوگی کا خاتمہ 'دوسرے سکندر کے ہاتھوں مکہ پر حملہ' آپ جانتے ہیں کہ ان دونوں کاموں میں ہم ناکام ہو چکے ہیں۔ تیسرا کام آپ نے یہ کہا تھا کہ آپ یوناف اور بیوسا کو ایک ناقابل برداشت اذیت میں مبتلا کریں گے۔ اے میرے آقا ہم دونوں میاں بیوی کی خواہش ہے کہ یمن کی طرف کوچ کرنے سے پہلے یوناف اور بیوسا سے نمٹ لینا چاہئے اور ہمیں یہ بھی بتایئے کیسے آپ ان دونوں کو ان دیکھی ابتلا اور اذیت اور تکلیف میں مبتلا کریں گے ایسا کرنے کے بعد پھر ہم آپ کے ساتھ ہیں یمن کی طرف کوچ کریں گے اور پکی امید ہے کہ آپ ہمیں مایوس نہیں کریں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد عارب جب خاموش ہوا تو عزازیل مسکراتے ہوئے کہنے لگا اگر تم دونوں میاں بیوی کی یہی مرضی ہے تو میں ایسا ہی کروں گا۔ سنو یوناف اور بیوسا بابل سے کوچ کر چکے ہیں اور میرے کچھ کارکنوں نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ بابل سے قرطاجنہ چلے گئے ہیں اور وہاں انہوں نے شہر سے باہر ایک سرائے میں قیام کر لیا ہے ہم اسی سرائے سے باہر یوناف اور بیوسا پر وارد ہوں گے اور انہیں ایسی اذیت میں ڈالیں گے کہ آج تک انہوں نے اپنی زندگی میں ایسی اذیت نہ دیکھی ہو گی میرے کارکنوں نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ اکثر شام سے پہلے سرائے سے نکل کر نخلستانوں میں گھومتے ہیں بس ایسے ہی کسی موقع پر میں اپنے ایک انتہائی طاقتور اور پر قوت ساتھی کے ساتھ ان پر نازل ہوں گا جو ان دونوں کو مار مار کر ان کی ہڈیاں چٹخا کر رکھ دے گا عزازیل کی یہ گفتگو سن کر عارب چونکہ مسرت اور بڑی خوشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے عزازیل سے پوچھنے لگا۔

اے آقا آپ کے اس ساتھی کا کیا نام ہے جسے آپ یوناف پر وارد کرنا چاہتے ہیں اور جس کے متعلق آپ یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ یوناف کو مار مار کر اس کی ہڈیاں چٹخا دے گا۔ اس پر عزازیل بڑے فخر، بڑے تکبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ میرے اس ساتھی کا نام تبقب ہے یہ الفاظ سن کر عارب اور نیسه دونوں چونک سے پڑے۔ پھر عارب بولا اور کہنے لگا۔ اے آقا! ماضی میں بھی آپ کا ایک ساتھی تھا۔ جس کا نام تبقب تھا اور اسے بھی آپ نے یوناف پر مسلط کیا تھا لیکن آپ جانتے ہیں کہ یوناف اس پر غالب رہا تھا کہیں یہ وہی تبقب تو نہیں اگر یہ وہی ہے تو پھر اسے یوناف کے ساتھ ٹکرانے کا کیا فائدہ جبکہ یوناف ماضی میں اس پر مکمل طور پر غالب آتا رہا ہے۔ عارب کی اس گفتگو پر عزازیل ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہنے لگا۔

سنو میرے ساتھو! یہ وہ تبقب نہیں ہے۔ ان دونوں کے نام ضرور ملتے ہیں لیکن یہ تبقب دوسرا ہے۔ ماضی کا تبقب جس کی ہم جنس لڑکی اس کے ساتھ ہوا کرتی تھی وہ اس تبقب سے طاقت و قوت میں کافی حد تک کم تھا اس تبقب کی یہ خصوصیت تھی کہ اسے اگر چالیس دن تک ہر کام سے دور اور عاری رکھا جائے تو پھر وہ اپنی بھرپور قوت میں آ کر یوناف کا مقابلہ کر سکتا تھا لیکن یہ نیا تبقب جس کی بات اب میں تم سے کر رہا ہوں اس کا اصل نام تو تبقب ہی ہے لیکن ہماری جنس کے لوگ اسے زیادہ تر سطرون کہہ کر پکارتے ہیں لہٰذا میں آئندہ تمہارے سامنے اسے تبقب کہنے کے بجائے سطرون ہی کہہ کر پکاروں گا اس سطرون کی ایک ہم جنس اور انتہائی خوبصورت لڑکی بھی ہے جس کا نام زروعہ ہے یہ بھی طاقت و قوت میں اپنا جواب نہیں رکھتی پر ان دونوں کی طاقت و قوت میں ایک خامی اور ایک کمی بھی ہے اس موقع پر عارب چونک کر بولا اور عزازیل کو وہ مخاطب کر کے وہ پوچھنے لگا۔

اے آقا ان کی طاقت و قوت میں کیا خامی ہے۔ اس پر عزازیل کہنے لگا۔ دیکھو میرے ساتھیو یہ سطرون اور زروعہ جو ہیں ان دونوں کو تم میاں بیوی خیال کر سکتے ہو یہ دونوں اپنی جسمانی ساخت میں بھی اور کہ انہیں چالیس سال تک زنجیروں میں رکھنے کے بعد چند دن پہلے رہا کیا گیا ہے اب یہ سطرون اور زروعہ دونوں اپنی طاقت اور قوت کے جوبن پر ہیں اور میں اب تم دونوں کو سو فیصد یقین دلا سکتا ہوں کہ اگر اس موقع پر بلکہ آنے والے ان چالیس سالوں کے دوران جب بھی انہیں یوناف اور بیوسا پر مسلط کیا جائے گا تو یہ ضرور ان پر غالب رہیں گے اس پر نیسه بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی اے آقا اگر یہ بات ہے تو پھر دیر کاہے کی آپ زروعہ اور سطرون کو طلب کریں پھر ہم افریقہ کا رخ کرتے ہیں۔ جہاں بیوسا اور یوناف نے قیام کر رکھا ہے اور سطرون اور زروعہ دونوں میاں بیوی کو ان دونوں پر وارد کرتے ہیں اور پھر ان دونوں کے مقابلے کا لطف اٹھاتے ہیں اے آقا! افریقہ کے صحراؤں اور نخلستانوں میں جب یہ سطرون اور زروعہ یوناف

اور یوسا کو مار مار کر اپنے سامنے زیر اور مغلوب کریں گے تو وہ منظر بڑا دلچسپ اور خوشکن ہو گا نیز
جب خاموش ہوئی تو عارب بھی بولا اور کہنے لگا۔ ہاں آقا آپ سطرون اور زروعہ کو یہیں طلب کریں
اور یہیں سے ہم افریقہ کی طرف روانہ ہوں گے اور وہاں ہم سطرون اور زروعہ دونوں کو یوناف اور
یوسا پر وارد کریں گے۔

عزازئیل نے عارب اور نیسد کی تجویز کو پسند کیا پھر اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے
ہوئے اس نے شاید اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو طلب کیا تھوڑی ہی دیر بعد اس کے پانچ مستقل
ساتھیوں میں سے ثبر اس کے سامنے حاضر ہوا اور بڑی انکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔
اے آقا آپ نے مجھے طلب کیا ہے؟ کہیں کیا کام ہے؟؟ اس پر عزازئیل ثبر کو مخاطب کر کے کہنے لگا
سنو ثبر تم ابھی اور اسی وقت سطرون اور زروعہ کی طرف جاؤ تم دیکھتے ہو گزشتہ کئی دنوں سے وہ اپنی
چالیس سالہ اسیری سے نجات پانے کے بعد اپنی قوت اور طاقت کے عروج پر ہیں تم ان دونوں کو بلا
کر لاؤ ان سے کہنا کہ اپنی پوری تیاری کر کے آئیں چونکہ میں انہیں یوناف اور یوسا پر وارد کرنا
چاہتا ہوں اور ان دونوں کو یوناف اور یوسا کے پورے حالات بھی بتا دینا تاکہ انہیں پتا ہو کہ ان
دونوں کا مقابلہ کن لوگوں سے ہے۔ اس پر ثبر نے اپنے سر کو جھکاتے ہوئے فرمانبرداری کا ثبوت دیا
پھر وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔ ثبر کے جانے کے بعد عزازئیل نے عارب اور نیسد کو مخاطب کرتے
ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو میرے رفیقو یہ میرا جو ساتھی ابھی ابھی گیا ہے یہ میرے عمدہ ترین اور انتہائی مخلص
ساتھیوں میں سے ہے اور یہ جو کام کرتا ہے میرے پسندیدہ اور میرے مرغوب ہیں سنو میرے
ساتھیو! جب کبھی بھی میں اپنے پانی پر تیرتے ہوئے تخت پر بیٹھ کر اپنے ساتھیوں کی کارگزاری کا
جائزہ لیتا ہوں تو میرے مختلف ساتھی اپنے برپا کئے ہوئے فتنوں کی روداد سنانے کے لئے میرے
سامنے حاضر ہوتے ہیں۔ ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ میں نے ایسا کام کیا میں نے ویسا کام کیا ان کے
ان چھوٹے موٹے کاموں سے مجھے کوئی خاص خوشی اور اطمینان نہیں ہوتا۔ مجھے سب سے زیادہ
اطمینان اس وقت ہوتا ہے جب کوئی میرا ساتھی انسانوں کے اندر تفرقہ ڈالنے ان کے اندر قتل و
غارت گری کا کام انجام دے اور ایسے کام کرنے میں میرا یہ ساتھی ثبر بڑا ماہر اور بڑا چالاک ہے اس
لئے یہ میرا بڑا پسندیدہ ہے یہاں تک کہنے کے بعد عزازئیل جب خاموش ہوا تو عارب اسے مخاطب
کر کے کہنے لگا۔

اے آقا! جب تک یہ ثبر سطرون اور زروعہ کو لے کر نہیں آتا اس وقت تک آپ کوئی اچھی
زندگی کا ایسا واقعہ ہی سنا دیں جس سے آپ مطمئن ہوتے ہوں اور جس سے آپ کو سکون اور
تسکین حاصل ہوئی ہو۔ اس پر عزازئیل کہنے لگا۔ بے شمار ایسے واقعات ہیں جو میری تسکین کا

باعث بنے۔ اس پر عارب پھر کہنے لگا اچھا آپ پھر سطرون اور زروعہ کے آنے تک وقت گزارنے
کے لئے ان میں سے ہمیں کوئی ایک واقعہ ہی سنا دیں۔ جو ہماری دلچسپی کا باعث بنے اس پر عزازئیل
بولا اور کہنے لگا ہاں میں تمہیں ایک واقعہ سناتا ہوں جو یقیناً" تمہاری دلچسپی کا باعث ہو گا۔ یہاں تک
کہنے کے بعد عزازئیل تھوڑی دیر کے لئے رکا اور پھر وہ عارب اور نیسد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
سنو میرے قابل اعتبار ساتھیو! بہت دنوں کی بات ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد و زاہد
تھا۔ اس کے زمانہ میں کوئی بھی پرہیزگاری میں اس کے مقابلے کا نہ تھا اس عابد کے وقت میں تین
بھائی ایسے تھے جن کی ایک بہن تھی جو کنواری اور انتہائی حسین تھی اس کے سوائے وہ کوئی اور بہن
نہ رکھتے تھے۔ اتفاقا" ان تینوں بھائیوں کو کہیں جنگ و لڑائی پر جانا پڑا اور ان کو کوئی ایسا شخص نظر نہ
آیا جس کی تحویل اور حفاظت میں اپنی بہن کو دے سکیں اور اپنی بہن کے معاملے میں اس پر بھروسہ
کر سکیں۔ تینوں بھائیوں نے اس سلسلے میں مشورہ کیا اور وہ اس نتیجے میں پہنچے کہ ان کے سامنے وہ
عابد ہی ایک ایسا شخص تھا جس کی نگرانی میں وہ اپنی بہن کو دینے کے بعد جنگ پر جا سکتے تھے اس لئے
کہ ان کے خیال کے مطابق وہ عابد تمام بنی اسرائیل میں زاہد و پرہیزگار تھا۔ لہٰذا تینوں اس پر متفق
ہو گئے کہ اپنی بہن کو اس عابد کی نگرانی میں دے کر وہ جنگ پر جا سکتے ہیں۔
یہ فیصلہ کرنے کے بعد وہ تینوں بھائی اس عابد کے پاس آئے اور اس سے کہنے لگے کہ ہم
تینوں بھائی جنگ پر جانے کا ارادہ کرتے ہیں اور ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جب تک ہم جنگ میں
رہیں ہماری بہن آپ کے سایہ عاطفت اور آپ کی حفاظت میں رہے۔ اس کے علاوہ ہم کسی اور پر
اپنی بہن کے حوالے سے اعتبار و بھروسہ نہیں کر سکتے۔ پہلے تو اس عابد نے اس لڑکی کی حفاظت اور
کفالت سے صاف انکار کر دیا پھر ان تینوں بھائیوں نے اس پر زور ڈالا تو وہ عابد کہنے لگا میں تمہاری
بہن کو اپنے معبد میں تو نہیں رکھ سکتا تم ایسا کرو کہ تم میری اس عبادت گاہ کے سامنے کوئی مکان
خرید لو اس میں اپنی بہن کو چھوڑ جاؤ اور تمہاری غیر موجودگی میں اس کی حفاظت اور کفالت کرتا
رہوں گا وہ تینوں بھائی اس پر رضامند ہو گئے۔ انہوں نے عین اس عابد کے معبد کے سامنے ایک
مکان خریدا اپنی بہن کو اس میں رکھا اور پھر وہ جنگ پر چلے گئے۔
وہ لڑکی جو انتہائی خوبصورت ... ان اور کنواری تھی۔ اس عابد کے معبد کے سامنے
ایک مدت تک رہتی رہی۔ وہ عابد اس کے لئے کھانا لے کر آتا تھا اور اپنے عبادت خانے کے
دروازے پر رکھ کر کواڑ بند کر لیتا تھا اور اپنے معبد میں واپس آ جاتا تھا اور پھر اندر سے لڑکی کو آواز
دیتا تھا کہ وہ کھانا لے جائے۔ اس پر وہ لڑکی اپنے گھر سے نکلتی تھی معبد کے سامنے اپنا رکھا ہوا کھانا
لے کر پھر اپنے گھر میں جا کر دروازہ بند کر کے کھانا کھا لیا کرتی تھی۔ اس طرح دن گزرتے رہے
پھر میرے ساتھیو ایسا ہوا کہ میں اس عابد پر وارد ہوا۔ اسے میں ایک نیک اور انتہائی عابد کی

صورت میں نیکی اور خیر کی ترغیب دیتا رہا تھا اور اسے اس بات پر آمادہ کرتا رہا کہ لڑکی کا عبادت خانے کے دروازے پر آکر کھانا لینا کوئی اچھا نہیں ہے اور اسے اس خدشے میں ڈالتا رہا کہ کہیں نہ ہو کہ وہ لڑکی دن میں کھانا لینے کے لئے گھر سے نکلے اور کوئی شخص اس کو دیکھ کر اس کی عصمت میں بد دیانتی کا باعث بنے۔ لہٰذا میں نے اس عابد کو یہ ترغیب دی کہ بہتر ہے کہ اس لڑکی کا کھانا معبد کے سامنے رکھنے کے بجائے تو اس کا کھانا اس کے گھر کے دروازے پر رکھ دیا کرے اور اسے آواز دے دیا کرے تاکہ لڑکی کو کھانا لینے کے لئے گلی میں سے گزر کر تمہارے معبد کے سامنے نہ آنا پڑے اور اس طرح وہ وہاں سے گزرتے ہوئے لوگوں کی بری نگاہوں سے بچ سکتی ہے اور تمہیں ثواب حاصل ہو سکتا ہے۔

اس عابد کو میری یہ تجویز بڑی پسند آئی اور اسے میری ان باتوں سے یہ ترغیب ملی کہ لڑکی کا کھانا اپنے معبد کے آگے رکھنے کے بجائے اگر وہ اس کے گھر کے دروازے پر رکھتا ہے تو ایسا کرنے سے اسے ثواب نیکی اور کیسا اجر عظیم ملے گا غرض وہ عابد اس پر رضامند ہو گیا اور اگلے ہی دن اس نے لڑکی کا کھانا تیار کر کے اپنے معبد کے آگے رکھنے کے بجائے اس لڑکی کے گھر پر رکھنا شروع کر دیا تھا وہ لڑکی کے گھر کے سامنے کھانا رکھنے کے بعد اسے آواز دیتا اور خود معبد میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیتا اس کے بعد وہ لڑکی گھر سے نکلتی اور دروازے پر رکھا ہوا کھانا اٹھاتی اور پھر اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیتی تھی اس طرح دن پھر گزرنے لگے۔

اس کے بعد میں پھر اس عابد کے پاس ایک نیک شخص کی صورت میں آیا اور اسے خیر کی بات کہتے ہوئے یہ ترغیب دی اور اسے اس بات پر ابھارا کہ اگر تو لڑکی سے بات چیت کیا کرے تو تیرے کلام سے وہ مانوس ہو گی کیونکہ اس گھر میں اکیلے رہتے ہوئے اسے وحشت ہوتی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اس وحشت سے گھبرا کر اس گھر سے باہر نکلے اور اگر وہ اس گھر سے باہر نکلے تو کوئی اس پر وارد ہو اور اسے بے عصمت کر دے اور جب اس کے بھائی آئیں گے تو کیا جواب دے گا لہٰذا تو کبھی کبھی اس لڑکی سے گفتگو کیا کر تاکہ اس کا دل لگا رہے وہ وحشت محسوس نہ کرے اور اس وحشت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے وہ اپنے گھر سے باہر نہ نکلے سنو میرے ساتھیو اس عابد شخص کو میری یہ ترغیب بھی بڑی بھلی لگی وہ یہ سمجھنے لگا میں یہ ساری باتیں اس کے اجر اور لڑکی کی بہتری کے لئے کرتا ہوں لہٰذا اس نے میرا کہا مانا اور اس لڑکی سے بات چیت کرنے لگا وہ اپنے عبادت خانے سے نکل کر لڑکی کے دروازے پر آتا کھانا رکھتا اور اس سے گفتگو بھی کرنے لگا تھا۔

اکثر ان کی گفتگو کا یہ طریقہ کار ہوتا تھا کہ عابد اپنے صومعہ کے دروازے پر بیٹھ جاتا اور لڑکی اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھ جاتی اور دونوں کچھ دیر آپس میں باتیں کر کے وقت گزار لیتے تھے اس طرح چند دن بعد میں پھر اس عابد کے پاس آیا اور [illegible]

بہلانے کی خاطر کہا اس عابد تو جب اس لڑکی سے باتیں کرتا ہے تو تو اپنے معبد کے دروازے پر بیٹھتا ہے اور لڑکی اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھتی ہے اس طرح جب تم گفتگو کرتے ہو تو گلی میں سے دوسرے لوگ بھی گزرتے ہیں مجھے خدشہ ہے کہ گفتگو کے دوران کوئی لڑکی دیکھ نہ لے اور اسے خراب نہ کر ڈالے اس لئے کہ تو جانتا ہے کہ وہ لڑکی بے حد خوبصورت اور پر کشش ہے لہٰذا اس لڑکی کی بھلائی اور بہتری کی خاطر میں تمہیں یہ مشورہ دوں گا کہ باہر گلی میں باتیں کرنے کی بجائے تو اس کے گھر چلا جایا کر اور اس کا دل بہلانے کی خاطر اور اسے گھر سے اٹھتی ہوئی وحشت سے بچانے کے لئے اس سے گفتگو کیا کر۔

اس عابد نے میری اس نصیحت کو قبول کر لیا وہ اس لڑکی کے گھر چلا جاتا اور اس کے پاس بیٹھ کر گفتگو کرتا اس کا دل بہلاتا بڑی شفقت بڑے پیار اور بڑی نرمی کا برتاؤ وہ اس لڑکی کے ساتھ کرتا اس طرح مزید چند دن گزر گئے دن کو وہ عابد لڑکی کے دل بہلانے کی خاطر اس لڑکی سے گفتگو کرتا اور رات اپنے معبد میں آکر سو جاتا اب جبکہ وہ عابد اس لڑکی کے گھر آنے لگا تو پھر میں نے اپنی قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس عابد پر نزول کیا میں نے اسے وسوسات اور اسے اکساہٹ میں ڈالا لڑکی کے حسین نقوش اس کی خوبصورتی اس کی کشش اس کی جسمانی ساخت کو خوب ابھار کر اس کے حواس پر طاری کیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ عابد اس لڑکی کے ساتھ ملوث ہو گیا اور اسے بے آبرو کر دیا جس کے نتیجے میں اس لڑکی کے ہاں ایک بچے نے جنم لیا اس طرح دن گزرتے گئے اب وہ عابد اس لڑکی کے پاس رات دن رہنے لگا۔

چند دن کا وقفہ ڈال کر میں اس عابد کے پاس آیا اور اس کا ہمدرد بن کر کہنے لگا دیکھو میں نے تو تجھے اس لڑکی کا دل بہلانے اسے وحشت سے بچانے اور اسے بے آبرو ہونے سے بچانے کے لئے اس کے پاس بیٹھنے اور اس سے گفتگو کرنے کی ترغیب دی تھی لیکن تو نے یہ کیا کیا تو نے اپنے آپ کو اس سے ملوث کر لیا جس کے نتیجے میں اس کے ہاں ایک بچے نے جنم لیا ہے اب دیکھو یہ تو بتا کہ اگر اس لڑکی کے بھائی آ گئے اور اس کے بچے کو انہوں نے دیکھ لیا تو تم کیا کرو گے میں ڈرتا ہوں کہ تم ذلیل ہو جاؤ گے یا وہ تمہیں رسوا کریں گے میرا مشورہ مانو تو تم اس بچے کو زمین میں گاڑھ دو اس لئے کہ میرا اندازہ ہے کہ یہ لڑکی تمہاری شکایت نہیں کرے گی بلکہ اپنی عزت اور اپنی آبرو کی خاطر اس معاملے کو اپنے بھائیوں سے ضرور چھپائے گی۔

سنو میرے ساتھیو اس عابد نے ایسا ہی کیا اس نے بچے کو مارا اور دفن کر دیا میں پھر اس کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ لڑکی تمہاری اس ناشائستہ حرکت کو اپنے بھائیوں سے پوشیدہ رکھے گی اپنے بھائیوں پر یہ ظاہر نہیں کرے گی کہ تم نے ہی اسے بے آبرو کیا اگر تم رسوائی بے عزتی اور لڑکی کے بھائیوں کی مار سے بچنا چاہتے ہو تو تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ

تم اس لڑکی کا بھی خاتمہ کر کے اسی جگہ دفن کر دو جس جگہ تم نے بچے کو دفن کیا ہے میری یہ ترغیب اس عابد کو پسند آئی اس نے لڑکی کو بھی ذبح کیا اور جس گڑھے میں اس نے بچے کو دفن کیا تھا اس گڑھے میں لڑکی کو دفن کر کے اس پر ایک بھاری پتھر رکھ دیا تھا۔

پھر ایسا ہوا کہ میرے ساتھیو ایک مدت گزرنے کے بعد لڑکی کے بھائی لڑائی سے لوٹے اور عابد سے جا کر اپنی بہن کا حال پوچھا عابد نے ان کو اس کے مرنے کی خبر دے دی اور افسوس کر کے رونے لگا اور کہا کہ وہ بڑی نیک لڑکی تھی پھر وہ کسی اور کی قبر کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا دیکھو یہ اس کی قبر ہے بھائی اس کی قبر پر آئے اس کے لئے دعا خیر کی وہ خوب روئے اپنی بہن کے مرنے کا سن کر چند روز انہوں نے اپنی بہن کی قبر پر گزارے اور پھر اپنے گھر کی طرف چلے گئے۔

رات کو جب وہ تینوں بھائی اپنے بستروں پر سوئے تو میں ان تینوں بھائیوں سے میں سے ایک کو مسافر کی صورت میں دکھائی دیا پہلے میں بڑے بھائی کے خواب میں نمودار ہوا اور اس کی بہن کا حال پوچھا اس نے عابد کا اس کے مرنے کی خبر دینا اور اس پر افسوس کرنا اور مقام قبر دکھانا مجھ سے بیان کیا میں نے اسے خواب میں ترغیب دیتے ہوئے کہا کہ یہ سب جھوٹ ہے تم نے عابد کی زبانی اپنی بہن کا یہ معاملہ کیسے سچ جان لیا سنو حقیقت یہ ہے کہ اس عابد نے تمہاری بہن کو بے آبرو کیا جس کے نتیجے میں ایک بچے نے جنم لیا تو اس عابد نے تمہاری بہن اور بچے کو مار کر ایک گڑھا کھودا اور اس میں دونوں کو دفن کر دیا اگر تم اس معاملے کی حقیقت جاننا ہی چاہتے ہو تو جس گھر میں تمہاری بہن رہتی تھی اس میں داخل ہونے کے بعد وہ گڑھا دائیں جانب پڑتا ہے جس میں عابد نے دونوں کو مار کر دفن کر دیا ہے۔

یہ کام کرنے کے بعد میں منجھلے بھائی کے خواب میں بھی ایک مسافر کی صورت میں نمودار ہوا اور اس کے ساتھ وہی گفتگو کی جو بڑے کے ساتھ کی تھی اس کے بعد میں سب سے چھوٹے بھائی پر وارد ہوا اور اسے بھی حقیقت حال سے آگاہ کر دیا دوسرے دن جب تینوں بھائی بیدار ہوئے تو ایک دوسرے سے اپنے اپنے خواب کی حقیقت بیان کرنے لگے تینوں کے خواب آپس میں ملے تو بڑا تعجب کرنے لگے یہ صورت حال دیکھتے ہوئے بڑا بھائی بولا اور اپنے چھوٹے بھائیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا یہ خواب تو فقط خیال ہے اور کچھ نہیں چھوڑو اس ذکر کو آؤ اپنے روز مرہ کے کاموں میں کھو کر اپنی روزی کا سامان کریں چھوٹا کہنے لگا میں تو جب تک اس مقام کو دیکھ نہ لوں باز نہ آؤں گا لہٰذا چھوٹے کی تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے تینوں بھائی اس مقام کی طرف چل دیئے جو اس عابد کے معبد کے سامنے تھا جس میں وہ اپنی بہن کو عابد کی کفالت اور حفاظت میں چھوڑ کر گئے تھے دروازہ کھول کر وہ اس جگہ کی تلاش کرنے لگے جو میں نے انہیں خواب میں بتائی تھی میری خواب میں کی ہوئی نشان دہی کے مطابق وہ تینوں بھائی اس جگہ کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے جہاں پر عابد نے

ان کی بہن اور اس کے بچے کو مار کر دفن کر دیا اور اس جگہ ایک بھاری پتھر رکھ دیا تھا انہوں نے وہ پتھر وہاں سے ہٹایا گڑھا کھودا تو دیکھا کہ واقعی اس میں ان کی بہن اور اس کے بچے کو دفن کیا گیا تھا پس یہ معاملہ دیکھنے کے بعد وہ تینوں بھائی عابد کے پاس گئے اور اس سے کل کیفیت دریافت کی عابد کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ اس بات کو تسلیم کرے لہٰذا اس نے حقیقت کو تسلیم کر لیا کہ ان کی غیر موجودگی میں وہ واقعی ان کی بہن کے ساتھ ملوث ہوا اور یہ کہ بدنامی اور رسوائی کے خطرے سے اس نے دونوں ماں بیٹے کو مار کر اس گڑھے میں دفن کر دیا تھا۔

عابد کی اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے بعد وہ تینوں بھائی اپنی شکایت و نالش لے کر حاکم وقت کے پاس گئے اور اس پر قتل کا الزام لگایا معاملہ قاضی تک پہنچا اس عابد کو معبد سے نکال دیا گیا اور پھر اسے مصلوب کر دینے کا حکم دے دیا گیا سنو میرے ساتھیو جس وقت اس عابد کو صلیب پر چڑھانے کے لئے لے جایا جا رہا تھا اور اس کے گلے میں اس کے جرم کی تختی ڈال دی گئی تھی تو میں اس کے پاس آیا اس کو مخاطب کر کے میں نے اس سے پوچھا کیا تم نے مجھے پہچانا۔

اس پر وہ عابد جسے صلیب پر چڑھانے کے لئے لے جایا جا رہا تھا اس نے غور سے میری طرف دیکھا پھر میں نے ہی اس کو مخاطب کر کے کہا کہ میں ہی تمہارا وہ ساتھی ہوں جس نے تم کو اس لڑکی کے فتنے میں ڈالا تھا جس کے نتیجے میں تم اس لڑکی کے ساتھ ملوث ہوئے اور تم نے اس لڑکی اور اس کے بچے کو ذبح کر ڈالا اب اگر تم میرا کہا مانو اور جس خدا نے تمہیں پیدا کیا ہے اس کی نافرمانی کرو اور وہ اس طرح کہ تم خدا کی جگہ دو بار مجھے سجدہ کرو تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں تمہیں مصلوب ہونے سے بچا سکتا ہوں عابد نے شاید میری اس ترغیب کو میرے اس وسوسے کو اپنے حق میں سودمند سمجھا وہ فوراً" میری خاطر دو سجدے کرنے" پر تیار ہو گیا اسے سجدے کروانے کے بعد میں اس کو چھوڑ کر چلا گیا میری غیر موجودگی میں ان لوگوں نے اس عابد کو صلیب پر چڑھا کر اس کا خاتمہ کر دیا تھا اس طرح اے میرے ساتھیو! تم نے دیکھا کہ میں نے کیسے ایک نیکی کرنے والے اور نیکی کا پرچار کرنے والے کو بھڑکایا کس طرح اس لڑکی کے ساتھ ملوث کرانے میں بھی کامیاب ہوا اس طرح میں نے اس نیک زاہد عابد کی دین اور دنیا دونوں ہی کو خراب اور اکارت بنا کر رکھ دیا سنو میرے دوستو ایسے کام مجھے بے حد پسند ہیں اور ایسے کام میں بڑی ترغیب بڑی خوشی اور بڑی ذہانت کے ساتھ کرتا ہوں اور میرا جو بھی ساتھی اپنے آپ کو انسانوں کے خلاف ایسے کاموں میں ملوث کرتا ہے وہ میرا پسندیدہ ہوتا ہے اور اسے میں انتہا درجہ پسند کرتا ہوں عزازیل سے یہ واقعہ اور حادثہ سن کر عارب اور نیعد بھی بہت خوش ہوئے تھے پھر عارب عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے آقا واقعی ہی آپ نے اس عابد کے خلاف بہت بڑا معرکہ انجام دیا تھا آپ نے کمال ہوشیاری ذہانت اور فہم و فراست سے کام لیتے ہوئے اپنے وسوسوں اور ترغیبات کے جال اس عابد پر پھینکے اسے بھڑکا کر رکھ

دیا یقیناً اس علاقے کے خلاف آپ کی یہ بہت بڑی کامیابی ہے اے آقا آپ کی زبان سے یہ واقعہ سن کر لطف آگیا کیا ایسا ممکن نہیں کہ سطرون اور زروعہ کے آنے تک آپ ہمیں کوئی ایسا ہی اور واقعہ سنا ڈالیں۔ عزازئیل عارب کی اس گفتگو کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ اس کا ساتھی شبراس کے حکم کے مطابق سطرون اور زروعہ کو لے کر آگیا اس پر عزازئیل عارب اور نبیدہ کو مخاطب کرکے کہنے لگا سنو اب تمہیں کوئی واقعہ سنانے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی اس لئے کہ تم دیکھتے ہو کہ میرا ساتھی شبر سطرون اور زروعہ کو لے کر آگیا ہے اب ہم یوناف کے خلاف افریقہ کے دشت زاروں میں اپنی مہم کا آغاز کریں گے سطرون اور زروعہ جب عزازئیل عارب اور نبیدہ کے سامنے آکر کھڑے ہوئے تو عارب اور نبیدہ بڑے غور اور انہماک سے سطرون اور زروعہ کا جائزہ لینے لگے تھے۔

عارب اور نبیدہ دونوں میاں بیوی نے دیکھا کہ سطرون اپنی جسمانی ساخت اور بناوٹ میں قہر کا سیلاب' شکار کا طالب ریچھ ظلم کا عصا موت کا ہیولہ قہرشدید اور باطن کی مخفی شرارتیں رقص کر رہی تھیں جبکہ اس کے چہرے پر رعد و برق و طوفان جیسے سامرانہ عزائم تھے لگتا تھا کہ اپنی طاقت اپنی قوت اور اپنے عزائم میں وہ زندگی موت کی اس طیلسان جیسا ہو جس کے اندر طوفان آندھیوں سے بغلگیر ہو رہے ہوں اس کی آنکھوں کی چمک اس کی حرکات و سکنات اور اس کی شخصیت سے یہ اندازہ ہوتا تھا جیسے وہ اس دنیا میں صنوبر کی جگہ کانٹے اس کے درخت کی طرح جھاڑیاں پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے دشمنوں کی ہڈیوں میں بے قراری بھرنے اور انہیں ظلمت اور اندوہ کے اندھیروں میں کھلا لڑنے کے لئے پیدا کیا گیا ہو۔

دوسری طرف زروعہ بھی سطرون سے کچھ کم نہ تھی وہ دل کی لطیف دھڑکنوں' طائر فردوس' شوخ نگاہوں' پھول برساتی آبشاروں کے ترنجی قوس قزح کی رنگین لہر اور پھولوں کی مہک جیسی ایک شوخ و طرار لڑکی تھی اس کا صندلی خوشبو جیسا جسم کنوار پنے کی مہک اور اس کے گالوں کی خوشگوار حرارت شام کی سرخی جیسی دل کشی ہو رہی تھی اس کی گہری گھنی پلکوں والی پر اسرار آنکھوں میں مقناطیسیت کے طوفان ٹھاٹھیں مار رہے تھے مجموعی طور پر زروعہ بھی شباب کی امنگوں کا ابلتا ہوا چشمہ اور اس میں رچی خوشبو اور جنگلی پھولوں کی مہک جیسی دکھائی دے رہی تھی تھوڑی دیر تک عارب اور نبیدہ اس انداز میں سطرون اور زروعہ کو دیکھتے رہے یہاں تک کہ جب عزازئیل ان کا آپس میں تعارف کرانے لگا تب وہ دونوں میاں بیوی چونک سے پڑے تھے اور انہوں نے بڑے خوش کن انداز میں آگے بڑھ کر نہ صرف یہ کہ ان دونوں سے مصافحہ کیا بلکہ ان کا بہترین استقبال بھی کیا۔

اس کے بعد عزازئیل نے سطرون اور زروعہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا سنو میرے ساتھیو! شاید شبر نے تم دونوں کو بتا دیا ہو گا تمہیں میں نے کس کام اور کس مقصد کے لئے طلب کیا ہے اس پر سطرون بولا اور بڑی انکساری سے وہ عزازئیل کو مخاطب کرکے وہ کہنے لگا اے آقا شبر ہمیں پوری تفصیل کے ساتھ بتا چکا ہے کہ ہمیں یوناف نام کے جوان اور اس کی ساتھی لڑکی بیوسا کے خلاف حرکت میں آنا ہے اس پر عزازئیل پھر بولا اور کہنے لگا سن سطرون حرکت میں آنے سے پہلے میں تم پر میں یہ واضح کردوں کہ وہ عام نہیں ایک غیر معمولی سا انسان ہے تم یوں خیال کر سکتے ہو کہ وہ دشمن سے جب مقابلہ کرتا ہے تو اس کے سامنے چٹانوں اور کوہستانوں کی طرح جم جاتا ہے اور جب کسی پر ضرب لگاتا ہے تو اس کے اعضاء جوارح کو پاش پاش کر کے رکھ دیتا ہے جب وہ اپنے دشمن کے مقابل ہوتا ہے تو وہ سیلابی پانی کے زور کی طرح طوفانوں کی صورت اختیار کرتا چلا جاتا ہے اپنے ہر دشمن اپنے ہر مقابل کو زیر اور مغلوب کئے بغیر نہیں رہتا یہاں تک کہنے کے بعد عزازئیل جب خاموش ہوا تو سطرون سینہ تان کر کہنے لگا۔

اے آقا وہ جو کوئی بھی ہے مجھے اس سے کوئی غرض نہیں میں نے تو آپ کے حکم کا اتباع کرتے ہوئے اس کے خلاف حرکت میں آنا ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یوناف نام کا یہ شخص کیسا ہی طاقتور کیسا ہی ہولناک اور بھیانک کیوں نہ ہو میں اس پر سیلابی پانی کے زور ہیولوں کے غبار اور موت کی اترائی کی طرح حملہ آور ہوں گا اس کے لئے آفاق تنگ کردوں گا اور اس کے دل کی لوح پر خرابی و بربادی اور شکستگی اور ویرانی طاری کر کے رہوں گا سطرون کا یہ جواب سن کر عزازئیل بے حد خوش ہوا اور ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں وہ اپنے سارے ساتھیوں کو مخاطب کرکے کہنے لگا اگر ایسا ہے تو ہمیں یہاں رک کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے آؤ میرے ساتھیو افریقہ میں کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف کوچ کریں جہاں یوناف اور اس کی بیوی بیوسا نے قیام کر رکھا ہے ان پر وارد ہوں ان پر ایسا نزول کریں کہ دونوں کو لہو لہو کر کے رکھ دیں عزازئیل کی یہ گفتگو یہ ارادے سن کر وہ سب بے حد خوش ہوئے اس کے بعد اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور بابل سے افریقی شہر قرطاجنہ کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

یوناف اور بیوسا نے قرطاجنہ شہر کے نواح میں ایک سرائے میں قیام کر رکھا تھا ایک روز جب وہ سرائے سے باہر دور دور تک پھیلے ہوئے کھجوروں کے جھنڈ اور ریت کے ٹیلوں کے اندر چہل قدمی کر رہے تھے کہ اچانک چلتے چلتے یوناف رک گیا اس کے پہلو اور ہاتھ میں ہاتھ ڈالتی ہوئی بیوسا بھی رک گئی تھی اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا حسین اور ریشمی لمس لیا تھا پھر ابلیکا کی پریشان اور فکرمندی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔

سنو یوناف میرے حبیب! میرے رفیق عزازئیل عارب اور نبیدہ ایک نئے انداز میں تم

دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہونے کے لئے تمہاری طرف بڑھ رہے ہیں تمہارے ساتھ مقابلہ کرانے کے لئے عزازیل اپنے ایک ساتھی سطرون اور اس کی ہم جنس لڑکی زروعہ کو لا رہا ہے میرے خیال میں وہ سطرون کو تم پر اور زروعہ کو یبوسا پر وارد کرے گا یہ سطرون ناقابل یقین حد تک طاقتور اور پر قوت ہے یہ ایسا زور آور ہے کہ چٹانوں اور کوہستانوں کو بھی اپنی راہ سے ہٹا دینے کی طاقت رکھتا ہے لہٰذا اس سے مقابلہ کرتے وقت میں تم کو تاکید کرتی ہوں کہ محتاط اور ہوشیار رہنا اگر عزازیل صرف سطرون کو تمہارے مقابلے میں لایا تو میں یبوسا کی حفاظت کرنے کے ساتھ ساتھ یہ دیکھوں گی کہ سطرون اور تم میں سے کون غالب رہتا ہے اور اگر یبوسا کے مقابلے میں زروعہ بھی حرکت میں آئی تب بھی میں ایک طرف رہ کر یہ اندازہ لگانے کی کوشش کروں گی کہ یبوسا اور زروعہ میں کون حاوی اور بھاری ہے ہاں اس مقابلے کے دوران عزازیل عارب اور نیبعہ میں سے کسی نے حرکت میں آنے کی کوشش کی تو پھر تم دونوں میاں بیوی مطمئن رہنا میں ان کے خلاف ایسی حرکت میں آؤں گی کہ ان کے سارے بخیے ادھیڑ کر رکھ دوں گی عزازیل عارب نیبعہ عزازیل کا ساتھی شبر سطرون اور زروعہ یہاں پہنچنے والے ہیں لہٰذا تم دونوں میاں بیوی تیار ہو جاؤ ابلیکا کی یہ گفتگو سن کر یوناف اور یبوسا ریت کے ان ٹیلوں اور کھجوروں کے درخت کے اندر مستعد ہو گئے تھے اور عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے پہنچنے کا انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد عزازیل عارب نیبعہ سطرون اور زروعہ کے علاوہ عزازیل کا ساتھی شبر یوناف اور یبوسا کے سامنے ایک دوسرے ٹیلے پر نمودار ہوئے سطرون تھوڑی دیر تک اپنے سامنے بڑے غور اور انہماک سے یوناف اور یبوسا کو دیکھتا رہا پھر وہ عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے میرے آقا کیا یہ یوناف ہے جس کے خلاف آپ مجھے حرکت میں لانا چاہتے ہیں اس پر عزازیل نے کراہت آمیز مکروہ قہقہہ لگایا وہ سطرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا ہاں سطرون یہی وہ یوناف ہے جو اپنے آپ کو نیکی کا نمائندہ اور خیر کا گماشتہ خیال کرتا ہے آگے بڑھ کر اس کے خلاف حرکت میں آؤ اور اسے بتاؤ کہ عزازیل کے ابھی ایسے بہت سے ساتھی ہیں جو اسے دشت و صحرا اور کوہ و دامن میں زیر اور مغلوب کرنے کی طاقت رکھتے ہیں یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن نیکی کے نمائندے آج میں تیرے مقابلے میں ایک ساتھی لایا ہوں جس کا نام سطرون ہے تیری بہتری اور بھلائی اس میں ہے کہ تو اکیلا ہی سطرون سے مقابلہ کر اور اگر تو نے اس مقابلے میں ابلیکا یا یبوسا کو ملانے کی کوشش کی تو پھر سن رکھ سطرون کی ہم جنس زروعہ کے علاوہ ہم سب تمہارے خلاف حرکت میں آئیں گے پھر ان صحراؤں کے اندر وہ طوفان اٹھے گا جس کی سختی تم برداشت نہ کر سکو گے عزازیل کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ سطرون بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن خیر کے گماشتے میرا نام سطرون ہے اس بیابان میں لکھ رکھ کہ میں تیری نوزائیدہ خواہشوں کی چوکھٹ پر زلزلے کی کڑک اور تیرے جسم کی دہلیز پر کرب کا آخری پیرہن کر نازل ہوں گا تیری سانسوں کی تسبیح تیری رگوں میں اچھلتے لہو کو انجانی منزل کی طرف رواں دواں کروں گا اور تیرے جسم میں بھاگتے ہوئے خون کو تیری ہی موت کی آخری قسط پیش کروں گا سن نیکی کے نمائندے موت اور زندگی کے اس سفر میں فنا کی پھیلتی انگلیوں کی طرح تجھے اس صحرا میں اپنا شکار بناؤں گا یہاں تک کہنے کے بعد سطرون جب خاموش ہوا تو یوناف اسے مخاطب کرتے ہوئے زوردار آواز میں کہنے لگا۔

سن بدی کے بھیڑیے اور گناہ کے گوبر کسی پر فنا اور موت طاری کرنا صرف میرے اللہ میرے رب کا کام ہے جو ابد کا ناظم اور ازل کا حاکم ہے وہی سحر کو روشنی قلب کی نوک کو گویائی عطا کرتا ہے پھول کو بھینی باس اس کا عطیہ ہے فکر کی سنجیدگی کو تابانی اور تابندگی اور تخیل کے احاطہ بیان کو جہت وہی عطا کرتا ہے لہٰذا سن گندے بھیڑیے تو مجھ پر موت اور فنا طاری کرنے پر قادر نہیں ہے اگر تو ظلمات شب کا گریبان چاک کرنے کی قدرت رکھتا ہے تو تو دیکھے گا کہ میں وقت کے ہر ساحل پر کھڑا ہو کر تیرے ساتھ مقابلہ کروں گا اور جیسے داغ تو میرے جسم پر لگائے گا ایسے ہی داغوں میں سے تجھے بھی اذیت اور کرب میں مبتلا کر کے رکھوں گا۔

یوناف کی یہ گفتگو سن کر سطرون کی رگوں کی طنابیں کھنچ گئی تھیں پھر وہ چنگھاڑتی حرکت میں آیا اور آگے بڑھا اور دشت صحرا میں آوارہ گرد قدیم اساطیر سفاک تقدیر اور چنگاڑتی برہنہ بجلیوں کی طرح وہ یوناف پر حملہ آور ہوا تھا اس نے اپنا بایاں ہاتھ اوپر اٹھاتے ہوئے یوناف پر ضرب لگانے کی کوشش کی تھی جونہی یوناف نے اس کے بائیں ہاتھ کے سامنے اپنا دفاع کیا تھا سطرون نے اپنے دائیں ہاتھ کی ایک ایسی ضرب یوناف کی پیشانی پر لگائی کہ یوناف کئی بل کھاتا ہوا ایک قریبی کھجور پر گر گیا تھا سطرون کی ضرب سے یوناف کی پیشانی پھٹ گئی تھی اور اس سے خون بہنے لگا تھا یوناف کی یہ حالت دیکھتے ہوئے یبوسا بیچاری فکرمند اور پریشان ہو گئی تھی یوناف کی حمایت میں وہ سطرون کے خلاف حرکت میں آنا چاہتی تھی کہ اس موقع پر عزازیل بولا اور یبوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو یبوسا اگر تو نے اپنے شوہر یوناف کی حمایت میں سطرون کے خلاف حرکت میں آنے کی کوشش کی تو پھر ان صحراؤں اور ٹیلوں کے اندر وہ طوفان کھڑا ہو گا جو تمہارے روکے سے نہ رکے گا تمہاری بہتری اور بھلائی اسی میں ہے کہ ایک طرف ہٹ کر کھڑی رہو اور سطرون اور یوناف کے درمیان مقابلے کو خاموشی کے ساتھ دیکھتی رہو عزازیل کی اس گفتگو پر یبوسا بیچاری مجبور ہو کر ایک طرف کھڑی رہ گئی تھی جس ٹیلے پر یوناف گرا تھا وہ اس کی پیشانی سے بہنے والے خون سے رنگین

ہونے لگا تھا اس موقع پر سطرون نے اپنی فتح مندی کا ایک بھرپور قہقہ لگایا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا سن نیکی کے نمائندے میں تو ان صحراؤں کے اندر تیرے لئے مشیت کی سزا بن کر نمودار ہوا ہوں اس کے ساتھ ہی سطرون پھر سنسناتی ہواؤں کے تیر و تند نفرت کے باد و باراں سی یلغار کی طرح حرکت میں آیا اور اپنے پاؤں کی کئی ٹھوکریں اس نے یوناف کے پیٹ اس کے منہ اس کی گردن اور اس کی چھاتی پر دے ماریں تھیں یہ ضربیں کھاتے ہوئے یوناف بری طرح کراہ اٹھا تھا یوناف کی یہ حالت یوسا بیچاری اپنے دل پر پتھر رکھ کر برداشت کر رہی تھی اس کی آنکھوں میں اداسیاں رقص کر رہی تھیں اور اس کا چہرہ غم اور تفکر میں سرسوں جیسا پیلا ہو کر رہ گیا تھا۔

ریت پر پڑے ہی پڑے یوناف نے اپنے خداوند کو یاد کرتے ہوئے دکھ اور لاچارگی بھری آواز میں کہا اے اللہ اے میرے خالق تو ہی صبح کے نور کو شادابی اور عروس فطرت کے حسن کو تابندگی عطا کرتا ہے تو ہی اندھیرے کی پاتال' رات کے بے نور سناٹوں کو ہستانوں کے ویران دامنوں اور اندھی فضاؤں میں صبح کے بادبان کھولتا ہے اے میرے اللہ یہ عزازیل اور اس کے ساتھی مجھے مٹی کے گھروندے کی طرح خراب اور حسرت زدہ کرنا چاہتے ہیں میرے تصورات کے گرداب میں سراسیمہ اور وحشت زدہ جذبے بھرنا چاہتے ہیں میرے لہو کی حرمت کو یہ لوگ اپنی خواہشوں کی ساخت کی بھینٹ چڑھانا چاہتے ہیں اے اللہ تو ہی میرا محافظ تو ہی میرا رکھوالا تو ہی میرا پاسبان ہے تو میرے لاسمت جذبوں کو شعور و آگاہی کا کندن بنا میرے زندگی کے سمندر میں نئے طوفانوں کی شہادت پیدا کر اور عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی اجنبی قہر کی بارش کے اندر اے اللہ مجھے یقین اور ایمان کی راست علامت بنا کر ان کے مقابلے میں کھڑا کر دے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف دھکتی آگ' غصیلی روح' آتش کی لپیٹوں کے گورکھ دھندے اور دریاؤں کے خروش کی طرح اٹھ کھڑا ہوا تھا لگتا تھا کہ اس کے خون کی شریانوں میں ایک طوفان اور ایک انقلاب برپا ہو گیا ہو اس کی پیشانی سے ابھی تک خون بہہ رہا تھا یوناف کو اپنے سامنے کچھ اس انداز میں اٹھتے دیکھ کر سطرون پھر آگے بڑھا اور اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا لگتا ہے تجھ میں ابھی تک جان باقی ہے اور تو اپنی ہار اور شکست تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں دیکھ میرا نام سطرون ہے جب تک تو میرے آگے ہار اور اپنی شکست تسلیم نہیں کرتا اس وقت تک میں تیرے دل کے افق پر کراہیں سانسوں میں دکھ کی پکار بھرتا رہوں گا اور تیرے جسم کی خوشی اور تیری روح کی شادابی پر ضربیں لگاتا رہوں گا اس کے ساتھ ہی سطرون آگے بڑھا اور اپنے دائیں ہاتھ کو حرکت میں لاتے ہوئے اس نے پھر یوناف کی پیشانی پر ضرب لگانے کی کوشش کی تھی لیکن اس بار یوناف نے اس کا اٹھا ہوا ہاتھ بڑی تیزی اور برق رفتاری سے اپنی طرف کھینچا اور اس کے ساتھ ہی ہوا میں اچھلتے ہوئے اپنے گھٹنے کی ایک ضرب سطرون کے پیٹ پر لگائی تھی یہ ضرب لگتے ہی سطرون درد کی شدت سے کراہتا ہوا دوہرا ہو گیا تھا عین اس وقت یوناف اپنے دائیں ہاتھ کو حرکت میں لایا اور لگاتار دو مکے خوب طاقت اور قوت کے ساتھ اس نے سطرون کی پیشانی پر دے مارے تھے جن کے نتیجے میں سطرون کی پیشانی بھی پھٹ گئی اور جس طرح تھوڑی دیر قبل یوناف بل کھا کر ریت کے ٹیلوں پر گرا تھا ایسے ہی سطرون بھی اپنا توازن کھو بیٹھا اور بل کھاتا ہوا ریت پر گر گیا تھا ایسے موقع پر یوناف آگے بڑھا جس طرح سطرون نے تھوڑی دیر قبل گرے ہوئے یوناف پر لاتوں کی بارش کی تھی اسی طرح یوناف نے بھی لگاتار اپنے پاؤں کی کئی ٹھوکریں سطرون کے پیٹ چھاتی گردن اور اس کے شانوں پر دے ماریں تھیں۔

ان ضربوں کے جواب میں سطرون بری طرح کراہنے لگا تھا یوناف اسے مخاطب کر کے کہنے لگا تھوڑی دیر قبل میں نے تجھے کہا تھا کہ فنا اور مرگ کو میرے خداوند قدوس نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے لیکن تو اپنی بے انتہاء قوت اور بے کنار طاقت کا گھمنڈ کرتے ہوئے مجھے برباد کرنے کے در پے تھا اب اٹھ اور میرا سامنا کر تاکہ میں دیکھوں کہ تو مجھ پر کیسے موت اور ہلاکت طاری کر سکتا ہے یوناف کی اس گفتگو کے بعد سطرون کا چہرہ غصے میں آگ کی طرح غضب ناک ہو گیا تھا اور وہ ایک زہریلی جست لگاتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور یوناف پر حملہ آور ہوا۔ دونوں اب ایک دوسرے پر غول در غول اترتی کرنوں لمحوں میں پھیلتے وقت پھڑپھڑاتی خوشیوں اور کرب و بلا کے تصادم اور صحرائے وحشت میں آشوب تر کی طرح ضربیں لگاتے ہوئے ایک دوسرے کو اپنے سامنے نڈھال اور مغلوب کرنے کی کوشش کرنے لگے تھے۔

کافی دیر تک دونوں جم کر لڑتے رہے اور ایک دوسرے پر ضربیں لگاتے رہے یہاں تک کہ دونوں ہی نڈھال اور تھکاوٹ محسوس کرنے لگے تھے دونوں کی کمریں اور گردنیں کھلنے لگیں تھیں ایسے موقع پر یوناف نے اپنے آپ کو کسی قدر سنبھالا اور سطرون کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا دیکھ سطرون تو اس عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ میری سانسوں میں المیوں کے مراحل اور میرے اعصاب پر حسرتوں کے نوحے طاری کرنے آیا تھا تو چاہتا تھا کہ میری آہوں میں انگارہ بن کر عکس ریزہ ہو جائے لیکن تو دیکھتا ہے کہ اس میں تجھے مکمل طور پر ناکامی ہوئی ہے اور تو صاف اور واضح طور پر مجھے اپنے سامنے زیر اور مغلوب نہیں کر سکا اب تو شام کی دہلیز پر پھیلتے ہوئے سایوں کی طرح لاغر اور ماندہ ہو چکا ہے اور تیرا کوئی ظلم کوئی طاقت کوئی جبر کوئی ستم مجھے اپنے سامنے جھکانے میں کامیاب نہیں ہوا۔

دیکھ سطرون جس انداز اور جن حالات میں یہ عزازیل تمہیں میرے مقابلے لایا ہے اس سے میں یہ اندازہ لگایا ہے کہ آئندہ بھی تیرا اور میرا سامنا ہوتا رہے گا اور میں تجھے یقین دلاتا ہوں کہ تیری میری لڑائی تیرا میرا ٹکراؤ معیوب سایوں کی تیرہ کاری کی طرح کسی نتیجے پر پہنچے بغیر ہی ختم

ہوا کرے گا آئندہ بھی تو میرے سامنے آیا تو سن ذلالت کے دیوتا اور بدی اور گناہ کی عفریت تو دیکھے گا کہ میں اس دریا کی طرح تیرا سامنا کروں گا جو اپنے راستے میں آنے والی ہر شے کو بہا لے جاتا ہے میں ہواؤں میں اڑتے ہوئے ان موت کے ہیولوں کی طرح تیرا مقابلہ کروں گا جنہیں زیر کرنا کسی کے بس کا روگ نہیں ہوتا دیکھ سطرون اگر میں تھکاوٹ اور پژمردگی محسوس کر رہا ہوں تو تیری حالت بھی کسی طور مجھ سے مختلف نہیں ہے تجھ میں بھی وہ پہلا سا دم خم نہیں ہے تیرا یہ لڑکھڑاتا جسم تیری جھکی ہوئی کمر اور گردن اس بات کے غماز ہیں کہ تو میرے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے مکمل طور پر ٹوٹ چکا ہے کیا یہ بات خود تیرے لئے اور عزازئیل کے لئے باعث شرم اور عار نہیں ہے کہ تم اتنے اہتمام کے ساتھ تم لوگ مجھے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کے لئے آئے تھے لیکن تم ایسا نہیں کر سکے یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا تھا۔

سطرون نے فی الفور یوناف کی ان باتوں کا کوئی جواب نہ دیا تھا وہ کافی حد تک اپنے آپ کو سنبھالتا جا رہا تھا اس نے اپنی گردن اور جھکی ہوئی کمر بھی سیدھی کر لی تھی پھر وہ تھوڑا سا پیچھے ہٹا اور عزازئیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے میرے آقا آپ نے کس بدبلا کے ساتھ مجھے ٹکرا دیا ہے میں تو یہ گمان اور ارادہ کئے ہوئے تھا کہ میں اسے چند ہی ساعتوں اور لمحوں میں اپنے سامنے مغلوب کر کے رکھ دوں گا لیکن اس کے ساتھ ٹکراؤ نے خود مجھ پر تھکاوٹ اور کمزوری طاری کر دی ہے اس کی ضربوں نے تو میرے جسم کی ساری تازگی دھو اور ختم کر کے رکھ دی ہے میرے آقا مجھے بے حد افسوس اور دکھ ہے کہ افریقہ کے ان صحراؤں کے اندر میں اس شخص کو اپنے سامنے مغلوب نہیں کر سکا تاہم اب اس سے مقابلہ میری ضد اور ہٹ دھرمی بن گئی ہے اور میں ہر صورت میں اسے کبھی نہ کبھی اپنے سامنے مغلوب کر کے رہوں گا یہاں تک کہنے کے بعد جب سطرون خاموش ہوا تو عزازئیل سطرون کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا۔

سن سطرون تو نے اس طرح یوناف کے خلاف حرکت میں آکر میرا دل میرا جی خوش کر دیا ہے میں تجھ پر یہ انکشاف کروں کہ آج تک میں نے یوناف کو کسی کے سامنے اس طرح بے بس اور مجبور نہیں دیکھا جس طرح تو نے آج اسے اپنے سامنے بے بس اور مجبور کیا ہے جس طرح تو نے اس کی پیشانی پھاڑ کر اس کا خون نکالا ہے آج تک کسی کے بھی مقابلے میں میں نے اسے ایسی بے بسی کی حالت میں نہیں دیکھ سکا اور دیکھ اگر تو اس کو اپنے سامنے مغلوب نہیں کر سکا تو وہ بھی تجھے اپنے سامنے زیر نہیں کر سکا اگر تجھ پر تھکاوٹ اور ٹوٹ پھوٹ کے آثار نمودار ہوئے ہیں تو میں دیکھتا ہوں کہ وہ تجھ سے بھی زیادہ تھکاوٹ اور ماندگی محسوس کر رہا تھا اب اس کا تیرے ساتھ ٹکراؤ آنے والے دنوں میں ہوتا ہی رہے گا اور مجھے امید ہے کہ کسی نہ کسی روز تم ضرور اسے اپنے سامنے مغلوب کر کے رہو گے بہرحال اس پر ضربیں لگا کر اس پر تھکاوٹ طاری کر کے اور اس کے

جسم سے خون نکال کر اے سطرون تو نے یقیناً" میرا جی خوش کر کے رکھ دیا ہے اس دوران بیوسا بھاگ کر آگے بڑھی یوناف کو اس نے اپنے ساتھ لپٹا لیا اور اسے سنبھالا دینے لگی تھی یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا جس کے نتیجے میں اس کی پیشانی کا زخم اور تھکاوٹ جاتی رہی تھی اور وہ پھر پہلے جیسا تازہ دم دکھائی دینے لگا تھا دوسری طرف سطرون بھی ایسا ہی کر چکا تھا پھر یوناف نے عزازئیل کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا سن بدی اور گناہ کے گماشتے تو بڑے اہتمام اور بڑی آرزو کے ساتھ سطرون کو مجھ سے ٹکرانے کے لئے لایا تھا اس ٹکراؤ کا جو انجام ہوا وہ تیرے سامنے ہے اگر میں اسے اپنے سامنے مغلوب نہیں کر سکا تو یہ بھی مجھ پر غالب نہیں آ سکا سن باطل کے نمائندے نیکی بدی اور حق باطل کے سامنے کبھی جھجکتا اور خوف زدہ نہیں ہوتا میں تم سب کو یقین دلاتا ہوں کہ آنے والے دور میں بھی میں اس سطرون سے ٹکرا کے اس پر اپنی صداقت اور شرافت اور دیانت اور امانت کا غلبہ ثابت کرتا رہوں گا یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں عزازئیل بڑی ڈھٹائی اور تکبر سے کہنے لگا ہم نے سطرون کو تیرے ساتھ ٹکرا کر کے ثابت کر دیا ہے کہ تو کوئی ناقابل تسخیر نہیں ہے اور تجھ پر قابو پایا جا سکتا ہے اور تجھے اپنے سامنے زیر کیا جا سکتا ہے اور تو دیکھے گا کہ ایسا موقع ضرور آئے گا کہ تو ایک دن سطرون کے سامنے اپنے آپ کو بے بس اور مجبور پائے گا اس کے ساتھ ہی عزازئیل اپنے ساتھیوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے وہ چلا گیا تھا عزازئیل اور اس کے ساتھیوں کے چلے جانے کے بعد یوناف اپنی جگہ تھوڑی دیر پریشان اور غمگین کھڑا رہا پھر وہ اپنے پہلو میں کھڑی اپنی بیوی بیوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو بیوسا میرا خیال ہے کہ میری اتنی طویل زندگی میں یہ پہلا موقع ہے کہ کسی نے یوں میری پٹائی اور مرمت کی ہے شیطان جو اس سطرون نام کے ہم جنس کو میرے مقابلے میں لایا ہے اس سے مقابلہ کرتے ہوئے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ یہ انتہائی قوت اور طاقت والا ہے شروع میں جب اس نے مجھے خوب ضربیں لگائیں اور میری پیشانی پھاڑ کر مجھے خون آلود کر دیا اور میں انتہائی بے بسی کی حالت میں ریت کے ٹیلے پر گر گیا تھا اس وقت مجھے یقین ہو چکا تھا کہ یہ سطرون مجھے مار مار کر شاید میرا کام تمام کر دے گا میں نے اس کی طاقت اور قوت کا بھی اندازہ لگا لیا تھا جیسی ضربیں اس نے مجھے لگائیں تھیں اس سے پہلے میں نے آج تک کسی سے ایسی ضربیں نہیں کھائیں تھیں تاہم ریت پر لیٹے ہی لیٹے بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ میں نے اپنے رب کو یاد کیا اور سطرون کے مقابلے میں اپنے خداوند قدوس سے مدد چاہی اور سنو بیوسا پھر ایسا ہوا کہ دعا مانگنے کے بعد میرا دل میرا ضمیر میرا ذہن اسی امید سے بھر گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اگر میں اٹھوں اور خداوند قدوس کا نام لے کر اس سطرون کے مقابلے میں ڈٹ جاؤں تو اگر میں اس پر غالب نہ رہا تو اس ٹکراؤ کو برابر ضرور کر سکتا ہوں لہٰذا میں اٹھا اور تم نے دیکھا کہ جس طرح اس نے مجھ پر کارگر ضربیں لگائیں ایسی ہی ضربیں

میں نے بھی اس پر لگائیں جنھوں نے اس سطرون کو چکرا کر رکھ دیا تھا سنو یوسا کو یہ مقابلہ برابری کی بنیاد پر ختم ہوا ہے لیکن میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار ایسی ذلت اور اذیت اٹھائی ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ ان صحراؤں میں یہ مقابلہ برابر نہیں رہا بلکہ سطرون مجھ پر حاوی اور غالب رہا ہے اس لئے کہ شروع ہی میں اس نے مجھ پر غلبہ حاصل کر لیا تھا اور مجھے بری طرح مارتے ہوئے ریت پر گرا دیا تھا تاہم میں اس معاملے کو یونہی ختم نہیں ہونے دوں گا میں کسی مناسب موقع پر پھر اپنے اللہ کی تکبیر بلند کرتے ہوئے سطرون کے مقابل آؤں گا اور اسے بتاؤں گا کہ میرا نام یوناف ہے اور میں وہ ہوں کہ جس نے شیطان اور اس کے بڑے بڑے گماشتوں کو اپنے سامنے اپنے رب کا نام لے کر زیر کیا یہاں تک کہنے کے بعد جب یوناف خاموش ہوا تو یوسا اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بڑے پیار سے اسے سہلاتے ہوئے اس سے کہنے لگی۔

یوناف میرے ساتھی میرے رفیق یہ مقابلہ برابری کی بنیاد پر ختم ہوا ہے تمہیں فکر مند اور پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے اگر سطرون نے تمہیں ضربیں لگائیں ہیں تو سطرون نے تم سے ویسی ہی ضربیں کھائی ہیں اس نے اگر تمہاری پیشانی پھاڑ کر تمہارا خون نکالا ہے تو اس کی خود کی بھی پیشانی پھٹی تھی اور خون نکلا تھا لہٰذا تم اس کے سامنے مغلوب نہیں رہے یوسا یہی کہنے پائی تھی کہ اس لمحے ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس لیا اور بڑی محبت اور چاہت میں وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف میرے عزیز تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں زندگی میں بڑے مواقع آئیں گے کہ ہم اس سطرون سے ٹکرائیں گے اور اس پر ثابت کریں گے کہ وہ شیطان کے سارے گماشتوں کو بھی لے کر ہمارے سامنے آئے تو ہم اپنے خداوند کی نصرت کے سہارے ضرور اس پر غالب اور حاوی رہیں گے سنو مایوسی کی باتیں مت کرو مایوسی گناہ ہے تم نے سطرون کا خوب مقابلہ کیا اور اس پر ضربیں لگا کر اسے بوکھلا کر رکھ دیا ایسی باتیں کر کے تم یوسا کا دل توڑ رہے ہو لہٰذا اپنے چہرے پر مسکراہٹ لاؤ یوسا کا ہاتھ تھامو اور خوشی خوشی سرائے کی طرف جاؤ ابلیکا کی یہ گفتگو سن کر یوناف مسکرا دیا تھا بڑے پیار سے اپنے پہلو میں کھڑی یوسا کا ہاتھ اس نے تھاما پھر وہ اس سرائے کی طرف چل دیا تھا جس میں دونوں میاں بیوی نے قیام کر رکھا تھا۔

یوناف کے ساتھ مقابلہ کرنے کے بعد عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ شمالی فلسطین کے کوہستان کرمل پر نمودار ہوا اس موقع پر بڑی تیزی سے عارب عزازیل کے سامنے آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا اے آقا آپ نے تو کہا تھا کہ یوناف کے ساتھ مقابلہ کرنے کے بعد آپ ہمیں لے کر یمن کا رخ کریں گے اور وہاں آپ ہمیں دکھائیں گے کہ آپ نے لوگوں کو گمراہ کرنے میں کیا کیا کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں لیکن آپ تو یمن کی طرف جانے کے بجائے فلسطین کے کوہستان

کرمل پر نزول کر گئے ہیں اس پر عزازیل مسکرا کر کہنے لگا تمہارا اندازہ درست ہے عارب میں تمہیں یمن ہی کی طرف لے جانا چاہتا ہوں جب تم یمن پہنچو گے تو تم وہاں ضرور وہ جو میں نے کارنامے سرانجام دیئے ہیں انہیں دیکھ کر میری داد دو گے اور یمن کا رخ کرنے سے پہلے میں فلسطین کے کوہستان کرمل کی طرف اس لئے آیا ہوں کہ دیکھوں ان علاقوں میں جو میں نے شرک کی ابتدا کی تھی اس کا کیا انجام ہوا ہے۔

سنو عارب ان علاقوں میں بعل دیوتا کے حوالے سے میں نے یہاں شرک کی ابتداء کی تھی اور اب بھی میں دیکھتا ہوں کہ لوگ بعل دیوتا کی پوجا پاٹ اور پرستش میں ملوث ہیں آہ یہ سرزمین ایسی ہے جہاں کئی بار مجھے زک اور شکست اٹھانا پڑی اس پر عارب نے چونک کر پوچھا اے آقا کن کے ہاتھوں ہزیمت اور زک اٹھانی پڑی اس پر عزازیل فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا یہ فلسطین کی سرزمین ہی کچھ ایسی ہے کہ یہاں بار بار مجھے خداوند کے رسولوں کے ہاتھوں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا یہ کوہستان کرمل وہی ہے جہاں میں نے بعل دیوتا کے حوالے سے شرک کی ابتداء کی تھی اسی کوہستان کرمل پر مجھے اللہ کے رسول الیاس کے ہاتھوں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور پھر ایسی ہی ہزیمت کا سامنا مجھے الیسع اور بعد میں ذوالکفل کے سامنے کرنا پڑا عزازیل کی یہ گفتگو سن کر عارب پھر بولا اور کہنے لگا اے آقا ہم الیاس اور الیسع کے ساتھ رونما ہونے والے واقعات اور حادثات کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں لیکن یہ ذوالکفل کون تھے ان کے مقابلے میں آپ کو کس طرح ناکامی ہوئی اور کس خطے اور علاقے میں انہیں مبعوث کیا گیا عارب کی اس گفتگو پر عزازیل نے کچھ سوچا پھر وہ کہنے لگا۔

سنو میرے ساتھو تم جانتے ہو کہ اللہ کے رسول الیاس کے شاگرد الیسع تھے اور اسی الیسع کے شاگرد ذوالکفل تھے وہ اس طرح کہ ایک روز الیسع نے اپنے سب ساتھیوں اور حواریوں کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ میں تم میں سے کسی ایسے شخص کو اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں جس کے لئے ضروری ہے کہ وہ تین شرطیں پوری کرنے والا ہو جو شخص ان تین شرائط کا جامع ہو اس کو میں خلیفہ بناؤں گا وہ تین شرطیں یہ ہیں کہ وہ شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہو ہمیشہ رات کو عبادت میں بیدار رہتا ہو اور کبھی غصہ نہ کرتا ہو۔

الیسع کی یہ گفتگو سن کر مجمع میں سے ایک ایسا غیر معروف شخص اٹھا جس کو لوگ اپنے معاشرے میں کم تر سمجھتے تھے اس نوجوان نے کہا میں اس کام کے لئے حاضر ہوں الیسع نے اس جوان سے دریافت کیا تم ہمیشہ روزہ رکھتے ہو اور ہمیشہ شب بیداری کرتے ہو اور کبھی غصہ نہیں کرتے اس پر اس جوان نے عرض کیا بے شک میں ان تینوں خوبیوں کا حامل ہوں۔

یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل تھوڑی دیر کے لیے رکا پھر دوبارہ سلسلہ کلام جاری رکھتے

ہوئے وہ کہنے لگا۔ الیسع کو شاید اس جوان کے اس قول پر اعتماد نہ ہوا تھا اس لئے اسے اس روز رد کر دیا پھر کسی دوسرے روز اسی طرح مجمع سے خطاب کیا اور سب حاضرین ساکت رہے یہی شخص پھر کھڑا ہوا اور اپنے آپ کو خلافت کے لئے پیش کیا۔ الیسع نے اس نوجوان کو اپنا خلیفہ نامزد کر لیا سنو میرے ساتھیو میں نے دیکھا ذوالکفل اس میں کامیاب ہو گئے ہیں تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جاؤ کسی طرح اس شخص پر اپنا اثر ڈالو اور اس کے آڑے آؤ کہ یہ کوئی ایسا کام کر بیٹھے جس سے اسے غصہ آئے اور اس سے اس کا منصب چھین لیا جائے۔

میرے ساتھیوں میرے رفیقوں نے اپنی طرف سے بڑا زور لگایا پر یہ ذوالکفل ان کے قابو میں نہ آیا آخر میں نے اپنے سارے ساتھیوں اور گماشتوں کو مخاطب کر کے کہا کہ اب تم اس ذوالکفل کو میرے حوالے کر دو اب میں خود اس پر نزول کروں گا اور اسے گھاٹے میں ڈال کر رہوں گا سنو میرے رفیقو پھر ایسا ہوا کہ میں ذوالکفل کے پیچھے لگ گیا اپنے قول کے مطابق یہ ذوالکفل دن بھر روزے رکھتے رات بھر جاگتے صرف دوپہر کو قیلولہ کرتے تھے پس میں نے اسی قیلولہ کے حوالے سے انہیں ان کے منصب سے گرانے کا تہیہ کر لیا تھا میں عین ایک روز دوپہر کو ان کے قیلولہ کے وقت آیا اور دروازے پر دستک دی وہ بیدار ہو گئے اور پوچھا کون ہے میں نے کہا بوڑھا مظلوم ہوں انہوں نے دروازہ کھول دیا اندر داخل ہو کر میں نے فوراً" ایک افسانہ کہنا شروع کر دیا کہ میری برادری کا مجھ سے جھگڑا ہے انہوں نے مجھ پر یہ ظلم کیا وہ ظلم کیا میں نے ایک طویل داستان شروع کر دی یہاں تک کہ دوپہر کو سونے کا وقت ختم ہو گیا یہاں تک ذوالکفل نے مجھ سے کہا اب تم جاؤ میں جب پچھلے پہر انصاف کرنے کے لئے اپنی مجلس لگاؤں تو وہاں آجانا میں تمہارے ساتھ انصاف کروں گا میں چونکہ ان کا قیلولہ خراب کر چکا تھا لہٰذا میں چلا گیا لیکن مجھے حیرت ہوئی کہ انہیں غصہ نہ آیا حالانکہ میں ان کو غصہ دلا کر ان کو ان کے منصب سے گرانا چاہتا تھا۔

اس روز ذوالکفل باہر آئے اور اپنی مجلس عدالت میں میرا انتظار کرتے رہے مگر مجھے وہاں نہ پا کر چلے گئے اگلے روز وہ پھر عدالت میں مقدمات کے لئے بیٹھے تو میرا انتظار کرتے رہے پر میں نہ گیا جب وہ دوپہر کو قیلولہ کے لئے گھر میں گئے تو میں پھر ان کے گھر گیا اور دروازے کو کوٹنا شروع کیا انہوں نے پوچھا کون ہے تو میں نے جواب دیا وہی مظلوم بوڑھا ہوں میں چونکہ ایک انتہائی مظلوم بوڑھے کی شکل و صورت میں ان کے سامنے جاتا تھا لہٰذا انہوں نے دروازہ کھول دیا اور کہا کہ میں نے تم سے کل کہا تھا کہ جب میں اپنی مجلس میں بیٹھوں تو تم آجاؤ لہٰذا تم عدالت کی اس مجلس میں کیوں نہیں آئے اس پر میں نے بہانہ بنایا اور کہا حضرت میرے مخالفت بہت خبیث لوگ ہیں جب انہوں نے دیکھا آپ اپنی مجلس میں بیٹھے ہیں اور میں حاضر ہوں گا اور آپ ان کو میرا حق پر مجبور کریں گے تو انہوں نے اس وقت اقرار کر لیا کہ ہم تیرا حق دیتے ہیں پھر جب آپ مجلس سے اٹھ

گئے تو انہوں نے میرا حق دینے سے انکار کر دیا۔

انہوں نے مجھے پھر یہی جواب دیا کہ اب تم جاؤ جب میں مجلس میں بیٹھوں تو میرے پاس آؤ ان کے ساتھ اسی گفتگو میں اس روز بھی ان کا دوپہر کا قیلولہ بھی جاتا رہا پر میں بڑا حیران ہوا کہ اس روز بھی انہوں نے مجھ پر کوئی غصہ یا کسی قسم کے غضب کا اظہار نہ کیا۔

اس روز وہ پھر اپنی مجلس عدل میں آئے میرا بڑا انتظار کیا لیکن میں وہاں نہ گیا پھر جب تیسرے روز دوپہر کا وقت ہوا اور عین ان کے قیلولے کا وقت آیا تو جس وقت ان کے نیند کے غلبے کی حالت تھی تو میں ان کے گھر آیا وہاں ایک شخص کو پایا اس نے مجھے دروازے پر دستک دینے سے روک دیا میں بڑا پریشان اور فکرمند تھا کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا دکھائی نہیں دے رہا اس روز اندر جانا تو بہت دور کی بات تھی اس شخص نے مجھے دروازے پر دستک دینے سے بھی روک دیا پر میں بھی ہار ماننے والا نہیں تھا میں نے بھی تہیہ کر لیا تھا کہ انہیں ہر صورت غصہ دلا کر ہی رہوں گا لہٰذا اس روز میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور ایک روشندان کے راستے میں ذوالکفل کے اس کمرے میں داخل ہو گیا جس میں وہ دوپہر کے وقت آرام کیا کرتے تھے۔

اس کمرے میں داخل ہو کر میں نے دروازہ بجانا شروع کر دیا اس پر ذوالکفل نیند سے بیدار ہو گئے اور دیکھا کہ میں گھر کے اندر ہوں انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ ان کے کمرے کے دروازے اندر سے بدستور زنجیر لگے ہوئے تھے اس پر انہوں نے مجھ سے پوچھا تو کہاں سے اندر پہنچا میں کوئی جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ ذوالکفل نے مجھے پہچان لیا کہ میں شیطان ہوں لہٰذا انہوں نے فرمایا کہ تو خدا کا دشمن ابلیس ہے میں نے اقرار کیا اور انہیں مخاطب کر کے کہا اے ذوالکفل تو نے مجھے ہر تدبیر میں تھکا دیا کبھی میرے جال میں نہیں آیا میں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ تجھے کسی طرح غصہ دلاؤں تاکہ تو اپنے اس اقرار میں جھوٹا ہو جائے جو تو نے اللہ کے نبی الیسع کے ساتھ کیا تھا میری یہ گفتگو سن کر بھی ذوالکفل غصے اور غضب آلود نہ ہوئے بس یہی روز میری ناکامی اور نامرادی کا تھا کہ میں اپنی پوری کوشش کے باوجود ذوالکفل کو نہ غصہ دلا سکا نہ انہیں ان کے منصب سے گرا سکا یعنی ہر طرح سے مجھے ان کے مقابلے میں ناکامی ہوئی پر اے میرے رفیقو! اس علاقے میں آنے کے بعد یہ دیکھتے ہوئے کہ لوگ بعل دیوتا کے حوالے سے شرک میں خوب مبتلا ہیں میرا جی خوش اور میری روح شاد ہو گئی ہے۔

عزازیل نے کوہستان کرمل اور اس کے نواح میں جو لوگ بعل دیوتا کے حوالے سے بدی اور شرک میں مبتلا تھے گھوم پھر کر ان کے حالات کا جائزہ لیا یہ بات اس کے لئے قابل اطمینان تھی کہ فلسطین کے اس شمالی حصے میں لوگ بعل اور دوسرے دیوی دیوتاؤں میں بری طرح شرک میں مبتلا تھے یہ بات یقیناً" اس کے لئے باعث اطمینان تھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس نے ان علاقوں

کا گہرا جائزہ لیا اس کے بعد وہ اپنے ان ساتھیوں کو یمن میں شرک کی معصیت گناہ بدی اور بداخلاقی کے پھیلاؤ کے متعلق اپنی کارگزاری دکھانے کے لئے کوہستان کرمل سے یمن کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

عزازیل عارب نبیطہ سطروں اور زروعہ کو لے کر یمن کے شہر مارب سے باہر نمودار ہوا۔ اس کا ساتھی تبر اس سے اجازت لے کر چلا گیا تھا۔ عزازیل اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ مارب شہر سے باہر ایک کوہستانی سلسلے پر نمودار ہوا جس کے سامنے حد نگاہ تک پانی کی ایک جھیل پھیلی ہوئی تھی عزازیل تھوڑی دیر تک ماحول کا جائزہ لیتا رہا پھر وہ اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا میرے رفیقو یہ بائیں طرف کوہستانی سلسلوں میں وادی کے اندر تم جو شہر دیکھتے ہو یہی یمن کی عظیم قوم سبا کا شہر مارب ہے یہ جو تم اپنے سامنے پھیلی ہوئی جھیل دیکھتے ہو اسے یہاں کے لوگ سد مارب کہہ کر پکارتے ہیں اس بند سے پہلے دونوں طرف کے پہاڑوں پر جب بارش ہوا کرتی تھی تو پانی سیلاب کی صورت میں آیا کرتا تھا اور ہر سال اس مارب شہر کو نقصان پہنچا کر گزرا کرتا تھا پھر قوم سبا کے بادشاہوں نے اس مارب شہر کو بچانے کے لئے یہ بند تعمیر کیا اب اس کوہستانی سلسلے میں جتنے بھی چشمے یا ندی نالے ہیں ان کا پانی اس بند میں جمع ہوتا ہے اس کے علاوہ بارشوں کے موسم میں جب اس کوہستانی سلسلے پر بارشیں ہوتیں ہیں تو اس کا پانی بھی اس بند میں آ کر جمع ہو جاتا ہے اس طرح اس مارب شہر کو اس بند کی وجہ سے سیلاب سے بچا لیا گیا ہے۔

سنو میرے ساتھیوں اس بند کے اندر اوپر نیچے پانی نکالنے کے لئے تین دروازے رکھے گئے ہیں تاکہ پانی کا یہ ذخیرہ انتظام کے ساتھ شہر کے لوگوں اور زمین کی آبپاشی کے لئے استعمال میں لایا جا سکے سب سے پہلے اوپر کا دروازہ کھول کر پانی لیا جاتا ہے جب اوپر کا پانی ختم ہوتا ہے تو اس سے نیچے کا پھر اس سے بھی نیچے کا دروازہ کھول کر پانی کو استعمال میں لایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دوسرے سال بھی پھر بارشوں کا زمانہ آتا ہے تو پانی پھر اوپر کے دروازے تک بھر جاتا ہے اس طرح سال بھر اس بند سے پانی لے کر نا صرف لوگوں کے پینے کے لئے کام میں لایا جاتا ہے بلکہ اس سے اس سارے علاقے کی آبپاشی کا انحصار ہے۔

یمن کے یہ کوہستانی سلسلے جن کے اندر یہ بند بنا ہوا ہے اس بند کی وجہ سے نا صرف یہ کہ کوہستانی سلسلوں کے اندر جو وادیاں ہیں وہ سرسبز بنا دی گئی ہیں بلکہ اس بند کے پانی سے صحرا کے ایک حصے کو بھی آباد کر کے زراعت کے قابل بنا دیا گیا ہے۔ مارب شہر کے اطراف میں جس شاہراہ پر بھی تم سفر کرو گے اس کے دونوں طرف اس تسلسل کے ساتھ تمہیں باغ دکھائی دیں گے کہ دیکھنے والے کو یہی دکھائی دے گا جیسے یہ دو ہی باغ ہوں جو اس کے دائیں بائیں میلوں تک پھیلتے چلے گئے ہوں اس بند کی وجہ سے یمن کے علاقے کی زرخیزی کا یہ عالم ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے سر پر ٹوکری رکھ کر اس بند سے آباد کیے

جائے والے باغوں میں سے گزر جائے تو جب وہ اس باغ سے نکلے گی تو اس کے سر پر رکھی ہوئی خالی ٹوکری درختوں سے ٹوٹ کر گرنے والے پھلوں سے بھر جائے گی یعنی اس قدر بہتات ہے پھلوں کی یمن کے ان باغوں کے اندر اور یہ سب کچھ اسی بند مارب کی وجہ سے ہے۔

پانی جب بند کے دروازے سے باہر نکلتا ہے تو دروازے سے باہر ایک بہت بڑا تالاب بنایا گیا ہے پانی اس تالاب میں جمع ہوتا ہے اور پھر اس تالاب سے بارہ نہریں نکالی گئی ہیں جو مختلف سمتوں کو جاتیں ہیں اور میلوں دور تک سارے علاقے کو سیراب کرتیں ہیں۔ اس علاقے میں فصلوں کے علاوہ باغات بھی بڑے عمدہ ہوتے ہیں جس کی بنا پر یہاں اناج ہی نہیں پھلوں کی بھی بہتات ہے میرے ساتھیوں یہ کوہستانی سلسلے کے ایک طرف وادی کے اندر مارب نام کا شہر دیکھتے ہو یہ کبھی قوم سبا کا مرکزی شہر ہوا کرتا تھا پر افسوس اس کی مرکزیت اس سے چھین لی گئی ہے عزازیل کے اس انکشاف پر عارب بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے آقا کس بنا پر اس شہر کی مرکزیت چھین لی گئی ہے کیا اس قوم نے اپنے لئے کوئی اور شہر آباد کرلیا ہے جو اس سے بھی زیادہ خوبصورت اور اہم ہو اور اسے انہوں نے اپنا مرکزی شہر بنالیا ہو اس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا سنو میں تمہیں اس قوم کی تاریخ مختصر الفاظ میں سناتا ہوں پھر تمہیں اندازہ ہو گا کہ پہلے اس شہر کی کیا اہمیت تھی اور اب اس کی اہمیت کو کس بنا پر گھٹا کر رکھ دیا گیا ہے عزازیل کے اس انکشاف پر عارب نبیطہ سطرون اور زردعہ خوش ہو گئے تھے پھر سطرون بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا ہاں آقا آپ ہمیں ضرور اس قوم کی تاریخ سے آگاہ کریں سطرون جب خاموش ہوا تو عزازیل بولا اور ان چاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میرے ساتھیوں سبا جنوبی عرب کی ایک بہت بڑی قوم کا نام ہے جو چند بڑے بڑے قبائل پر مشتمل ہے۔ قدیم دور میں سبا ایک شخص کا نام تھا اس کی اولاد کو سبا کہا جاتا ہے جو کئی ایک بڑے بڑے قبائل میں تقسیم ہو چکی ہے قوم سبا سے تعلق رکھنے والے قبائل میں زیادہ تر بنو کندہ' بنو عمیر' بنو ازد' بنو عشر' بنو مذحج' بنو انمار' بنو آملہ' بنو جرام' بنو لحم شامل ہیں بہت قدیم زمانے سے دنیا میں عرب قوم کا شہرہ چلا آ رہا ہے ان کے ہمسائے اور بنو غسان میں رہنے والی بڑی بڑی قوموں مثلاً اہل بابل اور آشوریوں نے ان میں اپنے ہاں سابوم کہہ کر پکارا تھا اس قوم نے بڑے عروج و زوال کے دور دیکھے ہیں لیکن زوال کے قریب پہنچتے پہنچتے یہ قوم دوبارہ اس طرح سنبھل جاتی ہے اور پھر اپنے عروج کو پا لیتی ہے اللہ

کے نبی داؤد کے دور میں یہ قوم اپنی عسکری قوت کے لحاظ سے انتہائی طاقتور اور زراعت کی وجہ سے بے حد دولت مند خیال کی جاتی تھی الراف و اکناف کے قبائل میں اسکا بڑا چرچا تھا آغاز میں یہ لوگ آفتاب پرست تھے پھر جب ان کی ملکہ بلقیس اللہ کے نبی سلیمان کے ہاتھ پر ایمان لے آئی تو اس علاقے کے اکثر لوگ مسلمان ہو گئے مجھے ان کے اسلام قبول کرنے کا بے حد دکھ اور افسوس ہوا لہٰذا میں نے ان کے اندر اپنا کام کرنا شروع کیا یہاں تک کہ انہیں وحدانیت بھلا کر شرک میں ملوث کرنے میں کامیاب ہو گیا اس سلسلے میں میں نے کیا کامیابیاں حاصل کیں یہ تمہیں میں بعد میں مارب کے مندروں کی طرف لے جا کر عملی ثبوت دکھاؤں گا کہ اس علاقے میں میں نے کس قدر محنت کی ہے اور مجھے کس قدر کامیابیاں حاصل ہوئیں پہلے میں تمہیں مختصر الفاظ میں اس قوم کی تاریخ سے آگاہ کرتا ہوں۔

اس قدیم قوم کی تاریخ کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے پہلے دور میں اس قوم سبا کے حکمران مکرب کہلایا کرتے تھے اغلب ہے کہ یہ لفظ عربی کے لفظ مغرب کا ہم معنی تھا اور اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ بادشاہ انسانوں اور دیوتاؤں کے درمیان اپنے آپ کو واسطہ قرار دیتے تھے یا دوسرے الفاظ میں یہ کاہن بادشاہ تھے اس دور میں قوم سبا کا پایہ تخت سروا شہر تھا جس کے کھنڈر آج بھی مارب شہر سے مغرب کی جانب ایک دن کی راہ پر پائے جاتے ہیں اور خریبہ کے نام سے مشہور ہیں اس دور میں مارب کے اس مشہور بند کی بنیاد رکھی گئی تھی پھر وقتاً" فوقتاً" مختلف بادشاہوں نے اس بند کی توسیع کا کام کیا۔

اس قوم کی تاریخ کے دوسرے دور میں اس کے حکمرانوں نے مکرب کا لفظ چھوڑ کر ملک کا لقب اختیار کیا جس کے معنی یہ ہیں کہ حکومت میں مذہبیت کی جگہ سیاست غالب آ گئی تھی اس زمانے میں قوم سبا اور اس کے بادشاہوں نے سروا شہر کو چھوڑ کر اس مارب شہر کو دارالسلطنت بنا لیا اور اسے غیر معمولی ترقی دی اس دور میں قوم سبا نے خوب ترقی کی اور اس کے اطراف میں جو قومیں بستی تھیں وہ نہ صرف یہ کہ اس کی عسکری طاقت کی معترف تھیں بلکہ اسے دنیا کی ایک انتہائی دولت مند قوم خیال کرتیں تھیں۔

اس قوم کے تیسرے دور میں اچانک اس قوم کے ایک ذیلی قبیلے حمیر نے خوب طاقت اور زور پکڑا یہاں تک کہ یہ قبیلہ باقی پر غالب رہا اور قوم سبا کا حکمران قبیلہ بن گیا عددی لحاظ سے بھی یہ قبیلہ دوسرے قبیلوں کی نسبت زیادہ بھاری اور طاقت ور تھا بنو حمیر کے اس دور میں مارب شہر کو چھوڑ کر ریدان شہر کو پایہ تخت بنایا گیا یہ شہر قبیلہ حمیر کا بھی مرکزی شہر تھا بعد میں بنو حمیر کو نہ جانے کیا ہوا انہوں نے ریدان شہر کا نام بدل کر ذفار رکھ دیا اور شہر

یمن کے مشہور شہر یریم کے قریب ایک مدور پہاڑی پر واقع ہے بنو حمیر ہی کی دور سلطنت میں اس علاقے کو پہلے یمنت پھر یمنات کہہ کر پکارا جانے لگا یہی لفظ بعد کے دور میں بگڑ کر یمن مشہور ہو گیا۔ آج کل اس علاقے کو یمن ہی کہہ کر پکارا جاتا ہے ان دنوں بنو حمیر ہی اس پر حکومت کر رہے ہیں اور ان کا مرکزی شہر ذفار اپنے تمدنی لحاظ سے اپنے عروج پر جا رہا ہے یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل خاموش ہوا تو عارب اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے آقا آپ کی بڑی نوازش آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے ہمیں قوم سبا کی تاریخ کے متعلق آگاہ کیا اور آپ کی یہ بھی بڑی مہربانی کہ آپ نے ہمیں مارب شہر کا یہ بند دکھایا میں سمجھتا ہوں کہ یہ دنیا کے اندر پہلی مصنوعی جھیل ہے جو ہم نے دیکھی ہے یقیناً اس جھیل کی تعمیر انسان کا ایک بڑا کارنامہ ہے جس کی وجہ سے اس علاقے میں اناج اور پھلوں کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے اے آقا اس بندھ کو دیکھنے کے بعد کیا آپ ہمیں مارب شہر کی طرف نہیں لے جائیں گے تاکہ ہم اس شہر کے مندروں کا جائزہ لیتے ہوئے یہ دیکھیں کہ ان علاقوں میں وحدانیت کے خلاف شرک کی ابتدا کرنے کے لئے آپ کو کس قدر جدوجہد اور کوشش کرنا پڑی اور آپ اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوئے عارب کی گفتگو سن کر عزازیل ہلکے ہلکے مسکرایا پھر وہ کہنے لگا ہاں میرے ساتھیوں آؤ اب میں تمہیں مارب شہر کی طرف لے کر چلتا ہوں اس کے ساتھ ہی وہ اس کوہستانی سلسلے سے اتر کر قریب ہی مارب شہر کی طرف چل دیئے تھے۔

عزازیل عارب نبیطہ سطرون اور زروعہ کو لے کر مارب شہر میں داخل ہوا تھوڑی دیر تک وہ انہیں شہر میں گھما کر اس کے مختلف حصے دیکھاتا رہا پھر وہ پتھروں کی ایک بہت بڑی وسیع اور بلند عمارت کے سامنے آن کھڑا ہوا اور اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا میرے دوستوں میرے رفیقو مارب شہر کا یہ سب سے بڑا مندر ہے آؤ اس میں داخل ہوتے ہیں اور اس میں میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں نے کیا کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں عارب نبیطہ سطرون اور زروعہ عزازیل کی یہ گفتگو سن کر خوش ہوئے پھر وہ اس کے ساتھ اس عمارت میں داخل ہوئے تھے وہ عمارت عجیب سی وضع کی تھی بڑے بڑے کوہستانی پتھروں کو تراش کر اس کی دیواریں کھڑی کی گئیں تھیں اس عمارت کی چھتیں پختہ اور مخروطی تھیں عمارت میں داخل ہونے کے بعد مختلف راہداریوں سے گزرتا ہوا عزازیل عارب نبیطہ سطرون اور زروعہ کے ساتھ ایک بہت بڑے بت کے سامنے آن کھڑا ہوا یہ ایک ایسا بت تھا جسے نگاہیں اوپر اٹھا کر دیکھنا پڑتا تھا اور یہ ایک ہی چٹان تھی جسے تراش کر وہ بت

بنایا گیا تھا اس بت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عزازیل عارب نبیطہ اور سطرون اور زروعہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے ساتھیوں! یہ یمن کا سب سے بڑا دیوتا ہے اس کا نام علمکہ دیوتا ہے اور اسے چاند دیوتا بھی کہہ کر پکارا جاتا ہے یہ قوم سبا کا سب سے بڑا دیوتا ہے تم اسے دیوتاؤں کا دیوتا کہہ کر پکار سکتے ہو یمن کے بادشاہ اپنے آپ کو اسی دیوتا کے وکیل کی حیثیت سے اطاعت کا حقدار قرار دیتے ہیں ہر چھ ماہ بعد اس دیوتا کا تہوار منایا جاتا ہے اس دیوتا کے چھوٹے چھوٹے بت جنگی رتھوں میں رکھ کر مارب شہر کے اطراف میں گھمائے جاتے ہیں اس روز مارب شہر میں جشن کا سا سماں ہوتا ہے لوگ جوق در جوق شام کو اس مندر میں داخل ہوتے ہیں اور اس علمکہ دیوتا کے سامنے نظر و نیاز پیش کرتے ہیں اور اپنی منتیں ماننے کے ساتھ ساتھ چڑھاوے بھی چڑھاتے ہیں یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل خاموش ہو گیا پھر وہ آگے آگے بڑھنے لگا تھا۔

یہاں تک کہ عزازیل ایک بہت بڑے نسوانی مجسمے کے سامنے آن رکا یہ مجسمہ بھی ایک ہی چٹان کو تراش کر بنایا گیا تھا تھوڑی دیر تک عزازیل اس عورت کے مجسمے کو بڑے غور اور انہماک سے دیکھتا رہا پھر اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو میرے ساتھیو یہ عشر دیوی ہے اور دوسرے الفاظ میں یہاں کے لوگ اسے زہرہ دیوی بھی کہہ کر پکارتے ہیں یہ یمنیوں کی سب سے بڑی دیوی ہے جس طرح وہ علمکہ کو دیوتاؤں کا دیوتا کہہ کر پکارتے ہیں اسی طرح عشر کو دیویوں کی دیوی خیال کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عشر علمکہ دیوتا کی بیوی ہے اس قدر تفصیل بتانے کے بعد عزازیل پھر آگے بڑھا اور قریب قریب کھڑے دو بتوں کے سامنے جا رکا وہ بھی چٹانیں تراش کر بنائے گئے تھے اپنی شکل و صورت سے وہ دونوں بت آپس میں ملتے جلتے تھے معمولی سا فرق ان کے جسمانی حصے میں دکھایا گیا تھا ان دونوں بتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عزازیل اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو میرے دوستوں یہ جو دونوں بت ہیں ان میں ایک کو ذات حمیم اور دوسرے کے ذات بعدان کہہ کر پکارا جاتا ہے یہ ایک ہی دیوتا کے دو روپ ہیں پہلے اسے ذات حمیم کہہ کر پکارا جاتا تھا اس کی شکل و صورت یہ تھی جو تم داہنے والے بت کو دیکھتے ہو بعد میں اس دیوتا کے جسم میں تھوڑی بہت تبدیلی کی گئی اور تبدیل شدہ دیوتا کا نام ذات بعدان رکھ دیا گیا اسے سورج دیوتا خیال کیا جاتا ہے اور علمکہ کے بعد اسے دوسرا بڑا دیوتا خیال کیا جاتا ہے یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل پھر آگے بڑھ گیا تھا۔

تھوڑا سا آگے جا کر عزازیل پھر رکا اور دو مجسموں کے سامنے کھڑا ہو گیا ان میں ایک

مجسمہ مردانہ اور دوسرا نسوانی تھا دونوں مجسمے ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو کھڑے اس طرح دکھائی دیتے تھے کہ دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے تھوڑی دیر تک عزازیل ان مجسموں کو دیکھتا رہا پھر وہ اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا یہ بھی قوم سبا کے دیوتا ہیں اس میں جو مردانہ ساخت کا ہے اس کا نام حوبس دیوتا ہے یہ بارش اور زرخیزی کا دیوتا خیال کیا جاتا ہے اور قوم سبا میں اسے بڑے وقار اور عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھ جو حسین عورت کا مجسمہ کھڑا ہے یہ حریمت دیوی کا مجسمہ ہے یہ ہواؤں طوفانوں اور مصیبتوں کی دیوی خیال کی جاتی ہے اور اہل سبا اسے حوبس دیوتا کی بیوی خیال کرتے ہیں یہاں تک تفصیل بتانے کے بعد عزازیل آگے بڑھ گیا اور چھوٹے چھوٹے جو قوم سبا کے بت تھے ان کے بارے میں اپنے ساتھیوں کو بتانے لگا تھا۔

یہاں تک کہ جب عزازیل ان سارے دیوی اور دیوتاؤں کے متعلق تفصیل سے بتا چکا اور عزازیل اس عمارت سے نکلنے لگا تو عارب اسے مخاطب کر کے کہنے لگا اے آقا کبھی اس سرزمین پر وحدانیت کا پرچار تھا اور لوگ خدا واحد کی بندگی اور عبادت کرتے تھے اور اس کے بعد آپ نے اس قوم کو یہاں تک لا کھڑا کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے ان لوگوں کو ان دیوی دیوتاؤں کی طرف لانے اور شرک میں مبتلا کرنے کے لئے بڑے جدوجہد بڑی کوشش اور محنت کی ہے عارب کی یہ گفتگو سن کر عزازیل بڑا خوش ہوا اور اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا عارب میرے دوست میرے بھائی تمہارا اندازہ درست ہے کبھی ان سرزمینوں میں وحدانیت کا بڑا شہرہ تھا لوگ خدا کی بندگی کرتے تھے خدا کے لئے عبادت گاہیں اور اس کے گھر تعمیر کرتے تھے لیکن بعد میں میں نے ان میں شرک کا زہر گھولنا شروع کیا آہستہ آہستہ میں ان لوگوں کو وحدانیت سے منحرف کرتا چلا گیا تم دیکھتے ہو کہ بہت کم لوگ جن کا شمار کیا جا سکتا ہے وحدانیت پر قائم ہیں ورنہ قوم سبا کی اکثریت اپنے انہیں دیوتاؤں کی پوجا پاٹ اور پرستش میں مشغول ہے اسی طرح کی گفتگو کرتے ہوئے وہ عمارت سے باہر نکل آئے پھر عارب عزازیل کو مخاطب کر کے پھر کہنے لگا۔

اے آقا اب آپ کا کیا لائحہ عمل ہے جس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا میں تو اب جاؤں گا عارب پھر بولا اور پوچھا کہ ہمارے متعلق آپ کا کیا خیال ہے اس پر عزازیل نے کچھ سوچا پھر وہ کہنے لگا میرا خیال ہے کہ تم چاروں ابھی مارب شہر میں ہی قیام کرو اگر کسی موقع پر کسی سلسلے میں تم چاروں کی ضرورت پڑی تو میں یہیں مارب شہر میں آکر تم لوگوں سے رابطہ قائم کروں گا سنو میرے ساتھیوں اس شہر کے غربی حصے میں جھیل کے بالکل قریب ایک انتہائی خوبصورت سرائے ہے جس کی عمارت بڑے بڑے خوبصورت پتھروں سے بنائی

گئی ہے اس عمارت میں قیام کے دوران جھیل کا پانی اور اس کے اطراف میں پھیلے ہوئے باغات صاف اور واضح دکھائی دیتے ہیں اور بہت اچھا منظر پیش کرتے ہیں میرا خیال ہے کہ تم اسی سرائے میں قیام کرو آؤ میں تمہیں اس سرائے میں چھوڑ کر پھر کوچ کرتا ہوں عارب نبیطہ سطرون اور زروعہ نے عزازیل کی اس تجویز سے اتفاق کیا عزازیل ان چاروں کو بند مارب کے قریب ہی ایک سرائے میں لایا وہاں ان چاروں کے لئے اس نے دو کمرے حاصل کئے اور اس سرائے میں ان کے قیام کا بندوبست کرنے کے بعد عزازیل اس سرائے سے کوچ کر گیا تھا۔

رومن ماضی میں اپنی سلطنت کو مضبوط اور مستحکم کرنے میں لگے رہے تھے لیکن سکندر اعظم کی موت تک انہوں نے اپنے اطراف و اکناف کے شہروں چھوٹی چھوٹی ریاستوں اور کمزور حکمرانوں پر حملہ آور ہو کر انہیں شکست دی اس طرح ان رومنوں نے نا صرف یہ کہ اپنی سلطنت میں بے پناہ وسعت پیدا کر لی بلکہ اپنی عسکری حیثیت بھی انہوں نے پہلے کی نسبت کئی گناہ مضبوط کر لی تھی رومنوں کی اس قوت و طاقت کا اندازہ لگاتے ہوئے مورخین یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر سکندر اعظم مشرق کی فتوحات سے فارغ ہونے کے بعد زندہ سلامت مقدونیا پہنچ جاتا اور پھر وہ مغرب پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کرتا تو اسے رومنوں کے مقابلے میں یقیناً شکست کا سامنا کرنا پڑتا۔

اٹلی میں رومنوں کی دن بدن بڑھتی ہوئی قوت سے جہاں سسلی میں سیراکیوز کی سلطنت کے یونانی خائف تھے وہاں افریقہ اور سسلی کے کنعانی بھی رومنوں کی اس قوت و طاقت کو شک و شبہ اور اندیشوں بھری نگاہوں سے دیکھنے لگے تھے اسی دوران سسلی میں ایک ایسا حادثہ پیش آیا جس کی بناء پر حالات نے رومنوں اور کنعانیوں کو میدان جنگ میں ایک دوسرے کے سامنے لا کھڑا کیا۔

وہ یوں کہ سیراکیوز کے حکمران اگا تھکر کا اچانک انتقال ہو گیا اس اگا تھکر نے اپنی زندگی میں باغی قبائل پر مشتمل ایک لشکر تیار کر رکھا تھا جسے وہ کنعانیوں کے خلاف جنگوں میں استعمال کرتا تھا اگا تھکر کی موت کے بعد جب ایک شخص ہیارو سیراکیوز کا حکمران بنا تو ان قبائل کے جنگجوؤں نے ایک طرح کی سیراکیوز کے خلاف بغاوت کھڑی کر دی انہوں نے سسلی کے مشہور شمالی شہر اور بندگاہ میسنا پر قبضہ کر لیا اور میسنا کے لوگوں میں انہوں نے کسی کو قتل کر دیا کسی کو شہر سے باہر نکال دیا جنگجو قبائل نے میسنا کی اس بندرگاہ پر قبضہ کرنے کے بعد شہر کی ہر چیز اپنی ملکیت میں لے لی تھی اس کے بعد انہوں نے اپنا ایک لشکر ترتیب دیا اور میسنا کی بندرگاہ کے اطراف میں یہ لوگ سسلی کے دوسرے چھوٹے شہروں

اور قصبوں پر قبضہ کرنے لگے تھے۔

اس صورت حال کی خبر جب سیراکیوز کے نئے حکمران ہیارو کو ہوئی تو اس نے ایک جرار لشکر تیار کیا اس نے مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ مسینا پر قبضہ کرنے والے ان باغی قبائل کو کچل کر رکھ دے گا لہذا اس نے اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے شمال کی طرف پیش قدمی کی اور مسینا شہر کا اس نے محاصرہ کر لیا تھا یہ صورت حال دیکھتے ہوئے شہر پر قبضہ کرنے والے قبائل کے سردار ایک جگہ جمع ہوئے تاکہ آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کریں کہ سیراکیوز کے نئے حکمران ہیارو سے کس طرح چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے اس مجلس و مشاورت کے نتیجے میں ان قابض قبائل کے سردار دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ایک گروہ کا یہ خیال تھا کہ کچھ قاصد افریقہ میں کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف روانہ کیے جانے چاہییے اور اگر یہ نہیں ہو سکتا تو سسلی ہی میں جو کنعانیوں کی نو آبادیاں ہیں ان ہی کی طرف قاصد بھجوائے جائیں اور سیراکیوز کے حکمران کے خلاف ان کی مدد اور حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

دوسرے گروہ کا خیال تھا کہ ہمیں سیراکیوز کے حکمران ہیارو کے خلاف کنعانیوں کی مدد نہیں حاصل کرنی چاہییے اس طرح ہو سکتا ہے کہ کنعانی خود ان علاقوں پر قابض ہو کر نہ صرف یہ کہ سیراکیوز کو ان کی سلطنت سے محروم کر دیں بلکہ ہمیں بھی اس شہر سے نکال باہر کریں لہذا ہمیں کنعانیوں کے بجائے رومنوں سے مدد حاصل کرنی چاہییے ان کا خیال تھا کہ رومن اب ماضی کی حکومت نہیں رہے بلکہ وہ ان علاقوں کی سب سے بڑی قوت اور طاقت بن چکے ہیں ان لوگوں کا یہ بھی خیال تھا کہ اگر سمندر اور خشکی میں کہیں بھی رومن یا کنعانی ٹکرائے تو رومن کنعانیوں کو شکست دیں گے دوسرے یہ کہ رومنوں کو اسلئے بھی اپنی مدد کیلئے بلانا چاہتے تھے۔ اسلئے کہ اٹلی کے رومن ان کے شہر مینا سے بالکل قریب تر تھے اور وہ کنعانیوں کی نسبت جلدی ان کی مدد کو پہنچ سکتے تھے۔

اس سلسلے میں مسینا شہر میں قابض ہونے والے قبائل کا آپس میں کوئی اتحاد اور تعاون کا فیصلہ نہ ہو سکا ایک گروہ نے کچھ قاصد کنعانیوں کی طرف روانہ کئے اور سیراکیوز کے حکمران ہیارو کے خلاف ان کی مدد اور حمایت کے طلبگار ہوئے دوسرے گروہ نے اسی وقت اپنے قاصد رومنوں کے مرکزی شہر روم کی طرف بھجوا دیئے تھے اور انہوں نے رومنوں سے التماس کی تھی کہ سیراکیوز کے حکمران ہیارو کے خلاف ان کی مدد کی جائے۔

مسینا شہر پر قابض ہونے والے قبائل کے قاصد جب رومنوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے رومنوں سے مدد اور حمایت کی التماس کی رومنوں کی حکمرانی میں یہ پہلا موقع تھا کہ کوئی

ان کی مدد کا طلب گار ہوا تھا اسلئے کہ ان علاقوں میں انہوں نے نئی نئی طاقت اور قوت حاصل کی تھی جب مسینا شہر کے قاصد روم شہر میں پہنچے تو رومن فی الفور مسینا والوں کی مدد پر آمادہ نہ ہوئے بلکہ انہوں نے اپنی سینٹ کے ممبران کا اجلاس طلب کیا تاکہ مسینا کی طرف سے آنے والے قاصدوں کو کوئی معقول جواب دیا جا سکے۔ سینٹ کا یہ اجلاس کئی ہفتوں تک جاری رہا اور سینٹ فوراً" کوئی فیصلہ نہ کر سکی اس دوران مسینا شہر کی طرف سے آنے والے قاصد روم میں ہی ٹھہرے رہے کافی دنوں کے مشورے کے بعد آخر رومنوں کی سینٹ نے یہ فیصلہ دیا کہ اب چونکہ رومن ایک بڑی طاقت ہیں اسلئے اسے ہمسایوں کی مدد کرنی چاہئے تاکہ حکومت پھلے پھولے انہوں نے دو لشکر تیار کئے ایک سمندر کے ذریعے شہر کی بندرگاہ کی طرف اور دوسرا خشکی کے راستے اٹلی سے مسینا کی بندرگاہ کی طرف بڑھا تھا۔

دوسری طرف مسینا کے جو قاصد کنعانیوں سے مدد حاصل کرنے کے لئے گئے تھے انہیں خاطر خواہ جواب ملا جونہی یہ قاصد قرطاجنہ پہنچے کنعانیوں نے وقت ضائع کئے بغیر اپنے نامور جرنیل ہانو کی سرکردگی میں ایک لشکر تیار کیا اور اس لشکر کو انہوں نے جنگی جہازوں میں سوار کر کے مسینا کی بندرگاہ کی طرف روانہ کیا۔ ہانو بڑی برق رفتاری سے سسلی کی شمالی بندرگاہ مسینا کی طرف بڑھا۔ جہاں پر پہلے سے سیراکیوز کے حکمران ہیارو نے محاصرہ کر رکھا تھا۔ ہیارو کو جب یہ خبر ہوئی کہ کنعانیوں کا ایک بڑا بحری بیڑہ مسینا والوں کی مدد کے لئے آ گیا ہے تو اس نے کنعانیوں سے جنگ کرنا مناسب نہ سمجھا اس نے بات چیت کر کے کنعانیوں سے صلح صفائی کر لی اور خود لشکر لے کر پیچھے ہٹ گیا اس طرح کنعانیوں کا بحری بیڑہ اپنے سالار ہانو کی سرکردگی میں آگے بڑھ کر بندرگاہ میں داخل ہوا اور شہر کو انہوں نے اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔ کنعانی ابھی مسینا کی بندرگاہ کے انتظامات کرنے میں ہی مصروف تھے کہ رومنوں کا جرنیل کلاڈیوس بھی اپنا لشکر اور بحری بیڑے کے ساتھ مسینا کی بندرگاہ کے سامنے نمودار ہوا۔ اس طرح مسینا کی بندرگاہ کے باہر معاملات کو سلجھانے کے لئے رومنوں اور کنعانیوں کے درمیان گفت و شنید اور پیغامات کے تبادلے کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔

رومنوں کو خطرہ تھا کہ اگر مسینا کی بندرگاہ پر کنعانی قابض ہو جاتے ہیں تو ان کے لئے خطرات پیدا ہو جائیں گے اس لئے مسینا سسلی کی انتہائی شمالی بندرگاہ تھی اور اگر وہاں تک بھی کنعانی پہنچ گئے تو کسی وقت بھی وہ اٹلی میں داخل ہو کر رومنوں کے ساتھ برسرپیکار ہو سکتے تھے۔ اسی بناء پر مسینا کے سلسلے میں رومنوں کے جرنیل کلاڈیوس نے معاملات طے کرنے کے لئے کچھ شرائط پیش کیں۔ ان شرائط کو کنعانیوں کے جرنیل ہانو نے ماننے سے انکار کر دیا۔ اسی گفت و شنید کے دوران سیراکیوز کا حکمران ہیارد بھی رومنوں سے مل گیا۔

رومنوں اور کنعانیوں کی اس گفت و شنید کی ناکامی کے نتیجے میں خلیج مسینا میں رومنوں اور کنعانیوں کے درمیان ایک ہولناک جنگ ہوئی اس جنگ میں چونکہ سیراکیوز کا حکمران ہیارو بھی رومنوں کے ساتھ مل گیا تھا لہٰذا کنعانیوں کو بیک وقت دو قوتوں سے ٹکرانا پڑا تھا۔ جس کی وجہ سے مسینا کی بندرگاہ سے انہیں پسپا ہونا پڑا۔ نتیجتاً" رومن مسینا کی بندرگاہ پر قابض ہو گئے۔

رومنوں کے ہاتھوں شکست کے بعد کنعانی کچھ چوکنے ہو گئے انہیں خطرات دکھائی دینے لگے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رومن آگے بڑھ کر انہیں سسلی ہی سے نکال باہر کریں۔ لہٰذا سسلی میں انہوں نے اپنی عسکری قوت کو بڑھانا شروع کیا۔ مختلف شہروں سے لشکر جمع کر کے اپنے دفاع کو مزید استحکام بخشنا شروع کیا۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے سسلی کے مشہور شہر اگر جنتم کو اپنا مرکز بنا لیا۔ یہیں پر انہوں نے چھوٹے چھوٹے لشکروں کو جمع کر کے ایک بڑے لشکر کو ترتیب دینا شروع کیا اور اسی شہر میں انہوں نے خوارک اور ہتھیاروں کے ذخائر بھی جمع کرنے شروع کر دیئے تھے۔

اسی دوران کنعانیوں کا جرنیل ہانو افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف چلا گیا تاکہ رومنوں کے خلاف وہاں سے مدد حاصل کر لے۔ جبکہ سسلی میں کنعانیوں کے معاملات انکا ایک جرنیل ہانی بال چلانے لگا تھا۔

دوسری طرف رومنوں کو جب خبر ہوئی کہ کنعانیوں نے سسلی کے شہر اگریگی جنتم کو اپنا مرکز بنا کر وہاں اپنی قوت میں اضافہ کرنا شروع کر دیا ہے تو انکا جرنیل کلاڈیوس حرکت میں آیا اپنے بحری بیڑے اور اپنے لشکر کو وہ اگری جنتم لایا اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے کنعانیوں کے جرنیل ہانی بال نے تیز رفتار قاصد اپنے افریقی مرکز قرطاجنہ کی طرف بھجوائے اور رومنوں کے خلاف مدد طلب کی۔ قرطاجنہ سے ہانی بال کی مدد کے لئے کنعانیوں کا جرنیل ہانو اپنے ساتھ ایک لشکر لے کر آیا اس لشکر میں ہاتھی بھی شامل تھے اپنے اس لشکر کے ساتھ ہانو اگری جنتم شہر سے باہر رومنوں کے سامنے خیمہ زن ہوا تھا۔ سسلی میں آتے ہی ہانو نے رومنوں کے ساتھ جنگ کی ابتداء کر دی تھی۔ رومنوں سے مقابلہ کرنے کے لئے اس نے پہلے اپنے سوار دستوں کو آگے بڑھایا اور انہیں حکم دیا کہ رومنوں کے ساتھ ٹکرانے کے بعد آہستہ آہستہ پسپائی اختیار کرتے ہوئے اپنے بڑے لشکر کی طرف آنے کی کوشش کریں۔ ساتھ ہی ہانو نے اپنے باقی لشکر کو میدان جنگ میں دائیں بائیں خوب پھیلا دیا تھا تاکہ رومن جب ان کے سوار دستوں کا پیچھا کرتے ہوئے آگے بڑھیں تو ان پر دائیں بائیں سے ضرب لگا کر انہیں مغلوب کرنے کی کوشش کی جائے پس ہانو نے

ایسا ہی کیا۔ اس نے اپنے سوار دستوں کو جب آگے بڑھایا تو رومن جو مسینا شہر کی فتح کے نشے میں ابھی تک ڈوبے ہوئے تھے۔ انہوں نے پوری تندی اور تیزی کے ساتھ کنعانیوں کے ان سوار دستوں پر حملہ کر دیا تھا۔

کنعانیوں کے یہ سوار دستے اپنے جرنیل کی ہدایت کے مطابق آہستہ آہستہ جنگ کرتے ہوئے پیچھے ہٹنے لگے تھے۔ رومنوں نے خیال کیا کہ ہم سے یہ دستے شکست کھانے کے بعد پیچھے ہٹنے لگے ہیں لہٰذا وہ اور زیادہ تیزی کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے ان پر آگ بگولا ہو کر حملہ آور ہونے لگے تھے اسی تگ و دو میں وہ کافی آگے بڑھ آئے تھے۔ یہاں تک کہ وہ ہانو کے لشکر کے بڑے حصے کی طرف پہنچ گئے تھے۔ عین اس وقت ہانو رومنوں پر اس طرح حملہ آور ہوا جیسے کوئی درندہ اپنی کچھار سے نکل کر اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔ ہانو نے بیک وقت دائیں بائیں سے رومنوں پر حملہ کر دیا تھا اور ہانو کا حملہ ایسا زور دار اور ایسا ہولناک تھا کہ رومنوں کو بدترین شکست ہوئی اور وہ میدان جنگ سے بھاگ کر پیچھے ہٹے اور اپنے پڑاؤ کے قریب جا کر اپنی صفیں درست کرنے لگے تھے۔ عین ان ہی دنوں سیراکیوز کا حکمران ہیارو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ رومنوں کی مدد کو پہنچ گیا تھا۔ لہٰذا رومنوں کے وہ حوصلے جو ہانو کے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد پست ہو گئے تھے۔ وہ پھر بحال ہونا شروع ہو گئے تھے۔ اگر ہیارو لشکر لے کر نہ آتا تو شاید اس شکست کے بعد رومن واپس چلے جاتے لیکن ہیارو کی آمد کے بعد انہوں نے کنعانیوں کے ساتھ جنگ جاری رکھنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

کچھ عرصہ تک دونوں لشکر اپنے درمیان صرف ایک میل کا فاصلہ رکھ کر ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کئے رہے۔ اسی دوران اگری جنتم شہر میں قحط نمودار ہو گیا تھا کھانے پینے کی اشیاء بالکل نایاب و مفقود ہو گئی تھیں۔ اس صورت حال کی اطلاع ہانی بال نے اپنے جرنیل ہانو کو بھی دے دی اور اس سے التماس کی کہ رومنوں کے ساتھ جنگ کرنے میں جلدی کی جائے تاکہ رومنوں کو یہاں سے بھگایا جائے اور شہر میں کھانے پینے کی اشیاء لانے کا بندوبست کیا جائے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے ہانو نے رومنوں کے ساتھ جنگ کی ابتداء کر دی تھی حالانکہ وہ کچھ عرصہ مزید جنگ کو التوا میں ڈال کر اپنی تیاری کو مزید مضبوط اور مستحکم کرنا چاہتا تھا۔ تاہم یہ جنگ شروع ہوئی تو ہانو کے مقابلے رومنوں کے علاوہ سیراکیوز کا بھی لشکر تھا۔ اس جنگ میں رومنوں اور سیراکیوز کے ہاتھوں کنعانیوں کو شکست ہوئی ہانو اور ہانی بال اگری جنتم کو رومنوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر اپنے بچے کھچے لشکر کے ساتھ اپنے بحری بیڑہ میں منتقل ہو گئے تھے۔ رومن فتح کے نعرے بلند کرتے ہوئے اگری جنتم شہر میں داخل ہوئے اور شہر پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس فتح کے بعد رومن یہ

خیال کرنے لگے تھے کہ کنعانیوں کو سسلی سے نکالنا کوئی مشکل کام نہیں لہٰذا انہوں نے تہیہ کر لیا کہ سسلی سے کنعانیوں کو نکال کر خود سسلی پر قبضہ کر لیں گے۔ لیکن اس سلسلے میں جو سب سے بڑی رکاوٹ انکے سامنے تھی وہ کنعانیوں کا طاقت ور بحری بیڑہ تھا جس کی مدد سے وہ سسلی میں اپنا اقتدار قائم رکھ سکتے تھے۔ لہٰذا کنعانیوں کی بحری قوت کا مقابلہ کرنے کے لئے رومنوں نے بڑی تیزی سے کنعانیوں ہی کی طرز پر اپنے جنگی بحری جہاز تعمیر کرنا شروع کر دیئے تھے۔ گو رومنوں کے پاس پہلے ہی سے ایک بحری بیڑہ تیار تھا لیکن اس جنگ میں انہوں نے اندازہ لگایا کہ کنعانیوں کے جہاز ان سے زیادہ مضبوط ہونے کے ساتھ ساتھ جنگ میں زیادہ موثر ثابت ہوئے ہیں۔ خوش قسمتی سے اس جنگ میں کنعانیون کا ایک جہاز بھی رومنوں کے ہاتھ لگ گیا۔ لہٰذا اسی طرز پر رومنوں نے بڑی تیزی سے اپنے لئے بھی جہاز تیار کرنا شروع کر دیئے تھے۔ دوسری طرف سیراکیوز کے حکمران ہیارد نے بھی رومنوں کے کہنے پر اپنے بحری بیڑے میں اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا کہ تاکہ بحری جنگ میں وہ بھی رومنوں کی مدد کر سکے۔

رومنوں نے جب اپنا بحری بیڑہ تیار کر لیا تو بحری جنگ کرنے کے لئے وہ سمندر میں کنعانیوں کے مقابل آئے۔ سمندر کے اندر رومنوں اور کنعانیوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ جنگ کی ابتداء میں کنعانیوں نے رومنوں کو بدترین شکست دی اور انکے کافی جہاز انہوں نے سمندر میں ڈبو دیئے۔ قریب تھا کہ رومن بحری جنگ میں شکست اٹھانے کے بعد اٹلی کی طرف بھاگ جاتے پر انکی خوش قسمتی کہ عین موقع پر سیراکیوز کے بحری بیڑے نے کنعانیوں کی پشت پر حملہ کر دیا۔ جسکی وجہ سے رومنوں کے حوصلے بڑھ گئے اور انہوں نے بھی سامنے کی طرف سے کنعانیوں پر تیزی سے حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا۔ اس دو طرفہ حملے کی وجہ سے کنعانیوں کو شکست ہوئی اور انکا جرنیل ہانو بچے کھچے لشکر کے ساتھ افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف بھاگ گیا تھا۔

○

رومنوں کے مقابلے میں کنعانیوں کو اس جنگ میں بے شمار نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔ رومنوں کے صرف چھبیس جہاز اس جنگ میں سمندر میں غرق ہوئے جبکہ انکا کوئی بھی جہاز کنعانیوں کے ہاتھ نہ لگا۔ دوسری طرف کنعانیوں کے تقریباً سو جہاز سمندر میں غرق ہو گئے اور ساٹھ کے قریب انکے جہاز رومنوں کے ہاتھ لگ گئے تھے۔ اس طرح خشکی اور سمندر دونوں میں رومنوں نے کنعانیوں کی طاقت کو مکمل طور پر کچل دیا تھا۔ ان بحری اور بری

فتوحات کے بعد رومنوں کے جرنیل کلاڈیوس کے حوصلے بڑھ گئے تھے۔ لہٰذا اس نے سوچا کہ ان حالات میں اگر وہ سسلی سے نکل کر افریقہ میں داخل ہو تو کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ کو بڑی آسانی سے فتح کر کے کنعانیوں کا مکمل طور پر صفایہ کر سکتا ہے۔

یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے کلاڈیوس نے نہ صرف یہ کہ سسلی سے مزید بحری جہاز حاصل کئے بلکہ یہاں سے اس نے کچھ یونانیوں کو بھی اپنے لشکر میں بھرتی کرنے کے ساتھ ساتھ اٹلی سے مزید رومن دستے بھی بلا لئے۔ پھر اس نے اس بڑے لشکر کے ساتھ سسلی سے افریقہ کی جانب کوچ کیا تھا۔ افریقی ساحل پر ایک محفوظ جگہ اس نے اپنے بحری بیڑے کو لنگر انداز کر دیا۔ ساحل پر اتر کر اس نے کنعانیوں کے علاقے میں دور دور تک گھس کر لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ کلاڈیوس چاہتا تھا کہ اس کا بحری بیڑہ ایک جگہ محفوظ پڑا رہے جبکہ وہ کنعانیوں کے علاقے میں لوٹ مار کر کے دولت کے انبار اپنے بحری بیڑے میں جمع کرتا رہے اور جب کبھی بھی کنعانی اس کے مقابلے میں کوئی لشکر روانہ کریں اسے شکست دیتا رہے اور اس طرح آہستہ آہستہ افریقہ میں بھی کنعانیوں کی قوت کو کمزور کرتا ہوا آخرکار ان کے مرکزی شہر قرطاجنہ پر بھرپور ضرب لگائے اور قرطاجنہ پر قبضہ کر کے کنعانیوں کا مکمل طور پر دنیا سے خاتمہ کر دے۔ اپنے اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اس کلاڈیوس نے افریقہ میں دور دور تک بڑی تیزی سے لوٹ مار کرنا شروع کر دی تھی۔

رومنوں کی اس لوٹ مار کا نتیجہ یہ نکلا کہ افریقہ میں کنعانیوں کے اندر جو قدیم افریقی قبائل تھے اور جو اب تک کنعانیوں کی فرمانبردار اور مطیع بن کر زندگی بسر کرتے رہے تھے۔ رومنوں کی اس لوٹ مار سے ان قبائل کی حوصلہ افزائی ہوئی انہوں نے بھی کنعانیوں کے خلاف بغاوت اور سرکشی کرتے ہوئے اپنی اپنی سمت سے کنعانی علاقوں میں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا تھا۔ اس نازک صورت حال میں کنعانی حکمران بڑے فکرمند اور پریشان ہوئے ایک طرف ان کے اپنے قبائل انکے خلاف بغاوت کر چکے تھے تو دوسری طرف رومن سسلی سے نکل کر افریقہ میں انکی مرکزی سلطنت میں داخل ہو کر چاروں طرف لوٹ مار برپا کئے ہوئے تھے۔ تیسری طرف گزشتہ جنگوں میں کنعانیوں کی بحری اور بری طاقت مکمل طور پر مفلوج ہو کر رہ گئی تھی۔

اس صورت حال سے کنعانیوں کے تجارت پیشہ لوگ بے حد فکر مند ہوئے۔ انہیں نہ صرف یہ فکر تھی کہ ان کی سرزمین انکے ہاتھوں سے جاتی رہے گی۔ بلکہ انکی تجارت ختم ہو کر رہ جائے گی۔ لہٰذا کنعانی جو اس وقت مکمل طور پر دنیا کی تجارت پر چھائے ہوئے تھے انہیں اپنے حکمرانوں کے سامنے دولت کے ڈھیر اور انبار لگا دیئے اور ان سے استدعا کی کہ

کسی نہ کسی طرح اپنی سرزمین کی حفاظت کی جائے۔ باغی قبائل کو دوبارہ مطیع بننے پر مجبور کیا جائے اور رومنوں کو اپنی سرزمین سے مار بھگایا جائے۔ دولت کے اس قدر انبار پانے کے بعد کنعانی حکمرانوں نے بڑی تیزی سے اپنے علاقوں میں نئی بھرتی شروع کی۔ بے شمار جوانوں کو انہوں نے اپنے لشکر میں شامل کیا پھر اس لشکر کے انہوں نے دو حصے کئے۔ لشکر کا ایک حصہ انہوں نے اپنے جرنیلوں کی سرکردگی میں دے کر مغرب کی طرف روانہ کیا تاکہ رومنوں سے جنگ کر کے انہیں اپنی سرزمین سے باہر کرے۔ جب کہ دوسرے حصے کو انہوں نے بڑی تیزی سے اعلی قسم کی جنگی تربیت دینا شروع کر دی تھی۔ تربیت کا یہ کام کنعانیوں نے اپنے ایک بہترین اور لاجواب جرنیل ا یکنیتی پوس کے سپرد کیا تھا۔ اس ا یکینیٹی پوس نے دن رات ایک کر کے اپنے لشکر کی تربیت کا کام شروع کر دیا تھا۔
دوسرا لشکر کنعانیوں کے تین جرنیلوں کی سرکردگی میں رومنوں کی طرف بڑھا۔ رومنوں کو بھی خبر ہو چکی تھی کنعانیوں کا ایک لشکر ان کی سرکوبی کے لئے انکے مرکزی شہر قرطاجنہ سے کوچ کر چکا ہے۔ لہٰذا وہ بھی لوٹ مار ختم کر کے کنعانی لشکر کی طرف بڑھے۔ ایک کوہستانی سلسلے کے قریب کنعانیوں کو شکست فاش ہوئی۔ انکے لشکر کا اکثر حصہ جنگ میں کام آگیا اور جو سپاہی جنگ سے بچے وہ اپنی جانیں بچانے کی خاطر قرطاجنہ کی طرف بھاگ گئے تھے۔ اس جنگ میں فتح حاصل کرنے کے بعد رومنوں کے حوصلے مزید بڑھ گئے تھے۔ لہٰذا انہوں نے آہستہ آہستہ لوٹ مار کرتے ہوئے قرطاجنہ شہر کی طرف بڑھنا شروع کر دیا تھا۔
یہاں تک کہ رومنوں کے جرنیل کلاڈیوس نے کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ سے صرف پانچ میل دور ٹیونش کے مقام پر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا۔ اب کلاڈیوس کا مقصد یہ تھا کہ ٹیونش میں چند روز قیام کر کے اپنے لشکر کو ستانے اور آرام کرنے کا موقع فراہم کرے اس کے بعد وہ قرطاجنہ پر آخری ضرب لگائے اور کنعانیوں کا دنیا سے خاتمہ کر کے رکھ دے۔

دوسری طرف کنعانیوں کے جرنیل ا یکینیٹی پوس نے دن رات ایک کر کے اپنے لشکر کو بہترین جنگی تربیت دے لی تھی۔ رومنوں کے ہاتھوں کنعانیوں کی حالیہ شکست کے بعد اس ا یکینیٹی پوس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اپنے اس تربیت یافتہ لشکر کے ساتھ ٹیونش کی طرف کوچ کرے گا اور ہر صورت میں رومنوں کو شکست دے کر انہیں اپنی سرزمین سے بھاگ جانے پر مجبور کر دے گا۔ اپنے ان خیالات کا اظہار جب ا یکینیٹی پوس نے اپنے حکمران طبقے سے کیا تو ا یکینیٹی پوس کی اس تجویز کو بے حد پسند کیا گیا اور ا یکینیٹی پوس کو حکمران طبقے نے ٹیونش کی طرف پیش قدمی کر کے رومنوں کا مقابلہ کرنے کی اجازت دے

دی تھی۔ یہ اجازت ملنے کے بعد ا یکینیٹی پوس نے نہ صرف یہ کہ تیزی سے اپنے لشکر میں مزید اضافہ کیا بلکہ اپنے رسد اور کمک کے وسائل کو بڑی تیزی سے بہتر بنانے لگا۔ تاکہ وقت ضائع کئے بغیر وہ رومنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ ٹیونش کی طرف کوچ کر سکے۔

○

یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی نے ابھی تک قرطاجنہ شہر کی ایک نواحی سرائے ہی میں قیام کر رکھا تھا۔ ایک روز یوناف سرائے کے مطبخ سے اپنا اور بیوسا کا کھانا لے کر کمرے میں داخل ہوا کہ کمرے میں بیوسا پہلے سے اس کا انتظار کر رہی تھی کھانے کی اشیاء یوناف نے بیوسا کے سامنے رکھی پھر وہ اسے کسی قدر حیرت ملے جلے جذبات میں مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سنو بیوسا میں سمجھتا ہوں رومنوں کے ہاتھوں کنعانیوں کی بدبختی کی ابتداء ہونے والی ہے۔ اس پر بیوسا نے چونک کر پوچھا کیا ہوا۔جواب میں یوناف متفکر سے انداز میں کہنے لگا۔
فکرمندی کی بات یہ ہے کہ رومنوں کے ہاتھوں کنعانیوں کو بدترین شکست ہوئی ہے اور انکے اکثر لشکری جنگ میں کام آ چکے ہیں۔ اس شکست سے رومنوں کے حوصلے ایسے بڑھے ہیں کہ رومن جرنیل کلاڈیوس اپنے لشکر کے ساتھ پیش قدمی کرتا ہوا قرطاجنہ سے صرف پانچ میل دور ٹیونش کے مقام پر پڑاؤ کر چکا ہے اور سنا ہے کہ کلاڈیوس کا یہ ارادہ ہے کہ چند دن اپنے لشکر کو آرام فراہم کرنے کے بعد وہ قرطاجنہ پر ضرب لگائے گا اور کنعانیوں کا مکمل طور پر صفایا کر کے رکھ دے گا۔ دوسری طرف رومنوں سے مقابلہ کرنے کے لئے کنعانیوں نے اپنے جرنیل ا یکینیٹی پوس کو ٹیونش کی طرف پیش قدمی کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ یہ ا یکینیٹی پوس انتہا درجے کا دلیر' دانش مند اور شجاع جرنیل ہے اور مجھے امید ہے کہ اپنے تربیت یافتہ لشکر کو حرکت میں لا کر یہ ضرور رومنوں کے خلاف کامیابیاں حاصل کر سکے گا۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ ہم دونوں بھی اس ا یکینیٹی پوس کے لشکر میں شامل ہو کر حالات کا جائزہ لیں۔ اب کہو تمہاری کیا مرضی ہے۔ اس پر بیوسا مسکراتے ہوئے کہنے لگی جو آپ کی مرضی ہے وہ ہی میری مرضی۔ جواب میں یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ اگر یہ بات ہے تو آؤ کھانا کھائیں اور پھر سرائے کو چھوڑ کر ا یکینیٹی پوس کے لشکر میں شامل ہو جائیں مجھے امید ہے کہ شام تک ا یکینیٹی پوس اپنے لشکر کے ساتھ ٹیونش کی طرف کوچ کر لے گا۔ اس لئے کہ رومنوں کی راہ روکنے کے لئے اس کے پاس وقت نہیں ہے۔ بیوسا نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ دونوں میاں

بیوی نے پہلے کھانا کھایا پھر وہ سرائے سے نکل کر ا یکینتی پیوس کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے۔ اسی روز شام کے قریب کنعانیوں کا جرنیل ا یکینتی پیوس اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں کا راستہ روکنے کے لئے ٹیونش کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

رات کے پہلے حصے میں ہی کنعانی جرنیل ا یکینتی پیوس اپنے لشکر کے ساتھ ٹیونش پہنچ گیا تھا۔ رات کا باقی حصہ اس نے اپنے لشکریوں کو آرام کرنے کے لئے کہا اور صبح سویرے ہی دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہونے لگے تھے۔ رومنوں کو امید تھی کہ وہ کنعانیوں کے اس لشکر کو بھی پہلے کی طرح مار بھگائیں گے اس لئے کہ ا یکینتی پیوس کے ساتھ جو لشکر تھا۔ اس کی تعداد رومنوں کے لشکر سے کم تھی۔ جس وقت دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف جنگ کرنے کے لئے اپنی اپنی صفیں درست کر رہے تھے۔ اس وقت ا یکینتی پیوس اپنے ان سو ہاتھیوں کو حرکت میں لایا تھا جو اس کے لشکر میں شامل تھے۔ شاید وہ ان ہاتھیوں کو اپنے لشکر کے اگلے حصے میں رکھ کر رومنوں کے خلاف استعمال کرنا چاہتا تھا۔ اسی موقع پر یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی ا یکینتی کے پاس آئے۔ پھر یوناف ا یکینتی پیوس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

ہم دونوں میاں بیوی ہیں۔ میرا نام یوناف اور میری بیوی کا نام بیوسا ہے۔ ہمارا تعلق تو ایشیائی سرزمینوں سے ہے اور تمہارے لشکر میں ہم اجنبی ہیں لیکن کنعانی چونکہ ایک ایشیائی قوم ہی ہیں لہٰذا ایشیاء کی نسبت سے ہم ان سے محبت رکھتے ہیں۔ میں نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک زمانہ دیکھ رکھا ہے۔ اگر تم چاہو تو میں اس جنگ میں ایسا گر بتا سکتا ہوں۔ جسے تم استعمال کر کے ان رومنوں کے خلاف بہترین کامیابی حاصل کر سکتے ہو۔ یوناف کی یہ گفتگو سن کر ا یکینتی پیوس چونک سا پڑا اس کی آنکھوں میں ایک چمک پیدا ہوئی اور بڑے شوق سے اس نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

تمہارے پاس وہ کون سا گر ہے جسے استعمال کر کے رومنوں کے خلاف فتح مندی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس پر یوناف اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سنو ا یکینتی پیوس میں دیکھ چکا ہوں کہ تمہارے لشکر میں سو کے قریب ہاتھی بھی شامل ہیں۔ ان ہاتھیوں کو اپنے لشکر کے اگلے حصے میں فصیل کے طور پر استعمال کرو۔ اپنے لشکر کے سامنے اپنے ہاتھوں کو پھیلاؤ اور ہاتھی کے پیچھے دس دس جوان ایسے مقرر کرو جو نیزوں اور تیروں سے مسلح ہوں۔ جس وقت جنگ کی ابتداء ہو گی تو رومن سب سے پہلے گروہ در گروہ ان ہی ہاتھیوں پر حملہ آور ہو کر انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ ان کی سونڈیں کاٹنے کی کوشش کریں گے۔ تاکہ ہاتھیوں کو نقصان پہنچا کر انہیں برانگیختہ کیا جائے اور انہیں اپنے ہی لشکر کے

لئے نقصان دہ بنا دیا جائے۔ جب رومن ایسا کرنے لگیں تو ہر ہاتھی کے پیچھے جو تمہارے دس جوان ہوں گے وہ نیزوں اور تیروں سے کام لیتے ہوئے ہاتھیوں پر حملہ آور ہونے والے رومنوں کو مٹی کا ڈھیر بناتے چلے جائیں۔

سنو، ا یکینتی پیوس اپنے باقی لشکر کے تم دو حصے کرو۔ دونوں حصوں کو سامنے کھڑے ہاتھیوں کے دائیں اور بائیں کناروں پر لے جاؤ تمہارے وسطی حصے کی طرف سے جو تمہارے یہ تربیت یافتہ ہاتھی رومنوں کے وسطی حصے کو روک لیں گے۔ لیکن عین اس موقع پر جبکہ وسطی حصے پر جنگ اپنے عروج پر ہو گی تم دائیں بائیں کناروں سے رومنوں پر زور دار حملے کر دو تو وسطی حصے پر دباؤ کم ہو جائے گا۔ اس طرح جہاں کناروں کے طرف سے رومنوں پر پہلے ہی سے دباؤ بڑھ رہا ہو گا وہاں وسطی حصے سے ہی جنگی ہاتھی آگے بڑھ کر رومنوں کے اندر تباہی و بربادی پھیلانا شروع کر دیں گے جس کے نتیجے میں تمہیں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اس ہونے والی جنگ میں رومنوں کو بدترین شکست ہو گی۔

یوناف کی یہ تجویز سن کر ا یکینتی پیوس کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر وہ کچھ سوچتا رہا۔ پھر وہ بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میں تم دونوں میاں بیوی کو اپنے لشکر میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ سنو یوناف تمہاری تجویز نہ صرف بہترین ہے بلکہ قابل عمل بھی ہے اور مجھے قوی امید ہے کہ اس کو اپنا کر ہم رومنوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم دونوں میاں بیوی بھی اس جنگ میں میرے ساتھ رہو اور مجھے اپنے ایسے ہی مشوروں سے مستفید کرتے رہو۔ مجھے امید ہے تمہارے ان مشوروں کی بناء پر میرے لئے مزید کامیابیوں کے دروازے کھل جائیں گے۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ ضرور میں اور میری بیوی تمہارا ساتھ دیں گے۔ ا یکینتی پیوس مسکراتے ہوئے کہنے لگا اگر یہ بات ہے تو میرے ساتھ آؤ تاکہ جنگ کی ابتداء سے پہلے ہم اپنے لشکر کی ترتیب کو درست کر لیں۔ ا یکینتی پیوس کی خواہش پر یوناف اور بیوسا اس کے ساتھ ہو لیے تھے۔

رومن اپنے لشکر کو صف آراء کر چکے تھے۔ ا یکینتی پیوس نے بھی جلدی جلدی اپنے لشکر کے اندر تبدیلی کرنا شروع کی تھی۔ لشکر کے آگے اس نے اپنے ہاتھیوں کو رکھا۔ ہاتھیوں کے اوپر مہاوت کے علاوہ جو اس نے اپنے ہتھیاروں سے لیس شکرے بیٹھا رکھے تھے۔ ان کے علاوہ ہر ہاتھی کے پیچھے اس نے دس مسلح جوان رکھے جو نیزوں اور تیروں سے آراستہ تھے اور ان ہاتھیوں کے پیچھے اس نے اپنے لشکر کی تھوڑی سی تعداد رکھی تاکہ ہاتھیوں کے پیچھے کام کرنے والے جوانوں میں سے اگر کوئی زخمی ہو کر ختم ہو جائے تو پچھلے

لشکر سے مزید لشکری ان کی جگہ لیتے رہیں۔ باقی لشکر کو اس نے دو حصوں میں تقسیم کر کے دائیں بائیں کناروں پر صف آراء کر دیا تھا۔ ا یکسینٹی پیوس جب اپنے لشکر کی یہ ترتیب درس کر چکا تو رومنوں کے لشکر کے اندر جنگ کے طبل بجنے لگے۔ جس کے جواب میں کنعانیوں کے لشکر میں بڑی بڑی ایشیائی دمنیں حرکت میں آئیں تھیں۔ اور ان پر ضربیں پڑنے لگی تھیں۔ جس کے جواب میں میدان جنگ طبل اور دفوں کی آوازوں سے بری طرح گونج اٹھا تھا۔ ان ہی آوازوں پس پردہ رومنوں نے کنعانیوں پر حملہ آور ہونے میں پہل کر دی تھی۔

رومن زایچوں کی بجھارت، عجائبات کے اوہام اور مقدر کی نحوست کی طرح حرکت میں آئے۔ شوق رزم آرائی میں وہ کسی تشنہ دین عفریت، آگ کے ایندھن، قہر کے سیلاب، بدی کے دھوئیں کی طرح آگے بڑھے تھے اور کنعانیوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے انہوں نے چاہا تھا کہ اپنے تیز حملوں سے وہ چاروں طرف موت کی خاک، بے دینی کے سیلاب اور کذب کی ریگ کھڑی کر دیں۔

دوسری طرف کنعانیوں نے بھی کمال جرات مندی اور استقامت کا مظاہرہ کیا تھا۔ رومن سب سے پہلے کنعانیوں کے ہاتھیوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔ تاکہ انہیں نقصان پہنچا کر پسپا ہونے اور انکے اپنے ہی لشکریوں کو نقصان پہنچانے پر مجبور کر دیں لیکن ان کے مقابلے میں وہ کنعانی جو ہاتھیوں کے پیچھے پہرہ دے رہے تھے۔ زندگی کی رونقوں، زرفشاں کرنوں، دھند کی مسافت اور دینی روح کی طرح حرکت میں آئے جو رومن آگے بڑھ کر چاہتے تھے کہ ہاتھیوں پر حملہ آور ہو کر انکی سونڈیں کاٹ کر یا انہیں زخمی کر کے نقصان پہنچائیں اور انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیں ان پر کنعانی کچھ ایسے انداز سے حملہ آور ہوئے کہ اپنے نیزوں اور اپنی تیز تیر اندازی سے اپنے ہاتھیوں کی طرف بڑھنے والے رومنوں کے سینے چیر کر رکھ دیئے تھے۔ جس کے نتیجے میں اندھا دھند ہاتھیوں کی طرف بڑھنے والے رومن چیخ و پکار کرتے ہوئے رک گئے تھے۔ اگلی صفوں کے رومن پیچھے ہٹنے لگے تھے اور پچھلی صفوں نے رومنوں کے اندر ایک افراتفری برپا ہونے لگی تھی۔

وسطی حصے میں رومنوں کو روک دینے کے بعد کنعانیوں کے جرنیل ا یکسینٹی پیوس نے اپنے پہلوؤں کے لشکر کے ساتھ رومنوں پر حملہ آور ہونے کی ابتداء کر دی تھی۔ پہلے کنعانیوں کا دایاں پہلو حرکت میں آیا اور اس کے بعد میں لشکر کا یہ حصہ عجیب سے انقلابی شعور صبح کی زرفشانی، ذوق خود آرائی اور سناٹے کی چھاؤں کی طرح حملہ آور ہوئے۔ رومنوں کو خون آلود اور ان کی صفوں کو درہم برہم کرتے لگے تھے۔ اس لشکر کے حملہ آور

ہونے کے ساتھ ہی ساتھ کنعانیوں کا دوسرا پہلو بھی حرکت میں آ چکا تھا۔ وہ بھی بڑی تیزی کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے مایوسی کے نقاب لئے قہر کی بارش، نحوست کی گھڑیوں اور ظلمتوں کی زنجیروں کی طرح بڑی سرعت کے ساتھ رومنوں پر چھانے اور حاوی ہونے لگا تھا۔

میدان جنگ میں دونوں لشکر ایک دوسرے سے ٹکراتے ہوئے پوری طرح بھڑک اٹھے تھے۔ چاروں طرف خاموشیاں اور صدائیں خاک اور خون، سازش و سرگوشیاں، تہذیب و تاریخ اور تعمیر و تخریب ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے تھے۔ عداوت اور محبت، امن و جنگ فتح مندی کے نعرے اور مغلوبوں کی فریاد، صداقت و ناراستی اور شرافت و بدی ایک دوسرے پر ضرب لگاتی ہوئی۔ اپنے مقابل کو زیر و مغلوب کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔
میدان جنگ طوفان کی جوش مارتی ہوئی دیگ کی طرح بھڑک اٹھا تھا۔ چاروں طرف دلخراش صدائیں بلند ہو رہی تھی۔ ہر سمت موت کی دیویاں شرارت اور کجروی، زخم و ذکت، کانٹوں اور پھندوں، زہر بھری آوازوں اور جنونی طلب سے لیس ہو کر رقص کناں ہو گئی تھیں۔

رومنوں کا ارادہ تھا کہ پہلے وہ کنعانیوں کے ہاتھیوں پر حملہ آور ہو کر انہیں بری طرح نقصان پہنچائیں گے اور انہیں زخمی کر کے جب پسپا ہونے پر مجبور کریں گے تو پسپا ہوتے ہوئے ہاتھی اپنے ہی لشکریوں کو نقصان پہنچائیں گے اور عین اس موقع پر وہ زور دار حملے کرتے ہوئے میدان جنگ سے کنعانیوں کے قدم اکھاڑ پھینکنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن ان کی ہر تدبیر اور ہر تجویز برباد اور ناکارہ گئی۔ اس لئے کہ وہ جنگی ہاتھیوں کو نقصان پہنچانے میں کامیاب نہ ہو سکے تھے۔ اس لئے کہ جو لشکری اپنے ہاتھیوں کے پیچھے محافظوں کے طور پر ہی کام کر رہے تھے انہوں نے آگے بڑھنے والے رومنوں کو چھلنی کرتے ہوئے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔ جس کے نتیجے میں کنعانیوں کے مہاوت اپنے ہاتھیوں کو حرکت میں لائے۔ یہ خونخوار اور بپھرے ہاتھی آگے بڑھے اور رومنوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے انہوں نے چاروں طرف تباہی و بربادی پھیلانی شروع کر دی تھی۔ ہاتھیوں کے اس ریلے کو رومن روکنے میں بری طرح ناکام ہوتے ثابت ہوئے تھے۔
عین اس موقع پر کنعانیوں کے دائیں بائیں پہلو پر جنگ کرنے والے لشکریوں نے اپنے حملوں میں انتہا درجے کی تیزی اور قوت پیدا کر لی۔ وہ عجیب سے سکرو و سرور میں شعلہ ریز آگ، امواج تند خو کی طرح حملہ آور ہوتے تھے اور رومنوں کے سارے وجدان اور عرفان کو انہوں نے انہیں پیٹنا شروع کر دیا تھا۔ جس کے نتیجے میں رومن پیچھے ہٹنے لگے

تھے۔ رومنوں کا یہ پیچھے ہٹنا ہی رومنوں کی بربادی اور کنعانیوں کی فتح مندی کا باعث بن گیا۔ اس لئے کہ ان کے پیچھے ہٹنے سے کنعانیوں کے حوصلے اور بلند ہو گئے اور وہ اپنے مقدر کے ناخدا بن کر رومنوں کے لئے آلام کا مشروع ہیولوں کا غبار قہرمانیت کا سیلاب بنتے ہوئے بڑی تیزی سے ان پر چھا گئے تھے۔

عین اس موقع پر جبکہ کنعانی تین اطراف سے رومنوں پر طوفان کی طرح حملہ آور ہو رہے تھے۔ یوناف اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑاتا ہوا ایکینٹی پیوس کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھو ایکینٹی پیوس میری تجویز تمہارے خوب کام آئی لیکن اب میں تجھے ایک اور تجویز بتاتا ہوں اور وہ یہ کہ تو دیکھتا ہے کہ تین اطراف سے تیرا لشکر رومنوں کا قتل عام شروع کر چکا ہے۔ تھوڑی دیر تک مجھے امید ہے کہ رومن بھاگ کھڑے ہونگے۔ تو ایسا کر کہ جو لشکر تو نے اپنے ہاتھیوں کے پیچھے متعین کر رکھا ہے اسے حکم دے کہ وہ چکر کاٹ کر رومنوں کی پشت پر جائیں اور حملہ آور ہو جائیں۔ مجھے امید ہے کہ تھوڑی دیر تک رومن میدان جنگ سے بھاگ کر واپس جائیں گے۔ لیکن جونہی یہ مڑیں پشت سے تمہارا یہ لشکر حملہ آور ہو گا اس طرح اس میدان جنگ میں رومنوں کا مکمل طور پر صفایا ہو جائے گا اور کسی کو میدان جنگ سے بھاگنے کا موقع نہیں ملے گا اس طرح یہ جنگ رومنوں کے لئے عبرت بن کر رہ جائے گی۔ کہ کسی کی سرزمین میں داخل ہو کر لوٹ مار کرنے کے کیا نتائج سامنے آتے ہیں۔

ایکینٹی پیوس نے یوناف کی اس تجویز کو بے حد پسند کیا۔ لہٰذا اسی وقت اس نے اپنے لشکر کے اس حصے کو رومنوں کی پشت پر سے حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا جو ہاتھیوں کے پیچھے احتیاط کے طور پر رکھا گیا تھا۔ ایکینٹی پیوس کا حکم پاتے ہی وہ لشکر بڑی تیزی سے چکر کاٹ کر رومنوں کی پشت کی طرف گیا اور ایسے انداز میں رومنوں پر حملہ آور ہوا کہ رومنوں کی پشت انہوں نے چھید کر رکھ دی تھی۔

تین اطراف سے پہلے ہی رومنوں کا قتل عام شروع ہو چکا تھا۔ اب جو چوتھی طرف سے بھی ان کا قتل عام شروع ہوا تو رومن بری طرح تلملا و بلبلا اٹھے تھے۔ جب ان کے لشکر میں یہ خبر پھیلنے لگی کہ پشت کی طرف سے جب ایک کنعانی لشکر ان پر حملہ آور ہو گیا ہے تو ان کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی تھی۔ انہوں نے لڑنا بند کر دیا تھا اور کسی نہ کسی طریقے سے ادھر ادھر بھاگ کر اپنی جانیں بچانے کی کوشش کرنے لگے تھے لیکن کنعانی چاروں طرف سے گھیر کر ان کا قتل عام کر چکے تھے۔ لہٰذا اس جنگ میں بے شمار رومن کنعانیوں کے ہاتھوں مارے گئے اور ان کے جرنیل کلاڈیوس کو زندہ گرفتار کر لیا گیا تھا۔

اس طرح تیونس کے میدانوں میں کنعانیوں نے بڑی مہارت اور بڑی دلیری کا ثبوت دیتے ہوئے رومن لشکر کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور باقی کو انہوں نے رومنوں کے سپہ سالار کلاڈیوس کے ساتھ گرفتار کر لیا تھا۔

جنگ کے خاتمے اور کامیابی حاصل کرنے کے بعد کنعانی جرنیل ایکینٹی پیوس اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا اس جگہ آیا جہاں یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی کھڑے تھے۔ اور دونوں کے قریب آ کر ایکینٹی پیوس اپنے گھوڑے سے اترا۔ پہلے وہ بھاگ کر یوناف کے گلے ملا اور اس کے بعد اس کی پیشانی چومی اور شکرگزار لہجے میں وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میرے دوست! میرے عزیز! تمہارا مشورہ یقیناً میرے لئے اس جنگ میں کارگر ثابت ہوا ہے تم دیکھتے ہو کہ تمہاری تجویز کو اپناتے ہوئے میں ان رومنوں کو بدترین شکست دینے میں کامیاب ہوا ہوں۔ تم نے مجھے بتایا تھا کہ تم اس سرزمینوں میں اجنبی ہو۔ یہ تو کہو تم نے کہاں قیام کر رکھا ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

سنو، ایکینٹی پیوس میں اپنی بیوی کے ساتھ قرطاجنہ شہر سے باہر ایک سرائے میں قیام کئے ہوئے ہوں۔ اس پر ایکینٹی پیوس جھٹ سے بولا! اب تم سرائے میں قیام نہیں کرو گے۔ میں تم دونوں میاں بیوی کے رہنے کے لئے قرطاجنہ شہر میں بہترین انتظامات کروں گا۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے میں اپنی بیوی کے ساتھ سرائے ہی میں قیام کروں گا۔ ہاں میں تم لوگوں کے ساتھ رابطہ اور تعلق برقرار رکھوں گا اور کسی بھی موقع پر میں اپنی خدمات تمہارے حوالے کرنے سے گریز نہیں کروں گا۔ یوناف کا یہ جواب سن کر ایکینٹی پیوس کسی حد تک مطمئن ہو گیا تھا۔ پھر اس نے اپنے ارد گرد جمع ہو جانے والے چھوٹے سالاروں کو حکم دیا کہ رومن قیدیوں کو ان کے جرنیل کلاڈیوس سمیت اسکے سامنے پیش کیا جائے۔ اس پر وہاں کھڑے کچھ سالار بھاگتے ہوئے ایک سمت چلے گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد رومن جنگی قیدیوں کو ایکینٹی پیوس کے سامنے پیش کیا گیا۔ ان قیدیوں میں سب سے آگے آگے رومنوں کا جرنیل اور سالار کلاڈیوس تھا۔ جب یہ سارے جنگی قیدی صفوں کی صورت میں ان کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ تب ایکینٹی پیوس نے رومنوں کے جرنیل کلاڈیوس کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو رومنوں کے سالار، یہ جنگ تمہیں کیسی لگی۔ تم اپنے لشکر کے ساتھ اٹلی سے نکل کر سسلی میں داخل ہوئے تو یہ بات ہمارے لئے قابل برداشت تھی۔ لیکن تم نے یہ جرات و ہمت کیسے کی کہ سسلی سے تم نے افریقہ میں داخل ہونے کی حماقت کر ڈالی اور اب

تمہیں اس جنگ میں شکست کے بعد اپنی حماقت کا احساس ہو چکا ہو گا۔ سنو کلاڈیوس کنعانی ابھی زندہ و بیدار ہیں۔ اور اس قدر وسائل رکھتے ہیں کہ کسی موقع پر بھی تمہارے سامنے اپنی پسند اور اپنی مرضی کا لشکر کھڑا کر کے حالات کو اپنے حق میں پلٹا دے دیں۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ تم نے سسلی سے افریقہ میں داخل ہو کر اپنی زندگی کی سب سے بڑی حماقت کی ہے۔ ا یکسینٹی پیوس اس گفتگو کے بعد تھوڑی دیر تک خاموشی طاری رہی اس کے بعد کلاڈیوس بولا اور کہنے لگا۔

سنو ا یکسینٹی پیوس میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ میرے مقابلے میں تم بہترین جرنیل اور سالار ثابت ہوئے ہو۔ دوسری بات جو دوران جنگ میں نے دیکھی وہ یہ کہ تمہارے لشکری پہلی جنگوں میں حصہ لینے والے کنعانیوں سے زیادہ تربیت یافتہ تھے اور جنگ کی ابتدا کرتے وقت تم نے میرے حملے کو روکنے کے بعد جو جارحیت اختیار کی تھی۔ وہ بہترین انداز اور عمدہ تنظیم کے تحت تھی۔ جس کی بنیاد پر تمہیں اس جنگ میں فتح نصیب ہوئی۔ میں جانتا ہوں کہ مجھے اور میرے ان ساتھیوں کو قیدی بنا لیا گیا ہے اور ہماری زندگی کا دارومدار اب کنعانیوں کے حکمرانوں پر منحصر ہو گا۔ لیکن قرطاجنہ شہر کی طرف کوچ کرنے سے قبل میں تمہارے سامنے ایک التجا کرتا ہوں اور وہ یہ کہ تم ان سب رومنوں کو معاف کر دو تاکہ واپس اپنے گھروں کو جا سکیں۔ اس سلسلے میں تم لوگ اگر کوئی شرط عائد کرنا چاہتے ہو تو ہم وہ بھی تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔ جو شرائط تم مقرر کرو گے۔ وہ شرائط میں لے کر روم شہر کی طرف جاؤں گا۔ اگر ہماری سینٹ نے وہ شرائط تسلیم کر لیں تو معاہدہ اپنی تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ اور اگر سینٹ نے وہ شرائط ماننے سے انکار کر دیا تو میں تم لوگوں کے ساتھ شریفانہ عہد کرتا ہوں کہ میں واپس آ جاؤں گا اور اپنے لئے ان ساتھیوں کے ساتھ اس وقت تک غلامی کی زندگی بسر کروں گا جب تک تم لوگ پسند کرو گے۔ کلاڈیوس کی اس تجویز پر ا یکسینٹی پیوس بولا اور کہنے لگا۔

سنو کلاڈیوس جنگی قیدیوں سے متعلق شرائط طے کرنا یا اس سلسلے میں کوئی اہم فیصلہ کرنا۔ میرا کام نہیں۔ یہ میری قوم کے حکام پر منحصر ہے کہ وہ تمہاری اس التجا پر کیسا فیصلہ صادر کرتے ہیں۔ ہاں میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہاری یہ التجا میں اپنے حکام تک ضرور پہنچاؤں گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد ا یکسینٹی پیوس رک گیا پھر اس نے اپنے لشکر کو رومنوں کے پڑاؤ کا سارا سامان سمیٹ کر قرطاجنہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ا یکسینٹی پیروس اپنے لشکر کے ساتھ قرطاجنہ کی طرف کوچ کر رہا تھا۔

○

ا یکسینٹی پیوس جب ایک فاتح کی حیثیت سے قرطاجنہ شہر میں داخل ہوا تو قرطاجنہ شہر میں اس فتح کی خوشی میں ایک جشن کا سماں برپا ہو گیا تھا۔ کئی روز تک حکام کے کہنے پر شہر میں چراغاں رہا فتح کی یاد میں جشن منایا جاتا رہا۔ اس کے بعد ا یکسینٹی پیوس نے کلاڈیوس کی فریاد حکام تک پہنچائی۔ قرطاجنہ کے حکمرانوں نے کمال فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے رومن قیدیوں کے لئے چند شرائط پیش کیں اور ساتھ ہی رومنوں سے جنگ مسلط کرنے کی سزا کے طور پر بھاری رقوم بھی طلب کیں۔ اور یہ شرائط لے کر انہوں نے کلاڈیوس کو روم شہر کی طرف روانہ کر دیا تھا۔

○

کلاڈیوس روم شہر میں اپنی سینٹ کے سامنے پیش ہوا پہلے اس نے افریقہ میں رومنوں کی شکست کے اسباب سینٹ کے سامنے پیش کئے اس کے بعد اس نے وہ شرائط بتائیں جو صلح کے لئے کنعانیوں نے اس کے ہاتھ روانہ کی تھیں۔ ساتھ ہی سینٹ کو تاوان جنگ کی وہ رقم بھی بتا دی گئی جو کنعانیوں کو ادا کی جانی تھی۔ رومنوں کی سینٹ نے نہ صرف یہ کہ کنعانیوں کی ان شرائط کو ماننے سے انکار کر دیا بلکہ وہ اس بات پر بھی برہم اور خفا ہوئے کہ افریقہ میں کلاڈیوس کو شکست ہوئی ہے لہٰذا آپس میں صلاح و مشورہ کرنے کے بعد سینٹ کے ممبران نے کلاڈیوس کی موت کا حکم جاری کر دیا۔ اس طرح جس روز کلاڈیوس شرائط لے کر روم شہر میں داخل ہوا تھا۔ اسی روز اسے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔

کلاڈیوس کی موت کے بعد رومن حکمرانوں نے اس کی بیوی کی تسلی اور تشفی کے لئے یہ کیا کہ روم شہر میں دو کنعانی قیدی تھے دونوں قیدیوں کو کلاڈیوس کی بیوی کے حوالے کر دیا تاکہ ان دونوں سے انتقام لے سکے اور اپنے شوہر کی موت کو فراموش کر دے۔ کلاڈیوس کی بیوی انتہائی ظالم اور سخت بدمزاج تھی۔ اس عورت نے ان دونوں کنعانیوں کو بھوکا پیاسا رکھنا شروع کر دیا۔ چند ہی روز بعد ان میں سے ایک بھوکا پیاسا مر گیا۔ اس پر کلاڈیوس کی بیوی حرکت میں آئی اور دوسرے کو اس نے بہت کم مقدار میں کھانا اور پانی مہیا کرنا شروع کر دیا تاکہ وہ اس کی آنکھوں کے سامنے ایک عرصہ تک سسک سسک کر جان دے۔ کلاڈیوس کی بیوی کی یہ حرکت دیکھتے ہوئے اس کے ملازموں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کنعانی کو یوں سسک سسک کر مارنے کی اجازت نہ دی بلکہ انہوں نے اس معاملے کی اطلاع شہر کے عام لوگوں کو کر دی۔ رومن شہر کے لوگوں کو جب خبر ہوئی کہ کلاڈیوس کی بیوی اس طرح کنعانیوں پر مظالم روا رکھے ہوئے ہے تو انہوں نے شہر کے اندر

ہنگامے کرنا شروع کر دیئے۔ قریب تھا کہ شہر کے اندر خانہ جنگی کا سا عالم برپا ہو جاتا اس پر روما کے حکمران حرکت میں آئے اور کلاڈیوس کی بیوی سے زندہ بچنے والے کنعانی کو چھڑا کر آزاد کر دیا۔ اس طرح روما کے لوگ اس کنعانی کی آزادی پر مطمئن ہو گئے تھے۔

دوسری طرف ٹیونش کے میدانوں میں رومنوں کو بدترین شکست دینے کے بعد کنعانیوں کے حوصلے بے حد بلند ہو گئے۔ افریقہ سے رومنوں کو نکالنے کے بعد انہوں نے اپنے دوسرے بڑے جرنیل حملکو برقہ کو حکم دیا کہ وہ ایک بحری بیڑہ تیار کرے اور اس بحری بیڑے میں اپنا ایک بہترین لشکر سوار کر کے وہ سسلی پر حملہ آور ہو اور اس سے قبل جو سسلی میں کنعانیوں کے مقبوضہ جات تھے انہیں بحال کرنے کی کوشش کرے۔ یہ حکم ملتے ہی حملکوبرقہ بڑی تیزی سے اپنے جنگی جہاز تیار کرنے کے ساتھ ساتھ جس لشکر کو اس نے اپنے لشکر کے ساتھ لے جانا چاہتا تھا اسے تربیت دینے لگا تھا۔ جب کہ اپنے جرنیل ایکینٹی پیوس کو کنعانیوں کے حکمرانوں نے قرطاجنہ شہر میں نئے لشکر کی بھرتی اور تربیت کا کام سونپ دیا تھا۔

○

یوناف اور بیوسا نے ابھی تک قرطاجنہ کے نواح میں سرائے میں قیام کر رکھا تھا۔ ایک روز وہ دونوں میاں بیوی اس سرائے کی مطبخ سے کھانا کھا کر نکلے ہی تھے کہ سامنے سے انہیں کنعانیوں کے جرنیل ایکینٹی پیوس اور حملکوبرقہ سرائے میں داخل ہوتے دیکھائی دیئے۔ ان دونوں نے بھی یوناف اور بیوسا کو دیکھ لیا تھا لہٰذا ہاتھ کے اشارے سے انہوں نے دونوں میاں بیوی کو رکنے کا اشارہ کیا تھا جس پر یوناف اور بیوسا سرائے کے کھلے صحن میں رک گئے تھے۔ ایکینٹی پیوس اور حملکوبرقہ ان دونوں کے قریب آئے پھر ایکینٹی پیوس یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو یوناف تم جانتے ہو کہ ٹیونش کے میدانوں میں رومنوں کے خلاف ہمیں بہترین کامیابیاں حاصل ہوئی تھیں اور ان کامیابیوں میں تمہاری دانش مندانہ رائے ہی شامل تھی۔ سنو اب یہ ہمارا جرنیل حملکوبرقہ عنقریب اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سسلی کی طرف روانہ ہونے والا ہے۔ تم اس حملکوبرقہ سے پہلے ہی متعارف ہو اس لئے کہ ٹیونش کی جنگ میں یہ لشکر کے ایک حصے کے سالار کے طور پر کام کرتا رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں تم حملکوبرقہ کے ساتھ سسلی کی طرف چلے جاؤ تم اس کے ساتھ رہو۔ اسے اپنے مشوروں سے نوازتے رہو اور مجھے امید ہے کہ تمہارے مشوروں کی وجہ سے حملکوبرقہ کو سسلی میں کامیابیاں

نصیب ہوں گی۔ ایکینٹی پیوس کی اس تجویز پر یوناف نے بڑے غور سے بیوسا کی طرف دیکھا۔ دونوں میاں بیوی نے نگاہوں ہی نگاہوں میں کوئی فیصلہ کیا پھر یوناف اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہنے لگا۔ میں حملکوبرقہ کے ساتھ اس کے بحری بیڑے میں سسلی کی طرف جانے کو تیار ہوں۔

حملکوبرقہ اور ایکینٹی پیوس دونوں یوناف کا یہ جواب سن کر خوش ہو گئے تھے۔ ایکینٹی پیوس پر ایسی سرشاری طاری ہوئی تھی کہ وہ آگے بڑھ کر یوناف سے لپٹ گیا اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کی پیشانی چوم لی تھی۔ اس پر حملکوبرقہ خود یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو یوناف میں اپنے بحری بیڑے کی تیاری کا کام مکمل کر چکا ہوں۔ اس بار میں نے بحری بیڑے کے لئے بہترین جہاز تیار کروائے ہیں اور جو لشکر اس بحری بیڑے میں میرے ساتھ سسلی کی طرف روانہ ہو گا اس کی تربیت کا بھی بہترین انتظام اور اہتمام کیا گیا ہے۔ میرے الفاظ کو تم یوں سمجھ سکتے ہو کہ بحری بیڑہ اور لشکری دونوں ہی بہترین انتظامات اور تربیت پر تیار کئے گئے ہیں۔ چند روز تک میں اپنے اس بحری بیڑے اور لشکر کے ساتھ سسلی کی طرف روانہ ہوں گا۔ اس پر یوناف حملکوبرقہ کی بات کاٹتے ہوئے کہنے لگا۔ جب بھی تم سسلی کی طرف روانہ ہو گئے تو مطمئن رہو میں تمہارے ساتھ یہاں سے کوچ کروں گا۔ یوناف کا یہ جواب ایکینٹی پیوس اور حملکوبرقہ دونوں ہی کے لئے اطمینان بخش تھا۔ لہٰذا وہ اپنی خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے سرائے سے چلے گئے تھے۔ چند ہی روز بعد حملکوبرقہ نے اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سسلی کی طرف کوچ کر دیا اور اس کوچ میں یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی اس کے ساتھ شامل تھے۔

اپنے بحری بیڑے کے ساتھ حملکوبرقہ جب سسلی کے ساحل کے قریب آیا تو جہاز کے عرشے پر اپنے پہلو میں بیٹھے یوناف کو مخاطب کر کے وہ پوچھنے لگا۔ سنو یوناف میرے دوست تم دیکھتے ہو سسلی کا ساحل اب ہمارے سامنے قریب ہی ہے۔ اس موقع پر میں تم سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ رومنوں پر اپنے حملے کی ابتداء ہمیں کیسے اور کہاں سے کرنی چاہیے حملکوبرقہ کے اس استفسار پر یوناف نے تھوڑی دیر کے لئے گردن جھکا کر سوچا پھر اپنا رخ اس نے حملکوبرقہ کی طرف کیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو برقہ! جس وقت رومنوں نے کنعانیوں کو سسلی سے نکالا تھا اس وقت انہوں نے اپنے لشکر اور اپنے سازو حرب و ضرب کا مرکز اگر جنٹم شہر کو بنایا تھا لیکن اب اگر جنٹم کو انہوں نے چھوڑ کر سسلی کے ایک گمنام ساحلی شہر للی بیوم کو اپنا مرکز بنا لیا ہے۔ للی بیوم

چھوٹا سا ساحلی شہر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین بندرگاہ بھی ہے اور اس شہر کی دوسری بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے اندر ایسا مضبوط قلعہ ہے جسے تین اطراف سے بلند کوہستانی سلسلے گھیرے ہوئے ہیں اور ایک سمت مضبوط پتھروں کی فصیل ہے جسے توڑ کر قلعے کے اندر داخل نہیں ہوا جا سکتا۔ جب تک اس قلعے کو فتح نہ کیا جائے اس وقت تک کوئی بھی حملہ آور للی بیوم پر مکمل طور پر قابض نہیں ہو سکتا۔ میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ ہمیں اپنے حملے کی ابتداء ہی للی بیوم نام کے شہر ہی سے کرنی چاہیے۔

اور حملہ کچھ اس طرح کیا جائے کہ جس سمت ہم بڑھ رہے ہیں اس سمت سسلی کے ساحل تک ہم آگے آگے بڑھتے چلے جائیں۔ جس ساحل پر ہم اتریں گے۔ للی بیوم وہاں سے چند میل مغرب کی طرف پڑتا ہے۔ للی بیوم کو فتح کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہو سکتا ہے کہ ساحل پر اترنے کے بعد تم اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دو۔ ایک حصے کو ساحل پر ہی اتار دو اور وہ دن میں گھاس میں چھپا رہے اور رات کو تاریکی کی اوٹ میں وہ للی بیوم کے ساحلی شہر کی طرف بڑھے۔ جب کہ لشکر کے دوسرے حصے کو تم اپنے بحری جہازوں میں سوار کر کے للی بیوم کا تیزی سے رخ کرو۔

رومن یہی سمجھیں گے کہ کنعانی اپنے بحری بیڑے کے ساتھ للی بیوم پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں للذا وہ ضرور اپنے بحری بیڑے کو حرکت میں لائیں گے اور تمہارے بحری بیڑے کا مقابلہ کر کے تمہیں مار بھگانے کی کوشش کریں گے میں دیکھتا ہوں کہ تمہاری بحری طاقت خوب پر قوت اور مجتمع ہے اور مجھے امید ہے اپنے بحری بیڑے کے ساتھ تم سمندر میں رومنوں کو شکست دے سکتے ہو۔ دوسری طرف خشکی پر تمہارے لشکر کا دوسرا حصہ رات کی تاریکی میں بڑی تیزی سے للی بیوم کی طرف بڑھے اور رسوں کی سڑھیاں پھینک کر وہ للی بیوم کے قلعے پر چڑھنے کی کوشش کرے اور جس وقت سمندر کے اندر رومنوں کا بحری بیڑہ تمہارے ساتھ ٹکرا رہا ہو اس وقت ہی تمہارے لشکر کے دوسرے حصے کو للی بیوم کے قلعے پر قبضہ کر لینا چاہیے۔ اس لئے کہ تمہارے ساتھ جنگ کے دوران ہی رومنوں کے بحری بیڑے کو خبر ہونی چاہیے کہ ان کی پشت پر ان کے شہر للی بیوم پر کنعانی قبضہ کر چکے ہیں اور جب انہیں یہ خبر پہنچے گی تو یاد رکھنا تمہارے مقابلے میں سمندر کے اندر رومنوں کو بدترین شکست ہو گی اور ایک دفعہ تمہارے سامنے پسپا ہونے کے بعد انہیں پھر سسلی میں کہیں بھی تمہارے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے قدم جمانے کی جگہ نہ ملے گی اور جب ایسا ہو گا تو پھر تم لوگ سسلی کے اندر اپنی من مانی کر سکو گے۔

یوناف جب خاموش ہوا تو تملکوبرقہ بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا یوناف

سمندر میں جہاں تک نگاہ اٹھتی تھی رومنوں کے جہاز ہی جہاز دکھائی دیتے تھے۔ رومن جرنیلوں نے ابھی تک اپنے لشکریوں کو ساحل پر اترنے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ ان کے لشکری ابھی تک اپنے جہازوں ہی میں رہ کر ان کے حکم کا انتظار کر رہے تھے۔ دونوں رومن جرنیل چاہتے تھے کہ کچھ دن اسی طرح ان کا بحری بیڑہ سسلی کے دونوں شہروں کے درمیان کھڑا رہے اور کنعانیوں کے سالاروں اور لشکریوں پر ان کے اس عظیم بحری بیڑے کا خوف طاری ہوتا رہے اس کے بعد وہ اچانک ان پر حملہ آور ہو کر انہیں نیست و نابود کر دیں گے لیکن دوسری طرف تملکوبرقہ اور امیر البحر آدربال بھی رومنوں سے نمٹنے کے لئے اپنے آپ کو پوری طرح تیار کر چکے تھے۔

○

ایک روز جبکہ یوناف' بیوسا' تملکوبرقہ اور آدربال ساحل سمندر پھر کھڑے رومن بیڑے کا نظارہ کر رہے تھے کہ تملکوبرقہ یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا کہ میرے دوست تو نے دیکھا کہ رومن ہم سے مقابلہ کرنے کے لئے کس قدر بڑا بحری بیڑہ لے کر آئے ہیں اور میرے مخبروں نے مجھے یہ بھی اطلاع کی ہے کہ اس بحری بیڑے میں کم از کم ایک لاکھ رومن لشکری سوار ہیں جو سسلی پر حملہ آور ہوں گے۔ اے میرے دوست کہو رومنوں سے ہمیں کس طرح نمٹنا چاہیے۔ تملکوبرقہ کے اس سوال پر یوناف کچھ دیر خاموش رہ کر سوچتا رہا پھر وہ تملکوبرقہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو برقہ میرے دوست اپنے امیر البحر آدربال سے کہو کہ وہ اپنے بحری بیڑے کو دو برابر حصوں میں تقسیم کرے۔ ایک حصہ اپنے پاس رکھے اور سمندر کے اندر لمبا چکر کاٹنے کے بعد رومن بحری بیڑے کے اس سرے کی طرف جائے جو دریپلون شہر کی طرف ہے۔ بحری بیڑے کا دوسرا حصہ اپنے کسی تجربہ کار سپہ سالار کی کمانداری میں دے اور اسے بھی رات کی تاریکی میں سمندر کے اندر لمبا چکر کاٹنے کے بعد وہ اپنے حصے کے بحری بیڑے کو لے کر رومن لشکر کے دوسرے سرے کی طرف چلا جائے جو ساحلی شہر کیمرینہ تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ کام سرانجام دینے کے بعد تم خود بھی للی بیوم میں اپنے لشکر کو تیار رکھو۔

ان امور کی تکمیل کے بعد رومنوں کے رد عمل کا انتظار کیا جائے مجھے امید ہے کہ چند ہی یوم تک رومن ضرور اپنے کسی نہ کسی رد عمل کا اظہار کریں گے اور للی بیوم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے۔ میرا خیال ہے کہ وہ جہازوں سے اپنے لشکریوں کو خشکی پر اتاریں گے۔ جب وہ ایسا کر کے للی بیوم کا محاصرہ کرنا چاہیں تو تم شہر کے اندر محصور ہو جانا

اب رومن جرنیل یہ کام کریں گے کہ لی بیوم کا محاصرہ کر کے تمہیں مغلوب کرنے کی کوشش شروع کر دیں گے جب یہ کوشش شروع ہو جائے تو تم اپنے قاصد بھجوا کر اپنے بحری بیڑے کے دونوں حصوں کو رومنوں پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دینا۔ تمہارے دونوں بحری بیڑے یہ کام کریں گے کہ وہ سامنے اور پیچھے کی طرف سے رومن بحری بیڑے پر حملہ آور ہو کر ان کے جہازوں کو آگ لگانا شروع کر دیں گے اور جو رومن ان جہازوں کی حفاظت پر مامور ہوں گے ان کا قتل عام شروع کر دیں گے جبکہ خشکی کی طرف سے تم شہر کا محاصرہ کرنے والے رومنوں پر خوفناک حملے شروع کر دینا اس طرح جب تین اطراف سے رومنوں پر ضرب پڑے گی تو میرے خیال میں وہ زیادہ دیر تک سمندر میں ٹھہر نہ سکیں گے اور نہ ہی لی بیوم کا محاصرہ جاری رکھ سکیں گے یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہو گیا تو حملکوبرقہ اور آدربال دونوں ہی کی آنکھوں میں عجیب سی چمک پیدا ہو گئی تھی پھر حملکوبرقہ آگے بڑھ کر بڑے پرجوش انداز میں یوناف سے لپٹ گیا اس کی پیشانی چومی پھر دھر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ **یوناف** میرے دوست تمہاری تجویز بہترین اور انتہائی کارگر ہے اور مجھے امید ہے کہ اس پر عمل کر کے سمندر اور خشکی دونوں ہی طرف ہم رومنوں کے دامن اور جھولی میں بدبختی اور شکست ڈال کر رکھ دیں گے۔ میرے خیال میں اب ہمیں تمہاری تجویز کے مطابق اپنے عمل کی ابتداء کر دینی چاہیے۔ یوناف نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے حملکوبرقہ کی تائید کی دوسری طرف آدربال بھی حملکوبرقہ کی تائید کر رہا تھا۔ پھر وہ سب حرکت میں آئے بحری بیڑے کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد ان کی منزل کی طرف روانہ کر دیا گیا۔ جبکہ حملکوبرقہ اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں محصور ہو کر رومنوں کا مقابلہ کرنے کی تیاریاں کرنے لگا تھا۔

چند روز تک اپنے بحری بیڑے کو سمندر میں کھڑا کرنے کے بعد آخر دونوں رومن جرنیل حرکت میں آئے انہوں نے اپنے لشکر کو ساحل پر اترنے کا حکم دیا پھر انہوں نے لی بیوم کا محاصرہ کر لیا تھا۔ ایک لاکھ رومن لی بیوم کے اطراف میں پھیل کر شہر کا محاصرہ کر چکے تھے۔ انہوں نے شہر پر تیر اندازی کرنے کے ساتھ شہر کی فصیل کے برجوں پر پتھر بھی پھینک کر فصیل اور اس کے برجوں کو نقصان پہنچانا شروع کر دیا تھا۔ کئی بار رومنوں نے رسوں کی سیڑھیوں کی مدد سے شہر کی فصیل پر بھی چڑھنے کی کوشش کی لیکن فیصل کے اوپر سے کنعانیوں کی جوابی تیر اندازی اور ان کے خونخوار حملوں کے باعث رومن فصیل پر چڑھنے میں کامیاب نہ ہو سکے تھے۔ کنعانی جرنیل حملکوبرقہ نے ابھی تک اپنے بحری بیڑے کے دونوں حصوں کو رومنوں کے بحری بیڑے پر حملہ آور ہونے کا حکم نہ دیا تھا۔ دراصل وہ

چاہتا تھا کہ محاصرے کو تھوڑا سا طول دے کر رومنوں کو تھکا دے۔ اس کے بعد وہ خود بھی ان پر پرجوش حملے شروع کر دے۔ ساتھ ہی ان کے بحری بیڑے پر دو طرفہ حملہ کروانے کے بعد انہیں مکمل طور پر بوکھلا کر رکھ دے اسی لئے حملکوبرقہ شہر میں محصور ہو کر جنگ کو طول دینے لگا تھا۔

دوسری طرف رومن بھی جنگ کے اس طویل ہونے کو اپنے لئے برا شگون خیال کرنے لگے تھے لہٰذا انہوں نے ارادہ کر لیا کہ وقت ضائع کئے بغیر وہ لی بیوم پر قبضہ کرنے کی کوششیں کریں گے۔ ایک روز وہ شہر کی فصیل توڑنے میں کامیاب ہو گئے تھے اور جب فصیل کے ٹوٹے ہوئے حصے سے رومن لشکر نے شہر کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی تو ان کے لئے ایک قیامت برپا ہو گئی اس وقت حملکوبرقہ نے اپنے قاصد بھجوا کر اپنے دونوں بحری بیڑوں کو رومن بحری بیڑے کے دونوں سروں پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا تھا۔ خود حملکوبرقہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آ گیا تھا۔

وہ رومن جو فصیل کے ٹوٹے ہوئے حصے سے لی بیوم شہر میں داخل ہوئے تھے حملکوبرقہ ان پر آفاق کے کسی مشعل بردار، آزردہ برگشتہ ہیولوں کے غبار اور خوابیدہ ارادوں کو پکارتی موت کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ جس قدر بھی رومن فصیل کے ٹوٹے ہوئے حصے سے شہر میں داخل ہوئے تھے حملکوبرقہ نے انہیں موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد فصیل کے ٹوٹے ہوئے حصے سے باہر نکل کر رومنوں پر حملہ کر دیا تھا۔ رومنوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ شہر کے ٹوٹے ہوئے حصے کے قریب حملکوبرقہ پر قابو پا لیں لیکن حملکوبرقہ ان کے درمیان اور ان کے سامنے مضبوط چٹانوں کی صلابت کی طرح کھڑا ان سے جنگ لڑ رہا تھا۔

رومن لشکر میں جب یہ خبر پھیلی کہ جو رومن فصیل کے ٹوٹے ہوئے حصے سے شہر میں داخل ہوئے تھے ان کا کنعانیوں نے خاتمہ کر دیا ہے اور اب کنعانی شہر سے باہر نکل کر رومنوں سے جنگ کرنے لگے ہیں تو چاروں طرف سے رومن کثیر دھوئیں کی طرح سمٹتے ہوئے بادو باراں کے طوفان، سمندر کی ہیبت اور آندھیوں کی ہلاکت خیزی کی طرح کنعانیوں پر حملہ آور ہونا شروع ہو گئے تھے۔ انہیں امید تھی کہ وہ بہت جلد کنعانیوں کو اپنے سامنے مغلوب کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی اس لئے کہ حملکوبرقہ تو اپنے لشکر کے ساتھ ان کے لئے اجل کا قاطع طریق، ان کی رگ رگ میں سنسنی دوڑاتے ہوئے انہیں مژدہ مرگ و اجل سے دوچار کرنے لگا تھا۔ شہر سے باہر ہولناک اور خون ریز جنگ شروع ہو گئی تھی۔ کنعانی اور رومن ایک دوسرے کے خلاف سرد ھڑ کی

بازی لگا دینے پر تل گئے تھے۔

عین اس وقت جبکہ لی بوم شہر سے باہر رومنوں اور کنعانیوں کے درمیان جنگ اپنے عروج پر پہنچ گئی تھی۔ کنعانی بحری بیڑے نے رومنوں کے بحری بیڑے کے دونوں اطراف سے ایک ساتھ حملہ شروع کر دیا تھا۔ ایک طرف سے خود امیر البحر آدربال اپنے لشکر کے ساتھ شعلہ ریز آگ کی طرح حملہ آور ہوا اور اس نے جہازوں میں سوار رومنوں کی روح روح میں اضطراب' رگ رگ میں وحشت اور برگ برگ میں آتش بھر کے رکھ دی تھی۔ اس نے رومن بحری بیڑہ پر حملہ آور ہوتے ہوئے طلسمات کا ایک سماں باندھ دیا تھا اور رومنوں کو قتل کرنے کے ساتھ ساتھ وہ ان کے بحری جہازوں کو آگ بھی لگانے لگا تھا اس طرح سمندر کے اندر رومنوں کے جہاز پرانی بوسیدہ لکڑی کی طرح جلنے لگے تھے۔

دوسری طرف سے آدربال کا نائب امیر البحر رومن بحری بیڑے کے دوسرے سرے پر چیختے چنگارتے بحر شور' پریشان لمحوں کے فروغ اور نا آشنا تب و تاب کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ وہ اپنے ملاحوں کے ساتھ رومنوں پر صاعقہ وار جھپٹا تھا اور ان کی اصنام خیالی اور خمار ابلیس کے سے تکبر کو اس نے جگر آشوب لمحوں میں تبدیل کر کے رکھ دیا تھا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ رومن بحری بیڑے کے دونوں طرف سے کنعانی حملہ آور ہو چکے تھے۔ جبکہ خشکی پر لی بوم سے باہر نکل کر ہملکوبرقہ نے رومنوں کے اندر ایک طوفان اور آہوں کا شور برپا کر کے رکھ دیا تھا۔ کافی دیر تک یہ جنگ جاری رہی یہاں تک کہ رومنوں کو یہ خبریں پہنچنے لگی کہ کنعانیوں نے ان کے بحری بیڑے پر دو طرفہ حملہ کر کے انہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ یہ خبریں سن کر ساحل پر ہملکوبرقہ کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے رومنوں کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی تھی ان پر گھبراہٹ اور افسردگی طاری ہو گئی تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ پیچھے ہٹ کر کم از کم اپنے بحری بیڑے کی حفاظت ہی کر سکیں جب انہوں نے ایسا اقدام اٹھانا چاہا ہملکوبرقہ اپنے پورے لشکر کے ساتھ اس تندی اور زور سے حملہ آور ہوا کہ اس نے رومن لشکر کے بڑے حصے کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ کچھ رومن سمندر میں ڈوب کر مر گئے۔ بہت کم ایسے تھے جو تیر کر صرف تین بحری جہازوں میں سوار ہو کر بھاگنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ باقی جہازوں میں سے کچھ کو کنعانیوں نے آگ لگا کر ڈبو دیا تھا اور جو جہاز بچے تھے ان پر کنعانیوں نے قبضہ کر لیا تھا۔

لی بوم کی اس جنگ میں خشکی اور سمندر دونوں پر کنعانیوں کو رومنوں کے مقابلہ میں شاندار کامیابی اور فتح نصیب ہوئی تھی۔

عزازیل اپنے ساتھ عارب' نبیطہ' سطرون اور زروعہ کو یمن کی طرف لے گیا تھا۔ اس نے ان چاروں کو کچھ عرصہ یمن میں گھوم پھر کر شرک کی ترقی اور ترویج کا جائزہ لینے کے لئے کہا اس کے بعد اس نے انہیں ایران کی طرف کوچ کر جانے کا حکم دیا لہٰذا عزازیل کے حکم کے مطابق عارب' نبیطہ' سطرون اور زروعہ چاروں یمن سے نکل کر ایران میں داخل ہو چکے تھے۔ ایران میں اس وقت سلیوکس کی حکومت تھی جو سکندر کے بہترین جرنیلوں میں تھا۔ ایران اور خراسان میں سلیوکس نے اپنی حکومت کو مستحکم کرنے کے بعد دوبارہ ہندوستان پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن اس وقت تک ہندوستان میں خصوصیت کے ساتھ پنجاب میں چندر گپت موریہ اپنی حکومت کو خوب مستحکم کر چکا تھا۔ لہٰذا وہ ایک جرار لشکر لے کر سلیوکس کے مقابلے پر آیا۔ سلیوکس کو خبر ہوئی چندر گپت موریہ ہندوستان میں طاقت اور قوت حاصل کر چکا ہے اور یہ کہ اگر وہ ہندوستان پر حملہ آور ہوا تو اس کے شکست اٹھانے کے بھی خطرات ہیں۔ لہٰذا اس نے ہندوستان پر حملہ آور ہونے کے بجائے چندر گپت موریہ سے اپنے تعلقات مستحکم اور مضبوط کرنے کا ارادہ کر لیا۔

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہندوستان پر حملہ آور ہونے کے بجائے سلیوکس نے چندر گپت سے مصالحت کر لی۔ چندر گپت نے سلیوکس کو پانچ سو ہاتھی تحفے میں پیش کیے جس کے جواب میں کوہ ہندو کش کا سارا یونانی علاقہ چندر گپت کے حوالے کر کے اس کے ساتھ دوستانہ روابط استوار کر لئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ ان تعلقات کو مزید مضبوط کرنے کے لئے سلیوکس نے اپنی بیٹی چندر گپت سے بیاہ دی تھی۔

دو سو انچاس قبل مسیح میں جن دنوں کنعانیوں اور رومنوں کے درمیان سسلی کے شہر لی بوم کے سلسلے میں خون خوار جنگ ہوئی تھی ان ہی دنوں یعنی دو سو انچاس قبل مسیح میں ایران کے اندر بھی ایک انقلاب رونما ہوا یہ اشکانی تھے جنہوں نے ایران میں سلیوکس کے خلاف بغاوتوں اور سرکشی کا ایک سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ خاندان اشکانی کا مورث اعلیٰ ارشک نام کا ایک شخص تھا جس نے اشکانی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ یہ ارشک کون تھا کس زمانے میں ہوا کیسے اس نے ترقی کی اس سلسلے میں جو روایات ہمارے سامنے آتی ہیں ان کی رو سے ارشک اور تیرداد دو بھائی تھے جو فریابات کے بیٹے تھے۔ بلخ ان کا وطن تھا۔

کہتے ہیں کہ سکندر کے نائب سلیوکس نے ایک شخص ڈیوڈوٹس کو بلخ' سغد اور مرو کا حکمران مقرر کیا تھا۔ ان علاقوں کا حکمران بننے کے بعد ڈیوڈوٹس نے ایسی قوت اور طاقت پکڑی کہ اس نے سلیوکس کے خلاف بغاوت کر دی اور بلخ' سغد اور مرو میں اس نے اپنی ایک خود مختار حکومت قائم کر لی تھی۔ اسی زمانے میں ارشک اور تیرداد دونوں بھائی ڈیوڈوٹس

کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ڈیوڈوٹس ان کی گفتگو سے بڑا متاثر ہوا اور انہیں اپنے ہاں مہمان رکھ لیا۔ ڈیوڈوٹس کے پاس رہتے ہوئے اندر ہی اندر ان دونوں بھائیوں نے طاقت اور قوت حاصل کرنا شروع کر دی پھر ایک ایسا وقت آیا کہ دونوں بھائیوں نے مل کر ڈیوڈوٹس کو ہلاک کر دیا اور بلخ، سغد اور مرو کی متحدہ سلطنت پر دونوں بھائی قابض ہو گئے۔

دونوں بھائیوں میں سے ارشک حکومت کرنے لگا۔ دونوں بھائیوں نے اپنا ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور سلیوکس سے مزید علاقے چھین کر اپنی سلطنت میں انہوں نے اضافہ کرتے ہوئے خوب قوت پکڑ لی۔ اس کے علاوہ دونوں بھائیوں نے گرگان کے علاقے میں ایک نیا شہر بسایا جس کا نام انہوں نے ایران کے آخری فرماں روا دارا کے نام پر رکھا۔ یہ شہر پہاڑوں میں گھرا ہوا تھا۔ اس کے اردگرد چشمے بہتے تھے۔ جس کی بنا پر اس شہر کے اطراف میں خوب کھیتی باڑی کی جا سکتی تھی۔ پہاڑوں میں گھرے ہونے کی وجہ سے بیرونی حملہ آوروں سے محفوظ بھی رکھا جا سکتا تھا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ سلیوکس کی حکومت عراق اور دوسرے شمالی حصوں پر محدود ہو کر رہ گئی تھی جبکہ ایران کے اندر اشکانیوں نے اپنی حکومت قائم کر لی تھی اور ارشک ان کا پہلا بادشاہ قرار پایا تھا۔

اس خاندان نے ارشک اول سے اپنی عقیدت اور محبت کا اظہار یوں کیا کہ ارشک اول کے بعد جتنے حکمران بھی اس خاندان میں ہوئے وہ اپنے نام کے ساتھ لفظ ارشک ضرور لگانے لگے تھے۔

249 قبل مسیح میں جب سسلی میں رومن اور کنعانی ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار تھے ان دنوں مشرق میں اب یہ حالت تھی کہ ہندوستان پر چندر گپت موریا حکمران ہو گیا تھا جبکہ ایرانی اور شمالی علاقوں میں دو متوازی حکومتیں قائم ہو گئیں تھیں۔ ایک حکومت سلیوکس کی تھی۔ سلیوکس نے دریائے دجلہ کے کنارے سلوکیا نام کا شہر آباد کیا جو بابل سے 40 میل کے فاصلے پر تھا اور اسی سلوکیا کو اس نے اپنا دارلسلطنت قرار دیا۔ دوسری متوازی حکومت ان علاقوں میں اشکانیوں کی تھی جنہوں نے اپنے لئے نیا مرکزی شہر دارا کے نام سے آباد کر لیا تھا۔ اپنی حکومت کو خوب مستحکم کرنے کے بعد اشک اول 247 ق۔ م میں اپنے ہی نیزہ بردار کے ہاتھوں اچانک زخمی ہو جانے کی وجہ سے مر گیا اس کی موت کے بعد اس کا بھائی تیرداد اشک دوئم کے لقب سے اشکانی سلطنت کا بادشاہ بنا۔ دوسری طرف سلیوکس کو بھی ایک شخص کیرانس نے عین اس وقت حملہ آور ہو کر موت کے گھاٹ اتار دیا تھا جب کہ وہ عبادت میں مصروف تھا۔ سلیوکس کے بعد اس کا بیٹا اینٹی اوکس باپ کا جانشین بنا اینٹی اوکس فوت ہوا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا سلیوکس دوم کے نام سے

تخت نشین ہوا۔ اس سلیوکس دوم نے خراسان کا رخ کیا جو چار سال سے خودمختار ہو چکا تھا۔ خراسان کا حکمران سلیوکس کے مقابلے پر آیا لیکن سلیوکس کے کثیر لشکر کے سامنے اس کا بس نہ چلا اور پسپا ہوا دشت کویر کی طرف نکل گیا لیکن جلد ہی وہ واپس لوٹا اور سلیوکس کے علاقوں میں اس نے مار دھاڑ شروع کر دی تھی انہی مہموں کے دوران یہ سلیوکس دوم شام کے رخ پر سفر کر رہا تھا کہ اپنے گھوڑے سے گر کر مر گیا اس سلیوکس دوئم کے بعد اس کا بیٹا سلیوکس سوئم کے نام سے یونانیوں کا حکمران بنا یوں ان علاقوں میں یونانیوں اور اشکانیوں کی دو متوازی حکومتیں بڑی تیزی سے پروان چڑھنے لگی تھی۔

اشک دوئم کے دور حکومت میں جو سب سے اہم واقعہ پیش آیا وہ یہ تھا کہ مصر کے حکمران بطلیموس کو جب یہ خبر ہوئی کہ ایران اور اس کے شمالی علاقوں میں سلیوکس کے جانشین کمزور ہو گئے ہیں تو وہ اپنا ایک لشکر لے کر مصر سے نکلا اس کا ارادہ تھا کہ ان سارے یونانی مقبوضہ جات کو اپنے سلطنت میں شامل کر کے ایشیا میں یونانیوں کی ایک وسیع اور طاقتور سلطنت قائم کرے لگا بطلیموس جب ان علاقوں میں داخل ہوا تو اس وقت یونانیوں کا حکمران سلیوکس دوئم تھا۔ بطلیموس نے اسے شکست دی اور انطاکیہ پر قابض ہو گیا پھر آگے بڑھ کر فرات تک کا علاقہ سلیوکیوں سے لے لیا اب وہ فرات کو عبور کر کے مزید آگے بڑھا اور سلیوکی مقبوضہ جات ایک ایک کر کے فتح کر لئے چنانچہ عراق، آشور، بابل، شوش، پارس اور میدیا بطلیموس کے تسلط میں چلے گئے تھے اب بطلیموس کا حوصلہ ایسا بڑھا کہ وہ مزید پیش قدمی کرتے ہوئے بلخ کی طرف جانا چاہتا تھا لیکن اسی دوران اسے مصر سے ایسی خبریں ملیں کہ مصر داخلی شورشوں کا شکار ہو گیا ہے لہٰذا ان شورشوں کا خاتمہ کرنے کے لئے بطلیموس اپنے لشکر کے ساتھ مصر واپس چلا گیا تھا۔

○

اشک دوئم مصر کے حکمران بطلیموس کی یلغاروں کی وجہ سے سخت ہراساں تھا اس کی واپسی کی خبر سنی تو بڑا مطمئن ہوا اپنے لشکر کو اس نے ترتیب دیا اور گرگان کے علاقے کی طرف بڑھا بڑی قوت سے اس پر حملہ آور ہوا اور گرگان کے اکثر علاقوں کو اپنی سلطنت میں شامل کر کے اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کر لیا۔ اشک دوئم نے اپنی سلطنت کو خوب مضبوط اور مستحکم کیا اس کی موت کے بعد اس کا بیٹا اردوان اشک سوئم یا اردوان اول کے لقب سے اشکانی سلطنت کا بادشاہ بنا۔

○

ایشیا کے بعد روم، اٹلی اور سسلی میں ایک اور انقلاب رونما ہوا اور وہ اس طرح کہ لی بیوم کنعانیوں کے ہاتھوں بدترین شکست اٹھانے کے بعد رومنوں نے اپنی اس شکست کا بدلہ اور انتقام کا تہیہ کر لیا تھا اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے انہوں نے اپنی تمام بندرگاہ پر جنگی جہاز تیار کرنا شروع کر دیئے تھے چند ہی ماہ میں رومنوں نے دو سو بحری جنگی جہازوں پر مشتمل ایک بحری بیڑہ تیار کر لیا پھر وہ کسی ایسے موقع کا انتظار کرنے لگے جو سسلی پر حملہ آور ہونے کے لئے مناسب اور سود مند ہو۔

اسی دوران رومنوں کو یہ خبریں ملیں کہ سسلی میں جس قدر کنعانیوں کا بحری بیڑہ تھا وہ سارا سسلی کی طرف آ رہا ہے تاکہ سسلی میں جو کنعانی آباد ہیں یا ان کا جو وہاں لشکر ہے ان کے لئے وہاں سستے داموں غلہ مہیا کیا جا سکے۔ رومنوں نے اس موقع کو کنعانیوں پر حملہ آور ہونے کے لئے بہترین سمجھا۔ انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ جو بحری بیڑہ افریقہ سے سسلی کی طرف آ رہا ہے اس پر حملہ آور ہو کر اگر اسے برباد کر دیا جائے تو طاقت اور قوت میں ایک طرح سے کنعانیوں کی کمر ٹوٹ کر رہ جائے گی اور وہ زیادہ عرصہ تک سسلی میں رومنوں کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے رومنوں نے اپنے ایک جرنیل کیٹلوس کو اپنے ایک بحری بیڑہ کا سپہ سالار مقرر کیا اور کنعانی بحری بیڑے پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا رومن سپہ سالار کیٹلوس اپنے بحری بیڑے کے ساتھ بڑی تیزی سے اٹلی سے روانہ ہوا اپنے آگے اس نے چھوٹی چھوٹی کشتیاں روانہ کر دی تھیں تاکہ وہ افریقی ساحل سے سسلی کی طرف آنے والے کنعانیوں کے بحری بیڑے کی نقل و حرکت سے اسے آگاہ کر سکیں ایسا کرنے کے بعد کیٹلوس بڑی تیزی سے سسلی کی طرف بڑھا اور سسلی کے ایک جنوب مغربی جزیرے ڈریپنوم پر قبضہ کرنے کے بعد وہ کنعانیوں کے بحری بیڑے کا بڑی شدت سے انتظار کرنے لگا تھا۔

اسی دوران سمندر میں تیز اور تند طوفان اٹھ کھڑے ہوئے۔ افریقہ سے جو کنعانیوں کا بحری بیڑہ سسلی کر طرف آ رہا تھا اس کا سپہ سالار ہانو تھا جس وقت سمندر میں طوفان اٹھے تو اس ہانو نے اپنے بحری بیڑے کو سسلی کے جنوب میں ہراتام کے جزیرے میں لنگر انداز ہونے کا حکم دے دیا تھا۔ چونکہ کنعانیوں کے جہاز اناج اور ہتھیاروں سے بھرے ہوئے تھے اور ہانو انہیں طوفان کی نذر کر کے اپنی قوم کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔ اپنے جہازوں کی حفاظت کے لئے اس نے ہرا کے جزیرے میں لنگر انداز ہونا پسند کیا تھا دوسری طرف رومنوں کے سپہ سالار کیٹلوس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ افریقہ کی طرف سے آنے والے کنعانیوں کے بحری بیڑے کا سپہ سالار ہانو ہے اور اس وقت یہ بحری بیڑہ ہرا کے جزیرے

میں لنگر انداز ہے اسے یہ بھی خبر ہو گئی تھی کہ کنعانیوں کے یہ جہاز غلے اناج اور ہتھیاروں سے بھرے ہوئے ہیں لہٰذا سمندر میں جونہی طوفان تھما کیٹلوس اپنے بحری بیڑے کے ساتھ حرکت میں آیا اور بڑی تیزی سے وہ ہرا کی طرف بڑھا تاکہ کنعانی بحری بیڑے پر حملہ آور ہو۔

اگر کنعانیوں کا جرنیل حملکوبرقہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ ہوتا تو رومن جرنیل کیٹلوس کو کبھی بھی کنعانیوں کے بحری بیڑے پر حملہ آور ہونے کی ہمت اور جرات نہ ہوتی لیکن حملکوبرقہ اس وقت سسلی کے کوہستان اریکس پر اپنے لشکر کے ساتھ قیام کیے ہوئے تھا اور کنعانی جرنیل ہانو اپنے بحری بیڑے کے ساتھ کوہستان اریکس کا ہی رخ کر رہا تھا تاکہ وہ اناج، غلہ اور ہتھیار جو وہ افریقہ سے لے کر آیا تھا حملکوبرقہ کے حوالے کرے۔

رومن جرنیل کیٹلوس عین اس وقت کنعانی بحری بیڑے پر حملہ آور ہوا جب کنعانی بحری بیڑے کو ان کا جرنیل ہانو جزیرہ ہرا سے کوچ کر کے سسلی کے ساحل کی طرف لے جا رہا تھا۔ گہرے سمندر میں اچانک رومن بحری بیڑہ کنعانی بحری بیڑے پر حملہ آور ہوا اس جنگ میں رومنوں کو یہ فوقیت تھی کہ ان کے جہاز خالی تھے لہٰذا وہ بڑی تیزی سے دائیں بائیں اور آگے پیچھے حرکت کر سکتے تھے جبکہ دوسری طرف کنعانیوں کے بحری جہاز اناج اور اسلحے سے بھرے ہوئے ہونے کی وجہ سے جنگ میں تیزی سے حرکت نہ کر سکتے تھے جس کی وجہ سے اس بحری جنگ میں رومنوں کے ہاتھوں کنعانیوں کو نقصان اٹھانا پڑا تاہم کنعانی جرنیل ہانو نے بڑی دانش مندی کا ثبوت دیا اور رومنوں کے ساتھ جنگ کرتے کرتے وہ برابر سسلی کے ساحل کی طرف بڑھتا رہا سسلی کے ساحل تک پہنچتے پہنچتے رومنوں نے کنعانیوں کے 50 جہازوں کو سمندر میں ڈبو دیا تھا اور 70 پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا باقی کو ہانو سسلی کے ساحل پر لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

کوہستان اریکس میں جب حملکوبرقہ کو اپنے بحری بیڑہ کے نقصان کی اطلاع ملی تو وہ بڑا متفکر اور پریشان ہوا اس لئے کہ اپنی بحری قوت کے مفلوج ہو جانے کی وجہ سے وہ سمندر میں رومنوں کا تعاقب نہ کر سکتا تھا جبکہ رومن خشکی پر اتر کر حملکوبرقہ کا سامنا نہ کرنا چاہتے تھے وہ جانتے تھے کہ اگر خشکی پر اتر کر انہوں نے حملکوبرقہ کا سامنا کیا تو حملکوبرقہ انہیں چیر پھاڑ کر رکھ دے گا اسی بنا پر رومنوں اور کنعانیوں میں گفت و شنید کا سلسلہ چلا اور کئی دن کے صلاح و مشورے کے بعد یہ طے پایا کہ کنعانی اور رومن دونوں ہی سسلی کو اس کے حال پر چھوڑ دیں اور اپنے اپنے لشکر کو لیکر اپنے اپنے ملکوں کی طرف روانہ ہو جائیں یہ

شرائط طے ہونے کے بعد ہمنکوبرقہ اور ہانو اپنے بحری بیڑے کو لے کر قرطاجنہ کی طرف چلے گئے تھے جبکہ رومن جرنیل کیٹلوس اپنے بحری بیڑے کے ساتھ اٹلی کی طرف روانہ ہو گیا تھا تاہم سسلی میں کنعانیوں کو پہلے کی طرح تجارتی مراعات حاصل تھیں۔

○

امن کے اس دور میں رومنوں اور کنعانیوں دونوں پر ایک طرح کی مصیبتیں اور ابتلائیں آ پڑی تھیں۔ رومن ان مصیبتوں سے کچھ اس طرح دو چار ہوئے کہ امن کے اس دور میں اٹلی کے شمال میں کوہستان ایلپس اور اپنائنس کے درمیان وحشی اور خونخوار گال آباد تھے۔ انہوں نے رومنوں کے خلاف سرکشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بغاوتیں کر دیں تھیں۔ رومن کافی عرصہ ان وحشی گالوں کے ساتھ الجھے رہے اس میں رومنوں کا کافی نقصان بھی ہوا تاہم کافی جدوجہد کے بعد وہ گال قبائل کو دبانے اور ان کی بغاوتوں کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

دوسری طرف کنعانیوں پر مصیبتوں کے پہاڑ کچھ اس طرح ٹوٹے کہ جب کنعانی اور رومن دونوں کے لشکروں نے سسلی کو خالی کر دیا تو سسلی میں بے شمار کنعانی ایسے تھے جو پہلے سے وہاں آباد تھے اور تجارتی لین دین کرتے تھے امن کے اس دور میں کنعانی اور رومن دونوں کی رضامندی سے سسلی کے مغربی حصے کا گورنر ایک شخص گاسکو کو مقرر کیا گیا تھا۔ نسلی لحاظ سے یہ شخص یونانی تھا۔ اس گاسکو نے اپنی حکومت کو مضبوط کرنے کے بعد رومنوں کے کہنے پر ان کنعانیوں اور افریقہ سے تعلق رکھنے والے دوسرے قبائل کے لوگوں کو سسلی سے نکالنا شروع کر دیا تھا۔ یہ گاسکو اس طرح کرنے لگا کہ ہر روز کئی کئی جہاز یہ کنعانیوں اور افریقہ کے رہنے والوں کے بھر کر افریقی ساحل پر بھیجنے لگا اس طرح سسلی سے نکالے جانے والے لوگوں کے ہٹ کے ہٹ افریقی ساحل پر جمع ہونے لگے تھے یہ اکٹھے ہونے والے لوگ کنعانیوں کی حکومت سے مطالبہ کرنے لگے تھے کہ ان کے رہنے اور ان کے کھانے پینے کا معقول بندوبست کیا جائے لیکن کنعانی گزشتہ دنوں میں رومنوں کے ساتھ طویل جنگ میں الجھے رہنے کی وجہ سے معاشی طور پر کمزور ہو چکے تھے لہٰذا وہ بروقت سسلی سے آنے والے ان لوگوں کی مدد نہ کر سکے۔

جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سسلی سے آنے والے ان لوگوں کے اندر کنعانیوں اور سسلی کے گورنر گاسکو کے درمیان انتقامی جذبے ابھرنے لگے ان انتقامی جذبوں سے دو آدمیوں نے خوب کام لیا ان دو میں سے ایک کا نام سپنڈیوس اور دوسرے کا نام ماتھو تھا۔ سپنڈیوس کا

تعلق کنعانی قوم سے تھا جبکہ ماتھو کا تعلق قدیم افریقی قبائل سے تھا یہ دونوں انتہائی جنگجو، دلیر اور بہادر تھے لہٰذا جو لوگ سسلی سے نکالے جانے کی وجہ سے افریقی ساحل پر جمع ہو گئے تھے ان سب کو ان دونوں نے اپنے ساتھ ملا کر ایک قوت بنانا شروع کر دیا تھا۔ ان باغی لوگوں کو ساتھ ملا کر ان دونوں نے افریقی ساحل پر شب خون مارنے شروع کر دیئے تھے یہ ہر روز کئی کئی شہروں پر اور قصبوں پر حملہ آور ہوتے اس طرح انہوں نے افریقی ساحل پر اپنے لئے خوراک کے انبار جمع کر لئے تھے۔ ان شب خونوں اور حملوں میں ان کے ہاتھ بے شمار مال و دولت بھی لگا جس کے بل بوتے پر انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جو لوگ بھی سسلی سے نکل کر افریقہ آئے ہیں انہیں ایک بہترین لشکر کی صورت میں ترتیب دے کر کنعانی حکومت کے خلاف حرکت میں آیا جائے اور حکومت کو تبدیل کر کے خود کنعانیوں کی سلطنت پر قبضہ کر لیا جائے ساتھ ہی مغربی سسلی کے حکمران گاسکو کو بھی سزا دی جائے جس نے انہیں سسلی سے نکلنے پر مجبور کیا اپنے ان ارادوں کی تکمیل کے لئے سپنڈیوس اور ماتھو دونوں نے ان لوگوں کو جنگ کی تربیت دینا شروع کر دی تھی۔ جو سسلی سے نکل کر افریقہ میں داخل ہوئے تھے۔

ان باغیوں کی تعداد آہستہ آہستہ کچھ اس طرح بڑھی تھی کہ ان کی تعداد کنعانیوں کے لشکر سے بھی کہیں زیادہ ہو گئی تھی انہوں نے مزید کام یہ کیا کہ انہوں نے اپنے لئے ایک بحری بیڑہ بھی تعمیر کرنا شروع کر دیا تھا جب ان کا بحری بیڑہ تیار ہوا تو سب سے پہلے یہ سسلی کے خلاف حرکت میں آئے اپنے بحری بیڑے کو لے کر یہ سسلی کی طرف روانہ ہوئے سسلی کے ساحل پر انہوں نے حملہ کیا گاسکو جو مغربی سسلی کا گورنر تھا ان کے خلاف جنگ کے لئے نکلا لیکن گاسکو کو ان باغیوں نے شکست فاش دی گاسکو کو اس جنگ میں زندہ گرفتار کیا گیا اور مغربی سسلی پر ان باغیوں کا قبضہ ہو گیا بعد میں ان باغیوں نے گاسکو کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ سسلی میں گاسکو سے انتقام لینے کے بعد یہ باغی پھر افریقی ساحل کی طرف گئے اپنے لشکر کو بہترین انداز میں انہوں نے منظم کیا اور کنعانیوں کی سلطنت کے خلاف حرکت میں آئے سب سے پہلے ان باغیوں نے اپنے جرنیل سپنڈیوس اور ماتھو کی سرکردگی میں کنعانیوں کے مغرب میں سب سے بڑے شہر ہیپو پر حملہ کیا۔ ہیپو میں جو مختصر سا کنعانیوں کا محافظ لشکر تھا وہ باغیوں کی تاب نہ لا سکا اور اسے شکست ہوئی اور باغیوں نے ماتھو اور سپنڈیوس کی سرکردگی میں ہیپو شہر پر بڑی آسانی سے قبضہ کر لیا۔

اس شہر پر قبضہ کرنے کے بعد ان باغیوں کے حوصلے اور ولولے کچھ اس طرح بڑھے کہ ایک شہر کے بعد دوسرا، دوسرے کے بعد تیسرا اس طرح یکے بعد دیگرے دوسرے شہر

فتح کرتے ہوئے کنعانیوں کے مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ مشرق کی طرف بڑھتے گئے یہاں تک کہ کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ سے چند ہی میل کے فاصلے پر ان باغیوں نے کنعانیوں کے دوسرے بڑے شہر بوتیکا پر قبضہ کر لیا تھا۔

ہپو شہر سے لے کر بوتیکا تک جتنا بھی علاقہ تھا اس پر باغیوں کے قبضہ کرنے کی وجہ سے کنعانیوں کی ہوا ایسی اکھڑی کہ ان کے دوسرے مقبوضہ جات میں بھی بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئیں تھیں ان دنوں اسپین اور سسلی کے درمیان پڑنے والے جزائر **سارڈینیا** اور کارسیکا پر بھی کنعانیوں کا قبضہ تھا۔ ان بغاوتوں کی وجہ سے **سارڈینیا** اور کارسیکا میں بھی کنعانیوں کے خلاف بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ کنعانیوں کے مفادات کو وہاں سخت نقصان پہنچایا گیا۔

رومنوں نے جب دیکھا کہ کنعانیوں کے خلاف جگہ جگہ بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئی ہیں تو وہ بھی کنعانیوں کے خلاف حرکت میں آئے اس وقت تک رومن وحشی گالوں کی طرف سے اٹھنے والی بغاوت کو مکمل طور پر دبا چکے تھے لہٰذا فی الفور انہوں نے اپنی توجہ **سارڈینیا** اور کارسیکا پر مبذول کی وہاں کی بغاوتوں کا انہوں نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور **سارڈینیا** اور کارسیکا دونوں جزائر پر رومنوں نے قبضہ کر لیا تھا۔

باغی سردار سینڈیوس اور ماتھو شہر پر شہر فتح کرتے ہوئے جب بوتیکا پر بھی قابض ہو گئے تو کنعانی حکمران چونک سے پڑے انہوں نے اپنے جرنیل ہانو کی سرکردگی میں باغیوں کی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ کیا بوتیکا شہر سے باہر ہانو اور باغیوں کے درمیان ایک خوفناک جنگ ہوئی جس میں ہانو نے باغیوں کو شکست دی بظاہر باغی شکست کھانے کے بعد ادھر ادھر منتشر ہو گئے تھے اس فتح کے بعد ہانو آنے والے حالات سے بے خبر اپنی فتح کا جشن منانے لگا تھا کئی روز تک فتح کا یہ جشن جاری رہا۔ منتشر ہونے والے باغیوں کو جب یہ پتا چلا کہ ہانو اپنی فتح کا جشن منا رہا ہے تو وہ پھر ایک جگہ جمع ہوئے ماتھو اور سینڈیوس سارے منتشر باغیوں کو اکٹھا کر کے اس وقت ہانو پر حملہ آور ہوئے جب وہ مدہوشی کے عالم میں جشن کی خوشیاں منا رہے تھے۔ باغی سردار ماتھو اور سینڈیوس اس زور اور خونخواری سے حملہ آور ہوئے کہ انہوں نے ہانو کے لشکر کی اکثریت کو تہ تیغ کر دیا اس طرح ہانو کی فتح کو ان باغی سرداروں نے اس کی بدترین شکست میں تبدیل کر کے رکھ دیا تھا۔

ہانو کو شکست دینے کے بعد باغی سرداروں نے بوتیکا پر قبضہ کر لیا اپنی پوزیشن وہاں مستحکم کرنے کے بعد انہوں نے وہاں سے بھی کوچ کیا اور قرطاجنہ شہر کی طرف بڑھے یہ صورت حال دیکھتے ہوئے کنعانیوں کے حکمران انتہائی فکر مند ہوئے اب باغیوں سے نمٹنے کے لئے صرف ایک ہی جرنیل تھا جو ان کی امیدوں کا سہارا اور ان کی شکست کو فتح میں تبدیل

کرنے کی ہمت اور جرات رکھتا تھا یہ ہملکوبرقہ تھا جس نے گزشتہ کئی جنگوں میں رومنوں کی جڑیں کاٹ کر رکھ دی تھیں۔ پس باغیوں کا سامنا کرنے کے لئے کنعانیوں نے بڑی تیزی سے ایک لشکر ترتیب دیا اس لشکر کی کمانداری ہملکوبرقہ کو سونپ دی۔ ہملکو برقہ بڑی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اس وقت تک باغی سردار اپنے لشکر کے ساتھ قرطاجنہ شہر کے مغرب میں بہنے والے دریا ماکار کے قریب پہنچ چکے تھے۔ ہملکوبرقہ بھی بڑا دانش مند آدمی تھا وہ سمجھ گیا کہ اگر باغی دریا کے کنارے تک پہنچ گئے ہیں تو پھر کوئی بھی طاقت اور قوت انہیں قرطاجنہ شہر میں داخل ہونے سے روک نہیں سکتی تھی لہٰذا وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھا دریائے ماکار کے پل کو عبور کرنے کے بعد اس نے اپنے لشکر کے ایک حصے کو گھات میں بٹھا دیا اور دوسرے لشکر کے ساتھ وہ باغیوں کے سامنے ڈٹ گیا تھا۔

دریائے ماکار سے چند میل کے فاصلے پر باغی سرداروں اور ہملکوبرقہ کے درمیان خوفناک جنگ ہوئی عین اس وقت جب جنگ اپنے عروج پر اور اپنی خونخواری پر تھی برقہ کا وہ لشکر جو اس نے گھات میں بٹھا رکھا تھا حرکت میں آیا اس لشکر کی کمانداری برقہ کا داماد حسدروبل کر رہا تھا۔ یہ حسدروبل بڑی جرات مندی اور کمال دانش مندی کے ساتھ حرکت میں آیا اور اپنی گھات نکل کر ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ باغی لشکر کے پہلو میں آیا پھر ایسے زور دار ایسے پرجوش عزم کے ساتھ یہ حملہ آور ہوا کہ اس نے باغیوں کے ایک پہلو کو کاٹتے ہوئے ان کی صفوں کے اندر انتشار اور افراتفری پیدا کر دی تھی۔ دوسری طرف جب ہملکوبرقہ کو پتا چلا کہ اس کا داماد گھات سے نکل کر دشمن پر حملہ آور ہو رہا ہے تو اس نے بھی اپنے حملوں میں تیزی پیدا کر دی تھی اس طرح دریائے ماکار کے قریب ہملکوبرقہ اور اس کے داماد حسدروبل نے مل کر باغیوں کو بدترین شکست دی شکست کھانے کے بعد باغی لشکر بوتیکا شہر کی طرف بھاگ گیا تھا۔

اس جنگ میں یوناف اور بیوسا بھی ہملکوبرقہ کے لشکر میں شامل تھے شکست کھانے کے بعد باغی جب اجتماعی طور پر بوتیکا شہر کی طرف بھاگ گئے تو دریائے ماکار کے کنارے ہملکوبرقہ نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا وہ چاہتا تھا کہ اپنے لشکر کو ستانے کا موقع فراہم کرے اور اس کے بعد نئے محاذ کی ابتداء کرے اس دوران ہملکوبرقہ کی خوش قسمتی کہ جنوبی علاقوں کے رہنے والے وحشی اور خونخوار بربر قبائل کا ایک سردار بھی اپنے لشکر کے ساتھ ہملکوبرقہ کی مدد کے لئے آ پہنچا جس کے شامل ہونے سے باغیوں کے مقابلے میں اب ہملکوبرقہ کی طاقت خوب مضبوط ہو گئی تھی۔

دریائے ماکار کے کنارے پر چند روز پڑاؤ کرنے کے بعد ایک زور ہملکوبرقہ یوناف اور

بیوسا کے خیمے میں داخل ہوا وہ دونوں میاں بیوی اپنے خیمے میں بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے
حملکوبرقہ آگے بڑھ کر یوناف کے پہلو میں بیٹھ گیا اور اس سے کہنے لگا۔
یوناف میرے بھائی میرے دوست تم نے ہمیشہ جنگوں میں مفید مشوروں سے نوازا ہے
اب جب کہ ہم دریا کے کنارے باغیوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں تو کہو اب
ہمیں کیا قدم اٹھانا چاہیے جواب میں یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب جو تمہیں کرنا
ہے وہ بالکل ظاہر ہے یہاں زیادہ دیر پڑاؤ کر کے اپنا وقت برباد نہ کرو بربر وحشی قبائل سردار
کے ملنے سے تمہاری قوت میں اضافہ بھی ہو چکا ہے لہٰذا تم وقت ضائع کئے بغیر فی الفور شہر
بوتیکا کی طرف بڑھو تاکہ یہاں سے بھاگنے والے باغیوں کو زیادہ سنبھلنے کا موقع نہ مل سکے
بوتیکا پر اپنی پوری قوت اور پورے زور کے ساتھ حملہ کرو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ
اگر تم نے بوتیکا باغیوں سے واپس لے لیا اور انہیں شکست دے دی تو پھر کہیں بھی
تمہارے مقابلے میں ان کے پاؤں نہ جم پائیں گے اور جگہ جگہ ان کی ہوا اکھڑتی جائے گی
اور مجھے خطرہ ہے کہ اگر ان باغیوں کو زیادہ مہلت دی گئی تو ہو سکتا ہے کہ رومن بھی ان
باغیوں کی مدد کو پہنچ جائیں تم جانتے ہو کہ رومن پہلے ہی کنعانیوں کی ان بغاوتوں اور
کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر کنعانیوں کے جزائر سارڈینیا اور کارسیکا پر قبضہ کر چکے ہیں لہٰذا
میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا کہ فی الفور باغیوں کے خلاف حرکت میں آؤ اور وقت ضائع
کئے بغیر ان کا قلع قمع کر کے رکھ دو۔

حملکوبرقہ نے یوناف کے اس مشورے کو بے حد پسند کیا اسی روز اس نے دریائے
ماکار سے اپنا پڑاؤ ختم کیا اور بڑی تیزی سے اس نے بوتیکا شہر کی طرف پیش قدمی کی تھی
دوسری طرف بوتیکا شہر میں باغیوں کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ حملکوبرقہ اپنے لشکر کے ساتھ
بوتیکا شہر کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے لہٰذا اپنے دونوں سرداروں سینٹڈیوس اور ماتھو کی
سرکردگی میں باغی متحد ہوئے اور حملکوبرقہ سے مقابلہ کرنے کے لئے بوتیکا شہر سے باہر صف
آراء ہوئے تھے۔

دریائے ماکار کے کنارے سے حملکو کی بوتیکا کی طرف پیش قدمی کے دوران کنعانیوں
کا دوسرا جرنیل ہانو بھی اپنے شکست خوردہ اور بچے کھچے لشکر کے ساتھ حملکوبرقہ سے آ ملا
تھا۔ اس طرح ہانو کے آ جانے سے حملکوبرقہ کی قوت میں مزید اضافہ ہوا تھا۔ حملکوبرقہ
جب اپنے لشکر کے ساتھ بوتیکا کے قریب آیا تو اس نے دیکھا اس کی آمد سے پہلے ہی
دشمن اس کے خلاف جنگ کرنے کے لئے صف آراء ہو چکا تھا۔ حملکوبرقہ ایسا جرات مند
اور دلیر سپہ سالار تھا کہ اس نے دشمن کی اس صف بندی کو کوئی اہمیت نہ دی اپنے لشکر

کیساتھ جو اس کے پاس سامان رسد اور خوراک کے ذخیرے تھے اس نے انہیں پیچھے ہی
ڈھیر کر دیا اس کے بعد اسے دشمن کو حملہ آور ہونے میں پہل نہیں کرنے دی بلکہ وہ خود
امواج تند خو شعلہ ریز آگ، چیختے چنگھاڑتے بھرپور شور اور پریشان لمحوں کے فروغ کی طرح
باغیوں کے لشکر پر حملہ آور ہو گیا تھا۔
باغیوں کا خیال تھا کہ وہ بوتیکا شہر سے باہر حملکو کے لشکر کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیں
گے لیکن حملکوبرقہ نے اپنے پہلے حملے میں ہی ان کی حالت شکستہ پائیدان اور پرانی لکڑی
جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔ بوتیکا کے باہر حملکوبرقہ اپنی پوری کاوش و اخلاص کے ساتھ سنگین
موت، سنسان مسافت اور ممتحن جوہر انسان بن کر باغیوں پر حملہ آور ہوا تھا۔ ان کی باطن
کی خباثت کو تجلی و حماقت میں بدلتے ہوئے حملکوبرقہ نے باغیوں کو کاٹنا شروع کر دیا تھا۔
باغیوں کے سردار سینٹڈیوس اور ماتھو نے اپنی سی پوری کوشش کی کہ حملکوبرقہ کے
سامنے اپنے لشکر کے حوصلے بلند رکھیں کیونکہ انہیں اندیشہ تھا کہ دریائے ماکار کے بعد اگر
بوتیکا شہر کے باہر بھی ان کو شکست ہوئی تو پھر کہیں بھی حملکوبرقہ ان کے قدم نہیں جمنے
دے گا۔ لہٰذا وہ زور زور سے چیختے چلاتے ہوئے اپنے لشکریوں کو پورے جوش اور عزم کے
ساتھ کنعانیوں پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دیتے رہے تھے۔
لیکن ان باغی سرداروں کی بدقسمتی کہ ان کی کوئی بھی ترغیب اور حربہ اور حوصلہ
کامیاب نہیں ہو سکا اس لئے کہ حملکوبرقہ کے سامنے ان کی کوئی پیش نہ گئی وہ تو ان
لشکریوں کے اوپر آہن شکن اور تقدیر کے ترکش کا کڑا تیر بن کر شام کے غمگین سایوں اور
رات کے سرد ویران اندھیروں کی طرح بڑی تیزی سے ان کے اوپر چھانے لگا تھا۔ دونوں
باغی سردار یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ وہ بوتیکا شہر کے باہر حملکوبرقہ کو شکست دے کر
دریائے ماکار کے کنارے اپنی شکست کا بدلہ لے لیں گے لیکن یہاں معاملات ان کی امیدوں
اور خواہشات کے الٹ پڑ رہے تھے حملکوبرقہ فطرت کی پراسرار قوت اور بیکراں آرزوں
کے سرسام کی طرح باغیوں کا قتل عام کر چکا تھا اور اس نے باغیوں کی حیوانی طلب اور ذہنی
رفعت کو موت کی خاموشی میں ڈبو کر رکھ دیا تھا۔
حملکوبرقہ کی طرف سے جنگ میں لمحہ بہ لمحہ بڑھتے ہوئے دباؤ کو باغی سردار زیادہ دیر
برداشت نہ کر سکے پھر ایک ایسا لمحہ بھی آیا کہ حملکو نے باغیوں کی اگلی صفوں کا قتل عام
کرتے ہوئے ان کا مکمل صفایا کر دیا تھا۔ اگلی صفوں کے خاتمے کے بعد پچھلی صفوں کے
باغیوں پر ایسا خوف اور لرزہ طاری ہوا کہ وہ حملکوبرقہ کا مقابلہ کرنے کے بجائے اپنی جانیں
بچانے کے لئے پیچھے ہٹنے لگے تھے۔ یہی وہ برے آثار تھے کہ جن سے دونوں سردار بچنا

چاہتے تھے لیکن اب بات ان کے ہاتھ سے نکل چکی تھی اس لئے کہ حملکوبرقہ کے سامنے ان کے لشکر میں افراتفری اور بد نظمی پھیل چکی تھی چند لمحوں بعد ایسا موقع بھی آیا کہ باغیوں کا لشکر مکمل طور پر شکست کا سامنا کرتے ہوئے بھاگ کھڑا ہوا اس جنگ میں باغیوں کے جرنیل سینڈیوس اور ماتھو کو حملکوبرقہ نے زندہ گرفتار کر لیا۔ ان کی گرفتاری سے باغیوں کے رہے سہے حوصلے بھی جاتے رہے اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ حملکوبرقہ نے پوری طاقت سے ان کا تعاقب کیا اور دور تک ان کا قتل عام کرتے ہوئے میدان جنگ اور اس کے نواح میں ان کی لاشیں ہی لاشیں بکھیر کر رکھ دی تھیں۔

یوتیکا سے باہر کھلے میدانوں میں باغیوں کا مکمل طور پر صفایا کرنے کے بعد حملکوبرقہ نے دم نہیں لیا بلکہ وہ آندھی اور طوفان کی طرح ہیپو شہر کی طرف بڑھا جسے باغیوں نے اپنا مرکز بنا رکھا تھا۔ ہیپو پر بھی حملکوبرقہ دھول نچاتے بگولوں' موت کے پیغامبر کی طرح حملہ آور ہوا دشمن پر وہ لمحوں کے اندر شب ہجراں کے زہر طاقت و جبروت کی آندھی اور ولدل کی حصار کی طرح چھا گیا تھا اور ان کی تقدیر کی نوحوں میں اس نے کارک اور شکست بھر کر رکھ دی تھی۔ ہیپو شہر کے باہر حملکوبرقہ کے ہاتھوں باغیوں کو بھرپور شکست ہوئی۔ جواب میں باغی ہیپو شہر میں محصور ہو کر جنگ کرنے لگے تھے لیکن حملکوبرقہ اور اس کے لشکریوں کے حوصلے کچھ ایسے بڑھے ہوئے تھے کہ وہ کالے کوسوں کی پرہول رات' شام کے بے انت اندھیروں اور تاریکیوں کے تیز جھکڑوں کی طرح ہیپو شہر کی فصیل پر چڑھنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ شہر کی فصیل پر بڑی مہارت سے حملکو نے باغیوں کا قلع قمع کر دیا پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ فصیل سے اتر کر شہر میں داخل ہو گیا تھا۔ شہر میں اس کے داخلے کے بعد عجیب سا منظر پیش آیا تھا۔ اس نے باغیوں کے ہر مسلح جوانوں کے سینوں سے زندگی کی آخری رمق چھینتے ہوئے انہیں بدترین اور موت کے کڑے سفر میں ڈال دیا تھا۔ شہر کے اندر حملکوبرقہ نے اپنے لشکر کے ساتھ خزاں کی رتوں اور اندھے ریگستان کے طوفانی سایوں کا کھیل شروع کر دیا تھا۔

ہیپو شہر میں جس قدر باغی ٹھہرے ہوئے تھے حملکو نے پوری طرح ان کا صفایا کر دیا تھا حملکو کی اس کامیابی پر ہیپو شہر کے کنعانیوں نے شاندار طریقے سے نہ صرف یہ کہ حملکو کا استقبال کیا بلکہ کئی روز تک وہ اس کے لئے ضیافتوں کا اہتمام کرتے ہوئے فتح کا جشن مناتے رہے۔ ہیپو کو فتح کرنے کے بعد حملکو اپنے لشکر کے ساتھ پھر حرکت میں آیا۔ اب باغیوں کے پاس صرف ٹیونش کا قصبہ رہ گیا تھا جو کہ بندرگاہ تھا اور جس پر باغیوں کا مستحکم قبضہ تھا لیکن اب کسی بھی جگہ حملکوبرقہ باغیوں کو معاف کرنے پر تیار نہ تھا ایک روز رات

کی تاریکی میں وہ ٹیونش پر حملہ آور ہوا اور ٹیونش میں جس قدر باغیوں کا لشکر تھا اس میں پوری طرح ان کا قتل عام کردیا اور ٹیونش کی بندرگاہ پر باغیوں کے جس قدر بحری جہاز کھڑے تھے ان پر حملکوبرقہ نے قبضہ کر لیا تھا۔

حملکوبرقہ کی ان شاندار فتوحات نے جہاں کنعانیوں کی سلطنت میں باغیوں کا مکمل طور پر صفایا کر دیا وہاں حملکوبرقہ کی ان کامیابوں نے اس کے لئے کنعانیوں کے دل بھی جیت لئے اب کنعانی عوام بڑی قوت اور بڑے پرجوش انداز میں یہ مطالبہ کرنے لگے تھے کہ حملکوبرقہ کو کنعانیوں کا بادشاہ بنا دیا جائے لیکن حملکوبرقہ حکمران بن کر اپنی قوت اور اپنی صلاحیتوں کو زنگ آلود نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے اپنے چاہنے والوں سے یہ استدعا کی کہ حکمران بننے کے بجائے وہ کنعانی لوگوں کا سپہ سالار رہنا ہی پسند کرے گا اس لئے کہ سپہ سالار کی حیثیت سے وہ اپنے ملک کی زیادہ بہتر طور پر خدمت کر سکتا ہے کنعانیوں نے حملکوبرقہ کی اس تجویز سے اتفاق کیا لہٰذا حملکوبرقہ کو کنعانی لشکر کا مستقل طور پر سالار اعظم مقرر کر دیا تھا۔

حملکوبرقہ جو اپنی دلیری' شجاعت' دانش مندی اور فہم و فراست میں جواب نہیں رکھتا تھا وہ چاہتا تھا کہ کنعانیوں کی عظمت رفتہ کو بحال کر دے وہ رومنوں کو اپنا بدترین دشمن سمجھتا تھا اور دل کی گہرائیوں سے ان سے نفرت اور کینہ رکھتا تھا۔ وہ دلی طور پر یہ چاہتا تھا کہ افریقہ میں باغیوں کا قلع قمع کرنے کے بعد سسلی کا رخ کرے سسلی پر کنعانیوں کا قبضہ کرنے کے بعد وہ مغرب کی طرف بڑھے اور سسلی اور اسپین کے درمیان سارڈینیا اور کارسیکا پر حملہ آور ہو کر وہاں سے رومنوں کو نکالے اور پھر کنعانیوں کا قبضہ مستحکم کر دے یہ وہ سوچیں تھیں جنہیں برقہ مکمل کرنا چاہتا تھا لیکن ان کی تکمیل کے راستے میں بڑی دشواریاں اور رکاوٹیں تھیں۔ وہ اس طرح کہ سسلی' سارڈینیا اور کارسیکا پر قبضہ مستحکم کرنے کے لئے اسے ایک عظیم الشان بحری بیڑے کی ضرورت تھی جو اس وقت حملکوبرقہ کو میسر نہ تھا۔

○

ٹیونش کی بندرگاہ پر باغیوں کو آخری اور فیصلہ کن شکست دینے کے بعد ایک روز حملکوبرقہ سمندر کے کنارے اس جگہ آیا جہاں یوناف اور اس کی بیوی سمندر کے کنارے خشک ریت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ حملکوبرقہ یوناف کے قریب ریت پر بیٹھ گیا اور اس نے سوالیہ انداز میں یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھا اے میرے دوست میرے عزیز ماضی کے برخلاف گزشتہ جنگوں میں تم نے میری کارگزاری کو کیسا پایا؟ حملکوبرقہ کے اس سوال پر

یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ پھیل گئی اور پھر وہ کہنے لگا بلاشبہ تم باغیوں کے خلاف اس طرح حرکت میں آئے ہو جس طرح میں دیکھنا چاہتا تھا۔ یقیناً" افریقہ کے باغیوں کا قلع قمع کرنے کے بعد تم نے کنعانی قوم کے لئے ایک بہت بڑی اور قابل تعریف خدمت انجام دی ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو ہملکوبرقہ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ ایک اور سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا نمودار ہوا اور اسے کے دیکھتے ہی ہملکوبرقہ کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا تھا۔

وہ سوار ہملکوبرقہ کے قریب آ کر گھوڑے سے چھلانگ لگا کر اترا۔ اس کے پیچھے گھوڑے پر ایک نو دس سال کا لڑکا بھی بیٹھا ہوا تھا اسے دیکھتے ہی ہملکوبرقہ اپنی جگہ سے تڑپ کر اٹھ کھڑا ہوا اور لڑکے کو اپنی چھاتی سے لپٹا کر اسے پیار کرنے لگا پھر وہ ہملکوبرقہ نے یوناف اور بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے اور اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اس سے ملو یہ میرا بیٹا ہانی بال ہے۔ ہملکوبرقہ کے الفاظ سن کر یوناف اور بیوسا اپنی جگہ سے اٹھے یوناف نے آگے بڑھ کر ہانی بال کو اپنے ساتھ لپٹا کر پیار کیا بیوسا نے آگے بڑھ کر ہانی بال کی پیشانی چوم لی پھر ہملکوبرقہ نے یوناف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہانی بال سے کہا کہ اے میرے فرزند یہ دونوں میاں بیوی ہیں جن کے نام یوناف اور بیوسا ہیں ان کے پاس کچھ مافوق الفطرت قوتیں ہیں جن کی وجہ سے جنگ میں بہترین اور سود مند مشورے یہ مجھے دیتے رہتے ہیں اے میرے بیٹے تم کہو تم نے قرطاجنہ سے یہاں آنے کی زحمت کیسے کی جواب میں ہملکوبرقہ کا بیٹا ہانی بال کچھ کہنے کے بجائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تھا اپنے بیٹے کے یوں رونے پر ہملکوبرقہ کچھ پریشان ہو گیا تھا اپنے بیٹے کو تسلی دے کر چپ کرانے کے ساتھ وہ سوار جو اس کے بیٹے کو لے کر آیا تھا وہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور پھر پوچھا تم جانتے ہو کہ میرا بیٹا کیوں رو رہا ہے؟ اس پر وہ سوار بولا اور کہا آپ کا بیٹا اس لئے رویا ہے کہ آپ کی بیوی چند یوم بیمار رہ کر مر گئی ہے لہٰذا اس کی موت کے بعد میں آپ کے بیٹے کو آپ کے پاس پہنچانے کے لئے آیا ہوں یہ خبر سن کر ہملکوبرقہ غمزدہ ہو گیا تھا اس کے آنسو بہہ نکلے تھے۔ پھر وہ اپنے بیٹے ہانی بال کی طرف بڑھا اور اس کو لپٹا لیا۔ تھوڑی دیر تک دونوں باپ بیٹا رو رو کر آنسو بہاتے رہے پھر یوناف آگے بڑھا اس نے دونوں باپ بیٹے کو الگ کیا اور ان کو تسلی دے کر چپ کرایا۔ تھوڑی دیر تک ہملکوبرقہ سنبھل گیا اور اس نے آنے والے سوار سے کہا اب تم جاؤ اب میرا بیٹا جنگ میں میرے ساتھ رہے گا لہٰذا وہ سوار اپنے گھوڑے پر بیٹھا اور وہاں سے چلا گیا۔ یوناف، بیوسا، ہملکوبرقہ اور اس کا بیٹا سمندر کے کنارے پھر ریت پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر تک چاروں

خاموش بیٹھے رہے پھر اس کے بعد ہملکوبرقہ پھر بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو یوناف میرے دوست میرے بھائی اپنے بیٹے کی آمد سے پہلے میں تم سے یہ مشورہ کرنے آیا تھا کہ اب مجھے کیا قدم اٹھانا چاہیے۔ میری زندگی کا سب سے بڑا مقصد اور خواہش یہ ہے کہ کنعانیوں کی عظمت رفتہ کو بحال کروں اور یہ اس وقت ہی حاصل ہو سکتی ہے جب کنعانیوں کے لئے سسلی کے علاوہ **سارڈینیا** اور جزیرہ کارسیکا پر بھی قبضہ کر لوں لیکن ایسا کرنے کے لئے تم جانتے ہو کہ مجھے ایک عظیم الشان بحری بیڑے کی ضرورت ہے۔ جب میں سسلی، **سارڈینیا** اور کارسیکا کی طرف بڑھوں گا تو رومن ضرور میرے خلاف حرکت میں آئیں گے اور سمندر میں مجھے روکنے کی کوشش کریں گے تم جانتے ہو کہ رومنوں کی بحری قوت اس وقت عروج پر ہے۔ لہٰذا سسلی، **سارڈینیا** اور کارسیکا پر قبضہ کرنے کے لئے مجھے رومنوں کو سمندر میں نیچا دکھانا ہو گا اور ان کے بحری بیڑے کو مکمل طور پر شکست دے کر مفلوج کرنا ہو گا اسی صورت میں ان جزائر پر قبضہ کر کے میں کنعانیوں کی عظمت رفتہ کو بحال کر سکتا ہوں اور تم جانتے ہو کہ میرے پاس ایسا بحری بیڑا نہیں جسے میں رومنوں کے خلاف استعمال کر سکوں میرے قبضے میں چند بحری جہاز ضرور آئے ہیں جو باغیوں کے تھے جن پر میں نے ٹیونش کی بندرگاہ پر قبضہ کیا ہے اور یہ اس قابل نہیں ہیں کہ میں ان کو بحری بیڑے کی شکل دے کر رومنوں کے خلاف جنگ کی ابتدا کر سکوں۔ لہٰذا میرے بھائی کوئی طریقہ قاعدہ کلیہ سوچو کہ بحری جنگ سے بچتے ہوئے رومنوں کے خلاف فتوحات حاصل کروں اور اپنی قوم کی عزت اور رفعت کو بڑھا لوں۔

یہاں تک کہنے کے بعد ہملکو برقہ جب خاموش ہوا تو یوناف کچھ دیر گردن جھکا کر خاموش رہا پھر وہ کہنے لگا سنو ہملکو میرے دوست میرے عزیز میرے بھائی میرے ذہن میں ایک ایسی ترکیب ہے کہ جس پر عمل کر کے تم یقیناً رومنوں کو بدترین شکست دیکر انکے نقصان اور انکی بربادی کا سبب بن سکتے ہو۔ سنو برقہ تمہیں کھلے سمندر میں رومنوں سے ٹکرا کر سسلی اور **سارڈینیا** اور کارسیکا پر حملہ آور ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو بحری جہاز تمہارے ہاتھ لگے ہیں ان کو استعمال کرو۔ ان بحری جہازوں کے ذریعے حرکت میں آکر اپنے لشکر کو سمندر عبور کر کے ہسپانیہ کی حدود میں لے جاؤ تم جانتے ہو ہسپانیہ میں تجارت کے سلسلے میں بہت سے کنعانی آباد ہیں جب تم ہسپانیہ پر حملہ آور ہو گے تو وہ کنعانی تمہارا ساتھ دیں گے انکے ذریعے تمہیں اپنے لشکر کیلئے رسد اور کمک کا سامان فراہم ہو سکتا ہے۔ لہٰذا تم جب جلد اپنی طاقت اور قوت بڑھاتے ہوئے ہسپانیہ پر قابض ہو جاؤ ہسپانیہ پر قبضہ کرنے کے بعد اپنی قوت کو خوب مستحکم اور مضبوط کرو اپنے لشکر کی تعداد میں اضافہ کرو۔ جب یہ

کام تم کر چکو تو ہسپانیہ سے نکل کر خشکی کے راستہ تم اٹلی میں داخل ہو اور رومنوں پر خشکی پر ضرب لگاؤ مجھے یقین ہے کہ رومن خشکی پر تمہارے سامنے جم نہیں سکیں گے جو لشکر سارڈینیا اور کارسیکا میں ہیں اس طرح بحری جنگ کئے بغیر ہی وہ ان جزائر سے نکل کھڑے ہونگے تاکہ وہ خود کو مجتمع کر کے خشکی میں تمہارے ساتھ جنگ کر سکیں۔ اگر ان جنگوں میں ساتھ ساتھ تم اپنی قوت بڑھاتے رہو تو مجھے امید ہے کہ رومنوں کے خلاف تمہیں ایسی کامیابیاں حاصل ہونگی جو اس سے پہلے کسی کو نصیب نہ ہوئی ہونگی۔

یوناف کی یہ تجویز سن کر ہملکو برقہ ایسا خوش ہوا کہ اچھل کر وہ کھڑا ہو گیا آگے بڑھ کر وہ گھٹنوں کے بل یوناف کے سامنے گرا پھر وہ یوناف کو گلے لگا کر خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔ اسکے بعد وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا یوناف میرے بھائی تم نے مجھے بہت مفید مشورہ دیا ہے میں واقعی اگر افریقہ سے نکل کر ہسپانیہ پر حملہ آور ہو سکتا ہوں لیکن میرے بھائی اس معاملے میں ایک رکاوٹ اور تشویش ہے اور وہ یہ کہ میرے حکمران کبھی بھی مجھے افریقہ سے نکل کر ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کی اجازت نہیں دیں گے اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا کہ تم ان پر ظاہر ہی نہ کرو کہ تم ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے لگے ہو تم انکو یہ ہی پیغام پہنچاؤ کہ تم افریقہ کے مغربی اور دور دراز کے وحشی قبائل کو زیر کر کے انکے خلاف فتوحات حاصل کر کے کنعانیوں کی سلطنت کو وسیع کرنا چاہتے ہو یہ چکر دے کر تم ہسپانیہ میں داخل ہو جاؤ اور اپنے مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرو یوناف کی یہ تجویز سن کر ہملکو برقہ مطمئن ہو گیا تھا پھر وہ بڑی تیزی سے ہسپانیہ پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرنے لگا۔

○

عارب، نبیطہ، سطرون اور زروعہ چاروں نے اشکانیوں کے مرکزی شہر دارا سے باہر ایک سرائے میں قیام کر لیا تھا ایک روز عارب نبیطہ اور زروعہ سرائے کے کمرے میں بیٹھے آپس میں خوش گپیوں میں مصروف تھے کہ سطرون باہر سے کمرے میں داخل ہوا وہ بڑا سنجیدہ اور کسی قدر تفکرات میں ڈوبا ہوا لگتا تھا ان تینوں کے سامنے وہ آ کر بیٹھ گیا پھر وہ انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا میرے ساتھیو میرے ساتھ آج ایک ایسا حادثہ پیش آیا ہے جس نے مجھے کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔ سطرون کی یہ گفتگو سن کر عارب، نبیطہ اور زروعہ تینوں نے چونک کر اسکی طرف دیکھا پھر عارب بولا اور سطرون سے پوچھا کہ سنو سطرون تمہارے چہرے سے یوں لگتا ہے جیسے تم کسی شے سے بے حد متاثر ہوئے ہو کہو تمہارے ساتھ کیا

معاملہ پیش آیا سطرون تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا اور عارب کے پیچھے جو اسکی نیلی دھند کی قوتیں پھیلی اور بکھری ہوئی تھیں انکی طرف غور سے دیکھتا رہا پھر وہ بولا اور کہنے لگا میرے عزیز و میرے ساتھیو میں نے اس دارا شہر کے نواح میں ایک عجیب و غریب لڑکی دیکھی ہے جو اپنے حسن میں طائر فردوس اور شوخ و طرار لڑکی ہے اسکی خوبصورتی حیات بخش ہے اسکی آواز آبشاروں کا ترنم اور اسکی سانس پھولوں کی مہک ہے اس لڑکی کا جسم شباب کی امنگوں کا ابلتا چشمہ ہے۔ جبکہ اسکے چہرے پر نسوانی وقار اور طلسمات کے شگرفی رنگ برستے ہیں پہلی نظر میں وہ لڑکی مجھے کوکب سحرا اور اوس میں رچی خوشبو لگی اسکے حسن اسکی خوبصورتی اسکی جوانی اسکی کشش اسکے جذبے نے میرے دل میں تجسس اور ذہن میں تحیر بھر کر رکھ دیا ہے۔

سطرون کی یہ گفتگو سن کر عارب نبیطہ اور زروعہ تینوں کے چہروں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر عارب بولا اور سطرون سے پوچھنے لگا وہ کونسی لڑکی ہے جسے دیکھ کر تمہاری یہ کیفیت ہو گئی ہے۔ اور تم نے اسے کہاں اور کس جگہ دیکھا ہے۔ اس پر سطرون بولا اور کہنے لگا سنو ساتھیو میں دارا شہر کے مغرب میں بہنے والی ندی کی طرف چلا گیا تھا وہاں میں نے ایک لڑکی کو اپنا ریوڑ چراتے ہوئے دیکھا اسکے ساتھ اسکا بھائی بھی تھا۔ لڑکی کی عمر سولہ سترہ سال سے زیادہ نہ ہو گی جبکہ لڑکا چودہ پندرہ برس سے زیادہ نہ ہو گا۔ بس یہی وہ لڑکی ہے جسکے حسن جسکی جوانی نے مجھے متاثر کیا ہے شام کو پھر اس لڑکی کی طرف جاؤں گا اور دیکھوں گا کہ وہ کہاں رہتی ہے پھر اس کے گھر جاؤں گا اور اس لڑکی کے گھر والوں سے اس لڑکی کا رشتہ طلب کروں گا میں اس لڑکی سے شادی کرنے کا مصمم ارادہ کر چکا ہوں۔ سطرون کی یہ گفتگو سن کر عارب بے حد خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اچھا شام کو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے اور دیکھیں گے کہ وہ لڑکی کیسی اور کس قدر خوبصورت ہے یہاں تک کہنے کے بعد عارب جب خاموش ہوا تو سطرون نے اس بار زروعہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

سنو زروعہ اگر میں اس لڑکی کو اپنی زندگی کا ساتھی بناؤں تو تمہیں اس سلسلے میں کوئی اعتراض تو نہ ہو گا اس پر زروعہ مسکراتے ہوئے کہنے لگی نہیں تم اس جیسی اور لڑکیوں کو بھی اپنی زندگی کا ساتھی بناؤ تب بھی مجھے تمہارے ان اقدام پر کوئی اعتراض اور احتجاج نہیں ہو گا زروعہ کا جواب سن کر سطرون خوش ہو گیا وہ عارب کی طرف دیکھ کر کہنے لگا سنو عارب میرے خیال میں شام سے کچھ پہلے وہ لڑکی اپنے بھائی کے ساتھ اپنے ریوڑ کو ہانک کر ضرور اپنے گھر کی طرف جائے گی۔ پس شام سے کچھ پہلے اس لڑکی کی طرف جائیں گے پھر

میں تمہیں وہ لڑکی دکھاؤں گا اور پھر تم دیکھنا کہ وہ کیسی خوبصورت اور حسین ہے۔ عارب نے سطرون کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ وقت گزارنے کیلئے باہم گفتگو کرنے لگے تھے۔

○

شام سے تھوڑی دیر پہلے سطرون عارب زروعہ اور نبیطہ سرائے سے نکل کر دارا شہر کے مغرب میں ان کھلی وادیوں کی طرف گئے جن کے بیچوں بیچ ایک ندی بہتی تھی جس کے کنارے کافی بلند تھے اور جسکے اندر نیلے پانی کی ایک دھار اسکے درمیان بہتی تھی انہوں نے دیکھا کہ اس ندی کے کنارے چھوٹا سا ایک ریوڑ چر رہا تھا اور ریوڑ کے ایک طرف ایک لڑکی اور لڑکا ایک چٹان پر بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ سطرون نے اس لڑکی اور لڑکے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا وہی لڑکی ہے جس کا میں نے تم سے ذکر کیا ہے اسکے ساتھ اسکا بھائی بیٹھا ہوا ہے اس پر عارب بولا اور سطرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھو سطرون ایسا کرتے ہیں کہ یہاں سے سیدھا آگے جاتے ہیں اور دونوں بھائی بہن کے پاس سے گزرتے ہیں اس طرح ہم یہ بھی اندازہ لگا لیں گے کہ وہ لڑکی کیسی خوبصورت ہے پھر تھوڑا سا آگے نکل کر ہم اوٹ میں بیٹھ جائیں گے اور ان دونوں پر دھیان رکھیں گے جب یہ سورج غروب ہونے کے قریب اپنے ریوڑ کو ہانک کر چلیں گے تو ہم وہیں بیٹھے رہیں گے جب کہ تم ان دونوں کے پیچھے لگ جانا اور جس گھر میں داخل ہوں وہاں داخل ہو کر اسکے ماں باپ سے اس کا رشتہ طلب کرنا سطرون نے عارب کی اس تجویز کو پسند کیا لہذا وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھنے لگے تھے۔

اس لڑکی اور اسکے بھائی کے پاس سے گزرتے ہوئے وہ چاروں ندی کے اندر اتر گئے تھے ندی میں جا کر عارب سطرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو سطرون تمہارا کہنا درست ہی تھا وہ لڑکی واقعی شب عروسی کے قصے کی طرح حسین اور سحر و جذب میں اپنا جواب نہیں رکھتی وہ عروس فطرت کے حسن شاداب کی طرح روح کو پرفشاں کر دینے والی ایک لڑکی ہے اسکے پاس سے گزرتے ہوئے میں نے اندازہ لگایا کہ اپنے بھائی کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے اسکے خوبصورت اور حسین چہرے پر ستاروں جیسا میٹھا اور مدھ بھرا تبسم تھا اور اسکا جسم مجھے شام کے زرپاش جلووں اور مثل رنگ سحر محسوس ہوا تھا سنو سطرون جس انداز میں تم نے اس لڑکی کی تعریف کی تھی واقعی یہ لڑکی اس تعریف پر صحیح پوری اترتی ہے تم نے اس لڑکی کو اپنانے اور اسے اپنا ساتھی بنانے کا جو فیصلہ کیا ہے تو اس فیصلے کو میں بہترین فیصلہ قرار دے سکتا ہوں اس لڑکی کی یوں تعریف کرنے پر سطرون نے عارب کا شکریہ ادا کیا

پھر وہ ندی کے اندر خشک ریت پر بیٹھ کر آپس میں باتیں کرنے لگے تھے۔

شام سے تھوڑی دیر پہلے وہ لڑکی اور اسکا بھائی جب اپنے ریوڑ کو سمیٹتے ہوئے ایک طرف ہانکنے لگے تھے تو عارب نے فوراً سطرون کو مخاطب کر کے کہا سنو سطرون وہ دونوں بہن بھائی اپنے ریوڑ کو ہانکنے لگے ہیں لہذا تم انکے تعاقب میں لگ جاؤ اس پر سطرون اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کچھ فاصلہ رکھ کر ان دونوں بہن بھائی کے پیچھے لگ گیا تھا۔ وہ دونوں اپنے ریوڑ کو ہانکتے ہوئے ندی کے کناروں سے ذرا ہٹ کر شمال کی طرف بڑھنے لگے تھے۔ کوئی آدھا میل آگے جا کر ندی کے کنارے ایک بستی آ گئی تھی جسکے مکانوں کا سلسلہ ندی کے کنارے کے ساتھ ساتھ دور تک پھیلا ہوا تھا۔ وہ دونوں بہن بھائی اپنے ریوڑ کو ہانکتے ہوئے اس بستی کے ایک گھر میں داخل ہو گئے تھے سطرون تھوڑی دیر باہر رک کر انتظار کرتا رہا پھر وہ آگے بڑھا اور اس مکان کے دروازے پر اس نے دستک دی تھی۔

تھوڑی دیر بعد اسی لڑکے نے دروازہ کھولا تھا جو تھوڑی دیر پہلے اپنی بہن کے ساتھ ریوڑ کو ہانکتا ہوا گھر آیا تھا۔ سطرون نے بڑی نرمی بڑے پیار سے اس لڑکے کو مخاطب کر کے پوچھا۔ اے خوش نصیب بچے تیرا نام کیا ہے؟ اس پر وہ لڑکا بولا اور کہنے لگا میرا نام بابک ہے۔ سطرون نے پھر پوچھا تھا تمہارے گھر میں کوئی بڑی عمر کا مرد ہے جس سے میں ایک موضوع پر گفتگو کر سکوں اور سنو تم گھر کے کتنے افراد ہو اس پر بابک پھر بولا اور کہنے لگا ہم گھر کے صرف تین افراد ہیں ایک میں ایک میری بہن میدخت اور ایک ہمارا دادا سابور ہے۔ اس پر سطرون پھر بولا اور بڑی تیزی سے پوچھا اور تمہارے ماں باپ کہاں ہیں اس پر بابک بولا ہمارے ماں باپ مر چکے ہیں ہم اپنے دادا کے پاس رہ رہے ہیں اور ریوڑ چرا کر گزر بسر کرتے ہیں اس پر سطرون پھر کہنے لگا میں ایک اہم موضوع پر تمہارے دادا سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں تم اپنے دادا کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ سطرون نام کا ایک جوان اس سے ملنا چاہتا ہے اس پر وہ لڑکا بولا اور سطرون سے کہنے لگا آپ یہیں رکیں میں ابھی اپنے دادا سے بات کر کے آتا ہوں اسکے ساتھ ہی وہ لڑکا بھاگتا ہوا اندر چلا گیا تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا اور سطرون سے کہنے لگا میرے دادا جنکا نام میں نے آپ کو سابور بتایا ہے وہ دیوان خانے میں بیٹھے آپ کا انتظار کر رہے ہیں اسکے ساتھ ہی سطرون اس لڑکے کے ساتھ اسکے گھر میں داخل ہوا وہ لڑکا اسے مکان کے دائیں جانب دیوان خانے میں لے گیا جہاں ایک بوڑھا پہلے سے وہاں بیٹھا شاید سطرون ہی کا انتظار کر رہا تھا اپنی عمر کے لحاظ سے وہ بوڑھا اسی ( ) برس کے قریب ہو گا سطرون جب اندر داخل ہوا تو اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر سطرون کا استقبال کیا وہ لڑکا سطرون کو کمرے میں چھوڑ کر مکان کے دوسرے حصے کی

طرف چلا گیا تھا۔ سطرون اس بوڑھے کے قریب بیٹھ گیا تھوڑی دیر تک کمرے میں خاموشی رہی پھر سطرون اس بوڑھے سابور کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اگر میں ایک سچی بات کہوں تو آپ اس کا برا تو نہیں مانو گے؟ جواب میں بوڑھا سابور بڑی خوش طبعی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ اے اجنبی میں نہیں جانتا تمہارا کیا نام ہے تم کون ہو اور کس مقصد کیلئے تم مجھ سے ملنے کیلئے آئے ہو بہرحال تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہو میں برا نہیں مانوں گا اس پر سطرون پھر بولا اور کہنے لگا میرا نام سطرون ہے اور میں بہت کھاتے پیتے اور صاحب حیثیت لوگوں میں سے ایک ہوں اصل بات یہ ہے کہ میں آپکی پوتی میدخت کو کئی بار اپنا ریوڑ چراتے ہوئے دیکھ چکا ہوں میں اسے پسند کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اسے اپنی زندگی کا ساتھی بنا لوں اسی لئے میں تمہارے پاس آیا ہوں تاکہ تم سے گذارش کر سکوں کہ تم اپنی پوتی میدخت کو مجھ سے بیاہ دو۔ سطرون کی یہ بات سن کر بوڑھے کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ سطرون کو مخاطب کر کے ہمدردانہ انداز میں کہنے لگا۔

سنو سطرون جو بات تم نے کہی ہے اس میں برا ماننے کا کوئی پہلو نہیں ہے کیونکہ جس گھر میں بیٹی ہوتی ہے وہاں اس طرح کے پیغام آیا ہی کرتے ہیں جو تم نے سوال کیا ہے میری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ میری پوتی میدخت کی سگائی اور منگنی پہلے ہی ہمارے ہمسایوں کے لڑکے سے ہو چکی ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے کو پسند بھی کرتے ہیں لہٰذا میں میدخت کو تمہارے ساتھ کیسے اور کیونکر منسوب کر سکتا ہوں۔ ہاں اگر میدخت کی بات میرے ہمسایوں کے لڑکے سے طے نہ ہوتی تو میں تمہارے معاملے پر ضرور غور کرتا۔ بوڑھے سابور کی یہ بات سن کر غصے اور غضب میں سطرون کا چہرہ تبدیل ہونے لگا تھا لیکن جلد ہی کچھ سوچتے ہوئے اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھتا ہوا کہنے لگا کہ اگر میدخت کی پہلے ہی کہیں سگائی ہو چکی ہے تو پھر مجھے اسے اپنا ہمسفر بنانے کا کوئی حق نہیں اسکے ساتھ ہی سطرون سابور کے کسی جواب یا ردعمل کا انتظار کئے بغیر کمرے سے نکل کر صحن میں آیا اور اس نے دیکھا کہ کمرے کے دروازے کے قریب ہی میدخت اور اس کا بھائی بابک شاید اسکی ساری گفتگو سن چکے تھے۔ سطرون نے ایک گہری نگاہ میدخت پر ڈالی پھر وہ صحن کو عبور کرتا ہوا مکان سے نکل گیا تھا۔

دوسرے روز سطرون حرکت میں آیا بدی کی ابتداء کی اور میدخت کے منگیتر کو اس نے اس وقت موت کے گھاٹ اتار دیا جب وہ بستی کے باہر اپنے کھیتوں میں کام کر رہا تھا۔ چند روز کا وقفہ ڈال کر سطرون پھر سابور کے ہاں داخل ہوا اس وقت سابور اپنے صحن میں

پریشانی کی حالت میں ایک کھاٹ پر بیٹھا ہوا تھا سطرون اسکے سامنے دوسری کھاٹ پر بیٹھ گیا تھوڑی دیر تک وہ میدخت کے منسوب کی موت پر سابور کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتا رہا پھر وہ اپنے مطلب کی طرف آیا اور کہنے لگا۔

اے بزرگ سابور تم جانتے ہو میں پہلے بھی میدخت کے رشتے سے متعلق تمہارے، پاس حاضر ہوا تھا اب جبکہ میدخت کا جو منسوب ہے کسی ظالم شخص نے اسے قتل کر دیا ہے تو پھر میں میدخت کو اپنا ساتھی بنانے کیلئے آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہوں سطرون کی یہ گفتگو سن کر اس بوڑھے کا چہرہ لال سرخ ہو گیا تھا پھر وہ بولا اور سطرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو اجنبی! اچھا ہوا تم اس وقت آئے ہو جب میری پوتی اور پوتا دونوں ہی ریوڑ چرانے باہر گئے ہوئے ہیں۔ سنو تم کسی طرح بھی میری پوتی میدخت کو اپنا ساتھی بنانے کے لائق نہیں ہو جب تم پہلی بار مجھ سے ملنے کے لئے آئے تھے تو میں تمہاری اصلیت سے آگاہ نہیں تھا۔ اس بار تم آئے تو میرے تمہارے متعلق کیا جذبات ہیں سنو میں تمہیں بتاتا ہوں گو میں مانتا ہوں کہ میدخت کا منسوب مارا جا چکا ہے لیکن یہ بات اپنے دل میں رکھو کہ میدخت اور اسکا بھائی اور خود میں بھی اس بات کے قائل ہیں کہ میدخت کے منگیتر کو قتل کرنے والے تم ہو کیونکہ اسکے قتل سے صرف ایک دن پہلے تم میدخت کو مجھ سے مانگنے کے لئے آئے تھے اور جس دن تم مجھ سے مانگنے آئے اس سے دوسرے روز تم نے میدخت کے منسوب کو کھیتوں میں قتل کر دیا سن اجنبی اس طرح کا معاملہ پہلے کبھی ہماری ان بستیوں میں نہیں ہوا لہٰذا تیری بہتری اسی میں ہے کہ تو یہاں سے دفع ہو جائے اس لئے کہ اگر میں نے آواز دیکر ہمسایوں سے یہ کہہ دیا کہ تم انکے بیٹے کے قاتل ہو تو معاملہ بہت بڑھ جائے گا لوگ تجھے ماریں گے پیٹیں گے تیری ذات پر تھوکیں گے لہٰذا تیری بہتری اسی میں ہے کہ تو یہاں سے دفع ہو جائے سابور کی یہ گفتگو سن کر سطرون کی حالت قہر و ریخت، سفاک تقدیر، گرم جوالا اور موت کے تاریک ہیولوں کی سی ہو کر رہ گئی تھی اسکی آنکھوں میں بے یقینی کے دھندلکے اور بے انت رتوں کا عذاب جوش مارنے لگا تھا اسکے چہرے پر حقیقت کے جمال کی جگہ اسم افروز بیداریاں، تواضع و چاہت کی جگہ سلگتی نظروں کی آنچ اور نرمی اور ملاطفت کی جگہ پھٹتے بارود کی سی کیفیت رقص کرنے لگی تھی۔ پھر وہ بولا اور بوڑھے سابور کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن بوڑھے سابور تو میری اصلیت اور میری حقیقت تجھے [illegible] نہیں میں ایسی قوت اور طاقت رکھتا ہوں کہ اگر تو میدخت کو میرے ساتھ بیاہنا نہ بھی چاہے تو بھی میں میدخت کو

زبردستی حاصل کر سکتا ہوں یہ الفاظ سن کر بوڑھے سابور کا چہرہ غصے میں لال سرخ ہو گیا تھا وہ جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ سطرون اپنی جگہ سے اٹھا ایک ہاتھ اسکے منہ پر رکھا اور دوسرا اسکی گردن پر لے گیا پھر بوڑھے سابور کو اس نے گلا گھونٹ کر مار دیا۔ اس کا خاتمہ کرنے کے بعد اسے لاش کی صورت میں چارپائی پر بچھا کر اس پر ایک چادر ڈال دی۔ پھر وہ وہاں سے چلا گیا۔

سطرون اس جگہ آیا جہاں ندی کے کنارے میدخت اور بابک دونوں بہن بھائی اپنے ریوڑ کو چراتے تھے اس وقت وہ دونوں بہن بھائی ایک چٹان پر بیٹھے ہوئے آپس میں خوش گپیاں کر رہے تھے۔ سامنے ندی کے کنارے انکا ریوڑ چر رہا تھا سطرون ان دونوں کے پاس آیا وہ دونوں اسے دیکھ کر پریشان اور فکر مند ہو گئے انکے قریب آ کر سطرون نے غور سے میدخت کی طرف دیکھا اور پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا سنو میدخت شاید تمہیں تمہارے دادا نے بتا دیا ہو گا کہ میں تمہیں پسند کرتا ہوں اور تمہیں اپنے لئے حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھ میں ایک ایسا شخص ہوں کہ اگر تو انکار کرے تب بھی میں تجھے حاصل کر سکتا ہوں اس پر میدخت غصے اور خفگی میں بولی ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ تم میرے منسوب کے قاتل ہو سطرون نے بڑی ڈھٹائی سے کہا میں صرف تمہارے منسوب ہی کا قاتل نہیں بلکہ ابھی میں تھوڑی دیر پہلے تمہارے دادا کا بھی خاتمہ کر کے آیا ہوں اس لئے کہ اس نے مجھے تمہارے ساتھ بیاہنے سے انکار کر دیا تھا۔ اب تم دونوں میرے ساتھ چلو اور اگر انکار کرو گے تو نقصان اٹھاؤ گے۔ سطرون کی یہ گفتگو سن کر میدخت آپے سے باہر ہو گئی تھی وہ چاہتی تھی کہ ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھڑی سطرون کو دے مارے کہ سطرون آگے بڑھا ایک ساتھ اس نے دونوں بہن بھائی کو دبوچ لیا پھر وہ اپنی سری قوت کو حرکت میں لایا اور دوسرے ہی لمحے اس نے میدخت اور اسکے بھائی بابک کو دارا شہر کے باہر سرائے کے اس کمرے میں پہنچا دیا تھا جہاں اس نے قیام کر رکھا تھا۔

میدخت اور بابک کو ایک چارپائی پر گرانے کے بعد سطرون کمرے میں بیٹھے ہوئے عارب زروعہ اور نبیطہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا میرے ساتھیو یہ ہے وہ لڑکی جس کا نام میدخت ہے اور جسے میں پسند کرتا ہوں میں اسے آج زبردستی اسکے بھائی کے ساتھ اٹھا لایا ہوں۔ آج سے یہ میری بیوی ہے اور اسکا بھائی میرے ساتھ رہے گا تاکہ یہ اپنی بہن کی جدائی میں ادھر ادھر بھاگتا اور شور نہ مچاتا پھرے میدخت اور بابک دونوں بہن بھائی بے چارے جواب میں کچھ بھی نہ کہہ سکے تھے کیونکہ وہ سطرون کی ان سری قوتوں کو جنہیں استعمال کرتے ہوئے وہ ان دونوں کو پلک جھپکتے ہوئے سرائے میں لے آیا تھا۔ بڑے

پریشان اور فکر مند تھے۔ وہ دونوں عجیب سے خوفزدہ سے انداز میں سطرون کی طرف دیکھے جا رہے تھے۔ اس موقع پر سطرون نے عارب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ یہ میدخت کا بھائی بابک تو تمہارے ساتھ اسی کمرے میں ہی قیام کرے گا۔ جبکہ میں اپنے اور میدخت کے لئے ایک علیحدہ کمرہ کا انتظام کرتا ہوں۔ اس مقصد کیلئے میں سرائے کے مالک کی طرف جاتا ہوں تاکہ وہ مجھے ایک اور کمرہ مہیا کر دے۔ اتنی دیر تک تم لوگ ان دونوں بہن بھائی پر نگاہ رکھنا اسکے ساتھ ہی سطرون اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

○

یوناف اور بیوسا نے تیونس کی بندرگاہ پر ہملکو برقہ کے لشکر میں ایک خیمہ میں قیام کر رکھا تھا ایک روز جبکہ وہ دونوں میاں بیوی شام کے وقت اکٹھے بیٹھے تھے اچانک ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ یوناف چونک کر مستعد سا ہو گیا۔ بیوسا بھی ابلیکا کی گفتگو سننے کے لئے تیار ہو گئی تھی۔ اپنا ریشمی لمس دینے کے بعد ابلیکا فورا بولی اور کہنے لگی یوناف میرے حبیب تم دونوں میاں بیوی فورا اٹھ کھڑے ہو اور سطرون کے خلاف ایک مہم کیلئے تیار ہو جاؤ اسکے بعد ابلیکا نے سطرون کے ہاتھوں میدخت اور بابک کی بے بسی اور میدخت کے منسوب اور اسکے دادا کے قتل کی پوری روداد سنا ڈالی تھی۔ یہ بات سننے کے بعد یوناف بے چین ہو کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ بیوسا بھی کھڑی ہو گئی تھی۔ ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی میں تم دونوں کے ساتھ ہوں ابھی اور اسی وقت ایران میں دارا شہر کے پاس اس سرائے کی طرف کوچ کرو جس میں سطرون عارب نبیطہ اور زروعہ نے قیام کر رکھا ہے میں اس سرائے تک تمہاری رہنمائی کرتی ہوں عارب نبیطہ اور عارب کی نیلی دھند کی قوتوں کو میں سنبھال لوں گی تم سطرون پر وارد ہونا جبکہ اگر زروعہ بھی حرکت میں آئی تو اسکے سامنے بیوسا جم جائے گی۔ اس طرح ہم ان سے میدخت اور اسکے بھائی بابک کو چھڑا کر نیکی کا ایک کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور بیوسا فورا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور طوفانی انداز میں وہ تیونس کی بندرگاہ سے ایران کے شہر دارا کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

عارب نبیطہ اور زروعہ سرائے کے کمرے میں بڑی بے چینی سے سطرون کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد سطرون لوٹا اسکے ہاتھ میں ایک چابی تھی جسے اس نے

عارب کو دکھاتے ہوئے کہا دیکھ میرے ساتھی میں اپنے اس کمرے سے ایک کمرہ چھوڑ کر اگلا کمرہ سرائے کے مالک سے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں اب میں اس میدخت نام کی لڑکی کو اس کمرے میں لے جاتا ہوں تم اس کے بھائی کو یہیں روکے رکھو اب یہ دونوں مستقل ہمارے ساتھ رہیں گے۔ اس پر سطرون آگے بڑھا میدخت کا بازو پکڑ کر ایک جھٹکے سے اس نے اوپر اٹھایا اس پر میدخت کا بھائی بابک بے چارہ ان سب کی منت سماجت کرنے لگا وہ کبھی عارب کبھی سطرون اور کبھی نبیطہ اور زروعہ کے پاؤں پکڑتا اور باری باری ان سے التجا اور فریاد کرتا کہ ان دونوں بہن بھائی کو چھوڑ دیا جائے اور یہ کہ اسکی بہن کو بے آبرو نہ کیا جائے لیکن عارب سطرو نبیطہ اور زروعہ میں سے کسی نے بھی اسکی فریاد نہ سنی جب وہ زیادہ ہی منت سماجت پر اتر آیا تو سطرون نے بڑی سفاکی سے اپنے پاؤں کی ایک ضرب اسکی پسلیوں پر لگائی اور وہ لڑکا بے چارہ بل کھاتا ہوا کمرے کے ایک کونے میں نیم بے ہوشی کی حالت میں جا پڑا تھا۔

اپنے بھائی کی یہ حالت دیکھتے ہوئے میدخت بے چاری پنجرے میں بند کسی پرندے کی طرح تڑپ اٹھی تھی اپنا ہاتھ چھڑا کر اس نے بھائی کی طرف بھاگنا چاہا لیکن اس کے بازو پر سطرون کی گرفت ایسی مضبوط اور سخت تھی کہ وہ اپنا آپ چھڑا نہ سکی تھی بے چاری تڑپ کر اور پھڑپھڑا کر رہ گئی تھی اور پریشان کن آواز میں کہنے لگی۔

کیا میں یہ سمجھ لوں کہ تم سب لوگ پست اور پامال ہو گیا تم سب ہی اعمال نامہ گناہگار کی طرح سیاہ اور جنس زدہ مخلوق ہو گیا میں یہ سمجھ لوں کہ تم سب ہی موت کی مشعلیں روشن کرنے والے ہو پر سنو گمراہی سے گام ملا کر چلنے والو کفن فروشی گور کنی کرنے والو بچوں کی چیخوں ار عورتوں کی آہوں بیواؤں کے آنسوؤں' عصمتوں کے ملبوں پر قہقہے لگانے والو سنو شرف آدمیت کے دشمنو! نفس کے اسیرو! اگر اس وقت میرے وقت کی طنابیں اور لگامیں تمہارے ہاتھ میں دے دی گئی ہیں تو مت بھولو اس کائنات کا کوئی پیدا کرنے والا بھی ہے جو خالق اور مالک کہلاتا ہے۔ تمہارے جبر تمہارے ستم تمہارے ظلم کے سامنے میں اسی کے آگے فریاد کرتی ہوں اپنی اقبال مندی پر قہقہے لگانے والو اس کائنات کے خالق کے قہر کی لاٹھی سے ڈرو سطرون' عارب' زروعہ' یا نبیطہ میں سے کسی نے بھی میدخت کی اس گفتگو کا جواب نہ دیا بلکہ اس گفتگو سے سطرون کی حالت لمحہ بہ لمحہ غضبناک ہو گئی تھی اور وہ غصے میں سانپ کی طرح پھنکارنے لگا تھا۔

سطرون میدخت کو جب زبردستی کھینچتا اور گھسیٹتا ہوا اس کمرے کے دروازے کے قریب آیا تو اچانک اس دروازے کے باہر یوناف اور بیوسا نمودار ہوئے یوناف کو دیکھتے ہی

سطرون غضبناک ہو گیا۔ میدخت کا پکڑا ہوا ہاتھ اس نے چھوڑ دیا میدخت بے چاری نے اس موقع کا فائدہ اٹھایا اور بھاگ کر وہ اپنے بھائی کی طرف گئی اسے اپنی گود میں سمیٹ کر ڈھارس تسلی اور دلاسہ دینے لگی تھی۔ بابک اپنے آپ کو اپنی بہن کی گود میں دیکھ کر کچھ سنبھل گیا تھا اسکے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہو گئی تھی۔ عین اس موقع پر سطرون نے جوش مارتے الاؤ کی طرح یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے! خیر کے گماشتے! میری راہ سے ہٹ جا یہ لڑکی اب میری ملکیت ہے میں اسے اپنی بیوی بنا چکا ہوں میں جانتا ہوں تو اسکی مدد کے لئے آیا ہو گا لیکن اگر تو نے میرے راستے کی دیوار میری راہ کا روڑا بننے کی کوشش کی تو پھر لکھ رکھ میں تیرے تصور تیرے تخیل تیرے یقین تمناؤں اور تیری امیدوں تیری خواہشوں میں عذابوں کا فشار موت کے سناٹے بھر کر رکھ دوں گا قبل اس کے کہ سرائے کے اس کمرے سے باہر میں تیرے اور تیری بیوی بیوسا کیلئے کفن فروش اور گور کن ثابت ہوں میں تم دونوں سے یہ کہتا ہوں کہ تم دونوں یہاں سے دفع ہو جاؤ۔

سطرون کی یہ گفتگو سن کر میدخت کے چہرے پر کچھ امید اور رونق نمودار ہو گئی پھر وہ اپنے بھائی بابک کو مخاطب کر کے کہنے لگی سن بابک میرے بھائی لگتا ہے جو لوگ مجھے اٹھا کر لائے ہیں یہ بدی اور گناہ کے مجسم ہیں اور یہ جو دونوں میاں بیوی اس سطرون نام کے جوان کی راہ روکے کھڑے ہیں اور جنہیں اس سطرون نے نیکی کے نمائندے کہہ کر پکارا ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ اس کائنات کے خالق نے میرے آنسوؤں اور آہوں میں ڈوبی ہوئی دعا کو قبول کیا ہے دیکھ میرے بھائی میں یہ محسوس کر رہی ہوں جیسے اس کمرے میں اب نیکی اور بدی کی قوتیں آپس میں ٹکرائیں گی شاید یہ کمرے میں قیام کرنے والے اور یہ باہر سے آنے والے دونوں میاں بیوی پہلے سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ ماضی میں بھی یہ ایک دوسرے سے ٹکراتے رہے ہوں سطرون کی گفتگو سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ آنے والے بھی کوئی معمولی قوت والے نہیں میرا خیال ہے کہ وہ بھی ان ہی جیسے مافوق الفطرت قوتوں کے مالک ہوں گے۔ بس میرے بھائی مجھے امید لگ چکی ہے کہ میری آبرو سرعام لٹے گی نہیں بلکہ ہم دونوں بہن بھائیوں کی جان بچ جائے گی یہ دونوں آنے والے نیکی کے نمائندے شاید ہمارے نجات دہندہ ہی ثابت ہوں۔

یہاں تک کہتے کہتے میدخت خاموش ہو گئی اس لئے کہ اس نے دیکھا سطرون کی گفتگو کے جواب میں یوناف کے چہرے کی شکنوں میں غضب کی خونخواری' بھیانک عداوتیں اور نہ تھمنے والے طوفان جوش مارنے لگے تھے جبکہ اسکی آنکھوں کے اندر مرگ کے خونی بھنور

رقص کر رہے تھے ایسا لگتا تھا سطرون کی گفتگو سن کر یوناف کے اندر سنسان اجاڑ، بھبھوکا سی چنگاریاں اور سلگتی خزائیں جوش مارنے لگی ہوں۔ تھوڑی دیر تک یوناف کی ایسی کیفیت رہی پھروہ سطرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ سطرون تیری عداوت اور رقابت تیرے رشک و حسد تیرے غرور و نخوت تیری آتش مزاجی و تمرد تیری قسادت قلبی اور حیوانی طلب کے سامنے میں نیکی کا ایک نمائندہ بن کر آیا ہوں میں تم لوگوں سے ٹکرانا نہیں چاہتا پر میں تم لوگوں سے یہ کہتا ہوں کہ یہ لڑکی اور اسکا بھائی دونوں میرے حوالے کر دو۔ یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں سطرون نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا پھروہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ تیرے حوالے کیسے کر دوں جبکہ یہ لڑکی میری بیوی ہے۔ اور میری بیوی کی حیثیت سے وہ تیرے ساتھ کیوں جانا پسند کرے گی۔ سطرون کی گفتگو کے جواب میں یوناف کہنے لگا اگر تو اس لڑکی کو اپنی بیوی ہی کہتا ہے تو ذرا اس سے پوچھ کر تو دیکھ یہ میرے ساتھ جانے پر آمادہ ہے کہ نہیں یوناف کی اس گفتگو پر سطرون کے چہرے پر بڑی غضبناکیاں پھیل گئی تھیں پھر بڑی خونخواری سے اس نے میدخت اور بابک کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا سنو میدخت اور بابک کیا تم دونوں اس اجنبی کے ساتھ جانے کیلئے تیار ہو اس پر میدخت فورا بولی اور کہنے لگی ہاں ہم دونوں بہن بھائی ان دونوں اجنبیوں کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہیں میدخت کی یہ گفتگو سن کر سطرون بڑی تیزی سے اسکی طرف بڑھا تھا اور چاہتا تھا کہ اپنے پاؤں کی ایک لات وہ میدخت کو دے مارے کہ اسی وقت یوناف ہواؤں کے وحشی بہاؤ کی طرح جوش میں آیا اور اعصابی ضعف طاری کر دینے والا ایک مکا اس نے سطرون کی گردن پر دے مارا تھا جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ سطرون ایک طرف جھک سا گیا اور میدخت اسکے پاؤں کی ضرب سے محفوظ رہ گئی تھی یوناف کا مکا کھانے کے بعد سطرون اور زیادہ خونخوار کیفیت اختیار کر گیا تھا۔ اس موقع پر اچانک زروعہ حرکت میں آئی اس نے ایک زہریلی اور لمبی چھلانگ بیوسا پر لگائی تھی اور بیوسا پر اس نے لگاتار گھونسوں اور مکوں کی بارش کر دی تھی۔ زروعہ نے آنا" فانا" بیوسا کو اپنے نیچے گرا لیا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ زروعہ طاقت اور قوت میں بیوسا سے کہیں زیادہ ہو۔ بیوسا بیچاری کی یہ حالت دیکھتے ہی یوناف زروعہ کی طرف لپکا اس نے دو گھونسے زروعہ کے ایسے مارے کہ زروعہ بل کھاتی اور چیختی پیچھے ہٹتی تھی عین اس موقع پر سطرون رگوں میں اچھلتے خون، فحش ناٹک اور راہوں کے آشوب کی طرح حرکت میں آیا اندھیروں کے بھنور اور زہر آلود تشدد کی مانند وہ یوناف پر حملہ آور ہوا لگاتار کئی ضربیں اس نے یوناف کی گردن اسکے چہرے اور اسکے کاندھوں اور پیٹ پر بھی دے ماری تھیں۔ ان ضربوں کے

سامنے یوناف بے چارا بری طرح کراہ اٹھا تھا اور اسکے منہ سے خون بھی بہہ نکلا تھا۔

ایسا لگتا تھا کہ ایسے موقع پر عارب نیبطہ اور عارب کی نیلی دھند کی قوتیں بھی یوناف اور بیوسا کے خلاف حرکت میں آنا چاہ رہی تھیں مگر وہ آگے نہ بڑھ پا رہی تھیں شاید ابلیکا انکے خلاف حرکت میں آ چکی تھی اور انہیں آگے بڑھنے سے روک دیا تھا یہاں تک کہ عارب نیبطہ اور انکی نیلی دھند کی قوتیں بری طرح چیخنے لگی تھیں شاید ابلیکا نے ان پر ضربیں لگانی شروع کر دی تھیں یہ کیفیت دیکھتے ہوئے میدخت اور بابک دونوں بہن بھائی کمرے سے باہر نکل آئے تھے سطرون کے ہاتھوں بری طرح پٹنے کے بعد یوناف ایک بار پھر کھڑا ہوا اس نے آگے بڑھ کر سطرون کو ضرب لگانا چاہی لیکن سطرون نے ہوا میں ہی اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر روک لیا پھر گردن کے نیچے یوناف کے اس نے ایک ایسی ضرب لگائی کہ یوناف ہوا میں اچھلتا ہوا دور جا گرا تھا عین اس موقع پر زروعہ پھر بیوسا پر حملہ آور ہوئی تھی وہ چاہتی تھی کہ پہلے کی طرح بیوسا کو پھر پیچھے گرا کر اسکی پٹائی کرے لیکن یوناف پھر طوفان کی طرح حرکت میں آیا تھا ایک طرف سے ہٹ کر اس نے سطرون سے پہلو بچایا پھر پاؤں کی ایک ایسی ٹھوکر زروعہ کی گردن کے نیچے لگائی کہ زروعہ انتہائی شدت کی تکلیف کا اظہار کرتے ہوئے پشت کی دیوار سے جا ٹکرائی تھی۔ اس طرح زروعہ پر ضرب لگا کر یوناف نے بیوسا کو اسکے حملے سے بچا لیا تھا لیکن اس وقت تک سطرون پھر یوناف پر حملہ آور ہو چکا تھا۔

سطرون نے پہلے پاؤں کی ایک سخت ٹھوکر یوناف کے پیٹ پر ماری پھر اسکی پیٹھ پر لگاتار اس نے دو تین گھونسے ایسے مارے کہ یوناف اسکی ضربوں کی شدت سے دوہرا ہو کر کراہ رہا تھا۔ قبل اسکے کہ سطرون یوناف پر مزید ضربیں لگاتا اچانک وہ اپنا توازن کھو بیٹھا اور پیٹھ کے بل گر گیا شاید ابلیکا اسکے خلاف بھی حرکت میں آ گئی تھی اور اس پر ضرب لگا کر یوناف کی مدد کی تھی۔

یوناف نے اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جونہی اسکے قریب سطرون نے بے بسی کی حالت میں گرا وہ بھاگ کر میدخت کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا دیکھ میری بہن یہ شیطانی نمائندے اور گناہ کے گماشتے ہیں دیکھ تو اور تیرا بھائی ہمارے ساتھ آؤ میرا نام یوناف ہے اور وہ لڑکی جو میرے ساتھ آئی ہے میری بیوی ہے اور اس کا نام بیوسا ہے ہم تم دونوں بہن بھائی کی ان ظالموں اور ستم گروں کے ہاتھوں سے جان بچانا چاہتے ہیں اس پر میدخت فورا بولی اور کہنے لگی میں اور میرا بھائی بابک تم دونوں میاں بیوی کے ساتھ جانے کیلئے تیار ہیں اس پر یوناف نے آنکھ سے بیوسا کو مخصوص اشارہ کیا جس کے جواب میں وہ

حرکت میں آئی یوناف نے میدخت کا ہاتھ پکڑ لیا جبکہ بیوسا بھاگ کر آگے بڑھی اس نے میدخت کے بھائی بابک کا بازو پکڑا پھر وہ دونوں کو کھینچتے ہوئے سیڑھیوں کی طرف بھاگے تھے۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے سطرون اور زروعہ بھی اٹھ کر انکے پیچھے پیچھے بھاگے تھے تاکہ انہیں سیڑھیوں سے نیچے نہ اترنے دیں سیڑھیوں کے نزدیک جا کر اچانک یوناف نے میدخت کا ہاتھ چھوڑ دیا عین اس موقع پر جب پیچھے کی طرف سے سطرون اس پر ضرب لگانے لگا تو یوناف نے اسکا ہوا میں اٹھا وہ ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر کھینچ کر اسے اپنے سامنے لایا پھر اسکے پیٹ میں ایسی لات ماری کہ سطرون بری طرح سیڑھیوں پر لڑھکتا ہوا سامنے کی دیوار سے جا ٹکرایا تھا پھر آنا" فانا" یوناف نے زروعہ کو بھی پکڑا تھا اسے اپنے دونوں ہاتھوں میں اوپر اٹھا کر بری طرح اس نے دیوار سے ٹکرانے والے سطرون کے اوپر دے مارا تھا۔ پھر اس نے ایک لمبی زہریلی جست لگائی پوری قوت کے ساتھ وہ سطرون اور زروعہ کے اوپر گرا پھر اسے زروعہ کے منہ چہرے ناک اور اسکے سر پر ضربیں لگانی شروع کر دیں تھیں۔ بیوسا نے بھی اس موقع سے فائدہ اٹھایا اس نے بابک کا پکڑا ہوا بازو چھوڑ دیا وہ زمین پر گری ہوئی زروعہ کی طرف بڑھی اور اسکے منہ اسکے پیٹ اسکی پیٹھ اسکی ریڑھ کی ہڈی پر اس نے اپنے پاؤں اور اپنے ہاتھوں سے ایسی ضربیں لگائیں کہ زروعہ درد کی شدت سے بری طرح چیخ چلا اٹھی تھی اسکے بعد ایک دوسرے کو اشارہ کرتے ہوئی یوناف اور بیوسا ایک بار پھر حرکت میں آئے پہلے کی طرح وہ میدخت اور بابک کے ہاتھ پکڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

سیڑھیوں سے نیچے اترتے ہی یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے میدخت اور بابک کو لیکر وہ انکی بستی کے اندر جا نمودار ہوئے پھر شاید ابلیکا انکی رہنمائی کر رہی تھی اسلئے کہ وہ میدخت کے گھر میں داخل ہوئے جب انہوں نے ایسا کیا تو میدخت نے بڑی حیرانی اور پریشانی میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا میرے بھائی تجھے کیسے پتا چلا کہ ہماری کونسی بستی ہے اور تو نے یہ کیسے جانا کہ یہ ہمارا گھر ہے جس میں تو ہمیں لے آیا ہے اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا دیکھ میری بہن جس طرح تجھے اٹھانے والے کچھ مافوق الفطرت قوتوں کے مالک ہیں ایسے ہی میں بھی کچھ خرق عادت طاقتوں کا مالک ہوں دیکھ میں تیرے ساتھ لمبی گفتگو کر کے وقت ضائع کرنا نہیں چاہتا اسلئے کہ وہ بدی کے گماشتے ہمارا تعاقب کرتے ہوئے یہاں پہنچنے کی کوشش کریں گے لہٰذا تو جلدی سے ایسا کر کہ مجھے ایک کوئلہ اور چھری لا دے میدخت نے مزید کوئی بات نہ کی

بھاگی بھاگی وہ مبطخ کی طرف گئی وہاں سے وہ ایک کوئلہ اور ایک چھری لے آئی یوناف نے آگے بڑھ کر وہ کوئلہ اور چھری لے لی۔ اور پھر وہ سامنے والے کمرے میں گیا دائیں ہاتھ کی دیوار پر جلدی جلدی اس نے سطرون کی شبیہ بنائی پھر چھری اور شبیہ پر اس نے اپنا آتشی عمل کیا پھر وہ بیوسا میدخت اور بابک کو لے کر اس دیوار کے پاس کھڑا ہو گیا تھا عین اس وقت آندھی اور طوفان کی طرح سطرون زروعہ' بیوسا اور عارب اور نیلی دھند کی قوتیں میدخت کے گھر میں داخل ہوئیں تھیں یوناف فوراً حرکت میں آیا وہ چھری جو اس نے ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی اس شبیہ کے پیٹ میں گاڑ دی جو اس نے دیوار پر بنا رکھی تھی اس چھری کا اس شبیہ کے پیٹ میں گاڑا جانا تھا کہ سطرون زمین پر گرا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنا پیٹ پکڑ کر بری طرح واویلا اور شور کرنے لگا تھا یوں لگتا تھا جیسے وہ بہت بڑی کرب اور تکلیف میں مبتلا ہو گیا ہو۔ سطرون کی یہ حالت دیکھتے ہوئے عارب نبیطہ زروعہ اور نیلی دھند کی قوتیں اس کمرے سے باہر ہی رک کر سطرون کی طرف پریشانی اور تعجب سے دیکھنے لگی تھیں۔

یوناف نے چھری دیوار پر سطرون کی شبیہ میں ہی گڑھی رہنے دی۔ ہاتھ میں پکڑے ہوئے کوئلے پر اس نے اپنا کوئی عمل کیا پھر اس نے وہ کوئلہ عارب کی نیلی دھند کی قوتوں کے اندر جب پھینکا تو نیلی دھند کی وہ قوتیں چیختی چلاتی ہوئی بہت پیچھے ہٹتی چلی گئی تھیں اسکے ساتھ ہی یوناف آگے بڑھا اپنے پاؤں کی ایک زبردست ٹھوکر اس نے کچھ اس وقت اور اس انداز سے عارب کے پیٹ میں ماری کے عارب ہوا میں کئی پلٹیاں کھاتا ہوا پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا تھا ابھی زروعہ اور نبیطہ نیلی دھند کی قوتوں کی پسپائی اور عارب کی تکلیف دہ حالت پر پریشان ہی ہو رہی تھیں کہ یوناف آندھی اور طوفان کی طرح زروعہ کی طرف بڑھا اس نے اسے دونوں شانوں سے اٹھا کر سامنے والی دیوار کی طرف دے مارا اتنی دیر میں بیوسا بھی حرکت میں آ چکی تھی وہ نبیطہ پر برس پڑی۔ نبیطہ کے بال پکڑ کر اس نے اسکے دائیں بائیں کئی طمانچے دے مارے اسکے بعد اسے اسکی گردن سے پکڑا وہ اسکی پشت پر آئی اسکی پیٹھ پر بیوسا نے ایسا گھونسہ مارا کہ نبیطہ بے چاری بل کھاتی ہوئی عارب کے قریب جا گری تھی۔

کمرے میں میدخت اور بابک یوناف اور بیوسا اس کامیابی پر خوشی اور اطمینان کا اظہار کر رہے تھے یوناف جب عارب اسکی نیلی دھند کی قوتوں اور زروعہ سے فارغ ہوا تو زمین پر لیٹے ہی لیٹے سطرون نے اسکے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا تم نے مجھے جس اذیت میں مبتلا کیا ہے ایک بار اس سے مجھے نجات دو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میدخت نام کی اس لڑکی کو

کبھی بھی گزند پہنچانے کی کوشش نہیں کروں گا۔ یوناف آگے بڑھا اپنے پاؤں کی ایک سخت ٹھوکر اس نے سطرون کے شانے پر اس قوت سے لگائی کہ سطرون بلبلا اٹھا تھا اسکے بعد دوسری اور تیسری ضرب بھی اس نے سطرون کے دوسرے شانے اور پیٹھ پر دے ماری تھی درد کی شدت سے سطرون دوہرا ہو کر زمین پر لوٹنے لگا تھا۔ پھر آخرکار اس نے یوناف کے پاؤں پکڑ لئے اور کہنے لگا کہ اے نیکی کے نمائندے ایک بار تو مجھے اس اذیت سے نجات دے میں وعدہ کرتا ہوں کہ ان دونوں بہن بھائی کو کسی تکلیف میں مبتلا نہ کروں گا اسکے ساتھ ہی یوناف کمرے میں گیا سطرون کی شبیہہ میں جو چھری گڑی تھی وہ اس نے نکال لی پھر وہ بلند آواز میں سطرون سے کہنے لگا۔ سطرون سنو تم نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ آئندہ تم میدخت اور اسکے بھائی بابک کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچاؤ گے اور اگر تم نے دوبارہ ایسا کیا تو میں دوبارہ تمہیں اسی اذیت میں مبتلا کرونگا اور پھر میں تمہیں ایسا سبق سکھاؤں گا زندگی بھر یاد رکھو گے۔

یوناف نے جس وقت دیوار پر بنی سطرون کی شبیہہ سے چھری نکالی تو سطرون ٹھیک ٹھا ہو کر کھڑا ہو گیا تھا اتنی دیر تک زمین پر گرے ہوئے عارب زروعہ اور نبیطہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ نیلی دھند کی قوتیں بھی قریب آگئی تھیں سطرون کے قریب آکر عارب نے بڑی پشیمانی اور تاسف کے انداز میں کہا سنو سطرون تم اچانک جب تکلیف میں مبتلا ہوئے تو میں بڑا بدحواس ہو گیا تھا میں بروقت تمہیں یہ بتانا بھول ہی گیا تھا کہ جب کبھی بھی یوناف تمہیں ایسی اذیت میں مبتلا کرے تو تم اپنی ہیئت اور اپنی شکل تبدیل کر دیا کرو اس طرح تمہیں اس اذیت سے نجات مل جائے گی اس لئے کہ جس چیز کی یہ شبیہہ دیوار پر بناتا ہے اس پر جب یہ چھری مارتا ہے تو اسی شکل اور شبیہہ کے انسان کو اذیت اور نقصان پہنچتا ہے۔ اگر شکل بدل لی جائے تو انسان اس اذیت میں مبتلا نہیں رہتا۔ یہ حربہ یوناف ماضی میں ہمارے اور آقا عزازیل کے خلاف بھی استعمال کرتا رہا ہے اور ہم یہ طریقہ استعمال کر کے اس سے بچتے رہے ہیں۔

اس پر سطرون نے غصے اور غضب کا اظہار کرتے ہوئے کہا سنو عارب جو دیوار پر شبیہہ بنا کر کسی کو اذیت میں مبتلا کرنے کا حربہ یوناف ہمارے خلاف استعمال کرتا ہے تو کیا یہ حربہ تمہارے پاس نہیں ہے۔ اس پر عارب بولا اور کہنے لگا سنو سطرون یہ عمل اس یوناف نے مصر کی ایک عظیم کاہنہ سے حاصل کیا تھا یہ عمل یہ سحر یہ راز ہم نے اس کاہنہ سے حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن اس راز کو ہم سے پہلے ہی یوناف لے اڑا لہٰذا میں عزازیل اور نبیطہ اس عمل کو حاصل کرنے میں ناکام رہے اب یہی عمل گاہے بگاہے یوناف

ہمارے خلاف استعمال کرتا ہے اور اسی عمل کی وجہ سے یہ اکثر اوقات ہمارے خلاف برتری اور کامیابی بھی حاصل کر لیتا ہے اس پر سطرون شرمندہ اور کھسیانا سا ہو کر بولا آؤ عارب چلیں اب ان لوگوں سے تعارض کرنا اچھا نہیں ہے اگر دوبارہ یوناف نے اسی اذیت میں مبتلا کر دیا تو میں سمجھتا ہوں یہ اذیت دوبارہ میرے لئے ناقابل برداشت ہو گی۔ یوناف زروعہ اور نبیطہ نے سطرون کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ چاروں نیلی دھند کے ساتھ وہاں سے چلے گئے۔

ان چاروں کے جانے کے بعد میدخت اور اسکا بھائی بابک دونوں کمرے سے نکل کر صحن میں آئے پھر میدخت نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا میرے بھائی تم کون ہو تمہارا تعلق کس سرزمین سے ہے کہاں سے آئے ہو تمہیں کیسے خبر ہو گئی کہ ہم ان مکاروں اور شیطانی قوتوں کے چنگل میں پھنس گئے ہیں۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا سن میدخت میری بہن میں اور میری بیوی بیوسا دونوں ہی نیکی کے نمائندے ہیں جہاں کہیں بھی شیطانی قوتیں نیکی کے خلاف بدی کا لبادہ اوڑھ کر حرکت میں آتی ہیں یا جہاں کبھی بھی ابلیسی طاقتیں مظلوم انسانوں کو اپنا ہدف اور اپنا نشانہ بنانے کی کوشش کرتی ہیں میں اور میری بیوی دونوں وہاں پہنچتے ہیں اور اپنی پوری کوشش کرتے ہیں کہ بدی کی ان قوتوں کو کسی پر حاوی نہ ہونے دیں۔ تم اپنے دل میں یہ بات لکھ رکھو کہ جس طرح یہ شیطانی قوتیں مافوق الفطرت انداز میں حرکت میں آ سکتی ہیں اسی طرح ہم نیکی کے نمائندوں کی حیثیت سے کچھ خرق عادت قوتیں رکھتے ہیں جنہیں استعمال کر کے ہم ان بدی کے گماشتوں کو زیر اور مغلوب کرتے ہیں دیکھ میری بہن میں اور میری بیوی اب یہاں سے کوچ کریں گے مجھے امید ہے کہ سطرون آئندہ تم دونوں بہن بھائیوں کو تنگ نہیں کرے گا۔ اور اگر کبھی وہ ایسا کرے تو وہ چھری جو میں نے تم سے لی تھی وہ چھری تم دیوار پر بنی ہوئی شبیہہ پر گاڑ دینا اور پھر تم دیکھنا کہ سطرون کی کیا حالت ہوتی ہے۔ اب تم دونوں بہن بھائی اپنے گھر میں پرسکون زندگی کی ابتداء کرو اور مجھے امید ہے کہ سطرون تم سے آئندہ کوئی تعارض نہیں کرے گا۔ یوناف کا جواب سن کر میدخت اور بابک دونوں ہی خوش ہو گئے تھے اس کے بعد یوناف اور بیوسا انہوں نے ان بہن بھائیوں سے اجازت لی ان کے مکان سے باہر نکل کر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور دوبارہ وہ پہلے کی طرح ٹیونش کے ساحل پر حملکوبرقہ کے لشکر میں جا شامل ہوئے تھے۔

اپنے لشکر کے ساتھ ٹیونش کے ساحل پر قیام کے دوران ایک روز عظیم کنعانی جرنیل حملکوبرقہ نے یوناف اور بیوسا کو طلب کیا جب وہ دونوں میاں بیوی حملکوبرقہ کے خیمے میں

داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ خیمے کے اندر صرف تین افراد بیٹھے ہیں ایک خود حملکوبرقہ دوسرا اسکا داماد حسد روبال اور تیسرا حملکوبرقہ کا نو سالہ بیٹا ہانی بال تھا۔ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی جب اس خیمے میں داخل ہوئے تو حملکوبرقہ نے ان دونوں میاں بیوی کو تعظیم دیتے ہوئے اٹھ کر ان دونوں کا استقبال کیا اس کی دیکھا دیکھی اسکا داماد حسد روبال اور بیٹا ہانی بال بھی اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے تھے۔ پھر جب یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی آگے بڑھ کر حملکوبرقہ کے پہلو میں بیٹھ گئے تب وہ تینوں بھی اپنی جگہ پر جم گئے اسکے بعد حملکوبرقہ بولا اور یوناف اور بیوسا دونوں کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

سنو یوناف اور بیوسا تم جانتے ہو کہ میں تم دونوں میاں بیوی پر اعتماد اور بھروسہ کرتا ہوں تم دونوں کی حیثیت میرے ہاں نہایت ہی قابل اعتماد اور بھروسے کے عزیزوں جیسی ہے۔ مختصر الفاظ میں تم یوں سمجھ سکتے ہو کہ میں یوناف کو اپنا بھائی اور بیوسا کو اپنی بہن تصور کرتا ہوں مجھے تم دونوں کی دانشمندی فہم و فراست اور جنگی ممارصیت پر بھی پورا پورا اعتماد اور بھروسہ ہے۔ میں اپنے لشکر کے ساتھ مغرب کی سمت قدم اٹھانے والا ہوں اور یہ قدم اٹھانے سے پیشتر میں تم دونوں سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ تمہاری مشاورت سے میں کوئی صحیح اقدام کرنے میں کامیاب ہوں۔ یہاں تک کہنے کے بعد حملکوبرقہ جب خاموش ہوا تو یوناف بولا اور بڑے غور اور انہماک سے اس نے حملکوبرقہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

سنو برقہ میرے عزیز پہلے یہ کہو کہ تم کونسا عملی قدم اپنے لشکر کے ساتھ اٹھانا چاہتے ہو اس پر حملکوبرقہ فوراً بولا اور کہنے لگا یوناف میرے بھائی تم جانتے ہو کہ ماضی میں میری قوم کی دنیا کے اندر بڑی حیثیت عزت اور تکریم تھی لیکن گذشتہ سالوں میں کنعانیوں کو رومنوں کے ہاتھوں ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا ہے جسکے نتیجے میں سسلی کے علاوہ جزائر سارڈینیا اور کارسیکا میں کنعانیوں کے مفاد کو بری طرح نقصان پہنچا ہے میں ان جزائر میں کنعانیوں کے مفادات کی بحالی کا اہتمام تو نہیں کرنا چاہتا اسلئے کہ یہ ایک مشکل اور دشوار کام ہے اور اسکے لئے رومنوں کے ساتھ ہماری نہ ختم ہونے والی جنگ شروع ہو جائے گی اور یہ جنگ کے علاوہ سمندر میں بھی تمام ساحلوں پر پھیل جائے گی اور ایسا کر کے میں اپنی قوم کو مصیبت اور دشواری میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا۔ اپنی قوم کی سطوت، عزت اور شہرت کی بحالی کیلئے میں ایک نیا اور انوکھا اقدام کرنا چاہتا ہوں۔

اور وہ یہ کہ میں اپنے موجودہ لشکر کے ساتھ مغرب کی طرف کوچ کروں گا۔ مغرب میں ابھی تک بے شمار قبائل ایسے ہیں جو آزادہ رہ کر گزر بسر کر رہے ہیں ان قبائل کے

اندر بے شمار ایسے بھی قبائل ہیں جو ماضی میں کنعانی شہروں اور قصبوں پر بے دریغ حملے کر کے لوٹ مار کا باعث بنتے رہے۔ اور کنعانی ان ہی باغی قبائل سے خاطر خواہ نالاں بھی رہے ہیں۔ میں بظاہر اپنی قوم کو یہی تاثر دوں گا کہ اپنے لشکر کے ساتھ میں مغرب کے ان ہی باغی قبائل کے خلاف حرکت میں آ رہا ہوں اور ان کا قلع قمع کرنا چاہتا ہوں تاکہ آنے والے دور میں کنعانیوں کے لئے کسی مصیبت اور خطرہ کا باعث نہ بنیں۔

پس سنو یوناف میرے بھائی اس کام کے درپردہ میں ایک بہت بڑی مہم سر کرنا چاہتا ہوں۔ــــــــــــــ ان صحرائی قبائل پر حملہ آور ہو کر اور انہیں اپنا مطیع اور فرمانبردار بنانے کے بعد میں بڑی تیزی سے مغرب کی طرف پیش قدمی کروں گا اور طنجہ کے ساحل تک جا پہنچوں گا۔ وہاں اپنے لشکر کے ساتھ قیام کر کے میں ایک بحری بیڑہ تیار کراؤں گا اس بحری بیڑے کی مدد سے میں افریقی ساحل اور اسپین کے درمیان پڑنے والے سمندر کو عبور کروں گا اور پھر اپنے لشکر کے ساتھ اسپین پر حملہ آور ہوں گا۔ میں تو چاہتا ہوں جہاں سسلی سارڈینیا کارسیکا اور دوسرے جزائر میں کنعانیوں کے مفادات کو نقصان پہنچا ہے وہاں اسپین کو فتح کر کے ان نقصانات کی تلافی کر دی جائے۔

سنو یوناف میرے بھائی اس موضوع پر تمہاری رائے طلب کرنے سے پہلے میں تم پر یہ بھی انکشاف کر دوں کہ اسپین کے ساحل کے ساتھ ساتھ پہلے سے میری قوم کی تجارتی چوکیاں قائم ہیں ہمارے تجارتی بیڑے اسپین کے ساحل پر آتے جاتے رہتے ہیں۔ میں ان بحری بیڑوں کو جنگ میں استعمال کرنا نہیں چاہتا اسلئے کہ اس طرح عام لوگوں کو بھی خبر ہو جائے گی کہ میں اسپین پر حملہ آور ہونا چاہتا ہوں جبکہ میں ابھی ان باتوں کو خفیہ رکھنا چاہتا ہوں۔ طنجہ کے ساحل پر اس مقصد کے لئے میں اپنا ایک عظیم الشان بحری بیڑہ تیار کروں گا جسکی مدد سے میں اسپین پر حملہ آور ہوں گا۔ میرے لشکر میں بہت سے سپاہی ایسے ہیں جو اسپین کے ساحل سے خوب آشنا اور واقف ہیں اور یہ لوگ میرے لئے بڑے مددگار اور سودمند ثابت ہوں گے اب تم کہو یوناف میرے بھائی کہ میری اس مہم کے سلسلے میں تمہاری کیا صلاح اور تمہارا کیا مشورہ ہے یہاں تک کہنے کے بعد حملکوبرقہ جب خاموش ہوا تو یوناف تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔

سنو برقہ مغربی صحراؤں کے باغی قبائل کو مغلوب کرنے کی آڑ میں اسپین پر حملہ آور ہونے کی تمہاری تجویز بہترین اور عمدہ ہے اگر تم اسپین کی اپنی مہم میں کامیاب رہو تو پھر تم یقیناً کنعانیوں کے مفادات کی بحالی کا کام سرانجام دے سکتے ہو۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا اسپین میں داخل ہونے کے بعد جب تم شمال کی طرف اپنی فتوحات کا سلسلہ وسیع سے وسیع

تر کرتے چلے جاؤ گے تو اس سرزمین میں بھی تمہیں رومنوں سے خطرات ضرور درپیش ہونگے اس لئے جنوب سے شمال کی طرف تم یلغار کرتے ہوئے جب پیش قدمی کرو گے تو رومنوں کی شمالی سرحدیں چونکہ اسپین سے ملتی ہیں لہٰذا وہ تمہیں اپنے لئے ضرور خطرہ تصور کریں گے اور ضرور تمہارے خلاف حرکت میں آنے کی کوشش کریں گے ایسی صورت میں میں تمہیں یہ مشورہ دوں گا کہ اسپین کے ساحل پر اترنے سے پہلے ایک بہترین بحری بیڑے کے ساتھ ساتھ ایک پرقوت اور جرار لشکر بھی تیار کرو تاکہ اسپین پر قبضہ کرنے کے بعد اگر تمہیں رومنوں کے خلاف جنگ کرنا پڑتی ہے تو تم کوئی پس و پیش اختیار نہ کرو۔

سنو برقہ اسپین کو فتح کرنے کے بعد جب رومنوں کے ساتھ تمہارا سامنا ہوتا ہے اور تم اگر رومنوں کے مقابلے سے پہلو تہی کرتے ہو اور ان کے ساتھ ٹکرانا نہیں چاہتے ہو تو اس طرح تم کنعانیوں کے مفادات کو مزید نقصان پہنچانے کا باعث بنو گے اور دنیا کے اندر کنعانیوں کی رہی سہی عزت اور شہرت بھی جاتی رہے گی لہٰذا اسپین کے ساحل پر تمہیں اپنی پوری تیاریوں کے ساتھ اترنا ہو گا تاکہ رومن جب تمہارے سامنے آئیں تو تم بے محابہ ان سے ٹکرا سکو اگر تم شمالی اسپین کی سرحدوں پر رومنوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جاؤ تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس طرح تم ماضی میں رومنوں کے ہاتھوں کنعانیوں کی کھوئی ہوئی عزت و شہرت کی بحالی کا فریضہ انجام دے سکتے ہو اور اگر تم ایسا کر دکھاؤ تو تمہاری حیثیت کنعانیوں کے عظیم جرنیلوں اور باعظمت رہنماؤں میں شمار ہونے لگی گی۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو حملکوبرقہ بولا اور کہنے لگا۔

یوناف میرے بھائی تمہاری تجویز تمہاری رائے بہترین اور عمدہ ہے تم فکرمند نہ ہو میں مغربی صحراؤں کے باغی قبائل کی پوری طرح سرکوبی کرنے کے بعد طنجہ کے ساحل پر نہ صرف یہ کہ بہترین بحری بیڑہ تیار کروں گا بلکہ اپنے لشکر میں بھی اضافہ کرنے کی کوشش کروں گا۔ باغی قبائل جب میرے مطیع ہوں گے ان میں سے بھی بھرتی کر کے میں اپنے لشکر کو بڑھاؤں گا اسکے علاوہ اسپین کے ساحل پر اترنے کے بعد وہاں بھی بھرتی کا سلسلہ جاری رکھوں گا اور اپنے لشکر کی تعداد کئی گنا بڑھا کر رکھ دوں گا اب جبکہ تم میرے ساتھ میرے اس حملے کی تائید کر رہے ہو تو تمہاری رائے اور اصلاح کی روشنی میں میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کل ہم اپنے لشکر کے ساتھ یہاں سے مغرب کی طرف کوچ کریں گے تم دونوں میاں بیوی بھی میرے ساتھ ہو گے۔ میرے داماد حسد روبال اور بیٹا ہانی بال بھی میرے ساتھ ہو گا پہلے ہم مغرب کے صحرائی باغی قبائل کی مکمل سرکوبی کریں گے اسکے بعد اسپین پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے اب تم دونوں میاں بیوی جا کر آرام کرو اسلئے

کہ کل صبح ہی صبح کوچ کیا جائے گا۔ اسکے ساتھ ہی دونوں میاں بیوی یوناف اور بیوسا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ حملکوبرقہ کے خیمے سے نکل کر ہاتھ ڈالے اپنے خیمے کی طرف جا رہے تھے۔

دوسرے روز حملکوبرقہ نے اپنے لشکر کے ساتھ تیونس کے ساحل سے کوچ کیا اور وہ صحرا کے اندر مغرب میں بسنے والے ان باغی قبائل کی طرف بڑھا تھا جو وقتاً" فوقتاً" کنعانیوں کی سلطنت پر حملہ آور ہو کر ان کے علاقوں میں لوٹ مار اور قتل و غارت کا بازار گرم کرتے رہتے تھے اپنے لشکر کے ساتھ حملکوبرقہ اپنی اساطیری شخصیت میں موت کی نگاہ اور عناصر ترکیبی کو منتشر کر دینے والے دھول نچاتے ہوئے بگولوں کی طرح ان باغی قبائل پر وارد ہوا تھا اور اپنے تیز حملوں میں اسی نے ان سارے قبائل کے دم خم نکالنے شروع کر دیئے تھے۔

افریقہ کے صحراؤں میں یہ باغی قبائل طوفان کے طائر سیاہ جیسے خوفناک' امن کے کھیتوں میں زہر بونے والے اجنبی دلدل کی جاؤ جیسے خطرناک اور ظلمات کے سفر جیسے بھیانک خیال کیئے جاتے تھے لیکن حملکوبرقہ نے ایسے برق رفتار حملوں سے ان باغی قبائل کے جسم و روح کے مرکب کو دھنکی ہوئی اون اور بکھرے پتنگوں کی طرح منتشر کرنا شروع کر دیا تھا۔ باغی قبائل کے خلاف صحراء میں جگہ جگہ حملکوبرقہ نے داستان ازم و الم کھڑی کرتے ہوئے اور انہیں خاک کا رزق بناتے ہوئے مٹی کے ڈھیر کی طرح ان کی لاشوں کے تودے لگانے شروع کر ریئے تھے۔ اس نے باغی قبائل کی ساری قوتیں منجمند کر کے رکھ دی تھیں اور صورتحال یہ پیدا ہو گئی تھی کہ جس طرف بھی حملکوبرق اپنے لشکر کے ساتھ رخ کرتا باغی قبائل اس طرح سے اسکے سامنے سے بھاگ کھڑے ہوتے جیسے پرندے دھماکوں کی آواز سے درختوں سے اڑنے لگتے ہیں۔

ان باغی قبائل کی طاقت کے پشتوں اور قوت جبروت کے زعم کو توڑنے اور ان کے درد کے آنگن میں جلتی دھوب پھیلائے اور ان کی صفوں میں اپنی فتح اور کامیابی کے علم گاڑنے کے بعد چند ہفتوں تک اپنے لشکر کے ساتھ حملکوبرقہ نے صحراء کے اندر ہی پڑاؤ کیئے رکھا تاکہ اس دوران اگر کوئی اور قبیلہ ان کے خلاف سر اٹھائے تو اسکا قلع قمع کیا جا سکے۔ اس دوران اپنی کامیابی کی ساری خبریں وہ اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ بھی روانہ کرتا رہا۔

قرطاجنہ کا حکمران طبقہ حملکوبرقہ کی کامیابیوں پر بے حد خوش ہوا وہ مطمئن تھے والے دور میں اب افریقہ کے باغی قبائل کنعانیوں کیلئے نقصان دہ ثابت نہ ہو دوسری طرف حملکوبرقہ نے اپنے حکمران طبقے کو یہ خبر تک نہ ہونے دی کہ باغی

اور فرمانبردار کرنے کے بعد وہ اسپین کا رخ کرے گا بلکہ اس نے اپنے حکمران کو یہی تاثر دیا کہ باغی قبائل کی قوت کو مغلوب کرنے کے بعد وہ کچھ عرصہ ان کے اندر ہی قیام کئے رکھے گا تاکہ پھر انہیں کبھی کنعانیوں کے خلاف سر اٹھانے کی ہمت اور جرات نہ ہو۔ قرطاجنہ کے حکمرانوں نے حملکوبرقہ کی اس تجویز سے اتفاق کیا لہٰذا وہ مطمئن ہو گئے کہ حملکوبرقہ اپنے لشکر کے ساتھ مغرب کے باغی قبائل کے اندر ہی پڑاؤ کئے ہوئے ہے۔

دوسری جانب باغی قبائل کو سر کرنے کے بعد حملکوبرقہ بڑی تیزی کے ساتھ حرکت میں آیا اور اپنے لشکر کے ساتھ مغرب کی طرف پیش قدمی کی اور طنجہ کے مقام پر وہ ساحل سمندر پر آ رکا۔ یہاں اس نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔ آس پاس کی بستیوں، قصبوں اور شہروں سے اس نے اپنے لئے سامان رسد اور خوراک کے بہترین ذخیرے بھی جمع کر لئے تھے اسکے بعد اس نے اپنے لشکر کو قریبی جنگلوں میں پھیلا کر لکڑی حاصل کی اور اس سے جہاز تعمیر کرنے شروع کر دیئے تھے تاکہ ایک مضبوط بحری بیڑہ تیار کر کے اسپین پر حملہ آور ہو سکے۔ اب ایک طرف اسپین پر حملہ آور ہونے کیلئے بڑی تیزی سے بحری بیڑہ تیار ہونے لگا تھا۔ دوسری طرف حملکو کے حکم پر سمندر کے کنارے کنعانیوں کے سب سے بڑے دیوتا بعل کیلئے ایک قربان گاہ بھی تیار ہونے لگی تھی۔ اس ساحل پر حملکوبرقہ کا دوسرا بیٹا ماگو بھی اس سے آ ملا تھا۔

جب یہ قربان گاہ تیار ہو گئی تو اس قربان گاہ کے اندر حملکوبرقہ نے بعل اور ملکرت دیوتاؤں کے علاوہ عشتار دیوی کا بت بھی اس قربان گاہ کے اندر رکھا پھر وہ اپنے بیٹے ہانی بال کو اس قربان گاہ میں لے گیا اس نے اپنے بیٹے کو دیوتاؤں کے سامنے کھڑا کیا اور دیوتاؤں کے نام کی قسم دلا کر اس نے ہانی بال سے عہد لیا کہ وہ جب تک زندہ رہے گا رومنوں کے خلاف کام کرتا رہے گا اور یہ کہ وہ ہمیشہ کنعانیوں کی شہرت اور ان کی سربلندی اور ان کے مفادات کی خاطر رومنوں کے مفادات پر ضرب لگاتا رہے گا اپنے باپ کا حکم مانتے ہوئے ہانی بال نے بعل دیوتا کے سامنے سر بسجود ہوتے ہوئے اپنے باپ کے ساتھ عہد کرتے ہوئے قسم کھائی کہ وہ اپنی ساری زندگی کو رومنوں کے خلاف وقف کر کے رکھ دے گا اور یہ کہ اپنی کنعانی قوم کے مفادات اور اس کی عزت و آبرو کی خاطر وہ ہمیشہ رومنوں کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب رکھنے کی کوشش کرے گا۔ جب ہانی بال یہ قسم دیوتاؤں کے سامنے کھا چکا تو حملکو ایسا خوش ہوا کہ اس نے چند یوم تک اپنے لشکر کو جشن مناتے کا حکم دیا۔ صحرا کے اندر چند روز تک میلے کا سا سماں رہا پھر ایسا ہوا کہ حملکوبرقہ کا بحری بیڑہ بھی تیار ہو گیا لہٰذا اس نے اپنے لشکر کو بحری بیڑے میں سوار کرایا اور اسپین پر

حملہ آور ہونے کے لئے وہ سمندر میں بڑی تیزی سے کوچ کر گیا تھا۔

○

اپنے باپ حملکوبرقہ کے ساتھ ہانی بال اسپین کے ساحل پر اترا تو اس وقت اس کی عمر صرف نو برس تھی۔ حملکوبرقہ اسپین کے ساحل پر اتر کر بڑا کامیاب اور کامران رہا اپنے لشکر کے ساتھ لگا تار 9 سال تک وہ اسپین کے خلاف برسرپیکار رہا اس دوران اسپین کی حکومت اپنی پوری طاقت کے ساتھ حملکوبرقہ کے سامنے اپنا دفاع کرتی رہی اس کے علاوہ اسپین کی حکومت کو رومنوں کے علاوہ دیگر یورپی ممالک سے بھی مدد ملتی رہی اسپین کی حکومت کا خیال تھا کہ وہ حملکوبرقہ کی اس مہم کو مکمل طور پر ناکام بنا کر رکھ دے گی حملکوبرقہ پورے نو برس تک اسپین کے خلاف برسرپیکار رہا یہاں تک وہ ایک جنگ کے دوران مارا گیا۔ حملکوبرقہ کی موت کے بعد اس کے داماد حسدروبال نے سپہ سالار کی حیثیت سے کام کرنا شروع کر دیا۔

حملکوبرقہ کا داماد بھی لگا تار آٹھ برس تک اسپین میں برسرپیکار رہا اور جنوبی اسپین کو فتح کرنے کے بعد اس نے وہاں ایک منتخب حکومت قائم کر لی تھی۔ آٹھ سال کی اس جدوجہد کے بعد حسدروبال ایک جنگ کے دوران اسپینوں کے ہاتھوں مارا گیا حسدروبال کے بعد ہانی بال نے لشکر کی سپہ سالاری سنبھالی۔ ہانی بال ایک ایسا دلیر ایک ایسا شجاع اور جوانمرد تھا جو آج تک کنعانی قوم میں پیدا نہ ہوا تھا وہ انتہا درجے کا نڈر اور اپنی قوم کی عزت اور عظمت پر اپنی جان کو قربان کر دینے والا تھا۔

ہانی بال کے متعلق مورخین کا خیال ہے کہ وہ بے حد دلیر تھا اور بہت کم خفا ہوا کرتا تھا وہ گرمی اور سردی دونوں خوب اچھی طرح برداشت کرنے کا عادی تھا۔ کھانے پینے کی طرف بہت کم دھیان دیتا تھا۔ جو ملتا تھا کھا لیتا تھا۔ سونے کی طرف بھی اس کی رغبت کم تھی بس جو فالتو وقت اسے ملتا اس میں وہ نیند کر لیا کرتا تھا۔ لباس کے سلسلے میں بھی وہ کچھ زیادہ اہتمام نہیں کیا کرتا تھا بس وہ عربوں جیسا جبہ اور عبا پہن کر اپنے عام لشکریوں میں سو رہتا تھا لیکن جس چیز پر وہ سب سے زیادہ دھیان اور توجہ دیا کرتا تھا وہ اس کی سواری اور اس کے ہتھیار تھے۔ وہ اپنے نیچے بہترین اور عمدہ نسل کا گھوڑا رکھتا تھا اور اپنے ہتھیاروں کے انتخاب میں بھی اس کا نقطہ نظر بہت بلند اور واضح تھا۔

ہانی بال کا باپ حملکوبرقہ اور اس کا بہنوئی حسدروبال لگا تار سترہ سال تک اسپین میں برسرپیکار رہے تھے اور وہ اس طویل عرصے میں زیادہ سے زیادہ آدھے اسپین کو فتح کرنے

میں کامیاب ہو سکے تھے۔ ہانی بال نے نو سال اپنے باپ کے زیر کمان کام کیا تھا اور آٹھ سال تک اپنے بہنوئی کے زیر نگرانی وہ جنگوں میں حصہ لیتا رہا تھا اس طرح اسپین میں اس نے لگا تار سترہ سال تک جنگی تجربات حاصل کئے اب اس کی عمر چھبیس برس ہو چکی تھی جب اپنے بہنوئی حسدوربال کی موت کے بعد وہ اپنے لشکر کا سپہ سالار بنا تھا۔

سپہ سالار بننے کے بعد ہانی بال طوفانی انداز میں اسپین کے خلاف حرکت میں آیا اور یکے بعد دیگرے اسے شکستیں دیتے ہوئے باقی ماندہ علاقہ بھی اس نے چھیننے کے بعد اپنے قبضے میں کرنا شروع کر دیا تھا۔ لشکر کا سپہ سالار اور کماندار اعلیٰ بننے کے بعد ہانی بال کو اسپین میں جو سب سے بڑی مہم پیش آئی وہ دریائے ٹیگوس کے کنارے تھی۔ دریائے ٹیگوس کے کنارے اسپین کے سب سے زیادہ وحشی خونخوار اور بربریت پسند قبائل آباد تھے یہ ایک طرح سے نیم آزادانہ زندگی بسر کر رہے تھے اسپین کی حکومت کبھی بھی ان قبائل کے خلاف کامیابی حاصل نہ کر سکی تھی اور وہ ہمیشہ شمالی اسپین اور فرانس کی حدوں تک اپنی من مانی کیا کرتے تھے ان وحشی قبائل کے متعلق اسپین اور فرانس کے سرحدی لوگوں کا خیال تھا کہ یہ لوگ بے تعلقی کے گھنے جنگل میں پھڑپھڑاتے۔ بچھو جیسے خطرناک اور بدگمانی کے انگاروں جیسے ہولناک ہیں ان لوگوں کا خیال تھا کہ یہ وحشی قبائل اپنے دشمنوں کے گھروں کو راکھ اور ان کے لوح دل پر آدھی رات کا سناٹا طاری کر دینے والے لوگ ہیں۔

لیکن اب ان وحشی قبائل کا مقابلہ اسپین کی حکومت یا ہانی بال کے باپ ہملکوبرقہ یا اس کے بہنوئی حسدربال سے نہیں تھا بلکہ ان قبائل کا پالا اب خود ہانی بال سے پڑنے والا تھا جو اہل طلب و علم اور اہل جاہ و حشم کی زیست کی ساری یکسوئی دھو ڈالنے کا فن خوب اچھی طرح جانتا تھا۔ ہانی بال ایک ایسا جرنیل ایک ایسا کماندار تھا جو اپنے دست ہنر سے قاتل کو قتل کے آداب سکھانا بھی جانتا تھا اور دوسری طرف وہ لباس رسوائی طہارت اور پاکیزہ و پسندیدگی کے پیوند لگانا بھی خوب اچھی طرح جانتا تھا۔

ہانی بال جب باغی اور خونخوار قبائل کے خلاف حرکت میں آیا تو سارے قبائل دریائے ٹیگوس کے کنارے جمع ہو گئے انہیں پکی اور پختہ امید تھی کہ جس طرح ماضی میں انہوں نے اپنے آپ کو ہملکوبرقہ اور حسدربال کے سامنے زیر اور مغلوب نہیں ہونے دیا اسی طرح وہ ہانی بال کو بھی اپنے مقابلے میں کامیاب اور کامران نہ ہونے دیں گے لہٰذا اپنی پوری طاقت اپنی پوری قوت اور اپنی پوری انفرادی تعداد کے ساتھ وہ ہانی بال کے خلاف جنگ کرنے کے لئے دریائے ٹیگوس کے کنارے جمع ہو گئے تھے۔ دوسری طرف ہانی بال بھی طوفانی انداز میں پیش قدمی کرتا ہوا دریائے ٹیگوس کے سامنے ان باغی قبائل سے جنگ

کرنے کے لئے آکر خیمہ زن ہوا تھا۔

دونوں لشکروں نے ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کے لئے اپنی صفیں درست کیں حملے کی ابتداء وحشی اور خونخوار گال قبائل کی طرف سے ہوئی تھی۔ وہ ایک دم اپنی پوری قوت اور طاقت کے ساتھ دھوپ کی ابرق' بے وارثی کی شام اور عقوبت کدے کی طرح ہانی بال کے لشکر پر ٹوٹ پڑے تھے حملہ آور ہوتے وقت ان وحشی قبائل کے افراد کی آنکھوں میں خار اور ان کے چہروں پر بے چہرگی کا موسم جوش مار رہا تھا۔ وہ اس انداز اور اس بے باکی سے ہانی بال اور اس کے لشکر پر حملہ آور ہو گئے تھے گویا وہ ہانی بال اور اس کے لشکریوں کی حیات کی دھوپ اور زندگی کا محور چھین کر اپنے سامنے ان کی حالت کھوئی ہوئی تلوار کے متلاشی طیور جیسی کر دینا چاہتے ہیں۔

لیکن ان وحشی اور خونخوار قبائل کو اپنی خواہش اور اپنی امیدوں میں مکمل طور پر ناکامی ہوئی تھی اس لئے کہ وہ ماضی کی طرح اپنے حق میں بہتر امیدیں وابستہ کئے ہوئے تھے جبکہ اس بار ان کا مقابلہ ہانی بال سے تھا جو خون کے سمندر میں بھی کود جانے کی ہمت اور جرات رکھتا تھا ان خونخوار اور باغی قبائل کے حملوں کو روکنے کے بعد ہانی بال خاک سے آگ بن گیا تھا وہ آگ خون اور دھوئیں کی طرح حرکت میں آیا اور اس انداز میں اس نے دریائے ٹیگوس کے کنارے خونخوار قبائل پر حملہ ہونا شروع کیا جیسے سیلاب ٹوٹ پڑا ہو یا طوفان زمین پھاڑ کر نکل کھڑا ہوا ہو دریائے ٹیگوس کے کنارے خونخوار قبائل پر حملہ آور ہوتے وقت ہانی بال چلا چلا کر اپنے لشکریوں کو کہہ رہا تھا۔ سنو کنعانیوں کے فرزندوں ان خونخوار قبائل پر اس طرح حملہ آور ہو کہ سپین کی سرزمین پر ان کے ذمہ کوئی آنگن اور ان کے سر پر کوئی چھت مت رہنے دینا انہیں اپنے سامنے سرخمیدہ اور سرکشیدہ کرنا اور ان کی حالت روح کی راکھ اور پھٹے آنچل کی دھجیوں' مسلی اوڑھنیوں' عکس بے منظر' ابر گریز یا شجر سے کٹے ہوئے سائے کی طرح اور جلا وطن امیدوں جیسی بنا کر رکھ دینا۔

ہانی بال کے ان الفاظ نے اس کے لشکریوں میں نیا جوش ایک ولولہ بھر کے رکھ دیا تھا وہ ایک اندھی قوت اور بے مہابہ طاقت کی طرح سپین کے ان وحشی قبائل کو گھیر کر ان کا قتل عام کرنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد ہانی بال کے لشکر کے سامنے وہ وحشی قبائل پوری طرح مغلوب اور زیر ہوتے دکھائی دے رہے تھے اور پھر چند ساعتوں کی مزید جنگ کے بعد ہانی بال کے لشکر نے ان خونخوار قبائل کا مکمل طور پر قتل عام شروع کر دیا تھا یہاں تک کہ ان میں سے بہت کم کو اپنی جانیں بچا کر بھاگنے کا موقع ملا ورنہ اکثریت کو ہانی بال نے تہ تیغ کر کے رکھ دیا تھا یوں ہانی بال نے دریائے ٹیگوس کے کنارے اسپین

کی ایک وحشی اور خونخوار قوت کا خاتمہ کر کے رکھ دیا تھا۔

دریائے ٹیگوس کے کنارے ان وحشیوں کا خاتمہ کرنے کے بعد ہانی بال آندھی اور طوفان کی طرح سپین میں حرکت میں آیا ہر شہر پر وہ اندھے سایوں سفاک وستعوں اور ہانپتی خاموشیوں کے بھیانک کھنڈرات کی طرح چھا گیا۔ ہر قصبے کو انہوں نے خونخوار خوابوں کے سایوں' زندگی کے اجڑے شمشان اور تاریک روحوں کے استھان کی صورت دی۔

ہر بستی کو اس نے تاریک روحوں کے استھان' گونگے سیاہ تاب اندھیرے' ریت کے سمندر اور صحراؤں کے سراب میں تبدیل کیا ہر قلعے کو اس نے مسمار کر کے اس کی حالت تشنہ ساحل' پیاسی ریت' نفرتوں' کشاوتوں اور شکاوتوں جیسی کی۔ ہر لشکر پر وہ عناد و انتقام روح کی گھٹن اور جبر مسلسل بن کر طاری ہوا اور ہر دشمن کے لئے اسپین میں وہ فریب وفا کا صحرا خوگر آلام اور زہر بھرا جام ثابت ہوا اسپین کی حکومت نے ہانی بال کی اس نقل و حرکت کو روکنے کی بہتری کوشش کی لیکن بری طرح انہیں ناکامی ہوئی ایک شہر سے دوسرے شہر ایک قصبے سے دوسرے قصبے اور ایک بستی سے دوسری بستی میں جست لگاتا ہوا ہانی بال مہینوں میں نہیں بلکہ ہفتوں میں پورے سپین پر آندھی اور طوفان کی طرح چھا گیا تھا۔

اسپین پر اپنا قبضہ اور استملیہ مکمل کرنے کے بعد ہانی بال نے کچھ عرصہ اپنے لشکر کو ستانے کا موقع دیا اس کے لشکر میں جو اسپین کے رضا کار شامل ہو گئے تھے انہیں اس نے ان کی کئی ماہ کی تنخواہ پیشگی دے کر گھر جا کر آرام کرنے کا موقع فراہم کیا اس لئے کہ سردیاں سر پر آ گئی تھیں اور وہ پوری سردیاں اپنے لشکر کو آرام کرنے دینا چاہتا تھا۔ اسپین کے ان گھر بھیجے جانے والے لشکریوں کو اس نے تاکید کے ساتھ یہ حکم دیا تھا کہ جونہی سردیاں ختم ہوں اور بہار شروع ہو وہ فورا" اس کے لشکر میں لوٹ آئیں تاکہ نئی مہم کی ابتداء کی جائے ہانی بال نے اسپین کے ان لشکریوں کو یہ بھی ترغیب دی کہ اس کے ساتھ کام کرتے ہوئے انہیں بے شمار فوائد اور بے انت دولت حاصل ہو گی لہٰذا اپنے بقایا لشکر کو پوری سردیاں ہانی بال نے اسپین میں آرام کرنے کا موقع فراہم کیا جونہی سردیاں ختم ہوئیں اسپین کے وہ رضا کار جو چھٹی پر گئے تھے وہ بھی لوٹ آئے یوں ہانی بال نے پھر اپنے لشکر کو تیار کیا اور اب اس نے اسپین سے باہر اپنی مہم کی ابتداء کی تھی۔

اسپین کو مکمل طور پر اپنے زیر نگیں کرنے کے بعد ہانی بال نے سگنتوم شہر کا رخ کیا یہ شہر بظاہر تو اسپین اور اٹلی کی سرحد پر واقع تھا پورے اٹلی پر چونکہ اب رومنوں کی حکومت تھی لہٰذا اس شہر کو بظاہر تو رومن اسپین کے ساتھ ایک حد فاصل سمجھتے تھے لیکن ہانی بال کے حالیہ حملوں اور فتوحات کے پیش نظر رومنوں نے اس سگنتوم شہر میں اپنا ایک

بہت بڑا لشکر جمع کر دیا تھا اس سگنتوم شہر کا قلعہ بڑا مضبوط تھا۔ شہر کے گرد بڑے بڑے پتھروں کی ایک ایسی فصیل تھی جسے رومن کم از کم ناقابل تسخیر ضرور خیال کرتے تھے۔ رومنوں کو خدشہ تھا کہ اسپین پر قبضہ کرنے کے بعد ہانی بال ضرور اپنی قوت کا رخ اٹلی کی طرف کرے گا لہٰذا انہوں نے سگنتوم شہر میں اس احتیاط کے تحت اپنا ایک بہت بڑا لشکر جمع کر دیا تھا تاکہ جب اسپین سے نکل کر ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ اٹلی کا رخ کرے تو سگنتوم میں اسے شکست دے کر واپس بھاگنے پر مجبور کر دیا جائے۔

سگنتوم بنیادی طور پر یونانیوں کا شہر تھا جو ایک آزاد اور خودمختار شہر شمار کیا جاتا تھا لیکن جب ہانی بال نے اسپین میں پے در پے فتوحات حاصل کیں تو یونانیوں کو اس کی طرف سے خطرہ ہوا لہٰذا انہوں نے رومنوں سے التماس کی کہ وہ اس شہر کی حفاظت کریں۔ رومن پہلے ہی چاہتے تھے کہ اس سرحدی شہر میں لشکر جمع کر کے ہانی بال کی پیش قدمی کو روکا جائے یہ ساری خبریں ہانی بال کو بھی اس کے جاسوسوں کی مدد سے پہنچ گئی تھیں لہٰذا ہانی بال نے اسی سگنتوم شہر کو اپنا ہدف اپنا نشانہ بنانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

ہانی بال اپنے وطن کی مانگ کا تارا اپنی قوم کے وقار کی رگ بن کر جانکاہ لمحوں آدرش کے بے کل سانسوں کی طرح قدم قدم پر ٹھوکر اور نفس نفس پر ضرب لگاتا ہوا سگنتوم شہر کی طرف بڑھا تھا۔ راستے میں پڑنے والے کوہستانوں کی چوٹیوں کو اور لہلہاتے کھیتوں کو اس نے پامال کیا گاتے چشموں کے بہتے امرت پانی اور چمکتی بل کھاتی ندیوں کو اس نے بے دھڑک عبور کیا خوابوں کے سبز موسموں' گہرے اندھیرے کی ویران راتوں اور زندگی کی ساری گرمی کو اپنا ہمنوا بناتے ہوئے ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ سگنتوم شہر کے سامنے آنمودار ہوا تھا۔

سگنتوم شہر میں جو یونانیوں اور رومنوں کا مشترکہ لشکر تھا اس کے سالاروں اور کمانداروں نے یہ فیصلہ کیا کہ ہانی بال کے سامنے اس شہر میں محصور رہ کر مقابلہ کیا جائے ہانی بال نے دو ایک روز تک اس شہر پر حملہ آور ہو کر فتح کرنے کی کوشش کی جب اس نے اندازہ لگایا کہ اس شہر کے دروازے اس قدر مضبوط ہیں کہ انہیں توڑنا انتہائی مشکل کام ہے اور شہر کی فصیل ایسے بڑے بڑے اور مضبوط پتھروں سے بنی ہوئی تھی کہ اس میں شگاف کرنا جان جوکھوں کا کام تھا دو دن تک اپنے لشکریوں کے ساتھ کئی جگہ سے ہانی بال نے رسیوں کی سیڑھی کی مدد سے فصیل پر چڑھنے کی کوشش کی لیکن فصیل کے اوپر سے یونانی اور رومنوں کی طرف سے اس قدر کھولتا پانی آگ کے انگارے اور تیر پھینکے جاتے کہ ہانی بال کے لشکریوں کو مجبورا" پیچھے ہٹنا پڑتا۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے ہانی بال نے اپنے لشکر کی اسلحہ تیار کرنے والی بھٹیاں گرم کیں لوہے کے بڑے بڑے مینڈھے کے سر بنائے گئے پھر جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بڑے شہتیروں کو جنگی رتھوں کے اندر رکھا گیا ان رتھوں کے اوپر اور اگلے حصوں کو لکڑی کے بڑے بڑے تختوں سے ڈھانپ دیا گیا تاکہ جو گھوڑے اور لشکری ان رتھوں پر کام کریں فصیل کے اوپر سے جو تیر اندازی کی جائے اُن سے وہ محفوظ رہیں۔

یہ سارے انتظام کرنے کے بعد ہانی بال انتہائی غضبناکی اور غصے کے عالم میں حرکت میں آیا۔ لوہے کے مینڈھے کے سر لگے ان شہتیروں کو کئی جگہوں سے بری طرح بار بار شہر کی فصیل کے ساتھ ٹکرایا گیا جس کے نتیجے میں فصیل کئی جگہ سے پھٹ گئی اور اس میں شگاف پیدا ہو گئے اب ہانی بال کے لئے اپنے لشکر کے ساتھ سگنتوم شہر میں داخل ہونا انتہائی سہل اور آسان ہو گیا تھا لیکن جس وقت اس نے فصیل میں شگاف کئے تھے اور وہ شہر میں داخل ہونے کے متعلق سوچ رہا تھا اسی وقت اس کے جاسوسوں نے اسے یہ خبر دی کہ رومنوں کا ایک بہت بڑا لشکر سگنتوم شہر والوں کی مدد کے لئے پہنچ گیا ہے اور وہ اس وقت چند میل کے فاصلے پر ہے اور ہانی بال کے لشکر پر ضرب لگانے کے لئے بڑی تیزی سے پیش قدمی کر رہا ہے۔

ہانی بال کو جس وقت یہ اطلاع دی گئی اس وقت وہ اپنے گھوڑے پر سوار سگنتوم شہر کی فصیل میں ڈالے جانے والے شگاف کو بڑے غور اور اطمینان سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے دائیں پہلو میں اس وقت یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی بھی فصیل کے اندر پڑنے والے شگافوں کا جائزہ لے رہے تھے اپنے ان جاسوسوں کے جانے کے بعد ہانی بال یوناف کی طرف متوجہ ہوا اور بڑی اپنائیت میں وہ یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھنے لگا یوناف میرے عزیز اس کائنات میں زندگی بسر کرتے ہوئے تم نے ایک طویل عرصہ گزارا ہے میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ تم خرق عادت اور مافوق البشریت قوتوں کے مالک بھی ہو اس لئے کہ جس طرح جوان اور توانا تم میرے باپ کے دور میں تھے اب بھی تم دونوں میاں بیوی ویسے کے ویسے ہی ہو میں تم دونوں میاں بیوی کو گزشتہ سترہ برس سے اسی حالت اور کیفیت میں دیکھتا آ رہا ہوں اس موقع پر جبکہ میں سگنتوم شہر کی فصیلوں میں شگاف ڈال چکا ہوں اور دوسری طرف سے رومن میری پشت پر حملہ آور ہونے والے ہیں مجھے کیا کرنا چاہیے کیا میں اپنے لشکر کے ساتھ فصیل میں پڑنے والے شگافوں سے شہر میں داخل ہو کر شہر پر قبضہ کر کے رومنوں کا مقابلہ کروں یا کھلے میدانوں میں اپنی طرف پیش قدمی کرتے والے رومنوں پر حملہ آور ہوں یہاں تک کہنے کے بعد ہانی بال خاموش ہوا تو یوناف نے گردن

جھکا کر کچھ سوچا پھر وہ ہانی بال کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

ہانی بال میرے عزیز! اس موقع پر جب کہ تمہارے لشکری لوہے کے بڑے بڑے مینڈھوں کے سر ٹکرا کر سگنتوم شہر کی فصیل میں شگاف ڈال چکے ہیں میرے خیال میں اگر تم ان شگافوں کے ذریعے اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرو گے تو شہر کے اندر جو محافظ لشکر موجود ہے اپنے تن من دھن کی بازی لگا کر تمہیں شہر میں داخل ہونے سے روکے گا لہٰذا تمہیں شہر میں داخل ہونے کے لئے ان کے ساتھ طویل جدوجہد کرنا پڑے گی اتنی دیر تک پشت کی طرف سے آنے والے رومن بھی پہنچ جائیں گے اور وہ بھی تمہاری پشت کی طرف سے حملہ آور ہو جائیں گے اس طرح تمہارا لشکر دو طرفہ حملے میں پس کر رہ جائے گا اس صورت حال سے بچنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جس جگہ تم نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا ہوا ہے یہاں سے اپنا پڑاؤ ہٹا کر پیچھے ہو جاؤ کم از کم دو میل تک اپنے لشکر کو شمال کی طرف لے جاؤ ایسی صورت میں رومنوں کا آنے والا لشکر اور شہر کے محافظ دونوں ہی تمہارے سامنے رہیں گے اور پشت کی طرف سے تمہیں کسی حملہ کا خطرہ اور اندیشہ نہ رہے گا اور اگر آنے والے رومنوں کا لشکر اس شہر کے محافظوں کے لشکر کے ساتھ مل کر تمہارے سامنے آ جائے پھر بھی خطرے کی کوئی بات نہیں ہے تم بڑی آسانی سے متحدہ لشکر کو شکست دے کر شہر میں داخل ہو سکو گے۔

ہانی بال کو یوناف کا یہ مشورہ بے حد پسند آیا اور اس نے اسی وقت اپنے لشکر کو وہاں سے اپنا پڑاؤ ختم کر کے دو میل شمال کی طرف جانے کا حکم دیا ہانی بال کے لشکری یہ حکم سنتے ہی آندھی اور طوفان کی طرح حرکت میں آئے اپنی ہر چیز کو انہوں نے لمحوں اور ساعتوں کے اندر سمیٹ کر رکھ دیا تھا اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال نے وہاں سے کوچ کیا اور وہاں سے دو میل شمال میں جا کر اس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ ڈال دیا تھا۔

ایسا کرنے کے تھوڑی دیر بعد رومنوں کا نیا آنے والا لشکر بھی وہاں پہنچ گیا تھا۔ رومن یہ امید لگائے بڑی تیزی سے سگنتوم شہر کی طرف بڑھے تھے کہ وہ ہانی بال کے لشکر کی پشت پر حملہ آور ہو کر اسے ناقابل تلافی نقصان پہنچائیں گے لیکن سگنتوم شہر کے پاس پہنچ کر جب انہیں یہ خبر ہوئی کہ ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ شہر کا محاصرہ ختم کر کے دو میل شمال میں جا کر بیٹھ گیا ہے تو انہیں بڑی مایوسی ہوئی تاہم ہانی بال کے اس خطرے کو ٹالنے کے لئے انہوں نے ہانی بال کے لشکر سے ٹکرانے کا فیصلہ کر لیا تھا شہر کے محافظ لشکر کے جرنیل نے رومنوں کے سالار کو یہ مشورہ بھی دیا تھا کہ وہ بھی ان کے ساتھ مل کر ہانی بال کے لشکر سے مقابلہ کرے لیکن رومن جرنیل نے اس کی اس تجویز کو قبول کرنے سے انکار

کر دیا بلکہ اس نے مشورہ دیا کہ شہر کا محافظ لشکر شہر کے اندر ہی رہے اور وہ اکیلا اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال کے لشکر سے ٹکرائے گا۔

رومن جرنیل نے شہر کے محافظ لشکر کے جرنیل کو تنبیہہ کی کہ اگر وہ بھی میرے ساتھ مل کر ہانی بال سے ٹکرانے کی کوشش کرتا ہے تو اسے خطرہ اور خدشہ ہے کہ ہانی بال جیسا تیز نڈر اور فہم و فراست رکھنے والا جرنیل کہیں دوسری سمت چلا جائے اور پھر وہ شہر میں داخل ہو کر شہر پر قبضہ کر لے ایسی صورت میں وہ ہم دونوں کے لشکر کو ناقابل تلافی نقصان پہنچائے گا۔ رومن جرنیل کی یہ تجویز شہر کے محافظ لشکر کے سالار کو پسند آئی لہٰذا شہر کا محافظ لشکر شہر کے اندر ہی رہا اور انہوں نے بڑی تیزی سے حرکت میں آتے ہوئے فصیل کے اندر پڑنے والے شگافوں کو پر کر کے پھر پہلے جیسا مضبوط اور مستحکم بنا دیا تھا دوسری طرف رومن جرنیل اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے شمال کی طرف بڑھا تاکہ ہانی بال سے ٹکرائے اور اسے پسپا کر کے اسپین کی طرف بھاگنے پر مجبور کر دے۔

ہانی بال کے لشکر کے سامنے آتے ہی رومن جرنیل نے اپنے لشکر کو حملہ آور ہونے کا حکم دیتے ہوئے جنگ کی ابتداء کر دی تھی۔ رومن اپنے پورے نسلی پاگل پن میں جسموں کا آشوب' زبان کا جبر اور وقت کے افلاک پر حسد کا نگار خانہ بن کر ہانی بال اور اس کے لشکر پر حملہ آور ہوئے تھے رومن کنعانیوں کو عموری اور آرامی عربوں کا رشتہ دار سمجھ کر اپنے سے ہیچ اور کمتر خیال کرتے تھے حملہ آور ہونے میں انہوں نے دیر اس لئے نہ کی تھی کہ وہ اچانک حملہ آور ہو کر اپنے لئے فوائد حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن وہ بھول گئے تھے کہ ان کا پالا ان کا واسطہ کسی عام جرنیل سے نہیں بلکہ ہانی بال سے تھا جو جنگ کے درمیان دشمن کی صفیں الٹ دینے کا فن خوب اچھی طرح جانتا تھا۔

رومنوں کے اس حملے کے سامنے ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ عداوت کی سخت چٹان ثابت ہوا تھا پھر دفاع سے نکل کر جب اس نے جارحیت اختیار کی تو وہ نوحے بانٹتی تاریکیوں اور بارود کے سوداگر کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہوا تھا۔ جلتے بجھتے شعلوں کی دستک کی طرح اس نے رومنوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور ہانی بال کے جوابی حملے کے سامنے رومن یوں محسوس کر رہے تھے جیسے ناگ پھنی کے جنگل میں ان پر سلگتا ہوا صحرا اور سمندر اپنے پورے تلاطم کے ساتھ وارد ہو گیا ہو۔ یہ جنگ زیادہ دیر نہ رہ سکی اس لئے کہ ہانی بال نے سامنے کی طرف سے حملہ آور ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔

سامنے کی طرف سے وہ خود حملہ آور رہا اور دائیں بائیں سے دو جرنیل اپنے لشکر کو

پھیلاتے ہوئے ایک طرح سے رومنوں کو گھیرنے لگے تھے جلدی ہی ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں کا گھیراؤ کر لیا اور پھر چاروں طرف سے رومنوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ سگنتوم شہر سے دو میل پر کھلے میدانوں میں ہانی بال نے اس جنگ میں کسی بھی رومن کو بھاگنے کا موقع نہ دیا سارے رومنوں کا اس نے صفایا کر کے رکھ دیا اور ان کی ہر شے پر قبضہ کر لیا تھا۔

رومنوں کا مکمل طور پر صفایا کرنے کے بعد ہانی بال پھر سگنتوم شہر کی طرف بڑھا۔ پہلے کی طرح بڑی جانفشانی کے ساتھ اس نے لوہے کے بڑے بڑے مینڈھے کے سر لگے شہتیر فصیل سے ٹکرا ٹکرا کر فصیل کے اندر کئی جگہ سے شگاف پیدا کر دیئے تھے پھر مزید انتظار کئے بغیر ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ اس طرح سگنتوم شہر میں داخل ہوا جس طرح زندگی کے گلستان میں موت کی آہٹ' وقت کے تیز منجدھار میں زہر آلود شب اور ایک سیل بے پناہ داخل ہوتا ہے۔ شہر میں داخل ہونے کے بعد ہانی بال اور اس کے لشکریوں نے خوب موت کا کھیل کھیلا ہر روح کو انہوں نے زخمی اور ہر جسم کو انہوں نے گھائل کیا سگنتوم شہر کے اندر جو محافظ لشکر تھا اس کا انہوں نے پوری طرح قتل عام کیا اور ہر شہری کی امیدوں اور ارمانوں میں آگ لگا کر رکھ دی تھی۔ شہر کے اندر جس قوت نے بھی کنعانیوں سے ٹکرانے کی کوشش کی کنعانیوں نے اس کا دامن شعلوں اور شراروں سے بھر دیا ہر قوت کو انہوں نے شہر کے اندر اندر ریزہ ریزہ آئینوں اور پارہ پارہ عکس میں تبدیل کر دیا تھا۔ شہر کے محافظ لشکر کا مکمل طور پر صفایا کرنے کے بعد ہانی بال نے سگنتوم شہر پر قبضہ کر لیا تھا۔

سگنتوم شہر پر قبضہ کرنے اس کے حالات اس کا نظم و نسق درست کرنے اور اس پر اپنا ایک حاکم مقرر کرنے کے بعد ہانی بال نے پھر اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کیا تھا۔ اس نے دریائے ایبرو کے کنارے آ پڑاؤ کیا تھا اور یہ وہ دریا تھا جس کے آگے رومنوں کی باقاعدہ سلطنت کا آغاز ہوتا تھا۔ اس وقت تک چونکہ سردیاں شروع ہو گئی تھیں لہٰذا ہانی بال نے اپنے لشکر کو ستانے اور آرام کرنے کا موقع فراہم کیا۔ اسپین کے وہ لشکری جو ہانی بال کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے انہیں اس نے چھٹیاں دے دیں تاکہ وہ سردیاں اپنے گھروں میں گزار سکیں۔ یہ سپاہی سردیاں گزارنے کے بعد بھاگے بھاگے ہانی بال کے لشکر میں دوبارہ شامل ہو گئے تھے اس لئے کہ ان گرمیوں میں انہیں بے شمار فوائد حاصل ہونے کی امید تھی۔

جب سردیاں گزر گئیں اور موسم بہار کا آغاز ہوا تو ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ حرکت

میں آیا شاید وہ رومنوں پر بھرپور ضرب لگا کر نہ صرف یہ کہ رومنوں کے خلاف اپنی نفرت کا اظہار کرنا چاہتا تھا بلکہ اس قسم کو بھی پورا کرنا چاہتا تھا جو افریقی ساحل پر اس کے باپ نے بعل دیوتا کے سامنے اس سے لی تھی۔ بہرحال رومنوں پر ضرب لگانے کے لئے ہانی بال نے دریائے ایبرو کو پار کیا اور نوے ہزار پیدل اور بارہ ہزار سوار فوج کے علاوہ وہ اپنے اکیس ہاتھیوں کے ساتھ دریائے ایبرو کو عبور کرنے کے بعد رومنوں کی سلطنت میں بڑی تیزی سے کوہ ایلپس کی طرف پیش قدمی کرنے لگا تھا۔

○

دوسری طرف عارب' نبیطہ' سطرون اور زروعہ نے ایران میں سکونت اختیار کر رکھی تھی۔ ایران کے متعلق ہم پہلے ہی پڑھ چکے ہیں کہ سکندر اعظم کے بعد ایران کی سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی ایک حصے پر یونانیوں کی حکومت رہی اور دوسرے حصے پر ایران کا اشکانی خاندان حکمران ہو گیا تھا۔ یونانی حصے پر اس وقت اینٹی اوگس حکمران تھا جبکہ اشکانی سلطنت کا حکمران اشک سوئم تھا۔ اشکانی سلطنت اپنے ہر بادشاہ کو اشک کہہ کر ہی پکارتی تھی پہلے دو اشک کے بعد اشک سوئم ایران کے آدھے حصے کی سلطنت پر حکمران ہوا تھا۔

تخت پر بیٹھتے ہی اشک سوئم نے جب یونانی حکمران اینٹی اوگس کو ایشیائے کوچک کی مہم میں مصروف دیکھا تو اس نے اپنی مملکت کو وسیع کرنا چاہا پہلا قدم اس نے ہیڈیا کی طرف اٹھایا اور اس شہر کو اس نے مسخر کر لیا پھر گرگان کے پہاڑوں میں سے ہوتا ہوا کروستان پہنچا اور سارے علاقے کو مطیع کرتا ہوا وہ مزید پیش قدمی پر آمادہ ہوا اس طرح اس نے گرگان کے بعد ہمدان' کلاہ اور بین النہرین کو بھی فتح کر کے اپنے تسلط میں لے لیا تھا۔

دوسری طرف یونانی حکمران اینٹی اوگس بھی اشک سوئم کی ان مہموں سے فکر مند ہوا اپنی چھوٹی موٹی مہموں سے فارغ ہونے کے بعد اینٹی اوگس نے اشک سوئم کے بڑھتے ہوئے قدم روکنے کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا مورخین کہتے ہیں کہ اس لشکر میں کم از کم ایک لاکھ پیادہ اور بیس ہزار سوار تھے اس لشکر کے ساتھ یونانی حکمران اینٹی اوگس حرکت میں آیا اور وہ علاقے جو اشک سوئم نے فتح کر لئے تھے وہ اس نے واپس لینے کا تہیہ کیا۔

اینٹی اوگس سب سے پہلے آرمینیا کی طرف بڑھا اور پہلے ہی زور دار حملے میں اس نے آرمینیا کو فتح کر لیا پھر میڈیا کا رخ کیا وہاں اشک سوئم نے مزاحمت کے لئے کوئی اہتمام نہیں کیا ہوا تھا چنانچہ میڈیا پر بھی اینٹی اوگس قابض ہو گیا اس کے بعد اینٹی اوگس آندھی

اور طوفان کی طرح آگے بڑھتا چلا گیا میڈیا پر حملہ آور ہو کر اس پر قبضہ کیا یہاں اس نے اور اس کے لشکریوں نے خوب لوٹ مار کی اور ایرانیوں کی سب سے بڑی دیوی اناہیدہ کے مندر کے خزانے کو بھی لوٹا اور مندر کو بھی انہوں نے گرا کر زمین کے برابر کر دیا تھا۔

میڈیا ہاتھ سے نکل جانے کے بعد اشک سوئم نے چاہا کہ جیسے بھی بن پڑے اینٹی اوگس کا راستہ روکے چنانچہ اس نے زیر زمین بہنے والے پانی کی کریزوں کو پتھروں سے بھروا دیا تاکہ دشمن کو پانی نہ مل سکے اور وہ لوٹ جانے پر مجبور ہو جائے بعض مقامات پر اس نے پانی کے اندر زہر بھی ملا دیا تھا لیکن اشک سوئم کی یہ ساری تدبیریں بھی کارگر ثابت نہ ہو سکیں کیونکہ اینٹی اوگس بڑی برق رفتاری سے شہر پر شہر فتح کرتا چلا جا رہا تھا۔

پیشتر اس کے کہ اشک سوئم پانی کو مزید ضائع کرتا اینٹی اوگس ایک لمبا چکر کاٹ کر اس کے شہر صدور پہنچ گیا اور یہ شہر بھی اس نے فتح کر لیا اینٹی اوگس کا خیال تھا کہ اس قدر فتوحات کے بعد اشک سوئم ضرور مغلوب ہو کر اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دے گا لیکن اشک سوئم ہر قیمت پر اپنی مملکت کی مدافعت کرنا چاہتا تھا اینٹی اوگس کا مقابلہ کرنے کے لئے اشک سوئم نے ایک نیا طریقہ کار وضع کیا اس نے جب دیکھا کہ کسی بھی میدان میں وہ اینٹی اوگس کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور وہ اس کے شہر پر شہر فتح کیے جا رہا ہے تو اشک سوئم نے وحشی اور خونخوار سکائی قبائل کا رخ کیا وہ گرگان پہنچا اور سکائی قبائل کے سرداروں سے اس نے اینٹی اوگس کے خلاف مدد طلب کی۔ سکائی اینٹی اوگس کے خلاف اشک سوئم کی مدد پر آمادہ ہو گئے اس مقصد کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا گیا اتنی دیر تک اینٹی اوگس بھی اپنے لشکر کے ساتھ اشک سوئم کا تعاقب کرتا ہوا وہاں پہنچ گیا تھا۔

کوہ ایلپس کی دشوار گزار راہوں کو عبور کرتا ہوا اینٹی اوگس گرگان تک آن پہنچا تو اشک سوئم نے سکائی قبائل پر مشتمل جو لشکر تیار کیا تھا اس کا سامنا اینٹی اوگس کو کرنا پڑا۔ اشک سوئم کا خیال تھا کہ وہ سکائی قبائل کی مدد سے بہت جلد اینٹی اوگس کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن اس کی امید بیکار گئی اس لئے کہ یہ جنگ طول پکڑ گئی تھی۔ اینٹی اوگس نے بڑی جرات مندی اور دلیری سے سکائی قبائل کا سامنا کیا تھا جب جنگ طول پکڑنے لگی تو اینٹی اوگس اور اشک سوئم دونوں یہ چاہنے لگے کہ کسی نہ کسی طرح ان کے درمیان صلح ہو جائے۔ لہٰذا دونوں نے آپس میں گفت و شنید کی اور اینٹی اوگس نے یہ شرط پیش کی کہ اشک سوئم بلخ پر قبضہ کرنے میں اینٹی اوگس کی مدد کرے تو وہ اشک سوئم کی خود مختاری کو تسلیم کر لے گا۔

چنانچہ اس شرط پر اینٹی اوگس اور اشک سوئم میں صلح ہو گئی۔ اشک سوئم نے بلخ پر

قبضہ کرنے کے لئے اینٹی اوکس اور اشک سوئم دونوں کے متحدہ لشکر کو بلخ کے حکمران یوتی ڈیموس[1] کے مقابلے میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ لہٰذا اینٹی اوکس بلخ سے واپس لوٹ گیا جبکہ اشک سوئم بھی واپس جا کر اپنی سلطنت پر حکمرانی کرنے لگا تھا۔

بلخ میں ناکامی کا منہ دیکھنے کے بعد اینٹی اوکس نے سکندر اعظم کے نقش قدم پر چلنے کا ارادہ کیا تھا بلخ کو فراموش کر کے اس نے ہندوستان کا رخ کرنے کا ارادہ کیا اس مقصد کے لئے اس نے کوہ ہندوکش کو عبور کر کے کابل کا رخ کیا پھر درہ خیبر سے گزر کر ہندوستان میں داخل ہوا۔ ہندوستان میں اس وقت راجہ اشوک کے جانشین حکمران تھے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ بہت بڑے لشکر کے ساتھ اینٹی اوکس ہندوستان پر حملہ آور ہو رہا ہے تو انہوں نے اپنی عافیت اسی میں سمجھی کہ اینٹی اوکس سے صلح کر لی جائے چنانچہ زر کثیر اور ہاتھیوں کا تحفہ اینٹی اوکس کو پیش کیا گیا اور اسے یہ التماس کی گئی کہ وہ ہندوستان میں مزید پیش قدمی نہ کرے اینٹی اوکس نے اس پیش کش کو قبول کر لیا وہ واپس لوٹا اور سرحدوں کو پامال کرتا ہوا حلمند دریا کے کنارے کنارے سیستان کی طرف چلا گیا تھا۔ صحرائے لوط کو عبور کر کے اینٹی اوکس ایرانی شہر بزم شیر آیا اور یہاں بھی اس نے اپنے لئے بہت فوائد حاصل کئے اس کے بعد اس نے یہاں سے بھی پیش قدمی کی۔ سردیوں کا موسم اس نے کرمان میں بسر کیا اس کے بعد اس نے خلیج فارس کا رخ کیا اور کرا شہر کو مسخر کرنے اور مالی اور معاشی فوائد حاصل کرنے کے بعد وہ واپس اپنے مرکزی شہر چلا گیا تھا۔

اشک سوئم اپنی اشکانی سلطنت کو کچھ مضبوط اور مربوط بنانے کے بعد اپنی طبعی موت مر گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا فریابت اشک چہارم کے لقب سے اشکانی سلطنت کا سربراہ بنا تھا۔ دوسری طرف یونانی سلطنت پر اینٹی اوکس ہی حکومت کر رہا تھا لیکن اب اینٹی اوکس کی قوت بھی دن بدن کمزور ہوتی جا رہی تھی جبکہ بلخ کی حکومت اس کے مقابلے میں دن بدن ترقی کرتے ہوئے بڑی تیزی سے طاقت اور قوت حاصل کرتی جا رہی تھی اس طرح قدیم ایرانی سلطنت میں بیک وقت تین حکومتیں پرورش پا رہی تھیں۔ ایک بلخ کی حکومت دوسری یونانیوں کی حکومت تیسری اشکانی سلطنت۔

○

عارب نبیطہ سطرون اور زروعہ نے ابھی تک اشکانی سلطنت کے مرکزی شہر کی ایک سرائے میں قیام کر رکھا تھا ایک روز جبکہ چاروں بیٹھے کسی موضوع پر باہم گفتگو کر رہے تھے سطرون کو کوئی خیال گزرا اور ایک دم اس نے چونکتے ہوئے عارب کو مخاطب کرتے

(1) تاریخ ایران کہتی ہے کہ یہ اپنے پیش رو ڈیوڈوٹس کا خاتمہ کر کے حکمران ہوا تھا (تاریخ ایران مقبول بیگ بدخشانی)

ہوئے کہنا شروع کیا عارب میرے دوست میرے بھائی ایک عرصہ ہوا ہم نے یوناف اور بیوسا کی کوئی خبر نہیں لی اس دنیا میں جب میں اپنے اطراف میں نگاہ دوڑاتا ہوں تو مجھے صرف ایک یوناف ہی دکھائی دیتا ہے جس کے ساتھ مقابلہ کرنے میں مجھے صحیح لطف اور سرور آتا ہے اس لئے کہ اور کوئی اس کے علاوہ ایسا ہے ہی نہیں جو میرے ساتھ مقابلہ کر سکے یوناف کے ساتھ گزشتہ مقابلوں میں میں نے یہ تو اندازہ لگا لیا ہے کہ میں اس سے زیادہ طاقتور اور زور آور ہوں گو میری ضربوں کے جواب میں وہ بھی مجھے خوب ضربیں لگاتا ہے لیکن تم جانتے ہو کہ بالآخر غلبہ میں ہی اس پر حاصل کرتا رہا ہوں اور اس غلبے میں میرے لئے کمال سرخوشی اور اطمینان کا پہلو نکلا کرتا تھا۔ گزشتہ دنوں آقا عزازیل جب ہم سے ملنے آئے تھے تو انھوں نے مجھے بتایا تھا کہ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی کنعانیوں کے جرنیل ہانی بال کے لشکر میں شامل ہو چکے ہیں اور ہانی بال اسپین کو فتح کرنے کے بعد رومنوں پر ضرب لگانے کے لئے اٹلی میں داخل ہوا چاہتا ہے لہٰذا میری خواہش ہے کہ آؤ چاروں ہانی بال کے لشکر کی طرف کوچ کریں وہاں کوئی اچھا موقع دیکھتے ہوئے یوناف اور بیوسا پر ضرب لگائیں اور ان پر ثابت کریں کہ نیکی کے نمائندے ہونے کے باوجود وہ دونوں ہمارے سامنے زیر اور مغلوب ہیں اور ہم جب بھی چاہیں انھیں مار مار کر اپنا مقصد اور اپنا مطلب حل کر سکتے ہیں۔

سطرون کی یہ گفتگو سن کر عارب بڑا خوش ہوا اور کہنے لگا سطرون میرے بھائی تم نے میرے دل کی بات کہی ہے یوناف پر ضرب لگانا اور اس کو اپنے سامنے زیر کرنا ہمیشہ سے میری دلی خواہش رہی ہے جب کبھی بھی وہ اذیت دکھ اور تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔ اگر تم یوناف سے ٹکرا کر اسے پھر سے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنا چاہتے ہو تو آج ہی یہاں سے کوچ کرتے ہیں اور ہانی بال کے لشکر کا رخ کرتے ہیں اور وہاں یوناف پر ایسی ضرب لگائیں گے جسے وہ صدیوں تک یاد رکھے گا۔ عارب جب خاموش ہوا تو نبیطہ بولی اور کہنے لگی۔

کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم اپنے اس کام کی اپنے اس ارادے کی اطلاع آقا عزازیل کو بھی کریں تاکہ وہ بھی ہمارے ساتھ جائیں مجھے ڈر اور خدشہ ہے کہ اگر ہم چاروں یوناف اور بیوسا کے مقابلے میں ناکام رہے تو جو حالت ہم ان کی بنانے کے بارے میں سوچ بچار کر رہے ہیں کہیں ایسی ہی حالت وہ ہماری نہ بنا کر رکھ دے۔ اس پر عارب پھر بولا اور کہنے لگا ایسی کوئی بات نہیں یوناف سے صرف سطرون ہی ٹکرائے گا میں تم اور زروعہ علیحدہ کھڑے [illegible] یوناف کی بے بسی کا منظر دیکھیں گے اور ہاں ہم بیوسا سے

پھر کوئی تعرض نہیں کریں گے اس پر نبیطہ پھر بولی اور کہنے لگی جب سطرون کے مقابلے میں یوناف مار کھانے لگے گا تو ظاہر ہے کہ بیوسا بھی یوناف کی مدد کے لئے میدان میں اترے گی تم لوگ جانتے ہو کہ شروع میں بیوسا یوناف سے بدترین نفرت کرتی تھی مگر اب وہ اس سے دیوانگی کی حد تک محبت اور پیار بھی کرتی ہے لہٰذا وہ کسی بھی صورت یوناف کو زیر اور مغلوب نہیں دیکھ سکتی اگر سطرون نے اس مقابلہ میں غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کی تو بیوسا ضرور میدان میں اترے گی اس بار زروعہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اگر سطرون اور یوناف کے مقابلے میں بیوسا نے میدان میں اترنے کی کوشش کی تو پھر ہم تینوں بھی ان کے مقابلے کے لئے جم جائیں گے اور ان دونوں میاں بیوی کو مار مار کر ان کی شکل اور ہیئت ہی تبدیل کر کے رکھ دیں گے۔ اس پر نبیطہ پھر خدشات کا اظہار کرتے ہوئے بولی ایسا کرنا ہمارے لئے کسی بھی صورت آسان نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اگر ہم سب مل کر ان دونوں پر وارد ہوں گے تب ابلیکا جو ایک نا آشنا اور ایک بھرپور اجنبی طاقت ہے بھی ہمارے خلاف حرکت میں آئے گی اور جب ابلیکا ہم پر ضرب لگائے گی تو پھر ہم میں سے کوئی بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکے گا اور اس کے مقابلے میں ہمیں کہیں پناہ بھی نہ ملے گی تم لوگ جانتے ہو کہ ماضی میں کئی بار ابلیکا آقا عزازیل پر بھی ضرب لگا کر اسے مقابلے کے میدان سے بھاگ جانے پر مجبور کر چکی ہے۔ لہٰذا ابلیکا ہی وہ اصل آفت اور مصیبت ہے جو ہمیشہ سے ہمارے مقابلے میں یوناف اور بیوسا کو غالب اور کامیاب رکھتی رہی ہے اس بار سطرون بولا اور کہنے لگا شروع میں تو ہم صرف یوناف سے ہی تعلق رکھیں گے بیوسا پر ہاتھ نہیں ڈالیں گے اور اگر بیوسا نے بھی میدان میں کودنا پسند کیا اور اس کی وجہ سے ابلیکا بھی میدان میں آئی تو پھر ہم ابلیکا سے بھی نپٹ لیں گے۔ اس پر بھی ہم ثابت کریں گے کہ جس طرح مقابلے میں ہم یوناف اور بیوسا کے لئے دشوار گزار اور مشکل ہیں ویسے ہی زوردار اور طاقتور ہم ابلیکا کے مقابلے میں بھی ثابت ہوں گے سطرون کی گفتگو سے نبیطہ کو کچھ ڈھارس ہوئی تو پھر چاروں آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد اس سرائے سے اسپین اور اٹلی کی سرحد کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

اسپین سے نکل کر اٹلی کی سرحد میں داخل ہونے کے بعد ہانی بال کا خیال تھا کہ وہ لگاتار چند روز تک پیش قدمی کرے گا یہاں تک کہ اٹلی کے کوہستان ایلپس پر جا کر اپنے لشکر کو ستانے اور آرام کرنے کا موقع فراہم کرے گا اس کے بعد وہ اٹلی کے اندرونی

حصوں میں اپنی فتوحات کا طوفانی آغاز کرے گا لیکن کوہستان ایلپس تک پہنچنے سے قبل اسے راستے میں پڑنے والے دریائے ایبرو دریائے پیرا نیز اور دریائے رون کو عبور کرنے کے ساتھ ساتھ ان علاقوں میں پھیلے ہوئے رومنوں اور وحشی گال قوم کے لشکروں سے مقابلہ کرنا پڑتا تھا یہ وحشی گال شمالی اٹلی میں آباد تھے اور یورپ کے اندر انہیں ناقابل تسخیر خیال کیا جاتا تھا یہ انتہائی قسم کے خونخوار اور بربریت پسند قبائل تھے اور اپنے جس دشمن کے خلاف بھی یہ حرکت میں آتے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دیتے تھے ان سارے خطرات کی پرواہ کئے بغیر ہانی بال بڑی تیزی سے اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھا تھا۔

دریائے ایبرو اور دریائے پیرانیز کو اس نے بڑی آسانی سے عبور کر لیا اس کے بعد وہ بڑی تیزی سے یلغار کرتا ہوا دریائے رون تک آ پہنچا تھا راستے میں جتنے قصبے شہر اور بستیاں پڑتی تھیں ان سب کو اس نے فتح کیا وہاں سے اس نے بیشمار مال و دولت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے لشکر کے لئے خوراک اور اناج کے بھی وسیع ذخائر حاصل کر لئے تھے۔

دریائے رون کے کنارے اس نے اپنے لشکریوں کے درمیان ہاتھ آنے والی ساری دولت تقسیم کر دی تھی جس کی وجہ سے اس کے لشکریوں کے حوصلے اور زیادہ بلند ہو گئے تھے۔

دریائے رون کو عبور کرنے سے پہلے ہانی بال نے وہاں اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیا تا کہ مزید آگے پیش قدمی کرنے سے قبل اس کے لشکری ستا لیں لہٰذا اس نے اپنے لشکر کو وہاں تین روز تک دریائے رون کے کنارے پڑاؤ کرنے اور آرام کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

○

ایک روز یوناف اور بیوسا اپنے لشکر سے تقریباً دو میل شمال میں دریائے رون کے کنارے چہل قدمی کرنے کے بعد اپنے لشکر میں واپس جا رہے تھے کہ اچانک ایک بہت بڑی چٹان کے قریب ابلیکا نے یوناف کی گردن پر بڑا تیز لمس دیا۔ ابلیکا کی طرف سے یہ لمس ملنے کے بعد یوناف چونک سا پڑا تھا اس کی حالت اور کیفیت دیکھتے ہوئے بیوسا بھی سمجھ گئی تھی کہ ابلیکا اس سے کچھ کہنے والی ہے۔ اپنا ریشمی لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

یوناف میرے عزیز میرے حبیب! مجھے غور سے سنو میں تمہارے لئے ایک بہت اہم خبر رکھتی ہوں۔ عارب نبیطہ سطرون اور زروعہ نے اشکانی قوم کے مرکزی شہر کی ایک سرائے میں قیام کر رکھا تھا اچانک وہاں انھوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا کہ وہ اتنے

عرصے سے بیکار بیٹھے ہیں لہٰذا تم پر ضرب لگانی چاہئے اب وہ آندھی اور طوفان کی طرح تم پر وارد ہونے کے لئے دریائے رون کا رخ کر رہے ہیں لہٰذا ان کے آنے سے قبل تم لوگ مقابلے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جہاں تک میرا خیال ہے سطرون اکیلا تم سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا اور اگر وہ بیوسا پر بھی حملہ آور ہوئے یا تم دونوں کے مقابلے میں عارب نبیطہ اور زروعہ نے بھی آنے کی کوشش کی تو پھر میں ان کے خلاف آگ اور طوفان کی طرح حرکت میں آؤں گی اور ہاں اگر سطرون اکیلا تم سے مقابلہ کرتا ہے تو میں نے جب دیکھا کہ وہ تم پر غالب آنے کی کوشش کر رہا ہے تو میں اس پر بھی ایسی ضرب لگاؤں گی کہ اسے تمہارے سامنے بے بس کر کے رکھ دوں گی۔

ابلیکا کی یہ گفتگو سن کر یوناف اور بیوسا کسی قدر مطمئن ہو گئے تھے۔ یوناف وہاں بیٹھ گیا۔ چٹان کے قریب اس نے اپنے خداوند کے حضور ایک طویل سجدہ کیا پھر وہ دوزانو ہو کے بیٹھ گیا پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے انداز میں اٹھائے بڑی رقت بڑی عاجزی سے وہ دعا مانگتا ہوا کہہ رہا تھا۔

”اے اللہ اے سارے جہانوں کے ناظم اور مدبر عزازیل کے گماشتے خزاں کے ساتھی اور بکھرے لمحوں کے امین بن کر میری طرف بڑھ رہے ہیں۔ اے اللہ روپ کے یہ زشت من کے کالے اور نیکی کے خیالات سے مبرا وہموں کے پرستار جبر مسلسل اور فریب وفا کا صحرا بن کر مجھ پر روح کی تھکن زخموں کی جلن طاری کرتے ہوئے میری حالت بے لباس بستی تشنہ ساحل اور پیاسی ریت جیسی کر دینا چاہتے ہیں۔ اے آسمان کو بزم انجم سے سجانے والے زمین کو قبائے خاک عطا کرنے والے بدی کے ان گماشتوں کے مقابلے میں میری مدد فرما۔ اے رات کی آنکھوں میں تاریکی بکھیرنے والے اور دن کے چہرے پر اجالا پھیلانے والے میں تم سے ہی عزازیل کے ساتھیوں کے مقابلے میں اور نصرت کی التجا کرتا ہوں“۔

یوناف بیچارا چٹان کے پاس بیٹھا اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے بڑی عاجزی بڑی انکساری کے ساتھ دعا مانگ رہا تھا جبکہ بیوسا بیچاری طائر بر شکستہ کی طرح اس کے قریب کھڑی تھی اس کی آنکھوں میں ہزاروں سوال ہونٹوں پہ گہری چپ چہرے پر غبار آلود اداسی چھائی ہوئی تھی وہ بیچاری قبر کی تنگی کے منظر جیسی بے سکوں لہو سے رنگین صلیب جیسی افسردہ اور زہر آلود ڈو جیسی لاچار دکھائی دے رہی تھی۔ وہ محبت سے بھرے عجیب سے جذبوں کے ساتھ بڑے غور اور انہماک سے یوناف کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔ دعا ختم کرنے کے بعد یوناف اپنی جگہ سے اٹھا محبت اور چاہت بھرے انداز میں وہ بیوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو بیوسا سطرون نبیطہ عارب اور زروعہ ہم دونوں پر وارد ہونے والے ہیں اگر سطرون اکیلے نے مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کی تو تو ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو جانا میں اس سے ٹکراؤں گا اور مجھے امید ہے کہ میرا خدا جسے میں نے ابھی پکار پکار کر التجا اور التماس کی ہے وہ مجھے سطرون کے سامنے مایوس اور مغلوب نہیں رکھے گا۔ مجھے امید ہے کہ بدی کے سامنے وہ نیکی معصیت کے سامنے خیر اور برائی کے سامنے اچھائی کو وہ فنا اور زیر نہ ہونے دے گا۔ یوناف ابھی یہیں تک کہنے پایا تھا کہ خاموش ہو گیا اس لئے کہ اس چٹان کے قریب اور ان دونوں میاں بیوی کے سامنے سطرون عارب' نبیطہ اور زروعہ نمودار ہوئے تھے اور پھر سطرون چند قدم آگے بڑھا پہلے اس نے ایک بھیانک اور مکروہ قہقہہ لگایا پھر تکبر بھرے انداز میں وہ یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے اٹلی کی اس سر زمین کے اس دریا کے کنارے تم پر میں آوازوں میں گونجتی جدائی' ہجر کے لمحے اور لمحوں کی سی بے بسی طاری کروں گا۔ تیرے دل کا آئینہ مکدر اور تیرے ضمیر کی حالت وقت کے تیز منجدھار میں ندامتوں کے مناظر جیسی کروں گا۔ سن خاک کے پیکر سن وقت گزیدہ شخص تیرے شیشے کے خوابوں پر میں چراغ آخر شب طاری کر کے رہوں گا دیکھ نیکی کے نمائندے میں سطرون اپنی ذات کے بے اتھاہ سمندر میں ناقابل تسخیر ہوں۔ بجھنا میرا مقصود نہیں ہے بلکہ میں تو اپنے دشمنوں کی روح زخمی اور جسم گھائل کر دیا کرتا ہوں۔ دیکھ دریائے رون کے کنارے میں تجھے ایسی اذیت تجھے ایسی ذلت آمیز اذیت میں ڈالوں گا کہ تو اسے صدیوں نہ یاد رکھے گا اب میں تیرے پیچھے پڑ چکا ہوں تجھ سے تیرا لقمہ تجھ سے تیری ساری قوت چھین کر رہوں گا یہاں تک کہنے کے بعد سطرون جب خاموش ہوا تو یوناف بھی بڑی غضبناکی میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

سن بدی کے گماشتے اتنی لافزنی اور اتنے تفاخر و تکبر سے کام مت لے دیکھ میں بھی بوندوں میں بہہ جانے والا ریت سے کٹ جانے والا اور بے انت خلاء میں کی بھول بھلیوں کا کوئی مسافر نہیں ہوں تمہارے مقابلے میں میں اپنا معیار شرف قائم دائم رکھوں گا۔ تیری آمد سے پہلے میں اپنے آقا اپنے مالک اور اپنے رب کو انتہائی عاجزی اور انکساری کے ساتھ پکار چکا ہوں اور مجھے امید ہے کہ دریائے رون کے کنارے میں تیری ساری سرمستیاں اور مکاریاں و خوش گمانی اور تیرے سارے نشتر پندار کو مٹا کے رکھ دوں گا۔ سن سطرون اس بزمگاہ ہستی میں اس رزمگاہ ہستی میں جینے کے وسائل تم نہیں میرا اللہ بانٹتا ہے اور میں اسی کی فصیل ذات پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی مدد اور نصرت کے بل بوتے پر میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اگر تو نے میرے ساتھ ٹکرانے کی کوشش کی تو تیری میں خون چاہتی خواہشوں

کو لہو لہو کر کے رکھ دوں گا۔

جواب میں سطرون یوناف پر حملہ آور ہونے کے لئے کالی شرپسندی سراب وشت گمان اور عذاب بے نوائی کی طرح آگے بڑھا۔ دکھ کے سایوں کی طرح اس نے اپنا ہاتھ بیکراں خلاؤں میں بلند کیا تاکہ یوناف پر احساس معطل کر دینے والی ایک ضرب لگائے لیکن اپنا ہاتھ فضاؤں میں بلند کر دینے کے بعد وہ ضرب لگانے کے لئے اپنا مکا یوناف پر گراناہی چاہتا تھا کہ یوناف برق کے کوندے کی طرح حرکت میں آیا ہوا میں اچھلتے ہوئے اس نے سطرون کا اٹھا ہوا بازو پوری قوت سے اپنی طرف کھینچا اس کے بعد اس نے ایک جست فضا میں لی پوری قوت سے اس نے اپنے دونوں پاؤں ٹھوکر کے سے انداز میں سطرون کے پیٹ میں دے مارے تھے یہ کافی ہولناک ضرب تھی جو سطرون کے پیٹ میں لگی تھی اس ضرب کو لگانے کے ساتھ ساتھ یوناف نے اس کا پکڑا ہوا بازو بھی چھوڑ دیا تھا جس کی وجہ سے سطرون بل کھاتا ہوا تھوڑی دور جاگرا تھا اپنی یہ حالت دیکھتے ہوئے سطرون کی حالت نسلوں کی نفرت،طلسمات کے گمان خواہشوں کی دھوپ اور حبس کے لمحوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی وہ زمین پر گر گیا تھا اور انتہائی بے بسی اور تعجب سے یوناف کی طرف دیکھنے لگا تھا اس موقع پر یوناف اس سے مخاطب ہوا اور کہنے لگا۔

دیکھ بدی کے گماشتے عزازیل کے بدکار ساتھی! تیری ستم کاری کے سامنے میں مجبوری کا کھیل تیرے وہم و گمان کے ساحل پر کانچ کا ٹکڑا اور تیرے خوابوں کے سایوں میں میں بے بسی کا بھنور نہیں بنوں گا بلکہ تیری ساری بدگمانی پر ایسی ضرب لگاؤں گا کہ تیرے خیالات کی وحشت کو ماند کر کے رکھ دوں گا۔ اٹھ اور میرے ساتھ ٹکرا پھر دیکھ خداوند قدوس فتح اور شکست کا فیصلہ کس کے مقدر میں لکھتا ہے۔

یوناف کے اس چیلنج پر سطرون ایک زہریلی جست کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا تھا دیوانگی کے انداز میں اور ایک جنونی کیفیت میں وہ یوناف کی طرف بڑھا اس بار اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو حرکت میں لاتے ہوئے یوناف کے پیٹ چہرے اور کندھے پر لگا تار کئی مکے دے مارے تھے۔ جنہیں یوناف کمال جرات مندی اور ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے برداشت کر گیا تھا ساتھ ہی وہ کسی زہریلے انسان کی طرح حرکت میں آیا پہلے اس نے اپنی کہنی سطرون کی گردن کے بالائی حصے پر ماری اس کے بعد اپنے دونوں پاؤں کی ٹھوکر اس نے سطرون کے دائیں گھٹنے پر لگائی پھر وہ آندھی اور طوفان کی طرح مڑا اور اپنے دائیں ہاتھ کا الٹا حصہ اس نے اپنی پوری قوت کے ساتھ سطرون کی ناک اور آنکھوں پر اس قوت سے مارا تھا کہ تکلیف کے باعث سطرون بری طرح بلبلا اٹھا تھا اور بل کھاتا ہوا کئی گز پیچھے لڑھک گیا تھا۔

یوناف کی کارگزاری کو دیکھ کر بیوسا کے چہرے پر خوشیاں ہی خوشیاں رقص کر رہی تھیں اس کے خوبصورت ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ مچل رہی تھی جبکہ دوسری طرف عارب نبیطہ اور زروعہ کی حالت ناقابل برداشت ہو رہی تھی وہ تینوں سطرون کی مدد کرنے کے لئے پر تول ہی رہے تھے کہ اس موقع پر بیوسا بلند آواز میں ان تینوں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ سنو بدی کے گماشتو اگر تم میں سے کسی نے بھی آگے بڑھ کر سطرون کی مدد کرنے کی کوشش کی تو پھر لکھ رکھنا دریائے رون کے کنارے ایک طوفان کھڑا ہو جائے گا اور اس طوفان میں تمہاری حالت بگولوں اور آندھیوں کے اندر اڑتے ہوئے خس و خاشاک سے مختلف نہ ہوگی لہٰذا یوناف اور سطرون کو آپس میں ٹکرانے دو اور دیکھو حالات کس کے حق میں پلٹا کھاتے ہیں۔ بیوسا کی یہ گفتگو سن کر عارب نبیطہ اور زروعہ کسی حد تک سنبھل گئے تھے اور انہوں نے آگے بڑھ کر سطرون کی مدد کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا تھا۔

یوناف نے جب اپنے دائیں ہاتھ کا الٹا حصہ سطرون کے چہرے پر مارا اور سطرون لڑکھڑاتا ہوا دور گرا تو یوناف آگے بڑھ کر اس کے قریب آیا اور اسے پھر مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ سطرون اٹھ آج دریائے رون کے کنارے تو دیکھے گا کہ تو اس قابل نہیں کہ مجھے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر سکے دیکھ سطرون جب تک میرا اللہ میرا خداوندا اس کائنات کا ناظم اور مدبر میرے ساتھ ہے اور جب تک مجھے اس کی مدد اور حمایت حاصل ہے میں تیرے جیسے کتوں کو مار مار کر بھگاتا رہوں گا۔ یوناف کی یہ گفتگو سن کر سطرون سیخ پا ہو گیا تھا وہ اٹھ کر کھڑا ہونا ہی چاہتا تھا کہ یوناف پھر آگے بڑھا اور لگا تار پاؤں کی کئی ٹھوکریں اس نے سطرون کے پیٹ میں دے ماری تھیں سطرون بری طرح جھک گیا تھا اس موقع پر یوناف پھر حرکت میں آیا فضاؤں کے اندر اس نے لمبی جست لی اور پھر اپنی دونوں کہنیاں اپنی پوری قوت کے ساتھ اس نے سطرون کی پیٹھ پر دے ماری تھیں۔ سطرون درد کی شدت کے باعث بوجھ لدے اونٹ کی طرح بلبلا اٹھا تھا اور کافی حد تک لڑھکتا ہوا وہ پیچھے کی طرف ہٹ گیا تھا۔

یوناف آندھی اور طوفان کی طرح سطرون کے خلاف حرکت میں آیا تھا شاید اب وہ سطرون کو سنبھلنے کا موقع نہ دینا چاہتا تھا اپنے دونوں پاؤں کو باری باری اور اپنے دونوں ہاتھوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس نے سطرون پر بری طرح لاتوں مکوں اور طمانچوں کی بارش کر دی تھی۔ یوں یوناف بری طرح سطرون کو مارتا رہا یہاں تک کہ جب وہ بالکل ہی مضمحل دکھائی دینے لگا تو اچانک یوناف کسی شاہین کی طرح آگے بڑھا نیچے جھک کر اس نے سطرون کو اپنے دونوں ہاتھوں میں فضا کے اندر بلند کر دیا تھا پھر اس نے اسے زروعہ کے

پاؤں کے قریب بری طرح پٹخ دیا تھا پھر وہ چلاتے ہوئے عارب نبیطہ اور زروعہ سے کہنے لگا۔

سنو خداوند کے باغیو! سنو عزازیل کے ساتھیو! تم لوگ بڑے تفاخر اور بڑے گھمنڈ کے ساتھ میری طرف آئے تھے کہ دریائے رون کے کنارے مجھے مغلوب کر کے میری بے بسی اور لاچارگی کا تماشہ دیکھ سکو پر سن رکھو کسی کو فتح نصیب یا شکست خوردہ بنانا کسی انسان کسی فرشتے یا جن کے اختیار میں نہیں بلکہ یہ سارے کام خداوند قدوس نے اپنے ہاتھ میں لے رکھے ہیں وہی مقدرات کا بنانے اور قسمتوں کا بگاڑنے والا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ کس قدر تکبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ سطرون میرے ساتھ ٹکرانے کے لئے آیا تھا لیکن اب تم دیکھتے ہو کہ اپنے خداوند کی مدد کے سہارے میں نے اسے مار مار کر اس کی حالت نیم غشی کی سی کر دی ہے لہٰذا تم تینوں یہاں سے دفع ہو جاؤ اور اس سطرون کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ سطرون بھی یوناف کی یہ غیض و غضب کی گفتگو سن چکا تھا لیکن اس پر ایسا لاغرپن اور ایسی لاچارگی طاری ہوگئی تھی کہ وہ مزید یوناف کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا لہٰذا وہ چاروں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور دریائے رون کے کنارے سے شاید وہ واپس اشکانی سلطنت کے مرکزی شہر کی اس سرائے کی طرف چلے گئے تھے جہاں انھوں نے پہلے سے قیام کر رکھا تھا۔

ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ دریائے رون کے کنارے چند روز تک قیام کیے رکھا اس دوران اپنے لشکر کے ساتھ دریا کو پار کرنے کے لئے اس نے بہترین انتظامات کرنے شروع کر دیئے تھے ساتھ ہی ساتھ اس نے اپنے کچھ مخبر دریائے رون کے کنارے شمال کی طرف روانہ کر دیئے تھے تا کہ وہ اس بات کا پتہ لگائیں کہ دریا کا پاٹ کس جگہ سے تنگ ہے جہاں سے اسے آسانی کے ساتھ عبور کیا جاسکے۔ دریائے رون کے کنارے قیام کے دوران، ہانی بال نے مقامی جنگل سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کی چھوٹی اور بڑی کشتیاں تیار کروانا شروع کیں اس کے علاوہ اس نے بڑے بڑے لٹھوں کے ٹھاٹ بنا کر ان پر خوب مٹی ڈال کر اور اس مٹی کو کوٹ کر اس پر لپائی کر دی گئی تھی تا کہ لٹھوں کے ان ٹھاٹھوں کے ذریعے ان ہاتھیوں کو دریائے رون پار کرایا جا سکے جو ہانی بال کے لشکر میں شامل تھے۔

جب یہ سارے انتظامات مکمل ہو گئے تو ہانی بال نے دریائے رون کے دوسرے کنارے وحشی اور خونخوار گالوں کے خلاف حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس دوران

اس کے مخبروں نے اسے یہ بھی اطلاع کر دی تھی کہ شمال میں تقریباً بیس میل اوپر جا کر دریا کا پاٹ ایک جگہ تنگ ہے جہاں سے دریا کو بآسانی عبور کیا جا سکتا ہے یہ اطلاع پانے کے بعد ہانی بال نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اس نے اپنے پاس رکھا جبکہ دوسرا حصہ اس نے اپنے ایک جرنیل ہانو کی سرکردگی میں دیا۔ یہ ہانو نوجوان تھا اور کنعانیوں کے ماضی کے ایک بہترین جرنیل بوملکر کا بیٹا تھا۔ لشکر کی تقسیم کے بعد ہانی بال نے اپنے جرنیل ہانو کو حکم دیا کہ وہ اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ رات کی تاریکی میں بیس میل شمال کی طرف چلا جائے وہاں سے وہ مخبروں کی رہنمائی میں دریائے رون کو پار کرے اور پھر وہ دریا کے دوسرے کنارے لمبا چکر کاٹتے ہوئے وحشی گالوں کی پشت پر نمودار ہو کر ان پر اچانک حملہ آور ہو جائے اور جب وہ ایسا کر چکے گا تو ہانی بال بھی اپنے لشکر کے ساتھ اس جگہ سے دریا کو پار کرے گا جس جگہ اس نے پڑاؤ کر رکھا ہے اور سامنے کی طرف سے گالوں پر حملہ آور ہوجائے گا اس طرح وحشی گالوں کو اس دو طرفہ حملے سے پیس کر رکھ دیا جائے گا۔ لہٰذا ہانو اپنے مخبروں کی اطلاع کے مطابق اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ رات کی تاریکی میں دریا کے کنارے کنارے شمال کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

ہانو ایک دلیر نوجوان اور مہم جو نوجوان تھا رات کی تاریکی میں اس نے دریائے رون کو اس جگہ سے عبور کیا جس کی نشاندہی مخبروں نے کی تھی دریا کے دوسرے کنارے جا کر اس نے اندھیرے کی آڑ میں ایک لمبا چکر کاٹا پھر وہ گالوں کی پشت پر جا کر بڑی تیزی سے ان پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھا تھا۔ دوسری طرف ہانو کی روانگی کے بعد ہانی بال بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ دریا کو عبور کرنے کی تیاریاں کرنے لگا یہاں اس نے جو چھوٹی بڑی کشتیاں تیار کی تھیں اس نے اس میں اپنے پیدل دستوں کو سوار کروا دیا اور لٹھوں کے جو بڑے بڑے ٹھاٹ اس نے بنائے تھے اس میں سے کچھ پر اس نے اپنے ہاتھی سوار کروائے باقی اس نے اپنے گھوڑ سواروں کو بٹھا دیا تھا اس طرح وہ دریا عبور کرنے کے لئے مناسب وقت کا انتظار کرنے لگا تھا۔

دوسرے روز صبح ہی صبح کنعانیوں کا نوجوان اور مہم جو جرنیل ہانو دریائے رون کے اس پار گالوں کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہوا تھا گو ہانو کے لشکر کی تعداد گالوں کے لشکر سے بہت کم تھی پھر بھی ہانو ایسی دلیری سے حملہ آور ہوا جیسے دل کے آبگینوں کی خاموش تہوں میں ایک ہلچل برپا ہوگئی ہو اس اچانک حملے سے گال اول اول تو پریشان ہوئے تھے لیکن جلد ہی انھوں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ انھوں نے جب دیکھا کہ پشت کی طرف سے حملہ آور ہونے والے لشکر کی تعداد ان کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہے تو انھوں نے

ہانو کے اس لشکر کو نیست و نابود کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے بڑی تیزی سے ان پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن جواب میں ہانو بھی کسی صف شکن مرد جری کی طرح جذبہ حب الوطنی کی شمع سے لیس ہو کر ان پر قلزموں کے مدوجزر کی طرح حملہ آور ہوا تھا اور ان کے جھوٹے خوابوں اور کالے آنگنوں میں دعاؤں کی کرچیوں کی سی کیفیت پیدا کر کے رکھ دی تھی ہانو اپنے لشکر کے ساتھ دریائے رون کے کنارے پیانہ شب و روز میں جانثاری کے لمحوں اور جان طلب لمحات کی طرح آگے بڑھتے ہوئے وحشی اور خونخوار گالوں پر وحشت میں ٹھٹھری طویل اندھیاری رات اور آگ و موت کے خونی کھیل کی طرح حملہ آور ہونے لگا تھا۔

اتنی دیر تک ہانی بال نے بھی اپنے لشکر اور ہاتھیوں کے ساتھ دریائے رون کو عبور کر لیا تھا اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال جب دریائے رون کے بائیں کنارے پر پہنچا تو دشمن کی پشت اب اس کی طرف تھی اس لئے کہ اس سے پہلے ہی اس کا جرنیل ہانو دشمن سے برسرپیکار ہو چکا تھا دشمن پر حملہ آور ہونے کے لئے ہانی بال کے پاس یہ سنہری موقع تھا لہٰذا آنا" فانا" اس نے اپنے لشکر کو ترتیب کیا پھر وہ نسلوں کی نفرت طلسمات کے گمان اور خواہشوں کی دھوپ کی طرح وحشی اور خونخوار گالوں کی پشت سے حملہ آور ہوا تھا ہانی بال کے یوں حملہ آور ہوتے ہی جنگ کی حدت بڑھنے لگی لڑائی کا دامن پھیلتا رہا۔ آہ و فغاں کے شعلے شدت اختیار کرتے چلے گئے لفظ بناتی اور خون چاٹتی سامنے کی طرف سے ہانو اور پشت کی طرف سے ہانی بال کے حملہ آور ہو جانے کی وجہ سے وحشی اور خونخوار گالوں کے لئے مرگ کی عمیق گہری گھاٹیوں میں قیامت کی گھڑیاں موت کی نمود کے مناظر عذاب بے توائی اور قتل گاہوں کے آلاؤ جوش مارنے لگے تھے۔ وحشی گال ہانی بال اور ہانو کے دو طرفہ حملے کا زیادہ دیر مقابلہ نہ کر سکے لہٰذا وہ شکست اٹھا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے ہانی بال اور ہانو دونوں نے ملکر تھوڑی دور تک ان خونخوار گالوں کا تعاقب کیا ان کا خوب قتل عام کر کے ان کی تعداد کو انھوں نے کم کر کے رکھ دیا اور ان کے ساتھ جو مال و اسباب تھا وہ سب ان سے چھین لیا دریائے رون کے کنارے ہانی بال اور ہانو کے ہاتھوں وحشی گالوں کی یہ بدترین شکست تھی گالوں کو شکست دینے کے بعد ہانی بال نے پھر اٹلی کے اندر پیش قدمی کی یہاں تک کہ وہ آئسر شہر میں جا پہنچا۔

اس شہر میں اسے ایک نئی صورتحال کا سامنا کرنا پڑا۔ آئسر شہر کا جو حکمران تھا وہ رومنوں کے شہزادوں میں سے ایک تھا۔ جبکہ اس کا چھوٹا بھائی بھی اسی شہر میں قیام کئے ہوئے تھا۔ اور یہ بھی آئسر شہر کی حکومت کا متمنی تھا۔ ہانی بال کو جب اس صورتحال سے

آگاہی ہوئی تو اس نے آئسر کے حکمران کے چھوٹے بھائی سے فورا" رابطہ قائم کیا اور اسے یہ شرط پیش کی کہ اگر وہ اسے اسکے لشکر کے لئے رسد اور کمک فراہم کرے تو وہ اسے آئسر کی حکومت حاصل کرنے میں مدد دے گا آئسر کے حکمران کا چھوٹا بھائی اس بات پر آمادہ ہوگیا لہٰذا آئسر پر حملہ آور ہو کر ہانی بال نے اس کے حکمران کو وہاں سے مار بھگایا اور اس کے چھوٹے بھائی کو آئسر کا حکمران بنا دیا جواب میں آئسر کے اس حکمران شہزادے نے ہانی بال کو ہر وہ چیز مہیا کی تھی جس کی ہانی بال نے خواہش کی تھی اس طرح آئسر میں چند روز قیام کرنے کے بعد ہانی بال نے پھر اپنے لشکر کے ساتھ اٹلی کے اندر پیش قدمی شروع کر دی تھی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ اٹلی میں داخل ہو کر دور دور تک ترکتاز اور یلغار کئے ہوئے تھا تو رومن اس کا مقابلہ کرنے کے لئے کہاں چھپے بیٹھے تھے صورتحال یہ تھی کہ رومن ان دنوں اپنے شمالی علاقوں میں خونخوار گالوں ہی کے ساتھ الجھے ہوئے تھے ان وحشی گالوں نے رومنوں کے علاقوں پر لگاتار شب خون مار کر ان کا جینا دوبھر کر رکھا تھا۔ وہ رومنوں کے شہروں اور قصبوں پر حملہ آور ہوتے اور ہر چیز چھین کر ان شہروں اور بستیوں کے رہنے والوں کا قتل عام کر دیتے تھے بڑی مشکل سے ان گالوں کا خاتمہ کرنے کے بعد رومن ہانی بال کے لشکر کی طرف متوجہ ہوئے تھے فی الفور انھوں نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اپنے ایک مانے ہوئے اور آزمودہ کارنیلیوس کو اس لشکر کا سپہ سالار بنایا۔ اور کارنیلیوس کے چھوٹے بھائی تائیوس کو اس کا ماتحت بنانے کے بعد کنعانیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا تھا کارنیلیوس اور تائیوس دونوں بھائی اپنے لشکر کو لے کر بڑی تیزی سے دریائے رون کی طرف بڑھے تھے یہاں پہنچ کر جب انھیں یہ خبر ہوئی کہ کنعانیوں کے جرنیل ہانی بال نے دریائے رون کے کنارے وحشی گالوں کو بدترین شکست دی ہے اور اب وہ دریائے رون کے کنارے کنارے شمال کی طرف بڑھ گئے ہیں تو کارنیلوس اور تائیوس دونوں بھائیوں کی ہمت نہ ہوئی کہ وہ ہانی بال کا تعاقب کریں بلکہ وہ دریائے رون سے ہی اپنے لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر کی طرف چلے گئے تھے۔

جبکہ ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ دریائے رون کے کنارے کنارے آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ وہ ویائن کے مقام پر جا پہنچا یہاں ہانی بال نے دریا کا کنارہ چھوڑ دیا اور دائیں طرف ہٹ کر وہ اٹلی کے اندرونی حصوں کی طرف بڑھا تھا ایک لمبا چکر کاٹتے ہوئے وہ دوبارہ سینٹ جینکس کے مقام پر دریائے رون کے کنارے آکر پھر پیش قدمی کرنے لگا تھا یہاں تک کہ تیزی کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے جب وہ سینٹ برنارڈ کے مقام پر آیا تو اس

کے سامنے اذیتوں اور مصیبتوں کے پہاڑ کھڑے ہو گئے تھے۔

اور وہ اس طرح کہ کوہستانی سلسلوں کے وحشی اپنے اپنے ٹھکانوں سے نکل کر ہانی بال کے لشکر پر ٹوٹ پڑے تھے وہ حشرات الارض کی طرح پہاڑوں کے اندر سے نمودار ہوئے تھے اور چاہتے تھے کہ کنعانیوں پر حملہ آور ہو کر ان کا قتل عام کریں اور ان کے لشکر کی ہر چیز چھین کر دوبارہ کوہستانی سلسلوں میں روپوش ہو جائیں لیکن ان کوہستانی وحشیوں کے مقابلے میں ہانی بال نے کمال نظم و ضبط شجاعت اور دلیری کا مظاہرہ کیا جونہی اس نے دیکھا کہ یہ پہاڑی وحشی قبائل ان پر حملہ آور ہونے لگے ہیں ان کے قریب پہنچنے سے پہلے ہی اس نے اپنے آپ کو تیار کر لیا اور ان پر حملہ آور ہونے میں پہل کر دی ہانی بال کا یہ حملہ ایسا خونخوار تیز اور تند تھا کہ اس نے سامنے آنے والے ہر وحشی اور خونخوار قبائلی کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا کوہستانی سلسلوں کے اندر ہانی بال کے حملے کے نتیجے میں دور دور تک ان پہاڑی افراد کی لاشیں پھیل اور بکھر گئی تھیں۔

ایک بار ان کا صفایا کرنے کے بعد ہانی بال نے پھر اپنے لشکر کے ساتھ پیش قدمی شروع کی اس پیش قدمی کے دوران یہ پہاڑی قبائل رات کی تاریکی میں اچانک نمودار ہو کر ہانی بال کے لشکر پر شب خون مارتے تھے اور اسے کافی نقصان پہنچاتے رہے تاہم ہانی بال بڑے صبر اور تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اٹلی کے اندرونی حصوں کی طرف پیش قدمی جاری رکھی یہ پہاڑی قبائل دن کے وقت ہانی بال کے لشکر پر حملہ آور نہ ہوتے تھے اس لئے کہ انہیں خدشہ تھا کہ جوابی کاروائی کر کے ہانی بال انھیں نیست و نابود کر دے گا اس لئے کہ ایک بار وہ اس کے ہاتھوں دن کی لڑائی میں کافی نقصان اٹھا چکے تھے لہٰذا وہ رات کی تاریکی کا سہارا لے کر صرف شب خون مارنے پر ہی اکتفا کر رہے تھے تاہم ہانی بال بھی اپنے لشکر کے ساتھ پہلے کی نسبت چوکنا ہو گیا تھا اور ان سے نپٹنے کے لئے اس نے دور تک اپنے جاسوس پھیلا دیئے تھے جن کی بتائی ہوئی خبروں کی روشنی میں ہانی بال پیش قدمی کرتا رہا۔

ان وحشی پہاڑی قبائل نے جب دیکھا کہ ہانی بال کسی طرح بھی ان کے قابو نہیں آتا تو ان کے کچھ سردار ہانی بال کی خدمت میں حاضر ہوئے اپنے رویئے کی انہوں نے معافی مانگی اور ہانی بال کے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ اٹلی کے وسیع میدانوں اور وادیوں تک اس کے لشکر کی رہنمائی کریں گے ہانی بال نے بظاہر ان کی رہنمائی کو قبول کر لیا لیکن اندرونی طور پر وہ ان پر اعتماد اور بھروسہ نہ کر رہا تھا اور احتیاط کے طور پر اس نے اپنے لشکر کو ہر بری صورتحال سے نمٹنے کے لئے تیار رہنے کا حکم دے دیا تھا تاہم ان پہاڑی قبائل کے رہبروں کی رہنمائی میں ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھنا شروع کر دیا تھا۔

یہ پہاڑی قبائل کے راہبر ہانی بال اور اس کے لشکر کو ایک ایسی وادی میں لے آئے جو چاروں طرف سے بلند اور ناقابل عبور کوہستانی سلسلوں سے گھری ہوئی تھی ہاں مشرق کی طرف ایک چھوٹا سا درہ تھا جس سے نکل کر اٹلی کے وسیع میدانوں اور وادیوں میں داخل ہوا جا سکتا تھا۔ کوہستانی سلسلوں سے گھری ہوئی اسی وادی میں ان پہاڑی قبائل نے اچانک اس کے لشکر پر حملہ کر دیا ہانی بال چونکہ ان قبائل کے راہبروں پر مکمل اعتماد اور بھروسہ نہ کر رہا تھا لہٰذا وہ متوقع صورتحال کے لئے تیار تھا اس نے بھی جوابی حملہ کیا اور تھوڑی دیر کی جنگ کے بعد اس نے پہاڑی قبائل کے ان وحشیوں کا مکمل طور پر صفایا کر دیا بہت کم لوگوں کو بھاگ کر اپنی جانیں بچانا نصیب ہوا۔

پہاڑی قبائل نے جب دیکھا کہ ان کے دوسرے لشکر کو بھی ہانی بال کے مقابلے میں بدترین شکست ہوئی ہے تو انھوں نے اپنی دونوں شکستوں کا ہانی بال سے انتقام لینے کا عہد کر لیا تھا یہ پہاڑی قبائل فوراً حرکت میں آئے اور مشرق کی طرف جو درہ اٹلی کے وسیع میدانوں اور وادیوں کی طرف کھلتا تھا اس درے کو انھوں نے بھر دینے کا ارادہ کر لیا تاکہ انہی وادیوں کے اندر ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ سسک سسک کر مر جائے اس درے کو بھرنے کے لئے انھوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ کوہستانی سلسلوں کے اوپر انھوں نے بڑی بڑی چٹانیں نیچے لڑھکانا شروع کر دیں یہ چٹانیں اتنی بڑی تھیں کہ تین تین چار چار سو آدمی اکٹھے ان کو نیچے کی طرف دھکیل دیتے تھے اس طرح لگا تار چٹانیں نیچے گرانے سے درہ پر کر کے اسے انہوں نے ناقابل عبور بنا کر رکھ دیا تھا۔

پہاڑی قبائل کے لشکر کو بری طرح شکست دینے کے بعد جب ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ اس درے کی طرف بڑھا تو اس نے دیکھا کہ وہ درہ مکمل طور پر بند کیا جا چکا تھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے ہانی بال بڑا متفکر ہوا اس لئے کہ اس درے کے بند ہو جانے سے اس کے لئے مشکلات کھڑی ہو سکتی تھیں۔ وہ کسی نہ کسی طرح اپنے لشکر کے ساتھ کوہستانی سلسلوں کو عبور تو کر سکتا تھا لیکن اس میں اس کے لشکر کے نقصان ہونے کا اندیشہ تھا۔ دوسرے ہانی بال کے لئے سب سے بڑی دشواری یہ تھی کہ اس کے لشکر میں جو ہاتھی تھے وہ ان بلند کوہستانی سلسلوں کو عبور نہ کر سکتے تھے لہٰذا اس درے کے بند ہو جانے پر ہانی بال پریشان اور متفکر ہو گیا تھا۔ اسی فکر مندی میں اس نے یوناف اور بیوسا کو طلب کیا یہ دونوں میاں بیوی جب اس کے سامنے آئے تو ہانی بال نے بڑی پریشانی میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے میرے بھائی تم دیکھتے ہو کہ اٹلی کے میدانوں میں داخل ہونے کے لئے صرف

ایک ہی درہ ہے جسے ان پہاڑی قبائل نے پر کر دیا ہے۔ اب تم مجھے کیا مشورہ دیتے ہو آگے بڑھنے کے لئے مجھے کیا طریقہ استعمال کرنا چاہئے۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ اگر میں اس کوہستانی سلسلوں کو عبور کرتا ہوں تو اس میں میرے لشکریوں کا کافی نقصان ہونے کا احتمال ہے اس لئے کہ سرما کا موسم شروع ہو چکا ہے اگر میں ان کوہستانی سلسلوں کو عبور کروں تو کسی بھی وقت برف باری شروع ہوئی تو میرے لشکر کے تباہ و برباد ہو جانے کا اندیشہ ہے دوسری طرف سامنے یہ درہ ہے جسے پر کر دیا گیا ہے اور اس کا کھولنا میں سمجھتا ہوں اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے اور پھر میرے لئے سب سے بڑی مصیبت یہ کہ اپنے لشکر کے ہاتھیوں کو کیسے اور کس طرح نکالوں یہاں تک کہنے کے بعد ہانی بال خاموش ہوا تو یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو ہانی بال اس درے کے بند ہو جانے پر فکر مند اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں دیکھتا ہوں کہ درے کو اتنی بڑی بڑی چٹانوں سے پر کر دیا گیا ہے جنہیں ہٹانا بڑا مشکل اور دشوار ہے لیکن میرے ذہن میں ایک طریقہ ہے جسے استعمال کر کے اس درے کو کھولا جا سکتا ہے یوناف کے یہ الفاظ سن کر ہانی بال چونک سا پڑا تھا پھر وہ بولا اور کہنے لگا سن میرے بھائی اگر تیرے ذہن میں کوئی طریقہ ہے تو جلدی سے بتاؤ تاکہ اس پر عمل کر کے درے کو کھولا جائے اور اپنے لشکر کے ساتھ میں اٹلی کی وادیوں میں داخل ہو سکوں جواب میں یوناف کہنے لگا۔

سن میرے بھائی تم دیکھتے ہو کہ ان وادیوں میں بے شمار درخت ہیں ان درختوں کو کٹواؤ چند روز تک ان کی لکڑی کو خشک ہونے دو پھر جن چٹانوں سے ان دروں کو پر کر دیا گیا ہے ان چٹانوں کے سامنے اور اوپر جہاں تک ممکن ہو لکڑیاں ڈال دی جائیں پھر ان لکڑیوں کو آگ لگا دی جائے اور جب آگ بھڑک اٹھے تو اور لکڑیاں ڈالنے کا سلسلہ جاری رکھا جائے جب یہ چٹانیں خوب گرم ہو کر سرخ ہوں گی تو تم دیکھو گے کہ یہ خودبخود پھٹنے لگیں گی اور چھوٹے چھوٹے پتھروں میں تبدیل ہو جائیں گی جس کے بعد اس درے کو کھولنا تمہارے لئے انتہائی آسان ہو جائے گا۔

ہانی بال کو یوناف کی یہ تجویز بے حد پسند آئی اسی روز اس نے درخت کٹوانے کا عمل شروع کر دیا تھا اور جب درختوں کی لکڑیاں خشک ہو گئی تو وہ لکڑیاں ان چٹانوں پر ڈال دی گئیں پھر آگ لگا دی گئی پھر یہ سلسلہ کئی روز تک جاری رہا۔ آگ کے اندر لکڑیاں ڈالی جاتی رہیں چٹانیں گرم سرخ ہو کر پھٹتی رہیں اور چھوٹے چھوٹے پتھروں میں تبدیل ہوتی رہیں اس طرح آگ کا یہ سلسلہ آگے بڑھایا جاتا رہا یہاں تک کے درے کے اندر جس

قدر چٹانیں تھیں انہیں گرم سرخ کر کے ریزہ ریزہ کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد ہانی بال کا لشکر طوفانی انداز میں حرکت میں آیا درے کے اندر بکھرے ہوئے پتھروں کو ہٹا کر درہ صاف کر دیا گیا پھر ہانی بال اپنے لشکریوں اور ہاتھیوں کے ساتھ اس وادی سے نکل کر اٹلی کی ان وادیوں میں اور میدانوں میں داخل ہو گیا تھا جو اوستا کے نام سے مشہور تھے۔

کوہستان ایلپس کو عبور کرنے اور اوستا نام کی وادیوں میں داخل ہونے کے بعد ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا اور اپنے لشکریوں کو اس نے چند روز تک مکمل آرام کرنے کا موقع فراہم کیا تھا اس لئے کہ کوہستان ایلپس کے اندر پہاڑی قبائل سے ہانی بال کے لشکری کئی روز تک لگا تار جدوجہد کرتے رہے تھے اس دوران چونکہ ہانی بال کے لشکر کا نقصان بھی کافی ہوا تھا لہٰذا اپنے لشکریوں کو آرام کا موقع فراہم کر کے وہ ان کے اوسان بحال کرنا چاہتا تھا اوستا کی وادیوں میں پڑاؤ کرنے کے بعد ہانی بال نے اپنے جاسوس چاروں طرف پھیلا دیئے تاکہ وہ دشمن پر نگاہ رکھنے کے ساتھ ساتھ آس پاس میں نمودار ہونے والی تبدیلیوں کی اطلاع بھی بروقت ہانی بال کو دیتے رہیں اوستا کی انہی وادیوں کے اندر قیام کرنے کے دوران ہانی بال کے جاسوسوں نے اطلاع دی کہ اس وادی کے تھوڑی ہی دور شمال میں کوہستانی سلسلے کے اندر دور دور تک وحشی گال قبائل کے ٹھکانے ہیں اور وہ کسی بھی وقت کنعانیوں پر حملہ آور ہو کر ان کے لئے نقصان اور خطرے کا باعث بن سکتے ہیں۔

یہ خبریں ملنے کے بعد ہانی بال نے وحشی گال قبائل کے متعلق مزید معلومات حاصل کیں جن سے اسے پتا چلا کہ گال قبائل میں سے سب سے زیادہ طاقتور تاریٔی نام کا ایک قبیلہ ہے پس اسی قبیلے کے سردار سے ہانی بال نے رابطہ قائم کیا اور اسے پیش کش کی کہ رومنوں کے خلاف وہ آئندہ جنگوں میں اس کے ساتھ اتحاد کرے اور جس قدر ان جنگوں میں کنعانیوں کو فوائد حاصل ہوں گے اس میں تاریٔی قبیلہ بھی پورا پورا حقدار ہو گا لیکن تاریٔی قبیلوں کو اپنی طاقت اور قوت پر ایسا بھروسہ اور گھمنڈ تھا کہ انہوں نے بڑے تکبر اور تفاخر کا اظہار کرتے ہوئے ہانی بال کی اس پیش کش کو ٹھکرا دیا اور مزید انہوں نے اقدام یہ کیا کہ دوسرے گال قبائل کے ساتھ مل کر وہ ہانی بال کے خلاف کوئی قدم اٹھانے کے متعلق تیاریاں کرنے لگے تھے۔

ہانی بال کو جب خبر ہوئی کہ تاریٔی قبیلہ دوسرے گال قبائل کے ساتھ مل کر کنعانیوں کے خلاف حرکت میں آنا چاہتا ہے تو ہانی بڑا غضبناک ہوا اس نے بڑے خلوص بڑی ایمانداری سے تاریٔی قبیلے کو اپنے ساتھ ملنے اور اتحاد کرنے کی پیش کش کی تھی لیکن اس

کی پیش کش ٹھکرائے جانے کی وجہ سے اس نے تاریثی قبیلے کے خلاف حرکت میں آنے کا
فیصلہ کر لیا تھا اور جب اسے خبر ہوئی کہ تاریثی قبائل دوسرے گال قبائل کے ساتھ مل کر
کنعانیوں کے خلاف لشکر تیار کر رہے ہیں تو اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال نے آندھی اور
طوفان کی طرح تاریثی قبیلے کی طرف پیش قدمی کی ہانی بال کی سرکردگی میں کنعانی خون آشام
عقابوں' چڑھتی ندی' پیاسے ساحل کی طرح تاریثی قبیلے پر حملہ آور ہوئے اور وحشی گلوں کی
شجاعت کے طاقوں میں مرگ اور رقص ہستی میں موت بھر کر رکھ دی تھی ہانی بال کے حملے
ایسے زور دار اور جان لیوا تھے کہ وحشی گال قبائل جنہیں اپنی شجاعت اپنی دلیری اپنی جرات
مندی پر بڑا بھروسہ بڑا گھمنڈ تھا ان کی حالت ہانی بال نے ریت پر لکھی تحریروں اور بے نام
خواہشوں کی سی بنا کر رکھ دی تھی۔ کوہستانی سلسلوں کے اندر تاریثی قبیلے کی ہانی بال نے
بدترین حالت کی انہیں ذلت آمیز شکست دی اور ان کا قتل عام کیا اپنی یہ حالت دیکھتے
ہوئے تاریثی قبیلے کے سرداروں نے ہانی بال کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی اور
رومنوں کے خلاف اس کا ساتھ دینے کا عہد کیا تاریثی قبیلے کی دیکھا دیکھی دوسرے گال
قبائل بھی ہانی بال کے مطیع اور فرمانبردار ہو گئے انہوں نے نہ صرف یہ کہ ہانی بال کے لشکر
کو طاقت پہنچانے کے لئے اپنے بہترین جنگجو جوان مہیا کئے بلکہ ہانی بال کے لشکر کو بہترین
رسد کا سامان انہوں نے فراہم کیا تھا یوں شمالی اٹلی کے وحشی گال قبائل کو مکمل طور پر زیر
اور مغلوب کرنے کے بعد اٹلی میں ہانی بال نے اپنی پوزیشن خوب مضبوط اور مستحکم کر لی
تھی۔

دوسری طرف رومنوں کی حکومت کو جب یہ اطلاع ملی کہ کنعانیوں کے جرنیل ہانی بال
نے اسپین سے نکل کر اٹلی کی سرحد میں داخل ہونے کے بعد اپنے سامنے آنے والے ہر
قصبے اور ہر شہر میں موت کا بازار گرم کرنا شروع کر دیا ہے تو انہوں نے ایک ایسا لشکر تیار
کیا جس کی تعداد ہانی بال کے لشکر سے کئی گنا بڑی تھی اس لشکر کا سالار رومنوں نے اپنے
سب سے دلیر' شجاع' جرات مند اور تجربہ کار جرنیل کارنیلوس کو بنایا اور کارنیلوس کو حکم دیا
کہ وہ تیزی سے شمال کی طرف بڑھے ہانی بال اور اس کے لشکریوں کو اٹلی کی سرحد ہی پر
روک دے۔

کارنیلوس کو پکا اور پختہ یقین تھا کہ اٹلی میں داخل ہونے کے بعد ہانی بال زیادہ پیش
قدمی نہ کر سکے گا اس لئے کہ اس کے سامنے کوہستانی ایلپس کا طویل بلند اور خطرناک
سلسلہ تھا اس کوہستانی سلسلے کے اندر ایسے ایسے پہاڑی قبائل آباد تھے جو کسی بھی حملہ آور
کو وہاں سے گزرنے ہی نہ دیتے تھے لہٰذا کارنیلوس کا یہ خیال کہ وہ خود کوہستان ایلپس

سے گزر کر ہانی بال اور اس کے لشکر پر ایسی ضرب لگائے گا کہ وہ واپس اسپین کی طرف
بھاگ جانے پر مجبور ہو جائیں گے لیکن کوہستانِ ایلپس کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے
راستے میں رومن جاسوسوں نے کارنیلوس کو یہ خبریں پہنچائیں کہ ہانی بال نہ صرف یہ کہ
کوہستان ایلپس سے گزر کر اوستا کی وادیوں میں خیمہ زن ہو چکا ہے بلکہ اس نے کوہستان
ایلپس کے اندر پہاڑی قبائل کو تباہ و برباد کرنے کے بعد اوستا کے شمال میں وحشی گالوں کو
بھی مغلوب کر کے اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا لیا ہے یہ اطلاع پا کر کارنیلوس نے اس شاہراہ
کو چھوڑ دیا جو کوہستان ایلپس کی طرف جاتی تھی اب وہ اس شاہراہ پر چڑھ گیا تھا جو پائیسا
شہر سے ہوتی ہوئی اینپائن کی وادیوں کی طرف جاتی تھی دوسری طرف ہانی بال کو بھی
رومنوں کے جرنیل کارنیلوس کی پیش قدمی کی اطلاع ہو چکی تھی لہٰذا اس نے بھی اوستا کی
وادیوں سے اپنا پڑاؤ ختم کیا اور اس سمت بڑھا جس طرف سے کارنیلوس اپنے لشکر کے
ساتھ پیش قدمی کرتا چلا آ رہا تھا۔

ہانی بال اور کارنیلوس دونوں اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ بڑی تیزی سے ایک
دوسرے کی طرف پیش قدمی کرتے رہے یہاں تک کہ رومن جرنیل کارنیلوس اپنے لشکر
کے ساتھ دریائے تائینوس کے کنارے آ رکا۔ بڑی تیزی کے ساتھ اس دریا پر کارنیلوس
نے پل تعمیر کرایا جس کے ذریعے اس نے اپنے لشکر کے ساتھ دریائے تائینوس کو پار کیا۔
اب وہ بڑی تیزی سے دریائے پو کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا جبکہ ہانی بال بھی اس کی طرف
بڑھتا چلا آ رہا تھا۔

اب صورت احوال یہ پیدا ہو گئی تھی کہ کنعانی دریائے پو کو اپنے دائیں جانب رکھتے
ہوئے مشرق کی طرف بڑھ رہے تھے جبکہ رومن ان کا سامنا کرنے کے لئے بڑی تیزی سے
مغرب کی سمت بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ پورا ایک دن دونوں لشکر ایک دوسرے کی طرف
بڑھتے رہے یہاں تک کہ اگلے روز صبح دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے نمودار ہوئے
اور جنگ کرنے سے پہلے انہوں نے اپنے اپنے پڑاؤ کر لئے تھے۔

رومن جرنیل کارنیلوس نے اپنے لشکر کو جنگ سے پہلے کچھ اس طرح ترتیب دیا کہ
اپنے سواروں کو اس نے لشکر کی چند اگلی صفوں میں رکھا اس کے بعد اس نے پیدل دستوں
کو جما دیا تھا۔ پیدل دستوں کو اس نے یہ حکم بھی دیا تھا کہ جونہی جنگ شروع ہو اور اس
کے سوار دشمن سے ٹکرائیں تو وہ دائیں اور بائیں طرف سے آگے کو نکلتے ہوئے دشمن کے
پہلوؤں پر ضرب لگانے کی کوشش کریں دوسری طرف کنعانیوں کا جرنیل ہانی بال بھی بڑا
دانشمند بڑا تیز اور بڑا جرات مند تھا لشکر کی ترتیب اس نے بھی بڑے خوب انداز میں کی

اس نے سارے کنعانی سواروں کو اگلے حصے کے وسط میں رکھا جبکہ دائیں اور بائیں پہلوؤں پر اس نے افریقہ کے خونخوار سواروں کو مقرر کیا تاکہ وسطی حصے کے علاوہ اگر رومن کنعانیوں کے پہلوؤں پر بھی ضرب لگانے کی کوشش کریں تو افریقہ کے وہ بربر اور وحشی قبائل جنگ میں رومنوں کی دھول اڑا کر رکھ دیں۔ یہ انتظامات کرنے کے بعد جنگ کی ابتداء کرنے کے لئے دونوں لشکر ایک دوسرے کی طرف بڑھے تھے۔

پھر جنگ کی ابتداء ہوئی اور دونوں لشکر ایک دوسرے پر ابلیس کے زہریلے عنوان‘ ہزاروں وسوسوں‘ تہ بہ تہ غم کی پرتوں‘ صف در صف ان دیکھے تفکرات قطار در قطار نوکیلی ابتلاؤں کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے تھے۔ موت بے نام لمحوں کی سرسراہٹ کی طرح ہر در پر صدا دیتی آندھیوں کی طرح چیخ پکار کرتی ہوئی دستک دینے لگی تھی۔ خزاں کے بوجھل تفکرات میدان جنگ میں چاروں طرف غلبہ کرنے لگے تھے قلب و جگر کے خاموش زخموں پر نمک چھڑکا جانے لگا تھا ہر کوئی پتھریلے لمحات میں سانسوں کے خودکار عمل کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑا تھا۔

رومنوں کو قوی امید تھی کہ وہ اس جنگ میں غالب اور فتح مند رہیں گے اس لئے کہ کنعانیوں کے مقابلے میں ان کی تعداد بہت زیادہ تھی مزید برآں یہ کہ انہیں پشت کی طرف سے رسد اور کمک کا سامان وافر مقدار میں ملتا چلا جا رہا تھا جبکہ کنعانی اپنے جرنیل ہانی بال کی سرکردگی میں اپنے وطن سے بہت دور دشمن کی سرزمین میں داخل ہو کر حملہ آور ہوئے تھے انہیں اپنی پشت کی طرف سے کسی کمک کسی رسد کے سامان کے ملنے کی امید تک نہ تھی۔ اسی بنا پر رومن یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ بہت جلد وہ کنعانیوں پر غالب رہیں گے اپنی عددی برتری کو بھی سامنے رکھتے ہوئے وہ صداقت معتبر کی طرح کنعانیوں کے خیمہ دل پر بھنور بناتے حالات کی طرح وارد ہونے لگے تھے۔ شریانوں میں ٹھاٹھیں مارتے خون اپنے بلند کوہ ارادوں کو سامنے رکھتے ہوئے رومن لوح تاریخ پر اپنی قوم کے لئے بہترین حادثات مرقوم کرنے کے متمنی تھے۔

عددی برتری حاصل ہونے کی وجہ سے رومن شروع شروع میں بڑے مطمئن تھے کہ وہ کسی نہ کسی صورت میں کنعانیوں کو مغلوب کر لینے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے وہ بڑھ چڑھ کر حملے بھی کرتے جا رہے تھے تاکہ اپنا مقصد اور مدعا حاصل کر سکیں ان کے سوار پہلے ہی کنعانیوں سے بری طرح ٹکرا رہے تھے۔ ان کے سواروں کے پیچھے پیدل لشکر کی صفیں تھیں وہ بھی اپنے جرنیل کارنیلوس کے حکم پر دائیں بائیں طرف ہٹتی ہوئی کنعانیوں کے پہلو پر ضرب لگانے کے لئے آگے بڑھی تھیں۔ دوسری طرف ہانی بال بھی بڑا تیز اور

چالاک جرنیل تھا وہ رومنوں کے جرنیل کارنیلوس کی ساری ہی چالوں کو اپنی نگاہ میں رکھے ہوئے تھا اور پورے رد عمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ تعداد میں کم لشکر رکھنے کے باوجود بھی میدان جنگ کی طنابیں بڑی تیزی سے کھینچتا اور سمیٹتا چلا جا رہا تھا۔

رومنوں کے پیدل دستے جب اپنے سواروں کے پیچھے سے دائیں بائیں ہٹ کر کنعانیوں کے پہلو پر حملہ آور ہوئے تو میدان جنگ میں ایک قیامت برپا ہو گئی تھی۔ اس لئے کہ کنعانی اور ان کے حلیف افریقہ کے وحشی قبائل پہلے ہی ایسے حملے کی توقع رکھتے تھے اور انہوں نے جوابی کارروائی کرنے کی پہلے ہی مکمل تیاریاں کر لی تھیں۔ جونہی رومن کنعانیوں کے پہلو سے ٹکرائے پہلوؤں پر متعین افریقہ کے وحشی سوار خونخوار درندوں کی طرح حرکت میں آئے رومنوں کی ناامیدیوں کی دہلیز پر انہوں نے ظلمتوں کے باب رقم کرنا شروع کر دیئے تھے۔ رومنوں کے وقت کو انہوں نے منتقل کر کے ان کے مقدر کو سیاہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ افریقہ کے وحشی سوار عالم وجدان میں نفرت کی آگ‘ لہو میں رقص کرتی وحشت‘ تپتی دوپہر اور کالے تمدن کے عذاب کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہوئے تھے ان کے حملہ آور ہونے کا انداز کچھ ایسا خوفناک اور بھیانک تھا جیسے وہ رومنوں کے سایوں کو بھی چھید ڈالیں گے اور انہیں مثل خاشاک دربدر اڑا کر رکھ دیں گے۔

میدان جنگ میں ایک شور ایک ہنگامہ برپا ہو گیا تھا ہر سپاہی ہر لشکری اپنی اپنی کہانیوں کے متلاشی اپنی اپنی داستانوں کے اسیر اپنی اپنی موت کے حال اور اپنی اپنی مرگ کے صید کی طرح جدوجہد کرتے ہوئے موت سے بچ رہے تھے لیکن موت تو میدان جنگ میں چاروں طرف اپنا نہ ختم ہونے والا رقص شروع کر چکی تھی کافی دیر تک یہ جنگ جاری رہی میدان جنگ میں رومن دبتے تو کنعانی حاوی ہوتے ہوئے دکھائی دینے لگے تھے پہلوؤں کی طرف سے کنعانیوں نے رومنوں کے پیدل دستوں کو بری طرح کاٹتے ہوئے انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ جبکہ وسطی حصے میں جو دونوں لشکروں کے سوار ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے وہاں بھی کنعانیوں کا پلہ بھاری تھا اور وہاں بھی کنعانی رومنوں کو نیت کی خرابی ارادوں کی ناپاکی مقاصد کی گندگی اور نصب العین کی غلاظت پر پوری طرح حاوی اور غالب ہوتے دکھائی دے رہے تھے تھوڑی دیر کے بعد رومنوں کے وسطی حصے کے سوار بھی پسپا ہونے لگے تھے اب رومن جرنیل کارنیلوس بڑا فکر مند ہوا تھا اس لئے کہ وہ پہلے سے اپنے پسپا ہونے والے پیدل دستوں کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا وہ اور اس کے دوسرے جرنیل ادھر ادھر بھاگ کر پیدل دستوں کی صفوں میں بدنظمی پھیل گئی تھی۔ اسے درست کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے لیکن عین اس وقت جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے

سپاہی کنعانیوں کے مقابلے پر بری طرح پسپا ہونے لگے ہیں تو انہوں نے پیدل دستوں کو سنبھالنا ترک کر دیا اور پھر آخری فیصلے کے طور پر شکست قبول کر کے پسپائی اختیار کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

جونہی رومن کنعانیوں کے مقابلے میں پسپا ہوتے ہوئے بھاگنے لگے ہانی بال نے اپنے حملوں میں اور زیادہ تیزی پیدا کر لی اور بڑی خونخواری اور بڑی تندی کے ساتھ اس نے میدان جنگ سے بھاگنے والے رومنوں کا تعاقب کیا تھا۔ اس نے جی بھر کر بھاگتے رومنوں کا قتل عام کیا کچھ دیر تک وہ ان کا تعاقب کرتا چلا گیا پھر اپنے لشکر کے پاس وہ لوٹا اور رومنوں کے پڑاؤ پر اس نے قبضہ کر لیا اس پڑاؤ سے ہانی بال کو بے شمار ہتھیاروں کے علاوہ خوراک کے ذخائر بھی ہاتھ لگے تھے پڑاؤ پر قبضہ کرنے کے بعد ہانی بال نے اپنے لشکر کو بھی پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ کر رومن جرنیل کارنلیوس نے پلیشیا شہر میں جائے پناہ لی تھی اس لئے کہ اس جگہ کمک کے طور پر کارنلیوس کے ساتھ ایک بہت بڑا لشکر آن ملا تھا اور اس کی قوت میں پھر پہلے کی طرح اضافہ اور استحکام آ گیا تھا لہٰذا اس نے ارادہ کر لیا کہ وہ کنعانیوں سے اپنی اس بدترین شکست کا انتقام ضرور لے گا شہر میں محصور ہونے کے بجائے اس نے پلیشیا شہر کے باہر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا اسے امید تھی کہ ہانی بال ضرور اس کے تعاقب میں اس طرف آئے گا۔ جب وہ ایسا کرے گا تو وہ پلیشیا شہر سے باہر اسے عبرت خیز شکست دے گا۔ اس نے یہ بھی ارادہ کر لیا تھا کہ اگر ہانی بال اس کے تعاقب میں پلیشیا شہر تک نہ آیا تو وہ خود کوچ کرے گا اور اسپین تک کنعانیوں کا تعاقب کرتا چلا جائے گا لیکن ہانی بال نے ایسا نہ ہونے دیا اس نے چند روز تک اپنے لشکر کے ساتھ اس جگہ پڑاؤ کئے رکھا جہاں اس نے رومنوں کو شکست دی تھی پھر اس نے کوچ کیا اس کے مخبر اسے پہلے ہی اطلاع کر چکے تھے کہ رومن جرنیل کارنلیوس کو بہت بڑی کمک اور رسد مل چکی ہے اور وہ دوبارہ جنگ پر آمادہ ہے لیکن ان سب چیزوں کی پرواہ کئے بغیر ہانی بال نے بڑی تیزی سے پلیشیا شہر کا رخ کیا جہاں کارنلیوس اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ آندھی اور طوفان کی طرح پیش قدمی کرتا ہوا ہانی بال پلیشیا شہر سے باہر رومنوں کے لشکر کے سامنے آ نمودار ہوا اس نے رومنوں پر ایسا خوفناک تاثر بٹھایا کہ رومنوں کے سامنے پڑاؤ کرنے اور اپنے لشکر کو آرام فراہم کرنے کا موقع دیئے بغیر آتے ہی اس نے رومنوں پر حملہ کر دیا تھا یہ حملہ ایسا خوفناک اور رومنوں کے لئے کچھ اس قدر غیر متوقع تھا کہ رومن ہانی بال کے اس حملے کی سختی اور تندی کو برداشت نہ کر سکے گو انہیں بہترین کمک مل چکی تھی عددی لحاظ سے ان کا لشکر پہلے جیسی صورت اختیار کر چکا تھا اس کے علاوہ ان کی پشت پر ان کا اپنا شہر پلیشیا تھا جہاں سے ہر وقت انہیں مزید کمک اور رسد کا سامان بھی مل سکتا تھا لیکن اس کے باوجود بھی ہانی بال کے سامنے وہ اپنے آپ کو بے بس محسوس کر رہے تھے اپنے پہلے ہی حملے میں ہانی بال نے انہیں مکمل طور پر ادھیڑ کر رکھ دیا تھا۔

ہانی بال کے حملہ آور ہونے کا انداز ہی کچھ ایسا تھا کہ رومنوں کی اگلی صفوں کو مکمل طور پر اس نے تہس نہس کر دیا اگلی صفوں سے جو رومن اپنی جانیں بچا کر پچھلی صفوں کی طرف بھاگے تو ان کی وجہ سے پچھلی صفوں کے اندر ہی افراتفری اور بدنظمی پھیل گئی تھی اس افراتفری اور بدنظمی سے ہانی بال نے پورا فائدہ اٹھایا اپنے لشکر کے ساتھ وہ رومنوں کے اندر گھس گیا ان کے اندر قتل و غارت گری کا ایک طوفان اس نے کھڑا کر کے رکھ دیا تھا یوں پلیشیا شہر سے باہر بھی رومنوں کو بدترین شکست ہوئی اور رومن جرنیل کارنلیوس اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر پلیشیا شہر سے اپنے دوسرے بڑے شہر تربیہ کی طرف بھاگ گیا تھا۔ ہانی بال آگے بڑھا پلیشیا شہر پر اس نے بڑی آسانی سے قبضہ کر لیا یہاں اسے خوراک کے بہترین ذخائر کے علاوہ بے شمار جنگی ہتھیار بھی ملے جن پر اس نے قبضہ کر لیا پھر اپنے لشکر کو آرام فراہم کرنے کی خاطر اس نے پلیشیا شہر میں قیام کر لیا تھا جبکہ دوسری طرف رومن جرنیل اپنے بچے کھچے لشکر کے ساتھ تربیہ شہر میں جا پناہ گزین ہوا تھا اس نے اپنے حکمرانوں کی طرف قاصد بھجوائے کہ اگر وہ ہانی بال کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو وقت ضائع کیے بغیر اس کے لئے ایک نئے لشکر کا انتظام کریں رومن حکمران فوراً حرکت میں آئے اور ایک تربیت یافتہ جرنیل سیرنیوس کی سرکردگی میں انہوں نے ایک جرار لشکر اپنے جرنیل کارنلیوس کی مدد کے لئے روانہ کر دیا تھا۔ اب ایک نیا جرنیل سیرنیوس اپنے نئے لشکر کے ساتھ کارنلیوس سے جا ملا تھا۔ اس طرح رومنوں کی قوت میں پہلے کی نسبت کئی گنا اضافہ ہو گیا تھا اور وہ ایک بار پھر یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ اپنی عددی برتری کی وجہ سے وہ اس بار ضرور ہانی بال کو اپنی سرزمین سے نکال باہر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

رومنوں کے مرکزی شہر روم سے نیا جرنیل سیرنیوس جو بہت بڑا لشکر اپنے ساتھ لے کر آیا تھا اس لشکر کے ساتھ رومن حکومت نے خوراک اور ہتھیاروں کے بڑے بڑے ذخائر بھی روانہ کئے تھے اور یہ ذخائر اتنے بڑے تھے کہ لگاتار یہ کئی ماہ تک رومن لشکر کے لئے کافی ثابت ہو سکتے تھے کارنلیوس اور سیرنیوس دونوں جرنیلوں نے مل کر یہ مشورہ کیا کہ

چونکہ ان کے پاس ہتھیار اور خوراک کا ذخیرہ ضرورت سے زیادہ جمع ہو گیا ہے لہٰذا فالتو ہتھیاروں اور خوراک کو کسی محفوظ جگہ ذخیرہ کر دینا چاہیے جہاں سے بوقت ضرورت ہتھیار اور خوراک لے کر کنعانیوں کے خلاف استعمال کرتے رہیں اس مقصد کے لئے دونوں جرنیلوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا اس کے بعد یہ طے پایا کہ تربیہ شہر کے قریب جو ایک قدیم پرانا اور مضبوط قلعہ ہے اس کے اندر فالتو ہتھیار اور خوراک رکھ دی جائے اور قلعے کے اندر لشکر کے کچھ دستے بھی متعین کر دیئے جائیں جو ہتھیاروں اور خوراک کی حفاظت کریں اور پھر اسی قلعے سے خوراک اور ہتھیار لے کر کنعانیوں کے خلاف جنگ کا سلسلہ جاری رکھا جائے جب دونوں جرنیل اس امر پر متفق ہو گئے تو لشکر کے پاس صرف تین ماہ کی خوراک اور ہتھیار رکھے گئے باقی جتنے ہتھیار اور خوراک تھی وہ سب اس قلعے میں منتقل کر دیئے گئے اور وہاں سے چند دستے خوراک اور ہتھیاروں کی حفاظت پر بھی مقرر کر دیئے گئے تھے۔ اسی دوران کارنیلوس اور سیمپیوس دونوں جرنیلوں کو خبر ہوئی کہ پلیشیا شہر پر قبضہ کرنے کے بعد ہانی بال نے اپنے لشکر کو کچھ روز ستانے کا موقع فراہم کیا تھا اب وہ ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے تربیہ شہر کی طرف کوچ کر چکا ہے یہ خبر ملتے ہیں رومن جرنیل اپنے لشکر کے ساتھ تربیہ شہر سے نکلے اور تربیہ شہر کے مضافات میں جو کوہستانی سلسلہ تھا اپنے لشکر کے ساتھ وہ اس پہاڑی سلسلے میں گھات لگا کر بیٹھ گئے تاکہ ہانی بال جب ان علاقوں کا رخ کرے تو وہ اپنی کمین گاہ سے نکل کر اس پر ایسا زور دار حملہ کریں کہ میدان جنگ میں اس کے پاؤں اکھاڑ کر رکھ دیں۔

دوسری طرف ہانی بال بھی بڑا محتاط اور دور اندیش تھا اس نے اپنے اطراف میں اپنے بہترین جاسوس پھیلا رکھے تھے جنہوں نے ہانی بال کو یہ خبر کر دی کہ دونوں رومن جرنیل اپنے ہتھیاروں اور فالتو خوراک کے ذخائر تربیہ شہر کے قریب پڑتے والے ایک قدیم مضبوط اور پرانے قلعے میں جمع کرنے کے بعد تربیہ شہر کے نواح کے کوہستانی سلسلے میں گھات میں جا بیٹھے ہیں تاکہ ہانی بال جب ان سرزمینوں میں داخل ہوا تو وہ گھات سے نکل کر ان پر اچانک حملہ آور ہو سکیں۔ یہ خبر سنتے ہی ہانی بال نے ایک بہت بڑا فیصلہ کیا سیدھا تربیہ شہر کے اس کوہستانی سلسلے کی طرف جانے کے بجائے اس نے اس قلعے کا رخ کیا جس کے اندر رومنوں نے ہتھیار اور خوراک جمع کر رکھی تھی۔ بجلی کے کوندوں کی طرح رات کی تاریکی میں ہانی بال اس قلعے پر حملہ آور ہوا قلعے کے اندر جس قدر محافظ تھے ان سب کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور قلعے کے اندر جس قدر رومنوں نے ہتھیار اور خوراک کا ذخیرہ کر رکھا تھا اس پر قبضہ کرنے کے بعد ہانی بال نے تربیہ شہر کے نواح کے کوہستانی سلسلے کی

طرف رخ کیا جہاں دونوں رومن جرنیلوں نے قیام کر رکھا تھا کوہستانی سلسلے سے پانچ میل دور ہانی بال نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا ہانی بال کو خبر تھی کہ اگر وہ کوہستانی سلسلے میں داخل ہوتے ہیں تو رومن اسے نقصان پہنچائیں گے لہٰذا کوہستانی سلسلے سے دور ہی رہ کر دریائے تربیا کے کنارے پڑاؤ کر لیا تھا۔

اسی دوران ہانی بال کو اس کے جاسوسوں نے یہ خبریں دیں کہ کوہستانی سلسلے کے قریب ہی آباد وحشی گال قبائل نے رومن جرنیلوں کے ساتھ ایک سمجھوتہ کر لیا ہے اور وہ جوق در جوق ہانی بال کے خلاف جنگ کرنے کے لئے رومن لشکر میں شامل ہو رہے ہیں یہ خبریں سنتے ہیں ہانی بال رات کی تاریکی میں طوفان کی طرح حرکت میں آیا اپنے لشکر کے ساتھ اس نے پیش قدمی کرتے ہوئے وحشی گال قبائل کی بستیوں پر حملہ کر دیا اس نے ان بستیوں کو خوب لوٹ مار کی اور رات کی تاریکی میں ان کی ساری بستیوں کو آگ لگا کر رکھ دی تھی۔ یہ ایک ایسی کارروائی تھی جس کی وجہ سے وحشی گال قبائل پر ہانی بال کی دہشت اور خوف طاری ہو کر رہ گیا تھا رات کی تاریکی میں اپنا یہ کام مکمل کرنے کے بعد ہانی بال پھر کوہستانی سلسلے کے قریب دریائے تربیا کے کنارے اپنے لشکر کے ساتھ آ خیمہ زن ہوا تھا۔ دوسری طرف جب وحشی گال قبائل کو یہ خبریں پہنچیں کہ رات کی تاریکی میں ان کی بستیوں پر حملہ آور ہو کر ہانی بال نے نہ صرف یہ کہ ان کے افراد کا خوب قتل عام کیا ہے اور ان کی بستیوں کو بھی آگ لگا دی ہے تو وہ مایوس ہو کر رومنوں کا ساتھ چھوڑتے ہوئے واپس جانے لگے تھے۔

رومن جرنیلوں نے جب دیکھا کہ وحشی گال قبائل آہستہ آہستہ ان کے لشکر کو چھوڑ کر چلے جا رہے ہیں تو انہوں نے جنگ میں تاخیر نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا انہیں خدشہ ہو گیا تھا کہ اگر وحشی گال قبائل انکے لشکر سے نکلتے رہے تو ان کے لشکر میں کمزوری کے آثار نمودار ہو جائیں گے اسلئے کہ وہ یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ وحشی گال قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر وہ ہر صورت میں ہانی بال کو شکست دینے میں کامیاب ہو سکتے ہیں لہٰذا قبل اس کے کہ سارے گال قبائل ان کے لشکر کو چھوڑتے انہوں نے ہانی بال کے ساتھ جنگ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا ان دنوں سرما کا موسم اپنے عروج پر تھا برفباری اور بارشوں کا سلسلہ جاری ہو چکا تھا اور دریائے تربیا کے اندر کناروں تک پانی بہہ رہا تھا گو اپنی رفتار کے لحاظ سے یہ دریا کوئی زیادہ خطرناک نہ تھا پھر بھی سردی تیز بارشوں اور برفباری کی وجہ سے اسے پار کرنا ایک تکلیف دہ کام ضرور تھا لیکن رومنوں نے اس کام کو کر گزرنے کا ارادہ کر لیا تھا اسلئے کہ وہ جنگ میں مزید تاخیر نہیں کرنا چاہتے تھے ابھی تک کافی وحشی گال قبائل ان کے ساتھ

تھے اور انہیں وہ ہانی بال کے خلاف ضرور استعمال کرنا چاہتے تھے لہٰذا دونوں جرنیلوں نے مشورہ کیا اپنے لشکر کے ساتھ وہ کوہستانی سلسلے سے نکلے دریائے تریبیا کو انھوں نے پار کیا اور پھر وہ دریا کے کنارے عین ہانی بال کے لشکر کے سامنے خیمہ زن ہو گئے تھے رومنوں نے اپنے لشکر کو جنگ سے پہلے دو حصوں میں تقسیم کر لیا دوسری طرف جب ہانی بال کو خبر ہوئی کہ رومن لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے تو اس نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اس نے اپنے پاس رکھا اور دوسرا حصہ اس نے اپنے چھوٹے بھائی ماگو کی سرکردگی میں دے دیا تھا۔

دریائے تریبیا کے کنارے دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہوئے میدان جنگ کے اگلے حصے میں رومنوں کے نئے آنے والے جرنیل سپرینوس نے اپنے چالیس ہزار کے لشکر کو رکھا اور اسکے پیچھے رومنوں کا دوسرا جرنیل کارنیلیوس بھی اتنے ہی لشکر کے ساتھ اپنی صفیں درست کر چکا تھا دوسری طرف ہانی بال کے کل لشکر کی تعداد اتنی تھی جتنی اس وقت رومن جرنیل سپرینوس کی سرکردگی میں کام کر رہی تھی۔ تاہم ہانی بال نے حوصلہ نہیں ہارا لشکر کے آدھے حصے کی کمانداری اس نے اپنے چھوٹے بھائی ماگو کو دے دی تھی اور اسے تاکید کی تھی کہ جب جنگ اپنے عروج پر آئے تو وہ میدان جنگ سے نکل کر اور چکر کاٹتا ہوا دشمن کی پشت پر حملہ آور ہو اس طرح دشمن کو یقینی طور پر شکست دی جا سکتی ہے یہ انتظامات کرنے کے بعد ہانی بال نے جنگ کی ابتدا کر دی تھی۔

رومنوں کے نئے جرنیل سپرینوس کو ابھی تک چونکہ ہانی بال کے طریقہ جنگ سے پالا نہیں پڑا تھا لہٰذا جنگ کی ابتداء ہوتے ہی وہ بڑے پرجوش اور خونخوار انداز میں کنعانیوں پر حملہ آور ہونے لگا تھا۔ جسکے جواب میں ہانی بال نے اپنا وہی پرانا طریقہ استعمال کئے رکھا وہ رومنوں کے حملوں کے سامنے اپنے دفاع کے ساتھ ساتھ ہلکی پھلکی جارحیت کا بھی مظاہرہ کرتا رہا جسکی وجہ سے رومنوں کا جرنیل سپرینوس یہ ہی سمجھتا رہا کہ رومنوں کے مقابلے میں کنعانی شروع میں ہی ماند پڑتے جا رہے ہیں لیکن یہ ساری ہانی بال کی جنگی چال تھی وہ درمیانہ روی سے اپنے کام کئے چلا جا رہا تھا اور دشمن کو تھکا کر وہ اپنے سامنے مغلوب کر دینے کی چال چلے ہوئے تھا۔

اپنے نئے جرنیل سپرینوس کی سرکردگی میں رومن بڑھ چڑھ کر حملہ آور ہو رہے تھے جبکہ دوسرا جرنیل کارنیلیوس ہانی بال ہی کی طرح معتدل انداز میں کنعانیوں کے بائیں پہلو پر حملہ آور ہو رہا تھا۔ دریائے تریبیا کے کنارے جنگ اپنے عروج کو پہنچ گئی تھی چاروں طرف ڈھول اور گھوڑوں کی ہنہناہٹیں ابھرنے لگی تھیں یوں لگتا تھا کہ لمبی سنسان شاہراہوں

پر شب گزیدہ سویرے اور نیتوں کے عکس میں سنگین یادوں بھرے سائے اور فراق کے پھیلتے اندھیرے رقص کرنے لگے ہوں ہر آنکھ میں خون برسنے لگا تھا ماضی کی بند کتاب جیسے خدشات غیر ملفوف سوالات اور یادوں کے بوسیدہ اوراق کی طرح ادھر ادھر بکھرنے لگے تھے۔

بڑے بڑے جنگجو بڑے بڑے سورما میدان جنگ میں یوں کٹ کر گرنے لگے تھے جیسے پت جھڑ کے پیلے پتوں سے خزاں کے تیز طوفان کھیلتے ہیں یا کالے وقتوں کی دیواریں اچانک گر کر اپنے انجام کو پہنچ جاتی ہے میدان جنگ کے کالے ماحول میں ٹوٹی سانسیں سیاہ مکروہ سایوں اور وصل و ہجر کی داستانوں کی طرح معدوم ہونے لگی تھیں نیلی دھوپ میں بے ہنگم آوازیں پرانے خوابوں کی تعبیر کی طرح زنگ آلوذ اور بوسیدہ ہونے لگی تھیں پہلی رتوں کے طوفان لفظوں کے زہر اور حرفوں کے تیر کی طرح موت جسم و جان کو چاٹنے لگے تھے اور وحشتوں کے شیشوں نے میدان جنگ میں ہر سو لمحوں کے تلاطم اور وقت کا بدترین اضطراب کھڑا کر دیا تھا۔

جنگ آہستہ آہستہ طول پکڑنے لگی تھی دونوں رومن جرنیل کارنیلیوس اور سپرینوس نے اپنے لشکر کو اپنے پہلوؤں کی طرف پھیلانا شروع کر دیا تھا وہ ایسا اس ارادے سے کر رہے تھے کہ ہانی بال کے مقابلے میں چونکہ انکے لشکر کی تعداد بہت زیادہ تھی لہٰذا اپنا لشکر انہوں نے اسلئے پھیلانا شروع کیا تھا کہ انکے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ ہانی بال کو بھی اپنے لشکر کو پھیلانا پڑ جائے گا اور اگر وہ ایسا کرے گا تو تعداد میں کم ہونے کی وجہ سے اسکے لشکر میں جگہ جگہ رخنے اور خالی جگہ پیدا ہو جائے گی اور ان رخنوں اور خالی جگہوں پر حملہ آور ہو کر وہ اپنے لئے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کریں گے دونوں رومن جرنیلوں کی طرف سے یہ ایک بہترین اور اچھی چال تھی جو انہوں نے ہانی بال کے خلاف چلی تھی لیکن ہانی بال بڑا دانشمند بڑا سیانا اور بڑا دور اندیش جرنیل تھا اس نے رومنوں کے مقابلے میں اپنے لشکر کو نہیں پھیلایا بلکہ اپنے بھائی ماگو کو اس نے اشارہ کر دیا کہ وہ اس سے جدا ہو کر اور لمبا چکر کاٹتے ہوئے رومنوں کی پشت کی طرف چلا جائے جبکہ خود اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال رومنوں کے سامنے جم گیا تھا۔

اپنے بھائی ماگو کے جدا ہونے کے بعد ہانی بال نے رومنوں کے مقابلے میں اپنے لشکر کو صرف اپنے دفاع تک محدود کر رکھا تھا اس نے جارحیت ترک کر دی تھی اسلئے کہ اسکے لشکر کی تعداد اس قابل نہ رہی تھی کہ وہ دفاع کے ساتھ ساتھ جارحیت بھی کرتا رہے۔
لیکن تھوڑی ہی دیر بعد جب اس کا بھائی ماگو ایک لمبا چکر کاٹنے کے بعد رومنوں کی پشت کی

طرف سے حملہ آور ہوا تو میدان جنگ کا نقشہ بڑی تیزی سے بدل گیا تھا رومن یہ سوچ بھی نہ سکے تھے کہ ہانی بال کوئی چکر چلا کر انکی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو سکتا ہے اس وقت ان کے ہاتھوں سے طوطے نکل گئے جب ماگو ان کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہوا وقتی طور سے رومن لشکر کے اندر ایک افراتفری اور بد نظمی کا عالم ضرور پڑا تھا لیکن جلد ہی دونوں رومن جرنیلوں نے اس کیفیت پر قابو پا لیا۔ جلدی جلدی انہوں نے اپنے لشکر کے کچھ حصوں کو ماگو کی طرف متوجہ کیا تاکہ وہ اسکے سامنے اپنا دفاع کر سکیں۔ جونہی رومن جرنیل نے ایسا کیا ہانی بال پر انکا دباؤ اور زور کم ہو گیا تھا بس اسی چیز سے ہانی بال نے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کر لیا تھا۔

جونہی رومن لشکر کے کچھ حصے سامنے کی طرف سے ہٹ کر پشت کی طرف ماگو کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔ ہانی بال بپھر گیا تھا اس نے دفاع کا لبادہ اتار پھینکا تھا وہ شہد کی خونخوار مکھیوں کی طرح رومنوں پر ٹوٹ پڑا تھا ہر سمت سے اس نے جارحیت کی ابتدا کر دی تھی اور اپنے حملوں میں اس نے ایسی تیزی ایسی تندی اور خونخواری پیدا کر لی تھی کہ اسکے چند ہی حملوں کے بعد رومنوں کی اگلی صفیں درہم برہم ہو کر رہ گئی تھیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہانی بال کے لشکر کی طرف سے رومن لشکر کو ذرا پیچھے ہٹنا پڑا تھا۔ یہ خبریں جب ان لشکریوں تک پہنچی جو اس وقت ہانی بال کے بھائی ماگو کے خلاف برسرپیکار تھے تو انکی ہوا بھی اکھڑنے لگی تھی اب دونوں سمت سے کنعانی خطرات اور خدشات بن کر رومنوں کے دل اور ذہن پر بڑی تیزی سے چھانے لگے تھے۔

جنگ تھوڑی دیر مزید جاری رہی جسکے نتیجے میں ہانی بال اور اسکے بھائی ماگو کے ہاتھوں ان گنت اور بے شمار رومن کٹ مرے تھے دریائے توبیبا کے کنارے کنارے دور دور تک مرنے والے رومنوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں اور انکی تعداد لحہ بہ لحہ مزید کم ہوتی چلی جا رہی تھی یہاں تک کہ وہ لوگ رومن کنعانیوں کا سامنا کرنے سے کترانے لگے تھے اور اپنی جانیں بچانے کی خاطر ادھر ادھر کھسکنے اور بھاگنے لگے تھے۔ دونوں رومن جرنیلوں نے جب یہ سماں دیکھا تو انہیں یقین ہو گیا کہ اگر جنگ کچھ دیر اور جاری رہی تو کنعانیوں کے ہاتھوں نہ صرف یہ کہ انہیں بدترین شکست ہو گی بلکہ ہانی بال اور ماگو دونوں بھائی مل کر رومنوں کا مکمل صفایا کر دیں گے لہذا اپنی شکست تسلیم کر کے انہوں نے اپنے لشکریوں کو میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ جانے کا مشورہ دے دیا۔

رومن جرنیلوں کا میدان جنگ کو چھوڑنے' پسپا ہونے اور اپنی جانیں بچانے کا یہ مشورہ بڑی رازداری کے ساتھ ایک سپاہی سے دوسرے سپاہی تک پہنچا دیا گیا تھا یہاں تک

کہ کنعانیوں کا مقابلہ کرتے کرتے رومنوں کے اندر بڑی منظم پسپائی شروع ہوئی تھی لیکن جلد ہی اس تنظیم کو ہانی بال اور ماگو دونوں نے درہم برہم کر کے رکھ دیا دریائے توبیبا کے کنارے لڑتے لڑتے رومن پیچھے ہٹے انکا خیال تھا کہ پیچھے ہٹتے ہوئے وہ اپنی رفتار میں اضافہ کر لیں گے اور ہو سکتا ہے کہ کنعانی انکے پڑاؤ کی ہر چیز کو لوٹنے میں مصروف ہو جائیں لہذا انکی اس مصروفیت سے فائدہ اٹھا کر وہ میدان جنگ سے جانیں بچا کر بھاگ جانے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن ایسا نہ ہوا اسلئے کہ جونہی رومن دریائے توبیبا کے کنارے پسپا ہونے لگے ہانی بال اور ماگو دونوں سمجھ گئے کہ رومنوں نے اپنی شکست تسلیم کر لی ہے لہذا وہ میدان جنگ سے بھاگنے لگے ہیں یہ صورتحال دیکھتے ہوئے ہانی بال اور ماگو دونوں بھائی پھر یکجا اور اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے زوردار حملے رومنوں پر شروع کر دیئے تھے جسکے مقابلے پر رومنوں کی منظم پسپائی درہم برہم ہو کر رہ گئی تھی اور ہر کوئی اپنے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنے لگا تھا جسکے نتیجے میں ہانی بال اور ماگو دونوں بھائی دریائے توبیبا کے کنارے کنارے انکا تعاقب کرتے ہوئے انکا قتل عام شروع کر چکے تھے۔

اٹلی میں دریائے ترسیبا کے کنارے ہانی بال اور اسکے بھائی ماگو نے مل کر دور تک اپنے سامنے بھاگنے والے رومنوں کا تعاقب کیا جہاں تک یہ تعاقب رہا وہاں تک دریا کے کنارے کنارے رومنوں کی لاشیں بکھر گئی تھیں یہ تعاقب تقریباً دس میل تک جاری رہا اسکے بعد رومن ادھر ادھر منتشر ہو کر اپنی جانیں بچانے میں کامیاب ہو گئے تھے جبکہ ہانی بال اور ماگو دونوں بھائی اپنے لشکر کو لے کر واپس لوٹ گئے تھے رومنوں کے پڑاؤ پر دونوں بھائیوں نے قبضہ کر لیا اور اس پڑاؤ سے انہیں بے شمار دولت اور خوراک ہاتھ لگے تھے اب چونکہ سرما کا موسم اپنے عروج پر آ گیا تھا برفباری روزمرہ کا معمول بن گیا تھا اور تیز یخ بستہ ہوائیں انسانی جسموں کو کاٹنے لگی تھیں لہذا دریائے توبیبا کے کنارے ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا اس نے پوری سردیاں وہیں گزارنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اسکے پڑاؤ کے قریب ہی وحشی گال قبائل کی بستیاں تھیں جہاں سے اسے برابر خوراک میسر ہو رہی تھی وحشی گال جو کسی کے سامنے بھی سر جھکانے کیلئے تیار نہ تھے لیکن ہانی بال کی اٹلی کے اندر پے در پے فتوحات سے وہ ایسے متاثر ہوئے تھے کہ انہوں نے زندگی کے ہر معاملے میں ہانی بال سے تعاون کیا تھا۔

دریائے توبیبا کے کنارے ہانی بال نے خیموں کے اندر پوری سردیاں گزار دیں یہاں تک کے موسم بہار آ گیا اور اس کے ساتھ ہی بارشوں کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا تھا۔ سردیاں ختم ہونے کے باعث ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ دریائے توبیبا کے کنارے

بیکار بیٹھنا پسند نہ کیا لہٰذا اپنے لشکر کے ساتھ اس نے دریا کے کنارے سے کوچ کر لیا تھا۔

ہانی بال کا رخ اب اٹلی کے مرکزی شہر روم کی طرف تھا۔ اس مقصد کیلئے اس نے اٹلی کے صوبے انتوریا کا رخ کیا یہ روم کی طرف جانے کیلئے قریب ترین راستہ تھا لیکن اس راستے میں بڑی قباحتیں اور بڑی رکاوٹیں تھیں اسلئے کہ اس سمت سے آگے بڑھتے ہوئے راستے میں آرنو کے علاقے کی دلدلی پٹی تھی جو میلوں دور تک پھیلی ہوئی تھی اور بارشوں کے موسموں میں ان دلدلوں کو عبور کرنا انتہائی خطرناک فعل قرار دیا جاتا تھا۔ ان سارے خطرات کی پرواہ کئے بغیر ہانی بال نے صوبہ انتوریا ہی کے راستے روم کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا تھا۔

اس راستے کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے ہانی بال کیلئے اس وقت مزید دشواریاں اٹھ کھڑی ہوئیں جب پیش قدمی کے دوران بارشوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی راستے میں پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ راستہ پہلے ہی دلدلی تھا پانی کی وجہ سے ہر سمت گھٹنے گھٹنے پانی پھیل گیا تھا۔ راستے میں کہیں بھی کنعانیوں کو آرام کرنے کا موقع نہ ملتا تھا۔ جب کوئی لشکری یا سپاہی بہت زیادہ تھک جاتا تو وہ بستروں کے ڈھیر پانی میں لگا کر تھوڑی دیر آرام کر لیتا یا راستے میں وبائی امراض کے باعث جو گھوڑے مر جاتے انہیں پانی کے اندر لٹا کر لشکری انکے اوپر ستا لیتے تھے اسطرح سفر بہرحال جاری رہا اور اس راستے سے سفر کرتے ہوئے ہانی بال کا لشکر ایک طرح سے ٹوٹ پھوٹ کر رہ گیا تھا پھر بھی ہانی بال نے ہمت نہ ہاری اور آرنو کا دلدلی علاقہ عبور کرنے کے بعد وہ صوبہ انتوریا کے وسطی حصے میں پہنچ گیا تھا۔

دوسری طرف رومن حکمرانوں کو بھی دریائے تربیا کے کنارے اپنے لشکر کی بدترین شکست کی خبر پہنچ چکی تھی یہ خبر ملتے ہی رومن حکمرانوں نے دو مزید لشکر تیار کئے ان میں سے ہر لشکر تیس تیس ہزار سواروں پر مشتمل تھا ایک لشکر رومنوں کے نامور جرنیل فلمنوس کی سرکردگی میں اور دوسرا ایک اور جرنیل سرویلیوس کی سرکردگی میں کر دیا گیا تھا۔ دونوں جرنیلوں کو حکم دیا گیا تھا کہ اپنے اپنے لشکر کے ساتھ وہ آگے بڑھیں اور ہانی بال کی راہ روک کھڑے ہوں لہٰذا یہ دونوں لشکر اپنے اپنے جرنیلوں کی سرکردگی میں اس شاہراہ کے دائیں بائیں گھات لگا کر بیٹھ گئے تھے جس شاہراہ پر ہوتے ہوئے ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ روم کی طرف بڑھ رہا تھا۔

ہانی بال کو اسکے مخبر بھی یہ اطلاع کر چکے تھے کہ رومنوں نے اسکی سرکوبی کیلئے مزید دو لشکر تیار کئے ہیں جو اس شاہراہ پر گھات لگا کر بیٹھ چکے ہیں جو روم کی طرف جاتی ہے یہ خبر

سنتے ہی ہانی بال نے اپنا رخ تبدیل کر لیا تھا۔ وہ دائیں طرف مڑ گیا اور جو شاہراہ کرتونہ شہر سے ہوتی ہوئی پیروسیا شہر کی طرف جاتی تھی اس پر چڑھ گیا اور ارادہ کیا کہ وہاں سے کسی نئی شاہراہ کو ڈھونڈتا ہوا روم کا رخ کرے گا اس شاہراہ پر سفر کرتے ہوئے کرتونہ اور پیروسیا شہر کے درمیان جھیل ترسمنوس آ گئی تھی اٹلی کی یہ بہت بڑی جھیل تھی۔ جو کوہستانی سلسلے کے اندر دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ جو شاہراہ کرتونہ سے پیروسیا شہر کی طرف جاتی تھی وہ اس جھیل کی وجہ سے ایک بل کھاتی ہوئی کوہستانی درے کے ذریعے وسیع وادیوں میں داخل ہوتی تھی اور پھر ان وادیوں میں سے گزرنے کے بعد آگے جا کر پھر ایک درے سے نکل کر دوبارہ کھلے میدانوں میں داخل ہوتی تھی ہانی بال نے اپنے لئے اسی وادی کا انتخاب کیا جس کے اندر داخل ہوتے اور باہر نکلنے کے لئے دروں ہی سے کام لیا جا سکتا تھا اسلئے کہ اس شاہراہ کے ایک طرف بلند اور طویل کوہستانوں کا سلسلہ تھا جسے عبور نہ کیا جا سکتا تھا جبکہ دوسری طرف جھیل ترسمنوس دور دور تک پھیلی ہوئی تھی اور اس جھیل کی وجہ سے اس وادی میں اکثر و بیشتر گہری دھند چھائی رہتی تھی جسکا انتخاب ہانی بال نے کیا تھا۔

ہانی بال کا خیال تھا کہ رومنوں نے اسکی سرکوبی کیلئے جو مزید دو لشکر تیار کئے ہیں وہ ضرور اسکے تعاقب میں اس سمت آئیں گے لہٰذا اس وادی میں اس نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ وادی میں داخل ہونے والے درے کے قریب اس نے گھات میں بٹھا دیا۔ دوسرا حصہ جس میں وہ خود شامل تھا وادی کے وسطی حصے کے قریب کوہستانی سلسلے کے اوپر گھات میں بٹھا دیا گیا جبکہ لشکر کا تیسرا حصہ اس درے کے قریب مقرر کر دیا گیا تھا جس درے سے نکل کر کھلے میدانوں میں داخل ہوا جاتا تھا۔ یہ سارے انتظام کرنے کے بعد ہانی بال بڑی بے چینی سے رومن لشکروں کے تعاقب کرنے کا انتظار کرنے لگا تھا۔

دونوں رومن جرنیل فلمنیوس اور سرویلیوس کو جب خبر ہوئی کہ ہانی بال راستہ تبدیل کر کے جھیل ترسمنوس کی طرف چلا گیا ہے تو دونوں نے مل کر ایک لائحہ عمل تیار کیا۔ دونوں نے یہ فیصلہ کیا کہ فلمنیوس اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال کا تعاقب کرے جبکہ سرویلیوس اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ جھیل ترسمنوس کے باہر ہی باہر چکر کاٹ کر ان میدانوں کے اندر گھات میں بیٹھ جائے جو جھیل سے آگے پڑتے تھے اور جھیل سے متصل وادی کو درے کے ذریعے پار کر کے انہی میدانوں میں داخل ہونا پڑتا تھا۔ دونوں رومن جرنیلوں کا یہ خیال تھا کہ پشت کی طرف سے سرویلیوس ہانی بال پر حملہ آور ہوتے ہوئے اسے آگے دھکیلے گا اور اسے اس درے کے ذریعے سے کوہستانی وادی سے نکال کر کھلے

میدانوں کی طرف لے جائے گا اور جب ہانی بال ایسا کرے گا تو سامنے کی طرف سے سرویلیوس اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ہانی بال پر ٹوٹ پڑے گا اس طرح ہانی بال کے لشکر پر دو طرفہ حملہ کر کے اسے چکی کے دو پاٹوں میں مکمل طور پر پیس کر رکھ دیا جائے گا۔ یہ فیصلہ کرنے کے بعد دونوں رومن جرنیل اپنے اپنے ہدف کی طرف بڑی تیزی سے بڑھے تھے۔

فلمینوس اپنے تیس ہزار لشکر کے ساتھ سیدھا جھیل ترسینوس کی طرف آیا اور جھیل کے دائیں پہلو میں جو وسیع وادی تھی اسکے درے میں داخل ہوا فلمینوس اور اسکے لشکریوں کی بدقسمتی کہ جس وقت وہ درے میں داخل ہوئے اس وقت وادی کے اندر گہری دھند پھیلی ہوئی تھی اور ذرا سے فاصلے پر بھی کوئی چیز صاف اور واضح دکھائی نہ دیتی تھی۔ فلمینوس سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ہانی بال انہی وادیوں کے اندر اسکے لئے موت کا جال پھیلا چکا ہے۔ پس جونہی فلمینوس اپنے لشکر کے ساتھ کہر اور دھند سے اٹی ہوئی اس وادی میں داخل ہوا ہانی بال کا لشکر جو تین حصوں میں تقسیم تھا فلمینوس پر عذاب بحروبر' دریا۔۔ بیکراں' انتہائے وقت' سرخ فام شام' رینگتے سختیاں جھیلتے سایوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا فلمینوس حیران پریشان اور دنگ تھا کہ اسکے ساتھ کیا معاملہ پیش آگیا ہے اسلئے کہ ہانی بال کے لشکر کے تینوں حصے بری طرح اس پر ٹوٹ پڑے تھے ایک حصہ سامنے والے درے کی طرف سے حملہ آور ہوا تھا دوسرا حصہ پشت کی طرف والے درے سے نکل کر ٹوٹ پڑا تھا جبکہ دائیں طرف سے خود ہانی بال اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ایک سیل بلاخیز کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے رومنوں پر روح کی آشفتگی اور ایک محشر پرجوش اور کالی گھٹاؤں کے اژدھام کی طرح ٹوٹتا ہوا رومنوں پر اذیت بھری کیفیت طاری کرنے لگا تھا۔

رومن جرنیل فلمینوس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ کہر اور دھند سے بھری ہوئی اس وادی میں کسی نہ کسی طرح اپنے لشکر کو نکال لے جائے لیکن اسے ناکامی ہوئی اسلئے کہ پشت اور سامنے کی طرف سے ہانی بال کے لشکری حملہ آور ہو کر اسکی راہوں کو مکمل طور پر مسدود کر چکے تھے۔ دائیں طرف ناقابل عبور بلند کوہستانی سلسلہ تھا اور مزید یہ کہ اس سمت سے ہانی بال حملہ آور ہو کر دشمن کی جڑوں کو کاٹنے لگا تھا۔ جبکہ دائیں طرف دور تک پھیلی ہوئی جھیل ترسینوس پھیلی ہوئی تھی جسے عبور کرنا کسی بھی لشکری کے بس کا روگ نہ تھا۔ فلمینوس نے جب دیکھا کہ چاروں طرف سے کنعانی بلائے بد کی طرح ان پر ٹوٹ پڑے ہیں تو اس نے ان کہر آلود وادیوں کے اندر ان کا مقابلہ کرنے کی ٹھان لی تھی۔ لیکن یہ مقابلہ بھی انتہائی مشکل اور دشوار تھا گو رومن اپنے آپ کو انتہائی جنگجو' دلیر

اور شجاع تصور کرتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ دنیا کی کوئی بھی قوم جنگوں میں انکا مقابلہ نہیں کر سکتی لیکن ان وادیوں میں کنعانی انکے سارے وہم و خیال کو نکال دینے کا عزم کر چکے تھے۔ ان وادیوں میں کنعانیوں کے حملہ آور ہونے کا انداز کچھ ایسا ہی تھا جیسے لمحات آفاق میں بکھرے غبار آلود موسم گہری خاموشی کے منوں' بے کراں چپ میں نئے موسموں کے عذاب اور گونجتے صحرا و دشت کی اذیتیں گھس آئی ہوں فلمینوس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ لشکر کو واپس لے جا کر اس موت کی وادی سے نکل جائے لیکن اسے کامیابی نہ ہو رہی تھی کنعانیوں نے رومنوں کو تین اطراف سے گھیر لیا تھا اور وہ ایسی جانثاری اور والہانہ پن کے ساتھ حملہ آور ہو رہے تھے کہ اپنے سامنے آنے والے کئی رومنوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد وہ خنجر کی نوک کی طرح انکے اندر گھسے چلے جا رہے تھے دھند اور کہر سے اٹی اس وادی میں کافی دیر تک کنعانیوں اور رومنوں کے درمیان جنگ ہوتی رہی اور کنعانی برابر پرانے اداس نوحوں' سنگین لمحوں' نفرت کے طوفان اور افکار کے ہجوم کیطرح رومنوں پر حملہ آور ہو کر انکی شکستہ روحوں کے خواب منتشر کرتے ہوئے انکی بے رنگ ساعتوں پر بے زاری کی تہیں چڑھاتے چلے گئے تھے۔

اس دھند آلود وادی کے اندر چاروں طرف ایک شور ایک اژدھام سا مچ گیا تھا۔ رومن جو بری طرح پٹتے چلے جا رہے تھے اور انکی تعداد لمحہ بہ لمحہ بڑی تیزی سے کم ہوتی جا رہی تھی وہ اب پوری طرح سمجھ چکے تھے کہ دشمن نے تین اطراف سے ان پر حملہ کر دیا ہے اب جب انہوں نے یہ دیکھا کہ وہ میدان جنگ میں کنعانیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور اگر جنگ مزید جاری رہی تو کنعانی مکمل طور پر انکا صفایا کر دیں گے تو وہ اپنی جانیں بچانے کیلئے بائیں طرف جھیل کی طرف بھاگے اسلئے کہ دائیں طرف سامنے اور پیچھے کی طرف سے انکی راہیں مکمل طور پر مسدود ہو چکی تھیں رومن جب اپنی جانیں بچانے کیلئے بھاگے تو کنعانیوں نے پوری شدت اور قوت سے انکا تعاقب کیا اکثر کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا بہت کم جو تھے وہ اپنی جانیں بچانے کیلئے جھیل میں کودے تھے لیکن وہ بے چارے بھی تھوڑی دیر تک تیرنے کے بعد ڈوب کر مر گئے تھے یوں موت کی ان وادیوں میں ہانی بال نے رومنوں کے اس لشکر کا مکمل طور پر صفایا کر دیا تھا۔

اس وادی میں ابھی تک دھند اور کہر پوری طرح چھائی ہوئی تھی۔ تاہم جوں جوں سورج بلند ہوتا جا رہا تھا اس کی تیز کرنیں دھند کو پھاڑتے ہوئے فضاؤں کو واضح اور صاف کرنے لگی تھیں۔ رومنوں کے پورے لشکر کا صفایا کرنے کے بعد اپنے لشکر کے تینوں حصوں کو ہانی بال نے وادی کے وسطی حصے میں جمع کیا اور پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔ جب پڑاؤ

قائم ہو گیا تو وادی سے جنگ میں کام آنے والے رومنوں کی لاشیں ہٹا کر وادی کو صاف کر دیا گیا اور جب خیمے نصب ہو گئے تب ہانی بال نے یوناف اور بیوسا دونوں کو اپنے خیمے میں طلب کیا۔ جس وقت یوناف اور بیوسا ہانی بال کے خیمے میں داخل ہوئے اس وقت اس خیمے میں ہانی بال اور اسکے بھائی ماگو کے علاوہ کنعانیوں کا ایک نامور جرنیل محربال بھی اسکے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ جونہی یوناف اور بیوسا خیمے میں داخل ہوئے تینوں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر انکا استقبال کیا پھر ہانی بال نے ہاتھ کے اشارے سے انکو سامنے والی کرسیوں پر بیٹھنے کیلئے کہا۔ جب وہ دونوں بیٹھ گئے تو ہانی بال بولا اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

یوناف میرے بھائی تم دیکھتے ہو کہ ان دھند آلود وادیوں میں ہم نے رومن لشکر کا پوری طرح صفایا کر کے رکھ دیا ہے جیسا کہ میرے مخبر مجھے اطلاع دے چکے ہیں اسکے مطابق رومنوں کے دو لشکروں کو ہمارے خلاف حرکت میں آنے کیلئے مامور کیا گیا ہے۔ ایک لشکر انکے جرنیل فلمینوس کی سرکردگی میں تھا جس کا ہم اس وادی میں صفایا کر چکے ہیں۔ دوسرا لشکر انکے ایک جرنیل سرویلیوس کی سرکردگی میں ہے اور اس وادی سے نکلنے کے بعد جو دوسری سمت کھلے اور وسیع میدان پڑتے ہیں میرے مخبروں کا کہنا ہے کہ یہ دوسرا جرنیل سرویلیوس اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ انہی میدانوں کے اندر خیمہ زن ہے اسکا ارادہ ہے کہ جونہی میں ان وادیوں سے درے کے ذریعے نکل کر ان میدانوں میں داخل ہوں گا تو وہ سامنے کی طرف سے مجھ پر حملہ آور ہو جائے گا جبکہ میرے ہاتھوں تباہ و برباد ہونے والے جرنیل فلمینوس کا ارادہ تھا کہ وہ ان میدانوں میں پشت کی طرف سے مجھ پر حملہ آور ہو گا لیکن فلمینوس کی تو ساری چالوں کو میں ناکام بنا چکا ہوں اب میرے سامنے سرویلیوس اور اس کا لشکر ہے میرے بھائی تم نے ہمیشہ مجھے بہترین اور سودمند مشورہ دیا ہے اب سرویلیوس سے نمٹنے کیلئے بھی کہو تم کیا طریقہ کار بتاتے ہو اور مجھے امید ہے کہ تمہارا بتایا ہوا مشورہ اور تدبیر ضرور ہی قابل عمل ہونگے یہاں تک کہنے کے بعد ہانی بال جب خاموش ہوا تو یوناف تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔

سنو ہانی بال اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرو ایک حصہ اپنے جرنیل محربال کی سرکردگی میں دو اور دوسرا حصہ تم اور اپنے بھائی ماگو کے پاس رکھو لشکر کا وہ حصہ جو تمہارے جرنیل محربال کی سرکردگی میں ہو گا وہ اس وادی میں کوچ کرے اور سامنے پڑے والے درے سے گزر کر ان میدانوں میں داخل ہو جہاں پر یونانیوں کے جرنیل سرویلیوس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا ہے ظاہر ہے کہ جونہی سرویلیوس محربال اور اسکے لشکر کو میدانوں میں داخل ہوتے ہوئے دیکھے گا وہ یہ ہی اندازہ لگائے گا کہ تم اپنے لشکر کے

ساتھ جھیل سے ملحقہ وادیوں سے نکل کر میدانوں میں داخل ہوئے ہو اور اسے یہ بھی گمان ہو گا کہ اس کا دوسرا جرنیل فلمینوس تمہارے تعاقب میں ہو گا لہٰذا محربال کے لشکر کو دیکھتے ہی سرویلیوس اس پر حملہ آور ہو جائے گا۔

اور مزید یہ کہ محربال کے یہاں سے کوچ کرنے سے پہلے تم دونوں بھائی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ جھیل ترسمینوس کے گرد چکر لگاتے ہوئے ان میدانوں کے قریب پہنچ جاؤ جن کے اندر رومنوں کے جرنیل سرویلیوس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا ہے اور تم دونوں بھائی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ سرویلیوس کے لشکر کی پشت پر جا کر گھات میں بیٹھ جاؤ۔ جب سرویلیوس اپنے لشکر کے ساتھ محربال کے لشکر پر حملہ آور ہو تو تم دونوں بھائی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ سرویلیوس کی پشت پر نمودار ہو کر ایسا حملہ کرو کہ رومنوں کو ان وسیع میدانوں میں سوائے اپنی تباہی اور بربادی کے کچھ بھی حاصل نہ ہو۔

یہاں تک کہنے کے بعد جب یوناف خاموش ہوا تو اسکی تجویز اسکا یہ مشورہ ہانی بال کو اس قدر پسند آیا کہ ہانی بال اپنی جگہ سے اٹھا آگے بڑھ کر اس نے یوناف کو اپنے ساتھ لپٹا لیا پھر وہ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا یوناف میرے بھائی تم نے جو مشورہ دیا ہے یقیناً اس پر عمل کر کے میں ان کھلے میدانوں میں سرویلیوس اور اسکے لشکر کی تباہی کا باعث بن جاؤں گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد ہانی بال تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے اپنے بھائی ماگو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا سنو ماگو میرے بھائی آج شام ہی لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے لشکر کا ایک حصہ محربال کی سرکردگی میں رہے گا جبکہ لشکر کا دوسرا آدھا حصہ میں اور تم آج ہی یہاں سے لے کر کوچ کر جائیں گے اور جھیل ترسمینوس کے گرد چکر لگاتے ہوئے ان میدانوں کی پشت میں جا کر گھات میں بیٹھ جائیں گے جن میدانوں میں رومن جرنیل سرویلیوس نے پڑاؤ کر رکھا ہے اور محربال تمہارے لئے یہ ہدایات ہیں کہ تم کم از کم دو روز تک اسی جگہ پڑاؤ کئے رکھو گے تیسرے روز تم یہاں سے کوچ کر کے درے کے ذریعے ان میدانوں میں داخل ہونا جہاں رومن لشکر نے پڑاؤ کر رکھا ہے اس وقت تک میں اور ماگو دونوں اپنے حصے کے لشکر کو لیکر انکی پشت پر پہنچ چکے ہونگے اور پھر ہم وہی تدبیر وہی طریقہ کار رومنوں کے خلاف استعمال کریں گے جو یوناف نے بتایا ہے ماگو اور محربال دونوں نے ہانی بال کی تجویز سے اتفاق کیا اسی شام لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ایک حصے کو لے کر ہانی بال اور ماگو جھیل ترسمینوس کے اوپر سے ہوتے ہوئے بڑی تیزی سے وادی کے ان کھلے میدانوں کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

دو دن بعد کنعانی جرنیل محربال جھیل ترسمینوس سے ملحقہ اس وادی سے نکلا اور درے کے نیچے ان کھلے میدانوں میں داخل ہوا جنکے انتہائی شروع پر رومن جرنیل سرویلیوس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا ان میدانوں میں داخل ہونے کے بعد محربال آگے بڑھتا رہا یہاں تک وہ رومن جرنیل سرویلیوس کے لشکر کے سامنے جا نمودار ہوا سرویلیوس نے یہی اندازہ لگایا کہ یہ کنعانیوں کا لشکر ہے جو اپنے جرنیل ہانی بال کی سرکردگی میں جھیل کی ملحقہ وادیوں میں درے کے ذریعے نکل کر ان میدانوں میں داخل ہوا ہے اور اس نے یہ بھی گمان کر رکھا تھا کہ اس کا دوسرا جرنیل فلمنیوس اس وقت ہانی بال کے لشکر کے تعاقب میں ہو گا لہٰذا اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور اپنے لشکر کو فورا تیاری کا حکم دیا اور آوارہ پریشان زمزموں' ایک سیلِ بلاخیز' فسوں کے پھیلتے ہوئے جال اور مہیب خوابوں کے سلسلے کی طرح اس نے کنعانیوں پر حملہ کر دیا تھا سرویلیوس کے اس حملے میں عجیب شدت اور عجیب ہیجان خیز تیزی تھی اس نے اپنی پوری قوت اپنی پوری طاقت اور اپنی پوری ذہانت کے ساتھ کنعانیوں پر حملہ کر دیا تھا دوسری طرف کنعانی جرنیل محربال بھی سوچی سمجھی اسکیم کے تحت کام کر رہا تھا جونہی رومنوں نے اس پر حملہ کیا اس نے ان حملوں کے سامنے اپنا دفاع کرتے ہوئے آہستہ آہستہ کوہستانی سلسلے کی طرف پسپا ہونا شروع کر دیا تھا تاکہ دوسری طرف سے ہانی بال اور ماگو دونوں کو رومنوں پر حملہ کرنے کا موقع مل جائے۔

رومن جرنیل سرویلیوس نے اپنے سامنے پسپا ہوتے کنعانیوں کا تھوڑی دور تک تعاقب کیا تھا کہ اسکی پشت پر سے ہانی بال اور ماگو دونوں بھائی اپنے لشکر کے ساتھ نمودار ہوئے اور پھر رنج و حوادث کے طوفان رقص کرتے سمندر اور دریائے بیکران کیطرح رومنوں پر حملہ آور ہوا تھا اور اسکے حملہ آور ہونے سے رومنوں کی حالت اور کیفیت کچھ اس طرح ہو گئی تھی جیسے جیون کی پھلواری میں تلخئ غم حیات' زمانے کی گردش اور وقت کی الجھن کے بدترین اور ان گنت نشتر گڑ گئے ہوں ہانی بال اپنے بھائی ماگو کے ساتھ رومنوں پر غولِ بیاباں اور بدروح کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔ لمحوں کے اندر وہ رومنوں پر آسیب و چھلاوے اور وہم و وحشت کی طرح چھا گیا تھا اور جس طرح پر تلاطم ساگر اپنے رستے میں آنے والے خس و خاشاک پتھروں کو بہا لے جاتا ہے ایسے ہی ہانی بال بھی دشت و بیابان کی وحشوں کی طرح رومنوں پر چھا گیا تھا اور انہیں اپنے سامنے بھیڑ بکریوں کے گلوں کی طرح ہانکنا شروع کر دیا تھا۔

یہ جنگ کچھ زیادہ دیر تک جاری نہ رہی تھی اسلئے کہ جس وقت ہانی بال پشت کی طرف سے رومنوں پر حملہ آور ہوا تھا اسی وقت اس کا جرنیل محربال جو اپنے لشکر کے ساتھ

رومنوں کے سامنے پسپا ہو رہا تھا۔ بیابانوں کے وحشیوں کی طرح مڑا اور بالکل وہ ہانی بال کے انداز میں ہی سامنے کی طرف سے رومنوں پر حملہ آور ہو گیا تھا اب رومنوں کو اس بات کا احساس ہوا کہ محربال انکے حملوں سے پسپا نہیں ہوا تھا بلکہ اسکی یہ انکے خلاف ایک جنگی چال تھی۔ لیکن اب وقت گزر چکا تھا۔ بہت دیر ہو چکی تھی اور کنعانیوں نے انہیں دونوں طرف سے پیسنا شروع کر دیا تھا۔ یوں جھیل ترسمینوس کے ان قریبی میدانوں میں ہانی بال نے رومنوں کے اس لشکر کا بھی مکمل طور پر صفایا کر دیا تھا۔

دوسرے لشکر کو بھی تباہی سے دوچار کرنے کے بعد ہانی بال نے پھر کچھ روز تک اپنے لشکر اور گھوڑوں کو ستانے کا موقع فراہم کیا اسکے بعد اس نے کوچ کیا اور اٹلی میں وہ بڑی تیزی سے جنوب مشرق کی طرف بڑھا تھا۔ یہاں تک کہ آندھی اور طوفان کی طرح پیش قدمی کرتے ہوئے وہ اٹلی کے مشرقی سمندر کے ساحلی شہر ہادریہ جا پہنچا۔ ہادریہ تک سفر کرتے ہوئے راستے میں پڑنے والے شہروں' قصبوں اور بستیوں کے ساتھ ہانی بال نے دو طرح کا سلوک کیا وہ رومن جو اس قابل تھے کہ ہتھیار اٹھا کر اس کا مقابلہ کر سکیں ان سب کو اس نے تہہ و تیغ کر دیا اور اٹلی کے اندر آباد دوسری اقوام کے لوگ جو رومنوں کی رعایا کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہے تھے انہیں ہانی بال نے کچھ نہ کہا بلکہ ان کے ساتھ بڑی نرمی اور شفقت کے ساتھ وہ پیش آتا رہا۔

ہادریہ پہنچنے کے بعد ہانی بال نے پھر اپنے لشکر کا پڑاؤ کیا کئی روز اس نے یہاں قیام کیے رکھا لشکر کے وہ گھوڑے جو بری طرح زخمی ہو گئے تھے اور جنکے زخم ٹھیک نہیں ہو رہے تے ان کیلئے ہانی بال نے کافی مقدار میں شراب خریدی اور زخم اس نے کئی روز تک شراب سے دھلوائے جس کی وجہ سے گھوڑوں کے زخم ٹھیک ہو گئے تھے۔ یہاں بھی چند روز تک اس نے اپنے جوانوں اور گھوڑوں کو ستانے اور آرام کرنے کا موقع فراہم کیا ہادریہ میں قیام کے دوران ہانی بال نے کئی ایک بڑے بڑے بحری جہاز بھی تیار کروائے اٹلی پر حملے کے دوران جو اسے مال و دولت حاصل ہوا تھا اسکا ایک حصہ ان جہازوں میں لدوا کر افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف روانہ کر دیا تھا ساتھ ہی کچھ قاصد بھی اس نے اپنے خط دے کر قرطاجنہ کی طرف روانہ کیے تھے اور ان خطوں میں ہانی بال نے اپنے حکمرانوں کو اسپین کے بعد اٹلی میں اپنی کارگزاری کی تفصیل سے اطلاع کر دی تھی۔

دنیا کا کوئی جرنیل یہ خطرہ مول نہیں لے سکتا کہ کسی اجنبی کسی پرائے دیس پر حملہ آور ہوتے وقت اپنے مرکز سے بالکل قطع تعلق کر لے اسلئے کہ شکست کی صورت میں پھر اسکے پیچھے کوئی سہارا کوئی آڑ نہیں رہتی لیکن ہانی بال نے ان خطروں کی پرواہ کیے بغیر اور

افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ سے کوئی ربط رکھے بغیر نہ صرف یہ کہ پورے اسپین کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنا لیا بلکہ اٹلی کے وسیع حصوں کو بھی تاراج کرنے کے ساتھ ساتھ اس نے پے درپے رومنوں کو بدترین شکستیں بھی دی تھیں اٹلی میں وہ ان رومنوں کو جو ہتھیار اٹھانے کے قابل تھے اس لئے بے دریغ ہو کر قتل کر رہا تھا کہ افریقہ کے ساحل پر اس نے اپنے باپ کی خواہش پر بعل دیوتا کے سامنے کھڑے ہو کر قسم کھائی تھی کہ وہ رومنوں کے خلاف ضرور انتقامی کارروائی کرے گا بہرحال بادریہ شہر سے ہانی بال نے اپنے حکمرانوں سے رابطہ قائم کر لیا تھا۔

بادریہ شہر میں چند روز قیام کرنے کے بعد ہانی بال نے یہ اندازہ لگایا کہ اسکے گھوڑے اور لشکری اب تازہ دم ہو گئے ہیں اور وہ مزید پیش قدمی کرنے کے قابل ہو گئے ہیں تب اس نے پھر بادریہ شہر سے کوچ کیا اور جنوب کی طرف وہ ساحل کے ساتھ ساتھ آگے بڑھا تھا۔ راستے میں ہر آنے والے رومنوں کو وہ قتل کرتا چلا جاتا تھا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ وہ شفقت آمیز سلوک کرتا جا رہا تھا یہاں تک کہ وہ رومنوں کے شہر اپولیہ جا پہنچا۔ یہاں اس نے پھر لشکر کو آرام کرنے کا موقع فراہم کیا۔

رومن حکمرانوں نے جب دیکھا کہ ہانی بال شہر پہ شہر قصبے پہ قصبہ فتح کرتا اٹلی کی سرزمینوں کو برباد کرتا ہوا لگاتار جنوب میں انکے مرکزی شہر روم کی طرف بڑھتا چلا جا رہا ہے تو بڑے فکرمند اور پریشان ہوئے اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے انہوں نے بڑی تیزی سے کئی بڑے بڑے لشکر تیار کئے اور انہوں نے اپنے سارے لشکروں کے سالار اعظم ایک جرنیل فبیوس کو مقرر کیا۔ فبیوس انتہائی دلیر اور جرات مند تھا گزشتہ سالوں میں وحشی گال قبائل کے خلاف اس نے بڑے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے تھے اور وہ گالوں کو شکست دینے اور مغلوب کرنے میں بھی کامیاب رہا تھا اسی بناء پر اس فبیوس کو رومن اپنا قومی ہیرو تصور کر چکے تھے۔ بہرحال ہانی بال کو اٹلی سے نکالنے کیلئے فبیوس ہی کو ذمہ داری سونپی گئی تھی۔

رومنوں کا سالار اعظم بننے کے بعد فبیوس نے جو سب سے پہلا کام کیا وہ یہ کہ وہ کوہستان کیپٹولون پر جیوپیٹر دیوتا کے مندر گیا اس مندر میں کچھ کتابیں رکھی ہوئی تھیں جن میں رومن سلطنت سے متعلق پیش گوئیاں کی گئی تھیں یہ کتابیں دراصل اٹلی کی ایک مشہور ساحرہ اور ستارہ شناس عورت سائبل نے لکھی تھیں اور یہ اس نے رومنوں کے پانچویں بادشاہ ترکیون کی خدمت میں پیش کی تھیں۔ فبیوس چاہتا تھا کہ جہاں ان کتابوں میں رومنوں کیلئے عبادت اور زندگی بسر کرنے کی رہنمائی ملتی ہے وہاں ہو سکتا ہے ان کتابوں کے اندر ہانی بال سے رومنوں کو بچانے کیلئے بھی کوئی اشارہ یا کوئی طریقہ اور قاعدہ اسے ہاتھ

آ جائے۔ چند یوم تک وہ ان کتابوں کا بغور مطالعہ کرتا رہا پھر وہ حرکت میں آیا اپنے لشکر کو اس نے پہلا حکم یہ دیا کہ روم سے لے کر اپولیہ تک سارے علاقے کو جلا کر خاکستر کر دیا جائے اور اگر ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ اپولیہ میں ستانے کے بعد پھر روم کی طرف پیش قدمی کرتا ہے تو اس پیش قدمی سے راستے میں اسے کھانے پینے کو کوئی چیز میسر نہ ہو راستے میں اسے کھنڈر ہی کھنڈر دکھائی دیں ساتھ ہی اس نے اپنے کچھ خفیہ جوانوں کو یہ بھی حکم دے دیا تھا کہ اس راستے میں جس قدر جوہڑ یا تالاب یا پانی پینے کی جگہیں پڑتی ہیں ان سب میں زہر ملا دیا جائے چند ہی دنوں میں سارے کام کی تکمیل کر دی گئی اپولیہ سے لے کر روم تک جس قدر سرزمین تھی اسکی ساری بستیوں قصبوں کھیتوں اور درختوں کو آگ لگا کر خاکستر کر دیا گیا۔ راستے میں پڑنے والے سارے جوہڑوں کنوؤں اور تالابوں کے اندر زہر ملا دیا گیا تھا۔

ہانی بال کو جب خبر ہوئی کہ اپولیہ سے آگے روم تک ساری سرزمینوں کھیتوں اور درختوں کو آگ لگا کر خاکستر کر دیا گیا ہے اور پانی کے اندر زہر ملا دیا گیا ہے تو اس نے اپنے لشکر کی پیش قدمی کو جنوب کی طرف روک دیا تھا۔ چند یوم تک سوچ و بچار کرنے کے بعد اس نے اپنا رخ موڑ دیا تھا اور مغرب کی طرف بڑھنا شروع کیا اسکا ارادہ تھا کہ وسطی اٹلی سے گزرتا ہوا وہ اسکے مغربی ساحل تک جائے گا اور وہاں تک پہنچتے پہنچتے رومنوں پر تباہی اور بربادی کرتا جائے گا۔ یہ ارادہ کرنے کے بعد ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ اپولیہ سے کوچ کیا اب وہ اٹلی کے مشرقی ساحل سے مغربی ساحل کی طرف پیش قدمی کرنے لگا تھا۔

دوسری طرف رومنوں کا سالار اعظم فبیوس بھی اپنے جاسوسوں کے ذریعے ہانی بال اور اسکے لشکر پر نگاہ رکھے ہوئے تھا۔ فبیوس کی خوش قسمتی تھی کہ جن دنوں وہ ہانی بال کے خلاف حرکت میں آنے والا تھا ان دنوں رومنوں کا جرنیل سرویلیوس بھی اپنے چند بچے کھچے ساتھیوں کے ساتھ روم پہنچ گیا یہ وہی جرنیل تھا جسے ہانی بال نے اسکے لشکر سمیت کوہستانی سلسلوں میں گھیر کر ختم کیا تھا لیکن یہ سرویلیوس کسی نہ کسی طرح اپنی جان بچا کر روم پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ سرویلیوس چونکہ ایک بہترین امیرالبحر تھا لہٰذا فبیوس نے اسے رومنوں کے بحری بیڑے کا امیرالبحر مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اپنے بحری بیڑے کو حرکت میں لائے اور اٹلی کے مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ آگے بڑھے فبیوس کو چونکہ اطلاع مل چکی تھی کہ ہانی بال بڑی تیزی سے مغرب کی طرف بڑھ رہا ہے اس لئے اس نے اپنے بحری بیڑے کو بھی ادھر کوچ کرنے کا حکم دیا تھا۔ تاکہ بحری بیڑے کے لشکر کو بھی ہانی بال کے خلاف استعمال کر سکے یہ انتظام کرنے کے بعد خود فبیوس بھی ایک بہت بڑے لشکر

کے ساتھ روم سے نکلا اور ہانی بال کے پیچھے پیچھے وہ بھی اٹلی کے مغربی ساحل کی طرف بڑھنے لگا۔

اٹلی کے وسطی حصے کو تباہ و برباد کرتا ہوا ہانی بال اٹلی کے مغربی ساحل پر فلرنیاں نام کے ان میدانوں میں پہنچ گیا جنکے ایک طرف سمندر اور دوسری طرف بلند کوہستانی سلسلہ تھا۔ ہانی بال کا خیال تھا کہ ان ہی میدانوں کو وہ اپنا پڑاؤ بنا کر یہیں سے اٹلی میں رومنوں کے خلاف مزید کاروائیاں کرے گا۔ دوسری طرف رومن جرنیل فبیوس بھی ان ہی میدانوں میں ہانی بال کے خلاف زندگی اور موت کا کھیل کھیلنا چاہتا تھا کیونکہ اس سے پہلے ہانی بال رومنوں کے ایک لشکر کو کوہستانی سلسلے کے اندر گھیر کر ختم کر چکا تھا ایسا ہی سلوک فبیوس فلرنیاں کے میدان میں ہانی بال کے ساتھ کرنا چاہتا تھا۔ فبیوس کا ارادہ تھا کہ ہانی بال کو اسکے لشکر سمیت ان ہی میدانوں میں گھیر کر ختم کر دیا جائے۔

ان میدانوں میں ہانی بال کے خلاف حرکت میں آنے کیلئے فبیوس کے پاس طبعی اور قدرتی طور پر بہترین مواقع ہاتھ آ رہے تھے اس لئے کہ فلرنیاں کے جن میدانوں میں ہانی بال نے قیام کیا تھا وہ بظاہر طبعی علتوں کی وجہ سے ہانی بال کے خلاف پڑتا تھا اس لئے کہ جس میدان میں ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا تھا اسکے بائیں طرف سمندر پڑتا تھا اور سمندر میں رومنوں کا امیر البحر سرویلیوس اپنے بحری بیڑے کے ساتھ موجود تھا ہانی بال جہاز تیار کروانے کے بعد اس سمت میں سے کہیں بھاگ نکلنے کے قابل نہ ہو سکتا تھا۔ جبکہ فلرنیاں نام کے ان میدانوں کے دائیں طرف بلند کوہستانی سلسلہ تھا۔ انہیں عبور کرنے کے بعد ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ ان میدانوں میں داخل ہوا تھا اب ان بلند کوہستانی سلسلوں کے دروں اور گھاٹیوں میں رومن سپہ سالار فبیوس نے اپنے لشکر کو مقرر کر دیا تھا تاکہ ان میدانوں سے نکل کر ہانی بال پھر اگر واپس جانا چاہے تو دروں میں اس پر ایسا خوفناک حملہ کیا جائے کہ ان دروں اور گھاٹیوں کے اندر ہی ہانی بال اور اسکے لشکر کا خاتمہ کر دیا جائے فلرنیاں نام کے ان میدانوں کے جنوب میں دریائے ولٹرون پڑتا تھا۔ یہ دریا چونکہ کوہستانی سلسلے میں پڑتا تھا اسلئے اسکے بہنے کی رفتار کوہستانی سلسلے میں ایسی تیز اور خطرناک تھی کہ اسے عبور نہ کیا جا سکتا تھا پس فبیوس چاہتا تھا کہ سمندر کی طرف سے سرویلیوس اپنے بحری بیڑے کے ساتھ ہانی بال پر حملہ آور ہو جبکہ دائیں طرف سے وہ خود کوہستانی سلسلوں سے نکل کر ایک بار ہانی بال کے ساتھ زندگی موت کا کھیل کھیلے ایسا کرنے کے بعد ہانی بال جنوب کی طرف نہیں بڑھے گا۔ اسلئے کہ جنوب میں وہ دریائے ولسٹرون کو پار کر کے پیش قدمی نہ کر سکتا تھا اسکا خیال تھا کہ ہانی بال شمال کی طرف بڑھے گا اور جو

سلسلہ کوہ میدانوں کے دائیں ہاتھ آگے بڑھتا ہے وہ شمال تک چلا گیا تھا جس میں چند درے پڑتے تھے جنہیں عبور کرنے کے بعد شمال کے وسیع میدانوں میں داخل ہوا جا سکتا تھا۔ فبیوس چاہتا تھا کہ جب ان ہی دروں سے نکل کر ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ شمال کی طرف بڑھے گا تو وہ ان دروں کو کنعانیوں کا قبرستان بنا کر رکھ دے گا یہ سارے انتظامات کرنے کے بعد فبیوس نے اپنے امیر البحر سرویلیوس سے رابطہ قائم کیا دونوں کے درمیان دن اور وقت مقرر کیا گیا کہ وہ کب اور کیسے کوہستانی سلسلے اور سمندر کی طرف سے ہانی بال اور اسکے لشکر پر شب خون مارنے کی ابتداء کریں گے۔

ہانی بال کو بھی رومنوں کے ان ارادوں کی خبر ہو گئی تھی اسلئے کہ اس کے جاسوس بھوکے بھیڑیوں کی طرح ادھر ادھر گھومتے ہوئے ہر چیز سونگھتے پھر رہے تھے۔ ہانی بال کو جب یہ خبر ہوئی کہ رومن سمندر کوہستانی سلسلے اور سامنے والے درے کی طرف سے بیک وقت حملہ آور ہو کر سمندر کوہستانوں اور دریائے ولسٹرون کے درمیان گھری ان وادیوں کے اندر اسکا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں تو اس نے دشمن کے خلاف ایک عجیب و غریب قدم اٹھایا وہ اس طرح کہ ہانی بال کو اٹلی پر حملہ کے دوران بے شمار بیل ہاتھ آئے تھے ان بیلوں میں سے کچھ کو اس نے ذبح کیا انکا گوشت اس نے اپنے لشکریوں کو کھلایا اور چربی اس نے محفوظ کر کے رکھ لی پھر اس نے درختوں کی باریک باریک خشک ٹہنیاں اکٹھی کروائیں اور انکا ایک ڈھیر اپنے لشکر میں لگا لیا۔ درختوں کی ان خشک ٹہنیوں کو اس نے دو سو بیلوں کے سینگوں کے گرد کس کر باندھ دیا اور ان شاخوں کو سینگوں سے باندھنے کے باعث ان شاخوں کے درمیان جو جگہ بچ رہی تھی اسکے اندر اس نے روئی بھروا دی اور اس روئی کے اوپر اس نے بیلوں کی چربی پگھلا کر ڈال دی تھی اس طرح اس نے ایک خطرناک چال رومنوں کے خلاف چلنے کیلئے دو سو بیلوں کو استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اگلے روز کا سورج جب غروب ہوا اور رات چھا گئی تو ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ اپنا پڑاؤ ختم کر لیا کوچ کیلئے اس نے اپنی تیاریاں مکمل کر لیں دو سو بیل جو اس نے تیار کروائے تھے انکے سینگوں کے اردگرد بندھی ہوئی خشک شاخوں اور ان کے درمیان روئی اور چربی کو اس نے آگ لگا دی تھی پھر رات کے وقت جلتے سینگوں والے ان بیلوں کو اس نے سمندر کی طرف ہانک دیا تھا اسکے ساتھ ہی خود وہ اپنے لشکر کے ساتھ اس وادی کے شمالی دروں کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ گیا تھا۔

یہ دو سو بیل جنکے سینگوں پر چربی لگی روئی اور درختوں کی ٹہنیاں جل رہی تھیں جلد ہی بیخ پا ہو کر جنونی کیفیت اختیار کر گئے تھے کہ انکے سینگوں پر جب آگ جلنے کی وجہ سے

جب انکے سینگوں کے نچلے حصے میں گرمائش پہنچی تو ان پر پوری طرح پاگل پن اور جنون سوار ہو گیا اور اندھا دھند صورتحال اختیار کرتے ہوئے سمندر کی طرف بھاگے تھے۔
رومنوں کے بحری بیڑے کے ملاحوں نے جب دو سو بیلوں پر مشتمل روشنیوں کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو انہوں نے یہ ہی اندازہ لگایا کہ شاید ہانی بال ان پر حملہ آور ہو رہا ہے لہٰذا وہ اس کا مقابلہ کرنے کیلئے خشکی پر جم گئے تھے دوسری طرف کوہستانی سلسلے کے اوپر گھات میں بیٹھے ہوئے رومنوں کے سالار فبیوس نے بھی یہ ہی اندازہ لگایا کہ شاید ہانی بال انکے بحری بیڑے پر حملہ آور ہوا ہے لہٰذا اپنے لشکر کے ساتھ کوہستانی سلسلوں سے اتر کر بڑی تیزی سے بیلوں کے پیچھے پیچھے سمندر کی طرف بڑھا تھا۔

رومنوں کے لشکر کا جو حصہ شمالی دروں پر متعین تھا اس نے بھی ان بیلوں کو سمندر کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ لیا تھا انہوں نے بھی یہ ہی فیصلہ کیا تھا کہ ہانی بال انکے بحری بیڑے پر حملہ آور ہو رہا ہے لہٰذا وہ درے کو چھوڑ کر بڑی تیزی سے ساحل سمندر کی طرف بڑھے تھے اور یہی انکی سب سے بڑی حماقت تھی جس سے ہانی بال نے پورا پورا فائدہ اٹھایا دروں کا محافظ لشکر جونہی دروں کو چھوڑ کر میدان میں داخل ہوا ہانی بال اپنے لشکر کی ساتھ ہجر و دکھ کی کلپناؤں' جان کے ناسور اور وقت کی طنابوں سے آزاد سیال جذبوں کیطرح حملہ آور ہوا تھا۔ لمحوں کے اندر ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں کے لشکر کے اس حصے پر اندھیرے میں بھٹکتی یادوں دکھ کے صحرا روٹھی شاموں کی قہرمانی اور عہد زہر و غضب کی طرح چھا گیا تھا اپنے پہلے ہی حملے میں ہانی بال نے رومنوں کے لشکر کے اس حصے پر برہمی کے رنگ اور برچھا کی آگ بھرنی شروع کر دی تھی اور انہیں اس نے ٹوٹنے والے وعدوں' زنگ آلود زنجیروں کی طرح کاٹتے ہوئے انہیں ایک حرف ثنا کی طرح ختم کر دیا اور ان وادیوں کے اندر رومنوں کے اس سارے لشکر کا لمحوں کے اندر قتل عام کرنے کے بعد ہانی بال نے نہ انکا اسم باقی رہنے دیا نہ جسم۔ رومنوں کے اس لشکر کے مکمل صفائے کے بعد ہانی بال اپنے لشکر کو باعافیت شمالی دروں سے نکال کر کھلے اور وسیع میدانوں میں داخل ہو گیا تھا۔

دوسری طرف سمندر کے ساحل پر رومنوں کا بحری بیڑہ بالکل تیار کھڑا تھا اور اسکے ملاح ساحل پر اتر کر اپنے زعم میں ہانی بال کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار تھے انہیں یہ بھی یقین تھا کہ انکے جرنیل فبیوس اور دروں کی حفاظت کرتے والے لشکر نے بھی ہانی بال کو ان پر حملہ آور ہوتے دیکھ لیا ہو گا لہٰذا جونہی ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ ٹکرائے گا تو وہ دونوں حصے پشت کی طرف سے ہانی بال پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ اس طرح ہانی بال کا خاتمہ ان

میدانوں کے اندر یقینی ہو جائے گا۔ لیکن جب بیل ہانپتے اور بے پناہ غضب کا اظہار کرتے انکے قریب آئے تو پریشانی اور وحشت کے مارے رومنوں کے بحری بیڑے کے ان ملاحوں کی بری حالت ہو گئی اسلئے کہ سینگ تپ جانے کی وجہ سے بیل بری طرح سیخ پا ہو کر جنون کی کیفیت اختیار کر گئے تھے اور جو رومن بھی انکے سامنے آیا انہوں نے انہیں سینگوں پر اٹھا کر پٹختے ہوئے انتہائی غیض و غضب کا اظہار کیا اور سمندر تک رومنوں کو سینگوں سے مارنے کے بعد جب بیلوں نے دیکھا کہ سامنے سمندر ہے تو پھر وہ واپس پلٹے اور کوہستانی سلسلے کی طرف سے آتے ہوئے فبیوس کے لشکر پر حملہ آور ہوئے فبیوس نے بھی دیکھ لیا کہ ہانی بال نے ان کے ساتھ دھوکہ اور فریب کیا ہے اور یہ کہ اس نے بیلوں کے سینگوں کے ساتھ آگ روشن کر کے انہیں احمق اور بیوقوف بنانے کی کوشش کی ہے لہٰذا اپنے لشکر کی مدد سے اس نے سیخ پا بیلوں کو سمندر کی طرف ہانکا اور انہیں مارتے کاٹتے ہانکتے ہوئے سمندر میں پھینک دیا اس طرح بیلوں کے سینگوں میں لگی ہوئی آگ بجھ گئی اور اسکے بعد وہ بیل سینگ ٹھنڈے ہونے کے بعد خودبخود ہی سمندر سے نکل کر کنارے پر آگئے تھے اس طرح ہانی بال نے اپنی دانشمندی اور فہم و فراست سے رومنوں کی ساری تدبیروں کو ناکارہ بنا کر رکھ دیا تھا۔

ہانی بال رومنوں کو بیلوں کا چکمہ دیکر اپنے لشکر کو لے کر انکے شکنجے اور انکی گرفت سے نکل گیا تھا اپنے لشکر کے ساتھ شمال کی طرف بڑھتے ہوئے وہ رومنوں کے شہر اپولیہ پر برس پڑا "آنا" فانا" لمحوں میں اس نے شہر کو فتح کر کے یہاں سے بھی اس نے اپنے لئے خوراک کے ذخیرے حاصل کئے اسکے بعد وہ شہر سے باہر سمندر کے کنارے گرونیم نام کے میدانوں میں اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہو گیا تھا۔

دوسری طرف رومنوں کا سپہ سالار فبیوس ہانی بال کے بچ نکل جانے سے بڑا برافروختہ بڑا پریشان اور بڑا دل شکستہ ہوا اس نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ ہانی بال عام سا جرنیل نہیں ہے بلکہ بڑا تیز اور دانشمند اور بڑا عیار جرنیل ہے لہٰذا اس نے اپنے موجودہ لشکر سے کام لیتے ہوئے وہ کسی بھی صورت نہ ہانی بال کو شکست دے سکتا ہے نہ اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر سکتا ہے لہٰذا فبیوس نے فیصلہ کیا کہ وہ واپس اپنے مرکزی شہر روم جائے گا اور اپنی حکومت سے التماس کرے گا کہ ہانی بال پر غلبہ حاصل کرنے کیلئے اور اسے اپنی سرزمینوں سے نکال باہر کرنے کیلئے اسے مزید لشکر مہیا کئے جائیں اپنے ان ارادوں کو عملی جامہ پہنانے کیلئے فبیوس نے اپنے ایک نائب مینسیوس کو اپنے لشکر کا سالار بنایا اور خود بڑی تیزی سے سفر کرتا ہوا روم کی طرف چلا گیا تھا روم کی طرف روانہ ہوتے وقت

فیبوس نے اپنے نائب مینسیوس کو بڑی سختی کے ساتھ یہ حکم دیا تھا کہ وہ اسکی غیر موجودگی میں ہانی بال کے ساتھ جنگ کی ابتداء نہ کرے بلکہ وہ اس پر نگاہ رکھے کہ وہ کدھر جاتا ہے اور کیا کرتا ہے۔

فیبوس کی روانگی کے بعد مینسیوس نے اپنی قسمت آزمانا چاہی اور اپنے لشکر کے ساتھ اس نے شمال کی طرف کوچ کیا اور جس جگہ ہانی بال نے پڑاؤ کر رکھا تھا اس جگہ سے دس میل دور اپنے لشکر کے ساتھ اس نے پڑاؤ کر لیا ایک روز ہانی بال کے لشکر کے چند دستے مینسیوس کے سامنے پڑاؤ کے قریب ہی ایک گاؤں میں وارد ہوئے تھے وہ اس گاؤں پر شاید اس لئے حملہ آور ہوئے تھے کہ اپنے لئے رسد کا سامان حاصل کریں مینسیوس نے اپنی قسمت آزمانے کیلئے اس موقع کو بہترین جانا اس نے اپنے چند دستوں کو ساتھ لیا اور اس گاؤں میں داخل ہونے والے کنعانیوں پر اس نے حملہ کر دیا یہ حملہ ایسا تیز اور اچانک تھا کہ اس نے ان کنعانی دستوں کو شکست دے کر مار بھگایا۔

کنعانیوں کے ان دستوں کو مار بھگانے کی خبریں جب روم شہر پہنچیں تو لوگ نہ صرف یہ کہ اپنے سپہ سالار فیبوس کے خلاف احتجاج کرنے لگے بلکہ اپنے حکمرانوں سے یہ مطالبہ بھی کرنا شروع کر دیا کہ فیبوس کو سارے لشکروں کی کمانداری نہ سونپی جائے بلکہ مختلف جرنیلوں کو مختلف لشکر دیکر کنعانیوں کے خلاف حرکت میں لایا جائے انکا خیال تھا کہ اگر فیبوس کنعانیوں کے خلاف کامیابی حاصل نہیں کر سکتا تو ہو سکتا ہے کہ کوئی دوسرا جرنیل ایسا کر دکھائے رومن حکمرانوں کو اپنے عوام کی یہ بات پسند آئی لہٰذا فیبوس کے لشکر کو فوراً دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ایک حصہ فیبوس کی کمانداری میں دیا گیا اور دوسرا مینسیوس کے ماتحت کام کرنے لگا تھا۔

اس دوران فیبوس بھی روم پہنچ چکا تھا اس نے رومن حکمرانوں سے مزید لشکر مہیا کرنے کی التجا کی رومنوں نے اپنے سپہ سالار فیبوس کی اس تجویز کو قبول کیا بڑی تیزی سے انہوں نے دو بڑے لشکر تیار کئے لیکن یہ لشکر انہوں نے فیبوس کی کمانداری میں نہیں دیئے بلکہ فیبوس سے انہوں نے واپس جانے کو کہا اور نئے تیار ہونے والے یہ دونوں لشکر انہوں نے دو مختلف جرنیلوں کی سرکردگی میں دے کر فیبوس کے ساتھ روانہ کر دیئے تھے ان دونوں جرنیلوں میں سے ایک کا نام ایملیوس اور دوسرے کا نام وارو تھا اور یہ دونوں ہی بڑے آزمودہ کار جرنیل ہونے کے ساتھ ساتھ رومنوں میں دلیر اور بہترین جنگجو ہونے کی وجہ سے مشہور و معروف تھے۔ بہرحال رومنوں کا سالار۔ اعلیٰ فیبوس دو مزید بڑے بڑے لشکروں کو لیکر اس سمت میں بڑھا تھا جہاں اسکے جرنیل مینسیوس نے اپنے لشکر کے ساتھ

ہانی بال سے دس میل دور پڑاؤ کر رکھا تھا۔

چند روز تک چاروں جرنیلوں نے پورے لشکر کے ساتھ اس جگہ قیام کئے رکھا اس دوران وہ صلاح و مشورے کرتے رہے پھر چاروں جرنیلوں یعنی فیبوس مینسیوس ایملیوس اور وارو نے صلاح مشورہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ اپنے لشکر کے ساتھ اس سمت پیش قدمی کی جائے جس سمت ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا یہ چاروں جرنیل اب بے حد مطمئن اور خوش تھے اسلئے کہ ان کے لشکر کی تعداد مجموعی طور پر ہانی بال کے لشکر سے کئی گنا زیادہ ہو گئی تھی اور ان کا خیال تھا کہ جس جگہ ہانی بال نے پڑاؤ کر رکھا ہے وہاں وہ ہانی بال کو چاروں طرف سے گھیر کر اس کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ یہی مقصد اور یہی مدعا لیکر یہ چاروں جرنیل اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے وہ اس سمت آئے جہاں ہانی بال نے قیام کر رکھا تھا اور پھر وہ عین ہانی بال کے لشکر کے سامنے پڑاؤ کر کے بیٹھ گئے تھے۔

دو روز تک دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کئے رکھا شاید رومن جرنیل اپنے لشکر کو ستانے اور آرام کرنے کا موقع فراہم کرنا چاہتے تھے جبکہ دوسری طرف ہانی بال بھی اپنی جگہ مطمئن تھا اس نے رومنوں پر حملہ آور ہونے میں جلد بازی اور تعجل سے کام نہیں لیا بلکہ وہ انتظار کرتا رہا کہ کب رومن اسکے ساتھ جنگ کرنے کیلئے خود کو صف آراء کرتے ہیں شاید وہ رومنوں کے لشکر کی تعداد کئی گنا زیادہ ہونے کے باوجود بھی اعتماد اور بھروسہ رکھتا تھا کہ وہ ایک بار پھر رومنوں کو ان کی ہی سرزمین میں شکست و ریخت سے دوچار کرنے میں کامیاب ہو جائے گا دو روز بعد رومنوں نے اپنے لشکر کو جنگ کے لئے صف آرا کرنا شروع کیا اپنے لشکر کو چار حصوں میں رومنوں نے تقسیم کیا جو لشکر رومنوں کا سالار اعظم فیبوس اپنے ساتھ لے کر آیا تھا اسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ایک حصہ فیبوس نے اپنے پاس رکھا جبکہ دوسرا حصہ اپنے نائب مینسیوس کی سرکردگی میں دے دیا تھا جبکہ دوسرے دو حصے وہی تھے جو دوسرے دونوں جرنیل ایملیوس اور وارو اپنے ساتھ لیکر آئے تھے۔

اپنے ان چاروں لشکروں کی ترتیب رومنوں کے سالار اعلیٰ فیبوس نے کچھ اس طرح کی کہ وسطی حصے میں اس نے اپنے اور مینسیوس کے لشکر کو رکھا جبکہ دائیں اور بائیں پہلو پر اس نے بالترتیب ایملیوس اور وارو کو اپنے اپنے لشکر کے ساتھ مقرر کیا تھا۔ فیبوس نے جنگ کا طریقہ کار یہ مرتب کیا کہ سامنے کی طرف سے وہ اپنے جرنیل مینسیوس کے ساتھ کنعانیوں پر ضرب لگائے گا جبکہ دائیں اور بائیں پہلو سے ایملیوس اور وارو اپنے اپنے

دستے کے ساتھ ضرب لگاتے ہوئے آگے بڑھیں گے اور کنعانیوں کے پہلو پر ضرب لگاتے ہوئے ان کے پہلوؤں پر آگے بڑھتے ہوئے انہیں چاروں طرف سے گھیرنے کی کوشش کریں گے اس طرح فبیوس کو امید تھی کہ وہ اپنی سرزمین میں پہلی بار ہانی بال کے خلاف جنگ جیتنے میں کامیاب رہے گا۔

دوسری طرف ہانی بال نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اس نے اپنی سرکردگی میں رکھا اور اس حصے کو اس نے لشکر کے وسطی حصے میں مقرر کیا جبکہ لشکر کے باقی دو حصے اس نے اپنے بھائی ماگو اور اپنے بہترین جرنیل محربال کی کمانداری میں دیتے ہوئے ماگو کو اپنے دائیں پہلو پر اور محربال کو اپنے بائیں پہلو پر مقرر کیا تھا جب دونوں لشکر اپنی اپنی صفیں درست کر چکے تو پھر جنگ شروع ہوئی۔ جنگ کی یہ ابتداء رومنوں کی طرف سے کی گئی تھی۔

سب سے پہلے فبیوس اور مینسیوس اپنے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے اور کنعانیوں کے لشکر اس حصے پر حملہ آور ہوئے جس حصے کی کمانداری خود ہانی بال کر رہا تھا فبیوس اور مینسیوس دونوں پورے جنگی اسلوب و ہنر میں جابر و قاہر جذبوں' جادوئے بابل اور سحر سامری کی طرح ہانی بال کے لشکر کے وسطی حصے پر حملہ آور ہوئے تھے ان کے حملہ آور ہونے کے ساتھ ہی دائیں اور بائیں پہلو سے املیوس اور وارو بھی اپنے اپنے لشکر کے ساتھ کچھ اس انداز میں کنعانیوں پر ٹوٹ پڑے تھے جیسے شبنم کی آسودگی میں شعلوں کی سی بیتابی دریا کے سے اضطراب میں سحرانگیزی اور وقت کی یلغار میں عذاب و کرب رقص کرتے ہوئے حرکت میں آتے ہیں فبیوس اور مینسیوس نے سامنے والے حصے پر اپنی پوری قوت اور جبر سے حملہ آور ہوتے ہوئے کنعانیوں کو پسپا کرنے کی کوشش شروع کر دی تھی جبکہ دوسری طرف املیوس اور وارو نے دائیں اور بائیں طرف سے تیز حملے کرتے ہوئے آگے بڑھنا شروع کیا تھا تاکہ وہ پہلو پر ضرب لگانے کے ساتھ ساتھ پیش قدمی بھی کرتے ہوئے اپنے سالار اعظم فبیوس کی خواہش کے مطابق کنعانیوں کا گھیراؤ کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

لیکن رومنوں کے سالار اعظم فبیوس اور اسکے تینوں جرنیلوں کو وہ کامیابی اور کامرانی کہیں دکھائی نہ دی تھی جس کی تمنا اور خواہش کرتے ہوئے انہوں نے کنعانیوں پر حملے کی ابتدا کی تھی ہانی بال کے بھائی ماگو اور اسکے جرنیل محربال نے پہلوؤں کی طرف سے رومنوں کے جرنیل املیوس اور وارو کے حملوں کو مکمل طور پر روک دیا تھا تھوڑی دیر تک وہ اپنے آپ کو دفاع تک محدود کئے رہے اور رومنوں کو روکتے ہوئے [illegible]

انداز کا جائزہ بھی لیتے رہے جب انہوں نے یہ اندازہ لگایا کہ حملہ آور ہونے کے انداز میں ان کا کیا مدعا اور مقصد ہے تو انہوں نے قاصدوں کے ذریعے سے ایک دوسرے کو پیغام بھجواتے ہوئے دفاع سے نکل کر جارحیت میں داخل ہونا پسند کر لیا تھا پھر ماگو اور محربال دونوں دائیں بائیں کی اطراف سے رومنوں پر خمار شام میں زمین کے نگران عناصر پر سراب و ریگ میں ہمت و عزیمت کے دیوتا اور اقبال مندی کے دشت میں داخل ہونے والے نفرت کے طوفان کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہونا شروع ہو گئے تھے ان دونوں نے چونکہ دفاع کا لبادہ اتار کر جارحیت کی طیلسان اوڑھ لی تھی لہٰذا تھوڑی دیر پہلے جہاں رومنوں کے قدم آگے کی طرف بڑھ رہے تھے وہاں ماگو اور محربال کے تیز اور خونخوار حملوں کے آگے دائیں بائیں کی اطراف سے رومن جرنیل املیوس اور وارو نے کنعانیوں کے تیز حملوں کو برداشت نہ کرتے ہوئے آہستہ آہستہ پسپا ہونا شروع کر دیا تھا۔

دوسری طرف یہی حالت ہانی بال کی بھی تھی گو رومنوں کے سالار اعلیٰ فبیوس اور اسکے جرنیل مینسیوس کے متحدہ لشکر کے سامنے اسکے لشکر کی تعداد کئی گنا کم تھی لیکن اس نے کمال مہارت اور ہنرمندی سے اپنے لشکر کو کچھ اس طرح پھیلایا تھا کہ اس نے فبیوس اور مینسیوس کے حملوں کو مکمل طور پر روکتے ہوئے ان کے سامنے اپنا دفاع مکمل اور مضبوط کر لیا تھا پھر اپنے بھائی ماگو اور اپنے جرنیل محربال کی طرح ہانی بال بھی حرکت میں آیا اور دفاع سے نکل کر وہ بھی جارحیت پر اتر آیا تھا۔

پھر یوں ہوا کہ ہانی بال عناد کی آگ' درندگی و سفاکی اور وحشت تیم خوابی کی طرح حرکت میں آیا اور وہ ابتلاء کے آسیب' عقوبت کے سمندر' دکھ کے چیختے صحرا اور دریدہ دہن وحشیوں کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے لحہ بہ لحہ اور ساعت بہ ساعت ان پر چھانے لگا تھا۔

تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد رومنوں کو یہ احساس ہو گیا کہ وہ کسی بھی صورت ہانی بال پر قابو نہیں پا سکتے اور اب تو انہیں ہانی بال کے سامنے زیادہ دیر تک جنگ کرنے کے بھی لالے پڑ گئے تھے وہ دیکھ رہے تھے کہ لحہ بہ لحہ ان کے لشکروں کی تنظیم درہم برہم ہو رہی تھی ان کے اگلی صفوں کے سپاہی جو سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق تھے وہ بھی ادھر ادھر ہٹتے ہوئے کنعانیوں کا مقابلہ کرنے سے کترا رہے تھے حالانکہ ان کے سامنے کنعانی اپنے سامنے صرف عربوں جیسے گول ڈھال اور ترچھی تلواریں لئے ہوئے تھے ان کے جسموں پر عربوں جیسی سادہ زرہیں تھیں اسکے علاوہ ان کے جسم پر کوئی بھی حفاظتی لوہے کا سامان نہ تھا [illegible] کی طرح بڑی تیزی کے ساتھ رومنوں پر غلبہ حاصل کرتے جا

رہے تھے تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد ہانی بال اور اس کا بھائی ماگو اور جرنیل محربال رومنوں پر کچھ اس طرح جانثاری سے حملہ آور ہونے لگے تھے جس طرح کوئی خونخوار درندہ گیدڑوں اور بھیڑیوں کے انداز میں اپنی من مانی کرتا ہے یا جس طرح فضاؤں کے اندر کوئی بھوکا شاہین اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق گرگسوں پر چھایا رہتا ہے اب ایسی صورتحال ہانی بال نے بھی اختیار کر لی تھی اس نے تیز حملوں سے رومنوں کے وسطی حصے پر ضرب لگاتے ہوئے انہیں مکمل طور پر پسپا کرنا شروع کر دیا تھا۔

ہانی بال کی طرح اسکے دونوں جرنیل ماگو اور محربال بھی رومنوں کے خلاف اسی طرح کا سلوک کرنے لگے تھے جس طرح ہانی بال کر رہا تھا اور جس طرح ہانی بال نے وسطی حصے میں رومنوں کو اپنے سامنے بڑی تیزی سے پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تھا اسی طرح اب ماگو اور محربال بھی رومنوں پر پوری طرح چھا چکے تھے اور وہ بھی انہیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کر چکے تھے۔ دوسری طرف جب رومن جرنیلوں نے دیکھا کہ انکے لشکروں کے اندر پوری طرح ابتری بدنظمی اور افراتفری کا عالم برپا ہو چکا ہے اور یہ کہ اگر تھوڑی دیر تک انہوں نے اپنے لشکر کو سنبھال کر منظم پسپائی نہ کروائی تو لشکری خود ہی جس طرف کسی کا منہ اٹھا ... کھڑے ہوں گے لہذا فبیوس نے اپنے تینوں جرنیلوں مینسیوس' ا میلیوس اور وارو سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد اپنے لشکر کو پسپا ہونے کا حکم دے دیا تھا۔ یہی پسپائی رومنوں کے لئے تباہی اور بربادی کا باعث بن گئی اس لئے کہ جونہی رومن پسپا ہوئے ہانی بال ماگو اور محربال نے عجیب سی وحشی کیفیت اختیار کر لی تھی۔ اپنے حملوں میں انتہا درجے کی خونخواری اختیار کرتے ہوئے انہوں نے ایسے جوش ایسے جذبے ایسی سختی اور ایسی شدت کے ساتھ رومنوں کا تعاقب کیا تھا کہ ان گنت رومنوں کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور بہت کم انہوں نے اپنے جرنیلوں کی سرکردگی میں بھاگ کر اپنی جانیں بچانے میں کامیاب ہونے دیا تھا۔ یوں رومنوں کے چاروں لشکر اپنے چاروں جرنیلوں کی سرکردگی میں عددی فوقیت رکھنے کے باوجود بھی ہانی بال کا مقابلہ نہ کر سکے او ہانی بال نے انہیں انہی کی سرزمین میں ایک بار پھر ذلت آمیز شکست سے دوچار کر دیا تھا۔

کینائی کے میدانوں میں رومنوں کے چاروں لشکروں کو شکست دینے کے بعد ہانی بال نے تھوڑی دور تک انکا تعاقب کیا پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ لوٹ آیا اور پہلے کی طرح کینائی کے میدانوں میں اس نے پڑاؤ کر لیا تھا اس جنگ میں ہانی بال نے گو رومنوں کو بدترین شکست دی تھی لیکن اس کا خود بھی بہت نقصان ہوا تھا اسکے خود کے بھی ان گنت لشکری جنگ میں مارے گئے تھے اور وہ رسد اور خوراک کے سامان کی کمی بھی محسوس کرنے

لگا تھا۔ اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے ہانی بال نے سمندر کے راستے چھوٹے سے ایک بحری بیڑے کے ہمراہ اپنے بھائی ماگو کو افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ اپنے حکمرانوں کے پاس جائے اور ان سے اٹلی کے اندر جنگ کو جاری رکھنے کیلئے رسد اور کمک کی التماس کرے۔

○

ماگو جب قرطاجنہ میں داخل ہوا تو کنعانیوں کی حکومت نے اس کی آمد پر سارے وزراء مشیروں اور دوسرے حکام کا اجلاس طلب کیا اس اجلاس میں ماگو کو بھی دعوت دی گئی تھی ماگو نے اس موقع کو بہترین جانا وہ چاہتا تھا کہ اپنی حکومت کے کارندوں کو اپنے بھائی ہانی بال کی مدد پر آمادہ کرے گا جب وہ اجلاس میں آیا اور اسے بولنے کا موقع فراہم کیا گیا تو اس نے سب سے پہلے اسپین اور اس کے بعد اٹلی کے اندر اپنے بھائی ہانی بال کے بے شمار فتوحات کا ذکر کیا اس نے لوگوں کے سامنے اٹلی کے اندر ہانی بال کی فتوحات کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا اور یہ بھی اپنی حکومت کے کارندوں پر انکشاف کیا کہ اس کے بھائی نے اٹلی میں لاکھوں رومنوں کو اپنا مطیع اور ہزاروں کو جنگی قیدی بنا لیا ہے اور قیدیوں سے متعلق ثبوت پیش کرنے کے لئے ماگو نے ایک گٹھڑی کھولی اور اپنے حکمرانوں کے سامنے الٹ دی اس گٹھڑی کے اندر بے شمار سونے کی انگوٹھیاں تھیں جو فرش پر بکھر گئی تھیں ان انگوٹھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ماگو نے اپنے حکمران طبقے کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو کنعانیوں کے عظیم فرزندو یہ سونے کی انگوٹھیاں ان رومنوں کی ہیں جنہیں ہم نے جنگ میں قیدی بنایا ہے۔ ہر رومن سپاہی سونے کی انگوٹھی پہننے کا بے حد شوقین ہوتا ہے اور جتنے رومن قیدی جنگ میں ہم نے بنائے ان سب کی ہم نے انگوٹھیاں اتار لی تھیں اور یہ جو انگوٹھیاں اس وقت تم لوگوں کے سامنے بکھری پڑی ہیں یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ کتنے رومنوں کو ہم نے قیدی بنایا اور کس قدر کامیابیاں ہم نے اٹلی کے اندر حاصل کی ہیں لیکن آپ لوگ جانتے ہیں کہ اس قدر فتوحات اور کامیابیاں حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ہمارا اپنا بھی جنگی نقصان ہوا ہے اور اس جنگی نقصان کو پورا کرنے اور جنگ کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے ہمیں نہ صرف مزید لشکر کی ضرورت ہے بلکہ ہمیں خوراک اور ہتھیاروں کی بھی ضرورت در پیش ہے یہاں تک کہنے کے بعد ماگو جب خاموش ہوا تو ایک کنعانی وزیر اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے کنعانیوں کے ایک بوڑھے اور آزمودہ کار جرنیل ہانو کو

مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

میں جانتا ہوں جس وقت ہانی بال اسپین کے راستے اٹلی پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا تو تم اس کے حملوں کی مخالفت کرنے میں پیش پیش تھے۔ تمہارا کہنا تھا کہ اسپین میں تو ہانی بال کسی نہ کسی طرح کامیابیاں حاصل کرنے میں کامران رہا لیکن ایسی کوئی کامیابی وہ اٹلی میں رومنوں کے خلاف نہیں کر سکے گا تم نے یہ بھی پیش گوئی کی تھی کہ ہانی بال کو اٹلی کی سرزمین میں رومنوں کے مقابلے میں بدترین ناکامیوں کا سامنا دیکھنا پڑے گا تم نے ماگو کے الفاظ غور سے سنے ہوں گے اور ان انگوٹھیوں کو بھی غور سے دیکھا ہو گا جو اس وقت فرش پر بکھری ہوئی ہیں اور جو جنگ میں کام آنے والے رومنوں سے حاصل کی گئی ہیں کیا اب بھی تم یہ سمجھتے ہو کہ اٹلی میں اس قدر کامیابیاں اور فتوحات حاصل کرنے کے بعد رومنوں کے خلاف ہانی بال کی یہ مہم ناکام رہے گی۔ گو سوال میں بہت طنز اور چبھن تھی لیکن ہانو بھی اپنے وقت میں بڑا دلیر اور جہاندیدہ جرنیل رہا تھا اس نے اس گفتگو کو بڑے غور سے سنا پھر بڑے نرم اور ٹھنڈے لہجے میں اپنے اس وزیر کو جواب دیتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

تم جانتے ہو کہ ذاتی طور پر میں ہانی بال کا دشمن نہیں ہوں اس لئے کہ ہانی بال کے باپ برقہ کے ساتھ میرے تعلقات ایسے ہی تھے جیسے بھائیوں کے سے ہوتے ہیں اور پھر میں ہانی بال کے باپ برقہ کے ساتھ نہ صرف کئی جنگوں میں حصہ لے چکا ہوں بلکہ میں اس کے ماتحت بھی کام کر چکا ہوں وہ کنعانیوں کے اندر ایک لاجواب اور بہترین جرنیل تھا جہاں تک ہانی بال کا تعلق ہے میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ یہ اپنے باپ سے بھی زیادہ دانشمند جری اور دلیر جرنیل ہے لیکن میں اب بھی کہتا ہوں کہ اس نے روم پر حملہ آور ہو کر غلطی کی ہے ہمیں کسی بھی صورت اٹلی میں داخل نہیں ہونا چاہیے تھا بلکہ ہانی بال کو اسپین کی فتوحات تک ہی اکتفا کر لینا چاہیے تھا اور اسپین کو کنعانی سلطنت میں شامل کرنے کے بعد وہاں اسے چاہیے تھا کہ اپنی قوت کو خوب مضبوط اور مربوط کرتا جب دیکھتا کہ اسپین کے اندر کنعانیوں کے پاؤں جم گئے ہیں تو یہ دو کام کرتا اول اسپین کی دولت آہستہ آہستہ افریقہ میں اپنی سلطنت کے مرکزی شہر کی طرف منتقل کرتا رہتا۔ دوئم یہ کہ جو عسکری قوت یہ اسپین میں استوار کرتا اسے یہ رومنوں کے خلاف حرکت میں لاتا اور سارڈ ینیہ کارسیکا اور دوسرے جو آس پاس کے جزائر ہیں ان سب کے رومنوں کو مار بھگا کر ان پر قبضہ کر لیتا اور اگر اس کے جواب میں رومن کنعانیوں کے خلاف کوئی بڑی جنگ چھیڑنے کی کوشش کرتے تو انہیں ان جنگوں میں بدترین شکست ہوتی وہ اس بنا پر کہ ایک طرف سے کنعانی اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ سے طوفان کی طرح اٹھتے دوسری طرف سے ہسپانیہ کے اندر سے ہانی بال آندھی کی طرح رومنوں پر وارد ہوتا اور اس دو طرفہ حملے سے ہم مستقبل میں رومنوں کو اپنے سامنے سے بگولوں کی طرح سے اڑا کر رکھ سکتے تھے۔

لیکن میں اب بھی کہتا ہوں کہ ہانی بال نے اسپین کے بعد اٹلی میں داخل ہو کر غلطی کی ہے اور عنقریب ہمیں اس غلطی کا احساس ہو گا بلکہ اس وقت تھوڑا سا ہو بھی چکا ہے جب کہ اس کا بھائی ماگو رسد اور کمک کی فریاد لے کر تم لوگوں کے سامنے کھڑا ہے اور آنے والے دور میں تمہیں پیش گوئی کرتا ہوں کہ ہانی بال اس سے زیادہ رسد کمک اور نقدی کی ضرورت محسوس کرے گا اس لئے کہ اپنے مرکز سے سینکڑوں میل دور کسی ملک کے اندر جا کر جنگ چھیڑنا اور اسے جاری رکھنا کوئی آسان اور مذاق نہیں ہے ہانی بال اس وقت سخت خطرے اور دشواری کی حالت میں ہے عنقریب تم دیکھو گے کہ رومن اپنے شہروں میں سے اس کے خلاف بہت بڑا لشکر اٹھائیں گے اور کسی نہ کسی طرح ہانی بال کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے جبکہ رومن کے مقابلے میں ہانی کی پشت پناہی پر کچھ بھی نہیں ہے اس کی پیٹھ خالی ہے اور کہیں سے بھی اسے رسد اور کمک ملنے کی امید نہیں ہے اگر افریقہ سے کوئی لشکر سمندر کے راستے اس کے لئے جاتا ہے تو رومن اپنے بحری بیڑے کی مدد سے اسے سمندر میں روک کھڑا ہوں گے اگر ہم نے ایسا کوئی لشکر اسپین کے راستے بھجواتے ہیں تو وہ لشکر بھی پہنچتے پہنچتے کچھ عرصہ لے لے گا اس دوران ہو سکتا ہے رومن جنگ کا نقشہ بدل کر اپنے ہاتھ میں کر لیں لہٰذا میں اب بھی اس حق میں ہوں کہ ہانی بال کو اٹلی میں داخل نہیں ہونا چاہیے تھا یہاں تک کہنے کے بعد ہانو تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر دوبارہ وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اور جہاں تک ہانی بال کا اٹلی کے اندر مستقبل کا سوال ہے تو میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ اٹلی کے اندر تقریباً” 35 بڑے بڑے قبائل بستے ہیں میرا تم سے سوال یہ ہے کہ کیا ہانی بال اب تک ان قبائل میں سے کسی کو اپنے ساتھ ملانے میں کامیاب ہوا ہے یقیناً” میرے اس سوال کا جواب تمہارے پاس نہیں کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ میرا دوسرا سوال تم سے یہ ہے کہ ہمارے جرنیل ہانی بال نے اٹلی کے اندر داخل ہو کر بے شک دور دور تک رومنوں کا قتل عام کیا ہے ان کے ان گنت شہروں پر قبضہ کیا ہے اور جگہ جگہ ان کے لشکروں کو بدترین شکست دی ہے کیا تم مجھے یہ بتا سکتے ہو کہ اس قدر تباہی و بربادی اور اپنے شہروں کے مغلوب ہونے کے باوجود کیا رومنوں نے اپنا کوئی وفد ہانی بال کے پاس بھیج کر امن اور صلح کی درخواست کی ہے یقیناً” میرے اس سوال کا جواب بھی تمہارے پاس نہیں

ہی ہو گا یہاں تک کہنے کے بعد ہانو تھوڑی دیر کے لئے رک کر خاموش رہا پھر دوبارہ بولا اور پوچھنے لگا۔

میرا تیسرا سوال تم سے یہ ہے کہ خدا نہ کرے اگر اٹلی میں ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ کسی دشواری کسی شکست کا شکار ہوتا ہے اور اسے فی الفور رسد اور کمک کی ضرورت پیش آتی ہے تو کیا ہم یہاں افریقہ میں بیٹھ کر قرطاجنہ سے اس کے لئے فی الفور کوئی رسد اور کمک بھیج سکتے ہیں یہاں تک کہنے کے بعد ہانو نے بڑے غور سے اپنے اس وزیر کی طرف دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگا یقیناً" میرے اس سوال کا جواب بھی تمہارے پاس نہیں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو گا لہٰذا میری بات غور سے سنو میں اب بھی کہتا ہوں کہ ہانی بال اگر اس وقت بھی اپنے لشکر کو سمیٹ کر ہسپانیہ میں داخل ہو جائے تو میں سمجھوں گا کہ یہ اس کی اٹلی کے خلاف بہترین کامیابی اور فتح ہو گی اور اگر اس نے اٹلی میں قیام کئے رکھا اور اپنی جنگوں کو اس نے طول دینا شروع کیا تو یاد رکھو ایک دن ایسا ضرور آئے گا کہ ہانی بال دشواریوں اور خطروں میں گھر جائے گا اور اسے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے شکست کھا کر نکلنا ہو گا اس لئے کہ ہانی بال کی پیٹھ ننگی ہے اس کی پشت کی طرف سے اسے کوئی مدد اور استعانت دینے والا نہیں ہے ہانو کی یہ گفتگو کنعانیوں کے حکمران طبقے نے بھی سن لی تھی ہو سکتا ہے اس گفتگو سے پہلے وہ ہانی بال کے بھائی ماگو کی التجا کے جواب میں ہانی بال کے لئے ایک بہت بڑا لشکر اور ایک بھاری رقم کا انتظام کرتے لیکن ہانو کی گفتگو سننے کے بعد حکمران طبقے کے سارے ارکان چوکنے ہو گئے تھے لہٰذا طویل صلاح و مشورے کے بعد ہانی بال کے بھائی ماگو کو یہ جواب دیا گیا کہ فی الحال قرطاجنہ سے اسے چار ہزار کا ایک لشکر اور چالیس ہاتھیوں کے علاوہ ایک رقم مہیا کی جائے گی اس کے علاوہ ہانی بال اگر اٹلی میں مزید لشکر یا رقم کی ضرورت محسوس کرتا ہے تو ماگو کو چاہیے کہ وہ چار ہزار کے لشکر اور چالیس ہاتھیوں کے ساتھ اسپین کے راستے اٹلی کا سفر کرے اور اسپین اور اٹلی کے مفتوحہ علاقوں سے اپنے بھائی ہانی بال کے لئے ایک بڑا لشکر تیار کرنے کی کوشش کرے ساتھ ہی حکمران طبقے کی طرف سے یہ بھی جواب ملا کہ اٹلی کے اندر جنگ جاری رکھنے کے لئے اخراجات اسپین یا مفتوحہ علاقوں سے پورے کئے جائیں یہ جواب سننے کے بعد ہانی بال کا بھائی ماگو کچھ بھی نہ کہہ سکا تاہم چند روز تک اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ میں قیام کرنے کے بعد وہ چار ہزار کے لشکر اور چالیس ہاتھیوں کے ساتھ بڑی بڑی کشتیوں اور جہازوں کے ذریعے اسپین کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

اپنے بھائی ماگو کو افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف روانہ کرنے کے بعد ہانی بال بے کار اور نکما نہیں بیٹھا تھا کینائی کے میدانوں میں رومنوں کے چاروں لشکروں کو بدترین شکست دینے کے بعد اس نے چند روز تک انہی میدانوں کے اندر قیام کئے رکھا میدان جنگ میں جو اس کے سپاہی زخمی ہوئے تھے ان کی دیکھ بھال کی گئی اور جو مارے گئے تھے ان کی تدفین کا سامان کیا گیا۔ اٹلی کے اندر کئی جنگوں میں حصہ لینے کے بعد ہانی بال کے لشکر کی تعداد گھٹ کر اب پہلے سے آدھے سے کم رہ گئی تھی اور مزید جنگیں جاری رکھنے کے لئے وہ مزید لشکر کے علاوہ نقدی اور خوراک کی ضرورت بھی محسوس کرتا تھا اسے امید تھی کہ اس کا بھائی ماگو ضرور اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ سے رسد اور کمک حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ بہرحال اس نے کینائی کے میدانوں میں زیادہ عرصہ نہیں گزارا بلکہ جب اس نے دیکھا کہ جنگ میں زخمی ہونے والے اس کے سپاہی تندرست ہو گئے ہیں جو گھوڑے زخمی ہوئے تھے وہ بھی اب بہتر ہو کر توانا ہو گئے ہیں تو اس نے پھر ایک بار انگڑائی لی حرکت میں آیا اب اس نے رومنوں کے دوسرے بڑے شہر کیپوا کو اپنا ہدف اور اپنا نشانہ بنانے کا ارادہ کر لیا تھا۔

سرما کے موسم کی اب ابتدا ہو چکی تھی سرد اور یخ بستہ ہوائیں جسم کو چھیدنے لگیں تھیں ان ساری دشواریوں اور ان ساری تکلیفوں کی پرواہ کئے بغیر ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا کینائی کے میدانوں سے کوچ کیا اور آندھی اور طوفان کی طرح رومنوں کے دوسرے بڑے شہر کیپوا کی طرف وہ بڑھا تھا۔ کیپوا شہر کے اندر اس وقت رومنوں کا ایک تیس ہزار کا لشکر تھا جو کیپوا شہر کی حفاظت پر مامور تھا یہ لشکر انتہائی آزمودہ کار تربیت یافتہ اور گزشتہ کئی جنگوں میں یہ بہترین کامیابیاں اور معرکہ آرائیوں کا مظاہرہ کر چکا تھا لہٰذا رومنوں کو امید تھی کہ اگر ہانی بال رومنوں کے دوسرے بڑے شہر کیپوا کا رخ کرتا ہے تو تیس ہزار کا لشکر کیپوا شہر میں محصور ہو کر ہانی بال کی راہ روک کھڑا ہو گا۔ کیپوا شہر کے لوگوں اور لشکریوں کو جب یہ خبر ہوئی کہ ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ کیپوا شہر کا رخ کر رہا ہے تو انہوں نے ہانی بال کا مقابلہ کرنے کے لئے تیاریاں کر لی تھیں۔ شہر کی فصیل کے اوپر بنے ہوئے بڑے بڑے برجوں کے اندر بڑے بڑے کڑھاؤ نصب کر دیئے گئے تھے تاکہ ان کے اندر پانی اور تیل گرم کر کے کھولتی حالت میں ہانی بال اور اس کے لشکریوں پر پھینکا جا سکے اس کے علاوہ فصیل کے اوپر آگ کے انگارے تیار کرنے کے لئے ایندھن کے ڈھیر لگا دیئے گئے تھے تاکہ آگ کے انگارے بھی ان پر پھینکے جا سکیں اس طرح کنعانی کیپوا کا محاصرہ کرنے میں ناکام رہیں دوسری طرف ہانی بال بھی بڑا تیز عیار اور

کیپوا پہنچنے سے پہلے ہی اپنے جاسوس روانہ کر رکھے تھے اور اس کے جاسوسوں نے اسے اطلاع کر دی کہ کیپوا کے اندر محصور لشکر نے کنعانیوں کے اوپر کھولتا ہوا پانی، تیل اور آگ کے انگارے پھینکنے کا انتظام کر لیا ہے اس صورت حال کا پتا چلنے کے بعد ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ شہر سے پانچ میل کے فاصلے پر پڑاؤ کر لیا تھا۔

اس پڑاؤ کے دوران ہانی بال نے نہ صرف یہ کہ اپنے لشکریوں اور گھوڑوں کو آرام کرنے کا بہترین موقع فراہم کیا بلکہ جس جگہ اس نے پڑاؤ کیا تھا اس کے اردگرد دور دور تک بڑے بڑے درختوں کے جنگلات اور جھنڈ پھیلے ہوئے تھے بس انہی درختوں سے ہانی بال نے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اپنے لشکریوں کی مدد سے اس نے جنگل کے بڑے بڑے درخت کٹوانے شروع کر دیئے تھے اور اپنے پڑاؤ میں اس نے لکڑیوں کے ڈھیر لگا دیئے تھے پھر ان لکڑیوں کو کام میں لاتے ہوئے ہانی بال نے بڑے بڑے جنگی رتھ تیار کرنے شروع کر دیئے تھے۔ جن کے اوپر لکڑی کی چھت ڈال کر اس لکڑی کے اوپر مٹی ڈال کر اچھی طرح کوٹنے اور سخت کرنے کے بعد اوپر سے بھس ملی مٹی کے ساتھ اس کی لپائی کروا دی تھی تاکہ ان رتھوں کو آگے بڑھاتے کے بعد جب رومن ان کے اوپر آگ کے انگارے کھولتا ہوا پانی یا تیل پھینکیں تو رتھوں کے اندر بیٹھے ہوئے اس کے سپاہیوں کو ان چھتوں کی وجہ سے کوئی نقصان یا گزند نہ پہنچے۔

اس کے علاوہ ان ہی لکڑیوں سے کام لیتے ہوئے ہانی بال نے چھت دار بڑی بڑی سیڑھیاں بھی تیار کرنی شروع کر دی تھیں تاکہ ان چھت دار سیڑھیوں کی مدد سے کیپوا کی فصیل پر چڑھا جا سکے اور ان چھت دار سیڑھیوں کے نیچے پہیے لگائے تاکہ ان کو حرکت دے کر آگے پیچھے کیا جا سکے اور ان سیڑھیوں کی چھتوں پر بھی مٹی ڈال کر لپائی کر دی گئی تھی۔ یہ سارے انتظام کرنے کے بعد ہانی بال پھر حرکت میں آیا اپنے لشکر کے ساتھ اس نے کیپوا شہر کے قریب جا کر پڑاؤ کر لیا تھا۔

دوسری طرف رومنوں کا خیال تھا کہ ہانی بال ان کے شہر کا محاصرہ ضرور کر رہا ہے لیکن وہ اسے کامیاب نہیں ہونے دیں گے اس لئے کہ انہوں نے اپنی تیاریاں مکمل کر لی تھیں۔ فصیل کے برجوں کے اندر نصب بڑے بڑے کڑاہوں کے اندر انہوں نے تیل اور پانی ابالنے کے انتظام اور انصرام مکمل کر لئے تھے۔ ایندھن کو کوئلوں میں تبدیل کرنے کے بھی انتظام مکمل تھے۔ لہٰذا جب ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ کیپوا شہر کی فصیل کے پاس نمودار ہوا تو کیپوا شہر کے لوگ یا ان کے لشکر نے کسی قسم کی پریشانی یا تفکر کا اظہار نہ کیا اور کیپوا شہر کے اندر رومنوں کا جو تیس ہزار کا لشکر تھا اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا

پندرہ ہزار سپاہیوں کو فصیل کے اوپر برجوں کے اندر متعین کیا گیا اور پندرہ ہزار کو شہر کے اندر حفاظت کے لئے مقرر کیا گیا۔ اس کے علاوہ شہر کی آبادی کسی طرح بھی لاکھ سے کم نہ ہو گی اور یہ آبادی بھی کنعانیوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے اپنے سپاہیوں کا ساتھ دے رہی تھیں شہر کے اندر جس قدر توانا اور مشقت کرنے کے قابل مرد تھے انہوں نے فصیل کے اوپر متعین پندرہ ہزار لشکریوں کی مدد کرنے کے لئے کھولتا ہوا پانی تیل اور آگ کے انگارے تیار کرنے کی ذمہ داریاں اپنے اوپر لے لی تھیں۔ اس طرح شہر کے عوام نے اپنے لشکر کی خوراک اور دیکھ بھال کی ذمہ داریاں قبول کر لی تھیں جو شہر کے اندر حفاظت کے لئے رکھا گیا تھا۔ اس طرح کیپوا شہر کے عوام اور لشکریوں نے آپس میں تعاون اور اتفاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہانی بال کا مقابلہ کرنے کا عہد کر لیا تھا۔

لیکن ہانی بال بھی کوئی عام جرنیل نہ تھا جسے وہ ڈرا دھمکا کر پسپا ہونے پر مجبور کر دیتے وہ اپنی ضد کا پکا اور اپنے ارادے اور عزم کا انتہائی پختہ تھا۔ جس بات کا وہ ایک بار فیصلہ کر لیتا تھا اسے اس کی تکمیل تک وہ پہنچا کر ہی رہتا تھا۔ رومن یہ خیال اور گمان کئے ہوئے تھے کہ جونہی ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ فصیل پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑھے گا اور وہ ان پر آگ کے انگارے کھولتا ہوا پانی اور تیل پھینکیں گے تو ان کی اس پہلی ہی کارروائی سے ہانی بال اپنے نقصانات کو دیکھتا ہوا ایسا دلبرداشتہ ہو گا کہ اپنے لشکر کو لے کر چلتا بنے گا لیکن انہیں خبر نہ تھی کہ ہانی بال نے ان کے کھولتے تیل پانی اور آگ کے انگاروں کا پہلے ہی بندوبست کر لیا ہے اور یہ سارے انتظامات مکمل کرنے کے بعد ہی وہ شہر کی فصیل کے پاس نمودار ہوا ہے شہر کی فصیل کے پاس پڑاؤ کرنے کے بعد ہانی بال نے دو ایک روز شہر کے اطراف میں گھوم پھر کر فصیل کا جائزہ لیا پھر ایک مناسب جگہ محسوس کرنے کے بعد اس نے وہیں سے حملے کی ابتداء کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

تیسرے دن صبح ہی صبح ہانی بال کے لشکر میں جنگ کے طبل دفیں اور نقارے بجنے شروع ہو گئے تھے جس سے رومنوں نے یہ اندازہ لگا لیا کہ کنعانی اب ان کے خلاف جنگ کی ابتداء کرنے لگے ہیں لہٰذا ان کا پندرہ ہزار کا لشکر فصیل کے اوپر برجوں کے اندر مستعد اور تیار ہو گیا تھا اور شہر کے جوان بھی ان کے لئے آگ کے انگارے کھولتا ہوا پانی اور تیل تیار کرنے کے لئے اپنی اپنی جگہوں پر بالکل تیار اور مستعد تھے دوسری طرف ہانی بال نے حملے کی ابتداء کچھ اس طرح کی کہ بیک وقت وہ اپنے سارے جنگی رتھوں اور چھت دار اور پہیوں والی سیڑھیوں کو حرکت میں لایا اور انہیں اس نے فصیل کی طرف بڑھانا شروع کیا تھا۔ بڑے بڑے جنگی رتھوں کے اندر اس کے تیر انداز بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ جنگجو

جوان بھی تھے جو پوری طرح مسلح تھے جنہوں نے سیڑھیوں کے ذریعے سے شہر کی فصیل کے اوپر چڑھنا تھا۔ جب یہ جنگی رتھ اور سیڑھیاں فصیل کے قریب لائی گئیں تو رومنوں نے شہر کی فصیل کے اوپر سے دیکھا کہ جو کنعانی ان جنگی رتھوں اور سیڑھیوں کو دھکیلتے ہوئے فصیل کے قریب لا رہے تھے وہ بھی مٹی سے لپائی کی ہوئی چھتوں کے نیچے چلتے آ رہے تھے لہٰذا اوپر سے کی گئی تیراندازی یا تیل پانی یا آگ کے انگارے پھینکنے سے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچ سکتا تھا یہ صورت حال دیکھتے ہوئے رومن لشکری اور ان کے عوام کسی قدر فکر مند ضرور ہوئے تھے۔

اپنے جنگی رتھوں کو فصیل کے قریب لانے کے بعد ہانی بال نے رتھوں کے اندر جو اس کے تیرانداز بیٹھے ہوئے تھے انہیں حکم دیا کہ فصیل کے اوپر جو بھی برجوں کے اندر یا باہر رومن نظر آئے انہیں اپنے تیروں کا نشانہ بنا کر پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیں ہانی بال کا یہ حکم ملتے ہی کنعانی تیرانداز طوفان کی طرح حرکت میں آئے اور انہوں نے فصیل کے اوپر ایسی تیز اور لگا تار تیراندازی کی کہ رومن برجوں کے پیچھے پناہ لینے پر مجبور ہو گئے تھے۔ اسی موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جنگی رتھوں کے اندر بیٹھے ہوئے مسلح کنعانی چھت دار سیڑھیوں کے ذریعے فصیل پر چڑھنا شروع ہو گئے تھے۔ آناً" فاناً" ان سیڑھیوں کے ذریعے کنعانی حشرات الارض کی طرح کیپوا شہر پر چڑھنا شروع ہو گئے تھے اور انہوں نے فصیل کے اوپر اپنے آپ کو منظم کرنا شروع کر دیا تھا تاکہ فصیل پر محافظ رومنوں پر کاری ضرب لگائی جا سکے۔

رومنوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ برجوں کے اندر سے نکل کر ان کنعانیوں پر حملہ آور ہو جائیں جو سیڑھیوں کے ذریعے سے فصیل پر چڑھ رہے تھے تاکہ کنعانیوں کا فصیل پر چڑھنا بند ہو جائے لیکن وہ ایسا نہ کر سکے اس لئے کہ جونہی وہ برجوں سے باہر نکلنے کی کوشش کرتے نیچے چھت دار جنگی رتھوں کے اندر بیٹھے ہوئے کنعانی انہیں کچھ اس طرح خوفناک انداز میں اپنے بھاری اور تیز پھل کے تیروں کا نشانہ بناتے کہ برج سے نکلنے والے رومنوں کو وہ بری طرح چھید کر رکھ دیتے اس طرح رومن اپنے برجوں سے نکل کر فصیل پر چڑھتے کنعانیوں کی راہ نہ روک سکے اور لمحوں اور ساعتوں کے اندر کنعانیوں نے مکوڑوں کی طرح فصیل پر چڑھتے ہوئے دونوں اطراف میں پھیل کر خود برجوں کے اندر پناہ لینے والے رومنوں پر حملہ آور ہونے کی ابتداء کر دی تھی۔

تھوڑی ہی دیر بعد کیپوا شہر کی فصیل کے اوپر رومنوں اور کنعانیوں میں ہولناک جنگ چھڑ گئی تھی شہر کے اندر پندرہ ہزار کا جو رومنوں کا محافظ لشکر تھا جب انہوں نے دیکھا کہ

کنعانی آناً" فاناً" فصیل کے اوپر چڑھ کر ان کے لشکریوں کے ساتھ برسرپیکار ہو گئے ہیں تو وہ بڑے فکر مند ہوئے انہوں نے جب چاہا کہ فصیل کے اوپر چڑھ کر اپنے ساتھیوں کی مدد کریں تو اس وقت تک ہانی بال اور اس کے جرنیل بھی فصیل کے اوپر چڑھ چکے تھے جبکہ ہانی بال کا لشکر آدھے سے زیادہ فصیل کے اوپر آ چکا تھا اور جو لشکر اب فصیل کے اوپر چڑھ رہا تھا اسے ہانی بال نے فصیل کے اوپر چڑھنے کے بعد شہر میں اتر کر اپنے حملوں کی ابتداء کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ لہٰذا شہر کا محافظ لشکر فصیل کے اوپر جا کر اپنے ساتھیوں کی مدد نہ کر سکا بلکہ وہ انتہائی فکر مندی اور پریشانی کے عالم میں ان کنعانیوں کو روکنے کے لئے بھاگے تھے جو بڑی تیزی سے فصیل کے اوپر سے شہر میں اتر کر انتہائی خونخواری سے حملہ آور ہونا شروع ہو گئے تھے۔

اب کیپوا شہر میں دو محاذ جنگ کھل گئے تھے ایک فصیل کے اوپر اور دوسرا نیچے۔ فصیل کے اوپر ہانی بال کا جرنیل محربال اپنے لشکر کی کمانداری کر رہا تھا جبکہ ہانی بال خود فصیل سے اتر کر شہر پر حملہ آور ہونے لگا تھا بڑی تیزی سے کنعانی فصیل سے اتر کر ہانی بال کے ساتھ ملنے لگے تھے اس طرح لمحہ بہ لمحہ ہانی بال کے لشکر میں اضافہ ہوتا چلا گیا تھا ہانی بال نے جب دیکھا کہ اس کے لشکر کی تعداد اس قابل ہو گئی ہے کہ وہ شہر کے اندر گھس کر حملہ آور ہونا شروع کر دے تو وہ بڑی بے خوفانہ انداز میں آگے بڑھا اور شہر کا محافظ لشکر جو اس پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا تھا اس پر اس نے حملہ آور ہونے میں پہل کر دی تھی۔ جس طرح فصیل کے اوپر گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی تھی اسی طرح شہر کے اندر بھی گھمسان کا رن پڑنے لگا تھا۔

پر فصیل کے اوپر جنگ زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکی اس لئے کہ محربال نے جلدی ہی فصیل کے محافظوں پر قابو پا لیا۔ فصیل کے محافظوں نے جب دیکھا کہ کنعانی پوری طرح شہر کی فصیل پر غالب ہو گئے ہیں تو وہ فصیل سے نیچے اترنے لگے ان کے پیچھے پیچھے محربال بھی اپنے لشکر کے ساتھ فصیل سے اتر گیا تھا۔ اب ایک طرف ہانی بال اور دوسری طرف سے محربال اپنے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ شہر کے محافظ لشکر پر ٹوٹ پڑے تھے اس طرح کیپوا شہر میں رومنوں کے تیس ہزار مسلح لشکر کا پوری طرح صفایا کر دیا گیا اور ہانی بال نے کیپوا شہر پر قبضہ کر لیا تھا۔

کیپوا شہر کی فتح کے بعد ہانی بال نے کمال شرافت' شفقت' نرمی اور نیکی کا مظاہرہ شہر والوں کے ساتھ کیا شہر کے اندر جو مسلح دستے کام آ چکے تھے اس کے بعد اس نے اپنے لشکریوں کو تکوار بے نیام میں کر لینے کا حکم دے دیا تھا۔ شہر کے لوگوں کو اس نے عام معافی

دے دی تھی اور شہر کے اندر منادوں کے ذریعے اعلان کروا دیا تھا کہ لوگ اپنے روزمرہ کے کاموں میں لگ جائیں جبکہ ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ کیپوا شہر میں قیام کر لیا تھا۔ سرما چونکہ دن بدن زور پکڑتا جا رہا تھا لہٰذا ہانی بال نے ارادہ کیا تھا کہ وہ سردی کا موسم اسی شہر میں گزارے گا۔

یوں ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ سردیوں کا پورا موسم کیپوا شہر میں گزارا اپنے قیام کے دوران اس نے شہر کے ساتھ ایسا اچھا برتاؤ اور ایسا عمدہ سلوک کیا کہ شہر کے وہ لوگ جنہیں اناج مہیا نہ تھا اس نے انہیں مفت اناج مہیا کیا اس کے علاوہ بھی اس نے شہر والوں کی ساری ضرورتوں کا خیال رکھا۔ شہر کے اندر جو بدمعاش طبقہ تھا جنہوں نے غریب لوگوں کا جینا دوبھر کر رکھا تھا ان کا ہانی بال نے مکمل قلع قمع کر دیا شہر کے مقدمات کا وہ فوری فیصلہ کرتا رہا۔ شہر کے اندر جو غریب طبقہ تھا اس نے ان کی نقدی اور جنس کے لحاظ سے ایسی مدد کی کہ انہیں شہر کے متوسط طبقے کے برابر لا کھڑا کیا۔ اس طرح کیپوا شہر کے لوگ رومنوں پر ہانی بال کو ترجیح دینے لگے تھے۔ جب چھ ماہ ہانی بال کیپوا شہر کے اندر قیام کر چکا تو شہر کے روسا اور امراء ہانی بال کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس سے التماس کی کہ وہ ہمیشہ کے لئے کیپوا شہر میں قیام کرے اور ان کے حکمران کی حیثیت سے باقی زندگی ان کے ساتھ بسر کرے۔ ہانی بال نے ان کی پیش کش کا شکریہ ادا کیا اور معذرت کی کہ ابھی اٹلی کے اندر اسے بہت سا ادھورا کام مکمل کرنا ہے لہٰذا اسے کیپوا شہر سے ایک نہ ایک دن کوچ کرنا ہی ہو گا۔

ہانی بال کے پے در پے فتوحات اور اس کے مقابلے میں رومنوں کی لگاتار شکستوں کی بنا پر رومن حکمران چونک کھڑے ہوئے لہٰذا انہوں نے ہانی بال کا سدباب کرنے کے لئے اقدام کرنے شروع کر دیئے تھے اپنے سارے جنگجو دلیر اور سورما قسم کے جرنیلوں کا جائزہ لینے کے بعد رومنوں نے اپنے دو جرنیلوں کا انتخاب کیا ان میں دو میں سے ایک کا نام مارسیلوس اور دوسرے کا گریچوس تھا۔ ان دونوں جرنیلوں کا انتخاب کرنے کے بعد رومنوں نے اندھا دھند بھرتی کر کے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اس کی تربیت کا کام انہوں نے اپنے جرنیل مارسیلوس کو سونپ دیا تھا۔ اس لشکر کو تیار کرنے کے لئے رومنوں نے مارسیلوس کو صرف تین ماہ کی مہلت دی تھی۔ دوسری طرف رومنوں کے مختلف شہروں کے اندر جو قید خانے اور زندان تھے ان کے اندر جس قدر بھی جرائم پیشہ بدمعاش اور اوباش قسم کے قیدی تھے جن کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی تھی ان سب کو رہا کر دیا گیا ان کا بھی ایک لشکر تیار کیا گیا اور اس لشکر کا کماندار دوسرے جرنیل گریچوس کو بنایا گیا تھا۔ مارسیلوس نے دن رات کام کر کے نئے تیار ہونے والے لشکر کو بہترین تربیت دی تھی جب

یہ تربیت مکمل ہو گئی تو رومن حکمرانوں نے دونوں جرنیلوں کو اپنے اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کا حکم دیا تاکہ آگے بڑھ کر ہانی بال کی راہ روکیں اور اسے اٹلی سے نکل جانے پر مجبور کر دیں۔

کیپوا شہر سے ہانی بال کے کچھ قاصد رومن حکمرانوں کے سامنے پیش ہوئے اور انہوں نے پیش کش کی کہ کیناّئی کے میدانوں میں جو جنگی قیدی ان کے ہاتھ لگے ہیں اگر رومن حکمران چاہیں تو وہ جنگی قیدی انہیں واپس کئے جا سکتے ہیں بشرطیکہ رومن حکومت ایک پیدل سپاہی کے لئے دس پونڈ کے برابر رقم ادا کرے اور سوار کے لئے سترہ پونڈ ادا کرے گو رومن حکومت کے لئے یہ ہانی بال کی طرف سے بہترین پیش کش تھی۔ اس طرح ہانی بال کو رقم ادا کر کے وہ اپنے جنگی قیدی واپس لے سکتے تھے اور انہیں ہی وہ دوبارہ کنعانیوں کے خلاف استعمال کر سکتے تھے اس لئے کہ یہ جنگی قیدی کنعانیوں کے خلاف جنگ کا بہترین تجربہ رکھتے تھے لیکن رومن حکمرانوں نے رقم ادا کر کے اپنے جنگی قیدی واپس لینے سے انکار کر دیا اور جنگی قیدی واپس نہ لینے کی شاید رومنوں کے ہاں دو وجوہات تھیں اول یہ کہ ایسا کر کے وہ اپنی کمزوری اور ذلت محسوس کرتے تھے دوسرے یہ کہ شاید انہیں پتا چل گیا تھا کہ اٹلی کے اندر لگاتار جنگیں کرنے کے بعد ہانی بال رسد اور کمک کی سخت تنگی کا سامنا کر رہا ہے لہٰذا اس موقع پر اگر رومن حکمرانوں نے اسے رقم فراہم کر دی تو وہ اور زیادہ تیزی سے ان کے علاقوں کو کھنگالنا شروع کر دے گا لہٰذا رقم ادا کر کے رومن حکمرانوں نے اپنی جنگی قیدی واپس لینے سے انکار کر دیا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال نے سرما کا پورا موسم کیپوا شہر میں گزارا اور بہار کا موسم شروع ہوا تو اس نے کیپوا سے کوچ کیا اپنے لشکر کیساتھ پھر اس نئے پیش قدمی شروع کی اب اس کا رخ رومنوں کے تیسرے بڑے شہر ٹرنٹن کی طرف تھا۔ اس شہر کی حفاظت کے لئے بھی رومنوں کا ایک بہت بڑا لشکر شہر کے اندر موجود تھا۔ پس کیپوا شہر کو اپنے سامنے تسخیر اور مغلوب کرنے کے بعد ہانی بال کا خیال تھا کہ رومنوں کے تیسرے بڑے شہر کو بھی اپنے سامنے مفتوح بنائے اور اس کے بعد وہ رومنوں کے مرکزی شہر روم کا رخ کرے گا کیپوا شہر کی نگرانی اور حفاظت کے لئے ہانی بال نے اپنا ایک چھوٹا سا لشکر کیپوا شہر میں ہی چھوڑ دیا تھا پھر وہ تیزی سے رومنوں کے تیسرے بڑے شہر ٹرنٹن کی طرف بڑھا تھا شہر کے پاس آ کر اس نے ویسے ہی شہر کا محاصرہ کر لیا جیسا اس نے کیپوا شہر کا کیا تھا اس جنگ میں فصیل پر چڑھنے اور شہر کو فتح کرنے کے لئے وہ کیپوا شہر ہی کی طرح چھتوں والے رتھ اور [illegible] سیڑھیاں استعمال کر رہا تھا دوسری طرف رومنوں کے نئے جرنیل

مار سیلوس اور گریچوس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ کیپوا شہر سے نکل کر ٹرنٹن شہر کی طرف کوچ کر گیا ہے لہٰذا وہ تیزی سے آگے بڑھے اور کیپوا شہر کا انہوں نے محاصرہ کر لیا ان کا خیال تھا کہ کیپوا شہر میں چونکہ ہانی بال کے ذاتی لشکر کے کچھ دستے بھی شامل ہیں لہٰذا اگر کیپوا شہر کو فتح کر کے وہ کنعانیوں کے ان دستوں کا خاتمہ کر دیں تو اس طرح ہانی بال کے لشکر میں کمی آ کر اس کی کمزوری کا باعث بن جائے گی حالانکہ جو لشکر اس وقت مار سیلوس اور گریچوس کے ساتھ تھا ہانی بال کے لشکر کی تعداد کے مقابلے میں اس کی تعداد کئی گنا زیادہ تھی اس کے باوجود بھی دونوں رومن جرنیلوں مار سیلوس اور گریچوس نے براہ راست ہانی بال سے ٹکرانے کی ہمت و جرات نہ کی تھی۔

کیپوا شہر ہی کی طرح ہانی بال نے ٹرٹن شہر پر چھت دار رتھوں کے اندر بیٹھے ہوئے اپنے تیر اندازوں سے زبردست تیر اندازی کرواتے ہوئے جنگ کی ابتداء کی تھی ساتھ ہی ساتھ چھت دار اور پہیوں والی سیڑھیوں کے ذریعے سے اس کے لشکری بڑے محفوظ طریقے سے ٹرٹن شہر کی فصیل پر چڑھنے لگے تھے عین اس وقت جب یہ عمل ہانی بال کی طرف سے جاری تھا اور وہ شہر پر غلبہ اور فتح حاصل کرنے کی ابتداء کر چکا تھا دو قاصد کیپوا شہر کی طرف سے ہانی بال کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے شہر کے اندر کنعانی دستوں کے سالار اور شہر کے امراء کا ایک پیغام ہانی بال کو پیش کیا۔

اس پیغام میں ہانی بال کو خبردار کیا گیا تھا کہ اس کی کیپوا شہر سے ٹرٹن شہر کی طرف روانگی کے بعد رومن جرنیل مار سیلوس اور گریچوس دونوں نے اپنے اپنے لشکر کے ساتھ کیپوا شہر کا محاصرہ کر لیا ہے اور اگر اس محاصرہ کو جلد توڑنے کی کوشش نہ کی گئی تو رومن شہر پر قابض ہونے کے بعد نہ صرف یہ کہ شہر کے اندر جو کنعانی لشکر موجود ہے اس کا خاتمہ کر دیں گے بلکہ شہر کے لوگوں کو ہانی بال کا ساتھ دینے کی سزا میں ان کا قتل عام کریں گے اور شہر کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیں گے۔

یہ خبر ملنے کے بعد ہانی بال بڑا برافروختہ اور بڑا غضبناک ہوا اس نے اپنے حملوں میں بڑی تیزی پیدا کر دی بڑی سرعت کے ساتھ اس نے اپنے لشکریوں کو فصیل کے اوپر چڑھانا شروع کر دیا تھا پھر وہ خود بھی اپنے جرنیلوں کے ساتھ فصیل پر چڑھ گیا اور رومن شہر کے محافظوں پر وہ آندھی اور طوفان کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔ رومنوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ ہانی بال اور اس کے لشکریوں کو شہر میں داخل نہ ہونے دیں لیکن ہانی بال ایسی غضبناکی سے حملہ آور ہوا کہ بہت جلد اس نے فصیل کے اوپر شہر کے محافظوں کا خاتمہ کر دیا پھر وہ شہر میں اترا مختصر سی جنگ کے بعد اس نے بچے کھچے رومنوں کا صفایا

کرتے ہوئے ٹرٹن شہر پر بھی قبضہ کر لیا لیکن شہر پر قابض ہونے کے بعد اس نے وہاں زیادہ دیر انتظار نہیں کیا بلکہ اپنے لشکر کے ساتھ وہ کوچ کر گیا اور بڑی تیزی سے وہ کیپوا شہر کی طرف بڑھا تھا جہاں رومن جرنیل مار سیلوس اور گریچوس نے ایک ایسے لشکر کے ساتھ کیپوا شہر کا محاصرہ کر رکھا تھا جس کی تعداد کم از کم ہانی بال کے لشکر سے دس گنا زیادہ ہو گی۔

ہانی بال بھی جانتا تھا کہ کیپوا شہر کے باہر اگر رومنوں کے ساتھ اس کی جنگ ہوئی تو اسے اپنے سے دس گنا زیادہ رومنوں کا مقابلہ کرنا ہو گا لہٰذا رات کی تاریکی میں سفر کرتے ہوئے وہ کیپوا شہر سے تقریباً" پانچ میل دور ہی رک گیا تھا رات کی تاریکی میں اپنے لشکر کو حرکت میں لاتے ہوئے اس نے بڑے بڑے لمبے اور گہرے مورچے کھود دیئے تھے۔ صبح تک وہ اس کام سے فارغ ہو گیا پھر اپنے لشکر کو اس نے دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اپنے جرنیل محربال کی سرکردگی میں اس نے ان کھودے جاتے والے مورچوں کے اندر بٹھا دیا اور خود لشکر کے دوسرے حصے کو لے کر وہ کیپوا شہر کی طرف بڑھا تھا ہانی بال جانتا تھا کہ اس کے مقابلے میں ایک بہت بڑا لشکر آئے گا لہٰذا وہ کسی طریقے کسی ڈھنگ سے اس جنگ میں رومنوں کو اپنے سامنے نیچا دکھانا چاہتا تھا۔ صبح سویرے کھودے ہوئے مورچوں میں اپنے دوسرے لشکر کو متعین کرنے کے بعد وہ بڑی تیزی سے شہر کی طرف بڑھا اس نے دیکھا شہر کا رومن جرنیل مار سیلوس اور گریچوس نے محاصرہ کر رکھا تھا۔ جب ان دونوں جرنیلوں کو خبر ہوئی کہ ہانی بال ان سے نپٹنے کے لئے کیپوا شہر کے نزدیک پہنچ گیا ہے تو انہوں نے شہر کا محاصرہ ترک کر کے اپنے لشکر کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور پھر ہانی بال سے جنگ کرنے کے لئے انہوں نے اپنے لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں۔

ہانی بال بھی چونکہ رومنوں کے خلاف مورچے کھودنے کا ایک جال بچھا چکا تھا لہٰذا اس نے بھی جنگ کرنے میں دیر اور تاخیر سے کام نہیں لیا رومنوں کے سامنے جا کر اس نے بھی اپنے چھوٹے سے لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں۔ رومنوں کے مقابلے میں ہانی بال جب ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ آیا تو انہوں نے خیال کیا کہ شاید ہانی بال اپنے لشکر کا ایک حصہ نئے فتح ہونے والے شہر ٹرٹن میں چھوڑ آیا ہے اسی لئے اس کے لشکر کی تعداد اس قدر کم ہو گئی ہے لہٰذا انہوں نے بڑے تفاخر اور بڑے تکبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہانی بال کے لشکر پر حملہ آور ہونے میں پہل کی تھی۔

میدان جنگ میں تھوڑی دیر تک رومنوں سے جنگ کرنے اور اپنا دفاع کرنے کے بعد ہانی بال نے سوچی سمجھی اسکیم کے تحت اپنے لشکر کے ساتھ پیچھے ہٹنا شروع کر دیا تھا۔

رومن یہی سمجھے تھے کیونکہ ہانی بال کے لشکر کی تعداد ان کے مقابلے میں کم ہے لہٰذا وہ رومنوں کے دباؤ اور قوت کا مقابلہ نہیں کر سکا اسی لئے پسپا ہونا شروع ہو گیا ہے وہ بے حد خوش تھے کہ پہلی بار اٹلی کی سرزمین میں ہانی بال کو پسپائی اور شکست کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے لیکن انہیں یہ خبر نہ تھی کہ پیچھے ہٹتے ہوئے ہانی بال ان ہی کو جہنم کی طرف دھکیل کر لے جا رہا ہے۔

اپنا دفاع کرتے ہوئے ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ برابر پیچھے ہٹتا رہا جبکہ رومن اس کی پسپائی پر خوشی اور مسرت کا اظہار کر کے بڑھ چڑھ کر حملہ آور ہوتے ہوئے اس کا تعاقب کرنے لگے تھے یہاں تک کہ ہانی بال دشمنوں کو ان مورچوں کے قریب لے آیا جو رات کی تاریکی میں اس نے کھدوائے تھے اور جس کے اندر اس نے اپنے لشکر کا آدھا حصہ بٹھا دیا تھا۔ ہانی بال کے لشکری چونکہ ان مورچوں سے آگاہ تھے لہٰذا ان کے بیچوں بیچ گزرتے ہوئے وہ پیچھے ہٹ گئے لیکن اس کے پیچھے سے جب رومن لشکر قریب آیا تو ان مورچوں کے اندر بیٹھے ہوئے کنعانیوں نے اس قدر تیزی اور خونخواری سے رومنوں پر تیراندازی کی کہ کنعانیوں کے بھاری اور وزنی پھل کے انتہائی زہریلے اور تیز تیر رومنوں کے جسموں کو چھیدتے ہوئے گزر گئے تھے اس لگا تار اور تیز تیراندازی سے رومن لشکر کی اگلی صفیں چھد کر زمین بوس ہو گئی تھیں۔

اگلی کئی صفوں کے چھد جانے اور زمین پر گر جانے کے باعث باقی صفوں میں افراتفری اور بدنظمی کا عالم برپا ہو گیا تھا اسی موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہانی بال فوراً حرکت میں آیا اور اپنے لشکر کو وہ دائیں طرف لے گیا سامنے سے اس کے لشکر کا دوسرا حصہ چونکہ رومنوں کو چھید کر بری طرح نقصان پہنچا رہا تھا لہٰذا ہانی بال دائیں طرف ہٹا اور پچھلی صفوں کی پشت کی طرف سے وہ رومنوں پر حملہ آور ہوا تھا اب سامنے کی طرف سے رومن کنعانیوں کی تیز تیراندازی کا سامنا کر رہے تھے جبکہ پشت کی طرف سے ہانی بال ان پر حملہ آور ہو چکا تھا اس طرح رومن اس دو طرفہ حملے میں پسنے لگے تھے تھوڑی دیر تک جم کر انہوں نے قسمت آزمانا چاہی ان کے دونوں جرنیل مارسیلوس اور گریچوس چیخ چیخ کر رومنوں کا حوصلہ بڑھا رہے تھے اور انہیں میدان جنگ میں کنعانیوں کے خلاف جنگ لڑنے کی تلقین کر رہے تھے۔ گریچوس کے ماتحت جو اوباش' بدمعاش' قاتل اور ظالم قسم کے قیدی کام کر رہے تھے وہ قیدی اور خونخوار لوگ بھی کنعانیوں کے ان تیز حملوں کی تاب نہ لا سکے اور میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے ان قیدیوں کے بھاگنے کی وجہ سے مارسیلوس کے لشکر میں بھی افراتفری اور بدنظمی کا عالم برپا ہو گیا جب جنگ [illegible]

ادھر ہٹنے لگے تو ہانی بال کے لشکر کا وہ حصہ جو مورچوں میں رہ کر اپنے جرنیل محربال کی سرکردگی میں کام کر رہا تھا وہ بھی تلواریں اور ڈھالیں سونت کر باہر نکل آئے اور انہوں نے بھی بڑی خونخواری سے سامنے کی طرف سے رومنوں پر جان لیوا حملے کرنا شروع کر دیئے تھے۔

رومنوں کے جرنیل مارسیلوس اور گریچوس نے جب یہ دیکھا کہ اگر انہوں نے اپنے لشکر کو نہ سنبھالا تو تھوڑی دیر تک ان کا سارا لشکر پسپا ہو کر ذلت آمیز شکست سے دوچار ہو جائے گا تو یہ صورت حال دیکھتے ہوئے وہ چلا چلا کر اپنے لشکریوں کو اپنے پاس جمع کرنے لگے اور اپنی طرف بلانے لگے ان کی اس پکار پر ان کے جو لشکری میدان جنگ چھوڑ کر بھاگنے لگے تھے وہ ان کے پاس جمع ہو گئے۔ یہاں تک کہ ایک بار پھر مارسیلوس اور گریچوس اپنے لشکر کو مستحکم اور استوار کرنے میں کامیاب ہو گئے پھر عجیب سی عزیمت و استقامت اور جرات و ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے رومنوں نے کنعانیوں کے خلاف جنگ کرنے کی ٹھانی اور وہ گرم و سرد تنگی و فراخی اور تلخی و مایوسی کو فراموش کرتے ہوئے بڑی بے غرضی اور بڑی بے لوثی اور بلند ہمتی سے قہرمذلت سے نکلی ہولناک یلغار اور اضطراب انگیزی کی طرح کنعانیوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔

اب ایک بار پھر میدان کارزار گرم ہو گیا تھا ایک طرف سے اب ہانی بال اور دوسری طرف سے اس کا جرنیل محربال نفرت کا طوفان عناد کی آگ کربناک ایک بیداری فطرت کا ایک معمہ اور ادبار کی لامتناہی پرچھائیوں اور ارادوں کو سلب کر لینے والی سحر آفرین قوت کی طرح حملہ آور ہو رہے تھے جبکہ دوسری طرف رومن بھی رعد سے مشابہ آوازیں نکالتے ہوئے زوال و فنا' انوکھی پراسرار قوت اور سکرو خود فراموشی میں کنعانیوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔

اس ہولناک جنگ کے باعث تلواریں ڈھالوں کے ٹکرانے گھوڑوں کے ہنہنانے زخمیوں کی چیخ و پکار سے میدان جنگ اٹ گیا تھا۔ خون سے زمین کے رخسار سرخ ہونے لگے تھے۔ بڑے بڑے کڑیل جوان کٹ کر یوں گرنے لگے تھے جیسے منقطع خواب ہوتے ہیں زندگی کے قفس میں موت کے مناظر رقص کرنے لگے تھے کنعانیوں اور رومنوں میں سے ہر کوئی عمیق رازوں کا امین بن کر ایک دوسرے کو بے شرف و بے توقیر کر کے اپنی ضرورت کا اسیر بنانے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ جنگ تھوڑی دیر تک اپنی پوری قوت اور اپنے پورے عروج پر رہی یہاں تک کہ ایک بار پھر رومنوں کے اندر شکست و ریخت کے آثار پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ یہ صورت حال جب سامنے آئی تو ہانی بال اور اس کے جرنیل محربال

نے حملوں میں اور زیادہ تیزی پیدا کر دی جس کی وجہ سے رومنوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ میدان جنگ سے منہ موڑتے بھاگنے لگے جس کا ہانی بال اور محربال نے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ انہوں نے ایسی سختی ایسی درندگی ایسے تشدد سے رومنوں کا تعاقب کیا کہ جی بھر کر انہیں قتل کیا اور پھر کچھ دور تک ان کا تعاقب کرنے کے بعد انہیں بھاگ جانے دیا اور اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال اور محربال دونوں اپنے لشکر کے ساتھ کیپوا شہر سے باہر خیمہ زن ہو گئے تھے۔

کیپوا شہر سے باہر ایک بار پھر رومنوں کے دو بڑے بڑے لشکروں کو ذلت آمیز شکست دینے کے بعد چند یوم تک ہانی بال نے اپنے لشکر کو آرام کرنے کا موقع فراہم کیا اس کے بعد پھر اس نے کوچ کیا اب اس کا ارادہ براہ راست رومنوں کے مرکزی شہر روم کو اپنا ہدف اور اپنا نشانہ بنانے کا تھا اس مقصد کے لئے اس نے تیزی سے روم کی طرف کوچ کیا شمال کے ان علاقوں سے گزرا جو اٹلی کے اندر شراب بنانے اور پیدا کرنے کے لئے بڑے مشہور و معروف تھے ان علاقوں سے گزرنے کے بعد ہانی بال دریائے لیرس کے کنارے آن ہوا اس نے دیکھا دریائے لیرس کے پل کو رومنوں نے توڑ کر گرا دیا تھا شاید اس طرح وہ روم کی طرف ہانی بال کی پیش قدمی کو روکنا چاہتے تھے۔ پل ٹوٹ جانے کی وجہ سے دریائے لیرس کے کنارے ہانی بال کو چند یوم تک پڑاؤ کرنا پڑا اس دوران اس نے دریا پر ایک نیا پل تعمیر کر کے دریا کو عبور کیا اس کے بعد وہ لاطیم نام کی وادیوں میں سے گزرتا ہوا اٹلی کے مشہور و معروف شہر اناگینیا کے قریب جا پہنچا تھا۔

اناگینیا میں رومنوں کا پہلے سے ایک لشکر موجود تھا لہٰذا اس نے ہانی بال کو روکنے کی کوشش کی لیکن اپنے پہلے ہی حملے میں ہانی بال نے انہیں ذلت آمیز شکست دی پھر پیش قدمی کرتے ہوئے وہ اناگینیا پر قابض ہو گیا تھا یہاں اس نے اپنے لشکر کو صرف ایک دن آرام کرنے کا موقع فراہم کیا پھر اس نے اناگینیا شہر سے کوچ کیا اور کوہستان الگیدس سے ہوتا ہوا وہ رومنوں کے ایک اور معروف شہر توسکولوم کی طرف بڑھا تھا۔ اس شہر کے لوگوں اور محافظ لشکر نے ہانی بال کے سامنے مزاحمت کی بھرپور کوشش کی لیکن ہانی بال کے سامنے ان کی بھی کوئی پیش نہ گئی۔ ہانی بال نے توسکولوم شہر کے محافظ لشکر کو بھی بری طرح روند کر اپنے سامنے مغلوب کر لیا پھر وہ اس شاہراہ پر چڑھ گیا تھا جو توسکولوم شہر سے اٹلی کے مرکزی شہر روم کی طرف جاتی ہے اس شاہراہ پر ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے سفر کیا یہاں تک کہ وہ اٹلی کے مرکزی شہر روم سے صرف آٹھ میل دور اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن جا ہوا تھا۔

روم سے آٹھ میل کے فاصلے پر ہانی بال نے چند یوم تک قیام کئے رکھا اسے امید تھی کہ شاید رومن کوئی بہت بڑا لشکر تیار کر کے اس کے مقابلے پر لائیں اور اسے روم کی طرف بڑھنے سے روک دیں لیکن ایسا نہ ہوا لہٰذا ہانی بال نے مزید پیش قدمی شروع کی اور روم شہر سے صرف تین میل کے فاصلے پر دریائے اینیو کے مقام پر اس نے آ پڑاؤ کیا یہاں رومنوں کا ایک جرنیل فلویوس ہانی بال کے مقابلے پر آیا۔ یہ بڑا نامور بڑا دلیر اور بڑا جنگجو جرنیل خیال کیا جاتا تھا لیکن ہانی بال نے دریائے اینیو کے کنارے فلویوس کو ایک بدترین شکست دی اور یہ اپنے بچے کھچے لشکر کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔

ہانی بال نے آگے بڑھنے کے لئے حالات کا جائزہ لیا اور اس نے دیکھا کہ دریائے اینیو پر جو پل تھا رومنوں نے توڑ دیا تھا تاکہ ہانی بال اسے پار کر کے ان کے مرکزی شہر روم کی طرف نہ بڑھ سکے یہاں ہانی بال نے چند روز تک قیام کیا اور اپنے لشکر کی مدد سے اس نے دریائے اینیو پر ایک نیا پل تعمیر کر لیا دریائے اینیو کو عبور کرنے کے بعد ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں چند روز تک قیام کیا شاید وہ اس امید پر وہاں پڑا رہا تھا کہ رومن کوئی مزید لشکر تیار کر کے اس کے مقابل لائیں لیکن جب ایسا نہ ہوا تو دریا کے اس کنارے سے بھی ہانی بال نے آگے بڑھنے کا فیصلہ کر لیا تھا لیکن اپنے پورے لشکر کے ساتھ پیش قدمی کرنے سے پہلے ہانی بال نے اپنے منتخب دو ہزار سواروں کو ساتھ لیا اور روم شہر کی طرف بڑھا روم شہر کی فصیل کے جنوبی حصے کا وہ کافی دیر تک جائزہ لیتا رہا لیکن شہر کے اندر جو رومن لشکر موجود تھا اسے یہ ہمت و جرات نہ ہوئی کہ شہر سے نکل کر ہانی بال اور اس کے دو ہزار ساتھیوں پر حملہ آور ہو یوں ہانی بال شہر کی فصیل کا جائزہ لینے کے بعد شہر سے صرف تین میل دور اپنے پڑاؤ میں واپس چلا گیا تھا۔

اس کے بعد ہانی بال نے اپنے پورے لشکر کے ساتھ پیش قدمی شروع کی اور روم شہر کی فصیل کے جنوبی حصے میں وہ اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہوا تھا شہر کی فصیل کے باہر للکار للکار کر ہانی بال نے رومن لشکر کو جنگ کی دعوت دی لیکن کوئی بھی رومن لشکر روم شہر سے باہر اس کے مقابل نہ آیا کچھ روز تک یونہی ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ روم شہر کے باہر پڑاؤ کئے رکھا یہاں تک کہ ایک روز انتہائی تیز اور سخت طوفان کے جھکڑ چل نکلے اس کے ساتھ ہی ایسی بارش ہوئی کہ چاروں طرف پانی ہی پانی ہو گیا تھا جس جگہ ہانی بال نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا وہ علاقہ نشیب میں تھا وہاں اس قدر پانی جمع ہونا شروع ہو گیا کہ جیسے دریا کا کوئی بند ٹوٹ گیا ہو یہ صورتحال دیکھتے ہوئے ہانی بال نے وہاں اپنا پڑاؤ ختم کر دیا اب اس طوفانی بارش کی وجہ سے وہ جدھر بھی دیکھتا اسے پانی ہی پانی نظر

آتا تھا لہٰذا اپنے لشکریوں کو آرام دینے اور انہیں پانی سے نکالنے کے لئے اس نے روم شہر کے باہر اپنا پڑاؤ ختم کر دیا اور اٹلی کے انتہائی جنوبی علاقوں کی طرف اس نے یلغار اور ترکتاز کرنا شروع کر دی تھی لہٰذا اس طوفان اور بارش کی وجہ سے روم شہر ہانی بال کی زد اور ضرب سے بچ گیا تھا۔

ہانی بال جب روم شہر کو چھوڑ کر جنوب کی طرف نکل گیا تو رومن حکمرانوں نے ہانی بال سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے تین بڑے بڑے قدم اٹھائے وہ یہ تو جان چکے تھے کہ ہانی بال کو اٹلی میں شکست دینا ان کے بس کی بات نہیں اس لئے کہ ہانی بال نے شمال سے لیکر جنوب تک ان کے سارے ملک ہی کو کنگال کر رکھ دیا تھا صرف روم شہر اس کی یلغار سے بچا تھا ورنہ ہر شہر کو اس نے اپنے سامنے مغلوب کر کے رکھ دیا تھا۔ جو تین اقدام انہوں نے فی الفور اٹھائے ان میں سے دو تو یہ تھے کہ انہوں نے دو بڑے بڑے لشکر تیار کیے ان میں سے ایک لشکر کو انہوں نے شمال کی طرف ہانی بال کے جرنیل ہانو کی طرف روانہ کیا جسے ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ ہانی بال نے کوہستان ایلپس کے قریبی شہروں کی حفاظت پر مامور کر دیا تھا اور اسپین کے اندر حملہ آور ہونے کے بعد جو کچھ اسے مال و متاع ملا تھا اس کا زیادہ حصہ بھی ہانی بال نے حفاظت کے لئے ہانو ہی کی سرکردگی میں دے دیا تھا۔ پس رومنوں نے پہلا کام یہ کرنا چاہا کہ ایک لشکر کے ساتھ ہانو پر حملہ آور ہوا جائے اور ہانو کے لشکر کو نقصان پہنچا کر یا تباہ برباد کر کے ہانی بال کا ایک بازو کاٹا جائے اور یہ کہ ہانو کے پاس جس قدر مال و متاع ہے اس پر قبضہ کر کے ہانی بال کا مقابلہ کرنے کے لئے مزید بڑے بڑے لشکر تیار کیے جائیں۔ دوسرا کام جو رومنوں نے کیا یہ تھا کہ اسپین پر اس وقت ہانی بال کی طرف سے اس کا بھائی حسدروبال حکومت کر رہا تھا۔ حسدروبال کے پاس ان دنوں کوئی بڑا لشکر نہیں تھا اس لئے کہ جس قدر لشکری مہیا ہو سکے تھے وہ ہانی بال اسپین سے اٹلی میں اپنے ساتھ لے آیا تھا حفاظت اور دیکھ بھال کی خاطر حسدروبال کے پاس ایک چھوٹا سا لشکر ضرور تھا رومنوں کا خیال تھا کہ جب ان کا ایک لشکر شمال میں کوہستان ایلپس کے پاس ہانو سے ٹکرائیں گے اور دوسرا لشکر اسپین پر حملہ آور ہو کر ہانی بال کے بھائی حسدروبال کو اپنے ساتھ مصروف رکھے گا تو ہانی بال کی توجہ اٹلی سے ہٹ جائے گی لہٰذا وہ اپنے حالات درست کرنے کے لئے اٹلی سے نکل کر ضرور اسپین کی طرف چلا جائے گا۔

ان دو کاموں کے علاوہ رومنوں نے ایک تیسرا کام اور بھی کیا اور وہ یہ کہ افریقہ کی سر زمین پر کنعانیوں کے جنوب مغربی پہلو میں جو بربر اور وحشی قبائل آباد تھے ان پر سیفاک

نام کا ایک شخص حکومت کرتا تھا۔ اس سیفاک کے لشکر کے ساتھ کنعانیوں کے اکثر و بیشتر تصادم ہوتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ اسپین میں داخل ہونے سے پہلے ہانی بال نے سیفاک کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر لیا تھا لیکن رومنوں نے اسی سیفاک کو کنعانیوں کے خلاف استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا انہوں نے ایک وفد تیار کیا اس وفد میں اٹلی کی سب سے حسین اور خوبصورت لڑکیوں کو بھی رکھا گیا تھا اس لشکر کو ایک بڑے جہاز کے ذریعے افریقہ روانہ کیا گیا اس لشکر میں حسین ترین رومن لڑکیوں کو رکھنے کا یہ مقصد تھا کہ ان لڑکیوں کو سیفاک کے سامنے پیش کیا جائے اور ان لڑکیوں کی شادی سیفاک کے ساتھ کر دی جائے اور اس طرح سیفاک کے ساتھ رومنوں کا ایک رشتہ اور تعلق ہو جائے اور اس تعلق اور رشتے کی وجہ سے وہ سیفاک کو کنعانیوں کے خلاف استعمال کر سکیں گے اس طرح جب شمال میں کوہستان ایلپس کے قریب ہانو کے خلاف اور اسپین میں حسدروبال کے خلاف ہانی بال کو خبریں ملیں گی تو وہ ضرور اٹلی سے نکل کر اسپین کی طرف چلا جائے گا اور جب اسپین میں قیام کے دوران اسے یہ خبریں ملیں گی کہ افریقہ میں ان کی سلطنت کے خلاف وحشی قبائل کے بادشاہ سیفاک نے حملے شروع کر دیئے ہیں تو وہ اسپین سے نکل کر افریقہ کی طرف جانے پر مجبور ہو جائے یہ تھے وہ تین اقدام جو رومنوں نے ہانی بال کے خلاف کیے تھے۔

ان ہی دنوں میں ایک اور انقلاب رونما ہوا اور وہ یوں کہ سسلی کے اندر یونانیوں کی حکومت سیراکیوز کا حکمران ہیارو جو اب بوڑھا ہو چکا تھا اپنی طبعی موت مر گیا اور پھر اس کا بیٹا ہرنومیوس سیراکیوز کا بادشاہ بنا اس ہرنومیوس کا رجحان شروع ہی سے کنعانوں کی طرف تھا لہٰذا سیراکیوز کا حکمران ہوتے ہی ہرنومیوس نے اپنے کچھ قاصد اٹلی میں برسرپیکار ہانی بال کی طرف بھجوائے اور ان قاصدوں کے ہاتھوں ہانی بال کو ہرنومیوس نے یہ پیغام بھجوایا کہ میرا باپ مر چکا ہے اور میں سیراکیوز کا بادشاہ بن چکا ہوں لہٰذا اگر وہ اپنے کسی جرنیل کو بھیجے کہ وہ کسی دستے کے ساتھ سسلی میں داخل ہو تو میں اس کی مدد کروں گا اور سسلی کے اندر جس قدر رومن مقبوضہ جات ہیں میں ان سب کا خاتمہ کر کے سارا علاقہ کنعانیوں کے قبضے میں دے دوں گا دوسری طرف رومنوں کو بھی اطلاع ہو گئی تھی کہ سیراکیوز کے حکمران ہرنومیوس نے یہ پیغام دے کر اپنے قاصد ہانی بال کی طرف روانہ کیے ہیں لہٰذا رومنوں نے راستے ہی میں ان قاصدوں کو پکڑ کر قتل کر دیا اس کے بعد رومنوں نے سسلی کے اندر بھی ہرنومیوس کے خلاف سازشوں کا ایک جال بچھا دیا تھا جس کے نتیجے میں ہرنومیوس کو سیراکیوز کے اندر صرف 13 ماہ حکومت کرنا نصیب ہوا کیونکہ رومنوں نے اسے قتل کرا دیا تھا اس

کے بعد رومنوں نے مزید یہ کیا کہ اپنا ایک لشکر اپنے جرنیل کلاڈیوس کی سرکردگی میں دے کر سسلی کس طرف روانہ کیا ساتھ ہی اپنا ایک بحری بیڑہ بھی تیار کیا اور اپنے بحری بیڑے کو امیر البحر مرسیلوس کی سرکردگی میں دے کر اسے بھی سسلی کی طرف روانہ کیا دونوں جرنیلوں نے یعنی کلاڈیوس اور مرسیلوس کے لئے یہ احکامات جاری کئے کہ وہ سسلی پر مکمل قبضہ کر لیں اور ہو سکے تو سیراکیوز پر بھی قابض ہو جائیں یوں رومن جرنیل کلاڈیوس اپنے لشکر کے ساتھ اور مرسیلوس اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سسلی کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ ان دونوں جرنیلوں نے دن رات ایک کر کے یکے بعد دیگرے سسلی کے شہروں پر قبضہ کر کے انہوں نے اپنے مقبوضہ جات میں تبدیل کرنا شروع کر دیا تھا۔

سسلی کے اندر ان تبدیلی کی خبر ہانی بال کو جب ہو گئی تھی اس نے اپنے لشکر میں سے [illegible] میوتن کا انتخاب کیا اس میوتن کا باپ تو کنعانی تھا لیکن اس کی ماں کسی اور قوم سے تعلق رکھتی تھی لیکن یہ تھا بڑا بہادر اور دلیر۔ ہانی بال کی نظر انتخاب اس پر پڑی اس لئے کہ اس نے ہانی بال کے ساتھ رہتے ہوئے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے۔ ہانی بال نے اٹلی کے گال قبائل پر مشتمل ایک لشکر میوتن کی سرکردگی میں دیا اور اسے سسلی کی طرف روانہ کیا کہ وہ سسلی میں رومنوں کے خلاف اپنے کام کی ابتداء کرے تاکہ آہستہ آہستہ رومنوں کو سسلی سے نکالنے کا عمل شروع کیا جا سکے یہ میوتن چھوٹے سے ایک بحری بیڑے کو لئے اٹلی سے سسلی پہنچا سسلی کے ساحل پر اترنے کے بعد یہ میوتن آگے بڑھا اور اس نے سسلی کے مشہور و معروف شہر اگر جنٹم کو اپنا نشانہ بنانے کا عزم کر لیا تھا اگر جنٹم اس وقت تک رومنوں کے قبضے میں آ چکا تھا اور وہاں رومنوں نے شہر کی حفاظت کے لئے خاصا بڑا لشکر بھی رکھا ہوا تھا رومنوں کے اس لشکر کی پرواہ کئے بغیر یہ میوتن آندھی اور طوفان کی طرح بڑھا اور اگر جنٹم شہر کے کوہستانی سلسلے میں اپنے لشکر کے ساتھ گھات میں بیٹھ گیا تھا اس نے اگر جنٹم پر قبضہ کرنے کے لئے بڑا عجیب و غریب طریقہ اختیار کیا تھا اس نے اپنے لشکریوں کو سبزی فروشوں کے بھیس میں اگر جنٹم شہر کی طرف روانہ کیا۔ ایک دن صبح صبح یہ لوگ اگر جنٹم شہر میں داخل ہوئے میوتن کے یہ آدمی سارا دن سبزی فروخت کرنے میں کافی مصروف رہے جب رات ہوئی تو میوتن بھی کوہستانی سلسلے کی گھات سے نکل کر اگر جنٹم شہر سے نزدیک آ گیا میوتن کے ان ساتھیوں نے جو سبزی فروشوں کے بھیس میں شہر میں داخل ہوئے تھے پہلے اس شہر کی فصیل کے ایک دروازے کے پاس جا کر جلتے ہوئے پروں کا ایک تیر فضا میں داغ دیا جو میوتن کے لئے اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ اپنے کام کی ابتداء کرنے لگے ہیں۔

جلتے ہوئے پروں کے اس تیر کے فضا میں بلند ہوتے ہیں میوتن کے ساتھیوں نے جو سبزی فروشوں کے بھیس میں شہر میں داخل ہوئے تھے شہر کے ایک دروازے کے محافظوں پر حملہ کر دیا آناً" فاناً" انہوں نے محافظوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا اس وقت تک میوتن بھی اپنے لشکر کے ساتھ شہر کے دروازے تک پہنچ چکا تھا پھر جونہی شہر کا دروازہ کھلا وہ اپنے لشکر کے ساتھ آندھی اور طوفان کی طرح شہر میں داخل ہوا اور جو بھی مسلح رومن اس کے سامنے آیا اسے اس نے موت کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا تھا۔

رومنوں کو جب خبر ہوئی کہ کنعانیوں کا ایک لشکر دھوکہ دہی سے کام لے کر شہر میں داخل ہو گیا ہے تو انہوں نے فصیل کے اوپر جس قدر رومن محافظ تھے انہیں بھی اور شہر کے اندر جو لشکری تھے انہیں بھی یکجا کر کے میوتن کے لشکریوں کے سامنے لا کھڑا کیا لیکن رات کی تاریکی میں میوتن ایسی بے خوفی اور جاں نثاری کے ساتھ حرکت میں آیا کہ اس نے شہر کے اندر رومن لشکر کو بدترین شکست دی اور ان کا خوب قتل عام کر کے ان کا خاتمہ کر دیا جب رات ختم ہوئی اور صبح کے سورج نے اپنی شعاعیں اگر جنٹم شہر پر پھیلائیں تو اس وقت تک میوتن شہر میں رومنوں کا مکمل طور پر صفایا کرنے کے بعد اگر جنٹم شہر پر قبضہ کر چکا تھا پھر میوتن بڑے بہترین انداز میں حرکت میں آیا اور اگر جنٹم شہر کو اس نے اپنی قوتوں کا مرکز بنا کر یہیں سے نکل کر اس نے سسلی میں رومنوں کے ساتھ گوریلا جنگ کی ابتداء کر دی تھی۔

اس وقت تک رومن جرنیل کلاڈیوس اور امیر البحر مرسیلوس سسلی کے علاوہ سیراکیوز پر بھی قبضہ کر چکے تھے جب انہیں خبر ہوئی کہ ہانی بال کا ایک جرنیل سسلی میں داخل ہوا ہے اور اگر جنٹم شہر پر قبضہ کرنے کے بعد اس نے رومنوں کے خلاف جدوجہد شروع کر دی ہے تو وہ میوتن کی طرف متوجہ ہوئے اسی دوران کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ میں یہ خبریں پہنچ گئیں کہ رومن سسلی میں ان کے مقبوضہ جات پر قابض ہو گئے ہیں لہٰذا کنعانیوں کے حکمران فوراً" حرکت میں آئے انہوں نے ایک سو تیس بحری جہازوں پر مشتمل ایک بحری بیڑہ تیار کروایا اس بحری بیڑے میں جو لشکر سوار کروایا گیا اس کا سپہ سالار اعظم ہانو کو مقرر کیا گیا جبکہ ایک دوسرے جرنیل بوملکر کو امیر البحر مقرر کر دیا گیا تھا۔ ہانو بڑا جہاندیدہ اور بڑا عمر رسیدہ جرنیل تھا اور یہ ہانی بال کے باپ کے ساتھ بھی کام کرتا رہا تھا۔ ہانو اور بوملکر دونوں اپنے بحری بیڑے کو لے کر سیراکیوز کی طرف روانہ ہوئے ان کا خیال تھا کہ وہ سیراکیوز کو اپنا نشانہ بنائیں گے اور اس پر قبضہ کرنے کے بعد وہ سسلی کے اندر مزید پیش

قدمی کی ابتداء کریں گے لیکن سسلی کے ساحل پر آ کر جب انہیں خبر ہوئی کہ سیراکیوز پر پہلے ہی کلاڈیوس اور مرسیلوس قابض ہو چکے ہیں تو انہوں نے اپنا ارادہ بدل دیا اب وہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سیراکیوز کے بجائے سسلی کی بندرگاہ ٹرنٹوم کی طرف بڑھ گئے تھے یہ بندرگاہ چونکہ اگر جنٹم کے قریب ہی تھی للذا ہانو اور بوملکر نے میوٹن کے ساتھ رابطہ قائم کر لیا تھا اس طرح تینوں جرنیلوں میں یہ طے پایا کہ لگا تار رومنوں کے خلاف یلغار کرتے ہوئے سسلی سے رومنوں کو نکال باہر کیا جائے تینوں جرنیلوں نے مل کر کامیابیاں بھی حاصل کرنا شروع کر دی تھیں لیکن اس کے بعد ایک ایسا حادثہ رونما ہوا جس کی وجہ سے سسلی میں کنعانیوں کی ساری ہی کوششیں ناکام گئیں اور پورے سسلی پر رومنوں نے قبضہ کر لیا تھا۔

ہوا اس طرح کہ جب تینوں کنعانی جرنیلوں نے سسلی کے اندر کامیابیاں حاصل کرنا شروع کیں تو ہانو اور بوملکر نے دیکھا کہ کنعانی لشکری دیوانگی کی حد تک میوٹن کو پسند کرتے ہیں اور گال قبائل کا لشکر جو اٹلی سے میوٹن کے ساتھ سسلی میں آیا تھا وہ بھی جان نثاری کی حد تک میوٹن پر بھروسہ اور اعتماد کرتا تھا ہانو اور بوملکر دونوں کو میوٹن کی یہ شہرت پسند نہ آئی اسی دوران ایک لشکری سے انہیں یہ خبر بھی ہو گئی کہ میوٹن پکا اور پورا کنعانی نہیں ہے بلکہ اس کا باپ تو کنعانی تھا جبکہ اس کی ماں کسی اور قوم سے تعلق رکھتی تھی للذا ہانو اور بوملکر نے اسے ناپسند کیا کہ ان پر ایک ایسا شخص کمانداری کرتا رہے جس کی ماں کا تعلق کسی اور قوم سے تھا اور جو صحیح طور پر کنعانی نہیں تھا یہ صورتحال سامنے آتے ہیں ہانو نے میوٹن کو کمانداری کے عہدے سے برخاست کر دیا اور اسے ایک عام سپاہی کی حیثیت سے جنگ میں حصہ لینے کا حکم دیا میوٹن نے اس فیصلے کو ناپسند کیا للذا اس نے کنعانیوں ہی کے خلاف کام کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

جب میوٹن کو برخاست کیا گیا تو میوٹن نے اپنے چند قابل اعتماد ساتھیوں کے ساتھ رومنوں کے ساتھ رابطہ قائم کرنا شروع کر دیا پھر ایسا ہوا کہ اس نے اندر ہی اندر ساز باز کرتے ہوئے رومنوں کو دعوت دی کہ اگر وہ اپنے لشکر کے ساتھ اگر جنٹم شہر پر حملہ آور ہوں تو اگر جنٹم شہر پر قبضہ کرنے میں وہ ان کی مدد کرے گا رومنوں نے حالات کو دیکھتے ہوئے میوٹن پر بھروسہ اور اعتماد کر لیا اور پھر ایک رات وہ اگر جنٹم شہر پر حملہ آور ہوئے میوٹن نے پورا پورا ان کا ساتھ دیا جس کے نتیجے میں کنعانیوں کو شکست ہوئی ہانو اور بوملکر بڑی مشکل سے اپنی جانیں بچا کر افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف بھاگے اور یوں سسلی پر رومنوں کا قبضہ مکمل ہو گیا تھا۔ سسلی پر رومنوں کے قبضہ ہو جانے کے باعث

نہ صرف یہ کہ ہانی بال کو سخت دکھ اور افسوس ہوا بلکہ اٹلی میں بھی اس کے مفادات کو بری طرح نقصان پہنچا تھا۔

○

ہانی بال نے ان دنوں اپنے لشکر کے ساتھ جنوبی اٹلی میں پڑاؤ کر رکھا تھا ایک رات جبکہ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی رات کے پہلے حصے میں آگ کے الاؤ کے پاس بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا بیوسا بھی جان گئی تھی کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا ہے اور وہ کچھ کہنا چاہتی ہے للذا وہ بھی متوجہ ہو گئی تھی۔ لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور کہنے لگی یوناف سنو میرے حبیب تم دیکھتے ہو کہ اٹلی میں ہانی بال بہترین فتوحات حاصل کر چکا ہے اور اٹلی میں اس وقت کوئی ایسی طاقت نہیں جو ہانی بال کا مقابلہ کر سکے ہانی بال کی ان کامیابیوں کے دنوں میں تم ایک بہترین کام کر سکتے ہو تاکہ آنے والے دور میں سطرون پر تمہارا مکمل رعب اور دبدبہ رہے وہ اس طرح کہ اب سطرون کی وہ مدت پوری ہونے والی ہے جس مدت میں وہ طاقتور اور توانا رہا ہے اب وہ کمزور اور لاغر ہونا شروع ہو گیا ہے اور عنقریب عزازیل اسے اس کی قوت اور طاقت کی بحالی کے لئے زنجیروں میں جکڑے گا اسے زنجیروں میں جکڑے جانے سے پہلے ہی تم اس پر وارد ہو کر پے در پے اس پر ضربیں لگاؤ اگر وہ ایک جگہ سے بھاگ کر تمہارے سامنے سے دوسری جگہ جاتا ہے تو اس کا تعاقب کرو لگاتار اسے مارو اور اس پر ضربیں لگاؤ اور جب عزازیل اسے زنجیروں میں جکڑ دے تب بھی تم اس پر وارد ہوتے رہو تاکہ زنجیروں میں جکڑے جانے کے بعد وہ اپنی قوت کو بحال کر لیتا ہے تو پھر بھی وہ تمہارے سامنے آنے سے ایک طرح سے ہچکچائے گا اور خوشی سے کبھی بھی تمہارے سامنے نہیں آئے گا۔

سنو یوناف' عارب' نبیطہ' زروعہ اور سطرون نے جنوب ایران کے مشہور دریائے سارہ کے کنارے قیام کر رکھا ہے یہ دریا آتش پرستوں کے ہاں بڑا مقدس اور بڑا معتبر خیال کیا جاتا ہے۔ آتش پرست اپنے نومولود بچوں کو اس دریا میں غسل دیتے ہیں جس طرح ہندوستان کے لوگ دریائے گنگا کو معتبر اور مقدس مانتے ہیں اسی طرح آتش پرست دریائے سارہ کو اپنا مرکزی اور مقدس دریا خیال کرتے ہیں۔ سنو اسی دریائے سارہ کے کنارے عارب اور نبیطہ نے اپنے لئے ایک بہترین اور عظیم الشان محل تعمیر کروایا ہے عارب' نبیطہ' سطرون اور زروعہ نے ان دنوں اسی محل کے اندر قیام کر رکھا ہے عارب اور نبیطہ نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ محل آج کے بعد ان کی مستقل رہائش ہو گا اور یہیں سے نکل کر وہ دنیا کے اندر بدی کے پھیلاؤ کا کام کرتے رہیں گے میں تمہیں مشورہ دیتی ہوں کہ تم یہاں سے

کوچ کرو دریائے سارہ کے کنارے عارب اور نبیطہ کے محل میں تم سطرون پر وارد ہو وہ پہلے کی نسبت کمزور ہوتا چلا جا رہا ہے لہٰذا اس پر قابو پانا تمہارے لئے سہل اور آسان ہے اسے ایسی مار مارو ایسی مار مارو کہ آئندہ تمہارا نام سنتے ہی اس پر خوف اور لرزہ طاری ہو جایا کرے یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف نے مسکراتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو ابلیکا تمہارا مشورہ بہترین اور عمدہ ہے اور میں اس پر عمل کر کے دکھاؤں گا تم دیکھو گی کہ دریائے سارہ کے کنارے بننے والے عارب اور نبیطہ کے محل کے اندر میں اس سطرون کو مار مار کر اپنے سامنے دھرا کر دوں گا تم مطمئن رہو ابلیکا چند روز تک میں اٹلی کی سر زمین سے دریائے سارہ کی طرف کوچ کروں گا اور پھر اس سطرون سے ایسا ٹکراؤں گا کہ میرا اس سے یہ ٹکرانا اس کے لئے موت کے لمحات جیسا بھیانک اور تلخ بن کر رہ جائے گا یوناف کے ان الفاظ پر ابلیکا نے مسکراتے ہوئے کہا سنو یوناف مجھے تم سے ایسے ہی فیصلے کی امید تھی اب میں اس دن کا انتظار کروں گی جب تم یہاں سے دریائے سارہ کی طرف کوچ کرو اس کے ساتھ ہی ابلیکا نے یوناف کی گردن پر ریشمی لمس دیتے ہوئے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔

O

رومنوں کے دو جرنیل سیپیو اور اس کا چھوٹا بھائی ببلیوس ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ ہانی بال کے جرنیل ہانو کی طرف بڑھے تھے جنوبی اٹلی کی طرف پیش قدمی کرنے سے پہلے ہانی بال نے اپنے جرنیل ہانو کو اس علاقے کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیا تھا جو کوہستان پیرانیز اور ایبرو شہر کے درمیان تھا ہانی بال نے ہانو کی کمانداری میں ایک چھوٹا سا لشکر دے دیا تھا اور جو کچھ مال و متاع حاصل ہوا تھا اس کا بڑا حصہ حفاظت کے لئے ہانو کے پاس رکھ دیا تھا ہانو اس علاقے کی بڑی کامیابی کے ساتھ حفاظت کر رہا تھا یہ دونوں جرنیل سیپیو اور ببلیوس اس کے خلاف صف آرا ہوئے دونوں رومن جرنیلوں کے پاس اس قدر لشکر تھا کہ اس کی تعداد ہانو کے لشکر سے پندرہ گنا زیادہ قرار دی جا سکتی ہے۔

تعداد میں کم ہونے کے باوجود ہانی بال کے جرنیل ہانو نے ہمت نہیں ہاری بلکہ اپنے مختصر سے لشکر کے ساتھ وہ دونوں رومن جرنیلوں کے مقابلے پر آیا لیکن بدقسمتی سے اس جنگ میں ہانو کو شکست ہوئی اور رومن جرنیل کامیاب رہے کافی کنعانی اس جنگ میں کام آئے اور دونوں رومن جرنیلوں کو اس جنگ کی فتح کے نتیجے میں بے شمار ہتھیار اور مال و متاع ہاتھ لگا اٹلی کی سرزمین میں کنعانیوں کے خلاف رومنوں [illegible]

فتح تھی گویا فتح ہانی بال کے خلاف نہیں تھی بلکہ اس کے ایک چھوٹے لشکر اور ایک چھوٹے جرنیل ہانو کے خلاف تھی تاہم رومنوں نے اسے اپنے لئے ایک خوش آئندہ علامت جان کر اپنی جدوجہد میں اضافہ کر دیا تھا۔

اسپین کو مکمل طور پر اپنا زیر نگین کرنے کے بعد جب ہانی بال اسپین سے نکل کر اٹلی میں داخل ہوا تھا تو اسپین پر اس نے اپنے بھائی حسدربال کو حاکم مقرر کیا تھا حسدربال کو جب خبر ہوئی کہ کوہستان پیرانیز اور ایبرو کے درمیان ان کے جرنیل ہانو کو شکست ہوئی اور یہ کہ کنعانیوں کا بڑا نقصان ہوا ہے تو حسدربال ایک لشکر لے کر ہانو کی مدد کے لئے پہنچا لیکن اب دیر ہو چکی تھی اس لئے کہ ہانو سے حسدربال کی آمد سے پہلے ہی رومن نمٹ چکے تھے اگر حسدربال پہلے ہانو کی مدد کے لئے پہنچ جاتا تو شاید حالات پہلے سے مختلف ہوتے اور دونوں جرنیل مل کر رومنوں کو بدترین شکست دیتے لیکن حسدربال کی آمد سے پہلے ہی ہانو شکست کھا چکا تھا۔ دونوں رومن جرنیلوں سیپیو اور ببلیوس کو خبر ہوئی کہ ہسپانیہ سے ہانی بال کا بھائی حسدربال ایک لشکر لے کر ان سے جنگ کرنے کے لئے آ رہا ہے تو وہ اس کی آمد سے پہلے ہی گھات میں بیٹھ گئے اور جونہی حسدربال اپنے لشکر کے ساتھ ان کے پاس سے گزرنے لگا تو وہ اپنی گھات سے نکل کر اس پر حملہ آور ہو گئے کنعانیوں اور رومنوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس میں حسدربال کو شکست ہوئی اور وہ اسپین کی طرف بھاگ گیا۔

حسدربال اسپین پہنچ کر اپنے لئے ایک نیا لشکر تیار کر کے پھر رومنوں کے دونوں جرنیلوں سیپیو اور ببلیوس کے خلاف حرکت میں آنا چاہتا تھا کہ افریقہ میں اس کی مرکزی حکومت نے اسے اسپین سے افریقہ میں طلب کر لیا وہ اس لئے کہ رومنوں نے جو اپنا تیسرا وفد افریقہ کے وحشی قبائل کے بادشاہ سیفاک کی طرف بھجوایا تھا وہ کامیاب رہا تھا اس وفد میں رومنوں نے افریقہ کے وحشیوں کے بادشاہ سائیفکس کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے انتہائی خوبصورت لڑکیاں بھی بھجوائی تھیں پس یہ وفد اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب رہا اس وفد نے سائیفکس کی خدمت میں حاضر ہو کر نہ صرف لڑکیاں پیش کیں بلکہ انہوں نے سائیفکس سے یہ التماس بھی کی کہ وہ فی الفور افریقہ میں کنعانیوں کے خلاف جنگ کی ابتداء کر دیں اس کے لئے انہوں نے یہ وجہ پیش کی کہ کنعانیوں کا ناقابل تسخیر جرنیل ہانی بال جو ان دنوں اٹلی میں ان کے ایک ایک شہر اور قصبے کو روند رہا ہے اور رومن اس قابل نہیں ہیں کہ ہانی بال سے جنگ کر کے اسے اپنی سرزمین سے نکالیں لہٰذا سائیفکس افریقہ میں کنعانیوں کے ساتھ جنگ چھیڑ دے تو مجبوراً ہانی بال کو اٹلی سے نکل

کر اپنے مفادات کی حفاظت کے لئے واپس افریقہ آنا پڑے گا۔

حسدربال کو اس بات کا بڑا دکھ اور افسوس تھا کہ افریقہ کے وحشی قبائل کے بادشاہ سائیفکس نے ان کے خلاف رومنوں کے کہنے پر جنگ کی ابتداء کر دی ہے لہٰذا افریقہ میں داخل ہوتے ہی حسدربال نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ اس نے ایک وفد افریقہ کے دوسرے وحشی قبائل کے بادشاہ گالا کی طرف روانہ کیا سائیفکس اور گالا دونوں ہی افریقہ کے وحشی قبائل کے بادشاہ تھے دونوں ہمسائے بھی تھے دونوں کے علاقوں کی سرحدیں بھی آپس میں ملتی تھیں۔ کنعانیوں نے حسدربال کی سرکردگی میں گالا کی خدمت میں ایک وفد بھجوایا جس میں انہوں نے گالا سے کہا کہ سائیفکس حماقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے رومنوں کے کہنے میں آ کر کنعانیوں کے خلاف اعلان جنگ کر چکا ہے کنعانیوں کے وفد نے گالا کو سمجھایا کہ ہم سب افریقہ کے رہنے والے ہیں لہٰذا اٹلی سے نکل کر رومنوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ افریقہ میں دخل اندازی کریں لہٰذا رومنوں کی بات مانتے ہوئے کنعانیوں کے خلاف اعلان جنگ کرتے ہوئے سائیفکس نے بڑی غلطی کی ہے حسدربال نے گالا کو سمجھایا کہ اگر وہ سائیفکس کے خلاف اعلان جنگ کر دے تو اس طرح سائیفکس جنگ بند کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔ بادشاہ گالا نے حسدربال کی اس پیش کش کو قبول کر لیا اور اس نے فی الفور سائیفکس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ یہاں سے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد حسدربال اپنے وفد کے ساتھ واپس اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف چلا گیا تھا۔

جب افریقہ کے بادشاہ گالا نے سائیفکس کے خلاف اعلان جنگ کیا تو سائیفکس بڑا پریشان ہوا پہلے وہ بڑھ چڑھ کر کنعانیوں کے علاقوں پر یلغار کر رہا تھا جب اسے خبر ہوئی کہ گالا نے اس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے تو اس نے فوراً" اپنا رخ موڑا اپنے سارے لشکروں کو کنعانیوں کے علاقوں کی سرحدوں سے سمیٹا اور گالا کی طرف بڑھا اس وقت تک گالا اپنے لشکر کے ساتھ سائیفکس کی حدود میں داخل ہو چکا تھا سائیفکس نے بڑی تیزی سے آگے بڑھ کر اسے روکا تپتے صحراؤں اور جھلسے ہوئے ریگزاروں کے اندر سائیفکس اور گالا کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس میں گالا نے سائیفکس کو بدترین شکست دی سائیفکس کے لشکر کا آدھے سے زیادہ حصہ اس جنگ میں کام آ گیا اور اس جنگ کے نتیجے میں گالا کے بادشاہ کو سائیفکس کے کیمپ سے نہ صرف یہ کہ بے شمار ہتھیار ہاتھ لگے بلکہ اسے خوراک کے وسیع ذخائر بھی ملے تھے اس طرح جب گالا کے ہاتھوں سائیفکس کی عسکری قوت کا خاتمہ ہو گیا تو سائیفکس کی طرف سے کنعانیوں کو کسی قسم کا خطرہ باقی نہ رہا

تھا یوں گالا بادشاہ کی مدد سے کنعانیوں نے افریقہ کے وحشی قبائل کے بادشاہ سائیفکس کے خطرے کو ٹال دیا تھا۔

حسدربال کے اسپین سے افریقہ کی طرف چلے جانے کے بعد رومنوں کو اسپین پر حملہ آور ہونے کا موقع مل گیا لہٰذا رومنوں کے دونوں جرنیل سیپیو اور پبلیوس اپنے ایک جرار لشکر کے ساتھ اسپین میں داخل ہوئے حسدربال کی غیر موجودگی میں اسپین کے اندر کنعانیوں کی عسکری قوت منتشر ہو کر رہ گئی تھی اسی سے سیپیو اور پبلیوس نے پورا پورا فائدہ اٹھایا یکے بعد دیگرے انہوں نے مختلف شہروں اور قصبوں پر حملہ آور ہو کر قبضہ کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اسپین کے وسیع علاقوں کو فتح کرنے کے بعد دونوں رومن جرنیلوں نے ان پر قبضہ کر لیا تھا۔

افریقہ میں کنعانی حکمرانوں کو جب خبر ہوئی کہ اسپین کے اندر رومنوں نے تباہی و بربادی پھیلا دی ہے تو انہوں نے فوراً" حسدربال کو اسپین کی طرف روانگی کا حکم دیا اور حسدربال کے ساتھ انہوں نے ایک لشکر بھی تیار کر دیا حسدربال کا بڑا اور ہانی بال کا چھوٹا بھائی ماگو بھی ان دنوں افریقہ ہی میں قیام کئے ہوئے تھا۔ جسے ہانی بال نے رومنوں کے خلاف مدد لینے کے لئے اپنے مرکزی شہر بھیجا ہوا تھا پس یہ ماگو بھی اپنے بھائی حسدربال کے ساتھ اس کی مدد کے لئے اسپین کی طرف روانہ ہو گیا ساتھ ہی کنعانی حکمرانوں نے اپنا ایک تیسرا جرنیل بھی ان دونوں بھائیوں کے ساتھ کر دیا اس کا نام بھی حسدربال ہی تھا اور یہ کنعانیوں کے مشہور و معروف جرنیل گسکو کا بیٹا تھا اب یہ تینوں جرنیل اس لشکر کے ساتھ کئے گئے تھے افریقہ اور اسپین کے درمیان پڑنے والے سمندر کو عبور کرنے کے بعد ساحل ہسپانیہ پر اتر گئے تھے۔

ساحل ہسپانیہ پر اترنے کے بعد کنعانیوں کے جرنیلوں نے اپنے لشکر کو جسے وہ اپنے ساتھ افریقہ سے لے کر آئے تھے دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ ہانی بال کے چھوٹے بھائی ماگو کی سرکردگی میں دیا گیا جبکہ حسدربال گسکو کو اس کا ماتحت بنا دیا گیا دوسرا حصہ ہانی بال کے بھائی حسدربال برقہ نے اپنے پاس رکھا اس طرح اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد کنعانی جرنیلوں نے ہسپانیہ کے اندرونی شہروں کی طرف پیش قدمی شروع کی تھی۔

دوسری طرف جب رومنوں کو کنعانیوں کے لشکر کی آمد کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے بھی اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا لشکر کا دو تہائی حصہ رومنوں کے جرنیل پبلیوس نے اپنے پاس رکھا اور ایک تہائی حصہ اپنے بھائی سیپیو کی سرکردگی میں دیا پس پبلیوس نے

ماگو اور حسدربال گسکو کا مقابلہ کرنے کی ٹھانی جبکہ سیپو کو اس نے حسدربال برقہ کا مقابلہ کرنے کے لئے آگے بڑھنے کا حکم دیا تھا۔

ہسپانیہ کے کھلے اور وسیع میدانوں میں رومنوں اور کنعانیوں کے درمیان ایک بار پھر ہولناک اور جان لیوا جنگ کی ابتداء ہو گئی تھی۔ رومنوں کے لشکر کی تعداد چونکہ کنعانیوں کے متحدہ لشکر سے کئی گنا زیادہ تھی لہٰذا انہیں پکی اور پختہ امید تھی کہ وہ تینوں کنعانی جرنیلوں کو ہانکتے ہوئے سمندر میں ڈوب جانے پر مجبور کر دیں گے اسی لئے دونوں جرنیل اپنے اپنے لشکر کے ساتھ سکر و خود فراموشی میں اضطراب و بیزاری بن کر کنعانیوں پر حملہ آور ہوئے تھے اپنے پہلے ہی حملوں میں انہوں نے بادلوں کی پرچھائیوں کی طرح فنا کے سائے بن کر کنعانیوں کے اندر گھسنے کی کوشش کی تھی وہ حیات سے عجیب تر اور موت سے عمیق تر انداز میں حملہ آور ہوتے ہوئے کنعانیوں کی اگلی صفوں میں جاوداں و شعلہ فشاں آگ اور تیز و تند ہنگامہ خیز طوفانوں کی طرح بھڑک اٹھے تھے رومنوں کا یہ حملہ بڑا زوردار تھا اور وہ اپنی قدیم رسموں اور کہنہ روایات اور اساطیری قوانین و قواعد سے لیس کنعانیوں پر چھا جانے کی کوشش کرنے لگے تھے۔

بے شک رومنوں کے یہ حملے بڑے تند و تیز بڑے خطرناک اور بھیانک تھے لیکن حسدربال برقہ ماگو اور حسدربال گسکو نے اپنے آپ اور اپنے لشکریوں کو وطن سے کوسوں دور پردیس کی سرزمین میں مسافر بے وطن نہ ہونے دیا وہ زندگی کے بھرپور خمار میں تپش و لو' سرکش آندھی اور پیاس کے صحرا اور سیل وقت کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہو گئے تھے رومنوں نے شروع ہی میں یہ کوشش کی تھی کہ اپنے پہلے ہی حملے میں زور پیدا کر کے جنگ میں کنعانیوں کے پاؤں اکھاڑ پھینکیں لیکن وہ ایسا نہ کر سکے اس لئے کہ کنعانی سر پر کفن باندھ کر ان کے مقابلے پر آئے تھے اور وہ ابتداء کا ہجوم جنگل کی کالی رات اور آگ کے دریا کی طرح رومنوں کے جبروت کی اندھی قوت اور ظلم و جور کی فوج سیاہ میں گھسنے لگے تھے۔ چاروں طرف ایک ہنگامہ شور و غوغا برپا ہو گیا تھا رومن لشکری شور کرتے ہوئے اور اپنے ساتھیوں کی ڈھارس بندھاتے ہوئے اور ان کا حوصلہ بلند کرتے ہوئے کنعانیوں پر حملہ آور ہو گئے تھے لیکن جو وہ چاہتے تھے حاصل نہ کر سکے۔

اس لئے کہ رومنوں نے دیکھا کنعانی ان کے سامنے صبر کی چٹان ثابت ہوئے تھے اور وہ میدان جنگ سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹے تھے بلکہ انہوں نے تو اب رومنوں کے لشکر کے اندر پیش قدمی شروع کر دی تھی اور آہستہ آہستہ وہ رومنوں کے لئے صحرا صحرا پیاس' جنگل جنگل ہزیمت کھڑی کرتے ہوئے رومنوں کے لئے صدیوں کے سربستہ رازوں اور

سناؤں کی گونجوں میں لمحوں کا طوفان بننے لگے تھے جوں جوں جنگ طول پکڑتی جا رہی تھی توں توں ہی کنعانی اپنے شعور فن حرب میں ستاروں سے کہکشاں ذرے سے صحرا اور قطرے سے سمندر بنتے ہوئے بڑی تیزی کے ساتھ رومنوں پر چھانے لگے تھے یہاں تک کہ کنعانیوں کا جرنیل اور ہانی بال کا بھائی حسدربال برقہ کفن سر پر باندھ کر اپنے چند محافظ دستوں کے ساتھ اس سمت بڑھا جہاں رومنوں کا جرنیل پبلیوس کنعانیوں کے خلاف برسرپیکار تھا۔ حسدربال برقہ اس طوفانی انداز اور اس جاں نثاری و فداکاری کے ساتھ آگے بڑھا کہ اپنے سامنے آنے والے سارے ہی رومنوں کو وہ روندتا اور ان پر موت طاری کرتا ہوا رومنوں کے جرنیل پبلیوس کے سر پر جا پہنچا پبلیوس بھی بلا جھجک حسدربال کے مقابلے پر آیا لیکن یہ پبلیوس انفرادی جنگ میں حسدربال کے سامنے زیادہ دیر نہ ٹھہر سکا اور حسدربال نے پبلیوس کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی رومنوں کے جرنیل کے مارے جانے کے باعث رومنوں کی حالت بڑی تیزی سے بدلنے لگی تھی وہ ٹوٹتی ہوئی شاخ کی طرح مضطرب اور حیران اور زخمی جسم و روح کی طرح غربت کی تصویر دکھائی دینے لگے تھے۔

اپنے جرنیل کے مارے جانے کی وجہ سے رومن بدحواس اور شکستہ دل ہو گئے تھے جب کنعانیوں کو یہ خبر ہوئی کہ ان کے جرنیل حسدربال برقہ نے رومنوں کے نامور جرنیل پبلیوس کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے تو ان کے حوصلے اور زیادہ بلند ہو گئے اور وہ سر سے کفن باندھ کر رومن پر حملہ آور ہونے لگے تھے یہاں تک کہ رومنوں کے پاؤں اکھڑ گئے انہیں شکست فاش ہوئی اور وہ میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے کنعانیوں کے تینوں جرنیلوں حسدربال برقہ' گسکو اور ماگو نے اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں کا تعاقب شروع کر دیا تھا یہ تعاقب کافی دیر تک جاری رہا اور کنعانیوں نے رومنوں کے لشکر کی تعداد کاٹ کاٹ کر کم کر دی تھی حالانکہ رومنوں کے لشکر کی تعداد کنعانیوں کے لشکر کی تعداد سے کئی گنا زیادہ تھی لیکن اس قدر قتل عام کے باوجود اب بھی ان کے لشکر کی تعداد تعاقب کرنے والے کنعانیوں سے زیادہ تھی۔

ہسپانیہ کے ان کھلے اور وسیع میدانوں میں کنعانیوں نے رومنوں کو جو شکست دی تو اس کے باعث بظاہر یہی دکھائی دیتا تھا کہ کنعانی پورے طور پر اب ہسپانیہ پر غالب آ جائیں گے اور رومن ہسپانیہ میں کہیں بھی قدم جما نہ پائیں گے اور اٹلی کی طرف بھاگ جائیں گے لیکن حالات اندر ہی اندر اس کے الٹ کام کر رہے تھے رومن حکمرانوں کو جس وقت یہ خبر ہوئی کہ کنعانیوں کے تین جرنیل حسدربال برقہ' حسدربال گسکو اور ماگو اس لشکر کے ساتھ افریقہ سے کوچ کر کے ہسپانیہ کی طرف روانہ ہوئے ہیں تو وہ بڑے فکر مند ہوئے وہ

جانتے تھے کہ یہ تینوں جرنیل ہسپانیہ میں کچھ نہ کچھ کر کے رہیں گے لہٰذا انہوں نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اس لشکر کی تیاری انہوں نے اپنے ایک نامور اور مانے ہوئے جرنیل نیرو کی سرکردگی میں دی اور اسے حکم دیا کہ وہ فی الفور ہسپانیہ کی طرف کوچ کرے اور کنعانیوں کے خلاف اپنے جرنیل پبلیوس اور سپیو کی مدد کرے یہ نیرو اسی وقت ہسپانیہ میں نمودار ہوا جس وقت کنعانی جرنیل حسدربال برقہ حسدربال گسکو اور ماگو بڑے جاں فروشانہ انداز میں رومنوں کو شکست دینے کے بعد ان کا تعاقب کر رہے تھے رومنوں کے جرنیل نیرو نے اس موقع کو اپنے لئے غنیمت جانا اپنے لشکر کے ساتھ وہ حرکت میں آیا اور کنعانیوں پر اس نے پشت کی طرف سے حملہ کر دیا تھا۔

کنعانی چونکہ اپنی پشت سے بے خبر بڑے والہانہ اور جاں نثارانہ انداز میں اپنے سامنے بھاگنے والے رومنوں کا تعاقب کرتے ہوئے ان کا قتل عام کر رہے تھے لہٰذا وہ اپنی پشت کی طرف دھیان نہ دے سکے کنعانیوں کی اسی غفلت سے نئے آنے والے جرنیل نیرو نے فائدہ اٹھایا اور اس نے اچانک کنعانیوں کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر انہیں بے پناہ نقصان پہنچایا کنعانیوں کو جب خبر ہوئی کہ رومنوں کا ایک اور لشکر ہسپانیہ میں وارد ہو کر ان پر پشت کی طرف سے حملہ آور ہو گیا ہے تو وہ بہت مضطرب اور بدحواس ہوئے اسی بدحواسی میں پشت کی طرف سے حملہ آور ہونے والے رومن جرنیل نیرو نے انہیں بے پناہ نقصان پہنچایا تاہم کنعانی جرنیل حسدر رویال برقہ، حسدروبال گسکو اور ماگو نے صورتحال کو دیکھتے ہوئے فوراً" اپنے لشکر کو سنبھالا دیا گو تعاقب کرنے کی وجہ سے ان کے لشکر کی صفیں منتشر اور بکھری ہوئی تھیں اور ان کے اندر کوئی تنظیم نہ تھی تاہم انہوں نے پھر بھی جلدی جلدی بڑی ہشیاری اور دانشمندی سے کام لیتے ہوئے رومنوں کے جرنیل نیرو کے مقابلے میں اپنے لشکر کی صفیں درست کیں اور نیرو پر انہوں نے بڑی جلدی جوابی حملہ کیا کنعانیوں کا یہ حملہ ایسا خونخوار اور تند تھا کہ نیرو بھی ان کے اس حملے کی سختی اور قوت کو برداشت نہ کر سکا حالانکہ نیرو کے ساتھ جو لشکر تھا اس کی تعداد بھی کنعانیوں کے لشکر کی تعداد سے زیادہ تھی لیکن کنعانی کچھ اس قدر جاں نثارانہ انداز میں نیرو پر حملہ آور ہوئے تھے کہ نیرو نے بھی پسپا ہونا شروع کر دیا تھا۔

لیکن کنعانیوں کی بدقسمتی کہ جس وقت وہ نیرو پر جوابی حملہ کرنے کے بعد اسے پسپا ہونے پر مجبور کر رہے تھے عین اس موقع پر وہ شکست خوردہ رومن جو اس سے پہلے کنعانیوں سے آگے آگے بھاگتے ہوئے اٹلی کا رخ کر رہا تھا اسے بھی خبر ہوئی کہ ان کے ایک جرنیل نیرو نے رومنوں کے ایک تازہ دم لشکر کے ساتھ کنعانیوں پر حملہ کر دیا اب

صورتحال یہ پیدا ہو گئی تھی کہ کنعانیوں پر ایک طرف سے نیرو اپنے بہت بڑے لشکر کے ساتھ حملہ آور تھا جبکہ جن رومنوں کو اس سے پہلے کنعانی شکست دے چکے تھے وہ بھی دوسری سمت سے کنعانیوں پر حملہ آور ہو چکے تھے اس طرح کنعانی بیچارے چکی کے دو پاٹوں میں بری طرح پسنے لگے تھے وہ زیادہ دیر تک اس دو طرفہ حملے کو برداشت نہ کر سکے انہیں صاف دکھائی دے رہا تھا کہ اگر اس جنگ نے طول پکڑا تو نہ صرف یہ کہ کنعانیوں کا بہت بڑا نقصان ہو گا بلکہ انہیں بدترین شکست ہو گی لہٰذا انہوں نے پسپا ہونے میں ہی اپنی بہتری جانی تینوں جرنیلوں نے آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد پسپائی اختیار کی۔ ہانی بال کا بھائی ماگو اور دوسرا جرنیل حسدربال گسکو لشکر کے ایک حصے کو لے کر غرناطہ کی طرف بھاگ گئے جبکہ لشکر کے دوسرے حصے کو حسدربال برقہ لے کر اپنے بھائی ہانی بال سے جا ملنے کے لئے اٹلی کی طرف چلا گیا تھا۔ یوں اسپین میں کنعانیوں کی اس شکست کے باعث رومن پوری طرح اسپین پر چھا گئے آہستہ آہستہ انہوں نے سارے شہروں پر قبضہ کر لیا اب ان کے پاس صرف غرناطہ شہر رہ گیا تھا جس کے اندر ماگو اور حسدربال گسکو محصور ہو گئے تھے رومن جرنیلوں نے ماگو اور حسدربال کا محاصرہ کر کے وقت ضائع کرنے کے بجائے یہ فیصلہ کیا کہ ہسپانیہ سے نکل کر افریقہ میں داخل ہوا جائے اور وہاں کنعانیوں کے علاقوں پر حملہ کر دیا جائے وہ یہ چاہتے تھے کہ اگر وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو نہ صرف یہ کہ اسپین سے سارے کنعانیوں کو نکالنے میں وہ کامیاب ہو جائیں گے بلکہ ہانی بال جس نے ان کے ملک اٹلی میں تباہی و بربادی کا ایک طوفان کھڑا کر رکھا ہے وہ بھی اٹلی سے نکل کر واپس افریقہ آنے پر مجبور ہو جائے گا یہ فیصلہ کرنے کے بعد رومن جرنیل سپیو اپنے لشکر کے ساتھ ایک عظیم الشان بحری بیڑے کے ذریعے ہسپانیہ سے افریقہ کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

○

ایک کہر آلود شام سے تھوڑی دیر پہلے یوناف اور بیوسا نے اٹلی میں ہانی بال کے لشکر سے کوچ کیا تھا۔ دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور اٹلی سے وہ ایران کے دریائے سارہ کے کنارے اس جگہ نمودار ہوئے جہاں عارب اور نبیطہ نے دریا کے کنارے اپنی مستقل رہائش کے لئے ایک محل تعمیر کروایا تھا اس وقت سطرون، زورعہ، نبیطہ دریائے سارہ کے کنارے چہل قدمی کر رہے تھے اور عارب کی نیلی دھند کی قوتیں بھی اس کے ساتھ تھیں یہاں تک کہ دریائے سارہ کے کنارے یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی ان چاروں کے سامنے اچانک نمودار ہوئے۔ یوناف اور بیوسا کو یوں اچانک اپنے سامنے دیکھ کر سطرون غضبناک ہو گیا تھا اور تھوڑی دیر تک وہ ان دونوں کو غور سے دیکھتا

رہا پھر انتہائی جوشیلی اور غضیلی آواز میں اس نے یوناف سے مخاطب ہوتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو نیکی کے نمائندے لگتا ہے تمہارے جسم میں خارش اور کھجلی ہونے لگی ہے جو یوں بے خوفی سے ایران کے اس دریائے سارہ کے کنارے ہمارے سامنے نمودار ہو گئے ہو یا میرے الفاظ کو تم یوں کہہ سکتے ہو کہ تمہیں شاید زندگی عزیز نہیں رہی اور تم اپنی موت کو دعوت دینے کے لئے ہم چاروں کے سامنے آن کھڑے ہوئے ہو کہو اٹلی کی سرزمین سے یہاں دریائے سارہ کے کنارے ہمارے سامنے نمودار ہونے کی تمہاری کیا غرض و غایت ہے یہاں تک کہنے کے بعد سطرون جب خاموش ہوا تو یوناف بولا اور سطرون کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

سن بدی کے گماشتے اس سے پہلے ایک بار مجھ سے ٹکرانے کے لئے تم ہانی بال کے لشکر کی طرف گئے تھے شاید ایسا کر کے تم نے مجھے اپنے سامنے مغلوب کرنے کی کوشش کی تھی لیکن میرے خداوند نے میری مدد کی تھی اور میں تمہارے سامنے مغلوب نہیں بلکہ تمہارے سامنے غالب رہا اب میں اپنی باری پوری کرنے آیا ہوں اس دریائے سارہ کے کنارے میں تیرے خون کی حدتوں میں افسردگیاں اور تیرے رگ و ریشے میں اداسیاں بھروں گا یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ ایسی آواز میں سطرون سے مخاطب ہوا جسے بند کانوں سے بھی سنا جا سکتا تھا۔ سن اے بندہ حرص و ہوس دریائے سارہ کے کنارے غروب ہوتے سورج سے پہلے میں تیرے سامنے وہ تلوار بنوں گا جو کاٹنا جانتی ہے وہ تیر ثابت ہوں گا جو سینے میں پیوست ہونا جانتے ہیں تیرے سامنے میں ابدی آرزو اور غیر فانی جذبہ ثابت ہوں گا میں جو تیرے اطمینان کا سایہ تیری سلامتی کا گوشہ چھینوں گا اور تیری زندگی کے درد و کرب کے باب میں درد کے قلزم میں ڈوبی وحشت بھری تنہائیاں اور زندگی کی بیکراں مسافتیں بھروں گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو سطرون انتہائی تکلیف دہ لہجے میں بولا اور کہنے لگا سن نیکی کے نمائندے جس قسم کی گفتگو تم نے میرے سامنے کی ہے میں ایسی گفتگو سننے کا عادی نہیں ہوں اگر تو خواہ مخواہ اس دریا کے کنارے مجھ سے ٹکرایا تو میں تیری حالت عذاب رتوں کے گرم لمحوں میں یادوں کے سوکھے شجر جیسی کروں گا نیکی کے نمائندے لگتا ہے تو زندگی کا بوجھ اٹھاتے اٹھاتے تھک گیا ہے ڈر اس لمحے اس وقت اس ساعت سے جب میں اذیتوں کے سمندر، نفرتوں کی سیاہ ساعتوں کی طرح تجھ پر وارد ہوں گا تجھے اجل کے سیاہ خانوں میں تقسیم کروں گا تیری زندگی کی تڑپ ختم کروں گا اور تیری سوچوں کے پتے جھاڑ دوں گا تیری بہتری تیری

بھلائی تیرا نفع اسی میں ہے کہ دریائے سارہ کے کنارے میرے سامنے مزید ٹھہرنے کے بجائے تو یہاں سے دفع ہو جا ورنہ یاد رکھ تیری روح تیرے جسم کو ایسا داغوں گا کہ پھر تو کبھی میرے سامنے آنے کا نام تک نہ لے گا یہاں تک کہنے کے بعد سطرون خاموش ہو گیا جواب میں یوناف کی آواز کچھ اس طرح بلند ہوئی جیسے خاموش دریا کے سناٹوں میں حد ازل سے حد ابد تک غضب کی آتش سیال موجیں مارتی ہوئی بلند ہوئی ہو وہ سطرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ سطرون میں تجھ پر حملہ آور ہونے لگا ہوں تیرے ساتھیوں کے لئے میرا یہ پیغام ہے کہ اگر تیرے ساتھیوں میں سے عارب نبیطہ یا زروعہ نے تمہاری مدد کرنے کی خاطر میرے مقابلے میں آنے کی کوشش کی تو ان کی حالت قابل رحم ہو گی اور انہیں میں ایسا چرکہ اور ایسی اذیت دوں گا جسے یہ مدتوں فراموش نہ کر سکیں گے لہٰذا ان تینوں کی بہتری اسی میں ہے کہ یہ ایک طرف کھڑے ہو کر میرے سامنے تیری بے بسی تیری لاچارگی کا تماشہ دیکھیں دیکھ سطرون سنبھل میں تجھ پر وارد ہونے لگا ہوں میں آج تجھے بتاؤں گا کہ نیکی کے نمائندے کی اصلیت کیا ہے۔ آج میں تجھ پر ثابت کروں گا کہ یوناف سے ٹکرانا اتنا آسان اور سہل نہیں ہے جتنا تم نے سمجھ لیا ہے پھر یوناف کسی وحشی جذبے، سیاہ بختی کے سائے، آہنی دیوار کی سی دلیری اور عظمتوں کے شاہکار کی طرح حرکت میں آیا موجوں کا پیچ و تاب اور طوفانوں کا شباب اور برق و شعلہ کی لپک کی طرح وہ آگے بڑھا اور سطرون پر وہ حملہ آور ہوا تھا جونہی سطرون پر ضرب لگانے کے لئے یوناف نے اپنا دایاں ہاتھ فضا میں بلند کیا سطرون نے ایک بلند جست لگائی وہ چاہتا تھا کہ فضا ہی میں اٹھتے ہوئے یوناف کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنی گرفت میں لے لے لیکن عین اس موقع پر یوناف نے اپنے پاؤں کی ایک سخت اور تکلیف دہ ٹھوکر سطرون کے پیٹ میں دے ماری تھی جونہی پیٹ میں لگنے والی ضرب کی شدت سے سطرون تھوڑا سا جھک گیا تب یوناف پھر حرکت میں آیا اور اپنے گھٹنے کی ایک جان لیوا ضرب سے اس نے سطرون کی ٹھوڑی کے نیچے دے ماری تھی اس کے بعد یوناف کی حالت کچھ ایسی ہو گئی جیسے اس کے ہر نفس میں طوفان اور ہر سانس میں زلزلہ بھر گیا ہو کیونکہ وہ دھاروں دھار برستے مینہ کی طرح سطرون پر اپنے مکوں اور ٹھوکروں کی بارش کرنے لگا تھا۔

سطرون نے یوناف کی ان ضربوں سے بچنے اور اپنے آپ کو سنبھالنے کی بڑی کوشش کی لیکن وہ ایسا نہ کر سکا یوناف انتہائی توجہ اور انہماک کے ساتھ اپنا نشانہ بنائے ہوئے تھا اور وہ کسی بھی لمحہ اسے سنبھلنے کا موقع فراہم نہ کر رہا تھا وہ اس پر ضرب پر ضرب لگا رہا تھا اور سطرون کیلئے اس نے تقریباً ناممکن بنا دیا تھا کہ وہ جوابی کارروائی کر کے یوناف کو اپنا ہدف

اور نشانہ بنا سکے سطرون نے جب دیکھا کہ یوناف کسی بھی طرح اسے سنبھلنے کا موقع نہیں دیتا تو وہ بڑی تیزی سے پیچھے ہٹا کسی قدر اپنے آپ کو سنبھالا اور جونہی یوناف دوبارہ اس کی طرف بڑھا اس نے لگاتار کئی مکے یوناف کے چہرے اور پیٹ پر دے مارے تھے لیکن یوناف بڑے صبر اور کمال استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے سطرون کے ان مکوں کو برداشت کر گیا اور جواب میں اس نے سطرون کے چہرے اور پیٹ کو ڈھول کی طرح اپنے مکوں سے بجا کر رکھ دیا۔

اب نوبت یہاں تک آگئی تھی کہ یوناف سے مار کھا کھا کر سطرون ڈگمگانے لگا تھا پھر یوناف فیصلہ کن انداز میں آگے بڑھا ایک ہاتھ اس نے سطرون کی گردن پر اور ایک ہاتھ اسکی دونوں رانوں کے درمیان رکھ کر اللہ اکبر کا ایک پرزور نعرہ مارا اور سطرون کو اس نے اپنے دونوں ہاتھوں پر فضا میں بلند کر لیا تھا پھر اس نے تھوڑی دیر تک سطرون کو فضاء میں اپنے ہاتھوں میں گول چکر گھما کر دریا کے کنارے بری طرح پٹخ دیا تھا پھر [illegible]ائی غصیلی اور خونخواری کے انداز میں یوناف آگے بڑھا اور ایک بار پھر گرے ہوئے سطرون کی ٹانگ اٹھا کر اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں لی دوسری ٹانگ اس نے اپنے پاؤں میں رکھ کر اپنی گرفت میں لیا پھر جو ٹانگ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں لی ہوئی تھی اسے جب مروڑا تو درد کی شدت اور اذیت سے سطرون بری طرح بوجھ لدنے والے اونٹ کی طرح بلبلا اٹھا تھا اس نے جب یہ دیکھا کہ یوناف اسے چھوڑنے اور معاف کرنے والا نہیں ہے تو اس نے لیٹے ہی لیٹے زمین پر عارب نبیطہ اور زروعہ کو اپنا مخصوص اشارہ کیا پھر وہ چاروں ایک ساتھ سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور یوناف اور بیوسا کی نگاہوں سے وہ اوجھل ہو گئے تھے۔

سطرون عارب نبیطہ اور زروعہ کے وہاں سے بھاگ جانے کے بعد یوناف اپنی جگہ پر تھوڑی دیر تک کھڑا رہا اتنی دیر تک بیوسا بھی مسکراتی ہوئی اسکے قریب آگئی پھر یوناف نے بڑے پیارے انداز میں بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا آج کیسا رہا سطرون سے میرا ٹکرانا جواب میں بیوسا نے بڑے پیارے انداز میں یوناف کا گال تھپتھپاتے ہوئے کہا آج آپ نے سطرون پر ثابت کر دیا ہے کہ آپ جب اور جس وقت چاہیں اسے اپنے سامنے زیر کرنے کا فن جانتے ہیں اب ہمیں کیا کرنا چاہئے کیا ہمیں سطرون عارب نبیطہ اور زروعہ کا تعاقب کرنا چاہیے یا اٹلی کی طرف لوٹ جانا چاہیے جواب میں یوناف رازدارانہ سے انداز میں کہنے لگا دیکھتے ہیں شاید ابلیکا اس سلسلے میں ہماری رہنمائی کرے نعین اس وقت ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر وہ کہنے لگی۔

سنو یوناف! عارب سطرون اور زروعہ چاروں سفید نیل کی وادی میں ڈنکا نام کی قوم کے آزاد قبائل میں جا داخل ہوئے ہیں تم سے پٹنے کے بعد وہ پناہ چاہتے تھے۔ وہ چونکہ بیشمار لوگ ایک جگہ جمع ہیں وہ اپنے بارش گرد کو دفن کر رہے ہیں عارب' نبیطہ' سطرون اور زروعہ بھی ان میں جا شامل ہوئے ہیں تاکہ ان کا تعاقب کر کے تم انہیں تلاش نہ کر سکو جواب میں یوناف کہنے لگا اے ابلیکا میری عزیزہ کیا تم مجھے سفید نیل کی وادی میں بسنے والی ڈنکا نام کی قوم سے متعلق روشنی ڈالو گی اور یہ بھی کہو کہ یہ بارش گر کون لوگ ہوتے ہیں جنہیں یہ لوگ دفن کر رہے ہیں تاکہ اس قوم میں نمودار ہونے سے پہلے میں کم از کم ان سے متعلق تفصیل تو جان لوں جواب میں ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

سنو یوناف یہ لوگ سفید نیل کی وادی میں آزاد قبائل پر مشتمل گلہ بانوں کی ایک قوم ہے جس کا نام ڈنکا ہے جو بڑی تندہی سے اپنے کثیر تعداد گائے و بیلوں کی پرورش میں لگی رہتی ہے اگرچہ اس قوم کے پاس بھیڑ بکریاں اور انکی عورتیں باجرے اور تیل کی بھی کاشت کر لیتی ہیں۔

اپنی فصلوں اور سب سے بڑھ کر اپنی چراگاہوں کیلئے ان لوگوں کا تمام تر دارومدار بارش پر ہے طویل خشک سالی میں انکی زندگی بڑی عسرت اور تنگی میں گزری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ہاں بارش گر بڑی اہمیت رکھتے ہیں ان بارش گروں نے اس قوم کو اس یقین اور اعتماد میں لے رکھا ہے کہ وہ اپنے سحر اور اپنے جادو کے ذریعے سے ان کے لئے بارش لاتے ہیں یہ لوگ اصل میں قبیلے یا برادری کے مینہ برسانے والے ساحر کہلاتے ہیں۔

ان میں سے ہر شخص کے متعلق یہ خیال ہے کہ ان کے جسم میں ایک عظیم جادوگر کی روح پھونکی ہوئی ہے جو ورا شتاً ان میں منتقل ہوتی رہی ہے لوگوں کا یقین ہے کہ اس روحانی وصل کی بدولت کامیاب بارش گر کو بڑی طاقت حاصل ہوتی ہے اور تمام اہم امور میں اس سے مشورہ کیا جا سکتا ہے تاہم اس عزت و تقدس کے باوجود ان بارش گروں کو کسی جسمانی عارضے یا عمر طبعی کو پہنچنے سے مرنے نہیں دیا جاتا ان ڈنکا لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر ایسا کوئی سانحہ پیش آ جائے تو سارے قبیلے میں بیماری پھیل جائے گی اور کال پڑ جائے گا اور انکے جانور بچے دنیا چھوڑ دیں گے جب کوئی بارش گر سا حریہ محسوس کرتا ہے کہ وہ کمزور اور بوڑھا ہو گیا ہے تو وہ اپنے بچوں سے کہہ دیتا ہے کہ وہ مرنا چاہتا ہے۔

اس اطلاع کے بعد مرنے والے ساحر کیلئے ایک لمبی لحد کھودی جاتی ہے اس میں وہ لیٹ جاتا ہے اور اسکے اقرباء اور احباب اسے گھیر لیتے ہیں وہ ٹھہر ٹھہر کر ان کے سامنے [illegible] ہے اور انہیں وہ یاد دلاتا ہے کہ اس نے ان پر کس طرح حکومت

کی اور کس طرح انہیں نیک مشورے دیئے نیز انہیں بتاتا ہے کہ آئندہ انکا طرز عمل کیا ہونا چاہیے اپنا یہ وعظ ختم کر کے وہ لوگوں سے کہتا ہے کہ اسکی قبر ڈھانک دی جائے اس طرح اسے زندہ درگور کر دیا جاتا ہے۔

اگر کوئی بارش گر جسمانی عارضے سے مرنے والا ہو تو اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے نیز اس بات کی بھی سخت احتیاط رکھی جاتی ہے کہ کوئی بارش گر کسی حادثے کا شکار ہو کر مرنے نہ پائے کیونکہ اس طرح مرنے سے بھی جو اگرچہ اسکی طبعی موت کے برابر خطرناک نہیں ہوتا قبیلے میں بیماری پھوٹ پڑنے کا لوگوں کو اندیشہ ہوتا ہے ڈنکا لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ ان کے کسی بارش گر کے مرتے ہی اسکی بیش بہا روح اس کے کسی بیٹے یا قریبی رشتے دار میں جو اسکی وراثت کے لئے موزوں ہو خودبخود منتقل ہو جاتی ہے۔

سنو یوناف سفید نیل کی وادی میں ڈنکا قوم کے افراد اپنے ایک ایسے ہی بارش گر کی تدفین کا سامان کر رہے ہیں اور سطرون نیبطہ زروعہ اور عارب ان میں جا شامل ہوئے ہیں۔ اس پر یوناف بولا اور پوچھنے لگا سنو ابلیکا اس وقت مجھے کیا اقدام کرنا چاہیے۔ اس پر ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی ان کا پیچھا کرو لگاتار سطرون پر ضربیں لگاؤ اور اسے احساس دلاؤ کہ تمہارے ساتھ ٹکرانا اسکے بس کی بات نہیں ہے تم دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ میں سفید نیل کی وادی میں ڈنکا قوم تک تم دونوں کی رہنمائی کرتی ہوں۔ ابلیکا کے اس فیصلے کے بعد یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی اپنی قوتوں کو حرکت میں لائے اور ایران کے دریائے مادہ سے وہ سفید نیل کی وادی میں ڈنکا قوم کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی دریائے نیل کے کنارے ایک قبرستان میں نمودار ہوئے جہاں بہت سے لوگوں کا جمگھٹا ہو رہا تھا۔ ابلیکا دونوں میاں بیوی کی رہنمائی کر رہی تھی۔ جب وہ دونوں قبرستان میں نمودار ہوئے تو ابلیکا نے پھر اپنا ریشمی لمس یوناف کی گردن پر دیا پھر اسکی خوشی اور اطمینان بھری آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی سنو یوناف تم دونوں میاں بیوی اپنے چہروں کو اچھی طرح ڈھانپ لو۔ عارب نیبطہ سطرون اور زروعہ اس وقت لوگوں کے اسی مجمع کے اندر موجود ہیں تمہارے چہرے ڈھانپے ہونے کی وجہ سے وہ تمہیں پہچان نہیں سکیں گے اور مناسب موقع دیکھ کر تم سطرون پر ضرب بھی لگا سکو گے ابلیکا کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف مسکراتے ہوئے بولا اور کہنے لگا سنو ابلیکا تمہارا مشورہ درست ہے لیکن میری بھی ایک بات غور سے سنو میرے اور بیوسا کے پاس ایسے علوم کی دسترس ہے جسے استعمال کر کے ہم اپنا چہرہ اور ہیئت بدل سکتے

ہیں کیا ایسا درست نہ ہو گا میں اور بیوسا دونوں اپنی شکل و شباہت اور ہیئت اور ساخت بدل کر انکے سامنے جائیں تاکہ ان میں سے کوئی بھی ہمیں پہچان نہ سکے اور میں اپنی خواہش اور اپنی مرضی کے مطابق پھر سطرون کو اپنی ضربوں کا نشانہ بنا سکوں۔

یوناف کی گفتگو سن کر ابلیکا نے خوشیوں بھرا ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا پھر اسکی کھنکھناتی ہوئی آواز یوناف کو سنائی دی یوناف میرے حبیب تمہاری تجویز بہترین اور انتہائی مناسب ہے قبرستان میں جمع ان لوگوں میں داخل ہونے سے پہلے تو دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر اپنی شکل اپنا چہرہ اور اپنی ہیئت بدل لو پھر ان کے اندر داخل ہو اور کسی مناسب موقع پر کوئی بہانہ بنا کر سطرون سے ٹکرا جاؤ اور اسے ایسی مار مارو کہ اسے سمجھ آ جائے کہ اس کائنات میں وہ ایسا طاقتور اور ایسا پر قوت نہیں ہے کہ بے نتھے بیل اور بے مہار اونٹ کی طرح سے جو جی چاہے کرتا پھرے یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف اور بیوسا دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے دونوں نے اپنی ہیئت مکمل طور پر بدل لی پھر وہ لوگوں کے اس جمگھٹے میں داخل ہوئے انہوں نے دیکھا لوگوں کے اس مجمع کے اندر عارب نیبطہ سطرون اور زروعہ بھی موجود تھے اور وہ لوگ اپنے ایک بارش گر کو دفن کر رہے تھے ان لوگوں میں داخل ہونے سے پہلے یوناف نے ایک ڈھلتی ہوئی عمر کے ایک شخص کا روپ دھارا تھا جبکہ بیوسا نے بھی ایک قدرے بوڑھی عورت کا روپ دھار لیا تھا۔

یوناف اور بیوسا میاں بیوی روپ بدل کر اس قبر کے پاس آ کھڑے ہوئے تھے جس میں وہ بارش گر دفن کرنا چاہتے تھے یوناف اور بیوسا کے دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے اپنے بوڑھے بارش گر کو زندہ حالات میں قبر میں اتارا جب اسکو قبر میں اتار دیا گیا تو اس نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو لوگو! جتنا عرصہ میں تمہارے اندر بارش گر کی حیثیت سے رہا میں نے اپنے سحر کی مدد سے تمہاری بہترین خدمت کی اب میرے بعد تمہیں مجھ سے کوئی اچھا ساحر مل جائے گا اسلئے میں میں بوڑھا ہو چکا ہوں میری سحری قوتیں بھی ناتواں ہو چکی ہیں اور میری روح تک لاغر ہو چکی ہے۔ پہلے میں تمہیں روح سے متعلق ایک وصیت کرتا ہوں میرے بعد تم اپنے نئے بارش گر کی رہنمائی میں اپنی روحوں کی خوب حفاظت کرنا اسلئے کہ نیند میں بھی روح کی غیر حاضری خطروں سے خالی نہیں ہوتی اسلئے کہ اگر وہ کسی وجہ سے مستقل طور پر جسم سے دور کہیں رکی رہ گئی تو اس شخص کی موت لازمی واقع ہو جاتی ہے تم جانتے ہو گے کہ ہمارے ہمسائے قبائل کے ہاں یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ روح سوتے آدمی کے دہن سے سفید چوہیا یا پدی کی شکل میں پھدک کر نکل جاتی ہے اور اس چوہیا یا چڑیا کی واپسی میں

رکاوٹ سونے والے کیلئے مہلک ثابت ہو سکتی ہے۔

تم اگر جانتے ہو گے کہ ہمارے ہمسایہ قبائل میں اکثر یہ بھی روایت چلی آ رہی ہے کہ کسی کے گھر میں اگر کوئی مر جائے تو گھر کے لوگ اسکے بعد آنے والی رات کو سویا نہیں کرتے کیونکہ انکے خیال میں متوفی کی روح اس وقت تک گھروں میں موجود ہوتی ہے اور انہیں یہ ڈر ہوتا ہے کہ وہ کہیں انکے خواب میں نہ آ جائے اسکے علاوہ کسی سوتے آدمی کی روح کی واپسی میں کوئی حادثہ یا طبعی قوت حائل ہو سکتی ہے چنانچہ ہمسایہ قبائل میں سے جب کوئی شخص خواب میں اپنے آپ کو پانی میں گرتا دیکھ لیتا ہے تو وہ یہ سمجھ لیتا ہے کہ وہ حادثہ اصل میں اسکی روح کو پیش آیا تھا پس اس حادثہ کے بعد وہ اپنے ساحر کو بلا بھیجتے ہیں اور ساحر آن کر پانی کے تسلے میں ایک دستی جال ڈالتا ہے اور بالا آخر روح کو پکڑ کر اسکے جسم میں ڈال دیتا ہے۔

سنو میری قوم کے لوگو دفن ہونے سے پہلے میں تمہیں ایک ایسا واقعہ بتاتا ہوں جو تمہارے لئے حیرت خیز ثابت ہو سکتا ہے یہ واقعہ میرے دادا نے مجھے سنایا تھا میرے دادا کا کہنا تھا کہ قدیم دقتوں کی بات ہے کہ ہمارے اپنے قبیلے میں سوتے میں ایک شخص کی روح کو جو پیاس لگی تو وہ چھپکلی بن کر اسکے جسم سے نکل گئی اور اپنی پیاس بجھانے کیلئے ایک ٹھلیا میں گھس گئی لیکن اتفاق سے عین اس وقت ٹھلیا کے مالک نے اسے ڈھانپ دیا اور اس طرح روح اس آدمی کے جسم میں واپس نہ جا سکی اور وہ سوتے کا سوتا ہی رہ گیا۔ یہاں تک کہنے کے بعد وہ بارش گر ساحر کچھ دیر رکا پھر دوبارہ بولا اور اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

جب اسکے دوست اور رشتے دار اسکی لاش کو جلانے لگے تو کسی نے پانی لینے کے لئے ٹھلیا پر سے ڈھکنا ہٹا دیا اور روح جو چھپکلی کی شکل میں اس ٹھلیا میں داخل ہو گئی تھی نکل کر اپنے جسم میں واپس چلی گئی اور اس میں فوراً جان پڑ گئی اور وہ آدمی اٹھ بیٹھا اور اپنے دوستوں اور رشتے داروں سے رونے کا سبب پوچھنے لگا انہوں نے اسے بتایا کہ وہ اسے مردہ سمجھے ہوئے تھے اور اس کی لاش کو جلانے لگے تھے اس نے بتایا کہ وہ پانی پینے ٹھلیا کے اندر گیا ہوا تھا لیکن اس میں واپس نہیں نکل سکتا تھا اور یہ کہ وہ ابھی ابھی لوٹا ہے لہٰذا لوگ اسکے دوبارہ زندہ ہونے پر بے حد خوش ہوئے اور واپس اسے گھر لے گئے۔

سنو میری قوم کے لوگو میرے بعد اپنی روح کی خوب حفاظت کرنا سوتے میں اگر ایسا ہی کوئی واقعہ تمہارے ساتھ پیش آئے تو اپنے نئے بارش گر ساحر سے ضرور رجوع کرنا وہ تم لوگوں کی حفاظت کرے گا اور میں تم پر یہ بھی انکشاف کر دوں کہ جب مجھے دفن کر کے

چلے جاؤ گے تو میری روح بھی جو تمہارے لئے بارش کا سامان کرنے اور تمہاری روح کی حفاظت کرنے کا وسیع تجربہ رکھتی ہے میرے جسم سے نکل کر نئے ساحر اور بارش گر کی روح کے ساتھ مل کر تمہاری بہتری اور بھلائی کا کام سرانجام دیتی رہے گی۔ پس میں نے جو کچھ تم سے کہنا تھا کہہ چکا اب تم مجھے دفن کر دو اسکے ساتھ ہی وہ لوگ حرکت میں آئے اور اپنے اس بارش گر کو زندہ حالات میں انہوں نے دفن کر دیا تھا۔

جب لوگ اپنے اس ساحر کو دفن کر چکے تو اپنے گھروں کو چل دیئے۔ تاہم سطرون نبیطہ عارب اور زروعہ وہیں کھڑے رہ گئے تھے عارب کی نیلی دھند کی قوتیں بھی پیچھے ہٹ کر ایک دھند اور سائے کی صورت میں کھڑی تھیں جب لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تو سطرون نے عارب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ یوناف اور بیوسا بھی ابھی تک وہیں کھڑے تھے وہ چونکہ روپ بدلے ہوئے تھے لہٰذا وہ چاروں انہیں پہچان نہ سکے تھے سطرون کی گفتگو کے جواب میں عارب بولا اور کہنے لگا آؤ اس بستی میں داخل ہوتے ہیں شاید یہاں کوئی سرائے ہو تو اسی میں قیام کر لیتے ہیں۔ یوناف سمجھ گیا کہ اب وہ مڑ کر بستی کی طرف جائیں گے لہٰذا وہ فوراً حرکت میں آ کر سطرون کے پیچھے کھڑا ہو گیا سطرون کی نگاہ یوناف پر نہ پڑی تھی لہٰذا وہ بستی کی طرف جانے کیلئے جونہی مڑا وہ یوناف سے ٹکرا گیا۔ یوناف جان بوجھ کر زمین پر گر گیا پھر اس نے گہری اور غضبناک نگاہوں سے سطرون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا بدبخت کے بچے دیکھ کر نہیں چلتے ہو تم مجھے گنہگار اوباش اور بدمعاش لگتے ہو تمہارا چہرہ اچکوں لفنگوں اور چوروں جیسا ہے یوناف کی یہ گفتگو سن کر سطرون تاؤ کھا گیا اور یہی یوناف چاہتا تھا سطرون فوراً آگے بڑھا یوناف کو گریبان سے پکڑ کر اس نے اٹھایا اور پھر انتہائی تلخی سے اسے مخاطب کر کے کہا سن جاہل اور بدتمیز بوڑھے میں اگر چاہوں تو یہیں کھڑے کھڑے تمہارا گلا گھونٹ دوں لیکن مجھے تمہارے بڑھاپے پر ترس آتا ہے شاید تمہارے پیچھے تمہاری بیوی بھی کھڑی ہے اگر تم بوڑھے نہ ہوتے تو میں ابھی مار مار کر تمہاری روح کو تمہارے جسم سے جدا کر دیتا اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا دیکھ اوباش کتے کمینے تو بکتا ہے تیری کیا مجال کہ تو مجھ بڈھے پر ہاتھ ڈالے میں بوڑھا ضرور ہوں پر تیرے جیسے آوارہ کتوں کو اپنے اوپر بھونکنے کی اجازت نہیں دے سکتا تو مجھ پر ہاتھ تو اٹھا کر دیکھ میں تجھے دن میں تارے نہ دکھا دوں تو مجھے ان جنگلی قبائل کا بوڑھا نہ کہنا کہنا کہنا سطرون، زروعہ، نبیطہ اور عارب یوناف کو بالکل پہچان نہ سکے تھے اسلئے کہ اس نے اپنی شکل و صورت اور اپنی آواز بالکل تبدیل کر رکھی تھی یوناف کی گفتگو سن کر سطرون اور تاؤ کھا گیا اور اسے مخاطب کر کے پھر غضب کی حالت میں کہنے لگا

دیکھ بوڑھے کیوں اپنی موت کو دعوت دیتا ہے کچھ مزید میرے خلاف کہنے سے قبل یہ بات غور سے سن لے کہ میں اپنے دشمنوں پر وحشتوں کے غبار کی طرح چھا جاتا ہوں میں بد بلا ہوں جو جمود کے عہد پر موت کی کمند اور بحران کے دور پر فتح مندی کے پیوند لگاتا جاتا ہوں میں جب غصے میں آ کر تم پر ضرب لگاؤں گا تو یہ ارض و سماء یہ نبض و نفس گویا ہر شے کو تو جنبش و اضطراب میں دیکھے گا اسلئے کہ میں جب اپنے مخالفوں اپنے دشمنوں کے خلاف حرکت میں آتا ہوں ان کی حرکت سرابوں کے دشت میں بھٹکے مسافر جیسی بنا کر رکھ دیتا ہوں لہٰذا تو بڑھ چڑھ کر میرے سامنے گفتگو نہ کر مجھے بیخ پا نہ کرو ورنہ میرا ہاتھ تجھ پر ایسا اٹھے گا کہ یہیں کھڑے کھڑے تیرا جسم اور تیری روح ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں گے۔

سطرون کی یہ گفتگو سن کر بستی کی طرف جاتے ہوئے کئی لوگ رک گئے تھے پھر وہ مڑ کر ان کے پاس آ کھڑے ہوئے تھے یوناف نے تھوڑی دیر تک غور سے سطرون کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا تیرے جیسے لافزنی کرنے والے کتے میں نے بہت دیکھے ہیں دیکھ اگر تو اپنے دشمنوں پر وارد ہو کر ان کی حالت سرابوں کے دشت میں بھٹکے مسافروں جیسی بناتا ہے تو دیکھ میں بھی کوئی یونہی گیا گزرا انسان نہیں میں بھی اپنے دشمنوں کے خلاف اس کشمکش دہر میں حمد کے دھارے اور آفاق کے اسرار میں آزاد زندگی کے جوہر کی طرح حرکت میں آتا ہوں میں تو وہ بری شے ہوں کہ فطرت کی کمین گاہوں میں بزم ارواح کی لطافت اور صبح درخشاں کی لہر بن کر داخل ہو جاتا ہوں۔ میرے سامنے تو مجھ سے مقابلہ کرنے والے اور میرے دشمن ابر کا سایہ تلاش کرتے پرندوں کی طرح چھپتے پھرتے ہیں یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو سطرون نے فیصلہ کن انداز میں کہا دیکھ بوڑھے تیری لافزنی تیرا تکبر تیرا گھمنڈ حد سے بڑھ گیا ہے اب مجھے تیرے ساتھ کچھ معاملہ کرنا ہی پڑے گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد جب سطرون اپنی آستینیں چڑھاتا ہوا آگے بڑھا تو یوناف چند قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہنے لگا دیکھ میرے ساتھ ٹکرانے سے پہلے ایک شرط پر تو مجھ سے رضامند ہو اور وہ یہ کہ میرے ساتھ تو اکیلا مقابلہ کرے گا تو جانتا ہے کہ میرے ساتھ میری بوڑھی بیوی ہے یہ میری کوئی مدد نہیں کر سکتی میں تیرے ساتھ مقابلہ بھی اپنی خوشی اور رضامندی کے ساتھ کر رہا ہوں پس تو میرے ساتھ عہد کر کہ تیرے ساتھ جو تیرے یہ تین ساتھی ہیں وہ ہم دونوں کے مقابلے میں دخل اندازی نہیں کریں گے سطرون کے جواب دینے سے پہلے ہی بستی کے وہ لوگ جو مڑ کر وہاں آ کھڑے ہوئے تھے۔ وہ بھی بڑی دلچسپی سے ان کی گفتگو سننے لگے تھے ان میں ایک ہٹا کٹا جوان چند قدم آگے بڑھا اور یوناف کو مخاطب کر کے وہ

کہنے لگا۔

دیکھ بوڑھے میں نہیں جانتا تو کون ہے کہاں سے آیا ہے لیکن اگر تو ان لوگوں سے اپنی خوشی اور رضامندی سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو تمہارے مقابلے سے ہم لوگ لطف اندوز ہوں گے اور اگر تمہارے اس مقابلے میں تمہارے ساتھ ٹکراتے ہوئے اس نے اپنے ان تینوں ساتھیوں کو بھی ملوث کرنے کی کوشش کی تو میں اور میرے سارے ساتھی ان کے خلاف حرکت میں آئیں گے اور مار مار کر ان کی ہڈی پسلیاں توڑ دیں گے لہٰذا تم بے فکر ہو کر اس سے مقابلہ کرو یہ اکیلا ہی تمہارے سامنے رہے گا اپنے ساتھیوں کو اس کام میں ملوث نہیں کرے گا وہ جوان جب خاموش ہوا تو یوناف دو قدم آگے بڑھا اور سطرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ اجنبی اب جبکہ مجھے اس بستی کے لوگوں نے ضمانت دے دی ہے تو میں تجھے مقابلے کی دعوت دیتا ہوں آگے بڑھ مجھ سے ٹکرا پھر دیکھ اس قبرستان میں لوگ کسے کس کے سامنے مغلوب اور زیر ہوتا دیکھتے ہیں یوناف کی اس گفتگو پر سطرون غضب آلود ہو کر آگے بڑھا اپنا ہاتھ اس نے فضا میں بلند کیا اور چاہتا تھا کہ ایک بھرپور ضرب وہ یوناف کے سر پر لگائے پر یوناف نے فضا میں اٹھا ہوا اسکا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا پھر اسے مروڑتے ہوئے ایک جھٹکے کے ساتھ ایسی قوت اور ایسی طاقت کے ساتھ اس نے لہرایا کہ سطرون کو وہ فضا میں بل دیتا ہوا نیچے لایا اور پھر ایک قبر پر اس نے بری طرح پٹخ دیا تھا بستی کے جمع ہونے والے لوگ یوناف کے اس حیرت انگیز کمال پر اسے حیرت اور تعجب سے دیکھ رہے تھے جبکہ قبر پر بری طرح گرنے کے بعد اب سطرون اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اتنے لوگوں کی موجودگی میں جو اس بوڑھے نے اسے پٹخا تھا تو وہ اسے اپنی بے عزتی اپنی ہتک اور اپنی کم ظرفی محسوس کر رہا تھا لہٰذا وہ پھر جنگلی ریچھ کی طرح آگے بڑھا اور یوناف پر حملہ آور ہوا۔

سطرون پھر آگے بڑھا یوناف اچانک کمان سے نکلنے والے تیر کی طرح حرکت میں آیا اور لگاتار کئی آہنی مکے اس نے سطرون کے چہرے اسکی گردن اور اس کے پیٹ پر داغ دیئے تھے یہ مکے ایسے زور دار ایسے پرقوت تھے کہ ان کے لگنے سے تکلیف کے باعث سطرون بری طرح بلبلا اٹھا تھا اسکے بعد یوناف نے سطرون کو دم نہیں لینے دیا اس نے پھر مکوں کی بارش کر دی یہاں تک کہ اس نے سطرون کی کمر پر ہاتھ ڈالا اور انہیں دونوں بازوؤں کی گرفت سے اس قوت سے اپنی طرف کھینچا کہ سطرون کی ہڈیاں اس نے چٹخا کر رکھ دی تھیں پھر ہوا میں بلند کرتے ہوئے سطرون کو یوناف نے اس بارش گر کی تازہ قبر پر پٹخا اور ساتھ ہی اس پر جست لگا دی۔

قبر پر گرانے کے بعد یوناف کافی دیر تک سطرون کو مارتا رہا یہاں تک کہ مار مار کر سطرون کو اس نے ادھ موا کر دیا تھا جب سطرون بالکل اٹھنے کے قابل نہ رہا تو یوناف نے اسے اپنے دونوں ہاتھوں پر فضا میں بلند کیا اور اسے عارب کے پاؤں پر پٹخ دیا پھر اس نے عارب نبیطہ اور زروعہ تینوں کو مخاطب کر کے کہا لگتا ہے تم تینوں اس بدتمیز اور اوباش لفنگے اور اچکے کے ساتھی ہو اسکے پٹنے اور مار کھانے کے بعد اگر تم میں سے بھی کوئی مجھ سے ٹکرانا چاہے تو میں اسے بھی دعوت دیتا ہوں تاکہ تمہیں بھی کوئی شک و شبہ نہ رہے کہ افریقہ کے رہنے والے لوگ کمزور اور ناتواں ہیں تم چاروں اس سرزمین میں مجھے اجنبی لگتے ہو لہٰذا یہاں سے دفع ہو جاؤ اور آئندہ کبھی بھی تم لوگ مجھ بوڑھے سے ٹکرانے کی کوشش نہ کرنا۔ اسکے ساتھ ہی یوناف نے اپنے پیچھے کھڑی بیوسا کا ہاتھ تھاما اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا آؤ میری زندگی کی ہم سفر چلیں یہ بدتمیز لوگ اب میرے جیسے بوڑھے سے کبھی بھی ٹکرانے کی کوشش نہ کریں گے اسکے ساتھ ہی یوناف بیوسا کو لے کر وہاں سے چلا گیا تھا۔

یوناف اور بیوسا کے بعد سطرون اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا تھوڑی دیر تک وہ انتہائی لاچاری اور بے بسی سے عارب نبیطہ اور زروعہ کی طرف دیکھتا رہا اس دوران زروعہ آگے بڑھی اور بڑی ہمدردی اور دردمندی کا اظہار کرتے ہوئے اس نے سطرون کے کپڑے جھاڑے اور اسے مخاطب کر کے وہ کہنے لگی یہ کوئی بوڑھا یا کوئی پرانی بدروح تھی میں قطعاً یہ امید تک نہ کر سکتی تھی کہ بوڑھا یوں تم پر غالب آ جائے گا سن سطرون ہم تو تمہیں اس کائنات کا سب سے طاقتور ترین خیال کرتے رہے لیکن میری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ بوڑھا تم پر کیسے غالب آ گیا اس پر سطرون بولا اور کہنے لگا سمجھ نہیں آئی اس بوڑھے میں اتنی طاقت اور قوت کیسے آ گئی پر میں اس سے اپنا انتقام ضرور لے کر رہوں گا اس لئے کہ اس نے سب لوگوں کی موجودگی میں مجھے بے عزت کر کے رکھ دیا ہے آؤ دونوں میاں بیوی کا تعاقب کریں اور دیکھیں کہ یہ کہاں قیام کرتے ہیں یہ خود بھی مجھے ان سرزمیوں میں اجنبی لگتے ہیں کیونکہ جب بستی کے لوگوں نے مڑ کر ہمارا مقابلہ دیکھنا چاہا تو ان میں سے ایک نوجوان نے کہا تھا کہ میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو اور کیا ہو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں میاں بیوی یا تو اجنبی ہیں یا اس بستی میں کسی کے گھر مہمان آئے ہوئے ہیں آؤ اسکی رہائش گاہ دیکھتے ہیں پھر مناسب موقع جان کر اس پر وارد ہوں گے اور اس پر ایسی ضرب لگائیں گے کہ یہ یاد رکھے گا کہ کسی سے ٹکرانے کی جرات کی تھی عارب نبیطہ اور زروعہ نے سطرون کی اس گفتگو سے اتفاق کیا پھر وہ بڑی تیزی سے چلتے ہوئے یوناف اور بیوسا کا تعاقب کرنے لگے تھے۔

بستی کے قریب جانے کے بعد اچانک یوناف نے ابلیکا کو پکارا اور اسکے تین بار پکارنے کے بعد ابلیکا نے فوراً اسکی گردن پر لمس دیا پھر وہ مسکراتی ہوئی قہقہے برساتی ہوئی آواز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی سنو یوناف میرے حبیب میں تم دونوں پر برابر نگاہ رکھے ہوئے ہوں قبرستان میں سطرون کو مار مار کر تم نے جو اسکی حالت کی اس پر تم نے میرا جی خوش کر کے رکھ دیا ہے اب وہ اس بات پر پریشان ہے کہ تم جیسے بوڑھے نے کیسے اور کس طرح اس پر قابو پا کر اسے اس قدر اذیت ناک مار ماری ہے یوناف وہ چاروں ابھی تک تم دونوں میاں بیوی کو پہچانے نہیں ہیں اس موقع پر یوناف بولا اور ابلیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو ابلیکا تمہارا کیا خیال ہے اس وقت ہم دونوں میاں بیوی کو کیا کرنا چاہئے اس پر ابلیکا اسی طرح مسکراتی ہوئی آواز میں کہنے لگی دیکھو اس بستی کے مشرق میں دریائے نیل کے کنارے پر ایک سرائے ہے تم اسکی طرف جاؤ اور اس میں قیام کر لو میں سطرون عارب نبیطہ اور زروعہ پر نگاہ رکھوں گی وہ جہاں کہیں بھی گئے اور جہاں کہیں میں نے مناسب سمجھا ان پر ضرب لگائی جانی چاہئے میں تم کو ضرور اطلاع کر دوں گی اب تم دونوں سیدھے سرائے کا رخ کرو اسلئے کہ وہ چاروں تمہارے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں میرے خیال میں وہ تمہیں اپنا ہدف اور نشانہ بھی بنانے کی کوشش کریں گے اسلئے کہ وہ تم سے انتقام لینا چاہتے ہیں اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

سنو ابلیکا تمہارے کہنے پر میں بستی کے مشرق میں دریائے نیل کے کنارے والی سرائے کی طرف جا رہا ہوں تم دیکھتی رہنا کہ سرائے کے قریب جا کر میں انکے ساتھ کیا سلوک کرتا ہوں یہ خود ہی میرا تعاقب ترک کر کے کہیں اور رہائش رکھنے پر مجبور ہو جائیں گے اسکے ساتھ ہی یوناف خاموش ہو گیا پھر وہ بڑی تیزی سے بیوسا کا ہاتھ تھامے بستی کے مشرقی حصے کا رخ کر رہا تھا۔ بستی کے مشرق میں دریائے نیل کے کنارے سرائے کے مل جانے کے بعد بیوسا کا ہاتھ تھامے یوناف چلتے چلتے ایک جگہ ایک درخت کے پاس رک گیا۔ انہیں رکتے دیکھ کر ذرا فاصلے پر سطرون عارب نبیطہ اور زروعہ بھی رک گئے تھے انہیں رکتے دیکھ کر یوناف نے کوئی فیصلہ کیا پھر وہ واپس آیا اور ان کے قریب آ کر کہنے لگا ان سرزمینوں میں داخل ہونے والے اجنبیو میں جانتا ہوں تم میرا تعاقب کرتے چلے آ رہے ہو اور تم مجھ سے اپنی شکست کا بدلہ لینا چاہتے ہو جو تمہارے مقدر میں قبرستان میں نازل ہوئی سنو میں اپنی بیوی کے ساتھ اس سامنے والی سرائے میں قیام کر رہا ہوں تم چاروں میں سے اگر کوئی شخص کسی شک کسی شبے میں مبتلا ہو تو اس سرائے میں ضرور آنا اور ایک بات

ضرور یاد رکھنا میں نے تمہارے ایک ساتھی کو قبرستان میں مار مار کر سیدھا کیا تھا اور اسے یہ سبق اور درس دیا تھا کہ ناحق کسی سے بدی اور برائی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے اب میں سرائے میں قیام کر رہا ہوں اور اگر تم میں سے کسی نے بھی مجھ سے انتقام لینے کیلئے مجھ پر وارد ہونے کی کوشش کی تو پھر یاد رکھو میں بوڑھا نہیں تمہارے لئے وحشی بن جاؤں گا اور تم چاروں کے جسموں سے تمہارا خون نکال کر باہر پھینک دوں گا میں اب سرائے کی طرف جاتا ہوں تم میں سے اگر کسی میں ہمت ہے تو میرے پیچھے سرائے میں آئے اور مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کرے پھر میں نے اس کے سامنے ازل سے لیکر ابد تک سارے ہی خونخوار جذبے اسکے سامنے لہرا کر نہیں رکھ دیئے تو مجھے بوڑھا نہیں کمبخت کہہ کر پکارنا یوناف کی یہ گفتگو سن کر سطروں نیبط عارب اور زروعہ اپنی سفلی قوتوں کو حرکت میں لائے اور فوراً وہاں سے غائب ہو گئے تھے جبکہ یوناف مطمئن انداز میں بیوسا کا ہاتھ تھامے دریائے نیل کے کنارے والی اس سرائے میں چلا گیا تھا۔

○

جن دنوں رومنوں کا جرنیل سپیو ہسپانیہ پر اپنا قبضہ مکمل کرنے کے بعد اپنے بحری بیڑے کے ذریعے ہسپانیہ سے افریقہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا تاکہ کنعانیوں کی سلطنت میں اسی طرح داخل ہو جس طرح ہانی بال اٹلی میں داخل ہو چکا ہے اور وہ افریقہ میں کنعانیوں پر اسی طرح ضرب لگائے جس طرح ہانی بال اٹلی میں ان پر لگا رہا ہے ایسے موقع پر جب یہ رومنوں کا جرنیل سپیو ہسپانیہ کی طرف بڑھ رہا تھا رومن ایک بار پھر حرکت میں آئے ہانی بال کو اٹلی سے نکالنے کیلئے انہوں نے ایک زبردست مہم شروع کی ہانی بال کے پاس اس وقت صرف (۲۰) بیس ہزار سواروں پر مشتمل ایک لشکر تھا اور (۲۰) بیس ہزار سواروں کے اس لشکر کو رومنوں نے اٹلی سے باہر نکالنے کا عزم کر لیا تھا۔ اس مقصد کیلئے رومنوں نے تقریباً ایک لاکھ رومنوں پر مشتمل ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اپنے ایک بہترین جنگجو جرنیل فلویوس کو اس لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا گیا اور پھر اسے حکم دیا کہ ہانی بال کی طرف کوچ کرے اسکے ساتھ جنگ کرے اور اسے اٹلی سے بھاگ جانے پر مجبور کرے۔

ان حالات میں ہانی بال نے پے در پے افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف اپنے قاصد بھجوائے اور اپنی حکومت سے التماس کی کہ اٹلی میں رومنوں کے خلاف جنگ جاری رکھنے کیلئے انہیں تباہ و برباد کرنے کیلئے اور ان کے مرکزی شہر روم پر قبضہ کر کے رومنوں کو اپنا ماتحت بنانے کیلئے اسے کمک اور رسد کی ضرورت ہے لہٰذا وقت ضائع کئے بغیر ایک اور لشکر بھیج کر اسکی مدد کی جائے اور اسے اس لشکر [illegible]

جائے لیکن کنعانی حکمرانوں کے احساسات پر جوں تک نہ رینگی پے در پے ہانی بال کی طرف سے کمک اور رسد کیلئے قاصد آتے رہے لیکن کنعانی حکمرانؐ خاموشی اختیار کئے رہے اور انہوں نے ہانی بال کو نہ ہی کمک اور رسد بھیجی اور نہ اس سلسلے میں کوئی پیغام روانہ کیا لہٰذا ہانی بال اپنے اور اپنے لشکریوں پر ہی بھروسہ کرتے ہوئے۔رومنوں کے مقابلے میں اپنے بیس ہزار کے لشکر کے ساتھ جم گیا تھا۔

ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ ان دنوں جنوبی اٹلی میں ہرڈونیہ کے مقام پر قیام کئے ہوئے تھا رومن جرنیل فلویوس بھی اپنے ایک لاکھ کے لشکر کے ساتھ ہرڈونیہ کی طرف بڑھا اس نے اس مقام پر ہانی بال کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کرنے کا تہیہ کر لیا تھا آخرکار ہرڈونیہ کے مقام پر دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہوئے۔

رومن جرنیل فلویوس نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا مرکزی حصہ اس نے اپنے پاس رکھا اور پہلوؤں پر اس نے ان دونوں حصوں کو مقرر کیا۔ دوسری طرف کسی کو کچھ پتہ نہ تھا کہ ہانی بال نے اپنے لشکر کو تقسیم کیا بھی ہے کہ نہیں بہرحال جنگ کی ابتداء رومنوں کے جرنیل فلویوس کی طرف سے کی گئی فلویوس نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ سامنے کی طرف سے کنعانیوں پر ضرب لگانے کیلئے پیش قدمی کی جبکہ اپنے دونوں لشکروں کو اپنے دائیں اور بائیں پہلو پر رکھتے ہوئے اس نے دونوں حصوں کو بڑی تیزی سے پیش قدمی کرنے کا حکم دیا تھا لہٰذا وہ دونوں لشکر آگے بڑھتے ہوئے کنعانیوں کے لشکر پر دائیں اور بائیں پہلو سے حملہ آور ہو گئے تھے اب صورتحال یہ تھی کہ ہانی بال کا لشکر دو حصوں میں بٹ کر دائیں اور بائیں پہلو کی طرف سے حملہ آور ہونے والے رومنوں کے سامنے ڈٹ گیا تھا گو بیس ہزار کنعانیوں کے مقابلے میں رومنوں کا ایک لاکھ کا لشکر برسرپیکار تھا لیکن ہانی بال نے ہمت نہیں ہاری تھی جس وقت ہانی بال کا لشکر پہلوؤں کی طرف سے حملہ آور ہونے والے رومنوں سے جنگ کرنے میں مصروف تھا عین اسی وقت رومن جرنیل فلویوس تیسرے لشکر کے ساتھ کنعانیوں کے لشکر کے وسطی حصے پر حملہ آور ہوا اسکا ارادہ تھا کہ اسکے لشکر کے دو حصے پہلے ہی کنعانیوں کے دائیں بائیں پہلو پر ضرب لگا چکے ہیں اب وہ درمیانی حصے پر بھی حملہ آور ہو گا تو کنعانی اس سہ طرفہ حملے کو برداشت نہ کرتے ہوئے میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوں گے۔

رومن اپنے جرنیل فلویوس کی سرکردگی میں کنعانیوں کے پہلوؤں اور وسطی حصے پر سناٹوں کی گونج میں لمحوں کے طوفان اور اداس پتوں کی زرد رت میں مستور و جاندار محرک بدلیوں کی طرح حملہ آور ہوئے تھے انہوں نے کنعانیوں پر آگ کی لپٹوں کرب و الم کی

یورش اور ظلم و ستم کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے کچھ ایسا سماں باندھ دیا تھا گویا کوئی بحر انقلاب ابل پڑا ہو کنعانیوں کے خلاف رومن ہر دوراہے پر صلیب اور ہر موڑ پر الجھن کھڑی کرنے کا عزم کئے ہوئے تھے دوسری طرف ہانی بال بھی بڑا مطمئن اور پر سکون تھا جس وقت وہ اپنے پہلوؤں کی طرف سے حملہ آور ہونے والے رومنوں کے سامنے اپنا دفاع کئے ہوئے تھا اور عین اس وقت اسکے وسطی حصے کی طرف سے فلویوس بھی اپنے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوا تھا ہانی بال کے لشکر میں تبدیلی اور انقلاب رونما ہوا وہ اس طرح کہ رومن جرنیل جونہی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ کنعانیوں پر حملہ آور ہونے لگا وسطی حصے میں جنگ کرتے ہوئے کنعانی اچانک حرکت میں آئے اپنی تلواریں انہوں نے نیام میں کر لی اور اپنی کمانیں اور اپنے تیر انہوں نے سنبھال کر ایسی تیزی اور ایسی سختی سے انہوں نے فلویوس کے لشکر پر تیر اندازی شروع کی کہ رومنوں نے اس لشکر کے حصے کی اگلی صفوں کو چھید کر رکھ دیا تھا اپنی کئی صفوں کی تباہی و بربادی کے بعد رومن کافی محتاط ہو گئے تھے اور وہ پیچھے ہٹنا شروع ہو گئے تھے اسی وقت اچانک ہانی بال نے اپنے لشکر کو ایک مخصوص اشارہ کیا اور یہ اشارہ پاتے ہی کنعانیوں کے اندر ایک انقلاب اور ایک طوفان برپا ہو گیا تھا۔

کنعانی فوراً پہلو پر حملہ آور ہونے والے رومنوں کی طرف سے ہٹ گئے وہ اپنے جرنیل ہانی بال کی سرکردگی میں فلویوس کے وسطی حصے کی طرف بڑھے جسکی اگلی صفوں کو انکے تیر اندازوں نے چھید کر رکھ دیا تھا۔ ہانی بال اپنے لشکر کے آگے آگے تھا پس وہ رومن جرنیل فلویوس کے لشکر کے حصے پر عزم راسخ' زہریلی صداؤں اور عہد محکم میں بے عکس ہیولوں کی طرح حملہ آور ہوا تھا اس نے رومنوں کے دل کے صحراء میں نزع کے لمحات طاری کرنا شروع کر دیئے تھے اپنے تباہ کن اور خوفناک حملوں میں ہانی بال نے رومنوں کی حالت پرانی صداؤں کے کھنڈرات اور زندگی کی بیکراں مسافتوں میں وحشت بھری تنہائیوں اور یادوں کے صنم خانوں میں پت جھڑ کے مارے پیڑوں جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔

ہانی بال کا یہ حملہ اچانک خوفناک اور جان لیوا تھا کہ رومنوں کے وسطی حصے میں کام کرنے والے یہ لشکر ہانی بال کے دباؤ کو برداشت نہ کر سکا ہانی بال نے دوسرا بڑا کام یہ کیا کہ اپنے محافظ دستوں کے ساتھ وہ اس سمت بڑھا تھا جہاں رومن جرنیل فلویوس جنگ کر رہا تھا رومن لشکروں کو مارتے کاٹتے ہانی بال رومن جرنیل فلویوس کے بالکل سامنے جا نمودار ہوا فلویوس نے ہانی بال کے وار سے بچنے کی کوشش کی لیکن ہانی بال کا پہلا ہی وار ایسا بھرپور تھا کہ ہانی بال نے فلیویس کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی دوسرے پہلوؤں پر

جنگ کرنے والے رومن لشکر کے حصوں نے جب دیکھا کہ ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ سمٹ کر ایک دم انکے لشکر کے وسطی حصے پر حملہ آور ہوا تو وہ دونوں حصے اسکے پیچھے لگ گئے تھے لیکن انکے پہنچنے سے پہلے ہانی بال نے رومن لشکر کے وسطی حصے کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا تھا پھر وہ مڑ کر پہلوؤں پر حملہ آور ہونے والے دونوں لشکروں سے نپٹنے کیلئے تیار ہو گیا تھا۔

اس وقت تک رومن لشکر میں یہ خبر بھی پھیل گئی تھی کہ کنعانیوں کے جرنیل ہانی بال نے انکے جرنیل فلویوس کو قتل کر دیا ہے یہ خبر پھیلتے ہی رومن پریشان اور بدحواس ہو گئے ہانی بال نے بھی انکی بدحواسی بے نظمی اور بے ترتیبی کو بھانپ لیا تھا لہٰذا وہ مڑا اور اپنی پوری خونخواری اور درندگی کے ساتھ وہ رومنوں پر حملہ آور ہوا رومنوں کے لشکر کے وہ دونوں حصے ہانی بال کے سامنے زیادہ دیر تک نہ ٹھہر سکے ہانی بال نے ان دونوں حصوں کو بدترین شکست دی لہٰذا رومن میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے ہانی بال نے انکا تعاقب کیا بیشمار رومنوں کو قتل کیا اور بہت کم رومن ایسے بچے جو اپنی جانیں بچانے میں کامیاب ہو سکے تھے اس طرح رومنوں کو انکی اپنی ہی سرزمین میں ہانی بال نے پھر ایک بار اپنے بیس ہزار کے لشکر کے ساتھ ان کے ایک لاکھ سواروں پر مشتمل لشکر کو بدترین شکست دے کر یہ ثابت کر دیا تھا کہ ہانی بال رومنوں کو ہر میدان میں زیر اور مغلوب کرنے کی طاقت اور قوت رکھتا ہے۔

رومنوں کو ہانی بال کے ہاتھوں اپنے جرنیل فلویوس کی موت اور ہرڈونیہ میں اپنے لشکر کی تباہی بربادی کا بڑا دکھ اور افسوس ہوا یہ ایک ایسا حادثہ تھا کہ جسکی وجہ سے رومنوں نے کئی دن سوگ منایا اسی سوگ کے دوران ایک بوڑھے رومن جرنیل فبیوس نے اپنی حکومت کو اپنی خدمات پیش کیں اور اس نے اپنی حکومت کو وعدہ دیا کہ جلد یا بدیر ہانی بال کو اپنی سرزمین سے نکل جانے پر مجبور کر دے گا۔ فبیوس نام کا یہ رومن جرنیل بوڑھا ہو چکا تھا لیکن ہرڈونیہ کے مقام پر جو رومنوں کو تباہی و بربادی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اسکی وجہ سے فبیوس نے ہانی بال کے خلاف حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا تھا رومن حکومت نے فبیوس کی اس پیش کش کو قبول کر لیا اور چونکہ یہ بوڑھا تھا لہٰذا نوجوان جرنیلوں کو بھی اسکے ساتھ لگا دیا تھا ان دو میں سے ایک نام مرسیلوس اور دوسرے کا نام کرسپینوس تھا پھر رومن حکومت نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اس لشکر کا سپہ سالار اسی سالہ بوڑھے فبیوس کو مقرر کیا گیا اور نائب سالاروں کی حیثیت سے مرسیلوس اور کرسپینوس کو اسکے ساتھ کر دیا گیا تھا۔

دونوں جوان جرنیل مریلوس اور کرسپینوس چاہتے تھے کہ براہ راست ہانی بال سے ٹکراتے ہوئے تین طرف سے اس پر ضرب لگائی جائے اس کے لشکر کا قتل عام کیا جائے اور جس طرح ہانی بال ہمارے کئی جرنیلوں کو موت کے گھاٹ اتار چکا ہے اسی طرح ہانی بال کا سر بھی قلم کیا جائے لیکن بوڑھا جرنیل فبیوس اپنے دونوں جرنیلوں کے ان خیالات کے خلاف تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ ہانی بال سے براہ راست ٹکرایا جائے اسے پتہ تھا کہ اگر ہم نے براہ راست ہانی بال سے ٹکرانے کی کوشش کی تو ہانی بال انہیں کچل اور مسل کر رکھ دے گا لہٰذا اس بوڑھے جرنیل فبیوس نے ٹرنٹوم شہر پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا ٹرنٹوم شہر وہ تھا جہاں سے ہانی بال اور اسکے لشکریوں کو رسد اور خوراک کا سامان پہنچتا تھا اس شہر کو کچھ عرصہ پہلے ہانی بال نے فتح کیا تھا یہاں اس نے اپنے چند کنعانی دستے بھی مقرر کئے تھے اور شہر والوں کے ساتھ ہانی بال نے ایسا شفیقانہ نرم اور فراخدلانہ سلوک کیا تھا کہ اس شہر کے لوگ نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ ہانی بال کا ساتھ دینے لگے تھے فبیوس کا خیال تھا کہ اگر وہ ٹرنٹوم کو فتح کر لے تو ہانی بال کو اس شہر سے رسد اور کمک ملنا بند ہو جائے گی اور جب ایسا ہو گا تو وہ کسی نہ کسی موقع پر ہانی بال کو بے بسی اور بے یار و مددگار کر کے شکست دینے اور اس کا سر قلم کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

اپنے اسی مقصد کے حصول کیلئے فبیوس نے اپنے دونوں جرنیلوں مریلوس اور کرسپینوس کے ساتھ ایک جرار لشکر کے ساتھ ٹرنٹوم شہر کا رخ کیا یہ سفر بڑی راز داری کے ساتھ کیا گیا دن کے وقت فبیوس اپنے لشکر کے ساتھ کہیں قیام کر لیتا اور رات کی تاریکی میں وہ پھر پیش قدمی شروع کر دیتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک روز آدھی رات کے قریب فبیوس اپنے لشکر کے ساتھ ٹرنٹوم شہر پہنچ گیا رات کی تاریکی میں شہر کے محافظ غافل پڑے ہوئے تھے انہیں یہ امید تک نہ ہو سکتی تھی کہ رومن اس طرح ان پر حملہ آور بھی ہو سکتے ہیں لہٰذا رات کی تاریکی اور غفلت سے فبیوس نے خوب فائدہ اٹھایا رسیوں کی سیڑھیوں کے ذریعے سے اپنے لشکر کو فصیل کے اوپر لے گیا لمحوں کے اندر اس فبیوس نے اپنے دونوں جرنیلوں کے ساتھ مل کر فصیل کے اوپر شہر کے محافظوں کا صفایا کر دیا پھر جو دستے دیوار پر چڑھے تھے ان کے ساتھ فبیوس شہر میں اترا شہر کا مشرقی دروازہ کھول دیا جسکے بعد رومنوں کا لشکر سیلاب کی طرح ٹرنٹوم شہر میں داخل ہو گیا وہاں جو کنعانیوں کے محافظ دستے تھے ان ہی کا نہیں بلکہ شہر کے اکثر لوگوں کا فبیوس نے قتل عام کرا دیا اس طرح فبیوس اپنے ارادے اور اپنے مقصد کے مطابق ٹرنٹوم شہر کو فتح کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا اب یہ بھی امید ہو چلی تھی چونکہ ٹرنٹوم سے ہانی بال کو رسد اور کمک کا سامان ملنا بند ہو جائیگا لہٰذا

ہانی بال اب زیادہ دیر تک اٹلی میں قیام نہیں کر سکے گا اور اگر کرے گا تو ہمارے ہاتھوں شکست اٹھائے گا یا قتل ہو کر اپنے انجام کو پہنچ جائے گا۔

ٹرنٹوم شہر کے فتح ہونے کی اطلاع جب ہانی بال کو پہنچی تو اس نے دو کام کئے پہلا یہ کہ اس نے تیز رفتار قاصد کشتیوں میں سمندر کے راستے افریقہ میں اپنے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف روانہ کئے اور اپنے حکمرانوں سے اٹلی کے اندر جنگ جاری رکھنے کیلئے اور رومنوں کی مکمل تباہی و بربادی کیلئے فی الفور رسد اور کمک طلب کی دوسرا کام اس نے یہ کیا کہ اس نے اس وقت چونکہ میٹا پونٹیوم شہر میں قیام کر رکھا تھا لہٰذا اس نے ایک جعلی خط میٹا پونٹیوم شہر کے سرکردہ لوگوں کی طرف سے لکھوا کر فبیوس کی طرف روانہ کیا جس میں شہر کے ان سرکردہ لوگوں کی طرف سے فبیوس کو دعوت دی گئی تھی کہ جس طرح تم نے ٹرنٹوم شہر فتح کیا ہے اسی طرح تم میٹا پونٹیوم کی طرف بھی پیش قدمی کرو تم شہر پر شب خون مارو ہم اندر ہی اندر ہانی بال پر حملہ آور ہو جائیں گے لہٰذا میٹاپونٹیوم کو بھی ٹرنٹوم کی طرح رومنوں کے قبضے میں دیا جا سکتا ہے۔

یہ جعلی خط ٹرنٹوم شہر میں جب فبیوس کے سامنے پیش کیا گیا تو فبیوس نے اپنے دونوں جرنیلوں مریلو اور کرسپینوس کو طلب کیا پہلے اس نے میٹاپونٹیوم سے آنے والے اس خط کو ان دونوں جرنیلوں کے سامنے رکھا اور انہیں پڑھنے کیلئے کہا جب وہ دونوں جرنیل خط پڑھ چکے تو فبیوس نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا کہو اس خط میں ہمیں جو پیش کش کی گئی ہے اسکے متعلق تمہارا کیا خیال ہے اس پر مریلوس بولا اور کہنے لگا لگتا ہے جیسے حالات خود بخود ہمارے حق اور طرف داری میں ہوتے جا رہے ہیں اگر میٹاپونٹیوم کے لوگ اندر ہی اندر ہمارے ساتھ ساز باز کر کے ہانی بال کو زیر اور مغلوب کرنا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے بہترین اور سنہری موقع ہے اور ہمیں اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہئے ہمیں فورا میٹا پونٹیوم شہر کے لوگوں کی اس پیش کش کو قبول کرتے ہوئے میٹا پونٹیوم کی طرف پیش قدمی کرنی چاہیے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہانی بال کو ہلاک کرنے یا کم از کم اسے اٹلی سے نکالنے کا سب سے اچھا اور مناسب موقع ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد مریلوس جب خاموش ہوا تو فبیوس نے اپنے دوسرے جرنیل کرسپینوس کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

کرسپینوس اس سلسلے میں تم کیا کہنا چاہتے ہو میں تمہارے بھی خیالات سننا چاہتا ہوں تاکہ ہم جو بھی قدم اٹھائیں تینوں مل کر اٹھائیں اور اس میں تینوں کی رضامندی ہونی چاہیے یہ معاملہ میں اس لئے کر رہا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ میں کئی برس سے جوڑوں کے

مرض میں مبتلا ہوں میں زیادہ چاق و چوبند رہ کر جنگوں میں حصہ نہیں لے سکتا لہٰذا میری ساری کارگزاری کا دارومدار اب تم دونوں پر ہی ہو گا فبیوس کی اس گفتگو کے جواب میں کرسپینوس بولا اور کہنے لگا سنو بزرگ فبیوس میں سمجھتا ہوں کہ تمہیں ہمارے ساتھ جانے کی ضرورت ہی نہیں ٹرنٹوم شہر تم فتح کر چکے ہو اور میں سمجھتا ہوں کہ تمہاری عمر کا لحاظ کرتے ہوئے ٹرنٹوم کی فتح کو تمہاری بہترین کارگزاری اور تمہاری عظیم فتح قرار دیا جا سکتا ہے میں تمہیں یہ مشورہ دوں گا کہ تم ٹرنٹوم سے آرام کرنے کیلئے روم چلے جاؤ میں اور مرسیلوس میٹاپونیٹوم کا رخ کریں گے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم دونوں مل کر میٹاپونیٹوم کے شہریوں کی مدد سے ہانی بال کو نیست و نابود کر کے رکھ دیں گے یہاں تک کہنے کے بعد جب کرسپینوس خاموش ہوا تو مرسیلوس بولا اور کہنے لگا میں بھی اپنے ساتھی کرسپینوس کی تائید کرتا ہوں بزرگ فبیوس تم روم جا کر آرام کرو اب ہم ہانی بال اور اسکے لشکریوں سے خوب نبٹیں گے فبیوس نے اپنے دونوں جرنیلوں کی اس پیش کش سے اتفاق کیا لہٰذا دوسرے روز وہاں سے کوچ کیا گیا فبیوس اپنے چند محافظوں کے ساتھ روم چلا گیا جبکہ مرسیلوس اور کرسپینوس دونوں جرنیل اپنے جرار لشکر کے ساتھ ٹرنٹوم سے نکل کر میٹاپونیٹوم کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

دوسری طرف ہانی بال کو بھی اسکے جاسوسوں کے ذریعے سے خبر ہو گئی تھی کہ رومن جرنیل مرسیلوس اور کرسپینوس ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ اس پر حملہ آور ہونے کیلئے میٹاپونیٹوم شہر کی طرف بڑھ رہے ہیں لہٰذا وہ بھی ان دونوں سے نبٹنے کیلئے پوری طرح تیار ہو گیا تھا چند ہی دن بعد مرسیلوس اور کرسپینوس بھی اپنے لشکر کے ساتھ میٹاپونیٹوم شہر کے پاس نمودار ہوئے انکے لشکر کی تعداد اس وقت کم از کم ہانی بال کے لشکر سے دس گنا زیادہ ہو گی پھر بھی ہانی بال نے ان سے ٹکرانے کا عزم کر لیا تھا۔

میٹاپونیٹوم شہر کے باہر رومن اور کنعانی ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہو گئے تھے۔ دونوں لشکر قطرۂ سیماب میں زندگی کی تڑپ کی طرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔ کمال ابن آدم راز مشیت میں ڈوب کر حکایت خونچکاں بلند کرنے لگا بے سوز سینوں میں آگ کی لپٹیں جوش مارنے لگی تھیں میدان جنگ میں محرومیوں کی داستانیں' جان سوز کراہیں رقص کرنے لگی تھیں رومن اور کنعانی ایک دوسرے پر ٹوٹتے ستاروں کی لپک' لہراتی تاریکیوں خوفزدہ آوازوں اور لہر لہر لپکتے شعلوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ میٹاپونیٹوم شہر سے باہر کافی دیر تک رومنوں اور کنعانیوں میں جنگ ہوتی رہی شروع شروع میں رومنوں کو کافی حوصلہ تھا کہ انکے لشکر کی تعداد دس بارہ گناہ ہانی بال کے لشکر سے زیادہ ہے لہٰذا وہ ہانی

بال کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیں گے لیکن انہوں نے دیکھا ہانی بال اپنے مختصر سے لشکر کے ساتھ میدان جنگ میں رومنوں کے لشکر کے سامنے اس طرح ڈٹا ہوا تھا جس طرح کوئی صدیوں پرانی چٹان سمندر کے بیچ میں بے خوف و بیباک کھڑی ہو۔

ہانی بال کو یہ امید تھی کہ شاید اتنی دیر تک اسے اپنے حکمرانوں کی طرف سے قرطاجنہ سے رسد اور کمک کا سامان مل جائے لیکن یہاں اسے مایوسی ہوئی نہ ہی اسکے قاصد واپس آئے اور نہ ہی اسے رسد اور کمک کا سامان ملا لہٰذا اپنی موجودہ قوت پر ہی بھروسہ کرتے ہوئے وہ بڑھ چڑھ کر رومنوں پر ضربیں لگانے لگا تھا میٹاپونیٹوم شہر کے باہر رومنوں کنعانیوں کے درمیان جنگ ہوتی رہی یہاں تک کہ رومنوں نے محسوس کیا کہ کنعانیوں سے دس گناہ زیادہ ہونے کے باوجود کنعانیوں کا سامنا کرتے ہوئے رومن ہچکچانے لگے ہیں پھر آہستہ آہستہ رومنوں کے لشکر میں شکست و ریخت کے آثار پیدا ہونے شروع ہو گئے اگلی صفوں سے رومن منتشر ہونا شروع ہو گئے تھے اسلئے کہ کنعانیوں نے سر سے کفن باندھ کر ان کا قتل عامہ شروع کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ یہ نوبت آ گئی کہ اگلی صفوں کے رومن بھاگ لئے تھے جسکی وجہ سے پچھلی صفوں میں بھی افراتفری کا عالم برپا ہو گیا یہ صورتحال دیکھتے ہوئے ہانی بال اپنے مختصر سے لشکر کے ساتھ بگولے سے آندھی اور طوفان کی صورت اختیار کر گیا تھا اور چاروں طرف سے اس نے رومنوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔

یہ لمحات رومنوں کے لئے بڑے صبر آزما تھے انکے جرنیلوں مرسیلوس اور کرسپینوس نے اپنی طرف سے بھتیری کوشش کی کہ اپنے لشکر کو سنبھالا دیکر پھر کنعانیوں کے سامنے جمنے پر مجبور کریں لیکن وہ ایسا نہ کر سکے یہاں تک کہ نوبت یہ پہنچی کہ رومن لشکر کو مکمل طور پر شکست ہوئی اور وہ بھاگ نکلا مرسیلوس اور کرسپینوس دونوں اپنے شکست خوردہ لشکر کے ساتھ بھاگ کر ایک قریبی شہر وینوسیا میں جا کر محصور ہو گئے تھے۔

وینوسیا میں محصور ہو کر مرسیلوس اور کرسپینوس نے آپس میں صلاح و مشورہ کیا اور گزشتہ جنگ میں جو خامیاں انکے لشکر اور جنگ کرنے میں رہ گئی تھیں ان پر تفصیلی بحث کرنے کے بعد ان سے بچنے کا عہد کیا گیا اور پھر فیصلہ کیا کہ دوبار ایک بار پھر ہانی بال سے جنگ کی جائے اپنے لشکریوں کا حوصلہ انہوں نے بڑھایا اور انہیں چند دن آرام اور سکون کا موقع بھی فراہم کیا دوسری طرف ہانی بال نے میٹاپونیٹوم میں ہی قیام کیے رکھا جنگ میں جو اسکے سپاہی زخمی ہو گئے تھے ان کی اس نے دیکھ بھال کی ان کی مرہم پٹی کا سامان کیا اور اپنے سپاہیوں کا حوصلہ بھی بڑھاتا رہا۔ چند دن بعد مرسیلوس اور کرسپینوس اپنے لشکر کے ساتھ وینوسیا شہر سے نکلے اور ہانی بال کی طرف بڑھے میٹاپونیٹوم شہر سے ایک بار پھر رومنوں

اور کنعانیوں کے درمیان جنگ ہوئی جس میں ہانی بال نے پھر رومنوں کو بدترین شکست دی یہاں کہ مرسیلوس اور کوسپینوس دوبارہ میدان جنگ سے بھاگ کر وینوسا شہر میں پناہ گزین ہو گئے اور یہاں سے انہوں نے اپنے تیز رفتار قاصد اپنے مرکزی شہر روم کی طرف بھجوائے اور اپنے حکمرانوں سے انہوں نے مزید لشکر طلب کر لئے تھے حالانکہ جس قدر لشکر ان کے پاس تھا اسکی تعداد اب بھی ہانی بال کے لشکر سے کم از کم پانچ گنا زیادہ تھی باقی پانچ گنا کو ہانی بال نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

تقریباً ایک ماہ تک مرسیلوس اور کوسپینوس وینوسیا شہر میں محصور رہے یہاں تک کہ روم سے انہیں ایک اور بڑا لشکر مہیا کر دیا گیا اب انکے لشکر کی تعداد پھر ہانی بال کے لشکر سے دس گنا زیادہ ہو گئی تھی تازہ دم لشکر کے آنے کی وجہ سے مرسیلوس اور کوسپینوس کے حوصلے پھر بلند ہو گئے تھے دوسری جانب جب ہانی بال نے دیکھا کہ دونوں رومنوں جرنیلوں کو وینوسیا شہر میں مزید رسد اور کمک مل گئی ہے تو اس نے اپنے لشکر کے ساتھ بیناپونیٹوم شہر سے پیش قدمی کی اور یہاں سے نکل کر اس نے وینوسیا شہر کے باہر آ کر پڑاؤ کیا مرسیلوس اور کوسپینوس دونوں جرنیلوں نے شہر کے اندر محصور ہو کر جنگ لڑنا اپنی توہین سمجھا لہٰذا وہ اپنے لشکر کے ساتھ وینوسیا شہر سے نکلے اور اپنے لشکر کے ساتھ وہ ہانی بال کے سامنے خیمہ زن ہوئے ایک بار پھر رومنوں اور کنعانیوں کے درمیان وینوسیا شہر کے باہر جنگ ہوئی یہ انتہائی ہولناک جنگ تھی یہ مقابلہ بھی ایک دس کی نسبت سے تھا لیکن ہانی بال کچھ ایسا تجربہ کار ایسا تیز اور ایسا جنگجو اور ایسا دلیر اور فاتح جرنیل تھا کہ اس بار بھی اس نے رومنوں کو ہلا کر رکھ دیا اس نے رومنوں کو پے در پے یہ تیسری بدترین شکست دی اس جنگ میں مرسیلوس مارا گیا اور دوسرا جرنیل کوسپینوس بری طرح زخمی ہوا اور وہ بھی ان زخموں کی تاب نہ لا کر مر گیا رومن لشکر کچھ کٹ مرا اور کچھ بھاگ کر تتر بتر ہو گیا اس طرح ہانی بال نے کمال جراتمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے رومنوں کے اس لشکر کا بھی صفایا کر دیا تھا۔

ہانی بال کو قرطاجنہ سے رسد اور کمک نہیں ملی تھی پھر بھی وہ بے یار و مددگار رومنوں کو شکست پر شکست دیتا چلا جا رہا تھا اب رومنوں کو پکا اور پختہ یقین ہو گیا تھا کہ وہ کسی بھی میدان میں نہ ہانی بال کو شکست دے سکتے ہیں اور نہ ہی وہ ہانی بال کو اپنی سرزمین سے نکال سکتے ہیں اس موقع پر اگر قرطاجنہ سے ہانی بال کو مدد مل جاتی تو ہانی بال یقیناً پورے اٹلی پر قبضہ کر لیتا اس طرح کنعانی عرب پورے اٹلی کے مالک بن جاتے اور آج دنیا کی تاریخ موجودہ تاریخ سے بالکل مختلف ہوتی بہرحال ہانی بال ایک فاتح ایک عظیم جرنیل کی حیثیت

سے اٹلی ہی کے اندر قیام کئے رہا۔

○

دوسری طرف ہانی بال کا بھائی حسدربال اسپین سے بھاگ کر اٹلی میں داخل ہو چکا تھا یونانی جرنیل کلاڈیوس نیرو جسکے پشت کی طرف سے حملہ آور ہونے کی وجہ سے اسپین میں حسدربال کو شکست ہوئی تھی وہ بھی اٹلی میں وارد ہو گیا تھا اٹلی میں داخل ہونے کے بعد ہانی بال کے بھائی حسدربال نے چند قاصد اپنے بھائی ہانی بال کی طرف بیناپونیٹوم شہر کی طرف روانہ کئے ان قاصدوں کے ذریعے حسدربال نے اپنے بھائی ہانی بال کو اپنے اٹلی میں داخل ہونے کی اطلاع دی لیکن بدقسمتی سے یہ قاصد رومنوں کے ہاتھ چڑھ گئے اور انہیں گرفتار کر کے روم لے جایا گیا اور جو پیغام وہ لے کر ہانی بال کے پاس جا رہے تھے وہ بھی رومنوں نے ان سے چھین لیا اب رومنوں کو خبر ہوئی کہ اسپین سے ہانی بال کا بھائی ایک لشکر کے ساتھ اپنے بھائی ہانی بال کے ساتھ مل گیا تو پھر اٹلی کا فیصلہ ہمیشہ کیلئے کنعانی عربوں کے حق میں ہو جائے گا اور وہ ہمیشہ کیلئے اٹلی میں قابض ہو جائیں گے لہٰذا انہوں نے فیصلہ کیا کہ حسدربال اور ہانی بال دونوں بھائیوں کو آپس میں ملنے نہ دیا جائے یہ مقصد حاصل کرنے کیلئے انہوں نے اپنے جرنیل کلاڈیوس نیرو سے کام لینے کا ارادہ کیا جو ایک فاتح کی حیثیت سے اسپین سے لوٹا تھا کلاڈیوس کے ساتھ انہوں نے ایک دوسرا جرنیل بھی لگایا جس کا نام لیویوس تھا اسے بھی ایک لشکر مہیا کیا گیا اس طرح کلاڈیوس نیرو اور لیویوس دونوں ایک متحدہ لشکر لیکر حسدربال کی طرف روانہ ہوئے۔

حسدربال کے خلاف رومنوں نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ کلاڈیوس کی سرکردگی میں دیا گیا اور دوسرا لیویوس کی کمانداری میں کلاڈیوس سامنے کی طرف سے حسدربال پر حملہ آور ہوا جبکہ لیویوس اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پیچھے کی طرف چلا گیا تھا اپنے پہلے ہی حملے میں حسدربال نے کلاڈیوس کے لشکر کو ہلا کر رکھ دیا تھا قریب تھا کہ کلاڈیوس اس جنگ میں مارا جاتا اور اس کے لشکر کو بدترین شکست ہوتی لیکن عین اس وقت حسدربال کی پشت کی طرف سے لیویوس نے اس پر حملہ کر دیا اب حسدربال کی توجہ بٹ گئی تھی اس کا لشکر پشت کی طرف سے حملہ ہونے کی وجہ سے افراتفری کا شکار ہو گیا تھا اسی افراتفری کے عالم سے دونوں رومن جرنیلوں نے خوب فائدہ اٹھایا جی بھر کے انہوں نے کنعانیوں کا قتل عام کیا یہاں تک کہ ہانی بال کے بھائی حسدربال کی بھی گردن انہوں نے کاٹ دی تھی اس طرح اس جنگ میں کلاڈیوس نیرو اور لیویوس کو پہلی بار کنعانیوں کے مقابلے میں کامیابی حاصل ہوئی تھی حسدربال کا سرکاٹ کر کلاڈیوس نیرو نے چند کنعانی

قیدیوں کے ہاتھ ہانی بال کی طرف روانہ کر دیا تھا جب ہانی بال کے سامنے اس کے بھائی حسدربال کا کٹا ہوا سر پیش کیا تو وہ غم اور دکھ سے دہرا ہوکر رہ گیا تھا اس کے تاثرات سے لگتا تھا کہ بھائی کی موت نے اس کی کمر توڑ کر رکھ دی تاہم اس نے ہمت نہ ہاری اور اٹلی کے اندر ڈٹے رہنے کا عزم کئے رکھا۔

○

دوسری طرف رومن جرنیل سپیو اسپین میں کنعانیوں کے قبضے کا خاتمہ کرنے کے بعد بحری بیڑے کے ذریعے افریقی ساحل پر اتر گیا تھا اس کے ساتھ بھی ایک بہت بڑا جرار لشکر تھا افریقہ کے ساحل پر اترنے کے بعد اس نے ایک جگہ اپنے لشکر کا پڑاؤ کیا اور اپنے چند محافظ دستوں کے ساتھ افریقہ کے جنگلی قبائل کے بادشاہ سائفکس کی خدمت میں حاضر ہوا سپیو نے سائفکس کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی اسے یقین دلایا کہ اگر وہ کنعانیوں کے خلاف رومنوں کا ساتھ دے تو آنے والے دور میں نہ صرف یہ کہ رومن کنعانیوں کے ...ٹے میں اس کی مدد کریں گے بلکہ اسے مال و اموال سے مالا مال بھی کر کے رکھ دیں گے ... ہی تھا کہ سائفکس سپیو کی باتوں سے متاثر ہو کر کنعانیوں کے خلاف ان کا ساتھ دینے کا عہد کر لیتا لیکن اس دوران ایک اور حادثہ نمودار ہوا وہ یہ کہ کنعانیوں کا جرنیل حسدربال گسکو بھی اسپین سے افریقہ پہنچ گیا اس کے ساتھ اس کی بیٹی سوفنسبا بھی تھی اسے جب خبر ہوئی کہ رومن جرنیل سپیو سائفکس کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے تو وہ بھی اپنی بیٹی سوفنسبا کے ساتھ سائفکس کی خدمت میں حاضر ہوا حسدربال گسکو بادام و سیب کے پھولوں جیسی حسین چنار اور بیک کی کونپلوں جیسی خوبصورت کھیتوں کے جوبن جیسی تازہ پری وادیوں جیسی شاداب سسکتے تڑپتے الفاظ جیسی چنچل چرواہوں کی باوسریوں کے گیت جیسی پرکشش پرندوں کی چہچہاٹوں جیسی پرجمال اسرار حیات جیسی تجسس آمیز چڑیوں کے گیت جیسی نوخیز اور ندیوں کی گنگناہٹ جیسی نو بہار تھی اس کے ہاتھوں کا لمس جان کو معطر اور اس کی آواز کا ترنم روح کو سرور بخش دیتا تھا مجموعی طور پر سوفنسبا پیکر حسن و جمال تھی اور اس کے القاس کی مہک اپنے اندر بھرپور جذب و کشش رکھتی تھی جونہی حسدربال گسکو اپنی بیٹی سوفنسبا کے ساتھ افریقی وحشیوں کے بادشاہ سائفکس کے سامنے پیش ہوا سائفکس سوفنسبا کے حسن و جمال سے ایسا متاثر ہوا کہ اس نے دل ہی دل میں سوفنسبا کو اپنانے کا عہد کر لیا تھا۔

لہٰذا جب کنعانیوں کے سردار حسدربال گسکو نے سائفکس سے گفتگو کرتے ہوئے اس

سے التجا کی کہ وہ کنعانیوں کے خلاف رومن جرنیل سپیو کا ساتھ نہ دے تو سائفکس فوراً اس بات پر آمادہ ہوگیا تھا اور اس نے حسدربال گسکو سے اس کی بیٹی سوفنسبا کو پسند کرنے اور اس سے شادی کرنے کی خواہش کا بھی اظہار کر دیا حسدربال گسکو سائفکس کی اس گفتگو سے بے حد متاثر ہوا اور اپنی بیٹی سوفنسبا کو اسی وقت سائفکس سے بیاہ دیا پس جب سائفکس نے سوفنسبا سے شادی کر لی تو سوفنسبا بھی اس پر کچھ اس طرح حاوی اور طاری ہوگئی کہ اس نے آئندہ کے لئے اسے رومنوں کا ساتھ دینے کے لئے قطعی روک دیا تھا اس طرح وقتی طور پر رومن جرنیل سپیو کو سائفکس کے ہاں سے ناکامی اور حسدربال گسکو کو اس کی بیٹی سوفنسبا کی وجہ سے کامیابی ہوگئی تھی۔

دوسری طرف رومن جرنیل کو جب سائفکس کے ہاں سے ناکامی ہوئی تو اس نے اپنے حکمرانوں سے مزید رسد اور کمک طلب کر لی جس کے جواب میں رومن فوراً حرکت میں آئے اور سپیو کو انھوں نے مزید لشکر کے علاوہ خوراک اور نقدی بھی روانہ کر دی تھی جب یہ خوراک کے ذخائر اور مدد سپیو کو مل گئی تو سپیو نے اکیلے ہی افریقہ میں کنعانیوں کے خلاف حرکت میں آنے کا ارادہ کر لیا تھا اپنی جنگی تیاریاں پوری کرنے کے بعد سپیو کنعانیوں کی سرزمین کی طرف بڑھا تھا ان ہی دنوں ہانی بال کا بھائی ماگو اسپین سے نکل کر اٹلی میں داخل ہوا رومنوں کے ایک لشکر نے ماگو کی راہ روکی حقیقت میں ماگو چاہتا تھا کہ اپنے بھائی سے جا ملے اسے روکنے کے لئے یونانیوں نے یکے بعد دیگرے دو بڑے بڑے لشکر روانہ کیے لیکن ان لشکروں کو ماگو نے بدترین شکست دی اور وہ کامیاب و کامران جنوبی اٹلی میں اپنے بھائی ہانی بال سے جا ملا تھا اپنے بھائی ماگو اور اس کے لشکر کے آجانے کی وجہ سے ہانی بال کو بڑا حوصلہ اور تقویت ملی تھی اب اس نے ارادہ کر لیا تھا کہ پوری اٹلی کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کے بعد اٹلی کو کنعانیوں کی سلطنت میں شامل کر کے رہے گا اس کے بعد سسلی میں وارد ہو گا اور سسلی کی اینٹ سے اینٹ بجا کر اسے بھی کنعانیوں کا زیر نگین کرے گا اس طرح وہ چاہتا تھا کہ افریقہ کے علاوہ اٹلی اور سسلی میں بھی کنعانیوں کی حکومت قائم کرنے کے بعد اور وہاں سے رومنوں کو مار بھگانے کے بعد اس خواب کی تکمیل کرے جو اس نے اپنی قوم کے لئے دیکھا تھا۔

جن دنوں ہانی بال کا چھوٹا بھائی ماگو اپنے پرانے لشکر کے ساتھ ہانی بال سے ملا تھا ان دنوں افریقہ میں رومنوں کے جرنیل سپیو نے پیش قدمی شروع کر دی تھی اور یونانیوں کے سب سے بڑے سرحدی شہر منسیا کا اس نے محاصرہ کر لیا تھا کنعانیوں کے پاس اس وقت حسدربال گسکو کے علاوہ اور کوئی جرنیل نہ تھا جس پر وہ اعتماد اور بھروسہ کر سکتے تھے لہٰذا

جلدی میں انھوں نے ایک لشکر تیار کیا اس لشکر کو انھوں نے حسدربال گسکو کی سرکردگی میں منسیا کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ سپیو کا مقابلہ کرے اور اپنے شہر منسیا کا محاصرہ ترک کرنے پر مجبور کر دے سپیو کو جب خبر ملی کہ کنعانیوں کا سردار حسدربال گسکو اس کی سرکوبی کے لئے آرہا ہے تو اس نے منسیا شہر کا محاصرہ ترک کر دیا اور کھلے میدانوں میں آکر حسدربال گسکو کا انتظار کرنے لگا تھا حسدربال کے ہاتھوں اسپین چھیننے کے بعد سپیو کے حوصلے بلند تھے اور وہ امید رکھتا تھا کہ افریقہ کے ریگزاروں میں حسدربال کو پسپا ہونے پر مجبور کر دے گا۔

دوسری طرف کنعانیوں کا سپہ سالار آندھی اور طوفان کی طرح آیا اس نے منسیا کے پاس آکر رومنوں کے سامنے پڑاؤ نہیں کیا بلکہ آتے ہی اس نے سپیو کے لشکر پر حملہ کر دیا یہ حملہ ایسا زور دار ایسا خونخوار اور ایسا جان لیوا تھا کہ رومن اس کا دفاع نہ کر سکے اور تھوڑی ہی دیر کی لڑائی کے بعد حسدربال نے سپیو اور اس کے لشکریوں کو جڑ سے اکھاڑ کر رکھ دیا تھا منسیا شہر سے باہر رومنوں کے جرنیل سپیو کو بدترین شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر سمندر کے کنارے اس طرف چلا گیا جہاں رومنوں کا بحری بیڑہ پڑاؤ کیے ہوئے تھا اس شکست کے بعد سپیو نے بڑے تیز رفتار قاصد روم کی طرف بھجوائے اور اپنی قوم سے مدد طلب کی جواب میں رومنوں نے ایک اور بحری بیڑہ اور ایک بڑا لشکر سپیو کی مدد کے لئے افریقہ کی طرف روانہ کر دیا تھا جب یہ بحری بیڑہ مدد لیکر افریقہ کے ساحل پر پہنچا تو سپیو ایک بار پھر کنعانیوں سے جنگ کرنے کی تیاریاں کرنے لگا تھا۔

افریقہ میں اس وقت وحشی قبائل دو حصوں میں بٹے ہوئے تھے ایک حصے پر سائفکس حکومت کرتا تھا اور دوسرے پر گالا۔ماضی میں گالا کے ساتھ کنعانیوں کے بڑے اچھے تعلقات تھے اب جبکہ کنعانیوں کی بیٹی سوفنبا سائفکس کی بیوی بن گئی تو گالا کے ساتھ کنعانیوں کے تعلقات خراب ہوگئے اس دوران گالا مرگیا اور اس کا بیٹا منسیا وحشی قبائل کا بادشاہ بن گیا کنعانیوں کے ساتھ جنگ چھیڑنے سے پہلے سپیو نے منسیا سے تعلقات بڑھائے اور ساز باز کرنے کے بعد منسیا کو اس نے اپنے ساتھ ملا لیا اس طرح سپیو اور منسیا دونوں اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ کنعانیوں پر ضرب لگانے کے لئے آگے بڑھے تھے دوسری طرف غربی وحشی قبائل کے باشاہ سائفکس کے چونکہ کنعانیوں سے رشتہ داری جیسے تعلقات تھے لہٰذا اس نے کنعانیوں کا ساتھ دینے کا عہد کر لیا اب ایک طرف رومنوں اور منسیا کا لشکر تھا اور دوسری طرف کنعانیوں اور سائفکس کے لشکر تھے اور دونوں لشکر جنگ کرنے کے لئے ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کر چکے تھے۔

افریقہ کے غربی وحشی قبائل کا بادشاہ سائفکس حقیقت میں جنگ نہیں چاہتا تھا لہٰذا وہ قاصدوں کے ذریعے رومنوں کے جرنیل سپیو سے صلح صفائی کی بات چیت کرنے لگا قاصدوں کے ذریعے سے سائفکس نے سپیو کو یہ پیغام بھجوایا کہ کنعانی اور رومنوں کے درمیان صلح ہوجانی چاہئے اور شرط بیچ میں یہ رکھی چاہئے کہ سپیو افریقہ سے نکل کر اٹلی کی طرف چلا جائے جبکہ کنعانی اپنے نامور جرنیل ہانی بال اور اس کے بھائی ناگو کو اٹلی سے واپس افریقہ منگوالیں گے سپیو نے ان شرائط کو ماننے سے انکار کر دیا اور سائفکس کو یہ پیغام بھجوا دیا کہ یہ شرائط مجھے قبول نہیں تاہم میں اپنے قاصدوں کے ذریعے نئی شرائط بھجواؤں گا جن کی بنا پر کنعانیوں اور رومنوں کے درمیان صلح ہو سکتی ہے درحقیقت سپیو صلح نہیں چاہتا تھا بلکہ وہ شرقی وحشیوں کے بادشاہ منسیا کے ساتھ ملکر کنعانیوں اور سائفکس کے خلاف ایک سازش تیار کر رہا تھا۔

یہ سازش کچھ یوں تھی کہ کنعانیوں کے جرنیل حسدربال گسکو اور سائفکس نے سپیو اور منسیا کے لشکر کے سامنے جو پڑاؤ ڈالا تھا تو خیموں کی جگہ ان کا پڑاؤ ببول کی مضبوط اور خوبصورت جھونپڑیوں پر مشتمل تھا سپیو چاہتا تھا کہ شرائط کی گفتگو جاری رہے ایسے قاصد آتے جاتے رہیں اور ساتھ ہی حسدربال گسکو اور سائفکس کے پڑاؤ کی جاسوسی کرتے رہیں اور پھر مناسب وقت جان کر رات کے وقت اچانک حسدربال گسکو اور سائفکس کے پڑاؤ کو آگ لگادی جائے اور جب عین آگ بھڑک اٹھے تو پھر بھرپور حملہ کر کے سائفکس اور حسدربال کو بدترین شکست دی جائے۔

اپنا یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے رومن جرنیل سپیو نے صلح صفائی کے لئے بات چیت جاری رکھی اس کے قاصد آتے جاتے رہے دراصل یہ قاصد نہیں جاسوس تھے جو بڑی تفصیل اور گہری نگاہ سے حسدربال گسکو اور سائفکس کے لشکروں کی جاسوسی کرتے جارہے تھے۔ پھر ایک رات اچانک سپیو کے لشکری حرکت میں آئے اور آدھی رات کے وقت انھوں نے سائفکس اور حسدربال گسکو کے پڑاؤ کو آگ لگا دی تھی آگ لگانے والے وہی جاسوس تھے جو قاصد کی حیثیت سے سائفکس اور حسدربال گسکو کے لشکر کی طرف آتے جاتے رہتے تھے۔ رات کے وقت جب ببول کی جھونپڑیوں کو آگ لگی تو وہ بڑی تیزی سے ساحلی ہواؤں کی وجہ سے دور دور تک پھیلنے لگی جس وقت اس آگ کی وجہ سے سائفکس اور حسدربال گسکو کے لشکر میں افراتفری پھیلی اسی وقت سپیو اور شرقی وحشیوں کے جرنیل منسیا نے ان پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں کنعانیوں اور سردار سائفکس کو شکست ہوئی تاہم حسدربال گسکو اور سائفکس اپنے محافظ دستوں کے ساتھ اپنی جانیں بچا کر بھاگ نکلنے

میں کامیاب ہوگئے تھے۔

سپیو کی فتح اور کنعانیوں کی شکست کی وجہ سے کنعانی حکمرانوں کو بڑا صدمہ ہوا تھا وہ فکرمند ہوگئے کہ اگر رومن جرنیل سپیو اور شرقی وحشیوں کے بادشاہ منسیا نے مل کر کنعانی علاقوں پر اپنے حملے جاری رکھے تو کنعانیوں کو بے پناہ نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے اسی اندیشے کے تحت انھوں نے تیز رفتار قاصد کشتیوں کے ذریعے اٹلی میں ہانی بال اور اس کے بھائی ماگو کی طرف روانہ کئے افریقہ میں رومن جرنیل سپیو اور شرقی وحشیوں کے بادشاہ منسیا کی سازش کی وجہ سے اچانک رونما ہونے والے حالات سے ان دونوں بھائیوں کو آگاہ کیا اور انھیں ہر کام چھوڑ کر فی الفور افریقہ پہنچنے کے لئے لکھا۔ ہانی بال بیچارہ اپنے بھائی ماگو کے آنے کی وجہ سے پورے اٹلی پر قبضہ کرنے کی تیاریاں کررہا تھا کہ اس کے حکمرانوں نے اسے واپس طلب کر لیا ہانی بال اپنی قوم اپنے وطن سے ہمدردی اور دردمندی رکھنے والا جرنیل تھا لہٰذا وہ ان قاصدوں کے پیغام کو رد نہ کر سکا اور اپنے بھائی ماگو کے لشکر کے ساتھ اس نے روانگی کی تیاریاں شروع کر دی تھیں اگر کنعانی حکمران اس وقت ہانی بال اور اس کے بھائی ماگو کو اٹلی سے نہ بلاتے تو یقیناً" ہانی بال اور ماگو دونوں مل کر رومنوں کے مرکزی شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دیتے اور پورے اٹلی پر قبضہ کر لیتے اس طرح شمالی افریقہ کے بعد اٹلی پر بھی کنعانیوں کا قبضہ ہو جاتا اور اس کے بعد ان کے لئے یورپ کے دوسرے ممالک کے دروازے بھی کھل جاتے۔ پس مجبوراً" ہانی بال اور اس کے بھائی ماگو کو واپسی کی تیاریاں کرنا پڑیں جس وقت وہ واپسی کے لئے کوچ کرنے والے تھے ایک رومن لشکر نے حملہ آور ہو کر انھیں نقصان پہنچانا چاہا اسے دونوں بھائیوں نے ملکر بدترین شکست دی لیکن اس جنگ میں ماگو بیچارہ زخمی ہوگیا۔ بہرحال اپنے زخمی بھائی کو لیکر ہانی بال نے افریقہ کی طرف کوچ کیا راستے میں ہانی بال کا بھائی ماگو زخموں کی تاب نہ لا کر مرگیا۔ ہانی بال کے لئے یہ ایک بہت بڑا صدمہ تھا اس سے پہلے وہ اپنے بھائی حسدربال کا صدمہ برداشت کر چکا تھا اب اس کے دل پر یہ ایک نیا زخم ایک نیا چرکہ لگا تھا جس نے اس کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی بہرحال ہانی بال جو اب دکھوں کا مارا ایک انسان تھا اپنے بحری بیڑے میں تیزی سے افریقی ساحل کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

○

یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی نے ابھی تک سفید نیل کے کنارے ہی کی سرائے میں قیام کر رکھا تھا تاہم سرائے میں قیام کے دوران انھوں نے اپنی ہیئت بدل لی تھی اب

وہ اپنی اصل شکل و صورت میں وہاں قیام کئے ہوئے تھے ایک روز دونوں میاں بیوی سرائے کی عمارت سے باہر دھوپ میں ایک چٹائی پر بیٹھے تھے کہ سرائے کا مالک اور اس کے چند ساتھی ان کے قریب آئے پھر سرائے کا مالک یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا اے مہربان اجنبی اگر تم دونوں میاں بیوی برا محسوس نہ کرو تو ہم تمہارے پاس بیٹھ جائیں ہم نے سنا ہے کہ تم دونوں میاں بیوی کنعانیوں کے اندر رہے ہو اور شاید اس کا ذکر تم نے سرائے کے کسی کارکن سے کیا ہے اور اسی نے مجھ سے بھی ذکر کیا ہے سرائے کے مالک کی یہ گفتگو سنکر یوناف نے اپنے سامنے چٹائی کے خالی حصے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انھیں بیٹھنے کو کہا جب وہ بیٹھ گئے تو سرائے کا مالک پھر بولا اور کہنے لگا۔

دراصل مجھے کنعانیوں سے متعلق جاننے کی بڑی دلچسپی ہے میں ہمیشہ سے اس قوم سے متعلق دلچسپی اور ہمدردی رکھتا رہا ہوں تم دونوں میاں بیوی چونکہ اس قوم کے اندر کافی عرصہ رہ چکے ہو اور آج کل اس قوم کا نامور جرنیل ہانی بال اٹلی کے اندر رومنوں کو خوب اپنے سامنے دبائے ہوئے ہے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسی لئے تمہاری خدمت میں حاضر ہوا ہوں تاکہ اس قوم سے متعلق کچھ تفصیل تم سے جان سکوں اس پر یوناف بولا اور پوچھنے لگا تم کس قسم کی تفصیل کنعانیوں سے متعلق جاننا چاہتے ہو اس پر سرائے کا مالک پھر بولا اور کہنے لگا۔

کہ انھوں نے کیسے ترقی کی ان کی بحری تجارت کیسی ہے انکے شہر کس طرح کے ہیں انھوں نے زراعت دستکاری موسیقی عمارت سازی بحرپیمائی نو آبادیات میں کس طرح ترقی حاصل کی اگر اس سے متعلق تم کچھ تفصیل کے ساتھ کہو تو میں تمہارا بڑا شکر گزار ہوں اس لئے کہ میں تفصیل کے ساتھ اس قوم سے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں سرائے کے مالک کی اس گفتگو پر یوناف تھوڑی دیر ہلکے ہلکے مسکراتا رہا پھر وہ بولا اور کہنے لگا تم لوگ سکون سے بیٹھو میں تمہاری خواہش پوری کروں گا میں تمھیں کنعانی عربوں سے متعلق تفصیل سناتا ہوں۔

سنو! ہاں صاحبو! فونیقی بنیادی طور پر عرب ہیں اور یہ صحرائے عرب سے نکل کر ہی بحرہ روم کے ساحل پر جاکر آباد ہوگئے تھے یہ فونیقی بے سروپا بحرپیما نہیں ہیں انھوں نے راستوں کے باقاعدہ نقشے بنا رکھے ہیں جن کے مطابق یہ لوگ آتے جاتے ہیں۔ انھوں نے پہلے خوب چھان بین کرلی تھی پھر ان راستوں پر چلنے لگے تھے اور ان کے اجارہ دار بن گئے بلکہ ابتدائی بین الاقوامی راستے وہی تھے جو کنعانیوں کے شہر سے ہی ہو کر جاتے تھے۔ جبلہ کبھی کنعانیوں کی پہلی مشہور بندرگاہ تھی لیکن بعد میں صبور اور صیدہ نے اسکی جگہ لے لی

تھی یہاں سے بیرونی سمتوں کا سلسلہ شروع کیا جاتا تھا۔

کنعانی ان شہروں سے مصر ہوتے ہوئے یا براہ راست شمال کا رخ کرتے ہوئے قبرص پہنچ جاتے تھے پھر فارس کی جانب مڑتے اور لیبیا کے پاس سے گزرتے ہوئے رہوڈس کی جنوبی سمت سے کریٹ اور کو سیرا پہنچ جاتے تھے سسلی سے انکا راستہ کار تیکا جاتا تھا پھر وہ شمالی افریقہ کی ان نو آبادیات میں پہنچ جاتے جو انھوں نے جابہ جا قائم کر رکھی تھیں وہاں سے ساحل کے ساتھ ساتھ مغرب کی جانب جاتے ہوئے یہ ان نو آبادیوں میں پہنچ جاتے جو مغرب میں انھوں نے قائم کر رکھی تھیں وہاں سے ساحل کے ساتھ ساتھ یہ لوگ مزید مغرب کی طرف نکل جاتے ہیں اپنی اور اپنی ان نو آبادیوں میں پہنچتے ہیں جو ہسپانیہ کے ساحل پر تھیں ان بڑے بڑے راستوں کے علاوہ شمالاً" اور جنوباً" بھی انھوں نے متعدد گزر گاہیں بنا رکھی ہیں۔

چار بڑی بڑی چیزیں ایسی تھیں جو بحرہ روم کے سواحل کی متعدد سر زمینوں میں موجود نہ تھیں اور کنعانی انھیں وہاں پہنچاتے تھے یعنی لکڑی گیہوں تیل اور شراب یہ تمام جنسیں ان کی اپنی پیدا کردہ نہیں ہیں گیہوں اور تیل یہ لوگ فلسطین سے لیتے ہیں اس کے بدلے عیش و آرائش کی چیزیں دیتے ہیں لوبان اور مصالحے جنوبی عرب اور ہندوستان سے لے کر آتے ہیں کاروانی تجارت کے راستے ان خطوں کو بحرہ روم کی بندرگاہوں سے ملاتے ہیں آگے چل کر کنعانیوں نے سامان تجارت میں اپنی چیزیں بھی شامل کر لیں جن کی صنعت میں انھیں درجہ کمال حاصل ہے یعنی دھاتوں کی بنی ہوئی چیزیں پارچہ جات کنعانیوں کے دھاتی ظروف ان کے اونی اور سوتی پارچہ جو بعض ارغوانی رنگ کے تھے اس کے علاوہ آبنوس اور ہاتھی دانت کا بنا گھریلو سامان ہر جگہ مقبول ہے اور اچھی قیمت دے جاتا ہے۔

گھریلو سامان اعلیٰ درجے کے کاریگر تیار کر کے مقامی نمونوں کے مطابق بناتے ہیں یا مصری نمونوں کے لبنان کے دیوداروں کو کنعانی دیودار [illegible] لبنان کے جنگل میں صنوبر دیودار اور تارپین کے درخت ہیں لکڑی کے علاوہ یہاں سے [illegible] اور گوند بھی بھیجا جاتا گوند اور تار کول جہازوں کو پانی سے محفوظ رکھنے کے لئے استعمال کیے جاتے ہیں جیسے جیسے ان تاجروں کی منڈیوں میں اضافہ ہوا ویسے ویسے ان کے وسائل میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا رفتہ رفتہ یہ لوگ شرق و غرب کے درمیان تبادلہ اجناس کا واسطہ بن کر مشرقی مصنوعات اور دوسری چیزیں مغرب میں پہنچاتے اور مغرب کی چیزیں زیادہ تر دھاتی ظروف مشرق کی سر زمینوں میں لاتے ہیں پھر آہستہ آہستہ یہ لوگ لبنان کی سر زمینوں سے نکل کر افریقہ میں جاکر آباد ہونے لگے وہاں انھوں نے قرطاجنہ نام کا شہر آباد کر لیا یہاں تک کہ لبنان کی

نسبت ان کی قوت افریقہ میں زیادہ مضبوط اور مستحکم ہوگئی۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر رکا پھر بولا اور کہنے لگا جہاں تک ان کنعانیوں کی زراعت کا تعلق ہے وہ زمین اور اس کے وسائل پر مبنی ہے زراعت ماہی گیری اور تجارت سب سے بڑے ابتدائی پیشے کنعانیوں کے تھے ان میں کھیتی باڑی کو سب سے اہم حیثیت حاصل رہی ہے اور اس نے مذہبی عقائد اور رسومات پر بھی اثر ڈالا۔ بیج ابتداء میں ہاتھ سے بویا جاتا تھا بعدازاں دوآبہ دجلہ اور فرات سے ہل پہنچ گیا اور اس کے ذریعے سے تخم ریزی ہونے لگی ہل کے لئے یہ کنعانی برنجی رنگ کی تھالی استعمال کیا کرتے ہیں۔ فصل درانتی سے کاٹی جاتی ہے یہ درانتی پہلے پتھر کی بنتی تھی پھر اس میں دندانے بنالئے جاتے تھے۔ دستہ ہڈی یا لکڑی کا بناتے تھے اس کے بعد تنگی درانتی کی جگہ لوہے کی درانتی رائج ہوگئی غلے اور بھوسے کو الگ الگ کرنے کے لئے لکڑی کے دوشاخے سے کام لیا جاتا ہے۔

آٹا پتھر کی چکیوں میں پیسا جاتا ہے جنھیں ہاتھ سے چلایا جاتا ہے روٹیاں بھی مٹی کے تنوروں میں پکائی جاتی ہیں جن کی وضع استونے کی سی ہوتی تھی اور یہ چیزیں زمانہ حال تک میں بھی دیہاتی آبادی میں رائج ہیں۔ یہ لوگ کھانا وغیرہ چھوٹے چھوٹے برتنوں میں کھاتے ہیں پانی کے لئے یہ بڑے بڑے مٹی کے مٹکے استعمال کرتے ہیں پینے کا پانی یہ بڑے بڑے برتنوں یا مشکیزوں میں سر پر اٹھا کر لاتے ہیں چراغ جلانے کے لئے مٹی کی چھوٹی چھوٹی طشتریاں استعمال ہوتی ہیں جن کے ایک حصے میں بتی رکھنے کی جگہ ہوتی ہے اور اس کے اندر تیل یا چربی جلاتے ہیں۔

جہاں تک کنعانیوں کی تعمیر کا تعلق ہے اس کا بہترین نمونہ ہیکل سلیمانی کی صورت میں دنیا کے سامنے آیا اس لئے کہ ہیکل سلیمانی جو ابتداء میں شاہی معبد کے طور پر بنایا گیا تھا اور بعد میں یہودیوں کا عام معبد بن گیا یہ کنعانیوں کے صور شہر کے معماروں اور کاریگروں نے ہی تعمیر کیا تھا اور اس میں لبنان کے دیودار استعمال کئے گئے تھے اس کی تعمیر کے لئے حضرت سلیمان نے حکم دے دیا تھا کہ رعایا میں سے تیس ہزار آدمی باری باری لکڑی حاصل کرنے کے لئے کنعانیوں کی سر زمین میں کام کریں گے اور دو مہینے معمول کے مطابق اپنے گھروں میں کام کرتے رہیں گے۔ کٹے ہوئے دیودار کے تنے سمندر میں پہنچائے جاتے تھے وہاں سے شہتیروں کو باندھ کر خاص طریقے سے لے جایا جاتا تھا وہاں سے یہ یروشلم لے جائے جاتے تھے۔

کنعانیوں کی اس لکڑی کے بدلے میں انھیں گیہوں اور جو کے علاوہ شراب اور خالص تیل مہیا کیا جاتا تھا۔ ہیکل سلیمانی کی یہ عظیم الشان عمارت کنعانیوں کی صناعی اور کاریگری کا

منہ بولتا ثبوت تھا۔ بلکہ اس عمارت کا نام جو ہیکل رکھا گیا وہ بھی کنعانیوں کی زبان سے ماخوذ ہے۔

حضرت سلیمان کا محل بھی کنعانی معماروں ہی نے تعمیر کیا تھا اس میں لبنان کے دیودار استعمال کئے گئے تھے دیودار کے ستون اس میں اتنے استعمال کئے گئے تھے کہ اسے لبنانی جن کا گھر کہتے تھے۔ یہی لکڑی حضرت سلیمان نے اپنے جنگی رتھوں کے لئے استعمال کی تھی اس کے علاوہ حضرت سلیمان نے اپنے گھوڑوں کے لئے جو اصطبل تعمیر کروائے تھے وہ بھی کنعانی کاریگروں کے ہی تعمیر کردہ تھے اس کے علاوہ ان ہی کنعانی کاریگروں نے حضرت سلیمان کے لئے بحری بیڑہ تیار کیا اور عبرانیوں کی تاریخ میں یہ پہلا بحری بیڑہ تھا یہ بیڑہ بحرہ قلزم کی داھنی شاخ کے سرے پر عصیون(۱) جابر میں ٹھہرایا جاتا تھا اس بیڑے کے ساتھ کنعانی اکثر عرب اور مشرقی افریقہ کے ساحلی مقامات پر بحری مہمیں سر کرتے رہے بیڑے کا اصل مقصد یہ تھا کہ لوبان ہاتھی دانت سونا اور جواہرات مختلف مقامات سے فلسطین پہنچایا جاتا رہے۔

اب میں تم لوگوں کیلئے کنعانیوں کی موسیقی پر روشنی ڈالتا ہوں عرب گروہوں میں کسی نے بھی موسیقی کو اتنی بلندی پر نہ پہنچایا جتنی بلندی پر ان کنعانیوں نے پہنچایا انہوں نے مشرق قریب کی سابقہ نغمہ آرائیوں سے خوب فائدہ اٹھایا اور تمام محاصل ترانہ ریزیوں پر سبقت لے گئے ہیکل کی عبادت میں بھی موسیقی کی ضرورت پیش آتی تھی کنعانیوں کے سر اور ان کے آلات موسیقی بحرہ روم کے پورے حلقے میں پہنچ گئے مردوں اور عورتوں دونوں میں گانے اور بجانے کے ماہر موجود ہوتے ہیں مصر کی سلطنت میں ان کنعانی سازندوں اور موسیقاروں کو بڑے شوق سے بلایا اور سنا جاتا تھا مصری سازوں کے ناموں سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی اصل کنعانی ہی ہے۔

حتیٰ کہ یونانیوں نے بھی موسیقی میں کنعانیوں ہی سے فائدہ اٹھایا کنعانیوں نے سر اور ساز ہی نہ دیئے بلکہ ان کے نام بھی لوگوں تک پہنچائے اس موسیقی کی نقالی سب سے بڑھ کر عبرانیوں نے کی۔ مقدس عبرانی موسیقی کی ابتداء حضرت داؤد نے کی اور حضرت سلیمان کے عہد میں اسکی خوب نشوونما ہوئی خود عبرانیوں کے پاس اب کنعانیوں کے سوا کوئی موسیقی کا نمونہ موجود نہیں ہے۔

شروع میں ہیکل کے سازندے اور موسیقار یا تو کنعانی تھے یا انہوں نے سب کچھ کنعانیوں ہی سے سیکھا تھا اس طرح موسیقی اور ساز سب سے پہلے مذہبی اغراض کیلئے

(۱) یہ مقام بحرہ قلزم کی اس خلیج پر تھا۔ جسے آجکل خلیج عقبہ کہتے ہیں۔ تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ عصیون بن جابر اسرائیل کی موجودہ بندرگاہ ایلات کے قریب تھا

استعمال ہوئے آگے چل کر مذہبی اور غیر مذہبی کی تفریق باقی نہ رہی کنعانیوں کے اندر ایک رقص بڑا مشہور و معروف ہے جسے یہ لوگ رقص زرخیزی کہہ کر پکارتے ہیں یہ رقص بعد میں عبرانیوں میں بھی بڑی شہرت پا گیا۔

جہاں تک کنعانیوں کی صنعت و حرفت کا تعلق ہے تو ان کنعانیوں نے جس فن میں بہت اونچا درجہ حاصل کیا ان میں ایک بنیادی فن شیشہ گری تھا کہتے ہیں کہ کنعانی تاجر سفر کرتے ہوئے ایک روز فلسطین کے شہر اکا کے نزدیک سمندر کے کنارے کھانا پکا رہے تھے انہوں نے چولہے بنانے کیلئے مٹی کے جو ڈھیلے استعمال کئے ان میں شورہ بھی تھا کھانا پکا چکنے کے بعد انہوں نے دیکھا کہ مٹی کے ان ڈھیلوں میں شورے کی صاف شفاف رگیں ظاہر ہو گئی تھیں۔ وہ فوراً حرکت میں آئے انہوں نے شورہ پگھلا کر ریت اس میں شامل کر دی اس طرح شیشہ بن گیا حقیقت یہ ہے کہ فونیقی ہی شیشے کے موجود تھے بعد میں اس شیشے کو یہ کنعانی مصر لائے اور پھر یہی لوگ شیشے کی تجارت کرنے لگے۔ بعد میں یہ کنعانی شیشے کو نقش دینے لگے اور اس فن کو انہوں نے کمال کی منزل تک پہنچا دیا۔

اسکے علاوہ کنعانیوں نے اون کی صنعت میں بھی کافی ترقی کی کنعانیوں کے ملک کے اندرونی حصے میں بھیڑیں پالی جاتی ہیں اور ان ہی سے اون حاصل کر کے اونی پارچہ جات تیار کئے جاتے ہیں اسکے علاوہ یہ کنعانی ہندوستان سے کپاس لا کر یونان میں بیچتے ہیں اور چونکہ یہ کنعانی عرب ہیں عربی میں کپاس کو قطن کہتے ہیں لہٰذا ان کی وجہ سے یونان میں کپاس کو قطن کہہ کر پکارا جانے لگا اسکے علاوہ کنعانی سن کے کپڑے کے ریشے سے بھی کام لیتے تھے اس سے چادریں دریاں اور لباس تیار کئے جاتے ہیں۔ ریشم بھی ان کنعانیوں میں معروف ہے اور ریشم یہ لوگ ریشمی کیڑوں سے حاصل کرتے ہیں۔

اسکے علاوہ فونیقی ارغوانی رنگ بنانے میں بھی بہت ماہر ہیں اور اسے دور دراز کی بندگاہوں تک فروخت کیلئے پہنچاتے ہیں یہ رنگ بنیادی طور پر مچھلی سے حاصل کیا جاتا ہے یہ مچھلی بہت چھوٹی ہوتی ہے اور اس میں سے صرف چند قطرے نکلتے ہیں پھر ان قطروں سے مزید رنگ تیار کرنے میں چونکہ بڑی محنت مشقت کرنی پڑتی ہے لہٰذا اس رنگ کی قیمت بہت زیادہ ہے اور یہ مچھلی چونکہ صیدا اور صور شہروں کے قریب ہی پائی جاتی تھی لہٰذا اس رنگ پر کنعانیوں کی اجارہ داری ہے یہ رنگ دنیا کے ہر خطے میں مشہور و معروف ہے اور ہر کوئی بڑی دلچسپی سے کنعانیوں سے یہ ارغوانی رنگ خریدا کرتا ہے کنعانیوں کی اس رنگ میں رنگی ہوئی اون دنیا کے مختلف ممالک میں بے حد مشہور و مقبول ہے۔ کنعانی ارغوانی رنگ پیدا کرنے والی اس مچھلی کو زندہ پکڑتے ہیں اسلئے کہ اگر مچھلی مرجائے تو رنگ فوراً اڑ

دیتی ہے مچھلی سے یہ مگر نکال کر یہ لوگ نمک لگا کر تین روز رکھ چھوڑتے ہیں پھر اسے معتدل حرارت پر جوش دیتے رہتے ہیں جوش دیتے وقت وہ تھوڑی دیر بعد رنگ کو بلوتے رہتے ہیں جتنا رنگ ہوتا دسویں روز تحلیل ہو کر پلیٹ میں خوب یکجان ہو جاتا پھر اس میں اون ڈبو کر نکالتے اور کافی دیر تک اسے خشک کرنے کیلئے دھوپ میں رکھتے بعد ازاں خشک اون کو صاف کر کے دوبارہ رنگ میں ڈال دیتے ہیں تاکہ اون خوب رنگین ہو جائے جب اون خوب رنگ اختیار کر لیتی ہے تو اسے بہترین تسلیم کیا جاتا ہے اور جب یہی اون کنعانی دوسرے شہروں میں لے کر جاتے ہیں تو یہ اون ہاتھوں ہاتھ بک جاتا ہے۔ جس سے یہ خوب دولت کماتے ہیں۔

ارغوانی رنگ کے علاوہ کنعانی قرمزی رنگ کے بھی موجد خیال کئے جاتے ہیں اور اس رنگ کو انہوں نے ہی تجارتی منڈی میں پہنچایا اسی رنگ کو بعد میں سرخ رنگ کہا جانے لگا اس رنگ کو کنعانی شاہ بلوط کے درختوں کی ایک خاص قسم سے حاصل کرتے ہیں اور درختوں کی یہ قسم بحرۂ روم کے کنارے کنارے پائی جاتی ہے بعد میں یہ رنگ ایرانیوں اور عربوں نے بھی تیار کرنا شروع کر دیا تھا اسلئے کہ اس رنگ کو ان کے ہاں بڑی شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی تھی۔

کشتی رانی اور بحر پیمائی میں بھی کنعانیوں نے بڑی ترقی کی ہے یہاں تک کنعانی پہلے لوگ ہیں جنہوں نے قطب تارے کی افادیت حاصل کر لی اور اسکی مدد سے سمندروں میں سفر کرنا شروع کیا یہ لوگ دیودار کے نہایت پختہ اور پائیدار لٹھ کاٹ کاٹ کر ندیوں میں ڈال دیتے طغیانی آئی تو یہ لٹھ بہہ کر قریب ترین بندرگاہوں تک پہنچ جاتے وہاں یا تو ان سے جہاز بنا لئے جاتے ہیں یا انہیں باہر کے ملکوں میں بھیج دیا جاتا ہے صور اور صیدا کی بندگاہوں میں کنعانی جہازوں کی شروع شروع میں شکل آدھے چاند کی سی ہوتی تھی اگلا پچھلا حصہ اوپر کو اٹھا ہوا ہوتا تھا جہازوں کے یہ نمونے مصریوں کو اس قدر پسند آئے کہ اپنی عمارتوں میں یہ نمونے انہوں نے محفوظ کرنے شروع کر دیئے تھے۔

اسکے بعد کنعانیوں نے اپنے جہازوں کی شکل و شباہت تبدیل کر کے رکھ دی جہازوں میں خاصا سامان رکھنے کی گنجائش لانے کیلئے زیادہ چوڑا بنا دیا گیا اگلا حصہ بہت اونچا کر دیا گیا اور نوکیلا رکھا گیا تاکہ لڑائی میں کام دے سکے۔ اسکے علاوہ جہاز میں بڑے بڑے کتانی بادبان بھی لگائے گئے اور انہیں اس وقت کھولا جاتا تھا جب جہاز لنگر انداز ہوتا یا موسم سازگار ہوتا تھا۔ یہ نمونے اشوریوں کو اس قدر پسند آئے کہ انہوں نے بھی مصریوں کی طرح ان نمونوں کو اپنی عمارتوں کی دیواروں پر محفوظ کرنا شروع کر دیا تھا۔

اسی نمونے کے جہاز حضرت سلیمان کیلئے صناعوں نے بنائے تھے جنہیں صور کے بادشاہ حیرام نے سلیمانؑ کی طرف روانہ کیا تھا سلیمانؑ کی بندرگاہ عصیون جابر تھی یہ بندگارہ بحرۂ قلزم کی خلیج کے کنارے ہے اس بندرگاہ تک راستہ زیادہ لمبا نہ تھا یہاں سے سلیمانی جہاز لکڑی اور تانبا لیجاتے اور اسکے بدلے میں عمان سے سونا اور صحرائے عرب کی پیداوار فلسطین کو لیجاتے تھے۔

کنعانیوں نے بحری تجارت کے علاوہ بری تجارت میں بھی بڑی سرگرمی سے حصہ لیا بحرہ روم کے کنارے جس قدر انکی بندرگاہیں تھیں وہاں سے خلیج فارس کے مختلف مقامات تک بری آمد و رفت بھی ہوتی تھی یہ کنعانی لوگ ہسپانیہ سے چاندی لوہا ٹین سیسہ آئیونیا سے غلام اور پیتل کے ظروف مصر سے کتانی پارچہ جات اور عرب سے بھیڑ بکریاں درآمد کرتے تھے ان کے قافلے تجارت کی غرض سے ہر جگہ پہنچ جایا کرتے تھے۔

اسکے علاوہ کنعانیوں نے ایک بہت بڑا کارنامہ بھی سرانجام دیا ہے۔ وہ اس طرح کہ انہوں نے مصر کے فرعون نیکو کے کہنے پر پورے افریقہ کا چکر لگایا نیکو وہ فرعون تھا جس نے ایک پرانی نہر از سرنو کھدوا کر نیل کی درستین شاخ کو بحیرہ قلزم کے سرے پر ملا دیا تھا۔ اس آبی راستے سے کنعانی ملاح جنوبی سمندر میں پہنچ گئے۔ راستے میں خزاں کا موسم شروع ہو جاتا تو یہ لوگ ساحل پر اتر کر گندم کاشت کر لیتے فصل پک جاتی تو غلہ جہازوں میں بھر کر سفر شروع کر دیتے تیسرے سال یہ کنعانی ملاح پورے افریقی براعظم کا چکر لگانے کے بعد ہرکولیس کے میناروں کے پاس سے ہوتے ہوئے دوبارہ مصر پہنچ گئے تھے اور یہ کنعانیوں کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے جو اس سے پہلے کسی نے سرانجام نہیں دیا۔

یہاں تک کہنے کے بعد جب یوناف خاموش ہوا تو سرائے کا مالک پھر بولا اور کہنے لگا سنو مہربان دوست کیا میرے لئے تم کنعانیوں کی دستکاری اور فنون پر بھی کچھ روشنی ڈالو گے اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا اس صنف سے متعلق تمہارے لئے یہ جان لینا ہی کافی ہے کہ کنعانی بہت عرصہ پہلے سے کمہار کے چاک کا استعمال جانتے تھے کنعانیوں نے ابتداء میں بیرونی ملکوں کے نمونوں مثلاً مصر کریٹ اور قبرص کے نمونوں کی نقالی کی اسکے بعد کنعانیوں نے فنون و دستکاری میں نمایاں مقام حاصل کر لیا دھاتیں صاف کرنے کے فن میں کوئی ان سے بڑھا ہوا نہیں ہے تانبے اور برنج کا کام وہ بڑی چابکدستی سے کرتی ہیں سونے اور چاندی کے علاوہ فونیقیوں کو تین اور ایسی بہت سی دھاتوں کی تلاش میں انہوں نے بحر

(ا) قوم سبا کے قدیم شہر مارب کی کھدائی کے دوران حال ہی میں ایک بت ملا ہے۔ جو شیر کی کھال سے لپٹا ہوا تھا اور جس کی شکل کنعانیوں کے دیوتا ملکرت سے ملتی ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ کنعانی بری تجارت میں یمن اور عمان تک جاتے تھے۔

اوقیانوس میں دور دور تک سفر کئے اس دوران میں کنعانیوں نے مصر سے مریں مٹکے ظروف اور آرائشی سامان ہتھیار اور دوسری اشیاء کی درآمد شروع کی تھی لیکن بعد میں انہوں نے ان چیزوں میں ردو بدل کر کے کمال ترقی تک پہنچا دیا یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا تھوڑی دیر تک سرائے کا مالک اپنے ساتھیوں کے ساتھ خاموش بیٹھا رہا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے مہربان عزیز تیرا بڑا شکریہ تو نے میری بات مانتے ہوئے کنعانیوں کے متعلق مجھے تفصیل سے آگاہ کیا تو نے یقیناً میری تشنگی دور کر دی ہے اسی خوشی میں آج تم دونوں میاں بیوی کا کھانا میرے ہاں ہو گا اب تم دونوں یہیں بیٹھو میں تمہارے لئے کھانا بھجواتا ہوں اسکے ساتھ ہی سرائے کا مالک اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا تھا۔

○

اپنے مختصر سے بحری بیڑے کے ساتھ ہانی بال افریقہ کے ساحل پر اترا اپنے دونوں بھائیوں حسدربال اور ماگو کے مرنے کی وجہ سے وہ انتہائی افسردہ اور ٹوٹا بکھرا سا انسان ہو کر رہ گیا تھا یہاں تک کہ اسکے دو (2) جاں نثار ساتھی انیاس اور کارتھالو اسکے قریب آئے تھوڑی دیر تک وہ دونوں بیچارے بڑی پریشانی اور فکر مندی سے بجھے بجھے ہانی بال کی طرف دیکھتے رہے پھر دونوں آگے بڑھ کر اسکے پہلو میں آئے اس کے بعد انیاس نے ہانی بال کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا اٹلی کی سرزمین سے نکلنے کے بعد آپ بہت ملول ہیں انیاس کے اس استفسار پر ہانی بال چونک اٹھا تھوڑی دیر تک اس نے انیاس اور کارتھالو کی طرف دیکھا پھر وہ انتہائی دکھ اور انتہائی غمزدہ لہجے میں ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میرے عزیز اور میرے عظیم ساتھیو میں جو کچھ چاہتا تھا وہ پورا کر نہیں سکا میری قوم کو یوں عجلت میں مجھے روم سے افریقہ نہیں بلانا چاہئے تھا اگر ایسا ہوتا تو شاید میرا بھائی ماگو بھی بچ جاتا ماگو کے اٹلی میں پہنچنے سے مجھے بے حد تقویت اور حوصلہ ملا تھا اب مجھے اگر قرطاجنہ سے رسد اور کمک نہ ملتی تب میں پورے اٹلی کو کھنگال کر رکھ دیتا اور رومن حکومت کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیتا۔ اگر میری قوم تھوڑا مزید صبر کر لیتی اور رومن جرنیل سپیو کو کسی نہ کسی طرح اپنی سرزمینوں میں روکے رکھتی اور اسے جنگوں میں الجھائے رکھتی تو میں اٹلی پر قبضہ کرنے کے بعد اپنی سرزمینوں کے ساحل کی طرف آتا اور سپیو کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر اسے مکمل طور پر اکھاڑ کر اور تباہ برباد کر کے رکھ دیتا اب حالات

مختلف دکھائی دے رہے ہیں اور میں وہ کچھ نہیں کر سکوں گا جو میں اٹلی میں کر سکتا تھا یہاں تک کہنے کے بعد جب ہانی بال خاموش ہوا تو انیاس بولا اور پوچھنے لگا۔

اے آقا یہاں حالات کیوں مختلف ہیں اگر ہم رومنوں کو انکی اپنی سرزمین میں قدم قدم پر شکستیں دیتے رہے ہیں تو یہاں اپنی سرزمین میں انہیں کیوں دھکیل کر باہر نہ نکال دیں گے اس پر ہانی بال افسردگی بڑی بے چینی میں بولا اور کہنے لگا سنو انیاس تمہارے اندازے درست نہیں ہیں جو مختصر سا لشکر میں اٹلی سے لیکر افریقی ساحل پر اترا ہوں یہ اس رومن لشکر کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں جو اس وقت افریقہ میں موجود ہے جو خبریں مجھے ملی ہیں اسکے مطابق ہمارے موجودہ لشکر سے چالیس گنا بڑا لشکر اس وقت رومن سپیو کی کمانداری میں افریقہ کے اندر موجود ہے اب میری قوم اور اور افریقہ کے غربی وحشیوں کے بادشاہ **سانفکس** کے پاس جو تربیت یافتہ لشکر تھے وہ سپیو پہلے ہی مکاری اور عیاری سے کام لے کر ختم کر چکا ہے اب **سانفکس** کے پاس اپنا کوئی بھی تربیت یافتہ لشکر نہیں اور ہماری قوم نے چھوٹا سا ایک لشکر ضرور تیار کیا ہے لیکن یہ لشکر غیر تربیت یافتہ ہے اسکے علاوہ مجھے یہ بھی خبر ملی ہے کہ اسی ہاتھی بھی جنگ میں حصہ لینے کیلئے تیار کئے گئے ہیں لیکن یہ ہاتھی بھی غیر تربیت یافتہ ہیں اور غیر تربیت یافتہ ہاتھی دشمن کو نقصان پہنچانے کے بجائے اپنے ہی لئے مصیبت اور تباہی کا باعث بن جاتے ہیں۔

یہاں تک کہتے کہتے ہانی بال خاموش ہو گیا اسلئے کہ دائیں طرف سے بے شمار لوگ اسکے استقبال کیلئے آ رہے تھے یہ اس کی قوم کے وہ سرکردہ لوگ تھے جو اس کے خیرمقدم کیلئے آئے تھے قریب آ کر ان لوگوں نے بڑے خلوص سے ہانی بال کو اٹلی میں کامیابیاں حاصل کرنے پر مبارکباد دی ہانی بال کا مختصر سا لشکر ساحل پر اتر گیا پھر ہانی بال کو اطلاع کی گئی کہ رومن جرنیل اپنے لشکر کے ساتھ زاما کے مقام پر پڑاؤ کئے ہوئے ہے لہذا اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال نے بھی زاما کی طرف کوچ کر لیا تھا۔

ہانی بال رومن جرنیل سپیو کے لشکر کے سامنے خیمہ زن ہوا کنعانیوں نے جو نیا لشکر تیار کیا تھا وہ حسدربال گسکو کی سرکردگی میں دیا گیا تھا جس میں اسی (80) غیر تربیت یافتہ ہاتھی بھی تھے جس دن ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ زاما کے مقام پر سپیو کے لشکر کے سامنے خیمہ زن ہوا تھا اسی روز حسدربال گسکو بھی اپنے لشکر کے ساتھ ہانی بال سے آ ملا تھا دوسرے روز رومنوں نے جنگ کے لئے صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں۔

رومن جرنیل سپیو نے اپنے لشکر کو کچھ اس طرح ترتیب دیا کہ لشکر کو اس نے تین حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اس نے اپنے پاس رکھا اور خود وسطی حصے میں رہا افریقہ کے

شرقی وحشیوں کے بادشاہ مینسیا کو اس نے دائیں پہلو پر رکھا اور اسکے ماتحت کام کرنے والے سارے ہی افریقہ کے شرقی حصے کے بربر تھے۔ جبکہ اپنے ایک جرنیل لائیلیوس کو سیپو نے اسکے حصے کے لشکر کے ساتھ بائیں جانب رکھا تھا اس طرح اپنے لشکر کو ترتیب دے کر سیپو نے جنگ کی ابتداء کرنا چاہی تھی۔

دوسری طرف ہانی بال کے پاس لشکر مختصر سا تھا جسے اس نے دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ جسے وہ اٹلی سے اپنے ساتھ لے کر آیا تھا اپنی کمانداری میں رکھا اور جو نیا لشکر تیار کیا گیا تھا جس میں اسی (80) غیر تربیت یافتہ ہاتھی شامل تھے اسے حسدربال گسکو ہی کی کمانداری میں رکھا گیا تھا سیپو اور شرقی وحشیوں کے بادشاہ مینسیا کا مقابلہ کرنے کیلئے خود ہانی بال اپنے لشکر کے ساتھ ان کے سامنے آیا جبکہ رومن جرنیل لائیلیوس کا مقابلہ کرنے کیلئے اس نے حسدربال گسکو کو اسکے سامنے مقرر کیا تھا جب دونوں لشکر اپنی صفیں درست کر چکے تو جنگ کی ابتدا ہو گئی تھی۔

جنگ کی ابتداء رومنوں کی طرف سے کی گئی تھی تینوں رومن لشکر دہر کی پنہائیوں میں غم زمانہ کی دھول اور بے تاب امنگوں کے جنون کی طرح حملہ آور ہوئے تھے رومن دھواں دھار اندھیرے کے پس پردہ پھیلتی روشنی کے سحر، درد کے آنگن میں سوچوں کی لہروں اور فہم و ادراک کی شبنم میں دوپہر کی لو اور فتنہ گر دوراں کی طرح کنعانیوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔

دوسری طرف ہانی بال بھی کمال ہنرمندی و ذوق جمال سے جھلس دینے والی آگ اور برق کی لپکتی زبان کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ میدان جنگ میں گھوڑوں کے دوڑنے کی وجہ سے دور دور تک دھول اڑنے لگی تھی جسکی وجہ سے سورج کی روشنی ماند پڑنے لگی تھی پھر آہستہ آہستہ جنگ کی برہمی بڑھتی گئی مایوسی اور گھبراہٹ پھیلتی رہی اداس ادھوری محبت کی کہانیاں لہو کی لکیروں کی داستانوں میں تبدیل ہوتی چلی گئیں شور جاں فروشاں کانوں کے پردوں سے ٹکرانے لگا تھا جنگ کی تیزی الاؤ کی دھکتی آگ کی طرح جسموں میں طوفان اور نیتوں میں فساد برپا کرنے لگی تھی۔

ہانی بال اپنے مختصر سے لشکر کے ساتھ عجیب اور انوکھے ولولے کے ساتھ حملہ آور ہوا تھا گو اسکے سامنے رومنوں کا جرنیل سیپو اور افریقہ کے وحشیوں کا مینسیا دونوں اپنے اپنے لشکر کے ساتھ تھے اور انکے دونوں لشکروں کی تعداد ہانی بال کے لشکر سے کئی گنا زیادہ تھی لیکن یہ ہانی بال کمال کا انسان تھا یہ دونوں کے لشکروں پر بیک وقت اندھی ظلمت کی المناکی، جبر کے شب رنگ دھوئیں، رات کے سنسناتے صحراء، دشت فنا کے شرر باروں کی طرح حملہ آور ہوا تھا! حملے سے رومنوں اور افریقہ کے وحشیوں کو یوں لگا تھا جیسے کوئی آسیب

زدہ بحر قضا اور شورش جذبات اور جاں کنی کے لمحات ان پر وارد ہونے لگے ہوں جلد ہی اپنے تیز رفتار اور خونخوار حملوں سے ہانی بال نے سیپو اور مینسیا دونوں ہی کے لشکریوں پر دریدہ دلی اسکے چہروں پر اداسی انکی آنکھوں میں تھکن اور جسم آشفتہ مزاجی طاری کرتے ہوئے ان کے پاؤں کو آبلہ پا اور پیشانیوں کو عرق عرق کر کے رکھ دیا تھا۔ سیپو اور مینسیا دونوں ہی ہانی بال کے حملوں کی تاب نہ لا سکے اور پسپا ہونے لگے تھے قریب تھا کہ رومنوں کے بہت بڑے لشکر اور افریقہ کے وحشی لشکر کے بادشاہ مینسیا کو ہانی بال کے مقابلے میں بدترین شکست ہوتی لیکن اس دوران ایک اور تبدیلی اور انقلاب رونما ہو گیا تھا۔

اور وہ اس طرح کہ حسدربال جو اپنے ساتھ اسی (80) غیر تربیت یافتہ ہاتھی لیکر آیا تھا وہ اپنا کام نہ دکھا سکے رومن جرنیل لائیلیوس کی تیز تیراندازی کے سامنے وہ ہاتھی بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنے ہی لشکر کو نقصان پہنچاتے ہوئے پشت کی طرف نکل گئے ہاتھیوں کے اس طرح پسپا ہونے سے حسدربال گسکو کے لشکر کے اندر ایک افراتفری اور بدنظمی پیدا ہو گئی اسی افراتفری اور بدنظمی سے رومن جرنیل لائیلیوس نے خوب فائدہ اٹھایا اور ہاتھیوں کے پیچھے پیچھے وہ حسدربال گسکو کے لشکر پر ٹوٹ پڑا حسدربال گسکو نے اپنے لشکر کو سنبھالنے کی بہتیری کوشش کی لیکن وہ ناکام رہا جسکی وجہ سے حسدربال کے لشکر کو کافی نقصان پہنچا اسکے لشکر کا ایک بڑا حصہ رومنوں کے ہاتھوں مارا گیا اور باقی بھاگ کھڑا ہوا۔

رومن جرنیل لائیلیوس نے اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھایا اس نے دیکھا کہ دوسری طرف اسکے جرنیل سیپو اور افریقہ کے وحشیوں کے بادشاہ مینسیا کو ہانی بال اپنے سامنے بھاگنے پر مجبور کر چکا ہے اور واقعی بری طرح پسپا ہونا شروع ہو گئے تھے عین اس موقع پر رومنوں کے جرنیل لائیلیوس نے ہانی بال کے لشکر پر پشت کی طرف سے حملہ کر دیا تھا اس وقت اگر کوئی کنعانی لشکر ہانی بال کی پشت کی حفاظت کرنے والا ہوتا تو رومنوں اور مینسیا کے متحدہ لشکر کو زاما کے مقام پر بدترین شکست ہوتی۔

لیکن معاملہ الٹ ہوا جس وقت لائیلیوس عین ہانی بال کی پشت سے حملہ آور ہوا تو ہانی بال جو ایک طرح سے سیپو اور مینسیا کا تعاقب شروع کر چکا تھا اسکے پاؤں رک گئے اور اسے لائیلیوس کی طرف دھیان دینا پڑا جسکے نتیجے میں سیپو اور مینسیا بھی پلٹے اور پوری قوت سے سامنے کی طرف سے ہانی بال پر حملہ کر دیا جس سے ہانی بال کے لشکر کو بے پناہ نقصان پہنچا۔ ہانی بال نے جب دیکھا کہ اپنے لشکر کو بچانا اب مشکل ہو رہا ہے تو وہ بچے کھچے لشکر کے ساتھ بائیں طرف ہوتا ہوا اپنے مختصر سے ساتھیوں کو بچا کر میدان جنگ سے نکل گیا تھا یوں زاما کے مقام پر ہانی بال کو زندگی میں پہلی بار رومنوں کے مقابلے میں پسپائی

اختیار کرنا پڑی تو اسکی زندگی کا سب سے بڑا روگ اس کی زیست کا سب سے بڑا غم اور دکھ بن گیا تھا۔

رومنوں کے ہاتھوں کنعانیوں کی اس شکست کے بعد دونوں قوموں کے درمیان گفت و شنید کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ قاصد آتے جاتے رہے یہاں تک کہ آٹھ شرائط پر دونوں قوموں کے درمیان صلح ہو گئی پہلی شرط یہ تھی کہ کنعانی افریقہ میں ایک آزاد قوم کی حیثیت سے باقی رہیں گے اور رومن ان پر مزید حملہ آور نہیں ہوں گے دوسری شرط یہ کہ کنعانی اور رومن جنگ میں ہاتھ آنے والے ایک دوسرے کے قیدیوں کو واپس کر دیں گے تیسرے یہ کہ کنعانی اپنے سارے ہی جنگی بحری جہازوں اور ہاتھیوں کا خاتمہ کر دیں گے صرف دس جنگی جہاز کنعانیوں کو رکھنے کی اجازت دی گئی تھی۔ چوتھے یہ کہ آنے والے دور میں کنعانی کبھی بھی افریقہ کے اندر یا باہر رومنوں کی اجازت کے بغیر کسی جنگ کی ابتداء نہیں کریں گے پانچویں یہ کہ ماضی میں شرقی وحشیوں کے میسنیسا اور اسکے آباؤ اجداد کے کنعانیوں نے جو علاقے چھین رکھے تھے وہ اسے واپس کر دیئے جائیں گے اور اسکی پرانی سلطنت بحال کر دی جائیگی چھٹے یہ کہ رومن لشکر کا ایک حصہ افریقہ میں اس وقت تک متعین رہے گا جب تک کہ مکمل امن و امان نہیں ہو جاتا ساتویں یہ کہ جنگ کے تاوان کے طور پر کنعانی ہزار ٹیلنٹ رومنوں کو ادا کریں گے اسکے علاوہ دو ہزار ٹیلنٹ سالانہ وہ رومنوں کو خراج ادا کرتے رہیں گے آٹھویں اور آخری شرط یہ تھی کہ کنعانیوں کے سرکردہ سربراہ رومن اپنے ساتھ یرغمال کے طور پر اٹلی لے جائیں گے تاکہ انکی وجہ سے رومنوں کو یہ اطمینان رہے کہ آنے والے دنوں میں کنعانی انکے خلاف کسی جنگ کی ابتداء نہیں کریں گے ان آٹھ شرائط کے تحت رومن اور کنعانیوں میں صلح ہو گئی اور رومن جرنیل سیپو اپنے لشکر کے ساتھ واپس اٹلی چلا گیا تھا۔

اسکے بعد کنعانی حکمران کونسل کا اجلاس طلب کیا گیا اس میں ہانی بال موجود تھا ایک کونسل نے اٹھ کر ان شرائط پر بحث کرنا چاہی لیکن ہانی بال نے فوراً کندھے سے پکڑا اور گھسیٹ کر اسے اپنی جگہ پر بٹھا دیا اجلاس کے اندر جس قدر حکمران کونسل کے ارکان تھے انہوں نے ہانی بال کی اس حرکت کو سخت ناپسند کیا جس پر ہانی بال اپنی جگہ سے اٹھا پہلے اس نے اپنے اس رویے کی معذرت کی پھر وہ وہاں جمع ہونے والے سارے ہی حکمران کونسلوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میری قوم کے سرکردہ لوگو! میں اس حکمران کونسل کے آداب و روایات سے واقف نہیں ہوں اسلئے کہ میں نو برس کا تھا جب اپنے وطن سے نکلا اور اب جبکہ اسپین اور

اٹلی سے ہوتا ہوا میں پھر اپنے وطن واپس آیا ہوں تو میری عمر پنتالیس سال کی ہو گئی ہے اس طرح میں چھبیس سال کا عرصہ اپنے وطن سے باہر رہ کر آیا ہوں للذا اس حکمران کونسل کے سامنے مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو میں اسکے لئے معذرت خواہ ہوں دراصل میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ رومنوں نے ہمارے سامنے جو شرائط پیش کی ہیں ان پر ہمیں کسی بھی طرح کی بحث نہیں کرنی چاہیے انہیں فی الفور قبول کر کے رومنوں کو یہ تاثر دینا چاہئے کہ ہم نے یہ شرائط بخوشی قبول کر لی ہیں اور اندر ہی اندر ہمیں اپنی عسکری قوت کو بڑھاتے رہنا چاہیے اور پھر میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر ہم اپنی طاقت اپنی قوت کو بڑھاتے رہیں تو ایک دن ایسا ضرور آئیگا کہ ان ہی رومنوں سے ہم اپنی مرضی اور منشا کی شرائط منظور کرا سکیں گے یاد رکھو اس کونسل کے سامنے جو بھی میری طرف سے جس لحاظ سے زیادتی ہوئی ہے تو وہ صرف اپنے وطن سے محبت اور رومنوں سے نفرت کی بناء پر ہوئی ہے جس کے لئے میں ایک بار پھر معذرت خواہ ہوں۔ ہانی بال کی اس تجویز سے سب نے اتفاق کیا للذا ان شرائط پر بحث نہ ہوئی اب حکمران کونسل ملک کے سرکردہ لوگوں پر ٹیکس لگانے کے متعلق بحث کرنے لگی تھی تاکہ رومنوں کو جنگ کا تاوان ادا کیا جا سکے۔

جس وقت حکمران کونسل ملک کے امیر اور مخیر حضرات پر ٹیکس لگانے کے متعلق بحث کر رہی تھی اس وقت ہانی بال کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تھی اس پر ایک کونسلر اپنی جگہ سے اٹھا اور ساری مجلس کو وہ مخاطب کر کے کہنے لگا اس وقت جبکہ ہم اپنے لوگوں پر ٹیکس لگانے سے متعلق سنجیدگی سے بحث کر رہے ہیں میں دیکھتا ہوں ہانی بال ہمارے اندر بیٹھا مسکرا رہا ہے میرا یہ خیال ہے کہ ہمارے اوپر جو مصیبت آئی وہ ساری ہانی بال کی وجہ سے ہے اسے اپنی قوم اور ہمارے ساتھ ہمدردی کرنی چاہیے یوں حکمران کونسل میں بیٹھ کر اپنی قوم کی بے بسی پر خوش نہیں ہونا چاہیے اس کونسلر کے یہ الفاظ سن کر کنعانیوں کا یہ بے مثل جرنیل اپنی جگہ پر کھڑا ہوا اور حکمران کونسل کو وہ مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میری قوم کے فرزندو جس طرح تم نے میرے چہرے پر ہنسی دیکھی ہے اسی طرح اگر تم نے میرے زخمی دل کو دیکھا ہوتا تو تم لوگوں کو اندازہ ہوتا کہ یہ مسکراہٹ جو میرے چہرے پر نمودار ہوئی ہے یہ کسی مطمئن اور پرمسرت دل کی مسکراہٹ نہیں ہے بلکہ یہ ایک زخمی دل کی طنزیہ مسکراہٹ ہے جو اپنی قوم کے غم میں تقریباً پاگل ہو چکا ہے۔ میری یہ ہنسی یہ مسکراہٹ، بے بسی، لاچاری اور مجبوری کی ہنسی ہے سوچ رہا ہوں اس وقت اے میری قوم کے فرزندو تم لوگ فکرمند ہو اور آنسو بہا رہے ہو کہ ہمیں رومنوں کو تاوان جنگ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھیوں اپنے بحری جہازوں اور اپنے اسلحہ کے ذخائر کو تباہ و برباد

کرنا ہو گا۔ جو لوگ مجھے اس تباہی و بربادی کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں میں ان سے گذارش کرتا ہوں کہ میرا دل تو اس وقت بھی رو رہا تھا جس وقت میں اٹلی میں بیٹھ کر آپ لوگوں سے کمک اور رسد طلب کر رہا تھا اور اس سلسلے میں بار بار قاصد بھجوا رہا تھا اگر اس موقع پر مجھے رسد اور کمک مہیا کر دی جاتی تو آج پورے اٹلی پر ہمارا قبضہ ہوتا اور میری قوم کو بدترین اور ذلت آمیز دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ حکمران کونسل کے ارکان شاید ہانی بال کی اس گفتگو سے متاثر ہوئے تھے لہٰذا ہانی بال کی اس گفتگو کے جواب میں سب گردنیں جھکا کر خاموش ہو گئے تھے۔

ہانی بال کی گفتگو نے چونکہ سب کو متاثر کیا تھا لہٰذا حکمران کونسل کے سارے افراد اس بات پر متفق ہو گئے کہ رومنوں کے خلاف ہمیں اندر ہی اندر جنگ کی تیاری کرنی چاہیے اپنی قوت کو مستحکم کرنا چاہیے تاکہ کسی مناسب وقت پر رومنوں پر ضرب لگا کر ان سے ان ذلت آمیز شرائط کا بدلہ لینا چاہیے اس مقصد کیلئے ہانی بال کو بڑے وسیع اختیارات دے دیئے گئے تاکہ وہ رومنوں کے خلاف انتقام لینے کی تیاریاں شروع کر دے۔ ہانی بال نے فوراً ایران اور شام کے یونانی حکمران اینٹی اوکس کے ساتھ قاصدوں کے ذریعے خط و کتابت شروع کر دی۔ یہ یونانی حکمران اینٹی اوکس ہانی بال کے مداحوں اور چاہنے والوں میں سے تھا۔ ہانی بال چاہتا تھا کہ اینٹی اوکس کے ساتھ مل کر رومنوں کے خلاف حرکت میں آئے اور ان پر وہ ضرب لگائے کہ جیسی شرائط انہوں نے کنعانیوں پر مسلط کی ہیں ویسی ہی وہ بھی ان پر مسلط کرکے رہے لیکن کنعانیوں کے اندر کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو ہانی بال کے مخالف تھے انہوں نے خفیہ رومنوں کو یہ اطلاع فراہم کر دی کہ ہانی بال اندر ہی اندر ان کے خلاف فیصلہ کن جنگ کرنے کی تیاریاں کر رہا ہے اور یہ کہ اس جنگ میں وہ ایران اور شام کے حکمران اینٹی اوکس کو بھی اپنے ساتھ ملا رہا ہے رومنوں کو جب یہ خبر ملی تو وہ بڑے فکرمند ہوئے انہوں نے پہلے ہی بڑی مشکل سے ہانی بال سے جان چھڑائی تھی وہ ایک عرصہ ان کے ملک پر مسلط رہا تھا اب انہیں مزید فکر اسلئے ہوئی کہ ہانی بال نے اگر پہلے جیسی قوت اختیار کر لی اور ساتھ ہی اس نے ایران اور شام کے یونانی حکمران اینٹی اوکس کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تو پھر یہ دونوں مل کر رومنوں کیلئے ناقابل تسخیر ہو جائیں گے اور رومنوں کو صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیں گے۔

ان ہی خدشات کے پیش نظر رومن حکمرانوں نے ایک وفد روم سے افریقہ کی طرف روانہ کیا بظاہر اس وفد کا مقصد یہ ظاہر کیا گیا کہ یہ وفد کنعانیوں اور افریقہ کے شرقی وحشیوں کے بادشاہ مینسیا کے درمیان جو ماضی کے مسائل چلے آئے ہیں انہیں افہام و

تفہیم سے حل کرائے گا لیکن اندر ہی اندر اس وفد کا مقصد یہ تھا کہ ہانی بال کو گرفتار کر کے رومنوں کے حوالے کیاجائے دوسری طرف ہانی بال کو بھی رومنوں کے ان عزائم کی خبر ہو گئی تھی۔ ہانی بال کو یقین تھا کہ رومن وفد کنعانیوں اور افریقہ کے شرقی وحشیوں کے بادشاہ مینسیا کے درمیان صلح اور تعاون کرانے نہیں آ رہا بلکہ وہ اسے گرفتار کرنے آ رہا ہے ہانی بال کو یقین تھا کہ وہ اسے گرفتار کر کے اٹلی لے جائیں گے پھر اسے رومنوں کے حکمرانوں کے سامنے پیش کریں گے جو یقیناً اسکی تکہ بوٹی کر کے رکھ دیں گے۔

ان ہی خدشات کے تحت ہانی بال نے قرطاجنہ سے بھاگ جانے کا فیصلہ کر لیا اس نے دو قابل اعتماد ساتھیوں ایناس اور اسریاس کو ساتھ لیا اور رات کی تاریکی میں چھوٹے سے ایک بحری جہاز میں وہ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ قرطاجنہ شہر سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اپنے ان دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہانی بال کرکینا شہر آیا یہاں اس نے بھیس بدل کر قیام کیا اس شہر سے اپنے لئے خوراک کا بھی انتظام کیا پھر اسی جہاز میں وہ وہاں سے روانہ ہو گیا اس نے کسی کو خبر تک نہ ہونے دی کہ وہ بھاگ کر کہیں اور جا رہا ہے اسے خدشہ تھا کہ اگر کسی کو پتہ چل گیا تو رومن اس کا ضرور پیچھا کریں گے اسلئے کہ اسکی وجہ سے رومنوں کو کافی زک اٹھانی پڑی تھی ایک تو اس نے خود اٹلی میں داخل ہو کر کئی سال تک انہیں شکستیں دی تھیں۔ دوسرے دنیا کے اندر اس [illegible] یہ ثابت کر دیا تھا کہ رومن ناقابل شکست نہیں ہیں لہٰذا رومن ہر صورت میں اس سے انتقام لینا چاہیں گے ان ہی خیالات کے تحت ہانی بال نے کرکینا سے بھی کوچ کیا اور لبنان میں اپنے آبائی اور کنعانی عربوں کے شہر صور کا رخ کیا۔

صور کے کنعانی عربوں کو جب خبر ہوئی کہ ان کا بہترین جرنیل قرطاجنہ سے صور میں داخل ہوا ہے تو لوگوں نے اسے بڑی عزت دی۔ بڑا شاندار استقبال کیا اور اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ صور شہر میں ہانی بال کی عزت ایک حکمران اور بادشاہ سے بھی زیادہ کی گئی لیکن اپنے اس آبائی شہر میں بھی ہانی بال زیادہ عرصہ قیام نہ کر سکا اسلئے کہ وہ تو رومنوں کے خلاف شدید ترین نفرت رکھتا تھا اور پر بتا تھا کہ جس طرح رومنوں نے اس کی قوم پر بیجا شرائط عائد کی ہیں وہ ایک بار پھر ہمت کر کے رومنوں کے خلاف حرکت میں آئے اور ایسی ہی شرائط ان پر عائد کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ صور شہر میں چونکہ کوئی لشکر نہیں تھا جس کی مدد سے وہ رومنوں کے خلاف حرکت میں آ سکتا لہٰذا صور شہر سے نکل کر وہ شام کے حکمران اینٹی اوکس کی طرف روانہ ہوا تھا اینٹی اوکس ایک عرصہ دراز سے ہانی بال کا مداح چلا آ رہا تھا اور ماضی میں ہانی بال اور اسکے درمیان خط و کتابت بھی ہوتی رہی تھی لہٰذا

جونہی ہانی بال شام کے حکمران اینٹی اوکس کے پاس پہنچا اینٹی اوکس نے اسکا بڑا زبردست استقبال کیا اور اسکی بڑی آؤ بھگت کی اور اپنے شاہی محل میں اسکا قیام رکھا۔

اینٹی اوکس کے ہاں قیام کے دوران ہانی بال نے اسے رومنوں کے خلاف حرکت میں آنے کا مشورہ دیا اینٹی اوکس خود بھی یہی چاہتا تھا کہ رومنوں کے خلاف جنگ کرے کیونکہ رومنوں نے کنعانیوں کو کافی نقصان پہنچانا شروع کر دیا تھا اور اینٹی اوکس دلی طور پر رومنوں کے خلاف تھا۔ اینٹی اوکس نے پہلے ہانی بال کو اپنے بری لشکر اور بحری بیڑے کا معائنہ کرایا اور پھر اس نے ہانی بال سے پوچھا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ جس قدر میرے پاس بری لشکر اور بحری بیڑہ ہے کیا اسکی مدد سے ہم رومنوں کے خلاف جنگ کی ابتداء کر کے کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اینٹی اوکس کے اس سوال پر ہانی بال نے سینہ تانتے ہوئے کہا۔

سنو اینٹی اوکس اگر ان دنوں جنگ کی ابتداء کر دی جائے تو جس قدر لشکر تمہارے پاس ہے اس سے آدھا بھی اگر میرے حوالے کر دیا جائے تو اسکے ذریعے سے میں اٹلی میں داخل ہو کر رومنوں کو بدترین شکست دے سکتا ہوں وہ اسلئے کہ ان دنوں رومنوں کے حالات بڑے خراب ہیں اندرونی طور پر وحشی گال قبائل نہ صرف یہ کہ انکے خلاف حرکت میں آئے ہوئے ہیں بلکہ ان سے بدترین نفرت کرتے ہیں دوسری طرف سسلی اور دوسرے جزائر کے لوگ بھی رومنوں کیلئے پریشانی کا باعث ہیں تیسری طرف رومنوں کو میری قوم سے بھی خطرہ ہے کہ کہیں کنعانی پھر سے طاقت اور قوت حاصل کر کے رومنوں کے خلاف برسرپیکار نہ ہو جائیں ان ہی دنوں اگر تم بھی چوتھی اور بڑی قوت کے ساتھ نمودار ہو تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہاری فتح اور رومنوں کی شکست یقینی ہے لیکن اگر تم فی الفور رومنوں کے خلاف حرکت میں نہ آئے اور ان پر حملہ آور ہونے کا یہ موقع ضائع کر دیا تو پھر تمہارے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا کہ اس دوران رومن وحشی گال قبائل پر قبضہ کر کے سسلی کے حالات درست کر لیں گے اور جو دوسری قوتیں جو انکے خلاف مزاحمت کر رہی ہیں ان پر مکمل عبور حاصل کر لیں گے جب ایسا ہو چکے اور تم ان پر حملہ آور ہو تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہیں کامیابی نہیں ہو گی۔

اینٹی اوکس نے ہانی بال کی ساری باتوں کو بڑے غور سے سنا وہ رومنوں کے خلاف حرکت میں بھی آنا چاہتا تھا لیکن فی الفور وہ ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا اس نے ہانی بال سے کہا کہ رومنوں پر حملہ آور ہونے کیلئے مجھے مہلت چاہیے تاکہ میں ان سے لمبی جنگ لڑنے کیلئے اپنے لشکر کو تیار کر سکوں ہانی بال بیچارہ مجبور تھا پردیس اور غریب الوطنی کی حالت میں تھا لہذا وہ کچھ بھی نہ کہہ سکا اس طرح اینٹی اوکس رومنوں کے خلاف حرکت میں آنے کیلئے

لگاتار دو سال تیاریاں کرتا رہا۔ دو سال بعد اس نے رومنوں کے خلاف حرکت میں آنے کا فیصلہ کیا لیکن اب دیر ہو چکی تھی اسلئے کہ اٹلی میں رومنوں نے وحشی گال قبائل پر مکمل طور پر قابو پا لیا تھا اردگرد کے جزیروں پر بھی ان کی گرفت مضبوط ہو چکی تھی۔ کنعانیوں سے بھی انہیں فی الفور کوئی خطرہ نہیں تھا۔ لہٰذا وہ بڑے مطمئن انداز میں اینٹی اوکس کے خلاف جنگ کر سکتے تھے۔ ان حالات میں رومنوں کے خلاف حرکت میں آتے ہوئے اینٹی اوکس نے بری فوج کی کمانداری تو خود سنبھالی اور بحری بیڑہ اس نے ہانی بال کے سپرد کیا۔ دراصل اینٹی اوکس چاہتا تھا کہ جس طرح اٹلی میں داخل ہو کر ہانی بال نے پوری دنیا میں شہرت اور ناموری حاصل کی ہے اسی طرح وہ بھی حاصل کرے اسی لئے بری فوج کی کمانداری اس نے سنبھالی تھی وہ چاہتا تھا کہ رومنوں کو شکست پر شکست دے کر ہانی بال کی طرح اٹلی میں داخل ہو اور کمال شہرت حاصل کرے دوسری طرف بحری بیڑے کی کمانداری اس نے ہانی بال کے سپرد کر دی تھی ہانی بال کی فہم و فراست اسکی عقلمندی اور دانشوری پر اسے بھروسہ تھا اور اسے امید تھی کہ اس بحری بیڑے کی مدد سے ہانی بال رومنوں کے بحری بیڑے کو ضرور شکست دے دیگا۔

دوسری طرف رومنوں کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ ہانی بال نے شام کے حکمران اینٹی اوکس کے پاس جا کر پناہ لے لی ہے اور اسکے کہنے پر اینٹی اوکس ان کے خلاف جنگ کی ابتداء کرنے والا ہے لہٰذا انہوں نے بھی اپنی بری افواج اور بحری بیڑے کو تیار کیا اپنا بحری بیڑہ انہوں نے جزیدہ روڈس کی طرف روانہ کر دیا اور روڈس کے رومن حکمران سے کہا کہ وہ اپنا بحری بیڑہ بھی رومنوں کے بحری بیڑے میں شامل کر دے اس طرح دونوں بحری بیڑے یکجا ہو کر ہانی بال کے بحری بیڑے کا مقابلہ کریں۔ روڈس کے رومنوں کا بحری بیڑہ ان دنوں دنیا کا سب سے بڑا اور طاقتور بحری بیڑہ مانا جاتا تھا اور اسے شکست دینا قطعی طور پر ناممکن خیال کیا جاتا تھا شام کے حکمران اینٹی اوکس کو جب خبر ہوئی کہ رومنوں نے روڈس والوں کے ساتھ مل کر دونوں بحری بیڑے متحد کر کے ہانی بال کے خلاف لانے کا عہد کیا ہے تو اس نے ہانی بال کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی بندرگاہ پر پڑا رہے اور وہ جنگ کی ابتداء نہ کرے اس پر ہانی بال نے اسے سمجھایا کہ اگر اس نے رومنوں کے خلاف بحری جنگ کی ابتداء نہ کی تو رومن کو تمہارے خلاف فوقیت حاصل ہو جائے گی یہ کہ جب انکی بری افواج تمہارے خلاف حرکت میں آئیں گی اور اگر بحری جنگ کی ابتداء نہ کی گئی تو روڈس اور رومن دونوں بحری بیڑے اینٹی اوکس کے خلاف حرکت میں آئیں گے اس طرح خشکی اور سمندر دونوں کی طرف سے اینٹی اوکس کے لشکر پر حملے ہو جائیں گے اور اینٹی اوکس ان دونوں

متابلوں کے سامنے بے بس اور مجبور ہو جائیگا۔ ہانی بال کے اس انکشاف پر اینٹی اوکس بحری جنگ پر آمادہ ہو گیا تھا۔

تھرموپائل کے مقام پر رومنوں اور اینٹی اوکس کے درمیان خوفناک جنگ ہوئی شروع شروع میں اینٹی اوکس کا پلہ بھاری رہا اور لگتا تھا وہ رومنوں کے خلاف فتح مند ہو جائیگا اسلئے کہ جس لشکر کے ساتھ وہ رومنوں کے ساتھ جنگ کر رہا تھا اسے ہانی بال نے تربیت دی تھی اور وہ لشکری جنگ میں بہترین دلیری اور شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے رومنوں کے خلاف ڈٹ گئے تھے۔ لیکن عین اس موقع پر رومن لشکر کو مزید کمک مل گئی اور اینٹی اوکس کے لشکر پر دباؤ پڑنا شروع ہو گیا۔ یہاں تک کہ اینٹی اوکس پسپا ہوا اور پھر شکست اٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا اس طرح تھرموپائل کے مقام پر رومنوں کے ہاتھوں اینٹی اوکس کو بدترین شکست ہوئی اور پھر بھاگ کر شام واپس چلا گیا۔

دوسری طرف رومنوں اور روڈس کے بحری بیڑے ہانی بال کے خلاف حرکت میں آئے رومن خوش تھے کہ اس بحری جنگ میں وہ ہانی بال کا مقابلہ کر رہے ہیں ان کا ارادہ تھا کہ دونوں بحری بیڑے ہانی بال کے بحری بیڑے کو چاروں طرف سے گھیر لیں اور پھر ہانی بال کو زندہ گرفتار کر کے اٹلی لے جائیں۔ ادھر سمندر کے اندر اہل روڈس اور رومنوں نے ہانی بال کے خلاف ایک خوفناک جنگ کی ابتداء کی لیکن ہانی بال ایسا باتدبیر ایسا باصلاحیت ایسا دلیر ایسا جراتمند اور ایسا عقلمند جرنیل تھا کہ کھلے سمندر کے اندر اس نے کمال ذہانت سے دونوں متحدہ بحری بیڑوں کا مقابلہ کیا روڈس کا بحری بیڑہ جو دنیا کے اندر ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا اسکا خیال تھا کہ وہ لمحوں کے اندر ہانی بال کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن جب کافی دیر تک بھی وہ ہانی بال کو پسپا نہ کر سکے تو ان پر گھبراہٹ اور تشویش طاری ہونا شروع ہو گئی تھی پھر اس بحری جنگ نے اپنا نقشہ بدلا ہانی بال نے عجیب سے انوکھے انداز میں اپنے حملوں میں تیزی پیدا کر لی تھی وہ دائیں بائیں رومنوں اور روڈس کے بحری بیڑے پر ضربیں لگانے لگا تھا اس طویل بحری جنگ میں آخرکار ہانی بال کے ہاتھوں رومنوں اور روڈس والوں کو بدترین شکست ہوئی ہو سکتا ہے کہ ہانی بال کھلے سمندر میں رومنوں اور روڈس کے بحری بیڑوں کا تعاقب کر کے انہیں نیست و نابود کرتا اور پھر بحری بیڑے کے ساتھ پیش قدمی کرتا ہوا اٹلی میں دوبارہ داخل ہو جاتا لیکن اسی دوران اسے خبر پہنچی کہ بری جنگ میں تھرموپائل کے مقام پر اینٹی اوکس کو شکست ہوئی ہے لہٰذا ہانی بال نے رومنوں اور روڈس والوں کے بحری بیڑوں کا تعاقب نہ کیا اور انہیں شکست دینے کے بعد وہ شام واپس چلا گیا تھا اس طرح ایک بار پھر رومنوں کے خلاف ہانی بال نے اپنی فتح مندی اور ناموری ثابت کر دی تھی۔

رومنوں کے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد اینٹی اوکس بڑا غضبناک اور برا فروختہ ہوا واپس شام آ کر اس نے بڑی سرگرمی سے بھرتی شروع کی اور نیا لشکر تیار کرنا شروع کیا اس طرح اس نے چند ہی دنوں میں ساٹھ سے ستر ہزار افراد پر مشتمل ایک لشکر تیار کر لیا اور اس لشکر کی تربیت اس نے ہانی بال کے ذمے لگائی۔ لگاتار چند ماہ تک ہانی بال نے بڑی دل جمعی اور بڑی مشقت کے ساتھ اس لشکر کو جنگی تربیت دی۔ جب اسکی تربیت مکمل ہو گئی تو اینٹی اوکس نے پھر رومنوں کے خلاف حرکت میں آنے کا ارادہ کیا لیکن پہلے کی طرح اس بار بھی اینٹی اوکس نے حماقت اور بیوقوفی کا مظاہرہ کیا پہلی جنگ میں ہی اگر اینٹی اوکس بری افواج کا سپہ سالار ہانی بال کو بنا دیتا تو یقیناً ہانی بال رومنوں کو شکست دیتا اور دوبارہ اٹلی میں داخل ہو جاتا دوسری باری بھی اینٹی اوکس نے ہانی بال کو لشکر کا سپہ سالار نہیں بنایا شاید وہ رومنوں کو شکست دے کر ہانی بال کی طرح شہرت اور ناموری چاہتا تھا لہٰذا اس نے مزید بھرتی شروع کی اور ہانی بال سے اس نے کہا کہ وہ شام ہی میں رہ کر نئے بھرتی ہونے والے افراد کو جنگی تربیت دیتا رہے جبکہ وہ خود رومنوں کے خلاف جنگ کی ابتداء کرے گا۔ افراد کو جنگی تربیت دیتا رہے جبکہ وہ خود رومنوں کے خلاف جنگ کی ابتداء کرے گا۔ اینٹی اوکس کا خیال تھا کہ وہ رومنوں کو طویل جنگ میں الجھا کر رکھ دے گا اور اسکے لئے ہانی بال تربیت یافتہ لشکر تیار کر کے اسے کمک فراہم کرتا رہے گا اس طرح طویل جنگوں کا سلسلہ طاری کر کے وہ رومنوں کے خلاف فتح مندی حاصل کرے گا شاید اینٹی اوکس کا خیال تھا کہ ہانی بال نے جس طرح طویل جنگ اٹلی میں چھیڑ کر رومنوں کے خلاف فتح مندی حاصل کی تھی اسی طرح کر کے وہ بھی شہرت اور فتح مندی حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن اینٹی اوکس اور ہانی بال میں زمین آسمان کا فرق تھا۔

اینٹی اوکس کے ساتھ ستر ہزار کے لشکر کو دن رات ایک کر کے ہانی بال نے اس بھروسے سے اور امید پر تربیت دی تھی کہ اینٹی اوکس ضرور اس لشکر کی کمانداری اسے سونپے گا اور پھر اسے رومنوں کے خلاف حرکت میں آنے کو کہے گا ہانی بال کو پکا یقین تھا کہ وہ اس لشکر کے ساتھ اٹلی کو نیست و نابود کر کے رکھ دے گا اور جو شرائط رومنوں نے کنعانیوں پر مسلط کی ہیں اس سے بدتر شرائط وہ رومنوں پر انکے شہر روم میں عائد کرے گا۔ لیکن ہانی بال بیچارے کی بدقسمتی اور اینٹی اوکس کا تکبر اور شہرت کی بھوک اس سارے کھیل کو خراب کر گئی اینٹی اوکس نے خود اس لشکر کی سپہ سالاری کی اور پھر اس لشکر کو لے کر وہ رومنوں کے خلاف جنگ کرنے نکلا۔

میگنیشیا کے مقام پر رومنوں اور اینٹی اوکس کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی

اس لحاظ سے بھی بدترین تھی کہ اینٹی اوکس کے لشکر نے ہانی بال کے ہاتھوں تربیت لی تھی اور پہلے ہی حملے میں اس لشکر نے رومنوں کو دبا کر رکھ دیا تھا لیکن اس تربیت یافتہ لشکر کی بدقسمتی کہ ان کا سپہ سالار جنگ میں تربیت دینے والا ہانی بال نہیں بلکہ اینٹی اوکس تھا۔ اینٹی اوکس ہانی بال کے اس تربیت دیئے ہوئے لشکر کو صحیح طور سے کنٹرول نہ کر سکا اور نہ ان سے جنگ میں کام لے سکا۔ جس طرح لینا چاہئے تھا لہٰذا شروع میں برتری حاصل کرنے کے بعد جب دونوں لشکروں کی صفیں خوب پھیل اور بکھر کر حملہ کرنے لگیں تو اینٹی اوکس اپنے لشکر کو سنبھال نہ سکا جسکے نتیجے میں پہلے اسکے لشکر کی پسپائی ہوئی پھر اسے بدترین شکست ہوئی لہٰذا دوسری بار بھی مگنیشیا کے مقام پر اینٹی اوکس کو بدترین شکست ہوئی اور پھر اپنے لشکر کے ساتھ وہ بھاگ کر واپس شام آ گیا تھا۔ اس دوسری شکست کا ہانی بال کو ایسا دکھ اور غم ہوا تھا کہ وہ دکھ اور غم کے باعث اینٹی اوکس کے سامنے نہ آیا اس لشکر کے ساتھ اس نے بہت سی توقعات وابستہ کر رکھی تھیں اسے یقین تھا کہ اس لشکر سے رومنوں کو نیست و نابود کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال میگنیشیا کے مقام پر رومنوں کی فتح مندی اور اینٹی اوکس کو شکست ہوئی۔

اس شکست کے بعد رومنوں نے اینٹی اوکس کو یہ دھمکی دی کہ وہ ہانی بال کو پکڑ کر ہمارے حوالے کر دے ورنہ وہ اسکے ملک پر حملہ آور ہو جائیں گے اینٹی اوکس نے رومنوں کے اس مطالبے کو تسلیم کر لیا پر اندر ہی اندر چونکہ وہ ہانی بال سے محبت کرتا تھا اسے پسند کرتا تھا لہٰذا اس نے ہانی بال کو اپنے ہاں سے بھاگ جانے کا موقع فراہم کیا اور رومنوں کی طرف اس نے قاصد بھجوائے کہ جس وقت انہوں نے ہانی بال کو اس سے طلب کیا تھا ہانی بال کو اس کی خبر ہو گئی تھی لہٰذا وہ اسکی سلطنت سے بھاگ گیا شام سے نکل کر اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہانی بال بیچارہ جزیرہ کریٹ کی طرف چلا گیا وہاں اس نے کچھ عرصہ قیام کیا لیکن شاید رومنوں کو پتہ چل گیا تھا کہ ہانی بال شام سے بھاگ کر کریٹ پہنچ گیا ہے لہٰذا وہ شکاری کتوں کی طرح اسے تلاش کرتے ہوئے کریٹ پہنچ گئے۔ ہانی بال وہاں سے بھی نکلا اور اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ وہ کریٹ سے آرمینیا کی طرف آ گیا۔

آرمینیا کے بادشاہ پروسیاس نے ہانی بال کی بڑی آؤ بھگت کی اسکا بہترین استقبال کیا اور اپنے شہر آرتا کستا میں ہانی بال کو اپنے شاہی مہمان خانے میں رہنے کو جگہ دی آرتا کستا شہر میں قیام کرتے ہوئے ہانی بال کو کچھ امید ہو گئی تھی کہ وہ رومنوں سے دور رہ کر زندگی کے باقی دن امن اور سکون سے گزار دیگا لیکن لگتا تھا قسمت اور تقدیر برگشتہ ہو کر اسکے تعاقب میں لگی ہوئی تھی۔

رومنوں کو ان کے جاسوسوں نے خبر دی تھی کہ ہانی بال نے پروسیاس کے ہاں پناہ لے رکھی ہے رومن جاسوس براہ راست ہانی بال کا سامنا نہیں کرتے تھے وہ ڈرتے تھے انہیں یقین تھا کہ جونہی ان میں سے کوئی براہ راست ہانی بال کے سامنے آیا یا اس سے مقابلہ کرنے کی کوشش کی تو ہانی بال اس پر حملہ آور ہو کر اسکی دھجیاں اڑا دیگا وہ جانتے تھے کہ ہانی بال دل کی گہرائیوں سے رومنوں سے نفرت کرتا ہے لہٰذا رومنوں کو جب یہ خبر ہوئی کہ ہانی بال نے آرمینیا میں پروسیاس کے ہاں پناہ لے رکھی ہے تو وہ پھر ہانی بال سے انتقام لینے کیلئے حرکت میں آئے انہوں نے ایومنیس سے رابطہ قائم کیا یہ پروسیاس کی ایک ہمسایہ ریاست کا حکمران تھا اور اسکے رومنوں کے ساتھ بہت اچھے تعلقات تھے رومنوں نے اس سے مشورہ کیا کہ وہ پروسیاس پر حملہ کرکے اور اسے شکست دے کر ہانی بال کو گرفتار کر کے روم روانہ کر دے ایومنیس رومنوں کے اس کہنے پر عمل کرنے کیلئے آمادہ ہو گیا تھا اور پروسیاس پر حملہ آور ہونے کیلئے وہ ایک زبردست بحری بیڑہ تیار کرنے لگا تھا دوسری طرف آرمینیا کے حکمران پروسیاس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ اسکا ہمسایہ ایومنیس ہانی بال کی خاطر اس پر حملہ آور ہونے والا ہے لہٰذا اس نے حالات سے نمٹنے کے لئے فوراً ہانی بال کو اپنے پاس طلب کیا۔

ہانی بال جب پروسیاس کے سامنے آیا تو پروسیاس نے اسکی بڑی عزت کی اسکا بڑا احترام کیا اسے اپنے پہلو میں بٹھایا بڑی شفقت اور بڑی نرمی سے پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ ہانی بال میرے عزیز تیری زندگی تیری جان مجھے بڑی عزیز ہے لیکن یوں لگتا ہے رومن تیرے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہیں انہوں نے میرے ہمسائے حکمران ایومنیس کو مشورہ دیا ہے کہ وہ میری سلطنت پر حملہ آور ہو مجھے شکست دے اور تمہیں گرفتار کر کے روم روانہ کر دے اس مقصد کیلئے ایومنیس ایک بہت بڑا بحری بیڑہ تیار کر رہا ہے جس کے ذریعے وہ مجھ پر حملہ آور ہو گا اور تمہیں گرفتار کرنے کی کوشش کریگا تم ایک مانے ہوئے جرنیل ایک دانشمند اور فہیم کماندار ہو برسوں اٹلی میں قیام کر کے رومنوں کو تم نے اپنے سامنے نہ صرف مغلوب کیا بلکہ انہیں وہ مار ماری کہ آج تک کسی نے اتنی بری حالت نہیں کی لہٰذا مجھے مشورہ دو کہ اس موقع پر مجھے کیا کرنا چاہئے۔ یہاں تک کہنے کے بعد جب پروسیاس خاموش ہوا تو ہانی بال اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

پروسیاس میں تمہارا شکرگزار ہوں اور ممنون ہوں کہ تم نے اس سلسلے میں مجھ سے مشورہ کیا ورنہ تم یہ بھی کر سکتے تھے کہ خود ہی مجھے گرفتار کر کے رومنوں کے حوالے کر دیتے اس طرح تم اپنا ملک اور اپنی جان بچا سکتے تھے اب جبکہ ایومنیس تم پر حملہ آور

ہونے والا ہے اور اس سلسلے میں تم نے مجھ پر اعتماد اور بھروسہ کیا ہے تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ایو مینیس اگر اپنے بحری بیڑے کے ساتھ رومنوں کا بھی بحری بیڑہ لے آئے تو کھلے سمندر کے اندر میں انہیں بدترین شکست دوں گا تمہیں اس سلسلے میں کوئی مزید تیاری کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے تمہارے پاس جو بحری بیڑہ ہے میرے خیال میں دشمن سے نمٹنے کیلئے یہی کافی ہو گا ہانی بال کے الفاظ پر پروسیاس نے چونک کر اسکی طرف دیکھا پھر وہ حیرت اور تعجب میں اسے مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

سنو ہانی بال میرے عزیز میرے دوست میں جانتا ہوں کہ تم ناممکن کو ممکن بنانے کا فن خوب جانتے ہو لیکن مجھ پر یہ بات بھی عیاں ہے کہ میرے ہمسائے حکمران ایومینس کی بحری طاقت مجھ سے کئی گنا زیادہ اور پرزور ہے پھر کیونکر میرے مختصر سے لشکر کے ساتھ تم کھلے سمندر میں اسے شکست دے سکو گے اس پر ہانی بال بولا اور پروسیاس کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا کیا تمہیں میرے الفاظ کا یقین نہیں ہے اس پر پروسیاس پھر بولا اور کہنے لگا۔

ہانی بال میں تسلیم کرتا ہوں کہ ماضی میں تم رومنوں کیلئے رات کے سنسناتے صحراء' شب کی گھمبیر سیاہیوں اور اداس شام' اجاڑ راتوں میں ہر وقت کی گردش میں جراتوں کی حرارت اور شباب کی صبح ثابت ہوتے رہے ہو' اپنی ساحرانہ کشش اور اپنے سحری عمل سے تم ہمیشہ ان پر المناک گھٹن' خزاں کی ماری شب اور غم کی بے نور گزرگاہ کی سی کیفیت طاری کرتے رہے ہو سنو ہانی بال تمہاری جسمانی طاقت تمہارے کردار کی پختگی' تمہاری مشقت پسندی کے سامنے ہمیشہ رومنوں کی حیوانی طلب انکی ہیجانی کیفیت کو ندامت و ذلت سے آشنا ہونا پڑا۔ تمہاری شمشیر رواں تمہارے مہلک تیروں تمہارے اٹل قسمت جیسے فیصلوں اور تمہاری آندھیوں کے جھکڑوں جیسی جلالی قوت کے سامنے رومنوں کو ہمیشہ شکست اور ذلت ہی نصیب ہوئی گو یہ ساری حقیقت آئینہ کی طرح میرے سامنے عیاں ہے پھر بھی ہانی بال میرے دل میں ایک جستجو ہے کہ کیسے اور کس طرح تم ایو مینیس کو شکست دینے میں کامیاب ہو جاؤ گے اس پر ہانی بال مسکراتے ہوئے بولا اور کہنے لگا۔

سنو پروسیاس تم اپنے دشمن ایو مینیس کو حملہ آور ہونے دو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہارے اس دشمن کی حالت میں حالات کے بدترین نوحے بوجھ تلے دبی آوازوں اور تخریبی قوتوں کے مارے لمحوں جیسی بنا کے رکھ دوں گا اس سارے کام کی تکمیل کیلئے تمہیں ایک زحمت اٹھانا ہو گی اس پر پروسیاس فوراً بولا اور پوچھنے لگا وہ کیا اس پر ہانی بال بولا میرے لئے تم پہلا کام تو یہ کرو کہ شراب کے خالی چوبی ڈرم مجھے مہیا کرو اور دوسرا کام تم میرے لئے یہ کرو کہ بیشمار سانپ میرے لئے مہیا کر دو میں جانتا تو نہیں لیکن میں نے سن

رکھا ہے کہ تمہاری سرزمین میں سانپ بیشمار ہوتے ہیں تم اعلان کرا دو کہ جو شخص جس قدر زیادہ سانپ پکڑ کر لائے گا اسے ان کی تعداد کے مطابق انعام و اکرام سے مالا مال کیا جائیگا اس پر پروسیاس گھبرا کر کہنے لگا یہ تم شراب کے خالی ڈرموں اور سانپوں کا کیا کرو گے میں یہ تو تسلیم کرتا ہوں کہ ہمارے ہاں سانپ بیشمار ہوتے ہیں اور میرے اعلان کرنے کے ساتھ ہی لوگ سانپوں کے ڈھیر لگا دیں گے پر تم ان کا کرو گے کیا اس پر ہانی بال کہنے لگا یہ مت پوچھو جو چیزیں میں کہتا ہوں ان کا بندوبست کر دو پھر دیکھو میں رومنوں کے اس حمایتی ایو مینیس کے لشکر کا کیا حشر کرتا ہوں۔

پروسیاس کو چونکہ ہانی بال پر مکمل بھروسہ اور اعتماد تھا للذا اس نے اسی روز سانپوں کیلئے اعلان کرا دیا اور شراب کے خالی چوبی ڈرم بھی اس نے مہیا کرنے شروع کر دیئے تھے چند ہی روز میں لوگوں نے بیشمار سانپ پکڑ کر پیش کرنے شروع کر دیئے ان سانپوں کو ہانی بال نے شراب کے خالی چوبی ڈرموں میں بھر بھر کر اوپر سے ڈھکن لگانا شروع کر دیئے اس طرح بیشمار چوبی ڈرم سانپوں سے بھر دیئے گئے تھے جس قدر ڈرم پروسیاس نے ہانی بال کو مہیا کئے تھے جب وہ سانپوں سے بھر گئے تب ان ڈھکن لگے سانپوں سے بھرے چوبی ڈرموں کو پروسیاس کے بحری جہازوں میں رکھوا دیا گیا تھا پروسیاس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ ہانی بال کیا کرنے والا ہے تاہم اسے یقین ضرور تھا کہ ہانی بال رومنوں کے حمایتی ایو مینیس کے خلاف کوئی اسے ذلت میں ڈال دینے والا قدم ضرور اٹھائے گا لہٰذا وہ ایک خاموش تماشائی کی حیثیت سے ہانی بال کے سارے کاموں کو دیکھتا رہا یہ سارے انتظام کرنے کے بعد ہانی بال ایو مینیس کے حملہ آور ہونے کا انتظار کرنے لگا تھا۔

چند ہی روز بعد ایو مینیس اپنے زبردست بحری بیڑے کے ساتھ کھلے سمندر کی طرف بڑھا تھا تاکہ پروسیاس پر حملہ آور ہو ہانی بال کو گرفتار کر کے روم بھجوائے اور رومنوں سے انعام و اکرام کی توقع رکھے پروسیاس کے جاسوسوں نے بھی اسے اطلاع کر دی تھی کہ ایو مینیس اپنے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہونے کیلئے پیش قدمی کر رہا ہے یہ اطلاع آتے ہی ہانی بال پروسیاس کے پاس آیا اور اسے تسلی اور ڈھارس دیتے ہوئے کہنے لگا پروسیاس تم اپنے شہر میں بڑے سکون اور میٹھی نیند سوتے رہو میں آج ہی تمہارے بحری بیڑے کو لے کر ایو مینیس کے بحری بیڑے کی طرف لے جاتا ہوں پھر دیکھنا چند ہی دن بعد کیسی خوشیوں بھری خبر اپنے جاسوس کے ذریعے سے سنو گے ان الفاظ کے ساتھ ہی ہانی بال حرکت میں آیا اور پروسیاس کے بحری بیڑے کو لے کر وہ کھلے سمندر کی طرف چلا گیا تھا۔

کھلے سمندر میں ایو مینیس اپنے بحری بیڑے کے ساتھ پروسیاس کے اس بحری بیڑے پر

حملہ آور ہوا جس کی کمانداری ہانی بال کر رہا تھا جونہی دونوں بحری بیڑے ایک دوسرے کے سامنے آئے تو عددی لحاظ سے دونوں بحری بیڑوں کی نسبت ایک اور دس کی تھی ایو مینس کا بحری بیڑہ پردسیاس کے بحری بیڑے سے دس گنا بڑا تھا اور ان کے ہتھیار اور ان کے جنگی لباس بھی پروسیاس کے لشکریوں سے بہتر تھے پس جونہی دونوں بحری بیڑے ایک دوسرے کے قریب آئے ہانی بال نے اپنے ملاحوں کو اپنے جہاز سمندر میں خوب پھیلانے کا حکم دے دیا تھا ہانی بال کے اس حکم پر آناً" فاناً" ملاح حرکت میں آئے اور سمندر کے اندر انہوں نے اپنے جہاز خوب پھیلا لئے تھے اسکے جواب میں ایو مینس کے بحری بیڑے کے امیر البحر نے بھی اپنے بحری بیڑے کو پھیلایا اور ہانی بال پر وہ حملہ آور ہوا تھا جونہی ایو مینس کا بحری بیڑہ ہانی بال کے قریب آیا ہانی بال نے اپنے بحری بیڑے کے ملاحوں کو حکم دیا کہ جہازوں کے اندر شراب کے سانپوں بھرے جتنے ڈرم پڑے ہیں وہ اٹھا اٹھا کر دشمن کے جہازوں کے اندر پھینک دیئے جائیں۔

ہانی بال کا یہ حکم پاتے ہی اسکے ملاح آندھی اور طوفان کی طرح حرکت میں آئے دو دو تین تین نے مل کر سانپوں بھرے لکڑی کے ڈرم دشمنوں کے جہازوں میں پھینکنے شروع کر دیئے تھے جو ڈرم دشمن کے جہازوں میں پھینکا جاتا وہ اس زور سے گرتا کہ اسکا ڈھکن کھل جاتا اور سانپ پھڑپھڑاتے جہازوں اور کشتیوں میں دشمن کے سپاہیوں کو ڈسنے لگے تھے اس طرح جب سارے ڈرم دشمن کے بحری جہازوں میں پھینک دیئے گئے تو لڑائی کی نوبت ہی نہ آئی دشمن کے جہازوں میں ایک کہرام اور شور مچ گیا اسلئے کہ ان کے سارے بحری بیڑے میں سانپ ہی سانپ ہو گئے تھے اور انہوں نے جہازوں اور کشتیوں میں سوار ملاحوں کو ڈسنا شروع کر دیا تھا اور یہ سانپ ایسے زہریلے تھے کہ ایو مینس کے بحری بیڑے کے ملاح تیزی سے مرنا شروع ہو گئے تھے ایو مینس کے امیر البحر نے جب دیکھا کہ اسکے ملاح بڑی تیزی سے موت کا شکار ہوتے جا رہے ہیں تو وہ اپنی جان بچانے کیلئے سمندر میں کود گیا بحری بیڑہ مکمل طور پر تباہ ہو گیا اسلئے کہ بیشمار ملاحوں کو تو سانپوں نے کاٹ کر ہلاک کر دیا اور جو باقی بچے وہ اپنی جانیں بچانے کی خاطر سمندر میں ڈوب مرے تھے دشمن کے بحری بیڑے کی یہ حالت کرنے کے بعد ہانی بال اپنے بحری بیڑے کو لیکر پروسیاس کی طرف لوٹ گیا۔

پروسیاس کو جب یہ خبر ہوئی کہ ہانی بال نے صرف یہ کہ اسکے دشمنوں کو بدترین شکست دی ہے بلکہ اسکے دشمن کے ملاحوں کا مکمل طور پر صفایا بھی کر دیا ہے تو وہ بڑا خوش ہوا اور وہ بڑی بے چینی سے ہانی بال کی واپسی کا انتظار کرنے لگا تھا۔ جب ہانی بال اپنے بحری بیڑے کے ساتھ ساحل پر لگا تو پروسیاس نے بڑے والہانہ انداز میں اسکا استقبال کیا ہانی بال

کو وہ گلے لگا کر ملا اسکی پیشانی چومی پھر وہ بڑے رقت آمیز انداز میں ہانی بال کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ہانی بال اگر تم کچھ عرصہ پہلے میرے پاس آئے ہوتے تو میں دنیا کو یقین دلا سکتا کہ میں پوری دنیا کا فاتح بننے کی قوت اور صلاحیت رکھتا ہوں ہانی بال کی اس کامیابی اور فتح مندی پر پروسیاس نے کئی دن تک خوشی کا جشن منانے کا اعلان کر دیا تھا۔

دوسری طرف رومنوں کو جب خبر ہوئی کہ ہانی بال نے کھلے سمندر میں انکے حمایتی ایو مینس کے بحری بیڑے کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا ہے تو وہ بڑے غضبناک اور پیچ و تاب کھاتے ہوئے انہوں نے اپنا ایک وفد آرمینیا کے حکمران پروسیاس کی طرف روانہ کیا اور اسے دھمکی دی کہ اگر اس نے ہانی بال کو ہمارے وفد کے ہاتھ روم نہ بھجوایا تو رومن اسکے ملک پر حملہ آور ہو کر اسے اور اسکی رعایا کو نیست و نابود کر دیں گے جب یہ وفد پروسیاس کے پاس آیا اور دھمکی آمیز لہجے میں اسے ہانی بال کو طلب کیا تو پروسیاس ہانی بال کو رومنوں کے حوالے کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا اس نے فوراً اپنے کچھ سپاہی اس عمارت کی طرف بھجوائے جہاں ہانی بال نے قیام کر رکھا تھا تاکہ اسے گرفتار کر کے رومنوں کے حوالے کر دیا جائے۔

ایو مینس کے بحری بیڑے کو شکست دینے کے بعد پروسیاس نے ہانی بال کو رہائش کیلئے ایک ایسی عمارت دی تھی جسکے سات دروازے تھے ہانی بال کو چونکہ ہر وقت رومنوں کی طرف خطرہ لاحق رہتا تھا لہٰذا اس عمارت کے ساتوں دروازوں پر ایسے پہرے دار کھڑے رہتے تھے جو ہانی بال سے بے پناہ محبت کرنے لگے تھے ان لوگوں نے ہانی بال کو خبر کر دی کہ انکا بادشاہ پروسیاس اسے رومن وفد کے حوالے کرنے پر آمادہ ہو گیا ہے یہ اطلاع پانے کے بعد ہانی بال کو یقین ہو گیا کہ اب اسکا بچنا مشکل ہے اور یہاں سے بھاگنا بھی بے سود ہے لہٰذا پہلے اس نے ایک کپڑا لیکر اس پر ایک تحریر لکھی جو کچھ یوں تھی۔

"میرے اس طرح مرجانے سے رومنوں کو اس انتظار کی زحمت سے نجات مل جائیگی کہ ایک سن رسیدہ اور نفرت زدہ آدمی کب وفات پاتا ہے"۔

اسکے بعد ہانی بال نے زہر کھا کر خودکشی کر لی تھی۔ یہ زہر وہ ہنگامی حالت سے نمٹنے کیلئے اپنی انگوٹھی میں رکھا کرتا تھا۔ اس طرح دنیا کا ایک عظیم اور فاتح ایک مدبر اور ایک بے مثل جرنیل ایک شجاع اور دلیر انسان دنیا سے کوچ کر گیا جس نے کئی سالوں تک اٹلی پر قابض رہنے کے بعد رومنوں کے اس زعم اور گھمنڈ کو توڑا کہ وہ ناقابل تسخیر ہیں افسوس کہ ہانی بال کی قوم نے اس کیلئے کچھ نہ کیا اگر کنعانی اٹلی میں اسے رسد کمک بروقت فراہم کرتے تو وہ روم پر قبضہ کرنے کے بعد رومنوں کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ کر دیتا یا اگر یہ نہیں تو دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلے اور بکھرے ہوئے عرب ہی مل کر اس کا ساتھ دیتے تب بھی ہانی

بال رومنوں کو کسی زہریلے پودے کی طرح جڑ سے اکھاڑ پھینکتا اور آج دنیا کی تاریخ اس سے مختلف ہوتی جواب ہے بہرحال مناسب پشت پناہی نہ ہونے کی وجہ سے ہانی بال نہ صرف یہ کہ اٹلی سے نکلا بلکہ در بدر اور غریب الوطنی کی زندگی گزارنے کے بعد گمنامی کی موت سے بغلگیر ہو گیا۔

ہانی بال کی موت کے بعد بھی رومنوں کو کنعانیوں کی طرف سے خطرے کی بو آتی رہی انہیں شک پڑ گیا تھا کہ ایک نہ ایک روز کنعانیوں میں کوئی اور ہانی بال پیدا ہو گا اور ان سے انتقام ضرور لے گا۔ رومن کنعانیوں کے ذرائع آمدنی سے بھی خوب واقف تھے گو رومنوں کے ساتھ جنگ میں ان کا بیشتر نقصان ہوا تھا اور انہیں بھاری تاوان بھی ادا کرنا پڑا تھا لیکن ان کی دنیا بھر میں پھیلی تجارت باقی تھی جو انہیں اٹھا کر پھر کھڑا کر سکتی تھی جنگ زاما کی شرائط کے بعد گو کنعانیوں کے جنگی بحری جہاز تباہ و برباد کر دیئے گئے تھے لیکن انکے تجارتی جہاز اب بھی انکے پاس تھے اپنے ان ہی تجارتی جہازوں کی بناء پر کنعانیوں کے خزانے اب بھی سونے سے بھرے پڑے تھے اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جنگ زاما میں پچاس سال کیلئے جو جنگ کا تاوان اور اخراج رومنوں نے کنعانیوں پر لگایا تھا کنعانیوں نے رومنوں کی کہ وہ پچاس سال کا سارا تاوان اور اخراج کی رقم یکمشت ادا کر کے فارغ ہو جانا چاہتے ہیں۔

کنعانیوں کی اس پیش کش پر رومن چونک پڑے انہیں خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ اگر کنعانیوں کی معیشت اسی طرح ترقی کرتی رہی تو وہ دن دور نہیں جب ان کا کوئی اور جرنیل ہانی بال کا روپ دھار کر اٹلی میں داخل ہو گا اور اسکے سارے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دے گا ان ہی دنوں رومنوں کے خدشوں میں اور اضافہ ہوا اور وہ اس طرح کہ مقدونیہ کا موجودہ بادشاہ جو زاما کے مقام پر رومنوں کے ہاتھوں کنعانیوں کی شکست کے باعث رومنوں سے خطرہ محسوس کرنے لگا تھا وہ بھی ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے اپنے دوستوں اور حمایتیوں میں اضافہ کرنے لگا تھا کہ اگر آنے والے دور میں رومن اس پر جنگ مسلط کرنے کی کوشش کریں تو وہ بخوبی ان سے نمٹ سکے۔

مقدونیہ کے حکمران نے سب سے پہلے کنعانیوں سے تعلقات استوار کرنے کی کوشش کی اسلئے کہ اسے یقین تھا کہ صرف کنعانی ہی ایسے ہیں جن کے ساتھ مل کر وہ رومنوں کو اپنے سامنے مغلوب کر سکتا ہے لہٰذا اس نے اپنا ایک وفد کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف روانہ کیا اور کنعانیوں سے اس نے اچھے روابط اور باہمی تعلقات کی التماس کی اس طرح دونوں قوموں کے درمیان روز کا آنا جانا شروع ہو گیا تھا جنہیں رومن شک اور

شبے کی نگاہ سے دیکھنے لگے تھے انہیں خطرہ ہو گیا تھا کہ اگر کنعانی اور مقدونیوں نے مل کر ان کے خلاف کسی جنگ کی ابتداء کی تو رومن کسی بھی طرح ان کے مقابلے کیلئے ٹھہر نہ سکیں گے۔

اسی دوران ایک تیسرا واقعہ بھی رومنوں کیلئے پریشانی کا باعث بن گیا وہ اس طرح کہ افریقہ کے شرقی وحشیوں کا بادشاہ میسنیسا انتہائی شرپسند اور عیار انسان تھا اس نے ماضی میں چونکہ کنعانیوں کے خلاف رومنوں کا ساتھ دیا تھا اور جنگ زاما میں بھی کنعانیوں کے خلاف رومنوں کے ساتھ مل کر جنگ لڑا تھا اس نے جب دیکھا کہ رومنوں نے کنعانیوں پر جو شرائط مسلط کی ہیں ان میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ کنعانی افریقہ کے اندر یا باہر کسی بھی قوم یا ملک سے ان کی اجازت کے بغیر جنگ کی ابتداء نہیں کریں گے اس شرط سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میسنیسا نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اسکی مدد سے کنعانیوں کے علاقوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے اس نے مستینو کی بستیاں اور قصبے فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کرنا شروع کر دیئے تھے۔

کنعانیوں نے دو (2) ایک بار وفد بھجوا کر میسنیسا کو ان حرکتوں سے باز رہنے کیلئے کہا لیکن میسنیسا کو یقین تھا کہ کنعانی رومنوں کے خطرے اور خدشے کی وجہ سے جنگ کی ابتداء نہیں کریں گے لہٰذا اسے کنعانیوں سے کوئی خطرہ نہیں تھا جسکی بناء پر وہ بڑی تیزی سے کنعانیوں کے علاقے ہتھیانے لگا کنعانیوں نے جب دیکھا کہ میسنیسا کسی بھی طرح باز نہیں آتا تو اسکی سرکوبی کرنے کے لئے کنعانیوں نے اپنے پرانے جرنیل حسدربال گسکو کو ایک لشکر کے ساتھ اسکی طرف روانہ کیا اس لشکر کی تعداد مختصر ہی سی لیکن یہ لشکر خوب تربیت یافتہ تھا جب یہ لشکر میسنیسا کے لشکر کے سامنے پہنچا تو میسنیسا نے سمجھا کہ کنعانیوں کے لشکر کی تعداد اسکے لشکر کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہے لہٰذا وہ اسے شکست دیکر بھگا دے گا لیکن جب جنگ ہوئی تو کنعانیوں نے اس جنگ میں میسنیسا کے لشکر کو بدترین شکست دی اور جس قدر علاقے میسنیسا نے کنعانیوں سے ہتھیا لئے تھے ان پر انہوں نے دوبارہ قبضہ کر لیا تھا۔

رومن عیاری سے کام لیتے ہوئے اس وقت تک خاموش رہے جب تک میسنیسا کنعانیوں پر حملہ آور ہو کر ان کے علاقے ہتھیاتا رہا لیکن جونہی انہیں یہ خبریں پہنچیں کہ کنعانیوں نے جوابی کارروائی کر کے نہ صرف یہ کہ میسنیسا کو بدترین شکست دی ہے بلکہ اپنے علاقے بھی واپس لے لئے ہیں تو وہ چوکنے ہو گئے انہیں فکر مندی ہوئی کہ کنعانیوں نے پھر اپنی پہلے جیسی طاقت اور قوت بحال نہ کر لی ہو انہوں نے کنعانیوں کی طرف ایک

بھجوائے جسکے ذریعے سے کنعانیوں کو یہ یاد دہانی کرائی گئی کہ انہوں نے ان شرائط کی کھلی کھلی خلاف ورزی کی ہے جو انکے اور رومنوں کے درمیان طے پائی تھیں ساتھ ہی رومنوں نے اپنا ایک جرنیل مرکیوس کاٹو قرطاجنہ کی طرف بھجوایا تاکہ وہ سارے حالات کا جائزہ لے جسکے تحت کنعانی فی الفور اپنی طاقت بحال کر کے میسنیسیا کو شکست دینے میں کامیاب ہوئے ہیں بہرحال مرکیوس کاٹو نام کا یہ جرنیل افریقہ پہنچا اس نے قرطاجنہ کا خوب گھوم پھر کر جائزہ لیا اسکے بعد وہ شرقی وحشیوں کے بادشاہ میسنیسیا سے بھی ملا سارے حالات کا جائزہ لینے کے بعد یہ مرکیوس کاٹو واپس روم گیا اسکے روم پہنچنے پر روم کی سینیٹ کا اجلاس طلب کیا گیا اور مرکیوس کاٹو سے کہا گیا کہ وہ افریقہ میں جو کچھ دیکھ کر آیا ہے وہ سینٹ کے سامنے اسکا اظہار کرے اس پر مرکیوس کاٹو نے سینیٹ کے سامنے اپنی تقریر کی ابتداء کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو میری قوم کے فرزندو! میں نے کنعانیوں سے متعلق جو کچھ دیکھا وہ یہ کہ میرے خیال میں وہ اپنی پہلی طاقت اور قوت تیزی سے بحال کرتے جا رہے ہیں قرطاجنہ شہر جس کی آبادی دن بدن تیزی سے بڑھ رہی ہے خوب آباد اور امیر ترین شہر ہے اسکے ساحل پر ہر وقت ان گنت اور بیشمار تجارتی جہاز آتے جاتے رہتے ہیں جو کسی بھی وقت جنگی بحری جہازوں کی صورت اختیار کر سکتے ہیں کنعانیوں کے خزانے بھرے ہوئے ہیں انکے اسلحہ خانے بھی بھرتے جا رہے ہیں اور ان کے اندر میں نے ایک جوش ایک ولولہ پایا ہے اسکے ساتھ ہی مرکیوس کاٹو نے اپنے چغے کے اندر سے پکے ہوئے انجیروں کا ایک خوشہ نکالا اور اسے اپنی سینیٹ کے ارکان کے سامنے پھینکتے ہوئے کہا ادھر دیکھو رومنوں کے فرزندو جو قوم اس طرح کے پھل پیدا کر کے خود بھی مستفید ہو سکتی ہے اور اوروں کو بھی بھیجتی ہے وہ دوبارہ اپنی طاقت اور قوت بحال کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگائے گی۔
یہاں تک کہنے کے بعد مرکیوس کاٹو تھوڑی دیر کیلئے رکا پھر وہ دوبارہ بولا اور کہنے لگا سنو رومن قوم کے فرزندو اگر تم میری مانو اور اگر تم رومنوں کی بقا چاہتے ہو اور جس سرزمین میں تم بیٹھے ہو اس پر اپنی ملکیت اپنی آزادی بحال رکھنا چاہتے ہو تو پھر کنعانیوں کا مکمل طور پر صفایا کرو انہیں ختم کر دو دنیا سے انہیں نیست و نابود کر دو اور اگر تم لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر وہ تمہیں نیست و نابود کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگائیں گے جو حالات میں نے کنعانیوں کے اندر دیکھے ہیں اگر وہ ویسے کے ویسے ہی رہے اور ہم نے انکے خلاف کوئی قدم نہ اٹھایا تو پھر لکھ رکھو کہ عنقریب ان کے درمیان کوئی اور ہانی بال اٹھے گا وہ بھی اٹلی کا رخ کرے گا اور اس وقت تک اٹلی کو نہیں چھوڑے گا جب تک اسکی اینٹ سے

اینٹ بجا کر نہیں رکھ دیتا للٰذا میری قوم کے فرزندو میری تم سے ایک ہی التماس ہے کہ ان کنعانیوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دو اسی میں تمہاری بقا بہتری اور اسی میں تمہاری منفعت ہے مرکیوس کاٹو کی اس تقریر کے بعد رومن حکمرانوں نے کنعانیوں کو واقعی صفحہ ہستی سے مٹا دینے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔
رومنوں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ انہوں نے شرقی وحشیوں کے بادشاہ میسنیسیا کو پیغام بھجوایا کہ وہ کنعانی علاقوں پر زوردار حملہ کر کے ان کے اندر گھستا چلا جائے اور جس قدر چاہے ان کے علاقوں پر قبضہ کر لے ہم تمہارے ساتھ ہیں اور اگر کنعانی اسکی سرکوبی کیلئے لشکر تیار کرتے ہیں تو وہ اس لشکر سے بھی ٹکرا جائے اور اگر وہ اس لشکر کو شکست دینے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر کنعانیوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف بڑھتا چلا جائے اور اس شہر کو نیست و نابود کر کے کنعانیوں کا افریقہ سے مکمل طور پر خاتمہ کر دے رومنوں نے میسنیسیا کو یہ بھی پیغام بھجوایا کہ اگر کنعانیوں کے مقابلے میں اسے شکست ہوتی ہے تو وہ پیچھے اپنے صحرائی حصے میں داخل ہو جائے اور کنعانیوں کو اپنا تعاقب کرنے کا موقع فراہم کرتا جائے جب کنعانی دور تک صحراء میں اسکا تعاقب کریں تو پھر اپنے لشکر کا ایک حصہ ان کی پشت کی طرف بھجوا کر راستے میں کھانے پینے کی جو بھی چیزیں میسر ہوں انکا خاتمہ کر دے اس طرح کنعانی خوراک نہ ملنے کی وجہ سے صحراء کے اندر قحط سالی کا شکار ہو جائیں گے اور انکے لشکر کا خاتمہ ہو جائے گا جو آنے والے دنوں میں رومنوں اور میسنیسیا کا سامنا کر سکے اور اسکے بعد رومن خود ہی کنعانیوں سے نپٹ لیں گے یہ پیغام ملنے کے بعد میسنیسیا نے کنعانیوں کے خلاف جنگ کی ابتداء کر دی تھی۔
کنعانیوں کو جب خبر ہوئی کہ میسنیسیا نے انکے علاقوں پر حملہ کر دیا ہے تو انہیں پھر اپنے جرنیل حسدربال گسکو کو اپنے لشکر کے ساتھ تیار کیا اور میسنیسیا کی سرکوبی کیلئے روانہ کیا دونوں ملکوں کی سرحد پر خوفناک جنگ ہوئی جس میں حسدربال نے میسنیسیا کو بدترین شکست دی میسنیسیا بھاگ کھڑا ہوا حسدربال گسکو اسکا تعاقب کرنے لگا میسنیسیا حسدربال کو اپنے صحرائی حصے میں لے گھسا اور دور تک حسدربال کے آگے آگے بھاگتا چلا گیا پھر حسدربال کو دور تک صحراء میں لے جانے کے بعد میسنیسیا نے اپنے لشکر کا ایک حصہ اسکی پشت کی طرف بھجوایا اور پیچھے صحرائی بستیوں اور قصبوں کے اندر جس قدر خوراک کا سامان مہیا ہو سکتا تھا ان سب کا خاتمہ کروا دیا جس کے نتیجے میں حسدربال زیادہ عرصہ تک صحراء میں قیام نہ کر سکا کیونکہ اسے خوراک مہیا نہ تھی جلد ہی اس کا لشکر قحط کا شکار ہو کر بھوکوں مرنے لگا اس حالت میں میسنیسیا نے چاروں طرف اپنے لشکر پھیلا کر صحراء کے اندر

قحط زدہ کنعانیوں پر شب خون مارنے شروع کر دیئے تھے۔
کنعانیوں کی مزید بدقسمتی یہ کہ ان کے اندر وبائی امراض بھی پھوٹ پڑے تھے۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے حسدربال گسکو نے میسینسیا سے صلح کی درخواست کی میسینسیا نے بھاری تاوان جنگ عائد کرتے ہوئے حسدربال کی صلح کی پیشکش کو قبول کر لیا میسینسیا کو یہ رقم ادا کر دی گئی اور حسدربال جب اپنے شب خون اور وبائی امراض سے بچے کچھے لشکر کے ساتھ قرطاجنہ پہنچا تو قرطاجنہ کے لوگ اس پر اس قدر سخت ناراض اور برہم ہوئے کہ اس نے اپنی فتح کو شکست میں تبدیل کر دیا تھا گلی کوچوں میں لوگ حسدربال کو سزائے موت دینے کا مطالبہ کرنے لگے یہاں تک کہ کنعانی حکمرانوں کو اپنے عوام کے سامنے جھکنا پڑا اور حسدربال کو موت کی سزا سنا دی۔ لیکن ابھی عملاً اسے یہ سزا نہ دی گئی تھی۔
دوسری طرف رومنوں نے کنعانیوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے تیاریاں مکمل کر لی تھیں اور اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے انہوں نے ایک بہت بڑا بیڑہ اور ایک بہت بڑا جرار لشکر تیار کیا اس بحری بیڑے اور لشکر کی کمانداری کیلئے انہوں نے جن دو جرنیلوں کا انتخاب کیا ان میں سے ایک کا نام مانیلیوس اور دوسرے کا نام سنسرینیوس تھا رومن حکمرانوں نے ان دونوں جرنیلوں کو تاکید کی ان حالات میں کنعانی ضرور ان کے پاس آ کر صلح کی گفتگو کریں گے اور اپنے معاملات ہمارے ساتھ نمٹانے کی کوشش کریں گے دونوں جرنیلوں کو واضح کر دیا گیا تھا کہ رومن حکمران چاہے جس قسم کی شرائط بھی کنعانیوں کے ساتھ ظاہراً طے کرتے رہیں لیکن حتمی فیصلہ یہی ہے کہ کنعانیوں کو کسی بھی صورت زندہ نہیں رہنے دینا ان کا خاتمہ کرنا ہے اور ان کے مرکزی شہر قرطاجنہ کو تباہ برباد کرنے کے بعد اس پر ہل چلا دیئے جانے چاہئیں اپنے حکمرانوں کی طرف سے یہ ہدایات ملنے کے بعد رومنوں کے دونوں جرنیلوں مانیلیوس اور سنسرینیوس اپنے لشکر اور بحری بیڑے کے ساتھ اٹلی سے افریقی ساحل کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی نے ابھی سفید نیل کے کنارے سرائے میں قیام کر رکھا تھا ایک روز دونوں میاں بیوی اپنے کمرے میں بیٹھے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا یوناف فوراً چوکنا ہو گیا اور اسکی یہ حالت دیکھتے ہوئے بیوسا بھی اسکی طرف متوجہ ہو گئی تھی پھر ابلیکا کی کھنکھناتی ہوئی خوش کن آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی سنو یوناف تم کب تک اس سرائے میں پڑے رہو گے میں تمہارے لئے دو خبریں لیکر آئی ہوں ایک خبر بری دوسری اچھی ہے بری خبر یہ ہے کہ کنعانیوں نے اپنے جرنیل اور تمہارے دوست

ہانی بال کو اٹلی سے طلب کر لیا تھا اور رومنوں نے دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے کنعانیوں کو ایک جنگ میں مبتلا کیا یہ جنگ افریقہ میں زاما کے مقام پر ہوئی جس میں بدقسمتی سے برے حالات اور اپنے ساتھیوں کی کمزوری کی وجہ سے ہانی بال کو پسپائی اختیار کرنا پڑی اس جنگ میں پسپائی کے نتیجے میں رومنوں نے کنعانیوں پر بے جا شرائط عائد کر دیں جسکے نتیجے میں کنعانی ہانی بال سے خفا ہوئے پر ہانی بال نے پھر اپنی قوم کو اپنی طاقت بحال کرنے کا مشورہ دیا کنعانیوں نے ایسا کیا تو رومنوں نے کنعانیوں سے ہانی بال کو طلب کر لیا ہانی بال بیچارہ اپنے آبائی شہر کی طرف بھاگ گیا اور وہاں سے وہ شام کے حکمران انٹی اوکس کی طرف گیا وہاں بھی رومنوں نے اسے ٹکنے نہ دیا پھر وہ آرمینیا کی طرف چلا گیا وہاں اس بیچارے نے زہر کھا کر اپنی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔
یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف بولا اور کہنے لگا سنو ابلیکا یہ تو تم واقعی ایک بے حد بری خبر لے کر آئی ہو جہاں تک ہانی بال کا تعلق ہے وہ میرا ایک بہترین دوست ہی نہیں تھا بلکہ وہ ایک بے مثال دوست اور دنیا کا ایک عظیم جرنیل اور شریف النفس انسان تھا اسکی موت نے مجھے واقعی غمزدہ کر دیا ہے پر یہ تو کہو تم میرے لئے دوسری خبر کیا لیکر آئی ہو اس پر ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی خبر عارب نبیطہ سطرون اور زروعہ سے متعلق ہے اس پر یوناف چونکا اور ابلیکا سے پوچھنے لگا کیا تم بتا سکو گی کہ وہ چاروں ان دنوں کہاں ہیں اس پر ابلیکا پھر مسکراتے ہوئے بولی اور کہنے لگی۔
سنو یوناف میرے حبیب افریقہ کے صحرائے کالا ہاری کے شمالی کناروں پر ایک کوہستانی سلسلہ ہے اس کوہستانی سلسلے سے بارش اور چشموں کا پانی اتر کر شمال کی طرف مکدی کاوی کی کھارے پانی کی جھیل اور اوکاوانگو کے دلدلی علاقوں کی طرف جاتا ہے جبکہ بارش کا جو پانی جنوبی حصے میں کوہستانی سلسلے سے اتر کر میدانوں میں پڑتا ہے یہ کالا ہاری کے بیچوں بیچ ایک دریا کی صورت اختیار کرتا ہوا جنوب کی طرف بڑھتا ہے اس دریا کا نام بھی کانگ ہے اور اسی دریا کے کنارے کانگ نام کا ایک چھوٹا سا شہر ہے اسی شہر کے مشرق میں دریائے کانگ کے کنارے ایک سرائے میں عارب اور نبیطہ نے قیام کر رکھا ہے اس پر یوناف پھر بولا اور پوچھنے لگا اور سطرون اور زروعہ کہاں ہیں ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی جس کوہستانی سلسلے سے دریائے کانگ نکل کر ایک دھار کی صورت میں صحرائے کالا ہاری کے اندر بہتا ہے اسی کوہستانی سلسلے کے ایک غار میں عزازیل نے سطرون اور زروعہ کو زنجیروں میں جکڑ دیا ہے تاکہ وہ پھر اپنی پہلی سی قوت اور طاقت بحال کر لیں۔
ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف خوش ہو گیا تھا پھر وہ ابلیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگا

دیکھ ابلیکا تم نے مجھے بہترین اطلاعات فراہم کی ہیں میں آج ہی نہیں بلکہ ابھی صحرائے کالا ہاری کے اس کوہستانی سلسلے کی طرف جاؤں گا وہاں زنجیروں میں جکڑے ہوئے سطرون اور زردعہ پر بھی ضرب لگاؤں گا پھر دریائے کانگ کے کنارے عارب اور نبیطہ کے ذہن کی صفائی بھی کروں گا اس پر ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی سطرون اور زردعہ پر وارد ہوتے وقت محتاط ضرور رہنا اسلئے کہ عزازیل کا کوئی نہ کوئی ساتھی ان دونوں کی حفاظت پر مقرر ہوتا ہے لہٰذا تم ان پر وارد ہوتے ہوئے احتیاط سے کام لینا بہرحال تم فکر نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں جونہی تم سطرون زردعہ یا عارب اور نبیطہ کے خلاف کارروائی کرو گے میرا تمہیں پورا تعاون اور حمایت حاصل ہو گی ابلیکا کے اس جواب پر یوناف اور بیوسا دونوں خوش ہو گئے تھے پھر دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور سفید نیل کی اس سرائے سے وہ افریقہ کے صحرائے کالا ہاری کی طرف کوچ کر گئے تھے دوسری طرف رومنوں کے دونوں جرنیلوں مانیلوس اور سنسرینیوس اپنے بحری بیڑے اور لشکر کے ساتھ قرطاجنہ کے ساحل پر پہنچ گئے تھے کنعانی حکمرانوں کو جب خبر ہوئی کہ رومن بحری بیڑہ ساحل سے آ لگا ہے اور اس سے ایک جرار لشکر ساحل پر خیمہ زن ہو گیا ہے تو حکمرانوں نے یونانی لشکروں کے جرنیلوں سے آنے کی وجہ پوچھی اس پر یونانی جرنیلوں نے کنعانی حکمرانوں کیلئے کہلا بھیجا کہ وہ ایک وفد انکی طرف بھجوائیں تاکہ انکے ساتھ بات چیت کی جا سکے کیونکہ کنعانیوں نے ان شرائط کی خلاف ورزی کی ہے جو انکے اور رومنوں کے درمیان طے پائی تھیں اس پر کنعانی حکمرانوں نے اپنا ایک وفد رومنوں کے جرنیل مانیلوس اور سنسرینیوس کی طرف بھجوا دیا تھا۔

کنعانیوں کا وفد جب رومن جرنیلوں کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے وفد کو اپنے سامنے بٹھایا۔ پھر مانیلوس نے مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا سنو کنعانیوں کے نمائندو! تم جانتے ہو کہ تمہاری قوم نے افریقہ کے شرقی وحشیوں کے بادشاہ میسینسیا کے خلاف جنگ چھیڑ کر ان شرائط کی کھلی خلاف ورزی کی ہے جو ہمارے اور تمہارے درمیان طے پائی تھیں اسی بناء پر تم سے باز پرس کرنے کیلئے ہمارے حکمرانوں نے ہمیں تمہارے پاس بھیجا ہے لہٰذا تمہیں اپنا پابند رکھنے کیلئے ہمیں مزید کچھ شرطیں تم پر عائد کرنے کیلئے کہا گیا ہے اس پر وفد کے ایک آدمی نے مانیلوس کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا وہ کون سی شرائط ہیں جو تم ہم پر عائد کرنا چاہتے ہو اس پر رومن جرنیل مانیلوس پھر بولا اور کہنے لگا۔

پہلی شرط یہ ہے کہ تم لوگوں کے پاس جس قدر اسلحہ اور جنگی ہتھیار ہیں وہ سب ہمارے حوالے کر دیئے جائیں دوسری شرط یہ کہ تم لوگ قرطاجنہ شہر خالی کر دو شہر خالی

کرتے وقت تم لوگ اپنے گھروں کا سارا سامان اور نقدی اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو شہر سے نکل کر تم کسی بھی جگہ آباد ہو سکتے ہو یہ جگہ سمندر سے کم از کم دس میل کے فاصلے پر ہونی چاہیے وہ اسلئے کہ ہم جانتے ہیں کہ تم تجارت پیشہ لوگ ہو سمندری تجارت سے تم لوگوں نے بے شمار دولت حاصل کی اور اسی دولت کی بناء پر تم لوگوں نے رومنوں کے خلاف جنگوں کا سلسلہ شروع کیا اسی دولت کی بناء پر تم لوگوں نے سسلی کارسیکا اور سارڈینیا کو بھی اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا کر رکھا لہٰذا ہم نہیں چاہتے کہ یہ صورتحال پھر دہرائی جائے اور ہماری تیسری شرط یہ ہے کہ آئندہ کیلئے تم لوگ سمندر سے دور رہ کر بحری تجارت نہیں کرو گے بلکہ کھیتی باڑی کرو گے اسلئے کہ کھیتی باڑی تمہارے لئے نہایت سودمند اور بہتر رہے گی ہماری چوتھی شرط یہ ہے کہ قرطاجنہ شہر کو خالی کرنے کے بعد اسے زمین بوس کر کے اس پر ہل چلا دیا جائے گا تاہم کنعانیوں کی حیثیت سے تم لوگ آزاد رہو گے سنو کنعانیوں کے فرزندو تم اس شہر قرطاجنہ کی دیواروں اسکے مکانوں اور اسکی عمارتوں کی وجہ سے کنعانی نہیں ہو بلکہ تم پیدائشی کنعانی ہو اس شہر کے تباہ ہونے کے بعد بھی تم آزاد کنعانی کے طور پر زندگی بسر کرتے رہو گے بس یہی ہماری شرائط ہیں امید ہے تم ان شرائط کو ماننے پر رضامند ہو جاؤ گے یہاں تک کہنے کے بعد رومن جرنیل مانیلوس جب خاموش ہوا تو ایک کنعانی سردار اٹھا اور دونوں جرنیلوں کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

ہم لوگ اپنی قوم کا نمائندہ وفد ضرور ہیں لیکن اس حالت میں نہیں ہیں کہ جو شرائط تم لوگوں نے عائد کی ہیں انہیں قبول یا رد کر دینے کا آخری فیصلہ کر دیں تمہاری شرائط لے کر ہم اپنے حکمرانوں کے پاس جاتے ہیں اور ان کے سامنے پیش کرتے ہیں اور جو وہ فیصلہ کریں گے اس سے تمہیں آگاہ کر دیا جائے گا دونوں رومن جرنیلوں نے اس فیصلے سے اتفاق کیا پھر وہ کنعانیوں کا وفد ساحل سے اٹھ کر شہر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

دوسری طرف شہر کے لوگ اپنے وفد کا بڑی بے چینی سے انتظار کر رہے تھے جونہی یہ وفد شہر میں داخل ہوا اور لوگوں کے سامنے انہوں نے شرائط پیش کیں تو لوگوں نے پوچھا تم ان شرائط کے متعلق کیا جواب دیکر آئے ہو اس پر ایک سردار کہنے لگا کہ ہمارا مخلصانہ مشورہ یہی ہے کہ ان شرائط کو قبول کر لینا چاہئے اس پر لوگ ایسے برا فروختہ اور غضبناک ہوئے کہ انہوں نے وفد کے ان ارکان پر بھی حملہ کر دیا اور کچھ کو ہلاک اور کچھ کو زخمی کر دیا پھر لوگ ایک طوفان کی صورت میں گلی کوچوں سے آئے اور اپنے حکمرانوں پر دباؤ ڈالنے لگے کہ رومنوں کی ان شرائط کو کسی صورت قبول نہ کیا جائے گلی کوچوں میں کیا مرد کیا عورتیں بلند آوازوں میں چیخ چیخ اور چلا چلا کر کہنے لگے تھے کہ ہمیں موت قبول ہے مگر

رومنوں کے ہاتھوں اس طرح کی شرائط ہر گز قبول نہیں ہیں اپنے عوام کا جوش و غضب دیکھتے ہوئے کنعانی حکمرانوں نے بھی دیکھ لیا کہ اب رومنوں کے ساتھ جنگ کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں ہے اس لئے کہ ان شرائط کو تسلیم کرنا کنعانیوں کی بڑی بدنامی اور ذلت ہے لہٰذا اسی روز کنعانی حکمرانوں نے شہر کے اندر ہنگامی صورت کا اعلان کرتے ہوئے رومنوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تھا۔

کنعانی حکمرانوں نے اپنے شہر کا دفاع کرنے کا پورا عزم کر لیا تھا حسدربال جسکو جسے چند ہفتے پہلے موت کی سزا سنا دی گئی تھی اسے سزا نہ دی گئی تھی لہٰذا اسے فی الفور رہا کر دیا گیا اور اسے اس لشکر کا سالار اعظم مقرر کیا گیا جس نے شہر کے باہر کارروائی کرنا تھی ایک اور جرنیل کو شہر کے اندر لشکر تیار کر کے اندرونی حصے کی حفاظت پر مامور کر دیا گیا اسکے علاوہ ہتھیار تیار کرنے والوں کو جمع کیا گیا اور دن رات ہتھیار تیار کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔

کنعانیوں کے اندر ایسا جوش ایسا جذبہ بیدار ہو گیا تھا کہ کیا مرد کیا عورتیں سبھی بھٹیوں پر کام کرنے لگے تھے بڑے بڑے دیوتاؤں کے مندر اور ان سے ملحقہ مقدس عمارتیں بھٹیوں اور کارخانوں میں تبدیل کر دی گئی تھیں ہر روز ایک سو ڈھالیں تین سو تلواریں اور منجنیقوں کی مدد سے پھینکے جانے والے ایک ہزار نیزے روزانہ تیار کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا گیا تھا۔ منجنیقوں میں نیزے پھینکنے کیلئے جو رسے استعمال ہوتے تھے وہ گھوڑے کے بالوں سے تیار کئے جاتے تھے لیکن گھوڑے کے بال چونکہ اس قدر میسر نہ تھے اسلئے کنعانی عورتوں نے بڑے عجیب اور انوکھے جذبے کا اظہار کیا کنعانی عورتوں نے اپنے بال کاٹ کاٹ کر مہیا کرنے شروع کر دیئے اور التماس کی گئی کہ ان کے بالوں سے رسے بنا کر منجنیقوں میں استعمال کئے جائیں اور رومنوں سے اپنے شہر کا دفاع کیا جائے بڑا عجیب اور بڑا انوکھا سا جذبہ تھا جس کا اظہار اس موقع پر کنعانی عورتوں اور مردوں کی طرف سے کیا جا رہا تھا۔

قرطاجنہ شہر کے اردگرد جو مضبوط فصیل تھی وہ اپنی گولائی کے حساب سے کوئی اٹھارہ میل بنتی تھی یہ چھیالیس فٹ اونچی تھی چونتیس فٹ کے قریب چوڑی تھی فصیل کے اندر جگہ جگہ چار منزلہ اونچے اونچے مینار بنے ہوئے تھے جنکے اندر رہ کر شہر کے محافظ حملہ آور دشمنوں پر نگاہ رکھ سکتے تھے۔

قرطاجنہ شہر کی بندرگاہ کا بھی عجیب عالم تھا شہر کی دو بندگاہیں شمار کی جاتی تھیں ایک اندرونی بندرگاہ دوسری بیرونی بندرگاہ بیرونی بندرگاہ تجارتی جہازوں کیلئے استعمال کی جاتی تھی

اور اس میں سے اگر کوئی جہاز اندرونی بندرگاہ کی طرف آنا چاہے تو ایک ایک کر کے داخل ہو سکتا تھا۔ اندرونی بندرگاہ بالکل شہر سے ملحقہ تھی اس بندرگاہ کے درمیان سمندر کے اندر ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا جسکے اردگرد کنعانیوں کے جنگی جہاز کھڑے ہوتے تھے اور اس جزیرے کے اردگرد تقریباً دو سو بیس جنگی بحری جہاز کھڑے کئے جا سکتے تھے اس جزیرے میں کنعانیوں کے امیر البحر کیلئے ایک بلند عمارت تعمیر کی گئی تھی جسکے اندر بیٹھ کر امیر البحر قرطاجنہ کی طرف آنے والے بحری بیڑوں کو بغور دیکھ سکتا تھا۔

اندرونی اور بیرونی بندرگاہوں کے درمیان ایک بلند دیوار تھی جسکی وجہ سے بیرونی بندرگاہ سے اندرونی بندرگاہ میں دیکھا نہ جا سکتا تھا شہر سے بیرونی بندرگاہ میں داخل ہونے کیلئے علیحدہ راستہ تھا اندرونی بندرگاہ کو عموماً فوجی بندرگاہ بھی کہا جا سکتا تھا اور اسکی بڑی دیکھ بھال اور نگرانی کی جاتی تھی بڑی بندرگاہ سے چھوٹی بندرگاہ میں داخلے کو بند کرنے کیلئے سمندر میں زنجیریں تان دی جاتی تھیں تاکہ کوئی باہر کی بندگارہ سے اندرونی بندرگاہ میں داخل نہ ہو سکے۔

دونوں رومن جرنیلوں مانیلوس اور سنسرنیوس نے سمندر کی بجائے خشکی کی طرف سے قرطاجنہ پر حملے کی ابتداء کی تھی دونوں اپنے لشکر کو اس شہر کی فصیل کے قریب لے آئے پھر قریبی جنگل سے جو سب سے بڑے سب سے پرانے مضبوط اور موٹے درخت تھے انہیں کاٹا گیا اور ان کے مضبوط تنوں کے سامنے لوہے کے بڑے بڑے مینڈھے کے سر نصب کرا دیئے گئے تھے ان شہتیروں کو خاص مقصد کیلئے تیار کردہ بڑے جنگی رتھوں پر نصب کر دیا گیا تھا پھر یہ جنگی رتھ جن کے اوپر لوہے کے بڑے بڑے مینڈھے کے سروں کو شہر کی فصیل کے ساتھ ٹکرانے کا لائحہ عمل تیار کیا گیا تھا۔

جن دو جنگی رتھوں پر وہ مینڈھے کے سر لگے شہتیر نصب کئے گئے تھے ان دونوں ہی جنگی رتھوں پر تقریباً چھ چھ ہزار جوانوں کو مقرر کیا گیا پھر رومن جرنیلوں نے حکم دیا کہ ان جنگی رتھوں کو پوری قوت سے آگے کی طرف دوڑاتے ہوئے بار بار اسے شہر کی فصیل کے ساتھ ٹکرایا یہاں تک کہ فصیل کے اندر ایک ایک شگاف پیدا ہو گیا دونوں رومن جرنیلوں نے اس بڑے شگاف کے ذریعے سے اپنے لشکر کے ساتھ قرطاجنہ شہر کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی لیکن جونہی وہ ان شگافوں کے ذریعے سے شہر میں داخل ہوئے ایک طوفان ایک انقلاب ایک واویلا اٹھ کھڑا ہوا اسلئے کہ مسلح کنعانی آندھی طوفان اور آگ کے شعلوں کی طرح آگے بڑھے اس خونخواری اس جاں نثاری سے وہ رومنوں پر حملہ آور ہوئے کہ ان گنت رومنوں کو اس شگاف کے اندر انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور باقی رومن

شگاف سے نکل کر شہر سے بھاگ گئے اور اپنی جانیں بچالیں اس طرح کنعانیوں نے رومنوں کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا اور جو شگاف انہوں نے ڈالا تھا اسے بہت جلد پر کر کے وہ فصیل کو پہلی حالت پر لے آئے تھے۔

اب صورتحال یہ پیدا ہو گئی تھی کہ رومن جرنیل مانیلیوس اور سنسرینیوس بار بار مختلف جگہوں پر فصیل کے ساتھ مینڈھے کے سر ٹکراتے وہاں شگاف کرتے اور شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرتے لیکن جس جگہ بھی وہ فصیل کے اندر شگاف کر کے فصیل کے اندر داخل ہونے کی کوشش کرتے اسی جگہ سے کنعانی ایسی جاں نثاری سے حملہ آور ہوتے کہ رومنوں کو شہر میں داخل ہونے کی ہمت و جرات ہی نہ ہوتی اور ہر دفعہ انہیں اپنے بے شمار ساتھیوں کے مرنے کی قربانی دینا پڑتی اس طرح جب دن پر دن گزرنے لگے تو دونوں رومن جرنیل قرطاجنہ کی فتح سے متعلق مایوس ہونا شروع ہو گئے تھے جب انہوں نے اندازہ لگایا کہ قرطاجنہ کو فتح کرنا ہمارے بس کی بات نہیں تو انہوں نے اپنے قاصد افریقہ کے شرقی وحشیوں کے بادشاہ میسنیسا کی طرف بھجوائے اور قرطاجنہ کو فتح کرنے کیلئے اس سے مدد طلب کی یہ رومن قاصد جس روز میسنیسا کے پاس پہنچے اسی روز میسنیسا ایک لمبی بیماری کے باعث مرگیا تھا اس میسنیسا کی جگہ اس کا بڑا بیٹا گلوسا اسکا جانشین بنا تخت پر بیٹھتے ہی گلوسا نے بہت بڑا لشکر تیار کیا اس لشکر کو وہ لیکر قرطاجنہ اور رومنوں کے ساتھ مل گیا تاکہ رومنوں کیلئے قرطاجنہ کو فتح کیا جا سکے۔

مانیلیوس سنسرینیوس اور گلوسا مل کر قرطاجنہ شہر پر مختلف جگہوں سے حملہ آور ہوتے رہے لیکن ہر بار کنعانی ہمت و جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں شکست دے کر پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیتے اس طرح شرقی وحشیوں کے نئے بادشاہ گلوسا کے اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں سے آملنے کے باوجود بھی رومن اپنے آپ کو کنعانیوں کے سامنے بے بس اور مجبور محسوس کرنے لگے تھے۔

رومن حکمرانوں نے جب دیکھا کہ انکے جرنیل مانیلیوس اور سنسرینیوس گلوسا کے ملنے کے باوجود بھی قرطاجنہ کو فتح کرنے میں کامیاب نہیں ہو رہے تو وہ بڑے مایوس ہوئے تاہم وہ قرطاجنہ کو ہر صورت میں فتح کر کے تباہ و برباد کرنا چاہتے تھے لہٰذا انہوں نے ایک اور بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اس لشکر کو انہوں نے اپنے دو جرنیلوں پائیسو اور مینسنوس کی سرکردگی میں اٹلی سے قرطاجنہ کی طرف روانہ کیا یہ بھی پہلے لشکر سے آملا اس طرح چار رومن جرنیل اور شرقی وحشیوں کا بادشاہ گلوسا پانچوں مل کر قرطاجنہ پر حملہ آور ہوئے ایک بار انہوں نے مختلف سمتوں سے حملہ آور ہو کر شہر کی فصیل عبور کر کے شہر میں داخل

ہونے کی کوشش کی لیکن پانچوں سمت سے کنعانیوں نے کچھ ایسا شاندار بے مثل دفاع کیا کہ چاروں رومن جرنیل اور گلوسا کو بدترین حالات کا سامنا کرنے اور اپنے بے شمار ساتھیوں کا نقصان اٹھانے کے بعد پیچھے ہٹ جانا پڑا تھا۔ اب حالات ابتر ہونے لگے چاروں رومن جرنیل اور پانچواں گلوسا مل کر بار بار شہر پر حملہ آور ہوتے اس طرح دن پر دن گزرنے لگے اور رومن قرطاجنہ کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکے تھے۔

رومن حکمران بڑی بے چینی سے قرطاجنہ کے فتح ہونے کا انتظار کر رہے تھے لیکن جب قرطاجنہ کی فتح کی کوئی خبر نہ آئی اور ہفتوں پر ہفتے اور مہینوں پر مہینے گزرنے لگے تب رومن حکمران بڑے مایوس ہوئے لیکن وہ قرطاجنہ کا محاصرہ بھی ترک نہ کر سکتے تھے لہٰذا انہوں نے ایک اور لشکر تیار کیا اس لشکر کو انہوں نے اپنے نامور جرنیل سپیو کی سرکردگی میں دیا یہ یہی سپیو تھا جسکے مقابلے میں افریقہ میں ہانی بال کو اپنے ساتھیوں کی غلطی کی وجہ سے پسپا ہونا پڑا تھا اب یہ سپیو ایک بہت بڑا لشکر لے کر اٹلی سے افریقہ کی طرف روانہ ہوا اور رومن حکمرانوں نے ایک اور جرنیل لائیلیوس کو اسکا ماتحت بنا کر روانہ کر دیا تھا اس طرح سپیو اور اس کا ماتحت جرنیل لائیلیوس بھی اپنے لشکر کو لے کر قرطاجنہ شہر پہنچ گئے تھے اب ہر طرف سے قرطاجنہ پر حملے ہونا شروع ہو گئے تھے سپیو نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ مانیلیوس سنسرینیوس گلوسا پائیسو اور مینسنوس کو اس نے خشکی کی طرف سے قرطاجنہ پر حملہ آور ہونے کے لئے کہا جبکہ وہ خود اپنے ساتھی جرنیل لائیلیوس کے ساتھ قرطاجنہ کی بندرگاہ کی طرف سے حملہ آور ہوا تھا۔

اب سات جرنیل سات مختلف لشکروں کے ساتھ قرطاجنہ شہر پر ٹوٹ پڑے تھے جبکہ انکے مقابلے میں کنعانیوں کا اکیلا اور تنہا جرنیل حسدربال شہر کی حفاظت کر رہا تھا آخر رومن کئی جگہ سے شہر کی فصیل کو گرانے میں کامیاب ہو گئے اور شہر میں وہ گھس پڑے دوسری طرف سے سپیو اور اس کا نائب جرنیل لائیلیوس شہر کی بندرگاہ کی طرف سے شہر میں داخل ہو گئے تھے اب شہر کے اندر افراتفری کا عالم برپا ہو گیا تھا اسلئے کہ شہر میں داخل ہونے کے بعد رومنوں نے اندھا دھند لوگوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ بچے بوڑھوں اور عورتوں تک کو انہوں نے معاف نہ کیا گلیاں انہوں نے خون سے بھر دیں مکانوں اور عمارتوں کو انہوں نے آگ لگانا شروع کر دی تھی پس رومنوں کے شہر میں داخل ہونے کے باعث شہر میں آگ اور خون کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

قرطاجنہ شہر کے لوگوں کا رومنوں نے جی بھر کر قتل عام کیا تقریباً پچاس ہزار مرد عورتیں بعل دیوتا کے مندر میں آجمع ہوئے تھے ان پچاس ہزار افراد میں حسدربال کی بیوی

اور اسکے دو بچے بھی شامل تھے یہ مندر کئی منزلہ تھا اور لوگ اس میں پناہ لیکر اپنے آپ کو محفوظ کرنا چاہتے تھے۔ رومن جرنیل بھی شہر کی مختلف عمارتوں کو آگ لگاتے اور لوگوں کا قتل عام کرتے ہوئے اس مندر کے سامنے آن رکے تھے دوسری طرف کنعانیوں کے جرنیل حسدربال نے جب دیکھا کہ اب مقابلہ کرنا بے سود ہے اور وہ کسی بھی صورت شہر کے وقار کو بحال نہیں کر سکتا تو وہ رومنوں کے جرنیل سپیو کے سامنے حاضر ہوا اپنی تلوار اس نے سپیو کے قدموں میں ڈال دی اور اس سے امان طلب کی سپیو کنعانیوں کے جرنیل حسدربال کی دلیری جرات اور شجاعت کا بڑا معترف تھا لہٰذا اس نے حسدربال کی جان بخشی کر دی جس وقت حسدربال اپنی تلوار سپیو کے قدموں میں رکھ کر اس سے امان طلب کر رہا تھا اس وقت اسکی بیوی اپنے بچوں کے ساتھ بعل دیوتا کے مندر کی اوپری منزل پر کھڑی بڑے دل شکن انداز میں یہ سارا منظر دیکھتی جا رہی تھی۔

رومن ایسے خونخوار ایسے وحشی ایسے انسان گزیدہ اور ایسے بے حس ثابت ہوئے کہ بعل دیوتا کا وہ مندر جس کے اندر پچاس ہزار کنعانیوں نے پناہ لے رکھی جن میں زیادہ تر بچے عورتیں اور بوڑھے شامل تھے رومن جرنیل سپیو نے اس مندر کو آگ لگانے کا حکم دے دیا اسکے حکم پر "آنا" فانا" رومن سپاہی حرکت میں آئے اور اس مندر کو آگ لگا دی جس وقت مندر نے آگ پکڑی تھی اس وقت حسدربال کی بیوی جو مندر کی سب سے اوپر کی منزل پر کھڑی تھی اپنی بلند آواز میں رومن جرنیل سپیو کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

سنو رومنوں کے جرنیل سپیو میں اور میری قوم کے لوگ جانتے ہیں کہ تم کس قدر دلیر بہادر اور شجاع ہو کیا تم لوگ اس وقت کو بھول گئے جب کنعانیوں کا سپوت جب میری قوم کا فرزند عظیم ہانی بال لگاتار تیرہ برس تک تمہارے ملک اٹلی میں تمہارے شہروں پر قبضہ کئے رہا وہ تخریب و موت کی قوت زمین کی زرخیزی موسموں کی تبدیلی بن کر تمہارے ہر شہر پر وارد ہوتا رہا وہ بے مثل جرنیل وہ عظیم انسان جو اپنی قوم کا محرم و ہمراز اور جمال و جلال تھا وہ ایک طویل عرصہ تم لوگوں پر الم انگیزی خشمناک فطرت اور آندھیوں کے طوفان اور ریت کے بگولوں کی طرح حملہ آور ہوتا رہا اور تم لوگوں کو کسی بھی مقام پر اس سے ٹکرا کر اسکے خلاف کامیابی حاصل نہ ہوئی تھی تمہارے ملک اٹلی میں داخل ہونے کے بعد اس نے جس شہر جس قصبے کا بھی رخ کیا اسے اپنی مرضی اور منشا کے مطابق زیر کیا تمہارے ایک نہیں بیک وقت چار چار لشکروں کو میرے اس عظیم ہم وطن نے بدترین شکستیں دیں یہاں تک کہنے کے بعد حسدربال کی بیوی رکی پھر دوبارہ سپیو کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

سنو رومنوں کے جرنیل سپیو! قسم مجھے کنعانیوں کے دیوتاؤں کی اب بھی اس موقع پر میرا وہ عظیم بھائی ہانی بال موجود ہوتا اور میری قوم اسے کوئی مناسب لشکر مہیا کر دیتی تو قسم دیوتاؤں کی وہ تم پر موسم سرما کی آندھیوں' برف باری کے طوفانوں کی طرح حملہ آور ہوتا تمہارے لئے وہ اندرائن کی طرح کڑوا اور کوہستانوں جیسا سخت جان ثابت ہوتا وہ رات کے رجال کی طرح تم پر حملہ آور ہوتا تمہیں بدترین اور ذلت آمیز شکست سے دوچار کرتا اور تم سب جرنیلوں کی حالت اپنے سامنے سردی کی طویل راتوں میں تاخت کی داستانیوں جیسی بنا کر رکھ دیتا کاش میرا وہ عزیز و عظیم بھائی ہانی بال میری قوم کا وہ پر عظمت سپوت کنعانیوں کا وہ دلیر اور بے مثل جرنیل اس موقع پر موجود ہوتا تو پھر میں تم سب رومن جرنیلوں کو بعل دیوتا کے اسی مندر کی چھت پر کھڑے ہو کر بتاتی کہ کنعانی کس طرح گزشتہ سات صدیوں سے ان سرزمینوں میں عظمت اور جلال کے ساتھ حکمرانی کرتے چلے آئے ہیں۔

رومن جرنیل سپیو سے ہٹ کر حسدربال کی بیوی نے حسدربال یعنی اپنے شوہر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا سنو حسدربال تم میرے شوہر اور میرے ان دو بچوں کا باپ ہونے کے دعوے دار ہو جو اس وقت میرے ساتھ کھڑے ہیں میں آج تک تمہاری خدمت کرتی رہی ایک بیوی کی حیثیت سے تم سے محبت کرتی رہی اسلیئے کہ تم دلیر شجاع تم وطن پرست اور تم قوم کے بڑے ہم درد اور مہربان تھے لیکن تم نے رومن جرنیل سپیو کے سامنے ہتھیار ڈال کر کنعانیوں کے اندر ایک بدترین اور ذلت آمیز مثال پیش کی ہے۔ سنو تھوڑی دیر تک میں اپنے بچوں کے ساتھ مندر میں لگی آگ میں کود جاؤں گی لیکن کودنے سے پہلے میں تم پر ایک انکشاف کروں کہ اپنی زندگی کے آخری لمحات میں تم نے وطن کے ساتھ دشمنی کنعانی قوم کے ساتھ غداری کی ہے کاش تم لڑتے ہوئے ان رومنوں کے ہاتھوں مارے جاتے تو میں تمہاری خون آلود مردہ پیشانی کو بوسہ دیکر فخر محسوس کرتی۔ سنو حسدربال میں تم سے نفرت کرتی ہوں اور تمہیں بشارت دیتی ہوں کہ سیدھا جہنم واصل ہو گا اسکے ساتھ ہی حسدربال کی بیوی خاموش ہو گئی پھر اس نے اپنے دونوں بچوں کو پکڑ کر آگ میں پھینک دیا اور ان کے پیچھے خود بھی آگ میں کود کر اپنے آپ کا خاتمہ کر گئی تھی یہ سارا منظر دیکھ کر رومنوں کے سر شرمندگی اور خجالت میں جھک گئے تھے اور کچھ رومن لشکر ایسے بھی تھے جو اس منظر کی تاب نہ لا سکے تھے اور منہ پھیر کر سسک سسک کر رونے لگے تھے۔

قرطاجنہ کی فتح کے بعد رومنوں نے شہر کو گرا کر زمین بوس کر دیا تھا پھر شہر کو تباہ و برباد کرنے سے قبل رومنوں نے لشکر کو جی بھر کر لوٹنے کا حکم دے دیا تھا شاہی خزانے اور مندروں کے اندر جس قدر دولت تھی وہ رومن حکومت کے حوالے کرنے کیلئے ایک جگہ جمع کر لی گئی تھی باقی ہر شے رومن لشکریوں نے لوٹ لی تھی اس طرح گزشتہ سات صدیوں تک افریقہ میں اپنی پوری آن و بان اور شان و شوکت کے ساتھ قائم رہنے والا کنعانیوں کا یہ شہر صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا تھا اس شہر نے بڑی بڑی اقوام کو اپنے ساتھ مفتوح اور زیر ہوتے دیکھا تھا رومنوں نے جب اس شہر کو تباہ و برباد کیا تو انہیں دوسری اقوام کے وہ بڑے بڑے بت بھی ملے جو ان سب اقوام کو واپس کر دیئے گئے ان میں زیادہ مشہور سسلی میں اگیر جنتم شہر کا دیوتا تھا جس کی شکل سانپ کی تھی اور بجستا شہر کی دیوی ڈیانا کا بت بڑا قابل دید اور قابل ذکر تھا یہ بت بھی بحری جہازوں میں لاد کر ان کے ماننے والوں کو واپس کر دیئے گئے تھے۔

قدرت کو شاید اس شہر کا زیادہ عرصہ گمنامی میں پڑے رہنا منظور نہیں تھا اسلئے کہ اسکی تباہی و بربادی کے صرف بیس ہی سال بعد ایک رومن جرنیل گریکچوس نے اس جگہ ایک بستی آباد کی اور چھ ہزار لوگوں کو یہاں اس نے آباد کر دیا پھر یہ بستی بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ رومن حکمرانوں جولیس سیزر اور آگسٹس نے اپنے اپنے دور میں اس کو خوب ترقی دی اور یہ پھر پہلے جیسی شان و شوکت والا شہر بن گیا لیکن رومنوں نے اس شہر کا نام رومنوں کا قرطاجنہ رکھ دیا تھا۔ اس طرح رومنوں کے ہاتھوں کنعانیوں کا افریقہ سے خاتمہ ہو گیا تھا۔

○

یوناف اور بیوسا ایک روز صبح ہی صبح صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلے کے اوپر نمودار ہوئے تھے اس وقت سورج مشرق کی طرف سے طلوع ہوتا ہوا کوہستانی سلسلے کی بلند چوٹیوں کو روشن کرتا جا رہا تھا کوہستانی سلسلے کے اوپر کھڑے ہی کھڑے یوناف اور بیوسا نے پہلے کوہستانی سلسلے کے شمالی حصے کی طرف دیکھا جہاں دو دریا نکل کر شمال کی طرف بڑھتے تھے ایک مکدی کادی کی کھارے پانی کی جھیل کی طرف اور دوسرا اوکا وانگو کے دلدلی علاقے کی طرف جا رہا تھا تھوڑی دیر تک یوناف اور بیوسا ان دونوں دریاؤں کا جائزہ لیتے رہے پھر انہوں نے جنوب کی طرف دیکھا جہاں حد نگاہ تک پھیلے ہوئے صحرائے کالا ہاری کے اندر دریائے کانگ دور تک پتلی سی ایک لکیر کی صورت اختیار کرتا ہوا نگاہوں سے اوجھل ہو رہا

تھا تھوڑی دیر تک دونوں میاں بیوی اس ماحول کا جائزہ لیتے رہے پھر شاید یوناف بیوسا کو مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اسی لمحہ ابیلکا نے اسکی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا پھر اسکی حسین آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔

سنو یوناف میں تمہارے لئے ایک خوش خبری لیکر آئی ہوں جیسا کہ میں نے تمہیں پہلے بتایا تھا کہ عارب اور نبیطہ نے دریائے کانگ کے کنارے کانگ نام کے شہر کی ایک سرائے میں قیام کر رکھا ہے اور صحرائے کالا ہاری کے ان شمالی کوہستانی سلسلوں کے ایک غار میں عزازیل نے سطرون اور زروعہ کو زنجیروں میں جکڑ دیا ہے لیکن اب میں تم سے یہ کہوں کہ شاید عزازیل کو میرے اور تم میاں بیوی کے ادھر آنے کی خبر ہو گئی ہے لہذا عارب اور نبیطہ کانگ شہر سے اٹھ کر دریائے سادہ کے کنارے اپنے محل کی طرف چلے گئے ہیں جبکہ عزازیل اور اسکے ساتھیوں نے سطرون اور زروعہ کو کہیں اور منتقل کر دیا ہے یہاں تک کہنے کے بعد ابیلکا جب خاموش ہوئی تو یوناف مسرت اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو ابیلکا عارب اور نبیطہ کا یہاں سے نکل کر دریائے سادہ کے کنارے اپنے محل کی طرف چلے جانا اور عزازیل اور اسکے ساتھیوں کا سطرون اور زروعہ کو کہیں اور منتقل کر دینا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سارے کام انہوں نے ہم سے ڈرتے ہوئے اور خوف کھاتے ہوئے کئے ہیں اور یہ صورتحال یقیناً ہماری ان پر فتح اور کامیابی کی ایک دلیل ہے لہذا ابیلکا جب یہ نامراد شیطانی قوتیں خود ہی اپنی شکست تسلیم کر کے میدان چھوڑ چکی ہیں تو میرے خیال میں اب مجھے مزید ان کا تعاقب نہیں کرنا چاہیے یہاں ابیلکا نے فوراً یوناف کی بات کاٹتے ہوئے کہا تمہارا اندازہ تمہاری بات درست ہے یوناف اس پر یوناف بولا اور پوچھا اگر ایسا ہے تو ہم میاں بیوی کو کدھر کا رخ کرنا چاہئے اس پر ابیلکا بولی اور کہنے لگی۔

سنو یوناف پہلے تم نے قرطاجنہ شہر سے باہر ایک سرائے میں قیام کر رکھا تھا لیکن اب حالات یکسر بدل گئے ہیں رومنوں نے قرطاجنہ شہر کو مکمل طور پر تباہ و برباد کر کے زمین بوس کر دیا ہے اب وہاں تمہارے قیام کرنے اور ٹھہرنے کی کوئی جگہ نہیں رہی یہ خبر سن کر یوناف نے فوراً ابیلکا کی بات کاٹی اور کہنے لگا۔ سنو ابیلکا یہ سب کچھ کنعانیوں کی سستی اور بے حسی کی وجہ سے ہوا اگر یہ لوگ بروقت اپنے نامور جرنیل ہانی بال کو اٹلی میں رسد اور کمک پہنچاتے تو ہانی بال ضرور پورے اٹلی کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دیتا اور رومنوں کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیتا لیکن کنعانی حکمرانوں نے ہانی بال کی طرف کوئی دھیان نہ دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ بیچارہ بے وطنی اور کسمپرسی کی حالت میں اپنی جان سے گزر گیا کنعانیوں کی

اسی بے حسی اور غیر ذمہ دارانہ حرکت کا یہی نتیجہ نکلنا تھا کہ رومنوں کو ان پر غالب آنا تھا اور انہیں افریقہ سے نیست و نابود کرنا چاہئے تھا بہرحال جو بھی قوم اپنی سطوت اپنی عزت اور اپنے ناموس کی حفاظت نہیں کرتی اسکا انجام کنعانیوں جیسا ہی ہوتا ہے کنعانیوں کے پاس بے شمار دولت تھی اسکے پاس ذرائع آمدنی کے بعد ان گنت وسائل تھے جنہیں یہ بروئے کار لاکر یقیناً ہانی بال کو ایک بہت بڑا لشکر وسیع رسد کے ذرائع مہیا کر سکتے تھے لیکن ان کنعانیوں نے کچھ نہیں کیا بہرحال جو کچھ بھی ہوا وہ ایک ایسی فصل تھی جس کا بیج ان کنعانیوں نے خود بویا تھا اب کہو کہ ہمیں کدھر کا رخ کرنا چاہئے ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔

سنو یوناف فرانس سے تعلق رکھنے والے وحشی گال قبائل کو اپنے سامنے زیر کرنے اور اپنے سب سے بڑے دشمن یعنی کنعانیوں کو افریقہ سے نیست و نابود کرنے کے بعد رومن اپنے آپ کو پہلے کی نسبت انتہائی طاقتور اور محفوظ تصور کر رہے ہیں اب ان کا ارادہ ہے کہ اپنی قوم کو ایک بین الاقوامی حیثیت دلانے کی خاطر مشرق کا رخ کیا جائے میرے خیال میں اب یہ رومن بہت جلد اپنے مشرقی حصوں کی طرف دھیان دیں گے اور اس سمت پیش قدمی کر کے اپنی طاقت اور قوت کا مظاہرہ کریں گے میرے خیال میں تم دونوں میاں بیوی اٹلی کا رخ کرو روم شہر کی کسی سرائے میں قیام کرو اور پھر حالات کا جائزہ لو کہ کس طرح رومن کنعانیوں کے خاتمے کے بعد اب دوسری اقوام کی طرف حرکت میں آتے ہیں اور یوسا نے ابلیکا کی اس رائے سے اتفاق کیا پھر دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے صحرائے کالاہاری کے اس شمالی کوہستانی سلسلے سے وہ غائب ہوئے اور اٹلی میں روم شہر سے باہر انہوں نے ایک سرائے میں کر لیا تھا۔

○

کنعانیوں کا خوف اپنے اوپر سے اتارنے کے بعد رومنوں کی ہمت بڑھ گئی تھی کنعانی وہ طاقت اور قوت تھے جس سے ہمیشہ رومن خوفزدہ چلے آ رہے تھے ہانی بال کی غریب الوطنی کی حالت میں موت اور اسکے بعد کنعانیون کے شہر قرطاجنہ کی تباہی و بربادی کے بعد رومن اب کنعانیوں کی طرف سے بالکل بے خوف ہو گئے تھے لہٰذا انہوں نے دوسری اقوام کی طرف دھیان دینے کا ارادہ کیا سب سے پہلے انہوں نے اپنی توجہ مشرق کی طرف مبذول کی مشرق میں دو بڑے بڑے حکمران تھے جو رومنوں کا مقابلہ کر سکتے تھے ایک شام اور ایک ایشیائے کوچک کا حکمران اینٹی اوکس اور دوسرا مقدونیہ کا بادشاہ فلپ پنجم

اینٹی اوکس کے خلاف رومنوں کو پہلے ہی حرکت میں آنے کا موقع مل چکا تھا جس

وقت ہانی بال نے اسکے پاس آ کر پناہ لی تھی اور رومنوں نے اینٹی اوکس سے ہانی بال کو طلب کیا تھا اور اسکے انکار پر رومنوں اور اینٹی اوکس کے درمیان جنگ ہوئی تھی جس میں اینٹی اوکس کو شکست ہوئی اور جواب میں رومنوں نے اس پر بھاری تاوان جنگ اور سالانہ خراج مقرر کر دیا تھا اس طرح اینٹی اوکس کو تو پہلے ہی رومنوں نے زیر کر دیا تھا اب مقدونیہ کے بادشاہ فلپ پنجم ان کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح چبھ رہا تھا اسلئے کہ ماضی میں اس فلپ پنجم کے نہ صرف کنعانیوں بلکہ ہانی بال سے بھی اچھے تعلقات رہے تھے لہٰذا ان ہی تعلقات کو بنیاد بناتے ہوئے رومنوں نے فلپ پنجم کو سزا دینے کا ارادہ کیا تھا۔

فلپ پنجم پر حملہ آور ہونے کیلئے رومنوں نے اپنے جرنیل فلمینوس کو تیار کیا اور اس کی سرکردگی میں انہوں نے ایک بہت بڑا لشکر مہیا کیا اور اسے مقدونیہ کے بادشاہ فلپ پنجم پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا فلمینوس بڑی تیزی سے مقدونیہ کی طرف بڑھا دوسری طرف مقدونیہ کا بادشاہ فلپ پنجم کو بھی اطلاع مل گئی تھی کہ رومن اس پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں لہٰذا اپنا دفاع کرنے کی تیاریاں اس نے بھی تیز کر دی تھیں رومن جرنیل فلمینوس کا خیال تھا کہ فلپ پنجم زیادہ عرصہ تک رومنوں کی طاقت اور قوت کا مقابلہ نہ کر سکے گا لہٰذا رومن اسے بہت جلد اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن جس وقت رومنوں اور یونانیوں کے درمیان جنگ شروع ہوئی یہ جنگ طول پکڑتی گئی یہ جنگ مہینوں تک جاری رہی جنگ کے اس طول کی وجہ سے رومن جرنیل فلمینوس کی آنکھیں کھل گئیں کہ فلپ پنجم پر قابو پانا اتنا آسان نہیں ہے جب جنگ زیادہ طول پکڑنے لگی تو اس نے اپنے حکمرانوں کی طرف قاصد بھجوا کر مزید کمک طلب کر لی اس طرح رومنوں نے ایک اور لشکر اپنے جرنیل فلمینوس کی مدد کیلئے مقدونیہ کے بادشاہ فلپ پنجم کی طرف روانہ کیا یہ لشکر فلپ پنجم کی شکست کا باعث بن گیا۔

وہ اس طرح کہ جس وقت رومنوں کا یہ نیا لشکر یونان کی سرزمین میں داخل ہوا اس وقت فلمینوس اور مقدونیہ کے بادشاہ فلپ پنجم کے درمیان جنگ عروج پر تھی اور حالات ایسے رونما ہو رہے تھے کہ فلپ پنجم کے سامنے رومن جرنیل فلمینوس اور اسکے لشکر بالکل پسپا ہونے والے تھے لیکن رومنوں کی خوش قسمتی اور فلپ پنجم کی بدقسمتی سے عین اس موقع پر رومنوں کا نیا لشکر نمودار ہوا اور اس نے فلپ پنجم پر اس کی پشت کی طرف سے حملہ کر دیا تھا اس دو طرفہ حملے سے یونانی حکمران فلپ پنجم اپنے لشکر کی تنظیم کو برقرار نہ رکھ سکا اور اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے رومنوں کے اس دو طرفہ حملے کو روکنے کی پوری پوری کوشش کی لیکن اسکے لشکر کی تعداد چونکہ اس قدر نہ تھی کہ وہ اپنے لشکر کو دو

حصوں میں تقسیم کر کے رومنوں کے اس دو طرفہ حملے کو روک سکتا لہٰذا اس جنگ میں اسے شکست اٹھانا پڑی۔ اس شکست کے نتیجے میں رومنوں نے پہلے یونانیوں کا جی بھر کے قتل عام کیا پھر انہوں نے فلپ پنجم کی التجا پر جنگ روکی اور اسکے بعد رومنوں نے اینٹی اوکس ہی کی طرح فلپ پنجم پر بھی نہ صرف یہ کہ بھاری تاوان جنگ عائد کیا بلکہ اس پر سالانہ خراج بھی مقرر کر دیا تھا۔

رومنوں کے ہاتھوں شکست کھانے کا فلپ پنجم کو ایسا دکھ اور صدمہ ہوا کہ اس صدمے سے وہ بیچارہ چل بسا اسکی موت کے بعد اس کا بیٹا پرسیوس مقدونیہ کا حکمران بنا پرسیوس جانتا تھا کہ رومنوں کے ہاتھوں شکست ہی میرے باپ کی موت کا سبب بنا ہے لہٰذا اس نے رومنوں کو ایک اور جنگ میں دھکیلنے کا فیصلہ کر لیا تھا مقدونیہ کے تخت پر بیٹھتے ہی اس نے اپنی عسکری طاقت اور قوت میں بے پناہ اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا اس نے نئے لشکر تیار کرنا شروع کئے اور انکی تربیت کا کام شروع کر دیا تھا پرسیوس کو اگر کچھ وقت ملتا کہ وہ رومنوں کے خلاف اپنے لشکر کی تیاری مکمل کر لیتا تو ہو سکتا ہے کہ وہ رومنوں کے ساتھ ایک لمبی جنگ لڑ کے ان سے اپنے باپ کا انتقام لیتا لیکن اس کی بدقسمتی کہ جونہی اس نے اپنے لشکر کی تعداد بڑھاتے ہوئے انکی تربیت کا کام شروع کیا رومن جاسوسوں نے بھی اپنے راۓوں کو خبر کر دی کہ پرسیوس انکے خلاف پر پرزے نکالنے لگا ہے یہ خبریں سن کر رومن فوراً حرکت میں آئے اور پرسیوس کو سبق سکھانے کیلئے انہوں نے اپنا ایک لشکر اسکی طرف بھیجا یہ لشکر مقدونیہ میں داخل ہوا اور کوہستان الپس کے شمال میں اس نے پڑاؤ کیا دوسری طرف مقدونیہ کے حکمران پرسیوس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ رومن لشکر اسکی سرزمین میں داخل ہو چکا ہے وہ بیچارہ چونکہ اپنی جنگی تیاریاں مکمل نہ کر چکا تھا لہٰذا بادل ناخواستہ وہ کوہستان الپس کے شمال میں رومنوں سے مقابلہ کرنے کیلئے آیا پس رومنوں اور یونانیوں کے درمیان کوہستان الپس کے شمال میں ہولناک جنگ ہوئی پرسیوس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ رومنوں کو اپنی سرزمین سے نکال باہر کرے لیکن وہ ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہوا اس جنگ میں اپنے لشکر کی برتری کی وجہ سے رومن پھر غالب اور فاتح رہے پرسیوس کو شکست ہوئی اور جنگ میں زندہ گرفتار کر لیا گیا اس جنگ کے نتیجے میں رومنوں نے پھر مقدونیہ پر تاوان جنگ لگا کر خراج کی رقم بڑھا دی مقدونیہ پر رومنون نے اپنی مرضی کا حکمران مسلط کر دیا اور پرسیوس کو گرفتار کر کے وہ اپنے ساتھ اٹلی لے گئے جہاں اسے البا کے مقام پر قید کر دیا گیا اسی قید اور اسیری کی حالت میں یہ بیچارہ پرسیوس چل بسا۔ یوں رومنوں نے اپنے سامنے مشرق کی دو بڑی قوتوں یعنی اینٹی اوکس اور یونان میں

بڑی تیزی سے ابھرتی ہوئی مقدونیہ کی طاقت کو زیر اور مغلوب کر لیا تھا۔

اپنے سب سے بڑے حریف یعنی کنعانیوں پر فتح حاصل کرنے کے بعد جب رومنوں نے مشرق کی دو عظیم طاقتوں کو بھی اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا تو پھر رومنوں کو اپنے ارد گرد کے دشمنوں سے کسی بھی قسم کا کوئی خطرہ نہ رہا۔ ان پرسکون حالات میں رومنوں نے ملکی ترقی کی طرف دھیان دیا۔ مختلف اقوام پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد رومنوں کو بے شمار دولت ہاتھ لگی تھی۔ جسکی بناء پر دو چیزوں نے بڑا زور اور قوت پکڑی۔

پہلی چیز یہ کہ اٹلی میں اس سے قبل صرف ایک ہی تھیٹر تھا جن میں رومنوں کا دل بہلانے کیلئے چند ہی لوگ کام کیا کرتے تھے اور ان تھیٹروں میں چند مزاحیہ قسم کے شاعر اور ادیب لوگوں کا دل بہلانے کی خاطر طرح طرح کے کھیل پیش کیا کرتے تھے لیکن جونہی اپنے اطراف کے دشمنوں پر رومنوں نے غلبہ حاصل کر لیا تو تھیٹر کی اس صنعت نے اٹلی کے اندر کچھ ایسی ترقی کی اب جگہ جگہ تھیٹر کھلنا شروع ہو گئے اور رومن مرد اور عورتیں ایکٹر کی حیثیت سے ان تھیٹروں میں کام کر کے خوب دولت کمانے لگے تھے۔

دوسری چیز جس کا آغاز امن کے ان دنوں میں ہوا وہ گلیڈیٹر شپ تھی اسکی ابتداء عجیب سے انداز میں ہوئی اور وہ یوں کہ رومنوں کا ایک لیڈر جو انکے یہاں بڑا ہر دل عزیز اور معروف تھا اسکا نام جونیوس بروٹس تھا یہ زندگی بھر اوروں کے کام آ کر لوگوں کی خوشی اور سکون کا باعث بنتا رہا جب یہ مر گیا تو اسکے چاہنے والوں نے یہ چاہا کہ چونکہ جونیوس بروٹس ساری زندگی لوگوں کی خوشی کیلئے کام کرتا رہا ہے لہٰذا اب جب کہ وہ مر گیا ہے تو اسکی روح کی خوشی کا کوئی سامان کرنا چاہیے۔

اس مقصد کیلئے جب رومنوں نے اپنے مذہبی پیشواؤں سے مشورہ کیا تو انہوں نے آپس میں صلاح و مشورہ کرنے کے بعد پوچھنے والوں کو یہ ہدایات جاری کی کہ جو بھی آدمی مرتا ہے وہ انسانی خون سے خوشی اور اطمینان حاصل کرتا ہے اپنے مذہبی پیشواؤں کا یہ مشورہ سن کر رومن حرکت میں آئے اور جس وقت وہ اپنے رہنما جونیوس بروٹس کو دفن کرنے لگے تھے اسی وقت انہوں نے لوگوں کے آپس میں مقابلے کرائے مختلف جگہوں سے مانے ہوئے تیغ زن اس مقابلے میں حصہ لینے کیلئے آئے اور جو ہارے وہ جیتنے والوں کے ہاتھوں مارے گئے اس طرح کئی نوجوانوں کا قتل عام ہوا خون بہا اور لوگوں نے یہ سمجھا کہ انسانی خون بہنے سے جونیوس بروٹس کی روح کو اطمینان اور سکون ملا ہو گا۔

اس طرح جس کام کی ابتداء جونیوس بروٹس کی روح کو خوش کرنے کیلئے کی گئی تھی وہ آہستہ آہستہ ایک رسم اور رومنوں کی زندگی کا حصہ بنتی چلی گئی تھی۔ گلیڈیٹر شپ اس

طرح ترقی کرتے کرتے بہت آگے بڑھ گئی یہاں تک کہ روم شہر کے اندر ایک بہت بڑا سٹیڈیم تیار کرایا گیا جس کے اندر ہر ہفتے روما کے بادشاہ کی نگرانی میں گلیڈیئٹر ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے کئی نوجوان زخمی ہوتے اور کئی مارے جاتے اور جیتنے والوں کو روما کی حکومت خوب انعامات سے نوازتی تھی۔ آہستہ آہستہ اس میدان میں ہونے والے مقابلوں میں بھی تبدیلی اور انقلاب آتا چلا گیا۔ گلیڈیئٹر کے مقابلوں کے ساتھ ساتھ اس میدان کے ایک طرف لوہے کے پنجرے بنائے گئے جنکے اندر شیر اور چیتے بند کر دیئے گئے تھے جنگوں کے دوران جو جنگی قیدی ہاتھ لگتے اس مقابلے کے میدان میں انہیں لوہے کے جنگلوں کے اندر چھوڑ کر ان پر بھوکے چیتے اور شیر چھوڑے جاتے اس طرح بھوکے درندوں کے ساتھ انسانی مقابلہ کرا کے رومن حکمران اپنی خوشی اپنے سکون کا سامان فراہم کرنے لگے تھے یوں امن کے دور میں یہ دو رسمیں رومنوں کے اندر بڑی تیزی سے ترقی پا کر معقول و مقبول ہو گئی تھیں۔

○

اٹلی میں پہلے ہی معاشرہ دو حصوں میں تقسیم تھا ایک مراعات یافتہ یعنی امیر طبقہ اور دوسرا حقیر اور نچلا مسلا طبقہ۔ گزشتہ جنگوں میں چونکہ رومنوں کو پے در پے فتوحات حاصل ہوئی تھیں لہذا بیشمار مال و دولت انکے ہاتھ لگی تھی یہ دولت بھی اٹلی کے مراعات یافتہ طبقے ہی کے حصے میں آئی تھی لہذا ان جنگوں کے بعد مراعات یافتہ یعنی امیر اور غریب طبقے کے درمیان پہلے کی نسبت بہت زیادہ فرق اور دوری پیدا ہو گئی تھی غریب طبقہ اور امیر طبقے کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگا تھا اس ردعمل کا احساس سب سے پہلے تبریوس کو ہوا جو رومنوں کے ہردل عزیز جرنیل سپیو کی بیوی کا بھائی تھا جس نے مراعات یافتہ طبقے کے خلاف آواز اٹھائی اور غریب طبقے کی طرف سے یہ مطالبہ کیا کہ جنگلی جانوروں کو بھی رہنے کیلئے غاریں اور کھوہ میسر ہوتی ہے اٹلی میں غریب طبقے کو رہنے کیلئے بھی کوئی مقام میسر نہیں جبکہ اٹلی کی زیادہ زمینوں پر مراعات یافتہ طبقے کا قبضہ ہے اور غریب لوگ زمین کے ایک ٹکڑے کو بھی حاصل کرنے کیلئے ترستے ہیں۔

اس تبریوس نے سینیٹ سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ اٹلی کی زمین کو لوگوں کے اندر تقسیم کر دیا جائے تاکہ غریب طبقہ بھی زمین کو آباد کر کے بہتر اور پرسکون زندگی کی ابتداء کر سکے۔ تبریوس کے اس مطالبے پر اٹلی کا مراعات یافتہ طبقہ اسکے خلاف ہو گیا اور اندر ہی اندر اسکے خلاف کام کرتے ہوئے انہوں نے تبریوس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ تبریوس کے بعد اس کا چھوٹا بھائی کائیوس حرکت میں آیا یہ بھی رومنوں کے ہردل عزیز جرنیل سپیو

کی بیوی کا بھائی تھا اس نے بھی اپنے بھائی کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں اٹلی کا مراعات یافتہ طبقہ جس میں زیادہ تر رومن شامل تھے وہ اسکے خلاف ہو گیا اور موقع پا کر انہوں اس کائیوس کو بھی قتل کر دیا تھا۔

رومنوں کا جرنیل سپیو ان دنوں ہسپانیہ میں قیام کئے ہوئے تھا اسے جب خبر ہوئی کہ اسکی بیوی کے بھائی تبریوس اور کائیوس دونوں کو مراعات طبقے نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے تو وہ اسپین سے اٹلی آیا تبریوس اور کائیوس کے کام کو آگے بڑھانے کی کوشش کی اس نے سینیٹ سے یہ مطالبہ کیا کہ تبریوس اور کائیوس کے مطالبات درست تھے دولت اٹلی کے سارے طبقوں میں برابر سے تقسیم ہونی چاہیے اگر ایسا نہ ہوا تو مراعات طبقہ زیادہ امیر ہو جائے گا غریب لوگ اور پس جائیں گے لوگوں کے درمیان ایک تضادت اور فرق پیدا ہو جائے گا جس کی بناء پر نچلا طبقہ اونچے طبقے کے خلاف ایک نہ ایک روز اٹھ کھڑا ہو گا کوئی خونی انقلاب آئے گا جو اٹلی کو لہو میں نہا کر رکھ دے گا۔

لیکن اٹلی کی سینیٹ نے اپنے اس ہردلعزیز سپیو کی بات ماننے سے بھی انکار کر دیا حالانکہ سپیو کے رومنوں پر بڑے احسانات تھے کنعانیوں کے خلاف اسی نے فتوحات حاصل کی تھیں قرطاجنہ پر قبضہ کرنے والا بھی یہی جرنیل تھا اسپین پر بھی اسی نے رومنوں کا قبضہ قائم کیا اسکے علاوہ سسلی میں بھی اس نے رومنوں کے حق میں حالات درست کئے تھے لیکن اٹلی کے مراعات یافتہ طبقے نے سپیو کی ان ساری خدمات کو نظرانداز کرتے ہوئے اسے بھی ذلیل و خوار کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

ان تکلیف دہ حالات میں اٹلی کے حکمران طبقے کے سامنے دو اشخاص نمودار ہوئے ایک ماریوس اور دوسرا سولا۔ دونوں ہی سسلی اسپین اور افریقہ میں رومنوں کے جرنیل سپیو کے نائبوں کی حیثیت سے کام کرتے رہے تھے لیکن دونوں ہی کے درمیان خیالات میں بڑا اختلاف تھا ماریوس کا تعلق روما کے نچلے طبقے سے تھا اور وہ اپنے خیالات میں سپیو کی حمایت کرنے والا تھا جبکہ سولا کا تعلق اٹلی کے مراعات یافتہ طبقے سے تھا اور وہ سپیو کے خیالات کی نفی کرنے والا تھا۔

ان ہی دنوں روم میں کچھ ایسے حالات پیدا ہوئے کہ ان دونوں ماریوس اور سولا کو اپنے آپ کو نمایاں کرنے کے مواقع میسر ہوئے پہلا موقع افریقہ سے نمودار ہوا افریقہ میں رومنوں کی بڑی گرفت تھی اور شرقی وحشیوں کا حکمران ماضی میں کنعانیوں کے خلاف انکی مدد بھی کرتا رہا تھا لیکن ان ہی دنوں ایسا ہوا کہ جگورتھا نام کا ایک باغی اور وحشی افریقی حرکت میں آیا اس نے نہ صرف یہ کہ حکومت کے باغیوں کو اپنے ساتھ ملایا بلکہ جیلوں کے اندر

جس قدر قیدی تھے انہیں بھی اس نے رہا کرا کے اپنے ساتھ ملا لیا شرقی وحشیوں کے حکمران کے خلاف یہ حرکت میں آیا اور اسے تخت و تاج سے محروم کرنے کے بعد یہ جگورتھا نام کا سردار خود افریقہ کا حکمران بن بیٹھا تھا۔

یہ چیز رومنوں کیلئے قطعی ناقابل برداشت تھی اسلئے کہ پہلا حکمران طبقہ رومنوں کے ساتھ بے پناہ تعاون کرتا رہا تھا لہٰذا رومنوں نے جگورتھا کی طرف قاصد بھجوائے اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ تخت و تاج سے دست بردار ہو کر افریقہ میں پہلے حکمران طبقے کو حکومت حوالے کر دے لیکن جگورتھا نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ بار بار قاصد بھجوائے گئے اور بار بار اس جگورتھا نے رومنوں کا کہنا ماننے سے انکار کر دیا جسکی بناء پر رومنوں نے افریقہ میں جگورتھا کے خلاف لشکر کشی کرنے کا ارادہ کر لیا۔

ایک جرار لشکر بحری بیڑے کے ذریعے افریقہ کے ساحل پر بھجوایا گیا جسکی جگورتھا کے ساتھ جنگ ہوئی اور جگورتھا نے رومنوں کے لشکر کو بدترین شکست دے کر اس میں سے کچھ کو قتل کر دیا اور بہت کم لوگ ایسے بچے جو اپنی جانیں بچاکر واپس روم پہنچنے میں کامیاب ہو سکے تھے۔ رومنوں کو اپنی اس شکست کا بجد صدمہ ہوا لہٰذا ایک اور لشکر جگورتھا کی طرف روانہ کیا۔ جگورتھا نے اس لشکر کو بھی شکست دی۔ اب رومن انتقامی ہوگئے تھے۔ اس کے بعد رومنوں نے پے در پے کئی لشکر جگورتھا کی سرکوبی کے لئے روانہ کئے۔ لیکن ہربار فتحمند اور غالب جگورتھا ہی رہا۔ آخرکار افریقہ اور سسلی میں یہ افواہیں پھیلنے لگیں کہ جو رومن لشکر بھی جگورتھا سے جنگ کرنے کو آتا ہے۔ جگورتھا اس کے سپہ سالار کو بھاری رشوت دے کر اپنے ساتھ ملا لیتا ہے اور رومن سپہ سالار اپنے لشکر کی شامت اور جگورتھا کی فتحمندی کا باعث بن جاتے ہیں۔

یہ خبریں جب روم شہر میں گشت کرنے لگیں تو رومن حکمرانوں کو اس سے بڑی تشویش ہوئی انھوں نے اپنے چند قاصد افریقہ میں جگورتھا کی طرف بھجوائے اسے اس کی حفاظت کی ضمانت دی اور اس سے یہ کہا کہ وہ ایک بار روم آئے تاکہ اس سے گفتگو کر کے یہ تصدیق کی جائے کہ واقعی رومن جرنیل اس سے رشوت لے کر اپنے لشکر کی تباہی و بربادی کا باعث بنتے رہے ہیں لیکن جگورتھا بڑا عیار بڑا تیز اور سیانا آدمی تھا اس نے رومنوں کا کہنا نہ مانا اور روم آنے سے اس نے قطعی انکار کر دیا۔ جگورتھا کا یہ انکار رومنوں کے لئے مزید ذلت اور غضبناکی کا باعث بنا اپنے ان گنت جرنیلوں کو آزمانے کے بعد جب انھوں نے دیکھا کہ ہر سمت سے مایوسی اور ناکامی ہوئی ہے تو انھوں نے اپنے ماضی کے بہترین جرنیل سیو کے دست راست ماریوس کو آزمانے کی کوشش کی۔

دوسرا جرنیل سولا چونکہ ماریوس کا انتہائی مخالف اور اس کے خیالات سے اتفاق نہ کرنے والا تھا لہٰذا جب رومنوں نے ماریوس کو ایک لشکر کے ساتھ افریقہ بھیجنے کا ارادہ کیا تو سولا نے اندر ہی اندر سازش کر کے اس کام کی مخالفت کی اس نے بڑی کوشش کی کہ ماریوس کی جگہ اسے افریقی مہم پر روانہ کیا جائے تاکہ وہ جگورتھا کو اپنے سامنے زیر کر کے روما کے لوگوں میں ہر دلعزیزی حاصل کرے لیکن حکمران طبقے نے سولا کی اس بات کو ماننے سے انکار کردیا ایک بہت بڑا لشکر تیار کرنے کے بعد انھوں نے ماریوس ہی کو افریقہ میں جگورتھا کی سرکوبی کے لئے روانہ کردیا تھا۔

ماریوس چونکہ سیو کے ماتحت کام کرتا رہا تھا وہ رومنوں کے لئے انتہائی مخلص اور اپنی قوم کا درد رکھنے والا شخص تھا اپنے لشکر کے ساتھ افریقہ میں وارد ہوا افریقی وحشیوں کے بادشاہ جگورتھا نے اس کا مقابلہ کیا لیکن ماریوس نے اسے بدترین شکست دی جگورتھا اس جنگ میں مارا گیا اور ماریوس نے وہاں رومنوں کی حمایت کرنے والی حکومت قائم کردی تھی کچھ عرصہ ماریوس نے افریقہ ہی میں قیام کئے رکھا تھا تاکہ وہ اپنی نگرانی میں حالات کی درستگی کا جائزہ لیتا رہے اس دوران اس کی غیر موجودگی میں اٹلی میں سالانہ انتخابات منعقد ہو گئے ماریوس نے افریقہ سے ہی اپنا نام انتخابات کے لئے روانہ کر دیا جگورتھا کے خلاف کامیابی حاصل کرنے کے بعد ماریوس رومنوں میں بڑا ہر دلعزیز ہو گیا تھا لہٰذا وہ ابھی افریقہ ہی میں قیام کئے ہوئے تھا کہ روم سے اسے خبر ملی کہ وہ کونسلر کی حیثیت سے انتخاب جیت گیا ہے۔

ماریوس اپنے لشکر کے ساتھ ابھی افریقہ ہی میں قیام کے ہوئے تھا کہ اٹلی پر ایک اور مصیبت ٹوٹ پڑی اور وہ مصیبت جرمنوں اور کالٹیوں کی تھی۔ جرمن ان دنوں خانہ بدوش اور وحشیانہ قسم کی زندگی بسر کر رہے تھے جبکہ کالٹی بھی ان جیسے وحشی اور خونخوار تھے جرمنوں کی تو یورپ میں اپنی سرزمین تھی جہاں سے نکل کر وہ اپنے ہمسایہ ملکوں پر حملہ آور ہوتے تھے جبکہ کالٹی بنیادی طور پر موجودہ سرزمین جٹ لائن کے رہنے والے تھے یہ بھی ان دنوں انتہائی وحشی خیال کئے جاتے تھے اور لوٹ مار کر کے گزر بسر کرنے والے لوگ تھے ان جرمنوں اور وحشی کالٹیوں نے آپس میں اتحاد کر لیا پھر ان کا ایک بہت بڑا گروہ اٹلی کی طرف بڑھا اس گروہ میں تین لاکھ جنگجو اور لڑاکا جوان تھے انہیں علاوہ ان کے ساتھ ان کی بے شمار عورتیں بچے اور بوڑھے بھی تھے اور یہ لوگ ٹڈی دل اور طوفان کی طرح اٹلی کی طرف بڑھنے لگے۔تھے رومن حکمرانوں نے جب اس طوفان کو اپنی سرزمینوں کی طرف بڑھتے دیکھا تو انھوں نے فوراً" ماریوس کو افریقہ سے واپس بلا لیا تھا۔

ان جرمنوں اور وحشی کالٹیوں نے نوسال پہلے بھی اٹلی کا رخ کیا تھا شمالی اٹلی میں ان کا سامنا رومنوں کے ایک لشکر کے ساتھ ہوا تھا اور رومن لشکر کو ان کالٹیوں اور جرمنوں نے بدترین شکست دی تھی لیکن رومنوں کی خوش قسمتی کہ یہ کالٹی اور جرمن اٹلی میں داخل ہوتے ہوتے رہ گئے بلکہ انھوں نے کسی طوفان کی طرح اپنا رخ موڑ لیا اور سوئٹزرلینڈ میں داخل ہوگئے اور گزشتہ نو سال سے یہ سوئٹزرلینڈ اور اس کے آس پاس کے علاقوں کو ادھیڑ ادھیڑ کر کھا رہے تھے اب پھر انھوں نے اپنی ترکتاز اور یلغار کا راستہ بدلا اور انھوں نے پھر دوبارہ اٹلی کا رخ کیا اٹلی کی سرحد کے قریب آکر یہ کالٹی اور جرمن دو حصوں میں تقسیم ہوگئے ایک شمال مغرب کی سمت سے اٹلی کی طرف بڑھا اور دوسرا گروہ شمال مشرق کی طرف سے طوفانی انداز میں اٹلی کا رخ کر رہا تھا۔

ماریوس کی روم میں آمد پر رومن حکمرانوں نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ ماریوس کو اس لشکر کا کمانڈار اور سولا کو جو ماریوس کا بدترین دشمن تھا اس کا نائب مقرر کیا لیکن جونہی رومن حکمرانوں کو یہ خبریں ملیں کہ وحشی کالٹی اور جرمن دو حصوں میں تقسیم ہو کر اٹلی کی طرف بڑھ رہے ہیں تو رومنوں نے اپنے اس بڑے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ایک کا کمانڈار ماریوس کو اور دوسرے کا اس کے بدترین دشمن سولا کو مقرر کیا گیا تھا یہ دونوں جرنیل اپنے اپنے لشکر کو لے کر وحشی کالٹیوں اور جرمنوں کے لشکر کو روکنے کے لئے آگے بڑھے ان دونوں کی خوش قسمتی کہ یہ کالٹی اور جرمنوں کو شکست دے کر انھیں پسپا کرنے میں کامیاب ہو گئے اس طرح ماریوس تو پہلے ہی رومنوں میں ہر دلعزیزی اختیار کر چکا تھا لیکن سولا کو جب کالٹیوں اور جرمنوں کے خلاف کامیابیاں حاصل ہوئیں تو رومن اس سے بھی ماریوس کی طرح بے پناہ محبت کرنے لگے تھے اب یہ دونوں جرنیل اٹلی کے افق پر چھاگئے تھے ماریوس کا تعلق چونکہ نچلے طبقے سے تھا لہٰذا یہ نچلے طبقے کی طرفداری کرنے لگا تھا جبکہ سولا کا تعلق چونکہ مراعات یافتہ طبقے سے تھا لہٰذا یہ امیر طبقے کی نمائندگی کرتے ہوئے ان کی طرفداری کئے جارہا تھا۔

جن دنوں ماریوس اور سولا دونوں کالٹیوں اور جرمنوں کے خلاف برسرپیکار تھے ان دنوں رومنوں کے لئے ایک اور مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی وہ اس طرح کہ اب سسلی پر رومنوں کا مکمل طور پر قبضہ تھا سسلی میں ان لوگوں کی تعداد بے شمار ہوگئی تھی جنھیں رومنوں نے اپنا غلام بنا رکھا تھا پس ان غلاموں نے آپس میں میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد رومنوں سے آزادی کا مطالبہ کیا جب ان کا یہ مطالبہ مسترد کر دیا گیا تو غلاموں نے ایک طرح کا انقلاب برپا کرتے کی خاطر بغاوت کر دی اس بغاوت کو رومنوں نے بڑی سختی سے

کچل دیا بے شمار غلاموں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا چند ماہ کے لئے یہ بغاوت دب کر رہ گئی مگر پھر ایسی شدت اور طوفان کے ساتھ اٹھی کہ رومنوں کو اس بغاوت نے گلا کر رکھ دیا تھا۔

رومنوں نے جواب میں پھر غلاموں کا خوب قتل عام کیا ہزاروں کی تعداد میں سسلی سے غلاموں کو بحری بیڑے میں سوار کروا کے روم لے جایا گیا جہاں حکمران طبقے نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ گلیڈ ئیٹروں کے مقابلے کے لئے جو اسٹیڈیم تیار کیا گیا ہے اور جس میں درندے بھی رکھے گئے ہیں ہر روز چند غلام درندوں کے سامنے مقابلہ کرنے کے لئے پیش کئے جائیں اور روم شہر کے لوگوں کو یہ تماشہ دیکھنے کی دعوت دی جائے اس طرح خونخوار درندوں اور غلاموں کے درمیان مقابلہ دیکھ کر نہ صرف یہ کہ رومن شہری محظوظ ہوں گے بلکہ وہ اپنے حکمرانوں کے خلاف کسی آواز کو اٹھنے نہ دیں گے۔

دوسری طرف سسلی کے ان غلاموں کو جب یہ خبر ہوئی کہ انھیں باری باری درندوں سے مقابلہ کرنے کے لئے رومن شہریوں کے سامنے ایک تماشہ بنا کر پیش کیا جائے گا تو انھوں نے رومن حکمرانوں کی اس تجویز کو خاک میں ملا کر رکھ دیا وہ اس طرح کہ جس روز ان غلاموں کے گروہوں کے درندوں کے ساتھ مقابلے شروع کرائے جانے تھے اس سے ایک روز پہلے ہی یہ غلام حرکت میں آئے اور انھوں نے ایک دوسرے پر حملہ آور ہو کر خود اپنے ہی ہاتھوں سے اپنا خاتمہ کر لیا تھا اس طرح درندوں سے ان کا مقابلہ کرانے میں رومن حکمرانوں کو مایوسی ہوئی تھی اور غلاموں پر ظلم کرنے اور ان کی اجتماعی خودکشی کی وجہ سے اٹلی کا جو نچلا طبقہ تھا وہ بڑا متاثر ہوا اور وہ اپنے حکمرانوں کے ان مظالم کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھنے لگا اندر ہی اندر لوگ اپنی حکومت کے خلاف کام کرنے لگے اور ان لوگوں کا اندر ہی اندر تعلق اور واسطہ رومنوں کے نامور جرنیل ماریوس کے ساتھ بھی قائم تھا۔

کالٹیوں اور جرمنوں کو پسپا کرنے کے بعد جہاں رومن جرنیل سولا کو اپنی عزت اور ہر دلعزیزی حاصل ہوئی وہاں ماریوس کو بھی بہترین مقام حاصل ہوا اور وہ یہ کہ رومن حکمرانوں نے ماریوس کو حکمران طبقے کا ایک سینیٹر چن لیا تھا اس دوران اجتماعی خودکشی کرنے والے غلاموں کی وجہ سے اٹلی کے اندر بھی ایک بغاوت اور انقلاب کی لہر سی اٹھ کھڑی ہوئی یہ بغاوت مارسک قبائل کی طرف سے ہوئی مارسک قبائل اٹلی کے قدیم باشندے تھے اور یہ وسطی اٹلی کے قصبوں اور شہروں کے رہنے والے تھے رومنوں سے وہ سخت نفرت کرتے تھے وہ یہ بھی خیال کرتے تھے کہ رومن ان سرزمینوں کے رہنے والے نہیں ہیں بلکہ ان کا تعلق ایشیا کے شہر ٹرائے سے ہے جہاں سے اٹھ کر انھوں نے اٹلی پر قبضہ کر لیا ہے

غلاموں کی اجتماعی خودکشی نے مارسک قبائل کے لوگوں کو ہلا کر رکھ دیا چونکہ ان کا تعلق نچلے طبقے سے تھا لہٰذا یہ رومن حکومت سے مطالبہ کرنے لگے کہ اٹلی میں جس قدر وسیع و عریض زمینیں مراعات یافتہ طبقے کو حاصل ہیں وہ ان سے چھین کر لوگوں میں برابر سے تقسیم کرنا چاہئیں اس لئے کہ سارے ہی لوگ برابر اٹلی کی خدمت کر رہے ہیں لہٰذا برابری کی بنیاد پر زمین تقسیم ہونی چاہئے تاکہ سب لوگ مل جل کر ایک جیسی زندگی بسر کر سکیں۔

رومنوں نے مارسک قبائل کے ان مطالبات کو بڑی سختی کے ساتھ مسترد کر دیا انھوں نے ماریوس اور سولا کو حکم دیا کہ اپنے اپنے لشکر کے ساتھ ان مارسک قبائل کے خلاف حرکت میں آئیں اور ان کی بغاوت کو بڑی سختی کے ساتھ کچل کر رکھ دیں مارسک چونکہ اٹلی کے نچلا طبقہ سے تھے اور ماریوس کا تعلق بھی نچلے طبقے ہی سے تھا لہٰذا ماریوس بادل ناخواستہ مارسکوں کے خلاف حرکت میں آیا دوسری طرف سولا کا تعلق چونکہ مراعات یافتہ طبقے سے تھا لہٰذا اس نے مارسکوں کے درمیان بڑی خونخواری بڑی شدت کا مظاہرہ کیا دل کھول کر اس نے مارسک باغیوں کا قتل عام کیا دوسری طرف ماریوس چونکہ اسی طبقے سے تعلق رکھتا تھا لہٰذا اس نے زیادہ اولوالعزمی اور جوش و خروش کا مظاہرہ نہیں کیا تاہم جب اس بغاوت کو کچلا جا چکا تو ماریوس اپنے اس رویے سے ایسا مایوس ہوا کہ اس نے حکمران طبقے سے التماس کیا کہ وہ چونکہ ستر برس کا ہو چکا ہے لہٰذا اب وہ پہلے کی طرح سرگرمی اور پرجوش انداز میں جنگوں میں حصہ نہیں لے سکتا اس بناء پر ماریوس نے اپنے عہدے سے سبکدوش ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔

ان ہی دنوں ایشیائے کوچک کے علاقے پونٹیوس کے بادشاہ مہدیات نے رومنوں کے لئے مزید دشواری اور مصیبتیں کھڑی کر دی تھیں وہ اس طرح کہ اس نے اپنے ملک کے تخت و تاج پر اپنے بھتیجے کو بٹھایا اور خود ایک جرار لشکر لے کر نکلا اور اپنی سلطنت سے ملحقہ رومن علاقوں پر اس نے حملہ آور ہو کر تباہی و بربادی پھیلانا شروع کر دی تھی اس وقت تک چونکہ رومن جرنیل ماریوس اپنے عہدے سے سبکدوش ہو چکا تھا اور اس نے رومن حکمرانوں کو یہ تک کہہ دیا تھا کہ وہ اپنے بڑھاپے کی وجہ سے جنگوں میں جوش اور ولولہ نہیں دکھا سکتا۔

سینٹ کے ممبران ماریوس سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اس لئے کہ اسے جس مہم پر بھی روانہ کیا گیا وہ وہاں سے کامیاب و کامران واپس ہوا لہٰذا رومن سینٹ کے ممبران کی یہی خواہش تھی کہ ایشیائے کوچک کے بادشاہ مہدیات کے خلاف بھی ماریوس ہی کو لشکر کا سپہ سالار بنا کر بھیجا جائے اب اس موقع پر ماریوس نے اپنی ملازمت سے سبکدوش ہونے

کے بعد اٹلی کے نچلے طبقے کی حمایت میں بولنا شروع کیا ماریوس چونکہ اٹلی میں بڑا ہردلعزیز تھا لہٰذا لوگ اس کی طرف مائل ہونے لگے قریب تھا کہ ماریوس سینٹ کے ممبران سے مل کر اٹلی کے ممبران سے مل کر اٹلی کے نچلے طبقے کے لئے مراعات حاصل کرنے کی بات کرتا لیکن سولا ایسا نہ ہونے دینا چاہتا تھا کیونکہ سولا کا تعلق اٹلی کے امیر طبقے سے تھا اور وہ اس طبقے سے زمینیں چھین کر نچلے طبقے کو دینے کے حق میں نہیں تھا لہٰذا وہ فوراً حرکت میں آیا اور دو کام اس نے کئے پہلا یہ کہ اس نے فوراً لشکر کا رخ کیا اپنے کمانداروں کے ساتھ ساز باز کر کے اس نے انھیں اپنے ساتھ ملا لیا اس طرح اس نے پورے لشکر پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے بعد سولا نے سینٹ کے ان تمام ممبران کو قتل کرا دیا جن سے متعلق اسے شک وشبہ تھا کہ وہ ماریوس کی طرفداری کریں گے۔

اب اٹلی میں حالات ماریوس کے لئے خطرناک شکل اختیار کرنے لگے تھے لشکر میں سے بہت کم لوگوں نے اس کا ساتھ دیا اس لئے کہ سولا پہلے ہی سازش کر کے اور خوب مال و دولت خرچ کر کے اکثر کمانداروں کو خرید چکا تھا جس لشکر کے چھوٹے سے حصے نے ماریوس کا ساتھ دیا اس کے ساتھ ماریوس نے سولا سے نپٹنا چاہا لیکن وہ ایسا نہ کرسکا جس کے نتیجے میں ماریوس اٹلی سے افریقہ کی طرف بھاگ نکلا لیکن اس کی بدقسمتی کہ جس کشتی میں وہ سوار ہوا تھا وہ طوفانوں میں گھر گئی اور اسے افریقہ کے ساحل کی طرف لیجانے کے بجائے طوفان نے پھر اسے اٹلی ہی کے ساحل پر لا کھڑا کیا۔

اس دوران سینٹ کے مرنے والے ممبران کی جگہ نئے ممبران منتخب کئے جاچکے تھے ماریوس کی کشتی جب دوبارہ اٹلی کے ساحل پر آ گئی تو سولا کے ذریعے اسے گرفتار کر لیا گیا یہاں سے پھر اسے عدالت کے سامنے پیش کیا گیا عدالت کے ممبران میں سے اکثریت جو تھی وہ ماریوس کی حامی تھی اور وہ جانتے تھے کہ اپنے ماضی میں ماریوس نے اٹلی پر بے شمار احسانات کئے ہوئے ہیں لہٰذا انھوں نے ماریوس کو سزا دینے کے بجائے اسے باعزت رہا کر دیا اور اسے افریقہ جانے کی اجازت دیدی حالانکہ سولا چاہتا تھا کہ ماریوس کو سزائے موت دیدی جائے اس کا خاتمہ کر دیا جائے عدالت کے فیصلے کو مدنظر رکھتے ہوئے ماریوس دوبارہ اٹلی سے افریقہ کی طرف چلا گیا جبکہ سولا اپنے لشکر کو لے کر ایشیائے کوچک کے بادشاہ مہدیات کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوگیا تھا سولا کو اٹلی میں سب سے زیادہ خطرہ ماریوس ہی سے تھا اب جبکہ ماریوس افریقہ چلا گیا تھا تو سولا مطمئن تھا کہ اس کی غیرموجودگی میں وہ اٹلی میں اپنی من مانی کر سکے گا۔

ان حالات میں سولا بڑی برق رفتاری کے ساتھ اپنے دشمنوں کے خلاف حرکت میں

آیا ایشیائے کوچک کے بادشاہ مدیدات کو اس نے شکست پر شکست دی اور اسے اپنی عائد کردہ شرائط پر صلح کرنے پر مجبور کر دیا ان جنگوں میں چونکہ ایتھنز والوں نے ایشیائے کوچک کے بادشاہ مدیدات کا ساتھ دیا تھا لہٰذا سولا ایتھنز کی طرف بڑھا ایتھنز کی بھی اس نے اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی اور اپنی عائد کردہ شرائط پر انھیں صلح کرنے پر مجبور کر دیا اس طرح سولا نے اپنی دانشمندی سے ایشیائے کوچک اور اور ایتھنز میں رومنوں کے خلاف اٹھنے والے خطرات کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا تھا۔

لیکن اسی دوران خود اٹلی میں ایک اور بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ اس طرح کہ ماریوس تو افریقہ جاچکا تھا لیکن اٹلی میں بھی اس کے حامیوں کی کافی تعداد تھی خصوصیت کے ساتھ مارسک اور ان کے ساتھ ساتھ سامنت قبائل جو تھے وہ بھی ماریوس کے حق میں تھے مارسک کی طرح سامنت قبائل بھی وسطی اٹلی کے کوہستانی علاقوں کے رہنے والے تھے یہ بھی اٹلی میں رومنوں کے مقابلے میں نچلے طبقے کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہے تھے جب ماریوس کو افریقہ کی طرف بھیج دیا گیا تو ان سامنت اور مارسک قبائل کو ماریوس کے نکال دیے جانے کا بڑا دکھ اور صدمہ ہوا ان دونوں قبائل نے ایک شخص پونٹیوس کی سرکردگی میں اپنے آپ کو متحد اور مجتمع کر لیا یہ پونٹیوس گزشتہ جنگوں میں ماریوس کے ایک نائب کی حیثیت سے کام کرتا رہا تھا پونٹیوس نے سولا کی غیر موجودگی میں بڑی سرگرمی سے کام لیا اچھا خاصا اس نے لشکر تیار کر لیا گو یہ لشکر غیر تربیت یافتہ اور غیر منظم ہی تھا تاہم پونٹیوس نے اس لشکر کو اپنے ساتھ لیا اور روم شہر کی طرف بڑھا پونٹیوس کے ساتھ کام کرنے والے اس غیر تربیت یافتہ اور غیر منظم لشکر کا یہ ارادہ تھا کہ وہ روم شہر کو آگ لگا دیں گے وہ سمجھتے تھے کہ اٹلی میں روم شہر صرف رومنوں کی موجودگی کا احساس دلاتا ہے جبکہ اٹلی میں اور بے شمار قبائل اور قومیں بھی بستی تھیں لہٰذا کسی اور شہر کو اٹلی کا مرکز بنانا چاہیے ان کا خیال تھا کہ روم کو جلا کر خاکستر کر دیا جائے اور اس کی جگہ کرفینوم شہر کو اٹلی کا مرکز بنا کر اس کا نام کرفینوم کے بجائے اٹلی کے حوالے سے اٹالیکا رکھا جائے جو اس بات کی غمازی کرے گا کہ اٹلی میں صرف رومن ہی نہیں بستے بلکہ اور بہت سی قومیں بھی آباد ہیں اپنے اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے پونٹیوس کا یہ لشکر بڑی تیزی سے روم شہر کی طرف بڑھا تھا تاکہ روم کو آگ لگا کر اس کا خاتمہ کر دیا جائے۔

لیکن ان لوگوں کی بدقسمتی کہ اسی دوران سولا اپنے لشکر کے ساتھ اٹلی میں داخل ہو گیا قبل اس کے کہ یہ غیر تربیت یافتہ لشکر روم شہر کو آگ لگا دے شہر کے شمال میں اس کا ٹکراؤ سولا سے ہو گیا سولا نے اپنے لشکر کے ساتھ ان غیر منظم اور غیر تربیت یافتہ لوگوں

کو بدترین شکست دی اور جی کھول کر ان کا قتل عام کیا۔

ان سب لوگوں کے خاتمے پر بھی سولا کا جی نہ بھرا بلکہ اس نے فہرستیں تیار کیں جن لوگوں کا خاتمہ کیا جانا تھا ان میں سب سے اوپر اس نے ماریوس کو رکھا چونکہ وہ ماریوس کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتا تھا لہٰذا چند ہفتوں کی لگاتار جدوجہد کے بعد سولا نے نہ صرف یہ کہ ماریوس کے خاندان کا خاتمہ کر دیا بلکہ چن چن کر ان تمام افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا جو ماضی میں ماریوس کی حمایت کرتے رہے تھے یا اس کے ذاتی دشمن خیال کیے جاتے تھے اس طرح ایسے لوگوں کے خاتمے کے بعد سولا رومن حکومت کو اپنی مرضی ومنشا کے مطابق چلاتا تھا رومن تاریخ میں سولا پہلا آدمی ہے جس نے اٹلی کو ڈکٹیٹر شپ سے متعارف کرایا اور یہ پہلا شخص ہے جس نے ڈکٹیٹر شپ کے علاوہ اٹلی کو شہنشاہیت سے متعارف کرایا۔

○

یوناف اور بیوسا نے گزشتہ کئی ماہ سے روم شہر کی نواحی سرائے میں قیام کیا ہوا تھا۔ ایک روز جبکہ دونوں میاں بیوی دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد سرائے کے مالک کے پاس بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ چند مسلح سوار سرائے میں داخل ہوئے جنہیں دیکھتے ہی سرائے کے مالک کا چہرہ اتر گیا تھا وہ پریشان اور فکرمند دکھائی دینے لگا تھا اس پر یوناف نے بڑی ہمدردی اور بڑی نرمی میں سرائے کے مالک کو مخاطب کر کے پوچھا۔

سن میرے عزیز میرے بھائی تو سرائے میں داخل ہونے والے ان مسلح گھڑ سواروں کو دیکھ کر کیوں پریشان اور فکرمند ہو گیا ہے اس پر سرائے کا مالک فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سرائے میں داخل ہونے والے یہ چھ سوار روم کے بدنام زمانہ گیلڈ یٹر ہیں اور یہ اٹلی کے ڈکٹیٹر سولا کے خاص آدمی ہیں ایسے آدمی جن سے سولا اپنے دشمنوں کا خاتمہ کراتا پھرتا ہے دیکھو میرے عزیز تم دونوں میاں بیوی اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چلے جاؤ مجھے خدشہ ہے کہ میرے ساتھ یہ لوگ تمھیں بھی نقصان پہنچائیں گے پریشان کریں گے لہٰذا تم اپنے کمرے کی طرف چلے جاؤ سرائے کے مالک کے یہ الفاظ سن کر یوناف نے کمال ہمدردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

سن میرے عزیز ان لوگوں کی ایسی کی تیسی یہ لوگ میرے اور میری بیوی کے لئے کیا زحمت اور مصیبت ثابت ہوں گے میں خود ان لوگوں کے لئے بہت بڑی بلا ثابت ہو جاؤں گا پر تم یہ تو کہو تم کیوں ان سے خطرہ اور خدشہ محسوس کر رہے ہو اس پر سرائے کا مالک

حرکت میں آیا اور کہنے لگا تم لوگ یہیں کھڑے رہو میں علیحدہ رہ کر ان سے گفتگو کرتا ہوں پھر سرائے کا مالک وہاں سے ہٹا اور کچھ دور جاکر کھڑا ہوگیا اتنی دیر تک وہ سرائے میں داخل ہونے والے چھ سوار اپنے گھوڑوں کو باندھ کر سرائے کے مالک کر طرف آئے تھوڑی دیر تک وہ اس سے پوچھ گچھ کرتے رہے یوناف اور بیوسا بڑی غور سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے پھران دونوں میاں بیوی نے دیکھا کہ ان میں سے ایک کلیڈ ٹیڑ نے آگے بڑھکر سرائے کے مالک کا گریبان پکڑ لیا تھا پھرلگاتار اس نے کئی طمانچے سرائے کے مالک کے منہ پر دے مارے تھے جن کے جواب میں سرائے کا مالک بیچارہ بے بسی کے عالم میں زمین پر گر گیا تھا اتنی دیر میں ایک دوسرا آگے بڑھا اور اس نے بالوں سے پکڑ کر سرائے کے مالک کو اوپر اٹھایا یہ صورتحال دیکھتے ہوئی یوناف اور بیوسا بڑی تیزی سے سرائے کے مالک کو بچانے کے لئے آگے بڑھے۔

دوسرا کلیڈ ٹیڑ جس نے بالوں سے پکڑ کر سرائے کے مالک کو اوپر اٹھایا تھا وہ بھی پہلے کلیڈ ٹیڑ کی طرح کچھ پوچھنے کے لئے سرائے کے مالک پر ہاتھ اٹھانا ہی چاہتا تھا کہ یوناف نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر اس نے انتہائی سخت لہجے میں اس کلیڈ ٹیڑ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا تم کون ہو کیوں اس بے گناہ پر ظلم کرتے ہو تم اس سے کیا پوچھنا چاہتے ہو کیا جاننا چاہتے ہو جاؤ یہاں سے چلے جاؤ تم لوگ اپنا کام کرو اس شخص کو اپنی سرائے چلانے کا کام کرنے دو مت کسی بے گناہ انسان پر ظلم و ستم کرو ورنہ کوئی تم سے ایسا ہی سلوک کرنے پر مجبور ہوجائے گا یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب رکا تو وہ کلیڈ ٹیڑ بولا اور یوناف کو مخاطب کرکے وہ کہنے لگا۔

قبل اس کے کہ ہم تمہارے خلاف حرکت میں آئیں پہلے یہ تو کہو کہ تم ہو کون کیوں تم سرائے کے مالک کی طرفداری کر رہے ہو کیا تم اس کے رشتہ دار ہو جو اس طرح اس کی حمایت کرنا چاہتے ہو اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا میرا اس سے کوئی نسبی تعلق اور رشتہ تو نہیں تاہم اس سے میرا انسانیت کا تعلق اور رشتہ ضرور ہے سنو میں اس سرائے میں قیام کئے ہوئے ہوں اس لحاظ سے میرا اس سرائے کے مالک سے ایک تعلق ہے لہٰذا میں اسے تمہارے ہاتھوں بے عزت ہوتے نہیں دیکھ سکتا اب اگر تم میں سے کسی نے بھی آگے بڑھ کر اس شخص کے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کی تو میں تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں کہ وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو وہی پہلا کلیڈ ٹیڑا شوریدہ جذبات اور حیات کی قہرمانیت میں جان کنی کے لمحات کی طرح ہیجان انگیزی میں بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا میں نہیں جانتا تم دونوں کون ہو اور تم

دونوں کے درمیان کیا رشتہ ہے لیکن یاد رکھو اگر تم نے یہاں سے دفع ہونے کی کوشش نہ کی تو ہم تم دونوں پر اسی طرح وارد ہوں گے جس طرح رات کے سنسان صحراء میں ندائے غیب، تخریب کی قوت، طاقت کے مظہر اور آندھیوں کے جھکڑ داخل ہوتے ہیں سن رکھو ہم ریت کے بگولوں کی حشر سامانیوں کی طرح تم پر حملہ آور ہوں گے اور تمہاری مسرت کی ساری لہروں کو مضموم المناکی کی تصویر، شب گزیدہ روایات اور ریگستان کے ویرانوں جیسی بنا کر رکھ دیں گے۔ قبل اس کے کہ ہم تمہارے خلاف حرکت میں آئیں تمہاری بہتری تمہارا نفع اسی میں ہے کہ تم یہاں سے ہٹ جاؤ ورنہ سرائے کے مالک کے ساتھ ساتھ ہماری گرفت تم پر بھی پڑے گی اور تم دونوں کو بھی سرائے کے اس مالک کی طرح ہم نیست و نابود کر کے رکھ دیں گے یہاں تک کہنے کے بعد وہ کلیڈ ٹیڑ جب خاموش ہوا تو یوناف کی عجیب سی حالت ہو ہوگئی تھی۔

اس کے چہرے پر مخفی جذبے، کپڑے پھاڑتی آندھیوں کے جھکڑ، وجدانی کیفیت ادہام کے بھنور اور جزبات کی طغیانی کی طرح عیاں ہونے لگے تھے اس کی آنکھوں میں رموز سربستہ آگ کے نوکیلے شعلوں اور بدبختی کے سمندر کی طرح جوش مارنے لگے تھے پھر وہ موجودات عالم کی تقدیر کا فیصلہ کرنے والے کارکنان قضا و قدر کی طرح حرکت میں آیا چند قدم وہ آگے بڑھا پھر پانی کی تہوں میں ایک ہیجان برپا کر کے ہر چیز میں اتھل پتھل کر دینے والے انداز میں وہ اس رومن کلیڈ ٹیڑ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو شیطان کے فرزندو ظلمت کے بیٹو مجھے یہ سمجھو کہ میں ایک مافوق الفطرت انسان ہوں کانسے کی تہذیب سے لے کر میں نے نینوا اور اشور تک کی تباہی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کائنات کی قدیم داستانوں کو میں نے سنا ہی نہیں بلکہ میں نے ان داستانوں کا خود شاھد بھی ہوں یوناف کی یہ گفتگو سن کر ان کلیڈ ٹیڑوں میں سے ایک حرکت میں آیا آگے بڑھ کر اس نے لگاتار کئی ٹکے یوناف کے دے مارے تھے لیکن ان سب کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ یوناف بالکل پر سکون اپنی جگہ پر کھڑا رہا پھر وہ ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا اب بھی وقت ہے تم سب یہاں سے دفع ہو جاؤ ورنہ ایک بار اگر میں تمہارے خلاف حرکت میں آگیا تو پھر تمہیں تمہاری موت کے سوا کچھ دکھائی نہ دے گا سنو رومنوں کے کلیڈ ٹیڑو میں مقابلے میں تم پر ایسے وارد ہوں گا جیسے تاریک رات برف میں کفنائے مکانوں پر خیمہ زن ہوتی ہے لکھ رکھو میں سمندر کی اٹھان، آندھیوں کے بہاؤ، وجدان کی کیفیت اور طوفان کے تھپیڑوں کی طرح تم پر حملہ آور ہوں گا اور ایسا کر کے میں تم سب پر اضطراب کی برق اور جوش زن وحشتوں کو طاری کر دوں گا لہٰذا میں تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں

کہ اس سرائے کے مالک کو اس کے حال پر چھوڑ دو میں اچھی طرح جانتا ہوں یہ انتہائی شریف اور اعلیٰ ظرف کا انسان ہے یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو ایک گلیڈ ئیٹر آگے بڑھا یوناف کے قریب آکر اس نے اپنا دایاں ہاتھ فضا میں بلند کیا پھر جونہی وہ یوناف پر ضرب لگانا چاہتا تھا یوناف نے فضامیں اٹھا ہوا اس کا ہاتھ پکڑا پھر اس نے بڑے زور اور بڑی قوت میں جو اپنا فولادی گھونسا اس رومن گلیڈ ئیٹر کے مارا تو وہ گلیڈ ئیٹر اس مکے کی سختی اور دباؤ برداشت نہ کر سکا اور یوناف کا مکہ کھانے کے بعد وہیں مر کر ختم ہو گیا تھا۔

اپنے ساتھی کے یوں مرنے پر باقی پانچوں گلیڈ ئیٹر اپنی روح کی تڑپ اور من کی چبھن کا شکار ہو گئے تھے ان کے چہروں اور انکی آنکھوں میں غضبناک انتقام کی لہریں جوش مارنے لگی تھیں تھوڑی دیر تک وہ بڑے تاسفانہ انداز میں اپنے مرنے والے ساتھی کی طرف دیکھتے رہے پھر وہ یوناف کی طرف متوجہ ہوئے اور ایک اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے اجنبی ہم نہیں جانتے تم کون ہو تمہارا کیا نام ہے کن سرزمینوں سے تمہارا تعلق ہے لیکن ہم تو صرف یہ جانتے ہیں کہ تم ہمارے ساتھی کے قاتل ہو اور قتل کے اس جرم میں یا تو ہم تمہیں قتل کر دیں یا تم ہمارے ساتھ چلو ہم تمہیں روم کی عدلیہ کے سامنے پیش کریں گے پھر وہ جو چاہیں تمہارے متعلق فیصلہ کریں بس ایک بات اپنے ذہن پر لکھ رکھو اور وہ یہ کہ گلیڈ ئیٹر کا قتل کوئی معمولی قتل نہیں ہے اٹلی کے حکمران سولا کے یہاں گلیڈ ئیٹر کی عزت نفس کو سب سے زیادہ اہم اور قیمتی سمجھا جاتا ہے لہٰذا تو ہمارے ساتھ ہو لے اگر تو نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی تو ہم تیرا سر کاٹ کر رکھ دیں گے اس گلیڈ ئیٹر کی یہ گفتگو سن کر یوناف کی حالت طوفان باد و باراں' آندھیوں کے تھپیڑوں اور موت کے کرب جیسی ہو گئی تھی اس نے اپنی تلوار ایک جھٹکے کے ساتھ بے نیام کر لی اور پھر اپنی تلوار کو اس نے ان گلیڈ ئیٹروں کی طرف لہراتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو شیطانی گماشتو تم پانچوں مل کر بھی نہ مجھے گرفتار کر کے اپنے حکمران سولا کی طرف لے جا سکتے ہو اور نہ ہی اس سرائے میں مجھ سے انتقام کی خواہش اور آرزو پورا کر سکتے ہو میرے ان دونوں دعووں سے متعلق اگر تم میں سے کسی کو شک ہو تو وہ آگے بڑھے اور میرے ساتھ ٹکرانے کی کوشش کرے پھر دیکھتا ہوں کامیابی اور کامرانی کس کے حصے میں آتی ہے یوناف کی اس گفتگو پر ان پانچوں گلیڈ ئیٹروں نے ایک بار استفہامیہ سے انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر شاید آنکھوں ہی آنکھوں میں انہوں نے فیصلہ کیا اپنی تلواریں انہوں نے بے نیام کر لیں اور یوناف پر حملہ آور ہونے کیلئے وہ آگے بڑھے تھے

عین اسی موقع پر بیوسا بھی حرکت میں آئی ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے اپنی تلوار بے نیام کی اور یوناف کے پہلو میں کھڑی ہو گئی تھی۔

اسی موقع پر ابلیکا نے اس کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا پھر اسکی گنگناتی سی ریشمی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی یوناف میرے حبیب میرے رفیق اگر تم کہو تو ان پانچوں گلیڈ ئیٹروں کے خلاف میں حرکت میں آؤں اور انہیں ایک جھٹکے کے ساتھ موت کی گہری نیند سلا دوں اس پر یوناف مسکراتے ہوئے ہلکے ہلکے کہنے لگا نہیں ابلیکا تم انتظار کرو اور دیکھو کہ ان پانچوں کے ساتھ میں کیا معاملہ کرتا ہوں اسکے بعد یوناف خاموش ہو گیا کیونکہ وہ پانچوں گلیڈ ئیٹر اسکے قریب آ گئے تھے اچانک یوناف آندھی اور طوفان کی طرح حرکت میں آیا اور حملہ آور ہونے میں اس نے پہل کر دی تھی وہ انکے ایک پہلوؤں پر حملہ آور ہوا اور اس نے اپنے پہلے ہی وار میں ان میں سے ایک کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی اپنے دوسرے ساتھی کے مارے جانے پر باقی چاروں گلیڈ ئیٹر چونک سے پڑے تھے اسی وقت بیوسا بھی شعلوں کی زبان کی طرح آگے بڑھ کر حملہ آور ہوئی اور اس نے بھی ایک ہی وار میں تیسرے گلیڈ ئیٹر کی گردن کاٹ دی تھی باقی تینوں گلیڈ ئیٹر اپنے ساتھیوں کے اس انداز میں مرنے پر پریشان تھے لیکن عین اس موقع پر یوناف اور بیوسا نے ایک دوسرے کی طرف ذومعنی انداز میں دیکھا پھر وہ زیست کے بدترین طوفانوں کی طرح آگے بڑھے اور ان تینوں گلیڈ ئیٹروں پر حملہ آور ہو کر ان تینوں کو کاٹ کر موت کی گہری نیند سلا دیا تھا اسکے بعد یوناف اور بیوسا نے اپنی تلواریں مرنے والے گلیڈ ئیٹروں کے کپڑوں سے صاف کرنے کے بعد نیام میں کر لیں دونوں میاں بیوی سرائے کے مالک کے قریب آئے پھر یوناف سرائے کے مالک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن میرے عزیز میرے بھائی آؤ ان لاشوں کو ٹھکانے لگا دیں پھر پہلے کی طرح پرسکون بیٹھ کر گفتگو کریں سرائے کا مالک فوراً حرکت میں آیا طعام گاہ کی طرف جو دروازہ تھا وہ اس نے بند کر دیا تاکہ لاشوں کو کوئی اور نہ دیکھ لے سرائے کی پشت کے حصے میں یوناف اور بیوسا اور سرائے کے مالک نے مل کر گڑھا کھودا چھ کے چھ گلیڈ ئیٹروں کی لاشوں کو اس گڑھے میں پھینک کر مٹی ڈال کر اس گڑھے کو انہوں نے بھر دیا جہاں فرش پر خون گرا تھا اسے بھی دھو کر صاف کر دیا اسکے بعد وہ پھر اس جگہ بیٹھ گئے جہاں تھوڑی دیر قبل وہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے اس بار یوناف نے سرائے کے مالک کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

سن میرے بھائی! میرے مہربان! یہ گلیڈ ئیٹر تم سے کیا چاہتے تھے کیوں تم سے جھگڑا کرنے پہ تل گئے تھے اس پر سرائے کا مالک کچھ پریشان حال سا ہو گیا تھا اور وہ خوفزدہ سے

انداز میں ادھر ادھر دیکھنے لگا تھا اس پر یوناف نے اسکی ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا پریشان مت ہو میری موجودگی میں تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ میں ہر طرح سے تمہاری مدد کروں گا میں یقین دلاتا ہوں کہ جب تک میں اور میری بیوی یہاں ہیں کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو اس پر سرائے کے مالک نے کچھ حوصلہ پکڑا اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا دیکھ میرے مہربان اور اجنبی مہمان اٹلی کے ایک نہایت معزز شخص نے میرے یہاں سرائے کے اندر پناہ لے رکھی ہے یہ گلیڈیئٹر جو ابھی ابھی تمہارے ہاتھوں مارے گئے ہیں یہ سارے اٹلی کے حکمران ڈکٹیٹر اور شہنشاہ سولا کے خاص آدمی ہیں اور یہ اسی شخص کو مجھ سے حاصل کرنے آئے تھے جس نے میرے یہاں پناہ لے رکھی ہے میرے خیال میں سولا کے کارندوں کو خبر ہو گئی ہے کہ وہ شخص میری سرائے میں پناہ لئے ہوئے ہے اس پر یوناف بولا اور پوچھنے لگا جس شخص نے تمہارے ہاں پناہ لے رکھی ہے وہ کون ہے اور کس کے خلاف اس نے اس سرائے میں پناہ لیکر قیام کر رکھا ہے اس پر سرائے کا مالک بولا اور کہنے لگا۔

میرے عزیز یہ بہت لمبی بات ہے کہ یہ شخص کون ہے اس نے کیوں سرائے میں پناہ لے رکھی ہے میں نے اسے کیوں پناہ دی اور یہ سولا کے گلیڈیئٹر کیوں اسے تلاش کرتے پھرتے ہیں اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا تم ساری بات تفصیل سے کہو میں سننا پسند کروں گا اس پر سرائے کا مالک شاید سب کچھ کہنے پر آمادہ ہو گیا تھا وہ سنبھل کر بیٹھا اپنا گلا اس نے صاف کیا پھر وہ یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

سنو یوناف میرے دوست میرے بھائی تم جانتے ہو گے کہ گزشتہ دنوں میں اٹلی کے اندر دو جرنیل بڑی اہمیت اختیار کر گئے تھے ایک ماریوس اور دوسرا موجودہ ڈکٹیٹر سولا۔ ماریوس بیچارہ انتہائی مخلص انسان تھا وہ اٹلی کے کچلے مسلے لوگوں کی طرفداری کر کے ان کے لئے بہتری کے کام کرنا چاہتا تھا جبکہ دوسری طرف سولا کا تعلق اعلیٰ طبقے سے ہے اور وہ اعلیٰ طبقے ہی کی بہتری میں گرے ہوئے طبقے کو اوپر اٹھانے کا حامی نہیں تھا اٹلی میں ماریوس اور سولا کے درمیان طویل کشمکش رہی جسکے نتیجے میں سولا کامیاب رہا اور ماریوس بیچارہ ناکام ہو کر افریقہ کی طرف چلا گیا ماریوس کے جانے کے بعد سولا کو صرف چار بڑی بڑی شخصیتوں کا سامنا تھا جن سے وہ کسی بھی وقت اپنے لئے خطرہ محسوس کر سکتا تھا اور یہ چاروں افریقہ کی طرف چلے جانے والے جرنیل ماریوس کے حامی تھے اور مختلف جگہوں میں اسکے ساتھ کام کرتے رہے تھے۔

ان میں سے پہلے شخص کا نام قنتوس ہے یہ افریقہ کی طرف جانے والے جرنیل

ماریوس کے ساتھ طویل عرصہ کام کرتا رہا ہے ماریوس کے افریقہ کی طرف چلے جانے کے بعد اس وقت سولا مشرق میں نمودار ہونے والی بغاوتوں کو فرو کرنے کیلئے چلا گیا تو سولا کی غیر موجودگی میں مارسک اور سامنت قبائل نے اسکے خلاف بغاوت کر دی جن لوگوں نے ان دونوں قبائل کو سولا کے خلاف ترتیب دیا ان میں قنتوس بھی شامل تھا مارسک قبائل اور سامنت قبائل روم شہر پر حملہ آور ہو کر اسے جلا دینا چاہتے تھے اور اسکی جگہ ایک دوسرے شہر کو اٹالیکا کا نام دیکر اٹلی کا مرکزی شہر بنا دینا چاہتے تھے انکا خیال تھا کہ روم شہر صرف رومنوں کی نشاندہی کرتا ہے اور اٹالیکا اٹلی کے سارے ہی لوگوں کی نشاندہی کرے گا جس وقت ان قبائل نے بغاوت کی عین اس وقت مشرق سے سولا بھی اپنے لشکر کے ساتھ لوٹ آیا اور روم شہر کے باہر ہولناک جنگ ہوئی جس میں سولا کامیاب رہا اس نے باغیوں کو کچل کر رکھ دیا یہ قنتوس اس شکست کے بعد اٹلی سے اسپین بھاگ گیا وہاں اسکے بہت سے حامی تھے جن کے ساتھ مل کر اس نے بہت بڑا لشکر جمع کر لیا ہے اور ایک علاقے میں وہ پرامن زندگی بسر کرنے لگا ہے سولا اب اسکو ہاتھ نہیں ڈالتا کیونکہ اسے خطرہ اور خدشہ ہے کہ اگر اس نے قنتوس کے خلاف ہسپانیہ میں لشکر کشی کی تو ہو سکتا ہے یہ لشکر کشی کچھ اور ہی رنگ لے آئے قنتوس کہیں زیادہ ہی قوت اور طاقت نہ پکڑ لے لہذا سولا نے فی الوقت قنتوس کو ہسپانیہ میں اسکے حال پر چھوڑ دیا ہے۔

دوسرا شخص جو افریقہ کی طرف چلے جانے والے جرنیل ماریوس کا حامی تھا اور جس سے سولا خطرہ محسوس کر سکتا تھا اس کا نام مرقس ہے یہ شخص شروع میں کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتا تھا نہ یہ امیر کبیر لوگوں میں سے تھا اسکا تعلق بھی نچلے طبقے سے تھا اس کا باپ مرا تو وراثت میں اسے کچھ نہیں دیکر گیا تھا لیکن یہ بڑا عقلمند اور صاحب دانش شخص ہے جس وقت روما کا ہر دلعزیز جرنیل ماریوس افریقہ چلا گیا اور سولا نے اسکی غیر موجودگی میں اسکے حامیوں پر مظالم کر کے انکے گھروں کو آگ لگانی شروع کی تو مرقس حرکت میں آیا جس گھر کو بھی آگ لگائی جاتی یہ مرقس اسے اونے پونے داموں خرید لیتا ان دنوں حالات ایسے تھے کہ جس کا گھر بھی جلایا جاتا تھا کوئی بھی اسے خریدنے کیلئے تیار نہ ہوتا تھا لہذا سولا کے مظالم کے تحت جو گھر بھی جلایا جاتا مرقس اسے خرید لیتا اس طرح اس نے بالکل معمولی قیمت کے عوض کافی بڑے بڑے وسیع احاطے خریدنا شروع کر دیئے اور جب اپنے دشمنوں اور اپنے مخالفوں کے خلاف سولا کا یہ ظلم و ستم بند ہو گیا تب ان زمینوں کی قیمتیں اچانک چڑھ گئیں جنہیں فروخت کر کے مرقس نے بڑی دولت کمائی پہلے یہ رومنوں کے اندر گمنام تھا لیکن اس قدر دولت ہاتھ آنے کے بعد اس نے اپنی دولت کا کچھ حصہ غریب [illegible]

خرچ کرنا شروع کیا۔ جس کی وجہ سے لوگوں میں بڑا ہر دلعزیز ہو گیا چونکہ اس مرقس نے افریقہ کی طرف بھاگ جانے والے جرنیل ماریوس کا راستہ اختیار کیا تھا لہٰذا سولا اسے بھی اپنے لئے خطرناک خیال کرنے لگا لہٰذا سولا نے مرقس کو طلب کیا مرقس جان گیا کہ سولا اس سے کیا چاہتا ہے اس نے رومنوں کے سارے دیوتاؤں کی قسم کھا کر سولا کو یقین دلایا کہ وہ نہ ہی ماریوس کا حامی ہے اور نہ ہی سولا کو اس سے کوئی خطرہ ہے سولا نے شاید اس کی بات کا یقین کر لیا لہٰذا مرقس کو اس نے چھوڑ دیا مرقس نے سولا کو یہ بھی یقین دلایا کہ اگر وہ اس سے متعلق شک و شبہ میں مبتلا ہے تو وہ سولا پر ثابت کر دے گا کہ وہ ماریوس کا نہیں سولا کا حامی ہے اس یقین دہانی پر سولا نے مرقس سے کوئی باز پرس نہ کی اور اسے چھوڑ دیا۔

تیسرا آدمی جس سے سولا اپنی ذات کیلئے خطرہ محسوس کر سکتا تھا اسکا نام پمپی ہے یہ شخص بلا کا دلیر جہاندیدہ اور جرات مند ہے اس نے روم کے اسکولوں میں باقاعدہ جنگی تربیت حاصل کی تھی اس نے مختلف جگہوں میں ماریوس کے ماتحت کام کر کے نہ صرف یہ کہ بہت نام کمایا بلکہ اسکی بیوی بھی ماریوس کی رشتہ دار تھی سولا چونکہ ماریوس کو اپنا بدترین دشمن خیال کرتا تھا لہٰذا ماریوس کے افریقہ بھاگنے کے بعد سولا نے پمپی کو طلب کیا۔ پمپی جب سولا کے سامنے گیا تو سولا نے پمپی کو مخاطب کر کے کہا کہ وہ چونکہ ماضی میں ماریوس کے ساتھ کام کرتا رہا ہے لہٰذا سولا اس سے کسی قدر بدظن ہے جب تک کہ پمپی اسے اپنے یقین اور اعتماد میں نہ لے پمپی نے اپنی طرف سے پورا یقین دلایا کہ وہ ماریوس کا حامی نہیں بلکہ وہ روما کے حکمران کی حیثیت سے سولا کو پسند کرتا ہے پمپی کا یہ جواب سن کر سولا نے کہا اگر تو واقعی ماریوس کے بجائے میرا حامی ہے تو اپنی اس بات کو ثابت کرنے کیلئے قربانی دو پمپی نے پوچھا میں کیا قربانی دے سکتا ہوں اس پر پمپی سے سولا نے کہا اپنا اعتماد بحال کرنے کیلئے میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو جو ماریوس کی رشتہ دار ہے پمپی جانتا تھا کہ اگر اس نے ایسا نہ کیا تو سولا اسے نیست و نابود کر کے رکھ دے گا۔

لہٰذا بغیر کسی سوچ و بچار کے اس نے سولا کی اس بات کو تسلیم کر لیا اور اپنی بیوی کو اس نے ہمیشہ کیلئے چھوڑ دیا پمپی کے اس فیصلے پر سولا بڑا خوش ہوا اسے یقین ہو گیا کہ پمپی واقعی دل و جان سے اسکے ساتھ ہے لہٰذا اس نے پمپی کو معاف کر دیا۔

چوتھا شخص جو سولا کیلئے سب سے بڑا خطرہ اور اسکے لئے بدترین دشمن ثابت ہو سکتا تھا اس کا نام جولیس سیزر ہے اس شخص کا تعلق روم کے ایک انتہائی معزز خاندان سے ہے اسکی چچی جولیا سولا کے بدترین دشمن ماریوس کی بیوی تھی جولیس سیزر کا باپ جب زندہ تھا

تو اس نے اسکی شادی اپنی پسند کی ایک لڑکی سے کرا دی تھی لیکن جولیس سیزر اس لڑکی کو ناپسند کرتا تھا تاہم باپ کی مرضی کو سامنے رکھتے ہوئے اس نے اس لڑکی سے شادی ضرور کر لی تھی جب جولیس سیزر کا باپ مر گیا تو جولیس نے اپنی اس بیوی کو چھوڑ دیا اور ماریوس کی رشتہ دار ایک لڑکی سے شادی کر لی جس کا نام کورنیلیا ہے یہ جولیس سیزر بھی مختلف جگہوں میں ماریوس کے تحت کام کرتا رہا ہے یہاں میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ میں خود باطنی طور پر سولا کا دشمن اور ماریوس کا حامی ہوں اور دور نزدیک سے جولیس سیزر میرا رشتہ دار بھی لگتا ہے۔

دوسرے جرنیلوں کی طرح سولا نے جولیس سیزر کو بھی اپنے سامنے طلب کیا کہ وہ اسے اپنے اعتماد میں لے اور اسے یہ یقین دلائے کہ وہ ماریوس کا نہیں بلکہ سولا کا حامی ہے جولیس سیزر نے بظاہر اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ وہ سولا کو یقین دلا دے کہ وہ اسکا دشمن نہیں لیکن سولا کو یقین نہیں آیا اس نے جولیس سیزر سے کہا کہ اگر واقعی تو میرا حامی ہے تو اپنی بیوی کورنیلیا کو طلاق دے دے جو اسکے دشمن ماریوس کی رشتے دار ہے جولیس سیزر انتہائی دلیر انتہائی صاحب حیثیت اور بڑا جرات مند جوان ہے اس نے سولا کی اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا اور سولا کے منہ پر اس نے کہہ دیا کہ حالات کچھ بھی ہوں وہ اپنی بیوی کورنیلیا کو کسی بھی صورت طلاق دیکر فارغ نہیں کریگا۔

سولا نے جولیس سیزر کی اس بات کو بے حد ناپسند کیا اس وقت اس نے جولیس سیزر کو جانے دیا لیکن وہ اس تاک میں رہنے لگا کہ کوئی موقع ملے تو جولیس سیزر اسکی بیوی کورنیلیا دونوں کا خاتمہ کروا دے جولیس سیزر کو بھی اسکے حامیوں نے خبر کر دی تھی لہٰذا جولیس سیزر اپنی بیوی کورنیلیا کے ساتھ روم سے بھاگ کر سبینا شہر میں قبائلی سرداروں کے ہاں چلا گیا اور ان کے ہاں پناہ لے لی اب سولا کو ایک دوسرا خطرہ اٹھا اسکا خیال تھا کہ اگر جولیس سیزر زیادہ عرصہ قبائلی سرداروں کے اندر رہا تو ہو سکتا ہے کہ وہ قبائلی سرداروں کو اسکے خلاف بغاوت کرنے پر آمادہ کر دے اور اس طرح جولیس سیزر انتقام کی آگ میں بھڑک کر اسے تاج و تخت سے محروم کر دے۔

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے سولا نے روم شہر کے کچھ معززین کو جولیس سیزر کی طرف بھجوایا جنھوں نے اسے یہ یقین دلایا کہ وہ واپس روم آ جائے سولا اس سے کوئی تعرض نہیں کریگا ان لوگوں کے یقین دلانے پر جولیس سیزر اپنی بیوی کورنیلیا کے ساتھ چند دن ہوئے واپس روم آ گیا تھا لیکن یہاں آ کر پھر اسے اسکے حامیوں سے خبر مل گئی کہ سولا پھر اس کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے لہٰذا جولیس سیزر اور کورنیلیا دونوں نے اپنے ہاں سے بھاگ کر میری

سرائے میں پناہ لے لی۔ دونوں میاں بیوی کا خیال تھا کہ چند روز تک وہ سرائے میں قیام کئے رہیں گے اور جب انکے متعلق معاملہ ٹھنڈا ہو گیا تو وہ یہاں سے نکل کر جزیرہ روڈس کی طرف چلے جائیں گے چونکہ روڈس میں تقریباً سبھی لوگ جولیس سیزر اور اسکے باپ کے حامی ہیں میرے خیال میں سولا کے ان حامی گلیڈیٹیروں کو کسی طرح خبر ہو گئی کہ شاید جولیس سیزر اور اسکی بیوی کورنیلیا نے میرے ہاں پناہ لے رکھی ہے لہٰذا یہ جو چھ گلیڈیٹر تمہارے ہاتھوں مارے گئے ہیں یہ مجھ سے یہی پوچھنے آئے تھے کہ جولیس سیزر اور کورنیلیا کو میں نے کہاں پناہ دے رکھی ہے جب میں نے ان سے کہا کہ میں نہ جولیس سیزر کو جانتا ہوں نہ اسکی بیوی کورنیلیا کو جانتا ہوں کہ وہ کہاں ہیں اور انہوں نے کس جگہ پناہ لے رکھی ہے اس پر وہ مجھے مارنے لگے اسکے بعد تم موقع پر آ گئے اور اسکے بعد جو کچھ ہوا وہ تم جانتے ہو یہاں تک کہنے کے بعد جب سرائے کا مالک خاموش ہوا تو یوناف نے بڑی بے چینی اور بڑی بے تابی میں اسے مخاطب کر کے پوچھا تو پھر تم نے رومن جرنیل جولیس سیزر اور اسکی بیوی کورنیلیا کو کہاں چھپا رکھا ہے اس پر سرائے کا مالک ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہنے لگا میرے اجنبی مہمان میرے محسن میرے مربی میں تم سے کوئی بھی راز راز نہیں رکھ سکتا دیکھو میری اس سرائے کے پچھواڑے میں میرا سکونتی مکان ہے اس سکونتی مکان میں ایک تہہ خانہ بھی ہے جولیس سیزر اور کورنیلیا دونوں میاں بیوی گذشتہ چند دنوں سے اسی تہہ خانے میں چھپے ہوئے ہیں اگر تم پسند کرو تو میں تم دونوں کو ان سے ملواتا ہوں وہ یہ جان کر خوش ہوں گے کہ تم دونوں میاں بیوی نے سولا کے چھ گلیڈیٹروں کا خاتمہ کر کے انکے ہاتھوں میری زندگی اور جان بچائی ہے اگر وہ مجھ پر زیادہ سختی یا اذیت کرتے تو ہو سکتا ہے کہ میں انہیں جولیس سیزر اور کورنیلیا سے متعلق سب کچھ بتانے پر مجبور ہو جاتا اس پر یوناف کہنے لگا چلو ان سے ملتے ہیں جواب میں سرائے کے مالک نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا تم دونوں میاں بیوی میرے ساتھ آؤ اس پر یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی اٹھ کھڑے ہوئے اور چپ چاپ وہ سرائے کے مالک کے پیچھے ہو لئے تھے۔

سرائے کا مالک یوناف اور بیوسا کو لے کر سرائے کی عمارت کے پچھواڑے میں اپنے سکونتی مکان میں داخل ہوا پہلے اس نے اپنے سارے اہل خانہ کو یوناف اور بیوسا سے متعلق تفصیل بتائی اور ان کا تعارف بھی اپنے اہل خانہ سے کرایا پھر یوناف اور بیوسا کو لیکر وہ اپنے سکونتی مکان کے مطبخ میں داخل ہوا مطبخ کی دیوار میں چھوٹا سا ایک دروازہ تھا جو اپنی ذات میں دروازہ تو تھا ہی نہیں کیونکہ اس کا سائز اسکی شکل بالکل الماری جیسی تھی اور جس میں باورچی خانے میں کام کرنے والی چیزیں بھی رکھی ہوئی تھیں تاہم اسکے دائیں طرف

لوہے کی ایک باریک اور نازک سی کنڈی لگی ہوئی تھی اس کنڈی کو کھول کر سرائے کے مالک نے الماری کو جب ہلکے سے اپنی طرف کھینچا تو الماری دروازے کی طرح کھل گئی الماری کے اندر چھوٹی چھوٹی سیڑھیاں تھیں جو اندر کی طرف جاتی تھیں سرائے کے مالک نے جھک کر اس الماری نما دروازے میں داخل ہوتے ہوئے کہا تم دونوں میاں بیوی میرے ساتھ آؤ یوناف اور بیوسا منہ سے کچھ کہے بغیر سرائے کے مالک کے پیچھے پیچھے جھک کر اس الماری نما دروازے میں داخل ہوئے پھر وہ سرائے کے مالک کی رہبری میں سیڑھیاں اتر کر بڑی تیزی سے نیچے تہہ خانے کی طرف جا رہے تھے۔

سیڑھیاں اتر کر جب یوناف اور بیوسا سرائے کے مالک کے ساتھ ایک کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہ کمرہ خوب سجا ہوا تھا اسکے اندر کئی مسہریاں لگی ہوئی تھیں اور کمرے کے وسط میں جولیس سیزر اور اسکی بیوی کورنیلیا کھڑے تھے شاید وہ ان تینوں کے سیڑھیاں اترنے کی وجہ سے پاؤں کی چاپ سن کر چوکنے ہو گئے تھے۔ جولیس سیزر ابھی جوان ہی تھا اسکی بیوی بھی جوان اور انتہائی خوبصورت تھی جب سرائے کا مالک یوناف اور بیوسا کو لے کر ان دونوں کے سامنے آیا تو جولیس سیزر نے سوالیہ انداز میں سرائے کے مالک کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا یہ دونوں تمہارے ساتھ کون ہیں اس پر سرائے کا مالک مسکراتے ہوئے کہنے لگا یہ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی ہیں جو میرے اور تم دونوں کے بھی محسن ہیں سنو جولیس تھوڑی دیر پہلے سولا کے چھ گلیڈیٹر سرائے میں داخل ہوئے تھے نہ جانے انہیں کیسے شک ہو گیا تھا کہ تم دونوں میاں بیوی نے میرے ہاں پناہ لے رکھی ہے انہوں نے آتے ہی میرا گریبان پکڑ لیا اور مجھے مارنا شروع کر دیا اور مجھ پر سختی کرنے لگے کہ میں انہیں تمہارا اتہ پتہ بتاؤں قبل اسکے کہ وہ مجھ پر مزید سختی کرتے یہ دونوں میاں بیوی فرشتے بن کر میری مدد کو پہنچ گئے میری حمایت میں جب یہ بھی ان گلیڈیٹروں سے الجھ پڑے تو وہ ان کے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے جس پر ان دونوں میاں بیوی نے بھی تلواریں کھینچ لیں اور کمال مہارت اور کمال شدت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان دونوں میاں بیوی نے لمحوں کے اندر ان چھ کے چھ گلیڈیٹروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا پھر ان چھ کے چھ مرنے والے گلیڈیٹروں کو ہم نے سرائے کے پچھواڑے میں گڑھا کھود کر دفن کر دیا اور جس جگہ ان دونوں میاں بیوی نے انہیں قتل کیا تھا اس جگہ کو دھو کر صاف کر دیا ہے اب میں ان دونوں محسنوں کو تم سے ملانے کیلئے لایا ہوں یہاں تک کہنے کے بعد سرائے کا مالک تھوڑی دیر کیلئے رکا پھر دوبارہ بولا اور کہنے لگا۔

سنو جولیس یہ دونوں میاں بیوی میرے جاننے والے نہیں ہیں بلکہ یوں کہو کہ یہ

دونوں میرے اجنبی مہمان ہیں تاہم صاحب ثروت ہیں اسلئے کہ ان دونوں میاں بیوی نے گزشتہ کئی ماہ سے میری سرائے میں قیام کر رکھا ہے دونوں انتہائی شریف دونوں مہربان اور نرم دل ہیں کاش انکے ساتھ میرا کوئی رشتہ ہوتا کاش یوناف میرا بیٹا یا یہ بیوسا ہی میری بیٹی ہوتی میں اب چاہتا ہوں کہ انکے ساتھ میرا کوئی تعلق کوئی ناطہ ہوتا اس پر یوناف فوراً بولا اور سرائے کے مالک کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا تمہیں کاش کہنے کی ضرورت نہیں ہے تم مجھے اپنا بیٹا اور میری بیوی بیوسا کو اپنی بیٹی ہی سمجھو ہم ہر معاملے میں امکان بھر تمہاری مدد تعاون اور حمایت کریں گے قبل اسکے کہ یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں سرائے کا مالک کچھ کہتا جولیس سیزر کی بیوی کور۔نلیا حرکت میں آئی وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھی اور بیوسا کو اس نے گلے لگا لیا تھا پھر جولیس سیزر مسکراتا ہوا آگے بڑھا پہلے اپنی پوری قوت کے ساتھ بڑے پرجوش انداز میں وہ یوناف سے گلے ملا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے محسن میرے مہربان میرے مربی کاش میں اس وقت سولا کے ہاتھوں بے بس اور مجبور نہ ہوتا جو احسان تم نے اس سرائے کے مالک اور اسکے حوالے سے ہم دونوں میاں بیوی پر کیا ہے اسکا میں عمر بھر اپنے شانوں سے بوجھ نہیں اتار سکتا ہو سکتا ہے کہ وہ گلیڈیٹر اگر سرائے کے مالک پر زیادہ سختی کرتے یا اسے اذیت میں مبتلا کرتے تو یہ بیچارہ میرا اور میری بیوی کا پتہ بتانے پر مجبور ہو جاتا اور اگر ایسا ہوتا تو سولا ضرور ہی ہم دونوں میاں بیوی کو موت کے گھاٹ اتار دیتا تم دونوں میاں بیوی کی دلیری اور جراتمندی ہمارے کیا خوب کام آئی پہلے تم یہ کہو کہ تم دونوں میاں بیوی نے تیغ زنی کا یہ فن سیکھا کہاں سے اسلئے کہ چھ گلیڈیٹروں کو بیک وقت شکست دینا اور پھر انہیں موت کے گھاٹ اتار دینا کوئی معمولی کام نہیں ہے اس لئے کہ اٹلی کی سرزمین میں گلیڈیٹر عام لوگوں کی نگاہوں میں ناقابل تسخیر خیال کئے جاتے ہیں اور یہ سولا ایسا ظالم ایسا بدبخت اور ستم گر انسان ہے کہ اس نے اپنے آدمی میری تلاش میں جگہ جگہ پھیلا رکھے ہیں لہٰذا مجھے یہاں سے نکل کر جزیرہ روڈس کی طرف بھاگنے کا موقع ہی نہیں مل رہا جولیس سیزر کے خاموش ہونے پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

تم دونوں میاں بیوی کو فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں اور میری بیوی بیوسا تم دونوں کے کام آئیں گے ہم دونوں تم لوگوں کو موقع فراہم کریں گے کہ تم لوگ یہاں سے بھاگ کر خیر و عافیت کے ساتھ جزیرہ روڈس پہنچنے میں کامیاب ہو جاؤ یوناف کے ان الفاظ پر جولیس سیزر نے چونک کر اسکی طرف دیکھا پھر وہ پوچھنے لگا یوناف میرے بھائی یہ کیسے اور

کیونکر ممکن ہے کہ تم ہم دونوں میاں بیوی کو سولا کے آدمیوں سے بچا کر جزیرہ روڈس میں پہنچانے میں کامیاب ہو جاؤ گے جواب میں یوناف پھر بولا اور کہنے لگا یوں جانو کہ یہ کام میرے اور میری بیوی کیلئے بس بائیں ہاتھ کا ایک کھیل ہے اگر میں اور میری بیوی بیوسا تم دونوں میاں بیوی کو روم شہر سے نکال کر سمندر کے کنارے پہنچا دیں تو کیا وہاں سے تم دونوں میاں بیوی جزیرہ روڈس تک پہنچنے میں کامیاب ہو جاؤ گے اس پر جولیس سیزر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو یوناف میرے بھائی اگر تم مجھے اور میری بیوی کورنیلیا کو روم شہر سے نکال کر سمندر کے کنارے پہنچا دو تو تمہارا یہ احسان میں زندگی بھر فراموش نہ کر سکوں گا۔ سمندر کے کنارے میرے جاننے والے ملاح بیشمار ہیں میں ان میں سے کسی کو کام میں لاتے ہوئے اپنی بیوی کے ساتھ جزیرہ روڈس پہنچ جاؤں گا۔ جواب میں یوناف چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا سنو جولیس اگر یہ بات ہے تو آنے والی رات کو ہم روم شہر سے نکل کر سمندر کی طرف روانہ ہوں گے اور پھر تم دیکھو گے میں تمہیں کیسے عافیت اور بغیر کسی دشواری کے سمندر کے کنارے تک پہنچاتا ہوں یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو جولیس سیزر پرامید نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

اگر تم ایسا کر سکتے ہو تو میرا خیال ہے تم ہمارے لئے ایک اور زحمت بھی برداشت کرو گے اور مجھے امید ہے کہ ہمارا دوسرا کام بھی کرنے میں تم کامیاب رہو گے اس پر یوناف نے سوالیہ انداز میں جولیس سیزر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تمہارا دوسرا کام کیا ہے اس پر جولیس سیزر کسی قدر ہچکچاتے ہوئے کہنے لگا دیکھ یوناف میرے بھائی میری بیوی کورنیلیا کا ایک بھائی ہے نام اس کا نوما ہے وہ میری بیوی سے چھوٹا ہے اور میری بیوی کو بڑا عزیز اور پیارا ہے اسلئے کہ نوما اسکا اکلوتا بھائی ہے اور اسے یہ اپنے ماں باپ کی نشانی سمجھتی ہے میری طرح نوما بھی اٹلی کے موجودہ آمر سولا کے بدترین دشمن ماریوس کا حامی ہے ماریوس ایک انتہائی عمدہ جرنیل اور انتہائی نیک دل انسان تھا پر افسوس سولا کے مقابلے میں وہ اٹلی میں اپنے پاؤں جما نہ سکا اسلئے کہ سولا انتہائی سازشی مکار اور ظالم و ستمگر انسان ہے جس طرح سولا مجھے اپنے لئے ایک خطرہ سمجھتا ہے اسی طرح وہ نوما کو بھی اپنا بدترین دشمن خیال کرتا ہے میں تو کسی نہ کسی طرح کورنیلیا کو لے کر اسکی گرفت سے بچ نکلا لیکن نوما کو وہ گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا اس وقت نوما روم شہر کے ایک قید خانے میں اسیر ہے سولا کا ارادہ ہے کہ مجھے اور کورنیلیا کو بھی گرفتار کر کے نوما کے ساتھ ہی موت کے گھاٹ اتار دیا جائے مجھے خدشہ ہے کہ اگر کچھ دن اور ہم سولا کے ہاتھ نہ لگے تو وہ نوما کو قتل کر دے

گا جبکہ نوما کا قتل میری بیوی کورنیلیا کی جان بھی لے لے گا لہٰذا میں تم سے التماس کرتا ہوں کہ اگر تم نوما کیلئے کچھ کر سکتے ہو تو کرو تمہارا یہ احسان بھی میں اور میری بیوی زندگی بھر بھول نہ سکیں گے یہاں تک کہنے کے بعد جولیس سیزر جب خاموش ہوا تو اسکی بیوی کورنیلیا بولی اور پہلی بار وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف میرے بھائی اول تو میں اور میرا شوہر جولیس سیزر تم دونوں میاں بیوی کا یہ احسان بھی بھولنے کے قابل نہیں ہیں کہ تم دونوں میاں بیوی نے سرائے میں داخل ہونے والے سولا کے چھ گلیڈیٹروں کا خاتمہ کر کے ہمیں انکی گرفت سے محفوظ کیا پر اے میرے بھائی اگر تم میرے اکلوتے اور ماں باپ کی نشانی بھائی نوما کو بچا سکو تو میں سمجھتی ہوں کہ میں اور جولیس دونوں ہی زندگی بھر تمہارے اس احسان تلے دب کر رہ جائیں گے اور اگر کبھی ہمیں موقع ملا تو ہم تمہارے لئے اس احسان کے بدلے میں ضرور کچھ کر کے رہیں گے جواب میں یوناف بڑی نرمی اور شفقت سے کہنے لگا کورنیلیا میری بہن تمہیں یوں میرے ساتھ عاجزی اور انکساری سے بات نہیں کرنی چاہئے جب تم دونوں میاں بیوی مجھے اور میری بیوی بیوسا کو بہن اور بھائی کہہ کر پکار چکے ہو تو یاد رکھو ہم دونوں میاں بیوی ہر موقع پر تمہارے کام آئیں گے جہاں تک نوما کا تعلق ہے تو تم دونوں میاں بیوی مطمئن رہو رات کے پہلے حصے میں ہی میں اور میری بیوی بیوسا روم شہر کے قید خانے کی طرف جائیں گے میں تم دونوں کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نوما کو وہاں سے نکال کر تمہارے پاس لانے میں کامیاب ہو جائیں گے ہمارے آنے تک تم دونوں سرائے کے مالک کے ساتھ مل کر پانچ گھوڑوں کا انتظام کئے رکھنا اسلئے کہ نوما کو قید خانے سے نکالنے کے ساتھ ہی ہم روم شہر سے سمندر کے کنارے کی طرف روانہ ہو جائیں گے اسکے بعد ہم دونوں میاں بیوی کا سب سے بڑا مقصد یہ ہو گا کہ تم تینوں کو سمندر کے کنارے پہنچا دیں جہاں سے تم محفوظ طور پر جزیرہ روڈس کی طرف روانہ ہو سکو۔

یوناف کے یہ الفاظ سن کر جولیس سیزر اور اسکی بیوی کورنیلیا دونوں بے حد متاثر ہوئے اسی تاثر میں جولیس سیزر آگے بڑھا انتہائی والہانہ انداز میں اس نے یوناف کو اپنے ساتھ لپٹا کر اسکی پیشانی چومی پھر وہ بڑی رقت بڑی اپنائیت میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا یوناف میرے بھائی اگر آج رات تم نوما کو روم شہر کے قید خانے سے نکال کر یہاں لانے میں کامیاب ہو جاؤ تو میں سمجھوں گا تم دونوں میاں بیوی نے ہمیں بے دام ہی خرید لیا ہے جواب میں یوناف کہنے لگا تمہیں میرے ساتھ ایسی عاجزی اور انکساری کے ساتھ گفتگو نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اب ہم آپس میں بھائی ہیں تمہارا کام اب میرا ہی کام ہے تم دونوں

میاں بیوی اب آرام کرو میں سرائے کے مالک کے ساتھ باہر جاتا ہوں شام کا کھانا اس سرائے میں کھانے کے بعد ہم دونوں میاں بیوی حرکت میں آئیں گے اور نوما کو یہاں لائیں گے اتنی دیر تک تم لوگ تیار رہنا جواب میں سرائے کا مالک بولا اور کہنے لگا یوناف میرے عزیز تم فکرمند نہ ہو تمہارے قید خانے کی طرف جانے کے بعد میں تم سب کیلئے گھوڑے تیار رکھوں گا اور گھوڑے بھی ایسے ہوں گے جو سفر کے دوران ہوا سے باتیں کرنے والے ہوں گے اسکے ساتھ ہی یوناف کچھ کہے بغیر سرائے کے مالک اور بیوسا کے ساتھ اس تہہ خانے سے نکلا اور پھر وہ پہلے کی طرح سرائے میں آ گیا تھا۔

شام جب انتہا کو پہنچتی ہوئی گہری رات میں ڈوبی تب سرائے میں کھانا کھانے کے بعد یوناف اور بیوسا سرائے سے نکلے بڑی تیزی سے چلتے ہوئے وہ روم شہر کے قید خانے کے قریب آئے قید خانے کی دیوار کے پاس آ کر یوناف نے کندھے پر رکھے ہوئے ایک لمبے رسے کو جسے وہ سرائے سے اپنے ساتھ لیکر آیا تھا ایک کمند کی صورت دی پھر اس نے اس کمند کو قید خانے کی ایک دیوار پر پھینکا اور جو سرا اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا وہ اس نے بیوسا کو تھماتے ہوئے کہا بیوسا دیکھو کمند کہیں دوسری طرف پھنس گئی ہے تم یہ سرا مضبوطی سے پکڑ کر قید خانے کی دیوار کے ساتھ چپک کر کھڑی ہو جانا میں اس رسے کے ذریعے قید خانے کے اندر جاتا ہوں اور اسی کے ذریعے جولیس سیزر کی بیوی کورنیلیا کے بھائی نوما کو باہر لانے کی کوشش کرتا ہوں یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں بیوسا کچھ کہنے ہی والی تھی کہ وہ خاموش ہی رہی اسلئے کہ یوناف نے ہلکے ہلکے تین بار ابلیکا کو پکارا تھا اور جواب میں ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا پھر اس نے شیریں آواز میں پوچھا۔ میرے حبیب کیا بات ہے جواب میں یوناف کہنے لگا۔

سنو ابلیکا تم جانتی ہو کہ میں اور بیوسا کیا کرنے لگے ہیں اس پر ابلیکا نے ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا سن میرے رفیق میرے ساتھی میرے عزیز اس سے پہلے قید خانے کے پچھواڑے میں سرائے کے مالک کے تہہ خانے میں تمہارے جولیس سیزر اور اسکی بیوی کورنیلیا کے درمیان پوری گفتگو سن چکی ہوں میں یہ بھی جان چکی ہوں کہ تم اس قید خانے سے کورنیلیا کے بھائی نوما کو رہا کرانا چاہتے ہو اور تم اس کمند کا بیوسا کو پکڑا کر اسے باہر کھڑا کرنا چاہتے ہو خود اس کمند کے ذریعے اندر جانا چاہتے ہو تاکہ اسی کے ذریعے تم نوما کو باہر لا سکو ابلیکا کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو ابلیکا تم ہو کمال کی شے اگر کسی کا ساتھی یا سنگی ہو تو وہ تمہی جیسا ہونا چاہئے جو

اس کی ہر حرکت اسکی ہر بات قول و فعل پر نگاہ رکھنے ولا ہو سنو ابلیکا میں اسی کمند کے ذریعے قید خانے میں داخل ہوتا ہوں کیا تم قید خانے میں توما تک میری رہنمائی کرو گی اس پر ابلیکا کمال محبت اور انتہائی چاہت میں کہنے لگی سن میرے رفیق میں کیسے تمہاری رہنمائی نہیں کروں گی جبکہ میں تو اپنے آپ کو تمہارے لئے ہی وقف کر چکی ہوں تم کمند کے ذریعے اندر جاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں جونہی تم قید خانے میں دوسری طرف اترتے ہو میں کورنیلیا کے بھائی توما کی کوٹھری تک تمہاری رہنمائی کروں گی ابلیکا کا یہ جواب سن کر یوناف خوش ہو گیا تھا بیوسا کو اس نے وہیں کھڑے رہنے کو کہا کمند پر ہاتھ ڈال کر وہ بڑی تیزی سے اوپر کی طرف چڑھا اور پھر دوسری طرف وہ اسی کمند کے ذریعے جیل خانے میں اتر گیا تھا جونہی وہ کمند کو چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہوا ابلیکا نے پھر اسے مخاطب کیا اور وہ کہنے لگی سنو یوناف یہاں سے سیدھا آگے جاؤ سامنے جو ہلکی ہلکی روشنیاں دکھائی دے رہی ہیں انکے دائیں طرف ان قیدیوں کی کوٹھریاں ہیں جنہیں اٹلی کا آمر سولا اپنے لئے انتہائی خطرناک سمجھتا ہے اور انہی کوٹھریوں میں سے ایک میں توما بند ہے تم آگے بڑھو میں قدم قدم پر تمہاری رہنمائی کروں گی ابلیکا کے کہنے پر یوناف بڑی تیزی سے ان کوٹھریوں کی طرف بڑھا تھا۔

ایک لمبی قطار میں بنی ان کوٹھریوں میں سے ایک کے سامنے جب یوناف کھڑا ہوا تو ابلیکا پھر بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی یوناف میرے حبیب تمہیں اس قدر زحمت اس قدر تکلیف اٹھانے کی کیا ضرورت تھی اگر توما کو تم اس قید خانے سے نکالنا ہی چاہتے تھے تو اسکے لئے تم اپنی سری قوتوں کو بھی حرکت میں لا سکتے تھے یہ کام تم بغیر کسی مزاحمت کے بڑی آسانی کے ساتھ کر سکتے تھے اس پر یوناف کہنے لگا نہیں جولیس سیزر کورنیلیا اور توما کی مدد کرتے ہوئے میں اپنی سری قوتوں سے کام لینا نہیں چاہتا اور نہ میں ان پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ میں کوئی مافوق الفطرت انسان ہوں لہذا میں دنیاوی طریقوں کو مدنظر رکھتے ہوئے انکی مدد اور اعانت کرنا چاہتا ہوں اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی اچھا اگر یہ بات ہے تو دائیں طرف سے جو پانچویں کوٹھری ہے اسی میں توما بند ہے وہ اکیلا ہے اور بڑی آسانی کے ساتھ اسکی کوٹھری سے نکال کر تم اسے رہائی دلانے میں کامیاب ہو سکتے ہو اس پر یوناف نے دائیں طرف سے کوٹھریاں گننی شروع کیں پھر وہ پانچویں کوٹھری کے سامنے آ کھڑا ہوا اس نے دیکھا کہ کوٹھری کا دروازہ لوہے کی بڑی بڑی اور مضبوط سلاخوں سے بنا ہوا تھا ان سلاخوں میں سے یوناف نے اندر جھانک کر دیکھا کوٹھری کے ایک کونے میں معمولی سے بستر پر پچیس تیس برس کا ایک نوجوان پڑا ہوا تھا شاید وہ کورنیلیا کا بھائی توما ہی

تھا اپنا منہ لوہے کے جنگلے کے قریب لے جاتے ہوئے یوناف نے بڑے رازدارانہ انداز میں پکارا توما توما اٹھو میں جولیس سیزر اور تمہاری بہن کورنیلیا کا آدمی ہوں اور تمہیں اس قید خانے سے نکالنے کیلئے آیا ہوں۔

یوناف کی یہ پکار سن کر توما جو کوٹھری کے ایک کونے میں پڑا ہوا تھا تڑپ کر اٹھ کھڑا ہوا دبے پاؤں بھاگ کر وہ اپنی کھوٹھری کے آہنی دروازے کے قریب آیا تھوڑی دیر تک اس نے بڑے غور سے یوناف کو دیکھا پھر وہ کہنے لگا میں نہیں جانتا تم کون ہو اس سے پہلے میں نے تمہیں کہیں دیکھا بھی نہیں نہ ہی میں نے تمہیں اپنے بھائی جولیس سیزر کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے دیکھا ہے کہو تم کون ہو کیسے تم اس قید خانے میں داخل ہو گئے ہو اور کس طرح تم مجھے رہائی دلا کر باہر لے جاؤ گے اس پر یوناف کہنے لگا دیکھ یہ ان سارے سوالوں کے جوابوں کے دینے کا وقت نہیں ہے تو اتنا ہی یاد رکھ کہ میرا نام یوناف ہے میں قید خانے کی دیوار کے اوپر کمند ڈال کر اندر آیا ہوں باہر میری بیوی کمند کا دوسرا حصہ پکڑے کھڑی ہے اسی کمند کے ذریعے میں تمہیں قید خانے سے نکال لے جاؤں گا دیکھ وقت نہ ضائع کر جو کچھ میں کرتا ہوں اسکی طرف دیکھتا جا۔ اس پر توما بولا اور عاجزی سے کہنے لگا۔

میں کیسے وقت ضائع کر رہا ہوں میں تو باہر آ ہی نہیں سکتا تم دیکھتے ہو کہ کوٹھری کا آہنی دروازہ بند ہے اسے بھاری قفل لگا ہوا ہے پھر میں کیسے اور کیونکر باہر آ سکتا ہوں اس پر یوناف نے اپنے دونوں ہاتھ آہنی دروازے کی سلاخوں پر ڈالے پھر وہ توما کو کہنے لگا میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم اس آہنی دروازے سے کیسے باہر آؤ گے اسکے ساتھ ہی ذرا سا جھک کر یوناف نے جو زور لگایا تو آہنی سلاخوں کو خوب دہرا کر کے اس نے اس میں سے انسان کے گزرنے کا راستہ بنا دیا تھا پھر اس نے توما کو مخاطب کر کے کہا جلدی باہر آ جاؤ تاکہ یہاں سے بھاگ چلیں توما نے جواب میں کچھ بھی نہ کہا وہ فورا کوٹھری سے باہر نکل آیا ایک دفعہ پھر زور لگا کر یوناف نے لوہے کی سلاخوں کو سیدھا کر کے پہلے کی حالت میں لا کھڑا کیا اسکے بعد وہ توما کا ہاتھ پکڑ کر اس سمت بھاگ رہا تھا جہاں اس نے جیل خانے کی دیوار پر کمند ڈالی تھی۔

کمند کے پاس آ کر یوناف بڑی رازداری سے توما سے کہنے لگا دیکھ توما تو اس کمند سے تھوڑا اوپر چڑھ تیرے بعد میں کمند پر چڑھوں گا اس طرح تیرے اوپر چڑھنے میں آسانی رہے گی تو اپنے پاؤں میرے کندھوں پر جما کر آسانی سے کمند پر چڑھنے میں کامیاب ہو جائیگا۔ توما نے کچھ کہے بغیر اپنے دونوں ہاتھ کمند پر ڈالے پھر اچھل کر اس نے دونوں پاؤں یوناف کے کندھوں پر جما کر اوپر چڑھنا شروع کیا اسکے ساتھ ہی ساتھ یوناف بھی اوپر جاتے ہوئے توما

کو مدد اور سہارا فراہم کرنے لگا تھا۔ یہاں تک کہ دونوں دیوار کے اوپر چڑھ کر لیٹ گئے تھوڑی دیر تک یوناف نے اردگرد کا جائزہ لیا پھر اطمینان کرنے کے بعد وہ کہنے لگا آؤ اب دوسری سمت اترتے ہیں پہلے میں نیچے جاتا ہوں پھر تم میرے کندھوں کا سہارا لیکر نیچے اترنے کی کوشش کرنا یوناف نے ایسا ہی کیا پھر دونوں آگے پیچھے کمند کے ذریعے نیچے اتر گئے تھے۔

کمند کو چھوڑ کر یوناف نے دیوار کے ساتھ بیوسا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نوما سے کہا سنو نوما یہ میری بیوی بیوسا ہے ہم دونوں میاں بیوی نے جولیس سیزر اور تمہاری بہن کورنیلیا سے وعدہ کیا تھا کہ ہم تمہیں قید خانے سے رہائی دلائیں گے اسکے ساتھ ہی یوناف نے کمند کا سرا جو بیوسا نے پکڑ رکھا تھا وہ لے لیا اور اسے خوب لہرا کر اس سرے کو بھی جیل خانے کے اندر پھینک دیا پھر وہ بیوسا اور نوما کے ساتھ بڑی تیزی سے سرائے کا رخ کر رہا تھا۔

○

تھوڑی دیر بعد یوناف اور بیوسا جب سرائے میں داخل ہوئے تو سرائے کا مالک سرائے کے صدر دروازے کے قریب کھڑا شاید انہی کا انتظار کر رہا تھا یوناف اور بیوسا کے ساتھ نوما کو دیکھتے ہوئے سرائے کے مالک کے چہرے پر خوشیاں برس گئی تھیں شاید وہ نوما کو پہلے ہی سے جانتا پہچانتا تھا اسلئے کہ جونہی نوما نے اسے دیکھا بھاگ کر نوما اس سے لپٹ گیا تھا سرائے کے مالک نے اسکی پیشانی چومی اور پھر اس سے کہنے لگا دیکھ نوما تو خوش قسمت ہے اب مجھے امید ہے کہ سولا تم پر اور تمہارے علاوہ جولیس سیزر اور کورنیلیا پر ہاتھ نہیں ڈال سکے گا نوما سے ہٹ کر سرائے کا مالک یوناف کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا۔

دیکھ میرے مہربان اجنبی تو نے وہ کام کر دکھایا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ عام انسان کیلئے انتہائی مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے دیکھ میں نے سرائے کے اصطبل میں پانچ عمدہ نسل کے گھوڑے تیار کر رکھے ہیں انکی پیٹھوں پر زینیں ڈالی جا چکی ہیں انکی زینوں کے ساتھ بڑی خرجینوں کے اندر کھانے پینے کا سامان بھی مہیا کر دیا گیا ہے زینوں کے ساتھ تم لوگوں کیلئے بستر بھی باندھ دیئے گئے ہیں تم دونوں میاں بیوی نوما کو لیکر اصطبل کی طرف جاؤ میں جولیس اور کورنیلیا کو لے کر آتا ہوں جواب میں یوناف بیوسا اور نوما سرائے کے اصطبل کی طرف گئے جبکہ سرائے کا مالک بھاگتا ہوا سرائے کے پچھواڑے اپنے سکونتی مکان کی طرف جا رہا تھا۔

تھوڑی دیر میں سرائے کا مالک جولیس سیزر اور کورنیلیا کو لے کر اصطبل آ گیا جونہی

اصطبل میں کورنیلیا نے اپنے بھائی نوما کو یوناف اور بیوسا کے ساتھ کھڑے دیکھا کورنیلیا جذباتی ہو کر بھاگ کر آگے بڑھی اور نوما کو اس نے اپنے ساتھ لپٹا لیا بار بار اس نے نوما کی پیشانی چومی پھر وہ یوناف کی طرف متوجہ ہوئی اور پھر بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ کہنے لگی تم دونوں میاں بیوی نے ہم پر اس قدر احسانات کر دیئے ہیں کہ جن کا بوجھ ہم زندگی بھر نہیں اتار سکتے نوما کو قید خانے اور سولا کے ظلم و ستم سے رہائی دلا کر میں سمجھتی ہوں کہ تم نے ایک ناممکن کو ممکن کر دکھایا ہے کورنیلیا جب خاموش ہوئی تو جولیس سیزر آگے بڑھا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میرے بھائی تم خود ہی الفاظ بتا دو جو میں ادا کر کے تم جیسے محسن تم جیسے احسان کرنے والے کا شکریہ ادا کر سکتا ہوں اسلئے کہ تمہارے احسانات کا بوجھ مجھ پر اب ایسا ہے جو کسی بھی صورت اتارا نہیں جا سکتا اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا تم دونوں میاں بیوی کو میرا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اب ہمیں فوراً یہاں سے کوچ کرنے کی تیاری کرنی چاہئے۔ اور اگر ہم نے ایسا کرنے میں تاخیر سے کام لیا تو پھر سولا کی طرف سے تم تینوں کے لئے خطرات بھی کھڑے ہو سکتے ہیں۔ سرائے کے مالک نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر وہ بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

یوناف میرے عزیز خدا کرے تم جولیس سیزر نوما اور کورنیلیا کو سمندر کنارے تک لے جانے میں کامیاب ہو جاؤ دیکھو جب تم ایسا کر چکو تو میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ تم کدھر کا رخ کرو گے میری خواہش یہ ہے کہ ان تینوں کو سمندر کنارے چھوڑنے کے بعد تم واپس میری سرائے میں آؤ اور ایک معزز مہمان کی حیثیت سے میری سرائے ہی میں قیام کرو آج کے بعد اس سرائے کو اپنا ہی گھر سمجھو اور اگر ایسا نہ کرنا چاہو تو قسم مجھے تمہاری قیمتی جان کی میں تم دونوں میاں بیوی کیلئے اپنے سکونتی مکان کا ایک حصہ بھی خالی کرنے کے لئے تیار ہوں۔

اس پر یوناف بولا اور سرائے کے مالک کو مخاطب کر کے کہنے لگا میرے مہربان ہمارے قیام کیلئے تمہیں اپنے سکونتی مکان کا کوئی حصہ خالی کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں کورنیلیا جولیس سیزر اور نوما کو بحفاظت سمندر کنارے تک پہنچاؤں گا اور ایسا کرنے کے بعد میں اپنی بیوی کے ساتھ واپس آؤں گا اور پہلے کی طرح تمہاری سرائے میں قیام کروں گا اس پر جولیس بولا یوناف میرے بھائی دیکھ اس وقت تو میں اپنی بیوی کورنیلیا کے ساتھ جزیرہ روڈس کی طرف بھاگنے پر مجبور ہوں پر میری تم سے ایک گذارش ہے کہ تم اسی سرائے میں قیام رکھنا مجھے امید ہے کہ عنقریب اٹلی میں ایک انقلاب آئے گا اور میں واپس آ کر اس انقلاب کی رہنمائی کروں گا اس وقت مجھے امید ہے

کہ روم کے حالات میری گرفت میں ہونگے اور میں تمہاری جو خدمت کرنا چاہتا ہوں کر سکوں گا۔ میری تم سے ایک گزارش ہے کہ تم روم شہر ہی میں قیام کر کے میری واپسی کا انتظار کرنا اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا ضرور میں ایسا ہی کروں گا تم فکرمند نہ ہو مجھے امید ہے کہ ایک نہ ایک روز اہل روم تمہاری ضرورت ضرور محسوس کریں گے تم باعزت روم میں داخل ہو گے آؤ اب یہاں سے کوچ کریں اسکے ساتھ ہی یوناف بیوسا جولیس سیزر کورنیلیا اور نوما اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے رات کی تاریکی میں وہ سرائے سے کوچ کر گئے تھے۔

○

پانچوں ساری رات لگاتار سفر کرتے رہے اس دوران انہیں کوئی حادثہ پیش نہ آیا لیکن جب سورج تھوڑا سا طلوع ہوا اور ہر شے کے سائے زمین پر رقص کرنے لگے تب انہیں اپنے پیچھے دس پندرہ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے دکھائی دیے وہ سب ان کے بھاگتے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سن کر مڑ کر پیچھے دیکھنے لگے تھے اس موقع پر جولیس سیزر کی بیوی کورنیلیا پریشان ہو گئی اور اس نے قریب ہی اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے یوناف کے قریب آ کر اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا میرے بھائی لگتا ہے کہ سولا کے آدمی ہمارا تعاقب کرتے ہوئے اب ہمارے سروں پر پہنچ گئے ہیں کیا آپ دیکھتے نہیں کہ دس پندرہ سوار انتہائی وحشیانہ انداز میں اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے ہمارے تعاقب میں پہنچ گئے ہیں ہو نہ ہو یہ وہی گلیڈیئٹر ہیں جو ظالم سولا نے اپنے دشمنوں کا خاتمہ کرنے کیلئے پال رکھے ہیں دوسری طرف جولیس سیزر اور نوما بھی پریشانی کا شکار ہو گئے تھے وہ دونوں بھی بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ رہے تھے جولیس سیزر کی بیوی کورنیلیا تھوڑی دیر رکی دوبارہ یوناف کو وہ مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی کیا ہمیں اپنے گھوڑوں کی رفتار تیز نہیں کر دینی چاہیے اس پر یوناف بولا اور بڑی تسلی اور مطمئن انداز میں وہ کہنے لگا۔

کورنیلیا میری بہن دیکھ گھبراہٹ اور پریشانی کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں ہے جس رفتار سے تم اپنے گھوڑے کو بھگا رہی ہو اسی رفتار سے بھگاتی رہو تعاقب کرنے والوں کو آنے دو پھر دیکھتے ہیں کہ وہ ہمارا کیا بگاڑتے ہیں میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر یہ سولا کے آدمی ہیں اور ان سب نے ہماری راہ روکنے کی کوشش کی تو ان میں سے کوئی بھی بچ کر واپس روم جانے میں کامیاب نہ ہو سکے گا اور اگر یہ بھی ہماری طرح سولا کے ظلم و ستم سے بھاگے ہوئے ہیں تو جہاں چاہیں جاتے پھریں ہمارا ان سے کیا تعلق اور واسطہ ہے یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر رکا پھر وہ جولیس سیزر کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھو

جولیس سیزر تم کورنیلیا اور نوما کو لیکر آگے آگے رہو میں اور بیوسا تم تینوں کے پیچھے رہ کر تمہاری حفاظت کا سامان کرتے ہیں اگر انہوں نے آتے ہی ہم پر حملہ آور ہونا چاہا تو میں اور بیوسا تمہاری حفاظت کرتے ہوئے ان سب کا خاتمہ کر سکیں گے جولیس سیزر نوما اور کورنیلیا نے فوراً یوناف کی اس تجویز پر عمل کیا اپنے گھوڑوں کو بھگاتے ہی بھگاتے یوناف اور بیوسا کے آگے ہو گئے تھے جبکہ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی پیچھے رہ کر تعاقب کرنے والوں کے حملہ آور ہونے کا انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر تک تعاقب کرنے والے ان کے سروں پر پہنچ گئے پھر ان میں سے ایک بلند آواز میں انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا سنو سولا سے بچ کر بھاگنے والے جولیس سیزر اور اسکے ساتھیو جس قدر تم بھاگ سکتے تھے بھاگ چکے اب ہم سے بچ نکلنا آسان نہیں تمہاری بہتری تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ اپنے گھوڑوں کو فوراً روک لو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ہمارے ہاتھوں تم لوگ ذلت کی موت مارے جاؤ گے تعاقب کرنے والوں کے یہ الفاظ سن کر یوناف نے اپنے ساتھیوں کو گھوڑے روک لینے کیلئے کہا یوناف کے کہنے پر سب نے گھوڑے روک لئے پھر تھوڑی دیر تک تعاقب کرنے والے بھی اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے ان کے قریب آ گئے۔ وہ سب گلیڈیئٹر تھے۔ پھر ان میں سے ایک بولا اور کہنے لگا۔

سنو بھاگنے والو تمہارا بھاگنا اب بیکار اور عبث ہے جولیس سیزر کورنیلیا اور نوما اب ہماری گرفت سے بچ کر نہیں جا سکتے انہیں اب ہر صورت میں سولا کے سامنے پیش ہونا ہو گا پھر وہ جو چاہے ان کے ساتھ سلوک کرے سنو تم لوگوں کی بہتری اسی میں ہے کہ تم لوگ چپ چاپ ہمارے ساتھ ہو لو ایسی صورت میں ہم تم سے کوئی تعرض نہیں کریں گے بلکہ تمہیں اپنے ساتھ لے جا کر صرف سولا کے سامنے پیش کر دیں گے اس پر یوناف بولا اور ان سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا اور اگر ہم چپ چاپ تمہارے ساتھ نہ ہو لیں تو پھر تم ہمارا کیا بگاڑ لو گے جواب میں وہی گلیڈیئٹر بولا اور کہنے لگا اگر تم ہمارے ساتھ جانے پر آمادہ نہ ہوئے تو پھر ان ویرانوں کے اندر تم اپنی موت کو دعوت دو گے تم دیکھو گے کہ ان ویرانوں میں ہم تمہارے لئے موت کے کرب تباہی و بربادی کی تاریکیوں اور مرگ کے آثار و نقوش کا سا سماں باندھ کر رکھ دیں گے تم پر ہم لوگ نیستی کے ہیولوں' دکھ کے بھورے سایوں اور دھواں دھواں تاریکی کی طرح حملہ آور ہوں گے اور تمہاری حالت کائی لگی دیواروں جیسی بنا کر رکھ دیں گے لہٰذا تمہاری بہتری تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ ہمارے ساتھ کوئی تعرض ہمارے ساتھ کوئی جھگڑا کئے بغیر چپ چاپ ہمارے ساتھ ہو لو ورنہ یاد رکھو ٹکراؤ کی صورت میں تم سب اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے ہم سب کے سب

بہترین گلیڈیئٹر ہیں جولیس جانتا ہے کہ کسی گلیڈیئٹر سے تیغ زنی میں مقابلہ کوئی آسان کام نہیں۔ کورنیلیا اور نوما بھی اس حقیقت سے خوب آگاہ ہیں تم دونوں شاید ان سرزمینوں میں اجنبی ہو اور ان تینوں کی مدد پر تلے ہوئے ہو یاد رکھو ان تینوں کیساتھ تم دونوں بھی مارے جاؤ گے لہٰذا ان کے ساتھ رہ کر تم ایک فریق نہ بنو یہاں تک کہنے کے بعد جب وہ گلیڈیئٹر خاموش ہوا تو یوناف عذاب دردناک کی طرح بھڑکتے اور الاؤ کی آگ کی طرح دہکتے ہوئے بولا اور ان سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

ظالم کے بچو کیوں اپنی زندگی کی مانگ میں مرگ کے ہیولے اور موت کی تلملاتی پرچھائیاں بھرتے ہو کیوں تم لوگ اپنی خوشی کے سیندور میں دکھ کے بادل اور غم کی دھول اڑانے پر تل رہے ہو میں تمہیں قبل از وقت بتاتا ہوں کہ اگر تم سب نے ہمارے ساتھ ٹکرانے کی کوشش کی تو ہم وقت کے لامحدود سمندر میں عداوت اور انتقام کے ریتلے جھکڑوں کی طرح حرکت میں آئیں گے اور تمہاری زندگی کے پتھریلے خارزاروں موت کے شکنجے کستے چلے جائیں گے لہٰذا میرا تم لوگوں کیلئے مخلصانہ مشورہ یہی ہے کہ اپنی زندگی کی تابندگی اور جیون رس میں کالی زہریلی نفرتیں اور تلخی احساس خود بھرنے کی کوشش نہ کرو یوناف ابھی یہیں تک کہنے پایا تھا کہ اسی لمحہ ابلیکا نے اسکی گردن پر لمس دیا پھر وہ انتہائی شیریں اور رس گھولتی ہوئی آواز میں بولتے ہوئے کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب میرے رفیق کہو اس موقع پر مجھے کیا کرنا چاہئے ابلیکا کے اس موقع پر لمس دینے اور پھر ساتھ دینے کی پیشکش کرنے پر یوناف ہلکے ہلکے مسکرایا پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھو ابلیکا ان تعاقب کرنے والوں کے خلاف میں اور بیوسا ہی حرکت میں آئیں گے تم صرف یہ کرو کہ انکے واروں اور انکی تلواروں کو ہماری سمتوں سے روکتی رہنا اتنی دیر تک میں اور بیوسا ان سب کا کام تمام کر کے رکھ دیں گے جواب میں ابلیکا نے لمحہ بھر کیلئے یوناف کی گردن پر اپنا شیریں لمس دیا پھر وہ ہلکے ہلکے قہقہے میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب جیسا تم چاہ رہے ہو ایسا ہی ہو گا تم ان سے ٹکراؤ تو سہی پھر دیکھو میں ان لوگوں کا کیا حشر نشر کرتی ہوں اتنی دیر تک ایک اور گلیڈیئٹر بولا اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا ابھی بھی کچھ نہیں گیا ضد ہٹ دھرمی اور اکڑ چھوڑ دو اور چپ چاپ ہمارے ساتھ ہو لو ورنہ ان ویرانوں میں تم سب گمنامی کی موت مارے جاؤ گے اس گلیڈیئٹر کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف اپنا منہ بیوسا کے کان کے قریب لے گیا پھر بڑے رازدارانہ انداز میں اس نے اس سے سرگوشی کی اسکے بعد دونوں میاں بیوی نے ایک دوسرے کی طرف گہری نگاہوں اور ذومعنی مسکراہٹ میں دیکھا پھر ایک جھٹکے کے ساتھ انہوں نے اپنی تلواریں بے نیام کیں اسکے بعد وہ تیرگی کے ہجوم' یاس کے اژدھام سیل آتش و آہن اور بحر خون کی طغیانی کی طرح وہ ان سب گلیڈیئٹروں پر حملہ آور ہو گئے تھے انکے حملہ آور ہونے سے یوں لگا تھا جیسے فضا کی نبض برھم اور جسموں میں ایک ہلچل برپا ہو گئی ہو انکے حملہ آور ہونے سے ان گلیڈیئٹروں کی نظروں میں بجلیاں اور دل میں تڑپ اور بازوؤں کے کس بل میں زندگی پر چھاتے حادثوں اور آندھیوں اور زلزلوں کی قہرمانیاں چھانے لگی تھیں اس موقع پر شاید ابلیکا بھی حرکت میں آ چکی تھی اسلئے کہ جو گلیڈیئٹر اپنی تلوار سے یوناف اور بیوسا کو اپنا نشانہ بنانے کی کوشش کرتا ابلیکا اسکے وار کو بدکا کر رکھ دیتی اس طرح یوناف اور بیوسا کو ابلیکا نے ان کے ہر وار انکے ہر حملے سے محفوظ رکھا یوں یوناف اور بیوسا تھوڑی دیر تک طوفان کی طرح حرکت میں آتے ہوئے ان پر اپنی تلواریں برساتے رہے اور لمحوں کے اندر ان سب گلیڈیئٹروں کی گردنیں کاٹ کر رکھ دی تھیں۔

یوناف اور بیوسا کی اس کارگزاری پر جولیس سیزر اور اسکی بیوی کورنیلیا اور نوما تینوں تھوڑی دیر تک بڑے حیرت انگیز انداز میں یوناف اور بیوسا کی طرف دیکھتے رہے پھر جولیس سیزر ایک جست لگا کر اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اتنی دیر تک یوناف بھی اپنے گھوڑے سے اتر گیا تھا جولیس سیزر نے آگے بڑھ کر یوناف کو بڑی سختی کے ساتھ گلے لگا لیا پھر اسکی پیشانی چومتے ہوئے وہ کہنے لگا تم دونوں میاں بیوی واقعی ایک عجوبہ ہو جو کام تم دونوں نے ہماری خاطر کر دکھایا ہے وہ کم از کم ہم سب کیلئے ناممکن ہے اسلئے کہ اتنے گلیڈیئٹر سے مقابلہ کرنا تو دور کی بات میرے خیال میں ہم میں سے کوئی بھی اکیلا اکیلا ان گلیڈیئٹر سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا سنو یوناف میرے بھائی میں پھر تم سے یہی کہوں گا تمہارا شکریہ ادا کرنے کیلئے تمہارے لئے ممنونیت کا اظہار کرنے کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کاش میں اٹلی کی سرزمین سے یوں بے بسی کی حالت میں نکل نہ رہا ہوتا تو میں تمہاری روم شہر کے اندر خوب خاطر تواضع اور مدارات کرتا جواب میں یوناف بڑی تیزی سے کہنے لگا ہمیں یہاں باتوں میں الجھ کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے قبل اس کے کہ گلیڈیئٹروں کا کوئی اور گروہ ہمارے تعاقب میں آ نمودار ہو ہمیں فی الفور یہاں سے کوچ کر کے اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جانا چاہئے یوناف کی یہ بات جولیس سیزر کو بڑی پسند آئی فوراً وہ مڑ کر اپنے گھوڑے پر بیٹھ گیا یوناف اور بیوسا بھی اپنے گھوڑوں پر بیٹھے اور مرنے والے گلیڈیئٹروں کی لاشیں وہیں چھوڑ کر بڑی تیزی سے آگے بڑھ گئے تھے۔

ایک روز شام کے وقت یوناف اور بیوسا جولیس سیزر کورنیلیا اور نوما اٹلی کے مشرقی

سمندر کے کنارے پہنچ گئے وہ ایک ایسا ساحل تھا جہاں دور دور تک کشتیاں کھڑی تھیں ان کشتیوں سے ذرا فاصلے پر جولیس سیزر نے اپنے گھوڑے کو روک لیا پھر وہ اپنے پہلو میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو یوناف میرے بھائی میری منزل تک تم نے مجھے پہنچا دیا ہے اب جو سامنے کشتیاں کھڑی ہیں ان میں سے بیشتر ملاح میرے خوب جاننے والے ہیں ان میں سے کسی ایک کی کشتی کو استعمال میں لا کر جزیرہ روڈس کی طرف کوچ کر جاؤں گا یہاں سے تم دونوں میاں بیوی سیدھے اسی سرائے میں جانا جس میں ہمارے ساتھ تمہاری پہلی ملاقات ہوئی تھی اس گفتگو کے بعد یوناف آگے بڑھ کر جولیس سیزر اور نوما کے ساتھ باری باری بغل گیر ہوا بیوسا بھی جولیس سیزر کی بیوی کورنیلیا سے بغل گیر ہو کر ملی اسکے بعد یوناف اور بیوسا اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور انہیں ایڑ لگا کر اس شاہراہ پر ڈال دیا تھا جو روم کی طرف جاتی تھی جولیس سیزر کورنیلیا اور نوما ان دونوں کو اس وقت تک وہاں کھڑے ہو کر دیکھتے رہے جب تک وہ انہیں دکھائی دیتے رہے جب وہ انکی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تب وہ تینوں بھی حرکت میں آئے اور سمندر کے کنارے ایک طرف کھڑی ہوئی کشتیوں کی طرف بڑھے جب وہ ان کشتیوں کے ملاحوں کے پاس گئے تو انہوں نے ان تینوں کا بہترین استقبال کیا ان کشتیوں میں سے جولیس سیزر نے اپنے لئے ایک کشتی حاصل کی جسکے ذریعے وہ اپنی بیوی اور اسکے بھائی نوما کے ساتھ جزیرہ روڈس کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

○

دوسری طرف عارب اور نبیطہ نے اشکانیوں کی سلطنت میں دریائے سارہ کے کنارے اپنے لئے خریدے ہوئے ایک محل میں قیام کیا ہوا تھا اشکانی سلطنت میں بھی اب کافی تبدیلیاں آ چکی تھیں اشک سوئم کے بعد اشک چہارم تخت نشین ہوا تھا یہ پندرہ برس تک حکومت کرتا رہا پر کوئی کارہائے نمایاں اس نے سرانجام نہ دیا اسکی موت کے بعد اسکا بیٹا فرہاد اول اشک پنجم کے لقب سے اشکانیوں کے تاج و تخت پر بیٹھا تھا۔

تخت پر بیٹھتے ہی اشک پنجم نے مارد قبائل کی طرف توجہ دی یہ بڑے خونخوار سرکش اورلوٹ مار کرنے والے قبائل تھے یہ بظاہر تو اشکانیوں اور یونانیوں کی سلطنت کی سرحدوں پر بیٹھے ہوئے تھے درحقیقت یہ یونانیوں ہی کے ماتحت خیال کئے جاتے تھے یہاں سے نکل کر یہ اشکانیوں کے شہروں بستیوں اور قصبوں پر حملہ آور ہوتے تھے اور ہر چیز لوٹ کر یونانی سلطنت میں داخل ہو جاتے تھے انکی سرکوبی اور انکا قلع قمع کرنے کیلئے اشک پنجم انکی طرف

متوجہ ہوا یہ مارد قبائل دریائے آمل کے آس پاس رہتے تھے اور اکثر و بیشتر اشکانیوں پر حملے کرتے رہے تھے۔

مارد قبائل کے خلاف اشک پنجم کی جنگ کئی برس تک جاری رہی اس جنگ سے ایران کے ایک حصے پر حکومت کرنے والے یونانی بالکل بے تعلق رہے حالانکہ مارد قبائل ان ہی کی سلطنت میں آباد تھے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایران کی سرزمین میں یونانی سلطنت بالکل کمزور ہو چکی تھی اسکے علاوہ ہانی بال کے سلسلے میں جو رومنوں نے اینٹی اوکس کو بدترین شکست دی تھی اسکا اثر اینٹی اوکس کے جانشینوں پر بھی پڑا تھا اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ مشرق میں مزید خطرات سے دوچار ہوں۔

مارد قبائل پر اشک پنجم ایسی خونخواری اور ایسی جراتمندی سے وارد ہوا کہ پے در پے اس نے مارد قبائل کے لشکروں کو شکستیں دیں اور انکے سارے علاقوں کو فتح کر کے اس نے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا مارد قبائل کی شورش اور بغاوت کے خاتمے کے بعد اشک پنجم رے شہر کی طرف متوجہ ہوا جو بحیرۂ گرگان اور میڈیا کے درمیان واقع تھا پہلے اس شہر کا نام ارگ تھا بعد میں اسے رے شہر کے نام سے پکارا جانے لگا تھا۔

اشک پنجم کو کچھ زیادہ عرصہ تک حکومت کرنے کو نہ ملا اچانک یہ بیمار ہو گیا اور اس بیماری نے جب زور کیا تو اپنی موت اسے صاف دکھائی دینے لگی اسکا بیٹا جسے اسکا جانشین ہونا چاہیے تھا اس وقت بچہ اور خرد سال تھا لہٰذا اشک پنجم نہیں چاہتا تھا کہ چھوٹے بچے کے ہاتھ میں عنان حکومت دے اسلئے اس نے اپنے بھائی مہرداد کو اپنا جانشین نامزد کر دیا۔

اشک پنجم نے جو اپنے بیٹے کو تخت و تاج سے محروم کر کے اپنے بھائی کو جو نامزد کیا تو یہ اسوجہ سے تھا کہ اسکا بھائی بڑا بہادر زیرک اور دانشمند شخص تھا اس شخص کا عقیدہ تھا کہ سلطنت کا مفاد اپنے مال اور اولاد سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے ایسے ہی خیالات اشک پنجم بھی رکھتا تھا اسی لئے اس نے اپنی سلطنت کے مفاد کو اپنے بیٹوں کے مفاد پر ترجیح دی بعد کے واقعات نے یہ ثابت کر دیا کہ اشک پنجم کا یہ فیصلہ واقعی درست اور نیک نیتی پر مبنی تھا۔

اشکانیوں کی سلطنت اس وقت دو حکومتوں کے درمیان گھری ہوئی تھی ایک طرف یونانی سلیوکیوں کی حکومت تھی اور دوسری طرف بلخ کی حکومت تھی اور یہ دونوں حکومتیں اشکانیوں کی سلطنت کی بدترین دشمن تھیں لہٰذا ان حالات میں اشکانیوں کیلئے ایک عاقل

(۱) دارائے اعظم نے اپنے کتبے بستون میں اس کا نام ارگ ہی لکھا ہے۔ پارسیوں کی مقدس کتاب اوستا میں بھی اسے ارگ ہی لکھا گیا ہے۔

دانشمند اور دلیر حکمران ہی کی ضرورت تھی۔

اشک پنجم کا بھائی میرداد اشک ششم کے لقب سے اشکانی سلطنت کا بادشاہ بنا تخت نشین ہوتے ہی اشکانی سلطنت کی ترقی اور بہتری کا کام شروع کر دیا تھا اسکے تخت نشین ہوتے ہی بلخ کے داخلی خلفشار نے اسے موقع دیا کہ وہ مغرب کی طرف پیش قدمی کرنے سے پہلے اس نے مشرق کی طرف توجہ دی تاکہ مغرب کی طرف بڑھنے سے پہلے مشرق میں جس قدر اسکے لئے خطرات ہیں ان کا خاتمہ کر دے چنانچہ اس نے سب سے پہلا حملہ بلخ پر کیا اور اسے فتح کرنے کے بعد اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔

بلخ پر قبضہ کرنے کے بعد اشک ششم میڈیا کی طرف بڑھا یہاں اشک ششم اور میڈیا کے حکمرانوں کے درمیان خوفناک جنگ ہوئی جس میں اشک ششم کو شاندار فتح نصیب ہوئی جسکے نتیجے میں اشکانیوں کے شہنشاہ اشک ششم نے میڈیا کو بھی اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا اسی دوران گرگان کے علاقے میں بغاوت اور شورش اٹھ کھڑی ہوئی بلخ اور میڈیا پر قبضہ کرنے کے بعد اشک ششم کے حوصلے بلند ہو چکے تھے لہذا وہ بڑی تیزی سے گرگان کی بغاوت کو فرو کرنے کیلئے بڑھا۔

اشک ششم نے گرگان کے باغیوں کو بھی سنبھلنے کا موقع نہ دیا اور فوراً ان پر وارد ہوا باغیوں کے خلاف اس نے خونخوار جنگ کی جسکے نتیجے میں اشک ششم کو پھر فتح نصیب ہوئی اس سارے علاقے میں اشک ششم نے امن و امان قائم کر دیا اور پورے علاقے کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا گرگان پر قبضہ کرنے کے بعد اشک ششم نے خوزستان کی سرزمین کا رخ کیا یہاں کبھی غیلامی قوم کی سلطنت ہوا کرتی تھی جس کا مرکزی شہر شوش تھا یہ سلطنت قدیم ایرانی سلطنت کی ہمسایہ ہوا کرتی تھی یہ وہی سرزمین ہے جسے دارائے اعظم نے بلیستون نقش رستم اور تخت جمشید کے کتبوں خودج کا نام دیا ہے یہ علاقہ اس وقت تک یونانیوں کے قبضے میں تھا لیکن یونانیوں کی پروا کئے بغیر اشک ششم اس علاقے پر چڑھ دوڑا کئی خون ریز جنگوں کے بعد اشک ششم نے اس علاقے پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔ یوں سارے خوزستان کو بھی اس نے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

خوزستان پر قبضہ کرنے کے بعد اشک ششم نے یکے بعد دیگرے پارس اور بابل شہروں پر چڑھائی کی گو ان شہروں کے لشکروں نے اشک ششم کے لشکر کی بڑی مزاحمت کی لیکن آخر کار اشک ششم ان دونوں شہروں کو فتح کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ان شہروں پر قبضہ کرنے کے بعد اشک ششم نے افغانستان کے شمالی علاقے کی طرف دھیان بھی دیا تھا اس طرح بلخ میڈیا خوزستان، پارس، بابل، سیستان اور افغانستان کے شمالی علاقے کو بھی اشکانی

سلطنت میں شامل کر لیا گیا تھا۔ ان سارے علاقوں کی فتوحات کے باعث اشکانی سلطنت کو خوب وسعت نصیب ہوئی تھی۔

سلیوکیوں یعنی یونانیوں کی حکومت کو جب اشک ششم کے ہاتھوں سے پے در پے نقصانات اٹھانا پڑے تو انہوں نے اپنی جنگی تیاریاں زور و شور سے شروع کر دی تھیں تاکہ ماضی میں اشک ششم نے جو ان سے انکے علاقے چھین لئے تھے انہیں وہ واپس حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔ اسکے لئے انہوں نے اپنے لشکروں کی تربیت کا کام شروع کر دیا تھا۔ سلیوکی (یونانی) سلطنت کا حکمران جب تک انٹی اوکس پنجم تھا اس وقت ان سرزمینوں پر یونانیوں کی حکومت نہایت طاقت ور خیال کی جاتی تھی۔ جس وقت انٹی اوکس نے ہانی بال کو اپنے ہاں پناہ دی اور اسکی وجہ سے رومنوں نے اس پر حملہ کیا انٹی اوکس پنجم کی شکست کے نتیجے میں ایشیا میں یونانیوں کی سلطنت کی قوت ٹوٹ کر رہ گئی تھی اب انٹی اوکس پنجم کی وفات کے بعد انٹی اوکس ششم مشرق کی یونانی سلطنت کا حکمران تھا۔ جب اشک ششم نے یونانیوں سے کافی علاقے چھین لئے تو اپنے لشکر کی تربیت کا کام مکمل کرنے کے بعد انٹی اوکس ششم نے اپنے تربیت یافتہ لشکروں کا سپہ سالار اپنے بھائی ڈیمیٹریس کو بنایا اور لشکر کو اس نے اشکانیوں کی سلطنت پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا تھا۔ تاکہ اشک ششم نے انکے جو علاقے ان سے چھین لئے تھے نہ صرف وہ علاقے واپس لئے جائیں بلکہ اشکانی سلطنت کے اندر تک یلغار کرتے ہوئے اشکانی علاقوں پر بھی قبضہ کیا جائے اس مقصد کیلئے انٹی اوکس ششم کا بھائی ڈیمیٹریس اپنی کھوئی ہوئی ساکھ کو بحال کرنے کیلئے اپنے جرار لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر سے نکلا تھا۔

ڈیمیٹریس جب اشکانیوں کی سلطنت پر حملہ آور ہونے کیلئے پیش قدمی کر رہا تھا تو یونانیوں کے علاوہ خوزستانی، پارس اور بابل کے لوگ بھی اسکے لشکر میں آ شامل ہوئے تھے اسلئے کہ انکے علاقوں کو ماضی میں اشکانیوں کی طرف سے نقصان پہنچا تھا۔ دوسری طرف اشک ششم نے جب دیکھا کہ خوزستانی، پارسی، بابلی اور دوسرے کئی قبائل انکے خلاف یونانیوں کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گئے ہیں تو اس نے اندازہ کر لیا کہ اس متحدہ طاقت کا مقابلہ کرنا اسکے بس کا روگ نہیں ہے اسلئے اس نے صلح کی بات چیت کرنے کیلئے یونانی جرنیل ڈیمیٹریس کی طرف اپنے ساتھی روانہ کئے اور اسے یہ کہلوایا کہ جنگ کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ ہمیں باہم مل کر اور بیٹھ کر آپس کے معاملات اور تنازعات کو طے کر لینا چاہیے۔ ڈیمیٹریس، اشک ششم کے اس فریب میں آ گیا اور اپنے ہراول دستے سے نکل کر اشک ششم سے معاملات طے کرنے اور اسکے ساتھ ملاقات کرنے کیلئے آمادہ ہو گیا۔ لیکن ڈیمیٹریس

جونہی اشک ششم سے ملاقات کرنے کیلئے آیا اشک ششم نے اسے اسیر کر لیا حالات اسیری میں وہ اسے شہر بہ شہر پھراتا رہا ڈیمیٹرلیس کی اسیری کا سن کر اس کا لشکر تتر بتر ہو گیا تھا۔ یونانیوں کی پسپائی کے بعد اشک ششم نے ڈیمیٹرس کے ساتھ مروت کا سلوک کیا اور اسے گرگان کے شاہی محل میں اسیر کر دیا تھا۔ اسی دوران اشک ششم فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا اشک ہفتم کے نام سے اشکانیوں کا بادشاہ بنا۔

دوسری طرف یونانیوں کے حکمران اینٹی اوکس ششم کو جب یہ خبر ہوئی کہ اشکانیوں نے دھوکہ دہی سے کام لے کر اسکے بھائی ڈیمیٹرلیس کو گرفتار کر لیا ہے تو اس نے اشکانیوں سے انتقام لینے کا ارادہ کیا۔ ایک بہت بڑا لشکر اس نے تیار کیا۔ ماضی میں اسے اکثر و بیشتر فلسطین کے یہودیوں سے جنگ کا خطرہ رہتا تھا۔ سب سے پہلے اس نے یہ کام کیا کہ اس نے یہودیوں کے خلاف سخت گیرانہ پالیسی ختم کر دی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہودی سلیوکی سلطنت کے وفادار اور اطاعت شعار بن گئے۔ یہ کام کرنے کے بعد اینٹی اوکس نے اشکانیوں کے خلاف اپنی مہم کی ابتدا کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

ان دونوں کے درمیان کئی جنگیں ہوئیں جن میں اینٹی اوکس کو اشکانیوں کے خلاف شاندار فتوحات حاصل ہوئیں جس کے نتیجے میں اینٹی اوکس نے نا صرف میڈیا بلکہ بابل شہر کو بھی فتح کر کے ان پر قبضہ کر لیا اور اپنی سلطنت میں شامل کر لیا اینٹی اوکس کی ان فتوحات کی وجہ سے اشکانی سلطنت کو بڑا دھچکا لگا اور ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ اینٹی اوکس ایک بار پھر مشرق میں یونانی سلطنت کو پہلے جیسی عزت اور سطوت دلانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ شروع کی ان چند فتوحات کے حصول کے بعد اینٹی اوکس کے حوصلے اشکانیوں کے خلاف بہت بڑھ گئے لہٰذا اس نے اشکانی سلطنت کے اندر دور تک یلغار کرنے اور ضرب لگانے کا فیصلہ کیا۔ دوسری طرف اشک ہفتم نے بھی اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ اینٹی اوکس کی طاقت اور قوت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اس نے اینٹی اوکس سے مصالحت کی پیش کش کی۔ اینٹی اوکس نے بہت سخت شرائط پیش کیں۔ پہلی شرط یہ تھی کہ اشکانی حکومت اپنے علاقوں تک محدود رہے گی۔ دوسرے علاقوں سے اسکا کوئی سروکار نہ ہو گا۔ دوسری شرط یہ تھی کہ اشکانی اسکے بھائی ڈیمیٹرلیس کو اسکے حوالے کر دیں۔

اشک ہفتم ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا وہ اینٹی اوکس کے ہاتھوں اپنی سلطنت کے علاقے گنوانے پر آمادہ نہیں تھا۔ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کیلئے اشک ہفتم نے اینٹی اوکس کے بھائی ڈیمیٹرلیس کو رہا کر دیا لیکن اسے ایک لشکر مہیا کیا اسے یہ ترغیب دی کہ اس لشکر کے ساتھ اگر وہ ان دنوں اپنی سلطنت کے مرکزی شہر پر حملہ آور ہو کر شہر پر قبضہ کر لے تو وہ

اپنے بھائی اینٹی اوکس کی جگہ یونانیوں کا بادشاہ بن سکتا ہے۔ ڈیمیٹرلیس بغیر سوچے سمجھے اشک ہفتم کی اس چال میں آ گیا جو لشکر اشک ہفتم نے اسے مہیا کیا تھا اس کے ساتھ وہ اپنی سلطنت کے مرکزی شہر پر حملہ آور ہونے کیلئے آگے بڑھا۔ دوسری طرف اینٹی اوکس کو جب خبر ہوئی کہ اس کا بھائی ڈیمیٹرلیس بھی اسکے خلاف ہو گیا ہے تو وہ اپنے لشکر کو لے کر اپنے بھائی کی سرکوبی کیلئے بڑی تیزی سے آگے بڑھا۔ واقعات اشک ہفتم کی خواہشات کے مطابق رونما ہو رہے تھے۔ لہٰذا اشک ہفتم بھی حرکت میں آیا اپنے لشکر کو لے کر وہ بڑی تیزی سے اینٹی اوکس کے تعاقب میں لگ گیا تھا۔ ہمدان کے مقام پر اشک ہفتم نے اینٹی اوکس کو جا لیا۔ دونوں لشکروں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس میں اشک ہفتم کو فتح نصیب ہوئی اور اس جنگ میں یونانیوں کا بادشاہ اینٹی اوکس مارا گیا تھا۔ اینٹی اوکس کے مارے جانے سے مشرق میں یونانی سلطنت کی کمر ٹوٹ کر رہ گئی تھی۔ اشک ہفتم کا ارادہ تھا کہ جس طرح اس نے اینٹی اوکس کا خاتمہ کیا ہے ایسے ہی اگر اسکے بھائی ڈیمیٹرلیس کا خاتمہ کرنے میں بھی کامیاب ہو جائے تو ایشیا میں یونانیوں کی حکومت مکمل طور پر ختم ہو کر رہ جائیگی۔ ابھی اشک ہفتم ڈیمیٹرلیس کے خلاف حرکت میں آنے کی تیاریاں کر ہی رہا تھا کہ انطاکیہ شہر میں ڈیمیٹرلیس کے خلاف بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی لہٰذا اس بغاوت کو فرو کرنے کیلئے ڈیمیٹرلیس اپنے لشکر کے ساتھ انطاکیہ کی طرف روانہ ہوا لیکن ڈیمیٹرلیس کو انطاکیہ پہنچنا نصیب نہ ہوا اسلئے کہ صور شہر کے قریب باغیوں کے ایک بہت بڑے گروہ نے ڈیمیٹرلیس کے لشکر پر حملہ کر دیا اور اس حملے میں شورش پسندوں کے ہاتھوں ڈیمیٹرلیس مارا گیا۔ ڈیمیٹرلیس کی موت کے بعد یونانی سلطنت کے تابوت میں گویا آخری میخ ٹھونک دی گئی تھی۔

جن دنوں اشک ہفتم اینٹی اوکس کے خلاف جنگ کی تیاریاں کر رہا تھا۔ ان دنوں اشک ہفتم نے خونخوار سکائی قبائل کو اینٹی اوکس کے خلاف اپنی مدد کیلئے طلب کیا تھا۔ خونخوار سکائی قبائل اشک ہفتم کی مدد کو پہنچ تو گئے لیکن اس وقت تک اشک ہفتم نے اینٹی اوکس کو شکست دے کر یونانیوں کے خلاف غلبہ حاصل کر لیا تھا۔ سکائیوں نے اشک ہفتم کے پاس پہنچ کر اپنے آنے کا معاوضہ طلب کیا۔ اشک ہفتم نے انہیں جواب دیا چونکہ سکائیوں نے اینٹی اوکس کے خلاف جنگ میں حصہ نہیں لیا لہٰذا وہ کسی معاوضے کے حقدار نہیں ہیں۔ اس پر خونخوار سکائی قبائل برہم ہو گئے اور اشکانی سلطنت کے اندر انہوں نے لوٹ مار کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔

یہ سکائی قبائل انتہائی دلیر اور جنگجو تھے انکا خاتمہ کرنے کیلئے اشک ہفتم چاہتا تھا کہ ان

سکائی قبائل کو مار بھگا کر اپنی سلطنت سے باہر کرے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے اشک ہفتم نے ایک بہت بڑا لشکر استوار کیا۔ اس لشکر کے ساتھ وہ سکائی قبائل کے خلاف حرکت میں آیا۔ ایک ہولناک جنگ ہوئی اور اس جنگ میں نہ صرف یہ کہ اشک ہفتم کو سکائیوں کے مقابلے میں بدترین شکست ہوئی بلکہ جب شکست اٹھا کر اپنے لشکر کے ساتھ اشک ہفتم بھاگا تو سکائیوں نے بڑی خونخواری سے اسکا تعاقب کیا اور اشک ہفتم کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اشک ہفتم کی موت کے بعد اسکے چچا اردوان اشک ہشتم کے لقب سے اشکانیوں کا بادشاہ بنا تھا۔ اس اشک ہشتم نے بھی سکائیوں کے خلاف جنگوں کا سلسلہ جاری رکھا۔ اشک ہشتم کو تخت نشین ہوتے ہی پانچ بڑے بڑے خطرات کا سامنا کرنا پڑا۔ پہلا خطرہ اسے خونخوار سکائی قبائل کی طرف سے تھا۔ وہ گزشتہ کئی ماہ سے اشکانی سلطنت کے اندر نا صرف لوٹ مار مچائے ہوئے تھے بلکہ انہوں نے اشکانیون کے شہنشاہ اشک ہشتم کے ساتھ ایک ہولناک جنگ کی۔ اس جنگ میں انہوں نے اشک ہشتم کو شکست دی اور اسکا خاتمہ بھی کر کے رکھ دیا۔

دوسرا خطرہ اشک ہشتم کو یونانیوں سے تھا یونانی جنگی سلطنت اب مشرق میں زوال پذیر تھی بلکہ ہوتی جا رہی تھی وہ کہیں سکائیوں کے ساتھ مل کر اشکانی سلطنت کیلئے کوئی خطرہ ہی ثابت ہونے کی کوشش نہ کریں۔ تیسرا بڑا خطرہ اشک ہشتم کو بابل کے حکمران ہرمیاس کی طرف سے تھا۔ بابل اور اس کا حکمران ہرمیاس اشکانی سلطنت ہی کے تحت تھے لیکن ہرمیاس بہت جفاجو اور ناپسندیدہ شخص تھا اس نے اپنے طرز عمل سے اہل بابل کو اشکانیوں کا بدترین دشمن بنا کر رکھ دیا تھا۔

چوتھا خطرہ اشک ہشتم کو یوٹیچی قبائل سے تھا یہ لوگ وسط ایشیا اور چین سے نکل کر ایک سیل بے پناہ کی طرح جنوب اور مغرب کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہے تھے۔ اپنے راستے میں آنے والے ہر قصبے اور بستی کو ویران اور برباد کرتے ہوئے یہ وحشی یوٹیچی قبائل جگہ جگہ آگ اور خون کا کھیل کھیلتے ہوئے ٹڈی دل کی طرح ہر شہر کو چاٹتے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ پانچواں بڑا خطرہ اشک ہشتم کو طخاری قبائل کی طرف سے تھا۔ یہ طخاری بھی سکائیوں اور یوٹیچی قبائل کی طرح ترکوں ہی سے تعلق رکھتے تھے۔ طخاری قبائل سکائیوں اور یوٹیچی قبائل سے زیادہ اشک ہشتم کیلئے خطرناک ثابت ہو رہے تھے لہٰذا اشک ہشتم نے سب سے پہلے ان طخاری قبائل ہی کی سرکوبی کرنے کا ارادہ کیا۔

پہلے ہی ٹکراؤ میں اشک ہشتم اور طخاری خونخوار قبائل کے درمیان خوفناک جنگ ہوئی۔ اسی جنگ میں طخاری قبائل فتح مند ہوئے۔ اشک ہشتم کو جنگ کے دوران موت

کے گھاٹ اتارنے کے بعد انہوں نے اشکانی لشکر کو بدترین شکست دی تھی۔ اشک ہشتم کی موت کے بعد اشکانیوں نے ایک شخص مہرداد اشک نہم کے لقب سے اشکانیوں کا بادشاہ بنا۔

اشک نہم جانتا تھا کہ اس سے پہلے دونوں اشکانی حکمران خونخوار قبائل کے ہاتھوں مارے گئے ہیں لہٰذا اس نے سب سے پہلے ان ہی قبائل کو زیر کرنے اور اپنا مطیع اور فرمانبردار بنانے کا ارادہ کیا۔ تاکہ آنے والے دور میں یہ اشکانی سلطنت کیلئے کوئی خطرہ ثابت نہ ہوں۔ اشک نہم کی خوش قسمتی کہ یوٹیچی قبائل جو شمال کی طرف سے یا جوج ماجوج کی طرح بلندیوں سے میدانوں کی طرف اترتے چلے جا رہے تھے انہوں نے اچانک اپنا رخ بدل کر ایشیائے کوچک کی طرف بڑھنا شروع کر دیا تھا۔ دوسری طرف طخاری قبائل نے بھی اپنا رخ بدل لیا تھا اور وہ بھی اشکانی سلطنت کو فراموش کر کے مغرب کی طرف یلغار کرنے لگے تھے۔ اشک نہم کے سامنے صرف سکائی قبائل رہ گئے تھے کہ جنہیں وہ اگر مغلوب کر لے تو وہ اپنی سلطنت کو مضبوط اور مستحکم کر سکتا تھا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے اپنے لشکر کے ساتھ اشک نہم نے سکائیوں کی طرف پیش قدمی شروع کی۔

کھلے میدانوں میں اشک نہم اور خونخوار سکائی قبائل کے درمیان ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں خوش قسمتی سے اشک نہم کو سکائیوں کے مقابلے میں فتح نصیب ہوئی سکائیوں نے جب دیکھا کہ اشک نہم ان پر حملہ آور ہوتے ہوئے انہیں کہیں بھی ٹکنے نہ دے گا تو ایرانی سرحدوں سے نکل کر افغانستان میں داخل ہو گئے تھے۔

یوٹیچی اور وحشی طخاری قبائل کا خطرہ ٹل جانے کے بعد اور سکائیوں کو شکست دینے کے بعد اشک نہم کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اس نے چاروں طرف زبردست حملے کئے اور اپنی سلطنت میں خاطرہ خواہ اضافہ کر لیا۔ اس قدر کاروائیاں کرنے کے بعد اب اس کی نظریں آرمینیا پر جم گئیں تھیں وہ چاہتا تھا کہ وہ آرمینیا کو بھی فتح کرے اس طرح اسکی سلطنت پھیل کر ایشیائے کوچک میں داخل ہو جاتی تھی اور یوں ایشیا کی سب سے بڑی سلطنت کا حکمران کہلا سکتا تھا۔

دوسری طرف اٹلی کا حکمران سولا اشک نہم کی اس قدر تیزی سے بڑھتی ہوئی قوت اور پھیلتی ہوئی سلطنت کو اپنے لئے سب سے بڑا خطرہ سمجھنے لگا تھا۔ سولا یونان کو پہلے ہی اپنے سامنے زیر کر کے اس پر غلبہ حاصل کر چکا تھا اب وہ چاہتا تھا۔ کہ ایران میں بڑی تیزی سے پھیلتی ہوئی اور قوت پکڑتی ہوئی سلطنت کا بھی خاتمہ کر دے لہٰذا اس نے اشک نہم کے خلاف جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا اپنے اس ارادے کی تکمیل کیلئے سب سے پہلے اس نے اپنے جاسوس روانہ کئے تاکہ وہ اشک نہم کی قوت اور اسکے ارادوں سے اسے آگاہ کریں

تاکہ اس کے بعد وہ اشک نہم کے خلاف حرکت میں آکر اسکی بڑھتی ہوئی قوت کا قلع قمع کر دے۔

○

ایک روز شام کے قریب چہل قدمی کرنے کے بعد یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی جب سرائے میں داخل ہوئے تو سرائے کا مالک مینالیوس صحن میں کھڑا شاید ان دونوں ہی کا انتظار کر رہا تھا۔ جب وہ دونوں میاں بیوی سرائے کے صحن میں آئے تو سرائے کا مالک مینالیوس ان دونوں کی طرف بڑھا اور یوناف کو مخاطب کر کے کچھ کہنے ہی والا تھا کہ یوناف نے اسے مخاطب کرنے میں پہلی کی اس سے پوچھا۔

سنو! مینالیوس تم مجھے کچھ الجھے الجھے اور بکھرے بکھرے سے دکھائی دیتے ہو۔ کیا تمہیں مجھ سے کوئی کام آپڑا ہے۔ اس پر مینالیوس مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ تمہارا اندازہ درست نہیں ہے میرے رفیق میں تو نہ الجھا الجھا ہوں نہ پریشان ہوں بلکہ میں یوں کہہ سکتے ہو کہ تم میاں بیوی کا بڑی بے چینی سے انتظار کر رہا تھا اس پر یوناف نے پوچھا وہ کیوں؟ ..... یوس کہنے لگا میرے خیال سے تم میاں بیوی کافی دیر باہر چہل قدمی کرتے رہے ہو اسلئے کہ دونوں کی غیر موجودگی میں جولیس سیزر کے دوست لیپڈیوس اور مارک انتھونی تم دونوں سے ملنے کیلئے آئے تھے وہ کافی دیر یہاں بیٹھ کر تم دونوں کا انتظار کرتے رہے پھر چلے گئے ہیں وہ تمہارے نام مجھے پیغام بھی دے گئے ہیں اس پر یوناف نے سوالیہ انداز میں مینالیوس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیسا پیغام جواب میں مینالیوس کہہ رہا تھا۔

لیپڈیوس اور مارک انتھونی کا کہنا ہے کہ اٹلی کے حکمران ظالم اور بے رحم سولا کا ایک گلیڈیٹر ہے جو مقابلے کے میدان میں ہر ہفتے ہونے والے مقابلوں میں کامیاب اور فتح مند رہتا ہے اس کا نام سالیکس ہے اور یہ سولا کا خاص آدمی ہے اسی کے ذریعے سے سولا اپنے دشمنوں اور اپنے مخالفین کا خاتمہ کرتا رہتا ہے مارک انتھونی اور لیپڈیوس کی خواہش ہے کہ اگلے ہفتے جب مقابلے ہوں تو تم سالیکس کا مقابلہ کرو اور سب لوگوں کے سامنے اسے کھلے میدان میں زیر کر دو۔ مجھے امید ہے کہ اگر تم ایسا کرو تو تم سالیکس کو شکست دینے میں ضرور کامیاب ہو جاؤ گے اس لئے کہ تم وہ شخص ہو جو بیک وقت کئی کئی گلیڈیٹروں کو اپنے سامنے زیر کرنے کا فن خوب جانتے ہو۔ تمہارے ایسا کرنے سے دو فائدے ہوں گے۔ ایک تو سولا کے خونخوار گلیڈیٹر ساتھی سالیکس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ دوسرے یہ مقابلہ جیت کر تم سولا کے منظور نظر بن جاؤ گے اور پھر اپنی مرضی کے مطابق اس سے ہر کام کروا سکو گے۔ کہو میرے عزیز کیا تم اس مقابلے میں حصہ لو گے جواب میں یوناف

مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

مینالیوس پہلے یہ کہو کہ یہ مقابلے کب ہونگے۔ جواب میں مینالیوس کہنے لگا گزشتہ دن ہی یہ مقابلے ہوئے ہیں اور سالیکس ان میں کامیاب اور فتح مند رہا ہے اب پورے پانچ دن بعد پھر یہ مقابلے ہوں گے۔ میرے عزیز کیا تم ان میں حصہ لو گے اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ سنو مینالیوس اپنے ذہن اپنے دل پر میرا یہ فیصلہ لکھ لو کہ میں ان مقابلوں میں حصہ لوں گا اور سالیکس کو ضرور اپنے سامنے مغلوب کر کے ہر حالت میں یہ مقابلہ جیت کے رہوں گا۔ سنو مینالیوس میرے اس فیصلے سے تم جولیس سیزر کے دوست مارک انتھونی اور لیپڈیوس کو بھی آگاہ کر دینا۔

یوناف کا یہ جواب سن کر سرائے کا مالک مینالیوس اس قدر خوش ہوا کہ اس نے آگے بڑھ کر یوناف کو بری طرح اپنے ساتھ لپٹا لیا پھر وہ کہنے لگا سنو یوناف تم نے یہ فیصلہ کر کے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ میں لیپڈیوس اور مارک انتھونی کو یقیناً تمہارے فیصلے سے آگاہ کر دوں گا۔ اسی خوشی میں آؤ تم دونوں میاں بیوی میرے ساتھ کھانا کھاؤ گے یوناف اور بیوسا اس پر رضامند ہو گئے لہٰذا مینالیوس دونوں میاں بیوی کو اپنے سکونتی مکان کی طرف لے جا رہا تھا۔

○

جہاں ایک طرف یونانیوں کا بادشاہ سولا اشکانیوں کے بادشاہ اشک نہم کے خلاف حرکت میں آنے کا فیصلہ کر رہا تھا وہاں اشک نہم بھی خونخوار اور باغی سکائی قبائل کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کے بعد ایک اور بہت بڑا فیصلہ کر چکا تھا اور وہ فیصلہ آرمینیا پر حملہ آور ہونے کا تھا۔

آرمینیا قدیمی روایات اور داستانوں کی رو سے کبھی دنیا کا مرکز ہوا کرتا تھا۔ یہاں چار بڑے دریا دجلہ، فرات، آرس اور کور بہتے تھے۔ طوفان نوح کے بعد یہ ملک بنی نوع انسان کا گہوارۂ دوم سمجھا جانے لگا تھا۔ اہل آرمینیا نے اپنے مورث اعلیٰ کا نام ہائیکا بتایا ہے اور کہا ہے کہ یہ اس شخص کا بیٹا تھا جس کا نام توریت میں تجرمہ آیا ہے۔ ہائیکا کی نسبت سے وہ اپنے آپ کو ہائیک اور آرمینیا کو ہائیکستان کہتے تھے۔

ہائیکا کے خاندان سے ایک شخص آرام(1) نامی تھا جس نے آرمینا کی حدود کو وسیع کیا۔ اہل آرمینیا یہ بھی کہتے ہیں کہ جب آرام کا بیٹا آرامی ملکہ آشور سیمرا میس کے خلاف

(1) اسی کی نسبت سے اس کا نام آرمینیہ پڑا

جنگ کرتا ہوا مارا گیا تو آشوریوں نے آر مینیا کو اپنی سلطنت کا جز بنا لیا پھر وہ وقت بھی آیا جب بابل کے حکمرانوں نے اسے فتح کر کے اپنی مملکت میں شامل کر لیا تھا۔

قدیم تاریخوں سے یہ بھی پتا چلا ہے کہ بخت نصر نے جب بیت المقدس کا محاصر کیا تو اس وقت آر مینیا کے بادشاہ ہائیک دوئم نے اس کا ساتھ دیا تھا اس مہم میں جو یہودی اسیر کر کے آر مینیا لائے گئے ان میں شام بات نامی ایک یہودی کا بھی کنبہ تھا۔ شام بات کے بیٹے کا نام باگا رات تھا۔ اہل آر مینیا کہتے ہیں کہ اس کنبے کے افراد بہت دانشمند تھے۔ اس لئے انہوں نے بڑے بڑے رتبے حاصل کئے پھر ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ یہی لوگ چھٹی صدری عیسوی میں آر مینیا اور گرجستان کے بادشاہ بن گئے تھے۔

چھٹی صدی قبل مسیح میں ہائیک کے خاندان کا ایک فرد ٹیگرینس نامی تخت نشین ہوا تو اس نے آر مینیا کو غیر ملکیوں کے تسلط سے آزاد کرایا لیکن ٹیگرینس کے بعد ہی آر مینیا کو اپنی آزادی کھو کر پارس کی مملکت میں شامل ہونا پڑا تھا۔

سکندر اعظم کے بعد اینٹی اوکس دوئم کے ایران اور اسکے گرد و نواح پر حملہ کیا تو آر مینیا بھی سلیوکیوں کی حکومت کے تسلط میں آ گیا۔ پھر جب اشکانی بادشاہ مہرداد اول نے اپنے علاقے مارد' خوزستان' بابل سلیوکیوں سے واپس لے لئے تو آر مینیا بھی اشکانیوں کی مدد حاصل کر کے آزاد ہو گیا کیونکہ وہاں کا حکمران اشکانی شہزادہ ژال ارشک تھا جو اشکانیوں ہی کا قرابت دار تھا۔ وال ارشل نے اپنا اقتدار کوہ قفقاز سے نصیبین تک پھیلا دیا تھا اسکے بعد اس کا بیٹا آرا داشش تخت نشین ہوا جو اشکانی حکمران مہرداد دوئم کا ہم عصر تھا۔

جن دنوں اشک نہم اپنا لشکر لے کر آر مینیا پر حملہ آور ہونے کیلئے پیش قدمی کر رہا تھا ان دنوں آر مینیا کا حکمران ایک شخص ٹیگرینس تھا آر مینیا کی حکومت ان دنوں خلیج الیسوس سے لے کر بحیرہ خزر تک پھیلی ہوئی تھی لیکن اشک نہم کو ابھی آر مینیا پہنچنا نصیب ہی نہیں ہوا تھا کہ ان علاقوں میں ایک اور طوفان اور خطرہ اٹھ کھڑا ہوا اور وہ کچھ اس طرح کہ

اسی زمانے میں ایک شخص جس کا تعلق اشکانیوں کے حکمران طبقے سے تھا نمودار ہوا یہ شخص دعویٰ کرتا تھا کہ باپ کی طرف سے اس کا تعلق ایرانیوں کے عظیم بادشاہ کوروش سے ہے اور ماں کی طرف سے وہ یونانی سلیوکیوں سے تعلق رکھتا ہے یہ کافی عرصہ سے ایک جدوجہد میں لگا ہوا تھا اور گزشتہ [illegible] کے دوران

اسے پامنٹس شہر میں ایک چھوٹی سی ریاست قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ پامنٹس میں بحرۂ اسود کا جنوبی ساحلی علاقہ شامل تھا جو بالحوم تک پھیلا ہوا تھا۔

یہ ریاست قائم کرنے کے بعد اس شخص نے اپنے خوب پر پرزے نکالنے شروع کئے اور مہرداد ہشتم کے نام سے اس نے اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا پھر اس نے رفتہ رفتہ بحرۂ اسود کے مشرقی اور شمالی علاقے بھی فتح کر لئے اور اپنی سلطنت کو وسعت دے کر فاسفورس کے نام سے ایک وسیع تر سلطنت تشکیل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ فاسفورس اور ایشیائے کوچک کے علاقے مہرداد ششم کو نہ صرف غلہ اور خراج ملنے لگا بلکہ فوج میں بھرتی کیلئے اسے جوان بھی میسر ہونے لگے لہٰذا وہ بڑی تیزی سے اس نے اپنے لشکر کی تعداد بڑھاتے ہوئے اپنی طاقت اور قوت میں خوب اضافہ کر لیا تھا۔ اس کے باعث اس نئے نئے اٹھنے والے مہرداد ششم نے ملک گیری کی ہوس میں آ کر آر مینیا کا رخ کیا۔ جبکہ دوسری طرف اشکانی بادشاہ اشک نہم بھی آر مینیا اور ایشیائے کوچک کا رخ کر رہا تھا۔

آر مینیا کے حکمران ٹیگرینس کو جب خبر ہوئی کہ مہرداد ششم اس پر حملہ آور ہونے کیلئے آندھی اور طوفانوں کی طرح بڑھتا چلا آ رہا ہے تو اس نے قاصد بھیج کر صلح کی درخواست کی اور دو شرائط پیش کیں۔ پہلی یہ کہ ٹیگرینس نے اپنا کچھ علاقہ مہرداد ششم کو دینے کا وعدہ کیا۔ دوسرے اس نے یہ بھی وعدہ کیا کہ اگر مہرداد ششم اس پر حملہ آور نہ ہوا اور اسے آر مینیا کا حکمران تسلیم کر لے تو اپنی حسین و جمیل اور جوان بیٹی قلوپطرہ کی شادی اس سے کر دے گا۔ ان دو شرائط پر مہرداد ششم ٹیگرینس کے ساتھ صلح پر آمادہ ہو گیا۔ جس کے جواب میں مہرداد ششم کو نا صرف یہ کہ آر مینیا کا کچھ علاقہ بھی حاصل ہو گیا بلکہ ٹیگرینس کی حسین و جمیل بیٹی قلوپطرہ بھی مل گئی اور مہرداد ششم نے اس سے شادی کر لی۔

آر مینیا کے حکمران ٹیگرینس کے ساتھ صلح ہو جانے اور اس کا کچھ علاقہ ہاتھ آ جانے اور مزید یہ کہ اسکی بیٹی قلوپطرہ سے شادی کرنے کے بعد مہرداد ششم کے حوصلے اور بڑھ گئے اور اس نے بڑی برق رفتاری سے ہمسایہ یونانی علاقوں پر حملہ آور ہو کر یکے بعد دیگرے کئی شہر فتح کر ڈالے تھے۔ اب اسکی یلغار اور رفتار بڑی تیزی سے پھیلنے لگی تھی۔ دوسری طرف اشکانی حکمران اشک نہم نے جب دیکھا کہ مہرداد ششم اور آر مینیا کے حکمران ٹیگرینس نے آپس میں تعلقات مستحکم کر لئے ہیں اور یہ کہ ٹیگرینس کی بیٹی قلوپطرہ سے مہرداد ششم نے شادی کر لی ہے تو وہ آر مینیا پر

حملہ آور ہوتے ہوئے ہچکچانے لگا اس نے اپنی پیش قدمی روک دی اور ایک جگہ اس نے اپنے لشکر کا پڑاؤ کر لیا۔ دوسری طرف مہرداد ششم کو اپنا داماد بنا لینے کے بعد آرمینیا کے حکمران ٹیگرینس کے بھی حوصلے بڑھ گئے اس نے اشکانی سلطنت کے علاقوں پر حملہ کرنا شروع کر دیا اور اربیل شہر تک سارے علاقے کی نا صرف یہ کہ اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی بلکہ دور دور تک اس نے اشکانی سلطنت میں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا تھا۔

اس صورت حال نے اشکانی حکمران اشک نہم کو سوچ و بچار پر مجبور کر دیا تھا گو اس نے آرمینیا کی طرف اپنی پیش قدمی روک دی تھی لیکن وہ یہ سوچ رہا تھا کہ وہ کس طرح اب ٹیگرینس اور مہرداد ششم کی متحدہ قوت کو توڑے اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو وہ دونوں مل کر اشکانی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دیں گے۔ اس دوران ایک اور انقلاب رونما ہوا اور وہ یہ کہ رومن حکمران سولا جو اس سے پہلے اشکانی حکمران اشک نہم کو اپنے لئے خطرہ سمجھ رہا تھا اور اسکے حالات کا پتہ چلانے کیلئے اس نے اپنے جاسوس روانہ کئے تھے اسے جب مہرداد ششم اور آرمینیا کے حکمران ٹیگرینس کے اتحاد اور قوت کا پتا چلا تو اس نے فوراً اس مشترکہ اور متحدہ قوت کو توڑنے کا فیصلہ کیا۔ سولا خیال کرتا تھا کہ اگر یہ قوت بڑھتی چلی گئی تو یونان کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ ان حالات کے تحت رومن حکمران سولا نے ایک لشکر تیار کیا اور بڑی تیزی سے وہ مہرداد ششم اور ٹیگرینس کی سرکوبی کیلئے بڑھا۔

مہرداد ششم کو جب خبر ہوئی کہ رومن حکمران سولا اسکے خلاف حرکت میں آ چکا ہے تو اس نے بہت سے یونانی علاقے جو اس نے فتح کئے تھے خالی کر دیے لیکن سولا کی اس سے تسلی نہ ہو سکی اور وہ برابر اپنے لشکر کو لے کر مشرق کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

مہرداد ششم اور آرمینیا کے حکمران ٹیگرینس پر سولا کی آمد کی ایسی دہشت بیٹھی کہ دونوں نے متحدہ ہو کر سولا سے اپنے گزشتہ رویے کی معافی مانگی اور آئندہ یونانی اور رومنوں کے خلاف کوئی بھی قدم نہ اٹھانے کا وعدہ کیا۔ سولا سمجھ گیا کہ یہ دونوں اسکے لئے خطرناک نہیں ہو سکتے تاہم وہ اپنے لشکر کے ساتھ ایشیا میں آگے بڑھتا چلا آیا اور دریائے فرات تک اس نے سارے علاقے کو روند ڈالا تھا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ رومن لشکر کے قدم دریائے فرات تک پہنچے۔ تاہم دریائے فرات رومی سلطنت کی آخری حد قرار پایا۔

ان حالات میں اشکانی حکمران اشک نہم کو خطرہ لاحق ہوا کہ اگر سولا نے اپنے لشکر کے ساتھ اسکے علاقوں کا رخ کیا تو سولا اسکی سلطنت کی بھی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دے گا۔ ان خطرات کے تحت اشک نہم نے اپنے ایک رئیس ابازوس کو اپنا سفیر بنا کر سولا کے پاس بھیجا تاکہ اشکانیوں اور روم کے مابین دفاعی معاہدہ ہو سکے۔ لیکن سولا اشکانیوں کے ساتھ ایسا کوئی وعدہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ اشکانیوں پر کڑی نگاہ رکھنا چاہتا تھا اور انکی قوت کو بڑھنے نہ دینا چاہتا تھا اسلئے اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اسے رومن سینیٹ کی طرف سے اس طرح کے دفاعی معاہدے کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

اسکے باوجود دونوں حکومتوں کے درمیان تعلقات میں مزید کوئی بگاڑ پیدا نہیں ہوا ادھر اربازوس جب سفارت سے ناکام لوٹا تو اشک نہم کو یہ خیال ہوا کہ اربازوس سولا کے سامنے اشکانی حکومت کا نقطہ نظر ٹھیک طور پر پیش نہیں کر سکا لہٰذا اشک نہم نے اپنے اس رئیس یعنی اربازوس کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

رومنوں کے خطرے کے تحت اشک نہم نے یونانیوں کے ساتھ اپنے تعلقات استوار کرنا شروع کر دیئے تھے انہی دنوں پہلی بار چین کی حکومت نے ایران میں اپنا سفیر روانہ کیا اور ایران اور چین کے درمیان تاریخ کی یہ پہلی سفارت تھی۔ چینی سفیروں نے واپس جا کر جو اپنے حکمرانوں کو ایران سے متعلق رپورٹ پیش کی وہ کچھ یوں تھی۔

"یہاں چاول، گندم اور انگوروں کی بیلوں کی کاشت ہوتی ہے۔ شہروں کے ارد گرد فصیلیں بنائی گئی ہیں۔ یہ ایک عظیم ملک ہے۔ یہاں چاندی کے سکے رائج ہیں جن پر حکمرانوں کی شبیہیں ہوتی ہیں اور یہ کہ اہل ایران چمڑے کے بڑے بڑے ٹکڑوں کے دونوں طرف لکھ کر تاریخی واقعات محفوظ کر لیتے ہیں"۔

○

ایک روز صبح ہی صبح یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ سرائے کا مالک بینالیوس بھاگا بھاگا ان کے کمرے میں داخل ہوا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ یوناف میرے عزیز میرے مہمان کیا تمہیں خبر ہے کہ مقابلے کے میدان میں آج گلیڈیئٹروں کے مقابلے ہوں گے۔ اور تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جس دن یہ مقابلے ہوں مجھے خبر کرنا لہٰذا آج مقابلے ہیں تم چاہو تو آج مقابلوں میں حصہ لے کر سولا کے ہردل عزیز گلیڈیئٹر ہالیکس کو اپنے سامنے زیر

اور مغلوب کر سکتے ہو اور ایسا کر کے تم یقیناً سولا کے منظور نظر بن سکتے ہو۔ یوناف اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور مینالیوس کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ دیکھ مینالیوس یہ مقابلے کب شروع ہوں گے مینالیوس کہنے لگا بس تھوڑی دیر تک مقابلے شروع ہی ہو جائیں گے یوناف پھر بولا اور کہا کہ تو پھر دیر کا ہے کی چلو چلیں۔ مینالیوس نے فوراً چھاتی پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا بالکل چلیں میں تو تیار ہوں۔ آؤ میرے ساتھ۔ یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے بیوسا بھی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی تھی پھر دونوں میاں بیوی مینالیوس کے ساتھ مقابلے کے میدان کی طرف جانے کیلئے سرائے سے نکل گئے تھے۔

سرائے کے مالک مینالیوس کے ساتھ یوناف اور بیوسا روم شہر کے مقابلے کے میدان میں داخل ہوئے وہ ایک بے حد وسیع میدان تھا جس کے چاروں طرف بڑے بڑے پتھروں کی سیڑھیاں نما نشتوں کا انتظام کیا گیا تھا جس وقت وہ تینوں اس میدان میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا میدان میں اس وقت تک بے شمار لوگ بیٹھ چکے تھے اور بہت کم نشستیں ایسی دکھائی دے رہی تھیں جو ابھی خالی تھیں جبکہ میدان میں ابھی لوگ جوق در جوق شامل ہو رہے تھے۔ مینالیوس یوناف اور بیوسا کو ایک بڑی سی شاہ نشین کے قریب ہی خالی نشستوں کے قریب لایا وہاں وہ تینوں بیٹھ گئے پھر مینالیوس یوناف اور بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو یوناف میرے عزیز میرے رفیق یہ جو سامنے پتھروں سے بنی بلند شہہ نشین ہے اسی پر تھوڑی دیر بعد رومنوں کا حاکم اعلیٰ سولا اپنے مشیروں اور اپنے وزیروں اور اپنے چاہنے والوں کے ساتھ آ کر بیٹھے گا اور اسکے اہل خانہ بھی اسکے ساتھ ہوں گے۔ اس شہہ نشین کے پچھلے حصے میں جو خوبصورت نشستوں کا انتظام ہے۔ وہاں گلیڈیٹر آ کر بیٹھتے ہیں جن کو مقابلے میں حصہ لینا ہوتا ہے تم دونوں میاں بیوی یہیں بیٹھو میری نشست کی طرف بھی خیال رکھنا میں مقابلے میں حصہ لینے کیلئے تمہارا نام لکھوا کر آتا ہوں اسکے ساتھ ہی مینالیوس اپنی جگہ سے اٹھا اور وہ شہہ نشین کے پیچھے بنے کمروں کی طرف چلا گیا تھا۔

یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی وہاں بیٹھے ہی بیٹھے مقابلے کے اس میدان کا جائزہ لینے لگے تھے۔ مقابلے کا وہ میدان گول دائرے کی سی شکل میں تھا اسکے ایک طرف رومنوں کے بادشاہ کے بیٹھنے کیلئے شہہ نشین اور اسکی پیچھے انتظامیہ کے کمرے تھے جبکہ اسکی بالکل مخالف سمت مقابلے کے میدان کی دوسری لوہے کے بڑے بڑے

کھلے وسیع پنجرے بنے ہوئے تھے جن میں بھوکے شیر، چیتے، تیندوے، بھیڑیے اور دوسرے درندے بند تھے۔ یہ وہی بھوکے درندے تھے جو اس میدان میں قیدیوں پر چھوڑ کر رومن حکمران ان قیدیوں کی بے بسی اور درندوں کے ہاتھوں ان کی چیر پھاڑ کا تماشا دیکھتے تھے۔ قیدیوں پر درندے چھوڑنے کیلئے اس میدان کے وسط میں لوہے کا ایک بہت بڑا جنگلا بنا ہوا تھا اور لوہے کی سلاخوں کا ایک راستہ اس جنگلے کو درندے کے جنگلوں سے بھی جا ملاتا تھا۔ میدان کی ان ساری چیزوں کا جائزہ لیتے لیتے یوناف اور بیوسا اچانک چونک پڑے اسلئے کہ اٹلی کا شہنشاہ اور ڈکٹیٹر سولا اپنے اہل خانہ اور مشیروں کے ساتھ میدان میں داخل ہوا تھا۔ اسکی چھ گھوڑوں کی بگھی میدان میں داخل ہونے کے بعد شہہ نشین کی طرف رکی تھی۔ یکے بعد دیگر وزیروں اور مشیروں کی بگھیاں بھی اندر آئیں تھیں۔ سولا اپنے اہل خانہ کے ساتھ بگھی سے اتر کر شہہ نشین پر بیٹھ گیا۔ اسکے وزیر اور مشیر بھی بگھیوں سے اتر کر شہہ نشین پر اسکے دائیں بائیں بیٹھ گئے تھے جبکہ ساری بگھیاں شہہ نشین کی نشستوں کے پیچھے کھڑی کر دی گئی تھیں۔ اسکے بعد جن گلیڈیٹروں نے مقابلے میں حصہ لینا تھا وہ بھی بڑی تیزی سے آ کر شہہ نشین کے پیچھے بنی ہوئی نشتوں پر بیٹھ گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد انتظامیہ کے کمروں کی طرف سے مینالیوس بھاگتا ہوا آیا چھلانگ لگانے کے انداز میں وہ اپنی خالی نشست پر بیٹھ گیا پھر وہ یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ یوناف میرے عزیز میں مقابلے کیلئے تمہارا نام لکھوا آیا ہوں جونہی وہ مقابلے شروع ہوں گے میرے خیال میں پہلے تمہارا ہی نام پکارا جائے گا۔ اسلئے کہ میں وہاں لکھا کے آیا ہوں کہ تم ہمیشہ اول آنے والے گلیڈیٹر سا لیکس سے مقابلہ کرنا چاہتے ہو۔ جواب میں یوناف نے بے پروائی سے مسکراتے ہوئے کہا۔ مینالیوس تم نے خوب کیا تم دیکھتے جانا کہ مقابلے کے اس میدان میں میں سا لیکس کا کیا حشر نشر کرتا ہوں۔ یوناف کے ان الفاظ پر مینالیوس مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ سنو یوناف تمہاری کارگذاری کی طرح تمہاری باتیں بھی خوب ہیں۔ میرے خیال میں آج کا مقابلہ دیکھ کر اٹلی کا حکمران سولا ہی نہیں یہاں جمع ہونے والے سارے تماش بین بھی دنگ رہ جائیں گے۔ جس وقت مقابلے کے میدان میں سا لیکس اوندھا پڑا ہو گا اور اسکی لاش خون میں لت پت تڑپ رہی ہو گی۔ مینالیوس کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف کچھ کہنے ہی والا تھا کہ سولا کی ہدایت پر یوناف اور سا لیکس کا نام پکارا گیا اور دونوں کو مقابلے کے میدان میں اترنے کو کہا گیا تھا۔

اس پکار کے جواب میں یوناف اور سا لیکس دونوں اپنی اپنی جگہوں سے اٹھ کر میدان میں داخل ہونے کیلئے آگے بڑھے تھے اتنے میں دو شاہی ہرکارے بھاگتے ہوئے آئے اور یوناف اور سا لیکس کو پکڑ کر انہوں نے اس شہہ نشین کے سامنے لا کھڑا کیا تھا جس پر اٹلی کا ڈکٹیٹر سولا بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر تک سولا بڑے غور سے یوناف کی طرف تکتا رہا پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے نوجوان تم اپنے قد کاٹھ اور جسمانی ساخت سے خوب لگتے ہو مجھے تمہارا نام یوناف بتایا گیا ہے اور ان سرزمینوں میں تم اجنبی دکھائی دیتے ہو تمہارا لباس تمہارا حلیہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ تمہارا تعلق اٹلی سے نہیں اس پر یوناف بولا اور سولا کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے بادشاہ تمہارا اندازہ درست ہے میں ایشیائی باشندہ ہوں گذشتہ کئی ماہ سے میں نے روم شہر کی ایک شرقی سرائے میں قیام کر رکھا ہے مجھے بھی ان مقابلوں میں حصہ لینے کا شوق ہوا جب میں نے اسکے متعلق استفسار کیا تو پتہ چلا کہ سا لکس نام کا یہ گلیڈئیٹر ان مقابلوں میں ایک عرصے سے غالب آ تا رہا ہے۔لہٰذا میں نے اسی سے مقابلہ کرنے کی ٹھان لی ہے اس پر سولا پریشان کن سے انداز میں یوناف کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔
دیکھ اجنبی نوجوان اگر تو مقابلے کے اس میدان میں سائکس کے ہاتھوں مارا گیا تب؟
جواب میں یوناف فوراً بولا اور کہنے لگا اگر یہ سائکس میرے ہاتھوں مارا گیا تب۔ سولا نے مسکراتے ہوئے کہا سائکس اور اس قسم کے گلیڈئیٹر تو اس میدان میں مقابلے کرنے کے عادی ہیں یہ لوگ زخمی بھی ہوتے رہتے ہیں اور اگر کچھ کی آپس میں عداوت اور دشمنی ہو تو وہ ایک دوسرے کے ہاتھوں مارے بھی جاتے ہیں لیکن تم اس میدان کی روایات اسکے مقابلوں اور اسکے طور طریقوں سے بالکل ناآشنا ہو اور پھر شاید تم اتنا تجربہ بھی نہیں رکھتے ہو گے جتنا سائکس یا دوسرے گلیڈئیٹر رکھتے ہیں اس پر یوناف بڑی خوبصورتی سے سولا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے بادشاہ اس میدان میں کون مہارت رکھتا ہے یہ تو اس میدان میں مقابلہ شروع ہونے کے بعد ہی پتہ چلے گا پس آپ میرے اور سائکس کے درمیان مقابلہ شروع کرانے کا اعلان کیجئے پھر دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ سولا یوناف کی اس گفتگو سے بڑا متاثر دکھائی دے رہا تھا پھر وہ کہنے لگا دیکھ نوجوان اگر تو مقابلے کی ٹھان ہی چکا ہے تو پھر تو نے جو یہ کھلی عبا اور سر پہ خوبصورت رومال باندھ رکھا ہے اسے اتار دے اور جس طرح سائکس نے لوہے کی زرہ جوشن اور کاندھوں کے

خول کے علاوہ سر پر فولادی خود ڈال رکھا ہے ایسا ہی لباس تو بھی پہن لے اس پر یوناف کمال جرات مندی کا اظہار کرتے ہوئے پھر کہنے لگا۔
اے بادشاہ ایسا لباس تو ان لوگوں کو پہننے کی ضرورت ہے جو جنگ میں ہار جانے کا خدشہ محسوس کرتے ہیں میں تو اس لوہے کے لباس کے بغیر ہی اس سائکس کا مقابلہ کروں گا اور ثابت کر دوں گا کہ لوہے کا لباس قوت کے طوفان اور تجربے کی آندھی کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ سولا پھر بولا اور تعجب سے کہنے لگا چلو یوں ہی سہی پر تو تلوار اور ڈھال کی ضرورت تو محسوس کرے گا یوناف پھر کہنے لگا۔
میرے پاس اپنی تلوار ہے ہاں اس مقابلے میں حصہ لینے کیلئے مجھے ڈھال ضرور مہیا کر دی جائے سولا نے اشارے سے اپنے ایک مشیر کو بلایا اور اس نے یوناف کو ڈھال مہیا کرنے کا حکم دیا جس پر وہ مشیر بھاگا بھاگا گیا اور چمکتی ہوئی ایک لوہے کی ڈھال اس نے یوناف کو پیش کر دی یوناف نے وہ ڈھال سنبھال لی اپنی تلوار بھی اس نے بے نیام کر لی پھر سولا کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا کیا مقابلے کی ابتداء نہیں کرائی جائے گی یوناف کے اس استفسار پر سولا ہلکے ہلکے مسکرایا اپنے اسی مشیر کو اس نے پھر بلایا جس نے یوناف کو ڈھال مہیا کی تھی اسے کوئی مخصوص اشارہ کیا جسکے جواب میں وہ مشیر یوناف اور سائکس کو لے کر میدان کے وسط میں چلا گیا تھا پھر دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ مشیر کہنے لگا میں اب میدان سے باہر جاتا ہوں تم دونوں مقابلے کی ابتداء کر سکتے ہو اسکے ساتھ ہی سولا کا وہ مشیر مقابلے کے میدان سے بھاگتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔
اس مشیر کے جانے کے بعد سائکس یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے اجنبی نوجوان تو نے زرہ جوشن اور کندھوں کے آہنی خول نہ پہن کر نہ صرف اپنی ذات پر ظلم کیا ہے بلکہ میری بھی بدنامی اور کمتری کا باعث بنے گا لگتا ہے تو اپنے گھر والوں سے نالاں ہے یا پھر زندگی سے بیزار ہے جو اس موت کے میدان میں خودکشی پر آمادہ ہے دیکھ اب بھی میں تمہیں کہتا ہوں کہ اپنے دفاع کیلئے تو یہ چیزیں پہن لے اگر اسی حالت میں تو میرے ہاتھوں مارا گیا تو لوگ میری فتح مندی کو اہمیت نہیں دیں گے وہ کہیں گے کہ ایک طرف میں لوہے میں غرق تھا دوسری طرف میرا مقابل کچھ بھی پہنے ہوئے نہیں تھا اس طرح تمہارے خلاف میری فتح مندی کی کوئی اہمیت نہیں رہے گی۔ اب بھی وقت ہے جا جا آہنی چیزیں میں پہنے ہوا ہوں تو بھی پہن لے جواب میں یوناف کہنے لگا دیکھ سائکس تو مقابلے کی ابتداء کر جب میری تلوار برسے

گی تو تجھے خود احساس ہو جائے گا یہ آہنی چیزیں جو تو نے پہن رکھی ہیں میری تلوار کے سامنے کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔

سائکس بڑی بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا دیکھ اجنبی اگر تو اپنی زندگی سے تنگ ہی ہے تو یوں ہی سہی میرا کیا ہے پر ایک بات میں تم پر واضح کر دوں کہ میں تو فتح مندی اور کامیابی کا پیغامبر ہوں گو تو باتیں بہت بڑھ چڑھ کے کر رہا ہے لیکن جب میں تم پر سلگتی ریت کے صحراء' رات کی تنہائی و ظلمت شب کی سیاہی کی طرح حملہ آور ہوں گا تو تم پر کسی زخم گر کی طرح ضربیں لگاؤں گا اور تیری حالت موسموں کے فسوں میں زردائی ہوئی رتوں کی سی کروں گا دیکھ اجنبی اب بھی وقت ہے تو اس مقابلے سے دست بردار ہو جا چپکے سے اپنی تلوار نیام میں کر لے ڈھال واپس کر۔ جا اور میدان سے نکل جا ورنہ جب میں صحراء کی پیاس' دن کی اذیت کی شدت اور اجاڑ رات کی قیامت خیز تباہی بن کر تم پر حملہ آور ہوں گا تو تمہیں اپنے سامنے موت اور مرگ کے سوا کچھ دکھائی نہ دے گا۔

یوناف سائکس کی اس گفتگو اور لاف زنی کا جواب دیتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ سائکس تجھے باتیں بنانا اچھی آتی ہیں لیکن جب تو عملی طور پر میرا سامنا کرے گا تو تو اپنے آپ کو اس ساری گفتگو اور باتوں کا الٹ پائے گا۔ دیکھ تو میرے خلاف کیسی قیامت خیز تباہی کھڑی کرے گا یہ بھی تھوڑی دیر تک پتہ چل جاتا ہے پر میں تم سے ایک بات ضرور کہتا ہوں جب تو میری تلوار کا سامنا کرے گا تو ازل تا ابد بے زنجیر لمحوں کی بیکراں خاموشیوں اور سنسان سناٹوں کا شکار ہو کر رہ جائے گا میری تلوار تجھے حوادث کے طوفانوں پر محیط اور بسیط ہوتی ہوئی دکھائی دے گی دیکھ سائکس میں تو قانون قدرت کا ایک خادم ہوں جب تیرا سامنا کروں گا تو میں تجھ پر زرد ہواؤں کا اندھا جھونکا' بدبختی کی سیاہ مسافت' عداوتوں نفرتوں کا طوفان طاری کروں گا اور خود کو تو جبر مشیت کی چکی میں پستے ذروں اور بیکراں فاصلوں کی سنگین مجبوری محسوس کر رہا ہو گا وقت ضائع کرنے سے کیا حاصل مجھ پر حملہ آور ہونے کی ابتداء کر۔ پھر دیکھ آج کے دن اس میدان میں فتح مندی اور کامیابی کس کا ساتھ دیتی ہے۔

یوناف کی اس گفتگو سے سائکس بری طرح پیچ یا ہو گیا تھا اپنی ڈھال اپنے بائیں ہاتھ وہ خوب لہراتے ہوئے اپنے سامنے لایا پھر تلوار پر گرفت مضبوط کی اور ہولناک انداز میں وہ یوناف پر حملہ آور ہوا تھا لیکن سائکس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی اسلئے کہ اس نے دیکھا یوناف نے اس کے اس حملے کو کوئی اہمیت نہ دی تھی

بڑی آسانی سے اس نے سائکس کا وار اپنی ڈھال پر لیا اور پھر اس نے جو جوابی حملہ کیا تو اسکے جوابی حملے سے یوناف کی تلوار سائکس کی ڈھال پر کچھ اس طاقت اور قوت سے گری تھی کہ سائکس کا ڈھال والا ہاتھ بری طرح کانپ اور لرز کر رہ گیا تھا سائکس کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے اسکی ڈھال پر تلوار کی ضرب نہیں لگی بلکہ کسی نے بہت بڑا نوکدار پتھر اٹھا کر پوری قوت سے اسکی ڈھال پر دے مارا ہو یہ صورتحال دیکھتے ہوئے سائکس کے چہرے پر کچھ کچھ پریشانی اور فکرمندی کے آثار نمودار ہوئے تھے۔

اسکے بعد گویا یوناف پر جنون اور سودا سوار ہو گیا تھا لگاتار بڑی تیزی اور برق رفتاری سے اس نے سائکس پر اپنی تلوار کی ضربیں لگانی شروع کر دی تھیں یوناف کی ضربوں سے ایسا محسوس ہر رہا تھا کہ وہ جان بوجھ کر سائکس کی ڈھال پر ہی ضربیں لگا رہا ہو اور اسکے جسم کے کسی حصے کو اپنی تلوار کا نشانہ نہ بنانا چاہتا ہو میدان کے باہر بیٹھی ہوئی بیوسا یوناف کے حملہ آور ہونے کے اس انداز کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی سائکس یوناف کے ان حملوں سے بڑا فکرمند دکھائی دے رہا تھا وہ بار بار کوشش کرتا کہ جوابی حملہ کر کے یوناف کو تیز حملے کرنے سے روک دے لیکن ہر بار وہ اپنی اس کوشش میں ناکام ہی رہا اس موقع پر سائکس خود ہی محسوس کر چکا تھا کہ یوناف جان بوجھ کر شاید صرف اسکی ڈھال پر ہی ضربیں لگا کر اسے ڈرا دھمکا رہا ہے اسے زخمی نہیں کرنا چاہتا ایک بار اس نے پوری مہارت اور جراتمندی سے کام لیتے ہوئے یوناف کے شانے کا نشانہ لیتے ہوئے اپنی تلوار ٹکرانا چاہی لیکن یوناف ایسی پھرتی ایسی خونخواری سے حرکت میں آیا کہ تلوار اس نے ذرا خم دے کر جو سائکس کی تلوار پر ماری تو سائکس کی تلوار دستے کے قریب سے کٹ کر دو ٹکڑوں میں ہو گئی تھی پھل ایک چھناکے کے ساتھ زمین پر گر گیا تھا اور تلوار کا دستہ سائکس کے ہاتھ میں پکڑا رہ گیا تھا جسے وہ بڑی پریشانی بڑے دکھ اور فکرمندی سے دیکھتا رہ گیا تھا سائکس کی تلوار کٹ جانے کے بعد یوناف نے مسکراتے ہوئے سائکس سے کہا۔

سائکس تجھے اپنے لمبے اور سیدھے پھل کی تلوار پر بڑا گھمنڈ بڑا ناز تھا پر میری ترچھی تلوار کا بھی کمال دیکھا کہ لمحوں کے اندر تیری تلوار کو کاٹ کر رکھ دیا اب میں چاہوں تو تیری گردن پر ایسا وار کروں کہ تیری تلوار کی طرح تیرے جسم کو بھی دو حصوں میں کاٹ کر رکھ دوں پر میں تم گلیڈیٹروں کی طرح ظالم اور جابر اور وحشت

و بربریت کا عادی انسان نہیں ہوں اب تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ مقابلے کو جاری رکھنا چاہتا ہے یا اپنی شکست کو تسلیم کرتا ہے اگر تو مقابلہ جاری رکھنا چاہتا ہے تو جا میدان سے باہر اپنے حکمرانوں سے نئی تلوار لے آ۔ اس وقت تک میں یہاں کھڑا رہ کر تیرا انتظار کرتا ہوں تاکہ تو لوٹے اور پھر مقابلے کی ابتداء کرے اور اگر تو شکست تسلیم کرنے پر آمادہ ہے تو پھر بھی جا کر اپنے حکام سے کہہ دے کہ تو اس مقابلے میں ہار چکا ہے اور اگر تو نے کسی دھوکے کسی فریب سے کام لے کر اپنی شکست کو فتح مندی میں تبدیل کرنا چاہا تو پھر یاد رکھنا کہ جب میری تلوار تمہارے شانے پر گرے گی تو تمہارے شانے پر چڑھے خول اور تمہارے جسم پر چمکتی ہوئی زرہ تمہاری کوئی مدافعت نہ کر سکے گی اور میری تلوار تمہیں شانے سے لے کر تمہاری رانوں تک چیرتی ہوئی نکل جائے گی دیکھ تو عقلمند بن ایسے لمحے کو دعوت نہ دے کہ میرے ہاتھوں تو مرے اور تیری لاش اسی میدان میں خون میں لت پت پڑی ہوئی ہو۔
یوناف کی یہ گفتگو سن کر سانکس کانپ سا گیا تھا۔ پھر وہ ہاتھ میں پکڑا ہوا تلوار کا کٹا دستہ ایک طرف پھینک کر کہنے لگا تیرے ساتھ تھوڑی دیر کے اس مقابلے میں مجھے احساس ہو گیا ہے کہ میں تیرا مقابلہ نہیں کر سکتا لہٰذا میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں اس پر یوناف پھر بولا جا میدان سے نکل اور اپنے حکما کو اپنی شکست کی خبر کر اسکے ساتھ ہی سانکس چپ چاپ گردن جھکائے شہ نشین کی طرف چل دیا تھا اسکے پیچھے پیچھے یوناف بھی میدان سے باہر جا رہا تھا۔
یوناف جب شہ نشین کے قریب گیا تو شاید سانکس پہلے ہی سولا کو اپنی شکست اور ہار کی اطلاع دے چکا تھا لہٰذا یوناف جب شہ نشین کے قریب گیا تو سولا اسے حیرت انگیز انداز میں دیکھتے ہوئے کہنے لگا اے اجنبی تو کمال کا انسان ہے جو باتیں تو نے مقابلہ شروع ہونے سے پہلے مجھ سے کہیں وہ تو نے سچ کر دکھائیں یہ سانکس روم میں بلا کا تیغ زن خیال کیا جاتا رہا ہے اور بڑے بڑے تیغ زن بڑے بڑے گلیڈ یٹر اس کا مقابلہ کرنے سے کتراتے ہیں تو ایسا عجیب اور انوکھا جوان ہے کہ تو نے لمحوں کے اندر اس سانکس کی تلوار کو کاٹ کر اسکو اپنے سامنے ہار ماننے پر مجبور کر دیا۔ میں تیرے کمال فن اور تیری جنگی مہارت اور تیرے تجربے کی داد دیتا ہوں دیکھ اجنبی تو یہ مقابلہ جیت چکا ہے اس مقابلے کے جیتنے پر اور اپنی اس فتح مندی پر مانگ تو کیا مانگتا ہے جواب میں یوناف کہنے لگا۔
اے بادشاہ اس مقابلے میں میں نے کسی نفع مندی اور کسی لالچ کے تحت حصہ

نہیں لیا مجھے ایک شوق ایک جستجو تھی دیکھوں رومن گلیڈ یٹر تیغ زنی اور جنگجوئی میں کس قدر تجربہ اور کس قدر مہارت رکھتے ہیں بس میں نے جو اندازہ لگانا تھا لگا لیا اس پر سولا پھر بولا اور پوچھنے لگا کیا تو روم کے گلیڈ یٹروں میں داخل ہونا پسند کرے گا یوناف نے فوراً کہا نہیں بادشاہ میں ایسا نہیں چاہتا سولا نے پھر پوچھا کیا تو ایسا اونچا عہدہ قبول کرے گا جس میں تیری عزت تیرا احترام تیری تکریم دو چند ہو جائے یوناف نے پھر نفی میں سر ہلایا نہیں بادشاہ نہیں میں کوئی عہدہ بھی نہیں چاہتا اس پر سولا نے عجیب سی حیرت اور پریشانی میں پوچھا۔
اے اجنبی تو کیسا نوجوان ہے۔ روم کے نوجوان تو گلیڈ یٹروں کے گروہ میں داخل ہونا اپنے لئے قابل فخر خیال کرتے ہیں اور اگر کسی کو کسی ایسے عہدے کی پیش کش کی جائے جس میں اس کی تکریم جس میں اس کی عزت بڑھنے کی امید ہو تو لوگ تو اسے فوراً قبول کر لیتے ہیں تو کیسا انسان ہے ہر عہدے ہر منفعت میں کوئی دلچسپی ہی نہیں رکھتا یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا اے بادشاہ میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں نے یہ مقابلہ کسی لالچ یا کسی منفعت کی بناء پر نہیں جیتا۔ بس اب جبکہ میں مقابلہ جیت چکا ہوں تو بات ختم ہوئی سولا نے غور سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پھر پوچھا اے نوجوان تو نے کہاں قیام کر رکھا ہے۔ یوناف عاجزی میں کہنے لگا اے بادشاہ میں نے روم شہر کی ایک شرقی سرائے میں قیام کر رکھا ہے سولا نے پھر تیز نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیا تو پسند کرے گا اور چاہے گا کہ اس سرائے سے نکل کر میرے شاہی محل میں قیام کرے میرا مشیر بن کر رہے میرے ساتھ چلے پھرے گھومے پھرے اور لوگوں میں تیری خوب وقعت اور عزت ہو یوناف پھر بولا۔
نہیں بادشاہ میں اسی سرائے میں ہی قیام رکھنا چاہتا ہوں ہاں اگر آپ کی اجازت ہو تو کبھی کبھی میں آپ سے مل لیا کروں اور ان مقابلوں میں حصہ لینے کے ساتھ ساتھ ان مقابلوں کو دیکھ بھی سکوں جواب میں سولا بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا اے نوجوان تیرے جیسا عجیب تیرے جیسا انوکھا انسان میں نے زندگی میں نہیں دیکھا۔ بہرحال جب تیری خواہش یہی ہے کہ سرائے میں قیام رکھے تو تو وہیں رہ لیکن تو جب چاہے مجھ سے ملاقات کر سکتا ہے جب تیری مرضی ہو تو ان مقابلوں میں حصہ لے سکتا ہے اور تو جب چاہے اس میدان میں داخل ہو کر ان مقابلوں سے محظوظ ہو سکتا ہے اسکے علاوہ میں تمہیں یہ بھی کہوں کہ جب کبھی بھی

سرائے میں قیام کے دوران تو نقدی یا کسی دوسری شے کی ضرورت محسوس کرے تو بے دھڑک میرے پاس آ میں تیری ہر ضرورت ہر خواہش کا احترام کروں گا۔ اب تو اپنی نشست پر جا کر بیٹھ جا تاکہ دوسرے مقابلے شروع ہوں اس پر سائنکس اور یوناف اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے اسکے بعد دوسرے گلیڈ یٹروں کے مقابلے شروع ہو گئے تھے۔

جب یہ مقابلے ختم ہوئے اور لوگ اس میدان سے باہر نکلنے لگے تو یوناف اور بیوسا اور بینالیوس بھی باہر آئے جونہی وہ اس مقابلے کے میدان کے دروازے سے تھوڑا سا باہر نکلے دائیں طرف سے دو شخص انکی طرف آئے جنہیں دیکھتے ہی بینالیوس یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا ان میں سے ایک لیپڈیوس اور دوسرا مارک انتھونی ہے اتنی دیر تک وہ دونوں قریب آ گئے تھے پہلے لیپڈیوس بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا شاید بینالیوس نے تمہیں میرے اور میرے ساتھی کے متعلق پہلے سے بتا رکھا ہو گا میرا نام لیپڈیوس ہے اور میرے ساتھی کا نام مارک انتھونی ہے یوناف اس تعارف پر خوش ہوا بڑے پرجوش انداز میں اس نے باری باری لیپڈیوس اور مارک انتھونی سے مصافحہ کیا اسکے بعد وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ مارک انتھونی نے بولنے میں پہل کر دی اور یوناف سے کہنے لگا۔

میں اور لیپڈیوس اس سے پہلے تم سے ملنے کیلئے بینالیوس کی سرائے میں بھی گئے تھے لیکن افسوس ہماری ملاقات نہیں ہو سکی تھی میں اور لیپڈیوس دونوں تمہارے شکر گزار ہیں کہ تم نے ہماری خواہش کا احترام کیا ہم نے بینالیوس کو یہ پیغام دیا تھا کہ تم ان مقابلوں میں ضرور حصہ لو اور یہ کہ ایسے مقابلے جیت کر تم سولا کا قرب حاصل کر سکتے ہو اور اس سے اپنے اور اپنے چاہنے والوں کیلئے بہت سے کام لے سکتے ہو۔ بہرحال مختصر یہ کہ آج کا مقابلہ جیتنے پر میں اور لیپڈیوس دونوں تمہیں مبارک باد دیتے ہیں کیا مقابلہ جیتنے کے بعد سولا نے تمہیں کوئی پیش کش نہیں کی اس پر یوناف کہنے لگا۔

سولا نے مجھے نقدی کے علاوہ یہ بھی پیش کش کی کہ جو بھی عہدہ میں اسکی حکومت میں چاہوں مجھے مل سکتا ہے لیکن سن مارک انتھونی میں نے انکار کر دیا میں ان بکھیڑوں میں نہیں پڑنا چاہتا لیپڈیوس تاسف میں کہنے لگا یہ تم نے غلطی کی یوناف جو سولا نے پیش کش تمہیں کی تھی تمہیں وہ مان لینا چاہئے تھی اس طرح تم اپنے ساتھ ساتھ ہماری بہتری کے بھی بہت سے کام کر سکتے تھے اس پر یوناف مسکراتے

ہوئے کہنے لگا تم لوگ اپنے نقطہ نظر سے سوچتے ہو میرا اپنا نقطہ نظر ہے میں بینالیوس کی سرائے میں رہتے ہوئے بھی تم لوگوں کیلئے بہت کچھ کر سکتا ہوں اسکے لئے مجھے سولا کی طرف سے کسی عہدے کے قبول کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیپڈیوس اور مارک انتھونی شاید اس طرح کی گفتگو وہاں کھڑے رہ کر نہیں کرنا چاہتے تھے لہٰذا مارک انتھونی بولا اور کہنے لگا چلو سرائے میں چلتے ہیں وہیں بیٹھ کر گفتگو کریں گے یوناف نے مارک انتھونی کے ان خیالات سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں میاں بیوی بینالیوس لیپڈیوس مارک انتھونی کے ساتھ سرائے کی طرف جا رہے تھے۔

○

اس دوران تک ایران میں بھی ایک انقلاب رونما ہو چکا تھا وہ یہ کہ اشکانیوں کا حکمران اشک نہم اچانک فوت ہو گیا اور اسکی جگہ ایک شخص سنتروک اشک دہم کے نام سے اشکانیوں کا بادشاہ بنا کچھ مورخ اسے اشک نہم کا بھائی اور بعض اسے اشک ششم کا بھائی ظاہر کرتے ہیں لیکن زیادہ مورخین کا کہنا ہے کہ یہ ایک اشکانی شہزادہ تھا جس زمانے میں اشکانی حکمران کو سکائیوں کے ہاتھوں شکست کھانی پڑی سنتروک سکائیوں کے ہاتھوں اسیر ہو گیا تھا اور طویل عرصے تک اسے رہائی حاصل نہ ہو سکی تھی آخر سکائیوں نے ہی اسے اشکانی تاج و تخت حاصل کرنے میں مدد کی وہ اس طرح کہ جب اشک نہم فوت ہو گیا تو سکائیوں نے اسے ایک لشکر دے کر اشکانی مرکزی شہر دارا کی طرف روانہ کیا تاکہ یہ اشکانیوں کا تاج و تخت حاصل کر سکے سکائیوں نے ایسا اسلئے کیا تاکہ حکمران بن کر اشک دہم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے اس لشکر کے ساتھ سنتروک اشکانی سلطنت کے مرکزی شہر دارا کی طرف بڑھا لوگ چونکہ پہلے ہی اسے پسند کرتے تھے لہٰذا جنگ کی نوبت نہ آئی اور لوگوں نے اسے اپنا حکمران تسلیم کر لیا اور اس طرح یہ سنتروک اشک دہم کی حیثیت سے اشکانیوں کا بادشاہ بنا۔

اشک دہم نے جب اشکانیوں کی حکومت کی باگ ڈور سنبھالی اس وقت اشکانی حکومت مختلف خطرات میں گھری ہوئی تھی انکے لئے سب سے بڑا اور پہلا خطرہ آرمینیا کا بادشاہ ٹیگرینس تھا جسکا سسر مہرداد ششم جو پانٹس کا بادشاہ تھا وہ بھی اسکے ساتھ تھا اور ہر حال میں وہ ٹیگرینس کی مدد اور حمایت کرتا تھا دوسری طرف ٹیگرینس خود بھی جنگجو اور بہادر شخص تھا اس نے آرمینیا کے آس پاس کے علاقے فتح کر کے آرمینیا میں شامل کئے اسکے بعد آرمینیا کی سب سے بڑی نواحی سلطنت کے بادشاہ

آشکانس پر یہ ٹیگرینس حملہ آور ہوا اور اسے شکست دی اسکا خاتمہ کیا اور اسکی ساری مملکت کو بھی اس نے آرمینیا میں شامل کر لیا۔

اسکے بعد ٹیگرینس مزید حرکت میں آیا کردستان اور اشور تک اپنی سلطنت کی توسیع کی اب نینوا جیسی سرزمین بھی ٹیگرینس کے قبضے میں آگئی تھی اسکے بعد اس ٹیگرینس نے اور پر پرزے نکالے آگے بڑھتے ہوئے یہ آذربائیجان پر حملہ آور ہوا اور آذربائیجان کو بھی اس نے فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

ٹیگرینس نے اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ وہ مزید توسیع پسندی پر اتر آیا یونانیوں کے داخلی تنازعوں سے فائدہ اٹھا کر اس نے یونانیوں کے علاقوں کینسیکیا سورنیا اور فنیکیا کو بھی فتح کر کے اپنی مملکت میں شامل کر لیا ٹیگرینس کی ان فتوحات کی وجہ سے آرمینیا جو پہلے ایک چھوٹی سی ریاست تھی اب وسیع سلطنت بن گیا اسکے بعد اس ٹیگرینس نے شہنشاہ کا لقب اختیار کیا اور اپنی تصویر بھی اس نے اپنی سلطنت کے سکوں پر کندہ کرانا شروع کر دی تھی۔

ٹیگرینس کے یوں اپنی سلطنت کو وسعت دینے اور طاقت و قوت پکڑنے کی وجہ سے اشکانیوں کی سلطنت کو کوئی اہمیت حاصل نہ رہی تھی دوسری طرف رومنوں نے جب دیکھا کہ ٹیگرینس آرمینا سے نکل کر آس پاس کے علاقوں پر بھی چھانے لگ گیا ہے اور اس نے اپنی قوت میں بے پناہ اضافہ کر لیا ہے تو رومن ٹیگرینس کو اپنے لئے بہت بڑا خطرہ خیال کرنے لگ گئے تھے ٹیگرینس نے چونکہ کئی یونانی علاقوں پر بھی قبضہ کر لیا تھا اسلئے رومنوں کو خطرہ ہوا کہ کہیں یہ یونانیوں سے نکل کر ہماری سرحدوں پر نہ آوارد ہو لہذا رومنوں نے اسکی سرکوبی کا فیصلہ کر لیا تھا اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے رومنوں کے شہنشاہ نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اپنے جرنیل نکوبوس کو اس نے اس لشکر کا سپہ سالار بنایا اور آرمینیا کے بادشاہ ٹیگرینس کی سرکوبی کیلئے روانہ کیا۔

یہ حالات اشکانیوں کے حکمران اشک دہم کیلئے بھی بڑے تکلیف دہ تھے گو ماضی میں اشکانی حکمران مہرداد ششم اور اسکے خسر ٹیگرینس کے ساتھ تعاون کرتا رہا تھا لیکن اب چونکہ ٹیگرینس توسیع پسندی پر اتر آیا تھا لہذا اشکانی حکمران ٹیگرینس کے ساتھ ساتھ مہرداد ششم سے بھی جو پانٹس کا بادشاہ تھا سے بھی خطرہ محسوس کرنے لگے تھے۔ جب یہ خبریں پہنچیں کہ رومن پانٹس کے بادشاہ مہرداد ششم اور آرمینیا کے بادشاہ ٹیگرینس کے خلاف حرکت میں آچکے ہیں اور ان کا لشکر اٹلی سے روانہ ہو

چکا ہے تو ان حالات میں اشک دہم نے غیر جانبدار رہنے کا فیصلہ کیا اس نے یہ عزم کیا کہ نہ وہ ٹیگرینس اور مہرداد ششم کی طرف داری کرے گا نہ ہی وہ رومنوں کے ساتھ کسی حمایت اور طرفداری کا اظہار کرے گا اسلئے کہ اشک نہم کو خطرہ تھا کہ اگر رومنوں کو شکست ہوتی ہے تو ٹیگرینس اور مہرداد ششم دونوں مل کر ضرور اشکانیوں کی سلطنت کو اپنے سامنے مغلوب کرنے کی کوشش کریں گے دوسری طرف اگر رومن سلطنت کو اپنا نشانہ بنانے کی کوشش کریں گے لہذا اشک دہم نے غیر جانبدار ہی رہنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

رومن جرنیل نکولوس کو اشک نہم کی یہ پالیسی قطعاً پسند نہ آئی وہ تو یہ امید لگائے بیٹھا تھا کہ اشکانیوں کو ٹیگرینس اور مہرداد ششم کی طرف بڑھ کر ان کی سرکوبی سے پہلے اس نے اشک دہم پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔

یہ فیصلہ کرنے کے بعد رومن جرنیل نکولوس نے اچانک اپنا رخ موڑ کر ٹیگرینس اور مہرداد ششم کی طرف بڑھنے کی بجائے وہ اشکانی سلطنت کی طرف بڑھا اور اشکانی شہر لسبن پر حملہ آور ہوا شہر کا اس نے محاصرہ کر لیا لیکن نکولوس کی بدقسمتی کہ اسکی آمد سے پہلے ہی اشکانیوں نے اپنا ایک بہت بڑا لشکر لسبن شہر پہنچا دیا جو شہر میں محصور رہ کر رومنوں کا مقابلہ کرنے لگا رومنوں نے جب شہر کا محاصرہ کیا تو یہ محاصرہ طول پکڑنے لگا اس طویل محاصرے سے رومن جرنیل نکولوس تنگ آگیا اور لسبن شہر محاصر ترک کر کے پیچھے ہٹ گیا۔

رومن جرنیل نکولوس کے یہ محاصرہ ترک کر کے پیچھے ہٹنے سے ٹیگرینس اور اسکے داماد پانٹس کے بادشاہ مہرداد ششم نے یہ اندازہ لگا لیا کہ نکولوس کوئی خاص جنگی مہارت نہیں رکھتا جبھی وہ اشکانیوں کے شہر لسبن کو فتح نہیں کر سکا لہذا مہرداد ششم نے ان حالات میں رومن جرنیل نکولوس کے ساتھ ٹکرانے کا عہد کیا۔

پانٹس کا بادشاہ مہرداد ششم آندھی اور طوفان کی طرح حرکت میں آیا اور وہ رومنوں کی طرف بڑھا کھلے میدانوں میں اس نے رومن جرنیل نکولوس کو بدترین شکست دی رومن جرنیل نکولوس نے ان دنوں پرگام شہر میں قیام کر رکھا تھا اسلئے کہ اس شہر میں پہلے سے کافی رومن آباد تھے مہرداد ششم نے پہلے اس شہر سے باہر رومن لشکر کو بدترین شکست دی تھی پھر پرگام شہر پر حملہ آور ہوا یہاں جس قدر رومن اور اطالوی باشندے مقیم تھے مہرداد ششم نے انکا خوب قتل عام کیا کچھ مورخین کا کہنا ہے کہ مہرداد نے پرگام شہر میں تقریباً اسی ہزار اطالوی باشندوں کا قتل

عام کیا اس کے بعد مہرداد ششم اپنے بحری بیڑے کو حرکت میں لے آیا اور اس کے ذریعے سے اس نے رومن مفاد کو بری طرح نقصان پہنچایا۔

رومن شہنشاہ سولا کو جب اپنے جرنیل نکولوس کی شکست اور ان گنت اطالوی باشندوں کے قتل عام کی خبر ہوئی تو اس نے ایک لشکر جرار تیار کیا وہ خود اس لشکر کو لیکر مہرداد ششم کی سرکوبی کیلئے روانہ ہوا دوسری طرف مہرداد کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ سولا ایک جرار لشکر لے کر اسکی طرف بڑھ رہا ہے لہٰذا اس کا مقابلہ کرنے کیلئے مہرداد نے تقریباً ایک لاکھ کا لشکر تیار کر لیا تھا۔

رومن شہنشاہ سولا اور پانٹس کے بادشاہ مہرداد ششم کے درمیان کلوینا کے مقام پر ہولناک جنگ ہوئی اس جنگ میں رومنوں نے انتہائی نظم و ضبط کا مظاہرہ کیا جسکے باعث مہرداد ششم کو اس جنگ میں بدترین شکست ہوئی۔ آخر ان شرائط پر مہرداد ششم اور رومن شہنشاہ سولا کے درمیان صلح ہو گئی کہ مہرداد ششم تاوان جنگ ادا کرے اور ستر کشتیاں بھی تاوان جنگ کے طور پر رومنوں کے حوالے کر دے مہرداد ششم نے ان شرائط کو قبول کر لیا اور اس طرح رومنوں اور مہرداد کے درمیان صلح ہو گئی اور سولا ایک فاتح کی حیثیت سے اپنا لشکر لے کر واپس اٹلی چلا گیا تھا۔

ان فتوحات کے بعد رومن شہنشاہ سولا کو چند دن زندہ رہنا ہی نصیب ہوا اور آخر ایک بیماری میں مبتلا ہو کر چل بسا سولا کی موت کے بعد اٹلی کے افق پر تین بڑے جرنیل نمودار ہوئے تھے ایک پمپی دوسرا جولیس سیزر اور تیسرا کر سس جبکہ لپیڈیوس اور مارک انتونی چھوٹے جرنیلوں میں شمار کئے جاتے تھے اور یہ دونوں ہی جولیس سیزر کے حامی تھے سولا کی موت کے بعد اہل روما نے جولیس سیزر کو جزیرہ روڈس سے واپس بلا لیا اسلئے کہ جولیس سیزر اپنی بیوی کورنیلیا کے ساتھ صرف سولا ہی کے خوف سے بھاگا تھا اب جبکہ سولا مر چکا تھا لہٰذا جب رومن سینیٹ نے جولیس سیزر کو واپس آنے کیلئے پیغام بھیجا تو جولیس سیزر فوراً اپنی بیوی کورنیلیا اور اسکے بھائی نوما کے ساتھ اٹلی واپس آنے کیلئے جزیرہ روڈس سے روانہ ہوا۔

بدقسمتی سے سولا کے دور حکومت میں اٹلی کے آس پاس کے سمندر میں قذاقوں نے خوب زور پکڑ لیا تھا۔ یہ نہ صرف تجارتی جہازوں کو لوٹتے بلکہ اٹلی فرانس اسپین سوئٹزر لینڈ اور ہندوستان کے روسا نے اپنے ذاتی جہاز تیار کر لئے تھے اور جب یہ ان جہازوں میں سفر کرتے تو یہ بحری قذاق انہیں بھی لوٹ لیا کرتے تھے اس طرح ان بحری قذاقوں نے نہ صرف یہ کہ بے شمار دولت جمع کر لی تھی بلکہ انہوں نے سمندر کے اندر قوت بھی پکڑ لی تھی چھوٹے موٹے بحری بیڑے کو یہ کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے تھے بلکہ اسے مار بھگانے میں

کامیاب ہو جاتے تھے۔

جولیس سیزر اپنی بیوی کورنیلیا اور اسکے بھائی توما کے ساتھ اٹلی جانے کیلئے جب جزیرہ روڈس سے روانہ ہوا تو راستے میں کھلے سمندر کے اندر ان ہی بحری قذاقوں نے ان تینوں کو اغواء کر لیا اور ایک جزیرے کے اندر انہیں محبوس کر دیا اور انکی رہائی کیلئے انہوں نے اٹلی کی حکومت سے ایک بھاری رقم کا مطالبہ کیا اٹلی کی سینیٹ کو جب یہ خبر ہوئی کہ جولیس سیزر کو بحری قذاقوں نے گرفتار کر لیا ہے بلکہ وہ بھاری رقم معاوضے میں طلب کرتے ہیں تو انہوں نے بحری قذاقوں کو یہ رقم دے کر جولیس سیزر نوما اور کورنیلیا کو تو چھڑا لیا تاہم روم کی سینیٹ نے یہ عہد کر لیا کہ ان بحری قذاقوں کی سرکوبی ضرور کی جائے گی۔

لیس سیزر اپنی بیوی کورنیلیا نوما کے ساتھ جب اٹلی میں داخل ہوا تو اس کے حمایتیوں نے ، کا بہترین استقبال کیا روما کی سینیٹ نے بھی اسکے شاندار استقبال میں کوئی کمی نہ رہنے دی روم میں داخل ہونے کے بعد جولیس سیزر سرائے میں داخل ہوا تو یوناف اور بیوسا سے ملا اسکے ساتھ کورنیلیا اور نوما بھی تھے جب جولیس سیزر اور یوناف بغل گیر ہو کر سرائے میں ملے تو جولیس سیزر نے بڑے خلوص اور بڑی چاہت میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

یوناف میرے بھائی میرے دوست مجھے اٹلی میں داخل ہونے کے بعد پتہ چلا ہے کہ مجھے ہسپانیہ کا گورنر مقرر کیا گیا ہے کیا تم دونوں میاں بیوی میرے ساتھ ہسپانیہ نہیں جاؤ گے اس پر یوناف اسے مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ جولیس ہسپانیہ تمہاری منزل نہیں ہے تمہاری منزل اٹلی کا سربراہ بننا ہے اگر سینیٹ عارضی طور پر تمہیں اسپین جانے کا حکم دے ہی چکی ہے تو تم اس حکم کا اتباع کرو اور ہسپانیہ چلے جاؤ میں اور بیوسا دونوں یہیں رہیں گے اور اٹلی میں رہ کر تمہارے حق میں کام کرتے رہیں گے ہماری مدد کیلئے تمہارے حمایتی لپیڈیوس اور مارک انتونی یہیں ہیں اور ان کے ذریعے سے ہم تمہیں اٹلی کے اندر رونما ہونے والے پورے حالات سے آگاہ کرتے رہیں گے یوناف کی اس تجویز سے جولیس سیزر نے اتفاق کیا اور چند دن روم میں رہنے کے بعد وہ اپنے بیوی کے ساتھ ہسپانیہ روانہ ہو گیا تھا جہاں کا اس کو رومن سینیٹ نے گورنر مقرر کیا تھا۔

جولیس سیزر کی ہسپانیہ روانگی کے بعد رومن سینیٹ نے اپنے بہترین جرنیل پمپی کو یہ حکم دیا کہ وہ بحری قذاقوں کے خلاف حرکت میں آ[illegible]ور سمندر میں مکمل طور پر ان کا خاتمہ کر دے۔ سینیٹ کے ممبران کو خدشہ تھا کہ اگر ان بحری قذاقوں کی سرکوبی نہ کی گئی تو وہ پہلے سے بھی زیادہ طاقت اور قوت پکڑ جائیں گے اور سمندری سفر کو یہ پر خطر بنا کر رکھ

دیں گے۔

سینیٹ کے حکم پر پمپی رومن بحری بیڑے کے ساتھ فوراً حرکت میں آیا اپنے بحری بیڑے کو اس نے تیرہ چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کیا ہر حصے پر اس نے ایک کماندار مقرر کیا اور اس طرح اس نے سمندر میں ہر طرف انہیں پھیلا دیا اور حکم دیا کہ جہاں کہیں بھی بحری قذاقوں کے جہاز نظر آئیں ان پر حملہ کر کے انہیں تباہ و برباد کر دیا جائے اس طرح پمپی کے بحری بیڑے کے یہ تیرہ حصے چند ماہ تک سمندر کے اندر بحری قذاقوں کے خلاف جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ پمپی سارے ہی بحری قذاقوں کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

کامیابی کے ساتھ بحری قذاقوں کا خاتمہ کرنے کی وجہ سے پمپی کو بڑی شہرت اور عزت ملی سب اس کا احترام کرنے لگے اور اسکو اپنا عظیم جرنیل تسلیم کرنے لگے رومن سینیٹ کیلئے بحری قذاقوں کی شاندار اور کامیاب سرکوبی پر پمپی کی بے حد تکریم ہوئی پمپی کی خوش قسمتی کہ ان دنوں مشرق میں اچانک حالات خراب ہو گئے پانٹس کا بادشاہ مہرداد ششم اور آرمینیا کا بادشاہ ٹیگرینس جو مہرداد ششم کا خسر بھی تھا وہ پھر یونانی اور رومن مقبوضہ جات پر شب خون مارتے ہوئے خوب لوٹ مار کا بازار گرم کرنے لگے تھے رومن سینیٹ کو جب یہ خبریں ملیں تو اس صورتحال کا مقابلہ کرنے کیلئے رومن سینیٹ کی نگاہیں پھر اپنے جرنیل پمپی پر جم گئی تھیں لہٰذا پمپی کو ایک بہترین لشکر مہیا کیا گیا اور سینیٹ کی طرف سے اسے حکم ملا کہ وہ اس لشکر کے ساتھ مشرق کی طرف کوچ کرے آرمینیا کے شہنشاہ ٹیگرینس اور پانٹس کے بادشاہ مہرداد ششم کے خلاف حرکت میں آئے انکی سرکوبی کرے اور رومن اور یونانی مقبوضہ جات کی انکے ہاتھوں حفاظت کا سامان کرے یہ حکم ملتے ہی پمپی جو لشکر اسے مہیا کیا گیا تھا اسے لے کر مشرق کی طرف روانہ ہوا۔

اس دوران تک اشکانیوں کا بادشاہ اشک دہم فوت ہو چکا تھا اور اسکی جگہ اسکے بعد اس کا بیٹا فرہاد سوئم اشک یاز دہم کے لقب سے اشکانیوں کا بادشاہ بنا تھا رومن جرنیل پمپی جب اپنے لشکر کے ساتھ ایشیا میں داخل ہوا تو اس نے اپنے قاصد اشکانیوں کے شہنشاہ اشک یاز دہم کی طرف روانہ کئے جنھوں نے اسے پمپی کا پیغام دیا کہ اگر وہ آرمینیا کے شہنشاہ ٹیگرینس کے خلاف رومنوں سے اتحاد کرے گا تو اشکانیوں کے وہ سارے علاقے جو ماضی میں ٹیگرینس نے حملہ آور ہو کر اپنی سلطنت میں شامل کر لئے تھے وہ اشکانیوں کو واپس کر دیئے جائیں گے اشک یاز دہم نے رومن جرنیل پمپی کی اس پیش کش کو فوراً قبول کر لیا تھا۔

اسی دوران ایک ایسا حادثہ نمودار ہوا جو رومن جرنیل پمپی اور اشکانی حکمران اشک یاز دہم کیلئے بڑا سودمند ثابت ہوا اور وہ یہ کہ آرمینیا کے شہنشاہ ٹیگرینس کا ایک بیٹا اس سے باغی ہو کر اشکانی سلطنت کی طرف بھاگا اشک یاز دہم کی خدمت میں وہ حاضر ہوا اور سیاسی پناہ اس نے طلب کی یاز دہم نے آرمینیا کے شہنشاہ ٹیگرینس کے باغی بیٹے کو اپنے ہاں پناہ دے دی۔

اب رومن جرنیل پمپی اور اشکانیوں کے شہنشاہ اشک یاز دہم کے درمیان یہ طے پایا کہ پمپی پانٹس کے بادشاہ مہرداد ششم کا رخ کرے گا اور اسے شکست دے کر اپنی شرائط منوانے پر رضامند کرے گا جبکہ دوسری طرف پمپی نے اشک یاز دہم سے یہ کہا کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر سے کوچ کر کے آرمینیا کے حکمران ٹیگرینس کی طرف بڑھے اور اسے شکست دینے کی کوشش کرے تاکہ بیک وقت مہرداد ششم اور اسکے خسر آرمینیا کے شہنشاہ ٹیگرینس کو شکستیں دے کر ان علاقوں میں امن و سکون بحال کیا جائے۔

ٹیگرینس کے خلاف حرکت میں آنے کیلئے اشکانیوں کا بادشاہ اشک یاز دہم اپنے لشکر کو لے کر اپنے مرکزی شہر دارا سے روانہ ہوا اس نے ٹیگرینس کے باغی بیٹے کو بھی اپنے ساتھ لے لیا تھا جب اشک یاز دہم آرمینیا کی سلطنت میں داخل ہوا تو آرمینیا میں جو ٹیگرینس کے باغی بیٹے کے حمایتی تھے وہ بھی اشک یاز دہم کے ساتھ آن ملے اس پر ٹیگرینس کو یہ یقین ہو گیا کہ اب جبکہ اس کے ملک کے سارے باغی اسکے بیٹے کے ساتھ جا ملے ہیں لہٰذا اگر وہ اشک یاز دہم اور اپنے باغی بیٹے کا مقابلہ کرے گا تو اسے ضرور شکست ہو گی لہٰذا جب اشک یاز دہم ٹیگرینس کے باغی بیٹے کے ساتھ آرمینیا کے مرکزی شہر ارتاواسہ کے قریب پہنچا تو آرمینیا کا شہنشاہ ٹیگرینس اپنے مرکزی شہر سے اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا اور قریبی پہاڑوں کے اندر اس نے پناہ لے لی تھی۔

ٹیگرینس کے اس طرح بھاگ جانے کے بعد اشک یاز دہم کو یہ یقین ہو گیا کہ ٹیگرینس اب لوٹ کر نہیں آئے گا لہٰذا اس نے آرمینیا کے مرکزی شہر ارتاواسہ میں ٹیگرینس کے باغی بیٹے کو اسکے لشکر کے ساتھ چھوڑا خود وہ اپنے لشکر کے ساتھ آذربائیجان کی طرف بڑھا تاکہ رومن جرنیل پمپی اور اسکے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا اسکے تحت وہ آذربائیجان اور کاردوئین کے علاقوں پر اپنا قبضہ اور تسلط قائم کر لے سب سے پہلے اشک یاز دہم کا مقابلہ نہ کر سکا لہٰذا آذربائیجان پر اشک یاز دہم نے قبضہ کر کے اسے اشکانی سلطنت میں شامل کر لیا تھا اب اشک یاز دہم کاردوئین کے علاقوں کو اپنی سلطنت میں شامل کرنے کیلئے تیاریاں کرنے لگا تھا۔

دوسری طرف آرمینیا کے شہنشاہ ٹیگرینس کو جب یہ خبر ہوئی کہ اشکانیوں کا بادشاہ اشک یاز دہم اسکے باغی بیٹے کو اسکے مرکزی شہر ارتاداسہ میں چھوڑ کر خود آذربائیجان کی طرف چلا گیا ہے تو وہ اپنے کوہستانی سلسلوں کی گھات میں سے اپنے لشکر کے ساتھ باہر نکل آیا اپنے باغی بیٹے پر اس نے حملہ کیا جسکی تاب اسکا بیٹا نہ لا سکا اور بھاگ کر کہیں روپوش ہو گیا اس طرح اشک یاز دہم کے آذربائیجان کی طرف جانے کے بعد ٹیگرینس پھر آرمینیا کی سلطنت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

دوسری طرف رومن جرنیل پمپی پانٹس کے بادشاہ مہرداد ششم کی طرف بڑھا مہرداد ششم کے مرکزی شہر پانٹس سے باہر مہرداد ششم اور پمپی کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی اس جنگ میں شروع شروع میں مہرداد ششم کا پلہ بھاری تھا لیکن جنگ طول پکڑتی گئی تو رومن جنگی تربیت اور نظم و ضبط کے سامنے مہرداد ششم کی پیش نہ گئی اور جونہی جنگ مزید طول پکڑنے لگی اسکے لشکر کی صفوں میں ابتری اور بدنظمی پھیلنا شروع ہو گئی تھی جس سے رومن جرنیل پمپی نے خوب فائدہ اٹھایا اور اپنے لشکر کی تنظیم برقرار رکھتے ہوئے اس نے اپنے حملوں میں اور زیادہ تیزی اور بھیانک پن پیدا کر دیا تھا۔

مہرداد ششم نے اپنے لشکر کو سنبھالنے کی بڑی کوشش کی لیکن اب رومنوں کے سامنے اسکے لشکر کی بدنظمی اور افراتفری واضح طور پر دکھائی دینے لگی تھی آخر اس جنگ میں مہرداد ششم کو پمپی کے ہاتھوں بدترین شکست ہوئی اور وہ اپنے بچے کچھے لشکر کے ساتھ اپنے مرکزی شہر پانٹس چلا گیا تھا جبکہ رومن جرنیل پمپی اپنے لشکر کے ساتھ وہیں قیام کر کے حالات کا جائزہ لینے لگا تھا۔

اپنے مرکزی شہر پانٹس واپس آنے کے بعد مہرداد ششم نے بڑے زور و شور سے جنگ کی تیاریاں کرنی شروع کر دی تھیں بہت جلد اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا اور اس لشکر کے ساتھ اس نے ارادہ کیا کہ وہ گمنام راستوں سے ہوتا ہوا اٹلی کی طرف جائے گا اور اٹلی پر ایسا زور دار حملہ کرے گا کہ رومنوں کا خوب قتل عام کرے گا جسے سن کر پمپی کو اسکی سرزمین سے ہر حال میں نکلنا پڑے گا لیکن مہرداد ششم کا ایک بیٹا جس کا نام فارنیشس تھا اس نے مہرداد کے اس مجنونانہ فیصلے کی مخالفت کی جب مہرداد ششم اٹلی پر اپنے حملہ آور ہونے سے باز نہ آیا تو اسکے بیٹے فارنیشس نے اپنے باپ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا لشکر کے اکثر حصے نے میرداد کے بیٹے فارنیشس کا ساتھ دیا دوسری طرف مہرداد کو جب یہ خبر ہوئی کہ اسکے زیادہ تر لشکری اسکے بیٹے فارنیشس کے ساتھ ہیں اور اس طرح وہ اپنے اٹلی پر حملہ کرنے کے ارادے کی تکمیل نہیں کر سکے گا تو اس نے ایک بہت بڑا فیصلہ کیا

اور وہ یہ کہ سب سے پہلے اس نے اپنے خاندان کے ایک ایک فرد کو زہر دے کر ہلاک کر دیا پھر زہر کا پیالہ پی کر اپنے آپ کو بھی اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا اس طرح رومنوں کا ایک طاقتور حریف انکے سامنے سے آپ ہی آپ ٹل گیا تھا مہرداد ششم کی اس طرح موت پر نہ صرف یہ کہ پمپی اور اس کے لشکریوں نے جشن منایا بلکہ جب یہ خبر اٹلی پہنچ گئی تو اٹلی کی سینیٹ نے مہرداد ششم کی موت پر تین روز تک اٹلی میں جشن منانے کا حکم دے دیا تھا۔

جس وقت مہرداد ششم خودکشی کر کے اپنا خاتمہ کر چکا اس وقت اشکانیوں کا بادشاہ اشک یاز دہم آذربائیجان کو اپنی سلطنت میں شامل کرنے کی کارروائیوں سے فارغ ہو چکا تھا لہٰذا وہ اپنے لشکر کے ساتھ بڑی برق رفتاری سے آرمینیا کی طرف بڑھا ٹیگرینس نے یہاں بڑی سیاست سے کام لیا اس نے آگے بڑھ کر پمپی کا مقابلہ کرنے کے بجائے اس کا شاندار استقبال کیا۔ ٹیگرینس کے اس سلوک سے پمپی بے حد خوش ہوا اور ٹیگرینس سے صلح کرنے کے لئے پمپی نے چند شرائط پیش کیں جنہیں ٹیگرینس نے بلا حیل و حجت قبول کر لیا اس طرح پمپی اور ٹیگرینس میں صلح ہو گئی اس وقت تک اشک یاز دہم آذربائیجان کو اپنی سلطنت میں شامل کر چکا تھا اور ایسا کرنے کے بعد اب وہ دوسرے علاقے کارڈوئین کی طرف بڑھا تھا تاکہ اس پر قبضہ کر کے اسے بھی اپنی سلطنت میں شامل کر لے لیکن پمپی نے اسے قاصد بھیج کر اسے ایسا کرنے سے منع کر دیا تھا اور ساتھ میں یہ بھی تنبیہہ کی تھی کہ اگر اشک یاز دہم نے بزور قوت کارڈوئین کے علاقے کو اپنی سلطنت میں شامل کرنے کی کوشش کی تو پمپی اپنے لشکر کے ساتھ اشک یاز دہم پر حملہ آور ہو جائے گا۔

اسکے بعد آرمینیا کے شہنشاہ ٹیگرینس اور رومن جرنیل پمپی کے درمیان اندر ہی اندر کھچڑی پکتی رہی یہاں تک کہ کارڈوئین کا علاقہ پمپی نے آرمینیا کے بادشاہ ٹیگرینس کے حوالے کر دیا رومن جرنیل پمپی نے اشک یاز دہم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ کارڈوئین کا علاقہ اسے واپس کرے گا جب یہ علاقہ ٹیگرینس کو واپس دے دیا گیا تو اشک یاز دہم نے اس پر رومن جرنیل پمپی سے سخت احتجاج کیا رومن جرنیل پمپی نے اس احتجاج کو ناپسند کیا اور جواب میں اس نے اشک یاز دہم کو شہنشاہ ہی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا جس کی وجہ سے ایرانیوں کے دلوں میں رومنوں کے خلاف نفرت پیدا ہو گئی تھی۔

رومن جرنیل پمپی اب اشکانی سلطنت پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرنے لگا تھا لیکن رومن سینیٹ کو بھی پمپی کے ارادوں کی خبر ہو گئی لہٰذا سینیٹ نے فوراً پیغام بھیج کر پمپی کو اشکانی سلطنت پر حملہ آور ہونے سے منع کر دیا

سلطنت پر حملہ کرنے میں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے ناکامی ہو اور اسکی فتوحات پر پانی پھر جائے اسلئے بھی اس نے اشکانیوں پر حملہ کرنے کا خیال ترک کیے ہویا آرمینیا اور اشکانیوں کا جھگڑا ختم کرنے کیلئے پمپی نے کچھ ثالث مقرر کر دیئے اور اپنے لشکر کے ساتھ واپس چلا گیا تھا۔

اٹلی سے پمپی کی غیر موجودگی میں جولیس سیزر بھی حرکت میں آیا اس نے دیکھا کہ وہ ہسپانیہ میں جامد اور بیکار زندگی بسر کر رہا ہے جبکہ اسکا حریف پمپی مشرق میں فتوحات حاصل کر کے نہ صرف یہ کہ ناموری اور شہرت حاصل کر رہا ہے بلکہ وہ اٹلی میں بھی دن بدن ہر دلعزیز ہوتا جا رہا ہے جس وقت پمپی اٹلی کے باہر مشرق کی سمت میں مصروف تھا جولیس سیزر فورا ہسپانیہ سے اٹلی پہنچ گیا یہاں اس نے سینیٹ کے ان ممبران کو جو اسکے حامی تھے شکایت کی کہ اسے ہسپانیہ میں پھینک کر جامد زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا گیا ہے جولیس سیزر کی خوش قسمتی کہ ان دنوں سینیٹ کی ایک سیٹ خالی ہو گئی جس پر وہ انتخاب لڑا اور سینیٹ کا ممبر بن گیا۔

سینیٹ کا ممبر بنتے ہی جولیس سیزر نے اپنی ساری کوششیں اس نقطے پر مرکوز کر دیں کہ اٹلی کا جو اعلیٰ طبقہ تھا اور جو اٹلی کی ساری زمینیں ہتھیائے ہوئے تھا ان سے فالتو زمینیں لے کر نچلے طبقے میں تقسیم کر دی جائیں پہلے اس نے سینیٹ کے بہت سے ممبران کو اندر ہی اندر کام کرتے ہوئے اپنے ساتھ ملایا پھر زمینوں کی تقسیم کا بل سینیٹ کے سامنے پیش کیا سینیٹ نے اس بل کو منظور کر لیا لہٰذا اعلیٰ طبقے سے فالتو زمین لے کر نچلے طبقے میں تقسیم کر دی گئیں جولیس سیزر کے اس کام کی وجہ سے نچلا طبقہ جولیس سیزر سے بے پناہ محبت کرنے لگا اور جو شہرت اور ناموری پمپی نے مشرق میں فتوحات حاصل کر کے کی تھی ایسی ہی شہرت اور ناموری نچلے طبقے میں زمینیں تقسیم کر کے جولیس سیزر نے حاصل کر لی تھی۔

اتنی دیر تک پمپی بھی اپنے لشکر کے ساتھ مشرقی فتوحات سے فارغ ہو کر اٹلی میں داخل ہو چکا تھا اسکی غیر موجودگی میں جولیس سیزر نے سینیٹ میں اپنے حامیوں کی تعداد خوب بڑھا لی تھی اب اٹلی کی صورت حال یہ تھی کہ سولا کی موت کے بعد بیک وقت تین حکمران اس پر حکومت کرنے لگے تھے ایک پمپی دوسرا جولیس سیزر اور تیسرا دولت و مال و متاع کا پرستار کرلیسس

یہ تینوں جرنیل یعنی تینوں اٹلی کے حکمران جب روم میں جمع ہو گئے تو سینیٹ ایک بار پھر حرکت میں آئی اور ان تینوں کے درمیان ذمہ داریوں کو تقسیم کیا گیا پمپی کو ہسپانیہ کا

گورنر بنا کر بھیج دیا گیا جولیس سیزر کے ذمے یہ کام لگایا گیا کہ وہ ایک لشکر لے کر شمال کی طرف روانہ ہو اور وحشی گال قبائل جو گاہے بگاہے اپنی گھاتوں اور کمین گاہوں سے نکل کر رومن سرحدوں پر حملہ آور ہوتے رہے ہیں نہ صرف انکی سرکوبی کرے بلکہ گالوں کو مار بھگائے۔ تیسرے جرنیل کرلیسس کو رومن سینیٹ نے ایشیاء کے اندر اپنے مفتوحہ علاقوں کا گورنر بنا کر روانہ کر دیا تھا۔

سینیٹ کا حکم پا کر پمپی فورا ہسپانیہ روانہ ہو گیا اندر سے وہ بھلے ناخوش تھا اسلئے کہ وہ جانتا تھا کہ ہسپانیہ میں اسے جامد اور ساکت زندگی بسر کرنا پڑے گی اور اپنے لئے اسے کوئی اعلیٰ مقام حاصل کرنے کے مواقع بہت ہی کم ملیں گے تاہم سینیٹ کے حکم کے اتباع کرتے ہوئے اس نے ہسپانیہ میں داخل ہو کر بڑی تیزی سے حالات اپنے حق میں کرنا شروع کر دیئے تھے۔

دوسری طرف جولیس سیزر ایک جرار لشکر لے کر شمال کی طرف بڑھا اپنے لشکر میں اس نے یوناف اور یوسا کو بھی شامل کر لیا تھا اسکی بیوی کورنیلیا بھی اسکے ہمراہ تھی اور رومنوں کا بڑی تیزی سے ابھرتا ہوا جرنیل مارک انتونی جولیس سیزر کے نائب کی حیثیت سے لشکر میں شامل تھا۔

جولیس سیزر اس قدر خونخواری اور دلیری کے ساتھ وحشی گال قبائل کے خلاف حرکت میں آیا کہ پے در پے گال قبائل کے لشکروں کو شکستیں دیں جب اس نے دیکھا کہ گال پوری طرح اسکے سامنے مطیع اور مفتوح ہو گئے ہیں تو اس نے گال قبائل کے ساتھ بڑا اچھا سلوک کرنا شروع کر دیا۔

وحشی گال جولیس سیزر کے ساتھ بڑے مانوس ہو کر اس سے محبت کرنے لگے اور اسے اپنے اندر اپنے جرنیل کی حیثیت سے پسند کرنے لگے تھے۔

اسی دوران وحشی گال قبائل کے اندر ایک انقلاب اور تبدیلی رونما ہونا شروع ہو گئی تھی وہ اس طرح کہ جب جولیس سیزر گال قبائل کے اندر شہرت اور ہر دلعزیزی حاصل کرنے لگا تو اسکی یہ مقبولیت ایک گال سردار ورنج ٹورکس کو ہرگز پسند نہ آئی اس نے اندر ہی اندر کام کرتے ہوئے لوگوں کو جولیس سیزر کے خلاف بھڑکاتے ہوئے اپنے ساتھ ملانا شروع کیا اس طرح اس نے جولیس سیزر کے خلاف حرکت میں آنے کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا تھا اس دوران تک جولیس سیزر نے مزید مقبولیت حاصل کر لی تھی۔

وہ اس طرح کہ اپنے لشکر میں اس نے بہترین گال جنگجوؤں کو شامل کرنے کے بعد اٹلی کی حدود سے نکل کر پہلے فرانس پر حملہ کیا پھر فرانس کو فتح کرنے کے بعد یہ سوئزر لینڈ کی

زمین میں داخل ہوا اسے بھی اس نے مطیع اور فرمانبردار کیا پھر وہ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ سمندر پار کر کے انگلستان میں داخل ہوا اور انگلستان کی اس وقت کی حکومت کو بھی اس نے اپنے سامنے زیر اور تمکین کر لیا تھا اس طرح یہ ساری کارروائیاں کر کے جولیس سیزر نے بے پناہ مقبولیت حاصل کر لی تھی یہ سب کچھ کرنے کے بعد اسے جب یہ خبر ملی کہ ایک گال سردار ور سنج ٹورکس بغاوت پر آمادہ ہے اور اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا ہے تو وہ انگلستان سے نکل کر بڑی تیزی سے اس گال سردار کی سرکوبی کیلئے بڑھا۔

کھلے میدانوں میں جولیس سیزر اور باغی گال سردار ور سنج ٹورکس کے درمیان بڑی ہولناک جنگ ہوئی جس میں جولیس سیزر کو فتح نصیب ہوئی اور باغی گال اپنی جانیں بچانے کیلئے اپنے سردار کی سرکردگی میں بھاگ کھڑے اس باغی سردار ور سنج ٹورکس نے جولیس کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد پیرس کے جنوب مشرق میں الیسیا نام کے ایک قلعے میں پناہ لے لی تھی لیکن جولیس سیزر بھی اسکے پیچھے پیچھے اس کا تعاقب کرتے ہوئے وہاں پہنچ گیا اور الیسیا کے قلعے پر حملہ کر دیا ناچار باغی گال سردار کو باہر آ کر مقابلہ کرنا پڑا جس میں اس نے شکست کھائی اور جولیس سیزر نے اس باغی گال سردار کا سر کاٹ کر رکھ دیا تھا جس قدر باغی اسکے ساتھ تھے ان سب کا بھی اس نے خاتمہ کر دیا اس طرح گال قبائل کے اندر رونما ہونے والی بغاوت کو فرو کر کے جولیس سیزر نے اپنے لئے میدان صاف اور ہموار کر لیا تھا۔

تیسری طرف رومنوں کا تیسرا جرنیل کرلیسس بحری بیڑے میں ایک بہت بڑا لشکر لے کر ایشیا کی طرف روانہ ہوا تھا اسے چونکہ شام کا گورنر بنایا گیا تھا لہٰذا یہ بے حد خوش تھا چونکہ یہ دولت حاصل کرنے کا بڑا شوقین تھا اور اسے امید تھی کہ یہ اپنے اطراف میں حملہ آور ہوتے ہوئے ایشیا کی ساری دولت اپنے قبضے میں ڈھیر کر لے گا جہاں مہرداد ششم نے خودکشی کر کے رومنوں کیلئے بڑی آسانیاں پیدا کر دی تھیں وہاں اشکانی سلطنت کے اندر بھی ایک انقلاب اور تبدیلی رونما ہو چکی تھی۔

اور وہ اس طرح اشک باز دہم کو اسکے بیٹے مہرداد سوئم نے زہر دے کر ہلاک کر دیا اور زہر دینے کی کوئی وجہ نہیں بتائی یہ پہلا اشکانی بادشاہ ہے جو خود اپنے بیٹے کے ہاتھوں مارا گیا اس وحشیانہ کام کے بعد اشکانی خاندانوں میں زہر خورانی اور پدر کشی کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔

مہرداد سوئم اپنے باپ کا خاتمہ کرنے کے بعد اشک دواز دہم کے لقب سے اشکانی سلطنت کے تاج و تخت کا وارث بنا یہ اشک حکومت سنبھالنے کے ساتھ ہی آرمینیا پر حملہ

کرنے کی تیاری میں مصروف ہو گیا وہ چاہتا تھا کہ آذربائیجان کا علاقہ جو آرمینیا کے سابق حکمران نے اپنی مملکت میں شامل کر لیا تھا واپس لے اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے یہ ایک جرار لشکر لے کر آرمینیا کی طرف روانہ ہوا ایک خوفناک جنگ کے بعد اس نے کردستان کو مسخر کر لیا اور اسے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔

لیکن اس اشک دواز دہم کی بدقسمتی جب یہ آرمینیا پر حملہ آور ہونے کیلئے اپنے مرکزی شہر سے دور ہوا تو اسکی غیر موجودگی میں اس کا بھائی ارد حرکت میں آیا امرائے سلطنت کو اس نے اپنا ہمنوا بنا کر اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں خود تخت نشین ہو گیا اشک دواز دہم کو جب اپنے بھائی کی اس بدعہدی کی خبر ملی تو وہ نہایت برق رفتاری سے لشکر لئے اپنے مرکزی شہر کی طرف روانہ ہوا شہر کے باہر دونوں بھائیوں میں ایک خوفناک جنگ ہوئی چھوٹا بھائی ارد مقابلے کی تاب نہ لا کر بھاگ گیا مہرداد سوئم یعنی اشک دواز دہم نے دوبارہ اشکانی سلطنت کی باگ ڈور سنبھالی اور ان لوگوں کو چن چن کر موت کے گھاٹ اتارا جو اسکے بھائی ارد کی تخت نشینی کے منصوبے میں شامل تھے اس پر بھی بس نہ کی بلکہ اپنی ہیبت اور قوت دکھانے کے لئے اکثر لوگوں کو نشانہ ستم بنایا جس سے اہلیان سلطنت اور عوام سخت برگشتہ خاطر ہوئے آخرکار اسے تخت و تاج سے دستبردار ہونے پر مجبور کر دیا اور اشکانی سلطنت کی باگ دوڑ اسکے بھائی ارد کو سونپ دی گئی لیکن اتنا ضرور ہوا کہ مہرداد کو پارس اور ارد کی حکومت سونپ دی گئی تھی۔

لیکن مہرداد سوئم اس سے مطمئن نہ ہوا آخر اس نے اپنے بھائی کے خلاف علم بغاوت بلند کیا لیکن اسکے بھائی ارد نے فوج کشی کر کے اسے شکست دی مہرداد سوئم بھاگ کر شام پہنچا اور وہاں کے رومنوں کے عارضی حکمران گیبی نیوس کے ہاں پناہ لی اور مدد کی درخواست کی۔

گیبی نیلوس اسکو مدد دینے پر آمادہ ہو گیا لیکن سوئے اتفاق کہ مصر کا حکمران بطلیموس سیزدہم بھی ان ہی دنوں گیبی نیوس کے پاس آیا اسے بھی امراء نے تاج و تخت سے محروم کر دیا تھا اس نے بھی گیبی نیوس سے مدد حاصل کرنی چاہی اور اس مدد کے عوض اس بطلیموس سیزدہم نے گبی نیوس کو پچیس لاکھ پونڈ کی رقم کی پیش کش کی۔

یہ قیمتی پیش کش ایسی نہ تھی کہ اسے گیبی نیوس قبول نہ کرتا آخر مہرداد سوئم کو اسکے حال پر چھوڑ کر گیبی نیوس اپنے لشکر کے ساتھ بطلیموس سیزدہم کی مدد کرنے کے لئے مصر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ مہرداد سوئم کسمپرسی کے عالم میں بابل کے قریب عرب قبائل کی پناہ میں آ گیا عربوں سے مدد حاصل کر کے اس نے بابل اور سلیوکیہ کو فتح کر لیا اور بابل میں

اقامت اختیار کر لی۔ دوسری طرف اسکے چھوٹے بھائی ارد کو جو اب اشکانیوں کا شہنشاہ تھا خبر ملی کہ اسکے بھائی نے بابل اور سلیوکیہ پر قبضہ کر لیا ہے تو اس نے اپنے سپہ سالار سورنا کو ایک بہت بڑا لشکر دے کر اپنے بھائی کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا مہرداد نے اپنے بھائی کے اس سپہ سالار سے مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی زندہ گرفتار کر لیا گیا اور بعد میں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا یوں مہرداد سوئم کا خاتمہ ہوا۔

مہرداد سوئم کے مارے جانے کے بعد اسکا بھائی باقاعدہ طور پر اشک سیزدہم کے لقب سے اشکانیوں کا بادشاہ بنا۔ ارد وہ پہلا ایرانی بادشاہ ہے جس کے عہد حکومت میں ایران رومنوں کے ساتھ کھلم کھلا جنگ کرنے پر آمادہ ہوا جنکے حالات اگلے صفحات میں پیش کئے جا رہے ہیں۔

یہ تھے وہ حالات جن میں رومنوں کا تیسرا جرنیل کرلیسس اپنے لشکر کے ساتھ ایشیا میں داخل ہوا کرلیسس دولت جمع کرنے کا بڑا شیدائی تھا اور دولت کے بل بوتے پر اس نے اٹلی میں موجودہ مقام حاصل کیا تھا بظاہر یہ کرلیسس پمپی اور جولیس سیزر سے بہترین تعلقات رکھتا تھا لیکن اندر ہی اندر اپنی دولت خرچ کر کے یہ اٹلی کا واحد اور ہردلعزیز حکمران بننے کی کوشش میں مصروف تھا۔

گو روم سے روانہ ہوتے وقت کرلیسس کو رومن سینیٹ نے بڑی سختی کے ساتھ یہ ہدایات جاری کی تھیں کہ وہ اشکانی سلطنت پر حملہ آور نہیں ہو گا لیکن اس کا ارادہ اشکانی سلطنت کو فتح کرنے کا تھا وہ چاہتا تھا کہ ایران قدیم کے خزانے سمیٹے چنانچہ وہ فخریہ انداز میں کہتا تھا کہ دنیا دیکھے گی کہ جولیس سیزر اور پمپی کی فتوحات میری فتوحات کے سامنے بازیچہ اطفال ہوں گی وہ اکثر اپنے دوستوں سے کہا کرتا تھا کہ میں اشکانیوں کے علاوہ بلخ اور ہندوستان پر بھی لشکر کشی کروں گا اور بحر و بر پر میری حکمرانی ہو گی۔

کرلیسس جب شام کی حکومت سنبھالنے کیلئے روم سے روانہ ہوا تو بحری سفر کیلئے موسم موافق نہ تھا چنانچہ رومن بحری بیڑے کے کئی جہاز طوفان کی نذر ہو گئے بہرحال وہ مقدونیہ اور تھریس سے ہوتا ہوا ایشیائے کوچک پہنچ گیا سورنیا شہر پہنچ کر اس نے دریائے فرات کا رخ کیا اور ساحلی علاقوں کے ایرانی حاکم کو نیشودوتی کے مقام پر بدترین شکست دی اس جنگ میں کرلیسس کو بے شمار مال و دولت ہاتھ لگا۔

ایشیا میں پہنچتے ہی کرلیسس نے اشکانی سلطنت پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں شروع کر دی تھیں دراصل اسے کسی نے بتا دیا تھا کہ اشکانی سلطنت کے خزانوں میں قدیم ایران کے خزانے پڑے ہوئے ہیں جو بڑے قیمتی اور بڑے نایاب ہیں اشکانی سلطنت پر حملہ آور

ہونے کیلئے کرلیسس نے آرمینیا کے حکمران ارتا واسد کی طرف قاصد بھجوائے کہ وہ اشکانی سلطنت پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ جو ماضی میں آرمینیا کے بدترین دشمن رہے ہیں لہٰذا وہ اپنے لشکر کے ساتھ اسکے ساتھ آ ملے جواب میں آرمینیا کے حکمران ارتا واسد نے سولہ ہزار سواروں اور ہزاروں پیادہ جوانوں پر مشتمل ایک لشکر کرسس کو مہیا کیا ساتھ ہی اس نے کرلیسس سے یہ بھی التجا کی کہ وہ آرمینیا کے راستے اشکانی سلطنت کی طرف پیش قدمی کرے کیونکہ آرمینیا کے پہاڑی راستے رومنوں کیلئے موزوں ہونگے جبکہ اشکانیوں کیلئے یہ انتہائی ناموافق ہوں گے اس طرح رومنوں کو اشکانیوں کے خلاف جنگ میں فتوحات حاصل ہوں گی۔

لیکن کرلیسس نے بین النہرین کا راستہ اختیار کیا جس سے وہ مانوس تھا دوسری طرف اشکانیوں کے حکمران ارد اول کو یقین تھا کہ کرلیسس ضرور ان پر حملہ آور ہو گا اسے یہ بھی خبر تھی کہ رومن جرنیل کرلیسس دولت جمع کرنے کا بے حد شوقین ہے ان حالات میں ارد اول نے کرلیسس کی طرف اپنا ایک سفیر یہ پیغام دے کر روانہ کیا کہ اگر وہ حملے کا ارادہ رکھتا ہے تو ہم اس کا مقابلہ کرنے کو پوری طرح تیار ہیں اور اگر وہ اپنے اختلافات دور کرنا چاہتا ہے تو ہم اتنی مروت کرنے کو آمادہ ہے کہ جو رومی اس مملکت میں اسیر ہیں انہیں ہم رہا کر دیں گے۔

کرلیسس نے اس کا جواب نہایت نخوت سے دیا اور کہلا بھیجا کہ ہمارا اور تمہارا مقابلہ سلیوکیہ میں ہو گا تو تمہیں ہمارے ارادوں کا خود ہی علم ہو جائے گا یہ جواب سن کر اشکانیوں کے معمر سفیر نے اپنا ہاتھ پھیلا کر آگے کیا اور کہا اگر اس ہتھیلی پر بال اگ سکتے ہیں تم بھی سلیوکیہ پر قبضہ کر سکتے ہو ورنہ نہیں یہ کہہ کر اشکانی کا سفیر واپس چلا گیا تھا۔

اشکانی سفیر کے واپس آنے کے بعد کرلیسس حرکت میں آیا اور اپنی مہم کا آغاز کیا کرلیسس بیاسی ہزار فوج لے کر جس میں چالیس ہزار سوار موجود تھے دریائے فرات کو عبور کیا اس کا اصل منصوبہ یہ تھا کہ فرات کے بائیں کنارے پر چلتا ہوا وہ راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کو روندتا عبور کرتا ہوا سلیوکیہ شہر پہنچ جائے گا شہر کا محاصرہ کر لے گا اور جب تک اشکانیوں کا شہنشاہ ارد اول سلیوکیہ کو بچانے کیلئے پہنچتا ہے اس وقت تک سلیوکیہ کو فتح کر کے اس پر قابض ہو چکا ہو گا۔

دریائے فرات کے کنارے کنارے سلیوکیہ جانے کیلئے راستہ میں ایک عرب شیخ کا علاقہ پڑتا تھا یہ خودمختار تھا کسی کے ماتحت نہ تھا نہ یہ اشکانی سلطنت کے تحت تھا نہ ہی یہ آرمینیا کے ماتحت تھا بلکہ آزاد حکمران کی حیثیت سے اپنے علاقے میں حکومت کرتا تھا۔

تاہم اس عرب شیخ کے اشکانی حکومت کے ساتھ بڑے اچھے تعلقات تھے جب رومن جرنیل کرلیسس اس عرب شیخ کے علاقے میں داخل ہوا تو اس عرب شیخ نے اپنے آپ کو رومنوں کا ہمدرد ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ ایرانی لشکر مشرق کی سمت بھاگا جا رہا ہے مناسب یہ ہو گا کہ چھوٹے سے چھوٹا راستہ اختیار کر کے ایرانی لشکر کا تعاقب کیا جائے اور اگر رومن ایسا کرتے ہیں تو وہ ضرور ایرانیوں کے خلاف کامیابی حاصل کر لیں گے یوں اس عرب شیخ نے اشکانی سلطنت کے حق میں رومن لشکر کو بہکا کر ذلیل و خوار ہونے پر مجبور کیا تھا۔

کرلیسس کے مشیروں اور چھوٹے جرنیلوں نے کرلیسس کو مشورہ دیا کہ عرب شیخ کی ہدایت پر عمل کرنا مناسب نہیں ہے اور ہمیں اپنا راستہ کسی بھی صورت چھوڑنا نہیں چاہئے لیکن کرلیسس پر اپنے ان جرنیلوں اور مشیروں کے مشورے کا کوئی اثر نہ ہوا کرلیسس دراصل چاہتا تھا کہ جلد از جلد بھاگتی ہوئی ایرانی فوج پر حملہ کر کے ان کے مال و متاع کو لوٹ لے اسلئے اس نے دریائے فرات کو عبور کر لیا وہی راستہ اختیار کیا جس کی نشان دہی عرب شیخ نے کی تھی۔

جس وقت رومن جرنیل دریائے فرات کو عبور کرنے کے بعد عرب شیخ کے بہکاوے پر صحراؤں کے اندر دھکے کھا رہا تھا اس وقت اشکانی شہنشاہ ارد اول عجیب طرح سے حرکت میں آیا اس نے رومن جرنیل کرلیسس اور اسکے لشکر کو یکسر فراموش کر دیا اور یہ بڑی برق رفتاری سے اپنا لشکر لے کر آرمینیا کی طرف بڑھا آرمینیا کے حکمران ارتا واسد نے چونکہ رومن جرنیل کرلیسس کی مدد کی تھی اور ایک لشکر بھی مہیا کیا تھا لہٰذا سب سے پہلے ارد اول نے آرمینیا کے حکمران ارتا واسد ہی کو سبق سکھانے کا فیصلہ کیا تھا۔

ایسا کرنے سے ارد اول کا مقصد یہ تھا کہ ارتا واسد کو کرلیسس کی حمایت سے باز رکھا جائے ارد اول جب آرمینیا پر حملہ آور ہوا تو ارتا واسد نے پہلے تو اپنا دفاع کیا آرمینیا اور اشکانی سلطنت کے درمیان ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں اشکانیوں کا بادشاہ ارد اول کامیاب اور غالب رہا۔ آرمینیا کے بادشاہ ارتا واسد نے وعدہ کیا کہ وہ اپنے لشکر کو واپس بلا لے گا جو اس نے کرلیسس کی حمایت میں رومنوں کے ساتھ کیا ہے۔ اسکے علاوہ ارتا واسد نے اپنی حسین و جمیل بیٹی اشکانی بادشاہ ارد اول کے بیٹے سے منسوب کر دی جس سے معاہدہ اور بھی استوار ہو گیا اس مصالحت کے بعد ارد اول نے اپنے جرنیل سورنیا کو ایک بہترین لشکر مہیا کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ دریائے فرات کو عبور کرنے کے بعد لق و دق صحراء میں رومن جرنیل کرلیسس کا تعاقب کرے۔

یہ اشکانی جرنیل سورینا اپنی شہرت و دولت عزت اور حسب و نسب کے لحاظ سے

دوسرے درجے کا امیر سمجھا جاتا تھا قد و قامت اور شجاعت میں بھی اشکانیوں میں اسکا کوئی ثانی نہیں تھا بادشاہ کی تاج پوشی کے موقع پر یہی اسے پٹی بندھواتا تھا یہ منصب اسے ورثہ میں ملا تھا وہ جب سفر کرتا اسکا ذاتی ساز و سامان ایک ہزار اونٹوں پر لادا جاتا تھا دو سو گھوڑا گاڑیاں اسکے حرم کیلئے مہیا کی جاتی تھیں اسی نے اشکانیوں کیلئے سلیوکیہ شہر کو فتح کیا تھا اب وہ اپنے لشکر کے ساتھ رومن جرنیل کرلیسس کے پیچھے لگ گیا تھا۔

کرلیسس دریائے فرات کو عبور کر کے بڑی تیزی سے دریائے بلیک کے کنارے آ پہنچا جو جاران سے تین میل کے فاصلے پر تھا دریا کو عبور کیا تو سامنے ایک لق و دق میدان نظر آیا جہاں حد نظر تک ریت ہی ریت تھی سبزہ اور درخت کہیں نام کو نہ تھے رومن لشکر بھوک پیاس سے لاچار تھا یہاں پہنچ کر ایک دوسری ہی مصیبت کا رومنوں کو سامنا کرنا پڑا وہ اس طرح کہ یہاں پر آرمینیا کے حکمران ارتا واسد کے قاصد پہنچے ارتا واسد نے نہ صرف یہ کہ اس لشکر کو واپس منگا لیا جو اس نے رومن جرنیل کرلیسس کی حمایت کیلئے بھیجا تھا بلکہ کرلیسس کو یہ بھی کہلا بھیجا کہ اشکانی شہنشاہ کے حملے کی وجہ سے وہ رومنوں کو کسی قسم کی رسد اور کمک نہیں بھیج سکتا۔

اس وقت تک عرب شیخ نے اشکانیوں کے جرنیل سورینا کو اطلاع کر دی تھی کہ رومن جرنیل کرلیسس دریائے فرات کو پار کر کے صحراء میں داخل ہو گیا ہے لہٰذا اشکانی جرنیل سورنیا بھی اپنے لشکر کے ساتھ دریائے فرات کو پار کر کے صحراء میں رومنوں کے پیچھے لگ گیا تھا اس دوران تک رومنوں کو بھی خبر ملی کہ اشکانی فوجیں حرکت میں آ گئی ہیں اور حملہ کرنے والی ہیں کرلیسس کا لشکر اچانک حملے کی خبر سے دہشت زدہ ہو گیا تھا بہرحال کرلیسس کے حکم پر رومن لشکر نے اپنی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں ادھر اشکانیوں نے یہ تاثر دیا کہ وہ واپسی اختیار کرنے کیلئے حرکت میں آئے ہیں چنانچہ وہ گروہ در گروہ مختلف سمتوں سے پیچھے کو ہٹے اس طرح ہٹتے ہٹتے انہوں نے رومن لشکر کے ارد گرد گھیر ڈال دیا تھا اور رومنوں پر آہنی تیر برسانے لگے تھے جواب میں رومنوں نے بھی مدافعت کی لیکن ان کی کوئی بھی کوشش کارگر ثابت نہ ہوئی۔

ان ہی دنوں رومن جرنیل کرلیسس کو ایک تسلی اور ڈھارس ملی وہ اس طرح کہ اس کا بیٹا جس کا نام پوبلیس تھا وہ اٹلی سے ایک ایسا لشکر لے کر اپنے باپ کی مدد کو پہنچ گیا جس میں زیادہ تر وحشی گال شامل تھے اپنے بیٹے کی آمد سے کرلیسس بڑا خوش ہوا اس نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ پیشتر اسکے کہ ساری فوج محصور ہو جائے دشمن کا حملہ روکنے کی کوشش کی جائے پوبلیس تیرہ ہزار سواروں اور پیادہ فوج کے دستے لے کر آگے بڑھا اشکانی

جب پیچھے ہٹے تو پوبلیس یہ سمجھا کہ دشمن جم کر لڑنا نہیں چاہتا اور پسپا ہونا شروع ہو گیا ہے لہٰذا اس نے ان کا تعاقب کیا۔

سورنیا کے سوار دفعتاً پیچھے کو مڑے اور پوبلیس کے فوجی دستے پر ٹوٹ پڑے گال نوجوان بڑی بہادری سے لڑے لیکن یہ لڑائی برابر کی نہ تھی اس میں پوبلیس کی ساری فوج تباہ ہو گئی پوبلیس خود بھی لڑتا لڑتا مارا گیا اشکانیوں نے اس کا سر کاٹ کر ایک نیزے پر بلند کیا اور ظفرمندی کے نقاروں کی صدائیں گونجنے لگیں جس سے رومنوں کی دہشت میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔

کولیسس نے اپنے باقی لشکر کے ساتھ اشکانیوں پر حملہ آور ہونے کا فیصلہ کیا ہی تھا کہ اپنے بیٹے کا کٹا ہوا سر دشمن کے نیزے پر نظر آیا اب اشکانیوں کی بھاری اسلحہ والی فوج بھی حرکت میں آ چکی تھی کولیسس نے ہمت نہیں ہاری اور لشکر کی صفوں سے آگے بڑھ کر ساتھیوں کو خطاب کر کے وہ کہنے لگا۔

"اے اہل روما اس شکست کا ذمہ دار میں ہوں تم جب تک زندہ رہو گے تمہارے نام کی وجہ سے روما کا پر افتخار نام ہمیشہ زندہ رہے گا کوئی تم پر غلبہ نہ پا سکے گا میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک بدبخت باپ کے صدمے سے تمہاری آنکھیں نمناک ہیں تم میری مصیبت میں شریک ہونا چاہو تو جوش سے آگے بڑھو اور دشمن کی دہشتناک خوشیوں کو ان سے چھین لو میری بدبختی سے تمہیں ملول نہ ہونا چاہیے اگر کوئی شخص کسی عظیم مقصد کو حاصل کرنا چاہئے تو اسے ناموافق صورتحال کو بھی برداشت کرنا چاہیے قوموں کو اپنے قومی ناموس کو بچانے کیلئے ایسی قربانیاں دینا ہی پڑتی ہیں رومنوں کو جو عظمت اب حاصل ہے وہ مال کی اقبال مندی کی وجہ سے نہیں بلکہ اس شجاعت اور دلیری کی وجہ سے جسے ہم نے ہر بدبختی کے موقع پر بھی نہ چھوڑا تھا لہٰذا میرا تم سے یہی مشورہ ہے کہ آگے بڑھو اور اپنی پوری ہمت اور جرات سے ان ایرانیوں پر ٹوٹ پڑو"۔

آخر رومن نعرۂ جنگ بلند کرتے ہوئے حملہ آور ہونا شروع ہو گئے اشکانیوں کے ہلکے اسلحہ والے سوار رومن لشکر کے پہلوؤں پر ٹوٹ پڑے اور تیروں کی بارش کرنے لگے سوار نیزوں سے پے بہ پے حملے کر کے رومنوں کو مجبور کر رہے تھے کہ وہ سب ایک جگہ جمع ہونے پر مجبور ہو جائیں رومن بھی دشمنوں کی فوجوں پر ٹوٹ پڑے اسلئے نہیں کہ اشکانیوں کو ہلاک کریں بلکہ اسلئے کہ اپنے جرنیل کولیسس کے حکم کا اتباع کرتے ہوئے اپنے جسموں پر گہرے زخم کھا کر اپنے جرنیل کے سامنے جاں نثاری کا اظہار کریں۔

اتنے میں سورج غروب ہوا اور شام کی تاریکی بڑھنے لگی اور فوجیں میدان جنگ چھوڑ

کر لشکر گاہوں کی طرف روانہ ہوئیں یہ رات کولیسس اور اسکے سپاہیوں کیلئے قیامت کی رات تھی وہ یہ سوچنے لگے تھے کہ رات کی تاریکی میں کہیں منتشر ہو جائیں یا صبح محشر کا انتظار کریں آخر کولیسس کے دو نائبوں نے مشورے کیلئے مجلس بلائی اور یہ مشورہ کیا کہ رات کو سفر کر کے کسی محفوظ مقام پر پہنچ جانا چاہئے انکے فیصلے پر کولیسس نے بھی سر تسلیم خم کر دیا اور زخمیوں کو وہیں میدان جنگ میں چھوڑ کر آدھی رات کو کولیسس اپنے لشکر کے ساتھ حران شہر پہنچ گیا۔

رومن اشکانیوں کی وجہ سے کچھ ایسے دہشت زدہ تھے کہ بجائے اسکے کہ وہ حران کے مضبوط قلعے میں ٹھہر کر کچھ دیر ستا لیتے بلکہ انہوں نے حران میں بھی قیام نہ کیا کچھ مقامی رہنماؤں کی راہنمائی میں آگے بڑھنے اور راہنما کی غلطی سے وہ ایک پہاڑی نشیب میں پہنچ گئے جہاں تھوڑی ہی دیر بعد اشکانی لشکر کے ہراول دستوں نے انہیں آن گھیرا لیکن رومنوں نے جوابی حملہ کر کے اشکانی لشکر کے ان ہراول دستوں کو نہ صرف یہ کہ شکست دی بلکہ انہیں وہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔

رومن جرنیل کولیسس اب اپنے لشکر کے ساتھ ایک نشیبی علاقے میں تھا وہ وہاں سے ہلنا بھی نہیں چاہتا تھا اسلئے کہ اسے خطرہ تھا کہ اگر اس نے پیش قدمی شروع کی تو اشکانی حملہ آور ہو کر اسے تباہ و برباد کر دیں گے لیکن وہ اس نشیبی علاقے میں بھی اپنے لئے خطرات محسوس کر رہا تھا وہ یہ سوچ رہا تھا کہ اگر اشکانیوں نے چاروں طرف سے اس نشیبی علاقے پر حملہ کر دیا تو ایک ایک رومن کو وہ چن چن کر موت کے گھاٹ اتار دیں گے اس صورتحال سے اشکانی جرنیل سورینا نے بھی پورا پورا فائدہ اٹھانے کا ارادہ کر لیا تھا۔

سورنیا نے یہاں اپنی کامیابی کیلئے مصالحت کی تجویز پیش کی اور کولیسس کو اشکانی لشکر گاہ میں آنے کی دعوت دی تاکہ دونوں جرنیل مل بیٹھ کر صلح کا کوئی راستہ اختیار کر لیں۔

کولیسس کو دشمن کی بات پر بھروسہ تو نہ تھا لیکن چونکہ اسکے لشکر کی حالت انتہائی ابتر تھی اور پھر وہ اس نشیبی علاقے میں زیادہ عرصے تک اپنے لشکر کے ساتھ قیام بھی نہیں کر سکتا تھا اسلئے کہ وہاں خوراک اور پینے کا پانی مہیا ہونے کا خاطر خواہ انتظام بھی نہیں تھا دوسرے یہ کہ رومن سپاہیوں نے یہ فیصلہ کیا کہ مصالحت کی پیش کش کو قبول کر لینا چاہئے آخر کولیسس بھی بادل ناخواستہ رضامند ہو گیا اور اشکانی لشکر میں جا کر اشکانیوں کے جرنیل سورنیا سے صلح سے متعلق گفتگو کرنے پر وہ آمادہ ہو گیا تھا۔

جو ایرانی رومن جرنیل کولیسس کو اپنے لشکر میں لے جانے کیلئے آئے انہوں نے راستے ہی میں کولیسس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اپنے جرنیل کے قتل ہونے پر

رومن لشکر منتشر ہو گیا اس صورت حال سے اشکانی جرنیل سورنیا نے پورا پورا فائدہ اٹھایا وہ بڑی شدت سے رومنوں پر حملہ آور ہوا تقریباً بیس ہزار رومنوں کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا باقی کے بیس ہزار دریائے فرات کے کنارے کنارے بھاگنے کے بعد واپس اٹلی کی طرف چلے گئے تھے۔

رومن جرنیل کریسس کے ساتھ اشکانی جرنیل سورنیا کی اس فتح سے بین النہرین سے دریائے فرات کا سارا علاقہ رومنوں سے چھن کر اشکانیوں کے تصرف میں آگیا تھا اور آرمینیا سے بھی کچھ عرصہ کیلئے رومن اثر و نفوذ ختم ہو گیا تھا مشرقی ممالک اس فتح سے بہت متاثر ہوئے یہاں تک کہ یہودی جو کریسس کی ہوس زر کی وجہ سے رومنوں سے متنفر تھے رومنوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اب صورتحال ایسی تھی کہ اشکانی آگے بڑھتے تو تمام ایشیائے کوچک کے علاوہ وہ رومنوں کے علاقوں یعنی فریگیا اور کیلیکیا پر بھی قابض ہو سکتے تھے لیکن فتح کا یہ قدرتی نتیجہ حاصل نہ ہو سکا اسلئے کہ اشکانی بادشاہ ارد اول ایک بہترین فاتح کا سا جذبہ اور عزم نہ رکھتا تھا۔

سورنیا کی اس فتح نے اشکانی سلطنت کا سر اونچا کیا تھا اور فاتح حران کو قومی اعزاز اور احترام کا مستحق قرار دیا جانا چاہیے تھا اس فتح سے اشکانی جرنیل سورنیا کی ہر دلعزیزی میں بے پناہ اضافہ ہوا تھا اشکانی بادشاہ ارد اول کو چاہیے تھا کہ سورنیا کی خوب عزت افزائی کرتا لیکن برعکس اسکے ارد اول کو سورنیا سے حسد پیدا ہو گیا اور اس سے خوفزدہ بھی ہوا اسے خدشہ تھا کہ اگر سورنیا زیادہ ہی مقبول ہو گیا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اسے تاج و تخت سے ہی محروم کر دے لہٰذا اندر ہی اندر اشکانی بادشاہ ارد اول سورنیا کے خلاف حرکت میں آیا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا اسے کس طرح مارا گیا اسکے متعلق تاریخوں میں کوئی خاص ذکر نہیں ملتا تاہم یہ اشارہ ملتا ہے کہ اسے گرفتار کر لیا گیا اسے کسی وقت سونے نہیں دیا جاتا تھا اور اسکی یہی بے خوابی موت کا سبب بن گئی تھی۔

دوسری طرف رومنوں کے جرنیل پمپی اور جولیس سیزر کے درمیان اندر ہی اندر ایک سرد اور طویل جنگ کی ابتداء ہو چکی تھی وہ اس طرح کہ جب پمپی کو یہ خبریں پہنچیں کہ اسکے حریف اور واحد دشمن جولیس سیزر نے شمال میں گالوں کے خلاف بے پناہ کامیابیاں حاصل کی ہیں اور یہ کہ وہ گالوں کے خلاف یلغار کرتا ہوا نہ صرف فرانس اور سوئٹزر لینڈ میں داخل ہوا بلکہ آگے بڑھ کر انگلستان کے حکمرانوں کو بھی اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا ہے جولیس سیزر کی ان فتوحات نے اسے اٹلی میں بے حد ہر دلعزیز اور صاحب عزت و تکریم جرنیل بنا کر رکھ دیا تھا یہ ساری خبریں جب پمپی کو پہنچیں تو وہ فکر مند ہوا اس نے [illegible]

اگر جولیس سیزر نے شمال میں اسی طرح اپنی فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا تو ایک روز ایسا آئے گا کہ لوگ اسے پمپی پر ترجیح دینا شروع کر دیں گے اور آخرکار اسے اٹلی کا حکمران تسلیم کر لیں گے۔

ان خیالات نے پمپی کو چوکنا کر کے رکھ دیا تھا وہ جانتا تھا کہ جب تک وہ اسپین میں ہے اسکی زندگی جامد رہے گی اور یہ کہ دن بدن اسکی شہرت میں کمی ہو گی۔ لہٰذا اس نے ایک دوسرا طریقہ اختیار کیا اور وہ یہ کہ اسپین سے اس نے بے شمار دولت جمع کی اور اپنے لشکر کا ایک حصہ اس نے ساتھ لیا اور کسی کو بتائے اور خبر کئے بغیر وہ اسپین سے اٹلی میں داخل ہوا اسپین سے پمپی جو دولت کے انبار ساتھ لے کر آیا تھا اسے اٹلی میں استعمال کرتے ہوئے اس نے لوگوں کی نظروں میں ہر دلعزیز بننے کی کوششیں شروع کر دی تھیں سب سے پہلے اس نے جو کام کیا وہ یہ کہ اس نے زمین کا ایک بہت بڑا قطعہ خریدا اور اسکے اندر ایک تھیٹر تعمیر کیا یہ تھیٹر کوہستانی سلسلوں سے بھاری بھاری پتھر منگوا کر تعمیر کیا گیا اور اس جیسا بڑا خوشنما اور خوبصورت تھیٹر اس سے پہلے روم میں موجود نہیں تھا۔

یہ تھیٹر اس قدر بڑا تھا کہ بیک وقت اس میں چالیس ہزار تماشائی بیٹھ کر لطف اندوز ہو سکتے تھے اس تھیٹر کا افتتاح بڑی شایان شان طریقے سے کیا گیا روم کی سینیٹ کے ممبران کو طلب کیا گیا تھا جنھوں نے اس تھیٹر کی افتتاحی تقریب میں حصہ لیا اس تھیٹر میں ایکٹروں کے طنز و مزاح اور کھیلوں کے علاوہ پمپی نے لوگوں کو خوش کرنے کیلئے ایک اور خطرناک کھیل کی بھی ابتداء کی اور وہ اس طرح کہ اس نے افریقہ کے جنگلوں سے بے شمار گینڈے ہاتھی شیر ببر اور دوسرے درندے منگوائے ساتھ ہی اس نیلیبیا کی سرزمین سے ایسے شکاری بھی منگوائے جو بڑی رغبت اور خوشی سے درندوں کا شکار کیا کرتے تھے جو تھیٹر اس نے تعمیر کیا تھا اس تھیٹر کے جس حصے میں ایکٹر اپنے کارہائے نمایاں انجام دیا کرتے تھے اسکے ساتھ ہی اس نے ایک دوسرا بہت بڑا پلیٹ فارم تعمیر کرایا جس کے سامنے لوہے کے جنگلے نصب کر دیئے گئے یہ پلیٹ فارم اتنا بڑا تھا کہ اسکے اندر گھڑ سوار آزادانہ طور پر اپنے گھوڑوں کو دوڑا سکتے تھے۔

لوہے کے جنگلوں سے گھرے ہوئے اس تھیٹر میں پمپی ایک خاص پروگرام کے تحت گینڈے ہاتھی شیر اور دوسرے درندے چھوڑتا اور لیبیا سے منگائے گئے شکاریوں کے ساتھ ان کا مقابلہ کراتا یہ مقابلے گھنٹوں تک جاری رہتے اور روم کے لوگ ان سے بڑے لطف اندوز اور محظوظ ہوتے۔

شروع کے چند ہی دنوں کے مقابلوں میں بے شمار گینڈے اٹھارہ ہاتھی اور تقریباً پانچ سو

افریقن شہر ان لیبین شکاریوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے لیبیا کے یہ جنگجو شکاری ایسے ہولناک اور خوفناک تھے کہ اپنے گھوڑوں سے اتر کر شیروں اور ہاتھیوں اور گینڈوں پر ٹوٹ پڑتے گھٹنوں تک وہ ان کے ساتھ جنگ کرتے اور آخرکار درندوں گینڈوں اور ہاتھیوں کو ہلاک کر کے رکھ دیتے ان کے ان مقابلوں سے روم شہر کے لوگ بے حد لطف اندوز ہوتے اس طرح لوگوں کیلئے یہ تھیٹر تعمیر کر کے پمپی ان میں دن بدن ہر دلعزیز اور پسندیدہ شخصیت سے بڑی تیزی سے کے ساتھ ابھرنے لگا تھا۔

اٹلی کی سینیٹ نے بہت جلد یہ محسوس کر لیا کہ پمپی اور جولیس سیزر کے درمیان طاقت اور قوت پکڑنے کا ایک مقابلہ شروع ہو گیا ہے اور انہوں نے خطرہ محسوس کیا کہ اگر یہ سلسلہ یونہی جاری رہا تو رومن دو حصوں میں بٹ کر تباہ و برباد ہو جائیں گے لہٰذا رومنوں کی سینیٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ پمپی اور جولیس سیزر دونوں ہی اپنے اپنے لشکروں کی کمانداری سے دستبردار ہو جائیں اور ملک کی باگ ڈور خود سینیٹ چلائے گی جس وقت اٹلی میں یہ کھچڑی پک رہی تھی جولیس سیزر نے اپنے عزیز اور رشتے دار مارک انتونی کو روم بھجوایا تاکہ وہ وہاں رہ کر جولیس سیزر کے مفادات کی نگرانی کرتا رہے۔

جس وقت سینیٹ نے یہ حکم دیا کہ پمپی اور جولیس سیزر دونوں وہیں اپنے اپنے لشکر کی کمانداری سے دست بردار ہو جائیں۔ پمپی نے خوب دولت خرچ کر کے سینیٹ کے اکثر ممبران کو اپنے ساتھ ملا لیا اور انہیں اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ اگر اپنے لشکر کی کمانداری ترک کر دے اور اس موقع پر کوئی قوت یا بیرون حکمران اٹلی پر حملہ آور ہو جائے تو کون اٹلی کا دفاع کرے گا۔ لہٰذا اس پابندی سے پمپی کو معاف کر دیا گیا اور جولیس سیزر کیلئے یہ حکم جاری کیا گیا کہ وہ فوراً اپنے لشکر کی کمانداری سے دست بردار ہو جائے۔ سینیٹ نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ اگر جولیس سیزر اپنے لشکر کی کمانداری سے دست بردار نہیں ہوتا تو اسے وطن دشمن قرار دے کر اسکے خلاف اعلان جنگ کر دیا جائے اور جو بھی اسکے حمایتی اور طرف دار ہوں انہیں قتل کر دیا جائے۔

ان حالات میں مارک انتونی جو جولیس سیزر کا رشتہ دار تھا۔ روم سے بھاگ کر واپس شمالی علاقوں میں جولیس سیزر کی طرف چلا گیا اور روم میں رونما ہونے والے سارے حالات سے اسے آگاہ کر دیا۔ یہ خبریں حاصل ہونے کے بعد جولیس سیزر نے اپنے لشکر کو جمع کیا اور ان سے مشورہ کیا کہ کیا اسے لشکر کی کمانداری ترک کر کے اپنے آپ کو روم میں بیٹھے اپنے دشمنوں کے حوالے کر دینا چاہئے تاکہ وہ اسے قتل کر دیں یا صلیب پر چڑھا دیں۔ اس پر اسکے لشکریوں نے کہا کہ اسے لشکر کی کمانداری ترک نہیں کرنی چاہیے بلکہ لشکر کے

ساتھ روم کی طرف بڑھنا چاہئے۔

اپنے لشکر کی مکمل حمایت حاصل ہونے کے بعد جولیس سیزر نے یوناف مارک انتونی اور لیپڈیوس کو اپنے خیمے میں طلب کیا۔ جب یہ تینوں اسکے خیمے میں آئے تو جولیس سیزر تھوڑی دیر تک بڑے غور سے انہیں دیکھتا رہا۔ پھر وہ انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میرے ساتھیو' میرے صاحبو جیسا کہ تم لوگ جانتے ہو میں اپنے لشکر سے مشورہ کر چکا ہوں اور میرے ہر لشکری کی یہ خواہش ہے کہ مجھے روم کی طرف پیش قدمی کرنی چاہئے اور اپنے آپ کو دشمن کے حوالے نہیں کرنا چاہئے۔ تم جانتے ہو کہ میرا حریف میرا پیدائشی دشمن پمپی اس وقت روم شہر کے لوگوں اور سینیٹ پر حاوی ہونے کی کوشش میں مصروف ہے۔ اگر میں لشکر سے دست بردار ہو کر سینیٹ کا حکم مانتے ہوئے روم جاتا ہوں۔ تو مجھے امید ہے کہ پمپی اور اسکے حواری مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اور میں اپنے دشمنوں کے ہاتھوں بدترین موت نہیں مرنا چاہتا۔ اب تم تینوں مجھے مشورہ دو کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔

جولیس سیزر کے اس سوال پر مارک انتونی لیپڈیوس اور یوناف تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر یوناف بولا اور جولیس سیزر کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو جولیس سیزر تم نے ایک بہت اچھا کام کیا ہے۔ کہ شمالی علاقوں کے ان وحشی گال قبائل کے خلاف غلبہ حاصل کرنے کے بعد تم نے ان سے اچھا سلوک کیا ہے۔ اب وہ تم سے محبت کرنے لگے ہیں اور تم انکے ایک پسندیدہ جرنیل ہو۔ گال ہر مشکل وقت میں تمہارا ساتھ دیں گے۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ یہاں بیٹھ کر وقت ضائع کرنے کے بجائے اپنے لشکر کے ساتھ فی الفور تم روم کی طرف پیش قدمی کرو۔ یاد رکھو کہ اگر تم نے دیر کی تو پمپی تمہارے خلاف روم میں اپنا محاذ مضبوط کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ پھر شاید تمہیں کبھی بھی روم میں داخل ہونا نصیب نہ ہو۔ بلکہ الٹا پمپی ایک بہت بڑا لشکر تیار کر کے تمہارے تعاقب میں لگ جائے گا اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے گا جب تم تمہارا خاتمہ نہیں کر دیتا۔ اس وقت پمپی لوگوں کی حمایت حاصل کرنے کی تگ و دو میں لگا ہوا ہے اور انہی ہی دنوں تم اگر اپنے لشکر کے ساتھ دندناتے ہوئے روم میں داخل ہو تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ پمپی تمہارا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہوا تو جولیس سیزر نے اس بار لیپڈیوس اور مارک انتونی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا میرے دونوں صاحبو تم بھی کچھ کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ اس پر لیپڈیوس بولا اور کہنے لگا۔ ہم دونوں نے کیا کہنا ہے۔ ہم دونوں یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو کچھ یوناف نے کہا ہے یہی درست اور صحیح ہے۔ بلکہ میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ

یوناف نے میرے اور مارک انتونی کے خیالات کی بھی ترجمانی کر دی ہے۔ ہمیں یہاں بیٹھ کر وقت برباد نہیں کرنا چاہئے ہمیں فوراً" روم کی طرف پیش قدمی کر کے حالات کو اپنی گرفت میں لے لینا چاہئے جولیس سیزر کو یوناف لیپڈیوس کا یہ مشورہ بے حد پسند آیا۔ لہٰذا وہ پھر بولا اور کہنے لگا۔ میرے صاحبو اگر یہ معاملہ ہے تو پھر کل ہی ہم یہاں سے روم کی طرف کوچ کریں گے۔ اس طرح اپنے لشکر اور اپنے ساتھیوں سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد دوسرے روز جولیس سیزر اپنے لشکر کے ساتھ شمالی علاقوں سے روم کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

دوسری طرف پمپی اور اس کے حمایتی سینیٹ کے ممبران کو جب خبر ہوئی کہ جولیس سیزر انتہائی خونخواری کے عالم میں اپنے لشکر کے ساتھ روم کا رخ کر رہا ہے تو وہ بڑے فکر مند ہوئے۔ پمپی جانتا تھا کہ وہ ان حالات میں جولیس سیزر پر قابو نہیں پاسکتا اس لئے کہ اس کے لشکر کا زیادہ حصہ اسپین میں تھا۔ چھوٹا سا لشکر اس کے ساتھ روم میں تھا۔ جو وہ اسپین سے اپنے ساتھ لے کے آیا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ اس کے حمایتی سینیٹر بھی فکرمند ہیں تو وہ اور زیادہ دل شکستہ ہوگیا۔ جوں جوں یہ خبریں پہنچ رہی تھیں کہ جولیس سیزر نزدیک آتا جارہا ہے۔ توں توں جولیس سیزر کے مخالف اور پمپی کے حمایتی سینیٹ کے ممبران ادھر ادھر بھاگ کر اپنی جانیں بچانے لگے تھے۔ آخر کار پمپی بھی حرکت میں آیا اور چھوٹا سا وہ لشکر جو وہ اسپین سے لے کر آیا تھا۔ اس کے ساتھ وہ روم سے بھاگ کر اسپین چلا گیا تھا۔

روم پہنچتے ہی جولیس سیزر کو جب خبر ہوئی کہ اس کے مخالف ادھر ادھر بھاگ رہے ہیں اور اس کا حریف اور دشمن پمپی اپنے لشکر کے ساتھ اسپین بھاگ گیا ہے۔ تو اس نے سارے اٹلی کا نظم و نسق اپنے رشتہ دار مارک انتونی کے حوالے کیا جبکہ روم شہر کی حفاظت اور انتظام اس نے لیپڈیوس کی ذمہ داری پر چھوڑا۔ خود اپنے لشکر کے ساتھ وہ روم سے نکل کر اسپین کی طرف روانہ ہوا۔ پمپی کو جب خبر ہوئی کہ جولیس سیزر اپنے لشکر کے ساتھ اس کا رخ کررہا ہے تو اس نے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ جوں ہی جولیس سیزر ہسپانیہ کی سرزمین میں داخل ہوا پمپی اپنے لشکر کے ساتھ اس کی راہ روک کر کھڑا ہوگیا۔ دونوں جرنیلوں اور لشکروں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس میں پمپی کو بدترین شکست ہوئی اور پمپی اپنے لشکر کے ساتھ یونان کی طرف بھاگ گیا۔

اپنے لشکر کے ساتھ جولیس سیزر واپس روم آگیا۔ اس نے صرف گیارہ دن روم میں قیام کیا۔ اس دوران اس کی حیثیت ایک ڈکٹیٹر اور ایک آمر کی سی تھی لیکن اس نے

بہترین اصلاحات بھی کیں۔ اس کے دشمن سولا کے دور میں جن لوگوں کے ساتھ زیادتیاں ہوئیں تھیں۔ ان کی ناصرف اس نے خوب مدد کی بلکہ ان کی خوب حوصلہ افزائی بھی کی۔ اس کے علاوہ سینیٹ کے وہ ممبران جو اس کی آمد کے خوف کی وجہ سے بھاگ گئے تھے۔ ان کے لئے اس نے عام معافی کا اعلان کردیا۔ جس کا خاطر خواہ اثر ہوا اور سینیٹ کے سارے ممبران واپس آگئے اور سب نے متحدہ طور پر جولیس سیزر کو اٹلی کا سربراہ تسلیم کر لیا۔ اٹلی کے حالات اپنے حق میں کرنے کے بعد اٹلی کا نظم و نسق ایک بار پھر جولیس سیزر نے مارک انتونی اور لیپڈیوس کے حوالے کیا اور دوبارہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ نکلا۔ اس بار اس کا رخ یونان کی طرف تھا۔ جہاں پمپی اٹلی پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنے لشکر میں بڑی تیزی کے ساتھ اضافہ کرتا جارہا تھا۔ جولیس سیزر جانتا تھا کہ جب تک وہ پمپی کا خاتمہ نہیں کردیتا اس وقت تک وہ چین سے اٹلی میں حکومت نہیں کرسکے گا۔ جولیس سیزر چونکہ اب بلا شرکت غیرے رومنوں کا حکمران تھا لہٰذا اپنی انفرادیت کو قائم رکھنے کے لئے اس نے شہنشاہ یا ڈکٹیٹر کہلانے کے بجائے قیصر کا لقب اختیار کیا۔ جولیس سیزر پہلا رومن حکمران تھا۔ جس نے قیصر کہلوانا شروع کیا۔ اٹلی میں حالات اپنے حق میں مکمل طور پر درست کرنے کے بعد اس نے اپنے دونوں دست راست یعنی مارک انتھونی اور لیپڈیوس کو روم میں ملکی امور کی نگرانی پر چھوڑا اور خود وہ اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور پمپی کی سرکوبی کرنے کے لئے وہ یونان کی طرف بڑھا تھا۔

دوسری طرف پمپی کو بھی خبر ہوگئی تھی کہ جولیس سیزر بڑی تیزی سے اپنے لشکر کے ساتھ اس کی طرف بڑھ رہا ہے لہٰذا یونان میں قیام کے دوران اپنے لشکر میں یونانیوں کو بھرتی کرتے ہوئے اس نے اپنے لشکر کی تعداد خوب بڑھالی تھی۔ اس نے اپنے جاسوس بھی ادھر ادھر پھیلا دیئے تھے۔ جنھوں نے پمپی کو یہ خبر دی کہ جولیس سیزر کس قدر لشکر لے کر پمپی کے مقابلے پر آرہا ہے۔ پمپی نے جب جائزہ لیا تو اسے معلوم ہوا کہ جولیس سیزر جو لشکر اس کی سرکوبی کیلئے لے کر آرہا ہے۔ اس سے کئی گنا زیادہ لشکر پمپی کے پاس ہے۔ یہ بات پمپی کے لئے اطمینان کا باعث تھی۔

تاہم اس کے باوجود پمپی نے اپنے تیز رفتار قاصد اشکانیوں کے شہنشاہ ارداول کی طرف روانہ کئے اور جولیس سیزر کے خلاف اس سے مدد طلب کی۔ اشکانیوں کا شہنشاہ ارداول گو دلی طور پر پمپی سے نفرت کرتا تھا۔ لیکن وہ صرف اس شرط پر کمک دینے پر آمادہ ہوگیا کہ سوریا کے علاقے پر اشکانی حکومت کا حق تسلیم کیا جائے۔ پمپی کو یقین تھا کہ یونان میں چونکہ اس نے بہت بڑا لشکر جمع کر لیا ہے اور وہ اشکانیوں کے شہنشاہ ارداول کی مدد کے

بغیر بھی جولیس سیزر کو شکست دے سکتا ہے لہٰذا اس نے اشکانیوں کے شہنشاہ ارداول کی یہ شرط قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا ارداول اور پمپی کے درمیان ایک دوسرے کی مدد کرنے کا معاہدہ نہ ہوسکا۔

دوسری طرف جولیس سیزر بڑی تیزی سے اپنے بحری بیڑے کو لے کر یونان کی طرف کوچ کر رہا تھا۔ اب لوگ زیادہ تر اسے جولیس سیزر کے بجائے قیصر کہہ کر پکارنے لگے تھے۔ کیونکہ یہ رومنوں کا پہلا حکمران تھا جس نے قیصر کا لقب اختیار کیا۔ اپنے بحری بیڑے کے ساتھ جولیس سیزر یونان کی بندرگاہ اپیروس پر لنگر انداز ہوا۔ ایک روز اسی بندرگاہ پر قیام کرنے کے بعد دوسرے روز اپنے لشکر کو لے کر یہ پمپی کے تعاقب میں نکلا دونوں لشکر جب ایک دوسرے کے سامنے آئے تو پمپی کا لشکر تعاداد میں جولیس سیزر کے لشکر سے دگنے سے بھی زیادہ تھا۔

ڈراکیوم کے مقام پر دونوں لشکروں کا ایک دوسرے سے آمنا سامنا ہوا اور دونوں ہی ایک دوسرے پر اپنے ازلی دشمنوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ جنگ کے شروع میں ہی پمپی کا پلا بھاری تھا اس لئے کہ اس کے لشکر کی تعداد زیادہ تھی۔ لہٰذا ڈراکیوم کے مقام پر تھوڑی دیر تک ہولناک جنگ ہوتی رہی۔ رومن ایک دوسرے کو کاٹتے رہے۔ یہاں تک کہ جولیس سیزر کو ڈراکیوم کے مقام پر بدترین شکست ہوئی اور یہ یونادن کے جنوب مشرقی حصوں کی طرف اپنے لشکر کو لے کر بھاگ گیا تھا۔

دوسری طرف پمپی خود بھی جولیس سیزر سے خوفزدہ تھا اس نے جولیس سیزر کو شکست دینے کے بعد اس کا تعاقب نہیں کیا وہ خوفزدہ اور ڈرا ہوا تھا کہ اگر جولیس سیزر نے سنبھل کر پھر اس پر حملہ کر دیا تو کہیں اس کا یہ حملہ اس کی شکست ہی کا باعث نہ بن جائے لہٰذا اس نے جولیس سیزر کو اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ جانے دیا پمپی کا یہی عمل اس کی تباہی اور بربادی کا باعث بن گیا اس لئے کہ یونان کے جنوب مشرقی حصوں کی طرف جانے کے بعد جولیس سیزر نے پھر اپنے لشکر کو سنبھالا دیا۔ یونانیوں پر بے تحاشا دولت خرچ کر کے انھیں اپنے لشکر میں شامل کیا اور اپنی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد وہ پمپی کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ کرچکا تھا

دوسری طرف پمپی کو بھی خبر ہوگئی تھی کہ جولیس سیزر نے ناصرف اپنی قوت بحال کر لی ہے بلکہ اس نے اپنے لشکر میں بھی اضافہ کر لیا ہے۔ اور اب وہ اس کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ ہے۔ لہٰذا اس نے بھی اپنی جنگی تیاریاں مکمل کر لیں۔ اور اپنے لشکر کے ساتھ تھسلی کے مقام پر پڑاؤ کیے رہا۔ دوسری طرف اپنی جنگی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد

جولیس سیزر نے تھسلی کی طرف پیش قدمی کی۔ تھسلی سے باہر کھلے میدانوں میں ایک بار پھر پمپی اور جولیس سیزر کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی اس جنگ میں بھی گو پمپی کے لشکر کی تعدادا جولیس سیزر کے لشکر سے زیادہ تھی پھر بھی اس بار جولیس سیزر نے پمپی کو بدترین شکست دی۔ اس جنگ میں شکست اٹھانے کے بعد پمپی اپنے بچے کھچے ساتھیوں کے ساتھ مصر کی طرف بھاگا۔ اس کا ارادہ تھا کہ مصر کے حکمران بطلیموس کے ہاں پناہ لے کر پھر طاقت اور قوت پکڑے گا اور ایک بار پھر وہ جولیس سیزر سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا۔ دوسری طرف جولیس سیزر نے دم نہ لیا اپنے لشکر کے ساتھ وہ بھی پمپی اور اس کے ساتھیوں کے تعاقب میں بڑی برق رفتاری سے مصر کی طرف کوچ کر رہا تھا۔

مصر کا حکمران بطلیموس ان دنوں عجیب کشمکش اور مصیبت میں مبتلا تھا۔ اور یہ مصیبت اس کی اپنی بہن قلوپطرہ تھی۔ یہ لڑکی بلا کی حسین پرکشش اور خوبصورت تھی لوگ اس سے بے پناہ محبت کرتے تھے اسے چاہتے تھے اور یہ اپنے مصری عوام میں بے حد ہردل عزیز بھی تھی اس کے باپ کو خطرہ تھا کہ اگر قلوپطرہ مصر کے تاج و تخت کی دعویدار بن کر اٹھ کھڑی ہوگی۔لہٰذا قلوپطرہ کی شادی اس کے بھائی کے ساتھ کر دی گئی تھی۔ اور جواب میں اس کا بھائی اس کے ساتھ شادی کرنے کے بعد مصر کے تاج و تخت سے قلوپطرہ کے حق میں دستبردار ہوگیا تھا۔لیکن یہ بھائی زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہا اور مرگیا۔ اس کے بعد اس قلوپطرہ کی شادی اس کے دوسرے بھائی سے ہوئی۔ پہلے کی طرح یہ بھائی بھی اس کا شوہر بننے کے بعد مصر کے تاج تخت سے اس کے حق میں دست بردار ہوگیا تھا لیکن قلوپطرہ اپنے اس بھائی کو پسند نہ کرتی تھی اس نے اسے شوہر کی حیثیت سے قبول نہ کیا۔ لہٰذا دونوں بہن بھائی کے درمیان تاج و تخت کے حصول کے لئے ایک جھگڑااور اندر ہی اندر ایک کشمکش جاری تھی۔ جس طرح اشکانی سلطنت میں ہر اشکانی حکمران کو اشک کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ کیونکہ مصر میں یونان کی اس حکومت کا اولین حکمران بطلیموس ہی تھا جو سکندراعظم کا جرنیل تھا لہٰذا اس کے حوالے سے ہر حکمران بطلیموس ہی کہلاتا تھا۔

قلوپطرہ کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کے لئے بطلیموس نے پمپی اور جولیس سیزر کے اس تنازعے سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ وہ جانتا تھا کہ یونان میں تھسلی کے مقام پر پمپی جولیس سیزر ایک فاتح کی حیثیت سے اس کا تعاقب کر رہا ہے۔ لہٰذا اس نے ایک بہت بڑا فیصلہ کیا۔ جوں ہی پمپی مصر میں داخل ہوا۔ بطلیموس اپنے ساتھیوں کے ساتھ حرکت میں آیا اور اس کی گردن کاٹ کررکھ دی۔ اس کے تعاقب میں جب جولیس سیزر مصر میں داخل ہوا تواس بطلیموس نے پمپی کا کٹا ہوا سر جولیس سیزر کے سامنے پیش کر دیا۔ بطلیموس کی

اس کارگزاری سے جولیس سیزر بے حد خوش ہوا اپنے لشکر کے ساتھ اس نے مصر میں قیام
کرلیا۔ اب کوئی قوت اور طاقت ایسی نہ تھی جو اس کے لئے خطرہ بن سکتی تھی لہٰذا وہ چند
روز مصر میں قیام کر کے اپنے لشکریوں کو آرام فراہم کرنا چاہتا تھا اس کے بعد وہ واپس روم
جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ لیکن قدرت کو شاید کچھ اور ہی منظور تھا اس قیام کے دوران ایک
انقلاب اور تبدیلی رونما ہوئی۔

اور وہ اس طرح کہ جولیس سیزر کا سامنا ایک روز مصر کے شاہی محل میں قلوپطرہ سے
ہوا جونہی جولیس سیزر نے قلوپطرہ کو دیکھا وہ اسے دیکھتا ہی رہ گیا تھا۔ قلوپطرہ کا نازک جسم
حلاوتوں کی تمناؤں' کلیوں کی کشش اور پھولوں کی انکساری سے بھرپور تھا اس کے حسین
بازو' اس کا شگفتہ چہرہ' سیاہ گیسو اس کی تیلی آنکھیں دراز مہین پلکیں' اس کے مسکراتے
لب' گلاب عارض جھلمل نگاہیں شبنمی ادائیں اس کا دھڑکتا سینہ مہکتی سانسیں اسے تمام
شوخی و بجلی تمام مستی و جادو ہمہ ترنم ہمہ نزاکت بنائے ہوئے تھے۔ قلوپطرہ نے دیکھا کہ
جب جولیس سیزر بڑی محویت بڑے انہماک سے اسے دیکھے جارہا ہے تو وہ پہلی بار بولی اور
اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔ میں مصر کی شہزادی قلوپطرہ ہوں شاید آپ مجھے جانتے ہوں
گے اگر نہ جانتے ہوں تو میرا نام تو ضرور سن رکھا ہوگا۔اس پر جولیس سیزر چونک کر بولا میں
نے تمہارا نام بھی سن رکھا ہے۔ اور تمہیں جانتا بھی ہوں۔ تمہارے حسن تمہاری جان
لیوا اداؤں تمہاری خوبصورتی تمہارے جذب و کشش کی جو تعریف میں نے سن رکھی تھی تم
اس سے کہیں زیادہ زور آور ثابت ہوئی ہو۔ اس پر قلوپطرہ بڑی بے اعتنائی سے کہنے لگی
میں نے اپنی ان خوبیوں کا کبھی جائزہ نہیں لیا شاید ایسا ہی ہو جیسا تم کہہ رہے ہو۔

قلوپطرہ کے گفتگو کرتے وقت جولیس سیزر کو یوں لگا جیسے اس کے عارضوں کی شکریل
صلاحیتیں اور اس کے ہونٹوں کی سرخی گلاب کی پتی پتی کی طرح کمرے کی اس فضا میں بکھر
گئی ہو۔ اس سے قلوپطرہ کی نظروں میں بجلیاں تھیں وہ موج لرزاں میں مقید عکس کی طرح
دکھائی دے رہی تھی ۔ اس کی کشادہ جبیں بلند قامتی اس کی شخصیت میں بے پناہ اضافہ کر
رہی تھیں۔ اس سے وہ جولیس سیزر کو یاس کے اژدھام میں ایک حشر انگیزی گھری رات کی
رگوں میں کنواری فصلوں کی خوشبو ہر مست فضاؤں میں بربط کا نشیلا بجاؤ اور صبح فطرت کی
تجلی میں کونپل کونپل مسکراہٹ تتلی تتلی رقص اور شبنم بھری رات کے غضب ناک لمحوں
میں سمتوں کو بے سمت اور وقت کو معطل کرنے والی ایک طاقت ایک قوت ایک روشنی
ایک کرن لگی تھی۔ اس لئے کہ قلوپطرہ کی ہر ادا میں قیامت اس کی ہر حرکت میں
قہرودانیت تھی۔

جولیس سیزر جب کافی دیر تک یونہی توجہ اور انہماک سے قلوپطرہ کی طرف دیکھتا رہا تو
قلوپطرہ نے پوچھا کیا بات ہے تم کیا دیکھتے ہو۔ اس پر جولیس سیزر چونک کر بولا اور کہنے لگا۔
دیکھ قلوپطرہ تیری شخصیت ہی ایسی ہے کہ ہر دیکھنے والا اس میں ڈوب کر رہ جاتا ہے اور وہ
اپنی ذات تک کو فراموش کر دیتا ہے اس پر قلوپطرہ پھر بولی اور کہنے لگی شاید تمہیں خبر ہوگی
کہ مصر کی حکومت کے سلسلے میں میرے اور میرے بھائی کے درمیان اختلافات ہیں اس پر
جولیس سیزر بولا اور کہنے لگا کہ شاید وہ صرف تمہارا بھائی ہی نہیں تمہارا شوہر بھی ہے اس
پر قلوپطرہ جھٹ سے کہنے لگی کبھی وہ شوہر تھا اب صرف وہ میرا بھائی ہے اس کے ساتھ جو
شوہر کا تعلق تھا میں نے اسے منقطع کر دیا ہے اب وہ صرف میرا بھائی ہے اور میرے اس
کے درمیان اقتدار کے سلسلے میں جو تنازع چل رہا ہے وہ ابھی تک حل طلب ہے جواب
میں جولیس سیزر پھر بولا اور کہنے لگا۔

تمہارے بھائی بطلیموس سے مل کر اور اس سے گفتگو کرنے کے بعد میں نے تم دونوں
بہن بھائی کے درمیان حکومت کے سلسلے میں ایک فیصلہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن اب
میں تمہیں دیکھ کر اپنے اس ارادے کو تبدیل کر چکا ہوں پہلے میرا فیصلہ شاید تمہارے بھائی
کے حق میں جاتا لیکن اب میرے سارے فیصلے تمہارے حق میں جائیں گے مصر کی حکومت
کے سلسلے میں جو تنازعات چل رہے ہیں اس کے سارے فیصلے تمہاری مرضی اور منشا کے
مطابق کئے جائیں گے جولیس سیزر کا یہ جواب سن کر قلوپطرہ خوش ہوگئی تھی پھر شیرینی اور
مٹھاس بھری آواز میں جولیس سیزر کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

کیا میں کبھی آپ سے مل سکتی ہوں اس پر جولیس سیزر بولا اور کہنے لگا کبھی کبھی کیوں
تم ہر وقت میرے ساتھ رہ سکتی ہو اور اس کے لئے میں عنقریب تم سے ایک سنجیدہ گفتگو
کروں گا جولیس سیزر کی یہ گفتگو اور اس کی یہ باتیں سن کر قلوپطرہ خوش ہوگئی تھی پھر وہ
اس سے اجازت لے کر اپنی خواب گاہ کی طرف چلی گئی تھی اس طرح ان کے درمیان
ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا جس کے نتیجے میں جولیس سیزر نے قلوپطرہ سے شادی کرلی تھی۔

اس وقت مصر میں قلوپطرہ اور اس کے بھائی کے درمیان جو حکومت کا تنازع چلا آرہا
تھا اس کے سلسلے میں بے پناہ ہنگامے اٹھ کھڑے ہوئے تھے جولیس سیزر چونکہ قلوپطرہ سے
شادی کر چکا تھا اور اب وہ اس کی بیوی تھی اس کی حمایت میں جولیس سیزر اپنے لشکر کے
ساتھ حرکت میں آیا اسکندریہ میں جو تھوڑے بہت بغاوت اور سرکشی کے آثار نمودار
ہوئے تھے وہ اس نے چند جنگوں اور جھڑپوں کے بعد بالکل ختم کرادئے تھے ان جنگوں میں
سکندریہ کا کتب خانہ جو اس وقت دنیا کا بہترین کتب خانہ اور عجائب گھر خیال کیا جاتا تھا تباہ

و برباد ہوگیا ان جنگوں اور بلووں میں سکندریہ کے کتب خانے اور عجائب گھر کی تقریباً" چار
لاکھ کتابیں جل کر راکھ ہوگئی تھیں تاہم اپنے لشکر کے ساتھ جولیس سیزر نہ صرف یہ کہ
سکندریہ میں اٹھنے والی بغاوت کو فرو کرنے میں کامیاب ہوگیا بلکہ قلوپطرہ اور اس کے بھائی
کے درمیان کچھ اس طرح اس نے صلح صفائی کرا دی کہ دونوں مل کر تاج و تخت کے مالک
بنے رہے اور مصر پر حکومت کرتے رہے اس طرح مصر میں چند ماہ تک قلوپطرہ کے ساتھ
جولیس سیزر نے قیام کیا۔

پھر ایسا ہوا کہ رومن سینیٹ نے جولیس سیزر کو واپس طلب کر لیا اس لئے کہ پونٹس
کا حکمران جو رومنوں کا ہمسایہ تھا وہ رومن مقبوضہ جات پر حملہ آور ہو کر رومن مفاد کو
نقصان پہنچانے لگا تھا سینیٹ کا یہ حکم سنتے ہی جولیس سیزر اپنے لشکر کے ساتھ مصر سے روم
کی طرف روانہ ہوگیا اور قلوپطرہ کو بھی اپنے ساتھ روم لے گیا۔ پونٹس کے حکمران کے
لشکر کے ساتھ زیلا کے مقام پر جولیس سیزر کی خوفناک جنگ ہوئی جولیس سیزر نے پونٹس
کے لشکر کو شکست دی اور اسے اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا لیا باغیوں کو کچلنے کے بعد جولیس
سیزر روم شہر لوٹ آیا اور قلوپطرہ کے ساتھ داد عیش دینے لگا تھا۔

ان ہی دنوں روم میں کیپوا کا مقام پر باغیوں کا ایک بہت بڑا گروہ جمع ہوگیا اور انھوں
نے رومن سینیٹ اور حکمران طبقے کے خلاف بغاوت کھڑی کردی یہ باغی مسلح ہو کر روم کی
طرف بڑھے جولیس سیزر ان کے خلاف بھی حرکت میں آیا اور ان کا بھی صفایا اور قلع قمع
کر کے رکھ دیا۔

چند ہی دنوں بعد جولیس سیزر کے لئے ایک اور مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ یہ کہ
روم اور ہسپانیہ سے پمپی کے حمایتی لشکری اور سپاہی صلاح مشورہ کر کے افریقہ میں جمع ہونا
شروع ہوگئے تھے اور پھر ایسا ہوا کہ پمپی کا چچا سپیو اس کا ایک جرنیل کیٹو بھی خفیہ طور پر
افریقہ پہنچ گئے اور افریقہ میں جمع ہونے والے لشکریوں کو وہ منظم کرنے لگے یہاں تک کہ
نوبت یہ آگئی کہ افریقہ میں پمپی کا چچا سپیو اور اس کے جرنیل کیٹو نے ایک بہت بڑا لشکر
تیار کر لیا جو کسی بھی صورت جولیس سیزر اور روم سینیٹ کے لئے خطرہ ثابت ہوسکتا تھا۔
سینیٹ کو جب اس خطرے کی خبر ہوئی تو اس نے جولیس سیزر کو ان باغیوں کا قلع قمع کرنے
کا حکم دیا جولیس سیزر فوراً" حرکت میں آیا اپنی بیوی قلوپطرہ کو اس نے واپس مصر بھیج دیا
جولیس سیزر سے قلوپطرہ کے ہاں ایک بیٹا بھی پیدا ہوا اور جولیس سیزر اپنے لشکر کے ساتھ
اٹلی سے افریقہ میں باغیوں کا قلع قمع کرنے کے لئے کوچ کر گیا تھا۔
پمپی کے چچا سپیو اور اس کے جرنیل کیٹو نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ

افریقہ کے ریگزاروں میں جولیس سیزر کو بدترین شکست دیں لیکن وہ ایسا کرنے میں کامیاب
نہیں ہوئے بلکہ الٹا جولیس سیزر نے ان دونوں کو بدترین شکست دی اس جنگ میں پمپی کا
چچا سپیو مارا گیا جبکہ اس کا جرنیل کیٹو یوتیکا کی طرف بھاگ گیا جولیس سیزر کو کیٹو کا
تعاقب کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی اس لئے کہ یوتیکا پہنچ کر کیٹو اپنی شکست کی وجہ سے
بڑا دل برداشتہ ہوا یہاں تک کہ اس نے خودکشی کرتے ہوئے اپنا خاتمہ کر لیا تھا۔

افریقہ میں جولیس سیزر کی ان فتوحات کی خبریں جب روم پہنچیں تو لوگوں نے بے پناہ
خوشی کا اظہار کیا فی الفور سینیٹ کا اجلاس طلب کیا گیا اور اس اجلاس میں جولیس سیزر کو
دس سال کے لئے اٹلی کا ڈکٹیٹر مقرر کر دیا گیا اس کے علاوہ سینیٹ نے متفقہ طور پر جولیس
سیزر کی ان فتوحات کی وجہ سے اٹلی کے اندر چالیس دن تک خوشی کا جشن منانے کا حکم بھی
دیا مندروں اور عبادت گاہوں میں جولیس سیزر کے لئے دعائیں کی گئیں اس کے علاوہ
جولیس سیزر کو قوم کے باپ کے لقب سے بھی نوازا گیا۔

اس کے علاوہ رومنوں نے اپنے مہینے کنٹلس کا نام بدل کر جولیس کے نام پر رکھ دیا
بعد میں یہی نام جولیس سے بدل کر جولائی بن گیا اس کے علاوہ روم کی سینیٹ نے جولیس
سیزر کے لئے ایک انتہائی خوبصورت وزنی اور بہترین سونے کی کرسی بنائی اس کرسی کو سینیٹ
کے ایک بڑے ہال میں رکھا گیا تاکہ جب کبھی بھی جولیس سیزر سینیٹ کے اجلاس کی
صدارت کیا کرے تو سونے کی اسی کرسی پر بیٹھا کرے یہ فتوحات حاصل کرنے کے بعد
جولیس سیزر جب افرقہ سے روم میں داخل ہوا تو اس کا فقید المثال استقبال کیا گیا۔ لوگوں
کے اس استقبال سے جولیس سیزر بڑا متاثر اور بے حد خوش ہوا اس نے اہل شہر کی دعوت
کا انتظام کیا بائیس ہزار بڑے بڑے میز اس دعوت کے اہتمام کے لئے اکٹھا اور جمع کئے
گئے تھے جہاں پر جولیس سیزر کی طرف سے شہر کے لوگوں کی دعوت اور ضیافت کا انتظام کیا
گیا تھا۔

یہ فتوحات حاصل کرنے اور اس قدر شہرت پانے کے بعد جولیس سیزر نے مزید شہرت
حاصل کرنے کے لئے کچھ کام کرنے کی ابتداء کی اور وہ اس طرح کہ سب سے پہلے اس
نے جس قدر فتوحات حاصل کی تھیں ان سب علاقوں کے اندر رومن قواعد و ضوابط نافذ
کرنے کا ارادہ کیا دوسرا بڑا کام جو اس نے کیا وہ ایک شاندار کیلنڈر تھا جو اس نے خود تیار
کروایا تھا۔

جولیس سیزر سے پہلے جو کیلنڈر اٹلی میں رائج تھا اس کے مطابق سال تین سو پینتالیس
دنوں کا شمار کیا جاتا تھا اور چونکہ یہ شمار سورج کے گرد زمین کی گردش کے عین مطابق نہ

تھا لہٰذا اس کمی کو پورا کرنے کے لئے کبھی سال اور کبھی دوسال بعد کیلنڈر میں کچھ دنوں کا اضافہ کر دیا جاتا تھا جس کی وجہ سے بہت سی خرابیاں اور دشواریاں پیدا ہوجاتی تھیں جولیس سیزر نے جو کیلنڈر تیار کیا اس میں ان خرابیوں اور کوتاہیوں کو دور کیا گیا اس نے کیلنڈر کو تین سو پینسٹھ دن اور چھ گھنٹے کا قرار دیا یہی کیلنڈر پورے یورپ میں 1582ء تک رائج رہا یہاں تک کہ 1582ء میں پوپ گریگوری نے جولیس سیزر ہی کے کیلنڈر کے اندر کچھ تبدیلیاں کر کے اسے پہلے سے بہتر بنا دیا لہٰذا اٹلی میں 1582ء سے جولیس سیزر کے کیلنڈر کے بجائے پوپ گریگوری کا کیلنڈر نافذ کر دیا گیا۔ تاہم انگلستان میں 1752ء تک جولیس سیزر ہی کا کیلنڈر رائج رہا یہاں تک کہ 1752ء میں اور اس کے ایک ماہ بعد امریکہ میں بھی جولیس سیزر کے کیلنڈر کے بجائے پوپ گریگوری کا کیلنڈر نافذ کر دیا گیا تھا۔

ان فتوحات کی خوشی میں اپنی رعایا کو بہترین تفریح مہیا کرنے کے لئے جولیس سیزر نے یہ بھی اعلان کیا کہ افریقہ میں جنگوں کے دوران جو قیدی حاصل ہوتے ہیں ان قیدیوں کو وہ اپنے ساتھ لایا ہے اور اگلے ہفتے ان قیدیوں کے مقابلے میدان میں درندوں کے ساتھ مقابلے کرائے جائیں گے تاکہ لوگ ان مقابلوں سے محظوظ ہوں اور باغی عناصر کو یہ تنبیہہ ہو کہ جو بغاوت اور سرکشی کرتے ہیں ان کا کیا انجام ہوتا ہے۔

اس اعلان سے دوسرے روز یوناف اور بیوسا سرائے سے نکل کر جولیس سیزر سے ملنے کے لئے روم کے شاہی محل میں داخل ہوئے جولیس سیزر نے دونوں میاں بیوی کا بہترین استقبال کیا انھیں اپنے ساتھ لے کر وہ شاہی مہمان خانے میں داخل ہوا انھیں سامنے بٹھایا اور یوناف کی طرف مخاطب ہو کر اس نے پوچھا کہو میرے مہربانو میرے محسنو میں تم دونوں کی کیا خدمت کر سکتا ہوں جواب میں یوناف کسی قدر سنجیدگی میں جولیس سیزر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو جولیس میں نے سنا ہے کہ افریقہ سے جو قیدی تم اپنے ساتھ لے کر آئے ہو ایک ہفتے بعد تم مقابلے کے میدان میں ان پر درندے چھوڑو گے تاکہ ان کی بے بسی اور لاچارگی دیکھ کر روم کے لوگ خوش ہوں سنو جولیس سیزر یہ کوئی اچھا اور پسندیدہ کام نہیں ہے میں کہتا ہوں تم یہ کام کرنے سے باز رہو اس پر جولیس سیزر فوراً” بولا اور کہنے لگا دیکھ یوناف میرے بھائی میں بھی سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا نہیں برا فعل ہے لیکن روم کے لوگ ایسے فعل دیکھنے کے عادی ہوچکے ہیں یہ اعلان میں اپنی طرف سے نہیں کر رہا بلکہ تمام قبائل کے سرداروں اور روم شہر کے سرکردہ لوگوں نے مجھ سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ جو قیدی افریقہ سے لائے گئے ہیں انھیں مقابلے کے میدان میں لوہے کے پنجروں میں بند کر کے ان پر

درندے چھوڑے جائیں تاکہ روم کے لوگ ان کی بے بسی ان کی لاچارگی کا تماشہ دیکھیں کہ آئندہ باغی عناصر کو تنبیہہ ہو کہ جو بغاوت کرتا ہے اس کا انجام یہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد جولیس سیزر جب خاموش ہوا تو یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔

سنو جولیس یہ تمہاری غلط فہمی ہے اس طرح باغی عناصر کو تنبیہہ نہیں ہوگی بلکہ اس سے باغی عناصر کے اندر ایک انتقامی جذبہ پیدا ہوگا جب باغی عناصر کا ساتھ دینے والوں کو درندوں کے سامنے مقابلے کے لئے بند کیا جائے گا تو باغی عناصر کے دل میں تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے خلاف مزید نفرت اور کدورت پیدا ہوگا اور وہ اس کے بعد کہیں نہ کہیں پھر بغاوت کھڑی کرنے کی کوشش کریں گے جواب میں جولیس سیزر پھر بولا اور کہنے لگا میں تمہاری بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ اس سے باغی عناصر کے انتقامی جذبوں کو مزید ہوا ملے گی لیکن روم کے لوگ چونکہ ایسے مقابلے دیکھنے کے عادی ہوچکے ہیں اور پھر اگر میں نے ان کا اہتمام نہ کیا تو میں خیال کرتا ہوں لوگ خود مجھے برابھلا کہیں گے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ روم شہر میں ہی میرے خلاف بغاوت اٹھ کھڑی ہو اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔

سنو جولیس سیزر اگر میں تمھیں کوئی ایسی ترکیب بتادوں جس سے روم شہر کے لوگ بھی محظوظ ہوں اور تمہاری ذات پر بھی کوئی حرف گیری نہ ہو تو کیا تم میری اس تجویز کو تسلیم کر لو گے اس پر جولیس سیزر نے فوراً” مسکراتے ہوئے کہا کیوں نہیں اگر کوئی ایسی تجویز تمہارے ذہن میں ہے تو میں فوراً” اور ضرور اس پر عمل کروں گا یوناف کہنے لگا اگر ایسا ہے تو پھر سنو۔ تم نے مقابلے کے میدان میں قیدیوں پر درندے چھوڑ کر لوگوں کو خوش کرنے کے پروگرام کا جو اعلان کیا ہے اسے ویسا کا ویسا ہی رہنے دو لیکن میری یہ بات مانو کہ اس روز ان قیدیوں کو مقابلے کے میدان میں نہ لاؤ جولیس سیزر نے فوراً” یوناف کی بات کاٹتے ہوئے کہا تو کیا اگر میں قیدیوں کو میدان میں نہ لاؤں تو کیا خود درندوں کے سامنے کھڑا ہوں تاکہ وہ مجھے چیریں پھاڑیں اور لوگ میری بے بسی اور لاچارگی کا تماشہ دیکھیں جواب میں یوناف مسکراتے ہوئے پھر کہنے لگا۔

نہیں جولیس سیزر تم غلط سمجھتے ہو پہلے میری بات مکمل ہونے دو پھر بولنا مقابلے کا اعلان ویسے کا ویسا ہی رہنے دو مقابلے کے روز میں خود میدان میں اتروں گا لوہے کے جن پنجروں کے اندر قیدیوں کو بند کر کے ان پر درندے چھوڑے جاتے ہیں میں خود اس پنجرے میں داخل ہوں گا تم جتنے چاہے مجھ پر درندے چھوڑ دینا میں ان سب کو اپنے سامنے زیر کروں گا اور مجھے امید ہے کہ میری طرف سے یہ مظاہرہ دیکھتے ہوئے روم کے شہری ضرور خوش اور محظوظ ہوں گے اس پر جولیس سیزر فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

لیکن میرے محسن میرے مہربان یہ کیسے ممکن ہے کہ میں تمہیں پنجرے میں بند کر کے تم پر شیر چھوڑوں اس طرح تمہاری زندگی خطرے میں پڑجائے گی اور میں ایسا نہیں چاہتا یوناف کہنے لگا تم بے فکر رہو میری زندگی خطرے میں نہیں پڑے گی تم جانتے ہو کہ میں ماضی میں بیک وقت کئی کئی گلیڈ ئیٹرز سے مقابلہ کرتا رہا ہوں میں نے کیا انہیں اپنے سامنے زیر اور مغلوب نہیں کیا اتم مطمئن رہو درندوں کے ساتھ ان مقابلوں میں بھی غالب میں ہی رہوں گا بس تم اس کا اہتمام کرنے کی سوچو اور جن قیدیوں کو تم اس میدان میں لاکر درندوں کے ہاتھوں ان کی چیرپھاڑ کا کام کرنا چاہتے ہو میری تم سے استدعا ہے کہ تم انھیں آزاد کردو اور انہیں واپس افریقہ جانے کی اجازت دیدو تمہارے اس رحمدلانہ سلوک سے اور تمہارے اس طرح انھیں آزاد کرنے سے وہ تم سے خوش ہوں گے اور مجھے امید ہے کہ تمہیں اپنا محسن اپنامہربان سمجھتے ہوئے وہ آئندہ تمہارے خلاف باغی کی حیثیت سے کھڑا ہونے کی کوشش نہیں کریں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو جولیس سیزر جواب میں کچھ دیر تک گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا پھرشاید وہ کوئی فیصلہ کرنے میں کامیاب ہوگیا تھا اس کے بعد وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو یوناف میرے بھائی میں تمہارا کہا کسی بھی صورت ٹال نہیں سکتا جو مشورہ تم نے دیا ہے ایسا ہی ہوگا ان درندوں کے مقابلے تمہارے ساتھ کرانے کا اہتمام کیا جائے گا اور جو قیدی میں نے اس مقابلے کے لئے تیار کئے تھے میں انھیں آج ہی رات رہا کردوں گا اور ان سے کہوں گا کہ وہ رات کی تاریکی میں یہاں سے نکل کر افریقہ کی طرف روانہ ہوجائیں تاکہ وہ سلامتی کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں پہنچ سکیں جولیس سیزر کا یہ فیصلہ سن کر یوناف خوش ہوگیا تھا پھر وہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا پھر کہنے لگا جولیس تم نے میری بات رکھ کر مجھے خوش کر دیا ہے اب میں جاتا ہوں اور مقابلے کی تیاریاں کرتا ہوں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے بیوسا بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی جولیس سیزر نے آگے بڑھ کر یوناف کے ہاتھ پکڑتے ہوئے پھرا سے اپنی جگہ پر بٹھا دیا اور اس سے کہنے لگا نہیں تم دونوں میاں بیوی یوں نہیں جاسکتے ہو آج کا کھانا تم دونوں میرے ساتھ ہی کھاؤ گے یوناف اور بیوسا اس پر آمادہ ہوگئے جولیس سیزر ان دونوں کو لے کر اپنے ضیافت کے کمرے کی طرف لے جا رہا تھا۔

○

جیسا کہ جولیس سیزر نے روم کے لوگوں کے ساتھ ایک ہفتے کے بعد مقابلے کے

میدان میں قیدیوں اور درندوں کے مقابلوں کا اعلان کیا تھا اس کے مطابق روم کے لوگ گروہ در گروہ امڈتے ہوئے مقابلے کے میدان میں جمع ہونا شروع ہوگئے تھے لیکن اس روز قیدیوں کو پنجروں میں بند کر کے ان پر درندے نہیں چھوڑے گئے تھے بلکہ افریقہ کی طرف سے لائے گئے قیدیوں کے بجائے لوہے کے پنجرے میں اکیلا یوناف داخل ہوا تھا وہ سر سے لے کر پاؤں تک چمڑے کا لباس پہنے ہوئے تھا تاکہ وہ درندوں کے پنجوں سے محفوظ رہے روم کے لوگ یہ منظر بڑی حیرت اور بڑے تعجب سے دیکھ رہے تھے اور جب منادوں کے ذریعے مقابلے کے میدان میں یہ اعلان کرایا گیا کہ سانکس کے ہاتھوں مقابلہ جیتنے والا یوناف نام کا تیغ زن خالی ہاتھ لوہے کے اس پنجرے میں چھوڑے جانے والے درندوں کا مقابلہ کرے گا تو یہ اعلان سن کر لوگ اور زیادہ حیرت زدہ اور پریشان ہوئے تھے اس لئے کہ اس مقابلے کے میدان میں یہ پہلا موقع تھا کہ کوئی شخص اپنی مرضی اور رضا مندی سے ان درندوں کا مقابلہ کر رہا تھا۔ تاہم اہل روم کو تو تفریح چاہئے تھی اور وہ انھیں مہیا کی جارہی تھی لہٰذا کسی نے بھی اس بات پر اعتراض نہ کیا کہ کیوں افریقہ کے قیدیوں کو میدان میں لاکر ان پر درندے نہیں چھوڑے گئے بلکہ جولیس سیزر نے افریقہ سے لانے والے ان قیدیوں کو رہا کر دیا تھا اور اب وہ اپنے وطن کی طرف کوچ کر چکے تھے۔

یوناف جب پنجرے میں داخل ہوا تو مقابلے کے میدان کے محافظوں نے اس پنجرے کا دروازہ باہر سے بند کر دیا۔ پھر دوسرے محافظ حرکت میں آئے اور میدان کے ایک طرف بنے ہوئے ان پنجروں میں سے ایک پنجرے کا دروازہ انھوں نے کھولا جس میں افریقہ سے تعلق رکھنے والا ایک شیر بند تھا جونہی اس کا پنجرہ کھولا وہ دھاڑتا ہوا لوہے کی راہداری میں سے ہوتا ہوا اس پنجرے کی طرف بڑھا تھا جس کے اندر یوناف اس کا منتظر تھا۔

شیر بری طرح دھاڑتا ہوا لوہے کے اس گول اور بڑے پنجرے کی طرف بڑھا تھا جس میں یوناف مستعد اور مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھا۔ اس پنجرے میں داخل ہونے کے بعد یوناف کو اپنے سامنے دیکھتے ہوئے شیر ذرا ٹھٹکا اور پھر وہ انتہائی خونخوار اور بری نگاہوں سے ایک جگہ رک کر یوناف کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ پھر اس نے اپنے بدن کو سمیٹا غرایا تھوڑا سا آگے بھاگا پھر ایک لمبی جست اس نے یوناف پر لگائی تھی۔ یوناف نے شیر کو فضا کے اندر ہی اپنے دونوں ہاتھوں کی گرفت میں لیا اور پھر بری طرح اسے لوہے کی اس راہداری کی طرف دے مارا جس سے نکل کر وہ شیر اس گول بڑے پنجرے میں داخل ہوا تھا۔

یوناف کی یہ کارگزاری دیکھ کر میدان میں بیٹھے ہوئے لوگ تالی پیٹتے ہوئے اور یوناف کے حق میں آوازیں اٹھاتے ہوئے اسے شاباش اور داد دینے لگے تھے۔ لوہے کے پنجرے

کے ساتھ بری طرح ٹکرانے کے بعد شیر پھر اٹھا انتہائی خونخواری سے وہ آگے بڑھا ایک جست پھر اس نے لگائی اور اپنا ایک بھرپور پنجا اس نے یوناف کے شانے پر مارنا چاہا لیکن اس بار بھی یوناف کمال پھرتی سے حرکت میں آیا اپنے بائیں ہاتھ سے اس نے شیر کا ایک پنجہ پکڑا دوسرا ہاتھ اس نے شیر کی گردن پر رکھا اور اسے مروڑ کر اوپر اٹھایا اور شیر کو پھر زمین پر اس نے بری طرح دے مارا تھا۔

شیر ایک بار پھر اٹھا اور بڑے عجیب سے انداز میں وہ یوناف کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ دوسری طرف یوناف بھی ایسے لگ رہا تھا جیسے اس کے لہو میں طوفان چل گئے ہوں اس کی حالت ایسی ہوگئی تھی جیسے جیٹھ کی دھوپ میں جنگل جل اٹھتا ہے۔ یا ویران دلوں کے صحرا میں بکھرے وحشت کے ہیولوں کا رقص شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے چہرے پر شیر ہی کی طرح ایسی خونخواری اور ایسی درندگی پھیل گئی تھی جیسے موت کی طرح چنگھاڑتی آندھی ناگ پھنی کے درختوں کو خم کرتی اور شور کرتی ہوئی گزر جاتی ہے۔ اس دفعہ یوناف نے خود شیر پر حملہ آور ہونے کی ابتدا کی تھی۔ وہ اذیت ناک ساعت' سفاک لمحے' کڑے وقت کی طرح حرکت میں آیا اور ایک عجیب سی شوریدہ مزاجی' وقت کے جبر اور اعصاب شکنی کے سے انداز میں اس نے اس درندے پر جست لگائی تھی۔ یوناف عین اس درندے کی پیٹھ پر جا کر گرا اپنی انہی دونوں ٹانگوں سے اس نے درندے کی پیٹھ کو جکڑ لیا۔ دونوں بازو وہ شیر کے بازو سے نیچے نکال کر وہ گردن تک لایا اور اسے پوری طرح جکڑ کر بے بس کر دیا تھا۔ لوگ یوناف کی اس کارگزاری پر عجیب سا محسوس کر رہے تھے انھوں نے دیکھا اس لمحے جبکہ یوناف نے شیر کو اپنے سامنے پوری طرح بے بس کر دیا تھا۔ اس کا چہرہ قدیم داستانوں کے جمال اور شب کی سلوٹوں میں ناچتی قہرمانیت جیسا لگ رہا تھا۔ تھوڑی دیر تک یوناف نے اس شیر کو یونہی جکڑے رکھا شاید وہ اس مقابلے کو طول دے کر کی میدان میں جمع ہونے والے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ تفریح مہیا کرنا چاہتا تھا۔

تھوڑی دیر تک اس درندے کو یونہی جکڑے یوناف کھڑا رہا پھر اس نے اسے چھوڑ دیا اور خود ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ شیر تھوڑی دیر اپنے بدن کو ایک جھرجھری سی دیتا رہا پھر اس نے اپنے بدن کو سمیٹا۔ اس کے بعد وہ طوفانوں کے زور اور بجلیوں کی کڑک کی طرح دھاڑا اور ایک بار وہ یوناف کی طرف بھاگا تھا۔ لیکن اس بار بھی یوناف نے کمال دراز دستی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پنجرے کے اندر ایک اونچی جست لگا کر شیر کے حملے سے اپنے آپ کو بچایا۔ اس کے بعد وہ پھر شیر پر وارد ہوا اپنے دونوں ہاتھوں کی گرفت اس نے اس کی گردن پر ڈالی اپنے بدن کا سارا بوجھ اس نے شیر کے پچھلے حصے پر ڈال کر اسے جھکنے پر

مجبور کر دیا تھا۔ پھر اس نے شیر کو مارتے ہوئے اس پر بری طرح ضربیں لگانا شروع کر دیں تھیں۔ یوناف کی یہ ضربیں ایسی اذیتناک اور تکلیف دہ تھیں کہ شیر بری طرح دھاڑنے لگا تھا۔ جوں جوں یوناف کی مار میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا توں توں میدان میں بیٹھے لوگ زور زور سے تالیاں پیٹتے ہوئے اسے شاباش دیئے جا رہے تھے کافی دیر تک یوناف نے ایسا ہی سماں باندھے رکھا شاید وہ زیادہ سے زیادہ وقت ضائع کر کے لوگوں ک تفریح کا باعث بننا چاہتا تھا۔ شاید یوناف یہ بھی چاہتا تھا کہ لوگ شیر کے ساتھ اس کے مقابلے سے اس قدر محظوظ ہوں کہ وہ جولیس سیزر سے یہ مطالبہ نہ کریں کہ افریقہ سے لائے جانے والے قیدیوں کو میدان میں لا کر ان پر درندے چھوڑے جائیں شاید اسی وجہ سے وہ شیر کے ساتھ مقابلے کو طول دیتا جارہا تھا ورنہ وہ لمحوں کے اندر اس شیر کا خاتمہ کر کے میدان اپنے ہاتھ میں لے لینے کا فن خوب جانتا تھا۔

بہرحال یوناف کافی دیر تک لوہے کے اس پنجرے کے اندر شیر کا مقابلہ کرتے ہوئے لوگوں کی تفریح کا سامان کرتا رہا۔ جب اس نے اندازہ لگایا کہ لوگ اب قیدیوں کو لانے کا مطالبہ نہیں کریں گے تو اس نے بری طرح شیر کو پیٹنا اور مارنا شروع کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ شیر اس میدان سے نکل کر پنجرے کی طرف بھاگ گیا تھا اور جونہی وہ اپنے پنجرے میں داخل ہوا میدان کے محافظوں نے اسکے پنجرے کا دروازہ بند کر دیا۔ پھر انہوں نے اس بڑے پنجرے کا دروازہ کھولا جسکے اندر یوناف بند تھا۔ یوناف باہر آیا لوگ اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر اسکے حق میں نعرے لگانے لگے تھے اور تحسین آمیز جملے اس پر نچھاور کرنے لگے تھے لوہے کے اس پنجرے سے نکل کر یوناف اس شاہ نشین کی طرف آیا جس پر جولیس سیزر اس کے اہل خانہ اور بیوسا بیٹھے ہوئے تھے جونہی یوناف قریب آیا جولیس سیزر نے شاہ نشین سے اتر کر یوناف کو گلے لگا لیا اس کی پیشانی چومی اور اسے یہ مقابلہ جیتنے پر شاباش دی۔ پھر لوگ آہستہ آہستہ میدان سے نکلنا شروع ہو گئے تھے جبکہ جولیس سیزر سے اجازت لیکر یوناف بھی بیوسا کو لے کر سرائے کی طرف چلا گیا تھا۔

آہستہ آہستہ لوگ میدان سے نکلنا شروع ہو گئے اور میدان خالی ہونا شروع ہو گیا تھا۔ میدان میں صرف اب گلیڈیٹر اپنی نشستوں پر بیٹھے رہ گئے تھے جو اکثر و بیشتر مقابلے کے اس میدان میں تیغ زنی کی مشق اور تربیت کرتے رہتے تھے۔ ان گلیڈیٹروں میں سائیکس بھی شامل تھا جو گزشتہ ایک مقابلے میں یوناف کے ہاتھوں زیر اور مغلوب ہو گیا تھا۔ جب مقابلے کے میدان سے سارے تماشین نکل گئے تو سائیکس نے چھ گلیڈیٹروں کو اپنے پاس ہی بیٹھے رہنے کا اشارہ کیا جبکہ باقی گلیڈیٹروں سے اس نے میدان

کے وسط میں تیغ زنی کی تربیت اور مشق کا کام شروع کرنے کے لئے کہا اس پر وہ سارے گلیڈیئٹر اٹھ کر میدان کے وسط میں تیغ زنی کی مشق کرنے لگے تھے۔ جبکہ سائیکس بھی حرکت میں آیا اور اپنے پاس بیٹھے رہنے والے چھ خوفناک گلیڈیئٹروں کو وہ مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے ساتھیو یوناف نام کے اس تیغ زن نے اس درندے کے ساتھ مقابلہ جیت کر ہمارے لئے مشکلات کھڑی کر دی ہیں تم جانتے ہو کہ گزشتہ ایک مقابلے میں اس یوناف نے مجھے تیغ زنی کے مقابلے میں زیر اور مغلوب کر دیا تھا۔ ایک تو اس وقت اس کی وجہ سے میری ناموری اور میری شہرت کو دھبہ لگا تھا۔ اب جو اس میدان میں اس نے خالی ہاتھ شیر سے مقابلہ کر کے اسے مغلوب کیا ہے۔ تو اس طرح اس نے روم کے اس موت کے میدان میں ایک نئے ہی کھیل کی ابتداء کر دی ہے۔ یہ کھیل اس میدان میں پہلے کبھی نہیں کھیلا گیا پہلے تم جانتے ہو کہ صرف جنگی قیدیوں پر درندوں کو چھوڑ کر لوگوں کو محظوظ کیا جاتا تھا لیکن اس یوناف نے خود اپنی مرضی اور اپنی رضامندی سے شیر کے ساتھ مقابلہ کیا لوگوں کو اس نے محظوظ بھی کیا تفریح کا بہترین سامان بھی فراہم کیا۔ شیر کو مغلوب کیا اور جواب میں لوگوں نے اپنے پورے دل کی گہرائیوں سے نا صرف یہ کہ یوناف کی اس دلیری اور جرات مندی کو تسلیم کیا بلکہ اس کی بہترین تعریف کی اس کی عمدہ طریقہ سے داد دی۔

لہٰذا میرے دوستو! میں خیال کرتا ہوں کہ اس یوناف کی اس جرات مندی اور خونی کھیل نے ہماری ضرورت اور ہماری وقعت کسی قدر کم کر دی ہے اگر یہ روم میں رہ کر اسی طرح نئے نئے کھیلوں کا کام شروع کرتا رہا اور لوگوں کے سامنے اپنی جرات مندی اور دلیری کا مظاہرہ کرتا رہا تو لوگ نہ صرف یہ کہ ہمیں اہمیت دینا بند کر دیں گے بلکہ ہو سکتا ہے کہ حکومت وقت جو ہمیں وظیفہ دیتی ہے وہ بھی بند کر دے۔ یا ہم سے یہ کہے کہ اس یوناف کی طرح ہم لوگ بھی درندوں کا مقابلہ کریں جبکہ یہ کام ہمارے بس کا نہیں ہے۔ لہٰذا لوگوں کے اندر اپنی عزت کو بحال رکھنے اور اپنے پیشے کی عظمت اور حفاظت کے لئے میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ہمیں ہر صورت میں اس یوناف کا خاتمہ کر دینا چاہئے۔ میرے دوستو میرے ساتھیو کو میری اس گفتگو کے جواب میں تم کیا کہتے ہو۔

اس پر ایک دوسرا گلیڈیئٹر بولا اور سائیکس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سن سائیکس میرے دوست میرے بھائی تمہارے خدشات درست ہیں اور جو تجویز تو نے پیش کی ہے وہ بھی عمدہ ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں محتاط بھی رہنا چاہئے اس لئے کہ یہ یوناف جولیس سیزر کا بڑا چہیتا اور اس کا بڑا پسندیدہ ہے۔ اگر ہم نے اس پر ہاتھ ڈالا اور کسی کو خبر

ہوئی کہ اس کو نقصان پہنچانے والے ہم ہیں تو برا ہوگا۔ جولیس پہلے ہی ہمیں ماضی میں سولا کا ساتھ دینے کی وجہ سے زیادہ پسند نہیں کرتا۔ اسے اگر خبر ہو گئی کہ یوناف کو ہم نے قتل کروایا ہے تو یاد رکھو کہ جولیس سیزر ہم سب کی گردنیں کاٹ کر رکھ دے گا۔ لہٰذا اس یوناف کے خلاف حرکت میں آنے کے لئے ہمیں احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ ہمیں جلد بازی نہیں کرنا چاہئے بلکہ کسی مناسب موقع کا انتظار کرنا ہوگا۔ کوئی ایسا موقع جس وقت یہ یوناف روم شہر میں ہو جب کہ جولیس سیزر روم شہر سے باہر کسی مہم پر ہو اس وقت ہمیں ان دونوں میاں بیوی پر ہاتھ ڈالنا چاہئے اور دونوں کا خاتمہ کر کے اپنے راستے کے اس سب سے بڑے اور کڑے روڑے کو ہٹا مارنا چاہئے۔

دوسرے سارے گلیڈیئٹروں نے بھی اس تجویز سے اتفاق کیا اس کے بعد سائیکس نے اپنا آخری فیصلہ دیتے ہوئے کہا تو پھر سنو ہم کسی مناسب موقع کی تاک میں رہیں گے۔ جب بھی جولیس سیزر روم سے باہر کسی مہم پر ہوا ہم اس یوناف پر رات کی تاریکی میں وارد ہوں گے اور اس کا خاتمہ کر دیں گے پر یہ خاتمہ ایسے طریقے سے کریں گے کہ کسی کو کان و کان خبر تک نہ ہو گی کہ ہم ہی نے ان دونوں میاں بیوی کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اب آؤ اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ ہم بھی میدان میں تربیت اور مشق کا کام شروع کریں اس کے ساتھ ہی سائیکس اٹھ کھڑا ہوا۔ دوسرے گلیڈیئٹر بھی اپنی جگہوں پر کھڑے ہو گئے پھر وہ میدان کے وسط میں اتر کر تیغ زنی کی مشق کرنے لگے تھے۔

○

افریقہ میں پمپی کے چچا اور اس کے نامور جرنیل کی بغاوت کو فرو کرنے کے بعد کچھ عرصہ تک جولیس سیزر روم ہی میں قیام کر کے بہترین اصلاحات نافذ کرتا رہا۔ جب وہ نیا کیلنڈر بھی جاری کر چکا اور اپنی مرضی کے مطابق اصلاحات بھی نافذ کر چکا تب اس نے پارتھیا[1] پر حملہ کر کے اسے بھی رومنوں کا باجگزار بنانے کا عہد کیا۔ وہ ابھی پارتھیا پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنے لشکر کی تیاریوں ہی میں مصروف تھا کہ اس کے مخبروں نے اسے یہ اطلاع دی کہ اسپین میں پمپی کے بیٹے نے رومن حکومت کے خلاف بغاوت کھڑی کر دی ہے۔ اپنے آخری ایام میں چونکہ پمپی اسپین چلا گیا تھا وہ اپنے اہل خانہ کو بھی اپنے ساتھ وہیں لے گیا تھا۔ اب پمپی اور اس کے چچا کی موت کے بعد افریقہ میں اس کے بیٹے نے بغاوت کر دی تھی روم سے یکے بعد دیگرے کئی جرنیلوں کو لشکر دے کر پمپی کے بیٹے کی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے روانہ کیا گیا لیکن ہر لشکر کو پمپی کے بیٹے نے اسپین کے کھلے

(۱) ایران کے اشکانیوں کو تاریخ میں پارتھی ہی کہہ کر پکارا گیا ہے۔

میدانوں میں بدترین شکست دی۔ ان شکستوں سے رومن حکومت کی عزت اور وقار کو دھچکا لگا تھا یہ صورتحال دیکھتے ہوئے جولیس سیزر نے خود ایک لشکر لے کر اسپین جانے کا ارادہ کیا تاکہ وہ خود پمپی کے بیٹے کی اس بغاوت کا خاتمہ کرے۔

آخر کار ایک بہت بڑا لشکر لے کر جولیس سیزر اسپین کی طرف روانہ ہوا یوناف اور پیوسا بھی اس مہم میں جولیس سیزر کے ساتھ تھے۔ دوسری طرف ہسپانیہ میں پمپی کے بیٹے کو بھی خبر ہوگئی تھی کہ جولیس سیزر خود ایک بڑا لشکر لے کر اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو چکا ہے لہٰذا اس نے بھی جولیس سیزر کے ساتھ جنگ کرنے کی تیاریاں مکمل کر لیں تھیں اور وہ اپنے لشکر کے ساتھ جبرالٹر سے چند میل دور مندا نام کے کھلے میدانوں میں اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہو گیا تھا۔ جولیس سیزر کو بھی اس کے جاسوس یہ خبر دے چکے تھے۔ کہ پمپی کا بیٹا جبرالٹر سے چند میل دور مندا کی کھلی وادیوں میں پڑاؤ کر کے جولیس سیزر کا انتظار کررہا ہے۔ لہٰذا جولیس سیزر نے بھی اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے مندا کے ان میدانوں کی طرف پیش قدمی کی جہاں پمپی کا بیٹا پڑاؤ کئے ہوئے تھا یہاں تک کہ جولیس سیزر اپنے لشکر کے ساتھ مندا کے ان میدانوں میں دخل ہوا اور پمپی کے بیٹے کے لشکر کے سامنے پڑاؤ کر لیا تھا۔ دوسرے روز دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کا سامنا کرنے کے لئے اپنی صفیں درست کیں مندا کے میدان میں پمپی کے بیٹے اور جولیس سیزر کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس میں آخرکار جولیس سیزر کو شاندار فتح نصیب ہوئی۔ مورخین کہتے ہیں کہ مندا کے ان میدانوں میں پمپی کے اس بیٹے کے تیس ہزار لشکری مارے گئے۔ اور باقی اس کے ساتھی شکست اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ جولیس سیزر نے بڑی تندی اور بڑی خونخواری سے پمپی کے بیٹے اور اس کے لشکریوں کا تعاقب کر کے ان کا خوب قتل عام کیا۔ پمپی کا بیٹا اسپین سے نکل کر افریقہ کی طرف چلا گیا اور گمنامی اختیار کر لی۔ جبکہ اس کے لشکر کی اکثریت کا جولیس سیزر نے خاتمہ کر دیا باقی لوگ ادھر ادھر بکھر کر اپنی جانیں بڑی مشکل سے بچانے میں کامیاب ہو سکے تھے۔ پمپی کے بیٹے کے اسپین میں شکست دینے کے بعد جولیس سیزر نے چند ماہ تک اسپین ہی میں قیام کر کے وہاں کے حالات درست کئے پھر وہ واپس روم چلا گیا تھا۔

○

پہلے افریقہ میں پمپی کے چچا کی بغاوت اور اس کے بعد ہسپانیہ میں پمپی کے بیٹے کی بغاوت نے جولیس سیزر کو چونکا کر رکھ دیا تھا۔ اور وہ محتاط ہوگیا تھا۔ اب اس نے ارادہ کیا

کہ اسے بھی روم میں اپنے خاندان کے افراد کو منظم کرنا چاہئے تاکہ اس کے بعد اس کا خاندان حکومت میں رہے اور ایسا نہ ہو کہ اس کی موت کے بعد اس کے دشمن روم پر حکمران ہوں اور اس کے خاندان کا خاتمہ کر کے رکھ دیں اپنے ان ارادوں کے تحت جولیس سیزر حرکت میں آیا۔ اس نے اپنے بیٹے آکیٹویس کو اپنا جانشین نامزد کیا۔ اس سے پہلے آکیٹویس کوئی اتنی محرک زندگی بسر نہیں کر رہا تھا۔ لیکن اسے اپنا جانشین مقرر کرنے کے بعد جولیس سیزر نے زندگی کے ہر شعبے میں اسے راہنمائی کرنے کے مواقع فراہم کئے اس طرح جولیس سیزر کی راہنمائی میں یہ آکیٹویس بڑی تیزی سے رومنوں کی نگاہوں میں عزت وقار حاصل کرتا چلا گیا تھا۔

اسپین میں پمپی کے بیٹے کی بغاوت کو فرو کرنے سے پہلے جولیس سیزر نے پارتھیا پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا تھا لیکن پمپی کے بیٹے کی بغاوت کی وجہ سے وہ اس مہم پر روانہ نہ ہوسکا۔ اب اس نے یہ ارواہ کیا کہ اس کہ اس مہم پر اپنے بھتیجے آکیٹویس کو بھیجے تاکہ وہ پارتھیا میں فتوحات حاصل کر کر رومنوں کے اندر ناموری اور شہرت حاصل کرے۔ اس مقصد کے لئے جولیس سیزر نے ایک بہترین لشکر تیار کیا۔ اور اسے اونچ نیچ سمجھاتے ہوئے کہا کہ وہ پارتھیا اور اس کے اطراف میں فتوحات کا سلسلہ پھیلا دے اگر وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائے تو وہ رومنوں کے اندر ہر دلعزیزی اختیار کر جائے گا اور اس کے بعد وہ اٹلی کا بادشاہ بننے میں کامیاب ہوجائے گا۔ جولیس سیزر کی یہ ساری باتیں آکیٹویس کے دل میں بیٹھ گئیں تھیں۔ لہٰذا اس مقصد کی تکمیل کے لئے وہ لشکر کے ساتھ پارتھیا کی طرف روانہ ہوگیا تھا۔

دوسری طرف جولیس سیزر کے مخالف اور پمپی کے رشتے دار اور اس کے حامی بھی حرکت میں آئے ہوئے تھے جہاں جولیس سیزر اپنے اہل خانہ کر بہتری کے لئے مشغول تھا وہاں پمپی کے چاہنے والے بھی اس کا خاتمہ کرنے کے درپے تھے۔ جولیس سیزر کو کئی بار اس کے چاہنے والوں اور اس کے مخبروں نے اطلاع دی کہ وہ کبھی بھی اپنے حفاظتی دستوں کے بغیر ادھر ادھر نہ جایا کرے لیکن وہ اس کی پرواہ نہ کیا کرتا تھا۔ ایک روز جبکہ وہ سینیٹ سے خطاب کرنے کے لئے سینیٹ ہال کی طرف آرہا تھا تو سینیٹ کے ہال سے باہر جہاں پمپی کا پتھر کا مجسمہ نصب تھا ابھی وہ وہیں تک پہنچا تھا کہ کچھ لوگ اس کے اردگرد جمع ہوگئے یہ سب باغی اور سازشی تھے انھوں نے جولیس سیزر کو یوں گھیر لیا جیسے وہ جولیس سیزر کے ہمدرد اور شیدائی ہوں پھر ان میں سے کچھ لوگ جولیس سیزر سے لپٹ گئے اور پے درپے اس پر خنجر کے وار کر کے اس کا خاتمہ کر دیا۔ آناً فاناً یہ قاتل شہر کے اندر بکھر

گئے اور پھر اپنی جانیں بچا کر شہر سے بھاگنے میں کامیاب ہوگئے جولیس سیزر کی موت کے بعد گو اس کے حامی جرنیلوں یعنی مارک انتونی اور لیپڈیوس نے شہر کا محاصرہ کرلیا تھا لیکن اب دیر ہوچکی تھی اور قاتل جولیس سیزر کا خاتمہ کرنے کے بعد روم شہر سے فرار حاصل کر چکے تھے اس طرح جولیس سیزر کا پمپی کے حامیوں نے خاتمہ کردیا

○

جولیس سیزر کی موت کے وقت اس کے دونوں ساتھی اور نامور جرنیل مارک انتونی اور لیپڈیوس روم شہر کے اندر موجود تھے۔ جولیس سیزر کے مارے جانے کے بعد یہ دونوں جرنیل حرکت میں آئے اور بڑی تیزی کے ساتھ انھوں نے روم اور اس کے گرد و نواح میں پھیلے ہوئے لشکروں کو اپنے ساتھ ملانا شروع کر دیا تھا۔ دوسری طرف جولیس سیزر کا بھتیجا آکیٹویوس جو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ پارتھیا کی فتح کے لئے روانہ ہوا تھا۔ راستے ہی میں اپنے چچا جولیس سیزر کے قتل کے ساتھ واپس مڑا اس کا ارادہ تھا کہ فوراً" پہنچ کر اٹلی کی حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لے۔ دوسری طرف مارک انتونی اور لیپڈیوس بھی بڑے تیز اور چالاک تھے۔ وہ بھی حکومت پر قبضہ کرنے کی فکر میں تھے ہر کوئی اپنی طرف سے اپنا مقصد حاصل کرنے کے لے بھاگ دوڑ کرنے لگا تھا۔

مارک انتونی اور لیپڈیوس کو جب خبر ہوئی کہ جولیس سیزر کا بھتیجا اپنے لشکر کے ساتھ روم کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے اور یہ کہ وہ اٹلی کا حکمران بننے کا خواہش مند ہے تو وہ بھی اپنے اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے اور آکیٹویوس کی راہ روکنے کے لئے آگے بڑھے۔ کھلے میدانوں میں آکیٹویوس کا لشکر جب مارک انتونی اور لیپڈیوس کے متحدہ لشکر کے سامنے نمودار ہوا تو دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ کر لیا۔ اس موقع پر لیپڈیوس نے بڑی مہارت بڑی دانش مندی کا ثبوت دیا اس نے اپنے قاصد جولیس سیزر کے بھتیجے آکیٹویوس کی طرف بھجوائے اور اسے دعوت دی کہ جنگ کا کوئی فائدہ نہیں ہمیں چاہئے کہ باہم گفتگو کر کے اپنے معاملات کو طے کرلیں آکیٹویوس فوراً" اس پر تیار ہوگیا۔ لہٰذا تینوں جرنیل باہم بیٹھ کر اپنے معاملات طے کرنے پر آمادہ ہوگئے۔

تینوں جرنیلوں میں کافی دیر تک صلح مشورے ہوتے رہے پھر وہ تینوں اس امر پر متفق ہوگئے کہ جس طرح ماضی میں رومنوں کے معاملات تین جرنیل یعنی پمپی جولیس سیزر اور کریسس متحد ہو کر چلاتے رہے ہیں اسی طرح انھیں بھی باہم مل کر رومنوں کے معاملات کو چلانا چاہئے۔

یہ فیصلہ ہونے کے بعد اسپین یعنی ہسپانیہ لیپڈیوس کے حوالے کیا گیا سسلی سارڈینیہ اور افریقہ پر آکیٹویوس کا تسلط قائم کر دیا گیا۔ جب کہ اٹلی کے شمال میں ان علاقوں پر جن میں فرانس' سوئٹزرلینڈ اور انگلینڈ بھی شامل تھے۔ مارک انتونی کا اقتدار قبول کرلیا گیا تینوں جرنیل اس بات پر بھی متفق ہوگئے تھے کہ اٹلی کے معاملات کو بہرحال تینوں صلاح مشورہ کرتے ہوئے چلائیں گے اس طرح تینوں جرنیل اپنے اپنے علاقوں کی طرف اپنے لشکر لے کر روانہ ہوگئے تھے۔

○

روم کا نامور گلیڈیٹر سانیکس ایک روز شام کے قریب مقابلے کے میدان میں اپنے چند گلیڈ ٹیٹروں کے ساتھ جمع ہوا جب اس کے سارے ساتھی اس کے بلائے جانے کے بعد اس میدان میں جمع ہو گئے تو سانیکس نے اپنے ساتھی گلیڈ ٹیٹروں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

سنو میرے ساتھیو رات کے اس وقت تمھیں مقابلے کے اس میدان میں بلانے کا مقصد اور مدعا یہ ہے کہ ہم اپنے مشترکہ دشمن سے چھٹکارا حاصل کر لیں۔ شاید تم لوگ میری گفتگو کا مقصد سمجھ رہے ہو گے۔ یوناف جس کی بیوی کا نام بیوسا ہے۔ اور جس نے روم شہر کی شرقی سرائے میں قیام کر رکھا ہے وہ ہم سب کا مشترکہ دشمن ہے اسے ختم کرنے کا یہ سب سے بہترین موقع ہے اس لئے کہ اس کا ہمدرد اس کا محافظ جولیس سیزر مارا جاچکا ہے۔ جولیس سیزر کے بعد مارک انتونی اور لیپڈیوس بھی اس کے ہمنوا اور اس کے ہمدرد خیال کئے جاتے تھے جبکہ انتونی اور لیپڈیوس بھی اسی وقت روم میں نہیں ہیں۔ لیپڈیوس اسپین جا چکا ہے۔ انتونی شمالی علاقوں کی طرف روانہ ہو چکا ہے۔ رہا جولیس سیزر کا بھتیجا آکیٹویوس تو اسے یوناف سے کوئی غرض و غایت نہیں ہے۔ اور وہ بھی ان دنوں شمالی افریقہ کی طرف کوچ کر چکا ہے لہٰذا میرے ساتھیو اس یوناف کا خاتمہ کرنے کا یہ بہترین موقع ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد سانیکس تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر دوبارہ بولا اور کہنے لگا سنو میرے ساتھیو ان دنوں روم شہر کی حالت جنگل کی سی ہے جس کا کوئی حکمران نہ ہو۔ مارک انتونی لیپڈیوس اور آکیٹویوس نے روم کے مفادات کو آپس میں تقسیم کر لیا ہے۔ وہ اپنے اپنے علاقوں کی طرف روانہ ہو چکے ہیں جبکہ اٹلی کا نظم و نسق وہ تینوں متحد ہو کر چلائیں گے اور سینیٹ کے ممبران ان کی مرضی اور منشا کے مطابق کام کرتے رہیں گے۔ اگر ہم نے یہ سنہری موقع بھی ہاتھ سے جانے دیا تو میں تمھیں بتادوں ہوسکتا ہے۔ آنے والے دور

میں یہ یوناف ہمارے لئے کسی بہت بڑی مصیبت کا پیش خیمہ بن جائے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ آج کی رات اس کے خلاف حرکت میں آئیں اور اس کا خاتمہ کر کے رکھ دیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد سائیکس جب خاموش ہوا تو اس کا ایک ساتھی گلیڈ ئیٹر بولا اور سائیکس کو مخاطب کرتے ہوئے وہ پوچھنے لگا۔

سائیکس ہمارے عزیز ہم تمہاری اس بات سے تو اتفاق کرتے ہیں کہ یوناف کو ختم کر دینا چاہئے اور اسے ختم کرنے کا یہ بہترین اور مناسب موقع ہے۔ پر یہ تو کہو اسے اس کے انجام تک پہنچانے کے لئے ہم کیا طریقہ کار استعمال کریں گے۔ اس پر سائیکس ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہنے لگا۔ اب اس یوناف کو ختم کرنے کے لئے ہمیں کسی بڑی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ تھوڑی دیر تک ہم اسی میدان میں بیٹھ کر رات کے گہرا ہونے کا انتظار کرتے ہیں پھر یہاں سے ہم سیدھا اس شرقی سرائے کی طرف کوچ کریں گے جہاں پر اس نے قیام کر رکھا ہے۔ اس وقت تک سرائے کا مالک جو ان دنوں یوناف کا بہترین ہمدرد بن چکا ہے وہ بھی سوچکا ہوگا۔ اس وقت اگر ہم سرائے کے پچھلے حصے کی دیوار کو پھاند کر سرائے میں داخل ہوں اور یوناف اور اس کی بیوی کو بڑی رازداری سے قتل کر کے سرائے سے نکل جائیں تو کسی کو خبر تک نہ ہوگی کہ ان دونوں میاں بیوی کو کب کس وقت اور کس نے قتل کیا ہے۔ اس پر ایک اور گلیڈ ئیٹر بولا اور کہنے لگا۔

اس سرائے میں یوناف اور اس کی بیوی پر حملہ آور ہونے کے لئے ہمیں بڑی احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ پہلے ہمیں اپنے کسی ساتھی کو سرائے کی طرف بھجوانا ہوگا جو یہ دیکھ کر آئے کہ ان دونوں کا قیام کس کمرے میں ہے۔ اس پر سائیکس فوراً بولا اور کہنے لگا۔ اس کی ضرورت پیش نہیں آئیگی اس لئے کہ میں جانتا ہوں سرائے کے کس کمرے میں ان دونوں میاں بیوی نے قیام کر رکھا ہے۔ اس پر پھر وہی پہلا گلیڈ ئیٹر بولا اور کہنے لگا اگر یہ معاملہ ہے تو پھر ہمیں کچھ بھی نہیں کرنا ہوگا۔ یہاں تھوڑی دیر مزید بیٹھتے ہیں پھر سرائے کی طرف کوچ کرتے ہیں۔ اس طرح وہ سب مل کر آپس میں گفتگو کرتے ہوئے وقت گزارنے لگے تھے۔ جب رات کافی گہری ہوگئی تب وہ مقابلے کے اس میدان سے نکلے اور روم شہر کی اس شرقی سرائے کی طرف بڑھے جس میں یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی نے قیام کر رکھا تھا۔

رات گہری ہوتی جا رہی تھی۔ چاروں طرف مہیب شب کا ہراس اور زہر ظلمت پھیل گیا تھا۔ ہر سمت ہر سو عمیق کرب کے بیکراں سلسلوں اور سلگتی ریت کے صحرا جیسی خاموشی اور سکوت طاری تھا۔ ایسے میں یوناف اور بیوسا سرائے کے کمرے میں گہری نیند سو

رہے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر تیز لمس دیا۔ جس پر یوناف فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا۔ یوناف کے اس طرح اچانک اٹھنے سے بیوسا کی نیند بھی جاتی رہی تھی اور وہ بھی اسکے پہلو میں اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔ اس موقع پر بیوسا یوناف سے شاید کچھ پوچھنا چاہتی تھی لیکن یوناف کی حالت دیکھتے ہوئے شاید وہ جان گئی تھی کہ ابلیکا اسکی گردن پر لمس دے رہی ہے لہٰذا وہ بھی ابلیکا کی گفتگو سننے کیلئے ہمہ تن متوجہ ہو گئی تھی۔ ابلیکا نے ایک دو بار پھر یوناف کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا۔ پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

سنو یوناف میرے حبیب رومنوں کا وہ گلیڈ ئیٹر جس کا نام سائیکس اور جو ایک بار تمہارے ہاتھوں مقابلے کے میدان میں مات بھی کھا چکا ہے۔ وہ اپنی اس مات اپنی شکست کا تم سے انتقام لینے کیلئے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ تمہاری طرف بڑھ رہا ہے۔ تھوڑی دیر تک وہ سرائے میں داخل ہو گا ان سب کا ارادہ ہے کہ رات کی تاریکی میں تم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہو کر تمہارا خاتمہ کر دیا جائے۔ سائیکس اپنے ساتھیوں کے ساتھ سرائے کے پچھواڑے کی طرف سے سرائے میں داخل ہو گا۔ وہ دیوار پھاند کر اندر آئیں گے اور بڑی راز داری سے تمہارا خاتمہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ لہٰذا تم دونوں میاں بیوی بھی ان لوگوں کے آنے تک مستعد ہو جاؤ تاکہ انکا خاتمہ کیا جا سکے میں خود بھی تم دونوں میاں بیوی کے ساتھ انکے خلاف حرکت میں آؤں گی ابلیکا کی اس گفتگو کے بعد غصے اور غضبناکی میں یوناف کے چہرے کی حالت عجیب سی بھیانک پن اختیار کر گئی تھی پھر وہ انتہائی غصے میں ابلیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ ابلیکا تو ان نامرادوں کو آنے تو دے میں انکی ساری آرزوؤں جستجوؤں اور انکے ذوق کو حیرت کے دوراہے پر لا کھڑا کروں گا۔ انکے سامنے میں بکھری صدیوں کے نقاب الٹوں گا۔ ان کے وجدان کے منظر منظر پر آگ کے دریا اور الفاظ کی صورت گری میں لہو کی ندیاں بہا کر رکھ دوں گا۔ من ابلیکا ان شیطان کے گماشتوں کے خلاف میں آواز حق کی آبرومندی بن کر حرکت میں آؤں گا اور انکی نامہربان آغوش کو ماتم سرائے دہر اور انکی ساری جرات مندی کو ہمہ عقوبت اور ہمہ قیامت میں تبدیل کر کے رکھوں گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اپنی تلوار اس نے سنبھال لی۔ اسکی طرف دیکھتے ہوئے بیوسا بھی ایک جست کے ساتھ اٹھی اور اس نے بھی اپنی تلوار سنبھال لی تھی۔ اس موقع پر ابلیکا پھر بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ دیکھو یوناف تم اپنے کمرے سے نکل کر دونوں میاں بیوی تھوڑا سا آگے نکل جاؤ۔ ظاہر ہے کہ سائیکس اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ تمہارے دروازے کی طرف آئے گا۔ تم اپنے کمرے کا

دروازہ کھلا چھوڑ دو اور بیوسا کو لے کر اپنے کمرے سے تھوڑا سا آگے نکل جاؤ۔ جب سائیکس اپنے ساتھیوں کے ساتھ تمہارے کمرے میں داخل ہونے لگے گا تو سامنے کی طرف سے تم دنوں میاں بیوی انہیں للکارنا انکی پشت کی طرف سے ان پر میں بھی وارد ہوں گی اور پھر دیکھنا ہم تینوں مل کر انکا کیا حشر کرتے ہیں۔ اب تم جلدی سے اپنے کمرے سے نکل کر تھوڑا آگے جا کر اوٹ میں کھڑے ہو جاؤ۔ اسلئے کہ سائیکس اور اسکے ساتھی اس وقت سرائے کی دیوار کو پھاند کر اندر داخل ہو رہے ہیں اور تھوڑی دیر تک وہ یہاں پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور بیوسا فوراً حرکت میں آئے اور وہ بڑی تیزی سے چلتے ہوئے تھوڑا سا آگے جا کر ایک ستون کی اوٹ میں کھڑے ہو کر سائیکس اور اسکے ساتھیوں کے آنے کا انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد سائیکس اور اسکے ساتھی کمروں کے سامنے گزرنے والی راہداری میں نمودار ہوئے اور سب کے سب دبے پاؤں آواز پیدا کئے بغیر یوناف اور بیوسا کے کمرے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ان سب نے اپنے چہرے ڈھانپ رکھے تھے۔ ان کے جسموں پر انکے جنگی لباس تھے۔ انکے ہاتھوں میں انکی ڈھالیں اور انکی تلواریں تھیں اور وہ حملہ آور ہونے کیلئے انتہائی مستعد دکھائی دیتے تھے۔ جب وہ رازداری اور آہستگی کے ساتھ چلتے ہوئے یوناف اور بیوسا کے کمرے کے سامنے آئے تو ان میں سے ایک کمرے میں داخل ہوا۔ شاید وہ خود سائیکس تھا پر وہ جلد ہی باہر آ گیا اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ سرگوشی کے انداز میں کہنے لگا۔ حیرت ہے وہ دونوں میاں بیوی اپنے کمرے میں موجود ہی نہیں۔ اس پر ایک اور گلیڈیئٹر بولا اور کہنے لگا کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ سرائے چھوڑ کر یہاں سے کوچ ہی کر چکے ہوں سائیکس کہنے لگا نہیں ایسا نہیں ہو سکتا دن کے وقت میں نے خود انہیں اس سرائے میں ٹھہرے ہوئے دیکھا ہے وہ اس قدر جلدی سرائے چھوڑ کر کیسے جا سکتے ہیں۔ اس بار ایک اور گلیڈیئٹر بولا اور کہنے لگا۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ انہیں ہمارے اس ارادے اور اس عزم کی اطلاع ہو گئی ہو کہ آج رات کی تاریکی میں ہم ان دونوں کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر سائیکس جھلا کر کہنے لگا تم لوگ بھی احمق اور بے وقوف ہو ان کو کیسے خبر ہو سکتی ہے کہ ہم پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں یہ ساری تجویز تو تھوڑی دیر پہلے ہم نے مقابلے کے میدان میں بیٹھ کر طے کی ہے ہمارے سوا وہاں اور کوئی تھا بھی نہیں جو ان دونوں میاں بیوی کو آ کر اطلاع کرتا۔ سمجھ نہیں آتی کہ وہ دونوں میاں بیوی کہاں چلے گئے ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد سائیکس جب خاموش ہوا تو سامنے کی طرف سے یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی ستون کی اوٹ

سے نکل کر انکے سامنے آئے اور پھر یوناف انتہائی غضبناک اور قہرمانی کی حالت میں سائیکس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو سائیکس میں تم لوگوں کے خطرے کے باعث اس سرائے کو چھوڑ کر بھاگنے والا نہیں ہو۔ ہاں مجھے تمہاری کمینگی اور تمہاری اس ذلیل حرکت کی اطلاع ضرور مل گئی تھی۔ سنو سائیکس میں تمہاری طرح ذلیل اور گھٹیا انسان نہیں ہوں۔ رات کی اس تاریکی میں جبکہ تم سب ہم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہو کر ہمارا خاتمہ کرنے کیلئے آئے ہو تو پھر ہماری طرف بڑھو اور پھر دیکھو کہ ہم دونوں میاں بیوی کیسے تمہاری بیچوں بیچ تاریکی کے آنچلوں میں سیال آگ کی صورت اختیار کر کے تمہارا خاتمہ کرتے ہیں۔ سن رکھو سائیکس ہم تو تمہارے ویران خوابوں میں فتنوں بار امنگ کی طرح داخل ہو کر تم لوگوں کو نیست و نابود کر کے رکھ دیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف نے ذومعنی انداز میں بیوسا کی طرف دیکھا پھر دونوں میاں بیوی نے اپنی تلواریں لہرائیں۔ اب وہ اہرام کی سی راز بستگی سے نکل کر جنگل کی دھاڑتی ہوئی ہواؤں صحراؤں سے اٹھی فضاؤں' آندھیوں کے مہیب جھکڑوں اور موت کے ان گنت ہیولوں کی طرح حرکت میں آتے ہوئے آگے بڑھے تھے اور جس طرح موت کے شعلوں کا پیراہن پہن پیچ کھاتے دھوئیں کے مرغولے پھیلنا بکھرنا شروع ہوتے ہیں اسی طرح یوناف اور بیوسا نے بھی شعلہ انداز اور برق انداز صورتحال اختیار کرتے ہوئے لاوے شعلے اور شرارے کی طرح آگے بڑھ کر سائیکس اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا تھا۔ دوسری طرف سے ابلیکا بھی حرکت میں آ چکی تھی اور وہ بھی سائیکس کے ساتھیوں کو اٹھا اٹھا کر زمین پر پٹخنے لگی تھی۔ جبکہ یوناف اور بیوسا نے بھی سائیکس کے ساتھی گلیڈیئٹروں کو اس طرح کاٹنا شروع کر دیا تھا جیسے آندھیوں کے جھکڑ کھنڈر کی بھربھری دیواروں کو گرا دیتے ہیں۔ وہ دونوں میاں بیوی ان گلیڈیئٹروں کی زندگی کے افسانے کا آخری حرف لکھتے ہوئے ان سب کیلئے ظلمتوں کے بسیط طوفانوں میں شعلہ فشاں برق کا رقص مرگ شروع کر چکے تھے۔

چند ہی لمحوں میں ایک طرف سے ابلیکا نے طوفان برپا کرتے ہوئے اور دوسری طرف سے یوناف اور بیوسا نے حرکت میں آتے ہوئے سائیکس اور اسکے ساتھیوں کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا تھا۔ ابھی ایسا ہوا ہی تھا کہ سرائے کا مالک بھاگتا ہوا وہاں آ گیا اور بڑی بدحواسی میں وہ لاشوں کی طرف دیکھتے ہوئے یوناف سے پوچھنے لگا یہ کون لوگ ہیں کیا ان لوگوں نے تم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تھی۔ پھر یوناف کے جواب کا انتظار کئے بغیر وہ ایک

لاش کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ شاید اس نے **سائیکس** کو پہچان لیا تھا۔ دوبارہ وہ یوناف کی طرف آیا اور بڑی ہمدردی میں وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ یہ تو بدبخت **سائیکس** اور اسکے ساتھی ہیں۔ میرے خیال میں ان لوگوں نے تم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہونے کی کوشش ہے۔ جواب میں یوناف مسکراتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میرے بزرگ تمہارا اندازہ درست ہے۔ اس **سائیکس** نے مجھ سے ہار جانے کی وجہ سے انتقام اور بدلہ لینے کی خاطر آج اپنے ساتھیوں کے ساتھ مجھ پر حملہ آور ہونا چاہا۔ یہ میرے کمرے میں گھس کر میرا اور میری بیوی کا خاتمہ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن ہماری خوش قسمتی کہ ہم اس وقت کمرے میں موجود نہیں تھے۔ ہم کمرے سے باہر راہداری میں چہل قدمی کر رہے تھے پھر ہم دونوں میاں بیوی کے ساتھ ان کا ٹکراؤ ہوا اور تم دیکھتے ہو کہ ہم نے ان سب گلیڈئیٹروں کا خاتمہ کر کے رکھ دیا ہے۔ سرائے کا مالک یوناف اور بیوسا کی اس کارگزاری پر بے حد خوش ہوا پھر وہ کہنے لگا۔

تم دونوں میاں بیوی نے ان کم بختوں کا خاتمہ کر کے بہت اچھا کیا یہ ذلت کے مارے تھے ہی اس قابل یہ ہر کسی کو نشانہ بناتے ہوئے اس پر موت طاری کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ پر میرے عزیز آؤ اب حرکت میں آئیں اور ان سب کی لاشیں اٹھا کر سرائے کے صحن میں کہیں دفن کر دیں۔ یوناف اور بیوسا دونوں سرائے کے مالک کے کہنے پر حرکت میں آئے ان تینوں نے مل کر ایک بڑا گڑھا سرائے کے صحن میں کھودا ساری لاشوں کو اس گڑھے میں ڈال کر اس گڑھے کو انہوں نے مٹی سے بھر کر مٹی کو خوب دبا کر اوپر پانی چھڑک دیا تھا۔

اس کام سے فارغ ہونے کے بعد سرائے کے مالک نے یوناف اور بیوسا دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ میرے عزیز مجھے شرمندگی ہے کہ میری سرائے میں قیام کے دوران تمہیں اذیتوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس پر یوناف فوراً سرائے کے مالک کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا ایسی کوئی بات نہیں۔ اب تو ہمارے تمہارے ساتھ تعلقات ہیں۔ ہر مصیبت میں تمہاری مدد کرنا اب ہمارے فرائض میں شامل ہے اور پھر یہ تو بدبخت ہم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہونے آئے تھے لہٰذا ہم نے انکا خاتمہ کر دیا۔ اس پر سرائے کا مالک مطمئن انداز میں کہنے لگا۔ تم دونوں میاں بیوی اب اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو میں بھی جاتا ہوں پر میں سرائے کے کچھ محافظوں کو تمہارے کمرے کے آس پاس ٹہلنے کیلئے کہتا ہوں تاکہ کوئی اور گلیڈئیٹر بھی ایسی حرکت کرنا چاہتے تو بروقت تمہیں اسکی اطلاع کی جا سکے اسکے ساتھ ہی سرائے کا مالک وہاں سے چلا گیا۔ جبکہ یوناف اور بیوسا بھی

دونوں میاں بیوی اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔

○

اٹلی پر اب تین حکمران حکومت کر رہے تھے۔ ایک مارک انتونی جو ان دنوں فرانس سوئٹزرلینڈ اور انگلستان کی سرزمینوں کی طرف تھا دوسرا آکٹیوس جو افریقہ میں قیام کئے ہوئے تھا اور تیسرا **لیپڈیوس** جو ان دنوں ہسپانیہ کے نظم و نسق کو درست کر رہا تھا۔ ان تینوں نے تیز رفتار قاصدوں کے ذریعے سے روم کے اندر اپنے اپنے دشمنوں کی فہرستیں تیار کرنا شروع کیں۔ ان تینوں نے صلاح و مشورہ کیا کہ روم کے اندر جس قدر بھی انکے دشمن ہیں ان کا خاتمہ کر دیا جائے تبھی وہ سکون اور اطمینان کے ساتھ اٹلی پر حکومت کر سکتے ہیں۔ لہٰذا دن رات فہرستیں تیار کرنا شروع کی گئیں اور روم کے اندر ان تینوں نے اپنے اپنے دشمنوں کا قتل عام کرنا شروع کر دیا۔ قتل کئے جانے والے ان لوگوں کی فہرستوں میں مارک انتونی' **لیپڈیوس** اور آکٹیوس کے بیوی بچے اور رشتے دار بھی اپنے اپنے دشمنوں کے نام لکھانے لگے لہٰذا لوگوں کا قتل عام کیا گیا۔ اس طرح ان تینوں نے مل کر ایک طرح سے اٹلی میں اپنے ذاتی دشمنوں کا خاتمہ کر دیا تھا۔

مارک انتونی' **لیپڈیوس** اور آکٹیوس کی ان مصروفیات سے فائدہ اٹھا کر جولیس سیزر کے قاتل بروٹس اور کیسیوس بھی حرکت میں آ چکے تھے۔ یہ دونوں جولیس سیزر کو قتل کرنے کے بعد روم سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے یہ ایشیا کی طرف چلے گئے تھے۔ وہاں انہوں نے لوگوں کو اپنے ساتھ ملاتے ہوئے دن بدن اپنے ساتھیوں اور جمعیت میں اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ روم سے بھاگتے ہوئے یہ اپنے ساتھ دولت کے انبار بھی لے گئے تھے۔ جنہیں خرچ کر کے انہوں نے اپنے لشکر بھی تیار کرنا شروع کر دیا تھا۔ پھر جب مارک انتونی' **لیپڈیوس** اور آکٹیوس نے روم کے اندر اپنے دشمنوں کا قتل عام شروع کیا تو بہت سے لوگ اپنی جانیں بچا کر ایشیا میں بروٹس اور کیسیوس کی طرف بھاگنا شروع ہو گئے۔ اٹلی کے اندر جس قدر باغی عناصر تھے وہ بھی خوفزدہ ہو کر ایشیا میں بروٹس اور کیسیوس کے ساتھ جا ملے۔ اس طرح ایشیا میں کیسیوس اور بروٹس نے دو بڑے لشکر تیار کر لئے تھے۔ جب ان دونوں نے اندازہ لگا لیا کہ اب وہ اپنے لشکر کو تربیت بھی دے چکے ہیں اور اب انکے لشکر اس قابل ہیں کہ وہ اٹلی پر حملہ آور ہو کر روم پر قبضہ کر سکیں تو انہوں نے ایشیا سے اٹلی کی طرف کوچ کیا تھا۔

لیپڈیوس ان دنوں ہسپانیہ میں تھا اور وہ وہاں مزے کر رہا تھا۔ اسے کچھ ہوش نہ تھا

کہ یورپ اور ایشیا میں اس وقت کیا تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ تاہم بروٹس اور کیسیوس کے یورپ کی طرف پیش قدمی کرنے سے مارک انتونی اور آکٹویوس بڑے پریشان اور فکرمند ہوئے۔ آکٹویوس فوراً افریقہ سے نکل کر یورپ میں آیا۔ اپنے لشکر کو بھی وہ اپنے ساتھ لیتا آیا تھا۔ جبکہ دوسری طرف مارک انتونی بھی اپنے لشکر کے ساتھ فرانس اور سویٹزرلینڈ سے روم پہنچ گیا تھا۔ دونوں جرنیلوں نے آپس میں صلح و مشورہ کیا۔ پھر وہ اپنے اپنے لشکر کے ساتھ بروٹس اور کیسیوس کی راہ روکنے کیلئے روم سے کوچ کر گئے تھے۔

مارک انتونی اور آکٹویوس نے اپنے جاسوس دور دور تک پھیلا دیئے تھے تاکہ وہ ان دونوں کو بروٹس اور کیسیوس کے لشکر کی نقل و حرکت سے آگاہ کرتے رہیں۔ انہی جاسوسوں کی فراہم کردہ خبروں کی روشنی میں مارک انتونی اور آکٹویوس نے اپنے اپنے لشکر کیساتھ بحیرہ ایجین سے نو میل دور فلپی نام کے ایک قصبے کے قریب پڑاؤ کر لیا تھا۔ دوسری طرف باغی سردار بروٹس اور کیسیوس بھی اپنے اپنے لشکر کے ساتھ اس شاہراہ پر پیش قدمی کر رہے تھے جو ایشیا سے یورپ کی طرف آتی تھی اور یہ شاہراہ فلپی نام کے قصبے کے قریب سے گزرتی تھی۔

بروٹس اور کیسیوس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ مارک انتونی اور آکٹویوس اپنے لشکر کے ساتھ فلپی نام کے قصبے کے قریب پڑاؤ کر کے ان دونوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ لہٰذا وہ بھی اپنی پوری تیاریوں سے پیش قدمی کر رہے تھے۔

بروٹس اور کیسیوس فلپی نام کے قصبے کے قریب اس وقت پہنچے جس وقت سورج طلوع ہو چکا تھا اور صبح نیم دھندلکوں میں نہا رہی تھی۔ ان دونوں نے آتے ہی اپنی پوری فکری اور ارادی قوتوں کے ساتھ کہربائی کشش کی طرح مارک انتونی اور آکٹویوس کے لشکروں پر حملہ کر دیا تھا۔ بروٹس اپنے لشکر کے ساتھ آکٹویوس کے لشکر پر حملہ آور ہوا تھا۔ جبکہ کیسیوس انتہائی بھیانک انداز میں مارک انتونی پر حملہ کر چکا تھا۔ دوسری طرف مارک انتونی اور آکٹویوس بھی بروٹس اور کیسیوس کے متوقع حملے کیلئے پہلے سے تیار تھے لہٰذا انہوں نے بھی آلام کی گرد اور برق کے نادیدہ لپکوں کی طرح بروٹس اور کیسیوس پر جوابی حملہ کیا تھا۔

ہر کوئی دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہوئے اپنی تلوار کو فتح نصیب کرنے کی فکر میں تھا۔ فلپی نام کے اس قصبے کے باہر کھلے میدانوں میں دونوں لشکر ایک دوسرے پر جہل و ظلمات کے جبر درد کی تحریروں اور طغیان لفظ و بیان کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ بانجھ اور برسوں کی پیاسی زمین خون آلود ہونے لگی تھی۔ انسانیت کی تقدیریں سرنگوں اور عظمت ابن آدم لہو لہو ہونے لگی تھی۔

مارک انتونی شروع میں ہی اپنے مدمقابل کیسیوس پر بھاری اور حاوی ثابت ہوا تھا۔ کیسیوس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ وہ کسی نہ کسی طرح مارک انتونی کو اس جنگ میں شکست دینے میں کامیاب ہو جائے لیکن مارک انتونی کا دشمن کے خلاف جنگ کرنے کا انداز جولیس سیزر جیسا ہی تھا۔ مارک انتونی نے اپنے لشکر کو مختلف حصوں اور دستوں میں تقسیم کر رکھا تھا اور باری باری اسکے حکم پر وہ لشکر کے حصے اور دستے پہلو اور پینترے بدل بدل کر مختلف سمتوں اور جہتوں سے دشمن پر حملہ آور ہوتے جا رہے تھے۔ ایک مشینی سے انداز میں مارک انتونی کے لشکر کے یہ حصے اور دستے بار بار دائیں بائیں آگے پیچھے ہٹتے ایک دستہ ہٹتا اور اس جگہ دشمن سے مقابلہ کرنے کیلئے دوسرا دستہ آتا۔ اس طرح مارک انتونی نے اپنے دشمن کیسیوس کے سامنے اپنے لشکریوں کا ایک ہلکا اور چکر باندھ کر رکھ دیا تھا کیسیوس کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا کہ وہ اس موقع پر مارک انتونی سے اپنا دفاع کس طرح کرے کہ اسی ہلکا در ہلکا سامنے آنے اور پیچھے ہٹنے کے دوران مارک انتونی نے کیسیوس کے لشکر کا گھیراؤ کر لیا تھا۔ کیسیوس نے اپنی بھرپوری کوشش کی کہ ناصرف یہ کہ اس حلقے کو توڑے بلکہ مارک انتونی کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دے لیکن اس وقت تک مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ کیسیوس کے لشکر پر بری طرح چھا چکا تھا اور پھر اس نے چاروں طرف سے کیسیوس اور اسکے لشکریوں کا قتل عام کرنا شروع کر دیا تھا۔

دوسری طرف آکٹویوس کی حالت مارک انتونی سے مختلف تھی۔ مارک انتونی جنگ کا وسیع تجربہ رکھتا تھا۔ وہ جولیس سیزر کے ساتھ بھی کام کرتا رہا تھا اور جنگ کے سارے ہی طریقوں سے واقف تھا ویسے بھی وہ جنگ میں کسی خونخوار بھیڑیے اور چالاک لومڑی کی طرح حرکت میں آنے والا تھا جبکہ اسکے مقابلے میں آکٹویوس جنگ کو کوئی اتنا بڑا اور وسیع تجربہ نہیں رکھتا تھا۔ جولیس سیزر نے اپنی موت سے پہلے اپنے اس بھتیجے کو مشرق پر حملہ آور ہونے کیلئے ایک لشکر دے کر بھیجا تھا لیکن اس لشکر کے ساتھ جولیس سیزر کی موت کی وجہ سے آکٹویوس کو روم واپس جانا پڑا لہٰذا یہ آکٹویوس جنگ کا کوئی خاص تجربہ نہیں رکھتا تھا۔ جسکی بناء پر بروٹس نے اس آکٹویوس کے لشکر کے خلاف ایسی خوفناک اور ہولناک جنگ کی ابتداء کی کہ شروع میں ہی آکٹویس نے محسوس کر لیا کہ اگر جنگ زیادہ دیر قائم رہی تو بروٹس ضرور اسے شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا۔

تاہم اس موقع پر آکٹویوس نے بڑی دانشمندی اور فہم و فراست سے کام لیا اور وہ اس طرح کہ اس نے جب یہ اندازہ کیا کہ بروٹس اسے شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا تو

اپنے لشکر کے ساتھ آہستہ آہستہ اس طرف پسپا ہونا شروع ہو گیا جس طرف مارک انتونی دوسرے جرنیل کیسیوس کے خلاف جنگ آزما تھا اور کیسیوس کے لشکر کے گھیراؤ کر کے وہ اسکا قتل عام شروع کر چکا تھا۔ آکٹویوس پیچھے ہٹتے ہٹتے مارک انتونی کے لشکر سے جا ملا دوسری طرف مارک انتونی نے جب دیکھا کہ بروٹس آکٹویوس کو پسپا کر کے شکست دینے کے درپے ہے تو وہ فکرمند ہوا اسلئے کہ اگر بروٹس آکٹویوس کو شکست دینے میں کامیاب ہو جاتا تو اپنے لشکر کے ساتھ وہ اپنے ساتھی کیسیوس کی بھی مدد کو پہنچ سکتا تھا۔ اس طرح بروٹس اور کیسیوس دونوں مل کر آکٹویس کے بعد مارک انتونی پر بھی مصیبت اور اذیت بن کر ثابت ہو سکتے تھے۔

انہی خطرات اور خدشات کے تحت مارک انتونی نے کیسیوس کے لشکر کا گھیراؤ اور قتل عام جاری رکھا اور ساتھ ہی ساتھ اس نے اپنے لشکر کا ایک حصہ علیحدہ کر کے آکٹویوس کی مدد کیلئے بھی روانہ کر دیا۔ اس طرح مارک انتونی کے لشکر کا ایک حصہ جب آکٹویوس کے لشکر میں آ کر شامل ہوا تو اس سے آکٹویوس کے لشکریوں کے حوصلے بلند ہوئے اور انہیں ایک طرح کی تقویت ملی لہٰذا انہوں نے دشمن پر بڑھ چڑھ کر حملے کرنے شروع کر دیئے تھے۔ مارک انتونی کے وہ لشکری جو آکٹویوس کے ساتھ آ کر ملے تھے ان کے حوصلے پہلے ہی بلند تھے اس لئے کہ وہ اس سے پہلے کیسیوس کے لشکریوں کا قتل عام کر رہے تھے۔ اب انہوں نے اپنا وہی انداز اختیار کئے رکھا اور بروٹس کے لشکر کے اندر گھس کر وہ انکا قتل عام کرنے لگے۔ اس سے بروٹس کے لشکریوں کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ پیچھے ہٹنا شروع ہو گئے تھے۔

اتنی دیر تک مارک انتونی نے کیسیوس کے لشکر کو مکمل طور پر شکست دے دی تھی۔ کیسیوس کے لشکر کی اکثریت کو مارک انتونی نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ بہت کم لشکری ایسے تھے جو اپنی جانیں بچا کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوئے تھے جبکہ مارک انتونی نے کیسیوس کو بھی میدان جنگ میں موت کی نیند سلا دیا تھا۔

کیسیوس اور اسکے لشکریوں کا خاتمہ کے بعد مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ انتہائی خونخواری اور خوفناک انداز میں حرکت میں آیا اور وہ اپنے ساتھی جرنیل جولیس سیزر کے بھتیجے آکٹویوس کی مدد کیلئے بڑھا اس وقت تک آکٹویوس اور بروٹس کے درمیان جنگ اپنے عروج پر تھی عین اس موقع پر مارک انتونی بھی اپنے لشکر کے ساتھ آکٹویوس کے ساتھ آن ملا جس کی بناء پر بروٹس کے لشکر کے اندر فوراً شکست اور پسپائی کے آثار پیدا ہونے لگے پھر ایسا ہوا کہ آکٹویوس اور مارک انتونی نے بروٹس کے لشکر کو دو سمتوں سے گھیر لیا اور

کیسیوس کی طرح اسکے لشکر کا بھی قتل عام شروع کر دیا اس طرح کیسیوس کی طرح بروٹس کے لشکر کی اکثریت کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور بروٹس بھی جنگ میں لڑتے لڑتے مارک انتونی کے لشکریوں کے ہاتھوں مارا گیا اس طرح مارک انتونی اور آکٹویوس نے نہ صرف یہ کہ اس بغاوت کو فرو کر دیا بلکہ انہوں نے جولیس سیزر کے دونوں قاتلوں یعنی بروٹس اور کیسیوس سے بھی جولیس سیزر کے قتل کا انتقام لے لیا تھا۔

فلپی کے مقام پر بروٹس اور کیسیوس کو شکست دینے کے بعد مارک انتونی اور آکٹویوس نے آپس میں ایک اور صلح نامہ کیا اس صلح نامے نے اٹلی کے اندر ایک انقلاب برپا کیا اور یہ کہ فلپی میں بروٹس اور کیسیوس کو شکست دینے کے بعد مارک انتونی اور آکٹویوس یہ خیال کرنے لگے تھے کہ صرف ان دونوں نے اٹلی کی حفاظت کی ہے اور تیسرے جرنیل لیپڈوس نے جو اس وقت اسپین میں تھا اٹلی کی حفاظت میں کوئی حصہ نہیں لیا لہٰذا ان دونوں جرنیلوں نے آپس میں صلاح و مشورہ کرنے کے بعد لیپڈوس کو قطعی طور پر نظرانداز کر دیا اپنی سلطنت اور مقبوضہ جات کی ازسرنو آپس میں تقسیم کی۔

اس نئی تقسیم کے باعث اٹلی سے باہر سارے مشرق کا حکمران مارک انتونی کو تسلیم کر لیا گیا تھا۔ جبکہ مارک انتونی نے اٹلی اور سسلی اور شمال میں گال قبائل کے سارے علاقے آکٹویوس کی حکمرانی میں دے دیئے گئے تھے جبکہ تیسرے جرنیل لیپڈ یوس کو نظرانداز کرتے ہوئے اسے ہسپانیہ میں ہی پڑا رہنے دیا گیا تھا۔

اس معاہدے کے تحت آکٹویوس اپنے لشکر کے ساتھ واپس اٹلی کی طرف چلا گیا جبکہ مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ مشرق کی طرف بڑھا تھا۔ دوسری طرف۔ مصر کی ملکہ قلوپطرہ کو بھی اپنے شوہر جولیس سیزر کے مارے جانے کی خبر ہو چکی تھی اور اسے یہ بھی خبریں مل چکی تھیں کہ اب آکٹویوس اور مارک انتونی کے درمیان معاہدہ ہو چکا ہے جسکے تحت مشرق کا حکمران مارک انتونی ہو گا۔ قلوپطرہ شاید جولیس سیزر کے بعد مارک انتونی کو پسند کرنے لگی تھی اسلئے کہ وہ اس سے پہلے بھی روم میں مارک انتونی سے ملاقات کر چکی تھی۔ قلوپطرہ کے مارک انتونی کو پسند کرنے کی دو وجوہات تھیں ایک یہ کہ مارک انتونی جولیس سیزر کا رشتہ دار تھا اور دوسرے یہ کہ مارک انتونی جولیس سیزر ہی کی طرح دلیر بہادر اور جنگجو جرنیل تھا اور بد سے بدترین حالات میں بھی یہ حوصلہ ہارنے والا نہیں تھا قلوپطرہ کو جب یہ خبر ہوئی کہ مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ مشرق کی طرف روانہ ہو چکا ہے تو قلوپطرہ نے مصر سے نکل کر مارک انتونی کا استقبال کرنے کا ارادہ کیا۔

اپنے اس سفر کیلئے قلوپطرہ نے ایک بالکل نئے اور بہترین بحری جہاز کا انتخاب کیا۔

جہاز کے اندر انتہائی خوبصورت لڑکیاں رکھی گئی تھیں جو نہ صرف یہ کہ اس جہاز کے چپو چلاتی تھیں جو خالص چاندی کے بنے ہوئے تھے بلکہ اس جہاز کے اندر یہ لڑکیاں قلوپطرہ کے دل بہلانے کے لئے موسیقی کا بھی انتظام کرتی تھیں اور جہاز کے اندر قلوپطرہ کا دل خوش کرنے کیلئے ہروقت خوشبوئیں بکھیری جاتی تھیں اس حالت میں قلوپطرہ سفر کرتی ہوئی طرسوس کے مقام پر مارک انتونی سے جا ملی۔ مصری ملکہ قلوپطرہ کے ساتھ گفتگو کے دوران مارک انتونی کو جب یہ خبر ہوئی کہ ملکہ قلوپطرہ اسکو دل کی گہرائیوں سے پسند کرتی ہے تو وہ ہر چیز بھول گیا حتیٰ کہ وہ اپنی ہر دل عزیز بیوی فلویا کو بھی فراموش کر گیا جسے وہ دل و جان سے پسند کرتا تھا۔ ان حالات کے بعد مارک انتونی نے مصری ملکہ قلوپطرہ سے شادی کر لی اور ملکہ کے ساتھ وہ مشرق میں داد عیش دینے لگا۔

قلوپطرہ کے بطن سے مارک انتونی کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوئی اس دوران روم میں ایک تبدیلی رونما ہوئی اور وہ کچھ اس طرح کہ مارک انتونی کو یہ خبریں ملنے لگیں کہ آکٹویوس اسے ہر چیز سے محروم کر کے اکیلا اٹلی اور اسکے مقبوضہ جات کا واحد حکمران بننا چاہتا ہے مارک انتونی کو جب یہ خبریں ملیں تو وہ بڑا برھم ہوا لہٰذا اس نے اپنے دل میں یہ ارادہ کر لیا کہ اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے گا اور آکٹویوس کو اپنے سامنے زیر کر کے وہ اٹلی اور اسکے مقبوضہ جات کا واحد حکمران بن کر نمودار ہو گا۔

○

ایک روز جبکہ مارک انتونی مصری ملکہ قلوپطرہ کے ساتھ تنہائی میں بیٹھا ہوا تھا اس کمرے میں اچانک یوناف اور بیوسا نمودار ہوئے ان دونوں کو دیکھ کر مارک انتونی خوش ہو گیا تھا جبکہ ان دونوں کو دیکھتے ہوئے قلوپطرہ کے چہرے پر ناگواری اور ناپسندیدگی کے آثار نمودار ہوئے تھے۔ ان آثار کو مارک انتونی نے بھی دیکھ لیا تھا لہٰذا وہ فوراً بولا اور قلوپطرہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

یہ اچانک ہمارے کمرے میں نمودار ہوتے والا شخص یوناف ہے یہ یوں سمجھو کہ میرا بہترین دوست اور مربی ہے بلکہ جولیس سیزر کی کامیابیوں میں زیادہ تر اسی کا ہاتھ تھا۔ اسکے ساتھ اسکی بیوی بیوسا بھی ہے۔ مارک انتونی کے ان الفاظ پر قلوپطرہ کے چہرے سے ناگواری کے اثرات جاتے رہے تھے۔ اسکے بعد مارک انتونی پھر بولا اور کہنے لگا۔ سنو قلوپطرہ یہ دونوں عجیب سے لوگ ہیں ان پر زمانے کی تبدیلی اور اس کا انقلاب رونما نہیں ہوتا میں تم یہ انکشاف بھی کر دوں کہ جس وقت اٹلی کا حکمران سولا جولیس سیزر کو ختم کر دینے کے در

پے تھا تو اسی یوناف اور اسکی بیوی بیوسا نے حرکت میں آتے ہوئے نہ صرف یہ کہ سولا کے ہاتھوں جولیس سیزر کی جان بچائی بلکہ جزیرہ روڈس ان دونوں نے ہی پناہ لینے کیلئے اسے پہنچایا تھا لہٰذا ان دونوں کے جولیس سیزر اور خود مجھ پر بھی اتنے احسانات ہیں جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔

مارک انتونی کی زبان سے یہ الفاظ سن کر قلوپطرہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی بڑے پرجوش انداز میں اس نے دونوں میاں بیوی کا استقبال کیا اور اپنے پہلو میں انہیں بیٹھنے کی جگہ دی۔ یوناف اور بیوسا دونوں آگے بڑھے اور قلوپطرہ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ پھر قلوپطرہ بولی اور کہنے لگی۔

اگر تم دنوں میاں بیوی جولیس سیزر اور اسکے بعد مارک انتونی کے بھی محسن اور مربی ہو تو اس لحاظ سے آج سے تم دونوں میرے بھی محسن اور مربی ہو۔ قلوپطرہ ابھی یہاں تک ہی کہنے پائی تھی کہ مارک انتونی پھر بولا اور کہنے لگا یوناف میرے بھائی میرے عزیز تم بڑے وقت پر پہنچے ہو مجھے خبریں ملی ہیں کہ آکٹویوس مجھے ہر چیز سے محروم کر کے خود روم اور اسکے مقبوضہ جات کا حکمران بننا چاہتا ہے لیکن میں اسے ایسا نہیں کرنے دوں گا میں کل ہی اپنے لشکر کے ساتھ مغرب کی طرف کوچ کر رہا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ تم بھی میرے ساتھ میرے لشکر میں رہو جواب میں یوناف نے اثبات میں سر ہلا دیا تو مارک انتونی خوش ہو گیا۔ پھر وہ قلوپطرہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا کیا ہم دونوں کو اپنے مہمانوں کی ضیافت کا انتظام نہیں کرنا چاہئے اس پر قلوپطرہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی پھر وہ دونوں مل کر یوناف اور بیوسا کے کھانے کا انتظام کرنے لگے تھے دوسرے روز مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ مغرب کی طرف کوچ کر گیا تھا یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی بھی اسکے لشکر میں شامل تھے۔

○

دوسری طرف آکٹویوس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ مارک انتونی اس کا خاتمہ کرنے کیلئے اپنے لشکر کے ساتھ مشرق سے مغرب کی طرف کوچ کر چکا ہے لہٰذا اس نے بھی اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور برنڈیوسم شہر کے پاس آ کر اس نے پڑاؤ کر لیا تھا مارک انتونی کو بھی آکٹویوس کی نقل و حرکت کے متعلق ساری خبریں مل رہی تھیں لہٰذا اس نے بھی برنڈیوسم شہر کی طرف پیش قدمی شروع کی تھی۔ اپنے لشکر کے ساتھ مارک انتونی طوفانی انداز میں آگے بڑھا اور برنڈیوسم شہر کا اس نے محاصرہ کر لیا تھا۔

آکٹویوس نے اپنی طرف سے اس محاصرے کو توڑنے کی پوری کوشش کی۔ پے در پے اس نے مارک انتونی کے لشکر پر حملہ آور ہوتے ہوئے اسے پسپا ہونے پر مجبور کرنا لیکن وہ ایسا نہ کر سکا۔ آکٹویوس نے جب دیکھا کہ وہ کسی طرح مارک انتونی کو برنڈیوسم شہر کا محاصرہ ترک کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا تب اسے اپنی طاقت اور قوت کا احساس ہو گیا اس نے جان لیا کہ اگر یہ محاصرہ طول پکڑ گیا تو یقیناً مارک انتونی اس شہر کو فتح کر لے گا اور اس شہر کی فتح پر اسکے لشکریوں کے حوصلے بلند ہو جائیں گے اور پھر وہ ایک کے بعد دوسرا شہر فتح کرتا ہوا اٹلی کے مرکزی شہر روم میں داخل ہو گا اور اسے تخت و تاج سے یکسر محروم کر کے رکھ دے گا ان خدشات کے پیش نظر آکٹویوس نے مارک انتونی سے صلح کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

قاصدوں کے ذریعے آکٹویوس اور مارک انتونی کے درمیان گفت و شنید کا سلسلہ شروع ہوا۔ آکٹویوس نے مارک انتونی کو یہ پیش کش کی کہ وہ نہ صرف یہ کہ مارک انتونی کو بھاری رقم ادا کرے گا بلکہ اسے کچھ لشکری بھی مہیا کرے گا جو مشرق میں مارک انتونی کی فتوحات کا دائرہ بڑھانے میں مد و معاون ثابت ہوں اسکے علاوہ آکٹویوس کی ایک بہن تھی نام اسکا اوکٹاویا تھا یہ اٹلی میں اپنی خوبصورتی اپنے حسن اور اپنی جسمانی ساخت کی کشش کی وجہ سے بے حد مشہور اور نامور تھی آکٹویوس نے مارک انتونی کو یہ بھی پیش کش کی کہ اگر وہ اسکے خلاف جنگ بند کرنے پر آمادہ ہو جائے تو وہ اپنی بہن اوکٹاویا کی شادی بھی مارک انتونی سے کر دے گا مارک انتونی نے آکٹویوس کی ان شرائط کو قبول کر لیا۔ دونوں جرنیل اپنے لشکر کے ساتھ روم پہنچے وہاں مارک انتونی کی شادی آکٹویوس کی بہن اوکٹاویا سے کر دی گئی چند ماہ تک مارک انتونی نے روم میں ہی قیام کیے رکھا اور اپنی نئی شادی کا وہ جشن مناتا رہا۔

چند ہفتوں تک روم میں قیام کرنے کے بعد مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ مشرق کی طرف چلا گیا تھا اسکے چند ہی دن بعد مغرب میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا اور وہ کچھ اس طرح کہ رومن جرنیل پمپی کا ایک بیٹا تھا نام جس کا سیکٹوس تھا یہ جولیس سیزر کے قتل میں بھی شامل خیال کیا جاتا تھا۔ جولیس سیزر کے قتل کے بعد یہ سیکٹوس بھاگ کر افریقہ چلا گیا تھا وہاں یہ اندر ہی اندر کام کرتا رہا اور لوگوں کو اپنے ساتھ ملاتے کے بعد اس نے خوب قوت پکڑی اور ایک بہت بڑا لشکر بھی اس نے تیار کر لیا۔ افریقہ سے نکل کر آخرکار یہ شخص سسلی میں داخل ہوا وہاں بھی اس نے لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اس طرح افریقہ اور سسلی میں بظاہر تو آکٹویوس ہی کی حکومت تھی لیکن اندر ہی اندر لوگ سیکٹوس سے ڈرتے

ہوئے اس کا کہا ماننے لگے تھے۔

یوں طاقت اور قوت پکڑنے کے بعد یہ سیکٹوس حرکت میں آیا اور اٹلی کے لئے اس نے افریقہ اور سسلی سے اناج کی ترسیل بند کرا دی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ روم میں اناج مہنگا ہو گیا اور آہستہ آہستہ اناج کی کمی کی وجہ سے لوگ بھوکوں مرنے لگے۔ سیکٹوس نے ایسا دو وجوہات کی بنا پر کیا اول یہ کہ وہ اٹلی کی حکومت پر اپنی اہمیت جتانا چاہتا تھا اور افریقہ اور سسلی سے اناج بند کر کے اس نے اٹلی کے حکمرانوں پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی کہ انکے مقابلے میں وہ بھی کوئی طاقت اور قوت رکھتا ہے اور ایسا کرنے کیلئے دوسری وجہ یہ تھی چونکہ یہ شخص یعنی سیکٹوس جولیس سیزر کا قاتل خیال کیا جاتا تھا لہٰذا اناج بند کر کے اس ایک طرح سے اٹلی کی حکومت کو یہ تنبیہہ بھی کی تھی کہ اگر جولیس سیزر کے قاتل کی حیثیت سے اس کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی تو وہ اس طرح اناج بند کر کے اٹلی میں رہنے والے لوگوں کو بھوکوں بھی مار سکتا ہے۔

آکٹویوس پمپی کے بیٹے سیکٹوس کے ساتھ جنگ نہیں کرنا چاہتا تھا اسے خدشہ ہو گیا تھا کہ اگر اس نے جنگ کی ابتداء کی تو ہو سکتا ہے پمپی کے بیٹے کے ہاتھوں اسے شکست ہو جائے اور اگر یہ جنگ کسی نتیجے پر پہنچے بغیر بھی ختم ہو گئی تب بھی سیکٹوس افریقہ اور سسلی سے اناج بند کر کے اٹلی میں رہنے والے لوگوں کو بھوکوں مار سکتا ہے اور یہ کارروائی بھی آخر آکٹویس کی شکست پر ہی منتج ہو گی اس صورتحال کے تحت آکٹویوس نے سیکٹوس کے ساتھ صلح صفائی کی گفت و شنید شروع کی آخرکار آکٹویوس اور سیکٹوس کے درمیان صلح ہو گئی اور وہ کچھ اس طرح کہ آکٹویوس نے پمپی کے بیٹے سیکٹوس کو پانچ سال کیلئے افریقہ اور سسلی میں لشکروں کا کماندار تسلیم کر لیا اور دوسرے یہ کہ آکٹویوس نے سیکٹوس کی اس کمانداری کو تقویت پہنچانے کیلئے روم سے ایک خاصی بڑی رقم بھی سیکٹوس کو فراہم کی تھی۔

دوسری طرف مارک انتونی کو جب آکٹویوس اور سیکٹوس کے اس معاہدے کی خبر ہوئی تو اسے آکٹویوس پر بڑا غصہ آیا وہ اس بات پر بڑا برہم تھا کہ سیکٹوس کے ساتھ کوئی معاملہ طے کرتے وقت اسکے ساتھ کوئی صلاح مشورہ نہیں کیا گیا دوسرے یہ کہ سیکٹوس چونکہ جولیس سیزر کا قاتل تھا لہٰذا اسے کسی بھی صورت میں افریقہ اور سسلی میں لشکروں کا کماندار تسلیم کر کے اسکی مدد نہیں کرنی چاہئے تھی۔ مارک انتونی نے ان دو امور پر بار بار آکٹویوس سے وضاحت طلب کی لیکن جب آکٹویوس نے اس کا کوئی مناسب جواب نہ دیا تو مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ مشرق سے مغرب کی طرف بڑھا تاکہ آکٹیوس اور

سیکٹوس دونوں کی سرکوبی کرے۔

دوسری طرف آکٹویوس کو بھی خبر ہو چکی تھی مارک انتونی مشرق سے ایک جرار لشکر لے کر مغرب کی طرف کوچ کر چکا ہے لہٰذا اس نے اپنے لشکر کو تیار کیا اور ٹرنٹوم شہر کے باہر آ کر وہ خیمہ زن ہوا آکٹویوس کسی بھی صورت مارک انتونی سے جنگ نہیں چاہتا تھا وہ اپنے لشکر کے ساتھ ٹرنٹوم آ کر اسلئے خیمہ زن ہوا تھا کہ مارک انتونی چونکہ اسی راستے سے روم کا رخ کر رہا تھا وہاں پڑاؤ کر کے آکٹویوس اسکے استقبال کا اہتمام کرنا چاہتا تھا اور جو غلط فہمیاں اسکے ذہن میں تھیں وہ انہیں رفع کرنا چاہتا تھا۔ اسلئے کہ مارک انتونی اب اسکے دور کا رشتے دار نہ رہا تھا بلکہ اب اس سے قریبی تعلقات تھے کیونکہ مارک انتونی اب اسکی ہر دل عزیز بہن اوکٹاویا کا شوہر تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ یہ بڑی برق رفتاری سے پیش قدمی کرتے ہوئے جب مارک انتونی ٹرنٹوم شہر کے قریب پہنچا تو اپنے لشکر کے درمیان چند روز تک صلاح و مشورے ہوتے رہے۔ اس دوران مارک انتونی کی بیوی اور آکٹویوس کی بہن اوکٹاویا نے بہترین کردار ادا کیا اس نے دونوں کے درمیان صلح کرا دی۔ پس دونوں نے پمپی کے بیٹے سیکٹوس سے نپٹنے کیلئے ایک لشکر تیار کیا۔ اس لشکر کا کماندار ایک جرنیل اگریپا کو مقرر کیا۔ یہ اگریپا لشکر لے کر روم سے روانہ ہوا پہلے اس نے سسلی میں پمپی کے بیٹے سیکٹوس کو شکست دی۔ سسلی میں شکست کھانے کے بعد سیکٹوس نے سسلی خالی کر دیا اور اپنے بچے کھچے ساتھوں کے ساتھ وہ افریقہ کی طرف بھاگ گیا۔

وہاں جا کر پھر اس نے اپنی طاقت اور قوت مستحکم کرنی شروع کر دی تھی لیکن رومن جرنیل اگریپا بھی سسلی سے نکل کر اسکے تعاقب میں افریقہ جا پہنچا۔ یہاں بھی اگریپا اور پمپی کے بیٹے سیکٹوس کے درمیان ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں سیکٹوس کو بدترین شکست ہوئی۔ اس طرح سیکٹوس نے جو آکٹویوس اور مارک انتونی کیلئے خطرات کھڑے کئے تھے وہ ختم ہو گئے تھے اگریپا سے شکست کھانے کے بعد پمپی کا بیٹا سیکٹوس اپنی جان بچا کر بھاگ گیا اور کہیں گمنام زندگی بسر کرنے لگا۔

مارک انتونی اور آکٹویوس کے درمیان ساری غلط فہمیاں رفع ہو چکی تھیں دونوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ آنے والے پانچ سال کیلئے دونوں پہلے سے حاصل شدہ اپنے اپنے علاقوں کے اندر پرامن رہیں گے اور ایک دوسرے کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ اس صلح کی خوشی میں مارک انتونی نے ایک سو بیس بحری جنگی جہاز آکٹویوس کو مہیا کئے تاکہ آنے والے دنوں میں روم کے خلاف کوئی بغاوت کرے تو وہ

ان ایک سو بیس بحری جنگی جہازوں کو رومن بحری بیڑے میں شامل کر کے باغیوں کی سرکوبی کر سکے۔ جواب میں آکٹویوس نے مارک انتونی کو عمدہ قسم کے سواروں پر مشتمل ایک بہت بڑا لشکر مہیا کیا تاکہ اس لشکر کی مدد سے وہ اشکانیوں کے خلاف حرکت میں آئے اور اپنی طاقت اور سلطنت میں وسعت اور قوت پیدا کرے۔ یہ معاہدہ ہونے کے بعد آکٹویوس حسب معمول اٹلی ہی میں رہ کر حکومت کرتا رہا جبکہ مارک انتونی اپنے لشکر کو لے کر مشرق کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

○

ایک روز جبکہ سورج غروب ہونے کے قریب تھا عارب اور نبیطہ دونوں میاں بیوی ایران میں دریائے ساوہ کے کنارے اپنے محل کی ان سیڑھیوں پر بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے جو محل سے نکل کر دریا کے اندر تک اترتی چلی گئیں تھیں۔ ایسے موقع پر اچانک سیڑھیوں پر عزازیل نمودار ہوا انہے دیکھتے ہی اس کا احترام اور استقبال کرنے کی خاطر عارب اور نبیطہ نے اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر اسے خوش آمدید کہا۔ ان دونوں سے ملنے کے بعد عزازیل خود بھی ان سیڑھیوں پر بیٹھ گیا اور ہاتھ کے اشارے سے انہیں بھی بیٹھنے کو کہا۔ جب وہ دونوں میاں بیوی اسکے سامنے بیٹھ گئے تب وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ عارب نے بولنے میں پہل کی اور عزازیل سے کہنے لگا۔

آقا اب ہماری زندگی جامد اور ساکت ہو کر رہ گئی ہے پہلے ہم دنیا کے مختلف خطوں میں گھوم پھر لیتے تھے لیکن اب وہ بات بھی نہیں رہی۔ اسلئے کہ ہر وقت یہ خطرہ رہتا ہے کہ کہیں یوناف ہم پر وارد نہ ہو اور ہمارے لئے کسی نقصان کا باعث نہ بنے ویسے ایک بات ہے آقا جسے ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ یوناف ہر میدان ہر خطہ ہر قطعہ زمین میں ہمارے خلاف بھاری اور ہمارے اوپر حاوی ہی ثابت ہوا ہے۔ کیا بات ہے کہ مختلف چلے اور جتن استعمال کرنے کے باوجود بھی ہم لوگ کبھی عبرت خیزی کے انداز میں اس یوناف کو اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے اور جب سے بیوسا اس سے محبت کرنے لگی ہے اور اس کا ساتھ دینے لگی ہے تب سے تو وہ ہمارے خلاف کچھ زیادہ ہی شیر ہو چکا ہے۔ جہاں کہیں بھی وہ ہم سے ٹکراتا ہے ہمیں پیس کر رکھ دیتا ہے۔ اے آقا آپ نے اپنے ساتھی سطرون کو ایک طاقتور ساتھی سمجھ کر یوناف سے ٹکرانے کا عزم کیا تھا لیکن مجھے افسوس ہے کہ یہ سطرون بھی یوناف کے مقابلے میں مکمل طور پر ناکام رہا۔ آقا مجھے یہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اب تک جو بھی کھیل ہم نے اس یوناف کے خلاف کھیلا

اس میں ہمیں ہی ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا۔ بس اب تو جب کبھی کہیں یوناف کا ذکر ہوتا ہے تو طبیعت برہم ہوتی ہے اور ذہن پر ایک خوف سا طاری ہونے لگتا ہے کہ نا جانے یہ شخص بیوسا کے ساتھ مل کر ہمارے لئے کونسی نئی مصیبت کھڑی کرتا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد عارب جب خاموش ہوا تو عزازیل نے پہلے ایک لمبا بلند اور بھرپور قہقہہ لگایا۔ عارب اور نبیطہ نے پہلے کبھی عزازیل کا ایسا مکروہ بلند اور زور دار قہقہہ نہیں سنا تھا۔ لہٰذا اسکی یہ کیفیت دیکھتے ہوئے وہ کسی قدر خوفزدہ ہو گئے تھے۔ پھر عزازیل سنبھلا اور ان دونوں میاں بیوی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو عارب تمہارا کہنا درست ہے کہ اب تک جہاں کہیں بھی ہم نے یوناف کے خلاف کوئی کھیل کھیلا اس میں ہم ناکام رہے اور کامیابی اس یوناف ہی کو حاصل ہوئی لیکن یہ گفتگو چھیڑنے سے پہلے تم دونوں میاں بیوی نے مجھ سے پوچھا تو ہوتا کہ آج تمہارے اس محل میں میرے آنے کا مقصد اور مدعا کیا ہے۔ اس پر عارب بجھے بجھے سے لہجے میں کہنے لگا آقا ابھی بتا دیں کہ آپ کس مقصد اور کس مدعا کے تحت ہم سے ملنے کیلئے آئے ہیں اس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا۔ دیکھو میرے بدیوں کے گماشتو! جو گفتگو اب تم نے کی ہے میں اسے تسلیم کرتا ہوں کہ اب تک یوناف کے مقابلے میں ہمیں کہیں بھی کوئی قابل دید کامیابی حاصل نہیں ہوئی لیکن اب عنقریب تم دیکھو گے کہ میں یوناف کے خلاف اپنی کامرانیوں اور اپنی کامیابیوں کے سارے ہی دروازے کھول دوں گا۔ عزازیل کے ان الفاظ پر عارب نے چونک کر اسکی طرف دیکھا پھر وہ عزازیل سے پوچھنے لگا۔ اے آقا اس گفتگو سے آپ کا کیا مطلب ہے اس پر عزازیل نے پھر قہقہہ لگایا اور کہنے لگا کہ اس گفتگو کا مطلب یہ ہے کہ اب جب کبھی بھی ہم اس یوناف پر وارد ہوں گے تو تم دیکھو گے ہمارے سامنے اسکی ساری طاقت اور قوت کی حالت بڑی سبق آمیز اور عبرت خیز ہو گی۔ یوناف کو آنے والے دنوں میں ہمیشہ کیلئے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کیلئے میں نے جو قوتیں تیار کیں ہیں جب تم ان کا عملی مظاہرہ دیکھو گے تو تم دنوں میاں بیوی دنگ رہ جاؤ گے کہ میں نے کیا چیزیں اس یوناف کے خلاف تیار کیں ہیں۔ اس پر عارب سیڑھیوں پر ذرا کھسکتے ہوئے عزازیل کے قریب ہو بیٹھا اور بڑی راز داری سے پوچھنے لگا اے آقا آپ نے کیسی اور کونسی قوتیں یوناف کے خلاف حرکت میں آنے کیلئے تیار کیں ہیں۔ اس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا۔

سنو عارب اور نبیطہ یوں نہیں تم دونوں کو میرے منہ سے یہ ساری باتیں سن کر کوئی لطف اور مزا نہیں آئے گا بلکہ تم دونوں میاں بیوی اٹھو میرے ساتھ مصر کے جنوبی شہر

تھیبس کی طرف چلو وہاں میں تمہیں اس طاقت اور قوت کا عملی مظاہرہ کراؤں گا۔ جو میں آنے والے دنوں میں یوناف کے خلاف استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ تم دیکھو گے کہ اس قوت کے سامنے یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی ہر بار ہمارے سامنے بے بس اور مجبور ہوں گے۔ سنو عارب اور نبیطہ مصر میں کبھی عبیدوز شہر سحر اور طلسم کا مرکز ہوا کرتا تھا لیکن بعد میں عبیدوز شہر سے آہستہ آہستہ بڑے بڑے ساحر اور بڑے بڑے طلسم گر تھیبس کی طرف ہجرت کرنے لگے اسلئے کہ اس شہر میں ان کیلئے زیادہ مراعات فراہم کر دی گئیں تھیں لہٰذا تھیبس شہر آہستہ آہستہ عبیدوز شہر کی نسبت زیادہ بڑے بڑے ساحروں اور طلسم گروں کا مرکز بن گیا۔ میں بھی اس وقت مصر کے شہر تھیبس ہی سے تمہاری طرف آیا ہوں میں نے ایک انتہائی بوڑھے اور قدیم طلسم گر سے بھی رابطہ قائم کیا ہے۔ اور دو ساتھی بھی میں نے اس مقصد کیلئے تیار کئے ہیں جو میری اپنی جنس سے ہیں۔ یہی میرے دو ساتھی یوناف کے خلاف حرکت میں آیا کریں گے ان دو ساتھیوں کے ساتھ انکی بہن بھی ہے۔ جو آنے والے دور میں بیوسا پر ضرب لگایا کرے گی۔ تم دونوں میاں بیوی اٹھو اور میرے ساتھ تھیبس شہر چلو تاکہ تم دونوں میاں بیوی کو میں بتاؤں کہ اس ساحر سے میں نے کیا قوت حاصل کی ہے اور جو دو انتہائی طاقتور جوان میں نے اپنی جنس سے تیار کیے ہیں وہ کیسے اور کس طرح یوناف کے خلاف حرکت میں آ سکتے ہیں۔ عزازیل کی یہ گفتگو سن کر عارب اور نبیطہ دونوں میاں بیوی خوش ہو گئے تھے پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تینوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے پھر وہ دریائے سادہ کے کنارے سے مصر کے شہر تھیبس کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

تھوڑی ہی دیر بعد عزازیل عارب اور نبیطہ دریائے نیل کے کنارے تھیبس شہر میں نمودار ہوئے۔ عزازیل ان دونوں کو لے کر ایک بہت بڑی اور قدیم طرز کی عمارت میں داخل ہوا۔ عمارت کے دروازے پر کچھ محافظ کھڑے تھے جنہوں نے عزازیل کو دیکھتے ہی اس کا بہترین استقبال کیا اور اسے عارب اور نبیطہ کے ساتھ عمارت میں داخل ہونے دیا۔ عزازیل دونوں کو لے کر اس عمارت کے ایک ایسے کمرے میں داخل ہوا جسے دیوان خانہ کہا جا سکتا تھا۔ اس دیوان خانے میں پہلے سے چار اشخاص بیٹھے ہوئے تھے جن میں سے ایک انتہائی خوبصورت اور نوخیز مگر توانا لڑکی تھی جبکہ باقی تین مرد تھے ان تین مردوں میں سے بھی ایک تو ڈھلی ہی عمر کا شخص تھا باقی دو جوان اپنے چہرے اور جسم کی ساخت سے انتہائی

توانا جنگجو پر قوت اور طاقتور دکھائی دیتے تھے۔ عزازیل کو دیکھتے ہی وہ چاروں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کا بہترین استقبال کیا۔ عزازیل عارب اور نبیطہ کے ساتھ اس کمرے میں داخل ہوا پھروہ کمرے میں پہلے سے موجود لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میرے عزیز میرے ساتھیو یہ ہیں عارب اور نبیطہ دونوں میاں بیوی جنہیں میں تمہارے ہاں سے رخصت ہو کر ایران کی سرزمین میں دریائے ساوہ کے کنارے سے لینے گیا تھا۔ اس تعارف پر کمرے میں پہلے سے موجود چاروں بڑے پرتپاک انداز میں عارب اور نبیطہ سے ملے پھر عزازیل نے عارب اور نبیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ عارب اور نبیطہ میرے رفیقو میرے ساتھیو سنو ان میں سے جو لڑکی تم دیکھتے ہو اس کا نام یوشا ہے بوڑھا شخص جو لڑکی کے دائیں طرف ہے یہ اپنے دور کا سب سے بڑا اور ساحروں اور طلسم گروں کا استاد مصر کی سرزمین کا سب سے بڑا ساحر عورج ہے۔ عورج کے ساتھ تم جو دو جوان کھڑے دیکھتے ہو یہ دونوں بھائی ہیں ایک کا نام بارص دوسرے کا نام صادو ہے اور یہ دونوں یوشا کے بھائی ہیں۔ اس طرح عورج تو اس وقت مصر کا سب سے بڑا اور عظیم ساحر ہے جبکہ بارص‘ صادو اور یوشا تینوں بہن بھائی ہیں ان تینوں کا تعلق انسانوں کی جنس سے نہیں بلکہ خود میری یعنی جنات کی جنس سے ہے اب تم یہ سوچو گے کہ میں ان چاروں سے یوناف کے خلاف کیسے اور کس طرح کام لوں گا۔ یہ جاننے کیلئے تم دونوں پہلے میرے ساتھ بیٹھو۔ اسکے بعد میں تمہیں ایک عملی مظاہرہ کراتا ہوں۔ اس پر عزازیل آگے بڑھ کر ایک نشست پر بیٹھ گیا اسکے پہلوؤں پر عارب اور نبیطہ بھی جم گئے جبکہ عورج‘ بارص‘ صادو اور یوشا بھی پہلے کی طرح اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تھے اسکے بعد عزازیل پھر عارب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو عارب تمہارے خیال میں اس وقت دنیا میں تم سے کون زیادہ طاقتور اور پر قوت ہے اس پر عارب نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔ جہاں تک میں جانتا ہوں آقا دو ہی اشخاص اس وقت مجھ سے طاقت اور قوت میں زیادہ ہیں ایک یوناف اور ایک آپ کا ساتھی سطرون پر سطرون میں خامی یہ ہے کہ اسکی طاقت آہستہ آہستہ ڈھلتی چلی جاتی ہے اور اسکی طاقت کی بحالی کیلئے اسے اسکی ساتھی ذروعہ کے ساتھ اسے زنجیروں میں آپ کو جکڑنا پڑتا ہے۔ یہ اسکی سب سے بڑی خامی ہے۔ ورنہ جب وہ اپنی قوت کے عروج پر تھا تو ان دنوں جو اس نے یوناف پر ضربیں لگائیں تھیں تو میرا دل اس نے بڑا خوش کیا تھا لیکن بعد میں جب اسکی قوت ڈھلنا شروع ہو گئی تو یوناف نے اسے بڑی آسانی سے اپنے سامنے مغلوب کر لیا تب وہ سطرون میرے لئے مایوسی کا باعث بن کر رہ گیا۔

اس پر عزازیل مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ عارب اگر میں تم سے یہ کہوں کہ یہ سامنے بیٹھے ہوئے جوان بارص اور صادو بھی تم سے طاقتور ہیں تو پھر تمہارا کیا جواب ہو گا اس پر عارب طنزیہ سے انداز میں کہنے لگا۔ آقا جی مانتا نہیں کہ یہ دونوں جوان طاقت اور قوت میں مجھ سے زیادہ ہوں اور آپ کہتے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ یونہی ہو اس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا۔ اس میں شک کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آزما دیکھتے ہیں۔ بارص اور صادو طاقت اور قوت میں دونوں یکساں ہیں اور تم دیکھتے ہو کہ ان دونوں کی شکل و صورت بھی کافی حد تک آپس میں ملتی جلتی ہے۔ اب تم ذرا اپنی جگہ پر کھڑے ہو اور ان دونوں بھائیوں میں سے ایک کے ساتھ ٹکراؤ پھر دیکھتے ہیں طاقت اور قوت میں کون زیادہ ہے۔ ساتھ ہی عزازیل نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے بارص اور صادو کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا صادو تم اپنی جگہ سے اٹھو اور میرے اس ساتھی عارب کے خلاف اپنی طاقت اور قوت کا مظاہرہ کرو پھر دیکھیں تم دونوں میں کون کسے زیر اور مغلوب کرتا ہے۔ عزازیل کے حکم پر صادو اور عارب دونوں اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ اس کمرے کے وسط میں آپس میں ٹکرانے کیلئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے آئے تھے۔

مقابلے کی ابتداء ہوتے ہی صادو نے سب سے پہلے عارب پر ضرب لگانے کی کوشش کی تھی اپنا دایاں ہاتھ حرکت میں لاتے ہوئے اس نے عارب کے شانے کو اپنا نشانہ بنانے کی کوشش کی تھی لیکن عارب نے اس کا ہاتھ فضا میں ہی پکڑ لیا اور جواب میں اپنی کہنی کی ایک بھرپور ضرب اس نے صادو کے شانے پر دے ماری تھی لیکن عارب کی حیرت کی انتہا نہ رہی اس نے حالانکہ اپنی کہنی کی ضرب اپنی پوری قوت سے لگائی تھی لیکن یوں لگتا تھا گویا صادو پر اس ضرب کا کوئی اثر نہ ہوا ہو۔ وہ پہلے کی طرح ایک عزم اور استحکام کے ساتھ عارب کے سامنے کھڑا تھا۔ جبکہ عارب یہ امید لگائے ہوئے تھا کہ اس کی کہنی کی ضرب کھا کر صادو ڈگمگانے اور اپنا توازن کھونے لگے گا۔ لیکن عین اس موقع پر صادو بھی حرکت میں آیا اور اپنا ہاتھ حرکت میں لاتے ہوئے اس نے جو مکا عارب کی گردن پر مارا تو عارب چکرا کر رہ گیا اور انتہائی بے بسی کی حالت میں فرش پر گر گیا تھا۔

لیکن جلد ہی ہمت کر کے عارب پھر اٹھ کھڑا ہوا اور تین لگاتار گھونسے پھر اس نے صادو پر دے مارے تھے۔ صادو پھر عارب کے ان گھونسوں کو بڑی آسانی سے برداشت کر گیا اور جب اس نے جوابی عمل کی ابتداء کرتے ہوئے عارب کو اپنے گھونسوں اور ضربوں کا نشانہ بنایا تو عارب پھر ایک بار زمین پر گر گیا۔ یوں لگتا تھا وہ ہانپنے لگا ہو اور اس حالت میں نہ ہو کہ وہ صادو کی ضربوں کا مزید مقابلہ کرے اس پر عارب اپنی جگہ سے اٹھا عزازیل کے

پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میرے آقا میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ صادو طاقت اور قوت میں مجھ سے کہیں زیادہ ہے۔ میرے آقا اس قدر جلدی بے بس اور مجبور تو کبھی مجھے یوناف نے بھی مجھے اپنے سامنے نہ کیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صادو اپنی طاقت اور قوت میں یوناف سے بھی کہیں زیادہ بڑھ کر ہے اے آقا اگر اس صادو کو کسی موقع پر یوناف سے ٹکرایا جائے تو کیا ہی لطف رہے میرے خیال میں یہ صادو یوناف کو بھی مار مار کر دوہرا کر دے۔

اس پر عزازیل مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ عارب کیا تو تسلیم کرتا ہے کہ صادو تم سے زیادہ طاقت اور قوت رکھتا ہے۔ اس پر عارب کہنے لگا میرے آقا واقعی یہ مجھ سے زیادہ طاقتور اور پرقوت ہے۔ عزازیل نے کہا۔ دیکھ اس کا بھائی بارص بھی اسی جیسا ہے۔ دونوں طاقت اور قوت میں ایک جیسے ہیں۔ عارب کیا تو انکی بہن یوشا کی طاقت اور قوت کا بھی مظاہرہ دیکھنا چاہتا ہے۔ اگر تو پسند کرتا ہے تو پھر اٹھا نبیطہ کو اور یوشا اور نبیطہ کے درمیان مقابلہ کراتے ہیں پھر دیکھتے ہیں کہ کون زیادہ طاقتور ہے۔ اس پر عارب بولا اور کہنے لگا آقا یوشا اور نبیطہ کو ٹکرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب یہ صادو یہ ثابت کر چکا ہے کہ یہ مجھ سے کئی گنا زیادہ طاقت اور قوت رکھتا ہے تو یقیناً اسکی بہن یوشا بھی نبیطہ پر بھاری ہو گی۔ عارب کی اس گفتگو پر عزازیل مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ عارب یہ بارص' صادو اور یوشا جو جنات کی جنس سے تعلق رکھتے ہیں پہلے سے ایسے طاقتور اور پرقوت نہ تھے۔ جیسے تمہیں یہ اب دکھائی دیتے ہیں۔ اگر یہ اپنی طبعی حالت میں تمہارے سامنے آتے تو میرا خیال کہ تم انہیں زیر نہ کر سکتے تو کم از کم تمہارا انکا مقابلہ آپس میں اتنا برا نہ رہتا۔ لیکن یہ جو سامنے مصر کا سب سے بڑا ساحر عورج بیٹھا ہوا ہے اس نے ہی انہیں اس قدر پرقوت اور طاقتور بنا دیا ہے۔ اس پر عارب نے حیرت اور تعجب میں عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا آقا اس عورج نے کیسے ان لوگوں کی قوت اور طاقت میں اس قدر اضافہ کر دیا ہے۔ اس پر عزازیل نے عورج کی طرف دیکھتے ہوئے کہا عورج ذرا اسکے سامنے اپنی دونوں بلیوں کا حیرت انگیز تماشہ دکھاؤ تاکہ اسے یقین ہو کہ تم کیسے اور کس طرح کسی کی طاقت اور قوت میں اضافہ کر سکتے ہو۔ عزازیل کے یوں کہنے پر وہ عورج اپنی جگہ سے اٹھا اور دوسرے کمرے میں چلا گیا تھوڑی ہی دیر بعد وہ پھر کمرے میں داخل ہوا اسکے دونوں ہاتھوں میں بلی کے دو چھوٹے چھوٹے بھورے رنگ کے بچے تھے۔ وہ دونوں بچے عورج نے دیوان خانے کی دیوار کے قریب رکھ دیئے پھر وہ اپنی نشست پر آ کر بیٹھ گیا اور اپنے کسی عمل کی اس نے ابتداء کی۔

عارب اور نبیطہ کی حیرت اور پریشانی کی کوئی انتہا نہ رہی جب انہوں نے دیکھا کہ عورج کے اپنا عمل شروع کرنے کے تھوڑی دیر بعد بلی کے ان دونوں بھورے بچوں کی جسامت میں بڑی تیزی سے اضافہ ہونے لگا تھا۔ یہاں تک کہ بھورے رنگ کے وہ دونوں بلی کے بچے تھوڑی دیر قبل تک دیوار کے ساتھ چپکے لاغر حالت میں کھڑے تھے وہ بڑھتے بڑھتے انتہائی پرقوت جوان اور بھورے رنگ کے خونخوار چیتوں کی شکل اختیار کر گئے تھے۔ بلی کے ان دونوں بچوں کو یوں بڑھتے ہوئے اور خونخوار انداز میں دیکھتے ہوئے عارب اور نبیطہ کسی قدر خوفزدہ ہو گئے تھے اسکے بعد عورج نے اپنا ہاتھ فضا کے اندر بلند کرتے ہوئے اپنے پھر کسی دوسرے عمل کی ابتداء کی جسکے ردعمل کے طور پر بھورے رنگ کے خونخوار چیتے دوبارہ بلی کے لاغر بچوں کی شکل و صورت اختیار کر گئے تھے۔ جب یہ عمل ہو چکا تب عزازیل پھر عارب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو عارب کیا اب تمہیں یقین آیا کہ یہ عورج کسی کی طاقت اور قوت میں اضافہ کر سکتا ہے۔ عارب نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا ہاں آقا اب تو میں اس کا عملی مظاہرہ دیکھ چکا ہوں عزازیل پھر بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ جس طرح اس نے بلی کے بچوں کو طاقتور بناتے ہوئے چیتوں کی شکل دے دی تھی اسی طرح اور اسی عمل کو کام میں لاتے ہوئے اس عورج نے بارص' صادو اور یوشا کی قوت میں بھی اضافہ کر دیا ہے۔ عزازیل جب خاموش ہوا تو عارب بڑے اشتیاق اور بڑے شوق سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ آقا کیا ایسا ممکن نہیں کہ یہ عورج میری اور میری بیوی نبیطہ کی طاقت اور قوت میں بھی بارص' صادو اور یوشا کی طرح اضافہ کر دے۔ اس پر عزازیل بڑے پرسکون انداز میں کہنے لگا ہاں کیوں ممکن نہیں ہے عورج ایسا کر سکتا ہے۔ اس پر عارب منت کے سے انداز میں کہنے لگا۔

اے آقا اس عورج سے کہو کہ بارص' صادو اور یوشا کی طرح میری اور بیوی نبیطہ کی بھی طاقت میں اضافہ کرے۔ اس پر عزازیل بولا اور مصر کے اس ساحر عورج کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے بزرگ عورج میری خاطر تو اس میرے ساتھ میرے رفیق عارب اور اس کی بیوی نبیطہ کی طاقت اور قوت میں بھی اضافہ کر دے۔ اس پر عورج اپنی جگہ پر کھڑا ہوا پھر وہ عزازیل سے کہنے لگا۔

بزرگ عزازیل ان دونوں میاں بیوی سے کہو میرے ساتھ دوسرے کمرے میں چلیں تاکہ میں ان پر ویسا ہی عمل کر دوں جیسا اس سے پہلے میں بارص' صادو اور یوشا پر کر چکا ہوں۔ اس پر عزازیل نے فوراً عارب اور نبیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تم دونوں میاں بیوی جاؤ عورج کے ساتھ پھر دیکھو یہ کیسے تمہیں بارص' صادو اور یوشا کی طرح طاقتور بنا

دیتا ہے۔ اسکے ساتھ ہی عارب اور نبیطہ دونوں میاں بیوی خوش خوش عورج کے ساتھ دوسرے کمرے کی طرف چلے گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد عارب اور نبیطہ عورج کے ساتھ پھر اس کمرے میں آئے۔ عارب مسکراتے ہوئے عزازیل کے پاس بیٹھ گیا پھر وہ اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ اے آقا آپ کا بھی کوئی جواب نہیں آپ نے اس عورج کو بھی خوب تلاش کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس جیسا شخص کوئی دنیا میں ملے گا ہی نہیں اس کے عمل کرنے کے بعد میں اپنے اندر اس قدر طاقت اور قوت محسوس کرتا ہوں جی چاہتا ہے ابھی اور اسی قوت یوناف کی طرف جاؤں اس سے مقابلہ کروں اور اسے اپنے سامنے مار مار کر ادھ موا کر دوں۔ عارب کی یہ گفتگو سن کر عزازیل نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا پھر وہ کہنے لگا۔ دیکھ عارب یہ سب کچھ یوناف ہی کو تو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کیلئے کیا گیا ہے اس پر عارب پھر بولا اور کہنے لگا اے آقا اب تو میں اس بارص اور صادو کا مقابلہ بھی کر سکتا ہوں اور میں خیال کرتا ہوں کہ انہیں اب میں اپنے سامنے زیر اور مغلوب بھی کر سکوں گا۔ اس پر عزازیل پھر بولا اور کہنے لگا۔ نہیں عارب تم ایسا نہیں کر سکتے۔ عارب نے چونک کر عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے آقا میں کیوں ایسا نہیں کر سکتا۔ عزازیل کہنے لگا۔ اسلئے نہیں کر سکتے کہ بارص اور صادو کچھ لحاظ سے تم پر فوقیت رکھتے ہیں۔ وہ یہ کہ یہ تینوں بہن بھائی یعنی بارص' صادو اور یوشا اپنی قوتیں ایک دوسرے کو منتقل کر سکتے ہیں یعنی اگر بارص کا کسی کے ساتھ مقابلہ ہو رہا ہو اور وہ اس سے ہار رہا ہو تو یہ صادو اور یوشا حرکت میں آ کر اپنی قوتیں اسے منتقل کر کے کامیاب بنا سکتے ہیں اس پر عارب نے چونک کر کہا۔ اے آقا کیا یہ عمل بھی عورج نے انہیں سکھایا ہے اگر ایسا ہے تو یہ عمل مجھے اور نبیطہ کو بھی سکھا دیا جائے۔ اس پر عزازیل کہنے لگا۔ نہیں عارب ایسا ممکن نہیں ہے۔ یہ عمل صرف بارص' صادو اور یوشا ہی آپس میں کر سکتے ہیں اسلئے کہ انکا تعلق تمہاری جنس سے نہیں۔ اس بات کو تم یوں سمجھو کہ یہ عمل میری جنس سے تعلق رکھنے والے کر سکتے ہیں کوئی دوسرا ایسا کام ایسا فعل نہیں کر سکتا۔ اس پر عارب مایوسانہ سے انداز میں کہنے لگا۔

اے آقا اگر ایسا ہے تو پھر یہ نئی طاقت اور قوت حاصل کرنے کے باوجود میں اس بارص' صادو اور یوشا کے سامنے مغلوب ہی رہوں گا۔ اس پر عزازیل فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔ ان تینوں کو تم پر صرف یہی فوقیت نہیں بلکہ یہ تم دونوں میاں بیوی پر ایک فوقیت اور بھی رکھتے ہیں اور یہ فوقیت بھی انہیں اپنی جنس ہی کی بناء پر ہے اور وہ یہ کہ مثلاً ابھی

ان کا اور تمہارا مقابلہ کرا دیا جائے تو یہ اگر چاہیں تو تمہیں مقابلے کے دوران ہی تمہاری سری قوتوں سے تمہیں صرف تمہاری طبعی حالات میں تبدیل کر کے تمہارا مقابلہ کریں اس طرح یہ دو لحاظ سے تم لوگوں پر فوقیت رکھتے ہیں اب میں انہیں یوناف کے خلاف حرکت میں لاؤں گا۔ یوناف پر بھی انہیں دو طرح کی فوقیت ہو گی ایک تو یہ کہ یہ تینوں بہن بھائی اپنی قوت کو ایک دوسرے میں منتقل کر سکتے ہیں دوسرے یہ کہ یہ جس کسی سے بھی یہ مقابلہ کریں اور اس کے پاس کوئی سری قوت ہو تو اسکے ساتھ مقابلے کے دوران یہ اپنے مدمقابل کی ساری سری قوتوں سے بھی محروم کر سکتے ہیں بس یہ ہیں انکی دو فوقیتیں جنکی بناء پر مجھے امید ہے کہ یہ تینوں آنے والے دور میں ہمیشہ یوناف اور بیوسا کے ساتھ مقابلے میں ہمیشہ کامیاب اور کامران رہا کریں گے۔ یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل تھوڑی دیر خاموش رہا پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔ بارص کے پاس گیا اسکے کان میں کچھ کہا پھر دوبارہ وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

عزازیل نے بارص کے کان میں نہ جانے کیا کہا کہ اسکے چہرے پر سنگینی اسکے چہرے پر نفرت اور کرختگی پھیل گئی تھی پھر وہ اپنی جگہ اٹھا آگے بڑھ کر اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اپنے دونوں ہاتھوں میں اس نے مصر کے ساحر عورج کی گردن پکڑ لی اور اس طاقت اور قوت سے اس نے اس کی گردن دبائی کہ عورج کا دم گھٹ گیا اور وہ ختم ہو کر رہ گیا عارب اور نبیطہ نے جب دیکھا کہ بارص نے عورج کو گلا گھونٹ کر موت کے گھاٹ اتار دیا ہے تو وہ بڑے پریشان ہوئے عارب فوراً عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے آقا یہ آپ نے کیا کیا یہ عورج تو ہمارا محسن تھا اس نے ہمیں نئی طاقت اور قوت دی ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھ کر بارص کے پاس گئے تھے تو آپ نے بارص کو اس عورج کا خاتمہ ہی کرنے کیلئے کہا تھا۔ اس پر عزازیل مکروہ قہقہہ لگاتے ہوئے کہنے لگا ہاں تمہارا اندازہ درست ہے عارب میں نے بارص کو عورج کا خاتمہ کرنے ہی کیلئے کہا تھا۔ عارب نے ایک طرح کا احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

اے آقا ایسا آپ نے کیوں کیا۔ عزازیل بڑے دانشوارانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہنے لگا۔ میں نے ایسا اس لئے کیا ہے میرے عزیز کہ جب آنے والے دنوں میں ہم یوناف اور بیوسا کو لگاتار اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنا شروع کریں گے تو وہ بھی جاننے کی کوشش کریں گے کہ بارص' یوشا' صادو تم دونوں نے یہ طاقت کہاں سے حاصل کی ہے یقیناً ابلیکا بھی اس سلسلے میں حرکت میں آئے گی۔ ابلیکا کی طاقت اور قوت کو تم جانتے ہو کہ وہ ہر صورت میں تلاش کر لے گی کہ یہ طاقت اور قوت ہم نے عورج سے حاصل کی ہے

لہٰذا ابلیکا عورج سے یہ سارا عمل جان کر یوناف اور بیوسا پر کر دے گی اس طرح وہ یوناف اور بیوسا کی طاقت اور قوت کو بڑھا کر ہمارے سامنے آئے گی اور اس طرح یوناف بارص' یوشا اور صادو کو بھی اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنا شروع کر دے گا جبکہ میں ایسا نہیں چاہتا عورج کو میں نے موت کے گھاٹ اسلئے اتروا دیا ہے تاکہ اسکے جو عمل ہیں وہ یوناف اور بیوسا تک نہ پہنچنے پائیں۔ عارب پھر بولا اور کہنے لگا۔

اس طرح اے آقا اسے موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد اسکے پاس جس قدر علم تھا کم از کم ہمیں اسکے ساتھ اچھا سلوک کر کے اس سے حاصل کر لینا چاہیے تھا۔ جواب میں عزازیل مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ میں اتنا احمق نہیں ہوں عارب جو کچھ اسکے پاس عمل اور علم تھا وہ پہلے ہی میں اسکے ساتھ اچھا سلوک کر کے اس سے حاصل کر چکا ہوں اب اسکے پاس کچھ نہ رہا تھا جو میرے لئے سودمند ہوتا لہٰذا اسے میں نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ عزازیل کی یہ گفتگو سن کر عارب اور نبیطہ کسی قدر خوش ہو گئے تھے پھر وہ عورج کی لاش کو اسی کمرے میں چھوڑ کر سب اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر وہاں سے نکل گئے تھے۔

O

اس زمانے تک دنیا کے مختلف خطوں سے وحشی قومیں نمودار ہو کر مختلف ملکوں اور علاقوں میں ایک تبدیلی اور انقلاب رونما کر چکی تھیں۔ وحشی ہن چین سے نمودار ہو کر کولون کیمرے پیرس چالونزریا اور اٹلی کے وسیع حصوں کو روندنے کے بعد کوہ ایلپس کو پار کرنے کے بعد میلان شہر تک جا پہنچے تھے۔

دوسری طرف سکنڈے نیویا سے گاتھ بھی ظہور کر چکے تھے یہ لوگ بھی چین کی سرحدوں کو چھوتے ہوئے مڑے اسکے بعد یہ تھریس مقدونیہ کورنتھ سے ہوتے ہوئے اٹلی کے شمالی علاقوں میں تباہی مچاتے ہوئے آگے نکل گئے تھے۔ پھر مزید یہ کہ سیکنڈے نیویا ہی سے اینگلو سیکسن نمودار ہوئے ان لوگوں نے انگلستان کو اپنا نشانہ اور ہدف بنایا۔ روس کے علاقے سے ونڈال اور کار تھیجین نمودار ہوئے یہ بھی پہلے چین کی سرحدوں کی طرف بڑھے وہاں سے ٹکرانے کے بعد انہوں نے اٹلی کا رخ کیا وہاں سے بحری جہازوں کے ذریعے سے یہ لوگ سسلی سے ہوتے ہوئے افریقہ پہنچے۔ قرطاجنہ کا تباہ شدہ شہر ایک طرف چھوڑتے ہوئے یہ سمندر کی پٹی کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتے چلے گئے۔ پھر جب آگے سمندر آیا تو انہوں نے سمندر کو عبور کیا ہسپانیہ میں داخل ہوئے ہسپانیہ کو روندتے لوٹ مار کرنے کے

بعد یہ لوگ فرانس میں داخل ہوئے یہاں بھی انہوں نے خواب اودھم مچایا اسکے بعد یہ مختلف یورپی ممالک میں پھیل گئے تھے۔

جرمنی سے فرینک بھی نمودار ہو کر فرانس کو روندتے ہوئے ہسپانیہ میں داخل ہوئے تھے اسکے علاوہ سکائی تھاری اور یو ہچی یعنی ترک بھی اپنا اپنا کردار ادا کر چکے تھی۔

جن دنوں مارک انتونی آکٹویوس سے اپنے معاملات طے کرنے کیلئے مشرق سے روم کی طرف گیا ہوا تھا ان دنوں ایران پر اشک سیزدہم یعنی تیراھوں اشک حکومت کر رہا تھا اس نے جب دیکھا کہ مارک انتونی مشرق سے یوروپ کی طرف چلا گیا ہے اور یہ کہ اپنی غیر موجودگی میں ساکسا نام کے ایک رومن جرنیل کو اپنا قائم مقام بنا گیا ہے تو اس نے مارک انتونی کی اس غیر حاضری سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ اس نے ارادہ کیا کہ مارک انتونی کی غیر حاضری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان علاقوں پر قبضہ کر لے جو علاقے مشرق میں رومنوں نے حملہ آور ہو کر اشکانیوں سے چھین لئے تھے۔

اشک سیزدہم کی خوش قسمتی کہ ان ہی دنوں ایک رومن جرنیل جس کا نام لیبی نس تھا اشک سیزدہم کے ہاں پناہ لئے ہوئے تھا اس لیبی نس کا نام جولیس سیزر کے قاتلوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ لہٰذا یہ اشکانیوں کے ہاں پناہ لئے ہوئے تھا۔ رومنوں کا یہ جرنیل لیبی نس انتہائی دانشمند انتہائی تیز طرار اور جنگوں کا وسیع تجربہ رکھتا تھا۔ یہ رومنوں کے فنون جنگ سے خوب آگاہی رکھتا تھا۔ اشک سیزدہم نے اسکی خدمات سے پورا فائدہ اٹھایا۔ لیبی نس کی اس نے خوب خاطر مدارت کی اور اسے اپنے لشکریوں کی تربیت کے کام پر مقرر کیا اس لیبی نس کے ساتھ اشک سیزدہم نے اپنے بیٹے پیکارس کو بھی لگا دیا۔ تاکہ وہ اسکے تربیت کے کام کو دیکھے اور اس سے سبق حاصل کرے اس طرح رومن جرنیل لیبی نس اور اشک سیزدہم کے بیٹے پیکارس کے درمیان بہترین دوستانہ مراسم پیدا ہو گئے تھے۔

پھر جب اشک سیزدہم نے دیکھا کہ لیبی نس نے اسکے لشکروں کو تربیت دے دی ہے اور یہ کہ مارک انتونی ابھی تک اٹلی میں ہے تو اس نے وہ علاقے واپس لینے کا ارادہ کیا جو رومنوں نے ان سے چھین لئے تھے پس اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اس لشکر کا سپہ سالار اس نے لیبی نس کو بنایا اور اپنے بیٹے پیکارس کو ایک نائب کی حیثیت سے لیبی نس کے ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہ سوریہ کے علاقے پر حملہ آور ہو کر اسے فتح کر لیں۔

سوریہ کا یہ علاقہ ویسے تو اشکانیوں ہی کا تھا لیکن رومنوں نے حملہ آور ہو کر اس پر قبضہ کر لیا تھا پس اشک سیزدہم کا حکم پاتے ہی اسکا بیٹا پیکارس اور رومن جرنیل لیبی نس سوریہ پر حملہ آور ہونے کیلئے اپنے جرار لشکر کے ساتھ اشکانی سلطنت کے مرکزی شہر سے کوچ کر

گئے تھے۔

اپنے لشکر کے ساتھ لیبی نس اور پیکارس نے دریائے فرات کو عبور کیا ان کا مقابلہ تو انتونی ہی کو کرنا تھا لیکن چونکہ اس وقت وہ روم میں تھا لہٰذا سوریہ میں اس کا قائم مقام رومن جرنیل ساکسا تھا۔ ساکسا نے اپنی طرف سے بڑی کوشش کی کہ اشکانیوں کی پیش قدمی کو روک دے اس مقصد کے لئے اس نے بھی ایک بڑا لشکر تیار کیا گو یہ تیاری اس نے عجلب ہی میں کی تھی تاہم اپنے لشکر کے ساتھ وہ سوریہ شہر سے نکلا اور لیبی نس اور پیکارس کی راہ روکنے کیلئے آگے بڑھا۔

ساکسا کو یقین تھا کہ وہ اشکانیوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا اسلئے کہ اس کا خیال تھا کہ رومن لشکر بہتر طور پر تربیت یافتہ ہے جبکہ اسکے مقابلے میں اشکانیوں کے لشکر میں تربیت اور نظم و ضبط کا فقدان ہے لیکن ساکسا کو یہ خبر نہ تھی کہ بھگوڑا رومن جرنیل لیبی نس رومن طرز جنگ پر ہی اشکانی لشکر کی تربیت کر چکا تھا اور یہ کہ اس لشکر کی کمانداری بھی خود لیبی نس ہی کر رہا تھا سوریہ کے باہر اشکانیوں اور رومنوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی ساکسا نے شروع شروع میں ہی بڑے تیز حملے کر کے اشکانیوں پر چھا جانے کی کوشش کی لیکن دوسری طرف رومن جرنیل لیبی نس نے ساکسا کی ہر کوشش کو ناکام بنا کے رکھ دیا پھر لیبی نس ہی کے حکم پر اشکانی دفاع سے نکل کر جارحیت پر اتر آئے اور ساکسا کے لشکر پر انہوں نے تین طرف سے ایسے خوفناک حملے کئے کہ ساکسا اور اسکے لشکر کو بدترین شکست ہوئی۔

لیبی نس اور پیکارس نے بھاگتے ہوئے رومنوں کا تعاقب کیا انہوں نے ان کا خوب قتل عام کیا بہت کم لوگوں کو اپنی جانیں بچا کر فرار ہونے کا موقع ملا تھا رومن جرنیل ساکسا بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا اور وہ سوریہ سے کیلیکیا کی سرحدوں میں داخل ہو گیا تھا۔ سوریہ سے باہر رومن جرنیل ساکسا کو شکست دینے کے بعد اشکانیوں کے حوصلے اور بڑھ گئے اسکے بعد انہوں نے مزید پیش قدمی کی فرات انطاکیہ کے درمیانی علاقے پر حملہ آور ہو کر قبضہ کر لیا پھر یہ دوسرے رومن مقبوضہ جات کی طرف بڑھے لیکن یہاں انہیں بہت مشکلات پیش آئیں کیونکہ بعض شہر جزیرہ نما تھے اور انکی حفاظت کے لئے غیر معمولی انتظامات کئے گئے تھے آخر طویل محاصرے کے بعد دوسرے رومن شہر بھی ایک ایک کر کے فتح ہوتے چلے گئے۔

اس قدر علاقے فتح کرنے کے بعد لیبی نس اور پیکارس نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ پیکارس کی سرکردگی میں دیا گیا جبکہ دوسرا حصہ لیبی نس نے اپنے پاس

رکھا پیکارس اپنے حصے کے لشکر کو لے کر فنیقیا اور سوریہ کے باقی ماندہ علاقوں کو مسخر کرنے کیلئے روانہ ہوا جبکہ باقی نصف لشکر لئے ہوئے لیبی نس ایشیائے کوچک کی طرف بڑھا تاکہ وہاں کے زرخیز مقامات رومنوں سے چھین لے۔ پیکارس نے پورے سوریہ اور فنیقیا کو مسخر کر لیا صرف صور شہر اسکی دست برد سے محفوظ رہا کیونکہ یہ مضبوط بحریہ کے بغیر فتح نہ کیا جا سکتا تھا۔

پیکارس کے پاس چونکہ بحری بیڑہ نہ تھا لہٰذا وہ صور شہر کو فتح نہ کر سکا۔ بحرہ روم کی پٹی کے ساتھ ان گنت شہروں کو فتح کرنے کے بعد پیکارس نے فلسطین کا رخ کیا۔

جن دنوں پیکارس فلسطین میں داخل ہوا ان دنوں فلسطین کے تخت پر دو دعویدار تھے اور دونوں ہی فلسطین کی حکومت حاصل کرنے کیلئے جدوجہد میں لگے ہوئے تھے۔ یہ دونوں رومن جرنیل تھے ایک کا نام ہرکینس اور دوسرے کا نام اینٹی گونس تھا۔ ہرکینس اور اینٹی گونس دونوں چچا بھتیجا تھے۔ ہرکینس چچا جبکہ اینٹی گونس اسکا بھتیجا تھا جس وقت پیکارس اپنے لشکر کے ساتھ فلسطین میں داخل ہوا تو اینٹی گونس فوراً پیکارس کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے کہنے لگا کہ اگر اشکانی اسکی حمایت کریں اور اسے فلسطین کا تاج و تخت دلوانے میں مدد کریں تو اینٹی گونس ان کو اٹھائیس لاکھ پونڈ اور پانچ سو انتہائی خوبصورت عورتیں نذرانے کے طور پر پیش کرے گا اور اس نے یہ بھی پیش کش کی کہ اگر وہ اشکانیوں کی مدد سے فلسطین کا تاج و تخت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو وہ اشکانی حکومت کو سالانہ خراج بھی ادا کیا کرے گا۔ پیکارس نے اینٹی گونس کی ان شرائط کو تسلیم کر لیا فلسطین پر اس نے حملہ کیا اور اسکی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھدی اور تاج و تخت اینٹی گونس کے حوالے کر دیا۔ اینٹی گونس نے وہ ساری شرائط پوری کر دکھائیں جو اس نے پیکارس کے ساتھ کی تھیں۔

پیکارس کی طرح رومن جرنیل لیبی نس نے بھی خوب فتوحات حاصل کیں لیبی نس نے کیلیکیا کا رخ کیا جہاں رومن جرنیل ساکسا نے قیام کیا ہوا تھا لیبی نس کے پہنچنے تک ساکسا نے ایک جرار لشکر تیار کر لیا تھا اور وہ لیبی نس کے مقابلے پر آیا لیکن شکست کھائی اور جنگ میں مارا گیا اسکے بعد لیبی نس کے قدمی بڑھتے چلے گئے اور پمفیلیا' لیکیا اور کاریا کے علاقوں کو فتح کرتا چلا گیا تھا۔

دوسری طرف روم میں جب مارک انتونی کو یہ خبر ہوئی کہ ایشیا میں اسکے خلاف انقلاب رونما ہو چکا ہے اور یہ کہ پیکارس اور لیبی نس نے اسکے علاقوں میں اودھم مچا دیا ہے اور اکثر علاقوں کو انہوں نے فتح کر کے اشکانی سلطنت میں وسعت پیدا کر دی ہے تو اس

نے اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے اٹلی سے کوچ کیا۔ لشکر کے ایک حصے کی کمانداری اس نے اپنے بہترین جرنیل وینٹیڈیس کو دی اور اسے آگے آگے روانہ کیا تاکہ پیکارس اور لیبی نس کی پیش قدمی اور یلغار کو روک کر رکھ دے لیبی نس کو جب خبر ہوئی کہ مارک انتونی کا ایک نائب جرنیل وینٹیڈیس اسکی سرکوبی کیلئے بڑی تیزی سے اسکی طرف بڑھ رہا ہے تو وہ بڑا فکرمند ہوا اسلئے کہ وینٹیڈیس کے مقابلے میں اسکے لشکر کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی لہٰذا اس نے کاریا کے علاقے سے پسپائی کی اور سلیکیا چلا آیا یہاں اس نے تیز رفتار قاصد پیکارس کی طرف روانہ کئے اور وینٹیڈیس کا مقابلہ کرنے کیلئے اس نے اس سے کمک طلب کی۔

وینٹیڈیس کی اس پیش قدمی سے خود پیکارس بھی فکرمند ہوا لہٰذا اس نے اپنے لشکر کا ایک حصہ علیحدہ کر کے جو سواروں پر مشتمل تھا بڑی تیزی سے لیبی نس کی طرف روانہ کیا گو لیبی نس کو یہ کمک وقت پر ہی مل گئی تھی اور وینٹیڈیس کے اسکے مقابل آنے سے کچھ دن پہلے یہ لیبی نس کے لشکر میں شمولیت اختیار کر گئی تھی لیکن اس کے باوجود جب وینٹیڈیس اور لیبی نس کے درمیان کیلیکیا شہر کے باہر جنگ ہوئی تو یہ جنگ کوئی اتنی اہم اور خوفناک ثابت نہ ہوئی اسلئے کہ مارک انتونی کا جرنیل وینٹیڈیس بڑی آسانی سے لیبی نس کو شکست دینے میں کامیاب ہو گیا اس جنگ میں لیبی نس رومنوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا اسے وینٹیڈیس کے سامنے پیش کیا گیا اور وینٹیڈیس نے لیبی نس کی گردن مار دی تھی۔

پیکارس نے جب لیبی نس کی شکست اور اسکے مرنے کی خبر سنی تو بہت خوفزدہ ہوا اور عافیت اسی میں دیکھی کہ شمالی سوریہ پہنچ جائے سوریہ آتے ہی اس نے تیز رفتار قاصد اپنے باپ یعنی اشکانیوں کے حکمران اشک سیزدہم کی طرف روانہ کئے اور رومن جرنیل وینٹیڈیس کے خلاف جنگ کرنے کیلئے اس نے کمک طلب کی ان حالات میں اشک سیزدہم فوراً حرکت میں آیا اور ایک کافی بڑا لشکر اس نے اپنے ایک جرنیل فرناپات کی کمانداری میں اپنے بیٹے پیکارس کی مدد کیلئے روانہ کیا دوسری طرف رومن جرنیل وینٹیڈیس بھی بڑا عیار اور ہوشیار تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ دونوں اشکانی لشکر آپس میں مل کر اسکے لئے کسی مصیبت اور دشواری کا باعث بنیں لہٰذا جب اسے خبر ہوئی کہ ایک اشکانی جرنیل فرناپات لشکر لے کر پیکارس کی مدد کیلئے بڑھ رہا ہے تو اس نے پیکارس کو فراموش کرتے ہوئے فرناپات کا رخ کیا رات کی تاریکی میں اس نے فرناپات اور اسکے لشکر پر ایسا شب خون مارا کہ فرناپات کے لشکر کو اس نے نہ صرف شکست دی بلکہ اشکانی لشکر کے بہت بڑے حصے کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور جو باقی بچے وہ رات کی تاریکی میں اپنی جانیں بچا کر

بھاگ گئے تھے۔

فرناپات کا خاتمہ کرنے کے بعد رومن جرنیل وینٹیڈیس پیکارس کی طرف بڑھا فرناپات کی شکست سے پیکارس کے حالات پہلے ہی دگرگوں ہو رہے تھے جب اس نے سنا کہ فرناپات کا خاتمہ کرنے کے بعد وینٹیڈیس اسکی طرف پیش قدمی کر رہا ہے تو اس کا مقابلہ کرنے کے بجائے پیکارس بھاگ کھڑا ہوا اور دریائے فرات کو عبور کر کے اس نے اپنی جان بچائی۔

لیکن پیکارس آسانی سے اپنی شکست کو گوارا کرنے والا نہ تھا چنانچہ وہ پھر سے جنگی تیاریاں کرنے میں مصروف ہو گیا موسم سرما گزرتے ہی اس نے رومنوں سے دو دو ہاتھ کرنے کیلئے دریائے فرات کو عبور کیا دوسری طرف وینٹیڈیس نے بھی اپنی بکھری ہوئی افواج کو جمع کیا اور اس نے دریائے فرات کے کنارے کنارے بلند ٹیلوں پر اپنے ڈیرے ڈال دیئے تھے۔ یہاں انہوں نے اپنے اردگرد خندقیں بھی کھود لی تھیں۔

پیکارس یہ سمجھا کہ یا تو رومنوں کی فوج ناکافی ہے یا فوج خوفزدہ ہو کر ٹیلوں پر جمع ہو گئی ہے لہٰذا پیکارس اپنے لشکر کے ساتھ ان ٹیلوں کی طرف بڑھا تاکہ انہیں مسخر کر لے لیکن جونہی اس نے ان ٹیلوں پر چڑھنا شروع کیا اوپر سے رومن فوج نے پرزور حملے کئے اشکانی لشکر چونکہ نشیب میں تھا اسلئے اسے سخت جانی نقصان ہوا اور اس افراتفری کے عالم میں خود اشکانی جرنیل یعنی اشک سیزدہم کا بیٹا پیکارس بھی لڑتے ہوئے مارا گیا تھا۔

پیکارس کے شکست خوردہ لشکر نے اب اس پل کی طرف بھاگنا شروع کیا جو پیکارس نے دریائے فرات عبور کرنے کیلئے بنوایا تھا لیکن رومن جرنیل وینٹیڈیس نے بڑے خونخواری سے اپنے لشکر کے ساتھ تعاقب کیا آگے بڑھ کر اس نے پل کو توڑ دیا اور نصف کے قریب اشکانی لشکر کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

بچے کھچے اشکانی لشکر نے فلسطین کا رخ کیا اور اینٹی گونس کے ہاں پناہ لینا چاہی جسے پیکارس نے فلسطین کا تاج و تخت حاصل کر کے دیا تھا لیکن اس احسان فراموش شخص نے اشکانی لشکر کو پناہ دینے کے بجائے ان سارے لشکر کو اسیر کر کے وینٹیڈیس کے حوالے کر دیا تھا وینٹیڈیس نے ان سارے اشکانی لشکر کو موت کے گھاٹ اتار دیا اس شکست کے بعد اشکانیوں کے حوصلے ایسے پست ہوئے کہ انہوں نے ایشیائے کوچک کو فتح کرنے کا خیال اپنے دل سے نکال دیا اور اپنی حدود مملکت پر ہی قناعت کر لی تھی۔

پیکارس کی موت کے بعد اسکے بوڑھے باپ اشک سیزدہم کو ایسا صدمہ ہوا کہ وہ

فرہاد چہارم کے حق میں دست بردار ہو گیا یہ فرہاد چہارم اشک چہار دہم کے لقب سے اشکانی سلطنت کا بادشاہ بنا۔ فرہاد ایک ظالم شخص تھا اس نے تخت نشین ہوتے ہی دست ظلم اپنے بھائیوں کی طرف بڑھایا اور اس میں اس نے ایک ایک کو موت کے گھاٹ اتارا تاکہ تخت و تاج کا اور کوئی دعویدار باقی نہ رہے اپنے بھائیوں کا خاتمہ کرنے کے بعد یہ ظالم فرہاد اپنے باپ کی طرف متوجہ ہوا اور اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

اس طرح اشکانی حکمران اشک سیزدہم کا خاتمہ ہوا اور یہ شخص اپنے حسرت ناک انجام کو پہنچا اس شخص کا عہد بڑا پر عظمت عہد تھا اس نے نہ صرف اشکانیوں کی شہرت میں اضافہ کیا بلکہ اہل روما بھی اشکانیوں سے خوف کھانے لگے تھے وہ خود تو کوئی عظیم حکمران نہ تھا لیکن اسے عمدہ جرنیل حاصل ہوئے تھے جنہوں نے دور دور تک فتوحات کا سلسلہ قائم کیا۔ اشک سیزدہم کے دور حکومت کی سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس نے دارا شہر کے بجائے پہلی بار مدائن شہر کو اپنا دارالحکومت بنایا۔

اشک چہار دہم یعنی فرہاد نے اپنے خاندان سے فارغ ہو کر اشکانی امراء کی طرف رجوع کیا اور متعدد امراء جو اسکے ظلم و تشدد کو ناپسند کرتے تھے موت کے گھاٹ اتار دیا اس وحشیانہ روش سے خوفزدہ ہو کر بعض اعیان سلطنت ترک وطن کر گئے تاکہ زندگی کے آخری دن امن سے گزاریں۔

کچھ لوگوں نے مارک انتونی کے ہاں پناہ لی ان میں ایک نامور شخص مونیسس بھی تھا یہ پیکارس کی فوجوں کا سالار اور سوریہ کی جنگ میں نمایاں خدمات انجام دے کر ناموری حاصل کر چکا تھا۔

اس نے مارک انتونی کو بتایا کہ فرہاد چہارم کے ناروا سلوک نے اشکانیوں کے دلوں میں ناسور ڈال دیئے ہیں اسلئے اشکانی سلطنت کو فتح کرنے میں دشواریوں کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا اور یہ تجویز پیش کی کہ اگر وہ اسکے ساتھ لشکر بھیج دے تو وہ آسانی سے اشکانیوں کے خلاف فتح حاصل کر لے گا اور اسے رومنوں کا باج گزار بنا دے گا انتونی کو مونیسس کی یہ تجویز بڑی پسند آئی اور چاہا کہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ایشیا کے دور دراز علاقوں کو فتح کرنے کی اپنی دیرینہ خواہش کی تکمیل کرے اسلئے اس نے بڑی تیزی کے ساتھ جنگ کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔

ایران کے بادشاہ اشک چہار دہم یعنی فرہاد چہارم کو جب اس صورت حال کا علم ہوا تو وہ بڑا فکرمند ہوا اس نے اپنے تیز رفتار قاصد مصر کی طرف روانہ کئے اسلئے کہ ان دنوں مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ مصر میں ہی اپنی محبوبہ قلوپطرہ کے پاس قیام کئے ہوئے تھا

اور ایرانی جرنیل مونیسس ایران سے بھاگ کر اسکے پاس مصر ہی چلا گیا تھا۔ فرہاد چہارم نے ان قاصدوں کے ذریعے مونیسس کو پیغام بجھوایا کہ اگر وہ ایران واپس آ جائے تو اسکی پوری پوری دلجوئی کی جائے گی اور یہ کہ اسکے منصب میں اضافہ بھی کر دیا جائے گا۔

مونیسس یہ پیغام سن کر واپس ایران جانے کو آمادہ ہو گیا اور مارک انتونی کو صورتحال سے آگاہ کیا اور بتایا کہ وہ ایران پہنچ کر اسکے لئے اور بھی زیادہ مفید ثابت ہو سکتا ہے مارک انتونی کو مونیسس کا واپس جانا ناگوار تو گزرا لیکن اس خیال سے کہ شاید وہ ایران پہنچ کر رومنوں کیلئے راہ ہموار کر دے اسلئے اسے واپسی کی اجازت دے دی تھی۔

مونیسس ابھی ایران کے دربار میں پہنچا ہی تھا کہ مارک انتونی نے اپنے سفیر فرہاد چہارم کے پاس بھیجے اور باہمی روابط قائم کرنے کیلئے خواہش ظاہر کی ساتھ ہی فرہاد چہرام سے کہا کہ وہ رومن جھنڈے جو حاران کی جنگ میں ایرانیوں کے قبضے میں چلے گئے تھے واپس کر دیئے جائیں اسکے علاوہ اسی جنگ میں جو رومن قیدی ہوئے تھے اور ابھی تک زندہ تھے مارک انتونی نے ان قیدیوں کی واپسی کا بھی مطالبہ کیا تھا۔

دراصل ایران کے تسلط روابط پیدا کرنے کی پیش کش تو محض ایک خیال تھی وہ ایران کی توجہ دوسری طرف مبذول کر کے ایران کے خلاف ایک بڑی مہم کا آغاز کرنا چاہتا تھا۔ مارک انتونی کو یہ خبریں بھی پہنچیں کہ جس وقت اسکے جرنیل وینٹیڈیس نے ایرانیوں کے خلاف فتوحات حاصل کی تھیں تو ان فتوحات کی خبریں جب روم پہنچیں تو روم شہر میں وینٹیڈیس کے حق میں کئی روز تک بہترین جشن کا اہتمام کیا گیا تھا۔ مارک انتونی چاہتا تھا کہ وہ بھی ایسی فتوحات حاصل کر کے اسکی فتوحات کے حوالے سے کئی روز تک اٹلی میں جشن منایا جاتا رہے وہ کسی رومن جرنیل سے پیچھے نہیں رہنا چاہتا تھا۔ اسلئے خفیہ طور پر ایران پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرنے لگا تھا۔

مصر میں قیام کے دوران ایرانی حکومت سے قاصدوں کے ذریعے سے رابطہ قائم کرنے کے بجائے مارک انتونی نے ایک اور بھی کام کیا اور وہ یہ کہ اس نے اپنے تیز رفتار قاصد آرمینیا کے حکمران ارتاواسد کی طرف بھی روانہ کئے اور اس سے کہا کہ وہ ایران پر حملہ کرنے کیلئے مارک انتونی کو کمک فراہم کرے ارتاواسد رومنوں سے خائف تھا اسلئے اس نے وعدہ کیا کہ وہ سات ہزار پیادہ اور چھ ہزار سوار ایرانیوں سے جنگ کرنے کیلئے رومنوں کو مہیا کرے گا۔ آرمینیا کے حکمران ارتاواسد کا یہ جواب سن کر مارک انتونی خوش ہو گیا تھا۔ پھر وہ ایران پر حملہ آور ہونے کیلئے اپنے ایک لاکھ لشکر کو عمدہ قسم کی تربیت دینے لگا تھا اسکے اس ایک لاکھ کے لشکر میں سات ہزار پیادہ رومن دس ہزار گال اور گرجستانی سوار

اور تیس ہزار رومن تھے جو تیزی سے حملہ آور ہونے میں اپنا جواب نہ رکھتے تھے۔

مارک انتونی کو فوائد حاصل کرنے کیلئے چاہئے تھا کہ فی الفور ایران پر حملہ آور ہو جاتا اور اشکانی سلطنت کو مدافعت کی تیاریاں نہ کرنے دیتا لیکن وہ ایسا نہ کر سکا کہ اس نے اپنی محبوبہ قلوپطرہ کے پاس قیام کرتے ہوئے کافی وقت ضائع کر دیا اور بڑی تاخیر سے وہ اپنے ایک لاکھ کے لشکر کو لے کر ایران کی طرف روانہ ہوا اس وقت تک اشکانی سلطنت اس کا مقابلہ کرنے کیلئے اپنی تیاریاں مکمل کر چکی تھی۔

آرمینیا کے حکمران ارتاواسد نے مارک انتونی اور اسکے لشکریوں کا پرجوش خیرمقدم کیا اور مارک انتونی کو مشورہ دیا کہ اس وقت اشکانی لشکر فرات کے کنارے جمع ہے اور آذربائیجان کا حکمران انکے ساتھ ہے اسلئے مارک انتونی اگر آذربائیجان پر حملہ کر دے تو اسے باآسانی فتح کر سکتا ہے۔

مارک انتونی نے ارتاواسد کے اس مشورے کو پسند کیا اور اسکے مشورے کے مطابق اس نے آذربائیجان کا رخ کیا خود تو وہ تیزی سے آذربائیجان کے دارالحکومت پراسپا کی طرف بڑھا اور حکم دیا کہ فوجی دستے محاصرے کے آلات جو تین ہزار چھکڑوں پر لدے ہوئے تھے اسکے پیچھے پیچھے لے کر آئیں۔ مارک انتونی کا خیال تھا کہ وہ پراسپا شہر پر اچانک حملہ کر کے اسے فتح کر لے گا لیکن اسکا خیال درست ثابت نہ ہوا۔ اور یہاں اسے مجبوراً محاصرے کے آلات کی آمد کا انتظار کرنا پڑا تھا۔

اشکانی بھی غافل نہ بیٹھے ہوئے تھے وہ فرات کا کنارہ چھوڑ کر دشمن کے پیچھے پیچھے چلے آئے فرہاد چہارم کو معلوم ہوا کہ انتونی کے وہ فوجی دستے جو محاصرے کے آلات لئے جا رہے تھے پیچھے رہ گئے ہیں تو اپنے لشکر کو ان پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔ اشکانی لشکر نے رومنوں کو گھیرے میں لے کر تقریباً دس ہزار رومنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور محاصرے کے آلات پر قبضہ کرنے میں اشکانی لشکر کامیاب ہو گیا۔ اس صورتحال سے رومن سخت پریشان ہوئے ادھر آرمینیا کے حکمران ارتاواسد کو جب اشکانیوں کے ہاتھوں رومی لشکر کی تباہی کی خبر ملی تو اسے خطرہ ہوا کہ کہیں رومنوں کو اشکانیوں کے ہاتھوں شکست نہ ہو جائے اور اگر ایسا ہوا تو رومنوں کو شکست دینے کے بعد اشکانی اس پر بعد حملہ آور ہو کر اسے بھی نیست و نابود کرنے کی کوشش کریں گے لہٰذا وہ اپنا لشکر لے الگ ہو گیا اور آرمینیا واپس چلا گیا۔

مارک انتونی نے جب محسوس کیا کہ پراسپا کو فتح کرنا آسان نہیں اور یہ کہ محاصرے کے آلات پر دشمن کا قبضہ ہو چکا ہے اور خوراک باقاعدہ مہیا ہونے کی کوئی صورت نہیں تو

اس نے پراسپا کو فتح کرنے کا خیال ترک کر دیا۔ اب اسکے سامنے صرف دو ہی صورتیں تھیں۔

اول یہ کہ وہ شہرارومیا کے کنارے کی چراگاہوں کی طرف نکل جائے اور اپنے لشکر محفوظ کر لے دوئم یہ کہ وہ تبریز کے کوہستانی دامن میں پناہ لے اور اپنے لشکر کو ستانے کا موقع فراہم کرے۔ لیکن رومیا کی چراگاہوں میں اشکانی پہلے ہی اتر کر قبضہ کر چکے تھے اسلئے مارک انتونی نے تبریز کے کوہستانی سلسلوں کا رخ کیا تھا۔

اشکانیوں کو جب یہ خبر ہوئی کہ مارک انتونی نے اپنے لشکر کے ساتھ تبریز کو ہستانی سلسلوں کا رخ کیا ہے تو انہوں نے رومنوں کا پیچھا کیا اور تیسرے روز رومن لشکر کے ارد گرد انہوں نے گھیرا ڈال لیا۔ تین ماہ تک اشکانیوں نے رومنوں کا گھیراؤ کر کے انکا قافیہ تنگ کئے رکھا۔

یہاں سردی شدت کی تھی اور رومنوں کو خوراک اور پانی میسر آنے کی بڑی دشواری تھی۔ جسکی وجہ سے ان کے تقریباً آٹھ ہزار سپاہی لقمہ اجل بن گئے۔

یہاں سے مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ جوں توں کر کے نکلا اور دریائے اراکسا کے کنارے جا پہنچا اس طرح دریا کو پار کر کے وہ ایرانیوں کی دسترس سے محفوظ ہو گیا۔

دوسری طرف فرہاد چہارم نے بھی رومنوں کا پیچھا کرنا مناسب نہ سمجھا اور یہی غنیمت جانا کہ دشمن ایران کی حدود سے نکل چکا ہے۔ رومن لشکر ایرانیوں کی دسترس سے تو باہر ہو گیا لیکن پیشتر اسکے کہ وہ کسی گرم علاقے میں پہنچتا اسکے آٹھ ہزار اور سپاہی راستے کی صعوبتیں اٹھاتے ہوئے موت کے گھاٹ اتر گئے تھے۔

اس شکست اور بدلی کے باوجود مارک انتونی مایوس نہیں ہوا تھا اب وہ کسی نہ کسی طرح پھر یہ مہم شروع کرنا چاہتا تھا۔ اسکے لئے فوری وجہ یہ پیدا ہوئی کہ آذربائیجان کا حکمران اشکانی بادشاہ فرہاد چہارم سے اس وجہ سے ناراض ہو گیا کہ اس سے مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں نااتفاقی ہوئی تھی۔ چنانچہ اس نے اشکانی حکمران فرہاد چہارم کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا تھا۔ اس وقت تک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ مصر پہنچ چکا تھا اور انتونی اپنی محبوبہ قلوپطرہ کیساتھ داد عیش دیتے ہوئے دن گزار رہا تھا۔

ان حالات میں آذربائیجان کے حکمران نے سکندریہ شہر میں انتونی کے پاس اپنے سفیر بھجوائے اور اشکانیوں کے خلاف اس نے مدد طلب کی۔ مارک انتونی ممالک مشرق میں قدم رکھنے کیلئے موقع کا منتظر تھا چنانچہ اس نے آذربائیجان کے حکمران کی مدد کرنا قبول کر لیا۔ اپنے لشکر کے ساتھ وہ مصر سے نکلا اور آرمینیا کی طرف پیش قدمی کی۔ کیونکہ وہ سب سے

پہلے آرمینیا کے حکمران ارتاواسد کو سزا دینا چاہتا تھا اسلئے کہ گذشتہ جنگ میں ارتاواسد اشکانیوں کے خوف سے مارک انتونی سے علیحدہ ہو گیا تھا۔

دوسری طرف آرمینیا کے حکمران ارتاواسد کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ اسکی طرف پیش قدمی کر رہا ہے لہٰذا اسکی آمد سے قبل ہی اس نے اپنی جنگی تیاریاں مکمل کر لیں تھیں۔ آرمینیا کے مرکزی شہر سے باہر آرمینیا کے حکمران ارتاواسد اور مارک انتونی کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی اس جنگ میں ارتاواسد کو شکست اور مارک انتونی کو فتح نصیب ہوئی۔

اس فتح کے نتیجے میں مارک انتونی نے آرمینیا میں خوب لوٹ کھسوٹ کی وہاں اپنے فوجی دستے متعین کر کے واپس مصر چلا گیا دراصل وہ اشکانیوں کے ساتھ ٹکراتے ہوئے ہچکچا رہا تھا۔ اسے خدشہ تھا کہ کہیں اشکانیوں کے مقابلے میں اسے شکست ہی نہ اٹھانا پڑے۔

ایک مرتبہ پھر مارک انتونی نے ایران کا رخ کیا لیکن ایران پر حملہ آور ہونے کے بجائے وہ میڈیا کی طرف بڑھا میڈیا کے حکمران کے ساتھ ایک معاہدہ طے ہوا جسکی رو سے آرمینیا کا کچھ علاقہ میڈیا کی سلطنت میں شامل کر دیا گیا اور رومن دستے جو آرمینیا میں مقرر کئے گئے تھے میڈیا کے حکمران کے ماتحت کر دیئے گئے تھے اسکے بعد مارک انتونی ایک بار پھر اپنے لشکر کے ساتھ واپس مصر چلا گیا تھا شاید مارک انتونی نے اشکانیوں پر حملہ آور ہونے کا خیال اپنے دل سے نکال دیا تھا۔

دوسری طرف اشکانیوں کے حکمران نے مارک انتونی کی ان کارروائیوں کو یکسر ناپسند کیا۔ جو اس نے میڈیا اور آرمینیا میں کیں تھیں۔ جب مارک انتونی اپنے لشکر کے ساتھ واپس مصر چلا گیا تو فرہاد چہارم نے میڈیا کے حکمران کی سرکوبی کیلئے پیش قدمی کی میڈیا کے حکمران کیساتھ اشکانیوں کی ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں میڈیا کو شکست ہوئی اور اشکانی فتح مند رہے۔ میڈیا کے حکمران کی سرکوبی کرنے کے بعد فرہاد چہارم آرمینیا پر حملہ آور ہوا۔ آرمینیا میں جس قدر رومن دوستے مارک انتونی نے مقرر کئے تھے ان میں سے کچھ کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور کچھ کو فرہاد چہارم نے گرفتار کر لیا۔ اس طرح اشکانی حکمران فرہاد چہارم نے آرمینیا کو رومنوں کے تسلط سے نکال کر ایک بار پھر آزاد قرار دے دیا تھا۔

فرہاد چہارم کی اس پیش قدمی سے اشکانی سلطنت کا وقار بڑھ گیا۔ آرمینیا پر اشکانیوں کا تسلط قائم ہوا اور مارک انتونی کو پھر ایران میں داخل ہونے کا حوصلہ نہ ہو سکا۔

فرہاد چہارم کا رویہ چونکہ لوگوں کے ساتھ سفاکانہ تھا لہٰذا لوگ اس سے کسی قدر نالاں تھے۔ لیکن چونکہ اس نے رومنوں کے خلاف خوب کامیابیاں حاصل کیں تھیں لہٰذا لوگ

اسے برداشت کئے ہوئے تھے لیکن رومنوں کے خلاف ان کامیابیوں نے فرہاد چہارم کو اور زیادہ بدمزاج بنا دیا تھا اور اسکی طبیعت میں پہلے کی نسبت کچھ زیادہ ہی رعونت اور تندی آ گئی تھی۔ اسلئے اسکے امراء ناراض اور عوام بددل ہو گئے تھے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں نے ایک جرنیل تیرداد کی سرکردگی میں فرہاد چہارم کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اس بغاوت میں ایران کے لوگوں نے تیرداد کا ساتھ دیتے ہوئے اسکا حوصلہ خوب بڑھایا۔ کچھ فوجی بھی بغاوت کر کے تیرداد سے آ ملے تھے چنانچہ اسکی بغاوت کامیاب ہوئی۔ فرہاد چہارم کو تیرداد کے مقابلے میں شکست ہوئی اور فرہاد چہارم کو تاج و تخت چھوڑ کر راہ فرار اختیار کرنی پڑی۔ اس جنگ کے نتیجے میں تیرداد اشکانیوں کا حکمران بن گیا جبکہ فرہاد چہارم وسط ایشیا کے سکائی قبائل کے یہاں جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ اب اشکانیوں پر تیرداد کی حکومت قائم ہو گئی تھی۔

○

مارک انتونی مصر میں اسکندریہ کے اندر قلوپطرہ کے ساتھ داد عیش دیتا رہا۔ قلوپطرہ نے نجانے اس پر کیا سحر کیا جادو کر دیا تھا کہ وہ ایک لحہ کیلئے بھی اب اس سے جدا ہونے کے متعلق سوچ نہ سکتا تھا۔ اپنے اس قیام کے دوران مارک انتونی نے قلوپطرہ سے وعدہ کیا کہ عنقریب وہ روم میں آکٹویس کے خلاف حرکت میں آئے گا آکٹویس کو وہ بدترین شکست دے گا اور سارے رومن علاقوں کا مرکزی شہر قلوپطرہ کے شہر اسکندریہ کو قرار دے گا۔ مارک انتونی کی یہ باتیں اور خبریں اٹلی میں بھی پہنچنا شروع ہو گئیں۔ اس وقت تک آکٹویس اٹلی میں بڑی قوت اور شہرت حاصل کر چکا تھا۔ لہٰذا ان باتوں کو سہارا بناتے ہوئے آکٹویس نے رومن عوام اور سینیٹ کے ممبران کو مارک انتونی کے خلاف کرنا شروع کر دیا تھا۔

حالات کے تحت سینیٹ کے ممبران نے مارک انتونی کو پیغام بھجوایا کہ وہ قلوپطرہ کو چھوڑ کر فی الفور روم واپس چلا آئے۔ انتونی نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ جسکے جواب میں رومن سینیٹ نے مارک انتونی اور قلوپطرہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تھا۔ اس اعلان جنگ کے نتیجے میں جب رومن لشکر کو تیار کیا گیا تو رومن بری افواج کا سپہ سالار خود آکٹویس کو مقرر کیا گیا جبکہ بحری بیڑے کا کماندار اگیرپا کو بنایا گیا جبکہ ایک جرنیل میتابن کو آکٹویس کی غیر موجودگی میں رومنوں کا حکمران مقرر کیا گیا تھا۔ اس طرح آکٹویس اپنے بری لشکر اور اگیرپا اپنے بحری بیڑے کے ساتھ اٹلی سے مارک انتونی کی سرکوبی کیلئے مصر کی

طرف روانہ ہوئے تھے۔

دوسری طرف مارک انتونی اور قلوپطرہ کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ یونانیوں کا بحری بیڑا اگریپا کی سرکردگی میں اور بری لشکر آکٹویس کی سرکردگی میں انکی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ لہٰذا وہ دونوں میاں بیوی بھی حرکت میں آئے اور آکٹویس اور اگریپا کا مقابلہ کرنے کیلئے مغرب کی طرف بڑھے۔ اس سے پہلے مارک انتونی نے یہ کام کیا کہ اپنی بیوی اوکٹاویا جو کہ آکٹویس کی بہن تھی اسے اس نے طلاق بھیج دی تھی۔ مارک انتونی کی اس حرکت سے رومنوں کے دلوں میں اسکے خلاف اور نفرت پیدا ہو گئی دوسری طرف آکٹویس اور زیادہ شدت کے ساتھ مارک انتونی کے خلاف حرکت میں آنے پر تل گیا تھا۔

یونان کے شمالی ساحل کے قریب ساموس اور لیوقاس نام کے جزیروں کے آس پاس دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا مارک انتونی کا بحری بیڑا اگریپا سے ٹکرایا جبکہ بری لشکر جسکی کمانداری خود مارک انتونی کر رہا تھا اس نے آکٹویس سے مقابلہ شروع کیا۔ جنگ دونوں لشکروں کے درمیان جس وقت اپنے عروج پر تھی تو قلوپطرہ کو ایک خوف اور خدشہ ہوا اس جنگ میں وہ اپنے شوہر مارک انتونی کے پہلو بہ پہلو حصہ لے رہی تھی اسے یہ ڈر پیدا ہوا کہ اگر اس جنگ میں اسے اور مارک انتونی کو شکست ہوئی تو رومن اسے گرفتار کر کے اٹلی لے جائیں گے اور اس بدترین موت ماریں گے۔ اس خیال کے آتے ہی قلوپطرہ چوری چھپے ایک تیز رفتار جہاز میں بیٹھی اور میدان جنگ چھوڑ کر مصر کی طرف روانہ ہو گئی۔

مارک انتونی کو جب پتا چلا کہ اسکی محبوبہ قلوپطرہ جنگ کے نتائج سے گھبرا کر میدان جنگ چھوڑ کر مصر بھاگ گئی ہے تو اس نے بڑی حماقت اور بے وقوفی کا مظاہرہ کیا بجائے اسکے کہ وہ میدان جنگ میں موجود رہتا اور اپنے لشکریوں کے حوصلے اور انکی فتح مندی کا باعث بنتا اس نے جنگ میں اپنے لشکر کی راہنمائی اور رہبری کرنے پر قلوپطرہ کی محبت کو ترجیح دی لہٰذا وہ بھی میدان جنگ سے نکلا اور ایک دوسرے جہاز میں بیٹھ کر قلوپطرہ کے پیچھے ہو لیا۔ قلوپطرہ نے مارک انتونی پر کچھ ایسا سحر کر دیا تھا کہ مارک انتونی ایک لمحے کیلئے بھی اسے اپنے سے جدا کرنے پر تیار نہیں تھا لہٰذا میدان جنگ کو وقت کے حوالے کرتا ہوا مارک انتونی ایک تیز رفتار بحری جہاز میں بیٹھ کر قلوپطرہ کے پیچھے پیچھے اسکندریہ کی طرف چلا گیا تھا۔

جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ بحری جنگ میں رومن جرنیل اگریپا نے مارک انتونی کے بحری بیڑے کو بدترین شکست دی جبکہ خشکی پر مارک انتونی کے لشکر کو آکٹویس کے ہاتھوں شکست اور پسپائی نصیب ہوئی اس طرح یونان کے شمال میں ساموس اور لیوقاس جزیروں کے آس

پاس مارک انتونی کے خلاف آکٹویس کو شاندار فتح نصیب ہوئی تھی اس فتح کے بعد آکٹویس نے اپنے جرنیل اگریپا کو بحری بیڑے کے ساتھ اٹلی واپس بھیج دیا جبکہ وہ مارک انتونی اور قلوپطرہ کے خلاف فیصلہ کن انداز میں حرکت میں آنے کیلئے آگے بڑھا اور سوریہ شہر کے قریب اپنے لشکر کے ساتھ اس نے پڑاؤ کیا۔

اس دوران مارک انتونی اور قلوپطرہ نے اپنے کچھ قاصد آکٹویس کی طرف روانہ کئے اور ہمدردی حاصل کرنا چاہی لیکن آکٹویس نے کسی بھی طرح کی ہمدردی کا مظاہرہ ان دونوں میاں بیوی کے ساتھ کرنے سے یکسر انکار کر دیا تھا۔ اس صورتحال کے پیش نظر قلوپطرہ کو مزید خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ اگر آکٹویس نے اپنے لشکر کے ساتھ مصر کی طرف پیش قدمی کی اور مارک انتونی کو شکست ہوئی تو آکٹویس اس کا بڑا برا انجام کر کے اسے موت کے گھاٹ اتارے گا۔ لہٰذا ایک رات اس نے اپنی جان بچانے کی خاطر ایک بحری جہاز تیار کیا اس کا ارادہ تھا کہ مصر سے وہ صحرائے عرب کی طرف بھاگ جائے گی اور وہاں اپنی زندگی کے باقی دن گمنامی میں بسر کر دے گی۔ لیکن اسکے اس ارادے کی خبر مارک انتونی کو ہو گئی اور مارک انتونی نے اسے صحرائے عرب کی طرف بھاگ جانے سے روک دیا۔ اسکے بعد ایسا ہوا کہ دونوں میاں بیوی نے رونما ہونے والے حالات سے مایوس ہو کر خودکشی کر لی تھی۔

مارک انتونی اور قلوپطرہ کی خودکشی کے باعث آکٹویس کو شاندار فتوحات نصیب ہوئیں تھیں۔ مصر کو ایک صوبے کی حیثیت سے آکٹویس نے رومن سلطنت میں شامل کر لیا تاہم اس نے حالات پر گہری نگاہ رکھنے کیلئے چند ماہ تک سوریہ شہر ہی میں قیام کئے رکھا۔

مصر کو اپنی سلطنت میں شامل کرنے کے بعد آکٹویس نے ایک بہت بڑا قدم اٹھایا اور وہ یہ کہ اس نے رومن ریپبلک کو بادشاہت میں تبدیل کر دیا اور خود رومنوں کا مطلق العنان بادشاہ بن بیٹھا۔ آکٹویس کے بجائے اس نے آگسٹس کا خطاب اختیار کیا اور آگسٹس کے ہی نام سے وہ رومنوں کے شہنشاہ کی حیثیت سے رومنوں پر حکومت کرنے لگا تھا۔

○

دوسری طرف ایران میں تیرداد صرف تین سال ہی اشکانیوں پر حکومت کر پایا تھا کہ فرہاد چہارم نے وحشی سکائی قبائل کے اندر رہتے ہوئے طاقت اور قوت پکڑی۔ اس نے سکائی قبائل کا ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ اس لشکر کو لے کر وہ ایران کے مرکزی شہر مدائن کی طرف بڑھا تیرداد کو جب خبر ہوئی کہ فرہاد چہارم سکائیوں کا لشکر لے کر اسکی طرف بڑھ

رہا ہے تو وہ بھی اپنے لشکر کو تیار کر کے نکلا۔ مدائن شہر کے باہر ہولناک جنگ ہوئی جس میں تیرداد کو بدترین شکست ہوئی۔ اس شکست کے نتیجے میں تیرداد چوری چھپے فرہاد چہارم کے چھوٹے بیٹے کو لے کر سوریہ شہر کی طرف بھاگ گیا۔ جہاں رومن شہنشاہ آگسٹس نے اپنے لشکر کے ساتھ قیام کر رکھا تھا۔ جبکہ ایک فاتح کی حیثیت سے فرہاد چہارم مدائن میں داخل ہوا اور پھر پہلے کی طرح اشکانیوں کے حکمران کی حیثیت سے ایران پر حکومت کرنے لگا تھا۔

مدائن سے بھاگ کر تیرداد اشک چہارم کے چھوٹے بیٹے کے ساتھ سوریہ پہنچ گیا اور رومنوں کے شہنشاہ آگسٹس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے آگسٹس سے پناہ طلب کی اور یرغمال کے طور پر فرہاد چہارم کے بیٹے کو آگسٹس کے سامنے پیش کیا۔ آگسٹس نے فرہاد چہارم کے بیٹے کو بطور یرغمال قبول کر کے تیرداد کو پناہ دی۔ تیرداد دراصل آگسٹس سے کمک حاصل کر کے فرہاد چہارم پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا لیکن وہ آگسٹس کو اس مہم کے لئے آمادہ نہ کر سکا۔

دوسری طرف فرہاد چہارم نے آگسٹس کے پاس اپنا سفیر بھیجا اور تیرداد اور شہزادے کو واپس بھیجنے کی استدعا کی۔ آگسٹس نے تیرداد کو تو واپس بھیجنے سے انکار کر دیا البتہ فرہاد چہارم کے بیٹے کو بغیر کسی معاوضے کے واپس بھیجنے پر رضامند ہو گیا۔ اور ساتھ ہی اس نے یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ گذشتہ جنگوں میں اشکانیوں کے ہاتھوں جو رومنوں کے جھنڈے لگے تھے وہ واپس کر دیئے جائیں اس طرح آگسٹس نے فرہاد چہارم کے بیٹے کو واپس کر دیا اور جواب میں فرہاد چہارم نے رومی جھنڈے لوٹا دیئے تھے۔

رومن جھنڈیوں کی واپسی پر پورے اٹلی میں جشن منایا گیا۔ اب رومنوں نے سلطنت کو وسیع کرنے کا خیال ترک کر دیا۔ ادھر فرہاد چہارم کی بھی خواہش تھی کہ رومنوں کے ساتھ دوستانہ روابطہ قائم کئے جائیں۔ اسکے لئے اس نے اپنے بیٹے آگسٹس کے دربار میں بھیجے تاکہ وہ وہاں رہ کر رومنوں کی طرز حکومت کا جائزہ لیں۔ اسکے بعد آگسٹس اپنے لشکر کے ساتھ سوریہ شہر سے اٹلی کی طرف چلا گیا تھا۔ حالات بظاہر اب مطمئن اور تسلی بخش نظر آ رہے تھے اسلئے کہ رومنوں اور اشکانیوں کے تعلقات پہلے کی نسبت کافی بہتر اور دوستانہ ہو گئے تھے۔

○

مارک انتونی اور قلوپطرہ کی خودکشی کے بعد یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی نے مصر کے شہر اسکندریہ کی ایک سرائے میں قیام کر لیا تھا۔ یہ سرائے سمندر کے کنارے واقع تھی

اور آنے جانے والی کشتیوں اور جہازوں کے مسافروں کے ذریعے اس سرائے کو خوب آمدنی ہو جاتی تھی۔ ایک روز رات سونے سے پہلے یوناف اور بیوسا سمندر کے کنارے چہل قدمی کر رہے تھے۔ وہ چاند رات تھی چاروں طرف ٹھنڈی اور گہری چاندنی سمندر کی ابھرتی ڈوبتی لہروں کے ساتھ بغلگیر ہو رہی تھی۔ ایسے میں اچانک یوناف کے سامنے عزازیل' عارب' نبیطہ بارص' صادو اور یوشا نمودار ہوئے۔ ان سب کو یوں اپنے سامنے دیکھ کر یوناف ٹھٹھک سا گیا تھا لیکن جلد ہی وہ اپنے آپ کو سنبھال گیا عین اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر وہ اپنی شیریں آواز میں کہنے لگی۔

دیکھ یوناف میرے حبیب یہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ تجھ پر حملہ آور ہونے تجھ پر وارد ہونے کیلئے آیا ہے۔ اس کے دو نئے ساتھیوں کو تمہارے خلاف کھڑا کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ دونوں اسکی جنس سے ہیں اور بھائی ہیں۔ ایک کا نام بارص دوسرے کا نام صادور ہے اور ان دونوں کی ایک ہم جنس لڑکی بھی انکے ساتھ ہے جس کا نام یوشا ہے۔ یہ بارص' صادو اور یوشا انتہا درجے کے طاقتور اور پر قوت ہیں لہٰذا دیکھ میرے حبیب خوب احتیاط سے اور دیکھ بھال کے انکے ساتھ مقابلہ کرنا ورنہ یاد رکھنا یہ تمہیں نقصان پہنچا کے رہیں گے پر تم فکرمند نہ ہونا میں یہاں تمہارے ساتھ ہوں۔

یہاں تک کہتے کہتے ابلیکا خاموش ہو گئی تھی اس لئے کہ عزازیل اور اسکے ساتھی قریب آ گئے تھے۔ پھر عزازیل شور قیامت کی گونج کی طرح یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے گماشتے! ہمارے سامنے تو خوب جدوجہد کر لیا اور خوب بھاگ دوڑ کر لیا۔ لیکن اب تیری ساری سعی تیری ساری کوشش کی انتہا ہو رہی ہے۔ میں تیرے سامنے اپنے ایسے ساتھی لے آیا ہوں۔ جو مار مار کر تیری حالت خشک ہواؤں اور خزاں کی شام میں شاخوں کی عریانی اور پتوں کی زردی جیسی کر دیں گے۔ دیکھ نیکی کے گماشتے نیلے کانچ سے آسمان کے وسیع چھپر تلے میرے نئے ساتھی تم پر خشک رتوں کی سختی' عذاب الیم کی اذیت بن کر طاری ہو جائیں گے تیری خواہش کی ہوا تیری لذتوں کی حس کو یہ گورکھ دھندوں کے پھیلاؤں میں تبدیل کر کے رکھ دیں گے۔ میرے یہ دونوں ساتھی جو ایک طرح ناقابل تسخیر خیال کئے جاتے ہیں دیکھ خیر کے گماشتے یہ تم پر انحطاط طاری کرنے والی کہر' فنا کے وار برسائی موت' زوال کی لہریں طاری کرتی فطرت' لمحوں کو قدیم و بے ثمر کرتی خونخواری کی طرح نزول کریں گے اور تیری روح و بدن کے سکوت میں وقت کی لاانتہا اذیت اور رات کی خاموشی میں بڑی گہری جسارت کے ساتھ تیری تقدیر کو اپنی گرفت میں لے لیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل جب خاموش ہوا تو یوناف جواب دیتے ہوئے کہنے لگا۔
سن عزازیل میں نہیں جانتا تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیا کیا ارادے لے کر ہم دونوں میاں بیوی کی طرف آیا ہے اس لئے کہ غائب کا علم صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ پر دیکھ عزازیل اگر تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ بری نیت لے کر ہم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو میں تمہیں یہ یاد دلاؤں گا کہ ایسے ماضی میں کئی معرکے تم ہمارے خلاف کھڑے کر چکے ہو پر خداوند قدوس کا صد احسان کہ اس نے ہمیشہ مجھے تمہارے مقابلے میں کامیاب و غالب رکھا۔

دیکھ عزازیل میں تیرے اور تیرے ساتھیوں کے بخارات کے التہاب، تغیان و جبروت، وندناتے بھوتوں کے سے ہجوم اور اوہام کی کشش سے متاثر اور مغلوب ہونے والا نہیں اسلئے کہ ذلت و نکبت زندگی کا جلال و جمال حیات کی معراج، زیست کا کمال میرے خداوند قدوس نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے۔ وہی ہر ایک کو عمل کی عظمت اور محنت کا وقار عطا کرتا ہے۔ سنو انسان گزیدہ شیطانوں غرض کے بندو، زر کے پھندو، جب تک میرا اللہ، میرا خالق اور میرا مالک مجھے کوئی ضرر نہ پہنچانا چاہے تو اس وقت تک تم سب مل کر بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہاں میرا اللہ مجھے میری کوتاہیوں میری غلطیوں میرے گناہوں کی وجہ سے مجھے کسی عذاب میں مبتلا کرنا چاہے تو اس مالک کی مرضی ہے۔ اسلئے کہ وہ آقا اپنے غلام کیساتھ جو بھی سلوک کرے غلام کو بہرحال وہ برداشت تو کرنا ہی ہے۔ اگر سمندر کے اس کنارے میری قسمت میرے مقدر میں تم لوگوں کے ہاتھوں ذلت و نکبت لکھی ہے تو اسے کوئی نہیں روک سکتا اور اگر رات کی اس تاریکی میں میرے ہاتھوں تمہاری رسوائی اور تمہاری ذلت لکھی ہوئی ہے تو اسے بھی کوئی نہیں روک سکتا۔

اس موقع پر عزازیل نے اپنے ساتھی صادو کو کوئی مخصوص اشارہ کیا جسے پاتے ہی صادو نئے افق کی سحر گرجتی دھاڑتی آندھیوں شعلہ فام برق سیل خون اور دھواں دھواں شرر شرر آندھیوں کی طرح یوناف کی طرف بڑھا تھا اسکے بعد عزازیل نے بارص اور صادو کی ساتھی لڑکی یوشا کو بھی ویسا ہی مخصوص اشارہ کر دیا تھا جسے پا کر یوشا اجل کی شام، ستم کی آگ، خون کی بارش، قضا کو حصار اور موت کی گھات بن کر بیوسا کی طرف بڑھی تھی۔ پھر یوں ہوا کہ صادو آگ کے بادل اور ظلم کی بہتات کی طرح یوناف پر حملہ آور ہو گیا۔ جبکہ یوشا کسی ساحرہ کے فسوں اور کسی شگولی کے جادو کی طرح بیوسا پر ٹوٹ پڑی تھی۔

صادو اور یوشا نے جب آگے بڑھ کر جو یوناف اور بیوسا پر ضربیں لگانا شروع کیں تو یوناف اور بیوسا کو محسوس ہوا کہ جیسے ان دونوں کو کوئی مخصوص عمل کر کے انہیں انکی

سری قوتوں سے بالکل ہی محروم کر کے رکھ دیا ہو۔ صادو اور یوشا کو اپنے سامنے زیر کرنے کے لئے یوناف اور بیوسا نے بار بار اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لانا چاہا لیکن انہیں بری طرح ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ صادو اور یوشا دونوں اپنی سری قوتوں کے ساتھ بری طرح یوناف اور بیوسا کو مارنے پیٹنے لگے تھے۔ اپنی طرف سے یوناف اور بیوسا نے بہترین دفاع کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ان کی ہر کوشش، انکی ہر جدوجہد ناکام رہی تھی اسلئے کہ انکی طبعی طاقت اور قوت کے سامنے صادو اور اپنی بے پناہ سری قوتوں کا مظاہرہ کر رہے تھے یہاں تک کہ صادو اور یوشا نے یوناف اور بیوسا کو مار مار کر لہولہان کر دیا تھا اور پھر دونوں میاں بیوی نڈھال ہو کر سمندر کے کنارے گیلی ریت پر گر گئے تھے انکی حالت ایسی تھی جیسے کوئی صدیوں کا سفر طے کرنے والا مسافر اچانک تھک ہار کر زمین پر گر گیا ہو۔

یوناف اور بیوسا کی یہ حالت دیکھنے کے بعد عزازیل نے رات کے اس سکوت میں ایک بھیانک مکروہ اور بلند قہقہہ لگایا پھر وہ اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھو میرے ساتھیو! اس صادو اور یوشا نے جو حالت یوناف اور بیوسا کی بنائی ہے وہ دیکھ کر مجھے دلی اطمینان بے پناہ خوشی ہوئی ہے۔ یہ یوناف وہ شخص ہے جو اس سے پہلے ہمارے سامنے وندناتے اور مرکھنے بیل کی طرح آتا تھا اور سینگ مار کر جس طرف چاہے ہمیں پھینکتا پھرتا تھا لیکن اب صادو نے اس پر حملہ آور ہو کر اس پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہم جب بھی چاہیں اسے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر سکتے ہیں اور یہ جو یوشا نے بیوسا کی حالت بنائی ہے یہ بھی میرے اطمینان اور میری راحت اور خوشی کا سامان ہے۔ آؤ میرے ساتھیو اب یہاں سے چلیں اسلئے کہ یوناف اور بیوسا کے لئے آج اتنی ہی مار کافی ہے میرے خیال میں یہ مار کھانے کے بعد اگر یہ سمجھدار ہوئے تو آئندہ کبھی ہمارے ساتھ ٹکرانے کی کوشش نہیں کریں گے۔ اسکے ساتھ عزازیل اور اسکے ساتھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔

عزازیل اور اسکے ساتھیوں کے جانے کے تھوڑی دیر بعد یوناف سنبھل کر اٹھ کھڑا ہوا اس نے دیکھا اسکے قریب ہی بیوسا ابھی تک بے ہوشی کی سی حالت میں پڑی ہوئی تھی۔ یوشا نے بری طرح اسے مار مار کر ادھ موا کر دیا تھا۔ یوناف تڑپ کر بیوسا کی طرف بڑھا اپنا ایک ہاتھ اس کے سر کے نیچے رکھا دوسرا بازو وہ اسکے گھٹنوں کے جوڑوں کے نیچے لے گیا اور اسے اپنی گود میں اٹھا لیا۔ سمندر کے کنارے لا کر بیوسا کو اس نے ٹھنڈی ریت پر لٹایا پھر اسکے منہ پر اس نے پانی کے چھینٹے دیئے جس پر بیوسا نے ایک جھرجھری لی پھر وہ اٹھ کر

بیٹھ گئی تھی۔ دونوں میاں بیوی نے ایک بار چاروں طرف پھیلی ہوئی چاندنی میں بڑے مایوسانہ انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا اسکے بعد دونوں اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس موقع پر بیوسا یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب آج تم ہم دونوں میاں بیوی کے ساتھ کمال ہی ہو گیا ہے۔ جس وقت وہ عزازیل کی ساتھی لڑکی مجھ پر حملہ آور ہوئی تھی میں نے کئی بار اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر اسے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کی کوشش کی تھی لیکن یوناف میری حیرت کی انتہا نہ تھی میں اپنی سری قوتوں کو حرکت ہی میں نہ لا سکی اس پر یوناف جھٹ بولا اور کہنے لگا تمہارا اندازہ درست ہے بیوسا عزازیل کے اس ساتھی کے خلاف میں نے بھی کئی بار اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لانے کی کوشش کی لیکن مجھے ناکامی ہوئی تھی دیکھ بیوسا میرا اندازہ ہے کہ عزازیل کے اس ساتھی جوان اور لڑکی نے ہم پر حملہ آور ہوتے وقت ہم پر کوئی ایسا عمل کیا تھا جس کی بناء پر ہم اپنی سری قوتوں سے یکسر ہی محروم ہو گئے تھے۔ اس پر بیوسا نے پریشانی کے عالم میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

یوناف میرے حبیب! سری قوتوں سے ہماری یہ محرومی کہیں مستقل اور دائمی تو نہیں ہو گی۔ اس پر یوناف نے اپنی آنکھیں بند کیں شاید وہ اپنی سری قوتوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ پھر اسکے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی اور یوناف بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ بیوسا معاملہ ایسا نہیں ہے ان دونوں سے مقابلہ کرتے وقت ہمارے پاس سری قوت نہ رہی تھی۔ اب میں محسوس کرتا ہوں کہ میری سری قوتیں میرے ساتھ ہیں اور مجھے امید ہے کہ یہی معاملہ تمہارے ساتھ بھی ہوا ہو گا۔ لیکن حیرت کہ اس موقع پر ابلیکا نے بھی ہم دونوں میاں بیوی کی بھی کوئی مدد نہیں کی۔ عین اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

دیکھ یوناف تم دونوں میاں بیوی مجھے شک و شبہ کی نگاہ سے نہ دیکھو تم دونوں جانتے ہو کہ میں تم دونوں کی مدد کئے بغیر رہ ہی نہیں سکتی۔ لیکن میں تم سے کیا کہوں جس وقت عزازیل کے ساتھی تم سے ٹکرائے تھے اس وقت میں نے آگے بڑھ کر تمہاری مدد کرنا چاہی اور عزازیل کے ساتھیوں پر ضرب لگانے کی کوشش کی تھی لیکن میں ایسا نہ کر سکی تھی اسلئے کہ مجھے محسوس ہوا تھا جیسے کسی نے مجھے باندھ کر بالکل بے بس اور بالکل مجبور کر دیا ہو لہٰذا یہی وجہ ہے کہ میں اس ٹکراؤ میں تم دونوں میاں بیوی کی مدد نہ کر سکی اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ ابلیکا تمہیں میرے سامنے وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں جانتا ہوں تم

ہم دونوں میاں بیوی کیلئے انتہائی شفیق، مخلص اور غم گسار ہو۔ جس طرح عزازیل کے ساتھیوں نے ہمیں سری قوتوں سے محروم کر دیا تھا میرا خیال ہے اسی طرح انہوں نے تم پر بھی کوئی عمل کر کے تمہیں بھی اپنے سامنے بے بس کر دیا تھا۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔ شاید اس عزازیل اور اسکے ساتھیوں نے کوئی خاص اور غیر معمولی قوت حاصل کر لی ہے۔ جس کی بناء پر انہوں نے تم دونوں میاں بیوی کو اپنے سامنے زیر کر لیا ہے۔ اب تم دونوں میاں بیوی سرائے میں اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو میں اب اس تلاش میں نکلتی ہوں کہ عزازیل اور اسکے ساتھیوں نے یہ نئی قوت کہاں اور کس جگہ سے حاصل کی ہے۔ اسکے ساتھ ہی ابلیکا یوناف کی گردن پر لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔ جبکہ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی سمندر کے کنارے سے ہٹ کر سرائے کی طرف جا رہے تھے۔

○

رومنوں اور اشکانیوں میں بظاہر امن اور صلح ہو گئی تھی اور دونوں شاید یہی ارادہ کئے ہوئے تھے کہ آپس میں جنگ و جدل سے کام نہیں لیں گے۔ لیکن جلد ہی آرمینیا کے سلسلے میں رومنوں اور اشکانیوں کے درمیان ایک تنازعہ اٹھ کھڑا ہوا حکومت پارتھ یعنی اشکانی(1) حکمرانوں نے آرمینیا کے حکمران ارتا واسد کے ساتھ بہترین تعلقات استوار کر رکھے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ ارتاواسد اور اس کا خاندان ہی آرمینیا پر حکمران رہے اسی دوران ارتاواسد مر گیا اور اسکے بیٹے ارتاکسیاس کو آرمینیا کی حکومت سونپی گئی۔ رومن شہنشاہ آگسٹس نے بھی اس ارتاکسیاس کی حکومت کو تسلیم کر لیا تھا۔ لیکن جب یہ ارتاکسیاس بھی فوت ہو گیا تو رومن حکمران آگسٹس نے اپنے ایک جرنیل ٹی بیرس کو آرمینیا بھیجا تاکہ ارتاکسیاس کے بھائی ٹیگرینس کو تخت نشین کرے۔

چنانچہ ٹیگرینس کو آرمینیا کی حکومت سونپ دی گئی۔ اتفاق یوں ہوا کہ جلد ہی اس ٹیگرینس کو بھی موت آ گئی تو ارمنی امراء نے قیصر روم کے مشورے کے بغیر اس ٹیگرینس کے بیٹے کو تخت نشین کر لیا۔ جو قیصر روم کو ناگوار گزرا اس نے فی الفور رومن فوج آرمینیا میں اتار دی اور انہوں نے ایک شخص ارتاواسد نامی کو آرمینیا کا حکمران مقرر کر دیا۔

یہ ارتاواسد نام کا نیا حکمران کوئی عام سا شخص تھا تاہم یہ رومنوں کا بڑا دلدادہ تھا۔ اس شخص کا حسب و نسب کسی کو معلوم نہ تھا۔ اہل آرمینیا چونکہ اشکانی سلطنت کی طرف زیادہ مائل تھے اس لئے انہوں نے ارتاواسد کی تخت نشینی کو ناپسند کیا وہ اسے اپنا بادشاہ تسلیم کرنے پر آمادہ نہ تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آرمینیا میں رومنوں کے خلاف بغاوت ہوئی

اور ارتاواسد اور رومنوں کے طرف داروں کو انہوں نے آرمینیا سے نکال باہر کیا اور اپنی پسند کے ایک شخص کو ٹیگرینس ثانی کے نام سے اپنا حکمران بنا لیا۔

اہل آرمینیا جانتے تھے کہ رومن اس توہین کو برداشت نہیں کریں اور ضرور آرمینیا پر لشکر کشی کریں گے۔ انہیں یہ بھی یقین تھا کہ اشکانی بھی خاموش نہیں بیٹھیں گے کیونکہ مہرداد دوئم کے زمانے سے آرمینیا ایران ہی کی اثر و نفوذ میں چلا آتا تھا۔ انہوں نے رومنوں کے توقع حملہ کے پیش نظر اشکانیوں کے حکمران فرہاد چہارم سے مدد مانگی فرہاد نے تہیہ کر لیا کہ وہ آرمینیا کی مدد کو ضرور پہنچے گا۔ خواہ رومنوں کے سامنے اسکے روابط پر ضرب ہی کیوں نہ پڑے۔

دوسری طرف اشکانیوں سے جنگ کرنے کے لئے رومنوں کے حالات ناموافق اور نامساعد تھے قیصر روم آگسٹس اب ضعیف اور بوڑھا ہو چکا تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ زندگی کے آخری ایام میں کسی شکست کا خطرہ مول لے لیکن اسے یہ خیال بھی تھا کہ اگر وہ خاموش بیٹھا رہا تو اشکانی حکمران فرہاد چہارم آرمینیا پر پوری طرح تسلط جما لے گا۔

آخر اس نے کافی سوچ و بچار کے بعد اشکانیوں سے جنگ کرنے کی ٹھان لی لیکن اب سوال یہ تھا کہ اس مہم کی کمان کسے سونپی جائے رومنوں کا ایک بہادر جرنیل ٹی بیرس تھا جو بوڑھا ہونے کے ساتھ ساتھ گوشہ نشین ہو چکا تھا آگسٹس نے جب اس سے پوچھا تو اس نے اس مہم کو قبول کرنے سے معذرت کی۔ اب رومنوں کے قیصر آگسٹس کی نظر اپنے پوتے پر تھی لیکن وہ ابھی بچے تھے۔ بڑا پوتا کایوس اٹھارہ سال کا تھا جسے آگسٹس نے بیٹا بنا رکھا تھا یہ مہم آگسٹس نے اپنے اسی پوتے کایوس کو سونپنے کا عہد کر لیا تھا۔

آگسٹس نے کافی عرصہ ایران پر فوج کشی کو ملتوی کئے رکھا اور اندر ہی اندر ایک لمبی جنگ کرنے کے لئے تیاریاں کرتا رہا۔ آخر اس عرصے میں اشکانی سلطنت میں ایک ناگوار حادثہ نمودار ہوا وہ اس طرح کہ اشکانی حکمران فرہاد چہارم کے بیٹے فرہادک نے اپنی اطالوی ماں کے بہکانے میں آکر اپنے باپ کو زہر دے کر ہلاک کر دیا۔ آگسٹس اپنے طاقتور حریف کی ہلاکت پر مطمئن ہو گیا۔ اشکانی حکمران فرہاد چہارم گو ظالم اور کینہ پرور شخص تھا لیکن اس میں شک نہیں کہ اس نے ایران کو رومنوں کی دست برد سے محفوظ رکھا تھا۔

اپنے باپ کو زہر دے کر ہلاک کرنے کے بعد فرہاد چہارم کا بیٹا فرہاد پنجم کے نام سے باپ کے خون سے ہاتھ رنگین کر کے اشکانیوں کی سلطنت پر تخت نشین ہوا۔ اس نے حکومت کرنے کا وہی طریقہ اختیار کیا جو کہ اسکے باپ نے کیا تھا۔ رومنوں سے خوشگوار تعلقات برقرار رکھنے کیلئے اپنا سفیر قیصر روم آگسٹس کے دربار میں بھیجا اور یہ استدعا کی کہ

اسکے وہ بھائی جو رومنوں کے ہاں قیام کئے ہوئے ہیں انہیں واپس ایران بھیج دیا جائے۔

قیصر روم آگسٹس فرہاد پنجم کو غاصب سمجھتا تھا وہ چاہتا تھا کہ فرہاد چہارم کے ان شہزادوں میں سے جو ان دنوں روم میں قیام کئے ہوئے تھے ان میں سے کوئی ایک ایران کا بادشاہ بنے۔ اس لئے فرہاد پنجم کی خواہش کو اس نے درخور اعتنا نہ سمجھا اور بڑی نخوت سے ایرانی سفیر کو جواب دیا کہ فرہاد غاصب ہے اور ایرانی تخت تاج پر اسکا کوئی حق نہیں نیز اسے چاہئے کہ فی الفور اپنے فوجی دستے آرمینیا سے واپس منگوا لے۔ آگسٹس نے محض جواب دینے پر ہی اکتفا نہ کی بلکہ جنگی تیاری کا بھی حکم دیا اور ایران پر فوج کشی کرنے کیلئے اپنے بڑے پوتے کایوس کو نامزد کیا جسکے تحت کایوس ایک بہت بڑا لشکر لے کر اٹلی سے ایران کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

اشکانی حکمران فرہاد پنجم نے رومن لشکر کے کوچ کی خبریں سنیں تو سخت خوفزدہ ہوا اور آگسٹس کے دربار میں فوراً اپنا سفیر بھیج کر مصالحت کی پیش کش کی آگسٹس نے یہ تجویز پیش کی کہ فرہاد پنجم دریائے فرات کے جزیرے میں اسکے پوتے کایوس سے ملاقات کرے چنانچہ یہ ملاقات ہوئی جس میں فرہاد اور کایوس کے درمیان یہ معاہدہ ہوا کہ دونوں حکومتوں کے تعلقات خوشگوار رکھے جائیں گے اور فرہاد پنجم آئندہ آرمینیا کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کرے گا۔ اس طرح ایک بار پھر جنگ ہوتے ہوتے ٹل گئی۔ رومنوں اور اشکانیوں کے درمیان صلح اور امن ہو گیا تھا۔

فرہاد پنجم کے زمانے میں ایران کے حالات بہت ہی ابتر تھے خود بادشاہ کو لوگ حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے جس کی متعدد وجوہات تھیں۔ ایک یہ کہ وہ ایک رومن کنیز کے بطن سے تھا۔ ماں کی طرف اس کی توجہ بہت زیادہ تھی چنانچہ اپنے عہد میں جو سکے اس نے بنوائے ان میں جہاں اس کی اپنی شبیہہ تھی وہاں اس کی مادر ملکہ کی بھی شبیہہ رکھی گئی تھی۔

سب سے زیادہ نفرت انگیز وجہ یہ تھی کہ اس نے اپنی ماں کے بہکانے پر اپنے باپ کو زہر دے کر ہلاک کر دیا تھا۔ امراء اسے اس لئے بھی ناپسند کرتے تھے کہ وہ آرمینیا کے حق سے دست بردار ہو چکا تھا حالانکہ آرمینیا مہرداد دوئم کے زمانے سے اشکانی بادشاہوں کے زیر اثر چلا آتا تھا ان ہی وجوہات کی بناء پر اس کے خلاف شورش ہوئی اور اسے تخت سے بے تعلق کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔

فرہاد پنجم نہایت بزدل اور نااہل شخص تھا جس کی وجہ سے ایرانی حکومت کے وقار کو ٹھیس لگی اور آرمینیا [illegible] ہاتھ سے نکل گیا تاہم فرہاد پنجم اور رومن شہنشاہ آگسٹس

کے زمانے کا ایک اہم ترین عالمی واقعہ یہ ہے کہ ان کے دور حکومت میں حضرت عیسیٰ کی پیدائش ہوئی۔

○

اور وہ یوں کہ فلسطین کی سرزمین میں بنی اسرائیل ہی میں عمران نام کا ایک انتہائی عابد و زاہد شخص تھا۔ اسی زاہد و عابد کی وجہ سے نماز بھی اسی شخص کے سپرد تھی اور اس شخص کی بیوی جس کا نام حنہ تھا وہ بھی پارسا اور عابدہ تھی اور اپنی نیکی کی وجہ سے یہ دونوں بنی اسرائیل میں بہت زیادہ محبوب و مقبول تھے۔ عمران اور حنہ دونوں میاں بیوی صاحب اولاد نہیں تھے اور دونوں ہی میاں بیوی اولاد کے بے حد متمنی تھے۔ اور اس کے لئے درگاہ الٰہی میں دست بدعا اور قبولیت کے لئے ہر وقت منتظر رہتے تھے۔

ایک روز حنہ صحن مکان میں چہل قدمی کر رہی تھیں دیکھا کہ ایک پرندہ اپنے بچے کو بھرا رہا تھا حنہ کے دل پر یہ دیکھ کر سخت چوٹ لگی اور اولاد کی تمنا نے بہت جوش مارا اسی حال کے اضطراب میں خداوند قدوس کے حضور میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور گزارش کی۔ خداوند جس طرح تو نے اس ننھے پرندے کو اولاد سے سرفراز کیا اسی طرح میرے اللہ مجھے بھی اولاد عطا کر کے وہ ہم دونوں میاں بیوی کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور بنے۔

دل سے نکلی ہوئی دعا نے خداوند قدوس کے حضور قبولیت کا جامہ پہنا اور حنہ نے چند روز بعد محسوس کیا کہ وہ حاملہ ہے حنہ کو اس احساس سے اس درجہ مسرت ہوئی کہ اس نے نذر مان لی کہ جو بھی بچہ اس کے ہاں ہوگا وہ اسے مسجد اقصیٰ کی خدمت کے لئے وقف کر دے گی بہرحال خداوند نے عمران کی بیوی حنہ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور وہ مسرت اور شادمانی کے ساتھ امید بر آنے کی گھڑی کا انتظار کرنے لگی۔ اسی دوران حنہ کے شوہر عمران کا انتقال ہوگیا۔

جب حنہ کے ہاں اولاد ہوئی تو پتہ چلا کہ ان کے بطن سے لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ جہاں تک اولاد کا تعلق ہے حنہ کے لئے لڑکی بھی لڑکے سے کم نہ تھی مگر ان کو یہ افسوس ضرور ہوا کہ میں نے نذر مانی تھی وہ پوری نہ ہوسکے گی۔ لڑکی کو کس طرح مقدس ہیکل یعنی مسجد اقصیٰ کی خدمت کے لئے وقف کیا جاسکتا تھا لیکن خداوند نے ان کے افسوس کو یہ کہہ کر بدل دیا کہ ہم نے تیری لڑکی کو بھی قبول کیا جس کی وجہ سے تمہارا خاندان بھی معزز اور مبارک قرار پایا۔ حنہ نے لڑکی کا نام مریمؑ رکھا۔ سریانی میں اس کے معنی خادم کے ہیں چونکہ یہ ہیکل کی خدمت کے لئے وقف کر دی گئی تھیں اس لئے یہ نام ان کے لئے انتہائی

موزوں سمجھا گیا تھا۔

مریم جب سن شعور کو پہنچیں تو یہ سوال پیدا ہوا کہ مقدس ہیکل کی یہ امانت کس کے سپرد کی جائے مقدس ہیکل کے اندر جو کاہن مذہبی رسومات ادا کرنے پر مقرر تھے ان میں سے ہر کوئی مریم کو اپنی خدمت میں لینے کا اظہار کر رہا تھا اور چاہتا تھا کہ اس مقدس امانت کا کفیل اسے ہی بنایا جائے مگر اس مقدس امانت کی نگرانی کا اہل حضرت ذکریاؑ سے زیادہ کوئی نہ تھا اس لئے کہ حضرت ذکریاؑ مریمؑ کی خالہ ایشاع کے شوہر بھی تھے اور مقدس ہیکل کے معزز کاہن ہونے کے ساتھ ساتھ وہ خداوند قدوس کے نبی بھی تھے۔

اس لئے مریم کی کفالت کے سلسلے میں سب سے پہلے انھوں نے اپنا نام پیش کیا مگر جب سب کاہنوں نے یہی خواہش ظاہر کی اور باہمی کشمکش کا اندیشہ ہونے لگا تو آپس میں طے پایا کہ قرعہ اندازی کے ذریعے اس فیصلے کے بعد بنی اسرائیل نے تین مرتبہ قرعہ اندازی کی اور اس قرعہ اندازی میں نام ہر مرتبہ ذکریاؑ ہی کا نکلا کاہنوں نے جو دیکھا کہ اس معاملے میں اللہ کے نبی ذکریاؑ ہی کے ساتھ تائید غیبی ہے تو انھوں نے بخوشی اس فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اس طرح مریمؑ حضرت ذکریاؑ کے سپرد کردی گئی تھیں۔

کہا جاتا ہے کہ مریم کی کفالت کا یہ معاملہ اس لئے پیش آیا کہ وہ یتیم تھیں اور مردوں میں سے ان کا کوئی کفیل نہیں تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اس زمانے میں قحط کا بہت زور تھا اس لئے کفالت کا سوال پیدا ہوا لیکن یہ دونوں باتیں اگر نہ بھی ہوتیں تب بھی کفالت کا سوال اپنی جگہ پھر بھی باقی رہتا اسلئے کہ مریم اپنی والدہ کی نذر کے مطابق نذر ہیکل ہو چکی تھیں چونکہ لڑکی تھیں اس لئے از بس ضروری تھا کہ کسی مرد نیک کی کفالت میں ہیکل کی اس خدمت کو انجام دیں۔

غرض ذکریاؑ نے حضرت مریمؑ کے صنفی احترامات کا لحاظ رکھتے ہوئے اس ہیکل کے قریب ایک حجرہ ان کے لئے مخصوص کر دیا تاکہ وہ دن میں وہاں رہ کر عبادت الٰہی سے بہرہ ور ہوں اور جب رات آتی تو انھیں اپنے مکان پر ان کی خالہ ایشاع کے پاس لے جاتے اور وہ وہیں شب بسر کرتیں۔

مریم شب و روز عبادت الٰہی میں مصروف رہتیں اور جب خدمت ہیکل کے لئے ان کی نوبت آتی تو اسے وہ بخوبی انجام دیتیں حتیٰ کہ ان کا زہد و تقویٰ بنی اسرائیل میں ضرب المثل بن گیا اور ان کی زہادت و عبادت کی مثالیں دی جانے لگیں۔ ذکریاؑ مریمؑ کی ضروری نگہداشت کے سلسلے میں کبھی کبھی ان کے حجرے میں تشریف لے جایا کرتے تھے انھیں یہ بات عجیب نظر آتی کہ جب وہ خلوت کدہ میں داخل ہوتے تو مریم کے پاس اکثر بے موسم

کے تازہ پھل موجود پاتے آخر ذکریا سے رہا نہ گیا اور ایک روز انھوں نے دریافت کیا کہ مریم تیرے پاس یہ بے موسم پھل کہاں سے آتے ہیں۔

اس پر مریم نے انکشاف کیا یہ میرے پروردگار کا فضل و کرم ہے وہ جسے چاہتا ہے باگمان رزق پہنچاتا ہے ذکریا نے جب یہ سنا تو سمجھ گئے کہ خدائے برتر کے یہاں مریم کا خاص مقام اور مرتبہ ہے اور ساتھ ہی بے موسم تازہ پھلوں کے واقعے نے دل میں تمنا پیدا کردی کہ جس طرح خداوند قدوس مریم کو بے موسم پھلوں سے نوازتے ہیں اس طرح خداوند قدوس مجھے میرے بڑھاپے اور میری بیوی کے بانجھ ہونے کے باوجود بھی اولاد عطا کر سکتے ہیں یہ سوچ کر ذکریا نے بڑے خشوع اور خضوع کے ساتھ خداوند قدوس کے ہاں بیٹے کے لیئے دعا کی۔ نبی کی یہ دعا خداوند قدوس کے ہاں مقبول و قبول ہوئی۔

اس دعا کے بعد جب ایک روز ذکریا ہیکل میں مشغول عبادت تھے تو خدا کا ایک فرشتہ ظاہر ہوا اور اس نے بشارت دی کہ تمھارے ہاں بیٹا پیدا ہوگا اور تم اس کا نام یحییٰؑ رکھنا۔ ذکریا یہ سن کر بے حد خوش ہوئے اور بے تحاشہ تعجب سے دریافت کرنے لگے یہ بشارت کیسے اور کیوں کر پوری ہوگی۔ میں بوڑھا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے میرے ہاں لڑکا کیسے ہوسکتا ہے پھر فرشتے نے جواب دیا ایسا ہی ہوگا یعنی تیرے بڑھاپے اور تیری بیوی کے بانجھ ہونے کے باوجود تیرے ہاں لڑکا ہوگا اور دیکھ ذکریاؑ جس خدا نے تجھے نیست سے ہست کیا۔ اس کی قدرت سے یہ بات بعید نہیں کہ تجھ جیسے شیخ سے ایک ایسی عورت کے ہاں اولاد پیدا کردے جو عمر بھر بانجھ ہی رہی ہے۔

اب ذکریاؑ نے خداوند سے دعا کی خدایا ایسا کوئی نشان عطا کر جس سے معلوم ہو سکے کہ تیری دی ہوئی بشارت نے وجود کی شکل اختیار کر لی ہے۔ خداوند نے فرمایا کہ علامت یہ ہے کہ جب تم تین روز تک بات نہ کر سکو اور صرف اشارے سے ہی اپنے مطلب ادا کرسکو تو سمجھ لینا تمھیں دی ہوئی بشارت نے اپنے وجود اختیار کر لیا ہے۔ لیکن ان دنوں میں تم خدا کی تسبیح اور تحلیل میں زیادہ مشغول رہنا۔

چنانچہ جب وقت آپہنچا تو ذکریا یاد خدا میں اور زیادہ منہمک ہوگئے اور امت کو بھی اشاروں سے یہ حکم دیا کہ وہ زیادہ سے زیادہ اللہ کی یاد میں مشغول رہیں یہ اس لئے کہ جس طرح یحییٰؑ کی ولادت کی بشارت ذکریا کے لئے باعث صد ہزار مسرت تھی اسی طرح بنی اسرائیل کے لئے بھی کم خوشی کا باعث نہیں تھی کہ ذکریاؑ کا ایک صحیح جانشین اور علم و حکمت اور نبوت کا سچا وارث عالم وجود میں آنے والا تھا۔ انھی حالات میں ذکریا کے ہاں ان کے بیٹے یحییٰؑ پیدا ہوئے۔

بنی اسرائیل مصر سے نکل کر جب فلسطین میں داخل ہوئے تو یعقوب کی اولاد کے بارہ قبیلوں میں تو سارا ملک تقسیم کر دیا گیا۔ اور تیرواں قبیلہ یعنی لاوی بن یعقوب کا گھرانہ مذہبی خدمات کے لئے مخصوص رہا۔ پھر بنی لاوی میں سے اصل وہ خاندان جو مقدس میں خداوند کے آگے مذہبی خدمات کی تکمیل کا کام کرتا تھا۔ ہارون کا خاندان تھا۔ باقی دوسرے لاوی مقدس کے اندر نہیں جاسکتے تھے بلکہ خداوند کے گھر کی خدمت کے وقت صحنوں اور کوٹھڑیوں میں کام کرتے تھے۔ عید خیمے کے دن اور دوسرے مذہبی موقعوں پر سوختنی قربانیاں چڑھاتے تھے اور مقدس کی نگرانی میں بنی ہارون کا ہاتھ بٹاتے تھے۔

بنی ہارون کے چوبیں خاندان تھے جو باری باری مقدس کی خدمت کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ ان ہی چوبیں خاندانوں میں ایک خاندان کا نام ابیہ تھا جس کے سردار حضرت ذکریاؑ تھے یہی ذکریاؑ کاہن ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ کے نبی بھی تھے جن کے ہاں حضرت یحییٰؑ پیدا ہوئے اور انہی ذکریاؑ کی کفالت میں مریمؑ کو دیا گیا تھا۔ خود ذکریا کا تعلق حضرت داؤد علیہ السلام کے خاندان سے تھا جب کہ ان کی بیوی ایشاع کا تعلق موسیٰ کے بھائی ہارون کی اولاد سے تھا۔

دوسری طرف عابد و زاہد اور عفت ماب مریمؑ اپنے خلوت کدہ میں مشغول عبادت رہتیں اور ضروری حاجات کے علاوہ کبھی اس کے باہر نہ نکلتی تھیں ایک مرتبہ ہیکل کے مشرقی جانب لوگوں کی نگاہوں سے دور کسی ضرورت سے ایک گوشے میں تنہا بیٹھی تھیں کہ اچانک خدا کا فرشتہ جرائیل انسانی شکل میں ظاہر ہوا۔

مریم نے ایک اجنبی شخص کو اس طرح اپنے سامنے بے حجاب دیکھا تو گھبرا گئیں اور فرمانے لگیں اگر تجھ کو کچھ بھی خداوند کا خوف ہے تو میں تجھے خدائے رحمان کا واسطہ دے کر تجھ سے پناہ مانگتی ہوں۔ فرشتے نے کہا دیکھ مریم خوف نہ کھا۔ میں انسان نہیں ہوں بلکہ خداوند کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں اور تجھے ایک بیٹے کی بشارت دیتا ہوں۔

فرشتے کی اس گفتگو کو جب مریم نے سنا تو ازراہ تعجب کہنے لگیں میرے ہاں لڑکا کیسے ہوسکتا ہے جبکہ مجھ کو آج تک کسی بھی شخص نے چھوا تک نہیں۔ نہ ہی میں نے نکاح کیا ہے اور نہ ہی میں زانیہ ہوں۔ فرشتے نے جواب دیا میں تو تیرے پروردگار کا قاصد ہوں اس نے مجھ سے اسی طرح کہا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ میں اس لئے کروں گا کہ تجھ کو اور تیرے لڑکے کو کائنات کے لئے اپنی قدرت کاملہ کے اعجاز کا نشان بنادوں اور وہ لڑکا خداوند کی جانب سے رحمت ثابت ہوگا اور یہ فیصلہ خداوند قدوس کی طرف سے اٹل ہے۔

خداوند تجھے ایک ایسے لڑکے کی بشارت دیتا ہے جو کلمہ ہوگا اس کا لقب مسیح اور نام

عیسیٰ ہوگا اور وہ دنیا اور آخرت دونوں میں بادشاہت اور صاحب عظمت رہے گا کیونکہ وہ اللہ کے مقربین میں سے ہوگا۔ اللہ کے نشان کے طور پر بحالت شیرخوارگی لوگوں سے باتیں کرے گا یہ سب کچھ اس لئے ضرور ہو کر رہے گا کہ خداوند کا قانون قدرت یہ ہے کہ جب وہ کسی شے کو وجود میں لانا چاہتا ہے تو اس کا محض یہ ارادہ اور حکم کہ ہوجا اس شے کو طوعاً" و کرہاً" ہو جانے مجبور کردیتا ہے لہٰذا یہ یونہی ہو کر رہے گا جس طرح کہ میں نے تجھے بشارت دی ہے اور یہ کہ خداوند اس کو اپنی کتاب عطا کرے گا اور اس کو حکمت سکھائے گا اور اس کو بنی اسرائیل کی رشد و ہدایت کے لئے رسول اور اولوالعزم پیغمبر بنائے گا۔

جبرائیل نے یہ بشارات سنا کر ان کے گریبان میں پھونک مار دی اور اس طرح خداوند کا کلمہ ان تک پہنچ گیا اور مریم نے کچھ عرصہ بعد خود کو حاملہ محسوس کیا تو بتقاضۂ بشریت ان پر ایک اضطراری کی کیفیت طاری ہوگئی اور اس کیفیت نے اس وقت شدید صورت اختیار کرلی جب انھوں نے دیکھا کہ مدت حمل ختم ہو کر ولادت کا وقت قریب سے قریب تر ہوتا جارہا ہے انھوں نے سوچا کہ اگر یہ واقعہ قوم کے اندر رہ کر پیش آیا تو چونکہ قوم حقیقت حال سے واقف نہیں ہے اس لئے وہ نامعلوم کس کس طرح انھیں بدنام اور بہتان طرازیوں کے ذریعے سے کسی درجہ پریشان کرے اس لئے مناسب یہ ہے کہ قوم سے دور کسی جگہ چلا جانا چاہیے۔

یہ سوچ کر مریم یروشلم سے تقریباً" نو میل دور کوہ ساعیر کے ٹیلے پر چلی گئیں جو اب بیت الحم کے نام سے مشہور ہے وہاں پہنچ کر چند روز بعد درد زہ شروع ہوا پھر تکلیف اور اضطراب کی حالت میں کھجور کے تنے کے سہارے بیٹھ گئیں اور پیش آنے والے نازک حالات کا اندازہ کرکے انتہائی قلق اور پریشانی کی حالت میں کہنے لگیں۔ کاش میں اس سے پہلے مرچکی ہوتی اور میری ہستی کو لوگ یکسر فراموش کر چکے ہوتے تب نخلستان کے نشیب سے خدا کے فرشتے نے پھر پکارا اور کہا۔

مریم غمگین نہ ہو۔ تیرے پروردگار نے تیرے نیچے چشمہ جاری کر دیا ہے اور کھجور کا تنا پکڑ کر اپنی جانب ہلا تو پکے اور تازہ خوشے تم پر گرنے لگیں گے تو کھا پی اور اپنے بچے کے نظارے سے آنکھیں ٹھنڈی کر اور رنج و غم کو بھول جا۔

مریم پر تنہائی تکلیف اور نزاکت حال سے جو خوف طاری اور اضطراب پیدا ہوگیا تھا فرشتے کی تسلی تیز پکار اور عیسیٰ جیسے برگزیدہ بچے کے نظارے سے کافور ہوگیا اور وہ اپنے بیٹے کو دیکھ دیکھ کر شاد کام ہونے لگیں تاہم یہ خیال پہلو میں ہر وقت کانٹے کی طرح کھٹکتا

رہتا تھا کہ اگرچہ خاندان اور میری قوم میری عصمت و پاکدامنی سے ناآشنا نہیں ہے پھر بھی ان کی اس حیرت کو کس طرح مٹایا جاسکے گا کہ بن باپ کے کس طرح ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوسکتا ہے۔

اسی اضطراب میں خدا کا فرشتہ ایک بار پھر مریم کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہا دیکھ مریمؑ جب تو اپنی قوم میں پہنچے اور وہ تجھ سے اس معاملے کے متعلق سوالات کرے تو خود جواب نہ دینا بلکہ اشارے سے ان کو بتانا کہ میں روزہ دار ہوں اور اس لئے آج کسی سے بات نہیں کر سکتی تم کو جو کچھ دریافت کرنا ہے اس بچے سے دریافت کرلو تب تیرا پروردگار اپنی قدرت کاملہ کا نشان ظاہر کر کے ان کی حیرت کو دور اور ان کے قلوب کو مطمئن کر دیگا۔ مریم وحی الٰہی کے ان پیغامات پر مطمئن ہو کر بچے کو گود میں لئے یروشلم روانہ ہوئیں جب شہر میں پہنچیں اور لوگوں نے انھیں اس حالت میں دیکھا تو چاروں جانب سے انھیں گھیرلیا اور کہنے لگے مریمؑ یہ تو نے بہت ہی عجیب بات دکھائی اور بہت بھاری تہمت کا کام کرلیا۔ اے ہارونؑ کی بہن نہ تو تیرا باپ برا تھا نہ تیری ماں ہی بدچلن تھی پھر تو کیا کر بیٹھی ہے۔

مریم نے خدا کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے لڑکے کی طرف اشارہ کر دیا کہ جو کچھ دریافت کرنا ہے اس سے کر لو میں تو آج روزے سے ہوں۔ لوگوں نے یہ دیکھ کر انتہائی تعجب کے ساتھ کہا ہم کس طرح ایسے شیر خوار بچے سے باتیں کر سکتے ہیں جو ابھی ماں کی گود میں بیٹھنے والا بچہ ہے اس پر بچہ فوراً" بولا اور ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ نے اپنے فیصلہ تقدیر میں مجھ کو کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے اور اس نے مجھے مبارک بنایا خواہ میں کسی حال اور کسی جگہ بھی ہوں اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے کہ میں جب تک زندہ رہوں میرا شعار یہی ہو اور اس نے مجھے اپنی ماں کا خدمت گزار بنایا اور خودسر اور نافرمان نہیں بنایا اور اس کی جانب سے مجھ کو سلامتی کا پیغام ہے جس دن کہ میں پیدا ہوا اور جس دن کہ میں مروں گا اور جس دن کہ پھر میں زندہ اٹھایا جاؤں گا۔"

مریم کی قوم نے ایک شیرخوار بچے کی زبان سے یہ حکیمانہ کلام سنا تو حیرت میں رہ گئی اور اسے یقین ہوگیا کہ مریم کا دامن بلاشبہ ہر قسم کی برائی اور گناہ سے پاک ہے اور اس بچے کی پیدائش کا معاملہ یقیناً" منجانب اللہ ایک نشان ہے۔

عیسیٰ جب پیدا ہوئے تو ایران کے بادشاہ فرہاد پنجم نے آسمان پر ایک نیا تارہ روشن دیکھا۔ فرہاد پنجم نے درباری نجومیوں سے اس بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ یہ

ستارہ ضرور کسی عظیم ہستی کی پیدائش کی خبر دیتا ہے جو ارض شام میں پیدا ہوئی ہے۔

پس فرہاد پنجم نے خوشبوؤں کے عمدہ تحفے دے کر ایک وفد کو فلسطین کی طرف روانہ کیا کہ وہ اس بچے کے متعلق مزید حالات و واقعات معلوم کریں۔ یہ وفد فلسطین پہنچا اور تفتیش حال شروع کی اور یہودیوں سے کہا کہ ہمیں اس بچے کی ولادت کا حال سناؤ جو مستقبل قریب میں روحانیت کا بادشاہ ثابت ہوگا۔ یہودیوں نے پارسیوں کی زبان سے جو یہ کلمات سنے تو اپنے بادشاہ ہیرودیاس کو خبر کی۔ بادشاہ نے وفد کو دربار میں بلا کر سارے احوال دریافت کئے اور ان کی زبانی واقعے کو سن کر بہت گھبرایا اور پھر وفد کو یہ ہدایت کہ وہ اس بچے سے متعلق مزید معلومات حاصل کرے اور مجھے بھی ان خبروں سے مطلع کرے۔

ایران کے پارسیوں کا یہ وفد بیت المقدس پہنچا اور جب عیسیٰ کو دیکھا تو انھوں نے اپنے رسم و رواج کے مطابق اول ان کو سجدہ تعظیم کیا اور پھر مختلف قسم کی خوشبوئیں ان پر نچھاور کیں اور چند روز وہیں قیام کیا دوران قیام میں وفد کے بعض آدمیوں نے خواب میں دیکھا کہ ہیرودیاس اس بچے کا دشمن ثابت ہوگا اس لئے عیسیٰ کی پیدائش کی خبر پاکر فلسطین کے بادشاہ ہیرودیاس کے پاس مت جانا اور بیت الحم سے سیدھے فارس کو چلے جانا۔ صبح کو وفد نے فارس کا ارادہ کرتے ہوئے مریمؑ کو اپنا خواب سناتے ہوئے کہا کہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہودی کا بادشاہ ہیرودیاس اس بچے کے متعلق خراب نیت رکھتا ہے اور اس مقدس بچے کا دشمن ہے اس لئے بہتر ہے کہ تم اس کو ایسی جگہ لے جا کر رکھو کہ یہ اس کی دسترس سے باہر ہو۔

اس مشورے کے بعد مریمؑ بچے کو لے کر اپنے عزیزوں کے پاس مصر چلی گئیں کچھ عرصہ وہاں قیام کیا جب عیسیٰ کی عمر تیرہ سال کی ہوئی تو ان کو ساتھ لے کر دوبارہ بیت المقدس میں داخل ہوئی تھیں حضرت عیسیٰ کی یہ تیرہ سالہ زندگی غیر معمولی اور تھی اور ان پر طرح طرح کے کرامات کا ظہور ہوتا رہا تھا۔

اس وقت تک اللہ کے نبی حضرت یحییٰؑ نے اپنی تبلیغ کا کام شروع کر دیا تھا۔ اپنی تعلیم کی ابتداء کرتے ہوئے انھوں نے لوگوں کو بیت المقدس میں جمع کیا اور خداوند کی طرف سے پانچ احکام لوگوں تک پہنچائے۔ پہلا حکم یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہ کی جائے اور نہ ہی کسی کو اس کا شریک اور ساجھی ٹھہرایا جائے اس سے مشرک کی مثال اس غلام کی سی ہے جسے اس کے مالک نے رقم خرچ کر کے خریدا اور غلام نے یہ وطیرہ اختیار کر لیا کہ جو کچھ کماتا ہے وہ مالک کے سوا دوسرے شخص کو دے دیتا ہے۔ حضرت یحییٰؑ نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا تم میں سے کوئی پسند کرے گا کہ تمھارا غلام ایسا ہو۔ پس سمجھ لو کہ خدا نے ہی

تم کو پیدا کیا اور وہ یہ تم کو رزق دیتا ہے تو پھر تم بس اسی کی پرستش کرو اور اس کا کسی کو شریک مت ٹھہراؤ۔

خداوند کی طرف سے دوسرا حکم یحییٰؑ نے سناتے ہوئے کہا کہ خداوند کی طرف سے دوسرا حکم یہ ہے کہ تم خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز ادا کرو چونکہ جب تم نماز میں کسی دوسرے کی طرف متوجہ نہ ہوگے تو خدا برابر تمھاری طرف رضا اور رحم کے ساتھ متوجہ رہے گا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تیسرا حکم یہ ہے کہ روزہ رکھو اس لئے کہ روزہ دار کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ایک جماعت میں بیٹھا اور اس کے پاس مشک کی تھیلی ہو چنانچہ مشک اس کو بھی اور اس کے رفقاء کو بھی اپنی خوشبو سے مستفید کرتا رہے گا اور روزہ دار کے منہ کی بو کا خیال نہ کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ دار کے منہ کی بو جو خالی معدے سے اٹھتی ہے مشک کی خوشبو سے زیادہ پاک اور بہتر ہے۔

آپ نے فرمایا کہ چوتھا حکم یہ ہے کہ اپنے مال میں سے صدقہ نکالا کرو۔ صدقہ کرنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو دشمن سے بھاگ رہا ہو اور دشمن تیزی کے ساتھ اس کا تعاقب کر رہا ہو اور بھاگ کر کسی مضبوط پناہ گزین میں محفوظ ہو کر دشمن سے محفوظ ہو جائے بلاشبہ انسان کے دشمن شیطان کے مقابلے میں اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جانا محکم قلعے میں محفوظ ہوجانے کے مترادف ہے۔

○

یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی اسکندریہ شہر سے باہر سمندر کے کنارے واقع سرائے میں اپنے کمرے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ اچانک ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی دیکھ یوناف یہ عزازیل کے ساتھیوں نے گزشتہ معرکہ میں جو تم دونوں میاں بیوی کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کردیا تھا میں نے اس کا راز جان لیا ہے۔ ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف اور بیوسا دونوں ہی چونک پڑے تھے قبل اس کے کہ یوناف اور بیوسا میں سے کوئی ابلیکا کو مخاطب کر کے کچھ پوچھتا۔ ابلیکا دوبارہ بولی اور اپنے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہنے لگی۔

سنو یوناف مصر کے شہر تھیس میں عورج نام کا ایک طلسم گر اور ساحر تھا اسی کے سارے سری علوم عزازیل اور اس کے ساتھیوں نے حاصل کئے اور انہی علوم کو استعمال کرتے ہوئے انھوں نے تم دونوں میاں بیوی کو اپنے سامنے مغلوب کر لیا اسی ساحر اور طلسم گر نے عزازیل کے ساتھیوں کے علاوہ عارب اور نبیطہ کی طبعی قوت کے اندر دس گنا

اضافہ کر دیا تھا۔ جس کی بناء پر عزازیل کا ساتھی صادو اور اس کی بہن یوشا تم دونوں میاں بیوی پر غلبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے تھے۔

سنو یوناف برا ہو اس عزازیل کا عورج نام کے اس مصری ساحر سے سارے علوم حاصل کرنے کے بعد اس عزازیل نے اس ساحر کا خاتمہ کرا دیا اس ساحر کا ایک بیٹا ہے نام اس کا سلقیوس ہے میں اسے دیکھ کر آئی ہوں سلقیوس جانتا ہے کہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کا اس کے باپ کے پاس آنا جانا تھا اور جس روز عورج کو ہلاک کیا گیا اس روز اس کا بیٹا سلقیوس گھر پر نہیں تھا۔ جب وہ باہر سے لوٹا تو گھر میں اس کے باپ کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اسے یقین ہوگیا کہ اس کے باپ کو ہلاک کرنے والے عزازیل اور اس کے ساتھی ہی ہیں۔

سنو یوناف تم دونوں میاں بیوی ابھی اور اسی وقت حرکت میں آؤ تم عورج کے بیٹے سلقیوس سے ملو ہوسکتا ہے جس قدر ساحر عورج کے پاس علوم ہوں وہ اس کے گھر میں تحریری شکل میں بھی موجود ہوں اگر ایسا ہو تو ان علوم سے مستفید ہو کر تم عزازیل کے ساتھیوں کے علاوہ عارب کا بھی مقابلہ کر سکتے ہو۔ ابلیکا کی یہ گفتگو سن کر یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی خوش ہوگئے تھے اسی وقت وہ دونوں ابلیکا کی رہنمائی میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور تھیس شہر کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

ابلیکا کی رہنمائی میں یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی عورج کی حویلی میں داخل ہوئے۔ اندر عورج کا بیٹا سلقیوس موجود تھا انھیں دیکھتے ہی اس نے پوچھا تم لوگ کون ہو اور کس سلسلے میں اس حویلی میں داخل ہوئے ہو۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ سلقیوس ہمارا اس حویلی میں کثرت کے ساتھ آنا جانا تو نہیں تھا لیکن تمھارا باپ عورج ہمارے جاننے والوں میں سے تھا ہمیں خبر ہوئی ہے کہ عورج کو کسی نے ہلاک کر دیا ہے اور ہمیں شک ہے کہ عورج کے پاس جو عزازیل بارص صادو اور یوشا نام کے لوگ آیا کرتے تھے انھوں نے ہی عورج کو ہلاک کر دیا ہے۔ اس پر سلقیوس بڑی حیرت اور تعجب سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا تمھاری گفتگو سے مجھے اندازہ ہوتا ہے کہ تم یقیناً" میرے باپ کے جاننے والے اور اس کے ہمدرد ہو یہ بات طے شدہ ہے کہ میرے باپ کو انھی لوگوں نے ہلاک کیا ہے جن کے تم نے ابھی ابھی نام لئے ہیں۔ لیکن وہ لوگ غیر معمولی قوت رکھتے ہیں اس لئے میں ان سے ملتا جلتا رہا ہوں اور ان سے اپنے باپ کا انتقام بھی نہیں لے سکتا۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ سلقیوس اگر تم میری ایک بات مان لو تو میں تمھارے باپ کا انتقام لے سکتا ہوں

اس پر سلقیوس نے چونک کر بڑے شوق سے یوناف کی طرف دیکھا پھر اس نے پوچھا اس سلسلے میں تمھاری کیا شرط ہے یوناف پھر بولا۔ تم ذرا اپنی حویلی کا جائزہ لو۔ اور مجھے یہ بتاؤ کہ تمھارے باپ کے پاس جس قدر سری علوم تھے کیا وہ گھر میں کسی جگہ لکھے ہوئے بھی ہیں اس لئے کہ تمھارے باپ کے قاتلوں نے تمھارے باپ سے سارے علوم حاصل کر کے اس کا کام تمام کر دیا تھا اب انھی علوم سے میں مستفید ہو کر تمھارے باپ کے قاتلوں سے انتقام لے سکتا ہوں اس پر سلقیوس فوراً" بولا اور کہنے لگا۔ یہ بات میرے علم میں ہے کہ میرا باپ بہت بڑا ساحر تھا اور مصر کی سرزمین میں اس سے بڑھ کر کوئی ساحر نہ تھا اور یہ بھی جانتا ہوں کہ جس قدر علوم میرے باپ کے پاس تھے وہ سارے ہمارے گھر میں چمڑے کی ایک کتاب میں لکھے ہوئے ہیں اگر آپ لوگ کہیں تو وہ کتاب میں تمھیں دکھا سکتا ہوں نہیں نہیں دکھا نہیں بلکہ تم لوگوں کے حوالے کر سکتا ہوں تاکہ تم اس سے مستفید ہو جاؤ وہ کتاب کیا چند بوسیدہ چرمی اوراق ہیں جن پر وہ سارے علوم مرقوم ہیں جو میرا باپ اپنے پاس رکھتا تھا۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ دیکھ بھائی میرے تو وہ چرمی کاغذات میرے پاس لے کر آ تاکہ میں جائزہ لوں کہ ان میں کیا کیا علوم درج ہیں اس کے ساتھ ہی سلقیوس حرکت مین آیا اور وہ حویلی کے سامنے والے کمرتے میں داخل ہوگیا تھا۔

اس موقع پر عزازیل عارب نبیطہ بارص صادو اور یوشا اس حویلی میں داخل ہوئے۔ عزازیل کے کہنے پر بارص اور صادو یوناف کی طرف بڑھے آتے ہی انھوں نے بری طرح یوناف کو پیٹنا شروع کر دیا تھا یوناف دنگ رہ گیا کہ ان کے آتے ہی اس کی سری قوتیں جاتی رہی تھیں گو اس نے اپنی طرف سے بہت ہاتھ پاؤں مارا ان کی دو ضربوں کے مقابلے میں وہ بھی ان پر دو ضربیں لگاتا رہا۔ لیکن اسکی ضربیں بارص اور صادو پر کوئی اثر ہی نہیں رکھتی تھیں آخر بارص اور صادو نے یوناف کو مار مار کر ادھ موا کر دیا پھر ان سب نے مل کر یوناف اور بیوسا کو رسیوں میں جکڑ لیا اس کے بعد انھوں نے اس حویلی کو آگ لگادی تھی یوناف اور بیوسا کو انھوں نے لیا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور دریائے سادہ کے کنارے عارب اورنبیطہ کے محل کی طرف لے گئے تھے۔

عارب اور نبیطہ کے محل میں لاکر یوناف اور بیوسا کو ایک کمرے میں زنجیروں کے ساتھ جکڑ دیا گیا تھا۔ ان کے دونوں ہاتھوں میں دو دو زنجیریں ڈال دی گئی تھیں اور ان زنجیروں کے دوسرے سرے ایک حلقے کی مدد سے دیواروں کے اندر گڑے ہوئے تھے جب یوناف اور بیوسا کو زنجیروں میں جکڑا جا چکا تو عزازیل نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا سنو میرے عزیز ساتھیو! ہر ہفتے لوہے کی موٹی موٹی سلاخیں گرم کر کے یوناف اور بیوسا کے

بدنوں کو داغتے رہو اور اس داغنے کی رسم آج سے شروع کی جائے پہلے دونوں میاں بیوی کو آج داغا جائے اس کے بعد چھ دن کا وقفہ ڈال کر ہر ہفتے ان کے جسموں کو داغا جائے اور داغنے کا یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رکھا جائے جب تک یوناف نیکی چھوڑ کر بدی کے فروغ کی طرف مائل نہیں ہوتا اور جب تک بیوسا اس یوناف کو چھوڑ کر بارص اور صادو کی مشترکہ بیوی بننے پر رضامندی ظاہر نہیں کرتی یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل جب خاموش ہوا تو یوناف اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ بدی کے رسیا اور گناہ کے خوگر ہم دونوں کو لوہے کی گرم سلاخوں سے داغنے سے تجھے کیا حاصل ہوگا دیکھ اگر تو ہمیں داغنا ہی چاہتا ہے تو مجھے داغ۔ میری بیوی کو داغنے کے اس عمل سے معاف کر دے اس کے بدلے میں تو چاہے میرے جسم کو روز داغتا رہے پر میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ مری بیوی کے جسم کو نہ داغنا۔ اس پر عزازیل پھر بولا اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ٹھیک ہے اس کی بات مانو اگر یہ چاہتا ہے کہ بیوسا کے جسم نہ داغا جائے تو ہر ہفتے اس کے جسم کو دوبار داغا جائے ایک بار کا داغنا اس کے اپنے حصے کا اور دوسرا اس کی بیوی کے حصے کا اور اسے اس وقت تک داغا جائے جب تک یہ خود نیکی کا پرچار ترک کر کے بدی کی طرف مائل نہیں ہوتا اور جب تک بیوسا اسے ترک کر کے بارص اور صادو کی مشترک بیوی بننے پر رضامند نہیں ہوتی۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

ان سب کے جانے کے بعد بیوسا بے چاری آگے بڑھی اور والہانہ انداز میں وہ یوناف سے لپٹ سی گئی اور بڑے پیار بڑی محبت میں کہنے لگی۔ آپ نے میرا داغنا بھی اپنے ذمے کیوں لے لیا کم از کم دونوں میاں بیوی کو داغا جاتا تو داغنے کی اس سزا تو دونوں مشترک سمجھ کر قبول کر لیتے اس طرح جب میری آنکھوں کے سامنے آپ کو دو بار داغا جائے گا تو یہ منظر میرے لئے کیسے اور کس طرح قابل قبول ہوگا اس پر یوناف بیوسا کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہنے لگا دیکھ بیوسا ہمت نہ ہارنا نیکی کے فروغ میں ایسے مرحلے آتے ہی رہتے ہیں اور جو کوئی بھی نیکی کا پرچار کرنے والا ایسے مرحلوں سے صبر کے ساتھ گزرتا ہے وہی کامیاب اور کامران کہلا سکتا ہے۔ عزازیل جتنے چاہے ہم پر حربے آزمائے یہ ہمیں ثابت قدم ہی پائے گا۔ اگر کوئی اور نہیں دیکھ رہا تو میرا اللہ تو ان سارے ستم اور ان سارے مظالم کو دیکھ رہا ہے ایک روز وہ ضرور ہمیں ایسی طاقت اور استطاعت دے گا کہ اسی ستم کا سلوک ہم عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ بھی کر سکیں۔

اس بار بیوسا نے موضوع سخن بدلتے ہوئے کہا یوناف میرے حبیب کمال کی بات ہے

کہ جب عزازیل کے یہ دونوں ساتھی ہمارے سامنے آتے ہیں تو ہماری سری قوتیں ختم ہوجاتی ہیں نہ جانے یہ ہم پر کیا سحر کیا عمل کرتے ہیں کہ ہم اپنی سری قوتوں سے بالکل ہی محروم ہو کر رہ جاتے ہیں کاش اس ساحر کی حویلی میں یہ لوگ کچھ دیر سے پہنچتے تو اس ساحر کے بیٹے سلقیوس سے ہم سارے علوم حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتے میں نے سلقیوس کو دیکھا عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر وہ بھاگ گیا تھا شاید وہ اپنے باپ کے قاتلوں کو پہچانتا ہے اور بعد میں عزازیل اور اس کے ساتھیوں نے حویلی کو آگ لگا دی تھی مجھے خدشہ اور خطرہ ہے کہ جن اوراق میں عورج کے علوم درج تھے وہ بھی حویلی کے اندر جل سڑ گئے ہوں گے اب اس قید اور اسیری سے مجھے اپنی رہائی اور چھٹکارہ مشکل ہی نظر آرہا ہے۔

یہاں تک کہتے کہتے بیوسا خاموش ہوگئی تھی اس لئے کہ بارص اور صادو کمرے میں داخل ہوتے تھے ان کے ہاتھوں میں موٹی موٹی لوہے کی سلاخیں بھی تھیں جو خوب گرم کر کے سرخ ہو رہی تھیں۔ بارص اور صادو دونوں لوہے کی وہ گرم سرخ سلاخیں لئے یوناف کی طرف بڑھے یہ منظر بیوسا کے لیے ناقابل برداشت تھا اس نے ان دونوں کی بہتیری منتیں سماجتیں کیں کہ اس کے شوہر کو نہ داغا جائے لیکن بارص اور صادو نے اس کی ایک نہ مانی اور جب وہ یوناف کی پیٹھ سے کپڑا اٹھا کر اس کی پیٹھ داغنے لگے تو بیوسا نے منہ دوسری طرف پھیر کر اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں یوناف نے ایسے نظم ایسے ضبط اور ایسے صبر کا مظاہرہ کیا کہ بارص اور صادو نے گرم سرخ سلاخوں سے اس کی پیٹھ کو داغا پر یوناف نے اف تک نہ کی تھی۔ اور بارص اور صادو کمال حیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کمرے سے نکل گئے تھے۔

بیوسا جب یوناف کی طرف مڑی تو اس نے دیکھا کہ یوناف کی پیٹھ ابھی تک ننگی تھی اور وہ دو جگہ سے خوب جل کر سیاہ ہوگئی تھی۔ یوناف کی یہ حالت دیکھتے ہوئے بیوسا بے چاری پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی والہانہ سے انداز میں وہ آگے بڑھی اور جس جگہ سے یوناف کی پیٹھ کو جلایا گیا تھا اس کے اردگرد کی جگہ پر وہ لگاتار بوسے لینے لگی تھی۔ اس نے دیکھا اس سے یوناف کا چہرہ پسینے پسینے ہورہا تھا اس کی آنکھیں غضبناکی میں چنگاریاں برسا رہی تھیں اور چہرہ اس کا لال سرخ ہو چکا تھا۔ بیوسا نے اپنے سر پر بندھا ہو رومال اتارا اس سے یوناف کا چہرہ صاف کیا پھر وہ بے چاری اس سے لپٹ کر اسے ڈھارس اور تسلی دینے لگی تھی۔

یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی دریائے سادہ کے کنارے عارب اور نبیطہ کے محل

میں اسیری کی زندگی بسر کرتے رہے۔ عزازیل کے ساتھی ہر ہفتے یوناف کے جسم کو داغ داغ کر اسے اذیتیں پہنچاتے رہے ہر دفعہ اس کا جسم داغنے کے بعد وہ اس سے سوال کرتے کہ کیا وہ یبوسا کو عزازیل کے ساتھیوں کے حوالے کرنے پر تیار ہے اور یہ کہ کیا وہ نیکی کے فروغ کا کام ترک کر کے بدی کی تشہیر کے لئے تیار ہے لیکن یوناف کمال صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتا ہوا عزازیل کے ساتھیوں کی اذیت کو برداشت کرتا رہا۔ نہ ہی اس نے نیکی ترک کرنے کا فیصلہ کیا اور نہ ہی اس نے یبوسا کو اپنے آپ سے جدا کرنے کی حامی بھری۔ اس طرح وقت گزرتا رہا اور اسیری کی حالت میں یوناف اذیتیں برداشت کرتا رہا۔

○

دوسری طرف فلسطین کی سرزمین میں اللہ کے نبی یحییٰ نے اپنی تبلیغ کا کام زور شور سے شروع کر رکھا تھا وہ اون کے بالوں کی پوشاک پہن کر چمڑے کا پٹکہ کمر پر باندھا کرتے تھے ان کی خوراک ٹڈیاں ور جنگلی شہد تھا۔ فقیرانہ زندگی کے ساتھ وہ منادی کرتے پھرتے تھے کہ توبہ کرو اور خداوند قدوس سے اپنی غلطیوں کی معافی مانگو۔

وہ لوگوں کو روزے اور نماز کی تلقین کرتے اور کہتے کہ جس کے پاس دو کرتے ہوں وہ اس کے پاس جس کے پاس نہ ہوں بانٹ دے اور جس کے پاس کھانا ہو وہ بھی ایسا کرے۔ محصول لینے والوں نے ان سے پوچھا اے آقا ہمارے لئے کیا حکم ہے تو انھوں نے فرمایا کہ جو تمہارے لئے مقرر ہے اس سے زیادہ نہ لیا کریں۔ سپاہیوں نے ان سے اپنے متعلق ہدایات پوچھیں تو ان کے لئے فرمایا کہ کسی پر ظلم کرنا اور نہ ناحق کسی سے کچھ لینا اپنی روزی ہی میں گزر بسر کرنا۔

یحییٰ اور عیسیٰ کے دور میں فلسطین رومنوں کے ماتحت تھا اور رومنوں کی طرف سے ایک شخص نام جس کا پیلاطس تھا وہ ان علاقوں کا گورنر تھا۔ اس گورنر کے تحت بنی اسرائیل کا اپنا ایک حکمران تھا نام جس کا اینٹی پاس تھا جو فلسطین کی ریاست پر حکمرانی کرتا تھا۔ یہ اینٹی پاس سرتاپا رومن تہذیب میں غرق تھا اور اس کی وجہ سے سارے ملک میں فسق و فجور پھیل رہا تھا اس اینٹی پاس نے خود اپنے بھائی فلپ کی بیوی ہیرودیاس کو اپنے گھر میں ڈال رکھا تھا۔

یحییٰ نے اس پر اینٹی پاس کو ملامت کی اور اس کی بدکارانہ حرکات کے خلاف آواز اٹھائی اس جرم میں اینٹی پاس نے یحییٰ کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا تاہم وہ ان کو ایک مقدس اور راست باز آدمی جان کر انکا احترام بھی کرتا تھا۔ اور لوگوں میں ان کے غیر

معمولی اثر سے ڈرتا بھی تھا۔

لیکن اینٹی پاس کی محبوبہ ہیرودیاس یہ سمجھتی تھی کہ یحییٰ لوگوں میں جو اخلاقی روح پھونک رہے ہیں وہ لوگوں کی نگاہ میں اس جیسی عورت کو ذلیل کئے دے رہی ہے۔ اس لئے وہ ان کی جان کے درپے ہوگئی آخرکار اینٹی پاس کی سالگرہ میں اس نے وہ موقع پالیا جس کی وہ تاک میں تھی۔

جشن کے دربار میں اس ہیرودیاس کی بیٹی نے خوب رقص کیا جس پر خوش ہو کر اینٹی پاس نے کہا مانگ کیا مانگتی ہے بیٹی نے اپنی فاحشہ ماں سے پوچھا کیا مانگوں۔ ماں نے کہا یحییٰ کا سر مانگ لے۔ چنانچہ اس نے اینٹی پاس کے سامنے ہاتھ باندھ کر عرض کیا۔ اور کہا مجھے یوحنا یعنی یحییٰ کا سر ایک تھال میں رکھ کر منگوا دیجئے۔ اینٹی پاس یہ سن کر بہت غمگین ہوا مگر محبوبہ کی بیٹی کا تقاضہ کیسے رد کرسکتا تھا۔ اس نے فوراً اپنے مسلح جوان قید خانے کی طرف بھجوائے اور یحییٰ کا سر کٹوا کر اور ایک تھال میں رکھوا کر اس رقاصہ کو نذر کر دیا۔ یوں یحییٰ بنی اسرائیل کے ظلم کا شکار ہوگئے۔

یحییٰ کا خاتمہ کرنے کے بعد یہودی ان کے باپ ذکریاؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ ارادہ کیا کہ یحییٰ کے بعد ان کے باپ ذکریاؑ کو بھی قتل کر دیا جائے ذکریاؑ کو بھی ان حالات کا علم ہوگیا تھا لہٰذا یہودی قاتلوں سے بچنے کے لئے وہ بھاگ کھڑے ہوئے یہودی آپ کے تعاقب میں لگے ہوئے تھے اسی تعاقب میں آپ کے سامنے ایک درخت آیا جس کے اندر ایک بہت بڑا کھوہ اور شگاف تھا تعاقب کرنے والے چونکہ سر پر چلے آرہے تھے لہٰذا آپ کو خدشہ ہوا کہ اگر تعاقب کرنے والوں نے انھیں پکڑ لیا تو وہ انھیں ہرگز نہیں چھوڑیں گے لہٰذا انھوں نے درخت کے اس شگاف کے اندر پناہ لے لی تھی۔

یہودی بھی تعاقب کرتے ہوئے وہاں پہنچ گئے تھے انھوں نے جب دیکھا کہ ذکریاؑ نے اس درخت کے شگاف کے اندر پناہ لے لی ہے تو ذکریا کو درخت کی کھوہ سے باہر نکالنے کے بجائے انھوں نے درخت پر آرا چلانے کا ارادہ کر لیا انھوں نے فوراً ایک آرا مہیا کر لیا اور جس درخت میں ذکریاؑ نے پناہ لے رکھی تھی اس درخت پر انھوں نے آرا چلا دیا روایت کرنے والے کہتے ہیں چونکہ ذکریاؑ نے اپنے خداوند کے بجائے درخت میں پناہ لی تھی لہٰذا جو آرا چلتا ہوا ان کے قریب آیا تو ان پر وحی ہوئی کہ صبر سے کام لینا اور آہ و زاری مت کرنا اس پر جب آرا ذکریا پر چلا تو انھوں نے کمال صبر سے کام کیا اف تک نہ کی اور یہودیوں نے درخت کے ساتھ ذکریاؑ کو بھی چیر کر رکھ دیا۔ اس طرح یحییٰؑ کے بعد ان کے بزرگ باپ ذکریاؑ کا بھی یہودیوں نے خاتمہ کر دیا تھا۔

اس کے بعد عیسیٰؑ نے اپنی تبلیغ کا کام شروع کیا۔ آپ نے شادی نہ کی تھی اور نہ بود و ماند کے لئے گھر بنایا تھا وہ شہر شہر اور گاؤں گاؤں خدا کا پیغام سناتے اور دین حق کی تبلیغ کا کام سرانجام دیتے اور جہاں بھی رات آپہنچتی وہیں کسی سروسامان راحت کے بغیر شب بسر کر دیتے تھے۔

چونکہ ان کی ذات سے مخلوق خدا جسمانی اور روحانی دونوں طرح کی شفا اور تسکین پاتی تھی اس لئے جس جانب بھی ان کا گزر ہو جاتا خلقت کا انبوہ حسن عقیدت کے ساتھ جمع ہو جاتا اور والہانہ محبت کے ساتھ ان پر نثار ہو جانے کو تیار ہو جاتا یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ آپ اپنے خداوند کے حکم سے جو معجزات دکھاتے تھے ان کی وجہ سے لوگ آپ کی طرف بڑی تیزی سے مائل ہوتے جا رہے تھے۔

عیسیٰؑ خدا کے حکم سے مردہ کو زندہ کر دیا کرتے تھے اور پیدائشی نابینا کو بینا اور جزامی کو چنگا کر دیا کرتے تھے وہ مٹی سے پرندے بنا کر اس میں پھونک دیتے تھے اور خدا کے حکم سے ان میں روح پڑ جاتی تھی وہ خداوند کے حکم سے لوگوں کو یہ بھی بتا دیا کرتے تھے کہ کس نے کیا کھایا اور خرچ کیا اور کیا گھر میں ذخیرہ محفوظ کر رکھا ہے۔

آپ کے یوں معجزات دکھانے کی وجہ سے اور جگہ جگہ خداوند قدوس کی وحدانیت کی تبلیغ کرنے کی وجہ سے یہودیوں میں ان کے لئے بغض اور عناد پیدا ہوا انھوں نے عیسیٰؑ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو انتہائی حسد اور سخت خطرہ کی نگاہ سے دیکھا اور جب ان کے مسخ شدہ قلوب کسی بھی طرح سے ان کو برداشت نہ کر سکے تو یہودیوں کے سرداروں اور فقیہوں نے عیسیٰؑ کے خلاف سازش شروع کی اور یہ طے پایا کہ اس ہستی کے خلاف کامیابی حاصل کرنے کے لئے بجز اس کے سوا اور کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ رومنوں کے گورنر پیلاطس کو ان کے متعلق مشتعل کر کے انھیں صلیب اور دار پر چڑھا دیا جائے ان یہودی علماء نے باہم جمع ہو کر اس خدشے کا بھی اظہار کیا کہ اگر اس آدمی کا خاتمہ نہ کیا گیا جو بہت معجزے دکھاتا ہے اور اگر ہم نے اسے یونہی چھوڑ دیا تو سب اس پر ایمان لے آئیں گے اور پھر وہ وقت بھی آئے گا کہ اپنی ہی سرزمینوں میں ہماری کوئی وقعت اور عزت نہ رہے گی اور رومن نہ صرف ہماری زمینوں پر بلکہ ہماری قوم پر بھی قبضہ کر لیں گے۔ ایک یہودی عالم نے جو کاہن تھا کہا کہ اگر اس شخص کا خاتمہ کرنا ہے تو پھر سوچتے کیا ہو تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ ایک آدمی امت کے واسطے مرے نہ کہ ساری قوم ہلاک ہو اس صلاح

مشورے کے بعد یہودی علماء نے کسی نہ کسی طرح عیسیٰؑ کا خاتمہ کرنے کا تہیہ کر لیا تھا۔

یہودی علماء کا ایک وفد رومن گورنر پیلاطس کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ یہودی اسے بڑی انکساری سے مخاطب کر کے کہنے لگے۔ دیکھ پیلاطس ہم سب یہودی علماء تیری بھلائی اور بہتری کے لئے ایک بات تجھے کہنے والے ہیں اور وہ یہ کہ ان سرزمینوں میں ایک جوان کہ نام جس کا عیسیٰؑ ہے وہ جگہ جگہ اپنے سحر کی وجہ سے لوگوں کو مرعوب کرتا پھرتا ہے لوگ اس کے کمالات دیکھ کر بڑی تیزی سے اس کا ساتھ دینے لگے ہیں اور روز بروز اس کے ساتھیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور دیکھ اگر یوں ہی رہا تو عنقریب یہ شخص ایسی طاقت اور قوت پکڑے گا کہ نہ صرف ہمارے لئے بلکہ رومنوں کے لیے بھی خطرہ ثابت ہوگا۔ اور اگر فوراً ہی اس شخص کا استحصال نہ کیا گیا تو ہمارا دین صحیح حالت میں باقی نہ رہ سکے گا یہ بھی اندیشہ ہے کہ ان سرزمینوں میں رومنوں کو بھی اپنے اقتدار سے محروم ہونا پڑے گا۔

دیکھ رومنوں کے گورنر اس شخص نے عجیب و غریب شعبدے دکھا کر خلقت کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہے اور ہر وقت اس گھات میں لگا رہتا ہے کہ عوام کی اس طاقت کے بل پر رومنوں کو اس سرزمین سے نکال کر خود بنی اسرائیل کا بادشاہ بن جائے اس شخص نے لوگوں کو صرف دنیوی راہ سے ہی گمراہ نہیں کیا بلکہ اس نے ہمارے دین تک کو بدل ڈالا ہے اور لوگوں نے بے دین بنانے میں منہمک ہے۔ پس اس فتنہ کا انسداد ازبس ضروری ہے تاکہ بڑھتا ہوا یہ فتنہ ابتدائی منزل ہی میں کچل ڈالا جائے۔

رومن گورنر یہودیوں کی اس گفت و شنید سے بے حد متاثر ہوا اس نے یہودیوں کو اجازت دے دی کہ وہ عیسیٰؑ کو گرفتار کر لیں اور شاہی دربار میں مجرم کی حیثیت سے پیش کریں۔ یہودیوں کے سردار فقیہ اور کاہن یہ فرمان حاصل کر کے بے حد خوش ہوئے اور فخر و مباہات کے ساتھ ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے تھے کہ آخر ہماری سازش کارگر ثابت ہوئی اور ہماری تدبیر کا تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد یہودی علماء یہ صلاح مشورہ کرنے لگے کہ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ کسی خاص موقع کا منتظر رہا جائے اور کسی خلوت اور تنہائی کے موقع پر عیسیٰؑ کو عین اس وقت گرفتار کر لیا جائے جب وہ کہیں اکیلے بیٹھے ہوں یا کم از کم اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ وہاں ہوں اور خفیہ طور پر انہیں گرفتار کر کے مجرم کی حیثیت سے پیلاطس کے سامنے پیش کر دیا جائے تاکہ ان کی گرفتاری سے لوگ کہیں مشتعل ہو کر کوئی ہنگامہ ہی نہ کھڑا کر دیں۔

آخر ایک روز ان یہودی علماء کو ان کے مخبروں نے اطلاع کی کہ عیسیٰ اپنے چند

شاگردوں کے ساتھ ایک مکان کے اندر موجود ہیں۔ یہودی علماء نے اسے بہترین موقع جانا اور اس کو ہاتھ سے نہ جانے دیا اور فوراً ہی یہ لوگ موقع پر پہنچ گئے اور چاروں طرف سے اس مکان کا محاصرہ کر لیا جس میں عیسیٰ اپنے شاگردوں کے ساتھ تھے۔ عیسیٰ کو گرفتار کر لیا گیا اور پیلاطس کے دربار میں پیش کیا گیا تاکہ ان کو صلیب اور سولی پر لٹکائے جانے کا حکم دے دیا جائے۔

رومن گورنر پیلاطس نے عیسیٰ کو بے قصور سمجھ کر چھوڑ دینا چاہا مگر یہودیوں کے اشتعال پر مجبوراً اس نے عیسیٰ کو زندان میں بند کر دیا اور جس جگہ آپ کو بند کیا گیا وہاں برابا نام کا ایک ڈاکو بھی بند تھا۔

ایسے کسی موقع پر خداوند نے عیسیٰ کو تو اٹھا لیا اور ان کی جگہ بنی اسرائیل کو اشتباہ میں ڈالنے کے لئے کوئی اور ہی شخص کھڑا کر دیا گیا تھا۔ دوسرے روز پیلاطس نے یہودی علماء کو مخاطب کر کے کہا دیکھو تمہاری عید آ رہی ہے اس موقع پر ایک قیدی کو رہا کر سکتا ہوں اگر تم کہو تو میں عیسیٰ کو رہا کر دوں اس پر یہودی علماء کہنے لگے نہیں وہاں اس وقت دو قیدی ہیں ایک ڈاکو برابا اور دوسرا عیسیٰ لہٰذا تم برابا کو رہا کر دو۔

پیلاطس نہیں چاہتا تھا کہ اللہ کے اس بندے کو صلیب پر چڑھایا جائے لیکن یہودی چلا چلا کر پیلاطس سے مطالبہ کرنے لگے کہ عیسیٰ کو صلیب دی جائے جب پیلاطس نے دیکھا کہ کچھ بن نہیں پڑتا الٹا بلوہ ہو جاتا ہے تو پانی لیکر لوگوں کے روبرو ہاتھ دھوئے اور کہا میں اس راست باز شخص کے خون سے بری ہوں تم جانو اور تمہارا کام جانے اس پر یہودی علماء کہنے لگے۔

اس کا خون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر۔ اس پر برابا ڈاکو کو چھوڑ دیا گیا۔ عیسیٰ کی جگہ خداوند نے انہیں اشتباہ میں ڈال کر جو دوسرا کوئی شخص ان کے حوالے کر دیا تھا انہیں یہودیوں نے کوڑے لگوائے پھر ان کے اردگرد سپاہیوں کی ایک پلٹن کو جمع کیا گیا اس کے کپڑے اتار کر اسے قرمزی رنگ کا ایک چغہ پہنایا اور کانٹوں کا تاج بنا کر اس کے سر پر رکھا اور سرکنڈا اس کے بائیں ہاتھ میں دیدیا اور پھر یہودی علماء اور عام لوگ اس کے سامنے گھٹنے ٹیک کر اس کا ٹھٹھہ اور مذاق اڑانے لگے تھے اور ساتھ ہی اسے کہتے جاتے تھے۔

اے یہودیوں کے بادشاہ آداب اس کے علاوہ اس پر انہوں نے تھوکا اور وہی سرکنڈا لیکر اس کے سر پر مارنے لگے اور جب اس کا ٹھٹھہ کر چکے تو چغہ کو اس پر سے اتار کر پھر اس کے کپڑے اسے پہنائے اور اسے صلیب دینے کو لے گئے۔ اس طرح یہودی علماء اس

شخص کو تختہ دار پر لے گئے اور صلیب چڑھا دی جبکہ خداوند نے اپنے پیغمبر عیسیٰ کو اٹھا کر بچا لیا اور اس طرح یہودی اپنے زعم میں عیسیٰ کا بھی خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

○

ایران میں فرہاد پنجم کی ہلاکت کے بعد اشکانی امراء نے شاہی خاندان کے ایک فرد ارد دوئم کو تخت نشین کیا۔ جو فرہاد پنجم کے خوف سے کہیں گوشہ گمنامی میں زندگی بسر کر رہا تھا۔ اس نے تخت نشین ہوتے ہی دست ظلم دراز کیا۔ لوگوں کو شروع ہی سے اس بنا پر اس سے نفرت ہو گئی بالآخر امراء نے موقع پا کر اسے قتل کر دیا یوں مختصر عرصے میں ہی اس ارد نام کے نئے حکمران کا اشکانیوں نے خاتمہ کر دیا تھا۔

ارد کے قتل کے بعد کوئی اشکانی شہزادہ باقی نہ رہا تھا جسے تخت نشین کیا جاتا اس لئے اشکانیوں کی مجلس مشاورت کی طرف سے سابق اشکانی حکمران اشک چہارم کے جو بیٹے روم میں پرورش پا رہے ہیں ان میں سے ایک شہزادے وونن کو ایران بھیجا جائے تاکہ ایران میں اسے تخت نشین کر کے اشکانیوں کا بادشاہ بنایا جائے۔

رومن قیصر آگسٹس اس پیغام سے بے حد خوش ہوا وہ خود یہی چاہتا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ وونن زندگی کا بیشتر حصہ روم میں گزارنے کی وجہ سے رومی آداب و اخلاق اختیار کر چکا ہے اس لئے ایران کا بادشاہ بن کر وہ رومیوں کی حمایت کرتا رہے گا اور ایسا کر کے وہ یقیناً رومنوں اور قیصر روم کی برتری میں اضافے کا موجب بنے گا۔

اس لئے اس نے ایران کی مجلس مشاورت کی درخواست بخوشی قبول کر لی اور ایرانی شہزادہ وونن کو اس نے فوراً روم سے اشکانیوں کے مرکزی شہر مدائن کی طرف روانہ کر دیا تاکہ وونن کی تاجپوشی ہو اور وونن کے ذریعے اشکانیوں کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنانے کی کوشش کرے۔

لیکن زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ اشکانی امراء اس نئے حکمران وونن سے ناراض ہو گئے کیونکہ اس کے آداب و خصائل رومنوں کے سے تھے اس کی عادتیں اجنبی تھیں اور ایرانی آداب کے منافی تھیں۔ اس کے علاوہ وہ ایرانی ضیافتوں کو ناپسند کرتا تھا۔ شکار و تفریح سے اسے پرہیز تھا نیز وہ روم سے آتے ہوئے رومنوں کی جمعیت ساتھ لایا تھا اور انہی کو اونچے مناسب کا اہل سمجھتا تھا۔ ان وجوہات کی بنا پر اشکانی امراء وونن سے نفرت کرنے لگے تھے اور اس سے حکومت واپس لینے کے متعلق سوچنے لگے تھے۔

اب انہیں یقین ہو چکا تھا کہ وونن ایرانی نہیں بلکہ رومن ہو چکا ہے اور وہ اشکانیوں کے حکمران کی حیثیت سے رومنوں ہی کا دم بھرتا رہے گا۔ اس طرح وونن کے خلاف نفرت بڑھتی گئی بالآخر اشکانی حکمران خاندان کے ایک شخص اردوان نے وونن کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ امرائے سلطنت نے اس کی حمایت کی اس کا پہلا حملہ اگرچہ کامیاب نہ ہو سکا لیکن دوسرے حملے میں اس نے وونن کو مدائن سے نکال باہر کیا۔ وونن مدائن سے نکل کر آرمینیا کی طرف بھاگ گیا اور وہاں اس نے کچھ ایسا چکر چلایا کہ وہ آرمینیا کا حکمران بننے میں کامیاب ہو گیا۔

○

یوناف اور یوسا دونوں میاں بیوی اسی طرح دریائے سادہ کے کنارے عارب اور نبیطہ کے محل میں اسیری کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ عزازیل کے ساتھی بارص اور صادو لگا تار یوناف کے جسم کو ہر ہفتے داغتے جاتے تھے لیکن اس قدر شدت اور تکلیف کے باوجود بھی یوناف نے اس کی کوئی بھی بات ماننے سے انکار کر دیا تھا ایک روز ہفتہ کے بعد جب یوناف کے جسم کو پھر داغا گیا تو عزازیل، عارب، نبیطہ، بارص، صادو اور یوسا اس کے کمرے میں آئے انہوں نے دیکھا یوناف جس کے دونوں ہاتھ لوہے کی موٹی موٹی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے فرش پر پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا۔ اس کی پیٹھ جگہ جگہ سے داغے جانے کی وجہ سے جل کر سیاہ ہو گئی تھی۔ یوسا بیچاری اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی وہ روتے ہوئے بیچاری آنسو بھی بہاتی جا رہی تھی اور اپنے رومال سے پسینہ میں ڈوبا ہوا یوناف کا چہرہ بھی صاف کرتی جا رہی تھی۔ ایسے میں عزازیل نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو یوناف کیوں اپنے آپ کو اذیت، دکھ اور مصیبت میں جان بوجھ کر مبتلا کرتے ہو اس طرح تو تم ہمارے ہاتھوں تکلیف اٹھاتے اٹھاتے حرام موت مر جاؤ گے۔ کیا تمہارے لئے یہ آسان نہیں کہ اس اذیت اور داغے جانے کی تکلیف سے نجات حاصل کرنے کے لئے تم یوسا کو صادو اور بارص کی مشترکہ بیوی بنانے پر تیار ہو جاؤ اور یہ کہ تم نیکی کا کام ترک کر کے بدی کی تشہیر میں میرا ساتھ دینا شروع کرو اور سنو یوناف میں آج تم دونوں میاں بیوی کو آخری موقع دیتا ہوں خوب سوچ سمجھ کر اپنے مستقبل کے متعلق فیصلہ کرنا اگر تم دونوں میاں بیوی نے میرا کہا نہ مانا تو میں تمہارا وہ انجام کروں گا کہ تمہیں دیکھ کر دیکھنے والے کی نگاہ اور اس کا دل بھی کانپ کر رہ جائے گا۔

سنو نیکی کے نمائندے میں تمہارے ساتھ ایک رعایت کر سکتا ہوں اور وہ یہ کہ اگر تم یوسا کو چھوڑ کر اسے اپنی مرضی اپنی منشا اور اپنی رضا مندی کی اسیری سے نجات دیدوں گا اور تم پہلے کی طرح آزاد زندگی بسر کرنا شروع کر دو گے۔ عزازیل کی اس گفتگو کے جواب میں ننگے فرش پر پیٹ کے بل لیٹے ہوئے یوناف نے کھا جانے والی نگاہوں سے عزازیل کی طرف دیکھا پھر وہ اپنی درد کی شدت کے باعث لرزتی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔

سنو عزازیل تم نے میرے اور میری بیوی یوسا کے صبر و تحمل کا غلط جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔ قسم اس خداوند قدوس کی جس نے تمہیں دھتکار کر راندہ درگاہ اور ابلیس بنا رکھا ہے اگر تم مجھے اس سے زیادہ بھی اذیت اور تکلیف میں ڈالو تب بھی میں یوسا کو اپنے آپ سے جدا نہیں کروں گا۔ سنو یہ یوسا میری روح ہے۔ میری جان ہے اس کے بغیر میں ادھورا ہوں اور یہ میرے بغیر ادھوری ہے۔ ذرا اس سے پوچھو کیا یہ مجھے چھوڑنے پر آمادہ ہے اس پر عزازیل نے یوسا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کہو یوسا تمہارا کیا خیال ہے کیا تم چاہتی ہو کہ ساری عمر اسی قید خانے میں زندگی بسر کر دو اور اگر تم نے ہماری بات نہ مانی تو کل سے یوناف کے ساتھ ساتھ تمہارے جسم کو بھی داغنا شروع کر دیں گے۔ پھر میں دیکھتا ہوں تم کس طرح بارص اور صادو کی مشترکہ بیوی بننے پر آمادہ نہیں ہوتی ہو۔ اس پر یوسا نے کھا جانے والے انداز میں عزازیل کی طرف دیکھا۔ حقارت آمیز انداز میں اس نے ایک بار عزازیل کی طرف منہ کر کے تھوکا پھر وہ کہنے لگی۔

دیکھ عزازیل یہ تیری غلط فہمی ہے کہ تو ہم پر جبر اور ظلم کر کے ہماری مرضی کے خلاف کوئی فیصلہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گا ہرگز نہیں۔ اگر تم میری روح میرے جسم کو لوہے کے کانٹوں کے اوپر بھی گھسیٹو تب بھی میں اپنے آپ کو اپنے شوہر یوناف سے جدا نہیں کروں گی۔ میں اپنی جان اپنی روح تک کو بھی اپنے شوہر پر نچھاور کر دوں گی پر اس کا ساتھ نہیں چھوڑوں گی۔ اے عزازیل تو کل سے میرے جسم کو بھی داغ کر دیکھ لے جس طرح میرا شوہر کمال صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمہاری کسی بھی بات کو ماننے پر تیار نہیں اسی طرح اے عزازیل مجھے بھی تو صبر و تحمل کا مجسمہ پاؤ گے اور میں بھی اذیتوں اور مصیبتوں میں سے گزرنے کے باوجود تمہاری کسی بھی بات کو ماننے سے انکار کر دوں گی۔ جاؤ عزازیل تم نے جو کل کرنا ہے وہ آج کر گزرو میں تمہیں صاف الفاظ میں کہتی ہوں کہ ہم دونوں میاں بیوی تمہاری کوئی بات بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوسا جب خاموش ہوئی تو عزازیل اس بار یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے میرا خیال ہے تم دونوں میاں بیوی خود اپنے ہاتھوں

سے اپنی بدبختی میں اضافہ کرنا چاہتے ہو۔ اگر تم میری بات نہیں مانتے تو سن رکھو میں کل سے ہفتہ وار نہیں بلکہ روزانہ تم دونوں کے جسموں کو داغنا شروع کر دوں گا میں دیکھتا ہوں پھر کیسے تم میری بات نہیں مانتے اگر پھر بھی میری باتیں تم نے نہ مانیں تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ روز جلائے جانے کی وجہ سے تمہارے جسم کا گوشت سڑ جائے گا اس میں کیڑے پڑ جائیں گے تم زندگی کے ایک ایک لمحے ایک ایک سکون کو ترسو گے پر وہ تمہیں میسر نہیں ہو گا۔ اس پر یوناف کھولتے ہوئے لہجے میں کہنے لگا۔

دیکھ عزازیل جب تک میرے اللہ کو منظور ہے ہم تیرے اس قید خانے کی اذیت میں مبتلا رہیں گے اور جب میرا اللہ ہم دونوں میاں بیوی کو اس قید خانے سے رہائی دینے پر آئے گا تو اے عزازیل تیرے جیسے کئی کتے بھونکتے بھونکتے تھک جائیں گے اور ہم کسی کامیاب مسافر کی طرح اپنی منزل کی طرف چلے جائیں گے۔ سنو یوناف اگر اس قید خانے میں اور کوئی بھی تمہارے مظالم اور تمہاری ستم آرائیاں نہیں دیکھ رہا تو میرا اللہ تو ہے جو ہر چیز کو اپنی نگاہ میں رکھے ہوئے ہے وہ ہر آواز سننے والا ہے ہر شے دیکھنے والا ہے وہ تمہارے مظالم تمہاری ضد اور ہٹ دھرمی اور تمہارے تعصب کو دیکھ رہا ہے وہ میری اذیت میری تکلیف اور میری بے بسی کو بھی نگاہ میں رکھے ہوئے ہے مجھے یقین ہے کہ عنقریب سن عزازیل اللہ کا فیصلہ ہمارے ہی حق میں ہو گا ایک روز میں پھر اپنی پوری قوت کے ساتھ تیرے سامنے آؤں گا اور تجھے بتاؤں گا کہ نیکی کی قوت کیا ہے اور نیکی کی قوت کے سامنے باطل کی طاقتیں کیسے بے بس اور لاچار ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف نے انتہائی حقارت آمیز انداز میں عزازیل کی طرف تھوک دیا پھر وہ کہنے لگا جا بدی کے کتے جو کام تجھے کرنا ہے کر گزر پھر تو ہم دونوں میاں بیوی کے صبر اور ہماری برداشت کی حد بھی دیکھنا۔ یوناف کی یہ گفتگو سن کر عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ غصے میں پاؤں پٹختا ہوا اس قید خانے سے چلا گیا تھا۔

○

اس روز بارش خوب ہوئی تھی آسمان پر بادل زور دار انداز میں گرج رہے تھے۔ بار بار بجلی چمکتی ہوئی زمین کے سینے پر روشنی کی لکیریں بکھیر دیتی تھی۔ رات آدھی کے قریب گزر چکی تھی۔ تہہ خانے میں بیوسا بیچاری کافی دیر تک یوناف کو دبانے کے بعد گہری نیند سو چکی تھی۔ ایسے میں جلی ہوئی پیٹھ میں تکلیف کے باعث یوناف سو نہ سکا تھا۔ اس کی آنکھوں میں نیند کوسوں دور تھی اور وہ ننگے فرش پر پیٹ کے بل لیٹا نہ جانے کن سوچوں

میں غرق تھا۔ اچانک یوناف کو کوئی خیال گزرا اپنی جگہ سے وہ بڑی تکلیف کا اظہار کرتے ہوئے اٹھا پھر وہ تہہ خانے کے ننگے فرش پر سجدہ ریز ہوا اور بڑی عاجزی اور بڑی انکساری کے ساتھ اپنے خداوند کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا تھا۔

"اے خداوند! اے کائنات کے خالق و مالک! یہ عزازیل لالچ کی پوٹ، جہل و شقاوت بن کر میرے اور میری بیوی پر غم اور اندیشے طاری کرنے لگا ہے۔ ہم دونوں کے لئے اے خداوند یہ جہالت کی گندگی اور ظلم کی چکنی کالک پھیلاتے ہوئے ہمیں نابود و ناپید کرنے کے درپے ہے اے خداوند آسمان کی اس نیلی چادر اور تاروں کی لو تلے میرے اور میری بیوی کے لئے عزازیل کی طرف سے ظلم کی بھڑکتی ہوئی بھٹی تیز ہی تیز ہوتی جا رہی ہے یہ عزازیل ہم دونوں کے من کے کواڑوں پر دکھ کے بھیانک کالے ساگر اور برکھا بادل کی طرح دستک دینے لگا ہے۔ ہمارے لئے یہ ظلم کی خون بھری چٹان بن گیا ہے ہم دونوں کے لئے یہ ٹھنڈی گاڑھی کہر کی چادر میں بربادی اور زبوں حالی کا طوفان کھڑا کر کے ہمارے سینے کی مبہم بے چینی میں درد و الم کی آگ بھرتا جا رہا ہے۔

اے خداوند! اے سارے جہانوں کے مالک! یہ عزازیل لکھوری اینٹوں اور خشک ٹہنیوں کی طرح ہمارا خاتمہ چاہتا ہے اس نے ہم پر مکمل طور پر قابو پا لیا ہے اور ابوالہول کی ہیبت اور جلال بن کر اپنی شیطانی آرزوؤں کی تکمیل کے لئے ہمارے اندر الٹے سیدھے میلانات پیدا کرنے والا ہے اس نے ہماری قناعت پسندی اور ہماری فعال قوت کو بے آب و گیاہ اور جلتے تپتے ریگستانوں جیسا کر دیا ہے۔

اے میرے آقا! اے میرے مالک! یہ عزازیل ہم دونوں میاں بیوی کے عروج و ارتقاء کو فنا اور بقا کی کشمکش میں مبتلا نامیاتی مادوں جیسا کرنا چاہتا ہے۔ الاؤ کی آگ بن کر ہمارے لباس کو تار تار کر دینے والے جذبے ابھار رہا ہے۔ یہ عزازیل شب کے سایوں کی مسافت اور گرجتے حشر برپا کرتے بادلوں میں رجز بن کر ہمارے خون میں گونجنے لگا ہے۔

اے اللہ اس مشکل وقت میں اس کٹھن گھڑی میں اس تاریکی میں تو ہی ہم دونوں میاں بیوی کے لئے روشنی کی لکیر ہے۔ اے اللہ اس نوحہ کناں لہو رنگ شفق میں تو ہی ہم دونوں میاں بیوی کے لئے تیغ بے پناہ اور شمشیر آبدار ہے۔ اے اللہ اندھیری راتوں کے سناٹے میں صبح کی آغوش، سکوت شام کی گود میں رات کے خلا، دن کی تلخی میں، تپی تپی زمین کی پلک پلک میں بکھرے اندھیروں میں نفس نفس میں موجزن تاریکیوں میں اداس اداس زیست کے گھٹے گھٹے سکوت میں یااللہ تو ہی ہمارا مددگار تو ہی ہمارا ناصر ہے۔

اے سارے جہان کے پالنے والے وقت کی گرم چسکیوں، فضا کے بے چین اور بے

تاب سینے، دامان حیات کی تنگی شرر برساتے شعلوں عناد کی کڑی دھوپ، غم اور فراق کے الیوں، منحوس گھن، غم کے سیلاب میں تو ہی ہمارا رہبر تو ہی ہمارے لئے نور تو ہی ہمارے لئے اسم اعظم ہے۔

اے اللہ ہم تیرے قانون فطرت کے ادنی خادم ہیں۔ ہمیں عزم راسخ اور جہد فہم عطا کر دوزخ کی سی چیخ و پکار کرتی گرجتی برستی راتوں میں یہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ پوری طرح ہمارے اوپر حاوی ہو گیا ہے یا اللہ اس سے ہماری جان چھڑا۔ اس کی قید سے ہمیں رہائی دلا۔ اس کے زندان سے ہمیں نجات دے کہ انسانیت اپنی گہری نیند سے بیدار ہو۔ ان شب ویران فضاؤں اور طویل عمیق خاموشیوں میں اے اللہ میں تنگی سرزمین پر سجدہ ریز ہو کر تجھ ہی سے مدد اور نصرت کی التماس کرتا ہوں اے خداوند میری ہستی کے اسرار و رموز مجھے لوٹا دے کہ میں پھر اپنی خوبیوں اور جراتمندیوں سے لطف اندوز ہوں اور ایک بار پھر سینہ تان کر تیری نیکی کی تشہیر کی خاطر اس عزازیل کے سامنے لوہے کی چٹان کی طرح جم جاؤں گا۔

اے اللہ یہ عزازیل ہم دونوں میاں بیوی کو مکمل طور پر اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر کے اپنی من مانی کرنا چاہتا ہے۔ ہمیں نیکی کے راستے سے ہٹا کر بدی کی دلدل میں پھانسنا چاہتا ہے یہ خواہش رکھتا ہے کہ ہم نیکی کی راہ چھوڑ کر بدی کی تشہیر میں اس کے مددگار اور معاون ثابت ہوں لیکن اے اللہ ہم تیری خوشنودی تیری رضا مندی چاہتے ہیں اگر تیری خوشنودی اور رضا مندی اس میں ہے کہ ہم سسک سسک کر بلک بلک کر اس عزازیل کے ہاتھوں مارے جائیں تو اے اللہ تیری خوشنودی تیری رضا مندی کی خاطر ہمیں ایسی زندگی بھی منظور اور قبول ہے۔"

یہاں تک کہتے کہتے یوناف اچانک خاموش ہو گیا اس لئے کہ رات کی گہری تاریکی بھیانک سناٹے اور خوفناک اندھیرے میں آسمان پر بڑے زور دار انداز میں بجلی چمکی تھی اور جس تہہ خانے میں وہ بند تھے اس کے اطراف میں ہر چیز کو روشن کر گئی تھی اور اس کے بعد بادل اس زور سے گرجے تھے کہ زمین کانپ اور دہل کر رہ گئی تھی۔ عین اسی وقت یوناف کی گردن پر ابلیکا نے لمس دیا تھا اس لمس کا احساس ہوتے ہیں یوناف کے ہونٹوں پر گہری پرسکون مسکراہٹ بکھر گئی تھی پھر وہ ابلیکا کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔ ابلیکا! ابلیکا تم کہاں کھو گئی تھیں میں نے تمہارا بہت انتظار کیا میں تمہیں آواز دے کر پکارنا بھی چاہتا تھا پر میں جانتا تھا کہ تم کسی نہ کسی کام میں مصروف ہو گی تمہیں میرے حال کی خبر ہو گی اور تم میری خاطر کچھ نہ کچھ کرنے میں مصروف ہو گی۔ اس پر ابلیکا بولی بڑی راز داری اور

بڑی مہین آواز میں وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب تم جانتے ہو کہ میں نہ تمہیں بھول سکتی ہوں نہ فراموش کر سکتی ہوں دراصل میں ایسے علوم جاننے کی فکر میں تھی جو تم دونوں میاں بیوی کی قوت کو بحال کر دیں اور تم ایک بار پھر اپنی سری قوتوں کو بحال کرنے کے بعد عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے سامنے جم سکو۔ سنو یوناف جس وقت تم دونوں میاں بیوی مصری ساحر کے بیٹے سلقیوس کے پاس گئے تھے تاکہ وہ تمہیں اپنے باپ کے سری علوم سے آگاہ کرے تم جانتے ہو سلقیوس اپنے گھر کے اندر سے چمڑے کے اوراق پر لکھی ہوئی وہ کتاب لینے گیا تھا جس میں اس کے باپ کے سارے علوم درج تھے عین اس وقت عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ آن گھسا تھا عزازیل کو دیکھتے ہی سلقیوس اپنے گھر سے بھاگ گیا تھا وہ اپنے ساتھ چمڑے کی وہ کتاب بھی لے گیا تھا۔ عزازیل اور اور اس کے ساتھیوں میں سے کسی نے بھی سلقیوس کو بھاگتے ہوئے نہیں دیکھا تھا لہٰذا وہ اسے نظرانداز کر کے تمہیں اور بیوسا کو اس تہہ خانے میں لے آئے تھے۔

اس وقت مجھ سے غلطی یہ ہوئی کہ مجھے اسی لمحہ سلقیوس کا تعاقب کرنا چاہیے تھا اور یہ جان لینا چاہیے تھا کہ اپنے گھر سے بھاگ کر اس نے کدھر کا رخ کیا ہے لیکن مجھ سے حماقت ہوئی کہ میں اس کا تعاقب کرنے کے بجائے تم دونوں میاں بیوی کے پاس رہی۔ پھر عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ تم دونوں میاں بیوی کو یہاں لے آیا اور تمہیں اذیتوں میں مبتلا کر دیا میں نے اپنا ہر حربہ آزماتے ہوئے تم دونوں میاں بیوی کو عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی گرفت سے نکالنا چاہا لیکن میں ناکام رہی۔ بالآخر میں نے سلقیوس کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔

اور پھر جانتے ہو یوناف کیا ہوا میں نے کافی جدوجہد اور تگ و دو کے بعد سلقیوس کو تلاش کر لیا وہ اسی شہر میں اپنے کسی جاننے والے کے یہاں قیام کئے ہوئے تھا آخر ایک روز رات کی تاریکی میں میں اس پر وارد ہوئی جس طرح میں تمہاری گردن پر لمس دیتی ہوں اس طرح اس کی گردن پر بھی لمس دیا اسے اپنا تعارف کرایا کہ کس طرح دو میاں بیوی اس سے ملنے کے لئے آئے تھے تاکہ اس کے باپ کے علوم حاصل کر کے اس کے باپ کے قاتلوں سے انتقام لیں کہ اوپر سے اس کے باپ کے قاتل آ گئے اور ان دونوں میاں بیوی کو پکڑ کر لے گئے۔ میں نے اسے یقین دلایا کہ میں انہی دونوں میاں بیوی کی ایک ساتھی ہوں اور اپنی کچھ سری قوتیں بھی رکھتی ہوں۔ اس سلقیوس نے میری بات کا اعتبار کر لیا اور پوری داستان سچائی کے ساتھ مجھے سنا ڈالی۔ اس نے کہا تھا۔

کہ جس وقت وہ چمڑے کے اوراق والی کتاب جو اس کے باپ نے اپنے قدیم علوم کی وجہ سے محفوظ کر رکھی تھی لینے کے لئے اپنے گھر کے اندرونی حصے کی طرف گیا تھا اس کا کہنا تھا کہ اس نے وہ کتاب حاصل بھی کر لی تھی اور اسے لیکر وہ تم دونوں میاں بیوی کی طرف آنا چاہتا تھا کہ اسی لمحے ان کی حویلی میں عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ داخل ہوا۔ سلقیوس کا کہنا تھا کہ اس نے اپنے باپ کے قاتلوں کو پہچان لیا لہٰذا وہ وہاں سے بھاگ گیا اس لئے کہ اسے خدشہ تھا کہ اس کے باپ کی طرح وہ لوگ اسے بھی قتل کر دیں گے گھر سے بھاگتے ہوئے راستے میں چمڑے کی وہ کتاب کہیں گر کر اس سے کھو گئی تھی۔ میں نے سلقیوس کی اس بات پر اعتبار کر لیا اس لئے کہ اس کے لہجے میں خلوص اس کی باتوں میں ایمانداری ہی ایمانداری تھی لہٰذا سلقیوس سے جدا ہو کر میں اس کتاب کو تلاش کرنے لگی۔

آخر میں اس کتاب کا بھی کھوج لگانے میں کامیاب ہو گئی وہ اس طرح کہ وہ کتاب بھاگتے ہوئے راستے میں سلقیوس سے گر گئی تھی اور وہ شہر کے ایک جفت ساز کے ہاتھ لگ گئی تھی۔ اس جفت ساز کے پاس ایک مشکیزہ مرمت کرنے کے لئے آیا ہوا تھا وہ جفت ساز چاہتا تھا کہ اس کتاب کے سارے اوراق کو اس مشک پر لگا کر اس مشک کی مرمت کر دے لیکن ایسا کرنے سے قبل ہی میں نے اس کے یہاں سے اس کتاب کو اڑا لیا اور تمہارے پاس لے آئی۔ اے یوناف ذرا اپنی پشت کی طرف ہاتھ تو مارو۔ وہ کتاب حاصل کرو اور اس سے اپنی اور یوسا کی سری قوتیں بحال کرنے کے ساتھ ساتھ وہ سارے علوم جان کر اپنی اور یوسا کی قوتوں میں بے پناہ اضافہ کر دو۔

یوناف نے فی الفور اپنی پشت پر ہاتھ مارا کیونکہ وہ ابلیکا کے لمس دینے کے بعد وہ سجدے سے اٹھ کر بیٹھ گیا تھا جونہی وہ اپنا ہاتھ اپنے پشت کی طرف لے گیا چمڑے کی وہ کتاب اس کے ہاتھ سے مس ہوئی وہ کتاب لپک کر اس نے سنبھالی اور اس تہہ خانے میں جلتی ہوئی چھوٹی سی مشعل میں وہ اس کتاب کا بڑی تیزی اور گہرائی کے ساتھ مطالعہ کرنے لگا تھا۔

اس کتاب کا خوب اچھی طرح مطالعہ کرنے کے بعد یوناف حرکت میں آیا پہلے اس نے اپنی سری قوتوں کو بحال کیا اس کتاب میں لکھے ہوئے علوم کی مدد سے اس نے اپنی طاقت میں دس گنا اضافہ بھی کیا اس کے بعد اپنے مقابل کی سری قوتوں کو ختم کرنے کے سارے علوم اس نے زبانی یاد کر لئے پھر اس نے اپنے پہلو میں سوئی ہوئی یوسا کی طرف دیکھا اس نے دیکھا یوسا گہری نیند ہوئی ہوئی تھی اس کے لبوں اس کے چہرے پر معصومیت

رقص کر رہی تھی۔ یوناف تھوڑی دیر تک یوسا کو اس حالت میں دیکھ کر مسکراتا رہا اور غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر اس کتاب میں دیئے گئے علوم کی مدد سے اس نے یوسا کی بھی سری قوتوں کو بحال کیا اس کی طاقت میں دس گنا اضافہ بھی اس نے کر دیا تھا اس کے بعد یوناف تھوڑی دیر تک اس کتاب کا مطالعہ کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے سارے علوم زبانی یاد کر لئے تھے اس کے بعد وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور وہ کتاب اس نے اپنے لباس کے اندر چھپا لی تھی۔

اس ساری کارروائی کے بعد یوناف کی حالت یکسر تبدیل ہو کر رہ گئی تھی تھوڑی دیر قبل تک جہاں اس کے چہرے پر دکھ ہی دکھ اور غم ہی غم منڈلا رہے تھے اب اس کے چہرے سے یوں لگتا تھا جیسے رات کی اس گہری تاریکی میں اسے نارسا دکھوں کی صلیب سوچوں کے اعتکاف گہری رات کے دامن کشا سحر' گریزپا ساعتوں' خواہشوں کے عفریت حسرتوں کے تلاطم اور وقت کی بدترین سراسیمگی سے نجات مل گئی ہو اس کے چہرے پر فطرت کی جولان گاہوں میں جوش مارتے ہوئے طلسم زاروں اور اوہام کے بھنور جیسی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ اس کی آنکھوں کے اندر ایسی قہرانیت رقص کرنے لگی تھی گویا ہواؤں کی آہوں میں شعائی حروف آگ کے نوکیلے شعلوں بربریت کے چھینٹوں اور بھیانک سر زمینوں کے شدید موسموں کی طرح اپنی ذات کا اظہار کرنے لگے ہوں۔ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر یوناف کچھ کرنا ہی چاہتا تھا کہ عین اس موقع پر ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور وہ اسے پھر مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف تم جانتے ہو کہ بارص اور صادو جونہی تمہارے سامنے آئیں گے تمہیں وہ تمہاری سری قوتوں سے محروم کر دیں گے ان کی اس کارروائی سے بچنے کے لئے ان کی آمد کے ساتھ ہی تم اپنی سری قوتوں کو اپنے پہلو میں لٹکتی ہوئی تلوار میں تبدیل کر دینا اس تبدیلی کا سارا طریقہ اس کتاب میں لکھا ہوا ہے جو میں نے تمہیں فراہم کی ہے اور پھر جب تم دوبارہ اپنی سری قوتوں کو حاصل کرنا چاہو تو تلوار کا دستہ جونہی تم اپنے جسم کے ساتھ مس کرو گے تلوار میں تبدیل کی گئی سری قوتیں پھر تمہارے وجود میں آن داخل ہوں گی اس طرح موقع محل دیکھتے ہوئے تم بارص اور صادو کے مقابلے میں کبھی اپنی سری قوتوں کو تلوار میں تبدیل کر کے پھر دوبارہ انہیں حاصل کرتے ہوئے ان پر مناسب طریقے سے ضرب لگا دو گے یہ طریقہ کار یوسا کو بھی سمجھا دینا اس طرح مجھے امید ہے کہ تم دونوں میاں بیوی عزازیل' عارب' نبیطہ' بارص' صادو اور یوشا کے خلاف پوری کامیابی کے ساتھ اپنی کارروائی کر سکو گے۔

ابلیکا کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا دیکھ ابلیکا تم بالکل بے فکر رہو میں عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے خلاف ایسا حرکت میں آؤں گا کہ انہیں دنگ و حیران اور پریشان کر کے رکھ دوں گا۔ میں اس کتاب میں لکھے سارے علوم بیوسا کو بھی سمجھا کر اسے یاد کرا دوں گا کیونکہ یہ اس کے لئے بڑے سود مند ثابت ہو سکتے ہیں اس کے ساتھ ہی یوناف حرکت میں آیا۔ اپنے ہاتھ جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے وہ اس نے اس انداز میں زور دار جھٹکا دیا کہ لوہے کو بھاری زنجیروں کو اس نے توڑ کر رکھ دیا تھا پھر باری باری اپنے دایاں ہاتھ کو حرکت میں لا کر اس نے لوہے کی زنجیروں کو اپنے ہاتھوں سے بھی آزاد کر دیا تھا تھوڑی دیر تک وہ اپنے ہاتھوں کو سہلاتا رہا پھر وہ بیوسا کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

اس کے بعد یوناف نے بیوسا کا شانہ پکڑ کر اسے ہلاتے ہوئے جگایا۔ بیوسا بیچاری ہڑبڑا کر اٹھ کھڑی ہوئی اور بدحواسی میں یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے لگی کیا ہوا کیا وہ لوگ پھر آپ کو داغنے کے لئے آ گئے ہیں۔ یوناف کے جواب کا انتظار کئے بغیر بیوسا کی نگاہ جب زنجیروں سے خالی یوناف کے ہاتھوں پر پڑی تو اس کے چہرے پر خوشی اور اس کی آنکھوں میں ایک چمک پیدا ہو گئی تھی پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے لگی کیا اپنی سری قوتوں کو آپ حاصل کر چکے ہیں۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہتے لگا ذرا تم خود اپنی ذات کا تو جائزہ لو۔ اس پر بیوسا نے تھوڑی دیر کے لئے آنکھیں بند کیں کچھ جائزہ لیا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔ میری سری قوتیں تو واپس آ چکی ہیں۔ اس پر یوناف کہنے لگا صرف تمہاری سری قوتیں ہی واپس نہیں آگئی ہیں بلکہ میں نے تمہاری قوتوں میں دس گنا اضافہ بھی کر دیا ہے۔ پھر یوناف نے اپنے لباس کے اندر سے وہ کتاب نکالی۔ بیوسا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا پہلے اس ساری کتاب کا مطالعہ کرو پھر میں تم سے گفتگو کرتا ہوں یہ کتاب بھی تھوڑی دیر پہلے ہی ابلیکا لے کر آئی ہے۔ بیوسا نے فورا" یوناف سے کتاب لے لی اس کا جب وہ مطالعہ کر چکی تو یوناف نے کہا۔ دیکھ بیوسا بارص اور صادو کے ہمارے سامنے آتے ہی مجھے امید ہے کہ ہماری سری قوتیں ہم سے جاتی رہیں گی ان کی آمد کے ساتھ ہی تم کتاب میں لکھے ہوئے عمل کو استعمال کر کے اپنی سری قوتوں کو اپنی تلوار میں تبدیل کر دینا اور جب تم دوبارہ ان کی ضرورت محسوس کرو تو اپنی تلوار کے دستے کو جب تم اپنے جسم کے ساتھ مس کرو گی تو تمہاری قوتیں پھر تمہارے جسم میں لوٹ آئیں گی۔

اس کے ساتھ ہی یوناف نے آگے ہاتھ بڑھا کر بیوسا سے وہ چمڑے کی کتاب لیکر پھر

اپنے لباس میں چھپا لی تھی۔ اس کے بعد وہ حرکت میں آیا جن زنجیروں میں بیوسا کے ہاتھ جکڑے ہوئے تھے ان زنجیروں کو توڑ کر اس نے بیوسا کے ہاتھ آزاد کر دیئے تھے۔ پھر وہ بیوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اٹھو بیوسا اب اس تہہ خانے سے نکلنے کی کوشش کریں اس پر بیوسا بے پناہ خوشی میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ رات کی اس گہری تاریکی میں عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے۔ میں چاہتی ہوں رات تو آدھی سے بھی زیادہ بیت چکی ہو گی۔ باہر اس وقت بری طرح بادل گرج رہے ہیں بجلی چمک رہی ہے اور بارش ہو رہی ہے میں چاہتی ہوں صبح تک دونوں میاں بیوی اسی تہہ خانے میں رہیں اور جب عزازیل کے ساتھی ہمارے لئے صبح کا کھانا لیکر آئیں تو پھر ان سے دوسرے اور بدلے ہوئے لہجے میں بات کریں گے اور انہیں بتائیں گے کہ ہم کیا ہیں ہماری اصلیت کیا ہے اور ہم کیسے انہیں اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر سکتے ہیں۔

یوناف نے بیوسا کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر اس نے اپنے لباس کے اندر سے چمڑے کی وہ کتاب نکالی پھر وہ دوبارہ بیوسا کو تھماتے ہوئے کہا اگر یہ بات ہے تو پھر اس کتاب کے سارے علوم تم زبانی یاد کر لو میں تو یہ سارے زبانی یاد کر چکا ہوں۔ اس کے بعد باہم گفتگو کر کے صبح ہونے کا انتظار کرتے ہیں۔ بیوسا نے یوناف سے وہ کتاب لے لی اس کتاب کے اندر جس قدر علوم تھے وہ اس نے حفظ کر لئے اس کے بعد دونوں میاں بیوی بیٹھ کر تہہ خانے میں گفتگو کرنے لگے تھے۔ یوناف کی پیٹھ داغے جانے کے باعث جو نشان پڑ گئے تھے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے وہ بھی اس نے صاف اور زائل کر دیئے تھے۔

آخر یوناف اور بیوسا کے انتظار کی گھڑیاں تمام ہوئیں اس لئے کہ رات ختم ہو چکی تھی۔ گرجتے بادلوں، چمکتی بجلی اور بارش کا سلسلہ بھی ختم ہو چکا تھا۔ آسمان پر بادل پھٹ کر چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں بٹ کر پانی کے اوپر تیرتے جھاگ کی صورت اختیار کر گئے تھے۔ سورج مشرق سے طلوع ہوا تھا اور ہر چیز کو روشن اور عیاں کر گیا تھا۔ اچانک تہہ خانے میں بیٹھے ہی بیٹھے یوناف چونک سا گیا پھر وہ اپنے پہلو میں بیٹھی ہوئی بیوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ بیوسا سنبھلو کوئی ہمارے تہہ خانے کی طرف آ رہا ہے میں باہر کسی کے قدموں کی چاپ سنتا ہوں میرے خیال میں بارص یا صادو میں سے کوئی ہمارا کھانا لیکر آ رہا ہے۔ یوناف کے ان الفاظ پر بیوسا مستعد ہو کر بیٹھ گئی تھی پھر جب وہ قدموں کی چاپ نزدیک آئی تو یوناف اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اس کی طرف دیکھتے ہوئے بیوسا بھی کھڑی ہو گئی تھی۔

پھر جب تھوڑی ہی دیر بعد اس کمرے کا دروازہ کھلا تو یوناف کا اندیشہ درست ثابت

ہوا۔ صادو اور یوشا دونوں بہن بھائی یوناف اور بیوسا کے لئے کھانا لیکر آئے تھے۔ صادو اور یوشا نے جب دیکھا کہ جن زنجیروں میں یوناف اور بیوسا کو جکڑا گیا تھا وہ زنجیریں انہوں نے توڑ دیں ہیں اور وہ ہشاش بشاش تہہ خانے میں کھڑے ہوئے ہیں تب وہ کچھ فکر مند ہوئے۔ آگے بڑھنے کے بجائے صادو اور یوشا وہیں رک گئے۔ انہوں نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کھانے کے برتن ایک طرف رکھ دیے پھر صادو نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ یہ تم دونوں میاں بیوی نے اپنے آپ کو زنجیروں سے کیسے آزاد کرا لیا۔ یوناف اور بیوسا نے ایک دوسرے کی طرف معنی خیزی سے دیکھتے ہوئے اپنی سری قوتوں کو اپنے پہلو میں لٹکی ہوئی تلواروں کے اندر منتقل کر دیا تھا۔ اس کے بعد یوناف بولا اور صادو کو وہ مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ صادو کسی دھوکے، کسی غلط فہمی میں مت رہنا آخر ہم نے تمام عمر تو تم لوگوں کا غلام بن کر رہنے کا تو عہد نہیں کر رکھا تھا۔ سنو صادو خداوند زندہ اور مہربان نے ہمیں بھی ارادے اور اختیارات کی آزادی دے رکھی ہے اپنے اسی ارادے اور اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے اب ہم دونوں میاں بیوی نے اپنا چلن بدل لیا ہے۔ اب ہم تمہارے سامنے عناصر کی فریاد بن کر نہیں رہیں گے بلکہ سورج کی سنہری چادر اور تہہ بہ تہہ بادلوں کی طرح تمہارے سامنے جم کر تمہارا مقابلہ کریں گے تمہارے اوہام کی زنجیروں اور تمدن کی پستی اور گمراہی کو مٹا کر رکھیں گے سنو صادو میں اور میری بیوی بیوسا دونوں اپنی طوفانی ساخت سے تمہاری فتنہ انگیزی تمہاری شخی اور ریا کاری کو خراب و یاس انگیز کر کے لب گور تک پہنچانے کا عزم کر چکے ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر رکا پھر وہ الفاظ کے بھڑکتے شعلوں میں صادو کو مخاطب کر کے پھر کہنے لگا۔

سنو صادو اور یوشا میں اور میری بیوی اب اندیشوں کے اندھیاروں میں صدیوں کے غبار میں تازہ لہو کے وارث اور موت کا سندیس بن کر تمہارے سامنے آئیں گے۔ تمہارے وزدیدہ تعصب کے جنون کو نصیب کی بدترین رات اور تمہارے صدیوں کے دھواں دھواں کرودھ کو گھور کے سے مایوس رد عمل میں تبدیل کر کے رہیں گے۔

سنو صادو اور یوشا جو ہم دونوں میاں بیوی کے لئے تم صبح کا جو ناشتہ لیکر آئے ہو یہ واپس لیجاؤ اور اپنی ایمانداری اور دیانتداری سے ایسا ہی کھانا لیکر آؤ جو تمہارے ہاں کسی اچھے مہمان کو پیش کرنے کی روایت ہے۔ اگر تم دونوں نے ایسا نہ کیا تو مار مار کر تمہاری ہڈیاں چٹخا دوں گا اور سنو اگر تم دونوں نے کو ہم دونوں میاں بیوی کی بدلتی ہوئی حالت کے بارے میں کچھ شک ہو تو عزازیل، بارص، عارب اور نبیطہ کو بھی یہاں بلا لو۔ میں نے اپنی

بیوی کے ساتھ عہد کر رکھا ہے کہ جس طرح اس تہہ خانے میں تم لوگ میری پیٹھ کو جلاتے رہے ہو اس طرح میں بارص اور صادو تم دونوں کی پیٹھوں کو بھل جلا کر تمہیں بتاؤں گا کہ نیکی کے نمائندے کی حیثیت سے میں تم سے انتقام لینے کی کیسی قدرت اور طاقت رکھتا ہوں۔ جاؤ دونوں اس تہہ خانے سے نکل جاؤ عزازیل، بارص، عارب اور نبیطہ کو بلا کر لاؤ تاکہ وہ سب بھی ہم دونوں میاں بیوی کے سامنے اپنی اپنی بے بسی کا مظاہرہ دیکھیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو صادو نے عجیب سی اور کھا جانے والی نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے اپنی حدود سے بڑھ کر میرے ساتھ گفتگو نہ کر کیوں تو اپنی بدبختی اپنی اذیت کو دعوت دیتا ہے میں اس تہہ خانے میں جب تمہارے خلاف حرکت میں آؤں گا تو پھر تمہاری حالت گونگی خاموشی بیوہ کی بد نصیبی، یتیم کی بیچارگی سے مختلف نہ ہو گی۔ سنو یوناف لگتا ہے رات کو تم نے کوئی بھیانک بھڑکتا ہوا خواب دیکھا ہے۔ جس کی بنا پر تم ہمارے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کا ارادہ کر چکے ہو۔ یاد رکھو حشرات الارض کی طرح نکلنے والے کیڑوں کو جب پر لگ جاتے ہیں تو ان کی زندگی بڑی مختصر سی ہوتی ہے کیوں تم ہمارے ہاتھوں ذلت اور کم بختی کی موت مرنے پر تل گئے ہو جو کچھ تم دونوں نے کہا ہے اسے واپس لے لو ورنہ یاد رکھو میں اور یوشا دونوں مل کر تم دونوں کی راہ روک دیں گے اس گھمنڈ میں مت رہنا کہ زنجیریں تڑوانے کے بعد تم آزاد اور خودمختار ہو اور یہ کہ تم جہاں چاہو جا سکو گے نہیں۔ نیکی کے نمائندے ہرگز نہیں۔

میں تو اکیلا ہی تم دونوں کے بھاگوں کے اعضاء میں تقدیر کے دکھ کا کانٹا بن کر چبھ جاؤں گا۔ تم دونوں کو مٹی کی کچی دیواروں کی طرح گرا دوں گا اور موت کے بستر پر لٹا کر رکھ دوں گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد صادو تھوڑی دیر خاموش رہا۔ شاید اس نے کچھ سوچا تھا پھر اداسی پیدا کرنے والے سکوت اور غم کی تخلیق کرنے والی خاموشی میں اس کی آواز طوفانی انداز میں بلند ہوئی تھی اور وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا تھا۔

سنو یوناف نیکی کے نمائندے میرا نام صادو ہے میں تو تیرے جیسوں کے لئے بدبختوں کی آہ اور غمزدوں کی سسکی بن جایا کرتا ہوں۔ تیرے جیسے سرکشی اور باغیوں کے لئے تو میں ہمیشہ لالچ کی کدال اور انانیت کے پھاوڑے کی صورت نمودار ہوا ہوں تم دونوں کی تو میرے سامنے کوئی حیثیت ہی نہیں ہے اگر تم دونوں نے میرے سامنے زیادہ اکڑ فوں کرنے کی کوشش کی تو لکھ رکھو اس کمرے میں میں تم دونوں میاں بیوی کے اندر ہر معنوی و لسانی

نسلی و وحدت کے رشتے اور ہر مذہبی و مادی مصلحتوں کے تعلق کو کاٹ کر رکھ دوں گا۔
سن نیکی کے نمائندے میں صادو تو شورش جذبات میں جاں کنی کے لمحات چاہتوں کی فضا اور حریم دل میں نفرتوں کے طوفان کھڑے کر دیتا ہوں میں اجڑی اجڑی وادیوں کے شہر شہر اور نگر نگر میں کالے کوسوں کی پرہول رات اور دھواں دھواں آکاش کناروں پر خاموشیوں میں ڈوبی فضا طاری کرنے کا فن خوب جانتا ہوں۔ تم دونوں کی حیثیت اس وقت میرے سامنے اندھیری رات کے پروں پر گھرے اوہام سے کچھ زیادہ نہیں جو وقتی طور پر جوش مارنے کے بعد ہمیشہ کے لئے ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔
یہاں تک کہنے کے بعد صادو جب خاموش ہوا تو یوناف تھوڑی دیر تک ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں اس کی طرف دیکھا رہا۔ پھر وہ ماورائے حقیقت ساحرانہ عمل اور اعتداد زمانہ میں طاقت کے مظہر اور ابدیت کے پراسرار جال میں طوفان ہیبت ناک کے دکھ کی طرح حرکت میں آیا۔ ستم کی رات کی طرح وہ آگے بڑھا سرمدی نعرہ حق کے سے انداز میں اس نے اللہ اکبر کے الفاظ بلند کئے پھر ریگستانوں کی ویرانیوں اور عالم خود فراموشی میں ایک طبعی ترنگ اور باغیانہ ہنگاموں کی طرح وہ آگے بڑھ کر صادو پر حملہ آور ہوا تھا۔ صادو کا خیال تھا کہ اس نے یوناف کی سری قوتوں کو جامد اور منجمد کر دیا ہے لہٰذا یوناف لمحہ بھر کے لئے بھی اس کے سامنے ٹک نہ سکے گا لیکن اب صورتحال مختلف تھی اپنی سری اور اپنی دس گنا قوتوں کو لمحہ بھر کے لئے یوناف نے اپنی تلوار میں منتقل کر دیا تھا پھر جس وقت وہ آگے بڑھ کر صادو پر حملہ آور ہوا تھا اس نے اپنی سری اور دس گنا دونوں ہی قوتوں کو تلوار سے اپنی ذات میں منتقل کیا پھر آگے بڑھ کر جو اس نے صادو کے پیٹ پر اپنے دائیں ہاتھ کی ضرب لگائی تو صادو بری طرح ہوا میں اچھلتا ہوں کمرے سے باہر گیلری کی دیوار کے ساتھ بری طرح جا ٹکرایا تھا۔

یوناف کے اس طرح حرکت میں آنے کے باعث صادو تو حیران پریشان تھا ہی لیکن اپنی جگہ پر کھڑی ہوئی یوشا بھی عجیب سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھ رہی تھی۔ یوناف پھر حرکت میں آیا اپنے دائیں ہاتھ کی الٹی ضرب اس نے اس زور سے یوشا کی گردن پر لگائی کہ یوشا بری طرح تکلیف کے باعث چیختی چلاتی ہوئی صادو کے اوپر جا گری تھی۔ پھر یوناف پر گویا دیوانگی اور جنون طاری ہو گیا تھا اس نے لگا تار مشینی انداز میں صادو اور یوشا پر ضربیں لگاتے ہوئے انہیں بری طرح مارنا اور پیٹنا شروع کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ ان دونوں کو مار مار کر یوناف نے ان کے غم اور خوشی طاقت و توانائی محبت و نفرت سختی اور نرمی سیاہی و سفیدی چھوٹائی و بڑائی رد و قبول اتفاق و اختلاف جنگ و امن کے سارے جذبوں کو برابر

کر کے رکھ دیا تھا۔
یوناف کی اس ساری کارگزاری سے بیوسا ایسی خوش ہوئی کہ بھاگ کر وہ آگے بڑھی اپنے پورے زور میں وہ یوناف سے لپٹ گئی تھی اس نے لگار تار کئی بوسے یوناف کی پیشانی کے لے ڈالے تھے اس دوران صادو اور یوشا کے چیخنے چلانے پر عزازیل' بارص' عارب اور نبیطہ باہر نکل آئے تھے انہیں دیکھتے ہی بیوسا فوراً" علیحدہ ہو کر یوناف کے پیچھے کھڑی ہو گئی تھی۔ قریب آ کر عزازیل' بارص' عارب اور نبیطہ نے جو کمرے سے باہر گیلری میں یوناف اور بیوسا کو کھڑے دیکھا اور ان کے سامنے ان کی نگاہ جب زمین پر پڑے صادو اور یوشا پر پڑی تو وہ دنگ اور پریشان رہ گئے تھے۔ قبل اس کے کہ عزازیل مخاطب ہو کر کچھ پوچھتا بارص نے بولنے میں پہل کی اور اپنے بھائی صادو کو مخاطب کر کے وہ پوچھنے لگا یہ کیا معاملہ ہے ان دونوں کی زنجیریں کیا تم دونوں نے کھولی ہیں اور یہ کہ تم دونوں بہن بھائی زمین پر پڑے آہ بکا کیوں کر رہے ہو۔ جواب میں صادو اور یوشا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے دونوں نے اپنے کپڑے جھاڑے پھر صادو بولا اور کہنے لگا۔
ان دونوں میاں بیوی کو نجانے کیا ہو گیا ہے کہ یہ خود ہی اپنی زنجیریں توڑ کر باہر آ گئے ہیں۔ میں اور یوشا تو ان دونوں کا کھانا لیکر آئے تھے جب ہم کمرے میں داخل ہوئے تو یہ اپنے کمرے میں ایک مختلف صورتحال میں کھڑے تھے۔ انہوں نے زنجیریں توڑ رکھی تھی اور بالکل آزاد ہمارا مقابلہ کرنے کے لئے مستعد تھے۔ پھر یہ یوناف ہم دونوں پر وارد ہوا اور اس نے جو ہم لوگوں کی حالت کی وہ تم دیکھ ہی چکے ہو اس پر بارص گرجتے ہوئے بادلوں کی طرح بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
تو اس نیکی کے نمائندے کی یہ مجال کہ یہ میری بہن اور بھائی پر ہاتھ اٹھائے اور مار مار کر ان کی یہ حالت کرے۔ اگر یہ حقیقت اور سچ ہے تو پھر میں اس نیکی کے نمائندے کی ہڈیاں توڑ کر رکھ دوں گا۔ اب تک تو میں اس کی پیٹھ ہی داغتا رہا ہوں اب میں اس کے جسم کا ایک ایک عضو داغ کر رکھوں گا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف پر حملہ آور ہونے کے لئے بارص بڑی تیزی سے آگے بڑھا۔ یوناف نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ اپنی سری قوتوں کو اپنی تلوار میں منتقل کیا اس کے بعد اپنا سری عمل کرتے ہوئے اس نے بارص کی قوتوں کو مفلوج اور علیحدہ کر کے رکھ دیا پھر جب بارص نزدیک آیا تو یوناف نے پھر اپنی سری قوتوں کو اپنی ذات میں منتقل کر دیا۔ بارص اس ساری تبدیلی قوت سے بالکل بے خبر اور انجان تھا۔ آگے بڑھ کر جونہی اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا کہ یوناف پر ضرب لگائے۔ یوناف نے فضا میں اٹھا ہوا اس کا ہاتھ پکڑا اسے اس طرح اپنی طرف کھینچا جس طرح کسی ہلکی پھلکی چیز

کو کھینچ لیا جاتا ہے اور ساتھ ہی اس نے لگا تار کئی طمانچے بارص کے منہ پر دے مارے تھے۔ ان طمانچوں کے باعث بارص کا منہ لال سرخ ہو گیا تھا پھر یوناف نے مزید حرکت میں آیا ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے بارص کو اپنے دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر فضا میں بلند کیا تھوڑی دیر تک وہ اسے اپنے ہاتھوں پر گھماتا رہا پھر بڑی بے دردی سے اس نے اسے اس برآمدے کے فرش پر پٹخ دیا تھا۔ فرش پر گرنے کے بعد بارص اپنی پیٹھ سہلانے لگا تھا اور بری طرح آہ و زاری کرنے لگا تھا اس پر یوناف نے عزازیل' عارب اور نبیطہ کی طرف دیکھا اور بڑے خونخوار انداز میں انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔ تم تینوں کے سامنے میں نے بارص' صادو اور یوشا کو زیر کر دیا ہے کیا تم میں سے کسی کی ہمت اور جرات ہے کہ مجھ نیکی کے نمائندے کی راہ روکے۔ میں اپنی بیوی بیوسا کے ساتھ یہاں سے جانے لگا ہوں۔ تم لوگوں میں ہمت ہو تو ہمیں روک دکھاؤ۔ عارب کو شاید اپنی قوت کا دس گنا بڑھ جانے کا بہت گھمنڈ ہو گیا تھا لہٰذا وہ بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے اس محل سے تم باہر نہیں جا سکتے میں عارب تمہاری راہ روکوں گا۔ عارب کے ان الفاظ پر یوناف نے عمارت کی چھت کی طرف منہ کرتے ہوئے ایک ہولناک قہقہہ لگایا اس کے اس قہقہے کی وجہ سے پوری عمارت گونج اٹھی تھی پھر وہ عارب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو عارب! تم میرے دیکھے بھالے ہو میں تمہارا دیکھا بھالا ہوں۔ تم جس قدر جرات مند دلیر اور طاقتور ہو یہ میں صدیوں سے جانتا ہوں اور اس طویل عرصے میں میں تمہارا کیا حشر نشر کرتا رہا ہوں یہ سب تیرے اس ذہن کی کھلی کتاب پر جلی حروف میں مرقوم ہے۔ دیکھ ظلمت کے فرزند' شیطان کے گماشتے میں ماضی میں بھی تمہاری حالت دھواں دھواں کہر بستی جیسی اور غبار غبار آکاش کناروں جیسی کرتا رہا ہوں اور حال اور مستقبل میں بھی میں تم پر موت کی تاریکیاں اور خوفناک خاموشیاں طاری کر کے تمہاری حالت بیوگی کے نشان اور سوگ کے اعضاء جیسی کرتا رہوں گا۔

عارب نے یوناف کی اس گفتگو اس کے الفاظ کو کوئی اہمیت نہ دی وہ بدت کے تلاطم خیز بگولوں' پیچ و تاب کھاتی ہوئی آندھیوں کی طرح آگے بڑھا اور بڑے طلسماتی انداز میں اس نے اپنا ہاتھ حرکت میں لاتے ہوئے یوناف پر ضرب لگانا چاہی تھی مگر اس وقت عارب کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ جس ہاتھ سے وہ یوناف پر ضرب لگانا چاہتا تھا وہ ہاتھ یوناف نے کچھ ایسی قوت اور زور کے ساتھ اپنی گرفت میں لیا تھا کہ عارب کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ہاتھ کسی نے لوہے کے زنبور میں پکڑ کر پوری قوت سے دبا دیا ہو۔ یوناف نے یہیں تک اکتفا نہ کیا تین چار خوب نڈھال کر دینے والی ضربیں اس نے عارب کے سر

کندھوں اور ٹھوڑی کے نیچے لگائیں پھر اس نے بڑے بڑے انداز میں عارب کو پکڑ کر فضا میں اچھالا پھر دوبارہ اسے اپنے ہاتھوں میں لیکر اس نے خوب زور سے عزازیل کے اوپر دے مارا تھا۔ اس طرح عزازیل اور عارب دونوں ہی انتہائی بے بسی کے عالم میں فرش پر گر گئے تھے۔

تھوڑی دیر تک یوناف وہاں کھڑا رہ کر عزازیل' عارب' بارص' صادو اور یوشا کی حالت کا جائزہ لیتا رہا جب وہ سب اپنی اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے تب یوناف پھر بولا اور ان سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھو بدی اور گناہ کے گماشتو! میں اپنی بیوی کو لیکر تمہارے اس مسکن سے جا رہا ہوں لیکن ابھی میرے کام کی انتہا نہیں ابتداء ہوئی ہے۔ سنو خصوصیت کے ساتھ بارص اور صادو تم میرے ان الفاظ پر غور کرنا تم دونوں وہ ہو جو اس تہہ خانے میں مجھے باندھنے کے بعد میری پیٹھ جلا کر مجھے اذیت میں مبتلا کرتے رہے ہو۔ میں اس وقت تو جا رہا ہوں لیکن تمہیں عہد دیتا ہوں کہ میں تم دونوں کی پیٹھ ایسے ہی جلاؤں گا جس طرح تم میری پیٹھ جلاتے رہے ہو اور یہ کام میں اپنے کچھ انتظامات مکمل کرنے کے بعد بہت جلد انجام دوں گا اور تمہیں بتاؤں گا بلکہ تم پر ثابت کروں گا کہ اگر تم سب مل کر میری پیٹھ داغنے کا انتظام کر سکتے ہو تو میں اکیلا ہی تم سب کی پیٹھیں داغنے کی جرات اور ہمت کر سکتا ہوں اس کے ساتھ ہی یوناف نے بیوسا کا ہاتھ تھاما اور وہ عارب اور نبیطہ کے محل سے نکل گیا تھا۔ عزازیل' صادو' بارص' یوشا' عارب اور نبیطہ اپنی اپنی جگہ پر پریشانی کی حالت میں کھڑے عجیب سے انداز میں یوناف کو بیوسا کا ہاتھ تھامے جاتا ہوا دیکھ رہے تھے۔

دریائے سادہ کے کنارے اس محل سے یوناف اور بیوسا کے نکل جانے کے بعد صادو' بارص اور یوشا عزازیل کے قریب آ کھڑے ہوئے پھر صادو بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے آقا! جو بے عزتی جو توہین ہماری آج یہاں یوناف کے ہاتھوں ہوئی ہے ایسی بے عزتی ایسی اہانت تو کبھی ہم نے دیکھی نہ سنی۔ یہ اچانک اس کے اندر انقلاب کیسے برپا ہو گیا۔ آقا آپ جانتے ہیں کہ اسے زنجیروں میں باندھ رکھا تھا اور ہر روز اس کی پیٹھ جلا کر ہم اسے اذیت میں مبتلا کرتے تھے اور وہ ہمارے سامنے انتہائی بے بسی انتہائی لاچارگی میں اپنی زندگی کے دن گزار رہا تھا۔ کبھی اس نے بغاوت کی گفتگو کی نہ ہی کبھی اس کے افعال سے یہ شائبہ نہ ہوا کہ وہ کبھی کسی روز یوں ہمارے خلاف ایک انقلاب ایک تبدیلی برپا کر دینے والا ہے۔

اے آقا میں اور یوشا دونوں جب اس کے لئے کھانا لیکر آئے تو وہ دونوں میاں بیوی

زنجیروں سے آزاد تھے لگتا تھا وہ دونوں ہمارے کھانا لانے ہی کا انتظار کر رہے ہوں پھر اے آقا کمرے میں اس نے مجھے مار کر جو میری حالت کی وہ میں بیان نہیں کر سکتا اس نے مجھے ایک ہلکا پھلکا کھلونا جان کر اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور برآمدے کی دیوار کے ساتھ ہی مجھے دے مارا۔ میں نے اس پر قابو پانے اور اس کا مقابلہ کرنے کی بہتیری کوشش کی لیکن میں ناکام رہا اس کا سامنا کرتے ہوئے میں نے محسوس کیا کہ اس کے پاس مجھ سے کئی گنا زیادہ قوت تھی۔ یہاں تک کہنے کے بعد صادو جب خاموش ہوا تو یوشا بولی اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

اے آقا! میری بھی اس نے عجیب حالت کی حالانکہ میری طاقت میں دس گنا اضافہ ہو چکا تھا اور اسے استعمال کرتے ہوئے میں یہ یوناف تو کیا اس سے بھی زیادہ طاقتور انسان پر قابو پا سکتی تھی لیکن اے آقا اس نے مجھے صرف اپنا دایاں الٹا ہاتھ میری ٹھوڑی کے نیچے اس انداز میں مارا کہ میں سوت کی کسی گڑیا کی طرح اچھل کر کمرے سے برآمدے میں آن گری۔ اے آقا یہ یوناف اور بیوسا وہ نہیں رہے جس حالت میں ہم نے انہیں اپنے اس تہہ خانے میں مقید کیا تھا۔ ابھی تو ہمارے خلاف اکیلا یوناف ہی حرکت میں آیا ہے اور اگر بیوسا بھی اس کا ساتھ دیتی تو نہ جانے دونوں مل کر ہمارے خلاف کیا طوفان کھڑا کر دیتے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوشا جب خاموش ہوئی تو اس بار بارص بولا اور کہنے لگا۔ اے آقا میں صادو اور یوشا دونوں کی گفتگو سے اتفاق کرتا ہوں۔ اس یوناف نے نہ جانے کیا گھول کر پی لیا ہے کہ اس نے نہ صرف یہ کہ ان زنجیروں کو توڑ ڈالا جن میں وہ جکڑا ہوا تھا بلکہ ہم سب کی مار مار کر بری حالت کر دی۔ اے آقا سوچنے والا کام یہ ہے کہ آخر اس نے اپنے آپ کو اور بیوسا کو زنجیروں سے کیسے آزاد کیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ آہنی زنجیریں نہ صرف دیوار میں پیوست حلقوں کے قریب سے ٹوٹی ہوئی تھیں بلکہ زنجیروں کا وہ حصہ جو ہم نے اس کے ہاتھوں سے باندھ رکھا تھا وہ بھی اس نے توڑ پھوڑ ڈالا تھا اور یہی حالت ان زنجیروں کی بھی تھی جن میں بیوسا بندھی ہوئی تھی شاید ان زنجیروں کو بھی یوناف ہی نے توڑتے ہوئے بیوسا کو آزاد کیا تھا یہاں تک کہنے کے بعد جب بارص خاموش ہوا تو اس بار عارب اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

اے آقا جس طرح میری طبعی طاقت اور قوت میں دس گنا اضافہ ہوا تھا اس طرح تو مجھے پلک جھپکنے میں یوناف کو اپنے سامنے چت کر دینا چاہیے تھا اس یوناف کے ساتھ مقابلے کے دوران میں نے محسوس کیا جیسے اس نے میری سری قوتوں کو منجمد کر دیا ہو۔ مجھے

یہ بھی احساس ہوا جیسے میں اپنی دس گنا قوت سے بھی محروم کر دیا گیا ہوں اس لئے کہ میں اس کے مقابلے میں پہلے کی نسبت ناتواں اور کمزور محسوس کرتا تھا۔ میں نے اس کے خلاف اپنی سری قوتوں کو بھی حرکت میں لانے کی کوشش کی لیکن میں ایسا کرنے میں ناکام رہا یہ بات میرے آقا اس بات کی نشاندھی اور غمازی کرتی ہے کہ جو علوم آپ نے مصر کے اس ساحر سے سیکھے تھے ان کا علم کہیں یوناف کو بھی ہو گیا ہے یہ علوم ضرور کسی نہ کسی طرح ابلیکا نے حاصل کر کے یوناف کو پہنچائے ہوں گے اور ان ہی علوم کو استعمال کرتے ہوئے یہ یوناف نہ صرف لوہے کی بھاری اور وزنی زنجیروں کو توڑنے میں کامیاب ہو گیا بلکہ ہم سب کے مقابلے میں وہ کامیاب و کامران رہا اور اپنی فتح مندی کے نعرے مارتا ہوا وہ اس محل سے کسی دراز دست اور ناقابل تسخیر انسان کی طرح چلا گیا۔

باری باری بارص، صادو، یوشا اور عارب کی گفتگو سننے کے بعد عزازیل بولا اور اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا سنو میرے ساتھیو میرے رفیقو تم سب کا کہنا اپنی جگہ درست ہے پر جو بات عارب نے کہی ہے وہ سب سے زیادہ توجہ طلب ہے۔ یوناف کا لوہے کے زنجیروں کو توڑ پھینکنا اور پھر باری باری تم سب کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر لینا اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ اس نے وہ علوم حاصل کر لیے ہیں جو ہم نے مصر کے ساحر سے حاصل کیے تھے اور میرے خیال میں یہاں آنے سے پہلے اس کے پاس کچھ نہیں تھا اگر کچھ ہوتا تو وہ ہماری اسیری میں ہی نہ آتا اس اسیری ہی کے دوران میرے خیال میں وہ سارے علوم اسے ابلیکا نے ہی پہنچائے ہیں۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے جس روز ہم یوناف اور بیوسا کو مصر کے شہر تھیبس سے پکڑ کر لائے تھے اس روز یہ دونوں میاں بیوی ابلیکا ہی کے کہنے پر اس ساحر کے گھر گئے تھے اور اس کے بیٹے سے انہوں نے بھی اس ساحر کے سارے علوم حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ میرے خیال میں ابھی یہ سارے علوم حاصل نہیں کر پائے تھے کہ اوپر سے ہم پہنچ گئے اور ہم نے انہیں لا کر یہاں بند کر دیا میرے خیال میں بعد میں ابلیکا نے ہی وہ سارے علوم حاصل کیے ہوں گے اور ان تک پہنچائے ہوں گے۔ عزازیل کی اس گفتگو کے جواب میں عارب بولا اور کہنے لگا۔

اے آقا ہمیں فی الفور مصر کا رخ کرنا چاہیے ہمیں مصر کے ساحر کے بیٹے سلقیوس کو تلاش کرنا چاہیے اور ہر صورت میں اس کا خاتمہ کر دینا چاہیے اس لئے کہ اس نے ہی یہ سارے علوم ابلیکا کو مہیا کیے ہوں گے جنہیں استعمال کر کے یوناف ہمارے خلاف فتح مند اور غالب رہا۔ عارب کی اس تجویز عزازیل خوش ہوا اور کہنے لگا ہاں ہمیں مصر کا رخ کرنا چاہیے اور مصری ساحر کے بیٹے سلقیوس کا ہر صورت میں خاتمہ کر دینا چاہیے۔ آؤ میرے

ساتھیو ! اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اور مصر کا رخ کریں۔ عزازیل کے اس حکم پر
سب اپنی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور ایران کے دریائے سادہ کے کنارے سے
مصر کے شہر تھیبس کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

تھیبس شہر میں عارب' نبیطہ' عزازیل' بارص' صادو اور یوشا طوفانی انداز میں اس
مصری ساحر کے گھر داخل ہوئے تھے۔ مصری ساحر کا بیٹا سلقیوس اس وقت اپنے گھر پر ہی
تھا وہ ان کو دیکھ کر دہشت زدہ ہو گیا وہ وہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا لیکن عزازیل نے
عارب کو اشارہ کیا اور عارب نے آگے بڑھ کر اس سلقیوس کو پکڑ لیا اور بھاگنے نہ دیا۔ پھر
عزازیل سلقیوس کے پاس آیا اور قہر بھرے انداز میں وہ اسے مخاطب کر کے پوچھنے لگا کیا
یوناف اور بیوسا نام کے کسی مرد اور عورت کو تم نے اپنے باپ کے علوم منتقل کئے تھے۔
عزازیل کے اس سوال پر سلقیوس بیچارہ خاموش رہا اور شرمندگی و ندامت میں اور کسی قدر
خوف کے باعث اس کی گردن جھک گئی تھی۔ سلقیوس کو یوں خاموش دیکھ کر عزازیل قہر
بھرے انداز میں آگے بڑھا ایک بھرپور طمانچہ اس نے سلقیوس کے منہ پر دے مارا اور کہنے
لگا میرے اس سوال کا جواب خاموشی نہیں ہے میں تمہارے منہ سے کچھ سننا چاہتا ہوں۔
عزازیل کا طمانچہ کھانے کے بعد سلقیوس بیچارہ انتہائی بے بسی کے عالم میں زمین پر گر گیا تھا
پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور کہنے لگا۔

میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ یوناف اور بیوسا نام کے دونوں میاں بیوی میرے
پاس میرے باپ کے علوم حاصل کرنے کی غرض سے آئے تھے۔ وہ ہمارے دیوان خانے
میں بیٹھے ہوئے تھے میں نے وہ سارے علوم ان کے حوالے کرنے کا وعدہ بھی کیا تھا۔ وہ
سارے علوم چمڑے کے اوراق پر مشتمل ایک کتاب میں درج تھے۔ وہ کتاب لینے کے لئے
جب میں دوسرے کمرے کی طرف گیا کہ اوپر سے تم لوگ آ گئے میں نے کمرے کی کھڑکی
میں سے تم لوگوں کو دیکھ لیا۔ لہٰذا میں وہ کتاب لیکر پشتی دروازے سے بھاگ کھڑا ہوا میں
چونکہ تم لوگوں سے ہراساں تھا کیونکہ تم لوگوں نے میرے باپ کو قتل کیا تھا اس لئے اس
بدحواسی کے عالم میں بھاگتے ہوئے چمڑے کی وہ کتاب مجھ سے راستے میں ہی گر گئی تھی۔
بعد میں یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی کے ساتھ کیا ہوا مجھے اس کا علم نہیں۔ پھر میں
اپنے گھر کی طرف آیا سارے راستے میں نے چمڑے کے وہ اوراق تلاش کرنے کی کوشش
کی لیکن وہ مجھے کہیں نہیں ملے آخر تھک ہار کر پھر میں اپنے گھر میں بیٹھ گیا۔ یہاں تک
کہنے کے بعد سلقیوس جب خاموش ہوا تو عزازیل بولا اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے
کہنے لگا۔

اس سلقیوس سے وہ چمڑے کے اوراق جو بھاگتے ہوئے راستے میں گر گئے تھے میرے
خیال میں وہ اوراق ابلیکا کے ہاتھ پڑ گئے تھے اور ابلیکا نے وہ اوراق یوناف کے پاس پہنچا
دیئے ہوں گے اس طرح وہ علوم جو ہم نے سلقیوس کے باپ سے حاصل کئے تھے وہ علوم
یوناف بھی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہو گا۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل نے اپنے
ساتھی صادو کو مخصوص اشارہ کیا۔ عزازیل کا اشارہ پا کر صادو عجیب سے انداز میں آگے بڑھا
اور سلقیوس کا گلا گھونٹ کر اس کا خاتمہ کر دیا تھا۔ سلقیوس کو ختم کرنے کے بعد عزازیل
اپنے ساتھیوں کے ساتھ مصر کے شہر تھیبس سے نکل کر پھر دریائے سادہ کی طرف چلا گیا
تھا۔

دریائے سادہ کے کنارے عزازیل کی اسیری سے نجات حاصل کرنے کے بعد یوناف
اور بیوسا دونوں نے پھر اسکندریہ شہر کے باہر سمندر کے کنارے اسی سرائے میں قیام کر لیا
تھا جہاں وہ پہلے قیام کئے ہوئے تھے۔ ایک روز دونوں میاں بیوی اپنے کمرے میں بیٹھے
کھانے کی تیاری کر رہے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر تیز لمس دیا جس پر یوناف
چونک کر متوجہ ہو گیا۔ بیوسا بھی ہمہ تن گوش ہو گئی تھی اس لئے کہ وہ بھی سمجھ گئی تھی کہ
یوناف کی گردن پر ابلیکا لمس دے رہی ہے پھر ابلیکا کی آواز سنائی دی وہ کہہ رہی تھی۔

سنو یوناف میرے حبیب تم دونوں میاں بیوی کے لئے ایک اور ذمہ داری اٹھ کھڑی
ہوئی ہے اور وہ یہ کہ صادو اور بارص سے ایک بار انتقام ضرور لینا ہے۔ جو نئی چیز رونما ہوئی
ہے وہ یہ کہ دریائے سادہ کے کنارے عارب کے محل سے تم دونوں کی رہائی کے بعد
عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ صلاح مشورہ کرتا رہا اور وہ لوگ اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ
ہو نہ ہو تم نے مصر کے ساحر عورج کے بیٹے سلقیوس سے علوم حاصل کر کے اس تہہ
خانے کی قید سے نجات حاصل کی ہے لہٰذا عورج کے بیٹے سلقیوس سے انتقام لینے کے لئے
عزازیل مصر آیا اور وہاں اس نے صادو کے ہاتھوں سلقیوس کا خاتمہ کرا دیا ہے۔

ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف بیچارہ تھوڑی دیر کے لئے مغموم اور افسردہ ہو گیا تھا۔
بیوسا بھی غمزدہ دکھائی دینے لگی تھی پھر یوناف بولا اور کہنے لگا سن ابلیکا۔ صادو سے میں اس
فعل کا انتقام لوں گا۔ میرے خیال میں اس سے پہلے مصر کے ساحر عورج کا خاتمہ بھی اسی
صادو نے کیا ہے میں کچھ انتظامات مکمل کر لوں پھر دیکھنا ابلیکا میں اس صادو کے خلاف کیسے
حرکت میں آتا ہوں اور کیسے اسے کڑی سزا دیتا ہوں۔ بس ابلیکا تم یہ خیال رکھنا کہ جب
بھی اس صادو کو کہیں اکیلا اور تنہا پاؤ مجھے اس کی خبر کرنا تاکہ میں اس پر قابو پاؤں اور اسے
ایسی اذیت میں مبتلا کروں کہ اسے یہ احساس ہو کہ کسی اور کو اذیت میں مبتلا کرنا کیسا

بھیانک اور کیسے برا فعل ہے۔ یہاں تک گفتگو کے بعد ایلیکا یوناف کی گردن پر ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔ جبکہ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی اطمینان سے بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔

○

اشکانی سلطنت کا حکمران وونن ملک میں بغاوت رونما ہونے کے بعد آرمینیا کی طرف بھاگ گیا تھا اور وہاں وہ آرمینیا کا حکمران بننے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ وونن کے بعد اردوان سوئم اشکانی سلطنت کے تاج و تخت کا مالک ہوا۔ اس اردوان سوئم کو جب معلوم ہوا کہ سابق اشکانی بادشاہ وونن آرمینیا کا بادشاہ بن بیٹھا ہے تو یہ خبر اس کے لئے سوہان روح ثابت ہوئی اس لئے کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وونن اس کے مقابلے میں کہیں طاقت اور قوت حاصل کرے اس لئے کہ اردوان سوئم نے وونن کے خلاف بغاوت کر کے اور اسے شکست دیکر اشکانی سلطنت کا تاج و تخت حاصل کیا تھا۔ لہٰذا اپنی حکومت کو مضبوط دیکھنے کی خاطر وہ اس بات کو پسند نہیں کرتا تھا کہ وونن پھر کہیں طاقت اور قوت حاصل کرنے کے بعد اس سے اشکانی تاج و تخت واپس لینے میں کامیاب ہو جائے۔

چنانچہ وونن کو آرمینیا کے تاج و تخت سے محروم کرنے کے لئے اس نے چاہا کہ آرمینیا اور روم دونوں اس کی مخالفت کریں چنانچہ اس نے اپنا ایک سفیر رومنوں کی طرف روانہ کیا اس وقت تک قیصر روم آگسٹس مرچکا تھا اور اس کی جگہ اس کا پوتا ٹی بیرس قیصر روم کی حیثیت سے رومنوں پر حکومت کر رہا تھا۔

اردوان سوئم کے سفیر نے ٹی بیرس کے پاس جا کر اس خواہش کا اظہار کیا کہ وونن کو آرمینیا کا حکمران تسلیم نہ کرے۔ اور یہ کہ اگر قیصر روم وونن کو آرمینیا کا حکمران تسلیم کرنے پر بضد ہوا تو ایران کے ساتھ اس کے نہ صرف یہ کہ روابط قائم نہ رہ سکیں گے بلکہ ان کے تعلقات بھی خراب ہو جائیں گے اور اسی طرح ایک بار پھر رومنوں اور ایرانیوں کے مابین جنگوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

قیصر روم ٹی بیرس وونن کی حمایت تو کرنا چاہتا تھا لیکن اردوان سوئم کی خواہش کو بھی وہ رد کرنا نہ چاہتا تھا۔ بہرحال اس نے وونن کی حمایت سے ہاتھ اٹھا لیا اور اردوان سوئم کے سفیر کو اس نے یہ یقین دلایا کہ وہ ہر صورت میں اشکانی حکمران اردوان سوئم سے تعاون کریں گے۔ دوسری طرف وونن نے جب رومن حکومت کی بے اعتنائی دیکھی تو تخت و تاج کو خیرباد کہہ کر وہ آرمینیا سے سوریہ شہر پہنچ گیا۔ سوریہ شہر پر چونکہ ان دنوں رومنوں کا

قبضہ تھا لہٰذا وونن نے سوریہ کے رومن حکمران ونطیوس کے یہاں پناہ حاصل کر لی تھی۔

اشکانیوں کے حکمران اردوان سوئم اور اس کے مخالف وونن کے درمیان کشمکش اور کھینچا تانی سے فائدہ اٹھانے کے لئے قیصر روم ٹی بیرس نے ایک نیا قدم اٹھایا اس نے اپنے بھتیجے **جرمانیکس** کو درہ دانیال سے دریائے فرات تک کا مختار کل بنا کر بھیجا۔ جرما نیکس ایشیائے کوچک آیا اور حکومت کی باگ ڈور سنبھالتے ہی لشکر لیکر آرمینیا کے دارالحکومت **ارتکستا** پہنچا اور ایک غیر ملکی شخص کو **ارتکسیاس** کے لقب سے تخت نشین کیا اور خود اپنے ہاتھوں سے اسے تاج پہنایا اس وقت تک آرمینیا میں کوئی بھی حکمران نہیں تھا اس لئے کہ وونن آرمینیا سے بھاگ کر سوریہ شہر کی طرف چلا گیا تھا اس سے پہلے وہی آرمینیا پر حکمران کی حیثیت سے حکومت کر رہا تھا۔

قیصر روم ٹی بیرس کا بھتیجا جرما نیکس **ارتکسیاس** کی رسم تاجپوشی کر کے سوریہ شہر واپس چلا گیا تھا۔ ابھی وہ وہاں پہنچا ہی تھا کہ اشکانیوں کے بادشاہ اردوان سوئم کا سفیر اس کے دربار میں آیا اور یہ خواہش ظاہر کی کہ وونن کیونکہ اشکانی امراء کو شورش پر آمادہ کر رہا ہے اس لئے اسے سوریہ شہر سے نکال دیا جائے اور یہ بھی کہا کہ شہنشاہ ایران اردوان سوئم کی یہ خواہش بھی ہے کہ فرات کے کنارے **جرمانیکس** سے ملاقات کی جائے تاکہ ان روابط کی تجدید ہو سکے جو آگسٹس اور اس کے پوتے کائیوس کے زمانے میں رومنوں اور ایرانیوں کے مابین قائم ہوئے تھے لیکن بدقسمتی سے یہ ملاقات نہ ہو سکی۔

اس ملاقات کے نہ ہونے کے بعد اشکانی حکمران اردوان سوئم نے اپنے اطراف میں چھوٹی چھوٹی مہموں کا آغاز کیا اور اس میں اسے خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ ان مہموں میں کامیابی حاصل کرنے کی وجہ سے اردوان کا حوصلہ بڑھا اس دوران یہ حادثہ بھی پیش آیا کہ آرمینیا کا حکمران **ارتکسیاس** جس کی تاجپوشی قیصر روم ٹی بیرس کے بھتیجے **جرمانیکس** نے کی تھی فوت ہو گیا۔ یہ خبر سنتے ہی اردوان سوئم اپنا لشکر لیکر آرمینیا پہنچ گیا اور اپنے بیٹے جس کا نام اشک تھا اسے آرمینیا کے تخت پر بٹھا دیا۔ قیصر روم ٹی بیرس نے جب سنا کہ اشکانی حکمران اردوان سوئم نے آرمینیا پر اپنے بیٹے اشک کو حکمران بنا دیا ہے تو وہ سخت برہم ہوا۔ اس وقت سابق ایرانی حکمران فرہاد چہارم کا ایک بیٹا جس کا نام فرہاد تھا وہ ان دنوں روم میں قیام کئے ہوئے تھا۔ ٹی بیرس نے فوراً اس فرہاد کو سوریہ بھیجا تاکہ وہاں سوریہ کے حکمران اور جرنیل **جرمانیکس** کے ساتھ مل کر اشکانی سلطنت کے اندر ایک انقلاب برپا کرنے کی کوشش کریں۔

قیصر روم ٹی بیرس کو یقین تھا کہ اشکانی عوام ضرور اس شہزادے کا ساتھ دیں گے لہٰذا

یہ شہزادہ یعنی فرہاد اشکانی حکمران اردوان سوئم کے خلاف بغاوت کھڑی کرنے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن سوئے اتفاق سے فرہاد نام کا یہ شہزادہ روم شہر سے سوریہ شہر کی طرف سفر کرتے ہوئے راستے میں بیمار ہوا اور اسی بیماری ہی میں فوت ہو گیا۔

قیصر روم ٹی بیرس کو فرہاد کی اس موت کا بہت دکھ اور صدمہ ہوا اس لئے کہ اس کا منصوبہ کامیاب نہ ہو سکا تھا۔ دوسری طرف اشکانی حکمران اردوان کو بھی اس سارے حالات کی خبر ہو گئی تھی اور فرہاد کی موت پر اس نے ایک طنز آمیز مراسلہ قیصر روم کو لکھا جس میں اسے فاسق و فاجر کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا۔ ٹی بیرس یہ مراسلہ پڑھ کر سخت برافروختہ ہوا اور اس نے پکا اور پختہ ارادہ کر لیا کہ اس اردوان سوئم کو وہ ہر صورت میں اشکانیوں کے تخت و تاج سے محروم کرے گا۔ قیصر روم ٹی بیرس کو خطرہ اور خدشہ لاحق ہو گیا تھا کہ اگر اردوان سوئم کے ساتھ رومنوں کے مزید تعلقات خراب ہوئے تو اردوان سوئم ضرور رومنوں کے ایشیائی مقبوضہ جات پر حملہ آور ہو کر رومنوں کو ایشیاء سے نکال باہر کرنے کی کوشش کرے گا۔

اردوان سوئم کو اشکانی تاج و تخت سے محروم کرنے کے لئے قیصر روم ٹی بیرس نے دو اقدام کیئے پہلا قدم اس نے یہ اٹھایا کہ ایران کے سابق حکمران فرہاد چہارم کا ایک بھتیجا نام جس کا تیرداد تھا وہ ان دنوں روم شہر میں قیام کئے ہوئے تھا۔ تیرداد کو ٹی بیرس نے سوریہ شہر بھیجا تاکہ وہ رومن جرنیل جرمانیکس کے ساتھ مل کر اسی منصوبے کی تکمیل کرے جس منصوبے کے لئے ٹی بیرس نے اس سے پہلے ایرانی شہزادے فرہاد کو روانہ کیا تھا۔ قیصر روم ٹی بیرس کا حکم پا کر یہ تیرداد فوراً روم شہر سے سوریہ شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

قیصر روم ٹی بیرس نے دوسرا کام یہ کیا کہ اس نے گرجستھان کے حکمران فرس مانیس کی طرف اپنے قاصد بھجوائے اور اسے یہ ترغیب دی کہ اگر وہ اپنے لشکر کے ساتھ اشکانی سلطنت کے سرحدی پہلوؤں پر حملہ کرنا شروع کر دے تو اس کے صلے میں رومن اسے اس سلسلے میں نہ صرف مدد مہیا کریں گے بلکہ اس سلسلے میں اسے خوب معاوضہ بھی ادا کریں گے۔ رومنوں کے کہنے پر گرجستھان کا حکمران فرس مانیس فوراً حرکت میں آیا اپنا لشکر لیکر پہلے وہ آرمینیا کی طرف بڑھا آرمینیا میں اس وقت ایران کے حکمران اردوان سوئم کا بیٹا اشک حکمرانی کر رہا تھا۔ گرجستھان کا حکمران فرس مانیس اپنے لشکر کے ساتھ آرمینیا میں داخل ہوا۔ آرمینیا کے حکمران اشک نے فرس مانیس کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی لیکن شکست کھائی اور گرجستھان کے حکمران فرس مانیس نے اردوان سوئم کے بیٹے اور آرمینیا کے حکمران اشک کو جنگ میں قتل کر دیا تھا۔

ایرانی حکمران اردوان سوئم کو جب ان حالات کی خبر ہوئی اور اپنے بیٹے اشک کے مرنے کی اطلاع ملی تو وہ سخت برافروختہ ہوا اس نے ایک جرار لشکر تیار کیا اور اپنے بیٹے ارد کو سپہ سالار بنا کر آرمینیا پر لشکر کشی کے لئے بھیجا ارد نے آرمینیا پر حملہ کیا لیکن بدقسمتی سے گرجستھان کے حکمران فرس مانیس کے مقابلے میں اسے کامیابی نہ ہوئی بلکہ یہ ارد شکست اٹھا کر پسپائی اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

اپنے بیٹے کی شکست کے بعد اشکانی حکمران اردوان سوئم نے خود موسم بہار میں آرمینیا پر حملہ کرنے کی تیاری کی لیکن بدقسمتی سے ان ہی دنوں اسے یہ خبر ملی کہ سوریہ کا حکمران وٹیلوس فرات کی طرف بڑھتا چلا آ رہا ہے اور چاہتا ہے کہ بین النہرین کے ایرانی مقبوضہ جات فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لے۔

یہ خبر سن کر اردوان سوئم کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ آرمینیا کا ارادہ ترک کر کے وہ اپنے بین النہرین کے مقبوضہ جات کو وٹیلوس سے بچانے کے لئے بین النہرین کا رخ کرے لہٰذا اس نے آرمینیا کی طرف پیش قدمی فوراً بند کر دی اور بڑی تیزی سے وہ بین النہرین کے علاقوں کی طرف بڑھا تھا۔ دوسری طرف وٹیلوس نے اردوان سوئم کی آمد کی خبر سنی تو خوفزدہ ہوا اور پیش قدمی کا ارادہ اس نے ترک کر دیا۔ اسے یہ خطرہ تھا کہ اگر اردوان سوئم کے لشکر کا مقابلہ کرتا ہے تو اسے ضرور اس کے مقابلے میں شکست ہو گی اور اگر ایسا ہوا تو ایشیا سے رومنوں کو کوچ کر جانا پڑ جائے گا لہٰذا اس نے اپنے کچھ قاصد زر و جواہر کے انبار دے کر اس ایرانی شہزادے کے تیرداد کو مدائن کی طرف روانہ کیا جو قیصر روم ٹی بیرس کے کہنے پر روم سے سوریہ آیا تھا یہ تیرداد سوریہ کے حکمران وٹیلوس کی دولت کے انبار لیکر مدائن آیا۔ لوگوں میں اس نے خوب دولت تقسیم کی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اشکانیوں کے امراء نے تیرداد کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔

دوسری طرف ایرانی حکمران اردوان سوئم کو جب خبر ہوئی کہ ایرانی شہزادہ تیرداد مدائن میں داخل ہو چکا ہے اور اس کے امراء نے اسے بادشاہ تسلیم کر لیا ہے تو یہ خبر سن کر وہ بڑا پریشان اور فکر مند ہوا۔ وہ چاہتا تھا کہ اپنے لشکر کے ساتھ مدائن کا رخ کرے اور اپنی حکومت ایک بار پھر حاصل کرے لیکن اس دوران اسے خبریں ملیں کہ تیرداد نے بیشمار دولت صرف کر کے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا ہے اور یہ کہ ایران کے سارے امراء تیرداد کا ساتھ دینے پر آمادہ ہیں۔ یہ خبریں سننے کے بعد اردوان سوئم اور زیادہ مایوس ہوا لہٰذا اپنے لشکر کے ساتھ مدائن کی طرف جانے کے بجائے اس نے اسکائی قبائل کا رخ کیا اور ان کے اندر جا کر قیام کرتے ہوئے وہ حالات کا جائزہ لینے لگا تھا۔

تیرداد اشکانیوں کا بادشاہ تو بن گیا تھا لیکن حالات زیادہ عرصے تک اس کے موافق نہ رہے جس کے کئی اسباب تھے۔ تیرداد نے جب اپنی حکومت مستحکم دیکھی تو امراء کے مشوروں کو بالائے طاق رکھ کر وزارت عظمیٰ کا منصب اور صوبوں کی حکومتیں ان لوگوں کو دیں جنہیں اس نے خود منتخب کیا اس سے امراء جو امید لگائے بیٹھے تھے بددل ہو گئے۔

مزید یہ کہ کچھ اعیان سلطنت جو تیرداد کے استقبال کو نہیں آئے تھے اب اس سے خائف تھے ان وجوہ کی بنا پر اکثر امراء پریشان تھے کہ انہوں نے اردوان کو کیوں بے یارو مددگار چھوڑا اور ایلچی بھیج کر تیرداد کو دعوت دی کہ وہ آکر اشکانی سلطنت کی حکمرانی کرے۔

دوسری طرف اردوان سوئم سکائی قبائل کے درمیان رہتے ہوئے ان سے تعلقات مزید مستحکم کرتا رہا پھر آخر انہیں اس بات پر اس نے آمادہ کر لیا کہ وہ اسے چھینا ہوا تاج و تخت واپس دلا سکیں۔

سکائی قبائل اردوان کو لشکر دینے اور تاج و تخت حاصل کرنے میں اس کی مدد کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اپنا اور اسکائیوں کا مہیا کیا ہوا لشکر لیکر اردوان نے مدائن کا رخ کیا۔

تیرداد کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایک روز اردوان سوئم اتنی بڑی طاقت حاصل کر کے اس پر حملہ آور بھی ہو سکتا ہے اسی لئے وہ نئی پیدا ہونے والی صورتحال سے قطعاً" بے خبر اپنے مرکزی شہر مدائن میں عیش و عشرت میں مصروف رہا۔

اسے اصل حالات کی خبر اس وقت ہوئی جب اردوان سوئم اپنے لشکر کے ساتھ مدائن کے قرب و جوار میں پہنچ گیا۔ تیرداد کے پاس اب اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ اپنے لشکر کو منظم کر کے اردون سوئم کے مقابل لاتا۔ لہٰذا اردوان سوئم کے ساتھ جنگ کرنے کے بجائے وہ رات کی تاریکی میں مدائن شہر سے بھاگ کھڑا ہوا اور ایشیاء میں رومنوں کے مرکزی شہر سوریہ جا پہنچا اس طرح اردوان سوئم بغیر کسی مقابلے کے اپنا کھویا ہوا تخت و تاج حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

قیصر روم ٹی بیرس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ اس کے بھیجے ہوئے شہزادے کو مدائن سے بھگا دیا گیا ہے اور یہ کہ اس نے سوریہ شہر میں پناہ لے لی ہے اور مزید یہ کہ اردوان سوئم ایک بار پھر اشکانی سلطنت کا حکمران بن گیا ہے۔ قیصر روم ٹی بیرس مزید اب اشکانی سلطنت کے خلاف اختلافات یا جنگ نہیں چاہتا تھا بلکہ اس کی دلی آرزو تھی کہ حکومت ایران کے ساتھ مصالحت ہو جائے لہٰذا اس نے سوریہ شہر کے حاکم وٹلیوس کو اردوان سے معاہدہ کرنے کے لئے بھیجا۔ دوسری طرف اردوان بھی مصالحت کا خواہشمند تھا چنانچہ دریائے

فرات کے کنارے سوریہ کے حکمران وٹلیوس اور اردوان کے درمیان ملاقات ہوئی اور یہ طے پایا کہ اردوان آئندہ آرمینیا سے بے تعلق ہو جائے گا۔ نیز اپنا بیٹا بطور یرغمال رومی دربار میں بھجوائے گا تاکہ وہ وہاں رہ کر سلطنت کے امور میں تربیت حاصل کرے۔

رومنوں کے ساتھ اس معاہدے سے اشکانی سلطنت کو ٹھیس لگی تھی اس لئے کہ اردوان سوئم نے اپنا بیٹا رومنوں کے یہاں یرغمال بھیج دیا تھا۔ اردوان سوئم کے اس اقدام سے اس کے امراء اور فوجی سالار ناخوش ہوئے اور اندر ہی اندر اردوان کے خلاف سازش اور کھچڑی پکنے لگی تھی۔ آخر وہ وقت بھی آ گیا کہ اشکانی امراء نے متفق ہو کر اردوان سوئم کو تاج و تخت سے دست بردار ہونے پر مجبور کر دیا۔ اس دست برداری کو زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ وہ ایک بار پھر تاج و تخت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا لیکن اب کی دفعہ وہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہ سکا اور بیمار ہو کر موت کا شکار ہو گیا۔

○

یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی نے ابھی تک مصر کے شہر اسکندریہ کے باہر سرائے میں قیام کئے رکھا تھا۔ ایک روز بیوسا صبح کے وقت جب قدرے دیر سے سو کر اٹھی تو اس نے دیکھا یوناف کمرے میں موجود نہیں تھا۔ یوناف کی غیر موجودگی سے وہ بڑی فکر مند ہوئی اس لئے کہ یہ پہلا موقع تھا کہ یوناف اسے بغیر بتائے کہیں چلا گیا تھا۔ اپنا لباس درست کر کے وہ جلدی جلدی کمرے سے نکلی پہلے اس نے یوناف کو سرائے کے مطبخ اور دوسرے حصوں میں دیکھا لیکن وہ وہاں نہیں تھا۔ انتہائی پریشانی کے عالم میں وہ سرائے میں ادھر ادھر گھومتی رہی لیکن یوناف اسے کہیں بھی دکھائی نہ دیا تھوڑی ہی دیر بعد سرائے کے صدر دروازے سے یوناف اندر داخل ہوا۔ بیوسا بھاگ کر اس کے پاس گئی اور گلوں اور شکووں سے بھرپور آواز میں اس نے پوچھا۔

آپ صبح ہی صبح مجھے بتائے بغیر کہاں چلے گئے تھے میں کافی دیر سے آپ کو سرائے کے مختلف حصوں میں دیکھ رہی ہوں۔ آپ کو اگر کہیں جانا تھا تو مجھے جگا دیا ہوتا میں آپ کے ساتھ جاتی اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ تم گہری اور معصومیت کی نیند سوئی ہوئی تھیں میرا دل نہ چاہا کہ تمہیں بیدار کروں لہٰذا میں ایک مہم پر اکیلا ہی چلا گیا۔ یوناف کے ان الفاظ پر بیوسا نے چونک کر اس سے پوچھا۔ آپ کسی مہم پر چلے گئے تھے۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا یہ مہم ابلیکا کی رہنمائی میں تھی اور اس مہم کا مقصد وہ جگہ تلاش کرنا ہے جہاں ہم صادو اور یارص کو باری باری رکھ کر انہیں اذیت میں مبتلا کر سکیں۔ اس

پر بیوسا نے بڑے شوق سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ایسی جگہ پھر آپ نے کہاں دیکھی۔ اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔
دیکھو بیوسا اسکندریہ شہر کے دس میل شمال میں سمندر کے کنارے ماہی گیروں کی ایک بستی ہے۔ بستی کیا ہے یوں سمجھو چند جھونپڑوں پر مشتمل یہ آبادی ہے۔ اس آبادی کے ایک کنارے میں بھی ایک جھونپڑا خرید آیا ہوں۔ اس جھونپڑے کی یہ صفت ہے کہ اس کے قریب کئی بڑے بڑے درخت ہیں جن کے ساتھ زنجیریں باندھ کر ہم بارص اور صادو کو بڑی آسانی کے ساتھ جکڑ سکتے ہیں۔ اس پر بیوسا نے اپنے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا وہ جگہ یقیناً" بارص اور صادو کو سزا دینے کے لئے بڑی مناسب ہو گی۔ ایک تو وہ شہر سے کافی دور ہے اور دوسرے ماہی گیروں کی ایک بستی کے کنارے پر ہے جہاں ہم صادو اور بارص کو رکھ کر انہیں ایسی اذیت میں مبتلا کریں گے جیسی وہ آپ کو اذیت دیتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد بیوسا جب خاموش ہوئی تو یوناف پھر بولا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو بیوسا میرے خیال میں پہلے دونوں مل کر کھانا کھاتے ہیں۔ کھانا کھانے کے بعد بازار جاتے ہیں۔ اسکندریہ کے بازار سے ہمیں اپنی خواہش کے مطابق لوہے کی زنجیریں مل جائیں گی اس لئے کہ اسکندریہ ایک بندرگاہ ہے اور جہازوں کے باندھنے کے لئے جو زنجیریں استعمال ہوتی ہیں وہ اسکندریہ کے بازار میں مل جاتی ہیں ایسی ہی زنجیریں لیکر ہم ماہی گیروں کی بستی کی طرف کوچ کریں گے اور جونہی ابلیکا ہمیں اطلاع دے گی۔ صادو پر ہم وارد ہوں گے اسے ہم وہاں لائیں گے اور زنجیروں میں اسے جکڑ کر اس کی پیٹھ داغنے کا عمل شروع کر دیں گے۔ بیوسا نے یوناف کی اس تجویز پر اطمینان کا اظہار کیا۔ پہلے دونوں سرائے کے مطبخ میں گئے وہاں انہوں نے کھانا کھایا پھر سرائے کے مالک سے بات کر کے انہوں نے اچھی قیمت پر دو گھوڑے خریدے اور ان پر سوار ہو کر وہ اسکندریہ کے بازار کی طرف چلے گئے تھے۔

اسکندریہ کے بازار سے یوناف اور بیوسا نے لوہے کی کئی موٹی موٹی زنجیریں خریدیں اور انہیں بانٹ کر دونوں گھوڑوں پر لاد دیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے کھانے پینے کی اشیاء اور وہاں رہنے کے لئے ضروریات کا دیگر سامان بھی خریدا اس کے بعد وہ اسکندریہ شہر سے نکل کر دس میل شمال میں ماہی گیروں کی بستی کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔
ماہی گیروں کی بستی کے ایک طرف ایک جھونپڑے کے سامنے یوناف نے اپنے گھوڑے کو روک لیا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے بیوسا بھی اپنے گھوڑے کو روک چکی تھی۔ اس

جھونپڑے کے سامنے گھوڑے باندھنے کے لئے ایک چھپرکھٹ بھی بنا ہوا تھا جس کے نیچے دونوں میاں بیوی نے اپنے گھوڑوں کو باندھ دیا۔ پھر وہ اس جھونپڑے میں داخل ہوئے۔ بیوسا نے دیکھا جھونپڑا کافی بڑا اور دو کمروں پر مشتمل تھا۔ جس کمرے میں وہ دونوں میاں بیوی داخل ہوئے تھے۔ بیوسا نے جائزہ لیا اس کا فرش پکا تھا۔ فرش پر خوبصورت قالین بچھا دیا گیا تھا اور قالین کے اوپر موٹے دبیز گدے اور ان پر چاندنی بچھا کر کمرے کی خوبصورتی میں خوب اضافہ کر دیا گیا تھا۔ چاندنی کے اوپر عام اور گاؤ تکیے بڑی ترتیب اور سلیقے کے ساتھ رکھے گئے تھے۔ جھونپڑے کا جائزہ لیتے ہوئے بیوسا خوشی اور اطمینان میں کہنے لگی یہ جھونپڑا باہر سے تو واقعی جھونپڑا ہے لیکن اندر سے یہ کسی محل سے کم نہیں۔ بیوسا کے ان الفاظ کے جواب میں یوناف مسکراتے ہوئے کہتے لگا۔ یہ جھونپڑا ہم دونوں میاں بیوی کے آرام کے لئے خوب رہے گا۔ آؤ میں اب تمہیں دوسرا کمرہ بھی دکھاتا ہوں بیوسا کو لیکر یوناف دوسرے کمرے میں داخل ہوا۔ دوسرا کمرہ بھی پہلے کمرے کی طرح صاف ستھرا تھا۔ اس کمرے کی پشت کی طرف بھی ایک دروازہ تھا وہ دروازہ کھول کر بیوسا نے دیکھا اس سمت طہارت خانہ کے علاوہ مطبخ بھی تھا۔ پشتی دروازے سے نکلتے ہوئے بیوسا نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ ان کے جھونپڑے سے سمندر چند قدم کے فاصلہ پر تھا اور سمندر کی لہریں کنارے کی چٹانوں سے جب ٹکراتی ہیں تو جھونپڑے تک شور کی خوب آوازیں آتی تھیں۔

سارا جھونپڑا دکھانے کے بعد یوناف جھونپڑے سے باہر آیا بیوسا بھی اس کے ہمراہ تھی پھر یوناف نے بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ سنو بیوسا یہ جھونپڑا تمہیں کیسا لگا۔ جواب میں بیوسا اپنے لبوں پر انتہائی دلکش مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے اپنی آواز کی پوری شیرینی میں کہنے لگی۔ یہ جھونپڑا تو بہت بڑی چیز ہے آپ اس سے کم تر جھونپڑے میں بھی مجھے رکھیں تو وہ بھی میرے لئے رومن شہنشاہوں کے محل سے کہیں اچھا اور پرکشش ہو گا بیوسا کا جواب سن کر یوناف خوش ہو گیا تھا پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا آؤ اپنے گھوڑوں کی زینوں سے ضرورت کا سامان اٹھا کر کمرے میں رکھیں۔ دونوں میاں بیوی حرکت میں آئے۔ کھانے پینے اور دیگر ضروریات کا سامان جو وہ لیکر آئے تھے وہ انہوں نے اپنے جھونپڑے کے اندر رکھا۔ گھوڑوں پر جو زنجیریں لاد کر وہ اپنے ساتھ لائے تھے وہ زنجیریں دونوں میاں بیوی نے مل کر جھونپڑے کے بالکل سامنے دو قریبی درختوں کے ساتھ باندھ دی تھیں پھر دونوں میاں بیوی اپنے جھونپڑے میں داخل ہو کر آرام کرنے لگے تھے۔

○

اٹلی میں آگسٹس کے بعد گو اس کا پوتا ٹی بیرس قیصر روم بنا تھا لیکن اسے وہ عزت اور وہ عظمت حاصل نہ ہوئی تھی جو اس کے دادا آگسٹس کو حاصل تھی۔ ٹی بیرس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ وہ رومنوں کے حکمران اور قیصر کی حیثیت سے وہی مقام حاصل کرے جو اس سے پہلے اس کے دادا آگسٹس کو حاصل تھا لیکن وہ ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہوا۔ قدیم مورخین اور پرانے داستانیں لکھنے والے کہتے ہیں کہ آگسٹس کے بعد قیصر کی حیثیت سے رومنوں کو جو چار حکمران نصیب ہوئے ان میں بالترتیب پہلا ظالم دوسرا مجنون تیسرا احمق اور چوتھا ایک عفریت نما حکمران تھا۔ ٹی بیرس 56 سال کی عمر میں قیصر روم بنا تھا اور لگا تار 22 سال تک یہ رومنوں پر حکومت کرتا رہا۔ آگسٹس جب زندہ تھا تو اس ٹی بیرس کی ذات بالکل بے داغ خیال کی جاتی تھی۔ اس لئے کہ اپنی حکمرانی کے پہلے آٹھ سال یہ ایک اچھا حکمران ثابت ہوا لیکن اس کے بعد جب اس کا جواں سال بیٹا ڈروسس مر گیا تو اس کے اندر تبدیلی پیدا ہوئی اور یہ گناہ اور بدی کی طرف مائل ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اٹلی میں اس کی مقبولیت میں بڑی تیزی سے کمی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ کچھ لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ ٹی بیرس چونکہ انتہا درجے کا مغرور، گوشہ گیر اور خاموش طبع کا انسان تھا لہٰذا لوگ اس سے بڑی تیزی کے ساتھ متنفر ہونے لگے تھے۔

اسی دوران ٹی بیرس کی ایک بدبختی یہ ہوئی کہ فوج کے ایک حصے کے اندر بغاوت رونما ہو گئی باغی فوجیوں کے مطالبات یہ تھے کہ ان کی ماہانہ تنخواہ اس قدر نہیں کہ جس میں وہ باسانی گزارہ کر سکیں اس کے ساتھ ان کا یہ بھی مطالبہ تھا کہ جب وہ اپنی ملازمت کی مدت پوری کر چکیں تو بڑھاپے میں انہیں اس قدر معاوضہ ملنا چاہیے جس سے وہ زندگی کی گاڑی کو باسانی کھینچ سکیں۔

ٹی بیرس نے گفتگو کے ذریعے ان باغی لشکریوں کو مطمئن کرنا چاہا لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی اسی دوران ٹی بیرس کا بیٹا ڈروسس حرکت میں آیا اس نے بظاہر باغیوں کا تو قلع قمع کر دیا لیکن اندر ہی اندر زیر زمین ٹی بیرس کے خلاف کھچڑی پکنے لگی تھی۔ کچھ لوگ ٹی بیرس کے سپہ سالار **جرمانیکس** سے یہ مطالبہ کرنے لگے تھے کہ وہ بادشاہ کو قتل کر کے خود قیصر روم بن جائے اور یہ کہ اگر وہ ٹی بیرس کو قتل نہیں کرنا چاہتا تو اسے حکمرانی سے ہٹا کر کہیں نظر بند کر دے اور خود قیصر روم بن کر اٹلی پر حکومت کرے۔

لیکن **جرمانیکس** نے باغیوں کے ان مطالبات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

حقیقت میں **جرمانیکس** ٹی بیرس کے لئے انتہا درجے کا پرخلوص اور خیر اندیش تھا اور پھر اس کی قیصر روم کے ساتھ رشتے داری بھی تھی۔ اس لئے کہ **جرمانیکس** کی بہن ٹی بیرس کے بیٹے ڈروسس کی بیوی تھی۔ **جرمانیکس** نے جب دیکھا کہ باغی فوجی اندر ہی اندر اپنی کارروائیاں کرنے لگے ہوئے ہیں تو اسے خدشہ ہوا کہ ایک نہ ایک روز یہ لوگ بارود کی طرح پھٹیں گے اور ہر چیز کو سیلاب کی طرح اپنے ساتھ بہا کر لے جائیں گے لہٰذا وہ وقت آنے سے پہلے ہی باغی رجحان رکھنے والے ان فوجیوں کو کسی نہ کسی طرح مطمئن کرنا چاہیے یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے **جرمانیکس** نے ٹی بیرس سے گفتگو کی اور اسے یہ تجویز پیش کی کہ فوج کے جس حصے نے بغاوت کی ہے اسے لیکر جرمنی پر حملہ آور ہو جانا چاہیے تاکہ باغی رجحان رکھنے والے فوجیوں کو جنگ کے دوران جرمنی میں لوٹ کھسوٹ کرنے کا موقع مل جائے اور اگر وہ ایسا کر لیں گے تو اپنے مطالبات سے دستبردار ہو جائیں گے تو باغی رجحانات بھی ترک کر دیں گے۔

ٹی بیرس کو **جرمانیکس** کی یہ تجویز بے حد پسند آئی لہٰذا اس نے اجازت دیدی کہ وہ باغی لشکر کو لے کر جرمنی پر حملہ آور ہو جائے ٹی بیرس کی طرف سے یہ اجازت ملتے ہی **جرمانیکس** حرکت میں آیا لشکر کے جن حصوں نے بغاوت کا اظہار کیا تھا انہیں اس نے علیحدہ کیا اور بڑی تیزی کے ساتھ وہ اس لشکر کو لے کر جرمنی کی طرف بڑھا تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ جرمنی میں داخل ہو کر **جرمانیکس** نے دریائے رائن کے دونوں کناروں کے ساتھ ساتھ دور تک یلغار کی اس یلغار اور حملے کے دوران اس کے لشکریوں نے جرمنی کے ان علاقوں کی خوب لوٹ کھسوٹ کی اور کسی قدر وہ مطمئن ہو گئے تھے اس لئے کہ ان فتوحات کے دوران انہوں نے اپنے لئے بیشمار دولت جمع کر لی تھی۔ ابھی یہ فتوحات کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ ٹی بیرس نے **جرمانیکس** کو واپس طلب کر لیا اسے خدشہ تھا کہ اگر جرمنی میں دور تک ان کا لشکر پھیل گیا تو پھر مسائل اٹھ کھڑے ہوں گے اس لئے کہ اس کے دادا آگسٹس کا کہنا تھا کہ جس قدر رومن سلطنت وسعت اختیار کرے گی اس قدر ہی حکمرانوں کے لئے مسائل کھڑے ہوں گے۔

ٹی بیرس کا **جرمانیکس** کو واپس بلانا بھی باغی لشکریوں کی اشتعال طبع کا باعث بن گیا وہ آپس میں صلاح و مشورہ کرنے کے بعد یہ کہنے لگے کہ ٹی بیرس کو چاہیے تھا کہ وہ انتظار کرتا یہاں تک کہ رومن پورا جرمنی فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیتے ان باغی لشکریوں کا کہنا تھا کہ ٹی بیرس نے **جرمانیکس** کو اس وجہ سے واپس بلا لیا ہے کہ وہ **جرمانیکس** کی فتوحات سے حسد اور رشک کرنے لگا ہے اور یہ نہیں چاہتا کہ وہ فتوحات

حاصل کر کے جرمانیکس اس سے زیادہ عزت اور شہرت حاصل کر لے لہٰذا ٹی بیرس کے اس اقدام سے وہ باغی لشکری پہلے سے بھی زیادہ مشتعل اور خونخوار ہو کر ٹی بیرس کے خلاف اپنی نفرت کا اظہار کرنے لگے تھے۔

جرمانیکس نے جرمنی سے نکلنے سے پہلے دانشمندی کا ایک یہ کام کیا کہ اس نے ایک لشکر جرمنی ہی میں چھوڑا یہ لشکر ان سپاہیوں پر مشتمل تھا جو سب سے زیادہ باغیانہ رجحان رکھتے تھے اس لشکر کا کماندار جرمانیکس نے اپنے ایک نائب سپہ سالار لیگتس کو بنایا تھا۔ زیریں اور بالائی جرمنی میں دریائے رائن کے کنارے دو بڑی بڑی چھاؤنیاں قائم کی گئی تھیں ایک مینز کے مقام پر اور دوسری ایکسٹن کے مقام پر واقع تھیں ان دونوں چھاؤنیوں میں جو لشکر رکھا گیا تھا اس کا مرکزی دفتر مینز میں رکھا گیا تھا اور ان چھاؤنیوں کا سپہ سالار لیگتس اسی مرکز میں رہنے لگا تھا یہ انتظامات مکمل کرنے کے بعد جرمانیکس واپس روم چلا گیا تھا۔

جرمنی میں فتوحات حاصل کرنے کے بعد جرمانیکس کی عزت اور شہرت میں اضافہ ہوا تھا۔ اٹلی کے لوگ اسے اپنا ہیرو اور اپنی قوم کا مہربان اور مربی خیال کرنے لگے تھے۔ کہتے ہیں کہ اٹلی میں جب جرمانیکس نے اس قدر ہر دل عزیزی حاصل کر لی تو قیصر روم ٹی بیرس فکر مند ہوا کہ کہیں لوگ اس کی جگہ جرمانیکس کو اپنا حکمران بنانے پر آمادہ نہ ہو جائیں لہٰذا ٹی بیرس نے جرمانیکس کو مشرق کی طرف روانہ کر دیا تاکہ مشرق میں آرمینیا کے باعث جو مختلف مواقع پر رومنوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا جرمانیکس ان مشکل حالات میں قابو پا کر وہاں رومنوں کی عزت اور ان کا وقار بحال کرے۔ ٹی بیرس کا یہ حکم پاتے ہی جرمانیکس اپنی بیوی ایگریپنا کے ساتھ مشرق کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

گو جرمانیکس قیصر روم ٹی بیرس کا بھتیجا بھی تھا پھر بھی ٹی بیرس اس سے خوفزدہ تھا کہ کہیں وہ اس کی حکومت کا تختہ ہی نہ الٹ دے لہٰذا جرمانیکس کو مشرق کی طرف روانہ کرنے کے بعد ٹی بیرس ایک طرح سے مطمئن اور پرسکون ہو گیا تھا۔ جرمانیکس کو مشرق کی طرف روانہ کرنے کے ساتھ ساتھ ٹی بیرس نے ایک اور کام بھی کیا اور وہ یہ کہ اس نے ایک انتہائی دلیر شجاع شخص کہ نام جس کا پائیسو تھا اسے شام کا حکمران بنا کر روانہ کر دیا اور اس کی روانگی جرمانیکس کی روانگی سے پہلے ہی عمل میں لائی گئی تھی لہٰذا جس وقت جرمانیکس مشرق میں پہنچا اس وقت تک پائیسو شام اور اس کے گرد و نواح کا اقتدار اپنے قبضے میں لے چکا تھا۔ کہتے ہیں کہ ٹی بیرس نے خفیہ طور پر پائیسو کو یہ ہدایات جاری کر دی تھیں کہ وہ جرمانیکس کا کسی نہ کسی طرح خاتمہ کر دے اور اسے مشرق سے

مغرب کی طرف واپس آنے کا موقع فراہم نہ کرے۔

یہ سارے امور قیصر روم ٹی بیرس اور اس کی بیوی لیویا نے بڑی دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے طے کیے تھے۔ جرمانیکس کی بیوی ایگریپنا اور پائیسو کی بیوی پلینسینا آپس میں ایک دوسرے کی بدترین دشمن تھیں جبکہ پلینسینا ٹی بیرس کی بیوی لیویا کی ایک قابل اعتماد اور انتہائی راز دار سہیلی بھی تھی گویا جرمانیکس اور اس کی بیوی ایگریپنا کے مقابلے میں پائیسو اور اس کی بیوی پلینسینا کو ٹی بیرس اور اس کی بیوی لیویا کی پوری پوری ہمدردیاں حاصل تھیں۔

مشرق میں پہنچ کر جرمانیکس نے سارے امور اپنے ہاتھ میں لینے کی جدوجہد شروع کر دی اس نے پائیسو کو بھی اپنا ماتحت بنا کر رکھنے کا حکم جاری کر دیا تھا لیکن جرمانیکس کی بدقسمتی کہ اسی دوران وہ بیمار پڑ گیا کہتے ہیں کہ اسی بیماری ہی کی حالت میں پائیسو اور اس کی بیوی پلینسینا نے اسے زہر دے کر اس کا خاتمہ کر دیا اس طرح جرمانیکس جو ٹی بیرس کا بھتیجا اور اس کے بیٹے ڈروسس کا سالا بھی تھا بڑی آسانی سے اس کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔

جرمانیکس کو چونکہ اٹلی والے اپنا قومی ہیرو خیال کرتے تھے اور اس نے جو فتوحات جرمنی میں حاصل کی تھیں اس کی وجہ سے اٹلی میں اس کا ایک منفرد مقام تھا لہٰذا جب جرمانیکس کی ہلاکت کی خبر اٹلی پہنچی تو لوگوں نے پائیسو اور پلینسینا پر جرمانیکس کی موت کے سلسلے میں مقدمہ چلانے کا فیصلہ کر لیا۔ پائیسو اور پلینسینا کو سزا دینے کے لئے لوگوں کا جوش و خروش اور زیادہ بڑھ گیا تھا۔ لوگوں کے اسی جوش و خروش کو دیکھتے ہوئے قیصر روم ٹی بیرس نے پائیسو اور پلینسینا کو روم طلب کر لیا دونوں پر مقدمہ چلایا گیا۔ پائیسو اسی مقدمے کی کارروائی کے دوران ہی خودکشی کر کے چل بسا جبکہ اس کی بیوی پلینسینا کو قیصر روم ٹی بیرس کی بیوی لیویا نے بچا لیا تھا اس لئے کہ پلینسینا لیویا کی بہترین اور ہر دلعزیز دوستوں میں سے تھی اس طرح جہاں رومنوں کے بہترین جرنیل جرمانیکس کا خاتمہ کیا گیا وہاں اس کا قاتل پائیسو بھی اپنے انجام کو پہنچ گیا تھا۔

جرمانیکس کی موت کے بعد رومن سلطنت کے لئے یکے بعد دیگرے دو بڑے بڑے حادثے نمودار ہوئے۔ پہلا حادثہ براعظم افریقہ میں تھا جہاں تکفرنلس نام کے ایک سردار نے سارے بربروں کو اپنے ساتھ ملا لیا پھر اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اسی لشکر کے بل بوتے پر اس نے رومنوں کے خلاف بغاوت کھڑی کر دی تھی۔ قیصر روم ٹی بیرس نے یکے بعد دیگرے کئی لشکر تکفرنلس کی سرکوبی کے لئے روانہ کئے لیکن ہر بار تکفرنلس

نے رومن لشکروں کو بدترین شکست دی اس طرح وہ دن بدن افریقہ میں اپنی پوزیشن کو مستحکم کرتا چلا گیا تھا۔ رومنوں کو سترہ عیسوی سے لیکر چوبیس عیسوی تک اس ٹکفرنا کے ساتھ افریقہ کے ریگستانوں میں جنگوں میں الجھے رہنا پڑا اور بڑی مشکل سے وہ بربروں کو بیشمار مراعات دینے کے بعد بغاوت کو دبانے میں کامیاب ہو سکے تھے۔

اسی دوران یعنی اکیس عیسویں میں وحشی گال قبائل نے بھی رومنوں کے خلاف ایک بہت بڑی بغاوت کھڑی کی تھی۔ گالوں کے دو سردار فلورس اور سیکرور اس بغاوت کے سرکردہ تھے اور ان دونوں گال سرداروں نے اپنی زندگی کا ایک بڑا عرصہ روم شہر میں گزارا تھا اور یہ رومنوں کے طریقہ جنگ سے خوب آگاہ تھے۔ ان گال سرداروں کی بغاوت کے خلاف بھی پے در پے کئی لشکروں کو بھیج کر بغاوت کو فرو کرنا پڑا اور اس بغاوت کے سلسلے میں باغی گال قبائیلوں کے ہاتھوں بے شمار رومنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔ تاہم رومن کسی نہ کسی طرح اس بغاوت کو بھی دبانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

اس کے علاوہ قیصرروم ٹی بیرس کے لئے ایک الجھن خود روم یعنی اٹلی کے اندر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ اٹلی کے لوگ پہلے ہی ٹی بیرس کی حماقتوں اور اس کے ظلم سے نالاں تھے۔ جرمانیکس کی موت نے انہیں اور برانگیختہ کر دیا تھا جس کے نتیجے میں اٹلی کے مختلف شہروں میں جگہ جگہ قیصرروم ٹی بیرس کے خلاف عدم اطمینان اور ایک طرح سے باغی تحریکیں سر اٹھانے لگی تھیں تاہم اپنے لشکر کی مدد سے کسی نہ کسی طرح ٹی بیرس ان بغاوتوں کو دبائے چلا جا رہا تھا۔

قیصرروم ٹی بیرس کے لئے چوتھا بڑا حادثہ اس کے اکلوتے اور ہردلعزیز بیٹے ڈروسس کی موت تھی اس ڈروسس کا ایک ہی بیٹا تھا اور ڈروسس خود ابھی جوان تھا کہتے ہیں کہ جرمانیکس جو قیصرروم ٹی بیرس کا بھتیجا تھا اس کی بہن لیولا ٹی بیرس کے بیٹے ڈروسس کی بیوی تھی قدیم تاریخوں اور روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جرمانیکس کی بہن لیولا ایک نوجوان سیانوس سے محبت کرتی تھی اور دل کی گہرائیوں سے اسے پسند کرتی تھی لیولا کو جب پتہ چلا کہ اس کے بھائی جرمانیکس کے قتل میں قیصرروم ٹی بیرس بھی شامل ہے تو اس نے اس سلسلے میں اپنے محبوب سیانوس سے بات کی سیانوس نے اسے مشورہ دیا کہ جس طرح ٹی بیرس نے تمہارے بھائی جرمانیکس کا خاتمہ کیا ہے اس طرح تم بھی قیصرروم ٹی بیرس کو سزا دو اور سیانوس نے لیولا کو یہ مشورہ دیا کہ اگر وہ اپنے خاوند اور ٹی بیرس کے بیٹے ڈروسس کو زہر دے کر ہلاک کر دے اس طرح وہ اپنے مرنے والے بھائی کا انتقام لے سکتی ہے۔ لیولا سیانوس کی ان باتوں میں آ گئی اور ایک روز اس نے اپنے شوہر اور قیصرروم

ٹی بیرس کے اکلوتے بیٹے ڈروسس کو زہر دے کر ہلاک کر دیا تھا۔

سیانوس انتہائی عیار انتہائی تیز طرار انسان تھا اندر ہی اندر یہ رومن تخت و تاج پر قبضہ کرنے کے لئے تدبیریں مرتب کرنے لگا تھا ایک طرف اس نے اپنی محبوبہ لیولا کو حرکت میں لاتے ہوئے ٹی بیرس کے بیٹے ڈروسس کو ہلاک کر دیا تھا جبکہ دوسری طرف وہ مختلف حربے اور مختلف جتن اختیار کرتے ہوئے قیصرروم ٹی بیرس کی ہمدردی اور اس کی حمایت حاصل کرتا چلا گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس نے اس قدر لگن دلچسپی اور خلوص کے ساتھ ٹی بیرس کے لئے کام کرنا شروع کیا کہ ٹی بیرس اس پر اندھا اعتماد کرنے لگا تھا۔ ٹی بیرس کے سامنے اب اس کا ایک ہی پوتا یعنی ڈروسس کا بیٹا تھا جسے وہ اپنے بعد قیصرروم بنانے کی تجویز پیش کر سکتا تھا اس کے علاوہ اس کے بھتیجے جرمانیکس کے دو بیٹے تھے ان پر بھی ٹی بیرس پوری توجہ دینے لگا تھا۔ رومن تاج و تخت حاصل کرنے کے لئے سیانوس کے راستے میں یہ سب رکاوٹیں تھیں جنہیں وہ ہٹا دینا چاہتا تھا سب سے پہلے ٹی بیرس نے عجیب سا انداز اختیار کرتے ہوئے جرمانیکس کی بیوی اگریپنا اور اس کے ایک بیٹے کا خاتمہ کر دیا ایسا ہونے پر روم کے اندر ایک ہلچل مچ گئی تھی۔ اٹلی میں جگہ جگہ شور شرابے ہوئے بلوے اور بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ یہ سب سیانوس سوچی سمجھی اسکیم کے تحت کر رہا تھا۔ جب اس طرح کے حالات رونما ہوئے تو اس سیانوس نے بڑے پر خلوص سے انداز میں قیصرروم ٹی بیرس کو مشورہ دیا کہ وہ کیپری کے ساحل پر جا کر پرسکون زندگی بسر کرتا رہے اس نے ٹی بیرس کو یہ بھی ڈرایا دھمکایا کہ اگر وہ روم ہی میں رہا تو بلوائی اور باغی کسی نہ کسی طرح اس کا خاتمہ کر دیں گے اس نے ٹی بیرس کو سمجھایا کہ وہ کیپری کے ساحل پر جا کر پرسکون زندگی بسر کرے اور اس کی غیر موجودگی میں وہ اٹلی کے بدترین حالات کو سنوارنے کی کوشش کرے گا اور جب حالات معمول پر آئیں گے تو وہ ٹی بیرس کو واپس بلا لے گا تاکہ وہ پھر پہلے کی طرح پرسکون انداز میں تاج و تخت کو اپنے قبضے میں رکھ سکے ٹی بیرس سیانوس کی ان باتوں میں آ گیا لہٰذا وہ اپنی بیوی کے ساتھ کیپری کے ساحل پر چلا گیا تھا لیکن ٹی بیرس کی بدقسمتی سے اس ساحل پر چند ہی ماہ گزارنے کے بعد ٹی بیرس کی بیوی لیویا چل بسی۔

خود مختاروں کے اس دور میں اس سیانوس نے بہت کام دکھایا۔ اسی دور میں اس سیانوس نے ٹی بیرس کے اکلوتے بیٹے ڈروسس کے فرزند کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا تھا تاہم ٹی بیرس کے بھتیجے جرمانیکس کا ایک بیٹا نام جس کا گیوس تھا کسی نہ کسی طرح اس سیانوس کی گرفت سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا اور وہ اپنی جان بچانے کے لئے روپوشی

کی زندگی بسر کرنے لگا تھا اسی دوران ٹی بیرس کے بڑے بھائی کی بیوہ اور اس کے دوسرے ہمدردوں نے پے در پے قاصد بھجوا کر سیانوس کے مظالم سے اسے آگاہ کیا۔ ٹی بیرس کو یہ بھی بتایا گیا کہ سیانوس اندر ہی اندر سازش کر کے روم کا تاج و تخت حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ٹی بیرس کو کیپری کے ساحل پر جب سیانوس کے ان ارادوں کی خبر ہوئی تو اس نے خفیہ طور پر اپنا ایک قاصد روم شہر بھجوایا جس نے سینیٹ کے ممبران سے بات کی اور انہیں سیانوس کے ارادوں سے آگاہ کیا۔ سیانوس کے ارادوں سے آگاہی حاصل کرنے کے بعد سینیٹ کا اجلاس اپالو کے مندر میں منعقد ہوا جس میں سیانوس پر الزامات لگائے گئے جو صحیح ثابت ہوئے جس کے جواب میں سینیٹ کے حکم پر سیانوس کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔ سیانوس کی موت کے بعد ٹی بیرس کو کیپری کے ساحل سے واپس روم شہر لایا گیا لیکن اس کے بعد وہ تھوڑا ہی عرصہ حکومت کر سکا تھا اور اس کی موت کے بعد اس کے بھتیجے اور جرمانیکس کے بیٹے گیوس کو رومنوں کا قیصر اور شہنشاہ مقرر کر دیا گیا تھا۔

○

ایک روز جب کہ یوناف اور بیوسا اسکندریہ شہر کے نواح میں ماہی گیروں کی بستی کے اندر اپنے جھونپڑے میں بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے اس وقت سورج غروب ہونے کے قریب تھا کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ اس لمس پر یوناف جب چونکا تو بیوسا بھی متوجہ اور ہمہ تن گوش ہو گئی تھی اس کے بعد اپنا شیریں اور ریشمی لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگی۔

سنو یوناف میرے حبیب! صادو سے انتقام لینے کا وقت آ گیا ہے ان دنوں بارس' صادو' یوشا' عارب اور نبیطہ نے دمشق شہر میں قیام کر رکھا ہے۔ عزازیل بھی ان دنوں ان کے ساتھ قیام کئے ہوئے ہے اور وہ دمشق کے علاوہ اس کے نواحی اور قریبی شہروں کے اندر شرک کی تشہیر کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ سنو یوناف یہ جو صادو ہے یہ دمشق شہر میں اہل استوان کے خاندان کی ایک لڑکی کو پسند کرنے لگا ہے یہ اس خاندان کے گھر میں شام کے بعد ہر روز اس لڑکی کی خاطر جاتا ہے اور اکیلا ہی وہاں آتا ہے اگر تم چاہو تو صادو پر گرفت کر کے اسے باسانی یہاں لا کر اپنے عذاب میں دو چار کر سکتے ہو۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف بولا اور ابلیکا کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

دیکھ ابلیکا جہاں تک دمشق شہر کا تعلق ہے یہ شہر میرا خوب دیکھا بھالا ہے پر یہ جو تو

نے اہل استوان کا ذکر کیا ہے یہ لفظ اور جملہ کم از کم میرے لئے اجنبی اور ناآشنا ہے یہ تو کہو کہ یہ استوان کون ہیں اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی دیکھ یوناف میرے حبیب یہ اہل استوان قدیم فلسفیوں کا ایک فرقہ ہے یہ لوگ شروع میں زیادہ تر بعلبک شہر میں آباد تھے پھر آہستہ آہستہ ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور اب یہ لوگ بعلبک کے علاوہ کافی تعداد میں دمشق شہر میں بھی آباد ہو چکے ہیں۔ شروع میں یہ لوگ بت پرستی سے اجتناب کرتے تھے لیکن اب یہ ارض شام کے دوسرے لوگوں کی طرح بعل دیوتا اور عشروت دیوی کی پوجا پاٹ بھی کرنے لگے ہیں ان اہل استوان ہی کے ایک خاندان میں صادو کا ایک خوبصورت لڑکی کی خاطر آنا جانا ہے بس اسی آنے جانے سے تم فائدہ اٹھاؤ اور صادو کو بے بس کر کے اور اسے پکڑ کے یہاں لے آؤ۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ تم دونوں میاں بیوی ابھی سے تیار ہو جاؤ میں تم دونوں کی رہنمائی کرتی ہوں اور تمہیں دمشق شہر میں اس گھر تک لیجاؤں گی جہاں صادو کا آنا جانا ہے۔ اس پر یوناف بے پناہ خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا سنو ابلیکا میری ہمنوا میری ہمراہ اگر یہ بات ہے تو ابھی اور اسی وقت کوچ ہو گا اس کے ساتھ ہی یوناف اور بیوسا نے معنی خیز انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور اپنے جھونپڑے سے وہ دمشق شہر کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

سورج غروب ہونے سے پہلے ہی پہلے یوناف اور بیوسا دمشق کے نواح میں جبل قاسیون کے اوپر نمودار ہوئے۔ یہاں پھر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہنے لگی۔ دیکھ یوناف یہ صادو اہل استوان کی لڑکی کی خاطر اس وقت اس کے گھر آتا ہے جب شام خوب رات میں ڈھل جاتی ہے میرا مشورہ ہے کہ تم جبل قاسیون سے اتر کر نیچے وادیوں میں جاؤ یہاں کئی سرائیں ہیں سرائے میں تم دونوں میاں بیوی قیام کرو کھانا کھاؤ تازہ دم ہو اتنی دیر تک وقت گزر جائے گا اس کے بعد جس وقت صادو اس لڑکی سے ملنے کے لئے روانہ ہو گا میں تمہیں اطلاع کر دوں گی تم دونوں میاں بیوی اس پر وارد ہونا اور اسے اٹھا کر اسکندریہ کے ساحل کی طرف لیجانا۔

یوناف نے ابلیکا کی اس تجویز سے مکمل طور پر اتفاق کیا دونوں میاں بیوی ایک بار پھر اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور جبل قاسیون سے اتر کر وہ ان وسیع وادیوں میں داخل ہوئے جنہیں غوطہ کہہ کر پکارا جاتا تھا اور جس کے اندر قیام کرنے کے لئے بہت سی سرائیں تھیں۔

تھوڑی ہی دیر بعد یوناف اور بیوسا ایک سرائے میں داخل ہوئے وہ سرائے کا صحن

عبور کر کے تھوڑا سا ہی آگے گئے ہوں گے کہ ڈھلی ہوئی عمر کا ایک شخص ان دونوں میاں بیوی کے قریب آیا اور بڑے با ادب انداز میں وہ انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا میں اس سرائے کا مالک ہوں اور آپ دونوں کو اپنی اس سرائے میں خوش آمدید کہتا ہوں اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا اے مہربان تیری بڑی نوازش تیرا بڑا شکریہ کہ تو نے اس انداز میں ہم دونوں میاں بیوی کا استقبال کیا۔ دیکھو ہم دونوں میاں بیوی کھانا کھانا چاہتے ہیں۔ پھر دمشق شہر میں کسی سے ملنا چاہتے ہیں اس کے بعد ہم کوشش کریں گے کہ تمہاری سرائے میں قیام کریں۔ اس پر سرائے کا مالک ہاتھ کے اشارے سے ان دونوں میاں بیوی کو آگے بڑھنے کے لئے کہتا ہوا بولا۔ آپ تشریف لے چلیں میں آپ کے کھانے کا انتظام کرتا ہوں۔ جس جگہ سرائے کا مالک بیٹھا تھا اس کے قریب ہی یوناف اور بیوسا کو اس نے ایک خالی میز پر بیٹھنے کو کہا۔ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی چپ چاپ اس میز پر بیٹھ گئے اس کے بعد سرائے کے مالک نے انہیں کھانا پیش کیا اور دونوں میاں بیوی خاموشی سے کھانا کھانے لگے تھے چونکہ یوناف اور بیوسا کو ابلیکا کی طرف سے کسی اشارے کا انتظار کرنا تھا لہٰذا کھانا کھانے کے بعد وہ وہیں بیٹھ کر ابلیکا کی آمد کا انتظار کرنے لگے تھے۔ اس دوران سرائے کا مالک بھی اپنی جگہ سے اٹھا اور ان کے قریب آ کر بیٹھتے ہوئے وہ پوچھنے لگا۔

میرے عزیزو! اگر تم برا نہ مانو تو میں تم سے یہ جاننا چاہوں گا کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو۔ دمشق شہر میں تمہارا آنے کا کیا مقصد ہے اور تمہارا کس سرزمین سے تعلق ہے۔ اس پر یوناف نے تھوڑی دیر تک نرمی اور مسکراہٹ میں سرائے کے مالک کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا۔ دیکھ ہمارے مہربان میرا نام یوناف ہے اور میرے ساتھ میری بیوی بیوسا ہے تم یوں جانو کہ ہم دونوں کا تعلق مصر سے ہے۔ اس شہر میں آنے کی ہمارے پاس دو وجوہات ہیں ایک تو یہ قدیم اور پرانا شہر ہے اس کے متعلق ہم نے بہت کچھ سن رکھا تھا لہٰذا ہم دونوں میاں بیوی کو اسے دیکھنے کا اشتیاق ہوا لہٰذا ہم دمشق شہر کی طرف آئے۔ دوسری وجہ یہ کہ دمشق کے اہل استوان کے خاندانوں میں سے ایک خاندان ہم دونوں کے آباؤ اجداد کا جاننے والا ہے ہم ان سے بھی ملنا چاہتے ہیں۔ اے ہمارے مہربان قبل اس کے کہ ہم تمہاری سرائے سے اٹھ کر شہر کو دیکھنے کے لئے نکلیں کیا تم شہر سے متعلق ہمیں کچھ تفصیل نہ بتاؤ گے اس پر سرائے کا مالک بڑی فراخدلی اور بڑے تعاون کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا کیوں نہیں۔ سنو جو کچھ میں اس شہر سے متعلق جانتا ہوں وہ تمہیں ضرور بتاتا ہوں۔

سرائے کا مالک تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ بولا اور یوناف اور

بیوسا دونوں میاں بیوی کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

سنو میرے عزیزو! عام خیال یہ کیا جاتا ہے کہ دمشق شہر دنیا میں سب سے زیادہ قدیم شہر ہے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ دمشق شہر کی بنیاد سام بن نوح کے پوتے قانی کے بیٹے دمشق نے رکھی تھی۔ دوسری روایت یہ ہے کہ اس کی بنیاد نوحؑ ہی کے ایک رشتے دار بیوتاسف نے ڈالی تھی اور یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ دمشق کے آباد ہونے کے پانچ سال بعد اللہ کے نبی ابراہیمؑ پیدا ہوئے تھے۔ تیسرا قول یہ بھی مشہور ہے کہ دمشق کو آباد جیرون بن عار نے کیا تھا جو نوحؑ کے بیٹے سام کا پوتا تھا۔ اس شہر میں یہ بھی روایت ہے کہ اللہ کے نبی ہودؑ نے بھی اس شہر میں قیام کیا اور اس شہر میں انہوں نے ایک عبادت گاہ بھی بنائی تھی کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس شہر کو آباد ابراہیمؑ کے ایک غلام العاذر نے کیا تھا جبکہ ایک روایت یہ بھی مشہور ہے کہ دمشق فلسطین' ایلیا' حمص اور الاردن یہ پانچوں ارم بن سام بن نوح کے بیٹوں کے نام ہیں اور انہی کے ناموں سے یہ سارے شہر آباد کئے گئے تھے۔

یہاں تک کہنے کے بعد سرائے کا مالک تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ دوبارہ بولتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

سنو میرے عزیزو مہربان مہمانو! دمشق شہر کے عموماً" سات دروازے خیال کئے جاتے ہیں۔ پہلا باب جابیہ' جو ایک بستی کے نام سے ہے جو دمشق شہر کے باہر واقع ہے۔ دوسرا باب شرقی' تیسرا باب صغیر جو شہر پناہ کے جنوب مغربی گوشے میں ہے۔ چوتھا باب کبیر جسے عموماً" باب کیسان بھی کہہ کر پکارا جاتا ہے یہ شہر پناہ کے جنوب مشرقی گوشے میں کھلتا ہے۔ پانچواں باب الشرقی' چھٹا باب طوما اور ساتواں باب الفرادلیں ہے۔

میرے عزیزو! دمشق کے لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ حضرت آدمؑ اسی شہر کے نواح میں بیت انات میں قیام رکھتے تھے جب کہ ان کی بیوی حوا بیت لحیا میں سکونت رکھتی تھیں۔ ان کا بیٹا ہابیل اور اس کا ریوڑ مقرا نام کی بستی میں رہتے تھے جبکہ قابیل اپنے کھیتوں کی دیکھ بھال مقام قینہ میں رہ کر کیا کرتا تھا۔ یہ سب مواضع دمشق کے نواح میں آباد اور موجود ہیں۔

دمشق شہر کے ایک دروازے کے قریب ایک بہت بڑا پتھر رکھا ہوا ہے جس سے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ قابیل اور ہابیل اس پر چڑھاوے لا کر رکھا کرتے تھے اور جو نذر خدا کے ہاں مقبول ہوتی اسے ایک آگ آسمان سے ظاہر ہو کر جلا دیتی لیکن جو قبول نہ ہوتی وہ چیز یونہی پڑی رہ جاتی کہتے ہیں کہ ہابیل ایک مرتبہ اپنے ریوڑ کا موٹا دنبہ لایا اور اسے پتھر

پر رکھ دیا آگ ظاہر ہوئی اور اسے جلا دیا اس کے بعد قابیل آیا اور اپنی کھیتی کے گیہوں لا کر پتھر پر رکھ دیئے لیکن وہ قبول نہ ہوئے اور یونہی پڑے کے پڑے رہ گئے اسی پر قابیل کو بھائی سے حسد ہوا اور وہ اس کے پیچھے پیچھے ان پہاڑیوں تک آیا جو میدان دمشق کے گرد چھائی ہوئی ہیں اور آج کل جبل قاسیون کہلاتی ہیں وہ بھائی کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔
لیکن نہیں جانتا تھا کہ یہ کام کس طرح انجام دے تب عزازیل یعنی ابلیس اس کے سامنے آیا اور ایک پتھر اٹھا کر اپنے سر پر مارنے لگا اس کی اس حرکت سے قابیل نے جانا کہ وہ پتھر سے کام لیکر اپنے بھائی کا خاتمہ کر سکتا ہے لہٰذا اس نے پتھر اٹھا کر اپنے بھائی کے سر پر مارا اور اس طرح جبل قاسیون پر اس نے اپنے بھائی کا خاتمہ کر دیا یہ جو پتھر دمشق کے ایک دروازے کے قریب پڑا ہوا ہے اس پر خون کے دھبے اور نشان بھی ہیں۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ ہابیل ہی کے خون کے نشانات ہیں۔

دیکھ میرے بھائی! مقامی روایات کے مطابق یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اسی شہر میں اللہ کے نبی نوحؑ قیام رکھتے تھے اور انہوں نے اپنی کشتی جبل لبنان کی لکڑی سے تیار کی اور اسی شہر کے نواح میں رہتے ہوئے تیار کی نیز اسی مقام سے کشتی میں بیٹھے جسے عین الجحر کہتے ہیں کچھ لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اِر شہر کے بجائے دمشق شہر کے نواح میں غوطہ نام کی وادیوں کے ایک گاؤں برزہ میں پیدا ہوئے تھے جو جبل قاسیون کی حدود میں واقع ہے۔ میرے عزیزو! جب تم دمشق شہر دیکھنا چاہو تو کسی رہبر اور کسی راہنما کو ضرور اپنے ساتھ رکھ لینا اگر تمہیں میسر نہ ہو تو مجھے بتانا میں تمہیں اچھا سا کوئی راہنما مہیا کر دوں گا اور تم دمشق کی وہ مشہور و معروف دیوار کو ضرور دیکھنا جس میں ایک پرانا اور قدیم کتبہ نصب ہے اور جس کی تحریر نے آج تک لوگوں کو ایک پریشانی اور ہیجان میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اس پر یوناف فوراً بولا اور سرائے کے مالک کو مخاطب کرتے ہوئے وہ پوچھنے لگا۔ جس تحریر کا تم ذکر کر رہے ہو وہ تحریر کیسی ہے جو لوگوں کی پریشانی کا باعث ہے اس پر سرائے کا مالک بولا اور کہنے لگا۔ جس قدیم دیوار کا میں ذکر کر رہا ہوں اس کے اندر ایک کتبہ(1) ہے اس کتبے کے اوپر جو تحریر ہے وہ کچھ یوں ہے۔

(1) خلیفہ ولید بن عبدالمالک نے جب دمشق میں جامعہ دمشق تعمیر کرنا چاہتی تو اس کی جب کھدائی شروع کی گئی تو کھدائی کے دوران ایک پختہ دیوار ملی جو خندق کی طرف اور اس کے برابر بنی ہوئی تھی لوگوں نے خلیفہ ولید بن عبدالمالک کو اس کی خبر کی اور اس دیوار کے استحکام کا حال کہا اور اجازت لی کہ اسی عمارت پر دیوار اٹھائی چاہئے۔ خلیفہ نے جواب دیا کہ میں اس کی اجازت صرف اسی صورت میں دے سکتا ہوں کہ دیواروں کی پختگی اور مضبوطی کا مجھے پورا اطمینان ہو جائے اور اس دیوار کی مضبوطی کا یقین اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ تم اوپر ہوتے ہوئے نیچے تک پہنچ جاؤ اور وہاں بھی یہ ایسی ہی پختہ ملے تو میں اس کے اوپر عمارت بنانے پر رضامند ہوں ورنہ اسے چھوڑ دینا چاہئے تب دیوار کے سامنے کے رخ سے کھدائی نیچے تک جاری رکھی گئی نیچے جا کر ایک دروازہ ملا جس پر ایک سنگ صاف کی لوح اور اور کتبہ تھا اور اس پر ایک اجنبی سی زبان میں کوئی تحریر درج تھی۔ خلیفہ ولید بن عبدالمالک نے اسے پڑھوانے کی کوشش کی بہت تلاش بسیار کے بعد ایک شخص انہیں ملا جو یونانی زبان کا ماہر تھا اس نے بتایا کہ یہ تحریر یونانی زبان کی ہے اور پھر اس نے اس کا ترجمہ کر کے دیا اور ترجمہ اس کا وہی تھا جو اوپر بیان کر دیا گیا ہے۔

آئندہ کے نشان ظاہر کئے جا چکے ہیں اور ضروری ہے کہ ہر چیز پھر نئی ہو جائے جیسا کہ ان لوگوں تک سے پیش گوئی کر دی گئی ہے جو سن رسیدہ اور کرخمیدہ ہو چکے ہیں۔ پھر جب دنیا دوبارہ جوان ہو جائے گی اور خالق مخلوقات کی عبادت کا یہاں اہتمام ہو گا اور جب گھوڑوں کا چاہنے والا حکم دے کہ خود اس کے سکون سے اس ہیکل کی تعمیر کی جائے اور یہ بات اہل استوان کے زمانے کے سات ہزار نو سو برس گزرنے کے بعد واقع ہو گی اور اگر بنانے والا اس میں داخل ہونے کے لئے زندہ رہے تو یہ عمارت اس کا بہترین کارنامہ مانی جائے گی۔ پس سلامتی ہو تم پر۔

دیکھو میرے مہربان اجنبیو! یہ دمشق شہر شام کا سب سے خوبصورت شہر ہے اس کا محل وقوع بہترین آب و ہوا معتدل ترین زمین سیراب ترین میوے گوناگوں ترین اور ترکاریاں سب سے زیادہ افراط کے ساتھ ہوتی ہیں زمین کا زیادہ تر حصہ ثمردار اور اس سے بھی زیادہ زرخیز ہے ہر طرف مسطح میدان نظر آتا ہے اور مکانات بہت بلند بنے ہوئے ہیں۔

دمشق میں پہاڑیاں اور کھیت ہیں اور کھیت زیادہ تر غوطہ نام کی وادیوں میں ہیں۔ غوطہ نام کی یہ وادیاں دو منزل طویل اور ایک منزل عریض ہیں اس کے مزارعے اس شان کے ہیں کہ بجائے خود قصبے معلوم ہوتے ہیں جیسے المزہ' داریا' برزہ' پرستا' کوکہا' بلاس' کفرسوسیہ اور بیت الہیا۔

شہر کے مغرب میں ایک اور وادی بھی ہے جسے وادی بنفشہ کہہ کر پکارا جاتا ہے یہ وادی 12 میل لمبی اور 3 میل چوڑی ہے اس میں ہر جگہ مختلف قسم کے ثمردار درخت دکھائی دیتے ہیں۔ اس وادی کے بیچ میں پانچ نالے بہتے ہیں اور ہر ایک کے حلقے میں ہزار سے دو ہزار نفوس تک کی بستیاں آباد ہیں۔ وادی بنفشہ کی طرح وادی غوطہ میں بھی اسی طرح ندیاں ایک دوسرے کو کاٹتی ہوئی گزرتی ہیں اور پانی شاخ در شاخ ہو کے تمام کھیتوں اور باغوں میں جن کی کثرت ہے پہنچ جاتا ہے۔ ہر طرح کے میوے یہاں پیدا ہوتے ہیں کہ ذہن ان کی اقسام کا احاطہ نہیں کر سکتا نہ مقابلہ کرنے کے یہاں کی میوہ خیزی اور خوبی کا اندازہ ہوتا ہے۔

دمشق دنیا بھر میں خدا کی بنائی ہوئی بہترین بستی ہے۔ وادی غوطہ کی بعض ندیاں عین فیجہ سے نکل کر آتی ہیں جو سامنے کے پہاڑوں کا ایک چشمہ ہے یہ پانی پہاڑوں کے دامن سے ٹوٹ کر ایک بڑے دریا کی طرح جوش و خروش کے ساتھ آگے بڑھتا ہے جس کا شور ہر کوئی دور دور سے سن سکتا ہے۔ وہاں سے بہہ کر یہ پانی موضع آبیل آتا ہے اور پھر شہر کے

قریب پہنچ کر کئی ندیوں میں بٹ کر آگے بڑھتا ہے اور پھر اس سے کھیتی باڑی کا کام خوب لیا جاتا ہے۔

دیکھو میرے مہمانو یہ دمشق ہر قسم کی اچھی چیزیں مہیا کرتا ہے۔ بازاروں میں ہر صنعت کے کاریگر اور نادر سے نادر اشیاء ہمہ قسم کے ریشم اور زر بفت کے سوداگر ہیں کہ اس کثرت سے دوسری کسی جگہ نہیں ہے۔ یہاں جو چیز بھی بنتی ہے وہ جہازوں اور قافلوں کے ذریعے اطراف و اکناف عالم کے تمام بڑے شہروں میں استعمال کئے لئے برآمد کی جاتی ہے۔

دمشق کی زر بفت کی ساخت حیرت انگیز ہے یہ کسی قدر یونانی زر بفت سے ملتی ہے اور ایران کے دستوا کے مشابہ ہوتی ہے اصفہان کے ساختہ پارچہ کا مقابلہ کرتی ہے اور کچے ریشم کے سادہ تانے کی خوبی کے اعتبار سے نیشاپور کی کمخواب سے بہتر مانی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ مصریوں کے بہترین پارچہ جو طلس کہلاتا ہے دمشق کی زر بفت بہتر ہے اور یہاں کے لیس و کلابتون کا قیمتی اور خوبصورت مصنوعات میں شمار ہوتا ہے آپ ان کا مثل نہیں ڈھونڈ سکتے اور نہ اس کے مقابلہ میں ایسی کسی دوسری چیز سے کر سکتے ہیں۔

دیکھو عزیزو دمشق شہر کے اندر برزہ نام کی ندی بہتی ہے جس کی وجہ سے شہر کے اندر ندی پر بہت سی پن چکیاں ہیں جن میں نہایت عمدہ قسم کا آٹا پستا ہے طرح طرح کے میوے ملتے ہیں جن کا شیرینی میں جواب نہیں ملتا ان کی کثرت و خوبی ان کا رسیلا پن اور ذائقہ بیان میں نہیں آ سکتا۔ اہل دمشق کے پاس روزیٔ معاش اور ضروریات زندگی کی افراط ہے۔ شہر کے کاریگر دور دور شہرت رکھتے ہیں اور یہاں کی اشیاء دنیا بھر کی منڈیوں میں شوق سے خریدی جاتی ہیں۔ شہر شام کے سب سے دلاویز شہروں میں ہے اور خوبصورتی و خوشنمائی میں خوب تر اور کامل شمار کیا جاتا ہے۔

سرائے کے مالک کی اس تفصیل کے جواب میں یوناف کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا پھر نہایت مانوس اور شیریں آواز میں ابلیکا اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔ دیکھ یوناف میرے حبیب تم دونوں میاں بیوی اٹھ کھڑے ہو صادو جس لڑکی کو پسند کرتا ہے اس کے ہاں جانے کے لئے اپنی رہائش گاہ سے روانہ ہو چکا ہے تم دونوں میاں بیوی اٹھ کر سرائے سے نکلو میں تم دونوں کی رہنمائی کرتی ہوں صادو کو اس وقت ہاتھ ڈالنا جب کہ وہ اس لڑکی کے گھر میں داخل ہو چکا ہو وہاں تم بہتر طور پر اس سے نبٹ کر اسے اپنے ساتھ اسکندریہ کے ساحل کی طرف لیجا سکتے ہو۔ ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر اس نے سرائے کے مالک کی

طرف غور سے دیکھا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے عزیز میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے دمشق شہر سے متعلق مجھے تفصیل بتائی پر دیکھ مجھے اپنے ایک عزیز سے ملنے کے لئے جلدی ہے میں کھانا کھا چکا ہوں اپنے اس عزیز سے ملنے کے بعد میں شاید تم سے ملنے نہ آ سکوں گا اس کے ساتھ ہی یوناف اٹھ کھڑا ہوا کھانے کی قیمت اس نے سرائے کے مالک کو ادا کی پھر وہ بیوسا کے ساتھ سرائے سے نکلا تھا اب دونوں میاں بیوی ابلیکا کی رہنمائی میں بڑی تیزی سے اندرونی شہر کی طرف جا رہے تھے۔

ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور بیوسا دمشق شہر کے وسطی حصے میں ایک مکان کے سامنے رک گئے پھر وہ بے محابہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے ان دونوں نے دیکھا مکان کے سکونتی حصے کے سامنے جو لمبا گیلری نما برآمدہ بنا ہوا تھا اس میں دیواروں کے ساتھ لگی ہوئی تین چار مشعلیں روشن تھیں اور اسی گیلری نما برآمدے کے اندر یوناف اور بیوسا کا بدترین دشمن صادو اس گھر کے مکینوں کے ساتھ بیٹھا خوش گپیوں میں مصروف تھا جونہی یوناف اور بیوسا چلتے ہوئے صادو کے سامنے آئے ان دونوں کو دیکھتے ہی صادو انتہائی غضبناک ہو گیا تھا۔ قبل اس کے صادو یوناف اور بیوسا کو مخاطب کر کے کچھ کہتا یوناف نے اپنے پہلو میں کھڑی بیوسا کو مخاطب کر کے پوچھا۔ سنو بیوسا اس وقت جبکہ صادو میرے سامنے اکیلا ہی ہے تم ایک طرف ہٹ کر کھڑی رہنا اور اپنے اطراف میں نگاہ رکھنا کہ کہیں اس کے دوسرے ساتھی بھی اس کی مدد کو نہ پہنچیں بہرحال یہی فرض ابلیکا بھی انجام دے گی میں اسے اس کی سری قوتوں سے محروم کروں گا اور پھر اس کا مقابلہ کروں گا میں خود بھی اس کے خلاف سری قوتیں استعمال نہیں کروں گا بلکہ اس کی طبعی طاقت کے مقابلے میں اپنی بھی طبعی قوت کو آزماؤں گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف چند قدم آگے بڑھا جبکہ بیوسا ذرا دائیں طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی تھی اتنی دیر تک صادو غضبناک ہو کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے! میں سمجھتا ہوں کہ تو اس گھر میں مجھے اکیلا دیکھ کر مجھ پر وارد ہونا چاہتا ہے لیکن تیرے ہر ارادے کو ناکام بنا دوں گا اس غلط فہمی اس دھوکے اور اس فریب میں مت رہنا کہ تم ہماری اسیری اور ہماری قید سے زنجیریں توڑ کر بھاگ نکلے تھے وہ لمحہ وہ ساعت ہی کچھ ایسی تھی کہ تم ہمارے اوپر حاوی ہو گئے تھے ورنہ تم جانتے ہو کہ اگر میں اپنی طبعی قوتوں کو ہی حرکت میں لاؤں تو تیری جان کو ہوا کر کے رکھ دوں دیکھ نیکی کے نمائندے تو جانتا ہی ہے کہ میں ایک مردم گزیدہ مخلوق ہوں اور میں معراج آدم کو پستی

جیسا پر ذلت اور خوابیدہ شام جیسا اداس کرنے کا فن خوب جانتا ہوں اگر تو اپنی بہتری اپنی بھلائی چاہتا ہے تو یہاں سے دفع ہو جا اور مجھ سے ٹکرانے کی کوشش نہ کرنا اور تم نے اگر ایسا کرنا چاہا تو پھر اپنے ذہن اپنے دل کے قرطاس پر لکھ رکھ کہ اس گھر کے صحن میں میں تجھے مار مار کر تیرا چہرہ زرد، جسم لاغر، دل افسردہ، آنکھیں پرنم کر دوں گا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے اس گھر کے آنگن میں میرے سامنے تیری حالت اک گدائے نوا کے زخموں کے پیوند اور آنکھوں میں خزاں کے غبار جیسی ہو کر رہ جائے گی اور میں تجھے زیر، تجھے مغلوب کر کے تیرے پاؤں میں نا امیدیوں کے سراب باندھ کر رکھ دوں گا لہٰذا تیری بہتری تیری بھلائی تیری منفعت اسی میں ہے کہ تو یہاں سے چلا جائے اور یہ کہ مجھ پر وارد ہونے کی کوشش نہ کرے۔ یہاں تک کہنے کے بعد صادو جب خاموش ہوا تو یوناف بولا اور اس کی آواز آہنی بیڑیوں کی جھنکار کی طرح سنائی دی تھی۔

دیکھ صادو بدی کے گماشتے تو جانتا ہے کہ میں نیکی کا نمائندہ ہوں اور نیکی بذات خود ایک عالم عشق و مستی میں بے عکس ہیولوں کی طرح نزع کے لمحات، محرومیوں کی داستان مسمار خوابوں اور توہین مشیت کرنے والوں پر چھا جانے کا عزم و فن رکھتی ہے۔ دیکھ بدی کے گماشتے میں جانتا ہوں کہ تم لوگ اور تمہارا سربراہ عزازیل صرف لفظوں کی لاف زنی کرتے ہو لکھ رکھ اس گھر کے صحن میں جب میں لفظ کن سے تراشے ہوئے حروف کی طرح تیرے خلاف حرکت میں آؤں گا تو تیری جان میں مشیت کے پیالوں کا زہر بھر دوں گا۔ تیری یادوں کے بادبان اور تیرے خوابوں کے ساحلوں کو مسمار کروں گا۔ سن صادو اس گھر کے صحن میں میں تیرے کردار کی رگوں میں زہر بھروں گا۔ تیری تدبیر کے شیشے کو توڑوں گا تیری حصار ذات میں رخنے ڈالوں گا تیری شوق ادراک کی خوابیدگی میں زلزلہ انگیزی طاری کر دوں گا یہ مت گمان کرنا کہ تم جنات کی صنف سے تعلق رکھتے ہو تم خداوند قدوس کی جب میں نیکی کے ایک نمائندے کی حیثیت سے تیرے خلاف حرکت میں آؤں گا تو تجھے اپنا اطراف و اکناف گردش کرتا ہوا دکھائی دے گا۔ یوناف مزید کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا اس لئے کہ صادو بولا تھا پھر وہ یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے یہ مت خیال کرنا کہ میں تمہارے خوفناک الفاظ استعمال کرنے کے انداز سے ڈر جاؤں گا ہرگز نہیں۔ میں تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں کہ جب میں اساطیری قواعد و ضوابط کو ایک طرف رکھ کر آندھی کی شدت کی طرح تمہارے خلاف حرکت میں آؤں گا تو تمہاری حالت دیمک زدہ در و بام جیسی بنا کر رکھوں گا۔ تمہارے ارادوں کو مجروح دحرماں نصیب [illegible] میں تبدیل کر دوں گا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے میں نے ایک زمانہ دیکھ

رکھا ہے۔ بڑے بڑے جرات رکھنے والوں کو میں نے ایک مسافر بے وطن جیسا کر کے رکھ دیا۔ جب کبھی بھی میں کسی کے خلاف حرکت میں آتا ہوں تو اس کی حالت سرکش آندھی اور طوفانوں میں گھرے ایک تنے جیسی بنا کر رکھتا ہوں لہٰذا اب بھی وقت ہے کہ تو یہاں سے دفع ہو جائے اور مجھے میرے حال پر چھوڑ جائے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو پھر میں تیری رعنائی کی دھند تیرے جذبوں کی لطافت میں کانٹوں کی چبھن ضرور بھر کے رہوں گا۔

جواب میں یوناف پھر بولا اور کہنے لگا دیکھ صادو تو خوش فہمی میں اپنے دل اپنے ذہن کو مبتلا نہ کر دینا جیسا کہ تو خود جانتا ہے کہ میں نیکی کا ایک نمائندہ ہوں اپنے اس خداوند قدوس کا ایک عاجز بندہ ہوں جو احد و صمد ہے جو رازق نیک و بد ہے۔ سن صادو میں ہر مصیبت ہر ضرورت کے وقت اسی خداوند قدوس کو مدد کے لئے پکارتا ہوں دیکھ صادو یہ دھرتی یہ نیل گگن یہ سائے یہ اجالے یہ کرب حادثات میں ڈھلتا آفتاب یہ نبض انقلاب کو حرکت میں لاتا چاند یہ صدیوں کی رات جیسے بکھرے ماہ و سال یہ ظلمتوں سے دست و گریبان ستارے یہ کڑے لمحوں کے طوفان اور سیلِ تحریر دکھ یہ نور کے اجالے یہ خلائیں اور سماوات کی تنہائیاں یہ تقدیر کے دھارے دھوپ چھاؤں اور یہ رقص کرتی ہوئی لہریں سب میرے خداوند قدوس ہی کے حکم پر اور اس کے لفظ کن کے جواب میں حرکت پذیر ہیں جب تیرا میرا مقابلہ ہو گا تو میں اپنے اسی خداوند قدوس کی نصرت اور حمایت کے ساتھ تیرے مقابلے پر آؤں گا اور تجھے یقین دلاتا ہوں کہ اس شہر میں تجھے میں زیر اور مغلوب ضرور کر کے رکھوں گا۔

یوناف کی یہ گفتگو سن کر صادو کی آنکھوں سے قہر اور غضبناکی برسنے لگی تھی۔ طوفانی انداز میں وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور برآمدے سے نکل کر صحن میں آیا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا تو کتوں جیسی مار کھائے بغیر جانے کا نہیں لگتا اس کے ساتھ ہی صادو مزید آگے بڑھا اور اپنے دائیں ہاتھ کی ضرب اس نے پوری قوت کے ساتھ یوناف کے سر پر لگانا چاہی تھی لیکن اس سے پہلے یہ یوناف حرکت میں آ چکا تھا۔ صادو کو اس نے اس کی سری قوتوں سے محروم کر دیا تھا اور احتیاط کی خاطر اپنی سری قوتوں کو اس نے اپنی کمر سے لٹکتی ہوئی تلوار میں منتقل کر دیا تھا۔ صادو کا ضرب لگانے والا ہاتھ جب فضا میں اٹھا اور قبل اس کے کہ صادو کا ہاتھ یوناف کے سر پر پڑے یوناف نے اپنا بایاں ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے صادو کا ہاتھ پکڑ لیا پھر وہ صادو کا ہاتھ نیچے لایا اور ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے صادو کو اپنی طرف کھینچا اور لگا تار دو مکے اس نے اس انداز سے دے مارے تھے کہ صادو سامان لادے جانے والے اونٹ کی طرح بلبلا اٹھا تھا ایک مکا یوناف نے صادو کی گردن پر دے

مارا تھا اور دوسرا مکا صادو کی بغل پر اس زور سے پڑا تھا جیسے آئرن پر رکھے ہوئے لوہے پر کوئی وزنی اور بڑا ہتھوڑا گرایا جاتا ہے۔

یوناف کی اس کارگزاری سے قریب ہی کھڑی ہوئی بیوسا انتہائی مطمئن دکھائی دے رہی تھی اس کے چہرے پر اس سمے گہری اور خوش کن مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ یوناف سے دو مکے کھانے کے بعد صادو جلد ہی سنبھل گیا جوابی کارروائی کے طور پر اس نے لگا تار کئی مکے یوناف کے جگہ جگہ دے مارے لیکن صادو کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ یوناف بڑے تحمل بڑے صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے صادو کے ان مکوں کو برداشت کر گیا تھا اس کے بعد یوناف پر ایک جنون اور ایک انقلاب طاری ہو گیا تھا کہ اس نے صادو پر اپنے مکوں اور اپنے پاؤں کی ٹھوکروں کی بارش کر دی۔ صادو نے کئی بار سنبھلنے کی کوشش کی لیکن یوناف نے اسے مہلت ہی نہ دی اور مار مار کر اسے ادھ موا سا کر کے زمین پر گرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ پھر یوناف نے وقت ضائع نہیں کیا صادو کو اس نے اپنی گرفت میں لیا بیوسا کی طرف اس نے آنکھ سے مخصوص اشارہ کیا پھر دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور صادو کو لیکر وہ دمشق سے اسکندریہ کے ساحل کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد یوناف اور بیوسا صادو کو لیکر اپنے جھونپڑے کی طرف نمودار ہوئے۔ پھر یوناف نے بیوسا کو مخاطب کر کے کہا بیوسا تم جھونپڑے سے باہر ان درختوں کے ساتھ جن سے زنجیریں بندھی ہوئی ہیں آگ کا الاؤ روشن کرو اتنی دیر تک میں اس صادو کو زنجیروں میں جکڑتا ہوں۔ بیوسا مطمئن انداز میں بڑی تیزی کے ساتھ حرکت میں آئی اور جن درختوں کے ساتھ زنجیریں بندھی ہوئی تھیں ان کے قریب ہی اس نے فوراً" درختوں کے ساتھ بندھی ہوئی زنجیروں میں جکڑ دیا تھا پھر وہ بھاگا بھاگا جھونپڑے میں گیا اور لوہے کی کئی سلاخیں وہ اٹھا لایا پھر وہ لوہے کی لمبی لمبی بڑی سلاخیں اس نے آگ کے جلتے ہوئے الاؤ کے اندر رکھ دی تھیں۔

لوہے کی سلاخیں جب آگ میں تپ کر سرخ ہو گئیں تب یوناف حرکت میں آیا بیوسا آگ کے الاؤ کے پاس ہی کھڑی رہی۔ یوناف نے دو سلاخیں جن کے دستے لکڑی کے تھے آگ سے نکالیں پھر وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے صادو کی طرف بڑھا۔ صادو یوناف کے ہاتھ میں گرم سرخ سلاخیں دیکھ کر لرز کانپ گیا تھا۔ پھر یوناف نے پاؤں کی ٹھوکر مار کر صادو کو زمین پر لٹا دیا اپنے جوتے کی نوک سے اس نے صادو کی پیٹھ سے اس کا لباس ہٹایا پھر جگہ جگہ سے لوہے کی ان دو سلاخوں کی مدد سے اس نے صادو کی پیٹھ جلا کر رکھ دی تھی۔ جواب میں صادو بری طرح شور اور بری طرح آہ و زاری کرنے لگا تھا۔ رات کی تاریکی میں

یوں یوناف صادو کو ایک ناقابل برداشت اذیت میں مبتلا کرنے لگا تھا۔

یوناف ابھی صادو کو اذیت میں مبتلا کئے ہوئے ہی تھا کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر وہ کسی قدر تیز آواز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ یوناف میرے حبیب تم دونوں میاں بیوی سنبھل جاؤ۔ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو صادو کے اغوا کی خبر ہو گئی ہے اور اب عزازیل' بارص' یوشا' عارب اور نبیطہ کے ساتھ طوفانی انداز میں اس طرف آ رہا ہے اس کی آمد سے پہلے ہی تم دونوں میاں بیوی سنبھل جاؤ میرے خیال میں صادو کی حالت دیکھتے ہوئے وہ سب تم سے ٹکرانے کی کوشش کریں گے تم فکر مند مت ہونا میں بھی یہاں ہوں تینوں مل کر ان سے ایسے نمٹیں گے جس طرح ان بازیگروں اور گناہ کے گماشتوں کے ساتھ ہم ماضی میں نمٹتے رہیں ہیں۔ ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر ہاتھ میں پکڑی ہوئی دونوں سلاخیں بھی اس نے آگ کے اندر رکھ دی تھیں پھر وہ بیوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ بیوسا عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہم سے صادو کا انتقام لینے کے لئے یہاں پہنچنے والا ہے تم میرے ساتھ مستعد ہو جاؤ جب وہ یہاں آئیں تو آگ کے اندر پڑی ہوئی لوہے کی دو سلاخیں تم سنبھال لینا اور اپنا عمل کرتے ہوئے انہی گرم سرخ سلاخوں کو عزازیل کے ساتھیوں کے خلاف حرکت میں لانا میں خود بھی ایسا ہی کرنے کی کوشش کروں گا اس کے ساتھ ہی دونوں میاں بیوی آگ کے الاؤ کے پاس کھڑے ہو کر بڑی بے چینی سے عزازیل اور اس کے ساتھیوں کا انتظار کرنے لگے تھے۔

وقت گرد کے گھونگھٹ اڑاتا زار و ویران اور بیکس و گمنام جذبوں میں بے تحریر دکھ چھوڑتا ہوا بھاگا جا رہا تھا۔ ڈھلتی رات گہری ہو کر اپنی کراہوں میں اتر گئی تھی۔ رات کی کالی چمگادڑیں شب گزیدہ تمدن کی طرح اندھیرے کی کوکھ میں نئی رتوں کے افسانے اور حسن بے خدوخال کی داستانیں کھڑی کرنے لگے تھے۔ یوناف اور بیوسا اسی طرح اپنے جھونپڑے کے سامنے آگ کی جلتے ہوئے الاؤ کے پاس کھڑے ہو کر عزازیل اور اس کے ساتھیوں کا انتظار کرتے جا رہے تھے پھر چند ہی لمحوں بعد عزازیل بارص یوشا عارب اور نبیطہ بیوسا اور یوناف کے سامنے نمودار ہوئے۔ ماہی گیروں کے جھونپڑوں میں اس وقت گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ہر کوئی نیند سے بغل گیر تھا ہر شے پر ایک خاموشی ایک سکوت طاری تھا وہاں آنے کے بعد عزازیل نے تھوڑی دیر تک اپنے ساتھی صادو کی طرف دیکھا جسے یوناف اور بیوسا نے دو درختوں کے ساتھ زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا اور عزازیل نے یہ بھی دیکھا کہ صادو کی پیٹھ کو گرم سلاخوں سے داغا بھی گیا تھا۔ اس پر غصے اور غضبناکی میں عزازیل کی

آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹنے لگی تھیں اور اس کا چہرہ جلتے ہوئے الاؤ جیسی صورت اختیار کر گیا تھا۔ تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد عزازیل بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن نیکی کے نمائندے میرے ساتھی صادو کی یہ حالت کر کے تو نے اپنی ذات اور بیوسا کے لئے اچھا نہیں کیا تو جانتا ہے کہ میں وہ بد بلا ہوں جو تقدیر کے دھارے افکار کے غم اور طوفان الم تک کے رخ بھی موڑ دیتا ہوں۔ دیکھ نیکی کے نمائندے میری فطرت میں شامل طلب انا جب اکتوبر کی سیمابی ہواؤں کی طرح حرکت میں آتی ہے تو چاروں طرف ہجر کی حبس اور پت جھڑ کے ٹھہرے موسم جیسا سماں باندھ کر رکھ دیتی ہے۔ میں جب سیلاب بلا خیز کی طرح اپنے دشمنوں کے خلاف حرکت میں آتا ہوں تو ان کی روحوں کے مسکنوں میں عہد ہوس کا' غموں کی شدت اور تحریک بغاوت کھڑی کر دیتا ہوں۔

سن نیکی کے نمائندے میں جب لامکاں اور لازماں ہوکر نکلتا ہوں تو ان گرد آلود فضاؤں میں روح کی تابانی کے جلوے تک کھڑے کرنے کی ہمت رکھتا ہوں ایسے میں کوئی دعا' کوئی تدبیر کوئی مناجات بھی میرے خلاف کارگر ثابت نہیں ہو سکتی۔

سن نیکی کے نمائندے اس بات پر مت اترانا کہ تو نے صادو کو بے بس کر کے اس عذاب اور مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے میں عزازیل تم سے اس سے بھی بدترین انتقام لینے کی ہمت اور جرات رکھتا ہوں دیکھ اس صادو کو چھوڑ دے اور اپنے اس رویے کی مجھ سے معافی مانگ ورنہ جب میں آزادی کے نشے میں سرشار سادے اور کورے صفحے کی طرح تیرے خلاف حرکت میں آؤں گا تو کراں تا کراں اس نظام مہرو انجم اور فرش نیلو فیر کی قبائے ساز کے اندر نئی آرائشوں کی بے تابی میں بے سمت آندھیاں اور ماورائے حد نظر طوفانی شرر کھڑے کردوں گا اگر ایسا ہوا تو پھر تو اپنے آپ کو میرے سامنے مکمل طور پر بے بس مجبور اور لاچار پائے گا۔

سن نیکی کے نمائندے تو جانتا ہے میں دھوپ چھاؤں ناچتی لہروں کی طرح اپنی عمر کا قرض اتارنے کا فن جانتا ہوں۔ رات کی اس گہری خاموشی کے فسوں میں جبکہ ہر کوئی نیند سے بغل گیر ہے اور چاروں طرف ایک سناٹا اور ویرانی ہے تیری بہتری اسی میں ہے کہ تو صادو کو چھوڑ دے اپنے ہاتھ سے اس کی زنجیریں کھول دے ورنہ میں ستمگروں کے قبیلے کے کسی پاسبان کی طرح تیرے خلاف حرکت میں آؤں گا تیرے لحہ آئند کو خون آلود اور تیرے سکون کے سایوں کو بکھیر بکھیر کر کے رکھ دوں گا۔ سن نیکی کے نمائندے ساز کتنا بھی فضا کو مغنی کیوں نہ کر دینے والا ہو آخر اسے وقت کے دھارے میں ڈوب ہی جانا ہوتا ہے۔ تو کتنا بھی ہمارے خلاف کھر کے طوفانوں کی طرح حرکت میں آکر ہمارے لیے قلت و ذلت کا

سبب بننے کی کوشش کرے لیکن انجام کار کامیابی و کامرانی ہمارے ہی مقدر میں آئے گی اور شکست و ریخت تیری قسمت کا ایک حصہ بن کر رہ جائے گی۔ یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل جب خاموش ہوا تو یوناف بولا اور بڑے قہرمانہ انداز میں وہ عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ عزازیل تو بکتا ہے تو کسی بھی صورت لامکاں و لازماں نہیں ہے اس لئے کہ لامکاں و لازماں تو صرف میرے خداوند قدوس کی ذات ہے تو میرے خداوند کا راندہ اور دھتکارا ہوا ایک ذلیل عنصر ہے دیکھ تو مجھے اپنے کورے اور اچھوتے الفاظ کی دھمکی نہ دے تو جانتا ہے تیرا میرا ٹکراؤ صدیوں سے چلا آرہا ہے۔ ان گزری ہوئی صدیوں میں تو کئی روپ دھار کر مجھ پر وارد ہوتا رہا پھر تو میرا کیا بگاڑ سکا اگر ماضی میں گزرے ہوئے وقت کے اندر تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکا تو آج رات کی اس گہری تاریکی میں صادو کی خاطر انتقام لیتے ہوئے تو میرا کیا بگاڑ لے گا۔ دیکھ عزازیل تو جو کچھ کرنا ہے رات کی اس تاریکی میں کر دکھا پھر دیکھنا میں بھی نیکی کے ایک نمائندے کی حیثیت سے ایسے ہی انداز میں تمہارے خلاف حرکت میں آتا ہوں۔

سن عزازیل تو اس وقت کہاں تھا جب تو نے مجھے دریائے ساوہ کے کنارے عارب اور نبیطہ کے محل کے اندر زنجیروں میں جکڑا دیا تھا اور یہ صادو اور اس کا بھائی بارص مجھے گرم سرخ سلاخوں سے داغتے رہے تھے۔ سن عزازیل اس وقت تیرے لامکاں اور لازماں ہونے کے جذبے کہاں مر گئے تھے اس وقت تجھے یہ خیال کیوں نہ آیا کہ نیکی کے ایک نمائندے کی حیثیت سے تیری گرفت سے آزاد ہونے کے بعد تجھ سے انتقام لے سکتا ہوں اس لئے کہ ماضی میں اکثر اوقات میں ایسا کرتا رہا ہوں۔ دیکھ عزازیل ابھی تو میں نے صرف صادو کو زنجیروں میں جکڑ کر اسے اذیت میں مبتلا کیا ہے ابھی تو اس بارص کی بھی باری آنی ہے اس کی بھی میں ایسی حالت کروں گا جیسی اس کے بھائی صادو کی ہو رہی ہے اس پر عزازیل بولا اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے وہ انتہائی غیض و غضب اور غصے میں کہنے لگا۔

سن نیکی کے نمائندے میرے روپ ہزار میرے حربے میری صنعتیں میری جدتیں بے شمار ہیں تو کس کس کا مقابلہ کر کے اپنے آپ کو مجھ سے بچانے کی کوشش کرے گا اس پر یوناف کہنے لگا۔ دیکھ مجھے صرف الفاظ کی دھمکی دے کر خوفزدہ کرنے کی کوشش مت کر جو کچھ بھی تو نے کرنا ہے اس کا مظاہرہ کر دکھا پھر دیکھ میں کیسے تیری مزاحمت کرتا ہوں۔ عین یوناف کے ان الفاظ کے بعد عزازیل حرکت میں آیا اور اپنی جگہ سے غائب ہو کر وہ ایک

شعلے کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک یہ شعلہ یوناف اور بیوسا کی آنکھوں کے سامنے فضاؤں کے اندر پھڑ پھڑاتا رہا پھر وہ شعلہ ان زنجیروں کی طرف بڑھا تھا جن میں صادو جکڑا ہوا تھا۔ عین اس موقع پر ابلیکا حرکت میں آئی اور یوناف کی گردن پر اپنے ریشمی اور حریری لمس دیتے ہوئے وہ کہنے لگی۔ یوناف میرے حبیب دیکھ یہ عزازیل جو شعلے کی شکل اختیار کر کے صادو کی طرف بڑھا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ ان زنجیروں کو کاٹنا چاہتا ہے جن میں صادو جکڑ ہوا ہے تو صرف عارب نبیطہ بارص اور یوشا پر نگاہ رکھ میں عزازیل سے خود نمٹتی ہوں اس کے ساتھ ہی ابلیکا یوناف کی گردن پر ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی دوسرے ہی لمحے یوناف اور بیوسا نے دیکھا کہ عزازیل شعلے کی شکل اختیار کر کے جو زنجیروں کی طرف گیا تھا تو اس کے قریب ہی نیم ہرے رنگ کا ایک اور شعلہ نمودار ہوا تھا اور وہ دونوں شعلے بری طرح ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے تھے یوناف اور بیوسا کے علاوہ بارص اور یوشا عارب اور نبیطہ بھی بڑی جستجو کے انداز میں ان شعلوں کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر تک فضاؤں میں خاموشی رہی پھر اس کے بعد بارص یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ یوناف تیری بہتری تیری بھلائی اسی میں ہے کہ تو میرے بھائی صادو کو چھوڑ دے۔ اس پر یوناف کہنے لگا سن بارص تیرے بھائی کو میں چھوڑ تو دوں گا لیکن اس وقت جب میں اپنا انتقام اس سے لے لوں گا۔ اسے میں اتنی دیر ہی اپنے پاس رکھوں گا جتنی دیر تم لوگوں نے ہمیں عارب اور نبیطہ کے محل میں اسیر بنا کر رکھا اور مجھے اذیتیں دیتے رہے میں اس وقت سے ایک لمحہ بھی زائد اسے اپنے پاس نہیں رکھوں گا اسے چھوڑنے کے بعد سن بارص پھر تیری باری آئے گی تجھے بھی میں اتنی ہی دیر اذیت دوں گا جتنی تم لوگوں نے مجھے دی تھی۔ اس پر بارص پھر بولا اور کہنے لگا تو بکتا ہے ہم ہر صورت اپنے بھائی صادو کو اپنے ساتھ لے کر جائیں گے اس پر یوناف چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا اگر ہمت ہے تو پھر صادو کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اس پر بارص تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ان زنجیروں کی طرف بڑھا تھا جن میں صادو جکڑا ہوا تھا۔ یوناف بھی طوفانی انداز میں آگے بڑھا تھا۔ بارص کے نزدیک جاتے ہی اس نے بارص کو اس کی سری قوتوں سے محروم کر دیا تھا پھر جوں ہی بارص نیچے جھک کر لوہے کی زنجیروں کو پکڑنے لگا یوناف حرکت میں آیا اس کی گردن کے نیچے اس طاقت اور قوت کے ساتھ اس نے گھونسہ مارا کہ بارص ہواؤں میں اچھلتا ہوا دور جا گرا تھا اس موقع پر یوناف نے ایک قہقہہ لگایا اور بارص کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا دیکھ بارص میرا یہ گھونسہ کیسا رہا عین اس موقع پر عزازیل جو بل کھاتے ہوئے ایک شعلے کی صورت

اختیار کر چکا تھا ایک کوندے کی طرح یوناف کی طرف لپکا تھا پھر یوناف کے چہرے پر ایسی زوردار ضرب لگی تھی کہ یوناف فضاؤں کے اندر کئی پلٹیاں کھاتا ہوا زنجیروں سے دور جا گرا تھا لیکن جلد ہی وہ سنبھلتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ عین اسی موقع پر ابلیکا بھی جو ایک شعلے کی صورت اختیار کر چکی تھی حرکت میں آئی وہ شعلہ بالکل عزازیل ہی کے انداز میں عارب کی طرف بڑھا اور پھر عارب کے چہرے پر بھی ایسی ضرب پڑی کہ عارب یوناف سے بھی زیادہ پلٹیاں کھاتا ہوا اور تکلیف و شدت میں کراہتا ہوا دور جا گرا تھا اس کے بعد پھر دونوں شعلے ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے تھے۔

اب یوناف سمجھ چکا تھا کہ رات کی اس تاریکی میں ٹکراؤ ضرور ہو کر رہے گا لہٰذا اس نے اٹھتے ہی ایک طوفان کھڑا کر دیا لگاتار اور پے درپے اس نے کئی ضربیں بارص اور عارب پر لگاتے ہوئے اس نے انھیں اپنے سامنے ہانکنا شروع کر دیا تھا ان دونوں کو اس نے ان کی سری قوتوں سے محروم کر دیا تھا اپنی سری قوتوں کو وہ بار بار اپنی تلوار میں لے جاتا اور پھر واپس لا کر عارب اور بارص پر ضربیں لگانے لگتا تھا۔ یوناف ہی کی طرح بیوسا بھی حرکت میں آئی تھی اور وہ بھی یوناف جیسا ہی طریقہ استعمال کرتے ہوئے نبیطہ اور یوشا پر برس پڑی تھی اور باری باری ان پر ضربیں لگا رہی تھی۔ دوسری طرف یوناف نے جب دیکھا کہ اس کی دیکھا دیکھی بیوسا بھی نبیطہ اور یوشا سے ٹکرا رہی ہے تو ایک موقع پر جب اس نے بارص اور عارب دونوں کو مار مار کر زمین پر گرا دیا تھا تو وہ بھاگتا ہوا بیوسا کی طرف آیا اور اس کے سامنے برسرپیکار یوشا اور نبیطہ کو دو دو ایسی اور پرقوت زوردار ضربیں لگائیں کی یوشا اور نبیطہ دونوں ہی بے بسی کے عالم میں ہواؤں کے اندر اچھلتی ہوئی دور جا گری تھیں اس کے بعد بیوسا طوفانی انداز میں ان پر چھا گئی تھی اور لگاتار ان پر ضربیں لگاتے ہوئے انھیں اٹھنے کا موقع ہی فراہم نہ کر رہی تھی۔ دوسری طرف یوناف نے بھی بارص اور عارب کو ان کی ساری قوتوں سے محروم کرتے ہوئے انھیں اپنے سامنے بے بس اور مجبور بنا کر رکھ دیا تھا۔

عارب اور بارص میں اب اتنا دم خم نہ رہا تھا کہ وہ یوناف سے مزید ٹکراتے وہ دونوں بری طرح ہانپ رہے تھے اور پریشان بھی تھے اس لئے کہ یوناف نے انھیں ان کی سری قوتوں اور ان کی بڑھی ہوئی طاقتوں سے یکسر محروم کر دیا تھا اپنے زعم میں وہ پوری قوت سے یوناف پر ضرب لگاتے تھے لیکن وہ حیران اور پریشان تھے کہ ان کی ضربوں کا اثر یوناف پر ہوتا ہی نہیں تھا اور جب یوناف ان پر ضرب لگاتا تھا تو ان کی ہڈیاں تک تڑخنے لگ جاتی تھیں۔ دوسری طرف بیوسا کے مقابلے میں یوشا اور نبیطہ کی بھی یہی حالت تھی وہ سری

قوتیں رکھنے کے باوجود دونوں اپنے آپ کو بیوسا کے سامنے بے بس اور لاچار محسوس کر رہیں تھیں۔ اس لئے کہ یوناف کی طرح بیوسا نے بھی انھیں ان کی سری قوتوں سے محروم کر رکھا تھا۔

دوسری طرف دونوں شعلے ابھی تک ان زنجیروں کے آس پاس ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے جن زنجیروں میں صادو جکڑا ہوا تھا پھر اچانک ایک شعلہ جو عزازیل کا تھا بجھ گیا دوسرے ہی لمحے عزازیل یوناف کے سامنے نمودار ہوا اس شعلے کے بجھنے کے تھوڑی ہی دیر بعد دوسرا نیلے رنگ کا شعلہ بھی بجھ گیا اور اس کے بعد چند ہی ساعتیں گذری تھیں کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا اور مسکراتی اور کھلکھلاتی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔ دیکھ یوناف میرے حبیب جس طرح تو اور بیوسا نے عارب بارص یوشا اور نبیطہ کو مار مار کر اپنے سامنے بے بس لاچار اور مجبور کر دیا ہے اس طرح میں نے بھی عزازیل پر ضربیں لگا لگا کر اسے اپنے سامنے بے بس کر دیا ہے تبھی وہ اپنی شعلگی سے نکل کر اپنی دوسری ہیئت میں تمھارے سامنے آ نمودار ہوا ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ یہ کیا کہتا ہے اتنی گفتگو کرنے کے بعد ابلیکا یوناف کی گردن سے علیحدہ نہیں ہوئی بلکہ اس کی گردن کے اردگرد رہ کر وہ ہلکا ہلکا لمس دیتی ہوئی اپنی موجودگی کا احساس دلاتی رہی اسی لمحہ عزازیل یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے اس میں کوئی شک نہیں کہ آج رات کی اس تاریکی میں میں اور میرے ساتھی تمھارے سامنے ناکام رہے ہیں اور ہم صادو کو تم سے چھڑا نہیں سکے۔ پر سن رکھ نیکی کے نمائندے تمھاری یہ کامیابی تمھاری اپنی کوششوں اور تمھاری اپنی جدوجہد کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ تمھاری یہ کامیابی اور فوزمندی ساری کی ساری ابلیکا کی وجہ سے ہے۔ اگر یہ ابلیکا تمھارے ساتھ نہ ہو میں تمھیں یقین دلاتا ہوں کہ میں تمھیں اور بیوسا کو لمحوں کے اندر پیس کر رکھ دوں پر دیکھ نیکی کے نمائندے اپنے دل اپنے ذہن پر یہ ضرور لکھ رکھ کہ یہ جو تو نے صادو کو ایک اذیت اور کرب میں مبتلا کیا ہے۔ اس کا میں تم سے ایک نہ ایک روز انتقام ضرور لوں گا۔ اس کے ساتھ ہی رات کی تاریکی عزازیل نے اپنے ساتھیوں کو کوئی مخصوص اشارہ کیا اس کے بعد اس کے سارے ساتھی رات کی تاریکی میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے روپوش ہو گئے تھے۔ دوسری طرف یوناف نے بھی صادو کو اپنے ہاں زنجیروں میں جکڑ کر اتنے دن ہی اذیتوں میں مبتلا رکھا جتنے دن وہ اور بیوسا عارب اور نبیطہ کے محل میں اذیتوں میں رہے تھے اس کے بعد یوناف نے صادو کو رہا کر دیا تھا۔

○

قیصر روم ٹی بیرس کی موت کے بعد رومنوں کے مشہور اور ہردلعزیز جنرل جرمانکس کا بیٹا گیوس رومنوں کا شہنشاہ اور قیصر بنا تھا۔ گیوس ایک ضدی اور خود پسند انسان تھا اس کے ساتھ ہی ساتھ اپنے مفاد کی خاطر یہ انتہا درجہ کا ظالم بھی کہا جا سکتا تھا۔ رومنوں کا شہنشاہ اور قیصر بننے کے بعد اس نے اٹلی اور آس پاس کی ساری رومن رعایا کو حکم دیا کہ ہر معبد ہر مندر اور ہر عبادت گاہ میں اس کا بت رکھا جائے اور جس طرح قدیم دیوتاؤں کی پوجا پاٹ اور پرستش کی جاتی ہے اسی طرح اس کے بت کی بھی کی جائے یوں ایک طرح سے گیوس نے الوہیت کا دعویٰ کرتے ہوئے اپنے آپ کو قدیم دیوتاؤں کی صف میں کھڑا کرنے کی کوشش کی تھی۔

رومنوں نے اپنے اس حکمران گیوس کے اس حکم کا اتباع کرنا شروع کر دیا اور انھوں نے اپنے سارے مندروں کے اندر گیوس کا بت رکھ کر اسے اپنے قدیم دیوتاؤں کی صف میں شامل کر لیا تھا۔ لیکن مارطانیہ کے حکمران پولی جو رومنوں کا باج گزار تھا اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ فلسطین اور دیگر علاقوں میں جہاں کہیں بھی یہودی آباد تھے انھوں نے بھی اس گیوس کی الوہیت کو تسلیم کرنے سے سراسر انکار کر دیا تھا۔

اس انکار کے جواب میں گیوس پہلے مارطانیہ کے حکمران پولی کے خلاف حرکت میں آیا۔ گیوس کو یہ بھی خبر ہو گئی تھی کہ مارطانیہ کے حکمران پولی کے پاس بے شمار دولت اس کے خزانوں میں جمع ہے لہٰذا اس نے پولی کو روم طلب کیا۔ پولی قیصر روم کے حکم کا اتباع کرتے ہوئے مارطانیہ سے روم آیا جہاں گیوس نے اس پر طرح طرح کے الزامات لگائے۔ غصہ میں اس پر برس پڑا اور نتیجہ کار اس نے پولی کو قتل کرا دیا اور جس قدر خزانے اس کے اس کی حکومت میں تھے۔ ان سب پر اس گیوس نے قبضہ کر لیا تھا۔

مارطانیہ کے حکمران پولی کا خاتمہ کرنے اور اس کے خزانوں پر قبضہ کرنے کے بعد گیوس یہودیوں کی طرف متوجہ ہوا۔ گیوس کی الوہیت کے خلاف سب سے زیادہ سرگرمی کا اظہار اسکندریہ کے یہودیوں نے کیا تھا لہٰذا گیوس نے اسکندریہ کے یہودیوں کے ایک وفد کو روم طلب کیا۔ سرکردہ یہودیوں کا ایک وفد گیوس کے بلانے پر روم پہنچا۔ گیوس اس وفد کا بھی خاتمہ کرانا چاہتا تھا لیکن اس کے چند بہی خواہوں نے اسے مشورہ دیا کہ اگر اس نے ایسا کیا تو جگہ جگہ اس کے خلاف بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوں گی۔ گیوس بغاوتوں کے نام سے خوفزدہ ہو گیا۔ مجبور ہو کر اس نے اس یہودی وفد کی آؤ بھگت کی اور یونہی ان سے قیام کے دوران الٹے سیدھے سوالات کرتا رہا۔ کبھی ان سے پوچھتا کہ وہ سور کا گوشت کیوں نہیں کھاتے۔ کبھی پوچھتا کہ وہ شراب اور جوا کیوں نہیں کھیلتے۔ چند روز تک اس نے

یہودیوں کے وفد کو اپنے ہاں ٹھہرائے رکھا اور اسی طرح کے سوالات ان سے کرتے ہوئے دن گزارنے لگا ساتھ ہی ساتھ انہیں یہ بھی ترغیب دیتا رہا کہ وہ اس کا بت بنا کر اپنے معبدوں اور عبادت گاہوں میں رکھیں اور اس کی الوہیت کو تسلیم کریں لیکن یہودی وفد نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

گیوس کے ان مظالم اور الوہیت کے اعلان کی وجہ سے یہ زیادہ عرصہ حکومت نہ کر سکا۔ چند ہی ماہ بعد جس وقت یہ اسکندریہ سے آنے والے یہودیوں کے وفد کے ساتھ اس نے گفت و شنید کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ چند زندہ دل نوجوان حرکت میں آئے خفیہ طور پر وہ گیوس پر حملہ آور ہوئے اور گیوس کو انھوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ گیوس کے بعد اس کا چچا اور مشہور رومن جنرل جرمانکس کا بھائی کلاڈیوس رومنوں کا شہنشاہ اور قیصر بنا تھا۔

تخت نشین ہونے کے بعد اس کلاڈیوس نے ولیریا نام کی ایک ایسی لڑکی سے شادی کی جس کا تعلق رومنوں کے شاہی خاندان سے تھا۔ اس سے پہلے کلاڈیوس دو شادیاں کر چکا تھا۔ لیکن وہ دونوں ہی گمنام اور عام لوگوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ کلاڈیوس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ رومنوں کا شہنشاہ بننے سے پہلے یہ عام آدمی کی حیثیت سے گمنام زندگی بسر کر رہا تھا اور اسے شاہی خاندان کا ٹھکرایا ہوا شخص تصور کیا جاتا تھا۔ لیکن شہنشاہ بننے کے بعد اس نے شاہی خاندان کی لڑکی ولیریا سے شادی کی تاکہ شاہی خاندان سے اس کا تعلق اور ربط رہے۔ اس شادی کے وقت کلاڈیوس کی عمر سال تھی جبکہ ولیریا اس وقت صرف برس کی تھی۔ رومنوں کی ملکہ بننے کے بعد اپنی خوبصورتی اور اپنی کم عمری کی وجہ سے ولیریا کلاڈیوس پر پوری طرح چھا گئی اور اس سے اس نے ہر جائز اور ناجائز کام لیا۔

رومنوں کی ملکہ بننے کے بعد اس ولیریا نے ہر اس شخص سے انتقام لیا جس سے وہ نفرت کرتی تھی۔ یا جو آنے والے وقت میں اس کے لئے اس کے شوہر کلاڈیوس کے لئے ایک خطرہ ثابت ہو سکتا تھا۔ سب سے پہلے وہ جولیا نام کی دو اپنی ہم عمر لڑکیوں کی طرف متوجہ ہوئی ان میں سے ایک جولیا تو سابق رومن شہنشاہ گیوس کی بہو تھی اور جب کہ دوسری جولیا گیوس سے پہلے رومنوں کے شہنشاہ ٹی بیرس کی پوتی تھی۔ جولیا نام کی یہ دونوں ہی لڑکیاں چونکہ ولیریا کی طرح خوبصورت اور شاہی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں ان کی خوبصورتی اور ان کے پرکشش ہونے کی وجہ سے ولیریا ان دونوں سے رقابت رکھتی تھی لہٰذا سب سے پہلے وہ انہی دو لڑکیوں کے خلاف حرکت میں آئی اور ان دونوں کا اس نے خاتمہ کرا دیا۔ اس کے بعد ولیریا اپنے ایک سوتیلے چچا سیلانیوس کے خلاف حرکت میں آئی

بچپن میں اس پر مظالم کرتا رہا تھا۔ لہٰذا سیلانیوس کو بھی ولیریا نے موت کے گھاٹ اتروا دیا۔

اس کے بعد انتقام اور قتل و غارت کا ایک سلسلہ روم شہر میں شروع ہو گیا تھا۔ ولیریا چونکہ کلاڈیوس پر پوری طرح حاوی ہو چکی تھی لہٰذا کلاڈیوس اس کی ہر بات ماننے پر مجبور تھا۔ اس مجبوری سے ولیریا نے خوب فائدہ اٹھایا۔ بے شمار لوگوں کو جن سے وہ رقابت رکھتی تھی یا جن کا تعلق شاہی خاندان سے ہونے کی وجہ سے آئندہ کے لیے وہ تخت و تاج کے لئے خطرہ بن سکتے تھے۔ اس ولیریا نے بلاجھجک موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ان مظالم اور قتل و غارتگری کا نتیجہ یہ نکلا کہ رومنوں کے ایک جنرل مینوریوس نے کلاڈیوس کے خلاف بغاوت کر دی۔ رومن لشکر کے بہت بڑے سے حصے اس باغی جنرل مینوریوس کے ساتھ مل گئے تھے لیکن کلاڈیوس اور ولیریا کی خوش قسمتی کہ اس بغاوت کو فرو کر دیا گیا۔ اس بغاوت کے کچلے جانے کی وجہ سے کلاڈیوس اور ولیریا اور زیادہ شیر ہو گئے تھے۔ لہٰذا انھوں نے شاہی خاندان کے کئی اور افراد پر بھی ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ شاہی خاندان کے ان افراد کا تعلق زیادہ تر شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والے سابق جنرل پمپی اور کراسیوسس سے تھا۔ ان دونوں خاندانوں کے بہت سے لوگوں کا صفایا کر دیا گیا۔ اپنی انتقام کی آگ بجھانے کے لئے اور اپنے دشمنوں سے اپنے انتقام کی تکمیل کے لئے رومنوں کی ملکہ ولیریا نے اپنے دو مخبر رکھے ہوئے تھے۔ ان دونوں مخبروں کا تعلق شاہی دربار سے تھا۔ یہ دونوں درباری ولیریا کو ایک ایک لمحہ کی خبر دیتے رہتے تھے او جس کی کسی کو بھی قتل کر کے اپنے راستے سے ہٹانا ہوتا تھا اسے بھی ولیریا ان دونوں درباریوں ہی کی وساطت سے موت کے گھاٹ اتروا دیتی تھی۔

اپنی بیوی ولیریا کے انتقام کی آگ بجھانے اور ملک کے اندر جگہ جگہ شورشیں اور بغاوتیں ختم کرنے کے بعد رومن شہنشاہ کلاڈیوس بیرونی فتوحات کی طرف متوجہ ہوا۔ سب سے پہلے اس نے برطانیہ کی طرف توجہ دی۔ برطانیہ میں اس دور میں وحشی گال قبائل آباد تھے۔ گو اس سے پہلے شہنشاہ آگسٹس نے بھی برطانیہ پر حملہ آور ہو کر اسے پوری طرح اپنی سلطنت میں شامل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ پر بعد میں وہ اپنے اس ارادہ سے باز رہا اور اس سے بھی پہلے جولیس سیزر برطانیہ پر حملہ آور ہوا تھا اور برطانیہ کے جنوب اور مشرقی حصوں پر اس نے قبضہ بھی کر لیا تھا۔ لیکن جولیس سیزر کی موت کے بعد یہ علاقے پھر ایک طرح سے آزاد ہو گئے تھے اور ان علاقوں پر اب کوبلنوس نام کا ایک شخص حکمرانی کرتا تھا۔ برطانیہ میں ان دنوں گیارہ بادشاہ حکمرانی کرتے تھے جو وقتاً فوقتاً ایک دوسرے کے خلاف

برسرپیکار رہے تھے۔ کلاڈیوس برطانیہ پر حملہ آور ہونے لئے کوئی بہانہ تلاش کرنے لگا تھا۔ اس کی خوش قسمتی کہ اسے ایک معقول بہانہ بھی مل گیا اور وہ یوں کہ کوبلنوس جو برطانیہ کے جنوبی اور کچھ مشرقی حصے کا حکمران تھا وہ ماضی میں رومنوں کا باج گزار بھی رہا تھا۔ اس نے اچانک برطانیہ میں پر پرزے نکالے۔ اپنی قوت میں اس نے بے پناہ اضافہ کر لیا اور ہمسایہ حکمرانوں کے کچھ علاقوں پر اس نے قبضہ کر لیا۔ اس بات کو بہانہ بناتے ہوئے۔ کلاڈیوس نے جنوب اور مشرقی برطانیہ کے حکمران کوبلنوس کے خلاف لشکر کشی کا ارادہ کر لیا۔

کلاڈیوس بظاہر کوبلنوس کی سرکوبی کرنا چاہتا تھا کیوں کہ اس نے ہمسایہ علاقوں پر دست درازی کی لیکن یہ بہانہ بنا کر درحقیقت وہ پورے برطانیہ پر حملہ آور ہو کر اسے اپنی سلطنت کا ایک حصہ بنانا چاہتا تھا۔ برطانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے ایک بہت بڑے لشکر اور بحری بیڑے کی ضرورت تھی۔ جسے کلاڈیوس نے جمع کرنا شروع کر دیا تھا۔ دوسری طرف جنوبی اور مشرقی برطانیہ کے حکمران کوبلنوس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ رومن شہنشاہ کلاڈیوس اس کے خلاف حرکت میں آنا چاہتا ہے۔ لہٰذا اپنے ہمسایہ حکمرانوں پر حملے اس نے ترک کر دیئے وہ اپنے مرکزی شہر کولسٹر لوٹ آیا ور یہاں وہ رومنوں کے متوقع حملہ کے خلاف دفاع کرنے کے لئے زور شور سے جنگی تیاریاں کرنے لگا تھا۔

برطانیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے کلاڈیوس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا جو لشکر ان دنوں رومنوں کے دریائے ڈینیوب اور جرمنی میں دریائے رائن کے کنارے پھیلے ہوئے تھے۔ کلاڈیوس نے ایک جگہ جمع ہونے کا حکم دیا جب یہ سارے لشکر ایک جگہ جمع ہو گئے تو ان سارے لشکروں کا سپہ سالار کلاڈیوس نے اپنے ایک ہردلعزیز جنرل پلاٹیوس کو بنایا۔ اور دو دورے بڑے جنرل وسپاسین اور آکٹوریوس کو پلاٹیوس کا ماتحت بنا کر اس نے برطانیہ کو فتح کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ ان تینوں جنرلوں کے تحت کلاڈیوس نے ایک بہت بڑا بحری بیڑا بھی کر دیا تھا۔

دوسری طرف برطانیہ کے گیارہ بادشاہوں کو جب خبر ہوئی کہ رومن ان پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں تو وہ سب آپس میں ملکر اتحاد قائم کر گئے تھے اور انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ متحدہ طور پر برطانیہ کو بچانے کے لئے رومنوں کے خلاف جنگ کی جائے۔ لہٰذا برطانیہ کے گیارہ کے گیارہ حکمرانوں نے دن رات ایک کر کے بڑے بڑے لشکر تیار کر لئے تھے تاکہ رومنوں کے مقابلے میں برطانیہ کا دفاع کیا جا سکے۔ رومنوں کا بحری بیڑا اپنے جنرل پلاٹیوس کی سرکردگی میں برطانیہ کی بندرگاہ کینٹ پر لنگرانداز ہوا۔ یہاں کچھ دن ستانے اور آرام

کرنے کے بعد رومن جنرل پلاٹیوس نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ اس نے اپنے پاس رکھا دوسرا حصہ اپنے نائب جنرل وسپاسین کی سرکردگی میں دیا اور تیسرا حصہ اس نے اپنے دوسرے نائب جنرل آکٹوریوس کی کمانداری میں دینے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ خود پلاٹیوس برطانیہ کے جنوبی اور مشرقی حصوں پر حملہ آور ہونے کے لئے کہا گیا۔ جبکہ آکٹوریوس کے ذمہ یہ کام لگایا گیا کہ وہ ڈرلی شائر اور یارک شائر پر حملہ آور ہو کر اپنے سامنے آنے والے ہر برطانوی لشکر کو نیست و نابود کرتا چلا جائے۔

یوں رومنوں نے برطانیہ پر اپنے حملوں کی ابتدا کر دی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ رومن جنرل وسپاسین نے برطانیہ کے اندر 30 کے قریب خونخوار جنگیں لڑیں اور ہر جنگ میں اس نے برطانوی لشکر کو شکست فاش دی۔ اور برطانیہ کے جنوب مشرقی حصہ کے وسیع علاقوں پر یہ وسپاسین قابض ہو گیا تھا۔ دوسری طرف رومن لشکر کا سپہ سالار اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ برطانیہ کے وسطی حصوں کی طرف بڑھا تھا۔ اس نے دور دور تک یلغار کی تھی۔ اور اپنے سامنے آنے والے ہر برطانوی لشکر کو اس نے بھی شکست دی اور جس قدر علاقہ اس کے ذمہ لگایا گیا تھا وہ اس نے فتح کر لیا۔ ان دو جنرلوں کی طرح تیسرا رومن جنرل آکٹوریوس بھی اپنے مقصد میں کامیاب رہا۔ اس کے ذمہ ڈرلی شائر اور یارک شائر کے علاقوں پر حملہ آور ہونا تھا۔ یہ جنرل بڑی مہارت سے ڈرلی شائر اور یارک شائر کے وحشی گال قبائل کے خلاف حرکت میں آیا پے در پے اس نے ان علاقوں کے لشکروں کو شکست دی اور ڈرلی شائر اور یارک شائر پر اس نے قبضہ کر لیا تھا۔

دوسری طرف رومن شہنشاہ کو جب برطانیہ میں اپنے تینوں جنرلوں کی ان فتوحات کی خبر ملی تو وہ اپنے چند محافظ دستوں کے ساتھ ان فتوحات کے نتائج دیکھنے کے لئے روم سے برطانیہ کی طرف روانہ ہوا۔ کلاڈیوس کے سفر کے لئے ایک خاص جہاز تیار کیا گیا تھا۔ اس جہاز میں بیٹھ کر اس نے سمندری حصہ کو عبور کیا۔ سمندر کو عبور کرتے وقت کلاڈیوس کے جہاز کے اردگرد بے شمار جنگی جہاز تھے جو اس کی حفاظت پر مقرر تھے۔ یوں کلاڈیوس شاہانہ انداز میں سمندر میں سفر کرنے کے بعد برطانوی بندرگاہ کینٹ پر اترا اس کے بعد وہ برطانیہ کے اندرونی حصوں کی طرف بڑھا۔ اپنے تینوں جنرل پلاٹیوس وسپاسین اور آکٹوریوس کی کارکردگی کا اس نے جائزہ لیا اور ان کی فتوحات پر بے حد خوش ہوا۔ برطانیہ کے جس قدر حکمران تھے۔ وہ سارے کلاڈیوس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کی انھوں نے معافی مانگی۔ کلاڈیوس نے سولہ روز تک برطانیہ کے اندر قیام کیا پھر وہ واپس روم آگیا اور یہاں آکر اس نے کئی روز تک برطانیہ کی فتح کی خوشی میں اٹلی کے اندر جشن

متانے کا اعلان کر دیا تھا۔

برطانیہ پر حملہ اور اس پر جابجا فتوحات حاصل کر کے قبضہ کرنے سے کلاڈیوس کی عزت اور شہرت میں بے پناہ اضافہ ہوا تھا۔ جہاں شروع میں اس نے اپنی بیوی ولیریا کے کہنے پر اٹلی میں مظالم کئے تھے ۔ان سب مظالم کو ان فتوحات نے ایک طرح سے دھو ڈالا تھا۔ برطانیہ فتح کرنے کے بعد اس کلاڈیوس کے اور اس کے جنرلوں کے بھی حوصلے بلند ہوگئے لہٰذا برطانیہ فتح کرنے کے بعد کلاڈیوس دوسرے علاقوں کی طرف متوجہ ہوا۔ مارطانیہ پہلے ہی رومنوں کے تحت تھا اب کلاڈیوس تھریس کی طرف متوجہ ہوا۔ تھریس کا علاقہ اپنی سرزمین' سرسبزی شادابی اور آمدنی کے لحاظ سے یونانی علاقوں میں سب سے بہترین اور مالدار خیال کیا جاتا تھا۔ لہٰذا تھریس پر کلاڈیوس نے حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا۔ کلاڈیوس کی خوش قسمتی کے یہاں بھی اسے کامیابی حاصل ہوئی اور تھریس کو بھی کلاڈیوس نے رومن سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔

تھریس کی فتح کے بعد کلاڈیوس کی نگاہیں مشرق میں ایران کے اندر اشکانیوں کی سلطنت پر جم کر رہ گئی تھیں۔ ماضی میں اشکانیوں کے ہاتھوں رومنوں کو کئی بار زک اور شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا لہٰذا کلاڈیوس چاہتا تھا کہ اشکانی سلطنت پر ایسی ضرب لگا کر ایسی شاندار فتوحات حاصل کرے کہ ماضی میں جو اشکانیوں کو رومنوں پر فتوحات حاصل ہوتی رہی ہیں ان کے سارے داغ دھو کر رکھ دے۔ یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے کلاڈیوس بڑی تیزی سے اپنی عسکری قوت میں اضافہ کرنے لگا تھا۔ تاکہ اشکانیوں پر حملہ آور ہو کر اپنے ارادوں اور اپنے منصوبوں کی تکمیل کر سکے۔

دوسری طرف اشکانی سلطنت میں بھی ایک انقلاب اور تبدیلی رونما ہوچکی تھی وہ اس طرح کہ اردوان کی وفات کے وقت اس کا بڑا بیٹا وردان جو تاج و تخت کا وارث خیال کیا جاتا تھا۔ دار لحکومت میں موجود نہ تھا۔ اس لئے اس کے چھوٹے بھائی نے ایران کا تاج و تخت سنبھالا۔ لیکن زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ بڑا بھائی وردان آپہنچا اور اپنا حق حاصل کرنے کے لئے اسے جنگ کرنا پڑی جس میں اسے کامیابی ہوئی اور عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔

وردان نہایت شقی القلب شخص تھا اس نے اپنے کردار سے اعیان سلطنت کو ناراض کر لیا۔ وہ اسی فکر میں تھے کہ اسے حکومت سے دستبردار ہونے پر مجبور کردیں کہ ایک دن امرا نے شکارگاہ میں اسے گھیر کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔

وردان کے قتل کے بعد امراء سلطنت نے اس کے بھائی گودرز کو تخت نشین کیا۔ اسی

گودرز کے دور حکومت میں روم کا شہنشاہ کلاڈیوس اشکانیوں پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ گودرز چاہتا تو آزادی سے حکومت کر سکتا تھا لیکن وہ بھی اپنے پیش رو کی طرح نہایت سنگدل اور سخت تھا۔ اس نے پہلے تو اپنے بھائیوں کا صفایا کیا پھر اور اقرباء کی طرف خونی ہاتھ بڑھایا پھر اپنے سارے خاندان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی اس نے تہ تیغ کرادیا کہ کہیں وہ تاج و تخت کے حقدار بن کر نہ اٹھ کھڑے ہوں۔

امرائے سلطنت گودرز کی اس بربریت اور ظلم و ستم سے سخت برافروختہ ہوئے۔ آخر اسی ناراضگی کے باعث انھوں نے اپنا ایک ایلچی قیصر روم کلاڈیوس کی طرف بھیجا اور اس سے خواہش ظاہر کہ کہ روم میں جو اس وقت اشکانی شہزادے زیر تربیت ہیں ان میں سے کسی کو بھیجا جائے تاکہ اسے اشکانی سلطنت کی حکمرانی بخشی جائے۔ قیصر روم کلاڈیوس اشکانیوں کی طرف اس پیش کش پر بڑا خوش ہوا اس نے خیال کیا کہ جو کام وہ جنگ کے ذریعہ نکالنا چاہتا ہے وہ سیاست کے ذریعہ نکال سکتا ہے اور اس کا موقع خود ہی اسے ایرانی فراہم کر رہے ہیں۔

اشکانی سلطنت کو اپنے سامنے زیر کرنے کے لیے روم میں زیر تربیت ایک اشکانی شہزادے مہرداد کو کلاڈیوس نے فوج دے کر بھیجا۔اور اسے ترغیب دی کہ وہ کسی نہ کسی طرح اشکانیوں کا بادشاہ اور حکمران بننے میں کامیاب ہوجائے۔ مہرداد دریائے فرات کو عبور کرنے کے بعد جب ایران کی سرحد میں داخل ہوا تو اشکانی حکمران گودرز نے اس کا مقابلہ کیا۔ بدقسمتی سے اس جنگ میں مہرداد کو بدترین شکست ہوئی۔ جب کہ گودرز فتح مند رہا۔ گودرز نے اپنی اس فتح کی خوشی میں کوہ بیستون پر اپنی فتح کا ایک کتبہ بھی کندہ کرادیا تھا۔

اس کے بعد گودرز زیادہ عرصہ حکمرانی نہ کر سکا اور وفات پاگیا۔ گودرز کی وفات پر وونن دوم تخت نشین ہوا جو آذربائیجان کا حکمران تھا۔ گودرز چونکہ اپنی زندگی میں تمام وارثان تخت و تاج کو ہلاک کرچکا تھا۔ اس لیے یہ معلوم نہیں کہ وونن کی گودرز کے ساتھ کیا قرابت داری تھی۔ بہرحال قیاساً" کہا جاسکتا ہے کہ یہ نیا حکمران گودرز ہی کا کوئی دور کا رشتہ دار تھا۔ اس وونن نے صرف چند ماہ حکومت کی کوئی تاریکی واقعہ اس کے زمانے میں رونما نہیں ہوا۔

وونن کی وفات پر اس کا بیٹا بلاش تخت نشین ہوا جسے تاریخ میں بلاش اول کہہ کر یاد کیا جاتا ہے۔ بلاش اول اشکانی خاندان کا آخری نامور بادشاہ تھا۔ اس کے بعد یہ خاندان زوال پزیر ہونا شروع ہوگیا تھا۔

بلاش اول شروع ہی سے یہ چاہتا تھا کہ آرمینیا کو اپنے تسلط میں لے اور وہاں کی

حکومت اپنے بھائی تیرداد کو سونپے چنانچہ وہ آرمینیا کے حالات کا بغور جائزہ لینے لگا تھا۔ آرمینیا میں گرجستان کے بادشاہ فرس من کا بھائی مہرداد حکمران چلا آرہا تھا۔ فرس من کا بیٹا راوامسٹس جو ایک انتہا پسند شخص تھا اب باپ کی حکومت خود حاصل کرنا چاہتا تھا۔
لیکن فرس من نے اس کا رخ موڑنے کے لئے اسے آرمینیا کو فتح کرنے کی ترغیب دلائی۔ راوامسٹس نے آرمینیا کا رخ کیا اور اپنے چچا مہرداد کو قتل کر کے آرمینیا کی حکومت سنبھال لی۔

بلاش اول نے آرمینیا کی صورتحال کو اپنے لئے مواقف سمجھا اور تخت نشین ہوتے ہی آرمینیا پر لشکر کشی کی۔ راوامسٹس مقابلہ کی تاب نہ لاکر فرار ہوگیا لیکن اس زمانے میں آرمینیا میں وباء پھیل گئی اور قحط بھی نمودار ہوا اس لئے بلاش آرمینیا سے واپس آگیا۔ راوامسٹس نے بلاش کی واپسی کی خبر سنی تو وہ آرمنیا لوٹ آیا اور مزید تین سال تک آرمینیا میں حکومت کرتا رہا۔

بلاش اول پھر آرمینیا پر چڑھائی کرنا چاہتا تھا لیکن اس کے ارادہ میں ایک اور مہم حائل ہوگئی وہ اس طرح کہ اس کی سلطنت کے اندرونی حالات خراب ہوگئے جگہ جگہ لوگوں نے بغاوتیں کھڑی کر دیں اور کچھ حصوں نے خراج دینے سے انکار کردیا تھا۔ جن لوگوں نے خراج دینے سے انکار کر دیا تھا بلاش نے ان لوگوں سے سختی کے ساتھ خراج مانگا۔ انکار کی صورت میں بلاش ایسی قوتوں کے خلاف حرکت میں آنا ہی چاہتا تھا کہ اسے خبر ملی کہ داہی اور سکائی قبائل نے اشکانی سرحدوں پر یلغار کر دی ہے۔
مجبوراً بلاش اول کو اپنی مہم کا رخ بدلنا پڑا باغیوں کی سرکوبی کرنے کے بجائے وہ داہی اور سکائی قبائل کی یلغار روکنے کے لئے بڑھا۔ کھلے میدانوں میں داہی اور سکائی قبائل کے ساتھ بلاش اول کا بہت بڑا معرکہ ہوا جس میں بلاش اول کامیاب رہا اور اس کے مقابلے میں داہی اور سکائی قبائل کو بدترین شکست ہوئی۔ ان قبائل کا قلع قمع کرنے کے بعد بلاش اول نے سلطنت کے اندر بغاوت کرنے والوں کی طرف دھیان دیا۔ ساری بغاوتوں کو اس نے فرو کیا اس کے بعد اس نے پھر آرمینیا پر فوج کشی کی۔ اس بار پھر آرمینیا کا حکمران راوامسٹس بھاگ نکلا اس کے بھاگنے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بلاش نے اپنے [illegible] تیرداد کو آرمینیا کا حکمران مقرر کیا۔ اور خود اپنے لشکر کے ساتھ وہ اپنے مرکزی [illegible] کی طرف چلا گیا تھا۔

○

قیصر روم کلاڈیوس اور ولیریا کی شادی چونکہ بے جوڑ تھی جس کے نتیجے میں رومنوں کی

ملکہ ولیریا فحاشت اور برائی میں مبتلا ہوگئی تھی۔ دونوں میاں بیوی کی عمروں میں خاصا فرق تھا۔ شادی کے وقت ولیریا کی عمر صرف پندرہ سال تھی جب کہ اس کے مقابلہ میں کلاڈیوس کی عمر ۴۹ سال تھی۔ ولیریا نے کلاڈیوس سے شادی تو کرلی تھی لیکن دلی طور پر وہ اپنے دل میں اس کے لئے کوئی محبت اور ہمدردی پیدا نہ کر سکی اور ملکہ بننے کے باوجود اس نے اپنی جنسی تسکین کے لئے بے شمار عشق کئے۔ رومنوں کی ملکہ ولیریا اپنے کردار کے لحاظ سے تاریخ میں بدنام اور اس کی برائیوں کا چرچا برسرعام ہونے لگا تو کچھ سر پھرے رومنوں نے ولیریا کا خاتمہ کر دیا۔ ولیریا سے کلاڈیوس کی ایک بیٹی اور ایک بیٹا تھا۔ بیٹے کا نام برٹنی کوس اور بیٹی کا نام آکٹویا تھا۔ ولیریا کی موت کے بعد رومن شہنشاہ کلاڈیوس کے مشیروں اور چاہنے والوں نے اسے مشورہ دیا کہ وہ ایک اور شادی کرے اور اس کے لئے اس کے چاہنے والوں نے اس کی بھتیجی اگریپنا کی طرف اشارہ بھی کر دیا تھا۔
شروع شروع میں کلاڈیوس اپنی بھتیجی اگریپنا سے شادی کرنے کے ارادے سے ہچکچایا لیکن جب اس کے وزیروں اور مشیروں نے ایسا کرنے پر زور دیا اور اس کی ڈھارس بندھائی تو کلاڈیوس اگریپنا سے شادی کرنے پر تیار ہوگیا تھا۔ یہ شادی بھی بالکل بے جوڑ تھی۔ اگریپنا ابھی بالکل نوعمر اور بچپنے کی حدود کو چھوڑ کر جوانی سے گلے مل رہی تھی۔ جبکہ کلاڈیوس اب بوڑھا ہوچکا تھا۔ اس بے جوڑ شادی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک روز موقع پاکر اگریپنا نے رومن شہنشاہ کلاڈیوس کو زہر دے کر ہلاک کر دیا کلاڈیوس کی موت کے بعد کلاڈیوس ہی کے رشتہ دار اور شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والے ایک فرد نیرو کو رومنوں نے اپنا شہنشاہ بنا لیا۔ اور نیرو کی شادی کلاڈیوس کی بیٹی آکٹویا سے کردی گئی تھی۔ یوں کلاڈیوس کے بعد نیرو رومنوں کا شہنشاہ بن گیا تھا۔

○

یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی نے ابھی تک اسکندریہ سے باہر ساحل کے ساتھ ساتھ ماہی گیروں کی بستی کے اندر اپنے جھونپڑے ہی میں قیام کر رکھا تھا۔ ایک روز صبح ہی صبح یوناف جب اپنے جھونپڑے سے نکلا تو اس نے دیکھا ماہی گیروں کی اس جھونپڑی نما بستی کے اندر بہت سے لوگوں کے رونے اور بین کرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ اس پر یوناف فکرمند ہوا وہ اندر جاکر بیوسا کو جگانا ہی چاہتا تھا کہ اسی لمحہ بیوسا تقریباً بھاگتی ہوئی آئی اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھنے لگی۔ یہ آج پھر بستی میں رونے کی آوازیں کیسی سنائی دے رہی ہیں جبکہ ایک شخص کل بھی ہلاک ہوا تھا اور لوگوں کا کہنا تھا کہ وہ شخص اپنی طبعی موت نہیں مرا۔ بیوسا کے اس استفسار کے جواب میں یوناف بولا۔

اور کہنے لگا۔

میں بھی ابھی ابھی جھونپڑے سے باہر نکلا ہوں اور یہ عورتوں کے رونے اور بین کرنے کی آوازیں سن کر میں اندر جا کر تمھیں جگانے ہی لگا تھا کہ تم خود ہی باہر آگئی ہو۔ میرے خیال میں آؤ نہا دھو کر صبح کا کھانا کھائیں پھر بستی کی طرف جاتے ہیں۔ اور دیکھتے ہی کہ کیا حادثہ پیش آیا ہے۔ اس پر بیوسا فورا" حرکت میں آئی دونوں میاں بیوی نہا دھو کر اور صبح کا کھانا کھا کر فورا" بستی کی طرف روانہ ہوئے۔

یوناف اور بیوسا ابھی راستے ہی میں تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر وہ اپنی شیریں اور مسحور کن آواز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ سنو یوناف جس کام کی طرف تم جارہے ہو اس میں تم دونوں میاں بیوی کے لئے خطرہ بھی ہے لہٰذا میری تم دونوں کو تنبیہہ ہے کہ تم احتیاط سے کام لینا۔ اس پر یوناف نے چونک کر ابلیکا سے پوچھا سنو ابلیکا ہم دونوں کو وہاں کیا خطرہ ہے اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔ میں اس سارے معاملے کی تحقیق اور جستجو کر کے آرہی ہوں۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ صادو' بارص اور ان کی بہن یوشا نے اس بستی کے اندر اپنا شیطانی کھیل شروع کر رکھا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ صادو اور بارص کی بہن یوشا عجیب سے انداز میں اس بستی میں داخل ہوتی ہے اور آج دوسری لاش اسی یوشا کی وجہ سے اٹھی ہے۔ یوشا مافوق الفطرت انداز میں بستی میں داخل ہوتی ہے اور کسی نوجوان شخص پر وارد ہوتی ہے اس کا سر کاٹ کر خون پیتی ہے اور گردن تک سے جدا کر کے رکھ دیتی ہے۔ یہ دوسرا حادثہ ہے جو اس ماہی گیروں کی بستی میں اس یوشا کی وجہ سے پیش آیا ہے۔ اس پر یوناف نے فکرمند انداز میں ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

سنو ابلیکا جو کچھ تم کہنا چاہتی ہو تفصیل کے ساتھ کہو تاکہ میں جانوں کہ صادو' بارص اور یوشا نے اس بستی کے اندر کیا شیطانی کھیل کھیل رکھا ہے۔ اور ہمیں کس سے کس قدر خطرہ ہے جواب میں ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔

سنو یوناف رات کے وقت گہری تاریکی میں بارص' صادو اور یوشا اس بستی میں داخل ہوتے ہیں وہ اپنی شیطانی شکل و صورت میں اس بستی کے اندر ایک کہرام کھڑا کرتے ہیں۔ پھر یوشا اپنا کام کرتی ہے اور کسی خوبصورت نوجوان کی گردن کاٹ کر اس کا خون پی جاتی ہے اور اس کو ہلاک کر دیتی ہے۔ جبکہ اس کام کے دوران صادو اور بارص اپنی شیطانی قوتوں اور شیطانی شکل و صورت کے ساتھ اردگرد منڈلاتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ عزازیل بھی اس بستی میں تمہارے خلاف حرکت میں آچکا ہے۔ یہ جو آج دوسری لاش

اس بستی سے اٹھ رہی ہے اس نوجوان کے مرنے کے موقع پر اور اس سے پہلے بھی کئی بار عزازیل بستی کے سردار خوسے کے پاس آتا جاتا رہا ہے۔ سنو ماہی گیروں کی اس بستی کے دو سردار ہیں ایک کا نام خوسے اور دوسرے کا نام استور ہے۔ خوسے کے ساتھ اس عزازیل نے بہترین مراسم بنا رکھے ہیں۔ جب پہلی لاش اس بستی سے اٹھی تھی تو خوسے کو عزازیل نے اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی تھی کہ یہ لاش تم دونوں میاں بیوی کی وجہ سے اس بستی سے اٹھی ہے۔ اب جبکہ دوسری لاش اٹھی ہے تو خوسے کے ذہن میں پھر عزازیل نے یہ بات ڈال دی ہے کہ یہ تمھاری بستی کے اندر یوناف اور بیوسا نام کے جو دونوں میاں بیوی رہتے ہیں یہ مافوق الفطرت ہیں اور یہ انسانی خون اور گوشت کھانے کے عادی ہیں۔ لہٰذا تم اگر اپنی بستی کو محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو ان دونوں میاں بیوی کو مار مار کر یہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دو۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا رکی پھر وہ دوبارہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

سنو یوناف عزازیل کے کہنے پر خوسے اور اس کے ہمنوا اس بات کے قائل ہو چکے ہیں کہ بستی کے اندر سے یہ جو دوسری لاش اٹھ رہی ہے وہ تم دونوں میاں بیوی کی وجہ سے ہے جبکہ بستی کا دوسرا سردار جس کا نام استور ہے وہ تم دونوں میاں بیوی کا بڑا معتقد ہے۔ وہ تم دونوں کے اخلاق تم دونوں کے رہن سہن کی وہ تعریف کرتا ہے اگر خوسے اکیلا ہی اس بستی کا سردار ہوتا تو اب تک وہ اپنے مسلح آدمیوں کے ساتھ تم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہو چکا ہوتا۔ لیکن دوسرا سردار جس کا نام استور ہے وہ چونکہ تم دونوں میاں بیوی کے حق میں ہے لہٰذا خوسے کو یہ جرات نہیں ہورہی کہ تم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہو اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اگر اس نے ایسا کیا تو بستی کے ماہی گیر دو حصوں میں بٹ جائیں گے۔ کچھ خوسے کا ساتھ دیں گے کچھ استور کا اور اس طرح دونوں آپس میں لڑ کر ایک دوسرے ہی کا خون کر کے رہ جائیں گے۔ اسی بناء پر اب تک خوسے اور اس کے ہمنوا تم دونوں میاں بیوی کے خلاف حرکت میں آنے سے ہچکچا رہے ہیں۔ تاہم عزازیل اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہا ہے کہ خوسے اور اس کے ہمنواؤں کو تمھارے خلاف کر کے تم پر حملہ آور ہونے پر مجبور کردے اور میرا خیال ہے کہ وہ اپنے مقصد حاصل کرنے میں آج کامیاب ہوجائے گا۔ لہٰذا بستی کی طرف جاتے ہوئے تم دونوں میاں بیوی احتیاط برتنا۔ بہرحال اتنا فکرمند ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ اس کے علاوہ جہاں تک میں نے اندازہ لگایا ہے اس بستی میں خوسے کی نسبت بستی کے دوسرے سردار استور کے ہمنوا زیادہ ہیں۔ لہٰذا اگر اس بستی میں عزازیل نے تمہارے مخالفین پیدا

کئے ہیں تو تم دونوں میاں بیوی کے حامیوں کی تعداد بھی اس بستی میں کم نہیں ہے اب تم دونوں میاں بیوی بستی کی طرف چلو میں دونوں کی نگرانی کروں گی۔ پھر دیکھتے ہیں معاملہ کس جت کی طرف نکل کھڑا ہوتا ہے۔ ابلیکا کی اس گفتگو کے بعد یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی بڑی تیزی سے آگے بڑھنے لگے تھے۔

یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی بڑی تیزی سے چلتے ہوئے دور دور تک پھیلی ماہی گیروں کی بستی میں اس جگہ آئے جہاں بہت سے لوگ کیا مرد کیا عورتیں بچے بوڑھے سب جمع تھے۔ لوگوں کا ایک بہت بڑا جمگھٹا تھا جن کے اندر ایک کھاٹ پر لاش رکھی تھی اور اس لاش کے اردگرد بہت سے مرد رو رہے تھے اور عورتیں بین کرتی جارہی تھیں۔ قریب جاکر یوناف اور بیوسا ایک بوڑھے شخص کے پاس رکے پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے یوناف نے پوچھا۔

میرے بزرگ کیا تم بتاسکتے ہو کہ کیا معاملہ ہے کیا حادثہ پیش آیا ہے۔ یہ عورتیں ' مرد رو رہے ہیں اس بستی میں کل بھی ایک حادثہ ہوا تھا اور ایک لاش اٹھی تھی۔ آج پھر ویسا ہی بستی کے اندر بین کرنے اور رونے کا انداز ہے۔ یوناف کے اس استفسار پر اس بوڑھے نے تھوڑی دیر عجیب سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ کسی قدر نرم انداز میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اجنبی اس بستی میں دوسرا دن ہے کہ عجیب و غریب واقعہ رونما ہوتا ہے۔ اس بستی میں کچھ شیطانی قوتیں داخل ہوتی ہیں۔ جن لوگوں نے اپنی نظروں سے رات کی تاریکی میں ان قوتوں کو دیکھا ہے ان لوگوں کا کہنا ہے کہ دھواں دھواں اور ہیولہ ہیولہ سی کچھ قوتیں اس بستی میں داخل ہوتی ہیں اور کسی ایک خوبصورت جوان کا گلا کاٹ کر اس کا خون پی کر چھوڑ جاتی ہیں۔ اور یہ جو دھواں دھواں اور ہیولہ ہیولہ قوتیں بستی میں داخل ہوتی ہے ان کے متعلق اس بستی کے چشم دید لوگوں کا کہنا ہے۔ یہ قوتیں کچھ اس طرح دکھائی دیتی ہیں جیسے آسمان کی طرف گہرے اٹھتے ہوئے دھوئیں کے اندر عجیب سے نقش و نگار رکھنے والی قوتیں کھولتے ہوئے پانی کی طرح جوش مارتے ہوئے اپنے وجود کی قہرمانیت و خونخواری کا پتا دے رہی ہوں۔ بس انہی قوتوں کی وجہ سے اس بستی میں یہ دوسرا واقعہ پیش آیا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا تھوڑی دیر رکا پھر دوبارہ وہ یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

دیکھ مہربان اجنبی اس بستی کے دو سردار ہیں ایک خوسے دوسرا استور۔ سردار خوسے اور اس کے ہمنوا لوگوں کا خیال ہے کہ بستی میں یہ کام تم دونوں میاں بیوی کرتے ہو ان لوگوں کا کہنا ہے کہ تم لوگ انسانی نہیں بلکہ شیطانی اور جنوں کے گروہ سے تعلق رکھتے ہو۔

جبکہ سردار استور اور اس کے حامی اس بات کی نفی کرتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ تم دونوں میاں بیوی انتہائی نیک ' پارسا اور نیکی کے نمائندے ہو لہٰذا تم دونوں کی وجہ سے اس بستی کے اندر ایک کھینچا تانی اور کشاکش کا عمل بھی جاری ہوچکا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا دم لینے کو رکا پھر وہ مزید کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ ایک طرف سے بستی کا سردار خوسے آگ بگولہ سے اپنے حامیوں اور ہمنواؤں کے ساتھ یوناف اور بیوسا کے قریب آیا پھر انتہا غضبناکی اور خونخواری میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

تم دونوں میاں بیوی کب تک ہماری اس بستی کے اندر خونی کھیل کھیلتے رہوگے۔ یہ آج دوسری لاش ہے جس کا حلقوم تم دونوں میاں بیوی نے گذشتہ رات کی تاریکی میں کاٹا اور اس کا خون پیا اب اس کی ادھڑی ہوئی لاش کے اردگرد اس کے لواحقین رو رہے ہیں بین کر رہے ہیں بتاؤ تم کون ہو کس سرزمین سے تمھارا تعلق ہے اور تمھاری کیا جنس ہے۔ اس پر یوناف نے بڑے نرم انداز میں سردار خوسے کو مخاطب کر کے پوچھا یہ تو کہو جو باتیں تم میرے اور میری بیوی کے خلاف کہہ رہے ہو یہ تم سے کس نے کہی ہیں۔ اس پر خوسے پھر بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ یہ باتیں ہمارے ایک مہربان عزازیل نے مجھ سے کہی ہیں گو وہ بھی اس بستی میں اجنبی ہے لیکن اس کی باتوں میں خلوص' رس اور حقیقت ہے۔ وہ تم دونوں کو خوب اچھی طرح جانتا ہے اور تم دونوں کی طرح وہ بھی کوئی مافوق الفطرت چیز ہے۔ اس لئے کہ جب اس نے مجھ سے کہا کہ میں مافوق الفطرت چیز ہوں تو میں نے اس کی باتوں پر اعتبار نہیں کیا تھا۔ اس کا ثبوت پیش کرنے کے لئے اس نے کہا کہ تم مجھ پر تیر چلاؤ اگر تیر میرے جسم میں پیوست ہوگیا تو سمجھنا میں تم جیسا عام انسان ہوں اگر تیر میرے جسم میں پیوست نہ ہوا تو یہ سمجھ لینا کہ میں مافوق الفطرت چیز ہوں۔ لہٰذا میں نے اس کے جسم پر کئی تیر برسائے لیکن حیرت انگیز چیز یہ ہے کہ سارے تیر اس کے جسم میں پیوست ہونے کے بجائے اس کے جسم سے ٹکرا کر پانی کے قطروں کی طرح بے ضرر انداز میں زمین پر گر گئے تھے۔ یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد میں اس عزازیل نام کے اجنبی کی باتوں پر مجبور ہوگیا تھا۔ دیکھ یوناف جو کچھ اس اجنبی عزازیل نے کہا ہے اب مجھے پختہ اعتماد اور بھروسا ہے کہ اس نے غلط نہیں کہا وہ ٹھیک کہتا ہے۔ تم دونوں میاں بیوی ہی اس بستی کی تباہی اور بربادی کے ذمہ دار بنتے جارہے ہو۔ لہٰذا میں تم دونوں میاں بیوی کو متنبہ کرتا ہوں کہ جو کچھ تم کرچکے ہو اسے تسلیم کرو تاکہ اس بستی کے لوگ تمھیں سزا دیں اس کے بعد تم یہاں سے چلتے بنو ورنہ بستی کے لوگ تمہیں چیر پھاڑ کر تمھاری تکہ بوٹی کر دیں گے۔

خوسے جب خاموش ہوا تو یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ خوسے جو کچھ تو کہہ رہا ہے وہ جھوٹ ہے۔ میں اور میری بیوی بیوسا اس بستی کی تباہی کے ذمہ دار نہیں ہیں بلکہ اس بستی کے اندر تباہی کی ابتداء کرنے والا وہی شخص ہے جس کا نام عزازیل ہے اور جسے تم اپنا محسن خیال کر رہے ہو۔ سنو خوسے اس عزازیل کو میں ایک عرصہ سے جانتا ہوں۔ میری اور اس کی دشمنی یوں سمجھو کہ وقت کے تیرتے لمحوں میں صدیوں پر محیط اور چھائی ہوئی ہے اور شاید تم یقین نہ کرو میں اپنی طویل زندگی کے کئی مواقع پر اس شخص کو مغلوب اور اپنے سامنے بے بس کر چکا ہوں۔ اس پر خوسے فوراً" بولا اور کہنے لگا۔ ہرگز نہیں میں اسے تسلیم کرنے کو تیار ہی نہیں۔ جس شخص کے جسم میں تیر پیوست نہیں ہوسکتا۔ جس شخص کے جسم پر تلوار اپنا اثر نہیں کر سکتی تم اسے اپنے سامنے کیسے اور کیوں کر مغلوب کر سکتے ہو۔ اس پر یوناف چھاتی تانتے ہوئے بولا اور کہنے لگا۔ اگر کسی کو جانچنے کے لئے تمہارے پاس یہی معیار ہے تو تم تیر اور تلوار مجھ پر بھی چلا کے دیکھ سکتے ہو۔ پھر دیکھو تمہیں کیسے تعجب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ خوسے نے شاید اس معاملہ کو غنیمت جانا تھا فوراً" اپنے قریب کھڑے ساتھیوں کو اس نے یوناف اور بیوسا پر تیر اندازی کرنے کا حکم دیا یوناف اور بیوسا فوراً" اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا چکے تھے۔ لہٰذا جوں ہی تیر ان پر چلے ان کے جسم میں پیوست ہونے کے بجائے تیر ان کے جسموں سے ٹکرا کر زمین پر گر گئے تھے۔ یہ معاملہ دیکھتے ہوئے خوسے اور اس کے ساتھی دنگ رہ گئے تھے۔ خوسے نے پھر دو جوانوں کو حکم دیا کہ آگے بڑھ کر ان پر تلواریں برساؤ۔ جوں ہی دو جوانوں نے آگے بڑھ کر یوناف اور بیوسا کے کندھوں پر تلواریں برسائیں تو تلواروں کی یوں آواز سنائی دی جیسے کسی نے تلوار کو سخت پتھر پر دے مارا ہو۔ اور ان تلواروں کا بھی یوناف اور بیوسا پر کچھ اثر نہ ہوا تھا۔ یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے خوسے مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اتنی دیر تک بستی کا دوسرا سردار کہ نام جس کا استور تھا وہ بھی اپنے حامیوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا اور اپنی گرجتی اور بلند آواز میں اس نے وہاں جمع ہونے والے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا۔

اگر کسی نے بھی ان دونوں میاں بیوی کو ہاتھ لگانے کی کوشش کی یا ان پر کوئی حملہ آور ہوا تو وہ خود اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ سردار استور کی اس دھمکی سے مجمع میں سناٹا سا چھا گیا تھا۔ کسی کو کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی تھی۔ دوسرا سردار خوسے ابھی تک انتہائی پریشانی اور تعجب کی حالت میں کھڑا تھا۔ پھر خوسے آہستہ آہستہ چلتا ہوا سردار استور کے پاس آیا اور کسی قدر ندامت اور پشیمانی میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

استور میرے بھائی اب تک میں اس یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی ہی کو اپنی بستی

سے اٹھنے والی لاشوں کا ذمہ دار ٹھہراتا رہا ہوں اور ایسا میں نے اس لیے کیا تھا کہ میرے پاس عزازیل نام کا جو اجنبی آیا کرتا تھا اس نے مجھ سے ان دونوں کے خلاف ایسی گفتگو کی تھی کہ اس کا انداز کچھ ایسا موثر تھا کہ میں اس کی باتوں میں آگیا اور یقین کرلیا کہ ہماری بستی میں شروع ہونے والی تباہی اور بربادی کے ذمہ دار یہ دونوں میاں بیوی ہیں لیکن دیکھ میرے بھائی تیرے آنے سے پہلے جس مافوق الفطرت کام کا اظہار عزازیل نے میرے سامنے کیا تھا۔ ویسا ہی ان دونوں میاں بیوی نے بھی کر دکھایا ہے۔ استور میرے بھائی تو جانتا ہے کہ وہ عزازیل نام کا جو اجنبی میرے پاس آیا کرتا تھا جسے تو بھی اچھی طرح پہچانتا اور جانتا ہے اس پر میرے ساتھیوں نے تیر برسائے لیکن تیر اس کے جسم میں گھسنے کے بجائے اس کے جسم سے ٹکرا کر زمین پر گر گئے۔ اس پر تلواریں بھی برسائی گئیں لیکن کوئی اثر نہ ہوا۔ آج سب لوگوں کے سامنے ویسا ہی معاملہ یوناف اور بیوسا کے کہنے پر ہم نے ان کے ساتھ بھی کیا اور جس طرح عزازیل پر تیروں اور تلوار نے کوئی اثر نہ کیا تھا اسی طرح تیروں اور تلواروں نے آج ان دونوں میاں بیوی پر بھی کوئی اثر نہیں کیا۔ اس کے علاوہ اس یوناف نے آج مجھ پر یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ وہ عزازیل کو پرانا جاننے والا ہے اور یہ کہ عزازیل ان دونوں میاں بیوی کا بدترین دشمن ہے۔

استور میرے بھائی یوناف اور بیوسا کے سلسلہ میں میں اپنے غلط رویہ کی تم سے معافی مانگتا ہوں۔ ان دونوں میاں بیوی کی باتوں اور گفتگو سے بھی مجھے ایک طرح کا خلوص اور دیانت داری ٹپکتی دکھائی دی ہے۔ آج کے بعد اس یوناف اور بیوسا کی حیثیت میرے اور میرے حامیوں کے ہاں بیٹے اور بیٹی کی سی ہوگی۔ خوسے کی یہ ساری گفتگو سن کر استور اور اس کے حامی بے حد خوش ہوئے تھے۔ پھر خوسے آہستہ آہستہ ندامت آمیز انداز میں چلتا ہوا یوناف کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ یوناف اور بیوسا میں تم دونوں میاں بیوی سے معذرت خواہ ہوں کہ میں تم دونوں کے متعلق اپنے دل میں بدگمانیوں کو جگہ دیتا رہا۔ پر اس موقع پر میں تم سے یہ گذارش کرتا ہوں کہ جو مافوق الفطرت قوت ہماری بستی میں داخل ہوکر جوان حسین اور خوبصورت اشخاص کے قتل کا باعث بنتی ہے۔ کیا تم اسے روک نہیں سکتے کیا تم دونوں میاں بیوی اس کا مقابلہ کر کے ہماری بستی کو ان کی خونخواری سے بچا نہیں سکتے۔ دیکھ یوناف میرے بیٹے گزشتہ رات مرنے والی جوان میری بیٹی کی سہیلی کا ہونے والا شوہر تھا۔ لہٰذا جس طرح مرنے والے کے ہاں صف ماتم بچھی ہوئی ہے ایسے ہی ہمارے ہاں بھی دکھ غم او سوگ کا ماحول ہے۔ [illegible] بستی پر تباہی لانے والی قوت رات کے وقت بستی میں داخل

ہوتی ہے کسی توانا اور خوبصورت جوان کا انتخاب کرتی ہے اس کی گردن کاٹتی ہے خون پیتی ہے اور انجانے سے انداز میں بستی سے نکل جاتی ہے۔ جن لوگوں نے اسے دیکھا ہے ان لوگوں کا کہنا ہے کہ تین قوتیں ہیں جو بستی میں داخل ہوتی ہیں شکل و صورت کے لحاظ سے وہ دھوئیں کے اندر ابھرتی ہوئی رنگ بھری اشکال کی طرح دکھائی دیتی ہیں۔ کوئی اسے چھونا چاہے تو نہیں چھوسکتا۔ کوئی ان کا تعاقب کر کے نقصان پہچانا چاہے تو ایسا بھی نہیں کر سکتا۔ دیکھ میرے بیٹے کیا تو ہماری خاطران مافوق الفطرت قوتوں کا مقابلہ کر سکتا ہے اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ سردار خوسے وہ اجنبی جس کا نام عزازیل ہے جو تیرے پاس آتا رہا ہے تمہاری بستی میں تباہی کا باعث بننے والے تین ہیولے اسی عزازیل ہی کے ساتھی ہیں۔ یہ عزازیل دراصل وہی ہے جسے حرف عام میں ہم لوگ شیطان اور ابلیس کہہ کر پکارتے ہیں۔ یہ بھیس بدل کر تمہارے پاس آتا رہا ہے۔ تم سے چکنی چپڑی باتیں کرتا رہا ہے اور تمہیں ہم دونوں میاں بیوی کے خلاف اکساتا رہا ہے۔ ہمارا اور اس کا سامنا اور ٹکراؤ تم یوں سمجھ سکتے ہو کہ ان بدی کے گماشتوں کے مقابلہ میں ہم دونوں میاں بیوی نیکی کے نمائندے ہیں اور عزازیل اور اس کے گماشتوں سے ٹکرانا ہم نے اپنے اوپر فرض کر رکھا ہے۔ دیکھ سردار خوسے ان مافوق الفطرت قوتوں نے تمہاری بستی میں جو کچھ کرنا تھا کر لیا۔ اب میں انہیں ایسا نہیں کرنے دوں گا۔ میں ان کے راستے میں چٹان بن جاؤں گا میں ان کا مقابلہ کروں گا اور یہ کہ انھیں تم لوگوں کی بستی میں خونخواری کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ یوناف کی یہ باتیں سن کر خوسے ایسا خوش ہوا کہ آگے بڑھ کر اس نے یوناف کو اپنے ساتھ لپٹا لیا پھر اس کی پیشانی چومی اور کہنے لگا۔

یہ تمہارا ہم پر بہت بڑا احسان ہوگا۔ میرے خیال میں اب تم ہمارے ساتھ چلو آج کی رات تم میرے ہاں رہو اور نگاہ رکھو کہ وہ قوتیں کب ہماری بستی میں داخل ہوتی ہیں۔
خوسے خاموش ہوا تو دوسرا سردار استور بولا اور بڑی نرمی اور بڑی شفقت میں وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ یوناف میرے بیٹے خوسے ٹھیک کہتا ہے تم دونوں میاں بیوی اپنے جھونپڑے میں جانے کے بجائے خوسے کے ہاں رہو۔ یا میرے ہاں مستقل قیام کر لو۔ اور جب تک بستی پر حملہ آور ہوتے والی قوتوں کا سدباب نہیں کیا جاسکتا تم اپنے جھونپڑے کے بجائے ہمارے ہاں ہی قیام کرو۔ تم دونوں کے اخراجات تم دونوں کا کھانا پینا سب ہمارے ذمہ ہوگا۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ سردار استور تمہاری مہربانی تمہارا شکریہ کہ تم لوگ ہم دونوں میاں بیوی کا اس قدر خیال کر رہے ہو۔ بہرحال یہ جوجوان مرا

ہے اس کی تدفین کے بعد میں بستی پر حملہ آور ہونے والی قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے خوسے کے ہاں قیام کرنا پسند کروں گا۔ یوناف کا یہ جواب سن کر خوسے خوش ہوگیا تھا۔ اس کے بعد سب مل کر اس مرنے والے جوان کی تدفین کا انتظام کرنے لگے تھے۔

جس وقت تدفین کا کام جاری تھا۔ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی اکٹھے ہونے والے لوگوں کے ایک طرف کھڑے تھے کہ اسی موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ پھر ابلیکا اپنی آواز کی پوری مٹھاس میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ سنو یوناف میں تمہارے لئے بہت اہم خبریں لے کر آئی ہوں۔ پہلی خبر اس بستی میں عزازیل اور اسکے ساتھیوں کے طریقہ واردات سے متعلق ہے۔ سنو یوناف بارص، صادو، یوشا، عارب اور نبیطہ رات کی تاریکی میں اس بستی کی طرف آتے ہیں عارب اور نبیطہ باہر ہی کھڑے رہتے ہیں جبکہ صادو، بارص اور یوشا اپنی جنس کی عجیب عجیب شکل و صورت میں نیلی دھند کی قوتوں کے ساتھ بستی میں داخل ہوتے ہیں۔ نیلی دھند کی قوتیں ہی اس بستی کے اندر تباہی اور بربادی کا سامان لئے ہوئے ہیں۔ آج جو نوجوان مرا ہے اسکی گردن نیلی دھند کی قوتوں نے کاٹ کر اسکے جسم کا خون پی لیا تھا۔ اس سے پہلے جو جوان اس بستی میں مرا تھا اسکی حالت بھی نیلی دھند کی قوتوں نے ہی کی تھی۔ لہٰذا اب اگر یہ لوگ واردات کرنے آتے ہیں تو ہم سب کو بیک وقت صادو، بارص، یوشا اور نیلی دھند کی قوتوں سے نپٹنا پڑے گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا تھوڑی دیر کیلئے رکی پھر وہ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

سنو یوناف میں عزازیل، عارب، نبیطہ، بارص، صادو اور یوشا کی ساری گفتگو دریائے ساوا کے کنارے سن کے آ رہی ہوں۔ آج کی رات وہ پھر اس بستی کے اندر واردات کریں گے۔ آج ان کا ہدف بستی کے سردار خوسے کا بیٹا اناتھس ہو گا۔ سنو سردار خوسے کا ایک ہی بیٹا اور ایک ہی بیٹی ہے اسکے بیٹے کا نام اناتھس ہے جو بڑا خوبصورت اور تنومند جوان ہے جبکہ بیٹی کا نام گریوتی ہے اور حسن و جوانی اور شباب و خوبصورتی میں یہ گریوتی اپنا جواب نہیں رکھتی۔ عارب اس گریوتی کو پسند کئے ہوئے ہے اور اس سے شادی کرنے کا خواہش مند ہے اسی لئے وہ گریوتی کے بھائی اناتھس کو راستے سے ہٹا کر اسکے بعد گریوتی پر ہاتھ ڈالنا چاہتا ہے۔ پہلے وہ سردار خوسے سے گریوتی کا رشتہ مانگیں گے اگر خوسے نے رشتہ دے دیا تو ٹھیک اگر خوسے نے انکار کر دیا تو مجھے امید ہے کہ عارب گریوتی کو زبردستی اٹھا کر لے جائے گا۔ بہرحال تم دونوں میاں بیوی آج کی رات مستعد رہنا۔ میں بھی تمہارے ساتھ ہوں گی اور تینوں مل کر نیلی دھند کی قوتوں کے علاوہ صادو، بارص اور یوشا

کے سارے لائحہ عمل کو خراب و برباد کر کے رکھ دیں گے۔ ابلیکا شاید مزید کچھ کہتی یہاں تک کہتے کہتے وہ خاموش ہو گئی۔ اسلئے کہ تدفین کا کام ختم ہو گیا تھا۔ اور سردار خوسے اور دوسرا سردار استور دونوں باہم گفتگو کرتے ہوئے آہستہ آہستہ اس طرف آ رہے تھے جہاں یوناف اور بیوسا کھڑے تھے۔ ان دونوں کو اپنی طرف آتے دیکھ کر یوناف بھی مستعد ہو گیا تھا۔ جبکہ ابلیکا یوناف کی گردن پر ہلکا سا لمس دیتے ہوئے علیحدہ ہو گئی تھی۔

قریب آ کر خوسے نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یوناف میرے بیٹے مرنے والے جوان کی تدفین کا کام مکمل ہو چکا ہے اب تم دونوں میاں بیوی میرے ساتھ آؤ تم دونوں میرے ہاں ہی قیام کرو گے۔ یوناف تھوڑی دیر تک بڑے غور اور انہماک سے سردار خوسے کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ بولا اور خوسے کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا سردار خوسے کیا تمہارا کوئی بیٹا بھی ہے جس کا نام اناتھس ہے اور کیا تمہاری گریوتی نام کی بیٹی بھی ہے۔ خوسے اور استور دونوں نے چونک کر یوناف کی طرف دیکھا قبل اسکے یوناف مزید کچھ کہتا خوسے بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ ہمارے مہربان تمہارا کہنا درست ہے میرا ایک بیٹا اور ایک ہی بیٹی ہے۔ بیٹے کا نام اناتھس اور بیٹی کا نام گریوتی ہے۔ پر یہ تو کہو تم نے ان دونوں سے متعلق اس قدر فکرمند انداز میں کیوں پوچھا ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ سردار خوسے میں افسوس کے ساتھ تمہیں بتا رہا ہوں کہ آج کی رات وہ قوتیں انتہائی خوفناک اور ہولناک ہیں اور جو بستی کے اندر خونی کھیل کھیلتے ہوئے بستی کے دو جوانوں کا خاتمہ کر چکی ہیں وہ آج رات پھر بستی میں داخل ہوں گی اور آج وہ تمہارے بیٹے اناتھس کو اپنا شکار بنائیں گے۔ یوناف کے اس انکشاف پر سردار خوسے عجیب سی بے یقینی کا شکار ہو گیا تھا۔ اسکی آنکھوں کے اندر کانٹوں کی سی خاموشی میں تپتے صحرا میں اڑتے ریت کے گراؤ کا سا سماں اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اس کا چہرہ سیاہ گوشہ شب کی طرح فق ہو کر رہ گیا تھا۔ اسکی رگیں تن گئیں تھیں۔ سراپے میں سنسنی دوڑ گئی تھی۔ یوں جیسے گویا وہ عقبی کی عقوبت کا شکار ہو کر رہ گیا ہو۔ اسکے جسم کے اندر شبنم کی آسودگی جیسا رگوں میں مچلتا خون دکھ کے چیختے صحراء کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ مجموعی طور پر یوناف کے اس انکشاف پر سردار خوسے کی حالت تنگی و تلخی، بے بسی کے گردات اور مخدوش و شکستہ جذبات کی سی ہو کر رہ گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک بکھرا بکھرا سا سردار خوسے اپنے آپ قابو پانے کی کوشش کرتا رہا پھر اس نے انتہائی بے بسی اور لاچارگی میں یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھنے لگا۔

دیکھ مہربان اجنبی کیا ان دراز دست قوتوں سے میرے بیٹے اناتھس کو بچانے کا کوئی

طریقہ بھی ہے اس پر یوناف بولا اور خوسے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سردار خوسے تم فکرمند نہ ہو میں آج کی رات تمہارے ہاں ہی قیام کروں گا اور آئندہ بھی خواہ اس بستی میں رہوں یا اپنے جھونپڑے میں رہوں میں اس بستی کی حفاظت کے فرائض انجام دیتا رہوں گا۔ سردار خوسے تمہارے ہاں قیام کے دوران میں تمہارے بیٹے کی حفاظت کروں گا۔ تم دیکھنا ان دراز دست قوتوں اور شیطانی گماشتوں سے میں کس طرح نپٹتا ہوں۔ سردار خوسے تم مطمئن رہو میں تمہیں تمہاری بیٹی یا تمہارے بیٹے کو کسی بھی صورت ان شیطانی قوتوں کا شکار نہیں ہونے دوں گا اس لئے کہ یہ قوتیں تمہاری بیٹی پر بھی نگاہ رکھتی ہیں اور اسے اٹھا لے جانے کی کوشش کریں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا تھا اور اسکی اس ڈھارس اور اسکی اس تسلی پر سردار خوسے اور سردار استور کے چہروں پر کسی قدر اطمینان اور تسلی آمیز جذبے بکھر گئے تھے۔ جواب میں خوسے یا استور کچھ کہنا ہی چاہتے تھے کہ خاموش ہو گئے اسلئے کہ لوگوں کے ہجوم کی طرف سے ایک بوڑھی عورت ایک نوجوان اور ایک نوعمر لڑکی انکی طرف آتے دکھائی دیئے ابھی وہ دور ہی تھے کہ خوسے نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ دیکھ میرے مہربان! میری بیوی میرا بیٹا اناتھس اور میری بیٹی گریوتی بھی اس طرف ہی آ رہے ہیں۔ میری بیوی کا نام اربیں ہے وہ ایک بڑی مہربان اور رحم دل عورت ہے تمہیں دیکھ کر اور تم سے مل کر وہ بے حد خوش ہو گی۔ سب خاموش رہ کر ان تینوں کے نزدیک آنے کا انتظار کرنے لگے تھے۔

جب وہ تینوں نزدیک آئے تو یوناف اور بیوسا نے دیکھا سردار خوسے کی بیٹی گریوتی واقعی حسن و جمال میں اپنا جواب نہ رکھتی تھی۔ نزدیک آنے پر یوناف اور بیوسا نے دیکھا گریوتی حدیث دل، قلب و نظر کی تطہیر اور فکر و کردار کی ترتیب جیسی خوشگوار تھی وہ روشنی کی پہلی کرن، تجلی و حرارت، تمکنت و حشمت جیسی پرکشش برق میں تاب و تب، پھول میں خوشبو، خدوخال میں حسن جیسی شاداب اور چمکتے ہیرے، سرخ گلاب اور محبتوں کے نگر جیسی خوبصورت تھی۔ اسکی پیاسی آنکھوں کے اندر نرگسیت کا ایک سیلاب تھا اسکے چہرہ پر بہاروں کے نوخیز خواب اور اسکے حسین خوبصورت ہونٹوں پر گلاب کی بے قرار خوشبو اور شگوفوں کے گیت بکھیر رہے تھے۔ گریوتی خوب لمبے قد کی تھی اور جسمانی ساخت ایسی تھی کہ کوئی جواب نہ رکھتی تھی۔ جب وہ چلتی تھی تو اس انداز میں چلتی تھی کہ دیکھنے والا اس خواہش کا اظہار کرے کہ وہ چلتی رہے اور دیکھنے والا اسے دیکھتا ہی رہے۔

جب وہ تینوں قریب آئے تو سب سے پہلے سردار خوسے نے یوناف اور بیوسا کے

ساتھ انکا تعارف کرایا پھر اشارے سے خوسے ان تینوں کو ایک طرف لے گیا اور تھوڑی دیر تک انکے ساتھ کھسر پھسر کرتا رہا۔ پھر وہ سب واپس آئے اور سردار خوسے کی بیوی یوناف کے قریب آئی اور بڑے پیار سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگی۔ دیکھ ہمارے اجنبی بیٹے آج کی رات اگر تو میرے بیٹے کی زندگی بچائے تو تیرا ہم پر وہ احسان ہو گا جو ہم کبھی اتار نہ سکیں گے۔ میرے شوہر خوسے نے مجھے بتایا ہے کہ آج کی رات وہ دراز دست قوتیں میرے بیٹے کو اپنا ہدف بنائیں گے۔ دیکھ ہمارے مہمان میرا اکلوتا ہی بیٹا ہے اگر تو اسکی جان بچائے تو پھر یوں سمجھنا کہ تو ہمارا آقا اور ہم تمہارے غلام ہوں گے۔
یہاں تک کہنے کے بعد خوسے کی بیوی اربیں جب خاموش ہوئی تو خوسے کی حسین و جمیل بیٹی گریوتی یوناف کے قریب آئی اور اپنے گلاب کی پنکھڑیوں جیسے ہونٹ حرکت میں لاتے ہوئے اس نے شہد ملی جلی آواز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اگر آپ ان مافوق الفطرت قوتوں سے میرے بھائی کی جان بچائیں گے تو یوں سمجھیں کہ آپ نے ہمیں بے دام ہی خرید لیا۔ اسکے بعد آپ ہمارے مالک اور ہم سب آپ کے غلام ہوں گے۔ جو آپ چاہیں گے ویسا ہی ہو گا۔ بلکہ میں یوں کہہ سکتی ہوں کہ بظاہر اس بستی کے سردار میرا باپ خوسے اور استور ہوں گے لیکن حقیقت میں اس بستی کے سردار آپ ہی ہوں گے۔ یہاں تک کہنے کے بعد گریوتی جب خاموش ہوئی تو یوناف نے چھاتی تانتے ہوئے ان سب کو مخاطب کر کے کہا کہ تم لوگوں کو فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔ تم لوگ دیکھنا میں اناتھس کی حفاظت کیسے کرتا ہوں اور میں تم کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ صرف اناتھس ہی نہیں آئندہ بھی مافوق الفطرت اور دراز دست قوتیں تم لوگوں کی بستی میں داخل ہو کر خونخواری اور بربادی کا مظاہرہ نہیں کر سکیں گی۔ اس پر سردار خوسے کی بیوی اربیں بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ مہربان بیٹے اگر تو ایسا کر سکے تو پھر تمہارا اس بستی پر بہت بڑا احسان ہو گا۔ میرے شوہر خوسے نے مجھے بتایا کہ تم ہمارے یہاں ہی قیام کرو گے لہٰذا آؤ ہمارے ساتھ باقی باتیں اور گفتگو گھر جا کر ہوں گی۔ اسکے ساتھ ہی خوسے، اناتھس، گریوتی اور اربیں یوناف اور بیوسا کو اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ جبکہ دوسرا سردار استور لوگوں کے مجمع کی طرف چلا گیا تھا۔

یوناف اور بیوسا تھوڑی دیر بعد خوسے، اسکی بیوی اربیں، بیٹے اناتھس اور بیٹی گریوتی کے ساتھ انکے گھر میں داخل ہوئے۔ وہ لکڑی کا بنا ہوا خاصا بڑا مکان تھا۔ صدر دروازہ سے داخل ہونے کے بعد سردار خوسے نے یوناف اور بیوسا کو ایک کمرے میں بٹھایا شاید وہ کمرہ

مہمان خانے کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ پھر خوسے نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ دیکھ میرے مہربان بیٹے تم دونوں میاں بیوی اس کمرے میں بیٹھو میں تھوڑی دیر بعد آتا ہوں۔ تم دونوں کے دوپہر کے کھانے کا بندوبست کراتا ہوں۔ یوناف اور بیوسا کو اس مہمان خانے میں بٹھانے کے بعد خوسے، اربیں، اناتھس اور گریوتی مکان کے دوسرے حصہ کی طرف چلے گئے تھے۔

یوناف اور بیوسا کو اس مہمان خانے میں بیٹھے ابھی تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ اس کمرے میں بلی کے دو خوب بڑے سفید اور توانا بچے داخل ہوئے۔ بلی کے ان دونوں بڑے بڑے بچوں کو دیکھ کر یوناف چونک سا پڑا۔ تھوڑی دیر تک وہ ان بچوں کو غور سے دیکھتا رہا۔ بیوسا نے بھی یوناف کے یوں غور سے دیکھنے کو محسوس کیا تھا۔ لہٰذا وہ بولی اور یوناف سے پوچھنے لگی۔ آپ بلی کے بچوں کو اتنے انہماک اور اس قدر غور سے کیوں دیکھے جا رہے ہیں۔ اس پر یوناف چونکا اسکے چہرے پر ہلکی ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ بیوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ بیوسا میں بلی کے ان دونوں بچوں سے ایک بہت بڑا کام لینے کا عزم کر چکا ہوں۔ اس پر بیوسا نے چونک کر پوچھا وہ کیا۔ جواب میں یوناف کہنے لگا۔

دیکھ بیوسا مصری ساحر کی وہ کتاب جو اس وقت ہمارے پاس ہے۔ جو ابلیکا نے اسکے بیٹے سے حاصل کی تھی۔ اس میں کچھ ایسے قوائد بھی ہیں جنہیں استعمال کر کے کسی شے میں نہ صرف یہ کہ طاقت کو کئی گنا زیادہ کیا جا سکتا ہے بلکہ اسکی جسامت کو بھی بڑھایا جا سکتا ہے میں اسی کلیہ اسی عمل کو بلی کے ان دونوں بچوں پر بھی استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ پر اسکے لئے ضروری یہ ہے کہ پہلے ان دونوں کو اپنے ساتھ مانوس کیا جائے تاکہ قوت اور جسامت بڑھنے کے بعد یہ ہمارے ہی خلاف نہ اٹھ کھڑے ہوں۔ بیوسا شاید یوناف کی بات پوری طرح سمجھ گئی تھی لہٰذا خوشی اور اطمینان میں اسکے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر بڑے پیار سے اس نے اپنا بازو یوناف کے کندھے پر رکھا اور توصیفی انداز میں وہ یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ یوناف میرے حبیب یہ ایک بہت اچھا خیال ہے اور اس حربے کو ہم اپنے دشمنوں کے خلاف استعمال کر سکتے ہیں لیکن آپ کا کہنا درست ہے کہ پہلے بلی کے ان دونوں بچوں کو اپنے ساتھ مانوس کیا جائے اور ایسا ہم اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے کر سکتے ہیں اس پر یوناف نے گہری نگاہوں سے بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تو پھر انتظار کاہے کا۔ آؤ دونوں میاں بیوی اپنی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائیں اور بلی کے ان دونوں بچوں کو اپنے ساتھ خوب مانوس کر لیں۔

اس پر یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی حرکت میں آئے۔ اپنی سری قوتوں کی مدد

سے بلی کے ان دونوں سفید اور توانا بچوں کو انہوں نے اپنے ساتھ مانوس کیا اسکے نتیجے میں بلی کے دونوں بچے انکے نزدیک آئے کبھی وہ انکی ٹانگوں اور پاؤں سے اپنا منہ رگڑتے کبھی دم اور کبھی اپنے جسم کے پہلو انکی ٹانگوں سے رگڑتے ہوئے ادھر ادھر گزرنے لگے تھے۔ یوناف اور بیوسا نے جب دیکھا کہ بلی کے وہ دونوں بچے انکے ساتھ خوب مانوس ہو گئے ہیں تو پھر جونہی یوناف نے مصری ساحر کا عمل ان پر آزمایا بلی کے دونوں بچے لمحہ بھر کے اندر دو بڑے بڑے سفید چیتوں کی شکل اختیار کر گئے تھے۔ کیونکہ اس عمل سے انکی طاقت اور جسامت میں خوب اضافہ ہو گیا تھا اور وہ چیتے بھی بڑے توانا اور خوب لمبے اور قد آور تھے اور چونکہ اس سے پہلے یوناف اور بیوسا دونوں کو اپنے ساتھ مانوس کر چکے تھے۔ لہٰذا دونوں چیتے بلی کے ان دونوں بچوں کی ہی طرح یوناف اور بیوسا کے ساتھ اپنی مانوسیت کا اظہار کرنے لگے تھے کبھی وہ دونوں کے گھٹنوں سے اپنا سر رگڑتے کبھی انکے پاؤں چاٹتے عین اس موقع پر چاندی کا ایک طشت اٹھائے گریوتی یوناف اور بیوسا کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ گریوتی نے جونہی ان دو سفید چیتوں کو دیکھا اس نے ایک ہولناک چیخ بلند کی اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں جو چاندی کا طشت پکڑ رکھا تھا وہ فرش پر گر گیا اور گریوتی چیخیں مارتی ہوئی واپس بھاگ گئی تھی طشت کے فرش پر گرتے ہی طشت کے اندر جو خشک اور تازہ پھلوں کے علاوہ پنیر اور کھانے پینے کی دوسری اشیاء تھیں وہ سب فرش پر پھیل گئی تھیں۔ گریوتی کے اس طرح آنے طشت ہاتھ سے گرنے اور اسکے چیخیں مار کر واپس بھاگنے سے یوناف چونک سا پڑا تھا دوبارہ اس نے بھی ان بچوں پر عمل کیا۔ جس کے نتیجے میں وہ بڑے بڑے توانا چیتے ایک بار پھر بلی کے بچوں میں تبدیل ہو کر رہ گئے تھے۔

دوسری طرف گریوتی جب خوف اور ڈر کا اظہار کرتی ہوئی اور چیخیں مارتی ہوئی واپس گئی تو سردار خوسے اس کا بیٹا اناتھس اور اسکی بیوی اربیں پریشان اور فکرمند سے ہو کر مکان کے صحن میں آ گئے تھے۔ گریوی گرتی پڑتی انکے پاس آئی وہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس سے پہلے ہی خوسے نے اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا۔ اسکی پیشانی چومی پیار سے اور شفقت سے اسکے سر پر ہاتھ رکھا اور اسے ڈھارس دیتے ہوئے پوچھا کیا ہوا میری بیٹی تو تو یوناف اور بیوسا کیلئے کھانے پینے کی اشیاء کا طشت لے کر گئی تھی۔ اس پر گریوتی نے خوفزدہ سے اندز میں ایک بار مہمان خانے کی طرف دیکھا پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اسکے بعد وہ اپنے باپ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

اے میرے باپ جونہی میں مہمان خانے میں داخل ہوئی مہمان خانے میں اس وقت یوناف اور بیوسا تو بیٹھے ہوئے تھے لیکن انکے سامنے دو انتہائی بڑی جسامت کے اور بڑے

خونخوار سفید رنگ کے چیتے بھی کھڑے تھے جنہیں دیکھتے ہی میرے ہاتھ سے طشت گر گیا اور میں چیخیں مارتی ہوئی آپ لوگوں کے پاس آ گئی۔ اس پر خوسے نے فکرمند سے انداز میں پوچھا۔ یہ چیتے کہاں سے آ گئے۔ تم جانتی ہو میری بیٹی اس سرزمینوں میں چیتا ہوتا ہی نہیں ہے۔ تمہیں دھوکا اور فریب ہوا ہو گا۔ اس پر گریوتی بڑے پیارے انداز میں آنکھیں چھپکاتے ہوئے کہنے لگی میرے باپ میں نے ان دو توانا اور خونخوار چیتوں کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اس پر خوسے کہنے لگا۔ اگر ایسا ہے تو آؤ مہمان خانے میں یوناف اور بیوسا کے پاس چل کر بیٹھتے ہیں۔ گریوتی بھی سہمی سہمی اور ڈری ڈری سی اپنے باپ' بھائی اناتھس اور ماں اربیں کے ساتھ ہو لی تھی۔

جونہی وہ چاروں مہمان خانے میں داخل ہوئے انہوں نے دیکھا یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی ایک ہی نشست پر بیٹھے ہوئے تھے اور انکے سامنے بلی کے دو سفید بچے انکے پاؤں میں لوٹ رہے تھے۔ کمرے کے سارے ماحول کو ایک بار خوسے نے بڑے غور سے دیکھا پھر وہ اپنی بیٹی گریوتی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ میری بیٹی اس کمرے میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ یوناف اور بیوسا ہیں یا تمہاری بلی کے دو سفید بچے ہیں جو یوناف اور بیوسا کے قدموں میں اس وقت لوٹ رہے ہیں۔ گریوتی نے پہلے پورے کمرے کا جائزہ لیا پھر وہ پشیمانی کے سے انداز میں کبھی یوناف اور کبھی بیوسا کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ پھر شاید اس کا خوف جاتا رہا تھا۔ فرش پر گرا ہوا طشت اس نے اٹھایا اور جو چیزیں اس سے گری تھیں وہ پھر اس میں سجانے لگی تھی۔ اس کام میں خوسے اسکی بیوی اربیں بھائی اناتھس بھی مدد کرنے لگا تھا جب ساری چیزیں انہوں نے طشت میں رکھیں تو وہ طشت گریوتی نے یوناف اور بیوسا کے سامنے لا کر رکھا قبل اسکے وہ کچھ کہتی خوسے پھر بولا اور یوناف اور بیوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تھوڑی دیر قبل میری بیٹی گریوتی تم دونوں کیلئے خشک اور تازہ پھل اور کھانے کی کچھ دیگر اشیاء لے کر آ رہی تھی پھر نجانے کیا ہوا کہ طشت اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور یہ چیخیں مارتی ہوئی واپس بھاگی میں نے جب وجہ پوچھی تو کہنے لگی کہ مہمان خانے میں سفید رنگ کے دو بڑے بڑے چیتے ہیں جنہیں دیکھ کر یہ خوفزدہ ہوئی ہے۔ جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ کمرے میں تم دونوں کے علاوہ یہ بلی کے دو بچے ہی ہیں۔ پھر ایسی کونسی چیز تھی جس سے خوفزدہ ہو کر گریوتی بھاگی تھی۔ اس پر یوناف نے تھوڑی دیر بڑے غور سے خوسے کی طرف دیکھا پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سردار خوسے میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا تھا کہ وہ عزازیل جو آپ کے پاس آتا رہا

ہے اصل میں وہ شیطان اور ابلیس ہے اور ایک عرصہ سے ہمارا اور اس کا مقابلہ اور ٹکراؤ چلتا آ رہا ہے۔ جس طرح اسکے پاس مافوق البشریت قوتیں ہیں۔ ایسے ہی ہمارے پاس بھی بہت سی قوتیں اور طاقتیں ہیں جنہیں استعمال کر کے ہم اس عزازیل اور اسکے ساتھیوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ ایسی ہی ایک قوت کو استعمال کرتے ہوئے میں اور میری بیوی بیوسا نے بلی کے ان بچوں کو دو بڑے بڑے اور توانا چیتوں میں تبدیل کر دیا تھا۔ جنہیں دیکھ کر گریوتی ڈر کے مارے بھاگ گئی تھی۔ اس پر خوسے انا تھس، گریوتی اور اربیں چونک کر ان دونوں میاں بیوی کی طرف دیکھنے لگے تھے پھر خوسے بولا اور پوچھنے لگا۔

کیا بلی کے یہ بچے چیتوں میں تبدیل ہو کر خوانخوار بن گئے تھے اور تمہیں انہوں نے کوئی نقصان نہ پہنچایا تھا۔ اس پر یوناف اور بولا اور کہنے لگا نہیں ہم نے ایسا ہی ایک عمل کرتے ہوئے پہلے بلی کے ان دونوں بچوں کو اپنے ساتھ خوب مانوس کر لیا تھا اسکے بعد ہم نے انکی ہیئت اور انکی جسامت کو تبدیل کیا تھا۔ اس بار خوسے کے بیٹے انا تھس نے بڑے شوق سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا یوناف میرے بھائی کیا آپ میری خاطر پھر وہی اپنا عمل استعمال نہیں کریں گے۔ تاکہ ہم دیکھیں کہ بلی کے بچے کیسے بڑے بڑے چیتوں میں تبدیل ہوتے ہیں۔ پر یہ خیال رہے کہ یہ چیتے ہمیں نقصان نہ پہنچائیں اس پر یوناف بولا اور پوچھنے لگا پہلے یہ بتایئے کہ یہ بلی کے بچے کس کے ہیں اور کیا یہ تم لوگوں کے ساتھ مانوس ہیں اس پر خوسے بولا اور کہنے لگا یہ بلی کے بچے ویسے تو میری بیٹی گریوتی نے پال رکھے ہیں پر یہ ہم سب کے ساتھ بڑے مانوس ہیں اس پر یوناف نے کوئی جواب نہ دیا وہ فوراً اپنے عمل کی ابتداء کر چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جونہی اس کا عمل ختم ہوا بلی کے وہ دونوں بچے پلک جھپکنے میں بہت بڑے بڑے لمبے اور خونخوار سفید چیتوں کی صورت اختیار کر گئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی ایک بار تو خوسے، انا تھس، گریوتی اور اربیں دہل کر رہ گئے تھے لیکن جب ان دونوں چیتوں نے ان چاروں کے ساتھ بھی مانوسیت کا اظہار کیا تو انکا ڈر اور خوف جاتا رہا تھا۔ پھر یوناف خوسے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سردار خوسے ان چیتوں کو بھی میں آئندہ اپنے دشمنوں کے خلاف استعمال کیا کروں گا اسکے ساتھ ہی یوناف نے عمل ختم کیا اور دونوں چیتے ایک بار پھر بلی کے بچوں میں تبدیل ہو گئے تھے۔ خوسے اس عمل سے بڑا خوش ہوا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تم دونوں میاں بیوی بھی کمال کی شخصیتیں ہو اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم دونوں میاں بیوی یقیناً ان قوتوں کا مقابلہ کر سکو گے جو ہماری بستی پر وارد ہوتی ہیں اسکے بعد خوسے نے چاندی کے طشت میں رکھے ہوئے تازہ اور خشک پھلوں کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے کہا۔ تم دونوں میاں بیوی ادھر بھی ہاتھ بڑھاؤ یہ بدعائیں دے رہے ہیں اسکے ساتھ ہی وہ سب وہاں بیٹھ کر باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ تازہ اور خشک پھل بھی کھاتے جا رہے تھے۔

○

شام کا کھانا کھانے کے بعد جب وہ ایک بار پھر مہمان خانے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے تو یوناف نے سردار خوسے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ سردار خوسے اب وقت آ گیا ہے کہ ہم ان شیطانی قوتوں کی خونخواری سے نپٹنے کیلئے اپنی تیاریاں مکمل کر لیں۔ دیکھیں اس مہمان خانے میں جس قدر نشستیں پڑی ہوئی ہیں انہیں دائیں طرف دیوار کے ساتھ لگا دیا جائے۔ اسلئے کہ میں صرف انا تھس ہی نہیں بلکہ تم تینوں کو بھی انکی خونخواری سے بچانا چاہتا ہوں۔ خوسے نے پوچھا۔ ان نشستوں کو دیوار کے ساتھ لگانے کے بعد کیا ہو گا۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا پھر کیا ہو گا میں آپ کو ساتھ ہی ساتھ بتاتا رہوں گا۔ اس پر انا تھس اور گریوتی فوراً اٹھے ساری نشستوں کو کھینچ کر انہوں نے دیوار کے ساتھ لگا دیا پھر یوناف نے خوسے کو مخاطب کر کے کہا دیکھ سردار خوسے تم گھر کے چاروں افراد اس مہمان خانے کے وسط میں دو تین بستر لگا کر اکٹھے بیٹھ جاؤ میں تم چاروں کے گرد ایک حصار کھینچ دوں گا اور اس حصار کو پار کر کے وہ شیطانی قوتیں تم پر حملہ آور نہ ہو سکیں گے۔ اس طرح میں بہتر انداز میں اپنی بیوی بیوسا کے ساتھ ان سے نپٹ سکوں گا۔

خوسے، انا تھس، گریوتی اور اربیں شاید یوناف کی اس گفتگو کو سمجھ گئے تھے لہٰذا انا تھس اور گریوتی بھاگے بھاگے گئے اور دوسرے کمرے سے کچھ بستر اٹھا کے لئے آئے جنہیں انہوں نے مہمان خانے کے وسط میں بچھا دیا تھا۔ اوپر لینے کیلئے وہ کچھ توشک بھی لے آئے تھے جب انہوں نے بستر جما دئے اور توشک لے کر وہ وہاں بیٹھ گئے تب یوناف نے اپنے کسی عمل کی ابتداء کرتے ہوئے انکے گرد ایک حصار کھینچ دیا تھا پھر وہ دیوار کے ساتھ لگی ہوئی نشستوں پر بیوسا کے ساتھ بیٹھ گیا اور خوسے کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

دیکھ سردار خوسے اب تم چاروں اس حصار سے اس وقت تک باہر نہیں نکلنا جب تک میں نہ کہوں سنو میرے پاس ایک ایسی قوت ہے جو ان شیطانی قوتوں کی آمد سے مجھے آگاہ کرے گی اور جونہی مجھے انکی آمد کی خبر ہو گی میں اور بیوسا دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے ان نشستوں سے غائب ہو جائیں گے ہمارے ایسا کرنے سے تم چاروں فکر مند نہ ہونا اور اسی لمحہ بلی کے ان دونوں بچوں کو ہم چیتوں میں

تبدیل کر کے تمہارے دائیں بائیں کھڑا کر دیں گے اور جونہی وہ شیطانی قوتیں انا تھس پر حملہ آور ہونے کیلئے اس کمرے میں داخل ہوں گی پھر تم دیکھنا کہ ہم دونوں میاں بیوی کیسے ان سے نپٹ کر انکا حشر نشر کرتے ہیں۔ یوناف کی اس گفتگو سے وہ چاروں مطمئن ہو گئے تھے پھر وہ پہلے کی طرح آپس میں گفتگو کرنے لگے تھے۔

کافی دیر بعد گفتگو کرتے کرتے اچانک یوناف چونک سا پڑا اسلئے کہ ابلیکا نے اسکی گردن پر لمس سا دیا تھا پھر ابلیکا کی رس گھولتی اور شہد برساتی ہوئی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔ ابلیکا کہہ رہی تھی۔ یوناف میرے حبیب سنو شیطانی قوتیں بستی میں داخل ہونے والی ہیں صادو' بارص' یوشا نیلی دھند کی قوتوں کو لے کر سردار خوسے کے مکان کا رخ کریں گے۔ جبکہ عارب اور نبیطہ بستی سے باہر ہی کھڑے رہیں گے۔ تھوڑی دیر تک وہ بستی میں داخل ہونے والے ہیں۔ لہٰذا تم دونوں میاں نے جو کچھ کرنا ہے کر ڈالو۔ اسکے ساتھ ہی ابلیکا یوناف کی گردن پر ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔ ابلیکا کے علیحدہ ہوتے ہی یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی حرکت میں آ چکے تھے خوسے انا تھس گریوتی اور اربیں انہیں بڑے غور اور تشویش کے ساتھ دیکھتے جا رہے تھے پہلے یوناف اور بیوسا دونوں نے بلی کے دونوں بچوں کو بڑے بڑے اور خونخوار چیتوں میں تبدیل کر دیا تھا پھر وہ کسی انجانے عمل سے نشستوں پر بیٹھے ہی بیٹھے غائب ہو گئے تھے پھر سردار خوسے نے دیکھا کہ وہ دونوں چیتے حرکت میں آئے تھے اور جہاں وہ حصار کے اندر بیٹھے ہوئے تھے ایک چیتا حصار کے دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف کھڑا ہو گیا تھا شاید انہیں یوں یوناف اور بیوسا نے کھڑا کیا تھا اسکے بعد کمرے میں خاموشی طاری ہو گئی تھی۔ خوسے انا تھس گریوتی اور اربیں کے چہروں پر موت کا خطرہ اور خدشہ طاری ہو چکا تھا اور وہ کسی بھی لمحے رونما ہونے والے حادثے کا انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد سب سے پہلی نیلی دھند کی قوتیں سیاہ صحراء میں برق گراتے بادلوں کی طرح داخل ہوئی تھیں اس نیلی دھند کے اندر شیطانی قوتیں اپنے بھیانک چہروں کے ساتھ عداوتوں کی دھوپ' آندھیوں کے غبار اور موت کے بحر کی طرح رقص کرتی دکھائی دے رہی تھیں بالکل یوں جیسے آگ کے کسی بہت بڑے الاؤ کے اندر شعلے بل کھاتے ہوئے بلندی کی طرف اٹھتے ہیں۔

نیلی دھند کی ان قوتوں کو دیکھتے ہوئے سردار خوسے اسکا بیٹا انا تھس بیٹی گریوتی اور بیوی اربیں شفق شام وادیوں میں برف کے شہر کی ویران گزرگاہ اور زرد سمندر کے سرد سناٹوں جیسے افسردہ روزن زندان اور بے کسی کی گرد کے سفر جیسے ویران ویران ہو کر رہ گئے

تھے۔ نیلی دھند کی ان قوتوں کے پیچھے ہی پیچھے صادو' بارص اور یوشا اپنی شیطانی شکل و صورت میں اس کمرے میں اس طرح داخل ہوئے تھے جس طرح آسمان کی نیلی چادر اور تاروں کی لو تلے ظلم کی بھڑکتی بھٹی من کے کواڑوں پر دکھ کے کالے بھیانک طوفانوں کی طرح دستک دینے لگی ہو تینوں شیطانی قوتیں کمرے میں اس طرح داخل ہوئی تھیں جیسے ٹھنڈی گاڑھی کہر کی چادر میں ستم کی خون بھری چٹانیں ہوں انکے چہروں اور انکی حرکات سے لگتا تھا گویا وہ بربادی و زبوں حالی کے طوفانوں میں جہالت کی گندگی' تعصب کی چکنی کالک' جہل و شقاوت کی پوٹ' غم و اندیشے کے طوفان کھڑے کرنے والی ہوں وہ ناسپاتی مادوں کی طرح بدی کی ابتداء کرنے کے لئے عروج و ارتقاء کا جوش مار رہی تھیں۔ انہیں دیکھتے ہوئے خوسے انا تھس گریوتی اور اربیں کی حالت مزید خراب اور یاس انگیز ہو گئی تھی اور وہ لب گور تک پہنچے مریض جیسے دکھائی دینے لگے تھے۔

دوسری طرف شاید یوناف اور بیوسا بھی کمرے میں دروازے کی طرف منہ کئے دونوں چیتوں پر گرفت کر چکے تھے اور انہیں اپنی مرضی کے مطابق حرکت میں لا رہے تھے جونہی نیلی دھند کی شیطانی قوتیں اور انکے پیچھے پیچھے صادو' بارص اور یوشا کمرے میں داخل ہونے کے بعد کمرے کے وسطی حصے کی طرف بڑھے جہاں خوسے انا تھس گریوتی اور اربیں بستروں کے اندر چھپے بیٹھے تھے اچانک وہ دونوں چیتے حرکت میں آئے اپنا ایک ایک پاؤں انہوں نے آگے بڑھایا پھر وہ دونوں اپنے منہ سے آگ کے بھیانک شعلے اگلنے لگے تھے۔ چیتوں کے منہ سے نکلنے والی اس آگ کا ایسا اثر ہوا کہ نیلی دھند کی قوتیں اور انکے پیچھے پیچھے صادو بارص اور یوشا کمرے کے دروازے کے قریب ہی رک گئے تھے یوں لگتا تھا کہ جیسے اس آگ نے انہیں زبردستی آگے بڑھنے سے روک دیا ہوا اسکے ساتھ ہی کمرے کے اندر ایک انتہائی بھیانک اور مہیب آواز بلند ہوئی یہ آواز ابلیکا کی تھی اور یوناف کی گردن پر لمس دینے کے بعد انتہائی شیریں اور بھری آواز میں گفتگو کرنے والی ابلیکا عجیب سی قہرانی کے انداز میں صادو' بارص اور یوشا سے مخاطب ہوئی تھی۔ اسکی آواز کی قہرانی سے یوں لگتا تھا جیسے وہ سایوں تک کو چھید ڈالنے والی ہے اور دل کی تہوں میں شکست و ریخت سناٹوں کی فضاؤں میں ایک طوفان' لہو میں وحشت کا رقص' تیرگی کی شب میں محراب جان کے اندر ٹوٹی بکھرتی صداؤں اور نوکیلے ارادوں کی طرح داخل ہونا چاہتی ہے صادو بارص اور یوشا کے علاوہ نیلی دھند کی قوتوں کو مخاطب کرتے ہوئے ابلیکا کہہ رہی تھی۔

شیشہ جان میں دنیا بھر کی ملامتیں اور باب جبروت کا اضافہ کرنے والو! پستیوں کی پراسرار گونجوں میں مقدرات کی سیاہیاں بکھیرنے والو! سنو بدی کے بے ضمیر عناصرو! میں

تمہیں تنبیہہ کرتی ہوں کہ تم سایوں کے تعاقب میں بھاگ کر اپنے پہچان کے زخموں کو مت کریدو زندگی کی پناہ گاہوں کو ہلاکت کے ہاتھوں فنا کی بانہوں میں مت دھکیلو گرداب کی مجبوریوں میں گردش دوران کے دیولاخوں کا اضافہ مت کرو۔

"سنو دوسروں کے خیمہ دل پر بھنور بنانے والو! امیدوں کے صحراء میں اوروں کے خوابوں کے خاکے مت بکھیرو' زیست کے عنوان کو زہریلا کر کے اپنے جسموں کی قاشوں میں قصہ جدائی مجبوری و دل سوزی عمر بھر کا اضطراب اور زندگی کے تیز طوفانوں کو دعوت مت دو اگر تم ایسا کرو گے تو یاد رکھو تمہیں ایسی اذیت میں ڈالا جائے گا کہ تم سب وصل و ہجر کی داستانیں' حرمت ذات کے تفکرات اور اندیشہ فردا سب بھول جاؤ گے۔

سنو نفس کے بندو! حیات دنیا پر فریفتہ ہونے والو! اغراض نفسانی کی بندگی کرنے والو! آبگینوں کی داستانوں میں بھٹکتی ہوئی روحوں کی طرح داخل ہونے والو! یہاں اس کمرے میں ایسی ایسی قوتیں ہیں جو تمہاری زندگی کے تیز طوفانوں کو چاہتوں کی ہوا تمہارے جبر کی نذرات کو دھنک رنگ لمحوں میں تبدیل کر دیں گے سنو خزاں کے رفیقو! اس کمرے کے اندر نیکی کا ایک ہجوم ہے جس میں محبت و وفا کی کھیتی اور الفت کی پاکیزہ کلیاں ہیں اس ماحول میں اس کمرے میں پناہ لینے والوں پر تمہاری نفرت کا طوفان تمہارے نئے موسموں کا عذاب اور تمہاری غلیظ افکار کے ہجوم کا کوئی اثر نہ ہو گا تمہاری بہتری تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ فی الفور اس کمرے سے نکل کر اس بستی سے دفع ہو جاؤ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر اپنے دل کے قرطاس پر لکھ رکھو کہ تمہیں ایسی کٹھنائی ایسی اذیت میں ڈالا جائے گا کہ تم ایک نئے درد اور کرب میں چیخ چلا اٹھو گے"۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو نیلی دھند کی قوتوں کے اندر ابلیکا کی آواز سے ایک اضطراب اٹھ کھڑا ہو اتھا۔ اس موقع پر صادو بولا اور اپنے بھائی بارص اور یوشا کو مخاطب کر کے کہنے لگا یہ کیسی ہولناک اور قہرانیت سے بھرپور آواز ہے یہ آواز ہمارے لئے مکمل اجنبی اور نا آشنا ہے ایسی آواز میں نے کبھی پہلے نہیں سنی اور نہ ہی ایسی آواز سے کبھی واسطہ پڑا ہے یہ آواز یوناف کی نہیں کیونکہ اسکی آواز کے بھاری پن کو میں خوب پہچانتا اور جانتا ہوں اس آواز کے اندر ہلکا ہلکا نسوانی پن ہے یہ آواز بیوسا کی بھی نہیں ہو سکتی اسلئے کہ ہم اسکی آواز سے بھی خوب آشنا ہیں اس پر یوشا بولی اور کہنے لگی۔

یہ آواز نہ ہمارے کسی ہم جنس اور نہ ہی کسی انسان کی آواز ہے لگتا ہے جیسے کوئی انتہائی بھوکی اور پیاسی روح بڑی بے چینی کے ساتھ کسی کو اپنا شکار بنانے کی خاطر غرا اٹھی ہو۔ ہو نہ ہو ہمیں اس لہجے میں مخاطب کرنے والی ضرور ابلیکا ہی ہو گی اس پر بارص بولا

اور کہنے لگا۔

یوشا میری بہن تمہارا اندازہ درست ہے میرے خیال میں یوناف اور بیوسا اس وقت اپنے جھونپڑے میں ہوں گے وہ یہاں نہیں ہیں صرف ابلیکا ہی میرے خیال میں اس گھر کے مکینوں کی حفاظت کر رہی ہے پر ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی اور وہ یہ کہ ان گھر کے مکینوں کے دونوں طرف جو چیتے کھڑے ہیں یہ کیا شے اور بلا ہیں بظاہر یہ دونوں بے جان اور پرسکون سے دکھائی دیتے ہیں لیکن ہیں یہ اصلی ہی چیتے۔ ایک اور نئی بات اور وہ یہ کہ ان چیتوں سے جو آگ نکل کر ہماری طرف لپکی ہے وہ آگ بھی کوئی عام آگ نہیں بلکہ ایک انہونی سی تپش اس آگ کے اندر ہے جس نے ہماری راہ روک لی ہے میرے خیال میں ان دونوں چیتوں پر اس وقت ابلیکا گرفت کئے ہوئے ہے اور وہی ان چیتوں کو ہمارے خلاف حرکت میں لا رہی ہے پر سوچنے اور فیصلہ کرنے کی بات یہ ہے کہ یہ دونوں چیتے آئے کہاں سے۔ جواب میں صادو بولا اور کہنے لگا۔

اگر ان چیتوں کو ابلیکا ہمارے خلاف حرکت میں لا رہی ہے تو یہ بات یقینی ہے کہ یوناف اور بیوسا بھی اس وقت یہیں کہیں موجود ہیں۔ اس لئے کہ ابلیکا نے ان دونوں کو ہمارے عزائم سے آگاہ کر دیا ہو گا اور نیکی کے نمائندوں کی حیثیت سے وہ ہمارے عزائم کو ناکام بنانے ضرور یہاں موجود ہوں گے اس ماحول پر قابو پانے کے لئے میرے پاس ایک طریقہ کار ہے اور وہ یہ کہ تم دیکھتے ہو کہ اس کمرے کے تین اطراف میں دروازے ہیں چوتھی طرف ایک کھڑکی ہے اگر ہم چاروں طرف سے ہجوم کر کے حملہ آور ہوں تو یہ چیتے بھی ایک انجانی آگ اپنے منہ سے نکالتے ہیں ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے اسلئے کہ یہ زیادہ سے زیادہ دو اطراف سے ہمیں روک سکیں گے باقی دو اطراف سے ہم یقیناً ہجوم کر کے آگے بڑھیں گے اور اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے سنو آؤ ان ماہی گیروں کی بستی سے باہر کھڑے عارب اور نبیطہ کی طرف جائیں اس سلسلے میں ان سے صلاح و مشورہ کریں میرے خیال میں یہ ساری صورتحال دیکھتے ہوئے عارب اور نبیطہ بھی ہمارے ساتھ آئیں گے اس طرح ہم سب مل کر چاروں طرف سے ان اہل خانہ پر یلغار کر کے اپنا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کریں گے بارص اور یوشا دونوں نے صادو کی اس گفتگو سے اتفاق کیا پھر وہ سارے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور وہاں سے چلے گئے نیلی دھند کی قوتیں بھی انکے ساتھ تحلیل ہو کر رہ گئی تھیں۔

ان سب کے وہاں سے جاتے ہی کمرے میں یوناف اور بیوسا نمودار ہوئے پھر یوناف نے سردار خوسے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا دیکھ سردار خوسے یہ بھیانک قوتیں تھوڑی دیر

تک پھر لوٹیں گی اور اپنے دو اور ساتھیوں کو بھی لے کر آئیں گے جن کے نام عارب اور نبیطہ ہیں۔ تم سب کو فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے یہ قوتیں اپنی تعداد چاہتے کتنی ہی زیادہ کیوں نہ کر لیں ہم دونوں میاں بیوی مل کر ان کا راستہ ضرور روکیں گے سردار خوسے کیا تمہارے گھر میں اس وقت مرتبان قسم کا کوئی برتن ہو گا اس پر خوسے کہنے لگا ہاں میرے گھر میں اس وقت کئی مرتبان ہیں جو خالی ہیں تم ان سے کیا کام لینا چاہتے ہو اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا سردار خوسے مجھے اس وقت چھوٹے سے ایک میز اور چار مرتبان کی ضرورت ہے اگر تمہارے گھر میں ہوں تو فوراً منگواؤ تاکہ میں اچھے طریقہ سے بدی کی ان قوتوں کے خلاف حرکت میں آ سکوں اس پر خوسے کا بیٹا اناتھس اور بیٹی گریوتی اپنی جگہ سے اٹھے اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے گریوتی بڑے پیار سے کہنے لگی ہم ابھی آپ کو چار مرتبان اور میز لاکر دیتے ہیں اسکے ساتھ ہی وہ دونوں بہن بھائی بھاگتے ہوئے کمرے سے نکل گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد اناتھس اور گریوتی ایک میز اور چار برتن لے آئے یوناف نے کمرے کے وسط میں سردار خوسے کے قریب ہی میز رکھا اور اس پر کچھ اس طرح مرتبان جمائے کہ تین مرتبانوں کا رخ کمرے کے تین دروازوں کی طرف اور چوتھے کا کمرے کی پشت کی طرف کھلنے والی کھڑکی کی طرف تھا اسکے بعد یوناف مزید حرکت میں آیا اپنی جگہ پر کھڑے دونوں چیتوں کو اس نے ایک بار پھر بلی کے بچوں میں تبدیل کیا اور ان بچوں کو ایک ٹوکرے کے نیچے بند کر دیا پھر وہ پرسکون سا ہو کر بیوسا کے ساتھ خوسے گریوتی اور اربیں کے پاس بیٹھ گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد اس کمرے کے دروازے پر دوبارہ نیلی دھند کی قوتوں کے پیچھے پیچھے بارص صادو یوشا نمودار ہوئے اس بار انکے ساتھ عارب اور نبیطہ بھی تھے یوناف اور بیوسا کو اس کمرے میں بیٹھے دیکھ کر صادو نے طنزیہ سے انداز میں یوشا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ میں نے پہلے ہی تم سے کہہ دیا تھا کہ اگر وہ آواز ابلیکا کی تھی تو یوناف اور بیوسا بھی یہاں ہو سکتے ہیں لہٰذا تم دیکھو اس وقت یوناف اور بیوسا یہاں موجود ہیں اور میں سمجھتا ہوں ان کی موجودگی میں ہم نہ گریوتی کو اٹھا کر لے جا سکتے ہیں نہ گریوتی کے بھائی اناتھس کو کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں اس پر عارب بولا اور کہنے لگا سنو صادو ایسی مایوسی کی گفتگو مت کرو یہ یوناف اور بیوسا کوئی ایسے ناقابل تسخیر تو نہیں ہیں جن کے متعلق تم اس قسم کی گفتگو کر رہے ہو کیا یہ دونوں میاں بیوی وہی ہیں جنہیں تم لوگوں نے میرے محل کے اندر ایک اسیر اور قیدی بنا کر رکھا تھا اور پھر تم ہی وہ لوگ ہو جو اس یوناف کی پیٹھ داغتے رہے ہو اور وہ بڑی بے بسی اور لاچارگی سے اس اذیت کو برداشت کرتا رہا ہے اس پر صادو بولا اور کہنے

لگا۔

لیکن عارب ہمارے رفیق یہ بات بھی ذہن میں رکھو کہ یہ وہی یوناف ہے جس نے ہمارے یہاں اذیتیں برداشت کرنے کے بعد بہت جلد کسی آسمانی قوت کی طرح مجھے اچک لیا اور مجھے ماہی گیروں کی بستی میں لے گیا اور وہاں جس طرح ہم اسے اذیتیں دیتے رہے تھے ویسے ہی وہ بھی میری پیٹھ کو لوہے کی گرم سلاخوں سے جلاتا رہا تھا اور پھر ماہی گیروں کی بستی کے اندر رات کی تاریکی میں آقا عزازیل کے ہوتے ہوئے جو ہمارا انکے ساتھ مقابلہ ہوا تھا وہ بھی تم جانتے ہو کہ اس میں ہمیں کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی اگر آقا عزازیل کی غیر موجودگی میں ہم کیونکر نیکی کے ان نمائندوں کو اپنے سامنے تسخیر کر سکیں گے اس پر عارب مایوس سے لہجے میں صادو کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ صادو ہمیں کوشش ضرور کرنی چاہئے تم جانتے ہو کہ میں گریوتی نام کی اس لڑکی کو پسند کر چکا ہوں اور ہر حالت میں اسے حاصل کرنے کا تہیہ کر چکا ہوں خواہ اسکے لئے مجھے یوناف ہی سے نہیں بلکہ لوہے کی چٹانوں ہی سے کیوں نہ ٹکرانا پڑے لہٰذا جو لائحہ عمل تم نے تجویز کیا ہے اس کے مطابق کمرے کے چاروں دروازوں کی طرف پھیل جاؤ اور چاروں طرف سے یکمشت ان پر حملہ کرنے کی کوشش کرو۔ بارص صادو تم دونوں یوناف کو اپنے ساتھ مصروف رکھنے کی کوشش کرنا بیوسا کو نبیطہ اور یوشا مل کر سنبھال لیں گی اور اسی دوران میں گریوتی کو اٹھا کر لے جاؤں گا بعد میں تم بھی ان لوگوں سے اپنی جان چھڑا کر دریائے سادہ کے کنارے میرے محل کی طرف چلے آنا۔

یہ فیصلہ ہوتے ہی کمرے کے ایک دروازے پر عارب اپنی نیلی دھند کی قوتوں کے ساتھ کھڑا رہا دوسرے دروازے پر صادو اور تیسرے دروازے پر بارص جا کھڑا ہوا جبکہ کمرے کی پشت کی طرف جو کھڑکی تھی وہاں نبیطہ اور یوشا جا کر کھڑی ہوئی تھیں پھر ہاتھ کے اشارے سے عارب نے کمرے میں داخل ہو کر حملہ کرنے کا حکم دیا اور اسکے ساتھ ہی وہ سب چاروں دروازوں سے داخل ہو کر آگے بڑھنا شروع ہوئے تھے لیکن عین اس موقع پر ایک خونخوار انقلاب رونما ہوا۔

اور وہ یوں کہ یوناف اور بیوسا نے کمرے کے وسط میں جو میز پر چار مرتبان چاروں دروازوں اور کھڑکیوں کی طرف منہ کر کے رکھے ہوئے تھے ان سے روشنی کے ارتعاش بکھرے ذروں کی خوفناک کہانیوں کی طرح آگ نکل کھڑی ہوئی اور وہ آگ کہر آلود فضا اور اوہام کی چادر میں نور کی رفتار کی طرح سفر کرتی ہوئی چاروں دروازوں اور کھڑکیوں کی طرف بڑھی اور اڑتے روشن لمحوں کی طرح اس آگ نے عارب نیلی دھند کی قوتوں اور صادو

بارص اور یوشا اور نبیطہ کو ایک طرح سے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اس آگ کا سامنا ہوتے ہی وہ سب تڑپ کر رہ پیچھے ہٹے اور کمرے سے باہر نکل کر کھڑے ہو گئے تھے یوں لگتا تھا اس آگ نے ان سب کے سامنے طوفانوں کی کوئی جولا نگاہ کھڑی کر دی ہو جسکی وجہ سے وہ خوف و ناکامی و رسوائی میں مبتلا ہو کر رہ گئے ہوں ان سب کی حالت ایسی ہو رہی تھی جیسے شکستہ روحوں کے خواب اور وہ اس طرح پیچھے ہٹے تھے جیسے سرد ہوائیں زرد پتوں کو اڑا دیتی ہیں دروازوں اور کھڑکیوں پر وہ اس طرح مایوسی کے عالم میں رک گئے تھے جیسے گونجتے صحرا و دشت میں ہر لحہ پگھلتی ساعتوں پر بے بسی اور لاچارگی طاری ہو گئی ہو۔

ان سب کی اس کیفیت پر یوناف نے ایسا بھیانک اور پرزور قہقہہ لگایا کہ وہ سارا کمرہ اس کے قہقہے سے گونج اٹھا تھا پھر وہ ان سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو بدی کے گماشتو تم لوگ کمرے سے باہر نکل کر کیوں کھڑے ہو گئے ہو آگے بڑھ کر مجھ پر اور میری بیوی پر حملہ کرو پھر دیکھو میں تمہارے لئے کیا سماں باندھتا ہوں کیا تم محسوس نہیں کرتے کہ اس کمرے میں داخل ہونے کے ساتھ ہی میں نے تمہارے دل و جان کی راحت کو درد کی تیز لو اور دائرہ دائرہ لہروں جیسے تمہارے سکون کو کیسے کیسے ذائقوں سے بھر دیا ہے سنو اس دنیا اس زمانے میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ پرقوت اور ناقابل تسخیر مت سمجھو اسلئے کہ یہ زمانہ ایک ساھوکار ہے اور ہر ذی حیات اس ساھوکار کا مقروض ہے لہٰذا اس زمانے میں ایک سے ایک بڑھ کر بیٹھا ہوا ہے۔

سنو عارب تم جو گریوتی کو حاصل کرنے کی خواہش رکھتے ہو تو یہ تمہاری خواہش میں کبھی بھی پوری نہ ہونے دوں گا تم سردار خوسے کے بیٹے اناتھس کو قتل کر کے گریوتی تک پہنچنا چاہتے تھے پر سن رکھو میں تمہارے ہاتھوں اناتھس کو نقصان پہنچنے دوں گا اور نہ ہی تمہیں گریوتی تک پہنچنے دوں گا اور اگر تم نے پھر کبھی ایسا کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھو میں تمہیں پاؤں سے لے کر سر تک آگ کی ایسی اذیت میں مبتلا کروں گا کہ تم چربی کی طرح پگھل کر رہ جاؤ گے۔

سنو سروں پر تقدس کے عمامے باندھ کر بدی و گناہ کی علمبرداری کرنے والو! یہاں سے دفع ہو جاؤ اناتھس کو قتل کرنے اور گریوتی کو حاصل کرنے کے ارادے ترک کر دو ورنہ میں تمہاری وقت کی محرومیوں تمہاری خواہشوں کے حصول کو سمیٹ کر تمہارے منہ پر دے ماروں گا یہاں سے چلے جاؤ اور اگر تم نے یہاں سے جانے میں تاخیر کی تو سن رکھو میں تمہارے جسموں کے میخانے تمہاری نظروں کے آستانے پر لہو کی بارش کا وہ سماں باندھوں گا کہ تم ایک نئی اور انوکھی اذیت میں مبتلا ہو کر رہ جاؤ گے اور اگر تم میں سے کسی کو شک ہو

تو پھر اس کمرے میں داخل ہونے کی کوشش کرے اگر میں نے اسکی حالت سلگتی گیلی لکڑی جیسی بنا کر نہ رکھ دی تو میرا نام یوناف نہ رکھنا اور آئندہ مجھے نیکی کا نمائندہ نہ کہنا اگر تم میں سے کسی کو جرات ہے تو کمرے میں داخل ہو کر دیکھے اگر تم سب میں یہ ہمت نہیں تو تم اپنے باپ عزازیل کو بھی بلا سکتے ہو وہ بھی اگر اس موقع پر اس کمرے میں داخل ہونے کی کوشش کرے تو اسکی بھی حالت میں ایسی ہی کر کے رکھ دوں۔

عارب نے شاید اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ نہ اناتھس کو قتل کر سکتا ہے اور نہ گریوتی کو حاصل کر سکتا ہے لہٰذا اس نے سب کو اپنے سر کا مخصوص اشارہ کیا اور یہ اشارہ پاتے ہی سب اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور وہاں سے روپوش ہو گئے تھے ان کے جانے کے بعد یوناف اور بیوسا کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی اسکے ساتھ ہی یوناف اپنی جگہ سے اٹھا ٹوکرا اٹھا کر اس نے بلی کے دونوں بچوں کو نکال دیا اور دونوں بچے باری باری کبھی یوناف اور کبھی بیوسا کی ٹانگوں سے اپنے منہ اپنے جسم اور اپنی دموں کو رگڑ رگڑ کر ان سے مانوسیت اور پیار کا اظہار کرنے لگے تھے پھر یوناف بولا اور سردار خوسے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سردار خوسے اب تم اپنے اہل خانہ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہو اور اپنے روزمرہ کے کاموں میں مصروف ہو جاؤ بدی کی ان قوتوں سے اب تمہیں کوئی خطرہ اور خدشہ نہیں ہے تم نے دیکھا کہ وہ ناکام اور نامراد ہو کر یہاں سے چلے گئے ہیں اب وہ ادھر کا رخ کرنے کی کوشش نہیں کریں گے اسلئے کہ وہ جانتے ہیں کہ میں یہاں ہوں اور اگر وہ دوبارہ ادھر آنے کا رخ کرتے ہیں تو انہیں کسی نہ کسی اذیت میں مبتلا ہونا پڑے گا لہٰذا وہ پھر ادھر آنے کی کوشش نہیں کریں گے اس پر خوسے، اناتھس، گریوتی اور اربیں اپنی جگھوں سے اٹھ کھڑے ہوئے سب نے باری باری یوناف اور بیوسا کا شکریہ ادا کیا پھر خوسے نے آگے بڑھ کر یوناف کو اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے بڑی شفقت میں کہا۔

یوناف میرے بیٹے میری خواہش ہے کہ تم کچھ عرصہ ہمارے یہاں ہی رہو مجھے امید ہے کہ تم میری اس خواہش کو ٹھکراؤ گے نہیں۔ اس پر یوناف بڑی نرمی اور اپنائیت میں سردار خوسے کو مخاطب کر کے کہنے لگا خوسے تم فکرمند نہ ہو تمہارے بیٹے اناتھس اور تمہاری بیٹی گریوتی کو اب کوئی خطرہ نہیں بہرحال جب تک تم چاہو گے میں تمہارے یہاں قیام کروں گا جواب میں سردار خوسے نے یوناف کا شکریہ ادا کیا پھر وہ اپنے روزمرہ کے کاموں میں مشغول ہو گئے تھے۔

○

یوناف اور بیوسا کو سردار خوسے کے یہاں قیام کیے کئی ہفتے گزر گئے تھے ایک روز جبکہ یوناف سردار خوسے اور اسکے بیٹے انا تھس کے ساتھ مچھلی کے شکار کیلئے گیا ہوا تھا اور بیوسا اپنے کمرے میں اکیلی بیٹھی تھی خوسے کی بیوی اربیس اس کمرے میں داخل ہوئی۔

بیوسا نے اپنے قریب ہی اربیس کو بیٹھنے کیلئے جگہ دی اس نے دیکھا کہ اربیس کے چہرے پر پریشانی اور فکرمندی کے آثار تھے اربیس بیوسا کے پاس بیٹھ گئی۔ بیوسا نے اسکے چہرے سے اندازہ لگایا کہ وہ کچھ کہنا چاہ رہی تھی لیکن شاید کسی وجہ سے ایسا کرنا اسکے لئے مشکل ہو رہا تھا۔ بیوسا نے اسکے شانوں پر ہاتھ رکھا اور ازراہ ہمدردی اس نے اربیس کو مخاطب کر کے پوچھا۔

میں دیکھتی ہوں کہ آپ کچھ پریشان اور فکرمند ہیں آپ میری ماں کی جگہ ہیں کہیں کیا بات ہے کیا آپ کو پھرانا تھس اور گریوتی کے سلسلے میں کوئی فکرمندی اور پریشانی لاحق ہو گئی ہے اس پر اربیس نے تھوڑی دیر کیلئے بیوسا کی طرف دیکھا پھر کسی قدر ہچکچاتے ہوئے کہنے لگی پریشانی تو ہے میری بیٹی لیکن انا تھس کی طرف سے نہیں بلکہ خود اپنی بیٹی گریوتی کی طرف سے ہے اس پر بیوسا نے گہری نگاہوں سے اربیس کی طرف دیکھا اور پوچھا گریوتی کی طرف سے آپ کو کیا پریشانی لاحق ہو گئی ہے اس پر اربیس کسی قدر اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہنے لگی۔

بیٹی اس گھر میں ایک حادثہ رونما ہو گیا ہے اور میں ڈرتی ہوں کہ یہ حادثہ کہیں میری بیٹی گریوتی کی جان نہ لے لے بات یوں ہے میری بیٹی کہ گریوتی یوناف کو پسند کرنے لگی ہے اور اس سے شادی کی خواہش مند ہے میں نے اسے اس سے باز رکھنے کی بہتری کوشش کی گذشتہ کئی دنوں سے میں اسے سمجھا بجھا کر اس کا ذہن اسکے دل کے رجحان بانٹنے کی کوشش کرتی رہی ہوں لیکن اس معاملے میں گریوتی میں سمجھتی ہوں انتہا پسند ہو چکی ہے اور اس کا کہنا ہے کہ اگر اسکی خواہش پوری نہیں کی گئی تو وہ اپنی زندگی کا خاتمہ کر لے گی میں نے اسے بہتیرا سمجھایا کہ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی ہیں وہ انتہائی محبت آمیز اور پرسکون زندگی بسر کر رہے ہیں اور اگر تم نے یوناف کے ساتھ شادی کرنے کا اظہار کر دیا تو اس طرح ان دونوں میاں بیوی کی زندگی میں کہیں کوئی بے سکونی پیدا نہ ہو جائے میں اسے یہاں تک سمجھایا کہ ایسا اظہار کر کے تم پرسکون پانی کے تالاب کے اندر پتھر پھینکنے کی کوشش کر رہی ہو اے بیٹی اب تو ہی بتا میں اس گریوتی کیلئے کیا کروں۔

جواب میں بیوسا کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھوڑی دیر تک وہ کچھ سوچتی رہی پھر اربیس کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگی۔ اس میں اتنی فکرمندی اور پریشانی کی کیا

بات ہے گریوتی اگر میرے شوہر یوناف کو پسند کرنے لگی ہے تو ایسا کر کے اس نے نہ ہی کوئی گناہ کیا ہے اور نہ ہی کسی پرسکون تالاب میں پتھر پھینکا ہے گریوتی کو میری طرف سے اطمینان دلاؤ کہ اسکی شادی ہر حال میں یوناف سے ہوگی بلکہ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ یہ شادی آج ہی کی جائے گی تم گریوتی سے اس سلسلے میں بات کرلو اپنے شوہر یوناف کو اس بات پر آمادہ کرنا میرا کام ہے۔

بیوسا کا یہ غیر متوقع جواب سن کر تھوڑی دیر تک پرانے خوابوں اور دکھ کے لہجے کی گہری تہہ جیسی ویران اور فراق کے اندھیروں اور بیکراں چپ جیسی پریشان اربیس سوندھی مٹی کی خوشبو جیسی پرسکون اور رنگوں کے فشار جیسی خوش ہوگئی تھی اپنی جگہ سے اٹھ کر اس نے بیوا کو اپنے ساتھ لپٹا لیا پھر وہ کہنے لگی دیکھ بیٹی تو نے گریوتی کی شادی یوناف سے کرنے کا ارادہ ظاہر کر کے میری جھولی میرے دامن میں دنیا بھر کی خوشیاں ڈال دی ہیں ورنہ جب میں تمہارے کمرے میں داخل ہوئی تھی اس وقت مجھے اندیشہ تھا کہ تم برہمی اور ناراضگی کا اظہار کرو گی اور مجھے یہ بھی خطرہ تھا کہ تمہارے اس جواب سے مجھے ہمیشہ کیلئے اپنی بیٹی گریوتی سے محروم ہونا پڑے گا لیکن تم نے تو ہم دونوں ماں بیٹی کو ایک نئی زندگی اور انوکھی خوشی عطا کر دی ہے۔

قبل اس کے کہ بیوسا اربیس کی ان باتوں کا جواب دیتے حسین و جمیل گریوتی بھاگتی ہوئی اس کمرے میں داخل ہوئی شاید وہ دروازے کے قریب ہی کھڑی اپنی ماں اور بیوسا کے درمیان ہونے والی گفتگو سن رہی تھی کمرے میں بھاگتی ہوئی وہ داخل ہوئی تھی پھر بری طرح سے بیوسا سے لپٹ گئی ساتھ ہی وہ بیوسا کے حسین گال اسکی پیشانی چومنے لگی پھر کہنے لگی بیوسا میری بہن تم نے مجھ پر وہ احسان کیا ہے جسے میں زندگی بھر اتار نہ سکوں گی فراموش نہ کر سکوں گی۔ اس پر بیوسا کہنے لگی یہ تم پر کوئی احسان نہیں میں نے اس گھر کا نمک کھایا ہے اور اس گھر کی بہتری اور بھلائی بھی مجھے منظور ہے بیوسا کی یہ باتیں سن کر گریوتی اور اربیس دونوں خوش اور مطمئن ہو گئی تھیں پھر وہ بیوسا کو اپنے ساتھ لے جا کر شام کا کھانا تیار کرنے لگی تھیں۔

شام کو یوناف جب مچھلی کے شکار سے لوٹا تو بیوسا اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اس کمرے میں لے گئی جو سردار خوسے کے یہاں ان دونوں کیلئے مخصوص کیا گیا تھا جب یوناف اپنی نشست پر بیٹھ گیا تب بیوسا اسکی پشت پر کھڑی ہوئی پہلے اسکے بالوں میں اپنی نرم و نازک اور گداز انگلیاں پھیرتی رہی پھر وہ بڑے پیارے انداز میں اس نے یوناف کے کندھے دباتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

آپ جانتے ہیں کہ میں نے کبھی آپ سے کوئی فرمائش نہیں کی آج ایک بات کہتی ہوں مجھے امید ہے کہ آپ انکار نہیں کریں گے اس پر یوناف نے مڑ کر بیوسا کی طرف دیکھا تھوڑی دیر تک وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وہ اس کا جائزہ لیتا رہا پھر کہنے لگا کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو جواب میں بیوسا بولی اور کہنے لگی۔

میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آپ سردار خوسے کی بیٹی گریوتی سے شادی کر لیں بیوسا کے اس جواب پر یوناف چونک کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا پھر تیز نگاہوں سے اس نے بیوسا کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے تم اپنے حواس میں تو ہو عورتیں تو اپنے شوہر کی شراکت داری میں کسی اور عورت اور لڑکی کا عمل دخل ہی قبول نہیں کرتیں تم کیسی بیوی ہو کہ تم مجھے خود سردار خوسے کی بیٹی گریوتی سے شادی کا مشورہ دے رہی ہو اس پر بیوسا نے ہلکی مسکراہٹ اور بڑی نرمی میں دن کے وقت گریوتی کی ماں کے ساتھ جو گفتگو ہوئی تھی وہ تفصیل کے ساتھ یوناف کو کہہ سنائی ساری گفتگو سننے کے بعد یوناف تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر وہ بیوسا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اس سارے معاملے کا حل یہ ہے کہ ہم دونوں میاں بیوی یہاں سی کوچ کر کے کہیں اور جا بسیں ہمارے جانے کے بعد گریوتی خود بخود مجھے بھول جائے گی اپنی محبت کو فراموش کر دے گی اور اپنی اس ماہی گیروں کی بستی میں کسی اور سے شادی کر کے خوش و خرم زندگی کی ابتداء کر دے گی اس پر بیوسا فوراً بولی اور گریوتی اور اسکی ماں اربیں کے دفاع میں کہنے لگی۔

نہیں ایسا معاملہ نہیں ہے میں نے دیکھا ہے گریوتی آپ سے محبت کرتی ہے میں باورچی خانے میں تفصیل کے ساتھ اس سے گفتگو بھی کر چکی ہوں اگر اسکی شادی آپ سے نہ ہوئی تو مجھے پختہ یقین ہے کہ وہ لڑکی دیوانی ہو کر خود کشی کر لے گی اور میں نہیں چاہتی کہ سردار خوسے کی بیٹی گریوتی جسے ہم نے عارب کی بدی سے نجات دی ہے وہ خود اپنی موت کا باعث بن جائے لہٰذا میری سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ آپ اس سے شادی کر لیں۔

اس پر یوناف نے تیز نگاہوں سے بیوسا کی طرف دیکھا اور استفہامیہ سے انداز میں پوچھنے لگا جو کچھ تم کہہ رہی ہو کیا یہ تمہارے دل کی آواز ہے یا تم یونہی میرا امتحان لینے پر تلی ہوئی ہو اس پر بیوسا سنجیدہ ہو گئی اور کہنے لگی قسم خداوند کی جو کچھ میں کہہ رہی ہوں اپنے دل کی گہرائیوں اور پورے خلوص کے ساتھ کہہ رہی ہوں میں کبھی بھی آپ کو یہ مشورہ نہ دیتی آپ جانتے ہیں کہ میں کس قدر گہری محبت آپ سے کرتی ہوں اور میں آپ

کی ذات میں کسی اور عورت کی شراکت داری بھی پسند نہیں کرتی۔ لیکن جو معاملہ گریوتی کا ہے اس میں اگر ہم نے اسکی مدد نہ کی تو وہ گریوتی محبت کا شکار ہو جائے گی جبکہ میں ایسا پسند نہیں کرتی اس پر یوناف نے تقریباً ہار مانتے ہوئے کہا تمہاری مرضی ہے جیسا چاہو کرو۔

یوناف کا جواب سن کر بیوسا بے پناہ خوشی کا اظہار کرتی ہوئی کمرے سے باہر بھاگ گئی تھی۔ اس وقت صحن میں گریوتی اس کی ماں اربیں اور اناتھس کھڑے تھے۔ بیوسا بھاگتی ہوئی ان کے پاس آئی اور کہنے لگی میں تم لوگوں کو یہ خوش خبری سنانے آئی ہوں کہ یوناف کو میں نے گریوتی سے شادی پر آمادہ کر لیا ہے۔ تم چاہو تو آج ہی گریوتی کو یوناف سے بیاہ سکتے ہو۔ بیوسا کے اس انکشاف پر اناتھس' اربیں کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ پھر اسی شام گریوتی کو یوناف سے بیاہ دیا گیا تھا اور یوناف اور بیوسا مچھیروں کی اس بستی میں گریوتی کے ساتھ رہنے لگے تھے۔

رومنوں کے نئے شہنشاہ نیرو کو شہنشاہ کلاڈیوس نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا لہٰذا مورخ نیرو کو کلاڈیوس کے بیٹے ہی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ کلاڈیوس نے اپنی آخری عمر میں اپنی خوبصورت اور حسین و جمیل بھتیجی اگریپنیا سے چونکہ شادی کر لی تھی اور یہی اگریپنیا کلاڈیوس کی موت کا سبب بھی بنی تھی اسلئے کہ اگر اگریپنیا نے اپنے شوہر کلاڈیوس کو زہر دے کر ہلاک کر دیا تھا لیکن اگریپنیا ایک تو شاہی خاندان سے تعلق رکھتی تھی دوسرے رومن معاشرے میں اس اس قدر تعلق تھا کہ کسی کو اس پر کلاڈیوس کو زہر دے کر ہلاک کرنے کے جرم میں مقدمہ چلانے کی جرات نہ ہوئی۔ لہٰذا کلاڈیوس کے بعد جب نیرو روم کا شہنشاہ بنا تو اگریپنیا عمر میں نیرو سے چھوٹی تھی لیکن چونکہ کلاڈیوس نے نیرو کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا اگریپنیا کلاڈیوس کی بیوی کی حیثیت سے نہیں نیرو کی سرپرست ماں بن کر حکومت پر چھا گئی تھی۔

گو نیرو کی بیوی آکٹویا سابق شہنشاہ کی بیٹی تھی اور وہ اپنی سوتیلی ماں اگریپنیا کو پسند نہیں کرتی تھی اور انتہا درجے کی اس سے نفرت کرتی تھی اس لئے کہ وہ اسکے شہنشاہ باپ کی قاتل تھی لیکن اسکے باوجود اگریپنیا کی جڑیں اس قدر مضبوط تھیں کہ نیرو کے تخت نشین ہوتے ہی اس نے نیرو پر ایسا تسلط قائم کیا کہ ہر کام اگریپنیا کی مرضی کے مطابق ہونے لگا۔

اگریپنیا نے ایک انتہائی دانشور اور عقلمند انسان سینکا کو حکومت چلانے کے لئے نیرو کا استاد اور اتالیق مقرر کیا اس سینکا نے ایک اور دانشور انسان جس کا نام بورس تھا اسے نیرو کا وزیر اور مشیر مقرر کیا لیکن دو ہی سال بعد نیرو نے سینکا اور بورس کو اپنا وزیر اور مشیر مقرر کر دیا تھا اس دوران اگریپنیا نے حکومت پر چھاتے ہوئے مظالم کی انتہا کر دی تھی نیرو

اگریپنیا کو ماں کا درجہ دیتا تھا لہٰذا اسکی خواہش کا بڑا احترام کرتا تھا اسی احترام کی آڑ میں اگریپنیا نے نیرو پر چھاتے ہوئے رومن معاشرے کے اندر جس قدر اپنے دشمن تھے سب کا خاتمہ کرا دیا تھا۔

اگریپنیا کی وجہ سے نیرو کے شروع کے دور میں جو مظالم ہوئے انکی وجہ سے مورخین نیرو کے متعلق متزاد قسم کے خیالات رکھتے ہیں۔ مشہور مورخ ٹراجن نیرو کے متعلق لکھتے ہوئے کہتا ہے کہ اس کے پہلے پانچ سال انتہائی کامیاب تھے اور اس نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جو اس سے پہلے کوئی بھی رومن شہنشاہ انجام نہ دے سکا جبکہ ایک دوسرا رومن مورخ مارکوس آئیریوس لکھا ہے کہ نیرو وحشی جانوروں اور خونخوار عفریت جیسا ظالم اور ستم گر تھا۔ بہرحال اس اگریپنیا کی وجہ سے بہت سے مورخین نے نیرو کی کردار کشی کی ہے۔

تخت نشین ہونے کے بعد نیرو نے جو سب سے اچھا کام کیا وہ یہ تھا کہ رومنوں پر جس قدر غیر ضروری ٹیکس تھے وہ معاف کر دیئے۔ اس کے علاوہ رومنوں کے مشرق۔ مغرب۔ شمال اور جنوب میں جس قدر صوبے ماتحت تھے انہیں باقاعدہ نمائندگی دی گئی یہ نیرو کی عمدہ حکمرانی کا دوسرا کام تھا اس طرح وہ ملک جن پر رومن قابض ہو گئے اور انہیں اپنے صوبے قرار دیئے انہیں جب حکمرانی میں نمائندگی ملی تو انکے اندر بغاوتیں اٹھنے کی رفتار کافی حد تک کم ہو گئی تھی۔

دوسری طرف نیرو کے دونوں قابل اعتماد وزیر سینکا اور بورس اگریپنیا کے بے پناہ مظالم کی وجہ سے دن بدن اسکے خلاف ہوتے جا رہے تھے انہوں نے نیرو کو اگریپنیا کے خلاف حرکت میں لانے کیلئے بہتیری کوشش کی لیکن اس میں ان دونوں کو کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک تو اگریپنیا کو نیرو اپنی ماں کا درجہ دیتا تھا گو وہ اس سے عمر میں کم تھی۔ دوسرے یہ کہ اگریپنیا کچھ اس طرح حکومت اور حکومتی کارندوں پر چھا گئی تھی کہ اسے ہاتھ ڈالنا اپنی موت کو دعوت دینے کے برابر خیال کیا جاتا تھا اس بناء پر نیرو اگریپنیا کے خلاف حرکت میں آتے ہوئے گھبراتا تھا اسے ڈر تھا کہ اگر وہ اگریپنیا کے خلاف حرکت میں آیا تو اسے کہیں تاج و تخت سے ہی محروم نہ کر دیا جائے۔ اسے یہ خدشہ بھی تھا کہ اگر اس نے اگریپنیا کی مخالفت شروع کی تو اگریپنیا خفیہ طریقے سے اسے زہر دے کر ہلاک ہی نہ کر دے۔ اس بناء پر دونوں وزیر سنیاک.اور بورس نیرو کو اگریپنیا کے خلاف کرنے میں ناکام رہے تھے۔

لیکن سینکا اور بورس بھی اپنی ہار تسلیم کرنے والے نہ تھے۔ یہ دونوں انتہائی عقلمند دانش ور اور نرم مزاج تھے اور اگریپنیا کے مظالم کو انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے

حالانکہ سینکا کو اگریپنیا نے ہی نیرو سے متعارف کرایا تھا اور حکومت چلانے میں اگریپنیا نے سینکا کو نیرو کا استاد مقرر کیا تھا اس کے باوجود سینکا اگریپنیا کو اس کے مظالم کی وجہ سے بری طرح ناپسند کرنے لگا تھا۔ سینکا اور بورس کی انتھک کوششوں کے بعد بھی جب نیرو حرکت میں نہ آیا تو سینکا اور بورس نے صلاح و مشورہ کرتے کے بعد ایک بہترین چال چلی انہوں نے ایک انتہائی خوبصورت حسین و جمیل لڑکی کا انتخاب کیا۔ اس لڑکی کا نام پوپائی تھا اور اس کا تعلق بھی شاہی خاندان سے تھا۔ اس لڑکی کو سینکا اور بورس نے نیرو سے متعارف کرا دیا۔ پوپائی نام کی یہ لڑکی اکثر نیرو کے پاس اٹھنے بیٹھنے لگتی اور سینکا اور بورس کے اشاروں پر کام کرنے لگی۔

سینکا اور بورس نے پوپائی کو سمجھا دیا کہ اس نے ہر حال میں نیرو کو اگریپنیا کے خلاف کرنا ہے اور کسی نہ کسی طرح اگریپنیا سے نیرو کی گلوخلاصی کرانی ہے بلکہ اگریپنیا کا خاتمہ کرانا ہے یہ پوپائی نام کی لڑکی جہاں بے حد حسین و جمیل تھی وہاں بڑی عقلمند اور تیز و طرار بھی تھی۔ آہستہ آہستہ یہ اپنا کام کرتی رہی اپنے ناز نخرے اپنے حسن و جمال سے یہ نیرو پر چھاتی رہی یہاں تک کہ وہ وقت بھی آیا کہ نیرو اس پوپائی کو دیوانگی کی حد تک پسند کرنے لگا۔ پوپائی نے جب اندازہ لگایا کہ نیرو اس سے بے پناہ محبت کرتا ہے تو اس نے اگریپنیا کے خلاف حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا۔

پوپائی نے خفیہ گفتگو کے دوران نیرو کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ ایک انتہائی خوبصورت جہاز تیار کیا جائے اور یہ مشہور کر دیا جائے کہ یہ جہاز اگریپنیا کیلئے تیار کیا جا رہا ہے۔ تاکہ وہ مختلف ملکوں کی سیاحی کر سکے۔ اگریپنیا کو جب یہ علم ہوا کہ نیرو اس کے لئے شاہی طرز کا ایک بجرہ تیار کرا رہا ہے اور وہ رومنوں کے ماتحت ملکوں کی سیرو تفریح کر سکے تو وہ بہت خوش ہوئی۔ آخر یہ جہاز تیار ہو گیا اور پوپائی نے نیرو کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی کہ اس جہاز میں جب اگریپنیا سوار ہو جائے تو گہرے سمندر میں لے جا کر ڈبو دیا جائے اس طرح سے اگریپنیا سے جان چھوٹ جائے گی۔ نیرو اس بات پر آمادہ ہو گیا۔ جب جہاز تیار ہو گیا تو ضرورت کی ہر شے جہاز میں رکھی گئی۔ اگریپنیا اس میں سوار ہوئی اور اس جہاز کو گہرے سمندر میں لے جا کر ڈبو دیا گیا۔ یوں رومنوں کی اگریپنا کے مظالم سے جان چھوٹ گئی۔ اسکے ساتھ ہی ساتھ رومنوں کے شہنشاہ نیرو نے اپنی زندگی کا ایک بدترین کام بھی کیا اور وہ یہ کہ اس نے اپنی بیوی آکٹویا کو طلاق دے دی جو سابق شہنشاہ کلاڈیوس کی بیٹی تھی۔ آکٹویا نیرو کے لئے ایک انتہائی ہمدرد اور مخلص بیوی تھی لیکن نیرو چونکہ دیوانگی کی حد تک پوپائی سے محبت کرنے لگا تھا۔ اس کے علاوہ پوپائی ہی نے نیرو کو اگریپنیا سے نجات

دی تھی لہٰذا نیرو نے آکٹویا کو طلاق دے کر پوپائی سے شادی کر لی۔ حالانکہ رومن چاہتے تھے کہ آکٹویا ہی انکی ملکہ رہے بحرحال نیرو نے آکٹویا کو طلاق دے کر پوپائی سے شادی کر لی تھی۔

ان سارے کاموں سے فارغ ہونے کے بعد نیرو نے مشرق کی طرف دھیان دیا۔ مشرق میں سابق رومن شہنشاہ کلاڈیوس کے دور حکومت میں اشکانیوں کے بادشاہ بلاش اول نے آرمینیا پر قبضہ کر کے وہاں اپنے بھائی تیرداد کو حکمران مقرر کر دیا تھا۔

رومن شہنشاہ نیرو بلاش اول کے مقابلے میں آرمینیا میں رومنوں کی ساکھ کو بحال کرنا چاہتا تھا چنانچہ اس نے آرمینیا کی مہم کیلئے اپنے ایک نامور جری اور دلیر ترین جرنیل کا انتخاب کیا اور اس کا نام کاربولو تھا۔ نیرو نے جرنیل کاربولو کو آرمینیا کی مہم پر مقرر کیا اور شام کے رومن حکمران امیدلیس کو حکم جاری کیا کہ وہ آرمینیا کی مہم کے سلسلے میں کاربولو کے احکامات ہی کی پابندی کرے۔

نیرو کا حکم ملتے ہی کاربولو اپنے لشکر کے ساتھ آرمینیا کی طرف روانہ ہوا۔ اب ایران اور رومنوں کے درمیان تصادم ناگزیر نظر آتا تھا کہ نیرو کے مشیروں نے جنگ سے بچنے کا مشورہ دیا۔ کاربولو اور شام کے رومن حکمران امیدلیس نے بھی یہی رائے دی کہ پہلے اشکانیوں کے ساتھ مذاکرات ہونے چاہئے تاکہ آرمینیا کا مسئلہ صلح اور صفائی سے حل ہو جائے۔

چنانچہ نیرو نے اپنے سفیر اشکانی بادشاہ بلاش اول کے دربار میں بھیجے اور مصالحت کی پیش کش کی۔ شرائط صلح یہ تھی کہ رومن آرمینیا میں اپنا اثر قائم کرنے کا تقاضہ نہیں کریں گے۔ اشکانیوں کا بادشاہ بلاش اول آرمینیا سے اپنی فوج واپس بلا لے گا اور آرمینیا کی حکومت جوں کی توں تیرداد ہی کے پاس رہے گی اور ان شرائط کو پورا کرنے کے لئے بلاش اول بطور یرغمال اپنے کسی قریبی عزیز کو رومن دربار میں بھیجے گا۔

اپنے کسی عزیز کو رومن دربار بھیجنے کی شرط یقیناً اشکانی شہنشاہ بلاش اول کیلئے ناقابل قبول تھی لیکن بلاش کی بدقسمتی جن دنوں یہ مذاکرات ہو رہے تھے انہیں دنوں اس کے بیٹے واردان نے اس کے خلاف جگہ جگہ بغاوت کھڑی کر کے شورش برپا کر دی لہٰذا بیٹے کی بغاوتوں کو فرو کرنے کے لئے بلاش اول کو رومنوں کی یہ شرط قبول کرنا پڑی۔ چنانچہ وقتی طور پر اشکانیوں اور رومنوں کے درمیان مصالحت ہو گئی۔

رومنوں سے مصالحت کرنے کے بعد بلاش اول اپنے بیٹے کے خلاف حرکت میں آیا۔ تین سال لگاتار باپ بیٹے کے درمیان جنگیں ہوتی رہیں۔ آخر بلاش اول اپنے بیٹے کی

بغاوت کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گیا اور ان جنگوں میں بلاش اول کا بیٹا واردان اسکے ہاتھوں مارا گیا۔ بیٹے کی بغاوت فرو کرنے کے بعد اشکانیوں کے شہنشاہ بلاش اول نے آرمینیا کا مسئلہ پھر اٹھایا اور تقاضہ کیا کہ آرمینیا کو اشکانیوں کی ایک ریاست تسلیم کیا جائے۔ رومنوں نے اس شرط کو ماننے سے انکار کر دیا چنانچہ جنگ ٹھن گئی۔ رومنوں کے شہنشاہ نیرو نے اپنے قابل اعتماد جرنیل کاربولو کو حکم دیا کہ وہ آرمینیا پر حملہ آور ہو کر مکمل طور پر آرمینیا پر قبضہ کر لے۔ یہ حکم ملتے ہی کاربولو جو ابھی تک ایشیا ہی میں قیام کئے ہوئے تھا آرمینیا پر ٹوٹ پڑا۔ بلاش اول چاہتا تھا کہ کاربولو سے مقابلہ کر کے اسے آرمینیا سے نکال باہر کرے کہ بلاش اول کی بدقسمتی کہ اس کی سلطنت کے اندر حالات پھر خراب ہو گئے اس لئے کہ گرگان کے حکمران نے انہی دنوں بلاش اول کے خلاف بغاوت کر دی لہٰذا بلاش اول اپنے لشکر کے ساتھ گرگان کی اس بغاوت کو ختم کرنے میں مصروف ہو گیا اور اسکی اس مصروفیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رومن جرنیل کاربولو آرمینیا پر حملہ آور ہو گیا پہلے وہ آرمینیا کو دارالحکومت ارتاکساتا پر قابض ہوا اس کے بعد آہستہ آہستہ بلاش اول کی غیر حاضری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے سارے آرمینیا پر قبضہ کر لیا تھا بلاش اول کا بھائی تیرداد جو آرمینیا کا حکمران تھا وہ اپنی جان بچا کر بھاگ گیا اسکی غیر موجودگی میں کاربولو نے آرمینیا کے قدیم شاہی خاندان کے ایک شہزادے ٹیگرینس کو آرمینیا کا بادشاہ بنا دیا تھا۔

گرگان کی بغاوت کو ختم کرنے کے بعد بلاش اول پھر آرمینیا کی طرف متوجہ ہوا وہ اپنا لشکر لے کر ارتاکساتا تک پہنچ گیا رومنوں نے بھی اندازہ لگا لیا کہ بلاش اول اپنی اندرونی مخالفت کو ختم کر چکا ہے لہٰذا وہ انکے ساتھ جنگ ضرور کرے گا لہٰذا انہوں نے بلاش اول کو مذاکرات کی پیش کش کی جسے بلاش نے قبول کر لیا مذاکرات میں یہ تجویز پیش ہوئی کہ دونوں حکومتیں اپنی فوج آرمینیا سے نکال لیں دونوں اس تجویز پر رضامند تھے لیکن کسی فیصلے پر پہنچے بغیر گفت و شنید ختم ہو گئی۔

اسی اثناء میں نیرو کا ایک قاصد ایشیا میں کاربولو کے پاس آیا کاربولو کو نیرو کا یہ پیغام پہنچا کہ اشکانیوں کے خلاف جنگ کی جائے اور آرمینیا رومن سلطنت کا ایک حصہ قرار دے دیا جائے کاربولو نے یہ پیغام سن کر جنگ کی تیاری شروع کر دی تھی۔

کاربولو اپنے لشکر کے ساتھ دریائے فرات کو عبور کر کے بائیں کنارے ٹھہرا شام کا حکمران امیدلیس بھی اس سلسلے میں کاربولو کو پوری پوری مدد کر رہا تھا اسکے علاوہ آرمینیا کا نیا حکمران ٹیگرینس بھی بلاش اول کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے تیاریاں مکمل کر چکا تھا دوسری طرف بلاش اول [illegible] مرد تھا اس نے جب دیکھا کہ ابھی کاربولو آرمینیا سے

دور ہے تو بڑی برق رفتاری سے وہ آرمینیا کی طرف بڑھا۔ ٹیگرینس بڑی سست رفتاری سے بلاش اول کا مقابلہ کرنے کے لئے پیش قدمی کر رہا تھا اس لئے کہ اسے کاربولو کی طرف سے کمک کا انتظار تھا اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بلاش اول نے آرمینیا کے ایک حصے کو روند کر پامال کر ڈالا جس کے نتیجے میں آرمینیا کا حکمران ٹیگرینس بلاش اول کے ساتھ گفت و شنید کے لئے آمادہ ہو گیا کاربولو ابھی اپنا لشکر لے کر آرمینیا نہیں پہنچا تھا آخر ٹیگرینس نے وعدہ کیا کہ وہ ان قلعوں سے دستبردار ہو جائے گا جن پر رومنوں کا قبضہ ہے نیز جدید گفت و شنید کے فیصلے تک آرمینیا کو خالی کر دے گا۔

رومنوں نے جب دیکھا کہ بلاش اول لحہ بہ لحہ آرمینیا کے سلسلے میں رومنوں پر حاوی ہوتا جا رہا ہے تو انہوں نے جنگ سے بچنے کیلئے پھر بلاش اول کو گفت و شنید کی دعوت دی لیکن یہ گفت و شنید پھر ناکام ہو گئی اب رومی سلطنت نے اشکانیوں سے جنگ کرنے کے مکمل اختیارات اپنے جرنیل کاربولو کو سونپ دیئے تھے لہٰذا کاربولو نے آرمینیا کی طرف پیش قدمی کی لیکن جنگ شروع کرنے سے پہلے پھر دونوں حکومتوں کے نمائندوں میں گفت و شنید شروع ہوئی آخر فیصلہ یہ ہوا کہ بلاش اول کے بھائی تیرداد کو آرمینیا کا حکمران تسلیم کیا جائے اس مقصد کیلئے تیرداد خود روم جائے اور قیصر روم نیرو کے ہاں سے تاج پہن کر واپس آئے اور آرمینیا پر حکمرانی کرے۔

ان شرائط کے مطابق تیرداد تین ہزار ایرانی سواروں کے ساتھ روم شہر کو روانہ ہوا اسکے سفر کے اخراجات چھ سو پونڈ روزانہ تھے جو رومن خزانے سے ادا کئے جاتے تھے یہ اخراجات لگاتار نو ماہ تک ادا کئے گئے جہاں جہاں سے تیرداد گزرتا اس کا استقبال اس طرح کیا جاتا جیسے کوئی فاتح آ رہا ہو ہر شہر میں دروازے آراستہ کئے جاتے اور اہل شہر خوشی کے شادیانے بجاتے ہوئے تیرداد کے استقبال کو آتے تھے آخر بڑی شان و شوکت سے روم شہر میں رومن شہنشاہ نیرو کے ہاتھوں تیرداد کی آرمینیا کے حکمران کی حیثیت سے رسم تاج پوشی ادا کی گئی اس کے بعد کچھ دن روم میں قیام کرنے کے بعد تیرداد واپس آرمینیا آ گیا اور ایرانی طریقے کے مطابق آرمینیا کی تنظیم کرنے لگا یوں دونوں ملکوں کے مابین ایک مرتبہ پھر خوشگوار تعلقات کی بنیاد پڑی جو چند سال تک قائم رہی۔

○

یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی نے ابھی تک ماہی گیروں کی بستی میں سردار خوسے کے ہاں قیام کر رکھا تھا یہ قیام کئی سال تک جاری رہا یہاں تک کہ گریوتی بے چاری بیمار

ہو کر مر گئی اس کی موت کے چند ہی روز بعد ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب! تم اور بیوسا دونوں میاں بیوی گریوتی کیلئے سردار خوسے کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے اب آؤ یہاں سے کوچ کریں اور حیرہ شہر میں کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آیا ہے جس کی بناء پر ہمیں حیرہ شہر کا رخ کرنا چاہئے اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی ہاں حیرہ کے حکمران کی موت کے بعد اس کی بیٹی نائلہ اب ملکہ ازباء کے نام سے حیرہ کی حکمران بنی ہے میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ یہ ازباء اس وقت دنیا کی حسین ترین عورت ہے نہیں عورت نہیں بلکہ لڑکی ہے اس لئے کہ یہ ابھی نوعمر اور غیر شادی شدہ ہے اور ساتھ ہی ساتھ انتہائی خوبصورت ملکہ ازباء ایک صحرائی قبیلے بنو ایاد کے فرزند عدی بن نصر سے محبت بھی کرنے لگی ہے یہ عدی بن نصر ایک انتہائی خوبصورت جوان اور طاقتور ترین انسان ہے لوگوں کا خیال ہے کہ عدی بن نصر ایسا طاقتور ہے کہ بڑی بڑی چٹانیں اٹھا کر اور اکھیڑ کر پھینک دیتا ہے اس ازباء نے صرف عدی بن نصر کی جوانمردی اور طاقت کے چرچے سنے ہیں اور اسی بنا پر اس سے محبت کرنے لگی ہے حالانکہ نہ عدی بن نصر نے ازباء کو دیکھا ہے اور نہ ازباء اس سے پہلے عدی بن نصر سے واقف ہے۔

تاہم میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ عدی بن نصر ملکہ ازباء کو پسند نہیں کرتا اس لئے کہ سنا ہے کہ وہ بڑی خودسر ہے تاہم ملکہ ازباء عدی بن نصر سے محبت کرتی ہے اسے پسند کرتی ہے لہٰذا اس نے عدی بن نصر کو کچھ مقابلوں میں حصہ لینے کیلئے اپنے محل میں طلب کیا ہے یہ محل دریائے فرات کے کنارے پر واقع ہے اور شط الفرات کے نام سے مشہور ہے اب عدی بن نصر بے شک ملکہ ازباء کو پسند نہیں کرتا لیکن وہ اسکے حکم کا اتباع کرتے ہوئے ملکہ ازباء کے محل کی طرف روانہ ہو چکا ہے آؤ عدی بن نصر کی طرف جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ جب وہ ملکہ ازباء کے محل میں داخل ہوتا ہے تو پھر آگے کیا معاملات پیش آتے ہیں اس وقت عدی بن نصر اپنے گھوڑے پر سوار دریائے فرات کے کنارے کنارے ملکہ ازباء کے محل شط الفرات کی طرف بڑھ رہا ہے لہٰذا آؤ یہاں سے کوچ کریں اور عدی بن نصر کی طرف چلیں یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف اور بیوسا دونوں ابلیکا کی تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور اسکندریہ کے ساحل سے وہ ابلیکا کے کہنے پر دریائے فرات کے ساحل کی طرف کوچ کر گئے تھے۔ ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور بیوسا دریائے فرات کے ساحل پر نمودار ہوئے سورج اس وقت ازل کے حاکم اور ابد کے ناظم کے احکامات کا اتباع کرتے ہوئے مسکراتی رتوں میں اندھیروں کی

سیاہی اور نفس نفس میں صحراء کا اضطراب بکھیرتا ہوا غروب ہو رہا تھا۔ دریا کے کنارے نمودار ہونے کے بعد یوناف کو ابلیکا نے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ جوان جس کا نام عدی بن نصر ہے وہ دریا کے کنارے جنوب کی طرف جانے والی اس پگڈنڈی پر نمودار ہو گا پھر ہم تینوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس سے روپوش ہو کر اس کے ساتھ ہو لیں گے اور دیکھیں گے کہ ملکہ ازبا نے اسے کیوں بلایا ہے اور اس کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔

لیکن ابلیکا پہلے یہ تو کہو یہ عدی بن نصر کیا شے ہے ملکہ ازبا کیا چیز ہے اور ہم دونوں کو ذرا تفصیل کے ساتھ ان کے متعلق بتاؤ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی اگر یہ بات ہے تو سنو عراق کی ان سرزمینوں میں ویسے تو بہت سے عرب قبائل آباد ہیں لیکن ان میں زیادہ مشہور اور حکمران دو ہی قبیلے ہیں ایک بنو زہران اور دوسرا بنو قسطورا ماضی میں بلکہ اب بھی ان دونوں قبیلوں کے درمیان اکثر جنگیں رہتی ہیں اس وقت بنو قسطورا کی حکمران ملکہ ازبا ہے جس کا اصل نام نائلہ ہے کہنے والے کہتے ہیں کہ یہ اس وقت دنیا کی حسین ترین لڑکی ہے بنو زہران کا حکمران اس وقت جذیمہ الابرش ہے اور یہ دونوں ہر وقت ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار رہتے ہیں۔

ان دونوں سے پہلے بنو قسطورا پر ملکہ ازباء یعنی نائلہ کا باپ عمر بن الظرب حکومت کرتا تھا جبکہ بنو زہران پر جذیمہ البرش کا باپ مالک بن فہم حکمران تھا یہ مالک بن فہم اور عمر بن الظرب جب تک زندہ رہے دونوں ایک دوسرے کے خلاف لڑتے ہی رہے کبھی مالک بن فہم غالب اور کبھی عمر بن الظرب غالب رہتا تھا بنو قسطورا کا دارالحکومت ان دنوں شط الفرات ہے جبکہ بنو زہران کا مرکزی شہر شافیات ہے گو ان علاقوں میں سب سے بڑا شہر حیرہ ہے لیکن یوں جانو کہ حیرہ آزاد شہر ہے اور یہاں سارے قبائل خواہ وہ ایک دوسرے کے دوست ہوں یا دشمن باہم مل کر تجارت کرتے ہیں مال کا لین دین کرتے ہیں اور اس ذریعہ سے خوب رقم کماتے ہیں یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا تھوڑی دیر کیلئے رکی پھر وہ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

جہاں تک عدی بن نصر کا تعلق ہے تو اس علاقے کے لوگوں کا کہنا ہے کہ عدی بن نصر اس وقت نہ صرف یہ کہ ایک حسین ترین نوجوان ہے بلکہ اس علاقے کے لوگوں کا کہنا ہے کہ اس وقت وہ دنیا کا سب سے طاقتور ترین انسان ہے اس کی تعریف کرتے ہوئے لوگ کہتے ہیں کہ اتنی ہمت رکھتا ہے کہ چٹانوں کو اکھاڑ پھینک سکتا ہے کہتے ہیں کہ بنو قسطورا

کی ملکہ ازبا عدی بن نصر سے محبت کرنے لگی ہے اس نے عدی بن نصر کی مردانہ وجاہت اور اس کی طاقت اور قوت کے چرچے سن کر عدی بن نصر کو بلا بھیجا ہے اب عدی بن نصر اس دریائے فرات کے کنارے کنارے سفر کرتا ہوا ہماری طرف آ رہا ہے اور وہ ملکہ ازباء کے مرکزی شہر شط الفرات کی طرف جائے گا جہاں ملکہ بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کر رہی ہے میں نے لوگوں کو یہ کہتے بھی سنا ہے کہ عدی بن نصر ملکہ ازبا سے شادی نہیں کرنا چاہتا لیکن وہ اس کے کہنے پر ضرور جا رہا ہے اس لئے کہ لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر وہ انکار کر دیتا تو ہو سکتا ہے کہ ملکہ اس کے قبیلے بنو ایاد پر حملہ آور ہو کر تباہی و بربادی مچا دیتی لہٰذا ملکہ ازبا کی غضبناکی سے اپنے قبیلے کو بچانے کیلئے یوں جانو کہ عدی بن نصر ملکہ ازباء کے مرکزی شہر شط الفرات کا رخ کر رہا ہے میرے خیال میں میری باتوں کی کچھ نہ کچھ سمجھ تو تمہیں آ ہی گئی ہو گی اب جونہی عدی بن نصر یہاں آتا ہے ہم اس کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو کر اس کے ساتھ ہو لیں گے پھر جو حالات رونما ہوتے جائیں گے وہ تمہیں خود ہی پتہ چلتا جائے گا ابلیکا کی اس گفتگو سے یوناف اور بیوسا کسی حد تک مطمئن ہو گئے تھے پھر وہ دریائے فرات کے کنارے رک کر عدی بن نصر کے آنے کا انتظار کرنے لگے تھے۔

سورج اب غروب ہو چکا تھا۔ روشنی کے بھولے بھٹکے لمحے زنگ آلود وعدوں کی تاریکی میں کھو گئے تھے دن کی خواہشوں پر بیکراں چپ طاری تھی بستی بستی پربت پربت قریہ قریہ تاریکی چشم تخیل اور آفاق گیر لمحوں کی طرح پھیل اور چھا گئی تھی۔ صحراء کی وہ رات گہری اور خاموش تھی جاڑے کی سرد منجمد اور مون سون ہوائیں صحراء میں چیخ چلا رہی تھیں دریائے فرات کے کنارے کنارے شمال کی طرف سے ایک سوار اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑاتا ہوا نمودار ہوا یہی عدی بن نصر تھا اس کی سفید عبا اور عمامہ تیز ہواؤں میں لہریے لیتے ہوئے اڑ رہے تھے۔

عدی بن نصر کے آتے ہی ابلیکا نے یوناف اور بیوسا سے کہا کہ وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر عدی بن نصر کی نظروں سے اوجھل رہیں وہ اس کے ساتھ ساتھ ہو لیں ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور بیوسا نے ایسا ہی کیا جب عدی بن نصر ان دونوں کے پاس سے گزرنے لگا تو یوناف اور بیوسا نے غور سے اسکی طرف دیکھا وہ ایک حسین تناور درخت کی طرح مضبوط عرب تھا اس کے ہاتھ درندوں کے پنجوں کی طرح مضبوط تھے اور اسکی بھیڑیے جیسی بھوری آنکھیں اس پتلی سے پگڈنڈی پر جمی ہوئی تھیں جس پر اس کا گھوڑا بھاگ رہا تھا اور یہ پگڈنڈی دریائے فرات کے کنارے جنگلی جھاڑیوں اور درختوں میں سے ہو کر گزرتی ہوئی آنکھوں سے اوجھل ہو رہی تھی یوناف اور بیوسا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں

لاتے ہوئے عدی بن نصر کے ساتھ ہو لئے تھے۔

اچانک ایک جگہ عدی بن نصر نے اپنے گھوڑے کو روک لیا اور اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر اس انداز سے بیٹھ گیا جیسے وہ کچھ سننے کی کوشش کر رہا ہو پھر رات کی پراسرار تنہائی اور تاریکی میں اس کے کانوں میں ایک آواز پڑی طنبورے اور دوسرے سازوں کی لے پر کسی کے گانے کی مست اور دھیمی دھیمی آوازیں سنائی دے رہی تھیں یوناف اور بیوسا نے بھی ان آوازوں کو سنا تھا ان آوازوں کو سننے کے بعد عدی بن نصر نے اپنے گھوڑے کو پگڈنڈی سے اتار کر دریائے فرات کے کنارے گھنے درختوں کی طرف موڑ دیا تھا تھوڑی دیر بعد اس نے جنگلی درختوں کے جھنڈ کو عبور کیا اب اس کے سامنے چاندنی رات میں افق تک نظر آنے والے سرد صحراء میں چاندنی اپنا رقص کرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ عدی بن نصر نے اپنے گھوڑے کو صحرا کے اندر ڈال دیا تھا۔ یوناف اور بیوسا بھی اس کی نگاہوں سے اوجھل رہ کر اسکے ساتھ ساتھ تھے صحراء میں داخل ہونے کے بعد ایک جگہ اپنے گھوڑے کو روک کر عدی بن نصر نے پھر طنبورے اور دوسرے سازوں کی آواز سننے کی کوشش کی پھر آواز کی سمت اس نے اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑا دیا تھا اب سازوں کی آواز لحہ بہ لحہ تیز سے تیز تر ہوتی چلی جا رہی تھی۔

عدی بن نصر اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اب تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اسے اپنے سامنے چاندی کی طرح چمکتے ہوئے صحراء میں ایک کافی بڑا نخلستان سا دکھائی دیا جس کے اندر خیمے نصب تھے خیموں کے ایک طرف آگ کا ایک بہت بڑا الاؤ روشن تھا جس کے ارد گرد ان گنت مرد اور عورتیں جمع تھے اور درمیان میں ایک لڑکی رقص کر رہی تھی۔

کھجوروں کے اس جھنڈ کے پاس جا کر عدی بن نصر اپنے گھوڑے سے اترا اور اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ کر ایک کھجور کا سہارا لے کر کھڑا ہو گیا عدی بن نصر کے علاوہ یوناف اور بیوسا نے بھی اندازہ لگایا کہ وہ خانہ بدوشوں کا کوئی قبیلہ تھا جس نے دریائے فرات کے کنارے کھجوروں تلے پڑاؤ کر رکھا تھا۔

آگ کے جلتے ہوئے الاؤ کے گرد بے شمار مرد اور عورتیں بیٹھے ہوئے تھے جن کے درمیان ایک دیو قامت اور خشخشی داڑھی والا ایک نوجوان بیٹھا تھا جو شاید ان کا سردار اور رئیس و سرخیل تھا اس کے چہرے پر درندگی اور آنکھوں سے شعلے تھے اس کے جسم کی جوان نیلی شریانوں میں گیتوں کے شرارے ابل رہے تھے لگتا تھا خانہ بدوش قبیلے کا وہ سردار اغیار کے خلاف آمادۂ جنگ و جدل اور دست شرپسند دراز کرنے کیلئے پیدا ہوا ہو۔

عدی بن نصر کو وہاں دیکھ کر اس سردار کے چہرے پر الم افروز بیداریاں رات کے سرد

ویران اندھیرے میں بیکراں آرزوؤں کے سرسام کی طرح رقص کناں ہو گئی تھیں جبکہ اسکی سلگتی نظروں کی آنچ میں پھٹتے بارود کی کیفیت اور جوش مارتے الاؤ جیسا سماں برپا ہو گیا تھا وہ بڑے غور اور بڑی نفرت سے عدی بن نصر کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

اس سردار کے دائیں طرف سازندے بیٹھے مختلف ساز بجا رہے تھے جن کی لے پر وہاں بیٹھے سارے مرد اور عورتوں کے سامنے ایک حسین خانہ بدوش لڑکی رقص کر رہی تھی رقص کرتی اس لڑکی کا جسم بھرا بھرا آنکھیں چمکیلی اور چہرے پر کنوار پنے کی تازگی تھی اور اس کا جسم لسوڑے کی طرح بھرپور اور لیس دار تھا اور اس کی آنکھیں پراسرار۔ تنہائی لئے ہوئے تھیں اس کے ایک ہاتھ میں کھجور کی ٹہنی اور دوسرے ہاتھ میں لمبے لمبے ڈنٹھلوں والے بسنتی پھول تھے۔

وہ لڑکی شب عروس کے قصے جیسی حسین، عروس فطرت کے حسن جیسی شاداب اور روح پرفشاں کرنے والے سحر و جذب جیسی خوبصورت اور اس میں رچی خوشبوؤں جیسی دل نشین اور طلسمات کی شنگرفی رنگوں جیسی خوش کن تھی۔

مجموعی طور پر وہ شوخ اور طرار لڑکی مدھم مدھم چاندنی اور الاؤ کی روشنی میں رقص کرتی ہوئی ایک طائر فردوس حیات بخش جذبہ، آبشاروں کا ترنم، پھولوں کی مہک نسوانیت کا وقار اور شباب کی امنگوں کا ایک ابلتا ہوا چشمہ دکھائی دے رہی تھی رقص کرتے ہوئے اس لڑکی کے ہونٹوں پر ستاروں جیسا میٹھا میٹھا تبسم کھل رہا تھا۔ رقص جاری تھا۔ آگ کے جلتے ہوئے الاؤ میں لکڑیاں چٹخ رہی تھیں۔ پھر اس خانہ بدوش قبیلے کے سردار کے پاس بیٹھے ہوئے سازندوں میں سے وہ جوان جو تمبورہ بجا رہا تھا جس کا چہرہ پتھر کی طرح سخت اور آنکھیں آگ کے الاؤ کے سامنے تانبے کی طرح دہک رہی تھیں حرکت میں آیا۔ اس کے ہونٹ پھر تنبورے کی لے اور لڑکی کے رقص کی تال پر وہ گانا گانے لگا تھا جس کا مفہوم کچھ یوں بنتا تھا۔

ہماری نوائیں گرم صحرا کا گیت ہیں
سورج جب اپنی آب و تاب سے فروزاں ہوتا ہے
ہم تندرست جسم واحد کی طرح صحراء کا سینہ چیرا کرتے ہیں
چمکتی اور چلچلاتی دھوپ ہمیں ایسی عزیز ہے
جیسی ان کونپلوں کو جو سورج کی گرم شعاؤں کو چنتی ہیں
ہماری نوائیں گرم صحرا کا گیت ہیں
ہم مستقل آباد ہونے کیلئے وطن کا ٹکڑا خریدنے کیلئے پیسے کیوں جمع کریں

جبکہ رات کی تاریکی ایک ماں کی طرح صحرا میں ہماری حفاظت کرتی ہے
ہم لالچ اور بیکراں آرزوؤں کے سرسام کا شکار نہیں ہوتے
صحرا سے ہماری محبت جھاگ سے آشنا اور بلور کی طرف صاف محبت جیسی ہے۔
ہماری نوائیں گرم صحرا کا گیت ہیں

ساز بجتے رہے اور وہ مغنی تمبورہ بجاتے ہوئے گاتا رہا۔ آگ جلتی رہی۔ گیت جاری رہا۔ خانہ بدوش لڑکی رقص کرتی رہی اور آگ کے شعلے پیچ و تاب کھاتے ہوئے بلند ہوتے رہے۔ چاند کھجوروں کے جھنڈ میں آ کر جیسے رک گیا تھا۔ تمبورہ اور سازوں کی آواز اور لڑکی کے جوان رقص نے ایسا سماں باندھا تھا جیسے آوازوں کی وہ جھنکاریں پوری کائنات کی موسیقی بن گئی ہوں رات خوش تھی اور کھجوروں کے پیڑوں کے دل دھڑک رہے تھے آوازوں اور رقص کی اس گھلاوٹ پر گویا دن بھر کا تھکا ہارا صحرا اپنے ذرے ذرے کے ساتھ جاگ اٹھا تھا۔

عدی بن نصر کھجور کے درخت کی طرح خاموش وہاں کھڑے ہو کر لڑکی کے جسم کا جستہ جستہ جائزہ لیتا رہا۔ وہ رقص کرتی خانہ بدوش لڑکی بھی بار بار اردگرد بیٹھے لوگوں سے نظریں چرا کر اس حسین اور اجنبی عدی بن نصر کی دیکھ کر ہلکے ہلکے مسکرا دیتی تھی۔ اس طرح رقص اور موسیقی تھوڑی دیر تک مزید جاری رہی۔

پھر اچانک مغنی کے ہونٹ ساکن ہو گئے اور تمبورے پر کھیلتی ہوئی اس کی انگلیاں رک گئیں اور رقص کرتی ہوئی لڑکی نے بھی رقص ختم کر دیا اور روشن الاؤ کے قریب جا کر وہ کھڑی ہو گئی۔ اس دم خشخشی داڑھی اور مضبوط جسم والا سردار اٹھا۔ بڑی نخشن آمیز چال کے ساتھ کھجور سے ٹیک لگائے ہوئے عدی بن نصر کی طرف بڑھا جو ابھی تک اپنے ماحول سے بے خبر اس حسین خانہ بدوش رقاصہ کو دیکھے جا رہا تھا۔ قریب آ کر خانہ بدوش سردار نے بھاری رعب دار۔ غضبناک اور نفرت سے بھرپور آواز میں عدی بن نصر کو مخاطب کیا۔

"تم کون ہو اور رات کی تاریکی میں تم کس غرض سے ہمارے خانہ بدوش قبیلے میں داخل ہوئے ہو۔ کیا اس قبیلے میں تمہاری کوئی غرض اور ضرورت ہے۔ یا یہ کہو کہ تم کسی سے ملنا چاہتے ہو۔ یا اس قبیلے میں تمہارا کوئی جاننے والا ہے"۔ اس پر عدی بن نصر چونک سا پڑا۔ اپنا ہاتھ وہ اپنی تلوار کے دستے پر لے جاتے ہوئے بولا مسافر ہوں۔ دریا کے کنارے سفر کر رہا تھا۔ گانے کی آواز سن کر ادھر چلا آیا۔ اس پر خانہ بدوشوں کے سردار نے خشک اور کھردرے تلخی بھرے لہجے میں کہا۔

جاؤ یہاں سے چلے جاؤ اس میں تمہاری بہتری ہے ورنہ خانہ بدوش قبیلے میں کھو کر رہ جاؤ گے یہاں تمہاری زندگی اور زیست پر موت غالب آ جائے گی اور تمہارے لواحقین بے حد و کنار پھیلے ہوئے اس صحراء میں تمہیں ڈھونڈتے ہوئے رہ جائیں گے۔ پر انہیں نہ تمہارا اسم نہ تمہارا جسم اس صحرا میں کہیں دکھائی دے گا۔ دیکھ اجنبی ہم خانہ بدوش ہیں۔ زندگی اور موت کے کھیل کو ہم معمولی سستا بڑا ارزاں سمجھتے ہیں۔ یہ الاؤ روشن کر کے رقص برپا کرنا ہمارا روزمرہ کا کام ہے اس میں ہم کسی اجنبی اور ناآشنا شخص کی مداخلت پسند نہیں کرتے۔ لہٰذا میں تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں کہ اگر تمہیں اپنی زندگی اپنی زیست عزیز ہے تو فورا یہاں سے چلے جاؤ اور اگر تم نے میرا کہا نہ مانا تو یاد رکھنا تو تمہارا یہ جوان جسم موت کے عمیق جبڑوں میں کھو کر رہ جائے گا۔

خانہ بدوش سردار کی گفتگو سن کر عدی بن نصر کی حالت امواج تندخو' شعلہ ریز آگ اور چیختے چنگھاڑتے بحر شور جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں بے انت رتوں کے عذاب کے اندر موت کے تاریک ہیولے' سفاک تقدیر کی قہر و ریخت' مرگ کے جوالے' موت کا سناٹا اور عذابوں کے فشار جوش مارنے لگے تھے۔ جبکہ اس کے چہرے پر پریشاں لمحوں کے فروغ اور سنسان مسافتوں میں حیوانی طلب' تقدیر کی لوحوں کی کالک اندھے ریگستانوں کے طوفانی سائے بھیانک عداوتیں اور نہ تھمنے والے طوفان اپنی موجودگی اور اپنی نمود کا پتہ دے رہے تھے۔

اس حالت میں عدی بن نصر تھوڑی دی تک اس خانہ بدوش سردار کی طرف ڈس لینے والے سانپ کی طرح دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کھردرے لہجے اور ابال کھاتی آواز میں اس سردار کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر میں نہ جاؤں تو پھر۔ عدی بن نصر کا یہ جواب سن کر خانہ بدوش قبیلے کے سردار کا زخم لگا چہرہ اندھیروں کے بھنور زہر آلو پر تشدد قساوت قلبی میں غرور اور نخوت اور سلگتی خزاؤں کی عداوت اور قابت کا منظر پیش کرنے لگا تھا۔ پھر وہ بولا اور عدی بن نصر کو مخاطب کرتے ہوئے فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا اگر تم نے میرا کہا نہ مانا اگر تم نے یہاں سے جانے سے انکار کر دیا تو پھر اپنے ذہن کے قرطاس پر لکھ رکھ کہ تمہارا سر کاٹ دیا جائے گا۔

خانہ بدوش قبیلے کے سردار کا یہ جواب سن کر عدی بن نصر کے چہرے پر اور زیادہ درندگی اور خشونت پھیل گئی تھی۔ وہ اپنی تلوار بے نیام کرنے ہی لگا تھا کہ اس کی اور خانہ بدوش رقص کرنے والی لڑکی کی نگاہوں میں تصادم ہوا۔ لڑکی آنکھوں میں ایک بے کسی اور التجا تھی جیسے عدی بن نصر سے وہاں سے چلے جانے کی بھیک مانگ رہی ہو۔ اس خانہ بدوش

اور حسین لڑکی کی یہ حالت دیکھتے ہوئے عدی بن نصر نے اپنی تلوار کے دستے سے ہاتھ ہٹا لیا
پھر وہ مڑا چپ چاپ اپنا ہاتھ اس نے تلوار کے دستے سے ہٹا لیا اور اپنے گھوڑے کی
طرف بڑھ گیا تھا۔ اس کے بعد اس نے اپنا پاؤں گھوڑے کی رکاب میں جمایا اور خانہ
بدوش سردار کی طرف شوخ نگاہوں اور مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ گھورتے ہوئے
کہنے لگا۔

میں بنو ایاد کا عدی بن نصر ہوں اور اب جب کہ میرے ساتھ تمہاری ضد ہو گئی ہے
اس رقص کرنے والی خانہ بدوش لڑکی کی خاطر میں روزانہ یہاں آتا رہوں گا۔ اس پر خانہ
بدوش قبیلے کے سردار نے اپنی قہر بھری اور کڑکتی آواز میں کہا اگر ایسا ہے تو اپنے ساتھ
ایسے آدمی بھی لے کر آنا جو تمہاری لاش اٹھا کر لے جائیں اور یہ کہ اب اگر تم پھر میرے
قبیلے میں داخل ہوئے تو زندہ بچ کر نہیں جاؤ گے۔ میری خوں آلود اور موت کے لبادے میں
لپٹی ہوئی تلوار تم پر ایسی برسے گی کہ تمہارے جسم کو لخت لخت کر کے رکھ دے گی۔ سنو
بنو ایاد کے عدی بن نصر اب ہمارے قبیلے کی طرف سوچ سمجھ کر آنا اور یہ بات اپنے ذہن
میں بٹھا کر اس طرف آنا کہ اس قبیلے میں داخل ہوتے ہی موت تمہاری گھات میں بیٹھ چکی
ہو گی۔

عدی بن نصر ایک بھرپور اور غیر مانوس قہقہ لگایا پھر کہا
سنو خانہ بدوش قبیلے کے سردار تمہاری یہ ساری گفتگو تمہاری یہ ساری لاف گزاف'
غلط خوانی پر مبنی ہے لکھ رکھو کہ میں جنگ کے اندر تم جیسوں پر چھا جانے کی جرات
رکھتا ہوں۔ میں اکیلا آؤں گا۔ اگر تم بزدل نہیں ہو تو اپنا پڑاؤ یہیں رکھنا۔ میں کل رات کو
پھر آؤں گا رات کے اسی وقت۔ ہاں بالکل اسی وقت اور اگر تم مجھے روک سکو تو پھر روک
لینا پر ایک بات ذہن میں رکھنا میں بنو ایاد کا وہی پہلوان ہوں جس کی شجاعت' بہادری کی
داستانیں خوشبوؤں کی طرح دریائے فرات کے اطراف میں پھیلے ہوئے صحراؤں میں بکھری
ہوئی ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا کہ میں ایاد کے سردار کا بھانجا عدی بن نصر ہوں۔
خانہ بدوش قبیلے کا سردار ہونٹ کاٹتے ہوئے کہنے لگا۔

میں کل رات تمہارا انتظار کروں گا۔ اگر تم بزدل نہیں ہو تو ضرور آؤ گے اور یہ بات
ذہن میں رکھ کر ہمارے پڑاؤ کا رخ کرنا کہ میں اس خانہ بدوش قبیلے کا سردار ہوں اور میری
ساری زندگی صحرا کی تنہائیوں اور کٹھنائیوں سے لڑتے ہوئے گزری ہے۔ یاد رکھو جو شخص
قدرت کے ان سرکش عناصر سے بھڑ جانے کی قدرت رکھتا ہو اس کے سامنے تمہاری
حیثیت کھنڈرات میں آئے ہوئے خس و خاشاک سے زیادہ نہ ہو گی۔ میں تمہیں یقین دلاتا

ہوں کہ آنے والی رات تمہاری زندگی کی آخری رات ہو گی۔
طنزیہ سے انداز میں مسکراتے ہوئے عدی بن نصر گھوڑے پر سوار ہو گیا تھا اس کے
چہرے پر بے شمار ابھارنے۔ اکساتے اور مزاج میں برہمی کا خلجان پیدا کرنے والے رنگ
بکھرے ہوئے تھے۔ تاہم اس خانہ بدوش لڑکی پر ایک اچٹتی ہوئی نگاہ ڈالی۔ اپنے گھوڑے کی
باگیں موڑیں اور جس طرف سے آیا تھا اس طرف ہی روانہ ہو گیا یوناف اور بیوسا بھی
انسانی نگاہ سے روپوش رہتے ہوئے اس کے پیچھے ہو لئے تھے۔

○

عدی بن نصر جب صحرا کے اس حصے سے گزر کر اس دریائے فرات کے کنارے
کنارے جانے والی پتلی پگڈنڈی کی طرف جا رہا تھا جس پر وہ سفر کر رہا تھا کہ یک دم اس
نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچ لیں۔ جنگل میں بکھرے ہوئے خشک پتوں میں کسی کے
قدموں کی آواز سنائی دی تھی۔ جیسے سرما کی تیز ہوائیں خشک پتوں کو روندتے ہوئے گزر گئی
ہوں اس نے اپنی تلوار نیام سے کھینچ لی اور مقابلہ کرنے کیلئے چیتے کی طرح مستعد ہو کر
اپنے گھوڑے پر بیٹھ گیا تھا۔
جب چند لمحوں تک، کوئی ردعمل ظاہر نہ ہوا تو عدی بن نصر نے اپنی غراتی اور دھاڑتی
ہوئی آواز میں کہا۔ سامنے آ کر میرا راستہ روکو تاکہ میں دیکھوں کہ کون میرا دشمن ہے۔
اسکے ساتھ ہی عدی بن نصر نے اپنے گھوڑے کی خرجین سے خود نکال کر اپنے سر پر رکھ لیا
اور بائیں ہاتھ میں اپنی ڈھال پکڑے ہوئے اس نے دوبارہ چنگھاڑتی آواز میں کہا۔
اگر تم چھپ کر تیر چلانا چاہتے ہو تو تمہیں مایوسی ہو گی۔ میرے جسم پر زرہ اور سر پر
خود ہے جنہیں تیر چیر پھاڑ نہیں سکتے۔ عدی بن نصر کی اس ساری گفتگو کے جواب میں ایک
ہکلاتی ہوئی بدحواس سی آواز سنائی دی۔ میں تمہارا دشمن نہیں تمہارا دوست ہوں اس پر
عدی بن نصر نے اس بار نرم اور ملائم آواز میں کہا "ایسے مخاطب اگر تو دوست ہے دشمن
نہیں تو سامنے آ۔ میں تمہاری دوستی اور رفاقت کی قدر کروں گا۔
عدی بن نصر کی اس گفتگو کے جواب میں تھوڑی دیر تک خشک پتوں پر کسی کے چلنے
کی آوازیں سنائی دیں پھر جھاڑیوں کے ایک جھنڈ سے ایک بوڑھا نمودار ہوا اور عدی کے
سامنے کھڑے ہوتے ہوئے اسے التجا بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔ عدی نے اسے حوصلہ
دلاتے ہوئے پوچھا۔ میرے بزرگ تم کون ہو۔ مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ عدی بن نصر کی اس
نرم اور محبت بھری گفتگو پر بوڑھا مزید چند قدم آگے بڑھا پھر عدی بن نصر کو مخاطب کرتے
ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

سنو۔ نصر کے بیٹے میرا نام عوف ہے۔ میرا تعلق اس خانہ بدوش قبیلے سے ہے جس سے تم لوٹ رہے ہو۔ اگر تم بنو ایاد کے عدی بن نصر ہو تو میں جانتا ہوں کہ تم بہادر اور شجاع ہو اور اس صحرا کی بستیوں اور نخلستانوں میں تمہاری تلوار اور تمہاری جسمانی طاقت کے آگے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ اس کے باوجود عدی بن نصر میں تمہیں مشورہ دوں گا' تمہیں متنبہ کروں گا کہ کل رات ہمارے پڑاؤ میں مت آنا۔ اگر تم رقص والی لڑکی کو پسند کر کے اسے اپنانے کا عہد کر چکے ہو تو پھر آنے والی رات ہمارے سردار سے پوری ہوشمندی سے مقابلہ کرنا۔ ہمارے اس خانہ بدوش قبیلے کا سردار چیتے کی طرح خونخوار۔ چیتل کی طرح تیز و طرار۔ عذابوں کے فشار اور موت کے سناٹے جیسا ہولناک۔ دلدل کی جھاؤ۔ شب ہجراں کے زہر جیسا خطرناک اور ہواؤں کے وحشی بہاؤ اور تخش ناٹک جیسا آتش مزاج اور متحرک ہے اگر تم اس کا سامنا کرنا ہی چاہتے ہو تو اپنی پوری ہوشمندی اور دھیان سے آنا۔

اس بوڑھے عوف کی ساری گفتگو سن کر عدی بن نصر نے زرد آنکھوں والے چیتے اور زہریلے اور سیاہ ناگ کی طرح عوف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ سن میرے بزرگ۔ جب تمہارا تعلق اسی خانہ بدوش قبیلے سے ہے تو تم اپنے سردار کے خلاف کیوں میری حمایت میں بول رہے ہو۔ اس پر بوڑھے عوف کی گردن جھک گئی اور کپکپاتی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔

مجھے اس سے دلی نفرت ہے۔ عدی نے پوچھا کیوں۔ بوڑھا کہنے لگا۔

عدی کے بیٹے۔ تم نے دیکھا جو لڑکی تمبورہ کی لے کے ساتھ الاؤ کے پاس قدیم جنگلی رقص کر رہی تھی۔ ہمارے خانہ بدوش قبیلے کا سردار عنقریب اس سے شادی کرنے والا ہے دیکھ عدی کے بیٹے یہ سردار شادی کیلئے جس لڑکی بھی پسند کرتا ہے اور اس سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے وہ لڑکی کچھ عرصہ اسی طرح اس کے سامنے رقص کرتی رہتی ہے۔ پھر وہ اس سے شادی کر لیتا ہے۔ اس خانہ بدوش سردار نے اسی طرح کبھی میری بیٹی سے بھی شادی کی تھی اور پھر جب اس خون آشام بھیڑیے کی طبیعت اس سے اکتا گئی اور جی اس سے بھر گیا تو اس ظالم نے اسے قتل کر کے صحرا کی تپتی ریت میں دفن کر دیا۔ بس اسی روز سے میں اس درندے کے خلاف ہوں۔

بوڑھا عوف جب خاموش ہوا تو عدی بن نصر کہنے لگا میں تمہارے سردار سے تمہاری بیٹی کے قتل کا انتقام لوں گا۔ عوف فوراً' بولا اور کہنے لگا میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔ عدی بن نصر پھر پوچھنے لگا تمہارے سردار کے ساتھ میرے مقابلے کی صورت میں تمہارے خانہ بدوش قبیلے کا کیا رد عمل ہو گا۔ عوف پھر بولا اور کہنے لگا۔

قبیلے کے زیادہ تر لوگ سردار کے خلاف ہیں۔ مقابلے کی صورت میں یقیناً ان کا رویہ

غیر جانبدارانہ ہو گا۔ رات تم اپنے قبیلے سے نکل کر کہاں جا رہے ہو اور کل رات تک تم کہاں ٹھہرو گے۔ کہاں قیام کرو گے جہاں سے نکل کر تم پھر ہمارے خانہ بدوش قبیلے میں داخل ہو سردار کا مقابلہ کر سکو۔ اس پر عدی بن نصر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

میں بنی قسطورا کے مرکزی شہر شط الفرات کی طرف جا رہا ہوں۔ انکی ملکہ الزباء نے مجھے اپنے قبیلے کے سب سے ماہر تیغ زن کے ساتھ لڑنے کی دعوت دی ہے۔ اگر میں یہ مقابلہ جیت گیا تو مجھے پانچ ہزار دینار سرخ ملیں گے اس پر بوڑھا عوف فکر گیر سی آواز میں کہنے لگا۔ بنو قسطورہ کی ملکہ الزباء کے پاس احتیاط اور محتاط ہو کر رہنا۔ اس لئے کہ وہ تمہارے جیسے شجاع اور طاقتور مردوں کو پسند کرتی ہے۔ میرے خیال میں اس مقابلے کی آڑ میں تم پر اپنی محبت کا اظہار کرے گی اور تم سے شادی کرنے کی کوشش کرے گی۔ اس پر عدی بن نصر بولا اور کہنے لگا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ میں نہ ہی قسطورہ میں اس نیت سے جا رہا ہوں کہ ملکہ سے شادی کروں اور نہ ہی میرا ایسا کوئی ارادہ ہے۔ گو میں نے سن رکھا ہے کہ بنو قسطورہ کی ملکہ حسن و خوبصورتی میں اپنی مثال اپنا جواب جواب نہیں رکھتی پر میں ایسی عورتوں کو پسند نہیں کرتا۔ ایسی عورتیں لمحوں کے اندر بدل کر زندگی کا روگ اور زیست کا خطرہ بن جاتی ہیں۔ میں تو صرف اس کے قبیلے کے تیغ زن سے مقابلہ کر کے پانچ ہزار سرخ دینار کی رقم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس پر بوڑھے عوف نے مسکراتے ہوئے پوچھا اتنی بڑی رقم کا تم کیا کرو گے۔ عدی بن نصر کہنے لگا۔ میرے قبیلے میں میٹھے پانی کی کمی ہے اس رقم سے میں پڑوسی قبیلے بنو لخم سے میٹھے پانی کے چشمے خریدوں گا۔ جن سے میرے قبیلے کی پیاسی زمین سیراب ہو سکے گی۔ جواب میں بوڑھا عوف کچھ دیر تک خاموش رہا۔ پھر بولا کیا تم آج آنے والی شب ہمارے قبیلے میں آنے پر سنجیدہ ہو۔ اس پر عدی بن نصر نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔ ہاں ہاں میں ضرور آؤں گا۔

جواب میں بوڑھے عوف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور کہنے لگا اگر ایسا ہے تو میں تمہارا انتظار کروں گا۔ اب تم بنو قسطورہ کی طرف جاؤ اور مقابلہ کر کے وہ رقم حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ جس کا تم عزم کئے ہوئے ہو۔ اسکے ساتھ بوڑھا عوف مڑا اور اپنے پڑاؤ کی طرف چلا گیا۔ عدی بن نصر دریائے فرات کے کنارے آیا اور دوبارہ وہ اسی تنگ پگڈنڈی پر اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑا رہا تھا جس پر وہ پہلے سفر کر رہا تھا۔ چاندنی رات میں جبکہ ہر چیز پر تنہائی اور خود فراموشی برس رہی تھی اور ساحلی ہوائیں تیز ہو گئیں تھیں وہ اپنا گھوڑا جنوب کی طرف بگٹٹ دوڑاتا جا رہا تھا۔

یہ زمانہ قبل از اسلام کا وہ دور تھا جب حضرت عیسیٰؑ کو رخصت ہوئے پچاس برس گزر گئے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ سے قبل یمن سے کچھ عرب قبائل ہجرت کر کے دریائے حرات اور فرات کے درمیان اطراف آمبات تک آباد ہو گئے تھے۔ ان قبائل میں بنو ارم۔ بنو آذر یا بنو زہران یا بنو ایاد' بنو تتوخت' بنو نمارا' بنو لخم' بنو تمیم' بنو کلب اور کچھ دیگر قبائل شامل تھے۔

جب عراق میں طوائف الملوکی کا دور شروع ہوا تو اس سے عرب قبائل نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور وسیع علاقوں پر قبضہ کر کے اپنی خودمختار حکومتیں انہوں نے قائم کرلی تھیں۔ بنو ازر یا بنو زہران کے سردار مالک بن فہم نے عمان سے لے کر مشرق میں دور تک پھیلے ہوئے نخلستانوں میں اپنی حکومت قائم کرلی یہ وہی مالک بن فہم ہے جس نے ان علاقوں میں منجنیق تیار کی تھی۔ بنو زہران کے مقابلے میں بنو قسطورہ کے سردار امر بن ازطرب نے دریائے فرات سے ملحقہ علاقہ پر قبضہ کر کے اپنی حکومت جما لی اور خابور کے قریب ایک خوبصورت وادی میں شافیاف نام کا شہر آباد کر کے وہاں اپنا دارالحکومت تعمیر کر لیا تھا۔

ان دو بڑے قبیلوں کے درمیان دوسرے عرب قبائل نخلستانوں میں آباد ہو چکے تھے اور یہ سب بت پرست تھے۔ بنوزہران اور بنو قسطورہ اب آپس میں جنگ کرتے رہے۔ بنو زہران کے حکمران مالک بن فہم کے مرنے پر اس کا بیٹا جذیمہ بنو زہران کا حکمران بنا اور اس نے بنوقسطورہ سے نہ ختم ہونے والی جنگوں کی بساط کھول دی تھی۔ جذیمہ کے ہاتھوں اس جنگ میں بنو قسطورہ کے حکمران امر بن اظراب مارا گیا اور اس کی جگہ اس کی بیٹی جس کا نام نائیلہ تھا ملکہ الزبا کے نام سے حکومت کرنے لگی تھی۔

تخت نشین ہوتے ہی اس لڑکی نے اس دیوتا پر ہاتھ رکھتے ہوئے قسم کھائی تھی جس کی وہ پوجا کرتی تھی کہ بنو زہران کے حکمران جذیمہ سے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ ضرور لے گی ملکہ الزبا ایک جوان اور انتہائی حسین و جمیل لڑکی تھی اور لوگ اسے گرم صحراؤں کا حسین گیت کہہ کر پکارتے تھے جس وقت یہ بنو قسطورہ کی حکمران بنی اس وقت اسکی عمر صرف چودہ برس تھی۔

دوسری طرف بنو ایاد کا عدی بن نصر بھی ایک تاریخی شخصیت تھا۔ جہاں وہ بے حد حسین اور پر کشش تھا وہاں وہ بلا کا شجاع' دلیر اور طاقت ور ترین اور دلیر انسان تھا اور ایک ہی وقت میں وہ کئی کئی مسلح جوانوں سے مقابلہ کر سکتا تھا۔ اسکی طاقت اور قوت' اسکی شجاعت اور دلیری کو دیکھتے ہوئے بنو زہران کے حکمران جذیمہ اور بنو قسطورہ کی ملکہ الزبا دونوں کی کوشش تھی کہ وہ عدی بن نصر کو اپنی فوج کا سپہ سالار بنا کر اپنی قوت میں اضافہ کر

لیں اور اب عدی بن نصر ملکہ الزبا کی دعوت پر اسکے تیغ زنوں اور پہلوانوں سے مقابلہ کرنے کے لیے اسکے دارالحکومت شط الفرات کی طرف جا رہا تھا۔

صرف ایک ساعت کے سفر کے بعد عدی بن نصر ملکہ ازبا کے دارالحکومت شط الفرات کی فصیل کے مغربی دروازے پر دستک دے رہا تھا۔ دروازے کے پہرہ داروں نے چھوٹا دروازہ کھولا اور مشعلوں کی روشنی باہر پھینکتے ہوئے ان میں سے ایک پہرہ دار نے پوچھا تم کون ہو اور کیوں رات کے اس پچھلے پہر اس دروازے پر دستک دی ہے۔ جواب میں عدی اپنے گھوڑے سے اتر گیا اور دروازے کے قریب ہو کر مدہم اور دھیمی آواز میں کہنے لگا۔

میں بنو یاد کا عدی بن نصر ہوں تمہاری ملکہ الزبا نے مجھے اپنے پہلوانوں اور تیغ زنوں سے مقابلہ کرنے کی دعوت دی تھی اور میں اس دعوت پر تمہارے دارالحکومت شط الفرات کی طرف آیا ہوں۔ مجھے یقیناً اس شہر میں دن کے وقت داخل ہونا چاہئے تھا لیکن چند ناگزیر حالات کی وجہ سے مجھے راستے میں تاخیر ہوئی لہٰذا مجھے اس شہر تک پہنچتے پہنچتے رات ہو گئی۔

عدی بن نصر کا نام سنتے ہی پہرہ داروں نے فوراً دروازہ کھول دیا اور بڑی گرم جوشی سے عدی بن نصر کا استقبال کرتے ہوئے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اسی وقت ان پہرہ داروں نے ملکہ الزبا کو عدی بن نصر کے آنے کی اطلاع کر دی۔ جواب میں ملکہ الزبا نے عدی بن نصر کو اسی وقت اپنے پاس طلب کر لیا اور پہرہ دار عدی بن نصر کو ملکہ الزبا کے محل کی طرف لے گئے تھے۔ محل کے باہر عدی بن نصر نے اپنا گھوڑا باندھا اور رہبر کے پیچھے پیچھے وہ محل میں داخل ہوا تھا یوناف اور بیوسا بھی اپنی سری قوت کو کام میں لاتے ہوئے انسانی آنکھ سے اوجھل رہ کر عدی بن نصر کے ساتھ ملکہ الزبا کے محل میں داخل ہو گئے تھے۔ ابلیکا ابھی تک ایک ریشمی سانپ کی طرح یوناف کی گردن کے حلقہ بنائے ہوئے تھی۔

ملکہ الزبا کو عدی کے پہنچنے کی چونکہ اطلاع ہو چکی تھی لہٰذا اس نے اپنی خوابگاہ کے باہر آ کر مسکراتے ہوئے عدی بن نصر کا استقبال کیا۔ اس کا ہاتھ تھام کر اسے وہ اپنی خواب گاہ میں لے گئی تھی۔ الزبا کا اسے اپنی خوابگاہ میں لے جانا عدی بن نصر کے لئے ایک بہت بڑا اعزاز تھا کیونکہ الزباء ایک ایسی حسین اور خود سر لڑکی تھی جسے صحرا کو کوئی بھی جوان حاصل نہ کر سکا تھا اور اس نے ان گنت تڑپتے ہوئے دلوں کو اپنا حسین اور چمکتا ہوا چہرہ نہ دکھایا تھا۔ اپنی خوابگاہ میں لے جا کر ملکہ الزبا ایک ریشمی نشست پر بیٹھ گئی اور عدی بن نصر کو اپنے سامنے ویسی ہی ایک نشست پر بیٹھنے کو کہا۔ خوابگاہ میں اس وقت ننھی ننھی صندلی شمعیں خوشبو دیتی ہوئی روشن تھیں۔ ان خوشبو پھیلاتی صندلی مشعلوں کی روشنی میں عدی بن نصر نے پہلی بار بڑے غور سے ملکہ الزبا کی طرف نگاہ اٹھائی۔

اس نے دیکھا نوعمر اور نوخیز ملکہ الزبا آبگینوں کی ادھوری کہانیوں کے اندر بڑھتی ہوئی خوشبو جیسی خوبصورت' سحر خیز شگوفوں میں دل آویز نغموں جیسی بھرپور گنگناتے خیال میں کھنکتے نقرئی قہقہوں جیسی خوش ادا۔ مچلتی۔ گنگناتی۔ ریشمی لہروں میں حسین یادوں کے جل تھل موسم جیسی پرکشش اور مہکتی شام کی بہکتی فضاؤں میں جگ مگ مناظر جیسی دلنشیں تھی۔ اس کا مہکتا پرجمال چہرہ دہکتا بدن۔ جمیل جسم۔ اجلا تن اسے غیر معمولی شخصیت بنائے ہوئے تھا۔ خود ملکہ الزبا بھی غور سے عدی بن نصر کی طرف دیکھ رہی تھی اور اس کے چہرے پر دھنک رنگ لبوں پر کھیلتی شبنم کی چمک برہم دھوپ میں محبت کی گھنی چھاؤں کے چہرے گم گشتہ تمناؤں میں لذت شب سے چور جسم جیسا سماں تھا۔ کمرے کے اندر جلتی چھوٹی چھوٹی صندلی مشعلوں کی مدھم روشنی میں ملکہ الزبا کے مدہوش اعضاء اسے جام رنگین اور اس کے شب خوابی کے لباس سے جھانکتا ہوا اس کا جسم اسے رنگ و نکہت کا فشار بنائے ہوئے تھا۔ عدی بن نصر کافی دیر تک اس کافر جمال حسینہ کو دیکھتا رہا۔ اس کا شباب امنگوں کا ابلتا ہوا ایک چشمہ تھا۔ اس کے آلوچے جیسے ہونٹوں اور گہری سیاہ آنکھوں میں ایک سحرکاری تھی۔ پھر عدی بن نصر اپنے ذہن میں ملکہ الزبا اور اس خانہ بدوش لڑکی کا موازنہ کرنے لگا پھر ایسا ہوا کہ اس خانہ بدوش لڑکی کے مقابلے میں ملکہ الزبا اسے ہلکی محسوس ہوئی۔ اسے احساس ہوا کہ خانہ بدوش لڑکی کے جسم کا ہر اعضا جو پوری طرح بیدار اور بلور کی طرح چمکتا تھا اور اپنے اندر خلوص اور محبت کا پیغام رکھتا تھا۔ جبکہ ملکہ الزباء کی آنکھوں میں اسے مطلب پرستی اور مکاری برستی دکھائی دے رہی تھی۔ عدی بن نصر نے یہ بھی محسوس کیا کہ اس خانہ بدوش لڑکی کا پکا ہوا جسم قدرت کے پراسرار رموز کا امین تھا اور وہ صحرا کا ایک اچھوتا حسن تھی۔ جبکہ ملکہ الزبا کی آنکھوں میں خود ستائش کی اندھی دھوپ تھی۔ عدی بن نصر ابھی تک ملکہ الزبا اور اس خانہ بدوش لڑکی کا موازنہ کرنے میں ہی کھویا ہوا تھا کہ ملکہ الزبا کی ہیجان خیز آواز بلند ہوئی کہ عدی فوراً چونک سا پڑا۔ ملکہ الزبا عدی بن نصر کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی سنو ایاد کے عدی بن نصر تم کیا سوچ رہے ہو۔ عدی بن نصر چونک سا پڑا اور سر کو خفیف سا جھٹکا دیا اور تیزی سے ملکہ الزبا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ کچھ نہیں الزبا نے پھر پوچھا تم کب تک مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہو سکتے ہو۔ عدی چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔ جب اور جس وقت بھی چاہو۔ اس پر ملکہ الزبا فیصلہ کن انداز میں کہنے لگی۔ سارا دن تم آرام کرو۔ پرسوں کھلے میدان میں سب لوگوں کے سامنے بنو زہران کے ایک ایسے نوجوان کے ساتھ تمہارا مقابلہ ہو گا جس کا نام حرب ہے اور جو تلوار کے فن میں یکتا اور بے مثل ہے۔

عدی نے سمندر کی گہرائی کی طرح کہا کہ میں ہر جگہ اور ہر وقت اس سے مقابلے کے لئے تیار ہوں۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں اس نوجوان کو اس طرح ماروں گا جس طرح گرم صحرا کا ساربان اونٹ کو درخت سے باندھ کر مارتا ہے۔ عدی بن نصر کی اس گفتگو پر ملکہ الزبا تھوڑی دیر تک مسکراتی رہی پھر اٹھی۔ بلور کی ایک صراحی سے شراب کے دو جام بھرے ایک اس نے خود اپنے لال سرخ ہونٹوں سے لگایا اور دوسرا عدی کے سامنے اس نے رکھ دیا۔ عدی نے شراب کا جام ہٹاتے ہوئے کہا۔ میں شراب نہیں پیتا۔ اس پر الزبا نے کمال تعجب کا اظہار کیا میں نے عربوں میں کوئی ایسا جوان نہیں دیکھا جو شراب نہ پیتا ہو۔ بتوں کی پوجا نہ کرتا ہو۔ عدی پھر مدہم آواز میں کہنے لگا میں بتوں کی پوجا بھی نہیں کرتا۔

ملکہ الزبا اور زیادہ تعجب اور حیرت سے کہنے لگی کیا تم پرانا اور قدیمی مذہب چھوڑ کر عیسائیت قبول کر چکے ہو۔ عدی نے کہا نہیں ہرگز نہیں۔ میں دین ابراہیمی کا پیروکار ہوں۔ ملکہ الزبا نے پھر پوچھا کیا تمہاری طرح بنو ایاد میں دین ابراہیمی کے ماننے والے اور لوگ بھی ہیں۔ عدی نے پہلے کی طرح مدھم آواز میں کہا۔ میرے قبیلے میں ایسے بہت سے لوگ ہیں جو دین ابراہیمی کے پیروکار ہیں۔ اس پر ملکہ الزبا نے اپنا خالی جام چھوٹے سے ایک میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ رات کافی جا چکی ہے اب تم آرام کرو۔ تمہارے رہنے کا انتظام مہمان خانے کے بجائے میں نے محل کے ایک کمرے میں کیا ہے اور ہمارے یہاں ایک اجنبی کیلئے یہ ایک سب سے بڑا اعزاز ہے۔

اس کے ساتھ ہی ملکہ الزبا کھڑی ہو گئی۔ اس کے شب خوابی کے لباس سے ایک ہلکی ہلکی سونفی مہک اٹھ رہی تھی۔ عدی پھر کھڑا ہو گیا۔ دونوں اس کمرے سے باہر آئے۔ برآمدے میں ایک شمشیر زن پہرہ دار کھڑا تھا۔ ملکہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ عدی بن نصر کو اسکے کمرے میں لے جاؤ اور ایک سپاہی کا وہاں پہرہ لگا دو جو ہر ضرورت کا خیال رکھے۔

عدی بن نصر اس پہرہ دار کے ساتھ آگے بڑھ گیا تھا جبکہ ملکہ الزبا اپنی طلسمی خواب گاہ میں چلی گئی تھی۔ عدی اس پہرہ دار کے ساتھ محل کے اس کمرے میں داخل ہوا جو کہ بالکل ملکہ الزبا کے کمرے کی طرح سجا ہوا تھا۔ رات کا کافی حصہ چونکہ وہ ریگستانی ہواؤں میں سفر کر چکا تھا لہٰذا اس نرم اور طلسمی بستر میں گھستے ہی وہ گہری نیند میں کھو گیا تھا۔

دوسرے روز شام کے دھندلکے میں وہ ملکہ الزبا کے شہر شط الفرات سے نکلا۔ تھوڑی دیر تک وہ اپنے گھوڑے کو دریائے فرات کے کنارے کنارے سست رفتار سے ہانکتا رہا۔

اس کے بعد اس نے اپنے گھوڑے کو ایک زہریلی اور غصیلی ایڑ لگائی اور شمال کی طرف دریائے فرات کے ساتھ ساتھ جانے والی پگڈنڈی پر سرپٹ دوڑا دیا تھا۔

دریائے فرات کے کنارے اس جگہ آکر اس کی سیدھ میں دائیں طرف صحرا کے اندر ان خانہ بدوشوں کا پڑاؤ تھا۔ عدی بن نصر نے اپنے گھوڑے کو روک لیا۔ گھوڑے کے منہ سے دھانہ نکال کر اس نے اسے جنگل میں چرنے کے لئے کھلا چھوڑ دیا اور خود ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔ شائد وہ صحرا کے اندر ساز بجنے اور رقص شروع ہونے کا انتظار کرنے لگا تھا۔ یوناف اور بیوسا بھی اس کی آنکھوں سے اوجھل رہتے ہوئے اس کے قریب ہی پتھروں پر بیٹھ گئے تھے۔

عدی بن نصر کو وہاں بیٹھے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ وہاں اسے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ وہ چونک سا پڑا۔ فوراً وہ پتھر سے اٹھ کر جھاڑیوں کے ایک جھنڈ کی اوٹ میں بیٹھ گیا احتیاط کے طور پر اپنا ہاتھ اپنی تلوار کے دستے پر لے گیا تھا۔ چاند اور ستاروں کی میلی اور ملگجی روشنی میں اس نے دیکھا کچھ خانہ بدوش لڑکیاں برتن اٹھائے فرات کی طرف جا رہی تھیں ان میں وہ حسین ساحرہ اور رقاصہ بھی تھی جسے وہ پچھلی رات پسند کرچکا تھا۔ وہ جھاڑیوں کی اوٹ میں خاموشی سے انہیں دیکھنے لگا تھا۔

اس خانہ بدوش قبیلے کی لڑکیاں جب اپنے برتن پانی سے بھر کر لوٹیں تو اس نے دیکھا کہ وہ رقاصہ ان سے پیچھے رہ گئی تھی وہ بہت آہستہ آہستہ چل رہی تھی اور اس طرح اپنے اور دوسری لڑکیوں کے درمیان فاصلہ بڑھاتی جا رہی تھی۔ وہ عدی کا گھوڑا دریا کے کنارے چرتا ہوا دیکھ چکی تھی۔

وہ ساری خانہ بدوش لڑکیاں جب جنگل کی چھوٹی سی پٹی سے نکل کر صحرا میں داخل ہوئیں تو رقاصہ نے پانی کا برتن ایک درخت کے نیچے رکھ دیا اور خوفزدہ حالت میں جنگل کی ہرنی کی طرح ہر طرف دیکھتی ہوئی اور آہستہ آہستہ وہ عدی کے گھوڑے کے پاس آئی اور وہاں کئی لمحوں تک وہ پریشانی کے عالم میں اپنے چہار سو دیکھتی رہی۔ عدی اس کی حرکات سے محظوظ ہو رہا تھا پھر جنگل کے اندر پراسرار موسیقی جیسی اس لڑکی کی مدھم آواز ابھری۔ اجنبی۔ اجنبی۔ اس کی آواز میں ایک طرح کی ویرانی اور ملال تھا۔

عدی جھاڑیوں سے نکل کر اس کے قریب آکھڑا ہوا۔ اس نے محسوس کیا کہ لڑکی کے جسم سے صندل کے درخت کی سی مسکی مسکی خوشبو اٹھ رہی تھی اور اس کے چہرے پر ایک دل پسند سا رسیلا پن تھا۔ عدی نے اسے مخاطب کر کے کہا تم نے مجھے پکارا۔ جواب میں وہ لڑکی سرد اور ویران آواز میں بولی۔

جس ارادے سے تم یہاں آئے ہو اس سے باز رہو۔ واپس لوٹ جاؤ اجنبی۔ نہیں تو نقصان اٹھاؤ گے۔ جواب میں عدی نے کسی قدر پریشانی میں پوچھا کیا تم مجھ سے نفرت کرتی ہو جبکہ میں تمہیں پسند کر چکا ہوں۔ اس پر لڑکی بڑی جرا تمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگی۔ میں تم سے نفرت نہیں کرتی۔ لیکن یاد رکھو اجنبی پردیسی خوشبو۔ خوبصورتی۔ رنگ و روپ۔ شام اور آوازیں ایسے عناصر ہیں جو بڑے حسین اور زندگی کے بڑے رسیلے پن کے ساتھ ملتے ہیں لیکن جب بچھڑتے ہیں تو کبھی دوبارہ لوٹ کر نہیں آتے اور ان سے محبت کرنے والا اپنے کندھوں پر اپنی صلیب اٹھائے پھرتا ہے۔ جاؤ اجنبی۔ جہاں سے آئے ہو ادھر ہی لوٹ جاؤ۔ تم خوشبو کا ایک آوارہ جھونکا ہو جس سے کبھی بھی کوئی دل لگانا پسند نہیں کرے گا۔

اس لڑکی کا جواب سن کر عدی بھی تھوڑی دیر تک بڑے انہماک سے پھر اس لڑکی کی طرف دیکھتا رہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر بڑی بے باکی سے اس لڑکی کے دونوں ہاتھ تھام لئے پھر اس سے سرگوشی کی میں اپنے ساتھ تمہیں اپنے قبیلے میں لے جاؤں گا۔ جہاں میرا بوڑھا باپ صحرا کے اندر بڑی بے تابی سے میری واپسی کا انتظار کر رہا ہو گا۔ وہاں میں تم سے بیاہ کروں گا۔ کیا تم میری بیوی بننا پسند کرو گی۔

لڑکی کا سر جھک گیا تھا اس نے ہاتھ چھڑانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اس کا کنوارہ جسم کانپ رہا تھا اس کا چہرہ حیا کی آب و تاب سے چمچما اٹھا تھا۔ ساتھ ہی اس کی پانی کی چھپ چھپ جیسی مغموم آواز سنائی دی سنو اجنبی۔ میرے ساتھ شادی کرنے کا خیال اپنے دل سے نکال دو اس لئے کہ ہمارے خانہ بدوش قبیلے کا سردار تمہیں ایسا کرنے کی اجازت کبھی نہیں دے گا۔

عدی نے اس بار فیصلہ کن انداز میں کہا۔ اگر میں تمہارے اس وحشی سردار ہی کو اپنی راہ سے ہٹا دوں تب۔ عدی بن نصر کے یہ الفاظ سن کر اس لڑکی نے جھوم کر اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا۔ پھر وہ کسی قدر حسرت زدہ اور بیٹھی ہوئی آواز میں بولی۔ آج تک کوئی بھی اس سے مقابلے میں جیت نہیں سکا۔ وہ صحرا کے قدیم انسانوں کی طرح وحشی اور خونخوار ہے۔ سنو اجنبی وہ مجھ سے شادی کرنے کا ارادہ کر چکا ہے اور جو ارادہ وحشی سردار کرتا ہے وہ ہر حال میں پورا کرتا ہے۔ خواہ اس ارادے کی تکمیل میں اسے خون کی ندی سے ہی کیوں نہ گزرنا پڑے۔ لہٰذا ہمارے خانہ بدوش قبیلے کا سردار میرے ساتھ تمہارے شادی کرنے کے ارادے کو ہوا میں اڑا کر رکھ دے گا۔

عدی بن نصر کچھ دیر خاموش رہ کر پھر سوچتا رہا۔ شاید اپنے ذہن میں وہ کوئی آخری

فیصلہ کر رہا تھا۔ پھر وہ چھاتی تانتے ہوئے پہلے کی نسبت سخت آواز میں کہنے لگا۔ اگر میں اس وحشی کو زیر کو لوں تو کیا تم میرے ساتھ میرے قبیلے میں چلوگی۔ لڑکی نے اپنی گردن آہستہ آہستہ اوپر اٹھائی اسکی آنکھوں میں پراسرار اشاریئت اور چمکتی جوت پھیلاتی ہوئی ایک روشنی تھی۔ پھر اثبات میں اپنی گردن ہلا دی تھی۔ عدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ یوں نہیں میں تمہارے منہ سے کچھ سننا پسند کروں گا۔ اس پر لڑکی نے حیا اور بشاشت آمیز شائستگی میں کہا۔

میں تمہاری بیوی بننا پسند کروں گی۔ عدی بن نصر خوشی میں جھوم کر اسکے دونوں ہاتھ چوم لئے پھر وہ چہکتی ہوئی آواز میں پوچھنے لگا۔ تمہار نام کیا ہے۔ ربیعہ۔ اس لڑکی نے مدھم سی آواز میں کہا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ چھڑا لئے اور بولی۔ مجھے اب جانے دو۔ اس لئے کہ پانی بھرنے کے لئے جو لڑکیاں میرے ساتھ آئیں تھی وہ واپس قبیلے میں پہنچ جائیں گی اور اگر میں یہاں زیادہ دیر رکی رہی تو قبیلے کا سردار جو مجھ سے شادی کرنے کا ارادہ کئے ہوئے ہے میرے متعلق فکر مند ہو جائے گا اور میرا کھوج لگانے کی خاطر اس طرف آئے گا اور اور اگر ایسا ہوا تو بہت ہی برا ہو گا لہذا اب مجھے جانے دو۔ عدی نے اس کے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ ربیعہ پیچھے ہٹی۔ پانی کا برتن اٹھایا اور نسیم سحر کی طرح چاندنی رات میں چاندی کی طرح چمکتی ریت میں آہستہ آہستہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔

عدی دوبارہ اس پتھر پر بیٹھ کر انتظار کرنے لگا تھا۔

خاموش اور دن بھر کا تھکا ہارا صحرا پوری طرح جاگ اٹھا تھا۔ تاروں بھری چمکیلی رات اوس کے موتی برسانے لگی تھی۔ دریائے فرات کی ننھی ننھی لہریں ایک دوسرے سے ٹکراتے ہوئے اٹکھیلیاں کر رہی تھیں۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے فطرت کی ساری تخلیقی قوتیں حرکت میں آگئی ہوں اور صحرا کے جنگل اور کائنات کی ہر چیز پر سکوں اور طمانیت میں امن کے بے آواز ترانے گانے لگی ہوں۔ ہوا کے تیز جھونکے سانس لیتی تاروں بھری رات کے طاق میں لگ گئے تھے۔ بہتا پانی سوکھی ریت گلے ملنے لگے تھے۔ وفا آثار لمحے منزل کے سنگ میل سے بغل گیر ہو رہے تھے۔ صحرا کی خاموشی میں رزق کی تلاش سے لوٹتے ہوئے طیور امن کے ترانے گاتے ہوئے مصحف دل پر رنگوں کی بارش کرنے لگے تھے۔ صحرا کے ریگ زار جو دہلیز سماعت کی طرح چپ تھے۔ لگتا تھا ہر ثنائے انجم تسبیح کہکشاں میں کھو کر رہ گئی ہو۔

پتھر پر بیٹھا ہوا عدی بن نصر یکدم چونک سا پڑا تھا۔ اس لئے کہ صحرا کے اندر خانہ بدوش قبیلے کی طرف سے تنبورے اور دوسرے سازوں کی ملائم مگر کرب آشنا آواز سنائی دی

تھی۔ سازوں کی یہ آواز سنتے ہی عدی بن نصر ایک جست میں پتھر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر وہ اپنے گھوڑے کی طرف بھاگا۔ جلدی جلدی گھوڑے کو دھانہ چڑایا اور ایک ہی جست میں گھوڑے پر سوار ہوا اور ایڑ لگا کر اسے صحرائی حصے کی طرف سرپٹ دوڑانے لگا تھا۔

صحرا کو روندتا ہوا عدی بن نصر خانہ بدوشوں کے پڑاؤ کی طرف آیا۔ اس نے دیکھا روز کی طرح آج بھی خانہ بدوش مرد۔ عورتیں۔ بوڑھے اور بچے ایک نیم سے گول دائرے کی صورت میں جمع تھے۔ ان کے قریب آ کر عدی بن نصر اپنے گھوڑے سے ایک زہریلی جست کے ساتھ نیچے اترا۔ وہ پوری طرح مسلح تھا اس کی تلوار اسکی کمر سے لٹک رہی تھی۔ اس کے دائیں طرف چمڑے کی پٹی میں اس کا خنجر بھی تھا۔ جسم پر اس نے زرہ پہن رکھی تھی اور سر پر چمکتا ہوا آہنی خود اور پیٹھ پر اسکی ڈھال بھی لٹک رہی تھی۔ گذشتہ روز کی طرح عدی بن نصر ایک کھجور کے درخت کے قریب آیا ور اپنے گھوڑے کو ایک طرف کھڑا کر کے کھجور سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

وہاں کھڑے سب مرد اور عورتیں بڑی پریشانی اور حیرت سے عدی بن نصر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ پتھر کی طرح سخت چہرے والا نوجوان مغنی اسی طرح تمبورہ کی لئے پر وہی پرانا اور قدیم ترین دور سے تعلق رکھنے والا گانا گا رہا تھا اور جبکہ لوگوں کے اس گول دائرے کے اندر حسین و جمیل اور پرکشش ربیعہ ناچ رہی تھی آج ربیعہ نے عدی بن نصر کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا تھا تاہم اسکے چہرے پر طمانیت اور سکون تھا جیسے وہ اپنے جسم کو امانت کے طور پر کسی کو سونپ چکی ہو۔ اسکے جوان اور تپے ہوئے بدن کا ہر ذرہ بیدار تھا تاہم یوں محسوس ہو رہا تھا گویا وہ رقص کرتے کرتے گرم صحراؤں کے گیت کا سنگیت بن کر نیلی فضاؤں میں تیز بازگشت کی طرح بکھر جائے گی۔

آگ کا الاؤ اسی طرح روشن تھا اور شعلے زہریلے سانپوں کی طرح لپکے ہوئے اوپر اٹھ رہے تھے۔ آگ کے الاؤ کے قریب ہی خانہ بدوشوں کا وہ وحشی سردار بیٹھا ہوا تھا اس نے اپنی سیاہ اور خوفناک آنکھوں کی ایک سیدھی نگاہ عدی بن نصر پر ڈالی۔ اس لمحے پھر اس نے اپنے قریب رکھی شراب کی بلوری صراحی اٹھائی اور لمبی دھار کے ساتھ ارغوانی شراب اس نے اپنے جام میں انڈیلی اور ایک ہی سانس میں پورا جام غٹاغٹ پی کر اپنی مونچھیں پونچھتا ہوا اٹھا اور عدی کی طرف بڑھا۔ اس وقت اس کی آنکھیں غصے میں آگ برسا رہی تھیں۔

نوجوان مغنی نے خوفزدہ ہو کر گانا بند کر دیا تھا اور تمبورہ پر اس کی انگلیاں ساکت ہو گئیں تھیں۔ وہ حسین و جمیل پرکشش خانہ بدوش لڑکی ربیعہ بھی رقص کرتے کرتے رک گئی تھی اور کسی وحشت زدہ ہرنی کی طرح وہ عدی بن نصر کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے سردار

کو دیکھ رہی تھی۔

خانہ بدوشوں کا وہ وحشی سردار عدی کے قریب آیا اور اپنی بھاری آواز میں زہریلے سانپ کے پھنکارنے کے انداز میں پوچھا تو تم آ گئے ہو۔ جواب میں عدی نے بڑی بے پرواہی سے سپاٹ سی آواز میں جواب دیا۔ تم جانتے ہو میں ایاد کا عدی بن نصر ہوں اور میں کیا ہوا وعدہ ضرور پورا کرتا ہوں۔

خانہ بدوشوں کے اس سردار نے ایک سخت جھٹکے کے ساتھ اپنی تلوار کھینچ لی تھی۔ پھر داہنے ہاتھ میں اپنی تلوار کچھ اس طرح لہرائی جیسے کوئی عنان گیر زرد موسموں میں ہاتھ میں شمشیر لئے کسی کے دامن کو لہو لہو کرنے نکلا ہو۔ اس وحشی سردار کے چہرے پر نئے حشر کی کیفیت میں اس وقت باطن کی خباثت دوپہر کی لو جیسی دشمنیوں کے تیز جھکڑ جوش مارنے لگے تھے جب کہ اس کی شرارت بھری آنکھوں میں مرگ کے خونی بھنور۔ غضب کی بو کا چنگاریاں اور موت کی خاموشی جیسی تقدیر کے لوحوں جیسی کالک سر اٹھانے لگی تھی۔ پھر وہ وحشی سردار بولا اور عدی بن نصر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ شاید اس پیاسے صحراء کا یہ حصہ جہاں ہم نے اس وقت پڑاؤ کر رکھا ہے اپنی پیاس بجھانے کے لئے انسانی خون مانگتا ہے اس پر عدی کی بڑی مطمئن اور پر سکون آواز سنائی دی۔ تمہارا اندازہ درست ہے۔ اندھے اور بھیانک صحراء کی یہ پیاسی ریت یقیناً تمہارے خون کی پیاسی ہے۔ اسکے ساتھ ہی عدی بن نصر نے اپنی تلوار بے نیام کر کے اپنے سامنے فضا میں لہرائی۔ پیتل کے دستے والی یہ خم دار خوبصورت صیقل کی ہوئی تلوار تھی۔ کھجور کے درخت سے ہٹ کر وہ اب تھوڑا سا دائیں جانب ہو کر خانہ بدوش قبیلے کے سردار کے مزید قریب ہوا تھا پھر وہ خانہ بدوشوں کے سردار کو مخاطب کر کے قہر بھری آواز میں کہنے لگا۔

سن اعمال نامہ گنہگار جیسے سیاہ انسان جنس زدہ مخلوق موت کی مشعلیں روشن کرنے والے گمراہی سے قدم ملا کر چلنے والے کفن فروش اور گورکنی کرنے والے بچوں کی چیخوں اور عورتوں کی آہوں بیواؤں کے آنسوؤں اور عصمتوں کے ملبے پر قہقے لگانے والے شرف آدمیت کے دشمن اپنے ذلیل نفس کے اسیر اب بھی وقت ہے اس ٹکراؤ سے ٹل جا۔ میرے ساتھ مقابلہ کرنے سے باز رہ۔ اور اگر تو نے میری بات نہ مانی تو پھر اپنے صفحہ دل پر لکھ رکھ کہ میں تیری حالت موت کے ہول میں ٹوٹے ہوئے برتن جیسی کروں گا اور تیری اقبال مندی کی جگہ تیرے مقدر میں پسپائیاں اور رسوائیاں لکھتا چلا جاؤں گا۔

دیکھ خانہ بدوشوں کے وحشی سردار میں سانپ کی پھنکار کی طرح لحہ بہ لحہ تیز ہونے والے طوفانوں کی طرح تجھ پر حملہ آور ہوں گا۔ قہر کی لاٹھی کی طرح تم پر برسوں گا اور

تیرے تصور اور تیرے تخیل تیری توہم پرستی اور تیری انتہا پسندی میں عناصر کا نالہ اور ماتم ہوزش و اضطراب اور موت کی تاریکیاں بھر دوں گا۔ سن وحشی سردار۔ میں تیرے ساتھ عہد کرتا ہوں کہ تیری طاقت اور جبروت کی اندھی قوت اور تیری خوابیدہ آرزوؤں کی دستک میں موت کی ریگ کے بگولے اور عقوبت کدوں کی خوفناکی ضرور بھر کے رہوں گا لہٰذا میں تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں کہ مجھ سے ٹکرانے سے باز رہ۔ اپنے سارے قبیلے والوں کے سامنے اپنی شکست اور اپنی رسوائی کو مت دعوت دے اور اگر یہ لحہ بیت گیا تو پھر تیرے پاس پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں رہے گا تجھے نہ صرف اس وحشی قبیلے کی سرداری سے ہاتھ دھونا پڑے جائیں گے بلکہ تو اپنی زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

قبل اس کے کہ وہ وحشی سردار جواب دیتا یا اپنے کسی ردعمل کا اظہار کرتا۔ پھٹے ہوئے لباس والا ایک خانہ بدوش اٹھا اور جلتے ہوئے الاؤ میں کئی لکڑیاں ڈال دیں۔ آگ کا الاؤ اور تیزی سے بڑھک اٹھا تھا اور رقص کرتے ہوئے شعلے اور زیادہ بلندی تک پرواز کرنے لگے تھے اور اس کے قریب ہی خانہ بدوش سردار اور عدی بھی ایک دوسرے کے سامنے کھڑے بڑی قہرمانی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ دونوں اس وقت وحشی لگ رہے تھے اور دھکتی آگ کے حلقے میں انکے چہرے تانبے کی طرح چمک رہے تھے۔

عدی بن نصر کی گفتگو کا اس وحشی سردار نے کوئی جواب نہ دیا۔ صرف چند لمحوں تک انہوں نے ایک دوسرے کو غور سے دیکھا پھر وہ دو ازلی دشمنوں اور بھوکے درندوں کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے تھے اور پے در پے تواتر کے ساتھ وہ خطرناک اور ہولناک وار کرنے لگے تھے۔

کچھ دیر تک دونوں آگ کے الاؤ کے پاس جم کر لڑتے رہے اور پھر انکے حملوں میں تیزی آ گئی اور یوں محسوس ہونے لگا جیسے ہر ایک نے میدان میں چھانا شروع کر دیا ہو دفعتاً" عدی کے لڑنے کا انداز بدلا اب وہ وحشیوں کی طرح اپنے منہ سے خوفناک چیخیں اور بھیانک آوازیں نکال کر بپھر بپھر کر لڑنے لگا تھا جبکہ خانہ بدوش سردار اپنے الٹے پاؤں عدی بن نصر کے آگے اپنا دفاع کرنے کے لئے طرح طرح کے حیلے۔ حربے کرنے لگا تھا۔

الاؤ کے قریب آ کر جبکہ خانہ بدوشوں کا سردار الٹے پاؤں عدی بن نصر کے آگے آگے اپنا دفاع کرتے ہوئے پیچھے ہٹ رہا تھا عدی نے اس کے شانے پر وار کیا۔ جونہی اس خانہ بدوش نے اپنی تلوار وہاں لا کر اپنے شانے کا دفاع مکمل کیا۔ عدی نے فوراً ہتیرا بدلا تلوار کو مناسب انداز میں لا کر سردار کے جسم کو پیٹ کے پاس سے کاٹ دیا۔ جس سے جسم دو حصوں میں کٹ کر الاؤ کے پاس گر گیا تھا۔ عدی وہیں کھڑا رہا اور ہاتھ میں خون ٹپکاتی ہوئی

تلوار لئے وہ اپنے چاروں طرف بیٹھے ہوئے خانہ بدوشوں کی طرف بڑے غور سے دیکھنے لگا تھا۔

خانہ بدوشوں میں اپنے سردار کی موت پر کوئی ردعمل ظاہر نہ ہوا تھا۔ پتھر کے سخت چہرہ والا مغنی پرسکون انداز میں عدی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ خانہ بدوش مرد عورتیں کچھ اس انداز میں ایک دوسرے سے گفتگو کر رہے تھے جیسے کوئی زلزلہ آیا ہو اور اسکے اثرات عین انکی خواہشات اور آرزوؤں کے مطابق ہوئے ہوں۔

عدی بن نصر اپنی خون آلود تلوار ہوا میں بلند کئے ہوئے اس وقت جلتے ہوئے الاؤ کے قریب کھڑا تھا۔ اس کے قریب ہی حسین و جمیل ربیعہ کھڑی تھی۔ جو اب کشتی و بادبان کے تخم و نمود خوشبو و پھول اور رشتہ و ربط کے ملاپ کے ذائقے کے درپن جیسی خوشنما دکھائی دے رہی تھی۔ وہ جنگل کے اس آہو کی طرح مطمئن اور پرسکوں ہو رہی تھی جو کسی درندے کا شکار ہوتے ہوئے بچ نکلا ہو۔

اس دوران حلقے کی صورت میں کھڑے خانہ بدوش عورتوں کے اندر سے بوڑھا عوف نکلا جو ایک بار پہلے دریا کے کنارے جنگل کے اندر عدی بن نصر سے مل چکا تھا۔ اس کے ساتھ ایک اور بوڑھا عرب بھی تھا جس کی کمر جھکی ہوئی تھی اور داڑھی کے بال میلی چاندی جیسے ہو رہے تھے۔ عوف عدی بن نصر کے قریب آیا اور اس کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا۔

میرے مہربان اجنبی۔ میرے محسن۔ میرے مربی تم یقیناً یہ مقابلہ جیت چکے ہو۔ تمہارے ہاتھوں اپنے سردار کے مارے جانے پر یہ خانہ بدوش قبیلہ تمہیں اپنا سردار تسلیم کرتا ہے۔ اس پر عدی نے فضا میں بلند اپنی خوں آلود تلوار نیچی کرتے ہوئے کہا۔ سن میرے مہربان صرف تمہارے کہنے سے یہ پورا قبیلہ مجھے اپنا سردار تسلیم کرے گا۔

بوڑھا عوف بڑی تیزی سے اپنی جگہ پر گھوما اور قبیلے کے مرد اور عورتوں کو مخاطب کر کے پوچھا کیا تم عدی بن نصر کو جو بنو عیاد کے سردار کا بھانجا ہے اور جسکی شجاعت کی داستانیں اندھے پرندوں کی طرح عرب کے صحراؤں میں بکھری ہوئی ہیں اپنا سردار منتخب کرتے ہو۔

جواب میں سب مرد اور عورتوں نے اپنے ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے زور زور سے کہنا شروع کیا۔ عدی بن نصر ہمارا سردار ہے۔ اس نے ایک ظالم سے ہمیں نجات دلائی ہے جو اپنی ہر آرزو کو قانون سمجھتا تھا۔ خانہ بدوش مرد۔ عورتوں کا یہ ردعمل دیکھتے ہوئے عوف پھر عدی بن نصر کی طرف مڑا اور پوچھنے لگا کیا اب بھی تمہیں میری باتوں پر شک ہے۔ اس

پر عدی نے مسکراتے ہوئے کہہ دیا۔ نہیں۔

عدی بن نصر کا یہ جواب سن کر عوف نے اپنے ساتھ کھڑے ہوئے دوسرے بوڑھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ حسین و جمیل اور دلکش ربیعہ کا باپ سامرہ ہے اور تم سے مل کر کچھ کہنا چاہتا ہے۔ عدی نے اپنا ہاتھ مصافحہ کیلئے بڑھایا۔ سامرہ نے عدی کی گانٹھ دار بھاری تلوار اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے پوچھا۔

مجھے معلوم نہیں تمہارے مستقبل کے کیا ارادے ہیں۔ تاہم میری بیٹی ربیعہ سے تم شادی کرنا چاہو اور اگر تم اسے پسند کرتے ہو تو وہ آج سے تمہاری ہے اگر تم چاہو تو میں آج ہی ربیعہ کو تم سے بیاہ دوں گا۔ عدی کے قریب ہی کھڑی ہوئی ربیعہ کے ہونٹوں پر ملائم اور رات کے پہلے پہر جیسے کنوارے خوابوں جیسی دلکشی بکھر گئی تھی۔ وہ کچھ اس طرح میٹھی نگاہوں سے عدی بن نصر کو دیکھ رہی تھی جس طرح برسوں کا تھکا ہارا مسافر اچانک اپنی منزل کو سامنے دیکھ کر خوش اور پرسکون اور خراماں دکھائی دینے لگتا ہے۔

پتھر کی طرح سخت اور تانبے کی طرح چمکتے ہوئے چہرہ والا نوجوان مغنی اپنا تمبورہ تھامے اور آہستہ آہستہ طلسمی انداز میں چلتا ہوا عدی بن نصر کے قریب آیا اور کمر کو تھوڑا سا خم دے کر تعظیماً" تھوڑا سا جھکا اور باادب ہو کر عدی سے کہا۔ میں اپنے سردار کو اپنی وفاداری پیش کرتا ہوں قبل اس کے عدی بن نصر اس مغنی کو کوئی جواب دیتا عوف نے عدی کا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف کھینچتے ہوئے کہا۔

آؤ میرے ساتھ سردار کا خیمہ خالی تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ عدی اس کے ساتھ چلنے لگا اور انکے پیچھے ربیعہ اس کا باپ سامرہ اور مغنی بھی ہو لئے تھے۔

عدی ان چاروں کے ساتھ سردار سرخ بنات کے خیمے میں داخل ہوا اندر کھجور کی چٹائیوں پر سرخ اون کے بالوں کی دبیز قالین بچھی ہوئی تھیں۔ خیمہ کے اندر جگہ جگہ ہرن اور بکروں کی پوشینیں کھالیں اور پیتل کے چمکتے ہوئے ہتھیار لٹک رہے تھے ایک طرف سردار کا بستر لگا تھا اور دوسری طرف اونٹ کے کولہے کی ہڈی سے بنے ہوئے برتن رکھے ہوئے تھے۔ چاروں خیمے میں بیٹھ گئے۔ اس کے بعد عوف نے عدی کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

سن ہمارے سردار۔ ہمارے مہربان۔ ہمارے محسن۔ ربیعہ سے شادی کرنا پسند کرو گے۔

اپنی شادی کا سن کر ربیعہ معصوم پنکھڑی کی طرح گلنار ہو گئی تھی۔ عدی کے جواب دینے سے قبل ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور بھاگتی ہوئی باہر نکل گئی تھی۔ خیمے کے اندر عدی کی آواز بلند ہوئی۔

بنو قسطورہ کی ملکہ الثریا کے یہاں تیغ زنی کا مقابلہ ہے اس سے فارغ ہو کر ربیعہ کو بیاہ کر میں اپنے قبیلے میں لے جاؤں گا۔ عوف نے حیرت سے پوچھا۔ کیا تم سردار کی حیثیت سے ہم میں نہیں رہو گے۔ جواب میں عدی بن نصر کہنے لگا۔ نہیں میں واپس اپنے قبیلے میں جاؤں گا۔ میں اپنے بوڑھے باپ کا واحد سہارا ہوں اور وہ صحرا کے اندر کسی بلند ٹیلے پر کھڑے ہو کر ہر روز میری راہ تکتا ہو گا۔ میں اپنی طرف سے تمہیں قبیلے کا سردار مقرر کرتا ہوں۔ امید ہے تم ہر ایک سے انصاف کرو گے۔

عوف ملول سا ہو گیا۔ دکھ سے اس نے کہا۔ تمہارے جانے سے یقیناً ہمیں دکھ ہو گا۔ عدی اپنی جگہ پر کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ کچھ فیصلے ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں اپنی مرضی کے خلاف بھی قبول کرنا پڑتا ہے۔ عوف نے اس بار پریشان ہو کر پوچھا۔ اب کہاں چلے ہو۔ عدی بڑی نرمی سے بولا۔ میں واپس الثریا کے پاس جاؤں گا۔ اگر میں واپس نہ گیا تو وہ مجھے رات پھر ڈھونڈتے رہیں گے اور مجھے اپنے خیمے میں نہ پا کر یہ خیال کریں گے کہ میں مقابلوں سے بچنے کیلئے بزدلوں کی طرح بھاگ گیا ہوں۔

عوف خاموش رہا۔ چاروں خیمے سے باہر آئے۔ عدی نے ان تینوں سے مصافحہ کیا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر وہ اسے دریائے فرات کی طرف ہانک رہا تھا۔ صحراء میں دریائے فرات کے کنارے کی طرف جاتے ہوئے تاروں کی روشنی اور رات کے چوکنے سکوت میں عدی کو ریت پر کسی کے پاؤں کی نرم نرم سرسراہٹ سنائی دی تھی۔ اس نے فوراً گھوڑے کی باگیں کھینچ لیں اور ایک جگہ رک کر اس نے اپنی تلوار بے نیام کر لی تھی۔

پھر صحرا کی سفید ریت سے بغلگیر ڈھلی منجھی چاندنی میں عدی نے دیکھا حسین اور طلسماتی جاذبیت رکھنے والی ربیعہ ایک ریت کے ٹیلے کی اوٹ سے نکل کر اسکے سامنے کھڑی ہوئی تھی عدی ایک دم اپنے گھوڑے سے نیچے اتر گیا اور بولا۔

ربیعہ۔ ربیعہ۔ تم یہاں۔ ربیعہ اس سے اور نزدیک ہو کر بولی میں جانتی ہوں تم واپس چلے جاؤ گے اس لئے میں یہاں آ کر کھڑی ہو گئی۔ ربیعہ آگے بڑھی اور سیمابی کیفیت میں عدی سے پوچھا واپس کب آؤ گے۔

عدی نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ کل شام سے ذرا پہلے۔ میرا بنو قسطورہ کی ملکہ الثریا کے تیغ زنوں سے مقابلہ ہو گا۔ اسکے بعد آؤں گا اور رات تمہارے قبیلے میں بسر کروں گا اور پھر اگلے روز تمہیں بیاہ کر اپنے بوڑھے باپ کے پاس لے جاؤں گا۔ وہ تمہیں دیکھ کر بے حد خوش ہو گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد عدی بن نصر جب خاموش ہوا۔ ربیعہ نے کچھ سوچا۔ پھر وہ پوچھنے لگی۔

کیا تم بت پرست ہو۔ عدی کہنے لگا۔ نہیں میں دین ابراہیمی کا پیروکار ہوں اور تم ربیعہ؟ مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔ میں بھی تمہاری ہم مذہب ہوں۔ عدی نے پوچھا کیا تمہارے قبیلے میں اور لوگ بھی جو بت پرست نہ ہوں۔ ربیعہ کہنے لگی۔ میرا باپ۔ بوڑھا عوف اور نوجوان مغنی اور کئی دیگر لوگ ہیں جو ابراہیم کے دین کو ماننے والے ہیں۔ میرا باپ کہا کرتا ہے کہ تورات انجیل کی پیشین گوئی کے مطابق عرب کے صحرا میں آخری نبی پیدا ہو گا۔ کیا تم جانتے ہو۔ کیا تم نے سن رکھا ہے کہ وہ کہاں پیدا ہو گا۔

عدی نے احتراماً" اپنے دونوں ہاتھ اپنی چھاتی پر باندھتے ہوئے کہا میں نے پرانے منجموں اور کاہنوں سے سن رکھا ہے کہ عرب کے صحراؤں میں اس دنیا کے آخری نبی پیدا ہوں گے جن کا نام محمدؐ ہو گا۔ کاش میں انکے زمانے تک زندہ رہوں اور ان کے پاؤں دھو کر پیئوں۔ دونوں کہیں کھو گئے۔ پھر عدی نے اٹھتے ہوئے کہا مجھے اب چلنا چاہیے۔

ربیعہ نے مغموم آواز میں کہا۔ میں ابراہیم کے رب سے تمہاری کامیابی کی دعا کرتی ہوں۔ کل رات اسی وقت تک اسی ٹیلے پر میں تمہارا انتظار کروں گی۔ عدی نے ایک الوداعی نگاہ ربیعہ پر ڈالی۔ پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے ایڑ لگا کر دریائے فرات کی طرف سرپٹ دوڑا دیا تھا۔ ربیعہ ریت کے ایک ٹیلے پر چڑھ گئی اور کھلی چاندنی میں عدی کو اس وقت دیکھتی رہی جب تک وہ دریا کے کنارے گھنے جنگل میں داخل ہو کر اس کی نگاہوں سے اوجھل نہ ہو گیا تھا۔

○

دوسرے روز بنو قسطور کے مرکزی شہر شط الفرات کے باہر ملکہ الثریا کے محل کے قریب ایک کھلے میدان میں بے شمار لوگ جمع تھے۔ محل کی طرف ایک اونچی شہہ نشین پر حسین اور نازک بدن الثریا بیٹھی ہوئی تھی اور شہہ نشین کے سامنے کرسیوں پر الثریا کے مشیر اپنے اپنے مرتبے کے مطابق اپنی نشستیں سنبھال چکے تھے۔ پھر ملکہ الثریا کے اشارے پر بنو قسطورہ کے ایک بزرگ نے اٹھ کر مقابلہ شروع کرانے کا حکم دے دیا تھا۔

میدان کے دائیں طرف سے بنو قسطورہ کا ایک کوہ اندام جوان جو سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق تھا۔ میدان میں اترا۔ اسکے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی جس کی چمک پچھلے پہر کی چمکیلی دھوپ میں دور دور تک چمکارے دے رہی تھی۔ بائیں جانب سے عدی بن نصر میدان میں اترا وہ اپنا بہترین جنگی لباس پہنے ہوئے تھا۔ وہ اس درندے جیسی چال کے ساتھ میدان میں آگے بڑھ رہا تھا جو جنگلی جانوروں کو جب اور جہاں چاہے شکار کرنے کی

استطاعت اور قوت رکھتا ہو۔

دونوں ایک دوسرے کے قریب آ کر رک گئے تھے اور اپنے خود کے سوراخوں میں اپنے مدمقابل کو دیکھا پھر اپنی تلواریں لہراتے ہوئے ایک دوسرے کے گرد یوں چکر لگانے لگے تھے جس طرح بھوکا درندہ بے بس اور شکار کئے جانے والے جانوروں کے گرد غرا غرا کر چکر لگاتا ہے۔

بنو قسطورہ کا تیغ زن اچانک بکھر گیا اور عدی پر حملہ آور ہونے میں اس نے پہل کر دی تھی۔ عدی نے اس کا حملہ پرسکون انداز میں اپنی ڈھال پر لیا اور جواب میں عدی اپنے تمام تر طوفانی انداز میں ایک تواتر کے ساتھ بنو قسطورہ کے اس تیغ زن پہلوان پر حملہ آور ہو گیا تھا۔

میدان سے باہر بیٹھے کچھ من چلے اور زندہ دل جوان عدی کے لڑنے کے انداز پر اسے داد دے رہے تھے۔ کچھ لوگ بنو قسطورہ کے تیغ زن کو چلا چلا کر مختلف داؤ پیچ بتا رہے تھے عدی تو اب بپھر چکا تھا اور ایک طرح سے اس نے اپنے مدمقابل کے سارے دفاعی حصار توڑ کر رکھ دیئے تھے اسکی چمکتی ہوئی بھاری تلوار فضا میں صاعقہ آسمانی کی طرح ابھر اور ڈوب رہی تھی۔

بنو قسطورہ کا تیغ زن بوکھلائے ہوئے انداز میں اپنے دفاع پر اکتفا کئے ہوئے تھا جبکہ عدی اپنی تلوار اور ڈھال سے اس پر دہلا دینے والی ضربیں لگا رہا تھا اور اس آہنگر کی طرح پورا پورا فائدہ اٹھا رہا تھا جو لوہے کو سرخ دیکھ کر اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے کا تہیہ کر چکا ہو۔

عدی اپنے مدمقابل کو اپنے آگے آگے بھگاتا ہوا شہہ نشین کے پاس لے آیا جس پر ملکہ الزبا بیٹھی ہوئی تھی وہاں آ کر عدی نے ایسا خطرناک وار کیا جس سے الزبا کا تیغ زن بڑی مشکل سے روک سکا اسی لمحہ عدی نے اسکے سر پر اپنی ڈھال دے ماری اور پھر سر سے خود اتار دیا تھا۔

پھر عدی اس طرح آندھی اور طوفان بن کر حملہ آور ہوا کہ بنو قسطورہ کا پہلوان بدحواس ہو کر پیلا پڑ گیا تھا اور پیچھے ہٹتے ہوئے اس نے فوراً اپنی تلوار عدی کے سامنے پھینک دی اور اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھاتے ہوئے گویا اپنی شکست تسلیم کر لی تھی۔ وہ اس مسافر کی طرح کپکپا رہا تھا جس کے قریب منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی اچانک آسمان سے بجلی گر پڑی ہو۔ عدی اس کی حالت دیکھ کر چند لمحوں تک مسکراتا رہا۔ پھر اس نے اپنی تلوار نیام میں کر لی تھی۔

عدی بن نصر کی اس فتح مندی کے بعد اس کھلے میدان کے اندر راگ و رنگ اور موسیقی کی محفل سجانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ جس میں ہندوستان۔ صحرائے عرب۔ ایران۔ شام اور فلسطین سے آئے ہوئے سازندوں اور مغنیوں نے حصہ لیا تھا اور یہ سارے مغنی اور سازندے ملکہ الزبا کے دربار سے مستقل طور پر وابستہ تھے۔ یوناف اور بیوسا بھی اس محفل میں شریک ہو کر مختلف ملکوں سے تعلق رکھنے والے سازندوں کے ساز اور مغنیوں کے گیتوں سے لطف اندوز ہوئے تھے۔

گانے اور موسیقی کی یہ محفل ابھی جاری ہی تھی کہ شہہ نشین پر بیٹھی ہوئی ملکہ الزبا نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے بنو قسطور کے ایک بزرگ سے سرگوشی میں کچھ کہا پھر وہ اٹھ کر چلی گئی اور اپنے محل میں داخل ہو گئی تھی۔ وہ بوڑھا میدان میں اترا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس جگہ آیا جہاں عدی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے عدی کی پیٹھ تھپتھپائی اور ہنستے ہوئے کہا۔

تم نے بنو قسطورہ کے سب سے بڑے پہلوان اور ماہر تیغ زن پر حملہ کر کے اس مقابلے کو بہترین انداز میں جیتا ہے۔ بے شک تمہارا لڑنے کا انداز اور دفاع توڑ کر جارحیت سے حملہ آور ہونے کے اطوار نئے اور موثر ہیں۔ تم یقیناً ناقابل شکست ہو اور بنو عیاد ٹھیک ہی تم پر ناز کرتے ہیں۔ میرے ساتھ آؤ۔ الزبا تم سے کچھ کہنا چاہتی ہے۔

ملکہ الزبا شاید اس وقت ہی تم سے کچھ کہتی جب تم نے قسطورہ کے پہلوان اور تیغ زن کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کیا تھا۔ شاید وہ سرعام سب لوگوں کے سامنے تم سے وہ بات نہیں کہنا چاہتی تھی جو وہ تنہائی میں کہنے کی خواہاں ہے۔ وہ بوڑھا جب خاموش ہوا تو عدی اسکے ساتھ چپ چاپ ہو لیا اور میدان سے نکل کر ملکہ کے محل میں داخل ہوئے اور ایک جگہ وہ بوڑھا رک گیا اور ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہو وہ عدی بن نصر سے کہنے لگا۔

وہ سامنے ملکہ الزبا کا کمرۂ خاص ہے اس میں چلے جاؤ اندر ملکہ الزبا تمہارا ہی انتظار کر رہی ہو گی۔ وہ تم سے کسی فیصلہ کن موضوع پر بات کرنا چاہتی ہے اور یہ موضوع اور فیصلہ ایسا ہے کہ وہ تم سے تنہائی میں گفتگو کرنا پسند کرتی ہے۔

بوڑھا واپس چلا گیا اور عدی بن نصر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اندر ملکہ الزباء بیٹھی ہوئی عدی بن نصر کا ہی انتظار کر رہی تھی۔ جب عدی اندر داخل ہوا تو ملکہ الزباء اپنی جگہ پر کھڑی ہو گئی اور مسکراتے ہوئے عدی کا استقبال کیا اور کہنے لگی آؤ عدی پھر اس نے اپنے سامنے ایک نشست کی طرف اشارہ کیا یہاں میرے قریب میرے سامنے بیٹھو۔

جب عدی اس نشست پر بیٹھ گیا جس کی طرف ملکہ الزباء نے اشارہ کیا تھا۔ تو ملکہ

الزباء حرکت میں آئی اور اپنے قریب رکھی ہوئی نقدی کی تھیلیوں میں ایک اٹھائی اور عدی کی گود میں رکھتے ہوئے کہنے لگی کہ یہ پانچ ہزار سرخ دینار ہیں۔ جنکا تم سے وعدہ کیا گیا تھا کیونکہ تم مقابلہ جیت چکے ہو اس لئے تم اس رقم کے حقدار ہو۔ اگر تم یہ رقم گننا چاہو تو گن لو۔ عدی نے نقدی کی وہ تھیلی سنبھالتے ہوئے کہا مجھے تم پر اعتماد اور بھروسہ ہے۔ اس پر ملکہ الزباء شاید عدی بن نصر کے ان الفاظ سے فائدہ اٹھانے کی خاطر پھر بولی اور کہنے لگی۔

اگر تمہیں مجھ پر اعتماد اور بھروسہ ہے تو میری دو اور باتوں پر بھی اعتماد اور بھروسہ کرو۔ اس پر عدی نے چونکتے ہوئے پوچھا کیسی دو باتیں۔ اس ملکہ الزباء نے مسحور کر دینے والی اپنی آنکھیں عدی کی آنکھوں میں ڈالتے ہوئے اول یہ کہا میری افواج کا سپہ سالار بننا قبول کر لو اور دوئم یہ کہ مجھ سے شادی کر لو۔ مجھ جیسی حسین بیوی تمہیں کہیں نہیں مل سکے گی اور تم جیسا حسین اور شجاع شوہر مجھے بھی پھر کبھی نہ مل سکے گا۔ میں فخر سے کہہ سکوں گی کہ میں اس عدی کی بیوی ہوں جس کی شجاعت اور بہادری کے گیت صحراؤں اور نخلستانوں میں دور دور تک گائے جاتے ہیں۔

عدی نے کوئی جواب نہ دیا اور اس کی گردن جھکی ہوئی تھی اور ملکہ الزباء نے اسے چونکا دیا۔ کیا سوچنے لگے نصر کے بیٹے۔ عدی نے اس بار نرم اور دھیمی آواز میں کہا۔ جو دونوں باتیں تم نے پیش کی ہیں یہ ایسی ہیں جن کا فیصلہ میرا باپ ہی کر سکتا ہے۔ اس پر ملکہ الزباء نے چونک کر پوچھا کیا تم اپنا بھلا برا خود نہیں سوچ سکتے۔ عدی نے اس بار کسی قدر بیزار سے لہجے میں کہا کہ میں اپنا برا بھلا سوچ سکتا ہوں مگر ایسے فیصلے میرا باپ ہی کرے گا۔ اس پر ملکہ الزباء کہنے لگی اگر یہ بات ہے تو تم میرے پاس ہی رہو۔ میں تمہارے باپ کو یہیں بلوائے لیتی ہوں۔

اس پر عدی فیصلہ کن انداز میں بولا۔ کہنے لگا نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں ایک بار ضرور واپس اپنے قبیلے میں جاؤں گا۔ یہ مقابلہ جیت کر جو رقم میں نے حاصل کی ہے اس سے بنو لخم سے اپنے قبیلے کے لئے میٹھے پانی کا ایک کنواں خریدوں گا۔ اس لئے کہ میرے قبیلے میں میٹھے پانی کے کنوؤں کی قلت ہے اور لوگ میٹھا پانی حاصل کرنے میں بڑی دقت اور دشواری محسوس کرتے ہیں۔ اس رقم سے میں بنو لخم سے میٹھے پانی کے کنوئیں خریدوں گا جو ہمارے قبیلے کے قریب ہی ہیں اور پھر اس کنوئیں کو اپنے قبیلے کے سب لوگوں کے لئے وقف کر دوں گا۔ تاکہ سب ان سے یکساں مستفید ہوں۔ اس کے بعد تمہاری ان دو باتوں پر اپنے بوڑھے باپ سے مشورہ کروں گا۔ اس پر الزباء نے خدشہ ظاہر کیا۔

اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تم واپس آ جاؤ گے۔ اس پر عدی نے خفگی میں کہا۔

تمہارے پاس اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تم میرے واپس آنے تک زندہ بھی رہ سکو گی یا نہیں۔ عدی بن نصر کی اس بات پر ملکہ الزباء نادم اور خجل سے ہو گئی تھی۔ پھر وہ ہار مانتے ہوئے کہنے لگی میں اس التجا کے ساتھ واپس جانے کی اجازت دیتی ہوں کہ تم جلد واپس لوٹ آنا اور سنو نصر کے بیٹے یہ بات اپنے ذہن اور دل میں جما کے رہنا میں تمہارے لئے ملکہ الزباء نہیں صرف الزبا ہوں جو اپنے دل اور ذہن کی گہرائیوں سے ٹوٹ کر تم سے محبت کرتی ہوں۔ میں تمہیں اپنانا چاہتی ہوں تم سے شادی کرنے کے بعد میری حیثیت یوں سمجھو کہ تمہاری ایک باندی کی سی ہو گی اور بنو قسطورہ کے اصل حکمران تم ہو گے نہ کہ میں جو کچھ تم کہو گے میں اس پر عمل کرتی رہوں گی اس کے ساتھ ہی ملکہ الزباء پھر حرکت میں آئی اپنے قریب پڑی ہوئی ایک اور نقدی کی تھیلی اٹھا کر اس نے عدی کی گود میں رکھتے ہوئے کہا۔

یہ چھ ہزار سرخ دینار اور لے لو یہ میں تمہیں اپنی خوشی سے دے رہی ہوں میں چاہتی ہوں تم آج ہی اپنی بستی کی طرف روانہ ہو جاؤ اور سارے کام نمٹا کر بہت جلد میرے پاس واپس چلے آؤ۔ عدی نے نقدی کی دونوں تھیلیاں سنبھال لیں اور کھڑے ہو کر دروازے سے باہر نکلتے ہوئے بولا اب میں واپس جاتا ہوں اپنے قبیلے میں میں نے جو کام کہا ہے وہ نمٹا کر جلدی ہی تمہاری طرف لوٹوں گا۔ اس کے ساتھ ہی عدی بن نصر ملکہ الزباء کے ساتھ اس کمرے سے نکل گیا تھا۔ اصطبل میں جا کر اپنے گھوڑے پر اس نے زین ڈالی دونوں تھلیاں گھوڑے کی خرجین میں رکھ کر وہ گھوڑے پر سوار ہوا۔ آہستہ آہستہ شہر سے نکل کر وہ دریائے فرات کے کنارے آیا پھر اس نے دریا کے ساتھ ساتھ شمال کی طرف اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑا دیا تھا۔

○

ملکہ الزباء کے محل سے باہر منعقد ہونے والی گانے اور موسیقی کی محفل جب اختتام کو پہنچی تو یوناف اور بیوسا اس محفل سے اٹھ کر بڑی تیزی سے ان گانے بجانے والوں کے پاس آئے جن کا تعلق ہندوستان سے تھا۔ یوناف ور بیوسا دونوں ان کے قریب آ کر بیٹھ گئے پھر یوناف نے بڑے نرم لہجہ میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ میرے مہربانوں کیا تمہارا تعلق ہندوستان کی سرزمین سے ہے اس پر ایک بوڑھا بولا اور کہنے لگا۔ تمہارا کہنا درست ہے ہمارا تعلق ہندوستان ہی کی سرزمین سے ہے یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔ میرا نام یوناف ہے اور میرے ساتھ میری بیوی ہے اس کا نام بیوسا ہے۔ ہم ہندوستان کی سرزمین

میں کچھ عرصہ گزار چکے ہیں لہٰذا اس سرزمین سے ہماری دلچسپی ایک قدرتی بات ہے۔ میں نے تمہارے گانے کے بول بڑے انہماک اور غور سے سنے ہیں جو گیت تم نے گائے ہیں ان میں خدائے واحد کی تعریف بھی ملتی ہے جبکہ میں نے ہندوستان میں رہتے ہوئے ہندوؤں کو کبھی اس طرح کے گیت گاتے ہوئے نہیں سنا اس پر وہ بوڑھا بولا اور کہنے لگا۔

تمہارا اندازہ درست ہے ہمارے آباؤ اجداد ہندومت سے تعلق رکھتے ہوں گے لیکن ہمارے قریب کے آباؤ اجداد نے ہندومت ترک کر کے بدھ مت قبول کر لیا تھا اور بدھ مت میں خدائے واحد کی تعریف خوب کی جاتی ہے اور ہاں اے اجنبی بدھ مت ہی نہیں بلکہ چین کے تاؤ ازم کنفیوشس ازم اور جاپان کے شنتوازم میں بھی یہودیت اور عیسائیت کی طرح خدائے واحد کی تعریف کا کلام پایا جاتا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا گانے والا جب خاموش ہوا تو یوناف نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا میں تو صرف اس سے پہلے ہندومت ہی کو جانتا تھا۔ یہ بدھ مت تاؤ ازم کنفیوشس ازم اور شنتوازم کیا ہے اور تم ان سب مذاہب کو کیسے اور کس طرح جانتے ہو۔ اس پر وہ بوڑھا گانے والا پھر مسکراتے ہوئے بولا اور کہنے لگا۔

سنو میرے مہربان بدھ مت کو میں اس لئے جانتا ہوں کہ اس کا تعلق ہند کی سرزمین سے ہے اور اسی سرزمین سے میرا بھی تعلق ہے میں اور یہ میرے ساتھ گانے اور موسیقی کے سلسلے میں چین بھی جاتے رہے ہیں لہٰذا ہم وہاں جانے کی وجہ سے چین کے دونوں مذاہب یعنی تاؤ ازم اور کنفیوشس ازم کے متعلق بھی تفصیل سے جانتے ہیں اور وہیں ہم نے جاپان کے مذہب شنتوازم سے متعلق بھی تفصیل حاصل کی تھی۔ اس پر یوناف نے بڑی دلچسپی سے اس بوڑھے گانے والے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے مہربان کیا تم مجھے ان مذاہب سے متعلق کچھ تفصیل سے بتاؤ گے۔ میں جانتا ہوں اس کے لئے تمہارا بہت وقت ضائع ہو گا لیکن اگر تم اس کام کو اپنے لئے بوجھ سمجھتے ہو تو اس کے لئے میں تمہیں بہترین معاوضہ بھی دوں گا اس پر وہ بوڑھا مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ میرے عزیز معاوضہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں تمہیں بلامعاوضہ ہی یہ ساری تفصیل کہوں گا پہلے یہ کہو کہ تمہارا اپنا تعلق کس سرزمین سے ہے اور ہندوستان سے متعلق تم کیا کچھ جانتے ہو اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ تم یوں جانو کہ میں ایک مافوق الفطرت انسان ہوں اور ایسی ہی میری بیوی بھی ہے اور ہم دونوں صدیوں سے چلے آ رہے ہیں ہم دنیا کے ہر ملک میں رہے اور میں تمہیں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہر ملک سے ہی ہمارا تعلق ہے اس پر وہ بوڑھا گانے والا پریشان سے لہجہ میں کہنے لگا تم عجیب قسم کی باتیں کرتے ہو جو

سمجھ سے بالا ہیں بہرحال جو تفصیل تم طلب کرتے ہو وہ میں تم سے کہوں گا کہو میں کہاں سے شروع کروں۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا پہلے تم مجھے بدھ مت سے متعلق تفصیل سے کہو۔ اس کے بعد میں دوسرے مذاہب کے متعلق تم سے تفصیل کے ساتھ سننا پسند کروں گا اس پر اس بوڑھے گانے والے نے اپنا گلا صاف کیا پھر وہ یوناف اور بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے بڑی دلچسپی سے کہہ رہا تھا۔

○

بدھ مت کا تعلق گوتم بدھ سے ہے جو 568 قبل مسیح میں شمالی ہند کے علاقہ نیپال میں ساکیہ قبائل کی راج دھانی کپل وستو میں پیدا ہوئے یہ شہر دریائے ردمنی کے کنارے بنارس سے سو (100) میل کے فاصلہ پر گوشہ شمال مشرق میں واقع ہے۔ گوتم بدھ کے والد کا نام شدھو دھن تھا اور ان کی والدہ کا نام مایا تھا۔ شدھو دھن کے دو حرم تھے۔ لیکن 45 سال تک کسی بیوی کے ہاں اولاد نہ ہوئی تھی۔

جب بڑی ملکہ مایا حاملہ ہوئیں تو تمام راج دھانی میں خوشیاں منائیں گئیں ملکہ کو ملک کے رسم و رواج کے مطابق وضع حمل کیلئے انکے والدین کے گھر بھیجا گیا مگر راستے ہی میں چند بلند درختوں کے نیچے انکے ہاں بچہ پیدا ہو گیا اور ملکہ کو بچہ سمیت کپل وستو آنا پڑا۔ ایک ہفتہ ہی میں بچہ ماں کی شفقت سے محروم ہو گیا اور سوتیلی ماں نے بچہ کی خبر گیری کرنا شروع کی تھی۔

اس بچے کا نام سدھا رتھ رکھا گیا ان کا خاندانی نام تو گوتم تھا بعد میں جب گیان حاصل کر لیا تو بدھ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کا ایک نام ساکیہ منی یا ساکیہ سنگھ بھی ہے۔ ساکیہ منی یا گوتم کی تربیت و پرورش شاہی طریقہ پر ہوئی۔ گوتم کی اوائل عمری کے حالت پردۂ کتمان میں ہیں۔ جب گوتم انتیس برس کا ہوا تو اپنے ایک خادم چین کو ساتھ لے کر باہر نکلا۔

راستے میں ایک مفلوک الحال فرسودہ دل مضمحل اعضاء والا ایک بڈھا دیکھا جس پر چلنا دوبھر اور گراں تھا اسکے بعد ایک کمزور اور ضعیف البنیان بیمار پر نظر پڑی۔ جو ضعف اور بیماری کی وجہ سے بمشکل ایک قدم چلتا اور ٹھہر جاتا۔ قدموں میں لڑکھڑاہٹ تھی اور ٹانگیں جسم کا بوجھ اٹھانے سے قاصر تھیں۔ آگے چل کر دیکھا کہ لوگ ایک جنازے کو کندھا دیئے ہوئے قبرستان کی طرف لے جا رہے تھے۔ اس کے بعد ایک فقیر درویش صاف باطن کو دیکھا جس کا چہرہ نور کی شعاعوں سے روشن تھا۔ قناعت کی دولت سے مالا مال تھا۔

گوتم انسانی زندگی کے یہ تین حسرت ناک پہلو یعنی بڑھاپا بیماری اور موت سے بے حد متاثر ہوا اور دل سے دنیا کی محبت کی آگ سرد ہو گئی۔ آن واحد میں انکے دل میں یہ خیال گزرا کہ ایک دن وہ بھی پیرانہ سالی بیماری اور موت کے پنجہ میں اسیر ہو گا۔ جن سے نہ فرار ہے نہ گریز اس کے ساتھ ہی اس فقیر باصفا اور روشن دل کا خیال آیا کہ وہ کس طرح اطمینان قلب کی دولت سے مالا مال ہے اور تمام دنیاوی بکھیڑوں اور دکھوں کی زنجیروں کو توڑ کر یاد الٰہی میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ دل میں یہ گزرا کہ وہ بھی کیوں نہ اس فقیر باصفا کی طرح دنیا کے تمام عیشوں اور آراموں سے منہ موڑ کر یاد الٰہی میں مشغول ہو جائے۔ تاکہ وہ حقیقی مسرت اور اطمینان کی دولت پا سکے۔

انہی حالات میں غلطاں و پیچاں گوتم اپنے خادم چھِن کے ساتھ گھر لوٹا اس سے پہلے گوتم کی شادی سولہ سال کی عمر میں سوبھدرا نام کی ایک عورت سے ہو چکی تھی۔ اس کے بطن سے گوتم کا ایک خوبصورت بچہ بھی پیدا ہو چکا تھا۔ جس کا نام راہل تھا۔

ان تین حادثات کے بعد جب رات کی تاریکی نے پردے پھیلانے شروع کیے تو گوتم نے اپنے نوکر چھِن سے گھوڑا مانگا۔ ذاتی خادم تعمیل و حکم میں گھوڑا لینے گیا خود گوتم اس کمرے میں گیا جس میں اس کی بیوی اور بچہ سو رہے تھے۔ دہلیز پر کھڑے ہو کر دیکھا کہ ماں اپنے لاڈلے اور خوبصورت بیٹے کے ساتھ سوئی ہوئی تھی۔ دل میں خیال گزرا کہ بچے کو گود میں لے کر آخری اور الوداعی پیار کرے لیکن پھر خیال آیا کہ شاید بچہ اور بیوی کی محبت عیش و آرام گھربار ترک کرنے میں ایک رکاوٹ پیدا نہ کر دے اس لئے آپ نے دہلیز ہی سے اپنی بیوی اور بچہ پر الوداعی نگاہ ڈالی اور گھر سے نکل پڑے اس وقت انکی عمر انتیس سال تھی۔

دریائے الومہ کے کنارے پہنچ کر زیور اور جواہرات گوتم نے اپنے خاندانی ملازم چھِن کو دیئے اور کہا کہ ان کو لے کر واپس اپنے شہر کپل وستو کو لوٹ جائے۔ جاں نثار نے اصرار کیا کہ وہ بھی اپنے آقا کے ساتھ زاہدانہ زندگی بسر کرے گا لیکن گوتم نے کہا نہیں تم واپس کپل وستو جاؤ اور میرے والد سے تمام حال بیان کرو۔ چنانچہ خادم اپنے دل پر سل رکھ کر واپس لوٹا۔ گوتم نے اپنا شاہی لباس اتار کر ایک غریب آدمی سے لباس بدل کر زاہدانہ زندگی کی ابتداء کی اور ایک شہر راج گڑھی کی طرف کوچ کیا۔

راج گڑھی شہر مگدھ کی سلطنت کا دارالخلافہ تھا اور خوبصورت اور دلکش وادی میں پانچ پہاڑوں کے درمیان واقع تھا۔ ان پہاڑوں کی غاروں میں چند مشہور درویش رہتے تھے۔ گوتم ان کے پاس گیا۔ ایک الترنامی فقیر کے مرید ہو گئے۔ جب اس فقیر کی صحبت سے تسکین قلب کی دولت میسر نہ آئی تو ایک اور عابد و زاہد فقیر اورک نامی کی طرف گئے۔ ان دونوں درویشوں نے ہندومت کا فلسفہ گوتم کو سکھایا۔

اس کے بعد گوتم نے نفس کشی کے چلوں اور ریاضتوں کا قصد کیا۔ ازویل کے جنگل میں چھ سال تک سخت ریاضتیں اٹھائیں۔ جسم کانٹے کی طرح خشک ہو گیا۔ لیکن نور قلب میسر نہ آیا ان ریاضتوں اور مشقتوں کے اٹھانے کی وجہ سے گوتم کی شہرت قرب و جوار میں پھیل چکی تھی۔

اس ریاضت کی وجہ سے کچھ لوگ آپ کے مرید بھی بن گئے ایک دن ضعف کی وجہ سے زمین پر گر پڑے مریدوں نے خیال کیا کہ آپ نے دم توڑ دیا ہے۔ تھوڑی ہی دیر بعد بے ہوشی اور سکر دور ہوا تو آپ نے اندازہ لگایا کہ ان کی جسمانی ریاضتوں اور مشقتوں کی وجہ سے نور قلب میسر نہیں آ رہا۔ نفس کشی کو ترک کر دیا اور کھانا پینا شروع کر دیا۔

نفس کشی ترک کر کے کھانا پینا شروع کرنے کی وجہ سے آپ کے سارے مرید آپ سے الگ ہو گئے اور گوتم کو چھوڑ کر بنارس چلے گئے گوتم گو ہر مقصود کی تلاش میں سرگرداں پھرنے لگے ہندو درویش کی صحبت نے بھی اطمینان قلب نہ بخشا۔ ریاضتوں اور مشقتوں سے بھی دلی راحت میسر نہ آئی۔ اس بے اطمینانی کی حالت میں نہ فیصلہ کر پائے کہ واپس کپل وستو چلا جائے اور وہیں عیش و مسرت والی زندگی اختیار کی جائے اور نہ ہی وہ یہ فیصلہ کر پائے کہ وہ اسی درویشانہ اور فقیرانہ زندگی میں ہی حیران و سرگرداں پھرتے رہیں یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا گانے والا چپ ہوا کچھ دیر دم لیا پھر وہ یوناف اور یوسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اسی حالت میں تھے کہ ایک روز ایک ناکتت خدا دہقان لڑکی کی نظر گوتم پر پڑی گوتم کو شکستہ حال دیکھ کر پوچھا اے فقیر کیا آپ بھوکے ہیں اور کیا آپ میرے ہاتھ سے کھانا تناول کر لیں گے گوتم نے سر اٹھا کر دیکھا اور پوچھا اے بہن تمہارا نام کیا ہے لڑکی نے جواب دیا مہاراج میرا نام سوجات ہے گوتم نے کہاں ہاں میں بھوکا ہوں لیکن کیا تمہاری یہ غذا میری بھوک کو تسلی دے سکے گی۔

لڑکی یہ نہ سمجھ سکی کہ اس درویش کی بھوک سے کیا مراد ہے اور یہ کس قسم کی تسلی چاہتا ہے لڑکی نے نہایت محبت اور شفقت سے کھانا لائی گوتم نے ایک بڑ کے درخت کے نیچے بیٹھ کر کھانا تناول کیا سوجات چلی گئی گوتم اسی درخت کے نیچے یاد الٰہی میں مصروف رہے اسی مراقبہ اور زہد و جہد کی حالت میں گوتم مختلف اقسام کے امتحانات اور آزمائشوں میں ڈالے گئے کہنے والے کہتے ہیں کہ اسی بڑ کے نیچے جس وقت گوتم مراقبے اور زہد و جہد کی

حالت میں تھے وہ تین طرح کی آزمائشوں اور ابتلاؤں میں ڈالے گئے اور انہی آزمائش اور ابتلاؤں میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد پھر کہیں جا کر گوتم کو اپنا گوہر مقصود حاصل ہوا۔

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا گانے والا جب خاموش ہوا تو یوناف نے اسے مخاطب کر کے کہا اے میرے بزرگ کیا تم گوتم کی ان آزمائشوں پر بھی روشنی ڈالو گے جو بڑ کے اس درخت تلے زہد و جہد کی حالت میں ان پر مسلط کی گئی تھیں اور جن سے وہ کامیابی اور کامرانی سے گزر کر خدائے واحد کا عرفان حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے اس پر بوڑھا گانے والا بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا ہاں میں تمہیں ان آزمائشوں سے متعلق تفصیل سے بتاتا ہوں تھوڑی دیر تک وہ گانے والا خاموش رہا پھر وہ بولا اور کہہ رہا تھا۔

پہلی آزمائش کچھ اس طرح تھی کہ شیاطین نے مختلف وسوسوں سے ان کو انکے مقصد حیات اور مطمع نظر سے الگ کرنے کی کوشش کی لیکن گوتم شیاطین کی ان کوششوں پر

دوسری آزمائش کچھ اس طرح تھی کہ گوتم کو حوروں کے جم غفیر نے اپنے گھیرے میں لے لیا اور گوتم کو محبت آمیز سرگوشیوں اور وصل کے وعدوں سے یاد الہیٰ سے غافل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی اب بدی کی قوتیں گوتم کو کہتی تھیں ادھر آ ذرا تو ان کو دیکھ لے تیرا مکھڑا تو پورا چاند ہے یہ بھی کنول کے پھول سے کم نہیں ان کی آوازوں کو سن کیسی پیاری اور تہہ دل سے نکلتی ہیں۔ ان کے دانت ایسے سفید ہیں جیسے برف یا چاندی ان کی مثل جنت میں بھی ملنا مشکل ہے۔ اس دنیا میں بھلا تجھے کہاں ملیں گی یہ ایسی حسین ہیں کہ بڑے بڑے دیوتا ان کی تمنا میں مرتے ہیں۔

گوتم نے ان بد روحوں کو جواب دیتے ہوئے کہا یہ جو شکلیں میرے سامنے کھڑی ہیں انتہائی کریہہ المنظر اور بے جوڑ ہیں ان کے اندر کیڑے بھرے ہوئے ہیں اور یہ تو بالکل جلنے والی ہیں اور درد سے بھری ہوئی ہیں میں وہ چیز حاصل کروں گا جو جاودانی ہے جسے عقلمند مانتے ہیں اور جس سے آسودگی ہاتھ لگتی ہے۔

ان روحوں نے پھر کہا تو کیوں اتنی نفرت کرتا ہے گوتم نے جواب دیا ہر مخلوق میں گناہ ہے جس کسی نے اپنے آپ کو ہوا و ہوس سے پاک کیا وہ اس بات کو جانتا ہے انسان کی شہوات نفسانی کی مثال تلوار تیر نیزے یا استرے کی سی ہے جس پر شہد لگا ہوا ہو ان کی مثال سانپ کے سر یا دہکتی ہوئی آگ کی سی ہے پر میں اس کو خوب جانتا ہوں۔

یوں گوتم بدی کی ان قوتوں سے مرعوب نہ ہوا ان کا کہا نہ مان کر اور گوہر مقصود اور خداوند قدوس کا عرفان حاصل کرنے کی خاطر اس نے ان بدروحوں کی عیاشی لذت اور

شہوات انسانی کی پیش کش کو ٹھکرا کر دوسری آزمائش میں بھی اپنے آپ کو کامیاب اور کامران کر لیا تھا۔

تیسری آزمائش عزازیل یا شیطان نے گوتم سے کہا میں تمام دنیا میں شہوات کا بادشاہ ہوں۔ تمام دیوتا' انسان اور حیوانات میرے تابع ہیں تو بھی میری فرمانبرداری کر گوتم کہنے لگا۔

اگر تو شہوات نفسانی کا بادشاہ ہے تو ہوا کر دنیا پر تو تیری حکومت نہیں ہے۔ مجھے غور سے دیکھ میں ہوں عرفان ذات الہیٰ کا ایک متمنی اگر تو شہوات کا بادشاہ ہے تو ہوا کرے کہنے والے کہتے ہیں کہ جب گوتم ان تینوں آزمائشوں سے کامیابی کے ساتھ گزر گیا تو اسے ایک دلنواز آواز سنائی دی جو کہہ رہی تھی اے جوان مرد دشمن کی فوج نے تیرے درخت کا محاصرہ کرنے کے بعد بالآخر شکست کھائی لہٰذا اس خوشی میں نیکی کے کارندے تم پر پھولوں اور صندل کے چورے نچھاور کرتے ہیں۔

ان ساری آزمائشوں سے گزرنے کے بعد گوتم کو اپنے نفس عمارہ پر مکمل فتح حاصل ہو گئی تھی اسے وہ راستہ مل گیا تھا جس کی اسے تلاش تھی وہ شربت کافور مل گیا جس کے لئے کام و دہن پیاسے تھے وہ مشروب زیست فراہم ہو گیا جس کے پینے سے روحانی منزلیں جلد طے ہونے لگیں عرفان الہیٰ اسے نصیب ہو گیا اور جس روحانی تسکین کی طلب تھی وہ اسے مل کر رہی۔ اس عرفان کو حاصل کرنے کے بعد گوتم نے جو لوگوں میں پہلا وعظ دیا وہ کچھ یوں تھا۔

"اے لوگو میں نے اس طرح رنج و غم کی حقیقت کو اور اس کی غیر متناہی کو اس کے دور کرنے کے طریقے کو سیکھا ہے میں نے معلوم کیا ہے کہ خواہش نفسانی کی کیا مصیبت ہے۔ ازل' کی زندگی اور دنیاوی زندگی کی کیا مصیبت ہے اور ان کل مصیبتوں سے انسان کیونکر بچ سکتا ہے یہ مصیبتیں کس طرح بالکل غائب ہو سکتی ہیں مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ مایا کیا چیز ہے مایا کیا مصیبت ہے اور اس سے سرخرو کیسے ہوا جا سکتا ہے دراصل یہ خداوند کے عرفان کی معراج تھی جو اس لمحہ گوتم کو نصیب ہوئی تھی جو خدا کے تمام پیاروں کو ہوا کرتی ہے۔

بڑ کے اس درخت تلے عرفان حاصل کرنے کے بعد گوتم مسرت کے عالم میں درخت کے نیچے سے اٹھے اور طمانیت قلب کا الہیٰ نسخہ ساتھ لیکر راج گڑھی کی طرف چل دیئے۔ جو ریاست مگدھ کا مرکزی شہر تھا تاکہ ان لوگوں کو بھی اس نسخہ سے اطمینان قلب کی دولت سے مالا مال کر سکیں سب سے پہلے اپنے دوستوں ہندو استادوں کی طرف روانہ ہوئے تو معلوم

ہوا کہ وہ دونوں فانی دنیا سے کوچ کر چکے ہیں- وہاں سے بنارس کی طرف چلے راستہ میں ایک پرانے دوست سے ملاقات ہوئی جو گوتم کو دیکھتے ہی کہنے لگا-

میرے دوست کیا بات ہے ایک عرصے کے بعد تم سے ملاقات ہوئی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ تم کافی مطمئن اور ہشاش بشاش نظر آتے ہو اور تمہارے چہرے پر نور کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں یہ کس کا نتیجہ ہیں جواب میں گوتم کہنے لگا میں دنیا کی ساری روحانی اور اخلاقی طاقتوں پر قادر ہو گیا ہوں اور نفس امارہ کی سرکش اونٹنی کو ذبح کر دیا ہے جس کے نتیجے میں مجھے دائمی راحت حاصل ہو گئی ہے اور دوست پھر بولا اور کہنے لگا اب کس طرف جا رہے ہو گوتم بولا بنارس کا رخ کر رہا ہوں اس نے پوچھا کس غرض سے گوتم نے جواب دیا لوگوں کو وہ بتانے کے لئے جس پر چل کر وہ ابدی اور حقیقی راحت حاصل کر سکتے ہیں-

گوتم کے اس دوست کہ نام جس کا ایک تھا گوتم کی باتوں کو سن ان سنی کر کے دوسرا راستہ اختیار کر لیا اور گوتم بنارس کی طرف چل دیئے-

چند روز تک بنارس میں قیام کرنے کے بعد گوتم ہرن بن جا پہنچے یہ بن بنارس سے شمالی جانب واقع ہے وہاں گوتم کے پانچ بڑے مرید رہتے تھے جب گوتم نے نفس کشی ترک کر دی تھی تو یہ پانچوں مرید حلقہ عقیدت سے الگ ہو گئے تھے پانچوں مریدوں نے گوتم کی طرف ذرا بھی توجہ نہ دی تاہم ظاہری روا داری کے طور پر ایک پرانا بوریا بچھا دیا گوتم اس پر بیٹھ گئے اس کے بعد گوتم نے ان کے سامنے راستکاری کا وعظ شروع کیا-

کافی دیر تک ان پانچوں منحرف مریدوں سے گفتگو کرتے رہے آخر کار حق قبول کرنے کے لئے ان کا سینہ کھل گیا اور وہ سارے کے سارے گوتم کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے کچھ عرصہ گوتم ہرن بن میں مقیم رہے اور لوگوں کو ابدی اور حقیقی نجات کا پیغام پہنچاتے رہے اس پیغام کے پہنچانے میں مرد عورت امیر غریب عالم و جاہل کسی کی بھی تفریق نہ تھی امراء میں سے سب سے پہلے یاس نامی ایک امیر و کبیر نوجوان نے گوتم کے پیغام کو قبول کیا اس کے ساتھ اس کے ہمراہیوں کی ایک خاصی بڑی جماعت بھی گوتم کے مریدوں میں شامل ہو گئی- یاس کی بیوی ماں باپ سب بدھ مت میں شامل ہو گئے تھے-

ہرن بن پہنچنے کے تین ماہ بعد گوتم نے اپنے مریدوں کو جمع کیا ان کی تعداد ساٹھ کے قریب تھی ان سب کے اطراف میں نجات ابدی کی خوشخبری کا پیغام دینے کے لئے بھیجا فقط یاس اپنے والدین کے ساتھ بنارس میں مقیم رہا گوتم خود تبلیغی وفود کے نتائج دیکھنے کے لئے وہیں ہرن بن ہی میں مقیم رہے-

جن دنوں تبلیغی وفود بھیجنے کے بعد گوتم ہرن بن میں قیام کئے ہوئے تھے ان ہی دنوں

ازویل کے جنگل میں تین بھائی فقیرانہ زندگی بسر کر رہے تھے ان کی بڑی شہرت تھی انبوہ در انبوہ لوگ ان کے پاس جا کر رہتے تھے اور بادشاہ و عمائدین ان تینوں بھائیوں کی بھی تکریم کیا کرتے تھے گوتم بھی ان کے پاس گئے اور ان کے پاس جا کر تبلیغ کا سلسلہ شروع کرتے ہوئے انہیں وعظ کرتے رہے جس کے نتیجے میں وہ تینوں بھائی گوتم کے عقیدت مندوں میں شامل ہو گئے تھے-

یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا گانے والا رکا اور بڑے غور سے باری باری اس نے یوناف اور بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے شاید ان کے تاثرات کا جائزہ لیا پھر وہ دوبارہ بولتے ہوئے کہہ رہا تھا-

گوتم اپنے مریدوں کو لیکر ازمیر سے چلے اور مگدھ کے دارالخلافہ راج گڑھی میں آئے مگدھ کے بادشاہ بمباسر نے گوتم اور ان کے مریدوں کی بہت توقیر کی یہاں بھی گوتم نے وعظ اور تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا اور گوتم کے فلسفہ پر مگدھ کا بادشاہ بمبا سر ایمان لے آیا بادشاہ کے فلسفہ قبول کرنے کے ساتھ ہی بیشمار لوگ گوتم پر ایمان لے آئے گوتم نے کچھ عرصے کے لئے راج گڑھی سے باہر ہی ایک جھونپڑے میں قیام کئے رکھا-

اس عرصہ میں گوتم کے والد نے پیغام بھیجا کہ کپل وستو آ کر ایک بار اپنا چہرہ دکھا جاؤ- پیغام حاصل کرنے کے بعد گوتم اپنے مریدوں کے ساتھ اپنے آبائی شہر کپل وستو روانہ ہوئے- کپل وستو پہنچ کر شہر سے باہر ایک جھونپڑے میں ڈیرہ ڈال دیا- ان کے والد اپنے عزیز و اقارب کو ساتھ لیکر ملنے آئے لیکن اپنے بیٹے کی زاہدانہ اور درویشانہ زندگی کو دیکھ کر خوش نہ ہوئے-

گوتم اور ان کے مریدوں کے کھانے کا بندوبست بھی انہوں نے کیا- اگلے دن گوتم نے شہر کے گھر گھر سے بھیک مانگنی شروع کی- جب گوتم کے باپ اور کپل وستو کے بادشاہ کو اس بات کا علم ہوا تو اسے بہت ملال ہوا اور گوتم کے پاس گیا اور اس نے کہا کہ اس حرکت سے رک جائے- گوتم نے اپنے والد کو اپنے فلسفہ کی تبلیغ کی لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا- باپ نے گوتم کے ہاتھ سے فقیری کاسہ لے لیا اور بیٹے کو اپنے قصر شاہی میں لے گیا اور بہت کوشش کی گوتم زاہدانہ زندگی ترک کر دے-

قصر میں قیام کے دوران گوتم کی بیوی ان کے پاس نہ آئی اور اس نے کہا کہ اگر گوتم کے دل میں اس کے لئے کچھ عزت و توقیر ہے تو گوتم خود میرے پاس آئیں گے- گوتم کے گھر سے نکلنے کے دن سے اس کے اپنے خاوند کو مردہ سمجھ کر تمام عیش و آرام ترک کر دیا ہوا تھا- دن میں صرف ایک مرتبہ کھانا کھاتی اور چٹائی پر لیٹی رہتی-

گوتم کو جب اپنی بیوی کے ان حالات کی خبر ہوئی تو دو مریدوں کو ساتھ لیکر اپنی بیوی کے پاس گئے۔ بیوی نے شوہر کو زاہدانہ لباس میں دیکھ کر خود کو ان کے قدموں میں گرا دیا اور گوتم نے اپنے حلقے میں داخل ہونے والی عورتوں کا ایک علیحدہ گروہ قائم کیا اور بیوی جسودھار کو اس گروہ کا سرکردہ بنا دیا تھا۔ وہ گوتم کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئی تھی۔

تقریباً" 15 روز تک گوتم شہر کے باہر جھونپڑے میں مقیم رہے۔ رشتہ دار و اقارب کی دعوتوں میں شریک ہوتے رہے اور اپنی آواز لوگوں کو پہنچاتے رہے۔ ایک دن گوتم کی بیوی نے اپنے بچے رحل کو عمدہ کپڑے پہنائے اور جب گوتم ایک دعوت میں شرکت کے لئے محل کے پاس سے گزرے تو اس نے اپنے بیٹے سے کہا۔ دیکھ تمہارا باپ جا رہا ہے اس کے پاس جاؤ اور اس سے اپنا ورثہ طلب کر۔

بیٹا گوتم کے پاس گیا اور ورثہ طلب کرنے لگا۔ گوتم نے اس وقت تو کوئی جواب نہ دیا لیکن جب دعوت سے فارغ ہو کر واپس اپنے ٹھکانے کی طرف جانے لگے تو بیٹا بھی ان کے پیچھے پیچھے ہو لیا اور جب گوتم شہر سے باہر اپنی جھونپڑہ نما رہائش میں پہنچے تو اپنے ایک مرید سے کہا بھائی میں اس بیٹے کو وہ نعمت غیر مترقبہ دیتا ہوں جو مجھے برگد کے درخت کے نیچے ملی تھی۔ یوں گوتم نے اپنے بیٹے رحل کو اپنے حلقہ عقیدت میں شامل کر لیا گیا۔ جب دادا کو اس بات کا علم ہوا تو وہ بڑا مغموم ہوا۔

گوتم نے کچھ دن اپنے شہر میں قیام کرنے کے بعد ریاست مگدھ کے مرکزی شہر راج گرہی کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ اس تبلیغی دورہ میں بہت سے رشتہ دار اور اہل وطن گوتم کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے تھے۔ ان میں سے چار اشخاص انتہائی اہم ہیں۔ پہلا آنند' دوسرا بیوت' تیسرا اپالی اور چوتھا انرودھا۔ آنند اور بیوت گوتم کے رشتے کے بھائی تھے۔ اپالی قوم کا نائی تھا۔ جبکہ انرودھا بھی ان کا ایک ہم وطن تھا۔ آنند تمام عمر گوتم کے ساتھ رہا۔ بیودت آگے جا کر گوتم کا مد مقابل اور مخالف بن گیا۔ اپالی حجام مثبت فکروں کا بڑا نامور پیشوا بنا اور انرودھا بدھ مت کی حکمت عملی کا بہترین عالم ثابت ہوا۔

موسم برسات کے اختتام پر گوتم راج گرہی سے چل کر سلطنت کوسل کے پایہ تخت سراوسطی کی طرف روانہ ہوئے یہاں ایک نامور سوداگر رہتا تھا۔ جس نے ان کے مریدوں کے رہنے کے لئے گوتم کے نام ایک جنگل کر دیا۔ یہاں بھی گوتم نے بڑے وعظ اور مناظرے کئے۔ یہاں تک گوتم کی تبلیغ کا تیسرا سال ختم ہوا تھا۔ باقی زندگی انہوں نے کچھ اس طرح گزاری۔

چوتھے برس گوتم مہابن میں مقیم رہے اور ایک نٹ اور اس کے جاننے والوں کو اپنے

حلقہ مریدی میں شامل کیا۔ پانچویں برس وہ حسب وعدہ اپنے باپ سے ملاقات کرنے کے لئے کپل وستو گئے۔ ان کے وہاں پہنچنے پر ان کے والد کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس کی لاش کو جلا کر واپس آ گئے۔ ان کی بیوی اور سوتیلی ماں بھی ان کے ساتھ آئیں اور چند اور عورتیں بھی تھیں ان سب کو اپنے گروہ میں شامل کر لیا گیا تھا۔

چھٹے برس گوتم راج گڑھی میں واپس آئے اور ریمایا سر کی رانی کھیمو کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کیا۔ اس موقع پر گوتم کے ایک مرید نے کرامت دکھائی پر آپ نے منع کر دیا کہ کرامت اور معجزہ کا مذہب کی تشہیر سے کوئی تعلق نہیں۔

ساتویں برس ایک دشمن نے ایک عورت چنچا نامی کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ گوتم پر زنا کاری کا الزام لگائے مگر اس کی فریب کاری کا پردہ جلد ہی چاک ہو گیا۔

آٹھویں برس گوتم کپل وستو کے قریب ایک قصبہ سے گزرے وہاں سے چند آدمیوں کو اپنے حلقے میں داخل کر کے ایک نئے شہر کی طرف چلے گئے۔

نویں برس بدھ مت کی جماعتوں میں اختلاف اور انتشار رونما ہو گیا گوتم نے اس اختلاف اور انتشار کو دور کرنے کی سعی کی۔ مگر آپ کی کوشش بار آور ثابت نہ ہوئی جس کی وجہ سے تمام مریدوں کو چھوڑ کر جنگل کا رخ کیا اور وہیں ذکر الٰہی میں مصروف ہو گئے۔

دسویں برس قرب و جوار کے کسانوں نے ان کے لئے ایک جھونپڑا تیار کیا جس میں گوتم کافی ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ اختلافات کرنے والوں نے آپ کو ڈھونڈ لیا۔ آپ سے معافی مانگی اور توبہ کی۔ آپ نے ان کے قصور کو معاف کر دیا۔ آپ تائب مریدوں کو ساتھ لیکر سرادستی ہوتے ہوئے پھر راج گڑھی پہنچ گئے تھے۔

گیارہویں برس گوتم نے چند اور مشہور آدمی اپنے حلقہ ارادت میں شامل کئے اور مگدھ اور کوشل کی ریاستوں میں مذہبی فریضہ سرانجام دیا۔ بعد میں ایک لمبا تبلیغی سفر اختیار کیا اور جس مقام سے گزرے وہاں وعظ کرتے رہے تھے۔ یہاں تک کہ مقام چیلیا میں اپنے حلقہ کا پرچار کیا اس طرح گوتم صحرا دشتی میں رہے اور اپنے بیٹے کو مبلغ بنا کر اپنی آبائی ریاست کپل وستو کی طرف روانہ کیا۔

پندرھویں برس کپل وستو کے باہر ایک جنگل میں ڈیرہ لگایا۔ اپنے چچا زاد بھائی مہانتم جو اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا تھا وعظ کیا اس کے علاوہ اور بھی وعظ کئے جن میں جتایا کہ راست بازی کی خیرات اور صدقات پر فضیلت حاصل ہے۔

سولھویں برس الاوی میں بسر کیا اور اپنے پیغام حق کو لوگوں تک پہنچایا۔ سترھویں برس راج گڑھی کی طرف گئے اور وہاں موسم برسات گزارا پھر ایک کسبی سری ستی کی میت پر

وعظ کیا پھر گوتم بدھ نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب تک کسی آدمی کو کھانا نہ کھلا لیتے اسے وعظ نہ سناتے۔

اٹھارہویں برس چلیا میں جا کر ایک جلاہے کو جس کی لڑکی مر گئی تھی وعظ سنایا اور پھر برسات کا موسم گزار کر واپس آ گئے۔ انیسویں برس گوتم بدھ نے مگدھ کے راستے سے سفر اختیار کیا اور جس گاؤں میں گزرتے وہاں وعظ سناتے۔ ایک مرتبہ ایک ہرن کو پھندے میں پھنسا دیکھ کر اس کے پاس گئے اور گھاس وغیرہ اس کے چرنے کو ڈالی۔ شکاری بہت ناراض ہوا اور اس کے مارنے کو تیار ہو گیا۔ گوتم نے اپنا وعظ سنایا۔ وہ معہ اپنے خاندان کے انکا مرید بن گیا تھا۔

بیسویں برس دیہات اور قصبات میں وعظ سناتے رہے۔ چلیا کے جنگل میں ایک مشہور ڈاکو انگلولی کو اپنے لطف اور عنایت کے ذریعہ راہ حق کی طرف لائے اور اپنے حلقہ ارادت میں شامل ہونے کی ترغیب دلائی۔ اکیسویں برس سے پینتالیسویں برس تک گوتم بدھ کی زندگی کے حالات پردہ کتمان میں ہیں۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ایک سال کے حالات دوسرے سال کے حالات سے ملتے جلتے ہیں۔ لہٰذا تذکرہ نویسوں نے ان سب حالات کو احاطہ تحریر میں لانا پسند نہیں کیا۔

گوتم بدھ عورتوں کی بہت تکریم کرتے تھے اور بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مستورات نے اس مذہب کے لئے اپنے جان و مال کو وقف کر دیا۔ عورتوں میں سراوستی کی رہنے والی ایک عورت بشاکا نے بہت شہرت حاصل کی۔ اس نے ایک سایہ دار کنج گوتم کے زاہدوں کو دیا اور رہائش کے لئے سراوستی کے قریب ایک خانقاہ بھی تعمیر کرائی۔

گوتم عام بازاری عورتوں اور کسبیون کی دعوتیں بھی قبول کر لیتے تھے۔ امباپلی کپل وستو اور چند مقامات پر گوتم کسبیوں کے ہاں مدعو ہوئے اور حلقہ عوام میں بہت چرچہ ہوا اور انہوں نے اس بات کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ راج گڑھ میں ایک کسبی سری مستی کی میت پر جا کر گوتم بدھ نے وعظ دیا اور مجمے میں حیرانی کی لہر دوڑا کر رکھ دی تھی۔

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا گانے والا کھو سا گیا تھا۔ پھر رکا اور سانس لیا۔ دوبارہ وہ یوناف اور بیوسا پر گوتم بدھ کے حالات کا انکشاف کرتے ہوئے کہنے لگا گوتم بدھ کے وعظ کرنے کا طریقہ بھی بڑا نرالا تھا۔ یہاں تمہارے سامنے اس کے وعظ اور نصیحتوں کی دو مثالیں پیش کرتا ہوں۔

پہلی روایت کچھ یوں ہے کہ ایک لڑکی کہ [illegible] جس کا گسا گوتمی تھا اس کی شادی ایک امیر آدمی کے اکلوتے بیٹے سے ہوئی تھی اس کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ وہ ابھی بچہ

ہی تھا کہ موت نے اسے اپنے آہنی پنجوں میں لے لیا۔ وہ جوان عورت بچے کو سینے سے لگائے ہر فقیر اور درویش کے گھر گئی۔ ان سے دعا مانگتی جس سے اس کا بچہ زندہ ہو جائے۔

ایک درویش نے کہا میرے پاس دعا تو نہیں ہے مگر میں تمہیں ایک درویش کا نام بتا سکتا ہوں جس کے پاس اس کا علاج ہے۔ اس عورت نے اس کا نام پوچھا تو درویش نے کہا اس کا نام گوتم بدھ ہے۔ اس کے پاس جا۔ وہ تیرے اس مردہ بچے کے لئے کوئی دعا ضرور تجویز کرے گا۔ وہ عورت گوتم بدھ کے پاس گئی تو گوتم بدھ نے کہا کہ ہاں تمہارے اس مرنے والے بچے کا علاج ہے۔

اس زمانے میں علاج کا طریقہ یہ تھا کہ جو بیمار ہوتا وہی طبیب کی مطلوبہ جڑی بوٹی لا کر دیا کرتا تھا۔ وہ عورت جب گوتم بدھ کے سامنے آئی تو گوتم نے کہا کہ سرسوں کے دانے ایسے گھر سے لاؤ جس کا کوئی آدمی نہ مرا ہو۔ عورت بیچاری گھر گھر جاتی اور سرسوں کے دانے مانگتی اور پوچھتی کہ کیا اس گھر کا کوئی آدمی مرا تو نہیں ہر گھر سرسوں دینے کو تو تیار ہو جاتا مگر یہ کہتا کہ اس گھر کے اتنے آدمی لقمہ اجل ہو چکے ہیں۔

جب اس عورت نے دیکھا کہ ہر انسان کی زندگی موت کے پنجے میں اسیر ہے تو اس کے دل سے ظلمت کا پردہ چاک ہوا تو اس نے اپنے بچے کو جنگل میں دفن کیا اور گوتم کی خدمت میں حاضر ہو گئی۔ گوتم نے پوچھا سرسوں کے دانے لائی ہو۔ عورت نے کہا۔ سوامی جی سرسوں کے دانے تو ملتے ہیں مگر کوئی گھر موت سے خالی نہیں۔ گوتم نے اپنے وعظ کا آغاز کیا اور کہا کہ ہر چیز فانی ہے۔ اس عورت کے دل پر گوتم بدھ کے خیالات ایسے نصب ہوئے کہ وہ ان کے حلقہ عقیدت میں شامل ہو گئی۔

دوسری روایت کچھ یوں ہے کہ ایک مرتبہ ایک متمول برہمن اپنے کھیت سے فصل کاٹ کر اپنے گھر آ رہا تھا۔ گوتم بدھ اپنی جھولی لیکر اس کے پاس جا کھڑے ہوئے۔ برہمن جھنجھلا کر بولا اور کہنے لگا کہ میں محنت اور مشقت کر کے تخم ریزی کرتا ہوں ار محنت اور مشقت سے اپنی روزی کماتا ہوں تو بھی اسی طرح اپنی روزی کما۔

گوتم نے جواب دیا میں بھی محنت مشقت اور تخم ریزی کرتا ہوں اور تیری طرح محنت کرتا ہوں اور اپنا رزق حاصل کرتا ہوں۔ برہمن نے کہا تو اپنے آپ کو کاشتکار کہتا ہے لیکن تمہارے پاس کاشتکاری کے لئے آلات اور سامان نہیں ہے۔ اس پر بدھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

سنو ایمان میرا تخم ہے جسے میں بوتا ہوں اور نیک کاموں کی بارش اسے سرسبز اور شاداب کرتی ہے۔ عقل و حیا میرے ہل کے پرزے ہیں اور میرا دل اسے چلاتا ہے۔ مذہبی

قانون میرے ہل کا دستہ ہے اور شوق اور سنجیدگی میرا پینا ہے۔ محنت اور سعی میرے بیل ہیں اس محنت مشقت سے مغالطہ کے پودے اکھاڑ پھینکتا ہوں اور پھر جو فصل پیدا ہوتی ہے وہ نروان کے امرت پھل ہیں، جن کے کھانے سے تمام تکالیف اور مصائب دور ہو جاتے ہیں۔ وہ برہمن گوتم کی اس گفتگو سے ایسا متاثر ہوا کہ ان کے حلقہ ارادت میں جا شامل ہوا تھا۔

یہاں تک کہہ چکنے کے بعد بوڑھا گانے والا چند لمحوں کے لئے سانس لینے کو رکا اور پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ دیودت گوتم بدھ کا چچا زاد بھائی تھا اس کے دل میں شبہ پیدا ہوا کہ وہ گوتم بدھ سے آگے بڑھ سکتا ہے اور برتر درجہ پا سکتا ہے اس لئے اس نے گوتم بدھ سے اپنے زیرہدایت ایک گروہ تشکیل کرنے کی اجازت چاہی اور یہ بھی تجویز پیش کی کہ اس گروہ میں شامل ہونے والوں پر ایسی قیود عائد کی جائیں کہ گوتم بدھ کے اختیار کردہ قواعد سے بھی زیادہ سخت ہوں۔

راج گڑھی کا بادشاہ اجات سترو اس دیودت کا معاون تھا۔ بہت سے درویش اس کے پیروکار تھے۔ گوتم بدھ نے اس تجویز کو منظور نہ کیا اور یہ بھی کہا کہ جو تیری قیود کا جوا اپنے گردن میں رکھنا پسند کرے اس کو اختیار ہے کہ وہ تمہارے گروہ میں شامل ہو جائے میرا کام تو لوگوں کو راہ نجات دکھانا ہے۔

دیودت نے گوتم سے علیحدگی اختیار کر کے ایک نیا گروہ بنا لیا اور دل میں ٹھان لیا کہ وہ گوتم اور اس کے گروہ کو برباد کر کے ہی دم لے گا۔ دیودت نے راج گڑھی کے بادشاہ اجات سترو کے ذریعے چند آدمی متعین کر کے گوتم بدھ کو کروانے کے لئے تین دفعہ کوشش کی لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوا۔ دیودت تو مر گیا لیکن راج گڑھی کا بادشاہ اجات سترو گوتم بدھ کا جانی دشمن بن گیا اس نے سراوستی پر جو بدھ مت کا صدر مقام تھا حملہ کر کے تباہی اور بربادی پھیلا دی اس کے علاوہ کپل وستو پر بھی حملہ کیا اور وہاں بھی خوب قتل و غارتگری کا بازار گرم کیا۔

گوتم بدھ ان دنوں اپنی زندگی کے چالیسویں سال کا موسم برسات قلعہ کرگھر سکر میں گزار کر شہر امبالپلی کی طرف چلے گئے۔ (مہ پلی سے گوتم بدھ بھیلو گندھ پہنچ کر پینتالیسویں سال کی برسات گزاری۔ اگلے سال سخت بیمار ہو گئے اور موت کے آثار نظر آنے لگے۔ درویشوں کو بلا کر کہا اے درویشوں آج سے تین ماہ بعد ہم اس فانی دنیا سے کوچ کر جائیں گے میری یہی نصیحت ہے کہ تم ثابت قدم رہنا اور اپنی خواہشات نفسانی پر ضبط رکھنا۔ جو شخص اس قانون اور تربیت کی پوری پابندی کرے گا وہ فلاح اور طمانیت قلب کو پا لے گا۔

بیماری سے ذرا افاقہ ہوا تو وہ کشتی نگر کی طرف روانہ ہو گئے۔ ایک قصبے کے پاس پہنچ کر چندہ زرگر نے جو پالی کا رہنے والا تھا گوتم کی دعوت کی۔ گوتم کھانا کھانے سے فارغ ہو کر وہاں سے چلدیئے۔ دریائے گرگشت کے کنارے پہنچ کر انہیں تھکان اور پیاس محسوس ہوئی۔ اپنے مرید آنند سے پانی منگوا کر اپنی پاس بجھائی اور ندی میں غسل کیا اور دوبارہ کشتی نگر کی طرف چلدیئے اور وہاں پہنچ کر موت کے آثار نظر آتے لگے تھے۔

مریدوں کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے کہ گوتم نے چندہ نام کے زرگر اور سنار کے یہاں کھانا کھایا ہے اسی وقت سے بیمار ہو گئے ہیں۔ جب یہ الفاظ گوتم بدھ نے سنے تو اپنے پیارے مرید آنند کو بلا کر کہا میری موت کے بعد چندہ سنارے کے پاس جانا اور کہنا کہ گوتم کہتا تھا کہ اس کو کھانا کھلانے کا بدلہ اگلے جہاں میں ضرور ملے گا اور کہنا جن لوگوں نے کھانا کھلایا ہے ان میں سے دو شخصوں پر اللہ کی رحمت اور زیادہ ہو گی۔ ایک سوجات نام کی لڑکی جس نے معرفت حقیقی حاصل ہونے سے قبل درخت دانش کے نیچے کھانا کھلایا دوسرا چندہ جس نے موت سے پہلے کھانا کھلایا ہے۔

پھر گوتم درختوں کے جھنڈ کے نیچے بیٹھ گئے۔ تجہیز و تکفین اور ان قواعد کے متعلق باتیں کرنا شروع کر دیں جن پر مریدوں کو چلنا ضروری تھا۔ جب آنند نے دیکھا کہ ان کا معلم ہمیشہ کے لئے ان سے جدا ہو رہا ہے تو وہ مارے غم کے بے ہوش ہو جاتا تھا۔ رو رو کر اپنی آتش غم بجھانے کی کوشش کرتا تھا۔ گوتم بدھ نے آنند کی اضطرابی کیفیت دیکھی تو کہا اے پاکباز مرید تم کو مجھ سے بہت قربت حاصل رہی ہے اور ہمیشہ میرے فلسفے پر ثابت قدم رہے ہو۔ اب بھی اسی فلسفے کی پیروی کرنا تم بھی دنیاوی خواہشات اور عہد جہالت سے رہائی حاصل کر لو گے۔ اس کے بعد گوتم اپنے دوسرے مغموم مریدوں کی طرف متوجہ ہوئے انہیں، اللہ کی صفات سنائیں اور انہیں صابر رہنے کی تلقین کی۔

اب گوتم کی حالت خراب ہونے لگی اور مریدوں نے تیمار داری میں اپنی محنت اور خلوص کے پیمانے انڈیل دیئے۔ تمام رات تیمار داری میں گزاری۔ نصف شب کے قریب ایک برہمن آیا۔ آنند نے گوتم کی حالت خراب دیکھ کر ملاقات کی اجازت نہ دی۔ گوتم کو علم ہوا تو برہمن فلاسفر کو بلایا برہمن فلاسفر نے گوتم سے سوالات کئے۔ گوتم نے اس کے تمام سوالات سنے اور اس کے جواب گوتم نے کہا۔

اب میرے پاس وقت کم ہے مباحثہ کا وقت نہیں ہے میں اپنا فلسفہ بیان کر دیتا ہوں اس کو غور سے سنو۔ وہ تمہاری ہدایت کا موجب بنے گا۔ گوتم نے کہا دیکھو برہمن حقیقی

نجات طہارت اور تقویٰ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ برہمن کے جانے کے بعد گوتم نے آنند کو بلا کر کہا کہ تم نے میرے بعد میرے مشن اور تعلیم کو لوگوں تک پہنچانا اور اسی تعلیم کو اپنا مرشد اور معلم بنا کر رکھنا۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص چاند نامی کے لئے سزا تجویز کی جس نے بے ہودہ کلمات اپنی زبان سے نکالے تھے۔ یہ گوتم کا آخری کام تھا۔ اس کے بعد گوتم ایک یا دو گھنٹے بے ہوش رہے پھر مریدوں کو پاس بلایا اور کہا کہ اگر کسی امر میں شک و شبہ ہو تو دریافت کر لیں لیکن ہر ایک کی زبانیں مارے غم کے گنگ تھیں اور آنسوؤں کے دریا بہا رہے تھے۔

پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا اے درویشو یاد رکھو دنیا کی ہر اشیاء پر فنا آنے والی ہے۔ اس لئے تمہیں چاہیے کہ اپنے جذبات پر فتح پا کر حقیقی نجات حاصل کرو۔ یہ گوتم بدھ کے آخری الفاظ تھے۔ وہ انہیں الفاظ کے ساتھ 80 سال کی عمر میں 488 ق۔ م گورکھپور کے علاقے میں سالگرہ کے دن انتقال کر گئے تھے۔

گوتم بدھ نے مریدوں کو 2 گروہوں میں تقسیم کیا۔ ان میں سے ایک گروہ درویشوں کا تھا دوسرا گروہ دنیا داروں کا دونوں کو عمل کی تعلیم دی۔ درویشوں کے گروہ میں شامل ہونے کے لئے چند شرائط تھیں مثلاً" وہ کسی متعدی مرض یا روگ میں مبتلا نہ ہو۔ نمبر 2 کسی کا غلام اور مقروض نہ ہو۔ 3 داخلے سے قبل والدین کی رضا مندی حاصل کر لی ہو۔ نمبر 4 گوتم کا مرید بننے سے قبل سر منڈوانا پڑتا تھا اور گیروے کپڑے پہن کر گوشہ نشینی اختیار کرنا ہوتی تھی۔ نمبر 5 شراب نوشی کی قطعاً" ممانعت تھی۔ نمبر 6 حصول رزق کے لئے در در بھیک مانگنے کا طریقہ تھا کہ سائل دروازے پر جا کھڑا ہوتا تھا۔ لوگ جھولی میں ڈال دیتے ورنہ آگے چلا جاتا۔ جب کھانے کے لئے کافی ہو جاتا تو اپنی قیام گاہ کی طرف چلا جاتا۔ نمبر 7 صبح صادق سے قبل اٹھ کر خانقاہ میں جھاڑو دینا ہوتی اور پھر ذکر الٰہی میں مصروف ہونا ہوتا تھا۔ نمبر 8 خانقاہوں میں رہنا اور سادہ زندگی بسر کرنا ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ ان درویشوں کے ذمہ تین کام تھے اول علم حاصل کرنا۔ دوئم دنیا داروں کو تعلیم دینا۔ سوئم نجات کے حصول کے لئے محنت کرنا۔

درویش صبح صادق سے قبل اٹھتے خانقاہ کو صاف کرتے اور پھر ذکر الٰہی سے طہارت قلب کرتے۔ تھوڑی دیر جھولی اٹھا کر اپنے سرکردہ کے ہمراہ بھیک مانگنے کے لئے چلے جاتے اور واپس آ کر اس کے سامنے جھولی رکھ دیتے۔ پھر لکھنا پڑھنا شروع کر دیتے۔ اپنے استاد سے معرفت اور گیان کی باتیں دریافت کرتے۔ غروب آفتاب سے قبل دوبارہ خانقاہ کی

صفائی کرتے اور چراغ روشن کرتے بعد ازاں اپنے سرکردہ کی تعلیمات کی طرف رجوع کرتے۔ فلسفہ گوتم پر ذکر و فکر کرتے۔ گھر گھر علم پھیلاتے اور انہیں قلبی طہارت کی تلقین کرتے۔

دوسرے گروہ یعنی دنیا داروں کے تین کام تھے اول درویشوں سے علم سیکھنا' دوئم فرائض خانہ داری کا ادا کرنا۔ سوئم زاہدوں کی خورد و نوش کا بندوبست کرنا۔

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا گانے والا جب خاموش ہوا تو یوناف بولا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میرے بزرگ میں تیرا بے حد شکر گزار ہوں کہ تو نے مجھے گوتم کی زندگی کے حالات تفصیل کے ساتھ سنائے۔ اب یہ تو کہو کیا گوتم بدھ خدا' روح' فرشتوں' قیامت اور حیات بعد الموت کے متعلق کیا عقیدہ اور خیالات رکھتا تھا۔ اس پر وہ بوڑھا گانے والا بولا اور پھر کہنے لگا۔

میرے عزیزو بدھ کی تعلیم کا مرکزی نقطہ نروان کا حصول ہے۔ گوتم بدھ کے نزدیک ہر برائی کی جڑ خواہش نفسانی ہے۔ جب انسان خواہش نفسانی کی سرکش اونٹنی کو اطاعت الٰہی کی چھری سے ذبح کر دیتا ہے اور اپنے آپ کو اللہ کی صفات میں رنگین کر لیتا ہے تو اس وقت روح اللہ کی روح سے اتصال کر جاتی ہے۔ گوتم بدھ اسی حالت کا نام نرواں رکھتا ہے۔

جہاں تک تمہارے سوال کا تعلق ہے تو اس کے متعلق میں کہوں کہ گوتم بدھ خدا' روح' حیات بعد الموت کے متعلق اچھا اور بہترین عقیدہ رکھتا تھا اور وہ ان سب چیزوں کو ماننے اور ان پر ایمان لانے کی تلقین کرتا تھا۔ اس کے لئے بھی تمہیں کچھ تفصیل کے ساتھ بتاتا ہوں۔

خدا کے متعلق بدھ کا عقیدہ اس کے ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے جب گوتم بدھ کو درخت دانش کے نیچے بدھ کا رتبہ ملا تو وہ پکار اٹھے اور اپنے رب کو مخاطب کر کے کہنے لگے :

"اے قلب خاکی کے بنانے والے جب تک میں نے تجھے نہیں پایا تھا مجھے بہت سی حیات و ممات میں گزرنا پڑتا تھا اور وہ حیرت انگیز حالتیں تھیں مگر اب میں نے تجھے دیکھ لیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ تو جسد خاکی کو پھر نہ بنائے گا۔ میں نے دولت نروان حاصل کی۔ تمام خواہشیں فنا ہو گئیں۔ ایک اور موقع پر گوتم بدھ نے کہا کہ خدا پر ایمان لاؤ اور اس کی ہستی کا اقرار کرو۔ وہی اس بات کا سزاوار ہے کہ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔

یہ سارے جملے اور الفاظ اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ گوتم خدائے واحد کی تبلیغ کرتا رہا ہے۔ جہاں تک روح کے متعلق گوتم انسان کی رہنمائی کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے جسم کے مثال جو کہ عناصر میں خلط ملت ہو جاتا ہے۔ اس مہمان کی سی ہے جو میزبان سے رخصت ہوتے وقت اس کے گھر کے تعلقات کو زمانہ گزشتہ کی بات سمجھ کر وہیں چھوڑ جاتا ہے لیکن آتما یعنی روح نہیں مرتی۔ بلکہ ایک اعلیٰ زندگی پاتا ہے۔ جس میں تمام رشتوں کی اصطلاحیں ختم ہو جاتی ہیں۔

گوتم بدھ کے یہ الفاظ اس کے روح کے متعلق عقیدہ رکھنے کو عیاں کر کے رکھتے ہیں۔ جہاں تک فرشتوں کے متعلق عقیدہ ہے تو گوتم فرشتوں پر بھی ایمان رکھتے تھے اور اپنے پیروکاروں کو بھی اسی کی تعلیم دی۔ ایک صحیفہ میں لکھا ہے کہ ایک سوزی دیوتا جس کا چہرہ روشن اور لباس برف کی مانند سفید تھا ایک برہمن کی شکل میں گوتم کے پاس آیا اور اخلاقیات کے متعلق چند سوالات کئے جواب شافی پا کر سلام کیا اور غائب ہو گیا۔ اس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ گوتم فرشتوں پر ایمان کامل رکھتے تھے۔

گوتم بدھ کے قیامت سے متعلق عقیدہ کے متعلق مشہور بدھ مت کے پیروکار بادشاہ اشوک کا ایک سنگی کتبہ ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ اس سنگی کتبہ میں لکھا ہے۔

بادشاہ کے بیٹے پوتے اور پرپوتے بھی بادشاہ کے اس دھرم کو تا قیامت ترقی دیتے رہیں گے۔ میری اولاد اور جانشیں اگر تا قیامت میری اتباع کریں تو قابل ستائش کام کریں گے لیکن جو اس فرض کا ایک جزو بھی ترک کر دے گا وہ فعل قبیح کا مرتکب ہو گا۔

حیات بعد الموت کے متعلق مشہور بادشاہ اشوک کا ایک سنگی کتبہ ہی ہماری رہنمائی کرتا ہے اس کتبے میں لکھا ہے۔

میں اپنی مساعی اور کام کی رفتار سے کبھی مطمئن نہیں رہتا کیونکہ میں ساری دنیا کی خیر [illegible]یری اور بھلائی اپنے لئے ایک مقدس فرض سمجھتا ہوں تاکہ میں کچھ لوگوں کے لئے اس [illegible]یا میں خوشی کا باعث بن سکوں اور تاکہ لوگ دوسری دنیا میں بہشت حاصل کر سکیں۔

یہ سارے جملے اور کلمات اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ گوتم بدھ خدا' روح' [illegible]شتوں اور قیامت اور حیات بعد الموت کے متعلق عقیدہ اور ایمان رکھتے تھے۔ یہاں تک [illegible]تے کے بعد بوڑھا گانے والا خاموش ہوا تو یوناف پھر بولا اور کہنے لگا کہ میرے بزرگ جب [illegible]تم بدھ میں اس قدر خوبیاں تھیں تو کیا اس کا دین لوگوں کے اندر مقبول ہوا۔ اس پر [illegible]ھا گانے والا بولا اور کہنے لگا ہاں اس کا دین ہندوستان میں ہی نہیں۔ تبت اور چین میں مقبول ہوا اور تم دیکھتے ہو کہ میں خود بدھ مت کا پیروکار ہوں۔

اس کے بعد وہ بوڑھا پھر بولا اور کہنے لگا بدھ مذہب اپنے سادہ اور اخلاقی تعلیم کی وجہ سے ہندوستان میں بھی بڑی تیزی سے پھیلنا شروع ہوا جس میں فقط ہندومت کا پورا غلبہ اور اثر تھا۔ اس مت کو قبول کرنے کے لئے ہر کس و ناکس کے لئے دروازہ کھلا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تین سو سال قبل مسیح پورے شمالی ہندوستان پر یہ مذہب غالب آگیا جس کے بعد 2 بدھی بادشاہوں اشوک اور کنشک نے جو 273 ق۔ م تا 333 ق۔ م گزرے ان کی سرپرستی حاصل ہو گئی۔

اشوک نے اس کو سرکاری مذہب قرار دیا۔ اس کی اشاعت کے لئے باہر مبلغ بھیجے ستونوں اور کتبوں پر اس کی اشاعت کی بیشمار برہمن اور راہب اس مذہب میں داخل ہو گئے جن کو اس مذہب سے پوری واقفیت حاصل نہ تھی۔ اس وجہ سے بدھ مت میں بد اعتقادیاں پھیلنا شروع ہو گئیں۔ اشوک نے ان بد اعتقادیوں کو دور کرنے اور تعلیم کی تصحیح کرنے کے لئے ایک کونسل کا بھی اہتمام کیا۔ اشوک کے بعد کنشک نے اس مذہب کو اور بھی ترقی دی اور اس نے بھکشوؤں کی ایک اور کونسل منعقد کرائی جس میں بدھ مت کتب لکھی گئیں۔ یوں بدھ مت سے بد اعتقادیوں کو کافی حد تک ختم کیا گیا۔

جہاں تک تبت میں بدھ مت کے پھیلنے کا تعلق ہے ابتدائی 100 سال میں تبت کے باشندے اس کی طرف راغب نہ ہوئے اس کی ایک وجہ تو ان کے قدیم روایات سے بڑی عقیدت تھی لیکن بعد میں تبت میں بدھ مت کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔ تبت کے لوگ زندہ بتوں پر عقیدہ رکھتے ہیں۔ وہ سب سے بڑے پروہت کو لاما یعنی معلم اعلیٰ کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس کے متعلق ان کا یہ عقیدہ ہے کہ گوتم کی روح ان لاماؤں میں حلول کر گئی ہے اور وہ ان لاماؤں کے بھیس میں بار بار جنم لیتے ہیں۔

اسی وجہ سے لاماؤں کی پوجا کی جاتی ہے ان کو ارواح خبیثہ کے دور کرنے پر قادر تصور کیا جاتا ہے۔ وہ ان کو اپنے گھروں میں دعوت دیتے ہیں اور جادو منتر سے ان بد ارواحوں کو گھر سے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

لاما کے عہدہ تک پہنچنے کے لئے کئی عہدوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ پہلا عہدہ امیدوار کا ہوتا ہے۔ دوسرا عہدہ نو آموز راہب کا ہے۔ تیسرا عہدہ مکمل راہب کا۔ چوتھا عہدہ سند یافتہ راہب کا اور پانچواں عہدہ صدر راہب کا ہے۔ یہی لاما کہلاتا ہے۔ تبت میں لاماؤں کا اثر اور اقتدار زبردست ہے اور یہ خواہشات ہی قانون کا درجہ رکھتی ہیں۔

چین میں بدھ مت کی مقبولیت کے تین اسباب ہیں۔ پہلا سبب عقیدہ نروان' دوسرا سبب بادشاہ روٹی کا اس مذہب کو قبول کر لینا۔ تیسرا سبب بدھ کی لچک کے وہ مقامی مذاہب

کے ساتھ مفاہمت پیدا کر لیتا ہے۔

پہلے سبب کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ اہل چین کا یہ عقیدہ تھا کہ مردے اس فانی دنیا سے انتقال کر جانے کے بعد بھی اپنے غم زدہ پسماندگان سے تعلق رکھتے ہیں اور اس وجہ سے وہ اس بات کے بہت خواہاں ہوتے ہیں کہ وہ یہ جانیں کہ مرنے کے بعد ان کے آباؤ اجداد پر کیا گزری ہے۔ تاؤ ازم اور کنفیوشش ازم موت کے بعد زندگی کے متعلق بالکل خاموش تھے جب اہل چین کو یہ علم ہوا کہ بدھ مت موت کے بعد کی زندگی کے حالات پر بھی روشنی ڈالتا ہے اور نروان کی حصول کو بھی تعلیم دیتا ہے تو یہ باتیں اس مذہب کی اشاعت کا سبب بنیں۔ اہل چین نے تاؤ ازم اور کنفیوشس ازم کو مانتے ہوئے اس مذہب کو قبول کر لیا۔

چین میں بدھ مت کے پھیلنے کا سبب کچھ اس طرح ہے کہ چین میں بدھ مت کی اشاعت کا سہرہ بادشاہ ووٹی کے سر پر ہے۔ جس نے اس مذہب کو قبول کیا اور راہبانہ زندگی اختیار کر کے اس کی تعلیم کا عملی ثبوت دیا۔ اس نے ہر قسم کی ذی روح چیز کے قتل کو قانوناً" ممنوع قرار دیدیا حتی کہ جسمانی سزا کو بھی اس نے موقوف کر دیا۔

چین میں بدھ مت پھیلنے کے تیسرے سبب کے متعلق کچھ یوں کہا جاتا ہے کہ بدھ مت جہاں بھی گیا وہاں کے مقامی مذاہب کے ساتھ اس نے مفاہمت کر لی۔ چین میں بھی مقامی مذاہب تاؤ ازم اور کنفیوشس ازم نے بھی اس کے اثرات قبول کر لئے اور لوگوں نے تاؤ ازم اور کنفیوشس ازم کو مانتے ہوئے بھی اس کو قبول کر لیا۔ چین نے تاؤ ازم اور کنفیوشس ازم سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس کی صورت بدل کر رہ گئی۔ چین بدھ مت کی خانقاہوں کے ساتھ ساتھ تاؤ ازم اور کنفیوشس ازم کی خانقاہیں بھی تعمیر کی جانے لگی تھیں۔

اس کے علاوہ بدھ مت نیپال میں بھی پھیلنا شروع ہوا۔ بعض روایات میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ گوتم خود نیپال گئے۔ نیپال بدھ مت کا قدیم گہوارہ ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ نیپال(1) کی قدیم خانقاہوں میں اس مذہب کی کتب دستیاب ہیں۔

(1) نیپال کے علاوہ بدھ مت چین سے کوریا پہنچا۔ کئی سال کے اندر اندر یہ مذہب خوب پھیل گیا۔ کوریا کے لوگ جاپان آ گئے اور انہوں نے شاہ جاپان کو بدھ مت کی تبلیغ کی اور اس کو تحفہ کے بدل میں کچھ چیزیں بھی دیں۔ جاپان میں ابتدا میں شنٹو مذہب نے بدھ مت کی بہت مخالفت کی۔ آخر میں ایک شہزادہ ایشوٹو کوزیشو جو 611ء میں گزرا اس نے اس مذہب کو قبول کر لیا۔ اس سے اس مذہب کی اشاعت کو تقویت پہنچی۔ شنٹو مذہب سے مفاہمت کرنے کے لئے خاص خاص دیوتاؤں کو بھی بدھ مت میں تسلیم کر لیا گیا تھا۔ بدھ مت جاپان میں 1818ء تک سرکاری مذہب رہا۔ اس کے بعد یہ حیثیت شنٹو مذہب کو حاصل ہو گئی تھی۔ منگول بادشاہ کبلا خان نے بھی بدھ مت کو قبول کر لیا اور اشاعت اور تبلیغ میں مددگار اور معاون ثابت ہوا۔

چین میں بدھ مت کو مزید ترقی ہن خاندان کے بادشاہ ووٹی کے دور میں حاصل ہوئی جس نے ایک سو تیئس 123 سال قبل مسیح میں ہوکوپنگ کے زیر کمان ایک فوج تاتاری حملہ آوروں کو پسپا کرنے کے لئے ترکستان کے سرحدی علاقوں میں بھیجی۔ یہ فوج ترکستان کے علاقوں میں گھس گئی اور واپسی پر گوتم کا سونے کا مجسمہ بھی لے گئی اس طرح چین کے لوگ دوسری صدی قبل مسیح کے اواخر میں بدھ مت سے مزید روشناس ہوئے تھے۔

چین میں بدھ مت بڑی سست رفتاری سے پھیلا اس کی وجوہات کچھ اس طرح تھیں کہ اول اہل چین خود ایک اعلیٰ تہذیب اور ثقافت کے مالک تھے وہ باہر کی کسی تہذیب اور مذہب کو قبول کرنے کو تیار نہ تھے۔

دوئم اہل چین کے مذہب کے عناصر آباء پرستی تھے وہ ایک ایسے مذہب کو کیسے قبول کر سکتے تھے جو راہبانہ زندگی بسر کرنے کی تعلیم دیتا ہو۔

سوئم جادو اور علم نجوم میں مہارت رکھنے والے تعلیم یافتہ طبقہ نے اس مذہب کی شدید مخالفت کی کیونکہ بدھ مذہب کو اس قسم کی باتوں سے دور کا بھی کوئی تعلق نہ تھا۔ وہ اس نئے مذہب کی کامیابی کو اپنی عزت اور وقعت کے لئے خطرہ کا باعث تصور کرتے تھے۔ لہٰذا یہاں بدھ مت سست رفتاری سے پھیلا لیکن جب پھیلا تو پھر آس پاس کے سب لوگوں نے بدھ مت قبول کرنا شروع کر دیا تھا۔

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا گانے والا خاموش ہوا تو یوناف پھر بولا اور اس سے کہنے لگا کیا تم مجھے یہ بتا سکو گے کہ ہندوستان، چین، نیپال، برما، تبت وغیرہ میں جہاں اس مذہب نے مقبولیت حاصل کی وہاں پہلے ہی بہت سے مذہب تھے اور ان پہلے سے موجود ادیان کی موجودگی میں بدھ مت کو کیسے اور کیونکر مقبولیت حاصل ہوئی اس پر وہ بوڑھا گانے والا بولا اور کہنے لگا۔

ان ملکوں اور ریاستوں میں بدھ مت کے مقبول ہونے کی بہت سی وجوہات ہیں اول یہ کہ گوتم ایک شاہی خاندان کا فرد تھا۔ معاشرہ کو صحیح خطوط پر چلانے کے لئے وہ خود میدان عمل میں آیا۔ گدائی اختیار کی لوگوں کے دکھوں میں شریک ہوا ان کی ذہنی پستیوں کو دور کرنے کے لئے ہمت بندھائی۔ شاہی خاندان کا فرد ہونا پھر خود عالم باعمل ہو کر لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف بلانا عوام میں مقبولیت کا سبب بن گیا تھا۔

دوئم یہ کہ گوتم بدھ نے جس وقت اصلاح کا بیڑا اٹھایا تھا اس وقت تمام ہندوستانی معاشرہ ذات پات کی لعنت کے نیچے دبا ہوا تھا۔ برہمن کو باوجود بد اعمالیوں کے مقدس وجود تصور کیا جاتا تھا۔ شودر باوجود نیک ہونے کے معاشرہ میں ایک دھتکارا ہوا فرد خیال کیا [illegible]

تھا وہ ہر قسم کے ظلم و ستم کا نشانہ بنا ہوا تھا۔ قانون میں اس کی کوئی دادرسی نہ تھی۔

اس کے علاوہ عورت کی بھی کوئی قدر و منزلت نہ تھی۔ لڑکی کی پیدائش بدشگونی خیال کی جاتی تھی اور لڑکے کو آسمانی نور سمجھا جاتا تھا۔ گوتم ہندوستان کے پہلے مذہبی راہنما ہیں جس نے ذات پات کی تقسیم کے خلاف اور عورت کی عزت کو برقرار رکھنے کے لئے آواز اٹھائی اور ایسے مذہب کی بنیاد ڈالی جس میں ہرذات کا آدمی اور عورتیں شامل ہو سکتی ہیں اور ان کے برابر کے حقوق تھے اور یہ اعلان کیا کہ آدمی اپنے اعمال سے برہمن ہوتا ہے پیدائشی نہیں۔

حسب و نصب اور پیدائش میں برتری رکھنے سے کوئی برہمن نہیں ہوتا بلکہ برہمن وہ ہے جو راست کار ہو وہی مبارک اور سعادت مند ہے۔

سوئم یہ کہ ہندوستان میں مکتی حاصل کرنے کے لئے بے معنی تپسیاؤں اور سخت قسم کی ریاضتوں کا رواج تھا۔ ہندوستان کے جنگل بے شمار سادھوؤں سے اٹے پڑے تھے جو نروان حاصل کرنے کے لئے اپنے جسموں کو طرح طرح کی ایذائیں پہنچاتے تھے۔ پہلے گوتم نے خود بھی ان ریاضتوں پر عمل کیا لیکن حقیقی نروان حاصل نہ کر سکا آخر کار نور قلب حاصل کرنے کے لئے ان بے معنی ریاضتوں کو ترک کیا اور ایسا راستہ اختیار کیا جس سے نفسانی خواہشات جو دکھوں اور مصیبتوں کا ذریعہ ہیں مٹ سکیں۔ یہ درمیانی راستہ تھا اس راستے پر چلنے سے نہ تو اس وقت کی مروجہ ریاضتوں میں گزرنا پڑتا تھا اور نہ اتنی سہولت اور تن آسانی تھی کہ آدمی کو اپنی خواہشات ختم کرنے کے لئے کسی قسم کی قربانی نہ کرنی پڑے۔

چہارم یہ کہ گوتم بدھ کی بعثت سے قبل تمام ہندوستان ظاہری رسومات اور مابعد الطبیعاتی نظریات کی موشگافیوں میں الجھا ہوا تھا۔ مقدس گنگا میں ایک اشنان تمام گناہوں کے دھونے کے لئے کافی خیال کیا جاتا تھا۔ سینکڑوں مقدس مقامات کی زیارت کے لئے ہر قدم بھگوان اور مکتی کو قریب لانے کا ذریعہ خیال کیا جاتا تھا۔

پنجم یہ کہ بدھ مت کی کامیابی کا ایک بڑا سبب اس وقت کے امراء اور راجاؤں کا اس مذہب کو قبول کر لینا ہے۔ تاریخ(1) ہمیں بتاتی ہے کہ مذہب کی اشاعت اور ترویج میں سیاسی طاقت کو بھی بڑا عمل دخل شامل ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھے گانے والے نے تھوڑی دیر کو دم لیا۔ پھر وہ دوبارہ بولا اور کہنے لگا۔ بدھ مت جس قدر تیزی سے پھیلا اس قدر تیزی سے اس میں انتشار اور

(1) رومن عہد میں جس وقت قسطنطین نے عیسائی مذہب قبول کیا اس وقت عیسائیت تمام ملک میں پھیل گئی تھی۔

تنزل بھی رونما ہو گیا اس لئے کہ اس مت میں بہت سے فرقے پیدا ہو گئے تھے۔ ان فرقوں کے خاتمہ کے لئے گاہے بگاہے مجالس مقرر کی جاتی رہیں لیکن فرقوں کو ختم کرنے میں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ پہلی مجلس گوتم بدھ کی وفات کے فوراً بعد راج گرھ کے مقام پر 500 راہنماؤں کی منعقد ہوئی تاکہ گوتم بدھ کی تعلیمات اور عقائد کو مرتب کیا جائے۔ اس میں سے 3 شاگرد مقرر کئے گئے تاکہ وہ گوتم بدھ کی تعلیمات ضبط تحریر میں لائیں لیکن اس سے خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہوئی اس لئے کہ گوتم بدھ کی وفات کے بعد اس کے پیرو اپنے ہادی کی تعلیمات کے بارے میں مختلف الخیال ہو گئے روایت کے مطابق ان امور کو طے کرنے کے لئے پھر دوسری مجلس طلب کی گئی۔

دوسری مجلس گوتم بدھ کی وفات کے ایک سو سال بعد ڈیسائی کے مقام پر طلب کی گئی تاکہ بدھ کے مختلف فرقوں کے متضاد رسوم اور عقائد کو دور کیا جائے چنانچہ دس نکات طے کئے گئے لیکن راہنماؤں نے ان نکات کو ناجائز قرار دے دیا۔

اس کے بعد تیسری(1) مجلس 224 قبل مسیح میں راجہ اشوک نے اپنے مرکزی شہر پاٹلی پتر میں طلب کی تاکہ فرقہ ورانہ اختلافات کو دور کیا جا سکے اس مجلس میں فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے بہت سے فیصلے کئے گئے اس کے علاوہ کونسل کے اجلاس کے بعد بدھ مت کی اشاعت کے لئے تبلیغی کوششیں تیز تر ہو گئیں اور ہندوستان کے مختلف حصوں اور ہمسایہ ریاستوں میں مبلغ روانہ کئے گئے۔

لیکن ان کوششوں کے باوجود بدھ مت میں فرقہ پرستی کا خاتمہ نہ کیا جا سکا اس لئے کہ گوتم کی وفات کے بعد ہی اس مذہب میں شرک کی ابتداء ہو گئی تھی۔ جس نے اپنی جڑیں مضبوط کیں کہ اس کی وجہ سے فرقہ پرستی پیدا ہوئی اس کا خاتمہ نہ کیا جا سکا۔ گوتم بدھ کے انتقال کے بعد جب رسوم میت ادا کی جا چکی تو اس کے جسم کی ہڈیاں' دانت اور بال وغیرہ محفوظ کر لئے گئے۔ انہیں گنبد کے وضع کی عمارتوں میں رکھا گیا جنہیں اشوپہ کہہ کر پکارا جانے لگا۔ ہندوستان میں ان کا نام اسٹوپا لنکا میں ڈگوبا اور برما میں پگوڈا رکھا گیا۔

(1) اس کے بعد پہلی صدی عیسوی کے اختتام پر راجہ کنشک کے عہد میں چوتھی مجلس منعقد ہوئی۔ راجہ کنشک سنہ عیسوی کی پہلی صدی کے اختتام پر کابل' قندھار۔ کشمیر کا حکمران تھا۔ اس مجلس کے انعقاد کا یہ مقصد تھا کہ بدھ مت کے اصولوں کے صحیح مطالب بیان کئے جائیں۔ کونسل کے مقام کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ ایک روایت کے مطابق فیروز پور میں اور دوسری کے مطابق کشمیر میں منعقد ہوئی۔ اس مجلس میں متنازعہ فیہ مسائل پر قابل وثوق فیصلے دیئے گئے۔ اس میں تقریباً 500 علماء نے حصہ لیا۔ اس مباحث کو تانبے کے ٹکڑوں پر کندہ کرا کے ایک اسٹوپہ میں دفن کر دیا گیا جو اس غرض کے لئے تعمیر کیا گیا تھا۔

ایشیا میں لاکھوں اسٹوپ ہیں جن میں گوتم بدھ کے بال اور ہڈیاں نہیں تھیں۔ اس لئے ان میں بدھ کی مقدس تحریک کی مناجاتیں رکھی جاتی ہیں۔ اسٹوپوں کا طواف کیا جاتا ہے ان پر پھول چڑھائے جاتے ہیں یہ گویا بدھ کے آثار جسم کی پوجا ہے۔ اس طرح کی خود ساختہ رسومات نے بدھ مت کے اندر اٹھارہ فرقوں کو جنم دیا۔

لنکا میں جو ڈگوبا بنائے جاتے ہیں ان میں ایک پتھر کا ڈبہ ہوتا ہے جس میں ہڈی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ سونے کے پترے، انگوٹھیاں، مورتیاں، تسبیح کے دانے اور ناگ دیوتا کی مٹی کی بنی ہوئی چھوٹی چھوٹی مورتیاں اور چراغ ہوتے ہیں یہ چیزیں گوتم ہی سے منسوب کی جاتی ہیں لہٰذا انہیں متبرک جان کر ان کی پوجا پاٹ کی جاتی ہیں یہی بدھ مت کے زوال کا باعث بن گئیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا گانے والا مزید کچھ بولنا ہی چاہتا تھا کہ یوناف نے پھر اسے مخاطب کر کے پوچھا اے میرے مہربان تو خود بھی بدھ مت سے تعلق رکھتا ہے بتا کیا اس وقت بدھ مت اپنے عروج پر ہے یا زوال پر۔ بوڑھا کہنے لگا۔ زوال پر ہے۔ یوناف نے پوچھا کیا تم اس کے زوال کے اسباب کہو گے۔ اس پر بوڑھا پھر بولا اور کہنے لگا۔

دنیا میں کوئی مذہب یا تحریک اس وقت زندہ نہیں رہتی جب وہ اپنے بنیادی اصولوں کو برقرار نہیں رکھتی۔ بدھ مت کے زوال کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ وہ جس ملک میں بھی گیا وہاں کے رسم و روایات اس کا جزو لانیفک بنتے چلے گئے۔ ہندوستان میں برہمنی عقائد سے مفاہمت کی اور پھر آہستہ آہستہ برہمنی عقائد بدھی عقائد پر غالب آ گئے اور بدھی فلسفہ بتدریج مدھم نظر آنے لگا۔ اس طرح تبت، چین، جاپان، نیپال، لنکا، برما اور دیگر ممالک میں بدھ مت مقامی مذاہب کے عقائد سے مصالحت کے ساتھ پھیلا اور آخر کار بدھ مت مقامی مذاہب ہی میں ضم ہو کر رہ گیا۔ اس طرح یہ اس کے زوال اور تنزل کا سب سے بڑا سبب ہے۔

لیکن اس کے باوجود سنو میرے مہربانوں بدھ مت مختلف ملکوں میں بڑی تیزی سے پھیلا اور لوگوں نے اسے خوش آمدید کہا اور بہت سے لوگوں نے اسے قبول کیا بلکہ میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ کروڑوں(1) آدمیوں نے بدھ مت میں داخل ہو کر نئی زندگی کی ابتداء کی۔ ہندوستان میں بدھ مت کے رائج ہونے سے سب سے زیادہ نقصان ہندو مت اور جین مت کو ہوا۔

---

(1) موجودہ تحقیق کے مطابق دنیا میں بدھ مت کے ماننے والوں کی تعداد 15 کروڑ اکتالیس لاکھ ستاون ہزار ایک سو چہتر کے قریب بنتی ہے۔

یہ ساری باتیں کہنے کے بعد جب بوڑھا گانے والا خاموش ہو گیا تو یوناف نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا میرے مہربان بدھ مت کا جو تم نے جین مت کا ذکر کیا ہے اس سے اب میں واقف ہوں لیکن جو تو نے جین مت کا ذکر کر دیا ہے یہ کیا چیز ہے۔ اس کے متعلق میں کچھ نہیں جانتا۔ کیا تم جین مت کے متعلق بھی مجھے کچھ تفصیل بتاؤ گے اس پر وہ بوڑھا گانے والا بولا اور کہنے لگا کیوں نہیں میں تمہیں اس کے متعلق بھی تفصیل بتاتا ہوں۔

○

سنو جین مت کی ابتداء کرنے والا ایک شخص وردھمان تھا۔ جو پٹنہ سے 27 میل شمال میں ویسائی قصبے میں ایک کھشتری گھرانے میں 540 ق۔ م کو پیدا ہوا۔ اس کے والد کا نام سروھاتا تھا جو شرودھا پور اور تیر سالہ قبیلے کا سردار تھا۔ اس کی والدہ ایک کھشتری خاتون تھی جو ویسالی اور مگدھ کے حکمران خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ جینیوں کی روایت کے مطابق اس وردھمان نے ایک شہزادی ایشودما سے شادی کی۔ کچھ عرصہ متاہلانہ زندگی بسر کی۔ جب 30 سال کی عمر میں قدم رکھا تو دنیا ترک کر دی اور پرسوناتھ کا(1) مسلک اختیار کیا۔ یہاں تک کہ 12 سال برہنگی کی حالت میں راہبانہ زندگی بسر کی۔

میں یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ پرسوناتھ کا زمانہ آٹھویں صدی قبل مسیح کا ہے۔ پرسوناتھ ایک مصلح خیال کیا جاتا ہے۔ پرسوناتھ کے باپ کو بنارس کا راجہ بتایا جاتا ہے۔ ایک عرصے تک یہ شخص عیش اور منعمانہ زندگی بسر کرتا رہا اور اس کے بعد راہبانہ زندگی اختیار کی۔ چوراسی دن کے مراقبے کے بعد اسے روشنی کا حصول ہوا یعنی وہ نروان حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ اس کے بعد اس نے اپنے ماننے والوں کو عدم تشدد، صداقت اور چوری سے اجتناب اور رہبانیت کی تعلیم دینا شروع کر دی تھی۔

جین مت کا بانی جس کا نام وردھمان تھا اور جسے جین بھی کہہ پکارا جاتا ہے چھ سال تک ایک بھکشو گو سالہ کی معیت میں رہا لیکن گوسالہ نے اسے چھوڑ دیا۔ گوسالہ کے چھوڑنے کے بعد جین نے ریاضت شروع کی۔ ریاضت کے تیرھویں سال جین نے ایک غیر معروف بستی جو بھاکا گرام میں دریائے اجوپالگا کے کنارے آباد تھی۔ ڈیرہ لگایا اور بیالیس سال کی عمر میں اس کو وہ حقیقی معرفت اور گیان حاصل ہوا جس کا وہ متلاشی تھا۔

یہ گیان حاصل کرنے کے بعد جین نے تیس سال تک اپنے عقیدے کا پرچار کیا۔ اس سلسلے میں انگا، دیہا اور مگدھ کا سفر اختیار کیا اور مگدھ کے مشہور حکمران بمبیسا اور اس کے لڑکے اجا استرو سے کئی ملاقاتیں کیں۔ آخر کار بہتر سال کی عمر میں جین نے جنوبی بہار کے ایک مقام پاوا کے مقام پر 486 ق۔ م میں وفات پائی۔

---

(1) قدیم ہندو مسلک

جین کی تعلیمات کا لب لباب یہ ہے کہ کسی ذی روح کو تکلیف نہ دی جائے۔ جس طرح انسان کا اپنا وجود محترم اور عزیز ہوتا ہے اسی طرح دوسروں کو بھی سمجھنا چاہیے۔ دوئم یہ کہ راستی کو اپنا شعار بنایا جائے اور دوسروں کے اموال کو ناجائز طور پر نہ حاصل کر لیا جائے۔ سوئم یہ کہ چوری سے اجتناب کیا جائے اور حلال روزی کمائی جائے۔ چہارم یہ کہ پاکدامنی کی زندگی بسر کی جائے اور پنجم یہ کہ لذات یعنی حواس خمسہ' سننے' دیکھنے' چکھنے پر مکمل غلبہ اور فتح ہونی چاہیے کیونکہ یہی حواس انسان کو مادی لذت کی وادی میں انسان کی گمراہی کا باعث بنتے ہیں۔

جینی عہد میں تشدد کی حدود بہت وسیع ہیں۔ اس کی رو سے کسی ذی روح کو ایذا دینا منع نہیں کیا گیا بلکہ غیر ذی روح کو بھی نقصان پہنچانے سے روکا گیا ہے۔ جین مت کسی مافوق الفطرت تخلیقی قوت کے قائل نہیں۔ ان کے نزدیک خدا انسان کی قوت میں مضمر استعدادوں' صلاحیتوں کی جلا' تکمیل اور اظہار کا دوسرا نام ہے۔ جین مت والے نظریہ روح کے بھی مخالف ہیں۔

جینیوں کے یہاں نروان حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے دل سے ہر قسم کی خواہشات اور آرزوئیں نکال دے کیونکہ خواہشات اور تمنائیں ہی مصائب اور گنہ کا باعث ہوتی ہیں۔ جب انسان کی خواہش پوری نہیں ہوتی تو وہ غم سے رو اٹھتا ہے جب خواہش ہی نہ ہو گی تو روح مسرت اور خوشی سے ہمکنار ہو گی اور یہ قلبی مسرت اور راحت ہی نروان ہے۔

چندر گپت موریہ کے عہد میں جین مت دو فرقوں میں تقسیم ہو گیا تھا ایک فرقہ کا نام سوتیسا میر تھا جو سفید کپڑے پہنتے تھے اور دوسرے فرقے کا نام گمبر تھا جو بالکل برہنہ(۱) رہتے تھے۔

جین مت میں ہندوؤں کی طرح آواگون اور مکتی میں اعتقاد رکھا جاتا ہے لیکن مکتی کے بارے میں ان کا عقیدہ ہندوؤں سے مختلف ہے ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق روحوں کی تعداد محدود ہے اللہ تعالیٰ نئی روح پیدا نہیں کر سکتا اس وجہ سے ہر روح کو اس کے گناہ کی وجہ سے آواگون کے چکر میں ڈال رکھا ہے اور ہر گناہ کے بدلے میں ایک لاکھ چوراسی ہزار مرتبہ وہ مختلف شکلوں میں جنم لیتی ہے۔

لیکن ان کا عقیدہ ہندوؤں کے عقیدے سے مختلف ہے۔ ان کے نظریے کی رو سے جب کوئی روح گناہ کرتی ہے تو بوجھل ہو کر نیچے کی طرف ڈوبنے لگتی ہے حتیٰ کہ وہ اس قدر بوجھل ہو جاتی ہے کہ ساتویں دوزخ میں جا گرتی ہے۔ جو روح مطہر ہو جاتی ہے وہ ہلکی ہو کر اوپر کو صعود کرتی ہے اور چھبیس بہشتوں میں سے کسی ایک میں قرار کرتی ہے۔

(۱) اسلامی دور حکومت کے زمانے میں ان کو ستر پوشی پر مجبور کیا گیا تھا۔

جب وہ بہت ہی لطیف اور تمام آلائشوں سے منزہ اور پاک ہو جاتی ہے تو چھبیسویں بہشت میں پہنچ جاتی ہے۔ تب اسے نروان حاصل ہو جاتا ہے جین مت کے ماننے والے روح کو اب بھی مانتے ہیں۔ جو روح مکتی پا جاتی ہے وہ پیدائش اور موت کے چکر میں نہیں آتی۔ جین مت کے ماننے والوں کا کہنا ہے کہ ایک پرمیشور نہیں ہے۔ جتنے لوگ مکتی حاصل کر لیتے ہیں وہ پرمیشور بن جاتے ہیں۔

جینیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ کائنات کا کوئی خالق نہیں وہ ایسے ہی پرمیشور کے وجود کے قائل نہیں جس کو قدیم اور خالق کہا جا سکے۔ وہ اپنے اعتراض کی بنیاد اس مفروضہ پر رکھتے ہیں کہ اگر خدا یعنی ایشور کو کائنات کا بنانے والا اور ارواح کے اعمال کا نتیجہ قرار دینے والا مانو گے تو ایسا خدا یعنی ایشور دنیا کا پابند ہو جائے گا۔ حالانکہ وہ آزاد ہے۔ جین مت کے ماننے والوں کا کہنا ہے کہ کوئی خدا اور ایشور نہیں ہے بلکہ ارواح اعمال کے نتائج کو اس طرح بھگتی ہیں جس طرح وہ نشہ آور چیز پینے سے نشے میں آ جاتی ہیں۔ ان کے بعد اگر کوئی روح گناہ میں ملوث ہوتی ہے تو ذلت کی پستی میں چلی جاتی ہے اور اگر کوئی مطاہر ہو جاتی ہے تو رہ رفعت کی بلندیوں کو چھو لیتی ہے۔ بس یہی جین مت والوں کا فلسفہ ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا گانے والا جب خاموش ہو گیا تو بیوسا نے فوراً یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔ آپ تو ہندو مت کے متعلق کچھ جانتے ہوں گے لیکن میں تو کچھ نہیں جانتی۔ اس شخص سے کہیں کہ ہمیں ہندو مت سے متعلق کچھ بتائیے۔ اس پر یوناف اس بوڑھے سے مخاطب ہو کے کہنے لگا۔ کیا تم اس کے بعد ہمیں ہندو مت' تاؤ ازم' کنفیوشس ازم اور شنٹو ازم کے متعلق نہیں بتاؤ گے۔ اس پر بوڑھا اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا ہوا بولا اور کہنے لگا۔ اب اس قدر حالات بتانے کے بعد میں تھک چکا ہوں۔ میں نے شط الفرات شہر کے باہر دریائے فرات کے کنارے ایک سرائے میں قیام کر رکھا ہے تم کل دونوں میاں بیوی مجھ سے ملاقات کرنا باقی حالات میں پھر کسی وقت تم سے کہوں گا۔

یوناف اور بیوسا اس بوڑھے کا جواب سن کر مطمئن ہو گئے پھر وہ بوڑھا اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس سرائے کی طرف چلا گیا جس میں اس نے قیام کر رکھا تھا۔ یوناف اور بیوسا بھی ان کے ساتھ ہی ہو لئے تھے اور انہوں نے بھی شط الفرات سے باہر دریائے فرات کے کنارے سرائے میں قیام کر لیا تھا۔

○

دوسری طرف عدی بن نصر ملکہ الزباء کے محل سے نکل کر دریائے فرات کے کنارے

برق رفتاری کے ساتھ دریا کے کنارے پڑنے والے جنگل کو عبور کرتا جا رہا تھا۔ جنگل کو عبور کرنے کے بعد وہ صحرا کے اس حصہ میں داخل ہوا جہاں ربیعہ کا خانہ بدوش قبیلہ فروکش تھا لیکن کھجوروں کے اس جھنڈ میں آ کر عدی بن نصر حیران رہ گیا وہ جگہ سنسان اور ویران پڑی تھی جگہ جگہ راکھ بکھری ہوئی تھی ٹوٹے چولہے اور خیموں کی ٹوٹی ہوئی بوسیدہ سے طنابیں ادھر ادھر دکھائی دے رہی تھیں۔ عدی نے بڑی بے بسی کے عالم میں اپنے آپ کو مخاطب کر کہ کہنا شروع کیا۔

تو کیا خانہ بدوش قبیلہ یہاں سے کوچ کر گیا کیا بوڑھے عوف نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے کیا اس حسین ربیعہ کی محبت ایک سراب اور ایک فریب تھا۔

عدی نے ایک بار پھر اپنے ذہن سے سوال کیا کہ کیا میں نے الزباء کے محل میں سوتے ہوئے اس خانہ بدوش قبیلے کے متعلق کوئی خواب دیکھا تھا کیا اس صحرا میں اس خانہ بدوش قبیلے کا کوئی وجود نہ تھا لیکن جلد ہی وہ سنبھلا اور اپنے سر کو زور کا ایک جھٹکا دے کر اس نے ذہن میں جنم لینے والے ہر خیال اور خدشہ کو ٹھکرا کر رکھ دیا تھا۔

کیا وہ خانہ بدوش قبیلہ ایک حقیقت تھا اور اس کے سردار سے مقابلہ کر کے میں نے اسے قتل کیا تھا۔ پھر عدی گھوڑے سے اترا اور اس جگہ گھومنے لگا جہاں کبھی خانہ بدوشوں کے خیمے نصب تھے۔ اس نے دیکھا ان گنت اونٹوں کے پاؤں کے تازہ نشانات صحرا میں ایک طرف جا رہے تھے۔ شاید قبیلے نے صحرا کے اندر اسی طرف کوچ کیا تھا۔ عدی فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہوا وہ صحرا کی انجانی بھول بھلیوں اور وسعتوں کی طرف جانے لگا اور اونٹوں کے پاؤں کے نشانات کے تعاقب میں بڑی تیزی سے وہ آگے بڑھنے لگا تھا۔

پوری رات دم لئے اور قیام کئے بغیر وہ اس اندھے اور لامتناہی صحرا کے اندر سفر کرتا رہا۔ اونٹوں کے نقش پا آگے ہی آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ کہیں بھی اپنے آگے اسے خانہ بدوش جاتے دکھائی نہ دیئے تھے۔

عدی کا خیال تھا کہ کہیں نہ کہیں اسے ضرور کوئی نخلستان دکھائی دے گا جہاں وہ خانہ بدوش قبیلہ فروکش ہو گا لیکن یہ اس کی خوش فہمی تھی۔ دوسرے روز کافی دن چڑھے تک اسے نخلستان تو ایک طرف ایسی جھاڑیاں تک دکھائی نہ دیں جو صرف اونٹ ہی کی خوراک ہو سکتی ہیں۔ اس کے پاس خوراک کا کوئی انتظام نہ تھا۔ پانی کا مشکیزہ خالی ہو چکا تھا۔ اس کے باوجود ایک جذبہ کے تحت وہ بڑی ثابت قدمی سے سفر کرتا رہا۔

دوپہر کے قریب اچانک صحرا کے اندر سرد اور ٹھٹھری ہوئی تیز ہواؤں کے جھکڑ چل نکلے ریت کے بگولے صحرا کے اندر اڑتے ہوئے ہر چیز کو ڈھانپنے لگے تھے۔ قافلے کے وہ

نقش پا جن کا عدی تعاقب کر رہا تھا مٹ گئے۔ تیز ہواؤں نے ٹیلوں کی شکست و ریخت کا ایک کھیل شروع کر کے ایک جگہ سے ٹیلے دوسرے جگہ کھڑے کرنے شروع کر دیئے تھے۔

پیاس کے باعث عدی کا حلق تپتے صحرا کی طرح خشک ہو گیا تھا۔ اسے ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ اس کے ہونٹ خشک ہو کر پھٹ جائیں گے اور وہ صحرا کے اس حصہ میں ریت تلے دب کر ابدی نیند سو جائے گا۔ ان مشکلات کے باوجود وہ آگے بڑھتا رہا لیکن وہ محسوس کر رہا تھا کہ ایسی حالت میں وہ ریت کے طوفان میں زیادہ دیر تک سفر نہ کر سکے گا اس کے علاوہ اپنے اندازہ کے مطابق ایک سمت کی طرف سفر جاری رکھے ہوئے تھا۔ جبکہ اس کے راہنما پاؤں کے نشانات طوفان نے مٹا دیئے تھے۔

ایک جگہ اس کے گھوڑے نے ریت کے ایک بنتے ہوئے چھوٹے سے ایک ٹیلے سے ٹھوکر کھائی اور ریت پر گر گیا۔ عدی جس نے اپنے گھوڑے کی باگیں اپنے بائیں بازو کے گرد لپیٹ رکھیں تھیں منہ کے بل ریت کے اس ٹیلے پر گر گیا۔ دوبارہ اسے اٹھنے کی ہمت نہ ہوئی اس پر غشی سی طاری ہو گئی تھی اور ریت بڑی تیزی سے اسے ڈھانپنے لگی تھی۔

عدی بن نصر کو جب ہوش آیا تو اس نے دیکھا وہ دریائے فرات کے کنارے لیٹا ہوا تھا اور دو آدمی اس پر جھکے ہوئے تھے۔ جن میں سے ایک اس کی حلق میں پانی انڈیل رہا تھا جبکہ دوسرا پریشان پریشان سا عدی بن نصر کی طرف پر امید نگاہوں سے دیکھے جا رہا تھا۔ عدی نے بڑے غور سے ان دونوں کی طرف دیکھا اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی اس لئے کہ وہ دونوں جوان اس کے اپنے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ پھر عدی بن نصر نے کسی قدر نرم اور خوش کن آواز میں اپنے قبیلے کے ان دونوں جوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا تم دونوں یہاں میری مدد کے لئے کیسے اور کس طرح پہنچ گئے۔ عدی بن نصر کے اس استفسار پر ان دونوں جوانوں میں سے ایک بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ نصر کے بیٹے تمہارا ماموں مر چکا ہے اور اب اس کی جگہ قبیلے نے تمہارے باپ کو اپنا سردار مقرر کیا ہے۔ تمہاری روانگی سے ایک روز بعد بنو ازد کے حکمران جذیمہ کے دو قاصد ہمارے قبیلے میں آئے تھے اور انہوں نے تمہیں طلب کیا تھا۔ جذیمہ کو کسی طرح یہ خبر ہو گئی تھی کہ تم ملکہ الزبا کی طرف روانہ ہو گئے ہو یہ بات شاید اسے ناگوار گزری تھی کیونکہ جذیمہ اور الزباء ازلی دشمن ہیں اسی بنا پر جذیمہ نے شاید تمہیں اپنے ہاں طلب کیا ہے۔

اب بنو ازد کے حکمران جذیمہ نے ہمارے قبیلے کے نام پیغام بھیجا ہے کہ عدی بن نصر کو اس کے پاس بھیج دیا جائے۔ ورنہ وہ بنو ایاد پر حملہ آور ہو گا۔ تمہارے باپ اور قبیلے

کے سردار نے ان قاصدوں کو یہ کہہ کر واپس کر دیا ہے کہ میرا بیٹا لوٹ آئے پھر تمہیں کوئی فیصلہ کن جواب دوں گا۔

سنو نصر کے بیٹے ہم دونوں تمہاری تلاش میں ملکہ الزباء کے پاس گئے تھے۔ اس نے ہمیں بتایا کہ عدی اس کے ہاں سے مقابلہ جیت کر کوچ کر چکا ہے جب ہم اس کے شہر سے باہر نکلے تو ایک ہمدرد بوڑھے نے بڑی راز داری سے ہمیں کہا تھا کہ ملکہ الزباء کے جاسوسوں میں سے ایک اسکا قریبی رشتہ دار ہے اور اس نے اسے خبر دی تھی کہ تم ایک خانہ بدوش لڑکی سے محبت کرتے ہو۔ الزبا چونکہ خود تمہیں پسند کرتی ہے لہٰذا یہ بات اسے ناگوار گزری وہ بوڑھا کہہ رہا تھا کہ ملکہ الزباء نے اس خانہ بدوش لڑکی کو قتل کرا دیا ہے اور اس کے قبیلے کو بڑی سختی سے صحرا کے اس حصے سے کوچ کر جانے کا اس نے حکم دیدیا تھا۔

اس بوڑھے نے مزید یہ بھی کہا تھا کہ عدی ضرور اس خانہ بدوش قبیلہ کا تعاقب کرے گا لہٰذا ہم دونوں بھی بڑی تیزی اور سرعت سے تمہارے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے۔ تم ہمیں ریت پر بے ہوش پڑے ملے تھے۔ تمہارا بایاں ہاتھ تمہارے گھوڑے کی باگ سے بندھا ہوا تھا اور گھوڑا تمہیں لئے ادھر ادھر پھرتا رہا تھا ورنہ تم اب تک ریت تلے دب کر ختم ہو چکے ہوتے۔ اب سنبھلو ہمارے ساتھ قبیلے میں چلو۔ اس لئے کہ تمہارا باپ بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہا ہے۔

○

ربیعہ کے مرنے کا سن کر عدی بیچارا کٹ کر رہ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر دشت عقوبت کی قہرمانی، خاموش ظلمت کے عکس ہیولوں، آندھی کی شدت میں زلزلہ انگیزی، سینہ محفوظ رازوں میں درد کی چبھن جیسی کیفیت چھا گئی تھی۔ اس کی دہکتی سانسوں میں خیالوں کے خوفناک عفریت اور خون کی بارش میں جوش مارتے آگ کے بادلوں جیسی خوفناکی حلول کر گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں زندگی کے خوبصورت راستوں پر عداوتوں کی آگ بھڑک اٹھی تھی اور موتیوں جیسی خواہشوں میں مجبوریوں کے سنگریزے برس پڑے تھے۔

چند لمحوں تک وہ کھویا سا رہا پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کچھ سوچا اس کے بعد اس کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو کر تپ اٹھا۔ جنونی انداز میں وہ اپنا ہاتھ تلوار کے دستے پر لے گیا اور زخم خوردہ درندہ کی طرح غراتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

میں الزبا سے ربیعہ کا انتقام ضرور لوں گا اس نے ربیعہ کو قتل نہیں کیا بلکہ عدی بن

نصر کے دل میں زہریلا خنجر گھونپ دیا ہے میں اس بنو قسطورا کی حکمران ملکہ الزباء پر کسی نہ کسی طرح قابو حاصل کر کے اسے سرکش اونٹ کی طرح باندھ کر ناموں گا اس کے ساتھ ہی عدی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اپنے گھوڑے پر وہ سوار ہوا اور اپنے قبیلے کے ان دو جوانوں کے ساتھ وہ واپسی کا رخ کر رہا تھا۔

شام سے تھوڑی دیر پہلے عدی بن نصر اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ صحرا میں بنو ایاد کی بستیوں کے جنوبی حصہ میں داخل ہوا۔ جنوبی حصہ میں چونکہ میٹھے پانی کے کچھ کنوئیں اور چشمے تھے جن کی وجہ سے جہاں تک نگاہ تک کام کرتی تھی صحرا کے اندر نخلستانوں کا ایک سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ جگہ جگہ انگور اور کھجوروں کا گھنا منظر دیتے ہوئے باغات تھے اور میٹھے پانی کے چشموں اور کنوؤں کے قریب قریب گندم اور جو کی فصلیں بھی خوب پھیلی ہوئی تھیں۔

دوسرے دونوں ساتھی اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے۔ عدی اپنے ان دونوں ساتھیوں سے علیحدہ ہو کر ایک سادہ سے مکان میں داخل ہوا۔ صحن کے اندر دھوپ میں اس کا بوڑھا باپ بنو عیار کا سردار نصر بیٹھا تھا اور اس کے ساتھ قبیلہ کے کچھ اور سرکردہ لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ عدی کو دیکھتے ہی اس کا باپ نصر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اس نے اپنے دونوں بازو پھیلا دیئے پھر وہ میرا بیٹا میرا بچہ پکارتا ہوں عدی کی طرف بڑھا۔ عدی نے بھی اپنے گھوڑے کی باگیں چھوڑ دیں اور اپنے بوڑھے باپ کی طرف بھاگا۔ اس کے بعد دونوں باپ بیٹا پوری قوت کے ساتھ ایک دوسرے سے بغلگیر ہو رہے تھے جبکہ نصر اپنے بیٹے عدی کی پیشانی بار بار چوم کر اس سے اپنی محبت اور شفقت کا اظہار کر رہا تھا۔

پھر عدی اپنے باپ سے علیحدہ ہوا اور بھرائی ہوئی سی آواز میں اس نے پوچھا بابا میرے ماموں کو کیا ہوا اس کے بعد اس کے باپ نے دلگیر سی آواز میں جواب دیا۔ کیا کہوں بیٹے اس کے مرنے کی کچھ سمجھ نہیں آئی نہ وہ بیمار ہوا نہ اسے کوئی حادثہ پیش آیا۔ اچانک موت نے اسے آ لیا۔ مرنے سے پہلے اس نے تمہیں بہت یاد کیا تھا۔ عدی بیچارے نے آنسو پونچھتے ہوئے پوچھا جذیمہ کے قاصد کہاں ہیں۔ اس پر نصر نے عدی کی پیٹھ پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا میں نے انہیں اس وعدے کے ساتھ واپس لوٹا دیا ہے کہ میرا بیٹا ملکہ الزباء کے پاس اس کے پہلوانوں سے مقابلہ کرنے گیا ہوا ہے جب وہ لوٹے گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ اس پر عدی نے پریشانی میں اپنے باپ نصر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اے میرے باپ! کیا مجھے بنو ازد کے حکمران جذیمہ کے پاس جانا چاہیے۔ اس پر عدی

کا باپ نصر افسردہ ہو گیا کہنے لگا کوئی باپ اپنے بیٹے کو یوں اپنے آپ سے علیحدہ تو نہیں کرنا چاہتا۔ بنو ازد کا حکمران جذیمہ تمہیں مجھ سے ایک طرح سے خریدنا چاہتا ہے لیکن میں اپنے بیٹے کو کیونکر بیچ سکتا ہوں۔ دیکھ میرے بیٹے میرے بچے میرے فرزند بنو ازد کے حکمران جذیمہ سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے میرے ذہن میں ایک ترکیب اور تجویز ہے شاید اسے تم پسند کرو۔ عدی نے فوراً جستجو اور حیرت کے سے انداز میں اپنے باپ سے پوچھا وہ کیسی ترکیب و تجویز ہے بابا۔

نصر کہنے لگا سن میرے فرزند جذیمہ اور اس کے قبیلے والے دو بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور ان دونوں بتوں کو ایک الہ تسلیم کرتے ہیں اگر تم کسی طرح ان دونوں بتوں کو اٹھا کر اپنے قبیلے میں لے آؤ تو ہم جذیمہ کو کہلا بھیجیں گے کہ اگر جذیمہ نے ہم پر حملہ کیا اور عدی کو ہم سے مانگا تو ہم دونوں بتوں کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیں گے ایسی صورت میں جذیمہ ہمارے سامنے جھکنے پر مجبور ہو جائے گا اور اپنے قبیلے کے دونوں بتوں کو حاصل کرنے کے لئے وہ ہم سے تمہارا مطالبہ ہرگز نہیں کرے گا میرا خیال ہے کہ ہماری یہ ترکیب ضرور کامیاب رہے گی۔

سنو میرے بیٹے وہ دونوں بت جذیمہ کے مرکزی شہر شافیات کے شمالی حصہ میں ایک معبد کے اندر رکھے ہوئے ہیں اور وہ پتھر کے اتنے بڑے اور بھاری بت ہیں کہ کئی آدمی مل کر بھی انہیں اٹھا نہیں سکتے لیکن میں جانتا ہوں کہ تم طاقتور اور جنگلی گھوڑوں جیسا زور رکھتے ہو اگر تم کوشش کرو تو بنو ازد کے ان بتوں کو تم ان کے معبد سے نکال کر اور اونٹ پر لاد کر اپنے قبیلے میں لا سکتے ہو اس مقصد کے لئے تمہیں قبیلہ کا ایسا سرکش اونٹ مہیا کیا جائے گا جو ان دونوں بتوں کو لیکر بڑی آسانی سے ہمارے اور بنو ازد کے درمیان پڑنے والے صحرا کو عبور کر لے گا۔ سن میرے بیٹے میرے بچے کیا تم میری اس سوچ اس تدبیر سے اتفاق کرتے ہو۔ عدی خوش ہوتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو میرے باپ یہ ایک بہت اچھی اور کارآمد ترکیب ہے میرے باپ تم فکر نہ کرو مجھے امید ہے کہ میں کسی رات کی تاریکی میں بنو ازد کے وہ دونوں بت اس کے معبد سے نکال کر اور اونٹوں پر لادنے میں کامیاب ہو جاؤں گا اور پھر انہیں اپنے قبیلہ میں لے آؤں گا اور جب ان بتوں کو ہم یہاں لے آئیں گے تو پھر جذیمہ سے ہم اپنی مرضی اور اپنی خواہش کے مطابق فیصلہ کرا سکیں گے۔ اس پر نصر نے فیصلہ کن انداز میں کہا تو پھر میرے بیٹے آج آرام کرو اور کل بنو ازد کی طرف روانہ ہو جانا تمہارے ساتھ قبیلہ کے دو ایسے جوان بھی کر دیئے جائیں گے جو تمہارے بعد قبیلہ کے طاقتور ترین جوان ہونے کا دعویٰ کر

سکتے ہیں تم تینوں جذیمہ کے شہر میں بنو لخم کے تاجروں کے بھیس میں داخل ہونا رات کی تاریکی میں معبد کے اندر جانا اور دونوں بت اٹھا کر لے آنا اسی طرح ہم جذیمہ سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

عدی پیچھے ہٹا اپنے گھوڑے کو اس نے کھجور کے پتوں سے بنے ایک چھپر تلے باندھا پھر اس نے گھوڑے کی خرجین سے نقدی کی دونوں تھیلیاں نکال کر اپنے باپ کو تھماتے ہوئے کہا۔ سنو میرے باپ یہ گیارہ ہزار سرخ دینار ہیں جو میں نے بنو قسطور کی حکمران الزباء کے پہلوان سے مقابلہ جیت کر حاصل کئے ہیں ان سے تم اپنے قبیلے کے لئے بنو عم سے میٹھے پانی کے چشمے خرید سکتے ہو اور ایسا کرنے سے ہمارا قبیلہ بھی دوسرے عرب قبائل کی طرح خوشحال ہو جائے گا اور ہم ان سے کہیں بہتر اور اچھی فصلیں اگا سکیں گے۔

بوڑھے نے نقدی کی دونوں تھیلیاں لے لیں اور اپنے دونوں ہاتھ دعا کے انداز میں آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے کہنے لگا۔

ابراہیم کا رب تمہیں تمہارے ہر مقصد میں کامیاب اور کامران نکالے گا۔ اس کے بعد نصر نے نقدی کی دونوں تھیلیاں اپنے ایک چوبی صندوق میں رکھ دیں اور باہر آ کر عدی سے کہا میں کل تمہارے ساتھ اس سرکش اونٹ کے علاوہ جس پر تم دونوں بت لاد کر لاؤ گے تین اور اچھے صحت مند اور جفاکش اونٹوں کا بندوبست کرنے جاتا ہوں جن پر تم اور تمہارے دونوں ساتھی سوار ہو سکو گے تم اتنی دیر تک نہالو پھر کھانا کھاتے ہیں اس کے ساتھ ہی عدی کا باپ نصر اپنے مکان سے باہر نکل گیا۔ عدی بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مکان سے نکلا اور نہانے کے لئے قبیلے کے چشمے کی طرف چلا گیا تھا۔

○

دوسری طرف بنو مستطور کی ملکہ الزباء کو اس کے جاسوسوں نے خبر دی تھی کہ عدی خانہ بدوش قبیلے کی لڑکی سے محبت کرتا ہے جس کا نام ربیعہ ہے ملکہ الزباء چونکہ خود بھی عدی کو پسند کرتی تھی لہٰذا وہ اپنے راستے سے ربیعہ کی دیوار برداشت نہ کر سکی اس نے سپاہیوں کا ایک دستہ خانہ بدوش قبیلہ کی طرف یہ حکم دے کر روانہ کیا کہ ربیعہ کو قتل کر دیا جائے اور خانہ بدوشوں کو مجبور کیا جائے کہ وہ صحرا کے اس حصہ سے اپنا پڑاؤ ہٹا لیں اور کبھی صحرا کے اس حصہ کا دوبارہ رخ نہ کریں بلکہ کسی ایسی سمت نکل جائیں جہاں عدی کبھی بھی انہیں تلاش نہ کر سکے۔

الزباء کا وہ فوجی دستہ جب خانہ بدوش قبیلہ میں داخل ہوا اور ربیعہ کو قتل کرنا چاہا تو اس فوجی دستہ کا کماندار اس خانہ بدوش مغنی کا جاننے والا نکلا اس کی التجا پر ربیعہ بیچاری قتل ہونے سے تو بچ گئی تھی تاہم اس دستے کے کماندار نے اس مغنی کو سمجھا دیا تھا کہ وہ اپنے قبیلہ کو لیکر وہاں سے کوچ کر جائے اور پھر کبھی اس طرف کا رخ نہ کیا جائے اور یہ کہ ہر طرف یہ مشہور کر دیا جائے کہ ربیعہ قتل کر دی گئی ہے۔

اس کماندار نے مغنی کو یہ بھی مشورہ دیا کہ یہاں سے کوچ کر کے صحرا کے کسی ایسے دشوار گزار راستے سے ہو کر کہیں اور پڑاؤ کرے تاکہ الزباء کا اگر کوئی اور دستہ ان کی تلاش میں روانہ ہو تو وہ انہیں تلاش نہ کر سکے اس کماندار نے خانہ بدوش قبیلہ کے مغنی پر یہ بھی انکشاف کیا کہ بنو قسطورا کی ملکہ عدی سے عنقریب شادی کرنے والی ہے۔

یہ خبر ربیعہ پر بجلی بن کر گری تھی۔ اس کا دل نہیں مانتا تھا کہ عدی اس سے دھوکہ کرے گا تاہم اس نے صحرا میں تپتے کسی اکیلے اور تنہا درخت کی طرح چپ سنجیدگی سادھ لی تھی۔ اس کی مسکراہٹیں مرجھائے ہوئے پھولوں کی مانند بکھر کر رہ گئی تھیں اوز اس کے ہونٹ سل گئے تھے۔ صحرا کے اندر وہ جہاں بھی پڑاؤ کرتے اور مغنی جب عتبورا بجاتا تو وہ خاموش کھڑی آنسو بہاتی رہتی اور اس ماحول کو دیکھتی رہتی اس کی نگاہوں اس کے دل اور اس کے ذہن کو عدی کا انتظار تھا اور اب اس کی التجا پر اور بوڑھے عوف کے کہنے پر قبیلہ اس دشوار گزار صحرا کا ایک لمبا چکر کاٹ کر یو اید کی طرف بڑھ رہا تھا۔

ربیعہ کو یقین تھا کہ عدی ضرور اپنے قبیلے میں چلا گیا ہو گا لہذا وہ اس کے قبیلے میں جا کر اس سے ملنا چاہتی تھی۔ اس طرح وہ خانہ بدوش قبیلہ سفید ریت کے اس اندھے صحرا میں قیام و کوچ کرتا ہوا اور منزل پر منزل مارتا ہوا اپنے ہدف کی طرف بڑھ رہا تھا۔

○

سرائے میں قیام کے دوران یوناف اور بیوسا جب ہندوستان کے ان گانے والوں کے کمرے کی طرف گئے تو انہوں نے دیکھا کمرے کے دروازے پر قفل لگا تھا۔ دن میں کئی بار یوناف اور بیوسا اس کمرے کا طواف کرتے رہے۔ کمرہ مقفل ہی رہا۔ شام کے قریب جب وہ دونوں میاں بیوی اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے تو وہ بوڑھا گانے والا ان کے کمرے میں داخل ہوا اسے دیکھتے ہی یوناف نے اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر اس کا استقبال کیا پھر وہ اس سے کہنے لگا۔

میں اور میری بیوی بیوسا دن میں کئی بار تمہارے کمرے کی طرف گئے لیکن جب بھی

ہم نے تمہارے کمرے کا جائزہ لیا وہ باہر سے مقفل ہی تھا۔ کیا تم لوگ کہیں گئے ہوئے تھے۔ اس پر وہ بوڑھا ایک نشست پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔ دراصل ہم صبح سے لیکر تقریباً" شام تک ملکہ الزباء کے محل میں رہتے ہیں۔ ہماری طرح دوسرے ملکوں سے آئے مغنی اور سازندوں نے بھی اس سرائے کے اندر قیام کر رکھا ہے اور سرائے میں جس قدر اخراجات ہم پر اٹھتے ہیں وہ سب ملکہ کی طرف سے برداشت کئے جاتے ہیں۔ سارے ملکوں سے آئے ہوئے مغنی اور سازندے صبح سے لیکر شام تک ملکہ کے محل میں موجود رہتے ہیں اور باری باری اپنے گیتوں اور اپنے سازوں سے ملکہ کو محظوظ کرتے رہتے ہیں۔ اب شام کے قریب وہاں سے ہماری جان چھوٹی ہے تو سرائے میں آئے ہیں اور میں سیدھا تم دونوں میاں بیوی کے کمرے کی طرف آیا ہوں اس لئے کہ میں نے آج باقی ماندہ حالات کہنے کا وعدہ کیا تھا۔

یوناف اس بوڑھے گانے والے کی اس گفتگو پر بے حد خوش ہوا اور کہنے لگا میرے بزرگ تیرا انتہائی شکریہ۔ دیکھو اگر تم اپنے لئے دشواری محسوس نہ کرو تو سب سے پہلے میں چینی مذاہب کے متعلق تم سے کچھ سننا پسند کروں گا۔ اس پر بوڑھے گانے والے نے گلا کھنکھار کر اپنا گلا صاف کیا پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔

دیکھو میرے بچوں چین کی تاریخ تقریباً" دو ہزار سات سو قبل مسیح سے شروع ہوتی ہے۔ قدیم گیتوں کی جو نا مکمل کتابیں دستیاب ہوئی ہیں اور چین میں جو شیہ جنگ کہلاتی ہیں اور ایرانی تاریخ اسناد میں جو شوچنگ کے نام سے موسوم ہیں ان کے بارے میں یہ عمومی اعتقاد ہے کہ یہ سب کنفیوشس کے زیر ادارت مدون کی گئی ہیں اور دوسری روایات بھی انہی کتاب سے ملتی ہیں جو اس امر کی شاہد ہیں کہ قدیم چین میں توحید پرستی کا دور دورہ تھا اور وہ ایشور یعنی خدائے واحد اور قادر مطلق یا حاکم مطلق کے نام سے خداوند کو یاد کرتے تھے اسی ذات نے کائنات پیدا کی ہے اور وہ جزا اور سزا کے قائل تھے۔

کچھ عرصہ بعد مذہب اپنی خوبیاں کھو بیٹھا تھا۔ اس کی جگہ شرک نے لے لی اور عقل کی جگہ توہمات اور رسومات نے۔ ذات مطلق کے حضور قربانی خصوصاً" بیلوں کی قربانی کا رواج ہوا۔ واقعات اور حادثات کی خبر پہاڑوں پر آگ جلا کر بھیجی جاتی تھی اور یہ بات ایمان میں شامل ہو گئی کہ آگ کا دھواں زمین کے باسیوں کی مصیبت اور مسرتوں کی روداد ذات باری تعالٰی سے بیان کرتا ہے۔ طبعی طاقتیں آندھی' رات' دریا اور زمین بھی لائق پرستش قرار دے دیئے گئے۔ اس طرح چینی مذہب کے اندر بہت سے شرک شامل کر لئے گئے تھے۔ یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا خاموش ہوا تو یوناف کہنے لگا۔

میرے بزرگ کیا تم بھی یہ عقیدہ رکھتے ہو کہ خدا واحد ہے اور لا شریک ہے اس پر

بوڑھا گانے والا بولا یقیناً" ہم بدھ مت کے پیروکار اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ وہ مالک خدائے واحد ہے وہ قادر مطلق اور حاکم اعلیٰ ہے اور اس کائنات میں کوئی بھی اس کا شریک نہیں۔ بوڑھے کا یہ جواب سن کر یوناف بے حد خوش ہوا اور کہنے لگا۔ میرے بزرگ تمہارے اس جواب نے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ اب تم آگے کہو کیا کہتے ہو۔ جواب میں پھر وہ بوڑھا مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

چینی مذاہب میں سے پہلے ہم تاؤ ازم کا ذکر کرتے ہیں۔ چھٹی صدی قبل مسیح تک جب چین مذہبی اور سماجی لحاظ سے دیوالیہ ہو چکا تھا تو اس ظلمت اور گمراہی کے دور میں دو عظیم مذہبی راہنما ایک دوسرے کے بعد پیدا ہوئے ایک لاؤزے جو تاؤ مت کا بانی ہے اور دوسرا کنفیوشس پہلے ہم تاؤ ازم کا ذکر کرتے ہیں۔ تاؤ ازم کا بانی لاؤزے 604 قبل مسیح میں تشو کے صوبہ میں پیدا ہوئے۔ لاؤزے کے لفظی معنی ہیں بوڑھا فلسفی یا بوڑھا لڑکا۔ لاؤزے اسے اس بنا پر کہا جاتا تھا کہ اس کے بال پیدا ہوتے وقت بھی سفید تھے۔ اس لاؤزے کا اصل نام لی پہ یانگ تھا جس کے معنی بیر کے ہیں گویہ کنفیوشس سے پہلے پیدا ہوا لیکن کنفیوشس کا ہم عصر بھی تھا اس نے بڑی لمبی عمر پائی اور اگلی صدی کے اختتام تک زندہ رہا۔

اس کی پیدائش کے متعلق عجیب و غریب افسانے بنے ہوئے ہیں کہ وہ 81 سال تک ماں کے پیٹ میں رہا اور جب وہ پیدا ہوا تو اس کا سر سفید اور عقل پختہ تھی یہ بھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اسے ایک کنواری نے جنم دیا اس کے بارے میں جو قلیل معلومات موجود ہیں ان کی بنا پر یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔

افلاس اور غربت کی وجہ سے اس لاؤزے نے جو خاندان کی تاریخی دستاویزات کے محافظ کی حیثیت سے ملازمت اختیار کر لی۔ جہاں اسے کتب کا مطالعہ کرنے کا خوب موقع مل گیا۔ جب اپنی تعلیمات کی اشاعت شروع کی لوگوں نے اسے لاؤزے یعنی بوڑھے فلسفی کا لقب دیا اور اسی لقب سے یہ مشہور ہو گیا۔

حاکمان ملک کی دغا بازیوں اور ان کے ظلم و ستم سے نالاں لاؤزے نے ملازمت سے استعفیٰ دیدیا اور لنگ پو کی پہاڑیوں پر اس نے سکونت اختیار کرتے ہوئے گوشہ نشینی اور تنہائی گیری کی زندگی بسر کرنی شروع کر دی تھی۔ کوہستانی سلسلہ کے جس درہ کے قریب لاؤزے نے رہائش اختیار کی تھی اس درہ کے محافظ نے لاؤزے سے درخواست کی کہ وہ اپنی تعلیمات کے بنیادی اصول اسے لکھوا دیا کرے۔

اس طرح لاؤزے نے اپنے فلسفیانہ خیالات لکھوا دیئے تھے جو ایک کتابی شکل کی

صورت اختیار کر گئے اور اس کتاب کا نام تاؤتی چنگ رکھا گیا جس کے معنی بنتے ہیں خداوند کے سیدھے راستے کی کتاب۔ کتاب کے مرتب ہونے کے بعد لاؤزے کے ان فلسفیانہ خیالات کو تاؤ ازم کا نام دیدیا گیا۔

میں نے چین میں قیام کے دوران لاؤزے کی کتاب تاؤ کی چنگ(۱) کا مطالعہ بغور کیا تھا اور اب بھی جو کچھ میں نے اس کے اندر پڑھا وہ مجھے یاد ہے جو کچھ پڑھا وہ تمہیں تفصیل کے ساتھ سناتا ہوں۔

اب میں تم لوگوں کو تاؤ ازم کی تعلیمات سے متعلق کچھ روشنی ڈالتا ہوں میں یہاں یہ بتاتا چلوں کہ چینی زبان میں تاؤ خدا آفاقی عقل کل یا بے علت العلل کو کہتے ہیں۔ لاؤزے نے اپنی کتاب میں لفظ تاؤ خداوند قدوس کے لئے ہی استعمال کیا تھا۔ تاؤ یعنی خدا سے متعلق لاؤزے نے اپنی کتاب سے تمام کائنات کی عظمت اور شان و شوکت قائم ہے چاند اور سورج اپنے مدار پر اسی کی وجہ سے گھومتے ہیں۔ وہی ننھے ننھے کیڑوں کو زندگی بخشنے والا ہے۔ تاؤ کا جسم نہیں وہ ایک لطیف شے ہے۔ تمام اجسام اسی کے پیدا کردہ ہیں۔ اس کی اپنی کوئی آواز نہیں تمام آوازیں اسی کی بنائی ہوئی ہیں۔ تاؤ غیر متحرک ہے۔

تاؤ فلسفہ کے بانی لاؤزے نے خداوند کی صفات کو نہایت عمدگی سے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ تاؤ ہی آسمان کا سہارا دینے والا اور زمین کا بچھانے والا ہے۔ اس کی نا کوئی ابتداء ہے اور نہ کوئی انتہا۔ اس کی بلندی ناپی نہیں جا سکتی اور نا ہی اس کی گہرائی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ تمام کائنات اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔

وہ بے حد لطیف اور باریک ہے ہر شے میں اس طرح موجود ہے کہ جس طرح پانی دلدل میں ہوتا ہے۔ پہاڑوں کی بلندی اور غاروں کی پستی تاؤ ہی کے دم سے قائم ہے۔ جانوروں کا چلنا، پرندوں کا اڑنا، چاند اور سورج کی روشنی کی گردش سب اس کے فیض کے کرشمے ہیں۔

(۱) موجودہ دور میں یہ کتاب پانچ ہزار لفظوں پر مشتمل ہے اور اس کے اکیس باب ہیں اور سب محققین کی رائے ہے کہ یہ لاؤزے کی اصل کتاب کا مخرب اور تبدیل شدہ نسخہ ہے اور کچھ اسے سراسر ناقابل اعتماد قرار دیتے ہیں۔ اس امر کی صداقت کی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ نظریہ انتہا پسندانہ ہے۔ گزشتہ صدیوں کے فروگزاشتوں اور اضافے کی گنجائش قبول کرتے ہوئے یہ ماننا پڑے گا کہ اس کتاب کا بہت سا حصہ لاؤزے کے اپنے اقوال پر مبنی ہے اور اب تو اس میں بہت اضافہ اور تفریق کی گئی ہے۔

بہار کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں وہی چلاتا ہے اور برسات کی سہانی بارش وہی برساتا ہے۔ پرندوں کے انڈے وہی لاتا ہے ان انڈوں سے بچے وہی نکالتا ہے۔ جب درختوں سے پتیاں نکلتی ہیں۔ انڈوں سے بچے نکلتے ہیں اور رحم سے اولاد پیدا ہوتی ہے تو بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب کے سب کام خود ہی ہو رہے ہیں کیونکہ کرنے والے کا ہاتھ ہم کو نظر نہیں آتا تاہم یہ سارے کام تاؤ ہی کے ہیں کہ تاؤ دھندلے سے سائے کی حیثیت رکھتا ہے۔

تاؤ کا جسم نہیں اس کے ذرائع غیر محدود اور پوشیدہ ہیں لیکن تمام چیزوں کو عدم سے وجود میں لانے والا وہی ہے۔ اس سے کبھی کوئی بیکار اور غیر محفوظ کام نہیں ہوا۔ یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا گانے والا کہتے کہتے پھر سانس لینے کو رکا۔ اس کے بعد پھر وہ یوناف اور بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

گو خداوند کی پہچان اور تاؤ کی معرفت کے سلسلے۔ میں لاؤزے کا تاؤ بہت مبہم ہے اور وہ فہم سے بالاتر ہے۔ اس کے متعلق وہ خود کہتا ہے کہ تاؤ کے متعلق معلومات حاصل کرنا یا اس کی معرفت تک پہنچنا مشکل کام ہے کیونکہ اس کا اصول قوت بازو پر منحصر ہے اور نا ہی دوسروں کی مدد پر کیونکہ جو تاؤ کے متعلق بتلاتے ہیں وہ اس کی بابت کچھ نہیں جانتے ہیں کہ جو جانتے ہیں وہ اس کے متعلق گفتگو نہیں کرتے۔ تاؤ کے متعلق ہم سب یہ جانتے ہیں کہ وہ ہے اور اس کے بارے میں ہم کچھ نہیں جان سکتے۔ تاوقتیکہ اس کے جاننے سے پہلے ہم سب کچھ جان نہ لیں۔

جہاں تک تاؤ ازم میں اخلاقیات کا تعلق ہے تو اخلاقی تعلیم کا اہم پہلو جہاں تک عدم مداخلت کو قرار دیا گیا ہے۔ لاؤزے کا قول ہے کہ اگر بنی آدم اس اصول کو اپنا لیں تو جنگ و جدل، حرص و ہوس اپنی موت آپ مرجائیں گے اس نے انکساری اور محبت کا سبق دیا اور خود ادعائی اور بالا دستی کو برا اور مذموم قرار دیا۔

وہ کہتا ہے کہ اگر تم کسی سے جھگڑا نہیں کرو گے تو کوئی تم سے جھگڑا نہیں کرنے گا۔ اگر کوئی تکلیف بھی پہنچائے تو اس سے نیکی کرو۔ جو اچھے ہیں میں ان سے اچھا ہو اور جو برے ہیں میں ان سے بھی اچھا ہوں۔ لہٰذا سب کو اچھا ہونا چاہیے۔ جو مخلص اور راست باز ہیں میں بھی ان سے مخلص اور راست باز ہوں اور جو مجھ سے مخلص اور راست باز نہیں ہیں میں ان سے بھی مخلص اور راست باز ہوں۔ نرم و نازک ترین شے دنیا میں سخت ترین شے کو توڑ ڈالتی ہے۔ دنیا میں پانی سے زیادہ نرم شے نہیں لیکن سخت ترین چٹانوں کو پانی کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔

لاؤزے کا خیال ہے کہ اصلاح سزا سے نہیں ہو سکتی اس کا یہ دعویٰ ہے کہ محبت اور نرمی سے بڑے بڑے گناہ گاروں اور سرکش انسانوں کو راہ راست پر لایا جا سکتا ہے۔ لاؤزے نیکی کرنے والے کو پانی سے تشبیہہ دیتا ہے کہ بنی آدم میں سب سے اچھا پانی کی مانند ہے پانی ہر شے کو فائدہ دیتا ہے اور کسی سے مقابلہ نہیں کرتا۔ وہ ہمیشہ ایسی جگہوں میں جمع ہوتا ہے جو انتہائی حقیر سمجھی جاتی ہیں۔ لاؤزے کے نزدیک سب سے بہترین وہ شخص ہے جو بنی آدم سے محبت کرے اور کسی سے نفرت نہ کرے۔

جذبات کے سلسلہ میں لاؤزے سفلی جذبات اور خواہشات پر غلبہ پانے پر زور دیتا ہے وہ کہتا ہے کہ جو دوسروں پر غالب آجاتا ہے وہ قوی ہے اور جو خودبخود غالب آ جاتا ہے وہ قوی تر ہے اور اس دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں کہ انسان اپنی خواہشات کا غلام بن کر رہ جائے۔ لاؤزے کہتا ہے کہ لالچ سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں اور حرص سے بڑھ کر کوئی وبال نہیں ہے۔

سنو یوناف اور بیوسا میرے عزیزو! لاؤزے حیات بعد الموت کا قائل ہے۔ وہ دوسری زندگی کو خوشگوار تبدیلی قرار دیتا ہے۔ لاؤزے کا کہنا ہے کہ موت ہر ذی حیات پر لازمی آئے گی اس وجہ سے اس سے ڈرنا نہیں چاہیے۔ ایک موقع پر لاوزے اپنی کتاب میں کہتا ہے۔

موت اور زندگی میں وہی تعلق ہے جو جانے اور آنے میں ہے۔ ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اس دنیا سے کوچ کرنے کے معنی دوسری دنیا میں پیدا ہونے کے نہیں ہیں اور کیا انسان زندگی سے محبت کر کے ایک بہت بڑے فریب میں مبتلا نہیں ہے میں کیسے کہہ سکتا ہوں کہ اگر میں مرجاؤں تو میری زندگی اس زندگی سے زیادہ خوشگوار ہو گی۔ جو پیدا ہونے سے پہلے تھی۔ افسوس کہ انسان موت کی ہولناکیوں سے تو واقف ہے لیکن اس کی راحتوں کو نہیں جانتا۔ انسانی زندگی کا تابناک پہلو بھی یہی ہے کہ ازل ہی سے موت تمام انسانوں کو نوشتہ تقدیر بنی ہو گی ہے۔ موت نیکوں کے لئے سکون اور بروں کے لئے پردہ ہے۔ موت گھر کی طرف واپسی کے مترادف ہے مردہ وہ ہیں جو اپنے گھروں کو جا پہنچے اور زندہ ابھی تک اس دنیا میں بھٹکتے پھر رہے ہیں۔

حکمرانوں سے متعلق لاؤزے اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ بدترین حکومت وہ ہے جس میں فلاسفر حکمران ہوں کیونکہ فلاسفر اپنے علم کو بدی کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ لاؤزے نے شاید یہ نظریہ اور خیال اپنے دور کے برے فلاسفروں کو دیکھ کر پیش کیا تھا کیونکہ وہ اپنے علم کو لوگوں کی ہدایت کے بجائے بدی اور برائی کے لئے استعمال کرتے تھے۔ ان کو دیکھ کر

یہ نظریہ پیش کیا کہ حکمران سیدھا سادہ اچھا ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنی رعایا کو اپنے طرز عمل خود مرتب کرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیتا ہے۔ جس سے لوگوں کی مخفی استدادیں اور اخلاقی قوتیں اپنا عمل کرنا شروع کر دیتی ہیں۔

لاؤزے فطرت سے لگاؤ کے متعلق بڑا زور دیتا ہے وہ کہتا ہے کہ جس طرح فطرت میں تمام چیزیں خاموشی سے اپنا کام کر رہی ہیں اسی طرح انسان کو بھی بغیر کسی حرص اور شہرت کا خیال کئے اپنے کام میں مشغول رہنا چاہیے۔ اس سے سکون اور راحت نصیب ہوتی ہے۔ جہاں تک تاؤ ازم کا تعلق ہے اور لاؤزے کے فلسفہ کا تعلق ہے تو یہ انسانی زندگی کے لئے ایک بہترین روشنی' رہبری اور راہنمائی(۱) ہے۔

لاؤزے کے فلسفہ میں صرف لفظ تاؤ ہر قسم کی شرک اور بدی کی نفی کرتا ہے۔ یہ لفظ خداوند قدوس کی ذات کی عکاسی کرتا ہے لیکن لاؤزے کے بعد تاؤ ازم کے پیروکار کئی دیوتاؤں اور ارواح کو ماننے لگ گئے۔ جبکہ یہ بات بلا خوف و تردید کہی جا سکتی ہے کہ لاؤزے ایک ازلی اور ابدی روحانی ہستی کا قائل تھا۔

لاؤزے اپنے فلسفہ میں ایک جگہ فرماتا ہے کہ یہ دل و جان ایک ہی ہستی سے لپٹے رہو۔ تو تاؤ تمہاری یاد سے محو نہیں ہو گا۔ اپنی تمام تر قوت اور توجہ حصول شرافت پر مرکوز رکھو۔ تو ہی تم نوزائیدہ بچہ کی طرح ہو سکو گے۔ اپنی بصیرت وجدان اور ضمیر کو پاک و صاف رکھ کر ہی تم کمال حاصل کر سکتے ہو۔ رعایا پر شفقت اور نظام امور سے حکومت کے قیام و دوام کی مشکلات پر غلبہ حاصل کر سکو گے۔

تاؤ مت کے ایسے پیغامات اور دوسرے فلسفہ کو پڑھنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ لاؤزے ایک سچے خدا پر ایمان رکھتا تھا اور اس کی رضا کے تابع کرنے میں ہی عظیم تر نیکی قرار دیتا تھا۔ وہ لوگوں کو خدا کی محبت اور عشق میں قائم رہنے کی تلقین کرتا تھا۔ وہ لوگوں کو خدا کی محبت اور عشق میں قائم رہنے کی تلقین کرتا تھا۔ تاؤ ازم کی اخلاقی تعلیم اخلاق کے ان ہمہ گیر اصولوں پر حاوی ہے جو تمام الہامی مذاہب کی روح ہیں۔

(۱) لاؤزے کے بعد اس کے پیش کردہ نظریات میں تبدیلی اور انقلاب لانے کی کوشش کی گئی لوگوں نے لاؤزے کے کلام کو کھنگالتے ہوئے کوئی حیات جاودانی کا نسخہ تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن ایسا کرنے میں انہیں مایوسی ہوئی لیکن وہ اس کام میں لگے رہے چنانچہ لاؤزے کے پانچ سو سال کے بعد ایک شخص چنگ تاؤلنگ نے یہ اعلان کیا کہ اس نے ایک ایسا شربت تیار کر لیا ہے کہ جو شخص اس کو پی لے گا وہ حیات جاودانی سے ہمکنار ہو کر رہ جائے گا۔ لوگ چونکہ پہلے ہی حیات جاودانی کے لئے تگ و دو کر رہے تھے لہذا اس شخص کی طرف لوگوں نے بڑا دھیان دیا اور یہ شخص تاؤ کے پیروکاروں کا معبود بن گیا۔ اس طرح تاؤ مت میں شرک' بت پرستی اور توہم پرستی نے جگہ حاصل کر لی تھی۔

امراء کے مظالم اور تشدد کے دور میں لاؤزے نے نیکی سکون عدم مداخلت اور صلاح پر زور دیا ایک ایسے سماج میں جہاں خود غرضی لوٹ کھسوٹ اور نفسانفسی کا دور دورہ تھا لاؤزے نے بدی کا بدلا نیکی سے چکانے کو فرض قرار دیا۔ تاہم لاؤزے کے فلسفہ میں اب تبدیلی کر دی گئی ہے اور اسے ایک مکمل دین کی صورت سے ہٹا کر اس کے اندر کفر و الحاد اور توہم پرستی شامل کر دی گئی ہے جس کی وجہ سے تاؤ ازم کا مطالعہ کرنے والا یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ نئی زندگی کے ہر شعبہ میں انسان کی راہنمائی نہیں کر سکتا۔

یہاں تک کہنے کے بعد گوتم بدھ کا وہ بوڑھا پیروکار اور گانے والا تھوڑی دیر دم لینے کے لئے پھر رکا۔ اس کے بعد وہ یوناف اور بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ یہ تاؤ ازم کے بانی لاؤزے کے حالات تھے۔ اب میں تمہیں چین کے دوسرے بڑے مذہب کے بانی کنفیوشس سے متعلق روشنی ڈالتا ہوں۔

میں پہلے یہ بتا چکا ہوں کہ چین کے دو مذہب تاؤ ازم اور کنفیوشس ازم زیادہ مشہور ہیں لیکن کنفیوشس کے مذہب نے چین پر دیرپا اثرات چھوڑے ہیں ایسے انقلابی دور میں زندگی بسر کرتے ہوئے جبکہ امراء کی باہمی لڑائیاں زوروں پر تھیں۔ کنفیوشس نے سماجی یکجہتی اور توازن پر زور دیا سماجی ہم آہنگی کی اہمیت کی نشاندہی کی وہ اپنے ہم وطنوں کی نظر میں رہبر اعظم یا حکیم الحکماء کا درجہ رکھتا ہے۔

کنفیوشس بحیثیت فلاسفر چین کی ایک سلطنت لیو کے ایک قصبہ کوفو میں 550 سال قبل مسیح پیدا ہوا۔ بچے کی پیدائش کے وقت والدین اپنی عمر کی سترویں بہار دیکھ چکے تھے۔ جب کنفیوشس 3 سال کا ہوا تو باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا اس عہد کے سربر آوردہ قبیلہ "کے" نے اس کی پرورش کی جب انیس سال کا ہوا تو اس نے شادی کر لی۔

چار سال بعد اپنی بیوی کو اس نے طلاق دیدی اس کے بعد کوئی شادی نہیں کی۔ سب سے پہلے کنفیوشس حکومت کے مال خانہ میں ملازم ہوا ایک سال کے اندر ہی اپنی عمدہ کارگزاری کی بنا پر زراعت اور جانوروں کے چرواہوں کا نگران مقرر کر دیا گیا۔

ملازمت کے دوران تاریخ' ادب' شاعری اور سیاست سے متعلق خوب مطالعہ کیا جب 27 سال کا ہوا تو اس کی والدہ کا انتقال ہو گیا اور ملازمت سے استعفیٰ دے کر تعلیم و تدریس کا پیشہ اختیار کر لیا۔

وہ جلد ہی ہزاروں شاگردوں کا ہادی بن گیا اور اس کی تعلیم سقراط کی طرح زبانی ہوا کرتی تھی اس کی تعلیم اور رشد و ہدایت کا اتنا چرچا ہو گیا کہ صوبہ لیو کے وزیر نے بستر مرگ پر اپنے بیٹے کو وصیت کی تھی کہ وہ کنفیوشس سے تعلیم حاصل کرے۔

اس زمانہ میں جس سلطنت میں کنفیوشس رہ رہا تھا اس کے 3 مقتدر خاندانوں میں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ انجام کار وہ امیر جس کی ملازمت میں کنفیوشس تھا۔ شہربدر کر دیا گیا۔ کنفیوشس اس کے ساتھ قریبی صوبہ تسی میں چلا گیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ واپس لیو میں آ گیا لیکن اسے مناسب ملازمت حاصل کرنے میں 15 سال لگ گئے۔ 51 سال کی عمر میں شہر چنگ ٹو کا قاضی بنا دیا گیا۔ نہایت ہی ایمانداری اور دیانتداری سے اپنے فرائض انجام دیئے ایک مثالی نظامیہ اور عدلیہ قائم کرنے میں کامیابی اس کا حصہ تھی۔ ملک میں امن و امان کا پرچم لہرانے لگا۔ امراؤں کی بالادستی اور رشوت خوری کا بازار ماند پڑ گیا۔ جرائم اور بد اخلاق ناپید ہو گئی۔ اپنی ملازمت کے دوران کنفیوشس انہی اصولوں پر کار بند رہا۔ جس کی تعلیم خود دیتا تھا۔ عدل و انصاف پر مبنی طرز عمل سے ان کے بدخواہ پیدا ہو گئے جو بڑی چالاکی اور عیاری سے اسے شکست دینے میں لگ گئے تھے۔

کنفیوشس کے حاسدوں نے آخر کار یہ کیا کہ سلطنت لیو کے حکمران کے دربار میں انہوں نے چند حسین و جمیل رقاصائیں پیش کیں۔ لیو کا حکمران ان رقاصاؤں کے ساتھ عیاشی میں ایسا کھو گیا کہ امور سلطنت سے قطعاً" غافل ہو گیا اور ہمہ وقت ان رقاصہ لڑکیوں کی محفل میں مشغول رہنے لگا تھا۔ ان حالات میں کنفیوشس کا اسے سمجھانا اور تنبیہہ کرنا ناگزیر عمل ہو گیا تھا۔ جب کنفیوشس نے ایسا کیا تو حاکم اور اس کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے کچھ عرصہ بعد اختلافات اس قدر بڑھ گئے کہ حاکم نے اسے تمام اختیارات سے محروم کر کے ملک بدر کر دیا تھا۔

497 قبل مسیح سے اس کی سرگردانی کا دور شروع ہوا اپنے چند شاگردوں اور مریدوں کے ساتھ اس نے جگہ جگہ غریب الوطنی میں زندگی بسر کی۔ اکثر اسے اپنی جان کا خطرہ در پیش رہتا تھا۔ کسمپرسی اور مفلسی کے دن ختم ہونے میں نہ آتے تھے۔ یہاں تک کہ لیو کی سلطنت میں ایک انقلاب برپا ہوا پہلے عیاش امیر کو لوگوں نے تخت و تاج سے محروم کر دیا اور کانگی نام کا ایک شخص سلطنت لیو کا حکمران بنا۔ اس نے 483 قبل مسیح میں کنفیوشس کو بڑے عزت و احترام کے ساتھ اپنے شہر میں بلایا اور کنفیوشس سے التماس کی کہ وہ لوگوں کی اصلاح اور تعلیم کا سلسلہ شروع کرے۔ اس طرح ایک بار پھر کنفیوشس نے سلطنت لیو میں لوگوں کی اصلاح کا کام شروع کیا اور 478 قبل مسیح کنفیوشس نے یہی کام کرتے ہوئے وفات پائی۔

بدھ مت کا وہ بوڑھا پیروکار جب تھوڑی دیر کے لئے دم لینے کو رکا تو یوناف اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میرے بزرگ تمہاری بڑی مہربانی کہ تم نے مجھے کنفیوشس کی زندگی

کے حالات تفصیل کے ساتھ سنائے۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم اس کی تعلیمات، خدا، موت کے بعد کی زندگی اور دوسرے عوامل پر اس کے پیغام پر روشنی ڈالو۔ اس پر بوڑھا کہنے لگا۔ کیوں نہیں۔ پھر وہ کھنکار کر گلا صاف کر کے کہہ رہا تھا۔

سنو میرے عزیزو' چینی زبان کے دو الفاظ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور خداوند کی ہستی کے تصور کو ظاہر کرتے ہیں ایک شنگٹی جس کے معنی حاکم مطلق کے ہیں اور ایک ٹی ین یعنی آسمان۔ کنفیوشس نے اپنی تقریروں میں ٹی ین کے الفاظ کو اکثر استعمال کیا ہے۔ جو خدا کی پروردگاری اور لا محدودیت پر دلالت کرتا ہے۔

کنفیوشس کی تعلیم کے مطابق خدا ایسے قانون واضح اور نافذ کرتا ہے جن کے ذریعے کائنات وجود میں آئی ہے اور اپنے مقررہ وقت تک قائم رہے گی۔ وہ اپنی شریعت انسان پر عیاں کرتا ہے جن پر عمل کر کے انسان مقصد حیات اور حیات ابدی حاصل کر سکتے ہیں۔

کنفیوشس نے ایسے زمانے میں خدائے واحد کا نام سربلند کیا جبکہ چین میں فطرتی مظاہر ارواح خبیثہ اور باپ دادا کی روحوں کی پرستش کا رواج تھا۔ اس زمانہ میں کنفیوشس نے کہا خدا ہی حقیقی پناہ گاہ ہے جس کی تلاش ہمیشہ سے جاری ہے جو خدا کو ناراض کرتا ہے اس کی نجات مشکل ہے۔ کنفیوشس خدا پر واضح ایمان اور توکل رکھتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ اگر خدا چاہتا کہ یہ تمدن مٹ جائیں تو وہ ایک ذی نفس بھی اس روئے زمین پر نہ چھوڑتا جو اس تمدن کو قائم رکھ سکتے اور نہ کسی کو اس کی جانب توجہ کرنے کی توفیق دیتا کیونکہ خدا نے اسے مٹنے نہیں دیا لہٰذا کوانگ کے باشندے میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

کنفیوشس کے نزدیک تقویٰ اور راضی بہ رضا الٰہی ہونا ہی صراط مستقیم ہے۔

کنفیوشس کہتا ہے چالیس سال کی عمر تک سب ذہنی الجھنوں پر غلبہ پا لیا اور پچاس سال کی عمر میں مجھے خداوند کا عرفان حاصل ہوا۔ خدا نے مجھے قدیم دانائی بخشی لہٰذا اب مجھے کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا۔ نور و ہدایت ہمیں خدا ہی کی طرف سے حاصل ہوتے ہیں جن کے ذریعے ہم اپنا اور نسل آدم کا احیاء کر کے انسانی کمال تک پہنچ سکتے ہیں۔

یہ تو کنفیوشس کا خداوند قدوس کے متعلق نظریہ ہے۔ حیات کے بعد موت کے متعلق کنفیوشس نے کہا کہ اچھے بادشاہ اور نیکوکار جنہوں نے اپنی زندگی میں نمایاں کام کئے ہوں گے مرنے کے بعد انہیں آسمان پر خدا کی قربت نصیب ہو گی۔ جو خاندان نیکی کرتا ہے وہ یقیناً" بے انتہا خوشیاں جمع کرے گا جو گھرانہ برائیوں کے درپے ہوتا ہے اسے غیر محدود غم اور افسوس سے سابقہ پڑے گا۔

انسان دوستی سے متعلق بھی کنفیوشس کے بڑے اعلیٰ پائے کے خیالات ہیں۔

کنفیوشس انسان کو ہر چیز کا معیار سکھاتا ہے اس کا قول ہے سچائی کی عظمت انسان سے ہے نہ کہ انسان کی عظمت سچائی سے۔ وہ ایمان رکھتا ہے کہ انسان طبیعاً" نیک ہے اور وہ نیکی کے لئے رغبت رکھتا ہے۔ اگر حکمراں اور اعلیٰ طبقے اس کے سامنے اچھی مثال قائم کریں۔ پیدائشی اور موروثی گناہ کے مابعد از طبیعاتی نظام سے اس کا کوئی سروکار نہیں رہے گا۔ وہ نیکی اور انسان کا دوست ہیں۔ کنفیوشس خوب جانتا ہے کہ انسان بغیر کسی الزام کے بوجھ کے کافی دکھی ہے اور ہمیشہ تمام ان خطرات اور بد کردار فرمانبرداروں سے دو چار رہا ہے وہ ہمیشہ انسانوں کا معاون رہا ہے اور پزیرانہ صلاحیتوں پر اعتماد رکھتا ہے۔

کنفیوشس انسانوں کو دو طبقوں میں تقسیم کرتا ہے ایک کو وہ انسان اعلیٰ اور دوسرے کو پست انسان کہتا ہے۔ کنفیوشس کہتا ہے کہ انسان اعلیٰ اپنی روح کو عزیز رکھتا ہے اور انسان اپنی دولت اور جائیداد کو۔ انسان اعلیٰ کو یاد رہتا ہے کہ کس طرح اور کب کوتاہیوں کی سزا ملی لیکن پست آدمی صرف یہ یاد رکھتا ہے کہ اسے کیا کیا انعام اور بدلے میں ملے۔ انسان اعلیٰ کوتاہی کا الزام اپنے ذمے لیتا ہے اور کم تر آدمی دوسروں کے سر تھوپتا ہے۔ انسان اعلیٰ باعظمت باوقار اور نیک ہے اور مغرور نہیں ہوتا۔ پست آدمی مغرور ہوتا ہے اور ہر عصمت اور وقار سے خالی ہوتا ہے۔ انسان اعلیٰ دوسروں کی رائے کے بارے میں فراخدلی سے کام لیتا ہے لیکن مکمل طور پر ان سے متفق نہیں ہوتا پست آدمی دوسروں سے متفق ہوتا ہے لیکن ان سے کشادہ دلی نہیں بلکہ بخل سے کام لیتا ہے۔ انسان اعلیٰ کا ارادہ پختہ ہوتا ہے لیکن جھگڑالو نہیں۔ وہ دوسروں کے ساتھ آزادانہ میل جول رکھتا ہے مگر دھڑے بندی سے الگ رہتا ہے۔

انسان آعلیٰ کے کردار کی علامت بنی نوع انسان سے ہمدردی اور شفقت ہے دوسروں کی نیکی۔ قابلیتوں سے اس کو غصہ نہیں آتا بلکہ خود ان سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب وہ اپنے سے کمتر انسان کو دیکھتا ہے تو اپنے اوپر نظر ڈالتا ہے اور دیکھتا ہے کہ دوسروں میں جو برائیاں نظر آتی ہیں وہ کہیں مجھ میں تو نہیں۔ کنفیوشس کہتا ہے کہ اعلیٰ انسان وہ ہے جو مندرجہ ذیل باتوں پر عمل کرتا ہے۔

اس کی آنکھیں صفائی سے دیکھیں۔
اس کے چہرے سے نشان مہر و الفت نمایاں ہو
اس کا رویہ باعزت ہو۔ گفتگو میں خلوص ہو
معاملات میں ہوشیاری ہو
دل میں شک ہو تو دوسروں سے سوال کرے

جب اس کو غصہ آئے وہ خیال کرے کہ غصے کا نتیجہ کیا ہو گا
اور اُس کے لئے کیا مشکلات پیدا ہوں گی
جب وہ نفع حاصل کرنے کا خیال کرے تو سب سے پہلے حق اور نیکی کا خیال کرے۔
یعنی نفع اس طرح حاصل کیا جائے کہ حق اور نیکی کا پہلو قائم رہے۔

کنفیوشس نے اخلاقیات پر بہت زور دیا ہے وہ کہتا ہے سارے اعمال کا دارومدار خلوص نیت پر ہے اور بلند کردار آدمی کی یہ نشانی ہے کہ اس کے قول اور عمل میں مطابقت ہونی چاہئے۔ کنفیوشس کہتا ہے کہ اصلاح اخلاق کے علم و تربیت کو ضروری قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی دولت علم ہے اور علم کے لئے غور لازمی ہے۔ بغیر غور و خوض کے علم ایک سعی لاحاصل ہے۔

کنفیوشس باہمی محبت اور ہمدردی پر بھی بہت زور دیتا ہے وہ کہتا ہے کہ اس کی ابتدا سب سے پہلے اپنے خاندان میں ہی ہونا چاہئے۔ پھر اس کی حدیں پھیلتے پھیلتے عام معاشرے کو اپنے اندر لے لیں۔ کنفیوشس کہتا ہے کہ بد نظمی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب حاکم اپنے مرتبے کے وعدے نبھانے میں قاصر ہو۔ اور رعایا بھی اپنے مقام سے دور ہو چکی ہو۔ باپ اپنے مقام اور مرتبے سے غافل ہو اور بیٹا اپنے فرائض سے منہ موڑ چکا ہو۔ وہ کہتا ہے کسی معاشرے میں بنیادی انقلاب اس وقت تک نہیں آ سکتا جب تک کہ ہر ایک اپنے اپنے مرتبہ اور مقام کا خیال نہ کرے۔

ایک بار ایک شخص نے کنفیوشس سے سوال کرتے ہوئے پوچھا کیا کوئی ایک لفظ ایسا ہے جو زندگی کے لئے بنیادی اصول کا کام دے سکے۔ کنفیوشس نے جواب دیا ہاں۔ باہمی مراعات۔ یعنی دوسروں کے لئے وہ سلوک نہ کرو جو تم دوسروں سے اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔ کنفیوشس حکمرانوں کے لئے عمدہ قسم کے اصول مرتب کرتا ہے۔ اور وہ اپنے اصول میں کہتا ہے کہ بادشاہ خود اپنے عمل سے رعایا کے لئے اچھی مثال قائم کرے۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ حکومت بغیر عوام الناس کی حمایت کے قائم نہیں رہ سکتی۔ اس وجہ سے حکمرانوں کو چاہئے کہ وہ عوام الناس کا اعتماد کریں۔ اعتماد محبت ہی کے ذریعے حاصل ہو سکتا ہے اور محبت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب حکمران طبقہ عوام الناس کی بھلائی اور بہبود کے کام کرے۔

تیسرے اصول میں کنفیوشس کہتا ہے کہ حکمران طبقہ اور رعایا اپنے فرائض خلوص سے سرانجام دیں۔ چوتھا اصول یوں کہتا ہے حکمران علم و عقل کو اپنے مشیر بنائیں۔ پانچویں اصول میں کنفیوشس کہتا ہے کہ لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرنا چاہئے جسے وہ خود

اپنے لئے پسند نہ کریں۔ اور چھٹے اصول میں وہ حکمرانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ عدل پر دیانتدار اور ایماندار آدمی کو مقرر کیا جانا چاہئے۔

پھر کنفیوشس مزید کہتا ہے کہ انسانی فلاح اور بہتری کے لئے سب سے پہلے انسان کو اشیاء کی ماہیئت کی تحقیقات میں مصروف رہنا چاہئے۔ جب اشیاء کی ماہیئت معلوم ہو جاتی ہے تو علم مکمل ہو جاتا ہے اور جب علم مکمل ہو جاتا ہے تو ان کا خیالات میں خلوص پیدا ہوتا ہے۔ خیالات سے بڑھ کر دل میں بھی خلوص آ جاتا ہے اور دل میں خلوص آتا ہے تو دل درست ہو جاتا ہے پھر خود انسان بھی درست ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ درست ہو جاتا ہے تو اس کا خاندان درست ہو جاتا ہے اور جب خاندان میں درستگی آ جاتی ہے تو اس کی وجہ سے ریاست درست ہو جاتی ہے۔ اور جب ریاست درست ہو جاتی ہے تو پھر ساری سلطنت درست ہو کر رہ جاتی ہے۔

سنو میرے ساتھیو۔ کنفیوشس کے وفات کے فوراً بعد اس کے نظریات چین نے لوگوں میں بڑے مقبول ہوئے اور لوگوں کے دلوں میں گھر کرنا شروع ہو گئے اور پھر آہستہ آہستہ اس کی ہردلعزیزی اور اثر میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ اس کا نام چینی ثقافت کا نام ہی ہو گیا۔ اس کی شخصیت اور تعلیم کی مہرچینی زندگی کے ہر پہلو پر نمایاں نظر آنے لگی۔ یہاں تک کہ لوگوں نے کنفیوشس کو کامل اور اعظم کا خطاب دیا۔ پھر چینی حکمرانوں نے اس کے لئے قربانی دینے کا بھی حکم دے دیا تھا۔

پھر مزید یہ ہوا کہ چین کے ہر اسکول میں اس کے نام سے ایک مندر تعمیر کیا جانے لگا اور مندر(۱) کا نام چین میں کوانگ یعنی قدیم استاد یا دانائے کامل کے نام سے سرفراز کیا گیا۔ یہ لقب آج تک اس کے نام کا حصہ ہے۔

(1) کنفیوشس کے تقریباً" اڑھائی سو سال کے بعد سین شی ہوانگ ٹی نام کے ایک بادشاہ نے چین پر قبضہ کرنے کے منصوبے باندھے اور بہت سی ریاستوں پر قبضہ جما لیا اور شہنشاہ کا لقب اختیار کیا اس نے اہل چین کے دلوں سے ان کے قدیم بادشاہ اور قابل احترام ہستیوں کا احترام مٹانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ آخر جب اس سلسلے میں اس نے اپنے وزیروں سے مشورہ کیا تو انہوں نے اسے اصلاح دی کہ جب تک لوگوں کے دلوں میں سے کنفیوشس کو نہ نکالا جائے اس وقت تک اسے کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اپنے وزیروں کا یہ مشورہ سننے کے بعد اس نے کنفیوشس ازم کی تمام کتب کو جلا دینے کا حکم دیا۔ اس وقت ان کتب کی تعداد اس قدر زیادہ ہو چکی تھی کہ یہ تین ماہ تک جلتی رہیں تاہم کچھ آدمی چند کتب کو محفوظ کر لینے میں کامیاب ہو گئے اور انہوں نے ان کتب کے پیغامات کو دیواروں میں چن دیا۔ جب سین بادشاہ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے بہت خوشی منائی اور ان کتب کو نکال کر از سر نو اشاعت کا اہتمام کیا اس طرح ایک بار پھر کنفیوشس اہل چین کا محبوب بن گیا تھا۔

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا بدھ مت کا پیروکار خاموش ہو گیا اس پر یوناف بولا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ کیا تم بتا سکو گے کہ چین میں کنفیوشس ازم کی مقبولیت کا کیا راز تھا۔ جواب میں وہ بوڑھا گانے والا تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ وہ دوبارہ بولا اور کہنے لگا۔

چین میں کنفیوشس ازم کی مقبولیت کے کئی سبب ہیں۔ اول یہ کہ کنفیوشس نے پرانی اور قدیم روایات کے خلاف کوئی بات نہیں کی بلکہ اپنے پیشروؤں کے اچھے خیالات اور اقوال کو زندہ کیا اور ان کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ دوئم یہ کہ کنفیوشس نے معاشرتی امور کے اصلاح کی طرف زیادہ توجہ دی۔ اور معاشرے کو پانچ طبقات میں تقسیم کیا۔ یعنی بادشاہ اور رعایا۔ باپ اور بیٹا۔ بڑا بھائی اور چھوٹا بھائی۔ میاں بیوی اور دوست۔ کنفیوشس کی دور رس نگاہوں نے دیکھ لیا تھا کہ ہر طبقہ اپنے فرائض خلوص سے سرانجام نہیں دیتا اس وجہ سے معاشرے میں جدال اور فساد ہے۔ اور پھر ہر طبقے کو اپنے حقوق اور فرائض خلوص سے سرانجام دینے کی دعوت دی۔ اس کے علاوہ اس کی مقبولیت کی وجہ کچھ یوں ہے کہ کنفیوشس نے مابعد طبیعاتی خیالات پر بہت کم گفتگو کی ہے اس نے اس رنگ میں گفتگو کی جسے عوام آسانی سے سمجھ سکیں۔ چوتھی بات کچھ یوں کہ کنفیوشس نے اپنی تعلیم کو نہایت سادہ اور عام فہم زبان میں عام کیا۔

پانچویں بات یوں کہ کنفیوشس نے اخلاقی تعلیم پر بہت زور دیا۔ خاص طور پر ان امور کے متعلق جن کا تعلق روز مرہ زندگی سے تھا۔ لوگوں میں باہمی تعاون ہمدردی محبت وغیرہ۔ اس تعلیم کا اثر انفرادی زندگی ہی پر نہیں پڑا۔ بلکہ اجتماعی زندگی پر بھی بڑا ملک کی اقتصادی' سیاسی' معاشرتی زندگی میں ایک سیلاب اور ایک انقلاب برپا ہو گیا۔

اور اس کی مقبولیت کی چھٹی وجہ یہ کہی جا سکتی ہے کہ کنفیوشس کا ذاتی کردار بہت بلند تھا۔ جو وہ کہتا تھا اس کا عملی نمونہ وہ پیش کرتا تھا۔ وہ مختلف عہدوں پر فائز رہا اور لوگوں کی خدمت کی جس کی وجہ سے اسے شہرت اور مقبولیت نصیب ہوئی۔

بہت سی کتب ہیں جن سے انسان کنفیوشس کے نیکی اور سچائی پر مبنی اقوال کا مطالعہ کر سکتا ہے۔ کنفیوشس کی سب سے اہم کتاب لن یو ہے اس کو سب سے زیادہ اہم اس لئے سمجھا جاتا ہے کہ اس کے مطالعے سے اس کی تعلیمات کا سمجھنا آسان ہے۔ یہ کتاب کنفیوشس کے ملفوضات کا مجموعہ ہے جو کہ چند شاگردوں نے اس کی وفات کے بعد تالیف کیا۔ اس میں زندگی کے ہر پہلو کو عام کہانیوں اور عمدہ تقیدوں میں بیان کیا ہے۔

ایک اور کتاب بھی کنفیوشس کی طرف منسوب کی جاتی ہے جس کا نام علم اعظم ہے۔

یہ کتاب بھی انتہائی درد آمیز اور سبق آموز ہے۔ اور اس کے اندر بھی انسانیت کی فلاح کا عمدہ پیغام ہے۔ ایک اور کتاب جس کا نام تعلیم آدمی ہے یہ کتاب کنفیوشس کے پوتے ٹسز کے نام سے منسوب ہے اس کے علاوہ پانچ اور کتابیں بھی کنفیوشس ازم میں ہیں جن کا خوب مطالعہ کیا جاتا ہے اور کنفیوشس کے ماننے والوں کا ایمان ہے کہ یہ ساری کتب قدیم ہیں اور کنفیوشس کی ادارت میں لکھی اور ترتیب دی گئیں تھیں۔ اس میں پہلے کتاب شیوچن ہے جو ایک تاریخی کتاب ہے۔ دوسری کتاب شی چنگ ہے یہ گیتوں کی کتاب ہے اس میں تین سو پانچ نظمیں ہیں۔ تیسری کتاب لی چی ہے یہ رسموں کی کتاب ہے۔ جس میں ان سب رسوم کا ذکر ہے جو مذہبی اور غیر مذہبی تہواروں پر ضروری ہیں۔ چوتھی کتاب کا نام لی چنگ ہے یہ ایک طرح کے انقلابی افکار کی کتاب ہے۔ پانچویں کتاب کا نام چن چنگ ہے اسے خزاں اور بہار کی تعریف بھی کہا جاتا ہے۔ اور یہ زیادہ تر صوبہ لیو کے اندر رونما ہونے والے حالات اور واقعات کی تاریخ شمار کی جاتی ہے۔ یہ کتابیں کنفیوشس ازم[1] کی بہترین عکاسی کرتی ہیں۔

یہاں تک کہتے کہتے بوڑھا بدھ پرست چند لمحوں کو رکا پھر وہ یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ جو کچھ کنفیوشس ازم کے متعلق میں جانتا تھا وہ تم دونوں میاں بیوی سے میں بیان کر چکا۔ اب میں تم سے جاپانی مذہب شینٹوازم کا ذکر کرتا ہوں۔ اس پر یوناف سے پہلے ہی بیوسا بولی اور بوڑھے گوتم بدھ کے پیروکار کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ میرے بزرگ تم نے جو ہندوستان اور چین کے مذاہب کے متعلق تفصیل سے روشنی ڈالی ہے تو اس سے تو نے ہمارے علم میں بڑا اضافہ کیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ جاپانی مذہب شینٹوازم سے متعلق کچھ بتانے کے بعد آپ ہمیں ہندومت سے متعلق بھی کچھ روشنی ڈالیں گے۔ اس پر وہ بوڑھا مسکراتے ہوئے کہنے لگا ہندومت سے متعلق میں تمہیں بڑی تفصیل کے ساتھ بتا سکتا ہوں اس لئے کہ بدھ مت قبول کرنے سے پہلے میں ہندومت کا ہی قائل اور پیروکار تھا۔ سنو میرے دونوں اجنبی مہربانوں اب میں تمہیں جاپانی مصلح شینٹو اور اس کے مذہب شینٹوازم سے متعلق کچھ بتاتا ہوں۔

(1) کنفیوشس ازم 600 ق۔ م کی سماجی اور قومی زندگی کے سانچے میں ڈھلا ہوا ایک قسم کا اسلام بھی ہے بنیادی اصول تقریباً کنفیوشس ازم کے اسلام سے ملتے جلتے ہیں ان کی ظاہری شکل اور رسمیں مختلف ہیں اسلام کنفیوشس ازم کی تعلیمات انسان دوستی انسانی فطرت کا گناہ سے مبرا ہونا اور ارتقائے انسان اور انسانی ہمدردی کی اخوت اور افرا و تفریق کی اجتناب کرنے کی تصدیق کرتا ہے بلکہ اسلام وہ مکمل دین ہے جس میں یہ تعلیم اعلیٰ رنگ میں پائی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں اسلام کنفیوشس ازم کے بعد کے فساد اور نگار ... مظاہر پرستی' بزرگ پرستی اور قربانیاں اور علم غیب کے حاصل کرنے کی طریقوں کی تردید بھی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اسلام کنفیوشس ازم سے زیادہ واضح اور اعلیٰ رنگ میں خداوند کی ہستی اور آخرت کے تصور کو پیش کرتا ہے۔ دوسری طرف کنفیوشس ازم میں ماں' باپ' طبقاتی مسائل پر روشنی نہیں ڈالی گئی جبکہ اسلام نے ان مسائل کو اس رنگ میں بیان کیا ہے کہ ان کا سمجھنا آسان ہو گیا ہے۔

شینٹو چینی زبان کے دو لفظوں شن اور ٹو سے مرکب ہے جس کا مطلب ہے خدا کے طور طریقے یا دیوتاؤں کے ڈھنگ اور اطوار۔ شینٹو ازم جاپانی قوم کا مذہب ہے اور اسی قوم اور ملک تک محدود ہے ہندومت کی طرح اس کا کوئی ایک بانی نہیں۔ اس کا آغاز زمانہ قبل از تاریخ سے ہوا ہے یہ دونوں مذہب خاص قوموں کی فطرت کی عکاسی کرتے ہیں۔ اور سماج اور ثقافت کا ہی ایک حصہ نہیں۔ ان کے دروازے دوسروں پر تقریباً" بند ہیں۔

زمانہ قبل از تاریخ میں جاپان پر جو قبیلہ حکمران تھا وہ سورج کی دیوی کی حیثیت سے پرستش کرتا تھا جس کے گرد ہزار اور دیوی۔ دیوتا بھی تھے۔ ان کے علاوہ اسلاف کی بھی پرستش کی جاتی تھی۔ اسی مظاہر اور اسلاف پرستی میں آگے چل کر اس نے مذہب کی شکل اختیار کر لی اب جاپان میں یہ قومی تمدن حیثیت اختیار کر چکا ہے۔

شینٹو ازم کثرت پرستی کا مذہب ہے اس کا کثرت پرستی کا خاصہ اس کے دیوتاؤں کی تعداد سے ہو سکتا ہے۔ کبھی یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اسی (80) کروڑ دیوتا ہیں کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد آٹھ سو کروڑ تک جا پہونچتی ہے۔

اہل جاپان مظاہر پرستی پر بہت زور دیتے ہیں جن کا سب سے بڑا محبوب سورج ہے ان کے خیال میں سورج ایک دیوی ہے جس کا نام اماتا راسو رکھا گیا ہے۔ اماتا راسو کو وہ کائنات کی قوت کا درجہ نہیں دیتے کہ اس کی حیثیت محض ایک دیوی کی سی ہے۔

اس کو ماننے والے سمندر' پہاڑ' درخت' دریا' حیوانات' کھیتوں' پرندوں وغیرہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جاپانی مذہب میں اسلاف پرستی کا عنصر بھی پایا جاتا ہے۔ اسلاف پرستی کا آغاز مردوں کے خوف و ہراس سے ہوا وہ مردوں کو محترم جان کر پرستش نہیں کرتے تھے نہ ہی ان کے دل میں اس بات کا احترام تھا کہ یہ ان کے خاندان کے افراد ہوا کرتے تھے۔ بلکہ ان کی پرستش محض ان کے شر سے بچنے کے لئے ہوا کرتی تھی۔ جاپانی لاشوں کو ناپاک سمجھتے ہیں۔ جب کوئی آدمی مر جاتا ہے تو اس کی لاش سے جلد از جلد چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جس مکان میں کسی کی وفات ہوتی ہے تو اس کے عزیز اقارب مکان چھوڑ کر کسی دوسرے مکان میں چلے جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ جاپان میں بادشاہوں نے سورج دیوی کی اولاد ہونے کا دعویٰ کیا یہ دعویٰ سب سے پہلے جی۔ حو۔ ٹی۔ حو بادشاہ نے کہا۔ اہل جاپان کے نزدیک اس طرح یہ سورج دیوی تمام مردوں کی آقا ہے اسی طرح بادشاہ بھی تمام جاپانیوں کا آقا۔ مخدوم اور سردار ہے۔

بادشاہ کی اس عزت اور توقیر کی وجہ سے شاہی محل مذہب کا مرکز بن گیا اور جاپان میں

مذہب اور سیاست لازم و ملزوم ہو کر رہ گئے۔ بادشاہ کی ذات۔ مذہب اور سیاست کا مرکز بن گئی۔ سورج دیوی کی اولاد ہونے کی حیثیت سے بادشاہ آہستہ آہستہ خدائی[1] درجے پر فائز ہو گئے۔

اس بادشاہ پرستی کی وجہ سے آج تک شنٹو مذہب کے پیروکار اپنے بادشاہ کی خیر و سلامتی کے لئے دعا مانگتے ہیں اپنے لئے دعائیں مانگتے اور شہنشاہ خود روزانہ اپنی رعایا کی خیر و سلامتی کے لئے دعا کرتا ہے۔ شہنشاہ کی محبت قوم کے دل میں سب سے بڑھ کر ہے۔ شہنشاہ خود اس قوم سے خبر گیری اس کے سپرد ہے اس کا خیال رکھتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ شہنشاہ اور قوم کا یہ تعلق ایسا ہے جس کو جاپان کا ہر متنفس بخوبی سمجھے ہوئے ہے۔

جاپانی کہتے ہیں کہ بادشاہ ہماری ضروریات پر توجہ کرتا ہے اور ہماری تکلیفوں کو محسوس کرتا ہے اب اس کے بعد کیا چیز باقی رہ جاتی ہے۔ جس کو ہم بلا واسطہ کامی سے مانگیں۔ شنٹو مذہب شہنشاہ پرست ہے۔ کامی کی رضا شہنشاہ کی رضا ہے یہی وہ احساس ہے جو ایک جاپانی کی لوح دل پر نقش ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا بدھ پرست جب خاموش ہوا تو یوناف بولا اور اسے مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔ میرے بزرگ تو نے اپنی اس گفتگو میں کئی بار ایک لفظ کامی استعمال کیا ہے کیا تو بتا سکے گا کہ لفظ کامی سے تیرا کیا مطلب اور مراد ہے۔ اس پر اس بوڑھے بدھ پرست کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کہنے لگا۔

لفظ کامی اولا" زمین اور آسمان کے متعدد دیوی اور دیوتاؤں کے لئے استعمال ہوا کرتا تھا۔ جن کا جاپان کے اندر قدیم تذکروں میں ذکر آتا ہے۔ اس طرح ان دیوتاؤں کی ارواح کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا رہا جو ان معبدوں میں رہتے ہیں جہاں ان کی پوجا ہوتی ہے۔ یہ لفظ نہ صرف انسانوں۔ چرند' پرند' نباتات' دریا' پہاڑ اور ہر قسم کی دوسری اشیاء کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جن سے خوف کرنا اور ان کی عزت کرنا اس لئے لازمی ہے کہ ان کو غیر معمولی اور اہم اختیارات حاصل ہیں۔ جن کا صرف نیکی' اچھائی یا فائدہ رسانی میں اعلیٰ ہونا ضروری نہیں۔ سب کے لئے استعمال ہوتا ہے بری اور ناپسندیدہ اشیاء بھی کامی کہلاتی ہیں۔ بشرطیکہ ان کا خوف عام ہو۔ کامی کی قسم میں جو انسان داخل ہیں انھیں جاپان کے شہنشاہ بھی داخل ہیں لہٰذا انھیں کامی ہی کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے۔

---

(1) اس عقیدے نے جاپانی سیاست کو استحکام بخشا۔ ایک خاندان ڈھائی ہزار سال سے کچھ زیادہ عرصہ تک برسر اقتدار رہا۔ جاپانی بادشاہت کا بانی جم سو تھا اس کی حکومت کا آغاز 660 قبل مسیح میں ہوا جنگ دوم کے زمانے میں بادشاہ ہیرو ہیٹو اس خاندان کا ایک سو چوبیسواں بادشاہ تھا۔

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا بدھ پرست چند لمحوں خاموش رہا دوبارہ بولا اور کہنے لگا۔ میرے عزیز اس کائنات کی تخلیق کے متعلق بھی شنٹوازم اور جاپانیوں کا عجیب و غریب نظریہ ہے۔ تخلیق کائنات کے متعلق ان کا یہ نظریہ ہے کہ آسمان کے تیرتے ہوئے پل پر ایک جوڑا رہا کرتا تھا اس جوڑے میں سے نر کا نام ازدنگی اور مادہ کا نام ازدنامی تھا۔ وہ جوڑا زمین کے ایک جزیرے پر اترا اور وہاں انھوں نے ایک مکان بنایا جس میں ایک بڑا ستون تھا۔ جب وہ ستون تیار ہو گیا تو دونوں نے اس ستون کے گرد گھومنا شروع کیا۔ جب دونوں ستون کے گرد چکر لگانے کے بعد ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے تو پہلے مادہ بولی وہ شاید نر سے کچھ کہنا چاہتی تھی۔

کہتے ہیں کہ مادہ کے پہلے بولنے کی وجہ سے نر کو غصہ آ گیا کیونکہ شاید وہ خود پہلے بولنا چاہتا تھا۔ لہٰذا دونوں نے پھر ستون کے گرد گھومنا شروع کیا جب پھر وہ ایک دوسرے کے سامنے چکر مکمل کرنے کے بعد آئے تو اس بار پہلے نر بولا اور اس نے مادہ کی خوبصورتی کا اظہار کیا۔ مادہ کی خوبصورتی کا اظہار کرنے کے بعد مادہ نے اپنی اس تعریف اور توصیف کو بے حد پسند کیا اس کے ساتھ ہی ساتھ نر سے متعلق بھی اس کے دل میں پسندیدگی کے جذبات پیدا ہوئے اور ان ہی جذبات کے تحت ان دونوں میں میاں بیوی کے تعلقات پیدا ہو گئے۔

اس کے بعد جاپانی روایات کہتی ہیں کہ اس تعلق کے نتیجے میں جاپان کے مختلف اور بہت سے دیوی دیوتا پیدا ہوئے۔ اس جوڑے سے آگ کی دیوی کی پیدائش کے وقت ازدنامی کا انتقال ہو گیا اس پر نر کو غصہ آیا اور اس نے نومولود آگ کی دیوی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور بہت سے دیوی دیوتا نمودار ہو گئے۔ اب یہ نر اپنی بیوی کے پیچھے مردوں کی سرزمین یومی میں گیا وہاں سے واپسی پر ایک سمندر میں غوطہ لگایا تو اس کی پلکوں پہ پانی کے جو قطرے ٹپکے تو سورج دیوتا پیدا ہوا اور ناک کے قطروں سے چاند پیدا ہوا۔ یہ ہے جاپانیوں کا نظریہ تخلیق۔

دیوتاؤں پر پرشاد کا طریقہ بھی رائج ہے۔ مندروں میں ناچ کا طریقہ بھی جاری اور ساری ہے۔ یہاں تک کہ بعض اہم مندروں میں اسٹیج اور ناچنے والیاں بھی مہیا کی جاتی ہیں۔

کروڑوں دیوتاؤں کے باوجود اس مذہب کی عبادات بہت سادہ ہیں۔ مقدس مقامات بھی سادہ ہیں ان میں پروہت مقرر ہیں۔ وہاں دعائیں کی جاتی ہیں۔ ان میں بت نہیں ہوتے اور رسمیں بھی نہ ہونے کے برابر ہیں سوائے حکومتی تقریبوں کے۔

یہ سادہ اور تصنع سے عاری مگر کثرت پرستی کا مذہب ہے جس کی وجہ سے بہت دیر تک انسانوں کے روحانی اور ذہنی تقاضوں کو پورا نہ کر سکا۔ لہٰذا جاپان میں بھی ہندوستان کی طرح وہ مفکر پیدا ہوئے جو کثرت کے پس پشت یہ کہتے تھے کہ باری تعالےٰ بہ یک وقت آٹھ سو کروڑ دیوتا ہونے کے باوجود ایک ہی ہے یہی زمین اور یہ آسمان کا عظیم ترین اصل ہے۔ اور کائنات کی تمام اشیاء بھی اسی ایک ذات میں موجود ہیں۔ شینٹوازم کی جو قدیم کتب ہیں ان میں مزید ہمیں یہ بات ملتی ہے ان میں لکھا ہے کہ باری تعالےٰ ہی قادر مطلق ہے۔ یہ انسانی الفاظ سے ماورا ہے۔ یہ فہم سے بھی بالا تر ہونے کے باوجود ہر شے میں جاری و ساری ہے۔ جہاں تک شینٹو کی اخلاقیات کا تعلق ہے یہ خلوص' خود ایثاری اور روح و بدن کی پاکیزگی اور صفائی پر زور دیتا ہے۔ یہ پاکیزگی جسمانی طہارت کے علاوہ خود تمام تر اچھائی کی علامت ہے۔ شینٹو کہتا ہے نیکی پاکیزگی ہے اور بدی ناپاکی ہے دیوتا بندہ کی بداعمالی سے اس کی ناپاکی کے باعث متنفر ہیں۔

شینٹوازم کی دوسری خوبی خلوص نیت ہے اس کا یہ نظریہ ہے کہ اگر انسان کی جدوجہد مخلصانہ نہ ہو تو یقیناً" وہ دیوتاؤں سے ملاپ حاصل نہ کر سکے گا۔ بات رہی پاکیزگی اور خلوص نیت کی تو یہ دل کی پاکیزگی کا دوسرا نام ہے۔

شینٹوازم کی کتابوں اور تعلیمات میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ مقدس مقامات کی پرستش خصوصاً" پاک مقام یعنی سورج دیوی کی پرستش۔ اس وقت سہل ہوتی ہے جب یہ خلوص نیت اور پاک دل سے کی جائے۔ تاہم ہندو مت کی طرح شینٹوازم بلند فکری' عمل صالح اور پاکیزگی کے ساتھ بے انتہا توہم پرستی کو جو کسی صورت میں راحت پرستی سے الگ نہیں یقیناً" یکجا کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی شیاطین اور ارواح بد کے اثرات سے بچنے کے لئے اس مذہب میں جادو ٹونے بھی کئے جاتے ہیں۔ شینٹو ازم کا بہرحال مرکزی نقطہ کثرت پرستی ہے اور یہ اس کی جدید ترین صورتوں پر بھی حاوی ہے۔

یوناف نے اس بوڑھے بدھ مت کا شکریہ ادا کیا پھر وہ اس سے کہنے لگا۔ میرے بزرگ۔ تم نے ہمیں ہندوستان اور اس کی ملحقہ سرزمینوں میں نمودار ہونے والی مذہبی تحریکوں سے متعلق بڑی تفصیل کے ساتھ بتایا ہے۔ اس کے لئے میں اور میری بیوی دونوں ہی تمہارے شکر گزار ہیں۔ اب اگر تم زحمت محسوس کرو تو کچھ ہندو دھرم کے متعلق بھی ہمیں بتاؤ۔ اس لئے کہ تم سے بہتر ہندو دھرم کو کوئی نہیں جانتا۔ اس لئے کہ تم پہلے ہندو تھے بعد میں بدھ مذہب کے پیروکار ہو گئے ہو۔ یوناف کے ان الفاظ پر بوڑھا بدھ مت تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔

میرے عزیز۔ ہندو قوم کی تاریخ کہیں محفوظ نہیں ہے۔ مورخین کی یہ تحقیق ہے کہ ہندوستان کی تاریخ سے متعلق کوئی کتاب قابل ذکر نہیں جس کو تاریخی کتاب کہا جائے یا کوئی ایسی تصنیف جس سے اس ملک کے تاریخی حالات معلوم ہو سکیں اس ملک کے

باشندوں یعنی ہندوؤں نے نہیں لکھی۔

جب ہم ہندو قوم پر نگاہ ڈالتے ہیں تو یہ خیال گزرتا ہے کہ کوئی کیسی ہی اکھڑ اور جاہل قوم کیوں نہ ہو وہ اپنے آباؤ اجداد کے حالت کی کوئی نہ کوئی کتاب ضرور رکھتا ہے۔ ہم کو اس بات پر کمال تعجب ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے پاس باوجود یہ کہ ان کی قوم نہائیت عمدہ' شائستگی اور قربیت کے درجے پر پہونچ گئی تھی۔ کوئی کتاب تاریخ سے ملتی جلتی ہی نہیں ملتی۔

ہندوؤں کے حالات کی تحریروں میں جو کچھ موجود ہے وہ جھوٹی کہانیوں اور مبالغہ آمیز جھوٹے تاریخی واقعات سے اس طرح غلط ملط ہے کہ ان میں سے کوئی سچی مسلسل تاریخ ملنے کی توقع ہی نہیں ہو سکتی۔ کسی واقعہ کی تاریخ سکندر یونانی کے حملہ آور ہونے سے پہلے کی قائم نہیں کی جا سکتی ہے۔

ان ہزاروں کتابوں میں جو ہندوؤں نے اپنے ہزاروں سال کے تمدن میں تصنیف کی ہیں اس میں ایک بھی تاریخی واقعہ صحت کے ساتھ درج نہیں۔ اس زمانے میں کسی واقعہ کو پیش کرنے کے لئے ہمیں بالکل بیرونی سہاروں سے کام لینا پڑتا ہے۔ ان کی تاریخی کتابوں میں عجیب خاصیت ہے کہ ہر چیز کو غلط اور غیر فطری صورت میں دیکھنے کی بین عادت پائی جاتی ہے۔ اور ہندوؤں میں کوئی ایسی کتاب نہیں پائی جاتی جس کو تاریخ (۱) کہہ کر پکارا جا سکے۔

(۱) پنڈت جواہر لعل نہرو نے اپنی کتاب دی ڈسکوری آف انڈیا (THE DISCOVERY OF INDIA) میں لکھتے ہیں اہل چین' اہل یونان اور عربوں کے برعکس ہندوستان کے لوگ مورخ نہیں تھے۔ یہ ہماری بڑی بدقسمتی ہے اور اسی نے یہ دشواری پیدا کر دی ہے کہ ہم گزشتہ عہد کے واقعات "گزرا زمانہ یا تاریخ متعین کر سکیں۔ یہ واقعات کچھ اس طرح باہم گتھم گتھا ہو رہے ہیں کہ ان سے عجیب خلفشار پیدا ہو جاتا ہے۔

ہمارے ہاں صرف ایک کتاب یعنی کلہان کی راج ترنگی ایسی ہے جسے ہم تاریخی کتاب کہہ سکتے ہیں۔ یہ کشمیر کی تاریخ ہے اور بارھویں صدی عیسوی میں لکھی گئی تھی۔ اس سے پہلے کے واقعات کے لئے ہمیں تصوراتی دنیا میں جانا پڑتا ہے۔ باقی بیرونی مورخین مثلاً" اہل یونان' اہل چین اور عربوں کی شہادت پر اکتفا کرنا پڑتا ہے۔

مثال کے طور پر بکری سمت کو لیجئے یہ 57 ق۔ م سے شروع ہوتا ہے لیکن اس زمانے کے ادھر ادھر ہمیں تاریخ میں کسی بکرماجیت کا اتہ پتہ نہیں ملتا۔ ایک بکرماجیت چوتھی صدی عیسوی میں گزرا ہے لیکن یہ چوتھی صدی عیسوی کا بکرماجیت اس سمت کا موجد کیسے ہو سکتا ہے جو 57 ق۔ م سے شروع ہوتا ہے۔ اس بکرماجیت کو اس سمت سے ثابت کرنے کے لئے ہمارا پڑھا لکھا طبقہ نے جس طرح تاریخ سے کھیل کھیلا ہے وہ نہایت تعجب خیز ہے۔ وہ اس بات پر بڑا زور دیتے ہیں کہ یہی بکرم ہے جس نے باہر سے آنے والوں کے خلاف جنگ آزادی کو برپا کیا اور اس بات کے لئے اپنی پوری کوشش صرف کر دی کہ ہندوستان اکھنڈ رہے اور ایک ہی قومی حکومت کے ماتحت ہو حالانکہ بکرم کی سلطنت شمالی اور وسطی ہندوستان سے آگے نہیں بڑھی تھی۔ پنڈت جواہر لعل نہرو کے علاوہ بھائی پرمانند لکھتے ہیں۔ ہندوستان میں عام طور پر جو تاریخی کتابیں رائج ہیں ان کے تین حصے ہیں۔ زمانہ قدیم جو بالکل نامکمل ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے بزرگوں کو اپنے حالات درستگی سے قلمبند کرنے کا شوق ہی نہ تھا اور جو کچھ لکھے ہوئے ملتے ہیں وہ شاعرانہ مبالغے سے بھرے ہوئے ہیں جن کی مدد سے صحیح واقعات پر پہنچنا محال ہے۔ دوسری قسم کی کتابیں وہ ہیں جو یونانیوں نے ہندوستان پر حملہ آور ہونے کے بعد لکھیں۔ مورخ مسلمان ہی کہے جا سکتے ہیں۔

ہندو قوم کے دھرم سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے ہمیں آریوں کی طرف جانا پڑتا ہے۔ آریوں کی آمد کا زمانہ بھی یقین کے ساتھ متعین نہیں کیا جاسکتا غالباً" ان کا پہلا جتھہ 1700 ق۔م ہندوستان آیا۔ اور یکے بعد دیگرے ان کے گروہ ہندوستان میں وارد ہونا شروع ہو گئے اور یہاں کے دراوڑ باشندوں کو جنوب اور مشرق کی طرف دھکیل کر یہاں کی زمین پر قابض ہو گئے اور شمالی ہندوستان میں یہ لوگ آریہ ورتھ کے نام سے مشہور ہوئے۔

خود آریہ کہتے ہیں کہ ہندو کے معنی غلام کے ہیں اور یہ سنسکرت کا لفظ نہیں بلکہ فارسی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی غلام کے علاوہ چور کے بھی ہوتے ہیں۔ آریوں کا کہنا ہے کہ یہ نام ہمارے مخالفین اور دشمنوں نے رکھا ہے۔ کچھ ہندوؤں نے اس نام کے خلاف بڑا اعتراض کیا ہے۔ اور اکثر کہا ہے کہ لفظ ہندو ترک کرکے ہمیں آریہ کہلانا چاہئے۔ آریہ کا مطلب ہندوؤں کی مذہبی کتاب ویدوشاستر میں موجود ہے۔ لیکن یہ لفظ دھرم کے معنی میں استعمال نہیں ہوا بلکہ یہ ایک قوم کا نام ہے۔

آریوں کے مذہب اور دھرم کی بنیاد وید ہیں جن کا تفصیلی ذکر ہندوؤں کی مختلف کتابوں میں ملتا ہے۔ آریائی قوم اپنی رسموں اور مصلحتوں کا خزانہ لے کر ہندوستان میں وارد ہوئی تھی۔ وقت کے ساتھ ساتھ دیگر قوموں کے عقیدے بھی ان میں مدغم ہوگئے تھے۔

ہندوستان میں وارد ہونے کے بعد آریوں کا دھرم ان دراوڑ قوم سے بے حد متاثر ہوا۔ دراوڑ قوم شرک کی وادی میں بھٹک رہی تھی سحرومنوں کا عام چرچہ تھا۔ دراوڑ(1) بحر روم سے آنے والی ایک قوم تھی۔

(1) دراوڑ قوم کی تاریخ پہلے دھند اور تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی لیکن اب ان سے متعلق معلومات کا خزانہ موہنجوداڑو اور ہڑپہ کی کھدائی سے ملا ہے وہاں سے آثار قدیمہ میں جو چیزیں دستیاب ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ درختوں، جانوروں مثلاً" بیل، ہاتھی، ہرن، چیتا وغیرہ کی پرستش کرتے تھے۔ وشنو اور شودرازوں کے بڑے دیوتا تھے اور ان ہی کے مجسموں کی وہ پوجا کیا کرتے تھے۔

ہندو مذہب کی عمارت بھی توحید پر استوار ہوئی ہے لیکن بعد میں عوام کی جہالت کی وجہ سے توحید کی جگہ شرک نے لے لی اور غلط عقائد اور رسوم کی وجہ سے انہی کی تعلیم سے دور چلے گئے۔

ہندوؤں کی مذہبی کتابوں اور ویدوں کے مطابق آریہ قوم ایک ہی خدا کی پرستش کرتی تھی۔ ہندوؤں کی مذہبی کتابوں یعنی ویدوں سے بتوں کا رواج اور پرستش کی چیزیں اور علامتیں قائم کرنے کا رجحان ثابت نہیں ہوتا۔

البیرونی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ خدا کے متعلق ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ وہ واحد ہے۔ غیر فانی ہے اس کا کوئی آغاز ہے نہ انجام۔ مختار مطلق، قادر مطلق، حکیم مطلق ہے۔ حی اور حی احکم الحاکمین اور رب ہے اور وہ اپنے ہی خسروی اور سلطانی میں لافانی ہے۔ وہ نہ کسی سے مشابہ ہے اور نہ کوئی اس سے مشابہ ہے۔

لیکن ہندوؤں یعنی آریوں کی بدقسمتی یہ کہ وہ برصغیر میں داخل ہوئے تو ان کو بت پرست قوم کی ثقافت سے واسطہ پڑا۔ آہستہ آہستہ ہندو قوم میں بت پرستی اور توہم پرستی کا رواج عام ہو گیا۔ ہندوؤں میں جو تری مورتی کا تصور ہے یعنی برہنہ شو اور وشنو ان میں سے شو اور وشنو دراڑوں کے اوتار تھے۔ آہستہ آہستہ یہ دونوں دیوتا ہندو دھرم میں خاصی اہمیت حاصل کر گئے۔ اس طرح اور بھی بے شمار غیرویدی رسوم بودھ مت۔ ہندو دھرم کا جزو لاینفک بن گئیں تھیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھا بدھسٹ جب تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوا تو یوناف بولا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میرے بزرگ یہ جو بار بار اپنی گفتگو میں ہندوؤں کی مقدس کتابوں یعنی ویدوں کا ذکر کرتے ہو کیا تم ہم دونوں میاں کیلئے ویدوں کے متعلق تفصیل سے گفتگو بھی کرو گے۔ اس پر وہ بوڑھا پھر بولا اور کہنے لگا۔

سنو۔ میرے عزیزو۔ ہندو آریہ اب اپنی مذہبی کتب کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔اول شرتی یعنی کانوں سے سنا ہوا جسے مکاشفہ کہنے چاہئے۔ دوئم ثمرتی یعنی باپ داداؤں کی طرف سے پہونچا ہوا۔ جسے روایت کہنا چاہئے۔ حصہ اول تو ویدوں پر مشتمل ہے اور دوسرے حصے میں وہ ساری کتب شامل ہیں جو ویدوں کے علاوہ ہیں۔

لفظ وید کا مصدر ورد ہے جسکے معنی جاننا۔ سوچنا۔ موجود ہونا۔ پسند کرنا اور حاصل کرنا ہیں۔ لفظ وید معروف کتب کیلئے ہے۔ یہ وہ لٹریچر ہے جو تقریباً دو ہزار سال کے عرصہ میں ہندوؤں نے مختلف علوم و رسم سے متعلق جمع کیا اور اس کا نام وید رکھ دیا۔

یا دوسرے الفاظ میں میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ وید(1) صرف مذہبی کتب کا نام ہی نہیں بلکہ ان کے علاوہ دوسری کئی کتب کو بھی یہ نام دیا گیا ہے جیسے آیور وید۔ (طب) سرپ وید (سانپ کا وید) اپشاچ وید (چڑیلوں کا وید) اسروید (شیطانوں کا وید) دھنروید (تیر کمان کا وید) اتہاس وید (تاریخ) اپران وید (قصے کہانیوں کا وید)

(1) ڈاکٹر فرندن ناتھ گپتا اپنی مشہور کتاب ایسے ہسٹری آف انڈین فلاسفی کی جلد اول میں لکھتا ہے کہ ایک مبتدی جسے پہلے پہل سنسکرت لٹریچر سے متعارف کرایا جائے تو ذرا پریشانی سی محسوس کرے گا کہ متضاد مطالعہ اور موضوع پر مختلف مستند کتابیں ہیں لیکن ان سب کا نام ویدیا شکتی یعنی سنی سنائی باتیں ہیں۔ یہ اس لئے کہ وید اپنی اسی مفہوم کے اعتبار سے کسی خاص کتاب کا نام نہیں بلکہ یہ نام ہے قریب 2000 دو ہزار سال کے طویل عرصے میں پھیلے ہوئے لٹریچر کا چونکہ یہ لٹریچر اس علمی تگ و دو کے ماحصل کا نام ہے جو ہندوستان کے رہنے والوں نے مختلف اطراف و جوانب میں ایک طویل عرصے سے جمع کیا۔ اسی لئے اسے لازما متضاد عناصر کا مجموعہ ہونا چاہئے۔

منو میرے عزیز۔ جہاں تک ویدوں کا تعلق ہے تو ہندو دھرم میں چار وید ہیں۔ یہ سب وید مختلف منتروں کا مجموعہ ہیں۔ ہندوؤں کی مستند ترین لغت کی کتاب جس کا نام نرکت ہے اس میں لکھا ہے کہ جس مقصد کو جس دیوتا کے ذریعے رشی سے پورا ہوتا ہوا جان کر تعریف کی ہے وہی دیوتا کا منتر ہے۔ اس طرح گوناگوں مقاصد سے رشیوں نے منتر لکھ ڈالے ہیں۔

پہلی کتاب کا نام رگ وید ہے اس کے دس ہزار منتر ہیں اور دس منڈلوں میں تقسیم ہے سارا وید نظم میں ہے اس میں خداؤں کی تعریف اور بزرگی کے گیت ہیں اور دیوی دیوتاؤں کو مخاطب کر کے ان سے دعائیں کی گئی ہیں۔ رگ وید سب ویدوں سے پرانا وید خیال کیا جاتا ہے تاہم کچھ لوگ ایک دوسرے کے بوید یعنی یجر وید کو سب سے پرانا وید سمجھتے ہیں۔ بعض ہندو علماء کا خیال ہے کہ پہلے اکیلا یجر وید ہی تھا۔ جس کو توڑ پھوڑ کر چار وید بنا لئے گئے۔

ہندوؤں کی دوسری کتاب یجر وید ہے یہ سارا وید تقریباً" رگ وید سے ملتا جلتا ہے اس میں جو منتر لکھے گئے ہیں وہ عموماً قربانیوں کے موقع پر گائے جاتے ہیں۔

تیسری مقدس کتاب سام وید ہے اس وید میں راگ اور گیت ہیں یہ رگ وید سے نصف ہے۔ اس کے کئی منتر رگ وید سے ہی ماخوذ ہیں۔ تاریخی لحاظ سے آرئین اس وید کو کچھ اہمیت نہیں دیتے تھے۔

چوتھی کتاب اتھروید ہے۔ اس میں کل چھ ہزار منتر ہیں جو بیس ادیاؤں میں تقسیم کئے گئے ہیں تقریباً ایک ہزار دو سو منتر رگ وید سے ماخوذ ہیں نصف کے قریب نثر میں ہیں لہٰذا یہ سارا جادوؤں کے متعلق ہے۔ یہ وید قدیم آریوں کے تمدن کا امیں اور آئینہ دار ہے اس میں ہمہ اوست کی تعلیم ہے۔

ہر وید کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک حصہ سنگیتا بھاگ یا منتر بھاگ جس میں دیوی۔ دیوتاؤں کو مخاطب کر کے ان سے دعائیں مانگی گئی ہیں۔ دوسرا حصہ برہم بھاگ اس حصے میں منتروں کی تشریح اور جائے استعمال بیان کیا گیا ہے ہر وید کے ایک یا دو برہمن ہیں غالباً یہ برہمنوں کی ہدایت اور رہنمائی کیلئے آٹھویں اور پانچویں صدی قبل مسیح کے درمیان تصنیف کئے گئے۔

تیسرا حصہ ارنیک کہلاتا ہے۔ یہ وہ حصہ ہے جو جنگلوں میں تصنیف کیا گیا یہ جنگلوں میں جا کر پڑھا جاتا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا بدھسٹ جب تھوڑی دیر کیلئے رکا تو یوناف بولا اور کہنے

لگا میرے بزرگ تمہارا بہت شکریہ تم نے ہمیں ہندوؤں کی کتابوں سے متعلق کچھ تفصیل بتائی۔ میں ہندومت سے متعلق تھوڑا بہت علم ضرور رکھتا ہوں لیکن میں اپنی بیوی کیلئے آپ سے چند سوال کرتا ہوں مجھے امید ہے کہ آپ میرے ان سوالوں کا تفصیل سے جواب دیں گے تاکہ میری بیوی ہندومت کے متعلق تفصیل سے جان سکے۔ میرا آپ سے پہلا سوال یہ ہے کہ آپ ہندوؤں کی ذات پات سے متعلق کچھ روشنی ڈالیں۔ اسکے بعد میں آپ سے چند سوال اور کروں گا۔ اس پر بوڑھا بدھسٹ بولا اور کہنے لگا۔

میرے عزیزو ہندوؤں میں انسانیت سوز ذات پات کا امتیاز ہے جس ہندو نے بھی ذات پات کو مٹانے کی کوشش کی وہ ناکام اور نامراد ہوا۔ کیونکہ ذات پات کا امتیاز ہندوؤں کی گھٹی میں رچا ہوا ہے۔ اس انسانیت سوز تعلیم کا سرچشمہ انکی اپنی مذہبی کتب ہیں۔

مثلاً وید میں لکھا ہے کہ برہمن پرماتما کے منہ سے کھشتری بالوں سے ویش رانوں سے اور شودر پاؤں سے بنا ہے۔ گویا ہندوؤں کی مذہبی کتب خود ہندوؤں کی چار ذاتوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ پہلا برہمن۔ دوسرا کھشتری۔ تیسرا ویش اور چوتھا شودر۔ اسکے علاوہ ہندوؤں کی مذہبی کتابیں مزید کہتی ہیں کہ وید کیلئے برہمن ہے۔ حکومت کیلئے کھشتری۔ کاروبار کیلئے ویش اور دکھ اٹھانے کیلئے شودر پیدا کیا گیا ہے۔

ذات پات کی تقسیم کے متعلق ہندوؤں کی مذہبی کتب مزید کہتی ہیں کہ برہمنوں کیلئے وید کی تعلیم اور خود اپنے اور دوسروں کیلئے دیوی اور دیوتاؤں کو چڑھاوے دینا اور دان دینے لینے کا حق دار قرار پایا ہے۔ کھشتری کو قادر مطلق نے حکم دیا ہے کہ خلقت کی حفاظت کرے۔ دان دے چڑھاوے چڑھائے وید پڑھے اور شہوت نفسانی میں نہ پڑے۔ ویش کو قادر مطلق کا یہ حکم دیا کہ وہ ویش کی سیوا کرے۔ دان دے چڑھاوے چڑھائے تجارت، لین دین اور زراعت کرے۔ شودر کیلئے قادر مطلق نے صرف ایک ہی فرض بتایا وہ ان تینوں کی خدمت کرنا ہے۔

تمام ذاتوں میں برہمن فرقہ کو فضیلت حاصل ہے۔ انکی گزر اوقات دوسری ذاتوں کے دان پر ہے بس برہمن کو دان دینا ہندو کا اعلیٰ ترین فرض ہے۔ ہندوؤں کی مذہبی کتابیں مزید کہتی ہیں کہ جو کچھ اس دنیا میں ہے وہ برہمن کا مال ہے۔ برہمن اگر ضرورت پڑے تو غلام شودر کا مال جبراً" لے سکتا ہے۔ اس سلسلے میں اس پر کوئی گناہ عائد نہیں ہوتا۔ مذہبی کتب برہمن کے متعلق مزید کہتی ہیں کہ بادشاہ کو کیسی سخت ضرورت ہو اور وہ مرتا بھی ہو تو بھی اسے برہمنوں سے محصول نہیں لینا چاہئے نہ اپنے ملک کے کسی برہمن کو بھوک سے مرنے دینا چاہئے [illegible] عوض میں برہمن کا سر مونڈا جائے لیکن اور ذات کے لوگوں

کو سزائے موت دی جائے گی۔ راجہ کو نہیں چاہئے کہ برہمن کو کسی حالت میں بھی قتل نہ کرے حالانکہ اس نے کتنا ہی جرم کیوں نہ کیا ہو۔ ایسے مجرم کو مال اور جان کے ساتھ ملک بدر کر دینا چاہئے۔

کھشتری سے متعلق مذہبی کتب یہی کہتی ہیں کہ اس طبقے کا کام ملک کا دفاع ہے۔ یہ طبقہ ہندو معاشرے میں دوسرے درجے کا طبقہ کہلایا جانا چاہئے۔ ویش سے متعلق مذہبی کتب کہتی ہیں اس طبقے کا کام زراعت، تجارت اور صنعت کو فروغ دینا ہے انکا تیسرا درجہ ہے۔ اور انکی درجہ بندی کھشتریوں کے بعد ہوتی ہے۔ ویش کو چاہئے کہ اپنی ذات میں شادی کرنے کے بعد کاروبار میں مصروف ہو جائے اور ہر کسی کی نگہداشت کرے۔

جہاں تک شودر کا تعلق ہے یہ ہندو معاشرے کا ذلیل ترین طبقہ ہے۔ ان کے لئے مندر۔ کنویں۔ چشمے الگ اور مخصوص ہوتے ہیں۔ وہ اس راہ پر نہیں چل سکتے جن پر کسی اعلیٰ ذات کا ہندو جا رہا ہو اور نہ اسے وہ خوراک کھانے کا حق حاصل ہے جو اعلیٰ ذات کے ہندو کھاتے ہیں۔ وہ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے لئے گندے اور ادنیٰ کام کرتے ہیں اور وہ قدرت کی ہر اس نعمت سے محروم ہیں جس پر اعلیٰ ذات کا ہندو اپنا پیدائشی حق جتا دے۔ اس شودر پر زندگی کے تمام دروازے بند ہوتے ہیں۔ نہانا دھونا ان کے لئے ممکن نہیں ہوتا۔ کیونکہ کنوؤں۔ چشموں پر اعلیٰ ذات کا ہندو قابض ہوتا ہے۔

ہندوؤں کی مذہبی کتابیں مزید کہتی ہیں کہ شودر جس عضو سے برہمن کی ہتک کرے وہ عضو کاٹ دینا چاہئے۔ اگر برہمن کے برابر بیٹھ جائے تو کمر پر داغ لگا کر اسے سزا دی جائے۔ اگر شودر وید سنے تو اس کے کانوں میں سیسہ ڈال دو۔ اگر وہ وید پڑھے تو پڑھنے پر اسکی زبان کاٹ دو۔ وید یاد کرنے پر اس کے دل کو چیر دو۔

ہندو دھرم میں ذات پات ایک ایسا آہنی بندھن ہے کہ ہر ذات کا آدمی جس ذات میں جنم لیتا ہے مرتے دم تک اسی میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا بد ھسٹ جب خاموش ہوا تو یوناف پھر بولا اور پوچھنے لگا۔ میرے بزرگ اپنی گفتگو میں آپ نے تری مورتی کا ذکر کیا تھا کیا آپ اس تری مورتی کے متعلق بھی روشنی ڈالیں گے اس پر وہ بوڑھا بد ھسٹ بولا اور کہنے لگا۔

میرے عزیز گو ہندو دھرم میں بے شمار دیوی۔ دیوتا ہیں لیکن برہمنوں نے محسوس کیا کہ ویدک دیوتاؤں میں بنیادی تبدیلی کرنی چاہئے۔ چنانچہ اس احساس کے نتیجے میں ہندو دھرم میں تین بڑے خدا مقرر کئے گئے۔ اول برہما۔ دوئم شیوا۔ سوئم وشنو ان ہی کو تری مورتی یعنی تین شکلیں کہتے ہیں۔ ان کے تحت بے شمار دیوتا اور دیویاں مقرر کی گئیں ہیں۔

اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔ میرے بزرگ کیا آپ ہمارے لئے برہما۔ شیوا۔ اور وشنو پر کچھ روشنی ڈالیں گے۔ جواب میں بوڑھا پھر بولا اور کہنے لگا۔

اس تری مورتی میں پہلا دیوتا براہما ہے۔ یہ دیوتا عالم کا خالق اور کائنات کا نقطہ آغاز تصور کیا جاتا ہے۔ ہندو تری مورتی میں برہما کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے اور اس دیوتا کا تصور فلسفیانہ ہندو ذہن کی یہ خصوصیت کہ وہ مادی صورت کی عبادت کی طرف جلد مائل ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اس دیوتا کی پرستش بہت ہی کم ہوتی ہے۔ تمام ہند میں چند ہی ایسے مندر ہیں جو برہما کے نام پر ہیں۔

برہما کے متعلق ہندوؤں کا یہ نظریہ ہے کہ وہ ایک روح مطلق ہے جو قائم ذات ہے تمام عالم میں موجود ہے اور ہر ہندو کی یہ تمنا ہے کہ وہ ایک روز اس روح مطلق میں جذب ہو جائے اور اسی میں وہ اسے اپنا نروان اور نجات خیال کرتے ہیں۔ اس برہما کے مجسمے میں چار سر اور چار ہاتھ دکھائے جاتے ہیں ایک ہاتھ میں چمچہ۔ دوسرے میں لوٹا۔ تیسرے میں تسبیح اور چوتھے ہاتھ میں وید ہوتا ہے۔ اس دیوتا کی سواری نہیں ہے۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ یہ دیوتا اپنی بیوی سرسوتی سمیت میرو پربت پر رہتا ہے اور اسکی بیوی سرسوتی فنون لطیفہ کی دیوی خیال کی جاتی ہے جو مور پر سواری کرتی ہے۔

ہندوؤں کا دوسرا بڑا دیوتا وشنو ہے۔ یہ ویدی معبود ہے۔ منتروں میں اسے دیوتا شمس ظاہر کیا گیا ہے۔ اس کی اہمیت دیوتا شیوا کی نسبت زیادہ ہے یہ اشیاء کی حفاظت اور امانت کا ذمہ دار ہے یہ رحم کا بھی دیوتا خیال کیا جاتا ہے۔ وشنو کی پرستش کرنے والوں کی یہ علامت ہے کہ وہ ہر صبح گیرو سے اپنی پیشانی پر وشنو کی مثلث نما علامت بنا لیتے ہیں۔

ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہے کہ وشنو کو عبادتوں۔ منترون۔ قربانیوں دعاؤں کے ذریعے عالم میں مادی نزول کیلئے آمادہ کیا جا سکتا ہے۔ وشنو کسی بڑے انسان کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ معجزانہ کام سرانجام دیتا ہے۔ ہندوؤں کے جتنے بڑے بڑے ہیرو گزرے ہیں وشنو کا ہی مظہر قرار دیتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وشنو کی روح ان میں حلول کر گئی تھی۔ وشنو کی روح صرف انسانوں ہی کے اندر حلول نہیں کرتی بلکہ جانوروں اور پودوں میں بھی حلول کر جاتی ہے۔

ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق وشنو کے نو اوتار رونما ہو چکے ہیں جب کہ دسواں ابھی رونما ہو گا۔ ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق وشنو اپنے پہلے اوتار میں مچھلی کی صورت میں آیا۔ دوسرے اوتار میں کچھوے کی صورت میں۔ تیسرے اتار میں سور کی صورت میں۔ چوتھے اوتار میں انسان اور شیر کے مرکب کی صورت میں۔ پانچویں اوتار میں بونے کی

صورت میں۔ چھٹے اوتار میں پرشرام کی صورت میں۔ ساتویں اوتار میں رام چند کی صورت میں۔ آٹھویں اوتار میں کرشن کی صورت میں۔ نویں اوتار میں بدھ کی صورت میں اور ابھی دسواں یعنی کالکی اوتار باقی ہے جو ہندو عقیدے کے مطابق چار لاکھ پچیس ہزار سال بعد ظاہر ہونے والا ہے۔

ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہے کہ دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے وشنو نے نو اوتار لئے۔ دنیا کی اخلاقی حالت خراب ہو جاتی ہے تو خدا اس کی اصلاح کیلئے حیوان یا انسان کی صورت میں زمین پر جلوہ گر ہوتا ہے اس نظریئے کی بناء پر بعض دیگر مذاہب ہندومت میں شامل ہو گئے مثلاً بدھ مت اور بھاگوت مذہب۔

وشنو مذہب میں انسان اور خدا کے تعلق پر بحث کی جاتی ہے اس بحث اور تشبیہ میں وشنو مت کے دو فرقے پیدا ہو گئے۔ ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہے۔ جسکی مثال وہ بلی کے بچے سے دیتے ہیں کہ جس کو اس کی ماں اپنے منہ میں پکڑ کر لے جاتی ہے اور بچے کو اپنی طرف سے کچھ نہیں کرنا پڑتا۔ دوسرا فرقہ یہ کہتا ہے کہ خدا خود انسان کی طرف متوجہ نہیں ہوتا بلکہ انسان خود اپنا قدم خدا کی طرف اٹھاتا ہے جب خدا اس کی طرف آتا ہے۔ وہ اسکی مثال بندر کے بچے سے دیتے ہیں جو اپنی ماں کے سینے سے چمٹ جاتا ہے اور ماں اس کو لے جاتی ہے۔

تیسرا بڑا دیوتا شیو ہے۔ شیو برباد کرنے والا دیوتا ہے اس کی پیشانی پر ایک تیسری آنکھ بھی ہوتی ہے۔ جو تری لوچن کہلاتی ہے۔ جب وہ اسے کھولتا ہے تو آگ اس طرح نکلنا شروع ہو جاتی ہے گویا ایک آتش فشاں پھٹ پڑا ہو اور ہر چیز کو جلا کر راکھ کر دیتا ہو۔ شیو جی کے مقلدین کی علامت مرد کے جنسی اعضاء(۱) ہیں جنہیں یہ اپنے مندر میں رکھتے ہیں اور انکی پوجا پاٹ کرتے ہیں۔

---

(۱) موہنجوڈارو سے دریافت شدہ کتبوں سے یہ معلوم ہوا ہے کہ شیوجی کی پرستش وہاں عام تھی اس جگہ شیوجی کی مورتیاں تین سروں والی ملی ہیں گول لمبے پتھر بھی ملے ہیں جو مرد کی جنسی اعضا کے مشابہ بنائے گئے ہیں۔ شیوجی کی بیوی کا نام کالی دیوی ہے جس کے مختلف مقامات پر مختلف نام ہیں اسے کالی بھی کہتے ہیں اوما بھی کہتے ہیں اور اسے درگا بھی کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

کالی دیوی کی صورت میں یہ دیوی موت اور زندگی کی دیوی سمجھی جاتی ہے اس کے متعلق ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ ایک دن تمام عالم کو فنا کر دے گی۔ اس دیوی کی شکل بڑی ہی ڈراؤنی بنائی جاتی ہے۔ سیاہ رنگ ہوتا ہے منہ کھلا ہوا ہوتا ہے گویا کھانے کو انسان مانگتی ہے۔

زبان باہر نکلی ہوئی ہوتی ہے گلے میں سانپوں اور کھوپڑیوں کے ہار ہوتے ہیں اور انسانوں کی لاشوں پر ناچتی دکھائی جاتی ہے۔ چہرہ اور چھاتیاں خون سے لتھڑے ہوئے ہوتے ہیں۔

اوما کی حیثیت سے یہ ایک حسین رحم دل ماں کی صورت میں دکھائی جاتی ہے اس کی مورتی اس طرح بنائی گئی ہے کہ اس کے دونوں ہاتھ آگے بڑھے ہوئے ہیں یہ اس امر کی علامت ہے کہ وہ تمام مخلوق کی مدد کے لئے تیار ہے۔ درگا کی حیثیت سے ایک غضبناک حسین کی شکل میں شیر پر بٹھائی گئی ہے۔

شیومت کے عموماً چار فرقے مشہور ہیں۔ ایک فرقہ پسو تپار ہے یعنی گھریلو جانوروں کے آقا کے پجاری۔ شیو کی ایک عام صفت گھریلو جانوروں کا آقا ہے۔ اس فرقہ کا طریقہ عبادت یہ ہے کہ یہ بدن پر راکھ مل لیتے ہیں اور رقص و سرور کی محفلیں قائم کرتے ہیں۔ بیل کی طرح آوازیں نکالتے ہیں اس فرقے کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا کرما کے بندھن میں جکڑا ہوا نہیں بلکہ اس شیو کے پجاری مرنے کے بعد خدا کا قرب حاصل کر لیتے ہیں۔ دوسرا فرقہ شیو سدھانت ہے اس فرقے میں خدا کا تصور پایا جاتا ہے۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ انسان کرما کے بندھنوں میں جکڑا ہوا ہے اور روح ازلی ابدی ہے۔

تیسرا فرقہ لنگاتیوں کا فرقہ کہلاتا ہے یہ زیادہ تر جنوبی ہند میں پائے جاتے ہیں۔ یہ فرقہ ذات پات کا شدید مخالف ہے پروہتوں کا زبردست احترام کرتے ہیں۔ یہ لوگ مردوں کو دفن کرتے ہیں اور بیواؤں کی دوسری شادی کو جائز قرار دیتے ہیں۔

چوتھا فرقہ ستار کہلاتا ہے جس کا مرکز بنگال ہے۔ شکتی کے نظریئے کا سخت حامی ہے۔ یہ فرقہ راہبانہ زندگی کا شدید مخالف ہے۔ جنسی تعلقات۔ گوشت۔ مچھلی۔ منشیات کے استعمال کو عبادت کی حیثیت دیتا ہے۔ یہ لوگ خدا کو بہ حیثیت ماں کے مانتے ہیں اور خدا کو اوما دیوی کی شکل میں ظاہر کرتے ہیں۔ اس وجہ سے دیوتا کی نسبت دیوی کی ان کے یہاں زیادہ اہمیت ہے۔

ہندومت شیو کو صاحب اولاد دیوتا تصور کرتے ہیں۔ اس کا ایک بیٹا کارتگے ہے۔ جو دیوتاؤں کی فوج کا قائد تصور کیا جاتا ہے۔ دوسرا بیٹا گنیش ہے یہ عقل و فن کا دیوتا ہے اس کی مورت اس طرح بنائی جاتی ہے کہ جسم تو انسان کا ہوتا ہے سر ہاتھی کا اور وہ ایک چوہے پر سوار دکھائی دیتا ہے۔ اس گنیش دیوتا کی بیوی بھی لکشمی ہے۔ لکشمی مال و دولت کی دیوی خیال کی جاتی ہے۔ گنیش اور لکشمی دونوں ہی ہندوؤں میں محبوب ترین دیوتا اور دیوی میں شمار کئے جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ بھی ہندوؤں کے بہت سے دیوی اور دیوتا ہیں جن میں گائے بھی شامل ہے ایک عام روایت کے مطابق ہندوؤں کے کل دیوی دیوتاؤں کی تعداد تقریباً تینتیس کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ اس پر یوناف پھر بولا اور پوچھنے لگا کیا ہندو گائے کی پوجا پاٹ بھی اپنی مذہبی کتابوں کے کہنے پر کرتے ہیں۔ جواب میں بوڑھا بدستٹ کہہ رہا تھا۔

میرے عزیزو۔ حیوانات کی پرستش وحشی قوموں کی یادگار ہے۔ وہ حیوانات کو انسانی دیوی اور دیوتاؤں سے بڑھ کر خیال کرتے تھے۔ ہندو کلچر کی بنیاد بھی گائے۔ بیل کی عظمت اور پرستش پر ہے۔ ہندوؤں میں ویدوں اور دوسری مذہبی کتب میں گائے کی پرستش اور

عظمت کا ذکر پایا جاتا ہے۔ گائے کی عظمت اور پرستش سے متعلق ویدوں میں کہا گیا سارا جہاں اور کل دیوتا گویا گائے[1] ہی کا سراپا ہیں۔ رگ وید میں لکھا ہے۔ بیل نے اٹھایا ہوا ہے زمین کو۔ اور آسمان کو۔

بوڑھے بدھسٹ کے خاموش ہونے پر یوناف نے پھر پوچھا۔

میرے بزرگ کیا آپ ہم دونوں میاں بیوی کو بتا سکیں گے کہ ہندوؤں کا روح کے متعلق کیا عقیدہ ہے اس پر بوڑھا بدھسٹ بولا اور کہنے لگا۔

انسان کے مرنے کے بعد روح کا کیا حشر ہوتا ہے اس سے متعلق دنیا میں عموماً تین عقیدے رائج ہیں۔ پہلا یہ کہ جسم کے ساتھ روح بھی ہمیشہ کیلئے فنا ہو جاتی ہے۔ یہ عقیدہ مادہ پرستوں کا ہے۔ دوسرا عقیدہ یہ کہ روح کو اپنے اعمال کے مطابق جزا و سزا کے عمل سے گزرنا پڑتا ہے۔ یہ عقیدہ یہودیوں اور عیسائیوں کا ہے تیسرا یہ کہ روح اپنے اعمال کے مطابق مختلف روپ بدلتی رہتی ہے۔ یہ عقیدہ ہندوؤں اور بعض دیگر اقوام کا ہے۔ اس عقیدے کو تناسخ اور سنسکرت میں آواگون بھی کہتے ہیں۔ تناسخ اور آواگون کے ماننے والے اس کے یہ معنی بتاتے ہیں کہ گناہوں اور نیکیوں کے بعد روح کو بار بار جنم لینا پڑتا ہے۔

آریوں کا کہنا ہے کہ روحوں کی تعداد چونکہ لامحدود ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نئے روح پیدا نہیں کر سکتا۔ اس وجہ سے روح کو آواگون کے چکر میں ڈال رکھا ہے اور ہر گناہ کے بدلے میں روح ایک لاکھ چوراسی ہزار مرتبہ مختلف شکلوں میں جنم لیتی ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا بدھسٹ جب خاموش ہوا تو یوناف بولا اور کہنے لگا۔

---

(1) اس تعلیم کا یہ اثر ہوا کہ قدیم ہندوستان میں پرماتما لوگ گائے کے گوبر میں سے چن چن کر دانے کھاتے اور گوبر کا پانی نچوڑ کر پیتے۔ تمام دھرم شاستروں میں اس کا پیشاب پینا گناہوں کو معافی کا ذریعہ خیال کیا گیا۔ درما جی کی مدح میں لکھا ہے وہ منوں گوبر روزانہ نچوڑ کر اس سے غسل کرتے تھے۔ کرشن جی بیل پر سوار ہونے سے قبل اس کی پیٹھ کو چھو کر اسے تعظیم دیتے تھے۔ مہاتما گاندھی نے کہا کہ جب تک ہندوستان میں ایک گائے بھی ذبح ہوگی اس وقت تک اس ملک کو حقیقی معنوں میں آزاد تصور نہیں کیا جائے گا۔

مہاتما گاندھی ہی کے نزدیک گائے اور آدمی کو ذبح کرنے میں کوئی فرق نہیں۔ مہاتما گاندھی کے علاوہ سوامی دیانند کہتے ہیں کہ وید کی رو سے گائے کو ذبح کرنے کے جرم میں ہزاروں لاکھوں انسانوں کو ذبح کر کے گائے کو خوش کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ ویدوں میں یہ صریح حکم ہے کہ شودروں کے پاس اگر گائے ہوں تو اس سے چھین لینا چاہئے۔ صوبہ بہار میں ایک اچھوت قوم کیکٹ نام بستی تھی اس کے پاس گائے اور دولت تھی۔ ان کے اس جرم کی وجہ سے آریوں نے ان کے خلاف اعلان جنگ کیا اور ان سے گائے اور دولت چھین لی گئی۔

میرے بزرگ تمہاری بڑی مہربانی تمہارا بڑا شکریہ کہ تم نے ہمیں دنیا کے مختلف مذاہب سے متعلق کارآمد باتیں بتائی ہیں اس کے ساتھ ہی بوڑھا بدھسٹ اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ میرے عزیز۔ میں پھر کبھی تمہارے پاس بیٹھوں گا۔ میں جاتا ہوں۔ میرے ساتھی بڑی بے چینی سے میرا انتظار کر رہے ہوں گے اس کے ساتھ ہی بوڑھا بدھسٹ یوناف اور بیوسا کے کمرے سے نکل گیا تھا۔ جبکہ یوناف اور بیوسا دونوں میاں بیوی سرائے کے اس کمرے میں آرام کرنے لگے تھے۔

○

صادو۔ بارس اور یوشا تینوں بہن بھائی دریائے سادہ کے کنارے عارب اور نبیطہ کے محل سے باہر دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے آپس میں خوش گپیوں میں مصروف تھے کہ اچانک انکے قریب عزازیل نمودار ہوا اسے دیکھتے ہی صادو۔ بارس اور یوشا تینوں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بڑی گرم جوشی سے انہوں نے عزازیل کا استقبال کیا۔ عزازیل انہیں دیکھتے ہی انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے ساتھیو اس وقت عارب اور نبیطہ کہاں ہیں اس پر بارس بولا اور کہنے لگا۔ اس وقت دونوں میاں بیوی محل کے اندر ہیں۔ بارس کا یہ جواب سن کر عزازیل کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کہنے لگا یہ بھی اچھا ہوا کہ وہ دونوں میاں بیوی محل کے اندر ہیں۔ تم سے ایسی گفتگو کرنا چاہتا ہوں جس میں ان دونوں میاں بیوی کو شامل نہیں کرنا چاہتا۔ سنو۔ میرے ساتھیوں میں تمہارے لئے دو اچھی خبریں لے کر آیا ہوں۔ اس پر یوشا نے چونک کر پوچھا کیسی خبریں آقا۔ جواب میں عزازیل کہنے لگا۔

میرے ساتھیو۔ تم جانتے ہو کہ میں نے عارب۔ بیوسا اور نبیطہ کے ناسوت پر ایک ساتھ عمل کیا تھا۔ جس کی بناء پر وہ ابھی تم لوگوں کے سامنے زندہ اور صحیح سلامت چلے آ رہے ہیں۔ بعد میں اس ابلیکا نے میرا کیا ہوا عمل ضائع کر کے بیوسا پر اپنا عمل کر دیا۔ جس کی وجہ سے بیوسا زندہ رہ کر ابھی تک یوناف کے ساتھ سرگرم عمل ہے۔ میں بھی تب سے تگ و دو میں لگا ہوا تھا اور اب میں اپنی مہم کو سر کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ میں نے عمل عارب اور نبیطہ پر کیا تھا وہ عمل میں بیوسا پر پھر بحال کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں ابلیکا نے جو اس پر عمل کیا تھا اسے میں زائل کر چکا ہوں۔ جس کے نتیجے میں بیوسا کو جب چاہوں میں ہلاک کر سکتا ہوں۔ اس پر صادو نے چونک کر پوچھا۔

آقا۔ اگر آپ بیوسا کو ہلاک کریں گے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ عارب اور نبیطہ

بھی ہلاک ہو کر رہ جائیں گے۔ اس پر عزازیل مکروہ سی مسکراہٹ میں کہنے لگا ہاں۔ تمہارا کہنا درست ہے۔ اگر میں بیوسا کو ہلاک کرتا ہوں تو اس کے ساتھ عارب اور نبیطہ بھی ہلاک ہو جائیں گے لیکن ایسا کرنے میں میں اب کوئی فکرمندی یا پریشانی محسوس نہیں کرتا۔ اس لئے کہ اب یہ عارب اور نبیطہ دونوں میاں بیوی میرے لئے بیکار ہو چکے ہیں اس لئے کہ یہ دونوں مل کر بھی یوناف کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لہٰذا اگر بیوسا کے ساتھ یہ دونوں بھی ہلاک ہو جاتے ہیں تو مجھے کوئی صدمہ کوئی دکھ نہ ہو گا۔

اس پر صادو بولا اور کہنے لگا۔ آقا یہ تو ایک خوشخبری ہے اور دوسری۔ عزازیل پھر بولا اور کہنے لگا۔

دوسری خوشخبری یہ ہے کہ میں اپنا ایک نیا تجربہ کرتے ہوئے ایک پائیرو بنانے میں کامیاب ہو گیا ہوں اس پر یوشا عجیب سے انداز میں عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔ آقا یہ پائیرو کیا ہے۔ جواب میں عزازیل کہنے لگا۔ پائیرو آتشی انسان کو کہتے ہیں۔ گو جنس کے لحاظ سے جنات بھی پائیرو ہیں لیکن جس پائیرو کا تجربہ میں نے کیا ہے اس کی قوت بارہ جنات کے برابر ہو گی اور وہ پائیرو جب اپنی اصل شکل و صورت میں سامنے آئے گا تو جب میں اسے یوناف پر مسلط کروں گا تو یوناف کو اٹھا کر یوں پھینک دیا کرے گا جیسے کوئی بڑا آدمی کسی بچے کے کھلونے کو اٹھا کر حقارت آمیز انداز میں پھینک دیتا ہے۔ اس بار بارص بولا اور پوچھنے لگا۔

پر اے آقا اس پائیرو کی تکمیل آپ کہاں کریں گے۔ جواب میں عزازیل کہنے لگا۔

تم اندر جاؤ۔ عارب اور نبیطہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔ ان کے آنے پر ہم یہاں سے نینوا شہر کے کھنڈرات کی طرف کوچ کریں گے۔ عزازیل کے کہنے پر بارص تقریباً بھاگتا ہوا محل کے اندر چلا گیا تھا۔ اس نے واپس آنے میں کچھ دیر لگائی تھی شاید وہ ساری صورت حال عارب اور نبیطہ کو بتانے لگ گیا تھا۔ جب وہ عارب اور نبیطہ کو بلا کر عزازیل کے پاس لایا تو عزازیل کے کہنے پر سب اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور نینوا شہر کے کھنڈرات کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

جب ان کھنڈرات میں عزازیل کے ساتھ پہنچے تو انہوں نے دیکھا وہاں پہلے سے جنات کی جنس سے تعلق رکھنے والے عزازیل کے بارہ کے قریب ساتھی موجود تھے۔ یہ سب نینوا کے کھنڈرات کی ایک دیوار کے ساتھ بیٹھے شائد عزازیل ہی کا انتظار کر رہے تھے۔ جس دیوار کے ساتھ عزازیل کے وہ ساتھی بیٹھے ہوئے تھے اس دیوار پر ایک عجیب و غریب ہیئت کی شکل بنی ہوئی تھی۔ وہ کوئی بہت بڑی جسامت اور قد کاٹھ کا بن مانس نما

انسان تھا۔ جس کے جسم پر اون کے گالوں جیسے بال تھے۔ جو ایسے چمک رہے تھے گویا ان میں آگ لگی ہوئی ہو۔ کچھ دیر تک سب اس تصویر کو عجیب سے انداز میں کسی قدر حیرت سے دیکھتے رہے۔

اس موقع پر عزازیل سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ یہی وہ نئی چیز ہے جو میں تم لوگوں کے سامنے لانے لگا ہوں آج کی رات ہم لوگ انہی کھنڈرات میں بسر کریں گے اور میں اپنا عمل کرتا رہوں گا آنے والی صبح اس عمل کی تکمیل ہو گی۔ اس کے بعد دیکھنا میں کیا چیز تمہارے سامنے لاتا ہوں۔ اب تم لوگ میرے ان ساتھیوں کے ساتھ یہاں بیٹھ جاؤ تاکہ میں اپنے عمل کی ابتدا کروں۔ صادو۔ بارص۔ یوشا۔ عارب اور نبیطہ عزازیل کے وہاں پہلے سے موجود ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ گئے جنہوں نے اپنے سامنے آگ کا ایک بہت بڑا الاؤ روشن کر رکھا تھا۔ ساری رات عزازیل اپنا کوئی عمل کرتا رہا اور اس کے ساتھی بیٹھے انتظار کرتے رہے۔ پھر عزازیل اٹھا آگ کے الاؤ کو اس نے اور تیز کرنے اور بھڑکانے کا حکم دیا۔ اس پر عزازیل کے جو ساتھ پہلے سے وہاں موجود تھے انہوں نے الاؤ میں لکڑیاں ڈال کر انہیں خوب بھڑکا دیا تھا۔ اس کے بعد عزازیل الاؤ کے ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں سے عجیب طرح کی روشنی نکلنے لگی تھی۔ وہاں پہلے سے موجود اپنے ساتھیوں کو اس نے مخصوص اشارہ کیا جس کے جواب میں اس کے وہ بارہ ساتھی باری باری آگ کے اس جلتے الاؤ کے اندر اتر گئے تھے۔ پھر عزازیل کی آنکھوں سے نکلنے والی روشنی بڑے تیز انداز میں آگ کے الاؤ پر پڑنے لگی اور وہاں منعکس ہوتی ہوئی نینوا کے کھنڈرات کی دیوار پر بنی ہوئی تصویر پر پڑتے ہوئے اسے عجیب طرح سے بھیانک اور ہولناک بنائے چلے جا رہی تھی تھوڑی دیر تک یہ عمل جاری رہا۔ اب عزازیل کے اس عمل سے آگ پہلے کی نسبت کئی گنا زیادہ تیزی کے ساتھ بھڑک اٹھی تھی اور اس میں داخل ہونے والے اس کے ساتھی ایک طرح سے اسکے اندر چھپ کر رہ گئے تھے۔ عزازیل کی آنکھوں سے نکلتی ہوئی روشنی ابھی تک بڑی تیزی کے ساتھ آگ پر پڑنے کے بعد وہاں سے منعکس ہوتی ہوئی دیوار پر بنی ہوئی اس ہولناک تصویر پر پڑ رہی تھی۔

پھر ایسا ہوا کہ آہستہ آہستہ آگ کا الاؤ دھیما پڑنے لگا اور اس کے ساتھ ہی دیوار پر بنی ہوئی وہ تصویر بھی غائب ہو گئی تھی اور جس طرح کی تصویر دیوار پر بنی تھی اس طرح کی مخلوق آگ میں سے نکل کھڑی ہوئی تھی۔ جبکہ آگ میں داخل ہونے والے عزازیل کے ساتھی غائب ہو چکے تھے۔ پھر عزازیل بولا اور بلند آواز میں کہنے لگا۔

میرے ساتھیو میں پائیرو کی تکمیل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ میرے ساتھی جو

آگ میں داخل ہوئے تھے ان سب کی روحیں ان سب کی طاقت اور قوت آگ سے نکلنے والے اس پائیرو میں منتقل ہو چکی ہے۔ اگر تم لوگ اس کی طاقت اور قوت کا اندازہ لگانا چاہتے ہو تو سب آگے بڑھو اور اس پر حملہ آور ہو جاؤ پھر دیکھو۔ تمہارا کوئی حربہ اس پر کامیاب نہیں رہے گا۔ عارب۔ نبیطہ۔ بارص۔ سادھو۔ یوشا اس بن مانس نما ہستی کو دیکھ کر ابھی تک حیرت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ اس کے جسم پر خاصی بڑی بڑی بھیڑ جیسی اون تھی آتشی رنگ رکھنے کے ساتھ آگ کی طرح بھڑکتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی عزازیل کے کہنے پر صادو۔ یوشا۔ بارص۔ عارب۔ اور نبیطہ آگے بڑھے اور بیک وقت اس پر حملہ آور ہو گئے انہوں نے دیکھا کہ اون سے جو آگ نکلتی تھی وہ حقیقی معنوں میں آگ نہ تھی۔ بلکہ ایک چمک تھی جو آگ کی طرح محسوس ہوتی تھی ان چاروں نے آگے بڑھ کر اس پر اپنی ضربوں کی بھرمار کر دی تھی۔ لیکن ضربیں کھانے کے ساتھ ساتھ وہ پائیرو اپنے جسم اور سر کو جھٹک کر حرکت میں آیا۔ پھر اس نے باری باری صادو۔ یوشا۔ عارب اور نبیطہ کو اٹھا اٹھا کو دور پٹخ دیا تھا۔

صادو۔ بارص۔ یوشا۔ عارب۔ اور نبیطہ اس پائیرو کی طاقت اور قوت دیکھ کر دنگ رہ گئے تھے۔ اس پر عزازیل پھر بولا اور کہنے لگا۔ سنو میرے ساتھیو۔ اس پائیرو کو اب میں یوناف کے خلاف حرکت میں لاؤں گا۔ یہ صرف میرا ہی مطیع اور فرمانبردار ہو کر چل سکتا ہے اس لئے کہ میری آنکھوں سے نکلنے والی روشنی ہی کی وجہ سے آگ میں داخل ہونے والے میرے بارہ ساتھیوں نے یہ شکل اور صورت اپنائی ہے۔ لہٰذا جب تک یہ اپنے اس وجود میں ہے میرا مطیع اور فرمانبردار ہو کر رہے گا۔ پھر عزازیل نے تھوڑی دیر کچھ سوچا پھر وہ عارب اور نبیطہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سنو عارب اور نبیطہ تم دونوں میاں بیوی وہ سامنے والی دیوار کے ساتھ لیٹ جاؤ۔ میں تمہیں بھی ایک نئی طاقت اور قوت دینے والا ہوں۔ عارب اور نبیطہ چپ چاپ آگے بڑھ کر دیوار کے ساتھ لیٹ گئے۔ عزازیل ان کے قریب آ کر کھڑا ہوا اور اپنے عمل کی ابتدا کی۔ اس کے عمل کی ابتدا ہوتے ہی عارب اور نبیطہ پر غشی طاری ہو گئی تھی تھوڑی ہی دیر تک عزازیل اپنا کوئی عمل کرتا رہا پھر وہ مڑا اور یوشا۔ بارص۔ صادو کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا میرے ساتھیو۔ اس عارب اور نبیطہ کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اس پر صادو بڑی جستجو میں عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا آقا ان کے ساتھ یوسا کا بھی خاتمہ ہو چکا ہو گا اس پر عزازیل قہقہ لگاتے ہوئے کہنے لگا۔ تمہارا انداز تمہاری سوچ درست ہے۔ ان کے ساتھ ساتھ یوسا کا بھی خاتمہ ہو چکا ہو گا۔ اس کے بعد عزازیل نے اس نئی تخلیق پائیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ سنو پائیرو یہ

یوشا۔ صادو۔ بارص میرے نائب ہیں جس طرح تم میرے مطیع اور فرمانبردار بن کر رہو گے اس طرح تم انکی بھی تابعداری کرو گے اب یہ دیوار کے پاس عارب اور نبیطہ دونوں میاں بیوی کی جو لاشیں پڑی ہیں۔ اٹھا کر مٹی میں دفن کر دو۔ عزازیل کے اس حکم پر وہ بن مانس نما پائیرو حرکت میں آیا۔ اپنے پنجوں سے اس نے ایک گڑھا کھودا اور اس گڑھے میں عارب اور نبیطہ کو اس نے دفن کر دیا تھا۔

○

جس روز بوڑھے بدھسٹ نے بڑی تفصیل کے ساتھ ہندومت سے متعلق یوناف اور یوسا کو تفصیل بتائی تھی۔ اس کے دوسرے روز یوناف علی الصبح اپنے بستر سے اٹھا اور اس کے پہلو میں یوسا گہری نیند سوئی ہوئی تھی۔ یوناف اٹھا۔ نہا دھو کر اس نے لباس تبدیل کیا پھر اس نے یوسا کا شانہ پکڑ کر ہلاتے ہوئے دھیمی سی آواز میں کہا یوسا اٹھو۔ دیکھو سورج طلوع ہونے والا ہے پر یوناف کے بار بار ہلانے پر بھی یوسا کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہوئی اس پر یوناف فکرمند ہوا۔ وہ آگے بڑھ کر یوسا کی دل کی دھڑکن کا جائزہ لینے لگا اس نے دیکھا یوسا کے دل کی دھڑکن بند ہو چکی تھی اس پر یوناف چونک جانے کے انداز میں یوسا کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا تھا اس نے دیکھا کہ یوسا کے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی پھر اس نے یوسا کی نبض دیکھی اس کے چہرے پر نبض دیکھتے ہوئے عذاب بے نوائی میں دکھ کے آنسو اور غم کے ستاروں جیسی کیفیت چھا گئی تھی پھر اس نے یوسا کا بازو چھوڑ دیا۔ شائد اسے یقین ہو گیا تھا کہ یوسا مر چکی ہے۔

مسہری کے پاس کھڑا ہو کر یوناف عجیب انداز سے یوسا کے چہرے کو گھورتا رہا اس کی آنکھوں میں آنسو اتر آئے تھے۔ اس کے چہرے پر کچھ ایسی کیفیت چھا گئی تھی جیسے خون چاٹتی خواہشوں میں مسائل۔ عذاب۔ حادثے اور دکھوں کے سیالوں میں شکستہ در و بام کی سی کیفیت اور آنکھوں کی ویرانی جوش مارنے لگی ہو۔ تھوڑی دیر تک وہ خاموش اور چپ کھڑا رہا۔ جیسے بے دھوپ زمین پر غم کے لمحیں برزخ کی سنگینی کی طرح نزول کرتے ہیں۔ وہ بے چارہ باطن کی گہرائیوں سے خوابوں کی اڑتی دھند گمان کے اندھیروں' آندھیوں کے غبار اور گویائی سے محروم الفاظ کی طرح چپ تھا اور آنسو اس کی آنکھوں سے نکل کر اس کے گالوں پر ڈھلک رہے تھے۔ وہ حرکت میں آ کر کچھ کرنا ہی چاہتا تھا کہ ابلیکا نے اسی لمحہ اس کی گردن پر لمس دیا۔ پھر ابلیکا کی غم اور دکھ میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

یوناف میرے حبیب میں انتہائی دکھ اور انتہائی غم سے تم پر یہ انکشاف کرتی ہوں کہ

بیوسا مرچکی ہے اور یہ سب کچھ عزازیل کی وجہ سے ہوا ہے۔ تم جانتے ہو کہ اسکے ناسوت پر میری طرف سے ایک عمل ہوا تھا اور اسکے ناسوت پر جو پہلے سے ایک عزازیل کا عمل تھا اس کے اثرات ختم کر دیئے گئے تھے۔ لیکن عزازیل نے ان اثرات کو پھر بحال کرتے ہوئے بیوسا کا خاتمہ کر دیا اس پر یوناف روتی اور کپکپاتی ہوئی آواز میں پوچھنے لگا کیا بیوسا کے ساتھ ساتھ عزازیل نے عارب اور نبیطہ کا بھی خاتمہ کر دیا ہے۔ ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔

تمہارا اندازہ درست ہے یوناف۔ بیوسا کے ساتھ عزازیل نے عارب اور نبیطہ کا بھی خاتمہ کر دیا ہے اس لئے کہ وہ یہ خیال کرنے لگا تھا کہ عارب اور نبیطہ وہ دونوں اس کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ اسی بناء پر اس نے ان دونوں کا خاتمہ کر دیا ہے اور ان دونوں کے ساتھ بیوسا کا بھی خاتمہ ہو گیا ہے۔ سنو یوناف مجھے بیوسا کے مرنے کا بھی دکھ ہے۔ میں جانتی ہوں حیات کے ان گنت رنگوں میں بیوسا تمہارے لئے روشنیوں کی رنگین کرن' اجلی چمکیلی رت تھی۔ وہ سنہرے خوابوں کے لمحوں میں تمہارے لئے چاند کی ٹھنڈی کرن یادوں کی خوش کن لہر تھی۔ تمہاری ذات کے لئے وہ دھنک رنگ جذبات۔ موسموں کی رعنائی۔ مہکار رتوں کی ایک خوشبو تھی اور تمہارے دل کیلئے حلقہ رنگ و بو میں رس بھری نکہت اور نشاط آفرین ساعت تھی۔ کاش کائنات کی ان دھوپ چھاؤں کی ستیزہ کاری میں بیوسا قدم روکتی خواہشوں اور گلابوں کے اوپر پڑی شبنم کی طرح تمہارے ساتھ رہتی۔ لیکن ہائے افسوس عارب اور نبیطہ کے ساتھ عزازیل نے بیوسا کا بھی خاتمہ کر دیا ہے۔

ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف کی حالت غصہ اور غضبناکی میں یکسر تبدیل ہو کر رہ گئی تھی اس کی آنکھوں سے یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے بے سحر بے کنار دکھ کے صحرا میں جذبوں کی وحشی آندھیاں' اندھیروں کے آنگن میں طوفان کے سفر اور سرابوں کے سمندر میں آوازوں کے بگولوں کے جھکڑ چل نکلے ہوں۔ جبکہ اس کے چہرے پر ان گنت حشر انگیزیاں' ظلم آرائیاں خونخواری درندگی اور جبروت و بدمزاجیاں اپنا رنگ جمانے لگی تھیں۔ اس موقع پر ابلیکا نے پھر بڑا نرم سا لمس یوناف کی گردن پر دیا ساتھ ہی اس کی دکھوں اور پریشانیوں سے بھرپور آواز سنائی دی۔

یوناف میرے حبیب اپنے آپ کو سنبھالو جو کچھ ہونا تھا ہو چکا دیکھ پہلے بیوسا کی تدفین کا اہتمام کرو۔ اس کے بعد اپنے دفاع کی کوئی تدبیر کرو اس لئے کہ عزازیل نے بارہ انتہائی خونخوار اور طاقت ور روحوں پر اپنا ایک آتشی عمل کر کے ایک عفریت تمہارے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے تیار کی ہے۔ اس عفریت کا نام اس نے پائیرو رکھا ہے اور اس پائیرو

کو وہ کسی بھی وقت تمہارے مقابلے پر لا سکتا ہے۔ یوں سمجھو کہ پائیرو بن مانس نما ایک انسان ہے جو انتہائی کریہہ الشکل ہونے کے ساتھ ساتھ انتہا درجہ کا طاقتور اور خونخوار ہے۔ لہٰذا بیوسا کی تدفین کے ساتھ ساتھ تم اپنی حفاظت کا بھی بندوبست کرو۔ اس لئے کہ جب عزازیل پائیرو کو تمہارے مقابلے پر لائے گا تو میں سمجھتی ہوں وہ پائیرو تمہارے لئے ان گنت مصیبتیں اور مصائب کھڑے کر دے گا۔ اس پر یوناف نے اپنے آپ کو کسی قدر سنبھالا پھر وہ پوچھنے لگا۔

سنو ابلیکا کیا میں اور تم دونوں مل کر بھی اس پائیرو کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس پر ابلیکا انتہائی بے بسی اور لاچارگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی نہیں۔ ہرگز نہیں۔ یوں جانو کہ میں ایک طرف ایک روح ہوں گی جبکہ دوسری طرف بارہ انتہائی خونخوار اور طاقتور روحیں ہوں گی پھر ایک اور بارہ کا مقابلہ کیسا۔ اس پر یوناف کی چھاتی تن گئی پھر وہ کہنے لگا۔

سنو ابلیکا اس میں فکرمندی کی کوئی ضرورت نہیں۔ جب تک میں زندہ ہوں اس عزازیل اور اس کے تیار کردہ پائیرو کے مقابلے میں میں اپنے رب اپنے خداوند کو پکارتا رہوں گا مجھے امید ہے کہ نیکی کے ایک فرد کی حیثیت سے جب میں اپنے رب کو پکاروں گا تو وہ میری مدد اور اعانت کا کوئی نہ کوئی سبب اور میری حفاظت کا کوئی نہ کوئی ذریعہ ضرور ہی پیدا کرے گا اس کے ساتھ ہی یوناف حرکت میں آیا پھر وہ بیوسا کی تدفین کا انتظام کرنے لگا۔ بیوسا کو سرائے کے قریب ہی ایک صحرائی قبرستان میں دفن کر دیا گیا تھا۔

○

سورج دور مغرب کی پر اسرار فناہ گاہوں میں غروب ہو چکا تھا۔ ایشیا کے نیلے آسماں پر ستاروں کا ایک ہجوم نکل کھڑا ہوا تھا۔ وہ چاندنی رات تھی اور چاندنی اپنا سفر طے کرتی ہوئی ہر شے کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے تھی۔ ایسے میں تین شتر سوار اپنے اونٹوں کو بھگاتے ہوئے صحرا کی بیکراں وسعتوں کو سمیٹ رہے تھے۔ ان میں ایک عدی تھا جو ایک سرخ رنگ کے سرکش اور توانا اونٹ پر سوار تھا اور دوسرے دو اس کے ساتھی تھے۔

چاندنی رات میں دور دور تک پھیلے ہوئے صحرا کے اندر ایسی خاموشی اور ایسی چپ تھی جیسے مقدر کے خالی دامن میں وحشی آندھیاں' حصار شب میں تاریک خوابوں کے عفریت' وادی مرگ میں شب کے سفاک عناصر اور ان دیکھے دیاروں کے سفر میں صدیوں کے انتظار جیسی درد کی روشنی غضب کی آندھیوں کا شور اور انتقام کے خراشوں کی جلن بھر دی گئی ہو۔ صحرا کے اندر چاندنی کے پراثر جنگلی رنگ ہر طرف بکھر گئے تھے۔ بھوکے

گیدڑوں کی کربناک چیخیں وقفہ وقفہ سے صحرا کے اندر آگے جانے والے شاہراہ کے دونوں طرف سنائی دے جاتی تھیں زمستانی ہوا میں صحرا کی جھاڑیوں کی خوشبو اور اوس کی نمی میں اپنی موجودگی کا پتہ دے رہی تھیں۔

اچانک عدی کے ایک ساتھی نے حدی گانا شروع کی۔ حدی کے بول اور اسکی لے کو سنتے ہی اونٹ بلبلائے اور حدی کے سنگیت پر انہوں نے اپنی رفتار پہلے سے کہیں تیز کر دی تھی۔ حدی کے پرسوز بول اور اونٹوں کے گلوں میں بندھی ہوئی کانسی کی گھنٹیوں کی آواز پرسکوں صحراء میں دور دور تک بکھرنے لگی تھی۔

اگلے روز سہ پہر کے قریب عدی اور اس کے دونوں ساتھی بنو ازد کے شہر میں داخل ہوئے اور شہر کی ایک شمالی سرائے میں انہوں نے قیام کیا۔ عدی اور اس کے دونوں ساتھی سوداگروں جیسے رنگین چوغے پہنے ہوئے تھے۔ انکے نیچے ان کے بہترین اور چمکتے ہوئے ہتھیار سجے ہوئے تھے۔

آدھی رات کے قریب جبکہ کائنات کی ہر شے اونگھ رہی تھی عدی اپنے بستر سے اٹھ کھڑا ہوا پہلے اس نے اپنے دونوں ساتھیوں کو جگایا پھر وہ دھیمی اور رازدارانہ سی آواز میں انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے ساتھیو۔ میرے بھائیو۔ رات آدھی کے قریب گزر چکی ہے اور یہ وقت اس کام کیلئے بے حد مناسب ہے جس کام کے لئے ہم بنو ازد کی سرزمین میں داخل ہوئے ہیں میرے خیال میں اٹھ کھڑے ہو اپنے اس کمرے سے نکل کر اصطبل میں جائیں اپنے اونٹوں پر کجاوے ڈالنے کے بعد بنو ازد کے معبد کا رخ کریں اور وہاں سے ان کے بت نکال کر رات کی تاریکی میں ہی اپنے قبیلے کی طرف کوچ کر جائیں۔

عدی کے دونوں ساتھیوں نے عدی کی اس تجویز سے اتفاق کیا تینوں نے اپنا اپنا سامان سمیٹا اور سرائے سے نکل کر اصطبل میں آئے۔ سب سے پہلے انہوں نے اونٹوں کی گردنوں میں بندھی ہوئی کانسی کی بڑی بڑی گھنٹیاں اتار دیں پھر اونٹوں پر کجاوے ڈالنے کے بعد وہ سرائے سے باہر نکلے۔ گھنٹیاں اتار دینے کی وجہ سے رات کے سناٹے میں کوئی آواز پیدا نہ ہوئی تھی۔ لہٰذا تینوں بڑی راز داری کے ساتھ سرائے سے نکل کر شہر کے مضافات میں بنو ازد کے معبد کے سامنے آن رکے۔ معبد کی ایک بلند دیوار کے سائے میں عدی نے اپنے اونٹ کو روک دیا اور اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے دونوں ساتھی بھی دیوار کے سائے میں اپنے اونٹوں کو روک چکے تھے۔

پھر عدی اپنے اونٹ سے کود گیا اس کے بعد اس نے نکیل کا سرا اپنے اونٹ کی اگلی

ٹانگوں پر مارا اور جواب میں اونٹ زمین پر بیٹھ گیا تھا۔ اس وقت تک اس کے دونوں ساتھی بھی اپنے اونٹوں سے اتر کر عدی ہی کی طرح ان کی ٹانگوں پر مار کر انہیں بٹھا چکے تھے۔

اس کے بعد عدی معبد کے بڑے دروازے پر آیا اور دروازے کو اس نے پیچھے دھکیلا پر لکڑی کے موٹے تختوں کا وزنی دروازہ اندر سے بند تھا یہ صورت حال دیکھتے ہوئے عدی لوٹ کر اپنے دونوں ساتھیوں کے پاس آیا اور رات کے سناتے میں اس نے اپنے دونوں ساتھیوں سے سرگوشی کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

سنو میرے ساتھیو۔ میرے بھائیو۔ ہمیں وقت ضائع کئے بغیر اپنے کام کی تکمیل کرنی چاہئے۔ دیکھو میں کمند کے ذریعے معبد میں داخل ہونے کی کوشش کرتا ہوں اور پھر نیچے اتر میں معبد کا دروازہ کھول دوں گا تم دونوں چوکس اور چوکنے رہنا۔ اگر تم دونوں کو یہاں کھڑے ہوئے کوئی دیکھ لے اور یہاں تم سے کھڑے ہونے کی وجہ پوچھے تو کہنا۔ مسافر ہیں۔ شہر کی طرف جاتے ہوئے دعا مانگنے کے لئے معبد کے پاس رک گئے ہیں۔ میرے خیال میں تمہارے ایسا کہنے سے تمہارے معبد کے پاس ٹھہرنے پر کوئی بھی بازپرس نہیں کرے گا۔

اتنا کہنے کے بعد عدی اپنے اونٹ کے پاس آیا اونٹ کے کجاوے سے بندھی ہوئی کمند اس نے کھولی وہ ایک مضبوط رسی تھی جس کے ایک سرے پر لوہے کی خمیدہ کئی سلاخیں بندھی ہوئی تھیں جن کی شکل شاہین کے پنجوں سے جلتی تھی۔ عدی نے لوہے کے ان پنجوں کو اپنے ہاتھ میں تھاما اور کمند کا کچھ حصہ ایک گول چکر میں دوہرا کیا پھر اپنے ہاتھ کو لہرایا اور اس زور سے کمند معبد پر پھینکی کہ لوہے کی مضبوط پنجے نما وہ کمند کہیں پھنس گئی تھی۔ عدی نے دو ایک بار خوب جھٹکے کے ساتھ کمند کو کھینچ کر اس کی پختگی کا جائزہ لیا پھر بڑی تیزی سے معبد کی دیوار پر کمند کے ذریعے چڑھنے لگا تھا۔

معبد کے اوپر جا کر عدی نے کمند نکال کر نیچے پھینک دی جسے اس کے ساتھیوں نے لپیٹ کر اونٹ کے ساتھ باندھ دیا تھا۔ معبد کے اندر عدی نیچے اترا۔ لکڑی اور لوہے کا بنا ہوا وزنی دروازہ اس نے کھولا اس کے ساتھ ہی اس کے دونوں ساتھی اپنے تینوں اونٹوں کو لے کر معبد میں داخل ہو گئے تھے۔ جبکہ عدی نے معبد کا دروازہ پہلے کی طرح پھر بند کر دیا تھا۔

تینوں کوئی کھٹکا کئے بغیر معبد میں داخل ہوئے اونٹ انہوں نے ایک جگہ باندھ دیئے پھر وہ معبد کے مختلف کمروں کا جائزہ لیتے ہوئے آگے بڑھنے لگے تھے۔ کسی ناگہانی خطرے سے نبٹنے کیلئے انہوں نے اپنی تلواریں اپنے ہاتھوں میں سونپ رکھی تھیں اور بد سے بدتر

حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے آپ کو انہوں نے تیار کر لیا تھا۔

مختلف کمروں کا جائزہ لیتے ہوئے وہ ایک کمرے کے سامنے ٹھٹک کر رہ گئے انہوں نے دیکھا اس کمرے میں معبد کے محافظ سوئے ہوئے تھے۔ تینوں نے ایک دوسرے کے ساتھ کچھ دیر تک رازدارانہ سرگوشی کی پھر تینوں اپنی تلواریں لہراتے ہوئے ایک ساتھ اس کمرے میں داخل ہوئے اور معبد کے محافظوں پر وہ ٹوٹ پڑے تھے۔ اس طرح جیسے شاہین کرگسوں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ آن کی آن میں انہوں نے محافظوں کو قابو کر کے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ان کے منہ میں ان کے کپڑے ٹھونس کر رکھ دیئے تھے۔

معبد کے ان محافظوں سے فارغ ہونے کے بعد عدی اور اس کے دونوں ساتھی اس خاص کمرے میں داخل ہوئے جس میں بنو ازد کے بت تھے۔ تینوں نے دیکھا وہ سنگ مرمر اور قیمتی سرخ پتھر سے بنا ہوا ایک بہت بڑا کمرہ تھا جس میں شمالی دیوار کے ساتھ ایک بلند شہہ نشین پر دو بہت بڑے اور وزنی پتھر کے بت استادہ تھے۔ کمرے کے اندر جلتے ہوئے تیز لوبان کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ عدی نے اپنے ساتھی سے سرگوشی کی اور کہنے لگا۔

دیکھ میرے بھائی جس کمرے میں بت رکھے ہوئے ہیں اس کے دروازے کی طرف غور سے دیکھ۔ اس کا دروازہ اس قدر بلند ہے کہ اس دروازے کے ذریعے اونٹ اس کمرے میں داخل ہو سکتا ہے۔ لہٰذا تو جا میرے اونٹ کو لا کر اس کمرے میں بٹھا دے۔ تاکہ میں اس پر بنو ازد کے یہ بت لادوں۔ عدی کے یہ الفاظ سنتے ہی اس کا ساتھی بڑی تیزی سے گیا۔ عدی کے اونٹ کو اٹھا کر وہ اس کمرے میں لایا اور نکیل اس کے پاؤں پر مار کر اسے بتوں کے قریب بٹھا دیا تھا۔ اونٹ کے بیٹھ جانے کے بعد عدی نے پھر اپنے دونوں ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تم دونوں باہر ہی رکو۔ جن محافظوں پر ہم نے پر قابو پایا ہے ان کے علاوہ بھی اگر کوئی یہاں ہے تو تمہارے باہر رہنے سے وہ ہمارے لئے خطرہ ثابت نہیں ہوں گے۔ تم بڑی آسانی کے ساتھ ان سے نپٹ لو گے۔ دیکھ میرے ساتھیو۔ میرے بھائیو۔ میرے باپ نے کہا تھا کہ ان بتوں کو کئی جوان مل کر بھی نہیں اٹھا سکتے۔ اس نے مجھ سے یہ بھی کہا تھا کہ تم طاقتور ہو۔ شاید تم وہ بت اٹھا لو۔ میں دیکھتا ہوں میرے باپ نے مجھ سے جو امیدیں وابستہ کی تھیں کیا میں ان پر پورا اترتا ہوں۔ لہٰذا میں اکیلا ان بتوں کو اٹھا کر اس اونٹ پر لادنے کی کوشش کرتا ہوں تم کمرے سے باہر رہ کر میری حفاظت کا کام سرانجام دو۔ عدی کے کہنے پر اس کے دونوں ساتھی اپنی تلواریں سونت کر کمرے سے باہر کھڑے ہو گئے تھے۔ اس کے بعد یہ عدی آگے بڑھا بتوں کے قریب آ کر قبلے کی طرف منہ کر کے وہ سجدہ ریز ہوا پھر اپنا سر اٹھایا اور بڑی رقت آمیز آواز میں اپنے

دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر وہ دعا مانگ رہا تھا۔

"اے خداوند اے ابراہیم کے خدا اس کائنات میں غم اور خوشی طاقت اور توانائی محبت اور نفرت۔ نرمی اور سختی۔ سیاہی اور سفیدی۔ چھوٹائی اور بڑائی۔ اتفاق اور نفاق اور جنگ اور امن تیرے اختیار میں ہے۔ دشمن کے اس شہر میں میری مدد فرما۔ اے اللہ تو ہی دھواں دھواں۔ کہر کہر فضاؤں کو نور عطا کرتا ہے۔ اے خداوند تو ہی غبار غبار کاش کناروں سے موت جیسی تاریکیوں کو پامال کرتا ہے۔

اے خداوند۔ اے ابراہیم کے خدا یہ مہکتے جنگل یہ لہکتی فصلیں یہ چہکتے طیور یہ چمکتے ستارے۔ برستے بادل۔ تیرے ہی دم سے ہیں۔ تو ہی رات کی خلا سے دن کی تلخی کو جنم دیتا ہے تو ہی رات کی گود کو صبح کی آغوش میں تبدیل کرتا ہے۔ حسیں وادیوں اور جلتے تپتے بے آب و گیاہ صحراؤں میں زندگی کے عروج و ارتقاء۔ فنا اور بقا کا سلسلہ میرے اللہ صرف تیرے ہی حکم سے جاری و ساری ہے۔ اے خداوند اے میرے خدا جس کام کیلئے میں اس معبد میں داخل ہوا ہوں۔ میری مدد فرما کہ میں اپنے بوڑھے باپ کی خواہشوں کی تکمیل کر سکوں۔ اے خداوند تو چھوٹے کو بڑا۔ بڑے کو چھوٹا کر دے۔ تو چاہے تو کمزور و بے توانا کو ایسی توانائی عطا کرے کہ وہ خرق عادت ہو کر رہ جائے اے اللہ مجھے ہمت عطا فرما کہ میں بنو ازد کے ان بتوں کو اٹھا کر اپنے قبیلے میں لے جانے میں کامیاب ہو جاؤں"۔

قبلہ رو ہو کے خداوند کے حضور دعا مانگنے کے بعد عدی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا عدی کے دونوں ساتھیوں نے دیکھا کہ کمرے کے اندر جلتی ہوئی مشعل کی تیز روشنی میں عدی کے چہرے پر جنگلی جلال اور وحشت چھائی تھی پھر عدی آگے بڑھا اس نے اپنے دونوں مضبوط اور آہنی بازو ایک بت کی کمر کے گرد لپیٹے ذرا جھکا آسماں کی طرف دیکھا اور رقت آمیز آواز میں کہا۔

اے خداوند اے سارے جہاں کے پالنے والے اے میرے اور ساری کائنات کے رب۔ میری مدد فرما۔ اس کے ساتھ ہی عدی نے جھک کر خوب زور لگایا پھر بلند آواز میں اپنے رب کو پکارا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بت کو اوپر اٹھا لیا تھا۔

عدی کے دونوں ساتھی بڑی حیرت سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ عدی بت کو اٹھا کر قریب بیٹھے ہوئے اپنے اونٹ کے پاس لایا اور اسکے کجاوے کے ساتھ بت رکھتے ہوئے وہ دوبارہ پیچھے ہٹا اور جس طرح پہلا بت اس نے اٹھایا تھا اسی طرح دوسرے بت کو اٹھا کر اس نے کجاوے کے دوسری طرف رکھ دیا۔

اس کے بعد عدی نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ میرے ساتھیو۔

میرے بھائیو جلدی کرو۔ میرے اونٹ پر ان دونوں بتوں کے گرد رسیاں پھیر کر باندھ دو۔ اس کے علاوہ ہم تینوں کے پاس جو بستر ہیں ان سے سارے کپڑے نکال کر ان بتوں پر ڈال دو انہیں اچھی طرح ڈھانپ دو۔ تاکہ انہیں کوئی نہ دیکھے۔ اس کے بعد ہم یہاں سے کوچ کر چلیں۔

وہ دونوں جوان بڑی تیزی سے حرکت میں آئے۔ عدی کی مدد سے دونوں نے مل کر بتوں کو اونٹ پر لادا اور انہیں رسیوں سے خوب کس کر باندھ دیا۔ کپڑے نکال کر دونوں بتوں کو اچھی طرح ڈھانپ دیا تھا اس کے بعد عدی نے اپنے اونٹ کی نکیل پکڑی اسے اٹھایا اتنی دیر تک اس کے دونوں ساتھی بھاگتے ہوئے باہر گئے انہوں نے اپنے اونٹ کھول کر انہیں اٹھا لیا تھا۔

بت لدے اونٹ کو عدی معبد سے باہر لایا اور ایک جگہ اسے کھڑا کر دیا۔ اتنی دیر تک اس کے دونوں ساتھی بھی اپنے اونٹوں کو لے کر معبد سے باہر نکل چکے تھے ۔ اس کے بعد عدی نے معبد کا دروازہ بند کر دیا اپنے اونٹ کی گردن میں ہاتھ ڈال کر وہ اپنے اونٹ پر سوار ہو گیا۔ اس کے دونوں ساتھی بھی اپنے اونٹوں پر سوار ہو چکے تھے اور پھر عدی کی رہنمائی میں وہ بڑی تیزی سے اس شاہراہ کی طرف جا رہے تھے جو انکے قبیلے کی طرف جاتی تھی۔

○

اگلے روز تین سواروں اور اونٹوں کا یہ مختصر ترین کارواں کہیں رکے بغیر صحرا میں دھول اڑاتا ہوا اپنے قبیلے میں داخل ہوا بنو ایاد کے بوڑھے سردار نصر نے اپنے مکان سے باہر نکل کر بیٹے کا استقبال کیا اس لئے کہ بستی میں اس کے آنے کا شور مچ گیا تھا اور لوگ خوش تھے کہ عدی بنو ازد کے بت اٹھا لایا ہے۔ جب عدی کا اونٹ مکان کے سامنے بٹھایا گیا اور بتوں کے گرد لپٹے ہوئے کپڑے ہٹائے گئے تو نصر نے آگے بڑھ کر بیٹے کو اپنے سینے سے لپٹاتے ہوئے اس کی پیشانی چوم لی اور کہنے لگا۔

میرے فرزند۔ میرے بیٹے میرے بچے۔ مجھے پختہ یقین تھا کہ تم ان بتوں کو ضرور اٹھا لاؤ گے۔ میرے بیٹے۔ میرے بچے قسم خداوند کی قسم ابراہیم کے عظیم رب کی۔ مجھے تم سے ایسی ہی توقع اور امید تھی۔ میرے بیٹے مجھے امید ہے کہ اب بنو ازد کا حکمران جزیمہ میرے بیٹے کو زبردستی طلب نہیں کر سکے گا۔ بیٹے ان بتوں کو اٹھا کر اپنے مکان کے اندر لے جاؤ اس کے بعد میں ایک خط لکھ کر قاصد کے ذریعے بنو ازد کے حکمران جزیمہ کی طرف

بھجواؤں گا اور اس سے کہوں گا کہ ہم تمہارے بت اٹھا کر لے آئیں ہیں اور تم نے اگر میرے بیٹے کو حاصل کرنے کے لئے ہمارے قبیلے پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو ہم تمہارے دونوں بتوں کو توڑ دیں گے۔ اپنے سردار کا یہ فیصلہ سن کر بنو ایاد کے لوگ بہت خوش ہوئے پھر سب لوگ عدی کے ساتھ مل کر بنو ازد کے دونوں بتوں کو اندر لے گئے تھے۔

○

بنو ازد کے لوگ اور ان کا حکمران جزیمہ اپنے بتوں کے چوری ہو جانے کی وجہ سے بڑے پریشان اور فکرمند تھے جس روز یہ بت عدی اٹھا کر لے گیا تھا اس کے دوسرے روز اپنے صحرائی محل میں اپنے وزیر قصیر بن سعد کے ساتھ بڑا فکرمند اور سر جھکائے ہوئے بیٹھا تھا۔ کہ اس کی جواں سال بہن رقاش بھی اس کے قریب بیٹھی تھی۔ رقاش ایک انتہائی خوبصورت لڑکی تھی اور عرب قبیلوں کے کئی سردار اس سے شادی کرنے کا پیغام دے چکے تھے۔ لیکن جزیمہ سب کی خواہش کو ٹھکرا چکا تھا۔ رقاش اس کی اکلوتی بہن تھی اور وہ اسے کسی بڑی سلطنت کے حکمران کے ساتھ بیاہنے کی خواہش رکھتا تھا۔ تینوں ہی اپنے بت چوری ہو جانے پر بڑی فکرمندی اور پریشانی میں سوچ و بچار کا شکار بیٹھے تھے۔

بت چوری ہو جانے پر جزیمہ یوں پریشان تھا کہ وہ بنو ازد والے ان دونوں بتوں کو اپنا خدا مان کر ان کی پوجا کرتے تھے اور بت چوری ہو جانے سے ان کے عقیدے کو تحت دھچکا لگا تھا۔ پچھلے پورے دن سے بنو ازد کے کھوجی بت چرانے والوں کو تلاش کرنے صحرا کے اندر ہی بھٹک رہے تھے۔ صحرا کے اندر ان کھوجیوں کا رخ بنو ایاد کی طرف تھا۔

جزیمہ اس کا وزیر قصیر بن سعد اور جزیمہ کی حسین بہن رقاش تینوں بڑے افسردہ اور پریشان پریشان بیٹھے تھے۔ کہ بنو ازد کا ایک نوجوان ان کے سامنے آیا پھر وہ جزیمہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے بادشاہ میں اپنے ساتھ ایک ایسے نوجوان کو لے کر آیا ہوں جس کا تعلق بنو ایاد سے ہے۔ اس کے پاس بنو ایاد کے سردار نصر کا ایک پیغام ہے قاصد کا کہنا ہے کہ یہ پیغام چوری ہو جانے والے بتوں سے ہی متعلق ہے۔ اس نوجوان کے اس انکشاف پر جزیمہ کو قصیر بن سعد۔ رقاش تینوں چونک پڑے تھے۔ پھر جزیمہ بولا اور اپنے اس جوان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اگر یہ بات ہے تو بنو ایاد کے اس قاصد کو میرے قریب لاؤ اسے کہو کہ وہ میرے لئے

اپنے سردار کا کیا پیغام لایا ہے۔ اس پر وہ نوجوان بنو ایاد کے قاصد کو لے کر آگے بڑھا اور پھر جزیمہ کے کہنے پر اس قاصد نے اپنے کھلی آستینوں والی قبا کے اندر سے لپٹا ہوا ایک کاغذ نکالا اور جزیمہ کی طرف بڑھاتے ہوئے وہ کہنے لگا یہ ہمارے سردار نصر کی طرف سے آپ کے لئے پیغام ہے۔ جزیمہ نے وہ کاغذ لے لیا پھر وہ اسے کھول کر پڑھنے لگا اس میں لکھا تھا۔

"سنو بنو ازد کے حکمران جزیمہ۔ تمہارے قبیلے کے دونوں بت اٹھا کر اپنے قبیلے میں ہم لے آئے ہیں یاد رکھو اگر تم نے میرے بیٹے کو حاصل کرنے کے لئے میرے قبیلے پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو ہم تمہارے قبیلے کے دونوں بتوں کو توڑ کر صحرا میں پھینک دیں گے لہٰذا میں بنو ایاد کے سردار کی حیثیت سے تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں کہ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ ہماری طرف صلح کا ہاتھ بڑھاؤ۔ ہمارے ساتھ جنگجویانہ رویہ ترک کر دو اور میرے بیٹے کو مجھ سے زبردستی حاصل کرنے کا خیال اپنے دل سے نکال دو۔ جزیمہ نے کپڑے پر لکھا ہوا وہ پیغام پڑھا کچھ دیر وہ سوچتا رہا پھر وہ پیغام اس نے اپنے وزیر قصیر بن سعد کو تھما دیا تھا۔ ساتھ ہی اس کی مدہم سی آواز بھی سنائی دی وہ بن سعد کو مخاطب کر کے کہنے لگا تھا۔

بنو ایاد کے سردار نصر کی طرف سے آنے والے اس پیغام کو غور سے پڑھو اور بتاؤ کہ اب ہمیں بنو ایاد کے خلاف کیا قدم اٹھانا چاہئے اس پر قصیر بن سعد نے پیغام لکھا وہ کپڑا لے لیا اور بڑے غور اس کی تحریر پڑھنے لگا تھا۔

قصیر بن سعد نے کپڑے پر لکھا ہوا پیغام پڑھا پھر پیغام لکھا ہوا وہ کپڑا تہہ کرتے ہوئے اس نے بنو ایاد کی طرف سے آنے والے اس قاصد کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا کیا تم بتا سکو گے کہ ہمارے بتوں کو ہمارے معبد سے اٹھا کر کون لے گیا ہے۔ اس پر قاصد نے قصیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

تمہارے قبیلے کے دونوں بتوں کو ہمارے سردار کا بیٹا ان صحراؤں کا طاقتور ترین انسان عدی بن نصر اٹھا کر لے گیا ہے۔ اس پر قصیر نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔ عدی بن نصر اکیلا ہمارے معبد سے بتوں کو اٹھا لے جانے میں کیسے کامیاب ہو گیا۔ جبکہ ان بتوں کو بڑی مشکل سے دس آدمی مل کر اٹھا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ بت معبد کے کمرے میں بڑی مضبوطی سے استادہ تھے۔ قیصر کے اس جواب پر بنو ایاد کے قاصد نے فخریہ انداز میں اپنی چھاتی تانتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔

ہمارے قبیلے کے سردار کا بیٹا عدی بن نصر صحراؤں کا فرزند ہے۔ لوگ جانتے ہیں کہ وہ

دس جنگلی گھوڑوں جیسی طاقت رکھتا ہے اگر بت اس سے بھی بھاری ہوتے تو وہ بھی انہیں اکھاڑ اور اٹھا کر لے جاتا۔ اور پھر تم جانو جو شخص چٹانوں کو اکھاڑ پھینکنے کی طاقت رکھتا ہو اس کے سامنے ان دو بتوں کی کیا حیثیت تھی اس قاصد کی یہ گفتگو سن کر جزیمہ اور قصیر بن سعد تو خاموش رہے لیکن جزیمہ کی حسین ترین بہن رقاش بول پڑی اور بنو ایاد کے اس قاصد کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص دس جنگلی گھوڑوں کے برابر طاقت رکھتا ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ تمہارے قبیلے کے سردار کا بیٹا عدی بن نصر اکیلا ہمارے دونوں بتوں کو اٹھا کر لے گیا ہو۔ یقیناً رات کی تاریکی میں وہ اپنے ساتھ اپنے کچھ ساتھی لے کر آیا ہو گا جنکی مدد سے وہ ہمارے بتوں کو اٹھا لے جانے میں کامیاب ہو گیا اس پر بنو ایاد کا وہ قاصد پھر بولا اور کہنے لگا۔

اے لڑکی میں نہیں جانتا تو کون ہے۔ پہلے اپنا تعارف کرا پھر میں تجھے جواب دیتا ہوں اس پر رقاش پھر بولی اور کہنے لگی۔ میں بنو ازد کے حکمران جزیمہ کی بہن رقاش ہوں اس پر وہ قاصد پھر بولا اور کہنے لگا۔ سن بنو ازد کے حکمران کی بہن رقاش تو عدی بن نصر کو نہیں جانتی۔ ان صحراؤں کے اندر کوئی بھی عدی بن نصر سے بڑھ کر طاقت نہیں رکھتا۔ وہ ایسا شخص ہے جو بڑی بڑی چٹانوں کو اکھاڑ پھینکنے کی ہمت رکھتا ہے۔ اس کی اسی طاقت اور جوانمردی سے متاثر ہو کر حیرہ کی ملکہ الزباء نے اسے اپنے یہاں طلب کیا تھا۔ الزباء نے اپنے بہترین پہلوان سے اس کا مقابلہ کرایا جسے نصر نے زیر کر دیا اور جواب میں الزباء نے نہ صرف یہ کہ عدی بن نصر کو انعامات سے نوازا بلکہ الزبا نے عدی بن نصر سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ اس سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ عدی بن نصر نے ملکہ الزباء سے یہ وعدہ کر کے اپنے باپ کے پاس لوٹ آیا کہ وہ اپنے باپ سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد شادی کرنے سے متعلق کوئی فیصلہ کرے گا۔ پس اے جزیمہ کی بہن تو مانے یا نہ مانے پر یہ ایک حقیقت ہے کہ تمہارے قبیلے کے دونوں بتوں کو اکیلا عدی بن نصر اٹھا کر لے گیا ہے یہ دونوں بت اس نے خود اپنے قبیلے کے ایک سرکش اونٹ پر لادے اور وہ اونٹ رات کی تاریکی میں دونوں بتوں کو تمہارے قبیلے کی حدود سے نکال لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

بنو ایاد کے اس قاصد کی گفتگو پر جزیمہ۔ قصیر بن سعد اور رقاش تینوں ہی خاموش رہ کر نہ جانے کن سوچوں میں الجھے رہے اس پر بنو ایاد کا وہ قاصد پھر بولا اور پوچھنے لگا تم عدی بن نصر کو ہم سے کیوں مانگتے ہو۔ جواب میں بنو ایاد کے حکمران جزیمہ نے بڑے غور سے قاصد کی طرف دیکھا پھر کہا کہ ہم عدی بن نصر کو تم سے اس لئے مانگتے ہیں کہ وہ ایک

بہادر اور جنگجو اور طاقت ور نوجوان ہے اور اس سے ہم اپنے دشمنوں کے خلاف کام لینا چاہتے ہیں۔ اس پر قاصد نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہا۔ پر یہ کیسے اور کیونکر ممکن ہے قاصد کی اس گفتگو کے جواب دینے کے بجائے بنو ازد کے حکمران جزیمہ نے کچھ سوچا اور پھر سامنے رکھی ہوئی اس نے چھوٹی سی ایک چوبی ہتھوڑی اٹھائی اور اپنے بائیں طرف لٹکتے ہوئے پیتل کے طشت پر اس نے اس ہتھوڑی کو دے مارا تھا۔ ہتھوڑی کی ضرب پڑتے ہی وہ طشت ایک گونجتی ہوئی آواز کے ساتھ بول اٹھا تھا جس کے جواب میں ایک مسلح جوان تقریباً بھاگتا ہوا اندر آیا اور اسے دیکھتے ہی جزیمہ کہنے لگا یہ بنو ایاد کا قاصد ہے اسے مہمان خانے میں لے جاؤ یہ اس وقت تک ہمارے یہاں رہے گا جب تک اس کے متعلق ہم کچھ فیصلہ نہیں کر پاتے۔ جزیمہ کا یہ حکم سن کر آنے والا مسلح نوجوان بنو ایاد کے اس قاصد کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

بنو ایاد کے اس قاصد کے باہر نکل جانے کے بعد جزیمہ نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے اپنے وزیر قصیر بن سعد کی طرف دیکھا پھر کسی قدر پریشانی میں اس نے پوچھا سعد کے بیٹے اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ قصیر بن سعد نے بڑے اطمینان سے کہا۔

آپ بتوں سے متعلق زیادہ فکرمند نہ ہوں۔ میں چند روز تک بنو ازد کی طرف روانہ ہوں گا اپنے ساتھ اپنے قبیلے کے سرکردہ سرداروں کو بھی لیتا جاؤں گا۔ میں اس قاصد کو بھی اپنے ہمراہ لے جاؤں گا۔ بنو ایاد میں پہنچ کر انکے سردار نصر سے بات چیت کروں گا اور سنو بنو ازد کے حکمران۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں دونوں بتوں کے ساتھ ساتھ عدی بن نصر کو آپ کے سامنے لانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ اس پر جزیمہ نے چونک جانے کے انداز میں قصیر بن سعد کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو پھر میں جانوں گا کہ تم نے ایک بہت بڑا معرکہ سر کر لیا ہے۔ اس پر قصیر بولا اور کہنے لگا میں ایسا کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن میری ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ جب میں عدی بن نصر کو یہاں لے کر آؤں تو آپ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ پھر قصیر اپنا منہ جزیمہ کے کان کے قریب لے گیا اور سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگا ہماری بہتری اسی میں ہے کہ جب میں عدی بن نصر کو یہاں لے کر آؤں۔ تو آپ اپنی بہن رقاش کی شادی اس سے کر دیں۔ اس پر جزیمہ چونک سا پڑا اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ عدی ان صحراؤں کا ایک معمولی نوجوان ہے۔ وہ عرب قبائل میں سے ایک معمولی قبیلے بنو ایاد کے سردار کا بیٹا ہے۔ لہٰذا یہ مقام اسے کسی بھی صورت نہیں دیا جا سکتا۔ جزیمہ کے چہرے پر غصہ اور ناپسندیدگی کے آثار دیکھتے ہوئے

قصیر بن سعد خاموش رہا پھر وہ اسے خوش کرنے کے لئے کہنے لگا۔ بہرحال آپ کا فیصلہ آخری ہو گا اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ چند روز تک اپنے بت اور عدی بن نصر دونوں یہاں ہوں گے جواب میں جزیمہ نے اپنے آپ کو کسی قدر سنبھالتے ہوئے کہا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو تمہاری خواہش کے مطابق میں عدی بن نصر کو کوئی نقصان نہ پہنچاؤں گا۔ جزیمہ کا یہ جواب سن کر قصیر بن سعد خوش ہو گیا پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور کہنے لگا اب میں جاتا ہوں اور چند روز تک بنو ایاد کی طرف روانہ ہو کر اپنے کام کی تکمیل کی ابتداء کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی قصیر بن سعد جزیمہ کے صحرائی محل سے نکل گیا تھا۔

○

رات گہری ہوتی جا رہی تھی۔ ستاروں کے قافلے اپنی اپنی منزلوں کی تلاش میں رواں دواں تھے ایسے میں یوناف ملکہ الزبا کے شہر شط الفرات سے باہر صحرائی قبرستان میں بیوسا کی قبر کے پاس بیٹھا اس کی قبر کی مٹی پر ہاتھ پھیر رہا تھا تیز ہوائیں ابھری ہوئی قبروں سے لپٹ کر روتے لمحوں کو اڑائے جا رہی تھیں۔ یوناف بے چارہ بگولوں کے ہمسفر کسی مسافر کی طرح چپ تھا مفلس کے جھونپڑے جیسا وہ دکھیا۔ آلام کے عجیب سایوں جیسا مغموم بوڑھے پیپل جیسا ویران' خاموش پیروں جیسا اداس۔ مٹی کے ڈھیر جیسا افسردہ سناٹے میں پڑنے والی چوٹ جیسا بے رونق اور ویرانوں میں چرواہے کے دکھیا گیت جیسا ملول دکھائی دے رہا تھا۔ اسکی حالت اس آوارہ بادل جیسی ہو رہی تھی جو پانی کی تلاش میں سرگرداں ہو۔

تھوڑی دیر تک وہ مغموم اور خاموش بیٹھا بیوسا کی قبر پر ہاتھ پھیرتا رہا پھر کسی طفل معصوم کی طرح جگر کو لہو کرتے انداز میں بند کمرے میں بھڑکتی آرزو کی طرح بے حال اور گونجتی ہوئی آواز سنائی دی۔ بیوسا تو میری نسلوں کی دولت میری کشتی کا ساحل میری محبت میری جستجو کا حاصل میری ذات کے شجر کا ثمر اور میرا سرمایہ حیات تھی۔ تیرے بغیر میں زمین پر برستی راتوں میں سورج کے اجالوں میں امیدوں کے تنہا ویرانوں میں خاموشی کا شیشہ توڑ کر اڑتے ہوئے لمحوں میں اور بجھتی بے شعور راتوں میں بلند ہونے والی صداؤں کی طرح بھٹکتا رہوں گا۔ سنو بیوسا خزاں کی زخم خوروں یلغار میں تو میرے لئے امرت کا ایک چشمہ تھی۔ اذیت بھری حیات میں تو میری محبت کا بھرم تھی۔ میں عقیدتوں کے پھول نچھاور کرنے والا تم جیسا ہمراز امن کی لوریاں سنانے والا تم جیسا دم ساز کہاں تلاش کروں گا۔ سنو بیوسا

تمہاری موت کے بعد تمہارے بغیر میں خاموشی میں ڈوبے گھر اور پردیس کی بے مہر گزرگاہ جیسی زندگی میں زخم بے دوا اور چاک بے رفو بن کر رہ جاؤں گا۔ میرے دشمن میرے لئے چاندنی کی راکھ لہو کی بارش میں عنکبوت وہم کھڑا کرتے رہیں گے اور میرے راستوں کو دنیا بھر کی گہری ناآسودگیوں اور سیاہ ناامیدوں سے بھر دیں گے۔

یہاں تک کہتے کہتے یوناف کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اسی لمحے ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ ابلیکا کی روتی اور بین کرتی ہوئی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی یوناف میرے حبیب سنبھلو۔ میں جانتی ہوں بیوسا کے مرنے کا تمہیں کس قدر دکھ اور کس قدر صدمہ ہے۔ لیکن اس دکھ اور اس صدمے کو جان کا روگ نہ بناؤ۔ یہ دنیا ایک سرائے ہے کوئی آتا ہے۔ کوئی جاتا ہے۔ جو آتا ہے اسے ایک نہ ایک روز یہاں سے کوچ کر جانا ہے۔ اپنے آپ کو سنبھالو۔ تھوڑی دیر تک عزازیل تم پر وارد ہونے والا ہے وہ اپنے ساتھ اپنے پائیرو کو بھی لے کر آ رہا ہے اور وہ اس قبرستان میں پائیرو کو تم پر آزمائے گا۔ لہٰذا اپنے آپ کو سنبھالو۔ ورنہ یاد رکھو اس قبرستان میں پائیرو تمہاری ایسی حالت کرے گا جو آج تک کبھی نہ ہوئی ہو گی۔

ابلیکا کی اس تنبیہہ پر یوناف فوراً اٹھ کھڑا ہوا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس نے اپنی طاقت اور قوت کو دس گنا بڑھا لیا تھا۔ وہ بیوسا کی قبر سے ایک طرف ہٹ کر عزازیل کا انتظار کرنے لگا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد عزازیل رات کی تاریکی میں یوناف کے سامنے قبرستان کے اندر نمودار ہوا اس کے ساتھ پائیرو بھی تھا۔ یوناف نے پہلی بار اس پائیرو کو دیکھا وہ بڑا قد آور اور قوی ہیکل تھا اور اس کے جسم پر جو بھیڑ جیسی اون تھی وہ رات کی تاریکی میں یوں چمک رہی تھی جیسے اون نے ہلکی ہلکی آگ پکڑ رکھی ہو۔ پائیرو یوناف سے چند قدم دور ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا جبکہ عزازیل آگے بڑھا اور یوناف کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے۔ کیا میں نے تیری زندگی کی ساتھی بیوسا کا خاتمہ کر کے تیری تقدیر کے سفر میں جدائی کے زخم اور ہاتھ کی لکیروں میں ناآسودگی نہیں بھر دی۔ نیکی کے نمائندے جو بھی میرے ساتھ تیری طرح ٹکرایا میں نے اس کی نظر کی روشنی میں ویرانیاں۔ بازار حیات اور قلب کی راحت میں بیکراں بے نشاں دکھ بھرے ہیں۔ دیکھ میں تیرے خلاف بھی کیا خوب حرکت میں آیا ہوں۔ تیرے فروز نصیب میں میں نے زندگی کا نحوس۔ وقت کے سرور میں ذلت کا ناسور اور نبض حیات میں نفرتوں کی آگ اور زخموں کے گلستان بھر کر رکھ دیئے ہیں۔

عزازیل کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ عزازیل یہ گہری شادابیاں فطرت کے رنگین جمال یہ خشک موضوع یہ کڑے بول سب میرے خداوند قدوس کی طرف سے ہیں۔ وہی دن رات طاری کرتا ہے۔ وہی عزت و ذلت عطا کرتا ہے یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا پھر وہ خون کے کسی دھارے آگ کے سمندر‘ زہر کے پیالے‘ موت کے نذرانے‘ مرگ کے لب بستہ طوفان اور سوچوں کے منجدھار کی طرح حرکت میں آیا ایک دم وہ آگے بڑھا اور اچانک ہی عزازیل پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ شائد رات کی تاریکی میں ویران قبرستان کے اندر اس نے عزازیل سے بیوسا کا انتقام لینے کا تہیہ کر لیا تھا۔

اندھے طوفانوں کی طرح یوناف عزازیل کے قریب آیا پھر لگاتار کئی زور دار ضربیں عزازیل کے چہرے اور جسم کے دوسرے حصوں پر دے ماری تھیں عزازیل نے اپنا دفاع کرتے ہوئے یوناف پر جوابی وار کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کی کوئی پیش نہ گئی تھی اس لئے کہ یوناف نے جو اپنی طاقت اور قوت کو دس گنا بڑھا لیا تھا اس کی وجہ سے عزازیل مکمل طور پر یوناف کے سامنے بے بس دکھائی دے رہا تھا۔ یوناف نے تھوڑی دیر کیلئے عزازیل کو مار مار کر بری طرح کنگال کر رکھ دیا تھا۔ عزازیل نے جب دیکھا کہ اب یوناف کے سامنے بالکل بے بس اور لاچار ہوتا دکھائی دے رہا ہے تو اس نے اشارے سے پائیرو کو یوناف پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا۔

دوسری طرف یوناف کو پائیرو کی طاقت اور قوت کا کوئی اندازہ نہ تھا۔ جب دیکھا کہ عزازیل زمین پر بے بسی کے عالم میں زمین پر گر پڑا ہے اور پائیرو اس پر حملہ آور ہو رہا ہے تو وہ عزازیل کو چھوڑ کر پائیرو کی طرف بڑھا اور اس پر بھی حملہ آور ہونے میں اس نے پہل کر دی تھی۔ اس نے لگاتار کئی زور دار گھونسے اس پائیرو کے پیٹ میں دے مارے تھے۔ پائیرو وقتی طور پر تھوڑی دیر کیلئے جھکا تھا لیکن یوناف کے ان مکوں کا اس پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا تھا۔ لمحہ بھر کیلئے اس نے پیٹ کو سہلایا ضرور تھا لیکن اس سے اس کے غصے میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا تھا۔ اس نے یوناف کے منہ پر اپنا پنجہ نما ہاتھ اس زور سے مارا کہ یوناف ہوا میں پلٹیاں کھاتا ہوا دور جا گرا۔ پھر وہ پائیرو طوفانی انداز میں آگے بڑھا اور گردن سے پکڑ کر اس نے یوناف کو اوپر اٹھایا اور اس کے کندھوں اور اسکی پیٹھ پر ضربیں لگائیں۔ کہ یوناف ہوا میں پلٹیاں کھاتا ہوا دور جا گرا تھا۔ یوناف کے کندھے اور اس کے منہ سے بری طرح خون بہہ نکلا تھا۔ شائد اس جگہ اس پائیرو کے درندہ نما پنجے لگے تھے۔ قبل اس کے کہ پائیرو پھر آگے بڑھ کر یوناف کو اپنا ہدف بناتا یوناف اٹھ کھڑا ہوا لیکن اس

وقت تک پائیرو پھر نزدیک آیا اس نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنے ایک ہی ہاتھ سے یوناف کو اوپر اٹھایا اور بڑے زور دار انداز میں کافی دور پھینک دیا تھا۔ یوناف اپنے آپ کو اس پائیرو کے سامنے مکمل طور پر بے بس اور لاچار محسوس کر رہا تھا۔

قبل اس کے کہ پائیرو پھر نزدیک آ کر یوناف پر ضرب لگاتا عین اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور بڑی ہمدردی اور غمگساری کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

سنو یوناف اس پائیرو سے مقابلہ کرنے کا خیال ترک کر دو۔ تم یہاں سے بھاگ کھڑے ہو۔ میں کہتی ہوں کہ مکہ کا رخ کرو اور وہاں اللہ کے گھر کعبہ میں پناہ لو۔ دنیا میں اس وقت وہی ایک جگہ ہے جہاں تمہیں اس عزازیل اور پائیرو سے پناہ مل سکتی ہے اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یاد رکھو یہ عزازیل اور پائیرو دونوں مل کر تمہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچائیں گے۔

ابلیکا کے ان الفاظ کا یوناف پر خاطر خواہ اثر ہوا پہلے وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اپنے منہ اور شانے پر بہتا ہوا خون اس نے صاف کر لیا اس نے اپنی حالت درست کی پھر وہ اپنی سری قوتوں کے ذریعے وہاں سے غائب ہو گیا تھا جبکہ عزازیل اور پائیرو بھی اس کے تعاقب میں لگ گئے تھے۔

یوناف نے حرم کعبہ میں آ کر پناہ لی تھی اور عزازیل اور پائیرو حرم کعبہ سے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگے تھے۔ یوناف نے جب دیکھا کہ عزازیل اور پائیرو حرم کعبہ میں داخل نہیں ہو رہے تو اسے کسی قدر تسلی ہوئی پھر خوف زدہ سے انداز میں وہ سجدہ میں گر گیا اور بڑی عاجزی اور انکساری سے اپنے خداوند کے حضور دعا مانگنے لگا۔

"اے خداوند۔ اے میرے خدا۔ ہر ذی حیات کی دھڑکنوں میں۔ دعاؤں میں تو ہے۔ ہر شے کی سوچوں میں تفکرات میں رازوں میں خوابوں میں شعور اور لاشعور میں اور روحوں کی حلاوت تک میں تو ہے۔ الٰہی یہ ہونٹوں کے تبسم۔ یہ سانسوں کی مہک۔ یہ نظر نظر کی روشنی۔ یہ نفس نفس کی نمکی۔ سب تیرے ہی کن کی بدولت ہے۔

اے خداوند۔ ترانہ سحر۔ وظیفہ شب میں تو۔ آیات ہمہ نور۔ باغوں کے برگ و ثمر میں تو۔ صفات و ذات کی ساری تجلیاں تیرے ہی لئے دہر کی رزاقی اور ربوبیت بھی تیرے لئے۔ نیک و بد سے بالاتر الوہیت تیری تو نور دائم ہے۔ تیرے سوا سب کا مقدر زوال ہے۔ میرے اللہ تو مکان اور لامکان ہے۔ تو بے کراں اور بے نشاں ہے۔ نیلے بحر کا جاہ و جلال ہر دشت و گلشن کا جمال تیرے ہی دم سے ہے۔ تو ہی نیلگوں بے کراں آسمانوں میں بادلوں کے بادباں کھولتا ہے تو ایک خاک کو اوج ثریا عطا کرتا ہے۔ میرے اللہ ہر آدرش ہر معراج میں یادوں کے رنگ۔ سوچوں کے نکھار الفاظ کی حوریں اور تخیل کی جل پریاں تیرے ہی

قانون فطرت کے تحت رواں اور دواں ہیں۔

اے میرے اللہ۔ کائنات کی اس اقلیدس میں یہ عزازیل موت اور نیستی اور بربادی کی اذلی داستانوں کا کھیل میرے ساتھ کھیلنا چاہتا ہے۔ میرے اللہ زندگی کی دھوپ چھاؤں میں یہ عزازیل میرے لئے درد کی زنجیر۔ مجبوری کا قصہ۔ حقارت بھری ٹھوکر کا زخم بن جانا چاہتا ہے۔ میرے اللہ یہ تیرا راندہ ہوا میں میری پسلیوں کا نیزہ بن کر میری زندگی کو دل کی سلگاہٹ' آنکھوں کے آنسو۔ ذہن کی تھکن سے بھر دینا چاہتا ہے۔ میرے اللہ میں اس عزازیل کے دکھ کی آگ۔ سلگتی خواہشوں۔ رینگتے خیالات کے ہجوم یاس انگیز تاریکیوں میں اور ظلم کے گھمبیر اندھیروں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میرے اللہ مجھے اس عزازیل کی ستم رانیوں سے نجات دے۔ میں اس کے شر سے تیری ہی ذات کی پناہ مانگتا ہوں"۔

سجدے میں گر کر یہاں تک دعا مانگنے کے بعد یوناف پھر بیٹھ گیا تھا۔ اس نے دیکھا تھوڑی دیر بعد آسمان پر بادل گرجنے لگے تھے پھر ہلکی ہلکی بوندا باندی ہونے لگی تھی۔ جس سے بچنے کیلئے عزازیل اور پائیرو ذرا پیچھے ہٹ کر ایک عمارت کے چھجے تلے کھڑے ہو گئے تھے۔ اچانک ایک بار زوردار بجلی جو گرجی تو یوناف نے حرم سے دور کچھ فاصلے پر ایک بلی کو دیکھا جس کے پیچھے اس کے چھوٹے چھوٹے تین بچے چلے جا رہے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی یوناف کی آنکھوں میں امید کی چنگاریاں رقص کرنے لگی تھیں۔ ہونٹوں پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا تھا۔ پھر اس نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اے اللہ میں تیرا ممنون ہوں تیرا شکر گزار ہوں رات کی اس تاریکی میں اور برستی بارش میں میرے اللہ تو نے کیا خوب میری رہبری اور ہنمائی کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی یوناف حرکت میں آیا حرم کعبہ سے نکلا اپنے گلے میں جو اس نے چرمی تھیلا لٹکا رکھا تھا وہ سنبھالا۔ سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے بجلی کے کوندے کی طرح وہ لپکا بلی کی تینوں بچوں سے دو کو اٹھا کر اس نے اپنے چرمی تھیلے میں ڈالا اور پھر بھاگ کھڑا ہوا۔ اتنی دیر تک عزازیل اور پائیرو نے بھی اسے دیکھ لیا تھا لہٰذا وہ بھی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس کے پیچھے لگ گئے تھے۔ یوناف حرم کعبہ سے نکل کر بلی کے ان دونوں بچوں کو لے کر یمن کی طرف بھاگا۔ جبکہ عزازیل اور پائیرو اس کا تعاقب کرتے ہوئے اس کے پیچھے لگ گئے تھے۔

یوناف صبح تک یمن کے کوہستانی سلسلوں کے اندر عزازیل اور پائیرو کو اپنے پیچھے پیچھے چکر دیتا رہا۔ جب مشرق کی طرف سے سورج طلوع ہونا شروع ہوا تو یمن کے مرکزی شہر قارب کے باہر کوہستانی سلسلے کے اندر سرارب کے جنوب میں ایک بلند کوہستانی سلسلے کے اوپر ٹھہر گیا۔ سورج اب مشرق سے طلوع ہو چکا تھا۔ ہر شے شعیہ جبیں انجم نگاہ اور خورشید

یکلخت ہو کر سحر پیکر کی طرح نمودار ہو گئی تھی۔ ڈوبتے کانپتے سایوں میں روشنی رنگ لہریں اپنا رنگ جمانے لگیں تھیں۔ صبح تک عزازیل اور پائیرو کو چکر دینے کے ساتھ ہی ساتھ یوناف نے اپنے چرمی تھیلے میں بند بلی کے دونوں بچوں پر اپنا سری عمل کرتے ہوئے انہیں اپنے ساتھ خوب مانوس کر لیا تھا پھر سد مارب کے جنوبی کوہستانی سلسلے کی ایک چوٹی پر ٹھہرنے کے بعد اس نے بلی کے دونوں بچوں کو نکالا اس نے اپنا سری عمل کیا۔ ان کی جسامت اور قوت کو اس نے دس گنا جب بڑھایا تو بلی کے دونوں بچے یوناف کے دائیں بائیں انتہائی بڑی جسامت کے خونخوار چیتے بن کر کھڑے ہوئے گئے تھے۔ تھوڑی دیر تک اس کوہستانی سلسلے پر یوناف کے سامنے عزازیل اور پائیرو بھی نمودار ہوئے تھے۔

یوناف کے ساتھ بڑی بڑی جسامت کے دو چیتوں کو دیکھتا ہوا عزازیل چونکا تھا۔ جبکہ پائیرو کو دیکھتے ہوئے چیتے بری طرح غرانے لگے تھے لیکن یوناف نے ان دونوں کو گردن سے پکڑ کر روک رکھا تھا۔ پھر یوناف بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن۔ عزازیل۔ نحوست میں ڈوبی ہوئی وہ شام تمام ہوئی۔ جس میں تم میرا تعاقب کرتے رہے ہو۔ اب ان زہر اگلتی ویرانیوں میں میں مدت کے رکے طوفانوں کی طرح تیرے اور تیرے پائیرو کے خلاف حرکت میں آؤں گا۔ تم دونوں کے غرور کے شعلوں کو دکھ کی جھیل کے کناروں میں بدلوں گا۔ سن عزازیل ان سنسان ساعتوں ویران لمحوں میں میں تم دنوں کے لئے وقت کا آنسو اور حقارت سے بھری ٹھوکر اور زندگی کے عذاب سے لبریز ایک کربناک حقیقت بن جاؤں گا۔ عزازیل تو نحوست کا پھل اور کڑوا بول ہے۔ تیری سرشت۔ تیری کھردری زبان کو میں بے حسی کی سرد لاش اور زخموں کی جراحت بنا کر رکھ دوں گا۔

جواب میں عزازیل بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ اے نیکی کے نمائندے۔ میں دیکھتا ہوں تو رات بھر میرے اور پائیرو کے سامنے بے بس مسافر کی طرح اپنی جان چھپاتا پھرتا رہا ہے۔ تو میرے خلاف کیا حرکت میں آئے گا اور یہ جو چیتے تو نے اپنے دائیں بائیں کھڑے کر لئے ہیں یہ اس پائیرو کے سامنے نہیں ٹک سکیں گے۔ یہ جو تو مجھے اور پائیرو کو دھمکیاں دیتا ہے سب خالی خولی دھونس ہے جس میں ہرگز آنے والا نہیں۔ ساتھ ہی عزازیل نے آگے کر پائیرو کو یوناف پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا۔ عین اس وقت یوناف نے اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنی طاقت اور قوت کو بھی دس گنا بڑھا لیا تھا۔

پائیرو جونہی یوناف پر ضرب لگانے کیلئے آگے بڑھا یوناف نے اپنے دائیں بائیں کھڑے کے ان دونوں بچوں کو جو بڑے بڑے چیتوں کی صورت اختیار کر چکے تھے چھوڑ دیا۔

یوناف کا ان چیتوں کو چھوڑنا تھا کہ وہ دائیں بائیں طرف سے پائیرو پر ٹوٹ پڑے۔ عین اس وقت یوناف نے اپنی تلوار بے نیام کی اور اس پر اپنا کوئی سری عمل کیا اس میں سے چنگاریاں اٹھنے لگیں تھیں پھر وہ اپنی تلوار لہراتا ہوا پائیرو پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے پائیرو کے پیچھے کھڑے عزازیل کے چہرے پر ان گنت بدگمانیاں سی لہرا گئی تھیں پھر عزازیل کی طرف سے ایک شعلہ لپکا اور یوناف کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر زمین پر گر گئی تھی ساتھ ہی عزازیل نے ایک قہقہہ لگایا اور کہنے لگا دیکھ اے نیکی کے نمائندے تو اپنی اس تلوار کو میری موجودگی میں پائیرو کے خلاف استعمال نہیں کر سکتا۔

یوناف پر حرکت میں آیا اپنی تلوار اٹھا کر نیام میں کر لی۔ پھر چند قدم آگے بڑھتے ہوئے اس نے ہوا کے اندر ایک بلند جست لگائی اور پوری قوت کے ساتھ اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہوئے اس نے پوری قوت اور طاقت کے ساتھ پائیرو کے ناک پر ایک ایسی ضرب لگائی کہ پائیرو زمین پر گر گیا تھا۔ دونوں چیتے اسے بری طرح جھنجھوڑنے لگے تھے۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے عزازیل کچھ فکرمند ہوا تھا پھر نہ جانے اس نے کیا عمل کیا کہ اس کی طرف سے روشنی کی ایک لہر دونوں چیتوں پر ٹوٹ پڑی اور دونوں چیتے بری طرح بلبلاتے ہوئے پیچھے ہٹ گئے تھے۔ عین اس موقع پر یوناف نے پھر ہوا کے اندر ایک بلند جست لگائی تھی اور خداوند کی تکبیر بلند کرتے ہوئے اس نے جس طرح پائیرو کی ناک پر ناقابل برداشت ضرب لگائی تھی ایسی ہی ضرب اس نے عزازیل کی ناک پر لگائی تھی جس کے جواب میں عزازیل بری طرح بلبلاتا ہوا اور پلٹیاں کھاتا ہوا دور جا گرا تھا۔ عزازیل کی طرف سے سری عمل ختم ہونے کے باعث دونوں چیتے پھر پائیرو پر حملہ آور ہو گئے تھے۔ تاہم پائیرو کی طاقت اور قوت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ دونوں چیتوں کو ایک ایک پنجہ مار کر اس نے پیچھے ہٹایا تاہم جو چیتوں نے اسے جھنجھوڑا تھا یوناف نے اس کی ناک پر ضرب لگائی تھی اس کے باعث وہ کچھ گھبرا سا گیا تھا اور پیچھے ہٹ کر عزازیل کے پاس کھڑا ہو گیا تھا۔ یوناف نے دونوں چیتوں کو گردن سے پکڑا ان دونوں کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا۔ پھر ایک بھرپور قہقہہ لگاتے ہوئے عزازیل سے کہنے لگا۔

سن بدی کے نمائندے۔ اپنے اس پائیرو کے ساتھ پھر میری طرف بڑھ۔ میرے ساتھ ٹکرا۔ پھر دیکھ اس پائیرو کے ساتھ ساتھ تمہارا میں کیسا برا انجام کرتا ہوں۔ میں جب اپنے خداوند کی تکبیر بلند کرتا ہوا اس کے چہرے پر ضرب لگاؤں گا تو یاد رکھنا اس کے چہرے کے ساتھ ساتھ تیرا حلیہ بھی بگاڑ کے رکھ دوں گا۔ یہ مت خیال کرنا کہ میں تیرے اور تیری بدی کی قوتوں کے خلاف تنہا اکیلا ہوں۔ ہرگز نہیں۔ نیکی کے نمائندے کے ساتھ

میرا یہ ایمان ہے کہ میرا اللہ میرا خداوند میرے ساتھ ہے۔ اور وہ تجھ جیسے بدکار کے سامنے مجھے ذلیل اور رسوا نہ ہونے دے گا۔ اس عزازیل کی ابھی تک تسلی نہ ہوئی تھی لہٰذا ایک بار پھر اس نے پائیرو کو آگے بڑھ کر یوناف پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا تھا۔ اس کے ساتھ یوناف نے پھر دونوں چیتوں کو چھوڑا اور پائیرو پر حملہ آور ہونے کی اس نے ترغیب دی تھی۔

اس بار پائیرو بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھا اور جوں ہی دونوں چیتے اس پر حملہ آور ہوئے اس نے باری باری دونوں چیتوں کو زور سے ان دونوں کے منہ پر ایک ایک پنجہ مارا کہ دونوں چیتے بھاگتے ہوئے پیچھے ہٹ گئے تھے۔ اس دوران یوناف بھی حرکت میں آ چکا تھا۔ پائیرو کی طرف آنے کے بجائے ہٹ کر اس نے پھر بلند چھلانگ لگائی اور عزازیل کے سر پر اپنی تلوار کے دستے کی ایک ناقابل برداشت ضرب لگائی۔ یہ ضرب پڑتے ہی عزازیل بری طرح بلبلا اٹھا تھا۔ چیخیں مارتا پیچھے ہٹ گیا تھا۔ عزازیل کی حالت دیکھتے ہی طوفانی انداز میں یوناف آگے بڑھا اپنی تلوار پر کوئی سری عمل کیا اسے اپنے سامنے کیا پھر وہ اچھلا اور اپنی تلوار کا ایک وار اس نے پائیرو کے شانے پر کیا۔ یوناف کی تلوار کی ضرب سے پائیرو کے شانے پر ایک گہرا گھاؤ آ گیا تھا اور یہ گھاؤ لگنے کے ساتھ ہی پائیرو بری طرح چیخا تھا لیکن یوناف کی حیرت کی انتہا نہ رہی دوسرے لمحے پائیرو کا وہ گھاؤ بھر گیا تھا پھر وہ پہلے جیسی صورت اختیار کر گیا تھا۔ دوسری طرف دونوں چیتے پھر پلٹ کر حملہ آور ہو گئے تھے اتنی دیر تک یوناف پھر حرکت میں آ چکا تھا۔ ہوا میں اچھلتے ہوئے اس نے پھر پائیرو کے دوسرے شانے پر تلوار سے گہرا گھاؤ لگایا تھا۔ جواب میں پائیرو ایک بار پھر چیخا چلایا تھا۔ جس جگہ تلوار سے یوناف نے گھاؤ لگایا تھا اس جگہ ایک چیتے نے چھلانگ لگا کر اس گھاؤ کو بری طرح جھنجھوڑ دیا تھا جس کے ردعمل کے طور پر پائیرو تکلیف کی شدت سے کراہ اٹھا تھا۔ تاہم دوسرے ہی لمحے پائیرو نے نہ جانے کیا عمل کیا کہ اس کا گھاؤ پہلے گھاؤ کی طرح بھر گیا تھا لیکن یوناف اسے دم نہ لینے دے رہا تھا اب اس نے اس کی گردن پر تیسرا گھاؤ لگایا۔ پائیرو گھاؤ بھرتا رہا۔ یوناف لگاتار اس کے گھاؤ لگاتا رہا۔ اس طرح بار بار کی تکلیف سے بلبلا کر پائیرو پیچھے ہٹ کر عزازیل کے پاس کھڑا ہو گیا تھا۔ یوناف نے بھی اپنے دونوں چیتوں کو روک لیا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

بدی کے گماشتے میں نے کہا نہ تھا کہ اس کائنات میں میں اکیلا نہیں ہوں۔ خداوند ہر شے کو دیکھنے والا ہے۔ وہ جہاں تیری بدی تیری مردودیت پر نگاہ رکھے ہوئے ہے وہاں وہ میری راستی کو بھی دیکھ رہا ہے۔ میں نے تجھے کہا تھا کہ اس دنیا میں جس کا کوئی نہیں اس کا

خدا ہوتا ہے اور پھر میں نیکی اور راستی پر ہوں۔ نیکی اور راستی والوں کی خدا مدد ضرور کرتا ہے۔ تو نے دیکھا تو اپنے پورے جاہ و جلال کے ساتھ پائیرو کو میرے خلاف حرکت میں لانے کے لئے لایا تھا میں تجھے کہتا ہوں کہ پھر ایک بار اس پائیرو کو آگے بڑھا۔ پھر اپنا اور پائیرو کا انجام میرے ہاتھوں دیکھ کیا ہوتا ہے۔ جواب میں عزازیل نے کھا جانے والی نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے۔ میں تجھے معاف نہیں کروں گا تجھ سے انتقام ضرور لوں گا۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل پائیرو کا ہاتھ پکڑ کر سری قوتوں کو حرکت میں لاتا ہوا سے غائب ہو گیا تھا۔

یوناف تھوڑی دیر تک اس کوہستانی سلسلے کے اوپر اپنے دونوں چیتوں کے ساتھ کھڑا رہا۔ جب اس نے دیکھا کہ عزازیل اب پائیرو کے ساتھ واپس لوٹنے والا نہیں تو اس نے دونوں چیتوں کو پھر بلی کے بچوں میں تبدیل کیا انہیں اپنے چرمی تھیلے میں ڈالا اور سری قوتوں کو وہ حرکت میں لایا اور کوہستانی سلسلے کی وادی کے اندر جو بستی تھی اس میں داخل ہوا۔ پہلے وہ بستی کے بازار میں آیا۔ بلی کے دونوں بچوں کو اس نے اپنے چرمی تھیلے سے نکال کر اپنے ہاتھ میں پکڑا پھر وہ ایک قصاب کی دوکان کے سامنے رکا۔ وہاں اس نے گوشت خریدا اور بلی کے دونوں بچوں کو اس نے پیٹ بھر کر گوشت کھلایا۔ پھر بلی کے دونوں بچوں کو اپنے چرمی تھیلے میں ڈالنے کے بعد یوناف بستی سے باہر نکل کر ایک سرائے میں داخل ہوا۔ سرائے میں اس نے اپنے لئے ایک کمرہ حاصل کیا۔ پہلے اس نے کھانا کھایا اور اپنے کمرے میں جانے سے پہلے اس سرائے کے مالک کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ بھائی میرے۔ میں ان سرزمینوں میں اجنبی ہوں۔ شاید تمہاری سرائے میں ایک لمبا عرصہ قیام کروں۔ اس کے لئے میں تمہیں کچھ رقم پیشگی ادا کر دیتا ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی بتاتا ہوں کہ جب کبھی میرے لئے میرے کمرے میں کھانا بھیجا جائے میرے ساتھ دو بلی کے بچے ہیں ان کے لئے گوشت بلاناغہ تین وقت فراہم کیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے چند سنہری سکے نکال کر سرائے کے مالک کے سامنے رکھ دیے تھے۔ سرائے کے مالک نے اس کا شکریہ ادا کیا اور یوناف کی ہدایت پر عمل کرنے کا اس نے وعدہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف سرائے میں اپنے کمرے کے اندر چلا گیا تھا۔ یوں عزازیل اور پائیرو کو بھگانے کے بعد یوناف نے سد معارب کے اس کوہستانی سلسلے کی سرائے میں قیام کر لیا تھا۔

چند ہی روز بعد بنو ازد کے حکمران جزیمہ کا وزیر قصیر بن سعد اپنے قبیلے کے دو سرکردہ سرداروں کے ساتھ بنو ایاد میں داخل ہوا جب وہ عدی کے باپ کی حویلی کے قریب آیا تو عدی اور اس کے باپ نے قصیر بن سعد اور دونوں سرداروں کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ عدی اور اس کا باپ نصران تینوں کو اپنی حویلی میں لے گئے اور اپنے مہمان خانے میں ان تینوں کو ٹھہرایا۔ خاطر تواضع کے بعد قصیر بن سعد عدی کے باپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو۔ بنو ایاد کے سردار۔ دیکھ جو میں گفتگو کروں گا تمہارے لئے اور عدی کے بھائی کی حیثیت سے کروں گا۔ یا میرے الفاظ کو تم یوں کہہ سکتے ہوں کہ میری گفتگو تم دونوں باپ بیٹے کی ہی نہیں بلکہ تمہارے قبیلے کی بھلائی اور بہتری میں پنہاں ہو گی۔ میرا مشورہ تم دونوں کے لئے یہ ہے کہ نہ صرف تم بنو ازد کے بت واپس کر دو۔ بلکہ اے بنو ایاد کے سردار تم اپنے بیٹے عدی کو بھی میرے ساتھ روانہ کر دو۔

قصیر بن سعد کی اس گفتگو پر بنو ایاد کے سردار اور عدی کے باپ نصر نے چونک کر قصیر بن سعد کی طرف دیکھا پھر وہ حیرت سے پوچھنے لگا یہ تم کیا کہتے ہو تمہارے قبیلے کے بت بھی واپس کر دوں اور اپنے بیٹے کو بھی تمہارے ساتھ کر دوں تاکہ تمہارا حکمران جزیمہ بتوں کو اٹھا لانے کی پاداش میں میرے بیٹے عدی کو اپنا ہدف اور نشانہ بنائے۔ ایسا میں ہرگز نہیں ہونے دوں گا۔ اس پر قصیر بن سعد پھر بولا اور کہنے لگا۔

بنو ایاد کے سردار یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ میں تم دونوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر دونوں بت واپس کر دیئے جائیں اور عدی کو میرے ساتھ روانہ کر دیا جائے تو جزیمہ کسی صورت بنو ایاد پر حملہ آور نہ ہو گا اور نہ ہی وہ عدی کو کسی قسم کا گزند پہونچائے گا۔ سنو۔ بنو ایاد کے سردار۔ ہمارا حکمران جزیمہ تمہارے بیٹے کی شجاعت اور طاقت سے بے حد متاثر ہے۔ وہ تمہارے بیٹے عدی کو اپنی افواج کا سپہ سالار بنا کر بنو قسطورہ کی ملکہ الزبا سے ایک فیصلہ کن جنگ لڑنا چاہتا ہے۔ اسی بناء پر وہ عدی کو تم سے مانگ رہا ہے۔ تم جانتے ہو ماضی میں بنو ازد اور بنو قسطورہ کے درمیان کئی بار جنگیں ہو چکی ہیں اور ان ہی جنگوں میں جزیمہ کا باپ مارا گیا تھا۔ لہٰذا ملکہ الزبا سے جزیمہ اپنے باپ اور قبیلے کے قتل عام کا انتقام لینا چاہتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ تم سمجھ گئے ہو گے کہ جزیمہ کیوں تمہارے بیٹے کو مانگتا ہے۔

ملکہ الزباء کا ذکر آتے ہی عدی کا خون کھول اٹھا تھا۔ گو ربیعہ ابھی تک زندہ تھی۔ تاہم اسے یہی بتایا گیا تھا کہ ربیعہ کو ملکہ الزباء نے قتل کرا دیا ہے لہٰذا اس نے انتقامی جذبے کے تحت قصیر بن سعد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

سنو۔ سعد کے بیٹے اگر تمہارا حکمران مجھے اپنی افواج کا سپہ سالار بنا کر ملکہ الزباء کے خلاف جنگ کرنے کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے تو میں تمہارے ساتھ جانے کیلئے تیار ہوں۔ عدی کا یہ جواب سن کر قصیر بن سعد خوش ہو گیا تھا۔ دوبارہ وہ بولا اور کہنے لگا۔ سن۔ نصر کے بیٹے۔ میں تمہیں تمہاری حفاظت کی ضمانت دیتا ہوں اور تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جزیمہ صرف تمہیں اپنی افواج کا سپہ سالار بنانے کیلئے تمہیں طلب کرتا ہے اس کے علاوہ تمہارے ساتھ نہ کوئی اس کی دشمنی ہے نہ عداوت۔ تم بلاجھجک میرے ساتھ چلو میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ جزیمہ تمہارا بہترین استقبال کرے گا۔

عدی کا باپ نصر شاید عدی کو قصیر بن سعد کے ساتھ بھیجنے پر رضامند نہ ہوتا لیکن خود عدی نے قصیر کے ساتھ جانے کے لئے ہاں کر لی تھی لہٰذا اس موقع پر نصر بولا اور قصیر بن سعد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ سعد کے بیٹے۔ میرا اپنا خیال یہی تھا کہ میں عدی کو تمہارے ساتھ روانہ نہیں کروں گا اور اگر اس پاداش میں جزیمہ ہم پر حملہ آور ہو گا تو میں تمہارے قبیلے کے ان دونوں بتوں کو توڑ پھوڑ کر انکے ٹکڑے کر کے صحرا میں بکھیر دوں گا۔ لیکن اب جبکہ میرا بیٹا خود تمہارے ساتھ جانے پر آمادہ ہو گیا ہے تو میں اپنے بیٹے کو ایسا کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ عدی کے باپ کا یہ جواب سن کر قصیر بن سعد مطمئن ہو گیا تھا۔ پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔ سنو بنو ایاد کے سردار۔ آج کی رات میں اور میرے دونوں سردار تمہارے یہاں قیام کریں گے اور کل ہم یہاں سے کوچ کریں گے۔ عدی اور اسکے باپ دونوں نے قصیر بن سعد کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر دونوں اٹھے اور قصیر بن سعد اور دوسرے دو سرداروں کی مہمانداری میں لگ گئے تھے۔ دوسرے روز قصیر بن سعد اپنے دونوں سرداروں کے علاوہ عدی بن نصر اور اپنے قبیلے کے دونوں بتوں کو لے کر بنو ازد کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

دوسرے روز بنو ازد کے حکمران جزیمہ کو جب اس کے جاسوس نے یہ خبر دی کہ ان کا وزیر قصیر بن سعد قبیلے کے بتوں اور عدی بن نصر کو لے کر شہر میں داخل ہونے والا ہے تو جزیمہ اس خبر پر بے حد خوش ہوا شہر سے نکل کر وہ معبد کے قریب آیا تاکہ اپنے بتوں کا استقبال کرے۔ اس کے ساتھ شہر کے ان گنت لوگ بھی اٹھ کر اپنے معبد کے ارد گرد جمع ہو گئے تھے۔ شہر کے لوگ نہ صرف یہ کہ بتوں کا استقبال کرنا چاہتے تھے بلکہ وہ اس عدی بن نصر کو بھی دیکھنا چاہتے تھے جو اپنی طاقت اور قوت کو استعمال کر کے ان کے معبد سے ان کے بت چرا کر لے گیا تھا۔

رکا ایک اونٹ پر قصیر بن سعد سوار تھا۔ دوسرے دو اونٹوں پر اس کے قبیلے کے دونوں سردار تھے چوتھا اونٹ عدی کا تھا اس پر وہ خود بھی بیٹھا ہوا تھا اور بنو ازد کے دونوں بت بھی لدے ہوئے تھے۔ شہر کے لوگ جو معبد کے ارد گرد جمع ہو گئے تھے وہ اپنے دونوں بتوں پر اور عدی بن نصر پر پھول پتیاں نچھاور کر رہے تھے لیکن اس موقعہ پر عدی کی گردن جھکی ہوئی تھی شائد اس ندامت کے باعث کہ وہ بنو ازد کے دونوں بت اٹھا کر لے گیا تھا۔

معبد کے صدر دروازے کے قریب لوگوں کے آگے بنو ازد کا حکمران جزیمہ اپنی بہن رقاش کے ساتھ کھڑا تھا اس کے اشارے پر چاروں اونٹ معبد کے سامنے رک گئے۔ لوگوں کا ٹھاٹیں مارتا ہوا ایک سمندر تھا جو معبد کے ارد گرد جمع ہو گیا تھا۔ قصیر بن سعد کے اشارے پر عدی اپنے اونٹ سے نیچے کودا۔ قصیر نے اس کا ہاتھ تھاما اور جزیمہ کے پاس لے گیا۔ پھر جزیمہ کے ساتھ قصیر نے عدی کا تعارف کرایا۔

جزیمہ نے عدی کو گلے لگا لیا اور پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو بنو ایاد کے فرزند تم ایک بہادر اور طاقتور ترین انسان ہو۔ معبد کے گرد کھڑے میرے قبیلے کے یہ سارے لوگ نہ صرف یہ کہ اپنے واپس آنے والے بتوں کا استقبال کرنے آئے ہیں بلکہ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ تم ہمارے بتوں کو کس طرح اس معبد سے نکال کر لے گئے تھے۔ سنو نصر کے بیٹے۔ اپنے اونٹ کو بٹھاؤ اور بتوں کو اٹھا کر اسی جگہ رکھو جہاں سے تم ان بتوں کو اٹھا کر لے گئے تھے۔ اگر تم باری باری ان بتوں کو اٹھا کر معبد کے اندر رکھنے میں کامیاب ہو گئے تو میرے قبیلے کے لوگوں کو اطمینان ہو جائے گا کہ میں نے تم جیسے طاقتور اور پرزور جوان کو اپنی افواج کا سپہ سالار بنانے کا جو فیصلہ کیا ہے وہ درست اور مناسب ہے۔

جزیمہ کے ان الفاظ کے بعد عدی جزیمہ کے پاس سے ہٹ کر اپنے اونٹ کے پاس آیا اونٹ کی نکیل کی رسی پکڑ کر اس نے اونٹ کے اگلے گھٹنوں پر مارتے ہوئے منہ سے عجیب سے آوازیں نکالنا شروع کیں جن کے جواب میں اونٹ نے باری باری اپنی دونوں ٹانگوں کو خم کیا پھر وہ بنو ازد کے دونوں بتوں کو لے کر زمین پر بیٹھ گیا تھا۔

اونٹ کے بیٹھ جانے کے بعد عدی حرکت میں آیا اور اونٹ کی رسی کھولنے لگا۔ جن سے دونوں بت بندھے ہوئے تھے۔ دونوں بتوں کی رسیاں کھولنے کے بعد ان گنت لوگوں کے دیکھتے ہی دیکھتے عدی نے اپنے آہنی بازو ایک بت کی کمر کے گرد ڈالے اور جھک کر اس نے زور لگایا وزنی بت کو اوپر اٹھا لیا ارد گرد کھڑے سارے لوگ تالیاں بجا کر خوشی کا اظہار کر رہے تھے اور عدی بن نصر کو داد دے رہے تھے۔ یوں عدی نے باری باری دونوں بت

اٹھا کر بنو ازد کے معبد کے اندر رکھ دیئے تھے۔

جب عدی بن نصر دوسرا بت معبد کے اندر رکھ کر واپس آیا۔ جزیمہ دونوں بتوں کو دیکھنے کے لئے معبد کے اندر چلا گیا۔ اس دوران جزیمہ کی حسین بہن رقاش عدی کے پاس آئی اور خوشبو میں بسا ہوا اپنا سفید رومال عدی کی ناک کے سامنے لہراتے ہوئے مسکرا کر نغمگیت کی لہروں جیسی آواز میں وہ کہنے لگی۔

نصر کے بیٹے میرا نام رقاش ہے۔ میں جزیمہ کی بہن ہوں اور تمہیں پسند کرتی ہوں۔

عدی نے پہلی بار چونک کر رقاش کی طرف دیکھا اور حیرت زدہ انداز میں وہ چونک سا پڑا تھا اس نے دیکھا بنو ازد کے حکمران جزیمہ کی بہن رقاش لمحوں کی کھنک، سحر کے عکس جیسی پرجمال، یادوں کی خوشبو، لہجے کی جمال جیسی خوبصورت، لالہ رخ امنگ خوابوں کی جنگ جیسی خوشگوار اور فطرت کے رنگیں جمال اور روح کے تسکین جیسی شاداب تھی۔ مجموعی طور پر اس لمحے رقاش عدی بن نصر کو اجالوں کا سرور، نسوانیت کا وقار، سراپا بہار اور حسن و خوشبوؤں سے تراشہ پیکر محسوس ہوئی تھی۔

جو الفاظ رقاش نے عدی سے کہے تھے وہ قریب ہی کھڑے جزیمہ کے وزیر قصیر نے بھی سن لئے تھے۔ تاہم وہ منہ سے کچھ بولا نہیں بلکہ کچھ سوچتے ہوئے اس کے چہرے پر گہری مسکراہٹ ضرور ابھر گئی تھی۔ دوسری طرف عدی نے تھوڑی دیر تک بڑے غور سے رقاش کی طرف دیکھنے کے بعد اپنی گردن جھکا لی تھی جبکہ رقاش اس کے سامنے کھڑی اس کی ادا پر مسکرا رہی تھی۔

اتنی دیر تک بنو ازد کا حکمران جزیمہ معبد سے باہر نکلا وہ سیدھا عدی کے قریب آیا اس کے چہرے پر اس لمحہ گہری مسکراہٹ تھی۔ عدی کے قریب آ کر اس نے داد دینے کے انداز میں عدی کی پیٹھ تھپتھپائی پھر وہ کہنے لگا سنو عدی ان صحراؤں کے اندر جس قدر میں نے تمہاری تعریف۔ تمہاری طاقت اور قوت کے چرچے سن رکھے تھے تم یقیناً ان پر پورے اترے ہو۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی شخص اکیلا یوں ہمارے بتوں کو اپنی جگہ سے اٹھا کر حرکت میں لا سکتا ہے۔ لیکن اے نصر کے بیٹے تو نے واقعی ایک ناممکن کام کو ممکن کر کے دکھایا ہے۔ سنو نصر کے بیٹے تمہیں یہاں منگانے اور طلب کرنے کا مقصد تمہیں نقصان پہنچانا یا تم سے کوئی انتقام لینا نہیں بلکہ تمہاری عزت اور تمہاری توقیر میں اضافہ کرنا ہے۔ اب آج سے تم میرے ساتھ میرے صحرائی محل میں رہو گے اور میرے لشکر میں تمہاری حیثیت ایک سپہ سالار کی سی ہو گی۔ عنقریب تمہاری کمانداری میں اپنے لشکر کو ملکہ الزباء کے خلاف حرکت میں لاؤں گا اور مجھے امید ہے کہ تمہاری سرکردگی میں ہم ملکہ الزباء

کے خلاف بہترین کامیابیاں حاصل کریں گے۔

اس کے بعد بنو ازد کا حکمران جزیمہ عدی کو اپنے ساتھ اپنے صحرائی محل میں لے گیا تھا۔ بہت جلد جزیمہ عدی سے کچھ اس قدر مانوس ہوگیا کہ وہ عدی کو رزم اور بزم اکل و شرب میں ہر وقت اپنے ساتھ رکھنے لگا۔ دوسری طرف جزیمہ کی بہن بھی بری طرح عدی سے محبت کرنے لگی تھی۔ اسی حالت میں کئی روز گزر گئے۔ رقاش اس کوشش میں رہنے لگی تھی کہ کبھی موقع ملے تو عدی سے علیحدگی میں اپنی محبت سے متعلق مزید گفتگو کرے لیکن جزیمہ ہر وقت اسے سائے کی طرح اپنے ساتھ رکھتا تھا۔

○

ایک روز عدی نے اس شہر کے مضافاتی چشموں اور نخلستانوں میں گھومنے کے لئے جزیمہ سے اجازت طلب کی۔ جزیمہ نے جب اسے جانے کی اجازت دے دی تو عدی جزیمہ کے اصطبل میں آیا ایک گھوڑے پر زین ڈالی جب اسے وہ لے کر اصطبل سے نکلا تو اس نے دیکھا کہ وہاں جزیمہ کی بہن رقاش کھڑی تھی۔ عدی جب اس کے پاس سے گزرنے لگا تو رقاش نے اپنا نازک بازو اس کے سامنے پھیلاتے ہوئے روک دیا۔

عدی نے نظر بھر کر رقاش کی طرف دیکھا اور اسے اس وقت ایسا محسوس ہوا جیسے رقاش کا جوان۔ حسین اور پکا ہوا بدن چنگاریاں مار رہا ہو اسی لمحہ رقاش کی آواز کچھ اس طرح بلند ہوئی گویا پتلے پتلے نازک نقرئی برتن آپس میں ٹکرائے ہوں۔ اس کے بعد رقاش انگور کے نکیوں جیسی شیریں آواز۔ شگفتہ اور دلکش لہجے میں اور گلنار تبسم چھلکانے کے انداز میں عدی کو مخاطب کرکے کہنے لگی۔

جب تم پہلے روز ہمارے دونوں بت لیکر اس شہر میں داخل ہوئے تھے تو معبد سے باہر میں نے تم سے ایک سوال کیا تھا۔ جس کا تم نے ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا۔ اس پر عدی نے حیرت سے رقاش کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

میں نہیں جانتا تم نے مجھ سے کیا سوال کیا تھا۔ اس پر رقاش نے ایک گہری نگاہ عدی پر ڈالی پھر وہ پہلے سے بھی زیادہ مٹھاس بھرے لہجے میں کہنے لگی۔ میں نے اس وقت تم سے کہا تھا کہ میں تمہیں پسند کرتی ہوں۔ تم نے میری اس بات کا کوئی جواب ابھی تک نہیں دیا۔ اس پر عدی کہنے لگا۔ سن جزیمہ کی بہن یہ سوال نہیں اپنے جذبات کا یکطرفہ اظہار ہے۔ اس پر رقاش مایوسی کے سے انداز میں کہنے لگی۔

چلو یوں ہی سہی۔ پھر تم یکطرفہ جذبات کے اظہار کے جواب میں کیا کہتے ہو۔ اس پر

عدی نے الٹا رقاش سے سوال کر ڈالا۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں تم مجھے کس قدر پسند کرتی ہو۔ رقاش فوراً" بولی اور کہنے لگی۔

اے بنو ایاد کے شیر دل جوان کیا تم رات کے وقت نیلے آسمان پر نمودار ہونے والے ستاروں کو شمار کر سکتے ہو۔ عدی کہنے لگا نہیں۔ رقاش بولی۔ جس طرح تم ستاروں کو شمار نہیں کر سکتے ویسے ہی تم میری اس محبت کا احاطہ بھی نہیں کر سکتے جو مجھے تم سے ہو گئی ہے۔ اس پر عدی بڑی سنجیدگی میں کہنے لگا۔

سن بنو ازد کے حکمران جزیمہ کی بہن۔ میں ایک اجنبی اور نا آشنا سا انسان ہوں اور اجنبیوں سے دل لگانا تو دھوکہ اور فریب کھانا ہے۔ اس کے بعد رقاش کا کوئی جواب سنے بغیر عدی گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے ایڑ لگاتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔

بنو ازد کے حکمران جزیمہ کے اس صحرائی دارالحکومت کے اردگرد تھوڑی دیر تک چکر لگانے کے بعد عدی جب واپس آیا اور گھوڑے کو اصطبل میں باندھ کر وہ محل کے اس کمرے میں داخل ہوا جس میں اسے ٹھہرایا گیا تھا وہ یہ دیکھتے ہوئے دنگ رہ گیا کہ اس کے کمرے میں پہلے سے قصیر اور رقاش بیٹھے ہوئے تھے۔ عدی جونہی کمرے میں داخل ہوا قصیر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر عدی سے مصافحہ کیا پھر وہ اپنے سامنے بیٹھی ہوئی رقاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

عدی میرے عزیز میرے بھائی۔ میں تمہارے پاس رقاش کا وکیل بن کر آیا ہوں۔ عدی آگے بڑھ کر قصیر کے پہلو میں بیٹھتا ہوا پوچھنے لگا۔ کس بات کا وکیل۔ اس پر قصیر نے انکشاف کرنے کے انداز میں کہا تم جانتے ہو رقاش تمہیں پسند کرتی ہے۔

جواب میں عدی نے لاپرواہی میں کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ کرتی ہو گی۔ قصیر پھر بولا میں چاہتا ہوں تم رقاش سے شادی کر لو۔ اس سے - اس سے خوبصورت لڑکی ان صحراؤں کے اندر تمہیں کہیں مل ہی نہیں سکتی اور پھر اگر تم رقاش سے شادی کر لیتے ہو تو اس شادی سے بنو ازد اور بنوایاد دونوں قبائل کے درمیان تعلقات نہ صرف بہترین ہو جائیں گے بلکہ اس میں دونوں قبیلوں کی بہتری بھی ہو گی کہ دونوں قبیلے ان صحراؤں کے اندر اس رشتے کی وجہ سے ایک دوسرے سے تعاون کرتے رہیں گے اور ہاں اس سلسلے میں رقاش کے ساتھ میری تفصیل کے ساتھ گفتگو ہو چکی ہے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر تم رقاش کے ساتھ شادی کر لو تو رقاش کا بھائی جزیمہ اور بنو ازد کا حکمران نہ صرف یہ کہ تمہیں اپنا سپہ سالار بنا لے گا بلکہ وہ تمہیں اپنا ولی عہد بھی مقرر کر دے گا۔ اس لئے کہ جزیمہ کا کوئی بھائی نہیں ہے۔ جو اس کے بعد اس کا وارث بنے نہ ہی اس کا کوئی بیٹا ہے۔

لہٰذا تمہارا فائدہ یہ ہے کہ اس عہدے سے فائدہ اٹھا کر تم اپنے قبیلے کے لوگوں کی مدد بھی کر سکو گے۔

قصیر کی اس گفتگو کے جواب میں عدی گردن جھکا کر کچھ سوچنے لگا تھا۔ اس دوران قصیر پھر بولا اور کہنے لگا۔ عدی میرے بھائی دیکھ ایسے موقعوں پر گہری اور طویل سوچیں کوئی زیادہ سود مند ثابت نہیں ہوتیں۔ میں چاہتا ہوں تم آج رات ہی جزیمہ سے اپنے لئے رقاش کو مانگو۔ اس پر عدی نے سر اوپر اٹھاتے ہوئے تیز نگاہوں سے قصیر بن سعد کی طرف دیکھا پھر فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔ میں اس سلسلے میں جزیمہ سے کیوں بات کروں۔ اگر تم یہ رشتہ پسند کرتے ہو اور دونوں قبائل کی بہتری بھی ہے تو تم دونوں خود رشتے کی بات جزیمہ سے کیوں نہیں کرتے اس پر قصیر پھر بولا اور کہنے لگا۔

ہم دونوں کی طرف سے جزیمہ کے ساتھ شادی کی بات کرنا ہرگز مناسب نہیں ہے۔ عدی میرے بھائی تم جانتے ہو میں تمہیں اب اپنا بھائی سمجھتا ہوں اور میں ہرگز تمہیں کوئی ایسا مشورہ نہیں دوں گا جس میں تمہارا نقصان ہو۔ یہ جو تم اکیلے بنو ازد کے بت اٹھا کر لے گئے تھے اور یہ جو تم جزیمہ کی موجودگی میں بتوں کو اٹھا کر ہمارے معبد کے اندر رکھا ہے۔ تو اس کی وجہ سے جزیمہ تم سے بے پناہ محبت کرنے لگا ہے۔ ویسے تو تمہاری طاقت اور قوت کی داستانیں پہلے ہی صحراؤں کے اندر مشہور تھیں اور جزیمہ تمہیں پسند کرتا تھا لیکن تمہاری طاقت اور قوت کا مظاہرہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد جزیمہ پہلے سے کئی گنا زیادہ تمہیں پسند کرنے لگا ہے اب جزیمہ کے یہاں تمہاری بڑی وقعت اور شرف ہے۔

لہٰذا میں تمہیں اپنے بھائی کی حیثیت سے مشورہ دوں گا کہ آج رات جزیمہ سے اپنے لئے رقاش کو مانگو۔ دیکھ عدی میرے بھائی جزیمہ رات کے وقت بے حد شراب پینے کا عادی ہے۔ خوب شراب پی کر وہ نیم بدحواس ہو کر رہ جاتا ہے جس وقت جزیمہ نے خوب شراب پی رکھی ہو۔ اس وقت تم اس سے اپنے لئے رقاش کو مانگو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہیں وہ انکار نہ کرے گا اس پر عدی پھر بولا اور کہنے لگا۔

لیکن اگر مجھے جزیمہ سے رقاش کو مانگنا ہی ہے تو میں اس سے رقاش کو شراب پینے کی حالت میں کیوں مانگوں۔ دن کی روشنی میں جب وہ اپنے حواس میں ہو تو اس سے کیوں رقاش کی طلب نہ کروں۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ اس موقع پر وہ انکار کر دے گا۔ اس پر قصیر بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ عدی میرے بھائی جہاں تک رقاش کا تعلق ہے وہ جنون کی حد تک تم سے پیار کرتی ہے۔ تمہارے علاوہ اس کی اگر شادی کسی اور سے ہوئی تو یقین جانو [illegible] خود کشی

کر لے گی۔ میں نے تمہیں رقاش کو جزیمہ کے نشے کی حالت میں مانگنے کے لئے اس لئے مشورہ دیا ہے کہ تم جانتے ہو رقاش بے حد خوبصورت ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان صحراؤں میں اس سے بڑھ کر کوئی خوبصورت لڑکی نہیں ہو گی۔ جزیمہ نے اپنے ذہن میں یہ بات بٹھا رکھی ہے کہ وہ رقاش کا رشتہ کسی ایسے حکمران کے ساتھ کرے گا جس کے ساتھ رشتہ جوڑ کر ان صحراؤں کے اندر اس کی طاقت اور قوت میں خاطر خواہ اضافہ ہو اور وہ آئندہ ملکہ الزباء کے خلاف جنگوں میں اس کی مدد کر سکے۔ لہٰذا مجھے خدشہ اور ڈر ہے کہ اگر کسی عام موقع پر جزیمہ سے رقاش کا رشتہ طلب کرو گے تو وہ انکار کر دے گا۔ میرے بھائی اب میں مزید تم سے کچھ نہیں کہتا تاہم میں ایک بار پھر کہوں گا کہ تم آج کی رات حرکت میں آؤ جس وقت جزیمہ نے شراب پی رکھی ہو اس وقت تم اس سے رقاش کو طلب کرو۔ میرے خیال میں ایسے موقع پر وہ ہرگز انکار نہیں کرے گا۔

اس کے ساتھ ہی قصیر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ رقاش بھی کھڑی ہو گئی اور عدی کی طرف دیکھتے ہوئے وہ فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔ مجھے امید ہے کہ تم آج رات اس کام کو کر گزرو گے۔ میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ میرا بھائی تمہاری اس خواہش کا ضرور احترام کرے گا۔ اس کے ساتھ ہی رقاش قصیر کے ساتھ اس کمرے سے نکل گئی تھی جب کہ عدی بے چارہ انجانی سوچوں میں کھو گیا تھا۔

قصیر اور رقاش کے مشورہ پر اس رات عدی بن نصر حرکت میں آیا۔ رات کے وقت جب جزیمہ نے خوب شراب پی رکھی تھی تو عدی جزیمہ کے پاس آیا اور بڑے میٹھے اور نرم لہجے میں اس نے جزیمہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس سے اپنے لئے رقاش کو مانگا۔ جزیمہ اس وقت نشے کی حالت میں تھا۔ لہٰذا اس نے فوراً ہاں کر لی۔ جب عدی نے اس بات پر زور دیا کہ آج ہی رات اس کی شادی رقاش سے کر دی جائے تو جزیمہ اس پر بھی تیار ہو گیا اور نشے کی حالت میں اس نے بغیر کسی تیاری کے اسی رات رقاش کا نکاح عدی سے پڑھا دیا تھا۔ وہ شب عدی اور رقاش نے میاں بیوی کی حیثیت سے جزیمہ کے محل میں گزاری تھی۔ دوسرے روز جزیمہ کا نشہ اترا اور لوگوں کی زبانی اسے اپنی بہن رقاش اور عدی کے نکاح اور عقد کا علم ہوا تو وہ غصے میں بپھر گیا۔ اس نے اسی غصے کے تحت عدی کو فوراً اپنے محل کے ایک کمرے میں بند کر کے اسے بھاری زنجیروں میں جکڑ دیا اور قبیلے کے کچھ بزرگ سرداروں سے مشورہ کر کے اس نے حکم دیا کہ آنے والی صبح کو معبد کے اندر دونوں بتوں کے قدموں میں عدی کی گردن کاٹ دی جائے۔ اس لئے کہ اس نے اس کی بہن سے شادی کرنے کی غلطی کی ہے جبکہ وہ اپنی بہن کو کسی بڑے حکمران کی بیوی بنانا چاہتا تھا۔

اس موقع پر قیصر اور رقاش دونوں حرکت میں آئے انہوں نے جزیمہ کی بہتیری منتیں سماجتیں کیں اور اسے عدی کو رہا کرنے کے لئے کہا لیکن جزیمہ نے غصے اور خفگی کی آگ میں دونوں کو بری طرف جھڑک دیا اور اپنے فیصلے پر قائم رہا۔ جزیمہ اپنی بہن رقاش کو بڑا عزیز رکھتا تھا لیکن اس سلسلے میں اس نے رقاش کی بھی نہیں سنی اور اپنے فیصلے پر وہ اڑا رہا۔

اس پر عدی کی رہائی کے لئے رقاش نے دوسرا طریقہ اپنایا۔ رات کے وقت جب کہ ہر طرف اندھیرا پھیل گیا تھا اور جزیمہ نے اس کمرے کے دروازے پر دو سپاہیوں کا پہرا لگا دیا تھا جس کے اندر عدی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ قیصر اور رقاش دونوں اس کمرے میں آئے۔ دونوں نے پہرہ داروں سے عدی سے ملنے کا بہانہ کیا اور کمرے میں داخل ہوئے۔ انہوں نے دیکھا عدی لوہے کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ زنجیروں کے سرے کمرے کے دائیں بائیں طرف کی دیواروں میں لگے ہوئے لوہے کے مضبوط کڑوں سے ملے ہوئے تھے۔ اس موقع پر رقاش بے چاری بھاگ کر آگے بڑھی اور عدی سے لپٹ کر وہ بری طرح رونے لگی تھی اس لئے کہ اب وہ عدی کی بیوی تھی۔

ایسے موقع پر قیصر نے رقاش کو خاموش رہنے اور صبر کرنے کی تلقین کی پھر وہ عدی کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگا۔

سن عدی میرے بھائی۔ جن زنجیروں میں تم جکڑے ہوئے ہو ان کی چابی جزیمہ نے اپنے پاس رکھی ہوئی ہے۔ میں نے وہ چابی حاصل کرنے کی بہت کوشش کی مگر میری بد قسمتی جانو کہ میں ناکام رہا۔ تم اگر ان زنجیروں کو توڑ دو تو تمہاری رہائی کا بندوبست ہو سکتا ہے ورنہ آنے والی صبح کو جزیمہ معبد کے اندر اپنے بتوں کے سامنے تمہاری قربانی دینے کا عہد کر چکا ہے اس پر عدی نے چونک کر قیصر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اگر میں ان زنجیروں کو توڑ دوں تو پھر یہاں سے کیسے اور کس طرح بھاگ کر اپنے قبیلے میں جانے میں کامیاب ہو سکوں گا۔ اس پر قیصر فوراً بولا اور کہنے لگا۔

اگر تم ان زنجیروں کو توڑ سکو تو ان کی مدد سے دونوں پہرہ داروں کو ہلاک کر کے اس کمرے کی پشت پر پہنچ جاؤ۔ جس میں پچھلی شب تم نے رقاش کے ساتھ میاں بیوی کی حیثیت سے گزاری تھی۔ وہاں تمہارا اونٹ کھڑا ہے اور رات کی تاریکی میں اپنا چہرہ ڈھانپ کر تم بھاگ سکتے ہو۔ تمہارے بھاگنے کا الزام بھی کسی پر نہ آئے گا کیونکہ زنجیریں ٹوٹی ہوں گی اور پہرہ دار ہلاک ہو چکے ہوں گے۔ لہٰذا جزیمہ یہی خیال کرے گا کہ تم نے زنجیریں توڑ کر پہرہ داروں کو ہلاک کر دیا ہے اور دیکھو میں اور رقاش تمہارے اونٹ کو تیار کرنے کے

بعد اس طرف آئے ہیں۔ اس پر کجاوہ ڈلا ہوا ہے۔ پانی کی چھاگل بھری ہوئی ہے اور کھانے پینے کی اشیاء بھی ہیں۔ لہٰذا تم با آسانی اس اونٹ کے ذریعے اپنے قبیلے میں پہنچ سکو گے اور سنو ایک دفعہ بھاگ کر تم اپنے قبیلے میں پہنچ گئے تو میرے خیال میں جزیمہ مزید تمہارے خلاف حرکت میں نہیں آئے گا وہ جانتا ہے کہ ان حالات میں بنو ایاد اس کی بدترین دشمن ملکہ الزباء سے اتحاد کر کے اس کے خلاف حرکت میں آ سکتے ہیں۔ لہٰذا تمہارے بھاگ جانے کے بعد میرے خیال میں جزیمہ کسی رد عمل کا اظہار نہیں کرے گا۔ اس پر عدی چھاتی تانتے ہوئے کسی قدر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا قیصر میرے بھائی اگر یہ معاملہ ہے تو میں ابھی تمہارے سامنے ان زنجیروں کو توڑ دیتا ہوں۔

عدی کی یہ گفتگو سن کر رقاش اور قیصر بڑی حیرت اور تعجب سے عدی کی طرف دیکھنے لگے تھے پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے عدی نے ان زنجیروں کو جن میں وہ جکڑا ہوا تھا اپنے ایک ہاتھ پر خوب کس لیا پھر اس نے زور لگایا اور زنجیروں کا وہ کڑا جو اس کے ہاتھ پر چڑھا ہوا تھا ٹوٹ کر گر گیا۔ اس طرح عدی نے زور لگا کر اور اپنے بدن کو سمیٹتے ہوئے دوسری زنجیر کو بھی توڑ ڈالا تھا۔ لہٰذا دوسری زنجیر بھی چھناکے کے ساتھ ٹوٹ گری تھی۔

دونوں پہرہ دار زنجیروں کو ٹوٹنے کی آوازیں سن کر کمرے میں داخل ہوئے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں ننگی تلواریں تھیں جو انہوں نے اپنے سامنے سونت رکھی تھیں۔ عدی نے بھی ان دونوں پہرہ داروں کو کمرے میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

جوں ہی وہ دونوں پہرہ دار کمرے میں داخل ہوئے۔ عدی نے بڑی تیزی سے ایک زنجیر اٹھائی اس کا سرا تھما کر اس تیزی سے اس نے ان دونوں پر برسایا کہ ان دونوں کو اس نے ہلاک کر کے رکھ دیا تھا۔ پھر زنجیر اس نے پھینک دی اور ایک پہرہ دار کی تلوار اٹھا کر وہ کمرے سے باہر آیا۔ قیصر اور رقاش بھی اس موقع پر اس کے ساتھ تھے۔

تینوں بھاگتے ہوئے اس جگہ آئے جہاں عدی کا اونٹ رات کی تاریکی میں کھڑا ہوا تھا۔ اونٹ کو بٹھانے کے بجائے عدی نے چھلانگ لگائی اور کجاوے کا منہ پکڑ کر اس نے بدن کو سمیٹا اور کجاوے کے اندر وہ بیٹھ گیا تھا۔ اس موقع پر رقاش بولی اور روتی ہوئی آواز میں عدی کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

شہر میں بڑی احتیاط سے گزرنا مجھے امید ہے میں چند دنوں تک اپنے بھائی جزیمہ کو اس بات پر آمادہ کر لوں گی کہ وہ تم سے اپنے رویے کی معافی مانگے اور تمہیں واپس بلا لے اگر وہ نہ مانا تو میں خود تمہارے پاس چلی آؤں گی۔ اس کے بعد اگر میرے بھائی جزیمہ نے تمہارے قبیلے پر حملہ کیا تو وہ اپنی بہن کی لاش سے گزرنے کے بعد ہی تم تک پہنچ سکے گا۔

اب تم وقت ضائع نہ کرو۔ اگر ادھر سے کوئی گزرا تو جزیمہ کو فوراً تمہارے بھاگ نکلنے کی اطلاع ہو جائے گی۔ میری بات غور سے سنو۔ میں گو بت پرست ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ تم ابراہیمؑ کے مذہب پر یقین رکھتے ہو پر اب چونکہ میں تمہاری بیوی ہوں اس لئے میں ابراہیمؑ کے رب سے تمہاری سلامتی کی دعا مانگتی رہوں گی۔

اس کے بعد رقاش مزید حرکت میں آئی اپنی وہ عبا جس پر سنہری اور قرمزی تاروں کی کا کام کیا ہوا تھا اتار کر اس نے عدی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا یہ اوپر لے لو اور اپنا چہرہ اس سے خوب اچھی طرح ڈھانپ لو۔ شہر میں سے گزرتے ہوئے تمہارے چہرے پر کسی کی نگاہ نہیں پڑنی چاہیے۔ ورنہ جزیمہ اپنے آدمی تمہارے تعاقب میں لگا دے گا۔ جو تمہارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ عدی نے فوراً رقاش کی ہدایات پر عمل کیا۔ رقاش کی دی ہوئی عبا اس نے اپنے اوپر ڈال لی اپنا چہرہ اس نے اچھی طرح ڈھانپ لیا اس کے بعد اس نے اونٹ کو نکیل کھینچ کر ایڑ لگائی اور اونٹ بلبلاتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا تھا۔

عدی بن نصر بڑی رازداری کے ساتھ شہر سے نکل کر صحرا میں داخل ہو گیا تھا۔ آسمان پر گہری رات چھائی ہوئی تھی۔ تیز ہواؤں نے صحراؤں میں طوفانوں جیسی کیفیت طاری کر رکھی تھی اور فطرت کے حرب آزما اور خشمگیں عناصر طوفانی شکل میں ایک دوسرے سے برسرپیکار تھے۔ قفس کی سی پراسرار تاریکی میں تیز طوفان کی قہرانیت کے سامنے سنسان اور ژولیدہ صحرا کراہ اٹھا تھا۔

ہر طرف خاموشی کی لہریں بکھری ہوئی تھیں اور صحرائی جھاڑیوں کی سوندھی سوندھی اور کربناک خوشبو محسوس کی جا سکتی تھی۔ چاروں طرف اڑتی ہوئی ریت دکھائی دے رہی تھی بالکل یوں گویا وہ صحرا کی ریت نہیں بلکہ انسانوں کی اڑتی ہوئی خاک ہو۔

صحرا کی اس طوفانی کیفیت میں عدی کا اونٹ کسی تیز رفتار ستارے کی مانند بھاگا جا رہا تھا۔ عدی اپنے اونٹ کی رہبری نہ کر رہا تھا اس لئے اس کی نکیل ڈھیلی کر رکھی تھی اس لئے کہ صحرا میں سفر کرنے والا اونٹ جانتا تھا کہ اس کی منزل کس طرف ہے تاہم وہ اسے مہمیز پر مہمیز لگائے چلا جا رہا تھا۔

عدی جب صحرا کا کافی حصہ عبور کر چکا اور فضائے بسیط کے قمقموں کے اندر چاند نمودار ہو چکا تو اس نے دیکھا صحرا کے اندر بالکل اس کے سامنے تین شتر سوار نمودار ہوئے انہوں نے اپنے چہرے ڈھانپ رکھے تھے اور طوفانی ریت سے بچنے کی خاطر انہوں نے اونٹوں کے منہ پر ڈھاٹے چڑھا رکھے تھے۔ جب وہ عدی کے قریب آئے تو ان میں سے ایک نے زور سے چلاتے ہوئے پوچھا۔

اے شخص تم کون ہو۔ اس پر عدی نے احتیاط سے کام لیتے ہوئے کہا۔ پہلے تم کہو تم لوگ کون ہو۔ جواب میں ان میں سے ایک بولا اور کہنے لگا ہمارا تعلق بنو ایاد سے ہے۔ اس پر عدی چلا کر کہنے لگا میں بنو ایاد کا عدی بن نصر ہوں۔

اس پر انہوں نے اپنے اونٹ عدی کے قریب لا کر عدی سے مصافحہ کیا۔ ان میں سے ایک جوان جو خوب قوی ہیکل تھا عدی سے مخاطب ہو کر بولا۔ ہم تمہارے لئے دو قسم کی خبریں لائے ہیں ایک خوشخبری، دوسری بدبختی اور ژولیدگی کی اطلاع۔ کہو پہلے کون سی خبر سننا پسند کرو گے ہم تم سے ملنے بنو ازد جا رہے تھے اچھا ہوا تم راستے میں ہمیں مل گئے ہو۔

اس پر عدی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا پہلے خوشخبری کہو۔ وہ جوان پھر بولا اور کہنے لگا۔

کیا تم کسی خانہ بدوش لڑکی سے محبت کرتے تھے۔ جس کا نام ربیعہ ہے اس پر عدی نے چونک کر پوچھا کیا ربیعہ زندہ ہے جو تم کچھ اس انداز میں اس کا ذکر کر رہے ہو۔ اس پر وہ جوان پھر بولا اور کہنے لگا۔ "ہاں" عدی تمہارا اندازہ درست ہے وہ ربیعہ زندہ ہے اور ان دنوں اس کا قبیلہ ہمارے نخلستانوں کے اندر خیمہ زن ہے اور وہ ربیعہ بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ پھر عدی پھول کی طرح خوشی سے کھل اٹھا اور کہنے لگا۔

سنو میرے بھائیو۔ میرے عزیزو۔ کیا ربیعہ زندہ ہے اور کیا اس کے قتل ہونے کی خبر ایک دھوکہ اور فریب تھی۔ اس پر اس بار دوسرا جوان بولا اور کہنے لگا ہاں عدی وہ لڑکی جس کا نام ربیعہ ہے اور جو تم سے محبت کرتی ہے وہ زندہ ہے۔ اس کی موت کی خبر یقیناً ایک فریب ہی تھی۔ وہ ان دنوں ہمارے قبیلے سے باہر اپنے خانہ بدوش قبیلے میں ہے اور دن رات بڑی بے چینی سے تمہیں یاد کرتی ہے۔ اس پر عدی سنجیدہ ہو گیا پھر کہنے لگا۔ یہ خوشخبری جو تم نے سنائی ہے یہ واقعی بہت اچھی خوشخبری ہے۔ بہت اچھی خبر ہے اب وہ بری خبر سناؤ جو تم سنانا چاہتے ہو۔ اس پر ان تینوں میں سے ایک بولا پھر کہنے لگا۔

سنو نصر کے بیٹے تمہارے لئے بری خبر یہ ہے کہ تمہارا بوڑھا باپ مر چکا ہے اسے نہ جانے کیا ہوا کہ اچانک رات کے وقت وہ مردہ پایا گیا۔ شاید اس کے دل کی دھڑکن خاموش ہو گئی تھی۔ یا یہ کہ وہ تمہاری جدائی کو برداشت نہیں کر سکا اور سنو تمہارے باپ کی موت کے بعد تمہارے قبیلے والوں نے تمہارے چھوٹے ماموں کو اپنا سردار چن لیا ہے۔

عدی پر اس خبر سے سکتہ طاری ہو گیا تھا وہ کچھ کہہ نہ سکا تھا۔ اس کے چہرے پر صدیوں کی تاریک اداسیاں بکھر گئی تھیں۔ اس کی حالت بجھے ہوئے شعلے جیسی ہو گئی تھی

اور وہ چپ سادھے اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ پہلے کی طرح اپنے قبیلے کی طرف سفر کرنے لگا تھا۔

تینوں اپنے اونٹوں کو تیزی کے ساتھ ہانکتے صحرا میں سفر کرتے ہوئے اپنے قبیلے سے چند میل کے فاصلے پر رہ گئے تو صحرا کی سفید ریت میں چاندی کی طرح چمکتی چاندنی میں انہوں نے دیکھا۔ بیس سے بھی زائد سوار ان کا راستہ روکے کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے قریب جا کے کی طرح گرجتی آواز میں عدی نے پوچھا تم کون لوگ ہو اور کیوں تم لوگ ہمارا راستہ روک کے کھڑے ہوئے ہو۔ اس پر ان میں سے ایک نے اپنے اونٹ کو چند قدم آگے بڑھایا اور کہنے لگا۔

قبل اس کے کہ ہم سب مل کر تم چاروں پر حملہ آور ہو جائیں اور تمہارا خاتمہ کر دیں تم لوگ یہ کہو کہ تم میں سے عدی بن نصر کون ہے۔ اس پر عدی بن نصر نے اپنے اونٹ کو تھوڑا سا آگے بڑھایا اور کہنے لگا میں عدی بن نصر ہوں۔ اس پر راہ روکنے والوں کا وہ سرکردہ جوان پھر بولا اور کہنے لگا ہم الزباء کے آدمی ہیں اور تمہیں لینے آئے ہیں۔ اس پر عدی بری طرح گرجا اور پوچھا کیوں۔ اس پر راہ روکنے والا پھر بولا اور کہنے لگا۔

تم جانتے ہو الزباء تم سے محبت کرتی ہے تم شاید جزیمہ کی بہن رقاش سے شادی کرنے کے بعد مطمئن تھے کہ ملکہ الزباء کو اس کی خبر نہیں ہو گی۔ یاد رکھو بنو ازد کے اندر ملکہ الزباء کے بیشمار جاسوس ہیں جو اسے پل پل کی خبر پہنچاتے ہیں لہٰذا تمہاری رقاش کے ساتھ شادی کی خبر بھی ملکہ الزباء کو پہنچ چکی ہے۔ تم نے جزیمہ کی بہن رقاش سے شادی کر کے ملکہ الزباء کی آرزوؤں کو پامال کیا ہے جبکہ تم جانتے ہو جزیمہ ہمارے قبیلے کا ازلی دشمن ہے۔ الزباء کا حکم ہے کہ تمہیں پکڑ کر اس کے سامنے پیش کیا جائے۔ ہم اس وقت بنو ازد ہی کی طرف جا رہے تھے کہ ہماری خوش قسمتی کہ تم ہمیں راستے ہی میں مل گئے ہو۔ ہمیں یہ بھی امید تھی کہ تم اپنے باپ کی موت کا سن کر ضرور اپنے قبیلے کی طرف آؤ گے لہٰذا ہم تمہارے قبیلے کی طرف آنے والے راستے پر ہی سفر کرتے ہوئے بنو ازد کی طرف بڑھے تھے۔ اب تم ہمارے ساتھ ہو لو۔ اس لئے کہ ہم تمہیں ملکہ الزباء کے پاس لے جانا چاہتے ہیں۔

اس پر عدی نے بڑی خونخواری سے پوچھا اگر میں تمہارے ساتھ نہ جاؤں پھر۔ اس پر اس جوان نے جواب دیا اگر تم ہمارے ساتھ جانے سے انکار کر دو گے تو اس کے لئے الزباء کا حکم ہے کہ ہم تمہارا سر کاٹ کر اس کے سامنے پیش کر دیں۔ اس پر عدی نے اپنی تلوار کھینچ لی اور کہنے لگا کہ میں الزباء کے پاس جانے سے انکار کرتا ہوں۔ سنو میرا راستہ

روکنے والو۔ ملکہ الزباء صحرا کی ایک خاردار جھاڑی ہے اور میں اس کے ساتھ رہنے پر بھیڑیوں اور لومڑیوں کے غاروں میں رہنے کو ترجیح دیتا ہوں۔

عدی کا یہ جواب سن کر ان سب نے بھی اپنی تلواریں نکال لیں اور عدی کے گرد گھیرا تنگ کرنے لگے تھے۔ عدی کے ساتھی ابھی تک شش و پنج میں کھڑے تھے کیونکہ ملکہ الزباء کے آدمی ان سے کوئی تعرض نہ کر رہے تھے۔ قبل اس کے کہ وہ تینوں کوئی فیصلہ کرتے ایک ساتھ کئی تلواریں اونٹ پر بیٹھے عدی پر برس گئیں تھیں۔ عدی نے اپنا دفاع کر لیا تھا اور حملہ آوروں کی اکثر تلواریں عدی کے اونٹ پر برس گئیں تھیں عدی کا اونٹ زور زور سے بلبلاتا ہوا ایک گول چکر کی صورت میں گھومنے لگا تھا۔ پھر عدی کا اونٹ ریت پر گر گیا۔ عدی اپنی تلوار اور ڈھال سنبھال کر حملہ آوروں کا مقابلہ کرنے لگا تھا جو اسے بار بار گھیرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

اپنی تلوار کے ساتھ غراتا ہوا عدی جس طرف بھی حملہ آور ہوتا اپنے سامنے آنے والے کو خون میں نہا کر نکل جاتا تھا۔ اس کی حالت اس بھیڑیے کی سی تھی جسے بے شمار لومڑیوں کے بھٹ میں بند کر دیا گیا ہو۔

لیکن الزباء کے آدمیوں کی تعداد زیادہ تھی۔ عدی ان کے سامنے زیادہ دیر تک ٹھہر نہ سکا۔ الزباء کے آدمی اس کے گرد اپنا گھیرا تنگ کرتے چلے گئے پھر ایک ساتھ کئی تلواریں اس پر برس گئیں عدی زخموں کی تاب نہ لا کر زمین پر گر گیا اور ختم ہو گیا۔ اس کا پورا بدن لہولہان ہو چکا تھا۔

اس موقع پر حملہ آور عدی کے قبیلے کے تین جوانوں پر بھی حملہ آور ہونا چاہتے تھے کہ عین اس موقع پر صحرا کے اندر گھنٹیاں سنائی دیں۔ شاید کوئی قافلہ ادھر سے گزر رہا تھا لہٰذا حملہ آور وہاں سے بھاگ نکلے تھے۔

○

آدھی رات کے آسمان پر تابندہ ستارے جھلملا رہے تھے۔ تیز طوفانی ہوائیں درندوں کی طرح دھاڑ رہی تھیں۔ آسمان کی بنات النعش زمیں کی طرف جھک کر صحرا کے اندر فطرت کے جنگجو اور حرب آزما عناصر کو ایک دوسرے پر ضرب لگاتے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔

خانہ بدوشوں کا قبیلہ جس سے ابن ربیعہ کا تعلق تھا جو عدی سے محبت کرتی تھی۔ بنو ازد کے ایک نخلستان میں خیمہ زن تھا جو عدی کے گھر کے بالکل قریب تھا۔ خیموں کے پاس

وہی پہلے کی طرح الاؤ روشن تھا۔ پتھر کی طرح سخت چہرے اور بھوری آنکھوں والا مغنی طنبورہ بجاتے ہوئے گا رہا تھا اور حسین ربیعہ اس کے سامنے رقص کر رہی تھی۔ پہلے ربیعہ اپنے قبیلے کے سردار کے کہنے پر رقص کیا کرتی تھی لیکن آج وہ جانتی تھی کہ آج عدی آنے والا ہے لہٰذا وہ اپنے منسوب اور اپنے حبیب کے انتظار کی خوشی میں رقص کر رہی تھی۔

مغنی گا رہا تھا۔

ہماری نوائیں گرم صحرا کا گیت ہیں
سورج جب آب و تاب سے فروزاں ہوتا ہے
ہم تندرست جسم واحد کی طرح صحرا کا سینہ چیر کر سفر کرتے ہیں۔

ربیعہ آج سارے بدن کا وجد آفریں رقص کر رہی تھی بالکل یوں جیسے کوزہ گر اپنی پوری قوت، جوش اور ولولہ کے ساتھ چاک کو چکر دیتا ہے۔ ربیعہ کے ہونٹوں پر جھلملاہٹ، مسکراہٹ اور گلاوٹ تھی وہ عدی کے نخلستانوں میں پہنچ کر اس کا انتظار جو کر رہی تھی۔

عدی جو اس کا محبوب تھا۔
عدی جو اس کی دل کی وادیوں کا حکمراں تھا۔

بنو ایاد کے نخلستان میں آکر وہ محسوس کر رہی تھی گویا وقت کی دھول چھٹ گئی ہو اور فاصلوں کی زنجیریں ٹوٹ گئیں ہوں۔ رقص جاری تھا اور جلتے ہوئے الاؤ کے شعلے بلند سے بلند تر ہوتے جا رہے تھے۔ الاؤ کے گرد بیٹھے ہوئے خانہ بدوش اور بنو ایاد کے لوگ مغنی کی آواز ربیعہ کے رقص اور طنبورہ کی فریاد کرتی ہوئی صداؤں سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ اس موقع پر خانہ بدوش قبیلے کے افراد کے ساتھ بنو ایاد کے بے شمار لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے ان میں عدی کا وہ ماموں بھی تھا جو عدی کے باپ کے بعد بنو ایاد کا سردار بنایا گیا تھا۔ اچانک صحرا کے اندر تین شتر سوار نمودار ہوئے وہ جلتے ہوئے الاؤ کے قریب آئے ان میں سے ایک نے اونٹ کے کجاوے کے اندر بیٹھے ہی بیٹھے بھیڑیوں کی سی دھاڑتی اور چنگھاڑتی آواز میں کہا۔

بند کرو یہ گانا اور رقص۔

مغنی نے گانا بند کر دیا اور طنبورہ پر اس کے ہاتھ ساکت ہو گئے تھے۔ ربیعہ نے بھی رقص بند کر دیا اور الاؤ کے قریب کھڑی ہو گئی تھی۔ اتنی دیر تک نووارد شتر سوار اونٹوں سے اتر پڑے تھے۔ عدی کا ماموں اور بنو ایاد کا سردار ان جوانوں کی طرف بڑھا اور ان میں

تم تینوں تو عدی کو لینے گئے تھے واپس کیوں لوٹ آئے ہو۔ اس پر وہ جوان تھوڑا سا آگے بڑھا اور سر جھکاتے ہوئے کسی قدر بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔ ہم عدی کی لاش لائے ہیں جو پچھلے اونٹ پر رکھی ہوئی ہے۔ اس کے دشمنوں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ یہ بری خبر سنتے ہی ربیعہ بے چاری دیوانہ وار اس اونٹ کی طرف بھاگی تھی جس پر عدی کی لاش رکھی ہوئی تھی۔ جبکہ عدی کا ماموں گھٹی گھٹی سی آواز میں پھر بولا۔

کیا عدی قتل ہو گیا لیکن کیسے اور کس نے اسے قتل کیا۔ اس پر وہ آنے والا جوان پھر بولا اور کہنے لگا۔ ملکہ الزباء کے آدمیوں نے عدی کو قتل کر دیا ہے۔ ہم عدی کو لیکر اپنے قبیلے کی طرف آ رہے تھے کہ ملکہ الزباء کے آدمیوں نے صحرا کے اندر ہماری راہ روک لی۔ وہ عدی کو اپنے ساتھ زبردستی لے جانا چاہتے تھے لیکن عدی نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ اس پر انہوں نے عدی پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ وہ یقیناً" ہمیں بھی مار ڈالتے لیکن اسی وقت صحرا میں گھنٹیاں بجنے کی آواز سنائی دی شاید وہ کوئی تجارتی کارروان تھا۔ جس کے آنے کی وجہ سے حملہ آور ہمیں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ اس بار عدی کے ماموں نے خوفناک لہجے میں پوچھا۔

میرے بھانجے عدی کو قتل کرنے والے کتنے تھے۔ جواب ملا بیس سے زائد ہی ہوں گے۔ عدی کے ماموں نے ان سے پوچھا کیا عدی نے ان کا مقابلہ کیا تھا آنے والوں نے جواب دیا عدی نے شیر کی طرح ان کا مقابلہ کیا تھا لیکن ان کی تعداد زیادہ تھی لہٰذا وہ عدی کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس بار عدی کا ماموں ایسی آواز میں بولا جس میں تردد، کھچاؤ، تمرد، سرکشی اور بغاوت کے انداز نمایاں تھے۔ جاؤ قبیلے کے بہترین جوانوں کو اپنے ساتھ لے جاؤ عدی کے قاتلوں کا تعاقب کرو اور انہیں قتل کر کے برسوں کے اس پیاسے صحرا کی پیاس ان کے خون سے بجھا دو۔ اس پر وہ تینوں شتر سوار عدی کی لاش وہیں رکھ کر بستی کی طرف چلے گئے تھے۔ بنو ایاد کا سردار اور عدی کا ماموں آہستہ آہستہ اس کھجور کے قریب آیا جس کے نیچے عدی کی لاش رکھی ہوئی تھی۔ اس نے دیکھا ربیعہ عدی کے پاؤں پر سر رکھتے ہوئے رو رہی تھی۔ جب بنو ایاد کا سردار وہاں پہنچا تو ربیعہ بھی پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ پھر یکایک ربیعہ میں ایک خوفناک تبدیلی پیدا ہوئی اس کی نگاہیں منجمد ہو گئیں اور ہونٹ جیسے پتھرا گئے تھے۔ اس کے چہرے پر یاس و غم اور شقاوت کا پر تو بکھر گیا تھا۔ اس کی حالت اس ہرنی جیسی تھی جو خوفناک بھیڑیوں کا شکار ہوتے ہوتے بچ گئی ہو۔

عدی کا ماموں شدید غم، مایوسی، نا امیدی اور اتھاہ یاس کے عالم میں عدی کی لاش سے لپٹ کر آہ زاری کرنے لگا تھا۔ اچانک وہاں کھڑی ربیعہ نے اپنے بال نوچنے اور قہقہے لگانے

شروع کر دئے تھے۔ بے چاری پاگل ہو گئی تھی۔

صحرا میں مقدس خیابانوں جیسی خاموشی بکھر گئی تھی۔ جیسے چاندنی رات میں اسرار کا رقص شروع ہو گیا ہو۔ الاؤ کی آگ بڑی تیزی سے بجھتی جا رہی تھی اور ربیعہ کے کربناک اور مجنونانہ قہقہے تواتر کے ساتھ بلند ہو رہے تھے جیسے کسی دیوانے نے مضراب پہن کر طنبورے پر ہاتھ مار دیا ہو۔

تھوڑی دیر بعد نخلستان کی ایک کھجور تلے عدی کو دفن کر دیا گیا۔ دوسرے روز بنو ایاد کے جوان الزباء کے ان جوانوں کو قتل کر کے لوٹ آئے جنہوں نے عدی کو قتل کیا تھا۔ خانہ بدوش قبیلے نے بنو ایاد کے اندر مستقل رہائش اختیار کر لی تھی اور بے چاری پاگل ربیعہ ہر وقت عدی کی قبر کے گرد طواف کرتی رہتی تھی۔ وہ گندم کے کھوکھلے خوشے جیسی ہو گئی تھی۔ اس کی حالت اس سیپ کی طرح تھی جس سے اس کا کوئی چھین لیا گیا ہو۔

دوسری طرف رقاش نے مسلسل کوشش کر کے اپنے بھائی جزیمہ کو اس بات پر آمادہ کر لیا تھا کہ عدی کو واپس بلایا جائے۔ جزیمہ اپنے رویے پر نادم ہوا اور اس نے ایک بار پھر اپنے وزیر قصیر بن سعد کو بنو ایاد میں بھیجا تاکہ وہ عدی کو اپنے ساتھ لیکر آئے لیکن قصیر عدی کے بجائے اس کی موت کی خبر لیکر پہنچا۔ رقاش نے اپنا سینہ پیٹ لیا۔ بال نوچ لئے جزیمہ کو بھی عدی کی موت سے دھچکا پہنچا اور اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ملکہ الزباء سے اپنے سپہ سالار اور اپنی بہن کے شوہر عدی کے قتل کا انتقام ضرور لے گا۔

○

اسے ایک اتفاق کہئے کہ قدرت کو یہ منظور تھا کہ صحرا کے اندر جنم لینے والی قدیم داستان کا کوئی بہتر اور اچھا انجام ہو۔ رقاش اپنی شادی کی پہلی رات ہی عدی سے حاملہ ہو گئی تھی اور پھر اس کے یہاں ایک بچے نے جنم لیا جس کی شکل بالکل عدی سے ملتی جلتی تھی۔ رقاش نے اس کا نام عمرو رکھا۔ رقاش نے پورے قبیلے میں اعلان کروا دیا تھا کہ اس کے بیٹے عمرو کو جب وہ بڑا ہو یہ نہ بتایا جائے کہ اس کا باپ کون تھا اور اس کا کیا انجام ہوا۔

جزیمہ کسی مناسب موقع کی تلاش میں تھا کہ الزباء سے انتقام لے لیکن وہ ایسا نہ کر سکا کیونکہ ملکہ الزباء نے اپنی طاقت خوب بڑھا لی تھی اور پھر اپنے قبیلے کے اردگرد صحرا کے ایک وسیع حصے میں لڑاکا چھاپہ مار دستے پھیلا دیئے تھے۔ جو اس انداز میں حملہ آور ہوتے جس طرح شہد کی مکھیاں اپنے شکار کا تعاقب کرتی ہیں اور یہ چھاپہ مار جنگی محاذ میں ایسے تھے

کہ کسی کو بھی اپنے قبیلے کی طرف بڑھنے نہ دیتے تھے۔ دوسری سمت عدی جو زنجیریں توڑ کر بھاگا تھا رقاش نے ان کی مرمت کروا دی تھی اور ٹوٹی ہوئی کڑیوں کی جگہ اس نے نئی اور مضبوط کڑیاں ڈلوا دیں تھیں۔ شاید رقاش نے ان لوہے کی زنجیروں سے جنہیں توڑ کر ان کا شوہر بھاگا تھا کوئی بہت بڑا کام لینے کا تہیہ کر لیا تھا۔

دوسری طرف روم شہر میں آگ لگ گئی یہ آگ ایسی بھڑکی کہ شہر کے وسیع حصے کو اس نے جلا کر خاکستر کر دیا تھا۔ وہ پرانا شہر جو صدیوں سے چلا آ رہا تھا جل کر راکھ کا ڈھیر ہو کر رہ گیا تھا۔ شہر کا یہ جلنا بھی نیرو کے لئے سود مند اور اس کی شہرت کا باعث بنا۔ اس لئے کہ جو شہر جلا اس جگہ نیرو نے بہتریں اور خوبصورت عمارتیں لوگوں کے لئے تعمیر کیں۔ جو شہر جلا تھا وہ بغیر کسی تنظیم کے تعمیر کیا گیا تھا لیکن اب جو نیرو نے اس کی جگہ نیا شہر تعمیر کرایا اس میں اس کی سڑکیں، گلیاں خوب کھلی رکھیں اور اس طرح کہ ساری گلیاں ایک دوسرے سے ملتی جلتی تھیں اس طرح جو ایک تنظیم کے ساتھ دوبارہ روم شہر کی نیرو نے تعمیر کی تو یہ تعمیر ایک لحاظ سے رومن سلطنت میں اس کی شہرت کا باعث بن گئی تھی۔

دوسرا بڑا حادثہ جو نیرو کے دور حکومت میں پیش آیا وہ یہودیوں کی بغاوت تھی۔ رومنوں نے یہودیوں کو کئی ایک مراعات دیے رکھی تھیں اس کے باوجود بھی یہودی رومنوں کی حکمرانی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ لہٰذا رومنوں کے خلاف فلسطین میں بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور رومنوں کی غلامی کا جوا اتار کر یہودیوں نے اپنی آزادی اور خود مختاری کا اعلان کر دیا۔

لیکن جلے ہوئے روم شہر کی دوبارہ تعمیر کر کے نیرو اپنی حکومت میں ایک اعلیٰ اور شہرت پر مبنی مقام حاصل کر چکا تھا لہٰذا وہ یہودیوں کو کھلی چھٹی نہیں دینا چاہتا تھا۔ دوسری طرف یہودیوں نے بھی اپنی پوری تیاریاں کرنے کے بعد رومنوں کے خلاف علم بغاوت کھڑا کیا تھا۔ انہوں نے فلسطین کے اندر ایک بہت بڑا اور جرار لشکر ترتیب دیا۔ اس لشکر کو انہوں نے بہترین انداز میں مسلح کیا اور اس لشکر کی مدد سے یہودیوں نے فلسطین میں جس قدر حکمران طبقے سے تعلق رکھنے والے رومن اور جس قدر لشکری فلسطین میں مقیم تھے ان پر حملہ آور ہو کر ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اس طرح یہودیوں نے ایک طرح سے فلسطین کے اندر سارے رومنوں کا صفایا کر کے رکھ دیا تھا۔

دمشق اور شام کے دیگر شہروں میں مقیم رومن لشکریوں کو جب خبر ہوئی کہ فلسطین کے اندر جس قدر رومن تھے انہیں یہودیوں نے تہہ تیغ کر دیا ہے تو وہ بھی انتقامی کارروائی کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ دمشق اور شام کے دوسرے شہروں کے اندر جس قدر

یہودی تھے رومنوں نے ان سب کا قتل عام کر دیا تھا۔

رومنوں کے شہنشاہ نیرو کو جب ان حالات کی خبر ہوئی تو وہ بڑا فکر مند ہوا۔ اس نے مصر کے اندر اسکندریہ شہر میں جو تیبیوس نام کا رومن جرنیل اپنے لشکر کے ساتھ مقیم تھا اسے حکم دیا کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ فلسطین میں داخل ہو اور وہاں قتل ہونے والے رومنوں کا اس طرح انتقام لے کہ جو بھی یہودی مسلح ہو کر اس کے سامنے آئے ان کا وہ بے دریغ قتل عام کرے۔ نیرو کا حکم ملتے ہی تیبیوس نے پہلے سے اسکندریہ میں مقیم اپنے لشکر میں مزید اضافہ کیا اپنی عسکری قوت کو خوب بڑھانے کے بعد اس نے فلسطین کی طرف کوچ کیا تھا۔

رومن جرنیل تیبیوس چاہتا ہی تھا کہ فلسطین میں داخل ہو کر وہ یہودیوں کا قتل عام کرے کہ فلسطین کی سرحد کے قریب ہی اس کی مڈبھیڑ یہودی لشکر سے ہوئی۔ تیبیوس کو پکی امید تھی کہ وہ یہودیوں کے ناتجربہ کار لشکر کو بدترین شکست دینے میں کامیاب ہو گا لیکن جنگ کے ابتداء میں ہی رومن جرنیل تیبیوس کی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا تھا۔

وہ اس طرح کہ یہودی تین اطراف سے رومنوں کے جرنیل کے لشکر پر کچھ اس جانثاری اور اس خونخواری سے حملہ آور ہوئے کہ انہوں نے تین اطراف سے رومنوں کا قتل عام کر دیا تھا۔ رومن جب ایک یہودی کو قتل کرتے تو اس کی جگہ پر کئی یہودی رومنوں کے سامنے آ نمودار ہوتے۔ اس طرح رومن جرنیل تیبیوس ایک مصیبت میں پھنس گیا تھا اور جونہی جنگ نے طول پکڑا آہستہ آہستہ رومنوں کی تعداد گھٹتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ یہودیوں نے رومن جرنیل تیبیوس کو بدترین شکست دی۔ اس کے لشکر کے اکثر حصے کو یہودیوں نے تہہ تیغ کر دیا۔ تیبیوس بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر اسکندریہ کی طرف بھاگ نکلا تھا۔

اس کے بعد دمشق کے رومنوں کی باری آئی۔ دمشق کے رومنوں کو جب خبر ہوئی کہ یہودیوں نے اسکندریہ کے رومن جرنیل کو شکست دی ہے تو انہوں نے بھی ایک لشکر تیار کیا اور فلسطین پر حملہ آور ہوئے لیکن فلسطین کے یہودیوں کے حوصلے اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ انہوں نے دمشق سے آنے والے رومنوں کے لشکر کو بھی بدترین شکست دی اور یہ لشکر بھی اپنے پیچھے اپنے آدمیوں کی لاشیں چھوڑ کر دمشق کی طرف بھاگ گیا تھا۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یہودیوں کی سرکوبی کرنے کے لئے رومن شہنشاہ نیرو نے اپنے بہترین جرنیل ویسپاسیان کا انتخاب کیا۔ ویسپاسیان نے اپنے بیٹے ٹیٹس کو اپنے ساتھ لیا جو جنگ کا بہترین تجربہ رکھتا تھا۔ ویسپاسیان اور ٹیٹس دونوں باپ بیٹے کے پاس پچاس

ہزار باقاعدہ اور تربیت یافتہ رومنوں کا لشکر تھا اس کے علاوہ ان کے لشکر میں بے شمار اور ان گنت رضاکار بھی شامل تھے جن کی وجہ سے ویسپا اور ٹیٹس کے لشکر کی تعداد بہت بڑی ہو گئی تھی۔

اس جرار لشکر کو لیکر ویسپاسیان اور ٹیٹس دونوں باپ بیٹے اٹلی سے فلسطین کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

ویسپاسیان بڑا کہنہ مشق رومن جرنیل تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے فلسطین میں داخل ہو کر براہ راست یہودیوں کی قوت سے ٹکرانے کی کوشش کی تو اس کا حشر ان دو رومن لشکروں سے مختلف نہ ہو گا جو اسکندریہ اور دمشق سے باری باری یہودیوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔ لہٰذا ویسپاسیان نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ فلسطین کے ساحل پر اترنے کے بعد اس نے فلسطین کے دور افتادہ شہروں پر حملہ آور ہونے کی ابتدا کی۔

سب سے پہلے ویسپاسیان اپنے لشکر کے ساتھ گلیلی شہر کی طرف بڑھا۔ یہاں کوئی یہودی لشکر نہ تھا۔ لہٰذا ویسپاسیان نے بڑی آسانی کے ساتھ گلیلی شہر اور اس کے قرب و جوار میں سمندر کے کنارے کے ساتھ جس قدر قصبے اور شہر تھے ان پر قبضہ کر لیا۔ یہاں سے ویسپاسیان نے اپنے لشکر کے لئے بہترین رسد کا سامان حاصل کیا اور اپنے لشکر کو تازہ دم کرنے کے بعد وہ اپنی دوسری مہم کے متعلق سوچنے لگا تھا۔

گلیلی شہر اور اس کے گردو نواح میں پڑنے والے چھوٹے شہروں اور قصبے کو فتح کرتے کرتے ویسپاسیان کو ایک سال لگ گیا تھا۔ اگلے سال وہ دریائے یردن کے کنارے دوسرے شہروں کی طرف بڑھا یہاں تک کہ اس نے صوالیہ شہر پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔ دوسری طرف یہودی بھی بڑی چالاکی کا مظاہرہ کر رہے تھے وہ اپنے مرکز سے نکل کر سرحدی شہروں میں جا کر ویسپاسیان کا مقابلہ نہیں کر رہے تھے ان کا خیال تھا کہ جب ویسپا سیان یروشلم شہر پر حملہ آور ہو گا تو وہ رومنوں کو خون میں نہلا کر رکھ دیں گے۔

دو سال کے عرصے میں گلیلی اور صوالیہ شہروں اور ان کے گردو نواح میں دوسرے شہروں پر قبضہ کرنے کے بعد ویسپاسیان یروشلم شہر پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرنے لگا تھا۔ اس لئے کہ اب تک فلسطین کے دو شہر اس نے فتح کئے تھے وہاں سے دھڑا دھڑ ان گنت مہاجر یہودی یروشلم کا رخ کر رہے تھے اس طرح یروشلم کی مرکزی یہودی قوت کو ان مہاجرین کی وجہ سے ان گنت مسائل سے دو چار کر دیا تھا۔ ویسپاسیان چاہتا تھا کہ اسی وقت سے فائدہ اٹھائے اور جس وقت یہودی مہاجرین کو سنبھالنے میں مصروف ہوں وہ ان پر حملہ آور ہو اور ان کا قتل عام شروع کر دے لیکن اسی دوران اٹلی سے خبر آئی کہ نیرو مر

گیا ہے ویسپاسیان چونکہ خود بھی رومنوں کا شہنشاہ بننے کا امیدوار تھا لہٰذا نیرو کی موت کی خبر سن کر وہ پریشان ہوا اس نے فلسطین میں رومن لشکر کا کماندار اپنے بیٹے ٹیٹس کو مقرر کیا اور خود وہ بڑی تیز رفتاری سے اٹلی چلا گیا تھا۔

لیکن ویسپاسیان کی بدقسمتی کہ اٹلی پہنچنے سے پہلے ہی رومن سینٹ نے شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والے ایک شخص گالبا کو رومنوں کا شہنشاہ مقرر کر دیا تھا۔ لیکن گالبا زیادہ دن تک شہنشاہ نہ رہ سکا اس لئے کہ اسے قتل کر دیا گیا۔ اس کے قتل کے بعد ایک شخص آتو کو رومنوں کا شہنشاہ مقرر کیا گیا۔ اس وقت تک ویسپاسیان کی خوش قسمتی کہ آتو کے تخت نشین ہوتے ہی چاروں طرف سارے صوبوں اور نو آبادیاتی علاقوں میں رومنوں کے خلاف بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ ان بغاوتوں سے گھبرا کر نئے رومن شہنشاہ آتو نے خود کشی کر لی اور اس کی خود کشی کے بعد سینٹ نے اپنے بہترین جرنیل ویسپا سیان کو رومن شہنشاہ مقرر کر دیا تھا۔

رومن شہنشاہ بننے کے بعد ویسپاسیان روما کی بغاوتوں کو فرو کرنے میں لگ گیا جرمن اور برطانوی علاقوں میں بڑی سخت بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ شمال کے وحشی گال قبائل نے بھی بغاوت کر دی تھی اس کے علاوہ اٹلی میں بھی جگہ جگہ شورشیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں لیکن آہستہ آہستہ ویسپاسیان نے ان ساری بغاوتوں پر قابو پا لیا تھا۔ اتنی دیر تک ویسپاسیان کا بیٹا ٹیٹس بھی حرکت میں آ چکا تھا۔

ویسپاسیان فلسطین سے نکل کر جب اٹلی میں داخل ہوا تو ٹیٹس نے اپنے لشکر کے ساتھ یروشلم کی طرف کوچ کیا۔ یروشلم کے اردگرد اس وقت دوہری فصیل تھی۔ فصیل سے باہر یہودیوں نے ٹیٹس کا جم کر مقابلہ کیا۔ اس لڑائی کا کوئی فیصلہ نہ ہوا تاہم یہودیوں نے فصیل کے اندر محصور رہ کر مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

یہودیوں کا یہ فیصلہ غلطی پر مبنی تھا اور ٹیٹس کے لئے بڑا سود مند ثابت ہوا ٹیٹس شہر پر حملہ آور ہوا پہلے اس نے بیرونی فصیل میں توڑ پھوڑ کر کے فصیل کے ایک حصہ کو گرا کر رکھ دیا اس کے بعد وہ دوہری فصیل پر حملہ آور ہوا اس میں بھی اس نے جگہ جگہ شگاف کر دیئے ان شگافوں پر یہودی لشکر نے ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن رومن انہیں مارتے کاٹتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے اس طرح آہستہ آہستہ ٹیٹس اپنے پورے رومن لشکر کے ساتھ یروشلم شہر میں داخل ہو گیا۔ شہر کے اندر رومنوں اور یہودیوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی۔ جس میں تقریباً" ایک لاکھ یہودی مارے گئے۔ اس طرح ایک طرف ویسپاسیان نے روم میں اٹھنے والی بغاوتوں کو فرو کر دیا تھا دوسری طرف اس کے بیٹے ٹیٹس نے فلسطین کے اندر

اٹھنے والی یہودیوں کی بغاوت کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا تھا۔

ویسپاسیان کے دور حکومت میں شمال کے وحشی آلانی قبائل نے گرجی قبائل کے ساتھ مل کر آذر بائیجان پر یلغار کر دی تھی۔ آذربائیجان کے حکمران وحشی قبائل کا مقابلہ نہ کر سکے اور راہ فرار اختیار کر کے پہاڑوں میں پناہ گزیں ہوئے۔ اس سے ان وحشی قبائل کے حوصلے اور بلند ہوئے اور انہوں نے مختلف علاقوں کو تخت و تاراج کرتے ہوئے سرسبز میدانوں کو تباہ و برباد کرنا شروع کیا۔ وہاں سے نکل کر یہ قبائل آرمینیا آئے اور آرمینیا کے حکمران جو ایران کے بادشاہ بلاش کا بیٹا تھا اس کو مغلوب کر کے اسیر کر لیا۔

ایران کے بادشاہ بلاش نے جب یہ سنا کہ وحشی قبائل نے نہ صرف یہ کہ اس کے بیٹے کو قیدی بنا لیا ہے بلکہ آذر بائیجان کے علاوہ پورے آرمینیا پر قبضہ کر لیا ہے تو وہ بڑا فکر مند ہوا۔ اسے خوف ہوا کہ کہیں یہ آلانی اور گرجی قبائل اسی طرح یلغار کرتے ہوئے پورے ایران پر ہی غالب نہ ہو جائیں۔ ان خیالات کے تحت بلاش بڑا فکر مند ہوا اور ان وحشی قبائل کو مغلوب کرنے کے لئے اس نے قیصر روم ویسپاسیان سے مدد طلب کی لیکن ویسپاسیان ان دنوں خود اپنے ملک کے اندر بغاوتیں فرو کرنے میں بری طرح مصروف تھا لہٰذا اس نے بلاش اول کی مدد کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

دوسری طرف بلاش اول کی خوش قسمتی کہ یہ وحشی قبائل جگہ جگہ لوٹ مار کرتے ہوئے ایران کی سلطنت کی طرف بڑھنے کے بجائے واپس لوٹ گئے۔ ان وحشی قبائل کی یلغار کے کچھ ہی عرصہ بعد ایران کا بادشاہ بلاش اول فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا پیکارس اشکانیوں کے بادشاہ کی حیثیت سے تخت نشین ہوا تھا۔

دوسری طرف رومن شہنشاہ ویسپاسیان بھی صرف دس سال حکومت کرنے کے بعد چل بسا۔ اس کی موت کے وقت اس کا بیٹا ٹیٹس فلسطین کے اندر قیام کئے ہوئے تھا اور اس نے ایک یہودی شہزادی برینس سے شادی کر لی تھی۔ ویسپاسیان کی موت کے بعد رومنوں کا خیال تھا کہ ٹیٹس کو اپنا شہنشاہ بنایا جائے لیکن لوگوں نے اعتراض کیا کہ اس نے ایک غیر رومن لڑکی سے شادی کر رکھی ہے اور جب تک وہ اس یہودی بیوی کو ترک نہیں کرتا اس وقت تک اسے قیصر روم نہیں بنایا جا سکتا۔ شہنشاہ بننے کی خاطر ٹیٹس نے یہودی شہزادی برینس کو طلاق دیدی اور یوں وہ اپنے باپ ویسپاسیان کے بعد رومنوں کا شہنشاہ بنا لیکن صرف دو سال حکومت کرنے کے بعد یہ دنیا سے چل بسا اور اس کی جگہ رومنوں نے ڈومیٹین کو اپنا شہنشاہ بنا لیا۔

صحراؤں کے اندر رقاش کا بیٹا عمرو اب جوان ہو کر اٹھارہ برس کا ہو چکا تھا۔ ایک روز جب اس نے اپنی ماں سے اپنے باپ کے متعلق پوچھا تو رقاش نے اس پر سر سے لیکر پاؤں تک بڑے غور سے اپنے بیٹے کو دیکھا پھر وہ کسی قدر مسکرا کر کہنے لگی۔

سن میرے بیٹے تمہارے ماموں کے محل میں ایک ایسا کمرہ ہے جس کی دائیں بائیں جانب کی دیواروں میں لوہے کی بھاری اور مضبوط زنجیریں لگی ہوئی ہیں۔ جس روز ان دونوں زنجیروں کو تم اپنے بازوؤں کے گرد لپیٹ کر توڑ دو گے اس روز تمہیں بتاؤں گی کہ تمہارا باپ کون تھا اور کس نے اسے قتل کر دیا تھا۔

اپنی ماں کے اس خوفناک انکشاف پر عمرو نے اپنی گردن جھکاتے ہوئے اور کسی قدر ٹوٹتی آواز میں کہا۔

اے میری ماں کیا میرے باپ کو کسی نے قتل کر دیا تھا۔ جواب میں رقاش روتے ہوئے کہنے لگی۔

دیکھ میرے فرزند تمہارے باپ کو اس کے دشمنوں نے ہلاک کیا تھا۔ تیرے ماموں کے محل کے کمرے میں جس کی طرف میں نے نشاندہی کی ہے جس میں زنجیریں ہیں انہیں تمہارے باپ نے ایک ہی جھٹکے میں توڑ دیا تھا۔ تمہارا باپ بہادر، جفاکش اور طاقت ور ترین انسان تھا۔ صحرا کے اندر خانہ بدوش قبائل اور نخلستان کے رہنے والے آج بھی اس کی شجاعت کی داستانیں اپنے بچوں کو سناتے ہیں لیکن افسوس دشت کا وہ شہ زور انسان ہم دونوں کو تنہا چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے ہم سے منہ موڑ چکا ہے۔ آہ اس کے حقیر دشمنوں نے اس صحرا کے اندر گھیر کر قتل کر دیا۔ اگر اس کے دشمن باری باری اس کے سامنے آتے تو وہ ان سب کو موت کی بساط میں لپیٹ کر رکھ دیتا لیکن افسوس بیں دشمن صحرا کے اندر اس کے سامنے آن کھڑے ہوئے اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اپنی ماں کے اس نئے انکشاف پر عمرو کی گردن تھوڑی دیر تک جھکی رہی پھر وہ انتہائی مغموم لہجے میں کہنے لگا۔

آہ میری ماں تم نے مجھے پہلے کیوں نہ بتا دیا کہ میرے باپ کو اس کے دشمنوں نے قتل کر دیا تھا۔ بتاؤ ماں میرے باپ کے قاتل کون ہیں۔ اے میری ماں مجھے اپنے باپ کی شجاعت اور طاقت کی قسم میں اس کے قاتلوں سے اس کے قتل کا انتقام ضرور لوں گا۔ میں اپنے باپ کے قاتلوں پر واضح کر دوں گا کہ میں اپنے باپ کا انتقام لینے کی جرات اور ہمت رکھتا ہوں۔

کہو ماں وہ قاتل کون تھے وہ کہاں ہیں اور کس جگہ میں ان سے ٹکرا کر اپنے باپ کا

اپنے باپ کے خون کا انتقام لے سکتا ہوں۔ عمرو کی ان ساری باتوں کے جواب میں رقاش جب خاموش رہی تو عمرو پھر بولا اور کہنے لگا دیکھ ماں تجھے میرے خون کی قسم اس پر رقاش نے فوراً" عمرو کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

دیکھ میرے بیٹے میرے بچے ایسی کوئی قسم مت کھانا جب تک تم ان دونوں زنجیروں کو توڑنے میں کامیاب نہیں ہوتے میں تمہیں کچھ نہ بتاؤں گی۔ جس روز تم نے ان زنجیروں کو توڑ لیا اس روز مجھے یقین ہو جائے گا کہ تم اپنے باپ کی طرح طاقتور ہو گئے ہو۔ اس روز میں تمہیں بتا دوں گی کہ تمہارا باپ کون تھا وہ یہاں سے زنجیریں توڑ کر کیوں بھاگا۔ صحراؤں کے اندر کس نے اسے کیوں قتل کیا۔ اس پر عمرو بن عدی نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔

آؤ ماں اگر ایسی بات ہے تو پھر تم مجھے اس کمرے میں لے چلو جس کے اندر وہ زنجیریں ہیں۔ جنہیں تم نے میرے پاؤں سے باندھ دیا ہے۔ میں ان زنجیروں سے زور آزمائی کرتا ہوں اگر میں نے انہیں توڑ دیا تو یہ میری خوش قسمتی ہو گی کہ اس طرح میں اپنے باپ کے انتقام کی ابتداء کر سکوں گا۔ اس پر رقاش ایک طرف چل دی اور کہنے لگی میرے ساتھ آؤ عمرو بن عدی چپ چاپ اپنی ماں کے ساتھ ہو لیا تھا۔

اپنے بیٹے کو لیکر رقاش اس کمرے میں آئی جس میں زنجیریں تھیں پھر اس نے لوہے کی موٹی اور مضبوط زنجیروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

میرے بیٹے میرے بچے یہ ہیں وہ زنجیریں جنہیں تمہارے باپ نے صرف ایک ہی جھٹکے میں توڑ دیا تھا۔ اگر تم واقعی اپنے باپ کا انتقام لینے میں سنجیدہ ہو تو پھر آگے بڑھو اور زنجیروں کو اپنے باپ اور اس کے قاتلوں کے درمیان ایک رکاوٹ سمجھ کر توڑ پھینکو۔ اگر تم نے ایسا کر دکھایا تو میں سمجھوں گی تم اپنے باپ کا انتقام لینے میں کامیاب ہو سکو گے۔

عمرو بن عدی آگے بڑھا دونوں زنجیروں کو اس نے اپنے دائیں بائیں بازوں کے گرد لپیٹا اور زور آزمائی کرنے لگا۔ رقاش اس کے سامنے کھڑی اس کو زور لگاتے ہوئے دیکھ رہی تھی پھر لحہ بہ لحہ رقاش کے چہرے پر مایوسی اور افسردگی کے آثار نمودار ہونے لگے تھے اس لئے کہ عمرو بن عدی کافی دیر تک زور آزمائی کرتا رہا اس کا بدن پسینہ پسینہ ہو گیا تھا پر وہ ان زنجیروں کو نہ توڑ سکا تھا۔ اس موقع پر عمر بن عدی کے سامنے رقاش کی گردن افسوس کے سے انداز میں جھک گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک مزید ان زنجیروں پر زور آزمائی کرنے کے بعد زنجیروں کو عمرو بن عدی نے اپنے بازوؤں سے علیحدہ کر دیا پھر وہ اپنی ماں کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

ماں اگر میں ان زنجیروں کو توڑ نہ سکا تب رقاش نے اپنی جھکی ہوئی گردن اوپر اٹھائی

لمحہ بھر کے لئے اس نے بڑے غور سے اپنے بیٹے عمرو بن عدی کی طرف دیکھا پھر وہ کسی قدر مایوسی بھرے لہجے میں کہنے لگی۔

میرے فرزند سن اگر تو ان زنجیروں کو توڑ نہ سکا تو پھر تمہارے باپ کے قتل کا راز راز ہی ہو کر رہ جائے گا اور میں یہ سمجھ کر اور یہ جان کر ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جاؤں گی کہ میں نے جس بیٹے کو جنم دیا تھا وہ اس قابل نہیں کہ اپنے باپ کے قاتلوں سے اس کا انتقام لے سکے۔ دیکھ میرے بیٹے یہ میرا آخری فیصلہ ہے جب تک تم ان زنجیروں کو نہیں توڑو گے اس وقت تک میں تمہیں تمہارے باپ کے قاتلوں سے متعلق آگاہ نہیں کروں گی۔

ان الفاظ سے عمرو بن عدی کے جسم میں آگ سی لگ گئی تھی۔ وہ آگے بڑھا اس نے اپنی ماں رقاش کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے گمبھیر آواز میں بڑے ٹھہراؤ اور پختہ سی آواز میں کہا۔

سن میری ماں اگر میں اس باپ کا بیٹا ہوں جس کی شجاعت اور جوانمردی کی داستانیں لوگ خوشی سے ایک دوسرے کو سناتے ہیں۔ پھر تو مجھ پر اعتماد اور یقین رکھ میں ان زنجیروں کو اپنے مقدر کی ایک دیوار نہ بننے دوں گا۔ میں انہیں ایک روز اس طرح توڑ کر نکل جاؤں گا جس طرح ایک جھٹکے میں میرے باپ نے انہیں توڑا تھا۔

دیکھ میری ماں اپنے باپ کی اصلیت اور اس کے قتل کا راز جاننے کے لئے اب میں ہر سال زنجیروں سے زور آزمائی کرتا رہوں گا اور پھر ایک نہ ایک سال ضرور ایسا آئے گا جب یہ زنجیریں اس کمرے میں ٹوٹی ہوئی پڑی ہوں گی اور میری شجاعت کی کہانیاں میرے عظیم باپ کی طرح ان صحراؤں کا موضوع سخن بن جائیں گی۔

اپنے بیٹے کی یہ گفتگو سن کر رقاش کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر وہ کہنے لگی میرے بیٹے جس روز تو ان زنجیروں کو توڑ پھینکے گا وہ دن میری زندگی کا مقدس اور عظیم ترین دن ہو گا۔ اس روز میں جانوں گی کہ میں نے جس بیٹے کو جنم دیا تھا وہ میری امیدوں میری آرزوؤں پر پورا اترا ہے۔ اس پر عمرو نے اپنی ماں رقاش کے شانے تھپتھپائے اور کہنے لگا اگر یہ بات ہے میری ماں تو بے فکر ہو جاؤ ایک روز یہ زنجیریں ٹوٹ جائیں گی۔ جواب میں رقاش اپنے بیٹے کے شانے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہنے لگی میرے بیٹے میں ابراہیم کے رب سے ہر روز تمہاری کامیابی کی دعائیں مانگتی رہوں گی۔ اس کے بعد دونوں ماں بیٹا محل کے سکونتی حصے کی طرف چلے گئے تھے۔

○

دوسری طرف بنو قسطورہ کی ملکہ ایک نئے انداز سے حرکت میں آگئی تھی وہ کھلا

بنو ازد کے حکمران جزیمہ کے ساتھ جنگ نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن وہ چالبازی سے کام لیتے ہوئے جزیمہ کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر لینا چاہتی تھی۔ ماضی میں ایک جنگ میں ملکہ الزباء کے باپ کو جزیمہ نے قتل کر دیا تھا۔ الزباء اس حادثے کو بھولی نہ تھی اور اندر ہی اندر وہ انتقام لینے سے متعلق سوچ رہی تھی۔ جزیمہ کے ساتھ کھلے میدان میں جنگ کرنے کے بجائے ملکہ الزباء نے حیلے اور مکاری سے کام لینے کا تہیہ کیا۔

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ملکہ الزباء نے اپنا ایک نہایت تیز اور عیار شخص جو اس کے قبیلے سے تعلق رکھتا تھا سجھا پڑھا کر ایک مکمل اور خوفناک سازش کے تحت جزیمہ کے پاس روانہ کیا۔ اس شخص نے جزیمہ کے پاس جا کر پہلے الزباء کے حسن اور خوبصورتی کی تعریف کی۔ پھر وہ الزباء کی اچھی عادات اور صفات گننے لگا۔ جب یہ شخص کافی دیر تک ملکہ الزباء کے حسن اور اس کی اچھی عادات اور صفات کی تعریف کر چکا تب جزیمہ نے اس شخص کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اے شخص تو کس لئے میرے سامنے بنو قسطورہ کی ملکہ الزباء کی تعریف کرتا ہے۔ اس پر وہ عیار شخص کہنے لگا۔

میں ملکہ الزباء کی تعریف و توصیف آپ کے سامنے اس لئے کرتا ہوں کہ آپ الزباء سے شادی کر لیں اس طرح دونوں قبیلوں کے درمیان پرانی چپقلش اور رنجش جاتی رہے گی اور صحرا میں ہر طرف امن اور سکون ہو جائے گا اور اے بنو ازد کے حکمران جزیمہ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو جب تک ان صحراؤں کے اندر بنو قسطورہ اور بنو ازد موجود ہیں یہ مستقبل میں بھی ایک دوسرے سے ٹکراتے رہیں گے اور ایک نہ ایک روز ایسا وقت ضرور آئے گا جب دونوں قبائل ان صحراؤں کے اندر تباہ اور برباد ہو کر رہ جائیں گے۔ اے بنو ازد کے حکمران ملکہ الزباء کی تعریف کا مقصد اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ میں ان دونوں قبیلوں کے درمیان صلح اور امن چاہتا ہوں اس طرح صحراؤں اور نخلستانوں کے اندر دونوں قبائل اپنے اپنے قبیلے کی بہتری اور خیر و فلاح پر دھیان دے سکیں گے۔

اس شخص کی یہ ساری گفتگو سن کر جزیمہ نے سر جھکا لیا اور کافی دیر تک سوچتا رہا۔ اس پر ملکہ الزباء کے اس جاسوس نے کسی قدر تعجب سے جزیمہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے بنو ازد کے حکمران کیا آپ ملکہ الزباء جیسی خوبصورت، دولت مند اور اچھی عادات رکھنے والی عورت سے شادی کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ اس پر جزیمہ نے ایک جھٹکے سے اپنا سر اس طرح اوپر اٹھایا جیسے وہ کوئی آخری فیصلہ کرنے میں کامیاب ہو گیا ہو۔ پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا جاؤ ملکہ الزباء کو میری طرف سے شادی کا پیغام دیدو۔ اگر اس طرح

بنو قسطورہ اور بنو ازد کے درمیان امن قائم ہو سکتا ہے تو پھر میں ملکہ الزباء سے شادی کرنے پر میں بخوشی رضا مند ہوں۔

جزیمہ کا یہ جواب سن کر ملکہ الزباء کا وہ آدمی ایسا خوش اور مطمئن ہوا کہ اسی وقت وہ اٹھ کر وہاں سے نکلا اور اسی روز اپنے قبیلے کی طرف وہ روانہ ہو گیا۔ ملکہ الزباء کے اس جاسوس کے جانے کے بعد رات کے وقت جزیمہ نے اپنے وزیر قصیر بن سعد، بہن رقاش اور بھانجے عمرو بن عدی کو جمع کیا اور ان کے سامنے ملکہ الزباء سے شادی کرنے کا مسئلہ پیش کیا۔ قصیر اور رقاش دونوں نے اس شادی کی سخت مخالفت کی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ الزباء جزیمہ کے بہادر اور شیر دل بہنوئی کی قاتل تھی۔ رقاش نے بڑے تلخ لہجے میں اپنے بھائی جزیمہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

سن میرے بھائی میرا دل کہتا ہے کہ الزباء شادی کے بعد یقیناً" تمہیں دھوکہ دے گی۔ اس پر جزیمہ نے گہری نگاہوں سے اپنی بہن رقاش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ میں ملکہ الزباء کے دھوکہ دینے سے قبل ہی اسے ٹھکانے لگا دوں گا۔ میں نے صرف اس سے نپٹنے کے لئے ہی شادی کی پیش کش کی ہے۔ سن میری بہن ایک دن تم دیکھو گی صحراؤں کی یہ حسین ساحرہ میرے سامنے بے بس اور مجبور ہو گی یہ بھی جان لو میں اسے زنجیروں میں جکڑ کر تمہارے سامنے پیش کروں گا۔ پھر تم جس طرح چاہو اس سے انتقام لے سکو گی۔ اپنے بھائی جزیمہ کا یہ جواب سن کر رقاش کسی قدر مطمئن اور خاموش ہوتی دکھائی دے رہی تھی پر اس موقعہ پر جزیمہ کا وزیر قصیر بن سعد بولا اور اپنے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

الزباء بڑی مکار عورت ہے۔ کہیں وہ اس شادی کے چکر میں ہمیں دھوکہ دینے میں ہی کامیاب نہ ہو جائے اور ہم شمال کے پربتوں سے لیکر جنوب کے صحراؤں تک بدنام ہو کر رہ جائیں۔ اس پر جزیمہ نے قصیر کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ قصیر میرے دوست میرے بھائی تم فکر مند نہ ہو میں تمہیں اپنے ساتھ رکھوں گا اور ہر کام تمہارے مشورے سے کیا کروں گا۔ بہرحال اس رات باتوں ہی باتوں میں جزیمہ نے اپنی بہن رقاش اور اپنے وزیر قصیر کو الزباء کے ساتھ شادی کر لینے پر رضا مند کر لیا تھا پھر ایسا ہوا کہ اس رضا مندی کے چند ہی روز بعد ملکہ الزباء کی طرف سے وہی قاصد آیا اور جزیمہ کو پیغام دیا کہ ملکہ الزبا آپ کو بلاتی ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ شادی اس کے قبیلے میں ہو۔ اس کے بعد آپ اسے جہاں رکھیں گے وہ رہے گی۔

رقاش نے جزیمہ کو بہت روکا کہ وہ الزباء کے پاس نہ جائے لیکن وہ جزیمہ پر تو شاید

الزباء کے حسن کا بھوت سوار ہو گیا تھا۔ وہ الزباء کی خوبصورتی اور اس کی توصیف سے بے حد متاثر دکھائی دیتا تھا اور ہر حالت میں اس سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ لہٰذا اپنی بہن رقاش کی مخالفت کے باوجود جزیمہ اپنے وزیر قصیر کے ہمراہ اپنے لشکر کے ایک معمولی سے حصے کے ساتھ الزباء کے قبیلے کی طرف کوچ کر گیا تھا۔ اپنے بعد اس نے اپنے بھانجے اور رقاش کے بیٹے عمرو بن عدی کو اپنے قبیلے کا حکمران مقرر کر دیا تھا۔

○

شام کے غمگین اندھیرے صحرا کے اندر بکھر، پھیل کر خوب گہرے اور تاریک ہو گئے تھے۔ آسمان سے زمین تک نیلگوں وسعتوں میں انجانی اور نا آشنا سماوی خوشبوئیں بکھر گئیں تھیں۔ صحرا کے ویرانہ پسند پرندے بسرام کی خاطر اپنے اپنے ٹھکانوں کو لوٹنے لگے تھے۔

صحرا میں ہر سمت قفس جیسی تاریکی پھیل چکی تھی۔ جزیمہ اور اس کا وزیر قصیر بن سعد اپنے چھوٹے سے لشکر کے ساتھ تیز رفتار ستاروں کی طرح صحرا کا سینہ چیرتے ہوئے ملکہ الزباء کے قبیلے کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔

دریائے فرات کے کنارے آ کر طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق قصیر بن سعد فوجی دستے کے ساتھ دریا کے کنارے کے وسیع جنگلوں میں رک گیا تھا جبکہ جزیمہ اکیلا الزباء کے محل کی طرف بڑھا۔ تاہم اس کی خبر گیری کرنے کے لئے قصیر بن سعد نے اپنے کچھ جاسوس اس کے پیچھے لگا دیئے تھے۔

جزیمہ الزباء کے محل میں داخل ہوا۔ الزباء کو اس کی آمد کی اطلاع ہو چکی تھی لہٰذا اس نے بڑی گرم جوشی سے جزیمہ کا استقبال کیا اور اسے اپنے ساتھ اپنی خوابگاہ میں لے گئی تھی۔

مشعلوں کی تیز روشنی اور کمرے کے اندر اڑتی ہوئی تیز صندلی خوشبوؤں میں جزیمہ نے پہلی بار غور سے الزباء کو دیکھا۔ الزباء اس وقت گو بتیس برس کی ہو چکی تھی لیکن اس کا حسن اب بھی آئینے کی طرح پرسکون اور پر کشش تھا۔ اس کے جسم کی تختی اپنی جگہ برقرار تھی اور اس کی آنکھیں اب بھی پھولوں کی طرح حسین تھیں۔

عدی سے محبت کرنے کے بعد ملکہ الزباء نے شادی نہ کی تھی اور ابھی تک وہ برق کی طرح بے ثمر تھی۔ الزباء نے جزیمہ کو مخاطب کیا اور کمرے میں اس کی آواز اپنی پوری شیرینی اور مٹھاس کے ساتھ بلند ہوئی۔ آواز ایسی تھی گویا تیز ہواؤں کی آوازیں صحرا کی زخمی روح سے ارتباط کے بعد سنائی دی ہوں۔ اے بنو ازد کے حکمران کیا تم مجھ سے شادی کے

لئے رضا مند ہو۔ اس موقع پر ملکہ الزباء کی آواز اور لہجے میں خفیف سے طنز تھا جسے جزیمہ محسوس نہ کر سکا۔ اس لئے کہ وہ تو ملکہ الزباء کے چمکدار حسن کے سامنے اپنے سارے حواس پر اپنی گرفت ہی کھو چکا تھا۔ ملکہ الزباء کی نقرئی چمکتے حسن کے آگے جزیمہ اپنی ذہنی قوتیں مفلوج کر بیٹھا تھا۔ ملکہ الزباء کے سوال کرنے پر اس نے سحرزدہ سی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اے بنو قسطورہ کی ملکہ شادی کا یہ معاملہ میری اور تمہاری مرضی اور رفاقت سے ہی طے ہوا ہے۔ جزیمہ کا یہ جواب سن کر الزبا یوں کڑک کر بولی گویا خط افق پر بجلی کڑک گئی ہو۔ سنو بنو ازد کے جزیمہ کیا تم میرے باپ کے قاتل نہیں ہو۔ جزیمہ جو ابھی تک ملکہ الزباء کے حسن اور اس کی خوبصورتی پر مسحور ہوا جا رہا تھا اب اس کے حواس درست ہوئے۔ خوشی اور بے تابی کی جگہ اب اس کے چہرے پر اتھاہ غم اور نا امیدی چمک گئی تھی۔ پھر بھی اس نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے ملکہ الزباء سے کہا۔

دیکھ الزباء یہ پرانی اور قدیم باتیں ہیں۔ میں انہیں بھول چکا ہوں تم بھی بھول جاؤ اور دونوں مل کر اس صحرا میں ایک نئی زندگی کی ابتدا کریں۔ ایسی زندگی جس سے صحرا کے اس حصے میں امن و سکوں پھیل جائے گا۔ دیکھ الزباء میری اور تمہاری شادی بنو قسطورہ اور بنو ازد دونوں ہی کے لئے سود مند رہے گی۔ اس لئے کہ اس شادی سے دونوں قبائل کے درمیان روابط اور تعلقات بہترین ہو جائیں گے۔ اور آنے والے دنوں میں دونوں قبیلوں کے لوگ ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر اپنے اپنے قبیلے کی ترقی اور فلاح کے کام سرانجام دے سکیں گے۔

جزیمہ جب خاموش ہوا تو ملکہ الزباء کی اسے ایسی آواز سنائی دی جس طرح بھاری اور آہنی زنجیروں کے آپس میں ٹکرا جانے کے باعث سخت آوازیں پیدا ہوتی ہیں۔ الزباء جزیمہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی تھی۔

سنو جزیمہ میں نے اپنی زندگی میں صرف ایک شخص سے محبت کی تھی اور وہ شخص عدی بن نصر تھا لیکن اس نے تمہاری بہن سے شادی کر کے میرے ساتھ بے وفائی' میرے ساتھ بد عہدی کی تھی اور جانتے ہو میں نے اس سے کیا سلوک کیا۔ میں نے اسے قتل کروا دیا اور اس کے جواں اور توانا جسم کا سارا خون صحراؤں کی پیاسی ریت پی گئی۔ اس پر جزیمہ نے حیرت زدہ سے انداز میں چونکتے ہوئے پوچھا تو کیا میں یہ سمجھوں کہ تم نے میرے ساتھ بد عہدی کی ہے۔

اس پر الزباء نے کڑک کر کہا۔ ہاں مجھے تم سے نفرت ہے تم میرے باپ کے قاتل ہو

اور اپنے باپ کے قاتل کو میں کس طرح معاف کر سکتی ہوں۔ جب کہ وہ بے بسی کی حالت میں میرے سامنے پڑا ہوا ہے۔ سنو جزیمہ عدی بن نصر کے بعد میں نے نہ کسی مرد کو پسند کیا ہے نہ ہی اس سے محبت کی ہے۔ ان صحراؤں ان نخلستانوں کے اندر صرف عدی بن نصر ہی میری پسند اور میری محبت تھا۔ اس کے بعد کوئی مرد میرے دل کو جچا نہیں اور پھر جہاں تک تمہارا تعلق ہے جزیمہ تم تو میرے ہی نہیں میرے قبیلے کے بھی بدترین دشمن ہو پھر تم کیسے سوچ سکتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ شادی کر لوں گی۔ اس کے ساتھ ہی ملکہ الزباء مزید حرکت میں آئی اس نے تالی بجائی۔ تالی بجتے ہی اس کے تین پہرہ دار اس کی خوابگاہ میں داخل ہوئے۔

ملکہ الزباء نے شاید اپنے ان پہریداروں کو پہلے ہی سب کچھ سمجھا رکھا تھا۔ ان پہریداروں نے اندر آتے ہی جزیمہ کو رسیوں میں جکڑ لیا۔ اپنی بے بسی دیکھ کر جزیمہ کا چہرہ غصہ میں تمتما اٹھا اور بھاری کھولتی ہوئی آواز میں ملکہ الزباء کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن الزباء تو کمینی ذہنیت کی اور منتقمانہ مزاج کی عورت ہے تو اندرائن کا وہ پھل ہے جو دیکھنے میں حسین ترین اور کھانے میں کڑوا ہوتا ہے اور حلق کو پکڑ لیتا ہے۔ تو حنظل کی بیل ہے جو صحرا میں تربوز کی طرح خوبصورت انداز میں پھیلتی ضرور ہے پر کسی کام کی نہیں ہوتی۔ لاریب تو عورت نہیں رات بھر کا ایک پڑاؤ ہے جو کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا۔

جزیمہ کی یہ گفتگو سن کر ملکہ الزباء کا حسین چہرہ غصہ میں غضبناک ہو گیا تھا۔ پھر اپنی آنکھوں سے غضبناکی کے شعلے برساتے ہوئے وہ کہنے لگی۔ سن جزیمہ میں تمہیں ویسی ہی بے بسی سے قتل کروں گی جس طرح تم نے میرے باپ کو قتل کیا تھا۔ اس بار جزیمہ قدرے ٹھہرے ہوئے لہجہ میں کہنے لگا۔ دیکھ ملکہ الزباء گو میری کوئی اولاد نہیں پر یاد رکھ میرے بعد میرا بھانجا تم سے میرے قتل کا بدلہ ضرور لے گا۔ دیکھ ملکہ الزباء جانتی ہو وہ کس کا بیٹا ہے وہ اسی عدی بن نصر کا بیٹا ہے جس سے تم محبت کرتی تھی۔ تم جانتی ہو عدی کیسا بہادر اور جواں مرد انسان تھا۔ اس کا بیٹا بھی اسی جیسا ہے جب وہ ان زنجیروں کو توڑ دے گا جن کو اس کا باپ توڑ کر بھاگا تھا اور اس کی ماں اسے یہ بتا دیگی کہ تم اس کے باپ کی قاتل ہو تو یاد رکھو وہ طوفان بن کر اٹھے گا اور اپنے باپ کے ساتھ میرا بھی انتقام تم سے ضرور لیکر رہے گا۔

ملکہ الزباء نے جزیمہ کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اور اس کے حکم پر اس کے پہریداروں نے جزیمہ کے جسم کی رگ ہفتم کاٹ دی جس سے اس کے جسم کا سارا خون بہہ گیا اور یوں جزیمہ ملکہ الزباء کی خوابگاہ میں سسک سسک کر اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر بے بسی

کی موت مر گیا تھا۔

دوسری طرف جزیمہ کے وزیر قصیر بن سعد کو اس کے جاسوسوں نے جزیمہ کی موت کی اطلاع کر دی تھی اور وہ کچھ سوچ کر اپنے چھوٹے سے اس دستے کے ساتھ بڑی تیزی سے اپنے قبیلے کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

اپنے قبیلے میں واپس آ کر قصیر نے رقاش اور عمرو کو جزیمہ کے مرنے کی خبر دی۔ رقاش نے اپنا سر پیٹ لیا۔ الزباء اس کے شوہر ہی کی نہیں بھائی کی بھی قاتل ہو چکی تھی۔ عمرو بن عدی کی حالت یوں تھی جیسے وہ اس جہاز کا ملاح ہو جو سمندر میں گھوم رہا ہو۔ پھر قصیر نے عمرو بن عدی سے بڑی راز داری سے کہا۔ میرے ذہن میں الزباء سے انتقام لینے کی ایک بہت اچھی ترکیب ہے۔ اس پر عمرو نے چونک کر پوچھا کیسی ترکیب جواب میں قصیر بن سعد کہنے لگا۔

دیکھ عدی کے بیٹے میں آج رات ہی یہاں سے بنو قسطورہ کی ملکہ الزباء کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ اگلے روز تم جزیمہ کے قتل کا مورد مجھے ٹھہرانا اور لوگوں میں یہ مشہور کر دینا کہ میری سستی کی وجہ سے جزیمہ مارا گیا۔ اس کے ساتھ ہی تم میری گرفتاری پر انعام مقرر کر دینا۔ میں ملکہ الزباء کے پاس جا کر کہوں گا کہ عمرو بن عدی نے مجھ پر جزیمہ کے قتل کا الزام لگا کر مجھے قتل کرنا چاہا لہٰذا میں بھاگ کر تمہارے پاس آ گیا ہوں۔

اس کے علاوہ میں ملکہ الزباء سے یہ بھی کہوں گا کہ تم چونکہ جزیمہ کے خاندان کی بدترین دشمن ہو اور میں بھی اب چونکہ انہیں اپنا بدترین دشمن سمجھتا ہوں لہٰذا دونوں مل کر ان سے انتقام لیں۔

اگر ملکہ الزباء نے مجھ پر اعتماد نہ کیا اور مجھے اپنے قبیلے میں رہنے کی اجازت نہ دی تب میں واپس آ جاؤں گا اور اگر اس نے اپنے یہاں مجھے قیام کی اجازت دے دی اور مجھ پر اعتماد اور مجھ پر بھروسہ کیا تو میں وہاں رہ کر پہلے الزباء کو اپنے مکمل اعتماد میں لوں گا اس کے بعد جاسوسوں کے ذریعے تم سے رابطہ قائم کروں گا اور اس طرح ہم اس سے انتقام لینے کا لائحہ عمل مرتب کریں گے۔

عمرو بن عدی نے فوراً" قصیر کی اس تجویز کو سراہتے ہوئے کہا۔ تمہاری تجویز بڑی اچھی عمدہ اور قابل عمل ہے ایسا کرو تم آج رات ہی ملکہ الزباء کی طرف روانہ ہو جاؤ اور اگر تم اپنے مقصد میں کامیاب رہے میں سمجھتا ہوں کہ ایک روز میں ملکہ الزباء سے انتہائی سنگین انتقام لوں گا۔ اس کے ساتھ ہی عمرو بن عدی اٹھ کر اندر گیا اور نقدی کی ایک تھیلی لا کر قصیر کی جھولی میں رکھتے ہوئے وہ پھر کہنے لگا۔

سنو سعد کے بیٹے یہ تھیلی اپنے پاس رکھ لو یہ تمہارے کام آئے گی اور اسی رات کی تاریکی میں ملکہ الزباء کی طرف کوچ کر جاؤ۔ تمہاری غیر موجودگی میں تمہاری بیوی اور بچوں کو وہی عزت وہی وقار اور وہی مراعات حاصل ہوں گی جو انہیں اس وقت حاصل ہیں۔

عمرو بن عدی کی اس گفتگو کے بعد عدی بن سعد اٹھ کر اپنی حویلی کی طرف چلا گیا تھا۔

○

اسی رات قصیر نے اپنے قبیلے سے کوچ کیا اور ملکہ الزباء کی طرف روانہ ہو گیا۔ عمرو بن عدی کو جب یقین ہو گیا کہ قصیر الزباء کے پاس پہنچ چکا ہو گا۔ قصیر کی گرفتاری کے احکامات جاری کر دیئے۔ دوسرے روز شام کے قریب قصیر الزباء کے قبیلے میں داخل ہوا۔ قبیلے کے صحرائی محافظ اسے پکڑ کر ملکہ الزباء کے پاس لے گئے۔ جب اسے ملکہ الزباء کے سامنے پیش کیا گیا تو کافی دیر تک ملکہ الزباء اسے غور سے دیکھتی رہی پھر اس نے کسی قدر تعجب اور حیرت سے قصیر بن سعد سے کچھ پوچھنا چاہا ہی تھا کہ قصیر نے بولنے میں پہل کی اور کہنے لگا۔

میں بنو قسطورہ کی ملکہ الزباء کو سلام کرتا ہوں۔ الزباء نے حیرت سے پوچھا۔ میں حیران اور پریشان ہوں کہ بنو ازد کے وزیر کو بنو قسطورہ میں آنے کی کیا ضرورت پیش آئی ہے۔ کیا تم اپنے آقا کی تلاش میں میرے قبیلے میں آئے ہو۔ اس پر قصیر بن سعد بے پناہ خفگی اور غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

نہیں ملکہ الزباء تم نے مجھے سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ میں جانتا ہوں جزیمہ کی روح سے اس کے جسم کا رشتہ منقطع ہو چکا ہے اور وہ ایسی جگہ پہنچ چکا ہے جہاں کوئی بھی اس سے مل نہیں سکتا۔ اس پر ملکہ الزباء نے مزید حیرت سے قصیر بن سعد کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تم کیا چاہتے ہو۔ قصیر بن سعد کہنے لگا۔

اے ملکہ کیا تم جانتی ہو جب جزیمہ شادی کی نیت سے تمہارے پاس آیا تھا تو میں اس کے ہمراہ تھا اور اس نے مجھے ایک فوجی دستے کے ساتھ فرات کے کنارے جنگل میں ٹھہرنے کا مشورہ دیا تھا۔ اس احتیاط کے ساتھ کہ اگر تمہارے قبیلے میں کوئی خطرہ ہو تو میں اس کی مدد کر سکوں۔

لیکن اے ملکہ جب تو نے اس کی رگ ہفتم کاٹ کر اسے ختم کر دیا تو میں واپس چلا گیا۔ میں تمہارے ساتھ کسی صورت میں بھی الجھنا نہ چاہتا تھا۔ میری نگاہوں میں تم ان صحراؤں کا حسین گیت ہو۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ اس حسین صحرائی گیت کی تانیں اور دلکش

صدائیں بکھر جائیں۔ جس طرح پھول کی پتیاں بکھر جانے سے پھول پھول نہیں رہتا ویسے ہی گیت کی صدائیں بکھر جانے سے صحرا کا یہ گیت وہ حسین گیت نہ رہتا۔ میں جب اپنے اس فوجی دستے کے ساتھ واپس اپنے قبیلے میں گیا تو عدی کے بیٹے عمرو نے جو جزیمہ کا بھانجا اور اس وقت بنو ازد کا حکمران ہے اس نے جزیمہ کے قتل کا ذمہ دار مجھے ٹھہرایا۔

میں ابھی اپنے گھر بھی نہ پہنچا تھا کہ اس ناعاقبت اندیش اور کندہ ناتراش انسان نے میری گرفتاری کے احکامات جاری کر دیئے لیکن بنو ازد کی فوج میں میرے بھی کچھ ہم نوا اور راز دار ہیں۔ میں ان ہی کی مدد سے عمرو بن عدی کے ہاتھوں گرفتار ہونے سے بچ گیا اور پناہ کی خاطر تمہارے پاس چلا آیا ہوں۔

قصیر بن سعد کی یہ ساری گفتگو سن کر ملکہ الزباء کچھ دیر تک سر جھکا کر سوچتی رہی پھر وہ کہنے لگی اگر میں تمہیں پناہ دینے پر رضا مند نہ ہوں تب۔ اس پر قصیر بن سعد چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ ملکہ یہ زمین بڑی وسیع ہے۔ میں اپنا آپ بچانے کی خاطر کسی اور خانہ بدوش قبیلے کا رخ کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ مجھے مایوسی نہ ہو گی کیونکہ عمرو اپنے باپ کی طرح خونخوار انسان ہے اور جب تک میں کسی قبیلے میں پناہ نہیں لے لیتا اس کے ہم نوا مجھ سے انتقام لینے کی خاطر میرے پیچھے سائے کی طرح لگے رہیں گے۔

اس پر ملکہ الزباء نے پھر کچھ سوچا اور اس دفعہ وہ افسردہ سے لہجے میں پوچھنے لگی کیا یہ حقیقت ہے کہ عدی نے جس سے میں نے محبت کی تھی رقاش سے شادی کر لی تھی اور بنو ازد کا موجودہ حکمران عمرو اس عدی کا بیٹا ہے۔ قصیر بن سعد چاہتا تھا کہ باتوں باتوں میں ملکہ الزباء کی تعریف کر کے الزباء کے دل میں اپنے لئے ہمدردی پیدا کرنے کی کوشش کرے اب جب ملکہ الزباء نے خود ہی یہ دوسرا موضوع چھیڑا تو قصیر بن سعد نے اس موضوع سے پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ لہٰذا اس دفعہ اس نے اپنی آواز کو خوب مصالحہ لگا کر بڑی درد مند اور غمگسار آواز میں کہا۔

اے ملکہ کہاں تم کہاں جزیمہ کی بہن رقاش۔ وہ تو خوبصورتی میں تمہارا پر تو بھی نہیں ہے۔ پر بات کچھ یوں ہے کہ جزیمہ نے عدی کو اپنے پاس بلایا تھا اور وہ اسے اپنی افواج کا سپہ سالار بنانا چاہتا تھا اس طرح شاید وہ عدی کی خدمات حاصل کر کے تمہارے خلاف اپنے لشکر کو عدی کی سرکردگی میں حرکت میں لانا چاہتا تھا۔ جب عدی اور رقاش کی شادی کی بات چھڑی تو عدی نے صریحاً" رقاش کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ شاید اس کی وجہ یہ رہی ہو کہ وہ تم سے محبت کرتا تھا لیکن برا ہو وقت اور حالات کا کہ بنو ازد کے بہت سے لوگوں کو سمجھانے پر عدی رقاش کے ساتھ شادی کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ اس لئے کہ

لوگوں نے اسے یہ تک دھمکی دیدی تھی کہ اس نے اگر رقاش کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کیا تو جزیمہ اس کا خاتمہ کرا دے گا۔ لہٰذا مجبوراً" عدی نے رقاش کے ساتھ شادی کے لئے حامی بھر لی تھی۔

پر اس کے باوجود اے ملکہ عدی اور جزیمہ کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ جزیمہ نے اپنے صحرائی محل کے ایک کمرے میں عدی کو زنجیروں میں جکڑ دیا تھا۔ وہ بہادر اور جوانمرد انسان ایک رات لوہے کی ان بھاری اور مضبوط زنجیروں کو توڑ کر بھاگ نکلا اور اپنے قبیلے کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں تمہارے آدمی صحرا کے اندر اس سے ٹکرا گئے اور اسے قتل کر دیا۔

اے ملکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے قبیلے سے ہو کر تمہارے پاس ہی چلا آتا لیکن تمہارے آدمیوں نے اس سے کچھ پوچھے بغیر ہی اسے موت کی ابدی نیند سلا دیا اور اس کے رد عمل میں بنو ایاد کے سورماؤں نے تمہارے آدمیوں کو بھی قتل کر دیا۔ کاش اس وقت عدی بن نصر زندہ ہوتا تو میں اس کے پاس پناہ لیتا اور اس وقت میں جزیمہ کے بھانجے سے ایسا انتقام لیتا کہ صدیوں تک اس انتقام کے نقوش ان صحراؤں میں دیکھے جا سکتے۔

قصیر کی ان باتوں پر الزباء اداس ہو گئی تھی پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کی آنکھیں نمناک ہوئیں پھر آنسوؤں کے کئی ننھے ننھے قطرے اس کی حسین آنکھوں میں جھلملانے لگے تھے اور اپنی لمبی لمبی سرخ مخروطی انگلیوں سے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے ملکہ الزباء نے رندھی ہوئی آواز میں پھر کہا۔

آہ عدی کاش تم جزیمہ کے پاس نہ گئے ہوتے۔ اپنے باپ سے مل کر سیدھے میرے پاس چلے آئے ہوتے۔ تمہیں بنو قسطورہ کا حاکم بنا دیتی اور خود ایک لونڈی بن کر تمہاری خدمت کرتی لیکن جزیمہ اور اس کی بہن رقاش نے تمہیں مجھ سے چھین لیا۔ کاش تم زندہ ہوتے اور دیکھتے کہ میں نے جزیمہ سے کیسا عبرت خیز انتقام لیا ہے۔ اس کے بعد الزباء بے چاری کھل کر رو دی تھی۔

لوہا گرم دیکھ کر قصیر بن سعد نے پھر چوٹ لگائی اور کہنے لگا تو اے ملکہ الزباء کیا تم مجھے اپنے یہاں پناہ دینے کے لئے تیار نہیں ہو۔ اگر ایسا ہے تو مجھے کسی اور عرب قبیلے کا رخ کرنا ہو گا۔ اس پر ملکہ الزباء فوراً" سنبھل گئی اور کہنے لگی۔ سنو سعد کے بیٹے۔ تمہارا اندازہ غلط ہے میں تمہیں اپنے قبیلے میں پناہ دینے پر رضا مند ہوں۔ اب تم میرے قبیلے میں ہی رہو گے۔ میں تمہیں پناہ دیتی ہوں۔ تم جیسا انسان میرا بہترین مشیر ثابت ہو سکتا ہے۔ تمہارے مشوروں سے میں عمرو بن عدی کا مقابلہ بڑی آسانی سے کر سکوں گی۔ میرے قبیلے

میں تمہاری حیثیت ایک معزز مہمان کی سی ہو گی۔ اس کے ساتھ ہی ملکہ الزباء پیچھے مڑی۔ پیتل کی چمکتی ہوئی ایک ایسی طشتری پر لکڑی کی ایک خوبصورت ہتھوڑی سے ضرب لگائی جو ایک چوکھٹے پر لٹک رہی تھی۔

چند ہی لمحوں بعد ایک پہرے دار اندر آیا اور الزباء کے سامنے تعظیماً سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔ الزباء نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ یہ قصیر بن سعد اب ہمارے قبیلے کا ایک محترم مہمان ہے۔ اسے اپنے ساتھ لے جاؤ اور اسے ایسی رہائش مہیا کرو جو ایک وزیر کے لائق اور شایان شان ہو۔ اب یہ واپس نہیں جائے گا اب یہ ہمارے یہاں ہی رہے گا اور اس کی حیثیت یہاں ایک ذی عزت مہمان کی سی ہو گی۔ وہ پہرے دار قصیر کو لیکر چلا گیا اور الزباء اپنے پلنگ کی طرف بڑھی اور اپنے نازک حسین جسم کو حریری بستر پر گرا دیا۔ شاید عدی کی یاد نے اسے افسردہ ملول اور پریشان کر دیا تھا۔

○

یوناف نے ابھی تک یمن میں سد مارب ہی کی ایک سرائے میں قیام کر رکھا تھا۔ ایک روز وہ اپنے کمرے میں تنہا بیٹھا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا اس کے بعد ابلیکا کی ساعت میں رس گھولتی ہوئی آواز یوناف کی ساعت سے ٹکرائی تھی۔

یوناف میرے حبیب سنو عزازیل ان دنوں اپنے پائیرو کے ساتھ دریائے نیل کے انتہائی جنوبی حصوں میں آباد وحشی قبائل کے اندر قیام کئے ہوئے ہے۔ ان قبائل کے اندر پائیرو کی مدد سے اس عزازیل نے شرک کا ایک طوفان کھڑا کر رکھا ہے۔ عزازیل نے اس پائیرو کی مدد سے ان وحشی قبائل کے اندر چند محیر العقول اور مافوق البشریت کام سر انجام دیئے جس کی بنا پر وہ وحشی قبائل نا صرف یہ کہ پائیرو کی عظمت، طاقت اور قوت کے قائل ہو گئے بلکہ جس طرح وہ اپنے قدیم دیوتاؤں کے بت بنا کر ان کی پوجا پاٹ اور پرستش کرتے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے پائیرو کے بھی چٹانیں تراش تراش کر بڑے مجسمے بنا کر ان کی پوجا پاٹ شروع کر دی ہے۔ ان قبائل کے درمیان چھوٹے سے ایک کوہستانی سلسلے کے غار کے اندر عزازیل نے پائیرو کو رکھا ہوا ہے۔ وہ وحشی قبائل نہ صرف یہ کہ پائیرو کو بہترین گوشت کی صورت میں غذا مہیا کرتے ہیں بلکہ ہر سال ایک لڑکی بھی پائیرو کو پیش کرتے ہیں۔ یہ لڑکی سال بھر پائیرو کے ساتھ غار میں قیام کرتی ہے اور پھر لوٹ آتی ہے اور پھر اگلے سال نئی لڑکی پائیرو کے پاس بھیجی جاتی ہے۔ اب جو سال شروع ہونے والا ہے اس کی ابتدا پر ان وحشی قبائل کے سردار کی بیٹی کو پائیرو کی خدمت میں بھیجا جائے گا۔ ہو سکتا

ہے اس سے پہلے عزازیل پائیرو کو لیکر ایک بار پھر ضرب لگائے اور پھر تمہیں سبق سکھانے کی کوشش کرے لہٰذا پائیرو اور عزازیل سے نپٹنے کے لئے تمہیں ابھی سے تیاری کر لینی چاہیے۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب رکی تو یوناف بولا اور کہنے لگا۔

سنو ابلیکا پائیرو اور عزازیل سے نپٹنے کے لئے میرے پاس وہ بلی کے دو بچوں والا ہی حربہ ہے میں انہیں کہیں سے بھی پکڑ کر ان کی جسامت اور قوت میں اضافہ کر کے پائیرو کے خلاف استعمال کر سکتا ہوں۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی یہ تم بلی کے بچوں ہی پر یوں اکتفا کرتے ہو۔ سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے جہاں تم کسی کی جسامت کو 10 (دس) گنا بڑھا سکتے ہو اور اس کی طاقت میں دس گنا اضافہ کر سکتے ہو وہاں جسامت اور طاقت میں تم دس گنا کمی بھی کر سکتے ہو۔ تم ایسا کرو۔ بلی کے بچے اپنے پاس رکھنے کے بجائے دو جوان نر مادہ چیتے اپنے پاس رکھو۔ اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے ان کی جسامت اور طاقت میں دس گنا کمی کر کے انہیں اپنے پاس رکھو۔ ان کی خاطر خدمت کرو۔ سری قوتوں کے ذریعے بھی ویسے بھی انہیں اپنے ساتھ خوب مانوس کر لو اور جب تم نے انہیں استعمال کرنا ہو تو انہیں ان کی طبعی جسامت میں لاؤ لیکن ان کی طاقت میں دس گنا اضافہ کرو۔ اس کے بعد انہیں پائیرو کے خلاف استعمال کرو گے تو وہ کارکردگی میں بلی کے بچوں سے کہیں زیادہ بہتر اور خونخوار ثابت ہوں گے۔

سنو یوناف یہ کام تمہیں چند ہی دن میں کر لینا چاہیے۔ میرے خیال میں کسی بھی وقت عزازیل پائیرو کے ساتھ تم پر وارد ہو سکتا ہے۔ اب وہ وقفے وقفے سے پائیرو کو تمہارے خلاف استعمال کرتا رہے گا۔ لہٰذا تم افریقہ کی سرزمین کے کسی بھی جنگل کی طرف نکل جاؤ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ۔ دو نر مادہ چیتے تلاش کرو اور ان کی جسامت گھٹا کر اپنے کام میں لاؤ۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف بولا اور کہنے لگا۔

سنو ابلیکا تمہارا کہنا درست ہے اور بجا ہے میں آج ہی مارب کی اس سرائے سے افریقہ کی سرزمین کی طرف کوچ کرتا ہوں۔ وہاں دو جوان، توانا، طاقتور، نر، مادہ چیتے کا انتخاب کرتا ہوں اور اپنی سری قوتوں کے ذریعے انہیں اپنے پاس رکھتا ہوں۔ اس پر ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی ہاں یوناف یہ بہترین فیصلہ ہے اور سنو وہ نر مادہ چیتے جو تم اپنے پاس رکھو گے جب تم دیکھو گے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ بڑھاپے کا شکار ہوتے جا رہے ہیں اور لاغر ہو رہے ہیں تو تم ان کے بچوں کو پالو۔ جب وہ بالکل ختم ہونے کے قریب آئیں تو ان کا خاتمہ کر دو اور ان کی جگہ ان کے بچوں کو اپنے کام میں لاؤ۔ اس طرح پائیرو

اور عزازیل کے خلاف اپنی بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کر سکو گے۔

اس کے ساتھ ہی ابلیکا یوناف کی گردن پر ایک ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔ یوناف اسی وقت سرائے کے کمرے سے نکلا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے وہ وسطی افریقہ کے گھنے اور وسیع جنگلوں میں نمودار ہوا تھا۔ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے وہ کافی دیر تک جنگل میں گھوم کر اپنی پسند کے چیتوں کو تلاش کرتا رہا۔ جب اسے دو انتہائی جوان' خوبصورت اور توانا نر مادہ چیتے پسند آئے تو اس نے ان پر اپنی قوتوں کو آزمایا انہیں مانوس کیا ان کی جسامت اور قوت گھٹا کر دس گنا کم کر دیا پھر ان دونوں کو جو بچوں جیسی صورت اختیار کر گئے تھے اپنے چمڑے کی زنبیل میں ڈال کر وہ دوبارہ سری قوت سے مارب کی سرائے میں آگیا تھا۔

سرائے میں واپس آ کر یوناف نے پہلے سری قوتوں کے ذریعے دونوں چیتوں کو اپنے ساتھ مزید مانوس کیا پھر ان کی خدمت خاطر میں لگ گیا تھا تاکہ وہ حقیقی معنوں میں بھی اس کے ساتھ مانوس ہو جائیں۔ اس طرح دن تیزی سے گزرنے لگے تھے۔ سرائے سے نکل کر یوناف جہاں کہیں بھی جاتا اپنی اس چرمی زنبیل کو اپنے پاس رکھتا اور دونوں چیتوں کو بھی اس زنبیل میں ڈال کر رکھتا تھا۔ اس زنبیل میں اس نے کئی سوراخ کر ڈالے تھے تاکہ دونوں نر مادہ چیتے جو جسامت گھٹائی جانے کے باعث بچوں کی سی صورت اختیار کر گئے تھے اس زنبیل کے اندر سانس لیکر زندہ رہ سکیں۔

ایک روز یوناف سرائے کے نواح میں سد مارب کے کوہستانی سلسلے کے اوپر چہل قدمی کر رہا تھا اس وقت سورج غروب ہونے کے قریب تھا۔ کوہستانی سلسلے ویران اور اداس ہو گئے۔ یوناف چہل قدمی کرتے ہوئے سرائے کی طرف واپس لوٹ جانے کی سوچ رہا تھا کہ اچانک کوہستان سلسلے کے اوپر عزازیل اور پائیرو اچانک اس کے سامنے نمودار ہوئے۔ عزازیل یوناف کے ذرا قریب آیا اور کہنے لگا۔

کہاں جاتے ہو نیکی کے نمائندے۔ اب تو تمہارے ساتھ ہمارا حساب چلتا ہی رہے گا۔ یہ پائیرو وقتاً" فوقتاً" تمہاری مرمت کرتا ہی رہے گا تاکہ تمہارے حواس درست رہیں اور تمہارا ذہن نئی نئی شاخیں نکالتا نہ شروع کر دیے۔ اس پر یوناف کمال جرات مندی میں چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ ملعون میرے خداوند کے راندھے ہوئے۔ تیری اس گفتگو اور ان دھمکیوں سے میں مرعوب ہونے والا نہیں ہوں۔ نیکی کے نمائندے کی حیثیت سے میرا یہ یقین اور ایمان ہے کہ جب تک میں نیکی کی راہ پر قائم اور دائم رہوں گا مجھے خداوند کی نصرت اور حمایت

حاصل ہو گی اور جب تک مجھے اپنے خداوند کی نصرت اور حمایت حاصل ہے تو اور تیرا یہ پائیرو دونوں مل کر بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ پھر عزازیل طنزیہ سے انداز میں کہنے لگا۔

ابھی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ پائیرو تیرا کچھ بگاڑ سکتا ہے یا نہیں۔ تو آخر کب تک بلی کے بچوں کی جسامت بڑھا کر پائیرو کے خلاف استعمال کرے گا۔ اب میں نے پائیرو سے کہدیا ہے کہ تجھ پر ضرب لگانے سے پہلے ایک ایک ہاتھ بلی کے بچوں پر لگائے کہ وہ ٹھکانے لگ جائیں اس کے بعد یہ تمہارے حواس درست کیا کرے گا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے میں پائیرو کو تم پر وارد کرتا ہوں اگر تم اپنا دفاع کر سکتے ہو تو کر دیکھو۔ اس کے جواب میں یوناف کہنے لگا۔

دیکھ عزازیل دیکھ راندہ درگاہ۔ میرا ایمان ہے کہ جس طرح اب تک میں اپنے خداوند کی نصرت پر یقین اور ایمان اور اعتقاد رکھ کر تیرا مقابلہ کرتا رہا ہوں ایسے ہی میں تمہارے اس پائیرو کے سامنے بھی جمتا رہوں گا اس کا مقابلہ کرتا رہوں گا۔ یہاں تک کہتے کہتے یوناف کو خاموش ہو جانا پڑا کیونکہ عزازیل بولا اور اس سے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے ماضی میں جو تو ہمارے ساتھ ٹکرا کر مختلف موقعوں پر کامیابیاں حاصل کرتا رہا ہے وہ سماں گزر گیا۔ اب تو میں قدم قدم پر تیرے لئے شکست کے داغ' رسوائی اور ذلت کے ستون کھڑے کروں گا۔ تجھے کسی بھی موقع پر اپنے خلاف کامیابی اور غلبہ حاصل کرنے کا موقع فراہم نہ کروں گا۔ جواب میں یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ بدی کے گماشتے اس تشنہ اور آشفتہ مسافر جیسی زمین میں وقت کی لمبی مسافتوں جیسی تھکن' ٹھٹھرے گردوں تلے اس دھرتی کی اندھی آنکھوں میں میں ان گنت بار تیری حالت اندھے کنویں کی گونج' تہہ خانوں کی سرگرداں تاریکی' ہڈیاں چبانے والی رات' روحوں کے ویران صحرا میں سنسان آرزوؤں اور وحشی اندھیروں جیسی کرتا رہا ہوں۔

سن عزازیل قسم خدائے بحر و بر کی جو جہاں حرف و صوت گرمئ نبض حیات کا مالک ہے میں ہر موقع پر تیرے سامنے اجالوں کا سرور اور دلوں کا رابطہ بن کر نمودار ہوں گا۔ تیری لٹکتی خونی زبان' تیری بے چین بھٹکتی خواہشوں کو میں اس احساس کے ویران کھنڈروں اور مردہ لمحوں کی روحوں' ندامتوں کے تلخ ذائقوں میں بدلتا رہوں گا۔

عزازیل اس پائیرو کو میرے سامنے اور مقابلے میں لاتے ہوئے یہ مت بھولنا کہ اگر اس پائیرو کی مدد سے تو مجھ پر انگاروں کی بھٹی جیسی روح کی آگ' کالی آندھیوں کے نئے روگ' ویراں رتوں کی الم افروزیاں نازل کرتے رہے۔ تب بھی میں تیرے سامنے سے بھاگوں گا نہیں [illegible] تیرے اور پائیرو [illegible] اس ساری بدیوں کا مقابلہ کروں گا اور اپنے رب

کے مقدس نام کی تکبیر بلند کرتے ہوئے میں تیری انا کی سرحدوں پر آتش نفس جیسی سفاکی کی مہریں ثبت کرتا رہوں گا۔ دیکھ عزازیل تو تجربگولا اور بدی کا منجدھار ہے یاد رکھ دنیا کی یہ زندگی ڈوبتی پنہایوں کے درمیان کھڑے لامرکز نقطے کی مانند ہے جو کسی وقت بھی ڈوب کر خواہشوں کی پیاس کا خاتمہ کر سکتا ہے۔ اس کائنات میں بسنے والے جن و انس میں کامیاب وہی ہے جو اپنی خواہشوں کی پیاس کو نیکیوں کی زنجیر میں باندھ کر رکھتا ہے اور اس دنیاوی زندگی کو اخروی زندگیوں کے لئے خرچ کر دیتا ہے۔

جواب میں عزازیل بڑے طنز بڑے تمسخر کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا اے نیکی کے نمائندے میں تیرا وعظ تیری تبلیغ کو سننے نہیں آیا۔ میں تو تیری کسمپری اور لاچارگی کا مظاہرہ دیکھنے آیا ہوں۔ دیکھ پائیرو کو تم پر وارد کرتا ہوں۔ بچ سکتا ہے تو بچ دکھا۔ عزازیل نے آگے بڑھ کر پائیرو کو یوناف پر ضرب لگانے کا حکم دیدیا تھا۔ جوں ہی پائیرو آگے بڑھا یوناف نے فوراً" اپنے گلے میں لٹکتی ہوئی چمڑے کی زنبیل کا منہ جھک کر زمین کی طرف سیدھا کیا۔ اس میں سے دونوں چیتوں کو اس نے باہر نکال کر اپنے دائیں بائیں کھڑا کر لیا۔ ایک جھٹکے کے ساتھ اپنی تلوار بے نیام کی اس پر اپنا کوئی سری عمل کیا اور اپنی تلوار وہ اپنے سامنے لایا جوں ہی تلوار چکارے مارتی ہوئی نیلے رنگ کی چنگاریاں نکالنے لگی تھی اس موقعہ پر عزازیل نے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے یوناف کے ہاتھوں سے اس کی تلوار چھین لینا چاہی تھی لیکن اس میں عزازیل کو ناکامی ہوئی تھی۔ یوناف اپنی تلوار اپنے سامنے رکھے کسی ستون کی مانند جما کھڑا تھا جب کہ پائیرو آہستہ آہستہ آگے بڑھا تھا۔ جوں ہی پائیرو قریب آیا یوناف نے فوراً" چیتوں پر اپنا عمل کیا وہ دونوں چیتے اپنی طبعی جسامت میں آنے کے بعد یوناف کی سری عمل کی وجہ سے دس گنا زیادہ طاقت کے مالک بھی ہو گئے تھے۔ وہ پائیرو کو دیکھ کر بری طرح غرانے لگے تھے۔

پھر یوناف نے دونوں چیتوں کو آگے بڑھ کر پائیرو پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا تھا۔ دونوں چیتے جست لگاتے ہوئے جب پائیرو پر حملہ آور ہوئے تو پائیرو نے اس قوت اور زور کے ساتھ اپنا ایک ایک پنجہ دونوں چیتوں کے منہ پر مارا کہ دونوں چیتے کتے کے پلوں کی طرح بے بسی اور لاچارگی کی چیخ و پکار کرتے ہوئے دور جا گرے تھے۔ پھر پائیرو پر گویا جنون طاری ہو گیا تھا۔ یوناف پر حملہ آور ہونے کے لئے وہ آگے بڑھا لیکن اتنی دیر تک یوناف نے اپنی تلوار لہرائی اور پائیرو کے شانے پر دے ماری تھی۔ پائیرو کے شانے پر زخم آیا تھا لیکن اس نے اپنا ہاتھ زخم پر پھیر کر عجیب سے انداز میں اپنا زخم ٹھیک کر لیا تھا۔ اتنی دیر تک اس نے یوناف کا تلوار والا ہاتھ پکڑ لیا پھر اس نے جو یوناف کی گردن پر اپنا دایاں پنجہ الٹا

مارا تو یوناف ہوا میں کئی پلٹیاں کھاتا ہوا دور جا گرا تھا اس کی تلوار اس کے ہاتھ سے گر کر کوہستانی سلسلے میں ایک چھناکا پیدا کرتی چلی گئی تھی۔

اس موقع پر عزازیل نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا۔ وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے نیکی کے نمائندے یہ ہے تیری اپنی ذات اور تیری ساری قوتوں کے اوقات۔ تیرے یہ دونوں چیتے پائیرو کا ایک ایک طمانچہ بھی برداشت نہیں کر سکے اور کتے کے پلے کی طرح شور کرتے ہوئے پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ جبکہ تمہاری اپنی حالت یہ ہے کہ پائیرو کا ایک ہی وار کھاتے ہوئے تم کسی کھلونے کی طرح لڑھکتے ہوئے دور جا گرے ہو۔ کیا اب بھی تم کہتے ہو کہ تم میرا اور پائیرو کا مقابلہ کرنے کی ہمت اور سکت رکھتے ہو۔ پھر عزازیل خاموش رہ کر یوناف کی طرف سے کسی جواب یا رد عمل کا انتظار کرنے لگا تھا۔

قبل اس کے کہ پائیرو زمیں پر گرے ہوئے یوناف پر پھر آگے بڑھ کر ضرب لگاتا یوناف ایک جست لگا کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس لئے کہ اپنی سری قوتوں کے ذریعے اس نے اپنی قوتوں کو بحال کر لیا تھا۔ چیتوں کے ساتھ ساتھ وہ اپنی طاقت میں بھی دس گنا اضافہ کر چکا تھا۔ ایک بار پھر اس نے لپک کر اپنی تلوار اٹھائی دونوں چیتوں پر بھی اس نے اپنا سری عمل کر کے پائیرو کی ضرب کی شدت سے انہیں نجات دی۔ دونوں چیتے پھر تازہ دم ہو کر اس کے دائیں بائیں کھڑے ہوئے تھے اور یوناف کی طرف سے کسی رد عمل یا حکم کا انتظار کرنے لگے تھے۔

یوناف نے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے ایک بار پھر دونوں چیتوں کو پائیرو پر حملہ آور ہونے کا اشارہ کیا۔ اشارہ ملتے ہی دونوں چیتوں نے ایک ساتھ جست لگائی اور پائیرو پر حملہ آور ہوئے۔ جس وقت دونوں چیتوں نے جست لگائی تھی عین اس وقت دونوں چیتوں کے درمیان یوناف نے بھی چیتوں کی طرح پائیرو پر جست لگائی تھی اور اس نے اپنی تلوار کا دستہ اپنی دس گنا بڑھائی ہوئی طاقت کے ساتھ پائیرو کی ناک پر دے مارا تھا۔ دوسری طرف چیتوں نے پائیرو کے دونوں ہاتھ چبا کر رکھ ڈالے تھے۔ یوناف پر دیوانگی اور جنون طاری ہو گیا تھا۔ پائیرو کی ناک پر ضرب لگانے کے بعد اس نے اپنی تلوار کے دستے کی دو ضربیں خوب قوت سے پائیرو کی پیشانی پر لگائیں۔ پھر اس نے اپنی تلوار کے کئی وار پائیرو کے شانے پر کچھ اس طرح مارے کہ پائیرو کے شانے کا ایک حصہ خوب چر کر رہ گیا تھا۔ یہ زخم آنے کی وجہ سے پائیرو خوب بلبلا اٹھا تھا بڑی بے بسی کے عالم میں اپنے دونوں ہاتھ اس نے چیتوں سے چھڑائے پہلے اس نے دونوں ہاتھوں کو درست کیا پھر اپنے ہاتھ اس نے اپنے شانے پر پھیر کر شانے کے زخم بھی درست کر لئے پھر تازہ دم ہو کر یوناف اور اس

کے دونوں چیتوں کے سامنے جم کر رہ گیا تھا۔

پائیرو پر یہ کاری ضرب لگانے کے بعد یوناف دونوں چیتو ں کو لیکر ذرا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ پھر وہ عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سن بدی کے منجدھار ذرا اپنے پائیرو کو ایک بار پھر آگے بڑھاؤ پھر دیکھ اس بار میں کیسے اسے لہو لہان اور خون آلود کر کے رکھتا ہوں۔ یوناف کے اس چیلنج کے جواب میں عزازیل حرکت میں آیا اور پائیرو کو آگے بڑھ کر اس نے حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔ پھر پائیرو آگے بڑھا اس کے آگے بڑھنے کے ساتھ ہی چیتے ایک ساتھ غراتے ہوئے پائیرو پر ٹوٹ پڑے تھے اس بار انہوں نے پائیرو کی پنڈلیوں کو اپنا ہدف بنایا تھا۔ پائیرو بھی حرکت میں آیا اس نے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کئے وہ چاہتا تھا کہ اپنے ہاتھوں کے وار دونوں چیتوں کی پیٹھوں پر کر کے ان کی ریڑھ کی ہڈیوں کو توڑ کر رکھ دے مگر اس وقت تک یوناف بھی حرکت میں آ چکا تھا ایک کوندے کی طرح آگے بڑھا اپنی تلوار اس نے دونوں چیتوں کے اوپر سے لہرا دی تھی۔ اس طرح جب پائیرو نے تیزی کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھ نیچے گرائے مگر اس کے ہاتھ چیتوں کی ریڑھ کی ہڈیوں پر پڑنے کے بجائے یوناف کی تلوار پر گر کر زخمی ہو گئے تھے۔ ایک بار پھر پائیرو بلبلاتے ہوئے پیچھے ہٹا تھا یوناف نے بھی اپنے چیتوں کو پیچھے ہٹا لیا تھا۔ پائیرو پھر عزازیل کے پاس جا کر اپنے زخم مندمل کرنے لگا تو۔

پائیرو کے ہاتھوں یوناف اور اس کے چیتوں کے بچ جانے کی وجہ سے عزازیل بری طرح سیخ پا ہو گیا تھا۔ پائیرو جب اپنے زخم مندمل کر چکا تو وہ ایک نئے عزم کے ساتھ حرکت میں آیا اور پائیرو کو پھر اس نے یوناف پر ضرب لگانے کے لئے حکم دیا۔ پائیرو کے ساتھ ہی ساتھ عزازیل خود بھی یوناف پر ضرب لگانے کے لئے آگے بڑھا تھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف نے بھی اپنے آپ کو ذہنی اور جسمانی طور پر تیار کر لیا تھا۔ دونوں چیتوں کو یوناف نے پائیرو پر چھوڑ دیا تھا اور وہ دونوں چیتوں پر نگاہ بھی رکھے ہوئے تھا۔ وہ دونوں چیتے ایک نئے انداز میں حملہ آور ہوئے تھے۔ نر چیتے نے اس بار ایک لمبی جست لی اور اپنا منہ اس نے پائیرو کی گردن پر ڈال دیا تھا۔ دوسری طرف مادہ چیتا بھی حرکت میں آ چکی تھی اور اس نے پائیرو کی ران اپنے منہ میں لیکر جھنجھوڑنا شروع کر دی تھی۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف نے کسی قدر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے عزازیل کا سامنا کرنے کی کوشش کی۔ عزازیل یوناف کے قریب آ کر یوناف پر ضرب لگانا ہی چاہتا تھا کہ یوناف نے اپنی تلوار اس پر دے گرائی لیکن اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے یوناف کی تلوار کو عزازیل نے دور ہٹا دیا تھا لیکن اسی لمحہ یوناف کا بایاں ہاتھ حرکت میں آ

چکا تھا اور بائیں ہاتھ کا الٹا حصہ یوناف نے پوری قوت کے ساتھ عزازیل کے جبڑے پر دے مارا تھا۔ عزازیل بل کھاتا ہوا پائیرو کی پشت پر ٹکراتا ہوں گر گیا تھا۔ عزازیل نے شاید اپنی قوتوں کی بڑھوتی نہیں کی تھی اس لئے جب یوناف کی طرف سے دس گنا بڑھی ہوئی طاقت کا طمانچہ اس کے منہ پر پڑا تو وہ اس کے لئے ایک طرح سے ناقابل برداشت ہو کر رہ گیا تھا۔

دوسری طرف پائیرو نے اپنے ایک ہاتھ سے نر چیتے کے جبڑے سے اپنی گردن چھڑائی جب کہ دوسرے ہاتھ سے اس نے نر چیتے کے سر پر ضرب لگائی تھی۔ ضرب لگتے ہی نر چیتا نیم بے ہوشی کی سی حالت میں زمین پر گر گیا تھا اسی لمحہ یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور نر چیتے پر جو پائیرو نے ضرب لگائی تھی اس ضرب کی شدت کو یوناف نے زائل کر دیا تھا۔ ضرب کی شدت زائل ہوتے ہی نر چیتا پھر پائیرو پر ٹوٹ پڑا تھا۔ اس وقت تک پائیرو مادہ پر ضرب لگانے کا ارادہ کر چکا تھا لیکن نر چیتے نے پھر ایک بار زہریلی جست لگاتے ہوئے پائیرو کی گردن دبوچ لی تھی۔

نر اور مادہ دونوں چیتوں کو پائیرو کے ساتھ الجھتے دیکھ کر یوناف مزید حرکت میں آیا اس وقت تک عزازیل جو پائیرو کی پیٹھ سے ٹکرا کر گرا تھا اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ یوناف نے آگے بڑھ کر لگاتار اس پر اتنی ضربیں لگائیں جن کی بناء پر عزازیل کراہ اٹھا تھا۔ پھر وہ سری قوتوں کو حرکت میں لایا اپنی قوت میں شائد اس نے کئی گنا اضافہ کر لیا تھا پھر وہ آگے بڑھ کر یوناف پر ضرب لگانا چاہتا تھا کہ یوناف نے اپنے اور اس کے درمیان حائل کی ہوئی اپنی تلوار کر دی جس کی بناء پر عزازیل یوناف پر ضرب لگانے میں ناکام رہا تھا۔

عزازیل جب یوناف کی طرف بڑھتے بڑھتے اس کی تلوار سے ذرا دور رک گیا تو یوناف نے فوراً پینترا بدلا وہ پائیرو پر اس کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہوا اور لگاتار کئی زخم اپنی تلوار سے اس نے پائیرو کی پیٹھ پر لگا دیئے تھے۔ اس دوران عزازیل نے جھپٹتے ہوئے یوناف پر چھلانگ لگا دی تھی لیکن جوں ہی وہ یوناف پر گرنے لگا یوناف نے اس پر بھی تلوار برسا دی اور اسے بھی زخمی کر دیا۔ اپنے زخم مندمل کرنے کے لئے عزازیل پیچھے ہٹا تھا۔ دوسری طرف پائیرو کو بھی نر مادہ چیتوں سے جان چھڑا کر پیچھے ہٹنا پڑا تھا تاکہ وہ اپنے زخم مندمل کر سکے۔ جب کہ اپنے دونوں چیتوں کو یوناف نے اپنے قریب کھڑا کر لیا تھا۔

پھر یوناف عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سن عزازیل تو اپنے اس پائیرو پر بڑا گھمنڈ بڑا فخر کرتا تھا۔ لیکن دیکھ تو خود اپنی ذات کو اور اس پائیرو کو بھی میرے خلاف استعمال کرتے ہوئے میرا کچھ بھی بگاڑ نہ سکا۔ تجھے اس پر بڑا فخر تھا کہ تو پائیرو کی مدد سے مجھے پست

اور ذلیل کر گیا لیکن دیکھ عزت اور ذلت دینے والا میرا اللہ ہے۔ اگر اس نے میرے مقدر میں عزت لکھ رکھی ہے تو میری اس عزت کو ذلت میں تبدیل نہیں کر سکتا۔ میں سمجھتا ہوں اب تو یہاں سے دفع ہو جا۔ اس لئے کہ اسی میں تیری بہتری اور بھلائی ہے۔ تو دیکھتا ہے کہ تو پائیرو کے ساتھ بھی مجھ پر وارد ہو کر آزما چکا ہے۔ تجھے ناکامی ہی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔

عزازیل نے یوناف کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ غصے میں ہونٹ کاٹتا رہا پائیرو اور وہ سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور دونوں وہاں سے غائب ہو گئے تھے جب کہ یوناف اب مطمئن انداز میں تھوڑی دیر تک اپنی جگہ کھڑا ہو کر مسکراتا رہا پھر دونوں چیتوں کی جسامت کو اس نے دس گنا کم کیا دونوں کو اپنی زنبیل میں ڈالا پھر وہ کوہستانی سلسلے سے اتر کر واپس اپنے سرائے کی طرف جارہا تھا۔ جس میں اس نے قیام کر رکھا تھا۔

○

پورے ایک سال بعد عمرو بن عدی ایک روز اپنی ماں رقاش کے ساتھ اسی کمرے میں داخل ہوا جس میں دیواروں میں زنجیریں لگی ہوئی تھیں۔ دروازے کا زنگ آلود تالا کھولنے لے بعد عمرو نے اپنی ماں رقاش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔

اے میری ماں میرے لئے دعا کرنا کہ آج میں اس امتحان کے کمرے سے سرخرو ہو کر نکلوں اور اپنے باپ کے دشمنوں سے انتقام لینے کی ابتدا کر سکوں۔ اے میری ماں مجھے امید ہے کہ آج میں ان زنجیروں کو توڑ پھینکوں گا۔ اور پھر اس کے بعد میں اپنے باپ کے قاتلوں پر ضرب لگانی شروع کروں گا۔ اس موقعہ پر رقاش نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے بڑی رقت آمیز آواز میں کہا۔ ابراہیم کا رب تیری مدد کرے گا۔

دونوں ماں بیٹا اس کمرے میں داخل ہوئے۔ رقاش سامنے کی دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔ جبکہ عمرو اپنے بازوؤں [illegible] وہ بھاری اور مضبوط زنجیریں باندھنے لگا۔ آج اس پر طاقت اور قوت کا ایک نشہ سوار [illegible] کہ اس [illegible] پر تماہٹ تھی۔ زنجیروں میں جکڑے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھاتے ہوئے عمرو بن عدی [illegible] بڑی عاجزی سے [illegible] خداوند کے حضور دعا کی۔

"اے ابراہیمؑ کے رب آج میری ماں میرے سامنے کھڑی ہے اسے آج میری طرف سے مایوس نہ کرنا۔ جس طرح تو نے آدم کی خطائیں معاف کیں۔ نوحؑ کو پانی کے ہولناک عذاب سے بچایا۔ جس طرح تو نے خلیل کی آگ کو خیابان میں بدل دیا آج میری مشکلوں کو بھی آسانی میں بدل دے۔ اے زمین و آسمان کے خالق اپنے اس آنے والے عظیم رسولؐ

کے صدقے میں جس کے متعلق ہر آسمانی کتاب میں پیش گوئیاں کی گئی ہیں۔ اے میرے رب اسی عرب کے چاند کے صدقے میں مجھے میرے اس امتحان میں کامیابی اور سرفرازی عطا فرما۔"

دیوار کے ساتھ کھڑی رقاش عجیب سے انداز میں اپنے بیٹے عمرو کی طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ سنجیدہ اور خاموش تھی شائد دل ہی دل میں بیٹے کی کامیابی کی دعائیں مانگ رہی تھی۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے عمرو نے اپنے بدن کو سکیڑا۔ بازو سیدھے کر کے اس نے زور لگایا۔ پھر اس نے ایک زوردار وحشی نعرہ مارا اور پوری قوت صرف کی تو بازو کے گرد لپٹی زنجیریں جن کا ایک سرا دیوار میں لگا ہوا تھا۔ ایک چھنا کے ساتھ ٹوٹ گری تھیں یہ صورتحال دیکھتے ہوئے عمرو بن عدی نے اپنے بازوؤں کے گرد لپٹی ہوئی زنجیریں اتار کر پھینک دیں اور مسکراتے ہوئے اپنی ماں کی طرف دیکھنے لگا۔ رقاش کے چہرے پر اس لمحے خوشی کی اتھاہ گہرائیاں تھیں۔ اس کا چہرہ خوشی کی تمتماہٹ میں سرخ اور بے حد پرکشش ہو گیا تھا۔ پھر وہ بھاگ کر آگے بڑھی اور عمرو کو اپنے ساتھ لپٹا کر اس نے اس کی پیشانی چوم لی۔ اس موقع پر رقاش کی آنکھوں میں تشکر کے آنسو تھے جنہیں اس نے پونچھ کر عمرو بن عدی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

میرے بیٹے۔ میرے فرزند۔ آج تم عدی بن نصر کے فرزند ہو اور اپنے باپ اور ماموں کے انتقام پر جو ایک ادھورا خواب بن گیا تھا۔ عمل کرنے کی ہمت رکھتے ہو۔ اب میں تم سے وہ سارے راز کہہ دوں گی جو برسوں سے میں اپنے سینے میں چھپائے ہوئے ہوں۔ اور یہ راز ایسے ہیں میرے بیٹے جو میرے دل میں تپتے صحرا کی سی تپش اور حدت پیدا کرتے ہیں۔ اب میں تھک گئی ہوں اب انہیں میں وزنی بوجھ سمجھ کر اتار پھینکوں گی۔

عمرو بن عدی نے رقاش کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ کہو ماں۔ کون بدبخت میرے باپ کا قاتل ہے۔ اس موقع پر رقاش کی آنکھوں میں آنسو ستاروں کی مانند جھلملانے لگے تھے۔ اس کے بعد جی کڑا کر کے اس نے سخت آواز میں کہنا شروع کیا۔

دیکھ میرے بیٹے میرے فرزند تیرے شیر دل باپ کی قاتل بنو قنطورہ کی ناکلہ ہے جو ملکہ الزبا کہلاتی ہے سن میرے بیٹے آج سے کئی برس قبل ایک طوفانی رات جب کہ تمہارا باپ اپنے قبیلے کی طرف جارہا تھا صحرا کے اندر الزبا کے آدمیوں نے اسے قتل کر دیا وہ اکیلا تھا اور دشمن بیس سے بھی زائد تھے لیکن وہ شیر کی طرح جم کر ان کے سامنے لڑتا رہا پر وہ اکیلا تھا سو قتل ہو گیا۔ صحرا کے اس حصے میں رقاش سسک کر رو پڑی اور اپنی بات مکمل نہ کر سکی۔

اپنی ماں کی یوں بے بسی دیکھ کر عمرو بن عدی کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ نکلے تھے پھر اس نے لرزتی کھولتی ہوئی آواز میں پوچھا۔ اے میری ماں میرے باپ کی قبر کہاں ہے؟ رقاش بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھال کر کہنے لگی۔

اس کا تعلق بنو ایاد سے تھا۔ صحراؤں اور نخلستانوں کے لوگ آج بھی اس کی بہادری اور شجاعت کی داستانیں ایک دوسرے سے کہتے ہیں۔ بنو قسطورہ کی ملکہ الزبا اس سے شادی کرنا چاہتی تھی لیکن تمہارے باپ نے انکار کر دیا انتقاماً" الزبا نے اسے قتل کرا دیا سنو میرے بیٹے اس صحرا کے اندر ایک اور لڑکی بھی تمہارے باپ سے محبت کرتی تھی وہ کوئی خانہ بدوش رقاصہ تھی۔ میں نے اسے دیکھا تو نہیں پر سنا ہے کہ وہ پاگل ہو چکی ہے اور اب اپنے قبیلے کے ساتھ وہ مستقل تمہارے باپ کی قبر کے پاس آباد ہے۔

اپنے آنسو خشک کرتے ہوئے عمرو بن عدی چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا سن میری ماں میں ملکہ الزبا سے ایسا انتقام لوں گا کہ صحراؤں اور نخلستانوں کے لوگ جان جائیں گے کہ بنو ایاد کے عدی بن نصر کا بیٹا بزدل نہ تھا اور وہ اپنے باپ کا انتقام اور حساب چکانے کی ہمت اور جرات رکھتا تھا۔ بتاؤ میری ماں بنو ایاد میں میرے باپ کی کیا حیثیت تھی۔

رقاش نے اپنی سیاہ قبا سے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا سن میرے بچے اس کا باپ بنو ایاد کا سردار تھا وہ مر چکا ہے اور اب تیرے باپ عدی کا ماموں بنو ایاد کا سردار ہے۔ اس پر عمرو بن عدی نے پوچھا۔ کیا میرے باپ کا ماموں مجھے پہچان جائے گا۔ اس پر رقاش بڑے وثوق سے کہنے لگی ضرور۔ وہ اپنے بھانجے کے خون کو ضرور شناخت کرے گا۔ اس پر عمرو بن عدی فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔

اگر ایسا ہے تو پھر سنو میری ماں میں آج ہی اپنے باپ کی قبر دیکھنے بنو ایاد کی طرف روانہ ہو جاؤں گا اور پھر ایک روز تم دیکھو گی کہ میں اپنے انتقام کی ابتدا کیسے کرتا ہوں۔ اس کے بعد عمرو بن عدی نے اپنی ماں رقاش کا ہاتھ تھام لیا اور کہنے لگا آؤ میرے ساتھ ساتھ۔ پھر وہ دونوں زنجیروں والے اس کمرے سے نکل کر محل کے سکونتی حصے کی طرف چلے گئے تھے۔

○

مارب شہر سے باہر کوہستانی سلسلے میں عزازیل اور اس کے پائیرو سے مقابلہ کرنے کے تقریباً ایک ماہ بعد جب کہ یوناف مارب کی سرائے میں اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ ابلیکا نے اسکی گردن پر ... ابلیکا کی شیریں آواز یوناف کے کان میں رس گھول گئی

تھی۔

یوناف۔ میرے عزیز۔ میرے حبیب۔ اٹھو اپنے معمول کے مطابق نیکی کا کام کریں۔ خرطوم شہر سے بہت آگے جہاں دریائے نیل اپنے منبع کے قریب پانی کی مختلف پٹیوں میں بٹ جاتا ہے وہاں گھنے جنگلوں کے اندر جو وحشی قبائل آباد ہیں ان کے اندر عزازیل نے شرک کے معاملات کو اپنے عروج پر پہونچا دیا ہے۔ میں پہلے ہی بتا چکی ہوں کہ وہاں ایک کوہستانی سلسلے کی ایک لمبی اور وسیع کجا کے اندر عزازیل نے پائیرو کو رکھا ہوا ہے۔ اور ہر سال اس وحشی قبیلے کے لوگ اپنی ایک لڑکی کو خوب بناؤ سنگھار کر کے اس غار میں داخل کرتے ہیں اور وہ لڑکی ایک سال تک پائیرو کے پاس رہتی ہے۔ اب چند ہی ہفتوں بعد قبیلے کے سردار کی بیٹی کا نمبر آنے والا ہے اور اسے وحشی قبائل کے لوگ بناؤ سنگھار کر کے پائیرو کو پیش کریں گے۔ سردار کی اس لڑکی کا نام ملیتا ہے اور یوں جانو کہ وہ بے حد حسین اور جمیل ہے۔ عزازیل خوش ہے کہ اسے اس کے پائیرو کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ یوناف میرے حبیب اٹھو۔ کمر باندھو۔ ہم دونوں مل کر وحشی سردار کی بیٹی ملیتا کو پائیرو کا شکار نہیں ہونے دیں گے۔ ان وحشی قبائل کے سردار کا نام کلاوش ہے۔ وہ بڑا سیانا دانش مند اور رحمدل ہے۔ لیکن اپنی بیٹی کو پائیرو کی نذر کرنے پر مجبور ہے اس لئے کہ یہ وحشی قبائل کا فیصلہ ہے۔ اگر وہ انکار کرے تو پھر وحشی قبائل اسے اپنا سردار ماننا تو بہت دور کی بات اس کا سر تن سے جدا کر دیں گے۔ اس لئے کہ وحشی قبائل کے لوگ پائیرو کو ایک مافوق الفطرت چیز سمجھتے ہوئے اس کی پرستش کرنے لگے ہیں۔ وحشی قبائل کے اندر جگہ جگہ چٹانوں پر پائیرو کے مجسمے تراش کر ان کی پوجا پاٹ کا کام شروع کر دیا ہے۔ میرے حبیب اٹھو ماضی کی طرح اس بت کو بھی پاش پاش کریں اور یہ کام بہرحال مجھے اور تمہیں مل کر ہی کرنا ہو گا۔ اس پر یوناف اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ نیکی کے ہر معاملے میں ابلیکا میں تمہارے ساتھ ہوں۔ آؤ نیل کے منبع کی طرف کوچ کریں اور وحشی قبائل کے اندر عزازیل نے پائیرو کے حوالے سے شرک کی جو ابتدا کی ہے اس کا قلع قمع کریں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور مارب کی اس سرائے سے وہ دریائے نیل کے اس منبع کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

ایک روز صبح ہی صبح دریائے نیل کے منبع کے قریب گھنے جنگلات کے اندر یوناف وحشی قبائل کے سردار کلاوش کے لکڑی کے بنے ہوئے مکان کے سامنے نمودار ہوا۔ مکان کے سامنے اس وحشی قبائل کے کچھ جوان کھڑے تھے۔ یوناف ان کے قریب آیا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا میرے بھائیو میرے عزیزو میں تمہارے ان قبائل کے اندر ایک

اجنبی ہوں اور تمہارے ہی بھلے کے کام سے تمہارے سردار کلاوش سے ملنا چاہتا ہوں۔
اس پر ایک جوان نے اشارے سے وہاں ٹھہرنے کو کہا۔ پھر آگے بڑھ کر اس نے سردار کلاوش کے لکڑی کے بہت بڑے حویلی نما مکان کے دروازے پر دستک دی تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد ایک لڑکے نے دروازہ کھولا۔ دستک دینے والے جوان نے تھوڑی دیر اس سے بات کی پھر وہ لڑکا بھاگتا ہوا اندر چلا گیا۔ چند ہی لمحوں بعد پھر وہ لوٹا اور اس جوان سے کچھ کہا۔ جواب میں وہ جوان یوناف کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا۔ ہمارے سردار نے تمہیں اپنی حویلی میں طلب کیا ہے۔ جاؤ اس سے مل لو۔ اس کے ساتھ ہی یوناف سردار کی حویلی کی طرف چل پڑا۔ دروازہ کھولنے والا لڑکا ابھی تک وہیں کھڑا تھا یوناف کو لے کر وہ حویلی میں داخل ہوا اور ایک کمرے میں یوناف کو اس نے لا بٹھایا۔ شائد وہ کمرہ دیوان خانے کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ یوناف کو وہاں بٹھانے کے بعد لڑکا وہاں سے چلا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ لڑکا پھر لوٹا۔ اس کے ساتھ ایک بوڑھا بھی تھا۔ دونوں دیوان خانے میں داخل ہوئے۔ بوڑھے نے آگے بڑھ کر یوناف سے مصافحہ کیا پھر وہ کہنے لگا میرا نام کلاوش ہے اور میں ان قبائل کا سردار ہوں اور میرے ساتھ میرا یہ بیٹا ہے اس کا نام یوثال ہے۔ کہو تم مجھ سے کیوں اور کس سلسلے میں ملنا چاہتے ہو۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔
اگر آپ دونوں باپ بیٹا تھوڑی دیر میرے پاس بیٹھیں تو میں آپ سے کچھ بات کروں۔
سردار کلاوش اور اس کا نوعمر بیٹا یوثال جب دونوں یوناف کے سامنے بیٹھ گئے تب یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔

سردار کلاوش میں تمہارے قبائل میں اجنبی ہوں۔ یوں جانو کہ میرا تعلق دور دراز کی سرزمینوں سے ہے۔ مجھے پتہ چلا کہ یہاں تمہارے کوہستانی سلسلے کے ریگزاروں کے اندر پائیرو نام کی ایک مافوق الفطرت شے رہتی ہے اور تمہارے قبیلے کے لوگوں نے جگہ جگہ چٹانوں کو تراش کر اس کی پوجا پاٹ شروع کر دی ہے اور ہر سال اسے خوش کرنے کے لئے تم اپنے قبیلے کی کوئی نہ کوئی لڑکی بناؤ اور سنگھار کر کے پیش کرتے ہو۔ کیا یہ درست ہے۔
اس پر کلاوش نے حیرت سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے دھیمی سی رازدارانہ سی آواز میں کہا۔ یہ درست ہے اجنبی پر آہستہ بولو اگر اس پائیرو کو میری اور تمہاری گفتگو کا علم ہو گیا تو تمہارے ساتھ میں بھی اور میرے گھر کے دوسرے دونوں افراد ہی موت کے گھاٹ اتار دیئے جائیں گے۔ یہ پائیرو مافوق الفطرت مخلوق ہے۔ اور اس کا مقابلہ کرنا انسانوں کے بس کا روگ نہیں ہے۔ اس پر یوناف اس کی ڈھارس بندھاتے ہوئے پھر پوچھنے لگا۔

سنو سردار کلاوش۔ مجھے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ اس بار پائیرو کو پیش کرنے کے لئے تمہاری بیٹی کا نمبر آ رہا ہے۔ کیا تم اپنی مرضی اپنی خوشی سے اپنی بیٹی کو پائیرو کو پیش کرنا چاہتے ہو۔ اور کیا اس میں تمہاری اپنی بیٹی کی رضامندی بھی شامل ہے اور کیا تمہارا بیٹا یوثال بھی چاہتا ہے کہ ایسا ہو۔ اس پر کلاوش گہری سوچوں میں کھو گیا۔ اس کے چہرے پر خوف اور ہراس کے آثار نمودار ہو گئے تھے اور وہ اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہتا تھا پر کہہ نہیں پا رہا تھا۔ یوناف نے اس کا پھر حوصلہ بڑھایا اور کہنے لگا۔
سردار کلاوش جو کچھ تمہارے دل اور ضمیر کی آواز ہے وہ مجھ سے کہو۔ یاد رکھو جب تک میں یہاں ہوں یہ پائیرو تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اگر تم اپنی بیٹی کو پائیرو کو پیش نہیں کرنا چاہتے ہو تو سن رکھو ایسے کئی پائیرو آ جائیں تب بھی وہ تمہاری بیٹی کو تم سے زبردستی نہیں چھین سکتے۔ میں اس پائیرو کا مقابلہ کروں گا اور تمہاری بیٹی کو اس کی نذر نہیں ہونے دوں گا۔ اور پھر یہ جو پائیرو کے تمہارے قبیلے کے اندر جگہ جگہ بت بنائے گئے ہیں اور ان کی پوجا پاٹ شروع کی گئی ہے ان کا بھی خاتمہ کرنا چاہتا ہوں۔
سردار کلاوش بولا اور کہنے لگا۔
سن اجنبی۔ نہ میں۔ نہ میری بیٹی اور نہ میرا بیٹا یوثال چاہتے ہیں کہ میری بیٹی کو پائیرو کی نذر کیا جائے۔ یہ سب کچھ مجبوری اور جبر کے تحت کیا جا رہا ہے اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو قبیلے والے ہم تینوں کا خاتمہ کر دیں گے۔ میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ ہم گھر کے تین ہی افراد ہیں۔ میں میرا بیٹا یوثال اور میری بیٹی ملیتا۔ اس کام کو تب ہی روکا جا سکتا ہے کہ جب کوئی اس پائیرو کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرے۔ پر ایسا ناممکن ہے اس لئے کہ پائیرو کے غار میں کوئی داخل ہونے کی جرات ہی نہیں کرتا۔ شروع شروع میں میرے قبیلے کے لوگ پائیرو کی طرف مائل نہیں تھے۔ اور انھوں نے فردا" فردا" اور گروہوں کی شکل میں غار میں داخل ہو کر پائیرو کا مقابلہ کرنا چاہا۔ لیکن پائیرو نے ان سب کا خاتمہ کر دیا اور ان سب کی ہڈیاں تک چبا کر رکھ دیں۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے میرے قبیلے والوں نے اسے اپنا دیوتا تسلیم کر لیا۔ اب اس کے بت بنا کر اس کی پوجا پاٹ کی جاتی ہے لہذا میرے لوگ عقیدتا" اب پائیرو کے حق میں ہو چکے ہیں اور اس عقیدے کو اس وقت تک ختم نہیں کیا جا سکتا جب تک پائیرو کا خاتمہ نہ کیا جائے یا کم از کم کوئی شخص پائیرو کے میں داخل ہونے کے بعد زندہ اور سلامت باہر لوٹ نہیں آتا۔ اس پر یوناف جھٹ بولا اور کہنے لگا۔
سردار کلاوش یہ کام میں کروں گا میں پائیرو کو ختم کرنے کا وعدہ تو تمہارے ساتھ نہیں

کرتا لیکن میں تمہارے ساتھ یہ وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے سارے قبیلے کے لوگوں کی موجودگی میں پائیرو کے غار میں داخل ہوں گا اور اس کا مقابلہ کروں گا بلکہ یوں جانو کہ اسے اپنے سامنے زیر کروں گا اور زندہ اور سلامت غار سے باہر نکالوں گا۔ اس پر سردار کلاوش بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ اجنبی نوجوان تو اگر ایسا کر گزرے تو پھر لوگ آپ سے آپ اس پائیرو کے بتوں کو توڑ دیں گے اور اس کی پوجا ترک کر دیں گے اور اگر تو ایسا کر گزرے تو دیکھ میں اپنی بیٹی ملیتا کو تم سے بیاہ دوں گا اور وہ ایسی ہے کہ پورے قبائل میں خوبصورتی اور حسن میں اس کی کوئی مثال نہیں۔ تم یہیں بیٹھو میں ملیتا کو بلاتا ہوں اور اس سے تمہیں ملاتا ہوں پھر سردار کلاوش نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے اپنے بیٹے یوثال کو مخاطب کر کے کہا کہ بیٹے ملیتا کو بلا کر لا۔ اس پر یوثال اٹھا اور بھاگتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد یوثال اپنی بہن ملیتا کو اپنے ساتھ لے کر آیا۔ وہ لڑکی دیوان خانے میں داخل ہوئی اور یوناف کے سامنے آن کھڑی ہوئی۔ یوناف نے دیکھا وہ نوعمر اور خوب دراز قد تھی۔ وہ صبحوں کی صباحت اور سحر کے گیتوں جیسی حسین۔ آرزوؤں کے اسم اعظم منزل کے نشان جیسی پرکشش اور ازل کے اسرار اور ابد کے رموز جیسی خوبصورت تھی۔ اس کے ہونٹوں کے سرور میں صبح کے پھولوں کے رس۔ اس کی پیشانی کی چمک میں چاند کی نرم زو۔ اس کے ریشم جیسے گلابی رخساروں میں سیلاب جمال اور آنکھوں کے طلسم رنگ و آہنگ میں شباب کے مغلوب کرتے آثار جوش مار رہے تھے۔ مجموعی طور پر وہ لڑکی زمزموں کی ساحری نغموں کی ضوفشانی۔ لذتوں کی تمت۔ عشرت گاہوں کا رنگ اور محبتوں کی ایک شہ [illegible] یاد تھی۔

کلاوش کے کہنے پر ملیتا کلاوش کے پہلو میں بیٹھ گئی پھر بڑے نرم لہجے میں کلاوش نے [illegible] سے اس ساری گفتگو سے آگاہ کر دیا تھا جو اس سے پہلے اسکے اور یوناف کے درمیان ہوئی تھی۔ یہ ساری گفتگو سننے کے بعد ملیتا نے میٹھی میٹھی نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ اپنے لہجے کی شیرینی تبسم کی نرمی اور طلسماتی جھنکار کے سے انداز میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

اے اجنبی نوجوان میں نہیں جانتی تو کون ہے۔ تیرا تعلق کس سرزمین سے ہے۔ تاہم اگر تو مجھے پائیرو نامی [illegible] س دیوتا کی ستم آرائی سے نجات دلائے تو میں سمجھوں گی تو نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ میرا نام یوناف ہے میں دور دراز کی سرزمینوں کا [illegible] نے والا ہوں اور تمہارے ساتھ عہد کرتا ہوں کہ میں تمہیں [illegible]

ضرور نجات دلاؤں گا۔ اس پر وحشی قبائل کا سردار کلاوش اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا دیکھ میرے محترم اور معظم مہمان تو یہاں میری بیٹی ملیتا اور بیٹے یوثال کے پاس بیٹھ۔ جو پیش کش تو نے کی ہے میں اپنے قبیلے کے لوگوں سے بات کر کے آتا ہوں پھر تجھے اپنے آخری فیصلے سے آگاہ کرتا ہوں۔ اسکے ساتھ ہی سردار کلاوش اس کمرے سے نکل گیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد کلاوش لوٹا اور یوناف کے سامنے بیٹھ گیا۔ یوناف نے اس کا جائزہ لیا اس کے چہرے پر خوشی اور اطمینان کے آثار تھے۔ کلاوش بولا اور کہنے لگا۔

سنو۔ میرے معزز مہمان۔ میں قبیلے کے سرکردہ لوگوں سے بات کر کے آ رہا ہوں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ اجنبی پائیرو سے نپٹنے کی پیشکش کرتا ہے اگر وہ پائیرو کے غار میں داخل ہونے کے بعد زندہ بچ آیا یا اس نے پائیرو کا خاتمہ کر دیا یہ کہ اس نے پائیرو اپنے سامنے زیر کر لیا تو ہم آئندہ پائیرو کو اپنے قبیلے کی لڑکی پیش نہیں کریں گے نہ ہی اس کے بت بنا کر اسکی پوجا پاٹ یا پرستش کا اہتمام کریں گے۔ لیکن ساتھ ہی بستی کے سرکردہ لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ وہ نوجوان آج ہی ہم سب کی موجودگی میں غار کے اندر داخل ہونے کا مظاہرہ کرے۔ اس پر یوناف اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ سن سردار میں چلتا ہوں اور تمہارے سب لوگوں کی موجودگی میں غار میں داخل ہوتا ہوں۔

یوناف کا جواب سن کر سردار کلاوش خوش ہو گیا تھا۔ حسین ملیتا اور اس کے بھائی یوثال کے چہرے پر بھی خوشی کے جذبے بکھر گئے تھے۔ پھر وہ تینوں یوناف کو لے کر اپنے مکان سے باہر نکل گئے تھے۔ مکان سے باہر نکلنے کے بعد یوناف کو شائد کوئی بات یاد آ گئی۔ وہ مڑا اور حسین ملیتا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا کیا ایسا ممکن ہے کہ مجھے تمہارے یہاں سے جلی ہوئی لکڑی کے چند کوئلے مل جائیں۔ یہ میرے کام آ سکتے ہیں۔ اس پر ملیتا نے بڑی خوش طبعی سے کہا کیوں نہیں ابھی میں لکڑی کے کوئلے لے آتی ہوں۔ اس پر ملیتا بھاگتی ہوئی اپنے مکان میں گئی۔ اور چھوٹے سے ایک کپڑے میں باندھ کر چند کوئلے لے آئی۔ یوناف نے اس سے کپڑے میں بندھے ہوئے کوئلے لئے اور ان کے ساتھ آگے ہو لیا تھا۔ وحشی قبائل کے سردار کے کہنے پر سارے لوگ کوہستانی سلسلے کے غار کے منہ کے پاس جمع ہو گئے تھے جس غار میں پائیرو کو عزازیل نے رکھا تھا۔ یوناف اس غار کے منہ پر آیا۔ اس غار کے اندرونی حصے میں اس نے کوئلوں کی مدد سے غار کی دیوار پر پائیرو۔ عزازیل دونوں کی شبیہہ بنائی۔ دونوں شبیہیں مکمل کرنے کے بعد اس نے کوئی سری عمل بھی بھی کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے خنجر پر بھی عمل کر کے اسے نیام میں ڈال لیا تھا۔ پھر وہ [illegible] غار میں داخل ہو گیا تھا۔ جبکہ وحشی قبیلے کے سب

لوگ کیا مرد کیا عورتیں کیا بچے۔ بوڑھے سارے غار کے باہر کھڑے ہو کر بڑی بے چینی سے رونما ہونے والے حالات کا انتظار کرنے لگے تھے۔

یوناف غار میں تھوڑا سا آگے گیا تھا کہ اندر اسے کسی عورت کی ہولناک چیخ سنائی دی۔ چیخ ایسی خوفناک تھی گویا کسی عورت کا حلقوم کاٹا جا رہا ہو۔ وہ بڑی بے بسی بڑی لاچارگی میں چیخ چلا رہی ہو۔ اس صورت حال میں یوناف نے فوراً اپنی زنبیل الٹ کر دونوں چیتوں کو نکالا انکی جسامت انکی قوت کو بڑھا کر ساتھ رکھا۔ خود اپنی بھی طاقت اور قوت اس نے دس گنا بڑھائی تھی۔ اپنی تلوار نکال کر اس نے اپنے سامنے کر لی پھر وہ پہلے کی نسبت زیادہ تیزی کے ساتھ غار کے اندر آگے بڑھنے لگا تھا۔

یوناف مزید جب تھوڑا سا غار میں آگے بڑھا تو اس نے دیکھا غار کی ایک سنگی دیوار کے ساتھ ایک عورت کی ادھڑی ہوئی لاش پڑی تھی اور اس کا حلقوم کٹا ہوا تھا اور جسم پر جگہ جگہ ضربوں کے نشان تھے اور خون بہہ رہا تھا۔ یوناف نے تھوڑی دیر تک اس لاش کا جائزہ لیا۔ اپنے چیتوں کو اس نے پکڑ کر رکھا تھا کہ لاش پر نہ جھپٹیں۔ دونوں چیتوں کو لے کر آگے بڑھ گیا تھا۔

یہ لاش حقیقی معنوں میں کسی عورت کی لاش نہیں تھی بلکہ پائیرو کو یوناف کے غار میں داخل ہونے کا علم ہو گیا تھا۔ لہٰذا پائیرو نے اس ادھڑی ہوئی لاش کا روپ دھار لیا تھا۔ لاش کے پاس سے گزر کر یوناف اپنے دونوں چیتوں کو لے کر آگے بڑھ گیا تھا تو اس عورت سے پائیرو نے پھر اپنی اصلی شکل و صورت اختیار کر لی اور دبے پاؤں وہ یوناف کے پیچھے گیا زور دار انداز میں اپنے دونوں ہاتھ اس نے دونوں چیتوں کی کمر پر برسائے۔ دونوں چیتوں کی اس نے ہڈیاں توڑ کر رکھ دیں چیتے پائیرو کی ضرب پڑتے ہی ہلاک ہو گئے تھے۔

اس صورت حال میں یوناف آندھی اور طوفان کی طرح مڑا تھا لیکن اس وقت تک پائیرو اس کے دونوں چیتوں کا خاتمہ کر کے فارغ ہو چکا تھا۔ پھر جوں ہی یوناف مڑا پائیرو نے ایسا زور دار ہاتھ اس کی گردن پر مارا کہ یوناف بے بسی اور لاچارگی کے عالم میں قلابازیاں کھاتا ہوا غار کی سنگی دیوار سے جا ٹکرایا تھا اور اس کی تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر اس سے ذرا فاصلے پر جا گری تھی۔

پائیرو کی ضرب پڑنے کے بعد یوناف غار کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اسکی تلوار بھی اس سے چھوٹ گئی۔ پائیرو بے حد خوش بڑا مطمئن تھا۔ وہ آگے بڑھ کر یوناف پر دوسری ضرب لگانا چاہتا تھا۔ پر اتنی دیر تک یوناف سنبھل چکا تھا۔ جوں ہی پائیرو نے نزدیک آ کر اپنا آہنی ہاتھ یوناف پر برسانا چاہتا یوناف نے بجلی کے کوندے کی طرح ایک کروٹ لی اور ایک طرف

ہٹ گیا۔ جس کی بناء پر پائیرو کا ہاتھ بری طرح چٹان سے جا ٹکرایا۔ عین اسی موقع پر یوناف بڑی تیزی سے حرکت میں آیا قریب پڑا ہوا ایک پتھر اس نے اٹھایا اور پوری قوت کے ساتھ اس نے پائیرو کی گردن کے پچھلے حصے پر دے مارا تھا۔ پائیرو لڑکھڑا کر غار کی دیوار کے ساتھ جا گرا تھا۔ اس موقع سے یوناف نے فوراً فائدہ اٹھایا اور جھپٹ کر اس نے اپنی تلوار اٹھا لی اور اس پر اس نے اپنا سری عمل کر دیا تھا۔

عین اس موقع پر غار کے اندر عزازیل نمودار ہوا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ نیکی کے نمائندے اب جبکہ تیرے دونوں چیتوں کا خاتمہ ہو چکا ہے تو اس غار سے میرے اور پائیرو کے ہاتھوں بچ کر نہ نکل سکو گے۔ یہ صورت حال یوناف کیلئے خطرناک اور تکلیف دہ ہوتی جا رہی تھی۔ لہٰذا یوناف الٹے پاؤں غار سے باہر نکلنے لگا تھا۔ جبکہ پائیرو اور عزازیل بھی اس کے تعاقب میں لگ گئے تھے۔

جب غار کا منہ قریب آ گیا تو عزازیل اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتا ہوا روپوش ہو گیا جبکہ پائیرو بڑی خونخواری سے غار کے دہانے تک یوناف کا تعاقب کرتا چلا آیا تھا۔ غار کے منہ کے قریب یوناف نے غار میں داخل ہونے سے پہلے کوئلوں کی مدد سے جو پائیرو اور عزازیل کی شبیہیں بنائی تھیں ان کے قریب آ کر یوناف نے اپنی تلوار فوراً نیام میں کر لی اپنا خنجر اس نے نکالا اور پائیرو کی شبیہ میں عین دل کے مقام پر اس نے پوری قوت کے ساتھ خنجر کو گاڑ کر رکھ دیا تھا۔

یوناف کا خنجر وہاں گاڑنا تھا کہ پائیرو وہیں زمین پر گر گیا وہ بری طرح زمین پر لوٹنے لگا آہ و پکار کرنے اور درد و شدت کا اظہار کرنے لگا تھا۔

یوناف نے اپنا خنجر وہیں گڑا رہنے دیا پھر وہ غار سے باہر آیا اور وحشی قبائل کے لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھو لوگو آگے بڑھو تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ میں نے اس پائیرو کی کیا حالت بنائی ہے۔ جس کے بت بنا کر تم اس کی پوجا پاٹ اور پرستش کرتے ہو اور تم ہر سال بناؤ سنگھار کر کے ایک لڑکی پیش کرتے ہو اس پر لوگ جھجکنے کی صورت میں آگے بڑھے انہوں نے دیکھا غار کے منہ کے قریب ہی پائیرو بری طرح زمین پر لوٹ رہا تھا اور آہ و فغاں کر رہا تھا۔ سارے وحشی قبائل کے لوگوں نے یہ منظر دیکھا پھر وہ گروہ در گروہ یوناف کے قریب آ کر اس کی تعریف کرنے لگے تھے۔ یوناف جانتا تھا کہ عنقریب عزازیل وہاں نمودار ہو گا اور پائیرو کو شکل تبدیل کرنے کے لئے کہے گا تاکہ وہ دیوار کے اس عمل کی اذیت سے بچ سکے اس لئے اس نے ایک بار لوگوں کو پائیرو دکھانے کے بعد انہیں پیچھے ہٹنے کیلئے کہہ دیا تھا۔ جب لوگ پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے تو واقعی یوناف کے

اندازے کے مطابق عزازیل وہاں نمودار ہوا اور پھر پائیرو سے شائد اس نے کچھ کہا جس کے جواب میں پائیرو نے اپنی شکل تبدیل کی پھر وہ دونوں غار کے اندرونی حصے کی طرف بھاگ گئے تھے۔

یوناف غار سے باہر آیا۔ ایک بلند اور اونچے پتھر پر وہ کھڑا ہوا اور لوگوں کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا سنو لوگو۔ تم دیکھتے ہو کہ میں جس پائیرو کی تم پرستش کرتے ہو اس کی غار میں داخل ہونے کے بعد نہ صرف یہ کہ زندہ اور سلامت باہر آیا ہوں بلکہ تم نے یہ بھی دیکھا کہ میں نے پائیرو کو مار مار کر اس کی بری حالت کر دی تھی اور وہ غار کے فرش پر پڑا چیخ و پکار کر رہا تھا۔ سب لوگوں نے ہاتھ بلند کر کے یوناف کی ان باتوں کی تصدیق کی۔ اس کے بعد وحشی قبائل کے کچھ سرکردہ لوگ اپنے سردار کلاؤش کے قریب آئے پھر ان وحشی قبائل کا ایک سرکردہ سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے اجنبی نوجوان! تو نے واقعی وعدے کے مطابق اپنا کام کامیابی سے تکمیل تک پہنچایا ہے تو نہ صرف اس غار سے زندہ سلامت نکلا بلکہ تو نے اس پائیرو کو بھی اپنے سامنے زیر اور مغلوب کیا ہے۔ لہٰذا جو وعدہ ہم نے قبائل کے سردار کلاؤش سے کیا تھا اس کے مطابق آج سے ہم اس پائیرو کی پرستش ترک کر دیں گے اور اس کے سارے بتوں کو توڑ دیں گے اور ہاں سردار کلاؤش نے تمہارے ساتھ یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ اگر تم غار سے زندہ سلامت نکل آئے تو وہ اپنی بیٹی ملیتا کی شادی تمہارے ساتھ کر دے گا۔ لہٰذا سردار کی بیٹی کی شادی بھی تمہارے ساتھ کرنے پر آمادہ اور رضامند ہیں۔

اتنے میں یوناف وحشی قبائل کے سردار کلاؤش اور دوسرے سرکردہ لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سنو میرے بزرگو۔ تم لوگ شادی کی اتنی جلدی نہ کرو۔ سب سے پہلے تم لوگ پائیرو کے ان بتوں کو توڑو اور ان کی پوجا پاٹ اور پرستش کرنا ترک کر دو۔ پھر میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ ایک روز ایسا بھی آئے گا کہ میں اس پائیرو کو اس غار سے مار بھگاؤں گا۔ میں تم سے التجا کرتا ہوں کہ تم فی الحال اس شادی کو ملتوی کر دو۔ جب تک اس پائیرو کو میں یہاں سے مار نہیں بھگاتا۔ اس پر سردار کلاؤش آگے بڑھا یوناف کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

اے اجنبی مہربان۔ تو جیسا چاہے گا ویسا ہی ہو گا۔ پر تو اب ہمارے ساتھ آ۔ آج سے تو میرے یہاں قیام کرے گا۔ تیری حیثیت ہمارے سارے قبائل کے اندر ایک معزز اور محترم مہمان کی سی ہو گی۔ بستی کا ہر مرد اور عورت تمہارا ممنون ہے میری بیٹی کے علاوہ اس بستی کی جس لڑکی کی طرف تم اشارہ کرو گے ہم اسے تمہارے ساتھ بیاہ دیں گے۔ اب

تم میرے ساتھ آؤ۔ شائد اب تم آرام اور سکون کی ضرورت محسوس کرتے ہو گے۔
یوناف چپ چاپ سردار کلاؤش اس کی بیٹی ملیتا اور یوثال کے ساتھ ہو لیا تھا۔

سردار کی حویلی کی طرف جاتے ہوئے ایک جگہ درختوں کے جھنڈ میں یوناف ٹھٹھک کر رہ گیا تھا۔ اس نے دیکھا لوہے کی موٹی موٹی زنجیروں میں اندر ایک بہت بڑا بن مانس بندھا ہوا تھا۔ یوناف اس بن مانس کو بڑے غور سے دیکھنے لگا وہ گاہے گاہے ان زنجیروں کو حرکت دیتا جس کی وجہ سے وہ درخت ہلنے لگتے تھے جن سے وہ بن مانس زنجیروں سے بندھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر تک یوناف اس بن مانس کو بڑے غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے سردار کلاؤش کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

یہ بن مانس کیسا ہے اور کیوں اسے زنجیروں میں جکڑا گیا ہے۔ اس پر سردار کلاؤش مسکراتے ہوئے کہنے لگا اس بن مانس کو ہماری بستی کے ایک سردار نے پال رکھا ہے یوں جانو کہ یہ اس کا پالتو جانور ہے۔ یہ بڑا طاقتور اور بڑا زور دار بن مانس ہے۔ اس کے ذریعے ہمارے قبیلے کے لوگ اکثر جنگلی جانوروں کو شکار کرتے ہیں اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

اگر میں اس بن مانس کو اس کے مالک سے اچھی رقم کے عوض خریدنا چاہوں تو کیا وہ اسے میرے ہاتھ بیچ دے گا۔ اس پر سردار کلاؤش ایک جستجو جیسے انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔ میرے کہنے پر اس بن مانس کا مالک اس بن مانس کو مفت ہی تمہارے حوالے کر دے گا۔ اس کے لئے تمہیں اسے رقم دینے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی مگر پہلے یہ تو کہو تم اس بن مانس کا کرو گے کیا؟ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا اس بن مانس سے میں اس پائیرو کے خلاف کام لوں گا۔ اس پر سردار کلاؤش تاسف کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

پائیرو کے خلاف یہ بن مانس تمہارے کسی کام نہیں آئے گا۔ اس لئے کہ ان قبائل کے اندر جب پائیرو نے تباہی اور بربادی مچانا شروع کی تھی اور وہ لوگوں کو اٹھا کر غار میں لے جایا کرتا تھا تو کچھ لوگوں نے اس کا خاتمہ کرنے کے لئے اس بن مانس کو غار کے اندر چھوڑا تھا لیکن اس بن مانس کو مار مار کر اس پائیرو نے غار سے باہر نکال دیا تھا۔ اس پر یوناف چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔

اس بن مانس سے میرے اور تمہارے کام لینے میں بڑا فرق ہے۔ میں اس سے اس انداز سے کام لوں گا کہ جس طرح اس پائیرو نے اسے مار مار کر غار سے باہر نکالا تھا ویسے ہی یہ بن مانس اس پائیرو کو مار مار کر غار سے باہر نکالے گا۔ اس پر سردار کلاؤش بولا اور کہنے لگا یہ بن مانس ہے بڑا طاقتور۔ جنگلی جانوروں میں ہاتھی۔ گینڈے۔ شیر تک کو لپیٹ

جاتا ہے۔ یہ انتہائی خونخوار ہے۔ ایک بار اس نے ایک جنگلی شیر کو مار کر اپنے دونوں ہاتھوں پر بری طرح پٹخ دیا تھا۔ یہاں تک کہتے کہتے کلاؤش خاموش ہو گیا تھا اس لئے ایک شخص ان کے قریب آ کھڑا ہوا تھا اور اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کلاؤش پھر کہنے لگا یہ دیکھو اس بن مانس کا مالک بھی آ گیا ہے۔ یوناف فوراً اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

کیا تم اس بن مانس کو میرے ہاتھ فروخت کرنا پسند کرو گے۔ اس پر بن مانس کا مالک بڑی عاجزی اور انکساری میں کہنے لگا فروخت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ تم نے ہم قبائیلوں پر بڑا احسان کیا ہے۔ تم اسے بغیر کسی قیمت اور معاوضے کے لے سکتے ہو پر تم اسے رکھو گے کہاں۔ یہ بڑا خونخوار ہے۔ میرے علاوہ عموماً یہ کسی سے مانوس بھی نہیں ہوتا۔ مجھے ڈر ہے کہ یہ کہیں تمہیں نقصان نہ پہونچائے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا یہ مجھے کیسے اور کیونکر نقصان پہونچائے گا۔ پھر یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اپنی نگاہیں اس بن مانس کی نگاہوں میں ڈال کر عجیب سی روشنی ڈالی اس کے ساتھ اس نے بن مانس کو اپنے ساتھ مانوس کر لیا تھا۔ پھر وہ آگے بڑھا اور بن مانس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ جواب میں بن مانس اپنا منہ یوناف کی چھاتی سے رگڑنے لگا تھا۔ بن مانس کی طرف سے یہ ردعمل دیکھتے ہوئے نہ صرف یہ کہ بن مانس کا مالک حیرت زدہ ہو گیا تھا بلکہ اس سارے منظر کو سردار کلاؤش اس کی بیٹی ملیتا اور اس کا بیٹا یوشال بھی بڑے حیرت انگیز انداز میں دیکھ رہے تھے۔ پھر بن مانس کا مالک بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے معزز مہمان جس طرح مانوسیت کا اظہار یہ بن مانس تمہارے ساتھ کر رہا ہے ایسی مانوسیت کا اظہار تو میرے ساتھ بھی نہیں کرتا۔ حالانکہ میں نے اسے جب یہ بچہ تھا تو حاصل کیا تھا اور جب سے میں اس کی دیکھ بھال اور پرداخت کر رہا ہوں۔ جس شخص سے میں نے یہ بچہ حاصل کیا تھا اس شخص کا کہنا تھا کہ یہ افریقہ میں بن مانسوں کی سب سے بڑی اور سب سے طاقتور اور خونخوار نسل سے تعلق رکھنے والا بن مانس ہے۔ بہرحال اب جبکہ یہ تمہارے ساتھ مانوسیت کا اظہار کر رہا ہے تو تم اسے لے لو اور آج کے بعد یہ بن مانس تمہارا ہی ہے۔

اس پر یوناف مڑا اور اپنے لباس کے اندر سے ایک تھیلی اس نے نکالی اس میں سے اس نے چند سونے کے سکے بن مانس کے مالک کے حوالے کئے پھر وہ کہنے لگا یہ رقم اپنے پاس رکھو۔ اس پر بن مانس کا مالک حیرت زدہ انداز میں کہنے لگا یہ تو بہت بڑی رقم ہے۔ اتنی قیمت کا تو بن مانس بھی نہیں ہے۔ اس پر یوناف کہنے لگا تم یہ ساری رقم رکھو۔ اس میں بن مانس کی قیمت بھی شامل ہے اور فی الحال بن مانس کی تم ہی خاطر۔ خدمت اور

پرداخت کرتے رہو۔ پھر چند روز بعد اس بن مانس سے ایک بڑا کام لوں گا۔ بن مانس کے مالک نے خوش ہوتے ہوئے وہ رقم لے لی تھی اس کے بعد یوناف کلاؤش۔ ملیتا اور یوشال کے ساتھ ان کی حویلی میں قیام کرنے کے لئے آگے بڑھ گیا تھا۔

○

وہ ایک تاریک طوفانی اور سرد ترین رات تھی عمرو بن عدی اپنے گھوڑے پر سوار بنو ایاد کے قبیلے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے گھوڑے کے منہ پر ڈھاٹا چڑھا رکھا تھا اور اُس کا سر زین کے حنے کی طرف جھک گیا تھا۔ صحرا کے اندر خشک اور تیز جھکڑ چل رہے تھے۔ ریت کے بڑے بڑے گراؤز ایک جگہ سے دوسری جگہ اڑ کر صحرا کی شکل شکست و ریخت کرتے ہوئے ٹیلوں کی شکل اور ہیت بدلنے میں لگے ہوئے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ رسیاں ٹوٹ گئیں ہوں جن سے فطرت کے جنگجو عناصر بندھے ہوئے تھے اور اب وہ آزاد ہوتے ہی سوئی ہوئی عوام پر برق پاش بن کر ٹوٹ پڑے ہوں۔

فضا کے اندر اڑتے ریگزاروں کی ایک چادر سی تن گئی تھی۔ کچھ اس طرح جیسے پورا صحرا آسمان کی طرف پرواز کرنا شروع ہو گیا ہو۔ تاہم عمرو بن عدی صحرا کی اس ہولناکی کو نظرانداز کرتے ہوئے چیل کی طرح اپنی منزل کی طرف اڑا جا رہا تھا۔

بنو ایاد کی بستیوں کے قریب جا کر عمرو بن عدی کو خوشی اور اطمینان کا احساس ہوا اس لئے کہ وہاں تک جاتے جاتے ریت کا طوفان تھم گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے پوری کائنات پرسکون ہو کر رہ گئی ہو۔ تھوڑا سا اور آگے جانے کے بعد اب عمرو بن عدی کے سامنے بنوایاد کے حسین نخلستان۔ وسیع کھیتیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ پھر بنو ایاد کی مرکزی بستی کے قریب جا کر عمرو بن عدی جیسے چونک سا پڑا۔ کچھ اس طرح گویا اس کے کانوں میں کسی نے رس گھولتی ہوئی آواز ڈال دی ہو۔ اس آواز کو سننے کے لئے عمرو بن عدی نے کان کے گرد ہاتھ جما کر بڑے غور سے کچھ سننے کی کوشش کی۔ وہی آوازیں اب پہلے کی نسبت زیادہ صوتی آہنگ کے ساتھ اس کی سماعت سے ٹکرائی تھیں۔

طنبورے کی دلپسند نغمگی سے بھرپور آواز جس میں سوز۔ پکار اور گھلاوٹ تھی۔ صحرا کے اندر خوشبو کی طرح اڑتی ہوئی عمرو بن عدی کو سنائی دی تھی۔ عمرو نے آواز کی سمت گھوڑے کو ایک ایڑ لگائی اور اسے سرپٹ دوڑا دیا تھا تھوڑی دیر بعد وہ خیموں کے ایک شہر میں داخل ہو رہا تھا۔ یہ اسی خانہ بدوش قبیلے کے خیمے تھے جس کی لڑکی ربیعہ کبھی عمرو کے باپ عدی بن نصر سے محبت کرتی تھی اور اس قبیلے نے بنو ایاد کی سرزمین میں مستقلاً" پڑاؤ

کر لیا تھا۔

ربیعہ جو پاگل ہو چکی تھی اب ہر وقت عدی بن نصر کی قبر کے گرد طواف کرتی رہتی تھی۔ عمرو خیموں کے بیچوں بیچ اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا بڑی تیزی سے اس سمت بڑھنے لگا جدھر سے آواز آ رہی تھی۔ پھر ایک جگہ عمرو بن عدی رک گیا۔ اس کے سامنے آگ کا ایک بہت بڑا الاؤ روشن تھا جس کے شعلے آسمان کی طرف بلند ہو رہے تھے اور بے شمار مرد عورتیں جو سب عرب تھے اس الاؤ کے گرد جمع تھے۔ الاؤ کے گرد کا ماحول گرم اور پرسکون ہو گیا تھا۔ عمرو بن عدی نے دیکھا الاؤ کے قریب ہی ایک بوڑھا بیٹھا طنبورا بجا رہا تھا اس کے بال چاندی کی طرح سفید تھے اور آگ کے لپکتے شعلوں میں اس کا رنگ تانبے کی طرح چمک رہا تھا۔

یہ وہی طنبورا بجانے والا تھا جس کے طنبورے کی آواز سن کر کبھی عمرو کے باپ عدی نے بھی اپنے گھوڑے کو روک لیا تھا۔ آگ کے پاس بیٹھا طنبورا بجاتا ہوا وہ بوڑھا عجیب پراسرار لگ رہا تھا۔

اس بوڑھے طنبورچی سے نگاہیں ہٹا کر عمرو کی نگاہیں اس حسین اور پری پیکر لڑکی پر جم گئیں تھیں جو طنبورے کی لے پر الاؤ کے گرد رقص کر رہی تھی۔ ہر چیز پر سکوت تھا۔ ہر طرف خاموشی تھی لگتا تھا طنبورے کی ساحرانہ آواز اور رقص کی قاتلانہ اداؤں پر پوری کائنات دم بخود ہو کر رہ گئی ہو۔ عمرو بن عدی اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور ایک کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

طنبورے کی لے اور رقص کی گردش جب اپنے پورے جوبن پر آئیں تو اس بوڑھے طنبورا نواز کے ہونٹ حرکت میں آئے اور اس نے گانا شروع کر دیا۔ وہی پرانا گیت اور وہی قدیم اور صحرا کی لذتوں سے بھرپور دشت کا حسین نغمہ طنبوار نواز گا رہا تھا۔

ہماری نوائیں گرم صحرا کا گیت ہیں
سورج جب آب و تاب سے فروزاں ہوتا ہے
ہم تندرست جسم واحد کی طرح صحرا کا سینہ چیرتے سفر کرتے ہیں
چمکتی اور جوت پھیلاتی دھوپ ہمیں ایسی ہی عزیز ہے
جیسے ان کونپلوں کو جو سورج کی گرم شعاعوں کو پیتی ہیں
ہماری نوائیں گرم صحرا کا گیت ہیں
ہم مستقل آباد ہونے کے لئے زمین کا ٹکڑا خریدنے کیلئے پیسے کیوں خرچ کریں
جبکہ رات کی تاریکی صحرا میں ایک ماں کی طرح ہماری حفاظت کرتی ہے

ہم لالچ اور بے کراں آرزوؤں کے سرشام کا شکار نہیں ہوتے
صحرا سے ہماری محبت جھاگ سے آشنا اور بلور کی طرح شفاف لہروں جیسی ہے
ہماری نوائیں گرم صحرا کا گیت ہیں

پراسرار بوڑھا گاتا رہا اور اردگرد بیٹھے لوگ دم بخود ہو کر اسے سنتے رہے اور لڑکی ناچتی رہی اردگرد بیٹھے ان مرد عورتوں میں وہ حسین اور ساحر انداز ربیعہ بھی تھی جو کبھی عمرو کے باپ عدی سے محبت کرتی تھی۔ وہ گانے والے کے قریب ہی بیٹھی تھی۔ کبھی وہ بھی الاؤ کے گرد رقص کیا کرتی تھی اور اب تو وہ اداس اور ویران تھی۔ اس کے بال پھوس کی طرح بکھرے ہوئے تھے۔ بوڑھی ہو چکی تھی۔ سر کے بال چاندی کی طرح سفید ہو گئے تھے اور پھر وہ بے چاری دیوانی اور پاگل بھی ہو چکی تھی۔

الاؤ کی تیز روشنی میں ربیعہ بڑے غور سے عمرو بن عدی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جو کھجور کے تنے سے ٹیک لگائے اس حسین لڑکی کی طرف دیکھے جا رہا تھا جو رقص کر رہی تھی۔

رات کی تاریکی میں بکھری ہوئی الاؤ کی روشنی میں اس حسین رقاصہ کا حریری ریشمی جمال برق بن کر چمک رہا تھا اور اس کے رقص کرنے کی جوان اور بھرپور ادائیں کسی اجنبی کو مبہوت کر دینے کیلئے کافی تھیں۔

گانا جب ختم ہو گیا تو اس نغمہ نواز بوڑھے نے اپنا طنبورا ایک ہاتھ میں تھاما اور اٹھ کھڑا ہوا آہستہ آہستہ اور رازدارانہ سی چال چلتا ہوا وہ عمرو بن عدی کے پاس آیا اور دبی دبی سی نرم آواز میں پوچھنے لگا۔ اے اجنبی تم کون ہو کس غرض سے ہمارے خیموں میں داخل ہوئے ہو اور کیا چاہتے ہو۔ عمرو بن عدی جو رقاصہ کے حسن میں پوری طرح کھویا ہوا تھا۔ ایک دم چونک سا پڑا پھر وہ بڑی مشکل سے جواب دے سکا۔ مسافر ہوں۔ طنبورے اور گانے کی آواز سن کر ادھر نکل آیا تھا۔ یہ آوازیں مجھے بھلی معلوم ہوئیں۔ لہٰذا میں تمہارے خیموں میں داخل ہو گیا۔

اتنی دیر تک ربیعہ بھی الاؤ کے پاس سے اٹھی اور کھجور کے اس تنے کے قریب آ کھڑی ہوئی جہاں عمرو بن عدی اور بوڑھا گانے والا کھڑے آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ ربیعہ بڑے وحشی انداز میں عمرو بن عدی کی طرف نظر باندھے دیکھے جا رہی تھی۔ رقص کرنے والی وہ حسین پرکشش اور نوعمر لڑکی بھی طنبورہ بجانے والے بوڑھے اور ربیعہ کے درمیان عمرو بن عدی کے قریب آ کھڑی ہوئی تھی۔ گانے والے بوڑھے نے ایک بار پھر کانپتی اور لرزتی ہوئی آواز میں عمرو بن عدی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

یہاں سے چلے جاؤ اجنبی۔ یہ صحرا ظلمتوں کی آماجگاہ ہے۔ یہاں سے بھٹک جانے کے سوا تمہیں کچھ بھی حاصل نہ ہو گا۔ لہٰذا یہاں کھڑے رہ کر اپنا وقت اپنے لمحیں اور اپنی توانائیوں کو برباد مت کرو۔ جواب میں عمرو بن عدی بڑے حوصلے اور جرات سے کام لیتے ہوئے اس نوعمر رقاصہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ اگر میں کہوں کہ میں اس حسین رقاصہ کو پسند کر چکا ہوں تب تمہارا کیا جواب ہو گا۔ اس پر بوڑھے گانے والے نے اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور وہ بری طرح زور سے چلا اٹھا۔

نہیں۔ نہیں۔ اجنبی ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ گمراہ کن خیال ہے اسے ترک کر دو اجنبی۔ اس ارادے کو جھٹک دو۔ یہ ایک ایسا ارادہ ہے جو کسی روز تمہاری جان پر بوجھ بھی بن سکتا ہے۔ جاؤ اجنبی چلے جاؤ جاؤ ادھر چلے جاؤ۔ جدھر سے آئے ہو۔ اس پر عمرو نے اپنی تلوار کے دستے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

تمہارے قبیلے میں اگر کوئی ایسا نوجوان ہو جو اس لڑکی پر اپنا حق تسلیم کرتا ہو۔ تو اس سے کہو کہ تیغ زن ہو کر میرا سامنا کرے۔ پھر دونوں میں سے جو زندہ رہے رقاصہ اسی کی ہو کر رہے۔ اس پر اس بے چارے گانے والے نے بھاری اور مغموم کی سی آواز میں کہا۔

تم غلط فیصلہ کر رہے ہو۔ سنو اجنبی آج سے انیس برس پہلے بھی بالکل تم جیسا ایک نوجوان اس خانہ بدوش قبیلے میں داخل ہوا تھا۔ جس کا نام عدی بن نصر تھا اور پھر وہ گانے والے نے ربیعہ کی طرف اشارہ کیا۔ ہمارے قبیلے کی اس لڑکی کو پسند کر بیٹھا۔ اجنبی وہ رات بھی ایسی طوفانی اور سرد تھی۔ جب دریائے فرات کے کنارے وہ حسین اور طاقتور اجنبی جوان ہمارے پڑاؤ میں داخل ہوا تھا۔ اس وقت یہ جو اب پاگل ہو گئی ہے۔ بالکل آج کی طرح الاؤ کے گرد رقص کر رہی تھی اور وہ اجنبی اسے پسند کر بیٹھا۔ پر سنو اجنبی اس سلگتے صحرا کے اندر ان دونوں کی محبت شاید پسند نہ کی گئی اور ملکہ الزباء نے دھوکے سے صحرا کے اندر اسے قتل کروا دیا اور اس کی جدائی میں یہ ربیعہ بے چاری پاگل ہو گئی ہے۔

گانے والا شاید کچھ اور بھی کہتا پر پاگل ربیعہ زور زور سے چیخیں مارتی ہوئی ایک طرف بھاگی پھر ایک کچی قبر پر بیٹھ کر زار و قطار رونے لگی تھی۔ گانے والے نے پھر بڑے دکھ اور غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا دیکھا تم نے اجنبی وہ قبر جس پر بیٹھ کر ربیعہ رونے لگی ہے وہ اس کے محبوب کی قبر ہے۔ جسے سنگدل ملکہ الزباء نے قتل کرا دیا تھا۔ اس موقع پر کئی اور لوگ بھی عمرو بن عدی کے گرد آ کر جمع ہو گئے تھے۔ عمرو نے بھاری اور غمگین آواز میں پوچھا کیا وہ اجنبی جس کا تم نے ذکر کیا اور جس کا نام تم نے عدی بن نصر بتایا ہے بنو ایاد کے سردار [illegible] تھا۔ اس بار گانے والے نے چونک کر کہا۔

ہاں بنو ایاد کے سردار کا بیٹا تھا پر تم اسے کیسے اور کیونکر جانتے ہو۔ عمرو بن عدی اداس ہو کر خلاؤں میں کھو سا گیا تھا۔ پھر روتی ہوئی آواز میں اس نے جواب دیا۔ دیکھ گانے والے بوڑھے میں اسے برسوں سے جانتا ہوں میرا اس کا ایسا ناطہ ہے جس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مضبوط اور پائیدار رشتہ نہیں ہو سکتا۔ اس پر گانے والے نے بڑی پریشانی اور حیرت میں پوچھا تمہاری شکل بھی بڑی حد تک عدی بن نصر سے ملتی جلتی ہے کیا تم اس کے ہمزاد ہو یا اس کی روح اپنا انتقام لینے کی خاطر پھر اس انام کی طرف لوٹ آئی ہے جواب میں عمرو نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ میں ایک حقیقی انسان ہوں۔ گانے والے نے پوچھا تمہارا عدی بن نصر سے کیا رشتہ ہے۔ عمرو بن عدی کہنے لگا میرا نام عمرو بن عدی ہے۔ میں عدی بن نصر کا بیٹا ہوں۔ گانے والے نے چونک کر پوچھا میں نے سنا تھا کہ عدی نے قبیلہ ازد کے سردار جزیمہ کی بہن رقاش سے شادی کر لی تھی کیا تم اسی رقاش سے ہو اور جزیمہ کے بھانجے ہو۔ جواب میں عمرو بن عدی کسی قدر مطمئن انداز میں کہنے لگا۔

ہاں میری ماں کا نام رقاش ہے میں اپنے باپ کی قبر دیکھنے اور اپنے قبیلے والوں سے ملنے آیا ہوں اس کے بعد میں بنی قسطورہ کی ملکہ الزباء سے اپنے باپ کا ایسا خوفناک انتقام لوں گا کہ صحرا کا ہر ذرہ نخلستانوں کا چپہ چپہ برسوں تک اسکی قہرمانیت کے گیت گائے گا۔

دیکھ میرے بزرگ کیا تم اب بھی سمجھتے ہو کہ اس لڑکی کو پسند کر لینے سے کوئی طوفان اٹھ کھڑا ہو گا۔ یاد رکھو میں بزدل نہیں ہوں آج کے بعد تمہارے دشمن میرے دشمن ہوں گے قبل اس کے بوڑھا گانے والا عمرو بن عدی کی اس گفتگو کا کوئی جواب دیتا۔ ایک بوڑھا جس کے سر اور داڑھی کے بال میلی چاندی کی طرح سفید ہو رہے تھے عمرو کے گرد جمع ہونے والے ہجوم سے نکلا اور بڑے اداس لہجے میں اس نے عمرو بن عدی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

عدی کے بیٹے میں پاگل ربیعہ کا باپ ہوں۔ میرا نام سمرہ ہے اور یہ لڑکی جسے تم پسند کر چکے ہو۔ میری پوتی ہے۔ اگر تم اس سے شادی کرنا چاہتے ہو تو آج سے یہ تمہاری منسوبہ اور امانت ہے لیکن رخصتی کے لئے میری ایک شرط ہو گی۔ اس پر عمرو بن عدی نے بے چین اور بیتاب ہو کر پوچھا کیسی شرط۔

بوڑھا فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا ملکہ الزباء سے عدی بن نصر کا انتقام۔ دیکھ عدی کے بیٹے جس روز تم نے بنو قسطورہ کی ملکہ الزباء کو قتل کر دیا اسی روز میں اپنی اس پوتی صفیہ کو تمہارے حوالے کر دوں گا اور اسے تم سے بیاہ دوں گا۔ جواب میں عمرو بن عدی اپنا ہاتھ تلوار کے دستے پر لے گیا غصے کی حالت [illegible] کہنے لگا دیکھ میرے بزرگ اگر تم صفیہ مجھے نہ

بھی وہ تب بھی مجھے بنو قسطورہ کی ملکہ الزباء سے اپنے عظیم اپنے شیر دل باپ کے قتل کا انتقام تو ضرور لینا ہے۔

سنو میرے بزرگ یاد رکھو ملکہ الزباء مجھ سے بچنے کیلئے اگر کرۂ ارض میں مغرب سے مشرق اور شمال سے جنوب کی طرف بھاگتی رہی تو بھی میں وقت کی تیز آب جو کی طرح اس کا تعاقب کر کے اسے موت کی گہری نیند سلا دوں گا۔

جواب میں بوڑھا سمرہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ایک ایسا شخص وہاں آیا جسے دیکھتے ہی لوگ فوراً ادھر ادھر ہٹ کر اسے راستہ دینے لگے تھے۔ اس کے ساتھ ایک خانہ بدوش مرد تھا جو اس کی رہنمائی کر رہا تھا۔ آنے والا وہ معزز شخص ادھیڑ عمر کا کوئی بوڑھا عرب تھا جس کا سر بے کلاہ اور کمر خمیدہ تھی لیکن بوڑھا ہونے کے باوجود اس کے چہرے پر ایک رعب ایک جلال تھا۔ اس کی رہنمائی کرنے والا خانہ بدوش کچھ قریب آ کر عمرو بن عدی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

یہ ہے وہ نوجوان جو عدی بن نصر کا بیٹا ہے جس کا نام عمرو ہے۔ اس نووارد بوڑھے نے چند لمحوں تک ٹکٹکی باندھ کر عمرو بن عدی کو دیکھا پھر اس کی پلکیں بھیگ گئیں اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور عمرو کی طرف اپنے بازو پھیلا دیئے۔ پھر اس بوڑھے کی روتی بین کرتی ہوئی آواز سنائی دی۔ عدی کے بیٹے آگے بڑھ کر میرے گلے لگ جاؤ۔ میں تمہارے باپ عدی بن نصر کا ماموں اور بنو ایاد کا دوسرا سردار عطاف بن جابر ہوں۔

عمرو بن عدی بھاگ کر آگے بڑھا اور اپنے باپ کے ماموں سے لپٹ گیا اور بوڑھے عطاف نے عمرو کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اس کی پیشانی اس کا منہ اور اس کے گال چومے پھر وہ کہنے لگا میں نے سنا ہے تم اپنے باپ کا انتقام لینا چاہتے ہو۔ جواب میں عمرو بن عدی اپنے مضبوط بازوؤں سے بوڑھے عطاف بن جابر کو سہارا دیتے ہوئے کہنے لگا۔

ہاں دادا میں اس عیار ملکہ الزباء سے اپنے بے گناہ اپنے عظیم باپ کا انتقام ضرور لوں گا۔ میں اسے بتا دوں گا کہ میرے باپ کی موت کے بعد اس صحرا میں سکوت طاری نہیں ہوا بلکہ طوفان اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ جس کے ریگزار ملکہ الزباء کے محل میں بھی گریں گے۔ عمرو بن عدی کی اس گفتگو سے بوڑھے عطاف بن جابر کی پلکیں پھر بھیگ گئیں تھیں۔ وہ بڑے دکھ اور بڑے کرب میں اپنے ننگے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھو میرے بیٹے۔ میرے بچے۔ میرے فرزند۔ اپنے بھانجے عدی بن نصر کی موت پر میں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک اپنے بھانجے کے قتل کا انتقام نہ لے لوں سر پر عمامہ نہ باندھوں گا۔ آہ! افسوس کہ میں ملکہ الزباء سے انتقام نہ لے سکا۔ مگر اب تو میں بوڑھا اور

لاغر بھی ہو چکا ہوں۔ میں نے بڑی کوشش کی کہ اپنے گرد ایسے فوج جمع کر سکوں ایسا لشکر ترتیب دے سکوں جو ملکہ الزباء سے انتقام لے سکے۔ لیکن الزباء سخت عیار اور مکار ہے اس نے اپنی طاقت میں اس قدر اضافہ کر لیا ہے کہ میں صرف اپنے قبیلے کے بل بوتے پر اس سے ٹکرا جانے کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتا۔ آہ! میرے لئے یہ کیسا بد نصیبی اور بدبختی کا دور شروع ہوا ہے۔

بوڑھے عطاف بن جابر کی کمر کے گرد اپنا مضبوط بازو لپیٹتے ہوئے عمرو بن عدی نے مضبوط عزم اور اعتماد سے کہا دادا اب میں آپ کا بازو ہوں آپ کی لاٹھی۔ آپ کا سہارا آپ کی تلوار ہوں۔ میں آپ کے بھانجے کا خون ہوں آپ کا سر بے کلاہ نہ رہنے دوں گا۔ اگر ملکہ الزباء عیار اور مکار ہے تو میں بھی اس کے لئے زہریلا سانپ بن جاؤں گا۔ دادا عنقریب آپ دیکھیں گے عمرو بن عدی اپنے باپ کا انتقام کس طرح لیتا ہے۔ جواب میں بوڑھے عطاف نے عمرو کے سر پر ہاتھ پھیرا پھر وہ کہنے لگا۔

ابراہیم کا رب تجھے کامیاب کرے گا۔ میں نے سنا ہے ملکہ الزباء نے تمہارے ماموں جزیمہ کو بھی دھوکے سے اپنے پاس بلا کر قتل کر دیا ہے۔ عمرو بن عدی کہنے لگا ہاں دادا وہ میرے ماموں کی بھی قاتل ہے۔ عطاف بن جابر نے پھر پوچھا۔ دیکھ میرے فرزند تمہاری ماں رقاش کیسی ہے۔ عمرو کہنے لگا وہ اب کمزور ہو چکی ہے دادا۔ اب وہ بڑی بے تابی کے ساتھ اس دن کا انتظار کر رہی ہے جب میں ملکہ الزباء سے انتقام لینے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ دادا مجھے رخصت کرتے وقت میری ماں نے کہا تھا کہ اگر میرے شوہر کا ماموں اور بنو ایاد کا سردار زندہ ہے تو اسے کہنا آپ کی بیٹی آپ کو سلام کہتی ہے جواب میں عطاف بے چارہ سلگتے ہوئے لہجے میں کہنے لگا۔

آہ! رقاش میری بیٹی۔ عدی کے بعد تیری زندگی بھی صحرا کے اندر خشک ہو جانے والے دریا جیسی ہو گئی ہو گی۔ کاش تیری بے بسی کے دور میں تیری اس شکستگی کے عالم میں یہ بوڑھا تیری کوئی مدد کر سکتا۔ عمرو بن عدی نے عطاف بن جابر کا حوصلہ بڑھایا اور کہنے لگا۔

دادا میں ان ویرانوں اور ریگستانوں کے اندر یقیناً تمہارا سہارا بنوں گا اس پر سردار عطاف نے تھوڑی دیر سر جھکا کر کچھ سوچا پھر دھیرے دھیرے مسکراتے ہوئے اس نے رقاصہ کی طرف اشارہ کر کے عمرو بن عدی سے پوچھا۔ میں نے سنا ہے کہ تم اس خانہ بدوش لڑکی کو جس کا نام صفیہ ہے پسند کر چکے ہو۔ اس پر عمرو بن عدی شرماتے شرماتے کہنے لگا ہاں دادا۔ میرے باپ کے حالات مجھ پر دہرائے جا رہے ہیں۔ میں یقیناً اس خانہ بدوش

لڑکی کو پسند کر چکا ہوں۔ عطاف بن جابر نے پھر پوچھا تم اپنی ماں کے پاس سے سیدھے میرے قبیلے میں آ رہے ہو۔ عمرو بن عدی نے جواب دیتے ہوئے کہا ہاں دادا۔ میں آپ سے ملنے اور اپنے باپ کی قبر دیکھنے آیا ہوں۔ اس پر عطاف نے پھر پوچھا کہ تم چند روز میرے پاس رہو گے۔ عمرو بن عدی نے مسکرا کر کہا ہاں دادا۔ میں تمہارے پاس ضرور رہوں گا۔ بنو ایاد کے سردار عطاف بن جابر نے اس بار اپنے قریب کھڑے بوڑھے سمرہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

سنو سمرہ کیا یہ صفیہ تمہاری پوتی ہے۔ سمرہ نے مودب ہوتے ہوئے کہا۔ ہاں۔ بنو ایاد کے سردار یہ صفیہ میری پوتی ہے۔ اس پر عطاف بن جابر نے فیصلہ کن انداز میں کہا تو پھر سنو آج کے بعد صفیہ میرے گھر میں میری بیٹی بن کر رہے گی اور جب عمرو بن عدی اپنے باپ کے انتقام سے فارغ ہو جائے گا۔ میں ان دونوں کو بیاہ دوں گا۔ کیا تمہیں کوئی اعتراض ہے اس پر سمرہ نے مسکراتے ہوئے کہا نہیں سردار۔ بلکہ یہ میرے لئے بہت بڑا اعزاز اور عزت افزائی ہے۔ جواب میں عطاف۔ بن جابر نے عمرو اور صفیہ دونوں کے ہاتھ پکڑ کر کہا تم دونوں میرے ساتھ آؤ۔ اس پر عمرو بن عدی اور صفیہ چپ چاپ سردار عطاف بن جابر ساتھ ہو لئے۔ پہلے وہ سب عدی کی قبر پر آئے جہاں ابھی تک ربیعہ بیٹھی رو رہی تھی پھر بوڑھا سردار عطاف۔ عمرو اور صفیہ کو لے کر اپنے گھر کی طرف چلا گیا تھا۔ بوڑھے سمرہ نے عدی کی قبر پر بیٹھ کر روتی ہوئی ربیعہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے اٹھا کر اپنے خیمے کی طرف لے گیا تھا۔

○

بنو قسطورہ کی ملکہ الزباء ایک روز اپنے عام کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی جس میں وہ اپنا دربار لگایا کرتی تھی۔ اس کا حسن اور اس کی سنہری رنگت بلور کی طرح چمک رہی تھی۔ اس کا اطلس و حریر تیز رنگ کا لباس فرش کے اس سرخ ریشمیں قالین پر بکھر گیا تھا جس پر جنگلی جانوروں کی شبیہیں بنی ہوئی تھیں ملکہ الزباء نے اپنی نشست پر بڑی بے چینی اور دل شکن انداز میں پہلو بدلا پھر وہ اپنے سامنے بیٹھے ستارہ شناسوں سے مخاطب ہوئی اور کہنے لگی۔

بنو ازد کے حکمران جزیمہ نے مرتے وقت کہا تھا کہ ایک روز اس کا بھانجہ مجھ سے ضرور انتقام لے گا کیا تم اپنے علم سے یہ جان سکتے ہو کہ میرا قاتل کون ہو گا۔

ملکہ الزباء کے استفسار پر اس کے سامنے بیٹھے سب منجموں اور ستارہ شناسوں نے ایک

بار تعظیماً" اپنی گردنیں جھکا لی تھیں پھر وہ اپنے کام میں مصروف ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنے سامنے اپنی اپنی گود میں لکڑی کی تختیاں رکھ لیں اور نوک دار کوئلوں کی مدد سے وہ اپنا اپنا حساب لگانے لگے تھے۔

اس کام میں ان سارے منجموں اور ستارہ شناسوں نے کچھ وقت لیا پھر انہوں نے ایک دوسرے سے صلاح و مشورہ شروع کیا۔ جیسے وہ ایک دوسرے سے اپنا اپنا کام اپنا اپنا نتیجہ ملانے کی کوشش کر رہے ہوں جب وہ آپس کا صلاح و مشورہ ختم کر چکے تو ان میں سے ایک بوڑھا منجم اٹھا اور مودبانہ ہاتھ باندھ کر ملکہ الزباء کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

اے ملکہ ستارہ شناسی اور منجمی کا جس قدر علم ہم جانتے ہیں اس کے مطابق جو ہم نے نتائج نکالے ہیں ان کے مطابق اے ملکہ تمہارا قاتل شمال مغرب کی طرف سے آئے گا وہ ایک توانا اور خوبصورت جوان ہو گا اور طاقت اور شجاعت میں یگانہ روزگار ہو گا۔ اے ملکہ! آپ اپنی طرف سے کتنی ہی کوشش کریں اس حملہ آور سے آپ بچ نہ سکیں گی۔ اس پر ملکہ الزباء نے کسی قدر پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا کیا تم مجھے اس کا نام نہیں بتا سکتے ہو۔ اس پر وہی منجم بولا اور کہنے لگا ہم یقیناً اس کا نام نکال چکے ہیں اور اس کا تعلق آپ کے پرانے دشمنوں سے ہے۔ اس پر ملکہ الزباء نے کسی قدر مزید پریشانی میں پوچھا کون پرانے دشمن۔ منجم کہنے لگا عدی اور جزیمہ۔ الزباء نے پھر پوچھا میرے قاتل کا ان دونوں سے کیا تعلق اور رشتہ ہو گا۔ منجم کہنے لگا وہ عدی کا بیٹا اور جزیمہ کا بھانجہ ہو گا۔ ملکہ الزباء نے اس دفعہ زیادہ پریشانی میں پوچھا کیا وہ رقاش سے ہے اور عدی کا بیٹا ہے۔ منجم نے پریشانی کے انداز میں سر کو جھکاتے ہوئے کہا ہاں ملکہ ایسا ہی ہے ملکہ نے اس سے پوچھا تم نے اس کا نام نہیں بتایا۔ منجم کہنے لگا اس کا نام عمرو بن عدی ہے۔

اس منجم کا یہ جواب سن کر ملکہ الزباء تھوڑی دیر تک تفکرات۔ پریشانیوں اور غم میں ڈوبی رہی۔ پھر اس نے سارے نجومی اور ستارہ شناسوں کو رخصت کر دیا۔ وہیں بیٹھے بیٹھے اس نے اپنے قبیلے کے دو بہترین اور سبک دست مصوروں کو بلوایا اور انہیں عمرو بن عدی کی تصویر بنا کر لانے کے لئے بنو ازد کی طرف روانہ کر دیا۔

مصور جب اپنی منزل پر روانہ ہو گئے تو الزباء اس کمرے کے اندر بڑی بے چینی سے ٹہلنے لگی اتنے میں جزیمہ کا وزیر قصیر بن سعد کمرے میں داخل ہوا۔ الزباء اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی اور بڑی گھلاوٹ اور مٹھاس میں کہنے لگی۔ قصیر بن سعد تم بڑے اچھے وقت پر آئے ہو۔ میں تمہیں بلانے ہی والی تھی اس پر قصیر بن سعد آگے بڑھا اور سر کو جھکاتے ہوئے تعظیماً" کہنے لگا۔ میں خود آپ کے پاس ایک عریضہ لے کر حاضر ہوا ہوں۔

اس پر ملکہ الزباء نے بڑی لگاوٹ میں کہا تم کہو کیا چاہتے ہو۔ اپنا خمیدہ سر اوپر اٹھاتے ہوئے قیصر کہنے لگا۔ اے محترم ملکہ! میں یہاں فارغ اور بیکار پڑے رہنے کی زندگی سے تھک اور اکتا گیا ہوں۔ میں آپ کے پاس یہ عریضہ لے کر حاضر ہوا ہوں کہ مجھے کوئی کام سونپا جائے جس سے میں مصروف بھی رہ سکوں اور آپ اور آپ کے قبیلے کی خدمت بھی کر سکوں۔ قیصر بن سعد کی اس گفتگو کے جواب میں ملکہ الزباء نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔ کیسا کام کرنا پسند کرو گے۔ جو بھی آپ سونپ دیں۔ قیصر بن سعد نے ملکہ الزباء کی طرف دیکھتے ہوئے غور سے کہا تھا۔ ملکہ الزباء نے پوچھا۔

کیا تم قبیلے کے تجارتی کاروان کی رہبری اور رہنمائی کا کام انجام دے سکو گے۔ ملکہ الزباء کے یہ الفاظ سن کر قیصر بن سعد مطمئن نظر آنے لگا اور بے تاب ہو کر اس نے کہا میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تجارت میں آپ کے لئے بھاری منافع کما کر لایا کروں گا۔ جواب میں الزباء نے خوش ہوتے ہوئے کہا کہ اگر تم تجارت میں میرے لئے اور میرے قبیلے کے لئے اچھا منافع کما سکو تو میں تمہیں ایسی عزت بخشوں گی جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس پر قیصر بن سعد نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

کب تک اس کام پر میں روانہ ہو سکوں گا۔ ملکہ الزباء فیصلہ کن انداز میں کہنے لگی اگلے ماہ کے پہلے عشرے کے کسی بھی روز میں خود تمہیں اپنے تجارتی کارواں کے ساتھ الوداع کہوں گی۔ تمہارے خیال میں قبیلے کے تجارتی کاروان کس طرف روانہ ہونا چاہئے۔ ملکہ الزباء کے استفسار کے جواب میں قیصر بن سعد تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔ میرے خیال میں ہمارے تجارتی کاروان کو حیرہ شہر کی طرف روانہ ہونا چاہئے۔ وہاں ہمارا مال فوراً اچھے داموں بک جانے کے مواقع ہیں۔ اس پر ملکہ الزباء فیصلہ کن انداز میں کہنے لگی تو پھر تم مطمئن رہو پھر ہم اگلے ماہ کے پہلے عشرے میں ایک بہت بڑا تجارتی کاروان تمہاری رہنمائی میں حیرہ کی طرف روانہ ہو گا۔ کیا تم سمجھتے ہو تمہارا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ مسکراتے ہوئے قیصر نے جواب دیا۔ ہاں میرا مسئلہ ختم ہو چکا ہے۔ اس پر ملکہ الزباء کہنے لگی تو پھر سنو۔ میں بھی تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں اور وہ یہ کہ آج میں نے اپنے قبیلے کے منجموں اور ستارہ شناسوں کو جمع کیا تھا اور ان سے پوچھا تھا کہ بتاؤ میرا قاتل کون ہو گا تو انہوں نے اپنے حساب سے بتایا کہ میرا قاتل عمرو بن عدی ہو گا جو جزیمہ کا بھانجہ اور بنو ایاد کے عدی بن نصر کا بیٹا ہے۔ کیا تم عمرو بن عدی کو جانتے ہو۔ اس پر قیصر بن سعد اپنے چہرے پر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہنے لگا۔

کیوں نہیں جانتا۔ عمرو بن عدی تو میرے ہاتھوں میں پلا ہے۔ اس پر ملکہ الزباء کہنے

لگی کیا عمرو بن عدی کو اس کے ماموں جزیمہ کی طرح یہاں کسی طریقہ سے بلا کر قتل کر کے اس سے چھٹکارہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ قیصر بن سعد فوراً کہنے لگا۔ ہم ضرور اسے یہاں بلا سکتے ہیں۔ اس پر ملکہ الزباء کی آنکھیں چمک اٹھیں اور وہ پوچھنے لگی کیسے۔ قیصر بن سعد نے کہنے لگا۔

اسے یہاں بلانے کی ذمہ داری آپ مجھ پر رہنے دیجئے۔ اس لئے کہ جب میں تجارتی قافلے کے ساتھ حیرہ روانہ ہوں گا تو اس سے رابطہ پیدا کرنے کی کوشش کروں گا اور اسے لالچ دوں گا کہ تم اگر اپنے باپ اور ماموں کے قتل کا بدلہ لینا چاہتے ہو تو مجھ سے تعاون کرو۔ میں انتقام لینے میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔ میں اس سے شہر میں ملنے کی کوشش کروں گا۔ میں اصل حالات ظاہر نہ کروں گا میں کہوں گا کہ میں اکیلا ہوں اور اس خیال سے قبیلے میں ملنے کے بجائے حیرہ میں ملنے کیلئے جگہ مقرر کی ہے کہ کہیں تم مجھے قتل ہی نہ کر دو۔ چونکہ وہ آپ سے انتقام لینے کیلئے دیوانہ ہو رہا ہے۔ لہٰذا مجھے امید ہے کہ مجھ سے ملنے وہ ضرور حیرہ آئے گا اگر وہ آیا تو میں اپنے ساتھیوں کی مدد سے اسے رسیوں میں جکڑ کر آپ کے سامنے پیش کر دوں گا الزباء نے قیصر بن سعد کو بھاری انعام کا لالچ دیتے ہوئے کہا۔

اگر تم ایسا کر سکو تو میں تمہیں اپنا وزیر بنا کر تم سے شادی کر لوں گی۔ قیصر نے سر جھکا کر کہا یہ میرے لئے بہت بڑی سعادت ہو گی۔ اس پر ملکہ الزباء نے اسے ایک قاتل ادا سے کہا اب تم جا سکتے ہو۔ قیصر بن سعد باہر نکل گیا اور ملکہ الزباء مطمئن اور مسکراتی ہوئی اپنی خوابگاہ کی طرف چل دی تھی۔

○

ایک روز بنو ایاد کا بوڑھا سردار عطاف بن جابر اپنے مکان سے باہر عمرو بن عدی کو الوداع کہہ رہا تھا۔ عطاف بن جابر سے مل کر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا بڑی بے چینی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا اسے شاید صفیہ کی تلاش تھی جو اسے کہیں دکھائی نہ دے رہی تھی۔ اس نے سارے گھر کا جائزہ لیا تھا وہ گھر پر بھی نہ تھی۔ جبکہ وہ اس کے لئے پریشان تھا اب وہ اس کی منتظر تو تھی تاہم اس نے عطاف بن جابر کو الوداع کہتے ہوئے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی تھی۔

جب وہ بستی کے باہر ایک ایسے راستے پر جا رہا تھا جہاں اس کے دونوں طرف کھجوروں کے درخت تھے۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ اور تازگی بکھر گئی تھی اس لئے کہ

کھجوروں کے ایک جھنڈ سے نکل کر صفیہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی عمرو بن عدی نے گھوڑے کو روکا اور نیچے کود گیا۔ صفیہ اداس اداس سی اس کے سامنے آ کھڑی تھی عمرو نے آگے بڑھ کر اس کے دونوں ہاتھ تھام لئے اور مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ صفیہ گھر سے رخصت ہوتے وقت میں بڑے قلق کے ساتھ روانہ ہوا تھا میں نے تمہیں ادھر ادھر دیکھا تم کہیں بھی نہ تھیں میں نے سوچا شاید تم سے ملاقات نہ ہو سکے گی۔ میں تمہارا ممنون ہوں کہ تم مجھ سے ملنے یہاں آ گئی ہو اب میں یہاں سے سکون کے ساتھ رخصت ہو سکوں گا۔ اس پر صفیہ نے بھاری اور اداس آواز میں پوچھا پھر کب آؤ گے۔

جواب میں عمرو بن عدی کچھ سوچتے ہوئے کہنے لگا۔ میں بہت جلد لوٹوں گا۔ تم دیکھو گی میں ملکہ الزباء سے انتقام لے کر تمہیں بیوی بنا کر ہمیشہ کے لئے اپنی ماں کے پاس لے جاؤں گا اس پر صفیہ روتی ہوئی آواز میں کہنے لگی کیا تم کچھ دن اور نہیں رک سکتے۔ عمرو بن عدی کہنے لگا نہیں۔ میں پہلے ہی یہاں زیادہ قیام کر چکا ہوں۔ میری ماں بڑی بے تابی سے میرا انتظار کر رہی ہو گی اور وہ شہر سے باہر نکل کر روزانہ ان ریت کے کسی ٹیلے کے اوپر کھڑی میری راہ دیکھتی ہو گی۔

صفیہ نے بڑے دکھ لاچارگی میں کہا میں تمہیں اس امید پر الوداع کہتی ہوں کہ بہت جلد تم اپنے دشمنوں سے نپٹ کر اس دشت کا رخ کرو گے یہاں میں ویران دن اور تاریک راتوں میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں گی۔ صفیہ نے ہاتھ فضاء میں لہرا کر عمرو بن عدی کو الوداع کہا۔ عمرو ایک ہی جست میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ کھجوروں کے جھنڈ کے بیچوں بیچ وہ اپنے گھوڑے کو آہستہ آہستہ چلاتا رہا اور بار بار مڑ کر راستے کے درمیان کھڑی صفیہ کو دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ دونوں ایک دوسرے کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تھے۔ اس موقع پر صفیہ بیچاری سر جھکائے آہستہ آہستہ بستی کی طرف لوٹ رہی تھی۔

کھجوروں کے جھنڈ سے نکل کر صحرا میں عمرو بن عدی داخل ہوا اس نے اپنے چہرے پر نقاب ڈال لیا پھر اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر اس نے سرپٹ دوڑا دیا تھا۔ اب اس کا گھوڑا صحرا کے اندر شمال مغرب کے رخ پر فاصلوں کو بڑی تیزی سے سمیٹنے لگا تھا۔

صحرا کی وسعتوں کو عبور کرنے کے بعد جب وہ اپنے شہر کے صحرائی محل میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا محل سے باہر ہی اس کی ماں رقاش اس کے انتظار میں کھڑی تھی۔ جوں ہی وہ گھوڑے سے اترا رقاش نے تنبیہا" کہا تم نے بہت دیر لگا دی بیٹے۔ اتنے دن وہاں رکے رہے۔ میں ہر روز تمہارا انتظار کرتی تھی۔ جواب میں عمرو بن عدی مسکراتے ہوئے کہنے

لگا۔ سن میری ماں۔ میرے باپ کے ماموں نے مجھے روک لیا تھا۔ بس وہ مجھے آنے ہی نہیں دے رہا تھا۔ اس پر رقاش نے افسردہ سے لہجے میں پوچھا۔ وہ بے چارہ اب ضعیف اور کمزور ہو گیا ہو گا۔

اس پر عمرو بن عدی اداس ہو گیا۔ ہاں ماں اس کا بدن نزار اور کمر خمیدہ ہو چکی ہے اس نے میرے باپ کے مرنے پر عہد کیا تھا کہ وہ جب تک بنو قسطوزہ کی ملکہ الزباء سے انتقام نہ لے لے اپنے سر پر عمامہ نہ باندھے گا۔ لیکن افسوس وہ ملکہ الزباء سے انتقام نہ لے سکا اور اب تک وہ بے کلاہ ہی پھرتا ہے۔ میں نے عہد کیا ہے ماں کہ میں اپنے باپ کا انتقام لے کر اپنے ہاتھوں سے اپنے باپ کے ماموں کے سر پر عمامہ باندھوں گا۔ اس پر رقاش دعائیہ انداز میں کہنے لگی۔

میرے بیٹے۔ میرے بچے۔ ابراہیم کا رب تجھے اپنے مقصد میں کامیاب کرے۔ قبل اس کے کہ عمرو کچھ کہتا۔ رقاش پھر بولی اور کہنے لگی۔ تمہارے ذاتی جاسوسوں میں سے ایک کل کا قیصر کے پاس سے آیا ہوا ہے۔ وہ تم سے کچھ کہنا چاہتا ہے وہ بڑا بے تاب تھا کہہ رہا تھا کہ میں بنو ایاد میں ہی جا کر تم سے مل لیتا ہوں۔ لیکن میں نے اسے روک رکھا ہے تم اس سے مل لو۔ شاید کوئی اہم پیغام لایا ہو۔ اس پر عمرو بن عدی نے بیتاب ہو کر پوچھا وہ اس وقت کہاں ہے۔ رقاش کہنے لگی وہ اس وقت مہمان خانے میں ہے۔

گھوڑے کو سائیس کے حوالے کر کے عمرو بن عدی تیزی سے مہمان خانے کی طرف بڑھا رقاش بھی اس کے ساتھ تھی۔ جب وہ مہمان خانے میں داخل ہوئے تو وہاں ایک ادھیڑ عمر کا عرب آتشدان کے پاس بیٹھا تھا۔ عمرو کو دیکھتے ہی وہ کھڑا ہو گیا۔ عمرو اور رقاش بھی آتشدان کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ عمرو پھر اس بوڑھے عرب کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

کیا تم قیصر بن سعد کے پاس سے آئے ہو۔ بوڑھا عرب بولا اور کہنے لگا۔ ہاں اس نے مجھے ایک اہم پیغام کے ساتھ تمہاری طرف بھیجا ہے۔ عمرو نے تیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پھر پوچھا۔ کیسا پیغام۔ بوڑھا کہنے لگا۔ قیصر بن سعد نے کہا تھا کہ عمرو بن عدی سے کہنا کہ اگلے ماہ کے پہلے عشرے میں وہ حیرہ شہر کے شمال میں ایک مشہور سرائے رباط الشرق میں اس کا انتظار کرے۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ جب تم حیرہ جاؤ تو کم از کم پچاس ہزار دینار سرخ اپنے ساتھ لے کر جانا۔ قیصر بن سعد اگلے ماہ کے پہلے عشرے میں کسی بھی روزہ حیرہ کی اس سرائے میں تم سے ملے گا۔ قیصر بن سعد نے مجھے یہ بھی تنبیہہ کی تھی کہ یہ موقع ضائع نہ کیا جائے۔ ورنہ جس مقصد کے لئے ہم جدوجہد کر رہے ہیں [illegible] کامیاب [illegible] ہو سکیں گے۔ عمرو بن عدی مسکرایا اور کہنے لگا میں سب کچھ سمجھ رہا

ہوں۔ اس کے علاوہ بھی اس نے کچھ کہا تھا۔

بوڑھا عرب کہنے لگا نہیں۔ میں آج ہی یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا کیا تم اسے پیغام دینا چاہو گے؟ عمرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ قیصر بن سعد سے کہنا اگلے ماہ کے پہلے عشرے میں پچاس ہزار سرخ دیناروں کے ساتھ میں حیرہ کی سرائے رباط الشرق میں اس کا انتظار کروں گا۔ پھر عمرو بن عدی کھڑا ہوتا ہوا بولا کیا تم آج یہاں رکو گے نہیں۔ وہ بوڑھا عرب بھی کھڑا ہو گیا اور بولا میں پہلے ہی دو دن یہاں رک کر تمہارا انتظار کر چکا ہوں۔ جبکہ قیصر نے مجھے بہت جلد لوٹ آنے کو کہا تھا۔ عمرو بن عدی نے اپنی قبا کے اندر سے نقدی کی ایک خر-طی سی نکالی اور بوڑھے عرب کو تھماتے ہوئے کہا یہ رکھ لو۔ سفر میں تمہارے کام آئے گی۔ پھر عمرو بن عدی اور رقاش دونوں ماں بیٹا بوڑھے عرب کو ساتھ لے کر اصطبل میں آئے اس کے بعد وہ بوڑھا عرب وہاں سے رخصت ہو گیا تھا۔

○

ایک روز ملکہ الزباء قیصر بن سعد کو الوداع کہہ رہی تھی۔ اس کی سرکردگی میں وہ بنو قسطورہ کا ایک بہت بڑا تجارتی کاروان حیرہ کی طرف لے کر روانہ ہو رہا تھا۔ شہر کے باہر جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی۔ سامان سے لدے ہوئے اونٹ کھڑے تھے۔

ملکہ الزباء سے ہدایات لینے کے بعد قیصر اپنے شتر کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ مغربی دشت سے دھول اڑتی دکھائی دی پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس دھول سے دو سوار نمودار ہوئے قیصر جہاں تھا وہیں الزباء کے قریب ہی رک گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ سوار ملکہ الزباء کے قریب آ کر اور اپنے گھوڑوں سے اترے وہ بنو قسطورہ کے وہی دونوں مصور تھے جنہیں ملکہ الزباء نے عمرو بن عدی کی تصویر بنا کر لانے کو بھیجا تھا۔ ان میں سے ایک مصور نے اپنے گھوڑے کی خرجیں میں سے لپٹا ہوا ایک کپڑا نکالا اور اسے الزباء کے سامنے پھیلا دیا۔ اس کپڑے پر عمرو بن عدی کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ ملکہ الزباء کچھ دیر تک تصویر کو دیکھتی رہی پھر تاسف بھرے لہجے میں کہنے لگی۔

اس کی شکل بالکل عدی بن نصر سے ملتی جلتی ہے۔ میرا دل کہتا ہے یہی میرا قاتل ہوگا۔ پھر اس نے تصویر قیصر بن سعد کو دکھاتے ہوئے پوچھا کیا یہی عمرو بن عدی ہے۔ اس پر قیصر نے ایک اچٹتی ہوئی نگاہ تصویر پر ڈالی پھر بڑی نفرت اور حقارت سے کہا یہی ہے وہ غلیظ انسان جو میرا دشمن اور آپ کا متوقع قاتل ہے۔ ملکہ الزباء نے اپنے قریب کھڑے ہوئے مصور سے پوچھا تم اس کی تصویر بنانے میں کیسے کامیاب ہوئے۔ مصور نے مؤدب ہو

کر جواب دیا۔

ہم دونوں لبنانی راہبوں کے بھیس میں بنو ازد میں داخل ہوئے تھے وہاں لوگوں نے ہماری خوب آؤ بھگت کی۔ اس دوران ہم کئی بار عمرو بن عدی سے بھی ملے۔ ان ملاقاتوں کے درمیان ہم اس کے نقوش کا جستہ جستہ جائزہ لیتے رہے اور رات کو اپنے کمرے میں بیٹھ کر اس کے چہرے کے نقوش کپڑے پر منتقل کرتے رہے اس طرح ایک روز ہم اس کی تصویر مکمل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اس بار الزباء نے بڑی نرمی سے اس مصور سے پوچھا۔

اب تم دونوں جا کر آرام کرو۔ ملکہ الزباء کے کہنے پر جب وہ دونوں مصور وہاں سے چلے گئے تو ملکہ الزباء نے بڑی رازداری سے قیصر بن سعد سے پوچھا۔

اگر تم عمرو بن عدی کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یہ ایک معرکہ ہوگا لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ تمہارے کہنے پر حیرہ چلے آئے اور تم اسے گرفتار کر کے لا سکو۔ یہ منصوبہ ناکام بھی ہو سکتا ہے اور تمہیں اس کے علاوہ بھی کوئی احتیاطی قدم اٹھانا چاہئے۔ اس پر قیصر کا سر تھوڑی دیر جھکا رہا پھر چند لمحوں کی سوچ بچار کے بعد اس نے اپنا جھکا ہوا سر اوپر اٹھایا اور پھر وہ کسی قدر خوش ہوتے ہوئے کہنے لگا۔

میرے ذہن میں ایک اور ترکیب آئی ہے۔ ملکہ نے چونک کر پوچھا کیسی ترکیب۔ قیصر کہنے لگا۔ یہ تو آپ جانتی ہیں عمرو بن عدی جب بھی آپ پر حملہ آور ہوگا تو وہ یہیں آپ کے قبیلے میں آ کر آپ پر قاتلانہ حملہ کرے گا۔ ملکہ الزباء تیز نگاہوں سے قیصر بن سعد کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی یہ تو ظاہر ہے۔ قیصر بن سعد پھر بولا۔

تو پھر ایک کام اور کریں۔ اپنی خوابگاہ کے علاوہ وہ کمرہ جس میں آپ دربار لگاتی ہیں اور محل کے باہر وہ گوشہ جہاں پر آپ بیٹھتی ہیں ان تینوں جگہ سے ایک زمین دوز راستہ کھودا جائے اور تینوں راستے محل کے کسی تہہ خانے میں جا کر مل جائیں اور اس تہہ خانے سے بھی ایک سرنگ کھود کر مشرق کی طرف دریائے فرات تک اس جگہ لے جائی جائے جہاں پرانے عبادت خانے ہیں ان قدیم عبادت خانوں میں کسی ایک کے اندر اس سرنگ کا دروازہ کھلے اور دریا کے اس گھاٹ پر ہر وقت ایک کشتی کھڑی رہے جس کی حفاظت کے لئے ہمہ وقت دو پہریدار وہاں موجود رہنا چاہئے۔ ظاہر ہے حملے کی صورت میں آپ ان تینوں میں سے ایک جگہ ضرور ہوں گی لہٰذا آپ فوراً ان تینوں میں سے کسی ایک بھی سرنگ کے ذریعے تہہ خانوں سے ہو کر دریائے فرات تک پہنچ سکتی ہیں اور وہاں سے آپ کشتی کے ذریعے نکل کر کا[illegible] سکتی ہیں۔

قیصر بن سعد کی یہ تجویز سن کر ملکہ بے حد خوش ہوئی اور اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگی۔ قیصر بن سعد تمہارا یہ ایک بہترین منصوبہ ہے۔ یقیناً تم کام کے آدمی ہو۔ اب تم اپنے تجارتی کارواں کے ساتھ روانہ ہو جاؤ۔ تمہاری واپسی تک میں یہ سرنگ تیار کروا لوں گی۔ میں قبیلے کے سارے معمار اور صناع اس کام پر لگا دوں گی۔ اس کے بعد قیصر بن سعد اپنے شتر پر سوار ہوا اور کارواں کو روانگی کا حکم دے دیا تھا۔ ملکہ الزباء مطمئن اور شاداں اپنے محل کی طرف لوٹ گئی تھی۔

○

ایک روز قیصر بن سعد حیرہ شہر کی ایک سرائے رباط الشرق میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھ اس کے دو قابل اعتماد اشخاص بھی تھے جنہیں ساتھ لے کر وہ بنو قسطورہ میں گیا تھا اور جنکے ذریعے سے وہ عمرو بن عدی کے ساتھ پیغام رسانی کرتا رہا تھا۔

وہ ابھی سرائے کے صحن میں ہی کھڑے تھے کہ سرائے کے اندر سے عمرو بن عدی نکلا۔ مسکراتا ہوا وہ ان تینوں سے گلے ملا۔ پھر اس نے قیصر بن سعد کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ کہو تم کیسے آئے ہو اور مجھے یہاں کس غرض کیلئے بلایا ہے۔ قیصر بن سعد نے پہلے گہری نگاہوں سے اپنے اردگرد کا جائزہ لیا پھر کہنے لگا۔ کہیں علیحدہ بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔ یہاں سرائے کے صحن میں گفتگو کرنا اچھا نہیں۔ یہ میرے لئے خطرناک بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ عمرو بن عدی نے قیصر بن سعد کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا۔ ایسا ہے تو میرے ساتھ آؤ۔ میں نے سرائے میں ایک کمرہ لے رکھا ہے۔ وہیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔ عمرو بن عدی کی یہ تجویز پسند کی گئی پھر وہ سب عمرو بن عدی کے ساتھ ہو لئے تھے۔

کمرے میں جا کر جب چاروں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ تب قیصر بن سعد بولا اور کہنے لگا۔

سنو۔ عدی کے فرزند مہربان۔ مجھے بنو قسطورہ کی ملکہ الزباء نے اپنے قبیلے کے تجارتی کاروان کا سرکردہ بنا کر بھیجا ہے۔ وہ ان دنوں تم سے بے حد خوفزدہ ہے کیونکہ اس کے نجومیوں نے اسے بتایا ہے کہ تم ہی اس کے قاتل ہو گے اور اس کی موت عمرو بن عدی کے ہاتھوں ہو گی۔ میں نے اسے یہ چکمہ دیا کہ میں تجارتی کارواں کو لے کر جب حیرہ جاؤں گا تو عمرو بن عدی کو پیغام بھیجوں گا کہ تم اگر ملکہ الزباء سے انتقام لینا چاہتے ہو تو مجھے حیرہ میں ملو۔ میں نے الزباء کو یقین دلایا تھا کہ عمرو بن عدی اگر وہاں آیا تو میں اسے گرفتار کر کے تمہارے سامنے پیش کر دوں گا۔

اس پر عمرو بن عدی نے قیصر بن سعد کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ تمہارے خیال میں مجھے کیا کرنا چاہئے۔ قیصر پھر بولا اور کہنے لگا۔ پہلے میری پوری بات سنو۔ پھر فیصلہ کرتے ہیں کہ تمہیں کیا کرنا چاہئے اور مجھے کیا کرنا ہے۔ اس پر عمرو بن عدی کہنے لگا اچھا کہو۔ تم مزید کیا کہنا چاہتے ہو۔ اس پر قیصر نے پھر پوچھا کیا تم اپنے ساتھ میرے کہنے کے مطابق رقم لائے ہو۔ عمرو بن عدی جھٹ سے بولا اور کہنے لگا ہاں میں تمہارے کہنے کے مطابق اپنے ساتھ پچاس ہزار سرخ دینار لے کر آیا ہوں۔ اس پر قیصر بن سعد فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔

بس تو پھر معاملہ سارا درست ہوا۔ وہ پچاس ہزار سرخ دینار کی رقم میرے حوالے کر دو اور میرے پاس جس قدر تجارتی سامان ہے یہ تم لے لو۔ سنو۔ عدی کے بیٹے۔ میں جب یہ رقم لے کر جاؤں گا تو ملکہ الزباء بے حد خوش ہو گی کیونکہ جو تجارتی سامان میں لے کر آیا ہوں اس کی اصل قیمت اس رقم سے آدھی بھی نہیں ہے۔ گویا ملکہ الزباء جب یہ جانے گی کہ میں اس کے لئے رقم دوگنی کر کے لے کر آیا ہوں تو وہ نہ صرف یہ کہ مجھ پر زیادہ اعتماد اور بھروسہ کرنے لگے گی بلکہ میری اس کارکردگی پر اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ ہو گی۔ جس کے نتیجے میں وہ مجھے ایک اور کارواں کے ساتھ روانہ کرے گی۔ اس طرح میں اس کا اعتماد حاصل کرتا رہوں گا۔ جب وہ تمہارے متعلق مجھ سے پوچھے گی تو میں اس سے کہوں گا کہ عمرو بن عدی حیرہ شہر آیا ضرور تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ایک ایسا لشکر بھی تھا جس پر میں اپنے تجارتی کارواں کے ساتھ ہاتھ نہ ڈال سکتا تھا۔ میں اسے یقین دلانے کی کوشش کروں گا کہ اسی طرح دو تین بار حیرہ میں عمرو بن عدی اگر مجھ سے ملتا رہا تو ایک روز مجھ پر وہ اعتماد کر کے اپنے محافظوں کے بغیر بھی آ جائے گا۔ اس روز میں اسے پکڑ کر تمہارے سامنے پیش کر دوں گا میں ملکہ الزباء کو یہ بھی یقین دلانے کی کوشش کروں گا کہ جو مال میں حیرہ شہر لے گیا تھا اس کا بیشتر حصہ بھی عمرو بن عدی نے ہی خرید لیا تھا۔

سنو عدی کے بیٹے۔ آئندہ وہ مجھے اگر تجارتی قافلے کے ساتھ بھیجے گی تو مجھے امید ہے کہ تجارتی کارواں اس سے بھی بڑا ہو گا۔ لہٰذا اس کی حفاظت کے لئے بنو قسطورہ کے نوجوان بھی زیادہ ہوں گے جب میں دیکھوں گا کہ کاروان کے ساتھ محافظوں کی ایک بڑی جماعت میرے ساتھ روانہ کی گئی ہے تو میں تمہیں مطلع کر دوں گا۔ تم اپنے قبیلے کے لشکر کے ساتھ میرا انتظار کرنا۔ پھر موقعہ جان کر میرے تجارتی کاروان پر حملہ کر دینا۔ اس طرح ہم بنو قسطورہ کے سارے محافظوں اور تاجروں کو قتل کر کے انکی جگہ اپنے قبیلے اور بنو ایاد کے جوان اپنے ساتھ لے کر الزباء کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ ظاہر ہے وہ یہی سمجھے گی

کہ میرا تجارتی قافلہ لوٹ آیا ہے اور وہ ہمارے استقبال کو آئے گی اس طرح ہم اس پر حملہ کر کے اسے پکڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

سنو۔ عمرو بن عدی۔ گو ملکہ الزباء کے ارد گرد کافی محافظ ہوتے ہیں لیکن ان کی تعداد اتنی نہیں ہوتی کہ وہ ہمارے آدمیوں کا مقابلہ کر سکیں اور جب تک اس کے دوسرے لوگ اس کی مدد کو آئیں گے ہم ملکہ الزباء کو قتل کر کے حالات اپنے ہاتھ میں لے چکے ہوں گے۔ اب بتاؤ میرا یہ منصوبہ کیسا ہے۔ اس پر عمرو نے گہری مسکراہٹ میں کہا۔

سنو۔ قیصر بن سعد۔ تمہاری یہ تجویز بہت اچھی ہے اور اس میں سو فیصد ہماری کامیابی کے امکان ہیں۔ اب بتاؤ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ اس پر قیصر بن سعد کہنے لگا اب تم میرے ساتھ میرے تجارتی کاروان میں چلو اور سارا سامان دیکھ کر مجھ سے خرید لو۔ تاکہ جو میرے ساتھ لوگ آئے ہیں وہ یہی جانیں گے کہ واقعی تجارتی سامان بیچا گیا ہے۔ اس میں کوئی سازش نہیں کی گئی اور ایسا کرنے سے میرے ساتھ آنے والے تاجروں کو کوئی شبہ بھی نہیں ہو گا۔ میں تمہارے متعلق ان سے کہوں گا کہ شہر میں عمرو بن عدی سے میری ملاقات ہوئی اور اس نے ہمارا سارا مال خرید لیا ہے۔ اس پر عمرو بن عدی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا ایسا ہے تو پھر اٹھو چلیں۔ قیصر اور اس کے دونوں ساتھی بھی اٹھ کر چپ چاپ عمرو بن عدی کے ساتھ ہو لئے تھے۔

عمرو بن عدی۔ قیصر بن سعد۔ اور اس کے دونوں ساتھی سرائے سے نکل شہر کے باہر آئے جہاں تجارتی کاروان نے پڑاؤ کیا ہوا تھا۔ عمرو بن عدی نے کسی ماہر تاجر کی طرح تجارت کا سارا مال بڑے غور سے دیکھا پھر اس نے قیصر کے ساتھ اس کی مرضی کے مطابق بھاؤ طے کر کے قیمت چکا دی۔

اس قدر جلدی اور اتنے مہنگے داموں مال بک جانے سے بنو قسطورہ کے وہ تاجر جو قیصر کے ساتھ آئے تھے وہ بے حد خوش ہوئے وہ قیصر کی دانشمندی اور خلوص کی تعریف کرنے لگے۔ تجارتی سامان کے ساتھ آئے ہوئے بنو قسطورہ کے محافظ سپاہی بھی خوش تھے کہ انہیں زیادہ دن اپنے اہل و عیال سے دور نہیں رہنا پڑے گا۔

تجارتی کاروان نے صرف ایک شب حیرہ شہر میں قیام کیا دوسرے روز شام کے قریب قیصر بن سعد اپنے اس تجارتی کاروان کے ساتھ ملکہ الزباء کے شہر الفرات کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

قیصر بن سعد کے اس قدر جلدی اور منافع بخش تجارتی سامان بیچ آنے پر ملکہ الزباء بے حد خوش ہوئی۔ قیصر نے اسے مطمئن کر دیا تھا کہ حیرہ کی ایک سرائے میں عمرو اسے ملا

تھا۔ لیکن اس کے ساتھ محافظوں کی ایک بھاری جماعت تھی جس کی وجہ سے وہ اس پر ہاتھ نہ ڈال سکا۔ اس نے ملکہ الزباء کو یقین دلایا کہ اگر اسی طرح عمرو کے ساتھ دو ایک ملاقاتیں ہو گئیں تو وہ مجھ پر اعتماد کر کے اپنے محافظوں کی ضرورت محسوس نہیں کرے گا اور اس روز پھر اسے گرفتار کرنا میرے لئے مشکل نہ ہو گا۔

تجارتی کاروان کے ذریعے منافع حاصل کرنے کی وجہ سے بنو قسطورہ میں قیصر بن سعد کی اب بہت زیادہ آؤ بھگت ہونے لگی تھی۔ جس کے نتیجے میں ملکہ الزباء نے اپنا ایک اور تجارتی قافلہ تیار کیا اور یہ تجارتی قافلہ پہلے کے تجارتی قافلے سے کئی گنا بڑا تھا۔ قیصر بن سعد کے کہنے پر عمرو بن عدی نے وہ سارا مال بھی خرید لیا اور قیصر بھاری منافع لے کر ملکہ کے پاس لوٹ آیا۔

تیسری بار ملکہ الزباء نے اتنا بڑا تجارتی کاروان روانہ کیا تھا جتنا وہ کر سکتی تھی۔ تاجروں اور محافظوں کی تعداد پہلے سے کئی گنا زیادہ تھی۔ تجارتی سامان میں پہلے سے کئی گنا زیادہ اضافہ ہوا تھا۔ قیصر بن سعد نے بروقت عمرو بن عدی کو اس تجارتی کاروان کے متعلق اطلاع کر دی تھی پھر اس نے اپنے قبیلہ کے مسلح جوانوں کے ایک لشکر کے ساتھ قیصر بن سعد کے ساتھ آنے والے تجارتی کاروان پر حملہ آور ہونے کی تیاری کر لی تھی۔ عمرو بن عدی کے اس لشکر میں بنو ایاد کے مسلح جوان بھی شامل ہو گئے تھے یہ قبیلہ چونکہ عمرو بن عدی کے باپ کا قبیلہ تھا لہٰذا وہ ملکہ الزباء سے اپنے فرزند عدی بن نصر کا انتقام لینا چاہتے تھے۔ اس طرح عمرو بن عدی کی قوت میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا تھا۔

جب قیصر بن سعد حیرہ شہر میں وہ سامان بیچ کر لوٹا تو دریائے فرات کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے اچانک اس نے اپنا رخ بدلا اور دائیں طرف صحرا کے قلب کی طرف بڑھنے لگا۔ اس پر ایک بوڑھا تاجر اپنی اونٹنی قیصر بن سعد کے قریب لایا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے احتجاجاً کہنے لگا۔

یہ تم نے کاروان کا رخ کس طرف بدل دیا ہے صحرا کے اندر ہم راستہ بھٹک گئے تو ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچے گا۔ ہمارے لئے سب سے محفوظ ترین راستہ یہی ہے کہ فرات کے کنارے کنارے چلتے رہیں۔ اس پر قیصر بن سعد نے اس بوڑھے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا بڑے اعتماد میں کہا۔ میں صحرا کے ان راستوں سے اچھی طرح واقف ہوں۔ تم مطمئن رہو۔ میں اپنا تجارتی کاروان اور اس کے ساتھ آنے والے محافظوں کو بھٹکنے نہیں دوں گا۔ اس پر بوڑھے نے پہلے سے زیادہ احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

لیکن صحرا کے قلب سے ہو کر جانے کا آخر ہمیں فائدہ کیا ہو گا۔ اس پر قیصر بن سعد

نے بڑے غور سے اس بوڑھے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کیا تم جانتے ہو کہ صحرا کے اس حصے کی طرف سے گزرا جائے تو کون سا قبیلہ قریب ترین پڑتا ہے۔ اس پر بوڑھے نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے صحرا کے اس حصے سے اگر گزرا جائے تو بنو ایاد کے نخلستان قریب ترین پڑتے ہیں اور یہ بنو ایاد ہمارے دشمن ہیں اور ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں اس پر قیصربن سعد نے تیز نگاہوں سے بوڑھے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

کیا تم اپنے قبیلے کو خوشحال دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ ملکہ الزباء تمہاری کارگزاری سے خوش ہو اور ہمیں انعام سے مالا مال کرے۔ اس پر وہ بوڑھا کہنے لگا ہاں۔ میں ضرور چاہتا ہوں۔ جواب میں قیصربن سعد کہنے لگا۔

تو سنو بنو ایاد ہمارے تجارتی راستے میں ایک خطرہ ہیں۔ آج میرے ساتھ کافی محافظ ہیں۔ آج میں ان پر شب خون مار کر انہیں ویران اور تباہ کر دوں گا۔ اس طرح ہمارے ہاتھ آج اتنا مال غنیمت آئے گا کہ تم اسے سمیٹ نہ سکو گے۔ اور اس کے دو فوائد ہوں گے اولاً" بنو قسطورہ خوشحال ہو جائیں گے ثانیاً" ہمارا تجارتی راستہ بھی محفوظ ہو جائے گا۔ اب کہو تمہارا کیا اراد ہے۔

وہ بوڑھا کچھ کشمکش دپیچ کی حالت میں تھا فکرمندی میں اس نے پوچھا کیا ہم بنو ایاد پر حملہ آور ہو کر کامیابی حاصل کر سکیں گے۔ اس پر قیصربن سعد نے پھر اسے کہا کیا تمہیں مجھ پر اعتماد نہیں وہ بوڑھا تاجر مال غنیمت کے لالچ میں مطمئن ہو گیا اور مسکراتے ہوئے کہنے لگا ایسی کوئی بات نہیں۔ ہمیں تم پر مکمل اعتماد ہے۔ اب جو بھی فیصلہ تم کرو گے بہرحال ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اس کے بعد وہ بوڑھا مطمئن ہو کر وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

شام سے ذرا پہلے قیصربن سعد نے بنوایاد کے نخلستانوں سے ایک فرسنگ دور کاروان کے پڑاؤ کا اہتمام کیا اور چیدہ چیدہ لوگوں کو بلا کر اس نے سمجھایا اور مطمئن کر دیا کہ بنو ایاد سے کوئی معرکہ پیش نہیں آئے گا۔ قیصربن سعد چونکہ حیرہ میں دو بار سامان تجارت بیچ کر بنو قسطورہ کیلئے تجارتی سامان میں سے منافع حاصل کر چکا تھا لہٰذا اس کی ذہانت اس کی دانشمندی پر بھروسہ کرنا تجارتی کاروان کے لوگوں کا ایک فطری عمل تھا۔ اس کے علاوہ جب انہیں قیصربن سعد نے مال غنیمت کا لالچ دیا۔ تو وہ قیصربن سعد کا ساتھ دینے پر تیار ہو گئے۔

جس جگہ قیصربن سعد نے پڑاؤ کیا۔ یہ وہی جگہ تھی جس کے متعلق اس نے پہلے سے عمرو بن عدی کو اطلاع دے رکھی تھی۔ بنو قسطورہ کا تجارتی کارواں ابھی پوری طرح پڑاؤ

بھی نہ کر پایا تھا کہ جس جگہ کھجوروں کے جھنڈ میں وہ خیمہ زن ہو رہے تھے کہ چاروں اطراف سے ریت کے بڑے ٹیلوں کی اوٹ سے بنو ازد اور بنو ایاد کے نوجوان نمودار ہوئے اور عمرو بن عدی کی سرکردگی میں انہوں نے بنو قسطورہ کے اس تجارتی کاروان اور اس کے محافظوں پر حملہ کر دیا تھا۔

تجارتی کارواں کے محافظ ابھی سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ عمرو بن عدی ان کا خاتمہ کرا چکا تھا قیصراور اس کے جاسوس ساتھی بھاگ کر عمرو کے ساتھ مل گئے تھے۔ سورج جب دور حد نگاہ تک پھیلے ہوئے ریگستانوں پر ایک سنہری چادر بکھیرتا ہوا غروب ہونے لگا تو عمرو بن عدی اور اس کے ساتھی کاروان کو لوٹنے اور اس کے محافظوں کو قتل کر دینے سے فارغ ہو چکے تھے۔

عمرو بن عدی اور قیصربن سعد نے تجارتی کارواں کا لوٹا ہوا سارا سامان بنو ایاد میں رکھا اور کارواں کے سارے اونٹ انہوں نے ایک جگہ جمع کئے ان پر اپنے مسلح جوانوں کو سوار کیا اور بنو قسطورہ کی طرف روانہ ہوئے۔

صحرا کے اندر سفر آہستہ آہستہ شروع کیا گیا۔ راستے میں ایک جگہ رک کر انہوں نے آرام کیا اور اگلے روز کا سورج جب طلوع ہو رہا تھا تو عمرو بن عدی اور قیصربن سعد اپنے مسلح جوانوں کے ساتھ دریائے فرات کے کنارے ملکہ الزباء کے شہر شط الفرات میں داخل ہو رہے تھے۔ وہ بالکل اس حالت میں سفر کر رہے تھے گویا بنو قسطورہ کا تجارتی کارواں حسب سابق تجارت سے کافی منافع کما کر لوٹ رہا ہو۔ کاروان کے آگے قیصر تھا اور اس کے پیچھے اپنے مسلح جوانوں کے جھرمٹ میں عمرو بن عدی تھا۔

ملکہ الزباء اپنے محل سے باہر شہہ نشین پر کھڑے ہو کر اپنے تجارتی قافلے کا استقبال کر رہی تھی اس کے ارد گرد اس کے قبیلے کے ان گنت مسلح محافظ کھڑے تھے جب سے منجموں نے اسے کہا تھا کہ تمہاری موت عمرو بن عدی کے ہاتھوں ہو گی اس نے اپنے تحفظ اور حفاظت کے لئے مسلح محافظوں کی تعداد بڑھا دی تھی جو ہر وقت اس کے محل کے چاروں طرف چاق و چوبند کھڑے پہرہ دیتے رہتے تھے۔

قیصر کے اشارے پر محل کے عین سامنے کاروان رک گیا۔ قیصر اپنا اونٹ عمرو بن عدی کے قریب لایا اور ملکہ الزباء کی طرف اشارہ کر کے اس نے سرگوشی میں کہا۔

ابن عدی کے بیٹے وہ شہہ نشین کے اوپر بنو قسطورہ کی ملکہ الزباء کھڑی ہے اس کے دائیں طرف بیس گز کے فاصلے پر ایک سرنگ ہے جس کے ذریعے وہ بچ کر نکل سکتی ہے۔ اس سرنگ کا راستہ دریائے فرات کے کنارے پرانے معبد میں جا کر کھلتا ہے۔ جہاں ہر

وقت ایک کشتی اور دو پہریدار رہتے ہیں۔ میں اپنے ان جاسوسوں کو جو اپنے ساتھ میں یہاں لایا تھا پرانے معبد کی طرف روانہ کر چکا ہوں تاکہ اگر ملکہ الزباء سرنگ میں داخل ہو تو دریا کے کنارے ہمارے آدمی اسے پکڑنے میں کامیاب ہو جائیں۔ اب بولو تمہارا کیا ارادہ ہے اس پر عمرو بن عدی نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

تم اپنے اونٹ سے نیچے اترو میں اپنے مسلح جوانوں کو حملہ آور ہونے کا حکم دینے لگا ہوں تم سیدھے ملکہ الزباء کے پاس جا کر اس طرف کھڑے ہو جاؤ جہاں سرنگ کا راستہ ہے تاکہ الزباء بھاگنے نہ پائے۔

تھوڑی دیر بعد عمرو بن عدی نے اپنی تلوار فضا میں بلند کر کے ایک مخصوص نعرہ لگایا اور اشارہ اپنے ساتھیوں کو دیا جس کے جواب میں اس کے ساتھیوں نے اپنے اونٹوں سے چھلانگیں لگا دی تھیں اپنی چمکتی ہوئی تلواریں سونت کر وہ حملہ آور ہوئے ملکہ الزباء سارا معاملہ سمجھ گئی تھی اور سرنگ کی طرف بھاگی لیکن اس وقت تک قیصر بن سعد وہاں پہونچ کر اس کا راستہ روک چکا تھا۔

اتنی دیر تک عمرو بن عدی بھی بھاگتا ہوا وہاں پہونچ گیا تھا۔ ملکہ الزباء نے قہر آلود نگاہوں سے قیصر بن سعد کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیا میں سمجھ لوں کہ تم نے میرے ساتھ بدعہدی اور غداری کی ہے۔ اس پر قیصر بن سعد نے اپنی ننگی اور چمکتی ہوئی تلوار اپنے سامنے لہراتے ہوئے کہا کیا تم نے ہمارے حکمران جزیمہ کو شادی کے لالچ میں بلا کر قتل کر کے بدعہدی نہ کی تھی پھر قیصر نے عمرو بن عدی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ادھر دیکھو بنو قسطورہ کی ملکہ وہ عمرو بن عدی کھڑا ہے اور تمہارے منجموں کی پیش گوئی پوری ہونے کا وقت آ گیا ہے ہم تم سے کچھ زیادہ نہیں کر رہے صرف تم سے عدی بن نصر اور جزیمہ کے قتل کا قصاص لے رہے ہیں۔

اس پر ملکہ الزباء نے ایک طرف ہو کر سرنگ کی طرف بھاگنا چاہا۔ لیکن عمرو نے بھاگ کر اس کا راستہ روک لیا اور تلوار مار کر ملکہ الزباء کی گردن کاٹ دی تھی۔ پھر اس نے الزباء کا کٹا ہوا سر اٹھایا جس سے خون ٹپک رہا تھا اور اپنے اونٹ کے قریب لا کر اس نے سر کے سنہری خوبصورت لمبے لمبے بالوں کو دو حصوں میں تقسیم کر کے رسی کی مانند انہیں بل دیئے اور کٹا ہوا سر اس نے ان رسی نما بالوں کی مدد سے اپنے اونٹ کی گردن سے باندھ دیا تھا۔

اتنی دیر تک عمرو بن عدی کے جوان حملہ آور ہو کر ملکہ الزباء کے محافظوں کا اور وہاں پر جمع ہونے والے بنو قسطورہ کے لوگوں کا خاتمہ کر چکے تھے۔ اس کے بعد عمرو بن عدی

اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور اپنے لشکر کو جنگ بند کرنے کا حکم دے کر اس نے انہیں اپنے اپنے اونٹوں پر سوار ہونے کا حکم دے دیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد عمرو بن عدی اور قیصر بن سعد اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔

دریائے فرات کے کنارے کنارے سفر کرتے ہوئے وہ بنو ایاد کے نخلستان میں داخل ہوئے۔ بنو ایاد کے مسلح جوان اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے جبکہ بنو ازد کے سپاہی عمرو بن عدی کے حکم کے مطابق ایک نخلستان میں خیمہ زن ہو گئے تھے۔

عمرو بن عدی اپنے اونٹ پر اس جگہ آیا جہاں خانہ بدوشوں کا قبیلہ آباد تھا جہاں اس کے باپ کی قبر تھی ایک جگہ وہ اپنے اونٹ سے اتر گیا سامنے بنو ایاد کا بوڑھا سردار عطاف بن جابر کھڑا تھا عمرو آگے بڑھا سب خانہ بدوش وہاں جمع ہو گئے تھے۔ ان میں بے چاری وہ پاگل اور دیوانی ربیعہ بھی تھی۔ جو کبھی عمرو بن عدی کے باپ سے ٹوٹ کر محبت کرتی تھی۔ عمرو بن عدی نے اپنے اونٹ کی گردن سے بندھے ہوئے الزباء کے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عطاف بن جابر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

دادا ادھر دیکھ میں ملکہ الزباء کا سر کاٹ لایا ہوں اب تم اپنے سر پر عمامہ باندھ سکتے ہو۔ میں نے اپنے باپ کا انتقام لے لیا ہے۔ دیوانی اور پاگل ربیعہ بھاگ کر آگے بڑھی ملکہ الزباء کا کٹا ہوا سر اس نے دیکھا پھر قہقہے لگانے لگی۔ زور زور سے وحشت ناک قہقہے جیسے وہ ملکہ الزباء کے قتل پر بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہی ہو۔

ملکہ الزباء کا سر عدی بن نصر کی قبر کے پاؤں کی طرف زمین میں دبا دیا گیا تھا اسی روز عمرو نے اپنے ہاتھوں سے عطاف کے سر پر عمامہ باندھا اور عمرو بن عدی کی شادی صفیہ سے ہو گئی تھی۔

سورج غروب ہو جانے کے بعد جبکہ نخلستان کی صبح چاندنی میں دن بھر کا تھکا ہارا صحرا جاگ رہا تھا عمرو بن عدی اپنے گھوڑے پر سوار اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے اپنے قبیلے کی طرف کوچ کر رہا تھا۔ اس حالت میں کہ وہ خانہ بدوش حسین اور ساحرہ انداز صفیہ اس کے گھوڑے پر اسکے پیچھے بیٹھی ہوئی تھی۔ اب وہ اس کی بیوی جو تھی۔

ہر طرف خوشی اور انبساط کی لہریں بکھر گئیں تھیں جیسے برسوں کا پیاسا صحرا عدی بن نصر کا انتقام مکمل ہونے کے بعد تر و تازہ ہو کر مسکرا اٹھا ہو۔ نخلستانوں کے نواح میں صحرا کے گیت بکھر گئے تھے۔ لیکن ربیعہ جو پاگل ہو گئی تھی اسے اب بھی اپنے حبیب اور منسوب عدی بن نصر کا انتظار تھا۔ جس کی قبر بنو ایاد کے نخلستانوں میں تھی اور روح تپتے صحراؤں کے اندر فطرت کے رنگین عناصر کی جنگ میں بھٹک رہی تھی۔

اٹلی میں قیصر روم ٹیٹس کی موت کے بعد اس کا بھائی ڈومیٹین رومنوں کا شہنشاہ بنا تھا۔ اس شخص نے پہلے مشہور رومن جرنیل کاربلو کی بیٹی ڈومیٹیہ سے شادی کی تھی جس کے بطن سے اس کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ اس کے بعد اس نے اپنی بھتیجی یعنی اپنے بڑے بھائی ٹیٹس کی بیٹی جولیا سے شادی کر لی تھی۔ کہتے ہیں ڈومیٹین فطرتاً" سخت مزاج اور منتقم المزاج اور ظالم حکمران تھا۔ تخت نشین ہوتے ہی سب سے پہلے اس نے اپنی شمالی سرحدوں کی طرف دھیان دیا۔

شمال میں اگسٹس کے دور سے رومنوں کی سرحدیں دریائے رائن اور دریائے ڈینیوب تک پہونچتی تھیں۔ ڈومیٹین کے باپ ویسپا سیان نے جو ایک بہترین رومن حکمران ثابت ہوا تھا اپنے دور حکومت میں شمالی سرحدوں کو مزید آگے بڑھایا تھا۔ اپنے باپ ویسپا سیاں کی پیروی کرتے ہوئے ڈومیٹین نے بھی شمال کی طرف دھیان دیتے ہوئے رومن سرحدوں کو مزید شمال کی طرف بڑھانا چاہا۔ ڈومیٹین چاہتا تھا کہ رومنوں کی سرحدیں شمال میں روس کے قدیم باشندوں کے ساتھ جا ملیں۔

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے ڈومیٹین نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا لشکروں کو اس نے دو حصوں میں تقسیم کر کے دریائے ڈینیوب اور دریائے رائن کے کناروں پر جمع کیا اور ان دریاؤں کے اس پار جو وحشی قبائل تھے ان پر حملہ آور ہو کر اس نے ویٹراؤ اور ٹانوس شہروں پر قبضہ کر لیا اور مزید آگے بڑھتا ہوا یہ منزکی وادیوں میں داخل ہوا جن کے اندر بڑے بڑے مضبوط قلعے تھے۔ ڈومیٹین چاہتا تھا کہ ان قلعوں پر قبضہ کرنے کے بعد یہاں مستقل فوج رکھے جو سرحدوں کی حفاظت کرتی رہے اور ایسا کرنے میں وہ کامیاب ہو گیا۔ منزکے قلعوں پر قبضہ کرنے کے بعد اس نے رومن سرحدوں کو شمال کی طرف خوب پھیلا بڑھا کر رکھ دیا تھا۔

لیکن اسی دوران ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا اور وہ یہ کہ شمال مغرب کی سمت سے وحشی جرمن قبائل اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ قبائل چٹی کے نام سے موسوم کئے جاتے تھے۔ یاجوج ماجوج کی طرح کوہستانی سلسلوں سے اٹھے اور سب سے پہلے انہوں نے منزکی وادیوں کا رخ کیا۔ ان وحشی قبائل کے سامنے جو بھی رومن آیا انہیں انہوں نے تہ تیغ کر دیا یہاں تک کہ ان وحشی چٹی قبائل نے منزکی وادیوں سے رومنوں کو نکال باہر کیا اور جن رومنوں نے ان کا مقابلہ کیا ان رومنوں کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہاں سے مزید پیش

قدمی کرتے ہوئے وحشی چٹی قبائل ٹانوس اور ویٹراؤ شہروں پر بھی قابض ہو گئے تھے۔ یوں ایک طرح سے ان وحشی چٹی قبائل نے رومنوں کو دریائے رائن اور دریائے ڈینیوب کے اس پار دھکیل کر رکھ دیا تھا۔

رومن شہنشاہ ڈومیٹین جانتا تھا کہ اگر حالات اسی طرح رہے تو جگہ جگہ رومنوں کے خلاف بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوں گی۔ جنوب میں افریقہ والے ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے مغرب میں اسپین والے اور مشرق میں ایران کی سرحدوں تک جو انہوں نے اپنی نوآبادیاں بنا رکھی تھیں سب کے بغاوت کھڑا کر دینے کے خدشات شروع ہو سکتے تھے۔ لہٰذا ڈومیٹین فوراً حرکت میں آیا اس نے ایک بہت بڑا لشکر ترتیب دیا اور اپنے چند بہترین جرنیلوں کی سرکردگی میں یہ لشکر اس نے دریائے رائین اور دریائے ڈینیوب کی طرف روانہ کئے اور حکم دیا کہ ہر صورت میں وحشی چٹی قبائل کو پیچھے دھکیل کر اپنی سرحدوں کو بحال کیا جائے۔ یہ نیا لشکر ایک عرصے تک چٹی قبائل کے خلاف برسرپیکار رہا۔ یہاں تک کہ یہ لشکر چٹی قبائل کو اپنی سرحدوں سے نکال باہر کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

ڈومیٹین کی بدقسمتی کہ چٹی وحشی قبائل کی بربریت ختم کرنے کے لئے جو لشکر اس نے اپنے شمال کی طرف روانہ کیا تھا اس لشکر کے اس نے دو جرنیل مقرر کئے تھے ایک انتونیوس جو مشہور رومن جرنیل مارک انتونی کا رشتہ دار تھا اور دوسرا ناربانیوس تھا۔ ان دونوں میں بہترین کارکردگی انتونیوس نے دکھائی تھی اور اسی کی وجہ سے رومن وحشی جرمن قبائل کو اپنی سرحدوں سے نکال باہر کرنے میں کامیاب ہوئے تھے۔ وحشی جرمن قبائل کے متعلق رومن خیال کرتے تھے کہ وہ ناقابل شکست ہیں اور یہ کہ بڑے خونخوار قبائل ہیں اور انسانی گوشت تک کھا جاتے ہیں۔ لہٰذا رومنوں کو یہ امید تک بھی نہ تھی کہ وہ وحشی چٹی قبائل کے خلاف کامیابیاں حاصل کریں گے یہ ساری کامیابیاں چونکہ ان کے جرنیل انتونیوس کی مرہون منت تھی لہٰذا چٹی قبائل کو شکست دینے کے بعد انتونیوس نے اپنے لشکریوں میں بے پناہ ہردلعزیزی حاصل کر لی تھی۔

اسی ہردلعزیزی کی وجہ سے شائد انتونیوس کا دماغ خراب ہو گیا اور اس نے ڈومیٹین کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہوئے خود رومنوں کا شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔

اب صورت حال یہ تھی کہ وحشی رومن قبائل چٹیوں کی سرکوبی کیلئے جو لشکر آیا تھا دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک حصے نے انتونیوس کا ساتھ دیا اور اسے رومن شہنشاہ تسلیم کر لیا۔ جبکہ لشکر کے دوسرے حصے نے دوسرے جرنیل ناربانیوس کا ساتھ دیا تھا۔

بغاوت کی یہ خبریں جب روم میں ڈومیٹین کو پہونچیں تو وہ بڑا فکرمند ہوا۔ وہ جانتا تھا

کہ انتونیوس بڑا پائے کا جرنیل ہے اور اگر وحشی چٹی قبائل کو شکست دینے والے سارے لشکر کو وہ اپنے ساتھ ملانے میں کامیاب ہوگیا تو اسے کوئی طاقت اور قوت رومنوں کے شہنشاہ کی حیثیت سے روم میں داخل ہونے سے روک نہ سکے گی۔ اس صورت حال کا سامنا کرنے کیلئے ڈومیٹین فوراً حرکت میں آیا اور اسپین میں جس قدر رومن لشکر تھے انہیں اس نے طلب کر لیا۔ اسے خیال تھا کہ اسپین ایک عرصے سے رومنوں کے ساتھ چلا آ رہا ہے اور اگر وہاں سے لشکر روم میں منگا لئے جائیں تو اسے امید تھی کہ اسپین کے حالات میں کوئی ابتری پیدا نہیں ہو گی۔ بہرحال ڈومیٹین کے حکم پر لشکر روم شہر کے آس پاس آ جمع ہوئے جب ان لشکروں کی تعداد کافی بڑھ گئی تو ڈومیٹین خود روم سے نکلا اور ان لشکروں کی کمانداری کرتے ہوئے شمال کی طرف بڑھا۔ وہ چاہتا تھا کہ خود میدان جنگ میں آئے اور انتونیوس کی بغاوت کو فرو کرے۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر یہ بغاوت فرو نہ ہوئی تو انتونیوس روم کی طرف بڑھے گا اور اپنے ہاتھوں سے ڈومیٹین کو قتل کر دے گا۔ لہٰذا ڈومیٹین اس سے پہلے ہی اپنی زندگی کی حفاظت کا سامان کر لینا چاہتا تھا۔

دوسری طرف شمالی سرحدوں پر کام کرنے والے دونوں جرنیلوں یعنی انتونیوس اور ناربانیوس میں ٹھن گئی۔ انتونیوس نے تو رومنوں کا شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا تھا جبکہ دوسری طرف ناربانیوس ڈومیٹین کا وفادار رہنا چاہتا تھا۔ لہٰذا اس بناء پر دونوں جرنیلوں نے ایک دوسرے سے ٹکرانے کا عزم کر لیا۔ دونوں جرنیل اپنے اپنے لشکر کو لے کر ایک دوسرے کے سامنے آئے دریائے ڈینیوب اور دریائے رائین کی وادیوں میں خوفناک جنگیں ہوئیں جس کے نتیجے میں ڈومیٹین کی خوش قسمتی کہ انتونیوس مغلوب رہا اور ناربانیوس نے سارے باغی لشکروں کا قلع قمع کر کے رکھ دیا تھا۔ رومن شہنشاہ ڈومیٹین اسپین سے آنے والے لشکر کے ساتھ شمال کی طرف بڑھتے ہوئے ابھی راستے ہی میں تھا کہ اسے خبر ملی کہ اس کے جرنیل ناربانیوس نے انتونیوس اور اس کے باغی لشکریوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی ڈومیٹین نے سکھ کا سانس لیا تاہم وہ اسپین سے آنے والے لشکر کے ساتھ دریائے ڈینیوب اور دریائے رائین کی سرحدوں تک گیا خود اس نے حالات کا جائزہ لیا اور اپنے جرنیل ناربانیوس کو جس نے انتونیوس کی بغاوت کو فرو کیا تھا۔ خوب نوازا۔

شمالی سرحدوں پر جا کر ڈومیٹین کو خبر ہوئی کہ وحشی چٹی قبائل کی بغاوت کو فرو کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ وہاں چند دن قیام کرنے کے بعد اسے علم ہوا کہ انتونیوس اور ناربانیوس وحشی چٹی قبائل کی بغاوت کو فرو کرنے میں اس لئے کامیاب ہو گئے تھے کہ وہاں پر آباد دوسرے وحشی قبائل نے پشت کی طرف سے چٹیوں پر حملہ کر دیا تھا اسلئے کہ وہ چٹیوں کو

ناپسند کرتے تھے۔ دریائے ڈینیوب کے کنارے ان دنوں یوسیمین آباد تھے جبکہ دریائے رائین کے کنارے وحشی کوآدی قبائل آباد تھے۔ اس کے علاوہ ان قبائل سے ذرا آگے روس کی سرحدوں تک آئیز یگس قبائل تھے اور یہ سامی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ جبکہ ان کے پہلوؤں پر وحشی ڈیسین جنہوں نے موجودہ رومانیہ پر مکمل قبضہ کر رکھا تھا۔ یہ سارے وحشی قبائل مشہور وحشی چٹی قبائل کو اپنا بدترین دشمن خیال کرتے تھے اور یہ قبائل چٹیوں کو اپنے لئے ایک خطرہ خیال کرتے تھے لہٰذا جب رومن جرنیل انتونیوس اور ناربانیوس نے چٹیوں پر حملہ کیا تو پشت کی طرف سے ان قبائل نے بھی چٹیوں کے خلاف بغاوت کر دی۔ جس کی وجہ سے چٹی قبائل پسپا ہو کر اپنے کوہستانی علاقوں کی طرف جانے پر مجبور ہو گئے تھے۔ اس طرح چٹیوں کے مقابلے میں رومنوں کو کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ بہرحال چند روز تک سرحدی علاقوں میں قیام کرنے کے حالات کا پوری طرح جائزہ لینے اور سرحدوں کو پہلے کی نسبت مضبوط کرنے کے بعد رومن شہنشاہ ڈومیٹین اسپین سے آنے والے اپنے لشکر کو لے کر روم کی طرف لوٹ گیا تھا جب کہ شمالی سرحدوں کا محافظ اور کماندار اس نے اپنے وفادار جرنیل ناربانیوس کو مقرر کر دیا تھا۔

وحشی جرمن چٹی قبائل کی بغاوت کو ختم ہوئے ابھی چند ہی ہفتے ہوئے تھے کہ رومنوں کے شہنشاہ ڈومیٹین کیلئے طرح طرح کے مسائل اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ یوں کہ جب رومنوں نے وحشی چٹی قبائل کو شکست دی تو ڈلیسین قبائل کے اندر ایک انقلاب رونما ہوا۔ ڈلیسین قبائل بھی وحشی چٹی قبائل کی طرح خونخوار تھے اور شمال کے برفانی کوہستانی سلسلوں کے اندر بڑی تگ و دو کی زندگی بسر کرتے تھے۔

جب چٹیوں کی بغاوت فرو ہو گئی تو انہی دنوں ڈلیسین کے اندر یہ انقلاب رونما ہوا کہ ان پر پہلے ایک شخص بورلے حکمرانی کرتا تھا۔ اچانک ہی ان دنوں ڈلیسین قبائل کے حکمران بورلے بستہ کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ ڈلیبالیوس نام کا ایک شخص وحشی ڈلیسین قبائل کا سربراہ بنا۔ ڈیسپالیوس مقدر آزما اور انتہائی جنگجو قسم کا انسان تھا۔ ڈلیسین کا حکمران بنتے ہی اس نے رومنوں کے خلاف قسمت آزمائی کا فیصلہ کیا۔

حکمران بنتے ہی ڈیسپالیوس نے اپنے لشکروں کو منظم کرنے کے ساتھ ساتھ اضافہ بھی کیا پھر اس نے دریائے رائین اور دریائے ڈینیوب کو عبور کرنے کے بعد رومنوں کے صوبہ ٹیسیا میں اس نے تباہی مچا کر رکھ دی تھی اور صوبہ موئیسیا کے رومن گورنر سینیوس کو جو اس کے مقابلے پر لشکر لے کر آیا تھا ڈیسپالیوس نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا

طرف تباہی اور بربریت کا کھیل کھیلا یہ اطلاع جب رومن شہنشاہ ڈومیٹین کو ملی تو اس نے فوراً ایک لشکر تیار کیا۔ اپنے ایک جرنیل فیسکیوس کو ساتھ لیا اور وحشی ڈیسین قبائل کی سرکوبی کیلئے نکلا۔ دریائے ڈینیوب کے کنارے ایک ہولناک معرکہ رومنوں اور ڈیسین کے درمیان ہوا جس میں رومنوں نے ڈیسین قبائل کو پسپا کر دیا۔ اور ڈیسین قبائل دریائے ڈینیوب کے اس پار کوہستانی سلسلے میں روپوش ہو گئے۔ ڈیسین کی بغاوت فرو کرنے کے بعد خود قیصر روم ڈومیٹین تو روم لوٹ گیا جبکہ اس نے اپنے جرنیل فیسکیوس کو سرحدوں پر ہی اپنے لشکر کے ساتھ قیام کرنے کا حکم دیا۔

ڈیسین قبائل کو شکست دینے کے بعد رومن جرنیل فیسکیوس کے حوصلے بلند ہو گئے تھے۔ جب ڈیسین دریائے ڈینیوب کو پار کرنے کے بعد کوہستانی سلسلوں کے اندر روپوش ہو گئے تو فیسکیوس نے دیگر وحشی قبائل کے خلاف کامیابیاں حاصل کرنے کا ارادہ کیا تاکہ شمالی سرحدوں پر کوئی بھی وحشی قبیلہ رومنوں کیلئے آنے والے دنوں میں خیالات نہ ہو اس مقصد کیلئے فیسکیوس نے کارپیتھین قبائل کا رخ کیا یہ قبائل بھی وحشی تھے اور بڑی خونخوارانہ زندگی بسر کر رہے تھے۔ فیسکیوس نے اپنے لشکر کے ساتھ اچانک کارپیتھین کو جا لیا۔ اچانک ان پر حملہ کر کے ان کا خوب قتل عام کیا اور انہیں اپنے سامنے سے بھاگ جانے پر مجبور کیا اور انکے مرکزی شہر میں داخل ہوا۔

وحشی کارپیتھین قبائل کو رومن جرنیل فیسکیوس کی یہ حرکت پسند نہ آئی وہ حملہ آور ہونے سے وقتی طور پر پسپا ضرور ہوئے تھے لیکن انہوں نے اپنی قوت کو مجتمع کرنا شروع کر دیا اور جوں ہی رومن جرنیل فیسکیوس چند روز تک کارپیتھین قبائل کے مرکزی شہر میں قیام کرنے کے بعد دریائے ڈینیوب کی طرف جانے کے لئے نکلا کارپیتھین قبائل ٹڈی دل کی طرح کوہستانی سلسلوں کے اندر سے نمودار ہوئے اور رومن جرنیل فیسکیوس پر حملہ آور ہو گئے۔ فیسکیوس کے سارے لشکر کو انہوں نے تہہ تیغ کر کے اس کا خاتمہ کر دیا۔ یہ ہولناک جنگ تپس کی وادیوں میں لڑی گئی جہاں ہر طرف رومنوں کا خون بہہ نکلا تھا رومن جرنیل فیسکیوس بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر دریائے ڈینیوب کے اس پار بھاگنے میں کامیاب ہوا تھا۔

رومن شہنشاہ ڈومیٹین کو ایک بار پھر اپنے لشکر کے ساتھ روم سے نکلنا پڑا۔ اپنے جرنیل فیسکیوس کو اس نے اپنے ساتھ لیا اور کارپیتھین کی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ دریائے ڈینیوب کے کنارے رومنوں اور وحشی کارپیتھین قبائل کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس میں رومنوں کا پلہ بھاری رہا اور کارپیتھین قبائل [illegible]

بھاگ گئے اس طرح ڈومیٹین نے اپنے دور میں شمال کے وحشی قبائل کو باری باری اپنا زیر اور مطیع بنا کر رکھ دیا تھا۔ ڈومیٹین ہی کے دور میں انگلستان کے رومن گورنر ایگریکولا نے انگلستان کے ان علاقوں کی طرف پیش قدمی کی جن پر ابھی تک رومنوں کا قبضہ نہیں ہوا تھا اور بہت سے علاقے اس نے فتح کر کے رومن سلطنت میں شامل کر لئے تھے۔

رومن شہنشاہ ڈومیٹین کو اپنے دور حکومت میں بار بار شمال کی طرف فوجی کارروائیاں کرنی پڑی تھیں اور بڑی مشکل سے شمال کے وحشی قبائل کو زیر اور مطیع کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔ ان ساری بغاوتوں اور اس کے نتیجے میں رونما ہونے والی جنگوں کو دیکھتے ہوئے ڈومیٹین نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ جب تک اس کا لشکر مضبوط اور بہتر ہتھیاروں سے مسلح ہے اس وقت تک کوئی اسے شہنشاہیت سے محروم نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ایک طرف اس نے اپنے لشکروں میں اضافہ کیا دوسری طرف اس نے اپنے لشکریوں کی تنخواہ ایک تہائی بڑھا دی۔ اس طرح حکومت کے اخراجات بڑھے تھے اس کے علاوہ ڈومیٹین بڑا شاہ خرچ تھا۔ وہ شہرت حاصل کرنے کے لئے لوگوں کے قرضے عموماً معاف کر دیا کرتا تھا جو حکومت سے قرض لیتے تھے۔ اس کے علاوہ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے یہ تھیٹروں کا بھی اہتمام کرتا تھا اس پر بھی بہت سے اخراجات اٹھتے تھے۔ ان سارے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ڈومیٹین نے بڑے بڑے سرمایہ داروں سے زبردستی دولت نکالنا شروع کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جگہ جگہ ڈومیٹین کے مخالف اور دشمن اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان ہی میں سے ایک شخص نے اچانک ڈومیٹین پر حملہ کیا اور خنجر گھونپ کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ ڈومیٹین کی موت پر رومنوں کے سرکردہ لوگوں نے سکھ کا سانس لیا کہ ٹیکس وصول کرنے کے لئے وہ انکے پیچھے لگا ہوا تھا۔ ڈومیٹین کی موت کے بعد نروا رومنوں کا شہنشاہ بنا۔

○

ایک روز سورج غروب ہونے سے تھوڑی دیر پہلے یوناف دریائے نیل کے کنارے وحشی قبائل کے سردار کلاوش کی حویلی کے باہر ایک درخت تلے اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا۔ پھر ابلیکا کی مٹھاس اور شہد بھری آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔ یوناف میرے حبیب میرے عزیز۔ کیا سوچ رہے ہو۔ یوناف کہنے لگا کچھ بھی نہیں۔ بس یونہی یہاں اس درخت تلے بیٹھا ہوں۔ اس پر ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔ میں تم سے دو باتیں کہنا چاہتی ہوں۔ یوناف متوجہ ہو گیا اور کہنے لگا کہو کیا کہنا چاہتی ہو۔ ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔

پہلی بات یہ کہ تم اس وحشی قبائل کے سردار کلاوش کی بیٹی ملیتا سے شادی مت کرنا۔ دیکھو یوناف ان وحشی قبائل کا ایک جوان ملیتا کو پسند کرتا ہے گو ملیتا اس سے محبت نہیں کرتی لیکن وہ اندر ہی اندر سے چاہے جا رہا ہے اور وہ ملیتا سے شادی کا خواہشمند ہے۔ تمہارے یہاں آنے سے وہ ایک طرح کے رشک و حسد میں مبتلا ہو چکا ہے اور اگر تم نے ملیتا سے شادی کرنے کی کوشش کی تو وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تمہارے خلاف اٹھ کھڑا ہو گا۔ بہتر یہ ہے کہ تم ملیتا کو اس کے حال پر چھوڑ دو تاکہ وہ نوجوان اگر چاہے تو اس سے شادی کر لے۔ اس پر یوناف نے پوچھا کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ ملیتا سے شادی کا خواہشمند قبیلے کے جوان کا نام کیا ہے۔ اس پر ابلیکا کہنے لگی اس کا نام عریاس ہے اور وہ دیوانگی کی حد تک ملیتا کو چاہتا ہے۔ اس پر یوناف ہلکے ہلکے تبسم میں کہنے لگا۔

دیکھو ابلیکا جو کچھ تو چاہ رہی ہے۔ ایسا فیصلہ میں پہلے ہی کر چکا ہوں۔ سردار کلاوش نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ میں اس کی بیٹی سے شادی کر لوں۔ لیکن میں نے اس معاملے کو ٹال دیا تھا۔ دیکھو ابلیکا میں شادی وادی کے چکروں میں نہیں پڑنا چاہتا۔ بیوسا کی موت نے میرا دل توڑ دیا ہے اور میرے ذہن کی روشنی کو ایک طرح سے اس نے بجھا دیا ہے۔ مجھے اس ملیتا میں کوئی دلچسپی نہیں۔ میں عریاس سے ملوں گا اور اسے بتاؤں گا کہ میں اس کے راستے کی دیوار اور پتھر نہیں بنوں گا۔ بلکہ وہ جب اور جس وقت چاہے ملیتا سے شادی کر لے میرا ملیتا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس پر ابلیکا نے خوشی بھری آواز میں پھر کہا۔

چلو ایک معاملہ تو طے ہوا۔ اب میں دوسرے معاملہ کی طرف آتی ہوں۔ دیکھو ان وحشی قبائل کے کوہستانی سلسلے کی غار میں پائیرو اس وقت اکیلا گہری نیند سویا ہوا ہے اگر تم چاہو تو اس وقت اس پر حملہ آور ہو کر اسے ناقابل تلافی نقصان پہونچا سکتے ہو۔ اگر تم بار بار اسی طرح اسے نقصان اور اذیت پہونچاتے رہو تو ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ تمہارے خلاف خود بخود حرکت میں آنے کی کوشش نہیں کرے گا تاوقتیکہ ابلیس اسے اکسا کر ایسا کرنے پر مجبور نہ کرے۔ اس پر یوناف نے ابلیکا کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

دیکھو ابلیکا اس پائیرو کا بندوبست میں پہلے ہی کر چکا ہوں۔ ان وحشی قبائل کے اندر ایک بہت بڑی جسامت اور طاقت کا بن مانس ہے میں پہلے ہی سے اپنے ساتھ مانوس کر چکا ہوں۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی میں تمہاری ساری حرکات دیکھ چکی ہوں اور بن مانس کا بھی جائزہ لے چکی ہوں۔ وہ واقعی بہت بڑی جسامت کا بن مانس ہے اور بڑا طاقتور ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ جب تم اس کی طاقت اور قوت میں دس گنا اضافہ کرو گے تو وہ پائیرو

کے سامنے ایک مصیبت بن کر کھڑا ہو جائے گا۔ یوناف اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

سنو ابلیکا۔ میں ابھی اور اسی وقت غار کی طرف جاتا ہوں۔ پہلے میں بن مانس کی طرف جاتا ہوں۔ اسے اپنے ساتھ لیتا ہوں پھر غار میں داخل ہو کر میں پائیرو پر حملہ آور ہوتا ہوں میرے خیال میں میں اگر اس پائیرو پر یہ بن مانس کے ساتھ خوب اچھی طرح کارگر ضربیں لگانے میں کامیاب ہو گیا تو میں اس پائیرو کو اس غار سے بھگانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ پھر میں اس وحشی قبیلے کے لوگوں کو اس غار میں لے جاؤں گا اور جب وہ یہ دیکھیں گے کہ وہاں سے پائیرو بھاگ گیا ہے تو وہ بڑے خوش ہوں گے اس کے بعد میں عریاس نام کے اس جوان سے ملوں گا جو ملیتا سے شادی کا خواہشمند ہے اس کے دل میں میرے خلاف کوئی غلط فہمیاں ہیں تو انہیں دور کروں گا تاکہ ان وحشی قبائل کے اندر ملیتا کے حوالے سے میرا رقیب اور حاسد پیدا نہ ہو۔ جواب میں ابلیکا خاموش رہی جبکہ یوناف اس سمت چل دیا تھا جہاں بن مانس بندھا رہتا تھا۔

یوناف جب اس بن مانس کے قریب آیا تو اس نے دیکھا وحشی قبیلے سے تعلق رکھنے والے جس شخص سے اس نے وہ بن مانس خریدا تھا اور بڑی رقم دے کر بن مانس کی دیکھ بھال پر مقرر کیا تھا وہ بن مانس کو اس وقت اس کی خوراک دے رہا تھا۔ یوناف چونکہ سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس بن مانس کو اپنے ساتھ مانوس کر چکا تھا لہٰذا وہ آگے بڑھا اور بن مانس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ وہ دیوقامت بن مانس جواب میں یوناف کی چھاتی پر بڑے پیار سے اپنا منہ رگڑنے لگا تھا۔

بن مانس کا سابقہ مالک تھوڑی دیر تک یوناف اور بن مانس کی حرکات کو بڑے غور سے دیکھتا رہا پھر وہ کسی قدر شک و شبہ کی نگاہ سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

اے مہربان! اجنبی مجھے تمہاری سمجھ نہیں آئی۔ میں حیران اور پریشان ہوں کہ تم نے اس بن مانس کو اس قدر جلدی اپنے ساتھ کیسے مانوس کر لیا۔ حالانکہ اسے میرے پاس ایک عرصہ ہو گیا اور یہ بستی کے دوسرے لوگوں کے ساتھ ابھی تک مانوس نہیں ہوا۔ جو بھی اس کے قریب جاتا ہے یہ اسے کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے لوگ اسے دور سے خوراک دے کر اپنے ساتھ مانوس کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن انہیں ناکامی ہوئی ہے۔ تم نے نہ کچھ اس بن مانس کو کھلایا ہے نہ پلایا ہے بس اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہو اور یہ بچوں کی طرح تم سے مانوس ہو جاتا ہے۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے۔ اس پر یوناف نے کچھ سوچا پھر مسکراتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

دیکھ میرے عزیز! اس کی وجہ یہی ہے کہ میں جانوروں کی بولیاں اور ان کی حرکات اور سکنات کو سمجھتا ہوں اور ان کے مطابق ان کے ساتھ ردعمل کرتا ہوں۔ اس پر وہ شخص بولا اور کہنے لگا اس کے علاوہ بھی ایک وجہ مجھے نظر آتی ہے۔ شاید اسے تم تسلیم نہ کرو۔ اس پر یوناف نے چونکنے کے انداز میں اس شخص سے پوچھا اور کیا وجہ ہے۔ وہ شخص کہنے لگا تم مجھے کوئی عام انسان نہیں لگتے۔ بڑے پراسرار شخص لگتے ہو اور مجھے یہ بھی شک و شبہ ہونے لگا ہے کہ تم غیر معمولی قوتوں اور طاقتوں کے مالک ہو۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو تم ہرگز اس پائیرو کے غار میں داخل ہونے کی کوشش نہ کرتے۔ میرے خیال میں انہی پراسرار قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے تم نے اس بن مانس کو بھی اپنے ساتھ مانوس کر لیا ہے ورنہ یہ بن مانس یوں اجنبی کے ساتھ اتنی جلدی اور اس قدر گہرے انداز میں مانوس ہونے والا نہیں ہے۔ بہرحال وجہ کچھ بھی ہو میں تمہارے ساتھ تمہاری شخصیت کو بھی سلام کرتا ہوں۔ اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔

میں اس بن مانس کو ذرا اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں۔ میں اس وقت پائیرو کے غار میں داخل ہوں گا اور اس بن مانس کو استعمال کر کے اسے اس غار سے بھاگ جانے پر مجبور کروں گا۔ اس پر وہ شخص خوف زدہ سے لہجے میں کہنے لگا ایسا کرنا بالکل ناممکن ہے۔ اس سے پہلے بھی بستی والوں کے کہنے پر اس بن مانس کو ہم نے غار پر چھوڑا تھا لیکن اس پائیرو نے مار مار کر بن مانس کو باہر نکال دیا تھا یہ بن مانس کئی دن زخمی حالت میں پڑا رہا میں نے دن رات اس کی دیکھ بھال کی تب جا کر یہ بحال ہوا۔ ورنہ یہ پائیرو کی مار کھا کر مر جاتا۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

سن میرے عزیز۔ تم لوگوں کو اس بن مانس سے کام لینا نہیں آیا۔ آج میرے بھی کام لینے کا انداز دیکھنا۔ میں اکیلا اس بن مانس کو پائیرو کے خلاف حرکت میں نہیں آنے دوں گا بلکہ میں خود بھی پائیرو کے خلاف حرکت میں آؤں گا۔ میں اور یہ بن مانس دونوں مل کر پائیرو کو مار مار کر اس غار سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیں گے۔ اس پر وہ شخص خوف زدہ سے انداز میں کہنے لگا۔ میرے خیال میں ایسا قطعی طور پر ناممکن ہے۔ یہ بن مانس اور تم دونوں مل کر بھی پائیرو کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ میرے خیال میں وہ تم دونوں کو چیر پھاڑ کر رکھ دے گا۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ پچھلی بار میں اکیلا غار میں داخل ہوا تھا۔ پائیرو کا مقابلہ کیا تھا اور لوگوں نے دیکھا تھا پائیرو میرے سامنے درد کی شدت اور اذیت سے غار کے فرش پر پڑا تڑپ اور کراہ رہا تھا اس پر وہ شخص تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر عجیب سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا مجھے تمہاری سمجھ نہیں آتی۔ تم

کچھ عجیب و غریب اور پراسرار سے شخص لگتے ہو۔ تم عام انسانوں جیسے نہیں ہو۔ میرے خیال میں تمہارے پاس کچھ غیر مرئی قوتیں بھی ہیں جنکی بناء پر تم غار میں داخل ہوئے اور سلامتی کے ساتھ پائیرو کے ہاتھوں بچ کر غار سے باہر نکل آئے۔ بہرحال معاملہ کچھ بھی ہو میرا دل کہتا ہے کہ تم ہی وہ شخص ہو جو ہمارے ان قبائل کو پائیرو جیسی عفریت سے نجات دلا سکتے ہو۔ بہرحال جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو کرو۔ میں تمہاری سلامتی اور کامیابی کی دعا مانگوں گا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے اس شخص کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اگر ایسا ہے تو پھر اس بن مانس کی زنجیریں کھول دو۔ اس پر وہ شخص خوفزدہ سے لہجے میں کہنے لگا۔

بن مانس کی زنجیریں تو کھول دیتا ہوں لیکن میں غار کے منہ تک تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا اور میرے خیال میں تم اکیلے اس بن مانس کو غار تک نہیں لے جا سکو گے۔ یہ مچل جائے گا۔ بیخ پا ہو گا اور راستے میں جو شخص بھی اسے نظر آیا یہ اس پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے گا۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا نہیں یہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔ تم اس کی زنجیریں کھولو۔ پھر دیکھو میں اس کے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہوں۔ اس پر وہ شخص ڈرتے جھجکتے آگے بڑھا باری باری دونوں طرف کی اس نے زنجیریں کھول دیں تھیں۔ عین اس وقت یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور اس بن مانس کی جسامت اس نے دس گنا کم کر کے اسے ایک بندر کے چھوٹے بچے کی طرح اٹھایا اور اپنے گلے میں لٹکتی ہوئی چری زنبیل میں ڈال لیا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے وہ شخص خوفزدہ اور پریشان ہو کر رہ گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ ہکلاتے ہوئے پوچھنے لگا۔

اے اجنبی یہ تو نے کیا معاملہ کیا تو نے اتنے بڑے اور دیو پیکر اس بن مانس کو کیسے اور کیونکر چھوٹے سے ایک بندر میں تبدیل کر کے اپنے اس چمڑے کی زنبیل میں ڈال لیا ہے۔ اے شخص تو کون ہے کیسے تو نے اس بن مانس کو چھوٹا کر دیا۔ تو نے اس پر کیا عمل کیا۔ تو انسان ہے یا تیرا تعلق جنات کی جنس سے ہے۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ ڈر مت میں تمہارے جیسا انسان ہوں بس میرے پاس کچھ ایسی قوتیں ہیں جو عام لوگوں کے پاس نہیں ہیں انہی قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے میں پائیرو کے غار میں داخل ہوا تھا اور سلامتی کے ساتھ نکل آیا تھا تم خوفزدہ نہ ہو میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا تم میرے بھائی ہو۔ اس پر وہ شخص کسی قدر اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہنے لگا۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم غار میں رہنے والے پائیرو کو یہاں سے بھگانے میں کامیاب ہو جاؤ گے اس لئے کہ تم جیسا شخص جو اس قسم کی ہولناک طاقتیں رکھتا ہے وہ پائیرو کو ضرور

یہاں سے مار بھگائے گا۔ اب تم جاؤ میں تمہاری کامیابی کی دعا کروں گا۔ ساتھ ہی میں بستی کے لوگوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ تم پائیرو کو یہاں سے بھگانے کے لئے غار میں داخل ہو رہے ہو۔ اس کے ساتھ ہی وہ شخص وہاں سے بھاگتا ہوا چلا گیا تھا۔ جبکہ یوناف بڑی تیزی سے پائیرو کے غار کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

سورج غروب ہو رہا تھا فضاؤں کے اندر تاریکیاں اپنے پر پھیلانے لگی تھیں سائے دراز ہو کر روپوش ہو گئے تھے۔ بستی اور گھروں کے اندر سے کھانے پکنے کی وجہ سے دھواں اٹھنے لگا تھا۔ لمحہ بہ لمحہ اندھیرے اجالوں پر غالب آتے ہوئے دنیا کو تاریک زندان کی صورت دینے لگے تھے۔ ایسے میں اپنے گلے میں اپنی چرمی زنبیل ڈالے یوناف پائیرو کے غار میں داخل ہوا غار میں تھوڑا سا آگے گیا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا پھر وہ کہنے لگی سنو یوناف پائیرو اس وقت گہری نیند سویا ہوا ہے۔ اور عزازیل یہاں نہیں ہے آگے بڑھو اور اس پائیرو پر حملہ آور ہو جاؤ۔ اس پر یوناف کہنے لگا آج میں اس پائیرو کو سوتے میں نہیں ماروں گا اسے جگا کر سزا دینے کی کوشش کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنی زنبیل کے اندر سے بن مانس کو نکالا پہلے اسے اس کی طبعی جسامت میں لایا۔ پھر جو سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے دس گنا اضافہ کیا تو بن مانس بری طرح غرانے لگا تھا۔ غار کے اندر بن مانس کی غراہٹ کی وجہ سے پائیرو اٹھ کھڑا ہوا تھا اور وہ اس غراہٹ کا تعاقب کرتا ہوا اس سمت آیا تھا جہاں غار کے اندر یوناف اور بن مانس کھڑے ہوئے تھے۔

یوناف اور اس کے ساتھ بن مانس کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر پائیرو انتہائی غضبناک اور سیخ پا ہوا تھا اور وہ اپنے منہ سے انتہائی ہیبتناک آوازیں نکالتا ہوا ان دونوں کی طرف بڑھا تھا۔ پائیرو جب نزدیک آیا تو یوناف نے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے بن مانس کو اکسایا اور اس پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔ جواب میں بن مانس بری طرح غرایا اور چھاتی پر ہاتھ مارتے ہوئے وہ آگے بڑھ کر پائیرو پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ پائیرو شاید اس بن مانس سے پہلے بھی شناسا تھا وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھا کہ بن مانس کو مار مار کر غار سے بھاگ جانے پر مجبور کر دے لیکن اب بن مانس کی ہیئت بدل چکی تھی اس لئے کہ اس کی طاقت اور قوت میں دس گنا اضافہ ہو چکا تھا۔ آگے بڑھتے ہی اس بن مانس نے کچھ ایسی قوت سے اپنے دونوں ہاتھ کے تیشے پائیرو کے شانے پر مارے کہ پائیرو ایک بار بلبلا اٹھا تھا۔ عین اس موقع پر یوناف بھی حرکت میں آیا اور جس وقت بن مانس کی ضرب لگنے سے پائیرو اذیت کی وجہ سے کراہ رہا تھا اسی لمحہ یوناف نے پشت کی طرف سے پائیرو پر حملہ آور ہونے

کی ٹھانی۔ اس نے اپنی طاقت اور قوت میں بھی دس گنا اضافہ کر لیا تھا۔ پھر غار میں پڑا ہوا ایک وزنی اور بھاری پتھر اٹھایا اور اسے پوری قوت کے ساتھ پائیرو کی پشت کی طرف سے اس کے سر پر دے مارا تھا۔ یہ پتھر لگنے کی وجہ سے پائیرو چکرا کر رہ گیا تھا اور زمین پر گر گیا تھا۔ زمین پر گرے ہوئے پائیرو پر بن مانس پھر برس پڑا اور اس کے جگہ جگہ ضربیں لگانے لگا تھا۔ پائیرو نے شاید اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنی تکلیف اور اذیت پر قابو پا لیا تھا وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور بن مانس پر جوابی ضربیں لگانے لگا تھا۔ لیکن بن مانس بھاگنے کے بجائے چٹان کی طرح جم گیا تھا اور اس پر ضربیں لگا رہا تھا اور اس کی ضربوں کی مار کو برداشت کر رہا تھا۔ یوناف پھر حرکت میں آیا اور ایک بار پھر اس نے پتھر اٹھایا اور پائیرو کے سر پر دے مارا۔ پائیرو پھر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی اذیت کو اس نے رفع کیا اب پائیرو بن مانس کی طرف دھیان دینے کے بجائے براہ راست یوناف کی طرف متوجہ ہوا اس لئے کہ یوناف اسے دو بار اذیت میں مبتلا کر چکا تھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف نے فوراً اپنی تلوار بے نیام کی اس پر اپنا سری عمل کیا پھر قبل اس کے کہ پائیرو آگے بڑھ کر یوناف پر حملہ آور ہوتا یوناف نے آگے بڑھ کر اس انداز سے پائیرو پر تلوار برسائی کہ تلوار پسلیوں کے قریب پائیرو کو چیرتی چلی گئی تھی۔ ایک بار پائیرو کرب و درد کی شدت سے کراہ اٹھا لیکن دوسرے ہی لمحے زخم پر ہاتھ پھیر کر اس نے زخم کو مندمل کر لیا تھا۔ اتنی دیر تک پشت کی طرف سے بن مانس پائیرو پر حملہ آور ہوا اور دو ہاتھوں کی ایک ضرب اس انداز سے اس نے پائیرو کی پیٹھ پر لگائی کہ پائیرو زمین پر گر گیا۔ اب زمین پر گرے ہوئے پائیرو پر یوناف اور بن مانس دونوں ایک ساتھ اولوں کی طرح برس پڑے۔ بن مانس بار بار ضربیں لگا رہا تھا جبکہ یوناف اس پر بڑی تیزی سے تلوار برساتے ہوئے زخم لگا رہا تھا۔ اور زمین پر لیٹے ہی لیٹے پائیرو اپنے زخموں کو درست کرتا رہا اور بن مانس کی ضربوں کی اذیت کو رفع کرتا رہا۔ یہاں تک کہ جب اس نے اندازہ لگایا کہ یوناف اور بن مانس اسے اٹھنے نہیں دیں گے تو وہ شاید سری قوتوں کو حرکت میں لاتا ہوا غار سے چلا گیا تھا۔

پائیرو کے چلے جانے کے بعد یوناف کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل گئی تھی پھر اس نے اس بن مانس کی قوت دس گنا کم کرتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑا پھر اسے ساتھ لے کر غار سے باہر نکلنے لگا تھا۔ جب وہ غار کے دھانے پر آیا تو اس نے دیکھا کہ وحشی قبائل کے بے شمار لوگ غار کے دھانے پر کھڑے تھے ان میں قبیلہ کا سردار کلاوش اس کی بیٹی ملیتا اور بیٹا یوثال بھی شامل تھے۔ سب سے آگے بن مانس کا سابقہ مالک کھڑا بڑی حیرت سے یوناف اور بن مانس کو غار سے نکلتے دیکھ رہا تھا۔ لوگوں کے قریب آ کر یوناف بن مانس کے ساتھ رکا

اور وہاں جمع ہونے والے لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو۔ دریائے نیل کے کنارے بسنے والے لوگو۔ پائیرو جو اس غار کے اندر تمہارے لئے اذیت۔ تمہارے لئے دکھوں اور تکلیفوں کا باعث بنا تھا میں نے اسے غار سے مار بھگایا ہے۔ اب یہ غار خالی پڑا ہے اس کے اندر کوئی پائیرو نہیں۔ میں نے اسے مار مار کر یہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اگر تم لوگوں کو میری باتوں پر یقین نہ ہو تو کچھ لوگ میرے ساتھ آؤ۔ سارا غار گھوم کر دیکھ لو۔ یہاں پائیرو نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ یوناف کی اس پیشکش پر وحشی قبیلے کے بہت سے لوگ اپنے ہاتھوں میں نیزے تھامے یوناف کے ساتھ غار کے اندر جانے پر رضامند ہو گئے تھے۔ بن مانس کو لئے یوناف ان جوانوں کے ساتھ غار میں داخل ہوا تھا۔ سارا غار اس نے انہیں گھمایا۔ جب سارا غار گھوم کر انہوں نے کہیں بھی پائیرو کو نہ پایا تو مطمئن ہو کر باہر آئے اور لوگوں سے انہوں نے تصدیق کر دی کہ پائیرو واقعی وہاں سے چلا گیا ہے۔ اس پر اس وحشی قبیلے کے لوگوں نے بڑے بڑے ڈھول بجاتے ہوئے پائیرو کے جانے پر خوشیاں منانے کی ابتداء کر دی تھی۔

جس وقت لوگ خوشیاں منا رہے تھے یوناف بن مانس کے ساتھ سابقہ مالک کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا تو میرے لئے دو کام کر۔ ایک تو بن مانس کو وہاں لے جا کر باندھ دے جہاں تو اسے باندھتا ہے دوسرے یہ کہ مجھے کیا تو بتا سکتا ہے کہ تیرے قبیلے کا نوجوان جس کا نام عریاس ہے اس وقت کہاں ہو گا۔ اس پر وہ شخص بولا اور کہنے لگا۔

میں حیران اور پریشان ہوں کہ یہ بن مانس تمہارے ساتھ کھڑا ہے لوگوں کے اس قدر بڑے جھمگھٹے کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہے اور بالکل مطمئن ہے جبکہ پہلے یہ اس قسم کا رد عمل ظاہر نہیں کرتا تھا۔ ایسے لوگوں کو دیکھ کر یہ حملہ آور ہونے کو ٹوٹ پڑتا تھا۔ میں تمہارا شکرگزار ہوں کہ تم نے اس بن مانس کو مانس بنا کر رکھ دیا ہے۔ آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں عریاس اس وقت کہاں ہے یوناف بن مانس کا ہاتھ تھامے اس شخص کے ساتھ ہو لیا تھا۔ وہ شخص ایک جوان کے سامنے رکا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا یہ عریاس ہے جس کا آپ پوچھ رہے تھے یوناف پھر بولا اور کہنے لگا تو اس بن مانس کو لے کر چلا جا۔ اب میں عریاس سے بات کر لیتا ہوں وہ شخص اس بن مانس کو لے کر چلا گیا۔ یوناف آگے بڑھا اور عریاس کو مخاطب کر کے کہنے لگا کیا تو تھوڑا سا وقت مجھے دے سکتا ہے۔ میں تمہارے ساتھ ایسی گفتگو کرنا چاہتا ہوں جس میں تمہاری ہی بہتری اور بھلائی ہے۔ اس پر عریاس نے تھوڑی دیر تک سر سے لے کر پاؤں تک یوناف کو بڑے غور سے دیکھا پھر وہ ہلکے ہلکے تبسم میں کہنے لگا ہاں میں تمہاری بات سننے کے لئے تیار ہوں۔ کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ یوناف

ایک طرف چٹان نما پتھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا وہاں آؤ وہاں بیٹھ کر تم سے علیحدگی میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ عریاس کچھ کہے بغیر یوناف کے ساتھ ہو لیا۔ دونوں پتھر پر جا کر بیٹھ گئے پھر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ عریاس میرے عزیز۔ تو جانتا ہے میں اس بستی میں ایک اجنبی ایک مسافر ہوں۔ اس پر عریاس فوراً یوناف کی بات کاٹتے ہوئے کہنے لگا۔ پر بہت جلد اجنبیت اور مسافرت ختم ہو جائے گی۔ اس لئے کہ تم پائیرو کو یہاں سے نکال بھگانے میں کامیاب ہو گئے ہو اور اب ان قبائل کا سردار کلاوش اپنی حسین اور جمیل بیٹی ملیتا سے تمہاری شادی کر دے گا۔ جب یہ شادی ہو جائے گی پھر تم اس قبیلے کے ایک فرد کی حیثیت سے یہاں زندگی بسر کرو گے پھر کیسی مسافرت۔ کیسی اجنبیت۔

عریاس کی اس گفتگو سے یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی وہ بولا کہنے لگا دیکھ عریاس میں تمہاری یہی غلط فہمی دور کرنے کے لئے تمہیں یہاں اس چٹان پر علیحدگی میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھو عریاس مجھے نہ تم سے کوئی واسطہ ہے اور نہ تمہارے سردار کلاوش سے کوئی تعلق ہے اور نہ میں اس کی بیٹی ملیتا کو چاہتا ہوں۔ نہ اس سے شادی کرنے کا خواہش مند ہوں۔ دیکھ میرے عزیز میں جانتا ہوں کہ تو ملیتا کو پسند کرتا ہے میں نہیں جانتا کہ ملیتا کے تمہارے متعلق کیا جذبات ہیں۔ اس کے دل میں تمہارے متعلق چاہت یا محبت ہے یا نہیں۔ اور نہ ہی مجھے اس سے کوئی غرض و غائیت ہے۔ میں تو تم پر صرف یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں ملیتا سے شادی نہیں کر رہا۔ دیکھ عریاس میں نیکی کا ایک نمائندہ ہوں اور نیکی کے فروغ ہی کے لئے کام کرتا ہوں۔ میں ملیتا کو تم سے چھین کر بدی کا مرتکب نہیں ہونا چاہتا۔

دیکھ عریاس اب جبکہ اپنے وعدے کے مطابق میں اس پائیرو کو یہاں سے مار بھگانے میں کامیاب ہو گیا ہوں تو جس کام کی غرض سے میں ان قبائل میں داخل ہوا تھا میری وہ غرض پوری ہو گئی یعنی میں نے پائیرو کو مار بھگایا۔ اب میرا یہاں کوئی کام کوئی نظر کوئی مقصد نہیں ہے اب میں یہاں سے ادھر ہی کوچ کر جاؤں گا جدھر سے میں یہاں آیا تھا۔ دیکھ عریاس میرے عزیز کسی قسم کی غلط فہمی اور دھوکے میں مبتلا نہ ہو۔ میرا اس ملیتا سے کوئی تعلق نہیں ہے میں آج ہی یہاں سے کوچ کر جاؤں گا اور تجھے وصیت کروں گا کہ میری روانگی کے بعد تو اپنے کسی بزرگ کو کلاوش کی طرف بھیج اور اپنے لئے ملیتا کو مانگ لے۔

یوناف یہیں تک کہنے پایا تھا کہ عریاس آگے بڑھ کر بری طرح یوناف سے لپٹ گیا تھا

پھر وہ علیحدہ ہوا اور کہنے لگا۔ یوناف تم ان قبائل کیلئے اجنبی ہو پر میرے لئے تم اب اجنبی نہیں رہے تم نے اپنی گفتگو سے اپنے آپ کو میرا بھائی ثابت کر دیا ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس گفتگو سے پہلے میرے دل میں تمہارے لئے انتقامی جذبے اور نفرت کے طوفان جنم لے چکے تھے۔ لیکن اب تم نے میرا دل صاف کر دیا ہے۔ میری ساری غلط فہمیاں دھو کر نکال دی ہیں۔ دیکھو یوناف میں تیرا ممنون۔ تیرا شکرگزرا ہوں کاش تو یہاں رہتا اور میں تیری ساری عمر خدمت کرتا۔ اس پر یوناف عرباس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میری تمہارے لئے دعا ہے کہ تم ملیتا کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ اور اس کے ساتھ خوش و خرم اور پرسکون زندگی بسر کرو۔ یوناف یہاں تک کہتے کہتے خاموش ہوگیا تھا اس لئے کہ قبائل کا سردار کلاوش اس کی بیٹی ملیتا اور بیٹا یوثال ان کی طرف آتے دکھائی دیئے تھے۔

یوناف کے قریب آ کر سردار کلاوش تھوڑی دیر تک رکا۔ بڑی غور سے یوناف کو دیکھتا رہا۔ پھر آگے بڑھ کر اس نے یوناف کو اپنے ساتھ لپٹا لیا تھا اور کہنے لگا یوناف میرے عزیز تم نے میرے قبائل میں وہ معرکہ سر کیا ہے جو کوئی کر نہیں سکتا تھا۔ تم نے اپنے وعدے کے مطابق پائیرو کو ہمارے غاروں سے مار بھگایا ہے۔ میرے قبائل کے سارے افراد تمہارے ممنون اور شکرگزار ہیں۔ دیکھ یوناف جب تو اس بستی میں داخل ہوا تھا اور مجھ سے تو نے وعدہ کیا تھا کہ تم پائیرو کو مار بھگاؤ گے تو اس وقت میں نے بھی تمہارے ساتھ ایک وعدہ کیا تھا کہ اگر تم پائیرو کو مار بھگانے میں کامیاب ہوئے تو میں اپنی اکلوتی بیٹی ملیتا کو تم سے بیاہ دوں گا۔ اب تم میرے ساتھ میری حویلی میں چلو آج رات قبائل کے سب لوگ جشن منائیں گے اور اسی جشن کے دوران میں اپنی اکلوتی بیٹی ملیتا کو تم سے بیاہ دوں گا۔ کلاوش کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف تھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔ پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ سردار کلاوش۔ میں تمہارے قبائل میں قیام نہیں کروں گا۔ میں یمن کے شہر مارب سے اس طرف آیا تھا اور آج ادھر ہی واپس چلا جاؤں گا۔ میں نے پائیرو کو یہاں سے مار بھگانے کا وعدہ کیا تھا یہ میری زندگی کا ایک مشن اور میری زندگی کا ایک مقصد تھا جو میں نے پورا کر لیا۔ دیکھ کلاوش ملیتا سے میری شادی کا وعدہ تم نے یکطرفہ کیا تھا۔ میری طرف سے اس میں کسی قسم کی ہاں یا کسی قسم کی رضامندی شامل نہیں تھی۔ دیکھ کلاوش میں تمہاری بیٹی سے شادی نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ میں آج ہی یہاں سے کوچ کر رہا ہوں۔ اس موقع پر سردار کلاوش میں اگر تم سے کوئی چیز مانگوں تو تم انکار تو نہیں کرو گے۔

جواب میں سردار کلاوش بڑے غور اور انہماک سے یوناف کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ یوناف تو بڑا عظیم انسان ہے۔ تیری جگہ کوئی اور ہوتا تو کبھی بھی میری بیٹی کے ساتھ شادی کرنے سے انکار نہ کرتا۔ تو جانتا ہے کہ میں ان قبائل کا سردار ہوں اور ان قبائل کی بڑی قوت اور طاقت ہے تو یہ بھی جانتا ہے کہ ملیتا ان قبائل کے سردار کی بیٹی ہونے کے ساتھ ساتھ انتہا درجہ کی حسین و جمیل ہے۔ پھر بھی تیرا اس سے شادی نہ کرنے کا ارادہ اس بات کی غمازی ہے کہ تو بڑا بے غرض اور انتہائی مخلص اور غیرلالچی انسان ہے اور اب تم مجھ سے کیا مانگتے ہو۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں جو چیز مانگو گے اگر وہ چیز میرے پاس ہوئی تو میں تمہیں دینے سے انکار نہیں کروں گا۔ اس پر یوناف فوراً بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ سردار کلاوش۔ اس عرباس نام کا جوان کا تعلق تمہارے قبیلے سے ہے یہ تمہاری بیٹی ملیتا کو جنون کی حد تک پسند کرتا ہے اگر تو برا نہ مانے اور مناسب جانے تو اپنی بیٹی ملیتا کو اس عرباس سے بیاہ دے۔ یہ تیری بیٹی کو خوش اور پرسکون رکھے گا۔ جواب میں کلاوش مسکراتے ہوئے بولا۔ اور کہنے لگا۔ یوناف میرے عزیز تم نے مانگنے کو بھی کیا مانگا ہے۔ بڑی چیز مانگتے۔ میں عرباس کو جانتا ہوں۔ یہ بہت اچھا اور محنتی جوان ہے۔ میں تمہاری بات کو ٹالوں گا نہیں۔ میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنی بیٹی ملیتا کو عرباس سے بیاہ دوں گا۔ یوناف بولا اور کہنے لگا سردار کلاوش تیری مہربانی تیرا بڑا شکریہ تو نے میری بات رکھ لی۔ جواب میں کلاوش بولا اور کہنے لگا اب تم میرے ساتھ میری حویلی چلو۔ پائیرو کے مار بھگانے کی خوشی میں آج ہمارے قبیلے میں جشن منایا جائے گا میں چاہتا ہوں تم اس جشن میں ایک ہیرو کی حیثیت سے شامل ہو۔ اس پر یوناف کہنے لگا نہیں کلاوش میں اس جشن میں شامل نہیں ہوں گا۔ میری تم سے یہ التجا ہے کہ تم اس جشن کے دوران اپنی بیٹی ملیتا کو عرباس سے بیاہ دینا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے وہ اچانک وہاں سے غائب ہوگیا تھا۔ سردار کلاوش اس کی بیٹی ملیتا۔ بیٹا یوثال اور عرباس چاروں یوناف کو اپنے سامنے سے یوں غائب ہو جانے پر حیران اور ششدر رہ گئے تھے۔ تھوڑی دیر تک وہ گم سم سے ہو کر اپنے اطراف میں دیکھتے ہوئے یوناف کو تلاش کرتے رہے جب انہیں یقین ہوگیا کہ وہ وہاں سے جا چکا ہے تب وہ پیچھے ہٹے اور پھر وہاں جمع ہونے والے قبائل کے لوگوں کے ساتھ واپس اپنی بستی کی طرف جا رہے تھے۔ کلاوش کے پاس سے غائب ہونے کے بعد یوناف بن مانس کے قریب نمودار ہوا اس کی جسامت کم کر کے اسے ساتھ لیا اور یمن کی طرف چلا گیا۔

رومنوں کے شہنشاہ ڈومیٹین کی موت کے بعد ایک شخص نروا کو رومنوں نے اپنا شہنشاہ چنا۔ نروا کی عمر تخت نشینی کے وقت ساٹھ سال کی تھی۔ یہ ایک پڑھا لکھا اور ادبی انسان تھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اس نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ حکومت کی کچھ زمینوں کو فروخت کر کے اس نے خزانے میں کافی رقم جمع کروائی اور پھر اس نے وہ زائد ٹیکس معاف کر دیئے جو قیصر روم ڈومیٹین نے اپنے دور میں لوگوں پر عائد کئے تھے جس کی وجہ سے لوگوں نے سازش کر کے اسے ہلاک کر دیا تھا۔

نروا چونکہ تخت نشینی کے وقت بوڑھا لاغر اور کمزور انسان تھا لہٰذا اپنے مشیروں سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد اس نے فیصلہ کیا کہ کسی کو اپنا نائب مقرر کرے جو اس کی موت کے بعد رومنوں کا شہنشاہ بنے۔ نروا کی کوئی قابل ذکر اولاد نہ تھی۔ لہٰذا اس کی نظر ایک جوان ٹراجن پر پڑی۔ یہ ٹراجن رومنوں کا بہترین بڑا کامیاب اور دلیر جرنیل تھا۔ رومن شہنشاہ ویسپا سیان نے اپنے دور حکومت میں اس کو بڑا نوازا تھا۔ جس وقت نروا شہنشاہ بنا اس وقت ٹراجن دریائے رائن کے کنارے اس لشکر کے ساتھ مقیم تھا جو اس کے تحت کام کر رہا تھا۔ ٹراجن کے ذمے جرمنی کے بالائی حصوں کی حفاظت کی ذمہ داری تھی۔ شہنشاہ نروا ٹراجن کی دلیری اور بہادری سے بے حد متاثر تھا۔ لہٰذا ایک روز یہ جیوپیٹر کے مندر میں گیا اور سارے پجاریوں کے سامنے اس نے نہ صرف یہ کہ ٹراجن کو اپنا بیٹا بنایا بلکہ سب سے عہد لیا کہ اس کے بعد ٹراجن کو شہنشاہ مقرر کیا جائے گا۔ دوسری طرف ٹراجن جرمنی میں ہی مقیم رہا اور اسے شہنشاہ کے فیصلے سے آگاہ کر دیا گیا کہ شہنشاہ نے اسے اپنا بیٹا بنا لیا ہے اور یہ کہ اس کی موت کے بعد وہ رومنوں کا شہنشاہ بنے گا۔ اس کے علاوہ قیصر روم نروا اور سینٹ کے ارکان نے ٹراجن کو قیصر کا لقب استعمال کرنے کی بھی اجازت دے دی تھی۔

اس اعلان کے تھوڑے ہی عرصے بعد نروا اپنی طبعی موت مر گیا اور اس کی جگہ ٹراجن رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ ٹراجن کے شہنشاہ بننے کے ساتھ ہی رومنوں کی شمالی سرحد پر آباد ڈیسین وحشی قبائل نے پر پرزے نکالنے شروع کر دیئے تھے اور ان کے حکمران ڈیسبالیوس نے ایک بہت بڑا لشکر جمع کرتے ہوئے سرحدوں پر یلغار کرنا شروع کر دی تھی۔ ٹراجن چونکہ دریائے ڈینیوب اور دریائے رائن کے کناروں پر جرمنوں کے خلاف جنگ کرتے ہوئے ایک عرصہ گزار چکا تھا لہٰذا اس نے ڈیسبالیوس سے خطرہ محسوس کیا اور اپنے لشکر

کے ساتھ وہ فوراً حرکت میں آیا اور ڈیسبالیوس کی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے بڑھا۔ رومنوں اور ڈیسین قبائل کی سرحدوں پر ہولناک جنگ ہوئی جس میں ڈیسین وحشی قبائل پسپا ہو کر پہاڑوں کے اندر روپوش ہو گئے۔ ٹراجن نے ڈیسین قبائل کا تعاقب نہیں کیا اس لئے کہ کوہستانی سلسلوں میں برفباری شروع ہو گئی تھی اور وہ تعاقب کر کے اس برفباری میں پھنسنا نہیں چاہتا تھا لہٰذا اس نے اپنے کچھ دستے دریائے ڈینیوب کے اس پار مقرر کئے اور خود لشکر کے ایک حصے کے ساتھ دریائے ڈینیوب کو پار کر کے سرسبز وادیوں کے اندر خیمہ زن ہوا تھا۔

ان حالات سے ڈیسین قبائل کے حکمران ڈیسبالیوس نے فائدہ اٹھایا برفباری کے اندر وہ ایک بار پھر وہ کوہستانی سلسلوں سے نکلا اور ٹراجن نے دریائے ڈینیوب کے اس پار جو اپنے دستے مقرر کئے تھے ان پر حملہ آور ہوا اور ان کا خاتمہ کر دیا۔ ٹراجن کو اپنے لشکر کے ساتھ برفباری کے دوران پھر دریائے ڈینیوب کو پار کرنا پڑا ایک بار پھر برفانی خطوں میں ٹراجن اور ڈیسین قبائل کے درمیان جنگ ہوئی جس میں ٹراجن نے ایک بار پھر ڈیسین قبائل کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس دوسری جنگ میں ٹراجن نے ڈیسین قبائل کے حکمران ڈیسبالیوس کو بدترین شکست دی۔ اس دفعہ ٹراجن نے ڈیسین قبائل اور ان کے حکمران ڈیسبالیوس کو بھاگنے نہیں دیا بلکہ جب وہ جنگ میں پسپا ہوئے تو ان کا تعاقب شروع کر دیا۔ شاید ٹراجن چاہتا تھا کہ بار بار کے ڈیسین حملوں سے سرحدوں کو محفوظ کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ دور تک برف زاروں کے اندر وحشی ڈیسین قبائل کا تعاقب کر کے مکمل طور پر ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔ ڈیسین قبائل کے سردار ڈیسبالیوس نے جب دیکھا کہ ٹراجن اس کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا ہے تو اس نے صلح کی درخواست کی آخر ٹراجن نے صلح کی درخواست کو قبول کیا اور ڈیسبالیوس پر چند شرائط مسلط کیں۔

ڈیسبالیوس پر یہ شرائط عائد کی گئیں تھیں کہ آئندہ وہ سرحدی علاقے کے جوانوں کو اپنے لشکر میں بھرتی نہیں کرے گا۔ دوسری شرط یہ تھی کہ رومنوں اور ڈیسین قبائل کے سرحدی علاقے رومنوں کی نگہداری میں رہیں گے۔ تیسری شرط یہ تھی کہ آئندہ ڈیسبالیوس اپنے لشکر میں کوئی اضافہ نہیں کرے گا اور چوتھی شرط یہ تھی کہ وہ کوہستانی سلسلے میں جن سے اتر کر ڈیسبالیوس حملہ آور ہوتا تھا وہ کوہستانی سلسلے رومنوں کے تسلط میں دے دیئے گئے تھے۔

اس طرح وقتی طور پر رومنوں اور وحشی ڈیسین قبائل کے درمیان صلح ہو گئی تھی لیکن یہ صلح کچھ دیرپا ثابت نہ ہوئی اس لئے کہ ڈیسبالیوس نے دل سے رومنوں کی

اطاعت قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ ایک بار پھر وہ رومنوں کے خلاف حرکت میں آئے گا اور انہیں جنگ میں شکست دے کر اپنی آزادی کی بالادستی قائم کرے گا۔ اسی مقصد کے لئے اس نے اندر ہی اندر پھر جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں اور پھر ایک جرار لشکر لے کر وہ رومن شہنشاہ ٹراجن کے مقابلے پر آیا۔ دریائے ڈینیوب کے کناروں پر ہولناک جنگ ہوئی جس میں بدقسمتی سے ڈ۔سبالیوس کو پھر شکست ہوئی۔ رومنوں نے اس کا تعاقب کیا اور آخرکار ڈ۔سبالیوس کا سر۔ ہاتھ اور ٹانگیں کاٹ کر نیزوں پر نصب کر دیئے گئے۔ اس طرح ٹراجن نے رومنوں کی شمالی سرحدوں پر دریائے ڈینیوب کے اس پار وحشی ڈ۔سیئن قبائل کی یلغار کو ہمیشہ کے لئے ٹھنڈا کر دیا تھا۔

○

ڈ۔سیئن قبائل سے نپٹنے کے بعد رومن شہنشاہ ٹراجن نے ایران کی طرف توجہ کی۔ ایران کے بادشاہ بلاش اول کے بعد اس کا بیٹا پیکارس تخت نشین ہوا تھا اس کے عہد میں سخت بدنظمی رہی۔ اشکانی سلطنت مختلف صوبوں اور حصوں میں بٹ گئی اور ہر علاقے کا حکمران شہنشاہ کہلانے لگا۔ سب شہنشاہ اپنے اپنے نام کے سکے ڈھالتے تھے۔ چنانچہ اس عہد کے سکے پیکارس کے علاوہ اردوان اور مہرداد کے نام سے بھی پائے گئے ہیں۔ سکوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ مختلف علاقوں کے خودمختار حکمران تھے لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ علاقے کون کون سے تھے۔ پیکارس دوئم بتیس سال حکومت کرنے کے بعد ء میں فوت ہوا۔ اس کے عہد میں کوئی خاص واقعہ رونما نہیں ہوا۔ رومیوں اور ایرانیوں کے تعلقات بھی خوشگوار رہے۔

پیکارس کے بعد خسرو ایران کا بادشاہ بنا۔ خسرو کی تخت نشینی سے پہلے ہی آرمینیہ میں ایک انقلاب رونما ہوا تھا اور وہ یوں کہ آرمینیہ کا حکمران پیرداد فوت ہوا تو ایران کے بادشاہ پیکارس نے اپنے بیٹے ایکسی ڈارس کو آرمینیہ کا حکمران مقرر کر دیا۔ لہٰذا ایکسی ڈارس ایک مطلق العنان بادشاہ کی حیثیت سے آرمینیہ پر حکومت کرنے لگا اور اس نے امور سلطنت میں قیصر روم کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ یہ بات قیصر روم کو سخت ناگوار گزری تھی۔ اس دوران پیکارس مر گیا اور اس کی جگہ خسرو ایران کا بادشاہ بنا۔ اسی خسرو ہی کے عہد میں رومنوں کا شہنشاہ ٹراجن شمال کے وحشی ڈ۔سیئن قبائل سے فارغ ہو چکا تھا لہٰذا اب اس نے آرمینیہ کے سلسلے میں مشرق کی طرف توجہ دینے کی ضرورت محسوس کی۔

ایران کے سابق شہنشاہ پیکارس نے جو آرمینیہ کا حکمران اپنے بیٹے ایکسی ڈارس کو یکطرفہ طور پر مقرر کر دیا تھا یہ اس معاہدے کی صریح خلاف ورزی تھی جو آرمینہ کے سلسلے میں ایرانی اور رومیوں کے درمیان طے پایا تھا۔ اسی خلاف ورزی کو بہانہ بناتے ہوئے ٹراجن نے مشرق پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا اس کے علاوہ ٹراجن بڑا جاہ پسند بادشاہ تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ سکندراعظم کی کشور کشائی کرے لہٰذا اس نے آرمینیہ کے معاملے کو ایک بہانہ بناتے ہوئے ایک بہت بڑا لشکر جمع کیا اور میں مشرقی ممالک کا اس نے رخ کیا۔

اپنے لشکر کے ساتھ ٹراجن پہلے تھرا پہونچا۔ تھرا کے مقام پر ایران کے بادشاہ خسرو کے سفیر ٹراجن کے دربار میں آئے اور تحفے تحائف پیش کئے۔ جو خسرو نے انہیں ٹراجن کو پیش کرنے کے لئے دیئے تھے۔ ساتھ ہی خسرو کے سفیروں نے یہ پیغام بھی دیا کہ پیکارس کا بیٹا ایکسی ڈارس آرمینیہ کی حکومت سے الگ کر دیا گیا ہے اب اگر قیصر روم منظور کرے تو ایکسی ڈارس کے بھائی پارتھا مازی رس کو آرمینیہ کی حکومت سپرد کر دی جائے اور تاج پوشی کی رسم قیصر روم کے ہاتھوں سے ادا ہو۔

رومن شہنشاہ ٹراجن کو اگر محض آرمینیہ میں اپنی برتری قائم کرنے کا خیال ہوتا تو اس کے لئے خسرو نے جو اقدام کئے تھے وہ یقیناً" کافی تھے۔ لیکن ٹراجن تو چاہتا تھا کہ مشرقی ممالک کی ازسرنو تنظیم کرے۔ وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ سکندر اعظم کی طرح ہندوستان پر حملہ آور ہو اور ایسا کرنے سے پہلے وہ ایرانی سلطنت کو اپنا مطیع اور باجگزار بنانا چاہتا تھا۔ بالکل ویسے ہی جس طرح سکندر اعظم نے کیا تھا۔

اپنے ان ہی ارادوں کی بناء پر ٹراجن نے خسرو کے سفیروں کے ساتھ ملاقات کرتے ہوئے کسی قسم کی گرم جوشی کا مظاہرہ نہ کیا۔ بلکہ خسرو کے تحائف لوٹاتے ہوئے اس نے کہا جب میں یونان سے نکل کر ایران کی سرحد پر پہونچوں گا تو جیسا مناسب ہو گا ویسا ہی کیا جائے گا۔ ٹراجن کے اس جواب سے ظاہر تھا کہ وہ ایرانی سلطنت کے خلاف کچھ اور ہی عزائم رکھتا ہے۔

کچھ عرصہ یونان کے شہر ایتھنز میں قیام کرنے کے بعد ٹراجن نے وہاں سے کوچ کیا اس کے بعد وہ ایشیا کے مشہور شہر انطاکیہ پہونچا اور وہاں پر اس نے کچھ عرصہ قیام کر کے اپنی جنگی تیاریوں کا جائزہ لیا۔ انطاکیہ میں قیام کے دوران ہمسایہ سرزمینوں کے مختلف حکمرانوں نے تحفے تحائف بھیج کر ٹراجن سے اپنی ارادت مندی کا اظہار کیا۔ اس موقع پر ایران کے شہنشاہ خسرو کے بیٹے پارتھا مازی رس نے بھی ایک قاصد کے ہاتھ خط بھیج کر ٹراجن سے ملاقات کرنے کی خواہش کا اظہار بھی کیا۔ اس خط میں پارتھا مازی رس نے اپنے آپ کو

آرمینیہ کا بادشاہ لکھا۔

پارتھا مازی رس کو ٹراجن کی طرف سے اس خط کا کوئی جواب نہ لکھا جس کی بناء پر اس نے ایک دوسرا مراسلہ ٹراجن کے دربار میں بھیجا۔ اس خط میں پارتھا مازی رس نے اپنا نام بغیر کسی لقب کے لکھا تھا۔ اس کا البتہ رومن شہنشاہ ٹراجن نے یہ جواب دیا کہ اگر وہ ٹراجن کی خدمت میں حاضر ہو جائے تو اسے آرمینیہ کا تاج پہنا دیا جائے گا۔

انطاکیہ میں چند روز قیام کرنے اپنی جنگی تیاریوں کا جائزہ لینے اور اپنے لشکر میں مزید اضافہ کرنے کے بعد ٹراجن نے مشرق کی طرف مزید پیش قدمی کی اور دریائے فرات کو عبور کر کے وہ آرمینیہ پہونچ گیا۔ ایرانی شہنشاہ خسرو کا بیٹا شہزادہ پارتھا مازی رس ٹراجن کی خدمت میں حاضر ہوا اور تاج اتار کر ٹراجن کے قدموں پر رکھ دیا۔ اسے یقین تھا کہ ٹراجن تاج اٹھا کر اس کے سر پر رکھ دے گا۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔

ٹراجن کی اس حرکت سے ایرانی شہزادہ پارتھا مازی رس بہت مایوس ہوا اور ٹراجن کے یہاں سے وہ ناکام لوٹا۔ لیکن ٹراجن بڑا عیار اور دھوکہ باز انسان تھا۔ اس نے پارتھا مازی رس کے پیچھے اپنے آدمی لگا دیئے جنھوں نے اچانک حملہ آور ہو کر پارتھا مازی رس کو قتل کر دیا تھا۔ اہل روم نے ٹراجن کے اس فعل کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا۔

پارتھا مازی رس کو ہلاک کرنے کے بعد ٹراجن نے آرمینیا کے امور کی طرف دھیان دیا۔ اس کے دور تک آرمینیہ دو حصوں میں تقسیم تھا۔ آرمینیہ کلاں اور آرمینیہ کوچک۔ دونوں کو ملا کر ٹراجن نے آرمینیہ کو رومنوں کا ایک صوبہ بنا دیا۔

جس وقت ٹراجن نے آرمینیہ میں قیام کئے ہوئے تھا تو آس پاس کے قبائل کے سرداروں نے اپنے نمائندے بھیج کر ٹراجن سے اپنی ارادت۔ وفاداری اور فرمانبرداری کا اظہار کیا۔ ان سارے وفود پر ٹراجن نے روم کی قوت اور شوکت واضح کی۔ آرمینیہ سے نکل کر ٹراجن نے مشہور شہر نصیبین کا رخ کیا یہاں بھی مختلف علاقے کے حکمرانوں نے ٹراجن کو خراج عقیدت اور اپنے خلوص کا اظہار کیا۔ پھر رفتہ رفتہ دریائے دجلہ اور دریائے فرات کے درمیان تمام امراء اور حکمرانوں نے رومیوں کی اطاعت کر لی تھی۔

دریائے دجلہ اور دریائے فرات کے حکمرانوں کے یوں رومیوں کی اطاعت قبول کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ آرمینیہ کی طرح یہ پورا علاقہ بھی رومی صوبہ بن گیا۔ یہاں رومی سکے رائج کئے گئے۔ اسی زمانے میں رومی سینٹ نے ٹراجن کو پارتھی کوس یعنی فاتح پارس کا خطاب دیا۔

جن دنوں ٹراجن نے مشرق میں قیام کر رکھا تھا ان دنوں وہاں ایک تباہ کن زلزلہ آیا۔

جس سے متعدد شہر آن کی آن میں کھنڈر بن گئے۔ اس بلائے آسمان سے ہزار ہا انسان لقمہ اجل بنے اور ہزاروں انسان مرنے والوں کے غم میں سوگوار ہوئے۔ ٹراجن بھی اس حادثے میں بال بال بچا تھا۔ اتفاق سے وہ محل کی کھڑکی کھول کر باہر نکلا ہی تھا کہ محل آن کی آن میں گر کر مٹی کا ڈھیر ہو گیا۔

دریائے دجلہ اور فرات کے درمیانی حصے میں ٹراجن نے اپنے لشکر کے ساتھ چند روز قیام کیا پھر اپنی اگلی مہم کی ابتدا کی۔ اس کی اس مہم کیلئے جہاز تیار کئے گئے پھر ان جہازوں کو دریائے دجلہ میں ڈال دیا گیا۔ اب اپنے لشکر کے ساتھ ٹراجن نے مشہور شہر آریا بن کا رخ کیا۔ یہ ایرانی شہر تھا۔ ایران کے بادشاہ خسرو نے آریابن کے تحفظ کے لئے انتظام نہیں کیا تھا۔ اس لئے اس شہر کیلئے کوئی مدافعت نہ ہو سکی اور ٹراجن بڑی آسانی سے اس شہر کو فتح کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس شہر کو فتح کرنے کے بعد ٹراجن نے شہر کو رومی مملکت کا جزو بنا لیا تھا۔

آریابن کو فتح کرنے کے بعد ٹراجن نے دریائے فرات کو عبور کیا اور ہترا شہر کی طرف بڑھا۔ اس شہر میں ایران کی سب سے بڑی تارکول کی کان تھی۔ ایران کے بادشاہ خسرو نے اس شہر کی مدافعت کے لئے بھی کچھ نہ کیا۔ ٹراجن بڑی آسانی سے اس شہر کو بھی فتح کرنے میں کامیاب ہو گیا اور اسے بھی اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ اب ٹراجن کے حوصلے بلند ہو چکے تھے اور وہ دریائے فرات کے کنارے کنارے بابل شہر کی طرف بڑھا تھا۔

ایرانیوں کی بدقسمتی کہ انکے بادشاہ خسرو نے بابل کے دفاع کا بھی کوئی انتظام نہ کیا چاہئے تو یہ تھا کہ ٹراجن کے بابل پہونچنے سے پہلے ہی وہ بابل کی مدافعت کا بندوبست کرتا اور اپنے لشکر لے کر بابل کی حفاظت کرتا۔ لیکن خسرو نے کچھ بھی نہ کیا۔ ان سارے اقدامات سے ٹراجن کے حوصلے مزید بلند ہوتے چلے گئے۔ اپنے لشکر کے ساتھ برق رفتاری سے ٹراجن بابل پہونچا یہاں کوئی لشکر ہی نہیں تھا جو ٹراجن کا مقابلہ کرتا۔ لہٰذا لڑے بغیر ہی ٹراجن بابل شہر میں داخل ہوا اور قبضہ کر لیا۔

ٹراجن نے اپنے لشکر کے ساتھ بابل میں چند روز تک قیام کیا اس کے بعد اس نے ٹیسیفون شہر کا رخ کیا۔ ٹیسیفون میں چھوٹا سا ایک ایرانی لشکر تھا جو اس شہر کے انتظامی امور کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ جب اس لشکر کو خبر ہوئی کہ رومن لشکر ٹراجن کے ساتھ حملہ آور ہونے کے لئے بڑھ رہا ہے تو چھوٹا سا لشکر بھی ٹیسیفون شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ یوں ٹراجن بغیر لڑے ٹیسیفون شہر پر بھی قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد وہ سلیوکیا کی طرف بڑھا اور اسے بھی اس نے بڑی آسانی سے مسخر کر لیا تھا۔

اب صورت حال یہ تھی کہ وہ تمام علاقہ جو دجلہ اور فرات سے سیراب ہوتا تھا رومیوں کے تسلط میں آگیا تھا۔ جس کے نتیجے میں ٹراجن اب اپنے آپ کو سکندر ثانی سمجھنے لگا تھا اور مطمئن تھا کہ حکومت ایران جو مدت دراز سے روم کی حریف اور ہمسر چلی آ رہی تھی اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکی۔ اس کا ارادہ تھا کہ سلطنت روم کی سرحدوں کو اپنی فتوحات کے ذریعے دریائے سندھ اور دریائے جیحوں تک پھیلا دے۔ لیکن اس کے لشکریوں نے اس کا ساتھ نہ دیا لہٰذا اپنی ساری مہموں کو ادھورا چھوڑ کر اسے واپسی اختیار کرنی پڑی تھی۔

سلیوکیہ شہر کو فتح کرتے وقت ٹراجن کے ہاتھ خسرو پرویز کی ایک بیٹی یعنی ایران کی شہزادی اور ایران کا تاج زرین بھی لگا تھا۔ جب اس نے دجلہ اور فرات سے واپسی اختیار کی تو ایران کی شہزادی اور تاج زرین کو بھی وہ اپنے ساتھ روم لے گیا تھا۔

ایران کا بادشاہ خسرو ٹراجن کی فاتحانہ یلغاروں کو خاموشی سے دیکھتا رہا۔ اس نے مقابلے میں آنا تو مناسب نہ سمجھا لیکن جوں ہی ٹراجن نے واپسی اختیار کی اس نے ٹراجن کے مفتوحہ علاقوں میں رومنوں کے تسلط سے آزاد ہونے کی تحریک چلائی جو کامیاب ہوئی اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ جابجا رومنوں کے خلاف بغاوت کے علم لہرانے لگے۔ سلیوکیہ۔ نصیبین اور دیگر شہروں کے لوگوں نے اسلحہ اٹھایا اور رومنوں کا جوا اتار پھینکنے کی جدوجہد کرنے لگے۔

ٹراجن نے اپنے چند سالاروں کی سرکردگی میں اپنے لشکر کا ایک حصہ ان شورشوں کو فرو کرنے کے لئے بھیجا۔ جنھوں نے سلیوکیہ کو نذر آتش کر دیا۔ نصیبین کو برباد کیا اور چند دوسرے شہروں کو بھی جلا کر خاکستر کر دیا۔

ایرانیوں کو اپنے ان شہروں کی تباہی و بربادی کا بڑا دکھ اور صدمہ ہوا۔ جن جن علاقوں میں رومنوں کے خلاف بغاوت اور سرکشی نمودار ہوئی تھی آخر ان لوگوں کے مسلح جوان ایک جگہ جمع ہونا شروع ہو گئے۔ آخر انہوں نے ہترا شہر کی طرف پیش قدمی کی۔ رومنوں کو جب خبر ہوئی کہ ایرانیوں کا لشکر ہترا شہر کی پیش قدمی کر رہا ہے تو وہ بھی ہترا شہر کے باہر جمع ہوئے۔ یہاں رومنوں اور باغیوں کے متحدہ لشکر کے درمیان ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں رومنوں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس جنگ میں رومنوں کے لشکر کا ایک بڑا حصہ لقمہ اجل بن گیا تھا۔

ٹراجن کو اب محسوس ہوا کہ اس کی فتوحات دیرپا ثابت نہ ہوں گی۔ اس لئے اس نے مناسب سمجھا کہ دجلہ اور فرات کے جنوبی حصے کو رومی صوبہ بنانے کے بجائے اسے

خودمختاری دے دی جائے جو کہ رومنوں کے اثر میں ہو۔ اس لئے اس نے جنوبی حصے کی خودمختاری کے اعلانات کیلئے احکامات جاری کئے۔ ساتھ ہی اس نے اشکانی خاندان کے ایک فرد پارتھا ماسپات کو جس نے خسرو کی مخالفت میں رومنوں کا ساتھ دیا تھا اس جنوبی حصے کا بادشاہ بنا دیا تھا۔

لیکن ٹراجن کی یہ ترکیب بھی ناکام ہوئی کیونکہ اگلے سال خسرو نے مزید پر پرزے نکالے اس نے طیسیفون پر فوج کشی کی اور رومنوں کے نامزد بادشاہ پارتھا ماسپات کو نکال باہر کیا۔ اس طرح ٹراجن نے جو مشرق میں فتوحات حاصل کیں تھیں بہت جلد ان کا اثر زائل ہو کر رہ گیا تھا۔

رومن شہنشاہ ٹراجن نے جب دیکھا کہ مشرق میں جو علاقے اس نے فتح کئے ہیں وہ یکے بادیگرے بغاوتیں اور شورشیں برپا کرتے ہوئے رومنوں کے ہاتھ سے نکل گئے ہیں اور جو باقی رہتے ہیں ان کے اندر بھی بغاوتیں اور شورشیں برپا ہونا شروع ہو گئی ہیں تو وہ بڑا پریشان ہوا اس نے ایک بار پھر ارادہ کیا کہ لشکر لے کر مشرق کی جانب بڑھے اور جو علاقے اس نے پہلے فتح کئے تھے دوبارہ ان پر قبضہ کرنے کے بعد ان کا نظم و نسق رومنوں کے ہاتھوں درست کرے لیکن اسے ایسا کرنا نصیب نہ ہوا اس لئے کہ ء کو موت نے اسے آ لیا اور اس کی جگہ ہادریان رومنوں کا شہنشاہ بنا۔

نئے قیصر روم ہادریان نے محسوس کیا کہ ملک کی سرحدیں جو رومن شہنشاہ آگسٹس نے مقرر کی تھیں۔ روم اور رومنوں کے لئے وہی سرحدیں بہتر ہو سکتی ہیں۔ ہادریان کا خیال تھا کہ جوں جوں سلطنت کو پھیلایا گیا ہے اور دور دور ہمسایہ ملکوں میں وسعت دی گئی ہے توں توں روم اور رومنوں کیلئے مسائل اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ ہادریان کا یہ بھی خیال تھا کہ اگر رومن سلطنت کو اسی طرح وسعت دی جاتی رہی تو اس کے اندر کمزوری کے آثار پیدا ہوتے چلے جائیں گے اور جن اقوام کو رومن سلطنت میں شامل کیا جائے گا تو وہ ایک نہ ایک روز رومنوں کے خلاف بغاوتیں اور شورشیں برپا کر کے خود رومنوں ہی کا خاتمہ کرنے کے درپے ہو جائیں گے۔

اپنے ان ہی خیالات کے تحت ہادریان نے ٹراجن کی فتوحات کو ناپسند کیا۔ ٹراجن نے حدود سلطنت کو جو وسعت دی تھی ہادریان نے اسے ٹراجن کا دیوانہ پن قرار دیا۔ اس لئے اس نے حکم دیا کہ آرمینیہ۔ آدیابن اور دریائے دجلہ اور فرات کے درمیان رومن فوج کے دستے واپس بلا لئے جائیں اس کی یہ خواہش بھی تھی کہ حکومت ایران سے دوستانہ روابط پھر سے قائم کئے جائیں۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آدیابن حسب سابق اشکانیوں کے سپرد کر دیا گیا۔ دریائے دجلہ اور فرات کے درمیان عربی ایرانیوں کا تسلط تسلیم کر لیا گیا اور پارتھا ماسپات کو جسے ٹراجن نے جنوبی بین النہرین کا حکمران مقرر کیا تھا اسے آرمینیہ کی حکومت سونپ دی گئی تھی۔

ہادریان نے یہیں تک اکتفا نہیں کیا بلکہ اس نے ایرانیوں کے بادشاہ خسرو سے ملاقات کی خواہش کا بھی اظہار کیا۔ خسرو نے ہادریان کی اس خواہش کا احترام کیا دونوں حکمرانوں نے آپس میں ملاقات کی اور قیصر روم ٹراجن جنگوں کے دوران جو ایرانی شہزادی یرغمال بنا کر اپنے ساتھ لے گیا تھا ہادریان نے وہ شہزادی ایران کے حکمران خسرو کو واپس کر دی تھی۔

ایران کے حکمران خسرو نے جب دیکھا کہ ہادریان ایرانیوں کے ساتھ بہتر تعلقات قائم کرنے کا خواہش مند ہے اور یہ کہ اس نے نہ صرف یہ کہ ٹراجن کے فتح کیے ہوئے علاقے واپس کر دیئے ہیں بلکہ ایرانی شہزادی کو بھی لوٹا دیا ہے تو اس نے ہادریان سے ایرانیوں کا وہ تاج زرین واپس کرنے کا مطالبہ کیا۔ جو ٹراجن اپنی فتوحات کے دوران قبضہ کر کے روم لے گیا تھا۔

قیصر روم ہادریان نے فی الفور تو ایرانیوں کا تاج زرین واپس نہ کیا لیکن اس نے وعدہ کیا کہ وہ تاج زرین کو واپس کر دے گا۔ لگتا تھا ہادریان اس تخت زرین کو واپس نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اس نے ایرانی شہنشاہ خسرو کا دل رکھنے کے لئے یہ وعدہ ضرور کر لیا تھا۔ تاہم ہادریان نے یہ صلح جویانہ کام کر کے ایرانیوں کے دلوں میں جگہ حاصل کر لی تھی اس طرح ایک بار پھر ایران اور روم کے مابین مستحکم دوستی کی بنیاد پڑی تھی۔ اس معاہدہ کے چند ہی سال بعد ایران کا بادشاہ خسرو چل بسا۔

خسرو کی وفات کے بعد بلاش دوئم اشکانی تخت پر بیٹھا۔ بلاش دوئم کون تھا اس کے متعلق مورخین نے کوئی فیصلہ کن بات نہیں بتائی بعض کا خیال ہے کہ وہ خسرو کا بیٹا تھا۔ بعض دوسرے یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک ایسا شخص تھا جس نے اشکانی حکومت کا وارث ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور ماضی میں ایران کے کسی حصے کو اس کے سپرد کر کے اس کا حاکم بنا دیا گیا تھا بہرحال جب یہ بلاش دوئم تخت نشین ہوا اس وقت اس کی عمر بہتر سال کی تھی۔

بلاش دوئم کے عہد میں کافی عرصہ تک ایران میں مکمل امن و امان قائم رہا۔ رومنوں کے ساتھ بھی تعلقات درست اور استوار ہی رہے۔ آخر اس بلاش دوم کے دور میں ایک بلائے ناگہانی شمال کی طرف سے نمودار ہوئی اور وہ یہ کہ شمال کے وحشی آلانی قبائل کوہستانی سلسلوں سے جنوب کی طرف بڑھے۔ ان کے [illegible] گرجستان کا بادشاہ

فرسمند پڑتا تھا جو اس دور میں رومنوں کے تحت تھا۔ فرسمند نے وحشی آلانی قبائل کو اپنے علاقے سے گزر جانے کی اجازت دے دی تاکہ وہ آگے بڑھ کر ایرانی سلطنت کے اندر تباہی اور بربادی کا باعث بنیں۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے علاقے سے گزرنے والے آلانی قبائل کو اکسایا اور قفقاز کے وہ درے جو گرجستان کے بادشاہ فرسمند کے قبضے میں تھے ان دروں سے گزرنے میں بھی فرسمند نے آلانی قبائل کی خوب مدد کی تاکہ یہ ایرانی سلطنت میں داخل ہو کر ایرانیوں کی تباہی اور ان کے نقصان کا باعث بنیں۔

یہ وحشی آلانی قبائل قفقاز کے دروں سے گزر کر مملکت ایران میں داخل ہوئے اور آذربائیجان اور آرمینیہ کے علاقوں میں انہوں نے بری طرح لوٹ مار مچا کر رکھ دی۔ یہاں یہ وحشی آلانی قبائل مختلف گروہوں میں بٹ گئے اور ان کا ایک گروہ کاپا دوکیا شہر کی طرف بڑھا جو ان دنوں رومنوں کے تسلط میں تھا۔ لیکن جوں ہی آگے بڑھے رومن جرنیل اریان نے انکا مقابلہ کیا اور انہیں اپنے علاقوں سے مار بھگایا۔

تاہم ایران کے بادشاہ بلاش دوئم کو جب خبر ہوئی کہ ایران کے شمال کے یہ وحشی آلانی قبائل بڑی برق رفتاری سے اس کی سلطنت میں داخل ہو کر اس کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں تو اس نے ایک زرکثیر دے کر آلانی قبائل کو واپس جانے پر آمادہ کر لیا۔ اس طرح بلاش دوم نے اپنی کمزوری کا ثبوت پیش کیا۔

اس کے بعد بلاش دوئم نے قیصر روم کے پاس گرجستان کے حاکم کی شکایت کی کہ اس نے آلانی قبائل کو قفقاز کے دروں سے گزر جانے کی اجازت کیوں دی اور یہ کہ دروں سے گزر کر آلانی قبائل سلطنت ایران کے ایک حصے کی تباہی کا باعث بنے۔

بلاش دوئم کی شکایت کے سلسلے میں قیصر روم ہادریان نے فرسمند کو دربار میں تو ضرور بلوایا۔ لیکن قبائیلیوں کی حوصلہ افزائی کرنے پر کوئی سرزنش فرس مند کو نہ کی بلکہ اسے اپنے شہر روم میں خوش آمدید کہا اور اس کی بڑی عزت افزائی کی چند روز تک قیصر روم ہادریان نے فرس مند کو اپنے ہاں مہمان رکھا پھر واپس بھیج دیا اور اسے اجازت دے دی کہ مملکت گرجستان کے آس پاس کے علاقوں پر حملہ آور ہو کر اپنی سلطنت کو وسیع کر سکتا ہے۔ یہ رومن شہنشاہ ہادریان کی ایک عیاری اور دھوکہ بازی تھی جو اس نے ایرائی سلطنت کے خلاف کی تھی۔

بلاش دوئم قیصر روم ہادریان کی اس غلط بخشی سے سخت برا فروختہ ہوا لیکن حرف شکایت زبان پر نہ لا سکا اس لئے کہ وہ رومنوں سے ٹکرانے کی ہمت اور جرات نہیں رکھتا تھا۔ اس کا حرف شکایت زبان پر نہ لانا بھی اس کی کمزوری کی دلیل تھی۔

○

یمن کے مرکزی شہر مارب کی سرائے جس میں یوناف نے قیام کر رکھا تھا اس کے اطراف میں نہ صرف یہ کہ بلند کوہستانوں کا طویل سلسلہ تھا بلکہ ان کے اندر بند باندھ کر پانی کا ایک بہت بڑا ذخیرہ محفوظ کیا گیا تھا۔ جس سے مارب کے اطراف میں میلوں تک پھیلے باغات سیراب ہوتے تھے۔ مارب کی اس سرائے سے نکل کر یوناف اکثر پانی کے اس ذخیرے کے اطراف میں چہل قدمی کرتا' ٹہلتا اور یمن کے ان خوبصورت مناظر سے لطف اندوز ہوتا۔

ایک روز شام سے تھوڑی دیر پہلے یوناف اسی ذخیرۂ آب کے کنارے پانی کے اندر تیرتی ماہی گیروں کی کشتیوں کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا کہ ایک طرف سے ایک لڑکی بدحواسی سے بھاگی بھاگی آئی۔ یوناف کے قریب وہ آئی اور منت و سماجت کرنے کے انداز میں کہنے لگی میں نہیں جانتی کہ آپ کون ہیں پر میری آپ سے التماس اور التجا ہے کہ ایک بھیڑیا نما انسان میرا پیچھا کر رہا ہے وہ عزت کا دشمن' میری آبرو کا شکاری بننا چاہتا ہے۔ خدا کے لئے مجھے اس درندے کے ہاتھوں بچاؤ اور اگر میں نے اس کے ہاتھوں بے آبرو ہونا پسند نہ کیا تو وہ مجھے ہلاک کر دے گا۔ وہ جوان بڑا خونخوار اور درندہ نما ہے۔ اس نے ایک چیتا پال رکھا ہے اور جو کوئی اس سے دشمنی کرتا ہے اس پر وہ اپنے اس چیتے کو چھوڑ دیتا ہے۔ وہ مارب کے ایک کاہن کا بیٹا ہے جس سے سارے لوگ ڈرتے اور خوف کھاتے ہیں اور کوئی اس کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھاتا۔ اس لئے کہ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کاہن کے روابط شیاطین سے ہیں جن کی مدد سے وہ لوگوں کو نقصان پہونچا سکتا ہے۔

یوناف نے اس لڑکی کی گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے سر سے پاؤں تک ایک بار اس لڑکی کا جائزہ لیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ لڑکی بے حساب چاہتوں کی خوشبو جیسی خوبصورت خوشیوں کے ابلتے طوفان جیسی جوان' لذتوں سے شرابور بکھری تحریکوں جیسی بھرپور' چاندنی رچے آبشاروں جیسی حسین' ویرانوں میں رقص کرتے اجالوں' شراروں' شعاعوں جیسی پرکشش اور نیلگوں بیکراں آسمانوں میں سکھی پرندوں کے لازوال گیتوں جیسی شاداب تھی۔

یوناف نے فی الفور اس لڑکی کی منت و سماجت کا کوئی جواب نہ دیا تو وہ دھنک رنگوں جیسی لڑکی بے رنگ خوابوں' زخموں کی جراحت جیسی اداس دست خزاں میں پھنسی زندگی کی ویرانیوں جیسی افسردہ اور برے وقت کی قید و زنداں میں جکڑی ہوئی دکھتی رگ کی طرح غمزدہ ہو کر رہ گئی تھی۔ اسی لمحہ یوناف بولا۔ اسے ڈھارس اور تسلی دیتے ہوئے کہنے لگا

دیکھ لڑکی۔ گو میں ان سرزمینوں میں اجنبی اور پردیسی ہوں۔ پر دیکھ حوصلہ اور ڈھارس رکھ۔ تیرا تعاقب کرنے والا شیطان کیسا ہی طاقت ور اور پرقوت کیوں نہ ہو میں اس سے تیری حفاظت کروں گا۔ تو بس ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو جا۔ اگر وہ تیرا تعاقب کرتے ہوئے یہاں آتا ہے تو پھر دیکھ میں اس تعاقب کرنے والے کتے کو کیسے مار بھگاتا ہوں۔ یوناف کے ان الفاظ سے لڑکی کا چہرہ نازک حسین سوچوں' رشتوں کی نرم آنچ اور قرب کے احساس جیسا خوش کن اور پرکشش ہو گیا تھا اور وہ جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ ڈھلان کی طرف سے ایک خوب لمبے قد کاٹھ اور بھرپور جسامت کا جوان نمودار ہوا۔ اس کے ساتھ ایک لمبا قد آور اور بھرا بھرا چیتا بھی تھا۔ جو زنجیر میں جکڑا ہوا تھا اور زنجیر کا سرا اس جوان نے اپنی گرفت میں لے رکھا تھا۔ چیتا گو زنجیر میں جکڑا ہوا تھا پر وہ لڑکی اور یوناف کی طرف بڑھنے کے لئے زور مار رہا تھا۔ جس کی وجہ سے زنجیر خوب تن گئی تھی۔ یوناف اور اس لڑکی کے قریب آ کر اس آنے والے جوان نے زنجیر کے بجائے چیتے کو پٹے سے پکڑ لیا تھا تاکہ وہ ان دونوں پر حملہ آور نہ ہو۔ اس موقعہ پر وہ لڑکی کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا کہ یوناف نے بولنے میں پہل کی اور اس جوان کو مخاطب کر کے وہ پوچھنے لگا۔

تو کون ہے۔ کہاں رہتا ہے اور اس بے بس اور لاچار لڑکی کا تعاقب کیوں کرتا ہے۔ اس پر اس جوان نے پہلے بدقماشوں جیسا ایک بھرپور قہقہہ لگایا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ان سرزمینوں میں اجنبی لگتے ہو اور اگر اجنبی نہ ہوتے تو مجھے ضرور جانتے اور پہچانتے۔ مجھے اور میرے اس چیتے کو مارب شہر کے لوگ نہیں بلکہ آس پاس کے شہروں اور بستیوں کے لوگ بھی خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ میرا نام غزیہ بن عمرو ہے میں مارب کے سب سے بڑے کاہن عمرو بن عامر۱ کا بیٹا ہوں اور میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ میری ماں کا نام طریفہ۲ ہے۔ جو میرے باپ کے بعد ان علاقوں کی سب سے بڑی کاہنہ تسلیم کی جاتی ہے۔ میرے باپ کے کاہن اور ماں کے کاہنہ ہونے کی وجہ سے سب ہی لوگ میرے باپ ہی نہیں بلکہ مجھ سے بھی خوفزدہ ہیں اور کسی کو یہ ہمت اور جرات نہیں ہو سکتی کہ ہمارے خلاف زبان تک کھولے۔

اس پر یوناف غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ جوان تیرے کاہن باپ اور تیری کاہنہ ماں کی ایسی تیسی۔ اگر مارب کے لوگوں کو ان دونوں اور تمہارے خلاف کبھی زبان کھولنے کی ہمت اور جرات نہیں ہوئی تو پھر میں ان سرزمینوں میں پہلا شخص ہوں جو صرف زبان ہی نہیں کھولوں گا بلکہ تم تینوں کے خلاف ہاتھوں کو بھی حرکت میں لاؤں گا اور

تمہیں ایسی مار ماروں گا کہ تم ان سرزمینوں میں عبرت کا نشان بن کر رہ جاؤ گے۔ اس پر وہ جوان جس نے اپنا نام غزیہ بن عمرو بتایا تھا غصے اور غضب کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا تھا۔

دیکھ اجنبی جو الفاظ تو نے ابھی ابھی میرے سامنے ادا کئے ہیں فی الفور ان الفاظ کو واپس لے لے۔ ورنہ میں ابھی چیتے کی زنجیر کھول کر تم پر چھوڑ دوں گا اور یہ چیتا لمحوں کے اندر تیری تکا بوٹی کر کے تیرے جسم کا گوشت کھا جائے گا۔

اس غزیہ بن عمرو کی گفتگو سن کر یوناف کے چہرے کی کیفیت سلگنے کی تپش' ساحلوں کی شام اور پیاس کے صحرا جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کی آنکھوں کے اندر ویران رتیں' تیرگی کے محرم راز' جھکڑ اور پت جھڑ کے تلخ احساس کی آگ جوش مارنے لگی تھی۔ پھر وہ کسی قدر بلند اور غضبناک آواز میں غزیہ بن عمرو کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ بدکردار کی اولاد پھر دیر کاہے کی۔ اس چیتے کو چھوڑ میں دیکھوں یہ مجھے کس قدر نقصان پہونچا سکتا ہے۔ اس کیساتھ ہی یوناف نے اس لڑکی کو مخاطب کر کے کہا لڑکی تو میرے پیچھے آ کر کھڑی ہو جا۔ میں دیکھتا ہوں کہ کاہن عمرو بن عامر کا یہ لڑکا اس کوہستانی سلسلے کے اوپر میرا کیا بگاڑ لیتا ہے۔ یوناف کی اس گفتگو نے غزیہ بن عمرو کو شاید کچھ زیادہ ہی سیخ پا کر دیا تھا لہٰذا اس نے فوراً چیتے کے پٹے کے ساتھ منسلک زنجیر علیحدہ کر لی اور پھر چیتے کا پٹہ چھوڑ کر اس نے چیتے کو یوناف پر چھوڑ دیا تھا۔ وہ جوان اور توانا چیتا دھاڑتا ہوا یوناف کی طرف بڑھا اور ایک لمبی جست کے ساتھ اس نے یوناف پر چھلانگ لگا دی تھی۔ یوناف بھی کسی مافوق البشر انسان کی طرح حرکت میں آیا۔ فضا کے اندر ہی اس نے چیتے کی گردن کو اپنی گرفت میں لے لیا تھا اور پھر اس قوت سے اس نے چیتے کا گلا دبایا کہ چیتے کو اس نے لمحوں کے اندر ہلاک کر دیا۔ پھر اسے اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر دور پھینک دیا تھا۔

یوناف کی اس کارگذاری پر غزیہ بن عمرو دنگ رہ گیا تھا۔ وہ پھٹی پھٹی نگاہوں اور پریشان حالی میں یوناف کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ اس موقعہ پر یوناف غزیہ بن عمرو کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ عین اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر ابلیکا کی شیریں اور شہد بھری آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔

یوناف میرے حبیب۔ تیار اور مستعد ہو جاؤ۔ اس جوان غزیہ بن عمرو کا کاہن باپ عمرو بن عامر اور عزازیل دونوں اس سمت ہی آ رہے ہیں۔ عزازیل کے ساتھ اس وقت پائیرو بھی ہے۔ سنو۔ اس جوان کا باپ عمرو بن عامر جو ایک کاہن ہے۔ اس کے تعلقات عزازیل سے بڑے پرانے اور مستحکم ہیں اور کاہن کی حیثیت سے وہ مارب کے لوگوں میں

بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اسلئے کہ کچھ امور کی خبریں یہ عزازیل عمرو بن عامر کو بتاتا ہے۔ جن سے عمرو بن عامر لوگوں کو متاثر کرتا ہے جس کی بناء پر لوگ اسے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ سنو یوناف میں نہیں جانتی کہ عزازیل اور مارب کے کاہن عمرو بن عامر کے اس طرف آنے کے کیا ارادے ہیں۔ تاہم اس عزازیل کا عمرو بن عامر کے پاس اکثر آنا جانا ہوتا ہے۔ شاید عزازیل کا یہ بھی عمرو بن عامر کی طرف معمول کا ہی کوئی چکر ہو۔ بہرحال تم مستعد اور تیار رہو۔ ہو سکتا ہے اپنے بیٹے کی طرفداری میں عمرو بن عامر عزازیل کو اکسائے وہ تم سے انتقام لے اس صورت میں عزازیل پائیرو کو تم پر چھوڑ سکتا ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

سنو ابلیکا! اب مجھے اس پائیرو کی چنداں پرواہ نہیں ہے اس لئے کہ دریائے نیل کے کنارے وحشی قبائل کے غار میں اسے کافی بڑی سزا دے چکا ہوں اب یہ یوں بے مہابا مجھ پر چڑھ نہیں دوڑے گا۔ پائیرو اب کچھ سوچ سمجھ کر ہی مجھ پر حملہ آور ہو گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا تھا۔ تاہم اس نے اپنی چمڑے کی زنبیل پر اپنی گرفت مضبوط کر لی تھی جس کے اندر اس نے خونخوار بن مانس کی جسامت کو دس گنا کم کر کے محفوظ کر رکھا تھا۔

تھوڑی دیر بعد یوناف نے دیکھا کہ اس سے ذرا دور فاصلے پر پانی کے ذخیرے کے کنارے بلند کوہستانی سلسلے کے اوپر عزازیل مارب شہر کا کاہن عمرو بن عامر اور پائیرو نمودار ہوئے تھے۔ یوناف کی طرف آنے کے بجائے وہ دوسری سمت نکل گئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی غزیہ بن عمرو یوناف سے اپنی جان بچانے کی خاطر وہاں سے بھاگ کر انکی طرف چلا گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ابلیکا نے پھر یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہنے لگی سن یوناف یہ غزیہ بن عمرو نے یہاں سے بھاگ کر عزازیل اور اپنے باپ عمرو بن عامر سے تمہاری شکایت کی ہے۔ عمرو بن عامر تو تم سے انتقام لینے پر تلا ہوا تھا لیکن عزازیل نے عمرو بن عامر کو سمجھا بجھا کر خاموش کر دیا ہے کہ اس شخص سے انتقام لینا اچھا نہیں ہے اس لئے کہ وہ بڑا دراز دست ہے اور تم دونوں باپ بیٹوں کو نقصان بھی پہونچا سکتا ہے۔ لہٰذا کاہن میں جا کر آرام کرو۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا یوناف کی گردن پر ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔ ابلیکا کے جانے کے بعد یوناف اپنی پشت کی طرف کھڑی لڑکی کی طرف مڑا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تم نے ابھی تک اپنا نام نہیں بتایا۔ یہ بھی نہیں بتایا کہ تم کہاں رہتی ہو اور یہ غزیہ

بن عمرو تمہارا کیوں تعاقب کر رہا تھا۔ اس پر وہ لڑکی بولی اور کہنے لگی۔ میرا نام عروشہ ہے یہ غزیہ بن عمرو مجھ سے شادی کا خواہاں تھا۔ لیکن میرے بار بار انکار کرنے پر آج یہ مجھے بے آبرو کرنے پر تل گیا۔ میں تمہاری بڑی ممنون اور شکرگزار ہوں کہ تم نے مجھے اس بھیڑیے کے ہاتھوں بچایا۔ جہاں تک میری رہائش کا تعلق ہے تو میں آزاد نہیں۔ مارب کے ایک رئیس کی لونڈی ہوں۔ میرے ماں باپ مرچکے ہیں۔ دنیا میں میں تنہا اور اکیلی ہوں۔ میں اپنے رئیس آقا کے باغ میں کام کرنے کے بعد لوٹ رہی تھی کہ اس غزیہ بن عمرو نے میرا تعاقب شروع کر دیا۔ اس پر یوناف نے بڑی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔

تم اپنے آقا سے رہائی کیوں نہیں حاصل کر لیتی ہو اور ایک لونڈی کے بجائے ایک آزاد لڑکی کی حیثیت سے زندگی کیوں نہیں بسر کرتی ہو۔ اس پر وہ بڑی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی کیسے آزادی حاصل کروں۔ آزادی حاصل کرنے کے لئے رقم چاہئے۔ جو میرے پاس نہیں ہے اور اگر رقم ہو بھی تو وہ میرا رئیس آقا مجھے آزاد نہیں کرے گا۔ میری بدقسمتی یہ ہے کہ میں خوبصورت اور جوان ہوں۔

میرا آقا خود بھی جوان ہے مجھے پسند کرتا ہے دبے دبے لفظوں سے کئی بار مجھ سے اظہار محبت بھی کر چکا ہے لیکن میں اسے پسند نہیں کرتی اس لئے کہ وہ دن رات شراب میں غرق رہتا ہے۔ دوسرے یہ کہ میں دین ابراہیمی کی پیروکار ہوں جبکہ وہ سخت قسم کا مشرک اور بت پرست ہے۔ اس بناء پر میں اسے ناپسند کرتی ہوں۔ اس پر یوناف عروشہ کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہنے لگا۔

اگر میں تیرے ساتھ تیرے آقا کے پاس جاؤں اور تجھے اس سے آزاد کرا دوں پھر تو لونڈی کے بجائے ایک آزاد لڑکی کی حیثیت سے زندگی بسر کرنا پسند کرو گی۔ تم یہ مت سوچو کہ وہ تمہیں آزاد نہیں کرے گا۔ جب میں تمہارے ساتھ جاؤں گا تو اس کا باپ بھی تمہیں آزاد کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔ میں تمہیں یہ بتا دوں کہ میں کچھ مافوق الفطرت قوتوں کا مالک ہوں جنہیں استعمال کرتے ہوئے ناممکن کام کو بھی ممکن بنا کر رکھ سکتا ہوں۔ اس پر وہ لڑکی بولی اور کہنے لگی اس کا مظاہرہ میں اس ذخیرۂ آب کے کنارے دیکھ چکی ہوں۔ جس طرح تم نے غزیہ بن عمرو کے چھوڑے ہوئے چیتے کا حشر کیا تھا ایسا کام کوئی عام انسان نہیں کر سکتا۔ میں ایک شرط پر آزادی حاصل کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اس پر یوناف تیز نگاہوں سے لڑکی کی طرف دیکھا پھر پوچھا کیسی شرط۔ جواب میں لڑکی کہنے لگی۔

میری شرط یہ ہے کہ مجھے میرے موجودہ آقا سے رہائی اور آزادی دلانے کے بعد تم مجھے اس دنیا میں دھکے کھانے کیلئے اکیلا نہیں چھوڑو گے۔ بلکہ اپنے ساتھ رکھو گے۔ میں

تمہارے ساتھ ایک اجنبی لڑکی کی حیثیت سے بھی نہیں رہوں گی۔ میں صرف اس وقت ہی تمہارے ساتھ رہ سکوں گی جب تم مجھ سے شادی کر لو۔ اور اگر تم ایسا کرنے پر آمادہ نہ ہو تو پھر مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ میں اپنے موجودہ آقا کے پاس رہتے ہوئے اور اس کی جھڑکیاں سہتے ہوئے اپنی زندگی کے دن گزار دوں گی۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ مجھے تمہاری شرط منظور ہے چل تو مجھے اپنے آقا کے پاس لے کر چل۔ اس پر اس خوبصورت اور حسین عروشہ کے چہرے پر ان گنت خوشیاں اور اطمینان کی لہریں بکھر گئیں تھیں۔ پھر وہ یوناف کو لے کر مارب شہر کی طرف جا رہی تھی۔

حسین اور خوبصورت عروشہ جب یوناف کو کوہستانی سلسلے کی کئی ڈھلانوں سے ہوتی ہوئی مارب شہر کی طرف لے گئی تب ذخیرۂ آب کے کنارے کھڑا مارب شہر کا کاہن عمرو بن عامر بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے آقا یہ جوان جسے مارب شہر کی ایک لونڈی اپنے ساتھ لے گئی ہے۔ اس نے نہ صرف یہ کہ میرے بیٹے کے چیتے کو ہلاک کیا ہے۔ میرے بیٹے کی بے عزتی اور بے حرمتی بھی کی ہے۔ اے آقا چاہئے تو یہ تھا کہ آپ اس سے ہمارا انتقام لیتے آپ نے اسے یوں جانے دیا جیسے وہ آپ کا بڑا جاننے والا عزیز ہو۔ اے آقا اگر آپ اس پر اپنا پائیرو چھوڑتے تو وہ لمحوں کے اندر اس جوان کی تکہ بوٹی کر کے رکھ دیتا۔ اس پر عزازیل کچھ سوچتے ہوئے بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ ابن عامر وہ جوان جسے لڑکی اپنے ساتھ لے گئی ہے کوئی معمولی اور عام جوان نہیں ہے وہ بڑا دست دراز ہے اور کئی بار اس پائیرو کو مار مار کر پسپا ہونے پر مجبور کر چکا ہے۔ اس وقت میں اس جوان سے ٹکرانے نہیں آیا۔ دیکھ ابن عامر اس جانے والے جوان کا نام یوناف ہے اور گزشتہ کئی صدیوں سے میرا اور اس کا ٹکراؤ نیکی اور بدی کے نمائندوں کی حیثیت سے ہوتا رہا ہے دیکھ اسے زیر اور مغلوب کرنا کوئی آسان اور معمولی کام نہیں ہے۔ میرے خیال میں وہ لڑکی اسے لے کر مارب شہر ہی کی طرف گئی ہے میرے پاس سے فارغ ہونے کے بعد تم باپ بیٹا کہیں اس سے ٹکرانے کی حماقت نہ کر بیٹھنا۔ ورنہ تم دونوں کی وہ ایسی تکا بوٹی کرے گا کہ مارب شہر میں تم دونوں نہیں تمہارے خاندان کا نام و نشان مٹا کر رکھ دے گا۔ اس وقت میں اس جوان کی گفتگو کرنے نہیں آیا بلکہ تمہیں ایک اچھا مشورہ دینے آیا ہوں اگر تم اس پر عمل کرو تو اس میں تمہاری بہتری اور بھلائی ہے۔ اس پر مارب کے کاہن عمرو بن عامر نے چونک کر عزازیل کی طرف دیکھا پھر پوچھنے لگا۔

اے آقا آپ کونسی خبر دینا چاہتے ہیں جس میں میرا فائدہ اور منفعت ہے اس پر

عزازیل بولا اور کہنے لگا دیکھ ابن عامر مارب شہر کے اس ذخیرۂ آب کا پشتہ عنقریب ٹوٹ جائے گا اور اس ذخیرے میں جمع شدہ پانی میلوں دور تک سیلاب کی صورت میں پھیلے گا اور چاروں طرف شہروں۔ بستیوں اور باغوں میں تباہی اور بربادی پھیلا دے گا۔ اس پر مارب کے کاہن عمرو بن عامر نے بڑی فکرمندی سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

اے آقا آپ یہ سماوی خبر دے رہے ہیں یا ویسے اس پشتے کے متعلق آپ کا اندازہ ہے۔ اس پر عزازیل پھر بولا اور کہنے لگا یہ سماوی خبر نہیں ہے۔ دیکھ اس ذخیرۂ آب کے پشتوں کا جائزہ لیتے ہوئے میں نے دیکھا ہے کہ ایک پشتے کے اندر گھوس ہیں جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا یہ گھوس بھی غیر معمولی اور بڑی جسامت کے ہیں اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ ان گھوسوں نے بند کے ایک پشتے کو مکمل طور پر ناکارہ بنا دیا ہے اور مجھے امید ہے کہ چند ہی یوم تک اگر یہ گھوس اس پشتے سے کھیلتے رہے تو وہ پشتہ ٹوٹ جائے گا اور اس علاقے میں ایسا سیلاب آئے گا جس کی اس سے پہلے نظیر نہیں ملتی۔ اس پر عمرو بن عامر نے فکرمندی سے پوچھا۔

اے آقا ان حالات میں مجھے کیا کرنا چاہئے۔ آپ جانتے ہیں ان علاقوں میں میری وسیع زمینیں ہیں۔ باغات ہیں۔ جائیداد ہے اگر سیلاب آ گیا اور چاروں طرف تباہی اور بربادی پھیلی تو میرا تو بے حد نقصان ہو گا۔ اس پر عزازیل کہنے لگا تیری بہتری اور بھلائی اسی میں ہے کہ تو اپنی ساری جائیداد کو فروخت کر کے کہیں اور جا کر آباد ہو جاؤ اور اگر تو نے اس معاملے میں دیر کی تو پھر تیرے پاس سوائے پچھتاوے کے کچھ نہیں رہے گا۔ دیکھ عمرو بن عامر اس مارب شہر اور آس پاس کی بستیوں میں جو سفر کا مشتاق ہو وہ عمان چلا جائے۔ اگر کوئی شراب و کباب اور دیگر مشروبات کا شوقین ہو تو بصرہ کا رخ کرے۔ اگر کوئی زمین میں گڑے ہوئے درختوں کے پھل محل میں آرام سے بیٹھ کر کھانا چاہے تو یثرب کا رخ کرے جہاں کھجوروں کی کثرت ہے۔ بس عمرو بن عامر میں تم سے یہی کہنا چاہتا تھا۔ میں تمہیں پھر تاکیداً" کہتا ہوں کہ ان سرزمینوں سے نکل بھاگو ورنہ تمہاری ہر چیز تباہ و برباد ہو جائے گی اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور پائیرو کے ساتھ وہ اس ذخیرۂ آب کے کنارے سے غائب ہو گیا تھا۔

عزازیل کے جانے کے بعد عمرو بن عامر اور اس کا بیٹا غزیہ بن عمرو تھوڑی دیر تک خاموش کھڑے رہے۔ اس دوران عمرو بن عامر کچھ سوچتا رہا تھا۔ پھر اس کاہن نے شائد کوئی آخری فیصلہ کر لیا تھا اس لئے وہ بولا اور اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ میرے بیٹے۔ میرے بچے۔ میرے ذہن میں اپنی جائیداد اپنی حویلی اور اپنے باغات

بیچنے کی ایک بہترین ترکیب آئی ہے اگر اس پر عمل کیا جائے تو ہم اپنے ہر طرح کے نقصان سے بچ سکتے ہیں۔ اس پر عمرو بن عامر کے بیٹے غزیہ بن عمرو نے بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اے میرے باپ۔ آپ کے ذہن میں کیا ترکیب آئی ہے۔ اس پر کاہن عمرو بن عامر بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ میرے بچے میں تمہیں کچھ کام کرنے کا حکم دوں گا تم اس کی تعمیل مت کرنا۔ پھر میں تمہیں حکم کی تعمیل نہ کرنے پر ڈانٹوں گا تم بھی مجھے ڈانٹنا۔ آخر اس ڈانٹ کی بناء پر میں تمہارے منہ پر تھپڑ دے ماروں گا جواب میں تم بھی میرے تھپڑ مار دینا۔ اس پر عمرو بن عامر کا بیٹا غزیہ بن عمرو بولا اور کہنے لگا۔

اے میرے باپ ایسا کیسے اور کیونکر ہو سکتا ہے میں کیسے آپ کو ڈانٹ سکتا ہوں اور کیسے آپ کے تھپڑ مار سکتا ہوں۔ اس طرح لوگ مجھے کیا کہیں گے۔ لوگ مجھے نافرمان لوگ مجھے اوباش کہیں گے اور کہیں گے کہ مارب شہر کے سب سے بڑے کاہن عمرو بن عامر کا بیٹا اس قدر گستاخ اور پلید ہے۔ اس پر عمرو بن عامر کہنے لگا۔ بیٹے مجبوری میں ایسا تجھے کرنا پڑے گا۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو کوئی ہماری جائیداد نہیں خریدے گا۔ اس کے بعد میں کیا کروں گا تو خاموشی سے دیکھتا رہ۔ بس جو کچھ میں نے تجھے کہا ہے تو کل ایسا ہی کرنا۔ میرے بیٹے۔ اس میں تیرے اور میرے دونوں ہی باپ بیٹے کی بہتری ہے۔ تو جانتا ہے کہ ایک کاہن کی حیثیت سے میں کوئی کام غلط کرنے والا نہیں۔ عمرو بن عامر کے بیٹے غزیہ بن عمرو نے ایسا کرنے کی حامی بھر لی پھر دونوں باپ بیٹے مطمئن انداز میں مارب شہر کی طرف جا رہے تھے۔

○

حسین و دلکش عروشہ یوناف کو لے کر مارب شہر کے مضافات میں ایک باغ میں داخل ہوئی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی اس باغ کے اندر ہی اس شخص کی حویلی ہے جس کی میں لونڈی ہوں۔ اس پر یوناف بولا اور پوچھنے لگا اس شخص کا نام کیا ہے عروشہ بولی اور کہنے لگی اس کا نام ۔عرب بن جدلیس ہے۔ بڑا سخت مزاج اور بڑا جابر قسم کا انسان ہے۔ ہو سکتا ہے مجھے وہ آزاد نہ کرے اس پر یوناف نے چھاتی تانتے ہوئے کہا اس کی ایسی تیسی۔ اس کا باپ بھی تمہیں آزاد کرے گا۔ اس کی کیا مجال ہے کہ وہ انکار کرے۔ یوناف شائد مزید کچھ کہتا عروشہ فوراً بولی اور کہنے لگی چپ رہو۔ وہ دیکھو سامنے باغ میں ۔عرب بن جدلیس چہل قدمی کر رہا ہے۔ تم آگے بڑھو اور اس سے بات کرو۔ اگر میں آگے آگے رہی

اور اس نے مجھے تمہارے ساتھ دیکھا تو وہ مجھ پر ضرور ہاتھ اٹھانے کی کوشش کرے گا۔ اس پر یوناف خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا میری موجودگی میں اس کی کیا جرات کہ تم پر ہاتھ اٹھائے۔ میں مار مار کر اس کا منہ لال کر دوں گا۔ یوناف کی باتوں پر عروشہ ہنس دی تھی۔ پھر وہ دونوں آگے بڑھتے ہوئے ۔عرب بن جدلیس کے پاس آئے۔ ۔عرب بن جدلیس نے ایک غلط نگاہ یوناف پر ڈالی پھر تھوڑی دیر بڑے غور سے اس نے عروشہ کی طرف دیکھا پھر وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ پھر یوناف نے اسے مخاطب کرنے میں پہل کی اور کہنے لگا۔

دیکھ ۔عرب بن جدلیس۔ یہ جو لڑکی عروشہ اس وقت میرے ساتھ ہے میں جانتا ہوں یہ تیری لونڈی ہے میں اسے لے کر تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تو اسے آزاد کر دے جو کچھ تو نے اس پر خرچ کیا ہے وہ مانگ میں تجھے ادا کر دیتا ہوں اس پر ۔عرب بن جدلیس نے بڑی تیز اور غضیلی نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ بڑی بے اعتنائی سے کہنے لگا تمہیں کس نے کہہ دیا کہ میں اپنی اس لونڈی کو فروخت کر دوں گا۔ یہ میری ہر دلعزیز لونڈیوں ہی میں سے نہیں بلکہ یوں جانو کہ میرے خاندان کا ایک فرد ہے میں کیوں کر آزاد کر کے اسے تمہارے ہاتھ فروخت کر سکتا ہوں۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ جدلیس کے بیٹے ایسا تو تجھے کرنا ہی پڑے گا۔ اگر تو نے اسے آزاد نہ کیا تو پھر یاد رکھو میں زبردستی اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ اس لئے کہ یہ اپنی زندگی میرے ساتھ بسر کرنے پر آمادہ ہے میں اس سے شادی کروں گا اور اپنی بیوی بنا کر اسے اپنے ساتھ رکھوں گا۔ اس پر ۔عرب بن جدلیس غضبناکی میں کہنے لگا کس کی مجال ہے کہ اس لڑکی کو زبردستی مجھ سے چھین کر لے جائے۔ اگر کوئی ایسا کرنے کی کوشش کرے تو میں اس کی ہڈیاں توڑ دوں اس کا حلقوم کاٹ کر رکھ دوں۔ اے اجنبی تو ہے کون اور تو نے کیسے جرات کی کہ تو اس عروشہ کو میرے پاس لے کر آیا اور اس کی آزادی کی مجھ سے استدعا کی۔ ابھی اور اسی وقت الٹے پاؤں میری حویلی کے احاطے سے نکل جاؤ۔ ورنہ میں ابھی اپنے ملازموں کو آواز دیتا ہوں اور وہ تمہاری مار مار کر ایسی حالت کریں گے کہ زندگی کی ابتدا انتہا سب ہی کچھ بھول جاؤ گے۔

۔عرب بن جدلیس کے ان الفاظ نے یوناف کی حالت عجیب کر دی تھی اس کے چہرے پر شکن شکن خیالات میں لہو لہو تمناؤں جیسی کیفیت پھیل گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں وقت کی اذیتوں کی شکنوں میں زمانے کے عذاب' ان دیکھے روگ کا پیغام اور فنا برپا کرنے والے خنجر حروف جوش مارنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر تک یوناف خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ بولا اور ۔عرب بن جدلیس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ جدلیس کے بیٹے کیوں میرے ہاتھوں اپنے زندگی کی بشارتوں میں کدورت کے طوفان اپنی ساعتوں کی شیرینی میں زخم و کرب کے حروف اپنی بصارتوں کے سرور میں درد کے فاصلوں کے تاریک بھنور اور کرب تشنگی بھرنا چاہتے ہو۔ اس پر ۔عرب بن جدلیس نے چھاتی تانتے ہوئے فخریہ انداز میں کہا۔ کس کی جرات اور مجال ہے کہ میری ایسی حالت کرے۔ دیکھ اجنبی تو اپنی حدود کو پھلانگتا جا رہا ہے۔ تو جانتا ہے کہ میں مارب کے چند بڑے رؤسا میں شامل ہوں اور ان علاقوں میں کسی کی مجال نہیں کہ میرے خلاف محاذ آرائی کرے۔ یا میری خواہش میری امید اور میری تمنا کے خلاف گفتگو یا ارادہ کرنے کی کوشش کرے۔ جواب میں یوناف بولا اور کہنے لگا۔

سن جدلیس کے بیٹے میں بذات خود تیرے لئے تقدیر کا عذاب' تیرگی کا ہجوم' آنسوؤں کی قندیل بنوں گا۔ سن تیری زندگی کے نیم اندھیارے راستوں پر سلگتی خزائیں اور تیرے باطنی احساس کے پردوں پر دکھ کے بھنور ثبت کروں گا۔ دیکھ ۔عرب بن جدلیس اب بھی وقت ہے جو کچھ تو رقم مانگتا ہے مانگ اور اس عروشہ کو آزاد کر دے۔ یہی بھل مانسی کا طریقہ ہے اور اگر تم نے اس طریقہ کو نہ اپنایا تو میں تیری حالت ویران گوشوں کی نحوست' دکھ کے پردیس کی مار اور آتشیں آندھیوں کے حدف جیسی بنا کر بھی اس عروشہ کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ اس پر ۔عرب بن جدلیس بے پناہ غصہ کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

جاؤ دفع ہو یہاں سے میں نہیں کرتا اسے آزاد کیا کوئی زبردستی ہے یہ میری لونڈی ہے میری مرضی ہے کہ میں اسے آزاد کروں یا نہ کروں اور پھر میں اسے اپنے گھر کا ایک فرد یا یوں سمجھو حرم کا ایک فرد بنا کر رکھنا چاہتا ہوں۔ اس پر یوناف چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔

ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا ۔عرب بولا اور کہنے لگا اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو ذرا میری موجودگی میں اس عروشہ کو ہاتھ تو لگا کر دیکھو۔ اس پر یوناف فوراً عروشہ کے قریب آیا اور اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ عروشہ یہ ۔عرب بن جدلیس مجھے انسان کا بچہ نہیں لگتا۔ آؤ یہاں سے چلیں۔ اب تم آزاد ہو کسی کی لونڈی نہیں ہو۔ کسی کی جرات اور مجال نہیں ہے کہ میرے ہوتے ہوئے تمہیں زبردستی اپنے ساتھ رکھ سکے۔ یوناف عروشہ کا ہاتھ تھامے اسے لے کر پلٹا ہی تھا کہ اس کے پیچھے سے ۔عرب بن جدلیس لپکا اور اپنے دائیں ہاتھ کی ضرب وہ یوناف کی گردن پر لگانا ہی چاہتا تھا کہ یوناف آندھی اور طوفان کی طرح مڑا۔ اپنا بایاں ہاتھ الٹا کر کے اس زور سے اس نے ۔عرب بن جدلیس کے منہ پر مارا کہ ۔عرب بن جدلیس پلٹیاں کھاتا ہوا دور جا گرا تھا۔ یوناف کے اس طمانچے کی ضرب اس قدر سخت اور زوردار تھی کہ ۔عرب بن جدلیس دنگ رہ گیا اور زور زور سے اپنے غلاموں اور اپنے

ملازموں کو اپنی مدد کے لئے آواز دینے لگا تھا۔

یہ ساری صورت حال دیکھتے ہوئے عروشہ پریشان اور فکرمند ہو گئی تھی۔ پھر وہ مغموم سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ یہ معاملہ تو کچھ زیادہ ہی بگڑ گیا ہے۔ اس معرب بن جدلیس نے اپنے غلاموں اور ملازموں کو آواز دے لی ہے اس حویلی میں اس کے کافی ملازم اور غلام ہیں اور جب وہ تم پر حملہ آور ہوں گے تو وہ تم کو بھاگنے کا موقع نہیں دیں گے اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

یہاں سے بھاگنے بھی کون لگا ہے۔ میں تو اس معرب بن جدلیس اور اس کے غلاموں اور ملازموں کو یہاں سے بھگا کر رہوں گا۔ پھر یوناف نے اپنی زنبیل کے اندر سے جسامت میں دس گنا کم کیا ہوا بن مانس نکالا جو بندر کا ایک چھوٹا سا بچہ دکھائی دیتا تھا۔ پھر جب یوناف نے اس پر اپنا عمل کیا اور بن مانس اپنی طبعی جسامت میں آیا تو اسے دیکھتے ہوئے عروشہ چیخیں مارتی ہوئی پیچھے ہٹ گئی تھی۔ ساتھ ہی یوناف نے اس بن مانس پر دوسرا عمل کرتے ہوئے اس کی طاقت اور قوت میں دس گنا اضافہ کر دیا تھا۔ پھر وہ اس بن مانس کو لے کر اپنے پہلو میں کھڑا ہو گیا تھا اور بن مانس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرنے لگا تھا جواب میں بن مانس بڑے پیارے انداز میں اس کی چھاتی سے اپنا منہ رگڑنے لگا تھا۔ یہ دیکھتے ہوئے عروشہ کو بھی کچھ حوصلہ ہوا اور وہ دوبارہ یوناف کے پہلو میں آ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ اتنی دیر تک حویلی کے اندر سے معرب بن جدلیس کے غلام اور ملازم اپنی اپنی تلواریں سونتے نکلے تھے۔ یوناف نے بن مانس کو ان پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا اور خود بھی اپنی تلوار سونتے ہوئے اس کے ساتھ ساتھ رہا تاکہ کوئی اسے زیادہ زخمی نہ کرنے پائے۔

حویلی سے نکلنے والے ان خادموں اور ملازموں نے جب یوناف کے ساتھ دیو ہیکل بن مانس دیکھا تو وہ خوفزدہ سے ہو گئے تھے۔ اتنی دیر تک یوناف نے ان میں سے دو پر حملہ کیا ان کی تلواریں کاٹ دیں اور جن کی تلواریں اس نے کاٹی تھیں ان دونوں کو بن مانس نے اپنے دونوں پنجوں میں اٹھا کر کچھ اس طرح کھلونوں کی طرح اوپر اچھالا کہ وہ دونوں بلند درختوں کی اونچائی تک جا کر نیچے گرے تھے انہیں یوناف نے زمین پر نہ گرنے دیا بلکہ سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے انہیں اپنے ہاتھوں میں لیا اور زمین پر رکھ دیا۔ پھر وہ انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھو اگر تم نے مجھ سے اور میرے اس بن مانس سے ٹکرانے کی کوشش کی تو تم سب اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ تمہاری بہتری اور بھلائی اسی میں ہے کہ حویلی کے اندر چلے جاؤ اور معرب بن جدلیس تمہیں پھر پکارے تو تم باہر مت آنا میں خود اس معرب بن جدلیس سے نمٹ لوں گا۔

یوناف کی اس دھمکی پر معرب بن جدلیس کے سارے ملازم اور غلام واپس بھاگتے ہوئے حویلی کے اندر چلے گئے تھے۔ ان کی اس حرکت سے دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ عروشہ اب بن مانس سے خوفزدہ نہیں رہی تھی بلکہ اس سے مانوس ہو گئی تھی اس لئے کہ وہ سمجھ گئی تھی کہ بن مانس پوری طرح یوناف کی گرفت میں ہے پھر اس بن مانس کو لے کر یوناف باغ کے اندر اس جگہ آیا جہاں اس کا طمانچہ کھا کر زمین پر گرنے کے بعد معرب بن جدلیس نے غلاموں کو واپس بھاگتے کا منظر بڑی پریشانی کے عالم میں کھڑا دیکھ رہا تھا۔ یوناف اس کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ جدلیس کے بیٹے! اب بتا تو اس عروشہ کو آزاد کرتا ہے یا اس کی آزادی کی خاطر یہ خونخوار بن مانس تم پر چھوڑ دوں۔ یوناف کے ان الفاظ سے معرب بن جدلیس کا چہرہ مارے خوف کے پیلا ہو گیا تھا۔ پھر وہ کسی قدر ہکلاتی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔ دیکھ اجنبی میں نہیں جانتا کہ تو کن سرزمینوں سے آیا ہے۔ پر تیرے جیسا جابر تیرے جیسا خوفناک اور تیرے جیسا وحشت و ہیبت رکھنے والا انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا دیکھ اجنبی میں اس عروشہ کا تم سے کچھ نہیں مانگتا۔ میں تم سے کچھ نہیں لینا چاہتا۔ میری طرف سے یہ آزاد ہے تو اسے جہاں چاہے لے جا۔ اپنے حرم میں داخل کر لے پر مجھے چھوڑ دے اور اس بن مانس کو بھی اپنے ساتھ لے جا۔ اگر تو اس عروشہ کے ساتھ خوشگوار زندگی بسر کرنے کے لئے مجھ سے کسی قسم کا بھی مطالبہ کرتا ہے تو وہ بھی میں دینے کے لئے تیار ہوں لیکن تیری مہربانی مجھے کوئی گزند یا نقصان نہ پہنچانا۔

معرب بن جدلیس کا یہ جواب سن کر یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر وہ معرب بن جدلیس کو مخاطب کر کے کہنے لگا اگر ایسا ہے تو پھر تم اپنی حویلی کے اندر چلے جاؤ۔ معرب بن جدلیس تقریباً بھاگتا ہوا حویلی کے اندر چلا گیا اس کے چلے جانے کے بعد یوناف نے اپنے پہلو میں کھڑی عروشہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ بتاؤ عروشہ جو وعدہ میں نے تم سے کیا تھا وہ میں نے پورا نہیں کر دکھایا۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ میں ہر حالت میں تمہیں معرب بن جدلیس سے آزاد کر کے رہوں گا اور دیکھ میں نے اپنا کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا۔ اس معرب بن جدلیس کی کیا مجال کہ تمہیں آزاد نہ کرتا۔ اس پر عروشہ کے لبوں پر ہلکی ہلکی خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ آگے بڑھی۔ بڑے پیارے انداز میں یوناف کا ہاتھ اس نے اپنے ہاتھ میں لیا اور ہلکے ہلکے دباتے ہوئے کہنے لگی جس شخص کا آپ جیسا محافظ ہو میرے خیال میں اسے دنیا کے ہر خطرات سے بے فکر ہو جانا چاہئے۔ میرے خیال میں اب ہمیں یہاں سے چلنا چاہئے۔ یوناف فوراً حرکت میں

آیا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس نے بن مانس کی جسامت بندر کے بچے کے برابر کی اسے اپنی زنبیل میں بند کر لیا۔ اس کے بعد وہ عروشہ کو لے کر حویلی سے نکل گیا دونوں سیدھے مارب شہر کے نواح میں اس سرائے میں آئے جس میں یوناف نے قیام کیا ہوا تھا۔ وہاں سرائے کے مالک کے تعاون سے دونوں نے شادی کر لی پھر دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے اسی سرائے میں رہنے لگے تھے۔

○

دوسرے روز صبح سویرے طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق مارب شہر کا کاہن عمرو بن عامر حرکت میں آیا اور مارب شہر کے لوگوں کے سامنے اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹے یہ فلاں کام میرے لئے کرو۔ بیٹے نے جس طرح باپ نے سمجھا رکھا تھا فوراً انکار کر دیا کہ یہ کام میرے بس کا نہیں ہے۔ جواب میں کاہن عمرو بن عامر اپنے بیٹے غزیہ کو برا بھلا کہنے لگا غزیہ نے بھی باپ کے حکم کے مطابق اسے برا بھلا کہا۔ آخر غصے میں آ کر عمرو بن عامر نے اپنے بیٹے غزیہ کو طمانچہ مار دیا۔ غزیہ نے بھی باپ کے طمانچہ دے مارا۔ اس پر عمرو بے انتہا غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

میری اولاد ہو کر مجھ پر ہاتھ اٹھاتا ہے۔ چھری لاؤ لوگو چھری لاؤ۔ عمرو بن عامر کی اس چیخ و پکار پر لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور جمع ہونے والوں نے پوچھا چھری کیا کرو گے۔ عمرو بن عامر بولا اور کہنے لگا اپنے بیٹے غزیہ کو ذبح کروں گا۔

لوگوں نے پوچھا کیا تم اپنے بیٹے کو ذبح کرو گے مار پیٹ لو یا جو تمہارے دل میں آئے کرو۔ مگر ذبح نہ کرو۔ مگر عمرو بن عامر نہ مانا۔ اور اڑ گیا کہ میں غزیہ کو ذبح ہی کروں گا۔ لوگوں نے کہا کہ اس لڑکے غزیہ کے ماموؤں کو تو خبر کرو کہ تمہارے بھانجے کو تمہارا بہنوئی ذبح کئے دے رہا ہے۔

آخر غزیہ کے ماموؤں کو خبر کی گئی وہ بھاگے بھاگے آئے انہوں نے کہا کہ غزیہ کی گستاخی کا بدلہ ہم سے جو چاہو لے لو۔ مگر اسے معاف کر دو۔ عمرو بن عامر اپنی بات پر اڑ گیا اور ضد اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا میں تو اسے ذبح ہی کروں گا۔ غزیہ کے ماموؤں نے عمرو بن عامر کو بڑا سمجھایا کہ وہ ایسا نہ کرے جب عمرو بن عامر ضد پر قائم رہا تو غزیہ کے ماموؤں نے دھمکی دی کہ اگر تم نے ہمارے بھانجے غزیہ کو ذبح کرنے کی کوشش کی تو اس کے ذبح کرنے سے پہلے ہم تمہیں ہلاک کر دیں گے اس پر عمرو بن عامر بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

اگر یہ بات ہے تو میں ایسے شہر میں رہنا ہی پسند نہیں کرتا جس میں میرے اور میری اولاد کے درمیان مزاحمت کی جائے۔ اگر یہ معاملہ ہے تو میری جائیداد اور زمین خرید لو میں یہاں سے نکل جاؤں گا۔ چنانچہ بہت سے لوگ اس پر آمادہ ہو گئے عمرو بن عامر نے ایک ایک کر کے اپنی ساری جائیداد فروخت کر دی اور جب ساری جائیداد فروخت کرنے کے بعد اس کے پاس رقم جمع ہو گئی تو اس نے اپنا سارا مال و اسباب باندھا اور مارب سے رخصت ہونے لگا۔ رخصت ہوتے وقت اس نے مارب شہر کے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

سنو مارب کے لوگو۔ میں تمہیں پیشگی اطلاع دیتا ہوں کہ ایک بہت بڑا عذاب تم لوگوں کے سروں پر منڈلا رہا ہے اور یہ عذاب پانی کا سیلاب ہے سدمارب ٹوٹنے والا ہے اور جو بند باندھ کر پانی کے بے پناہ ذخائر تم نے جمع کر رکھے ہیں وہ میلوں پھیلی ہوئی زمینوں میں سیلابی کیفیت طاری کر دیں گے۔ اس طرح تم پر عذاب نازل ہو گا اور تمہارا زوال عنقریب آ لگے گا۔

سنو لوگو میری باتیں غور سے سنو۔ وہ بدترین عذاب اور سیلاب آنے سے پہلے ہی ان سرزمینوں سے نکل کر ادھر ادھر پھیل جاؤ۔ اگر تم میں سے کوئی نئے گھر کے سخت بخار کا اور دور کے سفر کا مشتاق ہو تو وہ عمان چلا جائے اگر کوئی شراب' کباب اور دیگر مشروبات کا شوقین ہو تو بصرہ کا رخ کرے اور اگر کوئی زمین میں گڑے ہوئے درختوں کے پھل محل میں بیٹھ کر آرام سے کھانا چاہے تو وہ یثرب چلا جائے۔ جہاں کھجوروں کی کثرت ہے۔

لوگوں نے عمرو بن عامر کی بات مان لی۔ اور مارب شہر سے نکلنے کی تیاریاں کرنے لگے۔ عمرو بن عامر کی اس تنبیہہ کے بعد بنوغسان اردن اور شام کی طرف چلے گئے اوس اور خزرج قبیلے یثرب میں جا کر آباد ہو گئے تھے۔ بنو خزاعہ جدہ کے قریب تہامہ کے علاقے میں سکونت اختیار کر گیا قبیلہ ازد عمان جا کر آباد ہوا۔ لخم اور جذام اور کندہ بھی نکلنے پر مجبور ہوئے حتیٰ کہ یمن میں سیاہ فام کی کوئی قوم باقی نہ رہی اس کے بعد مارب کا بند ٹوٹ گیا اور سیلاب نے تباہی مچا کر رکھ دی تھی۔ سیلاب سے پہلے ہی پہلے یوناف اور عروشہ مارب شہر سے نکل کر اوس و خزرج کے قبائل کے ساتھ یثرب کی طرف چلے گئے تھے۔

یوناف اور عروشہ نے اپنی رہائش کیلئے یثرب کے نواح میں ایک سرائے میں کمرہ حاصل کر لیا تھا جب میاں بیوی اس کمرے میں داخل ہوئے تو عروشہ نے بڑے پیار' بڑی محبت اور رغبت سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا آپ کے انداز سے مجھے ایسا لگتا ہے جیسے آپ اس شہر میں پہلے بھی آ چکے ہیں۔ اس بات پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا تمہارا اندازہ درست ہے اس سے پہلے بھی میں کئی بار اس شہر میں آ چکا ہوں۔ اس شہر کی

گلی گلی۔ کوچہ کوچہ۔ محلہ محلہ میرا آشنا ہے۔ اس شہر میں جو سب سے بہترین اور قابل دید شے ہے وہ ایک دو منزلہ محل ہے اس پر عروشہ بولی اور فوراً پوچھ لیا۔

یہ محل کس نے بنایا ہے کون اس میں رہتا ہے اور کس لحاظ سے قابل دید ہے اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ عروشہ بنی اسرائیل ہی نہیں بلکہ حجاز کے مقامی عربوں کا بھی خیال ہے کہ ان سرزمینوں میں ایک نبی برپا ہو گا جو خداوند کی طرف سے آخری اور سب سے عظیم اور محترم رسول ہو گا۔ یہاں کے لوگوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ یثرب شہر اس آنے والے رسول کا دارالہجرت ہو گا۔

کبھی یمن کا بادشاہ سعد کرب بھی اس شہر پر حملہ آور ہوا تھا جب اسے پتہ چلا کہ یہ شہر ایک آنے والے رسول کا دارالہجرت ہے تو وہ غائبانہ طور پر اس رسول پر ایمان لے آیا اور اس نے اس شہر میں ایک دو منزلہ محل تعمیر کیا اور لوگوں سے کہا کہ نسل در نسل اس محل کی حفاظت اور دیکھ بھال کریں اور جب وہ محترم رسول ہجرت کر کے اس شہر میں تشریف لائیں تو اسی محل کو ان کی قیام گاہ بنایا جائے۔ لہٰذا اس رسول کے انتظار میں لوگ اس محل کی دیکھ بھال کرتے ہیں اس لحاظ سے محل قابل دید ہے۔ کہو عروشہ ہے یا نہیں۔

جواب میں عروشہ مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

یقیناً ہے اور میں آپ کے ساتھ اس محل کو دیکھنے ضرور جاؤں گی۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ آج کھانا کھانے کے بعد آرام کرتے ہیں اس کے بعد میں کل سے تمہیں شہر اور اس کے مضافات میں گھمانا شروع کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی اپنے کمرے کا اچھی طرح جائزہ لینے اپنا سامان رکھنے اور منہ ہاتھ دھونے کے بعد وہ دونوں نیچے بھٹیار خانے میں گئے وہاں سے کھانا کھایا پھر آرام کرنے کے لئے وہ اپنے کمرے کی طرف چلے گئے تھے۔

○

رومن شہنشاہ ہادریان کے دور حکومت میں رومن سلطنت کے اندر کئی ایک بغاوتیں رونما ہوئیں جنہیں ہادریان نے بڑی سختی کے ساتھ کچل کر رکھ دیا۔ پہلی بغاوت فلسطین میں یہودیوں نے کی۔ جسے قیصر ہادریان نے اپنے بہترین جرنیل مارکیوس ٹربو کی مدد سے ناکام بنا دیا۔ دوسری بغاوت ماریطانیہ میں اٹھی یہ بغاوت انتہائی سخت تھی اس لئے کہ ماریطانیہ کے وحشیوں نے رومنوں کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور کسی بھی صورت رومنوں کا کہا ماننے کے لئے تیار نہ تھا۔ یہاں بھی ہادریان نے اپنے جرنیل مارکیوس ٹربو کو روانہ کیا اور اس نے ماریطانیہ کی بغاوت کو بھی فرو کر دیا۔

تیسری بغاوت شمالی انگلستان میں اٹھی اس بغاوت کو فرو کرنے کے لئے ہادریان بذات خود لشکر لے کر گیا۔ شمالی انگلستان کی بغاوت کو ہادریان نے بڑی سختی کے ساتھ کچل دیا۔ ہادریان ابھی اس بغاوت کو کچل کر فارغ ہوا ہی تھا کہ خود اٹلی کے اندر بغاوت رونما ہو گئی۔

اٹلی کے اندر یہ بغاوت ہادریان کے ایک سابق جرنیل لیوسیوس نے کی تھی۔ لیوسیوس پہلے لشکروں کا کماندار تھا اس کی دیانتداری اور خلوص پر شک کرتے ہوئے ہادریان نے اسے علیحدہ کر دیا اور مارکیوس ٹربو کو اپنا سپہ سالار بنا دیا تھا۔ جس کی بنا پر سابق جرنیل لیوسیوس نے چند اور جرنیلوں کے ساتھ مل کر بغاوت کر دی لیکن ہادریان کی خوش قسمتی کہ وہ اپنے اس جرنیل لیوسیوس کی بغاوت کو بھی ختم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

ہادریان کے آخری دور میں آخری بغاوت ایک بار پھر فلسطین میں اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ اس طرح کہ پہلی بغاوت کو فرو کرنے کے بعد قیصر روم ہادریان نے یروشلم شہر کے پاس نہ صرف یہ کہ رومنوں کی ایک بستی قائم کی تھی بلکہ یروشلم شہر کے باہر جبل زیتون پر اس نے اپنے ایک دیوتا جیوپیٹر کا مندر بھی تعمیر کر دیا تھا۔

یہودیوں نے یروشلم کے پاس رومنوں کی بستی اور یروشلم جیسے شہر کے قریب رومنوں کے دیوتا جیوپیٹر کے مندر کو انتہائی طور پر ناپسند کیا۔ اندر ہی اندر رومنوں کے خلاف ایک تحریک کام کرتی رہی یہاں تک کہ دو سرکردہ اشخاص سامنے آئے اور انہوں نے رومنوں کے خلاف بغاوت کھڑی کر دی۔

پہلے شخص کا نام ایلی زار تھا یہ ایک مذہبی شخص تھا اور یہودیت کا بہترین عالم خیال کیا جاتا تھا۔ دوسرے کا نام برکوشیا تھا اور یہ اس لشکر میں جرنیل تھا جو رومنوں کی طرف سے فلسطین میں مقرر تھا۔ بہرحال ایلی زار اور برکوشیا نے مل کر بغاوت کر دی۔ یہودیوں کا ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اسے مسلح کر کے رومنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

جب لشکر تیار ہو گیا تو ایلی زار اور برکوشیا دونوں حرکت میں آئے اور یروشلم کے قریب جو رومنوں نے اپنی بستی تعمیر کی تھی ان دونوں نے اس کا خاتمہ کر دیا۔ جبل زیتون پر جو جیوپیٹر کا مندر بنایا تھا وہ بھی گرا دیا گیا۔

یہودیوں کی ان حرکات کی خبر جب قیصر روم ہادریان کو پہونچی تو اس نے فلسطین کے اندر جو رومنوں کا لشکر تھا اسے اس کام کی یہودیوں کو سزا دینے کا حکم دیا۔ لیکن فلسطین کے اندر جس قدر رومن تھے یہودیوں نے حملہ آور ہو کر ان کا خاتمہ کر دیا۔

ہادریان دوبارہ حرکت میں آیا۔ شام میں ان دنوں چونکہ رومنوں کی حکومت تھی لہٰذا

ہادریان نے شام میں اپنے جرنیل کو حکم دیا کہ فوراً فلسطین میں یہودیوں پر حملہ آور ہو اور ان کی بغاوت کو فرو کرے۔ شام کا رومن جرنیل فلسطین میں یہودیوں پر حملہ آور ہوا لیکن اسے بدترین شکست ہوئی اور وہ شام کی طرف بھاگ گیا۔

یہ حالات دیکھتے ہوئے قیصر روم ہادریان نے محسوس کیا کہ اگر یہودیوں کو یوں ہی کھلی چھٹی دے دی گئی تو ان کی بغاوت اس قدر زور پکڑ جائے گی کہ اسے ختم کرنا مشکل ہو جائے گا۔ لہٰذا اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اس لشکر کی کمانداری اس نے اپنے ایک جرنیل جیولیس سیوریوس کو دی۔ یہ جرنیل اس سے پہلے برطانیہ میں اٹھنے والی بغاوتوں میں بہترین کارہائے نمایاں انجام دے چکا تھا۔ یہ جیولیس سیوریوس اپنے لشکر کے ساتھ فلسطین آیا۔ لگاتار یہ تین سال تک فلسطین میں باغی یہودیوں کے ساتھ برسرپیکار رہا۔ اور گروہ در گروہ ان کا قتل عام کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے سارے باغی یہودیوں کا خاتمہ کر دیا اور فلسطین کے اندر اس نے ایک بار پھر رومنوں کیلئے امن و امان قائم کر دیا۔ اس کے بعد قیصر ہادریان صرف ایک سال زندہ رہا اور پھر اپنی طبعی موت مر گیا۔

قیصر روم ہادریان ۱۳۸ء میں فوت ہوا تو اس کی جگہ سابق رومن شہنشاہ ٹراجن کا بیٹا انتونیوس تخت نشین ہوا۔ ایران کے شہنشاہ بلاش دوئم نے اسے تبریک پیش کرنے کے لئے اپنا سفیر دربار روم میں بھیجا جس کے ذریعے قیصر کیلئے بلاش دوئم نے سونے کا تاج بھی پیش کیا یہ حقیقت ان سکوں سے ظاہر ہوتی ہے جو انتونیوس نے اپنے حکومت کے سال اول میں بنائے تھے۔ ان سکوں کے ایک طرف قیصر روم کے سر کی شبیہہ تھی دوسری طرف ایک عورت تھی جس کے بائیں ہاتھ میں ترکش اور کمان تھا اور دائیں ہاتھ میں تاج تھا جو اس نے پیش کش کے لئے آگے بڑھایا ہوا تھا۔ اور سکوں پر پارتھیا یعنی فارس کا نام بھی نقش ہے۔

بلاش دوئم نے قیصر روم انتونیوس سے یہ خواہش ظاہر کی کہ قیصر روم اشکانیوں کا تاج زریں واپس بھیج دے جو اس کا باپ ٹراجن لے گیا تھا۔ لیکن انتونیوس نے ٹراجن کی فتح کی یادگار کو واپس بھیجنا مناسب نہ سمجھا۔

بلاش کا تحفہ تحائف دے کر اپنے سفیر کو قیصر روم کے دربار میں بھیجنا اس عہد کی آخری روداد ہے جو تاریخوں میں ملتی ہے۔ اس کے علاوہ قدیم تاریخوں میں اور کوئی ذکر نہیں ہے۔ صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ زمانہ اشکانی حکومت کے ضعف اور پیری کا زمانہ تھا۔ کیونکہ جب آلانی قبائل ایران پر حملہ آور ہوئے تو انہیں زر و مال دے کر ملک سے نکالا گیا۔ قیصر روم نے جب فرسمند کی حوصلہ افزائی کی تو بلاش دوئم پیچ و تاب کھا کر رہ گیا

تھا۔ اور حرف احتجاج تک زبان پر نہ لایا تھا۔ زریں تاج کی واپسی کا مطالبہ ہونے پر بھی اس کے چہرے پر غیض و غضب کی کوئی شکن نمودار نہ ہوئی تھی۔ اس لئے کہ وہ اس پوزیشن میں نہیں تھا کہ رومنوں کا مقابلہ کر سکے۔ ۱۴۸ء میں بلاش دوئم کا بھی انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا بلاش سوئم اشکانی سلطنت کے تخت و تاج کا مالک بنا۔

قیصر روم انتونیوس کے دور حکومت میں زیادہ تر امن ہی قائم رہا۔ تاہم چھوٹی چھوٹی بغاوتیں رونما ہوئیں جو ختم کر دی گئیں۔ فلسطین میں یہودیوں نے بغاوت کی جس کا خاتمہ کر دیا گیا اس سے بڑی ایک بغاوت مصر میں اٹھی۔ اسے بھی دبا دیا گیا۔ ڈینیوب اور بحر اسود کے آس پاس ان علاقوں میں بھی بغاوتیں اٹھیں جو رومنوں کے تحت تھے لیکن یہاں بھی باغیوں کی سرکوبی کر دی گئی تھی۔

اس کے علاوہ شمال سے کچھ وحشی ایلین قبائل بھی دریائے ڈینیوب کو عبور کرنے کے بعد رومنوں کی سلطنت پر حملہ آور ہوئے یہ لوگ اس قدر تیزی سے اور اس قدر خونخواری کے ساتھ علاقوں پر وارد ہوئے کہ شمالی علاقوں کو تباہ اور برباد کرتے ہوئے یہ یونان تک پہنچ گئے تھے لیکن رومنوں کی خوش قسمتی کہ انہیں ان وحشی ایلین کا مقابلہ نہیں کرنا پڑا بلکہ یہ یونان تک تباہی اور بربادی پھیلانے کے بعد خود ہی واپس ایشیا کی طرف لوٹ گئے تھے۔

اس کے علاوہ برطانیہ میں یارک شائر اور ڈربی شائر میں بھی رومنوں کے خلاف بغاوتیں اٹھیں لیکن قیصر روم انتونیوس کی خوش قسمتی کہ اس کا جرنیل جو برطانیہ میں امن و امان قائم کرنے کا ذمہ دار تھا اس نے بڑی سختی کے ساتھ برطانیہ میں بغاوتوں کو کچل دیا تھا۔

انتونیوس کے آخری دور میں ایرانی حکومت کے ساتھ تعلقات انتہائی کشیدہ ہو گئے تھے۔ لیکن انہیں دنوں قیصر روم انتونیوس ایک ماہ بیمار رہ کر مر گیا اور اس کی جگہ مارس اور لیس رومنوں کا حکمران بنا۔

جوں ہی مارکس اور لیس رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ ایرانیوں کے حکمران بلاش سوئم نے ایران کی گذشتہ کوتاہیوں اور شکستوں کا بدلہ لینے کا ارادہ کیا۔ سب سے پہلے اس نے عزم کیا کہ آرمینیا پر حملہ آور ہو اس کے بعد دیگر علاقوں میں رومنوں کے خلاف برسرپیکار ہو جائے۔ رومنوں کے خلاف حرکت میں آنے کی بلاش سوئم کے پاس دو وجوہات تھیں۔ ایک تو یہ کہ آرمینیا کا بادشاہ اشکانی نسل سے تعلق نہیں رکھتا تھا اور براہ راست قیصر روم کو جواب دہ تھا جبکہ ایرانی آرمینیا کو اپنا علاقہ سمجھتے تھے اور چاہتے تھے کہ اس پر حکمران بھی

انکا اپنا ہی ہو اور وہ انہیں ہی جواب دہ ہو۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ بلاش سوئم کے باپ بلاش دوئم کا تخت زریں قیصر روم نے واپس کرنے سے انکار کر دیا تھا حالانکہ بلاش دوئم نے کئی بار اپنے تخت زرین کی واپسی کا مطالبہ کیا لیکن قیصر روم نے حقارت کے ساتھ مطالبہ مسترد کر دیا تھا۔ لہٰذا بلاش سوئم رومنوں پر حملہ آور ہو کر فوائد حاصل کرتے ہوئے اپنے باپ کا تخت زرین بھی رومنوں سے واپس لینا چاہتا تھا۔

بہرحال بلاش سوئم نے رومنوں کے خلاف اپنی تگ و دو اور حملے کی ابتدا آرمینیا سے کی۔ وہ بے درد گزرگاہوں پر آزادی کی آہٹ' خودداری کے کھٹکے اور خون آلود خواہشوں کی طرح حرکت میں آیا۔ ایک جہانگیر جذبہ' اجڑی قوم کو آباد کرنے' غلامی کی زنجیروں پر ضرب لگانے اور وہم و گمان کے پردے ہٹانے کا عزم لئے وہ آرمینیا کی طرف بڑھا اور آرمینیا پر طغیانی قہر الٰہی غارتگروں کے خروج۔ ہیجان خیز طوفانوں اور ریگستانی ویرانوں کی طرح حملہ آور ہوا۔

رومنوں کی طرف سے آرمینیا کے بادشاہ سوہمس نے اپنی پوری قوت اور طاقت کے ساتھ آرمینیا کا دفاع کیا اور جس قدر لشکر اس کے پاس تھا وہ سارا اس نے بلاش سوئم کے مقابل لا کھڑا کیا۔ لیکن اپنے پہلے ہی حملے میں بلاش سوئم نے ایسی خونخواری اور ایسی جراتمندی کا مظاہرہ کیا کہ اس نے آرمینیا کے بادشاہ سوہمس کے لشکر کی حالت آوازوں کی گھٹن' بکھرے بکھرے خوابوں' ادھورے لمحوں' ٹوٹتی ساعتوں اور سمٹتی خواہشوں جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔

آرمینیا کے وسیع میدانوں۔ کوہستانی سلسلوں۔ وادیوں میں جگہ جگہ بلاش سوئم نے آرمینیا کے حکمران سوہمس کو بدترین شکستیں دیں۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے آرمینیا کا حکمران سوہمس اپنے محافظ دستوں کے ساتھ اپنی جان بچانے کے لئے شام کی رومن حکمران حکومت کی طرف بھاگ گیا تھا۔ اس کے بھاگ جانے کے بعد ایران کے حکمران بلاش سوئم نے اپنی طرف سے ایک اشکانی شہزادے تیگیرنیس کو آرمینیا کا حکمران مقرر کر دیا۔

اس شاندار فتح کے نتیجے میں بلاش سوئم کا رومنوں کے خلاف مزید فتوحات حاصل کرنے کا عزم فطرت کے تجسس' طبعی ترنگ' تلخی حیات اور زندگی کی زہر آلود ساعتوں جیسا پھیلتا چلا گیا تھا۔ دوسری طرف جب رومنوں کے شہنشاہ مارکس اوریلس کو آرمینیا میں ان کے حکمران سوہمس کی بلاش سوئم کے ہاتھوں بدترین [illegible]

میں اپنے جرنیل سوری آنس کو حکم دیا کہ وہ فوراً ایک جرار لشکر کے ساتھ حرکت میں آئے بلاش سوئم کے ساتھ جنگ کرے اسے اور اشکانی شہزادے تیگیرنیس کو آرمینیا سے نکال باہر کرے اور آرمینیا کے سابق حکمران سوہمس کی حکومت کو بحال کرے۔ یہ حکم ملتے ہی رومن جرنیل سوری آنس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور ایران کے حکمران بلاش سوئم کے خلاف فیصلہ کن جنگ کرنے کے لئے اس نے ارض شام سے آرمینیا کی طرف رخ کیا تھا۔

دوسری طرف بلاش سوئم بھی غافل نہ بیٹھا ہوا تھا وہ رومن جرنیل سوری آنس کی نقل و حرکت سے اپنے جاسوسوں کے ذریعے پوری طرح آگاہ تھا۔ لہٰذا اس کے مخبروں نے جب اطلاع دی کہ شام کا رومن جرنیل سوری آنس ایک بہت بڑا لشکر لے کر آرمینیا کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے تو بلاش سوئم نے اپنے ایک جرنیل کہ نام جس کا خسرو تھا سوری آنس کا مقابلہ کرنے کے لئے لشکر کا ایک حصہ دے کر روانہ کیا۔

رومن جرنیل بڑی تیزی سے پیش قدمی کرتے ہوئے ابھی الیجیا کے مقام پر پہونچا تھا کہ بلاش سوئم کا جرنیل خسرو اپنے لشکر کے ساتھ اس کی راہ روک کھڑا ہوا۔ لہٰذا الیجیا کے ویرانوں اور وسیع میدانوں کے اندر دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہونے لگے تھے۔ یہ وہی میدان تھا جہاں چند برس پہلے رومنوں کے شہنشاہ ٹراجن نے اشکانیوں کو فیصلہ کن شکست دینے کے بعد ان سے خراج وصول کیا تھا۔

الیجیا کے میدانوں میں جنگ کی ابتداء ہوتے ہی اشکانی لشکری رومنوں پر بھولی بسری زہریلی یادوں' بھیانک سرزمینوں کے شدید موسم' چار سو پھیل جانے والی جبر کی تعبیروں اور اڑتی گرد سے بھرپور جذبوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔ اشکانی لشکریوں کے حوصلے بلند تھے۔ اس لئے کہ وہ اس سے قبل آرمینا میں رومنوں کو بدترین شکست دے چکے تھے لہٰذا انہوں نے اپنے ذہنوں میں یہ بات بٹھالی تھی کہ ان کے مقابلے میں رومن ناقابل شکست نہیں ہیں لہٰذا اگر وہ ہمت سے کام لیں تو ایشیا سے رومنوں کو نکال باہر کر سکتے ہیں۔ اسی بناء پر وہ الیجیا کے میدانوں میں رومنوں کو نکالنے ہی کے جذبے کے تحت ان کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے تھے۔

دوسری طرف رومن بھی یہ خطرہ محسوس کر رہے تھے کہ اگر اشکانیوں کے ہاتھوں انہیں پے در پے شکستوں کا سامنا کرنا پڑا تو ایشیاء میں انکی حیثیت انتہائی دگرگوں ہو کر رہ جائے گی لہٰذا وہ بھی اپنے جرنیل سوری آنس کے اشتعال دلانے پر وقت کی پھیلتی دھول' اٹھتے [illegible]' کرب انگیز لہروں اور جان لیوا ساعتوں کی طرح اشکانیوں پر ٹوٹ پڑے

تھے۔ جنگ کا بازار پوری طرح گرم ہو گیا تھا۔ بڑے بڑے سورما' بڑے بڑے شاہسوار' بڑے بڑے جنگجو لوہے سے کٹتے ہوئے اپنے خون سے زمین کو رنگین کرنے لگے تھے۔

رومنوں کو پختہ امید تھی کہ الیجیا کے میدانوں میں وہ اشکانیوں کو بہت جلد شکست دے دیں گے اس لئے کہ انہی میدانوں میں اس سے پہلے ان کا ایک شہنشاہ ٹراجن ایرانیوں کو بدترین شکست دے چکا تھا۔ لیکن جلد ہی محسوس ہونے لگا کہ جیسے اشکانیوں نے آہنی قوتوں کے جنون میں آندھیاں اوڑھ لی ہوں اور وہ تشنگی کے سرابوں میں تیرگی کے طوفان کھڑے کرنے کا عزم کر چکے ہوں۔

جلد ہی اشکانی رومنوں پر غالب آنے لگے اور رومنوں کے لشکر کی اگلی صفوں کی حالت اشکانیوں نے وقت کی آندھیوں کے بدترین آشوب میں حشر کی تمہید رات' پراسرار ریت کے سفر میں بھٹکتی آرزوں' جوش مارتے بھنور میں ظلمت کی اسیری اور تپتے صحرا میں قلب و روح کے ان گنت گھاؤ جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔ رومنوں نے اپنی طرف سے بہتیری کوشش کی کہ ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہوئے اشکانیوں کے سامنے جم جائیں اور میدان جنگ اپنے ہاتھ میں لے لیں لیکن اشکانی تو گویا سر پر کفن باندھ کر میدان میں داخل ہوئے تھے۔ وہ میدان جنگ میں جدھر بھی رخ کرتے لاشوں کے انبار اپنے پیچھے چھوڑتے چلے جاتے تھے۔ تھوڑی دیر تک مزید جب جنگ جاری رہی تو اچانک جنگ کا نقشہ بدل گیا۔

اس لئے کہ اشکانی جرنیل خسرو نے اپنے لشکر کو رومنوں کے لشکر کے اطراف میں پھیلانا شروع کر دیا تھا پھر وہ لمحہ بھی آیا جب اشکانیوں نے تین اطراف سے رومن لشکر کا قتل عام شروع کر دیا۔ رومن جرنیل سوری آنس نے جب دیکھا کہ چند ہی لمحوں بعد اس کے مقدر میں بدترین شکست لکھی جانے والی ہے تو وہ اپنی جان بچانے کی خاطر بھاگ گیا جبکہ اس کے سارے لشکر کو اشکانیوں کے جرنیل خسرو نے تہ تیغ کر رکھ دیا تھا۔

رومن جرنیل کے خلاف خسرو کی اس شاندار فتح نے اشکانیوں کے حوصلے مزید بلند کر دیئے۔ جب خسرو کی شاندار فتح کی خبر آرمینیا میں اشکانیوں کے بادشاہ بلاش سوئم کو ملی تو اس نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے آرمینیا سے کوچ کیا اور اپنے باقی لشکر کے ساتھ اپنے جرنیل سے آن ملا۔ پھر بلاش سوئم نے اپنے اس متحدہ لشکر کے ساتھ ایشیا میں رومنوں کے سب سے بڑے گڑھ شام کی طرف پیش قدمی کی۔ دمشق شہر کے باہر گھمسان کا رن پڑا دونوں طرف کے ان گنت لشکری موت کے گھاٹ اتر کر خاک و خوں ہو گئے اس جنگ میں بھی بلاش سوئم کا پلہ بھاری رہا اور اس نے دمشق شہر سے باہر رومنوں کو نہ صرف یہ کہ بدترین شکست دی بلکہ انکے لشکر کے اکثر حصے کو اس نے تہ تیغ کر کے رکھ دیا تھا۔

اس طرح آرمینیا اور شام میں بلاش سوئم نے ایک طرح سے رومنوں کی قوت کا خاتمہ کر دیا تھا ان کامیابیوں کے بعد بلاش سوئم نے اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ فلسطین کی طرف کوچ کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ رومنوں کا کم از کم ایشیا میں مکمل طور پر خاتمہ کر دیا جائے۔

رومنوں کے شہنشاہ مارکس اور ویلیئس کو جب یکے بعد دیگرے الیجیا اور شام میں رومنوں کی بدترین شکستوں کی خبریں ملیں تو وہ بڑا فکرمند ہوا۔ لہذا اس نے اشکانیوں کے بادشاہ بلاش سوئم کی پیش قدمی روکنے کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اس لشکر کا سپہ سالار رومن شہنشاہ مارکس اور ویلیئس نے ایک نامور جرنیل اویڈیئس کیسیئس کو بنایا اویڈیئس کیسیئس کا حوصلہ بلند کرنے کے لئے رومن شہنشاہ نے اپنی خوبصورت بیٹی لیوسیلا کی شادی اویڈیئس کیسیئس سے کر دی تھی تاکہ اویڈیئس کیسیئس مزید حوصلے اور خلوص کے ساتھ بلاش سوئم سے جنگ کرے۔ بہرحال یہ نیا رومن جرنیل اویڈیئس کیسیئس اپنے جرار لشکر کو لے کر ایشیا کی طرف بڑھا تھا تاکہ اشکانیوں کے بادشاہ بلاش سوئم سے مقابلہ کرے۔

روم سے اویڈیئس کیسیئس کی روانگی کے چند ہی یوم بعد رومن شہنشاہ مارکس اوریلیس نے ایک اور اتنا ہی بڑا لشکر تیار کیا جتنا اس نے اویڈیئس کیسیئس کی سرکردگی میں روانہ کیا تھا۔ اس نئے لشکر کی کمانداری رومن شہنشاہ نے اپنے ایک نئے جرنیل اشالیئس پریسکس کے حوالے کی اور اسے بھی اس نے ایشیاء کی طرف کوچ کر جانے کا حکم دے دیا تھا۔

یہ دونوں رومن جرنیل یکے بادیگرے ایشیا کے ساحل پر اترے۔ پہلے جرنیل اویڈیئس کیسیئس کا ٹکراؤ یوریس کے مقام پر اشکانیوں کے بادشاہ بلاش سوئم سے ہوا۔ خوش قسمتی سے یوریس کے مقام پر لڑی جانے والی اس جنگ میں رومن جرنیل اویڈیئس کیسیئس کو شاندار فتح نصیب ہوئی اور بلاش سوئم کو پسپا ہونا پڑا۔ دوسری طرف دوسرا رومن جرنیل اشائیٹس پریسکس بھی تیزی سے حرکت میں آیا اس نے جب دیکھا کہ اشکانیوں کا بادشاہ بلاش سوئم اس کے ساتھی جرنیل اویڈیئس کے ساتھ برسرپیکار ہے تو وہ تیزی سے آرمینیا کی طرف بڑھا۔ آرمینیا میں اشکانیوں کا جو چھوٹا سا لشکر تھا اسے اشائیس نے بدترین شکست دی اور آرمینیا کے مرکزی شہر ارتاکستا کو اس نے تباہ و برباد کر کے رکھ دیا اور آرمینیا کے سابق حکمران سوہمس کی حکومت اس نے آرمینیا میں بحال کر دی تھی۔

اشائیٹس آرمینا میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد آرمینیا ہی میں مقیم رہا جبکہ دوسرا جرنیل اویڈیئس یوریس کے مقام پر بلاش سوئم کو شکست دینے کے بعد شام کی طرف بڑھا

اور یہاں بھی اس نے اشکانیوں کو شکست دے کر شام پر قبضہ کر لیا تھا۔

اوڈیمیس شام ہی کی فتح پر قناعت نہیں کرنا چاہتا تھا اب وہ اپنے سابق شہنشاہ ٹراجن کی طرح فاتح پارس کہلانا چاہتا تھا چنانچہ اس نے ایرانی مملکت پر چڑھائی کی اور بابل شہر کو فتح کر لیا۔

اس کے بعد اوڈیمیس نے مزید پیش قدمی کی۔ سلیوکیا فتح کیا اسے مکمل طور پر نذر آتش کر دیا۔ اس کے بعد اس نے طیسفون شہر کا رخ کیا اسے بھی بغیر کسی رکاوٹ اور تکلیف کے اوڈیمیس نے فتح کر لیا اور بلاش سوئم کے سرمائی محل کو جو اس شہر میں تھا آگ لگا کر کھنڈرات میں تبدیل کر دیا اس شہر میں جس قدر اشکانیوں کے معبد اور مندر تھے ان کو بھی آگ لگا کر رومنوں نے پیوند خاک بنا دیا تھا۔

طیسفون شہر سے رومنوں کو کثیر تعداد میں مال و دولت ہاتھ لگا۔ اب اشکانیوں کو جگہ جگہ پے در پے شکستوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا اس بناء پر اشکانی اب اپنی مدافعت سے بھی مایوس ہوتے جا رہے تھے۔ دوسری طرف پے در پے فتح حاصل ہونے کی وجہ سے اوڈیمیس کے حوصلے اور بلند ہو گئے اور وہ مزید آگے بڑھتے ہوئے کوہستان زاگرس کے سلسلوں کے پاس پہونچا اور آذربائیجان کے کچھ علاقے پر بھی اس نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس طرح اوڈیمیس سابق رومن شہنشاہ ٹراجن سے بھی آگے نکل گیا تھا۔

اوڈیمیس کی ان شاندار فتوحات کی وجہ سے رومنوں کی سینٹ نے اوڈیمیس کو فاتح آرمینیا اور فاتح پارس کے خطاب عطا کئے۔

رومنوں کی ان فتوحات کا سلسلہ جاری تھا کہ ایک بلائے ناگہانی ان پر نازل ہوئی اور وہ یوں کہ ان کے اندر طاعون کی بیماری پھوٹ پڑی جس نے بے انتہا تباہی مچائی۔ جو رومن ان دنوں بابل میں مقیم تھے وہ اس وباء سے مکمل طور پر برباد ہو گئے۔ اہل ایران یہ سمجھنے لگے کہ رومنوں نے چونکہ اشکانیوں کے معبدوں کو تباہ کیا ہے لہذا ان پر یہ طاعون کی بیماری پھوٹ پڑی ہے۔

ہزاروں رومن اس طاعون کی وبا کا شکار ہوئے اور ہزاروں بھوک سے مر گئے۔ جو بچ کر روم پہونچے وہ وہاں کے لوگوں کے لئے مصیبت کا باعث بنے اس لئے کہ یہ وبا ان کے ذریعے [illegible] تک پہونچ گئی تھی۔ وہاں بھی اس وباء نے ہزاروں رومنوں کو موت کی نیند سلا دیا تھا۔ اس طرح رومن فتوحات کا سلسلہ شروع کئے ہوئے تھے وہ رک گیا اور اشکانیوں نے ایک بار پھر حرکت میں آ کر اپنے مفتوحہ علاقوں کو اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔

یوناف نے ابھی تک یثرب شہر کے نواح میں اسی سرائے کے اندر قیام کیا ہوا تھا۔ جہاں وہ یمن سے کوچ کرنے کے بعد اپنی بیوی عروشہ کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا۔ اس دوران عروشہ بوڑھی ہو کر اس دنیا سے کوچ کر چکی تھی جبکہ یوناف اکیلا ہی اس سرائے کے کمرے میں قیام کئے ہوئے تھا۔ ایک روز وہ اپنے کمرے میں لباس تبدیل کرنے کے بعد نیچے بھٹیار خانے میں کھانا کھانے کیلئے نکلنے والا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا پھر ابلیکا کی خوش کن اور شیریں آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔

سنو یوناف۔ لگتا ہے ان علاقوں کے اندر ایک انقلاب ایک خون ریزی رونما ہونے والی ہے۔ اس پر یوناف نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ دیکھو ابلیکا کھل کر کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ اس پر ابلیکا تھوڑی خاموش رہی اس کے بعد اس کی آواز پھر یوناف کی سماعت میں رس گھولتی چلی گئی تھی۔

سنو یوناف۔ یمن سے نکل کر یثرب میں آ کر آباد ہونے والے اوس و خزرج قبائل کا ایک شخص جس کا نام رونیل ہے وہ شام کی طرف گیا ہے اور وہ یہاں کے یہودیوں کے خلاف بنو غسان کے بادشاہ ابوجبیلہ سے مدد حاصل کرنا چاہتا ہے سنو یہ غسان قبیلہ بھی اوس خزرج کی طرح یمن ہی سے مارب کا بند ٹوٹنے کی وجہ سے شام کی طرف چلا گیا تھا اور وہاں انہوں نے طاقت اور قوت حاصل کر کے ان علاقوں پر اپنی سلطنت قائم کر لی اب ایک شخص ابوجبیلہ ان پر حکومت کر رہا ہے اور یہ رونیل یثرب کے یہودیوں کے خلاف اسی ابو جبیلہ سے مدد حاصل کرنے کے لئے گیا ہے۔ اس پر یوناف بولا اور پوچھنے لگا۔

لیکن ابلیکا۔ یہ عربوں کا رونیل نام کا سردار کیوں یہودیوں کے خلاف ابوجبیلہ سے مدد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کیا یہاں آنے کے بعد عربوں کو یہاں سے کوئی شکایت ہے اس پر ابلیکا دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی دیکھ یوناف گذشتہ کئی برسوں سے یثرب میں سارے یہودی قبائل کا ایک مشترکہ سردار ہے جس کا نام فتیون ہے یہ انتہائی شریر طبع اوباش اور بدکردار انسان ہے عربوں کے یہاں جس لڑکی کی بھی شادی ہوتی ہے تو پہلی شب اسے اپنے شوہر کے یہاں بھیجنے کے بجائے فتیون کی خلوت گاہ میں بھیجا جاتا ہے۔ یہ فتیون کا حکم ہے۔ اوس و خزرج کے عرب چونکہ یہودیوں کے مقابلے میں کمزور ہیں لہذا وہ فتیوں کے خلاف بغاوت بھی نہیں کر سکتے۔ اگر وہ ایسا کریں تو یثرب کے یہودی انہیں مکمل طور سے کچل کر رکھ دیں۔

لہذا فتیون کی اسی بدمعاشی اور اوباشی کی شکایت عربوں کا سردار رونیل بنوغسان کے بادشاہ ابوجبیلہ کے پاس لے کر گیا ہے۔ شاید وہ ابوجبیلہ کو یثرب پر حملہ آور ہونے کی

دعوت دے گا تاکہ انہیں یہودیوں کے سردار فیتون کی بدمعاشی اور بدکرداری سے نجات مل سکے۔

اس پر یوناف دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا اگر یہودیوں کا سردار فیتون اس قسم کی بدمعاشی کرتا ہے تو وہ واقعی قابل مذمت اور سزا کے قابل ہے اسے کوئی حق نہیں پہونچتا کہ ہر نوبیاہتا عرب لڑکی اپنے شوہر کے بجائے ایک رات کیلئے اس کے پاس بھیجی جائے۔ یہ انسانیت کے منہ پر طمانچہ ہے اور عربوں کا سردار اور رو بیل اگر ابوجبیلہ سے مدد حاصل کرنے کے لئے گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایسا کرنے میں حق بجانب ہے۔ یہودی سردار فیتون کو اس کے اس کردار کی سزا ضرور ملنی چاہئے۔ دیکھو ابلیکا اگر تم مزید گفتگو کرنا چاہتی ہو تو بعد میں کریں گے اس وقت مجھے سخت بھوک لگ رہی ہے میں نیچے بھٹیار خانے میں کھانا کھانے جاتا ہوں۔ یوناف کی اس گفتگو کے بعد ابلیکا اس کی گردن پر ہلکا سا لمس دیتے ہوئے علیحدہ ہوگئی تھی جبکہ یوناف بڑی تیزی سے اپنے کمرے کا دروازہ بند کرنے کے بعد سرائے کے بھٹیار خانے کی طرف جا رہا تھا۔

○

شام کی سرزمین میں مارب کے سیلاب کی وجہ سے یمن سے شام کی طرف جا کر آباد ہو جانے والے بنوغسان کا بادشاہ ابوجبیلہ اپنے صحرائی محل میں بیٹھا تھا کہ اس کے سامنے ایک جوان کو پیش کیا گیا۔ ابو جبیلہ کے حاجب نے جس جوان کو ابوجبیلہ کے سامنے پیش کیا تھا وہ خوب دراز قد۔ کڑیل جسم اور مضبوط اعضاء کا مالک تھا۔ ابوجبیلہ نے دیکھا کہ آنے والے اس جوان کی آنکھیں گہری نیلی تھیں جن میں فطرت کی پراسرار قوتیں سمٹی سکڑی نظر آتی تھیں۔ وہ کھلی آستینوں والی قبا پہنے ہوئے تھے اور لباس سے عرب لگتا تھا۔ اس لئے ابوجبیلہ کے سامنے پیش کئے جانے والے اس عرب جوان کے چہرے پر سراپا تشنہ ندیوں' عہد ماضی کے زنگ آلود کہنہ تصورات' پراسرار داستانوں میں اجاڑ ویران خانقاہوں اور خواب آلود فضاؤں میں اجڑے ہوئے کنوؤں جیسی اذیت تھی۔ اس کی خالی ویران آنکھوں میں موت کے تبسم میں روح کی آخری چمک۔ اجاڑ ویرانوں میں جہنمی شراروں اور منہ زور آندھیوں جیسی کیفیت طاری تھی۔

ابوجبیلہ تھوڑی دیر تک بڑے غور بڑی توجہ سے اس جوان کو دیکھتا رہا جبکہ وہ عرب جوان اس کے سامنے غم و اندوہ کے ویرانوں' وقت کی پھیلتی دھول جیسا خاموش روح کے اندھے جذبوں میں ٹوٹے خوابوں جیسا چپ اور دل کے نہاں خانوں میں فسون' تصور اور

طلسم خیال کی طرح پر سکوت کھڑا رہا۔

تھوڑی دیر تک ایسا ہی سماں رہا جبیلہ اس جوان کو غور سے دیکھتا رہا جب کہ جبیلہ کے پیچھے شتر مرغ کے پروں کا چھتر لہراتے والے خدام اور دائیں بائیں کھڑے اس کے محافظ بھی اس اجنبی عرب کو کسی قدر تجسس سے دیکھے جا رہے تھے۔ اس عرب نوجوان کا کچھ دیر جائزہ لینے کے بعد ابوجبیلہ بولا اور انتہائی نرم پرسکون اور شفقت آمیز آواز میں اپنے سامنے ایک خالی نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

اجنبی یوں بے بسی سے میرے سامنے کھڑے مت رہو۔ وہاں بیٹھ جاؤ۔ جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو میں غور سے سنوں گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابوجبیلہ تھوڑی دیر رکا پھر دوبارہ بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ اجنبی نووارد تیرے چہرے پر لاوے کی طرح پھیلا تشدد کا فروغ' تیری آنکھوں میں ریت کے ویرانوں جیسی سرابوں کی پیاس' تیرے باطن میں غمگین علامتوں کے نگار خانے جیسا دکھ اور تیرے لباس پر جمی ہوئی ریت۔ تمہارے باطن کے اندر اٹھنے والے درد و الم کے نصاب' ہزیمتوں کی داستانیں' ناکام جذبوں کے رنگوں اور من کے اندر گھور اندھیروں میں ٹوٹتے سپنوں کی غمازی کرتی ہے۔ کہو تم کون ہو۔ کہاں سے آئے ہو۔ کس کے خلاف شکایت کرنا چاہتے ہو کس نے تم پر ظلم کس نے تمہارے ساتھ زیادتی کی ہے اور یہ کیا تمہارا تعلق کس سرزمین سے ہے۔ کیا نام ہے تمہارا۔

ابوجبیلہ کے ان سوالات کے جواب میں اس اجنبی عرب نے تھوڑی دیر تک اپنی گردن جھکائے رکھی پھر اس نے شائد کوئی فیصلہ کیا۔ اس کے بعد اس نے اپنی گردن سیدھی کی اور ابوجبیلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

اے بادشاہ میرا نام روبیل ہے میں عرب کے صحراؤں اور ویرانوں میں یثرب شہر سے تمہاری طرف آیا ہوں۔ اور تم سے وہاں کے ایک شیطان کے خلاف مدد طلب کرنے آیا ہوں۔ اس پر ابوجبیلہ نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں اس عرب نوجوان کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ وہ شیطان اور ابلیس کون ہے جس کے خلاف تم میری مدد اور تعاون حاصل کرنا چاہتے ہو اور اس شیطان کی طرف سے تمہیں کیا دکھ کیا ظلم اور کیا اذیت پہونچی ہے۔

اس پر روبیل نام کے اس عرب جوان کے چہرے پر دار کی منزلوں جیسی تختی' سمندر جیسی طوفانی شدت اور آنکھوں میں موت کی ہوس' زندگی کی گرم بازاری جیسی انتقام کی خواہش تڑپ اٹھی تھیں۔ پھر وہ بولا اور بنوغسان کے بادشاہ ابوجبیلہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے بادشاہ یثرب کے اس ابلیس کا نام فیتون ہے وہ وہاں یہودیوں کا سردار اور رئیس

ہے اور عربوں کی کوئی لڑکی جس کی شادی ہو وہ ایک رات اس ابلیس کے پاس گزارے بغیر اپنے شوہر کے پاس نہیں جا سکتی۔

اے بادشاہ یثرب میں یہودیوں کے سامنے عرب اس قدر بے بس اور مجبور ہیں کہ جس لڑکی کی بھی شادی ہوتی ہے اسے اپنے شوہر کے یہاں بھیجنے کے بجائے فیتون کی خلوت گاہ میں بھیجا جاتا ہے۔ اے بادشاہ جب سے ہم سدمارب کے ٹوٹنے کے خطرے سے ہجرت کر کے یمن سے یثرب میں آ کر آباد ہوئے ہیں تب سے اس اوباشی اور لعنت کا سلسلہ جاری ہے اے بادشاہ ہم اکیلے اس فیتون کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے اس لئے کہ یثرب شہر میں یہودی قوت اور تعداد میں ہم پر غلبہ اور فوقیت رکھتے ہیں۔ اے بادشاہ اس کام میں اگر تم ہماری مدد کرو تو ہم یقیناً فیتون کی لعنت سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

عرب نوجوان روبیل کی اس گفتگو کے جواب میں بنوغسان کے بادشاہ جبیلہ نے چند ساعتوں تک اپنے دائیں طرف بیٹھے سرمنڈے راہب کی طرف دیکھا جس کے ہاتھ میں نارنجی رنگ کے چند پھول تھے۔ اور جو ٹکٹکی باندھے روبیل کی طرف دیکھے جا رہا تھا اس سرمنڈے راہب نے جب دیکھا کہ اس کا بادشاہ ابوجبیلہ اس کی طرف متوجہ ہے تو اس نے بھی روبیل کی طرف سے اپنی توجہ ہٹائی بڑے غور سے اس نے ابوجبیلہ کی طرف دیکھا اس پر اس نے اثبات میں دھیرے دھیرے اپنا سرہلا دیا تھا۔ شاید یہ راہب کی طرف سے ابوجبیلہ کو کوئی اشارہ تھا۔ سرمنڈے راہب کی طرف سے یہ اشارہ ملنے کے بعد ابوجبیلہ کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی آخر اس نے کوئی فیصلہ کیا اور دوبارہ روبیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

سن اجنبی پہلے یہ تو بتاؤ کہ یثرب میں یہودیوں کے کتنے قبیلے ہیں اور وہ کب سے اس شہر میں آباد ہیں۔ اس پر روبیل پھر بولا اور کہنے لگا۔

اے بادشاہ یثرب میں یہودیوں کے کئی قبیلے ہیں ان کے بڑے بڑے اور مشہور قبیلے بنو شقمہ۔ بنو ثعلبہ۔ بنوزرعہ۔ بنو قینقاع۔ بنو یزید۔ بنو نضیر۔ بنو قریظہ۔ بنو یہدل۔ بنو عف اور بنو عصص ہیں۔

اے بادشاہ اب سے سینکڑوں برس پہلے عمالقہ قوم آباد تھی۔ عمالقہ بنیادی طور پر عرب ہی تھے اور یہ اللہ کے پیغمبر نوحؑ کے بیٹے سام کے فرزند لاوذ کی اولاد سے تھے۔ ان دنوں مصر میں بھی عمالقہ کی ہی حکومت تھی۔ اللہ کے رسول ابراہیم کے دور کا مصر کا بادشاہ سنان بن اشل اور یوسف علیہ السلام کے دور کا مصر کا بادشاہ قابوس بن سعد قوم عمالقہ میں ہی سے تھے۔

جب اللہ کے رسول موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے غرق ہونے کے بعد جب فلسطین کا رخ کیا تو ایک لشکر انہوں نے عمالقہ کی سرکوبی کیلئے یثرب کی طرف بھی روانہ کیا۔

اس لشکر کے لئے موسیٰ علیہ السلام کا حکم تھا کہ عورتوں اور بچوں کے علاوہ سب کو قتل کر دیا جائے یوں اسرائیلی لشکر یثرب پر حملہ آور ہوا۔ عمالقہ کے بادشاہ ارقم بن ارقم سمیت سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ مگر یثرب میں عمالقہ کی اولاد ارقم میں سے ایک نوجوان جو حسن و جمال میں لاثانی اور بے مثل تھا بچ گیا تھا۔

اس شہزادے کے قتل کے سلسلے میں اسرائیل کے لشکریوں نے کچھ توقف سے کام لیا اور یہ فیصلہ کیا کہ اس کے سلسلے میں واپس جا کر موسیٰ علیہ السلام سے نیا حکم حاصل کیا جائے۔ لہٰذا یثرب میں عمالقہ کا خاتمہ کرنے کے بعد بنو اسرائیل کا لشکر واپس فلسطین کی طرف روانہ ہوا۔

ادھر بنی اسرائیل کو جب خبر ہوئی کہ ان کے لشکر نے عمالقہ پر کامیابی حاصل کی ہے تو بنی اسرائیل کے بے شمار لوگ اپنے کامیاب اور فاتح لشکر کا استقبال کرنے کے لئے فلسطین کی سرحدوں پر جمع ہو گئے۔ اس وقت تک اللہ کے رسول موسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے تھے۔

بنی اسرائیل نے جب اپنے فاتح لشکر کا استقبال کیا اور انہیں علم ہوا کہ ان کے لشکریوں نے یثرب میں عمالقہ کے بادشاہ ارقم بن ارقم کے بیٹے کا قتل نہیں کیا تو انہوں نے لشکریوں پر برہمی اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور بنی اسرائیل کے بڑے بڑے سردار اس لشکر سالاروں اور کمانداروں کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

تم لوگوں نے اللہ کے نبی کے حکم کی مخالفت کی ہے۔ لہٰذا تمہیں ہم اپنے درمیان ہرگز نہ رہنے دیں گے۔ تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم کسی اور سرزمین کی طرف نکل جاؤ اور اگر تم لوگوں نے زبردستی فلسطین میں داخل ہونے کی کوشش کی تو ہم تمہارے خلاف جنگ کریں گے اس وقت تک جب تک تم سب تباہ نہیں ہو جاتے یا ہمارا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔

یہ کیفیت دیکھ کر لشکر کے کمانداروں نے باہم فیصلہ کیا اور لشکر میں شامل سب یہودی یثرب میں جا کر آباد ہو گئے۔ اے بادشاہ تب سے ہی وہ یثرب میں سب پر غالب ہیں۔ وہ بہت سے قبیلے ہیں جبکہ ہم عربوں کے صرف دو قبیلے عوف اور خزرد یثرب میں ہیں جو ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اے بنوغسان کے بادشاہ افرادی قوت کے ساتھ ساتھ یہودی قبائل مال و دولت میں بھی ہم پر فوقیت رکھتے ہیں۔ یہودی نہ صرف یثرب اور اس کے گرد و نواح میں بلکہ وہ وادی

القریٰ۔ خیبر۔ تیماء اور تبوک میں بھی تجارت زرگری۔ لین دین۔ مہاجنی اور سود کا کاروبار کرتے ہیں۔ افرادی قوت کے علاوہ اپنی دولت کی برتری کی بنا پر بھی وہ ہمیشہ ہم عربوں پر غالب رہتے ہیں۔ عرب نوجوان روبیل جب اپنی گفتگو مکمل کر کے خاموش ہوا۔ تو اس کے جواب میں ابوجبیلہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر وہ اپنے ذہن میں کچھ فیصلہ کرتے ہو۔ ہ روبیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھو یثرب سے آنے والے تو میرے پاس ہی مدد حمایت اور نصرت کی غرض سے کیوں چلا آیا۔ تمہارے اطراف میں اور بہت سی عرب قوتیں بھی ہیں تم انہیں بھی مدد کے لئے پکار سکتے تھے وہ قریب ہونے کی وجہ سے ہماری نسبت نہ صرف یہ کہ جلدی تم لوگوں کی مدد کرتے بلکہ وہ موثر طریقے سے بروقت یہودیوں کے خلاف تمہارا دفاع بھی کر سکتے ہیں۔ اس پر روبیل نے کسی قدر مایوسانہ سے انداز میں کہا۔

بنوغسان کے بادشاہ۔ تمہاری طرف اس لئے آیا ہوں کہ ہماری اور تمہاری اصل ایک ہے ہم اوس و خزرج اور تم لوگ بنوغسان سب ہی یمن سے نکلے ہوئے قبائل ہو اور سبھی قبائل کا تعلق قوم سبا سے ہے اسی رشتے اسی تعلق کی بناء پر اے بادشاہ میں تمہاری طرف چلا آیا۔

بنوغسان کے بادشاہ میں تیری طرف اس لئے آیا ہوں کہ تو بھی ہماری طرح عرب ہے کیا تمہیں خبر نہیں کہ بنو غسان اوس و خزرج کا جد امجد ایک ہی ہے جس کا نام یزیکیا تھا۔ یمن میں جب سیلاب آیا تو اوس و خزرج یثرب میں آ کر آباد ہو گئے جبکہ بنوغسان یہاں ارض شام میں آ کر بس گئے۔

روبیل کی یہ گفتگو شاید ابوجبیلہ کو پسند آئی تھی تھوڑی دیر تک وہ مزید خاموش رہا اس دوران وہ اپنی خشخشی داڑھی میں انگلیاں پھیرتا رہا۔ پھر اس نے روبیل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا کیا تم اکیلے میرے پاس آئے ہو۔

روبیل نے جھٹ کہا نہیں میرے ساتھ میرے دو ساتھی بھی ہیں ان میں ایک میرا چھوٹا بھائی یہودا اور دوسرا میرا ایک قابل اعتماد دوست رباح ہے اس کا تعلق قبیلہ عوف سے ہے۔ جبکہ ہم بنو خزرج کے ایک ذیلی قبیلے بنو نجاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ میرے یہ دونوں ساتھی اس وقت تیرے محل سے باہر کھڑے ہیں اور وہ بڑی بے چینی سے میرے واپس لوٹنے کا انتظار کر رہے ہوں گے۔ وہ توقع رکھتے ہوں گے کہ شاید میں تمہارے محل میں کامیاب اور کامران لوٹوں گا اور یثرب کے یہودیوں سے نپٹنے کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ نکل آئے گا۔

جبیلہ نے اس بار تفتیش کی نگاہ سے روبیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیا تم بتا سکتے ہو تمہارا مذہب کیا ہے۔ اس پر روبیل نے ایک گہری نگاہ جبیلہ پر ڈالی۔ پھر وہ چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔

اے بادشاہ گو میں جانتا ہوں کہ بنوغسانی نصرانی ہیں اس کے باوجود میں جھوٹ نہ بولوں گا سن بادشاہ میں موسیٰ کو مانتا ہوں مگر میں یہودی نہیں ہوں۔ میں عیسیٰ کو بھی مانتا ہوں مگر میں عیسائی بھی نہیں ہوں۔ میں ایک ایسی ہستی پر ایمان رکھتا ہوں جس کا ابھی ظہور ہو گا اور وہ سارے نبیوں اور رسولوں کا سردار اور خاتم النبیین ہو گا۔ اس کا نام احمد بن عبداللہ ہو گا۔

سن بنوغسان کے بادشاہ یہودی عالم اکثر اپنی کتابوں کے حوالے سے اس آخری معتبر نبی کی آمد کی پیش گوئیاں کرتے رہے ہیں اور ساتھ ہی یہودی عالم اس آنے والے خاتم الرسول کے متعلق یہ بھی کہتے رہتے ہیں کہ جب ہمارا وہ رسول آئے گا تو ہم پوری دنیا کو زیر کر لیں گے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارا قبیلہ بنی نجار اس آنے والے خاتم الرسول کا ننہال ہو گا۔ یہودی علماء کا کہنا ہے کہ یہ رسول مکہ سے ظاہر ہو گا اور یثرب اس کا دارالہجرت ہو گا۔ یثرب میں اس کے لئے ایک خوبصورت محل بھی تعمیر ہے۔ اس میں یہ آنے والا محترم رسول قیام کرے گا اور وہاں کے لوگ بڑی بے تابی سے اس آخری رسول کی آمد کے منتظر ہیں۔

بنوغسان کے بادشاہ ابوجبیلہ نے حیرت زدہ نگاہوں سے روبیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ دیکھو اجنبی یہ جو باتیں تو نے کی ہیں میرے لئے ناآشنا ہیں۔ بلکہ میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ جو انکشاف جو تم نے مجھ پر کئے ہیں میرے لئے نئے ہیں۔ میں نے آج تک بھی کسی یہودی یا نصرانی عالم سے یہ باتیں نہیں سنیں۔ یہ تو بتا کہ اس آنے والے رسول کے لئے یثرب شہر کے اندر یہ محل کس نے بنایا ہے۔ اس پر روبیل نے غور سے ابوجبیلہ کی طرف دیکھا پھر وہ بولا اور کہہ رہا تھا۔

سن بادشاہ۔ آج سے برسوں پہلے ایک یمن کا عرب بادشاہ تبان بن اسعد ابوکرب تھا وہ یمن سے نکل کر مغربی ممالک پر حملہ آور ہوا۔ اس پیش قدمی میں جب وہ یثرب سے ہو کر گزرا اور شہر پر قبضہ کر کے وہاں اپنے بیٹے کو حاکم کر کے آگے بڑھا تو اس کی غیر موجودگی میں اہل یثرب نے اس کے لڑکے کو قتل کر ڈالا۔

تبان اسعد کو جب اپنے بیٹے کے قتل کی خبر ہوئی تو سخت برہم اور پیچ پا ہوا اور مزید پیش قدمی کرنے کے بجائے وہ پلٹا اور چاہتا تھا کہ یثرب پر حملہ آور ہو اور اسے تباہ اور برباد

کر دے۔ یثرب میں آباد قبائل کو جب یہ خبر ہوئی کہ تبان اسعد ان پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو انہوں نے باہم صلاح و مشورہ کر کے متحدہ طور پر یثرب کے دفاع کا فیصلہ کیا۔ ابھی عملی طور پر تبان اسعد یثرب شہر پر حملہ آور نہ ہوا تھا کہ یہودی قبیلے بنو قریظہ کے دو معمر اور معتبر عالم اس کے پاس آئے اور تبان اسعد کو مخاطب کر کے ان دو عالموں میں سے ایک کہنے لگا۔

یمن کے بادشاہ تو اپنے اس فعل بد سے باز آ۔ تو اپنے ارادوں کو پورا کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا اور نہ ہی یثرب کسی صورت خراب اور ویران ہو سکتا ہے اس لئے کہ یہ نبی آخرالزمان کا جو قریش مکہ میں پیدا ہو گا دارالہجرت ہے اور یہیں وہ آ کر قیام پذیر ہو گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد روبیل ذرا رکا پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا بادشاہ پھر یوں ہوا کہ تبان اسعد ان دونوں یہودی عالموں کی گفتگو سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے لڑائی فوراً بند کرا دی۔ وہ اس نبی پر ایمان لے آیا اور پھر اس آنے والے رسول کے لئے یثرب میں ایک عالیشان محل تعمیر کرایا اور کتابی صورت میں اس نے اس نبی کے نام ایک پیغام بھی لکھا۔ یہ محل اور کتاب اس نے ایک یہودی عالم کے حوالے کی اور اسے ان کا متولی بنایا اور کہا کہ یہ محل اور کتاب پشت در پشت آگے حوالے کرتے رہیں یہاں تک کہ میرے نبی اس میں آ کر قیام کریں۔ سن بادشاہ اب تک اس یہودی کی اولاد محل اور کتاب کی متولی ہے اور وہاں کے سب لوگ اس آنے والے رسول کا بڑی بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں۔

سن بادشاہ۔ اس محل کے اندر ایک چاندی کا صندوق ہے جس کے اندر وہ کتاب رکھی گئی ہے ۔ اس کتاب میں آنے والے رسول کے نام کیا لکھا ہے یہ کسی کو علم نہیں تاہم یثرب کے لوگ اس کتاب کو متبرک جانتے ہیں اور اس کے سامنے احترام اور تقدس کے ساتھ دعائیں مانگتے ہیں۔ چونکہ یہ کتاب مکہ سے آنے والے اس نبی کے حوالے کی جائے گی جو اس محل میں قیام کرے گا۔ (یاد رہے کہ نبی اکرمؐ جب مکہ سے ہجرت کر کے یثرب تشریف لائے تو اس محل کے سامنے آپکی ناقہ بیٹھ گئی اسی محل میں حضور نے پہلے نچلے حصے میں پھر اوپر کے حصے میں قیام کیا۔ اس وقت یہ محل حضرت ابو ایوب انصاری کے تصرف میں تھا)

ابوجبیلہ نے چند ثانیوں تک سوچتے ہوئے پھر روبیل کی طرف دیکھا اور پوچھا اے آنے والے نوجوان یثرب کے عرب قبائل اوس و خزرج میں تمہاری کیا حیثیت ہے اس پر روبیل نے بلاتامل کہا اے بادشاہ میں صرف اوس و خزرج کے ایک حصے بنی نجار کا سردار

ہوں اور یہ کہ بنی نجار اوس و خزرج کا ایک ذیلی قبیلہ ہے۔

اس پر ابوجبیلہ نے جھلا کر پوچھا۔ پورے اوس و خزرج کا سردار کون ہے۔ اس پر روبیل فوراً بولا ور کہنے لگا۔ ان دنوں اوس و خزرج کا سردار مالک بن عجلان ہے۔ اس پر ابوجبیلہ نے سخت اور کڑکتی ہوئی آواز میں پوچھا تو پھر اوس و خزرج کا سردار مالک بن عجلان ہی میرے پاس امداد طلب کرنے کے لئے کیوں نہیں آیا اور اس نے تمہیں میری طرف کیوں روانہ کر دیا ہے۔

اس پر روبیل نے التجا بھری نظروں سے ابوجبیلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے بادشاہ مجھے اوس و خزرج کے سردار مالک بن عجلان نے نہیں بھیجا۔ میں خود سے آیا ہوں۔ یثرب میں تو کسی کو یہاں تک خبر نہیں کہ میں تمہاری طرف آیا ہوں۔ میں تو یثرب سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس بہانے سے نکلا تھا کہ میں طواف کعبہ کی خاطر مکہ جا رہا ہوں۔

اے بادشاہ جب سے یمن کے بادشاہ تبان اسعد نے یثرب میں آنے والے رسول کے لئے محل بنایا ہے تب سے اہل یثرب میں مکہ کی عزت پیدا ہو گئی ہے کیونکہ تبان اسعد کو جن دو یہودی علماء نے حملہ کرنے سے منع کیا تھا وہ انہیں اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ مکہ کے پاس سے گزرتے ہوئے ان علماء نے تبان اسعد کو مکہ کا طواف کرنے کو کہا تھا۔ تبان اسعد تو خود یہ چاہتا تھا کیونکہ وہ آنے والے نبی پر ایمان لا چکا تھا لہٰذا وہ خود ہی طواف کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ سو اس نے کعبہ کا طواف کیا اس پر غلاف چڑھایا۔

سن بنوغسان کے بادشاہ۔ عربوں میں تبان اسعد پہلا بادشاہ تھا جس نے کعبہ پر غلاف چڑھایا سو میں بھی طواف کعبہ کے بہانے اس طرف آیا ہوں مجھے بھی کسی نے نہیں بھیجا بلکہ عرب قوم سے ہمدردی اور ایک برے کام سے نفرت مجھے تمہاری طرف کھینچ لائی ہے۔

جواب میں بنوغسان کا بادشاہ جبیلہ تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر پھر سوچتا رہا اس کے بعد اس نے روبیل کی طرف دیکھا اور کہنے لگا اگر تم یثرب کے عرب قبائل اوس و خزرج کو پکارو تو کتنے مسلح جوان لبیک کہہ کر تمہاری پکار پر تمہارے ساتھ کھڑے ہو سکتے ہیں۔

بنوغسان کے بادشاہ ابوجبیلہ کی اس استفسار پر روبیل کی حالت اندھے ماحول کے آئینے میں محرومی سے لکھے سوال جیسی افسردگی، گزرے دنوں کی داستانوں، کسی قفس میں تڑپتے پرندے جیسی قابل رحم اور بکھرے افسانوں کی الجھنوں اور طوفانوں میں جھکے اشجار جیسی اداس ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کے چہرے اس کی آنکھوں میں ساعتوں کی بے کلی، سونی بنجر دھرتی، ریت پر لکھی تحریروں، چلموں کے مارے چولہے۔ اولوں کی ماری فاختہ جیسی کیفیت چھا گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ بے چارہ گردن جھکا کر کچھ سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔

بادشاہ میں اوس و خزرج کو کیونکر ایسے انداز میں پکار سکتا ہوں۔ میں تو بنو خزرج کے ذیلی قبیلے میں بنو نجار کا سردار ہوں۔ بنو نجار پر ہی قدرت رکھتے ہوئے انہیں پکارنے کی ہمت رکھتا ہوں اور وہی میری پکار پر لبیک کہہ سکتے ہیں۔ اوس و خزرج کو اس انداز میں پکارنے کا حق صرف ہمارے سردار مالک بن عجلان ہی کو ہے۔

اس پر ابوجبیلہ فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا اگر ایسا ہے تو میرے پاس آنے کی کیا ضرورت تھی واپس لوٹ جاؤ۔ تمہارے کہنے پر میں اوس و خزرج کی کوئی مدد نہ کر سکوں گا۔ میرے پاس ایسا آدمی مدد کی درخواست لے کر آئے جس کے پیچھے اوس و خزرج کی جان کی بازی لگا دیں۔ جنگ میں مجھے بھروسہ ہو کہ وہ یہودیوں کے خلاف میرے پہلو سے پہلو ملا کر جنگ کریں گے۔ اگر وہ شخص مالک بن عجلان ہے تو ایسی درخواست لے کر وہ خود آئے اب تم جا سکتے ہو۔ اس موضوع پر میں تمہارے ساتھ اور زیادہ گفتگو کرنا پسند نہیں کروں گا۔

ابوجبیلہ کا یہ جواب سن کر روبیل کے چہرے سے زندگی کی سازی تازگی اور رسیلا پن جاتا رہا تھا اور وہ کھڑا ہو گیا اور افسوس بھرے انداز میں ابوجبیلہ کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے اذیت زدہ آواز میں کہا۔

بنو غسان کے بادشاہ تم نے اپنے اس فیصلے سے مجھے مایوس کر دیا ہے۔ اب میں خود ہی عربوں کے اندر ان کا نگہبان بن کر اٹھوں گا۔ میں یثرب میں یہودیوں کو گدھوں اور چیلوں کی طرح عربوں کا گوشت نہ نوچنے دوں گا۔ اے جبیلہ میں خود ہی اب ایک آبدار خنجر بن کر یہودیوں کے تاریک سینے اور گنہگار ذہن میں پیوست ہوں گا۔ آنے والے محترم رسولؐ کی قسم۔ میں بے دین اور فاسق فیتون کی شہوات و لذات اور زیادہ پھیلنے نہ دوں گا۔

دیکھ بادشاہ میں یثرب میں یہودیوں کے مقابلے میں عربوں کو غموں کا گہرا سمندر، اجڑی مانگ، سونا دیس، اداس سوچوں کے زاویوں میں فراق منظر، قحط کا مارا کھیت نہ بننے دوں گا۔ میں بکھری خاموشیوں اور سکوت کے بے کراں انبوہ میں بخت آوری کے دشت، حشر کے رقص، سرفروشیوں کے وجدان اور بجلیوں کی طیلسان ابرو کی طرح اٹھوں گا اور بادشاہ تم دیکھو گے کہ پھر ان یہودیوں کی حالت جو آج ہم پر چڑھ دوڑتے ہیں ہم خزاں کی پیاس، نوحوں کے قافلے، تیرگی کے جمود اور آگ کے دامن میں نفرت کے لاوے جیسی بنائیں گے اور ان کے سسکتے سانسوں کی خلش میں بچھڑے ہوئے گیت بھر کے رکھ دیں گے۔ اس کے ساتھ ہی روبیل ایک ہیجان کے عالم میں ابوجبیلہ کے محل سے باہر نکل گیا تھا۔

محل کے باہر روبیل کا چھوٹا بھائی یہودا اور ان دونوں کا دوست رباح اپنے اونٹوں کی

نکیلیں پکڑے کھڑے تھے جب روبیل انکے پاس آیا تو روبیل کے بھائی یہودا نے پوچھا۔

اے میرے بھائی تمہارا چہرہ اترا ہوا ہے۔ کیا ابوجبیلہ نے تمہاری التماس تمہاری التجا کو نظرانداز کر دیا ہے۔ اس پر روبیل نے کوئی جواب نہ دیا۔ غصے اور خفگی میں آگے بڑھ کر اس نے اپنے اونٹ کی نکیل پکڑ لی۔ اس بار رباح نے کہا روبیل۔ میرے بھائی۔ میرے عزیز تم چپ اور خاموش کیوں ہو۔ ہمارے اطمینان کی خاطر ہی کچھ کہو کہ جبیلہ نے تمہیں کیا جواب دیا ہے۔

اس پر روبیل نے درد میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔ جبیلہ ایک بے درد اور بے نفس انسان ہے۔ اس نے ہماری مدد کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ وہ کہتا ہے ایسی درخواست اوس و خزرج کا سردار مالک بن عجلان مجھ سے آ کر کرے تاکہ مجھے بھروسہ ہو کہ یہودیوں کے ساتھ جنگ کے دوران اوس و خزرج اس کا ساتھ دیں گے۔

میرے بھائیو مجھے قطعاً" کوئی امید نہیں کہ مالک بن عجلان ایسی درخواست لے کر جبیلہ کے پاس جائے گا۔ کیونکہ وہ اپنے حال میں مست اور پرسکون ہے اسے اس کا احساس نہیں کہ فیتون کے ہاتھوں عرب کیسے عذاب اور قہر میں مبتلا ہیں۔ ہمیں اب اپنی ہی علو ہمتی۔ محنت کشی کے بھروسے سے فیتون اور اس کی قوت کے لئے فنا کی پکار بننا ہو گا۔ اب یہاں رکنے سے کچھ حاصل نہیں۔ آؤ یہاں سے رخصت ہو جائیں۔ ہمارا زیادہ عرصہ یثرب سے باہر رہنا کئی وسوسے اور شبہات کھڑے کر دے گا۔ روبیل کے بھائی یہودا اور دوست رباح نے روبیل کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ اس کے ساتھ ہی تینوں اپنے اونٹوں پر سوار ہوئے پھر وہ وہاں سے کوچ کر گئے۔

○

بنو غسان کے یہاں سے نکل کر وہ تینوں صحرا اور نخلستانوں کے اندر ہوتے اور اپنے اونٹوں کو تیزی سے ہانکتے ہوئے جب وادی القرا میں داخل ہو رہے تھے تو انکے سامنے ایک شترسوار نمودار ہوا اور اس شترسوار نے دور ہی سے انہیں آوازیں دے دے کر رکنے کے لئے کہنا شروع کر دیا تھا۔

جب وہ شترسوار نزدیک آیا تو وہ تینوں اسے پہچان گئے وہ روبیل کے ساتھی رباح کا چھوٹا بھائی حنوخ تھا۔ اس حنوخ کو دیکھتے ہوئے روبیل کا ماتھا ٹھنکا اور اس نے کسی قدر پریشانی اور متفکر آواز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

حنوخ۔ حنوخ۔ تم اس طرف کیوں آئے ہو۔ ہمارے بعد یثرب میں خیریت تو گزری۔

اس پر وہ آنے والا نوجوان جس کا نام حنوخ تھا اپنے اونٹ کو ان تینوں کے قریب لایا پھر وہ کسی قدر متفکر آواز میں ان تینوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تم تینوں کی روانگی کے بعد کسی نے قیتون کو یہ شک ڈال دیا ہے کہ تم لوگ کعبہ کا طواف کرنے کے بجائے کسی اور سمت اس کے خلاف سازش کرنے گئے ہو۔ اسے یہ بھی شک ڈالا گیا ہے کہ تم بنوغسان کے بادشاہ ابوجبیلہ کی طرف گئے ہو۔ ان ہی شکوک کی بناء پر قیتون نے اپنے چھ بہترین تیغ زن بھی تم لوگوں کے تعاقب میں روانہ کئے ہوئے ہیں اور انہیں نصیحت کی گئی ہے کہ اگر تم تینوں جبیلہ کی طرف گئے ہو تو تم تینوں کے سر کاٹ کر قیتون کے سامنے پیش کر دیئے جائیں۔ سنو میرے بھائیو۔ ان صحراؤں اور وادیوں کے اندر قیتون کے ان تیغ زنوں سے تمہارا سامنا تو نہیں ہوا۔

یہ خبر سن کر روبیل کے بھائی یہودا۔ حنوخ کے بھائی رباح بجھے ہوئے شعلے کی مانند غمگین زندگی کے شکستہ ساز' ویران گھر کے دیئے' قفس کی اسیری جیسے پریشان اور محکومی کی روایت جیسے ملول ہو کر رہ گئے تھے۔ دوسری طرف روبیل کی حالت عجیب اور مختلف ہو رہی تھی۔ اس کی آنکھوں اور اس کے چہرے کے تاثرات میں ہواؤں سے خلاؤں تک افق سے اٹھنے والی عناصر کی طغیانی' شوریدگی کی المناکیاں' جنگل کی آگ میں آتش کے دامن اور آگ کے لاوے رقص کرتے ہوئے دیکھے جا سکتے تھے۔ روبیل تھوڑی دیر تک خاموش رہا آخر وہ بولا اور زہر آلود لہجے میں کہنے لگا۔

فیتون کے وہ تیغ زن ہمارا سامنا کرتے تو قسم ہے مجھے اپنے آنے والے صحرائی رسول کی میں دشت شام کے اندر انہیں دامن دریدہ اور خون آلود کر دیتا۔ میرے ساتھیوں تمہیں فکرمند اور غمگین ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اب بھی صحراؤں' وادیوں یا کوہستانوں میں ہمارا سامنا قیتون کے چھ ساتھیوں سے ہوا تو ہم ان کی حیات کے رنگوں میں زہر رگ رگ میں رقص کرتی موت' زندگی کی قوس و قزح میں آندھیوں کے جھکڑ اور نس نس میں ریت کے بگولوں کی حشر سامانی بھر کے رکھ دیں گے۔ ان چھ کا انجام ہم ایسا کریں گے کہ یثرب میں بیٹھے ہوئے فیتون کو خبر تک نہ ہو گی کہ اس کے چھ بہترین تیغ زنوں پر کیا بیتی۔

یہاں تک کہنے کے بعد روبیل تھوڑی دیر کیلئے رکا پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ میرے ساتھیو آؤ یہاں سے فی الفور کوچ کریں۔ اپنی رفتار پہلے کی نسبت زیادہ تیز کر دیں اور یہاں سے سیدھا یثرب جانے کے بجائے مکہ کا رخ کریں۔ وہاں کعبہ کا طواف کر کے ہم یثرب میں داخل ہوں گے۔ تاکہ [illegible]

فیتون ہم سے پوچھے کہ ہم اتنے دنوں کہاں اور کس جگہ رہے تو ہم بلاتامل کہہ سکیں کہ ہم طواف کعبہ سے لوٹ رہے ہیں۔

روبیل کی اس تجویز کو سب نے پسند کیا۔ وہ رکے بغیر وادی القریٰ سے نکل کر اس شاہراہ پر اپنے اونٹوں کو سرپٹ دوڑانے لگے تھے جو وادی القریٰ سے نکل کر دومتہ الجندل سے آتی ہوئی قبائل غسان اور وادی القریٰ سے نکل کر فدک' خیبر اور جبل احد کے بیچوں بیچ ہوتی ہوئی یثرب کی طرف چلی گئی تھی۔

دوپہر کے قریب جب وہ برق رفتاری سے اپنا سفر جاری رکھے ہوئے تھے اور دھوپ میں ننگا اور نیلا آسمان پگھل رہا تھا۔ وہ چاروں گرم صحرا کے اندر جلتے ویران موسم میں وادی القریٰ اور فدک کے درمیان آئے تو ان کے سامنے شاہراہ پر فتیون کے چھ مسلح تیغ زن نمودار ہوئے وہ اونٹوں پر سوار تھے اور قریب آ کر ان کا راستہ روک کھڑے ہو گئے۔ پھر ان کے سرخیل نے روبیل کو مخاطب کر کے کہا۔

سنو بنو نجار کے سردار۔ فتیون کے اندازے اور اندیشے درست ہی ثابت ہوئے تو تم بنوغسان کے بادشاہ ابوجبیلہ کے پاس سے ہو کر آ رہے ہو۔ پھر روبیل کے جواب کا انتظار کئے بغیر اس نے رباح کے چھوٹے بھائی حنوخ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تم انکے ساتھ کیسے آ ملے۔ تمہیں تو ہم یثرب میں چھوڑ کر آئے تھے۔ لگتا ہے ہمارے تعاقب سے تم انہیں مطلع کرنے نکلے تھے۔ اچھا ہوا ان کے ساتھ ساتھ ہم تمہارا سر بھی کاٹ کر لے جائیں گے۔

روبیل جو ابھی تک ان چھ سواروں کو چیلنج بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا اپنے پورے غضب اور بھرپور غراہٹ میں انکے سرخیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو۔ ہمارا تعاقب کرنے والے شیطان فتیون کے گماشتو۔ میں اس گروہ کا سرکردہ ہوں۔ تم نے اگر کوئی بات کرنی ہے تو مجھ سے کرو۔ اگر میرے کسی ساتھی کے ساتھ تم نے بے ہودہ گفتگو اور بدکلامی کی تو سن رکھو تمہاری زبان کاٹ کر میں تمہاری ہتھیلی پر رکھ دوں گا۔ میں جانتا ہوں تم سب کس قدر بہادر اور شجاع ہو۔ آگے بڑھو میں تم سب کو اکیلا مقابلہ کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

اگر اس تپتے صحرا کے اندر میں تمہارے کس بل نکال کر تمہاری تخریب کی خواہش مانجھ اور دھو نہ ڈالوں تو بنو نجار کا سردار نہیں کم ظرف اور بدذہن کہنا۔ آگے بڑھو۔ آگے بڑھو کہ میں تمہارے سروں سے زندگی کا بوجھ اتار کر تمہیں موت کی خوشخبری اور حشر کی [illegible] ساتھ ہی روبیل نے اپنی ڈھال سنبھال کر تلوار کھینچ لی تھی اور اپنے

سر پر لوہے کا خود خوب جما لیا تھا۔ جبکہ اس کے ساتھیوں نے بھی اپنی تلواریں نکال لیں تھیں۔

روبیل نے اپنے شتر کو مہمیز لگا کر آگے بڑھایا اور اپنی تلوار سونت کر وہ دشمنوں پر حملہ آور ہوا۔ اسکے تینوں ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی یہودیوں پر حملہ آور ہو گئے تھے۔ تپتے صحرا میں تلواروں اور ڈھالوں کے ٹکرانے سے فضاؤں کا سکون درہم برہم ہو گیا تھا۔ یہودی شروع میں بڑھ چڑھ کر حملہ آور ہونے لگے تھے لیکن جلد ہی روبیل اپنی کاری اور خوفناک ضربوں سے اور یہودا اور رباح حنوخ اپنے حملوں کی تیزی اور سرعت سے یہودیوں کے حواس پر طاری اور بھاری ہونے لگے تھے۔

یہودی زیادہ دیر تک ان چاروں کے سامنے جم کر نہ لڑ سکے تھے کیونکہ لڑائی میں روبیل نے ان کے خلاف اپنی تلوار اور ڈھال سے طوفان کھڑا کر دیا تھا۔ اس کا اونٹ بار بار پینترے بدل بدل کر اسے یہودیوں پر مناسب رخ بہترین حملے کرنے کے مواقع فراہم کر رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر کی کشمکش کے بعد تین یہودی روبیل کی تلوار کا شکار ہو گئے تھے ایک کو اس کے بھائی یہودا نے قتل کر دیا اور باقی دو رباح اور حنوخ دونوں بھائیوں نے مل کر ٹھکانے لگا دیئے تھے۔

یہ ساری کاروائی مکمل کرنے کے بعد روبیل کے چہرے پہ ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ ایک زہریلی جست کے ساتھ اپنے اونٹ سے صحرا کی ریت پر کودا اپنی خون آلود تلوار کو گرم گرم ریت پر رگڑ کر صاف کرنے لگا تھا۔ اس کے تینوں ساتھی بھی اپنے اونٹوں سے اتر کر اپنے ہتھیار صاف کر رہے تھے۔ پھر روبیل اپنی تلوار دوبارہ اپنے نیام میں ڈالتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

میرے باجبروت ساتھیو! آؤ ان مرنے والے سارے یہودیوں کو ریت میں دفن کر دیں تاکہ کسی کو ان کے قتل کا علم نہ ہو اور ان کے اونٹوں کو لے کر یہاں سے کوچ کر جائیں۔ اس کے تینوں ساتھی اس کے ساتھ فوراً حرکت میں آئے۔ یہودیوں کی لاشوں کو انہوں نے ریت میں دفن کر دیا پھر ان کے اونٹوں کی نکیلیں اپنے کجاووں سے باندھ کر وہ وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔

فدک شہر میں آ کر انہوں نے یہودیوں کے اونٹوں کو بیچ کر ان کی رقم آپس میں تقسیم کر لی تھی اور دوبارہ وہ کہیں رکے اور قیام کئے بغیر آگے بڑھتے رہے حتیٰ کہ وہ خیبر سے باہر ایک ایسے چوراہے پہ آ کھڑے ہوئے جہاں سے ایک راستہ شمال مغرب کی طرف نکل کر مدائن صالح سے ہوتا ہوا تبوک کی طرف نکل گیا تھا۔ دوسرا راستہ بائیں ہاتھ نجد کی طرف

سے ہوتا ہوا ہزیل وہاں سے طائف اور پھر مکہ کی طرف چلا گیا تھا اور دومتہ الجندل اور وادی القریٰ سے آنے والی جس شاہراہ پہ وہ سفر کر رہے تھے وہ اب سیدھی یثرب کی طرف چلی گئی تھی۔

اس موقع پر روبیل نے حنوخ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا حنوخ تم یہاں سے سیدھے یثرب چلے جاؤ کسی سے یہودیوں کے ساتھ ہمارے ٹکراؤ کا ذکر نہ کرنا ہم تینوں یہاں سے مکہ کا رخ کریں گے اور وہاں کعبہ کا طواف کر کے یثرب لوٹ آئیں گے اب تم یہاں سے کوچ کر جاؤ اور سنو ہمارے متعلق فکرمند نہ ہونا۔

روبیل کے کہنے پر حنوخ اپنے اونٹ کو مہمیز لگا کر سیدھا آگے بڑھ گیا جبکہ روبیل' یہودا اور رباح بائیں طرف مڑ گئے۔ طوفانی انداز میں وہ تینوں سفر کرتے ہوئے نجد' ہذیل اور طائف سے ہوتے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے وہاں انہوں نے طواف کیا اور دوبارہ وہ مکہ سے یثرب کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

یثرب میں داخل ہونے کے بعد روبیل اپنے بھائی اور اپنے دوست کے ساتھ شہر کے جنوب مشرقی حصہ میں بنو قینقاع کے محلّے سے گزرتا ہوا اپنے قبیلہ بنو نجار کے محلے کی طرف جا رہا تھا کہ ایک سوار اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا ان تینوں کے قریب آیا اور روبیل کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

بنو نجار کے سردار تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو یثرب شہر کے سردار **فتیون** نے طلب کیا ہے۔ اس نے تمہیں کیوں طلب کیا ہے یہ میں نہیں جانتا بہرحال اسے تمہارے یثرب شہر میں داخل ہونے کی خبر ہو گئی ہے اور جونہی اسے خبر ملی کہ تم شہر میں داخل ہو گئے ہو اس نے مجھے روانہ کیا تاکہ میں تمہیں بلا کر اس کے پاس لے جاؤں۔ روبیل نے اس سوار سے کچھ بھی نہ کہا بس وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چپ چاپ اس کے ساتھ ہو گیا تھا۔

بنو قینقاع اور بنو نضیر کے قلعوں کے درمیانی حصہ میں جو ایک کھلی اور وسیع جگہ تھی وہاں ایک شاہ نشین پر یثرب کا سردار **فتیون** بیٹھا تھا۔ اس کے ارد گرد اس کے کئی مسلح محافظ بھی تھے۔ عمر کے لحاظ سے **فتیون** ۴۰ (چالیس) برس کے قریب ہو گا۔ قد خوب دراز تھا۔ جسم بھاری' چہرہ پر خشخشی داڑھی تھی اور سر کے بال خوب لمبے ہو کر گردن سے نیچے چلے گئے تھے۔

روبیل، یہودا اور رباح تینوں فتیون کے قریب آ کر اپنے اونٹوں سے نیچے اترے پھر وہ تینوں آگے بڑھے اور فطیون کے قریب آ کر روبیل نے پوچھا۔ فتیون! کیا تم نے مجھے طلب کیا ہے فتیون منہ سے کچھ نہ بولا تاہم وہ بڑے غور اور بڑی دلچسپی سے روبیل کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ اتنے میں بنو قرینظہ کے محلے کی طرف سے فتیون کا چھوٹا بھائی لابان اور اس کا چچا زاد بھائی تقیم دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے قریب آئے اور فطیون کے پہلو میں آ کھڑے ہو گئے تھے۔ فطیون تھوڑی دیر تک بڑے غور سے روبیل کو دیکھتا رہا پھر پوچھا۔

بنو نجار کا سردار یثرب سے باہر اتنے روز کہاں رہا۔ میں نے مالک بن عجلان سے تمہارے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ تم طواف کعبہ کو اپنے بھائی یہودا اور رباح کے ساتھ گئے ہوئے ہو۔ لیکن دیکھو تمہاری غیر موجودگی میں کچھ لوگوں نے مجھے شکوک اور وسوسات میں ڈالا کہ تم مکہ کے بہانے بنو غسان کی طرف میرے خلاف کسی مہم کے سلسلہ میں گئے ہوئے ہو۔

فطیون کے خاموش ہو جانے کے بعد روبیل تھوڑی دیر تک اسے گہری نگاہوں سے دیکھتا رہا اس دوران اس نے اپنے آپ کو پوری طرح سنبھال لیا۔ چہرے پر بشاشت اور شائستگی بکھیر لی پھر وہ بڑی پرسکون آواز میں بولا اور فطیون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

روبیل بن حماد جو کہتا ہے وہی کرتا ہے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ابھی ابھی طواف کعبہ سے لوٹ کر شہر میں داخل ہوا ہوں۔ اگر تمہیں شک ہو کہ میں بنو نجار کا سردار جھوٹ کہتا ہوں اور یہ کہ میں طواف کعبہ کے بجائے بنو غسان کی طرف سے ہو کے آیا ہوں تو دیکھ فطیون تو اپنے چند ساتھیوں کو میرے ساتھ مکہ روانہ کر کعبہ کا متولی گواہی دے گا کہ میں طواف کعبہ کر کے لوٹا ہوں۔ کیونکہ طواف کے دوران میں متولی سے ملا تھا اور اس کے ساتھ بیٹھ کر باتیں بھی کرتا رہا تھا۔

روبیل کے اس جواب پر فطیون نے تھوڑی دیر تک کچھ سوچا ایک بار اس نے بڑی غور اور انہماک سے یہودا اور رباح کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔ کمال ہے میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا تمہاری باتوں نے مجھے ششں و پنج اور ایک طرح کے ہیجان میں ڈال کر رکھ دیا ہے۔ روبیل پھر بولا اور پوچھنے لگا۔

دیکھ فطیون وہ کون لوگ ہیں جو میرے خلاف تمہیں اکساتے ہیں کیا وہ ایسا کر کے یثرب کے ماحول کو مکدر اور یہاں کی فضاؤں کو متعفن نہیں بنا رہے وہ ہمارے درمیان بے تعلقی اور فتنہ اور فساد کی بساط بچھانا چاہتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو فطیون جان لو یثرب، یثرب نہ رہے گا۔ ایسے لوگوں کے غلط الزامات اور بہتان تراشیوں کے سبب یہ شہر دو دھڑوں

میں بٹ کر جنگ کا میدان بن جائے گا اور اگر ایسا ہوا تو فطیون میں تمہیں یقین دلاتا ہوں اس روز نہ کسی کی امارت رہے گی نہ کسی کا جان و مال محفوظ رہ سکے گا۔ کیا اب بھی فطیون تم اعتبار نہیں کرتے کہ میں طواف کعبہ سے لوٹا ہوں۔

روبیل بن حماد کی اس گفتگو کے بعد فطیون کے چہرے پر پھیلی ہوئی بداعتمادی کی جھلک جاتی رہی تھی پھر اس نے خوشی، اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کسی قدر شفقت آمیز اور نرم آواز میں کہنا شروع کیا۔

حماد کے بیٹے جن چھ آدمیوں نے مجھ سے تمہاری شکایت کی تھی میں نے انہیں ہی تمہاری تلاش میں بنو غسان کی طرف روانہ کیا تھا۔ اگر وہ سچے ہوتے تو راستے میں ان سے تمہاری ملاقات ضرور ہوئی ہوتی اور وہ تمہیں پکڑ کر میرے پاس لاتے۔ چونکہ ایسا نہیں ہوا لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ وہ جھوٹے اور سزا کے حق دار ہیں۔ دیکھ بنو نجار کے سردار جب وہ چھ شکایت کرنے والے لوٹیں تو میں تمہارے سامنے اگر ان کی گردنیں نہ کٹواؤں تو فطیون نہیں۔ اب تم جاؤ مجھے بنو نجار کے سردار پر بھروسہ ہے کہ وہ میرے اعتماد کو ٹھیس اور میری شخصیت کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

روبیل، یہودا اور رباح بڑھ کر اپنے اونٹوں پر سوار ہوئے اور وہاں سے چلے گئے۔ جب وہ تینوں بنو نجار کے محلّے کے قریب آئے تو روبیل نے اپنے چھوٹے بھائی یہودا اور اپنے دوست رباح سے کہا۔ تم دونوں گھر جاؤ میں مالک بن عجلان سے مل کر آتا ہوں۔ یہودا اور رباح بائیں طرف مڑ کر اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے گئے جبکہ روبیل اپنے اونٹ کو ایڑھ لگا کر دائیں طرف مڑ چکا تھا۔

اپنے اونٹ کو ہانکتا ہوا روبیل سیدھا اس طرف آیا جہاں یمن کے عرب بادشاہ تبان اسعد نے نبی اکرم کیلئے محل بنا رکھا تھا اس محل کے عین سامنے اس نے اپنے اونٹ کو روکا۔ نیچے کود کر اس نے مہار کی رسی اونٹ کے گھٹنے پر مارتے ہوئے اسے زمین پر بٹھا دیا اور وہ خود محل میں داخل ہوا۔ سامنے ہی محل کا بوڑھا متولی حوارین کھڑا تھا۔ روبیل کو دیکھتے ہی حوارین کے چہرہ پر بشاشت اور خوشی پھیل گئی اور اس نے ایک پدرانہ شفقت میں اپنے دونوں بازو پھیلا دیئے تھے۔

روبیل آگے بڑھا اور بوڑھے حوارین کے گلے لگ گیا تھا۔ اس سے رازدارانہ سرگوشیاں کرتے ہوئے پوچھا تھا۔ حماد کے بیٹے کیا بنو غسان کے بادشاہ جبیلہ سے تمہاری ملاقات ہوئی اس پر روبیل نے بھی بڑی رازداری سے کہا۔ حوارین میں بنو غسان کے بادشاہ ابو جبیلہ سے مل کر آ رہا ہوں۔ حوارین نے بڑے تجسس بڑی چاہت میں پوچھا پھر ابو جبیلہ نے تم سے کیا

کہا۔ اس پر روبیل نے ویسی ہی مدھم مگر مایوس کن آواز میں کہا۔ دیکھ حوارین اس نے میرا کہا نہیں مانا وہ کہتا ہے کہ مدد کی درخواست اوس و خزرج کا سردار مالک بن عجلان خود لے کر آئے تا کہ اسے بھروسہ ہو کہ اگر فطیون کے خلاف جنگ ہوتی ہے تو اوس اور خزرج پوری طرح اس کا ساتھ دیں گے۔

اس پر حوارین علیحدہ ہوا اور روبیل کا بازو پکڑ کر محل کے ایک کمرے کی طرف لے جاتے ہوئے اس نے افسردگی اور مایوسی سے کہا آہ! ہمیں ناکامی ہوئی ہے لیکن ایک وقت ضرور آئے گا کہ ہم ایک نبی کو ماننے والے ضرور کامیاب ہوں گے۔ دیکھ روبیل گو ظاہری طور پر میں یہودی ہوں پر باطنی سے میں یہودی نہیں رہا کہ اب ہمارا مذہب وہی ہے جس کی تلقین ہمارا صحرائی رسول کرے گا۔ اللہ کرے وہ ہماری زندگی ہی میں مکہ سے ظاہر ہو اور ہم اس پر ایمان لا کر اس کی خدمت کر سکیں۔

روبیل نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔ اس پر ایمان تو ہم اب بھی لا چکے ہیں۔ اس پر حوارین نے معذرت طلب لہجہ میں کہا ہاں میں نے غلط کہا میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ تمہارا کہنا درست ہے ہم تو ابھی سے ہی اس آنے والے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔

دونوں محل کے ایک کمرے میں داخل ہوئے یہ وہی کمرہ تھا جس کے اندر چاندی کا ایک صندوق رکھا گیا تھا۔ تبان اسعد نے نبی اکرمؐ کے نام کوئی پیغام اور تحریر لکھ رکھی تھی۔ اس تحریر کو کسی نے کھول کر پڑھا نہ تھا بلکہ یہ نسل در نسل ایک دوسرے کے حوالہ ہوتی جا رہی تھی روبیل آگے بڑھ کا اس صندوق کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔

صندوق کے سامنے والے حصہ پر یمن کے بادشاہ تبان اسعد کے عربی اشعار کندہ تھے جن کا ترجمہ کچھ یوں بنتا تھا۔

"میں گواہی دیتا ہوں بیشک احمد اللہ کے رسول برحق ہیں اگر میری عمر نے وفا کی اور میں ان کی آمد تک زندہ رہا تو میں ضرور ان کا معین و مددگار بنو گا"۔

روبیل تھوڑی دیر تک ایک عجیب سے پاکیزہ جذبہ کے تحت چاندی کے اس صندوق پر ہاتھ پھیرتا رہا پھر اس نے حوارین کی طرف دیکھ کر کہا۔ بزرگ حوارین کیا تم میرے لئے آج اس صندوق کو نہ کھولو گے کہ میں اس کے اندر رکھی کتاب پر ہاتھ رکھ کر اپنے رب کے حضور دعا مانگ سکوں۔

روبیل کے اس استفسار پر حوارین کے چہرے پر خوشگوار اور شفیقانہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر حوارین نے اپنی جیب سے ایک چابی نکالی اور آگے بڑھ کر اس نے صندوق کھول دیا۔ روبیل نے صندوق کے اندر رکھی چمڑے کے چند اوراق پر مشتمل کتاب

کو ایک طویل بوسہ دیا۔ اس کے بعد دوبارہ اس نے اس چرمی کتاب کو لکڑی کے اس صندوق میں رکھ دیا۔ پھر کھلے صندوق کے سامنے بیٹھ کر روبیل بن حماد ایک وجد اور ایک انوکھے التجائی و آتشیں انداز میں دعا مانگ رہا تھا۔

"اے زمین اور آسمان کے پیدا کرنے والے یثرب جو آنے والے نبی کا دارالہجرت ہے اس پر گناہوں کی راتیں اپنی پوری تاریکیوں کے ساتھ نزول کر رہی ہیں۔ یہاں کی فضا جس کے مقدر میں کبھی مقدس ہونا لکھا ہے۔ اس کے اندر بے کراں عصانوں اور بے شمار فضاؤں کا سرسام اور طوفان برپا ہو گیا ہے۔

روبیل کے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھے تھے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے وہ دعا مانگ رہا تھا۔

اے خداوند۔ فطیون اس شہر یثرب میں ایک خون آشام بھیڑیئے کی صورت میں یثرب پر حاوی ہے اس کے پاس قوت اور دولت ہے میں اس کے خلاف انفرادی جنگ تو کر سکتا ہوں پر اس کی گندی فطرت نہیں بدل سکتا۔ تو اپنے آنے والے نبی کے طفیل یثرب کو گناہوں سے بچا۔ اور ہم جو اس پر ایمان لا چکے ہیں ان کی عزتوں اور عصمتوں کو محفوظ رکھ۔

اے خداوند تو ہی لبوں کی نطق آزادی کی صبح کے ساتروں کو تازہ معنویت عطا کرتا ہے۔ اے ارض و سما کے خالق تو ہی ذہنوں میں تصورات کی دھنک سوچوں میں حقائق کا اثر پیدا کرتا ہے۔ اے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے تو ہی تیرہ و تار دماغوں کو ضیا بخشتا ہے۔ تو ہی زوال و انحطاط کے کھنڈرات میں تاریخ انسانی کے نئے دور کا آغاز کرتا ہے۔

اے خداوند یثرب شہر میں یہ فطیون تشدد اور بے حیائی کا راکھشش بنا ہوا ہے۔ اسکی فتنہ انگیزی اس کی شہوت پسندی اس کی ریاکاری اس کی دروغ گوئی میں اوس و خزرج کے یہ عرب قبیلے تیرگی کی گود میں ہاتھ بندھی خوشبو' دکھ کے کہرام میں لفظوں سے بچھڑنے والے معانی خوف کے لمحات میں قبروں کے کتبات۔ اضطراب کے اسباب میں غم کی ٹوٹی چٹانوں' بھنور کی سی زندگی بسر کرتے رہیں گے۔ میرے اللہ یثرب کے عرب کب تک بد نصیبی کے سایوں اور الم ناک گھٹن جیسی زندگی سے دوچار رہیں گے۔ خداوند تو یثرب کے عربوں کو بادلوں کی بلندی' ہوا کی شہزوری' کوہستانوں کی سنگینی عطا کر کہ یہ اپنی تقدیر میں دکھ کے نئے نصیب میں راکھ کو سمیٹ کر یثرب کے یہودیوں کے سامنے طاقت کی دیوار بن کر کھڑے ہو جائیں۔ اے خدائے لم یزل! مایوسیوں کی لہروں' آندھیوں کے تھپیڑوں میں

یثرب کے عربوں کے بھٹکے ہوئے قافلوں کو نشان منزل عطا فرما"۔

دعا ختم کرنے کے بعد روبیل اپنی عبا کی کھلی آستینوں سے آنسو پوچھتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ اس نے جب مڑ کر دیکھا تو اس کے پیچھے بوڑھا حوارین کھڑا تھا اس حالت میں کہ اس کے ہاتھ چھاتی پر بندھے تھے آنکھیں بند تھیں اور اس کے آنسو بہہ رہے تھے۔

روبیل نے ڈوبتی اور دل فگار سی آواز میں حوارین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ میرے محترم صندوق بند کر دو۔ میں اب اوس و خزرج کے سردار مالک بن عجلان کے پاس جاتا ہوں۔ روبیل کے ان الفاظ پر حوارین چونکا۔ اپنے آنسو اس نے پونچھے۔ پہلے نیچے بیٹھ کر اس نے صندوق بند کیا۔ روبیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ میں تیری کامیابی کامرانی کی دعا کرتا ہوں۔ حوارین کے ان الفاظ پر روبیل کے چہرے پر ہلکی ہلکی آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا تبعاں کے محل سے باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ایک خوبصورت اور خوشنما مکان کے سامنے روبیل نے اپنے اونٹ کو پھر روک لیا۔ وہ نیچے اترا آگے بڑھ کر مکان کے دروازے پر دستک دی۔ تھوڑی دیر بعد ایک انتہائی خوبصورت پرکشش اور اعلیٰ شخصیت نوجوان اور دلکش لڑکی نے دروازہ کھولا۔ روبیل نے اسے دیکھتے ہی مخاطب کیا اور کہا تنفورا کیا تمہارا بھائی اندر ہے۔

وہ لڑکی جس کا نام تنفورا لے کر پکارا گیا تھا۔ ذرا سی مسکرائی پھر دلنشیں لہجے میں اس نے کہا اخی تو اندر ہی ہے۔ پر تم کعبہ کے طواف کو گئے تھے کب لوٹے ہو۔ جواب میں روبیل بڑی نرمی میں کہنے لگا میں آج ہی کعبے کے طواف سے لوٹا ہوں۔ ذرا اپنے بھائی کو باہر بلاؤ مجھے اس سے کچھ کہنا ہے۔

اس پر تنفورا نے دروازہ پورا کھول دیا تھا اور ایک طرف ہٹتی ہوئی کہنے لگی۔ روبیل یہ تم آج اجنبیوں جیسی گفتگو کیوں کر رہے ہو۔ تمہارے الفاظ سے لگتا ہے جیسے پہلی بار اس گھر میں آئے ہو۔ دیکھو بنو نجار کے سردار یہ گھر تمہارا اپنا ہی ہے۔ بلا جھجک اندر آؤ۔ مردان خانے میں بیٹھو۔ میں بھائی کو بلاتی ہوں۔

روبیل مسکراتا ہوا مکان میں داخل ہوا۔ تنفورا نے اسے دیوان خانے میں بٹھایا اور خود اپنے بھائی کو بلانے چلی گئی تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد تنفورہ واپس آئی اس کے ساتھ اس کا بھائی اور اوس و خزرج کا سردار مالک بن عجلان بھی تھا۔ روبیل نے اٹھ کر اس سے مصافحہ کیا جواب میں مالک نے مسکراتے ہوئے پوچھا تم مکہ سے کب لوٹے ہو۔ اس پر روبیل دوبارہ اپنی نشست پر بیٹھتے ہوئے کہنے لگا۔

میں ابھی ابھی مکہ سے لوٹا ہوں۔ ابھی اپنے گھر بھی نہیں گیا۔ ایک انتہائی ضروری کام

سے سیدھا تمہاری طرف نکل آیا ہوں۔ مالک اور تنفورہ دونوں اس کے سامنے بیٹھ گئے۔ مالک نے کسی قدر تجسس اور جستجو میں پوچھا تمہیں ایسا کون سا کام آن پڑا ہے جس کی وجہ سے تم پہلے گھر جانے کے بجائے سیدھے میری طرف چلے آئے ہو۔

روبیل نے بالغانہ اور مدبرانہ لہجے میں کہا۔ دیکھ عجلان کے بیٹے کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم بنوغسان کے بادشاہ ابو جبیلہ کے پاس مدد کی درخواست لے کر جاؤ کہ وہ اپنی قوت استعمال کر کے ہمیں فتیون کی لعنت سے نجات دلائے۔

روبیل کی اس گفتگو کے جواب میں مالک بن عجلان نے چوکنا ہو کر کہا۔ دیکھ روبیل میرے بھائی ایسا کوئی خیال بھی اپنے دل میں نہ لانا۔ اگر فتیون کو علم ہو گیا کہ ہم اس سے متعلق کیسے خیالات رکھتے ہیں تو وہ یثرب میں عربوں کا جینا محال ہی نہیں ناممکن کر دے گا۔ میں جانتا ہوں تم جذباتی اور شجاع ہو اس کے باوجود حماد کے بیٹے میں تمہیں تاکید کروں گا کہ خاموشی سے جس طرح وقت گزر رہا ہے گزارتے رہو۔

دیکھ روبیل میرے بھائی ہم فتیون کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس کے خلاف کسی بھی سازش کی ابتداء ہماری زندگیوں کی انتہا ہو گی وہ ہر چیز برداشت کر لے گا لیکن اپنی ذات اور اپنے افعال کے خلاف بغاوت اور کوئی سرکشی اسے جھونکے سے طوفان اور چنگاری سے شعلہ بنانے کے لئے کافی ثابت ہو گی لہٰذا میرا تم کو مخلصانہ مشورہ یہی ہے کہ بس جو کچھ اس یثرب شہر میں ہو رہا ہے وہ دیکھتے رہو اس کے خلاف کچھ مت کہو بس اپنے ہونٹ سی لو۔

مالک بن عجلان کی اس گفتگو کے جواب میں روبیل کے چہرے پر ناپسندیگی، غضبناکی اور ناراضگی کے آثار نمودار ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر خاموش رہ کر سوچتا رہا پھر وہ فیصلہ کن انداز میں بولا۔ اور مالک بن عجلان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ عجلان کے بیٹے میں بنو غسان کے بادشاہ ابو جبیلہ کے پاس ہو کر آ رہا ہوں۔ میں نے اس سے ملاقات کی اور اسے یثرب کے پورے حالات سناتے ہوئے اسے یثرب پر حملہ آور ہو کر اسے فتیون اور اس کے یہودی ساتھیوں کا خاتمہ کرنے کی التماس کی پر جواب میں اس نے مجھے کہا کہ اوس و خزرج کا سردار یہ درخواست لے کر آئے تو میں ضرور یثرب کے عربوں کی یہودیوں کے خلاف مدد کروں گا۔

روبیل کے اس انکشاف پر مالک بن عجلان کا چہرہ اتر گیا تھا اس کا رنگ پیلا ہو گیا تھا وہ بڑی مایوسی اور لرزتی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔ دیکھ حماد کے بیٹے یہ تو نے بہت برا کیا۔ اگر فتیون کے کانوں میں تمہارے اس معاملے کی بھنک بھی پڑ گئی تو یاد رکھو وہ صرف تمہیں ہی

نہیں بلکہ یثرب کے سارے عربوں کو نقصان پہونچا کر رہے گا۔ لہٰذا میرا تمہارے لئے مخلصانہ مشورہ ہے کہ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ اپنی زبان سی لو۔ مجھ سے تم نے ذکر کر دیا ہے کہ تم بنوغسان کے بادشاہ ابو جبیلہ کے پاس فتیون کے خلاف درخواست لے کر گئے تھے پر یہ ذکر کسی اور سے مت کرنا ورنہ فتیون کو اس کی خبر ہو جائے گی اور وہ ایک طوفان کھڑا کر دے گا۔ اس پر روبیل انتہائی تلخ لہجے میں کہنے لگا۔

دیکھ مالک بن عجلان میرے ساتھ اوس و خزرج کے سردار کی حیثیت سے بات کرو۔ اور میں یثرب شہر میں عربوں کے سردار سے پوچھتا ہوں کہ فتیون کی صورت میں یہ تباہی کب سمٹے گی۔ کب یہ شورش و فغاں تھمے گی۔ کیا اس وقت؟ جب عربوں کا سارا دامن خون میں ڈوب جائے گا ذہنی رشتے بکھر جائیں گے اور ہماری مساعی میں کوئی ربط کوئی قاعدہ کوئی ضابطہ نہ رہے گا۔

عجلان کے بیٹے قسمت کے معبد میں کھڑے ہو کر اپنی قوم کے لئے صبح آزادی کی تمہید نہ باندھو۔ فتیون ہماری روحوں کا قاتل ہے اور اس کے لئے ایک غیرفانی عمل شروع کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر تم ابو جبیلہ کے پاس نہیں جا سکتے تو آؤ اوس و خزرج کو مسلح کریں اور یثرب میں ظلم کے دوزخ اور مکر کے اس محافظ کو ہم خود ٹھکانے لگا دیں اور دیکھ عجلان کے بیٹے اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو پھر مجھے ہی مصلوب کر دو۔

یاد رکھو مالک بن عجلان۔ یہودی صرف خنجر کی زبان سمجھتے ہیں اور ان کے شعور کو بیدار کرتے ہوئے ہمیں ایک نہ ایک روز اپنے خنجر کو بے نیام کرنا ہی ہو گا۔ کیوں نا اس کی ابتدا ابھی سے کر دیں۔ اس وقت کی ابتدا سے کیا حاصل جب عربوں کی ساری لڑکیاں بے آبرو اور داغدار ہو چکی ہوں گی۔

یہاں تک کہنے کے بعد روبیل جب خاموش ہوا تو مالک بن عجلان کی بہن قنطورہ حرکت میں آئی اور وہ روبیل کی تائید کرتے ہوئے اپنے بھائی سے کہنے لگی۔ میرے بھائی روبیل ٹھیک کہتا ہے۔ ہمیں فتیون کے خلاف ضرور کسی عمل کی ابتدا کر لینی چاہئے۔ ورنہ وہ دن بدن شیر ہوتا جائے گا اور عرب اس کے سامنے بے بس اور لاچار لومڑی کا ایک کردار ادا کرتے رہیں گے۔

مالک بن عجلان نے روبیل اور اپنی بہن قنطورہ دونوں کے خیالات کو جھٹلاتے ہوئے کہا تم دونوں کا فیصلہ جذباتی ہے۔ ہم میں اتنی سکت نہیں کہ ہم فتیون کی قوت کا مقابلہ کر سکیں۔ روبیل میرے بھائی یہ تمہیں مکہ سے لوٹتے ہوئے کیا ہو گیا کہ تم سرکشی اور بغاوت کی باتیں کرنے سیدھے میرے پاس چلے آئے ہو۔ گھر جاؤ تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔

تمہاری ماں اور تمہاری بہن انتظار کر رہی ہوں گی۔

روبیل مالک بن عجلان کی اس گفتگو سے چراغ پا سا ہو کر اٹھ کھڑا ہوا پھر وہ کھولتے ہوئے لہجے میں کہنے لگا۔ دیکھ عجلان کے بیٹے یہ عرب لڑکیوں کی بے آبروئی اگر تو برداشت کر سکتا ہے تو کرتا رہ۔ میں اس بے حمیتی کو زیادہ عرصہ برداشت نہ کروں گا اور اگر تم نے فتیون کے خلاف مصلحت کی عبا اتار کر کوئی عملی قدم نہ اٹھایا تو یاد رکھ عجلان کے بیٹے میں خود ہی اس فتیون کے خلاف حرکت میں آؤں گا اور اس کے لئے زہریلا خنجر بن کر رہوں گا۔ اس کے ساتھ ہی روبیل غصے میں پیر پٹختا ہوا مالک بن عجلان کے دیوان خانے سے نکلا اپنے اونٹ پر سوار ہو کر اپنے گھر کی طرف جا رہا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد روبیل اپنے گھر میں داخل ہوا اس کی بارہ سالہ بہن زرعہ اسے دیکھتے ہی بھاگ کر اسے لپٹ گئی تھی جبکہ اس کی ماں نے اسے اپنے ساتھ لپٹا کر پیار کر لیا تھا۔ اس کا چھوٹا بھائی اس کے اونٹ کی مہار پکڑ کر اصطبل کی طرف لے گیا تھا جبکہ اس کی بوڑھی ماں زمران اس کا ہاتھ تھام کر پیار بھرے شکوے میں کہہ رہی تھی۔

تم کہاں رک گئے تھے میرے بیٹے میرے بچے۔ یہودا کہہ رہا تھا کہ تم مالک بن عجلان کے پاس گئے ہو۔ سیدھا گھر آنے کے بجائے اس کے پاس جانے کی کیا ضرورت پیش آ گئی تھی۔ تمہارے انتظار میں تمہارے بھائی نے ابھی تک کھانا بھی نہیں کھایا۔

روبیل نے ماں کو ٹالتے ہوئے کہا بس ایک ضروری کام سے مالک کے پاس چلا گیا تھا ماں۔ کوئی ایسی خاص بات نہیں۔ مجھے بس بھوک لگی ہے مجھے کھانا دو۔ ماں اسے پکڑ کر اندر لے گئی اتنی دیر تک یہودا بھی اونٹ کو اصطبل میں باندھ آیا تھا۔ پھر وہ چاروں اکٹھے بیٹھ کھانا کھا رہے تھے۔

○

یثرب کے شمال مغرب میں وادی عتیق کے اندر اور بیر رومہ کے آس پاس ہر سال فنون سپہ گری کا ایک میلہ سا لگا کرتا تھا۔ بیر رومہ وادی عتیق میں یثرب سے تین میل کے فاصلے پر ہے (یہ وہی کنواں ہے جس کا پانی شیریں تھا اور جسے سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین نے بیس ہزار درہم میں اس کے یہودی مالک سے خرید کر وقف عام کر دیا تھا۔ بعد میں یہی کنواں بیر عثمان کے نام سے موسوم کیا گیا۔)

وادی عتیق کے اندر یہ میلہ کئی روز تک جاری رہتا تھا۔ اس میں یثرب کے مانے ہوئے تیغ زن گھڑسوار، تیر انداز، نیزہ باز اور پہلوانی کے علاوہ ایسے ہی دوسرے فنون کے

ماہرین اپنی طاقت، شہزوری اور فن کا مظاہرہ کیا کرتے تھے۔ یہ سارے مقابلے فتیون کی نگرانی میں ہوتے تھے اور میلے پر اٹھنے والے اخراجات بھی فتیون ہی برداشت کرتا تھا۔

اس سال کے میلے سے چند یوم قبل فتیون نے یہودی قبائل کے تمام سرداروں کی ایک خفیہ مجلس اپنی حویلی میں منعقد کی۔ جب یہود کے قبائل بنو ہنگہ۔ بنو زرعہ۔ بنو قریظہ۔ بنو ثعلبہ۔ بنو یزید۔ بنو نضیر۔ بنو قینقاع۔ بنو عوف اور بنو عصص کے سردار فتیون کے سامنے آکر بیٹھ گئے تب فتیون نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

میرے حریت پسند ساتھیو۔ تم عرب سرداروں میں سب سے زیادہ اپنے لئے کسے خطرناک خیال کرتے ہو۔ کئی قبائل کے سرداروں نے یک زبان ہو کر کہا۔ عربوں میں سب سے زیادہ خطرناک بونجار کا سردار روبیل بن حماد ہے۔

فتیون نے خواب انگیزی کی سی حالت میں کہا۔ روبیل بن حماد کا خاتمہ کر دیا جائے تو عربوں میں کوئی اور سردار ہے جو ہمارے خلاف سر اٹھا کر بغاوت کھڑی کر سکے۔ اس پر ایک سردار بولا اور کہنے لگا۔ ہرگز نہیں۔ فتیون نے پھر رازداری میں کہا۔

سنو میرے ساتھیو۔ چند یوم تک وادی عتیق میں میلہ لگے گا۔ اس میلے میں آج تک کبھی قبائل کے سرداروں کا آپس میں مقابلہ نہیں ہوا اس بار میں یہ رسم بھی ڈالوں گا اور یہ بھی اعلان ہو گا کہ مقابلے میں جو بھی اپنے حریف کو جان سے مار دے اس پر قصاص واجب نہ ہو گا۔ کیا تم میں سے کوئی ایسا سردار ہے جو روبیل بن حماد سے مقابلہ کر کے اسے موت کے گھاٹ اتار سکے۔

بنو یحدل کے قوی ہیکل جواں سال سردار قرزک نے کھولتے لہجے میں کہا میں روبیل کو مقابلے کے دوران موت کے گھاٹ اتار دوں گا وہ کوئی ایسا تیغ زن نہیں جسے زیر نہ کیا جا سکے۔ وادی عتیق کے اندر میں اس کے جسم کو ٹکڑوں میں کاٹ کر صحرا کی ریت کو خون آلودہ کر دوں گا۔ اگر میں ایسا نہ کر سکا تو دیکھ فتیون میں اپنے قبیلے کی سرداری سے دست بردار ہو جاؤں گا۔

فتیون نے توصیفی انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا میں تمہارے جذبے کی قدر کرتا ہوں۔ سنو جب عام لوگوں کے مقابلے ہو رہے ہوں کہ تم مسلح ہو کر میدان میں اترنا اور یثرب کے سارے قبائل کے سرداروں کو مقابلے کے لئے پکارنا۔ ظاہر ہے ہمارے سرداروں میں سے کوئی بھی باہر نہ آئے گا جو بھی مقابلے پر آیا۔ وہ عربوں ہی میں سے ہو گا۔ روبیل کے علاوہ کوئی دوسرا شاید میدان میں اترنے کی کوشش نہ کرے گا اور جب روبیل میدان میں اترے تو تم اس سے مقابلہ کر کے اور اسے اپنے سامنے زیر و مغلوب کر

کے اس کی گردن کاٹ کر رکھ دینا۔

یہاں تک کہنے کے بعد فتیون تھوڑی دیر کیلئے رکا۔ پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ سنو میرے ساتھیو یاد رکھو۔ جس روز بھی عربوں نے ہمارے خلاف سرکشی اور بغاوت کی وہ روبیل بن حماد کی سرکردگی میں ہو گی۔ اسے دوسری طرح بھی قتل کیا جا سکتا ہے مگر ایسی صورت میں ہمارے لئے خطرات اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اوس و خزرج یثرب کے اطراف میں پھیلے ہوئے ہیں۔ عرب قبائل بنو سلیم۔ بنو زبیدہ۔ بنو اسد۔ بنو سعد۔ بنو غفان کو ساتھ ملا کر یہ ہمارے لئے خطرات بھی پیدا کر سکتے ہیں۔

یاد رکھو جس روز عرب قبائل آپس میں متحد ہو گئے اس روز یثرب میں یہودیوں کا آخری دن ہو گا۔ اس لئے میری ایک بات گرہ باندھ کر رکھو عربوں کے ساتھ اپنی طرف سے جنگ کی پہل مت کرو۔ اسی میں ہماری بہتری ہے۔ ظاہری طور پر ان سے برادرانہ اور دوستانہ مراسم رکھو اور اندر ہی اندر ان کے اتحاد اور قوت کی ساری جڑیں ایک ایک کر کے کاٹتے چلے جاؤ۔

میرے ساتھیو۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب رہے تو عرب ابد تک بھی تم پر اپنا غلبہ قائم کرنے میں کامیاب ثابت نہ ہوں گے۔ اب تم جاؤ اور اپنے اپنے قبائل کی طرف سے میلے میں حصہ لینے کی تیاری کرو۔ عرب اکثر ان میلوں میں ہم پر بھاری رہے ہیں۔ اس بار ہم نے اگر روبیل بن حماد کو قتل کر دیا تو آج تک جس قدر ہزیمتیں ہمیں اٹھانی پڑی ہیں ان کا ازالہ ہو جائے گا۔ یہود کے تمام سردار اس کے بعد اٹھے اور فتیون کی حویلی سے نکل گئے تھے۔

○

سرائے کے بٹھیار خانے سے یوناف کھانا کھانے کے بعد اپنے کمرے میں لوٹا ہی تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا۔ یوناف اپنے بستر پر بیٹھ گیا اور پھر وہ بڑی نرم آواز میں ابلیکا کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا ہاں ابلیکا۔ اب تم کیا کہنے والی ہو۔ اس پر ابلیکا نے مسکراہٹوں بھری آواز میں کہنا شروع کیا۔

سنو یوناف۔ یثرب شہر کی اس نواحی سرائے سے کوچ کرنے کی تیاری کرو تاکہ دونوں مل کر عزازیل کے خلاف حرکت میں آئیں۔ اس پر یوناف نے احتجاجی انداز میں کہا۔ اب تمہیں کدھر کوچ کرتا ہے ابلیکا۔ میں تو یہاں قیام کر کے اس فتیون کا انجام دیکھنا چاہتا تھا۔ تم جانتی ہو اس فتیون نے یثرب کے عربوں یعنی اوس و خزرج کے درمیان بدتمیزی بے

حیائی اور شاہوانیت کا ایک بازار گرم کر رکھا ہے۔ میں یہاں اسی سرائے میں قیام کر کے دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے اور اگر عرب اس کے خلاف کامیاب نہ ہو سکے تو میں نے تہیہ کر لیا ہے کہ میں خود حرکت میں آؤں گا اور اس فتیون کو برباد کر کے رکھ دوں گا۔ اس لئے کہ جہاں کہیں بھی بدی پھیلنے کا خطرہ ہوتا ہے ہمیں وہاں نیکی کے نمائندے کی حیثیت سے حرکت میں آنا چاہئے۔ فتیون بھی چونکہ یثرب میں بدی گناہ کے پھیلاؤ کا باعث بن رہا ہے لہٰذا فتیون سے نپٹنا بھی ہم پر فرض بنتا ہے۔ اس پر ابلیکا مٹھاس بھری آواز میں پھر کہنے لگی۔

تمہارا کہنا درست ہے یوناف۔ لیکن اس وقت ہمیں اس سے بھی اہم کام سے برسرپیکار ہونا ہے۔ ہمارے ذمے سب سے پہلا کام عزازیل کے پائیرو کا خاتمہ کرنا ہے۔ دیکھ یوناف۔ پائیرو کو ختم کرنے کا اس وقت انتہائی اور بہترین مناسب موقع ہے اس سے بہتر مناسب موقعہ ہو سکتا ہے پھر کبھی نہ ملے اور دوسرا کام جو ہمارے ذمے لگ گیا ہے وہ یہ کہ اس عزازیل نے قدیم شہر تدمر اور انطاکیہ میں ایک عجیب و غریب انداز میں شرک کی ابتدا کر دی ہے۔ لہٰذا ہمیں پہلے تدمر اور اس کے بعد انطاکیہ شہر میں اس عزازیل کی گندی حرکتوں کے خلاف حرکت میں آ کر وہاں پھیلنے والے شرک کو روکنا ہو گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف نے پوچھا۔

ابلیکا تو یہ کہو کہ پائیرو کو ختم کرنے کا ہمیں بہترین موقعہ کونسا ہاتھ آ رہا ہے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ پائیرو کو ختم کرنا ہمارے اولین فرائض میں شامل ہے پر یہ تو کہو وہ اس وقت کہاں ہے اور اسے کیسے ختم کیا جا سکتا ہے۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

سن یوناف۔ پائیرو کہاں ہے اور اسے کس طرح ختم کیا جا سکتا ہے یہ میں آج تمہیں تفصیل سے بتاتی ہوں۔ سنو غور سے سنو۔ پائیرو اس وقت .علبک شہر کے نواح میں ایک قصبہ ہے نام جس کا الکرک نوح ہے اس قصبے کے باہر کوہستانی سلسلے کے پاس دو قبریں ہیں ان میں سے ایک قبر اللہ کے رسول نوح کی ہے اور دوسری نوح کی بیٹی جبلہ کی ہے۔ انہی قبروں کے قریب اس وقت پائیرو گہری نیند سویا ہوا ہے۔ تم ایسا کرو اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے پائیرو پر چڑھ دوڑو۔ اس کے گرد پہلے حصار کھینچ کر اسے اس کی ساری سری قوتوں اور گزشتہ یادداشت سے محروم کر دو۔ یہ کام تمہیں ہر صورت کرنا ہو گا اس لئے کہ پائیرو اگر جاگ اٹھا تو تم کچھ بھی نہ کر سکو گے۔ اگر تم اس کی یادداشت اور سری قوتوں کو زائل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو پھر اپنی تلوار پر اپنا سری عمل کر کے اپنی تلوار کو پائیرو پر برسانا شروع کر دینا۔

اور دیکھ یوناف۔ پائیرو چونکہ اپنی آواز کھو چکا ہو گا اور اپنی سری قوتوں سے محروم ہو چکا ہو گا لہٰذا وہ اپنے زخموں کو مندمل نہیں کر سکے گا۔ لیکن ان زخموں سے وہ مرے گا بھی نہیں جب تک اسے آگ میں جلا کر نہ رکھ دیا جائے اور میں نے اس کا خاطر خواہ بندوبست کر لیا ہے جہاں اس وقت پائیرو سویا ہوا ہے وہاں کچھ لکڑہاروں نے ڈھیر ساری لکڑیاں جمع کر رکھی ہیں۔ وہ اس طرح کہ وہاں کے گھنے درخت ہیں۔ لکڑہارے لکڑیاں کاٹ کر وہاں کئی کئی ہفتے تک خشک ہونے کو ڈھیر لگا دیتے ہیں۔ لہٰذا جس وقت تم پائیرو کو زخمی کر رہے ہو گے اس وقت میں لکڑیوں کے ڈھیر کو آگ لگا دوں گی۔ پھر جب تم دیکھو کہ پائیرو زخموں سے نڈھال ہوتا جا رہا ہے اور تمہارے خلاف حرکت میں نہیں آ سکتا تو تم اسے اٹھا کر آگ کے الاؤ میں پھینک دینا۔ اس طرح پائیرو کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔

ابلیکا آج تو تم نے میرے علم میں خوب اضافہ کیا ہے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ کہیں اللہ کے رسول نوح اور ان کی بیٹی جبلہ کی بھی قبریں ہیں۔ یہ جو تم نے آج کہا ہے .علبک شہر کے نواح میں الکرک نام کا ایک قصبہ ہے جہاں اللہ کے رسول اور ان کی بیٹی کی قبریں ہیں تو کیا تم نے خود ان باپ بیٹی کی قبروں کو دیکھا ہے اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

ہاں میں نے خود اللہ کے رسول اور ان کی بیٹی جبلہ کی قبروں کو دیکھا ہے۔ قبروں کے نزدیک ہی ایک گڑھا ہے جس میں پانی بھرا رہتا ہے اور لوگوں کا خیال ہے کہ یہ وہی گڑھا ہے جسے لوگ تنور کہہ کر پکارتے ہیں اور طوفان نوح کے پانی کی ابتدا اسی تنور سے ہوئی تھی۔ اس گڑھے کے قریب ہی کیلے کا ایک درخت ہے جس کا تنا اور شاخیں اتنی بڑی ہیں کہ کم ہی کسی کی اس کے برابر ہوں گی۔ کیلے کے اس درخت کے قریب ہی تقریباً اکیاون قدم لمبی قبر بنی ہوئی ہے جو نوح علیہ السلام کی قبر ہے اور اس قبر کے قریب ہی ان کی بیٹی جبلہ کی بھی قبر ہے۔ دونوں قبروں کے قریب ہی کیلے کے درخت کے پاس اس وقت پائیرو گہری نیند سویا ہوا ہے لہٰذا آؤ ہم دونوں حرکت میں آئیں اور عزازیل کی اس بد بلا کا خاتمہ کر دیں جو ہم دونوں کے لئے اذیت کا باعث بنی ہوئی ہے۔ یوناف نے ابلیکا کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور یثرب کی اس سرائے سے وہ .علبک شہر کے نواحی قصبے الکرک نوح کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

ابلیکا کی رہنمائی میں یوناف نوح علیہ السلام اور ان کی بیٹی جبلہ کی قبروں کے نزدیک رونما ہوا۔ اس نے دیکھا وہاں کیلے کا واقعی ایک بہت بڑا درخت تھا جس کا تنا غیر معمولی طور پر بڑا تھا اور اس کے قریب ہی پائیرو گہری نیند سویا ہوا تھا۔ یوناف فوراً حرکت میں آیا

اپنی تلوار نکال کر اس پر اس کے کوئی سری عمل کیا پھر اپنی تلوار کی نوک سے پائیرو کے ارد گرد اس نے حصار کھینچ دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنا دوسرا عمل کیا اور پائیرو کی یادداشت اور اس کی سری قوتوں کو اس نے زائل کر کے رکھ دیا تھا اس کے بعد اس نے اپنی تلوار پر سری عمل کیا اور پوری قوت کے ساتھ اس نے تلوار پائیرو کے شانے پر برسائی تھی۔

یوناف کی تلوار نے پائیرو کے شانے پر خاصہ گہرا اور بڑا زخم لگایا تھا جس کی وجہ سے پائیرو چیختا ہوا بلبلا کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اتنی دیر تک یوناف اس کے دوسرے شانے پر بھی وار کر چکا تھا۔ لہٰذا پائیرو یوناف کے خلاف حرکت میں آنے کے لئے اپنے دونوں بازوؤں کو اچھی طرح حرکت میں نہ لا سکا تھا۔ اس کی اس کمزوری سے یوناف نے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا اور تیسرا وار یوناف نے اس کی پیٹھ پر کیا اور اس کی پیٹھ کو چیر کر رکھ دیا۔ پائیرو کے جسم سے بری طرح خون بہنے لگا تھا اس دوران تک یوناف نے چوتھا وار اس کے پیٹ پر دے مارا تھا۔ پائیرو بری طرح چیختا چلاتا اور واویلا کرتا ہوا زمین پر گر گیا تھا اتنی دیر تک یوناف نے دیکھا کہ پائیرو کے قریب ہی ایک لکڑیوں کا بہت بڑا ڈھیر تھا اس میں آگ لگ گئی تھی اور شعلے تیز سے تیز ہو کر آسمان کی طرف بلند ہونے لگے تھے۔

یوناف نے جب دیکھا کہ پائیرو بالکل بے بس ہو چکا ہے اور کسی بھی طور اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتا اور اس نے پوری قوت کے ساتھ پائیرو کو آگ کے اندر دے مارا تھا آگ کا الاؤ جلتا رہا اور یوناف اپنی برہنہ خون آلود تلوار اپنے ہاتھ میں لئے الاؤ کے پاس کھڑا رہا یہاں تک کہ آگ جل کر ختم ہو گئی اور یوناف نے دیکھا اس میں پائیرو بھی جل کر راکھ ہو گیا تھا۔ اس کے بعد یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اس نے ابلیکا کو پکارنا شروع کیا۔

یوناف کے پکارنے پر ابلیکا نے فوراً یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر اس کی کھنکتی قہقہوں سے بھرپور خوش کن آواز سنائی دی۔ ابلیکا کہہ رہی تھی۔ یوناف میرے حبیب تم نے کمال کر دیا تم نے وہی کیا جو کچھ میں چاہتی تھی میری خواہش۔ میری تمناؤں اور میری امیدوں کے عین مطابق تو نے پائیرو پر ضربیں لگائیں اسے بے بس کر دیا اب پائیرو ختم ہو چکا۔ ابلیس یونہی دندناتے ہوئے ہمارے خلاف حرکت میں نہیں آجایا کرے گا۔ اب جب بھی وہ ہمارے مدمقابل آیا تو ہم دونوں مل کر اسے پیس کر رکھ دیں گے۔ اب آؤ ہم دونوں تدمر شہر کی طرف کوچ کریں۔ میرے خیال میں عزازیل ان دنوں انطاکیہ شہر میں شرک کی تشہیر کے لئے مصروف ہے وہ چند دنوں تک انطاکیہ سے تدمر شہر آئے گا اور ہم دونوں تدمر میں ہی رک کر اس کا انتظار کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی یوناف ابلیکا کے کہنے پر اپنی

سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور ابلیکا کی رہبری اور رہنمائی میں وہ بعلبک شہر کے نواحی قصبے الکرک نوح سے تدمر شہر کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

○

یثرب کے نواح میں وادی عتیق میں بیر رومہ کے اطراف فنون سپہ گری کا میلہ لگا اور تین دن تک جاری رہا۔ اس میں جانوروں' دیگر اشیاء کی خرید و فروخت کے علاوہ اونٹ اور گھوڑوں۔ گھڑ دوڑ۔ تیغ زنی۔ نیزہ بازی۔ تیراندازی اور کشتیوں کے مقابلے ہوتے رہے۔ جس میں اوس و خزرج کے جوانوں کا پلہ یہودیوں پر بھاری رہا۔

ایک قدیم رسم چلی آتی تھی کہ ان مقابلوں میں عام لوگ حصہ لیتے تھے جبکہ قبائل کے سردار اس میں شرکت نہ کیا کرتے تھے۔ یثرب کے مرد عورتیں انتہائی شوق سے جم غفیر کی صورت میں یہ میلہ دیکھتے تھے۔ اشیا کے لین دین کے علاوہ یہ ان کے لئے تفریح کا ایک سلسلہ بھی تھا۔

تیسرے اور آخری روز جب تقریباً سب مقابلوں کا فیصلہ ہو گیا تو بنو بحدل کا یہودی سردار فرزک جس نے اپنے آپ کو پوری طرح مسلح کر رکھا تھا اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں اترا۔ اس کے ہاتھ میں برہنہ تلوار تھی اور گھوڑا اپنے لمبے عیالوں کی موٹی گردن کو خم کئے ہو کلیلیں کرتا ہوا میدان میں اترا تھا۔ میدان کے وسط میں آکر فرزک نے اپنی تلوار فضا میں بلند کی اور اونچی آواز میں پکار کر کہنے لگا۔ اے اہل یثرب میں بنو بحدل کا سردار فرزک ہوں۔ آج میں سرداران قبائل کے ان مقابلوں میں حصہ لینے کی رسم توڑتا ہوں اس طرح ہمارا خون منجمد ہوتا ہے تم میں کوئی ایسا سردار ہے جو یہ جان کر میرے مقابلے پر آئے کہ اگر وہ میرے ہاتھوں مقابلے پر مارا گیا تو اس کا کوئی قصاص نہ ہو گا۔

فطیون جبل احد کی سمت ایک بلند شہہ نشین پر یہودی سرداروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ فرزک کے اس فعل پر وہ مطمئن تھا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی کیونکہ یہ سارا کام اس کی خواہش کے مطابق ہو رہا تھا۔ یہودی سردار بھی فرزک کے اس اعلان پر مسرور اور مطمئن تھے۔

اوس و خزرج کا سردار مالک بن عجلان بھی بیر رومہ کی جانب عرب سرداروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا فرزک کا یہ اعلان ان سب نے حیرت اور استعجاب سے سنا اور ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے تھے۔ بنو حطمہ کے سردار نے تیز نگاہوں سے مالک بن عجلان کی

طرف دیکھا پھر گرج کر کہا۔

لگتا ہے یہودی ہمارے خلاف کسی نئی سازش کی ابتدا کر رہے ہیں۔ مالک بن عجلان جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ بنو ساعدہ کا سردار بول اٹھا اور کہنے لگا یہودی فرزک کے اس اعلان کا کیوں جواب دیں گے۔ کیا ہم میں کوئی ایسا نہیں جو فرزک کو نیچا دکھائے اس کے سارے کس بل نکالے۔ وادی عقیق کے اس میدان میں اسے خون آلودہ کر دے۔

اس کے بعد بنو سالم۔ بنو قوافل اور بنو واقف کے سردار بھی اپنی اپنی رائے کا اظہار کر رہے تھے تاہم بنو نجار کا سرار روبیل بن حماد ابھی تک خاموش اور چپ تھا اور غصیلے انداز میں مقابلے کے میدان میں للکارتے ہوئے فرزک کی طرف دیکھ رہا تھا۔

جب سارے عرب سردار خاموش ہو گئے تو مالک بن عجلان نے تاسف کا اظہار کرتے ہوئے کہا کاش بنو بحدل کا یہودی سردار ایک نئی رسم کی ابتدا نہ کرتا۔ اس نے مقابلے کے لئے للکار کر ہم عرب سرداروں کو نیچا اور بزدل دکھانے کی کوشش کی ہے۔

روبیل غصے کی حالت میں کھڑا ہو گیا اور اپنی تلوار کو بے نیام کرتے ہوئے اس نے کہا کم ہمت تو ہم اس وقت ثابت ہوں گے جب ہم مقابلے کے لئے میدان میں نہ اترے یا فرزک ہمیں نیچا دکھا لے میں فرزک کی اس پکار پر لبیک کہتا ہوں۔

روبیل کے پیچھے اس کا چھوٹا بھائی یہودا اور قابل اعتماد دوست رباح بیٹھے ہوئے تھے۔ روبیل نے رباح کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ذرا میرا گھوڑا تو لاؤ۔ میں دیکھوں فرزک میدان میں کتنی دیر تک میرا سامنا کر سکتا ہے۔

رباح ابھی اٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ بنو نجار میں سے ایک نوجوان نے کہا اے امیر تمہارا گھوڑا لانے کی سعادت میں حاصل کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی وہ جوان اس طرف بھاگ کھڑا ہوا جس طرف عرب سرداروں نے اپنے گھوڑے باندھے ہوئے تھے۔ آناً" فاناً" اس نوجوان نے روبیل کا گھوڑا کھولا اور بھگاتا ہوا میدان میں لے آیا تھا۔

روبیل اپنے گھوڑے کے پاس آیا اس کی زین سے لٹکتا ہوا آہنی خود اپنے سر پر جمایا جب وہ گھوڑے پر سوار ہونے لگا تو مالک بن عجلان نے بڑی شفقت اور پیار سے کہا ٹھہرو روبیل زرہ پہن کر جاؤ میں تمہارے لئے زرہ منگواتا ہوں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ فرزک کے سر پر خود اور جسم پر زردہ چمک رہی ہے۔

روبیل نے ایک زقند کے ساتھ اپنے گھوڑے پر بیٹھتے ہوئے کہا عجلان کے بیٹے مطمئن رہو۔ فرزک کی زرہ میری تلوار اور اس کے جسم کے درمیان دیوار یا آڑ ثابت نہ ہو سکے گی۔ اس کے ساتھ ہی روبیل نے اپنے گھوڑے کو سخت مہمیز لگا کر میدان میں اتار دیا تھا۔

فرزک کے قریب آ کر روبیل نے اپنی تلوار اور ڈھال سنبھالتے ہوئے تیز عقابی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا پھر طنزاً" کہا۔ کیا تیری مرگ کا وقت تو نہیں آ گیا۔ جو تو نے مقابلے کے لئے پکار کر ایک نئی رسم کی ابتدا کی ہے۔ یاد رکھو فرزک وادی عقیق کے اندر میں تیرے تصورات کے سارے بت توڑ کر تیرے ظلم و کدورت کو تیرے ہی خون سے دھو ڈالوں گا۔ اب جان بچا کر میدان سے نکلنا تیرے لئے محال ہو گا۔

جواب میں فرزک کے چہرے پر غصے کے عالم میں سلوٹیں گہری ہو گئیں پھر اس نے اپنے گھوڑے کو آگے بڑھا کر روبیل پر حملہ کر دیا تھا۔ روبیل نے اس کا وار اپنی ڈھال پر لیا اور جوابی حملہ کیا جسے فرزک نے بھی اپنی تلوار پر روک لیا تھا پھر وہ دونوں اپنے اپنے گھوڑوں کو دائیں بائیں سے ایڑ لگا لگا کر اور پینترے بدل بدل کر حملہ آور ہونے لگے تھے۔

شروع شروع میں روبیل نے اپنے آپ کو زیادہ تر دفاع اور ہلکی پھلکی جارحیت تک محدود رکھا تھا پھر آہستہ آہستہ وہ بھڑکتا چلا گیا اور اس کے حملوں میں شعلوں کی چمک اور چنگھاڑ کی سی ہولناکی پیدا ہوتی چلی گئی تھی۔ لگتا تھا اپنے دامن میں قیامت لئے وہ فرزک کیلئے برق و باراں کا طوفان بنتا چلا گیا ہو۔

وادی عقیق میں روبیل نے تیز اور خطرناک و مہیب حملوں کا ایک ہنگام و اژدھام کھڑا کر دیا تھا۔ جبکہ فرزک نے اب آپ کو صرف دفاع تک ہی محدود کر لیا تھا روبیل کی تیز اور تواتر کے ساتھ برستی تلوار سے دفاع کرتے کرتے فرزک کی حالت اس بھیڑ جیسی ہو گئی تھی جو اپنے گلے سے بھٹک کر کسی بھیڑیے کا شکار ہو گئی ہو۔ شاید وہ یہ سوچ رہا تھا کاش لتیون کے کہنے پر اس نے اس مقابلے کی ابتدا نہ کی ہوتی۔

فرزک کی اس وقت چیخ نکل گئی تھی جب روبیل نے دائیں طرف کا چکر دے کر بائیں جانب سے اس پر تلوار گرا دی تھی۔ جس سے شانے کے قریب فرزک کی زرہ کی کڑیاں کٹ گئی تھیں اور خون بہہ نکلا تھا۔ شائد اسے ہلکا سا زخم بھی آیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی روبیل نے زہر آلود لہجے میں کہا۔

سن فرزک۔ قسم ہے مجھے آنے والے صحرائی رسول کی۔ میں نے اپنی پوری قوت سے تجھ پر وار نہیں کیا۔ اگر ایسا کرتا تو تیری زرہ کے ساتھ میں تیرے سارے جسم کو بھی کاٹ کر رکھ دیتا۔ دیکھ فرزک میرے اس ایک ہلکے سے وار نے تیری زرہ کی کڑیاں کاٹ دی ہیں۔ میرا دوسرا وار تیرے جسم کی ہڈیاں اور گوشت کو کاٹے گا۔

فرزک کا رنگ پیلا ہو گیا تھا۔ روبیل نے پھر طوفانی حملے شروع کر دیئے تھے اچانک

اس کی تلوار چمکی اور بلند ہوتی ہوئی پھر وہاں گری جہاں سے کڑیاں کٹ گئیں تھیں اور فرزک کے جسم کو پسلیوں تک کاٹتی چلی گئی تھی۔ فرزک گھوڑے سے گرا اور دم توڑ گیا تھا۔

اس موقع پر رونبیل نے چلا کر کہا بنو بحدل کے لوگو۔ اپنے سردار کی لاش اٹھا کر لے جاؤ۔ کیونکہ اس کے اپنے فیصلے کے مطابق مجھ پر کوئی قصاص نہیں ہے اور اپنے نئے مقرر ہونے والے سردار سے کہہ دینا کہ تمہارا قبیلہ پھر کسی نئی رسم کی ابتداء نہ کرے کہ اس سے تلخیاں بڑھیں گی اور غلط فہمیاں جنم لیں گی۔

یہودی سردار فتیون کو سخت مایوسی ہوئی تھی۔ وہ سوچ تک نہ سکتا تھا کہ رونبیل اس قدر آسانی سے فرزک کو موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ وہ سخت بددلی اور غم کی حالت میں وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔ دوسرے یہودی سردار بھی اٹھ کر وادی عتیق سے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے۔

رونبیل کامیاب و کامران اور فاتح کی حیثیت سے جب میدان سے باہر نکلا تو اس کے چھوٹے بھائی یہودا نے بھاگ کر اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی تھی اور اس کے دائیں ہاتھ پر ایک طویل بوسہ دیتے ہوئے اس نے کہا

میں اپنے بھائی کو مبارک باد دیتا ہوں کہ اس نے بنو بحدل کے سردار کو مقابلے کے کھلے میدان میں کاٹ کر فتیون کے قلب کو درد آشنا کر دیا ہے۔

میدان سے باہر آ کر رونبیل جب گھوڑے سے اترا تو اوس و خزرج کے سردار مالک بن عجلان نے لپک کر اسے گلے لگاتے ہوئے کہا حماد کے بیٹے قسم ہے مجھے ابراہیم کے رب کی۔ تو نے یہودیوں کے دیو کو زیر کر کے موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ تحسین تیری شجاعت کو۔ آفریں تیرے جذبے کو۔ آج تو نے وادی عتیق میں اپنی شجاعت اپنے فنون سپاہ گری میں ممارست کی اصل شخصیت کا پر تو دکھایا ہے۔ اب یثرب کا ہر یہودی تم سے دہشت زدہ ہو کر رہے گا۔ مالک بن عجلان جب علیحدہ ہوا تو بنو سالم بنو قوافل اور بنو واقف کے سردار رونبیل سے گلے مل رہے تھے۔

لوگوں کے ہجوم کے اندر سے اس موقع پر رونبیل کی ماں زمران اور اس کی چھوٹی بہن زرعہ اچانک نکلیں اور رونبیل کی طرف بڑھیں۔ زرعہ بھاگ کر رونبیل سے لپٹ گئی اور بھائی کی چھاتی پر سر رکھتے ہوئے کہنے لگی۔ آپ کو یہ فتح مبارک ہو۔ اتنی دیر تک اس کی بوڑھی ماں زمران بھی وہاں پہنچ گئی اور بیٹے کی کامیابی پر وہ اسے گلے لگا کر بار بار چوم رہی تھی۔

اتنی دیر میں تبان کے محل کا متولی جو رونبیل کے ہر معاملے کا رازدان بوڑھا حوارین وہاں آ گیا۔ اس کے ساتھ ایک نوعمر اور دراز قد نوخیز لڑکی تھی جس کا حسن آسمان پر آدھی رات کے چمکتے ستاروں جیسا معصوم اور دلکش تھا اس کا گلابی۔ جوان اور صندلی جسم خوب بھرا ہوا اور گداز تھا۔ اس کی گہری نیلی آنکھوں میں صحرائی رات کی خاموشی جیسا اسرار تھا اور اس کے دلکش اور حسین چہرے پر رات کے پچھلے پہر کے کنوارے خواب جیسی تازگی اور نکھار تھا۔

حوارین نے قریب آ کر بڑی نرمی اور شفقت میں رونبیل سے کہا۔ رونبیل میں تمہیں فتح کی مبارک باد دیتا ہوں۔ پھر اس نے اپنے پہلو میں کھڑی اس لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

یہ لڑکی تمہارے مداحوں میں سے ایک ہے یہ تمہیں مل کر تمہاری شجاعت اور فتح پر تمہیں دعائے خیر و برکت دینا چاہتی تھی۔ پر شرماتی ہوئی اکیلی نہ آ رہی تھی۔ اس لئے مجھے ساتھ لائی ہے ہماری طرح یہ بھی ہمارے آنے والے صحرائی رسول پر ایمان رکھتی ہے۔ پھر اس نے لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ کہو کیا کہنا چاہتی ہو بیٹی۔

لڑکی نے اپنے آپ کو سنبھالا پھر اس نے گنگناتی ندیوں اور آبشاروں کے ترنم میں اپنی حسین آواز میں رونبیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ یہ فرزک یثرب میں ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ آپ نے لمحوں میں اسے زیر کر کے ثابت کر دیا ہے کہ بنو نجار کے سردار سے مقابلہ کرنا آسان اور سہل نہیں ہے۔ آپ کی فتح ہماری خوشی کا باعث ہے۔ آپ اب ہمارے مستقبل کی امیدوں کے چاند ہیں۔ مکہ کے نبی کا رب آپ کو اس سے بھی زیادہ توفیق اور استحکام اور استقامت عطا فرمائے۔

رونبیل نے پہلی بار لڑکی کو مخاطب کر کے پوچھا۔ تمہارا نام کیا ہے۔ لڑکی نے جھٹ کہا میرا نام راحیل ہے۔ راحیل بنت عجیل۔ میں عرب ہوں اور بنو سالم سے ہوں۔ رونبیل نے مسکراتے ہوئے کہا بہت اچھا نام ہے۔

راحیل نے چونک کر کہا میں تو حوارین سے آپ کے نام کی تعریف کر رہی تھی یہ ایک بہادر اور شجاع جوان کا نام ہے۔ میرا نام کس لحاظ سے اچھا ہے۔ رونبیل ہنسے اور زیادہ مسکراتے ہوئے کہا اس لئے اچھا ہے کہ اللہ کے رسول یعقوب کی بیوی اور یوسف اور نبیامین کی ماں کا نام بھی راحیل تھا راحیل کی گردن جھک گئی اور کسی قدر شرما کر بولی۔ آپ نے سچ کہا۔

قریب کھڑی رونبیل کی ماں نے راحیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے بیٹی میرا نام

زمران ہے اور میں روبیل کی ماں ہوں۔ تیری باتوں میں اور تیرے انداز گفتگو میں دلکشی ہے۔ کیا تو میرے ساتھ میرے گھر چلے گی کہ تیری باتوں سے مجھے سکون اور تیری ذات سے گھر میں رونق ہو۔

راحیل نے کسی قدر شرما اور پھر مسکرا کر کہا۔ میں ضرور آپ کے ساتھ چلوں گی آپ کے گھر جانا میری خوشنودی کا باعث ہو گا۔ اتنی دیر میں زرعہ آگے بڑھی اور راحیل سے لپٹتے ہوئے اس نے کہا میرا نام زرعہ ہے اور میں روبیل کی بہن ہوں۔ راحیل اسے لپٹا کر پیار کرنے لگی تھی۔ چپ اور خاموش کھڑا یہودا سامنے آیا۔ راحیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا اے بہن مجھے تو آپ فراموش ہی کر گئیں۔ روبیل میرے بڑے بھائی ہیں اس پر راحیل نے مسکرا کر کہا آپ سب لوگ بہت اچھے ہیں۔

یہودا نے کھلکھلا کر ہنستے ہوئے کہا ہاں بہن ہم سب اچھے ہیں۔ پر اخی روبیل کے دم سے۔ راحیل نے شرما کر منہ دوسری طرف پھیر لیا تھا۔ زمران نے سلسلہ کلام بدلتے ہوئے کہا چلو گھر چلیں بوڑھے حوارین نے جب وہاں سے ہٹنا چاہا تو روبیل نے کہا اے عم آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں۔ آج سب مل کر اکٹھے کھانا کھائیں گے۔ سب واپس چل دیئے حوارین بھی ان کے ساتھ ہو لیا تھا۔

اپنی حویلی میں داخل ہونے کے بعد روبیل۔ حوارین اور یہودا کو لے کر دیوان خانے میں بیٹھ گیا۔ زمران اور زرعہ راحیل کو سامنے والے کمرے میں لے گئیں تھیں۔ پھر اس کمرے میں اپنے قریب بٹھا کر زمران نے راحیل سے پوچھا بیٹی ہمارے یہاں آنے سے تمہارے گھر والے خفا تو نہیں ہوں گے۔ اس پر راحیل نے پرسکون رہتے ہوئے کہا نہیں۔ میرے باپ کو جب خبر ہو گی کہ میں عربوں کے فاتح روبیل کو مبارک باد دینے ان کی ماں کے ساتھ ان کے گھر گئی تھی تو انہیں کوئی اعتراض نہ ہو گا۔

زمران نے ہمدردی کرتے ہوئے تم گھر کے کتنے افراد ہو۔ راحیل ایک دم ماند پڑ گئی اور اداس بکھرے لہجے میں اس نے کہا میں اپنے باپ کی واحد اولاد ہوں اور۔۔۔ راحیل کہتے کہتے رک گئی اور کسی احساس کے تحت اس نے مڑ کر دیکھا تو وہاں روبیل کھڑا تھا راحیل کو خاموش ہوتے دیکھ کر اس نے اس کی ہمت بڑھاتے ہوئے کہا تم اپنی گفتگو مکمل کرو۔ رک کیوں گئی ہو۔ میں تمہاری باتیں دلچسپی اور غور سے سن رہا ہوں۔

راحیل نے گردن جھکاتے ہوئے کہا میں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکی۔ روبیل نے پوچھا تمہارے بابا کیا کرتے ہیں اور تمہاری گزر بسر کیسے ہوتی ہے۔ راحیل نے اپنی گردن جھکائے رکھی اور دکھ سے کہنے لگی۔ بیر عدلیس کے قریب ہمارا ایک چھوٹا سا باغ ہے۔ اس کے علاوہ

چند بکریوں پر مشتمل ہمارا ایک ریوڑ ہے بس یہی دو چیزیں ہماری گزر بسر کر رہی ہیں۔

روبیل نے اس بار زمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ماں آج کھانے کا کوئی بندوبست نہ ہو گا۔ مجھے بھوک لگی ہے اور پھر دیوان خانے میں حوارین بھی بیٹھے ہیں ہم سب وہیں کھانا کھائیں گے اور ہاں ماں راحیل کو کھانا کھلائے بغیر جانے نہ دینا۔

زمران نے مسکرا کر کہا جائے گی کہاں۔ آج یہ اس گھر کا کھانا خود ہی تیار کرے گی۔ تم راحیل سے اس کے گھر کا پتہ پوچھ لو۔ اور اس کے بابا کو جا کر خبر کر آؤ کہ راحیل ہمارے یہاں ہے تاکہ وہ پریشان نہ ہوں۔

روبیل نے فوراً راحیل سے کہا اپنے گھر کا پتہ کہو۔ میں ابھی تمہارے بابا کے پاس جاتا ہوں پتے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ بنو سالم میں چلے جائیں جس سے بھی پوچھیں گے وہ آپ سے میرے باپ کے متعلق بتا دے گا۔ میرا خیال ہے آپ تھوڑی دیر رک جائیں۔ میرے بابا میلے میں میرے ساتھ تھے۔ میں انہیں بتا کر ہی حوارین کے ساتھ آپ کے پاس گئی تھی۔ پر مجھ سے غلطی ہوئی۔ آپ لوگوں کے ساتھ آتے ہوئے مجھے اپنے بابا سے اجازت لے لینی چاہئے تھی۔ اگر انہوں نے مجھے آپ کے ساتھ آتے ہوئے دیکھ لیا ہے تو وہ گھر جانے کے بجائے ادھر ہی آئیں گے۔ اس لئے کہ ـــــــــــــ اسی وقت ایک بوڑھا گھر میں داخل ہوا اور روحیل نے ذرا رک کر پھر کہا۔ اب آپ کو ہمارے گھر جانے کی ضرورت نہیں۔ میرے بابا آ گئے ہیں۔

روبیل نے آگے بڑھ کر اس آنے والے بوڑھے سے مصافحہ کیا اور پھر کہنے لگا میرا نام روبیل ہے اور راحیل کو میری ماں اپنے ساتھ لے کر آئی ہے۔ میں اسی کی اطلاع کرنے آپ کے گھر جا رہا تھا۔ اس بوڑھے نے بھی خوش طبعی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا میں راحیل کا باپ عجیل ہوں۔ میں جانتا ہوں تم بنو نجار کے سردار روبیل بن حماد ہو اور آج تو یثرب کے ہر فرد کو خبر ہو گئی ہے کہ تم شیر دل روبیل ہو کہ آج عربوں میں ہی نہیں بلکہ یہودیوں کے گھروں میں بھی تمہاری اس عظیم فتح اور فرزک کی بدترین موت کے چرچے ہوں گے۔

بوڑھا عجیل جب خاموش ہوا تو راحیل اس کے قریب ہو کر بولی بابا ان کی ماں مجھے شام کے کھانے تک یہاں روکنا چاہتی ہے اگر تم اجازت دو تو۔ راحیل یہیں تک کہنے پائی تھی کہ عجیل نے اس کی بات کاٹ کر بڑی فراخدلی میں مسکراتے ہوئے کہا تم بڑی خوشی سے شام تک یہاں رکو بیٹی۔ اس گھر پر میں پورا بھروسہ اور اعتماد کر سکتا ہوں۔ میں میلے میں تم سب سے قریب ہی کھڑا تھا اور میں نے وہاں سب کی گفتگو سنی تھی۔ اسی لئے تمہارے پیچھے

پیچھے یہاں چلا آیا ہوں۔ اب میں گھر جاتا ہوں تم یہاں سے فارغ ہو کر اور ان سے اجازت لے کر آ جانا۔

زمران نے اسے روکتے ہوئے کہا۔ تم بھی رک جاؤ بھائی۔ دونوں باپ بیٹی اب شام کا کھانا کھا کر اکٹھے چلے جانا۔ عجیل نے بڑی عاجزی سے کہا نہیں بس اب میں جاتا ہوں۔ گھر میں بکریوں کا ایک چھوٹا سا ریوڑ ہے اسے بھی جا کر سنبھالنا ہے۔ تم ایک مہربانی کرنا اگر دیر ہو جائے تو راحیل کو کسی کے ساتھ روانہ کرنا۔ اسے اکیلی نہ بھیجنا۔ میں یہودیوں کی طرف سے اس کے متعلق فکرمند رہتا ہوں۔

اس پر روبیل نے چونک کر پوچھا۔ ان کی طرف سے آپ کو کیسا خطرہ اور فکر ہے۔

عجیل نے ندامت کے انداز میں گردن جھکاتے ہوئے کہا۔ راحیل کا دراز قد اور خوبصورت ہونا ہی میری فکرمندی کی علامت ہے۔ فتیون اپنے آدمیوں کے ذریعے مجھے کئی بار پیغام بھجوا چکا ہے کہ اپنی بیٹی کی شادی کرو۔ مجھے یہ پیشکش بھی کی ہے کہ اگر تمہیں کوئی مناسب رشتہ نہیں ملتا تو اس کا انتظام میں کرتا ہوں۔ دراصل فتیون مجھے ہی نہیں ہر خوبصورت لڑکی کے والدین کو ایسے ہی پیغام بھجواتا ہے اس لئے کہ ہر شادی ہونے والی لڑکی اپنی عروسی شب کو اپنے شوہر کے پاس جانے کے بجائے فتیون کی خوابگارہ کی طرف جاتی ہے اور یہ ایسی لعنت ہے جس کا کوئی حل اور سدباب نہیں ہے۔

روبیل سوچوں میں کھو گیا عجیل نے فوراً بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔ میری بکریاں بھوکی پیاسی بندھی ہوں گی اب میں چلتا ہوں۔ جلدی میں اس نے روبیل سے مصافحہ کیا اور حویلی سے نکل گیا تھا۔ زمران۔ راحیل اور زرعہ وہاں سے ہٹ کر کھانا پکانے کی تیاریاں کرنے لگیں۔ جبکہ روبیل دیوان خانے میں حوارین اور اپنے چھوٹے بھائی کے پاس جا کر باتیں کرنے لگا تھا۔

○

شام کے کھانے کے بعد جب راحیل نے زمران سے جانے کی اجازت طلب کی تو زمان پہلے باورچی خانے میں گئی وہاں سے ایک برتن میں کھانا باندھ کر وہ ایک ملحقہ کمرے میں آئی وہاں سے اس نے نقدی کی ایک چھوٹی سی خرجین لی پھر اس نے روبیل کو آواز دی جس کے جواب میں روبیل اور یہودا دونوں بھائی دیوان خانے سے اٹھ کر زمران کی طرف آ گئے تھے۔

زمران نے یہودا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تم حوارین کے پاس ہی بیٹھو بیٹا۔ میں نے

روبیل کو آواز دی ہے کہ وہ راحیل کو اس کے گھر چھوڑ آئے۔ یہودا کی طبیعت کچھ مسخرانہ تھی اس نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

ماں۔ حوارین تو جا چکے ہیں تم نے جو کچھ کہنا ہے کہو ماں۔ میرا وعدہ ہے میں کسی کے گلے میں ہڈی نہ بنوں گا۔ زمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل گئی پھر رومال میں بندھا ہوا کھانا اور نقدی کی تھیلی راحیل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

یہ دونوں چیزیں سنبھال لو بیٹی۔ رومال میں تمہارے بابا کا کھانا ہے گھر جا کر تم کہاں اکیلے باپ کا کھانا تیار کرنے کی زحمت اٹھاؤ گی اور اس تھیلی میں تھوڑی سی نقدی ہے اس سے اپنے لئے کپڑے بنا لینا۔ تمہیں بیٹی کہہ کر اپنے گھر لائی تھی لہٰذا اس گھر سے تم خالی ہاتھ کیونکر جا سکتی ہو۔ راحیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا کھانا تو میں لے جاؤں گی لیکن نقدی کی یہ تھیلی نہ لوں گی میں سمجھتی ہوں اس کی ضرورت نہیں ہے۔

کسی اور کے بولنے سے قبل ہی یہودا نے کہا لو میری بہن اس تھیلی میں سنہرے سکوں کی اچھی خاصی رقم ہے۔ ایسے مواقع بار بار نہیں ملتے۔ اگر میں تمہاری جگہ لڑکی ہوتا تو جھپٹ کر اس تھیلی کو لے چکا ہوتا۔ راحیل کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ بکھر گئی تھی اور جلدی جلدی اس نے اپنی مسکراہٹ کو دبا کر یہودا کی طرف تیز نگاہوں سے گھور کر دیکھا اتنی دیر تک روبیل نے بھی راحیل کو مخاطب کر کے کہا۔

لے لو راحیل انکار کیوں کرتی ہو۔ راحیل نے ممنونیت کے عالم میں روبیل کی طرف دیکھا پھر اس کی گردن جھک گئی اور ہاتھ بڑھا کر اس نے زمران سے دونوں چیزیں لے لی تھیں۔ راحیل خاموشی کے ساتھ زمران اور زرعہ سے ملی اور پھر وہ روبیل کے ساتھ گھر سے نکل گئی تھی۔ دونوں بنو نجار اور بنو واقف کے محلوں سے گزرنے کے بعد بنو سالم میں داخل ہوئے اور راحیل نے ایک مکان کے سامنے رک کر دروازے پر دستک دیتے ہوئے کہا۔ یہ ہمارا گھر ہے۔ اتنے میں دروازہ کھلا اور ان دونوں کے سامنے بوڑھا عجیل کھڑا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر روبیل سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا میں خوش بخت ہوں کہ میرے گھر میں عربوں کا عظیم سپوت اور شیر دل فرزند آیا ہے۔

مصافحہ کے بعد روبیل نے ہاتھ علیحدہ کرتے ہوئے کہا میں راحیل کو چھوڑنے آیا تھا۔ میں اب جاتا ہوں۔ ویسے بھی اندھیرا ہو گیا ہے میں کسی روز دن کے وقت آؤں گا اور آپ کے پاس بیٹھوں گا۔ عجیل نے ممنونیت سے کہا اگر دن کے وقت آنا چاہو تو شام کے قریب آنا۔ اس سے پہلے ہم دونوں باپ بیٹی اپنے باغ میں ہوتے ہیں۔ بیر اولیس کے پاس میرا ایک چھوٹا سا باغ ہے اس کے اندر ہی اپنی ضرورت کی فصلیں بھی اگاتا ہوں دن کے وقت

میں وہاں باغ اور کھیتوں میں کام کرتا ہوں اور راحیل اپنے ریوڑ کو چراتی ہے۔
روبیل نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا بیرادلیس سے ذرا ہٹ کر ہمارا بھی ایک باغ ہے۔ میں اکثر وہاں جاتا ہوں میں آپ سے ضرور وہاں ملوں گا۔ روبیل نے ایک الوداعی نگاہ راحیل پر ڈالی اور عجیل سے دوبارہ مصافحہ کر کے وہ چلا گیا تھا۔ عجیل اور راحیل تھوڑی دیر تک وہاں کھڑے ہو کر اسے دیکھتے رہے۔ جب وہ اندھیرے میں روپوش ہو گیا تو انہوں نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا تھا۔

○

ابلیکا کی رہبری اور رہنمائی میں یوناف شام کی سرزمین کے قدیم شہر تدمر میں داخل ہوا۔ اس نے دیکھا تدمر شہر میں ستونوں کے اوپر عجیب و غریب عمارتیں اٹھائی گئی تھیں۔ یوناف ابھی اس قدیم شہر کے ایک چوراہے پر بڑی بڑی عمارتوں کا جائزہ لے ہی رہا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا۔ پھر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔
دیکھو یوناف میرے حبیب۔ یہ جو تم عجیب و غریب عمارتیں بڑے بڑے اور مدور ستونوں پر کھڑی دیکھتے ہو ان سے متعلق کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ عمارتیں حضرت داؤدؑ کے بیٹے حضرت سلیمانؑ کے حکم پر جنات نے تعمیر کی تھیں۔ یہ عمارتیں بڑے بڑے سرخ رنگ کے پتھروں سے بنائی گئی ہیں ابھی تم اور آگے بڑھو گے تو بڑے بڑے ہیکلوں کی عمارتیں بھی آئیں گی جن میں اس سے بھی بڑے بڑے پتھر استعمال کئے گئے ہیں اس کے علاوہ جب تم شہر میں داخل ہوئے ہو گے تم نے دیکھا ہو گا کہ شہر کا جو پھاٹک ہے وہ بھی کافی بڑے بڑے پتھروں سے بنایا گیا ہے اور پھاٹک دوہرا ہے تاکہ باہر سے حملہ آور ہونے والے دشمن شہر کو آسانی سے فتح نہ کر سکیں۔
جب تم اس چوک سے جہاں کھڑے ہو بائیں طرف بڑھو گے تو تم دیکھو گے کہ شہر کے اندر ایک ندی بھی بہتی ہے۔ جو شہر اور اس کے اطراف میں باغوں اور نخلستانوں کو سیراب کرتی ہے۔ اس شہر کا نام تدمر حضرت نوحؑ کی چھٹی نسل سے ایک لڑکی تدمر بنت حسان کے نام سے ہے۔ اس تدمر شہر کے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس شہر کی عمارتیں حضرت سلیمانؑ سے اتنی مدت قبل تعمیر ہوئی تھیں جس قدر کہ مدت حضرت سلیمانؑ کے زمانے کو اب تک گزر چکی ہے۔ لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ جو بھی دنیا میں حیرت انگیز عمارت بنتی ہے وہاں کے رہنے والے اس عمارت کو حضرت سلیمانؑ اور ان کے ماتحت کام کرنے والے جنوں سے منسوب کر دیتے ہیں۔

سنو یوناف۔ میرے عزیز۔ اس تدمر شہر میں دو عجیب و غریب چیزیں ایسی ہیں جنہیں ذریعہ بنا کر عزازیل نے یہاں کے لوگوں کو شرک میں مبتلا کر دیا ہے۔ پہلی چیز جس کی وجہ سے وہ شرک پھیلانے میں کامیاب ہوا ہے دو کنیزوں کے مجسمے ہیں جو اس شہر میں ایک عرصہ سے چلے آ رہے ہیں۔ آؤ پہلے ان دونوں کنیزوں کے مجسمے کی طرف چلتے ہیں۔ یہاں کے لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ کنیزیں جن کے مجسمے تدمر شہر کے وسط میں بنائے گئے ہیں اس شہر کی دو نہایت پاکدامن اور خوبصورت بہنیں تھیں۔ دونوں کنیزیں تھیں اور ان کی پاکدامنی ان کی شرافت کی وجہ سے لوگوں نے ان کے مجسمے کھڑے کر کے انکی یادوں کو محفوظ کر لیا۔
جس چوک پر تم کھڑے ہو اب حرکت میں آؤ اور اس کے سامنے جو شاہراہ شہر کے اندرونی حصے کی طرف جاتی ہے اس پر ہو لو۔ یہ سڑک ایک اور چوراہے سے جا ملے گی بس اسی چوراہے پر ان دو کنیزوں کے مجسمے ہیں۔ جن کی وجہ سے عزازیل نے لوگوں میں شرک میں مبتلا کیا ہے۔ ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف حرکت میں آیا اور اس چوک سے آگے جانے والی سڑک پر ہو لیا تھا۔
اگلے چوک پر جا کر یوناف رک گیا تھا اس نے دیکھا چوک کے بیچوں بیچ سنگ مرمر سے تراشے ہوئے دو بہت بڑے اور انتہائی خوبصورت لڑکیوں کے مجسمے تھے اور لوگ وہاں آتے جاتے اور گزرتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر ان مجسموں کے سامنے دعائیں مانگ رہے تھے اور کچھ عورتیں اور مرد عجیب طرح سے گڑگڑاتے ہوئے ان مجسموں کو پاؤں کے قریب سر بسجود ہو رہے تھے۔ یوناف تھوڑی دیر تک ان مجسموں اور ان کے سامنے سجدہ ریز ہونے والے لوگوں کو غور سے دیکھتا رہا اتنی دیر تک ابلیکا نے اس کی گردن پر پھر لمس دیا اور کہنے لگی۔
یوناف۔ میرے حبیب۔ یہ ہیں وہ دو مجسمے جن کی مدد سے عزازیل نے لوگوں کو شرک میں مبتلا کیا ہے۔ عزازیل نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے لوگوں سے کہا کہ یہ تمہارے شہر کی دو انتہائی شریف اور مقدس کنیزیں تھیں لہٰذا خدائے واحد کے بجائے ان دونوں کنیزوں سے مانگو۔ تمہیں ہر شے ملے گی۔ بس لوگ عزازیل کے بھٹکانے میں آ گئے اور انہی کنیزوں سے مانگنے لگے ہیں۔ اس شہر میں عزازیل نے اپنے کچھ گماشتے بھی پیدا کر لئے ہیں۔ جو بڑے زور و شور اس سے اس کے افکار کی تبلیغ کرتے ہیں۔ یہ تو تدمر شہر میں شرک پھیلانے کا پہلا ذریعہ ہے۔ اب میں تمہیں دوسرا اور اس سے بڑا ذریعہ بھی بتاتی ہوں جو اس عزازیل نے اپنایا ہوا ہے۔
یوناف جواب میں بولا اور ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھنے لگا۔ سنو! ابلیکا یہ تو پہلا ذریعہ ہے جس کی وجہ سے عزازیل نے لوگوں کو شرک میں مبتلا کیا ہے۔ دوسرا ذریعہ کون سا

ہے اور اسے دیکھنے کے لئے مجھے شہر کی کس سمت جانا چاہیے۔ اس پر ابلیکا سنجیدہ سی آواز میں پھر بولی اور کہنے لگی۔ جس چوک پر کھڑے ہو اس کے بائیں ہاتھ دیکھو ایک سڑک شہر کے بائیں پہلو کی طرف جاتی ہے بس اسی پر ہو لو۔ تم جوں جوں آگے جاؤ گے میں تمہاری رہنمائی کروں گی یہاں تک کہ ہم شرک پھیلانے کے دوسرے ذریعے تک بھی جا پہنچیں گے۔ ابیلکا کا کہا مانتے ہوئے یوناف اس چوک سے ہٹا اور بائیں طرف جانے والی سڑک پر شہر کے جنوب شرق حصے کی طرف چل دیا تھا۔

تدمر شہر میں چلتے چلتے یوناف جب شہر کی فصیل کے قریب پہونچ گیا تو ابلیکا نے پھر اس کی گردن پر لمس دیا اور کہنے لگی دیکھ یوناف اپنے سامنے نگاہ دوڑاؤ۔ شہر کی فصیل کے تم قریب آ گئے ہو۔ اپنے دائیں طرف دیکھو تمہیں کچھ دکھائی دیتا ہے اس پر یوناف نے جب اپنے دائیں طرف دیکھا تو غار نما ایک دروازہ تھا جس کے ذریعے لوگوں کا ایک ہجوم اس غار میں داخل ہونے کے ساتھ ساتھ باہر بھی آ رہا تھا۔ اس پر یوناف نے بڑی بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ابلیکا یہ کیا ہے۔ ابلیکا کہنے لگی۔

یہی وہ دوسرا ذریعہ ہے جس کا سہارا لے کر اس بدبخت عزازیل نے لوگوں کو شرک میں مبتلا کر رکھا ہے۔ یہ جو لوگ غار کے دروازے کے ذریعے داخل ہو رہے ہیں اور کچھ باہر آ رہے ہیں تم بھی اس غار کے دروازے سے اندر جاؤ پھر میں تمہیں بتاتی ہوں اندر کیا ہے اور کس کا سہارا لے کر اس عزازیل نے لوگوں کو شرک میں مبتلا کر دیا ہے۔ ابیلکا کے کہنے پر یوناف دائیں طرف مڑا اور لوگوں کے ہجوم میں داخل ہو کر اس غار کے دروازے میں گھس گیا تھا۔

اس غار کی سیڑھیاں اتر کر یوناف جب نیچے گیا تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑے حجرہ نما قسم کا غار تھا۔ اس غار کے اندر سے تازہ صندل کی خوشبو آ رہی تھی غار کے اندر داخل اور باہر نکلنے کے لئے یوناف نے دیکھا چاروں طرف دروازے تھے اور چاروں دروازوں سے لوگ اندر باہر آ اور جا رہے تھے۔ غار کے اندر سے خوب صفائی کی گئی تھی اور روشنی کا بہترین انتظام رکھا گیا تھا۔ یوناف جب اس غار کے وسطی حصے میں گیا تو دنگ رہ گیا۔ اس نے دیکھا۔

غار کے وسطی حصے میں ارتھی پر کسی عورت کی لاش اوندھے منہ رکھی ہوئی تھی اور لوگ گڑگڑا کر اس لاش سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ یوناف نے بھی یہ دیکھا کہ اس لاش کے لمبے لمبے بال ابھی تک محفوظ تھے۔ ان میں چھلے پروئے ہوئے تھے۔ اس لاش کے بالوں پر سونے کی ایک تختی بھی تھی جس پر سنہری حروف میں ہی لکھا ہوا تھا۔ بسم اللھم میں تدمر

ا بنت حسان ہوں۔ میرے اس حجرے میں جو داخل ہو خدا اس کو ذلیل کرے۔

یوناف لوگوں کے ہجوم میں کھڑا تدمر بنت حسان کی لاش کو بڑے غور اور انہماک سے دیکھے جا رہا تھا کہ اس موقعہ پر ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا۔ قبل اس کے کہ ابلیکا کچھ بولتی اور کہتی یوناف نے پہلے ہی اسے مخاطب کر کے پوچھ لیا۔ دیکھ ابلیکا یہ تو بتاؤ کہ یہ لاش کس کی ہے اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی یہ لاش تدمر بنت حسان کی ہے۔ جو اللہ کے رسول نوح علیہ السلام کی چھٹی پشت سے تھی۔ یہ تدمر شہر بھی اسی عورت کے نام پر آباد کیا گیا تھا۔ اب اس عورت کا سہارا لے کر عزازیل نے لوگوں کو شرک میں مبتلا کر دیا ہے۔ یہاں عزازیل نے جو اپنے گماشتے اور اپنے ایجنٹ بنائے ہیں وہ لوگوں کو یہی کہتے پھرتے ہیں یہ کہ اس عورت کا تعلق واسطہ اور رابطہ اللہ کے رسول نوحؑ سے ہے لہٰذا اس سے مانگو۔ جو مانگو گے وہ ملے گا۔ یہاں کے سیدھے سادھے لوگ عزازیل کے گماشتوں کی گمراہی میں آ چکے ہیں۔ تم دیکھو انبوہ در انبوہ اس غار کے چاروں دروازوں سے لوگ آ جا رہے ہیں اور لاش کے سامنے کھڑے ہو کر دعائیں مانگتے ہیں۔ کچھ جاہل اور بے وقوف لوگ تم دیکھو لاش کے آگے سجدہ ریز بھی ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں اس سے بڑھ کر کوئی گمراہی اس سے بڑھ کر کوئی شرک ہو ہی نہیں سکتا۔

یوناف تھوڑی دیر تک اس غار کو بڑے غور سے دیکھتا رہا پھر وہ ابلیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ ابلیکا اگر اس لاش کے حوالے سے اور ان دو کنیزوں کے مجسموں کے حوالے سے عزازیل نے یہاں کے لوگوں کو شرک میں مبتلا کر دیا ہے تو میں یہاں قیام کر کے لوگوں کو شرک کی اس گندی دلدل سے نکال کے رہوں گا اس پر ابلیکا بولی اور پوچھنے لگی یہاں کے لوگوں کو شرک سے نکالنے کے لئے آخر تم اپنے کام کی کیسے اور کس طرح ابتداء کرو گے۔ اس پر یوناف چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا اس کی ابتدا میں آج ہی کر رہا ہوں بلکہ یوں جانو کہ ابھی غار کے نکلنے کے ساتھ ہی میں اس کی ابتدا کروں گا اور تم دیکھتی جاؤ میں کیسے اس کی ابتدا کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف ایک عزم ایک ولولے اور ایک انتظامی اور ایک استقلال کے ساتھ غار سے باہر نکل رہا تھا۔

اباکا

ہفتم

اسلم راہی ایم اے

ناشر ◉ عبدالحفیظ قریشی
بااہتمام ◉ محمد علی قریشی
مطبع ◉ نیر اسد پرنٹرز
کمپوزنگ ◉ خرم آرٹس لاہور
سن اشاعت ◉ 1999ء
تعداد ◉ 600
قیمت ◉ 400 روپے

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور

غار سے نکلنے کے بعد یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا غار جس کے اوپر چڑھنے کے لئے اسے کوئی سیڑھی دکھائی نہ دی تھی سری قوتوں کے ذریعے وہ غار کے اوپر بنے ہوئے ایک اونچے ستون پر نمودار ہوا۔ پھر وہ لوگوں کو آوازیں دے دے کر اپنے سامنے اکٹھا کرنے لگا۔ لوگ یوناف کو غار کے اوپر بڑے ستون پر دیکھ کر بڑی حیرت اور پریشانی سے دیکھ رہے تھے۔ اور غار کے چاروں طرف جمع ہو کر شاید یہ سوچنے لگے تھے کہ وہ غار کے اوپر ستون پر کیسے چڑھا اس موقع سے یوناف نے فوراً فائدہ اٹھایا اور غار کے باہر اسے دیکھنے کی خاطر جمع ہونے والے لوگوں کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

سنو تدمر شہر کے لوگو۔ تم ایک بہت بڑے گناہ۔ ایک بہت بڑے جرم میں مبتلا ہو چکے ہو۔ یہ تم دو کنیزوں کے مجسموں اور اس لاش سے جو تم سجدہ ریز ہو کر مانگتے ہو یہ شرک ہے بہت بڑا شرک ہے۔ جس کی وجہ سے تمہیں خداوند قدوس کسی عذاب میں بھی مبتلا کر سکتا ہے۔ سنو تدمر شہر کے لوگو۔ یہ تدمر بنت حسان بھی فانی تھی لہٰذا مر گئی۔ اور اس دنیا سے کوچ کر گئی۔ اور جن دو کنیز بہنوں کے مجسمے تمہارے شہر کے وسط میں چوک پر کھڑے کئے گئے ہیں وہ دونوں کنیز بہنیں بھی فانی تھیں وہ بھی اس دنیا سے کوچ کر چکی ہیں۔

تدمر شہر کے لوگو۔ یہ کائنات یہ خدائی پوری کی پوری بلا شرکت غیرے اس غیر فانی ذات کی ہے جو کسی کی بخشی ہوئی زندگی سے نہیں بلکہ آپ اپنی ہی حیات سے زندہ ہے۔ اور جس کے بل بوتے پر یہ کائنات کا سارا نظام قائم ہے۔ اپنی سلطنت میں خداوندی کے جملہ اختیارات کا مالک وہ اللہ خود ہی ہے۔ جو تمہارا خالق بھی ہے تمہارا رازق بھی ہے۔ کوئی دوسرا نہ اس کی صفات میں اس کا شریک ہے نہ اس کے اختیارات میں اور نہ اس کے حقوق میں لہٰذا یہ جو تم نے تدمر بنت حسان کی لاش اور کنیزوں کے مجسموں کے سامنے سجدہ ریز ہونا شروع کر دیا ہے تو یہ شرک ہے اسے چھوڑ دو اس لئے کہ خداوند قدوس کو چھوڑ کر زمین اور آسمان میں جہاں بھی کسی اور کو معبود اور الٰہ بنایا جاتا ہے وہ ایک جھوٹ گھڑا جاتا ہے اور حقیقت کے خلاف جنگ کی جاتی ہے۔

سنو تدمر شہر کے لوگو۔ تم عزازیل یعنی شیطان اور اس کے گماشتوں کی بندگی اور عبادت کرتے ہو۔ شہر کے لوگو میں تم پر واضح کروں کہ عزازیل اور شیطان کو اس معنی میں سے کوئی بھی معبود نہیں بناتا کہ اس کے سامنے مراسم پرستش ادا کرتا ہو اور اس کو الوہیت کا درجہ دیتا ہو۔ اسے معبود بنانے کی صورت یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس کی باگیں شیطان کے ہاتھ میں دے دیتا ہے اور اسے جدھر وہ چلاتا ہے ادھر ادھر انسان چلتا رہتا ہے۔ گویا کہ یہ اس کا بندہ ہے اور وہ اس کا خدا۔ جو شخص بھی ایسا رویہ رکھتا ہے اور عزازیل اور

شیطان کی اندھی پیروی کرتا ہے وہ گویا شیطان ہی کی عبادت کرتا ہے۔

سنو لوگو۔ اس عزازیل اور شیطان کا سارا کاروبار ہی وعدوں اور امیدوں کے بل پر چلتا ہے۔ وہ انسان کو انفرادی طور پر یا اجتماعی طور پر جب کسی غلط راستے کی طرف لے جانا چاہتا ہے تو اس کے آگے ایک سبز باغ پیش کرتا ہے کسی کو انفرادی لطف و لذت اور کامیابی کی امید کسی کو سربلندی کی توقع کسی کو نوع انسانی کی فلاح و بہبود کا یقین کسی کو صداقت تک پہونچ جانے کا اطمینان کسی کو یہ بھروسہ نہ خدا ہے نہ آخرت۔ مر کر مٹی ہو جانا ہے۔ کسی کو یہ تسلی کہ آخرت ہے بھی تو وہاں کی گرفت سے فلاں کے طفیل فلاں کے صدقے میں بچ نکلو گے۔ سنو تدمر شہر کے لوگو۔ جو کوئی جس وعدے اور توقع سے فریب کھا سکتا ہے یہ عزازیل اس کے سامنے وہی کچھ پیش کرتا ہے اور اسے اپنے جال میں پھنساتا رہتا ہے۔ تدمر شہر کے رہنے والو۔ تم لوگ بھی تدمر بنت حسام کی لاش اور دو کنیز بہنوں کے مجسموں کے سامنے سجدہ ریز ہو کر شیطان کے جال میں پھنسے ہوئے ہو۔ اور یہ شرک کا جال اور گناہ ہے۔ جس کی معافی نہیں ہے۔

سنو تدمر شہر کے لوگو۔ شرک کی چار قسمیں ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ تم ان چاروں قسموں میں مبتلا ہو۔ پہلی قسم خداوند کی ذات میں شرک ہے۔ اور وہ یہ کہ جو ہر الوہیت میں کسی اور کو حصہ دار قرار دیا جائے۔ مثلاً" کسی کو خدا کا بیٹا کہنا۔ یا خدا کی بیٹیاں قرار دینا۔ دیوی دیوتاؤں یا شاہی خاندان کو الٰہ کے افعال قرار دینا یہ سب شرک فی الذات ہے۔

دوسری قسم کا شرک خداوند کی ذات میں ہے۔ خدائی صفات جیسی کہ خدا کے لئے ہیں ویسی ان میں سے کسی صفت کو کسی دوسرے کے لئے قرار دینا مثلاً" کسی کے متعلق یہ سمجھنا کہ اس پر غیب کی ساری باتیں روشن ہیں یا یہ کہ وہ سب کو سنتا ہے اور دیکھتا ہے یا وہ تمام حقائق اور تمام کمزوریوں سے بالکل مبرا اور بے خطا ہے۔ یہ شرک فی الصفات ہے اور اہل تدمر تم میرے بیان کردہ ان دونوں شرکوں میں مبتلا ہو۔

اہل تدمر تیسرا شرک خداوند کے اختیارات میں شرک ہے اس لئے کہ خدا ہونے کی حیثیت سے جو اختیارات اللہ کے لئے مخصوص ہیں ان کو یا ان میں سے کسی کو اللہ کے سوا اور کے لئے تسلیم کیا جائے مثلاً" مافوق الفطرت طریقے سے نفع اور ضرر پہونچانا۔ دعائیں سننا اور قسمتوں کا بنانا اور بگاڑنا۔ نیز حرام و حلال جائز و ناجائز حدود مقرر کرنا اور انسانی زندگی کے لئے شرع اور قانون تجویز کرنا یہ سب خداوندی کے مخصوص اختیارات ہیں جن میں سے کسی کو غیر اللہ کے لئے تسلیم کرنا شرک ہے۔ اور اہل تدمر میں دیکھتا ہوں کہ تم اس تیسری قسم

کے شرک میں بھی مبتلا ہو۔

اہل تدمر چوتھی قسم کا شرک خداوند کے حقوق میں ہے اور وہ یہ کہ خدا ہونے کی حیثیت سے بندوں پر جو خدا کے حقوق ہیں وہ یا ان میں سے کوئی خدا کے سوا کسی اور کے لئے مانا جائے مثلاً" رکوع و سجود۔ دست بستہ قیام۔ شکر نعمت یا اعتراف برتری۔ اور ایسے ہی پرستش۔ تعظیم اور بندگی کی دوسری تمام صورتیں جو اللہ کے لئے مخصوص حقوق میں سے ہیں۔ اور اے اہل تدمر تم لوگ اس چوتھی قسم کے شرک میں بھی مبتلا ہو۔

اے اہل تدمر۔ اللہ ہی سب ذی حیات کا خالق اور کارساز ہے اس کے آگے سر تسلیم خم کر دینا خودسری اور خود مختاری سے باز آ جانا ہی حقیقت کے عین مطابق ہے۔ جب اللہ زمین اور آسمان کا اور ان ساری چیزوں کا مالک ہے جو زمین اور آسمان میں ہیں تو انسان کے لئے صحیح رویہ یہی ہے کہ اسی کی بندگی اور اطاعت پر راضی ہوا جائے اور اس کے خلاف عداوت اور سرکشی فوراً" ترک کر دی جائے۔

لہٰذا اہل تدمر میری طرف سے تمہیں تنبیہہ ہے کہ یہ جو تم دو کنیزوں کے مجسموں کی پوجا پاٹ کرتے ہو یہ جو تم غار میں لاش کی صورت میں پڑی تدمر بنت حسان کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہو۔ اور اسے اپنا الٰہ مان کر اس سے دعائیں مانگتے ہو یہ شرک ہے۔ اے اہل تدمر اگر تم لوگ اپنی ان حرکتوں سے باز نہ آئے تو یاد رکھو عنقریب تم خداوند قدوس کے عذاب سے دو چار ہو جاؤ گے۔

یوناف کی اس تقریر کا ملا جلا اثر ہوا تھا۔ کچھ لوگ دبے دبے لفظوں میں اس کے خلاف بول رہے تھے کچھ لوگ کھلے الفاظ میں اس کی حقیقت پسندی کی تعریف کر رہے تھے اور کچھ لوگ خاموش تماشائی کھڑے تھے۔ بہرحال یوناف نے ابلیکا کے کہنے پر تدمر کی ایک سرائے میں قیام کر لیا تھا۔ یہ سرائے تدمر شہر اور تدمر شہر کے قلعے کے درمیان تھی۔ یہ قلعہ تدمر شہر کے نزدیک ہی صحرا کے اندر بنا ہوا تھا۔ شہر اور قلعے کے درمیان سرائے بڑی آباد اور بارونق تھی۔ اسی سرائے میں قیام کرنے کے بعد یوناف نے لوگوں کو شرک کے خلاف ابھارنا شروع کر دیا تھا۔

○

یثرب شہر میں جس روز بنو نجار کے ساتھ روبیل بن حماد نے یہودی سردار فرزک سے مقابلہ جیتا تھا اس کے چند دن بعد ایک روز شام کے وقت روبیل اور اس کا چھوٹا بھائی یہودا دن بھر اپنے باغات میں کام کرنے کے بعد جب واپس لوٹ رہے تھے تو انہوں نے ذرا فاصلے

سے ہی دیکھ لیا کہ ان کے گھر کے باہر لوگوں کی خوب بھیڑ اور جمگھٹا ہو رہا تھا۔ اس قدر لوگوں کو اپنے گھر کے باہر کھڑے دیکھ کے یہودا نے پریشانی میں اپنے بھائی روبیل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اخی ہمارے گھر کے سامنے یہ بھیڑ کیسی ہے۔ اور اس قدر لوگ کیوں جمع ہیں۔

تمسخرانہ انداز میں گفتگو کرنے والا یہودا اس وقت انتہائی سنجیدہ اور فکرمند دکھائی دینے لگا تھا۔ روبیل نے ایک گہری نگاہ اپنے بھائی یہودا پر ڈالی پھر وہ بکھری بکھری اور متفکر آواز میں کہنے لگا یہودا میرے بھائی اس قدر لوگوں کا ہمارے گھر کے سامنے جمع ہونا کسی غیر معمولی واقعہ کی نشاندہی کرتا ہے۔ اللہ کرے میری ماں اور بہن ٹھیک ہوں۔ میرے بھائی آؤ جلدی سے گھر میں داخل ہوں اور دیکھیں کہ ہمارے گھر کے سامنے کیوں اس قدر لوگ جمع ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ دونوں بھائی بڑی تیزی سے اپنے گھر کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

دونوں بھائی آگے پیچھے جب اپنی حویلی میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حویلی کے اندر بھی ان گنت عورتیں اور مرد جمع تھے۔ مطبخ کی دیوار کے پاس ان کی ماں زمران اور چھوٹی بہن زرعہ دونوں اپنی گردنیں جھکائے اداس اور افسردہ کھڑی تھیں لگتا تھا وہ روتی رہی تھیں۔ ان دونوں کے قریب ہی حسین اور پر جمال راحیل کھڑی اپنے آنچل سے اپنی آنسو بہاتی آنکھیں خشک کر رہی تھی۔

راحیل کے ساتھ ہی دائیں طرف اوس و خزرج کا سردار مالک بن عجلان اور اس کی بہن قنطورہ بھی کھڑے تھے اور ان سب کے سامنے لوگوں کے اندر ایک بوڑھی عورت اونچی آواز میں بین کرتی ہوئی رو رہی تھی۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے جنہیں وہ بار بار نوچ رہی تھی۔

روبیل رونے اور واویلا کرنے والی اس بوڑھی خاتون کو پہچان گیا تھا اس لئے کہ وہ اس کے قبیلے بنو نجار کی ایک بیوہ تھی۔ اس کے بین کرنے سے روبیل اور اس کا بھائی یہودا دونوں سمجھ گئے تھے کہ وہ بین کرتے ہوئے اپنی بیٹی کے لئے رو رہی تھی اور اس بوڑھی خاتون کے قریب ہی راحیل کا باپ عجیل کھڑا اپنی نم آلود آنکھوں سے بار بار اس بڑھیا کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے تسلی اسے تشفی دینے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ بڑھیا بے چاری اسی طرح بین کرتی ہوئی واویلا کرتی جا رہی تھی۔

جوں ہی روبیل اور یہودا دونوں بھائی آگے پیچھے اپنی حویلی میں داخل ہوئے۔ مالک بن عجلان نے اشارے سے یہودا کو اپنے پاس بلایا اور راحیل اور زرعہ کو بھی اس نے اپنے قریب بلا لیا اور بڑی وازداری کے ساتھ وہ یہودا۔ راحیل اور زرعہ کے ساتھ کوئی گفتگو

کرنے لگا تھا۔

روتی اور بین کرتی ہوئی بوڑھی عورت نے جب روبیل کو حویلی میں داخل ہوتے دیکھا تو اس نے بین اور واویلا کرنا بند کر دیا اور غصیلی حالت میں روبیل کی طرف بڑھی۔ قریب آ کر بڑی سختی سے اس نے روبیل کا گریبان پکڑ لیا اور اسے کھینچتے ہوئے اس نے قہر برساتی آواز میں کہا حماو کے بیٹے۔ تو بنی نجار کا کیسا سردار ہے کہ تیری موجودگی میں میری بیٹی مجھ سے بچھڑ گئی۔

اس بوڑھی خاتون نے غصے کی حالت میں اس زور سے روبیل کو کھینچا کہ اس کا گریبان پھٹ گیا۔ روبیل نے بڑے صبر اور تحمل سے کام لیتے ہوئے بڑے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔ خاتون میں تمہاری بات کو سمجھا نہیں۔ کھل کر کہو تمہاری بیٹی کیسے اور کس نے چھین لی۔ یاد رکھو جو بھی اس کام میں ملوث ہوا خواہ وہ میرا سگا بھائی ہی کیوں نہ ہو میں بنو نجار کے سردار کی حیثیت سے اس سے تیرا انتقام ضرور لوں گا۔ خاتون کس نے تم سے تمہاری بیٹی کو چھین لیا ہے۔

روبیل کے اس استفسار پر وہ بوڑھی خاتون نے روبیل کا پکڑا ہوا گریبان چھوڑ دیا تھا پھر وہ درد میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہنے لگی ہائے میری بدقسمتی۔ موت میری بیٹی کو مجھ سے چھین کر لے گئی۔ پرسوں اس کی شادی تھی اور آج اس نے اپنے سینے میں خنجر گھونپ کر اس لئے خودکشی کر لی کہ شادی کے بعد اسے اپنے شوہر کی نہیں بلکہ فیطون کی خوابگاہ میں جانا نصیب ہو گا۔ وہ فیطون کے ہاتھوں بے آبرو اور عیب دار نہیں ہونا چاہتی تھی لہٰذا اس نے خودکشی کر لی۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ بوڑھی خاتون ذرا رکی۔ پھر پاگلوں کے سے انداز میں وہ کہنے لگی۔ میری بیٹی نے اچھا ہی کیا۔ زندہ رہتی تو فیطون کے ہاتھوں عیب دار ہو جاتی۔ یہاں کسی کی کون سنتا ہے۔ مالک بن عجلان سے شکایت کی۔ اس نے کچھ نہ کیا۔ تمہارے سامنے فریاد کی ہے اور تم بھی خاموش ہو۔ میری بیٹی تو مر گئی۔ اب اس رسم کو توڑ کر کم از کم عربوں کی عصمت کو بے آبرو ہونے سے تو بچا لو۔

اس بے بس اور مجبور بڑھیا کی گفتگو سن کر بنو نجار کے سردار روبیل کے چہرے پر احساس کے سوزان شعلے۔ ظلمت وقت کی شعلہ زنی' انتقام کی ستمگر آگ اور ظلم کی پگھلا دینے والی آتش جوش مارنے لگی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ساعتوں کی بے کلی۔ گھنی آندھیاں۔ برسوں کا دھواں دھواں تعصب اور نفرت بھرا روح کا اضطراب اپنا رنگ جما گیا تھا۔

پھر روبیل نے اپنی چیختی چلاتی اور غراتی ہوئی آواز میں کہا۔ یثرب کے یہودی ہم عربوں کو قضا کی تمنائیوں کا آنسو بنا کر ہمارے تانوں بانوں کو غیر مربوط بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ یہ یہودی دنیا میں ہمیں شیشہ بنا کر پتھر پر گرانے کا عزم رکھتے ہیں ہمارے مقاصد کی کہکشاں کو یہ راکھ ہوتے ستاروں میں تبدیل کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ یہ یہودی ہمیں خزاں کا آخری پتہ جان کر ایک سرسراہٹ کے ساتھ اس شہر سے نکال باہر کرنا چاہتے ہیں۔

لیکن انہیں ہم ایسا نہیں کرنے دیں گے۔ ہم عرب دل کی ساری وحشتوں سے طوفانی شدت کا سہ ذات کے رنگوں میں ابر آتش۔ بیکراں خلاؤں کی وسعتوں میں حادثہ تقدیر اور گرجتی برستی راتوں میں دوزخ کی چیخ و پکار بن کر ان پر ٹوٹ پڑیں گے۔ ان یہودیوں نے ابھی عربوں کی حمیت جاہلیہ اور شترکینہ نہیں دیکھا۔ جب ہم اپنی جانیں اپنی ہتھیلی پر رکھ کر ان کے خلاف حرکت میں آئیں گے تو انہیں اسرار حیات میں سوزش و اضطراب۔ المناک گھٹن اشک آلود آنکھ اور موت کی تاریکیوں میں گم جذبوں جیسا بنا کر رکھ ڈالیں گے۔

پھر ایک جھٹکے کے ساتھ روبیل نے اپنی تلوار نیام سے کھینچ لی اور بوڑھی عورت کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔ تم یہیں رکو خاتون۔ میں فیطون کی طرف جاتا ہوں آج میں اس کی گردن کاٹ کر ہی رہوں گا چاہے اس جرم کی سزا میں یہودی میرا گوشت ہی کیوں نہ نوچ لیں۔ اگر میرا خون بہنے سے عربوں کی آزادی اور عزت بحال ہو سکتی ہے تو مجھے اپنا خون بہانے پر فخر ہو گا۔

اس کے ساتھ ہی روبیل تیز تیز قدم اٹھاتا باہر نکلنا چاہتا تھا کہ مالک بن عجلان کے سمجھانے پر یہودا اور اس کی چھوٹی بہن زرعہ دونوں بری طرح روبیل سے لپٹ گئے تھے اور اسے باہر جانے سے روک دیا تھا۔ مالک بن عجلان نے سب لوگوں کو اپنے اپنے گھروں کو چلے جانے کا اشارہ کیا۔ جس کے جواب میں لوگ روبیل کی حویلی سے نکلنے لگے تھے۔ کچھ عورتیں اس بوڑھی عورت کو بھی سہارا دے کر لے گئیں تھی جو اپنی بیٹی کی فریاد لے کر آئی تھی۔

روبیل اپنے بھائی اور بہن سے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا کہ زمران اور راحیل بھی وہاں آ گئی تھیں۔ راحیل نے بڑے پیارے انداز میں میٹھی میٹھی نگاہوں سے روبیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ آپ مجھ پر احسان کیجئے۔ اپنی تلوار مجھے دے دیں۔ کمرے میں چل کر ہماری بات سنیں۔ اس کے بعد آپ جو بھی فیصلہ کریں گے ہم سب آپ کا ساتھ دیں گے۔ اس کے بعد راحیل نے زبردستی روبیل کی مٹھی کھولی اور تلوار لے لی۔ یہودا زرعہ نے ابھی تک روبیل کو اپنے بازوؤں میں جکڑ رکھا تھا۔ زمران نے یہودا اور زرعہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ چھوڑ دو بھائی کو۔ یہودا۔ زرعہ پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ روبیل نے غصے میں مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ یہودا اور زرعہ کو مجھ سے لپٹ جانے اور راحیل کو مجھ سے تلوار لینے کا سبق تم نے ہی دیا ہے آخر کیوں۔ تم اگر فیطون کے خلاف نہیں بول سکتے تو ساتھ ہی میری زبان بندی کیوں کرتے ہو۔ تم اس ماحول میں زندگی بسر کر سکتے ہو لیکن میرے لئے یہ ماحول ناقابل برداشت ہے۔

سنو۔ عجلان کے بیٹے۔ اب میں ان یہودیوں کے سامنے مزید دھرتی کے اندھے راستوں پر پست ہمت بن کر نہیں رہ سکتا۔ میری روح زمانے کے قافلے سے الگ ہو کر مزید نہیں بھٹک سکتی۔ میں اب ایسے ترانوں کی بازگشت میں زندگی نہیں بسر کر سکتا جس میں آنسوؤں کے ساتھ روتے جذبے بھی ہوں۔ میں تمدن کے ان غاروں تہذیب کی ان گھاٹیوں میں مزید نہیں رہ سکتا جہاں کمینگی کی نحوست، محکومیوں کی ذلت، زرد رتوں کی پستی اور ڈستے زہریلے لمحوں کی تلخی ہو سنو عجلان کے بیٹے۔ میں ایسی زندگی پر صبح آزادی جیسی موت اور زندگی کی لمحات گزار مجاہد کی سی مرگ کو ترجیح دیتا ہوں۔

اوس و خزرج کے سردار مالک بن عجلان نے روبیل کی ساری گفتگو بڑے صبر۔ بڑے تحمل کے ساتھ سنی۔ جب روبیل خاموش ہوا تب مالک بن عجلان اپنی بہن قنطورہ اور راحیل کے باپ عجیل کے ساتھ روبیل سے قریب ہوا پھر وہ بڑی شفقت بڑی، نرمی بڑی چاہت بڑی اپنائیت میں کہنے لگا۔

روبیل میرے بھائی۔ میرے عزیز۔ میرے دوست۔ جذباتی مت بنو۔ وقت کا انتظار کرو۔ اور دیکھو میں کیا کرتا ہوں۔ اس پر روبیل مجروح لہجے میں کہنے لگا۔ کب تک انتظار کرتے رہو گے۔ کیا اس وقت حرکت میں آؤ گے جب عربوں کا سر مقتل اور دار و رسن پر کھڑا کر دیا جائے گا۔ اس وقت تم جاگو گے جب عربوں کی حمیت سلگ سلگ کر اپنے آپ ختم ہو جائے گی۔ اور وہ صدیوں کے فاصلوں کی خونی گرد میں دب چکے ہوں گے۔ کلیاں مرجھا جانے کے بعد باغبان حرکت میں آیا بھی تو کیا۔ آج تو تم نے میرے بھائی اور بہن کی وساطت سے مجھے روک لیا ہے کل عربوں میں اور لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے تو تم کس کس کی راہ روکو گے کس کس کی زبان بندی کرو گے۔ عجلان کے بیٹے۔ خدا کرے وہ لمحہ قبل از وقت ہی آ جائے جس کا تم انتظار کر رہے ہو۔

مالک بن عجلان کے کچھ کہنے سے قبل ہی اس کی بہن قنطورہ نے دکھتے الفاظ کی اذیت آمیز رقت میں کہا۔ روبیل میرے پیارے بھائی۔ وہ لمحہ قبل از وقت میں لاؤں گی۔ ایسا لاؤں گی کہ عربوں کی آنے والی پشتیں اور نسلیں تک یاد رکھیں گی کہ کسی عرب لڑکی نے

بے آبروئی کے خلاف احتجاج اور عذر کیا تھا۔ دیکھ روبیل میرے بھائی اب تجھے زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ اب ہم عربوں اور یہودیوں کی بے حیائی کے خلاف فیصلہ ہو کر رہے گا۔

قنطورہ جب خاموش ہوئی تو مالک بن عجلان نے آگے بڑھ کر پیار سے روبیل کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا مجھے تم بھائیوں کی طرح عزیز ہو۔ میں جانتا ہوں ایسے موقعوں پر تمہارے کیا جذبات ہوتے ہیں۔ لیکن میں بے وقت عربوں کو یہودیوں سے ٹکرا کر ان کا خون بہانا نہیں چاہتا۔ مجھے مناسب وقت کی تلاش ہے روبیل میرے بھائی یاد رکھو جس روز میں ان کے خلاف حرکت میں آیا یہ یثرب میں اپنے مضبوط اور آہنی قلعوں کے اندر بھی اپنے آپ کو غیر محفوظ اور تنہا محسوس کر رہے ہوں گے۔ اس روز میں ان کے ہر فعل کا احتساب کروں گا اور ان کی ہر بدی کا انتقام لوں گا۔ روبیل میرے بھائی تم دن بھر اپنے باغات میں کام کرتے کرتے تھکے ہوئے ہو۔ کھانا کھا کر آرام کرو۔ میں جاتا ہوں میرے بعد کوئی نیا ہنگامہ نہ کھڑا کر دینا۔ میرے بھائی میرے عزیز تم مجھے چند یوم کی مہلت دو اس کے بعد تم دیکھنا اس یثرب شہر کے اندر کیسا ہولناک انقلاب اور کس قدر خونخوار تبدیلی لا کر رہتا ہوں۔ روبیل میرے بھائی اب تم مجھے جانے کی اجازت دو۔ تا کہ مجھے یہاں سے رخصت ہوتے وقت یہ احساس ہو کہ تم میرے بعد کوئی نیا ہنگامہ کھڑا نہیں کر دو گے۔ جواب میں روبیل نے کسی قدر نرمی کے ساتھ اثبات میں اپنا سر ہلا دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی مالک بن عجلان اور اس کی بہن قنطورہ جب روبیل کی حویلی سے نکلنے لگے تو اس موقعہ پر روبیل کی ماں زمران بولی اور دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

عجلان کے بیٹے تم دونوں بہن بھائی رک جاؤ۔ ٹھہرو اچھا ہوا آج اس گھر میں راحیل اور اس کے باپ کے ساتھ تم دونوں بہن بھائی بھی موجود ہو۔ میں ایک فیصلہ کرنا چاہتی ہوں اور اس میں تم دونوں بہن بھائی کی موجودگی بھی ضروری خیال کرتی ہوں۔ زمران کے پکارنے پر مالک اور قنطورہ دونوں بہن بھائی رک گئے پھر زمران ان کے قریب آ کر کھڑی ہوئی اس کے بعد سب کی موجودگی میں زمران نے راحیل کے باپ عجیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے بھائی میں نے راحیل کو روبیل کے لئے پسند کیا ہے۔ کیا تم اس رشتے کو بخوشی منظور کرتے ہو۔

زمران کے اس انکشاف پر راحیل کے ہونٹوں پر اطمینان اور سکون کی گہری خوشیاں بکھر گئی تھیں ساتھ ہی وہ شرما کر ذرا پیچھے بھی ہٹ گئی تھی۔ اس موقعہ پر عجیل نے بڑی عاجزی اور انکساری میں کہا۔ روبیل کی ماں میرے لئے یہ ایک بہت بڑی سعادت اور خوشی ہو گی کہ

...ی روبیل جیسے شجاع اور جواں مرد کی بیوی بنے۔ میں بخوشی اس رشتے کو قبول اور ...تا ہوں۔

...بیل کے ہاں کرنے پر روبیل کی چھوٹی بہن زرعہ بھاگ کر راحیل سے لپٹ گئی تھی اس دوران زمران تیزی سے اندر گئی اور ایک طلائی انگشتری لا کر اس نے عجیل کو تھماتے ...ے کہا۔ عجیل میرے بھائی یہ انگشتری میری طرف سے آپ اپنے ہاتھ سے راحیل کو پہنا ... جس روز یہ میلے میں مجھے ملی تھی اور میں اسے اپنے ساتھ گھر لائی تھی اسی روز ہی میں ... اسے روبیل کے لئے پسند کر لیا تھا یہ صرف میری ہی پسند نہیں بلکہ یہ دونوں بھی اب ایک دوسرے کو پسند کرنے لگے ہیں۔

عجیل نے زمران سے وہ طلائی انگشتری لے لی۔ پھر وہ آگے بڑھا اور وہ انگشتری اس نے راحیل کے ہاتھ میں پہنا کر اس کے سر پر پیار اور شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا راحیل ...ری بیٹی میری بچی تو خوش قسمت ہے آج سے تو سردار روبیل کی امانت ہے۔

روبیل کی چھوٹی بہن زرعہ بھاگ کر اندر گئی اور ایک دف اٹھا لائی پھر وہ دف سے ...دھی ہوئی رسی اس نے گلے میں ڈال لی اور دف بجا بجا کر ترنم اور بڑی لے میں گانے لگی تھی۔

ہجوم یاس اور مجبوریوں کے استحصال میں چاندنی کی رت سنورنے لگی ہے۔
سسکتی ویرانیوں پستی کی علامتوں میں ہر نفس میں پھول کھلنے لگے ہیں۔
سراب صداؤں میں قبولیت کی ساعتیں
مقدر کی سیاہیوں میں مرہم نوروز
تزئین گلستان میں لمس تازہ اور زندگی کی تکریم نمودار ہونے لگی ہے۔
میرے گھر میں آج سحر بہار طلسم صبا۔ غبار انجم اتر آیا ہے۔
میرے آنگن میں آج صبح نو کے کاروان شادمانیوں کی ساعتیں تازگی ثمر اور زمانے بھر کی خوشبو ہجوم کر آئی ہے۔
آج میں خوش ہوں حسن صبح آزادی کی طرح
ماتا کی رسیلی گھنی چھاؤں جیسی شاداں ہوں
ترو تازہ فضاؤں میں اپنائیت کے سایوں تلے
عمر بھر کا اضطراب زیست کی بے رنگی ختم ہونے لگی ہے۔
ٹوٹے خوابوں کے مسیحا بیدار ہونے لگے ہیں۔
نئی صبح کی تخلیق میں ذات کے شعور خوشبوؤں کے جذبے۔ تبسم کے اجالے اور

کامیابی کے رسول اپنا نزول کرنے لگے ہیں۔

زرعہ دف بجا بجا کر گا رہی تھی۔ عجیل روبیل۔ زمران یہودا۔ مالک بن عجلان۔ تنفو
اور عجیل کھلکھلا کر ہنس رہے تھے کہ راحیل دبی دبی اور پسندیدہ مسکراہٹ میں شرما رہی
تھی ہنستے ہنستے مالک نے زمران سے اجازت لی پھر دونوں بہن بھائی وہاں سے چلے گئے تھے
عجیل اور راحیل نے کچھ دیر وہاں قیام کیا۔ شام کا کھانا دونوں باپ بیٹی نے روبیل کے ساتھ
ہی کھایا پھر وہ بھی اپنے گھر کو چلے گئے تھے۔

O

ایران میں اشکانیوں کے شہنشاہ بلاش سوئم کے دور میں رومنوں اور ایرانیوں کے درمیان
جو جنگ ہوئی تھی اور جس میں رومن لشکر میں طاعون پھوٹ پڑا تھا۔ یہ طاعون کی بیماری
اٹلی بھی پہنچ گئی تھی جس سے بے شمار لوگ اس طاعون کی بیماری سے ہلاک ہو گئے۔ اسی
طاعون کی بیماری سے رومنوں کا شہنشاہ مارک اوریلیس بھی مر گیا تھا۔

مارکس اوریلیس کے بعد اس کا بیٹا کموڈوس رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ یہ ایک انتہائی ناکارہ اور
برا انسان تھا۔ اس کے باپ کی زندگی میں ہی بہت سے مشیروں نے مارکس کو منع کیا تھا کہ
اپنے بعد اپنے بیٹے کموڈوس کو تخت و تاج سے محروم کر کے اپنے بھتیجے کو تخت و تاج کا
وارث بنائے لیکن مرنے والا شہنشاہ مارکس ایسا نہ کر سکا لہٰذا اس کے بعد کموڈوس رومنوں کا
شہنشاہ بنا۔ کموڈوس کو حکمرانی اور حکمران طبقے سے کوئی غرض و غائیت نہیں یہ عیش و عشرت کا
دلدادہ تھا۔ تخت نشین ہوتے ہی اس نے ملکی معاملات کو پس پشت ڈال دیا۔ اپنا زیادہ وقت یہ
ایکٹر۔ ایکٹریسوں اور گلیڈ ئیٹر کے علاوہ دوسرے کھیل تماشوں میں گزارنے لگا۔ اس کا نتیجہ
یہ ہوا کہ رومن قوم کمزور ہوتی چلی گئی اس کے ہمسایہ ممالک قوت حاصل کرتے چلے گئے۔
کموڈوس کی بد اعمالیوں کی وجہ سے رومن اسے سخت ناپسند کرنے لگے تھے۔ ایک موقعہ
مناسب جان کر رومنوں نے کموڈوس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ کموڈوس کے بعد ایک
شخص پرٹینیکس رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ یہ بھی انتہائی نا اہل اور عیش و عشرت کی زندگی بسر
کرنے والا تھا۔ لہٰذا اسے بھی زیادہ دیر تک رومنوں نے حکومت نہ کرنے دی۔ اور اسے بھی
موت کے گھاٹ اتار کر اس کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔

پرٹینیکس کے بعد رومن سلطنت میں ایک انتشار برپا ہو گیا اور بیک وقت تین سرکردہ
لوگوں نے قیصر روم ہونے کا دعوہ کر دیا۔ ان میں سے پہلے کا نام کلاڈیوس البنوس تھا۔
دوسرے کا نام سیورس تھا جو رومن حکومت کے ایک صوبے کا حاکم تھا اور تیسرے کا نام

نیگرو تھا جو شام میں رومن علاقوں پر حکمران تھا۔

نیگرو جو شام میں رومنوں کا حکمران تھا۔ اس نے جب قیصر روم ہونے کا دعویٰ کیا تو کچھ
ہمسایہ سلطنتوں نے اسے مبارک باد کے پیغام بھی بھجوائے۔ یہاں تک کہ اس کے دور تک
اب بلاش سوئم فوت ہو گیا اور اس کی جگہ بلاش چہارم اشکانیوں کا حکمران بنا تو بلاش چہارم
نے بھی نیگرو کو مبارک باد دینے کے لئے اپنا سفیر اس کے پاس بھیجا۔ اور اسے یہ پیشکش کی
کہ اسے قیصر روم بننے میں کوئی دشواری پیش ہو تو وہ اس کی مدد کے لئے اپنے لشکر بھی
روانہ کر سکتا ہے۔ نیگرو کو سو فیصد امید تھی کہ رومن سینٹ اسے شہنشاہ تسلیم کر لے گی۔
لہٰذا اس نے اشکانیوں کے شہنشاہ بلاش چہارم کا شکریہ ادا کیا اور اسے اس کی مدد کے لئے
لشکر بھیجنے سے منع کر دیا۔

اس کے چند ہی دن بعد نیگرو کو خبر ملی کہ رومن سینٹ نے سیورس کو قیصر روم نامزد
کیا ہے یہ خبر سن کر نیگرو بڑا برافروختہ ہوا اس نے سیورس کو قیصر روم ہونے سے انکار کر
دیا اور خود قیصر روم ہونے کا دعوہ کر دیا۔ ساتھ ہی اس نے اشکانیوں کے بادشاہ بلاش چہارم
کی طرف قاصد بھجوائے اور اس سے مدد طلب کی تاکہ وہ سیورس کو اپنے راستے سے ہٹا کر
رومنوں کا شہنشاہ بن سکے۔

دوسری طرف رومن شہنشاہ سیورس بھی بڑا دانا بڑا عقلمند اور بڑا دلیر تھا۔ سب سے پہلے
اس نے اپنے حریف کلاڈیوس البنیوس کے خلاف کام کرنا شروع کیا۔ ایک لڑائی میں اس نے
کلاڈیوس کو بد ترین شکست دی اور اس کا خاتمہ کر دیا۔ کلاڈیوس سے فارغ ہونے کے بعد
سیورس نے شام میں قیصر روم ہونے کا دعوہ کرنے والے شام کے حکمران بیگرو کی طرف
توجہ دی۔ اس موقعہ پر بیگرو نے چونکہ بلاش چہارم سے سیورس کے خلاف مدد طلب کی تھی
تاکہ وہ قیصر روم بن سکے لیکن بلاش چہارم نے اس موقعہ پر بڑی احتیاط سے کام لیا۔ اس
نے تھوڑا سا تامل کیا بہرحال اس نے شام سے منسلک اپنے صوبے کے حاکم کو حکم دیا کہ وہ
اگر مناسب سمجھے تو اپنے کچھ ماہر تیر انداز بیگرو کی مدد کے لئے روانہ کر دے۔ بلاش چہارم
اب نیگرو اور سیورس کے ٹکراؤ میں مکمل طور پر غیر جانبدار رہنا چاہتا تھا۔

اٹلی میں اپنے حالات درست کرنے کے بعد سیورس ایک لشکر لے کر شام کی طرف
بڑھا۔ سیورس اور بیگرو کے درمیان ایک ہولناک جنگ ہوئی۔ جس میں سیورس نے بیگرو کو
بد ترین شکست دی اور سیورس دریائے فرات کو عبور کر کے مغربی بین النہرین کے دار
الحکومت نصیبین کو فتح کرتا ہوا آگے بڑھا۔ اس کے بعد اس نے دریائے دجلہ کو عبودر کیا اور
آدیابن شہر کو فتح کر لیا۔ یہاں کا اشکانی حاکم کوئی پیش بندی نہ کر سکا اور اشکانیوں کے بادشاہ

بلاش چہارم نے بھی اس کی کوئی مدد نہ کی تھی۔ یہاں تک فتوحات حاصل کرنے کے بعد سیورس کو واپس اٹلی جانا پڑا اس لئے کہ اٹلی کے حالات خراب ہو گئے تھے۔ سیورس شام میں اپنا فوجی جرنیل مقرر کر کے جب اٹلی چلا گیا تو اس کی غیر موجودگی میں بلاش چہارم حرکت میں آیا اس نے رومنوں کے خلاف لشکر کشی کی۔ رومنوں کے ایک لشکر کو اس نے بدترین شکست دی اور آدیابن شہر پر اس نے دوبارہ قبضہ کر لیا تھا۔

اس دوران سیورس اٹلی میں اپنے حالات درست کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ایک بار وہ پھر لشکر لے کر شام کی طرف بڑھا۔ تاکہ اس کی غیر موجودگی میں جو بلاش چہارم نے رومن علاقوں پر حملہ کیا تھا اس کا قبضہ لیا جا سکے۔ سب سے پہلے سیورس اپنا لشکر لے کر آرمینیا آیا۔ آرمینیا کے حاکم نے سیورس کے سامنے سر اطاعت خم کیا۔ اور جو کچھ بھی شرائط سیورس نے اس پر مسلط کیں وہ اس نے تسلیم کر لیں۔

اس کے بعد سیورس دجلہ کو عبور کر کے آگے بڑھا اور اشکانیوں کے شہر سلیوکیا کو فتح کر کے اس علاقے سے اشکانیوں کا تسلط ختم کر دیا۔ پھر سیورس مزید آگے بڑھا۔ طیسفون شہر پر حملہ آور ہوا۔ یہاں بلاش چہارم نے مدافعت کے لئے جنگ تو کی لیکن شکست کھائی اس طرح طیسفون بھی رومنوں کے قبضے میں چلا گیا۔ اس کے بعد قیصر روم سیورس آگے بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ آدیابن شہر پر بھی اس نے اشکانیوں کو بد ترین شکست دی اور اس شہر پر بھی قبضہ کر کے اس نے اسے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔

اس دوران ان دونوں بڑی سلطنتوں میں دو حادثے نمودار ہوئے۔ پہلا حادثہ اشکانی سلطنت میں۔ اور وہ یہ کہ بلاش چہارم مر گیا اور اس کی جگہ اشکانی سلطنت پر اس کے دو بیٹے حکمران ہوئے۔ ایک بلاش پنجم اور دوسرا اردوان۔ دونوں ہی چونکہ تخت و تاج کے دعویدار تھے لہٰذا دونوں کے درمیان جنگ چھڑی۔ جب جنگ طول پکڑنے لگی تو یہ فیصلہ کیا گیا کہ سلطنت کو دونوں بھائیوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ لہٰذا بابل کی حکومت بلاش پنجم کے سپرد کر دی گئی۔ اور باقی علاقے پر اردوان کو شاہ تسلیم کر لیا گیا۔ اس طرح ایک ہی عہد میں دو اشکانی بادشاہ حکمران ہوئے اور دونوں کے نام سے سکے جاری کر دیئے گئے۔

دوسری طرف رومنوں میں بھی حادثہ نمودار ہوا۔ وہ یہ کہ ان کا نامور شہنشاہ سیورس مر گیا۔ اور اس کی جگہ ایک شخص کارہ کلا رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ کارہ کلہ نے حکمران ہوتے ہی دو انتہائی مکروہ اور برے کام کئے۔ وہ یہ کہ اپنے لشکر کے ساتھ وہ سب سے پہلے آرمینیا کے حکمران پر چڑھ دوڑا۔ فریب کاری اور عیاری سے کام لیتے ہوئے اس نے آرمینیا کے حکمران کو گرفتار کر لیا اور اس پر بھاری تاوان جنگ عائد کر دیا۔ اس کا دوسرا مکروہ کارنامہ یہ

ہے کہ یہ مصر کی طرف گیا وہاں جب اس کی کوئی چالبازی کام نہ آئی تو یہ ادیسہ کے حکمران پر چڑھ دوڑا اور آرمینیا کی طرح ادیسہ کے حکمران کو بھی اس نے گرفتار کیا اور اس سے بھی بھاری تاوان جنگ وصول کیا۔ دو مکروہ اور کراہت آمیز کاموں میں کامیاب ہونے کے بعد اب کارہ کلہ نے تیسرے مکروہ کام کی ابتدا کی تھی۔

وہ اس طرح کہ جب کارہ کلہ نے سنا کہ ایران کے تخت و تاج کے لئے دو بھائی ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں تو ان کے اختلافات کو اہل روما کے لئے فال نیک سمجھنے لگا بلکہ اس صورت حال کے پیش نظر اس نے رومی سینٹ کو مبارک باد بھی دی کہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ رومن اشکانیوں کی حکومت کو تباہ و برباد کر کے ایران پر قبضہ کر لیں۔

اپنے مکروہ ہتھکنڈوں کی ابتدا کرتے ہوئے رومن شہنشاہ کارہ کلہ نے شروع میں یہ مناسب سمجھا کہ بلاش پنجم کو اشکانیوں کا بادشاہ تسلیم کر لیا جائے اور اس سلسلے میں اس نے کچھ پیش رفت بھی کی۔ لیکن اس کے فوراً ہی بعد اس نے بلاش پنجم کے بھائی اردوان سے بھی بات چیت شروع کر دی اور اسے اشکانیوں کا شہنشاہ تسلیم کرنے کا ارادہ کر لیا۔

اس مقصد کے تحت رومن شہنشاہ کارہ کلہ نے اردوان کے پاس اپنے سفیر تحفے تحائف دے کر بھیجے اور اردوان کی بیٹی یعنی اشکانیوں کی شہزادی کے رشتے کا طلبگار ہوا اور یہ ظاہر کیا کہ اگر اردوان اپنی بیٹی کا رشتہ کارہ کلہ کو دے دے تو یہ رشتہ رومن اور اشکانی سلطنت کے درمیان روابط کو استوار کرنے کا موجب ہو گا۔

اردوان کو معلوم تھا کہ اس سے پہلے کارہ کلہ نے عدیسہ کے حکمران کو دھوکے سے گرفتار کیا تھا اور آرمینیا کا بادشاہ بھی اس کے ظلم کا شکار ہوا تھا۔ اس لئے وہ ڈرتا تھا کہ شاید اس کے لئے بھی کارہ کلہ نے کوئی دام فریب بچھا رکھا ہو۔

چنانچہ اردوان نے گول مٹول سا جواب دے کر اسے ٹالنا چاہا لیکن کارہ کلہ نے دوبارہ اپنے سفیر بھیج کر اس سے اپنے خلوص کا اظہار کیا اور شاہزادی کا رشتہ مانگا جس پر اردوان کو یقین ہو گیا کہ کارہ کلہ اس کے معاملے میں پرخلوص اور دیانتدار ہے۔ لہٰذا اس نے کہلا بھیجا کہ وہ اٹلی سے نکل کر اشکانی سلطنت کے مرکزی شہر میں آئے اور یہاں اس سے میں اپنی شہزادی کو بیاہ دوں گا۔

کارہ کلہ نے اس پیش کش کو منظور کر لیا جس کے جواب میں اہل پارس کارہ کلہ کے استقبال کی تیاریاں کرنے لگے تھے۔ اشکانی بہت خوش تھے کہ دو حکومتوں کے دیرینہ تنازعے ختم ہو جائیں گے اور ایک دائمی خوشگوار تعلقات کی ابتدا پڑے گی۔

رومن شہنشان کارہ کلہ جب اشکانی سلطنت میں داخل ہوا اور بے تکلف آگے بڑھتا

شروع کیا وہ اس طرح لوگوں سے بے تکلف اور بے حجابانہ مل رہا تھا جیسے وہ اپنی سلط
کے اندر سفر کر رہا ہو۔ اہل پارس نے ہر مقام پر اس کے استقبال کے لئے آنکھیں بچھا
جگہ جگہ قربانیاں دی گئیں۔ ہوا کو معطر کرنے کے لئے قسم قسم کے عطر آگ میں ڈال
اطراف میں خوشبو پھیلائی گئی۔

کارہ کلہ پورے تزک و احتشام کے ساتھ پارس کے مرکزی شہر میں داخل ہوا۔ شا
محل میں اردوان اس کے استقبال کے لئے آگے بڑھا اور ایک وسیع میدان میں اس نے ا
ہونے والے داماد کا خیر مقدم کیا۔ استقبال کے وقت خود شہنشاہ اردوان اور اس کے امرا
زر بفت کی پوشاکیں زیب تن کئے ہوئے تھے۔ ان کے سروں پر پھولوں کے تاج تھے او
شراب کے نشے میں مست گاتے اور رقص کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ ساز و نغمہ ک
صداؤں میں فضا معمور تھی۔ غرضیکہ اہل پارس کی ایک کثیر تعداد بڑے شاہانہ انداز میں کا
کلہ کا استقبال کرنے کے لئے موجود تھی۔ ہر کوئی دیوانہ وار رومنوں کے شہنشاہ کارہ کلہ کو
دیکھنے کے لئے آگے بڑھ رہا تھا۔

اس موقع پر جبکہ کارہ کلہ کے چاروں طرف اشکانیوں کا ہجوم ہو رہا تھا اور خود کارہ کلہ
کے اردگرد اس کے محافظ دستے تھے کارہ کلہ نے اپنے محافظ دستوں کو اشارہ کیا شاید اس ن
پہلے ہی اپنے محافظ دستوں کو کوئی بات سمجھا رکھی تھی کارہ کلہ کا اشارہ ملتے ہی اس کے
دستوں نے اچانک ایرانیوں پر حملہ کر دیا۔ اہل ایران انگلیاں منہ میں لے کر ششدر ر
گئے۔ آخر جب ان پر رومنوں کی تلواروں کے وار پڑنے لگے تو سب حواس باختہ ہو کر ادھر
ادھر بھاگنے لگے اس افراتفری کے عالم میں اردوان بھی اپنے محافظ دستوں کے ساتھ گھوڑ
پر سوار ہو کر رومنوں کے چنگل سے نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔

ایرانی چونکہ خالی ہاتھ رومن شہنشاہ کارہ کلہ کا استقبال کرنے کے لئے آئے تھے لہٰذا
جس قدر ایرانی وہاں جمع ہوئے تھے رومنوں نے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ جگہ جگہ
اور جا بجا ایرانیوں کی لاشوں کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے۔ رومنوں کے مقابلے پر ایرانی
چونکہ بغیر ہتھیاروں کے اور نہتے تھے لہٰذا ان کا خوب قتل عام ہوا۔ اس کے بعد رومن
شہنشاہ کارہ کلہ نے لشکر کو ایرانی شہروں کو لوٹنے اور آگ لگانے کی عام اجازت دے دی
تھی۔

لیکن رومن شہنشاہ کارہ کلہ اپنا یہ مکروہ کھیل زیادہ دنوں تک جاری نہ رکھ سکا انہیں
دنوں کوئی زندہ دل جوان اس پر حملہ آور ہوا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ کارہ کلہ
کے مرنے کے بعد میکرینس رومنوں کا شہنشاہ بنا تھا دوسری طرف اردوان نے بھی کارہ کلہ کی

بربریت کا انتقام لینے کے لئے ایک لشکر ترتیب دے لیا تھا لہٰذا اس لشکر کے ساتھ وہ
سرحدوں پر پہنچ گیا اس دوران کارہ کلہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا نئے رومن شہنشاہ
میکرینس کو جب خبر ہوئی کہ اردوان پنجم اس کے خلاف جنگ کی زبردست تیاریاں کر رہا
ہے۔ تو اس نے اردوان کو صلح کی پیش کش کی۔ اردوان نے صلح کی اس پیشکش کو قبول کر
لیا۔ اس لئے کہ یہ پہلا موقع تھا کہ ایرانیوں کے لئے رومنوں کی طرف سے صلح کی پیش کش
کی گئی تھی۔ اس صلح کے لئے حسب ذیل شرائط مرتب کی گئیں تھیں۔

اول یہ کہ ایرانی قیدیوں کو آزاد کر دیا جائے۔ جن شہروں کو کارہ کلہ نے تباہ کیا تھا انہیں
اپنے خرچے پر رومن حکومت دوبارہ تعمیر کرے۔ اس کے علاوہ کارہ کلہ اور اس کے لشکریوں
نے جن اشکانیوں کے بزرگوں کی قبروں کی بے حرمتی کی تھی انہیں سخت سزائیں دی جائیں
اور دجلہ اور فرات کے درمیانی علاقے سے رومی بالکل لاتعلق ہو جائیں۔

یہ شرائط رومنوں کے نزدیک ناقابل قبول تھیں اس لئے کہ رومن شہنشاہ میکرینس نے
ان شرائط کو یکسر مسترد کر دیا اور جنگ پر آمادہ ہو گیا۔ دوسری طرف اردوان چونکہ ایک نئے
اور بہتر لشکر کو ترتیب دے چکا تھا۔ لہٰذا وہ بھی رومنوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے آمادہ
ہو گیا۔

نصیبین شہر کے قریب ایرانی اور رومنوں کا آمنا سامنا ہوا۔ پہلے دن ایرانی تیر اندازوں
نے رومن لشکر کو یکسر پسپا کر دیا۔ اور جنگ برابری کی بنیاد پر ختم ہو گئی۔ دوسرے دن پھر
لڑائی شروع ہوئی لیکن کوئی فیصلہ نہ ہوا اور شام کے قریب پھر برابری کی بنیاد پر جنگ موقوف
کر دی گئی۔

تیسرے دن جب جنگ شروع ہوئی تو ایرانیوں نے اس جنگ میں اپنی ہر شئے جھونک کر
رکھ دی اور بڑی خونخواری سے وہ رومنوں پر حملہ آور ہوئے۔ ایرانی شتر سواروں اور نیزہ
بازوں نے رومنوں کو بے بس کر دیا یہاں تک کہ رومن پسپا ہونے پر مجبور ہو گئے۔ رومن
شہنشاہ میکرینس کو جب خبر ہوئی کہ اس کے لشکری جنگ سے جی چرا رہے ہیں اور تھوڑی دیر
جنگ اگر یوں ہی جاری رہی تو انہیں بد ترین شکست ہو گی لہٰذا اس نے اشکانیوں کے شہنشاہ
اردوان سے صلح کی درخواست کی۔ اردوان نے صلح کی اس درخواست کو قبول کر لیا اور آخر
ان شرائط پر صلح ہو گئی۔ رومن اشکانیوں کو سترہ لاکھ پچاس ہزار پونڈ بطور تاوان کے ادا کریں
گے اور وہ سارے ایرانی علاقے جن پر اب تک رومن قابض ہو چکے ہیں رومن خالی کر کے
ایرانیوں کے سپرد کر دیں گے۔ رومنوں کو چونکہ پہلی مرتبہ اس قدر ایرانیوں کے مقابلے میں
بے بس ہونا پڑا تھا لہٰذا تاوان کے نام پر یہ رقم پیش کرتے ہوئے اپنی ہتک اور بے عزتی

محسوس کر رہے تھے لہٰذا انہوں نے تاوان کی اس رقم کو نذرانے کا نام دے دیا تھا۔

رومنوں اور ایرانیوں کی تین ہزار سالہ باہمی رقابت کے بعد یہ لڑائی تھی جو رومنوں اور اشکانیوں کے مابین ہوئی جس میں رومنوں کو کثیر رقم بطور تاوان ادا کر کے صلح کی درخواست کرنا پڑی اس صلح نے اردوان اور ایران کو سربلند کیا اور رومن عظمت ان کے مقابلے میں سرنگوں ہوئی۔

اس موقعہ پر اردوان سے غلطی یہ ہوئی کہ صلح کے معاہدے میں یہ شرط رکھی گئی تھی کہ رومن دجلہ اور فرات کے درمیانی علاقے کو خالی کر دیں گے لیکن اس پر رومنوں کا تسلط برقرار رہا اور اشکانیوں نے اس علاقے کی واپسی پر زور نہ دیا۔ اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ اردوانی کی حکومت داخلی طور پر بہت کمزور ہو چکی تھی۔ اور حکومت میں اتنا ضعف آ چکا تھا کہ اشکانیوں کی یہ فتح بھی ان کی حکومت کو خاصہ مستحکم نہ کر سکی۔ جس کی بنا پر اردوان نے یہ علاقے خالی کرنے پر رومنوں پر کوئی خاص زور نہ ڈالا۔

رومنوں کو شکست دینے کے بعد پیشتر اس کے کہ اردوان داخلی امور کی طرف توجہ دیتا ایک شخص اردشیر نے جو اشکانی حکومت کے تحت ایک علاقے کا حکمران تھا علم بغاوت بلند کر دیا۔ اردوان نے بغاوت فرو کرنے کے لئے اردشیر کی طرف پیش قدمی کی۔ اردشیر اور اردوان کے درمیان خون ریز جنگ ہوئی جس میں بدقسمتی سے اردوان اہواز سے چند میل دور حرمز کے مقام پر مارا گیا اردوان کے بعد اگرچہ اس کا بیٹا ارتاواسط تخت نشین ہوا لیکن اس کا عہد صرف چند روز پر مشتمل تھا۔ اس لئے کہ اہواز کے مقام پر اردوان کو شکست دینے کے بعد اردشیر نے بڑی تیزی کے ساتھ علاقوں کے علاقے فتح کرنا شروع کر دیئے یہاں تک کہ اس نے مکمل طور پر اشکانی عہد کا خاتمہ کر دیا۔ اور ایران میں اس نے ایک نئے خاندان کی سلطنت کی ابتدا کی۔ جسے تاریخ میں ساسانی عہد کا نام دیا جاتا ہے۔

ساسانی عہد ایرانی تاریخ کا ایک باعظمت باب شمار کیا جاتا ہے۔ یہ عہد چار سو چھبیس سال تک قائم رہا اور اس کی شہرت کے ڈنکے اطراف عالم میں بجتے رہے۔ ساسانی بادشاہوں کا یہ دعوی ہے کہ وہ قدیم ایران کے ہخا منیشوں کے قدیم وارث ہیں۔ انہوں نے اشکانیوں کی طوائف الملوکی کو ختم کر کے ایک مستحکم حکومت قائم کی اور اشکانی حکومت کے رہے سے اشکانی اثرات مٹا کر قدیم روایات کو دوبارہ زندہ کیا۔

اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ وہ واقعی ہخا منیشوں کے حقیقی وارث ثابت ہوئے اس لحاظ سے ساسانیوں کو انفرادیت بھی حاصل ہے کہ انہوں نے ایک مذہبی حکومت کا آغاز کیا جس میں اہل ایران کو ایک ہی مذہبی رشتے میں منسلک کر دیا۔ اور فکری یکجہتی کے لئے راہ ہموار

کی۔ فکری یگانگت کی یہ صدائے بازگشت 905ء صفوی عہد تک سنائی دیتی رہی۔

ساسانی عہد کے موسس اور بنیاد رکھنے والے اردشیر کو ایران کا عظیم بادشاہ تصور کیا جاتا ہے۔ قدیم زمانے سے یہ روایت چلی آتی ہے کہ جس سربر آوردہ شخص نے بھی کسی نئے عہد کی بنیاد قائم کی اس کے آغاز سے متعلق اس سے طرح طرح کی داستانیں مشہور اور وابستہ کر دی گئیں اسی قسم کی ایک داستان اشکانیوں کا خاتمہ کر کے ساسانی عہد کی ابتدا کرنے والے اردشیر سے متعلق بھی مشہور ہے۔ یہی نہیں بلکہ یہ داستان ایران کے حماسہ کا جزو بن چکی ہے پہلوی زبان کی ایک مشہور تاریخ کرنامک میں اس عہد کی تاسیس کی جو سرگزشت لکھی گئی ہے اس کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے۔

"سکندر اعظم کی وفات کے بعد ایران کی مملکت دو سو چالیس مختلف قبائیل کے حکمرانوں میں بٹی ہوئی تھی۔ اصفہان۔ فارس اور نواحی علاقے کا بادشاہ اردوان تھا جس کے تحت یہ سب حکمران تھے۔ اردوان کا سالار لشکر بابک تھا جسے اردوان نے فارس کی حکومت سونپی ہوئی تھی۔ استخر اس کا صدر مقام تھا۔ بابک کے کوئی نرینہ اولاد نہ تھی جس سے اس کی نسل برقرار رہ سکتی۔ اس کے ہاں ساسان نامی ایک چرواہا ملازم تھا جو ہخامنشی بادشاہ دارا ب کی نسل سے تھا۔ سکندر اعظم کی فتح ایران کے دوران وہ اپنی جان بچانے کے لئے گلہ بانوں میں شامل ہو کر وہاں سے نکل گیا تھا۔

بابک نہیں جانتا تھا کہ ساسان ہخامنشی بادشاہ داریوش کی نسل سے ہے وہ اسے محض ایک چرواہا سمجھتا تھا۔ ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کے چرواہے کے سر سے آفتاب طلوع ہو رہا ہے۔ اس کی شعاعوں نے سارا عالم منور کر دیا ہے۔ دوسری رات بابک نے ایک اور خواب دیکھا کہ ساسان ایک آراستہ پیراستہ سفید ہاتھی پر سوار ہے ملک بھر کے لوگ اس کے گرد جمع ہیں اور سراطاعت خم کر کے عقیدت کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس کی مدح اور ستائش بھی کرتے ہیں اور اسے دعائیں بھی دیتے ہیں۔

تیسری رات بابک نے ایک اور خواب بھی دیکھا کہ مقدس آگ کے شعلے ساسان کے گھر سے بلند ہو رہے ہیں۔ ان کی روشنی سے کائنات کا ذرہ ذرہ جگمگا اٹھا ہے اس منظر کو دیکھ کر بابک ششدر رہ گیا۔ ملک بھر کے دانشور اور خواب کی تعبیر کرنے والے بلائے گئے ان سے بابک نے لگاتار تین خوابوں کا ذکر کیا۔ خواب کی تعبیر بتانے والوں نے بابک کو بتایا کہ خواب میں جو شخص نظر آرہا ہے وہ خود یا اس کا کوئی بیٹا روئے زمین پر بادشاہ بنے گا کیونکہ سورج اور سفید ہاتھی فتح اور طاقت کی علامت ہیں اور آگ سے مذہبی پیشوا مراد ہے۔ جو مذہبی امور میں اعلیٰ تربیت یافتہ ہے۔ اور اپنے ہم عصروں میں ممتاز ہے۔

بابک نے خوابوں کی تعبیر سن کر سب کو رخصت کر دیا اور ساسان کو بلا کر اس سے دریافت کیا۔ تم کس خاندان سے تعلق رکھتے ہو۔ تمہارا حسب و نسب کیا ہے۔ کیا تمہارے آباء اجداد میں کبھی کوئی بادشاہ ہوا ہے۔ ساسان نے جان کی سلامتی کی امان پا کر اپنے حسب و نسب کا راز بابک پر ظاہر کر دیا بابک سن کر خوش ہوا اور اسے اعلیٰ منصب پر فائز کرنے کی امید دلائی۔

بابک کے حکم پر اس کے لئے شاہی پوشاک مہیا کی گئی جسے اس نے زیب تن کیا اس کے علاوہ اس کے لئے عمدہ خوراک کا خاص اہتمام کیا جانے لگا۔ آخر یوں ہوا کہ بابک نے اپنی لڑکی اس سے بیاہ دی جس سے ایرانی سلطنت ساسانی کا بانی اردشیر پیدا ہوا۔ بابک نے اس اردشیر کو اپنا متبنیٰ بنا لیا تھا۔

اردشیر نے ہوش سنبھالا تو اسکی دانشمندی اور شجاعت کا عام شہرہ ہوا۔ یہاں تک کہ آخری اشکانی بادشاہ اردوان نے اسے اپنے دارالحکومت رے میں بلا بھیجا۔ یہاں اردشیر کا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا اور اشکانی شہزادوں کے ساتھ اس کی بھی تربیت ہونے لگی۔

ایک دن اردشیر شہزادوں کے ساتھ شکار کو گیا۔ اس شکار کے دوران اس نے ایک شیر مار کر اپنی بہادری کا مظاہرہ کیا۔ شکار سے جب یہ لوگ واپس آئے تو ایک شہزادے نے دعویٰ کیا کہ وہ شیر اسنے مارا ہے اسپر اردشیر بولا اور کہنے لگا شیر شہزادے نے نہیں مارا بلکہ خود اسنے مارا ہے اسپر اردوان سخت برہم ہوا اور شاہی مراعات جو اسنے اردشیر کو دے رکھی تھیں واپس لے لیں اور وہ اردشیر کی جان کے درپے ہو گیا تھا۔

اردشیر اردوان کی برہمی کے باعث کسمپرسی کی حالت میں زندگی گذارنے لگا۔ اسے ہر وقت اردوان کی طرف سے جان کا خطرہ بھی لاحق رہتا تھا۔ اتفاق سے شاہی محل کی ایک لونڈی جو اردوان سے ہمدردی رکھتی تھی اور جس کا نام گلنار تھا وہ اردشیر کو شاہی محل سے نکالنے پر تیار ہو گئی۔ چنانچہ جب اردشیر نے وہاں سے فرار ہونے کا قصد کیا تو لونڈی گلنار بھی اسکا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گئی۔ گلنار نے دو تیز رفتار گھوڑے مہیا کیئے اور رات کی تاریکی میں دونوں رے سے راہ فرار اختیار کر گئے۔

اردشیر اور گلنار کے فرار کی اطلاع جب اردوان کو ہوئی تو اس نے چار ہزار فوج لیکر ان کا تعاقب کیا۔ دوپہر کو جب یہ لوگ اس مقام پر آئے جہاں پر ایک راستہ دوسرے سے علیحدہ ہوتا تھا۔ یہاں پہونچکر اردوان نے یہاں کے لوگوں سے پوچھا کیا تم نے دو سوار یہاں سے گذرتے دیکھے ہیں۔ اور اگر دیکھے ہیں تو وہ کس وقت یہاں سے گذرے۔ انھوں نے کہا کہ صبح سویرے جب سورج طلوع ہو رہا تھا یہ سوار تند و تیز ہواؤں کی طرح اڑے

اڑے جا رہے تھے۔

یہ اطلاع پانے کے بعد اردوان وہاں رکنے کے بجائے تیزی سے آگے بڑھنے لگا اور اسنے تعاقب شروع کر دیا۔ ایک اور مقام پر پہونچ کر وہاں اس نے کچھ لوگوں کو پوچھا دو سوار یہاں سے کس وقت گذرے تھے انھوں نے جواب دیا آج دوپہر کو یہ سوار طوفانی رفتار میں گذر گئے۔ اردوان نے پھر تعاقب شروع کر دیا۔ دوسرے دن سورج طلوع ہوا۔ تو اردوان کئی فرسنگ کا فاصلہ طے کر آیا تھا۔

یہاں انہیں ایک کارواں ملا۔ کارواں کے لوگوں سے اردوان نے اردشیر اور گلنار کے متعلق پوچھا انہوں نے بتایا کو دو سوار ضرور یہاں سے گذرے ہیں اور وہ کوئی بیس فرسنگ فاصلہ آگے جا چکے ہوں گے اردوان اس تعاقب سے تنگ پڑ گیا لہٰذا ناکام اپنے مرکزی شہر رے کی طرف لوٹ گیا تھا۔

اردوان کی زندگی سے متعلق ایک اور بھی فوق العادت واقعات مشہور ہے۔ گو اس کی تاریخی اہمیت نہیں ہے لیکن چونکہ یہ فارسی کی کتب میں نمایاں حیثیت اختیار کر گیا ہے لہٰذا پڑھنے والوں کی دلچسپی کے لئے یہاں اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

واقعہ کچھ یوں ہے کہ کرمان میں ایک بلائے ارضی جس کی لوگ پرستش کرتے تھے۔ انسانوں کا خون اس کی خوراک تھا۔ اس کا نام ہفتان بوخت تھا۔ اسے کرم بھی کہتے تھے۔ اردشیر نے ہفتان بوخت کا نام سنا تو اس نے اسے ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے برجک اور باتور نام کے اپنے دو دانشمند ساتھیوں کو بلایا۔ باہمی مشورے کے بعد کثیر تعداد میں چاندی کے سکے فراہم کیئے۔ اردشیر نے خراسانی تاجروں کا لباس زیب تن کیا اور چار سپاہیوں کو ساتھ لیکر کرماں کی راہ لی۔ آخر وہ اس قلعہ تک پہونچ گئے جو ہفتان بوخت کا مسکن تھا۔

اردشیر نے اپنے سپاہیوں کو پہاڑ کی اوٹ میں بٹھایا اور کہا جس دن قلعے سے دھواں اٹھتا دیکھیں تو فوراً یلغار کر دیں۔ اردشیر خود قلعے کے محافظوں کے پاس گیا اور کہا کہ میں ہفتان بوخت کی حضوری کا شرف حاصل کرنے کے لئے آیا ہوں۔ محافظوں نے اردشیر کی دولتمندی کا حال سنا تو اس کو معہ اس کے دو ساتھیوں کے قلعے میں آنے کی اجازت دے دی۔

تین دن اور تین رات یہ لوگ قلعے میں مقیم رہے۔ اردشیر نے محافظوں کو چاندی کے سکے دیئے جس سے وہ بے حد خوش ہوئے اور انہیں کرم تک لے جانے کے رضامند ہو گئے۔ اردشیر نے یہ خواہش بھی کی کہ اس کرم کو اپنے ہاتھوں سے خوراک

دینے کی اجازت دیدی جائے۔ پاسبانوں نے یہ خوشی بھی مان لی۔ آخر ایک دن اردشیر نے موقعہ پا کر تانبا پگھلایا حسب عادت کرم کی غذا کا وقت آیا تو اسنے شور و غوغا کر کے آسمان سر پر اٹھایا اس سے پہلے اردشیر نے پاسبانوں اور خادموں کو شراب پلا کر مدہوش کر دیا تھا۔

اب وہ اپنے ہمراہیوں سمیت ہفتان بوخت کی روزمرہ خوراک یعنی بیلوں اور بھیڑوں کا خون جو اسے خادموں نے دے رکھا تھا لے کر وہاں پہونچا۔ کرم نے خون پینے کے لئے جوں ہی منہ کھولا اردشیر نے خون کے بجائے پگھلا ہوا تانبہ جو وہ اپنے ہمراہ لے گیا تھا اس کے حلق میں انڈیل دیا تانبے کا حلق سے اترنا ہی تھا کہ غضبناک چیخیں نکلیں اور اس کا جسم پارہ پارہ ہو گیا۔ اہل قلعہ نے یہ چیخیں سنیں تو حواس باختہ ہو کر ادھر ادھر دوڑے۔ ایک افراتفری کا عالم برپا ہو گیا تھا۔

اردشیر نے تلوار اور ڈھال سنبھالی اور جو بھی سامنے آیا اسے تہہ تیغ کیا اور گھاس پوس اکٹھا کر کے جلایا چھپے ہوئے سپاہیوں نے دھواں اٹھتے دیکھا تو دوڑ کر قلعے کے دروازے پر آن پہونچے دروازہ کھول دیا گیا اور اردشیر کے سپاہی اردشیر کے حق میں نعرے بلند کرتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے اہل قلعہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور قلعہ پر اردشیر کا قبضہ ہو گیا۔

بہرحال اردشیر نے اشکانی سلطنت کا خاتمہ کر دیا اور نئے ساسانی خاندان کی بنیاد رکھی۔ اردوان کو شکست دینے کے بعد اردشیر نے اپنی سلطنت کے پھیلاؤ کا کام شروع کیا۔ پہلے اس نے ہمدان پر لشکر کشی کی۔ سارا پہاڑی علاقہ مع نہاوند اور دینور فتح کر لیا پھر وہ آذر بائیجان اور آرمینیا پر حملہ آور ہوا اور ان دونوں علاقوں پر بھی قابض ہو گیا اور وہاں سے اس نے موصل کا رخ کیا۔ موصل کو بھی فتح کیا اور ساحل کے تمام شہر یکے باد دیگرے تسلط میں آ گئے۔ ان فتوحات کے بعد اردشیر نے بحرین کا رخ کیا۔ اور اس کا محاصرہ کر لیا۔

محاصرے نے جب کافی طول پکڑا تو اس عرصے میں بحرین میں قحط کے آثار نمودار ہوئے اور محصورین نے اپنی بقا اسی میں دیکھی کہ بحرین کے حکمران سطرق کا قصہ پاک کر دیں اور قلعے کے دروازے اردشیر کے لئے کھول دیں۔ سطرق کو اہل بحرین کی سازش کا پتہ چلا تو اس نے قلعے کی دیوار سے نیچے کود کر خودکشی کر لی۔ اہل قلعہ نے ہتھیار ڈال دیئے اس شہر کی تسخیر سے اردشیر کو بحرین کے خزانے ہاتھ لگے۔ بحرین کی فتح کے بعد اردشیر نے سیستان اور خراسان کے علاقوں پر حملہ آور ہو کر انہیں بھی فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

اس کے بعد اردشیر نے مزید فتوحات کا سلسلہ شروع کیا۔ اپنے لشکر کی تعداد اس نے

...سائی اور ٹیسیفون یعنی مدائن شہر کی طرف بڑھا جو کسی دور میں اشکانیوں کا دار الحکومت بھی رہا تھا۔ اس شہر کو بھی اردشیر نے فتح کر لیا۔ شہر کو فتح کرنے کے بعد اردشیر نے اس شہر کو اپنی حکومت کا مرکزی شہر بنا دیا اور اپنے بیٹے شاہ پور کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔

سارے ایران اور اعراق پر قبضہ کرنے کے بعد اردشیر نے اپنے لشکر کو مزید مستحکم کیا اور ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ اپنے پہلے حملے میں اس نے پنجاب کو فتح کیا اس کے بعد وہ اپنی فتوحات کا سلسلہ آگے بڑھاتے ہوئے سرہند تک جا پہنچا۔ ان دنوں ہندوستان پر جونہ نام کا ایک بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ اس جونہ نے اردشیر کو بے شمار زر و مال اور جواہرات اور ہاتھی بطور خراج پیش کئے۔ اردشیر یہ خراج وصول کر کے ایران واپس آ گیا۔ اردشیر کے زمانے میں پنجاب سے ہر سال بدستور خراج آتا رہا۔ اس قدر فتوحات حاصل کرنے کے بعد اردشیر نے رومن سلطنت سے دو دو ہاتھ کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔

اردشیر سے قبل اردوان کے دور میں رومنوں کا شہنشاہ میکرینس تھا۔ میکرینس تھوڑا ہی عرصہ حکومت کر سکا پھر چل بسا۔ اس کے بعد ایلگبارس رومنوں کا شہنشاہ بنا یہ بھی چند ماہ تک ہی برسر اقتدار رہ سکا یہاں تک کہ الیگزنڈر رومنوں کا بادشاہ بنا اور اسی الیگنڈر کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اردشیر دن رات تیاریاں کرنے لگا تھا۔

○

یثرب شہر میں اوس و خزرج قبائیل کے سردار مالک بن عجلان کی حویلی میں عربوں کے سب ذیلی قبائیل کے سردار اور اکابر سب جمع تھے۔ اس لئے کہ اس روز مالک بن عجلان کی بہن تنطورہ کی شادی تھی اور اس کے انتظامات کرنے کے لئے ہی مالک بن عجلان نے سب سرداروں کو جمع کیا تھا عین اس وقت جبکہ مالک بن عجلان عرب اکابر کے ساتھ محو گفتگو تھا اس کی حسین اور نوخیز بہن تنطورہ بالکل ننگی اور برہنہ حالت میں حویلی کے اندر سے نکلی اور سارے عرب سرداروں کے پاس سے گزرتی ہوئی دوبارہ حویلی کے اندر چلی گئی تھی۔ اپنی بہن تنطورہ کی اس حرکت پر غصے میں مالک بن عجلان کا رنگ سرخ ہو گیا تھا۔ جبکہ سارے عرب سرداروں کی نگاہیں شرم سے جھک گئیں تھیں۔

اس موقع پر مالک بن عجلان نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے روبیل کی طرف دیکھا وہ اداس اور افسردہ گہری سوچوں میں کھویا ہوا تھا۔ اس کی گردن خوب خم تھی۔ مالک بن عجلان چند لمحوں تک وہاں بیٹھ کر اپنے ہونٹ کاٹتا رہا اور کبھی کبھی بڑے دکھ سے روبیل کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر وہ روبیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ روبیل۔ روبیل میرے بھائی تم ذرا

میرے ساتھ آؤ۔

مالک بن عجلان اور روبیل دونوں وہاں سے اٹھ کر حویلی کے اندرونی حصے کی طرف جانے ہی والے تھے کہ تنطورہ ایک بار پھر حویلی سے باہر آئی اب وہ کپڑے پہن چکی تھی۔ مالک بن عجلان نے اس کی طرف دیکھا اور غضبناک ہو کر پوچھا تو اس قابل ہے کہ تیری گردن کاٹ دی جائے تجھے کچھ شرم اور حجاب نہ آیا کہ تو اپنے بھائی اور ان سب عرب احباب کے سامنے دانستہ طور پر ننگی اور برہنہ ہو کر گزری۔ میں تجھے اس بے حجابی۔ اس بے حیائی اور بے حمیتی کی سزا ضرور دوں گا

تنطورہ نے بھی غصے کی حالت میں کہا مجھے ضرور سزا دو لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنی سزا بھی تجویز کر رکھو کہ تم وہ لوگ ہو جو خود شادی کی پہلی رات اپنی بیٹیوں کو ننگا اور برہنہ ہونے کے لئے فیطون کی خلوت گاہ میں بھیجتے ہو۔ فیطون کے سامنے ننگا ہونے سے کیا یہ بہتر نہیں کہ میں اپنے بھائی یا باپ کے سامنے ننگی ہو جاؤں۔ تم نے میری برہنگی کی سزا تو تجویز کی ہے لیکن تم سب کی سزا کیا ہو گی جب آج شادی کے بعد تم مجھے فیطون کے پاس بھیجو گے۔ اور رات کو وہ تم عربوں کی عزت کو داغدار کرنے کے لئے اسے اپنے ہاتھوں سے برہنہ کر رہا ہو گا۔

تمہاری حمیت اس وقت تو جوش و غضب میں آئی ہے جب میں برہنہ ہو کر تمہارے سامنے آئی لیکن اس وقت تم بے غیرت اور اندھے کیوں ہو جاتے ہو جب فیطون تمہاری بیٹیوں کو ننگا کر کے ان کی عزت اور عصمت سے کھیلتا ہے۔ پہلے تم سب مل کر اپنی بزدلی اور بے غیرتی اور بے حمیتی کی سزا تجویز کرو اس کے بعد تم لوگ جو سزا مجھے دو گے میں ہنس کر قبول کر لوں گی۔

سنو۔ اکابرین اوس و خزرج۔ تم لوگ عملی وجدان۔ سچائی کے عکس سے نا آشنا لوگ ہو۔ تم لوگ احساساتی۔ جبلی۔ وجدانی اور جمالیاتی۔ منطقی اور عقلی آدرشوں سے یکسر محروم ہو۔ تم لوگ درد جراحت میں مرہم تو طلب کرتے ہو پر ذاتی اغراض و مقاصد کو اجتماعیت میں نہیں ڈھلنے دیتے۔

تمہاری زندگی بحر تنہائی کے جزیروں میں امید کی خاموش اور بے چٹان اور بے سراپا تشنگی ندیوں جیسی ہے جس کے اندر کوئی تبدیلی کوئی انقلاب برپا نہ ہوتا ہو۔ تم لوگ خمار لذت، قلوب کے نہاں خانوں، جذبات کی خاموشی اور دل کی نغمگی کی درمیان بیٹھ کر بے حمیتی کی زندگی بسر کرنے کے عادی ہو چکے ہو۔ اور ٹھٹھرے صحرا۔ ماضی کے قصوں اور پراسرار داستانوں پر ہی اکتفا کرتے ہو

سنو اکابرین اوس و خزرج۔ میں تمہیں تنبیہہ کرتی ہوں کہ اگر تم لوگوں نے اپنی بے حسی اور خطا کاری کو ترک کر کے اپنے اسرار ہستی کے عرفان میں کوئی قوت موجزن نہ ہونے دی تو قدرت کی کوئی غضبناک انگڑائی تمہارے خلاف حرکت میں آئے گی تمہاری غفلت کو فنا پذیر کر کے تم لوگوں کو خواب آلود فضاؤں۔ اجاڑ۔ ویران خانقاہوں جیسی بنا کر رکھ دے گی۔

تنطورہ کی اس گفتگو کے جواب میں کوئی کچھ نہ بولا۔ ان سب کی گردنیں جھک گئیں تھیں۔ تنطورہ بھی تھوڑی دیر تک خاموش رہی اس کے بعد وہ روبیل کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

اخی روبیل آج اوروں کے ساتھ تمہاری گردن بھی کیوں جھکی ہوئی ہے۔ کیا چند روز قبل تمہاری حویلی میں کھڑی ہو کر میں نے یہ نہ کہا تھا کہ وہ لحہ قبل از وقت میں لاؤں گی اور ایسا لاؤں گی کہ عربوں کی پشتیں اور نسلیں تک یاد رکھیں گی۔ میں نے اپنی برہنگی کی قربانی دے کر تمہارے ضمیروں کو جھنجھوڑ دیا ہے۔ اب یہ تمہاری مرضی ہے چاہے تو دوبارہ اپنے اوپر غفلت مسلط کر لو چاہے تو بیدار ہو کر فیطون کے خلاف کوئی عملی قدم اٹھاؤ۔ پر ایک بات یاد رکھنا میں شادی کے بعد فیطون کے پاس رات بسر کرنے کے بجائے موت کو ترجیح دوں گی۔

اخی روبیل تمہیں خصوصیت کے ساتھ میں نے اس لئے مخاطب کیا ہے کیونکہ عربوں میں تم ہی واحد سردار ہو جس سے امید کی جا سکتی ہے کہ وہ فیطون کے خلاف کوئی عملی قدم اٹھانے کے لئے عربوں میں امید کی چنگاری پیدا کر سکتا ہے۔ آخر کو ایک روز تمہاری شادی بھی راحیل کے ساتھ ہونی ہے کیا تم برداشت کر لو گے کہ راحیل ایک شب فیطون کی خلوت گاہ میں بسر کرے۔

تنطورہ جب خاموش ہوئی تو روبیل نے گردن سیدھی کی اور مالک بن عجلان کی طرف اس نے دیکھتے ہوئے کہا۔ مجھے کچھ کہنے کی اجازت ہے۔ مالک نے بڑی سعادت مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا تمہیں اجازت ہے تم جو کچھ کہنا چاہو میری اجازت کے بغیر کہہ دو۔ میں آج تک فیطون کے خلاف حرکت میں آنے سے تمہیں روکتا رہا۔ آج اور آج کے بعد اس سے متعلق تم جو بھی فیصلہ کرو گے۔ روبیل میرے بھائی تمہیں میری پوری پوری تائید و نصرت حاصل ہو گی۔

روبیل مڑا اور وہاں بیٹھے ہوئے سب اکابرین سے کہا اب سب لوگ فی الحال اپنے روزمرہ کے کام میں لگ جائیں۔ بہرحال تنطورہ کی شادی آج شام کو ضرور ہو گی کسی بھی

بناء پر ہم اس شادی کو التوا میں نہ ڈالیں گے۔ روبیل کے کہنے پر سب سردار اٹھ کر چلے گئے تو روبیل نے مالک بن عجلان اور قنطورہ سے کہا تم دونوں یہاں بیٹھو اور میری بات غور سے سنو۔

تینوں نشستوں پر بیٹھ گئے جہاں تھوڑی دیر قبل تک عرب سردار بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر روبیل نے مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ عجلان کے بیٹے مجھے غور سے سنو۔ قنطورہ نے جو کچھ کہا ہے اسے بھول جاؤ۔ اس کے خلاف کوئی تادیبی کاروائی نہیں کی جائے گی اس نے جو کچھ کیا ہے ہماری آنکھیں کھولنے اور خواب غفلت سے بیداری کی طرف لانے کے لئے درست ہی کیا ہے۔

آج جب قنطورہ کی شادی ہو گی اور فیطون کے آدمی قنطورہ کو لینے آئیں گے تو ہم دونوں بھی اپنا آپ ڈھانپ کر قنطورہ کی سہیلیوں کے بھیس میں اس کے ساتھ ہو لیں گے۔ اور جب قنطورہ کو فیطون کی خواب گاہ میں پہونچایا جائے گا تو وہاں تک ہم بھی ساتھ جائیں گے۔ اور موقعہ پا کر فیطون کو قتل کر دیں گے۔ اگر کسی نے ہمیں فیطون کو قتل کرتے ہوئے دیکھ لیا تو ہم اسے بھی قتل کر دیں گے۔ اور رات کی تاریکی میں وہاں سے بھاگ کر ہم اپنے اپنے گھروں میں آ جائیں گے۔

اس کے بعد تم لباس تبدیل کر کے گھوڑے پر سوار ہو کر میرے یہاں آ جانا اس وقت تک میں بھی تیار ہو چکا ہوں گا پھر ہم دونون مل کر بنی قینقہ کے اس یہودی مہاجن کے پاس جائیں گے جس کا نام زبولون ہے اور جس سے میرے قبیلے والے قرضے لیتے رہتے ہیں۔ میرے قبیلے کی وہ بیوہ جس کی لڑکی نے چند روز پیشتر خودکشی کر لی تھی وہ بھی اس کی مقروض ہے اور میں نے اس سے وعدہ بھی کر رکھا ہے کہ میں اس کے سارے قرضے ادا کر دوں گا ہم دونوں اس بیوہ کے سارے قرضے چکا کر وہاں زبولون کے پاس ہی بیٹھے رہیں گے۔

اب قنطورہ کا کام شروع ہو گا۔ فیطون کے قتل کے بعد یہ اس کی خوابگاہ میں کچھ دیر تک خاموش بیٹھی رہے گی۔ جب اسے اندازہ ہو جائے گا کہ ہم لباس تبدیل کر کے زبولون کے یہاں پہونچ چکے ہیں تو یہ شور کرنا شروع کر دے گی۔ کہ فیطون کے کمرے میں پہلے ہی سے تین آدمی چھپے بیٹھے تھے جنہوں نے فیطون کو قتل کر دیا ہے۔ اور کھڑکی کے راستے بھاگ گئے ہیں۔

روبیل ذرا رکا پھر اس نے دوبارہ کہنا شروع کیا۔ قنطورہ کے شور کرنے پر یقیناً" یہودی قاتلوں کو تلاش کرنے کی کوشش کریں گے ہم دونوں چونکہ اس وقت زبولوں کے یہاں

ہوں گے اس لئے ہم پر کوئی شک بھی نہیں کر سکے گا۔ اس کے علاوہ زبولوں ایک ایسا سودکار ہے جو یہودیوں کے اندر سب مہاجنوں سے زیادہ اثر و رسوخ رکھتا ہے جب وہ یہ گواہی دے گا کہ ہم دونوں اس کے یہاں تھے تو یہودی اعتبار کر لیں گے۔

اس کے علاوہ اس وقت یہودی فیطون کی موت پر خوف زدہ اور پریشان بھی ہوں گے۔ اور انہیں زیادہ سوچنے کی مہلت بھی نہ ہو گی۔ گو ان کی قوت زیادہ ہے پھر بھی فیطون کو وہ اپنا ستون سمجھتے ہیں اور اس کے بل بوتے پر ہی وہ عربوں سے زیادتیاں کرتے رہتے ہیں۔ اس کی موت پر وہ عربوں کی طرف سے بھی دہشت زدہ اور فکرمند ہوں گے۔ اور معاملہ رفع دفع کرنے کی کوشش کریں گے۔

روبیل جب خاموش ہوا تو مالک اور قنطورہ دونوں بہن بھائی کے چہروں پر مسکراہٹ کھل گئی۔ روبیل نے بھی مسکراتے ہوئے پوچھا کیسی ہے میری تجویز۔ عجلان نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ نہایت معقول اور مناسب تجویز ہے۔ اس پر اگر ہم عمل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو آنے والی شب فیطون کی زندگی کی آخری شب ہو گی۔

روبیل نے کہا میں اب جاتا ہوں۔ مجھے تھوڑی دیر تک کھیتوں میں کام کرنا ہے جو کی ایک کھیتی پک گئی ہے اسے اگر کاٹا نہ گیا تو دو ایک روز تک اس کے خوشے گرنا شروع ہو جائیں گے۔

مالک بن عجلان نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔ جو کاٹنا موقوف کرو یہیں رہو۔ تمہارے یہاں ہونے سے مجھے حوصلہ اور دلیری ہو گی۔ روبیل نے بھی مالک بن عجلان کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا میرا جانا ضروری ہے کئی روز سے راحیل ضد کر رہی تھی کہ ہمیں اپنے باغات دکھائیں۔ آج وہ دونوں باپ بیٹی بھی ہمارے ساتھ ہمارے باغ میں کام کریں گے جو بیرعدیس کے قریب ہے۔ ناگہانی طور پر اگر تم میری ضرورت محسوس کرو تو مجھے وہاں سے بلا لینا۔ ویسے میرے خیال میں ایسی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہو گی۔

یہاں تک کہتے کہتے روبیل رک گیا کیونکہ حویلی میں یہودا داخل ہوا اور روبیل کو مخاطب کر کے اس نے کہا اخی آپ تو یہ کہہ کر گھر سے آئے تھے کہ میں ابھی آتا ہوں اور یہاں ایسے بیٹھے ہیں جیسے کوئی کام ہی نہ ہو۔

روبیل کھڑا ہوتا ہوا بولا کیا ماں زرعہ۔ راحیل اور عم عجیل باغ کی طرف چلے گئے ہیں اس پر یہودا پھر جرح کرنے کے انداز میں کہنے لگا کہاں گئے ہیں۔ وہ مالک بن عجلان کی حویلی سے باہر کھڑے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔

روبیل اٹھا اور حویلی کے اصطبل میں بندھا ہوا اس نے اپنا گھوڑا کھولا اور یہودا کے

ساتھ وہ حویلی سے باہر نکلا تو اس نے دیکھا اس کی ماں زمران یہودا کے گھوڑے پر سوار تھی جبکہ عجیل اور راحیل دونوں باپ بیٹی اپنے بکریوں کے ریوڑ کو وہاں روکے ہوئے تھے۔ اور زرعہ بھی اس کام میں ان کی مدد کر رہی تھی۔ روبیل اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے راحیل کے پاس آیا اور اس سے کہا۔

راحیل۔ راحیل۔ تم اور زرعہ دونوں میرے گھوڑے پر بیٹھ جاؤ۔ ریوڑ کو اب ہم سنبھال لیں گے۔ راحیل اور زرعہ فوراً گھوڑے پر بیٹھ گئیں۔ جبکہ عجیل کے ساتھ مل کر روبیل اور یہودا ریوڑ کو ہانکنے لگے تھے۔ اس طرح وہ شہر سے نکل کر بیرعدلیس کی طرف جا رہے تھے۔

بیرعدلیس کے قریب آ کر وہ رک گئے اور ریوڑ کو پانی پلانے لگے تھے یہ کنواں قبا سے دو سو فٹ مغرب کی جانب ہے۔ اور یہ وہی کنواں ہے جس کے اندر اسلامی دور میں حضرت عثمان کی انگوٹھی گر گئی تھی۔ یہ انگوٹھی وہی تھی جو حضرت محمد صل اللہ و علیہ وسلم کے دست مبارک میں ہوا کرتی تھی۔ ان کے بعد یہ انگوٹھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آخر میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ملی۔ ایک روز حضرت عثمان بیرعدلیس میں بیٹھے حسب عادت انگوٹھی انگلی میں پھرا رہے تھے کہ یہ انگوٹھی کنوئیں میں گر گئی پھر تین روز تک کنوئیں کا سارا پانی خشک کر کے انگوٹھی کو تلاش کیا گیا مگر وہ نہ ملنی تھی اور نہ ملی۔ جس طرح حضرت سلیمان کی انگوٹھی گم ہو جانے سے ان کی مملکت میں افراتفری اور انتشار برپا ہو گیا تھا اس طرح حضرت عثمان سے انگوٹھی کا گم ہونا تھا کہ عالم اسلام میں فتنہ و فساد کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ اور مسلمانوں کا شیرازہ تار تار ہو کر رہ گیا۔ انیس سو انسٹھ تک اس کنوئیں میں پانی موجود تھا مگر انیس سو چونسٹھ میں اس کا پانی خشک ہو گیا۔

اسلامی دور میں اینٹوں کی سیڑھیوں کی جگہ لوہے کی سیڑھیاں لگائی گئی تھیں اور کنوئیں کی زیارت کے لئے ان سیڑھیوں سے نیچے اتر کر جایا کرتے تھے کیونکہ اس کنوئیں سے حضور اکثر پانی پیا کرتے تھے۔ انیس سو اڑسٹھ تک اس کنوئیں کے آثار باقی تھے لیکن بعد میں ایک سڑک کی توسیع کی زد میں آ گیا۔ آج کل اس کے آثار معدوم ہیں۔ بہرحال ریوڑ کو پانی پلانے کے بعد روبیل سب کے ساتھ اپنے باغ میں آیا وہاں دور دور تک بلند و بالا کھجوریں کھڑی تھیں اور ان کھجوروں کے اندر گندم اور جو کی فصلیں کھڑی تھیں اور جو پک چکے تھے لیکن گندم ابھی ہری تھی۔ ریوڑ کو انہوں نے باغ کے اس حصے میں کھلا چھوڑ دیا جہاں فصل نہ تھی۔

روبیل یہودا اور عجیل جو کاٹنے لگے تھے جبکہ راحیل۔ زمران اور زرعہ جو کے گٹھے بنا بنا کر اس ہموار اور سخت میدان میں ڈھیر کرنے لگی تھیں جو کھجوریں خشک کرنے کے لئے بنایا گیا تھا سہ پہر تک انہوں نے جو کاٹ کر گٹھے بنا کر ان گٹھوں پر اس خیال سے پتھر رکھ دیئے کہ ہوا سے کھلیاں نہ اڑ جائے۔

کام سے فارغ ہونے کے بعد روبیل نے زمران سے کہا ماں تم گھر چلو۔ راحیل اور عجیل کو ساتھ لے کر جانا۔ یہ نہ صرف کھانا ہمارے ہاں کھائیں گے بلکہ رات بھی وہیں رہیں گے۔ میں اپنے بیرغرس کے باغ کی طرف چکر لگا کر گھر آتا ہوں۔ وہاں بھی جو ہیں اگر وہ پک گئے ہوئے تو کل انہیں بھی کاٹ لیں گے۔

روبیل اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر بیرغرس کی طرف چلا گیا جو وہاں سے نصف میل کے فاصلے پر شمال مشرق کی طرف تھا۔ راحیل۔ زمران۔ زرعہ عجیل اور یہودا ریوڑ کو ہانکتے ہوئے شہر کی طرف جا رہے تھے۔

جب وہ بیرعدلیس کے پاس آئے تو انہوں نے دیکھا وہاں بہت سے لوگ جمع تھے اور کنوئیں کے اردگرد کئی ریوڑ کھڑے تھے ایک جگہ گول دائرے کی شکل میں عرب مرد اور عورتیں جمع تھے۔ راحیل ریوڑ کو اس کچے حوض سے پانی پلانے لگی جس میں ہر وقت پانی جمع رہتا تھا یہودا۔ زمران عجیل اور زرعہ اس طرف بڑھے جہاں لوگوں کا جمگھٹا ہو رہا تھا۔ یہودا ہجوم کو چیر کر جب اندر گیا تو اس نے دیکھا وہاں ننگی زمین پر ایک بوڑھی عورت کی لاش پڑی تھی اور وہ خون میں لت پت ہو رہی تھی۔

یہودا نے قریب کھڑے ایک بوڑھے سے پوچھا یہ خاتون کون ہے اور اسے کس نے قتل کیا ہے اس بوڑھے نے اپنی بھیگیں پلکیں اپنے عمامے کے پلو سے خشک کرتے ہوئے انتہائی بے بسی اور مایوسی میں کہا۔

یہ عرب ہے اور بنو واقف سے ہے کنوئیں پر اس کا ریوڑ پانی پی رہا تھا کہ اوپر سے دو یہودی اپنا ریوڑ لے آئے انہوں نے زبردستی اس بوڑھی خاتون کے ریوڑ کو ہانک کر پیچھے ہٹا دیا اور اپنے ریوڑ کو پانی پلانے لگے۔ اس مرنے والی خاتون نے جب اعتراض کیا تو ان دونوں نے اسے اس قدر مارا کہ یہ بے بسی کی حالت میں مر گئی۔ یہ بے چاری آج ہی ریوڑ کے ساتھ آئی تھی۔ ریوڑ اس کا پندرہ سالہ بیٹا چرایا کرتا تھا وہ بے چارہ بیمار ہو گیا اور مجبوراً اس خاتون کو ریوڑ کے ساتھ آنا پڑا۔

یہودا نے غیض و غضب کی حالت میں پوچھا وہ یہودی جوان کہاں ہیں اس بوڑھے عرب نے کنوئیں کے قریب ہی کھڑے ہوئے دو یہودیوں کی طرف اشارہ کیا یہودا وہاں سے

نکل کر کنوئیں کے قریب کھڑے ان دونوں جوانوں کی طرف بڑھا ان کے قریب جا کر یہو
نے غصیلی اور زہریلے لہجے میں پوچھا تم دونوں نے اس بوڑھی عورت کو کیوں مار دیا ہے
ان میں سے ایک نے کہا وہ ہمارے ساتھ الجھی تھی اور ہمارے ریوڑ کو پانی پلانے
حائل ہوئی تھی۔ یہودا نے ان کی طرف خوفناک انداز میں دیکھتے ہوئے پوچھا پہلے اس
ریوڑ پی رہا تھا تم نے اس کا ریوڑ زبردستی ہٹا کر اپنے ریوڑ کو کیوں پانی پلانا شروع کر دیا تھا
اس پر ان دو میں سے ایک یہودی نے ہٹ دھرمی اور بد معاملگی کا مظاہرہ کر
ہوئے کہا یہ ہمارا حق تھا۔ اور پھر تم ہم سے سوالیہ اور استفہامیہ انداز میں کیوں پوچھ ر
ہو۔ تم ہمارے محتسب ہمارے قاضی۔ حاکم اور ناظم نہیں ہو کہ ہم تمہارے سامنے جوا
دہ ہوں۔ اس بوڑھی اور ضعیف عورت کا قتل کوئی اتنا اہم نہیں۔ اگر ہم اسے نہ مارتے
چند یوم بعد وہ اپنی موت آپ ہی مر جاتی۔

یہودا نے غصے کی حالت میں ایک زوردار طمانچہ اس یہودی کے منہ پر مارتے ہو
کہا تو ایسی قدرت تو نہیں رکھتا کہ عربوں پر مظالم کو اپنا حق جانے۔ تو نے میری ایک عر
ماں کو قتل کیا ہے میں تیری کھال ادھیڑ کر رکھ دوں گا۔ اور تجھ سے اس کے قتل کا قصا
لوں گا۔ اس کے ساتھ ہی یہودا نے ایک سخت جھٹکے کے ساتھ اپنی تلوار کھینچی اور اس
یہودی کی اس نے گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔

دوسرا یہودی زقند لگا کر پیچھے ہٹ گیا اور اپنی تلوار نیام سے نکال کر دوبارہ آگے بڑھ
اور یہودا پر حملہ آور ہوا۔ لیکن اس وقت تک یہودا اس کے ساتھی کو قتل کر کے اس سے
نپٹنے کو تیار ہو چکا تھا۔ لوگوں کے ہجوم سے زمران۔ عجیل اور زرعہ نے نکل کر یہودا کو اس
لڑائی سے روکنا چاہا لیکن جب وہ اس کے پاس پہونچے تو یہودا نے دوسرے یہودی کی بھی
گردن کاٹ کر اس کے جسم سے علیحدہ کر دی تھی۔

راحیل کو ابھی تک اس لڑائی کی خبر نہ ہوئی تھی کیونکہ اس کے اور یہودا کے درمیان
لوگوں کا ہجوم حائل تھا۔ لہٰذا وہ بڑے سکون سے اپنے ریوڑ کو پانی پلا رہی تھی۔

دو یہودی جوانوں کے قتل ہونے پر وہاں کھڑے بیس پچیس کے قریب یہودی جوان بھڑ
گئے اور اپنی تلواریں سونت کر یہودا کی طرف بھاگے زمران۔ عجیل اور زرعہ نے آگے بڑھ
کر ان سب سے یہودا کو بچانا چاہا لیکن وہ یوں حملہ آور ہوئے تھے جیسے بھوکے سور اپنے
باڑے سے نکلتے ہیں۔ یہودا نے مقابلہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اتنے لوگوں کے سامنے وہ
بے چارہ اکیلا کیا کرتا۔ اور حملہ آور یہودیوں نے یہودا کے ساتھ ساتھ زمران۔ عجیل اور
زرعہ کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ وہاں کھڑے سارے عرب ایسے خوف زدہ ہو گئے

کہ ان میں سے کسی ایک کو بھی جرات نہ ہوئی کہ آگے بڑھ کر یہودا کا دفاع کرتے۔
جب ریوڑ پانی پی کر پیچھے ہٹ گیا تو راحیل یہودا۔ زمران۔ عجیل اور زرعہ کو بلانے
کے لئے اس سمت آئی جہاں لوگ جمع ہو رہے تھے۔ اس وقت تک حملہ آور یہودی اپنا کام
کر کے پیچھے ہٹ گئے تھے۔ اور اب وہ اس خدشے کے تحت کہ وہاں کھڑے عرب کہیں بپھر
کر ان پر حملہ آور نہ ہو جائیں اپنے اپنے ریوڑ ہانک کر وہاں سے کھسکنے کی کوشش کرنے
لگے تھے۔ راحیل جب اس جگہ آئی جہاں اس کے باپ کے علاوہ یہودا۔ زمران اور زرعہ
کی لاشیں خون میں لت پت پڑی تھیں تو وہ بے چاری بھاگ کر آگے بڑھی اور ایک ایک
لاش سے لپٹ لپٹ کر دھاڑیں مار کر رونے لگی تھی۔

عین اسی وقت شمال مشرق کی طرف سے روبیل اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑاتا ہوا آیا تھا
کنوئیں کے قریب آ کر جب اس نے لاشیں بکھری ہوئی دیکھیں تو اس کا رنگ فق ہو گیا۔ وہ
اپنے گھوڑے سے اتر کر آگے بڑھا تو اس نے دیکھا راحیل یہودا کا سر اپنی گود میں لئے
بیٹھی تھی اور دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھی۔ اس کے سارے کپڑے بھی خون آلود ہو رہے
تھے۔ راحیل نے جب سر اٹھا کر روبیل کو اپنے سر پر کھڑے ہوئے دیکھا تو وہ بے چاری
اور زیادہ بے تاب ہو کر رونے لگی تھی وہاں کھڑے سارے عرب روبیل کے گرد جمع ہو
گئے تھے اور قبل اس کے کہ روبیل کچھ پوچھتا۔ وہ بوڑھا جس نے یہودا سے گفتگو کی تھی
آگے بڑھا اور روبیل سے ساری داستان کہہ دی تھی۔

اس ستم کی پوری داستان سننے کے بعد روبیل نے وہاں کھڑے عربوں کو مخاطب کر کے
کہا۔ اوس خزرج حیف۔ حیف تمہاری بے بسی۔ تمہاری لاچارگی۔ تمہاری بزدلی اور کم ہمتی
کہ یہودی قتل کرتے رہے اور تم خاموش کھڑے تماشہ دیکھتے رہے۔ میں پوچھتا ہوں کب
تک تم لوگ پتھروں سے پانی تلاش کرتے رہو گے۔ کب تک تم یہودیوں کے اندر پر شکستہ
پرندوں کی طرح یاس و قنوط اور شدید نا امیدی ڈوبے رہو گے۔ اے اوس و خزرج کے
فرزندان ازل کب تک تمہاری روح میں تڑپ اور قلب میں حرارت پیدا ہو گی۔
اپنے اوپر تسلط خاموشی کی بکل کو اتار پھینکو اور زندگی کی حرارت اور توانائی سے کام
لے کر تازہ سفر کا آغاز کرو۔ اگر تم یوں ہی خاموش رہ کر اپنے عرب بھائیوں کا قتل عام
دیکھتے رہے تو یاد رکھو ایک روز وہ بھی آئے گا کہ یثرب کے یہ یہودی تمہاری نسلیں تک مٹا
دیں گے۔ تاریخ کے بوسیدہ اوراق میں تمہاری حیثیت ایک بزدل اور بے حمیت قوم کی سی
ہو کر بکھر جائے گی

روبیل ذرا رکا پھر انتہائی جانگسل اور کرب آمیز لہجے میں اس نے کہا کہ اے اوس و

خزرج، قاتل یہودی بچ کر یثرب میں داخل نہ ہونے پائیں آؤ ضرب قوی اور برق شکنی بن کر ان سے انتقام لیں اگر تم میرے ساتھ متحد ہو گئے تو میں تمہیں فتح کی نوید اور انقلاب آفریں پیغام کی خبر دوں گا۔

اپنے گھوڑے کو وہیں چھوڑ کر روبیل اپنی تلوار بے نیام کرتا ہوا بولا آؤ میرے ساتھ دیکھتا ہوں وہ ہم سے کیسے بچ سکتے ہیں۔ عرب جو تھوڑی دیر قبل تک یہودیوں کے سامنے خوف و وحشت کا شکار تھے زور زور سے یہودیوں کے خلاف نعرے بلند کرنے لگے تھے۔ لگتا تھا انہوں نے روبیل کے کہنے پر غم اور حسرت کی نقاب اتار پھینکی ہو اور وہ وحشیانہ انداز میں اپنی تلواریں بے نیام کرتے اور آہ و بکا کرتے ہوئے ایک انوکھے نشے اور نادیدہ اشتیاق میں روبیل کے ساتھ ہو لئے تھے۔ روبیل ان کے ساتھ آگے آگے تھا اور سب عرب اس کے پیچھے پیچھے ان یہودیوں کی طرف بھاگے تھے جو کنوئیں کے اطراف سے اپنے ریوڑ سمیٹ کر وہاں سے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔

یہودیوں نے جب عربوں کو روبیل کی سرکردگی میں اپنی طرف بھاگتے ہوئے دیکھا تو اپنے ریوڑ چھوڑ کر انہوں نے اپنی تلواریں سونت لیں اور ایک جگہ جمع ہو گئے۔ لیکن غصے اور انتقام کی آگ میں بھرے ہوئے روبیل اور اس کے ساتھیوں نے ان پر اس قدر خشونت اور اس قدر قہرمانیت کے ساتھ حملہ کیا کہ یہودی جارحیت تو کجا اپنے دفاع تک کے سارے قاعدے اور حصول بھول گئے تھے۔

عربوں نے ایک ایک یہودی کے جسم کو کئی کئی ٹکڑوں میں کاٹ کر رکھ دیا تھا۔ سارے یہودیوں کو ختم کرنے کے بعد روبیل نے عربوں سے کہا کہ وہ اپنے ریوڑ لے کر اپنے اپنے گھروں کو جائیں۔ لہٰذا سب عرب واپس آئے اور اپنے اپنے ریوڑ کو شہر کی طرف ہانکنے لگے تھے۔ روبیل اس جگہ آیا جہاں لاشیں پڑی تھیں اس نے دیکھا وہاں راحیل بیٹھی ابھی تک رو رہی تھی۔

جب روبیل اس کے پاس آیا۔ راحیل نے اسے خون آلود کپڑوں میں دیکھا تو تڑپ کر اٹھ بیٹھی اور اپنے آنسو پونچھتے ہوئے اس نے تشویش ناک لہجے میں پوچھا آپ زخمی تو نہیں ہیں روبیل نے اسے حوصلہ دلاتے ہوئے کہا نہیں یہ قتل ہونے والے یہودیوں کا خون ہے ہم نے ان سب کو ٹھکانے لگا دیا ہے روبیل نے باری باری لاشوں کو اٹھایا اور انہیں وہ اپنے اور یہودا کے گھوڑوں پر رکھنے لگا تھا۔

راحیل کو نہ جانے کیا سوجھی وہ بے چاری بھاگ کر آگے بڑھی اور روبیل کی پشت سے لپٹتے ہوئے اس نے کہا آپ یہاں سے بھاگ جائیے میں لاشوں کو سنبھال لوں گی خدا کے

لئے آپ بھاگ کر اپنی جان بچائیے۔ ورنہ یہودی آپ سے انتقام لیں گے۔ میں آپ کی ماں۔ بہن۔ بھائی اور اپنے باپ کا غم تو سہہ جاؤں گی لیکن آپ کو اگر کچھ ہو گیا تو میں برداشت نہ کر سکوں گی۔ جیتے جی مر جاؤں گی۔ زندہ درگور ہو جاؤں گی۔

راحیل کی یہ ساری گفتگو اور منت اور سماجت کے جواب میں روبیل جب خاموش رہا تو راحیل نے اسے کندھوں سے پکڑتے ہوئے جھنجھوڑ کر کہا آپ میری زندگی کی حرارت اور میری گویائی ہیں۔ اگر یہودیوں نے آپ کو مجھ سے چھین لیا تو میں بے وطن طیور کی طرح عرب کے صحراؤں میں بھٹک بھٹک کر مر جاؤں گی۔ پھر اچانک راحیل نیچے بیٹھ گئی اور روبیل کے پاؤں پکڑ کر اس نے روتی اور سسکتی ہوئی آواز میں کہا۔ بھاگ جائیے۔ اللہ کے واسطے بھاگ کر اپنی جان بچائیے۔

روبیل مڑا اور زمین پر بیٹھی ہوئی راحیل کو شانوں سے پکڑ کر زمین سے اٹھاتے ہوئے کہنے لگا۔ راحیل۔ راحیل میں یثرب میں تمہیں تنہا چھوڑ کر کیوں بھاگ جاؤں۔ راحیل نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا چلئے میں بھی آپ کے ساتھ چلتی ہوں۔ اب ہم یثرب میں نہیں رہیں گے۔ یہاں ہر وقت موت ہمارے سروں پر منڈلاتی رہے گی۔

روبیل نے سوچتے ہوئے کہا نہیں راحیل۔ ہم یہاں سے بھاگیں گے نہیں۔ آج رات میرے اور مالک بن عجلان کے ذمے ایک ایسا کام ہے اگر ہم اس میں کامیاب ہو گئے تو یہودیوں کی لعنت سے ہمیشہ کے لئے نجات مل جائے گی اور اپنی قوم کی خاطر اپنی زندگی داؤ پر لگا کر بھی میں یہ کام ضرور کروں گا۔

پھر روبیل نے راحیل کی پیٹھ پیار سے تھپتھپاتے ہوئے کہا چلو راحیل گھر چلیں اور لاشوں کو دفنا کر بتان کے محل میں چاندی کے صندوق کے پاس بیٹھ کر دعا کریں کہ ابراہیم کا خدا اپنے آنے والے صحرائی رسول کے صدقے میں ہماری مدد کرے گا تم فکرمند نہ ہو راحیل میرا دل کہتا ہے کوئی ہمیں ہاتھ نہ ڈال سکے گا چلو گھر چلیں آج سے تم میرے ساتھ گھر میں رہو گی اپنا ریوڑ بھی وہیں لے چلو۔ کل سے میں تمہارے اس ریوڑ کو بنو نجار کے متحدہ ریوڑ میں شامل کر لوں گا آج کے بعد تم ریوڑ چرانے نہ جایا کرو گی گھر میں رہا کرو گی تم ریوڑ ہانک کر لاؤ میں لاشوں کو لے کر چلتا ہوں۔

راحیل نے ہار مانتے ہوئے کہا اگر آپ کی یہی رائے ہے تو مجھے بھی منظور ہے اگر کوئی مصیبت آئے گی تو دونوں پر اکٹھی ہی آئے گی اگر میرے مقدر میں آج کے دن موت ہی لکھی ہے تو میں آپ کے ساتھ مرنا پسند کروں گی۔ روبیل جب دونوں گھوڑوں کی باگیں پکڑ کر چلنے لگا تو راحیل نے اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا آپ ابھی یہیں رکئے۔ میں ریوڑ کو ہانک

لاؤں پھر اکٹھے چلتے ہیں۔ میں آپ کو تنہا نہ جانے دوں گی۔ اپنے ساتھ لے کر جاؤں گی۔

راحیل اپنے ریوڑ کو ہانک کر اس جگہ لائی جہاں روبیل دونوں گھوڑوں کی باگیں پکڑے کھڑا تھا دونوں گھوڑوں میں سے ایک پر زمران۔ زرعہ اور بنو واقف کی بوڑھی عورت اور دوسرے گھوڑے پر یہودا اور عجیل کی لاشیں رکھی ہوئی تھیں۔ دونوں جب شہر میں داخل ہوئے تو اوس و خزرج کے ان گنت نوجوان دونوں کی حفاظت کے لئے ان کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ شاید وہ عرب جنہوں نے یہودیوں کو قتل کرنے میں روبیل کی مدد کی تھی وہ پہلے ہی عربوں کو اس سانحہ کی اطلاع کر چکے تھے۔

بکریوں کو ہانکتے ہوئے راحیل روبیل کے پاس آئی اور کسی قدر سکون محسوس کرتے ہوئے اس نے کہا۔ یہاں تو ہر جوان ہماری حمایت میں مسلح ہو رہا ہے۔ آپ کا نہ بھاگنے کا فیصلہ مناسب اور درست تھا۔ آپ نے اس قدر مسلح عرب بھائیوں کے اندر اب میں محسوس کر رہا ہوں اب ہم دونوں محفوظ ہیں۔ اور یثرب میں ہمیں یہودیوں سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔

روبیل نے اسے تسلی دینے کی خاطر کہا تم فکر مند اور غم زدہ نہ ہونا۔ راحیل اوس و خزرج کے مسلح نوجوانوں کی موجودگی میں یہودی آسانی کے ساتھ ہم دونوں پر چڑھائی نہ کر سکیں گے۔

اوس و خزرج کے مسلح جوانوں کے جمگھٹے میں جب روبیل اور راحیل حویلی میں داخل ہوئے تو انہیں حیرت ہوئی کہ حویلی کا صحن بنو نجار کے مسلح جوانوں سے بھرا ہوا تھا۔ جب وہ اندر گئے تو کچھ جوان آگے بڑھے اور بکریوں کو پکڑ پکڑ کر صحن میں باندھنے لگے تھے۔ روبیل اور راحیل کچھ اور جوانوں کی مدد سے لاشوں کو گھوڑوں سے اتارنے لگے تھے۔ جبکہ حویلی کے چاروں طرف اور باہر گلی میں اوس و خزرج کے مسلح جوان پھیل کر روبیل اور راحیل کی حفاظت کے لئے پہرہ دینے لگے تھے۔

○

یثرب کے یہودیوں کا سردار فیطون اپنی حویلی کے دیوان خانے میں یہودی سرداروں اور زعماء کے ساتھ بیٹھا روبیل کے ہاتھوں مارے جانے والے بیس پچیس جوانوں کی موت کے متعلق گفتگو کر رہا تھا۔ دیوان خانے سے باہر کچھ مسلح یہودی پہرہ دے رہے تھے اوس و خزرج کا سردار مالک بن عجلان اپنے گھوڑے کو بھگاتا ہوا حویلی میں داخل ہوا شاید اسے خبر ہو گئی تھی کہ یہودی روبیل کے متعلق کوئی فیصلہ کرنے کے لئے فیطون کے ہاں جمع ہیں۔ وہ

دیوان خانے کے قریب آکر اپنے گھوڑے سے اترا اور وہاں کھڑے مسلح پہرے داروں میں سے ایک کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ فیطون سے کہو مالک بن عجلان آیا ہے وہ علیحدگی میں صرف چند لمحوں تک گفتگو کرنا چاہتا ہے وہ پہریدار دیوان خانے کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد فیطون باہر نکلا اور مالک بن عجلان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تم باہر کیوں کھڑے ہو گئے اندر آ جاتے۔ اس گھر میں تم سے کوئی پردہ تو نہیں ہے۔

مالک نے باغ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ذرا اس طرف آؤ میں علیحدگی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ پھر وہ سیڑھیاں اتر کر باغ کی طرف ہو لیا۔ مالک بھی اس کے ساتھ تھا۔ کھجور کے ایک درخت سے ٹیک لگاتے ہوئے فیطون نے کہا کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ مالک نے عاجزی اور مسکنت میں کہا۔

دراصل میں بتانے آیا تھا کہ ناگزیر حالات میں روبیل اور چند عربوں کے ہاتھوں یہودی جوان قتل ہوئے ہیں وہ بے چارہ بے گناہ ہے اس کے ہاتھوں مرنے والوں نے پہلے بنو واقف کی ایک بوڑھی عورت کو مارنے کے علاوہ اس کی ماں اس کے بھائی اور اس کی بہن کے ساتھ اس کے ہونے والے سسر کو بھی قتل کر دیا تھا۔

فیطون نے چونکتے ہوئے پوچھا اس کی شادی کس سے ہونے والی ہے۔ اس پر مالک بن عجلان بولا اور کہنے لگا اس کی شادی بنو سالم کے عجیل کی بیٹی راحیل کے ساتھ ہونے والی ہے فیطون نے دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے کہا میرے خیال میں وہ عربوں ہی میں نہیں بلکہ یثرب کی سب سے حسین اور پر کشش لڑکی ہے۔ میں ایک عرصے سے آس لگائے بیٹھا تھا کہ اس کی شادی ہو فوری طور پر ان دونوں کی شادی کا انتظام کرو۔

مالک بن عجلان نے مطمئن لہجے میں کہا میں کل ہی ان دونوں کی شادی کا بندوبست کر دیتا ہوں مگر تم یہ وعدہ کرو کہ روبیل کے خلاف کوئی تادیبی کاروائی نہ کی جائے گی

فیطون نے اپنے سر کو جھٹکتے ہوئے کہا۔ میں جذبات میں یہ تو بھول گیا تھا کہ وہ قاتل ہے اور یہودی زعما" مجھ سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ مالک نے دھیمی سی آواز میں کہا۔

سنو۔ فیطون اس کے قتل سے تمہیں کیا حاصل ہو گا۔ اگر ایسا ہوا تو راحیل خودکشی کر لے گی کیونکہ وہ روبیل سے محبت کرتی ہے اور پھر یہ بھی سوچو کہ اس بے چارے کی ماں۔ بہن اور بھائی بھی مارا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اوس و خزرج کے جوان مسلح ہو کر اس کی حویلی کے اندر اور باہر پہرہ دے رہے ہیں۔ اس موقع پر اگر اس سے باز پرس کی گئی تو عربوں اور یہودیوں میں ایسی جنگ چھڑ جائے گی جیسی یثرب کے آسمان نے پہلے کبھی نہ دیکھی

ہو گی۔ اور اگر اطراف و اکناف میں پھیلتے ہوئے دوسرے عرب قبائل بھی اس جنگ میں کود گئے تو تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ جنگ کی صورت حال کیسی خوفناک ہو گی۔

فیطون نے پریشان آواز میں پوچھا کیا تم ہمیں جنگ کی دھمکی دے رہے ہو۔ مالک نے نرم لہجے میں کہا نہیں۔ میرا کہنے کا مطلب ہے کہ ایسا بھی ممکن ہے۔ اور پھر اس کے خلاف اگر تادیبی کاروائی کی گئی تو میرے سارے اخراجات اور انتظامات پر بھی پانی پھر جائے گا کیونکہ آج شام میری بہن قنطورہ کی شادی ہے۔ اور روبیل کو کچھ ہو گیا تو یہ شادی روک دینی پڑے گی۔ جو اخراجات میں نے کئے ہیں اکارت جائیں گے۔

مالک بن عجلان ہر طرح لوبھ اور لالچ دے کر فیطون کو پھانسنے کی کوشش کر رہا تھا۔ فیطون نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اوہ میں تو بھول ہی گیا تھا کہ آج تمہاری بہن قنطورہ کی شادی ہے۔ اچھا اب مختصر کہو تم چاہتے کیا ہو۔

مالک بن عجلان نے نہایت نرم آواز میں کہا میں چاہتا ہوں روبیل کو معاف کر دیا جائے۔ چونکہ فساد کھڑا کرنے میں اس نے پہل نہیں کی۔ پھر یہ بھی تو سوچ رکھو کہ عرب اس بات سے بھی نالاں ہیں کہ ان کی بیٹی شادی کے بعد پہلی رات تمہارے پاس بسر کرتی ہے۔ روبیل کو اگر قتل کیا گیا تو وہ اور بھڑ جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ چھپ کر تم پر بھی حملہ کرنے کی کوشش کریں۔ اگر تم مارے گئے تو جانو تمہارے بعد تمہارے قبیلوں کی کیا حالت ہو گی لوگ تمہاری بیٹیوں کی عزت بھی برباد کریں گے۔ میں کہتا ہوں جبکہ تم سب کچھ کر سکتے ہو اس واقعے کو یہیں دبا دو۔ اسی میں تمہاری اور میری بہتری ہے۔

مالک کے ڈرانے دھمکانے اور رعب اور لالچ دینے کا ایسا اثر ہوا کہ فیطون نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔ مالک تم درست کہتے ہو۔ روبیل کی زندگی ہی میں میری فلاح ہے تم مطمئن ہو کر چلے جاؤ۔ میں سب یہودی زعماء کو سمجھا لیتا ہوں کوئی بھی روبیل سے کسی قسم کا تعرض نہ کرے گا۔

فیطون وہاں سے اٹھ کر دوبارہ دیوان خانے میں چلا گیا تھا جبکہ مالک بن عجلان مطمئن انداز میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے دوڑاتا ہوا حویلی سے باہر نکل گیا تھا۔

○

روبیل کی حویلی سے باہر مالک بن عجلان نے اپنے گھوڑے کو روکا۔ وہاں کھڑے ہو کر پہرہ دینے والے اوس و خزرج کے جوانوں میں سے ایک نے بھاگ کر اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔ مالک بن عجلان گھوڑے سے اترا اور تقریباً بھاگتا ہوا حویلی میں داخل ہوا تو

اس نے دیکھا چارپائیوں پر لاشیں پڑی تھیں اور راحیل اوس و خزرج کی ان گنت عورتوں کے ساتھ بیٹھی رو رہی تھی۔ ایک ستون سے ٹیک لگا کر روبیل کھڑا تھا اس کی آنکھیں بند تھیں اور اس کے آنسو بہہ رہے تھے۔ ان کے اردگرد بنو نجار کے نوجوان اپنے ہاتھوں میں تلواریں لئے چاق و چوبند کھڑے تھے۔

مالک کی گردن غم اور دکھ میں جھک گئی تھی پھر وہ آہستہ آہستہ روبیل کی طرف بڑھا۔ اس کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ نکلے تھے آگے بڑھ کر روبیل کو اس نے گلے لگا لیا تھا۔ مالک سے گلے ملنے پر روبیل بے چارہ اور زیادہ سسک پڑا اور اس کے آنسو تیزی سے مالک کے شانوں پر گرنے لگے تھے مالک نے پہلے اپنی آنکھیں خشک کیں۔ پھر اپنے عمامے کے پلو سے روبیل کی آنکھیں پونچھتے ہوئے کہا

میرے محسن میرے بھائی صبر کرو۔ میں جانتا ہوں یہ گھر خالی ہو گیا ہے۔ لیکن قسم ہے مجھے زمین اور آسمان کے مالک کی عنقریب وہ وقت آیا چاہتا ہے جب میں یہودیوں کے گھروں میں بد ترین تباہی اور اس سے زیادہ ہولناک ویرانی برپا کر دوں گا۔ مجھے یہاں آنے میں دیر ہوئی میں تمہارے سلسلے میں بات کرنے فیطون کے پاس چلا گیا تھا۔ وہاں سارے یہودی سردار بھی جمع تھے۔ میں نے فیطون کو علیحدہ بلا کر اس سے گفتگو کی اور اسے اس امر پر آمادہ کر لیا ہے کہ تمہارے خلاف کوئی بھی تادیبی کاروائی نہ کی جائے گی۔

مالک بن عجلان نے ذرا رک کے روبیل سے کہا۔ روبیل۔ روبیل اگر تم کہو تو اس حادثے کے افسوس میں قنطورہ کی شادی ملتوی کر دی جائے۔ روبیل نے چونک کر کہا۔ نہیں۔ نہیں یہ شادی ضرور ہو گی اور آج رات ہم فیطون کا بوجھ عربوں کے سر سے اتار پھینکیں گے۔

مالک نے روبیل کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا پھر آؤ مرنے والوں کی تجہیز و تکفین کے بعد اپنی اصل مہم کی ابتدا کریں۔ دونوں وہاں سے ہٹے اور اوس و خزرج کے جوانوں کے ساتھ مل کر لاشوں کو دفن کرنے کا بندوبست کرنے لگے تھے۔

ساری لاشوں کو دفن کرنے کے بعد روبیل اور راحیل گھر آئے اب شام ہو گئی تھی اور اندھیرا پھیل کر خوب گہرا ہو گیا تھا۔ اوس و خزرج کے جوان ابھی تک روبیل کی حویلی کے اندر اور باہر پہرہ دے رہے تھے۔

اپنے کمرے میں کھڑا ہو کر روبیل کچھ دیر سوچتا رہا اور راحیل اس کے قریب افسردہ افسردہ سی اسے دیکھے جا رہی تھی۔ پھر روبیل نے لکڑی کا ایک صندوق کھولا اور اس میں سے اس نے اپنی ماں کا ایک لباس نکالا اور بغل میں دبا کر جب وہ کمرے سے باہر نکلنے لگا تو

پاس کھڑی ہوئی راحیل نے چونکتے ہوئے کہا۔ ٹھہریئے۔ روبیل رک گیا راحیل اس کے قریب آئی کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے پوچھا۔

آپ اس وقت کہاں جا رہے ہیں اور اپنی ماں کا لباس آپ نے کیوں بغل میں دبا لیا ہے۔ روبیل نے اس کی ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا ابھی مت پوچھو راحیل۔ دعا کرو کہ جس کام کے لئے جا رہا ہوں اس میں مجھے کامیابی ہو تو واپس آ کر پوری داستان تم سے کہوں گا۔ راحیل نے روتی ہوئی آواز میں کہا۔

آپ کے انداز بتا رہے ہیں کہ آپ کسی اہم کاروائی کے لئے جا رہے ہیں۔ پھر راحیل نے روبیل کا بازو پکڑ لیا اور پیچھے کھینچتے ہوئے اس نے کہا میں آپ کو رات کے اس وقت کہیں نہ جانے دوں گی۔ آرام سے گھر بیٹھئے اب آپ کو باہر نہ جانے دوں گی۔

روبیل نے کپڑوں کی گٹھری مضبوطی سے بغل میں دبا لی اور پیار سے راحیل کا گداز ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے اس نے کہا۔ راحیل۔ راحیل یہ نہ سوچنا کہ میں اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ نہیں۔ میں جانتا ہوں تم اس دنیا میں تنہا رہ گئی ہو۔ تمہیں میری ضرورت ہے یہی نہیں بلکہ مجھے بھی تمہاری ضرورت ہے میں اس ستون کو گرانے جا رہا ہوں جس کے گرنے کے بعد میں اور تم میاں بیوی کی حیثیت سے پرسکون زندگی بسر کر سکیں گے۔ تم فکرمند نہ ہو میں جانتا ہوں کہ میں کسی کا سہارا ہوں۔ لہٰذا میں اپنے آپ کو خطرات میں ڈالنے کی کوشش نہ کروں گا۔ میں مالک بن عجلان کے ساتھ مل کر وہ کام ایسی ترکیب اور تدبیر سے کروں گا کہ ہم دونوں پر کوئی حرف بھی نہ آ سکے گا۔ اور فیطون کا بھی کام تمام ہو جائے گا۔

دیکھ راحیل۔ میں تنطورہ کی شادی میں شرکت کے لئے جا رہا ہوں۔ پانچ انسانی جانوروں کے ضیاع کے بعد یہ شادی یقیناً ملتوی ہو چکی ہوتی لیکن مجبوری کے تحت یہ شادی ہو رہی ہے حالات پرسکون ہوتے تو اس شادی میں تمہیں بھی میں ساتھ لے کر جاتا لیکن ان پر آشوب لمحات میں تمہارا گھر کے اندر رہنا ہی بہتر ہے۔ میری عدم موجودگی میں تم اپنے اوپر گھبراہٹ طاری نہ کر لینا۔ میں بہت جلد لوٹ آؤں گا۔ تم میری کامیابی کی دعا بھی کرنا۔

راحیل بے چاری اداس اور افسردہ سی ہو گئی تھی وہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ روبیل نے کمرے سے نکل کر اصطبل سے اپنا گھوڑا لیا اور حویلی سے باہر نکل گیا تھا۔ عشاء کے تھوڑی دیر بعد تنطورہ کی شادی کی رسم ادا ہوئی اور جب فیطون کے آدمی اسے محمل میں بٹھا کر لے جانے لگے تو روبیل اور مالک بن عجلان بھی زنانہ کپڑوں میں اپنا آپ ڈھانپ کر اس کی سہیلیوں کی حیثیت سے اس کے ساتھ بیٹھ گئے اور فیطون کے آدمی انہیں بھی

تنطورہ کے ساتھ فیطون کی حویلی میں لے گئے تھے۔

راستے میں روبیل نے مالک کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا میں تم سے ایک بات کہنا بھول گیا تھا سنو فیطون کو ٹھکانے لگانے کے بعد میں بھی تمہارے ساتھ تمہاری حویلی میں آؤں گا اسی لئے میں اپنا گھوڑا وہیں چھوڑ آیا ہوں۔ اور وہاں سے لباس تبدیل کر کے ہم یہودی مہاجن کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ میری حویلی میں چونکہ اپنے جوان پہرہ دے رہے ہیں اس لئے فیطون کو قتل کر کے زنانہ لباس میں میرا جانا مناسب نہیں۔ محمل فیطون کی حویلی میں داخل ہو گئی تھی لہٰذا روبیل خاموش ہو گیا تھا۔

فیطون کے آدمی پالکی کو سیدھا فیطون کی خوابگاہ میں لائے۔ انہوں نے پالکی ایک سجی ہوئی مسہری کے قریب رکھ دی اور جب وہ واپس جانے لگے تو روبیل اور مالک بن عجلان طوفان کی طرح پالکی سے باہر نکلے۔ روبیل نے بھاگ کر خوابگاہ کا دروازہ بند کر دیا پھر ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے اپنی تلوار نکالی اور چاروں کہاروں کی گردنیں اس نے کاٹ دی تھیں۔ خود فیطون بھی چونکہ اس وقت خوابگاہ ہی میں موجود تھا لہٰذا مالک بن عجلان بھاگ کر فیطون کی طرف بڑھا اور اپنی تلوار کی نوک اس نے فیطون کی گردن پر رکھ دی تھی۔

تنطورہ بھی پالکی سے نکل کر باہر آ گئی تھی چاروں کہاروں کو ختم کرنے کے بعد روبیل فیطون کے پاس آیا۔ قہر آلود انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔

ذلیل کتے۔ تم نے دیکھا تمہاری بداعمالیوں کے عوض قدرت نے کیسے تمہیں بے بس اور مجبور کر کے ہمارے سامنے لا کھڑا کیا ہے۔ اس کے بعد روبیل اور مالک نے نگاہوں ہی نگاہوں میں کوئی اشارہ کیا پھر مالک کی چمکدار تلوار بلند ہوئی گری اور اور پھر فیطون کو دو حصوں میں کاٹتی ہوئی چلی گئی تھی۔ روبیل اور مالک نے اپنی تلوار فیطون کے لباس سے پونچھی اور میان میں کر لیں اور کھڑکی کے راستے وہ حویلی سے باہر کود گئے تھے۔

گہری تاریکی میں ڈوبی گلیوں میں وہ دونوں واپس بھاگتے جا رہے تھے۔ آسمان پر بادلوں کے ٹکڑے ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ چاند ابھی طلوع نہیں ہوا تھا اور تاریکی اپنے عروج اور جوبن پر تھی۔ کبھی کبھی کوئی صحرائی پرندہ دنیا کے آغاز اور ابتدا کے گیت گاتا ہوا یثرب کے اوپر سے گزر جاتا تھا۔ ان کی آوازوں سے چند لمحوں تک فضا میں ایک ارتعاش سا پیدا ہوتا اور دوبارہ فضائیں کسی اداس گیت کی طرح مغموم اور ملول ہو کر رہ جاتیں۔

مالک کی حویلی میں دونوں بھاگتے ہوئے واپس آئے جلدی جلدی انہوں نے کپڑے بدلے اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر وہ حویلی سے باہر نکل گئے تھے تھوڑی دیر کے بعد وہ

یہودی مہاجن زبولون کی حویلی کے سامنے کھڑے تھے۔ دروازے پر دستک دینے سے قبل مالک نے روبیل کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا یہ تم نے اچانک اپنا فیصلہ کیوں بدل لیا۔ اور فیطون کے ساتھ تم نے کہاروں کو بھی قتل کر دیا۔ روبیل نے بھی سرگوشی کرتے ہوئے کہا کہ مجھے بھی دیر سے اس کا خیال آیا تھا ایسا کرنا ضروری تھا اگر ہم اکیلے فیطون کو مارتے تو لوگ یہ شک کر سکتے تھے کہ اسے قنطورہ نے مار دیا ہے۔ اب کہاروں کے ساتھ مرنے سے قنطورہ پر کوئی شک کی گنجائش نہ رہے گی۔

مالک بن عجلان نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ روبیل میرے بھائی تم نے نہایت دانشمندانہ قدم اٹھایا ہے۔ زمین و آسمان کے مالک کی قسم جس کا تم جیسا رفیق و حبیب ہو اسے کوئی خطرہ کوئی خوف نہیں ہو سکتا۔ مالک جب خاموش ہوا تو روبیل نے دروازے پر دستک دی۔

تھوڑی ہی دیر بعد زبولون نے دروازہ کھولا اور ان دونوں کی طرف اس نے دیکھتے ہوئے کہا آج تم دونوں سردار میری طرف کیسے نکل آئے ہو۔ روبیل نے کہا بنو نجار کی وہ بیوہ جس کی بیٹی نے پچھلے دنوں خودکشی کر لی تھی میں اس کا نام بھول گیا ہوں اس نے تم سے کچھ قرض لے رکھا تھا۔ میں وہ ادا کرنے آیا ہوں۔

زبولون نے خوش ہوتے ہوئے کہا اندر آ جاؤ میں تمہارے لئے دیوان خانے کا دروازہ کھولتا ہوں پھر حساب لگا کر بتاتا ہوں کہ اس کے ذمے کتنی رقم ہے۔ زبولون نے دیوان خانے میں ان دونوں کو بٹھایا پھر اس نے اس بیوہ کی رقم بتائی جو روبیل نے ادا کی تھی اور جب وہ وہاں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ زبولون کا جاننے والا ایک یہودی بھاگتا ہوا آیا اور زبولون سے کہا۔

غضب ہو گیا۔ فیطون کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔ آج جب مالک بن عجلان کی بہن قنطورہ کو اس کی خوابگاہ میں پہنچایا گیا تو کچھ دیر بعد وہ چیختی ہوئی خوابگاہ سے باہر نکلی اور لوگوں سے کہا فیطون کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔ قنطورہ کا کہنا ہے کہ کچھ لوگ پہلے سے چھپ کر خوابگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے اپنے چہرے ڈھانپ رکھے تھے لہٰذا قنطورہ پہچان نہیں سکی۔ بہرحال اس کا کہنا ہے کہ وہ تعداد میں تین تھے۔ اور انہوں نے صرف فیطون ہی کو نہیں بلکہ ان کہاروں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ جو اس کی پالکی کو خوابگاہ میں لے کر گئے تھے۔

زبولون نے روبیل اور مالک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا آؤ فیطون کی حویلی میں چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ فیطون کو کس نے اور کیسے قتل کیا ہے۔ روبیل اور مالک رضامند ہو گئے

اور اس کے ساتھ ہو لئے جب وہ فیطون کی حویلی میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا وہاں ان گنت یہودی جمع تھے اور فیطون کے قتل پر غم و غصے کا اظہار کر رہے تھے۔

روبیل اور مالک بن عجلان وہاں پہنچے تو یہودیوں نے دونوں کو شک کی نگاہ سے دیکھا لیکن جب زبولون نے انہیں بتایا کہ یہ دونوں میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو یہودی مطمئن ہو گئے۔ اس وقت تک قنطورہ اپنے گھر جا چکی تھی۔ مالک نے روبیل کو اشارہ کیا اور دونوں حویلی سے باہر نکل گئے۔ ایک تاریک اور ویران جگہ مالک آ کر رک گیا اور روبیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

روبیل میرے بھائی۔ میں ابھی اور اسی وقت بنو غسان کے بادشاہ ابو جبلیہ کی طرف روانہ ہو جاتا ہوں۔ میں آج رات ہی اپنے سفر کا کافی حصہ طے کر لوں گا میرے بعد قنطورہ اور گھر کے دوسرے افراد کا خیال رکھنا۔ میں واپس آ کر قنطورہ کو اس کے شوہر کے گھر روانہ کر دوں گا۔ میرے بعد اوس و خزرج کا خیال رکھنا کوشش کرنا کہ میرے آنے تک یہودیوں کے ساتھ کوئی الجھن نہ پیدا ہو۔

ویسے مجھے امید ہے کہ چند روز تک یہودی ویسے بھی مصروف رہیں گے۔ اور فیطون کی جگہ اپنا سردار بنانے کے لئے چند روز تک جوڑ توڑ اور بھاگ دوڑ کرتے رہیں گے۔ اس وقت تک میں جبلہ کی صورت میں گریہ عذاب بن کر نازل ہو جاؤں گا۔ میرا کوئی پوچھے تو کہنا کہ بہن کی شادی پر اس نے کعبے کا طواف مان رکھا تھا اور وہ مکہ گیا ہوا ہے۔

گھوڑے پر بیٹھتے ہی مالک نے روبیل سے مصافحہ کیا اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ روبیل وہاں اندھیرے میں تھوڑی دیر تک کھڑا رہا۔ چاند اب طلوع ہو گیا تھا اور بادلوں کے ٹکڑوں کے بیچوں بیچ دامن آسمان پر ستاروں کے نقش و نگار فطرت کے گیت گاتے اور کائنات پر مسکراتے دکھائی دینے لگے تھے۔ جب مالک کے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز آنا بند ہو گئی تو روبیل نے اپنے گھوڑے کو موڑ کر ایڑ لگا دی تھی۔

روبیل اپنی حویلی میں داخل ہوا اور اوس و خزرج کے جوان حویلی کے اندر اور باہر کچھ سو رہے تھے اور کچھ جاگ کر پہرہ دے رہے تھے۔ روبیل اصطبل کی طرف گیا گھوڑے کو وہاں باندھ کر اس کی زین اور دہانہ اتارا اور اسے چارہ ڈال کر جب وہ اپنے کمرے میں آیا تو اس نے دیکھا کمرے میں راحیل نے زیتون کے تیل سے جلنے والا ایک چو کھہ دیا روشن کر رکھا تھا اور وہ خود فرش پر چٹائی بچھا کر بیٹھی روبیل کا انتظار کر رہی تھی۔ جوں ہی اس نے روبیل کو دیکھا وہ کھڑی ہو گئی اور قریب آ کر اس سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

میں آپ کو آپ کی کامیابی پر مبارک باد دیتی ہوں۔ میں جانتی ہوں آپ اور مالک کے

سوا فیطون کو کوئی قتل نہیں کر سکتا۔ اپنے آنے والے رسول کی قسم آپ نے اتنا عمدہ نفع
اور نیک عمل کیا ہے جس پر آنے والی عرب نسلیں فخر اور تعلی کریں گی۔ راحیل نے پیار
سے روبیل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے پوچھا آپ نے کھانا کھایا ہے۔ روبیل نے جب
نفی میں سرہلا دیا تو راحیل نے اسے کھینچ کر چٹائی پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

قنطورہ نے ہم دونوں کے لئے کھانا بھجوایا تھا۔ باہر پہرہ دینے والے جوان بھی باری
باری جا کر کھانا کھا آئے ہیں۔ آپ بیٹھیں میں آپ کے لئے کھانا گرم کر کے لاتی ہوں۔
روبیل چٹائی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد راحیل آئی اور روبیل کے سامنے کھانا رکھنے کے بعد
وہ پھر مطبخ میں گئی اور وہاں سے دودھ کا ایک برتن بھر کر لے آئی اور کہا آپ کے جانے
کے بعد میں نے بکریوں کا دودھ بھی نکال لیا تھا اب آپ کھانا کھائیں۔

روبیل نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک راحیل کی طرف اس نے
دیکھتے ہوئے پوچھا راحیل تم نے کھانا کھایا۔ راحیل نے جب نفی میں سرہلا دیا۔ تو روبیل
نے ہاتھ کھینچتے ہوئے کہا پھر میں بھی نہیں کھاؤں گا۔ راحیل نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے
کہا آپ ہاتھ کیوں روک رہے ہیں شروع کیجئے میں بھی آپ کے ساتھ کھاتی ہوں۔ دونوں
مل کر کھانا کھانے لگے تھے۔ گو دونوں اداس اور غمزدہ تھے لیکن دونوں کے وہاں اکٹھے ہونے
سے ان کو کسی قدر اطمینان اور یکسوئی ضرور حاصل تھی۔

○

ایک روز دوپہر کے قریب مالک بن عجلان شام میں بنو غسان کے بادشاہ ابو جبیلہ کے
سامنے پیش ہو رہا تھا یہ وہی کمرہ تھا جس میں ایک بار روبیل بھی جبیلہ سے مل کر گیا تھا۔
جبیلہ کی نشست کے عقب میں خدام کھڑے شترمرغ کے پروں کا چھتر لہرا رہے تھے اور
دائیں بائیں اس کے عرب محافظ کھڑے تھے۔ دائیں ہاتھ کی دیوار کے ساتھ مریم کا ایک
مجسمہ رکھا تھا اس کے اوپر دیوار کے سامنے عیسیٰ کا بت تھا جو آبنوس کی صلیب پر لٹک رہا
تھا۔

مالک بن عجلان ابو جبیلہ کے کہنے پر جب اس کے سامنے بیٹھ گیا تو جبیلہ نے پوچھا کہ
تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ مالک بن عجلان بولا اور کہنے لگا۔ میرا نام مالک بن عجلان
ہے جبیلہ نے سوچتے ہوئے کہا تمہارا ایک سردار پہلے بھی میرے پاس مدد کی درخواست لے
کر آیا تھا شاید وہ بنو نجار سے تھا اور اس کا نام روبیل تھا۔

مالک نے بڑی بے تابی سے کہا ہاں اس کا نام روبیل ہے وہ میرا قابل اعتماد ساتھی

ہے وہ ایسا بہادر اور شجاع ہے کہ اس جیسے ایک ہزار جوان بھی اگر میرے ساتھ ہوں تو
میں دنیا کے آخری کونے تک یہودیوں کا تعاقب کر سکتا ہوں۔ مدد کی جو درخواست روبیل
لایا تھا وہی اب میں لے کر آیا ہوں۔

ابو جبیلہ نے بڑی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا کیا فیطون کے مظالم تم پر اور
زیادہ ہو گئے ہیں۔ جواب میں مالک بن عجلان نے اپنی بہن کی شادی اور فیطون کے قتل کی
ساری داستان کہہ دی تھی۔ ابو جبیلہ نے مسکراتے ہوئے اور خوش ہوتے ہوئے کہا اب
کی بار تم نے عربوں جیسا کام سرانجام دیا ہے۔ فیطون جب قتل ہو چکا ہے تو اب
تمہیں کاہے کا فکر ہے۔

مالک کہنے لگا۔ یہودی کسی وقت بھی ہم پر اور ہمارے گھروں پر حملہ آور ہو سکتے ہیں
جس روز میری بہن کی شادی تھی اس روز چند یہودیوں نے ایک عرب بیوہ عورت کو جان
سے مار دیا تھا جس کے جواب میں روبیل کے چھوٹے بھائی یہودا نے ان دو یہودیوں کو
موت کے گھاٹ اتار دیا جنہوں نے اس عرب بیوہ کو قتل کیا تھا۔

اس پر یہودی بپھر گئے انہوں نے روبیل کی ماں۔ بہن اور اس کے بھائی کے علاوہ
روبیل کی ہونے والی بیوی کے باپ کو بھی قتل کر دیا۔ روبیل وہاں پر موجود نہ تھا جب اسے
خبر ہوئی تو اس نے چند عربوں کے ساتھ یہودی جوانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس
وقت اوس و خزرج کے مسلح جوان روبیل کی حفاظت کے لئے اس کے گھر کے اردگرد پہرہ
دے رہے ہیں۔

دیکھ بادشاہ یہودی چند روز تک اپنا نیا سردار منتخب کرنے میں الجھے رہیں گے اس کے
بعد وہ ضرور عربوں کے خلاف حرکت میں آئیں گے اور اگر ایسا ہوا تو یثرب میں ہم عربوں کا
نام و نشان تک مٹا دیں گے۔ ابو جبیلہ غصے کی حالت میں کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

قبل اس کے کہ وہ یثرب کے عربوں کو مٹائیں۔ عرب انہیں ایسی سزا دیں گے کہ وہ
ہمارے سامنے مفلوج اور اپاہج ہو کر رہ جائیں گے۔ تدمر سے لے کر حضرموت اور اومان
سے لے کر غزہ تک کی سرزمین ہم عربوں کی ہے۔ اس کے اندر یہودی اگر ہم پر زیادتی
کریں تو ہم پر حیف اور لعنت ہے۔ میں دیکھتا ہوں وہ عربوں پر کیسے مظالم اور ستم ڈھاتے
ہیں۔ اگر تم تھکاوٹ محسوس نہیں کر رہے تو میں ابھی اور اسی وقت اپنے لشکر کے ساتھ
یثرب کی طرف کوچ کرنے کو تیار ہوں۔

مالک بن عجلان بھی کھڑا ہو گیا اور دبی دبی مسرت میں اس نے کہا آپ میری تھکاوٹ
کا احساس نہ کریں۔ میں یہودیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے دنیا کے آخری کونے تک

برہنہ پا آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہوں۔ ابو جبیلہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تم لوگ واقعی اس قابل ہو کہ تم لوگوں کی مدد کی جائے۔ پھر ابو جبیلہ نے مالک بن عجلان کا ہاتھ تھام لیا پھر اسے لے کر کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

○

رات بھاگتی جا رہی تھی۔ قدرت کے گماشتے سحر کی تلاش میں اندھیروں کی طنابیں پرانی زنجیروں کی طرح توڑ رہے تھے۔ آدھی رات کے آسمان پر تابندہ ستارے اپنے منجھے دھلے چہروں کے ساتھ وقت کی نشو و ارتقا کا منظر دیکھ رہے تھے۔ روبیل ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اس کے قریب ہی دوسری مسہری پر لیٹی ہوئی راحیل بھی اٹھی اور روبیل کے قریب آ کر اس نے پیار سے ہاتھ تھامتے ہوئے پوچھا۔

کیا ہوا۔ آپ یوں پریشان ہو کر اٹھ کیوں گئے۔ روبیل نے راحیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کیا تم جاگ رہی تھیں۔ راحیل کہنے لگی ہاں۔ مجھے نیند نہیں آ رہی تھی لیکن آپ بھی تو جاگ رہے تھے۔ آپ نے ابھی تک بتایا نہیں آپ اٹھ کر کیوں بیٹھ گئے ہیں۔ روبیل نے کہا میں نے کسی کے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز سنی ہے۔ پھر روبیل نے چونکتے ہوئے کہا۔

سنو۔ سنو راحیل کیا تم گھوڑے کے دوڑنے کی آواز نہیں سن رہی ہو۔ جو قریب سے قریب تر آتی جا رہی ہے۔ یا یہ سماعت کا دھوکہ ہے۔ راحیل نے غور سے سنتے ہوئے کہا سماعت کا دھوکہ نہیں۔ آپ ٹھیک کہتے ہیں کوئی اپنے گھوڑے کو بھگاتا ہوا ہماری حویلی کی طرف آ رہا ہے۔

روبیل اپنے بستر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا میں جانتا ہوں وہ کون ہے۔ میں خود اٹھ کر اس کے لئے دروازہ کھولتا ہوں۔ راحیل نے پریشان ہو کر پوچھا کون ہے۔ جس کے لئے آپ دروازہ کھولیں گے۔ روبیل نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا دیکھ راحیل رات کے اس وقت یثرب کی گلیوں میں اکیلا سوار مالک بن عجلان کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔ راحیل بھی اس کے ساتھ ہو لی تھی اور حویلی کے اندر پہرہ دینے والے مسلح جوان ان دونوں کے اردگرد پھیل گئے تھے۔

کوئی سوار حویلی سے باہر آ کر رکا اور باہر کھڑا اوس و خزرج کے جوانوں کے ساتھ گفتگو کرنے لگا تھا۔ روبیل نے جب آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو اس نے دیکھا سامنے مالک بن عجلان اپنے گھوڑے کی باگ تھامے کھڑا تھا۔ روبیل آگے بڑھا اور اس سے گلے لگ

ہوئے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

ابو جبیلہ کہاں ہے اور اس نے تم سے کیا کہا۔ مالک بن عجلان نے حویلی میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ روبیل میرے بھائی اتنے بیتاب نہ بنو۔ صبر سے کام لو۔ سب کچھ تم سے کہہ دوں گا۔ صحن میں آ کر انہوں نے دروازہ بند کر دیا پھر وہیں کھڑے کھڑے مالک نے رازداری میں کہا

روبیل۔ روبیل۔ میرے بھائی۔ ابو جبیلہ اپنے لشکر کے ساتھ یہاں پہونچ گیا ہے اس نے وادی ذی حضر میں اپنے چوتھائی لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا ہے اور باقی لشکر کو اس نے جبل احد کے تنگ اور تاریک دروں کے اندر چھپا دیا ہے۔ سنو روبیل۔ آج رات ہی وہ وادی ذی حضر کے کھلے میدان کی صفائی کروائے گا اور کل وہاں یہودیوں کی دعوت کرے گا۔ بس اس دعوت ہی میں وہ ان کا کام تمام کر دے گا اور جو مسلح یہودی شہر میں رہ جائیں گے ان سے میں اور تم خوب نپٹ لیں گے۔ روبیل نے غصے اور جوش میں آ کر کہا اب وقت آ گیا ہے کہ ہم تہذیب کے کھردرے ہاتھ بن کر یہودیوں کے چہروں کو چرمرا دیں اور سوچ لیں کہ کل جب ہم ان کے تصورات کے بت توڑ دیں گے تو انہیں وقت کے دامن میں پچھلی اپنی سیاہ کاریوں کی داستانوں کا صدیوں تک کا حساب دینا ہو گا۔ میری قوم کے چہرے پر ان کی ستم ظریفی کے باعث بے اعتمادی کے جو المناک واقعات ثبت ہیں انہیں ہم یہودیوں کے خون سے ہی دھو کر صاف کریں گے۔ دشت عرب میں یہودی حنظل اور اندرائین کی کڑوی بیل ہیں اب اس بیل کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا وقت آ گیا ہے۔

روبیل جب خاموش ہوا تو مالک بن عجلان نے کہا۔ میں اب گھر جاتا ہوں۔ تھوڑی دیر آرام کروں گا پھر کل اوس و خزرج کے اپنے لشکر کو منظم اور تیار کرنے کے بعد ابو جبیلہ کے پاس جائیں گے کہ اس کے ساتھ جنگ کے طریقہ کار پر گفتگو کریں۔

مالک بن عجلان نے روبیل سے مصافحہ کیا اور اپنے گھوڑے کی باگ تھامتے ہوئے وہ حویلی سے باہر نکل گیا تھا۔ روبیل اور راحیل دونوں کمرے میں واپس آئے روبیل بے حد خوش اور پر سکون تھا۔ اس نے راحیل کے شانے پر ہاتھ رکھے ہوئے کہا۔ راحیل۔ راحیل۔ اس سے قبل مجھے کچھ ہوش نہ تھا۔ میں ایک طرح سے بکھر گیا تھا۔ تمہارے باپ کے مرنے کا تم سے کوئی افسوس وغیرہ بھی نہ کر سکا تھا۔

راحیل آگے بڑھی اور پر سکون انداز میں اپنا سر راحیل کی چھاتی پر رکھتے ہوئے کہا۔ ہوش کیسے رہتا۔ میرا تو اکیلا باپ مرا ہے۔ جبکہ آپ کی ماں۔ بہن اور بھائی موت کے گھاٹ اتر گئے ہیں۔ روبیل مغموم اور افسردہ ہو کر گہری سوچوں میں کھو گیا تھا۔

راحیل نے پیار سے روبیل کی گردن پر اپنا حسین اور گداز ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ آپ میرے لئے طمانیت کی گود اور میری زندگی کا حسین ترین ورق ہیں۔ راحیل رکی پھر اس نے عجیب سی میٹھی تڑپ۔ اور ایک انوکھی ملائم اور مدھ بھری آواز میں کہا۔ آپ مجھے مل گئے ہیں تو میں سمجھوں گی میں نے کچھ نہیں کھویا۔ روبیل نے الفاظ کی رقت میں کہا۔ کاش میری ماں۔ بہن اور بھائی زندہ ہوتے۔ اور تمہارے اس گھر میں آنے سے وہ ایک ان مٹ سکون اور ابدی راحت دیکھتے۔ اس سے آگے روبیل کچھ نہ کہہ سکا۔ اور اس کی زبان غوطہ کھا گئی تھی راحیل نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

آپ کو آرام کی ضرورت ہے اب آپ سو جائیں۔ روبیل نے اپنے آپ کو سنبھالا اور مسکرا کر کہا آج مالک بن عجلان میرے لئے ایک ایسی خوشخبری لایا ہے جس کا برسوں سے مجھے انتظار تھا۔ آج مجھے نیند نہیں آئے گی۔ آؤ فرش پر اس چٹائی پر بیٹھ جائیں اور اپنے ماضی کے حالات ایک دوسرے کو سنا کر سحر کا انتظار کریں۔

راحیل کے حسین چہرے پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی تھی پھر وہ دونوں چٹائی پر بیٹھ کر گزرے وقت کی داستانیں ایک دوسرے کو سنا کر آپس میں کہہ رہے تھے اور رات سحر کی تلاش میں بڑی تیزی سے بھاگی جا رہی تھی۔

○

دوسرے روز ابو جبیلہ کے آدمیوں کے علاوہ مالک بن عجلان اور روبیل کے کہنے پر اوس و خزرج کے لوگوں نے یثرب شہر میں یہ خبر پھیلا دی تھی کہ بنو غسان کا بادشاہ ابو جبیلہ عربوں اور یہودیوں میں صلح کرانے کے علاوہ بتان کے اس محل کی زیارت کرنے آیا ہے۔ جو آنے والے نبی کے لئے بنایا گیا ہے۔

یہودی مطمئن ہو گئے کہ ان کے سامنے ابو جبیلہ کے لشکری یثرب کے بازاروں میں خرید و فروخت کر رہے تھے اور یہودیوں کے ساتھ ان کا رویہ نہایت مہربانہ اور نرم تھا۔ لہٰذا انہیں کسی قسم کا شک اور وہم نہ گزرا تھا۔

روبیل اور مالک اس دوران ابو جبیلہ کے پاس گئے وہ اس وقت اپنے خیمے میں بیٹھا اپنے چند سالاروں کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا۔ روبیل اور مالک کے آنے پر سالاروں کو چلے جانے کا اشارہ کیا اور اٹھ کر اس نے روبیل اور مالک کے ساتھ مصافحہ کیا پھر وہ تینوں آمنے سامنے خیموں کے اندر بچھی ہوئی کھجور کے پتوں کی چٹائی پر بیٹھ گئے پھر ابو جبیلہ نے کہا اچھا ہوا تم آ گئے۔ ورنہ میں خود تم دونوں کو بلانے والا تھا۔ میں آج ہی یہودیوں سے نپٹ لینا

چاہتا ہوں۔ اس معاملے میں تم دونوں میں سے کسی کو کوئی اعتراض ہے؟

مالک نے کہا ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ہم تو خود چاہتے ہیں کہ ابھی اور اسی وقت اس ظالم اور سفاک قوم کا قتل عام شروع کر دیا جائے۔ ابو جبیلہ نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو سنو۔ آج رات میں ان کے سرکردہ لوگوں کی دعوت کروں گا ان کی تعداد کم از کم ایک ہزار ہو گی۔ ان کے لئے کسی کھانے کا بندوبست نہ کیا جائے گا بلکہ میرے لشکر کے لئے جو کھانا تیار ہو گا اسی سے انہیں چکمہ دیا جائے گا۔ کہ ان کی دعوت ہے۔ جب وہ سارے یہاں کھانے کے وقت جمع ہو جائیں گے تو میں ان سب کو اپنے اس لشکر کے ہاتھوں قتل کروا دوں گا جو اس وقت میرے ساتھ ہے۔ اب تم دونوں کا کام باقی ہے۔ روبیل میرے اس لشکر کا سالار اعلیٰ ہو گا جو اس وقت جبل احد کے دروں میں چھپا ہوا ہے۔ ایسا اس لئے کیا جا رہا ہے کہ روبیل یہودیوں کے ان مضبوط ٹھکانوں سے واقف ہے جہاں یہودی چھپ کر پناہ لے سکتے ہیں۔ اور ہمارے مقصد کو ناکام بنا سکتے ہیں۔

اور سنو مالک تمہارے ساتھ اوس و خزرج کے جوانوں کا لشکر ہو گا تم شہر کے جنوب کی طرف حملہ آور ہونا۔ جبکہ روبیل میرے لشکر کے ساتھ شمال کی طرف سے اپنے حملے کی ابتدا کرے گا۔ تم دونوں شہر کے اندر مسلح اور سرکش یہودیوں کو چن چن کر قتل کر دینا۔ اگر ایسا کرنے میں تم کامیاب ہو گئے تو آنے والے دور میں صدیوں تک یہودی تمہارے سامنے دب کر رہیں گے۔ ابھی میرا ایک سالار روبیل کو اپنے ساتھ لے کر جبل احد میں گھات میں بیٹھنے والے میرے لشکر میں لے کر جائے گا اور انہیں مطلع کرے گا کہ اس جنگ میں روبیل ان کا سالار ہو گا تاکہ وہ روبیل کو دیکھ لیں اور اس کا اتباع کریں۔ تم دونوں کے آنے سے قبل میں اپنے سالاروں کے ساتھ اسی موضوع پر گفتگو کر رہا تھا۔

ابو جبیلہ نے کسی کو آواز دی اور جواب میں ایک عرب بھاگتا ہوا خیمے میں داخل ہوا۔ ابو جبیلہ نے روبیل کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ روبیل بن حماد ہے جس کا ذکر میں تم سے کر چکا ہوں اسے جبل احد کے اندر اپنے لشکر میں لے جاؤ اور لشکریوں کو بتاؤ کہ آنے والی شام کو جس جنگ کی ابتدا ہو گی اس جنگ میں یہی روبیل بن حماد ان کا سالار اعلیٰ ہو گا۔

○

دوپہر کے قریب بنو غسان کے بادشاہ ابو جبیلہ نے تقریباً" یہودیوں کے ایک ہزار کے لگ بھگ رؤسا اور زعماء کو شام کے کھانے کی دعوت دی جسے انہوں نے بخوشی قبول کر لیا۔ جب شام ہوئی تو وہ یہودی جن کی دعوت کی گئی تھی وادی ذی حضر میں جمع ہو گئے اس

وقت کھانا تیار ہو چکا تھا جو حقیقت میں ابو جبیلہ کے لشکریوں کے لئے تھا۔

دوسری طرف روبیل بھی جبل احد کے اندر ابو جبیلہ کے لشکر میں جا چکا تھا اور مالک بن عجلان نے اوس و خزرج دونوں قبیلوں کے جنگجو جوانوں کو چند حویلیوں میں جمع کر کے منظم کر لیا تھا۔ جب دعوت میں حصہ لینے والے یہودی کھانا کھانے کے لئے لمبی لمبی قطاروں میں بیٹھ گئے تو اچانک ابو جبیلہ نے اپنے لشکر کے ساتھ حملہ کر کے ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔

اسی وقت جنوب کی طرف سے مالک بن عجلان اور شمال کی طرف سے روبیل نے حملہ کر دیا تھا۔ دونوں نے ایسی خونخواری سے حملہ کیا تھا کہ یہودیوں کے بڑے بڑے حرب آزما۔ بڑے بڑے سورما ان کے آگے صحرائی لومڑیوں کی طرح بھاگ رہے تھے۔ وہ دونوں چونکہ ایک عرصے سے انتقام کی آگ میں جل رہے تھے لہٰذا دونوں برفانی جھکڑوں اور درندوں کی طرح دھاڑتی آندھیوں جیسا شور کرتے ہوئے یہودیوں کے قلعوں میں گھس گئے تھے۔ اور ان سب یہودیوں کا قتل عام شروع کر دیا جو جنگ میں حصہ لینے کے قابل تھے۔

بھاگتے ہوئے یہودی کھوکھلی آوازوں میں ایک دوسرے کو مدد کے لئے پکارنے لگے تھے لیکن کوئی کسی کی مدد کو نہ آیا اور روبیل اور مالک بن عجلان نے یہودیوں کے اعضائے بدن کاٹنے کا خوفناک کام جاری رکھا۔ یہاں تک کہ یثرب کے اندر انہوں نے ہر سرکش اور باغی یہودی کو قتل کر کے رکھ دیا تھا۔

اس وقت تک ابو جبیلہ بھی دعوت میں حصہ لینے والے یہودیوں کو قتل کرنے کے بعد انہیں آگ لگا چکا تھا۔ روبیل اور مالک نے بھی شہر کے اندر پھیلی ہوئی یہودیوں کی لاشوں کو وادی ذی حضر میں جمع کیا اور انہیں جلا کر راکھ کر دیا تھا۔

جب وہ اس کام سے فارغ ہوا تو ابو جبیلہ مالک بن عجلان اور روبیل کے پاس آیا اور ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھو اوس و خزرج کے محترم سردارو۔ میں نے جو وعدہ تمہارے ساتھ کیا تھا وہ پورا کر دیا ہے۔ میں اب ابھی اور اسی وقت یہاں سے کوچ کروں گا لیکن روانگی سے قبل میں ایک کام کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھو عجلان کے بیٹے۔ تم نے کہا تھا کہ روبیل کی ہونے والی بیوی کے باپ کو مار دیا گیا تھا وہ لڑکی کون ہے اور اس وقت کہاں ہے میں خود روبیل اور اس کی شادی کر کے یثرب میں اس امر کی ابتدا کرنا چاہتا ہوں کہ اب یثرب میں عربوں کی بیٹیاں شادی کے بعد کسی فیطون کی خوابگاہ کے بجائے سیدھی اپنے شوہروں کے گھروں میں جایا کریں گی۔

جب تک میں اس شادی سے نپٹ لوں اس وقت تک میرا لشکر کھانا کھا کر کوچ کرنے

کی تیاری کر لے گا۔ مالک بن عجلان نے کہا اس لڑکی کا نام راحیل ہے باپ کی موت کے بعد وہ اکیلی رہ گئی تھی۔ اور اب روبیل کے ساتھ اس کی حویلی ہی میں رہتی ہے۔ اس پر ابو جبیلہ نے کہا اگر ایسا ہے تو چلو مجھے روبیل کی حویلی میں لے کر چلو۔

ابو جبیلہ۔ روبیل اور مالک بن عجلان شہر کی طرف بڑھے۔ جب وہ روبیل کی حویلی میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا۔ صحن میں حسین و جمیل پرکشش راحیل بکریوں کا دودھ نکال رہی تھی۔ مالک بن عجلان نے کہا وہ لڑکی جو اس وقت بکریوں کا دودھ نکال رہی ہے راحیل ہے۔

بنو غسان کا بادشاہ ابو جبیلہ آگے بڑھ کر راحیل کے قریب ہوا اور بڑی شفقت اور پیار سے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ بیٹی تو دودھ نکالنا بند کر دے کہ ابھی تیری شادی روبیل سے ہو گی۔ راحیل بے چاری ایسی بوکھلائی کہ اس کے ہاتھ سے دودھ کا برتن گرتے گرتے بچا اور وہ کمرے کی طرف بھاگ گئی تھی۔

ابو جبیلہ بھی روبیل اور مالک کے ساتھ اس کمرے میں گیا اور وہاں اس نے روبیل اور راحیل کا نکاح پڑھا دیا۔ تھوڑی دیر تک وہ وہاں بیٹھا رہا پھر روبیل اور مالک کے ساتھ وہ اپنے لشکر میں آیا اس کا لشکر اس وقت تک کھانا کھا کر تیار ہو چکا تھا۔ ابو جبیلہ نے روبیل اور مالک بن عجلان کے ساتھ مصافحہ کرنے کے بعد کوچ کا حکم دے دیا تھا۔

روبیل اور مالک اپنے گھوڑوں پر سوار جبیلہ کے لشکر کو کوچ کرتا ہوا دیکھتے رہے جب چاند کی چاندنی میں ابو جبیلہ اپنے لشکر کے ساتھ جبل احد کے دامن میں ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تو انہوں نے اپنے گھوڑوں کو موڑ کر مہمیز لگائیں اور وادی ذی حضر کے اندر وہ اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے شہر کی طرف جا رہے تھے۔ یوں یثرب شہر میں مالک بن عجلان اور روبیل نے ابو جبیلہ کی مدد سے یہودیوں کی طاقت کو کچل اور مسل کر رکھ دیا تھا۔

○

یوناف نے ابھی تک تدمر شہر اور صحرا کے اندر شہر کے قلعے کے درمیان پڑنے والی سرائے میں قیام کر رکھا تھا۔ وہ لگاتار شہر کے مختلف مقامات پر لوگوں کو شرک کے خلاف وعظ کرتا رہا اور اس مقصد میں اس نے خاطر خواہ کامیابی بھی حاصل کر لی تھی۔ لوگ جہاں اس سے پہلے تدمر بنت حسان کے بت کے پاس جا کر مدد مانگتے تھے وہاں اب لوگوں نے تدمر بنت حسان کی لاش کے پاس جا کر ایسا کرنے سے بند کر دیا تھا۔ شرک کے جو

دوسرے طور طریقے اہل تدمر نے اپنا رکھے تھے ان سے بھی وہ کافی حد تک باز آ چکے تھے۔ اس طرح تدمر شہر میں قیام کے دوران یوناف کی کوششیں رنگ لانے لگیں تھیں۔

ایک روز شام کے قریب یوناف سرائے میں داخل ہوا۔ تو اسے دیکھتے ہی سرائے کے مالک نے اسے اپنے پاس بلایا۔ یوناف اس کی طرف گیا اور سرائے کے مالک کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ سرائے کے مالک نے بڑی خوش طبعی میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ دیکھو یوناف میرے معزز اور محترم مہمان۔ آج کا کھانا میرے ساتھ کھاؤ۔ کھانے کے بعد میں تم سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا جو کچھ تم پوچھنا چاہتے ہو کھانے سے پہلے ہی پوچھ سکتے ہو اس پر سرائے کا مالک بڑی خوش طبعی میں کہنے لگا۔

نہیں یوناف میرے عزیز۔ پہلے پرسکون ہو کر دونوں اکٹھا کھانا کھاتے ہیں اس کے بعد میں جو کچھ پوچھنا چاہتا ہوں پوچھوں گا۔ اس کے ساتھ ہی سرائے کے مالک نے اپنے ملازموں کو اشارہ کیا اس کا اشارہ پاتے ہی وہ کھانا لے آئے لہٰذا یوناف نے سرائے کے مالک کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔ سرائے کے مالک کے ملازم خالی برتن اٹھا کر لے گئے تب سرائے کا مالک بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

ابھی تھوڑی ہی دیر پہلے ایران کی طرف سے کچھ تاجر اس طرف آئے ہیں اور انہوں نے میری سرائے میں قیام کیا ہے۔ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ ایران کی سرزمین میں ایک انقلاب آ چکا ہے۔ اشکانی سلطنت کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور اس کی جگہ ایک شخص اردشیر نے ساسانی سلطنت کی بنیاد رکھ کر ایران کو رومنوں کے مقابلے میں مضبوط اور مستحکم بنانا شروع کر دیا ہے۔

یوناف میرے دوست۔ تم مجھے پہلے بتا چکے ہو کہ تم اشکانیوں کے اندر ایک عرصہ قیام کرتے رہے ہو۔ میں جانتا ہوں تم ایک ہمہ جہت قسم کے انسان ہو۔ کیا تم میرے لئے اشکانیوں کے مذہب ان کے طرز حکومت ان کی تہذیب و تمدن اور ان کے کچھ دیگر امور پر روشنی ڈالو گے۔ اس پر یوناف بولا اور سرائے کے مالک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھو میرے بھائی میں اشکانیوں کے متعلق جس قدر جانتا ہوں میں تجھے بتاتا ہوں اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنا گلا صاف کیا پھر وہ تدمر کی اس سرائے کے مالک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ میرے بھائی۔ جہاں تک اشکانیوں کی سلطنت کا تعلق ہے تو وہ خراسان دامغان، ثمنان۔ عراق۔ ہمدان۔ کرمان شاہ۔ نہاوند۔ آذر بائیجان۔ آدیابن یا قدیم آشوریوں کی سر

زمین۔ کردستان۔ غزوین۔ رے۔ اصفہان۔ بابل سے خلیج فارس۔ خوزستان۔ اور خراسان کے علاقوں تک پھیلی ہوئی تھی۔

اشکانی بادشاہوں نے جب اپنی حکومت کو دجلہ اور فرات تک پھیلا دیا تو انہوں نے اپنا دارالحکومت اصفہان کو بنا دیا۔ جو بین النہرین کا ایک مشہور اور معروف شہر ہے۔ اس سے پہلے ان کا پایہ تخت نساء(1) شہر تھا جو اشک آباد اور فیروز نام کے شہروں کے درمیان واقع تھا۔

اشکانی سلطنت میں بادشاہ کو مختار کل نہیں خیال کیا جاتا تھا بلکہ اعلیٰ اختیارات کی تین مجلسیں ہوتی تھیں جن سے بادشاہ کو امور سلطنت میں مشورہ کرنا ہوتا تھا۔ ایک مجلس شاہی خاندان کے افراد پر مشتمل ہوتی تھی۔ ہر بالغ شہزادہ خود بخود اس کا رکن بن جاتا تھا۔ دوسری مجلس دینی رہنماؤں پر مشتمل ہوتی تھی۔ جسے مجلس مغتان کہتے تھے جبکہ تیسری مجلس کا نام مجلس مہستان تھا جس میں پہلی دو مجلسوں کے نمائندے شریک ہوا کرتے تھے۔ مجلس مہستان شاہی خاندان کے جس شخص کو بادشاہت کا اہل سمجھتی تھی اسے بادشاہ بنا دیتی۔ عموماً" بادشاہ کا بڑا شہزادہ ولی عہد ہوتا تھا لیکن بادشاہ کے فوت ہونے پر شہزادہ نابالغ ہوتا یا بادشاہت کا اہل نہ ہوتا تو مجلس مہستان مرنے والے بادشاہ کے بھائی یا چچا کو بھی بادشاہ منتخب کر لیا کرتی تھی۔

لیکن بادشاہ اگر ایک بار تخت نشیں ہو جاتا تو مختار کل ہو جاتا تھا۔ اشکانیوں کے اندر سات بڑے خاندان تھے۔ جن میں بادشاہ کا اپنا خاندان بھی شامل تھا۔ بادشاہ صرف انہی خاندانوں میں شادی کر سکتا تھا۔ بادشاہ کو تقدس کا درجہ حاصل تھا۔ شاہی خاندان کے کسی فرد کو زخمی کرنا منع تھا بادشاہ تک عوام کو براہ راست رسائی نہ ہو سکتی تھی۔ شکایات درباریوں کے ذریعے بادشاہ تک پہونچائی جا سکتی تھیں۔

بادشاہ کے بعد سب سے بڑا عہدہ سپہ سالار کا تھا جسے سورینہ کہتے تھے اس کا مقام بہت اونچا سمجھا جاتا تھا۔ امور سلطنت میں بادشاہ کے بعد یہ دوسرا درجہ رکھتا تھا۔ سورینہ ہی بادشاہ کی تاج پوشی کرتا تھا۔ سورینہ کے تحت دو طرح کے لشکر ہوتے تھے۔ ایک سوار۔ دوسرے پیادہ۔

(1) حال ہی میں اس شہر کے کھنڈرات کی کھدائی ہوئی ہے اس سے متعدد پرانے آثار برآمد ہوئے ہیں ان میں اشکانی دور کے آلات، ظروف اور معبد شامل ہیں۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شہر واقعی شروع میں اشکانیوں کا دارالسلطنت رہا ہے۔ ان کھنڈرات میں ایک سرنگ بھی ملی ہے جس کے ذریعے معبد اور شاہی محلات کو ملایا گیا تھا۔ معبد کے دو دریچے بھی برآمد ہوئے ہیں جن پر اشکانی عہد کے نقش و نگار کندہ ہیں۔

جہاں تک اشکانیوں کے لباس اور وضع قطع کا تعلق ہے تو اشکانی لمبے لمبے چوغے پ[ہنتے] ہیں جن کے ساتھ لمبی لمبی جیبیں ہوتی ہیں۔ لباسوں کے رنگ مختلف ہوتے ہیں بعض [ا]پوشاکوں پر زردوزی کا کام ہوتا ہے ان اشکانیوں کے بال عموماً گھنگھریالے ہوتے ہیں لوگ داڑھیاں بھی رکھتے ہیں۔

جہاں تک اشکانی سکوں کا تعلق ہے تو اشکانی عہد کے سکے۔ چاندی۔ تانبے اور پیتل کے ہوتے تھے۔ سونے کے سکے اشکانی نہیں ڈھالتے تھے۔ ان کے شروع کے سکوں میں یونانی حروف کندہ ہوتے تھے۔ لیکن بعد میں ارمنی حروف بھی کندہ ہونے لگے۔ سکوں [پر] بادشاہوں کے نام نہ ہوتے تھے۔ صرف "اشک" کندہ ہوتا تھا۔ اس لئے یہ معلوم کرنا دشوا[ر] ہے کہ سکے کس بادشاہ کے دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ اکثر "سکوں" پر "اشک اول" شبیہہ ہوا کرتی تھی جسے ایک مخروطی چٹان پر بیٹھے ہوئے دکھایا جاتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں کمان ہوا کرتی تھی۔ بعض سکوں پر اس کے ہاتھ میں عقاب بھی دکھایا گیا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ دوبارہ سرائے کے مالک [کو] مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ میرے بھائی اب میں تجھے اشکانیوں کے مذہب کے متعلق کچھ بتاتا ہوں۔ میں تمہیں یہ بتاتا چلوں اشکانی آرین ہی تھے۔ جب یہ ایران کے ان علاقوں میں وارد ہوئے تو یہ قدیم آریاؤں کی طرح چاند۔ سورج اور ستاروں کی پرستش کرتے تھے۔ سورج کو وہ مہر کہتے تھے اور اسے کنبے کا محافظ خیال کرتے تھے۔ سورج طلوع ہوتا تو پرستش کے لئے اس کے سامنے سرخم کرتے آفتاب کے نام پر قربانی اور نذریں نیازیں دیتے تھے۔

جب ان لوگوں کا ایران کے قدیم باشندوں کے ساتھ میل جول ہوا تو یہ ان کے دیکھا دیکھی ہرمزد کی پرستش کرنے لگے۔ ہرمزد ان کے نزدیک سب سے بڑا خدا تھا۔ باقی تمام معبود ہرمزد کے نائب سمجھے جاتے تھے۔ ان اشکانیوں کا مذہب زرتشت کے مذہب سے کا[فی] حد تک ملتا جلتا ہے۔ البتہ وہ زرتشتیوں کے خلاف مردوں کو جلا دیتے ہیں۔ شروع شروع میں ان اشکانیوں نے اپنے مذہب کی انفرادیت قائم رکھی۔ لیکن بعد میں انہوں نے بھی زرتشتی مذہب اختیار کر لیا۔ ایرانیوں کی دیکھا دیکھی اشکانی ہرمزد کے بعد سب سے زیاد[ہ] اہمیت اپنی دیوی اناہیدہ کو دینے لگے۔ جگہ جگہ اس دیوی کے لئے معبد تعمیر کئے گئے۔ سب سے بڑا معبد کرمان شاہ کی مشرقی سمت کنگاور نام کے کوہستانی سلسلے کے اوپر ہے۔ اس معبد کا نام رین نو ہے یہ یونانی فن معماری کا نمونہ ہے یونانی اسے آرتیمس بھی کہہ کر پکارتے ہیں۔ اور اسے ڈائینا یعنی دیوی اناہیدہ کا مندر خیال کرتے ہیں۔ اس مندر کا وسیع ہال وسط میں ہے۔ اطراف میں چھوٹے چھوٹے برآمدے بنے ہوئے ہیں۔ معبد کے ستون بھی

کوہستانی سلسلے کے بڑے بڑے پتھروں کو تراش کر بنائے گئے ہیں۔

اس دیوی اناہیدہ کا دوسرا بڑا مندر ہمدان میں ہے۔ اس کا نام بھی رین نو ہی رکھا گیا ہے یہاں یونانی آ کر قربانیاں پیش کرتے ہیں تا کہ دیوی اناہیدہ ان سے خوش رہے۔ ایک بار سلیوکی حکمران انیٹی سلیوکس نے اس معبد پر حملہ آور ہو کر یہاں جس قدر دولت کے انبار اور سونے اور جواہرات کے ذخائر جمع تھے وہ لوٹ لئے تھے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا پھر وہ دوبارہ بولا اور سرائے کے مالک کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ میرے بھائی اشکانیوں سے متعلق جس قدر معلومات میں تمہیں فراہم کر سکتا تھا وہ میں نے تمہیں بتا دی ہیں اب تم مجھے اجازت دو کہ میں کمرے میں جا کر آرام کر سکوں۔ اس پر سرائے کے مالک نے مسکراتے ہوئے یوناف کے ساتھ مصافحہ کیا جواب میں یوناف اس کے پاس سے اٹھ کر سرائے میں اپنے کمرے کی طرف چل دیا تھا۔

یوناف جوں ہی اپنے کمرے میں داخل ہوا دنگ رہ گیا اس لئے کہ اس نے دیکھا کہ اس کے بستر پر ایک ایسی لڑکی بیٹھی تھی جو کائنات کی بے کراں وسعتوں کے درمیان حسین سنہرے خوابوں جیسی پر جمال۔ پھول کلیوں سے گھرے آنگن میں تتلیوں کے رنگوں جیسے جذبوں کی طرح حسین زندگی کی گرم بازاری میں نوشگفتہ پھولوں پر شبنم جیسی پرکشش۔ زندگی کے ویران خیموں میں تخلیقی امنگوں کی طرح خوبرو فصل شب اور وقت کی تیرگی میں سیل نغمہ اور بہاروں کے رہبر کی سی نوشگفتہ۔ آکاش سے دھیرے دھیرے برستی فضاؤں کی تنہائیوں میں آرزوؤں کے چاند کی طرح شاداب اور فرقتوں کے حساب میں قربتوں کے نصاب جیسی وجیہہ تھی۔ اس کی کشادہ حسیں لانبی پلکوں والی نیلی گہری آنکھوں میں اس سے آرزوؤں کے نوشگفتہ پھول لہلہا رہے تھے جبکہ اس کے نازک سرخ ہونٹوں پر لگتا تھا اس کے جسم کی ساری سندرتا اور تن کی پوری شیرینی اور مٹھاس آ کر جمع ہو گئی ہو۔

یوناف تھوڑی دیر تک اس لڑکی کو بڑے غور۔ بڑی توجہ سے دیکھتا رہا۔ پھر تھوڑا سا آگے بڑھا اور لڑکی کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔ تم کون ہو اور کیوں میرے کمرے میں داخل ہوئی ہو۔ وہ لڑکی یوناف کے اس سوال کا کچھ جواب دینا ہی چاہتی تھی کہ اسی لمحہ ایک نوجوان اس کمرے میں داخل ہوا۔ اس آنے والے نوجوان کی شکل کمرے میں بیٹھی ہوئی اس لڑکی سے حیرت انگیز طور پر ملتی جلتی تھی۔ لگتا تھا وہ اس لڑکی کا بڑا بھائی ہو۔ اس لئے کہ وہ لڑکی اپنی عمر کے ایسے حصے میں تھی جہاں بچپن اور جوانی ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں۔ کمرے میں داخل ہونے والا وہ نوجوان بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے میرا نام شولین ہے اور یہ جو تمہارے بستر پر لڑکی بیٹھی ہے

میری چھوٹی بہن ہے اور اس کا نام کیرش ہے۔ ہم دونوں انسان نہیں بلکہ انسانی روپ میں تمہارے سامنے ہیں۔ ہمارا تعلق جنوں کی نسل سے ہے۔ لیکن ہم دونوں بہن بھائی بلکہ یوں سمجھو کہ صرف بہن اپنے دشمنوں سے بچنے کے لئے تمہاری طرف چلے آئے ہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ تم ہمارے دشمنوں سے ہماری اس بہن کی حفاظت ضرور کرو گے۔ یوناف نے کیرش سے نگاہیں ہٹا کر شولیس کی طرف دیکھا پھر کسی قدر نرمی میں اس نے پوچھا تمہارے دشمن کون ہیں اور کیوں وہ تمہاری بہن کی جان کے درپے ہیں۔ اس پر شولیس پھر بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے۔ میں اور میری بہن کیرش دونوں جانتے ہیں کہ تمہارا نام یوناف ہے۔ اور ماضی میں تم اپنی بیوی بیوسا کے ساتھ عزازیل اور اس کے رفقاء کے ساتھ برسرپیکار رہے ہو۔ عزازیل کے کچھ ساتھی میری اس بہن کے درپے ہیں وہ اس سے زبردستی شادی کرنا چاہتے ہیں جبکہ کیرش قطعی طور پر ان لوگوں کو ناپسند کرتی ہے۔ دیکھ نیکی کے نمائندے میں تم پر یہاں یہ بھی بات واضح کرتا چلوں کہ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے برخلاف میں اور کیرش دونوں بہن بھائی وحدانیت پرست ہیں اور خدائے واحد کی بندگی اور عبادت کے سوا کسی کو بھی اس لائق خیال نہیں کرتے۔ اس لحاظ سے بھی عزازیل اور اس کے ساتھیوں سے ہماری دشمنی ہے۔ عزازیل اور اس کے ساتھی ہمارے مقابلے میں طاقت ور اور زیادہ دراز دست ہیں۔ ہم نے بہت نگاہ دوڑائی لیکن تمہارے سوا ہمیں کوئی دکھائی نہ دیا جو عزازیل سے مقابلے میں ہماری مدد کر سکے۔ اب تم ہی میری بہن کیرش کو عزازیل کے ساتھیوں کے ظلم اور ستم سے بچا سکتے ہو اگر تم نے اس کی مدد کرنے سے انکار کر دیا تو عزازیل کے ساتھی اسے زبردستی اٹھا لے جائیں گے اور اسے بے آبرو کرتے رہیں گے۔ کیا؟ ایک نیکی کے نمائندے ایک وحدانیت پرست انسان کی حیثیت سے تم پسند کرو گے کہ خدائے واحد کو ماننے والی کسی لڑکی کو بدی کے گماشتے بے آبرو کرتے پھریں۔ میں اور میری بہن کیرش یہی استدعا لے کر تمہارے پاس آئے ہیں۔ میں تو کسی نہ کسی طرح اپنے دشمنوں کے درمیان گزارا کر لوں گا اس لئے کہ وہ میرا کیا بگاڑیں گے۔ لیکن کیرش کی آبرو۔ اس کی عصمت کو ان سے خطرہ ہے۔ لہذا میں اسے تمہارے پاس لے آیا ہوں۔

دیکھ نیکی کے نمائندے۔ کیرش کو اپنے ساتھ رکھو اس کی حفاظت کرو یہ بھی نیکی ہی کا ایک کام ہے۔ اگر تم اس سے شادی کرنا چاہو اور اسے اپنی بیوی بنا لو تو یہ کیرش ہی نہیں میری بھی خوشی کا باعث ہو گا۔ اور اگر تم کیرش سے شادی نہ کرنا چاہو اور اسے اس کا

سمجھو تو اسے نیکی کے کاموں میں اپنا ایک ساتھی بنا کر ہی اپنے ساتھ رکھ لو۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم ہماری اس التماس کو ٹھکراؤ گے نہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد شولیس جب خاموش ہوا تو یوناف نے دیکھا کہ کیرش بے چاری بڑی التجا آمیز نظروں سے یوناف کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس موقع پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ شولیس اور کیرش مجھے پہلے اپنے ایک ساتھی سے مشورہ کرنے دو پھر میں تم دونوں بہن بھائی کو کوئی جواب دوں گا۔ اس پر کیرش فوراً بولی اور کہنے لگی۔ ساتھی سے اگر آپ کا مطلب ابلیکا ہے تو آپ بے شک اس سے مشورہ کریں اس پر یوناف نے حیرت انگیز انداز میں کیرش کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ تم ابلیکا کے متعلق کیسے جانتی ہو۔ اس پر کیرش بولی اور کہنے لگی۔ ابلیکا کو تو ہم ایک عرصے سے جانتے ہیں۔ یہ کہ آپ ابلیکا ہی کی مدد سے اکثر و بیشتر عزازیل اور اس کے گماشتوں کو مار بھگاتے رہے ہیں۔ اور عزازیل اور اس کے گماشتوں کے ہاں ابلیکا کا اکثر و بیشتر ذکر ہوتا رہتا ہے۔ لہذا ابلیکا نام کی جو آپ کے پاس قوت ہے اس سے ہم خوب آگاہ ہیں۔ یوناف کے چہرے پر کیرش کے ان الفاظ سے ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ اپنے کمرے سے باہر نکلتا ہوا بولا۔ تم دونوں بہن بھائی یہیں رکو۔ میں مشورہ کرنے کے بعد تمہیں جواب دیتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف کمرے سے نکل گیا تھا۔

کمرے سے نکلنے کے بعد یوناف ایک اوٹ میں گیا پھر اس نے ابلیکا کو پکارا۔ اس کے پہلی بار پکارنے پر ابلیکا نے اس کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا۔ پھر وہ بولی اور کہنے لگی۔ دیکھ یوناف میں تمہارے۔ شولیس اور کیرش کے درمیان ساری گفتگو سن چکی ہوں اگر میں غلطی پر نہیں تو تم کیرش اور شولیس کے متعلق مجھ سے کچھ پوچھنا چاہو گے۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا ابلیکا تمہارا اندازہ درست ہے۔ تم کہو یہ کیرش اور شولیس کیسے ہیں اور شولیس کے کہنے پر مجھے کیرش کو اپنے ساتھ رکھ لینا چاہئے یا نہیں۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔ جہاں تک شولیس اور کیرش کا تعلق ہے یہ واقعی دونوں بہن بھائی مظلوم ہیں۔ اگر شولیس کیرش کو تمہارے پاس رکھنا چاہتا ہے۔ تو بے شک رکھو یہ تمہارے لئے خطرناک نہیں۔ تمہارے لئے تقویت کا ہی باعث بنے گی۔ چونکہ کیرش کا تعلق جنوں کی جنس سے ہے لہذا تمہاری طرح یہ بھی مافوق الفطرت قوتیں رکھتی ہے۔ اور عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے خلاف تمہاری بہترین مددگار اور معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ دونوں بہن بھائی تمہارے ساتھ دھوکہ اور فریب نہیں کریں گے۔ اس لئے کہ دونوں ہی عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے ستائے ہوئے ہیں۔ شولیس تو واپس اپنے مسکن کی طرف چلا جائے گا۔ میرے

خیال میں وہ صرف کیرش کو تمہارے پاس چھوڑے گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا خاموش ہوئی تو یوناف اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ ابلیکا۔ تمہاری گفتگو بتاتی ہے کہ یہ شولیں اور کیرش دونوں میرے لئے مخلص اور آنے والے دنوں میں میرے لئے خطرہ ثابت نہیں ہوں گے۔ لہٰذا میں کیرش کو ساتھ رکھ لیتا ہوں لیکن میں فی الحال اس سے شادی نہیں کروں گا۔ یہ میرے ساتھ میں اس کے اطوار اور اس کے خلوص اور اس کے جذبوں کا جائزہ لوں گا۔ جب یہ معیار پر پوری اتری تو پھر میں اس سے شادی کر کے اسے اپنی بیوی کی حیثیت سے ساتھ رکھ لوں گا میرے خیال میں ماضی میں جس طرح بیوسا میری مددگار اور معاون رہی ایسے ہی میرے لئے کیرش ایک بہترین مددگار ثابت ہو گی۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے تمہارا اندازہ درست ہے اگر تم فی الحال اس سے شادی نہیں کرنا چاہتے تو نہ سہی۔ ایک مخلص۔ جاں نثار ساتھی کی حیثیت سے اپنے ساتھ رکھ لو۔ اور اگر تم دیکھو تمہارے معیار پر پوری اترتی ہے تو تم اس سے شادی کر لینا۔ اب تم کمرے کی طرف وہ دونوں بہن بھائی بڑی بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی جبکہ یوناف اس اوٹ سے نکل کر دوبارہ اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ اور شولیں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھو شولیں میں ابلیکا سے مشورہ کر چکا ہوں۔ اس نے تم دونون بہن بھائی کو واقعی مظلوم اور ضرورت مند بتایا ہے۔ اب دونوں بہن بھائی میرا بھی فیصلہ سنو۔ اگر تم پسند کرو تو کیرش کو میرے پاس چھوڑ سکتے ہو میں عزازیل اور اس کے ساتھیوں سے اس کی پوری پوری حفاظت کروں گا۔ لیکن فی الحال یہ میرے ساتھ ایک ساتھی کی حیثیت سے رہے گی میں اس سے شادی نہیں کروں گا۔ اسے اپنی جان اور اپنے جسم کا ایک حصہ سمجھ کر اس کا خیال رکھوں گا۔ اور اس کی حفاظت کروں گا۔ کہو کیا میری یہ تجویز تمہیں منظور اور قبول ہے۔ شولیں سے پہلے ہی کیرش اپنے لبوں پر گہری اور پر اثر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہنے لگی۔

دیکھئے ہمیں آپ کی یہ تجویز منظور ہے۔ شولیں بھائی واپس اپنے مسکن چلے جائیں میں اکیلی آپ کے پاس رہوں گی۔ میں آپ کے معیار پر پوری اترنے کی کوشش کروں گی اس لئے کہ میں آپ کے ساتھ آپ کی بیوی اور آپ کی زندگی کی ساتھی کی حیثیت رہنا چاہتی ہوں۔ اور اپنا یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے میں آپ کے معیار پر پوری اترنے کی کوشش کروں گی۔ کیرش کا جواب سن کر یوناف خوش ہو گیا تھا۔ پھر وہ دونوں بہن بھائی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تم دونوں بہن بھائی بیٹھو۔ میں تم دونوں کے لئے کھانا منگاتا ہوں کیونکہ میں خود تو نیچے سرائے کے مالک کے ساتھ کھانا کھا کر آیا ہوں اس پر شولیں فوراً بولا اور کہنے لگا۔ یوناف میرے بھائی تمہارا بے حد شکریہ۔ تمہاری بے حد مہربانی جو تم کیرش کو اپنے ساتھ رکھنے پر آمادہ ہو گئے ہو۔ دیکھو میں تو اب یہاں سے رخصت ہوں گا۔ میں صرف کیرش ہی کو تمہارے پاس چھوڑنے آیا تھا۔ ہاں کیرش نے کھانا کھانا ہے اس کے کھانے کا اگر آپ انتظام کر دیں تو آپ کی مہربانی۔ مجھے اجازت دیں میں اب رخصت ہوں گا۔ اس کے ساتھ ہی شولیں آگے بڑھا یوناف کے ساتھ وہ لپٹ گیا یوناف کی پیشانی پر ایک طویل بوسہ اس نے دیا۔ پھر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

شولیں کے جانے کے بعد یوناف نے کیرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا دیکھ کیرش تو یہاں بیٹھ۔ میں تیرے لئے کھانا لے کر آتا ہوں۔ اس پر کیرش اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ آپ کو زحمت کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں آپ کے ساتھ نیچے جاتی ہوں وہیں کھانا کھا لوں گی۔ اس پر یوناف کہنے لگا اگر ایسا ہے تو پھر آؤ میرے ساتھ۔ کیرش چپ چاپ یوناف کے ساتھ ہو لی۔ کیرش کو لے کر یوناف سرائے کے مالک کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ میرے بھائی جس وقت میں تیرے ساتھ نیچے بیٹھ کر باتیں کر رہا تھا میری ساتھی لڑکی کیرش مجھ سے ملنے اوپر بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ اب میرے ساتھ ہی رہے گی اس پر سرائے کا مالک بڑی خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھنے لگا یوناف میرے عزیز کیا تم اس کیرش سے شادی کر لو گے۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا ارادہ تو ہے لیکن ابھی میں ایسا نہیں کروں گا۔ فی الحال تم اچھا سا کھانا نکالو اس لئے کہ کیرش کو بھوک لگی ہے اس پر سرائے کے مالک نے چھوٹی سی میز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تم دونوں یہاں بیٹھو۔ میں کیرش کے لئے کھانا لگواتا ہوں۔ یوناف کیرش کو لے کر اس میز پر بیٹھ گیا۔ پھر سرائے کے مالک نے کیرش کے سامنے کھانا رکھوا دیا اور کیرش چپ چاپ کھانا کھانے لگی تھی۔ اس دوران یوناف اٹھ کر سرائے کے مالک کے پاس آیا اور اسے کہنے لگا۔

دیکھ میرے بھائی۔ میرے کمرے میں کیرش کے لئے ایک اور بستر لگوا دو اس لئے کہ اب یہ مستقل میرے ساتھ ہی رہے گی۔ سرائے کا مالک خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ تم فکر مند کیوں ہوتے ہو۔ میں ابھی اپنے ملازموں کو بھیجتا ہوں وہ تمہارے کمرے میں تمہارے بستر کے ساتھ ایک اور بستر لگا آتے ہیں اس کے ساتھ ہی سرائے کا مالک وہاں سے اٹھ کر توشک خانے کی طرف چلا گیا تھا۔ جبکہ یوناف دوبارہ کیرش کے سامنے آ بیٹھا

تھا۔

سرائے کے مالک نے اپنے ملازموں کے ذریعے یوناف کے کمرے میں کیرش ک
بھی بستر لگوا دیا تھا۔ کھانا کھلانے کے بعد یوناف کیرش کو اپنے کمرے میں لے گیا۔ ا
اپنے اپنے بستروں پر آرام کرنے لگے تھے۔

○

ایران کی نئی ساسانی سلطنت کے پہلے حکمران اردشیر نے اپنی حکومت کو داخلی
مستحکم کرنے کے بعد رومنوں سے انتقام لینے کا ارادہ کر لیا جو اشکانی دور میں ایران
پریشانیوں۔ مصیبتوں ذلتوں اور پستیوں کا باعث بنے ہوئے تھے۔ اپنے اس مقصد کو
کرنے کے لئے اردشیر نے پہلا قدم یہ اٹھایا کہ سب سے پہلے وہ اپنے جرار لشکر کو
میں لایا اور دریائے فرات کو اس نے عبور کیا۔ اور جس قدر رومن مقبوضہ جات
کے اندر سارے رومنوں کو تہہ تیغ کرنے کے بعد اس نے ان علاقوں پر قبضہ کر لیا
اردشیر کے دور حکومت میں رومنوں کا شہنشاہ الیگزینڈر سیویر تھا۔ الیگزینڈر ک
اردشیر کی فتوحات کا علم ہوا تو اس نے اردشیر کے پاس اپنے سفیر بھیج کر کہلا بھ
اردشیر کے لئے مناسب یہی ہو گا کہ وہ اپنی مملکت پر ہی قناعت کر لے اور رومن
مقبوضہ جات پر قبضہ کرنے کی ہرگز کوشش نہ کرے۔

الیگزینڈر نے اردشیر کو یہ بھی پیغام بھجوایا کہ اگر وہ ایشیائے کوچک میں انقلاب
خواب دیکھ رہا ہے تو یہ اس کی نگاہوں کا دھوکہ اور فریب ہے۔ الیگزینڈر نے یہ
دی ہے کہ اگر اردشیر نے اپنے اطراف میں فتوحات کا دائرہ وسیع کرنے کی کوش
اسے رومنوں کی عظیم الشان سلطنت سے نبرد آزما ہونا پڑے گا۔

الیگزینڈر نے یہ بھی دھمکی دی کہ اگر اردشیر شمال کے وحشی قبائیل کے
فتوحات حاصل کرنے کے ساتھ اپنی مغربی سرزمینوں میں بھی کامیاب رہا ہے تو ا
رکھنا چاہئے کہ وحشی قبائیل کے مقابلے میں رومنوں کے ساتھ جنگ کرنا انتہائی مش
دشوار گزار ہے۔ اس کے علاوہ الیگزینڈر نے قاصدوں کے ذریعے سے اردشیر ک
رومن شہنشاہ اگسٹس ٹراجن اور دوسرے حکمرانوں کی ایران کے خلاف فتوحات
دلائیں جو انہوں نے ایران کے بعض علاقوں کو تہہ و بالا کر کے حاصل کی تھیں۔

اردشیر الیگزینڈر کی ان دھمکیوں میں آنے والا نہیں تھا۔ الیگزینڈر کا یہ پیغام
نہایت برہم اور برافروختہ ہوا لہٰذا الیگزینڈر کی اس دھمکی کا جواب دینے کے لئے ا

سو قوی ہیکل۔ طاقت ور اور مسلح نوجوان مرصع گھوڑوں پر سوار کر کے سفارت
اٹلی روانہ کئے یہ چار سو سوار رومن شہنشاہ الیگزینڈر سے ملے اور اردشیر کا پیغام
کہ پہلے رومانے ایشیا کے جن جن علاقوں کو غصب کر رکھا ہے وہ مملکت ایران کا
اس لئے مناسب یہی ہو گا کہ رومنوں کی حکومت ان سارے علاقوں کو ایران کو
اور صرف اٹلی پر ہی اکتفا کرے۔

ایرانی سواروں کا یہ پیغام سن کر سخت برہم ہوا اور سفارتی آداب کو بالائے
ہوئے اس نے ان سارے ایرانی سواروں کو زندان میں ڈال دیا تھا۔ اور ساتھ
اس نے اردشیر کے خلاف جنگ کرنے کے لئے زبردست تیاریاں شروع کر دیں

اپنی عسکری تیاریاں مکمل کرتے ہوئے رومن شہنشاہ الیگزینڈر نے ایک بہت
کیا اور اس لشکر کو اس نے تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک لشکر اس نے اپنے
کی سرکردگی میں آذر بائیجان پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا۔ دوسرا لشکر
تعداد پہلے لشکر کے ہی برابر ہی تھی اسے شوش شہر کی طرف روانہ کیا۔ تیسرا لشکر
لے کر ایران کے وسطی حصوں پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑی تیزی سے
کی طرف بڑھا۔

رومنوں کا جو لشکر آذر بائیجان پر حملہ آور ہوا تھا اسے شروع شروع میں کچھ کامیابیاں
حاصل ہوئیں۔ اس لئے کہ آذر بائیجان میں اردشیر کا جرنیل جو رومنوں کے مقابلے میں
جنگ کا اتنا تجربہ نہیں رکھتا تھا۔ تاہم اس کی دلیری۔ شجاعت اور جوانمردی پر کسی
کوئی شک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ دو چار جنگوں میں وہ بے شک رومنوں کے مقابلے
شرور ہوا۔ بالآخر اس نے زور دار حملے کر کے آذر بائیجان پر حملہ آور ہونے والے
رومنوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا۔ جوں ہی رومن پیچھے ہٹے تو ایرانی لشکر نے اس خونخواری
حملہ کیا کہ رومن میدان جنگ چھوڑ بھاگنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

رومنوں کا جو لشکر شوش شہر پر حملہ آور ہونے کے لئے پہونچا تھا اس کے مقابلے پر
اردشیر آیا۔ اپنے پہلے ہی حملے میں اردشیر نے اس خونخواری۔ اس قدر سختی کے ساتھ
رومنوں پر نزول کیا کہ اس نے رومنوں کی صفیں درہم برہم کر کے رکھ دیں۔ اور
شوش کے باہر کھلے میدانوں میں اردشیر نے رومنوں کو پسپا ہونے پر مجبور کیا۔ اپنے
بھاگتے ہوئے رومنوں کا اردشیر نے تعاقب کیا اور رومنوں کی اکثریت کو اس نے تہہ
کر کے رکھ دیا تھا۔

شوش کے مقام پر رومنوں کو بدترین شکست دینے کے بعد اردشیر برق رفتاری سے اپنے اس لشکر کی مدد کے لئے پہونچا تھا جو وسطی ایران میں رومن شہنشاہ الیگزینڈر کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ ابھی رومن شہنشاہ الیگزینڈر نے ایرانیوں کے اس لشکر پر حملہ بھی نہ کیا تھا کہ اردشیر بھی اپنا لشکر لے کر وہاں پہونچ گیا وسطی ایران میں بھی الیگزینڈر کے تحت کام کرنے والے رومن لشکر کو شکست ہوئی اور رومن شہنشاہ الیگزینڈر شکست اٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔

اس طرح جہاں رومن شہنشاہ الیگزینڈر ایشائے کوچک سے ایرانیوں کو نکالنے کے لئے آیا تھا وہاں اسے خود پسپائی اختیار کرنی پڑی اور اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ اس موقع [illegible] رومنوں کی بد دلی اور شکست سے فائدہ اٹھا کر اردشیر اگر چاہتا تو ایشیا میں جس قدر رومنوں کے مقبوضہ جات تھے وہ سارے فتح کر کے رومنوں کو ایشیا سے نکل جانے پر مجبور کر سکتا لیکن نہ جانے اردشیر نے ایسا کیوں نہ کیا بہرحال رومنوں کو بد ترین شکست دینے کے بعد اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ اردشیر نے آرمینیا کا رخ کیا جو ہمیشہ ایران کی اطاعت کا دم بھرتا اور پھر جب بھی موقع ملتا۔ ایران کے خلاف رومنوں کا ساتھ دینے کے لئے آمادہ ہو جاتا تھا۔ آرمینیا بھی ایرانی اور رومنوں کے مابین جھگڑے نزاع اور جنگ کا ایک مستقل سبب [illegible] ہوا تھا۔

آرمینیا کا حکمران ان دنوں ایک شخص خسرو تھا۔ اسے جب خبر ہوئی کہ نئی ساسانی مملکت کا بادشاہ اردشیر آرمینیا پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے تو وہ [illegible] اپنے لشکر کے ساتھ نکلا اور اردشیر کا مقابلہ کیا۔ کوہستانی سلسلوں کے اندر آرمینیا کے حکمران اور خسرو اور ساسانی سلطنت کے پہلے بادشاہ اردشیر کے درمیان کچھ عرصے جنگیں ہوتی رہیں لیکن اردشیر ان کوہستانی جنگوں میں کوئی خاص کامیابی حاصل نہ کر سکا آخر اردشیر نے آرمینیا کے حکمران خسرو کے ایک معتمد کو لالچ دے کر اسے خسرو سے منحرف کرا دیا اور در پردہ خسرو کو بعد میں اس نے قتل بھی کرا دیا۔ خسرو کے قتل کی خبر [illegible] پھیلی تو اہل آرمینیا نے ہتھیار ڈال دیئے اور یوں اردشیر کا آرمینیا پر قبضہ ہو گیا۔

اردشیر سے قبل اشکانی حکمرانوں اور اس کے سرداروں نے آرمینیا والوں سے [illegible] سلوک کر کے نفرت کے بیج بوئے ہوئے تھے۔ اشکانی اگرچہ شروع شروع میں زرتشت ہی مذہب کے پیروکار تھے لیکن رفتہ رفتہ وہ قدیمی آریائی مذہب کے مطابق ستاروں [illegible] سیاروں کی پرستش کرنے لگے تھے۔ انہوں نے آرمینیا کے آتش پرستوں کو قدیم آریائی مذہب کی طرف لوٹانا چاہا ان پر سختیاں بھی کیں ان کی سختیوں کا یہ اثر ہوا کہ آرمینیا [illegible]

[illegible] کدے ٹھنڈے پڑ گئے اور آتش پرستوں کے معبد اور مذہبی پیشوا اشکانیوں سے سخت [illegible] ہو گئے تھے۔

ان کی دلجوئی کے لئے اردشیر نے انہیں آتش پرستی پر قائم رہنے کی اجازت دے دی۔ [illegible] ان اشکانی شہزادوں اور امراء کو موت کے گھاٹ اتار دیا جو آرمینیا میں پناہ لئے ہوئے [illegible] ان میں سے بعض جو بچ گئے وہ بین النہرین ہندوستان اور افغانستان کی طرف بھاگ [illegible] تھے۔

اردشیر نے ملک میں یک جہتی کا کام کرنے کے لئے آتش پرستی کو سرکاری مذہب قرار [illegible] حکم دیا کہ آتش کدے جو سرد پڑ چکے ہیں پھر سے روشن کئے جائیں معبدوں کا [illegible] بلند کیا انہیں جاگیریں عطا کیں۔ آتش کدوں کے اخراجات پورے کرنے کے لئے [illegible] وقف کی گئیں۔

[illegible] کے علاوہ اس نے زرتشت کے دین کے علماء کو حکم دیا کہ زرتشت کی قدیم اوستا [illegible] باندہ اجزاء جمع کر کے اسے از سر نو مرتب کریں۔ چنانچہ ان علماء کی جدوجہد اور [illegible] سے اوستا پھر مرتب ہوئی اور اسے اردشیر نے مستند اور مصدقہ کتاب قرار دیا۔ [illegible] نے امور مملکت میں زرتشت کے دین کی اشاعت کے لئے اپنے امرا اور حکمرانوں [illegible] فرمان بھی جاری کئے۔

اردشیر نے ملکی امور کی طرف توجہ بھی دی اور حکومت کی بنیادیں مضبوط کرنے کے [illegible] ممالک میں خود مختار حاکم مقرر کرنے کا طریقہ بھی ختم کر دیا۔ جن کی وجہ سے [illegible] اکثر فتنے سر اٹھاتے رہتے تھے۔ اس کے بجائے اس نے مضبوط مرکزی حکومت [illegible] سب حاکموں پر اقتدار اعلیٰ حاصل تھا۔ آتش پرستی کو سرکاری مذہب قرار دینے [illegible] سے ملک کی مرکزیت کے کام میں اور زیادہ مدد ملی تھی۔

اردشیر نے لوگوں کو مختلف طبقوں میں تقسیم کیا۔ سرکاری ملازموں کی درجہ بندی کی۔ [illegible] امن عامہ کے ادارے قائم کئے۔ قدیم ایرانی شہنشاہ داریوش کی طرح اردشیر نے [illegible] ہزار جانبازوں کا لشکر منظم کیا جس کا نام اس نے لشکر جاوداں رکھا تھا۔ یہ لشکر براہ [illegible] بادشاہ کے معتمد سپہ سالار کے ماتحت ہوتا تھا۔

اردشیر کا عقیدہ تھا کہ ملک کی طاقت فوج کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور زر و مال [illegible] کی ترقی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس نے فوج اور زراعت پر [illegible] دی۔ اور محصولات میں کمی کر دی۔ اس کی دلی تمنا تھی کہ ملک خوشحال اور رعایا [illegible] الحال ہو۔ چنانچہ اس نے عدل و انصاف کو بھی کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ مذہب

پرستی اور عدل و انصاف کی جو روایات اردشیر نے قائم کیں وہ اس کے جانشینوں کے
مشعل راہ کا کام دیتی رہیں۔

اردشیر بڑا دلیر۔ دانشمند اور مستقل مزاج اور وسیع الظرف حکمران تھا۔ اس نے
اشکانی حکومت کی تمام مخالف جماعتوں کو اپنا بہی خواہ بنایا اور ان مشرقی ممالک کو بھی
سلطنت میں شامل کیا جنہوں نے اس سے پہلے کبھی اشکانیوں کا تسلط قبول نہ کیا تھا۔ اس
اپنی مملکت میں جو سیاسی اور مذہبی نظام رائج کیا وہ اتنا پائیدار تھا کہ یہ چار سو سال تک بر
رہا۔

اردشیر کی کامیابی اور اس کی عظمت کا پتہ ان تعمیرات سے بھی چلتا ہے جو اس نے
کیں۔ اس نے آٹھ شہر اپنے نام کی نسبت سے بسائے۔ سب سے پہلے اس نے سلیوک
شہر کی ازسرنو تعمیر کی اور اس کا نام وہمہ اردشیر کے نام سے موسوم کیا۔ اس کے علاوہ ا
نے اپنے نام کی نسبت سے اردشیر خورہ۔ ریوشیر۔ رام اردشیر جیسے شہر آباد کئے۔ ا
خورہ جہاں آباد ہوا وہاں پہلے گوہر آباد شہر قائم تھا یہ شہر ویران ہوا تو اسے آباد کر کے ا
نے اپنے نام کی نسبت سے اردشیر خورہ رکھا۔ جس کا مطلب ہے شوکت اردشیر اب یہ
فیروز آباد کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے علاوہ اس نے ایک حرمزد خورزستان میں آ
جو بعد میں شوکل احواو کہلایا۔ اس کے علاوہ اردشیر نے ایثار آباد۔ بورد اردشیر۔ اور
آباد شہر آباد کئے یہ بہشت آبادی شہر اسلامی دور میں بصرہ کے نام سے دوبارہ آباد ہوا
مورخین کا خیال ہے کہ خوارزم شہر بھی ابی اردشیر نے ہی بسایا تھا۔

اس کے علاوہ حالیہ کھدائی میں اردشیر کی یادگاریں بھی ملی ہیں۔ اس میں سب
مشہور یادگار چٹانوں پر نقشہ ہے جس میں ایرانیوں کا خدا آہور مزدہ اور اردشیر گھوڑ
سوار ہیں گھوڑے ساز و سامان سے مزئین ہیں اور ان گھوڑوں میں فرق اس قدر ہے
بادشاہ کے گھوڑے کے سینہ بند پر تختیاں نظر آتی ہیں جن پر شیروں کے چہروں کی ابھ
تصویریں ہیں۔ لیکن آہور مزدہ کے گھوڑے کے سینہ بند پر حوروں کی ابھرواں تصو
ہیں۔ بادشاہ کے پیچھے ایک خواجہ سرا ہے اور اس کے علاوہ ایک مسلح شخص اردشیر
گھوڑے کے پاؤں پر گرا ہوا ہے۔ مورخین کا خیال ہے کہ گھوڑے کے پاؤں پر گر
شخص اشکانی سلطنت کا آخری بادشاہ اردوان ہے جسے شکست دے کر اردشیر نے
سلطنت کی بنیاد رکھی تھی

مرنے سے پہلے اردشیر نے اپنے بیٹے شاہ پور کو بارہ نصیحتیں کیں جو انتہائی درس
اور عبرت خیز ہیں۔ پہلی یہ کہ طاقت لشکر کے بغیر۔ لشکر مال و دولت کے بغیر۔ مال د

کے بغیر۔ زراعت عدالت اور حسن سیاست کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔
دوم یہ کہ بغض اور کینے کو اپنا شعار مت بنانا۔
تیسری یہ کہ لوگوں کی رسد نہ روکو تاکہ تمہیں بھی قحط کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ مسافروں
کی خاطر مدارت کرو۔ کیونکہ تمہیں بھی سفر آخرت درپیش ہے۔ دنیا میں دل نہ لگاؤ یہ کسی
سے وفا نہیں کرتی۔ دنیا کو بالکل ترک بھی نہ کرو کیونکہ اس کے ذریعے عاقبت کے لئے
نیکی کا ذخیرہ کر سکتے ہو۔
چوتھی یہ کہ حکومت جب پست فطرت لوگوں کے سپرد کی جاتی ہے تو ندامت سے
دوچار ہونا پڑتا ہے۔ بادشاہ سے رعیت ڈرتی ہے وہ اس بادشاہ سے بہتر ہے جو رعیت سے
ڈرے۔
پانچویں یہ کہ بادشاہ ظالم ہو تو آبادی اور خوشحالی ممکن نہیں۔ عادل بادشاہ باران نعمت
ہوتا ہے۔ خونخوار شیر ظالم سلطان سے بہتر ہے۔
چھٹی یہ کہ ہر شخص کو سخی ہونا چاہئے لیکن اگر بادشاہ سخی نہ ہو تو وہ ناقابل معافی ہے
کیونکہ سخاوت پر سب سے زیادہ قادر وہی ہوتا ہے۔
ساتویں یہ کہ بادشاہوں کے لئے اس سے زیادہ اور کیا دہشتناک چیز ہو گی کہ سران کے
دم اور دم ان کے نزدیک سر ہو جائے۔
آٹھویں نصیحت یہ کہ بد ترین بادشاہ وہ ہے جس سے بے گناہ لوگ ڈریں۔
نویں نصیحت یہ تھی کہ سلطنت کی بقا مذہب سے ہے اور مذہب کی ترویج اور اشاعت
سلطنت کی قوت سے ہے۔
دسویں نصیحت یہ تھی کہ بادشاہوں پر لازم ہے کہ عفو اور چشم پوشی کو لوگوں کی تادیب
کا ذریعہ بنائیں اور نہ تنبیہہ اور قطع حق کو۔
گیارہویں نصیحت یہ تھی کہ ہم سب جسم واحد کی مانند ہیں۔ کسی عضو کو کوئی راحت یا
تکلیف ہو تو اس کا اثر تمام اعضای پر پڑتا ہے۔ تم میں بعض بمنزلہ سر ہیں۔ جس کی حکومت
دوسرے اعضاء پر ہوتی ہے۔ بعض بمنزلہ ہاتھ ہیں جو نقصان رسا چیزوں کو رد کرتے ہیں اور
مفید چیزوں کو حاصل کرتے ہیں۔ بعض قلب کی طرح ہیں جس سے فکر اور احساس پیدا ہوتا
ہے۔ بس تمہیں چاہئے کہ ایک دوسرے کے کام آؤ۔ ہر شخص اپنے ساتھی کو نصیحت کر کے
اس کی رہنمائی کرے تاکہ حسد اور کینہ سے دور رہے۔
بارہویں نصیحت یہ تھی کہ مذہب اور تخت و تاج کو لازم و ملزوم سمجھو۔ دونوں ایک
دوسرے کی بقا کا ذریعہ ہیں۔ جس کا کوئی مذہب نہیں ہو سفاک انسان ہے۔

اردشیر کو اپنی رعایا سے بہت ہمدردی تھی اس کو جب اطلاع ہوئی کہ اس کی سلـ
میں اہل استخر خشک سالی کی تباہی کا حال بیان کرنے آئے ہیں تو ان کی داستان سن کر کہا
بارش آسمان سے نہیں برسی تو ہماری سخاوت کی بارش ہو گی اور حکم دیا کہ رعایا کے نقصـ
کی تلافی خزانہ شاہی سے کر دی جائے۔

اس طرح ساسانی سلطنت کا پہلا بادشاہ اردشیر اپنے عدل و انصاف اپنی دانشمندی او
پیش بندی سے ایک کامیاب حکمران کی طرح حکومت کرنے کے بعد اس دنیا سے چل
اس کی موت کے بعد اس کا بیٹا شاہ پور ساسانی سلطنت کا بادشاہ بنا۔

○

ایک روز یوناف اور کیرش دونوں تدمر شہر اور سرائے کے درمیان پڑنے والی صحرا
کے اندر چہل قدمی کر رہے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا ا
لمس کے آتے ہی یوناف سنبھل گیا اور ایک جگہ رک گیا۔ کیرش بھی سمجھ گئی تھی کہ
یوناف ابلیکا کے ساتھ گفتگو کرنے لگا ہے لہٰذا وہ بھی یوناف کے شانے سے شانہ ملا کر
ہو گئی تھی۔ لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ یوناف۔ میں سمجھتی ہوں تدمر شہر کے اندر تم نے اپنے کام کی تکمیل کر دی
جہاں اس سے پہلے اس شہر میں شرک۔ گناہ اور بدتمیزی کا بازار گرم تھا وہاں تم نے
جدوجہد اور کوشش کر کے شرک کو اس کی جڑوں سے اتار پھینکا ہے اب تدمر شہر کے
تدمر بنت حسان کی لاش کے پاس جا کر نہ دعائیں مانگتے ہیں اور نہ کعبہ کی طرح اس کا طو
کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ تدمر شہر میں جو دو کنیزوں کے مجسمے ہیں ان کی پوجا پا
لوگوں نے ترک کر دی ہے۔ تمہاری اس کامیابی پر عزازیل ان دنوں بڑا برہم اور الجھا
دکھائی دے رہا ہے

یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا تھوڑی دیر کے لئے رکی پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری
ہوئے کہنے لگی دیکھ یوناف۔ میرے حبیب۔ تدمر شہر میں اپنے کام کی تکمیل کرنے
اب تم انطاکیہ شہر کا رخ کرو۔ وہاں اس عزازیل نے عجیب و غریب حرکات کر رکھی
شرک کی ابتدا تو اس نے انطاکیہ میں عروج پر پہونچا ہی رکھی ہے پر وہاں اس نے
یہودی عالم کو بڑی اذیت بڑے کرود میں مبتلا کر رکھا ہے۔ وہ یہودی عالم وحدانیت کا
ہے۔ اور انطاکیہ شہر میں ہمہ وقت خدائے واحد کی بندگی اور اطاعت کی تبلیغ کرتا
ہے۔ پر اس عزازیل نے اسے ایک ایسے روگ میں مبتلا کیا ہے جو اس یہودی عالم کے

ناقابل برداشت ہو رہا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ شرک کے پھیلاؤ اور وحدانیت کے خلاف
کام کرنے کے لئے عزازیل نے یہ نیا ہی طریقہ اختیار کیا ہے۔

دیکھ یوناف۔ اپنی مافوق الفطرت قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس عزازیل نے اس
یہودی عالم کے دائیں پاؤں کو سانپ کے منہ کی طرح تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔ جہاں اس
یہودی عالم کے پاؤں کی انگلیاں تھیں وہاں بڑے بڑے زہریلے سانپ کے سے دانت نکل
آئے ہیں۔ پاؤں کا درمیانی حصہ خوب پیچھے ہٹ چکا ہے جس کی وجہ سے اوپر کا حصہ جس
میں دانت نکل آئے ہیں خوب نیچے جھکا ہے ایڑی بھی اوپر نکل آئی ہے اس کی ایڑی کی شکل
ایسی ہو گئی ہے جیسے کسی گھوڑے کے منہ کا نچلا حصہ ہو۔ اب اوپر کا حصہ جہاں سانپ کی
طرح بڑے بڑے زہریلے دانت نکل آئے ہیں وہ حصہ وقفے وقفے سے پاؤں کے نچلے حصے کو
جس کی شکل و صورت گھوڑے کے منہ جیسی ہے کاٹتا رہتا ہے۔ اوپر کے حصے کے نیچے کے
حصے کو کاٹنے سے وہ یہودی عالم بڑی اذیت بڑی تکلیف میں رہا ہے۔ اس یہودی عالم کو
اذیت میں مبتلا کئے چند ہی روز ہوئے ہیں لہٰذا میرے حبیب تم کیرش کے ساتھ تدمر شہر سے
کوچ کرو اور انطاکیہ کی طرف جاؤ۔ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اور اس یہودی عالم کی
مدد کرو۔

اس کے ساتھ ہی یوناف نے محسوس کیا جیسے ابلیکا نے اس کے لباس کی جیب میں کوئی
چیز ڈالی ہو۔ یوناف اس چیز کا جائزہ لینے ہی لگا تھا کہ ابلیکا پھر بولی اور اسے مخاطب کر کے کہنے
لگی۔

دیکھ یوناف میرے حبیب۔ تمہاری جیب میں میں نے چمڑے کا ایک ٹکڑا ڈالا ہے اس
پر وہ عمل درج ہے جسے استعمال کر کے تم اس یہودی عالم کو عزازیل کی تکلیف اور اذیت
سے نجات دلا سکتے ہوئے۔ انطاکیہ کی طرف کوچ کرنے سے پہلے تم چمڑے پر لکھی ہوئی اس
تحریر کو پڑھ کر زبانی یاد کر لینا۔ میرے خیال میں اب تم سرائے کی طرف چلو اپنا اور کیرش کا
سامان سمیٹو اور انطاکیہ کی طرف کوچ کرو۔ میں اس یہودی عالم تک تم دونوں کی رہنمائی
کروں گی۔

اس کے ساتھ ہی ابلیکا اپنا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔ یوناف اس کے کہنے
سرائے کی طرف چل دیا تھا۔ اس موقع پر کیرش بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے
لگی۔

یہ ابلیکا آپ کو کیا پیغام دے گئی ہے۔ جواب میں یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔
ابلیکا کہتی ہے کہ تم دونوں کو تدمر شہر سے انطاکیہ شہر کی طرف کوچ کر جانا چاہئے۔ اس لئے

کہ وہاں اس عزازیل نے ایک یہودی عالم کو بڑی اذیت اور کرب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اس یہودی عالم کو جو وحدانیت پرست اور ہر وقت خدائے واحد کی بندگی اور عبادت کی تبلیغ اور عبادت کرتا رہتا ہے اس عزازیل نے اس کے پاؤں کو شکل و صورت کے لحاظ سے تبدیل کر دیا ہے پاؤں کا اوپر کا حصہ سانپ کے منہ جیسا۔ درمیانی حصہ اندر گھسا دیا گیا ہے۔ پاؤں کا ایڑی والا حصہ گھوڑے کے منہ کے نچلے حصے کی شکل و صورت میں دے دیا گیا ہے اور پھر اس پر بدتر حالت یہ کہ اوپر کا حصہ جس میں سانپ کی طرح بڑے بڑے دانت ہیں وہ حصہ نچلے حصے کو کاٹتا رہتا ہے جس سے وہ واحد پرست یہودی بری طرح تکلیف اور اذیت محسوس کرتا ہے۔ ابلیکا کا کہنا ہے کہ ہم دونوں کو تدمر سے کوچ کر کے انطاکیہ کی طرف جانا چاہئے اور اس یہودی عالم کو عزازیل کی عائد کردہ اذیت سے نجات دلانی چاہئے۔

اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنی جیب کے اندر سے چمڑے کا وہ حصہ نکالا جو ابلیکا نے اس کی جیب میں ڈالا تھا۔ پہلے اس نے اس تحریر کو خود پڑھا۔ اور زبانی یاد کر لیا۔ پھر اس نے وہ ٹکڑا کیرش کو دیا۔ اور کہنے لگا کیرش یہ وہ عمل ہے جو ابلیکا نے دیا ہے اس عمل سے ہم اس یہودی عالم کو عزازیل کی دی ہوئی اذیت سے نجات دلا سکتے ہیں اور اس عمل کو تم زبانی یاد کر لو۔ تھوڑی دیر کی کوشش کے بعد کیرش بھی اس عمل کو زبانی یاد کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ پھر یوناف نے اس سے وہ چمڑے کا ٹکڑا لے کر دوبارہ اپنی جیب میں ڈال لیا تھا۔

یوناف اور کیرش تھوڑا سا ہی آگے گئے ہوں گے کہ ابلیکا نے پھر یوناف کی گردن پر تیز لمس دیا۔ یوناف فوراً رک گیا۔ کیرش بھی پریشانی کی حالت میں چلتے چلتے رک گئی تھی۔ لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور بدحواسی اور پریشان سی آواز میں کہنے لگی۔

دیکھ یوناف۔ تم اور کیرش دونوں سنبھلو۔ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ طوفانی انداز میں تم پر وارد ہونے کے لئے بڑھ رہا ہے۔ یوناف تمہیں چاہئے کہ عزازیل کے وارد ہونے سے پہلے ہی تم کیرش کو اپنی طاقت اور قوت میں دس گنا اضافہ کرنے کا علم سکھا دو۔ اس پر یوناف بڑے مطمئن انداز میں بولا اور کہنے لگا۔

ابلیکا تم فکرمند نہ ہو۔ یہ عمل میں کیرش کو پہلے ہی سکھا چکا ہوں اور ہاں سنو۔ صرف یہ ہی نہیں بلکہ میں وہ سارے علوم بھی کیرش کو بتا اور سمجھا چکا ہوں جو تم نے مجھے اور بیوسا کو مصری ساحر کے بیٹے سے حاصل کر کے دیئے تھے۔ اب تم عزازیل اور اس کے ساتھیوں کو آنے دو۔ کیرش خداوند قدوس نے چاہا تو جس طرح ماضی میں بیوسا میرے ساتھ بہترین انداز میں عزازیل اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ کرتی رہی ہے ایسے ہی کیرش بھی میرے

ساتھ ان کے سامنے چٹان کی طرح جم جائے گی۔ اور سنو ابلیکا میں تم پر انکشاف کروں کہ یہ کیرش بیوسا سے بھی زیادہ زوردار اور پرقوت ضرب لگانے والی ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب رکا تو ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ یوناف میرے حبیب۔ تمہاری باتیں سن کر مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ تم نے یہ بہترین دانشمندی اور پیش بندی کا ثبوت دیا ہے کہ تم نے سارے علوم کیرش کو سکھا دیئے ہیں۔ اس طرح یہ اپنے آپ کو بہتر انداز میں مسلح کر کے تمہارے پہلو بہ پہلو عزازیل اور اس کے ساتھیوں پر ضرب لگا سکتی ہے۔ اب دونوں سنبھل جاؤ۔ میں بھی یہیں ہوں تینوں مل کر عزازیل اور اس کے ساتھیوں اور بدی کی قوتوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہلکا سا لمس دیتی ہوئی ابلیکا علیحدہ ہو گئی تھی۔ جبکہ یوناف اور کیرش دونوں صحرا کی اس پٹی میں ہمہ تن متوجہ ہو کر عزازیل اور اس کے ساتھیوں کا انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد عزازیل صادو' بارص اور یوشا کے ساتھ تدمر کے ان صحراؤں میں یوناف اور کیرش کے سامنے نمودار ہوا۔ ماضی میں شاید کیرش عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی دھمکیوں کا شکار رہی تھی لہٰذا جوں ہی عزازیل بارص۔ صادو اور یوشا اس کے سامنے نمودار ہوئے۔ وہ بے چاری کچھ پریشان۔ افسردہ اور اداس ہو گئی تھی۔ اس موقع پر یوناف اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے گیا پھر اسے تسلی اور ڈھارس دیتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ کیرش اس عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ایک عرصے سے میں زندگی اور موت کا کھیل کھیلتا آ رہا ہوں۔ انہیں دیکھتے ہی تمہارے چہرے پر پریشانیاں کیوں برسنے لگی ہیں میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جب تک میں ہوں یہ تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔ دیکھ جب یہ تجھ پر وارد ہونا چاہیں تو جس طرح میں نے تمہیں سمجھا رکھا ہے اسی طرح ان پر حملہ آور ہونا۔ اپنی قوت میں دس گنا اضافہ کرنے کے ساتھ ساتھ جب ان پر ضرب لگاؤ تو پہلے ان کی قوت کو طبعی حالت میں لانے کے بعد ان پر ضرب لگانا۔ اب تم ان سے ٹکرانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ میں اپنی قوت میں دس گنا اضافہ کرنے لگا ہوں تم بھی ایسا کر لو۔ پھر دیکھو عزازیل کے یہ گماشتے کیسے مٹی کے کھلونوں اور ریت کے گھروندوں کی طرح ہمارے سامنے مسمار ہو کر رہتے ہیں۔ یوناف کی اس گفتگو سے کیرش کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ بڑی میٹھی میٹھی نگاہوں سے اس نے یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگی آپ کی باتوں نے میری ساری پریشانیاں۔ ساری افسردگیاں دھو کر رکھ دی ہیں۔ اب میں آپ کے پہلو بہ پہلو ان پر ضرب لگانے کے لئے تیار ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اور کیرش دونوں نے اپنی اپنی قوتوں میں دس گنا اضافہ کر لیا تھا۔

یوناف اور کیرش کے سامنے نمودار ہونے کے بعد عزازیل تھوڑی دیر تک ان دونوں کو بڑے غور اور کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھتا رہا پھر وہ بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ نیکی کے نمائندے۔ تو تم نے کیرش کو بھی پناہ دے رکھی ہے۔ تیری اس پناہ کے باوجود یہ کیرش ہمارے ہاتھوں بچ نہ سکے گی۔ پھر عزازیل یوناف کے جواب کا انتظار کئے بغیر صادو۔ بارص اور یوشا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو۔ میرے ساتھیو۔ اس یوناف اور کیرش کے خلاف تدمر کے ان صحراؤں میں انتقام کی ایسی ستمگر آگ بھڑکاؤ کہ انہیں اپنے سامنے وحشتوں کے مناظر بولتے زخموں اور زیست و موت کی کشمکش کے سوا کچھ نہ نظر آئے۔ انہیں ایسا مارو کہ ان دونوں کی حالت سیاہ شب کی برہنہ میت کی طرح غم کا سیلاب بن کر رہ جائے۔

اس کے بعد عزازیل رکے بغیر کہتا چلا گیا تھا۔ سنو میرے رفیقو۔ آج ان دونوں پر اس طرح وارد ہو ان کی ایسی پٹائی کرو کہ ان دونوں ہی کی حالت بیکران ملک کی وسعتوں میں خواہشوں کی سربریدہ لاش' چاروں طرف چپ کے سناٹے میں کربناک خلش' آوازوں کے سیل میں کڑے عذابوں کے محور' سیٹیاں بجاتی ہواؤں میں خزاؤں کے زرد آنچلوں جیسی ہو کر رہ جائے۔

عزازیل کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا پر یوناف بولا اور اس کی بات کاٹتے ہوئے کہنے لگا دیکھ بدی کے گماشتے۔ خیر و شر کے کھیل میں میں اکثر و بیشتر تیرے لئے زمین کا حادثہ اور فلک کا ایک سانحہ بنتا رہا ہوں۔ ماضی میں کئی بار میں بدن ٹٹولتی سردی میں رنگیں کھنگالتے کالے نوحوں کے تاروں کی طرح تم پر نزول کرتا رہا ہوں۔ دیکھ عزازیل ماضی میں کئی بار اس حقیقت فریب دنیا کے جھوٹے سچے خوابوں اور زیست لذتوں میں میں تیرے احساس کی کھڑکیوں سے تیرے تن کے بھید کھول کے رکھتا رہا ہوں۔ میں جانتا ہوں تو سرابوں کا سہارا لے کر دوسروں کے حق میں کانٹے بونے والا ہے۔ اپنے ساتھیوں کو میری طرف کیوں بڑھاتا ہے خود مجھ سے ٹکرا۔ پھر دیکھ میں تیری منزل کے نشے کو خزاں کے نوحوں میں کیسے تبدیل کرتا ہوں۔

یوناف تھوڑی دیر رکا پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے عزازیل کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔ خداوند کے راندھے اور مردود۔ تو پائیرو کو اپنی سب سے بڑی قوت سمجھ کر میرے مقابل لایا تھا۔ لیکن یہ انکشاف تیرے لئے یقیناً" دل جلانے والا ہو گا کہ میں نے پائیرو کو ختم کر دیا ہے۔ اور دیکھ بدبخت مخلوق۔ تو بارص اور صادو کو مجھ سے ٹکرا کر کیوں انہیں میرے ہاتھوں مروانا چاہتا ہے۔ ماضی میں یہ دونوں بھائی کئی بار مجھ سے ٹکرا کر میرے

...ت کے داغ اٹھا چکے ہیں۔

...عزازیل۔ تدمر شہر کے ان ویرانوں میں ایسا ممکن نہیں کہ بارص صادو اور یوشا ...طرف کھڑے رہ کر تماشہ دیکھیں اور تو اکیلا میرے ساتھ ٹکرائے۔ اگر تو ایسا کرنے پر ...ہو جائے تو میں تمہیں چیلنج دیتا ہوں کہ میں مار مار کر تیرے دل و ذہن میں کانٹے ...اور سیسے جیسے پگھلے الفاظ تیری سماعت میں ڈال دوں گا۔ عزازیل اگر تو مجھ سے ...تو میں تیری فرد عمل کو حروف سیاہ کی طرح مٹاؤں گا اور تیری سرشاریوں کی فصل ...کی دھوپ بن کر نمودار ہو جاؤں گا۔ عزازیل میں جانتا ہوں تو باتوں میں بادلوں کی ...اندھیوں کے زور جیسی صورت لے کر نمودار ہوتا ہے لیکن اپنے عمل میں تو دعائے ...ملامتوں کے حرف میں مکڑی کے جالے' اڑتے خس و خاشاک اور ایام کے سوکھے ...سے بھی بدتر ہے۔ دیکھ عزازیل اس صادو اور بارص کو ایک طرف رہنے دے تو ...اور مجھ سے ٹکرا۔ پھر دیکھ فتح کس کے مقدر میں رہتی ہے۔ اور شکست کس کے ...حصہ بنتی ہے۔

...عزازیل نے یوناف کے اس چیلنج کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ اس نے اشارے سے صادو۔ ...اور یوشا کو یوناف اور کیرش پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا۔ عزازیل کی طرف ...اشارہ ملتے ہی صادو یوناف کے دائیں طرف سے رعونت سے لبریز' نفرت کی دھوپ' ...انبار میں طوفانی سفر کی طرح آگے بڑھا۔ بائیں جانب سے بارص چٹاؤں کے شہر میں ...پیاس اور یاسیت اور ناآسودگی میں لمحوں کے آسیب کی طرح حرکت میں آیا تھا۔ ...ان دونوں کی بہن یوشا ہولناک کہر میں شعلوں کے آبشاروں اور گھپ اندھیروں کی ...میں ہر طرف لپکتی بجلیوں کی طرح کیرش کی طرف بڑھی تھی۔

...دوسری طرف کیرش بھی انتہائی تیز۔ انتہائی چالاک ثابت ہوئی۔ یوشا ابھی اس سے ...فاصلے پر ہی تھی کہ وہ مقدر کی راہوں پر موت کے گہرے بھنور اور کھنڈروں کی سر ...میں گزرے وقت کی ضرب کی طرح حرکت میں آئی۔ اپنی جگہ سے وہ تیزی کے ساتھ ...اپنی قوت میں اس نے پہلے ہی دس گنا اضافہ کر رکھا تھا بھاگتے ہی بھاگتے اس نے یوشا ...کو دس گنا کم کرنے کے بعد لگاتار کئی ضربیں اس نے یوشا کے جسم کے مختلف ...پر اس زور سے لگائیں تھیں کہ یوشا زمین پر گرنے کے بعد بری طرح کراہنے اور ...لگی تھی۔

...دوسری طرف یوناف ابھی تک کسی قدیم مجسمے اور ماورائی دیوتا کی طرح اپنی جگہ پر ...استادہ تھا جیسے وہ کوئی چٹان ہو اور حرکت نہ کر سکتی ہو۔ بارص اور صادو لگاتار اس کی

طرف بڑھ رہے تھے۔ بارص اور صادو نے جب دیکھا کہ ان سے قریب ہی کیرش کی بہن یوشا کو مار مار کر ادھ موا کر دیا ہے تو صادو یوناف پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑھا جبکہ بارص نے اپنی بہن یوشا کی مدد کرنے کے لئے کیرش پر حملہ آور ہونا چاہا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف بھی ٹوٹی قبروں کے میلے کتبوں میں رقص شرر، بے دشت میں آبدار آئینوں کے عکس کی طرح حرکت میں آیا۔ بارص کی طرف وہ بھا ضربیں اس پر ایسی جاندار لگائیں کہ بارص بل کھاتا ہوا زمین پر گر گیا تھا۔ اسی یوناف پر لپکا تھا اور یوناف کی گردن پر اس نے ایک زوردار ضرب لگائی یوناف اس برداشت کر گیا تھا۔ حالانکہ وہ بڑی زوردار ضرب تھی اس لئے کہ صادو نے یہ ضر طاقت میں دس گنا اضافہ کرنے کے بعد لگائی تھی۔ اس کے ساتھ ہی یوناف پھر حرک آیا۔ صادو کی قوت کو اس نے کم کیا۔ صادو پر دو چار ضربیں ایسی لگائیں کہ صادو ہوا پیچھے ہٹ گیا تھا یوناف پر اب ایک طرح کا سودا اور جنون سوار ہو گیا تھا۔ وہ ا کو پیٹتا ہوا پیچھے ہٹنے پر مجبور کرتا چلا جا رہا تھا۔ دوسری طرف کیرش نے اپنے سامنے مار مار کر زمین پر گرا دیا تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ صادو کو یوناف مارتا ہوا پیچھے د ہے اور زمین پر گرا ہوا بارص اٹھ کر یوناف کی پشت سے حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو آندھیوں اور طوفانوں کی طرح حرکت میں آئی اور بارص کی پشت کی طرف سے دو ایسی اس نے لگائیں کہ بارص پھر کراہ اٹھا۔

یوناف صادو کو مارتے مارتے عزازیل کے قریب لے گیا تھا پھر یوناف نے ہوا کے ایک زہریلی جست لگائی اور اپنی دائیں ٹانگ اس زور سے اس نے عزازیل کے ماری کہ عزازیل بری طرح کراہتا ہوا دور جا گرا تھا۔

یوناف اور کیرش دونوں ایک بار پھر پہلو سے پہلو ملا کر اکٹھے ہو گئے۔ یوشا۔ بارص صادو ایک بار خوب پٹنے کے بعد اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے تھے۔ اس موقع پر یو نے بڑی رازداری اور بڑی نرم آواز میں اپنے پہلو میں کھڑی کیرش کو مخاطب کرتے ہو کہا کیرش تم نے تو کمال کر دیا۔ مجھے تم سے قطعاً ایسی امید نہ تھی کہ تم یوں لمحوں اندر اس یوشا کو اپنے سامنے زیر کر لو گی اور اسے ادھ موا کرنے کے بعد میری پشت طرف سے حملہ آور ہونے والے بارص پر بھی ضرب لگا دو گی۔ کیرش میں اس کے تمہارا شکر گزار اور ممنون ہوں کہ تم نے بارص کو میری پشت کی طرف سے حملہ آو ہونے دیا۔ اس پر کیرش نے گہری نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ چاہتوں ا اور اپنائیت اور سپردگی کے جذبوں سے بھرپور آواز میں کہنے لگی آپ کو میرا شکریہ ادا کر

کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں ایک دوسرے کے محافظ اور ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ ضرورت کے وقت آپ میری اور میں آپ کی مدد نہیں کروں گی تو پھر ہم دونوں کے ساتھ ہونے کا پھر کیا فائدہ۔ کیرش کہتے کہتے خاموش ہو گئی کیونکہ عزازیل اپنی جگہ سے اٹھ کر یوناف کے سامنے آیا پھر وہ کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے۔ آج لگتا ہے مجھے تیرے ساتھ دو ہاتھ کرنا ہی پڑیں گے تو کچھ زیادہ ہی حد سے گزرتا چلا جا رہا ہے۔ یہ مت سمجھنا کہ میں تیرے سامنے آنے سے کتراتا ہوں۔ میں جب اور جہاں چاہوں اپنی مرضی کے مطابق تجھ پر ضرب لگا سکتا ہوں۔ اس کے بعد عزازیل نے صادو، بارص اور یوشا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تم تینوں ذرا ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ۔ میں خود یوناف سے ٹکراتا ہوں پھر دیکھتا ہوں یہ میرا کیا بگاڑ لیتا ہے۔

عزازیل کے ان الفاظ سے یوناف کے چہرے پر بڑی گہری اور بڑی دل پسند مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ اپنے پہلو میں کھڑی کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ کیرش تو میرے پہلو میں کھڑی رہ۔ اور دیکھ میں اور عزازیل کیسے آپس میں ٹکراتے ہیں۔ اس پر کیرش بولی اور کہنے لگی میں تماشائی نہیں بنوں گی اگر اس عزازیل نے اپنے سامنے آپ کو زیر کرنے کی کوشش کی تو میں اس پر ٹوٹ پڑوں گی اور اسے آپ پر حاوی اور غالب نہیں ہونے دوں گی۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا کیرش تیری مہربانی شکریہ۔ لیکن تو عزازیل کے خلاف حرکت میں مت آنا۔ تماشہ دیکھ میرے اور اس کے ٹکراؤ کا کیا بنتا ہے اگر تو اس کے خلاف حرکت میں آئے گی تو صادو۔ بارص اور یوشا بھی ہم دونوں پر الڈ پڑیں گے پھر اس عزازیل کے ساتھ مقابلے کا لطف ہی نہیں رہے گا۔ کیونکہ ایسی صورت میں ابلیکا بھی ٹپک پڑے گی۔ عین اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب تم بے فکر اور بے پرواہ ہو کر اس عزازیل کے ساتھ ٹکراؤ۔ کیرش سے بھی کہو کہ اسے اس مقابلے میں دخل اندازی کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر عزازیل کی مدد کے لئے صادو۔ بارص اور یوشا نے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو کیرش ضرور یوشا کو سنبھالتی رہے۔ صادو اور بارص سے میں خود نپٹ لوں گی۔ دیکھو اب عزازیل آگے بڑھنا شروع ہو گیا ہے اب تم اس سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا یوناف کی گردن پر ایک ہلکا سا لمس دے کر علیحدہ ہو گئی تھی۔ اس موقع پر یوناف نے اپنے پہلو میں کھڑی ہوئی کیرش کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

دیکھ کیرش اب عزازیل مجھ سے ٹکرانے لگا ہے اس پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہ

کرنا۔ ابھی ابھی ابلیکا نے میری گردن پر لمس کیا ہے اس کا کہنا ہے کہ اگر صادو۔ بارص اور یوشا نے بھی عزازیل کی مدد کرنا چاہی تو کیرش صرف یوشا سے ٹکرائے بارص اور صادو کو خود ہی ابلیکا سنبھال لے گی۔ لہٰذا تم ایک طرف ہٹ کر کھڑی رہو۔ اور عزازیل کے ساتھ میرے ٹکراؤ کو دیکھو میں اس کی کیا حالت کرتا ہوں۔ یوناف کے کہنے پر کیرش یوناف کے پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی تھی اتنی دیر تک عزازیل آگے بڑھا اپنا ہاتھ اس نے بلند کیا پھر ایک زوردار ضرب اس نے یوناف کے پیٹ پر لگائی تھی۔ وہ ضرب کھانے کے بعد یوناف کسی دیومالائی مجسمے کی طرح بے حس کھڑا رہا۔ اس پر عزازیل نے ویسی ہی ایک دوسری ضرب اس کے پیٹ پر لگائی تھی جواب میں یوناف نے اپنے پیٹ کو تھوڑی دیر کے لئے سہلایا پھر وہ کھولتے لہجے میں عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے بدبخت مخلوق۔ اے بدی کے فروغ کا کام کرنے والے مردود۔ اور قوت کے ساتھ میرے جسم پر ضرب لگا تا کہ میں برافروختہ ہوں اور تجھ پر ایسی ضرب لگاؤں کہ تیری توڑ پھوڑ کا کام شروع ہو عزازیل ہوا میں اچھلا اور ایک ایسی ضرب اس نے یوناف کے شانے پر لگائی جو واقعی یوناف کے لئے ناقابل برداشت تھی اور یوناف بل کھاتا ہوا پیچھے ہٹا اور زمین پر گر گیا۔ یوناف کی یہ حالت دیکھتے ہوئے کیرش بے چاری پریشان اور افسردہ ہو گئی تھی لیکن بہت جلد یوناف نے اپنے آپ کو سنبھالا فورا“ وہ اٹھ کھڑا ہوا اپنی قوت کو بحال کیا عزازیل کی قوت میں اس نے دس گنا کمی کی۔ پھر جو اس نے ہوا میں جست لگاتے ہوئے عزازیل کی گردن پر ضرب لگائی تو عزازیل سسکتا ہوا کئی قدم پیچھے لڑھک گیا تھا۔ اس کے بعد یوناف پر گویا جنون اور سودا سوار ہو گیا تھا۔ اس نے لگاتار کئی ضربیں عزازیل کے دے ماریں ساتھ ہی ساتھ اس کی طاقت میں وہ دس گنا کمی بھی کرتا جا رہا تھا۔ اس لئے کہ ایسا کرنے سے عزازیل کسی بھی لمحہ اس کے لئے خطرناک بھی ثابت ہو سکتا تھا۔

تھوڑی دیر تک عزازیل کو ڈھول کی طرح بجانے کے بعد اور اس پر ناقابل برداشت ضربیں لگانے کے بعد یوناف پیچھے ہٹا۔ کیرش کے پہلو میں آ کھڑا ہوا۔ یوناف کی اس کار گزاری پر کیرش بے حد خوش دکھائی دے رہی تھی۔ یوناف جب اس کے پہلو میں آیا تو کیرش رازدارانہ انداز میں محبت بھری آواز میں کہنے لگی۔ میں تو اس عزازیل کو ناقابل تسخیر اور ناقابل شکست خیال کرتی تھی لیکن آپ نے مار مار کر اسے ایسا ادھ موا کر دیا ہے کہ اس میں جیسے طاقت اور قوت ہی نہ رہی ہو۔ میں آپ کو آپ کی اس کار گزاری پر مبارک باد دیتی ہوں۔ کیرش کی ان باتوں سے یوناف کے چہرے پر پسندیدہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اتنی دیر تک عزازیل بھی اٹھ کر بارص کے پہلو میں آ کھڑا ہوا تھا۔ یوناف اے

ر کے کہنے لگا۔

بدی کے گماشتے۔ معصیت کے پروردہ۔ تو نے مجھ پر ضربیں لگا کر دیکھ لیا۔ آخر تو کیا بگاڑا۔ اس پر عزازیل نے ایک ہولناک قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔ دیکھ نیکی کے ۔ جب میری تیسری ضرب تم پر پڑی تھی تو تم سر سے لے کر پاؤں تک ہل کر رہ اور انتہائی بے بسی کے عالم میں زمین پر گر گئے تھے۔ پھر بھی تم کہتے ہو کہ میں کیا بگاڑا ہے۔ اس پر یوناف قہر بھرے انداز میں کہنے لگا یہ جو میں تمہیں ڈھول کی ہوئے اور کسی آہنگر کی طرح تم پر ضربیں لگاتے ہوئے تمہیں کافی دور تک پیچھے لے گیا تھا تو یہ لمحہ یہ سانحہ تیرے ذہن سے نکل گیا ہے۔ اس پر عزازیل بڑی کہنے لگا

کی کے نمائندے۔ اس خیال اس گھمنڈ میں نہ رہنا کہ تو مجھے اپنے سامنے کسی اور مغلوب کر سکتا ہے۔ میں جب چاہوں تم پر چھا سکتا ہوں۔ اس لئے کہ یں بہرحال غیر محدود۔ میری قوت ہر صورت میں غیر مغلوب ہے۔ عزازیل یہیں پایا تھا کہ یوناف خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ بدبخت عزازیل۔ تو و میرے خداوند کے مقابل کھڑا کرتا ہے۔ لامحدود قوتیں میرے خداوند کی ہیں۔ ہر حمد و تقدیس ہے۔ وہی عظمتوں اور بلندی کی معراج ہے۔ وہی پیغمبروں کو رتا ہے۔ وہی ہواؤں کی شہزوری میں بادلوں کو بلند کرتا ہے۔ وہی ماہ و سال کی ندگی اور موت کی علامتیں کھڑی کرتا ہے۔ صبح و شام کے فرسنگ مٹا کر وہی ول کو ایک ساعت میں سمیٹ کر رکھ دیتا ہے۔ دیکھ عزازیل ہر شئے کے ترانوں اسی کے مقدس نام کے حوالے سے ہے۔ ہر مخلوق کے لبوں پر اسی کی تعریف واں ہیں۔

ے آپ کو میرے خداوند کی قوتوں اور اس کی تعریفوں کے مقابل کھڑا کرنے گناہوں کی چتا‘ معصیت کا دشت‘ واہموں کی سیاسی‘ بدی کا آشوب رسوائیوں قباحتوں کا ایک حقیر اور ذلیل فقیر ہے تو کیسے اور کیونکر اپنی قوتوں کو لامحدود اپنی ال تسخیر قرار دے سکتا ہے۔ میرا خداوند بے ہمتا ہے لاشریک اور واحد ہے۔ ہے اور نہ ہو گا۔ نہ اس سے کوئی ہوا نہ ہو گا۔ پس تو ایسا ایک ذلیل وہم ہے ابھی ابھی مار کر اپنے سامنے پسپا ہونے پر مجبور کیا ہے۔ اس پر عزازیل بولا اور

ل کے نمائندے اتنے گھمنڈ اتنے عزم میں نہ کھو جا۔ تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ

ابھی ابھی تو نے مجھے مغلوب یا پسپا کیا ہے۔ اگر تو نے مجھ پر ضربیں لگائی ہیں تو ایسی
لیوا ہمت توڑ ضربیں میں نے بھی تم پر لگائی ہیں۔ اگر تو نیکی کے نمائندے کی حیثی
مجھ پر برس پڑنے کا دعویٰ کرتا ہے تو میں بھی بدیوں کے ایک گماشتے کی حیثیت س
ہر مقام پر تیری راہ روکنے کی ہمت اور جرات رکھتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی عزا
اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا اور وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہو
سے غائب ہو گئے تھے۔ عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے جانے کے بعد کیرش یو
اور قریب ہو گئی اور اپنی آواز کی پوری مٹھاس میں وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے

اب تک میں سہمی سہمی اور خوفزدہ تھی کہ اگر کسی موقع پر عزازیل سے ہمارا
گیا تو شاید وہ آپ کے ساتھ مجھے بھی پیس کر رکھ دے گا۔ لیکن اب مجھے یقین او
ہے کہ عزازیل آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ بلکہ آپ جب اور جس وقت چاہیں ا
پھوڑ اور بگاڑ کا کام کر سکتے ہیں۔ مجھے آپ کے ساتھی کی حیثیت سے اپنی ذات
مجھے آپ کی رفاقت پر ناز اور زندگی کی راہوں پر آپ کے ساتھ چلتے ہوئے ایک ا
اور بھروسہ ہے۔ اس پر یوناف کیرش کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ کیرش۔ تیری مہربانی۔ تیرا شکریہ کہ تو مجھ پر بھروسہ اور اعتماد کر رہی ہے۔
سرائے کی طرف چلیں اور وہاں اپنا سامان سمیٹ کر ابلیکا کی رہنمائی میں انطاک
طرف کوچ کر جائیں۔ کیرش نے یوناف کی ہاں میں ہاں ملائی لہٰذا صحرا کی اس پن
کر وہ سرائے میں آئے۔ اپنا سامان انہوں نے سمیٹا پھر وہ وہاں سے ابلیکا کی رہ
انطاکیہ شہر کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

ساسانی سلطنت کے پہلے اور اس سلطنت کی بنیاد رکھنے والے بادشاہ اردشیر
کے بعد اس کا بیٹا شاہ پور تخت نشین ہوا۔ شاہ پور کی پیدائش کے متعلق ایرانی
لکھتے ہیں کہ وہ آخری اشکانی بادشاہ اردوان پنجم کی بیٹی کے بطن سے تھا۔ جسے اپ
قتل ہونے اور اشکانی حکومت کے ختم ہونے کا بہت قلق تھا۔ اس نے انتقام لینے
اردشیر کو زہر دینے کی کوشش کی تھی۔

اردشیر کو اپنی ملکہ کی اس سازش کا علم ہو گیا تو اس نے ملکہ کو قتل کرنے کا
دیا۔ پر جس وقت ملکہ کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا۔ ملکہ حاملہ تھی اردشیر کا ایک وا
جس کا ابرفام تھا۔ اس ابرفام نے اس خیال سے کہ شاید ملکہ کے بطن سے ولی عہ

اردشیر سے سفارش کر کے ملکہ کی جاں بخشی کرا دی۔ اور ملکہ کو اس نے اپنے ہاں
لی۔

کے ہاں قیام ہی کے دوران ملکہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام شاہ پور رکھا
نے اس شاہ پور کی پیدائش اردشیر سے مخفی رکھی اور شہزادوں کی طرح اس کی
کرنے لگا۔ شاہ پور نے ہوش سنبھالا تو اس کی ہوشمندی۔ دانشمندی اور اس کی
کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔

جوں جوں اردشیر کے آخری دن قریب آنے لگے اسے یہ غم بے چین کرنے لگا
کوئی بیٹا ہوتا تو تاج و تخت کا وارث بنتا۔ بادشاہ کی یہ فکر مندی دیکھ کر ابرفام نے
بادشاہ کو سکون اور چین فراہم کرنے کے لئے یہ کہہ دیا کہ بادشاہ کو فکرمند ہونے
نہیں ہے بادشاہ کا ایک بیٹا زندہ ہے تاہم ابرفام نے ابھی تک شاہ پور کا ذکر
کہا کہ شاہ پور اردشیر کا بیٹا ہے۔ ابرفام سے یہ خوشخبری سن کر اردشیر کی خوشی اور
کوئی اندازہ نہ تھا۔ اردشیر نے ابرفام سے بہتیرا پوچھا کہ میرا بیٹا کون ہے لیکن
بتانے سے گریز کیا۔ اور کہنے لگا وہ ایسا بیٹا ہے کہ ایک روز وہ خود ہی آپ کے
گا۔ اور آپ اسے پہچان پائیں گے کہ وہ آپ کا بیٹا ہے۔

دوران تک شاہ پور خاصہ بڑا ہو چکا تھا۔ بادشاہ نے اپنے بیٹے کی پہچان کے لئے
کہا کہ وہ چوگان کے کھیل کا انتظام کرے اور میرے بیٹے کو بھی اس چوگان کے
لائے وہ خود ہی پہچان لے گا کہ اس کا بیٹا کون ہے۔ بادشاہ کے کہنے پر ابرفام نے
انتظام کیا اس کھیل کے دوران شاہ پور نے اپنے فن کا حیرت انگیز مظاہرہ کیا۔
کے کھیل سے بے حد متاثر ہوا۔ ایک بار چوگان کا گیند بادشاہ کے قریب آکر
کسی کھیلنے والے کو حوصلہ نہ پڑا کہ بادشاہ کے پاس جا کر گیند لے۔ آخر ایک لڑکا
سے گیند کی طرف بڑھا اور گیند وہاں سے لے آیا۔ یہ شاہ پور تھا۔ اردشیر کا

اس لڑکے کی جراتمندی پر بے حد خوش ہوا اور اسے اپنے پاس بلایا جب شاہ
سامنے آکھڑا ہوا تو اردشیر نے بڑی شفقت اور نرمی میں پوچھا لڑکے تیرا نام کیا
شاہ پور کہنے لگا میرا نام شاہ پور ہے۔ بادشاہ خوش ہوتے ہوئے کہنے لگا خوب۔
یعنی بادشاہ کے بیٹے۔ اس موقع پر اردشیر کو شاہ پور کے چہرے پر اپنا عکس
آیا آگے بڑھ کر اس نے بیٹے کو گلے لگا لیا۔ اپنے بیٹے کو اپنے سامنے زندہ اور
کر اردشیر کی خوشیوں کی انتہا نہ رہی تھی۔

اردشیر مر گیا اور اس کی جگہ شاہ پور ساسانی سلطنت کا دوسرا بادشاہ بنا۔ اس
وفات کی خبر گرد و نواح میں پھیلی تو آرمینیا اور تہرا میں ساسانی حکومت کے خلا
بغاوت بلند ہو گئے۔ شاہ پور نے پہلے آرمینیا پر لشکر کشی کی۔ بڑے زوردار اور
انداز میں یہ آرمینیا پر حملہ آور ہوا اور باغیوں کی اس نے خوب سرکوبی کی۔ آر
حکمران نے اپنی پوری طاقت اور قوت استعمال کرتے ہوئے شاہ پور کا مقابلہ کیا لیکن
نے آرمینیا کے لشکر کو بد ترین شکست دی۔ اور آرمینیا کو اپنی سلطنت میں شامل کر

اس کے بعد شاہ پور نے ہترا کا رخ کیا جسے الحضر بھی کہہ کر پکارا جاتا تھا یہ علا
اور فرات کے درمیان شام کی سرحد پر واقع تھا۔ یہاں کا حکمران ساطرون تھا۔ جس
خیزن تھا۔ یہ شہر دفاع کے اعتبار سے ناقابل تسخیر اور انتہائی مستحکم خیال کیا جاتا
حکمرانوں اور حملہ آوروں نے اسے سر کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔

الحضر یعنی تہرا کے قلعے کی مضبوط دیواروں کے سامنے رومنوں کا شہنشاہ ٹراجن
رہا تھا اور وہ بھی اس قلعے کو فتح کرنے میں ناکام رہا تھا۔ اس کے بعد بھی کئی ایک
شہنشاہوں نے اس قلعے پر حملہ آور ہو کر اسے فتح کرنا چاہا لیکن ہر ایک کو اس
ناکامی ہوئی۔ اب شاہ پور کو بھی ایسی مہم در پیش تھی۔ وہ ایک بہت بڑا لشکر لے کر
طرف بڑھا اور اس کا محاصرہ کر لیا تھا۔

الحضر کے محاصرے نے جب طول پکڑا تو شاہ پور کو یقین ہو گیا کہ جس طرح
رومن شہنشاہ اس قلعے کو فتح نہیں کر سکے اس کے مقدر میں بھی اس قلعے کو فتح کر
لکھا ہے۔ آخر کار ایک ایسا حادثہ اور سانحہ پیش آیا جس کی وجہ سے شاہ پور اس
کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

ہوا یوں کہ تہرا کے حکمران خیزن کی بیٹی تھی جس کا نام نظیرہ تھا۔ اردشیر کے
مشاہدہ کرنے کے لئے ایک روز وہ تہرا کے قلعے کے برج میں آئی تو شاہ پور کو دیکھ
نہایت خوبصورت جوان اور حسین تھا۔ فریفتہ ہو گئی۔ آخر ایک دن اس نے تیر
مراسلہ پرو کر شاہ پور کے خیمے کی طرف پھینکا۔ مراسلہ کا مفہوم یہ تھا کہ اگر شاہ پور
لے کہ مجھے اپنی ملکہ بنا لے گا اور شادی کے بعد میرے ساتھ اچھا سلوک کرے گا
شاہ پور کے لئے ایک ایسا انتظام کر دوں گی کہ شاہ پور با آسانی قلعے میں داخل ہو کر
کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

بہرحال جواب میں شاہ پور نے بھی تیر پھینکا اور نظیرہ کی شرط کو قبول کر لیا۔ آخر وقت
مقررہ پر جبکہ تہرا قلعے کے پاسبان شراب کے نشے میں چور تھے اور اپنے اردگرد اور خود اپنی
ذات سے بھی بے خبر تھے نظیرہ حرکت میں آئی اس نے رات کی تاریکی میں قلعے کا ایک
دروازہ کھول دیا۔ شاہ پور پہلے ہی اپنے لشکر کے ساتھ مستعد اور تیار تھا لہٰذا قلعہ کا دروازہ
کھلنا تھا کہ شاہ پور اپنے پورے لشکر کے ساتھ یلغار کرتا ہوا قلعے میں داخل ہو گیا۔

اس صورت حال میں تہرہ کے حکمران خیزن کے لئے شاہ پور کا مقابلہ کرنا ناممکن ہو گیا
تھا۔ چنانچہ ہترا کے حکمران کے لئے ہتھیار ڈالنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا۔ بہرحال نظیرہ
نے ساسانی حکمران شاہ پور کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا وہ اس نے پورا کر دیا اور اس ناقابل
تسخیر قلعے پر اس نے ساسانی پرچم لہرانے میں مدد فراہم کر دی تھی۔

لیکن شاہ پور ایسی لڑکی کو ملکہ بنانا نہیں چاہتا تھا جس نے اپنے باپ کے ساتھ ایسے
وقت میں دھوکہ اور فریب کیا ہو جبکہ شاہ پور کی ناکامی یقینی ہو چکی تھی۔ جب یہ لڑکی شاہ
پور کے سامنے آئی تو شاہ پور نے اس کا سر قلم کرنے کے لئے اسے جلاد کے حوالے کر دیا
تاکہ دنیا مفاد پرست لڑکی کا انجام دیکھ سکے۔ بعض مورخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ شاہ پور نے
اس لڑکی کے لمبے لمبے بالوں کو ایک سرکش گھوڑے کی دم سے باندھ کر چھوڑ دیا۔ گھوڑا
لڑکی کو لے کر جنگلوں میں بھاگتا رہا اور لڑکی گھوڑے کے ساتھ گھسٹتی چلی گئی اور اس کے
بدن کا جوڑ جوڑ الگ ہو گیا۔ اس طرح اس لڑکی کا خاتمہ ہو گیا۔

اپنی سلطنت کے اندرونی حالات درست کرنے کے بعد شاہ پور نے رومنوں کی طرف
دھیان دیا۔ اس لئے کہ رومن ماضی میں ایرانیوں کے لئے اذیت اور تکلیف کا باعث بنے
رہے تھے۔ شاہ پور کا ارادہ تھا کہ ایشیا میں رومنوں کے جس قدر مقبوضہ جات ہیں انہیں فتح
کر کے ان پر قبضہ کر لیا جائے اور اگر رومنوں کی طرف سے جوابی کاروائی کی جائے تو
رومنوں پر ایسی ضرب لگائی جائے کہ آنے والے دور میں وہ کبھی بھی ایشیا کی طرف نگاہ اٹھا
کر نہ دیکھ سکیں۔ رومنوں کے خلاف حرکت میں آنے کے لئے شاہ پور بڑی تیزی سے
تیاریاں کرنے لگا تھا۔

دوسری طرف رومنوں کی یہ حالت تھی کہ رومنوں کا شہنشاہ الیگزینڈر جب شاہ پور کے
باپ اردشیر سے شکست کھانے کے بعد واپس اٹلی گیا تو اس کے لئے ایک اور مصیبت اٹھ
کھڑی ہوئی اور وہ یہ کہ وہ کچھ عرصہ چونکہ ایران کی سلطنت کے خلاف مشرق میں مصروف
رہا تھا لہٰذا دریائے رائن کے اس پار جرمنی کے وحشی قبائل نے اس کے خلاف بغاوت کر
دی تھی۔ دریائے رائن کے آس پاس رومنوں کے جو دستے تھے ان کے جرنیل نے اس

بغاوت کو فرو کرنے کی بڑی کوشش کی لیکن اسے ناکامی ہوئی اور جرمنی کے وحشی قبائل
نے لگاتار رومنوں کو شکست دے کر انہیں دریائے رائن سے دور آگے تک ڈھکیل دیا تھا۔
یہ صورت حال دیکھتے ہوئے دریائے رائن کے آس پاس رومن افواج کی کمانداری کرنے
والے جرنیل نے رومن شہنشاہ الیگزینڈر کو پیغام بھیجا کہ جرمنی کے وحشی قبائل کے حوصلے
بے حد بلند ہو چکے ہیں۔ اور جب تک الیگزینڈر خود لشکر لے کر اٹلی سے نہ آئے اس
وقت تک جرمنی کے ان وحشی قبائل کو زیر نہیں کیا جا سکتا۔ یہ پیغام ملتے ہی الیگزینڈر
ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور بڑی تیزی سے وہ جرمنی کی طرف بڑھا
تھا۔

اپنے لشکر کے ساتھ الیگزینڈر نے دریائے رائن کے کنارے آ کر پڑاؤ کیا پھر اس نے
دریائے رائن کے کنارے متحرک لکڑی کا پل تیار کیا اور اس پل کے ذریعے اس نے
دریائے رائن کو عبور کیا اور وحشی قبائل کی طرف بڑھا۔
لیکن لگتا تھا جرمنی کے وحشی قبائل بھی رومنوں کے لشکر اور اس کے شہنشاہ کی ایک
ایک نقل و حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ جوں ہی الیگزینڈر اپنے لشکر کے ساتھ دریائے
رائن کو عبور کر کے دریا کے کنارے کے جنگل میں داخل ہوا وحشی قبائل چاروں طرف
سے اس پر یوں ٹوٹ پڑے جس طرح مردار پر گدھ نزول کرتے ہیں۔ اس اچانک حملے
جرمن وحشی قبائل نے رومنوں کو ایک طرح سے ادھیڑ کر رکھ دیا تھا۔ الیگزینڈر چاہتا
تھا کہ جوابی کاروائی کرے لیکن اس وقت تک جرمن حملہ آور اس کے لشکر کو بے
نقصان پہونچانے کے بعد جنگل میں غائب ہو گئے تھے۔
اپنے لشکر کو سنبھالنے کے بعد الیگزینڈر نے پھر پیش قدمی کی۔ لیکن وہ تھوڑا سا
آگے گیا ہو گا کہ جرمنوں نے پھر ایک بار اپنی گھات سے نکل کر حملہ کیا۔ پہلے کی طرح
چاروں طرف سے چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں رومنوں پر ٹوٹ پڑے۔ رومنوں کو انہوں نے
نقصان پہونچایا ان کے ان گنت لشکریوں کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ کھانے
پینے کا جو سامان ملا اس کے علاوہ جو ہتھیار ان کے ہاتھ آئے سب لے کر دریا کے کنارے
کے جنگل میں غائب ہو گئے تھے۔
الیگزینڈر بنیادی طور پر سپاہی نہیں تھا۔ لڑائی کے فن اور تجربے سے اسے کوئی آگاہی
نہیں تھی۔ اس نے جب دیکھا کہ جرمن دوبار اس پر گدھوں کی طرح ٹوٹ کر اس کے
لشکر کی کمر توڑ چکے ہیں تو اس نے جرمنوں کی طرف قاصد بھجوائے تا کہ صلح کی گفتگو
جرمنوں نے صلح کی گفتگو کرنے سے انکار کر دیا اور الیگزینڈر کو یہ کہلا بھیجا کہ وہ ان

سے نکل جائے ورنہ اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ کچھ دن تک الیگزینڈر
رائن کے کنارے پڑاؤ کئے رہا اور جرمنوں کے وحشی قبائل کے سرداروں سے
کرتا رہا۔ آخر جرمن قبائل کے سردار اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ الیگزینڈر اگر
ایک معقول اور بھاری رقم ادا کرے تو وہ دریائے رائن کو پار کر کے رومنوں کے لشکر
آور نہیں ہوں گے۔ الیگزینڈر چونکہ جنگ سے بچنا چاہتا تھا لہٰذا اس نے فوراً
رقم جرمنوں کو ادا کر دی اور لشکر لے کر دریائے رائن کے دوسری طرف مینز کے
آ کر پڑاؤ کیا۔
الیگزینڈر کی یہ حرکت کہ اس نے رقم دے کر جرمنوں سے جان چھڑائی تھی بڑی
کی نگاہ سے دیکھی گئی۔ نا صرف اٹلی میں رومنوں کے سینٹ کے ممبران اور عالم
نے الیگزینڈر کی اس حرکت کو ناپسند کیا بلکہ اس کی اس حرکت سے جو لشکری اس کے
تھے وہ بھی الیگزینڈر سے نفرت کرنے لگے تھے۔ آخر الیگزینڈر کے لشکر کے اندر
وں اور کچھ لوگوں نے مل کر الیگزینڈر اور اس کی ماں کو جو لشکر میں الیگزینڈر کے
ی دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ الیگزینڈر کے قتل کے بعد ایک شخص میکسی
ں کو رومنوں کا شہنشاہ بنایا گیا۔
ی مینوس بنیادی طور پر کرلیسیا کا باشندہ تھا۔ یہ انتہائی ظالم بے رحم اور ستمگر انسان
اس کے مظالم اور ستمگری کی وجہ سے جگہ جگہ بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ سب سے
اوت جرمنوں نے دریائے رائن کے اس پار سے کی اور دریائے رائن کو پار کر کے
ے دور تک قتل و غارتگری کا ایک بازار گرم کر دیا تھا۔ میکسی مینوس چونکہ خود بڑا
ایک طرح سے دہشت گرد انسان تھا لہٰذا یہ بڑی تیزی سے حرکت میں آیا۔
رائن کے کنارے اس نے بڑی خونخواری سے جرمنوں کا سامنا کیا جرمنوں کو اس
ین شکست دی اور دریائے رائن کے اس پار یہ دور تک ان کا تعاقب کرتا چلا گیا
سنبھلنے کا موقع نہ دیا یہاں تک کہ جرمن بری طرح پسپا ہو کر اپنی پناہ گاہوں کی
چلے گئے تھے۔
سری بغاوت میکسی مینوس کے خلاف دریائے ڈینیوب کے اس پار رہنے والے
گال قبائل نے کی تھی۔ میکسی مینوس ان کے خلاف بھی جرمنوں کی طرح حرکت میں
طرح جرمنوں کو اس نے ڈھکیل کر دور پھینک دیا تھا اسی طرح اس نے دریائے
کو بھی پار کیا۔ جگہ جگہ اس نے وحشی گال قبائل کو بد ترین شکستیں دیں اور ان
اوت کو بھی فرو کر کے اس نے سکون بحال کر دیا۔

ان جنگوں میں چونکہ میکسی مینوس لگاتار کئی ماہ تک مصروف رہا تھا۔ اور ان جنگ
بے شمار اخراجات لگے تھے لہٰذا یہ اخراجات پورے کرنے کے علاوہ اپنے لشکر میں
اضافہ کرنے کے لئے میکسی مینوس نے اپنی سلطنت میں ناقابل برداشت ٹیکس لگا د
ٹیکس اس قدر جبر اس قدر ظلم کے ساتھ وصول کئے گئے کہ لوگ چلا اٹھے۔ ٹیکسوں ک
سختیوں کا پہلا ردعمل افریقہ میں ظاہر ہوا۔ جہاں لوگوں نے میکسی مینوس کے خلا
کر دی۔ افریقہ کے وحشیوں نے اپنا ایک لشکر تیار کر لیا افریقہ میں جو رومنوں کا جر
اسے انہوں نے مار بھگایا۔

افریقہ کے علاوہ خود اٹلی کے لوگ بھی میکسی مینوس کے مظالم سے تنگ آ چکے
پھر ایسا ہوا کہ کچھ زندہ دل سپاہی حرکت میں آئے اور انہوں نے مناسب موقع جا
میکسی مینوس کو قتل کر دیا۔

میکسی مینوس کے بعد اٹلی ایک طرح سے طوائف الملوکی کا شکار ہو گیا اس لئے
یک وقت دو جرنیلوں نے شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ ان میں سے ایک پیپی نو
دوسرا بلبی نوس تھا۔ ان دونوں کے اعلانات سے سینٹ کے ممبران بڑے پریشان ہو
چاہتے تھے کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کو شہنشاہ مقرر کر کے رومنوں کی سلطنت کا
نسق درست کریں لیکن ان میں سے کوئی بھی شہنشاہیت سے دستبردار ہونے کے لئے
نہ تھا۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے سینٹ کے ممبران نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ دونوں
محاذوں پر جا کر رومن سلطنت کے خلاف جو بغاوتیں اٹھ رہی ہیں انہیں فرو کریں۔ او
دونوں میں سے جو زیادہ کامیاب رہے گا اسے رومنوں کا شہنشاہ بنا دیا جائے گا۔ سینٹ
یہ طے کیا کہ پیپی نوس مشرق کا رخ کرے اور مشرق میں جو ایرانیوں کی سلطنت بڑی
سے طاقت اور قوت حاصل کرتی جا رہی ہے اس کا سامنا کرے جبکہ بلبی نوس کو مشو
گیا کہ وہ دریائے ڈینیوب اور دریائے رائن کا رخ کرے اور میکسی مینوس کے بعد ا
قبائیل نے پھر رومنوں کی سلطنت کے اندر ادھر ادھر بغاوتیں پھیلانا شروع کر دی ہیں
کی سرکوبی کرے لیکن پیپی نوس اور بلبی نوس دونوں نے سینٹ کا کہا ماننے سے انکار ک
تھا

رومنوں کی خوش قسمتی کہ ان دنوں ان کا ایک نوجوان جرنیل گورڈن اٹھ کھڑا ہوا
رومن شہنشائیت کا دعویدار تو نہیں تھا لیکن اس نے عزم کر لیا تھا کہ وہ پیپی نوس اور
نوس دونوں کا خاتمہ کر کے رہے گا تاکہ اٹلی کے اندر جو طوائف الملوکی کا دور دورہ

اس کا خاتمہ کر دیا جائے۔ گورڈن نے اپنے حامیوں کا ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ اور
شہنشائیت کے دعویدار دونوں کے خلاف وہ حرکت میں آیا۔ گورڈن کی خوش قسمتی کہ پہلے وہ
پیپی نوس پر حملہ آور ہوا اسے بد ترین شکست دی اور اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ
بلبی نوس کے خلاف حرکت میں آیا۔ بلبی نوس کے لشکر کو بھی اس نے بد ترین شکست دی
اور بلبی نوس کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اہل روما گورڈن کے اس کردار سے اس
قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے باالاتفاق گورڈن کو اپنا شہنشاہ مقرر کر لیا۔ اس طرح پیپی نوس
اور بلبی نوس کی موت کے بعد اٹلی میں طوائف الملوکی کا خاتمہ ہو گیا اور اہل روما نے
متفقہ طور پر گورڈن کو اپنا شہنشاہ تسلیم کر لیا۔

○

رومن شہنشاہ گورڈن کے دور حکومت تک ایران کے بادشاہ شاہ پور نے اپنی جنگی
تیاریوں کی تکمیل کر لی تھی اور رومنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اس نے ایک بہت بڑا لشکر
بھی تیار کر لیا تھا لہٰذا وہ اس لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا۔ سب سے پہلے اس نے نصیبین
شہر کا رخ کیا۔ جو ان دنوں رومنوں کے قبضے میں تھا۔ نصیبین شہر ایک طرح سے رومنوں اور
ایرانیوں کی سرحد پر واقع تھا۔ اس کی جغرافیائی صورت حال کچھ ایسی تھی کہ جب کبھی
ایرانیوں اور رومنوں کا تصادم ہوتا نصیبین شہر کو ضرور ہدف بننا پڑتا۔

بہرحال ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے نصیبین شہر ہی کا رخ کیا۔ شہر کا اس نے محاصرہ
کر لیا۔ یہ محاصرہ کچھ عرصہ جاری رہا۔ نصیبین شہر کے اندر جو رومنوں کا لشکر تھا وہ اپنا دفاع
کرتا رہا یہاں تک کہ قلعے کے اندر جو رسد کا سامان تھا وہ ختم ہو گیا۔ رسد کی کمی ہوئی تو
اہل قلعہ نے ہتھیار ڈال دیئے اس طرح یہ مستحکم قلعہ شاہ پور کے ہاتھوں میں آ گیا۔

نصیبین پر قبضہ کرنے کے بعد شاہ پور نے اپنے لشکر کے ساتھ بحیرہ روم کی طرف کوچ
کیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ بحیرہ روم کے کنارے رومنوں کے سب سے بڑے مرکز انطاکیہ کو
اپنا ہدف بنائے اور اسے فتح کرنے کے بعد رومنوں کی قوت پر کاری ضرب لگا کے رہے۔
اس مقصد کے لئے وہ بڑی تیزی اور ایک طرح سے برق رفتاری کے ساتھ حرکت میں آیا
آگے بڑھ کر اس نے انطاکیہ شہر کا محاصرہ کر لیا۔ نصیبین شہر کی طرح جب انطاکیہ شہر کے
محاصرے نے بھی طول کھینچا تو یہاں جو رومن لشکر تھا اس نے شاہ پور کے آگے ہتھیار ڈال
دیئے اس طرح انطاکیہ شہر پر بھی شاہ پور کا قبضہ ہو گیا تھا۔

دوسری طرف قیصر روم گورڈن کو جب ایران کے شہنشاہ شاہ پور کی ان پیش قدمیوں

کی اطلاع ہوئی تو وہ ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ اٹلی سے نکلا اور مشرق کی طرف بڑھا۔ شاہ پور کو جب خبر ہوئی کہ رومنوں کا شہنشاہ گورڈن ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ اس کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے تو وہ انطاکیہ سے پسپا ہو کر دریائے فرات کے کنارے آگیا تاکہ رومنوں کے ساتھ جنگ کی صورت میں اسے اس کی پشت کی سمت اپنی سلطنت کی طرف سے رسد اور کمک کا سامان فراہم ہوتا رہے۔

دوسری طرف رومنوں کا شہنشاہ گورڈن بڑی خونخواری سے مشرق کی طرف آیا۔ آتے ہی وہ نصیبین شہر پر حملہ آور ہوا اور شہر پر اس نے بغیر کسی مزاحمت کے قبضہ کر لیا تھا۔ دریائے فرات کے کنارے رومن شہنشاہ گورڈن اور شاہ پور کے درمیان ایک جنگ ہوئی لیکن بد قسمتی سے ری سینا کے مقام پر لڑی جانے والی اس جنگ میں شاہ پور کو شکست ہوئی اور شاہ پور اپنے لشکر کو لے کر پسپا ہوتا چلا گیا۔ کیونکہ رومن شہنشاہ گورڈن اس کے تعاقب میں لگ گیا تھا۔

رسی سینا کے مقام پر شاہ پور کو شکست دینے کے بعد رومن شہنشاہ چاہتا تھا کہ مزید پیش قدمی کرے اور ایرانیوں کے مرکزی شہر مدائن پر ضرب لگائے۔ لیکن گورڈن کی بد قسمتی کہ اس کے لشکر کے اندر بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی۔ باغی رات کی تاریکی میں گورڈن پر حملہ آور ہوئے اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ گورڈن کے لشکر میں شامل ایک جرنیل فلپ نے شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ فلپ بنیادی طور پر ایک عرب باشندہ تھا لہٰذا تاریخ میں اسے فلپ عریبین کہہ کر پکارا گیا ہے لشکری فلپ سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ سینٹ بھی اس کی دانشمندی اور اس کے جنگی تجربے کی معترف تھی۔ لہٰذا جہاں لشکریوں نے عرب سے تعلق رکھنے والے فلپ کو اپنا شہنشاہ تسلیم کر لیا وہاں رومنوں کی سینٹ نے بھی فلپ عریبین کو اپنا شہنشاہ بنانے کی منظوری دے دی تھی۔

شہنشاہ بننے کے بعد فلپ عریبین نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اس نے مشرق سے اپنے سارے لشکر کو سمیٹا۔ اٹلی چلا گیا۔ اور اس نے شاہ پور سے صلح کا ایک معاہدہ کر لیا اس معاہدے کے تحت فلپ نے آرمینیا اور بین النہرین کے علاقے شاہ پور کو واپس کر دیئے شاید عرب ہونے کے ناطے فلپ مشرق کو محفوظ کرنا چاہتا تھا اس طرح رومنوں اور ایرانیوں کے درمیان معاہدہ ہو جانے سے دونوں سلطنتوں کے درمیان امن کا سا ماحول قائم ہو گیا تھا۔

نئے شہنشاہ فلپ عریبین کے مشرق کے کچھ علاقے سے دستبردار ہو جانے کی وجہ سے رومنوں نے اسے ناپسند کرنا شروع کیا تھا لیکن فلپ عریبین نے ایک شہنشاہ کی حیثیت سے

اس قدر دانشمندی کے ساتھ کام کرنا شروع کیئے اور عوام کی بہتری کے لئے اس نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ اس نے اپنے کارناموں کی وجہ سے عوام کی نفرت کو محبت میں تبدیل کر دیا۔ اپنے انہی کارناموں کی وجہ سے عرب سے تعلق رکھنے والا فلپ ایک کامیاب شہنشاہ کی حیثیت سے لگاتار چودہ سال تک رومنوں پر حکومت کرتا رہا اس کے دور میں بڑا سکون بڑا امن قائم رہا۔ تاہم اس کے دور کے آخری ایام میں شمال کی طرف جگہ جگہ بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ پہلے جرمنوں نے دریائے رائن کو عبور کر کے تباہی و بربادی پھیلا دی ان کی طرف دیکھتے ہوئے وحشی گال نے بھی دریائے ڈینیوب کو عبور کیا۔ اور آگ اور خون کا کھیل کھیلنا شروع کر دیا۔ فلپ کو جب ان بغاوتوں کا پتہ چلا تو ایک جرار لشکر کے ساتھ وہ حرکت میں آیا سب سے پہلے اس نے وحشی جرمنوں کو بد ترین شکستیں دیں اور انہیں دریائے رائن کے اس پار دور تک ڈھکیل دیا۔

فلپ کی ان فتوحات سے اس کی سلطنت میں جو یہ تاثر پھیلا ہوا تھا کہ فلپ جنگ کا کوئی تجربہ نہیں رکھتا اور یہ کہ وہ جنگ سے پہلو تہی کر کے بس سلطنت میں اصلاحات کر کے حکومت چاہتا ہے لیکن فلپ نے جب دریائے رائن کے کنارے جرمنوں کو بد ترین شکست دی تو رومن یہ ماننے پر مجبور ہو گئے کہ فلپ عریبین ایک پیدائشی سپاہی ہونے کے علاوہ جنگ کا بہترین تجربہ بھی رکھتا ہے۔

وحشی جرمنوں کی بغاوت کو فرو کرنے کے بعد فلپ نے وحشی گال کا رخ کیا۔ دریائے ڈینیوب کے کنارے اس نے وحشی گال قبائیل کو بھی بد ترین شکست دی اور ان کا خوب قتل عام کر کے ان کی بغاوت کو بھی فرو کر دیا۔ لیکن اس دوران کچھ لوگ چھپ کر فلپ پر حملہ آور ہوئے اور اس بیچارے کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ فلپ کی موت کے بعد رومنوں نے ایک شخص ویلرین کو اپنا شہنشاہ بنا لیا تھا۔

○

رومنوں کے شہنشاہ فلپ کا تعلق چونکہ عرب سے تھا لہٰذا جب تک وہ رومنوں پر حکومت کرتا رہا ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے اس کے ساتھ کیئے ہوئے معاہدے کی بالکل کوئی خلاف ورزی نہیں کی۔ شاید شاہ پور فلپ کے مشرق سے ناطہ رکھنے کی وجہ سے اس کی عزت۔ اس کا احترام کرتا تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس کے ساتھ ٹکرائے لیکن جوں ہی شاہ پور کو خبر پہونچی کہ فلپ عریبین کو قتل کر دیا گیا ہے اور اس کی جگہ ایک شخص ویلرین رومنوں کا شہنشاہ بنا ہے تو وہ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور ارادہ کر لیا کہ وہ مشرق

سے رومنوں کو نکال باہر کرے گا۔

لگاتار چودہ سال تک امن کا دور ختم ہو گیا۔ شاہ پور اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا بڑی برق رفتاری سے اپنے لشکر کے ساتھ اس نے انطاکیہ کا رخ کیا۔ اور شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا کر اس نے شہر پر قبضہ کر لیا تھا۔ شہر کے اندر اور اطراف میں جس قدر رومن لشکر تھے ان سب کو اس نے موت کے گھاٹ اتار کر رکھ دیا تھا۔

نیا رومن شہنشاہ ویلیرین بوڑھا تھا اس کی عمر اس وقت کم از کم اسی برس کے قریب تھی۔ جب اسے انطاکیہ پر ایرانیوں کے قبضے کی خبر ہوئی تو اسے سخت رنج ہوا۔ چنانچہ اپنی کبر سنی کے باوجود وہ خود ایک لشکر لے کر مشرق کی طرف بڑھا تاکہ شاہ پور سے مقابلہ کرے اور اسے انطاکیہ خالی کرنے پر مجبور کر دے۔

انطاکیہ شہر سے باہر رومن شہنشاہ ویلیرین اور ایرانی شہنشاہ شاہ پور کے درمیان ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں بدقسمتی سے شاہ پور کو شکست ہوئی اور شاہ پور اپنے لشکر کے ساتھ مشرق کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ ویلیرین نے بھی اپنی پوری قوت اور طاقت سے شاہ پور کا تعاقب کیا اور یہ تعاقب انطاکیہ سے شام کے وسیع میدانوں تک جاری رہا۔

شام کے میدانوں میں آکر ایران کا شہنشاہ شاہ پور ایک بار پھر رومن شہنشاہ ویلیرین سے ٹکرانا چاہتا تھا کہ ویلیرین کی بدقسمتی کہ یہاں شام کے میدانوں میں وہ اپنے ہی ایک سپہ سالار میکریانس کی سازش کا شکار ہو گیا۔

یہ میکریانس ویلیرین ہی کے ایک لشکر کا جرنیل تھا یہ بڑا جاہ پسند تھا اور ویلیرین کو راستے سے ہٹا کر خود رومنوں کا تخت و تاج حاصل کرنا چاہتا تھا۔ آخر شام کے میدانوں میں اس میکریانس نے ایک نہایت خطرناک چال چلی۔

وہ اس طرح کہ وہ ویلیرین کے لشکر کو ایک ایسے مقام پر لے گیا جہاں ایرانی لشکر نے ویلیرین کے لشکر کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ویلیرین نے وہاں سے نکلنے کی بڑی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ یہاں رومنوں اور ایرانیوں کے شہنشاہ شاہ پور اول کے درمیان ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں رومنوں کو سخت جانی نقصان اور مالی تباہی اور بربادی کا سامنا کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ ایرانیوں نے کچھ اس طرح رومنوں کا قتل عام کیا کہ انہوں نے رومنوں کی صفوں کے اندر گھس کر ان کے شہنشاہ ویلیرین کو زندہ گرفتار کر لیا۔ یہ رومن سلطنت کی انتہائی بدقسمتی اور بدنامی تھی کہ ایرانیوں نے ان کے شہنشاہ کو گرفتار کر کے اسے لوہے کی زنجیروں میں جکڑ دیا تھا۔

رومن سینٹ کو جب اپنے بادشاہ ویلیرین کی ایرانیوں کے ہاتھوں شکست اور پھر

گرفتاری کی خبر پہونچی تو انہوں نے ویلیرین کے بیٹے گیلی نوس کو اپنا شہنشاہ بنا لیا
شاہ پور رومن شہنشاہ ویلیرین کو اپنا قیدی بنا کر اپنے مرکزی شہر مدائن لے گیا۔ ویلیرین اسیری میں بڑھاپے کی آخری منزل کو پہونچ گیا تھا اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ یہ ہتھکڑیاں مدائن اور تخت جشمید کی چٹانوں کی ابھرواں تصویروں میں اب بھی نظر آتی ہیں۔

ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے رومن شہنشاہ ویلیرن کے ساتھ بڑا سخت برتاؤ کیا۔ شاہ پور جب بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہونا چاہتا تو اس کے محافظ رومن شہنشاہ ویلیرین کو اس کے گھوڑے کے قریب زمین پر لٹاتے اور شاہ پور ویلیرین کی پیٹھ پر پاؤں رکھ کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا کرتا تھا۔

اس کے علاوہ شاہ پور نے رومن شہنشاہ ویلیرین کے ساتھ جو دوسرے رومن قیدی تھے ان سب کو اس نے خوب استعمال کیا اور ان سے ایک بہت بڑا کام لیا اور وہ یہ کہ اس نے ان سارے رومن قیدیوں سے شوستر کا بند تعمیر کروایا۔ جو پندرہ سو قدم لمبا تھا آج بھی دریائے قاروں کے پانی کو ان کھیتوں میں پہچانے کے لئے جو بلندی پر واقع ہیں اس بند سے کام لیا جاتا ہے۔ آج کل اس کا نام بند قیصر ہے۔

رومن شہنشاہ ویلیرین کی گرفتاری کے بعد اس کے جرنیل میکریانس نے پر پرزے نکالنا شروع کئے۔ اسی میکریانس نے ویلیرین کو سازش کا شکار کر کے اسے شکست سے دو چار کیا تھا اور یہ بچے کچھے لشکر کا سالار بن گیا۔ اور یہ منصوبہ بنایا کہ وہ شاہ پور کے خلاف حرکت کرے اسے کسی نہ کسی جنگ میں شکست دے اور نئے شہنشاہ گیلی نوس کی ہمدردیاں حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ لیکن شاہ پور نے اسے ایسا کوئی موقعہ نہ دیا۔ بلکہ شاہ پور نے سیاست سے کام لیا۔ اس نے رومی حکومت کے لئے مسائل کو کھڑے کرنا چاہا اور روم کے ایک شخص فریاوس کو جو اس کا خوب جاننے والا تھا۔ قیصر روم کا لقب دے کر رومنوں کا حکمران تسلیم کر لیا۔

ایسا کرنے کے بعد شاہ پور ایک بار پھر اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا۔ دریائے فرات کو اس نے عبور کیا۔ انطاکیہ پر اس نے حملہ کیا اور ایک بار پھر اس شہر پر اس نے قبضہ کر لیا تھا۔

اس کے بعد شاہ پور کے قدم بڑھتے ہی چلے گئے۔ اور وہ ایشیائے کوچک کے کئی شہروں کو فتح کرتا چلا گیا تھا۔ کیونکہ اس کے لشکر کی تعداد کچھ زیادہ نہ تھی لہٰذا ان مفتوحہ علاقوں میں اپنے مستقل لشکر کو نہ رکھ سکا۔ نہ ہی ان پر اپنا قبضہ برقرار رکھنا ضروری سمجھا۔ اس

نے محض قتل و غارتگری کی۔ اور ہزاروں عورتوں اور مزدوروں کو غلام بنا کر واپس ا
مرکزی شہر کی طرف چلا گیا تھا۔

اسی دوران ایک معمولی واقعہ شاہ پور کی ذلت اور بدنامی کا باعث بن گیا تھا اور ہوا
طرح کہ اوزینہ نام کا ایک عرب سردار تھا جس کی حکومت پالمیرہ میں تھی۔ یہ شہر اس ز
میں عام تجارتی مرکز سمجھا جاتا تھا۔ اور ایک طرح سے نیم مختار بھی تھا۔

شاہ پور نے جب انطاکیہ پر قبضہ کیا تو اوزینہ نے اس سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا
تحفے تحائف اونٹوں پر لاد کر اس کی خدمت میں بھیجے لیکن ساتھ ہی جو مراسلہ اس نے
پور کے نام لکھا اس کا انداز خطاب قدیم عربوں جیسا تھا اور یہ خطاب شاہ پور کو ناگوار گ
اور کہنے لگا یہ اوزینہ کون ہے کس ملک کا رہنے والا ہے جو ایران کے شہنشاہ کو خطاب ک
کے آداب تک سے واقف نہیں ہے۔

پھر غصے کے عالم میں شاہ پور نے حکم دیا کہ اوزینہ کے بھیجے ہوئے تحائف کو در
فرات میں پھینک دیئے جائیں اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ اوزینہ نے چونکہ ناشائستہ طرز
سے شاہ پور کی عزت میں گستاخی کی ہے لہٰذا اس نے اوزینہ کی طرف قاصد بھجوائے کہ
نفس نفیس شاہ پور کی خدمت میں حاضر ہو اسے سجدہ کرے اور اپنی معافی کا طلبگار ہو۔

غرور و نخوت کا یہ بلا وجہ اظہار شاہ پور کے لئے ذلت اور مصیبت کا باعث بن گیا
لئے کہ عرب سردار اوزینہ انتہائی جنگجو۔ انتہائی دانشمند اور الوالعزم حکمران تھا۔ اس کی
اس کی ملکہ جس کا نام زینب تھا۔ وہ بھی ایک انتہائی جری اور دلیر خاتون تھی۔ لہٰذا دو
میاں بیوی نے صلاح و مشورہ کیا کہ کسی بھی صورت میں شاہ پور کی خدمت میں حاضر
نہ سجدہ کیا جائے اور نہ ہی اس سے معافی مانگی جائے۔ بلکہ اس نے جو ان کے تحا
دریائے فرات میں پھینکے ہیں اس کا اس سے خوفناک انتقام لیا جائے۔

اوزینہ کی سلطنت دفاعی لحاظ سے بہت مستحکم تھی یہ صحرائے شام کے وسط میں واقع
جہاں پانی بمشکل دستیاب ہوتا تھا اس لئے بیرونی حملہ آور وہاں تک پہونچنے کا خیال بھی
میں نہ لاتے تھے۔

اوزینہ اپنے تحائف کا یہ حشر دیکھ کر سخت برافروختہ ہوا اور شاہ پور سے اس تو
انتقام لینے کا منتظر رہا۔

آخر اوزینہ کو بہت جلد یہ موقع مل گیا۔ شاہ پور مال غنیمت کے ساتھ ایشیائے کو
سے ہوتا ہوا ایران واپس جا رہا تھا کہ اوزینہ اپنے صحرائی قبائل کے انتہائی تجربہ کار لشکر
ساتھ شاہ پور کے لشکر پر حملہ آور رہوا۔ یہ حملہ ایسا خونخوار اور برقت تھا کہ شاہ پور کو

نے پوری طرح سے ادھیڑ کر رکھ دیا۔ شاہ پور کے لشکر کا ایک بڑا حصہ اوزینہ نے موت کے
گھاٹ اتار دیا۔ اور جس قدر مال غنیمت شاہ پور ایران کی طرف لے جا رہا تھا وہ اوزینہ نے
لوٹ لیا۔ اس طرح کھلے میدانوں میں اوزینہ نے شاہ پور کو بدترین شکست دی۔ اور پھر
اوزینہ اپنے لشکر کے ساتھ دریائے فرات کو عبور کر کے صحرا کی طرف چلا گیا تھا۔

ایران کے شہنشاہ شاہ پور کے خلاف شاندار فتح کے بعد صحرائے شام کے حکمران اوزینہ
نے مزید ہاتھ پاؤں پھیلانا شروع کئے۔ چند دن کا وقفہ ڈال کر اس نے اپنے لشکر کو آرام
کرنے کا موقعہ فراہم کیا۔ پھر وہ نکلا اور ایرانیوں کے شہر آزان پر حملہ آور ہوا۔ اسے بھی
اس نے تہس نہس کر دیا۔ شہر کی اس نے اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس
کے بعد اوزینہ نصیبین شہر کی طرف بڑھا۔ یہاں پر جو ایرانی لشکر تھا وہ بھی اوزینہ کا مقابلہ نہ
کر سکا اوزینہ نے سارے ایرانیوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ اور نصیبین شہر پر اس نے قبضہ
کر لیا۔

ایران کا شہنشاہ شاہ پور اوزینہ سے ایسا خوفزدہ تھا کہ اپنے دو شہروں کے نکل جانے کے
باوجود بھی وہ اوزینہ کے مقابلے پر نہ آیا۔ اوزینہ کی اس فتوحات سے رومن ایسے خوش
ہوئے کہ انہوں نے فوراً اوزینہ کی طرف قاصد بھجوائے اور اس سے دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔
اس طرح رومنوں نے نہ صرف اوزینہ سے گفتگو کر کے اسے اپنا اتحادی بنا لیا بلکہ رومنوں
کی سینٹ نے اوزینہ کو رومنوں کا سب سے بڑا خطاب یعنی اسٹے آگسٹس کا خطاب عطا کیا۔ جو
صرف قیصر روم کے لئے مخصوص تھا۔

اس طرح پالمیرا ایران اور روم کے مابین ایک ریاست بن گئی جب تک اوزینہ زندہ
رہا۔ شاہ پور کو اس کے خلاف حرکت میں آنے کی جرات نہ ہوئی

اوزینہ کی موت کے بعد اس کی ملکہ زینب حکمران بنی اس زینب کو رومن ملکہ زینوبیا
کہہ کر پکارتے ہیں۔ اوزینہ کی موت کے بعد اس کی ملکہ تخت نشین ہوئی

ملکہ زینب نے پالمیرہ کی حکومت بڑے تدبر سے چلائی اور نہ صرف اپنے شوہر کے
مقبوضہ جات پر تسلط برقرار رکھا بلکہ اپنی حکومت کو مزید وسیع کرنے کے لئے بھی ہاتھ پاؤں
پھیلائے اپنے لشکر کے ساتھ یہ ملکہ حرکت میں آئی مصر پر حملہ آور ہوئی۔ بہترین فتوحات
حاصل کیں اور مصر پر اس نے قبضہ کر لیا۔

مورخین کہتے ہیں کہ ملکہ زینب ایک انتہائی جنگجو عورت تھی وہ ماہر تیر انداز اور شمشیر
زن تھی اور گھوڑے کی سواری میں بھی ماہر تھی۔ شکار اس کا بہترین مشغلہ تھا اس کا تیر کہتے
ہیں کبھی خطا نہ جاتا تھا۔ ہر وقت زرہ بکتر سے آراستہ رہتی تھی۔ پیدل اور سوار فوج کی

کمان وہ خود کرتی تھی۔ وہ بے حد حسین و جمیل تھی اور عربی کے علاوہ لاطینی۔ یونانی۔ شامی اور مصری زبانوں پر بھی خوب عبور رکھتی تھی۔

اوزینہ کے بعد جب ملکہ زینب حکمران بنی تو ایک موقع پر ایران کے شہنشاہ شاپور نے اس کے خلاف حرکت میں آنا چاہا۔ لیکن اس دوران جب ملکہ زینب نے مصر پر قبضہ کر لیا تو شاہ پور اس کی قوت سے ایسا خوفزدہ ہوا کہ اس نے ملکہ زینب پر حملہ آور ہونے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اس طرح رومنوں اور ایرانیوں کے مقابلے میں ملکہ زینب ایک تیسری بڑی قوت کی حیثیت سے حکمرانی کرتی رہی۔

ملکہ زینب نے جب مصر کو فتح کر لیا تو اس وقت وقتی طور پر ایران کا شہنشاہ شاہ پور اول ملکہ زینب سے خوفزدہ ہو گیا۔ اسے فکر مندی لاحق ہو گئی تھی کہ اگر اس نے ملکہ زینب سے ٹکرانے کی کوشش کی تو جس طرح ملکہ زینب نے مصر کو فتح کر لیا ہے اسی طرح کہیں وہ ایران پر بھی قابض نہ ہو جائے اور اسے تخت و تاج سے محروم نہ کر دے۔ ان وجوہات اور ان خدشات کی بنا پر شاہ پور اول فی الفور ملکہ زینوبیا کے خلاف حرکت میں نہ آسکا لیکن اندر ہی اندر وہ اپنی عسکری قوت میں اضافہ کرتا چلا جا رہا تھا

ایران کے شہنشاہ شاہ پور اول کو جب یہ خبریں ملنا شروع ہوئیں کہ رومنوں نے پالمیرا کی ملکہ زینب کے ساتھ اپنے دوستانہ تعلقات اور اچھے مراسم استوار کرنا شروع کر دیئے ہیں تو اسے یہ فکرمندی لاحق ہو گئی کہ اگر پالمیرا کی ملکہ زینب اور رومنوں کے تعلقات مزید استوار ہوئے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ رومن پالمیرا کی ملکہ کے ساتھ مل کر ایرانیوں کی سلطنت پر حملہ آور ہو جائیں اور اگر ایسا ہوا تو شاہ پور ان دونوں قوتوں کا مقابلہ نہ کر سکے گا اور ان دونوں طاقتوں کے مقابلے میں شاہ پور کو کہیں بھی پناہ نہ مل سکے گی۔ ان خدشات کے تحت ایران کے شہنشاہ شاہ پور اول نے بڑی تیزی سے اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس نے نئی بھرتی شروع کر کے نئے لشکریوں کی تربیت کا کام بڑی سرعت کے ساتھ اپنے تجربہ کار سالاروں کے ذمہ لگایا تھا۔ شاہ پور چاہتا تھا کہ اچانک شب خون کے سے انداز میں وہ پالمیرا کی ملکہ زینب پر حملہ آور ہو اسے بد ترین شکست دے اسے اپنے سامنے جھکنے اور زیر ہونے پر مجبور کر دے اور پالمیرہ کی ملکہ کو اپنا مغلوب اور مفتوح بنانے کے بعد اسے اس قابل نہ رہنے دے کہ وہ آنے والے دور میں ایک قوت بن کر صحراؤں سے اٹھے اور ایران کی سلطنت کے لئے کوئی خطرہ ثابت ہو۔ شاہ پور کا خیال تھا کہ اگر وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا اور ملکہ زینب کو اس نے اپنے سامنے زیر کر لیا تو آنے والے دور میں رومن بھی اس پر حملہ آور ہونے کی جرات نہ کر سکیں گے۔ اس صورت حال کے تحت شاہ

اول نے بڑی تیزی سے اپنی طاقت میں اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا۔

دوسری طرف پالمیرہ کی ملکہ زینب بھی بڑی صاحب فراست بڑی عقلمند عورت تھی۔ وہ انتہائی خوبصورت اور پرکشش تھی وہاں وہ بڑی دور اندیش اور بڑی عاقل خاتون تھی۔ ... جاسوس صحراؤں سے نکل کر ایران کی سلطنت میں جگہ جگہ پھیلے ہوئے تھے۔ اور ... کو ایران کے شہنشاہ شاہ پور اول کی پل پل کی خبریں پہونچا رہے تھے۔

دوسری طرف ابلیکا کی رہنمائی میں ایک روز انطاکیہ شہر کے ایک گھر کے دروازے پر ... اور کیرش دستک دے رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان اور نوخیز لڑکی نے ... کھولا اور وہ دروازے پر کھڑے ہو کر یوناف اور کیرش کو بڑی حیرانی اور پریشانی میں ... گی تھی۔ پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ اجنبی میں نہیں جانتی تم کون ہو اور ... آئے ہو۔ اور یہ کہو تم کیا چاہتے ہو۔ اور کس سے ملنے کے خواہش مند ہو اس پر ... بولا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

... میری بہن اگر میں غلطی پر نہیں تو تمہارا نام کریون ہے اور تمہارے باپ کا نام ... اور جو یہودیوں کا ایک معتبر عالم اور کاہن ہے۔ کہو میں نے جھوٹ بولا یا سچ۔ اس ... تیز نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ اجنبی کہا تو تم نے سچ ہے پر تم کون ہو اور میرے باپ کو تم کیسے جانتے ہو۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

... کریون۔ میری بہن۔ میں نیکی کا ایک نمائندہ ہوں۔ میں جانتا ہوں تمہارے باپ ... عزازیل نے ایک کرب۔ اذیت اور مصیبت اور پریشانی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ میں ... نمائندے اور خیر کے ایک گماشتے کی حیثیت سے تمہارے باپ آزان کو عزازیل کی ... نجات دلانا چاہتا ہوں۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو کریون ... کہنے لگی۔

... اجنبی تیری بڑی مہربانی۔ تیرا شکریہ کہ تو نے ہم سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ پر تیری ... ہوئے مجھے تم پر ترس آتا ہے۔ میں تم پر انکشاف کروں کہ اس سے پہلے جس ... حکیم، طبیب۔ عالم یا سنیاسی نے میرے باپ کا علاج کرنے کی کوشش کی وہ اپنی ... ہاتھ دھو بیٹھا۔ لہٰذا میں تجھے نصیحت کرتی ہوں کہ تو میرے باپ کا علاج کرنے سے ... اسی میں تیری خیریت اور عافیت ہے۔ اگر تو نے میرا کہا نہ مانا تو اپنی جان سے ہاتھ دھو ... اس لئے کہ عزازیل نے کچھ ایسی مافوق الفطرت قوتیں میرے باپ پر وارد کر دی ہیں ... علاج کرنے والے کا خاتمہ کر دیتی ہیں اور میرے باپ کو تو انہوں نے ایک نہ ختم ... ہونے والے کرب میں مبتلا کر ہی رکھا ہے اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ کریون۔ میری بہن تو کسی دھوکے کسی فریب میں مت رہنا۔ میں کوئی عام
عالم۔ عابد۔ طلسم گر یا ساحر نہیں ہوں۔ میں بتا چکا ہوں کہ میں مافوق الفطرت قوتوں کا
ہوں۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں نہ صرف تمہارے باپ کو عزازیل کی اذیت
نجات دلاؤں گا۔ بلکہ جو قوتیں عزازیل نے تمہارے باپ پر مسلط کر رکھی ہیں ان کا بھی
کر کے رہوں گا۔ یوناف کی حوصلہ افزا گفتگو سن کر کریون کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکر
نمودار ہوئی پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

اے مہربان اجنبی۔ اے نیکی کی خواہش رکھنے والے نووارد! اگر تیرے یہی ارا
عزائم ہیں تو میں آزان کی بیٹی تمہیں اپنے گھر میں خوش آمدید کہتی ہوں۔ پر یہ
تمہارے ساتھ یہ لڑکی کون ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ میری بہن
یوناف ہے اور میرے ساتھ جو لڑکی ہے اس کا نام کیرش ہے۔ ہم دونوں کے متعلق
لئے اتنا ہی جاننا کافی ہے کہ ہم ساتھی ہیں اور دونوں ہی نیکی اور خیر کے نمائندے ہیں
تو دیکھ مجھے اپنے گھر میں داخل ہونے دے۔ اور مجھے اپنے باپ کے پاس لے چل۔

کیرش نے دروازہ پورا کھول دیا۔ ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی پھر کہنے لگی
دونوں اندر آئیں میں آپ دونوں کو خوش آمدید کہتی ہوں۔ یوناف اور کیرش جب مکا
داخل ہو گئے تو کریون نے دروازہ پہلے کی طرح بند کر دیا۔ یوناف کو لے کر جب وہ کم
آگے بڑھی تو یوناف اور کیرش نے دیکھا کہ ایک بوڑھا مکان کے برآمدے میں
میں ایک تخت پوش پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا ایک پاؤں ننگا تھا جبکہ دوسرے پر کافی مو
ڈال رکھی تھی اور اس بوڑھے کے چہرے پر کرب کے آثار عیاں تھے اس بوڑھے کی
اشارہ کرتے ہوئے کریون کہنے لگی اے میرے مہربان اجنبی اے میرے رحمدل بھائی
باپ ہیں ان کا نام آزان ہے اور انہیں عزازیل نے اس اذیت اور کرب میں مبتلا
ہے۔ یوناف اور کیرش دونوں آگے بڑھے۔ آزان کے ساتھ بیٹھ گئے پھر یوناف آ
مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میں جانتا ہوں کہ آپ ایک نیک اور انتہائی مخلص انسان ہونے کے ساتھ ساتھ
واحد کی بندگی اور عبادت کرنے والے اور اسی کی عبادت کے لئے تبلیغ کرنے والے
اسی بناء پر عزازیل نے آپ کو اس کرب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ میرا نام یوناف ہے ا
ساتھی اس لڑکی کا نام کیرش ہے۔ ہم دونوں آپ کا علاج کرنے کے لئے آئے ہیں ا
کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم دونوں مل کر آپ کو عزازیل کی دی ہوئی اس اذیت اور کر
نجات دلا دیں گے۔ یوناف کے ان الفاظ سے اس بوڑھے کے چہرے پر انتہائی کر

دار ہوئے پھر وہ کہنے لگا۔

بیٹے یہ ایک ناممکن اور کار دشوار ہے اگر تو ایسا کرے گا تو اپنی جان سے ہاتھ دھو
اس پر یوناف چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔ میرے محترم آپ فکر نہ کریں میں آپ
دلاتا ہوں کہ جن قوتوں نے آپ کو اس کرب میں مبتلا کر رکھا ہے اگر انہوں نے
لڑانے کی کوشش کی تو میں انہیں لہو لہو اور ویران کر کے رکھ دوں گا۔ آپ اس
کپڑا اٹھائیے تاکہ میں اس کا جائزہ لوں اور آپ کو اس اذیت سے نجات دلانے کا
کروں۔

آزان ابھی شش و پنج اور ہچکچاہٹ میں ہی بیٹھا تھا کہ کریون نے آگے بڑھ کر
کی ٹانگ سے کپڑا ہٹا دیا۔ ٹانگ کا جائزہ لیتے ہوئے یوناف اور کیرش دونوں دنگ رہ
نے دیکھا کہ پاؤں کا انگلیوں والا حصہ خوب آگے اور نیچے کو جھکا ہوا تھا۔ اس
صورت سانپ کے منہ کے اوپر والے حصے جیسی ہو چکی تھی اور اس میں سے دو
نکلے ہوئے تھے جو پاؤں کے اس حصے کو انتہائی بھیانک بنائے ہوئے تھے۔
میانی حصہ خوب اندر دھنس گیا تھا اور اس کے بیچ میں خاصا بڑا سوراخ ہو چکا تھا
دھنسنے کے ساتھ ساتھ خوب اوپر اٹھ کر گھوڑے کے منہ کی نچلے حصے کی شکل و
کر گئی تھی۔ چادر کا اٹھنا تھا کہ اس عفریت نے ایک ہولناک غراہٹ سی لی اور
کی طرف کیا۔ پھر اسی موقع پر یوناف حرکت میں آیا اپنا خنجر اس نے ایک
اور اس پر اپنا عمل کیا اور اسے اپنے سامنے رکھ لیا تھا
طرف اس عفریت نے بھی حرکت کی درمیانی حصے میں جو سوراخ تھا اور جو
اندرونی حصے کی شکل و صورت اختیار کر گیا تھا اچانک وہ ایک خوفناک غراہٹ کے
اس میں سے ایک سانپ جیسی لمبی دو شاخی زبان یوناف کی طرف لپکی تھی۔
کوندے کی طرح حرکت میں آیا اور اپنا خنجر اس نے اس زبان پر دے مارا

نے گو بہترین انداز میں اس زبان کا نشانہ لیتے ہوئے اپنا خنجر مارا تھا لیکن اس کی
انتہا نہ رہی تھی کہ خرق عادت انداز میں وہ زبان ایک دم سکڑ کر پیچھے ہٹ گئی
خنجر سے بال بال بچ گئی تھی اس کے ساتھ ہی اس سانپ نما عفریت کا منہ
میں کھلا اور اس میں سے آگ کے بھڑکتے اور دہکتے ہوئے خون کا ایک لاوا سا
کی طرح کھولتے ہوئے خون کا چھینٹا براہ راست یوناف اور کیرش کے چہرے پر
یہ چھینٹے ان دونوں کے چہرے پر جوں ہی پڑے یوناف اور کیرش دونوں اپنی

بینائی سے محروم ہو گئے تھے۔

تھوڑی دیر تک ایسی کیفیت رہی۔ یوناف اور کیرش دونوں اپنی بینائی جانے کی
حیرت اور پریشانی میں ڈوبے ہوئے تھے کہ اسی لمحہ یوناف کی گردن پر ابلیکا نے لمس
ابلیکا کا یوناف کی گردن پر لمس دینا تھا کہ یوناف کی بینائی لوٹ آئی اس کے بعد ابلیکا
لمس یوناف کی گردن پر دیتے ہوئے اس کے کانوں میں رس گھولتی آواز کے ساتھ
رازدارانہ گفتگو کرنے لگی تھی جس کے جواب میں یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی
مسکراہٹ بکھرتی چلی جا رہی تھی۔

یوناف کی بینائی جوں ہی لوٹ کر آئی اس نے اپنے سامنے دیکھا وہ دنگ رہ گیا
کہ کاہن آزان اپنی جگہ پر نہیں تھا وہ مافوق الفطرت انداز میں غائب ہو چکا تھا۔ جبکہ
پوش جس پر تھوڑی دیر پہلے آزان بیٹھا ہوا تھا اس کے قریب ہی اس کی بیٹی کریون
پڑی ہوئی تھی۔ یوناف تھوڑی دیر تک خالی تخت پوش اور اس کے قریب پڑی ہوئی
کی لاش کو بڑی حیرت سے دیکھتا رہا۔ پھر وہ کیرش کی طرف مڑا اس کے چہرے پر
اور پریشانی کے آثار تھے اس لئے کہ وہ اپنی بینائی جانے پر بڑی فکر مند ہو رہی تھی
کی طرف دیکھتے ہوئے یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر شاید
کی بینائی لوٹانے کا عمل کرنے لگا تھا۔ اور یہ عمل شاید ابھی ابھی ابلیکا نے رازدارانہ
میں اس کے کان میں کہا تھا۔ اپنے ہاتھوں پر اپنا عمل مکمل کرنے کے بعد جوں ہی
یوناف نے کیرش کے چہرے پر پھیرے کیرش کی بینائی لوٹ آئی اور ایسا ہوتے ہی کیرش
انتہائی ممنونیت کے انداز میں یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگی۔

اس عفریت کے اچانک خون تھوکنے کی وجہ سے جو میری بینائی چلی گئی تھی تو
فکر مند تھی۔ میں سوچ رہی تھی کہ اب میری بینائی لوٹ کر نہیں آئے گی۔ اور میں
اور تاریکیوں میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جاؤں گی۔ پر آپ نے مجھے میری
ایک طرح سے مجھے اپنی زرخرید لونڈی بنا کر رکھ دیا ہے۔ آپ کا یہ فعل میں
فراموش نہ کر سکوں گی۔ کیرش تھوڑی دیر تک بڑی ممنونیت سے یوناف کی طرف
رہی پھر وہ کسی قدر پریشان کن لہجے میں یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے لگی۔

یہ ابھی ابھی تھوڑی دیر پہلے جو لکڑی کے اس تخت پوش پر جو آزان نام کا
ہوا تھا وہ کدھر چلا گیا اور یہ کاہن آزان کی بیٹی کریون کیوں زمین پر بے سدھ
ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ کیرش۔ کاہن آزان مافوق الفطرت حالت
سے غائب ہو چکا ہے اور اس کی بیٹی ہلاک کر دی گئی ہے۔ تمہارے سامنے اس وقت

زندہ سلامت نہیں بلکہ اس کی لاش پڑی ہوئی ہے۔ یوناف کے اس انکشاف پر کیرش بے
چاری اداس اور افسردہ ہو کر رہ گئی تھی۔ اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر وہ
کہہ رہی تھی

یوناف۔ میرے حبیب۔ اب تمہارا انطاکیہ میں ٹھہرنا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ دراصل
انطاکیہ میں آنے کی وجہ صرف یہ تھی کہ کاہن آزان کو عزازیل کی گرفت سے نجات دلائی
جائے۔ لیکن اب معاملہ بالکل الٹ ہو گیا ہے عزازیل نے مکمل طور پر کاہن آزان کو اپنی
گرفت میں کر لیا ہے جس سے خوش ہو کر عزازیل نے اسے کچھ مافوق الفطرت طاقتیں بھی
دی ہیں اور انہیں طاقتوں سے مسلح ہو کر کاہن بہت کچھ بننے کا ارادہ رکھتا ہے۔ دراصل
کاہن اپنی ساری پرہیزگاری اور اپنی ساری طہارت کو فراموش کر چکا ہے اب اس کا سارا
دھیان اپنی ذاتی شہرت کی طرف ہے۔ بہرحال تم فکرمند نہ ہو۔ میں آزان نام کے اس کاہن
کی تلاش جاری رکھوں گی اور دیکھوں گی کہ عزازیل کی طرف سے مافوق الفطرت قوتیں ملنے
کے بعد وہ کاہن ہم سے بچنے کے لئے کہاں پناہ لیتا ہے۔ میرے خیال میں تم دونوں اگر چاہو
تدمر کی سرائے میں دوبارہ جا کر قیام کر لو۔ جہاں تم لوگوں نے اس سے پہلے قیام کر رکھا
تھا اور اگر تم پسند کرو تو انطاکیہ میں ہی قیام کر لو۔

ابلیکا کی اس گفتگو کے بعد یوناف نے کیرش سے مشورہ کیا جواب میں کیرش نے
انطاکیہ شہر میں رہنا پسند کیا تھا۔ کیرش کے اس فیصلے کے بعد یوناف نے انطاکیہ شہر کے
ایک سرائے میں قیام کر لیا تھا۔

○

پالمیرہ یعنی تدمر کی ملکہ زینب ایک روز اپنے کمرے میں اکیلی اور تنہا بیٹھی ہوئی تھی کہ
کمرے کے دروازے پر کسی نے کھٹکا دیا۔ ملکہ نے جب کھٹکا کرنے والے کو اندر آنے کی
اجازت دی تو کمرے میں ملکہ کا مشیر بوڑھا اشمون بن حرب داخل ہوا وہ ملکہ کے قریب آیا
بڑے رازدارانہ طریقے میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

خانم اگر آپ کے پاس وقت ہو اور آپ پسند کریں تو میں آپ کے لئے ایک بہت
اہم خبر رکھتا ہوں۔ بوڑھے اشمون بن حرب کی طرف دیکھتے ہوئے زینب کے چہرے پر ہلکی
ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ آنکھ کے اشارے سے اشمون بن حرب کو اپنے سامنے بیٹھنے کے
لئے کہا۔ اشمون بیٹھ گیا تب ملکہ اسی طرح کی ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہنے لگی۔ کہو تم کیا کہنا
چاہتے ہو۔ اس پر بوڑھا اشمون بولا اور کہنے لگا۔

خانم محل میں ایک ایسا نوجوان داخل ہوا ہے جو بلا کا طاقتور۔ بہترین تیغ زن اور دلیری اور جراتمندی میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ میں نے اپنی طویل زندگی میں ایسا جراتمند اور دلیر جوان نہیں دیکھا۔ جب وہ محل میں داخل ہونے لگا تھا تو محل کے دروازے پر کھڑے پانچوں محافظوں نے اسے روکنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ رکا نہیں اس پر محافظوں نے تلواریں سونت لیں پر وہ اکیلا تلوار سونت کر ان کے مقابلے پر کھڑا ہو گیا۔ ہمارے پانچوں محافظوں کو زخمی کیے بغیر اس نے سب کی تلواریں کاٹ کر انہیں اپنے سامنے زیر کر لیا اور پھر محل کے اندرونی دروازے کے سامنے آن کھڑا ہوا۔ اس پر ملکہ زینب کے چہرے پر گہری تشویش نمودار ہوئی اور وہ اپنے مشیر اشمون کو مخاطب کر کے پوچھنے لگی۔

یہ نوجوان کون ہے جس کی تم تعریف کر رہے ہو اور کیوں یہ ہمارے محافظوں کو زیر کر کے محل کے اندرونی دروازے کے سامنے آن کھڑا ہوا ہے۔ اس پر اشمون نے تھوڑی دیر تک بڑے غور سے ملکہ زینب کی طرف دیکھا پھر وہ بڑی عاجزی اور انکساری میں کہنے لگا۔

خانم اگر برا نہ منائیں تو میں ایک ایسی بات کہوں جو آپ کی ذات سے وابستہ ہے اس پر ملکہ زینب بڑی نرمی سے کہنے لگی کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ میں برا نہیں مانوں گی۔ اس پر اشمون کہنے لگا اس آنے والے جوان کا کہنا ہے کہ وہ ملکہ زینب کو پسند کرتا ہے اور اسے ایک نظر دیکھنا چاہتا ہے۔ اسی بنا پر جب محل کے محافظوں نے اسے روکنا چاہا تو وہ انہیں زیر کر کے محل میں آ داخل ہوا۔ اس پر ملکہ نے پہلے کی نسبت زیادہ تشویش سے اشمون کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

یہ جوان کون ہے کہاں سے آیا ہے کیا اس کا تعلق ہماری سلطنت سے ہے اس پر اشمون کہنے لگا اس کا تعلق ہماری سلطنت سے نہیں ہے۔ وہ دور دراز کے علاقوں سے آیا ہے میں نے اس سے تفصیل تو نہیں پوچھی لیکن لگتا ہے وہ حجاز کی سرزمین کا رہنے والا ہے۔ وہ اس وقت محل کے اندرونی دروازے کے سامنے اپنے گھوڑے کی باگ تھامے کھڑا ہے۔ میں نے اسے کہا ہے کہ تم یہیں رکو میں تمہارے آنے کی اطلاع ملکہ کو کرتا ہوں ملکہ زینب نے غور سے اشمون کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ تمہارے خیال میں وہ جوان کیسا ہے۔ اس اشمون نے کچھ دیر سوچا پھر وہ کہنے لگا۔

خانم۔ اس آنے والے نوجوان کا نام حارث بن حسام ہے۔ خانم جہاں تک میں نے اس نوجوان کا جائزہ لیا ہے اس کی آنکھیں ایسی ہیں جیسی برفانی سانسوں، ہوا کی آہوں، روحانی تشنگی میں انگاروں کے طلسم زاروں، کوندے لپکاتی موت اور آتشیں حروف کا ایک ختم ہونے والا رقص جاری ہو۔ اس کا چہرہ کچھ ایسا ہے جیسے چپ کے گہرے گاڑھے

گہرے میں تنہائیوں کی گہری پیاس، کرب کی سسکیوں میں مرگ کی چیخ و پکار۔ خاموشی کے گہرے بھید میں بے انت بھنوروں کے رقص اور کالی گاڑھی چپ کی دلدل میں آتش خیال کی ملیائی بکھری پڑی ہو۔

ملکہ جب وہ گفتگو کرتا ہے۔ جب وہ بولتا ہے تو یوں لگتا ہے جیسے زندگی کے شبستانوں میں گونج دار بے انت آوازیں شام کے زندان میں، ہنگامہ شور و شر، صرصر کے جوش، بگولوں کی گردش میں وحشتیں جوش زن ہو گئی ہوں۔

ملکہ اس آنے والے جوان کے بازوؤں کی قوت۔ موت واجل کی آغوش جیسی اس کی آنکھوں کی صناعی ولولوں کی بیباکی جیسی ہے۔ جہاں تک میں نے اس کا اندازہ لگایا ہے وہ ایک ایسا نوجوان ہے جو روح کی سرگوشیوں، پامال حسرتوں میں تنہائی کا پیکر آتشیں۔ محبت کی گرمی اور جدائی کی تلخی۔ ڈیرے ڈالتی شام میں وہموں کے رقص کھڑے کر دینے کی جرات و ہمت رکھتا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد ملکہ زینب کا مشیر اشمون بن حرب جب خاموش ہوا تو ملکہ تھوڑی دیر تک عجیب سی دلکش مسکراہٹ میں اشمون کی طرف دیکھتی رہی پھر اس کی کھنکتی ہوئی آواز بلند ہوئی وہ اشمون سے کہنے لگی۔

حرب کے بیٹے مجھے لگتا ہے تم کچھ اس آنے والے جوان سے زیادہ ہی متاثر ہوئے ہو تم نے اس کی تعریف میں جو اس قدر لمبا قصیدہ پڑھا ہے تو کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ اس تعریف کے مطابق پورا اترتا ہے۔ اس پر اشمون بن حرب کسی قدر چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔ خانم آپ جانتی ہیں میرے اندازے بہت کم غلط ہوتے ہیں۔ جس جوان کی میں نے تعریف کی ہے جس کا نام میں نے آپ کو حارث بن حسان بتایا ہے میں سمجھتا ہوں وہ میری تعریف کے الفاظ سے کہیں بڑھ کر ہے۔ میں یہ بھی خیال کرتا ہوں کہ میں آپ کے سامنے اس کی دلیری اس کی جراتمندی اس کی جسمانی ساخت۔ اس کے چہرے اس کی آنکھوں میں ہمہ وقت بھڑکتی ہوئی سرخ آگ کی بہتر ترجمانی نہیں کر سکا۔ اس پر ملکہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور کسی قدر دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

حرب کے بیٹے اس انداز میں تم نے اس آنے والے نوجوان کی تعریف کر کے مجھے اس سے ملنے اور دیکھنے پر مجبور کر دیا ہے۔ میرے ساتھ چلو میں اسے ضرور دیکھنا پسند کروں گی۔ ملکہ کا یہ جواب سن کر اشمون بے حد خوش ہو گیا۔ وہ ملکہ کو ساتھ لے کر جب محل کے اندرونی دروازے پر آیا تو ملکہ نے دیکھا۔

وہاں ایک جوان اپنے گھوڑے کی باگ تھامے کھڑا تھا۔ اپنی عمر کے لحاظ سے وہ چوبیس

پچیس کے سن کا ہو گا۔ خوب دراز اور بھرے ہوئے جسم کا تھا۔ اس کی آنکھیں ایسی تھ
جیسے ان کے اندر شعلے بھڑک رہے ہوں' اس کے چہرے پر سختی تھی ہاتھ اس کے درن
کے پنجوں جیسے تھے۔ اس کا جائزہ لیتے ہوئے ملکہ زینب نے اندازہ لگایا کہ اشمون بن حر
نے اس کی تعریف کرنے میں کوئی بہانہ طرازی سے کام نہیں لیا۔ اس جوان کے قریب آ
اشمون بولا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ حسان کے بیٹے یہ خاتون جو اس وا
تمہارے سامنے کھڑی ہیں یہی پالمیرہ کی ملکہ زینب ہیں۔

اشمون بن حرب کے اس انکشاف پر حارث بن حسان نے چونک کر ملکہ کی طرف د
تھوڑی دیر تک اس نے ملکہ کے سراپا اس کے چہرے اور جسم کے ہر اعضا کا بھرپور جائ
اس نے دیکھا ملکہ زینب فطرت کے جمال رنگین' بہاروں کے تازہ سیل' جیسی شگ
شگوفوں کے بانکپن۔ گلوں کے حسن جیسی شاداب' جیون کی رنگین آہٹوں۔ گلابی رس
نزول جیسی خوبصورت' گیت بھرے لمحوں۔ جلترنگ کے جادو جیسی پرکشش اور مح
حدیث شوق اور خوابوں میں بکھری خوشبو کی طرح حسین تھی۔

حارث بن حسان نے یہ بھی دیکھا کہ ملکہ کے شعلوں کی طرح جسم کو جلاتے گلاب ل
صبح کی شبنمی شفق جیسے مرمریں عارض' پریم کی ہلکی نشیلی۔ رت اور خمار صبح جیسی آنکھیں
لالہ رخ امنگوں سے بھرپور رنگوں کے ساغر جیسا اس کا چہرہ ملکہ کو حسن و خوبصورتی کا
طوفان بنائے ہوئے تھے۔ اس وقت حارث بن حسان چونک پڑا جب ملکہ زینب نے لہ
بھرپور مٹھاس' لمحوں کی کھنک اور انگوروں کے ٹپکے جیسے شیریں لہجے میں مخاطب کرتے ہو
پوچھا کیا تمہارا نام حارث بن حسان ہے۔

حارث بن حسان نے فوراً" اپنی نگاہیں جھکالیں اور مدہم آواز میں کہنے لگا ہاں۔ میر
حارث بن حسان ہی ہے۔ ملکہ نے پھر دوبارہ ویسے ہی پرکشش لہجے میں پوچھا تم یہاں مح
محل میں کیوں داخل ہوئے ہو۔ جب تمہیں محل کے محافظوں نے روکا تو تم ان سے ل
کر کے اور انہیں زیر کر کے کس نیت سے محل کے اندرونی حصے کی طرف بڑھے۔ اس
حارث بن حسان نے ایک بار پھر نگاہیں اٹھا کر ملکہ زینب کی طرف دیکھا۔ پھر دوبارہ گر
جھکاتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

دیکھ ملکہ چاہے تم میری گردن ہی کیوں نہ کاٹ دو۔ جو سچی بات اس وقت میرے
میں ہے وہ میں ضرور کہوں گا۔ اور وہ بات یہ ہے کہ میں غائبانہ تمہیں پسند کر چکا ہوں
گزشتہ کئی ماہ سے تم سے محبت کرتا ہوں۔ اس پر ملکہ نے تیز نگاہوں سے حارث بن ح
کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ جب تم نے مجھے آج پہلی بار دیکھا ہے تو یہ محبت کی کی

تمہارے اندر کیسے پیدا ہوئی۔ اس پر حارث بن حسان پر شوق نگاہوں سے ملکہ کی طرف
دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ ملکہ میں آنے والے رسول کی سرزمینوں میں وادی تیما کا رہنے والا ہوں۔ میں
وہاں لوگوں کے بچوں کو حرب و ضرب کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ اس دوران ایک یہودی لڑکی مجھ
سے بے حد متاثر ہوئی اور مجھے چاہنے لگی۔ جو بچے مجھ سے حرب و ضرب کی تربیت
حاصل کرتے تھے ان کا تعلق بھی زیادہ تر یہودی خاندانوں ہی سے تھا۔ آخر اس یہودی لڑکی
کے وارثوں نے مجھے اس لڑکی سے شادی کرنے کی ترغیب دی وہ لڑکی بڑی حسین بڑی
خوبصورت اور مالدار تھی۔ لیکن دیکھ ملکہ میں نے تمہاری خاطر اس لڑکی سے شادی کرنے
سے انکار کر دیا۔ اس لئے کہ اس سے بہت پہلے میں تمہاری محبت اور چاہت میں گرفتار ہو
چکا تھا۔

اور یہ کچھ اس طرح ہوا ملکہ کہ وادی تیما کے کچھ یہودی تاجر تمہارے اس شہر پالمیرہ کی
طرف تجارت کے سلسلے میں اکثر آیا جایا کرتے تھے جب وہ یہاں سے جاتے تھے تمہارے
حسن تمہاری خوبصورتی۔ تمہارے دلکش انداز کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے بس تمہاری
تعریف ہی سن کر میں غائبانہ تمہاری طرف کھنچتا چلا گیا۔ جس طرح صحراؤں کے اندر چلنے والی
تیز ہوائیں بغیر کسی شور کے اپنی رفتار کو جاری رکھتی ہیں ملکہ میری محبت بھی ایسی ہے۔ میں
چپکے چپکے تمہیں چاہتا تمہیں پسند کرتا رہا۔ اس کا ذکر میں نے کسی سے نہ کیا۔

یہاں تک کہ وہ لمحہ بھی آیا وہ یہودی لڑکی جو مجھ سے محبت کرتی تھی اس کے لواحقین
نے مجھے اس سے شادی کرنے کے لئے کہا تو میں نے انکار کر دیا۔ میرے انکار پر اس یہودی
لڑکی کے والدین اور رشتہ داروں نے بڑا برا منایا انہوں نے میرے پاس تربیت کے لئے
اپنے لڑکوں کو بھجوانا ترک کر دیا اس طرح وہ مجھے بیروزگار کر کے مجھے افلاس کا شکار کرتے
ہوئے اس یہودی لڑکی سے شادی پر مجبور کرنا چاہتے تھے۔ لیکن میں نے جب بھی ان کی
بات نہ مانی تو ان کے تین انتہائی دلیر اور جراتمند یہودی جوان ایک روز میرے گھر میں داخل
ہوئے انہوں نے چاہا کہ یا تو میں اس لڑکی سے شادی منظور کر لوں یا مرنے کے لئے تیار ہو
جاؤں

دیکھ ملکہ رات کی تاریکی میں میرا ان تینوں خونخوار یہودیوں سے مقابلہ ہوا۔ اور میں
ایمان اور سچائی کی بات کہتا ہوں کہ رات کی تاریکی میں ان تینوں یہودیوں کو قتل کر کے میں
تمہارے شہر پالمیرہ کی طرف بھاگ آیا۔ ملکہ میں یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ میں اکیلا ہوں۔
میرے ماں باپ فوت ہو چکے ہیں بھائی بہن کوئی ہے ہی نہیں۔ وادی تیما سے تمہارے شہر

پالمیرہ یعنی تدمر کی طرف بھاگتے ہوئے میں نے دل میں یہ سوچا تھا کہ پالمیرہ کی ملکہ کے یہاں مجھے پناہ مل گئی تو اس کے سامنے میں اپنے دلی جذبات کا اظہار ضرور کروں گا۔ اور اگر ملکہ کے یہاں مجھے پناہ نہ ملی تو میں پھر تدمر سے نکل کر بنو غسان کے یہاں جا کر پناہ لے لوں گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد حارث بن حسان تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ دوبارہ کہتا چلا گیا تھا۔ دیکھ ملکہ میں جانتا ہوں تم لطافت و نزاکت کی زیبائی۔ حیا و شوخی میں چھلکتا گلنار تبسم۔ حسن و خوشبو کا پیکر اور جوان ولولوں کی رفعت ہو۔ جبکہ تمہارے مقابلے میں میں ایک کڑوا بول۔ بنجر زمین۔ اکتا دینے والا موضوع اور انسانوں کی اس منڈی میں بے وقعت خون کا ایک دھارا ہوں۔ پھر بھی ملکہ میں تم سے کہوں کہ اپنے جذبات کا اظہار کرنا کوئی گناہ نہیں۔ دیکھ ملکہ جو میرے دل کے خیالات تھے ان کا اظہار میں نے تم سے کر دیا ہے اب یہ ضروری نہیں کہ تمہارے خیالات بھی میرے خیالات سے مطابقت کریں۔ ہو سکتا ہے جس چیز کو میں پسند کرتا ہوں یا جس چیز سے میں محبت کرتا ہوں اس سے تم نفرت رکھتی ہو۔ دیکھ ملکہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ تم میری محبتوں کا میری چاہتوں کا جواب محبت اور چاہت ہی سے دو۔ میں تو بس تمہیں دیکھنا چاہتا تھا سو میں نے دیکھ لیا اور تمہارے سامنے اپنے دلی جذبات کا اظہار بھی کرنا چاہتا تھا وہ بھی میں نے کر دیا۔ اب تم جو بھی جواب دو مجھے منظور ہے اگر تم مجھے اپنے یہاں پناہ دو تو یہ تمہاری طرف سے مہربانی اور میری خوش قسمتی ہو گی۔ اور اگر تم مجھے پناہ نہ دو تو میں یہاں سے چپ چاپ بنو غسان کی طرف کوچ کر جاؤں گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد حارث بن حسان جب خاموش ہوا تو ملکہ نے پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اپنے کن اوصاف کی بنا پر تم نے اپنے دل میں یہ امید رکھ لی کہ میں تمہاری محبت کا جواب محبت سے ہی دوں گی۔ میں تمہاری حالت دیکھتی ہوں تمہارا لباس پرانا اور بوسیدہ ہے۔ تمہارے جوتے برسوں پرانے ہیں جن پر کئی پیوند لگے ہوئے ہیں۔ جو عمامہ تم نے اپنے سر پر باندھ رکھا ہے اس میں مجھے کئی سوراخ دکھائی دے رہے ہیں۔ تمہاری یہ حالت آپ سے آپ اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ تم ایک مفلس قلاش اور بے مایہ انسان ہو۔ پھر اپنی کس خصوصیت کی بنا پر تم میرے دعویدار ہونے کے متمنی ہو۔

ملکہ کی اس گفتگو کے جواب میں حارث بن حسان نے کچھ سوچا پھر اس نے اپنے سر سے ایک دم اپنا بوسیدہ اور پھٹا ہوا عمامہ اتار دیا ملکہ نے دیکھا اس عمامے کے نیچے چمکتا ہوا

آہنی خود تھا پھر حارث بن حسان نے اپنے لباس کا ایک حصہ ہٹایا ملکہ نے دیکھا اس کے بوسیدہ اور پھٹے ہوئے لباس کے نیچے چمکتی ہوئی صاف ستھری کڑیوں والی زرہ تھی۔ اس کے بعد حارث نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنی تلوار بے نیام کی اور ملکہ نے دیکھا وہ تلوار شیشے کی طرح صاف ستھری اور چمک رہی تھی۔ اور اس کی چمک نگاہوں کو خیرہ کرتی تھی اور ملکہ نے یہ بھی دیکھا کہ وہ ایک بھاری اور چوڑے پھل کی ایسی تلوار تھی جو کسی عام انسان کے پاس نہ دیکھی جا سکتی تھی۔ اس کے بعد حارث بولا اور ملکہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ ملکہ تیرا کہنا درست ہے مجھے اس سے انکار نہیں کہ میں ایک مفلس اور قلاش انسان ہوں۔ میں بے مایا ہوں کوئی دولت کوئی جمع جتھہ اپنے پاس نہیں رکھتا میرا لباس بھی بوسیدہ ہے۔ عمامہ بھی پھٹا ہوا ہے میں انکار نہیں کرتا یہ جوتے جو میں نے پہن رکھے ہیں یہ پچھلے کئی برسوں سے میرے پاس ہیں اور میں لگاتار پیوند لگاتے ہوئے ان سے کام چلا رہا ہوں۔ مجھے اس سے انکار نہیں لیکن ملکہ تو نے میری تلوار۔ میری زرہ میرے آہنی خود کو دیکھا۔ دیکھ ملکہ میرے ظاہر پر نہ جا۔ جس طرح تو نے میرے ان جنگی ہتھیاروں کو خوب صیقل شدہ صاف اور چمکتا ہوا دیکھا ہے۔ ایسے ہی میرا باطن بھی میرے ظاہر کے مقابلے میں صاف ستھرا۔ چمکدار اور شیشے جیسا آبدار ہے۔

ملکہ زینب نے اس بار موضوع بدلتے ہوئے پوچھا۔ یہ تو کہو تم نے میرے پانچ محافظوں پر حملہ آور ہو کر انہیں کیوں زیر اور مغلوب کیا۔ اس پر حارث بولا اور کہنے لگا دیکھ ملکہ وہ مجھے محل میں داخل نہیں ہونے دے رہے تھے۔ جبکہ میں نے اپنے دل میں عہد کیا ہوا تھا کہ میں ایک بار تدمر کی ملکہ سے مل کر ضرور رہوں گا چاہے ایسا کرتے ہوئے میری جان بھی خطرے میں کیوں نہ پڑ جائے۔ دیکھ ملکہ میں جو ارادہ کرتا ہوں وہ کر گزرتا ہوں۔ دیکھ ملکہ جب تمہارے پانچ محافظوں نے مجھے محل کے اندر داخل ہونے سے روکا تو پہلے تو میں نے ان کی منت سماجت کی۔ انہیں میں نے سمجھانے کی کوشش کی کہ میں ہر حال میں ملکہ زینب کو ملنا چاہتا ہوں لیکن جب انہوں نے کسی بھی صورت مجھے اندر داخل نہ ہونے دیا تو ملکہ میں نے اپنا آخری حربہ استعمال کیا۔

میں نے اپنی تلوار بے نیام کی۔ اور ان پر حملہ آور ہو گیا۔ دیکھ ملکہ تجھے تو مجھے داد دینی چاہئے تھی۔ کہ میں نے ان میں سے کسی کو زخمی نہیں ہونے دیا۔ بلکہ ان پانچوں کا مقابلہ کرتے ہوئے جہاں میں نے ان پانچوں کے حملوں کو روکا وہاں باری باری میں نے ان سب کی تلواریں بھی کاٹ کر انہیں بے بس اور مغلوب کیا۔ سن ملکہ کیا یہ کام میرے فن کا کمال نہیں ہے۔

حارث بن حسان کی اس گفتگو کے جواب میں ملکہ زینب تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر اس نے اپنے مشیر اشمون بن حرب کی طرف دیکھا اور فیصلہ کن انداز میں کہنے لگی۔ دیکھ حرب کے بیٹے۔ اس حارث بن حسان کو زندان میں ڈال دو۔ اور کل دوپہر سے پہلے اسے میرے سامنے پیش کرو۔ اس پر اشمون بن حرب فوراً حرکت میں آیا اور چند محافظوں کے ساتھ وہ حارث بن حسان کو تدمر شہر کے زندان کی طرف لے گیا تھا۔

○

دوسرے روز دوپہر سے پہلے حارث بن حسان کو ملکہ زینب کے سامنے پیش کیا گیا۔ ملکہ زینب اس وقت اپنے محل کے سامنے ایک کھلے میدان کے اندر ایک نشست پر بیٹھی تھی اور اس کے اطراف میں تدمر شہر کے لوگوں کے علاوہ بہت سے مسلح جوان بھی کھڑے ہوئے تھے۔ جب حارث بن حسان کو ملکہ زینب کے سامنے پیش کیا گیا تو اس کی حالت دیکھتے ہوئے ملکہ دنگ رہ گئی اس نے دیکھا اس کا لباس جگہ جگہ سے پھٹا ہوا تھا اور جہاں جہاں سے لباس پھٹا ہوا تھا وہاں چوٹوں کے بد ترین نشان تھے۔ اس کے چہرے پر بھی ضربوں اور چوٹوں کے نشان نمایاں تھے۔ اس کے ہاتھ خون آلود تھے۔ کانوں پر بھی جگہ جگہ اور گردن پر بھی خون جما ہوا تھا۔ تھوڑی دیر تک ملکہ بڑے غور بڑی حیرت اور حسرت سے اسے دیکھتی رہی۔

پھر ملکہ نے حارث بن حسان سے اپنی نگاہیں ہٹائیں اور اپنے قریب کھڑے اپنے مشیر اشمون بن حرب کی طرف دیکھا۔ اس وقت اشمون بن حرب۔ شرمندگی کے سے انداز میں اپنی گردن کو جھکائے ہوئے تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے ملکہ زینب کے چہرے پر برہمی اور غصے کے آثار نمودار ہوئے پھر وہ اشمون بن حرب کو مخاطب کر کے پوچھنے لگی۔

حرب کے بیٹے۔ کل جب اس حارث بن حسان کو میرے سامنے پیش کیا گیا تھا تو اس کا لباس بوسیدہ ضرور تھا پر اس طرح پھٹا ہوا نہیں تھا جس طرح آج ہے۔ جب یہ میرے سامنے آیا تھا تو اس کے چہرے جسم پر ضربوں اور چوٹوں کے نشان نہیں تھے اس کی یہ حالت کس نے اور کیوں بنائی ہے۔ اس پر اشمون بن حرب نے اپنی جھکی ہوئی گردن سیدھی کی اور ملکہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

خانم اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ کل جب آپ کے حکم کے مطابق اس حارث بن حسان کو زندان میں بند کر دیا گیا تو میں نے اس سے اس کے سارے ہتھیار۔ اس کی زرہ۔ اس کی ڈھال اور اس کا خود لے کر زندان کے ناظم کے پاس جمع کرا دیئے تھے۔ میری

موجودگی میں اس کے ساتھ ایک بہت بڑا حادثہ پیش آیا۔ اس پر ملکہ زینب نے تڑپ کر پوچھا کیسا حادثہ۔ جواب میں اشمون بن حرب ذرا رک کر کہنے لگا۔

ملکہ ہمارے جن پانچ محافظوں کو زیر اور مغلوب کرنے کے بعد حارث بن حسان محل میں داخل ہوا تھا ان پانچوں محافظوں نے اس بات کو اپنے لئے توہین سمجھا کہ یہ اکیلا ان پانچوں کی تلواریں کاٹنے کے بعد محل میں چلا گیا۔ لہٰذا کچھ رات گئے وہ پانچوں کے پانچوں زندان میں داخل ہوئے۔ زندان کے پہریداروں کے ساتھ مل کر یہ اس کوٹھری میں داخل ہوئے جس میں یہ حارث بن حسان بند تھا۔ زندان کے پہریداروں کے ساتھ مل کر پہلے انہوں نے حارث بن حسان کو زندان کے کمرے کے آہنی دروازے کے ساتھ باندھ دیا۔ پھر اسے خوب مارا پیٹا۔ شاید ایسا کر کے انہوں نے انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کیا۔

اشمون بن حرب کے اس انکشاف پر ملکہ زینب کے چہرے پر غضبناکیاں اور جوش کے جذبے بکھرنے لگے تھے۔ تھوڑی دیر تک وہ انتہائی غضبناکی کی حالت میں اپنے خوبصورت اور سرخ سرخ ہونٹ کاٹتی رہی۔ پھر وہ اشمون بن حرب کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ ان پانچوں محافظوں کو کیسے جرات ہوئی کہ وہ زندان میں داخل ہو کر ایک اجنبی مہمان پر ہاتھ اٹھائیں۔ سنو اشمون بن حرب۔ میں نے اس حارث بن حسان کو سزا کے طور پر زندان میں نہ بھیجا تھا۔ اس نے چونکہ پانچ محافظوں کو اپنے سامنے زیر کر کے محل میں داخل ہونے کی غلطی کی تھی لہٰذا اسے اس کی اس غلطی کا احساس دلانے کے لئے صرف ایک دن کی علامتی سزا کے طور پر زندان کی طرف روانہ کیا گیا تھا۔ اشمون بن حرب یہ حارث بن حسان کیسا ہی غریب انسان کیوں نہ ہو لیکن بہرحال یہ ہماری سلطنت میں اجنبی اور ایک مہمان ہے اس شخص کی عزت کرنا ہم پر فرض ہے۔ ان پانچوں محافظوں کو بلاؤ۔ جنہوں نے رات زندان میں داخل ہو کر اسے باندھ کر مارا۔ اس پر ملکہ کا حکم سن کر اشمون بن حرب وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد اشمون بن حرب نے پانچ جوانوں کو ملکہ زینب کے سامنے لا کھڑا کیا۔ اور ملکہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا خانم۔ یہ وہ پانچ محافظ ہیں جو رات کی تاریکی میں زندان میں داخل ہوئے اور حارث بن حسان کو زندان کے محافظوں کے ساتھ مل کر باندھ کر مارا۔ اس پر ملکہ زینب تھوڑی دیر تک انتہائی غضبناکی کی حالت میں ان پانچوں کی طرف دیکھتی رہی پھر وہ کڑکتی ہوئی آواز میں بولی۔ تم لوگ کیوں زندان میں داخل ہوئے۔ اور کس بناء پر تم نے حارث بن حسان پر ہاتھ اٹھایا۔

اس پر ایک محافظ بولا اور کہنے لگا۔ خانم یہ کل ہم پانچوں پر غالب رہا۔ ہم پانچوں کی

اس نے تلواریں کاٹیں اور ہمارے منع کرنے کے باوجود محل میں داخل ہوا یہ ہماری
عزتی اور توہین تھی۔ ہم اس سے یوں تو انتقام نہیں لے سکتے تھے لہٰذا ہم زندان میں د
ہوئے اسے مارا اور یوں ہم نے اس سے اپنا انتقام لے لیا ہے۔ اس پر ملکہ پہلے کی نس
زیادہ برہمی میں بولی اور کہنے لگی تم لوگوں نے اسے زندان کے کمرے کے آہنی دروا
سے باندھا کیوں۔ کیا تم لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ اگر اسے باندھا نہ جاتا تو یہ تم پانچوں
حاوی رہتا۔ اس پر دوسرا محافظ بولا اور کہنے لگا۔ خانم بات یوں نہیں ہے ہم اس بات
تسلیم کرتے ہیں کہ یہ تلوار اور تیغ زنی کے فن میں ہم سے اعلیٰ اور ارفع رہا اور ہم پا
کو اس نے تیغ زنی کے فن اور مہارت میں شکست دی۔ لیکن اگر یہ زندان کی کوٹھری
نہ باندھا جاتا تب بھی ہم پانچوں اس پر حملہ آور ہو کر اس کی ایسی ہی درگت بناتے
اب بنائی گئی ہے۔

ملکہ ان محافظوں کی گفتگو سے اور زیادہ برہم ہو گئی تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ کچھ سو
رہی پھر وہ حارث بن حسان کو مخاطب کر کے کہنے لگی

سن حسان کے بیٹے۔ کیا تو ان پانچوں سے اکیلے مقابلہ کر کے اپنا انتقام لینا پسند کر
گا۔ جواب میں حارث بن حسان کی گردن جھکی رہی اس نے نہ ملکہ کی طرف دیکھا نہ
سے کچھ کہا بلکہ اس نے صرف اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

حارث بن حسان کا مثبت جواب سن کر ملکہ زینب کے چہرے پر ہلکی ہلکی سی مسکرا
نمودار ہوئی پھر وہ پانچوں محافظوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ تم پانچوں ایک طر
کھڑے ہو جاؤ۔ یہ ہماری سرزمینوں میں داخل ہونے والا اجنبی مہمان اکیلا تم سے مقا
کرنے کی حامی بھر چکا ہے اب دیکھتے ہیں کون کس پر حاوی رہتا ہے۔اس کے ساتھ
حارث بن حسان حرکت میں آیا اپنے سر سے خود اتار کر اس نے ایک طرف رکھ دیا۔
سے بندھی ہوئی تلوار اور خنجر کی پیٹی بھی اس نے خود کے قریب رکھی۔ اپنی ڈھال اور
میں پکڑی ہوئی آہنی کڑیوں کی زرہ بھی وہیں اس نے رکھ دی تھی پھر سرسری سی ایک
اس نے ملکہ پر ڈالی اس کے بعد وہ پانچوں محافظوں کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔

ملکہ کا اشارہ پاتے ہی وہ پانچوں محافظ بھوکے بھیڑیوں۔ برسوں کی گرسنگی کا شکار کتوں
طرح حارث بن حسان پر ٹوٹ پڑے تھے۔ دوسری طرف حارث بن حسان بھی فطرت
کسی گماشتے کی طرح حرکت میں آیا۔ جو دو محافظ سب سے پہلے اس کے قریب آئے ان
سے ایک کا مکا حارث کی گردن پر پڑا۔ لیکن وہ برداشت کر گیا۔ ساتھ ہی اس نے ا
آہنی ضرب جو ایک محافظ کے جبڑے پر لگائی تو اس کے دو دانت ٹوٹ کر باہر گر گئے اور ا

منہ سے خون بہنے لگا اور وہ ایک طرف ہٹ کر زمین پر بیٹھ گیا تھا۔ دوسرے محافظ کے
میں حارث نے اپنا آہنی گھٹنا اس زور سے مارا کہ وہ بری طرح بلبلاتا اور چیختا ہوا زمین
لوٹنے لگا تھا۔ اس کے بعد حارث بن حسان کی حالت آندھی اور طوفان کے کسی مسافر
سی ہو گئی تھی وہ باقی تینوں محافظوں پر ٹوٹ پڑا تھا۔

دائیں۔ بائیں ہاتھ کے مکے اس نے لگاتار ان کے سر گردنوں۔ چھاتیوں اور پیٹ پر
طرح مارے کہ وہ تینوں لدے جانے والے اونٹ کی طرح بلبلاتے رہے اور حارث
لگاتار مارتا پیٹتا رہا۔ یہاں تک کہ ان تینوں کو مار مار کر اس نے ادھ موا کر دیا تھا
وہ تینوں زمین پر گر گئے تو جس کے دانت ٹوٹے تھے اور وہ زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔
حارث نے اس کے لگاتار دو ضربیں اس کی پیٹھ پر لگائیں اور وہ زمین پر لیٹ کر بری طرح
کراہنے لگا تھا۔

اس کے بعد حارث بن حسان اس محافظ کی طرف آیا جس کے پیٹ میں اس نے اپنا
گھٹنا مارا تھا اور وہ ابھی تک درد کی شدت سے سسک رہا تھا حارث بن حسان نے اپنا
دایاں ہاتھ اس کی گردن پر ڈالا اور ایک کھلونے کی طرح اس کو اوپر اٹھاتے ہوئے فضا میں
بلند کر دیا تھا پھر اس نے اسے ہوا میں اچھالتے ہوئے فضا میں بلند کیا اور جوں ہی وہ زمین
پر گرنے لگا اس کی پسلیوں پر اس نے اپنے پاؤں کی ایسی ضرب لگائی کہ وہ محافظ زمین پر گر
کر بری طرح آہ و زاری کرنے لگا تھا۔ اس کے بعد حارث بن حسان پھر اپنی پہلی جگہ پر
ملکہ کے سامنے سر جھکا کر کھڑا ہو گیا تھا۔ ملکہ زینب حارث بن حسان کی اس کارگزاری پر
دل ہی دل میں خوش ہوتی رہی پھر اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بھی نمودار ہوئی تھی۔
کچھ دیر تک وہ اپنی اسی کیفیت میں بڑے غور بڑے دلپسندانہ انداز میں حارث بن حسان کی
طرف دیکھتی رہی پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

دیکھ میرے اے جراتمند اجنبی! دیکھ میرے مشیر اشمون بن حرب نے جو تمہاری
تعریف کی تھی تم نے اس تعریف کا حق ادا کرتے ہوئے آدھا فاصلہ تو طے کر لیا ہے آدھا
باقی ہے اگر اسے بھی تم نے طے کر لیا تو میں تمہیں اپنے لشکروں کا سالار اعلیٰ مقرر کر دوں
گی۔ دیکھ میرے شہر پالمیرہ میں ایک تیغ زن ہے اس کا نام انوس بن دارم ہے اور وہ انتہائی
تلوار۔ دلیر۔ جراتمند اور تیغ زنی میں میری پوری سلطنت میں اپنا کوئی جواب اپنی کوئی مثال
نہیں رکھتا۔ میں اس کے ساتھ تمہارا مقابلہ کراتی ہوں اگر تم اس کے ساتھ مقابلے میں
کامیاب رہے تب بھی میں تمہیں اپنے لشکروں کا سالار مقرر کر دوں گی۔ دیکھ مہمان اجنبی
جانتا ہو گا کہ اب تک میں اپنے لشکروں کی سالاری خود کرتی رہی ہوں اور اس سے پہلے

یہ کام میرا شوہر ادا کیا کرتا تھا۔

یہاں تک کہنے کے بعد ملکہ زینب تھوڑی دیر کے لئے رکی۔ پھر وہ دوبارہ اپنا
کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ اے مہربان اجنبی۔ اگر تو پسند کرے تو میں مقا
کے لئے انوس بن دارم کو یہاں طلب کروں۔ حارث بن حسان نے ملکہ کی اس گفتگو
جواب میں منہ سے تو کچھ نہ کہا تاہم اس نے اثبات میں سرہلا دیا تھا۔ اس کی اس حر
پر ملکہ زینب کے چہرے پر انتہائی خوشگوار اور پرکشش مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ پھر اس
اپنے مشیر اشمون بن حرب کو مخصوص اشارہ کیا جسے پا کر اشمون بن حرب وہاں سے ہٹ
تھا۔

اشموں کے جانے کے بعد ملکہ پھر حارث بن حسان کو مخاطب کر کے کہنے لگی
دیکھ حسان کے بیٹے۔ یہ انوس بن دارم انتہائی خطرناک قسم کا تیغ زن ہے اس
ساتھ بڑی ہوشیاری اور محتاط انداز میں مقابلہ کرنا۔ یہ انوس بن دارم میرے لشکروں کی
تربیت کا کام انجام دیتا ہے۔ اور اس لشکر میں شامل ہونے والے جوانوں کی بہترین
تربیت کا کام سرانجام دیا ہے۔ دیکھ اگر تو صحیح طریقے سے انوس بن دارم کا مقابلہ کر
میں تجھے اپنے لشکروں کا سپہ سالار مقرر کر دوں گی اور یہ ایک ایسا عہدہ ایسا مقام ہے جو
کے بعد سب سے زیادہ قابل عزت اور لائق احترام ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد
زینب خاموش ہو گئی پھر وہ اشمون بن حرب کے واپس آنے کا انتظار کرنے لگے تھے

اچانک ملکہ زینب کو پھر کوئی خیال آیا اور وہ حارث بن حسان کو مخاطب کر کے
لگی۔ دیکھ حسان کے بیٹے۔ انوس بن دارم کے آنے تک تو اپنا جنگی لباس پہن لے تا
جوں ہی وہ آئے تم دونوں کا مقابلہ شروع کرا دیا جائے۔ ملکہ کے کہنے پر حارث بن حسا
نے پہلے اپنی زرہ پہنی۔ سر پر آہنی خود جمایا۔ پھر وہ اپنی تلوار اور ڈھال سنبھال کر اپنی
پر خاموش کھڑا ہو گیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اشمون بن حرب لوٹا اس کے ساتھ ایک انتہا
دراز قد اور کڑئیل جسم کا جوان تھا۔ جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ملکہ حارث بن حسا
کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ دیکھ حسان کے بیٹے یہ اشمون بن حرب کے ساتھ جو جوان
ہے یہی انوس بن دارم ہے۔ پھر ملکہ نے اپنے مشیر اشمون بن حرب کو مخاطب کرتے ہو
پوچھا۔

کیا تم نے انوس بن دارم کو سارا معالہ سمجھا دیا ہے۔ اس پر اشمون کہنے لگا خانم
نے انوس بن دارم کو یہ چیز سمجھا دی ہے کہ اس کا مقابلہ ہمارے تدمر شہر میں داخل ہو
والے ایک اجنبی تیغ زن سے ہے اور اگر وہ مقابلہ جیت گیا یا برابر رہا تو ملکہ اسے اپ

کا سپہ سالار مقرر کر دے گی۔ اشمون کا یہ جواب سن کر ملکہ خوش ہوئی اور اس بار
راست انوس بن دارم کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔
ن دارم کے بیٹے۔ یہ جوان جو اس وقت میرے سامنے کھڑا ہے اس کا نام حارث بن
ہے۔ حجاز کی سرزمین میں وادی تیمہ کا رہنے والا ہے اور میرے ہاں پناہ کا طالب ہوا
یں یہ بلا کا تیغ زن بہترین جنگجو۔ انتہائی طاقتور اور دلیر ہے۔ تم اس کے ساتھ تیغ
مقابلہ کرو۔ میں دیکھوں تم دونوں میں کون تیغ زنی میں زیادہ مہارت رکھتا ہے۔ میں
ں کے ساتھ وعدہ کیا ہے اگر یہ تمہیں مقابلے میں ہرا گیا یا اس مقابلے میں برابر رہا
میں اسے اپنے لشکروں کا سپہ سالار مقرر کر دوں گی۔
زینب کی اس گفتگو کے بعد انوس بن دارم عجیب سے انداز سے حارث بن حسان
دیکھنے لگا تھا۔ اس موقع پر حارث بن حسان حرکت میں آیا ملکہ کے قریب ہی وہ
سجدہ ریز ہو گیا۔ پھر وہ بڑی عاجزی۔ بڑی رقت اور بڑے دکھ ے سے انداز میں
کے حضور دعائیہ انداز میں کہہ رہا تھا۔
اے خداوند۔ اے ابراہیم کے خدا۔ اس وقت اور حالات نے مجھے لوح ازل پر خون
کا ایک حرف فرقت' کراہتی سسکیوں میں سلگتی زندگی کا خونی لمحہ بنا کر رکھ دیا ہے۔
مایوسیوں اور نامرادیوں کی ہوائیں میرے دامن میں تلخیاں اور آہیں بھرنے کے
یں۔ اے ابراہیم کے رب۔ یہ وقت کے خونی لمحے یہ حالات کی چیرہ دستیاں۔ میرے
ات میں آنسوؤں کی لکیریں' درد کی ساعتیں' سسکتے لمحے' اشکوں کے طوفان اور
ے ستارے بھرنے کے درپے ہیں۔ اے خدا۔ اے ابراہیم کے خدا اس جہان
موت میں گرمئی نبض حیات تیرے دم سے' کاروان وقت میں علم و ہنر کے راستے
ی ذات سے۔ یادوں کے ویران دریچوں میں لفظوں۔ خوابوں۔ آدرشوں کی رونق
ے کن سے۔
اے ابراہیم کے رب۔ تو مہربان اور رجوع کرنے والا آقا ہے۔ میری زندگی کانٹوں میں
ہوئی بیل جیسی ہو کر رہ گئی ہے۔ اور میں وقت کے سمندر میں پیاس کے ٹھہرے
ں کے اندر اس وقت لامرکز کھڑا ہوں۔ وقت کی بھٹکتی ارواح کی نوحہ گری۔ مجھے
کندہ تحریر جان کر مٹا دینے کے درپے ہیں۔ انسانوں کی اس منڈی میں حالات میرا
نے پر تلے ہوئے ہیں۔
اے اللہ۔ اے میرے مولا۔ اے میرے آقا۔ میری مدد فرما۔ مجھے ظلمت کے اس
ے امرت کا چشمہ' جدائی کے زخموں سے خوابوں کی جنت بنا۔ مجھے نفرت کی شام

سے چاہتوں کا سندیس اور حیات کی اذیتوں سے امن کی بشارت بنا کے نکال۔ اے مجھے غرور کی صداؤں سے خوشحالی کا گیت۔ بنجر لمحوں سے وصال کا میگھ بنا کر اٹھا دے

اے اللہ۔ میں بے سہارا اور بے آسرا انسان۔ صرف تیری ہی ذات پر بھر ہوں اور تجھ سے مدد مانگتا ہوں۔ تیری ہی ذات کے سامنے سر بسجود ہوتا ہوں۔ زندگی کے امتحانوں میں زیست کی آزمائشوں میں مجھے کامیاب و کامران بنا کہ میں اپنی زندگی کا کوئی مرکز بنا کر ایک عزم کے ساتھ کھڑا ہو سکوں۔"

زمین پر سجدہ ریز ہو کر حارث بن حسان دعا مانگتا رہا۔ اپنے زرہ کے اوپر اس پھٹا پرانا لباس پہنا ہوا تھا وہ تیز ہوا میں اڑتا رہا اس کی دعا کے الفاظ سن کر قریب کھ زینب کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلک صاف اور نمایاں طور پر دیکھی جا سکتی ختم کر کے حارث اٹھ کھڑا ہوا۔ اس لمحہ ملکہ زینب نے دیکھا اس کی آنکھوں میں چمک اور ہونٹوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تھی۔ جیسے وہ اپنے رب اپنے مالک۔ اپنے خا ساتھ کوئی عہد کرنے میں کامیاب ہو گیا ہو۔

اس کے ساتھ ہی ملکہ زینب نے مقابلہ شروع کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ یہ ہی انوس بن دارم نے پہلے اپنے بائیں ہاتھ میں ڈھال سنبھالی پھر ایک جھٹکے کے سا نے اپنی تلوار بے نیام کر لی تھی۔

حارث بھی حرکت میں آیا اپنی ڈھال سنبھالی۔ تلوار بے نیام کی اور آہستہ آ انوس بن دارم کی طرف بڑھا تھا اس موقع پر ملکہ زینب نے بڑے غور سے حار حسان کا جائزہ لیا اس نے دیکھا کہ انوس بن دارم کی طرف بڑھتے ہوئے حارث بن کی آنکھوں میں تاریخ کی گھٹاؤں کے اندر جوش مارتے اٹل طوفان اور سمندر کے جلا جوش مارتی جوہر کی صلاحیت جیسی حالت طاری ہو گئی تھی۔ اس کے چہرے پر سرابو طویل سلسلوں میں رقص کرتے حوادث کی لہریں۔ دکھ کے ویران لمحوں میں جلتے ا کے چراغوں اور ان گنت کرنوں کی مسکراہٹوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ دیکھا تھا۔

حارث بن حسان کی طرف دیکھتے دیکھتے ملکہ زینب چونک سی پڑی اس لئے کہ اس دیکھا کہ انوس بن دارم بے انت دوریوں میں ریت کی پیاس' بیکراں وسعتوں میں کے سفر' تاریک لمحوں کی کوکھ میں وحشت بھری تنہائیوں کی طرح حرکت میں آیا اور تلوار لہراتا ہوا۔ وہموں کے بگولوں' ہجر و فراق کے طوفانوں خزاں رت کے جبر' ظلم کی اور خون کی برسات کی طرح حارث بن حسان پر حملہ آور ہوا تھا۔

زینب نے دیکھا حارث بن حسان نے بڑی آسانی کے ساتھ انوس بن دارم کے روک دیا تھا اس نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ حارث بن حسان نے اپنے آپ کو اب حملے روکنے تک محدود کر رکھا تھا۔ اور انوس بن دارم کے وار روکتے روکتے اس ہونٹوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ خدوخال پہ ایک آسودگی اور زندگی کا بھرپور جمال تھا دیر تک اسی طرح بڑے سکون بڑے آرام سے حارث بن حسان انوس بن دارم کے روک کر اپنا دفاع کرتا رہا۔

نے دیکھا کہ اچانک حارث بن حسان دفاع کے خول سے باہر نکل آیا تھا اور وہ سے اضطراب اور کرب' طغیانیوں کے تلاطم اور گرداب کی یورش کی طرح دارم پر حملہ آور ہونے لگا تھا ملکہ زینب نے اندازہ لگایا کہ حارث بن حسان موت و نیستی کے کفن میں لپٹی آندھیوں' روح کو جسم سے علیحدہ کرتے مرگ کی طرح انوس بن دارم پر چھاتا جا رہا تھا۔ حارث بن حسان نے اپنے حملوں اس قدر تیزی اور تندی پیدا کر لی کہ وہ اپنے سامنے انوس بن دارم کو دور تک بھگا تھا۔ کافی دیر تک حارث بن حسان انوس بن دارم کو اپنے سامنے الٹے پاؤں بھگاتا تک کہ انوس بن دارم میں تھکاوٹ کے آثار پیدا ہو گئے اور انوس بن دارم کی فائدہ اٹھاتے ہوئے اچانک حارث نے اپنی ڈھال اس کے شانے پر دے ماری انوس بن دارم حارث کی ڈھال کی ضرب کھا کر لڑکھڑایا تھا اسی لمحہ حارث بن ایک ساتھ اپنی تلوا اور ڈھال انوس بن دارم پر برسا دی تھی۔ انوس بن دارم کی تلوار کو اپنی ڈھال پر روکا جبکہ حارث کی ڈھال اس کے دوسرے شانے پر اور یہ ضرب ایسی کاری تھی کہ انوس بن دارم زمین پر گر گیا تھا۔ حارث بن لو ضائع کئے بغیر آگے بڑھا اور اپنی تلوار کی نوک زمین پر گرے ہوئے انوس کی گردن پر رکھ دی اور دوسرا ہاتھ بڑھا کر اس نے اس سے اس کی تلوار اور کر دور پھینک دی تھی پھر حارث بن حسان نے ملکہ زینب کی طرف دیکھتے ہوئے

ملکہ مجھ جیسے اجنبی اور اپنے اس انوس بن دارم کے درمیان مقابلے کا انصاف تیرے سامنے میں نے اسے تیغ زنی کے فن میں زمین پر گرا کر اس کی تلوار اور ڈھال اس کے ہاتھ سے چھین لی ہے اب فیصلہ تیرے ہاتھ میں ہے چاہے تو مجھے کرا دے چاہے تو پھر مقابلہ شروع کرا دے لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر اس کا مقابلہ پھر کرایا گیا تو میں اس کی حالت پہلے کی نسبت بد ترین بنا کر رکھ دوں

گا ملکہ زینب کے جواب دینے سے پہلے ہی انوس بن دارم ہکلاتی ہوئی آواز میں
حارث بن حسان کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے اجنبی میں نہیں جانتا کہ اس موقع
فیصلہ دیتی ہے پر ملکہ سے پہلے تو میرا فیصلہ سن لے میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں
سے بہتر مجھ سے اعلیٰ پایہ کا تیغ زن ہے تیرے حملہ آور ہونے کا انداز کم از کم میں
اجنبی اور نا آشنا ہے دیکھ اجنبی تو نے اس مقابلے میں مجھے مات کر دیا ہے میں اپنی
تسلیم کرتا ہوں انوس بن دارم کے ان الفاظ سے ملکہ زینب کے چہرے پر
مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کسی قدر اونچی آواز میں حارث بن حسان کو مخاطب کر
لگی۔

دیکھ حسان کے بیٹے یہ مت خیال کرنا کہ میں تیرے اور انوس بن دارم کے
کسی قسم کا ظلم یا نا انصافی کروں گی دیکھ تو انوس بن دارم سے مقابلہ جیت چکا ہے
شبہ اپنے ذہن میں مت لانا کہ میں تمہیں سپہ سالار کا عہدہ دینے کے بجائے تیرے
کوئی دھوکہ اور فریب کروں گی نہیں اب میرا انصاف اور میرا فیصلہ بھی سن دیکھ
بیٹے تو یہ مقابلہ بڑی آسانی اور بڑی جرات مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جیت چکا
میں ابھی اور اسی وقت اپنے ان سارے لوگوں کی موجودگی میں تمہیں اپنے لشکر
سالار مقرر کرتی ہوں پھر ملکہ زینب اپنے مشیر اشمون بن حرب کی طرف مڑی اور
مخاطب کر کے کہنے لگی۔

سن حرب کے بیٹے تو ابھی اور اسی وقت حارث بن حسان کو اپنے ساتھ لے
میرے محل کے شرقی حصے میں قیام کرے گا اس کے لئے بہترین کپڑوں اور
انتظام کرو اور ضروریات کی جو چیزیں ایک سپہ سالار کے لائق ہونی چاہئیں وہ
فراہم کرو یہ انتظام جب ہو چکے تو مجھے اطلاع کرو میں ان سارے انتظامات کا
کروں گی۔ ملکہ زینب کا یہ فیصلہ سن کر حارث بن حسان کے چہرے پر خوشگوار
نمودار ہوئی تھی اتنی دیر تک اشمون بن حرب آگے بڑھا اور حارث بن حسان کو
لے گیا۔ وہاں جمع ہونے والے لوگ بھی اب چھٹ کر اپنے اپنے گھروں کو چلے
جبکہ ملکہ پھر اپنی خوابگاہ کی طرف چلی گئی تھی۔

○

یوناف اور کیرش ایک روز انطاکیہ شہر کی ایک نواحی سرائے کے کمرے
ہوئے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا کیرش سے گفتگو کرتے کرتے

خاموش ہو گیا تو کیرش بھی سمجھ گئی کہ یوناف پر ابلیکا وارد ہو رہی ہے لہٰذا وہ اپنے
اف کی گردن کے قریب لے گئی تھی اور کچھ سننے کی کوشش کرنے لگی تھی اس
ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دینے کے بعد بڑی خوش کن سی آواز میں کہنا
گیا۔

یوناف میرے حبیب تم اور کیرش دونوں اپنی نئی مہم کے لئے تیار ہو جاؤ میں نے آزان
اس یہودی کاہن کو تلاش کر لیا ہے جو تمہیں اور کیرش کو اندھا کرنے کے بعد اور
ی کا گلا گھونٹنے کے بعد تم دونوں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ابلیکا کے اس
پر یوناف نے "تقریباً" چونکتے ہوئے کہا۔
ابلیکا اگر تم نے کاہن آزان کو تلاش کر لیا ہے تو کہو اس وقت وہ کہاں ہے اس پر
مند سی آواز میں کہنے لگی دیکھ یوناف۔ وہ آزان نام کا کاہن اب پہلے جیسا بے بس
کاہن نہیں ہے بلکہ جب سے اس نے عزازیل کا کہنا ماننا شروع کیا ہے عزازیل نے
ریباً" مافوق الفطرت بنا کر رکھ دیا ہے۔ دیکھ یوناف اس کاہن کے پاؤں کو جو عزازیل
ساتھیوں کی مدد سے اس سے پہلے ایک اژدھا کے منہ کی طرح شکل و صورت دے
ی وہ پاؤں اب اس کا ٹھیک ہو چکا ہے۔ لیکن میں تم سے یہ بھی کہوں کہ اس آزان
ایک طرح سے آدم خور کی سی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ عزازیل نے اسے اس قدر
فطرت قوتوں سے نوازا اور سنوارا ہے کہ وہ کاہن بوقت ضرورت بذات خود ایک بہت
ژدھا کی صورت اختیار کرتا ہے جس طرح تم نے اس کے پاؤں کو دیکھا تھا کہ اس کے
دانت کسی بہت بڑے سانپ کے دانتوں کی طرح خوفناک تھے اسی طرح اور ایسی ہی
ورت اب وہ کاہن اپنی چہرے کی بنا لیتا ہے۔ یہ جانو کہ وہ کاہن اب بے شمار قوتوں
ہے اس سے نپٹنا اب تمہارے لئے اتنا آسان نہیں جتنا تم اس سے پہلے اس سے
تے تھے۔

بہرحال ہم اسے کھلی چھٹی نہیں دیں گے کہ وہ اپنی مرضی اور منشا کے مطابق جو چاہے
ا رہے۔ دیکھ یوناف۔ میرے حبیب۔ آزان نام کے اس کاہن نے ان دنوں دریائے
کے کنارے قدیم نینوا شہر کے کھنڈرات میں قیام کر رکھا ہے۔ گاہے گاہے وہ بہت
اژدھا کی شکل و صورت اختیار کرتا ہے اور نینوا شہر کے کھنڈرات میں اپنی بکریاں
اور ریوڑ چرانے والے چرواہوں پر وارد ہوتا ہے کبھی وہ کسی چرواہے کو نگل جاتا ہے
چھوٹے موٹے جانور کو اس طرح نینوا شہر کے کھنڈرات میں ایک طرح سے اس نے
ہراس پھیلا کر رکھ دیا ہے۔ بہت سے لوگوں نے چونکہ آزان نام کے اس کاہن کو

اژدھا کی صورت میں نینوا شہر کے کھنڈرات میں دیکھا ہے لہٰذا وہ لوگ خیال کرنے لگے
کہ یہ نینوا شہر چونکہ قدیم اور ایک طرح سے دیومالائی شمار کیا جاتا ہے اور نینوا شہر کی تباہی
بربادی کا انتقام وہ اس شہر کے کھنڈرات میں داخل ہونے والے لوگوں سے لیتا ہے۔
اب نینوا شہر کے ان کھنڈرات کے آس پاس کی بستیوں کے لوگوں کی یہ حالت ہو
ہے کہ وہ اسے نینوا کا کوئی قدیم دیوتا جان کر کھنڈرات میں اس کے لئے چڑھاوے چڑھا
لگے ہیں۔ لوگ اپنی بھیڑ۔ بکریوں کے پہلوٹھے۔ دودھ۔ گوشت اور طرح طرح کی اشیا
مزیدار کھانے بنا بنا کر نینوا شہر کے کھنڈرات میں سجاتے ہیں جب سے بستی کے لوگوں نے
کرنا شروع کیا ہے کاہن آزان نے بھی تباہی اور بربادی کا سلسلہ بند کر دیا ہے۔ اس لئے
لوگ یہ گمان کرنے لگے ہیں کہ چڑھاوے چڑھانے سے نینوا شہر کے کھنڈرات کا وہ دیوتا
ہوتا ہے اور کسی کو نقصان نہیں پہونچاتا۔ اور اب لوگوں کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ لو
نینوا شہر کے کھنڈرات سے پتھر لے جا کر اس جیسے اژدھا کے بت بناتے ہیں جس
صورت میں انہوں نے آزان کو نینوا کے کھنڈرات میں دیکھا تھا۔ اسی طرح کے وہ بت
کے بت اپنے گھروں میں بھی رکھنے لگے ہیں اور نینوا شہر کے کھنڈرات میں بھی سجاتے
تا کہ دیوتا ان سے خوش ہو اور انہیں کوئی نقصان نہ پہونچائے۔ اس طرح سے کاہن آ
کو استعمال کرتے ہوئے عزازیل نے ایک طرح سے ان علاقوں میں شرک کی ابتدا کر
ہے۔ یوناف میرے حبیب آؤ۔ کیرش کو ساتھ لو اور کاہن کے خلاف حرکت میں آئیں
وہاں سے مار بھگائیں یا اس کا خاتمہ کریں تا کہ نینوا شہر کے ان کھنڈرات میں شرک کی
ہو۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف بولا اور کہنے لگا

تم ٹھیک کہتی ہو ابلیکا۔ میں اور کیرش ابھی اور اسی وقت نینوا شہر کے کھنڈرا
طرف کوچ کریں گے۔ اور انطاکیہ کے کاہن سے نپٹنے کی کوشش کریں گے۔ اس پر
فکرمند سی آواز میں بولی اور کہنے لگی۔ دیکھ یوناف۔ انطاکیہ کے اس کاہن سے نپٹ
آسان نہیں جتنا آسانی سے تم نے کہہ دیا ہے۔ میں تمہیں پہلے ہی بتا چکی ہوں کہ عزاز
نے اسے انتہا درجہ کی اور خوفناک قسم کی مافوق الفطرت قوتوں سے لیس کر رکھا ہے
ہمیں دیکھ بھال کے بہت محتاط انداز میں سوچ سمجھ کر نینوا کے کھنڈرات میں داخل ہو
انطاکیہ کے اس کاہن سے نپٹنا ہو گا۔ بہرحال تم دونوں تیار رہو۔ تا کہ یہاں سے کو
کریں۔ دیکھ اس کاہن کے خلاف حرکت میں آنے سے پہلے میرے مشورے اور میر
اقدام کا انتظار ضرور کرنا۔ اب تم اور کیرش حرکت میں آؤ۔ میں تمہارے ساتھ ہوں
نینوا شہر کی طرف یہاں سے کوچ کریں۔

ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف نے اپنے پہلو میں بیٹھی ہوئی کیرش کی طرف تیز
نگاہوں سے دیکھا۔ جواب میں کیرش مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔ میں آپ اور ابلیکا دونوں کی
گفتگو غور سے سن چکی ہوں آپ بے فکر رہیں۔ میں تو ہر حال میں آندھی طوفانوں گرم۔
سرد میں آپ کا ساتھ دینے کا طے کئے ہوئے ہوں۔ لہٰذا آیئے نینوا شہر کی طرف کوچ کریں۔
اس کے ساتھ ہی یوناف اور کیرش دونوں نے ایک دوسرے کو مخصوص اشارہ کیا پھر وہ دونوں
اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور انطاکیہ شہر کی سرائے سے وہ نینوا کے کھنڈرات
کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

سورج غروب ہونے کے بعد یوناف اور کیرش دونوں دریائے فرات کے کنارے نینوا شہر
کے کھنڈرات میں نمودار ہوئے۔ تھوڑی دیر تک وہ انطاکیہ کے اس کاہن کو تلاش کرنے
کے لئے کھنڈرات کے اندر گھومتے رہے اچانک ایک جگہ دونوں ٹھٹک کر اور دہشت زدہ
ہو کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے دیکھا ان کے سامنے ایک بہت بڑا اژدھا نمودار ہوا
اس نے اپنے پھن کو کسی بڑے درخت کے تنے کی طرح اوپر اٹھا رکھا تھا اس کی آنکھوں
سے جسم کو جلا دینے والی اور بھسم کر دینے والی روشنی پھوٹ رہی تھی۔ قبل اس کے کہ
اژدھا کی آنکھوں سے نکلنے والی روشنی یوناف اور کیرش کو اپنا ہدف بناتی۔ یوناف نے فوراً
کیرش کو اپنے ساتھ لپٹایا پھر وہ زور دار انداز میں جست لگاتا ہوا ایک طرف ہٹ گیا تھا۔
اس کے بعد یوناف اور کیرش دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور ایک بہت بڑی
چٹان کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئے تھے۔ اس موقع پر یوناف بولا اور کیرش کو مخاطب کر کے
کہنے لگا۔

دیکھ کیرش یہ جو اژدھا ہم نے دیکھا ہے اور جس کی آنکھوں سے جسم کو جلا دینے والی
بجلی کے کوندے جیسی روشنی پھوٹ رہی تھی میں سمجھتا ہوں یہی انطاکیہ کا کاہن آزان
ہے۔ دیکھ کیرش تو یہیں بیٹھی رہ۔ میں بیٹھے ہی بیٹھے اس چٹان کے اطراف میں جس کی اوٹ
میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں سری عمل کرتا ہوں تا کہ وہ اژدھا اگر ہماری طرف بڑھ کر ہم پر
حملہ آور ہونے کی کوشش کرے تو ہم محفوظ رہیں۔ کیرش نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق
کیا اس پر یوناف فوراً حرکت میں آیا اور اپنی تلوار نکال کر اس نے اپنا سری عمل کیا پھر
اس چٹان کی اوٹ میں وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے اس کے اردگرد اس نے ایک حصار کھینچ دیا
اور پھر دوبارہ اپنی جگہ وہ کیرش کے پہلو میں آ بیٹھا تھا۔

اس موقع پر کیرش بولی اور کہنے لگی۔ ہمیں چٹان کی اوٹ سے جھانک کر دیکھنا تو چاہئے
کہ اژدھا اب کہاں ہے۔ یوناف نے کیرش کی اس تجویز سے اتفاق کیا جوں ہی ان دونوں نے

چٹان کے اوپر سے جھانکا انہوں نے دیکھا اژدھا اب ان کے بالکل قریب آ کر کھڑا ہو گیا تھا
لہٰذا یوناف نے فوراً کیرش کو نیچے کھینچ لیا اور دونوں ایک کونے میں سے اژدھے کی طرف
دیکھنے لگے انہوں نے دیکھا کہ ان کے دیکھتے ہی دیکھتے اژدھے نے جو منہ کھولا تو اس کے منہ
سے گویا آگ کا ایک سیلاب پھوٹ نکلا تھا۔ اس آگ سے اژدھے نے اس چٹان کو ہدف بنانا
چاہتا جس کی اوٹ میں یوناف اور کیرش بیٹھے ہوئے تھے۔ لیکن چونکہ یوناف نے پہلے ہی
چٹان کے گرد ایک حصار کھینچ دیا تھا لہٰذا اژدھے کے منہ سے نکلنے والی آگ اس چٹان تک
پہونچنے میں کامیاب نہ ہو سکی تھی۔ جس کی بناء پر یوناف اور کیرش دونوں محفوظ رہے
تھے۔

اژدھے کے منہ سے نکلنے والی آگ جب اس چٹان کو کوئی نقصان نہ پہونچا سکی تو
اژدھا شاید فکر مند ہوا اس نے اپنا رخ پھیرا اور اپنے منہ سے نکلنے والی آگ کا رخ اس نے
جب ایک دوسری چٹان کی طرف کیا تو یوناف اور کیرش دنگ رہ گئے تھے۔ اژدھے کے منہ
سے نکلنے والی اس آگ نے ان کے قریب ہی ایک دوسری چٹان کو پاش پاش کر کے اور
کرتے ہوئے راکھ میں تبدیل کر دیا تھا۔ اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا
پھر ابلیکا کی پر سکون آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔

یوناف۔ میرے حبیب۔ یہ جو سامنے بڑ کے درخت کے کسی بڑے تنے کی طرح اژدھا
کھڑا ہے یہ ہی انطاکیہ کا کاہن آزان ہے۔ جو بے شمار سری قوتوں کا مالک ہے۔ اس طرح
چٹان کے پیچھے چھپ کر یہ اژدھا قابو میں آنے والا نہیں اور زیر ہونے والا نہیں۔ ہمیں اس
کے خلاف حرکت میں آنا ہو گا۔ اب تم دونوں اس چٹان کے پیچھے اٹھ کھڑے ہو۔ یوناف
نے بہت اچھا کیا جو تم نے چٹان کے گرد حصار کھینچ دیا ہے اس طرح اژدھے کی آنکھوں اور
منہ سے نکلنے والی آگ اور روشنی تم دونوں کو نقصان نہیں پہونچا سکتی۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا تھوڑی دیر رکی پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے
کہہ رہی تھی۔ دیکھ یوناف۔ پہلے تم کھڑے ہو۔ جبکہ کیرش تمہاری پیٹھ پر کھڑی ہو گی۔ اور
پوری طرح تمہارے جسم کے ساتھ لپٹ جائے گی۔ اس کے بعد میں کیا کرتی ہوں پھر
دیکھتے جانا۔ اب تم دونوں کھڑے ہو جاؤ تا کہ میں اپنے کام کی ابتدا کروں۔ ابلیکا کی تجویز پر
یوناف چٹان کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ کیرش بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ یوناف کی پیٹھ سے لپٹ کر
کھڑی ہو گئی تھی۔ اپنے دونوں ہاتھ اس نے یوناف کی چھاتی کے گرد لپیٹ لئے تھے۔ ادھر
اژدھے نے جب اپنے سامنے یوں بے باکی کے ساتھ یوناف اور کیرش کو کھڑے دیکھا تو
اپنے منہ سے انتہا درجہ کی خوفناک آوازیں نکالتا ہوا آگے بڑھا۔

اس موقع پر ابلیکا بھی حرکت میں آئی۔ یوناف نے دیکھا کہ ابلیکا نے پہلے اس کی
گردن پر لمس دیا پھر یہ لمس کچھ ایسا تیز ہوا کہ ابلیکا اپنی جسامت بڑھاتی چلی گئی پھر ابلیکا کی
جسامت ایسی بڑھی کہ یوناف اور کیرش دونوں کو ابلیکا نے پاؤں سے لے کر کندھوں تک
بہت بڑے اژدھے کی صورت میں لپیٹے دے کر ڈھانپ لیا تھا
اس وقت ابلیکا بہت بڑے اژدھے کی صورت میں یوناف اور کیرش کے جسموں پر بل
ڈالتے ہوئے انہیں ڈھانپ رہی تھی تو کیرش چلا اٹھی اور خوفزدہ سے انداز میں یوناف کو
مخاطب کر کے وہ پوچھنے لگی یوناف یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا ہم کسی نئے جال میں پھنس گئے
ہیں۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ کیرش فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ اژدھا جو میرے اور تمہارے جسم
کو لپیٹے کر ہمیں ڈھانپنے کی کوشش کر رہا ہے یہ حقیقت میں ابلیکا ہی ہے۔ جو ہمارے
لئے ایک کام سرانجام دے رہی ہے۔ یوناف کے اس انکشاف پر کیرش کو کچھ تسلی ہوئی اور پھر
پر سکون انداز میں اس نے اپنی تھوڑی یوناف کے شانے پر جما دی تھی۔ اور بڑی فکر
سے اپنے سامنے اس اژدھے کو دیکھ رہی تھی جو لحظہ بالحظہ قریب ہوتا جا رہا تھا۔ اس
طرف ابلیکا نے جو ایک بہت بڑے اژدھے کی صورت اختیار کر گئی تھی یوناف اور کیرش
کو سر سے لے کر گردنوں تک اپنی لپیٹوں میں ڈھانپ لیا تھا پھر ایسا ہوا کہ کیرش اور
یوناف دونوں نے ابلیکا کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ وہ دنگ رہ گئے ابلیکا ایک بہت بڑے اور
خوفناک کے اژدھے کی صورت اختیار کر چکی تھی۔ اور اپنا پھن وہ یوناف اور کیرش کے
سامنے پھیلاتی ہوئی ان کے سامنے لے آئی تھی۔

اس کام کی تکمیل کے بعد جس طرح نینوا شہر کے کھنڈرات میں نمودار ہونے والے
اژدھے کی آنکھوں اور منہ سے نکالی اور یہ روشنی اور آگ براہ راست اس اژدھے پر پڑی۔
ایسا لگتا تھا کہ فضاؤں کے اندر ایک خوفناک چیخ بلند ہوئی یوں لگتا تھا جیسے نینوا کے ان
کھنڈرات میں بہ یک وقت کئی لوگوں کو ایک ساتھ کند چھری کے ساتھ ذبح کر دیا گیا ہو۔
پھر چیخیں تھمیں تو یوناف نے دیکھا ان کے سامنے نمودار ہونے والا اژدھا وہاں نہ تھا اور
نینوا کے کھنڈرات میں چاروں طرف اداسی اور افسردگی پھیلی ہوئی تھی اس کے ساتھ ہی
ابلیکا نے یوناف اور کیرش کے گرد اپنے بل کھول دیئے۔ اپنی جسامت کو اس نے تبدیل کر
کے ایک ننھے اور باریک سے سانپ کی صورت میں اس نے یوناف کی گردن پر لپیٹا دیتے
ہوئے لمس دیا اور قہقہے برساتی ہوئی آواز میں وہ بولی اور یوناف سے پوچھا۔
یوناف۔ میرے حبیب۔ انطاکیہ کے اس کاہن کے خلاف میرا حرکت میں آنا تمہیں

کیسا لگا۔ جوں ہی میں نے اسی کی سی شکل و صورت اختیار کرتے ہوئے اس پر آگ ا
روشنی پھینکی وہ چلا اٹھا اور یہاں سے بھاگ گیا۔ اس پر کیرش فکرمند سی آواز میں بولی۔ ا
یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ یوناف یہ ابلیکا تو کہہ رہی ہے وہ یہاں سے بھاگ گ
ہے کیا آزان کا خاتمہ نہیں ہوا۔ کیرش کی آواز چونکہ ابلیکا نے بھی سن لی تھی لہٰذا ا
پہلے کی نسبت بلند آواز میں کہنے لگی اس کاہن کا خاتمہ کرنا اتنا آسان نہیں جتنا تم دونو
سمجھ لیا ہے۔ بس میں نے تم دونوں کا اس سے دفاع کر لیا ہے تاہم وہ یہاں سے بھا
میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اب ایک بار پھر مجھے اسے تلاش کرنا پڑے گا اب میں دیکھتی ہو
وہ کس جگہ اپنا ٹھکانہ بناتا ہے اور اس بار ہم کسی نئے حربے کے تحت اس کے خلا
حرکت میں آئیں گے تا کہ اس کا خاتمہ کر سکیں۔ اب تم دونوں حرکت میں آؤ اس
شہر کے اندر جس قدر سانپ نما بت رکھے ہیں۔ وہ سارے توڑ پھوڑ دو۔ اور پھر وا
انطاکیہ کی اسی سرائے میں چلے جاؤ۔ اور میرا انتظار کرو یہاں تک کہ میں پھر تمہیں اس
سے متعلق معلومات فراہم کروں گی۔

ابلیکا کے اتنا کہنے پر یوناف اور کیرش فورا" حرکت میں آئے۔ نینوا شہر کے کھنڈرا
میں لوگوں نے جو پتھروں اور مٹی کے ناگ دیوتا کے سے بت بنا کے رکھے تھے وہ دونو
مل کر سب توڑ پھوڑ دیئے۔ اور ان سب کا صفایا کرنے کے بعد وہ دونوں پھر انطاکیہ
سرائے میں قیام کرنے کے لئے نینوا شہر کے کھنڈرات سے اپنی سری قوتوں کو حرکت
لاتے ہوئے کوچ کر گئے تھے۔

○

پالمیرہ یعنی تدمر کی ملکہ زینب اپنے نئے سپہ سالار یعنی حارث بن حسان کے سا
کر دن رات اپنی عسکری قوت میں اضافہ کرتی جا رہی تھی۔ یہ بات ایران کے بادشاہ شا
اول کے لئے یقینا" اندیشے کی علامت تھی۔ گو ایران کا شہنشاہ شاہ پور پالمیرہ کی ملکہ زین
طاقت اور قوت سے خائف بھی تھا لیکن دوسری طرف وہ یہ بھی پسند نہیں کرتا تھا ک
علاقوں میں ملکہ کی طاقت اور قوت میں اضافہ ہو۔ شاہ پور کو یہ بھی خطرہ اور اندیشہ تھا ک
ملکہ نے اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کر لیا اور کسی موقع پر اس نے رومنوں کے
اس نے اتحاد کر لیا تو وہ ایران میں ساسانی سلطنت کے خاتمے کا باعث بھی بن سکتی ہے۔
ان خدشات اور ان خطرات کے تحت ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے ایک بہت بڑا
ترتیب دیا اور اپنے ایک نامور اور تجربہ کار جرنیل کو اس لشکر کا سالار مقرر کیا۔ پھر اس

کو شاہ پور نے پورے کیل کانٹے سے لیس کرنے کے بعد ایران سے پالمیرہ کی طرف روانہ
کیا۔ تا کہ ملکہ زینب پر ایک کاری ضرب لگائی جائے اور وہ ضرب ایسی ہو کہ آنے والے
دور میں ملکہ زینب رومنوں کے ساتھ اتحاد کرنے کے قابل نہ رہے اور نہ ہی ایران میں
ساسانی سلطنت کے خاتمے کا باعث بن سکے۔

○

حارث بن حسان ایک روز ملکہ زینب کے کمرہ خاص میں داخل ہوا اس نے دیکھا ملکہ
اس کمرے کے وسط میں سونے کے کام سے مزین اپنی نشست پر بیٹھی ہوئی تھی حارث بن
حسان کو دیکھتے ہوئے حسین و جمیل ملکہ کے خوبصورت چہرے پر خوش کن مسکراہٹ نمودار
ہوئی۔ ہاتھ کے اشارے سے ملکہ زینب نے حارث بن حسان کو اپنے سامنے بیٹھنے کے لئے
کہا۔ حارث چپ چاپ وہاں بیٹھ گیا پھر وہ ملکہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور پوچھنے لگا۔ خانم
کیا تم نے مجھے طلب کیا ہے۔

اس پر ملکہ زینب تھوڑی دیر تک بڑے پیارے انداز میں حارث بن حسان کی طرف
دیکھتی رہی پھر وہ کہنے لگی دیکھ حسان کے بیٹے۔ میرے مخبروں نے یہ اطلاع کی ہے کہ ایران
کے شہنشاہ شاہ پور نے ایک لشکر ہماری طرف روانہ کیا ہے شاہ پور کو خطرہ ہے کہ میں کہیں
رومنوں سے اتحاد کر کے اس کے لئے خطرہ کا باعث نہ بن جاؤں لہٰذا وہ ایسا ہونے سے پہلے
ہی میرا اور میری سلطنت کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے۔ حسان کے بیٹے۔ میں نے تمہیں اس لئے
طلب کیا ہے کہ اب تم میرے لشکروں کے سپہ سالار ہو۔ میں تم سے پوچھتی ہوں کیا تم شاہ
پور کے اس لشکر کو جو ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑی تیزی سے ہمارے مرکزی شہر
پالمیرہ کا رخ کر رہا ہے۔ مار بھگانے کا حوصلہ اور عزم رکھتے ہو

ملکہ زینب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے حارث بن حسان نے ایک بار اسے
بڑے غور سے دیکھا پھر وہ اپنی چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا دیکھ ملکہ میں تیری بھی حفاظت
کروں گا اور تیری سلطنت کی بھی۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ شاہ پور نے جو لشکر پالمیرہ
پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا ہے میں اسے تمہارے اس مرکزی شہر تک نہ پہونچنے
دوں گا بلکہ اسے صحراؤں کے اندر ایسی شکست دوں گا کہ آنے والے دور میں پھر کبھی شاہ
پور کو تم پر حملہ آور ہونے کی جرات اور ہمت نہ ہو گی۔

حارث بن حسان کا یہ جواب سن کر ملکہ زینب کے چہرے پر گہری مسکراہٹ پھیل گئی
تھی۔ کچھ دیر تک وہ بھی بڑے غور سے حارث کی طرف دیکھتی رہی پھر ایک عزم اور فیصلہ

کن انداز میں وہ کہنے لگی۔ دیکھ حسان کے بیٹے۔ اگر تو نے شاہ پور کے اس لشکر کو جو ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے شکست دے دی تو میں تیرے ساتھ وعدہ کرتی ہوں کہ جب تو فاتح کی حیثیت سے پالمیرہ شہر میں لوٹے گا تو میں شب عروسی کے لباس میں تیرا استقبال کروں گی اور جس روز تو شہر میں داخل ہو گا اسی روز میں تم سے شادی کر لوں گی۔ اور مزید سنو ابن حسان۔ اگر تم شاہ پور کے لشکر کو مار بھگانے میں کامیاب نہ ہوئے تو پھر میں تم سے شادی تو نہیں کروں گی لیکن تم میرے لشکر کے سپہ سالار اسی طرح برقرار رہو گے۔

ملکہ زینب کی اس پیشکش پر حارث بن حسان بے حد خوش ہو گیا تھا۔ پھر وہ کہنے لگا دیکھ ملکہ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں تیرے علاقوں کی خوب حفاظت کروں گا۔ حارث کا جواب سنتے ہوئے ملکہ زینب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی اگر یہ بات ہے تو میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہارے کوچ کی تیاریاں کراتی ہوں میں چاہتی ہوں کہ تم آج ہی لشکر لے کر شاہ پور کے لشکر کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ ہو جاؤ۔ حارث بن حسان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور چپ چاپ ملکہ زینب کے ساتھ ہو لیا۔ شام سے پہلے ہی پہلے ملکہ زینب نے کوچ کی تیاریاں مکمل کر دیں پھر حارث پالمیرہ شہر سے جنوبی صحراؤں کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

ایران کے شہنشاہ شاہ پور کا لشکر بڑی تیزی سے صحرائے پالمیرہ میں جنوب کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا کہ صحرا کے اندر حارث بن حسان اپنے لشکر کے ساتھ اس کی راہ روک کر کھڑا ہوا۔ ایرانی لشکر کے کمانداروں کو جوں ہی خبر ہوئی کہ ملکہ زینب کے سپہ سالار نے ان کی راہ روک دی ہے تو اس نے فوراً اپنے لشکر کو حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا تھا۔

اپنے سالار کا حکم سنتے ہی ایرانی لشکری نفرت کے آشوب میں وحشت کے طوفان، بیکراں وسعتوں میں وقت بد ترین تمرد، گرد و پیش کے دھوئیں میں جبر کی سلگتی آگ کی طرح ہر طرف سے حملہ آور ہوتے ہوئے میدان جنگ کے اندر پیاس کے ابلتے طوفان۔ افق افق میں وحشتیں۔ قدم قدم پر ویرانیاں کھڑی کرنے لگے تھے۔

دوسری طرف حارث بن حسان بھی بڑی حاضر دماغی سے کام لے رہا تھا۔ وہ ایرانیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے آہستہ آہستہ اپنے لشکر کی اگلی صفوں کو پھیلاتا جا رہا تھا۔ اور اگلی صفوں کے پھیلنے کے ساتھ ساتھ پچھلی صفیں بھی ان کے تعاقب میں پھیلتی جا رہی تھیں۔ شاید یہ سب کچھ حارث بن حسان کی پہلے سے لشکریوں کے ساتھ طے شدہ تجاویز کے مطابق ہو رہا تھا۔

حارث بن حسان اپنے لشکر کو پھیلاتے پھیلاتے ایرانی لشکر کے پہلوؤں تک بڑھا کے لے گیا تھا۔ پھر وہ دفاع سے نکلا اور جارحیت پر اترا۔ سامنے اور طرفین سے اپنے لشکریوں کی امیدوں کو راکھ کرتے کڑوے کسیلے ذائقوں، صعوبتوں کے سلسلوں میں عزم کی بے پناہ امنگوں کی طرح حرکت میں لایا۔ ایرانی لشکر پر وہ سامنے دائیں بائیں سے موت کے سکوت جیسا اور زندگی کی ویرانیاں پھیلاتی بے کل خواہشوں، رقص کرتے سیالوں، موسم کے تغیر میں حرکت میں آنے والے فنا کے تباہ کن سیلاب کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

صحرائے پالمیرہ میں تھوڑی دیر تک گھمسان کی جنگ ہوتی رہی۔ اس دوران حارث بن حسان نے اپنے تیز حملوں سے ایرانی لشکر کی حالت صدیوں کی تنہائی، مایوسی کی کہر، بھڑکتی آگ کے غضب میں بھسم ہوتے بنجر بگولوں جیسی بنا کے رکھ دی تھی۔ پھر وہ وقت بھی آیا کہ حارث بن حسان نے اپنے لشکریوں کے ساتھ ایرانیوں کی اگلی صفیں مکمل طور پر ادھیڑ کر رکھ دی تھیں اپنی یہ حالت دیکھتے ہوئے ایرانی اپنا سارا جنگی ساز و سامان اور خوراک کے ذخائر بھول کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ یہ حارث بن حسان کے ہاتھوں ایرانیوں کی بد ترین شکست تھی۔ حارث بن حسان نے ان کا تعاقب کیا اور یہ تعاقب کئی میلوں تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ حملہ آور ایرانی لشکر کی تعداد حارث بن حسان کے ہاتھوں قتل عام ہونے کی وجہ سے نہ ہونے کے برابر رہ گئی تھی۔ بہت کم ایرانی لشکری اپنی جانیں بچا کر صحرائے پالمیرہ سے نکل کر اپنی حدود میں داخل ہونے میں کامیاب ہوئے تھے۔ حارث بن حسان اپنے لشکر کے ساتھ پلٹا اور جس جگہ جنگ ہوئی تھی وہاں ایرانیوں کے پڑاؤ میں جو خوراک اور جنگی ساز و سامان سے بھرا پڑا تھا قبضہ کر لیا اور اس نے اپنے لشکر کے ساتھ وہیں پڑاؤ کر لیا تاکہ شکست کا بدلہ لینے کے لئے کوئی اور ایرانی لشکر ادھر کا رخ کرے تو وہ اس کے لئے بھی عبرت خیزی کا سامان فراہم کر سکے۔

ایران کے شہنشاہ شاہ پور کو جب اپنے لشکر کی بد ترین شکست کا علم ہوا تو اس نے دل میں ٹھان لی کہ وہ ملکہ زینب سے اپنے لشکر کی شکست کا انتقام ضرور لے گا۔ ملکہ کے سپہ سالار حارث بن حسان کے ہاتھوں اس شکست کو شاہ پور نے اپنی توہین اور اپنی بے عزتی جانا اور ملکہ پر دوبارہ حملہ آور ہونے کے لئے وہ تیزی سے لشکر تیار کرنے لگا تھا۔ اسے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ملکہ زینب کا سپہ سالار صحرائے پالمیرہ میں پڑاؤ کر کے ایران کے کسی دوسرے لشکر کا منتظر ہے لہٰذا اس صورت حال میں اس نے اپنی تیاریوں میں اور اضافہ کر دیا تھا۔ پر قدرت کو منظور نہ تھا کہ شاہ پور ملکہ پر دوبارہ حملہ آور ہو سکے۔ اسی دوران موت نے اسے آ لیا اور وہ اس فانی دنیا سے کوچ کر گیا۔

شاہ پور نے جہاں مختلف مواقع پر رومنوں کے خلاف بہترین کامیابیاں حاصل کیں
امن کے زمانے میں اس نے اپنی سلطنت کے لئے بھلائی کے کام بھی کئے۔

امن و امان کے زمانے میں شاہ پور نے تعمیرات کی طرف بھی توجہ دی۔ دریائے قا
میں اکثر طغیانی آتی تھی۔ جس سے شہروں کے شہر تباہ ہو جاتے تھے۔ شاہ پور نے شوستر
مقام پر ایک مستحکم بند تعمیر کرایا۔ جس سے طغیانی کے خطرات کا سد باب ہو گیا۔
شادروان یا بند قیصر کے نام سے منسوب ہے۔ اس بند کے ذریعے بلند تر مقامات پر پانی
کر کھیتوں کی آب پاشی ہوتی تھی۔ یہ بند اب بھی موجود ہے۔ اور رومن شہنشاہ و یلیر
اسیری کی یاد دلاتا ہے اس لئے کہ یہ بند رومن شہنشاہ اور اس کے ساتھ گرفتار ہونے وا
رومنوں کو کام میں لا کر تعمیر کیا گیا تھا۔

شاہ پور نے متعدد نئے شہر بھی آباد کئے ایک شہر کا نام شاہ پور رکھا جو اہواز کے
میں واقع تھا کہتے ہیں یہ شہر اس علاقے میں رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا اور پر رونق
سردی کا موسم ہو یا گرمی کا یہاں شادابی میں کمی نہیں آتی تھی اس علاقے میں شاہ پ
شاہ پور کے نام سے بھی ایک اور شہر بسایا۔ اس شہر کا نام اصل میں انیتوک شاہ پور تھا
مطلب یہ ہے کہ یہ شہر انطاکیہ سے بہتر ہے بعد میں اس شہر کا نام وندی شاہ پور پھر
شاہ پور اور آخر میں جندی شاہ پور ہوا۔ یہ شہر شوستر اور ڈزفول شہروں کے مابین واقع
یہاں رومن اسیروں کو آباد کیا گیا تھا اس کے علاوہ شاہ پور نے استخر شہر کے مغرب میں
اور شہر بھی آباد کیا۔ جس کا نام اس نے اپنے نام پر شاہ پور ہی رکھا۔

اپنے دور حکومت کے آخری ایام میں شاہ پور نے ایک بہت بڑا لشکر ترتیب د
خراسان کے حکمران پہلیرگ کو شکست دی اور اسے قتل کر دیا۔ اور جس جگہ خراسان
حکمران کے ساتھ جنگ ہوئی تھی وہاں اس نے ایک مستحکم شہر کی بنیاد رکھی تھی۔ اس
نام شاہ پور نے نیو شاہ پور یعنی پسندیدہ شاہ پور رکھا۔ جو بعد میں کافی عرصہ تک اس
مشہور رہا لیکن آنے والے دور میں اس کا نام بگڑ کر نیو شاہ پور سے نیشا پور مشہور ہو گیا
شہر اب بھی نیشا پور کے نام سے موجود ہے۔

تعمیرات کے علاوہ شاہ پور نے فن سنگتراشی کی طرف بہترین دھیان دیا شاہ پور
روم و یلیرین پر فتح حاصل کرنے کی یاد میں متعدد مقامات پر ابھرواں تصویریں بنوائیں
قسم کی ایک بہت بڑی تصویر شور ستم میں ہے جس میں شاہ پور ایک گھوڑے پر سوار
گھوڑے کا دایاں پاؤں اوپر کو اٹھا ہوا ہے شاہ پور گلے میں کنٹھا اور کانوں میں بالیاں
ہوئے ہے اس کا بایاں ہاتھ تلوار کے قبضے پر ہے جو پٹی کے ساتھ آویزاں ہے دایاں

قیصر روم و یلیرن کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو اس کے آگے گھٹنے ٹیک رہا ہے اور
ہاتھ شاہ پور کی طرف پھیلا رکھے ہیں۔ جیسے وہ اس سے رحم کی التجا کر رہا ہو۔ اس کے
میں ایک شخص رومن لباس میں ملبوس کھڑا ہے مورخین کا خیال ہے کہ یہ شخص
ہو گا جو ایک رومن جرنیل تھا جس نے قیصر روم کے ساتھ دشمنی بناتے ہوئے شاہ
کیمپ میں پناہ لے لی تھی۔ یہ تصویر ساسانی عہد کے فن سنگتراشی کا ایک عمدہ نمونہ
تصویر کے نیچے بھی ایک کتبہ کندہ تھا جو اب بھی موجود ہے لیکن اس کی تحریر
ھی جا سکتی۔

ایک اور تصویر میں شاہ پور گھوڑے پر سوار ہے اور رومن جرنیل سریاڈس اس کے
کھڑا ہے گھوڑے کے نیچے ایک شخص پڑا ہے سامنے قیصر روم و یلیرین گھٹنے دے کر
اوپر ایران کے خدا آہنور مزدا کے فرشتے کو پرواز کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اور وہ
اپنے دونوں ہاتھوں سے شاہ پور کو تاج دے رہا ہے۔

ایک اور ابھرواں تصویر میں بہت سے اشخاص نیچے اوپر چار قطاروں میں کھڑے ہیں ان
یات واضح طور پر دکھائی دیتی ہے۔ دائیں طرف کی اوپر کی دو قطاروں کے لوگ گھٹنوں
لمبے کرتے پہنے ہوئے ہیں نیچے پاجامے ہیں۔ بعض کے ہاتھوں میں تاج اور بعض کے
پر طشت ہیں۔

بائیں طرف کی تیسری تصویر میں کچھ لوگ رومن لباس میں ملبوس ہیں ان میں سے
ہاتھ اور دوسرا گھوڑا پیشکش کے لئے لا رہا ہے۔ اس سے آگے اہل روما کا مذہبی پیشوا
اس کے سر پر ایرانیوں کی دیوی اناہیدہ پرواز کر رہی ہے۔ یہ حلقہ سلطنت کا بادشاہ کی
بڑھ رہا تھا سامنے بادشاہ گھوڑے پر سوار ہے جس کی خدمت میں تحائف بردار لوگ
رہے ہیں۔ دائیں طرف کی نچلی تصویر میں بادشاہ کو رتھ میں سوار دکھایا گیا ہے اسے
ڑے کھینچ رہے ہیں۔ بائیں طرف کی چار قطاروں میں مسلح سوار دکھائے گئے ہیں۔ یہ
ٹوپیاں پہنے ہوئے ہیں سب کی ٹوپیاں اوپر سے گول ہیں۔ یہ تصویریں ساسان عہد کی
سنگی تصویروں میں شمار کی جاتی ہے۔

بہر حال شاہ پور ساسانی خاندان کا ایک نامور بادشاہ ہوا۔ مورخین کہتے ہیں کہ یہ نہایت
دلیر۔ فیاض اور مستقل مزاج بادشاہ تھا۔ انہی صفات کی بدولت وہ لوگوں میں بہت
ل ہوا۔ چنانچہ جب وہ فوت ہوا تو ایران کے گوشے گوشے میں اس کا ماتم کیا گیا۔

شاہ پور کی خارجہ سیاست ایران کو کچھ فائدہ نہ پہونچا سکی۔ کیونکہ وہ سیاسی تدبر کے
طاقت سے کام لینا چاہتا تھا۔ جہاں اس میں بہت سی خصوصیات تھیں وہاں اس میں

خامیاں بھی تھیں اور وہ یہ کہ وہ بے حد مغرور تھا۔ اس کی وجہ سے ایران کو
اٹھانا پڑا۔ اہل ایران اسے ساسانی عہد کا داریوش اعظم یعنی دارا سمجھتے ہیں۔
مماثلت کچھ درست نہیں کیونکہ اس کی فتوحات محض تخت و تاراج کے لئے تھیں
علاقوں کو اس نے فتح کیا وہاں اپنی حکومت قائم نہ کی بہرحال یہ ساسانی عہد کی
تھی کہ اسے اردشیر کے بعد شاہ پور جیسا حکمران ملا۔ جس نے ساسانی سلطنت کی
مستحکم کیا۔

○

یوناف اور کیرش انطاکیہ شہر سے باہر سرائے کے کمرے میں دونوں آمنے سا
تھے کہ یوناف نے کیرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ آؤ کیرش نیچے بھٹیار خانے میں
دوپہر کا کھانا کھا کر آئیں۔ اس پر کیرش اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی
منہ دھو لوں۔ پھر نیچے بھٹیار خانے میں جاتے ہیں اس کے ساتھ ہی کیرش اٹھ
خانے کی طرف جانے لگی تھی کہ اسے کچھ خیال گزرا دوبارہ وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گئی ا
کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

ہم دونوں نے ایک عرصے سے انطاکیہ کی سرائے میں قیام کر رکھا ہے میں
رکھا تھا کہ انطاکیہ میں بہت سے مقامات ایسے ہیں جو دیکھنے کے قابل ہیں لیکن
مجھے وہاں لے کے ہی نہیں گئے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ انطاکیہ شہر میں
مقام ہی دیکھنے کے لائق ہیں۔ گو یہ شہر بڑا قدیم ہے لیکن تدمر شہر جیسا نہیں جہاں
چیزیں دیکھنے والوں کو اپنی طرف مائل کر سکتی ہیں۔ جو چیزیں یا مقامات انطاکیہ میں دیکھ
قابل ہیں ان کے متعلق میں تمہیں زبانی بھی بتا سکتا ہوں۔ اس پر کیرش بڑے
یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ آپ کیا زبانی بتا سکتے ہیں۔ جواب میں
مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ کیرش جہاں تک انطاکیہ شہر کا تعلق ہے تو یہ ارض شام کا سب سے خوبصو
ہے اس کی فصیل پتھر کی ہے جو شہر اور اس کے مضافات میں پھیلے ہوئے کوہستانی
سنفیوس کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ فصیل کے اندر ہی کھیت اور باغات پکیاں
باغات اور ہر قسم کی تفریح گاہیں ہیں جن پر انطاکیہ کے لوگ یقیناً" ناز کرتے ہیں۔
ہے کہ انطاکیہ کی فصیل کا محیط ایک دن کی منزل کے برابر ہے۔ یہاں تمام گلی کو
منڈی اور مکانوں میں آب رواں کا بہترین انتظام ہے۔

انطاکیہ شہر میں جو سب سے اعلیٰ قسم کی دیکھنے کے لائق چیز ہے وہ انطاکیہ کی ایک
ہے جسے الدیماس کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ اس عمارت کے اندر بڑے بڑے پتھروں کی
لی گئی ہے جنہیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ یہ عمارت ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے اس
وائی جب اس نے انطاکیہ شہر فتح کیا تھا اس عمارت میں بے شمار کھڑکیاں ہیں۔ رات
وقت جب چاند نکلتا ہے تو اس کی کرنیں ایک کھڑکی سے اندر آتی ہیں اس طرح جوں
چاند اپنی منزل بڑھاتا جاتا ہے ساتھ ہی ساتھ کھڑکیاں بھی بدلی ہوتی چلی جاتی ہیں۔
انطاکیہ شہر میں دوسری بڑی عمارت پولوگس کا گرجا ہے۔ جسے کھٹملوں کی خانقاہ کہہ کر
ارا جاتا ہے۔ یہ خانقاہ انطاکیہ شہر کے باب فارس پر واقع ہے اس کے قریب ہی
نام کا ایک گرجا ہے جہاں مسیحی اپنا ایک بہت بڑا محترم تہوار مناتے ہیں یہ گرجا
پہلے یہودیوں کے قبضے میں تھا اور ان عیسائیوں نے چھین لیا۔ قریب ہی مریم کے نام
کلیسا بھی ہے۔ جو مدور قسم کی عمارت ہے اور اپنی تعمیر کی خوبی اور بلندی کے لئے
ائبات میں شمار کی جاتی ہے۔
دیکھ کیرش انطاکیہ نہایت وسیع شہر ہے۔ اس کی اندرونی اور بیرونی دو فصیلیں ہیں۔
میں تین سو ساٹھ برج ہیں جہاں چار ہزار سپاہی نوبت در نوبت پہرہ دیتے رہتے ہیں۔
یوناف اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے انطاکیہ سے متعلق کیرش کو مزید معلومات
ا چاہتا تھا کہ اچانک وہ بولتے بولتے خاموش ہو گیا اس لئے کہ ابلیکا نے اس کی
پر لمس دیا تھا۔ کیرش بھی سمجھ گئی تھی کہ یوناف کی گردن پر ابلیکا نے لمس دیا ہے
اپنے کان یوناف کی گردن کے قریب لے گئی تاکہ ابلیکا اگر کوئی نیا پیغام دے تو وہ بھی

یوناف کی گردن پر ہلکا لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور کہنے لگی دیکھ یوناف میرے
م جانتے ہو کہ نینوا کے کھنڈرات میں کاہن آزان ہم سے بچ کر بھاگ گیا تھا۔ نینوا
کھنڈرات سے بھاگ کر وہ تبت کی سر زمین کی طرف گیا۔ وہاں ایک کوہستانی سلسلے کو
اپنی آماجگاہ بنا لیا ہے وہاں اس نے حیرت انگیز اور مافوق البشریت کاموں کا مظاہرہ کیا
ی بناء پر لوگ اس کے گرویدہ ہو گئے ہیں۔ اب وہ ہفتے میں ایک بار ایک کوہستانی سلسلے
بہت بڑے اژدھے کی صورت میں نمودار ہوتا ہے اور لوگ دور دور سے اسے
کے لئے آتے ہیں۔ جب وہ پہاڑ کی بلند چوٹی پر نمودار ہوتا ہے تو نیچے وادی اور سطح
ع ہونے والے لوگ اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں
ازان چونکہ اس کوہستانی سلسلے کی چوٹی پر ہفتے میں صرف ایک بار نمودار ہوتا ہے لہٰذا

جس جگہ وہ نمودار ہوتا ہے ہفتے کے باقی چھ دن لوگ اس جگہ نذر و نیاز پیش کرتے
طرح طرح کی مرغن اور عمدہ چیزیں تیار کر کے اس آزان کی خدمت کرتے ہیں جو
ناگ دیوتا کی شکل و صورت اختیار کر لی ہے۔ لوگ اس آزان یعنی ناگ دیوتا سے ا
متاثر ہیں کہ کوہستانی سلسلے کے اطراف میں انہوں نے ناگ دیوتا کے کئی مندر تعمیر
ہیں جہاں پتھروں سے تراش کر ایسے ہی دیوتا تعمیر کئے گئے ہیں جس طرح کوہستانی
آزان اژدھے کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ اس طرح نینوا شہر سے نکل کر اس آزا
تبت کی سر زمینوں میں کوہستانی سلسلوں کے اندر شرک کا کام شروع کر دیا ہے۔
یوناف بولا اور پوچھنے لگا۔

سنو ابلیکا۔ کیا تم چاہتی ہو کہ ہم دونوں آزان کے خلاف حرکت میں آنے
یہاں سے کوچ کریں۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی نہیں ابھی نہیں۔ چھ روز انتظا
ساتویں روز آزان اژدھے کی صورت میں تبت کے کوہستانی سلسلے کی چوٹی پر نمودار
جس روز اس نے ایسا کرنا ہو گا میں تمہیں وہاں آمد سے پہلے اطلاع کر دوں گی۔ تم
دونوں اس جگہ نمودار ہونا جہاں وہ اژدھے کی صورت میں لوگوں کے سامنے آتا
جگہ وہ نمودار ہوتا ہے تم سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اس جگہ کا حصار کر لینا
راستے پر اژدھے کی صورت میں رینگتے ہوئے آزان وہاں پہونچتا ہے اس راستے پر
تلوار پر عمل کر کے اس علاقے کو اپنے حصار میں لینا۔ تاہم سامنے کھلی جگہ چھوڑ
اژدھے کی صورت میں آزان وہاں داخل ہو کر کوہستانی سلسلے کے اوپر لوگوں کے
نمودار ہو۔ اور جب وہ لوگوں کے سامنے آئے تو تم فوراً حصار کھینچتے ہوئے وہ راستہ
کر دینا جس راستے سے وہ کوہستانی سلسلے کے اوپر نمودار ہو گا۔ اس طرح کوہستانی
اوپر کھینچے ہوئے تمہارے حصار سے وہ باہر نہیں نکل سکے گا۔ اس کے بعد دیکھنا ہم
کر آزان کی کیا درگت بناتے ہیں۔ دیکھو یوناف میں جانتی ہوں تم اور کیرش دو
بھٹیار خانے میں کھانا کھانے جا رہے تھے۔ میں چھ دن بعد تمہارے پاس آؤں گی
اپنی تیاری کئے رکھنا۔ پھر میں تمہیں ساتھ لے کر تبت کے کوہستانی سلسلوں کی طر
گی اور پھر ہم تینوں مل کر اژدھے کی صورت اختیار کرنے والے کاہن آزان
کوشش کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔
جانے کے بعد کیرش بولی اور کہنے لگی۔

سنو یوناف۔ میں تو سمجھ رہی تھی کہ ابلیکا ہمیں فوراً کسی مہم پر روانہ کر د
اس نے کم از کم ہمیں چھ دن کی مہلت دی ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے ک

ان میں آپ مجھے **انطاکیہ** شہر ہی گھما پھرا دیں۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا اچھا پہلے
دھو کھانا کھاتے ہیں اس کے بعد **انطاکیہ** شہر کی طرف جاتے ہیں۔ یوناف کا جواب
کیرش خوش ہو گئی تھی وہ بھاگی بھاگی طہارت خانے کی طرف گئی ہاتھ منہ دھو کر لوٹی
دونوں اپنے کمرے سے نکل کر کھانا کھانے کے لئے بھٹیار خانے کی طرف جا رہے

○

ایران کے شہنشاہ شاہ پور کے لشکر کو شکست دینے کے بعد ملکہ زینب کے سپہ سالار
بن حسان نے چند یوم تک صحرائے پالمیرہ کے اندر اس احتیاط کے ساتھ قیام کئے رکھا
ایران کی طرف سے کوئی اور لشکر اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لئے روانہ کیا جائے تو
ے بھی نپٹ سکے۔
صحرائے پالمیرہ میں قیام کے دوران حارث بن حسان کو جب خبر ہوئی کہ شاہ پور فوت ہو
اور اب ایرانیوں کا انتقام لینے کا کوئی ارادہ نہیں تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ صحرائے
ے کوچ کر کے ملکہ زینب کے مرکزی شہر تدمر کی طرف بڑھا تھا۔
اپنے لشکر کے ساتھ حارث بن حسان ایک فاتح کی حیثیت سے تدمر شہر میں داخل ہوا تو
وعدے کے مطابق پالمیرہ کی ملکہ زینب نے شب عروسی کے لباس میں حارث بن حسان
استقبال کیا اور اپنے وعدے کے مطابق ملکہ زینب نے حارث بن حسان سے اسی
شادی کر لی تھی۔

○

شاہ پور کے فوت ہونے کے بعد اس کا بیٹا ہرمز اول ایران کا بادشاہ بنا۔ یہ ہرمز اول شاہ
کے دور حکومت میں خراسان کا حاکم مقرر کیا گیا تھا۔
ہرمز اول نے عدل اور انصاف میں اردشیر اور شاہ پور کی تقلید کی اور اپنے مختصر سے
حکومت میں شہروں کی آبادی پر توجہ دی اور کئی ایک نئے شہر بسائے۔ جن میں
ان۔ اہواز۔ اور ارم ہرمز کے شہر بڑے مشہور اور قابل ذکر ہیں۔
ہرمز کو زندگی نے اتنی مہلت نہ دی کہ وہ امور مملکت کی طرف دھیان دے سکے۔ اس
لئے وہ دو سال حکومت نہ کر پایا تھا کہ اِستخر کے مقام پر اس کا انتقال ہو گیا۔
ہرمز کے زمانے کا سب سے مشہور واقعہ مانی کا ظہور اس کی عزت اور توقیر ہے۔ مانی وہ

شخص تھا جس نے ایران کے اندر ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی۔ ہرمز نے اس مانی کو
آنے کی دعوت دی جب وہ ایران آیا تو ہرمز نے اسے اپنے محل میں ٹھہرایا۔ اور طرح
سے نوازا۔ لیکن یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ ہرمز نے اس کا مذہب مانویت قبول کیا یا
بعض مورخین کا خیال ہے کہ ہرمز نے مانی کا مذہب قبول کر لیا تھا۔ اسی بناء پر اسے
اپنے محل میں قیام کرنے کا شرف بخشا تھا۔

○

ہرمز کے فوت ہونے کے بعد اس کا بھائی بہرام اول کے نام سے تخت نشین ہوا
کے دور میں چند بڑے بڑے حادثات نمودار ہوئے۔ پہلا حادثہ مانی کا عروج اور اس کا
تھا۔

مانی کے باپ کا نام فوتق تھا۔ بنیادی طور پر ہمدان کا رہنے والا تھا۔ لیکن ہمدان
ہجرت کر کے وہ بابل میں جا بسا۔ مانی کی والدہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اشکانی خاند
ایک شہزادی تھی۔ مانی ۲۱۵ ق ۔ م ۔ میں بابل میں پیدا ہوا وہ ایک ٹانگ سے لنگڑا تھا۔
کی پیدائش سے پہلے کہا جاتا ہے کہ اس کی والدہ کو خواب میں ایک فرشتہ نظر آیا جس
اسے مانی کے منصب کی بشارت دی۔

شاہ پور کے عہد میں مانی نے ہمہ گیر شہرت حاصل کی۔ اس نے زرتشت کی طرح
نیا مذہب پیش کیا جس نے صدیوں تک نہ صرف مشرق میں بلکہ مغرب میں بھی نوع انسا
متاثر کیا۔

مانی کا باپ عیسائیوں کے فرقہ مغسلہ سے تعلق رکھتا تھا جو عرفان کے عقید
قائل ہیں۔ اس لئے اس نے مانی کو بھی انہی عقائد کی تعلیم دی۔ ان عقائد کی رو
گوشت کھانا اور شراب پینا ممنوع تھا اس لئے باپ نے ان دونوں چیزوں سے مانی کو بھی
رکھا۔

بابل شہر جغرافیائی لحاظ سے تین براعظم یعنی ایشیا۔ یورپ اور افریقہ کے مابین واقع
یہاں مختلف مذاہب کے لوگ آتے جاتے تھے اور ایک دوسرے کے خیالات سے ا
کرتے تھے۔

مانی نے ہوش سنبھالا تو اسے مختلف مذاہب کے متعلق شوق ہوا یوں یہودی
زرتشتیوں کے مذاہب کا اس نے بہترین انداز میں تقابلی مطالعہ کیا بالاخر اس نے عیسا
کے فرقہ مغسلہ کے عقائد ترک کر دیئے۔

ہیں چوبیس سال کی عمر میں مانی کو فرشتے نے نئے مذہب سے روشناس کرایا۔ جس
پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا اور یہ کہا کہ وہ فارقلیط ہے جس کے آنے کی حضرت
گواہی دی ہے۔ اس نے کہا کہ خدا وقتاً فوقتاً لوگوں کی ہدایت کے لئے پیغمبر بھیجتا

اہل ہند کی ہدایت کے لئے مقرر ہوا۔ زرتشت اہل ایران کی ہدایت کے لئے
عیسیٰ نے اہل مغرب کو راہ ہدایت دکھائی اور کہا کہ مجھے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے
اہل کی ہدایت کے لئے آیا ہوں۔
کے متعلق اس نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اس کے احکامات منسوخ ہو چکے ہیں
وں کے ساتھ اس نے تعلق برقرار رکھا اور زرتشت کے امتزاج سے ایک نیا
کیا۔ جو اس کے نام کی مناسب سے مانوئیت کہلایا۔
کا اعلان مانی نے شاہ پور کی تخت نشینی کے موقع پر کیا۔ عرب مورخین لکھتے ہیں
شروع شروع میں مانی کے عقائد سے متاثر ہو گیا لیکن دس سال بعد وہ اپنے قدیمی
ستی کی طرف لوٹ آیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شاہ پور اس نئے مذہب کی وجہ
ا جس کی وجہ مانی کو شاہ پور کی طرف سے اپنی جان کا بھی خطرہ ہوا اور مانی ایران
کے دوسرے علاقوں کی طرف چلا گیا۔
ے نکل کر مانی ہندوستان آیا وہاں سے تبت اور چین کا رخ کیا وہاں سے نکل کر
گیا اور وہاں کچھ عرصہ قیام کیا جہاں وہ اپنے مذہب کی تبلیغ کرتا رہا ترکستان میں
وں نے اس کے دین کو قبول کیا اب بھی ترکستان میں ایسے لوگ ہیں جو مانوئیت
تاہم شاہ پور جتنا عرصہ حکمران رہا مانی ایران میں داخل نہ ہوا۔
عقیدہ پیش کیا کہ جوہر دو ہیں تاریکی اور روشنی اور دو جوہروں کے ملنے سے
ا ہوئی ہے اب اس میں کوئی خوبی ہے تو وہ یہ کہ اس میں ایسے اسباب میسر ہیں
میں مدد دے سکتے ہیں اور ہم اصلی حقیقت یعنی روشنی تک پہنچ سکتے ہیں۔
کہتا ہے کہ جب سارے لوگ اس دنیا سے پیچھا چھڑا کر اس روشنی تک پہنچ
فرشتے جنہوں نے زمینوں اور آسمانوں کو تھام رکھا ہے اپنی گرفت کو ڈھیلا کر
تمام مادی دنیا تباہ ہو جائے گی آخر ایک شعلہ نمودار ہو گا اور یہ روشنی تاریکی کو
چھوڑ جائے گی اور روشنی کی کرنیں عالم بالا کی طرف کوچ کر جائیں گے اور
چشمے سے جا ملیں گی
م کی دوگانگی زرتشت کی تعلیم میں بھی پائی جاتی ہے اور مانی کی تعلیم میں بھی لیکن

زرتشت کی تعلیم اور مانی کی تعلیم میں بڑا فرق ہے زرتشت کی تعلیم کے لحاظ سے
اور مخلوق شر دونوں روح اور مادہ دونوں پر مشتمل ہیں مخلوق خیر کا ساتھ دینے وال
ہیں مفید جانور، کار آمد پودے اور درست عقیدہ رکھنے والے بھی مخلوق خیر کا ساتھ
اس کے علاوہ یہ سارے عناصر مخلوق خیر کی طرف سے مخلوق شر سے لڑتے ہیں جن
ضرر رساں جانوروں جادوگروں اور کافروں پر مشتمل ہے۔

زرتشت کا مذہب بنی نوع انسان کو تلقین کرتا ہے کہ نسل بڑھاؤ دنیا کو آباد کر
محنت کر کے فصلیں اگاؤ اور کاٹو۔ فاقہ کشی اس مذہب کی رو سے سخت ممنوع ہے
طرف مانی کے نزدیک یہ دنیا بدی ہے اور بدی کا نتیجہ ہے جس سے بچنے کی ہر ممکن
کرنا چاہئے اس لئے اس کی کسی چیز سے دل لگانا اور ایسا عمل کرنا جس سے اس د
دیر تک برقرار رہنے میں مدد ملے برائی ہے دنیا کو ترک کرنا دنیا سے نفرت کرنا اس
اصل بنیاد ہے۔

مانی کے نزدیک بزرگ برگزیدہ اور صاحب عزت لوگ وہ ہیں جو نشہ آور اشیا کا
نہ کریں گوشت نہ کھائیں شادی نہ کریں بلکہ دنیا سے الگ تھلک رہ کر اور بدی
کر کے گوشہ نشینی کی زندگی بسر کریں۔

مانی کا پیش کیا ہوا مذہب شروع شروع میں اہل بابل نے قبول کیا جو ایک
مذاہب کا مرکز تھا پھر فلسطین شام اور شمال مغربی عرب میں بھی ایک مذہب پہنچا اور لو
اسے قبول کیا بعد میں یہ بہترین انداز میں مصر تک بھی پھیلا۔

مصر کے بعد اہل طرابلس اور قرطاجنہ نے بھی اس مذہب کو قبول کیا ہسپانیہ ا
تک بھی یہ مذہب پہنچا مانی کی مذہبی کتابیں اطالوی زبان میں ترجمہ ہوئیں انہی
مذہب کا فرانس میں بھی چرچا ہوا۔

اس مذہب کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اس کے دشمن بڑھتے گئے۔ یہودی ا
سے سخت متنفر تھے عیسائی بھی مانوئیوں کو برا سمجھتے تھے چنانچہ انہوں نے رد مانوئیت
بھی لکھیں آتش پرست مانوئیت کو بدعت خیال کرتے ہیں اور اس کے سد باب
انہوں نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

مانی نے اپنے مذہبی معاشرے کو پانچ طبقوں میں تقسیم کیا پہلا طبقہ فر
ایلچیوں کا تھا دوسرا طبقہ اسپسگان یعنی مذہبی پیشواؤں کا تھا تیسرا طبقہ مشتگان کا تھا
برگزیدگان یعنی برگزیدہ لوگوں کا تھا۔ اور پانچواں طبقہ نیوشگان یعنی عام لوگوں کا تھا۔

مانی نے اپنے پیروؤں کے لئے ضروری قرار دیا کہ دن میں چار یا سات مر

بت پرستی نہ کریں لوٹ مار لالچ قتل۔ زنا۔ چوری۔ فریب۔ جادو یا مکروفریب نہ کریں
مرہ کے کاموں میں سرد مہری اختیار نہ کریں۔ ان کے ساتھ ہی احکام بھی تھے کہ خدا
کے بہشت کا بادشاہ ہے اس کی روشنی اس کی قدرت اس کی دانش پر ایمان رکھیں۔
میں سات دن فاقہ سے رہنا چاہئے بری گفتگو، برے خیالات اور برے اعمال سے
اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔

نے مذہبی تعلیم کے لئے سات کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں سے چھ سریانی زبان
ایک پہلوی زبان میں ہے۔ اپنی آخری کتاب جس کا نام شاہ پور خان تھا جو پہلوی
لکھی گئی تھی اس نے ایران کے شہنشاہ شاہ پور کے نام سے منسوب کی تھی۔

ساری کتابیں ایک مخصوص رسم الخط میں تھیں جو خود اس کا ایجاد کردہ تھا۔ اور خط
سے اخذ کیا گیا تھا۔ مانی کی تصنیفات تصویروں سے مزین ہوتی تھیں۔ اس کی یہ
دنیا بھر میں مشہور ہوئیں۔ اس کی تصویروں کی ایک کتاب ارژنگ مانی کے نام سے
ہے۔ اس کتاب کی تصنیف کا مقصد یہ تھا کہ روشنی اور تاریک کو انواع و اقسام کی
کے ذریعے واضح کیا جائے۔ تاکہ بے علم لوگ بھی خوبی اور بدی کا فرق سمجھ
اس کتاب کو وہ فوق العادت سمجھتا تھا اور اپنی پیغمبری کے ثبوت کے طور پر پیش کرتا

میں قیام کے دوران مانی کو جب شاہ پور کے فوت ہونے کی خبر ملی تو وہ اپنے
کو لے کر ایران آیا۔ وہ شہنشاہ ہرمز کی خدمت میں پیش ہوا۔ اور اپنے عقائد پیش
ہیں کہ ہرمز کو اس کے عقائد بڑے پسند آئے۔ اور ہرمز مانی کے خیالات سے اس
ہوا کہ نہ صرف یہ کہ اس نے مانوئیت کو قبول کیا بلکہ مانی کو اس نے اپنے محل میں
کا اعزاز بخشا۔ لیکن ہرمز جب جلد ہی فوت ہو گیا تو اس کی جگہ اس کا بھائی بہرام
ہوا مانی نے دیکھا کہ بہرام ابھی نو عمر اور نا تجربہ کار تھا۔ لہٰذا اس نے خیال کیا کہ
کے سامنے ہرمز کی طرح وہ اپنے عقائد اپنا مذہب پیش کرے تو ایسا کر کے وہ بہرام
متاثر کر سکتا ہے۔ لہٰذا مانی شہنشاہ بہرام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس کے سامنے
عقائد پیش کئے۔

بہرام زرتشت مذہب کا پیروکار تھا اور اپنے دین کے معاملے میں بڑا کٹر تھا۔ جب مانی
خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے عقائد پیش کئے تو بہرام نے مانی کو بڑے غور سے سنا۔
نے اپنے مذہب کے بڑے علماء کو طلب کیا۔ زرتشت کے دین میں علماء کو معبد کہہ کر
ہیں لہٰذا بہرام نے سارے معبدوں کو حکم دیا کہ اس کے دربار میں جمع ہوں اور مانی

کے ساتھ مناظرہ کریں۔ بڑے بڑے معبد بہرام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ا
شروع ہوا۔

زرتشت کے سارے معبدوں نے آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد سلطنت میں جو سب سے بڑا معبد تھا اسے اپنا سربراہ مقرر کیا اور اسے مانی کے سا کرنے کی اجازت دی۔ لہٰذا جب مناظرہ شروع ہوا تو ایران کے سب سے بڑے اٹھ کر مانی سے سوال کیا۔

مخلوق خدا کے متعلق تمہارا کیا نظریہ ہے۔

مانی نے جواب دیا مخلوق بدی کا نتیجہ ہے مخلوق کی پیدائش کے سبب پاک ر نجس جسم اختیار کر لئے ہیں۔ خدا جسم اور روح کی اخلاط سے متنفر ہے۔ جب یہ دو الگ ہو جائیں گے تو یہ حادثہ خدا کی خوشی کا باعث ہو گا۔

معبد نے دوسرا سوال کیا۔

آبادی بہتر ہے یا آبادی کی تخریب

مانی نے جواب میں کہا۔ تخریب بدن سے روح کی تعمیر ہوتی ہے

معبد نے تیسرا سوال کیا۔

تم اپنی موت کو کیا سمجھتے ہو۔ اسے تخریب سمجھو گے یا تعمیر۔

مانی کہنے لگا میں تخریب بدن ہی کو بہتر سمجھتا ہوں۔

اس پر معبد بولا اگر تخریب بدن تمہارے نزدیک بہتر ہے تو تمہیں ہلاک کیوں نہ کیا جائے۔ تاکہ تخریب سے تمہاری روح تعمیر ہو سکے۔

مانی یہ سن کر خاموش ہو گیا کچھ نہ کہہ سکا۔ ایرن کے شہنشاہ بہرام تخلیق عقیدہ سن کر برافروختہ ہوا۔ پھر کہا یہ شخص مخلوق کو ہلاک کر کے ہی خیر و برکت اس لئے بہتر ہو گا کہ تخریب کا عمل خود اس کی زندگی پر کیا جائے۔

چنانچہ ایران کے شہنشاہ بہرام نے حکم دیا کہ مانی کو ہلاک کر کے اس کی کھال جائے۔ اس حکم پر فوراً عمل ہوا اور اس کی کھال میں بھس بھر کر گندی شا دروازے پر لٹکا دیا گیا۔ اس کی نسبت سے یہ دروازہ اب تک دروازہ مانی کے نام ہے۔ مانی کو قتل کرنے کے بعد بہرام کے حکم پر مانی کے بارہ ہزار پیروکاروں کو بھی دیا گیا تھا۔

شاہ پور کی طرح بہرام اول کے دور کا بھی ایک بہترین سنگتراشی کا نمونہ دیکھنے کو شہر شاہ پور کی چٹانوں پر ایک ابھرواں تصویر بہرام اول کی یادگار ہے۔ اس تصویر میں ا

تاج پہنا ہوا ہے اس پر نوک دار دندانے نظر آتے ہیں۔ اس کے اوپر کپڑے کی گیند لگی ہوئی ہے۔

اس تصویر میں گھوڑے پر سوار بہرام اول کے قریب ایرانیوں کا خدا آہور مزدہ کی تصویر ہے دونوں گھوڑوں پر سوار ہیں آہور مزدہ حلقہ خلعت عطا کرنے کے لئے بہرام کی طرف بڑھا رہا ہے۔ بہرام اسے حاصل کرنے کے لئے ہاتھ بڑھائے ہوئے ہے۔

گھوڑے اور سوار کے درمیان جو عدم تناسب دوسری تصویر میں پایا جاتا ہے وہ اس میں ل نہیں۔ اس تصویر میں ایک لطیف کیفیت ہے جو پہلی مرتبہ دیکھنے میں آتی ہے۔ گھوڑوں کو اصلی ہیئت میں دکھایا گیا ہے۔ اور ان کی ٹانگوں کی نسوں اور پٹھوں کو خاص طور نمایاں کیا گیا ہے۔

○

اس وقت تک رومنوں کے اندر بھی کافی تبدیلیاں آ چکی تھیں۔ رومنوں کے شہنشاہ مرتیین کے قتل ہو جانے کے بعد ایک شخص ڈسیوس کو رومنوں کا شہنشاہ بنایا گیا۔ اس وس کے دور میں رومنوں کی سلامتی ایک طرح سے انتہائی خطرے میں پڑ گئی تھی۔ اس کہ ایشیا سے تعلق رکھنے والے کاتھ قبائیل شمال کے کوہستانی سلسلوں کے اندر مغرب طرف مار دھاڑ کرتے ہوئے خلیج فارس تک پہونچ گئے تھے۔ خلیج فارس سے ان وحشی قبائیل نے اپنا رخ بدلا اور وسطی یورپ کا انہوں نے رخ کیا۔ وسطی یورپ میں آ کر کاتھ قبائیل کو تقویت ملی۔ اس لئے کہ یہاں سیتھین قبائیل بھی کاتھ قبائیل کی طرح اں سے تعلق رکھتے تھے اور کوہستان مقان شیان کے سلسلوں کو عبور کرتے ہوئے یہ کاتھ کی طرح مغرب کی طرف گئے تھے۔

سیتھین قبائیل اور کاتھ قبائیل کے مل جانے کے بعد ان دونوں گروپوں کو تقویت ل ہوئی۔ لہٰذا وسطی یورپ کو پامال کرتے ہوئے یہ لوگ دریائے ڈینیوب کی طرف ے۔ دریائے ڈینیوب کے اس پار جو رومنوں کا لشکر تھا ان دونوں وحشی قبائیل نے اسے ین شکست دی۔ اور دریائے ڈینیوب کے کنارے ہی آ نمودار ہوئے۔ دریائے ڈینیوب انہوں نے مختلف جگہوں سے کشتیاں چھین کر عبور کیا۔ یہاں تک کہ بحرہ اسود کے ول تک آن پہونچے۔ یہاں آ کر ان وحشی قبائیل سے ایک بہت بڑی غلطی سر زد ول۔ وہ یہ کہ انہوں نے اپنی ساری جمعیت کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ مغرب طرف پھیل کر قتل و غارتگری کرنے لگا۔ دوسرا مشرق کی طرف تباہی اور بربادی کا باعث

بنا۔

کاتھ اور سیتھین قبائیل کی تباہی اور بربادی کی خبریں جب اٹلی پہونچیں تو رومنوں
شہنشاہ ڈسیوس ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا وہ دریائے ڈینیوب
کنارے اس نے وحشی کاتھ اور سیتھین قبائیل کا مقابلہ کیا لیکن بد ترین شکست کھائی۔
اس شکست کے بعد رومن شہنشاہ ڈسیوس نے ایک اور لشکر تیار کیا اور وحشی
اور کاتھ قبائیل کے مقابلے پر آیا اور موجودہ بلغاریہ کے وسیع میدانوں میں سیتھین قبا
اور رومنوں کے شہنشاہ ڈسیوس کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس میں رومنوں کو شک
ہوئی۔ اس فتح مندی کے بعد کاتھ اور سیتھین قبائیل نے بڑی تیزی سے جنوب کی طر
پیش قدمی کی۔ رومنوں کا شہنشاہ ایک بار پھر اپنی قوتوں کو مجتمع کر کے وحشی سیتھین قبا
کے مقابلے پر آیا۔ لیکن پھر اسے بد ترین شکست ہوئی اور یہ اپنی جان بچا کر بھاگ
ہوا۔ اب ایشیا سے تعلق رکھنے والے کاتھ اور سیتھین قبائیل نے رومنوں کی سلطنت
تباہی اور بربادی پھیلا دی تھی۔ انہوں نے بستیوں کی بستیاں شہر کے شہر لوٹ کر آگ
شروع کر دی تھی۔ یہ سب کچھ رومنوں کے شہنشاہ ڈسیوس کے لئے ناقابل برداشت
ایک بار پھر اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور کاتھ اور سیتھین قبائیل کے مقابلے
آیا۔ لیکن اس کی بد قسمتی کہ ان وحشی ایشیائی قبائیل نے پھر رومنوں کو بد ترین شکس
دی۔ جنگ میں رومنوں کا شہنشاہ بھی اپنے بیٹے کے ساتھ مارا گیا۔ ڈسیوس کی موت کے
ویلیرین رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ ویلیرین کے تخت نشین ہونے تک ویلیرن کی خوش قسم
کہ شمال کی طرف سے حملہ آور ہونے والے کاتھ اور سیتھین قبائیل نے دور دور
رومن سلطنت میں حملہ آور ہو کے بے شمار مال و دولت جمع کر لیا تھا۔ اب یہ مال و دو
ان کے لئے پیش قدمی کرنے میں مزاہم ہو رہا تھا۔ لہٰذا جنوب کی طرف اور اٹلی کی
مزید پیش قدمی کرنے کے بجائے انہوں نے جو کچھ مال لوٹا تھا وہ اسے سمیٹ کر واپس
گئے۔ اس طرح کاتھ اور سیتھین قبائیل کے آپ سے آپ ہی لوٹ جانے سے روم
سلطنت کے سر پر منڈلاتا ہوا ایک بہت بڑا خطرہ ٹل گیا تھا۔

رومن شہنشاہ ویلیرین شاہ پور کے ہاتھوں شکست اور پھر گرفتار ہونے کے بعد اس
بیٹا گیلی نیوس رومن سلطنت کا شہنشاہ بنا۔ گو نئے رومن شہنشاہ گیلی نیوس کے تخت نشی
ہونے تک ایشیا کے وحشی کاتھ اور سیتھین قبائیل رومن سلطنت کے وسیع حصوں
روندنے اور لوٹ مار کا بازار گرم کرنے کے بعد واپس جا چکے تھے۔ لیکن گیلی نیوس کے
تخت نشین ہونے کے بعد اس کے لئے ایک نئی مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی۔

وہ اس طرح کہ ایشیا کے ارلمانی نام کے کچھ اور وحشی قبائیل نے یورپ کا رخ کیا۔
لوگ جرمنی میں داخل ہوئے اور چاروں طرف آگ اور خون کا کھیل انہوں نے
جرمن اپنے آپ کو دلیر بڑا شجاع اور ہنرمند سمجھتے تھے۔ لیکن ان ارمانی نام کے ایشیائی
نے جب جرمنوں کو روند کر رکھ دیا۔ جرمنی کے بیچوں بیچ ہوتے ہوئے ان لوگوں نے
رائن کو عبور کیا اور آندھی اور طوفان کی طرح یہ جنوب مشرق کی طرف پیش قدمی
ہوئے فرانس میں داخل ہوئے۔

کچھ عرصہ تک انہوں نے فرانس میں آگ اور خون۔ تباہی اور بربادی کا خوب کھیل
پھر انہوں نے کوہستان الپس کی برف پوش چوٹیوں کو عبور کیا۔ اور شمالی اٹلی میں داخل
رومنوں نے ان کی راہ روکنے کے لئے یکے بعد دیگرے کئی لشکر روانہ کئے لیکن
نام کے ان وحشی قبائیل نے ہر رومن لشکر کو بد ترین شکست دی شمالی اٹلی میں دور
پھیل گئے اور ہر طرف انہوں نے لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے
کے بعد اٹلی کا بھی کوئی والی۔ وارث نہ رہا ہو۔

صورت حال دیکھتے ہوئے نیا قیصر روم گیلی نیوس بڑا فکرمند ہوا۔ اسے خدشہ لاحق
تھا کہ اب اگر المانی قبائیل اسی طرح پیش قدمی کرتے رہے تو پورے اٹلی کو روند کر
ایک روز وہ رومنوں کی سلطنت کا خاتمہ کر دیں گے۔ ان خدشات کے تحت گیلی
نے رومنوں کی پوری قوت کو جمع کیا ایک ایسا لشکر اس نے تیار کیا جو اس سے پہلے
نہ ہوا تھا۔ پھر اس لشکر کی کمانداری وہ خود کرتا ہوا المانیوں کی راہ روکنے کے لئے
بڑھا۔ اس وقت تک المانی فرانس اور اٹلی سے لوٹ مار کر کے بہت کچھ حاصل کر
تھے۔ لہٰذا وہ مزید پیش قدمی کرنے کے بجائے واپسی کے متعلق سوچ رہے تھے کہ
شہنشاہ گیلی نیوس اپنے لشکر کے ساتھ ان کے سر پر پہونچ گیا۔

اٹلی کے شمالی شہر میلان کے باہر کھلے میدانوں میں رومنوں اور المانی قبائیل کے
ان خوفناک جنگ ہوئی یہ جنگ کئی روز تک جاری رہی یہاں تک کہ المانی قبائیل اپنا
سامان سمیٹتے ہوئے جس طرف سے آئے تھے ادھر ہی پسپا ہو گئے تھے

المانیوں کے ہاتھوں چونکہ جرمنی کو سخت نقصان پہونچا تھا۔ رومنوں نے ان کی
کا کوئی بندوبست نہ کیا تھا لہٰذا جرمنی میں رومنوں کے خلاف یکے بعد دیگرے پانچ
اٹھیں لیکن قیصر روم گیلی نوس کی خوش قسمتی کہ پانچوں بار سختی سے ان بغاوتوں کو
کر دیا گیا۔

المانی قبائیل کے واپس جانے کے بعد اور جرمن بغاوتوں کو فرو کرنے کے ساتھ گیلی

نوس کو کسی قدر اطمینان حاصل ہوا ہی تھا کہ اس کے لئے مزید مصیبتیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ ایشیا کے وحشی کاتھ اور سیتھلین قبائل جو اس سے پہلے جرمنی اور اٹلی کے وسیع حصوں کو لوٹ کر اور بے شمار مال و دولت جمع کر کے واپس چلے گئے تھے المانی قبائل کے واپس جانے کے بعد انہوں نے یلغار کرنا شروع کر دی۔ یہ دونوں وحشی ایشین قبائل اچانک نمودار ہوئے اور رومنوں کی سلطنت کے شمالی وسیع حصوں میں انہوں نے آگ اور خون کا کھیل کھیلنا شروع کر دیا تھا۔ رومن شہنشاہ گیلی نوس نے ان کی راہ روکنے کے لئے یکے بعد دیگرے کئی لشکر روانہ کئے لیکن ان کی راہ روکنا انتہائی مشکل تھا اس لئے کہ یہ وحشی قبائل ٹڈی دل کی طرح رومنوں کی شمالی سلطنت میں پوری طرح پھیل چکے تھے۔ رومنوں کے ساتھ ان وحشی قبائل کے کئی معرکے ہوئے۔ جس میں انہوں نے رومنوں کو بد ترین شکستیں دیں۔ آخر جب لوٹ مار سے ان کا جی بھر گیا تو یہ خود بخود ہی واپس ہو لئے۔ المانی قبائیل کی لوٹ مار اس کے بعد جرمنی میں اٹھنے والی بغاوتوں اور آخر میں کاتھ اور سیتھین قبائیل کے ہاتھوں رومن سلطنت کے شمالی حصوں کی بربادی نے رومن شہنشاہ گیلی نوس کی ساکھ کو بالکل ختم کر کے رکھ دیا اور کچھ رومن جرنیل اندر ہی اندر اس کے خلاف کام کرنے لگے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے سازش کر کے گیلی نوس کو قتل کر دیا۔ اس کی جگہ ارلیوس کو رومنوں کا شہنشاہ بنا دیا گیا تھا۔

○

پالمیرہ کی ملکہ زینب او رحارث بن حسان دونوں میاں بیوی ایک روز اپنے محل کے ایک کمرے میں بیٹھے تھے کہ ایک پہریدار کمرے کے دروازے پر نمودار ہوا۔ پہلے اس نے سر کو خوب جھکاتے ہوئے ملکہ کو تعظیم پیش کی۔ پھر وہ کہنے لگا۔

خانم۔ مصر کے صحرائے سینا کی طرف سے ہمارے دو جاسوس آئے ہیں اور وہ آپ سے مل کر کوئی انتہائی اہم اطلاع آپ کو فراہم کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر ملکہ زینب نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے حارث بن حسان کی طرف دیکھا۔ شاید وہ چاہتی تھی کہ اس کے بجائے حارث اس پہریدار کو جواب دے۔ ملکہ زینب کا اشارہ حارث سمجھ گیا تھا لہٰذا وہ محل کے محافظ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

آنے والے جاسوس کو فوراً" لاؤ تاکہ پتہ چلے وہ کس قسم کی خبر پہونچانا چاہتے ہیں۔ حارث کا یہ جواب سن کر محل کا پہریدار پیچھے ہٹ گیا تھا تھوڑی دیر بعد وہ پالمیرہ کے ایک جاسوس کو لے کر کمرے کے دروازے پر نمودار ہوا۔ حارث نے اسے ہاتھ کے اشارے

آنے کو کہا۔ پہریدار خود تو دروازے کے پاس ہی کھڑا رہا جبکہ آنے والا جاسوس ہوئے ملکہ اور حارث کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔ پھر حارث نے اسے مخاطب کہا۔

اور کس قسم کی خبر صحرائے سینا کی طرف سے لائے ہو۔ اس پر وہ جاسوس بولا خانم جانتی ہیں کہ کئی ماہ پہلے ہمارا ایک تجارتی کارروان ہمارے مرکزی شہر سے یہ تجارتی کارروان وادی القرا۔ تبوک۔ اور فلسطین کے شہروں میں تجاتی مال کرتا ہوا اور خوب منافع حاصل کرتا ہوا جب مصر کی طرف بڑھا تو صحرائے سینا مسلح جوان ہمارے اس تجارتی کاروان پر حملہ آور ہوئے۔ کارروان میں ہمارے اجر اور مسلح محافظ تھے ان سب کو مصریوں نے تہہ تیغ کر دیا اور تجارت کے ان اور قتل ہونے والے تاجروں کے پاس جس قدر نقدی اور دولت تھی وہ لوٹ کی طرف چلے گئے۔

ارتی کارروان کی بربادی کا سن کر ملکہ زینب کا چہرہ لال پیلا ہو کر رہ گیا تھا اس بن حسان بھی بڑے تاسفانہ انداز میں ملکہ کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ پھر آنے والے جاسوس کو مخاطب کر کے کہنے لگا اب تم جاؤ۔ مصریوں نے اگر کارروان کو لوٹ کر کارروان کے افراد کا قتل عام کیا ہے تو وہ اس سزا سے بچ گے۔ حارث بن حسان کا یہ حکم سن کر وہ مخبر وہاں سے چلا گیا تھا۔ بعد میں ان ملکہ کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ ملکہ خود بول پڑی۔ اور حارث تے ہوئے وہ پہل کر کے کہنے لگی۔

اس معاملے میں کیا خیال ہے ہمیں کیا اقدام کرنا چاہئے۔ مصریوں نے ہمارے ان اور تاجروں کا قتل عام کر کے نہ صرف ہماری توہین کی ہے بلکہ مالی طور پر بل تلافی نقصان پہونچایا ہے۔ اس کی مصریوں کو بہرحال سزا ملنی چاہئے۔ اس سان جواب دیتے ہوئے بولا اور کہنے لگا۔

حب۔ مصری حملہ آوروں سے نپٹنے اور سزا دینے کا ایک ہی طریقہ سمجھ میں آتا کہ میں اپنے لشکر کا ایک حصہ لے کر یہاں سے صحرائے سینا کی طرف روانہ ایک تجارتی کارروان کی صورت میں سفر کریں جب مصریوں کو اطلاع ہو گی کہ کارروان صحرائے سینا سے گزر کر مصر کی طرف جا رہا ہے تو وہ ضرور اس پر کر اسے لوٹنے اور پہلے کارروانوں کی طرح اس کا قتل عام کرنے کی کوشش وہ ایسا کرنا چاہیں گے تو میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان پر حملہ ہو جاؤں گا

اور مجھے امید ہے کہ میں ان سب کا قلع قمع کر کے رکھ دوں گا۔ اس طرح جب مصریوں
جواب کے طور پر قتل و غارت گری کی سزا ملے گی تو وہ آئندہ کسی بھی تجارتی کارواں
حملہ آور ہونے کی کوشش نہیں کریں گے۔

حارث بن حسان کا یہ جواب سن کر ملکہ زینب خوش ہو گئی تھی پھر وہ بڑے پیار۔
چاہت میں حارث بن حسان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ آپ کی تجویز بڑی معقول
قابل عمل ہے۔ اور میرا ارادہ ہے کہ اس لشکر کے ساتھ میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گ
اس پر حارث بن حسان بولا اور کہنے لگا دیکھ زینب تیرا ساتھ جانا مناسب نہیں ہے۔

اس لئے کہ ایک تو تمہارا اپنے مرکز میں رہنا ضروری ہے۔ دوسرے جب
صحرائے سینا میں مصریوں کا قتل عام کروں گا اور اس قتل عام کا سن کر اگر مصر کی
حکومت نے ہمارے خلاف حرکت میں آنا چاہا تو پھر تم پالمیرہ سے کمک لے کر میری مدد
پہونچ سکتی ہو۔ اس طرح کھلے میدانوں میں ہم مصریوں کا مقابلہ کریں گے۔ اور مجھے ا
ہے کہ ہم مصری لشکر کو بدترین شکست دے کر رہیں گے۔

حارث بن حسان کا یہ جواب سن کر ملکہ زینب نے کچھ سوچا ایک بار اس نے ا
میٹھی اور چاہت بھری نگاہوں سے حارث بن حسان کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگی میں آ
کی تجویز سے اتفاق کرتی ہوں لیکن آپ یہاں سے کب تک کوچ کرنا پسند کریں گے۔ ا
پر حارث بن حسان بولا اور کہنے لگا۔ بس جب بھی تیاری ہو جائے۔ لشکر کوچ کے لئے
ہو تو میں دو دن تک یہاں سے کوچ کروں گا۔ اور صحرائے سینا میں میں مصریوں کے سا
موت و مرگ کا وہ کھیل کھیلوں گا جو ان کے لئے ایک عبرت بن کر رہ جائے گا۔ اس پر
زینب اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔

اگر یہ معاملہ ہے تو آیئے لشکر گاہ کی طرف چلیں جس لشکر کو آپ کے ساتھ روانہ
ہے اس کی تیاری کریں۔ میرے خیال میں کل نہیں تو پرسوں آپ صحرائے سینا کی طر
روانہ ہو جائیں حارث بن حسان نے ملکہ زینب کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ دو
میاں بیوی محل کے اس کمرے سے نکل کر اپنے مستقر کی طرف جا رہے تھے۔ دو دن
حارث بن حسان لشکر کے ایک حصے کو لے کر ایک تجارتی کارروان کی صورت میں صحرا
سینا کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

○

یوناف اور کیرش ایک روز انطاکیہ شہر کی نواحی سرائے میں اپنے کمرے میں بیٹھے

کر رہے تھے کہ اچانک ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ یوناف جب گفتگو کرتے
اچانک رک گیا تو کیرش سمجھ گئی کہ ابلیکا اس کی گردن پر لمس دے رہی ہے۔ لہٰذا
یوناف کے کندھے سے کندھا ملا کر اس کے قریب ہو گئی اور اپنا منہ وہ بالکل یوناف کے
کے ساتھ لگاتے ہوئے اپنے کان اس نے یوناف کی گردن کے ساتھ ملا دیئے تھے۔
کی گردن پر لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب۔ تم اور کیرش دونوں یہاں سے تبت کے اس کوہستانی سلسلے کی
کوچ کرنے کی تیاری کرو جس پر آج کاہن آزان ایک بہت بڑے اژدھے کی صورت
نمودار ہو گا تاکہ اس کے پیروکار اسے دیکھیں اس کی ہیبت۔ اس کی جسامت سے متاثر
کر اس کی پرستش کا سلسلہ جاری رکھیں۔ میرے خیال میں ہم سب کو مل کر آج اس
آزان کا خاتمہ کر دینا چاہئے تاکہ عزازیل اس کی مدد سے مزید لوگوں کو شرک میں مبتلا
کر سکے۔ میرے خیال میں تم دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اور تبت کے اس
ہستانی سلسلے کی طرف کوچ کرو میں بھی تمہارے ساتھ ہوں اور کوہستانی سلسلے تک
رہنمائی کروں گی۔ ابلیکا کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف کیرش دونوں نے اپنا
سا سامان سمیٹا پھر وہ دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور انطاکیہ کی اس
سے وہ تبت کے کوہستانی سلسلے کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

پہر قریب یوناف اور کیرش دونوں ابلیکا کی رہنمائی میں تبت کے ایک کوہسانی سلسلے
نمودار ہوئے۔ اس موقعہ پر ابلیکا نے پھر یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہنے لگی یوناف
سامنے دیکھو۔ تمہیں کچھ چیز دکھائی دیتی ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا میرے
تو ایک چٹان ہے۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

تمہارا کہنا درست ہے یوناف۔ یہ جو چٹان تم اپنے سامنے دیکھتے ہو ذرا غور سے اس کا
لو۔ یہ بلند ہونے کے ساتھ ساتھ اوپر سے خوب چوڑی اور وسیع ہے اسی چٹان کے
آزان ایک بہت بڑے اژدھے کی صورت میں لوگوں کے سامنے نمودار ہوتا ہے اور
کوہستانی سلسلے کے نیچے دیکھو کھلے اور وسیع میدان ہیں انہیں میدانوں کے اندر ناگ
کی پرستش کرنے والے لوگ ان گنت تعداد میں جمع ہوتے ہیں۔ تاکہ وہ ناگ دیوتا کو
آنکھوں سے دیکھیں اور اس کے سامنے نذر و نیاز پیش کریں۔

دیکھ یوناف۔ شام سے تھوڑی دیر پہلے تم دیکھنا یہ سامنے والا میدان لوگوں سے بھر
گا۔ یہاں لوگوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر جمع ہو گا اس وقت آزان ایک بہت
اژدھے کی صورت میں اس چٹان پر نمودا ہو گا۔ اور اپنا پھن دائیں۔ بائیں اور آگے

پیچھے لہراتے ہوئے لوگوں کے سامنے آئے گا تاکہ لوگ اسے دیکھیں اور اس کی پرستش کا سلسلہ جاری رکھیں۔ میرے خیال میں تم اور کیرش دونوں حرکت میں آؤ۔ پہلے اس چٹان کے اردگرد اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے حصار کھینچو پھر دیکھو چٹان کے وسطی حصے میں سے ایک راستہ شمال کی طرف ایک تدریجی ڈھلان کی طرف جاتا ہے اسی راستے پر اژدھے کی صورت میں آزان چلتا ہوا اس چٹان پر نمودار ہو گا۔ اس چٹان کے گرد حصار کھینچنے کے بعد شمال میں راستے کے دونوں طرف حصار کھینچتے چلے جاؤ۔ اس چٹان کے گرد حصار کھینچتے چلے جاؤ۔ راستے کو کھلا چھوڑ دو تاکہ آزان اژدھے کی صورت میں اس راستے سے گزر کر اس چٹان پر نمودار ہو سکے۔ اور جب تم دیکھو کہ وہ اژدھا چٹان پر نمودار ہو چکا ہے تو تم لیٹتے ہوئے اور رینگتے ہوئے پھر راستے کی طرف جانا اور راستے پر بھی حصار کھینچ دینا تاکہ اژدھا اس حصار کے اندر محصور ہو کر رہ جائے اور اس کے بعد ہم تینوں اس سے ایسا نپٹیں گے کہ دوبارہ یہ آزان اژدھا کی صورت اختیار کرنے کی کوشش ہی نہیں کرے گا۔ اور پھر لوگوں کے سامنے جب ہم اس کی بدترین حالت کریں گے تو میرے خیال میں لوگ اس کی پرستش بھی ترک کر دیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا تھوڑی دیر کے لئے رکی اور پھر دوبارہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ سنو یوناف۔ یہ حصار کا سارا کام مکمل کرنے کے بعد تم دونوں ایک چٹان کی اوٹ میں ہو کر بیٹھ جانا۔ اور وہیں سے اژدھے کے آنے کا نظارہ کرنا۔

ابلیکا کی اس تجویز پر یوناف فوراً حرکت میں آیا اپنی تلوار پر اس نے اپنا کوئی سری عمل کیا۔ پہلے اس چٹان کے گرد حصار کھینچا جس پر اس اژدھے نے نمودار ہونا تھا۔ پھر شمال کی طرف جانے والے راستے کے گرد دونوں جانب اس نے دور تک حصار کھینچ دیا تھا پھر وہ ابلیکا کے کہنے پر کیرش کو لے کر ایک چٹان کی اوٹ میں ہو بیٹھا تھا۔

یوناف اور کیرش کو وہاں بیٹھے ہوئے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ انہوں نے دیکھا کہ لوگوں کا ایک ہجوم نیچے وادی کے کھلے اور وسیع میدانوں میں جمع ہونے لگا تھا پھر آہستہ آہستہ اس قدر لوگ وہاں جمع ہو گئے کہ دور دور تک کوہستانی سلسلے کے نیچے انسانی سر ہی سر دکھائی دیتے تھے۔ لوگوں کے وہاں جمع ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد یوناف اور کیرش نے چٹان کی اوٹ سے دیکھا شمال کی طرف سے آنے والے راستے سے ایک بہت بڑا اژدھا نمودار ہوا تھا۔ آہستہ آہستہ راستے پر چلتا ہوا وہ اژدھا اس چٹان کے اوپر آن رکا جس چٹان کی ابلیکا نے نشاندھی کی تھی۔

پھر یوناف اور کیرش کے دیکھتے ہی دیکھتے اس چٹان کے اوپر اژدھے نے اپنے جسم کو

شروع کر دیئے تھے۔ اژدھے کی اس مصروفیت کو دیکھتے ہوئے یوناف اور کیرش دونوں
دوسرے کی طرف گہری نگاہوں سے دیکھا پھر یوناف ہلکی اور رازدارانہ انداز میں
مخاطب کر کے کہنے لگا۔
کیرش۔ ابلیکا کی ہدایت کے مطابق ہمیں فوراً اس راستے پر حصار کھینچ دینا چاہئے
سے یہ اژدھا آیا ہے تاکہ یہ حصار مکمل ہونے کے بعد یہاں سے نکل نہ
ل نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر دونوں کہیں جھکتے کہیں زمین پر لیٹتے
کے قریب آئے اور اپنی تلوار نکال کر یوناف نے راستے پر حصار کھینچتے ہوئے
ن سے اژدھے کے نکلنے کی ساری راہیں مسدود کر دیں تھیں اس کے بعد وہ اسی
اوٹ میں آکر بیٹھ گئے جہاں سے وہ نکلے تھے۔
ٹان پر اپنے جسم کے ان گنت بل دینے کے بعد اژدھے نے اپنا پھن والا حصہ
اٹھایا۔ کچھ بلندی پر جا کر اس نے اپنے منہ کو آگے اور دائیں بائیں گھماتے
منہ سے انتہائی خوفناک قسم کی آگ نکالنا شروع کی۔ یہ صورت حال دیکھتے
پریشان ہو گیا اور اپنا منہ کیرش کے کان کے قریب لے جاتے ہوئے کہنے لگا۔
لگتا ہے کوئی انہونی ہونے والی ہے۔ اس پر کیرش نے فکرمندی سے یوناف کی
ہوئے پوچھا وہ کیسے۔ یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔
رش تو جانتی ہے کہ اس چٹان کے اردگرد میں نے حصار کھینچا تھا اور یہ حصار
ں نے دونوں جانب دور تک لے جا کر بند کر دیا تھا لیکن تو دیکھتی ہے کہ یہ
منہ سے خوفناک جو آگ نکال رہا تھا یہ آگ دائیں۔ بائیں اور سامنے کی طرف
پھیلتی ہے۔ جبکہ حصار کھینچ جانے کی وجہ سے اس اژدھے کے منہ سے نکلنے
اس حصار کے اندر ہی محدود ہو کر رہنا چاہئے تھا جب کہ میں دیکھتا ہوں کہ ایسا
لگتا ہے کہ اس اژدھے نے مافوق الفطرت انداز میں میرے حصار کا خاتمہ کر دیا
ی اس گفتگو کے جواب میں کیرش کچھ کہنے ہی والی ہی تھی کہ ابلیکا نے یوناف
لمس دیا اور وہ کسی قدر فکرمند کی سی آواز میں کہنے لگی۔
ال میرے حبیب۔ فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارے حصار کا اثر
ے زائل نہیں کیا بلکہ انہی علاقوں میں کہیں عزازیل گھات میں بیٹھا ہوا تھا
تم اور کیرش چٹان کی اوٹ میں آکر بیٹھ گئے تو تم نے جو چٹان اور راستے کے
ار کھینچا تھا عزازیل نے حرکت میں آتے ہوئے اس حصار کے اثر کو زائل کر
ر تم دیکھتے ہو کہ اژدھے کے منہ سے نکلنے والی آگ سامنے اور دائیں بائیں

دور دور تک مار کر رہی ہیں۔ سامنے لوگوں کی طرف دیکھو کہ وہ کیسے اب زمین پر سجدہ
ہوتے ہوئے اژدھے کی عبادت اور پرستش میں مصروف ہو گئے ہیں۔ اگر تم مزید غور کرو
لوگوں نے اپنے سامنے کھانے پینے اور نذر و نیاز کی چیزوں کے ڈھیر لگا دیئے ہیں بس یہ
شرک ہے جس کے خلاف ہمیں حرکت میں آنا ہے۔ یہاں تک کہتے کہتے ابلیکا کو رکنا
پڑا اس لئے کہ شاید عزازیل نے اژدھا کو یوناف اور کیرش کی نشاندھی کر دی تھی۔
اژدھے نے جو ان کی طرف منہ پھیرتے ہوئے آگ پھینکی تو یوناف اور کیرش سے تھوڑے
فاصلے پر جو آگے چٹانیں تھیں وہ اس آگ کی وجہ سے بھسم ہو کر رہ گئیں تھیں۔ اس
پر یوناف فوراً" بولا اور کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ کیرش میں اس اژدھے کے خلاف ایک نئے انداز میں حرکت میں آنے والا
تم یہ احتیاط کرنا کہ میرے پیچھے پیچھے رہنے کی کوشش کرنا اگر تم ایسا کرو گی تو یہ اژدھا
تمہیں یقین دلاتا ہوں تمہیں کوئی نقصان نہ پہونچا سکے گا۔ اس پر کیرش بڑے غور
چاہت بھرے انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی آپ کوئی فکر نہ کریں
جس طرح کہیں گے میں ویسا ہی کروں گی۔ کیرش کا جواب سن کر یوناف خوش ہو گیا پھر
نے اپنے خنجر اور تلوار دونوں نکالے اور دونوں پر اس نے اپنا کوئی عمل کیا پھر خنجر کو
نے سامنے کیا اور تلوار اپنے دائیں ہاتھ میں تھامتے ہوئے وہ چٹان کی اوٹ سے کھڑا
تھا۔ کیرش بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر یوناف کے پیچھے کھڑی ہو گئی تھی۔ ان دونوں کو
ہوئے اژدھا بری طرح غرایا تھا پھر اس نے اپنے منہ سے آگ نکالتے ہوئے یوناف
کیرش کو اپنا ہدف بنانا چاہا لیکن یوناف جو اپنے سامنے خنجر کئے ہوئے تھا اژدھے کے
سے نکلنے والی آگ اس خنجر کے قریب آ کر ختم ہو گئی تھی۔ یہ صورت حال دیکھتے
یوناف اور کیرش دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ پھر خنجر کو اپنے سامنے رکھے
اپنی تلوار کو غصے میں لہراتے ہوئے یوناف آہستہ آہستہ اژدھے کی طرف بڑھا تھا۔ کیرش
اس کے پیچھے پیچھے آگے بڑھنے لگی تھی۔

یہ منظر اور صورت حال دیکھتے ہوئے کوہستانی سلسلے کے نیچے کھلے میدانوں میں جو لوگ
سجدہ ریز تھے وہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور بڑے تشویش اور فکرمندی سے وہ اژدھے
طرف بڑھتے ہوئے یوناف اور کیرش کی طرف دیکھنے لگے تھے۔

اژدھا کچھ دیر تک یوناف پر آگ پھینکتا رہا جب اس نے دیکھا کہ اس کے منہ
نکلنے والی آگ یوناف کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے خنجر تک محدود ہو جاتی ہے اور وہ یوناف
کوئی اثر انداز نہیں ہوتی تو اس اژدھے کی آنکھوں میں ایک عجیب سی فکرمندی کے

ہوئے عین اس لمحہ عزازیل اژدھے کے قریب نمودار ہوا اور اس نے اژدھے کے
کان میں سرگوشی کی جس کے جواب میں اژدھے کے روپ سے نکل کر آزان نے اپنی
شکل و صورت اختیار کی اس کے بعد وہ عزازیل کے ساتھ اپنی سری قوتوں کو حرکت
میں لاتے ہوا وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

عزازیل اور کاہن آزان کے چلے جانے کے بعد ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا
اور تاسف اور فکرمند لہجے میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف۔ میرے حبیب۔ یہ کاہن آزان ایک بار پھر ہمارے ہاتھوں سے بچ نکلنے میں
کامیاب ہو گیا ہے۔ بہرحال تم دونوں فکرمند نہ ہونا۔ تم ایسا کرو کہ دونوں انطاکیہ کی اسی
سرائے کی طرف چلے جاؤ جہاں تم دونوں نے قیام کر رکھا تھا۔ اب مجھے ایک بار پھر اس
کو تلاش کرنا ہو گا اور جب یہ مجھے ملے گا تو اس بار ہم ضرور اس کا خاتمہ کریں گے
مجھے دکھ اور افسوس ہے کہ آزان ہمارے ہاتھوں سے نکل بھاگا ہے۔ دراصل یہ سب
عزازیل کی وجہ سے ہوا۔ جس نے آتے ہی تمہارے حصار کے عمل کو زائل کر دیا۔
اور اس کو بھاگنے کا موقع مل گیا۔ میرے خیال میں اب تم دونوں انطاکیہ کی طرف کوچ کر
جاؤ۔ یوناف اور کیرش دونوں نے ابلیکا کی تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں اپنی سری قوتوں
کو حرکت میں لائے اور تبت کے اس کوہستانی سلسلے سے وہ انطاکیہ شہر کی طرف کوچ کر
گئے۔

حارث بن حسان اپنے کاروان کے ساتھ صحرائے سینا میں داخل ہوا۔ جب وہ صحرائے
سینا کے وسط میں اس شاہراہ پر سفر کر رہا تھا جو شام۔ فلسطین سے ہوتی ہوئی مصر کی طرف
جاتی تھی کہ اچانک سامنے کی طرف سے مسلح مصری جوانوں کا ایک گروہ نمودار ہوا اور وہ
غضب کے دوزخ، تباہی کے جنم اور نحوست کے ماہ و سال کی طرح حارث بن حسان کے
کاروان کی راہ روک کھڑا ہوا تھا۔

حارث بن حسان سمجھ گیا کہ یہ وہی مسلح جوان ہیں جو مصر کی یونانی حکومت کی شہ پر
کاروانوں کو لوٹتے ہیں۔ لہٰذا اس نے اپنے لشکریوں کو مخصوص اشارہ کیا جس کے
جواب میں اس کے لشکری جو بظاہر تاجروں کے بھیس میں تھے اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو
اسیر لمحوں۔ دھرتی کی آنکھوں میں بھڑکتی آگ کی طرح حرکت میں لائے۔ راہ روکنے
والے لٹیروں پر وہ امڈتے سیلاب۔ وحشی اندھیروں کی مار۔ بیکل زندگی کی لہروں کی طرح

حملہ آور ہو گئے تھے۔

مصری یہی سمجھے تھے کہ وہ کوئی تجارتی کاروان ہے اور ارض شام سے مصر تجارت کی غرض سے جا رہا ہے۔ لہٰذا لوٹنے کی غرض سے وہ اس پر حملہ آور ہو لیکن انہیں کیا خبر تھی کہ وہ ایک مسلح لشکر ہے جو ان کا قلع قمع کرنے کے لئے مصر میں داخل ہوا تھا۔ حملہ آور مصریوں نے اپنی طرف سے بہت کوشش کی کہ حا حسان کے ساتھیوں کو وہ اپنے سامنے زیر کریں لیکن انہیں مکمل طور پر مایوسی ہوئی کہ حارث بن حسان اپنے مسلح ساتھیوں کے ساتھ ان پر گہری سرشاری، سلگتی جوا کے زاویوں کی آنچ کی طرح چھا گیا تھا۔ پھر وہ لمحہ بھی آیا کہ حارث بن حسان نے طرف سے ان حملہ آوروں کو گھیر کر صحرائے سینا میں ان کی حالت فلاکت کے عزا اسیر تاریکیوں سسکتی روایتوں، خالی جگہوں کی لکنت جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔

مصری حملہ آوروں نے حارث بن حسان کے ہاتھوں اپنا قتل عام دیکھا تو انہو اپنی ساری قوت کو مجتمع کرتے ہوئے ایک طرف حملہ آور ہو کر بچ نکلنے کی کوشش حارث بن حسان نے ان کی اس کوشش کو بھی ناکام بنا دیا اور پھر اس تیزی اور کے ساتھ اس نے ان پر حملہ آور ہونا شروع کیا کہ کسی بھی مصری حملہ آور کو جا بھاگنے کا موقع نہ ملا۔ صحرائے سینا کے اندر حارث بن حسان نے سارے حملہ آو موت کے گھاٹ اتار کے رکھ دیا تھا۔

ان حملہ آوروں کا خاتمہ کرنے کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ حارث بن حسان روز صحرائے سینا کے اس وسطی حصے میں قیام کیا پھر اس نے وہاں سے کوچ کیا اور سفر شروع کر دیا۔ ابھی وہ صحرائے سینا سے نکلا ہی تھا کہ ملکہ زینب کے جاسوس خبر دی کہ مصر کی یونانی حکومت کو صحرائے سینا میں مصریوں کے قتل عام کی اطلاع ہے لہٰذا مصر کے یونانی حکمرانوں نے ایک بہت بڑا لشکر ترتیب دیا ہے تاکہ حارث کو بھاگ کر واپس نہ جانے دیا جائے اور اس پر حملہ آور ہو کر اس کا خاتمہ کر دیا جا اطلاع ملتے ہی حارث بن حسان نے صحرائے سینا کے کنارے اپنے لشکر کے ساتھ لیا۔ تیز رفتار قاصد اس نے تدمر شہر کی طرف روانہ کئے اور ملکہ سے مصریوں کا کرنے کے لئے اس نے کمک طلب کی۔

اس موقع پر تدمر کی ملکہ زینب نے بڑی دلیری اور بڑی جراتمندی کا مظاہرہ ہوئے ایک اور بڑا لشکر تیار کیا اور اس لشکر کی کمانداری وہ خود کرتی ہوئی تدمر سے سینا کی طرف روانہ ہوئی تھی۔

اس دوران مصر کی یونانی حکومت کا لشکر بھی صحرائے سینا میں آ کر عین حارث بن حسان کے لشکر کے سامنے پڑاؤ کر گیا تھا۔ مصری لشکر ابھی تک تذبذب کا شکار تھا۔ اس کے کماندار یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے تھے کہ تدمر کی ملکہ نے ان کے مقابلے میں اس قدر مختصر لشکر کیوں روانہ کیا ہے جو ان کے سامنے حارث بن حسان کی سرکردگی میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔

مصری جرنیلوں اور کمانداروں کو شک ہو گیا تھا کہ کہیں تدمر کی ملکہ نے صحرائے سینا کے اندر کچھ اور لشکر بھی گھات میں بٹھا کر اچانک حملہ کے لئے تیار نہ کر رکھے ہوں۔ اس لئے جنگ کی باقاعدہ ابتدا کرنے سے قبل مصری جرنیلوں نے صحرائے سینا کے اندر مختلف سمتوں کو چھوٹے چھوٹے دستے روانہ کئے تاکہ تدمر کی ملکہ کا اگر کوئی لشکر گھات میں بیٹھا ہو تو اس کا پتہ لگایا جا سکے۔

مصری جرنیلوں کا یہ تذبذب حارث بن حسان کے لئے بڑا فائدہ مند اور سود مند ثابت ہوا۔ اس لئے کہ جب تک مصری حکمران تذبذب کا شکار رہے اور اپنے دستوں کو صحرائے سینا کے اندر ادھر ادھر ملکہ کے کسی اور لشکر کی تلاش میں روانہ کرتے رہے اس وقت تک زینب تدمر سے ایک اور لشکر لے کر حارث بن حسان کی مدد کے لئے پہنچ گئی تھی۔

جس وقت ملکہ زینب نئے لشکر کے ساتھ صحرائے سینا میں داخل ہوئی حارث بن حسان کی سرکردگی میں پہلے سے وہاں پڑاؤ کرنے والے لشکریوں نے اس کی آمد پر زور زور سے خوشی آمیز نعرے لگائے اس طرح نہ ان کے حوصلے بلند ہوئے بلکہ وہ مصریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے اندر بہتر قوت اور توانائی محسوس کرنے لگے تھے۔

اپنے ساتھ لانے والے لشکر کو ملکہ زینب نے صحرائے سینا میں پہلے سے پڑاؤ کئے ہوئے اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہونے کا حکم دیا پھر لشکر کے وسط میں حارث بن حسان کے قریب آئی۔ حارث بن حسان اس وقت جنگی تیاریوں کو آخری شکل دے رہا تھا۔ ملکہ اس کے قریب آ کر جب گھوڑے سے اتری۔ تو حارث بن حسان نے بہترین انداز میں اس کا استقبال کیا۔ ملکہ اپنے گھوڑے سے اتر کر حارث بن حسان کے قریب آئی۔ اتنی دیر تک وہ میٹھی میٹھی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔ اس کے بعد کمال نرمی۔ چاہت اور جاذبیت بھری ہوئی مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے وہ کہنے لگی۔

آپ نے تجارتی قافلوں پر حملہ آور ہونے والے مصری مسلح گروہوں کا خاتمہ کر کے گروہوں سے کہیں تیزی سے سفر شروع کیا ہے۔ میں امید بھی نہیں کر سکتی تھی کہ آپ علاقوں کے اندر سارے مصری حملہ آوروں کا صفایا کر کے رکھ دیں گے۔ جس طرح

آپ نے صحرائے سینا کے اندر تجارتی کاروانوں پر حملہ آور ہونے والے مسلح گرو
خاتمہ کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اسی طرح ہم دونوں میاں بیوی صحرائے سینا میں ا
سامنے پڑاؤ کرنے والے مصری لشکر کو بھی شکست دے کر انہیں بھاگنے پر مجبور کر دیں
اس پر حارث بن حسان نے بڑے غور سے ملکہ کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا۔

یقیناً" ایسا ہی ہو گا اور آج صحرائے سینا میں ہم ان مصر کے یونانی حکمرانوں پر ثا
دیں گے کہ اگر انہوں نے تدمر کی ملکہ کو کمزور اور ناتواں سمجھ کر اس پر حملہ آور ہو
کوشش کی تو ان کی ساری کوشش ان کی ساری جدوجہد کو ان کے لئے زہر کا جام بنا
دیں گے۔ یہاں تک کہنے کے بعد حارث بن حسان تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ اپنا
کلام دوبارہ جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

دیکھ زینب ہمارے لشکر کے دو حصے رہیں گے جو حصہ پہلے سے میرے پاس کام
ہے وہ میرے پاس رہے گا اور جو حصہ تم لے کر آئی ہو وہ تمہاری ہی کمانداری میں
کرے گا۔ مصریوں سے نپٹنے اور انہیں شکست دینے کے لئے میرے ذہن میں جنگ کا
طریقہ کار ہے اور مجھے امید ہے کہ یہ طریقہ اپناتے ہوئے ہم بڑی آسانی کے ساتھ مص
کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس پر ملکہ زینب نے ایک طرح سے چونک
حارث بن حسان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیسا طریقہ کار۔ جواب میں حارث بن

زینب۔ جس وقت جنگ کی ابتدا ہو گی میرا لشکر دائیں طرف اور تمہارا لشکر
رہے ہو گا۔ اور ہم دونوں مل کر دشمن کے حملوں کا دفاع کریں گے۔ تھوڑی دیر
دشمن کے ساتھ جنگ جاری رہے گی پھر جب دشمن اپنے حملوں میں تیزی پیدا کرے گا
میں زور دار آوازوں میں ابراہیم کے رب کو پکاروں گا میرے ساتھ کام کرنے والے
بھی ایسا ہی کریں گے۔ جب تم اس پکار کو سنو تو اپنے لشکر کو آہستہ آہستہ لے کر
طرف ہٹتی جانا جب کہ میں اپنے لشکر کو لے کر دائیں طرف ہٹتا چلا جاؤں گا۔ اس
مصری جرنیل یہ سمجھیں گے کہ ہم ان کے لشکر کے وسطی حصے کی ضرب کو برداشت نہیں
سکے اور ادھر ادھر ہٹ گئے ہیں۔ جب مصری لشکر آگے پیش قدمی کرتا ہوا میرے
تمہارے درمیان حائل ہو گا تب ہمارے لئے ایک نیا کام کرنا ہو گا۔

وہ یہ کہ ہم دفاع سے نکل کر جارحیت پر اتر آئیں گے اپنے لشکر کو میں خوب
دوں گا۔ لشکر کے ایک حصے کو مصریوں کے پہلو پر حملہ آور ہونے کا حکم دوں گا جبکہ لشکر
دوسرے حصوں کو مصری لشکر کے اس حصے پر حملہ آور ہونے کے لئے کہوں گا جو ہم دو

ان حائل ہو چکا ہو گا۔ میری طرف دیکھتے ہوئے تم بھی ایسا ہی کرنے کی کوشش
طرح جب ہم دونوں سامنے اور دائیں بائیں سے بھی مصریوں پر زوردار حملے
گے تو مجھے امید ہے کہ ہم مصریوں کو مجبور کر دیں گے کہ وہ شکست کا داغ اٹھاتے
ان جنگ سے بھاگ کھڑے ہونے پر مجبور ہو جائیں۔

بن حسان جب خاموش ہوا تو ملکہ زینب خوش کن انداز میں حارث بن حسان
دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ سنو حارث میرے حبیب۔ تمہاری یہ تجویز بہترین اور
یدہ ہے اگر ہم دونوں میاں بیوی اس پر عمل کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو
مصریوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور اگر ہم نے ایک بار پھر
کے پاؤں صحرائے سینا سے اکھاڑ کے رکھ دیئے تو حارث میری بات یاد رکھنا مصر کے
تک کوئی بھی مصری قوت ہمیں روکنے اور ہماری راہ میں حائل ہونے کی جرات
کر سکے گی۔

تک کہتے کہتے ملکہ زینب کو رک جانا پڑا اس لئے کہ ان کے سامنے مصری لشکر
نگ کے طبل بجنا شروع ہو گئے تھے۔ اور جنگ کے لئے مصری اپنی صفیں درست
تھے۔ شاید مصریوں نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ ان پر اچانک حملہ آور ہونے کے
خون مارنے کے لئے صحرائے سینا میں ملکہ کا کوئی اور لشکر گھات میں نہیں بیٹھا
وہ ملکہ کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ حارث اور
نے جب دیکھا کہ مصری جنگ کرنے کے لئے اپنی صفیں درست کر رہے ہیں تو
یاں بیوی بھی اپنے اپنے لشکر کی صفیں درست کرنے لگے تھے۔

صفیں درست کرنے کے بعد مصری لشکر تھکی تھکی آنکھوں میں زمانے بھر کے
چہرے پر دھیمی آنچ، یاسیت اور نا آسودگی میں غموں کے آشوب کی طرح آگے
ہوا پھر وہ اپنے یونانی جرنیلوں کی سرکردگی میں حارث بن حسان اور ملکہ زینب
لشکر پر بے آہٹ سلگتے دکھ، غم کے بدنام اندھیروں، دکھ کے اندھے طوفانوں میں
سنگ و شرر کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

یز اور جان لیوا حملوں میں مصریوں نے میدان جنگ کی حالت صحرا کی تشنگی میں
صحراء، ہجر کے عذاب میں بے صدا آہوں اور پراسرار سرابوں کی سی کر کے رکھ
چاہتے تھے کہ شروع ہی میں ملکہ زینب کے لشکر پر زور دار ضربیں لگا کر انہیں
مجبور کر دیں۔

طرف حارث بن حسان اور ملکہ زینب دونوں میاں بیوی بڑے صبر بڑے تحمل

کے ساتھ اپنے آپ کو محدود رکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے بڑی کامیابی بڑی خو
سے مصریوں کے حملوں کو روکا۔ تاہم ابھی تک وہ جوابی کاروائی نہیں کر رہے
دیر تک حارث بن حسان اور ملکہ زینب مصریوں کے حملوں کو روکتے رہے جب
دیکھا کہ مصری اپنے تیز حملوں سے ان کے لشکر کی اگلی صفوں کو درہم برہم کرنا چا
حارث بن حسان کے لشکر میں ابراہیم کے رب کی عظمت کے نعرے بلند ہوئے
کے ساتھ ہی حارث بن حسان کا لشکر تھوڑا سا پیچھے ہٹتا ہوا مصریوں کے لشکر کے
طرف بڑھنے لگا تھا۔ یہ نعرے سن کر زینب بھی حرکت میں آئی تھی اور وہ بھی ا
تھوڑا سا پیچھے ہٹانے کے بعد مصریوں کے دائیں پہلو کی طرف پھیلنا شروع ہو گئی

مصریوں نے جب دیکھا کہ ان کے تیز اور خونخوار حملوں کی وجہ سے ملکہ ز
دو حصوں میں بٹ کر دائیں طرف ہٹ گیا ہے اور ان کی ضربوں کو برداشت نہیں
ان کے حوصلے مزید بلند ہو گئے۔ اس موقع پر مصری لشکر کے یونانی جرنیلوں نے ا
لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دو مختلف سمتوں کی طرف ملکہ زینب اور
حسان کے لشکر پر آخری ضربیں لگا کر انہیں شکست سے دوچار کر دیں پر یونانی
ایسا کرنا نصیب نہ ہوا۔ اس لئے کہ

عین اسی موقع پر حارث بن حسان گہرے زخموں سے دشمن کی عداوتوں کو
یلغار اور جنوں خیز صحرا کی آندھیوں کی طرح مصریوں کے لشکر کے بائیں پہلو
آیا۔ پھر وہ وحشتوں کے شرر' آندھیوں کے سفر' مرگ کے سیلاب کی طرح مصریو
آور ہوا اور لمحوں کے اندر اس نے ان کی حالت مٹی کے زنگار بدن' خزاں پوش
حروف شکستہ کی تصاویر' طاقوں کی ویرانی' محرابوں کے سناٹے کی آوارہ تھکن
رکھنا شروع کر دی تھی۔

حارث بن حسان کو حملہ آور ہوتے دیکھ کر یونانیوں کے اوسان خطا ہو
انہوں نے دیکھا کہ حارث بن حسان اس قدر خونخواری سے حملہ آور ہوا تھا کہ ان
کے بائیں پہلو کی کئی صفیں الٹ کر اس نے لہولہان کر دی تھیں۔ اور اب وہ یو
لشکر کی اندرونی صفوں کو اپنا ہدف اور نشانہ بنانے لگا تھا۔ یہ صورت حال دیکھ
مصری لشکر کے یونانی جرنیلوں نے اپنی پوری توجہ حارث بن حسان کی طرف مبذو
تھی۔ لیکن شاید وقت شاید تقدیر صحرائے سینا میں ان کا ساتھ نہ دے رہے تھے

اس لئے کہ عین اس موقع پر پیچھے ہٹتی ہوئی ملکہ زینب اپنے لشکر کے ساتھ
ہوس ساعتوں کا شکار کرتی وقت کی اڑتی رفتار' جاں عذاب موسموں میں رنگ بھرا

اور منزل سے بھٹکے بھپرے طوفانوں میں دکھ کے جلتے الاؤ کی طرح بڑھی اور
لشکر کے دائیں پہلو پر وہ اندھیرے شیاطین میں غموں کی شدت' وقت کے
جسموں کے آشوب' لہو کی وادیوں میں موت کی الجھنوں کی طرح حملہ آور ہوئی
کے اندر اس نے حارث بن حسان کی طرح مصری لشکر کے دائیں پہلو کی حالت
میں موت کے سلگتے خیالات اور بے بسی کے منظروں میں بریدہ جسموں جیسی بنانا
کر دی تھی۔

دیر تک جنگ جاری رہی۔ بائیں طرف سے حارث بن حسان اور دائیں طرف
ملکہ زینب زندگی کا کھیل کھیلتے ہوئے مصریوں کی اگلی صفوں کو مکمل طور پر تباہ و برباد
بعد مصری لشکر کے وسطی حصے کی طرف بڑھتے جا رہے تھے۔ ان دونوں کے
سامنے مصری جرنیل اب اپنے آپ کو مکمل طور پر بے بس اور لاچار محسوس کر
انہوں نے جب دیکھا کہ اگر ایک طرف سے حارث بن حسان اور دوسری طرف
زینب اسی طرح ان کے لشکر کے وسطی حصے کی طرف بڑھتے رہے تو دونوں مل کر
کہ انہیں بدترین شکست دیں گے بلکہ ان کے پورے لشکر کا صفایا بھی کر کے
گے۔ اس صورتحال میں مصری لشکر کے جرنیلوں نے اپنی بلند آوازوں میں اپنے
مخاطب کرتے ہوئے اور ان کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے انہیں میدان جنگ میں جم
کا مقابلہ کرنے کی ترغیب دی۔ ان کے یوں ترغیب دینے پر مصری لشکری ایک بار
دکھ کا کانٹا بن کر اپنی پوری طاقت کے منظر میں کالے کوسوں کی پرہول رات کی
آور ہوئے۔ وہ چاہتے تھے کہ اپنے لشکر کی حالت سوگ کے عصا اور بیوگی کے
نکال کر کامیابی اور کامرانی کا نشان بنا کر رکھ دیں لیکن انہیں ناکامی ہوئی۔ اس لئے
بن حسان اور ملکہ زینب دونوں طرف سے مدت کے رکے تلاطم خیز بگولوں' پیچ و
آندھیوں' دھواں دھواں کہر اور ایک ساحرانہ عمل کی طرح ان کے ہر عزم ان
گمان ان کے ہر ارادے ان کی ہر زندہ دلی کو کاٹتے چلے گئے تھے۔

حارث بن حسان اور ملکہ زینب پوری طرح مصری لشکر پر حاوی ہو گئے تھے اور
چاروں طرف مصریوں کا قتل عام کرنا شروع کر دیا تھا۔ مصری جرنیلوں نے دیکھا
دشمن کو روکنے کا کوئی چارہ نہیں تو وہ اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر بھاگ کھڑے
اس موقع پر حارث بن حسان اور ملکہ زینب دونوں فوراً حرکت میں آئے انہوں نے
لشکر کو متحد کر لیا پھر ملکہ زینب اور حارث بن حسان اپنے لشکر کے آگے
ئے مصریوں کا تعاقب کرنے لگے تھے۔

یہ تعاقب صحرائے سینا میں دور تک جاری رہا یہاں تک کہ ملکہ زینب اور حارث بن
حسان نے بھاگتے ہوئے لشکریوں کا مکمل طور پر صفایا کر دیا اور مصری لشکر کے کسی
بھی انہوں نے بھاگ کر اپنی جان بچانے کا موقع فراہم نہ کیا تھا۔
جب سارے مصری لشکر کا صفایا ہو گیا تو ملکہ زینب اپنا گھوڑا دوڑاتی ہوئی اس
جہاں حارث بن حسان اپنے لشکر کے سامنے گھوڑے پر سوار ملکہ زینب کو اپنی طرف
دیکھ رہا تھا۔ ملکہ زینب قریب آ کر ایک جست کے ساتھ اپنے گھوڑے سے نیچے اتری
ایک والہانہ اور پیار بھرے انداز میں وہ آگے بڑھی او رحارث بن حسان کے دونوں
کو اپنے ہاتھوں میں لے کر اس کے ہاتھوں کو ایک طویل بوسہ دیا۔ پھر وہ میٹھی میٹھی
سے حارث بن حسان کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔
آپ نے مصریوں کے خلاف وہ معرکہ سرانجام دیا ہے جس کا میں اکیلی گمان
بھی نہیں کر سکتی تھی اب جبکہ ہم مصریوں کو مکمل طور پر شکست دے چکے ہیں تو
آگے آپ کا کیا ارادہ ہے۔ حارث بن حسان مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ زینب پہلے
گھوڑے پر سوار ہو۔ پھر جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ کہوں گا۔ ملکہ زینب حارث بن
کہنا مانتے ہوئے فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہوئی۔ جب وہ اپنے گھوڑے کو حارث
حسان کے قریب لائی تو حارث بن حسان بولا اور کہنے لگا۔
دیکھ زینب اب تمہیں میرے ہاتھوں کو بوسہ دے کر میرا شکریہ ادا کرنے کی
نہیں ہے۔ اس لئے کہ اب تو میری بیوی ہے میرے دشمن تیرے دشمن۔ میرے
تیرے خیر خواہ۔ زینب تیری عزت تیرے ناموس کی خاطر میں حارث بن حسان
اپنے خون کے آخری قطرے کا بھی نذرانہ پیش کر سکتا ہوں۔ جہاں تک تمہارے
استفسار کا تعلق ہے کہ اب ہمیں اگلا قدم کیا اٹھانا چاہئے تو اس کے لئے ہو سکتا
میرے خیالات سے اتفاق نہ کرو۔ اس پر ملکہ زینب تڑپ کر بولی اور کہنے لگی۔
آپ کہیں تو سہی کیا کہنا چاہتے ہیں۔ میں کیوں نہ آپ کے خیالات سے اتفاق
کروں گی اگر اپنے خیالات اپنے ارادوں کی نفی کر کے بھی آپ کی بات ماننا پڑی
ضرور آپ کی بات مانوں گی کہ اب آپ ملکہ زینب کے سر کے تاج اس کے زندگی
ساتھی اور اس کے جسم کے مالک ہیں۔ پھر میں کیوں آپ کی بات کو رد کروں گی۔ میں
آپ کے عزم کے سامنے سر تسلیم خم نہ کر دوں گی۔ ملکہ زینب کے ان الفاظ کے
میں حارث بن حسان کے چہرے پر ہلکی ہلکی خوشنما مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر وہ
ملکہ زینب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

زینب جہاں تک میرے خیالات کا تعلق ہے تو میرا ارادہ یہ ہے کہ ہمیں صحرائے
مصری لشکر کو شکست دینے کے بعد واپس اپنے مرکزی شہر تدمر نہیں جانا چاہئے کل
پھر تیاری کر کے ہم سے صحرائے سینا کی اس شکست کا انتقام لے سکتے ہیں۔
ہم نے مصریوں کی طاقت اور قوت کی کمر پوری طرح توڑ کر رکھ دی ہے تو میرا
کہ ہمیں مصر کے اندر یلغار کرنا چاہئے اپنی فتوحات کا سلسلہ پھیلا کر ہمیں پورے
کر لینا چاہئے۔ کیا تم میری اس رائے سے میرے اس خیال سے اتفاق کرتی ہو۔
بن حسان کی اس تجویز پر ملکہ زینب تھوڑی دیر تک گردن جھکائے کچھ سوچتی
دوران اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ بھی نمودار ہوتی رہی پھر اس نے نظر
حارث بن حسان کی طرف دیکھا اور کہنے لگی دیکھ حارث اب جبکہ تم میری زندگی
ہو تو میں تمہارے فیصلے تمہاری تجویز کو کیسے اور کیونکر رد کر سکتی ہوں اگر تم
ہم مصر پر قبضہ کرنے کے قابل ہیں تو پھر ہمیں اس کام میں دیر نہیں کرنی
اس لئے کہ ہم نے ایک بار مصر کی طاقت کو کچل کر رکھ دیا ہے اور انہیں ہمارا
کے لئے کوئی نیا لشکر تیار کرنے میں ابھی وقت درکار ہو گا۔
زینب کا یہ جواب سن کر حارث بن حسان خوش ہو گیا تھا۔ پھر دونوں میاں بیوی
لشکر کو حرکت میں لائے اور صحرائے سینا سے نکل کر وہ مصر کے زرخیز علاقوں
ہوئے۔ مصر کی سرزمین میں جگہ جگہ انہیں مختلف لشکروں کا سامنا کرنا پڑا لیکن
حسان اور ملکہ زینب نے اپنے سامنے آنے والے ہر لشکر کو شکست دی اور اس
ہفتوں کی تگ و دو اور یلغار کے بعد ملکہ زینب اور حارث نے سارے مصر کو
اپنی مملکت میں شامل کر لیا تھا۔

○

میں کلاڈیوس کی موت کے بعد اورلیوس رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ اورلیوس کے تخت
ہی شمال کی طرف سے رومنوں کے لئے تکلیف دہ اور پر آشوب حالات اٹھ
ہوئے وہ اس طرح کہ جو تھنگی نام کے وحشی قبائل جو اپنے آپ کو المانی قبائل کا
خیال کرتے تھے نمودار ہوئے۔ جو تھنگی نام کے یہ وحشی قبائل تاریخ میں پہلی بار
ڈینیوب کے شمالی ساحلوں پر نمودار ہوئے اور شمالی ساحلوں کے ساتھ ساتھ انہوں
جگہ شہر شہر قریہ قریہ قصبہ قصبہ حملہ آور ہو کر تباہی اور بربادی کا ایک نہ ختم ہونے
شروع کر دیا تھا۔

دریائے ڈینیوب کے شمالی کناروں پر قبضہ کرنے کے بعد یہ وحشی جو تھنگی قبائل حرکت میں آئے۔ دریائے ڈینیوب کو انہوں نے عبور کیا اور رومن سلطنت کے صوبے میں داخل ہوئے جس کا صدر مقام راایتا تھا۔ اس صوبے میں وحشی جو تھنگی نے دور تک لوٹ مار تباہی و بربادی کا کھیل کھیلا یہاں تک کہ پورے صوبے کی کھسوٹ کرنے کے بعد یہ جو تھنگی قبائل صوبے کے مرکزی شہر راایتا کی طرف بڑھے۔

راایتا شہر میں رومنوں کا ایک بہت بڑا لشکر تھا جس نے راایتا شہر سے باہر نکل کو جو قبائل کا مقابلہ کیا لیکن جو تھنگی اس قدر خونخواری اس قدر وحشیت کے ساتھ رومنو حملہ آور ہوئے کہ اپنے پہلے ہی حملے میں جو تھنگی قبائل نے رومنوں کو شکست دی رومن لشکر راایتا شہر میں محصور ہو گیا تھا۔ لیکن لگتا تھا جو تھنگی قبائل رومنوں کو کرنے والے نہیں تھے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر راایتا شہر کا محاصرہ کر لیا۔

راایتا شہر میں محصور ہونے والے رومن خیال کرتے تھے کہ راایتا شہر کی فصیل مضبوط اور ناقابل تسخیر خیال کی جاتی تھی لہٰذا جو تھنگی قبائل شہر میں داخل نہ ہو سکیں لیکن وحشی جو تھنگی قبائل نے رومنوں کے سارے خیالات اور اندازوں کو وہموں تبدیل کر کے رکھ دیا۔ اس لئے کہ ایک روز رات کی تاریکی میں وہ حرکت میں آئے۔ جس طرح بندر بڑی تیزی سے درختوں پر چڑھتے ہیں ویسے ہی وہ فصیل پر چڑھے اور شہر داخل ہو گئے۔ ایک گروہ شہر کے صدر دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ انہوں نے دیا۔ دراوزہ کھلنا تھا کہ جو تھنگی قبائل اپنی پوری وحشت کے ساتھ راایتا شہر میں داخل ہوئے۔ جس قدر رومن لشکر وہاں تھا اسے انہوں نے تہہ تیغ کر دیا کئی روز تک جو قبائل نے راایتا شہر کو جی بھر کے لوٹا اور وہاں کے مکینوں کا قتل عام کیا۔ اس کے بعد مزید جنوب کی طرف بڑھے اور سپیگن اور بریز کے کوہستانی دروں سے گزرنے کے اٹلی کے میدانوں میں داخل ہوئے دور تک انہوں نے یلغار اور لوٹ مار کی یہاں تک آگ اور خون کا اور لوٹ مار کا کھیل کھیلتے ہوئے اٹلی کے مشہور شہر اتھلیا تک بڑھ گئے تھے۔

رومن شہنشاہ اورلیوس کو جب وحشی جو تھنگی قبائل کے حملہ آور ہونے کی اطلاع تو اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا تاکہ جو تھنگی قبائل کی یلغار اور ان کے خونخوار کو روکا جا سکے۔ اس وقت جو تھنگی قبائل اٹلی کے شہر اتمیلیا تک اپنا خونی کھیل کھیل تھے۔ لیکن اتمیلیا تک آنے کے بعد وحشی قبائل نے واپس جانے کا ارادہ کر لیا اس کہ ڈینیوب سے اتمیلیا تک جو انہوں نے لوٹ مار کی تھی اس کی وجہ سے ان کے

ولت کے علاوہ بے شمار سامان اور خوراک کے ذخائر جمع ہو گئے تھے لہٰذا انہوں نے اکہ جس قدر مال اور خوراک کے وسیع ذخیرے انہیں ملے ہیں انہیں دریائے کے شمال میں اپنی آماجگاہوں میں محفوظ کرنے کے بعد دوبارہ دریائے ڈینیوب کو کے رومنوں کی سلطنت پر یلغار کریں۔ یہ فیصلہ کرنے کے بعد وحشی جو تھنگی قبائل رے واپس ڈینیوب کی طرف ہو لئے تھے۔

ری طرف رومن جرنیل اولیوس بھی نہیں چاہتا تھا کہ جو تھنگی قبائل اس طرح وٹ مار کر کے بخیریت واپس چلے جائیں لہٰذا اس نے اتمیلیا کی طرف براہ راست کرنے کے بجائے ایک دشوار گزار راستہ اختیار کیا۔ وہ چاہتا تھا کہ اچانک اپنے ساتھ جو تھنگی قبائل کے پہلو پر حملہ آور ہو کر ان کو دو حصوں میں تقسیم کر دے ان سے ہر وہ شئے چھین لے جو انہوں نے یلغار کے دوران اٹلی کی سلطنت سے ہے۔ یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے اورلیوس نے اتمیلیا شہر کا رخ نہیں کیا۔ ریکیوم شہر کی طرف بڑھا اور کوہستان الپس کے اندر ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ ینیوب کی طرف بڑی تیزی سے بڑھا۔ اورلیوس کی بد قسمتی کہ دریائے ڈینیوب پہونچتے وحشی جو تھنگی قبائل کی اکثریت دریائے ڈینیوب کو عبور کر کے شمال جا چکی تھی۔ ان کے بچے کھچے کچھ حصے تاہم ابھی تک دریا کو عبور کرنے کی نے کی کوشش کر رہے تھے کہ اورلیوس اپنے لشکر کے ساتھ ان پر حملہ آور ہوا کچھ کا اس نے قتل عام کیا باقی اپنی جانیں بچاتے ہوئے دریائے ڈینیوب کو ہوئے شمال کی طرف جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

ے وحشی جو تھنگی قبائل کا خطرہ ہی ٹلا تھا اور رومنوں کے شہنشاہ اورلیوس نے لیا تھا کہ اس کے لئے ایک اور مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ یوں کہ ہنگری اور گمنام میدانوں سے ایک اور وحشی قوم نمودار ہوئی۔ یہ ونڈال تھے۔ انتہائی خونخوار اور بشر گزیدہ لوگ تھے۔ ہنگری کے وسیع اور گمنام میدانوں میں انہوں شروع کی اور دریائے ڈینیوب تک لوٹ مار کرتے چلے آئے تھے۔ پھر دریائے انہوں نے عبور کیا اور اٹلی میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ اورلیوس کو ل کہ شمال کے وحشی ونڈال قبائل اس کی سرحد میں داخل ہو کر ان پر حملہ آور ہو گئے ہیں تو اس نے اپنی سلطنت میں ہر طرف اپنے کمانداروں اور جرنیلوں کو ا کہ کھانے پینے کی ہر شئے اور مویشی حتیٰ کہ ضرورت کی ہر چیز کو فصیل بند اندر محفوظ کر دیا جائے اور جس سمت سے ونڈال اٹلی میں جنوب کی طرف بڑھ

رہے ہیں ان کے آگے آگے ہر چیز کو آگ لگا دی جائے۔

یہ احکام ملتے ہی جگہ جگہ رومن جرنیل حرکت میں آئے کھانے پینے اور ضرورت
ہر شئے انہوں نے قلعہ بند شہروں میں محفوظ کر دی ایک ایک مویشی بھی فصیل بند ش
میں محصور کر دیا گیا اور پھر جن وسیع علاقوں اور میدانوں میں وحشی ونڈال قبائل پیش
کر رہے تھے اس سارے علاقے کو آگ لگا دی گئی۔ اس طرح ونڈال قبائل کی پیش
رک گئی اس لئے کہ آگے بڑھتے ہوئے نہ انہیں خوراک ملی اور نہ لوٹ مار کا سامان
دکھائی دیا۔ اس دوران اورلیوس ایک جرار لشکر لے کر ان کی سرکوبی کے لئے نکلا۔
اس سے پہلے ہی ونڈال واپس جانے کا عزم کر چکے تھے اس لئے کہ ان کا لشکر بھوکوں
لگا تھا۔ اور پھر ان پر اورلیوس کی صورت میں حملہ کا خطرہ بھی منڈلانے لگا تھا۔
واپس ہوئے اورلیوس ان کے سروں پر آن پہونچا اور ان پر حملہ کر دیا تاہم ونڈال
مرتے اپنا بچاؤ کرتے ہوئے اٹلی سے نکل کر ڈینیوب کے شمال کی طرف چلے گئے
طرح اورلیوس وحشی ونڈال قبائل سے بھی اٹلی کو محفوظ کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

ونڈال قبائل کی اٹلی سے واپسی آپ سے آپ پسپائی اورلیوس کے لئے انتہائی
ثابت ہوئی اس لئے کہ جوں ہی وحشی ونڈال قبائل دریائے ڈینیوب کو عبور کر کے
طرف چلے گئے اس کے چند ہی دن بعد جو تھنگی قبائل پھر نمودار ہوئے اس بار انہو
اپنے رشتہ دار المانی قبائل کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تھا اور یہ دونوں وحشی قبائل
ڈینیوب کو عبور کر کے جنوب کی طرف بڑھے۔ لگتا تھا رومنوں کے شہنشاہ اورلیوس
دریائے ڈینیوب کے کنارے بچے کھچے جو تھنگی قبائل کا قتل عام کیا تھا یہ جو تھنگی ا
قبائل دونوں متحد ہو کر اورلیوس سے اس کا انتقام لینا چاہتے تھے۔

دریائے ڈینیوب کو عبور کرنے کے بعد جو تھنگی اور آلانی قبائل نے اس دفعہ
راستہ اختیار کیا۔ اپنے راستے میں ہر آنے والے شہر اور بستی کو لوٹتے اور آگ
ہوئے یہ متحدہ وحشی قبائل اٹلی کے تاریخی شہر میلان کی طرف بڑھے۔ قیصر روم ا
کو بھی جو تھنگی اور آلانی قبائل کے حملہ آور ہونے کی اطلاع مل چکی تھی لہٰذا وہ ا
کے ساتھ بڑی تیزی سے میلان شہر کو بچانے کے لئے آگے بڑھا لیکن اورلیوس ابھی
شہر نہ پہونچا تھا کہ جو تھنگی اور آلانی قبائل نے میلان شہر پر حملہ کر دیا۔ ان کا یہ
تیز ایسا تند اور ایسا زوردار اور ہیبتناک تھا کہ لمحوں کے اندر انہوں نے میلان شہر
لیا۔ شہر کی ہر چیز انہوں نے لوٹ لی اور اس کے بعد وہ میلان شہر سے آگے بڑھتے
کے میدانوں میں نمودار ہوئے یہاں رومنوں کا شہنشاہ اورلیوس اپنے لشکر کے ساتھ

راہ روک کھڑا ہوا۔

اورلیوس کو یقین تھا کہ جس طرح ماضی میں اس نے جو تھنگی قبائل کو اٹلی سے مار
بھگایا تھا اور وہ بے بس اور مجبور ہو کر دریائے ڈینیوب کے اس پار چلے گئے تھے اس بار
بھی وہ انہیں پسپا کرنے میں کامیاب رہے گا۔ پو کے میدانوں میں اورلیوس نے جو تھنگی
اور آلانی قبائل کے سامنے اپنا پڑاؤ قائم کر لیا تھا۔ لیکن ہوا یوں کہ آنے والی رات کو گہری
تاریکی اور اندھیرے میں جو تھنگی اور آلانی قبائل نے اچانک حرکت میں آتے ہوئے انہوں
نے رومنوں پر ایسا خونخوار اور ناقابل برداشت شب خون مارا کہ رومنوں کو اس شب خون
کے نتیجے میں ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا۔

رات کی تاریکی میں رومنوں کے شہنشاہ اورلیوس نے اپنے لشکر کی تنظیم کو درست
کرتے ہوئے جو تھنگی اور آلانی قبائل پر جوابی حملہ کیا۔ لیکن اس جوابی حملے کا وحشی قبائل
پر کچھ اثر نہ ہوا۔ صبح تک رومنوں اور وحشی قبائل کے درمیان ہولناک جنگ ہوتی رہی۔
اس جنگ میں جو تھنگی اور آلانی قبائل نے رومنوں کے شہنشاہ اورلیوس کو بد ترین شکست
دی اور اورلیوس اپنے بچے کھچے لشکر کے ساتھ پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا تھا۔

جو تھنگی اور آلانی قبائل کے ہاتھوں رومنوں کے شہنشاہ اورلیوس کی شکست نے اس
کے لئے اور زیادہ مصیبت اور بدبختی کے دروازے کھول دیئے۔ وہ اس طرح کہ چار
جرنیلوں نے اورلیوس کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے قیصر روم ہونے کا دعوی کر دیا تھا۔

ان میں پہلا سیٹی فینوس دوسرا اربانوس تیسرا ڈومیٹانوس اور چوتھا وحشی گاتھ قبائیل کا
کاندیس تھا۔ گو وحشی گاتھ قبائل اب تک رومنوں کے مطیع اور فرمانبردار ہو کر زندگی بسر کر
رہے تھے۔ لیکن اورلیوس کے جو تھنگی اور آلانی قبائیل کے ہاتھوں شکست کے بعد گاتھ
قبائیل نے بھی اپنے سپہ سالار کاندیس کی سرکردگی میں قسمت آزمائی کا فیصلہ کر لیا تھا۔ لہٰذا
کاندیس نے بغات کرتے ہوئے رومنوں کا شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا تھا

ان چار جرنیلوں کے شہنشاہ ہونے کا اعلان کرنے کے ساتھ ہی جگہ جگہ اٹلی میں
بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ دوسری طرف اورلیوس کو بد ترین شکست دینے کے بعد وحشی
قبائل جو تھنگی اور آلانی قبائیل نے اپنی پیش قدمی جاری رکھی۔

اورلیوس کو شکست دینے کے بعد وہ باہر ایڈریاٹک تک آئے اور ساحل عنبرین کے
ساتھ ساتھ وہ جنوب کی طرف بڑھے۔ رومن شہنشاہ اورلیوس کے لئے یہ بڑا کڑا اور سخت
وقت تھا۔ تاہم اس نے ان حالات سے نپٹنے کا عزم کر لیا تھا۔ اورلیوس اندرونی بغاوتوں کو
فراموش کر کے سب سے پہلے بیرونی حملہ آوروں سے نپٹنا چاہتا تھا۔ لہٰذا بڑی تیزی اور

جلدی میں بہت بڑا لشکر تیار کیا اور جو تھنگی اور آلانی قبائیل کی راہ روکنے کے لئے آگے بڑھا۔ اس وقت تک جو تھنگی اور آلانی قبائیل اٹلی کے وسط تک پہونچ چکے تھے۔ اور انہوں نے اس قدر لوٹ مار کی تھی ان سے اب وہ سامان سنبھالا نہیں جا رہا تھا۔ جو لوٹ مار سے انہیں حاصل ہوا تھا۔ لہٰذا ان کے سرداروں نے فیصلہ کیا کہ اب چونکہ وحشی قبائیل کافی لوٹ مار کر چکے ہیں لہٰذا اب واپس ہو لینا چاہئے یہ فیصلہ ہونے کے بعد جو تھنگی اور آلانی قبائیل واپس ڈینیوب کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

ان کی پسپائی سے اورلیوس نے خوب فائدہ اٹھایا۔ اپنے لشکر کے ساتھ وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھا اور ان پر حملہ کر دیا۔ اس طرح اس نے واپس جاتے ہوئے جو تھنگی اور آلانی قبائیل کو سنبھلنے کا موقع نہ دیا اور ان کی پشت اور دائیں بائیں جانب کی سمتوں سے اس قدر تیز حملے کئے کہ جو تھنگی اور آلانی قبائیل کی اکثریت کو اس نے تہہ تیغ کر دیا۔ اور بہت کم وحشیوں کو اس نے دریائے ڈینیوب کو پار کر کے بچ نکلنے کا موقع فراہم کیا تھا۔

عین اس موقع پر جس وقت اورلیوس جو تھنگی اور آلانی قبائیل کا تعاقب کرتے ہوئے ان کا قتل عام کر رہا تھا دریائے ڈینیوب کے شرقی حصے سے گاتھ کے وحشی قبیلے نمودار ہوئے۔ جو تھنگی اور آلانیوں کو بد ترین شکست دینے کے بعد اورلیوس گاتھ قبائیل کی طرف بڑھا اور انہیں بھی اس نے دریائے ڈینیوب عبور کرنے نہ دیا۔ اس طرح اورلیوس نے ایک طرح سے اٹلی کو بیرونی اور وحشی حملہ آوروں سے محفوظ کر لیا تھا۔

جو تھنگی۔ آلانی اور گاتھ قبائیل کا قلع قمع کرنے کے بعد اورلیوس سب سے پہلے وحشی گال قبائیل اور ان کے کماندار کاندلیس کے خلاف حرکت میں آیا۔ کاندلیس کو کھلے میدانوں میں اورلیوس نے بد ترین شکست دی اس طرح گاتھ قبائیل کو ایک بار پھر قیصر روم اورلیوس نے اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا کے رکھ دیا تھا۔

اس کے بعد اورلیوس نے چند ہی ہفتوں تک اپنی عسکری قوت کو مجتمع کیا۔ چند روز اس نے تیاری میں لگائے۔ اٹلی کے ان تین جرنیلوں کے خلاف حرکت میں آیا۔ جنہوں نے بغاوت کرتے ہوئے قیصر روم ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اورلیوس کی خوش قسمتی کہ وہ باری باری ان تینوں باغی جرنیلوں کو بھی اپنے سامنے مغلوب کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس طرح قیصر روم اورلیوس نے لگاتار کوشش اور جدوجہد کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ اٹلی کو بیرونی حملہ آوروں سے محفوظ کر دیا بلکہ اٹلی کے اندر جو بغاوتوں اور خانہ جنگی جیسی کیفیت طاری ہو گئی تھی اسے بھی ختم کر کے رکھ دیا۔

دوسری طرف ملکہ زینب جسے رومن ملکہ زینوبیا کہہ کر پکارتے تھے اس نے بھی اپنی ...ات کا دائرہ بڑھایا تھا۔ حارث کے ساتھ مل کے جب اس نے پورے مصر پر قبضہ کر لیا ...اس کے حوصلے اس کے ولولے پہلے کی نسبت کہیں زیادہ مستحکم اور مضبوط ہو گئے تھے۔ ...مصر پر اپنا قبضہ مستحکم اور مضبوط کرنے کے بعد ملکہ زینوبیا اور حارث دونوں حرکت میں آئے ...اور شام میں رومنوں کے وسیع علاقوں پر قبضہ کرنے کے بعد وہ ایشیائے کوچک کے وسیع ...ولوں پر بھی قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ قیصر روم اورلیس اس وقت تک اٹلی کو ...ل اور اندرونی خطروں سے نجات دے چکا تھا۔ لہٰذا جب اسے یہ خبریں پہونچیں کہ ملکہ ...ب نے مصر کے بعد ایشیائے کوچک اور شام کے وسیع علاقوں کے علاوہ آس پاس کی ...مینوں پر بھی قبضہ کر لیا ہے تو وہ بڑا فکرمند ہوا۔ رومنوں کا یہ خدشہ تھا کہ اگر پالمیرہ کی ...زینوبیا اسی طرح اپنی قوت اور طاقت کو بڑھاتی رہی تو ایک وقت ضرور آئے گا کہ وہ ...ون کو ان کے ایشائی مقبوضہ جات سے بیدخل کر کے رکھ دے گی۔

دوسری طرف رومنوں کو یہ فکرمندی لاحق تھی کہ اگر کسی موقع پر پالمیرہ کی ملکہ زیب ... ایران کی ساسانی سلطنت کے ساتھ سمجھوتا کر لیا تو ایسی صورت میں یہ دونوں قوتیں ...ون کے خلاف ایک ناقابل تسخیر طاقت بن کر نمودار ہوں گی اور یہ کہ رومنوں کو نہ ... اپنے ایشائی مقبوضہ جات سے ہاتھ دھونا پڑیں گے بلکہ یہ متحدہ قوت ایشا سے نکل کر ... بھی حملہ آور ہو کر رومنوں کو ناقابل تلافی نقصان پہونچا سکتی ہے۔ لہٰذا ان خطرات ...ش نظر رومن شہنشاہ اورلیوس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ہر صورت میں پالمیرہ کی ملکہ ... کے خلاف حرکت میں آئے گا اس کی قوت کو توڑ پھوڑ کے رکھ دے گا تاکہ آنے ... دنوں میں وہ اکیلی رومنوں کے لئے خطرے کا باعث نہ بنے وہ ایران کی ساسانی ... کے ساتھ اتحاد کر کے رومنون کو ان کے مقبوضہ جات سے محروم کرے۔

پالمیرہ کی ملکہ زینب کے خلاف حرکت میں آنے سے پہلے کئی ماہ تک شہنشاہ اورلیوس ...اپی بہترین جنگی تیاریاں کیں۔ اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور اس لشکر کے ساتھ ...نے مشرق کی طرف کوچ کیا۔ اٹلی سے کوچ کرتے وقت اس نے اپنے بہترین وفادار اور ...ل اعتماد جرنیلوں کو حکم دیا کہ وہ اس کی غیر موجودگی میں جیسا لشکر وہ لے کر روانہ ہو رہا ... ایسا ہی ایک اور لشکر تیار کریں تاکہ اگر ایشا میں اسے کمک کی ضرورت پڑے تو وہ نیا ...ہ لشکر اس موقع پر کام دے سکے۔ یہ احکامات جاری کرنے کے بعد اورلیوس اٹلی سے ... ہوا۔ سب سے پہلے اس نے مصر کا رخ کیا۔

ملکہ زینب نے مصر کو اپنی سلطنت میں شامل کرنے کے بعد وہاں ایک مقامی سرکردہ

شخصیت کو حاکم بنا دیا تھا۔ ملکہ زینب کو جب یہ اطلاع ملی کہ اورلیوس مصر پر حملہ آور رہا ہے تو اس نے مصر کے دفاع کے لئے کچھ نہ کیا۔ وہ جانتی تھی کہ اگر اس نے پالمیرہ صحراؤں سے نکل کر مصر کا رخ کیا اور وہاں جنگ کی ابتدا کی تو ہو سکتا ہے ان دور ال علاقوں میں وہ رومنوں کے سامنے اپنا دفاع نہ کر سکے اور اس کی رہی سہی ساکھ ختم ہو کر جائے۔ پالمیرہ کی ملکہ زینب سے جب مصر کے دفاع کے لئے کچھ نہ کیا گیا تو رومن شہنشاہ اورلیوس نے آگے بڑھ کر بغیر کسی رکاوٹ کے مصر پر قبضہ کر لیا تھا۔

رومن شہنشاہ اورلیوس نے جب مصر پر قبضہ کر لیا تو پالمیرہ کی ملکہ زینب بڑی فکرمند ہوئی۔ وہ جانتی تھی کہ مصر پر قبضہ کرنے کے بعد رومن ضرور ارض شام پھر ملکہ زینب کے مرکزی شہر پالمیرہ کا رخ کریں گے۔ لہٰذا اس نے جنگی تیاریوں کو عروج پر پہنچا دیا تھا۔ اس نے ایک بہت بڑا اور بہترین لشکر تیار کیا۔ اس لشکر کو اس نے تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ اس نے اپنی کمانداری میں رکھا۔ دوسرا حصہ اس نے حارث بن حسان کی سرکردگی میں دیا جبکہ تیسرا حصہ اپنے ایک اور جرنیل زبداس کی کمانداری میں دے دیا تھا۔

مصر پر قبضہ کرنے کے بعد رومنوں کا شہنشاہ اورلیوس ایشیائے کوچک کی طرف بڑھا۔ یہاں اس نے ان علاقوں پر دوبارہ قبضہ کیا جو ملکہ زینب نے فتح کئے تھے۔ ایشیائے کوچک میں اپنی فتوحات مکمل اور اپنا قبضہ مستحکم کرنے کے بعد رومن شہنشاہ ارض شام کی طرف بڑھا۔

ارض شام میں داخل ہونے کے بعد اورلیوس نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ اس نے اپنے ایک جرنیل کو دیا اور اسے ایلیا شہر پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا دوسرا حصہ جو اورلیوس نے اپنی سرکردگی میں رکھا تھا اسے لے کر اورلیوس انٹی اوک شہر کی طرف بڑھا تھا۔

ملکہ زینب کو جب رومنوں کے شہنشاہ اورلیوس کی اس پیش قدمی کی اطلاع ہوئی تو وہ فی الفور حرکت میں آئی۔ اپنے جرنیل زبداس کو اس نے انٹی اوک شہر کی طرف روانہ کیا کہ وہ اس شہر کی رومنوں کے شہنشاہ اورلیوس سے حفاظت کرے۔ جبکہ حارث بن حسان کو اس نے ایلیا شہر کی طرف روانہ کر دیا تاکہ جو رومن جرنیل ایلیا شہر کی طرف اپنے لشکر کو لے کر بڑھ رہا ہے وہ اسے ایلیا شہر میں داخل نہ ہونے دے۔

حارث بن حسان کے ایلیا شہر پہونچنے سے پہلے ہی رومن لشکر شہر سے باہر پڑاؤ کر چکا تھا اور ایک طرح سے اس نے شہر کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ ایلیا آتے ہی حارث بن حسان نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ نہیں کیا بلکہ آتے ہی وہ رومنوں پر حملہ آور ہو گیا۔

اس کی لڑائی میں حارث بن حسان نے رومن جرنیل کو بد ترین شکست دی۔ اور وہ رومن جرنیل ایلیا شہر سے بھاگ کر انٹی اوک کی طرف چلا گیا تھا۔ جہاں رومن شہنشاہ اورلیوس اپنے لشکر کے ساتھ پہونچ چکا تھا۔

ملکہ زینب کا دوسرا جرنیل زبداس بڑی تیزی سے انٹی اوک پہونچا اس وقت تک اورلیوس وہاں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر چکا تھا اور ایلیا شہر میں حارث بن حسان کے ہاتھوں شکست کھانے والا رومن جرنیل بھی اپنے بچے کھچے لشکر کے ساتھ وہاں پہونچ چکا تھا۔ انٹی اوک شہر کے باہر ہولناک جنگ ہوئی اس جنگ میں ملکہ زینب کے جرنیل زبداس کو شکست ہوئی۔ زبداس کو شکست دینے کے بعد رومن شہنشاہ اورلیوس نے صحرا کے اندر دور دور تک اس کا تعاقب کیا لیکن زبداس اپنے لشکر کو بچا کر صحرا کی بھول بھلیوں میں روپوش ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

انٹی اوک کے مقام پر شکست کھانے کے بعد زبداس پہلے ڈفون شہر کی طرف گیا وہاں اس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا اور جائزہ لینے لگا کہ رومن اب کس طرف پیش قدمی کرتے ہیں۔ ڈفون شہر میں قیام کے دوران زبداس کی طرف ملکہ زینب کے ایلچی آئے ایلچیوں کے ذریعے ملکہ نے زبداس کو حکم دیا کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ ایلیا شہر کی طرف جائے اور وہاں حارث بن حسان کے ساتھ مل کر رومنوں کے سامنے اپنے دفاعی حصار مضبوط اور مستحکم کرنے کی کوشش کرے۔ ملکہ زینب کا یہ حکم ملتے ہی زبداس اپنے لشکر کے ساتھ حارث بن حسان کے ساتھ شامل ہونے کے لئے ایلیا شہر کی طرف کوچ کر گیا

دوسری طرف انٹی اوک شہر سے باہر زبداس کو شکست دینے کے بعد رومن شہنشاہ اورلیوس اپنے متحدہ لشکر کے ساتھ ایلیا شہر کی طرف بڑھا۔ اس کی وہاں آمد سے پہلے ہی حارث بن حسان اور زبداس دونوں نے مل کر ایلیا شہر سے باہر اپنا دفاع مکمل کر لیا تھا۔ وہاں پہونچ کر اورلیوس نے اپنے لشکر کے ساتھ حارث بن حسان کے متحدہ لشکر کے سامنے پڑاؤ کیا۔

دوسرے روز فیصلہ کن جنگ کرنے کے لئے دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہوئے۔ جنگ کی ابتدا کرنے سے پہلے رومن شہنشاہ کے حکم پر اس کے لشکر میں بڑے بڑے جنگ کے طبل اور ڈھول اور تاشے بجنے لگے تھے پھر اورلیوس کے حکم پر اس کا لشکر حملہ آور ہونے کے لئے حارث بن حسان کے لشکر کی طرف آرزوؤں کی شورش، ولولوں کے ابال اور بد ترین تقدیر کے سایوں کی طرح آگے بڑھا تھا۔ حارث بن حسان اپنے لشکر

کو حرکت میں نہیں لایا تھا۔ شاید وہ اپنے آپ کو شروع شروع میں دفاع ہی میں محدود رکھ
چاہتا تھا۔ اور وہ بڑی بے چینی سے رومنوں کے حملہ آور ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ اس
بائیں طرف اس کا دوسرا ساتھی جرنیل زبداس بھی اپنے حصے کے لشکر کے آگے بڑی
چینی سے رومنوں کے حملہ آور ہونے کا منتظر تھا۔

پھر رومن زور زور سے جنگی طبل بجاتے اور ڈھول اور تاشے پیٹتے ہوئے اپنی
آوازوں میں عجیب عجیب سے نعرے لگاتے ہوئے زیست کے تلخ حقائق' آلام کی گر
سسکتی تنہائیوں' جذبوں کے بھڑکاؤ کی طرح حارث بن حسان کے لشکر پر حملہ آور ہو
تھے۔ حارث بن حسان اپنے ساتھی جرنیل زبداس سے مل کر عجیب سے رقص رندا
صدائے مستانہ' اجاڑ ویرانوں میں تند ٹکراؤ کی طرح رومنوں کے سامنے اپنا دفاع کرتا ر
حارث بن حسان نے کچھ دیر تک اپنے پورے لشکر کو دفاع ہی میں محصور رکھا۔ جب
نے اس تھوری دیر کی جنگ میں رومنوں کی طاقت اور قوت کا اندازہ لگا لیا تب اس
دفاع سے نکل کر جارحیت پر اترنے کا ارادہ کیا۔

جارحیت پر اترنے سے پہلے حارث بن حسان اس آتش فشاں کی طرح حرکت میں
جو اپنی ٹھوکروں سے زمانے کی بساط کو الٹ دیتا ہے۔ چڑھتی ندیوں' آتش نفس جذبوں
شعلہ سامان نعروں کی طرح وہ عجیب سی آوازیں نکالتا ہوا اپنے ساتھی جرنیل زبداس کو
پیغام دینے لگا تھا۔ حارث بن حسان کے یہ نعرے سن کر زبداس اپنے حصے کے لشکر
ساتھ رومنوں کے سامنے والے حصے پر جارحیت کا مظاہرہ کرتا ہوا حملہ آور ہوا تھا۔

جبکہ حارث بن حسان اپنے لشکر کے ساتھ دائیں طرف ہٹا پھر وہ رومنوں کے پہلو
بلندی اور پستی کو زیر نگیں کرتی انوکھی اور اچھوتی جراتمندی' جلتے سورج کے ساتھ
سنہری دھوپ کی برسوں کی ریاضت' لمحوں کے لامختتم سفراور دکھ کے خنجر کی طرح
کے لشکر پر حملہ آور ہوا تھا۔ حارث بن حسان کے تیز۔ خونخوار اور جان لیوا حملوں
باعث رومن لشکر کے اندر تلاطم و انقلاب برپا کرتے جذبے اوہام کے بھنور اور لمحا
کرب کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔

دوسری طرف حارث بن حسان کا ساتھی جرنیل زبداس بھی دفاع سے نکل کر جا
میں رومنوں پر سامنے کی طرف سے سیاہ مقدرات' سلگتی ریت کے صحرا' جورو جبر
موت کے ہولناک سایوں میں درد کی تڑپ اور اضطراب کی برق بن کر حملہ آور ہو
تھا۔

ایلسا شہر سے باہر جنگ اب اپنے عروج کو پہنچ گئی تھی۔ انسان یوں کٹ کٹ کر گ

ہے تھے جیسے وقت کے سمندر میں مشیت کی چکی میں پستے ہوئے ذرے' میدان جنگ میں
ت کے سایوں اور بدبختی کی تاریکیوں میں انحطاط کی کہر' زوال کی لہریں اور سفاک لمحوں
کی ابتلا کی پھیل گئی تھی ہر سو ہر طرف وقت کا بدترین جبر او زہر کیطرح دھیرے دھیرے
ل میں اترنے والی ذلت و نکبت رقص کرنے لگی تھی۔

رومن شہنشاہ اورلیوس نے بڑی کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح وہ ایلسا شہر سے باہر
زینب کے لشکر کو شکست دے کر ایلسا شہر پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو جائے لیکن
س کی ہر خواہش اس کی ہر امید کو حارث بن حسان اور زبداس نے مل کر خاک میں ملا دیا
سامنے کی طرف سے زبداس اور پہلو کی طرف سے حارث بن حسان نے حملہ آور ہو
رومنوں کو خون میں نہلانا شروع کر دیا تھا۔ پھر وہ موقع بھی آیا کہ حارث بن حسان اور
اس دونوں نے رومنوں کی اگلی صفوں کا پوری طرح قلع قمع کرنے کے بعد رومنوں کے
کے وسطی حصہ پر حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا۔

اورلیوس نے جب اندازہ لگایا کہ اگر جنگ تھوڑی دیر تک مزید جاری رہی تو اسے بد
شکست ہو گی اور ایلسا کے نواحی صحراؤں میں اس کے لشکر کا مکمل طور پر قلعہ قمع کر
رکھ دیا جائے گا۔ لہٰذا اپنی اور اپنے لشکریوں کی جان بچانے کے لئے اس نے صحرا کے
پسپائی اختیار کی۔ حارث بن حسان اور زبداس دونوں نے اب سامنے کی طرف سے
وں پر شور ڈالنا شروع کیا اور ان کی صفوں کی صفیں الٹ کر ان کا قتل عام کیا۔ تاہم
وس اپنے کچھ لشکر کو بچا کر پیچھے ہٹنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اتنی دیر تک چونکہ رات
تھی لہٰذا حارث بن حسان اور زبداس دونوں نے رومنوں کا تعاقب چھوڑ دیا اور
شہر سے باہر اپنے پڑاؤ میں آ گئے تھے۔ رومن شہنشاہ اورلیوس نے اسے غنیمت جانا
پیچھے ہٹ کر کھلے صحراؤں میں اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہو گیا تھا اسی وقت اس
رفتار قاصد اٹلی کی طرف بھجوائے اور ملکہ زینب کو مغلوب کرنے کے لئے اس نے
ے کمک طلب کر لی تھی۔

رومن شہنشاہ اورلیوس کو شکست دینے کے دوسرے روز حارث بن حسان اپنے لشکر
ساتھ پڑاؤ کا چکر لگانے کے بعد جب اپنے ساتھی جرنیل زبداس کے ساتھ اپنے خیمہ
اخل ہوا تو وہ دنگ رہ گیا اس نے دیکھا کہ اس کے خیمہ میں اس کی بیوی اور پالمیرہ کی
زینب بیٹھی ہوئی تھی۔ زبداس بھی ملکہ زینب کو دیکھ کر ٹھٹھک سا گیا۔ دونوں آگے
پھر حارث بن حسان نے ملکہ زینب کو مخاطب کر کے پوچھا زینب تم یہاں خیریت تو
اس پر زینب اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور چاہتوں بھری آواز میں حارث بن حسان کو

مخاطب کر کے کہنے لگی۔

تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے تم دونوں کی رومنوں کے
اورلیوس کے خلاف فتح مندی کی خبر مل گئی تھی۔ لہٰذا میں تم دونوں کو ایک تو فتح کی مبار
دینے آئی ہوں دوسرے میں تم سے یہ کہنے آئی ہوں کہ یہاں سے اپنا پڑاؤ اٹھا لو۔
تک میرے جاسوسوں نے خبر دی ہے کہ اس کے مطابق اورلیوس نے یہاں سے ہٹ
دس میل شمال میں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کرلیا ہے اور اس نے اٹلی سے مزید کمک
کرلی ہے تاکہ وہ ہمارے ساتھ ایک نہ ختم ہونے والی جنگ کا آغاز کرسکے۔ میں نے
مرکزی شہرپالمیرہ کے اردگرد صحراؤں کے اندر نخلستانوں کی صورت میں آباد بدوی قبائل
طرف اپنے قاصد بھجوا دیئے ہیں کہ جوں ہی رومن شہنشاہ صحرا سے گزر کر ہمارے
شہرپالمیرہ کا رخ کرے تو وہ رات کی تاریکی میں اس کے لشکر پر کچھ اس طرح کچھ اس
سے اور بھیانک پن سے شب خون مارنا شروع کریں کہ اورلیوس کو مجبوراً" پالمیرہ کی
پیش قدمی روک کے واپس جانا پڑے مجھے امید ہے کہ جب اورلیوس کو اٹلی سے کمک
جائے گی اور وہ ہمارے مرکزی شہرپالمیرہ کی طرف بڑھے گا تو وہ راستے میں نخلستانوں کے
جو صحرائی جنگ میں اپنا جواب نہیں رکھتے وہ رومن لشکر پر حملہ آور ہو کر اس کی پیش
کو یقیناً" روک دیں گے اس طرح مجھے امید ہے کہ رومن شہنشاہ کو ہم پر غلبہ حاصل
کے بجائے ناکام و نامراد لوٹنا پڑے گا۔

دوسری خبر میں تم دونوں کو یہ دینا چاہتی ہوں کہ آج ہی پالمیرہ سے اس طرف
سے قبل میں نے اپنے قاصد ایران کی ساسانی سلطنت کے شہنشاہ بہرام اول کی طرف
کئے ہیں اسے میں نے پیغام بھجوایا ہے کہ رومن آج اگر ہم پر چڑھ دوڑے ہیں تو کل
تمہیں بھی نشانہ بنا سکتے ہیں لہٰذا ہمیں چاہئے کہ مل کر رومنوں کا مقابلہ کریں اور انہیں
صرف یہاں سے مار بھگائیں بلکہ انہیں ایشیائی مقبوضہ جات سے بھی محروم کر کے
دیں۔ مجھے امید ہے کہ بہرام اول میرے اس پیغام کا کوئی مثبت جواب دے گا۔

تیسری بات میں تم سے یہ کہنے آئی ہوں کہ تم آج ہی اپنے لشکر کا پڑاؤ یہاں
اٹھاؤ اور پالمیرہ کی طرف روانہ ہو جاؤ میں تمہارے ساتھ جاؤں گی۔ میں نے یہ سوچا
صحرا کے اندر جگہ جگہ پھیلے ہوئے اپنے چھوٹے چھوٹے شہروں کی حفاظت کرنے کے
ہمیں اپنی پوری قوت اور طاقت کو اپنے مرکزی شہرپالمیرہ میں جمع کرلینا چاہئے۔ اگر
کے اندر آباد عرب بدوی قبائل رومنوں کی پیش قدمی روک کر انہیں بھاگ جانے پر مجبور
دیں تو یہ ہماری خوش قسمتی ہوگی اور اگر رومن کسی نہ کسی طرح اپنے لشکر کو لے

مرکزی شہرپالمیرہ تک پہنچ ہی جائیں تو ہم شہر سے باہر نکل کر بڑے حوصلے اور بڑے
ساتھ رومنوں کا مقابلہ کرسکیں گے حارث بن حسان اور زبداس دونوں نے ملکہ
کی اس تجویز کو پسند کیا لہٰذا ملکہ کے کہنے پر وہ دونوں اسی رات اپنے لشکر کو لے کر
شہر سے پالمیرہ کی طرف ملکہ کے ساتھ کوچ کرگئے تھے۔

○

جلد ہی رومن شہنشاہ اورلیوس کو اٹلی سے کمک کی صورت میں ایک بہت بڑا لشکر مل
اس لشکر کی تعداد اس لشکر سے بھی زیادہ تھی جو پہلے سے اورلیوس کے پاس تھا۔ اٹلی
لشکر ملنے کی وجہ سے اورلیوس کے حوصلے بلند ہوگئے لہٰذا اس نے مصمم ارادہ کرلیا
ملکہ زینب کو ہر صورت میں شکست دے کر اور اسے گرفتار کر کے اپنے ساتھ روم
جائے گا۔

ملکہ زینب کے مرکزی شہرپالمیرہ کی طرف پیش قدمی شروع کرنے سے قبل اورلیوس
صحرا کے اندر نخلستانوں میں آباد بدوی قبائل سے رابطہ کرنا شروع کیا اورلیوس جانتا تھا
اس کے صحرا کے اندر آگے بڑھتے ہوئے اگر وہ ملکہ زینب کے شہرپالمیرہ کی طرف
گا تو راستے میں نخلستانوں میں آباد بدو اس کے لئے مصیبت کھڑی کردیں گے اور صحرا
اور جگہ جگہ وہ اس کے لشکر پر شب خون مار کر اس کے لشکر کو رسد اور کمک اور
ضروریات زندگی کے قیمتی سامان سے محروم کردیں گے بلکہ قتل عام کرتے ہوئے
لشکر کی تعداد کو بھی گھٹا کر رکھ دیں گے۔

انہیں خدشات کے پیش نظر اورلیوس نے اپنے نمائندے بدوی قبائل کے مختلف
اوں کی طرف روانہ کئے بدوی قبائل کے سرداروں اور سرکردہ لوگوں کو اورلیوس نے
رقمیں اور تحائف پیش کئے اور ان سے عہد لیا کہ جب وہ اپنے لشکر کے ساتھ ملکہ
کے مرکزی شہرپالمیرہ کی طرف پیش قدمی کرے گا تو وہ اس کے لشکر پر حملہ آور نہ
گے اورلیوس کی طرف سے معقول رقم ملنے کے بعد ان بدوی قبائل نے اورلیوس کے
وعدہ کرلیا کہ وہ اس کے لشکر کے ساتھ تصادم کا کھیل نہیں کھیلیں گے یہ راستہ
کرنے کے بعد اورلیوس نے ملکہ زینب کے مرکزی شہرپالمیرہ کی طرف پیش قدمی
کردی تھی۔

○

دوسری طرف ملکہ زینب کے قاصد جب ایران کے شہنشاہ بہرام اول کی خدمت میں

پیش ہوئے اور رومنوں کے خلاف بہرام اول سے ملکہ زینب کی مدد کرنے کی درخواست
تو بہرام اول شش و پنج میں پڑ گیا چاہئے تو یہ تھا کہ بہرام اول اپنی پوری طاقت اور
قوت کے ساتھ ملکہ زینب کی امداد کرتا اور دونوں قوتیں متحد اور یکجا ہو کر رومنوں
صرف ان کے مقبوضہ جات سے محروم کر دیتیں بلکہ انہیں ایشیا سے بھی چلتا کرتیں
بہرام اول بنیادی طور پر کوئی مستحکم ارادہ اور صمیم عزم رکھنے والا انسان نہیں تھا۔

ایک طرف اسے یہ خدشہ تھا کہ اس جنگ میں اگر اس نے کھل کر ملکہ زینب
ساتھ دیا تو کہیں رومن اس کے خلاف نہ ہو جائیں اور آنے والے دنوں میں اس کے
مصیبت نہ کھڑی کر دیں۔ دوسرا خطرہ اس کے لئے یہ تھا کہ اگر اس نے ملکہ زینب کی
نہ کی اور اگر ملکہ زینب رومنوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو گئی تو رومنوں کا صفایا
کے بعد وہ بہرام پر حملہ آور ہو کر اسے بھی تاج اور تخت سے محروم کر سکتی ہے۔ اس
ساسانی شہنشاہ بہرام اول رومنوں کے خلاف حرکت میں آتے ہوئے بھی خوفزدہ تھا اور
زینب کی مدد نہ کر کے بھی وہ اپنے لئے خدشات محسوس کر رہا تھا۔

ان حالات میں بہرام اول نے چند دستوں پر مشتمل چھوٹا سا ایک لشکر ملکہ زینب
برائے نام مدد کے لئے روانہ کر دیا تھا۔ اس لشکر نے حماقت یہ کی کہ صحرائے پالمیرہ
ہوتے ہوئے ملکہ زینب کے مرکزی شہر پالمیرہ کی طرف جانے کے بجائے چند دستوں
مشتمل یہ چھوٹا سا لشکر دریائے فرات کے کنارے کنارے آگے بڑھا۔ اس کی آمد کی اطلاع
رومنوں کے شہنشاہ اورلیوس کو بھی ہو گئی تھی لہٰذا اس نے اپنے لشکر کا ایک حصہ ایرانی
کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا پس رومنوں نے دریائے فرات کے کنارے اس ایرانی
لشکر کا پوری طرح قتل عام کر کے اس کا مکمل طور پر صفایا کر دیا تھا۔

بہرام اول کے لشکر کا پوری طرح صفایا کرنے کے بعد اور صحرائے پالمیرہ میں
ہوئے بدوی قبائل کو رشوت دے کر اپنے ساتھ ملانے کے بعد رومن شہنشاہ اورلیوس
کسی قدر اطمینان اور سکون کے ساتھ پالمیرہ کی طرف پیش قدمی کرنے کے قابل ہو گیا
لہٰذا اس نے اپنے لشکر کو پالمیرہ شہر کی طرف بڑھنے کا حکم دے دیا تھا۔

دوسری طرف ملکہ زینب۔ حارث بن حسان اور زبداس بھی رومنوں کی نقل و حرکت
سے پوری طرح آگاہ تھے۔ اس لئے کہ ملکہ کے جاسوس پوری طرح انہیں رومنوں کی نقل و
حرکت سے آگاہ کر رہے تھے۔ انہیں جب خبر ہوئی کہ رومن پالمیرہ کی طرف پیش قدمی کر
چکے ہیں تو ملکہ زینب نے اپنے کل لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ حارث بن
حسان کی سرردگی میں رکھا گیا۔ دوسرا حصہ زبداس کے تحت رکھا گیا تیسرے حصے

...اری خود ملکہ نے سنبھالی۔ حارث بن حسان اور زبداس دونوں اپنے اپنے لشکر کو لے کر
... باہر خیمہ زن ہوئے وہ چاہتے تھے کہ شہر سے باہر نکل کر رومنوں کا مقابلہ کریں اور
... کو شہر کا محاصرہ کرنے کا موقعہ نہ دیں۔ ملکہ زینب اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ شہر
... ہی رہی تھی اور اس نے اپنے لشکر کو شہر کی فصیل کے اوپر پھیلا دیا تھا تاکہ کسی
... سے رومن چوری چھپے فصیل پر چڑھ کر شہر میں داخل نہ ہو سکیں۔

...س روز ملکہ زینب۔ حارث بن حسان اور زبداس نے مل کر یہ سارے انتظام مکمل
... کے دوسرے روز رومن شہنشاہ اورلیوس اپنے لشکر کے ساتھ پالمیرہ شہر سے باہر
... ہوا۔ اورلیوس نے جب دیکھا کہ ملکہ کا لشکر مقابلہ کرنے کے لئے ان کی آمد سے پہلے
... کئے ہوئے ہے تو اورلیوس نے اپنے لشکر کو ملکہ کے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کرنے کا
... دیا تھا۔

... شہر سے باہر دوسرے روز جنگ کی ابتداء ہوئی دونوں لشکر ازلی دشمنوں اور
...یوں کی طرح ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے تھے۔ دونوں لشکریوں کے زور شور سے
... ہونے کے باعث میدان جنگ شیطانی آرزوؤں، جلتے تپتے ریگستانوں، منحوس گہن،
... کی کڑی دھوپ اور غم فراق کے المیوں کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ ہر طرف ہر
... کی بد ترین سراسیمگی، اوہام کی فتنہ انگیزی، نصیب کی اڑتی راکھ کے بھنور اٹھنے لگے
...وں طرف کے لشکری تعصب کے جنوں کا شکار ہو کر ہر سمت ہر طرف مرگ کا
...مل دھواں دھواں گرد و پھیلانے لگے تھے۔

...منوں کی خوش قسمتی کہ دوپہر کے قریب ملکہ کا جرنیل زبداس جنگ میں کام آگیا۔
... کے مرنے کے بعد جنگ کی ساری ذمہ داری اور لشکر کو سنبھالنے کا سارا بوجھ اکیلے
... حسان کے کاندھوں پر آپڑا تھا۔ اس موقع پر حارث بن حسان نے بڑی چابک
... مہارت اور بری جنگی مہارت کا ثبوت دیا۔ اس نے اپنے دونوں لشکر کے حصوں کو
...یا اور متحدہ لشکر کو اپنی کمانداری میں رکھتے ہوئے اس نے رومنوں کے ساتھ جنگ
...می۔ لشکر میں بار بار وہ اپنے لشکریوں کا حوصلہ بلند کرنے کے لئے انہیں ضروری
... دینے کی خاطر ایک سرے سے گھوڑا دوڑاتا ہوا دوسرے سرے کی طرف جاتا اس
...ہاں وہ لشکریوں کو ضروری ہدایات بھی دیتا تھا وہاں بلند آواز میں انہیں مخاطب کرتے
... ان کی حوصلہ افزائی بھی کرتا جا رہا تھا۔

...منوں کی مزید خوش قسمتی اور ملکہ زینب کی بد قسمتی کہ جس وقت اپنے لشکریوں کا
... بڑھانے کے لئے حارث بن حسان اپنے گھوڑے کو ایڑھ پر ایڑھ لگائے ایک سرے

سے دوسرے سرے کی طرف بڑھاتا لے جا رہا تھا۔ رومنوں نے تاک کر حارث بن حسان پر
ایسی تیر اندازی کی جس کے نتیجے میں حارث بن حسان چھلنی ہو کر رہ گیا اور اپنے گھوڑے
سے نیچے گر کر وہ دم توڑ گیا تھا۔

حارث بن حسان کے مرتے ہی اس کے چھوٹے لشکریوں نے بڑی عقلمندی۔
دانشمندی کا ثبوت دیا۔ حارث بن حسان کی لاش کو اٹھاتے ہوئے انہوں نے لشکر کو
میدان جنگ چھوڑ کر شہر کے اندر محصور ہو جانے کا حکم دے دیا تھا۔ یہ حکم سنتے ہی
سالار حارث بن حسان کی لاش کو لے کر اور اپنے لشکر کو سمیٹتے ہوئے شہر میں محصور ہو
گئے تھے۔ حارث بن حسان کی لاش کو شہر کے غربی دروازے کے قریب رکھ دیا گیا تھا۔

جس وقت لشکر ہزیمت اٹھا کر شہر میں داخل ہوا تھا اس وقت ملکہ زینب شہر کی فصیل
کے اوپر سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ تاہم اسے یہ خبر نہ ہوئی تھی کہ اس کا شوہر حارث بن
حسان تیروں سے چھلنی ہو کر دم توڑ چکا ہے۔ وہ فصیل کے اوپر لشکریوں کو مختلف برجوں کے
اندر متعین کرنے میں مصروف تھی کہ اسے حارث بن حسان کے مرنے کی اطلاع ملی
بے چاری کے پاؤں تلے سے شہر کی فصیل نکل کر رہ گئی تھی۔ اس نے سارے
اپنے چند چھوٹے سالاروں کو سونپے پھر وہ بھاگتی ہوئے فصیل سے اتر کر شہر کے
دروازے کی طرف بھاگی تھی۔

جب وہ حارث بن حسان کی لاش کے پاس آئی تو دنگ رہ گئی اس کے چہرے پر
ہوائیاں اڑنے لگی تھیں اور رنگ ہلدی ہو کر رہ گیا تھا۔ لاش کے پاس وہ بیٹھ گئی۔
دیر تک وہ عجیب سے انداز میں حارث بن حسان کے خون آلود چہرے کو دیکھتی رہی
پھٹ پڑی اور بری طرح دھاڑیں مار کر رونے لگی تھی۔ تھوڑی دیر تک ایسا ہی سماں
ملکہ زینب نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ اپنی آنکھیں اس نے خشک کیں۔ حارث بن حسان
چہرے پر اس نے اپنا نرم اور گداز ہاتھ پھیرا پھر وہ ایک عزم اور ایک پختگی میں
تھی۔

"حارث میرے حبیب۔ میرے رفیق۔ تم میری تنہائیوں میں امرت برساتا بول
ذات کے لئے حرمت کی طیلسان' میری زیست کے لئے جینے کی گلابی خوشبو' مایوسی
مرادی کی ساعتوں میں میرے لئے خوشبو اور مسرتوں کا چرچا اور خواہش اور قوتوں
وعدوں میں تم میرے لئے امن کی بشارت۔ خوشحالی کی امید تھے۔"

ان رومنوں نے دھوکہ دہی اور فریب سے کام لیتے ہوئے تمہیں سکوت مرگ
کی دلدل۔ تاریک لمحوں کی کوکھ میں پاتال کے سیلے اندھیرے۔ المناک گھٹن میں

اور فصل بہار میں جبر کی ارزانی بنا کے رکھ دیا ہے۔
حارث میرے حبیب۔ اس نیلے آسمان تلے اور ہیولہ زمین پر اب جبکہ تیری روح
کی تاریکیوں میں کھو گئی ہے تو تیری مرگ نے میری نظر نظر میں اداسیاں نفس نفس میں
ویرانیاں بھر دی ہیں۔ موت نے تیری روح کو جسم سے الگ کر کے میرے خیالات کی دنیا کو
تار تار کر دیا ہے۔ مجھے تیری موت نے ذلت و پستی اور موت اور نیستی کے کفن میں زندہ
لپیٹ کے رکھ دیا ہے۔

اس کے ساتھ ہی ملکہ زینب نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ سب سے پہلے اس نے حارث
بن حسان کی تجہیز و تکفین کا بندوبست کیا اس کے بعد وہ رومنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے
شہر کی فصیل سے کچھ اس طرح نکلی جیسے ازل و ابد کے حجاب سے کڑی دھوپ کی
ـ جیسے یاس و نا امیدی کے آسماں پر آگ کے بادلوں کا پھیلاؤ۔ جیسے سناٹوں کی گونج
لمحوں کے طوفان اور زندگی کے دھوپ چھاؤں کی طرح چیختے لمحوں یں خواہشوں کی اینگتی
کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

شہر کے غربی دروازے سے اپنے لشکر کے ساتھ ملکہ رومنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے
نکلی۔ بڑی جراتمندی۔ بڑی دلیری بڑی شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ موت و مصیبت
کے مہینوں۔ نحوست کے سال۔ تباہی کے جہنم اور نفرت کے دوزخ کی طرح رومنوں کے
سامنے آئی اپنے لشکر کی صفیں اس نے درست کیں پھر وہ رومنوں پر موت کی بھوکی
بلاؤں۔ اذیت و کرب کے زیر و بم اور بجلیوں کے سائباں کی طرح حملہ آور ہوئی تھی۔
ملکہ زینب کا یہ حملہ اس قدر زوردار اور جاندار تھا لگتا تھا وہ بادلوں کے بادبان کھول
کر پتیوں سے اٹھا کر کمال عطا کر دے گی۔ یا یہ کہ جبر کی سلگتی آگ کے دھوئیں سے
کی خاطر دوریوں اور قربتوں کی جنتوں کو ملا کر رکھ دے گی۔

جس طرح زوردار حملہ ملکہ زینب نے کیا تھا اسی زوردار انداز میں رومنوں نے اپنا
دفاع کرتے ہوئے جارحیت اختیار کی جس کے باعث میدان جنگ نفرتوں کے الاؤ۔ زخموں
کے گلستان۔ آوارہ ہواؤں کے سرد جھونکوں میں۔ اجاڑ چٹیل۔ ویران جذبوں۔ روح اور
جسم کی دیواریں گراتے لمحوں کے وحشیانہ رقص جیسی صورت اختیار کر گیا تھا۔

کافی دیر تک ملکہ زینب اور رومنوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوتی رہی۔ رومنوں
کے مقابلے میں ملکہ زینب کے لشکر کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی پھر کوئی قابل جرنیل بھی
اس کے پاس نہ رہا تھا۔ جو اس جنگ میں اس کی مدد کرتا وہ بے چاری اکیلی ہی رومنوں کے
سامنے ڈٹی رہی۔ آخر رومنوں نے اسے تین اطراف سے گھیر کر اس پر جان لیوا حملے شروع

کر دیئے تھے۔ جس کے باعث آہستہ آہستہ ملکہ زینب اور اس کے لشکر کی حالت
احساس کی آگ میں گیلی لکڑی کے دھوئیں۔ محرومی سے اجڑی صورت کو ڈھانپتے
رسوائی کے میلے آنچل۔ شدت فراق میں بے کل خواہشوں اور سونی ہوئی تنہائیوں میں
احساس امیدوں کی سی ہونے لگی تھی۔

اس کے بعد آہستہ آہستہ ملکہ زینب کے لشکر میں ہزیمت اور شکست کے آثار
ہونے لگے تھے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے اورلیوس نے ملکہ زینب کے میدان جنگ
بھاگ کر شہر میں داخل ہونے کے سارے راستے مسدود کر دیئے تھے۔ تاکہ ملکہ پسپا
شہر میں داخل نہ ہونے پائے۔ اس طرح شہر کی فصیلوں کے باہر لڑی جانے والی اس
میں تھوڑی دیر بعد ملکہ زینب کو بد ترین شکست ہوئی اور اسے زندہ گرفتار کر لیا گیا۔

رومن شہنشاہ اورلیوس ایک فاتح کی حیثیت سے پالمیرہ شہر میں داخل ہوا۔ چند
تک اس نے شہر میں قیام کیا۔ یہاں نظم و ضبط کے لئے اس نے اپنے آدمی مقرر کئے
اپنے لشکر کے ساتھ اٹلی کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ جاتے وقت وہ ملکہ زینب کو بھی
ساتھ لے گیا تھا۔

اورلیوس نے روم پہونچ کر ملکہ زینب کے خلاف اپنی شاندار فتح کا ایک بہترین
منایا۔ اس جشن میں ملکہ زینب کو سونے کی ہتھکڑیاں پہنا کر روم شہر کے اندر گھمایا
گیا۔ ملکہ کو دیکھتے ہوئے رومن شہریوں نے ملکہ کے خلاف نعرے لگائے اور اسے اس
شکست اور اس کے خلاف اپنے شہنشاہ اورلیوس کی فتح کے طعنے دیئے۔ اس جشن کے
ملکہ زینب کو زندان میں ڈال دیا گیا اور اس بے چاری نے اپنی زندگی کے باقی دن رو
کی قید ہی میں کاٹ کر رکھ دیئے تھے۔

پالمیرہ کی ملکہ زینب کو اپنے سامنے مغلوب کرنے کے بعد رومن شہنشاہ اورلیوس
خلاف سکندریہ میں ایک بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی۔ صحرائے پالمیرہ میں ملکہ زینب کو مغلوب
کرنے کے بعد رومن شہنشاہ اور اس کے لشکریوں کے حوصلے بہت بلند تھے لہٰذا اورلیوس
ایک جرار لشکر لے کر سکندریہ کی طرف بڑھا اور دنوں کے اندر اس نے اس بغاوت کو
فرو کر کے رکھ دیا۔

اسی دوران شمال میں دریائے ڈینیوب کے اطراف میں وحشی گال قبائل نے
رومنوں کے خلاف بغاوت کی لیکن اورلیوس کی خوش قسمتی کہ اورلیوس نے اس بغاوت
بھی فرو کر دیا۔ اس طرح اورلیوس اپنی مملکت کے چاروں اطراف میں شورشیں بغاوتیں
کرنے میں کامیاب ہو گیا اور اس کے دور میں ایک طرح سے امن بحال ہو کر رہ گیا تھا

○

یوناف اور کیرش دونوں انطاکیہ شہر کی نواحی سرائے کے اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے
یوناف کی گردن پر ابلیکا نے لمس دیا۔ یوناف کی حالت دیکھتے ہوئے کیرش بھی ہمہ
ل ہو گئی تھی۔ ابلیکا لمس دینے کے بعد بولی اور کہنے لگی۔ دیکھ یوناف میرے حبیب۔
آزان جو اب ایک مافوق الفطرت حیثیت اختیار کر گیا ہے اس سے نپٹنے کا قدرت
ایک اور بہترین موقع فراہم کر رہی ہے۔

یوناف۔ عزازیل ان دنوں اپنے ساتھیوں کے ساتھ شمالی برفستانوں کے اندر اپنے
انتہائی ہولناک عمل میں مصروف ہے۔ شاید اپنے اس عمل کو وہ تمہارے ہی خلاف
کرنا چاہے۔ لیکن ابھی تک کچھ واضح نہیں ہو سکا کہ وہ کیسے اور کس کام میں
ہے۔ اس کی اور اس کے ساتھیوں کی غیر موجودگی میں تم کاہن آزان پر وارد ہو کر
خاتمہ کر سکتے ہو۔ اس پر یوناف نے چونکتے ہوئے پوچھا

ابلیکا یہ تو کہو کہ آزان اس وقت ہے کہاں اور کس حالت میں ہے اور مجھے اس پر
اور کس طرح وارد ہونا چاہئے۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔ دیکھ بحیرہ خزر یعنی
کیسپین کے جنوب مشرق کی طرف جاؤ۔ جنوب مشرق میں جہاں مازندان کا شہر پڑتا
ہے ذرا آگے جائیں تو بحر خزر کے اندر دریائے گورگان اور دریائے اتریک گرتے
ان دونوں دریاؤں کے بیچ و بیچ چھوٹا سا ایک کوہستانی سلسلہ ہے جس کی چٹانیں کہیں
کہیں سیاہ رنگ کی ہیں یہ چٹانیں انتہائی مضبوط ہیں جو دونوں دریاؤں کو آپس میں ملنے
نہیں۔ بس اسی کوہستانی سلسلے کے اندر اس وقت کاہن آزان نے قیام کر رکھا ہے۔
دونوں ابھی اور اسی وقت میری رہنمائی میں بحیرہ خزر کی طرف کوچ کرو تو میں سمجھتی
کہ کاہن آزان سے بڑی آسانی کے ساتھ نپٹا جا سکتا ہے۔

ابلیکا کی اس اطلاع پر یوناف چونک کر اٹھ کھڑا ہوا پھر وہ کہنے لگا دیکھ ابلیکا میں اور
ابھی اور اسی وقت آزان کا خاتمہ کرنے کے لئے تمہارے ساتھ کوچ کرنے کو تیار
یوناف کی یہ گفتگو سن کر کیرش بھی ایک عزم کے ساتھ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی
اپنا اور یوناف کا ضروری سامان سمیٹ کر چمڑے کے دو تھیلوں میں ڈالنے لگی تھی۔
کیرش اپنی تیاری مکمل کر چکی تو پھر یوناف اور کیرش دونوں ابلیکا کی رہنمائی میں اپنی
قوتوں کو حرکت میں لائے اور انطاکیہ شہر کی اس سرائے سے وہ بحیرہ خزر کے اس حصے
طرف کوچ کر گئے تھے۔ جہاں دریائے گورگان اور دریائے اتریک بحر خزر میں گرتے

ہیں۔

یوناف اور کیرش دونوں جب دریائے اتریک اور دریائے گورگان کے درمیان سیا
سرخ رنگ کی چٹانوں کے کوہستانی سلسلے میں داخل ہوئے تو ایک بہت بڑی چٹان کے
ابلیکا نے یوناف اور کیرش دونوں کو رک جانے کے لئے کہا۔ دونوں ابلیکا کے کہنے پ
گئے پھر ابلیکا نے انہیں چٹان کے ایک طرف ہو کر سامنے دیکھنے کو کہا جب انہوں نے
تو دنگ رہ گئے۔ ان کے سامنے تھوڑے ہی فاصلے پر کاہن ازان ایک چٹان کی ٹیک لگا
اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف نے کیرش کو بازو سے پکڑ کر اس
رنگ کی چٹان کی اوٹ میں بٹھا دیا تھا جس کے پیچھے رہ کر انہوں نے آزان کو دیکھا
قریب ہی پڑی ہوئی سفید سی مٹی کا ایک ڈھیلا تھا یوناف نے اسے اٹھایا اور بڑی تیزی
ساتھ اس نے سرخ رنگ کی اس چٹان پر دو تصویریں بنائی تھیں۔ ایک کاہن آزان کی
دوسری اس اژدھا کی جس کا روپ آزان دھارا کرتا تھا جب وہ دونوں تصویریں مکمل
گئیں تو تصویروں اور چٹان پر یوناف نے اپنا عمل کیا اس کے بعد اس نے اپنا خنجر نکا
وہ خنجر اس نے کیرش کو تھماتے ہوئے بڑی رازداری میں اور سرگوشی میں کہا

دیکھ کیرش سرخ رنگ کی اس چٹان پر میں نے ایک تصویر آزان کی اور ایک
اژدھے کی بنائی ہیں جس کا وہ روپ دھارتا ہے۔ یہ جو خنجر میں نے تمہیں دیا ہے اس
میں نے اپنا عمل کر دیا ہے تو اسی چٹان کی اوٹ میں بیٹھی رہے گی جبکہ میں اکیلا آزان
طرف جاؤں گا۔ اس موقع پر کیرش نے کچھ کہنا چاہا لیکن یوناف نے اپنے ہونٹوں پر
رکھتے ہوئے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر وہ دوبارہ بڑی رازداری میں کیرش سے
رہا تھا۔

دیکھ کیرش جب آزان اژدھے کا روپ دھار کر مجھ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کر
تو اژدھے کے عین سر والے مقام پر خوب زور سے میرا خنجر چبھو دینا پھر دیکھنا اس کا کیا
ہوتا ہے۔ آزان فوراً اژدھے سے اپنے اصلی روپ میں آ جائے گا۔ اور اگر آزان اپنے
اصلی روپ میں اپنا کوئی عمل اپنی کوئی سری قوتیں استعمال کرتے ہوئے میرے خلاف حرکت
میں آنا چاہے تب تم آزان کی بنی ہوئی تصویر پر عین دل کے مقام پر اپنا خنجر گھونپنا اور
دیکھنا اس کا کیا خوب ردعمل ہوتا ہے۔ اس طرح میں بڑی آسانی سے آزان کو اپنے
مغلوب کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔

یوناف کی اس گفتگو سے کیرش کے چہرے پر خوش کن مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔
وہ زاہد شکن تبسم میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ دیکھ یوناف میرے

کسی قسم کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ جس طرح چاہتے ہیں میں ایسے
گی۔ مجھے امید ہے کہ یہ طریقہ استعمال کرتے ہوئے آزان کو ہم یہاں سے بھاگنے
گے اور ضرور اس کا قلع قمع کر کے رکھیں گے۔ جوں ہی آپ آزان کی طرف
گے میں خنجر سنبھال کر کھڑی ہو جاؤں گی آپ پر نگاہ بھی رکھوں گی اور حالات کے
اپنا خنجر بھی استعمال کرتی رہوں گی۔ کیرش کے اس جواب سے یوناف خوش ہو گیا تھا
اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے گیا دوبارہ رازداری میں کہنے لگا۔

دیکھ کیرش اب تو اپنا خنجر سنبھال کر کھڑی ہو جا۔ میں آزان کی طرف جاتا ہوں پھر
آج دریائے گورگان اور دریائے اتریک کے درمیان اس کوہسانی سلسلے میں آزان کا
انجام ہوتا ہے۔ یوناف کے کہنے پر کیرش خنجر سنبھال کر کھڑی ہو گئی تھی جبکہ یوناف اس
رنگ کی چٹان کی اوٹ سے نکل کر آزان کی طرف بڑھا تھا۔

آزان کے قریب جا کر یوناف اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کھانسا اس طرح وہ آزان
اپنی موجودگی کا پتہ دینا چاہتا تھا لیکن اس کے کھانسنے کے باوجود جب آزان اس کی طرف
ہوا تو یوناف کے چہرے پر حیرت اور پریشانی کے آثار نمودار ہوئے۔ وہ آگے بڑھنا
تھا کہ اسی لمحہ آزان کی کرخت اور کھولتی ہوئی آواز ساعت سے ٹکرائی۔ آزان کہہ رہا

سن نیکی کے نمائندے۔ یہ مت جان کہ میں سرخ اور سیاہ چٹانوں کے اس کوہستانی
میں گہری نیند سوئے ایک خرگوش کی طرح بے خبر پڑا ہوا ہوں۔ میں تمہاری اور
ساتھی کیرش کی آمد سے باخبر ہوں۔ میں جانتا ہوں تو کیرش کو اپنے پیچھے سرخ چٹان
اوٹ میں بٹھا کر آیا ہے۔ اور خود میری طرف آیا ہے تاکہ مجھے اپنے سامنے زیر اور
کرنے کی کوشش کرے۔

یہاں تک کہنے کے بعد آزان تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری
ہوئے کہہ رہا تھا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے۔ تم کیوں میرے پیچھے پڑے ہو۔ کس بات کا مجھ سے انتقام لینا
ہو۔ سن رکھو تم نہ مجھ پر غلبہ حاصل کر سکتے ہو نہ اپنے سامنے مجھے زیر کر سکتے ہو۔
اِن ہی سایوں کے سفر کے پیچھے لگ گئے ہو۔ ایسا کرو گے تو اپنا اجلا چہرہ سیاہ۔ گہری
خالی۔ لبوں کی تھرتھراہٹ کو وصال و ہجر کے پرانے قصے او رلالہ رخ چہرے پر
کے آثار نمایاں کر لو گے۔ جاؤ یہاں سے چلے جاؤ۔ تم اپنے حال میں مست رہو
اپنے حال میں زندگی بسر کرنے دو۔ میں تم سے کوئی سروکار نہیں رکھتا تم مجھ سے کوئی

ربط کوئی تعلق رکھنے کی کوشش مت کرو۔ جاؤ چلے جاؤ۔

یوناف جب وہاں سے نہ ہٹا اور جم کر وہیں کھڑا رہا تو آزان اپنی جگہ پر بیٹھے
یوناف کی طرف دیکھے بغیر کہنے لگا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے۔ تم کیوں اپنی حالت
گزرتی رات۔ قطرہ قطرہ آنسو گراتی شب میں روحوں کی چیخوں۔ لمحوں کے وحشیانہ
جوش میں اپنے جسم کو سرد قید خانے میں بدلنا چاہتے ہو۔ اگر تم ایسا کرنے کی کوشش
گے تو سن رکھو تم سوتے وشت۔ پیاس کے صحرا میں رقص کرتے شرر پت جھڑ کی
شکار ہو جاؤ گے۔ سحر زدہ شہر میں جلتی حسرتوں کے انگاروں راکھ ہوتی امیدوں میں کم
جاؤ گے۔ جاؤ چلے جاؤ۔ اپنے کام سے غرض رکھو۔ میں کیا کرتا ہوں۔ عزازیل کیا کر
تمہیں اس سے کیا غرض تم کوئی اس زمین پر ہونے والے سارے کاموں کے اجارہ
ٹھیکیدار ہو۔ اس پر یوناف اپنی جگہ جما رہا اور چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ بدی کے گماشتے۔ یہ مت گمان کرنا کہ تمہاری اس دھمکی۔ تمہاری اس
کرخت گفتگو سے میں تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ کر یہاں سے چلے جانے پر
جاؤں گا ہرگز نہیں۔ میں تو اس کوہستانی سلسلے میں تمہارے شعور اور لاشعور میں
شعلے۔ دھواں ہی دھواں۔ اور مردہ گمان حائل کر کے رکھ دوں گا۔ دیکھ آزان اس
سلسلے میں میں تمہاری خواہشوں کی گہری پرچھائیوں میں خون کے دھارے آگ کے
تمہارے رفتگاں کی یادوں میں ضمیر انسانی کی چبھن بھر کے رکھ دوں گا۔ آزان
ایک نیک دل کاہن تھا پر اب تو بنی نوع انسان کے لئے موت کا نذرانہ۔ زہر کا پیالہ
بول۔ اندران کا پھول اور درد کی دیوار ہے جسے میں ہر حال میں گرا کے رہوں گا۔
ساتھ یوناف نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنی تلوار نکالی تھی۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے آزان بجلی کے نزول کرنے والے کسی کوندے کی
کے ساتھ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا نگاہیں بھر کے اس نے یوناف کی طرف دیکھا۔
نے اندازہ لگایا اس کی آنکھیں بڑی تیزی کے ساتھ سرخ ہونا شروع ہو گئیں تھیں
آہستہ ان کے اندر شعلے لپک کر یوناف کا رخ کرنے لگے تھے یہ صورتحال دیکھتے یوناف
اپنی تلوار پر اپنا کوئی سری عمل کیا پھر تلوار کو اس نے اپنے چاروں طرف گھما کر
اپنے چہرے کے سامنے کر لیا تھا۔

اتنی دیر تک آزان کی آنکھیں پوری طرح سرخ ہو گئیں تھیں پھر ان کے اندر
بے امان قسم کے شعلے بڑی تیزی کے ساتھ یوناف کی طرف لپکے تھے لیکن وہ شعلے
کی آنکھوں سے مافوق الفطرت انداز سے نکلے تھے وہ یوناف کی تلوار کے قریب آ کر

ٹوٹنے لگے تھے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے آزان کے چہرے اور آنکھوں میں کسی
مندی کے آثار نمودار ہوئے تھے عین اس لمحہ چٹان کے پیچھے بیٹھی ہوئی کیرش نے
کی بنی ہوئی صورت کے دل کے مقام پر خنجر خوب قوت سے دبایا تھا خنجر کا دبنا تھا کہ
تکلیف کی اذیت سے آزان تڑپ کر دہرا سا ہو گیا اور وہ گھٹنوں کے بل زمین پر گر
پھر اچانک ہی وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور ایک بہت بڑا اژدھا بن کر
کے سامنے آن کھڑا ہو اتھا۔

اسی وقت کیرش نے اپنا خنجر ہٹا کر اژدھے کے عین پھن کے اندر پوری قوت
دیا تھا ایسا ہونا تھا کہ آزان جو اژدھا کی صورت اختیار کر گیا تھا لہراتا رہا پھر اچانک
نے اپنی ہیت بدلی اور دوبارہ وہ آزان کی شکل و صورت میں نمودار ہوا۔ اس کا ایسا
کہ یوناف نے اپنی تلوار فضا میں بلند کی اور بڑی برق رفتاری سے اپنی تلوار آزان
پر گرائی تھی۔ یوناف کی قہر اور چمک برساتی ہوئی تلوار ایک ہی جھٹکے کے ساتھ
کی گردن کاٹتی ہوئی نکل گئی تھی۔ فضا میں تھوڑی دیر کے لئے کربناک چیخیں بلند
بحیرہ خزر کے ان کوہستانی سلسلوں میں چاروں طرف ویران خاموشیاں طاری ہو کر
تھیں۔

آزان کا خاتمہ ہونا تھا کہ کیرش چٹان کی اوٹ سے نکلی اور اپنے ہاتھوں میں وہ خنجر
یوناف کی طرف بھاگی آتے ہی وہ بری طرح یوناف سے لپٹ گئی پھر اس نے
ہوئے یوناف کی پیشانی پر دیئے پھر وہ چاہتوں اور محبتوں میں ڈوبی ہوئی اپنی آواز
گی۔

نیکی کے نمائندے۔ تو نے اپنی نیکی کے بل بوتے پر اس بدی کے گماشتے آزان کا
انجام کیا ہے۔ دیکھ ہم اپنے اس دشمن کا خاتمہ کر چکے ہیں جس کے پیچھے ہم
سے تگ و دو کر رہے تھے۔ یہاں تک کہتے کہتے کیرش خاموش ہو گئی اس لئے
یوناف کی گردن پر ابلیکا نے لمس دیا تھا۔ پھر ابلیکا کی چہکتی اور خوشیوں سے
یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔

میرے حبیب۔ تم نے وہ معرکہ سرانجام دیا ہے جس کا میں ایک عرصے سے
تھی۔ اب جبکہ تم نے آزان کا خاتمہ کر دیا ہے تو میرا خیال ہے کہ تم اور
دونوں پھر انطاکیہ کی سرائے میں جا کر قیام کرو۔ اگلا قدم کیا اٹھانا ہے یہ میں
دونوں سے رابطہ کر کے بتاؤں گی۔ یوناف نے ابلیکا کی اس تجویز سے اتفاق کیا
کیرش دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور بحیرہ خزر کے ان ساحلی

کوہستانوں سے وہ انطاکیہ کی اسی سرائے کی طرف کوچ کو گئے تھے۔ جہاں سے وہ بحیرۂ خزر کی طرف آئے تھے۔

○

اپنے اندرونی خلفشار کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ ایشیا میں ملکہ زینب کی قوت توڑنے کے بعد رومن شہنشاہ اورلیوس اب ایرانی سلطنت پر حملہ آور ہونے کے سوچ و بچار کرنے لگا تھا۔ اس وقت ایران کا بادشاہ بہرام اول ایک کمزور حکمران تھا نے چونکہ رومن شہنشاہ اورلیوس کے مقابلے میں ملکہ زینب کی مدد کے لئے چند دستے کئے تھے لہٰذا رومن شہنشاہ ان دستوں کے بھیجنے کی وجہ سے ایران سے انتقام لینا چاہتا بہرام اول کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ رومن شہنشاہ اورلیوس اس سے ناراض ہے اور اس خلاف جنگی تیاریاں کر رہا ہے لہٰذا اورلیوس کی ناراضگی دور کرنے کے لئے بہرام ا کچھ تحائف دیکر اپنے سفیر رومن شہنشاہ کی طرف روانہ کیے۔

ان تحائف میں ارغوانی رنگ کے کچھ جبے بھی تھے جو بلحاظ وضع اور رنگ ا تھے کہ رومنوں کا شاہی جبہ ان کے سامنے بے حقیقت تھا اورلیوس نے بہرام کے شرف ملاقات بخشا۔ ان کے تحفے تحائف بھی قبول کر لئے لیکن دل اس کا صاف بدستور ایران پر فوج کشی کرنے کی تیاریاں کرتا رہا۔

آخر جب اس نے اپنی جنگی تیاریاں مکمل کر لیں تو اپنے لشکر کے ساتھ اس کی طرف کوچ کیا۔ ساتھ ہی ساتھ اس نے شمال کے وحشی الانی قبائل کی طرف قاصد روانہ کیے اور انہیں پیغام بھجوایا کہ رومن شہنشاہ ایران پر حملہ آور ہونے کوچ کر چکا ہے لہٰذا وہ بھی کوہستان قفقار کو عبور کر کے ایران پر حملہ آور ہوں ا شہنشاہ نے آلانی قبائل کو یہ بھی یقین دلایا کہ اس حملے میں انہیں بے شمار مال حاصل ہو گا۔ وحشی آلانی قبائل رومن شہنشاہ کی اس ترغیب میں آ گئے لہٰذا وہ ا بڑا لشکر تیار کر کے کوہستان قفقار کو عبور کر کے ایران پر حملہ آور ہونے کے قدمی کرنے لگے تھے۔

ایران کے بہرام اول جیسے کمزور بادشاہ کو دو طرفہ مشکلات کا سامنا تھا۔ ا سے رومن جرنیل بہت بڑا لشکر لے کر اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ دوسری طرف آلانی قبائل بڑی خونخواری سے ایران کا رخ کر رہے تھے۔

لیکن ایرانیوں اور ان کے بادشاہ بہرام اول کی خوش قسمتی کہ رومن شہنشاہ

ہی پہونچا تھا کہ اس کے ایک افسر نے سازش کر کے اسے قتل کر دیا۔ اس طرح نے حکومت ایران کی مدد کی ورنہ اورلیوس ایک کمزور ایرانی بادشاہ کی موجودگی میں کے اکثر علاقوں کو فتح کر کے اپنی مملکت میں شامل کر لیتا۔ دوسری طرف آلانی قبائل رومن شہنشاہ اورلیوس کی ہلاکت کی خبر ملی تو وہ بھی ایران پر حملہ آور ہونے کے اپنے ٹھکانوں کو واپس لوٹ گئے تھے۔

○

یوناف اور کیرش ایک روز انطاکیہ شہر سے باہر کوہستانی سلسلے کے اندر ایک کوہستانی کے کنارے شام سے تھوڑی دیر پہلے چہل قدمی کر رہے تھے کہ اچانک ابلیکا نے کی گردن پر لمس دیا پھر فکر مندی سی آواز میں ابلیکا یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"سنو یوناف۔ تم اور کیرش دونوں اپنا دفاع کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ کیرش نے جو متوجہ ہو چکی تھی یہ انکشاف بڑی فکرمندی سے سنا۔ اس کا چہرہ پیلا ہو گیا تھا۔ تاہم کے چہرے پر کسی قسم کے تاثرات نہیں تھے۔ بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں اس نے کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

"سنو ابلیکا۔ تمہارا اشارہ کس کی طرف ہے ہمیں کس کے مقابلے میں اپنا دفاع کرنا اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

"سنو یوناف۔ میں پہلے بھی تمہیں آگاہ کر چکی ہوں کہ عزازیل کسی بہت بڑے منصوبے کر رہا تھا۔ اس کا انکشاف اب مجھ پر ہوا ہے۔ اس وقت وہ تم پر حملہ آور ہونے عزم کر چکا ہے۔

"سنو یوناف۔ مصری ساحر کا جب تم نے خاتمہ کیا تو نیلی دھند کی قوتوں کو عزازیل نے کے تحت کر دیا تھا۔ عزازیل نے جب عارب کا خاتمہ کیا تو نیلی دھند کی قوتوں کو نے ایک طرح سے اسیر بنا کر رکھا ہوا تھا۔ اب اس نے نیلی دھند کی قوتوں سے بہت بڑا کام لیا ہے ان سب قوتوں کو جمع کر کے اس نے اپنی ذات میں ڈھالا ہے۔ عزازیل دو روپ میں تمہارے سامنے آ کر تمہارا مقابلہ کر سکتا ہے۔ ایک اس کا عام لے کر اب تک وہ تمہارے سامنے آتا رہا ہے دوسرا اس کا روپ وہ ہو گا جس اس نے نیلی دھند کی ساری قوتوں اور طاقتوں کو یکجا کر دیا ہے۔ عزازیل کا یہ روپ ہیبت ناک۔ انتہائی مہلک اور خطرناک ہے۔

نیلی دھند پر اپنا کوئی عجیب سا عمل کر کے عزازیل نے انہیں اسطرح بنا دیا ہے کہ جب

چاہے وہ انھیں اپنی نئی تشکیل میں ڈھال کر تمہارے سامنے ایک بھرپور قوت کے
سکتا ہے اور جب چاہے وہ انہیں دوبارہ نیلی دھند کی قوتوں میں تبدیل کر کے مناسب
کیلئے تیار کر سکتا ہے۔ دیکھ یوناف۔ عزازیل تھوڑی دیر تک اپنی نیلی دھند کی اسی
کے ساتھ تمہارے سامنے آئے گا اور اپنی قوت کو تمہارے اوپر آزمانے کی کوشش

یہاں تک کہتے کہتے یوناف کو یوں لگا جیسا ابلیکا چونک سی پڑی ہو۔ وہ بڑی
میں کہنے لگی دیکھ یوناف تم کیرش کو لے کر سنبھل جاؤ۔ عزازیل تھوڑی دیر تک تم
پر وارد ہونے والا ہے۔ دیکھ یوناف میں یہیں رہوں گی۔ لیکن میری بے بسی اور
لاچارگی یہ ہے کہ جس طرح میں پائیرو کے مقابلے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر
طرح عزازیل کی اس نئی تشکیل کے سامنے بھی میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکوں گی۔
لئے کہ اس نئی تشکیل میں بھی ایک کے بجائے کئی روحیں یکجا ہو گئی ہیں۔ ابلیکا
سے آگے بھی کچھ کہنا چاہتی تھی پر وہ اچانک لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔

ابلیکا کا علیحدہ ہونا تھا کہ اس کوہستانی سلسلے میں یوناف اور کیرش کے سامنے
نمودار ہوا۔ اس سمے دور مغرب میں سورج غروب ہو رہا تھا اور تاریکیاں آہستہ
شے کو اپنے دامن میں سمیٹنے لگیں تھیں۔ یوناف اور کیرش کے سامنے آ کر عزازیل
دیر تک بڑے غور سے ان دونوں کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ وقت کی ان دیکھی نا آشنا
طرح حرکت میں آیا۔ بھڑکتی آگ کے غضب میں بے انت بھیدوں کے سلگاہٹ کی
یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے۔ شاید تو نے یہ سمجھ لیا تھا کہ میں نیکی کے گماشتے کی
سے تجھ سے زیر اور مغلوب ہونے کے بعد کبھی تیرے سامنے نہیں آؤں گا۔ یہ
نہیں ہے۔ میں تو ہر طرح سے ہر جہت ہر سمت سے تجھے اپنے سامنے زیر کرنے کی
کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل نے اپنا کوئی عمل کیا اور پھر یوناف اور کیرش
دیکھتے ہوئے دنگ اور حیران رہ گئے تھے اس عمل کے باعث عزازیل نے اپنی ہیت
حالت بالکل بدل کر رکھ لی تھی۔ لگتا تھا اس عمل سے اس کے لہو کے دشت میں
مساموں میں بجلیاں کوند گئی ہوں۔ یوناف اور کیرش دونوں سمجھ گئے کہ عزازیل
اصل روپ کو چھوڑ کر وہ دوسرا روپ اختیار کیا ہے جو اس نے نیلی دھند کی طاقتوں
قوتوں کو یکجا کر کے حاصل کیا ہے۔ اپنا دوسرا روپ اختیار کرنے کے بعد عزازیل
یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے۔ ماضی میں کئی بار تو میرے ساتھ زیادتیاں کر چکا ہے

کے ان کوہستانی سلسلوں کے اندر میں تجھ سے ریت کی پیاس جیسا انتقام لوں
سرحدوں پر آتش نفس سفاکی اور جبر و ظلم سے بھرپور جذبے بکھیروں گا۔ نیکی
اس کوہستانی سلسلے میں میں غصے میں بے محیط آندھیوں کی نفرتوں اور پرانے
کر نمودار ہونے والے سفاکی اور بد شگونی کی طرح تمہارے سامنے آؤں گا اور
حال میں زیر اور مغلوب کرنے کی کوشش کروں گا۔

عزازیل کی دھمکی آمیز گفتگو بڑی خاموشی بڑے صبر کے ساتھ سنتا رہا۔ جب
خاموش ہوا تب یوناف بولا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

کے گماشتے۔ میں اپنے کل کے روشن امکان کی خاطر میں پورے وجدان اور
ادب کر تیرا مقابلہ کروں گا۔ ان ان دیکھی صداؤں کے سناٹوں میں اپنے جسم کی
کھول کر میں تیرے سامنے لاؤں گا۔ دیکھ عزازیل اب تک تیرے ہر مقابلے
کاسہ گدائی۔ اپنا کشکول بے نوائی۔ اپنے اللہ کے سامنے ہی دراز کرتا رہا ہوں
ماروں کا حامی۔ بے دفاعوں کا مددگار ہے۔ وہی ہے جو فکر کے غبار پر عزم کی
شکن خیالات پر لفظوں کے نور کی برسات نازل کرتا ہے۔

تک کہتے کہتے یوناف کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اس پر حملہ آور ہونے کے لئے
آگے بڑھا تھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف نے عجیب سے انداز میں اپنے
میں کھڑی کیرش کی طرف دیکھا شاید یہ ان دونوں کا آپس میں کوئی مخصوص اشارہ
ہی عزازیل ان دونوں کے قریب آیا ان دونوں نے اپنی جسمانی طاقت میں دس
کر لیا تھا پھر دونوں ایک ساتھ آگے بڑھے اور ایک ساتھ ہی انہوں نے عزازیل
لیوا ضربیں لگائیں تھی۔ یوناف نے اپنی ضرب عزازیل کے پیٹ میں جب کہ
کی طرف گئی تھی اور اپنی ضرب عزازیل کی پشت پر لگائی تھی۔ لیکن وہ دونوں
حالانکہ انہوں نے پوری قوت سے ضربیں لگائیں تھیں لیکن اس کے باوجود
اس کا کوئی خاص اثر نہ ہوا تھا۔ درد کی شدت اور تکلیف سے تھوڑی دیر کے
کے منہ سے سسکاریاں ضرور نکلیں تھیں لیکن اس نے فوراً اپنے آپ کو
پہلے اس نے دائیں ہاتھ کی ایسی بھرپور ضرب یوناف کی گردن پر ماری کہ یوناف
بل کھاتا ہوا دور جا گرا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بائیں ہاتھ کی ایک ویسی
کیرش پر لگائی اور کیرش یوناف سے بھی زیادہ ہوا میں بل کھاتی ہوئی یوناف سے
جا گری تھی۔ پھر عزازیل نے ان دونوں کو سنبھلنے کا موقع نہیں دیا۔ لگاتار مشینی
اس نے اپنے دائیں بائیں ہاتھ کی ضربیں یوناف اور کیرش پر لگائیں اور انہیں

پوری طرح اپنے سامنے نڈھال اور مغلوب کر کے رکھ دیا تھا۔

اچانک یوناف اپنی جگہ پر کھڑا ہوا بھاگ کر وہ کیرش کے قریب آیا اس وقت عزازیل ان سے ذرا فاصلے پر کھڑا تھا۔ یوناف نے کیرش کے کان میں خاموشی سے سرگوشی اور کہنے لگا دیکھ کیرش۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے ہم دونوں اس وقت اس قابل نہیں عزازیل کی اس نئی طاقت اور قوت کا سامنا کر سکیں۔ آؤ اپنی جانیں بچانے کے لئے کے سامنے سے بھاگ چلیں۔ کیرش نے پوری طرح یوناف کی تجویز سے اتفاق کیا دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور پھر وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔ ان طرح بھاگنے سے عزازیل کے چہرے پر گہری مسکراہٹیں بکھر گئی تھیں اس نے اپنی فتح بھرپور اور بھیانک قہقہہ لگایا پھر وہ کہنے لگا دیکھ نیکی کے نمائندے آج تجھ پر ہاتھ اٹھا مزہ آ گیا۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ تو میرے سامنے سے دم دبا کر بھاگنے والی لومڑی کی طرح ہے۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل بھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتا ہوا اطاکیہ کو ہستانی سلسلے سے چلا گیا تھا۔

○

ایران کے بادشاہ بہرام اول کے فوت ہونے پر اس کا بیٹا بہرام دوئم ساسانی مالک بنا۔ یہ ایک ظالم اور انتہائی جابر شخص تھا۔ اس نے شروع شروع میں ظلم و دراز کر کے اپنی حکومت کو مستحکم بنانا چاہا لیکن اس کی رعایا اس کی ظالمانہ روش ہی بیزار ہو گئی۔ چنانچہ اس بہرام دوئم کے بڑے بڑے امراء نے باہمی صلاح مشورہ کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ بہرام دوئم کے ظلم و ستم سے بچنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ اسے و تاج سے علیحدہ کر دیا جائے۔

امراء بہرام دوئم کو ابھی تخت سے محروم کرنے کے متعلق صلاح و مشورہ کر رہے تھے کہ ایران کی مذہبی کونسل کا سب سے بڑا معبد حرکت میں آیا اس نے اپنا اثر استعمال کر کے ایران کے امراء کو ان کے ارادے سے نہ صرف باز رکھا بلکہ اس کو بھی تلقین کی کہ رعایا کہ تالیف قلوب کرے چنانچہ معبد کی بات مانتے ہوئے بہرام نے اپنے طریقہ کار میں خاصی تبدیلی کی۔ ظلم و جبر اس نے بند کر دیا اور رعایا کے اپنے سلوک میں اس نے خوشگوار تبدیلی پیدا کر لی تھی۔

بہرام دوئم تخت نشین ہوا ہی تھا کہ اس کے لئے ایک مصیبت اور دشواری اٹھ ہوئی۔ اور وہ یہ کہ وحشی سکائی قبائل نے سیستان میں سر اٹھایا اور ہر طرف تباہی اور

ایک کھیل کھیلنا چاہا۔ یہ وحشی سکائی قبائل سیستان اور افغانستان میں کچھ عرصہ پہلے چکے تھے۔ ان کی بغاوت اور سرکشی کا سنتے ہوئے بہرام دوئم نے مردانہ وار ان کے فوج کشی کی اور پے در پے حملے کر کے انہیں اطاعت پر مجبور کر دیا تھا۔

الی قبائل کی مہم سے فراغت پانے کے بعد بہرام دوئم نے ایشیائے کوچک کے ان وں کو فتح کرنا چاہا جو کسی دور میں ایرانی مقبوضہ جات رہ چکے تھے لیکن اب رومنوں کے یں تھے۔ دوسری طرف رومنوں کے شہنشاہ اوریلوس کے قتل ہونے کے بعد رومنوں ایک شخص پروبیوس کو اپنا شہنشاہ بنا لیا تھا۔ پروبیوس کو بھی بہرام دوئم کے سارے وں کی خبریں اس کے جاسوس پہونچا رہے تھے۔ اسے جب خبر ملی کہ سکائی مہم کی کے بعد بہرام دوئم ایشیا میں رومنوں کے مقبوضہ جات پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو وہ حرکت میں آیا اور ایک بہت بڑا لشکر لے کر ایران کی حدود میں داخل ہوا۔

لشکر کے ساتھ رومن شہنشاہ پروبیوس نے ایک سرسبز و شاداب کوہستانی سلسلے پڑاؤ کیا۔ اس نے جب کوہستانی سلسلے کے نیچے وادیوں میں لہلاتے ہوئے باغ اور دیکھے تو ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنا ہاتھ بلند کر کے کہنے لگا۔

ہمیں فتح حاصل ہوئی تو اس علاقے کی زرخیز زمین ہماری ہو گی۔

بہرام دوئم کو جب خبر ہوئی کہ اس کے رومنوں کے علاقے پر حملہ آور ہونے سے پہلے شہنشاہ پروبیوس ایران پر حملہ آور ہونے کے لئے ایک لشکر لے کر پہونچ چکا ہے نے صلح کرنے کے لئے اور معاملے کو ٹالنے کے لئے اپنے سفیر رومن شہنشاہ کی روانہ کئے۔

ایرانی سفیر رومن شہنشاہ کے پاس پہونچے تو ان کا خیال تھا کہ رومن شہنشاہ کا دربار ہو گا اور بادشاہ امراء کے ساتھ بڑے جاہ و جلال سے بیٹھا ہو گا لیکن ان کے کی کوئی انتہا نہ تھی کہ جب انہیں ایک بوڑھے شخص کے روبرو لایا گیا جو ایک چٹان اور پھلوں اور میووں کا ناشتہ کر رہا تھا۔ صرف اس کے جبے سے پتہ چلتا تھا کہ وہ کا شہنشاہ ہے۔

ایرانی سفیر جب رومن شہنشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے تکلف کو برطرف رکھا اور ایک لمحہ ضائع کئے بغیر انہیں اصل موضوع پر لے آیا۔

گفتگو قیصر روم نے دھمکی کے سے انداز میں اپنے سر سے ٹوپی اتاری جو اس نے بال کے سر کو ڈھانپنے کے لئے اوڑھ رکھی تھی پھر حلفیہ انداز میں وہ ایرانی کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا اگر ایران کے بادشاہ نے میری فرمانبرداری اور میرے

سامنے سر اطاعت خم نہ کیا تو میں اس کے ملک کو سبزے سے اسی طرح محروم کر دوں جس طرح میرا سر بالوں سے محروم ہے

اس تنبیہہ کے بعد جب ایرانی بادشاہ بہرام دوئم نے پروبیوس کو کوئی خاطر خواہ جواب نہ دیا تو پروبیوس نے ایران کے خلاف جنگ کا آغاز کر دیا پہلے اس نے بین النہرین علاقے کا رخ کیا اور دور تک اپنی فتوحات کا سلسلہ پھیلاتا چلا گیا تھا۔ اس کے بعد اصفہان شہر کی طرف بڑھا اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ چند یوم کے محاصرے کے بعد اصفہان فتح کرنے سے رومن شہنشاہ پروبیوس کے حوصلے ایسے بڑھے کہ اس نے ایرانی مملکت اندر گھستے ہوئے اپنی فتوحات کا سلسلہ پھیلانے کا عزم کر لیا۔ لیکن اس دوران ایک حادثہ پیش آیا کہ رومن شہنشاہ کو اپنے منصوبوں اور اپنے ارادوں پر عمل درآمد کرنا نصیب نہ ہوا وہ یوں کہ جس جگہ رومن شہنشاہ نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا ہوا اچانک وہاں رات کے وقت ایک زوردار کڑک کے ساتھ بجلی گری اور اس کی وجہ پروبیوس ہلاک ہو گیا۔ پروبیوس کی ہلاکت پر ایرانیوں نے شکر ادا کیا کیونکہ وہ ان کے دن بدن اذیتوں اور مصیبتوں میں اضافہ کرنے کا تہیہ کیے ہوئے تھا۔ دوسری طرف لشکر نے اپنے شہنشاہ کی ہلاکت کو قہر خداوندی سمجھا اور ایران پر اپنی فتوحات کا مزید پھیلانے کے بجائے رومن لشکر ایشیا سے واپس اٹلی چلا گیا تھا۔

پروبیوس کے مارے جانے کے بعد رومنوں نے ایک شخص ڈیوکلیشن کو اپنا شہنشاہ
اس دور تک رومنوں میں عیسائیت پھیلنا شروع ہو گئی تھی۔ رومن شہنشاہ پروبیوس مرنے کے بعد ایران کے بادشاہ بہرام دوئم نے ارادہ کیا کہ جب تک رومن اپنے نئے شہنشاہ کا چناؤ کرتے ہیں۔ اسے اپنے لئے فوائد حاصل کر لینے چاہئیں۔ وہ چاہتا رومنوں کے مقبوضہ جات پر حملہ آور ہو کر زیادہ سے زیادہ علاقے فتح کر کے اپنی مملکت شامل کر لے۔ سب سے پہلے اس کی نظریں آرمینیا پر جم کر رہ گئی تھیں۔

آرمینیا عرصہ دراز سے ایران اور رومنوں کے درمیان وجہ جنگ بنا ہوا تھا۔ کوہستانی علاقہ پوری طرح ایرانیوں کے تسلط میں چلا آ رہا تھا لیکن اب آرمینیا والوں جھکاؤ رومنوں کی طرف ہو گیا تھا۔ اس لئے کہ وہ اب ایرانیوں کی برتری کو دل سے نہیں کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ساسانیوں نے مذہبی اختلافات کی بناء پر آرمینیا لوگوں کے جذبات کو سخت مجروح کیا تھا۔

ساسانی شہنشاہ چونکہ قدیم اشکانی مذہب کو ختم کرنے پر تلے ہوئے تھے اور آرمینیا لوگ بھی اشکانی مذہب کے پیروکار تھے چنانچہ ساسانیوں نے آرمینیا میں چاند اور سورج

مقدس مجسمہ کو توڑ کر تباہ و برباد کر دیا جو گزشتہ چار سو سال سے آرمینیا والوں کے ہاں نہ صرف مقبول و مشہور تھا بلکہ آرمینیا والے اس چاند اور سورج کے مقدس مجسمہ کی پوجا پاٹ کرتے تھے جب ساسانیوں نے اس مجسمہ کو تباہ و برباد کیا تو ان کے خلاف آرمینیا والوں کی نفرت ایک فطری عمل تھا۔ آرمینیا والوں کو جب خبر ہوئی کہ ایران کا بادشاہ بہرام دوئم ان پر حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتا ہے تو انہوں نے مدد حاصل کرنے کے لئے نئے رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن سے رجوع کیا۔

نئے رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن کو جب خبر ہوئی کہ بہرام دوئم آرمینیا پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو وہ بہرام دوئم سے پہلے ہی حرکت میں آیا اس نے اٹلی میں قیام پذیر ایک اشکانی شہزادے تیرداد سے رجوع کیا اور اس کی ہمت بڑھائی کہ ڈیوکلیشن اسے ایک لشکر فراہم کرے گا جس کی مدد سے وہ آرمینیا پر حملہ آور ہو کر خود آرمینیا کا حکمران بن جائے اور آنے والے دنوں میں رومنوں کا مطیع اور فرمانبردار بن کر رہے۔ تیرداد نے ڈیوکلیشن کی اس تجویز کو پسند کیا۔ لہذا وہ ایک لشکر لے کر اٹلی سے آرمینیا کی طرف روانہ ہوا۔

تیرداد قوی ہیکل ہونے کے ساتھ ساتھ بڑا بہادر اور بڑا دلیر اور شجاع انسان تھا۔ وہ رومن فوج میں متعدد بار اپنی شجاعت کا مظاہرہ کر چکا تھا۔ اس کے علاوہ وہ قدیم اشکانی خاندان سے تعلق رکھتا تھا جس کی بناء پر بچے کھچے اشکانی فوراً اس کے لشکر میں شامل ہونے پر آمادہ ہو گئے تھے۔

اس طرح تیرداد نے اشکانیوں پر مشتمل ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا تھا۔ دوسری طرف چونکہ رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن نے بھی اسے چھوٹے سے ایک لشکر کی صورت میں مدد فراہم کی تھی۔ لہذا تیرداد اپنے پورے ساز و سامان کے ساتھ آرمینیا کی حدود میں داخل ہوا۔

اہل آرمینیا کو جب خبر ہوئی کہ تیرداد رومنوں کا بھیجا ہوا ہے اور یہ کہ اسے رومنوں کے شہنشاہ ڈیوکلیشن کی تائید حاصل ہے اور وہ آرمینیا کا تاج و تخت حاصل کرنا چاہتا ہے تو انہوں نے اس کا پرجوش استقبال کیا اور ساسانی فوج کے وہ دستے جو پہلے سے آرمینیا میں مقیم تھے انہیں نکال باہر کیا اس طرح تیرداد جنگ کے بغیر ہی آرمینیا کا تخت و تاج حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ آرمینیا پر قبضہ کرنے کے بعد تیرداد نے رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن کی خواہش کے مطابق اپنے آپ کو ایرانیوں کے اثر سے آزاد رکھا بلکہ رومن شہنشاہ کے ایما پر وہ ایرانی سرحدوں پر وقتاً فوقتاً حملے بھی کرنے لگا تھا۔

ایران کا شہنشاہ بہرام دوئم چاہتا تھا کہ آرمینیا اور رومنوں کے گٹھ جوڑ کو ختم کر رکھ دے اس کا ارادہ تھا کہ پہلے آرمینیا پر زور دا حملہ کرے اور آرمینیا کو فتح کرنے کے بعد وہاں اپنے پاؤں جمائے اس کے بعد اگر رومن آرمینیا کو واپس لینے پر حملہ آور ہوں تو ان کا مقابلہ کر کے انہیں بھی شکست دے اس طرح ایشیا سے رومنوں کی اجارہ داری کو ختم کر دے اس مقصد کے لئے بہرام دوئم نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا لیکن اچانک حالات ایسے ہو گئے کہ بہرام دوئم کو رومنوں کے ساتھ معاہدہ امن طے کرنا پڑا۔

یہ معاہدہ جو بہرام دوئم اور رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن کے درمیان طے پایا اس کی رو سے آرمینیا اور بین النہرین دونوں صوبے رومنوں کے حوالے کر دیئے گئے۔ ایسے وقت میں جب کہ حکومت روم میں کچھ کمزوری کے آثار نمودار ہو رہے تھے۔ ایران کا ان دو صوبوں سے دست بردار ہو جانا بظاہر ایرانی سلطنت اور اس کے بادشاہ بہرام دوئم کی کمزوری دکھا دیتا ہے۔

لیکن بہرام دوئم کا اپنے دو صوبوں سے دست بردار ہونا رومنوں کے ساتھ معاہدہ کرنا خالی ازعلت نہیں تھا اس لئے کہ جن دنوں وہ رومنوں اور آرمینیا والوں کے خلاف حرکت میں آنے کے لئے اپنی تیاریاں مکمل کر چکا تھا انہی دنوں ایرانی سلطنت کے مشرقی حصوں میں بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی۔

اس بغاوت کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ بہرام دوئم کے زمانے تک خراسان کا حاکم ہمیشہ کوئی نہ کوئی شہزادہ ہوا کرتا تھا اور وہ کوشان شاہ کہلاتا تھا۔ مثال کے طور پر بہرام کے بھائی نے اپنے سکے پر اپنا لقب کوشان شاہ بزرگ لکھا ہے۔

شاہ پور اول نے اپنے پوتے موبد کو جو بعد میں ساسانی سلطنت کا بادشاہ بنا خراسان کا حکمران مقرر کیا تو اس کو بھی اس سے زیادہ شاندار خطاب دیا گیا اسے شہنشاہ کوشان لکھا گیا۔

بہرام اول اور بہرام دوئم بھی بادشاہ ہونے سے پہلے اس اعلیٰ عہدے پر سرفراز رہے بہرام دوئم کے زمانے میں اس کا بھائی حمد خراسان کا حکمران رہا۔ جن دنوں بہرام رومنوں اور آرمینیا والوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے اپنی تیاریاں مکمل کر رہا تھا بہرام دوئم کے بھائی حمد نے خراسان میں بغاوت کر دی اس نے خراسان کے وحشی قبائل کوشان اور گیل کو اپنے ساتھ ملایا اور ایرانی سلطنت کے مشرقی حصوں میں ایک آزاد اور خود مختار سلطنت قائم کرنے کا اعلان کر دیا۔ یہی وجہ تھی کہ بہرام دوئم نے رومنوں اور آرمینیا والوں کے خلاف جنگ کا ارادہ ترک کر دیا اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ

گیلان کی طرف بڑھا او روہاں سے اٹھنے والی بغاوت کا اس نے خاتمہ کر دیا تھا۔ تاہم بہرام دوئم کے زمانے میں ایرانیوں کو اپنے دو بڑے صوبوں سے ہاتھ دھونے پڑے تھے۔

بہرام دوئم کچھ ہی عرصہ حکومت کرنے کے بعد فوت ہو گیا اس کی یادگار میں کچھ تصویریں ہیں جو کچھ نقش رستم کے مقام پر اور کچھ شہر شاہ پور کی چٹانوں پر آج بھی نظر آتی ہیں۔

نقش رستم میں اردشیر کی تاج پوشی کی تصویر کے ساتھ بہرام دوئم نے ایک تصویر بنوائی جس میں وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ کھڑا ہے۔ بادشاہ وسط میں ہے اس کے سر پر تاج ہے جس پر پر لگے ہوئے ہیں اس کے دونوں ہاتھ ایک لمبی تلوار کے قبضہ پر ہیں۔

شہر شاہ پور کی چٹان پر بہرام دوئم کی ایک تصویر ہے جو اقوام ساقر پر فتح پانے کی یادگار میں بنائی گئی تھی بہرام گھوڑے پر سوار ہے اور مفتوح اقوام کے سردار اس کے سامنے لائے جا رہے ہیں۔ بادشاہ کے سامنے ایک ایرانی سپہ سالار ہے جس کے دونوں ہاتھ بندھے ہیں تصویر میں ایک گھوڑے اور دو اونٹوں کے سر بھی نظر آتے ہیں۔

بہرام دوئم کی وفات کے بعد اس کا بیٹا بہرام سوئم تخت نشین ہوا لیکن وہ صرف چار ماہ حکومت کر پایا تھا کہ شاہ پور اول کے بیٹے نرسی نے اس کے خلاف بغاوت کی جس میں اسے کامیابی ہوئی چنانچہ بہرام سوئم موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور اس کی جگہ نرسی ایران کا بادشاہ بنا۔

نرسی تخت و تاج سنبھالتے ہی آرمینیا کی طرف متوجہ ہوا آرمینیا اردشیر کے زمانے سے ایرانی حکومت کے تحت تھا لیکن بہرام دوئم کے زمانے میں تیرداد نے حکومت روم کی مدد سے وہاں کی حکومت سنبھال لی تھی چنانچہ اب آرمینیا براہ راست رومنوں کے تسلط میں تھا۔ نرسی کو یہ تسلط کسی صورت گوارا نہ تھا۔

اس نے فوراً اپنی جنگی تیاریاں مکمل کر کے آرمینیا پر حملہ کیا آرمینیا کے حکمران تیرداد نے ایران کے بادشاہ نرسی کا مقابلہ کیا لیکن بد ترین شکست کھائی اور بھاگ کر اٹلی کی طرف چلا گیا۔ اٹلی میں جا کر تیرداد نے اپنے محسن اور رومنوں کے شہنشاہ ڈیوکلیشن سے ایران کے نئے بادشاہ نرسی کی شکایت کی اور ڈیوکلیشن کو اس بات پر ابھارا کہ ڈیوکلیشن ایران کے شہنشاہ نرسی کے خلاف جنگ کر دے۔ رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن نے تیرداد کی اس تجویز کو پسند کیا لہٰذا ایران پر حملہ آور ہونے کے لئے وہ بڑی تیزی سے جنگی تیاریاں کرنے لگا تھا۔

○

یوناف اور کیرش اپنی سرائے کے کمرہ میں بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر ہلکا سا مگر تیز اور چبھتا لمس دیا۔ اس لمس پر یوناف چونک کر سیدھا ہو گیا۔ پہلو میں بیٹھی کیرش بھی متوجہ ہو گئی تھی تھوڑی دیر تک اپنا لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

سن! یوناف میرے حبیب! تمہارے ہمسائے میں ایک ایسا ظلم ایک ایسا جبر ہو رہا ہے جو کم از کم ہم جیسے نیکی کے نمائندوں کے لئے ناقابل برداشت ہے اس پر یوناف نے چونک کر پوچھا۔ تفصیل سے کہو ابلیکا کیسا ظلم کیسا جبر اس پر ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔

سن یوناف میرے حبیب انطاکیہ شہر کے مغربی ساحل پر سمندر کے کنارے چند بستیاں ہیں ان بستیوں میں ایک بیوہ عورت رہتی ہے۔ چند ماہ پہلے تک اس بیوہ کا ایک بیٹا اور انتہائی خوبصورت بیٹیاں تھیں اس بستی کے کچھ لوگ اس بیوہ کی بیٹیوں پر غلط نگاہ رکھتے اس بیوہ سے بستی کے بدمعاشوں نے اس بیوہ کی بیٹیوں کو طلب کیا اس کے انکار پر وہ اور جبر پر اتر آئے لیکن بیوہ کا بیٹا ان کے راستے میں دیوار بن گیا آخر بستی کے ان اوباشوں نے بیوہ کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ اب بیوہ کے بیٹے کو قتل ہوئے دو ماہ ہو چکے ہیں اب وہ بیوہ اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ بالکل بے سہارا ہے اور بستی کے وہ اوباش جو بیوہ کے بیٹے کے قتل کی وجہ سے کچھ عرصہ خاموش تھے اب پھر اس کے خلاف حرکت میں آنا چاہتے ہیں۔ وہ زبردستی اس بیوہ سے اس کی حسین اور خوبصورت بیٹیوں کو چھین لینا چاہتے ہیں لہٰذا یوناف تم اور کیرش ابھی اور اسی وقت اس بستی کا رخ کرو اور ان اوباشوں اور بدمعاشوں سے اس بیوہ اور اس کی بیٹیوں کا دفاع کرو۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف چھاتی تانتے ہوئے بولا اور کہنے لگا دیکھ ابلیکا میں اس بیوہ کو بستی کے اوباشوں اور بدمعاشوں کے ہاتھوں برباد نہیں ہونے دوں گا اور نہ ہی ان کے ہاتھوں میں اس بیوہ کی بچیوں کی عزت و عصمت لٹنے دوں گا تمہارے کہنے کے مطابق میں کیرش کے ساتھ ابھی اور اسی وقت اس بستی کی طرف کوچ کروں گا۔ ابلیکا کیا تم مجھے اس بیوہ کا نام اس کی بیٹیوں کے نام بتاؤ گی۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔ تم دونوں یہاں سے کوچ کرو۔ میں تم دونوں کی رہنمائی کرتی ہوں اور تمہیں اس بیوہ کے گھر تک لے جاتی ہوں باقی ساری تفصیل تمہیں وہیں سے مل جائے گی۔ یوناف نے ابلیکا کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور کیرش دونوں اپنی قوتوں کو حرکت میں لائے اور انطاکیہ کی اس سرائے سے ساحل سمندر کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

یوناف اور کیرش دونوں ابلیکا کی رہبری اور رہنمائی میں ایک بستی کے قریب ایک کوہستانی سلسلے کے اندر نمودار ہوئے۔ اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ پھر وہ کہنے لگی دیکھ یوناف۔ وہ جو سامنے بستی ہے اس بستی میں وہ بیوہ رہتی ہے تم دونوں اس کوہستانی سلسلے سے اتر کر اس بستی کا رخ کرو میں اس کے گھر تک تم دونوں کی رہنمائی کرتی ہوں۔

ابلیکا کے اس انکشاف کے جواب میں یوناف اس کوہستانی سلسلے کے اندر سے اتر کر بستی کی طرف بڑھنا ہی چاہتا تھا کہ ناگہاں عزازیل اپنے نئے روپ میں ماتموں اور وحشتوں کے رقص۔ ویران گوشوں کی نحوست کے زنگار میں زنداں کے سناٹے اور دکھ کے بھنور کی طرح یوناف اور کیرش کے سامنے نمودار ہوا۔ یوناف اور کیرش اسے دیکھتے ہی چونک سے گئے تھے اس موقع پر عزازیل نے ایک بھیانک قہقہہ لگایا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے۔ میں کہیں بھی تیرے قدم نہ جمنے دوں گا۔ آج انطاکیہ کے اس کوہستانی سلسلے کے اوپر بھی میں تیری اور تیری ساتھی کیرش کی ذات کی تقدیس اور [illegible] میں زرد پتوں کے ڈھیر لگا دوں گا۔ تمہارے دل کی صداؤں کی بازگشت میں بے رحم [illegible] کی ٹیسیں بھر دوں گا اور تم دونوں کی حالت میں اس کوہستانی سلسلے میں کچھ ایسی کر دوں گا جیسے سیاہ رات کے پھیلاؤ میں دھوئیں کے ٹیڑھے خطوط بنتے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل جب خاموش ہوا تو یوناف بولا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ کالے موسموں کے باسی۔ گناہ کے گراوز۔ بدی کے بنجارے۔ میں ماضی میں تیری داستان در داستان احساسات کی ندامت بھرتا رہا ہوں۔ تیرے فکر اور احساس کے [illegible] میں سلگتی مرگ کا کرب ڈالتا رہا ہوں اب بھی مجھے مناسب موقع ملا تو میں تیرے [illegible]بستہ میں حرف و نظر کی کشمکش ضرور بھروں گا۔

عزازیل نے یوناف کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ ایک جست کے ساتھ یوناف کی طرف بڑھا جیسے کوئی شاہین بلندی سے اپنے شکار کی طرف اڑتا ہے۔ اور ایک ایسی زوردار ضرب اس نے یوناف کی گردن پر لگائی کہ کوہستانی سلسلے کے اوپر یوناف بل کھاتا ہوا [illegible] گر گیا تھا۔ اس موقع پر کیرش حرکت میں آئی وہ فوراً عزازیل کی پشت کی طرف گئی اور ایک زوردار لات اس نے عزازیل کی پیٹھ پر دے ماری تھی۔ عزازیل فوراً مڑا وہ چاہتا تھا کہ کیرش پر حملہ آور ہو کر اس پر بھی ناقابل برداشت ضرب لگائے کہ اتنی دیر تک یوناف اٹھ کھڑا ہوا اپنی طاقت اور قوت میں اس نے دس گنا اضافہ کیا پھر ہوا میں اچھلا اور

ایک زوردار ضرب اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے عزازیل کے شانے پر دے ماری
اس ضرب کا عزازیل پر خاطر خواہ اثر ہوا تھا۔ اس لئے کہ وہ اپنی جگہ پر رک گیا
تعاقب اس نے ترک کر دیا جو ضرب لگی تھی اس کے کرب کی وجہ سے وہ سسک رہا
تھا۔

عزازیل کے آگے بھاگتی ہوئی کیرش نے جب دیکھا کہ پشت کی طرف سے یوناف
عزازیل پر زوردار حملہ کر دیا ہے تو وہ پھر مڑی اس کے مڑنے تک عزازیل اپنا رخ
یوناف کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ اس موقع سے کیرش فائدہ اٹھانا چاہتی تھی اور عزازیل
حملہ آور ہونا چاہتی تھی اتنی دیر تک عزازیل نے مشینی انداز میں حرکت میں آتے ہوئے
تین ضربیں یوناف کے دے ماری تھیں۔ یوناف اس کوہستانی سلسلے کے اوپر بری طرح
اٹھا تھا۔ عین اس موقع پر جب کیرش نے عزازیل کی پشت پر ضرب لگانا چاہی تو عزازیل
اس کی طرف پلٹے بغیر ایک لات ایسی زوردار اس کے پیٹ میں ماری کہ کیرش بے
بل کھاتی ہوئی کوہستانی سلسلے کے اوپر دور جا گری تھی۔
یوناف نے اپنے آپ کو پھر سنبھالا سیدھا کھڑا ہوا ایک بار اس نے زوردار
لی پھر لگاتار اس نے کئی گھونسے عزازیل کے پیٹ میں دے مارے تھے عزازیل ان
کی تکلیف سے کسی قدر جھک گیا تھا اس کی اس تکلیف سے یوناف نے فائدہ اٹھایا
فاصلے پر بے ہوش پڑی ہوئی کیرش کو اس نے اٹھایا اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا
کوہستانی سلسلے سے وہ سمندر میں کود گیا تھا۔
پانی میں گرتے ہی کیرش ہوش میں آ گئی تھی۔ یوناف نے اسے فوراً مخاطب
ہوئے کہا۔ دیکھ کیرش اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا اور پانی کے اندر میرے ساتھ
چلی جاؤ۔ ورنہ یہ عزازیل ہمارا تعاقب کرے گا۔ اس نے جو نیا روپ دھار لیا ہے
سوچ بچار کے بعد اس کے اس روپ کے سامنے اسے نیچا دکھانا ہو گا۔ میں نے اس
پیٹ میں زوردار ضربیں لگائی ہیں جس کی وجہ سے وہ تھوڑی دیر ہمارا تعاقب نہیں کر
اور ہمیں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس سے دور نکل جانا چاہئے۔ یوناف کے
پر کیرش اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائی پھر وہ پانی میں ڈبکی لگاتے ہوئے بڑی تیزی
سمندر کی تہہ کی طرف بڑھنے لگے تھے۔
سمندر کی تہہ کے قریب جا کر یوناف اور کیرش چونک سے پڑے۔ انہوں نے دیکھا
ان دونوں کے سامنے ایک تیز روشنی تھی جو ان کے آگے آگے بڑھ رہی تھی۔ یوناف
اور کیرش نے تھوڑی دیر تک ایک دوسرے کو جواب طلب نگاہوں سے دیکھتے ہوئے

پھر وہ سمندر کے اندر اس روشنی کے تعاقب میں لگ گئے تھے۔ وہ روشنی اس کے
گولوں جیسی بے کل روح اور سرابوں جیسی بے جان ہیولوں کی طرح آگے بڑھتی
وہ دونوں اپنی رفتار تیز کرتے تو وہ روشنی بھی اپنی رفتار تیز کر دیتی تھی۔ اور اگر وہ
رفتار میں دھیما پن لاتے تو اس روشنی کے آگے بڑھنے کی رفتار بھی دھیمی ہو جاتی

سمندر کی کوکھ میں چنگھاڑتے طوفانوں اور ابلتے سیلابوں کے اندر یوناف اور کیرش نے
ب سی روشنی کا تعاقب جاری رکھا یوناف اور کیرش جب ذرا پیچھے رہ جاتے تو وہ
سانپ کی ساکت آنکھوں کی طرح رکتی اور جب یوناف اور کیرش چل دیتے تو وہ
کو رونے والے مردم خوروں کی طرح شور کرتی ہوئی تیزی سے آگے بڑھنے لگی تھی۔
ے اندر اس کے سفر سے ایسی آوازیں نکلتی تھیں جیسے زہریلے سانپوں کی سرسراہٹ
کی سنسناہٹ یا سیال کوندوں کی تلملاہٹ۔ بہرحال یوناف اور کیرش اس روشنی کا
کرتے چلے گئے تھے۔
اس روشنی کو پکڑنے کے لئے یوناف اور کیرش نے اپنی مزید سری قوت حرکت میں
اور بڑی تیزی سے وہ اس روشنی کے پیچھے لگ گئے تھے وہ روشنی سمندر کی تہہ کے
کوہستانی سلسلے کے غار میں جا داخل ہوئی تھی۔ یوناف اور کیرش بھی بلا جھجک اس غار
داخل ہو گئے۔ غار میں وہ تھوڑا سا اور آگے گئے ہوں گے کہ غار کے اندر اچانک ایسی
اور خوفناک آوازیں سنائی دینے لگی تھیں جیسے زنجیروں میں جکڑے ہوئے ان گنت
وروں کی زنجیریں کاٹ کر انہیں کسی شکار پر حملہ آور ہونے کا موقع فراہم کر دیا گیا

سمندر کی تہہ کے کوہستانی سلسلے کی غار میں آگے بڑھتے ہوئے یوناف اور کیرش یک
رک گئے تھے۔ جس روشنی کے تعاقب میں اس غار میں وہ داخل ہوئے تھے وہ روشنی
سا آگے جا کر رک چکی تھی۔ غار کے اندر ابھی تک ایسی آوازیں بلند ہو رہی تھیں
لگتی انسانیت۔ مشیت کی چکی میں پس کر رہ گئی ہو۔ یا کوئی ماورائی قوت جسموں کو
اور بے شمار روحوں کو تحلیل اور الفاظ کے آئینوں کو ظلم و جہالت کے جبر تلے بلندی
لعت سے اٹھا کر پستی کی پنہائیوں میں اتار دینے کا عمل شروع کر چکی ہو۔
وہ مہیب اور ہولناک آوازیں سن کر مجموعی طور پر یوناف کی حالت فکرمندی میں
کے خرابوں، زنگ آلود الفاظ، خزاں کے گیتوں جیسی ہو گئی تھی۔ اس موقع پر یوناف
اپنا رخ موڑ کر اپنے پہلو میں پانی کے اندر معلق کیرش کی طرف دیکھا اس نے انداز

لگایا غار کے اندر وہ آوازیں سنتے ہوئے کیرش بے چاری کی حالت فکرمندی میں
سوچوں کے اعتکاف' اور اوہام کے بھنور میں خراب اور یاس انگیز موت کے
سندیسوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس موقع پر یوناف نے شاید کیرش کی ڈھارس
کے لئے اسے مخاطب کر کے پوچھا۔

کیرش۔ کیرش۔ یہ اس غار میں اٹھنے والی مہیب اور خوفناک آوازیں تم
کیرش نے پریشان اور فکرمند سی آواز میں کہا۔ سنو یوناف میں ان آوازوں کو
ہوں۔ یہ آوازیں ایسی ہیں جیسے ان گنت ذی روحوں کو ایک ساتھ موت کے کرب
کر دیا گیا ہو۔ یوناف میں اب تک پریشان اور فکرمند ہوں کہ جس روشنی کے تعا
ہم دونوں سمندر کے کوہستانی سلسلے کے اس غار میں داخل ہوئے ہیں اس روشنی
حقیقت ہے۔ اور یہ روشنی ہمیں جس غار میں لے آئی ہے اس غار کے اندر یہ
اور موت کو پکارتی آوازیں بلند ہونے لگی ہیں یہ کیسی ہیں۔ اس پر یوناف نے کس
آپ کو سنبھالا۔ انتہائی نرم اور تسلی آمیز لہجے میں وہ کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا

دیکھ کیرش تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اور تم ان گن
قوتوں کے مالک ہیں پھر ان غاروں کے اندر کیسی بھی کوئی مہیب طاقت اور قوت کیوں
ہم دونوں مل کر اس کا مقابلہ کریں گے۔ ذرا ٹھہرو کوئی قدم اٹھانے سے پہلے میں ا
پوچھتا ہوں کہ روشنی کی کیا حقیقت ہے اور غار کے اندر اٹھنے والی یہ آوازیں کیسی
کے ساتھ ہی مدہم اور دھیمی آواز میں یوناف نے ابلیکا کو پکارا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا ابلیکا کا لمس محسوس
یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر قبل اس کے کہ یوناف
سے کچھ پوچھتا ابلیکا خود ہی بولی اور پر سکون لہجے میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے
گی۔

یوناف۔ میرے حبیب۔ تم نے یقیناً" مجھے اسلئے بلایا ہو گا کہ مجھ سے یہ جان
سمندر کے اندر جس روشنی کا تم نے تعاقب کیا تھا اور جو تمہیں اس غار میں لے آئی
اس کی کیا حقیقت ہے۔ اور یہ جو آوازیں غار کے اندر بلند ہو رہی ہیں یہ کیسی ہیں
یوناف کسی قدر مطمئن انداز میں کہنے لگا ہاں ابلیکا تمہارا اندازہ درست ہے۔ میں یہ
ہی احوال تم سے جاننا چاہتا ہوں۔ اس پر ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ یوناف۔ میرے حبیب جہاں تک اس غار کے اندر اٹھنے والی خوفناک اور
آوازوں کا تعلق ہے تو یہ آوازیں سمندری اژدھوں کی ہیں۔ یہ غار کافی لمبا اور طویل

سمندری اژدھے غار کے آخر میں رہتے ہیں اور ساتھ ساتھ تم دونوں کی طرف بڑھ
ں جوں ہی کوئی ذی روح شئے غار کے اندر داخل ہوتی ہے وہ اژدھے اسی طرح
اور خوفناک آوازیں بلند کرتے ہوئے غار میں داخل ہونے والی چیز کی طرف بڑھتے
لذا وہ اژدھے بھی اس وقت تمہاری ہی طرف بڑھ رہے ہیں۔ لہٰذا میرا تم دونوں کو
پہلا مشورہ یہ ہے کہ تم اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اور انسانی اور حیوانی
سے اوجھل ہو کر غار کی چھت کے قریب چلے جاؤ وہاں میں مزید تمہارے ساتھ
لی ہوں۔ ابلیکا کے اس مشورہ پر یوناف اور کیرش دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت
انسانی اور حیوانی آنکھوں سے اوجھل ہونے کے بعد وہ غار کی چھت کی طرف اٹھ

کی چھت کے قریب جا کر یوناف پھر بولا اور ابلیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ
تو اپنی ادھوری بات کو مکمل کر اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔ ٹھہرو تھوڑی دیر
اس غار میں رہنے والے ان گنت اژدھے اب نزدیک پہنچ گئے ہیں۔ تم ذرا دونوں
ہوئے ان کا نظارا کرو جب وہ تمہیں نہ پا کر واپس لوٹیں گے تو میں اپنی ادھوری
مکمل کروں گی ابلیکا کے کہنے پر یوناف خاموش رہ کر انتظار کرنے لگا تھا۔
ڑی ہی دیر بعد ان کے نیچے بڑے بڑے اژدھے گزر کر غار کے دھانے کی طرف
تھے وہ اپنے منہ کھولتے ہوئے اور طرح طرح کی خوفناک اور مہیب آوازیں نکال
ان کے دانت اس قدر لمبے اور بڑے تھے جیسے کوئی خونخوار چیتا اپنا منہ کھول کر
امنے کے دونوں دانتوں کو نمایاں کرتا ہے۔ وہ بے شمار اژدھے ایک دوسرے کے
ہی اجل انگیز آوازیں نکالتے ہوئے غار کے دہانے تک گئے جب انہیں کچھ دکھائی
وہ سارے اپنے جسموں کو سمیٹتے ہوئے لوٹے اور جس سمت سے آئے تھے ادھر
چلے گئے تھے۔

اژدہوں کے واپس جانے کے تھوڑی دیر بعد ابلیکا پھر بولی اور یوناف کو مخاطب کر
لگی۔ دیکھ یوناف! یہ اژدھے جو غار کے دہانے سے ہو کر واپس گئے ہیں یہی اس
اندر مہیب اور خوفناک آوازیں نکال رہے تھے۔ چونکہ وہ تم لوگوں کو دیکھ نہیں سکے
ناکام و نامراد واپس چلے گئے ہیں۔ اب تم اس غار میں اٹھنے والی مہیب اور خوفناک
کا راز تو جان چکے ہو اب تمہیں اس روشنی سے متعلق بتاتی ہوں جس کے تعاقب
اس غار میں آن داخل ہوئے ہو۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا تھوڑی دیر کے لئے
اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

سنو یوناف! تمہیں معلوم ہو گا کہ مصر کے قدیم بادشاہ زوسر کا وزیر تھا جو امحوتپ تھا اور وہ اپنے دور کا دنیا کے اندر مانا ہوا ساحر اور طلسم گر تھا اس امحوتپ کے احرام کے اندر ایک طلسم ڈالا تھا جو کسی کو بھی احرام کے اندر داخل نہ ہو۔ تمہیں یہ بھی یاد ہو گا کہ زوسر کے احرام میں امحوتپ کے اس طلسم پر عزازیل نے ایک ممی کے اندر ڈال دیا تھا اور وہ ممی ان احرام کے آس پاس کھلے میدانوں میں بربادی مچانے لگی تھی۔ آخر تم نے اس ممی پر قابو پایا اور امحوتپ کے اس سحر کو دریائے نیل میں ڈال دیا تھا۔

یہ روشنی جو تم نے دیکھی ہے یہ اسی امحوتپ کا جادو اور سحر ہے سمندر کے سحر اور جادو کو ایک سیپ نے نگل لیا تھا۔ وہ سیپ اپنی عمر پوری کر کے مر گئی لیکن کا وہ سحر اور جادو اس سیپ کو حرکت میں لاتا ہے اور اب تک وہ سیپ ویسے کی اور رواں دواں ہے جس روشنی کے تعاقب میں تم اس جگہ تک آئے ہو وہ ایک ہے اور اس سے اٹھنے والی روشنی امحوتپ کے سحر کی وجہ سے ہے۔ لیکن یوناف اگر سحر کو اپنے قبضہ میں کر لے تو تو اس سے بہت سے کام لے سکتا ہے اس پر یوناف ابلیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگا پر دیکھ ابلیکا میں اس پر کیسے قابو پاؤں اور اسے اپنے کام میں لاؤں اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ یوناف تمہارے لئے اس سحر پر قابو پانا بڑا آسان اور سہل ہے اس وقت حالت میں تم اور کیرش ہو اس حالت میں کوئی بھی ذی روح تمہیں دیکھ نہیں سکتا میں تم اس سحر کی طرف بڑھو اسے سیپ کے اندر سے نکالو اور پھر اپنی اس سری ذریعہ اس سحر کو اپنے دائیں ہاتھ کے اندر جذب اور تحلیل کر لو ایسا ہونے کے ہاتھ سے تم مافوق الفطرت کام لے سکو گے۔ اور اس ہاتھ کی ضرب جس پر لگاؤ دن کے وقت بھی تارے نظر آنے شروع ہو جایا کریں گے۔ اس کے علاوہ بھی اپنے ہاتھ میں تحلیل کرنے کے بعد تم امحوتپ کے اس سحر سے بے شمار کام لے سب کی تفصیل میں تمہیں بعد میں کھل کر بتاتی رہوں گی اب تم آگے بڑھو اور نے کہا ہے ویسا ہی کرو۔ ابلیکا کے خاموش ہونے پر یوناف نے اپنے پہلو میں پالی کیرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

کیرش تم یہیں اسی حالت میں رہو جس میں تم ہو میں اس روشنی کی طرف جو قدیم سحر امحوتپ کا ساحر ہے اور اسے اپنے قبضہ میں کرنے کی کوشش کرتا ہوں ایسا کرنے کے لئے مجھے ابلیکا نے کہا ہے۔ کیرش نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق

آگے بڑھا۔ وہ روشنی جو تھوڑی دور فاصلے پر جم کر کھڑی تھی اپنی جگہ پر ہی معلق وہ یوناف کو دیکھ نہ پا رہی تھی اس لئے وہ کسی قسم کا ردعمل ظاہر نہ کرنے پا رہی یوناف اس کے قریب گیا وہ ایک سیپ تھی جس کے چاروں طرف سے روشنی سورج کی طرح نکل رہی تھی۔ یوناف آگے بڑھا اور اپنے دائیں ہاتھ سے اس نے اس اپنی گرفت میں لے لیا تھوڑی دیر تک وہ سیپ تڑپی تلملائی لیکن یوناف کی گرفت مضبوط تھی۔ یوناف نے اس سیپ کو کھولا۔ اپنا ایک سری عمل کیا اور پھر اس کے اندر امحوتپ کا سحر تھا اسے اس نے اپنے دائیں ہاتھ میں جذب اور تحلیل کر لیا تھا۔ ایسا کرنے کے بعد یوناف پھر کیرش کے پاس آیا وہ کیرش سے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ کیرش نے پہل کی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

جس کام کے لئے گئے تھے اس کا کیا بنا۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ کیرش وہ سحر اب میرے دائیں ہاتھ میں محفوظ اور اسیر ہے۔ اور ابلیکا کا کہنا ہے کہ میں بے شمار کام لے کر اپنے دشمنوں کو زیر کر سکتا ہوں۔ میرے خیال میں اب ابلیکا ہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ عین اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس لگی۔

یوناف میرے حبیب پہلے تو میں تمہیں امحوتپ کے سحر پر قابو پانے کے لئے دیتی ہوں اب تمہارے دائیں ہاتھ میں یوں جانو کہ مافوق الفطرت قسم کی قوتیں ہیں کام میں لانے کے لئے میں تمہیں وقتاً" فوقتاً" تفصیل سے بتاتی رہوں گی اب تم یوں اس غار سے نکلو جس سمت سے آئے ہو اسی سمت کو ہو لو۔ اور اسی کوہستانی سلسلہ جہاں تھوڑی دیر پہلے تمہارا ٹکراؤ عزازیل سے ہوا تھا۔ عزازیل ابھی تک اسی سلسلہ کے اوپر ہے اسے امید ہے کہ سمندر میں تھوڑی دیر گزارنے کے بعد تم پھر رخ کرو گے اس لئے کہ اسے علم ہو چکا ہے کہ تم دونوں کوہستانی سلسلہ کی قریبی اس بیوہ کی مدد کرنا چاہتے ہو جس کی میں نے نشاندہی کی تھی۔ اس پر یوناف بولا اور

تمہارا کیا خیال ہے کہ سمندر سے نکل کر ہم پھر اس کوہستانی سلسلہ پر نمودار عزازیل سے ٹکرا کر اس بستی کا رخ کریں اس پر ابلیکا ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں کہنے تمہارا اندازہ درست ہے اس سے پہلے جب عزازیل اپنے نئے رخ میں تم پر ضرب لگاتا ضرب تمہارے لئے ناقابل برداشت ہوا کرتی تھی لیکن اب امحوتپ کے سحر کو ہاتھ میں جذب کرنے کے بعد جب تم اس سحر سے کام لیتے ہوئے عزازیل پر ضرب

لگاؤ گے تو دیکھنا عزازیل کیسے کرب کیسے دکھ میں مبتلا ہوتا ہے ابلیکا کے اس اکش
یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر اس نے اپنے پہلو میں
مخصوص اشارہ نگاہوں ہی نگاہوں میں کہا اس کے بعد وہ دونوں بڑی تیزی سے سمن
اندر فاصلوں کو سمیٹتے ہوئے انطاکیہ کے اسی کوہستانی سلسلہ کا رخ کر رہے تھے جہاں
دونوں سمندر میں کودے تھے راستے میں ابلیکا یوناف کو امحوتپ کے اس سحر سے
کے گر بھی بتاتی چلی جا رہی تھی۔

یوناف اور کیرش سمندر سے نکل کر اسی کوہستانی سلسلہ پر آئے جہاں تھوڑی
ان کا ٹکراؤ عزازیل سے ہوا تھا۔ ان دونوں نے دیکھا عزازیل ابھی تک اس کوہستانی
پر ستون کی طرح جما کھڑا تھا۔ یوناف اور کیرش کو دیکھتے ہوئے عزازیل نے ایک
قہقہہ لگایا۔ یوناف اور کیرش دونوں جب اس کوہستانی سلسلہ پر آئے تو عزازیل
مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے میں جانتا تھا تو ضرور دوبارہ اس کوہستانی سلسلہ اور اس
طرف آئے گا اس لئے کہ اس بستی میں تو ایک بیوہ کی مدد پر آمادہ ہے اس لئے
کوہستانی سلسلہ پر تیری ہی واپسی کا منتظر تھا۔ دیکھ میں تجھے اس بستی میں داخل
دوں گا ایسے ہی تجھے مار بھگاؤں گا جیسے کوئی کھیت کھلیان سے کووں کو مار بھگاتا ہے
میں غوطہ زن ہونے کے بعد کیرش کے ساتھ اس لئے لوٹ آیا ہو گا کہ تو نے خیال
کہ اب تک میں یہاں اس کوہستانی سلسلہ سے جا چکا ہوں گا اور تو اپنی مرضی اور
کے مطابق ہر کام کر گزرے گا پر دیکھ میں تو اسی کوہستانی سلسلہ پر تیرا منتظر ہوں
پر پھر ضربیں لگاؤں۔ تجھے کرب میں مبتلا کروں اور کسی اور ہی سمت بھاگ جانے
کروں۔

اس کوہستانی سلسلہ کے اوپر کیرش کے ساتھ عزازیل کے آنے کے بعد یوناف
بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ عزازیل میں جانتا ہوں تو صدیوں کے
میں وہموں کی سیاہی سے بھی بدتر شے ہے سن اے خدائے عزوجل کے دھتکارے
اے آگ کے بے آبرو شعلے میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تو الیوں کے منحوس گہن جیسا
فراز آدمیت کا بدترین دشمن ہے پر دیکھ کسی وہم کسی غلط فہمی کسی دھوکہ میں مت
یہ مت خیال کرنا کہ اس کوہستانی سلسلہ میں تو مجھ پر ضرب لگا کر کسی اور سمت بھاگ
پر مجبور کر دے گا۔

دیکھ عزازیل تو جانتا ہے صدیوں سے میں تجھ پر ضربیں لگاتا چلا آ رہا ہوں

سامنے سے پسپا ہونے پر مجبور کرتا رہا ہوں اگر اب تم نے اپنا ایک اور روپ دھار لیا
تو نے نیلی دھند کی قوتوں کو یکجا کر کے اپنے لئے ایک نئے روپ کو جنم دیا ہے تو
کوئی فرق نہیں پڑتا میں تیرے اس نئے روپ تیرے اس نئے جنم کو بھی لہو لہان
رکھ دوں گا دیکھ عزازیل کسی دھوکے میں نہ رہنا انطاکیہ کے اس کوہستانی سلسلہ کے
میں تیرے سامنے تیرے لئے قصہ الم، سحر شکن اور ستم کا ستیزہ گر ثابت ہوں گا۔ تیری
کی دہلیز پر بے درد موسموں کی صلیب اور تیرے نقوش منزل پر نوائے سوگوار کھینچ کر
دوں گا۔

یوناف جب خاموش ہوا تو عزازیل طنزیہ سے انداز میں کہنے لگا دیکھ نیکی کے نمائندے
طرح کی گفتگو کر کے تو اپنے حوصلوں کو صباحت تو نہیں بخش سکتا۔ کیا تھوڑی دیر پہلے
کوہستانی سلسلہ کے اوپر میں نے تمہیں اور کیرش کو مار مار کر یہاں سے بھاگ جانے پر
مجبور کر دیا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے جب تم اس کوہستانی سلسلہ سے کیرش کو اٹھا کر سمندر
میں چھلانگ لگا گئے تھے تو ایسا تم نے کاہے کو کیا تھا۔ یقیناً" تم بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے
میرے سامنے سے بھاگے تھے۔ کیا سمندر کے اندر تمہیں اپنا کھویا ہوا گوہر مقصود مل گیا ہے
جو پھر اس کوہستانی سلسلہ کے اوپر میرے ہاتھوں پٹنے کے لئے لوٹ آئے ہو۔ اس پر
یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ عزازیل اپنے آپے سے نہ نکل اتنے ہی پاؤں پھیلا جتنی تیری چادر ہے۔ ورنہ
تجھے رکھ دوں گا۔ اس پر عزازیل کا چہرہ غصہ میں تپے ہوئے لوہے جیسا ہو کر رہ گیا
قدم اٹھاتا ہوا وہ یوناف کی طرف بڑھا اور کہنے لگا۔ دیکھتا ہوں تو میرا کیا بگاڑتا ہے
ساتھ ہی اپنا ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے عزازیل نے جب یوناف کے ضرب لگانا
ابلیکا کی ہدایات کے مطابق یوناف امحوتپ کے اس سحر کو حرکت میں لایا اپنا ہاتھ
اس نے خوب پھیلا کر ہتھیلی عزازیل کے سامنے کی تو یوناف کی ہتھیلی سے اسی چمک
عزازیل کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں اور وہ یوناف پر ضرب لگانا بھول گیا اسی موقع پر
نے اپنا امحوتپ کے طلسم والا ہاتھ بلند کیا اور جب یوناف نے اپنے اس ہاتھ کی
عزازیل کی پسلیوں پر لگائی تو یہ ضرب ایسی زوردار تھی ایسی پر قوت تھی کہ عزازیل
اچھلتا ہوا دور جا گرا اور اس کے منہ سے آہیں اور سسکیاں نکل کے رہ گئی تھیں۔
اس پر بری طرح گرنے کے بعد عزازیل اٹھ کھڑا ہوا اور بڑے وحشت ناک انداز
یوناف کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات سے پتہ چلتا تھا گویا یوناف کی
سے اسے ایسے ردعمل کی قطعاً" کوئی امید نہ تھی اور یہ کہ وہ یوناف کی طرف سے

ایسی ضرب کی امید نہ رکھتا تھا۔ قبل اس کے عزازیل بول کر اپنے تاثرات کا اظہار
یوناف بڑی تیزی سے آگے بڑھا اور لگاتار اس نے عزازیل کی پیٹھ پر کئی ضربیں دے
تھیں۔ عزازیل بری طرح بلبلا اٹھا تھا اب وہ پوری طرح یوناف کے سامنے اپنے آ
عاجز اور بے بس محسوس کر رہا تھا جب اسنے دیکھا کہ اگر یوناف نے اس کوہستانی سل
ایسے مزید ضربیں لگائیں تو وہ مکمل طور پر مغلوب ہو کر رہ جائے گا ایک لمبی جست
وہ پیچھے ہٹا اپنے آپ کو بحال کیا پھر اس نے ایک زہریلی جست لگائی اور ایک زوردار
جو اس نے یوناف کے شانے پر لگائی تو یوناف بری طرح زمین پر گر گیا تھا اور اپنے
کو سہلانے لگا تھا۔ اس موقع پر عزازیل نے آؤ دیکھا نہ تاؤ وہ لگاتار کئی ضربیں یوناف
شانوں، گردن اور پیٹھ پر دے ماری تھیں۔ لیکن بڑے ثبات کے ساتھ یوناف ان ضرب
برداشت کرتا رہا عین اس موقع پر کیرش حرکت میں آئی اپنی قوت میں اس نے فورا
گنا اضافہ کیا اور عزازیل کی پیٹھ کی طرف سے حملہ آور ہوتے ہوئے اس نے عزاز
شانوں پر لگاتار کئی ضربیں دے ماری تھیں۔ ان ضربوں کے پڑنے سے عزازیل بیخ ا
تھا۔ فوراً مڑا اور چاہتا تھا کہ کیرش کے ضربیں لگائے لیکن اسی موقع پر الحوتپ کے
طلسم کو حرکت میں لاتا ہوا یوناف اٹھا۔ اپنے دائیں ہاتھ سے اس نے جب الحوت
طلسم ہی کی بناء پر عزازیل کے ضرب لگائی تو عزازیل کیرش پر حملہ آور ہونے کے
لڑکھڑا کر زمین پر گر گیا تھا پر یوناف نے اسے دم نہیں لینے دیا۔ اس نے عزازیل
ضربیں دے ماریں۔ عزازیل بلبلا اٹھا پھر اپنی جان بچانے کی خاطر وہ اپنی سری قو
حرکت میں لایا اور اس کوہستانی سلسلے سے غائب ہو گیا تھا۔

عزازیل کے چلے جانے کے بعد ابلیکا نے یوناف کی گردن پر ایک تیز اور ریشمی
دیا۔ پھر اس کے ساتھ ہی ابلیکا بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ دیکھ یو
انطاکیہ کے اس کوہستانی نواحی سلسلے کے اوپر تو نے الحوتپ کے گم شدہ سحر سے کام
ہوئے عزازیل پر کیا خوب ضربیں لگائی ہیں۔ یہ ضربیں یقیناً عزازیل کے لئے
برداشت ثابت ہوئی ہیں تب ہی وہ اس کوہستانی سلسلے سے بھاگ کھڑا ہوا ہے میر
میں اگر تم اسی طرح اس سحر کو عزازیل کے خلاف استعمال کرتے رہو تو عزازیل ا
روپ میں بھی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔

سنو یوناف۔ اب جبکہ عزازیل یہاں سے جا چکا ہے اب تم دونوں اس کوہستانی
سے اتر کر اس سامنے والی بستی کا رخ کرو۔ بستی میں داخل ہونے سے پہلے میں
تفصیل سے بتا دوں جس بیوہ کے یہاں تم نے جانا ہے اس کا نام یعیشہ ہے اس کی دو

ای بیٹی کا نام عزیہ اور چھوٹی کا نام بناط ہے۔ بستی کے جن بدمعاشوں نے اس بیوہ کے
قتل کیا ہے ان کے نام مناخیم۔ امون اور یوآش ہیں مناخیم اس بستی کے سردار کا
تم یوں کہہ سکتے ہو وہ خود ہی اس بستی کا سردار ہے۔ اس لئے کہ اس کا باپ
اور بالفعل یہ مناخیم ہی اس بستی کا سردار ہے۔ یہ تینوں اوباش بدمعاش اور بد
وان ہیں اور یعیشہ کی خوبصورت اور حسین بیٹیوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ ہمارا
لئے کا مقصد یہ ہے کہ مناخیم۔ امون اور یوآش سے نپٹتے ہوئے بیوہ یعیشہ کی دونوں
عزیہ اور بناط کی حفاظت کی جائے اور اگر ممکن ہو تو ان دونوں کے گھر بھی آباد کر
جائیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف بولا اور کہنے لگا۔
ابلیکا۔ تو جیسا چاہتی ہے ویسا ہی ہو گا۔ میں اس بستی میں داخل ہونے کے بعد
بدمعاشوں سے خوب نپٹوں گا۔ اور بیوہ یعیشہ اور اس کی دونوں بیٹیوں کی خوب
کروں گا۔ اس پر ابلیکا پھر بولی اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔ یہ بات ہے
تو پھر تم دونوں اس کوہستانی سلسلے سے اترو اور بستی کا رخ کرو۔ لیکن ایک بات تو
تم کیرش کو لے کر اس بستی میں داخل ہو گے اور بڑھیا کے گھر جاؤ گے تو بڑھیا
پوچھا کہ تمہارا کیرش کا کیا رشتہ ہے تو تم کیا بتاؤ گے۔ اس پر یوناف کچھ سوچتے
کہنے لگا۔ ابلیکا تم ہی بتاؤ ہمیں اس بیوہ یعیشہ کو اس سوال کا کیا جواب دینا چاہئے۔
اب میں ابلیکا کہنے لگی اگر میری مانو تو تم دونوں اپنا رشتہ بیوہ یعیشہ سے میاں بیوی
۔ اس پر یوناف فوراً بولا اور کہنے لگا۔ پر ابلیکا یہ کیسے ہو سکتا ہے اگر کیرش نے
پسند کیا تب۔ کیرش بھی شاید یہ ساری گفتگو سن رہی تھی اس موقعہ پر اس کے چہرے
اور شرم کے گہرے تاثرات بکھر گئے تھے۔ پھر اس نے اپنے آپ کو کسی قدر سنبھالا
دھیمی سی آواز میں بولتے ہوئے کہنے لگی مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا اگر
کے ہاں آپ مجھے اپنی بیوی بتاتے ہیں تو میں اس کے خلاف کوئی احتجاج نہیں کروں
اس پر ابلیکا نے تیز لمس دیتے ہوئے خوشی سے بھرپور آواز میں یوناف کو مخاطب
ہوئے پھر کہا۔

یوناف کیرش نے تمہاری ساری دشواریاں آسان کر دی ہیں۔ اس موقع پر یوناف
نگاہوں سے کیرش کی طرف دیکھا۔ کیرش نے بھی لمحہ بھر کے لئے پیار سے بھرپور
میں یوناف کی طرف دیکھا اس کے بعد اس کی نگاہیں شرم سے جھک گئیں تھیں۔ اس
یوناف پھر بولا اور کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا آؤ کیرش ابلیکا کی رہنمائی میں پھر
بستی کا رخ کریں اور اس بیوہ کی اوباشوں اور بدمعاشوں کے مقابلے میں مدد کریں۔

کیرش چپ چاپ یوناف کے ساتھ ہو لی تھی۔

دونوں ایک ساتھ کوہستانی سلسلے سے اتر کر سامنے والی بستی میں داخل ہوئے کی رہنمائی میں یوناف نے ایک مکان کے دروازے پر دستک دی۔ تھوڑی دیر بوھیا نے جب دروازہ کھولا تو یوناف نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ اگر میں غلطی تمہارا نام بعیشہ ہے۔ تمہاری دو خوبصورت اور حسین بیٹیاں ہیں جن میں سے عزیہ اور چھوٹی کا نام بناط ہے۔ جنہیں اس بستی کے تین بدمعاش مناخیم۔ امون تنگ کرتے ہیں۔ کہو سچ کہا ہے۔ اس پر اس بوھیا نے تھوڑی دیر آنکھیں جھپکا سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھا۔ پھر وہ بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ بیٹے تو کون ہے میں نہیں جانتی۔ بتا تو میرا۔ میری بیٹیوں کا نام کیسے میرے احوال سے کیسے واقفیت رکھتا ہے۔ جو کچھ تو نے کہا ہے یہ سچ اور حقیقت میں واقعی اپنی بیٹیوں کے حوالے سے بستی کے ان تین بدمعاشوں اور اوباشوں تنگ ہوں۔ یوں جانو ان تینوں نے میرا اور میری دونوں جوان بیٹیوں کا جینا دوبھر رکھا ہے۔

اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ خاتون مجھے تم نیکی کا ایک نمائندہ سمجھو۔ یوناف ہے۔ اور یوں سمجھو میں تمہاری مدد کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ اس پر وہ اور کہنے لگی۔ اگر تم نیکی کے نمائندے ہو اور میری مدد کے لئے آمادہ ہو تو میں نہیں اپنے گھر میں خوش آمدید کہتی ہیں۔ پر یہ جو تمہارے ساتھ لڑکی ہے یہ کون نام کیا ہے اور اس سے تمہارا کیا رشتہ ہے۔ اس پر یوناف نے لمحہ بھر کے لئے طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا اس لڑکی کا نام کیرش ہے اور یہ میری بیوی ہے۔ یوناف انکشاف پر بعیشہ بڑی خوش ہوئی آگے بڑھ کر اس نے بڑے پیارے انداز میں کیرش سر پر ہاتھ پھیرا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی دیکھ نیکی کے نمائندے۔ بدمعاشوں سے کیسے میری اور میری بیٹیوں کی حفاظت کرے گا۔ اس پر یوناف بولا لگا۔

دیکھ خاتون اگر تو اپنے ہاں مجھے رہنے کی اجازت دے دے تو میں نہ صرف تمہاری بیٹیوں کی جان اور عزت کی حفاظت کروں گا بلکہ کوشش کروں گا کہ یہاں دوران کسی اچھی جگہ تمہاری دونوں بیٹیوں کی شادی ہو جائے۔ اور اس طرح تم اور بدمعاشوں سے خود بھی اور اپنی بیٹیوں کو بھی محفوظ رکھ کر پرامن زندگی بسر کر پر بوڑھی بعیشہ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

دیکھ مہربان اجنبی مجھے تمہاری یہ پیشکش قبول اور منظور ہے۔ پر تم دونوں میاں بیوی دیر کے لئے یہاں رکو۔ اس سلسلے میں میں اپنی دونوں بیٹیوں سے مشورہ کرتی ہوں۔ بتی ہوں کہ وہ کیا کہتی ہیں۔ اگر انہوں نے بھی میری رائے سے اتفاق کیا تو پھر میں اپنے گھر میں رہنے کو جگہ دوں گی اس موقع پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ خاتون اگر ی دونوں بیٹیاں میرے اور کیرش کے یہاں رہنے پر رضامند نہ ہوئیں تب بھی کوئی نہیں پڑتا ہم دونوں میاں بیوی بستی سے باہر کسی سرائے میں قیام کر لیں گے اور ہر پر تمہاری اور تمہاری بیٹیوں کی حفاظت کریں گے۔ اس پر بعیشہ واپس مڑتے ہوئے لگی تم تھوڑی دیر دونوں میاں بیوی یہاں رکو میں ابھی لوٹتی ہوں اس کے ساتھ ہی دروازے کے پاس سے ہٹ گئی تھی۔

تھوڑی ہی دیر بعد بوڑھی بعیشہ لوٹی اس کے ساتھ اس کی دونوں بیٹیاں عزیہ اور نباط تھیں۔ پھر بعیشہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ یوناف۔ میرے بیٹے میرے بچے تم میاں بیوی اندر آ جاؤ۔ میری دونوں بیٹیاں بھی تم دونوں میاں بیوی کو اپنے گھر میں آمدید کہتی ہیں۔ بعیشہ کا یہ فیصلہ سن کر یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ پھیل تھی جبکہ کیرش کے چہرے پر بھی خوشگوار اثرات دیکھے جا سکتے تھے۔ پھر یوناف اور کیرش میں داخل ہوئے بعیشہ نے مکان کو اندر سے زنجیر لگا دی پھر وہ اپنے پہلو میں کھڑی اپنی دونوں بیٹیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہنے لگی۔ یہ جو لڑکی دائیں طرف کھڑی ہے میری بڑی بیٹی عزیہ ہے اور دوسری چھوٹی بیٹی نباط ہے اس موقع پر وہ دونوں لڑکیاں کچھ ہی چاہتی تھیں کہ یوناف نے بولنے میں پہل کی اور ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے

سنو۔ میری دونوں بہنوں۔ میرے ساتھ جو لڑکی ہے اس کا نام کیرش ہے اور یہ میری ہے۔ جیسا کہ تم تینوں ماں بیٹی ہم دونوں کو اپنے یہاں قیام کرنے کی اجازت دے چکی میں تم پر یہ انکشاف کروں کہ آج سے تم مجھے اپنا وہ بھائی تصور کرو جسے تمہاری بستی بدمعاشوں نے مل کر ہلاک کر دیا تھا۔ سنو میری دونوں بہنوں۔ میں نہ صرف تمہارے نے والے بھائی کا انتقام۔ تمہاری بستی کے بدمعاشوں سے لوں گا بلکہ ان سے تمہاری حفاظت بھی کروں گا۔ اس پر بعیشہ کی بڑی بیٹی عزیہ بولی اور اپنی خوشگوار آواز میں نے لگی۔

دیکھ اجنبی ہم تینوں ماں بیٹی نہیں جانتے کہ تو اپنی بیوی کے ساتھ کن سرزمینوں سے ہے۔ تو نے چونکہ ہماری ڈھارس بندھائی ہے ہماری حفاظت کا ذمہ لیا ہے لہٰذا میں اور

میری چھوٹی بہن بناط آج سے تمہیں اپنا سگا بھائی ہی خیال کریں گے۔ اور اگر تم بستی بدمعاش سے ہماری حفاظت کرو گے تو ہم زندگی بھر تمہارا یہ احسان فراموش نہ کر گے۔ درحقیقت بات یہ ہے کہ ہمارے سر پر نہ باپ نہ کسی بھائی کا سایہ ہے اس لئے بستی کے اوباش اور بدمعاش ہمارے خلاف ہو گئے ہیں۔ ہمارا اکلوتا بھائی تھا اسے ظالموں نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ہے اس طرح ہمارے بھائی کے مرنے کے بعد بدمعاشوں کی اوباشی کا راستہ بالکل صاف ہو گیا ہے۔ کوئی انہیں روکنے اور ٹوکنے والا رہا۔ وہ جب چاہتے ہیں دندناتے ہوئے ہمارے گھر میں داخل ہوتے ہیں اور بے ہودہ ناقابل برداشت گفتگو کر کے چلے جاتے ہیں۔ ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ان کی باتیں خاموشی سے سنیں اور برداشت کرتے ہوئے گردنیں جھکالیں بس اس کے ہم تینوں ماں بیٹی کچھ نہیں کر سکتے۔

عزیہ کی اس گفتگو سے یوناف بے حد متاثر ہوا وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے کیرش بول پڑی اور عزیہ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ میری بہن تمہاری بے بسی تمہاری لاچارگی کا وہ دور ختم ہوا اب اگر ان بدمعاشوں نے تمہارے یہاں داخل ہونے کے بعد گھر میں کسی اوباشی کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کی تو میں اور میرا شوہر یوناف انہیں مار مار سب کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیں گے۔ اس پر اس بار بناط بولی اور بے کنار خدشات کا اظ کرتے ہوئے وہ کہنے لگی۔

سنو۔ ہمارے دونوں مہربانو۔ وہ تین بدمعاش تو ہمارے گھر میں جب چاہتے ہیں آ ہیں ان کے پیچھے بستی کے بے شمار جوان ہیں جو ان کی حمایت میں کھڑے ہو سکتے ہیں۔ ا صورت میں ہمارے ساتھ تم دونوں کی زندگیاں بھی خطرے میں پڑ جائیں گی۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ نباط میری بہن تو فکرمند نہ ہو۔ وہ تینوں بدمعاش جو تمہارے گھر داخل ہو کر بیہودہ گفتگو کرتے ہیں وہ اپنے ساتھ چاہے کتنے بھی ساتھی لے آئیں ہم دونوں مل کر تمہاری حفاظت کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں اور ان کے سارے ساتھیوں کو یہاں سے مار بھگانے کا ہنر اور طاقت رکھتے ہیں۔ اب جبکہ تم نے ہم دونوں کو یہاں رہنے اجازت دے دی ہے تو پھر دیکھتی جانا ہم دونوں تم تینوں کی حفاظت کیسے اور کس طر کرتے ہیں۔ اس پر بوڑھی بعیشہ فیصلہ کن انداز میں بولی اور کہنے لگی۔

میرے بچو۔ اگر یہ بات ہے تو صحن میں کیوں کھڑے ہو۔ آؤ اندر بیٹھتے ہیں۔ یوناف اور کیرش بعیشہ کے ساتھ چلے گئے۔ بعیشہ انہیں اپنے سادہ سے دیوان خانے میں لے گ پھر وہ اپنی دونوں بیٹیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

دیکھو میری بچیوں اپنے ان دونوں مہمانوں کے لئے آج بہترین کھانے کا انتظام کرو۔ یوناف بولا اور عزیہ اور نباط کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میری دونوں بہنوں تم یہیں پہلے میری بات سنو۔ اس کے بعد کھانے کا اہتمام کرنا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے کر سے بندھی ہوئی سنہرے سکوں سے بھری ہوئی ایک چھوٹی تھیلی نکالی وہ کھول کر اس بعیشہ کی گود میں رکھ دی پھر وہ کہنے لگا۔

دیکھو میری ماں۔ اس تھیلی میں سنہرے سکے ہیں ان سکوں کو اپنے کام میں لاؤ۔ اس گھر کے اخراجات بھی چلاؤ اور------

یہاں تک کہتے کہتے یوناف کو رک جانا پڑا اس لئے کہ بعیشہ نے تھیلی کھول کر دیکھی اور حیرت زدہ سے انداز میں کہنے لگی دیکھ میرے بیٹے اس تھیلی میں سارے سنہری سکے میں اتنی بڑی رقم کیا کروں گی اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا دیکھ میری ماں۔ ان سے گھر کے اخراجات بھی چلاؤ اور اپنی دونوں بیٹیوں کے لئے اچھے رشتے بھی تلاش جب تک میں یہاں قیام کرتا ہوں اس وقت تک ان کی حفاظت بھی کروں گا اور یہاں سے کوچ کرنے سے قبل میں چاہتا ہوں ان دونوں کی شادیاں کرا کے ان کے گھر آباد کرتا چلا جاؤں۔ اس سلسلے میں دیکھ میری ماں اگر تجھے مزید نقدی کی ضرورت ہو تو میں تمہیں مہیا کروں گا۔ اس پر بعیشہ اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔

اگر یہ بات ہے تو میں بازار جاتی ہوں اور کھانے کا اچھا سامان خرید کر لاتی ہوں۔ اور کیرش نے بعیشہ کی اس تجویز سے اتفاق کیا بعیشہ تھیلی سنبھال کر دوسرے میں چلی گئی۔ چند سکے اس نے لئے پھر وہ گھر سے نکل گئی تھی۔ جبکہ عزیہ اور نباط یوناف اور کیرش کے پاس بیٹھ کر گفتگو کرنے لگیں تھیں۔ تھوڑی دیر بعد بوڑھی لوٹ آئی۔ پھر اس نے اپنی دونوں بیٹیوں عزیہ اور نباط کو ساتھ لیا اور مطبخ میں جا کر بیٹیاں کھانا تیار کرنے لگی تھیں اس وقت تک سورج غروب ہو گیا تھا اور فضاؤں اور تاریکیاں پھیلنے لگی تھیں ایسے میں ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر وہ کسی گیر آواز میں مخاطب کر کے کہنے لگی۔

ال میرے حبیب تم اور کیرش دونوں سنبھل جاؤ۔ وہ تینوں بدمعاش جو اکثر نہیں روز اس بیوہ کے یہاں آتے ہیں اور جن کے نام مناخیم۔ امون اور یوآش ہیں وہ کا رخ کرنے والے ہیں اس وقت امون اور یواش دونوں مناخیم کے گھر ہیں اور اٹھ کر وہ سیدھے ادھر ہی آنے والے ہیں۔ ان کا روزانہ کا یہ معمول ہے کہ وہ بعیشہ کو آ کر تنگ کرتے ہیں تاکہ وہ کسی نہ کسی روز اپنی دونوں بیٹیوں کو ان کے

حوالے کر دے۔ ابلیکا اپنا سلسلہ کلام جاری رکھنا چاہتی تھی کہ یوناف بیچ میں بولا اور اس سے پوچھنے لگا۔

دیکھ ابلیکا۔ پہلے تو مجھے یہ بتاؤ کیا مناخیم کے یہاں اس کی کوئی بہن بھی ہے۔ ابلیکا فوراً بولی اور کہنے لگی ہاں۔ اس کی ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان بہن ہے جس کا نام ریغات ہے۔ پر تم یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہو۔ اس پر یوناف خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ ابلیکا۔ میں اس مناخیم۔ امون اور یوآش کے منہ پر ایک بھرپور طمانچہ مارنا چاہتا ہوں۔ پہلے میں مناخیم کی بہن کے خلاف حرکت میں آؤں گا۔ اگر یہ پھر بھی باز نہ آئے تو امون اور یواش دونوں کی اگر بہنیں ہوئیں تو ان کے ساتھ بھی میں ایسی ہی حرکت کروں گا۔ اس پر ابلیکا نے چونک کر پوچھا کیسی حرکت۔ جواب میں یوناف کہنے لگا۔

دیکھ ابلیکا میں چاہتا ہوں کہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس سے پہلے کہ امون اور یوآش کے آنے سے پہلے ہی پہلے مناخیم کی بہن ریغات کو اٹھا کر اس مکان کے ایک کمرے میں ڈال دوں۔ اور جب مناخیم۔ امون اور یوآش آئیں تو ان کا بہترین انداز میں استقبال کیا جائے اور مناخیم سے خصوصیت کے ساتھ مخاطب کر کے کہا جائے کہ چونکہ وہ لوگ ہر روز یہاں آتے ہیں ان کا یہاں آنا جانا اس بڑھیا بیوہ اور اس کی بیٹیوں کے لئے بے عزتی کا باعث ہے لہٰذا بڑھیا کی دونوں بیٹیاں وہ سامنے کمرے میں ہیں تم جاؤ ان دونوں کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ وہ تینوں جب وہاں داخل ہوں گے اور مناخیم اپنی بہن ریغات کو دیکھے گا تو دیکھ ابلیکا اخلاق اور کردار کے لحاظ سے وہ سماں وہ حالت دیکھنے کے قابل ہو گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تب ابلیکا کہنے لگی۔

دیکھ یوناف۔ تمہاری یہ ترکیب بے حد پسندیدہ اور قابل عمل ہے۔ اس لئے تم لمحوں کے اندر ریغات کو اٹھا کر یہاں لا سکتے ہو اور ریغات کے حوالے سے خصوصیت کے ساتھ مناخیم۔ اور عمومیت کے ساتھ امون اور یوآش کے چہروں پر یہ ایک بھرپور طمانچہ ہو گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا تھوڑی دیر کے لئے رکی پھر وہ کسی قدر فکرمند آواز میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی تھی۔

یوناف! میرے حبیب جو کچھ کرنا ہے کر گزرو۔ اس لئے کہ مناخیم، امون اور یواش ... کے مکان کی طرف آنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ اس پر یوناف فوراً اپنی ... اٹھ کھڑا ہوا۔ اور بڑے پیارے انداز میں وہ کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا کیرش ... بیٹھو۔ میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے مناخیم کی بہن ریغات کو اٹھا ... لاتا ہوں۔ کیرش نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر یوناف اپنی سری قوتوں ... میں لاتے ہوئے تھوڑی دیر کے لئے اس کمرے سے غائب ہوا پھر وہ دوبارہ کیرش ... نمودار ہوا اور پرسکون انداز میں وہ کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

کیرش میں اپنا کام ختم کر چکا ہوں۔ مناخیم کی بہن کو اٹھا کر میں نے اس بیوہ کے ... جو سب سے بائیں طرف والا کمرہ ہے۔ اس میں لا بٹھایا ہے۔ اس کے ہاتھ پاؤں ... رسیوں سے جکڑ دیئے ہیں اور منہ پر کپڑا باندھ دیا ہے تاکہ وہ شور نہ کرے۔

... کی یہ کارگزاری سن کر کیرش بھی خوش ہو گئی تھی۔ وہ جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتی ... ابلیکا نے پھر یوناف کی گردن پر لمس دیا اور ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں وہ کہنے لگی۔

یوناف! میرے حبیب، کیرش کی طرف سے بھی محتاط رہنا۔ تم جانتے ہو کیرش بلا کی ... اور خوبصورت اور پرکشش ہے اور یہ مناخیم، امون اور یواش اس کے حسن، اس کی ... سے متاثر ہو کر اس کی طرف بھی مائل ہو سکتے ہیں۔ اور اسے اپنی ہوس کا نشانہ ... ارادہ کر سکتے ہیں۔ اس پر یوناف بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ کیرش ... ایسا معاملہ کر کے کیا انہوں نے اپنی موت، اپنی مرگ کو دعوت دینی ہے۔ کیرش ... یوناف اور ابلیکا کی ساری گفتگو سن رہی تھی۔ لہٰذا یوناف کے یہ الفاظ سن کر وہ ... تحسین آمیز اور توصیفی انداز میں یوناف کی طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ جواب میں کچھ ... چاہتی تھی کہ اسی لمحہ مکان کے بیرونی دروازے پر زوردار دستک ہوئی۔ اس پر ... بولا اور اپنے سامنے بیٹھی کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ کیرش تم یہیں بیٹھو۔ میرے ... میں وہ تینوں بدمعاش، اوباش آ گئے ہیں۔ میں دروازہ کھولتا ہوں۔ اس پر کیرش کہنے ... بھی آپ کے ساتھ جاتی ہوں اگر وہ میرے حسن کو دیکھتے ہوئے میری طرف مائل ... کی کوشش کرتے ہیں تو میرے خیال میں ہم آج ہی انہیں ایسا سبق سکھائیں گے کہ ... اس گھر کا رخ نہیں کریں گے۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا نہیں ہمیں ... معاملہ بڑھانے کی کیا ضرورت ہے۔ تم یہیں بیٹھو۔ اتنا کہتے کہتے یوناف کو رک جانا پڑا ... کہ اس نے دیکھا کہ بوڑھی عیشہ کی دونوں بیٹیاں عزیبہ اور بناط فکرمندی کے ... میں مطبخ سے نکل کر صحن میں آن کھڑی ہوئی تھیں۔ انہیں دیکھتے ہوئے یوناف اور

کیرش بھی صحن میں آئے۔ کیرش عزیہ اور بناط کے قریب کھڑی ہو گئی جب کہ
کھولنے کے لئے یوناف آگے بڑھا تھا۔

دروازہ کھولتے کھولتے اچانک یوناف رک گیا۔ وہ پلٹا پھر وہ بعیشہ کو مخاطب
کہنے لگا۔ دیکھ میری بیوہ اور بوڑھی ماں تو عزیہ' بناط اور میری بیوی کیرش کو لے کر
خانے میں جا کر بیٹھ جا اور دیوان خانے کا دروازہ بند کر لے۔ اس پر بعیشہ بولی اور کہ
دیکھ بیٹے ان تینوں کے مقابلے میں ہم تمہیں اکیلا اور تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ اگر ان
کے ساتھ ہمارا جھگڑا ہی ہونا ہے تو اس سلسلے میں ہم چاروں بھی مل کر تمہاری مدد
گے۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ نہیں آپ کو ایسا کرنے کی ضرورت
آپ عزیہ' بناط اور کیرش کو لے کر کمرے میں چلی جائیں۔ دیکھ میری ماں۔ جس وقت
تینوں ماں بیٹیاں مطبخ میں مصروف تھیں۔ میں مناخیم کی بہن کو یہاں اٹھا لایا ہوں
وقت مناخیم کی بہن کو میں نے تمہارے مکان کے سب سے بائیں طرف والے کمرے
بٹھا رکھا ہے۔ اس کے ہاتھ پاؤں باندھ رکھے ہیں۔ اور میں نے اس کے منہ پر کپڑا
ڈال دیا ہے تاکہ وہ چیخ چلا نہ سکے۔ مناخیم جب اپنے بدمعاش ساتھیوں کے ساتھ
آئے گا تو میں ان تینوں کو اسی کمرے کی طرف بھیجوں گا۔ جس میں مناخیم کی بہن ہے
اس سے یہ کہوں گا کہ عزیہ اور بناط اس وقت دونوں اس کمرے میں ہیں۔ تم تینوں جا
انہیں اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو۔ میرا یہ رد عمل دیکھ کر وہ بے حد خوش ہوں گے اور
کمرے کی طرف جائیں گے۔ جب مناخیم وہاں اپنی بہن ریغات کو دیکھے گا تو دیکھ میری
وہ سماں' وہ حادثہ بھی دیکھنے کے قابل ہو گا۔

اس پر بعیشہ نے فکرمندی سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ میرے
مناخیم کی بہن کو کیسے' کب یہاں اٹھا لائے۔ ہمیں تو خبر تک نہیں ہوئی۔ تم نے ایسا
کیا۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ میں نے یہ سب کیسے اور کس وقت کیا اس کو تم بھول
جواب میں بعیشہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ دروازے پر پھر زور دار دستک ہوئی۔ جس کی
سے یوناف جلدی میں کہنے لگا۔ بعیشہ میری محترم ماں تو عزیہ' بناط اور کیرش کو لے
دیوان خانے کی طرف چلی جا۔ بعیشہ فوراً" حرکت میں آئی۔ عزیہ' بناط اور کیرش بھی
کے ساتھ دیوان خانے کی طرف گئیں اور دیوان خانے کا دروازہ یوناف کے کہنے پر
نے بند کر لیا تھا۔

جوں ہی یوناف نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ تین ہٹے کٹے خوب دراز قد اور
جسامت کے جوان دندناتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ یوناف سمجھ گیا کہ وہ مناخیم' امون

اش ہیں۔ مکان میں داخل ہونے کے بعد ان میں سے ایک نے یوناف کو مخاطب کرتے
ہوئے پوچھا۔ تم کون ہو اور اس گھر میں کیسے موجود ہو۔ اس پر یوناف بڑی قہر بھری نگاہوں
سے ان تینوں کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا کہ پہلے میں تم تینوں سے پوچھتا ہوں کہ تم کون ہو
اور کس سلسلے میں بغیر اجازت اس مکان میں داخل ہو گئے ہو۔ اس پر وہ جوان بولا۔ میرا
نام مناخیم ہے۔ میں اس بستی کا سردار ہوں۔ یہ میرے ساتھ میرے دو ساتھی ہیں یہ جو
میرے دائیں طرف ہے اس کا نام امون اور جو بائیں طرف ہے اس کا نام یواش ہے۔ دیکھ
تو جانتا ہے کہ اس بیوہ بعیشہ کی دو بیٹیاں ہیں۔ جو اس بستی میں سب سے زیادہ
خوبصورت اور پرکشش ہیں۔ بس ہم تینوں کی نگاہ ان دونوں پر ہے۔ ہم ہر روز یہاں آتے
ہیں اس نیت سے کہ کسی نہ کسی روز تو بوڑھی بعیشہ تنگ ہو کر اپنی بیٹیوں کو ہمارے
حوالے کر دے گی۔ پر یہ تو کہو کہ تم کون ہو۔ اس پر یوناف بڑے ضبط' بڑے نظم کا مظاہرہ
کرتے ہوئے کہنے لگا۔

میرا نام یوناف ہے۔ میں حیدہ شہر کا رہنے والا ہوں۔ اس بیوہ بعیشہ کے دور کے
اقارب میں سے ہوں۔ اور بعیشہ سے ملنے کے لئے حیدہ شہر سے آیا ہوں۔ اس پر
مناخیم بولا۔ لگتا ہے تم آج ہی اس گھر میں داخل ہوئے ہو۔ جواب میں کچھ کہنے کے بجائے
یوناف نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔ پھر اس نے کچھ سوچا اور مناخیم کو مخاطب کر کے کہنے
لگا۔ مناخیم تمہارے روز یہاں آنے جانے اور عزیہ اور بناط کو پسند کرنے کے متعلق بعیشہ
تفصیل کے ساتھ بتا چکی ہے۔ دیکھو تم تینوں کا روز کا یہاں آنا جانا اچھا نہیں۔ اس
سے دونوں لڑکیاں اس بستی میں بدنام ہو کر رہ جائیں گی۔ اگر تم ان دونوں کو چاہتے ہو'
پسند کرتے ہو' ان کی صحبت سے لطف اندوز ہونا چاہتے ہو تو وہ بائیں طرف والے
کمرے میں چلے جاؤ۔ وہ دونوں اس وقت اسی کمرے میں بیٹھی ہیں۔ اگر تم ان دونوں سے
رفاقت کرنا چاہتے ہو تب بھی اور اگر تم ان دونوں کو اپنے ساتھ کہیں لے جانا چاہتے
ہو تب بھی تم تینوں کو اجازت ہے جاؤ لے جاؤ۔

یوناف کا جواب سن کر مناخیم اور امون اور یواش تینوں حیرت زدہ سے رہ گئے تھے۔
ان کے چہروں پر پرسکون اور پسندیدہ مسکراہٹیں بکھر گئی تھیں۔ پھر مناخیم چند قدم آگے
بڑھے پیارے اور پسندیدہ انداز میں یوناف کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگا۔
بھائی تو نے تو ہمارا ایک رکا ہوا کام لمحوں کے اندر کر کے رکھ دیا ہے۔ تیرے جیسے
ہی ہمارے لئے پسندیدہ اور محبت کے قابل ہوتے ہیں۔ کیا تو بتا سکتا ہے کہ بوڑھی
بعیشہ اس وقت کہاں ہے۔ جواب میں یوناف کہنے لگا۔ میرے عزیز۔ بعیشہ اس وقت

بازار میں سودا سلف خریدنے کے لئے گئی ہوئی ہے۔ تم وہ سامنے بائیں طرف والے کمر
میں چلے جاؤ۔ جس میں اس وقت عزیہ اور بناط تنہا ہیں۔ اور میں یہیں دائیں ہاتھ دیوا
خانے میں بیٹھ کر تمہیں ان سے لطف اندوز ہونے کا موقع فراہم کرتا ہوں۔ یوناف کے ا
جواب پر مناخیم کے چہرے پر تھوڑی دیر کے لئے ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر ا
نے اپنے لباس کے اندر سے چند سکے نکال کر یوناف کی طرف بڑھائے اور کہنے لگا۔ یہ
اپنے پاس رکھو۔ تم نے ہمارا وہ کام کیا ہے جس کے ہونے کی ہمیں امید نہ تھی۔ اس
یوناف بولا۔ پہلے تم تینوں اس کمرے میں جاؤ' جب تم وہاں سے فارغ ہو کر نکلو گے ت
جس قدر رقم تم مجھے دو گے میں تم سے لے لوں گا۔ مناخیم یوناف کے اس جواب سے
حد خوش ہوا۔ پھر وہ اپنے دونوں ساتھیوں اموں اور یواش کو لے کر مکان کے بائیں
والے اس کمرے کی طرف چلا گیا جس کی طرف یوناف نے انہیں اشارہ کیا تھا۔

تینوں اس کمرے میں داخل ہوئے تب یوناف صحن میں کھڑا ہلکے ہلکے مسکرا رہا
تھوڑی دیر بعد وہ تینوں انتہائی غصے اور غضبناکی کی حالت میں اس کمرے سے نکلے پھر منا
یوناف کے قریب آیا اور غصے اور خفگی میں یوناف کا گریبان پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے ہو
کہنے لگا۔ یہ تم نے ہم سے کیسا برا مذاق کیا ہے؟ یہ میری بہن ریغات اس مکان اور ا
کمرے میں کیسے آئی۔ کس نے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اور اس کے منہ پر کپڑا ڈال
ہمیں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس پر یوناف تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔
تو عزیہ اور بناط بیٹھی ہوئی تھیں۔ تمہاری بہن ریغات وہاں کیسے پہنچ گئی۔ ذرا میرا گر
چھوڑو۔ میں کمرے سے ہو کر آتا ہوں۔ مناخیم نے فوراً" یوناف کا گریبان چھوڑ دیا۔
بڑی تیزی سے اس کمرے میں گیا۔ وہاں کمرے کے وسط میں ریغات پریشانی کی حالت
کھڑی تھی۔ یوناف آگے بڑھا اور بڑی نرمی میں اسے مخاطب کرکے کہنے لگا۔

ریغات' میری بہن' تمہارا بھائی مناخیم اپنے دو ساتھیوں اموں اور یواش کے
روزانہ یہاں آتا ہے۔ وہ اس بیوہ یعیشہ کی بیٹیوں عزیہ اور بناط کو تنگ کرتا ہے۔
عزت ان کی آبرو کے در پے ہے۔ میں تمہیں اٹھا کر یہاں اس لئے لایا تھا۔ تاکہ
اور اس کے ساتھیوں کو یہ احساس ہو کر جس طرح ان کی اپنی عزت عزیز ہے اسی
دوسروں کی عزت بھی ایسی ہی قدر و قیمت رکھتی ہے۔ دیکھ میری بہن میں تمہیں کسی
نظریے سے اٹھا کر یہاں نہیں لایا تھا۔ اس پر ریغات خوش کن انداز میں یوناف کی
دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ دیکھ میرے اجنبی بھائی۔ میں تیری شکر گزار ہوں کہ تو نے مجھے
بھائی مناخیم اور اس کے دوستوں کا اصل چہرہ دکھا دیا ہے۔ یوناف پھر بولا۔ تو پچھلے درو

باہر نکل جا تاکہ میں تیرے بھائی اور اس کے اوباش دوستوں سے نپٹ سکوں۔ یوناف
کے کہنے پر ریغات فوراً" حرکت میں آئی اور اس کمرے کی پشت کی طرف جو دروازہ تھا اس
سے نکل کر وہاں سے چلی گئی تھی۔

کمرے سے نکل کر یوناف دوبارہ صحن میں آیا اور مناخیم کو مخاطب کرکے کہنے لگا
مناخیم تمہارا اندازہ درست ہے۔ وہاں واقعی عزیہ اور بناط نہیں تھیں بلکہ تمہاری بہن
تھی۔ اس پر مناخیم پریشان کن سے لہجے میں بولا تم کیسے جانتے ہو کہ وہ میری بہن
تھی۔ کیا تم اسے جانتے اور پہچانتے ہو۔ اس پر یوناف بولا۔ میں اجنبی ہوں اسے
کیا جانوں گا۔ بس اس سے گفتگو کر کے آ رہا ہوں۔ گفتگو کے دوران مجھے پتہ چلا کہ وہ
تمہاری بہن ریغات ہے۔ اور میں نے اسے اس کمرے کے پشتی دروازے کی طرف سے
نکل جانے کا موقع دے دیا ہے۔ لہٰذا تمہاری بہن اس کمرے سے نکل کر چلی گئی ہے۔ اس
پر مناخیم قہرمانی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

اس کا چلا جانا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ میں تو تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ وہ یہاں کیسے
آئی۔ اس پر یوناف بھی کسی قدر غصے اور خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ جس طرح تم
اس مکان میں آ گئے ہو' اس طرح تمہاری بہن بھی آ گئی ہو گی۔ جس طرح تم فحاشی
کی غرض میں اس مکان میں آئے ہو اس طرح تمہاری بہن بھی آ گئی ہو گی۔ اس پر مناخیم
آگے بڑھا۔ اپنا ہاتھ اٹھایا۔ چاہتا تھا کہ غصے میں یوناف کے منہ پر ایک بھرپور طمانچہ مارے
لیکن یوناف نے ہوا میں اٹھا ہوا اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ پھر اس کے منہ پر ایسا
زوردار طمانچہ مارا کہ وہ بری طرح بل کھاتا ہوا صحن میں دور جا گرا تھا۔

اس موقعہ پر یعیشہ' عزیہ' بناط اور کیرش بھی دیوان خانے سے نکل کر صحن میں آن
کھڑی ہوئی تھیں۔ ان چاروں کو دیکھتے ہوئے مناخیم چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور حیرت زدہ
انداز میں وہ اپنے ساتھیوں اموں اور یواش کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔ یہ عزیہ اور بناط تو
اس کمرے میں تھیں۔ ان کے ساتھ ایک تیسری لڑکی ہے جو ان دونوں سے بھی زیادہ
خوبصورت ہے۔ اب یہ تینوں ایک ایک ہمارے حصے میں آجائیں گی۔ اور یہ جوان جس نے
میرے منہ پر طمانچہ مارا ہے اس کو تو ہم اس صحن میں ذبح کر کے ان تینوں لڑکیوں کو اٹھا
کر اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ پھر دیکھتے ہیں کون ہماری راہ روکتا ہے۔ اور کون ان تینوں
لڑکیوں کو ہمارے ہاتھوں سے بچاتا ہے۔ اس کے بعد مناخیم نے اموں اور یواش کو مخاطب
کرتے ہوئے کہا۔

دیکھو میرے دونوں ساتھیو۔ آگے بڑھو اور مار مار کر اس جوان کو جس نے اپنا نام

یوناف بتایا ہے حلیہ بگاڑ دو۔ یہ کیا سمجھے گا مناخیم پر ہاتھ اٹھانے کا کوئی نتیجہ نہیں
اسے اتنا مارو کہ اس حویلی کے صحن میں اس کا دم نکل جائے۔ میرے خیال میں جو
اور نئی لڑکی ہم دیکھ رہے ہیں اسی کے ساتھ حیدہ شہر سے آئی ہے۔ اس کا خاتمہ کر
بعد پھر ان تینوں لڑکیوں کو لے کر ہم ان کے ساتھ وہ داد عیش دیں گے جو آج تک
کے لئے مثال نہ بنی ہو۔ مناخیم کے کہنے پر امون اور یواش دونوں آگے بڑھے تھے
یوناف پر حملہ آور ہوں۔ یوناف اپنی جگہ پر بالکل پر سکون کھڑا تھا۔ تاہم اس موقع
کیرش، بعیشہ، عزیہ اور بناط کی طرف سے ہٹ کر یوناف کے پہلو میں آن کھڑی
تھی۔ اس موقع پر یوناف نے مڑ کر کیرش کی طرف دیکھا۔ بڑی نرمی، بڑی محبت میں وہ
مخاطب کر کے کہنے لگا۔

کیرش تم وہیں بعیشہ، عزیہ اور بناط کے پاس ہی کھڑی رہتیں۔ میں ان تینوں
بڑی آسانی کے ساتھ نپٹ لوں گا۔ اس پر کیرش محبت اور چاہت بھری آواز میں کہنے
میں ایسے موقعوں پر آپ کو اکیلا کیسے چھوڑ سکتی ہوں۔ میں آپ کے ساتھ مل کر ا
بتاؤں گی کہ کسی کی بیٹی پر غلط نگاہ رکھنے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ اتنی دیر تک امون اور
قریب آ گئے تھے۔ دونوں ایک ساتھ حملہ آور ہوئے اور چاہتے تھے کہ آگے بڑھ کر یو
پر اپنے مکوں کی بارش کر دیں کہ ان کے حرکت میں آنے سے پہلے ہی یوناف نے ایک
دار گھونسہ امون کی گردن پر اس انداز میں مارا کہ امون بری طرح ہوا میں اچھلتا ہوا
کے قریب گرا تھا۔ عین اسی وقت کیرش بھی حرکت میں آئی تھی اور جس طرح
یوناف نے امون کے مارا تھا ایسا ہی گھونسہ اس نے یواش کے دے مارا اور یواش بھی
کھاتا ہوا مناخیم کے پاؤں کے قریب جا گرا تھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے مناخیم
چہرے پر اور زیادہ قہرمانیاں برس گئی تھیں۔ پھر وہ یوناف کو مخاطف کرتے ہوئے کہنے لگا۔

لگتا ہے تو اپنے اور میرے مقام کو بھول گیا ہے۔ دیکھ اجنبی تو اس بستی میں
مسافر ہے جب کہ میں اس بستی کا سردار مناخیم ہوں۔ میں جب اور جس وقت چاہوں
بستی میں تمہارا خاتمہ کروا دوں اور کوئی بھی تمہاری مدد تک کو نہ آئے۔ تم نے
ساتھ یہ جو بد ترین مذاق کیا ہے کہ میری بہن کو تم یہاں لائے اور میری بہن ہی کے
مجھے بھیجا یہ ناقابل معافی ہے۔ اس کی سزا ہم ضرور تمہیں دیں گے۔ مناخیم کے خا
ہونے پر یوناف بولا۔

دیکھو بدی کے پروردو۔ کیا صرف دوسروں کی بیٹیوں کی عزت اور ناموس
بے وقعت ہے۔ تم اپنی بہن ریغات کو وہاں دیکھ کر کیوں پریشان ہو گئے تھے۔ جس

کی عزت و عصمت اہمیت رکھتی ہے اسی طرح عزیہ اور بناط کی عزت بھی قابل
ہے۔ جس طرح اپنی بہن ریغات کو یہاں دیکھ کر تمہاری غیرت نے جوش مارا تھا اسی
عزیہ اور بناط کے سلسلے میں بھی تمہاری حمیت کو جوش زن ہونا چاہئے تھا۔ دیکھ
بہن، بیٹی بہو کسی کی بھی ہو وہ قابل عزت اور قابل توقیر ہے۔ لہٰذا میرے ہاتھوں
سے قتل میں تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں کہ تم تینوں یہاں سے دفع ہو جاؤ اور پھر کبھی
نے اس مکان کا رخ کرنے کی کوشش کی تو میں تم تینوں کی گردنیں کاٹ کر کسی
میں تمہاری لاشوں کو دفن کر دوں گا۔ اور کسی کو خبر تک نہ ہو گی کہ تم کہاں کھو

اس پر مناخیم بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ تمہیں قتل اور دفن تو ہم
خود اس گھر کے صحن میں کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی مناخیم نے اپنے دونوں
امون اور یواش کو مخصوص اشارہ کیا پھر وہ تینوں تین مختلف سمتوں سے یوناف اور
طرف بڑھے تھے۔ اس موقع پر یوناف نے کیرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ کیرش
رفیقہ۔ تم بعیشہ، عزیہ اور بناط کی طرف چلی جاؤ اگر ان میں سے کوئی ان کی
اور ان کی بے عزتی کا باعث بننا چاہے تو تم ان تینوں کی حفاظت کرنا۔ اگر ان
اس طرف نہ بھی بڑھا تو تم جانتی ہو میں لمحوں کے اندر ان تینوں سے نپٹنے کی
رات رکھتا ہوں۔

ف کا کہا مانتے ہوئے کیرش عزیہ اور بناط کے قریب جا کھڑی ہوئی تھی۔ اتنی دیر
قریب آ گئے تھے۔ ان تینوں کے قریب آنے پر یوناف بارود کے دھماکے کی
میں آیا اور ان تینوں پر باری باری اس نے اپنے مکوں، طمانچوں اور لاتوں کی
ی تھی۔

تاہم، امون اور یواش نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ سنبھل کر یوناف کا
وں اور اسے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کریں لیکن یوناف نے انہیں نہ ہی ایسا
اور نہ ہی وہ یوناف پر کوئی کارگر ضرب لگا سکے تھے۔ یہاں تک کہ یوناف نے ان
مار کر ادھ موا کر دیا تھا۔ اور تینوں بے بسی کی حالت میں زمین پر گر گئے تھے۔
یوناف نے بعیشہ کو مخاطب کر کے کہا۔

میری مہربان ماں میں ان کا ایسا حلیہ بگاڑوں گا کہ دوبارہ یہ اس طرف کا رخ
شرمائیں گے۔ دیکھ تو ایسا کر کہ اپنے گھر کے چولہے سے راکھ لے آ۔ پھر دیکھ
حلیہ بگاڑتا ہوں۔ بعیشہ راکھ لانے کے لئے چپ چاپ مطبخ کی طرف چلی

گئی۔ اتنی دیر تک یوناف حرکت میں آیا۔ اپنا خنجر اس نے نکالا اور اس تیز دھار یوناف نے ان تینوں کی داڑھیاں سر کے بال' مونچھیں صاف کر دی تھیں۔ اتنی دیر بعیشہ بھی راکھ لے کر وہاں آن کھڑی ہوئی تھی۔ ان تینوں کے سر اور چہرے صاف کے بعد یوناف نے ان کے سر اور چہروں پر راکھ سے کالک مل دی تھی۔ پھر وہ پیچھے تحکمانہ انداز میں ان تینوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اب تم تینوں اٹھو اور اس مکان دفع ہو جاؤ۔ اور اگر تم تینوں میں سے کسی نے مزید یہاں رکنے کی کوشش کی تو یاد رکھو اس کی گردن کاٹ دوں گا۔ اس کے ساتھ ہی ایک جھٹکے کے ساتھ یوناف نے اپنی ہوئی تلوار نکال لی تھی۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے وہ تینوں اپنی جگہ سے اٹھے اور تیزی کے ساتھ مکان سے نکل گئے تھے۔

ان تینوں کے جانے کے بعد بوڑھی اور بے بس بعیشہ مسکراتی ہوئی یوناف قریب آئی ماں کی سی شفقت میں اس نے اپنا ہاتھ یوناف کے کندھے پر رکھا۔ پھر نرمی میں کہنے لگی۔ دیکھ میرے اجنبی بیٹے۔ تم نے میرے لئے وہ کام کیا ہے جو کوئی کر سکتا تھا۔ یہ تینوں جب میرے گھر آئے تھے تو میں فکر مند تھی کہ تم اکیلے ان طرح نپٹو گے۔ لیکن جس طرح تم نے اکیلے ان تینوں کو مار مار کر ان کی حالت ہے۔ تو مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اگر یہ اپنے اور ساتھی بھی لے آئیں تب بھی تم ہاتھوں میری اور میری دونوں بیٹیوں کی حفاظت کر سکتے ہو۔ اس پر یوناف بعیشہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ میری مہربان ماں۔ جب میں تمہیں ماں کہہ چکا مجھے اپنا بیٹا پکار چکی ہو۔ تو پھر میں ہر بدمعاش' ہر اوباش سے تمہاری اور اپنی بہنوں کی حفاظت کروں گا دیکھ میری ماں اگر یہ مناخیم امون اور یواش اس بستی کے بدمعاشوں اور اوباشوں کو بھی یہاں لے آئیں تب بھی میں تمہیں یقین دلاتا ہوں ہاتھوں میں اسی طرح تمہاری حفاظت کروں گا اور ان سب بدمعاشوں کی حالت بھی کروں گا جیسی ابھی میں نے تھوڑی دیر پہلے تمہارے سامنے مناخیم۔ امون اور یواش ہے۔

اس پر بعیشہ بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ دیکھ میرے بیٹے چلے تو گئے ہیں۔ پر میرے خیال میں وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ لوٹیں گے اور اس ایک طوفان کھڑا کر دیں گے۔ دیکھ میرے بیٹے کھانا بھی تیار ہے آؤ ان کے پہلے کھانا کھا لیں تاکہ وہ اپنے مزید ساتھیوں کو یہاں لا کر انتقام لینا چاہیں تو ان سکے اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ میری مہربان ماں۔ کھانا تو ہم کھا لیتے ہیں

اگر انہوں نے کسی رد عمل کا اظہار کیا تو دیکھنا میں ان کے سارے رد عمل کو بھی کاٹ کے رکھ دوں۔ یوناف کا جواب سن کر بعیشہ خوش ہو گئی تھی۔ پھر وہ سب دیوان میں جا کر بیٹھ گئے اور بناط نے وہاں کھانا لگا دیا پھر وہ پر سکون سے ماحول میں کھانا کھا تھے۔

کھانا کھا چکنے کے بعد جب بعیشہ' عزیہ اور بناط خالی برتن اٹھا کر مطبخ کی طرف چلی تب ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ پھر وہ کسی قدر پر سکون آواز میں یوناف کو کرتے ہوئے کہنے لگی۔

دیکھ یوناف میرے حبیب' یہ جو تم نے مناخیم۔ امون اور یواش کے بال اور داڑھی منڈوا دی ہیں اور ان کے منہ پر کالک ملی ہے تو اسے انہوں نے اپنی انتہائی بے اور توہین جانا ہے کالک تو انہوں نے یہاں سے نکلنے کے بعد ایک کوہستانی چشمے سے جا ڈالی تھی۔ اس کے بعد وہ تینوں چوری چھپے اپنے ایک دوست کے یہاں گئے اور اطلاع دی کہ وہ تجارت کی غرض سے کچھ عرصے کے لئے ٹائر شہر کی طرف جا رہے لہذا اسی دوست کے ذریعے سے مناخیم نے اپنے یہاں سے کافی تعداد میں نقدی ہے۔ اب وہ امون اور یواش کے ساتھ یہاں سے ٹائر شہر کی طرف چلا گیا ہے۔ داڑھی' مونچھیں اور بال منڈوائے جانے کے بعد وہ کچھ عرصہ تک لوگوں کے سامنے آنا چاہتے۔ جب تک کہ ان کے نئے بال اپنی اصلی حالت میں نہیں آ جاتے۔ وہ اس کہ اس بستی میں ان کی ایک خاص عزت' رعب اور ایک اعلیٰ اور ارفع مقام ہے۔ کو یہ پتہ چل جائے کہ کسی نے ان کی بے عزتی کی ہے' انہیں مارا پیٹا ہے' ان داڑھی اور مونچھیں منڈوائی ہیں تو ان کی عزت بستی میں خاک کے برابر نہ رہے۔ تینوں تجارت کا بہانہ کر کے ٹائر شہر کی طرف چلے گئے ہیں۔ وہاں کچھ عرصہ گزاریں اور جب تینوں کے بال پھر ٹھیک سے ہو جائیں گے تو وہ میرے خیال میں تم سے اور بعیشہ سے انتقام لینے کے لئے ضرور لوٹیں گے۔ میرے خیال میں ان کے بال ہونے میں چند ماہ تو لگیں گے ہی۔ لہذا اس دوران تم یہیں قیام کرو۔ ان کے جو ہوں گے ان سے میں تمہیں برابر مطلع کرتی رہوں ں۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا خاموش ہو گئی اس لئے کہ بعیشہ' عزیہ اور بناط پھر میں داخل ہوئی تھیں۔ پھر بعیشہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ دیکھ میرے بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ تم مناخیم کی بہن ریغات کو کس طرح اور کیسے میں ان کی حویلی سے میرے یہاں لے آئے۔ یوناف یہ سن کر بولا۔ ماں میرے

پاس کچھ مافوق الفطرت قوتیں ہیں۔ جنہیں حرکت میں لا کر میں ریغات کو یہاں لانے
کامیاب ہو گیا۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر مناخیم امون اور یواش نے تمہار
خلاف کوئی بڑا قدم اٹھانے کی کوشش کی تو انہی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے
مار مار کر ان کی حالت بدترین کردوں گا۔ اس پر بعیشہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے
گی۔ میرے بیٹے تم دونوں میاں بیوی ہم تینوں ماں بیٹیوں کے لئے فرشتہ صفت
ہوئے۔ اب میرے خیال میں تم دونوں میاں بیوی اٹھو اور اسی کمرے میں جا کر آرام
جس کمرے میں تم نے ریغات کو بٹھایا تھا۔ بعیشہ کے کہنے پر یوناف اور کیرش بڑی
نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے اٹھے اور پھر جس کمرے کی نشاندہی
نے کی تھی اسی کمرے میں جا کر وہ آرام کرنے لگے تھے۔ یوں یوناف اور کیرش نے
بعیشہ کے یہاں قیام کر لیا تھا۔

○

ایران کے نئے شہنشاہ نرسی نے جب آرمینیا پر قبضہ کر لیا اور آرمینیا کا
بھاگ کر اٹلی میں رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن کے پاس چلا گیا تو ڈیوکلیشن نے اسے اپنی
اور بے عزتی جانا کہ ایرانیوں نے آرمینیا پر قبضہ کر لیا ہے۔ لہٰذا اس نے زور شور
جنگی تیاریاں کیں اور اپنے ایک جرنیل گیلے ریس کو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ
کے شہنشاہ کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا۔ گیلے ریس ان دنوں دریائے ڈینیوب کے آس
رومنوں کے لشکر کا جرنیل تھا۔ وہ دریائے ڈینیوب سے روانہ ہوا اور ایشیا کی طرف
اپنے لشکر کے ساتھ وہ پہلے وہ بین النہرین پہنچا۔ پھر دریائے فرات کے کنارے ہرام
قریب رومن جرنیل گیلے ریس اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر گیا تھا۔ دوسری طرف ایرا
شہنشاہ نرسی کو جب علم ہوا کہ رومن لشکر نے ہرام کے قریب دریائے فرات کے
پڑاؤ کیا ہے تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھا اور رومن لشکر کے سامنے صف آرا
دریائے فرات کے کنارے ہولناک جنگ کی ابتدا ہوئی۔ اس جنگ کی
رومنوں نے کی۔ نرسی شاید جنگ کو طول دینے پر تلا ہوا تھا۔ اور رومنوں کو تھکا
چاہتا تھا۔ جب کہ رومن جرنیل فی الفور حملہ آور ہو کر اور ایرانیوں کی صفیں در
کر کے جنگ کے نتائج کو اپنے حق میں لینے کا ارادہ کئے ہوئے تھا۔
اسی بنا پر جونہی دونوں لشکروں نے اپنی صفیں درست کیں، رومن جرنیل گی
نے جنگ کی ابتدا کی۔ گیلے ریس کے حکم پر رومن ایرانیوں پر خزاں کے زرد آنچل

کے المیئے، کڑے عذابوں کی سرزمینوں میں گونجتی ہواؤں اور زیست کے سمندر میں
خیالات کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔
رومنوں کے اس حملے سے دریائے فرات کے کنارے کی ریت کی پیاسی گہرائی خون
ہونے لگی تھی۔ کڑی دھوپ کی تشنہ لبی برزخ کی سنگینی کی طرح خون آلود اور دجلہ
کے آنگن میں ان گنت اجسام بے آواز ہونے لگے تھے۔
دریائے فرات کے اس کنارے جہاں جنگ شروع ہوئی تھی۔ جذبوں کی لذت،
کا گداز پن، رنگوں کے گلابی سائے، لطف و لذت کے لمس، شباب کی پختگی، کچی
کی نادانیاں، زندگی کے گمنام راستے، سوچوں کے شیشے غرضیکہ ہر شے خون آلود ہو کر رہ
گئی۔ میدان جنگ میں چاروں طرف گہری مرگ کے بھنور اور ذلت آمیز موت کی
رقص کرنے لگی تھی۔
رومن زور شور سے حملہ آور ہو رہے تھے جب کہ ایرانی شہنشاہ نرسی نے اپنے لشکر
رومنوں کے حملے روک کر اپنے دفاع تک محدود رکھا ہوا تھا۔ لگاتار دو دن تک
کیفیت رہی۔ رومن برابر بڑھ چڑھ کر حملہ آور ہوتے رہے۔ لیکن نرسی بڑے تحمل،
سکون کے ساتھ ان کے حملوں کو روک کر اپنا دفاع کرتا رہا۔ رومنوں نے بڑی کوشش
میدان جنگ میں ایرانیوں کو پسپا ہونے پر مجبور کریں لیکن نرسی کمال جراتمندی کا
کر رہا تھا۔ رومنوں کے حملوں کو روکتے ہوئے وہ اپنے لشکر کے ساتھ ایک قدم بھی
ہوا تھا۔ اور لشکر کی ہر سمت سے اس نے اپنے لشکر کی صفوں کو رومنوں کے سامنے
رکھا تھا۔
تیسرے دن جب ایرانی شہنشاہ نرسی نے دیکھا کہ رومنوں کے اندر تھکاوٹ کے آثار
ہوئے ہیں تو اس نے اپنا اصل رنگ دکھانا شروع کیا۔ اپنے لشکر کے ساتھ وہ
کے سمندر سے نکلی اذیت۔ دکھ کے صحرا سے اڑتے طوفان، اندیشوں کی ریت سے
ہونے والے پیاسے صحرا کی طرح حرکت میں آیا۔ اندیشوں کے گھور اندھیروں، فن
رنگ، منزل سے بھٹکاتے بپھرے طوفان کی طرح وہ رومنوں پر حملہ آور ہوا اور
کے لشکر کی ہر سمت کو اس نے دھول دھول ہر جہت دھواں دھواں کر کے رکھ دیا
ایرانی شہنشاہ نرسی نے تیسرے روز کی اس جنگ میں رومنوں کو دم نہ لینے دیا۔ رومن
لگاتار دو دن جنگ کرتے ہوئے تھکے ہوئے تھے۔ جو نرسی نے اپنا رنگ دکھاتے
اپنے لشکر کو بگولوں سے آندھیوں اور طوفانوں میں تبدیل کر کے رکھ دیا تو رومن جی
چھوڑ۔ ان کی اس حالت سے نرسی نے پورا فائدہ اٹھایا اور چاروں سمت سے رومنوں

پر زور دار حملے کرتے ہوئے انہیں پسپا کرنا شروع کر دیا۔ جونہی رومنوں نے پسپائی
ایرانیوں کے حوصلے بڑھ گئے اور انہوں نے رومنوں کا قتل عام شروع کر دیا۔
فرات تک رومنوں کا قتل عام ہوا جہاں تک نگاہ پڑتی تھی رومنوں کی لاشیں ہی
بکھری دکھائی دیتی تھیں۔ یوں ہرام شہر سے باہر دریائے فرات کے کنارے رومنوں
بدترین شکست ہوئی۔ رومنوں کے لشکر کی اکثریت کو ایرانی شہنشاہ نرسی نے موت کے
اتار دیا۔ رومن جرنیل گیلیے ریس اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ دریائے فرات میں
جان بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہوا تھا۔

رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن کو اپنے جرنیل گیلیے ریس کی اس شکست کا بے حد صدمہ
دکھ ہوا۔ وہ کسی بھی صورت آرمینیا کو رومنوں کے ہاتھ سے جانے نہ دینا چاہتا تھا
اپنے جرنیل گیلیے ریس کی شکست کا سن کر اس نے ایک اور بہت بڑا لشکر تیار کرنا
دیا اور جب گیلیے ریس اپنے بچے کھچے ساتھیوں کے ساتھ اٹلی پہنچا تو ڈیوکلیشن
نیا لشکر دے کر ایرانی شہنشاہ نرسی کے خلاف حرکت میں آنے کا حکم دے دیا تھا۔

اس بار رومن جرنیل گیلیے ریس بڑے خفیہ انداز میں اٹلی سے روانہ ہوا۔
روانگی رات کے وقت ہوئی اور اسے پوری طرح راز میں رکھا گیا تھا جس وقت گیلیے
اپنے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا تو سات سات میل دور تک رومن جاسوس پھیل گئے
کہ اگر کوئی ایرانی جاسوس آس پاس ہو تو اس کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اور کسی کو کانوں
خبر نہ ہو کہ رومن جرنیل گیلیے ریس ایک اور لشکر لے کر ایرانیوں کے خلاف حملہ آور
ہونے کے لئے ایشیا کی طرف بڑھا ہے۔

ایران پر حملہ آور ہونے کے لئے اس بار گیلیے ریس نے دوسرا راستہ اختیار کیا
میدانی علاقوں میں سفر کرنے کے بجائے آرمینیا کے کوہستانی سلسلوں میں سے ہو
دریائے فرات کے اس جانب بڑھا جہاں ایرانی شہنشاہ رومنوں کو شکست دینے کے بعد
تک اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔

رومن جرنیل گیلیے ریس رات کے وقت اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کرتا اور دن
وقت کہیں نہ کہیں گھات میں چھپ رہتا تھا تاکہ کسی کو اس کی پیش قدمی کی اطلاع
اسی طرح چھپتا چھپاتا بڑے راز دارانہ انداز میں رومن جرنیل گیلیے ریس آرمینیا
کوہستانی سلسلوں سے ہوتا ہوا رات کی تاریکی میں دریائے فرات کے کنارے اس جگہ
پہنچا جہاں ایرانی بادشاہ نرسی نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا ہوا تھا۔

ایرانی شہنشاہ نرسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ رومن اس طرح

لشکر تیار کرکے اس کے ہاتھوں شکست اٹھانے والے جرنیل گیلیے ریس کو ایک بار
کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے روانہ کر دیں گے۔ وہ فتح کے نشے میں مست ابھی
اپنے لشکر کے ساتھ دریائے فرات کے کنارے پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ یہاں تک کہ
کی تاریکی میں رومن جرنیل گیلیے ریس نے اس وقت دریائے فرات کو نرسی کے پڑاؤ
میل دور عبور کیا۔ جس وقت رات آدھی کے قریب گزر چکی تھی۔

پھر گیلیے ریس بڑی خاموشی اور راز داری کے ساتھ دریائے فرات کے کنارے
ایرانی شہنشاہ نرسی کے پڑاؤ کی طرف بڑھا۔ رات کے پچھلے حصے میں جب کہ ایرانی
نیند سویا ہوا تھا رومن جرنیل اپنے لشکر کے ساتھ افق سے اٹھتی آندھیوں' لپکتی
برق' آفاق گیر سناٹوں میں تند عناصر کی ترکتاز' راستوں میں جنم سجاتی انقلاب
اور خونی سایوں کی طرح ایرانیوں پر حملہ آور ہوا تھا۔ یہ حملہ ایسا اچانک' ایسا زور
جان لیوا تھا کہ رومنوں کے مقابلے میں ایرانی سنبھل نہ سکے۔ اور لمحوں کے اندر
نے ان گنت ایرانیوں کو کاٹتے ہوئے ان کے لشکر کی حالت لہو میں ڈوبے تاریکیوں
' بے چراغاں مزار' بجھ کر ٹھنڈی ہو جانے والی خوابوں کی اڑتی سیاہی جیسی بنا کر
تھی۔

رات کی تاریکی میں شب خون مارتے ہوئے رومنوں نے ایرانیوں کے لشکر کی
موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اس اچانک حملے کے بعد ایرانی شہنشاہ نرسی نے
کی کہ اپنے لشکر کو سنبھال کر اور اس کی تنظیم درست کرکے رومنوں سے
کی ابتدا کرے لیکن وہ کامیاب نہ ہوا کیونکہ شب خون نے ایرانیوں میں
کا عالم برپا کر دیا تھا اور جس طرف جس کا منہ اٹھا وہ بھاگ کھڑا ہوا۔ جب کہ
ان کا تعاقب کر کے ان کا قتل عام شروع کر چکے تھے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے
چند محافظ دستوں کے ساتھ اپنی جان بچا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلنے میں
ہو گیا تھا۔

اپنے مرکزی شہر پہنچ کر ایرانی شہنشاہ نرسی نے اپنے سفیر رومن جرنیل گیلیے ریس کی
روانہ کئے تاکہ اس کے ساتھ صلح کی گفت و شنید اور شرائط طے کی جائیں۔ ایرانی
فرات کے کنارے رومن جرنیل گیلیے ریس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
ایرانی سفیر نے بڑی فصیح اور بلیغ تقریر کرتے ہوئے رومنوں اور ایرانیوں کو انسان کی دو
سے تشبیہ دی اور کہا کہ دونوں آنکھیں باہم مل کر انسان کی بصارت میں مدد دیتی
اور دونوں ایک دوسرے کی قدر چاہتی ہیں۔ لہٰذا دونوں حکومتوں کو بھی دو آنکھوں کی

طرح ہونا چاہئے۔

لیکن گیلے ریس کو اپنے سابق رومن شہنشاہ ویلیرین کا انجام یاد تھا۔
کرکے شاہ پور اول مرکزی شہر لے گیا تھا۔ اور جس وقت وہ گھوڑے پر سوار ہوا کر
رومن شہنشاہ ویلیرین پر پاؤں جما کر گھوڑے پر بیٹھا کرتا تھا۔ ایرانی سفیر کی یہ فصیح
تقریر بھی گیلے ریس کو مصالحت پر آمادہ نہ کر سکی۔ وہ یہ تقریر سن کر اور زیادہ برہم
یہ کہہ کر ایرانی سفیر کو لوٹا دیا کہ جن شرائط پر ایرانی حکومت کے ساتھ مصالحت ہو
وہ میں بعد میں ایران کی حکومت کو واضح طور پر بھجوا دوں گا۔

آخر چند ہی دن بعد رومنوں کے فاتح جرنیل گیلے ریس نے ایرانیوں سے صلح
کرنے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط پیش کیں۔

اول یہ کہ ایرانی حکومت دریائے دجلہ کے دائیں ساحل تک کے پانچ صوبوں
دستبردار ہو جائے یہ پانچ صوبے ارزون تک' زاہدہ' رحیمہ اور تھے۔

دوئم یہ کہ رومنوں اور ایرانیوں کے مابین فرات کے بجائے دریائے دجلہ
سرحد تسلیم کرلیا جائے۔

سوئم یہ کہ آرمینیا سے لے کر آذربائیجان کے قلعہ تک کا علاقہ رومنوں
میں دے دیا جائے۔

چہارم یہ کہ آئیبریہ (گرجستھان) پر روم کا تسلط تسلیم کیا جائے۔

پنجم یہ کہ نصیبین ہی صرف ایسا مقام ہونا چاہیے جہاں رومنوں اور ایرانیوں
تجارتی مال کا تبادلہ ہو سکے گا۔

ایران کی عسکری طاقت چونکہ رومنوں کے ہاتھوں شکست کے بعد پوری طرح
چکی تھی۔ اور ایرانی شہنشاہ نرسی کو یہ بھی خطرہ تھا کہ اگر اس نے شرائط کو تسلیم
رومنوں کا فاتح جرنیل گیلے ریس پیش قدمی کرتے ہوئے ایرانیوں کے مرکزی شہر
پہنچ سکتا ہے۔ لہٰذا اس نے شرائط کو تسلیم کر لیا۔ ان شرائط کی رو سے ایرانیوں اور
کی مشترکہ سرحد دریائے فرات کے بجائے دریائے دجلہ کو تسلیم کر لیا گیا۔ آر
قلعہ تک کے علاقہ پر رومنوں کا تسلط مان لیا گیا۔ گرجستھان جس کے تحت قفقاز
تھے وہ بھی رومنوں کے زیر اثر آ گئے۔

نرسی نے چونکہ خود ہی جنگ کا آغاز کیا تھا لیکن اس کا انجام جس صورت
ایران کے لئے انتہائی رسوا کن اور مہلک تھا۔ ایسا معاہدہ جس نے آذربائیجان او
کے لئے خطرہ پیدا کیا نہ اشکانی عہد میں ہوا نہ ہی اس سے پہلے ساسانی دور میں ہوا

والے دور میں شاہ پور دوئم اس ذلت آمیز شکست کا بدلہ چکا کر اس صلح نامہ کی
بکھیر دیتا تو ساسانی حکومت کو رومنوں کے ہاتھوں ہمیشہ ہی خطرہ لاحق رہتا۔
اس ذلت آمیز معاہدہ کے بعد نرسی نے اپنے آپ کو حکومت کے قابل نہ سمجھا اور
حمد کو اپنا جانشین نامزد کرکے تخت و تاج سے دست بردار ہو گیا اور اس
کے کچھ ہی عرصہ بعد وہ اس جہان فانی سے کوچ کر گیا۔ بہر حال اس کے بعد اس
ایران کا شہنشاہ بنا۔

ایران کے شہنشاہ نرسی کی یادگاروں میں شہر نقش رستم کی چٹان پر ایک ابھرواں
اس میں بادشاہ حلقہ سلطنت ایک دیوی کے ہاتھوں سے لے رہا ہے۔ محققین کا
کہ یہ دیوی ایران کی مشہور و معروف دیوی اناہیدہ ہے اس کے سر پر اس قسم کا
جیسا اس کے عہد کے سکوں پر ہے یہ ایک تنگ ٹوپی کی شکل کا ہے جس کے اوپر
گیند سی ہے۔ سر کے گھنگریالے بال کندھوں پر پھیلے ہوئے ہیں۔ گلے میں موتیوں
دیوی نے ایک دیوار دار تاج پہنا ہوا ہے۔ بال کندھوں پر لٹک رہے ہیں۔ گلے
موتیوں کے ہار ہیں۔ قبا اوڑھے ہوئے ہے اس کے اوپر کمر بند ہے دیوی اور بادشاہ کے
ایک لڑکا ہے یہ شاید نرسی کا بیٹا حمد ہے۔

نرسی جب تک زندہ رہا وہ موسم گرما اپنے شہر اور موسم سرما ملائن میں بسر کیا کرتا
ہر روز نیا لباس پہنتا تھا۔ صرف وہی لباس دوبارہ پہنا جاتا جو انتہاء نفیس اور گراں بہا

نرسی اپنے قریبی حلقوں کی بہت عزت کرتا تھا۔ کھانا اس کے لئے مخصوص نہ ہوتا
جو کھانا مہمانوں کے لئے ہوتا خود بھی وہی کھاتا۔ وہ کبھی اپنی برتری کا اظہار نہ کرتا
سوائے دربار کے اوقات میں' جب شہنشاہ ہونے کی حیثیت میں اس کی شان امتیازی
کرتی تھی۔

نرسی کا حرم دو بیگمات اور دو لونڈیوں پر مشتمل تھا وہ کبھی عبادت کی غرض سے
میں نہیں جاتا تھا۔ جب اس سے سوال کیا گیا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو تو اس نے
کہ خدا کی پرستش مجھے اتنی مہلت نہیں دیتی کہ میں آگ کی پرستش کر سکوں۔ وہ
کمزور شخص تھا۔ یہی وجہ تھی کہ رومیوں کے ساتھ اس نے نہایت رسوا کن شرائط
کر لی تھی۔

O

یوناف اور کیرش ایک روز بوڑھی عیشہ کے دیوان خانہ میں اکیلے بیٹھے ہوئے تھے

کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر ہلکا سا لمس دیا پھر وہ بڑی خوش طبعی میں یوناف کو
کرکے کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب! انطاکیہ کی اس نواحی بستی میں اپنے کام کو جلد سمیٹو اس
کہ میرے، تمہارے اور کیرش کے لئے ایک اور مہم اٹھ کھڑی ہوئی ہے۔ اس پر
نے تجسس آمیز آواز میں ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ وہ مہم کونسی، کہاں اور
جگہ ہے۔ اس پر ابلیکا چہکتے ہوئے کہنے لگی۔ وہ مہم کہاں، کیسی اور کس طرح ہے اس
تفصیل تو میں تمہیں بعد میں بتاؤں گی پہلے تم اپنی اس موجودہ مہم کو تو نمٹاؤ۔ دیکھو
تینوں بدمعاش مناخیم، امون اور یواش ٹائر شہر سے آج ہی لوٹے ہیں اور اس وقت
اپنے دونوں دوستوں امون اور یواش کے ساتھ اپنے دیوان خانے میں بیٹھا تم سے
لئے صلاح و مشورہ کر رہا ہے۔

یوناف! تم یعشہ نام کی اس بیوہ سے بات کرو کہ وہ اپنی دونوں بیٹیوں عزیہ
کو کہیں بیاہنے کی بات کرے اور جب ان دونوں بچیوں کا بیاہ ہو جائے اور یہ اپنے گھر
آباد ہو جائیں تو پھر تم دونوں میری راہنمائی میں اپنی نئی مہم کی طرف جا سکو گے۔ یہاں
کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہو گئی تو یوناف بولا۔ تم ٹھیک کہتی ہو ابلیکا میں ابھی
سے بات کرتا ہوں۔ دیکھتا ہوں وہ کیا جواب دیتی ہے اس کے ساتھ ہی یوناف
پہلو میں بیٹھی کیرش کو مخاطب کر کے کہا۔ دیکھ کیرش تو ذرا یعشہ کو تو بلا کر میرے
عزیہ اور بناط کو وہیں رہنے دینا۔ یعشہ سے کہنا کہ میں اس کی بیٹیوں کے متعلق
علیحدگی میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ کیرش فوراً اپنی جگہ سے اٹھی اور دیوان خانہ
گئی۔

تھوڑی دیر بعد کیرش لوٹی۔ اس کے پیچھے یعشہ بھی تھی۔ دیوان خانہ میں
ہوتے ہوئے یعشہ نے تھوڑی دیر تک تجسس آمیز نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا
یوناف نے اپنے سامنے ایک خالی نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بڑی نرمی
میری مہربان ماں یہاں بیٹھو میں انتہائی اہم موضوع پر تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔
آگے بڑھی اور یوناف کے ساتھ بیٹھ گئی۔ کیرش بھی یعشہ کے پہلو میں جم گئی تھی۔

دیوان خانہ میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ اس کے بعد یوناف بوڑھی
مخاطب کرکے کہنے لگا۔ دیکھ میری مہربان ماں! میں تم سے تمہاری بیٹیوں اور اپنی بہنوں
اور بناط سے متعلق گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ تم جانتی ہو کہ میں ایک مافوق الفطرت
ہوں۔ کیرش بھی ایسی ہی ہے اور ہم دونوں کا کسی ایک جگہ جم کر رہنا اور قرار حا

کہ ہماری فطرت ہمارے خمیر کے خلاف ہے۔ میں عنقریب یہاں سے کوچ کرنا چاہتا
اور میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ میرے اور کیرش کے یہاں سے جانے سے پہلے تمہاری
دونوں عزیہ اور بناط کی شادی ہو جائے اور وہ اپنے گھر میں خوش اور آباد ہو جائیں۔
اپنی بیٹیوں کے لئے چند دن میں کوئی مناسب رشتے تلاش نہیں کر سکتی ہو۔
یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں بوڑھی یعشہ کی گردن تھوڑی دیر تک جھکی رہی
اور پریشانی کی ملی جلی آواز میں کہنے لگی۔ یوناف میرے مہربان بیٹے! میری نگاہ میں
ایسے ہیں جو میری بیٹیوں عزیہ اور بناط کو بھی پسند کرتے ہیں لیکن وہ ان سے شادی
سکتے۔ نہ اس شادی پر ان کے گھر والے آمادہ ہیں۔ اس پر یوناف نے چونک کر
طرف دیکھا اور پوچھا۔ میری مہربان ماں! وہ نوجوان کون ہیں۔ ایک طرف وہ عزیہ
کو پسند بھی کرتے ہیں اور دوسری طرف وہ ان سے شادی پر آمادہ نہیں ہیں۔ یہ کیا
ہے؟ اس پر یعشہ پہلے کی نسبت زیادہ ملول اور غمزدہ آواز میں کہنے لگی۔
میرے بیٹے! اس بستی کے دو نوجوان ہیں۔ دونوں بھائی ہیں۔ ایک کا نام عبزاد اور
کا نام اخزیا ہے۔ دونوں میری بیٹیوں عزیہ اور بناط کو پسند کرتے ہیں۔ ان کے ماں
ان کی اس پسند سے اتفاق کرتے ہیں پر یہ شادیاں نہیں ہو سکتیں۔ یوناف نے احتجاجی
یعشہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ شادیاں کیوں نہیں ہو سکتیں؟ یعشہ گہری دکھ
میں کہنے لگی۔ اس لئے کہ عبزاد اور اخزیا دونوں بھائیوں کے ماں باپ ڈرتے ہیں
اگر انہوں نے اپنے بیٹوں کی شادیاں میری بیٹیوں سے کر دیں تو بستی کے اوباش اور
مناخیم، امون اور یواش شادیاں ہونے ہی نہیں دیں گے۔ اور اگر یہ شادیاں ہو گئیں
طرح اب وہ عزیہ اور بناط کو تنگ کرتے ہیں ایسے ہی وہ انہیں شادی کے بعد بھی
رہیں گے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ عزیہ اور بناط کی وجہ سے وہ ان کے بیٹوں
اور اخزیا کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔ اس پر یوناف فوراً بولا اور یعشہ کو
کر کے کہنے لگا۔
اگر عبزاد اور اخزیا کے ماں باپ کو مناخیم، امون اور یواش کا خوف نہ رہے تو کیا وہ
اور بناط سے شادی پر آمادہ ہو جائیں گے۔ اس پر یعشہ نے چونک کر یوناف کی طرف
اور پوچھا لیکن یہ کیسے ممکن ہے؟ یوناف نے سر کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔ ماں! تم یہ نہ
کیا ممکن ہے اور کیا نہیں۔ تم یہ بتاؤ کہ اگر ان کا ڈر اور خوف نہ رہے تو کیا عبزاد
اور ان کے گھر والے ان شادیوں پر آمادہ ہو جائیں گے۔ اس پر یعشہ بڑے وثوق
سے بولی۔ میرے بیٹے! میرا خیال ہے کہ پھر وہ اس شادی پر آمادہ ہو جائیں گے۔

یوناف بولا اور یعشہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میری ماں! تو جا عیزاد اور اخزیا کو بلا کر میرے پاس لا۔ میں خود ان سے بات کرتا ہوں۔ میں چند ہی دن میں عزیہ اور بناط کی شا سے فارغ ہونا چاہتا ہوں۔ یوناف کی یہ گفتگو سن کر یعشہ خوش ہو گئی۔ پھر وہ دیوان خا سے نکل گئی تھی۔ جب کہ یوناف اور کیرش وہیں بیٹھ کر بڑی بے چینی سے یعشہ کی وا کا انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد یعشہ لوٹی۔ اس کے ساتھ دو جوان بھی تھے۔ دونوں کی شکل آپس میں خوب ملتی جلتی تھیں۔ دیوان خانے میں آکر یعشہ نے باری باری یوناف، کیر اور اخزیا، عیزاد کا آپس میں تعارف کرایا۔ یوناف کے کہنے پر عیزاد اور اخزیا دونوں اس سامنے بیٹھ گئے۔ پھر یوناف نے ان دونوں بھائیوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کہ مجھے پ ہے کہ تم دونوں بھائی عزیہ اور بناط کو پسند کرتے ہو۔ کیا یہ سچ ہے؟ اس پر بڑا بھائی عیزاد بولا۔ ہاں اجنبی یہ سچ ہے۔ یوناف نے پھر پوچھا۔ اگر یہ بات ہے تو پھر تم ان دونوں بہنو سے شادی کرنے سے کیوں ڈرتے ہو؟ اس بار چھوٹا بھائی اخزیا کہنے لگا۔

شادی کرنے سے ہم اس لئے ڈرتے ہیں کہ عزیہ اور بناط دونوں کو بستی کے بدمعاشوں مناخیم، امون اور یواش نے اپنی نگاہوں میں سما رکھا ہے۔ وہ ان پر فریفتہ ہیں۔ وہ ان دونوں سے شادی بھی نہیں کرنا چاہتے بلکہ ان دونوں بہنوں کو بے آبرو کرنے پر ہوئے ہیں۔ ہم دونوں بھائی ان کا مقابلہ بھی نہیں کرسکتے اس لئے کہ ایک تو وہ انفرادی قو اور مال و دولت میں ہم سے زیادہ ہیں دوسرے مناخیم بستی کا سردار بھی ہے۔ لہٰذا ہم دونوں بھائی ان کے سامنے مکمل طور پر بے بس اور مجبور ہیں۔

یوناف نے بڑے صبر، بڑے تحمل سے ان دونوں بھائیوں کی گفتگو کو سنا۔ جب اخ خاموش ہوا تو یوناف پوچھنے لگا اگر یہ لاچارگی، یہ بے بسی نہ رہے تو کیا تم دونوں بھائی عزیہ او بناط سے شادی کر لو گے۔ اس پر عیزاد نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔ ہاں! اگر مناخیم امو اور یواش کا خوف نہ رہے تو ہم عزیہ اور بناط سے شادی پر آمادہ ہیں۔ اس پر یوناف پوچھا یہ خوف اور یہ خدشہ کس طرح دور ہوسکتا ہے۔ کیا مناخیم، امون اور یواش ان شادیو کا خود اہتمام کریں تو تم اس پر رضا مند ہو۔ اس پر عیزاد خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہ لگا۔

اول تو مناخیم، امون اور یواش تینوں خود مل کر ان شادیوں کا اہتمام کریں گے ہی نہیں۔ اور اگر کسی مجبوری، کسی لاچارگی کے تحت وہ ایسا کرنے پر مجبور ہو بھی جائیں تب بھی وہ جب یہ مجبوری ختم ہو جائے گی تو پہلے کی طرح عزیہ اور بناط کو تنگ کرنا شروع کر دیں

لگا۔ ہم دونوں بھائیوں کا جینا بھی حرام کر دیں گے۔ اس پر یوناف پھر پوچھنے لگا۔ اگر مناخیم کو بستی کی سرداری سے محروم کرکے کسی اور کو بستی کا سردار بنا دیا جائے تو اس بستی میں پر امن ماحول کی توقع رکھتے ہو۔ اس پر عیزاد کہنے لگا اگر ایسا ہو تو امن ائم کی جاسکتی ہے۔ لیکن اس طرح بستی کے لوگ دو حصوں میں بٹ جائیں گے۔ کچھ سردار کا ساتھ دیں گے اور کچھ لوگ ڈر اور خوف کے مارے مناخیم، امون اور ساتھ دینا شروع کر دیں گے۔ اس طرح بستی کے لوگ دو حصوں میں بٹ کر ایک کے خلاف جنگ و جدل پر آمادہ ہو جائیں گے۔ اور بستی کی حالت پہلے سے بھی بدتر گی۔

عیزاد کے اس جواب پر یوناف نے تھوڑی دیر تک سر جھکا کر مزید کچھ سوچا۔ اس وہ دونوں بھائیوں کی طرف دیکھتے ہوئے فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔ کیا مناخیم، امون واش کے علاوہ بھی کوئی بدمعاش اور اوباش اس بستی میں ہے۔ جو ان جیسا کھیل کھیلتا اس پر اخزیا کہنے لگا۔ نہیں، بڑے اوباش اور بدمعاش تو یہی تینوں ہیں۔ باقی ان کے سنگی یں۔ وہ خوف اور خدشے کی وجہ سے ان کا ساتھ دیتے ہیں۔ اگر یہ تینوں نہ ہوں تو تا ہوں کہ بستی کے اندر سے بدمعاشی اور اوباشی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ یہ سن کر لہ کن انداز میں بولا۔ اگر مناخیم، امون اور یواش کا خاتمہ کر دیا جائے تو کیا تم سمجھتے اس شادی پر آمادہ ہو اور بستی میں امن بھی رہے گا۔ عیزاد نے بے پناہ سکون اور کا اظہار کیا اور کہنے لگا۔

اگر مناخیم، امون اور یواش کا خاتمہ ہو جائے تو یقیناً یہ شادیاں بھی ہوسکتی ہیں اور امن بھی قائم رہ سکتا ہے۔ پھر اچانک عیزاد کے چہرے کی حالت بدل گئی۔ پھر وہ تشویش آمیز آواز میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ لیکن دیکھو اجنبی! ان تینوں ل میں ایک قباحت بھی ہے۔ اگر ان تینوں کے خلاف تم حرکت میں آکر ان تینوں کا تے ہو اور اس کے بعد ہماری شادیاں ہوتی ہیں تو بستی کے لوگ یقیناً ہم دونوں شک اور شبہ کریں گے۔ کہ عزیہ اور بناط سے شادیاں کرنے کی خاطر ہم نے امون اور یواش کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ اس پر یوناف پھر کچھ سوچا اور پھر وہ انداز میں عیزاد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

عیزاد میرے بھائی۔ میں مناخیم، امون اور یواش کو خود قتل نہیں کروں گا۔ بلکہ وہ ایک دوسرے کے خلاف حرکت میں آئیں گے۔ اور ایک دوسرے کے قتل کا ں گے۔ پھر تو کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ اس پر چھوٹا بھائی اخزیا بڑے اطمینان

کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا اگر وہ تینوں ایک دوسرے سے الجھ پڑیں اور ایک دوسر
خاتمہ کر دیں تو پھر اس تجویز کا کوئی جواب ہی نہیں ہے۔ نہ ان کے قتل کا کسی پر الزام
گا۔ نہ کسی سے کوئی انتقام لیا جائے گا اور ان کے خاتمے پر بستی میں امن و سکون کا
دورہ بھی ہو جائے گا۔ اس پر یوناف فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا تو تم دونوں بھائی جاؤ۔
مطمئن رہو۔ بہت جلد تم دیکھو گے کہ مناخیم' امون اور یواش آپس میں ایک دوسر
خاتمہ کرنے کے در پے ہو گئے ہیں۔ یوناف کی اس گفتگو سے عمزاد اور اخزیا دونوں
مطمئن سے ہو کر دیوان خانے سے نکل گئے۔

ان دونوں کے جانے کے بعد یوناف نے اپنے سامنے بیٹھی ہوئی کیرش کو مخاطب کر
کہا۔ کیرش تم یہیں بیٹھو۔ میں مناخیم' امون اور یواش کو آپس میں لڑانے کا ایک حیلہ
ہوں۔ جواب میں کیرش بولی کیا ایسا ممکن نہیں کہ اس معاملے میں بھی آپ کا ساتھ
جواب میں یوناف کہنے لگا نہیں۔ ایسا کرنے میں تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ تم یہیں
مجھے امید ہے کہ میں بہت جلد مناخیم' امون اور یواش کا آپس میں ٹکراؤ کرا کے ان کا
کرا دوں گا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اٹھا اور دیوان خانے سے نکل گیا تھا۔

راستے میں یوناف نے ابلیکا کو پکارا۔ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔
نے فوراً" پوچھا ابلیکا اس وقت مناخیم' امون اور یواش کہاں ہیں۔ جواب میں ابلیکا
لگی۔ مناخیم' امون اور یواش یہ تینوں مناخیم کے یہاں اکٹھے بیٹھے باہم گفتگو کر رہے
گفتگو کا موضوع تم اور نباط تھے۔ اب تھوڑی دیر ہوئی امون اور یواش اس کے ساتھ
سے اٹھ کر نکلے ہیں۔ کیا تم ان کے خلاف کوئی حیلہ استعمال کرنے لگے ہو۔ اس پر
بولا۔ ابلیکا میرا حیلہ دیکھتی جا۔ میں کیسے ان تینوں کو باہم لڑاتا ہوں اور ان اوباش
بدمعاشوں کا کیسے خاتمہ کراتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف بڑی تیزی سے آگے بڑھا
مناخیم کی حویلی سے تھوڑی ہی دور یوناف کو امون اور یواش اپنی طرف آتے
دیئے۔ امون اور یواش مناخیم کے ساتھ اس سے پہلے چونکہ یوناف کے ہاتھوں
تھے۔ لہٰذا یوناف کو دیکھتے ہی وہ خوفزدہ ہو گئے۔ وہ چاہتے تھے کہ راستہ بدل لیں لیکن
نے انہیں پکارا اور رک جانے کو کہا۔ اس کے یوں نرمی اور شفقت سے پکارنے پر
رک گئے۔ یوناف ان کے قریب آیا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے عزیزو! میں تم دونوں سے تمہارے ہی فائدے اور منفعت کے لئے ا
کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تم دونوں مجھے کہیں اکٹھے مل سکتے ہو۔ اس پر امون یوناف کو
کے پوچھنے لگا۔ تم ہمارے ساتھ کیسی گفتگو کرنا چاہتے ہو۔ یوناف بولا جو میں نے

اس کا جواب دو۔ جو کچھ میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں وہ تمہارے ہی فائدے کے لئے
اگر تم پسند کرو تو تم دونوں کسی جگہ جمع ہو۔ اور میں تھوڑی دیر بعد تم سے ملوں اور
ہی فائدہ کی گفتگو کروں۔ اس بار یواش کہنے لگا۔

میں امون کو اپنی حویلی میں لے جاتا ہوں اور دونوں دیوان خانے میں تمہارا انتظار
ہیں۔ دیکھو یوناف ہمارے ساتھ دھوکہ اور فریب نہ کرنا۔ اس پر یوناف مسکراتے
کہنے لگا تم دونوں جاؤ میں ابھی تھوڑی دیر تک تم سے ملتا ہوں۔ اور تم سے ایسی گفتگو
گا جس میں تم دونوں کا فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اور سنو یہ گفتگو عزیہ اور بناط کے سلسلے
ہو گی۔ امون اور یواش ان الفاظ پر خوش ہو گئے۔ پھر وہ دونوں آگے بڑھ گئے۔

امون اور یواش کے جانے کے بعد یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور ایک
بوڑھے اور پارسا شخص کا بھیس اس نے بدلا پھر وہ مناخیم کے دیوان خانے میں داخل
وہ اپنے دیوان خانے میں امون اور یواش کے رخصت ہونے کے بعد اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔
پر آ کر یوناف نے مناخیم کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے بستی کے سردار میں
بہتری اور بھلائی کی ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ اگر تم اجازت دو تو میں اندر آؤں۔ اس
نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

اے میرے بزرگ اگر تم کوئی ایسی گفتگو کرنا چاہتے ہو جس میں میری بہتری اور
ہے تو پھر تمہیں اندر داخل ہونے کے لئے مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں
تم آؤ میرے سامنے بیٹھو اور کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ یوناف آگے بڑھا۔ مناخیم کے سامنے
پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

مناخیم! یہ مت پوچھنا کہ میں کون ہوں؟ میرا نام کیا ہے؟ اور کہاں سے آیا ہوں؟
اپنے ذہن میں یہ بات بٹھانا کہ میں تیرے خیر خواہوں میں سے ایک ہوں۔ تیری بھلائی'
بہتری چاہتا ہوں۔ مناخیم بڑی جستجو سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔ کیا کہنا
ہو۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔

دیکھو مناخیم! تمہارے دونوں دوست امون اور یواش تمہارے یہاں سے اٹھ کر
ہی خلاف گفتگو کرتے جا رہے تھے۔ اس وقت وہ دونوں یواش کے دیوان خانے میں
ہیں۔ ان کی گفتگو کا موضوع بستی کی حسین اور خوبصورت لڑکیاں عزیہ اور بناط ہیں۔
دونوں نے یہ مشورہ کیا ہے کہ جب تک مناخیم زندہ ہے اس وقت تک وہ عزیہ اور بناط
حاصل نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ان دونوں نے باہم مل کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں قتل کر کے
ہٹا دیا جائے۔ اس طرح وہ دونوں مل کر عزیہ اور بناط کو حاصل کر لیں۔ یہاں

تک کہنے کے بعد یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور مناخیم کے ضمیر کے اندر اور یواش کے خلاف اس نے غضبناکی اور غصہ پیدا کرنے کا عمل کیا۔

اس صورت حال میں مناخیم کا چہرہ غصے اور غضبناکی میں سرخ ہو گیا تھا پھر وہ ہوئے یوناف کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ دیکھو اجنبی! جو کچھ تم نے کہا ہے اگر یہ سچ یقین جانو میں اس امون اور یواش دونوں کی گردنیں کاٹ دوں گا۔ اس پر یوناف پھر بولا تو ایسا کرے تو اس میں تیری ہی بہتری ہے۔ اس لئے کہ امون اور یواش کو اگر تو ٹھکانے ہے تو پھر عزیہ اور بناط کا اکیلا مالک اور وارث بن سکتا ہے۔ اگر تجھے میری باتوں پر ہو تو اپنے کچھ ساتھی لے اور یواش کی حویلی کی طرف جا۔ پھر دیکھنا وہاں یواش اور دونوں مل کر تیرے خلاف سازشیں کرنے میں مصروف ہیں اور انہوں نے یوناف نام کے شخص کو بھی اپنے ساتھ ملا رکھا ہے جس نے ان دونوں عزیہ اور بناط کے یہاں کیرش کے ساتھ قیام کر رکھا ہے۔ اور یہ یوناف وہی شخص ہے جس نے ایک بار علاوہ امون اور یواش کے ساتھ بھی جھگڑا کیا تھا۔ مناخیم اور زیادہ برہمی کا اظہار کرتے کہنے لگا اگر یہ معاملہ ہے تو امون اور یواش دونوں میرے ہاتھوں سے بچ نہیں سکتے۔ ابھی ان کی طرف جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ وہ کیسے مجھ سے بچتے ہیں۔ اس پر یوناف بولا۔ دیکھ مناخیم' تیرے ہمدرد تیرے خیر خواہ کی حیثیت سے میں تمہیں نصیحت کروں اکیلے مت جانا۔ اپنے چند ساتھی ساتھ لے کر جانا۔ اس لئے کہ اگر امون اور یواش حملہ کر دیا تو اس طرح تمہاری جان بھی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ اس پر مناخیم اپنی اٹھتا ہوا بولا۔ نہیں۔ میں تمہاری نصیحت پر عمل کروں گا۔ اپنے کچھ ساتھی ساتھ جاؤں گا۔ اور اس امون اور یواش کو ختم کر کے رہوں گا۔ یوناف اپنی جگہ سے اٹھا اور لگا۔ تمہاری بہتری اور بھلائی کے لئے میں جو کچھ کہنا چاہتا تھا کہہ دیا اب میں رخصت ہوں۔ اس کے ساتھ ہی مناخیم کی طرف سے کسی جواب کا انتظار کئے بغیر یوناف اس دیوان خانے سے نکل گیا۔

مناخیم کی حویلی سے تھوڑی دور جانے کے بعد یوناف نے پھر اپنے سری قوتوں حرکت میں لاتے ہوئے اپنی اصل شکل و صورت اختیار کی اس کے بعد وہ یواش کی حویلی دیوان خانے میں داخل ہوا۔ اس کے کہنے پر دیوان خانے میں یواش اور امون اسی کا کر رہے تھے۔ یوناف آگے بڑھا اور امون اور یواش کے آگے بیٹھتے ہوئے بولا۔ سنو صاحبو! مجھے آنے میں کچھ دیر ہو گئی۔ اس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ جواب میں پوچھنے لگا۔ اگر تو ہمارے ساتھ ہمدردی ہی کرنا چاہتا ہے اور ہماری خیر خواہی کو پیش نظر

ہے تو کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ جواب میں یوناف نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

دیکھو میرے دونوں صاحبو! میں تم سے یہ کہنا چاہتا تھا کہ تمہارا تیسرا دوست اور اس سردار مناخیم تم دونوں کے خلاف ایک سازش تیار کر رہا ہے۔ اصل میں وہ بستی کی کی دونوں بیٹیوں عزیہ اور بناط کو اپنے حرم میں داخل کرنا چاہتا ہے۔ تمہاری میں وہ چونکہ ایسا نہیں کر سکتا لہٰذا اس نے تہیہ کر لیا ہے کہ تم دونوں کو قتل کر کے سے ہٹا دے۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف پھر اپنے سری عمل کو حرکت میں لاتے امون اور یواش پر ایک طرح سے وارد ہوا اور ان دونوں کے دل میں مناخیم کے اس نے کرود اور غصہ پیدا کر دیا۔

ان باتوں اور اس کے سری عمل سے امون اور یواش دونوں کی حالت بدل کر رہ گئی دونوں کے چہرے غصے میں لال سرخ لوہے جیسے ہو گئے تھے۔ پھر امون بولا اور یوناف کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھو ہمارے اجنبی مہمان! جو کچھ تم نے کہا ہے اگر سچ ہے تو قبل اس کے مناخیم گردنیں کاٹے میں اور یواش اس کے حرکت میں آنے سے پہلے ہی اس کا حلقوم کاٹ دیں گے۔ جوں ہی امون خاموش ہوا یوناف ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سنو دونوں صاحبو! مناخیم کے خاتمے میں تم دونوں کا فائدہ اور بھلائی ہے اس لئے کہ مناخیم دونوں مل کر ختم کر دیتے ہو تو عزیہ اور بناط کے سلسلے میں تم دونوں کی راہیں بالکل اور ہموار ہو جائیں گے۔ مناخیم کے خاتمے کے بعد تم میں سے ایک عزیہ کو اپنے ہاں اور دوسرا بناط کا مالک بن جانا۔ اس طرح تم دونوں کی ایک دیرینہ خواہش پوری ہو گی۔ یوناف یہیں تک کہنے پایا تھا کہ اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا پھر ابلیکا م سی سرگوشی کی۔ کہنے لگی۔ یوناف سنبھل۔ مناخیم اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ اور یواش کا رخ کر رہا ہے۔ وہ ضرور ان پر حملہ آور ہو گا لہٰذا تو ایک طرف ہو جا۔ کہنے کے بعد جب ابلیکا نے اپنا لمس ختم کیا تو یوناف اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور دیکھو میرے ساتھیو جو تمہاری بھلائی اور بہتری کی بات تھی وہ میں نے تم دونوں دی ہے۔ اب تم دونوں اپنی تیاری کرو۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں مناخیم اپنے کے ساتھ تم پر حملہ آور نہ ہو جائے۔ اس پر یواش اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور دیکھ میرے مہربان تو ٹھیک کہتا ہے۔ مناخیم کے آنے سے پہلے ہی پہلے ہم اپنی کر لیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف وہاں سے نکل گیا۔

یواش کے ہاں سے نکل کر یوناف بستی کے اس محلے میں جس قدر یواش اور امون

کے رشتہ دار تھے انہیں اطلاع کرنے لگا کہ مناخیم' یواش اور امون پر حملہ آور ہونا چاہتا
لہٰذا ان کی حفاظت کا سامان کریں۔ عین اسی موقع پر مناخیم اپنے ساتھیوں کے ساتھ یواش
حویلی میں داخل ہوا۔ امون اور یواش کو دیکھتے ہی وہ برہم ہوا اور کہنے لگا میں کسی
صورت تم دونوں کی خواہش کو کامیاب نہ ہونے دوں گا۔ اس پر امون نے بے پناہ
اظہار کرتے ہوئے کہا۔

سن مناخیم! تو کتے سے بھی بدتر ثابت ہوا ہے۔ کتا بھی اپنے ساتھی اپنے مالک کو
کر دم ہلاتا ہے اور پاؤں چاٹتا ہے تو نے تو نمک حراموں سے بھی بدتر معاملہ کیا ہے لہٰذا
اور یواش ہر صورت میں تجھے قتل کر کے رہیں گے۔ تیرے قتل کے بعد ہی ہم عزیہ اور
کے مالک بن سکتے ہیں۔

مناخیم کو جو باتیں یوناف نے سمجھائی تھیں امون کی اس گفتگو سے اسے ان باتوں
یقین ہو گیا۔ لہٰذا اس کے جو ساتھی تھے انہیں ان دونوں پر حملہ آور ہونے کا حکم
تھا۔ مناخیم کا اشارہ ملتے ہی اس کے ساتھیوں نے اپنی تلواریں سونت کر آگے بڑھے
اور یواش پر انہوں نے حملہ کر دیا۔ امون اور یواش نے اپنا دفاع کرنا چاہا لیکن وہ ناکام
اور مناخیم کے ساتھیوں نے لمحوں کے اندر ان دونوں کی گردنیں کاٹ کر رکھ دی تھیں

جوں ہی مناخیم کے آدمی امون اور یواش کا خاتمہ کرنے کے بعد فارغ ہوئے
لمحہ یوناف کے ا بگیخت کرنے پر امون اور یواش کے مسلح رشتہ دار وہاں داخل ہو
جب انہوں نے دیکھا کہ مناخیم کے ساتھیوں نے امون اور یواش کو قتل کر دیا ہے
سارے مناخیم اور اس کے ساتھیوں پر حملہ آور ہوئے اور بڑے خونخوارانہ انداز میں
نے مناخیم کے ساتھ ساتھ اس کے سارے ساتھیوں کی بھی گردنیں کاٹ کر رکھ دی

○

مناخیم اس کے ساتھیوں' امون اور یواش کے قتل کے بعد چند روز تک
اندر عداوت اور دشمنی کی فضا چلتی رہی پھر لوگوں نے باہم مل بیٹھ کر آپس میں صلح
کروا دی۔ اس صلح صفائی کے چند ہی روز بعد عیرار کی شادی عزیہ سے اور بناط کی
اخزیا کے ساتھ کر دی گئی۔ عیرار نے عزیہ کے ساتھ اپنے ماں باپ کے یہاں رہائش
کر لی تھی جب کہ اخزیا اپنی بیوی بناط کے ساتھ عیشہ کے ہاں مستقل طور پر سکونت
گیا تھا۔

عزیہ اور بناط کی شادی کے دوسرے روز جس وقت یوناف اور کیرش

خانے میں اکیلے بیٹھے ہوئے تھے تو ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ قبل اس کے
ابلیکا لمس مکمل کرنے کے بعد کچھ کہتی یوناف نے پہلے ہی اسے مخاطب کیا اور پوچھا۔
ابلیکا اس سے پہلے تو نے اطلاع کی تھی کہ ہمیں عیشہ کی دونوں بیٹیوں عزیہ اور
کی شادیوں سے فارغ ہونے کے بعد ایک نئی مہم کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ کیا تم بتاؤ گی
نئی مہم کہاں اور کس جگہ ہے۔ اس پر ابلیکا مسکراتی' کھلکھلاتی ہوئی آواز میں کہنے

یوناف میرے حبیب! یہی بات کہنے کے لئے تو ابھی میں نے تیری گردن پر لمس دیا
تم دونوں اب انطاکیہ کے اس علاقے سے صحرائے عرب کی طرف کوچ کرو۔ اس پر
نے ایک طرح سے چونکتے ہوئے پوچھا ابلیکا' یہ صحرائے عرب کے اندر کیا مہم اٹھ
ہوئی ہے۔ کیا وہاں عزازیل نے کسی نئے اور ناپاک کھیل کی ابتدا کر دی ہے۔ اس پر
جواب دیتے ہوئے کہنے لگی۔

یوناف کھیل کی ابتدا ہوئی نہیں بلکہ بہت جلد ہونے والی ہے۔ یوناف بولا۔ جو کچھ تم
والی ہو کھل کر کہو۔ اس کے جواب میں ابلیکا کہہ رہی تھی۔

یوناف۔ صحرائے عرب سے انسانی گروہ کا ایک طوفان انگڑائیاں لیتا ہوا اٹھا ہے اور
کے جزیروں کا رخ کر رہا ہے۔ اس انسانی گروہ کا عزم اور ارادہ ہے کہ وہ بحرین کو
کے تسلط سے نجات دلا کر خود قبضہ کر لیں گے۔ ابلیکا کے اس انکشاف پر یوناف نے
پھر وہ پوچھنے لگا۔

ابلیکا! تفصیل سے کہو۔ صحرائے عرب سے اٹھنے والا یہ انسانوں کا گروہ کیسا ہے اور
لوگ بحرین پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر ابلیکا نے کہا۔

صحرائے عرب سے اٹھنے والا انسانوں کا گروہ عرب کے مختلف قبائل پر مشتمل ہے
اس میں زیادہ تر لوگ بنو عدنان سے تعلق رکھتے ہیں اور بنو عدنان ہی کے ایک ذیلی
عبدالقیس کا سردار حمیر بن وائیل اس انسانی گروہ کی سرداری اور سرکردگی کر رہا ہے۔
میں زیادہ تر لوگ بنو عدنان کے ذیلی قبیلے عبدالقیس سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ حمیر
کی سرکردگی میں انسانوں کا یہ گروہ بحرین پر قبضہ کرنا چاہتا ہے یہ لوگ پوری طرح
ہتھیاروں سے مسلح ہیں اور ان کے پاس سواری کے لئے اونٹ گھوڑے اور ٹٹو بھی
انہوں نے اپنے ساتھ رسد اور کمک کا سامان بھی وافر مقدار میں جمع کر رکھا ہے۔ اور
ارادہ بھی رکھتے ہیں کہ ایرانی حدود میں داخل ہونے کے بعد وہ چاروں طرف لوٹ مار کا
گرم کر کے اپنے لئے مزید رسد اور کمک کا سامان حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن اس انسانی

گروہ کے لئے چند خطرات بھی منڈلا رہے ہیں۔ اس پر یوناف نے فوراً پوچھا۔

ابلیکا! پہلے یہ بتاؤ کہ یہ انسانی گروہ جس کا تعلق تر زیادہ عربوں کے قبیلے عبد سے ہے اور جس کی سالاری حمیر بن وائیل کر رہا ہے کیوں کہ بحرین پر قبضہ کرنا چا اور یہ ان کے لئے کون سے خطرات سر اٹھا رہے ہیں۔ اس پر ابلیکا کہنے لگی۔ یوناف کا خیال ہے کہ بحرین بنیادی طور پر ان کا علاقہ ہے اور ایران نے اس پر قبضہ کر رکھا لہٰذا وہ بحرین کو ایرانیوں سے واپس لینا چاہتے ہیں۔

بحرین پر حملہ آور ہونے اور اس پر قبضہ کرنے کے لئے عربوں کے پاس ایک وجہ بھی ہے اور وہ یہ کہ بحرین موتیوں کی سرزمین خیال کی جاتی ہے۔ اس کے سمند بیش بہا قیمتی اور کافی تعداد میں موتی نکلتے ہیں۔ ہروقت پانچ سو کشتیاں بحرین کے ساحل ساتھ ساتھ موتی تلاش کرنے میں سرگرداں رہتی ہیں۔ اور یہ موتی دنیا کے سب قیمتی اور نایاب خیال کئے جاتے ہیں۔ ان موتیوں سے ایران کی حکومت کافی دول ہے۔ لہٰذا عرب ان قیمتی موتیوں کی وجہ سے بھی بحرین کو اپنے قبضے میں کرنا چاہ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف بولا۔

تم نے کہا ہے کہ عربوں کا جو گروہ بحرین پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی ہے اس کے لئے خطرات بھی منڈلا رہے ہیں تو کیا تم بتا سکو گی کہ عربوں کے اس گ لئے کہاں اور کدھر سے خطرات اٹھنے کے اندیشے ہیں۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی ان حملہ آور عربوں کے لئے خطرات ایران کی مملکت کی طرف سے اٹھ رہے ہیں ایران میں نرسی کی دست برداری کے بعد اس کا بیٹا ہرمز دوئم ایرانیوں کا بادشاہ بنا دوئم گو ایک عادل بادشاہ ہے اس نے ملک میں عدل و انصاف کے لئے ایک دارالعدل ہے جس شخص پر کوئی ظلم و ستم ہوتا ہے وہ بلا روک ٹوک دارالعدل کا دروازہ کھٹ ہے۔ غربا بلا جھجک اپنی شکایات بادشاہ کے حضور پیش کرتے ہیں۔ اور انصاف طلب ہیں۔ بہرحال یہ ہرمز لوگوں کو خوشحال بنانے کے لئے اپنی پوری کوششیں کر رہا ہے۔ باوجود وہ نہیں چاہتا کہ عرب بحرین پر قبضہ کرلیں۔

بحرین پر حملہ آور ہونے والے ان عربوں کو روکنے کے لئے ہرمز نے پہلے چال چلی ہے۔ وہ یہ کہ اس نے اپنے کچھ انتہائی خونخوار قسم کے جاسوس بحرین کی بڑھنے والے عربوں کے اس گروہ کی طرف روانہ کئے ہیں۔ ہرمز کے یہ خونخوار جاسو کی طرف بڑھنے والے عربوں کے سالار حمیر بن وائیل، اس کے بیٹے یعوب بن حمیر حرمہ بنت حمیر پر حملہ آور ہو کر ان تینوں کا خاتمہ کریں گے۔ ہرمز کا خیال ہے کہ

ان کا خاتمہ کر دیا جائے تو ان کی سالاری اور ان کی سرکردگی میں جو خونخوار عربوں کا گروہ کی طرف بڑھ رہا ہے وہ بحرین کی طرف جانے کے بجائے واپس جانے کے لئے منتشر ہو گا لہٰذا یہ جاسوس حمیر بن وائیل اور اس کے بیٹے اور بیٹی کو قتل کرنے کی کوشش گے۔ یہ ایرانی جاسوس ابھی کافی دور ہیں۔ اور تم اور کیرش ان سے پہلے ہی حمیر بن وائل کے پاس پہنچ کر اس کی حفاظت کا سامان کر سکتے ہو۔ میں نہیں چاہتی کہ بحرین کی طرف بڑھنے والے یہ عرب ایران کے بادشاہ ہرمز کی طرف سے کسی تکلیف، کسی اذیت میں ہوں۔

دیکھو یوناف! عربوں کا وہ گروہ جس میں زیادہ تر لوگ عبد القیس کے ہیں اس کی سالاری میں، میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ حمیر بن وائیل کر رہا ہے۔ اس حمیر بن وائیل کا بیٹا ہے جس کا نام یعوب بن حمیر اور ایک ہی بیٹی جس کا نام حرمہ بنت حمیر ہے۔ بادشاہ ہرمز چاہتا کہ ان تینوں کو قتل کر دیا جائے تو اس کے یہ اثرات ہوں گے کہ وہ کی طرف بڑھنے والے عربوں کے قدم رک جائیں گے اور وہ واپس جانے پر مجبور ہو گے۔ میں نہیں چاہتی کہ خونخوار ایرانی جاسوس ان تینوں کا خاتمہ کرکے بحرین کی طرف والے عربوں کے قدم روک دیں۔ لہٰذا تم کیرش حرکت میں آؤ اور بحرین کی طرف والے عربوں کے اس گروہ میں شامل ہو کر ہرمز کی طرف سے جو خطرات حمیر بن کے لئے اٹھ رہے ہیں اسے آگاہ کرو اور دونوں مل کر ان تینوں کی حفاظت کا انتظام ۔

اور ہاں میں تمہیں یہ بھی بتاتی چلوں کہ ایران کے بادشاہ ہرمز نے جہاں اپنے خونخوار حمیر بن وائل، اس کے بیٹے اور اس کی بیٹی کو قتل کرنے کے لئے روانہ کئے ہیں وہاں بڑی بڑی کشتیوں اور جہازوں میں سوار کرکے ایک بہت بڑا لشکر بھی بحرین کی طرف کر دیا ہے۔ جو بحرین کی حفاظت کرے گا۔ عربوں کا گروہ جب خشکی پر سفر کرتے ہوئے کے سمندر کے کنارے آئے گا تو سمندر کے کنارے وہی ایرانی لشکر اس کی راہ روک ہو گا تا کہ عربوں کا یہ گروہ کسی نہ کسی طرح سمندر عبور کرکے بحرین میں داخل ہونے کامیاب نہ ہو جائے۔

دیکھو یوناف! میں تمہیں یہ بھی بتاتی چلوں کہ بحرین اس وقت چھ جزیروں پر مشتمل ہے۔ اس کا پرانا نام دلمن ہے جن چھ جزیروں پر یہ سرزمین مشتمل ہے اس میں ایک جزیرے کا نام بحرین، دوسرے کا نام البنیہ صالح، تیسرے کا نام ام الصبان، چوتھے کا ام الصبان اور پانچویں کا نام ام النسان ہے۔

یوناف! اگر تم ہرمز کے روانہ کردہ خونخوار جاسوسوں سے حمیر بن وائل' اس کے
یعوب بن حمیر اس کی بیٹی حرمہ بنت حمیر کی حفاظت کرو تو جو ایرانی لشکر بحرین پہنچ کر
کی راہ روکنا چاہتا ہے میرے خیال میں یہ خونخوار عرب اس ایرانی لشکر کو بدترین شکست
میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اگر ایسا ہوا تو کوئی طاقت ان عربوں کو بحرین میں داخل
سے روک نہیں سکتی۔ میرے خیال میں اب تم دونوں عربوں کے اس گروہ کی طرف
کرو۔ اپنے سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ' میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ اور اس گروہ
تمہاری رہنمائی کرتی ہوں۔ ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور کیرش دونوں اپنی سری قوتوں
حرکت میں لائے۔ اس کے بعد وہ کوچ کر گئے۔

تھوڑی ہی دیر بعد یوناف اور کیرش صحرائے عرب میں ایک ایسی جگہ نمودار
جہاں ان کے سامنے دور دور تک مختلف رنگوں کے خیمے ہی خیمے دکھائی دیتے تھے۔
زیادہ تر اونٹ کی کھال کے بنے ہوئے تھے۔ ایک جگہ کھڑے ہو کر یوناف اور کیرش
دیر تک حد نگاہ پھیلے ہوئے ان خیموں کے شہر کو بڑے غور سے دیکھتے رہے۔ اس
ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر وہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف! یہ جو تم اپنے سامنے دور دور تک پھیلے ہوئے خیمے دیکھ رہے ہو یہ عر
وہی گروہ ہے جو اپنے سردار حمیر بن وائیل کی سرکردگی میں بحرین پر حملہ آور ہونے کے
پیش قدمی کر رہا ہے۔ تم ایسا کرو کہ لشکر میں سے ہوتے ہوئے حمیر بن وائیل کے خیمے
طرف جاؤ۔ ایران کے بادشاہ ہرمز نے جو اس کے خلاف اپنے جاسوس بھیج کر سازش
ہے اسے اس سے آگاہ کر کے اس کی ہمدردی حاصل کرو۔ اور حمیر بن وائل' اس کی بیٹی
اس کے بیٹے کی حفاظت کے لئے تم لشکر کے اندر ہی قیام رکھو۔ دیکھو آگے کیا صور
نمودار ہوتی ہے۔ یا تو ایران کا بادشاہ ہرمز عربوں کے اس گروہ پر حملہ آور ہو کر انہیں
بھگائے گا یا یہ خونخوار اور جنگجو عرب ہرمز کو شکست دے کر بحرین پر قبضہ کر لیں
بہرحال دونوں میں سے کوئی نہ کوئی حادثہ ہو کر ہی رہنا ہے۔ اب تم جاؤ اور حمیر بن وا
کے خیمے کی طرف بڑھو۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی یوناف کی گردن
علیحدہ ہو گئی۔

ابلیکا کے جانے کے بعد یوناف اور کیرش خیموں کے اس شہر میں داخل ہوئے۔
ایک نوجوان کو یوناف نے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ میرے عزیز اگر میں غلطی پر نہیں
عربوں کا وہ گروہ ہے جو بحرین پر حملہ آور ہونے کے لئے نکلا ہے۔ اس پر وہ عرب
خوشی اور فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا تم دونوں ہمارے اس گروہ میں اجنبی

لگتے ہو۔ بہرحال تمہارا اندازہ درست ہے۔ ہم بحرین پر ہی حملہ آور ہونے کے لئے
ہیں اور ہمارے ارادے یہ ہیں کہ ہم ہر صورت میں ایران کے بادشاہ ہرمز کے لشکر کو
دے کر بحرین پر قابض ہو کر رہیں گے۔ اس عرب نوجوان کی یہ گفتگو سن کر یوناف
ہوا۔ پھر وہ ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ میرے بھائی! میں تمہارے رئیس' تمہارے سپہ سالار حمیر بن وائیل سے ملنا
ہوں۔ کیا تم اس کے خیمے تک میری رہنمائی کرو گے۔ اس پر وہ عرب نوجوان مڑا اور
ہوا کہنے لگا کیوں نہیں۔ تم دونوں میرے پیچھے آؤ میں تمہیں اپنے سردار اور سپہ سالار
یمے تک لے جاتا ہوں۔ یوناف اور کیرش چپ چاپ اس عرب نوجوان کے پیچھے ہو
ے۔

تھوڑی دیر بعد وہ عرب نوجوان اونٹ کی کھال سے بنے ہوئے ایک بہت بڑے
نے نما خیمے کے سامنے رکا۔ پھر وہ یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ اجنبی یہ
سالار حمیر بن وائیل کا خیمہ ہے۔ خیمے کے سامنے جو وہ محافظ کھڑے ہیں ان سے
کرو۔ وہ تمہیں حمیر بن وائیل سے ملا دیں گے۔ اس کے ساتھ ہی وہ عرب نوجوان
اپس چلا گیا تھا۔ یوناف آگے بڑھا اور خیمے کے دروازے پر پہرہ دینے والے پہریداروں میں
ایک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ میرے عزیز بھائی! میں تمہارے سپہ سالار اور سردار حمیر بن وائیل سے ملنا چاہتا
۔ اس لئے کہ میرے پاس ایسی خبریں ہیں جن میں اس کی بہتری اور اس کے فائدے
فائدے پنہاں ہیں۔ اس پر وہ پہریدار ہاتھ کے اشارے سے اسے کہنے لگا تم یہیں رکو
ہاری اطلاع اپنے سالار کو دیتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی وہ محافظ خیمے میں گھس گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ محافظ باہر آیا اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ
میں نے تیری اطلاع اپنے سالار حمیر بن ودائیل سے کر دی ہے۔ جاؤ اس نے تمہیں
ب کیا ہے۔ اس وقت وہ اپنے بیٹے یعوب بن حمیر اور بیٹی حرمہ بنت حمیر کے ساتھ بیٹھا
ا ہے۔ تم جو کچھ اس سے کہنا چاہتے ہو جا کے کہہ دو۔ یوناف نے اس پہریدار کا شکریہ
ا۔ پھر وہ کیرش کے ساتھ خیمے میں داخل ہو گیا۔

خیمے میں داخل ہوتے ہوئے یوناف نے اندازہ لگایا کہ وہ بہت بڑا شامیانہ نما خیمہ
ا۔ جس کے اندر پردے لگا کر کئی کمروں میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ سامنے والے کمرے میں
دار حمیر بن وائیل اپنے بیٹے اور بیٹی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ یوناف کمرے میں داخل
ا۔ اس نے دیکھا کہ کمرے میں کھجوروں کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی بچھی تھی۔ اور

سامنے حمیر بن وائیل بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے دائیں طرف اس کا بیٹا یعوب بن حمیر اور بائیں
طرف اس کی بیٹی حرمہ بنت حمیر بیٹھی ہوئی تھی۔ کمرے میں داخل ہونے کے بعد یوناف
نے حمیر بن وائیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

اگر میں غلطی پر نہیں تو میں اس وقت عربوں کے سردار اور سپہ سالار حمیر بن وائیل
کے سامنے کھڑا ہوں۔ اس پر حمیر بن وائیل مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ اجنبی تمہارا اندازہ
درست ہے۔ میں ہی حمیر بن وائیل ہوں۔ میرے دائیں طرف یہ میرا بیٹا یعوب بن حمیر
ہے اور بائیں طرف میری بیٹی حرمہ بنت حمیر ہے۔ میرا پہریدار مجھے بتا رہا تھا کہ تم کچھ
بات مجھ سے کرنا چاہتے ہو جس میں میری بہتری اور بھلائی ہو۔ کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ اس
کچھ کہنے سے پہلے تم یہاں آگے آ کر میرے سامنے قریب بیٹھ جاؤ۔ اس پر یوناف
بڑھا اور کیرش کے ساتھ حمیر بن وائیل کے سامنے بیٹھ گیا۔ حمیر بن وائیل کچھ دیر
دونوں کو بڑے غور سے دیکھتا رہا۔ اس موقع پر اس نے اپنی بیٹی حرمہ بنت حمیر کے کان
کچھ کہا۔ جسے سن کر حرمہ بنت حمیر اس کمرے سے نکلتی ہوئی ایک ملحقہ کمرے کی طرف
گئی۔ حمیر بن وائیل تھوڑی دیر تک یوناف اور کیرش دونوں کا جائزہ لیتا رہا۔ اس دوران
حرمہ بنت حمیر لوٹ آئی۔ اس کے ہاتھ میں بلور کی ایک بڑی صراحی تھی۔ جس میں انار کا
رس بھرا ہوا تھا۔ اور دو جام اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے۔ جام باری باری
کے رس سے اس نے بھرے اور پھر چھوٹی سی ایک طشتری میں اس نے رکھ کر یوناف
کیرش کو پیش کئے۔ یوناف اور کیرش نے گلاس لے لئے۔ انار کا رس پینے کے بعد
واپس کرتے ہوئے حرمہ بنت حمیر کا شکریہ ادا کیا۔ اس پر حرمہ بنت حمیر نے صراحی اور
گلاس اور طشتری ایک طرف رکھ دی۔ پھر وہ اسی جگہ بیٹھ گئی جہاں وہ پہلے بیٹھی ہوئی
اس کے بیٹھنے کے بعد اس کا باپ حمیر بن وائیل بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اجنبی اب کہو تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہو؟ لیکن
سب کچھ بتانے سے پہلے یہ کہو کہ تم دونوں کے نام کیا ہیں؟ اور تم دونوں کا آپس میں
رشتہ ہے؟ اس سوال پر یوناف نے عجیب سے شش و پنج کے عالم میں کیرش کی طرف
اس موقع پر کیرش نے اس کی مشکل حل کر دی۔ وہ خود ہی حمیر بن وائیل کو مخاطب
کہنے لگی۔

دیکھو سردار! ہم دونوں میاں بیوی ہیں۔ میرا نام کیرش ہے اور میرے شوہر
یوناف ہے۔ اب جو کچھ تم پوچھنا چاہتے ہو اس کا جواب میرا شوہر ہی تمہیں دے گا۔
پر حمیر بن وائیل بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اب جب کہ مجھے پتہ چل گیا ہے کہ تمہارا یوناف ہے اور تمہاری بیوی کا نام کیرش
ہے تو تم وہ کون سی بات کہنا چاہتے ہو جس میں میری بھلائی ہے۔ اس پر یوناف بولا اور
نہایت میں وہ حمیر بن وائیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

دیکھو ابن وائیل! اگر میں یہ کہوں کہ میں اور میری یہ ساتھی کیرش دونوں ہی کچھ
مافوق الفطرت قوتوں کے مالک ہیں تو کیا تم تینوں اس پر اعتبار کر لو گے۔ اس بار حمیر بن
وائیل کی بیٹی حرمہ بنت حمیر بڑے غور سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ اجنبی! کھل کر
کہو کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔

یہ سن کر یوناف کہنے لگا۔ میں تم تینوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں اور میری یہ
ساتھی کیرش کچھ مافوق الفطرت قوتیں اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ انہی قوتوں کے ذریعے ہمیں پتہ
چلا ہے کہ ایران کا بادشاہ ہرمز اپنے چند خونخوار جاسوسوں کے ذریعے تم تینوں کو قتل کرانا
چاہتا ہے۔ ایران کے بادشاہ ہرمز کو خبر ہو چکی ہے کہ تم ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ
حملہ آور ہو کر بحرین کو ایرانیوں سے چھین لینا چاہتے ہو۔

ہرمز سب سے پہلے یہ چاہتا ہے کہ تمہیں، تمہارے بیٹے اور بیٹی کو ہلاک کر دیا
جائے اور تم تینوں کی ہلاکت کے بعد وہ توقع رکھتا ہے کہ جو لشکر تمہارے ساتھ بحرین کی
طرف رواں دواں ہے وہ دل برداشتہ ہو کر واپس چلا جائے گا۔ اور اگر یہ لشکر واپس نہ گیا تو
ہرمز ایک لشکر تمہارے لشکر کی راہ روکنے کے لئے سمندر کے کنارے کھڑا کرے گا تاکہ
تمہارے لشکریوں کے ساتھ جنگ کرے اور تمہیں بحرین کی طرف بڑھنے سے روک دے۔ پر یہ
اس کا دوسرا قدم ہو گا۔ اس کا پہلا قدم یہی ہے کہ تم تینوں کو قتل کروا دے اور اس کے
لئے اس کے خونخوار جاسوس رات کی تاریکی میں کسی وقت تم پر حملہ آور ہو کر تم تینوں کا
خاتمہ کرنے کی کوشش کریں گے۔

یوناف جب خاموش ہوا اس بار حمیر بن وائیل کا بیٹا یعوب بن حمیر بولا اور یوناف کو
مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھو اجنبی! جیسا کہ تو بتا چکا ہے کہ تیرے اور تیری بیوی کے پاس مافوق الفطرت
قوتیں ہیں تو کیا جن قوتوں کی مدد سے تمہیں یہ پتہ چلا ہے کہ ہرمز اپنے خونخوار جاسوسوں
کے ذریعے ہم تینوں کا خاتمہ کرانا چاہتا ہے کیا ان ہی قوتوں کے ذریعے تم یہ نہیں جان سکتے
کہ وہ جاسوس کب اور کس وقت ہم پر حملہ آور ہوں گے تاکہ ان سے ہم اپنا دفاع کر
سکیں۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ ابن حمیر میں نہ صرف یہ کہ تمہیں بتا سکتا ہوں کہ
وہ جاسوس تم پر کب اور کس وقت حملہ آور ہوں گے بلکہ ان سے تم تینوں کے

دفاع اور حفاظت کا کام بھی سرانجام دے سکتا ہوں۔ یوناف کے اس جواب پر حرمہ حمیر بڑے توصیفی انداز میں اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ حمیر بن وائیل کی آنکھوں میں یوناف کے اس جواب سے ایک چمک پیدا ہوئی تھی پھر حمیر بن وائیل بولا اور یوناف مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن مہمان اجنبی! اگر تو یہ بتا سکتا ہے کہ وہ خونخوار جاسوس کب حملہ آور ہوں اور اگر تو ان سے ہماری حفاظت بھی کر سکتا ہے۔ تو پھر تیری حیثیت میرے لشکر میں ایک دلعزیز مہمان ایک محترم اور قابل عزت رفیق کی سی ہو گی۔ یہ تو بتا تیرا اور تیری بیوی تعلق کن سرزمینوں سے ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ سردار! زمین ساری اللہ کی ہے۔ مشرق سے مغرب، جنوب سے شمال تک زمین کے اوپر پھیلے ہوئے سارے سمندر اور زمین کا وہ مالک ہے۔ میں، کیرش دونوں چونکہ مافوق الفطرت قوتوں کے مالک لہٰذا ہم ایک جگہ ٹھہر کر زندگی بسر نہیں کرتے۔ بس یوں جانو کہ یہ زندگی کا کاروان دواں ہے۔ آج یہاں کل وہاں۔ بس یونہی یہ زندگی کا کاروان چلتا جا رہا ہے۔ اور چلتا رہے گا۔ یوناف کے اس گول مول جواب سے گو حمیر بن وائیل مطمئن نہ ہوا تھا تاہم اس نے کچھ سوچا پھر وہ بات کا رخ پلٹتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھو یوناف! اب جب کہ تو اپنی گفتگو اپنی باتوں سے یہ ثابت کر چکا ہے کہ دونوں میاں بیوی ہمارے بھلے ہمارے فائدے کی بات کرنا چاہتے ہو اور یہ کہ ہرمز خونخوار جاسوس سے تم ہماری حفاظت بھی کر سکتے ہو۔ تو میں تمہیں دعوت دوں گا کہ دونوں ہی میاں بیوی میرے ہی خیمے کے ایک حصے میں قیام کرو۔ اس پر یوناف بولا اور لگا دیکھ میرے سردار مجھے اور کیرش کو تمہارے خیمے کے کسی حصے میں قیام کرنے پر اعتراض تو نہیں۔ پر کیا ایسا ممکن نہیں کہ تمہارے خیمے کے قریب ہی ہمیں ایک خیمہ کر دیا جائے۔ جس میں ہم دونوں رہیں۔ اور تمہاری حفاظت کا سامان بھی کریں۔ اس حمیر بن وائیل بڑے غور اور پریشانی کے عالم میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا میرے خیمے میں رہتے ہوئے تم ہم تینوں کی بہتر حفاظت نہ کر سکو گے؟ اس پر یوناف پھر اور کہنے لگا۔ اس سے متعلق تم بے فکر رہو۔ میں پہلے ہی تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں اور کیرش دونوں مافوق الفطرت قوتوں کے مالک ہیں اگر ہم تمہارے خیمے سے میلوں دور رہیں تب بھی ہم بروقت پہنچ کر تمہارے دشمنوں سے تمہاری حفاظت کر سکتے ہیں۔ اس پر حمیر بن وائیل خوش ہوتا ہوا بولا اور کہنے لگا اگر یہ معاملہ ہے پھر ابھی اور اسی وقت ایک نیا اور بہترین خیمہ تم دونوں میاں بیوی کے لئے مہیا کیا جائے گا یہ خیمہ تم دونوں کے لائق ہو گا

بات کا ہو گا۔ جس میں تم دونوں میاں بیوی رہو گے۔ اس کے ساتھ ہی حمیر بن وائیل نے اپنے بیٹے یعوب بن حمیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

یعوب میرے بیٹے اپنے خیمے کے دائیں طرف جو خالی جگہ ہے وہاں سرخ بنات کا اور سب سے عمدہ خیمہ نصب کراؤ اور جب یہ خیمہ نصب ہو جائے تو پھر آ کر مجھے اطلاع کرو۔ حمیر بن وائیل کا یہ حکم پا کر یعوب بن حمیر وہاں سے اٹھا اور خیمے سے گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد یعوب بن حمیر لوٹا اور باپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میرے باپ خیمے کے دائیں طرف میں نے ایک خیمہ نصب کرا دیا ہے۔ آپ اٹھ کر خیمہ دیکھ سکتے حمیر بن وائیل فوراً" اٹھ کھڑا ہوا۔ یوناف اور کیرش بھی کھڑے ہو گئے اور حرمہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ وہ سب خیمے سے نکل گئے تھے۔

اپنے خیمے کے دائیں طرف آ کر پہلے اس خیمے کے چاروں طرف گھوم کر حمیر بن نے خیمہ دیکھا پھر وہ سب کے ساتھ خیمے میں داخل ہوا۔ خیمہ بالکل نیا تھا۔ اور اس اندر چٹائی بچھا کر بستر اور ضرورت کی دوسری سب چیزیں بھی مہیا کر دی گئی تھیں۔ خیمے لینے کے بعد حمیر بن وائیل نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا دیکھ مہمان اجنبی یہ تم دونوں میاں بیوی کا ہے۔ تم دونوں اس میں رہو۔ جیسا کہ تم بتا چکے ہو کہ ہرمز مجھ خونخوار جاسوسوں کے ذریعے حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ اگر یہ حملہ ہوا اور تم دونوں دی نے ہم تینوں کی حفاظت کی تو پھر یہ بات اپنے دل پر رکھو کہ تمہاری حیثیت نگاہوں میں ایسی ہی ہو گی جیسے اس وقت یعوب بن حمیر اور حرمہ بنت حمیر کی ہے۔ تم دونوں میاں بیوی آرام کرو۔ پر جب وہ ہرمز کے خونخوار جاسوس ہم پر حملہ آور کے لئے آئیں تو ہمیں بروقت اس کی اطلاع کرنا۔ اس پر یوناف ہلکی ہلکی مسکراہٹ حمیر بن وائیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا دیکھ سردار تو فکر مند نہ ہو۔ میں تیری، بیٹے، اور بیٹی کی خوب حفاظت کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی حمیر بن وائیل، یعوب بن اور حرمہ بنت حمیر اپنے خیمے کی طرف چلے گئے تھے۔ جب کہ یوناف اور کیرش خیمے میں سکون ماحول میں بیٹھ کر ابلیکا کے ردعمل کا انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ پھر وہ خوشی سے بھرپور آواز میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ یوناف اب تک میں تمہاری اور کیرش کی حمیر بن وائیل کی اور اس کے بیٹے اور بیٹی کی ساری گفتگو سن چکی ہوں۔ تم دونوں نے بہت اسباب گفتگو کی ہے۔ اور یہ جو تم دونوں نے اپنے لئے علیحدہ خیمہ حاصل کر لیا ہے یہ بھی

تم نے بہت اچھا کیا ہے۔ اب میری بات غور سے سنو۔ ہرمز کے چار جاسوس آج رات ک
بھی وقت عربوں کے اس لشکر میں داخل ہوں گے۔ وہ پوری طرح مسلح ہوں گے۔
آدھی رات کے قریب وہ حمیر بن وائیل' یعوب بن حمیر' اس کی بیٹی حرمہ بنت حمیر کو ق
کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس پر یوناف بولا۔ ابلیکا تیری بڑی مہربانی کہ تو آنے وا
حالات سے مجھے آگاہ کرتی جا رہی ہے۔ پر سن کیا تو یہ نہ بتا سکے گی کہ یہ چاروں حملہ
کون ہیں' ان کے نام کیا ہیں؟ اور کس وقت وہ حمیر بن وائیل اور اس کے بیٹے اور بی
حملہ آور ہوں گے؟ اس پر ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔

دیکھو یوناف! میرے حبیب! مطمئن رہ۔ رات آنے دے۔ پھر جس وقت وہ چارو
عربوں کے اس لشکر میں داخل ہوں گے میں تجھے اسی وقت اطلاع کردوں گی۔ کہ ان چا
کے نام کیا ہیں؟ اس وقت وہ لشکر میں کس جگہ ہیں۔ اور یہ کہ کس وقت وہ حمیر بن وا
کے خیمے کے سامنے نمودار ہوں گے۔ اس پر یوناف نے ایک بار پھر ابلیکا کا شکریہ ا
جواب میں ابلیکا یوناف کی گردن پر لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔

○

سورج روشنی کی زندگی کا لہو نچوڑتا ہوا کب کا غروب ہو گیا تھا۔ افق کا چہرہ لہو
ہونے کے ساتھ ساتھ اندھیرے اور تاریکیاں قافلہ در قافلہ' صحرا روح کی گہرائیوں
کرنوں کے بنجارے اور قربتوں کی آہٹوں میں وصل کی خواہشیں جوش مارنے لگی تھیں
فضاؤں کے اندر چاروں طرف گہری تاریکیاں پھیل چکی تھیں ایسے میں یوناف اور کیر
اپنے خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ یوناف کی گردن پر ابلیکا نے لمس دیا پھر ابلیکا تیز آوا
میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف! ایران کے بادشاہ ہرمز نے اپنے چار خونخوار جاسوس عربوں کے اس لشکر
سردار حمیر بن وائیل' اس کے بیٹے اور بیٹی کو قتل کرنے کے لئے بھیجے تھے۔ وہ اس لشکر
داخل ہو چکے ہیں۔ وہ تعداد میں چار ہیں۔ وہ ایک ایسے خیمے' میں داخل ہوئے ہیں جس م
دو عربوں نے قیام کیا ہوا تھا۔ ان عربوں کو بے خبری کی حالت میں ان چاروں جاسوسوں
جا لیا۔ ان دونوں کو ڈرا دھمکا کر ان سے چاروں جاسوسوں نے حمیر بن وائیل کے خیمے
محل وقوع معلوم کر لیا ہے اور یہ سب کچھ جاننے کے بعد ان دونوں عربوں کا گلا گھونٹ کر
اسی خیمے میں دفن کر دیا ہے۔ اس وقت وہ چاروں اسی خیمے میں ٹھہرے ہوئے ہیں تاکہ
مناسب موقع جان کر وہ حمیر بن وائیل کے خیمے کی طرف بڑھیں۔ اسے' اس کے بیٹے اور

لگا کر اپنی منزل کی طرف لوٹ جائیں۔
کے کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف بولا۔ ابلیکا! تمہارا شکریہ کہ تم
ان چاروں جاسوسوں کے آنے کی اطلاع دی۔ کیا تم اس خیمے تک میری رہنمائی
میں ان چاروں جاسوسوں نے قیام کر رکھا ہے۔ ابلیکا نے جواب دیا کیوں
اس خیمے تک تمہاری رہنمائی کرتی ہوں۔ اگر کہو تو ان چاروں جاسوسوں کے
تمہیں بتا دیتی ہوں۔ اس پر یوناف کہنے لگا نہیں اس کی ضرورت نہیں۔ کیرش
حمیر بن وائیل کے خیمے کی طرف جاتے ہیں۔ اسے ساتھ لے کر ہم اس خیمے کی
جس خیمے میں ان چاروں جاسوسوں نے قیام کر رکھا ہے۔ بس تم اس خیمے تک
کرنا۔ اس پر ابلیکا بولی۔ اگر ایسا ہے تو اٹھو۔ وقت ضائع مت کرو۔ دونوں حمیر
کے خیمے کی طرف جاؤ۔ اسے ان چاروں جاسوسوں کے آنے کی خبر کرو۔ میں تم
خیمے تک رہنمائی کروں گی۔ یوناف اور کیرش دونوں ایک دوسرے کی طرف
ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور خیمے سے نکل کر وہ حمیر بن وائیل کے خیمے پر
جو پہریدار پہرہ دے رہے تھے ان میں سے ایک کو مخاطب کرتے ہوئے یوناف
اندر جاؤ اور اپنے سردار حمیر بن وائیل سے کہو کہ میں یوناف ایک انتہائی اہم کام
ملنا چاہتا ہوں۔ اس پر وہ پہریدار بولا۔ اندر جا کر اجازت لینے کی ضرورت
کہ سردار حمیر بن وائیل کے اپنے خیمے کے ارد گرد پہرہ دینے والے سب
احکامات جاری کر دیئے ہیں کہ آپ اور آپ کی بیوی بغیر کسی اجازت کے حمیر
خیمے میں داخل ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا آپ بغیر کسی رکاوٹ کے خیمے میں جاسکتے
ار کا یہ جواب سن کر یوناف اور کیرش کے چہروں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار
دونوں گہری نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے حمیر بن وائیل کے خیمے میں

اف اور کیرش جب اس خیمے کے پہلے ہی کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے
کمرے کے اندر چھوٹی سی ایک صندلی مشعل روشن تھی جس کی وجہ سے اس کمرے
ہلکی ہلکی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ اس کمرے کے وسط میں چٹائی پر عربوں کا سردار
وائیل' اس کا بیٹا یعوب بن حمیر اور بیٹی حرمہ بنت حمیر بیٹھے ہوئے تھے۔ جونہی
کیرش اندر داخل ہوئے وہ تینوں باپ بیٹا اور بیٹی اپنی جگہ پر چونک کر اٹھ کھڑے
بن وائیل نے کسی قدر پریشانی میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔
! کیا تم ہمیں ہرمز کے جاسوسوں سے متعلق کوئی نئی اطلاع دینا چاہتے ہو۔ اس

پر یوناف نے کہا سردار تمہارا اندازہ درست ہے۔ ہرمز نے جو اپنے چار جاسوس تم
قتل کرنے کے لئے روانہ کیے تھے وہ تمہارے لشکر میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہ خبر سنتے
بن وائیل' اس کا بیٹا اور اس کی بیٹی کچھ دیر کے لئے پریشان ہو گئے۔ پھر ان تینوں
اپنے آپ کو کسی قدر سنبھال لیا۔ پھر حمیر بن وائیل بولا۔ یوناف میرے عزیز۔ ہرمز
جاسوس اس وقت کہاں ہیں۔ تم بتا سکتے ہو کہ وہ کیسے میرے لشکر میں داخل ہوئے اور
وقت وہ کہاں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔

ابن وائیل۔ ہرمز کے وہ چاروں جاسوس تمہارے لشکر میں داخل ہوئے۔
ایک نواحی خیمے میں جس کے اندر دو عربوں نے قیام رکھا تھا۔ ان دونوں کو ان جاسوسوں
نے اپنا ہدف بنایا۔ وہ خیمے میں داخل ہوئے۔ دونوں عربوں پر قابو پا کر انہوں نے
تشدد کیا اور تمہارے خیمے کا محل وقوع معلوم کرنے کے بعد ان چاروں نے ان
عربوں کا گلا گھونٹ کر ان کا خاتمہ کر دیا۔ دونوں عربوں کی لاشیں انہوں نے انہی
میں دفن کر دیں۔ اور ان چاروں جاسوسوں نے اسی خیمے کے اندر قیام رکھا ہے۔ اور
کوئی مناسب موقع جان کر تم تینوں کے خیمے میں داخل ہوں گے اور تمہارا خاتمہ کرنے
کوشش کریں گے۔

اس پر حمیر بن وائیل کی بیٹی حرمہ بنت حمیر بڑی نرم آواز میں یوناف کو مخاطب کر
پوچھنے لگی۔ یوناف کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہرمز کے ان چاروں جاسوسوں تک تم
رہنمائی کرو تاکہ ان کا خاتمہ کیا جاسکے۔ اور وہ ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں۔ یوناف
لگا۔

تم سب ہم دونوں کے ساتھ آؤ۔ میں اس خیمے تک تم سب کی رہنمائی کرتا
جس خیمے میں ہرمز کے جاسوس چھپے ہوئے ہیں۔ ان چاروں کو وہیں گھیر کر ان کا خاتمہ
دیتے ہیں۔ اس طرح ہرمز کی طرف سے خطرہ جو تم تینوں کے سر پر منڈلا رہا ہے
خاتمہ ہو جائے گا۔ یوناف کی اس تجویز سے حمیر بن وائیل نے فوراً" اتفاق کیا۔ پھر
لگا۔ مہربان عزیز۔ میں سمجھتا ہوں کہ تو ہمارے اندر نیکی کا ایک فرشتہ بن کر وارد ہوا
تیرے ان احسانوں کو میں کبھی بھی فراموش نہیں کر سکوں گا۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔
یہ تم پر کوئی احسان نہیں ہے۔ یوں سمجھو کہ میں نیکی کا ایک نمائندہ ہوں۔ اور ایسا
میں صرف اپنے فرض کی ادائیگی بجا لا رہا ہوں۔ بہرحال تمہیں وقت ضائع نہیں کرنا
اور ان چاروں جاسوسوں پر وارد ہو کر انہیں گرفتار کر لینا چاہئے۔ حمیر بن وائیل فوراً
چلو چلیں۔ دیر کس بات کی ہے۔ اس کے بعد سب باہر نکلے۔ خیمے سے باہر سب یوناف

کے پیچھے پیچھے خیموں کے بیچوں بیچ گزرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے تھے۔ یوناف کی
اس موقع پر ابلیکا کر رہی تھی۔
ایک خیمے کے قریب آ کر یوناف رک گیا اور بڑی راز داری میں وہ حمیر بن وائیل کو
کر کے کہنے لگا۔ دیکھ ابن وائیل یہی وہ خیمہ ہے جس کے اندر وہ چاروں ایرانی
نے قیام کر رکھا ہے۔ یوناف کے اس انکشاف پر حمیر ابن وائیل نے اپنے
کو اشارہ کیا وہ محافظ اپنے بائیں ہاتھوں میں جلتی مشعلیں اور دائیں ہاتھوں میں ننگی
لئے خیمے کے چاروں طرف پھیل گئے تھے۔ اس کے بعد یوناف پھر بولا۔ سردار تو
اور ان چاروں جاسوسوں کی بے بسی کا تماشہ دیکھ۔ میں خیمے کے دروازے پر جاتا
انہیں باہر آنے کو کہتا ہں۔ وہ یقیناً" مجھ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے۔
موقع پر پیچھے ہٹ جاؤں گا اور جب وہ دیکھیں گے کہ خیمے کو چاروں طرف سے
مسلح جوانوں نے گھیر رکھا ہے تو ان کی بے بسی' ان کی لاچاری دیکھنے کے قابل ہو

اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنی تلوار بے نیام کی۔ اس کے پہلو میں کھڑی کیرش
اپنی تلوار بے نیام کر لی تھی۔ پھر یوناف نے قریب کھڑے ایک محافظ سے جلتی ہوئی
وہ خیمے کے دروازے پر آیا اور مشعل سے روشنی جب اس نے خیمے میں پھینکی
دیکھا کہ چاروں ایرانی اس خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی یوناف نے
اور گونجتی ہوئی آواز میں کہا۔ تم چاروں باہر آجاؤ۔ اس پر ان چاروں میں سے ایک
مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تم کون ہو اور ہمیں باہر آنے کو کیوں کہتے ہو؟ اس پر یوناف بولا۔ یوں جانو کہ میں
ایک عام فرد ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ تم چاروں قاتل ہو۔ اس خیمے کے
دو عربوں نے قیام کر رکھا تھا انہیں تم چاروں نے قتل کر کے اسی خیمے میں دفن کر
تو کیا تم سمجھتے تھے کہ ان دو عربوں کو قتل کرنے کے بعد تم حمیر بن وائیل کے خیمے
جانے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اور وہاں تم حمیر بن وائیل' اس کے بیٹے اور اس
قتل کر دو گے۔ ہرگز نہیں! ایسا نہیں ہو سکتا۔ تم چاروں باہر آجاؤ۔ ورنہ یاد رکھو
خیمے کو آگ لگا دی جائے گی اور تم اسی آگ میں جل بھن کر مرجاؤ گے۔ اس پر
ایرانی بولا۔
لگتا ہے۔ جس طرح ہم نے دو عربوں کو قتل کر کے خیمے میں دفن کر دیا ہے اس طرح
تمہاری موت بھی ہمارے ہاتھوں لکھی جا چکی ہے۔ تم اور تمہارے ساتھ لڑکی اگر پتھر

اور لوہے کے نہیں بنے ہوئے ہو تو ہم تم دونوں کو رات کی تاریکی میں اسی خیمے میں
کے گھاٹ اتار کر یہیں دفن کر دیں گے۔ اس ایرانی کی یہ گفتگو سن کر یوناف کے
دھوئیں کی چادر اوڑھے اندیشوں کی دھول' وحشت بھری ہواؤں' خوف و ہراس کے
اور ریگستانوں کی ویرانیوں جیسی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ جب کہ اس کی آنکھوں
طلسماتی انداز میں دکھ کے بھیانک کالے ساگر' درد و الم کی آگ شرر برساتی شعلے
گھن اور بربادی کے سیلاب جوش مارنے لگے تھے۔ پھر وہ ان چاروں ایرانیوں کو
کر کے کہنے لگا۔

سنو! رات کی اس تاریکی میں اپنی بربادی' اپنی مرگ کو آواز دینے والو! چپ
اور کوئی غلط حرکت کئے بغیر خیمے سے باہر آجاؤ ورنہ یاد رکھو اس خیمے کے اندر ہی تم
کو کاٹ کر لہولہان کر دیا جائے گا۔ تم میں سے کوئی بھی اپنی تلوار بے نیام کرنے کی
نہ کرے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ میں چاہوں تو اکیلا اس خیمے میں داخل ہو کر تم چاروں
کر سکتا ہوں۔ لیکن میں تمہیں اس خیمے سے باہر لا کر یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ اس
چاروں طرف سے مسلح جوانوں نے گھیر رکھا ہے۔ اور تم بچ کر کہیں نہیں جا سکتے۔ میں
خیمے میں داخل ہو کر اکیلا بھی تم چاروں کو ابدی نیند سلا سکتا ہوں لیکن تم چاروں کا
ضروری ہے تا کہ اس لشکر کا سپہ سالار حمیر بن وائیل اپنی مرضی اور خواہش کے مطا
سے معلومات حاصل کر سکے۔ میں تمہیں آخری بار کہتا ہوں کہ خیمے سے باہر آجاؤ
پچھتاؤ گے۔ اس بار ایک دوسرا ایرانی بولا۔ ہم ہر گز خیمے سے باہر نہیں آئیں گے
تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ تم خیمے کے اندر آؤ۔ پھر دیکھو ہم تمہاری کیا حالت کرتے
ان ایرانیوں کا یہ جواب سن کر یوناف کے چہرے پر غضبناکی اور غصے رقص کر گئے
تلوار پر اس نے اپنا کوئی سوی عمل کیا پھر جب وہ اپنی تلوار عین اپنے منہ کے قریب
ہوا ایک قدم خیمے میں داخل ہوا تو اس کی تلوار سے ایسی چنگاریاں نکل کر ان ایرانیوں
طرف بڑھی تھیں کہ چاروں ایرانی اپنی جگہوں سے اٹھے اور بڑی اذیت اور بڑی
میں شور کرتے ہوئے مخالف سمت سے خیمے سے باہر نکل گئے تھے۔

وہ جب خیمے سے باہر نکلے تو انہوں نے دیکھا کہ خیمے کو چاروں طرف سے
جوانوں نے گھیر رکھا تھا۔ خیمے کے بیچ میں سے گزر کر یوناف اور کیرش پھر ان ایرانیوں
سامنے آئے اور اپنی تلوار فضا میں لہراتے ہوئے یوناف نے پھر تحکمانہ انداز میں
چاروں اپنے سارے ہتھیار اپنے سامنے پھینک دو ورنہ یاد رکھو کہ ایک جھٹکے کے ساتھ
چاروں کی گردنیں کاٹ دی جائیں گی۔ وہ چاروں ایرانی یوناف سے کچھ اس قدر خوف

کہ چپ چاپ ان سب نے اپنے ہتھیار اپنے سامنے پھینک دیئے۔ پھر یوناف کے
حمیر بن وائیل کے ایک پہریدار نے وہ سب ہتھیار اٹھائے اور پیچھے ہٹ گیا۔
بعد یوناف حمیر بن وائیل کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ ابن
اب جو کچھ تم ایرانیوں سے پوچھنا چاہتے ہو پوچھ سکتے ہو تا کہ جو کچھ میں نے کہا ہے
کی تصدیق ہو سکے۔ اس پر حمیر بن وائیل مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ یوناف میرے
بھائی تمہاری باتوں پر پورا اعتماد اور بھروسہ ہے۔ جو کچھ تم نے کہا ہے وہ یوں جانو کہ
ہے۔ پتھر پر لکیر ہے۔ جسے کوئی مٹا نہیں سکتا۔ بہر حال ان چاروں ایرانیوں سے
مطلب کی چند باتیں ضرور اگلواؤں گا۔ اس کے ساتھ ہی حمیر بن وائیل نے اپنی
نیام کی اور ان چاروں ایرانیوں کی طرف بڑھا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا اور بیٹی
تلواریں بے نیام کرتے ہوئے اپنے باپ کے ساتھ ہو لئے تھے۔
آکر حمیر بن وائیل نے ان چاروں ایرانیوں میں سے ایک کی گردن پر اپنی
رکھی۔ پھر وہ انتہائی غصیلی اور غضبناک آواز میں اسے مخاطب کر کے پوچھنے
تم کون ہو اور کس نیت سے میرے لشکر میں داخل ہوئے ہو؟ اور جس خیمے پر تم
کیا تھا اس خیمے میں قیام کرنے والے دونوں عربوں کو تم نے قتل کیوں کیا؟ حمیر
کے ان سوالات پر وہ ایرانی کچھ نہ بولا۔ بس اس نے خاموشی اختیار کئے رکھی۔
بن وائیل نے باری باری چاروں ایرانیوں سے وہ سوال کیا جب ان میں سے
کسی نے جواب نہ دیا تب حمیر بن وائیل کا غصہ اپنے عروج پر آگیا۔ پھر اس نے گرج
کر اپنے محافظوں کو حکم دیتے ہوئے کہا ان چاروں کو پکڑ کر زمین پر لٹا دو۔ اور
ان سب کا ایک ایک اعضا کاٹتے چلے جاؤ۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ جو کچھ میں ان
سے پوچھتا ہوں اس کا جواب کیوں نہیں دیتے۔ حمیر بن وائیل کا یہ حکم سن کر اس کے
محافظ ان چاروں کو پکڑ کر زمین پر لٹانے ہی لگے تھے کہ ان میں سے ایک ایرانی بولا۔ ہمیں
ذلت کی موت مت مارو۔ پوچھو تم کیا پوچھتے ہو؟ میں وعدہ کرتا ہوں کہ سب کچھ سچ سچ
بتاؤں گا۔ اس پر حمیر بن وائیل پھر بولا اور کہنے لگا۔
سنو! میرا نام حمیر بن وائیل ہے اور میں اپنے لشکر کا سردار ہوں۔ میرے ساتھ میرا
بیٹا حمیر اور بیٹی حرمہ بنت حمیر ہے۔ دیکھو جو کچھ پوچھتا ہوں سچ سچ کہنا اگر تم نے
کسی جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو بڑی ذلت کی موت رات کی اس تاریکی میں مارے
جاؤ گے۔ پہلی بات یہ بتاؤ کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ اس پر وہ ایرانی بولا۔
ہمارا تعلق ایران سے ہے اور ہمیں ہمارے بادشاہ ہرمز نے اس طرف روانہ کیا

ہے۔ حمیر بن وائیل نے پھر اسے مخاطب کر کے پوچھا۔ ادھر آنے کی تمہاری کیا
وہ ایرانی کہنے لگا۔ ہمیں ہرمز نے تمہیں، تمہارے بیٹے اور تمہاری بیٹی کو قتل کرنے
بھیجا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ تم تینوں کو قتل کر دیا جائے، تاکہ عربوں کا یہ لشکر جو بحرین
آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے منتشر ہو جائے۔ اس ایرانی نے جب یہ با
حمیر بن وائیل نے اپنے بائیں طرف کھڑے ہوئے یوناف کی طرف توصیفی انداز
پھر دوبارہ وہ ایرانیوں کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

کیا یہ حقیقت ہے کہ تم چاروں اس خیمے میں داخل ہوئے اور وہاں قیام کر
دو عربوں کو قتل کر کے تم نے خیمے میں دفن کر دیا ہے۔ یہ بھی سچ کہنا ورنہ اگر
جھوٹ بولا تو میں خیمے کی کھدائی کروا کے حقیقت جان جاؤں گا۔ اس پر وہی ایرانی
سردار یہ بھی صحیح ہے ہم اس خیمے میں داخل ہوئے۔ ہم نے اس میں قیام کر
دونوں عربوں سے تمہارے خیمے کا محل وقوع جانا اس کے بعد ہم چاروں نے ان
دونوں عربوں کا گلا گھونٹا اور پھر انہیں انہی کے خیمے میں دفن کر دیا۔ یہاں تک کہ
ایرانی جب خاموش ہوا تو حمیر بن وائیل کی آنکھوں میں غضبناکیاں اور انتقام کی آ
مارنے لگی تھی۔ تھوڑی دیر وہ خاموش رہا پھر وہ کڑک دار آواز میں اپنے محافظوں کو
کر کے کہنے لگا۔

ان چاروں کے سر قلم کر دو تاکہ ہرمز کو یہ پتہ چل جائے کہ جو جاسوس ا
ہماری طرف روانہ کیے ہیں ہم نے ان کے مقدر میں ناکامیاں اور نامرادیاں بھر
حمیر بن وائیل کا یہ حکم سن کر اس کے محافظ آگے بڑھے اور انہوں نے ان چاروں
کی گردنیں کاٹ دی تھیں۔ اس کے بعد حمیر بن وائیل بائیں طرف ہٹا۔ بڑے
شفقت میں اس نے یوناف کا ہاتھ تھاما پھر وہ اپنے خیمے کی طرف ہو لیا تھا۔ کیرش
بن حمیر اور حرمہ بنت حمیر ان دونوں کے پیچھے پیچھے ہو لئے تھے۔ دو روز تک لشکر
جگہ قیام کیا پھر لشکر بحرین کی طرف پیش قدمی کرنے لگا تھا۔ یوناف اور کیرش بھی
شامل ہو گئے تھے۔

○

رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن نے جہاں مشرق میں ایران کے شہنشاہ نرسی کے
بہترین کامیابیاں حاصل کی تھیں وہاں اس نے یورپ میں بھی اپنی کامیابیوں اور
کے علم بلند کئے۔ جس وقت ڈیوکلیشن ایرانی شہنشاہ نرسی کے خلاف برسرپیکار تھا

رومن سلطنت کے شمالی حصوں میں وحشی گال قبائل جو اب تک رومنوں کے ماتحت
تھے بغاوت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

ان گال قبائل کی بغاوت کرنے کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ رومنوں نے ان پر
ٹیکس لگا رکھے تھے۔ جو گال کے لئے ناقابل برداشت تھے۔ لہٰذا وحشی گال قبائل
سرداروں کی سرکردگی میں اٹھ کھڑے ہوئے اور رومنوں کے خلاف انہوں نے بغاوت
کر دی تھی۔ لیکن گال قبائل کی بدقسمتی کہ اس وقت تک رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن ایران
شاہ نرسی کے خلاف کامیابیاں حاصل کرنے کے بعد فارغ ہو چکا تھا۔ لہٰذا بڑی برق
اپنے لشکر کو لے کر ڈیوکلیشن یورپ کی طرف چلا گیا تھا۔

روم پہنچتے ہی ڈیوکلیشن نے جو سب سے پہلا قدم اٹھایا وہ یہ کہ اس نے اپنے دو
اور جنگجو جرنیلوں کا انتخاب کیا۔ ایک کا نام میکسمیون اور دوسرے کا نام کراسیور
میکسمیون کو اس نے بری افواج کا کماندار مقرر کیا جب کہ کراسیور کو اس نے اپنے
کا امیر البحر مقرر کر دیا تھا اور دونوں بہترین لشکروں کو مسلح کرنے کے بعد گال
بغاوت فرو کرنے کے لئے روانہ کر دیا تھا۔ گال قبائل اس قدر عسکری اور فوجی
قوت رکھتے تھے کہ وہ لگاتار کئی ماہ تک رومنوں کا مقابلہ کر سکتے تھے۔ لیکن گال
بدقسمتی کہ جس وقت رومن جرنیل میکسمیون اور کراسیور گال قبائل پر حملہ
اور گال قبائل نے ان کے ساتھ جنگ چھیڑی تو پشت کی طرف سے گال قبائل
اور خطرہ اٹھ کھڑا ہوا اس لئے کہ کچھ جرمن وحشی قبائل بڑی تیزی سے ان
طرف سے پیش قدمی کرتے ہوئے ان کی طرف بڑھ رہے تھے۔ گال قبائل کو
کہ ان کی پشت کی طرف سے وحشی جرمن قبائل آندھی اور طوفان کی طرح
آ رہے ہیں تو انہیں اپنا وجود ہی خطرہ میں محسوس ہوا۔ اس لئے کہ وہ جانتے تھے
جرمن قبائل کا مقابلہ کسی بھی صورت نہیں کر سکتے۔ دوسری طرف رومن
کو بھی احساس ہو گیا تھا کہ اگر انہوں نے جلد گال قبائل کے ساتھ صلح نہ کی تو
جرمن قبائل گال کے ساتھ ساتھ انہیں بھی روند کر رکھ دیں گے۔ لہٰذا رومنوں
گال قبائل کے سرداروں کے ساتھ گفت و شنید کی ابتدا کی جو کامیاب رہی۔ گال
عائد کئے گئے تھے ان میں نرمی کی گئی اور گال قبائل کے جو باغی سردار تھے
رومن جرنیل میکسمیون اور کراسیوز کے سامنے آ کر اپنے گزشتہ رویہ کی معافی
گی۔ اس طرح گال اور رومن ایک بار پھر متحد ہو کر حملہ آور دشمنوں کا مقابلہ
کے لئے تیار ہو گئے تھے۔

گو جرمنی، فرانس اور برطانیہ ان دنوں پوری طرح رومنوں کے ماتحت
جرمنی کے شمالی علاقوں سے وقتاً فوقتاً باغی قبائل اٹھ کر رومنوں کے لئے مع
دشواریوں کا باعث بنتے رہے تھے۔ جن دنوں وحشی جرمن قبائل دریائے رائن کی
بڑھ رہے تھے اور رومنوں اور گال نے ان کا مقابلہ کرنے کے لئے آپس میں ا
تھا۔ انہی دنوں ایسا ہوا کہ ان گمنام وحشی جرمن قبائل کے پیچھے ہی پیچھے ایک اور
اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ بھی وحشی قبائل تھے۔ ان وحشی قبائل میں فرینک، المانی اور برگ
تھے۔ یہ تینوں نسل کے وحشی قبائل بھی گمنام جرمن وحشی قبائل کے ساتھ آ
کے اندر رومن مقبوضات پر حملہ آور ہو کر ان وحشی قبائل نے دور دور تک
بربادی کا کھیل کھیلا اور ہر طرف انہوں نے رومنوں کی لاشیں بکھیر دیں۔

پھر ان وحشی قبائل نے دریائے رائن کو عبور کیا۔ پہلے رومن جرنیل کرا
آگے بڑھ کر ان کی راہ روکنا چاہی لیکن فرینک المانی برگنڈی اور دیگر جرمن و
نے کراسیوز اور اس کے بحری بیڑے کو بدترین شکست دی۔ کراسیوز کی شکست
رومنوں کو وحشی قبائل کی طاقت اور قوت کا احساس ہوا لہٰذا کراسیوز اور میکسیمین
جرنیل اپنے لشکروں کو ملا کر ایک متحدہ طاقت بننے پر مجبور ہوئے۔ انہی دنوں
ڈیوکلیشن نے میکسیمین اور کراسیوز کی مدد کے لئے اٹلی سے ایک اور لشکر روانہ
طرح یہ تینوں لشکر متحد ہو کر ایک بار پھر وحشی قبائل فرینک، المانی اور برگنڈی
آئے لیکن اس وقت تک دیر ہو چکی تھی۔ اس لئے کہ یہ وحشی قبائل دور دور
آور ہو کر اپنے لئے بہترین خوراک اسلحہ اور ضرورت کی دیگر اشیاء حاصل کر
جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے پاس اس قدر مال و دولت جمع ہو گیا ہے کہ وہ
حرکت نہیں کرسکتے تو وہ خود ہی لوٹ مار کا سامان سمیٹتے ہوئے جس سمت سے آ
سمت لوٹ گئے۔ اس طرح ان وحشی قبائل کے واپس چلے جانے کے بعد رومنوں
سرحدیں ایک بار پھر محفوظ ہو گئیں تھیں۔

ایک کامیاب حکمران کی حیثیت سے ڈیوکلیشن رومنوں پر حکومت کرتا رہا
ماندہ دور امن و سلامتی میں گزرا۔ اس لئے کہ مشرق میں کوئی ایسی قوت اب با
تھی جو اس کے خلاف سر اٹھاتی۔ شمال کے وحشی قبائل بھی جن میں خصوصیت
فرینک، المانی، برگنڈی، گال اور سیمسین شامل تھے وہ بھی لوٹ مار کرنے کے بعد
دشوار گزار کوہستانی سلسلوں کی طرف چلے گئے تھے۔ اس طرح ڈیوکلیشن کی موت
قسطنطین رومنوں کا شہنشاہ بنا۔

قسطنطین پہلا رومن حکمران تھا جس نے باقاعدہ عیسائی مذہب اختیار کیا۔ اس کے
عیسائیت اختیار کرنے کی وجہ سے رومن سلطنت میں بڑی تیزی کے ساتھ عیسائیت پھیلنے لگی
تھی۔ قسطنطین نے ایشیاء میں قسطنطنیہ نام کا شہر بھی آباد کیا۔ بڑی تیزی سے اس نے اپنے
لشکروں کی طاقت بڑھاتے ہوئے اپنی عسکری قوت میں اضافہ کیا۔ اب وہ دنیا بھر کے
عیسائیوں کا پاسبان اور محافظ ہونے کا دعویٰ کرنے لگا تھا۔

○

حمیر بن وائیل کی سرکردگی میں عربوں کا لشکر صحرا کے وسیع خطوں کو روندتا ہوا جب
عرب کے سمندر کے کنارے کے قریب پہنچا تو ایرانی لشکر اس کی راہ روک کھڑا ہوا حمیر بن
وائیل نے فوراً وہاں اپنے لشکر کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ دوسری طرف راہ روکنے
والے ایرانی لشکر بھی اپنی صفیں درست کرنے لگا تھا اس موقع پر حمیر بن وائیل اپنے قریب
کھڑے یوناف کی طرف آیا اور اسے مخاطب کرکے کہنے لگا۔

یوناف! اب جب کہ میں تجھے اپنے بیٹے کی طرح سمجھنے لگا ہوں۔ تم پر کامل بھروسہ
اور اعتماد کرتا ہوں اس لئے کہ تو مجھ پر ایسے احسان کرچکا ہے جن کا اتارنا میرے بس کی
بات نہیں اس موقع پر میں تم سے یہ جاننا چاہوں گا کہ کیا اس ایرانی لشکر کے مقابلہ میں تم
میرا ساتھ دو گے۔ اس پر یوناف بڑی نرمی، بڑی اپنائیت میں کہنے لگا۔

اے ابن وائیل! میں کیوں تمہارا ساتھ نہ دوں گا۔ میں اور کیرش تو تمہارے لشکر
میں شامل ہی اس لئے ہوئے ہیں کہ ہم ایرانیوں کے مقابلہ میں تمہاری کامیابیوں اور
کامرانیوں کے متمنی ہیں۔ اس پر حمیر بن وائیل خوشی اور سکون کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے

یوناف! تو نے اپنے فیصلہ، اپنی گفتگو سے میرا دل خوش کر دیا ہے میں چاہتا ہوں کہ
اس راہ روکنے والے ایرانی لشکر کے مقابلہ میں اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کروں۔
ایک حصہ اپنے پاس، دوسرا تیرے پاس اور تیسرا اپنے بیٹے یعوب بن حمیر کی سرکردگی میں
اور اس کے بعد میں ان ایرانیوں سے جنگ کی ابتدا کروں۔ اس پر یوناف کہنے لگا تم ایسا کر
اے ابن وائیل میں اپنے حصے کے لشکر کی کمانداری خوب کروں گا۔ اور میں تمہیں یقین
دلاتا ہوں کہ ہم بہت جلد اس ایرانی لشکر کو شکست دے کر اپنے سامنے سے بھاگنے پر مجبور
کر دیں گے۔

حمیر بن وائیل بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ یوناف تمہاری گفتگو،

تمہارے فیصلہ سے مجھے اپنی کامیابیاں اور اپنی فتح مندی صاف دکھائی دینے لگی ہے
میرے ساتھ آؤ تاکہ لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کریں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف
کیرش حمیر بن وائیل' یعوب بن حمیر اور حرمہ بنت حمیر کے ساتھ ہو لئے تھے۔
وائیل نے فی الفور اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ اس نے اپنا
رکھا' دوسرا یوناف کی کمانداری میں دے دیا اور تیسرا یعوب بن حمیر کے ماتحت رکھا گیا
اس کے بعد دونوں لشکروں نے اپنی اپنی صفیں درست کیں اور جنگ کی ابتدا ہوئی۔

حمیر بن وائیل نے اپنے حصہ کے لشکر کو وسط میں رکھا دائیں طرف یوناف
کیرش اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ اور بائیں طرف یعوب بن حمیر اور حرمہ بنت حمیر
کی کمانداری کر رہے تھے۔ جنگ کی ابتدا ایرانیوں نے کی۔

ایرانی لشکر کا کماندار اپنے لشکر کے وسط میں تھا اور وسط میں ہی جنگ کے
ڈھول' تاشے پیٹتے ہوئے جنگ کی ابتدا کی اور اپنے لشکر کو اس نے حملہ آور ہونے کا
تھا۔ یہ حکم ملتے ہی ایرانی لشکر منجمد و رایگاں کر دینے والے جذبوں' بے برگ و
کرتی آندھیوں تزئین گلستان کو سسکتی ویرانیوں اور مقتل وقت میں تبدیل کرتے طوفانوں
طرح عربوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔

پر وہ عرب بھی عجیب مٹی کے بنے ہوئے تھے انہوں نے بڑی جراتمندی کا
کرتے ہوئے ایرانیوں کے لشکر کو روکا وہ شب کے صحرا میں سنگ طلسمات کی دیواروں
وقت کی جھنکار میں' اجالوں کے ثمر اور آندھیوں کے سفیر بن کر ایرانیوں کے خونخوار
کو روک رہے تھے۔

تھوڑی ہی دیر کی جنگ کے بعد عرب خوابیدہ مشیت میں تابندہ حقیقتوں' آنکھوں
آبگینوں میں گوہر تابدار کی طرح حرکت میں آئے۔ پھر انہوں نے ادراک کے اصولوں
کامرانیوں کے رسولوں' طوفانوں کے عناصر اور اعلان سحر کی طرح جوابی حملہ کر دیا تھا۔
حملہ کرتے ہی عرب ایرانیوں کی صفوں میں یاسیت و نا آسودگی کی پرچھائیوں اور غموں
دھوپ کی طرح گھسنے لگے تھے۔

عربوں کے اس جوابی حملہ سے میدان جنگ میں ایسی کیفیت طاری ہو گئی تھی
اجالوں کے صحرا میں گمان کے اندھیرے رقص کرنے لگے ہوں۔ جیسے حرفوں کے خدوخال
میں بہری' گونگی تاریکیاں زخموں کی قبائیں بڑی تیزی سے کھولنے لگی ہوں۔ کافی دیر تک
جنگ جاری رہی یہاں تک کہ ایرانیوں نے محسوس کیا کہ آہستہ آہستہ عرب ان کی اگلی
صفوں کا خاتمہ کرتے ہوئے پچھلی صفوں پر زور ڈالنے لگے ہیں۔ یہ صورتحال ایرانیوں

لیا" شکستگی اور دل برداشتگی کا باعث تھی۔

بحرین کے سمندر کے قریب کھلے اور تپتے صحراؤں کے اندر عربوں اور ایرانیوں کے
یہاں یہ ہولناک جنگ کافی دیر تک جاری رہی جنگ کی ابتداء کرتے وقت ایرانیوں کو پورا
پورا بھروسہ اور اعتماد تھا کہ وہ عربوں کے اس حملہ آور گروہ کو شکست دے کر اسے بحرین
کی طرف پیش قدمی کرنے سے روک دیں گے۔ لیکن جنگ جب اپنے شباب اپنے عروج پر
آئی تو ایرانیوں کے سارے حوصلے ان کے سارے گمان ان کی ساری امیدیں ان کی ساری
یں تنکوں کی طرح بہہ کے رہ گئی تھیں۔

دوسری طرف عرب اپنے پورے ولولوں' اپنی پوری جراتمندی کے ساتھ اپنی خمدار
برساتے ہوئے ایرانیوں کا قلع قمع کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ جنگ جب اپنے پورے
آئی تو ایک موقع ایسا بھی آیا کہ حمیر بن وائیل یوناف اور یعوب بن حمیر نے آپس
صلاح مشورہ کرنے کے بعد اپنے لشکر کو پھیلانا شروع کر دیا۔ پھر سامنے کی طرف سے
بن وائیل' دائیں طرف سے یوناف اور بائیں طرف سے یعوب بن حمیر آندھی اور
طوفانوں اور آگ کے شرر کی طرح ایرانیوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ اب تین اطراف سے
ایرانیوں کا قتل عام شروع ہو گیا تھا۔

ایرانی کچھ دیر اس تین اطراف کے حملہ کو برداشت کرتے ہوئے جنگ کرتے رہے
آخر کار صورتحال ان کے ہاتھوں سے نکلنی شروع ہو گئی۔ اس لئے کہ عربوں نے ان
صفیں مکمل طور پر ختم کر کے پچھلی صفوں پر حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا۔ یہاں
عرب بڑی تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے ایرانیوں کے وسطی حصہ تک پہنچ چکے تھے۔
انہوں نے چاروں طرف پھیل کر ایرانیوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ یہ قتل عام
ہوتے ہی ایرانی ادھر ادھر بھاگ کر اپنی جانیں بچانے لگے تھے۔ لیکن عربوں نے بڑی
ان کا تعاقب کیا۔ انہیں بھاگنے کا موقع نہ دیا اور بحرین کے سمندر کے قریب کھلے
صحراؤں کے اندر عربوں نے سارے ایرانی لشکر کا صفایا کر دیا۔

ایرانی لشکر کو شکست دینے کے بعد حمیر بن وائیل اپنے لشکر کے ساتھ صحرا کے اندر
کر گیا تھا۔ دوسری طرف ایران کے بادشاہ ہرمز کو جب اپنے چاروں جاسوسوں کے قتل
اور پھر بحرین کے سمندر کے کنارے کھلے صحراؤں میں اپنے لشکر کی شکست کی خبریں
تو وہ فوراً" ایک بہت بڑے اور جرار لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا۔ حمیر بن وائیل
صحرا کے اندر اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھا کہ ہرمز اپنے جرار لشکر کے ساتھ
پہنچ گیا اور عربوں کے اس لشکر کی راہ روک کھڑا ہوا۔

سمندر کے کنارے کے ساتھ ساتھ صحرائی پٹی میں ایک بار پھر عرب اور ایرانی ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہوئے جس ایرانی لشکر کو اس سے پہلے عربوں نے بد شکست دے کر مکمل طور پر اس کا صفایا کر دیا تھا۔ ایرانی شہنشاہ ہرمز اپنے تباہ ہونے وا لشکر سے کئی گنا بڑا لشکر لے کر عربوں کی سرکوبی کے لئے آیا تھا۔

ہرمز کا خیال تھا کہ اس سے پہلے عربوں نے جو صحرائی پٹی میں ایرانی لشکر کا خا تھا وہ عربوں سے اس کا بدترین اور بھیانک انتقام لے گا۔ لہٰذا اسی انتقام کی خاطر اس جنگ کی ابتدا کرنے میں پہل کی تھی۔ عرب پہلے ہی وہاں پڑاؤ کئے ہوئے تھے۔ لہٰذا ا کے لئے فی الفور انہوں نے اپنی صفیں درست کر لیں تھیں۔ جنگ کی ترتیب انہوں وہی رکھی۔ لشکر کا وسطی حصہ خود حمیر بن وائیل نے اپنی کمانداری میں رکھا۔ لشکر کا دا حصہ یوناف اور بایاں حصہ یعوب بن حمیر کی سالاری میں دیا گیا تھا۔

حملہ آور ہونے کا حکم ملتے ہی ایرانی اپنے سالاروں اور اپنے جرنیلوں کی سر میں پھیلتے لاوے، بدبختیوں کی اڑتی سیاہی کی طرح آگے بڑھے اور جس طرح وقت کی ٹہنیوں میں بارود کی بو، روگ کی اندھیری راتوں میں سلگتے خیالات اور قصہ الم جوش ما ہیں ایسے ہی وہ بھی آگے بڑھ کر عربوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔

عربوں نے اس بار اپنا طریقہ جنگ تبدیل کر دیا تھا۔ پہلے ٹکراؤ کے مقابلہ میں ا نے پہلے اپنے آپ کو دفاع تک محدود رکھا تھا۔ اور پھر دفاع سے نکل کر وہ جارحیت آئے تھے۔ اور ایرانیوں کو بدترین شکست دی تھی۔ لیکن اس بار وہ دفاع پر نہیں جونہی ایرانی ان پر حملہ آور ہوئے انہوں نے بھی حملہ کا جواب حملہ سے ہی دیا۔ ا نے اپنے آپ کو دفاع تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ ایرانیوں کے حملہ آور ہوتے ہی ا نے بھی اپنے ساحرانہ عمل کی ابتدا کی اور وہ بھی خاموشیوں میں ڈوبی خزاں کی شام، شور جذبات میں جان کنی کے لمحات اور ریگستانوں کی ویرانیوں میں ابد کے اسرار بھری رات کی طرح ایرانیوں پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

ایران کے شہنشاہ ہرمز نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ اس صحرائی پٹی کسی نہ کسی طرح ان عربوں کو شکست دے کر ان سے اپنا انتقام بھی لے اور بحرین طرف ان کی پیش قدمی کو بھی روک دے۔ لیکن عربوں نے اس کی ہر کوشش، اس کی جدوجہد، اس کی ہر امید اس کی ہر خواہش کو خاک میں ملا کر رکھ دیا تھا۔ جنگ طول پکڑ رہی تھی۔ اور جنگ کا طول پکڑنا ہرمز اپنے لئے خطرہ کی گھنٹی سمجھ رہا تھا۔ پھر وہ وقت آیا کہ عربوں نے ایسی جانفشانی، ایسی سرفروشی اور خونخواری سے حملے شروع کئے کہ ایرا

اگلی صفوں کے سپاہی جنگ سے منہ موڑتے ہوئے پیچھے ہٹنے لگے تھے۔ ان کا پیچھے ہٹنا اگلی صفوں کی بدنظمی اور افراتفری کا باعث بننے لگا تھا۔

اگلی صفوں کا پیچھے ہٹنا تھا کہ عرب شیر ہو گئے انہوں نے پہلے کی نسبت زیادہ خونخواری سے حملہ کرنا شروع کیا اور پھر ایرانیوں کی اگلی صفوں کو مکمل طور پر کاٹنے کے بعد ایرانی لشکر کے وسطی حصہ پر اس جگہ حملہ آور ہونا شروع ہو گئے تھے جہاں ہرمز اپنے دستوں کے ساتھ بچے کھچے لشکر کو جنگ کی ہدایات دے رہا تھا۔ عربوں کے سالار حمیر بن وائیل نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ اگر وہ اس جنگ میں ہرمز کو قتل کر دے تو ایرانیوں کی شکست یقینی ہو جائے گی۔ اس لئے کہ اگلی صفوں کے کچلے جانے کے باوجود ایرانیوں کے لشکر کی تعداد اب بھی عربوں کے مقابلہ میں کئی گنا زیادہ تھی۔

ان خیالات کے تحت حمیر بن وائیل حرکت میں آیا۔ اپنے حفاظتی دستوں کے ساتھ آندھی اور طوفان کی طرح وہ ایرانی لشکر کے وسطی حصہ میں گھسا اور عین ہرمز کے سر پر جا پہنچا۔ ہرمز نے جونہی عربوں کے سالار کو حملہ آور ہوتے دیکھا اس نے پیچھے ہٹنا چاہا لیکن حمیر بن وائیل نے اسے ایسا نہ کرنے دیا اور اپنے دستوں کے ساتھ اس خونخواری سے حمیر بن وائیل حملہ آور ہوا کہ ہرمز اس کا مقابلہ نہ کر سکا اور حمیر بن وائیل نے تلوار مار کر ہرمز کا کام تمام کر دیا تھا۔ اس جنگ میں ایران کے شہنشاہ ہرمز کے مارے جانے کے ساتھ ہی ایرانی لشکر میں افراتفری اور بدنظمی پیدا ہو گئی تھی اور وہ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ حمیر بن وائیل نے تھوڑی دیر تک بھاگتے ایرانیوں کا تعاقب کیا پھر وہ واپس آ گیا۔ ایرانیوں کے چھوڑے ہوئے خوراک اور اسلحہ کے بے شمار ذخائر ہاتھ لگے تھے۔ اس طرح دوسری جنگ میں عربوں نے نا صرف ایرانیوں کو بدترین شکست بلکہ ان کے شہنشاہ ہرمز کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

اب بحرین کی طرف پیش قدمی کرنے والے ان عربوں کے لئے میدان صاف تھا۔ ان کے لئے کوئی قوت اب ایسی نہ تھی جو بحرین کی طرف ان کی پیش قدمی کو روک سکتی حمیر بن وائیل کی سرکردگی میں عرب بحرین میں داخل ہوئے۔ بحرین میں جو ایرانیوں کا لشکر تھا اسے بھی حمیر بن وائل نے بدترین شکست دی اس طرح تاریخ میں پہلی بار ایرانیوں کو پے در پے شکستیں دینے کے بعد عربوں نے بحرین پر قبضہ کر لیا تھا۔ یوناف اور وائیل نے بھی بحرین ہی میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ہرمز ایران کا پہلا شہنشاہ ہے جس کے سکوں پر بادشاہ اور ملکہ دونوں کی شبیہیں موجود ہیں۔

ہرمز کی موت کے بعد اس کا بیٹا آذر نرسی تخت نشین ہوا۔ یہ انتہائی ظالم انتہائی جابر

شخص تھا۔ اس نے حکومت کا آغاز ہی بے رحمی اور سفاکی سے کیا ذرا ذرا سی بات پر ہو جاتا تھا۔ اور سر قلم کروا دیتا تھا۔ امراء کو وہ شاہی اقتدار کی راہ میں حائل سمجھتا تھا لئے بعض امراء بھی اس کے ہاتھوں مارے گئے۔ آخر امراء نے آپس میں صلاح کرنے کے بعد آذر نرسی کو قتل کروا دیا اور اس کے ایک بھائی کو اندھا کر دیا۔ ایک بھائی امراء سے بھاگ کر اٹلی میں رومنوں کے یہاں پناہ گزین ہو گیا تھا۔

ہرمز کی اولاد میں سے اب کوئی اور نہ بچا جسے تخت نشین کیا جاتا اس اثناء میں دوئم کی ملکہ سے متعلق پتا چلا ہے کہ وہ امید سے ہے۔ آتش پرستوں کے معبدوں نے کو دیکھتے ہوئے پیش گوئی کی کہ ملکہ کے بطن سے لڑکا پیدا ہو گا چنانچہ پیدا ہونے والے لڑکے کو بادشاہ سمجھ کر شاہی تاج ملکہ کی خوابگاہ میں آویزاں کر دیا گیا تھا۔

قدرت نے معبدوں کی پیش گوئی پوری کر دی اور ملکہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام شاہ پور رکھا گیا۔ شاہی تاج اب اس شاہ پور کے گھوارہ کی زینت بنا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ شاہ پور پہلا اور آخری بادشاہ تھا جس کو شکم مادر ہی میں بادشاہ تسلیم کر لیا گیا تھا۔

شاہ پور چونکہ اپنی پیدائش سے پہلے ہی شہنشاہ تسلیم کر لیا گیا تھا لہٰذا اپنی پیدائش سے پہلے سے لے کر اپنی موت تک تقریباً ۷۰ برس تک شہنشاہ رہا جب تک وہ بالغ نہ ہوا اس کی مادر ملکہ امراء سلطنت کے مشورہ سے ایران پر حکومت کرتی رہی۔

شاہ پور بچپن ہی میں بڑا ہونہار تھا۔ مورخین اس کے بچپن کی روایت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ شاہ پور پانچ سال کا تھا کہ ایک رات وہ مدائن کے شاہی محل کی چھت پر سو رہا تھا۔ دفعتاً باہر سے کچھ شور سنائی دیا۔ جس پر شاہ پور کی آنکھ کھل گئی اور اس نے اپنے خدام سے پوچھا یہ شور کیسا ہے؟

اس کے پوچھنے پر خدمتگاروں نے بتایا کہ لوگ دجلہ کے پل پر سے گزر رہے ہیں کچھ لوگ آ رہے ہیں کچھ جا رہے ہیں۔ اس وجہ سے پل پر ہجوم ہو گیا ہے۔ جس کی بنا پر لوگ گزرنے میں وقت محسوس کر رہے ہیں۔ اس لئے شور ہو رہا ہے۔

شاہ پور نے یہ بات دل میں بٹھا لی۔ دوسرے روز جب دن نکلا تو اس نے اپنے وزیر کو بلوایا اور حکم دیا کہ دجلہ پر ایک پل اور بنوا دیا جائے۔ ایک پل آنے والوں کے لئے اور دوسرا جانے والوں کے لئے۔ دوسرا پل بادشاہ کے حکم کے مطابق فی الفور تیار کر دیا گیا۔ جس سے لوگ بہت خوش ہوئے اور لوگوں کو دریائے دجلہ کو عبور کرتے ہوئے آنے جانے میں آسانی ہو گئی تھی۔

○

...رومنوں نے اس سے پہلے ایرانیوں کے ساتھ بڑی زیادتیاں کر رکھی تھیں۔ کئی ...الوں نے ایرانیوں کو شکست دی اور ان کے کئی صوبوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن ...کے پہنچنے کے کئی سال بعد تک شاہ پور رومنوں کے خلاف کوئی انتقامی جنگ ...نہیں کر سکا تھا۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ شروع کے دور میں وہ اپنی مالی مشکلات پر قابو ...مصروف رہا پہلی مشکل امراء کی تھی جو اس کے ابتدائی زمانے میں بہت زور پکڑ

...اول دور کی یہ خصوصیت چلی آ رہی تھی کہ جب کوئی بادشاہ کمزور ہونے کی وجہ ...من مانی کرنے کی اجازت دے دیتا تو بغاوت کا خطرہ پیدا ہو جایا کرتا تھا۔ شاہ ...ائی زمانہ میں بھی امراء نے اقتدار حاصل کرنا چاہا تھا۔ لیکن سولہ سال کی عمر ...میں اس نے امراء کے اقتدار کو محدود کر دیا بلکہ ان کے دلوں میں بھی اپنے ...ال دی۔

...مالی مشکلات پر قابو پانے کے بعد اس نو عمر بادشاہ نے عربوں سے اپنے ملک کی ...محفوظ کیا وہ اس طرح کہ بحرین پر عربوں نے قابض ہونے کے بعد وہاں اپنا ایک ...بنا لیا۔ پھر وہ وہاں سے چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں نکل کر ایرانی سرحدوں پر حملہ ...اور دور تک لوٹ مار کا بازار گرم کر دیتے تھے۔ اس طرح عربوں کے ان حملوں ...اکثر سرحدیں غیر محفوظ ہو کر رہ گئی تھیں۔ شاہ پور نے عربوں کے ان حملوں ...لئے پہلا کام یہ کیا کہ اس نے بے شمار کشتیاں تیار کروائیں۔ ان کشتیوں میں ...مسلح جوان بٹھائے اور جونہی چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں عرب بیٹھ کر اس کی ...حملہ آور ہونے کی کوشش کرتے ایرانی لشکری ان پر حملہ آور ہو کر انہیں مار ...طرح انتظام سے شاہ پور نے اپنی ملک کی سرحدوں کو بحرین کے عربوں سے ...لیا تھا۔

...کے عربوں سے اپنے ملک کی سرحدوں کو محفوظ کرنے کے بعد شاہ پور رومنوں ...متوجہ ہوا ان دنوں قسطنطین اعظم رومنوں کا شہنشاہ تھا جس نے اپنے نام پر ...شہر بسایا تھا۔

...رومنوں کا نیا شہنشاہ قسطنطین بنیادی طور پر بلقان کا رہنے والا ایک معمولی اور دوغلا ...جس نے اپنی ذاتی قابلیت کی بناء پر ترقی کرتے کرتے رومنوں کا تاج و تخت ...لیا تھا۔ قسطنطین جب رومنوں کا شہنشاہ بنا تو حسب دستور اس کے لئے روم کے ...کے پاس ایک فتح کی محراب تعمیر کی گئی۔ شہنشاہ بنتے ہی قسطنطین نے محسوس کیا

کہ اس کی سلطنت میں خصوصیت کے ساتھ یورپی شہروں میں سکون و جمود پیدا ہو چلا
وہ دیکھ رہا تھا کہ میلان سے لے کر کولون تک جتنے شہر وجود پذیر ہوئے تھے ان کا
صرف یہ تھا کہ وہاں فوج رہ سکے اور تجارتی قافلوں کی آمدورفت میں کوئی خلل پیدا نہ
سب سے پہلے قسطنطین کا ارادہ تھا کہ وہ دریائے ڈینیوب کے کنارے اس قص
قریب کوئی بڑا شہر تعمیر کرے جہاں وہ پیدا ہوا تھا۔ لیکن بعد میں وہ اپنے اس ارادہ
رہا اس لئے کہ دریائے ڈینیوب کے کنارے کا یہ علاقہ ہر وقت خطرہ سے دو چار رہتا
کیونکہ شمال کے وحشی قبائل اکثر و بیشتر دریائے ڈینیوب اور دریائے رائن ہی کے را
سے اتر کر رومن سلطنت پر حملہ آور ہوتے رہے تھے۔

بلقان کے بعد کئی ایک جگہیں قسطنطین کے زیر غور تھیں جہاں وہ اپنا نیا مرکزی
تعمیر کرنا چاہتا تھا۔ ان میں اسکندریہ' افی سوس اور انطاکیہ جیسے پر رونق اور مشہور شہر
تھے۔ لیکن آخر کار ان شہروں کو بھی قسطنطین نے رد کر دیا وہ چاہتا تھا کہ نیا دارالحکو
کسی ایسے مقام پر بنایا جائے جسے مشرقی تجارت میں مرکز کی حیثیت حاصل ہو اور جو
حملوں کے تلاطم سے محفوظ ہو۔ اس مقصد کے لئے قسطنطین کی توجہ کچھ مدت کے لئے
پہاڑی پر بھی جمی رہی جہاں بہت عرصہ پہلے کبھی ٹرائے شہر آباد تھا۔ یہ بہت قدیم شہر
جہاں کبھی ہیلن کی وجہ سے ایک طویل جنگ ہوئی تھی اس شہر کو ایلین بھی کہہ کر پکارا
تھا۔

اپنے نظریات کے لحاظ سے قسطنطین بڑا سخت' بڑا جابر اور بڑا شکی انسان تھا۔
بناء پر اس نے ٹرائے کو بھی رد کر دیا۔ انہی دنوں جب کہ وہ اپنے نئے دارالحکومت کے
سرگرداں تھا اس کی زندگی کے دو بڑے حادثے اسے پیش آئے۔ پہلا حادثہ اس کے
کرسپس کی موت اور دوسرا حادثہ اس کی ہر دلعزیز بیوی فاشا کی موت تھی۔ جس کی تفص
کچھ یوں تھی۔

فاشا قسطنطین کی دوسری نو عمر اور انتہائی خوبصورت بیوی تھی لیکن یہ اخلاقی کمزور
کا شکار تھی۔ اس فاشا نے قسطنطین کے بڑے بیٹے کرسپس سے ناجائز تعلق قائم کرنے کی
کوشش کی لیکن قسطنطین کے بیٹے کرسپس نے اپنی سوتیلی ماں سے ناجائز تعلق استوار کر
سے جب انکار کر دیا تو فاشا نے الٹا کرسپس پر الزام لگایا کہ وہ اسے بے آبرو اور بے عز
کرنا چاہتا تھا۔ اس انکشاف پر قسطنطین آپے سے باہر ہو گیا اور اس نے اپنے ہاتھ
اپنے بیٹے کرسپس کی گردن کاٹ دی۔

بعد میں فاشا نے محل کے ایک غلام ہی سے تعلقات قائم کر لئے لیکن فاشا ک

ان تعلقات کا علم قسطنطین کو بھی ہو گیا لہٰذا قسطنطین نے ایک حمام کو خوب گرم
گرم حمام میں اپنی بیوی فاشا کو بند کر دیا یہاں تک کہ وہ اسی حمام کے اندر دم
گئی تھی۔

قسطنطین اپنے نئے مرکزی شہر سے متعلق کوئی فیصلہ نہ کر پایا اس لئے کہ تخت نشین
ہی رومن سلطنت میں اس کے لئے گوناگوں مسائل اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔
اس کا سب سے پہلا مسئلہ یہ تھا کہ رومنوں کے ایک جرنیل میکسی نیوس نے
کا اعلان کر دیا۔ یہ میکسی نیوس ان دنوں شمالی اٹلی میں ایک بہت بڑے لشکر کی
رہا تھا۔ اور دوسری بڑی مصیبت قسطنطین کے لئے یہ اٹھ کھڑی ہوئی کہ
دو دوسرے بڑے جرنیل گلیریوس اور لیسی نیوس نے بھی اس موقع پر قسطنطین
میکسی نیوس کا ساتھ دینے کا عزم کر لیا۔ میکسی نیوس کے شہنشاہ ہونے کا دعویٰ
دوسرے دو جرنیلوں کا ان کا ساتھ دینے کی وجہ سے رومن سلطنت میں قسطنطین
مسائل ہی مسائل اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

قسطنطین نے ہمت نہیں ہاری۔ اس نے چالیس ہزار رومنوں پر مشتمل ایک
تیار کیا اور میکسی نیوس سے نپٹنے کے لئے وہ شمالی اٹلی کی طرف بڑھا۔ میکسی
نے رومن شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔ اس وقت اس کے پاس بہترین
تھی تاہم شمالی اٹلی کے کوہستانی سلسلوں کے اندر قسطنطین اور میکسی نیوس کے
ہولناک جنگ ہوئی جس میں قسطنطین فتح مند رہا اور میکسی نیوس کو بدترین شکست
نیوس اس جنگ میں مارا گیا۔ شہروں کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا لیا۔
باقی دو مخالف جرنیل رہ گئے تھے۔ ایک گلیریوس اور دوسرا لیسی نیوس۔ گلیر
جرنیل تھا جو پہلے رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن کی طرح عیسائیت کا بدترین دشمن تھا۔ جس
ڈیوکلیشن نے اپنے دور حکومت میں ناصرف یہ کہ عیسائیوں پر مظالم کئے بلکہ ان کے
کو مسمار کیا اس طرح گلیریوس بھی عیسائیت کا مخالف اور ان کے گرجوں اور
خانقاہوں کو مسمار کرنے کا شوقین تھا۔ جب کہ دوسری طرف قسطنطین بڑی تیزی سے
کی طرف جھکاؤ کرتا جا رہا تھا۔ قسطنطین کی خوش قسمتی کی گلیریوس ان دنوں شمالی
ایک گمنام قصبہ میں قیام کئے ہوئے تھا۔ کسی گمنام شخص کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس
لیسی نیوس کے بعد گلیریوس سے بھی قسطنطین کی جان بھی چھوٹ گئی تھی اب باقی
لیسی نیوس رہ گیا تھا جسے قسطنطین اپنا بدترین دشمن خیال کرتا تھا۔
لیکن قسطنطین لیسی نیوس کو ہاتھ نہیں ڈالنا چاہتا تھا اس لئے کہ رومنوں کا ایک بہت

بڑا لشکر میسی نیوس کا حامی تھا۔ جنگ کی صورت میں میسی نیوس قسطنطین کے لئے
کھڑی کر سکتا تھا۔ لہٰذا قسطنطین نے میسی نیوس کو رومن سلطنت کے شمالی حصوں
لشکروں کے ساتھ پڑے رہنے دیا جو اس کی کمانداری میں کام کر رہے تھے۔

انہی دنوں ایک حادثہ رونما ہوا جس نے قسطنطین کے دل میں میسی نیوس
شبہات اور نفرت پیدا کر دی اور وہ اس طرح کہ میسی نیوس نے اپنے بھائی سین
ذریعہ قسطنطین کی بہن اناس تاسیہ کے شوہر باسیانوس سے ساز باز کرنی شروع کر دی
کو یہ ترغیب دی کہ اگر وہ قسطنطین کو موقع جان کر قتل کر دے تو اس کی حیثیت
سلطنت میں رومن شہنشاہ کے بعد سب سے زیادہ ہو گی۔ باسیانوس اس سازش میں
چاہتا تھا کہ قسطنطین کے خلاف حرکت میں آئے لیکن اس دوران قسطنطین کو اس
علم ہو گیا۔ لہٰذا اس نے اپنے بھائی باسیانوس کو گرفتار کر کے موت کے گھاٹ ا
چونکہ اس سازش میں میسی نیوس کا بھائی سین سیو بھی شامل تھا لہٰذا قسطنطین نے میسی
سے اس کے بھائی سین سیو کو طلب کیا تاکہ اسے بھی موت کے گھاٹ اتار جائے
اس کے خلاف سازش میں شامل تھا۔ لیکن میسی نیوس نے اپنے بھائی سی سیو کو
کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ جس پر قسطنطین نے میسی نیوس کے خلاف اعلان
کر دیا تھا۔

قسطنطین اپنے لشکر کے ساتھ روم سے نکلا اور شمال کی طرف بڑھا دوسری طرف
نیوس بھی اپنے جرار لشکر کے ساتھ شمال سے جنوب کی طرف بڑھا۔ اٹلی کے وسطی
میں قسطنطین اور میسی نیوس کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ یہ جنگ لگاتار کئی دن
جاری رہی جس میں قسطنطین فتح مند رہا اور میسی نیوس کو بدترین شکست ہوئی۔
کھانے کے بعد میسی نیوس اپنے لشکر کے ساتھ بلقان کی طرف بھاگ گیا تھا۔

لیکن بلقان جا کر بھی میسی نیوس چین سے نہ بیٹھا اور لگاتار اپنے لشکر میں اضا
کرتے ہوئے اس نے اپنی قوت میں اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ جب ا
نے دیکھا کہ اس کے ساتھ کافی بڑا لشکر ہو گیا ہے تو پھر اس نے قسطنطین کے خلاف اعلا
جنگ کر دیا تھا۔ قسطنطین ایک بار پھر اپنا لشکر لے کر نکلا۔ اینڈیا نوپل اور فلبوپولس شہ
کے درمیان قسطنطین اور میسی نیوس کے درمیان ایک بار پھر ہولناک جنگ ہوئی۔ اس جنگ
میں پھر قسمت نے قسطنطین کا ساتھ دیا۔ میسی نیوس کو شکست ہوئی لیکن روم کے کچھ
لوگوں کے بیچ میں پڑنے سے قسطنطین اور میسی نولیس کے درمیان صلح ہو گئی۔ اس طرح
توقع کی جانے لگی تھی کہ اب رومن سلطنت میں امن و امان بحال ہو جائے گا۔

لیکن اسی دوران ایک اور تنازعہ اٹھ کھڑا ہوا جس نے ایک بار پھر رومہ کے امن کو
برباد کر دیا تھا۔ وہ اس طرح کہ رومن سلطنت میں اس وقت عیسائیت کی دو شاخیں
تھیں۔ ایک آرتھوڈیکس دوسری مشرقی عیسائیت۔ اٹلی میں کچھ گرجوں کے
عیسائیت کے ان دونوں گروہوں میں تنازعات اٹھ کھڑے ہوئے۔ قسطنطین نے
کو بہتر طور پر حل کرنے کے لئے یہ معاملہ روما سلطنت کے عیسائی بشپ کے
لیکن جب عیسائیوں کے دونوں گروہوں نے بشپ کا فیصلہ ماننے سے انکار کر دیا
امن کی بحالی کے لئے قسطنطین نے خود اپنی طرف سے فیصلہ کیا اور اپنی فیصلہ کو
زبردستی منوایا۔ یہ فیصلہ چونکہ قسطنطین نے آرتھوڈیکس عیسائیوں کے حق میں دیا
مشرقی عیسائیت کے علمدار قسطنطین کے خلاف ہو گئے۔ میسی نیوس نے افراتفری
سے فائدہ اٹھایا اور اس نے مشرقی عیسائیت کے علمدار کی حمایت کا اعلان کر
قسطنطین کے دل میں ایک بار پھر میسی نیوس کے خلاف نفرت کا لاوہ اٹھ کھڑا ہوا۔
تک رہتا تو شاید قسطنطین اور میسی نیوس کی جنگ نہ ہوتی لیکن میسی نیوس نے
ایک اور تنازعہ کھڑا کر دیا۔

اس طرح کہ جن دنوں سابق رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن کے دور حکومت میں
کے نائب اور رومنوں کے ایک بہترین جرنیل کی حیثیت سے کام کر رہا تھا ان
گال قبائل کی بہتری کے لئے بے شمار کام کئے جس بناء پر گال قسطنطین سے
کرتے تھے۔ میسی نیوس نے جب مشرقی عیسائیت کے علمداروں کے حق میں
گال قبائل نے قسطنطین کا ساتھ دیتے ہوئے میسی نیوس کی مخالف کی اس پر
اپنا لشکر لے کر گال پر چڑھ دوڑا اور ان پر حملہ آور ہوتے ہوئے ان کے اندر
بربادی کا ایک ناختم ہونے والا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ قسطنطین کو جب ان حالات
تو وہ اپنا لشکر لے کر شمال کی طرف روانہ ہوا تاکہ میسی نیوس سے جنگ کر کے
اس کا خاتمہ کر دیا جائے۔

قسطنطین نے میسی نیوس کی سرکوبی کرنے کے لئے جو لشکر تیار کیا اس میں دو سو بحری
بار برداری کے بحری جہاز، ایک لاکھ بیس ہزار پیدل فوج اور دس ہزار سوار
طرف میسی نیوس کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ قسطنطین اس سے جنگ کرنے کے
کوچ کر چکا ہے۔ لہٰذا قسطنطین سے مقابلہ کرنے کے لئے میسی نیوس نے ایک
پیدل فوج کے علاوہ پندرہ ہزار سوا اور تین سو پچاس بحری جنگی جہاز بھی تیار
قسطنطین نے روم سے کوچ کرتے ہوئے بری افواج کی کمانداری پ ہاتھ

میں رکھی تھی۔ جب کہ اپنے بحری بیڑے کا کماندار اس نے اپنے بیٹے کرسپوس کو
اس طرح قسطنطین اپنی بری اور بحری دونوں قوتوں کے ساتھ میسی نیوس کا خاتمہ کر
لئے شمال کی طرف بڑی تیزی سے پیش قدمی کر رہا تھا۔

جولائی ۳۲۳ء کو اینڈریا نوپل کے مقام پر دونوں لشکر ایک دوسرے کے آمنے
خیمہ زن ہوئے۔ باغی جرنیل میسی نیوس پر امید تھا کہ وہ انڈریا نوپل کے کھلے
میدانوں میں رومن شہنشاہ قسطنطین کو شکست دے گا۔ اس لئے کہ اس کے پیدل
ہی کی نہیں سواروں کی تعداد بھی زیادہ تھی اس کے علاوہ اس کا بحری بیڑہ بھی
بحری بیڑے سے بڑا تھا۔

ایک دن اور رات دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے سامنے خیمہ زن ہو
کیا۔ دوسرے دن جنگ کی ابتداء ہوئی اور دونوں لشکروں میں جنگ کے طبل
آوازوں میں بجنے لگے تھے۔ پھر میسی نیوس نے جنگ کی ابتداء کی اور وہ اپنے لشکر
قسطنطین اور اس کے لشکر پر تحقیر و تذلیل بھری نا دریافت ریت کی پیاس، صدا
خلاؤں میں امواج آتش کی سفاکی اور آنے والے کالے موسموں کی نوحہ گری
ہوئے بے بسی کے زہر کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

دوسری طرف رومن شہنشاہ قسطنطین بھی غلبے اور فتح کی امید لگائے بیٹھا
نے بھی اپنے آپ کو دفاع تک محدود نہیں رکھا بلکہ جونہی میسی نیوس اس پر حملہ
بھی جوابی حملہ کرتے ہوئے میسی نیوس کے لشکر پر رات کے بھاری کواڑوں پر
انسانی خون کی پروردہ آندھیوں، زوال اور انحطاط کی لہروں میں بگولوں کے رقص
اضطراب خون خون پیچ و تاب کھاتی تقدیر کے اندھے اوہام کی طرح حملہ آور ہو گیا

اینڈریا نوپل کے کھلے اور وسیع میدانوں میں قسطنطین اور میسی نیوس کے
میدان جنگ لق و دق ریت کے کہرام، تعصب کی خونخواری کی آماجگاہ سیاہ رات
خواہشوں کی پیاس اور بدبختی کے گھمبیر طلسم کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ ہر طرف
چیخوں کے کہرام ابل پڑے تھے۔ موت باہیں پھیلائے ہر سو ٹوٹی کرنوں، بکھرے
بوندوں اور صداؤں کے عکس کی طرح پھیلنے بکھرنے لگی تھی۔

میسی نیوس نے جنگ کی ابتدا کی اور وہ بڑے خونخوار انداز میں اپنے شہنشاہ
پر حملہ آور ہوا تھا۔ لیکن جب قسطنطین نے بھی جوابی کارروائی کی تو میسی نیوس اور
لشکری بوکھلا اٹھے تھے۔ کافی دیر تک اینڈریا نوپل کے میدانوں میں گھسان کا رن
اس جنگ میں میسی نیوس کو شکست ہوئی۔ اور وہ اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر

گیا وہاں اس نے مزید لشکری جمع کئے اور ایک بار پھر اس نے اپنی پوزیشن
مستحکم کر لی تھی۔

طرف قسطنطین نے بھی وقت ضائع نہیں کیا۔ اینڈریا نوپل کے میدانوں میں
شکست دینے کے بعد اس نے میسی نیوس کے پڑاؤ کی ہر چیز کو سمیٹا پھر وہ طوفانی
کی طرف بڑھا۔ جہاں میسی نیوس نے پڑاؤ کیا ہوا تھا۔ بیزنطین کے مقام پر
خون ریز جنگ ہوئی اس جنگ میں بھی قسطنطین نے میسی نیوس کو بدترین شکست
نیوس گیلی پولی کی طرف بھاگ گیا۔ اس لئے کہ وہاں اس کا بحری بیڑا لنگر انداز
کو امید تھی کہ اپنے بحری بیڑے کو ساتھ ملا کر وہ اپنی شکست کو فتح میں
کامیاب ہو جائے گا۔

طرف قسطنطین کا بیٹا کرسپوس جو رومن بحری بیڑے کا امیر البحر تھا وہ اپنے
لے کر گیلی پولی میں میسی نیوس کے بحری بیڑے کے سامنے آکر لنگر انداز
کے مقام پر دونوں بحری بیڑوں میں گھمسان کا رن پڑا۔ اتنی دیر تک خود
لشکر کے ساتھ گیلی پولی پہنچ چکا تھا۔ بہرحال اس بحری جنگ میں بھی میسی
شکست ہوئی۔ گیلی پولی میں شکست کھانے کے بعد میسی نیوس بحیرہ باسفورس کو
کے بعد ایشیا میں داخل ہوا اور کالسدان کے مقام پر اپنے بچے کھچے لشکر کے
پڑاؤ کر لیا تھا۔

میسی نیوس چین سے نہیں بیٹھا بلکہ بھاری رقوم خرچ کر کے اس نے ایشیا
کرنے شروع کیے۔ اس طرح اس نے ایک اور بہت بڑا لشکر تیار کر لیا۔
ساتھ کرا سکوپوس کے مقام پر وہ خیمہ زن ہو گیا تھا۔

جانتا تھا کہ اگر میسی نیوس کو سنبھلنے کی مہلت دی گئی تو وہ آنے والے دنوں
مصیبت اور خطرات کھڑے کر دے گا لہٰذا قسطنطین نے بھی فوراً گیلی پولی
لشکر کے ساتھ اس نے اپنے بحری بیڑے کے ذریعہ بحیرۂ باسفورس کو عبور
کوپوس کے میدانوں میں میسی نیوس کے لشکر کے سامنے آکر خیمہ زن ہوا تھا۔

۳۲۳ء کو ایشیا کی سرزمینوں میں کرا سکوپوس کے کھلے میدانوں میں ایک بار
میسی نیوس کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ بدقسمتی سے اس جنگ میں بھی
شکست ہوئی اور قسطنطین فاتح رہا۔ جنگ میں قسطنطین نے باغی میسی نیوس کو
کر لیا تھا۔

قسطنطین نے میسی نیوس کو معاف کر دیا اور اسے تھیسالونیکا کے قلعہ میں

نظر بند کر دیا لیکن قسطنطین جانتا تھا کہ اگر میسی نیوس زندہ رہا تو وہ کسی بھی
حامیوں کی مدد سے زندان سے فرار ہو کر پھر اس کے لئے خطرات کا باعث بن
لہٰذا چند ہی دن بعد قسطنطین نے میسی نیوس پر بغاوت کا مقدمہ چلایا اور اسے
گھاٹ اتار دیا۔

رومن شہنشاہ قسطنطین باغی جرنیل میسی نیوس سے فارغ ہوا ہی تھا کہ روم
میں آباد عیسائیت کے مختلف دھڑوں میں ایک بنیادی مسئلہ پر اختلافات اٹھ کھڑے
عیسائیت کے ایک گروہ کا کہنا تھا کہ حضرت عیسیٰؑ مخلوق ہیں جب کہ دوسرا گروہ
کہ نہیں وہ مخلوق نہیں بلکہ خالق ہیں۔ اس طرح ایک گروہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا
بندہ تسلیم کرنے لگا تھا۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے قسطنطین نے اپنی صدار
کے مقام پر بڑے بڑے عیسائی علماء کی ایک کانفرنس طلب کی۔ اس کانفرنس میں
و مباحثے ہوئے۔ لیکن کوئی بھی گروہ اپنے عقیدے سے ہٹنے کے لئے تیار نہ تھا
تیسرا گروہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے یہ آخری فیصلہ دے دیا کہ حضرت عیسیٰؑ نہ
بندہ بلکہ خدا کے بیٹے تھے۔ اس طرح ایک تیسرے گروہ کے اٹھنے سے یہ مسئلہ
چونکہ دب گیا تھا لہٰذا قسطنطین بھی اس مسئلہ پر خاموش ہو گیا تھا۔

○

جب قسطنطین کو کسی قدر بیرونی اور داخلی طور پر امن اور سکون حاصل
نے اپنا نیا دارالحکومت تعمیر کرنے کا عزم کر لیا۔ کیونکہ باغی جرنیل میسی نیوس
جنگوں کے دوران قسطنطین نے بیز نطین اور بحیرۂ باسفورس کا علاقہ بڑے غور او
سے دیکھا تھا لہٰذا اس نے بیز نطین کے مقام پر بحیرۂ باسفورس کے کنارے اپنا نیا دا
تعمیر کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ دارالحکومت کی اس تبدیلی کی کئی وجوہات تھیں۔
اول یہ کہ قسطنطین ایک ایسا دارالحکومت بنانا چاہتا تھا جو خود اس کے نام
اس میں کسی اور کا حصہ شامل نہ ہو اور نہ ہی وہ شہر اس کے علاوہ قدیم روایا
ہو۔ دارالحکومت کی تبدیلی کی دوسری وجہ یہ تھی کہ قسطنطین چاہتا تھا کہ نیا شہر ا
کرے جہاں عیسائیت قبول کرنے والے رومن اپنی مرضی اور اپنی خواہش کے مطا
کر سکیں۔ اٹلی میں چونکہ عیسائیت پوری طرح مقبول اور مشہور نہ ہوئی تھی اور
تک بہت سی مزاحمت کرنے والی قوتیں باقی تھیں لہٰذا بحیرۂ باسفورس کے کنار
نے نیا دارالحکومت بنانے کا فیصلہ کیا۔

دارالحکومت کی تبدیلی کی تیسری اور سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اٹلی پر شمال کی
اکثر و بیشتر وحشی قبائل حملہ آور ہوتے رہتے ہیں اور گاہے بگاہے وہ اٹلی کے
گھس کر تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلتے رہتے تھے یہ وحشی قبائل دریائے رائن
ڈینیوب کو عبور کرتے اور پھر اٹلی کے اندر دور تک خاک و خون کا کھیل کھیلتے
لئے لوٹ مار کا سامان حاصل کرتے اور پھر لوٹ جاتے۔ اس طرح شمال کے ان
قبائل نے حملہ آور ہو کر رومن سلطنت کی جڑیں کھوکھلی کرنا شروع کر دی تھیں۔
چاہتا تھا کہ دارالحکومت کسی ایسی محفوظ جگہ ہو جہاں نہ بیرونی حملہ آوروں کا کوئی
نہ ہی وحشی قبائل کے وارد ہو جانے کا کوئی خطرہ ہو۔ انہی وجوہات کی بناء پر
روم سے نکل کر بحیرۂ باسفورس کے کنارے آیا اور نئے دارالحکومت کی بنیاد ڈال
سے اس کی تعمیر کا کام شروع کر دیا تھا۔
طین کی جس قدیم بستی کے قریب قسطنطین نے اپنے نئے دارالحکومت قسطنطنیہ کی
یہ بڑی پرانی اور قدیم بستی تھی۔ شمالی یونان کے رہنے والوں کا خاصہ تھا کہ
ملک میں فتوحات حاصل کرتے تو وہاں اپنی نو آبادیاں قائم کرتے۔ ان کی دیکھا
میگارا یعنی جنوبی یونان نے بھی اپنی نو آبادیوں میں بستیاں بسانی شروع کیں۔ ایک
ارا نے آبنائے باسفورس کے دہانے پر بسائی۔ یہ ایشیا کے ساحل پر کیلشی ڈون
کوئی) کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس کے تقریباً ۳۰ سال بعد میگارا یعنی جنوبی
بادشاہ بیزاس نے بحر باسفورس کے کنارے ایک نئی بستی بسائی جس کا نام بیز نطین
طین کے قریب ہی قسطنطین نے اپنا نیا دارالحکومت قسطنطنیہ آباد کیا اس شہر
ے رومن حکومت ایک طرح سے دو حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ ایک
اٹلی میں تھی اور دوسرے مشرقی روما جو قسطنطنیہ میں تھی۔
اس شہر کو جن نادر خصوصیتوں سے قدرت نے نوازا تھا وہ غالباً کسی دوسرے شہر کو
سکیں۔ مثلاً محل وقوع اور ماحول کے اعتبار سے روئے زمین پر یہ اپنی مثال
اور پھر ایسے شہر بہت کم ملیں گے جن کی ڈھائی ہزار سال کی سرگزشت کسی نہ کسی
بندگان خدا کے لئے مفید نیز اقوام عالم کے محل رشک اور جاذب توجہ رہی

اس شہر کی دیگر سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ یہ شرق و غرب کے درمیان
تجارتی مرکز بن گیا اور یہاں کے صرف تاجر ہی نہیں بلکہ ماہی گیر بھی خوب
لگے تھے۔ یہ شہر خشکی کی ایک چھوٹی سی نوک پر تعمیر کیا گیا جو مدوجزر سے

محفوظ زمین بند سمندر میں آگے بڑھی ہوئی تھی اور یہی وہ مقام ہے جہاں تین
یورپ' ایشیا اور افریقہ زیادہ سے زیادہ ایک دوسرے سے قریب ہو جاتے ہیں۔
شاہرایں اس شہر کو جانے لگیں اور یہیں سے بڑے دریا خشکی میں اندر کی طرف
کا ذریعہ بن گئے۔ دوسرے لفظوں میں جن آبی راستوں کے ذریعے سے بڑا
ذریعے پہنچنا ممکن تھا وہ خشکی کے اس خطے کی حفاظت کا فرض بھی انجام دینے
پر قسطنطنیہ واقع ہے۔ بحر روم کی قدیم تہذیب کو غالباً" اس شہر کے علاوہ کہیں اور
رکھا جاسکتا تھا۔

○

یوناف اور کیرش نے ابھی تک بحرین ہی میں قیام کر رکھا تھا۔ ایک
سرائے سے باہر چہل قدمی کر رہے تھے جس میں ان دونوں نے قیام کیا ہوا تھا
یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ اس پر یوناف جب چونکا تو کیرش بھی متوجہ ہو گئی
کہنے والی ہے۔ ابلیکا نے تھوڑی دیر اپنا ریشمی لمس دیا پھر اس کی آواز یوناف
سے ٹکرائی۔ کیرش بھی وہ آواز غور سے سننے کی کوشش کرنے لگی تھی۔ ا
تھی۔

یوناف! میرے حبیب۔ تمہارا بدترین دشمن عزازیل ان دنوں خاموش اور
اور نہ جانے کن انجانی سرگرمیوں میں وہ مشغول ہے۔ تاہم عنقریب میں اس
گی اور تمہیں بتاؤں گی کہ وہ تمہارے خلاف کسی سازش کی تیاری میں
نہیں۔ فی الحال میں تم سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ تم دونوں کا اب بحرین میں قیام
نہیں ہے۔ یہاں بیکار پڑے رہنے سے بہتر ہے کسی جدوجہد اور سعی اور کوشش
زندگی کی ابتدا کی جائے۔ ابلیکا اتنا ہی کہہ پائی تھی کہ یوناف اس کی بات کاٹ
ابلیکا! تمہارا کیا خیال ہے بحرین سے کوچ کرنے کے بعد ہمیں کس
چاہئے۔ اس پر ابلیکا کہنے لگی۔ اس وقت دو بڑی سمتیں اور بڑی حکومتیں ہیں
تم دونوں رخ کرسکتے ہو۔ اول رومنوں کی حکومت دوئم ایران کی سلطنت۔
حکومت ان کے شہنشاہ قسطنطین کے زیر سایہ اپنے عروج کو پہنچ چکی ہے۔ اور ان
کی حدود بھی وسیع سے وسیع تر ہو چکی ہیں۔ دوسری طرف ایران کی سلطنت
تک اکثر مواقع پر رومنوں کے سامنے جھکتی اور مغلوب ہوتی نظر آئی ہے۔ اب
شہنشاہ شاہ پور بنا ہے۔ وہ اب جوان ہونے کے علاوہ جنگ کے بہترین تجربات

میرے خیال میں حالات بتاتے ہیں کہ عنقریب وہ رومن شہنشاہ قسطنطین کے خلاف
میں آئے گا اور ماضی میں جو ایرانیوں کو رومنوں کے ہاتھوں زک اور شکست اٹھانا
اس کا انتقام لے گا۔ میرے خیال میں شاہ پور ان ایرانی علاقوں کو بھی واپس لینے
کی کرے گا جو رومن ماضی میں اپنے مقبوضہ جات میں شامل کر چکے ہیں۔
ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف پھر کہنے لگا۔ ابلیکا اگر جدوجہد اور کوشش کی زندگی
کرنے کے لئے مجھے اور کیرش کو رومنوں یا ایرانیوں میں کسی ایک سلطنت کی طرف
جانا ہو گا تو پھر میں شاہ پور کا انتخاب کروں گا۔ میں نے سنا ہے کہ یہ شخص بڑا جنگجو'
سرگرم اور کچھ کر گزرنے کی آرزو اور امید رکھتا ہے۔ میرے خیال میں مجھے اور
بحرین سے کوچ کرنے کے بعد ایرانی سلطنت کے مرکزی شہر جانا چاہئے اور پھر
جائزہ لیتے ہوئے دیکھنا چاہئے کہ اگر شاہ پور اور قسطنطین کا ٹکراؤ ہوتا ہے تو کون
کون مفتوح رہتا ہے۔
یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر کے لئے رکا اور پھر سلسلہ کلام جاری
رکھتے کہہ رہا تھا۔ ابلیکا! میں یہاں سے کوچ کرنے کے بعد ایران کے شہنشاہ شاہ پور
سے ملنے کی کوشش کروں گا۔ اور اسے اس کی آئندہ جنگوں میں اس کی مشاورت کرنے کی
کوشش کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ وہ میری اس مشاورت کو قبول کرے گا اور میں اسے
رومنوں کے خلاف کامیابیوں کے لئے بہترین مشوروں سے نواز سکوں گا۔ اس پر ابلیکا فوراً"

یوناف تو نے یقیناً" میرے دل کی بات کہی ہے۔ میں بھی یہی چاہتی تھی کہ تم
رومنوں کے بجائے ایرانی سلطنت کا رخ کرو۔ اس لئے کہ ایرانی اب تک رومنوں کے
ہاتھوں مغلوب رہے ہیں۔ اور بہت سے مواقع پر رومنوں نے ایرانیوں پر حد سے بڑھ
کر زیادتی بھی کئے ہیں۔ اگر شاہ پور کی سرکردگی میں ایرانی رومنوں کے خلاف سینہ سپر ہونا
چاہتے ہیں اور اپنی ماضی کی شکستوں اور ہزیمتوں کا انتقام لینا چاہتے ہیں پھر تمہیں اور کیرش
کو ایرانی سلطنت ہی کا رخ کرنا چاہئے۔
اس پر یوناف بولا۔ ابلیکا! اب یہ آخری فیصلہ ہے کہ میں اور کیرش دونوں بحرین
سے کوچ کریں گے اور ایرانی سلطنت کے مرکزی شہر کا رخ کریں گے۔ اور آئندہ جنگوں
میں شاہ پور کو رومنوں کے خلاف بہترین مشوروں سے نوازنے کی کوشش کریں گے۔ ابلیکا
نے جب یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا تو یوناف اور کیرش دونوں اپنی سری قوتوں کو
حرکت میں لائے۔ بحرین سے وہ ایران کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

یوناف اور کیرش کے بحرین سے ایران کے مرکزی شہر مدائن پہنچنے سے ایرانیوں کا شہنشاہ شاہ پور اعظم جو دو وجوہات کی بنا پر رومنوں پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر چکا تھا پہلی وجہ یہ تھی کہ شاہ پور اعظم کے دور میں رومنوں کا شہنشاہ قسطنطین تھا۔ جس نے قسطنطنیہ کا شہر بسایا تھا۔ اس نے رومنوں میں ہمہ گیر یکجہتی پیدا کر کے عیسائیت کو رومنوں کا سرکاری مذہب قرار دے دیا تھا اور اب وہ اپنے آپ کو عیسائیت کا محافظ سمجھتا تھا۔ ایران کے عیسائیوں کی حفاظت کرنا بھی اس نے اپنے ذمہ لیا تھا۔ جو ایرانی حکومت کے اندرونی معاملات میں ایک طرح کی مداخلت تھی اس لئے ایران کا شہنشاہ شاہ پور رومنوں کے شہنشاہ قسطنطین کو اپنا بدترین دشمن خیال کرنے لگا تھا۔

شاہ پور کے رومنوں کے خلاف جنگ کی تیاری کرنے کی دوسری وجہ یہ تھی کہ دجلہ اور فرات کے درمیان پانچ صوبے جو قدیم زمانے میں ایرانیوں کے تسلط میں تھے رومنوں نے قبضہ کر رکھا تھا۔ اس سے اہل ایران کے جذبات سخت مشتعل تھے۔ اور اس انتظار میں تھے کہ کوئی ان کا ایسا حکمران آئے جو رومنوں کے خلاف اٹھے اور اپنے مفتوحہ علاقوں کو واپس لے لے۔ رومنوں کے خلاف جنگ کی ابتدا کرنے سے شاہ پور کے سامنے دو طرح کی مشکلات تھیں۔ اول یہ کہ اگر وہ رومنوں کے خلاف ابتدا نہیں کرتا تو اس کے اپنے ملک کے اندر شورش' بغاوت اور سرکشی اٹھنے کے خدشات تھے۔ اس لئے کہ ایران کے عوام بڑی سرگرمی کے ساتھ یہ مطالبہ کر رہے تھے کہ دجلہ اور فرات کے درمیان جن پانچ صوبوں پر رومنوں نے قبضہ کر رکھا ہے وہ ہر صورت میں واپس لے لینا چاہئے۔ دوسری مشکل یہ تھی کہ اگر شاہ پور رومنوں کے خلاف جنگ کی ابتدا کرتا ہے تو اس کا واسطہ رومنوں کے شہنشاہ قسطنطین جیسے حریف سے پڑتا تھا جس کی شجاعت اور تدبر کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی اور جس نے وسیع فتوحات کر کے رومن سلطنت میں خاصہ اضافہ کیا تھا۔ شروع شروع میں شاہ پور کچھ ہچکچایا۔ کچھ ایرانی روایات کے تحت کچھ حب الوطنی کے جذبے سے اپنے علاقے واپس لینے کا اس نے عزم کر لیا۔

شاہ پور کی خوش قسمتی کہ اچانک ۳۸۷ء میں رومن شہنشاہ قسطنطین ناگہانی طور پر فوت ہو گیا اس سے شاہ پور کا کام قدرے آسان ہو گیا۔ اس لئے کہ قسطنطین کی موت سے رومنوں کی یک جہتی برقرار نہ رہ سکی کیوں کہ قسطنطین نے اپنی زندگی ہی میں اپنی سلطنت کو اپنے تین بیٹوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ اب اگر شاہ پور رومنوں پر فوج کشی کرتا تو اسے صرف ایک تہائی مملکت کے حکمران کا مقابلہ کرنا پڑتا۔

اس کے علاوہ اب آرمینیا میں بھی بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ

آرمینیا کا حکمران تیرداد بھی عیسائیت کا دشمن تھا۔ اور عیسائیوں کا خون بہانے میں ذرا بھی دریغ نہیں کیا کرتا تھا۔ اب وہ خود عیسائیت قبول کر چکا تھا۔ اور آرمینیا کے باشندوں کو عیسائیت قبول کرنے پر بھی آمادہ کرتا تھا۔ اس کی مذہبی مہم سے اہل آرمینیا کے دل مجروح ہو رہے تھے اور ان کے سینوں میں اس کے خلاف نفرت کے جذبات موجزن تھے۔ اسی دوران تیرداد بھی فوت ہو گیا تو اس کے جانشینوں میں کوئی بھی اس لائق نہ تھا کہ حکومت کر سکتا اس لئے ایران کے شہنشاہ شاہ پور کو روم اور آرمینیا دونوں ملکوں میں اپنی فتوحات کے لئے میدان صاف نظر آنے لگا تھا۔

○

ایک روز ایران کا شہنشاہ شاہ پور جب مدائن شہر میں چوگان کھیلنے کے لئے اپنے محل سے نکلا تو اس کا ایک محافظ اس کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ آقا۔ ایک اجنبی نوجوان ہے اور اپنا نام یوناف بتاتا ہے آپ سے ملنے کا خواہشمند ہے۔ اس کے ساتھ ایک لڑکی بھی ہے جس کا نام وہ کیرش بتاتا ہے اور وہ اس کی بیوی ہے۔ یوناف نام کے اس جوان کا کہنا ہے کہ وہ ایران کے شہنشاہ شاہ پور سے ملنا چاہتا ہے۔ اس کا مزید کہنا ہے کہ ایرانی شہنشاہ شاہ پور رومنوں کے خلاف جنگ کی ابتدا کرنے والا ہے لہٰذا وہ کہتا ہے کہ رومنوں کے خلاف فتوحات کرنے کے لئے ایرانیوں کے شہنشاہ شاہ پور کو بہترین اور کارآمد مشوروں سے نواز سکتا ہے۔

اپنے اس محافظ کی یہ گفتگو سن کر شاہ پور نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔ فی الوقت تو میں چوگان کھیلنے کے لئے جا رہا ہوں۔ جب میں واپس لوٹوں تو ان دونوں کو میرے سامنے پیش کرنا۔ وہ محافظ ہٹ کر واپس ہوا ہی تھا کہ شاہ پور کو کچھ خیال آیا۔ اس نے محافظ کو بلایا وہ جب سامنے آیا تو شاہ پور کہنے لگا اچھا ان دونوں کو بلاؤ میں ان سے گفتگو کرنے کے بعد چوگان کے لئے نکلتا ہوں۔ اس پر وہ محافظ بھاگا بھاگا گیا تھوڑی دیر بعد اس نے یوناف اور کیرش دونوں کو شاہ پور کے سامنے لا کھڑا کیا تھا۔

یوناف اور کیرش جب شاہ پور کے سامنے آئے تو شاہ پور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میرے محافظ نے بتایا ہے کہ تمہارا نام یوناف ہے اور تمہارے ساتھ تمہاری بیوی ہے جس کا نام کیرش ہے اور یہ کہ تم مجھے رومنوں کے خلاف جنگ کے لئے کارآمد مشورے دینے کا ارادہ رکھتے ہو۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ دیکھ بادشاہ جو کچھ تمہارے محافظ نے کہا ہے وہ ٹھیک ہے۔ میں رومنوں کے خلاف یقیناً" تمہیں بہترین اور کارآمد مشورے دے سکتا

ہوں اور میں یہ بھی بتا دوں کہ میں جنگوں کا بہترین اور وسیع تجربہ رکھتا ہوں۔ اس پر شا
پور مسکراتے ہوئے کہنے لگا میں تمہاری اس پیشکش کو قبول کرتا ہوں لیکن میں تم پر واضح
کروں کہ شروع میں میں صرف اپنے مشوروں پر عمل کروں گا اور میں یہ دیکھنا اور اندازہ
لگانا چاہتا ہوں کہ میرا اپنا ذاتی جنگی تجربہ کس قدر رومنوں کے خلاف کامیاب رہتا ہے۔ اس
کے بعد اگر مجھے ضرورت پڑی تو میں تمہیں مشورے کے لئے ضرور طلب کروں گا۔ میں
دونوں میاں بیوی کو باقاعدہ طور پر اپنے لشکر میں شامل کرنے کے احکامات جاری کرتا ہوں
تمہاری حیثیت میرے لشکر میں ایک سالار کی سی ہوگی۔ تمہیں بہترین عزت، بہترین انعام
دیا جائے گا اور جب ضرورت پڑی میں تم سے مشورہ بھی طلب کروں گا۔ اس کے بعد شاہ
پور نے اپنے محافظ کو حکم دیا کہ وہ یوناف اور کیرش دونوں کو مدائن کے مستقر میں لے جائے
اور ان کے لئے بہترین رہائش کا بندوبست کرے۔ خود شاہ پور چوگان کھیلنے کے لئے نکل گیا
تھا۔ جب کہ اس کا وہ محافظ یوناف اور کیرش دونوں کو مدائن شہر کے عسکری مستقر کی طرف
لے گیا تھا۔

چند ہی دن بعد شاہ پور نے رومنوں کے خلاف اپنی مہم کی ابتدا کی۔ اس نے اپنے
لشکر کو ہلکے پھلکے ہتھیاروں سے لیس کیا۔ رومنوں سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے وہ مدائن
سے نکلا۔ دوسری طرف رومنوں کی سلطنت میں قسطنطین کے بعد اس کا بیٹا قسطنطین دوئم
رومنوں کا شہنشاہ بنا اور اس نے اپنے دونوں بھائیوں کو اپنے سامنے زیر کر کے خوب قوت
اور طاقت حاصل کرلی۔ اس قسطنطین دوئم نے رومن افواج کی سپہ سالاری خود اپنے ہاتھ
میں لی اور جب اسے خبر ہوئی کہ ایران کا شہنشاہ شاہ پور رومنوں کے خلاف جنگ کی طرح
ڈالنے والا ہے تو قسطنطین دوئم اٹلی سے نکل کر ایشیا میں اپنی مشرقی سرحدوں کے لئے کوچ
کرگیا۔

شاہ پور کے مقابلے میں ایشیا میں رومن افواج کی تعداد کم تھی اور جو تھی وہ بھی بے
دل تھی۔ اس لئے کہ کافی عرصہ سے ان کی کسی نے ہمت افزائی نہ کی تھی۔ ادھر شاہ پور
بھی اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھا وہ اگر چاہتا تو رومنوں کا مقابلہ کھلے میدانوں میں بھی
کرسکتا تھا لیکن اس نے مختلف وقتوں میں رومنوں پر چھاپے مارنے کی ابتدا کی۔

شاہ پور کی اس حرکت سے قسطنطین دوئم کو نئے لشکری بھرتی کرنے اور اپنے لشکر کو
منظم کرنے کا موقع مل گیا۔ اسی دوران شاہ پور نے اپنے کچھ دستے آرمینیا میں بھی بھیجے تا
کہ اس پر حملہ آور ہو کر آرمینیا پر قبضہ کرلیا جائے۔ لیکن شاہ پور کی بدقسمتی کہ آرمینیا
میں داخل ہونے والے ایرانی لشکر کو شکست ہوئی گویا اس لحاظ سے شاہ پور کے لئے یہ سال

ناکامی ہی رہا۔

○

اگلے سال شاہ پور پھر رومنوں کے خلاف جنگ کے لئے نکلا۔ اس نے سب سے پہلے
نصیبین شہر کا رخ کیا۔ جو بین النہرین میں رومن طاقت کا بڑا اہم مرکز خیال کیا جاتا تھا۔
اس شہر کا شاہ پور نے محاصرہ کرلیا۔ محاصرہ دو ماہ تک جاری رہا۔ لیکن کامیابی کی کوئی صورت
نظر نہ آئی۔ اس لئے شاہ پور محاصرہ اٹھانے پر مجبور ہو گیا۔
نصیبین کے محاصرے کی ناکامی کا غصہ شاہ پور نے بین النہرین کے وسیع علاقے کو تخت
و تاراج کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ یلغار کے دوران جہاں کہیں بھی رومن لشکر شاہ پور کے
سامنے آیا شاہ پور نے اسے شکست دی لیکن اس کے باوجود شاہ پور رومنوں کے مضبوط
شہروں کو مسخر نہ کرسکا۔
نصیبین شہر کے محاصرے میں ناکامی کے بعد بین النہرین کے علاقے کو تاراج کرنے
کے بعد شاہ پور نے آرمینیا کا رخ کیا۔ آرمینیا کو اپنے سامنے شاہ پور نے زیر کیا اور وہاں
ایک شخص ٹرلے نیوس کو حکمران مقرر کردیا۔ اس طرح گویا آرمینیا نے ایران کی برتری کو
تسلیم کرلیا تھا۔
آرمینیا کے جھگڑے اور قصے سے فارغ ہو کر شاہ پور نے رومنوں کے خلاف اپنی
جنگی مہم کی پھر شروعات کی۔ دوبارہ وہ نصیبین پر حملہ آور ہوا لیکن اب کی بار بھی ناکام
رہا۔ اس ناکامی کے باوجود وہ مایوس نہ ہوا۔ بلکہ وہ اپنے لشکر کو لے کر سنجار شہر کی طرف
بڑھا جہاں رومنوں کا ایک بہت بڑا لشکر پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ یہ شہر کردستان میں تھا اور
یہاں دور دور تک کوہستانی سلسلہ تھا۔ جنگ کے دوران رومنوں کا شہنشاہ کوہستانی سلسلوں
کی آڑ لے کر مدافعت کرتا رہا۔ دوسری طرف شاہ پور نے بھی کوہستانی سلسلے سے گھری
ہوئی ایک وسیع وادی میں اپنے لشکر کا پڑاؤ کیا۔ اس طرح دونوں لشکر اپنی اپنی گھات سے
نکل کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے رہے۔ ایک جنگ کے موقع پر شاہ پور کو رومنوں
نے شکست دے کر پیچھے ہٹنے پر مجبور کردیا۔ ایرانیوں کی اس پسپائی اور شکست پر رومن بے
حد خوش ہوئے اور فتح کی خوشیاں منانے لگے۔ یہی ان کی سب سے بڑی غلطی تھی۔ اس
لئے کہ اچانک شاہ پور اپنے لشکر کے ساتھ ان پر ٹوٹ پڑا۔
اس اچانک حملے سے رومن بدحواس ہو گئے۔ اور پھر سنبھل نہ سکے۔ جس کی وجہ
سے ایرانیوں نے بری طرح رومن سپاہیوں کا قتل عام کیا۔ اس افراتفری میں شاہ پور کا بیٹا

بھی رومنوں کے ہاتھ لگ گیا جسے انہوں نے قتل کر دیا۔ یہ جنگ بھی فیصلہ کن نہ تھی
اس لئے کہ رومن شہنشاہ اپنا بچا کھچا لشکر لے کر بھاگ گیا اور پھر اپنی جنگی تیاریوں میں
مصروف ہو گیا۔

رومن شہنشاہ کے سنجار کے نواح سے شکست اٹھا کر بھاگنے کے نتیجے میں ایرانی شہنشاہ
شاہ پور قسمت آزمانے کے لئے ایک بار پھر نصیبین شہر کی طرف بڑھا اور اس کا محاصرہ کر
لیا۔ اس دفعہ شاہ پور نے اپنے ہاتھیوں کے وہ دستے جو اس نے ہندوستان سے حاصل کئے
تھے آگے بڑھائے۔ محاصرے نے طول پکڑا تو اس نے قلعہ کے گرداگرد گہری خندق کھود کر
دریا کا پانی اس میں بہا دیا۔ پانی کے بہاؤ نے قلعے کی دیوار میں شگاف کر دیئے جس سے شہر
میں داخل ہونے کا راستہ تو نکل آیا لیکن پانی کی وجہ سے وہاں اس قدر دلدل ہو چکی تھی کہ
گھوڑے اور ہاتھی اس میں دھنس دھنس جاتے تھے۔

اس پر مستزاد یہ کہ نصیبین کے محافظ لشکر نے نہایت حوصلہ مندی سے راستہ بند
کرنے کے لئے "آناً فاناً" آگے ایک اور دیوار بنا کر کھڑی کر دی۔ اس طرح نصیبین شہر کے
خلاف شاہ پور کی یہ چوتھی مہم بھی ناکام رہی۔ اس مہم میں تقریباً" بیس ہزار ایرانی فوجی کام
آئے۔ اور شاہ پور کو ایک بار پھر نصیبین شہر کا محاصرہ اٹھا لینا پڑا۔

اس عرصے میں ایران کے شہنشاہ شاہ پور کو ایک اور پریشانی لاحق ہوئی اور وہ یہ کہ
اس کی سلطنت کی شمال مشرقی سرحدوں سے اچانک وحشی ہن قبائل نمودار ہوئے اور یہ
لوگ شمال سے اترتے ہوئے سیل وقت موسموں کے خمار' زیست کے زہریلے رہ گزاروں
اور روز شب کے خونی ہنگاموں کی طرح ایرانی سلطنت پر ٹوٹ پڑے تھے۔ چاروں طرف
انہوں نے تباہی و بربادی اور خونخواری کا کھیل کھیلنا شروع کر دیا تھا۔

ہن قبائل کے حملہ آور ہونے کے بعد شاہ پور فوراً" ان کے خلاف حرکت میں آیا
لیکن اس دوران شاہ پور کی بدقسمتی کہ شمال مشرق ہی سے وحشی گیلان قبائل نمودار ہوئے
اور وہ بھی ہن قبائل کی طرح ایرانی سلطنت پر ہجر لحوں کے عذاب' زندگی کی ویرانیوں میں
رقصاں قضا' وقت کی اندھی آہٹوں اور شیطانی جذبوں جیسی تاریکیوں کی طرح حملہ آور ہو
گئے تھے۔ اب شاہ پور کو بیک وقت دو محاذوں پر جنگ کرنا پڑ رہی تھی۔ ایک ہن قبائل کے
خلاف دوسری وحشی گیلان قبائل کے خلاف۔

لیکن شاہ پور نے ہمت نہیں ہاری۔ بلکہ وہ دونوں قبائل پر خواہشوں کے منہ زور
سمندر' رگ رگ میں چبھتے خوف' سکوت کے صحرا میں راتوں کی تیرگی کی آندھیوں کی
طرح ٹوٹ پڑا تھا۔ ایک عرصہ تک شاہ پور ہن اور گیلان قبائل کے خلاف برسرپیکار رہا

کر ان دونوں قبائل کو اس نے شکست دی اور پھر شاہ پور کو یہ فائدہ ہوا کہ یہی
گیلان قبائل جو اس سے پہلے ایرانی سلطنت کی بربادی کے درپے تھے وہ شاہ پور
اور وفادار بن گئے تھے۔

اس عرصے میں رومن شہنشاہ قسطنطین چاہتا تو فائدہ اٹھا سکتا تھا اس لئے کہ شاہ پور
گیلان قبائل کے خلاف صف آرا تھا اور قسطنطین پشت کی طرف سے حملہ آور ہو
ایرانی سلطنت کو نقصان پہنچا سکتا تھا بلکہ ایرانیوں کے بہت سے علاقوں پر قبضہ
تھا لیکن قسطنطین دوئم کی یہ بدقسمتی کہ جس وقت وہ شاہ پور سے شکست اٹھا کر
میں داخل ہوا تو اس کی اس شکست کے بعد اٹلی میں خانہ جنگی شروع ہو گئی تھی
دوئم اٹلی کی خانہ جنگی کو ختم کرنے اور امن و امان بحال کرنے میں کامیاب ہو
طرح جس دوران شاہ پور ہن اور گیلان قبائل کے خلاف برسرپیکار رہا'
شہنشاہ قسطنطین اپنی اندرونی شورشوں میں مصروف رہا۔ تاہم وہ ملک کے اندرونی
کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

رومنوں کے شہنشاہ قسطنطین اول نے چونکہ عیسائیت کو سرکاری مذہب قرار دیا تھا۔
اس لئے کیا تھا کہ ملک میں یک جہتی قائم ہو جائے چنانچہ رومن شہنشاہ یہ
وہ عیسائی مذہب کے محافظ ہیں اور پوری دنیا میں جہاں کہیں بھی عیسائی آباد ہیں
کی ذمہ داری بھی انہی پر ہے۔ یہ خیال رومنوں اور ایرانیوں کے درمیان جنگ
مستقل وجہ بن گیا تھا۔

طور پر اب شاہ پور کو یہ خدشہ لاحق تھا کہ اس کی مملکت کی عیسائی رعایا جب
اپنے تحفظ کی ضرورت سمجھے گی۔ اپنے بادشاہ کے بجائے وہ رومنوں کے بادشاہ
دیکھے گی اور ایران سے ان کی وفاداری مشکوک ہو جائے گی۔ گویا ملک میں جتنے
وں گے اتنے ہی غداروں کی تعداد میں اضافہ ہو گا اور حقیقت بھی یہی تھی کہ
اور رومنوں میں تصادم ہوتا اور رومن فتح پاتے تو ایرانی قوم کے عیسائی اسے
اور جب ایرانیوں کو فتح ہوتی تو ان کی امیدوں پر اوس پڑ جاتی۔ گویا مذہب
اختیار کر لینے سے ایران کی غیر عیسائی اور عیسائی رعایا کے مابین اجنبیت کی دیوار
گئی تھی۔ اور وہ ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے تھے۔

ایرانی سمجھتے تھے کہ دین عیسائیت نے ان کے قدیم مذہب کی روح پر کاری ضرب
وہ کہتے تھے کہ عیسائیت کے پیروکار تثلیث کی پرستش کرنا سکھاتے ہیں حالانکہ نیکی
اگرنے والے ہمارے خدا ہیں۔ ایرانیوں کا کہنا تھا کہ ہمارے تمام آباؤ اجداد

اور مشاہیر جن کی زندگیوں سے ہمیں شجاعت، حب الوطنی، نیکی اور خیر کا سبق ملتا ہے ہمارے خدا ہیں۔

اس کے علاوہ ایرانیوں کا یہ بھی کہنا تھا کہ عیسائی جسے اپنا رسول، اپنا پیغمبر، اپنا ہادی اور نبی مانتے ہیں وہ عمر بھر کنوارا رہا۔ اس لئے عیسائی پیشوا بھی تلقین کرتے ہیں کہ شادی نہ کرو اور اولاد پیدا کرنے سے اجتناب کرو۔ ایرانیوں کا یہ خیال تھا کہ ایران کے ا عیسائیوں کی تمام ہمدردیاں ان کے رومن دینی بھائیوں کے ساتھ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل ایران عیسائی مملکت پر حملہ کرتے ہیں تو یہ ہمارا ساتھ نہیں دیتے۔ اور اگر ساتھ بھی ہیں تو غداری کرنے کے لئے۔ اس لئے کہ یہ ایران کی نسبت روما کے زیادہ وفا ہیں۔

ایرانی اب یہ بھی خیال کرنے لگے تھے کہ ایران کے اندر آباد عیسائی اپنے ا بھائی بندوں کو اپنے بھائی نہیں بلکہ روما کے عیسائیوں کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں۔ اور دیگر خواہ وہ دنیا کے کسی بھی خطے میں آباد کیوں نہ ہوں انہیں اپنا ہمدرد خیال کرتے ہیں۔

ایرانیوں کا یہ بھی کہنا تھا کہ یہ عیسائی لوگ سور کو مارتے اور کھاتے ہیں اور کوئی امتیاز کرتے کہ کونسا جانور بنی نوع انسان کے لئے مفید ہے اور کونسا مضر۔ اپنی میتوں کو زمین دفن کر دیتے ہیں حالانکہ زمین کا ذرہ ذرہ مقدس ہے۔

ایرانیوں کا یہ بھی کہنا تھا کہ ہمارے عقیدے کے مطابق بری مخلوق کا خالق اہر اور ہر اچھی مخلوق کا خالق بھی یزدان ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ کیسے لوگ ہیں جو کہتے ہیں ان کے نزدیک سانپ اور بچھو تک کا خالق بھی خدا ہے۔ جس نے کھیتی باڑی کے لئے سواری کے لئے گھوڑے، حفاظت کے لئے کتے اور دوسرے مفید جانور پیدا کئے ہیں۔

ان مذہبی نظریات کے اختلافات سے ایرانی بادشاہ کا اپنی رعایا کے ساتھ سخت سلو کرنا قدرتی امر تھا۔ اس کے علاوہ ایران کے عیسائیوں سے کچھ کوتاہیاں بھی ہوئیں۔ او یہ کہ ایران کے عیسائی ایرانی فوجی مہم میں حصہ نہیں لیتے تھے۔ یہ صورتحال دیکھتے ا شاہ پور نے ان پر دوہرے ٹیکس عائد کئے۔ ایک ٹیکس لڑائی کے موقع پر مالی امداد د دوسرا ٹیکس فوجی خدمت سے مستثنیٰ ہونے کا۔

شاہ پور نے یہ ٹیکس وصول کرنے کا کام ایران میں عیسائیوں کے سب سے بشپ لارڈ شمعون کے سپرد کرنا چاہا لیکن اس نے دو وجوہ کی بناء پر ٹیکس وصول کرنے انکار کر دیا۔ ایک تو یہ کہ عیسائی مفلس ہیں اور دوسرے یہ کہ بشپ کا منصب ٹیکس وص کرنا نہیں ہے۔ اسی نافرمانی کی پاداش میں شاہ پور نے ایران کے بشپ لارڈ شمعو

ان گنت پادریوں کے ساتھ قتل کرا دیا۔ عیسائی پادری چونکہ ایرانیوں کے پیغمبر کی تعلیمات کو علی الاعلان برا بھلا کہتے تھے اس لئے بھی ایرانی ان کو طرح طرح ظلم و تشدد کا نشانہ بنانے لگے تھے۔

○

ہن اور گیلان قبائل کے خلاف برسرپیکار آنے سے پہلے رومن شہنشاہ قسطنطین دوئم خلاف شاہ پور کو جب فتح حاصل ہوئی تھی تو اس سے شاہ پور کو یقین تھا کہ اب کبھی بھی ایرانی تسلط سے روگردانی نہیں کرے گا لیکن اس کا خیال غلط نکلا۔ اس لئے کہ جونہی شاہ پور نے ہن اور گیلان قبائل کی سرکوبی کے لئے شمال مشرق رخ کیا آرمینیا کے حکمران نے موقع غنیمت جان کر اپنا سفیر اٹلی بھیجا اور رومنوں ستانہ مراسم قائم کرنے کی تجویز پیش کی اور یہ خواہش بھی کی کہ اگر کسی رومن کی شادی اس سے کر دی جائے تو اس سے دوستانہ روابط ہمیشہ کے لئے برقرار رہیں

رومنوں کے شہنشاہ قسطنطین دوئم نے اس سے اتفاق کیا اور ایک رومن منصب دار جس کا نام اولمپیس تھا اس کے رشتہ ازدواج میں منسلک کر دی تھی۔ اس کے علاوہ اور آرمینیا دونوں ملکوں کے مابین معاہدہ دوستی ہو گیا جس کی رو سے آرمینیا پر اقتدار تسلیم کر لیا گیا۔

دوسری طرف شاہ پور نے جب لگاتار جنگوں کے بعد وحشی ہن اور گیلان قبائل کو اور فرمانبردار بنا لیا اور اپنی شمال مشرقی سرحدوں پر امن و امان قائم کر کے فارغ ہو رومنوں کی طرف سے رومنوں کا ایک سردار شاہ پور کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور یہ کی کہ دونوں حکومتوں میں مصالحت ہو جانی چاہئے۔

شاہ پور مصالحت کے لئے آمادہ ہو گیا اور قیصر روم قسطنطین کے پاس اپنا سفیر بہت تحائف دے کر بھیجا اور ایک خط سفید کپڑے میں لپیٹ کر دیا اس خط کا مضمون کچھ

شاہ پور شاہاں قرین تارگان برادر مہروماہ۔ اپنے بھائی قیصر قسطنطین کو سلام پیش اور بھرپور خوشی کا اظہار کرتا ہے کہ قیصر بالآخر تجربے کے بعد راہ راست پر آ گیا

خط میں شاہ پور نے مزید لکھا تھا کہ اس کے آباؤاجداد نے سلطنت کو وسعت دے کر

دریائے اسٹریمون اور مخدومیہ کی سرحد تک پہنچا دیا تھا اور وہ خود جاہ و جلال اور بے
خوبیوں کے اعتبار سے تمام گزشتہ بادشاہوں پر فائق تھے۔ لہٰذا شاہ پور اپنا فرض سمجھتا ہے
آرمینیا اور میسوپوٹامیہ یعنی بین النہرین کے صوبوں کو جو اس کے ہاتھ سے دھوکہ دے
چھین لئے گئے تھے واپس لے لے۔

سن قسطنطین دوئم اگر تم گستاخانہ طور پر یہ ظاہر کرو کہ جنگ میں کامیابی ہر لحاظ
قابل تعریف ہے خواہ وہ کامیابی شجاعت کا نتیجہ ہو یا مکر و فریب کا تو ہم تمہاری رائے پر
گز اعتبار نہیں کریں گے۔ جس طرح طبیب بعض وقت جسم کے خاص اعضاء کو کاٹ ڈا
جلا دینا مناسب سمجھتا ہے تاکہ کم از کم باقی اعضاء کام دے سکیں اسی طرح قسطنطین
چاہیے کہ ایک چھوٹا سا علاقہ جو اس قدر تکلیف اور خوں ریزی کا موجب ہے وہ ایرانیوں
دے ڈالے تاکہ باقی سلطنت امن و امان کے ساتھ حکومت کر سکے۔

شاہ پور نے یہ بھی دھمکی دی تھی کہ اگر ایرانی سفیر بغیر کسی نتیجہ کے واپس آ
شاہ پور موسم سرما میں آرام کرنے کے بعد رومنوں پر پھر پوری اپنی عسکری طاقت کے سا
حملہ آور ہو گا۔ اور پھر جو بھی نتائج نکلیں گے اس کی ذمہ داری قسطنطین دوئم پر ہو گی۔

اس خط کے جواب میں رومن شہنشاہ قسطنطین نے شاہ پور کی تجویز سے اتفاق کر
سے انکار کر دیا اور ساتھ ہی شاہ پور کو اس کی بے اندازہ اور روز افزوں حرص پر
ملامت کی۔ ساتھ ہی اس نے ایک جوابی خط لکھا جس میں تحریر کیا کہ اگر اہل روما کسی
مدافعت کو حملے پر ترجیح دیں تو اسے بزدلی پر معمول نہ کرنا چاہیے کہ وہ اس کی میانہ روی کی
دلیل ہے۔ اور اگرچہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ رومنوں نے لڑائی میں نیچا دیکھا ہے
جنگ کا قطعی اور آخری فیصلہ کبھی ان کے نقصان پر منتج نہیں ہوا۔

ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے جب دیکھا کہ رومن شہنشاہ قسطنطین سیدھے ہاتھوں
بین النہرین اور آرمینیا سے دست بردار نہ ہو گا تو اس نے جنگ کے ذریعے اپنے مقبوضہ
علاقے واپس لینے کا تہیہ کر لیا تھا۔ ایک روز شاہ پور اپنے مرکزی شہر مدائن میں قصر
اندر اپنے سارے عمائدین سلطنت کے ساتھ جنگی تیاریوں سے متعلق گفتگو کر رہا تھا کہ ا
اسے کوئی خیال گزرا پھر اس نے اپنے قریب ہی رکھی ہوئی لکڑی کی ایک ہتھوڑی اٹھا
اور اپنے دائیں پہلو میں لکڑی کے چوکھٹے پر لٹکتے ہوئے پیتل کے ایک طشت پر اس
ہتھوڑی کو زور سے دے مارا تھا۔

لکڑی کی اس ہتھوڑی کا پیتل کے اس طشت پر ضرب لگانا تھا کہ ایک گونج
آواز پیدا ہوئی جس کی بازگشت تقریباً" سارے محل میں سنائی دی ہو گی۔ پھر ایک محافظ اند

آیا اور اپنے سر کو خم کرتا ہوا وہ شاہ پور کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ شاہ پور نے لمحہ
اسے غور سے دیکھا پھر وہ تحکمانہ سے انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔
"یوناف نام کے اس شخص کو بلا کے لاؤ جو ہمارے لشکر میں اپنی بیوی کیرش کے ساتھ
ہے اس کا کہنا تھا کہ وہ جنگ کے متعلق بہترین صلاح و مشورہ دے سکتا ہے۔ اب
نے بڑی کوشش کی کہ رومنوں کے مقابلہ میں ہمیں کوئی کامیابی حاصل ہو لیکن
اور مدعا حاصل نہ کر سکا۔ اب میں اس شخص کے صلاح مشورہ پر بھی عمل
چاہتا ہوں کہ آیا اس کے صلاح مشورہ پر عمل کرتے ہوئے ہمیں کچھ کامیابی
ہے۔" شاہ پور کا یہ حکم سن کر وہ محافظ شاہ پور کو تعظیم دیتا ہوا پلٹا اور پھر محل
سے نکل گیا۔

دیر بعد وہ محافظ اپنے ساتھ یوناف اور کیرش کو لے کر آیا اور دونوں کو اس
کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا۔ شاہ پور اور اس کے سامنے بیٹھے قطار در قطار اس
سلطنت بڑے غور اور بڑی توجہ سے یوناف اور کیرش دونوں کی طرف دیکھ رہے
شاہ پور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اجنبی! جس وقت تو پہلی بار میرے سامنے آیا تھا اور مجھے جنگوں میں مفید مشورہ
کی اس وقت میں نے تمہیں کوئی اہمیت نہیں دی تھی چونکہ تو میرے لشکر
کا خواہشمند تھا لہٰذا میں نے تیری خواہش کا احترام کرتے ہوئے تمہیں اپنے
کر لیا تھا لیکن اب میں تیری صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔ اگر
میرے لئے سود مند ثابت ہوئے تو تمہاری عزت میرے یہاں بہت ہو گی۔
میں نے اپنی صلاحیتوں کے مطابق رومنوں سے جنگیں کی ہیں اس میں مجھے
کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ دیکھ اجنبی پہلے تو مجھے یہ بتا کہ تیرا تعلق کس سرزمین
کہاں کہاں جنگ کا تجربہ رکھتا ہے۔ اور یہ کہ مجھے رومنوں کے خلاف کیسے
حرکت میں آنا چاہئے۔ جس کے نتیجہ میں مجھے کامیابی اور کامرانی کا منہ دیکھنا

یوناف کہنے لگا۔ "دیکھ بادشاہ جہاں تک ہم دونوں کا کسی سرزمین سے تعلق
تو اے بادشاہ تو ہمارے متعلق یہی سمجھ لے کہ اس دنیا میں ہمارا تعلق ہر
جہاں تک میرے جنگی تجربے اور عسکری مہارت کا تعلق ہے تو میں یہ
میں کہاں کہاں جنگی صلاحیتیں حاصل کیں۔ تاہم میں جو جنگ کے لئے
گا ان سے ہی اے بادشاہ تمہیں میرے تجربہ کی پختگی کا احساس ہو جائے

گا۔

دیکھ بادشاہ تیرا تیسرا سوال یہ تھا کہ تمہیں رومنوں کے مقابل کیسے حرکت
چاہئے تاکہ تمہیں کامیابی و کامرانی ہو۔ دیکھ بادشاہ جہاں تک میری ذاتی صلاحیتوں
ذاتی تجربہ کا تعلق ہے تو اس کی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں کہ اب تک جو تم نے رو
خلاف کارروائی کی ہے بالکل غلط اور بے بنیاد تھی۔

بادشاہ! تو نے رومنوں کے مقابل آتے ہوئے دو غلطیاں کیں۔ پہلی غلطی
نے رومنوں کے مقابلہ میں اپنے حلیفوں کو اپنی مدد کے لئے آواز نہ دی اور د
رومنوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے تم نے غلط شہر کا انتخاب کیا۔ اس پر شاہ
کہنے لگا۔

میری دو غلطیوں سے تمہاری کیا مراد ہے؟ وہ کون سے حلیف ہیں جن
رومنوں کے مقابلہ میں مدد کے لئے پکارنا چاہئے تھا۔ اور رومنوں کے لئے میں
غلط شہر کا انتخاب کیا۔ اس پر یوناف بولا۔

دیکھ بادشاہ! جہاں تک اپنے حلیفوں کو نہ پکارنے کی تمہاری غلطی کا تعلق
تمہارے دو بڑے حلیف ہیں۔ ایک ہن قبائل اور دوسرے گیلان قبائل۔ جنہیں
تم نے بدترین شکست دی تھی اور وہ اب تک تمہیں اپنا بہترین سرپرست اور
سے اپنا حاکم اور حکمران خیال کرتے ہیں۔ لہٰذا بادشاہ تمہاری پہلی غلطی یہ ہے
کے خلاف جنگ کی ابتدا کرنے سے پہلے تمہیں اپنی مدد کے لئے ہن اور گیلان
کے لئے آواز دینی چاہئے تھی۔ انہیں اپنے ساتھ ملا کر رومنوں کے خلاف حر
چاہئے تھا۔

بادشاہ تمہاری دوسری غلطی یہ ہے کہ رومنوں کے ساتھ جنگ کی ابتدا ک
لئے تم نے نصیبین شہر کا رخ کیا۔ دیکھ بادشاہ یہ شہر کھلے وسیع میدانوں میں واقع
کے اردگرد لشکر کو گھات میں بٹھانے کی کوئی جگہ نہیں لہٰذا یہی وجہ ہے کہ کئی
کشی کے باوجود تم نصیبین شہر کو فتح نہیں کر سکے۔ اس وجہ سے جہاں تمہیں ا
اذیت ہوئی وہاں تمہارے لشکر بھی دل شکستہ ہوئے اور پھر بعد کی جنگوں میں
رومنوں کے ساتھ جنگ نہ کر سکے۔ اس پر شاہ پور فوراً" پوچھنے لگا۔

دیکھ اجنبی جو باتیں تو نے کہی ہیں وہ واقعی حقیقت پر مبنی ہیں اور مجھے ا
احساس ہے۔ تم بتاؤ کہ مجھے رومنوں کے ساتھ جنگ کے لئے کس جگہ سے
چاہئے۔ اس یوناف کہنے لگا۔

بادشاہ سب سے پہلے ہن اور گیلان قبائل کو اپنی مدد کے لئے آواز دو۔ جب وہ
کے لئے آئیں اور تمہارے لشکر میں شامل ہو جائیں تب تم حرکت میں آؤ اور
جنگ کی ابتدا کرنے کے لئے آمدہ شہر کا انتخاب کرو۔ آمدہ شہر کا دوسرا نام دیار
شہر بادشاہ تم جانتے ہو رومنوں کا ایشیا میں سب سے بڑا گڑھ خیال کیا جاتا
شہر کے اطراف میں کوہستانی سلسلہ بھی ہے۔ پس بادشاہ جب ہن اور گیلان
مدد کے لئے پہنچ جائیں تو تم اپنے لشکر کے ساتھ آمدہ شہر کی طرف کوچ کرو۔
بادشاہ کوچ سے پہلے ایک احتیاط کرنا جس لشکر کے ساتھ تم کوچ کرو گے اس سے
لشکر علیحدہ سے تیار کر کے رکھنا۔ اس لشکر کو یہ ہدایت دینا کہ وہ بھی
بڑی رازداری کے ساتھ آمدہ شہر کی طرف کوچ کرے۔ دن کے وقت
میں چھپ کر بیٹھا رہے۔ رات کو سفر کرتا رہے تاکہ رومنوں کو اس لشکر
کے متعلق خبر نہ ہو سکے۔ اور پھر اس لشکر کے سالار سے کہنا کہ اپنے لشکر
خونخوار جاسوس پھیلا دے جہاں کہیں بھی وہ رومنوں کے کسی مخبر یا طلایہ
انہیں ان پر حملہ آور ہو کر انہیں موت کے گھاٹ اتار دیں۔ اس طرح
رازداری کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے آمدہ شہر کے نواح میں کوہستانی سلسلوں
کے بیٹھ جائے گا۔

! جب تمہارے مخبر تمہیں اطلاع دے دیں کہ تمہارے دوسرے لشکر نے
نواح میں کوہستانی سلسلہ کے اندر گھات پکڑ لی ہے تب تم آمدہ شہر پر حملہ آور
یقیناً" رومن شہر سے باہر تمہیں روک کر تمہارے ساتھ جنگ کی ابتدا
کریں گے۔ دیکھ بادشاہ آمدہ شہر پر حملہ تم بہار کے موسم میں کرنا اس لئے
میں آمدہ شہر سے باہر کئی روز لگاتار ایک بہت بڑا میلہ لگتا ہے اس میلہ
ہزاروں لوگ جمع ہوتے ہیں۔ ان دنوں جب جنگ ہو گی تو میلہ میں آنے
خوف و ہراس اور بھگدڑ مچ جائے گی جس سے رومنوں کے حوصلے پست
کھلے میدانوں میں تمہارے ساتھ مقابلہ کرنے کی بجائے آمدہ شہر کے اندر
ہمارا مقابلہ کرنے کو ترجیح دیں گے۔ اس سے تم فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ شہر کا بڑی
کر کے اسے تم آسانی سے فتح کر سکتے ہو۔ دیکھ بادشاہ میں لشکر میں تمہارے
گا اور تمہیں ساتھ ساتھ بتاتا رہوں گا کہ کس طرح تم آمدہ شہر پر قبضہ

کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو تھوڑی دیر تک شاہ پور تحسین

آمیز انداز میں اسے دیکھتا رہا پھر وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

اجنبی! میرے مہمان تیری گفتگو نے مجھے خاصا متاثر کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں
تم نے بتائی ہے اس پر عمل کر کے میں یقیناً" رومنوں کو شکست دینے میں کامیاب
گا۔ دیکھو یوناف! اب جب کہ میں نے تمہیں اپنی مشاورت کے لئے منتخب کر
جہاں کہیں بھی میرا لشکر پڑاؤ کرے گا تمہارا خیمہ میرے خیمہ کے قریب نصب
تاکہ میں بروقت تم سے صلاح مشورہ کر سکوں۔ اب تم دونوں میاں بیوی جا کر
اس لئے کہ تمہاری نصیحتوں کو عملی جامہ پہناتے ہوئے میں رومنوں پر ضرب
کوشش کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اور کیرش دونوں شاہ پور کے کم
کمرے سے نکل گئے تھے۔

○

یوناف کی تجویز کے مطابق ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے اپنی مدد کے
قاصد بھیج کر ہن قبائل کے بادشاہ گرمباٹس اور گیلان قبائل کے بادشاہ البان
کے مقابلہ میں پکارا۔ شاہ پور کی اس پکار کے جواب میں چند ہی دن بعد
گرمباٹس اور گیلان قبائل کا حکمران البان اپنا اپنا ایک لشکر لے کر ایران
مدائن پہنچ گئے۔ ان کی آمد سے شاہ پور جہاں بہت خوش ہوا وہاں اس کی طاقت
میں بھی بہت اضافہ ہوا اور پھر مزید چند روز کی تیاری کے بعد اس نے متحدہ
رومنوں کے شہر آمدہ کی طرف کوچ کیا اور یوناف کے ساتھ پہلے سے طے
مطابق اس نے ایک لشکر آمدہ شہر کے نواح میں گھات میں بٹھانے کے لئے روانہ
وہ لشکر دن کے وقت گھات میں بیٹھ جاتا' رات کو سفر کرتا اور اپنے مخبر اس
تک پھیلا دیئے تھے تاکہ رومن مخبروں کا خاتمہ کرتے ہوئے وہ لشکر آمدہ شہر
گھات میں بیٹھ جائے اس طرح شاہ پور بڑی تیزی سے آمدہ شہر کی طرف بڑھا
دوسری طرف رومنوں کو بھی شاہ پور کے آمدہ شہر پر حملہ آور ہونے کی
لہذا آمدہ شہر سے دور ہی دریائے ذاب کے کنارے رومن شاہ پور کی راہ
ہوئے۔ رومنوں کے سامنے آتے ہی شاہ پور نے جنگ کی تیاری کر لی۔ اپنی صف
کرتے ہوئے اپنے لشکر کو اس نے بیچ میں رکھا۔ دائیں طرف اس نے
حکمران گرمباٹس کو اس کے لشکر کے ساتھ متعین کیا جب کہ اپنے بائیں پہلو
وحشی گیلان قبائل کے حکمران البان کو اس کے لشکر کے ساتھ رکھا تھا۔

اب دونوں لشکروں نے اپنی اپنی صفیں درست کر لیں تو جنگ کی ابتدا ہوئی۔ جنگ
ابتداء رومنوں نے کی تھی۔ رومن جرنیل اپنے لشکر کو زندگی کے ویرانوں میں اپنے
کو تلاش کرتے عناصر کی طرح ایرانیوں کی طرف بڑھا پھر وہ تیرگی کے صحرا میں
ڈھلتی دھوپ' سنگریزوں کے طوفان میں غم کی آزمائش کی طرح ایرانیوں پر ٹوٹ پڑا
ایرانیوں پر حملہ آور ہونے کے ساتھ ہی ساتھ ہن قبائل کا بادشاہ گرمباٹس اور گیلان
بادشاہ البان بھی رومنوں کے مقابلے میں دکھ کے استعارے اور درد کے طوفانوں کی
بڑھے۔ پھر وہ رومنوں پر صدیوں کے سکوت میں درد کے الاؤ اور بیکراں وسعت
اوہام کے کالے بادلوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

دریائے ذاب کے کنارے ہولناک جنگ کی ابتدا ہو گئی تھی۔ جب جنگ اپنے شباب
اور ہر طرف ایک شور مچا ہوا تھا شاہ پور کا دوسرا لشکر اپنی گھات سے نکلا اور وہ
پشت کی طرف سے سناٹوں کے پھیلے جال میں رگ رگ میں چبھتے خوف' دستک
کے لمحوں اور بھورے لاوے کی ابلتی ندیوں کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہو گیا
میں چھپے بیٹھے لشکر کے حملہ آور ہونے' میدان جنگ میں ہر سو ہر سمت خاک
گراوز' منافرت کی گرد' تن من کو گھائل کرتا عالم برزخ اور آتشیں قہر اور شر
لگا تھا۔ دریائے ذاب کے کنارے کافی دیر تک رومنوں اور شاہ پور کے متحدہ
درمیان ہولناک جنگ ہوتی رہی یہاں تک کہ اس جنگ میں رومنوں کو بدترین
اور وہ دریائے ذاب کو عبور کرتے ہوئے پسپا ہوئے اور آمدہ شہر میں محصور ہو

میں ان دنوں چونکہ میلا لگا ہوا تھا لہذا رومن شکست کھانے کے بعد جب محصور
شہر میں پہنچے تو شہر میں ایک ہلچل اور کہرام اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ دوسری طرف
شکست دینے کے بعد شاہ پور نے اپنے لشکر کو آرام کرنے کا موقع دیا اور اس
سویرے اس نے اپنے لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ دریائے ذاب کو عبور کرنے
آمدہ شہر کی طرف بڑھا تھا۔

شہر میں محصور رومنوں نے دیکھا کہ چاروں طرف جہاں نگاہ کام کرتی تھی ہر
ایرانیوں کے لشکر ہی لشکر دکھائی دے رہے تھے۔ اور سواروں کی جگمگاتی
آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھیں۔

شہر میں محصور رومنوں نے یہ بھی دیکھا کہ خود ایرانیوں کا بادشاہ شاہ پور جو
سب سے بڑھ چڑھ کر تھا گھوڑے پر سوار لشکر کے آگے آگے آ رہا تھا۔ اس

کے سر پر تاج کے بجائے ایک مسلح ٹوپی تھی جس کی شکل بکرے کے سر کی تھی اور
جواہرات جڑے ہوئے تھے۔

امراء جو کثیر تعداد میں شاہ پور کے ہمرکاب تھے اور خدم و حشم جو مختلف اقوام
لوگوں پر مشتمل تھا۔ شاہ پور کے رعب و جلال کو دوبالا کئے ہوئے تھا۔

اپنے لشکر کے آگے آگے شہر کی فصیل کے قریب آکر شاید شاہ پور کا یہ خیال
مدافعین شہر کو اس بات کی ترغیب دینے کی کوشش کرے گا کہ بہ رضا و رغبت وہ
اطاعت قبول کرلیں۔ شاہ پور کو اس بات کا پورا وثوق بھی تھا کہ بس جونہی وہ آمدہ
محصور لشکر کے سامنے آئے گا تو رومن فرط رعب سے اس سے رحم کی درخواست
گے۔

چنانچہ جب شاہ پور اپنے محافظ دستوں کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر شہر
بڑھا اور نہایت اطمینان کے ساتھ اس قدر قریب پہنچ گیا کہ اس کے چہرے کے نقوش
کی فصیل کے اوپر سے پہچانے جاسکتے تھے تب ایک انقلاب اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ اس طرح کہ اس کا قریب آنا تھا کہ زروجواہرات کو دیکھ کر آمدہ شہر کی فصیل
اوپر جو رومن تیرانداز تھے انہوں نے شاہ پور کو اپنے تیروں کا نشانہ بناتے ہوئے
اندازی شروع کردی تھی۔ حسن اتفاق سے اس وقت چونکہ شاہ پور کے لشکر میں
دوڑنے کی وجہ سے گردوغبار کا ایک بادل اٹھ رہا تھا لہٰذا اس گردوغبار کی وجہ سے
شاہ پور پر اپنا صحیح نشانہ نہ لے سکے اور شاہ پور اس تیراندازی سے صحیح سلامت
گیا صرف اس کا جبہ ایک تیر لگنے سے چاک ہوا تھا۔

رومنوں نے جب اس طرح شاہ پور پر تیراندازی کی تو شاہ پور بڑا غضبناک
واپس اپنے لشکر میں آکر کہنے لگا۔ ان لوگوں سے بڑی بے حرمتی کا گناہ سرزد ہوا
لوگوں نے میری توہین کرنے سے حقیقت میں ایک اس شخص کی توہین کی ہے
فرمانرواؤں اور قوموں کا آقا ہے۔ پھر شاہ پور نے کمال سرگرمی سے آمدہ شہر کو
کرنے کی تیاری شروع کردی تھی۔ شاہ پور کو غضبناک دیکھتے ہوئے اس کے
رؤسا نے اندازہ لگا لیا تھا کہ شاہ پور آمدہ شہر پر قبضہ کرنے کے بعد وہاں رہنے
قتل عام کا حکم دیدے گا۔ لہٰذا لشکر کے برگزیدہ سرداروں نے بہ منت التجا کی کہ
اور محترم بالشان ہونے کی حیثیت کو نظرانداز نہ کیا جائے اور شاہانہ طریقے سے
قوت استعمال کرتے ہوئے فتح کیا جائے اور کسی پر ظلم نہ کیا جائے۔ لشکر کے
امیروں نے بھی اپنے خیرخواہانہ خیالات کا اظہار کرتے ہوئے اس کو شرمندہ کیا

اگلے دن محصورین کو حکم دے دیا جائے کہ وہ اس کی اطاعت قبول کرلیں۔
لہٰذا اگلے روز صبح سویرے ہن قبائل کے بادشاہ گرمباٹس کے ذمے یہ کام لگایا گیا کہ
قریب جاکر محصورین کو شاہ پور کا یہ حکم سنائے کہ وہ اطاعت قبول کرلیں۔ ورنہ
جانوں کی ضمانت نہ دی جاسکے گی۔ گرمباٹس کمال وثوق کے ساتھ محصورین کو شاہ
پیغام پہنچانے کے لئے شہر کی فصیل کی طرف بڑھا۔ ایرانی سواروں کا ایک دستہ بھی
ساتھ تھا۔ گرمباٹس کا ایک جانثار دستہ بھی گرمباٹس کے ہمراہ تھا۔
جونہی وہ فصیل کے قریب تیروں کی زد میں آئے تو ایک بڑے ماہر تیرانداز نے
نشانہ لگایا تو تیر ہن قبائل کے بادشاہ گرمباٹس کے بیٹے کو لگا جو اس کے برابر
سوار جا رہا تھا۔ اس زہریلے تیر سے گرمباٹس کا بیٹا مرگیا اور اس کی لاش
نیچے گر گئی۔
بھاری پھل کا ایسا نوکدار تیر تھا جو گرمباٹس کے بیٹے کی زرہ اور سینے کے پار ہو
گرمباٹس کا بیٹا جو نہایت حسین اور جوان تھا اور قامت اور رہنمائی میں اپنے ہم
منفرد تھا اس کے مرنے پر اس کے تمام ہم وطن پراگندہ ہوگئے لیکن پھر یہ محسوس
اس کی لاش رومنوں کے ہاتھ نہ لگ جائے وہ گرمباٹس کے بیٹے کی لاش لے کر
گئے اور پھر وہ ہن قبائل کو بلند آوازوں میں پکارتے ہوئے رومنوں کے خلاف
خونخواری کی دعوت دینے لگے تھے۔
گرمباٹس کے بیٹے کی موت نے شاہ پور کے سارے شاہی خاندان کو سوگوار بنا دیا
امراء اس ناگہانی صدمے میں گرمباٹس کے شریک غم ہوئے۔ تمام جنگی کارروائیاں
کے لئے موقوف کردی گئیں۔ ہن قبائل کی قدیم رسوم اور دستور کے مطابق
عزاداری کی رسمیں ادا کی گئیں۔ مرنے والا نہ صرف اپنی عالی نسبی کی وجہ سے
احترام تھا بلکہ خود بھی بہت ہر دل عزیز تھا۔
گرمباٹس کے بیٹے کی تجہیز و تکفین کے دو دن بعد شاہ پور نے آمدہ شہر پر حملے شروع
لڑائی ہوتی رہی۔ شہر کے اندر اور باہر کشتوں کے پشتے لگ گئے لیکن فیصلہ نہ ہو

دن شاہ پور اس قدر غضبناک ہوا کہ لڑائی شروع ہوتے ہی ایک معمولی
طرح لڑائی کے میدان میں گھس گیا' تلوار چلاتا اور تیر برساتا ایک صف سے
کی طرف دوڑتا پھرا۔ اس کارروائی سے اتنا جوش پھیلا کہ ایرانی موت سے بے
غضبناک حملے کرتے رہے۔ آخر ایرانیوں کو شہر میں داخل ہونے کا راستہ مل

گیا۔ جس سے ان کے حوصلے بڑھ گئے اور رومن ہمت ہار بیٹھے۔ آخر ایرانی رومنوں
عام کرتے ہوئے اور خون کا سیلاب بہاتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے اور شہر
انہوں نے رومنوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔

رومنوں نے جب دیکھا کہ شاہ پور کے ہاتھوں ان کی شکست اب یقینی ہو گی
بچے کھچے رومن لشکری شہر سے نکلے اور پناہ لینے کی خاطر بازبدی اور ورتا شہروں کی
بھاگ گئے تھے۔ جہاں ان دونوں شہروں کی حفاظت کے لئے بہت بڑے بڑے رو
موجود تھے۔

اس طرح آمدہ شہر پر شاہ پور کا قبضہ ہو گیا تھا۔ آمدہ پر شاہ پور کو مکمل
ہوئی اور اسے اطمینان اور سکون ہوا تو اس نے شہر کے ایک کھلے میدان میں اپنا
اور اپنے محافظ دستے کے ایک سالار کو اس نے یوناف کو طلب کرنے کا حکم دیا۔ شا
بلانے پر جب یوناف کیرش کے ساتھ اس کھلے میدان میں شاہ پور کے سامنے آیا
تھوڑی دیر تک بڑے تجسس آمیز انداز میں یوناف کی طرف دیکھتا رہا پھر بولا۔

میرے محترم صلاح کار! آمدہ شہر کی فتح سے پہلے میرے لشکر میں ایک طر
اور سکوت طاری تھا۔ چونکہ رومنوں کے مقابلے میں اس سے پہلے ہمیں کوئی بڑی
نہ ہوئی تھی لہٰذا رومنوں کے مقابلے میں میرے لشکری کسی قدر بددل ہوتے جا ر
تمہارے جنگی مشورے سے میں نے آمدہ پر حملہ آور ہو کر رومنوں کے خلاف
حاصل کی ہے۔ تم میرے لشکر میں پہلے جمود کے عالم اور سکوت کے مہروں میں ا
کرن، عزم جوان، رمز خود گری اور وقت کی بے ثباتی کے قصوں میں زندگی کی
ہوئے ہو۔ تم یقیناً" ان جوانوں میں سے ہو جو ویران بے رحم گھنے سناٹوں میں
تقاضا بن کر نمودار ہوتے ہیں۔ تم یقیناً" ان جنگجوؤں میں سے ہو جو بے کران
ویرانیوں میں اپنے مخالفوں کے لئے سرد آہوں کا ہجوم بن جاتے ہیں۔ دیکھ یونا
ذات میری کامیابیوں کا پہلا دروازہ ہے۔ میں تیری سحر شکن دانشمندی، تیرے جوا
کی طلب فروزاں، تیرے عزم کی تازگی۔ تیری امنگوں کی شدت کو سلام کرتا ہوں۔

دیکھ میرے معزز اور محترم مہمان! اب جب کہ میں نے آمدہ شہر کو فتح کر لیا
رومنوں کا بہت بڑا مرکز خیال کیا جاتا تھا۔ اب میرا ارادہ ہے کہ میں پہلے بازبدی پر
ہوں اس کے بعد ورتا شہر کا رخ کروں۔ تمہارا اس سلسلے میں کیا خیال ہے۔

شاہ پور کے اس استفسار کے جواب میں یوناف نے تھوڑی دیر تک کچھ
کہنے لگا۔ دیکھ بادشاہ! جہاں تک بازبدی شہر کا تعلق ہے تو اس میں رومنوں کا کا

لیکن اس شہر کی فصیل اتنی مضبوط نہیں ہے لہٰذا میرا یہ خیال ہے کہ بغیر کسی سخت
کے بازبدی شہر پر قابض ہونے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

جہاں تک ورتا شہر کا تعلق ہے تو اس شہر کی فصیل انتہائی مضبوط پتھروں سے بنی
ہے۔ اس شہر کی فصیل اس قدر چوڑی ہے کہ اس پر بیک وقت کئی گھوڑے دوڑائے
ہیں۔ اور مزید یہ کہ اس شہر کی سنگیں پتھروں سے بنی ہوئی فصیل کافی بلند اور اونچی
اس پر چڑھنا اگر ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے۔ دیکھ بادشاہ جہاں تک بازبدی شہر کا
ہے تو میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ تم اسے ضرور فتح کر لو گے لیکن ورتا شہر کی فتح
میں تمہیں کافی جدوجہد کرنا پڑے گی۔ لیکن چونکہ اس وقت رومنوں کو شکست
بعد تمہارے لشکر کے حوصلے کافی بلند ہیں تو ہو سکتا ہے تم ورتا شہر کو بھی جلد فتح
میں کامیاب ہو جاؤ۔

شاہ پور کہنے لگا دیکھ میرے محترم مہمان! میں تمہارے مشورے، تمہارے اس
کا بہت شکر گزار ہوں۔ تمہاری گفتگو سے لگتا ہے کہ تم نے بازبدی شہر کے علاوہ
کو بھی خوب دیکھا ہے۔ اس پر یوناف بولا۔ اے بادشاہ تمہارا کہنا درست ہے۔ میں
شہروں کو کئی بار دیکھ رکھا ہے۔ اس پر شاہ پور فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔ اب
میاں بیوی جا کر آرام کرو۔ میں تمہارے مشوروں کے مطابق عمل کرنے کی
کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اور کیرش اس میدان سے نکل گئے تھے۔

ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے آمدہ شہر میں چند روز تک قیام کیا اور اپنی فتح کا جشن
موسم سرما اس نے آمدہ شہر میں گزارا۔ موسم بہار کی آمد کے ساتھ ہی اپنی نئی مہم کا
کے لئے اس نے آمدہ شہر سے کوچ کیا۔ نصیبن شہر کے پاس سے گزرتا ہوا شاہ
لشکر کے ساتھ بازبدی شہر کی طرف بڑھا۔ شہر کا اس نے محاصرہ کر لیا لیکن شہر کے
رومن لشکر تھا اس نے تھوڑی دیر ہی مقابلہ کیا ہو گا کہ شاہ پور کے لشکریوں نے شہر
میں شگاف کر دیا۔ شہر کی فصیل میں شگاف ہونا تھا کہ شاہ پور کا لشکر بند توڑنے
کی طرح شہر میں داخل ہوا اور شہر کے اندر جس قدر رومن تھے ان کا قتل عام
اس سے بڑی آسانی کے ساتھ شاہ پور بازبدی شہر پر بھی قابض ہو گیا تھا۔

بازبدی کو فتح کرنے کے بعد شاہ پور ورتا شہر کی طرف بڑھا۔ یہ شہر بین النہرین کی
آخری شہر خیال کیا جاتا تھا۔ جو دفاعی لحاظ سے بے حد مستحکم تھا۔ اور اہل قلعہ پورا
سامان لئے بیٹھے تھے۔ اس لئے شاہ پور نے جب اس کا محاصرہ کیا تو یہ محاصرہ طول
گیا تھا۔

شاہ پور ابھی ورتا شہر کا محاصرہ کیے ہوئے تھا کہ رومن شہنشاہ قسطنطین دوئم حرکت میں آیا۔ اس نے آرمینیا کے حکمران کو ایشیائے کوچک میں اپنے پاس بلایا اور اسے طرح طرح کے تحائف سے نوازا۔ مقصد یہ تھا کہ رومن مہموں میں وہ رومنوں کا وفادار رہے۔ اس کے بعد رومنوں کے شہنشاہ قسطنطین نے آرمینیا کے لشکر کو اپنے ساتھ ملا کر بازبدی پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا جسے حال ہی میں شاہ پور نے فتح کر لیا تھا۔

قیصر روم قسطنطین بازبدی پر حملہ کر کے اپنی شکستوں کا انتقام لینا چاہتا تھا لیکن یہاں بھی اس کی قسمت میں ناکامی لکھی ہوئی تھی۔ اس لئے کہ زندگی نے اسے ایسا کرنے کی مہلت نہ دی کہ وہ کسی میدان میں ایرانیوں کو شکست دے سکے۔ ایشیائے کوچک سے بازبدی کے شہر کی طرف کوچ کرتے ہوئے قسطنطین کو موت نے آ لیا اور وہ راہی ملک عدم ہوا۔

قسطنطین کی وفات پر اس کا بھتیجا جولین قیصر روم بنا۔ وہ سخت جنگجو تھا۔ رومنوں کے تخت پر بیٹھتے ہی اس نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ قسطنطین دوئم کے دور حکومت میں جگہ جگہ گال قبائل کے اندر بغاوتیں رونما ہو رہی تھیں اس نے ان سب بغاوتوں کو بڑی سختی اور تشدد کے ساتھ کچل دیا۔ قسطنطین دوئم آخری دور میں رومن سلطنت کے اندر جگہ جگہ بغاوتیں اور سرکشیاں بھی سر اٹھا رہی تھیں۔ لہٰذا دوسرا بڑا کام جولین نے یہ کیا کہ اس نے تمام داخلی شورشوں اور بغاوتوں کو ختم کر کے اپنی سلطنت میں امن و امان بحال کر دیا۔

وحشی گال قبائل کی بغاوتوں کو فرو کرنے اور ملک کے اندر امن و امان قائم کرنے کے بعد جولین نے سابق قیصر روم ٹراجن کے نقش قدم پر چل کر مملکت ایران پر حملہ کا منصوبہ بنایا اور اپنے اس کام کی تکمیل کے لئے وہ بری طرح جنگی تیاریوں میں مصروف ہو گیا تھا۔

دوسری طرف ایران کے شہنشاہ شاہ پور کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ قسطنطین دوئم کے بعد اس کا بھتیجا جولین قیصر روم بنا ہے اور یہ کہ گال قبائل کی بغاوتوں کو فرو کرنے اور ملک کی امن و امان کی صورتحال کو بہتر بنانے کے بعد وہ ایران سے جنگ کرنے کے لئے بری طرح جنگی تیاریوں میں مصروف ہے۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے شاہ پور نے جولین سے مصالحت کرنا چاہی اور اس غرض کے لئے اپنا سفیر جولین کے دربار میں بھیجا۔

لیکن رومن شہنشاہ جولین سفارتی آداب کو بالائے طاق رکھ کر ایرانی سفیر کے ساتھ بڑی نفرت اور خشونت سے پیش آیا۔ جس کی وجہ سے ایرانی سفیر کو ناکام واپس آنا پڑا۔ قیصر روم کے اس سلوک سے صاف پتہ چل گیا تھا کہ ایران کے خلاف جولین کے کیا ارادے ہیں

اور یہ کہ وہ ہر صورت میں ایران کے ساتھ جنگ کرنے پر تلا ہوا ہے۔

ایران پر حملہ آور ہونے کے لئے جولین نے بہترین تربیت یافتہ ایک لاکھ کا لشکر تیار کیا۔ جنگ کی ابتدا کرنے سے پہلے قیصر روم جولین نے اپنے کچھ قاصد بحرین اور آس پاس کے عرب سرداروں کی طرف روانہ کئے۔ اور انہیں اس بات پر آمادہ کرنا چاہا کہ وہ اپنی شاہراہوں کو محفوظ کرنے کے لئے سوار لشکر منظم کریں اور ان شاہراہوں سے ایرانیوں کو گزرنے نہ دیں۔

بحرین اور آس پاس کے عرب علاقوں کے سرداروں کا خیال تھا کہ اگر وہ اپنے لئے لشکر منظم کرتے ہیں تو ایسے لشکر تیار کرنے کے لئے قیصر روم ضرور ان کی مدد کرے گا۔ لہٰذا انہوں نے جولین کی خواہش کے مطابق سوار فوجی دستے تیار کرنے شروع کر دیئے

عربوں کے علاوہ آرمینیا کا حکمران رومنوں کے شہنشاہ جولین کا دوسرا حلیف ثابت ہوا۔ آرمینیا کا موجودہ بادشاہ اشک عیسائی ہو چکا تھا جب کہ جولین اپنے چچا قسطنطین کے خلاف عیسائیت کا سخت دشمن تھا۔ اس لئے جب ایرانیوں کے مقابلے میں مدد حاصل کرنے کے لئے جولین نے اپنے قاصد آرمینیا بھجوائے تو آرمینیا والوں نے قیصر روم جولین کو دیکھتے ہوئے اس کے قاصدوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔

یوں بھی اہل آرمینیا کا کردار اب تماشائی کا سا رہا تھا۔ انہوں نے روم اور ایران کی لڑائیوں میں ہمیشہ اپنا دامن بچانے کی کوشش کی۔ وہ زیادہ سے زیادہ یہ کیا کرتے تھے کہ ان میں جس فریق کی فتح ہوتی آگے بڑھ کر اسے ہدیہ تبریک پیش کر دیتے تھے۔ اس لئے ان سے کسی بہتری کی توقع رکھنا عبث تھا۔

بہرحال حلیف ہونے کی وجہ سے انہوں نے بادل نخواستہ رومنوں کو اپنے فوجی دستے دیئے اور ایرانیوں کے خلاف فوجی دستے بھیج کر مدد دی۔

یہ سارے انتظام کرنے کے بعد قیصر روم جولین اپنے ایک لاکھ کے لشکر کے ساتھ ایران پر حملہ آور ہونے کے لئے پہلے میڈیا کی سرزمین پر حملہ آور ہوا۔ یہاں تک آرمینیا والوں نے رومنوں کا مکمل ساتھ دیا لیکن میڈیا کی مہم کے بعد آرمینیا والے اچانک جولین کا ساتھ چھوڑ کر واپس آرمینیا چلے گئے۔

قیصر روم جولین نے مملکت ایران پر حملہ آور ہونے کے لئے تمام ملکی وسائل وقف کر رکھے تھے۔ اور اپنے ایک لاکھ کے لشکر کو لے کر وہ میڈیا سے نکلا اور وہ دریائے فرات کے ساتھ ساتھ ہو لیا۔

جس وقت قیصر روم جولین دریائے فرات کے کنارے کنارے ایران کی طرف
قدمی کر رہا تھا ایک ہزار جہازوں پر مشتمل اس کا بحری بیڑہ بھی دریائے فرات میں اس
آن ملا تھا۔ اس کے علاوہ بحرین اور آس پاس کے عرب سردار جنہیں جولین نے اپنا
لشکر تیار کرنے کے لئے کہا تھا وہ بھی اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ اظہار اطاعت کے طور
جولین کے ساتھ آ ملے تھے۔ قیصر روم جولین بین النہرین کے لق و دق میدانوں سے گزر
بابل کی سرسبز و شاداب زمین میں آ پہنچا۔ اس طویل راستے میں کہیں بھی اس کی
ایرانی لشکر سے نہ ہوئی۔

جس وقت قیصر روم جولین دریائے فرات کے کنارے کنارے جنوب کی طرف
لشکر کے ساتھ پیش قدمی کر رہا تھا اس وقت ایران کا شہنشاہ شاہ پور اپنے لشکر کے
دریائے دجلہ کے کنارے پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ اس پڑاؤ کے دوران اچانک اس نے یوناف
اپنے خیمے میں طلب کیا۔ یوناف کیرش کے ساتھ شاہ پور کے خیمے میں آیا۔ اس وقت
پور اپنے خیمے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ اپنے پہلو میں ہاتھ مارتے ہوئے شاہ پور نے ان
کو بیٹھنے کے لئے کہا۔ جب وہ دونوں وہاں پر بیٹھ گئے تو شاہ پور یوناف کو مخاطب کر
ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ یوناف شاید تو جانتا ہو گا کہ قیصر روم جولین ایک بہت بڑے لشکر کے
دریائے فرات کے کنارے کنارے ہماری سرزمینوں کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس کے
اپنا ایک لاکھ کا بہترین تربیت یافتہ لشکر ہے جب کہ بحرین اور آس پاس کے عرب سردار
کے لشکر بھی اس سے آن ملے ہیں اس طرح اس کی طاقت اور قوت میں خوب اضافہ
ہے۔ دیکھ میرے مہربان تو نے مجھے بہت اچھے مشورے دیئے ہیں۔ اب جب کہ رومنوں
اپنی پوری قوت کو میرے خلاف جھونک دیا ہے تو ان سے نپٹنے کے لئے مجھے کیا کرنا چاہ
اس پر یوناف نے تھوڑی دیر تک اپنی گردن کو جھکا کر کچھ سوچا پھر وہ شاہ پور کو مخاطب
کے کہنے لگا۔

بادشاہ میرا دل کہتا ہے کہ تو آگے بڑھ کر رومن شہنشاہ جولین کی راہ مت روک
قیصر روم کو دریائے فرات کے کنارے کنارے آگے بڑھنے دو۔ اسے خبر ہے کہ تم
دریائے دجلہ کے کنارے پڑاؤ کر رکھا ہے۔ اور تمہاری پشت پر بہترین اور مضبوط
رکھنے والا شہر تیسیفون ہے۔ دیکھ بادشاہ میرا مشورہ یہ ہے کہ تو تیسیفون شہر کو اپنی پشت
رکھ کر رومنوں کا مقابلہ کر۔ اگر دریائے دجلہ کے کنارے تجھے رومنوں کے مقابلے میں
اور کامیابی حاصل ہوتی ہے تو تیرا سارا ہی کام سیدھا ہو جائے گا۔ پر دیکھ بادشاہ اگر

کے مقابلے میں پسپائی اختیار کرنا پڑتی ہے تو تو اپنے لشکر کے ساتھ تیسیفون شہر میں
ہو جانا تیسیفون شہر کی دوہری فصیلیں اس قدر مضبوط ہیں کہ رومنوں کو ان فصیلوں کو
کے شہر میں داخل ہونے کے لئے کئی ماہ لگ سکتے ہیں۔ اور میرے خیال میں رومن
اتنا لمبا عرصہ تیسیفون شہر کا محاصرہ کرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ اور اگر وہ
تم اپنے مرکزی شہر قاصد بھجوا کر حکم دینا کہ ایک اور لشکر تیار کیا جائے جو باہر سے
شب خون مارے اور کبھی کبھی تم بھی تیسیفون شہر سے باہر نکل کر رومنوں پر
مارتے رہنا۔ اس طرح ان شب خونوں سے تنگ آ کر رومن خود ہی تیسیفون شہر
کسی اور طرف رخ کریں گے۔

دیکھ بادشاہ جب رومن ایسا کریں اور وہ تیسیفون شہر سے ہٹ کر کسی اور سمت
ایک دم تیسیفون شہر سے نکلنا اور اچانک ان کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو
ہماری کامیابیوں کو ان کی شکست اور نامرادیوں میں بدل دینا۔

ایران کا شہنشاہ شاہ پور، یوناف کی اس تجویز سے اس قدر خوش اور مطمئن ہوا کہ
ہاتھ اس نے آگے بڑھائے، یوناف کا دایاں ہاتھ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں
کے ہاتھ پر بوسہ دینے کے بعد وہ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے

میرے مہربان محسن! جو تجویز تم نے بتائی ہے میرا دل کہتا ہے کہ اس پر عمل
ضرور رومنوں کے خلاف کامیاب و کامران رہوں گا۔ میں ایک بار پھر ایسی تجویز
لئے تیرا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اب تم دونوں میاں بیوی جاؤ اور جا کر آرام
تمہاری تجویز کے مطابق اپنے لشکر کو حرکت میں لاؤں۔ اس کے ساتھ یوناف
شاہ پور کے خیمے سے نکل گئے تھے۔

فرات کے ساتھ ساتھ جنوب کی طرف سفر کرتے ہوئے رومنوں کے شہنشاہ
تیزی سے مسافتوں کو طے کیا۔ پھر وہ ایرانیوں کے شہر فیروز شاہ پور آ پہنچا جو
جزیرے میں واقع تھا۔ ایرانیوں کا یہ شہر دفاعی اعتبار سے بہت مستحکم تھا تاہم
ہو کر جولین نے اپنی مہم کا آغاز ایرانیوں کے خلاف کیا۔

قیصر روم جولین آندھیوں کی سرسراہٹ میں آگہی کے آشوب، دشت
دھاروں، کھلے حقائق کو سراب کرتی صدیوں کی آندھیوں کی طرح ٹوٹ پڑا
اس شہر پر حملہ اس قدر خونخوار، اس قدر تیز تند تھا کہ رومنوں نے شہر کی
پھر وہ شہر میں گھس گئے۔

رومنوں نے شہر کے اندر گھس کر وہاں موجود ایرانیوں کا خوب قتل عام کیا اور
کے شہر کو لوٹا۔ شہر پر تو رومنوں کا قبضہ ہو گیا لیکن شہر کے اندر جو قلعہ تھا اس پر
ایرانی لشکر قابض رہا۔ تاہم جولین نے شہر کے قلعے کا بھی محاصرہ کر لیا تھا۔

قیصر روم جولین نے بڑی سختی، بڑی تندی سے قلعہ کا محاصرہ کیا لیکن اہل قلعہ
ڈالنے پر آمادہ نہ تھے۔ آخر تنگ آ کر جولین کے حکم پر قلعے کی دیوار کے ساتھ ایک
تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا تاکہ اس کے ذریعے قلعہ میں داخل ہونے کی تدبیر کی جا
برج کی تعمیر درجہ بدرجہ اوپر اٹھتی گئی۔ جس سے اہل قلعہ سخت ہراساں ہوئے۔ آخر ا
نے جولین کی شرائط مان کر قلعہ رومنوں کے حوالے کر دیا۔

قلعہ فیروز شاہ پور کو فتح کرنے کے بعد قیصر روم جولین نے دریائے فرات
کنارے کنارے پر اپنا سفر جاری رکھا۔ اور اس نہر پر پہنچ گیا جو دریائے فرات اور
ملاتی تھی۔ پھر اس نہر کے ذریعے جولین نے اپنے لشکر کے ساتھ دریائے دجلہ کی
بڑھنا شروع کیا۔ اس نہر کے کنارے پر جگہ جگہ ادھر ادھر بکھرے ہوئے ایرانی لشکر
ساتھ رومنوں کی مڈبھیڑ ہوئی تاہم چھوٹے چھوٹے ایرانی لشکر جولین کی راہ نہ روک
آخر کار جولین اپنے لشکر کے ساتھ نہر کو عبور کر کے ایک ایسے شہر جا پہنچا جس کا نام
ملکہ تھا۔

اس شہر پر بھی جولین توڑتی پھوڑتی آندھیوں، کرچی کرچی کرتے طوفان، قضا
و جان، اور وقت کی بدترین گھات کی طرح حملہ آور ہوا اور اس شہر کو بھی اس
کر کے اس پر بھی اس نے قبضہ کر لیا تھا۔

اس شہر کی فتح سے رومنوں کے حوصلے اور ولولے مزید بلند ہو گئے جب کہ
طرف ایران کا شہنشاہ شاہ پور ابھی تک دریائے دجلہ کے کنارے سیفون شہر کو اپنی
رکھے ہوئے دریائے دجلہ کے کنارے پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ دراصل شاہ پور چاہتا
رومن شہنشاہ جولین اپنے لشکر کے ساتھ جب دریائے دجلہ کے کنارے آئے تب ا
ساتھ فیصلہ کن جنگ کرے۔ جولین بھی سمجھ چکا تھا کہ شاہ پور دریائے دجلہ کے
سے نہیں ہلے گا لہٰذا اس نے بھی بڑی تیزی سے ماخوذ ملکہ شہر پر قبضہ کرنے
دریائے دجلہ کا رخ کیا تھا۔

دریائے دجلہ کے کنارے پڑاؤ کئے ہوئے شاہ پور رومنوں کی پیش قدمی
نہیں تھا بلکہ اس کے جاسوس اسے رومنوں کی ایک ایک حرکت اور ایک ایک پل
دے رہے تھے۔ دریائے فرات اور دریائے دجلہ کو ملانے والی نہر کے کنارے کنار

جولین آگے بڑھا جب کہ اس کا بحری بیڑہ بھی دریائے فرات سے نکل کر نہر میں سے
وا دریائے دجلہ کی طرف بڑھا تھا۔

جہاں دریائے فرات سے نکلنے والی نہر دریائے دجلہ میں گرتی تھی قیصر روم نے اپنے
کو روکا۔ اتنی دیر تک اس کا بحری بیڑہ بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔ اپنے سارے لشکر کو قیصر
جولین نے اپنے بحری بیڑے میں سوار کروایا تاکہ دریائے دجلہ کو عبور کرنے کے بعد
ے کنارے پر وہ شاہ پور اور اس کے لشکر پر حملہ آور ہو سکے۔

رومنوں کا بحری بیڑہ جب دجلہ کے اس کنارے پہنچا جس کنارے پر ایران کے شہنشاہ
ہ پور نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر رکھا تھا تو رومنوں سے جنگ کرنے کے لئے شاہ پور
اپنے لشکر کی صفیں درست کیں۔ اس نے اپنے لشکر کی کئی اگلی صفوں میں ہاتھی متعین
ے تھے۔ رومن ان ہاتھیوں کو دیکھ کر بہت ہراساں اور خوفزدہ ہوئے لہٰذا رومن شہنشاہ
لین نے اندازہ لگا لیا کہ اگر اس وقت ایرانیوں سے ٹکرایا گیا تو رومن ان ہاتھیوں سے
زدہ ہو کر ہو سکتا ہے میدان جنگ سے بھاگ نکلیں۔ لہٰذا جولین نے یہ فیصلہ کیا کہ
کے وقت ایرانیوں پر حملہ کیا جائے۔

چنانچہ رات کو حملے کا آغاز کیا گیا لیکن اس پر بھی رومنوں کو نقصان اٹھانا پڑا۔
ایرانیوں نے آتش گیر تیر برسائے جن سے رومنوں کی بعض کشتیاں جل اٹھیں۔ رومن لشکر
وں کر کے دریائے دجلہ کے بائیں کنارے آ اترا۔ اور سنبھل کر صف آرا ہوا۔
ائے دجلہ کے کنارے رومنوں اور ایرانیوں کا آمنا سامنا ہوا۔

رومن چونکہ اس سے پہلے ایرانیوں کے شہر فیروز شاہ پور اور ماخوذ ملکہ کو فتح کر چکے
لہٰذا ایرانیوں کے مقابلے میں ان کے حوصلے بڑے بلند اور ان کے اعتماد بڑا بحال تھا۔
ا جب رومن شہنشاہ جولین نے حملہ آور ہونے کا حکم دیا تو رومن سموں کو کرچیاں کرتے
وں، تیز و برق گام طوفانوں، دل کی سطح سوزاں پر لرزاں اندیشوں اور کالی راتوں کی چادر
امنگوں کی شدت کی طرح ایرانیوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔

دوسری طرف ایرانیوں نے بھی مدافعت اور جارحیت میں کسی طرح کی کمی نہ رہنے
دی وہ بھی حیات کے کالے لمحوں میں فکر کے سفینوں، زیست کے پرخطر قربتوں اور وقت
گمنام جزیروں میں حیرتوں کے بحر بیکراں کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔ دریائے
لہ کا وہ کنارہ جہاں جنگ ہوئی تھی اندھے سرابوں کے لاانتہا سلسلوں، کڑی کسیلی رت
ورد کے کالے حبس اور تجسس کے سمندر میں ہجر کے عذاب لمحوں کا سماں پیش کرنے
ا تھا۔ صبح سے شام تک نہایت خونریز جنگ ہوئی۔ دریائے دجلہ کے ساتھ ساتھ خون کا

ایک اور دجلہ بہہ نکلا تھا۔ جب شام کی تاریکی بڑھی تو ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے ...
رومنوں کا کھلے میدانوں میں مقابلہ کرنے کے بجائے تیسیفون شہر میں محصور ہو کر ...
کے مقابلے میں مدافعت کی جائے اس لئے کہ دن بھر دریائے دجلہ کے کنارے لڑی ...
والی اس جنگ میں ایرانیوں کا کافی نقصان ہوا تھا۔ گو بے شمار رومن بھی اس جنگ میں ...
آئے تھے لیکن رومنوں کی نسبت ایرانیوں کا زیادہ نقصان ہوا تھا۔ لہٰذا شاہ پور نے ...
شہر میں محصور ہو کر مقابلہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔

آخر شام کی تاریکی جب بڑھی تو ایرانی لشکر اپنے بادشاہ شاہ پور کے حکم پر پسپا ...
اور تیسیفون کے قلعے میں جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ رومنوں نے شہر کے درواز...
ایرانیوں کا تعاقب کیا تھا۔ لیکن یہ تعاقب کامیاب نہ رہا اور شاہ پور اپنے لشکر کو ...
تیسیفون شہر میں محصور ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

رومنوں کے حوصلے اس ابتدائی فتح سے کافی بلند ہو گئے تھے۔ اب موقع تھا کہ ...
تیسیفون شہر کا محاصرہ کر لیتا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ مورخین اس کی وجہ یہ بتاتے ...
کہ دریائے فرات کے کنارے ایرانیوں نے جو قلعے بنائے تھے وہ دفاعی لحاظ سے بہت ...
تھے۔ جولین نے بعض قلعے فتح تو ضرور کر لیے لیکن بڑی دانشوری کے ساتھ۔ اب وہ ...
نتیجے پر پہنچا کہ تیسیفون فتح کرنے میں چونکہ کامیابی کا کوئی امکان نہیں لہٰذا اس کا محاصرہ ...
بیکار ہے۔

تیسیفون شہر کا محاصرہ کر کے شاہ پور کے لشکر سے ٹکر لینے کے بجائے رومن ...
جولین نے ایک چال چل کر اپنے بحری بیڑے کو نذر آتش کر دیا۔ اس کا خیال یہ تھا کہ ...
پور رومنوں کے اس اقدام کو ان کی مایوسی پر مامور کرے گا اور لشکر لے کر قلعے سے ...
آجائے گا لیکن شاہ پور نے بڑی عقلمندی کا ثبوت دیا۔ وہ یہ خبر سن کر اپنے لشکر کے ...
شہر سے باہر نہ نکلا۔

آخر سرما اور بہار کا موسم گزر گیا اور گرمی اپنے عروج پر آ گئی۔ ایران کے شہنشاہ ...
شاہ پور کو اسی موسم کا انتظار تھا۔ وہ جانتا تھا کہ سردی میں ان علاقوں کے اندر رومن ...
کر مقابلہ کریں گے لیکن جونہی گرمی شروع ہو گی وہ ان علاقوں سے بھاگنے کی کوشش کریں ...
گے۔ بس ایسا ہی ہوا۔ جونہی جون کی شدید گرمی نے اس علاقے کو آن گھیرا تھا رومن ...
شہنشاہ جولین اپنے لشکر کو لے کر کردستان کی طرف کوچ کر گیا۔

ایرانیوں نے جب دیکھا کہ رومن اب کردستان کی طرف پسپا ہو گئے ہیں تو انہوں ...
نے تیسیفون شہر سے نکل کر ان کا تعاقب شروع کر دیا۔ گرمی کی وجہ سے رومن کہیں ...

... ایرانیوں کا مقابلہ نہ کرنا چاہتے تھے لہٰذا اس تعاقب کی وجہ سے رومنوں کو خوراک کی
... سامنا کرنا پڑا۔ اس لئے کہ ان کا رابطہ اپنے ان دستوں سے منقطع ہو چکا تھا جن
... رسد پہنچانے کا کام لگایا گیا تھا۔

اس موقع پر رومن شہنشاہ جولین نے بحرین اور آس پاس کے علاقے کے عربوں سے
... وہ انہیں رسد اور خوراک فراہم کریں۔ لیکن رومن شہنشاہ کے کہنے پر چونکہ ان
... اپنے سوار لشکر تیار کئے تھے اس موقع پر عرب سرداروں نے جولین سے لشکر تیار
... لئے اخراجات طلب کئے تو جواب میں عرب سرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے
... شہنشاہ جولین کہنے لگا۔

... بہادروں کو صرف فولادی اسلحے کی ضرورت ہوتی ہے۔ زر و مال کی ضرورت نہیں

... رومن شہنشاہ کا یہ جواب سن کر عرب اس سے بالکل بے تعلق ہو گئے۔ راستے میں
... سے رومنوں کو غلہ اور خوراک کی دیگر اشیاء فراہم ہو سکتی تھیں ان علاقوں
... کے جاسوسوں نے شاہ پور کے حکم پر پہلے ہی آگ لگا کر خاکستر کر دیا تھا۔

... ابھی زیادہ سفر نہیں کر پائے تھے کہ انہیں پیچھے سے گرد و غبار کا طوفان اٹھتا
... رومنوں کو چونکہ ابھی تک یہ اطلاع نہیں ملی تھی کہ عربوں نے ان سے اپنا
... کر لیا ہے لہٰذا رومن یہی سمجھے کہ عربوں کا لشکر ان کی مدد کو آ رہا ہے لیکن یہ
... فہمی تھی۔ اصل میں یہ شاہ پور کا لشکر تھا جو برق رفتاری سے رومنوں کا پیچھا
... چلا آ رہا تھا۔ جس وقت رومن شہنشاہ اپنے لشکر کے ساتھ سمرہ شہر کے قریب
... بھی اپنے لشکر کے ساتھ ان کے سر پر آ پہنچا اور رومنوں کو اس نے آ لیا۔

... ابھی صف آرائی بھی نہ کر پائے تھے کہ ایرانیوں نے ان کے عقبی حصے پر حملہ
... اب کہ ایرانی لشکر کے کچھ حصے رومنوں کے دائیں بازو پر بھی ٹوٹ پڑے تھے۔
... حوصلہ بڑھانے کے لئے رومن شہنشاہ جولین بگولے کی طرح اپنے لشکر میں کبھی
... کبھی دوسری طرف جاتا لیکن رومن شہنشاہ جولین کی ہر کوشش رائیگاں گئی۔ اس
... تھا ایرانی رومنوں سے انتقام لینے کے لئے پوری طرح تیاری کر کے آئے ہوں۔
... سے اب وقت کی قضا کے سیل رواں، شورش بھری موجوں کے خروش،
... و ملغیاں غم دہر کے ویرانوں میں خرامات دشت کی طرح رومنوں پر حملہ آور
... رومنوں نے ایرانیوں کے ان حملوں کو روکنے کی بڑی کوشش کی لیکن ناکام
... تیزی سے ان کی حالت الم نصیب سایوں، خشک آوارہ بادلوں، اذیتوں کے

گرداب میں سرد راتوں کی اداسی اور سلگتے سایوں کی خونی امر بیل جیسی ہونا شر
تھی۔

رومنوں کی مزید بدقسمتی کہ جس وقت جنگ اپنے پورے عروج پر تھی ایک
اور انتہائی جراتمند اور بہادر ایرانی نوجوان جولین کی طرف بڑھا اور اس کے دائیں
اس طاقت اور قوت سے نیزہ مارا کہ نیزہ جولین کے جسم میں پیوست ہو گیا اور وہ
ہو کر اپنے گھوڑے سے گر پڑا۔ رومنوں نے جب دیکھا کہ ان کے شہنشاہ پر ایک
آور ہوا ہے اور اسے نیزہ لگا ہے اور وہ اپنے گھوڑے سے گر گیا ہے تو رومن ا
ایک محفوظ جگہ لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد جولین سنبھلا۔ اس وقت جنگ اپنے
تھی۔ وہ دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ایرانیوں سے جنگ کرنا چاہتا تھا لیکن
قوت جواب دے گئی تھی لہٰذا وہ ایک بار پھر اپنے گھوڑے سے نیچے آیا۔ اس
بار جب رومن شہنشاہ اپنے گھوڑے سے گرا تو اس کی موت واقع ہو گئی۔

جولین بہادر اور نڈر شخص تھا۔ اس کی بہادری کا ان ابھروان تصویروں
ہے جو شاہ پور نے چٹانوں پر کندہ کرائی تھیں۔ ان تصویروں میں جولین کو ایک ش
میں دکھایا گیا ہے جس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔

سمرہ کی شکست پر رومنوں نے حوصلہ نہ ہارا چنانچہ جولین کے مرنے پر
ایک شخص جوویئن کو اپنا شہنشاہ بنا لیا۔ جوویئن نے ایک تازہ دم لشکر تیار کیا اور
کو لے کر وہ سمرہ شہر کی طرف بڑھا۔ جولین کی سرکردگی میں جس لشکر کو شاہ پور
شکست ہوئی تھی وہ بھی جوویئن کے ساتھ آن ملا تھا۔ ایک بار پھر سمرہ شہر کے
میدانوں میں ایرانیوں اور رومنوں کا تصادم ہوا۔ ایرانیوں نے پہلے کی طرح پرجوش
اس میں اگرچہ انہیں خود بھی نقصان اٹھانا پڑا لیکن آخر نقصان اٹھانے کے باو
نے میدان جنگ سے رومنوں کے پاؤں اکھاڑ دیئے تھے۔ اور رومنوں کو ایک بار پھر
میں اپنے نئے شہنشاہ جوویئن کی سرکردگی میں بھی شکست ہوئی تھی۔

اس جنگ میں شاہ پور اپنے لشکر میں نقصان کی وجہ سے رومنوں پر مزید
کرنا چاہتا تھا لہٰذا رومنوں سے گفت و شنید کے لئے اس نے اپنا سفیر نئے رو
جوویئن کے پاس بھیجا۔ یہ سفیر گویا ایک فاتح کی طرف سے ایک مفتوح کے پاس
جوویئن نے جو اب کسی اور بڑی مصیبت سے ڈرتا تھا اور ایرانیوں کا مزید مقابلہ
چاہتا تھا اس نے ایرانی سفیر کا خیر مقدم کیا اور نہایت رسوا کن شرائط قبول کر
لی۔ یہ شرائط مندرجہ ذیل تھیں۔

اول یہ کہ رومن حکومت وہ پانچ صوبے واپس کر دے گی جو ماضی میں رومن شہنشاہ
نے ایرانی شہنشاہ نرسی سے چھین لئے تھے۔

دوم یہ کہ نصیبین اور نجارہ ایران کے حوالے کر دیئے جائیں گے۔

سوم یہ کہ مشرقی بین النہرین ایرانیوں کے تسلط میں رہے گا۔

چہارم یہ کہ آرمینیا سے رومن دستبردار ہو جائیں گے۔

اول تو یہ تمام شرائط رومنوں کے لئے رسوا کن تھیں لیکن نصیبین شہر کا رومنوں کے
نکل جانا ان کے لئے سخت رنج زدہ تھا۔ یہ قلعہ استحکام کے اعتبار سے ناقابل
تھا۔ شاہ پور کئی مرتبہ اسے فتح کرنے میں ناکام رہا تھا۔ اور اب اس کی طرف
کا حوصلہ نہ پاتا تھا۔ اس کے علاوہ یہ شہر رومن تمدن کا مرکز تھا اور یہاں کی
ان روما کی تھی جسے ایرانیوں کا تسلط کسی صورت گوارہ نہ تھا۔

رومنوں نے اس شہر کو ایرانیوں کے حوالے کر دیا تو نصیبین شہر میں جس قدر
آباد تھے وہ اس شہر سے نکل کر ہجرت کرتے ہوئے اٹلی چلے گئے۔ ان لوگوں کی
کو پورا کرنے کے لئے ایرانی شہنشاہ شاہ پور نے استخرا اور پارس سے دس ہزار
کر نصیبین شہر میں بسا دیا تھا۔

شاہ پور نے نصیبین شہر میں نئے لوگوں کو بسانے کے بعد اپنے لشکر کے
شہر کے باہر پڑاؤ کر رکھا تھا ان ہی دنوں ایک روز یوناف اور کیرش اپنے خیمے
طرح پر باہم گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک ان دونوں کے خیمے میں ایران کا شہنشاہ
ہوا۔

اور کیرش شاہ پور کو اپنے خیمے میں دیکھ کر فوراً کھڑے ہو گئے۔ شاہ پور کے
باہر خیمے کے اطراف میں پھیل گئے تھے جب کہ شاہ پور اکیلا خیمے میں داخل
آ کر یوناف اور کیرش کو اس نے بیٹھنے کے لئے کہا۔ جب کہ خود بھی وہ ان
بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر تک خیمے میں خاموشی رہی۔ اس کے بعد شاہ پور کہنے

! جو کچھ میں تم سے کہنے آیا ہوں یہ مجھے سمرہ کے میدانوں میں رومنوں کو
صلح کا معاہدہ کرنے کے وقت ہی کہنا چاہئے تھا۔ لیکن میں کچھ ایسا مصروف
کچھ کہنے کے لئے میں الفاظ جمع نہ کر سکا۔ اب نصیبین کی آبادی سے فراغت
میں تمہارے پاس آیا ہوں۔ میرے پاس تمہیں کہنے کے لئے بہت کچھ ہے
کہنا چاہتا ہوں اختصار کے ساتھ کہوں گا۔

سنو یوناف! میں نے پہلی بار سمرہ کے میدانوں میں اپنے لشکریوں کے سا
رومنوں کے خلاف جنگ کرتے دیکھا ہے۔ قسم ایران کے یزدان آہور مزدہ کی
زندگی میں تم جیسا جنگجو' دلیر اور شجاع نہیں دیکھا۔ سمرہ کے میدانوں میں' میں نے
تم ظلمت کی گھٹاؤں' کاسہ بحر میں بیکراں طوفانوں کی طرح میرے لشکریوں کے سا
رومنوں پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ تم رومنوں کے اندر ان کی قتل و غارتگری کر
یوں ان میں گھسے تھے جیسے وقت کی بدترین آندھیوں میں صفحہ قرطاس پر کوئی ایسا قلم
ہو جس کی تحریر ختم نہ ہونے والی ہو۔ تم نے سموں کے زرد صحرا کی کوکھ میں
مرگ' پیاس کی شدت میں خاک صحرا چھانتے لمحوں کی طرح رومنوں پر نزول
تمہاری اس کارگزاری کے لئے میں تمہارا تہہ دل سے شکرگزار ہوں۔

دیکھ یوناف! جب پہلی بار تم مجھے مدائن میں ملے تھے تو میں نے تمہیں
نہیں دی تھی۔ میں نے تمہیں کوئی عام سا جوان سمجھ کر نظرانداز کر دیا تھا۔ لیکن
مشوروں سے جو مجھے فتوحات اور کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں اس کی بناء پر میں صاف
حقیقت سے کام لیتے ہوئے کہہ سکتا ہوں کہ تم میرے لئے وقت کی تاریخ کے
اڑانوں کی رت' جراتوں کی سلا رنگ صدا' امنگوں کا بہتا دھارا اور جاوداں رفاقت
پیغام ثابت ہوئے ہو۔ قسم مجھے آہور مزدہ کی میں شاہ پور جب تک زندہ رہوں
ممنون' تمہارا احسان مند اور شکرگزار رہوں گا۔ سنو یوناف یہاں سے مدائن جا
تم دونوں میاں بیوی کا قیام شاہی محل میں ہوگا۔ آج سے تم دونوں کی حیثیت
میرے بیٹے اور میری بیٹی کی سی ہوگی۔ اب تم دونوں اٹھو اور میرے ساتھ چلو۔
دونوں میاں بیوی کھانا میرے ساتھ کھاؤ گے۔ شاہ پور کی اس گفتگو اور اس کے
سے یوناف اور کیرش بے حد خوش ہوئے۔ دونوں نے سوالیہ سے انداز میں ایک
کی طرف دیکھا پھر وہ دونوں اٹھ کر خاموشی سے شاہ پور کے ساتھ ہو لئے تھے۔ شا
دونوں کو اپنے شاہی خیمے کی طرف لے جا رہا تھا۔

○

قیصر روم جوئین کے ساتھ حکومت ایران کا جو معاہدہ ہوا اس کی رو سے
نے بظاہر ایران کی برتری قبول کر لی تھی۔ وہ صوبے بھی رومنوں نے ایرانیوں کو
تھے جن پر ایران اپنا حق سمجھتا تھا۔ اس کے علاوہ آرمینیا سے بھی رومنوں نے
اٹھانا گوارہ کر لیا تھا۔ اس لئے کہ ایران کو آرمینیا میں اپنا تسلط جمانے کا موقع مل

ل قریب میں حالات کچھ ایسے پیدا ہونا شروع ہو گئے کہ ایران کو اطمینان میسر نہ آ

قیصر روم جوئین نے ایران کے ساتھ شرائط مجبور ہو کر منظور کی تھیں۔ معاہدے
ہی دن بعد ان شرائط کی وجہ سے قیصر روم جوئین فوت ہو گیا اور اس کی جگہ
قیصر روم بنا۔

قیصر روم والنیٹین کو بھی ایران کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ سخت ناگوار گزرتا تھا۔ وہ
اس معاہدے کو توڑنا تو نہ چاہتا تھا لیکن اس کی خواہش ضرور تھی کہ یہ معاہدہ ختم
چنانچہ اس نے معاہدے کو منسوخ کرنے کا جواز پیدا کرنے کے لئے رومن سلطنت
میں تقسیم کر دیا۔ اٹلی پر والنیٹین خود حکومت کرتا تھا جب کہ مشرقی علاقوں کا
نے اپنے بھائی آنس کو بنایا اور مشرقی علاقوں کا مرکزی شہر قسطنطنیہ قرار دیا گیا

وسری طرف ایران کا شہنشاہ شاہ پور چاہتا تھا کہ جس قدر جلد ممکن ہو آرمینیا میں
کے رہے سہے اثرات ختم کر دے اس لئے اس نے آرمینیا کے حکمران اشک کو جو
کے زیر اثر تھا دربار میں طلب کیا۔ اشک جب ایرانیوں کے شہنشاہ شاہ پور کی
حاضر ہوا تو شاہ پور نے اسے گرفتار کر کے اپنا اسیر بنا لیا۔

ایران کے شہنشاہ شاہ پور نے عام قیدی اور اشک میں یہ امتیاز برتا کہ اس کے
چاندی کی ہتھکڑیاں پہنائی گئیں۔ اس کے علاوہ شاہ پور نے آرمینیا کے حکمران
کر دیا تھا۔ شاہ پور نے اب اپنا لشکر آرمینیا بھیجا اور اپنا قبضہ آرمینیا پر اس
لیا۔ صرف ایک قلعہ آرمینیا میں باقی رہ گیا تھا۔ جس پر شاہ پور کا قبضہ نہ ہوا
کا نام آرتوگوسا تھا اور اس قلعے کے اندر اشک کی ملکہ اپنے سارے خزانوں کو
محصور ہو گئی تھی۔

رومن شہنشاہ والنیٹین کو آرمینیا کے معاملات میں یوں بے تعلق ہونا بڑا شاق
معاہدہ صلح کے خلاف کوئی قدم اٹھاتے ہوئے بھی وہ ہچکچاتا تھا۔ فوری قدم
صورت پیدا ہوئی کہ اشک کا بیٹا جس کا نام پارہ تھا آرمینیا سے بھاگ کر اٹلی
تاج حاصل کرنے کے لئے رومن شہنشاہ سے اس نے کمک طلب کی۔

والنیٹین تو پہلے ہی چاہتا تھا کہ حالات کچھ ایسے پیدا ہوں کہ وہ ایرانیوں کے خلاف
کرے۔ چنانچہ جب آرمینیا کے حکمران اشک کا بیٹا پارہ والنیٹین کی خدمت میں
تو والنیٹین نے اپنے لشکر کے کچھ دستے اس کے حوالے کئے اور اسے واپس

آرمینیا کی طرف بھیج دیا۔

دوسری طرف شاہ پور بھی آرمینیا کے حالات پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ جب ا
ہوئی کہ پارہ ایک لشکر لے کر اٹلی سے آرمینیا واپس آیا ہے تو اس نے آرمینیا پر
کر دی۔ پارہ کے ساتھ چونکہ رومن لشکر تھا لہٰذا پارہ نے شاہ پور کے ساتھ جنگ کا
عزم کر لیا۔ آخر کھلے میدانوں میں پارہ اور شاہ پور کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی
جنگ میں پارہ کو شکست ہوئی۔ پارہ کی شکست سے آرمینیا کے حکمران اشک کا سارا
جسے اس کی ملکہ ماں لئے آرتوگوسا قلعے میں محصور تھی اس سارے خزانے پر شاہ پور
ہو گیا تھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے اشک کے بیٹے پارہ نے یہی مناسب سمجھا
رومنوں کے بجائے حکومت ایران کی اطاعت کر لے۔

آرمینیا کے حالات اپنے حق میں درست کرنے کے بعد اور سارے آر
قبضہ کرنے کے بعد شاہ پور کی نظریں اب آرمینیا سے ملحقہ علاقہ گرجستان پر
گرجستان کے بادشاہ شاہ سارومیس کو چونکہ ان دنوں رومنوں کی حمایت حاصل
شاہ پور اس علاقہ پر حملہ آور ہونے کا تہیہ کر چکا تھا۔ جس کے روابط رومنوں
ہوں۔

آرمینیا کے حالات درست کرنے کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ شاہ پور گر
طرف بڑھا۔ گرجستان کے حکمران سارومیس کو بھی شاہ ایران کی پیش قدمی کی
چکی تھی۔ اسے اطلاع کر دی گئی تھی کہ شاہ پور بڑے خونخوار انداز میں گرجستان
آور ہونا چاہتا ہے۔ کھلے میدانوں میں شاہ پور اور گرجستان کے حکمران سارومیس
درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ ایرانیوں کے حوصلے چونکہ بڑھے ہوئے تھے لہٰذا ا
اپنے شہنشاہ شاہ پور کی سرکردگی میں بہترین جراتمندی کا اظہار کیا۔ حملہ آور
انہوں نے پہل کی۔ پھر وہ رومنوں پر شوریدہ سری کی کسک موت کی گہری پیاس
کراہ، رقص برق و شرر اور آندھیوں کی بے اماں فتنہ گری کی طرح حملہ آور ہو گئے
ایران کے شہنشاہ شاہ پور کے مقابلے میں گرجستان کے حکمران سارومیس
شکست ہوئی۔ سارومیس کو چونکہ رومنوں کی حمایت حاصل تھی اس لئے شاہ
سارومیس کو گرجستان سے نکال باہر کیا اور اس کی جگہ اس کے بھتیجے اسپارکورس
نے گدی نشین کرا دیا تھا۔ پھر شاہ پور آرمینیا میں اپنی فوج متعین کر کے واپس
دارالحکومت کی طرف جا چکا تھا۔

گرجستان کے کوہستانی سلسلے کی عسکری اہمیت کی وجہ سے والنٹین کو یہ گوارا

ایران کو اقتدار حاصل ہو۔ چنانچہ اس نے ۳۷۰ء میں گرجستان کے مقابلے میں
شروع کی اور چاہا کہ وہاں پھر سارومیس کی حکومت قائم ہو جائے۔ چنانچہ اس نے
جرنیل ڈیوک کریٹیس کو فوج دے کر بھیجا۔ اسپارکورس نے اسے روکنے کے لئے
کو اس پر فوج بھیجی۔ لڑائی کے بجائے معاہدہ صلح ہو گیا جس کی رو سے گرجستان کی
ل میں آئی۔ ایک حصے کی حکومت اسپارکورس کے پاس رہی جب کہ دوسرے حصے
سارومیس کو سونپ دی گئی تھی۔

اس صلح کے لئے شاہ پور سے اجازت نہ لی گئی تھی جس سے وہ بڑا برافروختہ ہوا۔
اپنا سفیر روم بھیج کر گرجستان کی تقسیم پر سخت احتجاج کیا۔ ۳۷۱ء میں شاہ پور
سرحد کو عبور کر کے رومنوں کے شہر واگاباتا پر حملہ کیا۔ رومن لشکر نے اپنی پوری
ساتھ شاہ پور کا مقابلہ کیا جس سے وہ پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا۔
اس کے بعد ایران اور روم کی کشمکش کئی سال تک جاری رہی لیکن کوئی فیصلہ نہ کیا

پارہ کا جو حشر ہوا اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ رومن جرنیل ڈیوک کریٹینس یہ
پارہ اب حکومت ایران کے زیر اثر ہے والنٹین کو صورت حال سے آگاہ کیا
نے ارادہ کیا کہ پارہ سے کوئی اور قسم کا معاہدہ کیا جائے۔

اس صورت حال میں پارہ کو قیصر روم نے اپنے دربار میں طلب کیا۔ پارہ بھانپ گیا
آرمینیا کے تخت و تاج سے محروم کیا جائے گا۔ اس صورت حالت میں پارہ وہاں
کو بھاگ کھڑا ہوا۔ رومنوں نے ہرچند اس کا پیچھا کیا لیکن وہ دریائے فرات تک
یاب ہو گیا اور جوں توں کر کے دریا کو پار کر لیا لیکن اسے ایک اور مصیبت نظر
آرمینیا کو جانے والی دونوں سڑکوں کو رومن لشکر کے دستوں نے روک رکھا ہے۔
اتفاق سے ایک مسافر مل گیا جس نے اسے جنگلوں میں سے گزرنے والے راستوں
رومن افسروں نے اس کی تلاش سے ناامید ہو کر یہ مشہور کیا کہ وہ جادو کے
کہیں غائب ہو گیا ہے۔ لیکن پارہ کی بدقسمتی کہ وہ ایک رومن افسر کے ہاتھ چڑھ
نے اس پر تلوار کا وار کر کے اس کی گردن کاٹ کے رکھ دی۔

رومن اور ایرانی دونوں ہی ایک دوسرے کے خلاف جنگ کرنے سے ہچکچا رہے تھے
ار دونوں نے صلح کی گفت و شنید شروع کی۔ آخر دونوں کے درمیان یہ معاہدہ
کہ دونوں حکومتیں آرمینیا اور گرجستان کی خود مختاری کو تسلیم کر لیں اور اس کے
حالات میں دخل اندازی نہ کریں۔ اس معاہدے پر عمل بھی ہوا لیکن ان دونوں

ملکوں کے باشندوں کا مذہب چونکہ ایران کے مذہب سے مختلف تھا اس لئے ان
میں ایران سے بدستور نفرت اور بیگانگی قائم رہی اور ان کا میلان اور جھکاؤ رو
طرف رہا۔

رومنوں کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد ایران کا شہنشاہ شاہ پور ہند
طرف متوجہ ہوا۔ پہلے وہ سندھ پھر ہندوستان کے دوسرے علاقوں پر وہ حملہ آور
صرف یہ کہ ان علاقوں کے حکمرانوں سے اس نے اپنی اطاعت منظور کرائی بلکہ ا
خراج بھی وصول کیا۔

ایران کا بادشاہ شاہ پور ایک طویل عرصے تک حکومت کرنے کے بعد ۹
فوت ہوا۔ وہ ایک شجاع اور صاحب تدبیر بادشاہ تھا۔ اور اس نے اپنے ملک کی
چار چاند لگائے۔ اس لئے رعایا اس کا دم بھرتی تھی۔ شاہ پور نے جو رومنوں
تھا وہ ایران کے لئے باعث فخر اور رومنوں کے لئے ہمت شکن تھا۔

شاہ پور نے وہ پانچ صوبے جو رومن شہنشاہ ڈیوکلیشن نے شاہ پور کے دادا
چھینے تھے واپس لئے۔ نصیبین جیسا عظیم شہر بھی ایرانیوں کو اسی کے دور میں ملا
تہذیب کا قدیم مرکز تھا۔ اس کے علاوہ شاہ پور نے آذر بائیجان' خوزستان اور ک
بھی رومن تسلط سے آزاد کروایا اور سب سے بڑی بات یہ کہ اس نے اپنے
میں نہ صرف ہن بلکہ وحشی گیلان قبائل کو بھی اپنا مطیع اور فرمانبردار بنایا۔
دانشمندی اور شجاعت کی دلیل تھی۔ انہی وجوہ کی بناء پر تاریخ میں اسے شاہ
لقب دیا۔

ایک رومن مورخ جس کا نام امیان تھا جس نے ایک فوجی سالار کی حیثیت
پور کے خلاف جنگوں میں بھی حصہ لیا تھا۔ وہ شاہ پور سے متعلق تفصیل سے لکھ
وہ طبعی طور پر شاہ پور سے نفرت کرتا ہے پھر بھی وہ اپنی تاریخ میں شاہ پور کو
دلیری اور شخصیت کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

شاہ پور قدوقامت میں ہمیشہ اپنے گردوپیش کے آدمیوں سے بقدر بلند نظر
بازبدی اور آمدہ کے محاصروں میں وہ بالکل بے دھڑک ہو کر خندق کے قریب
تیروں اور پتھروں کی بوچھاڑ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے قلعے کے چاروں طرف کا
رہا۔

شاہ پور نے اپنے دور حکومت میں متعدد عیسائیوں کو قتل بھی کروایا لیکن
تعصب کی بنا پر نہ تھا بلکہ سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے تھا۔

شاہ پور کے دل میں عیسائیوں کے لئے کوئی معاندانہ اور متعصبانہ احساسات نہ تھے۔
تھی کہ ایران کے عیسائی جن کے دلوں میں حکومت کے خلاف خفیہ عداوت تھی۔
کے لئے ایک مستقل خطرے کا باعث تھے۔ خصوصاً" جب سے رومن شہنشاہوں
کو جہاد کی علامت قرار دیا تھا اس اندرونی دشمنی کے خلاف شاہ پور نے بلا کسی
کارروائی کی۔ عیسائیوں پر تعدی اور اس کے عہد حکومت کے آخر وقت تک جاری

مورخین جہاں ایران کے شہنشاہ کی تندخوئی' بربریت کا ذکر کرتے ہیں وہاں بعض اس
بھی قائل ہیں کہ شاہ پور مروت اور رحمدلی سے بے بہرہ نہ تھا۔ مورخین لکھتے ہیں
موقع پر جب اس نے دو چھوٹے چھوٹے رومن قلعے فتح کئے تو قیدیوں میں چند
بھی گرفتار ہو کر اس کے سامنے آئیں۔ انہیں عورتوں میں ایک رومن سالار کی
جو نہایت خوبصورت اور حسین تھی۔ وہ خوف کے مارے کانپ رہی تھی کہ مبادا
طرف سے اس پر کسی قسم کی کوئی زیادتی نہ کی جائے۔
شاہ پور کو جب اس سے متعلق خبر ہوئی تو اس نے اسے اپنے دربار میں طلب کیا اور
وعدہ کیا کہ تمہارا شوہر تم سے جلد آ ملے گا اور کوئی شخص تمہاری توہین نہیں

شاہ پور ہمیشہ ان عیسائی لڑکیوں کو جو کلیسا کی خدمت کے لئے وقف ہوتی تھیں اپنی
میں لے لیا کرتا تھا اور حکم دیا کرتا تھا کہ انہیں اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کی
پوری آزادی دی جائے۔
شاہ پور نے امن اور صلح کے زمانے میں نئے شہر بسانے کی طرف بھی توجہ دی۔ شاہ
عراق میں ایک شہر بسایا جس کا نام ورتا رکھا۔ اس کے علاوہ اسواز میں اس نے انشا
بھی ایک شہر بسایا۔ قوم عیلام کا ایک شہر شوش' اس سے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ
اور شورشوں کی وجہ سے برباد کیا جا چکا تھا۔ شاہ پور نے پھر سے اس شہر کو آباد
اور اس کا نام اس نے خورہ کردشاہ پور رکھا۔ شاہ پور کے زمانے میں ایک محل بھی
اس کے آثار اب بھی نظر آتے ہیں۔ اس محل کو ایوان کرخ کہہ کر پکارا جاتا تھا۔
تعمیر سے فارغ ہو کر شاہ پور نے آبیاری کے لئے بھی بہت سا کام کیا۔ آمدورفت
پل بھی تعمیر کروائے۔
جہاں تک شاہ پور کے دور حکومت کا تعلق ہے تو ساسانی عہد کے ابتدائی بادشاہوں
طرح شاہ پور نے بھی اپنے دور کی ابھرواں تصویریں چھوڑی ہیں۔ یہ تصویریں زیادہ تر

پرسی پولس کی آس پاس کی چٹانوں پر کندہ کرائی گئی تھیں۔ اس کے علاوہ قدیم سلطنت
میں ایک جگہ کو منتخب کیا جو طاق بوستان کے نام سے موسوم ہے۔ کرمان شاہ کے قریب
اور ہمدان سے بغداد کو جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ اس جگہ کا نام قدیم دور میں
دروازہ رکھا گیا تھا۔

طاق بوستان کی چٹان سطح زمین کے ساتھ عموداً" تراشی گئی۔ اس پر ایک ابھ
تصویر ہے اس میں ایران کے خدا آہورمزدہ کو دکھایا گیا ہے کہ وہ شاہ پور کا حلقہ
بڑھا رہا ہے۔ دونوں نے ایسے جوتے پہنے ہوئے ہیں جو گھٹنوں تک ہیں۔ دونوں کی شلو
میں شکنیں بھی پڑی ہوئی ہیں۔ اور ان کے جوتے بکسوؤں کے ذریعے ٹخنوں کے
بندھے ہوئے ہیں۔

دونوں کی کمر میں پیٹیاں بندھی ہیں اور دونوں نے گلو بند اور کنگن پہنے ہو
بادشاہ کے پیچھے غالباً" زرتشت کی تصویر ہے جس کا لباس تو انہی کا سا ہے لیکن اس
پر شعاعوں کا ہالہ نظر آتا ہے۔ جس کے ہاتھ میں ٹہنیوں کا مٹھا ہے جو مذہبی رسوم
استعمال ہوتا تھا۔

شاہ پور کی اس ابھروان تصویر کے بائیں طرف دو محرابیں ہیں۔ پہلی محراب
شاہ پور دوئم کے زمانے میں تراشی گئی تھی۔ جب کہ اس میں شاہ پور سوئم اور اس کے
کی تصویریں ہیں۔ ان بادشاہوں کو سامنے سے دکھایا گیا ہے۔ جو ایک دوسرے کی
دیکھ رہے ہیں۔ دونوں کا لباس بھی ایک جیسا ہے اس کے علاوہ ان کے سروں کے
ہیں جن کے اوپر کپڑے کی گیندیں نظر آتی ہیں۔

بہرحال شاہ پور ایران کو عزت اور عظمت دینے کے بعد فوت تو ہو گیا اور
فوت ہو جانے کے بعد اس کا معمر بھائی اردشیر دوئم کے لقب سے ایرانیوں کا شہنشاہ

○

ایک روز جب کہ مدائن کے شاہی محل میں کیرش اپنے کمرے میں اکیلی بیٹھی
یوناف کسی کام کے سلسلے میں باہر نکلا تھا۔ ابلیکا نے کیرش کی گردن پر ہلکا سا لمس
دینے کے ساتھ ہی وہ بولی۔ دیکھ کیرش! فکر مند مت ہونا۔ میں ابلیکا ہوں اور ایک
موضوع پر تم سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔ اس پر کیرش سنبھل کر بیٹھ گئی اور کہنے
ابلیکا! تمہاری آواز یقیناً" میرے لئے شناسا ہے کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ اس پر ا
لگی۔

دیکھ کیرش میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کب تک تم یوناف کے ساتھ رہتے ہوئے مجرد
نا زندگی بسر کرتی رہو گی۔ میں چاہتی ہوں کہ تم اس سے شادی کر لو۔ اس طرح تم
کی زندگیوں میں خوشی اور رس گھل کر رہ جائے گا۔ اس پر کیرش فوراً" کہنے لگی۔ دیکھ
! جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو میں تو ایک عرصے سے چاہتی ہوں کہ میں یوناف
ی کی حیثیت سے اس کے ساتھ رہوں۔ میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش صرف
سے شادی کرنا ہے۔ اس پر ابلیکا فوراً" بولی۔

اگر یہ معاملہ ہے تو پھر تم اس سلسلے میں یوناف سے بات کیوں نہیں کرتی ہو؟ اب تو
ونوں کافی عرصہ اکٹھے رہ چکے ہو ایک دوسرے کو خوب سمجھنے اور جاننے لگے ہو۔ تمہیں
میں مزید تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔ اس پر کیرش بے چاری شرم میں ڈوبی ہوئی آواز
لگی۔ دیکھ ابلیکا! میں خود اپنی شادی کی بات کیسے یوناف سے کروں۔ کیا یہ عجیب
ونی سی بات نہیں لگتی کہ میں خود ابتدا کرتے ہوئے یوناف سے کہوں کہ وہ مجھ سے
لے۔ میرے خیال میں اس کی ابتدا خود یوناف کی طرف سے ہونی چاہئے۔ میں تو
صے سے انتظار کر رہی ہوں کہ کب یوناف میرا بازو تھامے اور یہ کہے کہ میں تمہیں
گی کا ساتھی بنا رہا ہوں۔

کیرش کے خاموش ہو جانے پر تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ اس کے بعد ابلیکا پھر
کھ کیرش! میں اس موضوع پر آج ہی یوناف سے بات کرتی ہوں۔ میں چاہتی ہوں
ہی تم دونوں رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جاؤ۔ اور اپنی نئی زندگی کی ابتدا کرو۔ اب
ف کی واپسی کا انتظار کرتی ہوں اور اس موضوع پر اس کے ساتھ گفتگو کرتی ہوں۔
ساتھ ہی کیرش کی گردن سے ابلیکا علیحدہ ہو گئی تھی۔

ابلیکا کی اس گفتگو سے کیرش بے چاری کی حالت جنون کے صحرا میں اجالوں کی شمع،
کے فانوس پر لکھی وقت کی بانجھ تحریروں میں موذن کی صداؤں اور بے ثمر اور بے
انوں میں لذت لمس اور حرف فسوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ خوشی اور مسرتوں سے
جذبوں کے باعث کیرش کی آنکھوں میں اڑانوں کی رتوں، جھلملاتے قمقموں، رنگین
وں اور انگڑائی لیتی عشرتوں کا سا سماں بندھ گیا تھا۔ جب کہ اس کے چہرے پر سوغاتوں
رنگ، وصل کے ہنگامے، ناشناس فسانے اور الفت کی زیبائش رقص کر گئی تھیں۔
چاری بڑی بے چینی سے یوناف کی واپسی کا انتظار کرنے لگی تھی۔

تھوڑی دیر بعد یوناف کمرے میں داخل ہوا اور کیرش کے پہلو میں آ کر بیٹھ گیا۔
ل کی بدلی بدلی حالت دیکھتے ہوئے وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی

گردن پر لمس دیا۔ اس پر یوناف چونکنا سا ہو گیا۔ کیرش بھی متوجہ ہو گئی۔ وہ جان گی
کہ ابلیکا شادی کے موضوع پر اس سے گفتگو کرنے لگی ہے۔ لمس دینے کے بعد ا
یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

دیکھ یوناف میں ایک انتہائی اہم موضوع پر تمہارے ساتھ گفتگو کرنا چاہتی ہوں
وہ موضوع یہ ہے کہ میری دلی خواہش ہے کہ تم اور کیرش اب شادی کر لو۔ اس پر
کہنے لگا۔ دیکھ ابلیکا جہاں تک تمہاری خواہشوں کا تعلق ہے میں اس کا احترام کر
لیکن اس معاملے میں کیرش بھی ملوث ہے۔ اور اس معاملے کو عملی جامہ پہنانے
کیرش کا عندیہ لینا بھی انتہائی ضروری اور اہم ہے۔ اس پر ابلیکا فورا" کہنے لگی۔

اس سلسلے میں تمہیں کیرش کی مرضی اور اس کا عندیہ جاننے کی ضرورت نہیں
اس لئے کہ میں اس سلسلے میں اس سے تفصیل کے ساتھ گفتگو کر چکی ہوں۔ وہ
تو شروع دن سے ہی تمہارے ساتھ شادی کرنے پر رضا مند ہے۔ اور یہ اس کی ز
سب سے بڑی خواہش ہے کہ تم اس کے شوہر بنو۔ لیکن ایک لڑکی کی حیثیت سے وہ
موضوع پر گفتگو کرنے میں پہل نہیں کر سکی۔ آج جب میں نے اس موضوع پر اس
گفتگو کی تو اس کا کہنا تھا کہ یوناف کی بیوی بننا اس کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش
اس پر یوناف فورا" چہکنے کے انداز میں کہنے لگا۔

اگر یہ کیرش کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے تو یوں جانو ابلیکا کہ کیرش
شادی کرنا میری زندگی کی بھی سب سے اہم اور بڑی خواہش ہے۔ یہ گفتگو سنتے ہو
میں بیٹھی کیرش بے چاری کی گردن شرم و حجاب سے جھک گئی تھی۔ لیکن وہ کبھی کبھی
نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھ ضرور لیتی تھی۔ تھوڑی دیر تک یوناف ابلیکا کے
مزید گفتگو کرتا رہا۔ اس کے بعد شاید ابلیکا لمس دے کر علیحدہ ہو گئی تھی۔ اس لئے کہ اب
یوناف بڑے غور سے کیرش کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ جو اس کے پہلو میں سر جھکائے
تھی۔ اس موقع پر یوناف نے بڑے پیارے انداز میں اپنا بازو کیرش کے کندھے پر رکھ
اس پر کیرش نے چونک کر یوناف کی طرف دیکھا۔ اسی لمحہ یوناف نے کیرش کی آنکھوں
آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

دیکھ کیرش اگر میں تم سے شادی کرنا چاہوں' اگر میں تمہیں اپنی بیوی بنانا چاہوں
تمہیں کوئی اعتراض ہے۔ اس پر کیرش بے چاری نے گردن جھکاتے ہوئے مدھم سی آوا
میں کہا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ آپ تو پہلے بھی اور آج بھی میرے
میرے لفظوں کی رعنائی' میرے لبوں کا تبسم' میرے جذبوں کی تازگی اور قلب و نظر

چکے ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد کیرش جب خاموش ہو گئی تو یوناف نے بڑے غور
سے کیرش کی طرف دیکھا۔ اس نے اندازہ لگایا کہ اس موقع پر کیرش کا شفاف
بلور سے تراشا بدن' اس کے نازک سجیلے ہاتھ پیکر مرمریں بازو' اس کی لچکیلی ڈال
اس کے دہکتے لب' گلاب عارض اور پھول کے ڈنٹھل جیسی گردن' غرض کہ بدن کا
طرح کانپ اور کپکپا رہا تھا۔ یوناف تھوڑی دیر تک اس صورتحال کو دیکھ کر
ہوتا رہا پھر وہ فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔

دیکھ کیرش اگر میں آج ہی تمہیں اپنے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک کرنا چاہوں تو
کوئی اعتراض ہے۔ یوناف کی اس بات پر کیرش نے ایک بار پھر چونک جانے کے سے
ایک دم اپنی گردن اوپر اٹھاتے ہوئے یوناف کی طرف دیکھا اور پھر دوبارہ گردن
ہوئے وہ کہنے لگی۔ مجھے اس پر کیا اعتراض ہے۔ اس لئے کہ آپ تو میری زیست
ہی راستوں کے لئے نشان منزل ہیں۔ کیرش کی اس گفتگو کا یوناف نے کوئی
دیا۔ پھر اسی روز شام سے پہلے پہلے یوناف اور کیرش نے اپنے آپ کو رشتہ
میں منسلک کر لیا تھا۔

○

شاہ پور اعظم کی وفات کے بعد اس کا معمر بھائی اردشیر دوئم تخت نشین ہوا۔ لیکن
حکومت چار سال سے زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکی۔ اس لئے کہ یہ اپنے بڑھاپے کی
بے حد کاہل تھا۔ تاریخ میں اسے اردشیر دوئم کاہل کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔
عہد کا ایک اہم واقعہ یہ ہے کہ اس نے رعایا کے تمام ٹیکس معاف کر دیئے جس
لوگ اسے اردشیر نیکو کار کے لقب سے بھی پکارنے لگے۔

شاہ پور اعظم کے دور میں آرمینیا کے حکمران پارہ کو ایک رومن سردار نے قتل کر
اب اردشیر دوئم کی کاہلی سے فائدہ اٹھا کر رومنوں نے آرمینیا کے ایک امیر ورناذ کو
کا حکمران نامزد کر دیا تھا لیکن حکومت کا اصل اقتدار رومنوں نے ایک اور امیر موشغ
والے کر دیا اس لئے کہ یہ موشغ رومنوں کے یہاں بڑی مقبولیت' عزت و وقار رکھتا

ورناذ کو موشغ کا اقتدار کانٹے کی طرح کھٹکتا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک دعوت کے
موشغ کو قتل کرا دیا۔ مقتول کے بھائی مینوئل کو سخت صدمہ ہوا۔ اس نے آرمینیا
حکمران پارہ کی بیوی اور اس کے دونوں بیٹوں کو اپنے ساتھ ملانے کے بعد آرمینیا

کے حکمران ورتازد کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔

مینوئل کو یقین تھا کہ اس کی اس کارروائی کی ضرور رومن مخالفت کریں گے۔
لئے اس نے اپنا ایک قاصد ایران کے شہنشاہ اردشیر کے دربار میں بھیجا اور خراج ادا
کا عہد کر کے آرمینیا کی حکومت کا اقتدار حاصل کرنے کی استدعا کی۔

اس استدعا کو اردشیر نے تسلیم کر لیا اور اپنے ایک سپہ سالار کو دس ہزار کا
دیکر آرمینیا بھیج دیا اور ساتھ ہی یہ بھی حکم دیا کہ وہ سپہ سالار آرمینیا کے باغی
مینوئل کے ساتھ مل کر آرمینیا کی حکومت چلائے۔ بہرحال یہ ایرانی لشکر آرمینیا
داخل ہوا۔ آرمینیا کے حکمران ورتازد کو ایرانی لشکر نے شکست دے کر مار بھگایا۔
طرح ایرانی سپہ سالار مینوئل کے ساتھ مل کر آرمینیا پر حکومت کرنے لگا۔

لیکن حکمرانی میں یہ دو عملی زیادہ عرصہ نہ چل سکی۔ مینوئل ایرانی سپہ سالار کو
شک کی نگاہ سے دیکھتا رہا۔ ایک موقع پر مینوئل کو شبہ ہو گیا کہ ایرانی سپہ سالار جو
شریک حکومت تھا اسے گرفتار کرنا چاہتا ہے لہٰذا مینوئل نے اندر ہی اندر سازش کی۔
لشکر کو اس نے تیار رہنے کا حکم دیا پھر اچانک اس نے ایرانی لشکر پر حملہ آور ہو کر ایرا
کا خاتمہ کر دیا۔ ایرانی لشکر کے سپہ سالار کو بھی اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور
اکیلا آرمینیا پر حکومت کرنے لگا۔

اس موقع پر ایران کے شہنشاہ اردشیر کو چاہئے تھا کہ وہ آرمینیا کے نئے
مینوئل سے اپنے لشکریوں کی قتل و غارتگری کا انتقام لیتا۔ لیکن اپنی کاہلی کی وجہ سے ا
نے کسی بھی قسم کے رد عمل کا اظہار نہ کیا۔ دوسری طرف اردشیر کو قابل ہونے کے
امرائے سلطنت کا اقتدار کھٹکتا تھا اس لئے اس نے ان کا اقتدار کم کرنا چاہا۔ امراء کو
شیر کی یہ مخالفانہ سرگرمیاں قطعاً ناگوار گزریں اس لئے انہوں نے اردشیر کو تخت
سے محروم کر کے شاہ پور کے ایک بیٹے کو شاہ پور سوئم کے لقب سے ایران کا شہنشاہ بنا

○

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی ایک روز مدائن کے شاہی محل میں اپنے کم
میں بیٹھے گھریلو موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک یوناف کی گردن پر ابلیکا کے
حریری اور ریشمی لمس دیا۔ پھر یوناف کی سماعت سے ابلیکا کی بڑی شیریں اور مٹھاس
آواز ٹکرائی۔ وہ کہہ رہی تھی۔

یوناف میرے حبیب! جو کچھ میں کہنا چاہتی ہوں یا کہنے والی ہوں اسے تم اور کیر

ں بیوی بڑے غور اور توجہ کے ساتھ سننا۔ کیرش کو بھی متوجہ کر لو کہ جو کچھ میں
ہوں اس پر پوری طرح دھیان دے۔ اس لئے کہ ہمیں ایک انتہائی اہم بلکہ میں
سکتی ہوں کہ ایک انتہائی خطرناک مہم درپیش ہے۔ میرے خیال میں آج تک
مہمیں ہم نے سر کی ہیں اس میں خواہ وہ عزازیل کے خلاف ہوں یا کسی اور کے
ان ساری مہموں سے زیادہ سخت، زیادہ کٹھن اور تکلیف دہ ہو گی۔

ں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف نے اپنے پہلو میں بیٹھی
ل کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔ دیکھ کیرش ابلیکا کسی انتہائی اہم موضوع پر ہم
گفتگو کرنا چاہتی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ عنقریب ہمیں ایک انتہائی مشکل اور
مہم درپیش ہو گی۔ لہٰذا اس کی خواہش ہے کہ جو کچھ وہ کہے ہم دونوں میاں بیوی
اور انہماک سے سنیں۔ لہٰذا ہم دونوں میاں بیوی قریب ہو جائیں اور ابلیکا جو
والی ہے اسے پورے دھیان کے ساتھ سنیں۔ یوناف کی اس گفتگو کے بعد کیرش
ہوئی۔ اپنا سر اس نے یوناف کے شانے پر رکھ دیا تاکہ ابلیکا جو کچھ کہنے والی
پوری طرح سن سکے۔

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔ سنو یوناف اور کیرش جو کچھ
ہی ہوں پوری توجہ اور دھیان کے ساتھ سننا۔ دیکھو میرے دونوں عزیزو! دریائے
کنارے ایک انتہائی قدیم شہر کے کھنڈرات ہیں۔ اس شہر کا نام ماری تھا۔ ماری
اری اس کے بعد اموری اور آرامی قوموں کا بھی مرکزی شہر رہا ہے۔ جب اس
اپنے عروج پر تھی تو بابل اور نینوا کی رونقیں بھی اس کے سامنے ہیچ اور نہ
برابر تھیں۔ گو ماری شہر ان دنوں کھنڈرات میں تبدیل ہو چکا ہے کہیں کہیں کوئی
کھڑی ہے جو اس شہر کی بہترین ثقافت اور تہذیب کی عکاسی کرتی ہے۔

میرے دونوں عزیزو! ماری شہر کے قریب صرف چند فرلانگ کے فاصلے پر ایک
سلسلے کے اوپر ایک قدیم اور بہت بڑا محل ہے۔ یہی محل ہم تینوں کی منزل اور ہم
ے کٹھن مہم ثابت ہو گا۔ ابلیکا مزید کچھ کہنا چاہ رہی تھی کہ درمیان میں
پڑا اور پوچھنے لگا۔

ابلیکا ہمیں اس محل سے کیا غرض۔ کیا اس محل کے اندر کوئی رہتا ہے جس
ہمیں حرکت میں آنا ہو گا۔ اس پر ابلیکا انتہائی سنجیدہ اور متین سے لہجے میں کہنے
اف تمہارا کہنا درست ہے۔ وہ محل خالی نہیں پڑا۔ یہ محل جو کوہستانی سلسلے کے
ں جانو اس محل کے اندر ایسی روحیں ہیں جنہوں نے آس پاس کی بستیوں اور

شہروں میں لوگوں کو ایک بہت بڑے شرک میں مبتلا کر رکھا ہے۔ بس انہی روحوں
خلاف ہمیں حرکت میں آنا ہو گا۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ ابلیکا! کھل کر کہو کہ تم
چاہتی ہو۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا کہ وہ روحیں کون ہیں' کیا ہیں اور کس طرح
تو انہوں نے شرک میں مبتلا کر رکھا ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد جب یوناف خاموش
تو ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ یوناف جو کچھ میں تفصیل حاصل کر سکی ہوں وہ تم سے کہہ دیتی ہوں۔
اس سلسلے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہو تو میں تمہیں ایک شخص کا پتہ بتاؤں گی
سے تم اس قلعہ نما محل اور اس کے اندر رہنے اور بسنے والی روحوں سے متعلق
تفصیل جان سکو گے۔ سنو یوناف اور کیرش

بابل شہر کا ایک ساحر تھا' جس کا نام نطیاس تھا۔ نطیاس نام کے بابل کے اس
اور طلسم گر کے پاس پہلے ہی جادو اور طلسم کے بے شمار علوم تھے۔ پھر ایسا
خداوند کریم نے بابل شہر میں جادو کی تعلیم کے لئے دو فرشتوں کا نزول کیا جن کے نام
اور ماروت تھے۔ اصل میں ان فرشتوں کے ذریعے لوگوں کو سحر اور طلسم سے دور
اس لئے کہ جو بھی کوئی شخص طلسم سیکھنے کے لئے ہاروت اور ماروت کے پاس آتا
اسے یہ تنبیہہ کرتے کہ اگر تو ساحری سیکھے گا تو ایمان سے محروم ہو جائے گا۔ اس
زیادہ لوگ اپنے ایمان کے بچاؤ کی خاطر ساحری سے دور رہنے لگے لیکن کچھ ایسے
جو پوری طرح اس سحر اور طلسم میں ڈوب کر رہ گئے۔ ان میں ایک نطیاس بھی تھا۔

سنو یوناف اور کیرش۔ اس نطیاس نے ہاروت اور ماروت دونوں فرشتوں
اور طلسم کے سارے علوم حاصل کئے۔ ان سارے علوم کو اس نے زبانی یاد کر
ساتھ ساتھ چمڑے کے اوراق پر محفوظ بھی کر لیا تھا۔

یہ سارے علوم سیکھنے اور انہیں محفوظ کرنے کے بعد وہ ساحر نطیاس بابل سے
نکل کھڑا ہوا۔ اس لئے کہ بابل میں ان دنوں ساحروں اور طلسم گروں کا ایک ہجوم تھا
نطیاس نے بابل شہر سے نکل کر کہیں اور قسمت آزمائی کا فیصلہ کیا تا کہ وہ پوری
سب سے اچھے اور سب سے قابل طلسم گر کی حیثیت سے نام پیدا کرے۔ بس ا
نکل کر نطیاس نے ماری شہر کا رخ کیا۔

ماری شہر کے حکمرانوں بنے جن کا تعلق آرامی قوم سے تھا۔ انہوں نے سا
کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ مہینوں اور ہفتوں میں نہیں بلکہ دنوں کے اندر ماری شہر میں
دوران شہر کے نواح میں ایک بلند کوہستانی سلسلے کے اوپر اس نطیاس نے اپنے

محل تیار کیا اس محل کے اندر نطیاس اپنی زندگی کے آخری دنوں تک ایک شہنشاہ
سے دن گزارتا رہا۔ آخر اسی محل کے اندر موت نے اسے آ لیا۔ مرنے سے
محل کے اندر اس نے اپنے بہت سے شاگردوں کو وہ علوم منتقل کئے کہ جو اس نے
میں رہتے ہوئے مختلف لوگوں کے علاوہ ہاروت اور ماروت فرشتوں سے حاصل کئے

اس محل کے آس پاس اور قریب قریب کی بستیوں اور شہروں کے لوگوں کا کہنا ہے
نطیاس کی روح اب بھی اس قلعہ نما محل کے اندر بھٹکتی ہے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ اس
اندر دو میاں بیوی رہتے ہیں۔ میاں کا نام سلیوک اور بیوی کا نام اوغار ہے۔
بھی کہنا ہے کہ یہ سلیوک اور اوغار دونوں کبھی نطیاس کے شاگردوں میں شامل
نطیاس کے کچھ عرصہ کے بعد مر گئے اب ان کی روحیں اس محل کے اندر کبھی
وجود میں لوگوں کو دکھائی دیتی ہیں اور یہ لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ وہ دونوں اس
اندر رہتے بستے اور کھاتے پیتے ہیں۔
ابھی تک نہ تو نطیاس کی روح کو دیکھا ہے اور نہ ہی سلیوک اور اوغار کی روحوں
ہے۔ یہ ساری باتیں جو اب تک میں نے تمہیں بتائی ہیں یہ ایک شخص آرگ
حاصل کی ہیں۔ آرگ ایک تارک الدنیا یہودی درویش ہے۔ جو قدیم ماری شہر
کے قریب ہی ایک بستی میں رہتا ہے۔ اب ہمارا ہدف یہ سلیوک اور اوغار
ہیں۔

لئے کہ بوڑھے یہودی درویش آرگ کے مطابق قدیم ماری شہر کے کھنڈرات
اس قدر لوگ بستیوں اور شہروں میں بستے ہیں کہ وہ آپس میں تعاون اور اتحاد
ہفتے میں ایک بار ایک بکرے کو خوب سجا سنوار کر نطیاس کے محل کے باہر
ہیں اور پھر وہ بکرا جو محل سے باہر باندھا جاتا ہے ختم ہو جاتا ہے۔ لوگوں کا خیال
بکرا جو ہر ہفتے پیش کیا جاتا ہے وہ نطیاس کے محل میں رہنے والے سلیوک اور
روحوں کی غذا بنتا ہے۔
یہ بھی بتا رہا تھا کہ جب کبھی لوگ ان روحوں کی غذا کے لئے بکرا پیش نہیں
محل کے اوپر پیتل کا بنا ہوا سب سے اونچا کلس ہے اس کے اوپر بجلی چمکنے
گرجنے کی بھیانک آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ نطیاس کی
اپنی غضبناکی اور غصے کا اظہار کرتی ہے۔ اور جب وہ بجلی چمکتی ہے اور بادل
تب کہتے ہیں کہ سلیوک اور اوغار کی روحیں حرکت میں آتی ہیں اور آس پاس

کی بستیوں میں آدم خوری کا کام شروع کر دیتی ہیں۔ اور جب انہیں پھر سے ہر ہفتے کا
کیا جاتا ہے تو وہ آدم خوری ترک کرکے پھر خاموش ہو جاتی ہیں۔

سنو یوناف اور کیرش میرے دونوں عزیزو! یوں جانو کہ اس محل میں ہمیں نہ
نطیاس بلکہ سلیوک اور اوغار کی روحوں کے خلاف حرکت میں آنا ہو گا۔ اس لئے
تینوں کی وجہ سے لوگ نطیاس کے اس قدیم محل کے قریب آکر جب ہر ہفتے نذرانہ
طور پر بکرا پیش کرتے ہیں تو وہاں سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ اب لوگ اس قدر اس محل
متاثر ہیں کہ اپنی منتیں وہاں مانتے ہیں اور خدائے واحد کو فراموش کرکے انہوں
صرف یہ کہ اسی محل کو اپنی بندگی کے لئے ایک رخ سمجھ لیا ہے بلکہ وہ خداوند کو
کرکے ان روحوں سے مدد بھی طلب کرتے ہیں جو سب سے بڑا شرک ہے۔ بس اس
کے خلاف ہم تینوں نے جہاد کرنا ہے۔

اتنا کہنے کے بعد جب ابلیکا خاموش ہوئی تو یوناف ابلیکا کو مخاطب کرکے
ابلیکا جو کچھ تم نے اب تک ہم سے کہا ہے تو کیا ساری باتیں تم نے خود براہ راست
سے حاصل کی ہیں۔ اس پر ابلیکا کہنے لگی۔ نہیں میں براہ راست اس سے کیسے
کر مخاطب ہو سکتی تھی۔ بس ان علاقوں میں میرا گزر ہوا اور میں ایسے وقت وہاں
وقت بوڑھا یہودی درویش کچھ لوگوں سے یہ گفتگو کر رہا تھا۔ بس میں بھی وہاں
ان لوگوں کے ساتھ میں نے جس قدر گفتگو سنی وہ میں نے آکر تم دونوں سے کہہ
اب میرا خیال ہے کہ ہمیں مدائن کے اس محل سے دریائے خابور کے کنارے
ماری کی طرف کوچ کرنا چاہئے۔ تاکہ نطیاس کے محل میں بسنے والی روحوں کے
حرکت میں آیا جا سکے۔ میرے خیال میں اپنے کام کی ابتدا کرنے سے پہلے تم
بوڑھے یہودی آرگ سے مل لینا چاہئے۔ اس سے بالمشافہ گفتگو کرکے تم اس محل
کے اندر رہنے والی روحوں سے متعلق مزید تفصیل حاصل کر سکتے ہو۔ اس لئے اس
کی ہی وجہ سے اس علاقے میں شرک اپنے عروج پر پہنچا ہے۔

ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف پھر بولا۔ دیکھ ابلیکا! کیا تو ہمیں بتائے گی کہ
کا نام کیا ہے۔ جس میں وہ بوڑھا درویش آرگ رہتا ہے۔ اس پر ابلیکا کہنے لگی
کی کیا ضرورت ہے۔ بوڑھا آرگ ایک بستی کے باہر ایک کٹیا میں رہتا ہے اور
وقت عبادت میں گزارتا ہے۔ میں وہاں تک تمہاری رہنمائی کروں گی۔ پھر تم
تسلی کے لئے اس سے مزید گفتگو کر لینا۔ اس کے بعد نطیاس کے محل کا
روحوں سے نپٹنے کی ہم کوشش کریں گے۔

یوناف نے کچھ سوچا پھر وہ ابلیکا کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔ دیکھ ابلیکا تو دیکھتی ہے
رات کافی گہری ہو چکی ہے کیا ایسا ممکن نہیں کہ میں اور کیرش دونوں میاں بیوی
رات مدائن کے اس محل ہی میں گزاریں اور کل علی الصبح یہاں سے ماری شہر کے
کی طرف کوچ کر جائیں۔ تم وہاں تک ہماری رہنمائی کرنا۔ اس پر ابلیکا فوراً"
نہیں۔ تم دونوں میاں بیوی آج کی رات مدائن کے اسی محل میں گزارو۔ کل
صبح اندھیرے منہ میں تم دونوں کو بیدار کروں گی۔ اس کے بعد ہم یہاں سے قدیم
کے کھنڈرات کی طرف کوچ کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا اپنا ہلکا سا لمس
یوناف کی گردن سے علیحدہ ہو گئی تھی۔

ابلیکا کے جانے کے بعد تھوڑی دیر تک یوناف اور کیرش اس معاملے کی سنگینی پر
غور کرتے رہے اس کے بعد کیرش بڑے پیارے انداز میں اپنا بازو یوناف کے
رکھتے ہوئے چاہتوں بھری آواز میں یوناف کو مخاطب کرکے کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب! میں سمجھتی ہوں جس مہم کی طرف ابلیکا ہمیں لے جانا چاہتی
کٹھن اور دشوار گزار مہم ہو گی۔ بہرحال مجھے امید ہے کہ ابلیکا کے ساتھ ہم
میاں بیوی مل کر اس کٹھن مہم کو بھی سر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ کیا آپ
گے کہ یہ ماری شہر کہاں اور کس جگہ ہے۔ اور کیا آپ نے یہ شہر اس وقت
جب یہ آباد تھا۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔

کیرش جہاں تک ماری شہر کا تعلق ہے تو یہ شہر دریائے خابور کے کنارے واقع
خابور دریائے فرات کا ایک معاون دریا ہے جو حاران اور نینوا شہر کے درمیان
کوہستانی سلسلوں سے نکل کر دریائے فرات کی طرف آتا ہے۔ راستے میں کئی
دریا بھی اس دریائے خابور سے آکر ملتے ہیں۔ جس وقت یہ ماری شہر آباد تھا۔
انتہائی تہذیب یافتہ شہر بابل اور نینوا بھی اس کا مقابلہ نہیں کرتے تھے۔ ماری شہر
حاصل ہے کہ یہ حوریوں کا بھی مرکزی شہر رہا۔ اس کے بعد اموریوں کا اور
کا بھی مرکزی شہر رہا ہے۔ اس پر کیرش پوچھنے لگی۔

حوری، اموری اور آرامی کون تھے۔ کیا آپ میری تسلی اور میرے علم میں
لئے ان قوموں پر روشنی ڈالیں گے۔ اس پر یوناف بولا۔ یہ سب سامی اقوام
تعلق صحرائے عرب سے رہا ہے اور اسی صحرا سے اٹھ کر یہ وقفے وقفے سے شمال
چراگاہوں کی تلاش میں نکلتی رہیں۔ اور پھر وہیں پر آباد ہو کر مختلف علاقوں پر
رہیں۔ صحرائے عرب سے نکل کر شام اور عراق کی طرف جانے والی بہت سی

اقوام ہیں۔ جنہوں نے شمالی علاقوں میں حکومت کی۔ ان میں حوری' اموری' آرامی
کنعانی' آشوری اور عبرانی یعنی اسرائیلی زیادہ مشہور ہیں۔ یہ ساری وہ اقوام ہیں
صحرائے عرب میں خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتی تھیں۔ پھر وہاں سے نکل کر یہ مختلف
میں آباد ہوئیں اور حکومت کرتی رہیں۔ کیرش فوراً" بولی۔

دیکھئے یوناف میرے حبیب۔ جہاں تک آشوریوں' کنعانیوں' عبرانی یعنی اسرائی
تعلق ہے ان سے متعلق میں تفصیل کے ساتھ جانتی ہوں۔ بس یہ حوری' اموری
آرامی میرے لئے نئی اقوام ہیں۔ کیا آپ ان اقوام سے متعلق روشنی ڈالیں گے۔
یوناف تھکاوٹ کا سا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ کیرش آج کی رات اس محل میں ہم دونوں میاں بیوی آرام کرتے
ابلیکا کی رہنمائی اور سرکردگی میں ہم یہاں سے کوچ کریں گے۔ سب سے پہلے
یہودی درویش آرگ سے مل کر بابل کے ساحر نطیاس کے محل اور اس کے اندر
روحوں سے متعلق تفصیل حاصل کریں گے۔ یہ سب کچھ جاننے کے بعد ان رو
نپٹنے کے لئے میں اور تم دونوں میاں بیوی اپنا کوئی ٹھکانا بنائیں گے جہاں ہم قیام
بس اسی قیام کے دوران میں تمہیں حوری' اموری اور آرامی اقوام سے متعلق تفصیل
بتاؤں گا۔ دیکھ کیرش برا مت ماننا۔ اس وقت میں نیند کا سخت غلبہ محسوس کر رہا
میرے خیال میں آؤ دونوں آرام کریں۔ اس لئے کہ آنے والی صبح کو ہم نے کو
ہے۔ کیرش نے مسکراتے ہوئے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ دونوں میاں
وہ رات مدائن کے اس شاہی محل میں گزاری دوسرے روز وہ سورج طلوع ہو
ہی ابلیکا کی رہنمائی میں مدائن سے قدیم ماری شہر کے کھنڈرات کی طرف کوچ کر گ

○

اس وقت سورج مشرق سے اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ طلوع ہو رہا تھا اس
کی رہنمائی میں یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی قدیم ماری شہر کے کھنڈرات
ایک بستی کے باہر بوڑھے یہودی آرگ کی کٹیا کے پاس نمودار ہوئے۔ کیونکہ
تھا اور سردی اپنے عروج پر تھی لہٰذا انہوں نے دیکھا کہ یہودی درویش آرگ
باہر آگ کا الاؤ روشن کئے بیٹھا تھا۔ شاید وہ اپنے کھانے پینے کا کوئی انتظام کر
چکا تھا۔ یوناف اور کیرش دونوں آہستہ آہستہ آگے بڑھے اور آرگ کے قریب
نے یہودی درویش آرگ کو سلام کہا۔

یہودی درویش آرگ نے بڑے مہذب بڑے شائستہ اور شفیقانہ انداز میں یوناف
کا جواب دیا۔ تھوڑی دیر تک وہ دونوں میاں بیوی کو بڑے غور سے دیکھتا رہا۔ اس
اس کے چہرے پر سوال ہی سوال بکھر گئے تھے۔ پھر اس نے یوناف کی طرف دیکھتے

اجنبی میں نہیں جانتا تم دونوں کون ہو۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم کس غرض
کی کٹیا کی طرف آئے ہو۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ میرے بزرگ
طرف سے مشکوک اور مشتبہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا نام یوناف اور
کیرش ہے ہم دونوں میاں بیوی ہیں۔ اور ایک معاملے کی تفصیل حاصل کرنے
ہم تمہارے پاس آئے ہیں۔ اس پر آرگ نے ہاتھ کے اشارے سے ان دونوں کو
الاؤ کے پاس بیٹھنے کو کہا۔ پھر کہنے لگا تم دونوں اپنے آپ کو گرم کرو اور پوچھو کیا
ہو۔ جو کچھ میں جانتا ہوں گا تمہیں بتا دوں گا کوئی بات چھپا کر نہ رکھوں گا۔
اس پیشکش پر یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی آگ کے جلتے ہوئے الاؤ کے
گئے۔ پھر تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اس کے بعد یوناف آرگ کو مخاطب کرکے

دیکھ میرے بزرگ ہم دونوں میاں بیوی ایران کے مرکزی شہر مدائن سے اس طرف
ہم نے ماری شہر کے نواح میں کوہستانی سلسلے کے اوپر نطیاس کے قلعے سے

متعلق تفصیل حاصل کی تھی۔ اور اس سے ہمیں یہ پتہ چلا تھا کہ اس قلعے کے ا
روحوں نے ٹھکانا کر رکھا ہے۔ جو بنی نوع انسان کے لئے نہ صرف یہ کہ تکلیف
ہیں بلکہ شرک کا باعث بھی بنی ہوئی ہیں۔ بس میں اور میری بیوی دونوں انہی رو
خلاف حرکت میں آنا چاہتے ہیں۔ اور ان کے خلاف حرکت میں آنے سے قبل
متعلق آپ سے تفصیل جاننا چاہتے ہیں۔ ہمیں ایک انتہائی معتبر شخص نے بتایا تھا
واحد شخص ہیں جو ان سے متعلق تفصیل سے بتا سکتے ہیں۔

اس پر آرگ انتہائی متفکر سے انداز میں بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ میرے اجنبی
اس کے متعلق تفصیل جاننے سے پہلے میں تمہیں یہ بتا دوں کہ تم سے پہلے
یہودی اور نصرانی علماء اور عاملوں نے نطیاس کے محل میں بسنے والی ان روحوں
حرکت میں آنا چاہا لیکن جو بھی ان روحوں سے نپٹنے کے لئے اس محل میں داخل
محل سے نکل نہ سکا اور ان روحوں کا شکار ہو گیا۔ ان روحوں نے ان کا گوشت کھا
کی ہڈیوں پر مشتمل پنجر انہوں نے اپنے محل سے باہر ایک بالکونی میں سجا کر رکھ
تم بھی اپنا انجام اپنی بیوی کے ساتھ ایسا ہی دیکھنے کے متمنی اور خواہش مند ہو تو
نطیاس کے اس قلعہ نما محل میں داخل ہو کر روحوں سے مقابلہ کرنے کی کوشش
تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ان کے مقابلے میں تم ناکام رہو گے اور وہ تم دونوں
کے گوشت سے لطف اندوز ہونے کے بعد تم دونوں کے پنجر پہلے سے ان کے ہا
ہونے والے لوگوں کے پنجروں کے ساتھ رکھ دیں گے۔ بس یہی تم دونوں کا انجام
اب بھی تم تفصیل جاننا چاہو گے۔

اس پر یوناف بڑی جراتمندی اور دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

میرے بزرگ میں ان سے متعلق تفصیل ضرور جاننا چاہوں گا۔ آج تک
اس محل کے اندر بسنے والی روحوں کا شکار ہوتے رہے ہیں میں اور میری بیوی
سے مختلف ہیں۔ اور ہمیں امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ ان روحوں پر ہم قا
کامیاب ہو جائیں گے۔ اس پر بوڑھا آرگ بولا اور کہنے لگا۔ اگر تم دونوں کو ا
ہے تو پہلے یہ بتاؤ کیا تم اس محل یا اس کے اندر بسنے والی روحوں سے متعلق کچھ
اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

ہم دونوں میاں بیوی اتنا جانتے ہیں کہ نطیاس بابل کا ایک بہت بڑا ساحر
نے بابل میں اترنے والے دو فرشتوں ہاروت اور ماروت سے بھی ساحری سیکھ کر ا
کو دنیا کا ایک نامور ساحر بنا لیا۔ پھر وہ بابل سے نکل کر ماری شہر آیا۔ یہاں کے

ں کی خوب آؤ بھگت کی اور ماری شہر کے نواح میں ایک کوہستانی سلسلے کے اوپر اس
محل تعمیر کیا۔ اور اپنے کچھ شاگرد بھی رکھے جنہیں وہ سحر اور طلسم کی تعلیم دیتا رہا
محل کے اندر وہ مر گیا۔

ہم نے یہ بھی سن رکھا ہے کہ نطیاس کی روح اب بھی اسی محل کے اندر بستی
کے علاوہ اس کے شاگرد سلیوک اور اس کی بیوی اوغار کی روحیں بھی اس محل
قیام کئے ہوئے ہیں۔ جن کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ لوگ پریشانی بلکہ ان کی وجہ
علاقوں میں شرک بھی پھیل رہا ہے۔

یوناف جب خاموش ہوا تو بوڑھا آرگ تعجب سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے
تفصیل تو تم جانتے ہو اب مجھ سے جاننے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تم سے مزید
کہہ سکتا ہوں کہ بابل کے اس لاجواب اور بے مثال ساحر نطیاس کی روح بھی
کے اندر رہتی اور بستی ہے۔ اس کے علاوہ مستقل طور پر محل کے اندر سلیوک
کی روحیں بھی مجسم صورت میں قیام کئے ہوئے ہیں۔ لوگوں نے ان دونوں کو اپنی
کئی بار دیکھا ہے۔ خود میں بھی ان دونوں کو دیکھ چکا ہوں۔ لوگ ان کے لئے
چڑھاتے ہیں۔ اور ہفتے میں ایک بار انہیں بکرا پیش کرتے ہیں جسے وہ دونوں مل کر
ہیں۔ اور اگر کبھی بکرا پیش نہ کیا جائے تو پھر وہ دونوں میاں بیوی آدم خوری پر
ہیں۔ مزید یہ کہوں کہ جو بھی آج تک اس محل میں داخل ہوا زندہ سلامت باہر
لا۔ اس لئے میں تم دونوں کو مشورہ دوں گا کہ جہاں سے آئے ہو وہیں لوٹ
میں تمہاری خیریت اور بہتری ہے۔ اپنی اس زندگی کی قدر کرو۔ ورنہ یاد رکھو اگر
میرا کہا نہ مانا‘ ہٹ دھرمی‘ ضد سے کام لیتے ہوئے تم نے اس محل کے اندر
چاہا تو پھر تمہیں وہاں سے نکلنا اور باہر آنا نصیب نہ ہو گا۔ یوناف کہنے لگا۔

میرے بزرگ آپ مجھے یہ بتائیے کہ کیا اس محل میں داخل ہونے پر کوئی پابندی
پہرہ ہے۔ اس پر آرگ بولا اور کہنے لگا۔ نہیں وہاں تو ڈر کی وجہ سے کوئی جاتا
پہرہ کون دے گا۔ جو چاہے اس محل میں داخل ہو سکتا ہے لیکن واپس نہیں
تم دونوں میاں بیوی اگر اس محل میں داخل ہونے پر بضد ہو تو یاد رکھو تمہیں
تو کوئی نہیں روکے گا لیکن باہر کوئی نہیں نکلنے دے گا۔ اور ہاں میں تم سے
کہوں کہ کچھ لوگ جنہوں نے اس محل میں داخل ہونے کے لئے اس سمت کا
وہ داخل ہوئے بغیر واپس لوٹ آئے۔ ان کا کہنا تھا کہ جو کوئی بھی اس محل میں
ہے راستے بھر کوئی چیز سرکتے ہوئے اس کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ ان لوگوں کا

کہتا ہے کہ سرکنے کی یہ آواز سانپ کے بھاگنے اور دوڑنے کے مانند ہے۔ وہ لوگ کہتے تھے کہ نطیاس کی روح سانپ کی شکل میں محل تک ان کے ساتھ جاتی ہے۔ محل میں داخل ہوتا ہے پھر اس کے خلاف حرکت میں آتی ہے۔ بس جو کچھ میں تمہیں بتا دیا ہے۔ اب معاملہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ چاہو تو اس محل میں داخل ہو اپنی موت کو آواز دو چاہو تو واپس مدائن لوٹ کر اپنی اس زندگی کا لطف اٹھاؤ۔

بوڑھے یہودی درویش آرگ کی اس گفتگو کے بعد یوناف اور کیرش دونوں خیز انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں انہوں نے کیا۔ دونوں نے مل کر بوڑھے آرگ کا شکریہ ادا کیا پھر وہ وہاں سے ہٹے اور قدیم کے کھنڈرات کے قریب ایک بستی کی سرائے میں دونوں میاں بیوی نے قیام کیا۔

کھانا کھانے کے بعد یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی سرائے کے کمرے بیٹھے۔ تب کیرش یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے لگی۔ آپ کا کیا خیال ہے ہمیں نطیاس کے قلعے میں رہنے والی ان روحوں کے خلاف حرکت میں آنا چاہئے۔ اس کہنے لگا۔ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ ہمیں آنے والی رات کو ان روحوں کے خلاف میں آنا چاہئے۔ تاہم حرکت میں آنے سے پہلے اس سلسلے میں' میں ابلیکا سے بھی کروں گا۔ اس پر کیرش بولی۔

جب تک ہم دونوں میاں بیوی نطیاس کے قلعے میں رہنے والی ان روحوں کے خلاف حرکت میں نہیں آتے تب تک آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ حوری' آرامی اقوام سے متعلق تفصیل سے بتائیں گے۔ اس وقت ہم دونوں میاں بیوی فارغ ہیں لہٰذا آپ اپنا وہ وعدہ پورا کیجئے۔ اور مجھے ان اقوام کے متعلق تفصیل سے اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ ہاں میں اپنے وعدے پر قائم ہوں۔ سنو میں تمہیں سے متعلق ضرور تفصیل بتاتا ہوں پہلے میں تمہیں حوریوں کے متعلق تفصیل بتاتا ہوں

حوریوں کے مختلف گروہ صحرائے عرب سے نکل کر شمال کی طرف بہتر چراگاہ تلاش میں سرگرداں رہے۔ آخر کچھ عرصے بعد یہ سارے گروہ جمع ہو گئے اس طرح قوت میں خوب اضافہ ہوا اور انہوں نے اپنی سلطنت اور اپنی حکومت قائم کرنے شام کی سرزمین میں ہاتھ پاؤں مارنا شروع کر دیئے تھے۔

آخر ان حوریوں کی کوششیں رنگ لائیں اور تقریباً" سترہ سو سال قبل مسیح شام کی سرزمین میں اپنی ایک سلطنت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس سلطنت انہوں نے میتانی سلطنت رکھا۔ حوریوں کی یہ سلطنت اس درجہ طاقت ور بن گئی

میں ان کی حدیں بحیرہ روم سے ایران کی قدیم سلطنت تک پھیلی ہوئی تھیں۔ قدیم اقوام یعنی حیتوں اور آشوریوں نے ابھی طاقت اور قوت حاصل نہ کی تھی۔ کی سلطنت کا مرکزی شہر اشوکانی تھا۔ یہ شہر وہی ہے جسے آج کل ماری کہہ کر ہے۔ اور جو دریائے خابور کے کنارے واقع ہے۔ ماری شہر پر حوریوں کے قبضہ پہلے ماری شہر میں ایک قوم آباد تھی جو سوباری کہلاتی تھی۔ لیکن آہستہ آہستہ یہ غالب رہے کہ سوباری آخر کار انہی کے اندر ہو کر رہ گئے۔

ان حوریوں کا ایک انتہائی طاقتور بادشاہ تھا۔ جس کا نام توشیرت تھا۔ اس کے دور حوری سلطنت میں داخل ہوا تھا۔ حوریوں کے اس توشیرت نام کے بادشاہ نے اپنی کی شادی مصر کے حکمران آمون موتپ ثالث سے کر دی تھی۔ بعد میں اسی اپنی ایک لڑکی بھی آمون حوبت ثالث کے حرم میں داخل کی۔

کو اپنا مرکزی شہر بنانے کے بعد حوری تقریباً" ایک سو سال تک بڑی طاقت اور ساتھ حکومت کرتے رہے۔ آخر چودھویں صدی قبل مسیح میں ان کی سلطنت کی ہوتی چلی گئی تھی۔ یہ کہ ان کے شمال میں حتی قوم ایک بہت بڑی طاقت اور ابھری تھی جب کہ جنوب میں مصر کی سلطنت نے بھی اپنی حدود شمال میں پھیلانا تھیں۔ جب کہ ان کے مشرق میں آشوری حیتوں اور مصریوں سے بھی بڑھ کر بڑی طاقت کی صورت میں نمودار ہو رہے تھے۔

حوریوں کی سلطنت کی تباہی اور بربادی مصر کی طرف سے شروع ہوئی اس لئے حکمران آمون حوتپ ثالث اور اس کے بعد اس کے جانشین آمون حوبت ثانی میں حوریوں کو بدترین شکستیں دیں جن کی بنا پر حوریوں کی طاقت پہلے کی ہوتی چلی گئی تھی۔ حوری بے چارے مصریوں کی مار سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ کے شہنشاہ شوبیلو لوما نے حملہ کر دیا۔ حتی شہنشاہ شوبیلو لوما حوریوں کے علاقوں آگے بڑھتا چلا گیا کہ اس نے حوریوں کی سلطنت کے تقریباً" سارے شمالی حصہ لیا۔ آخر حوریوں اور حیتوں کے درمیان ایک عہد نامہ ہو گیا جس کے مطابق شمالی سلطنت کو حیتوں کے قبضہ میں دے دیا گیا تھا۔

اس وقت تک آشوری عربوں نے بھی نینوا شہر کو اپنا مرکز بنانے کے بعد خوب طاقت حاصل کر لی تھی۔ آشوریوں نے جب دیکھا کہ حتیوں نے حوریوں پر حملہ آور ہو آرامی سلطنت پر قبضہ کر لیا ہے تو وہ فکر مند ہوئے انہیں یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ اس طرح اپنی سلطنت کو پھیلاتے رہے تو ایک روز وہ آشوریوں کے لئے بھی خطرہ

بن جائیں گے۔ لہٰذا آشوری حرکت میں آئے۔ وہ بھی حوریوں پر حملہ آور ہوئے اور
تک جو حوریوں کے پاس اپنی سلطنت کا جنوبی حصہ بچا ہوا تھا۔ اس پر آشوریوں نے
لیا۔ اس طرح حوری سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ تاہم آشوری ایک ایسے بڑے اور
حریف کی حیثیت سے حیتوں کے سامنے آئے کہ انہوں نے ناصرف حیتوں کی پیش
روک دیا بلکہ آہستہ آہستہ ان آشوری عربوں نے حیتوں کی سلطنت کا بھی خاتمہ کر دیا۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر کے لئے رکا۔ دم لیا پھر وہ دوبارہ
کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ کیرش یہ تو حوریوں کے متعلق تفصیل ہے۔ اب
اموریوں سے متعلق کچھ بتاتا ہوں۔

دوسرے سامی گروہوں کی طرح اموری بھی شام کی سرزمین میں داخل ہو
پہلے صحرائے عرب میں اپنے ریوڑوں کے ساتھ ادھر ادھر مارے مارے پھرتے تھے۔
صحرائے عرب سے نکلے اور بہتر چراگاہوں اور اچھی سرزمینوں کی تلاش میں یہ
طرف بڑھے انہوں نے اپنا رخ لبنان کی طرف کیا۔ لبنان، صیدان اور عقلان شہروں
نام انہی اموریوں نے رکھے تھے۔ صحرائے عرب سے نکل کر ان اموریوں نے لبنان
کیا اور لبنان کی وادی البقاع میں یہ کچھ عرصہ تک اپنے گلے اور ریوڑ چرا کر گزر بسر
رہے۔

پھر یہ خانہ بدوش اموری ماری شہر کو اپنا مرکز بنا کر ایک سلطنت قائم کر
کامیاب ہو گئے۔ اموریوں نے دریائے فرات کے وسطی حصہ کے پاس پہلے
حکومت کی بنیاد رکھی پھر انہوں نے نہ صرف شام بلکہ خاص دوآبہ دجلہ و فرات کو
کر ڈالا۔ اور وہاں کے فرمانروا بن گئے۔ اموریوں کی سلطنت پر اموریوں کے متعدد
نے حکومت کی ان کی سلطنت شمال میں حیتوں سے لے کر جنوب میں ایران تک پھیلی
تھی۔ تاہم یہ اپنی سلطنت کو زیادہ وسعت نہ دے سکے اس لئے کہ اس وقت تک
اور حتی ایک بہت بڑی طاقت بن کر نمودار ہو چکے تھے۔ اموریوں کے سب سے زیادہ
اور طاقتور بادشاہ کا نام زاگیزی تھا۔ اس زاگیزی نے اپنی سلطنت میں جو سکے جاری
سکوں پر اس نے یہ تحریر لکھا رکھی تھی۔

"میں نے سورج کے طلوع ہونے سے سورج کے غروب ہونے تک پوری
مسخر کر لی اور میں نے دجلہ و فرات کے بحر زیریں سے بحر اعلیٰ تک راستہ سیدھا کر
جس وقت اموریوں کی سلطنت اپنے عروج پر تھی انہی دنوں بابل کی سلطنت بھی اپنی
کے شباب اور عروج پر پہنچ گئی تھی۔ بابل پر بھی ان دنوں عرب ہی حکمران تھے۔ لہٰذا

کے ایک حکمران حمورابی نے اموریوں کے مرکزی شہر ماری(۱) پر حملہ کر دیا اور ان کی
کو تباہ و برباد کر دیا اس طرح بابل کے حکمران حمورابی کے ہاتھوں اموری سلطنت کا
ہوا۔

○

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف پھر تھوڑی دیر کے لئے رکا اس کے بعد وہ پھر سلسلہ
جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا دیکھ کیرش اموری عربوں کی خوشحالی کے دو سبب تھے۔
انہوں نے کھیتی باڑی کے لئے آبیاری کا انتظام کر رکھا تھا۔ دوسرے یہ کہ
کے ساتھ ان کے تجارتی تعلقات انتہائی عمدہ اور اچھے تھے۔ انہوں نے ایک تجارتی
بنائی تھی جس پر سفر کرتے ہوئے اپنے ہمسایوں کے ساتھ انہوں نے انتہائی عمدہ
استوار کئے۔

تجارتی گزرگاہ کچھ یوں تھی کہ خلیج اسکندرونہ کے پاس سمندر زمین کے بڑے
ہوا اندر آ گیا ہے جہاں سے دریائے فرات کے مغربی موڑ تک کوئی ایک سو
فاصلہ ہو گا۔ یہاں ساحل اور خطہ دوآبہ کے درمیان زمین نے ایک قدرتی گزرگاہ کی
اختیار کر رکھی ہے۔ یہاں پہنچ کر یہ گزرگاہ شمال و مغرب کی جانب سے پہاڑوں اور
سے صحرا کی رکاوٹیں ختم کر دیتی ہے اور ایک راہتہ سا بن جاتا ہے جو ایک
وادی میں پہنچتا ہے دوسری طرف ایک سمندر کے کنارے لے جاتا ہے۔ اسے
شاہی گزرگاہ کا نام بھی دیا گیا تھا۔

کی سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔ موجودہ دور کی کھدائی کرنے والے محققین نے اموریوں کے آخری
زمری لیم کے محل کا بھی اندازہ لگایا ہے۔ کھدائی کے دوران ان انہوں نے زمری لیم کے محل کا
ہوئے یہ بتایا ہے کہ اس کے محل کے کوئی تین سو کمرے تھے اور ان کمروں کی دیواروں پر
عمدہ تصویریں اور حاشیے بنے ہوئے تھے۔ یہ ساری تصویریں انسانوں اور دیوتاؤں کی تھیں۔ ایک
کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ محل ساری دنیا کے لئے زیارت کے قابل تھا۔ یہ چھ ایکڑ کے
میں پھیلا ہوا تھا۔ اس میں بے شمار غسل خانے اور بیت الخلا عمدہ طریقے سے بنے ہوئے تھے۔
نے یہ بھی بتایا کہ اس محل کے دو کمروں میں بنچ اور ڈیسک پڑے تھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے
درس گاہ کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔ ایک نہایت عمدہ رنگین تصویر بادشاہ کی بنائی گئی تھی جس میں
عربوں کی مشہور عشتار دیوی سے قوت اور طاقت کا نشان لیتے دکھایا گیا تھا۔ اس محل سے یہ ثابت
ہے کہ تعمیرات کی دنیا میں اموری عربوں نے بہترین ترقی کی تھی۔

یہ گزرگاہ کوہستان طارس کے بائیں طرف واقع ہے اور اسے بعض اوقات ... کا نام بھی دیا گیا۔ اسی شاہراہ پر سفر کرتے ہوئے اموری خلیج فارس اور دریائے ... کنارے شہروں کے علاوہ نینوا اور بابل سے بھی تجارت کرتے رہے جب اموریوں ... ہو گیا تو ان کے بعد بابلی، مصری، آشوری، سمیری، آرامی کلدانی، ایرانی، یونانی اور ... اسی شاہراہ کو استعمال کرتے ہوئے اپنی تجارت کو فروغ دیتے رہے۔

اس موقع پر اچانک کیرش بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی کیا آ... اموریوں کے مذہب کے متعلق بھی کچھ روشنی ڈالیں گے۔ اس پر یوناف نے تھ... تک بڑے غور سے کیرش کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا۔

جہاں تک اموری عربوں کے مذہب کا تعلق ہے۔ تو ان کے مذہب کی ابتدا ... ان عربوں سے مختلف نہ تھی جو صحرائے عرب میں بستے تھے۔ اور طبعی قوتوں کی ... کرتے تھے۔ یہی پرستش شام اور عرب کے قدیم خانہ بدوشوں میں بھی رائج تھی۔ پہلے دیوتا کا نام "امور" تھا اور اسی امور کی وجہ سے یہ عرب اموری کہلائے۔ ... جنگ کا دیوتا تھا اس کے علاوہ ان کے اور بھی بہت سے دیوتا تھے جن کی وہ پرستش ... تھے۔

دیکھ کیرش میں تمہیں یہ بھی بتاتا چلوں کہ اموریوں کے دیوتا زیادہ تر ... عبرانیوں (اسرائیلیوں)، آشوریوں، حوریوں کے دیوتاؤں سے ملتے ہیں کیونکہ یہ سا... اور قومیں عرب تھے۔ لہٰذا ان کے دیوتا بھی ایک جیسے تھے۔

امور کے بعد اموریوں کا سب سے بڑا دیوتا "حدد" تھا۔ اکادی زبان میں ... آدویا" کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ اس کا ایک نام "رمانو" بھی تھا یعنی رات کا دیوتا۔ ا... کے قبضہ میں بارشیں اور آندھیاں تھیں۔ مغربی ایشیا کا یہ ایک اہم دیوتا تھا اور اس... بیل اور رات کی شکل میں نمایاں کیا جاتا تھا۔ آگے چل کر یہی عظیم الشان بعل ... صورت اختیار کر گیا۔ جس کی پرستش نہ صرف بنی اسرائیل نے کی بلکہ آشوری، ... دیگر عرب اقوام بھی اس دیوتا کو اپنا سب سے بڑا دیوتا تسلیم کرنے لگے تھے۔

اموریوں کا ایک اور دیوتا بھی تھا جس کا نام "رشف" تھا جسے آگ کا دیوتا ... جاتا تھا۔ مصریوں نے اپنے ہاں اس دیوتا کو کوئی دوسرا نام دے کر اپنایا اور اس کی ... شروع کر دی اموریوں کے ایک اور دیوتا کا نام "دجن" تھا جس کی بابل میں بھی ... پرستش کی جاتی تھی۔ یہ خوراک کا دیوتا تھا۔ دیگر کئی شہروں میں بھی اس دیوتا کی ... جاتی تھی اور غذا کے اس دیوتا کو لوگ ماہی گیری کا دیوتا خیال کرتے تھے۔

ان دیوتاؤں کے علاوہ امویوں کی ایک سب سے بڑی دیوی بھی ہے جس کا نام عاشرہ ... عیش و نشاط کی دیوی مانا جاتا تھا۔ یہ وہی دیوی تھی جو دوسری عرب اقوام میں ... نام سے پوجی جاتی تھی۔ دیویوں میں اس کا مرتبہ سب سے بلند تھا۔ اموری اپنے ... اور سب سے بڑے دیوتا امور کو ایک کھمبے کی صورت یا ایک ستون کی صورت میں ... تھے۔ اسے مقدس ستون کا نام دیا جاتا تھا۔ اور اس کے سامنے اموری اپنی ... رسومات ادا کیا کرتے تھے۔ اموری عجیب وضع قطع کے لوگ تھے۔ ان کے مرد ... چمڑے کی چپل اور عورتوں کے پاؤں میں جوتے یا موزے ہوا کرتے تھے۔ مردوں ... کالی اور نوکدار ہوا کرتی تھیں۔ آنکھوں کے پردے ہلکے سلیٹی رنگ کے اور ... ادا کرتی تھیں۔ بابل کے حکمران حمورابی نے اس قوم کا خاتمہ کیا اور ان کے ... ماری پر حملہ آور ہو کر اسے تباہ و برباد کیا اور اسے کھنڈروں میں تبدیل کر دیا۔
... کے بعد یوناف جب رکا تو کیرش پھر بولی اور کہنے لگی۔ اب آپ مجھے آرامی ... تعلق کچھ تفصیل بتائیں۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

جہاں تک آرامیوں کا تعلق ہے تو یہ پہلے شمالی عرب کے صحراؤں میں خانہ بدوشوں ... کی بسر کر رہے تھے۔ بعد میں یہ لوگ آرامیوں کے نام سے موسوم ہوئے دوسرے ... کی طرح جو ان سے پہلے گزرے یا بعد میں صحرا سے نکل کر شام کی طرف ... آرامی بھی وقتاً فوقتاً اپنے ہمسایوں یعنی بابل اور شام کی سرزمینوں پر قبضہ ... لئے دباؤ ڈالتے رہے۔ دوسرے ہزار سال قبل مسیح کے آخر میں یہ عرب وسطی ... کے کناروں پر آباد ہونا شروع ہو گئے۔ اور وہیں انہوں نے ایک اجتماعی شکل ... اختیار کی۔ دریائے فرات کے کنارے یہ خانہ بدوش عرب ہی کہلاتے تھے۔ یہاں ... آشوریوں کے بادشاہ تغلت پلاسر اول نے انہیں آرامی نام دیا اور اس سے پہلے وہ ... کہلاتے تھے بلکہ عرب خانہ بدوش کے نام سے پکارے جاتے تھے۔

دریائے فرات کے کنارے آباد ہونے کے بعد یہ آرامی آہستہ آہستہ اپنی آبادی کو ... مغرب میں دور تک پہنچ گئے تھے۔ اور جوں جوں ان کی آبادی بڑھتی گئی ان ... اور قوت میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا۔ چودھویں صدی قبل مسیح کے اوائل میں ... طاقت اور قوت حاصل کرنے کے بعد بابل اور شمالی شام پر حملے شروع کئے تو اس ... آرامی بھی حرکت میں آ چکے تھے۔ حیتوں کی وجہ سے جو ان سرزمینوں میں ... تو آرامی بھی اپنے لئے نقل و حرکت کے دروازے کھول چکے تھے۔ حیتوں نے ... سو سال پرانی حوریوں کی میتانی سلطنت کو تباہ کر دیا تو آراميوں کو بھی اپنا آپ

دکھانے کا موقع ملا۔ لہٰذا انہوں نے ان علاقوں میں اپنی سلطنت قائم کرنے کے لئے تیزی کے ساتھ تگ و دو شروع کر دی تھی۔

آرامیوں نے سب سے پہلے وادی لبنان میں دریائے عاصی کے آس پاس کے علاقے کو اپنا ہدف اور نشانہ بنایا اس علاقے میں حیتوں' اور حوریوں کی ملی جلی آبادی رہتی تھی۔ آرامیوں نے ان پر اس قدر خونخواری سے حملے کیئے کہ یا تو انہوں نے اموریوں' حوریوں کو اپنے سامنے زیر کر لیا یا ان علاقوں میں بسنے والی یہ قومیں آرامیوں کے اندر جذب ہو کر رہ گئی تھیں۔ دریائے عاصی کے آس پاس اپنی حکومت قائم کرنے کے بعد آرامیوں نے مزید پھیلنا شروع کیا اور انہوں نے دو اور سلطنتیں قائم کر لیں۔ پہلی ان کی پہلے ہی دریائے عاصی کے اطراف میں قائم ہو چکی تھی۔ دوسری حکومت انہوں نے دریائے فراط اور دجلہ کے دوآبہ میں قائم کی اور تیسری سلطنت شام کے علاقے کو فتح کرنے کے بعد انہوں نے دمشق پر قبضہ کیا اور دمشق کو انہوں نے اپنی اس تیسری سلطنت کا مرکزی شہر قرار دیا۔

آرامیوں کی پہلی سلطنت جو لبنان کی وادیوں میں دریائے عاصی کے پاس تھی وہ کچھ عرصہ قائم اور دائم رہی اس لئے کہ آرامیوں کی اس سلطنت کے مغرب میں کنعانی عرب آباد تھے۔ جو آرامیوں ہی کے رشتہ دار تھے۔ یہ لوگ لڑائی جھگڑے نہیں کرتے تھے۔ زیادہ تر جہاز رانی اور تجارت کو فروغ دیتے تھے۔ اس لئے آرامیوں کو اس طرف سے کوئی خطرہ نہ تھا۔ جن حتی' حوری اور اموریوں کو دریائے عاصی کے علاقے سے نکال کر آرامیوں نے اپنی سلطنت قائم کی تھی وہ لبنان کے کوہستانی سلسلوں میں فارغ البالی کی زندگی بسر کرنے لگے اور انہوں نے بھی آرامیوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے کی کوشش نہ کی لہٰذا یہاں آرامی پر سکون حکومت کرتے رہے۔

آرامیوں کی دوسری سلطنت جو دریائے دجلہ اور فرات کے دوآبہ میں قائم تھی۔ وہ زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکی اس لئے کہ اس سلطنت کے اطراف میں دو بڑی قوتیں تھیں۔ پہلی شمال میں طاقتور حتی تھے اور دوسری اس سے بھی بڑی قوت ان کے مشرق میں آشوری عرب تھے۔ جنہوں نے نینوا کو اپنا مرکزی شہر بنا کر ایک بہت بڑی حکومت قائم کر لی تھی۔ عرب ہونے کے ناطے سے آشوریوں نے کچھ عرصہ تو دجلہ اور فرات کے درمیان آرامیوں کی سلطنت کو برداشت کیا لیکن جلد ہی حالات بدلنے لگے۔

وہ اس طرح کہ سب سے پہلے حتی آرامیوں کی اس سلطنت پر حملہ آور ہوئے لیکن آرامیوں نے اس طاقت اور قوت سے حیتوں کا مقابلہ کیا کہ کئی مواقع

پر حیتوں کو بدترین شکست دی جس کی بناء پر حتی ایک طرح سے آرامیوں کے آگے جھک گئے اور آنے والے دور میں انہوں نے آرامیوں پر حملہ آور ہونا بند کر دیا۔

آشوری عربوں نے جب یہ دیکھا کہ ان کے آرامی بھائی آہستہ آہستہ حیتوں پر غلبہ پانے کے بعد دجلہ اور فرات کے درمیان اپنی قوت میں بے پناہ اضافہ کرتے چلے جا رہے ہیں تو وہ بھی اپنے لئے آرامیوں کی طرف سے خطرہ محسوس کرنے لگے لہٰذا نویں صدی قبل مسیح میں آشوری آرامیوں پر حملہ آور ہوئے۔ اس جنگ میں آشوریوں کے ہاتھوں آرامیوں کو بدترین شکست ہوئی اور یوں نویں صدی قبل مسیح میں آشوریوں کے ہاتھوں دجلہ اور فرات کے دوآبے میں حدیوں کی سلطنت کا خاتمہ کر دیا گیا۔

آرامیوں کی تیسری سلطنت سب سے زیادہ اہم اور مضبوط تھی۔ اس سلطنت کا مرکز پہلے زوبا بعد میں دمشق بنا۔ یہ سلطنت گیارھویں صدی قبل مسیح کے اوائل میں قائم ہوئی تھی۔ یعنی اس زمانے میں عبرانی اور اسرائیلیوں نے اپنی بادشاہت کی بنیاد رکھی پھر آہستہ آہستہ یہاں آرامیوں کی بہت بڑی سلطنت بن گئی۔ اس سلطنت کی حدود ایک طرف دریائے فرات تک تھی تو دوسری طرف دریائے یرموک تک پھیلی ہوئی تھی۔ شمال کی جانب یہ آشوری علاقے میں جنوب کی جانب عبرانی اور اسرائیلی علاقے کو چھوتی تھی یہاں تک کہ کوہ لبنان کے مشرق کے طرف کا پورا شامی علاقہ شمالی شام اور باشان اس طرح یہ علاقے آرامیوں کے قبضہ میں آ چکے تھے۔ پھر اس علاقے میں آرامی طاقت اور قوت پکڑنے لگے۔ عبرانی اور اسرائیلی فلسطین میں آباد ہو کر ایک طاقت اور قوت بن گئے تھے۔ اور ان کا تعلق بھی بنیادی طور پر صحرائے عرب ہی سے تھا۔ وہ آرامیوں کے بدترین دشمن بنتے چلے گئے تھے۔

پھر ایسا ہوا کہ آرامیوں اور ان کے جنوب میں آباد عبرانیوں میں جنگیں شروع ہو گئیں ان کی پہلی جنگ عبرانیوں کے بادشاہ طالوت کے زمانے میں شروع ہوئی جو عبرانی سلطنت کا بانی خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد آرامیوں کے ایک بادشاہ جس کا اصل نام ہدد تھا جسے جالوت کہتے تھے اسے ایک جنگ میں اللہ کے نبی اور بنی اسرائیل کے بادشاہ حضرت داؤدؑ نے شکست دی۔ اس طرح حضرت داؤدؑ نے تانبے کی ان کانوں پر قبضہ کر لیا جو آرامیوں کی تھیں اور جن سے وہ خوب دولت کماتے تھے۔ حضرت داؤدؑ اور ان کے بعد ان کے بیٹے حضرت سلیمانؑ کے دور میں عبرانیوں کے ہاتھوں آرامیوں کو پے در پے شکستیں ہوئیں۔ جس کی بنا پر آرامی ایک طرح سے عبرانیوں کے باجگزار بن کر رہ گئے

لیکن جب سلیمان علیہ السلام کے بعد اسرائیل کی سلطنت دو حصوں میں
گئی۔ ایک کا نام یہودیہ دوسرے کا اسرائیل رکھا گیا۔ انہی دنوں آرامیوں کا بادشاہ
انتہائی طاقتور اور جراتمند انسان بنا جس کا نام بن حدد تھا۔ یہ تقریباً ۸۷۹ سے ۸۴۳
مسیح تک آرامیوں کا حکمران رہا۔ آرامیوں کا بادشاہ بننے کے بعد بن حدد کچھ عرصہ
عسکری طاقت کو بڑھاتا رہا۔ ساتھ ہی ساتھ سیاست سے کام لیتے ہوئے یہ یہودیوں کی
سلطنتوں کو آپس میں لڑاتا بھی رہا تاکہ وہ آپس میں الجھے رہیں اور آرامیوں کی
توجہ نہ دیں۔

جب بن حدد نے اپنی عسکری اور لشکری طاقت کو خوب پرقوت بنا لیا تب اس
عبرانی اور اسرائیلی سلطنتوں پر ضرب لگانے کا فیصلہ کیا۔ سب سے پہلے وہ یہودیہ کی
پر حملہ آور ہوا۔ یہودیہ کی سلطنت کو بن حدد نے بدترین شکست دی اور خراج وصول
یہاں تک کہ یہودیہ کے حکمرانوں سے بڑے قیمتی خراج وصول کرنے کے ساتھ ساتھ
میں رکھی ہوئی قیمتی اشیا اور یروشلم کے شاہی محل میں جس قدر پرانے نوادرات
بن حدد سب سمیٹ کر دمشق لے گیا تھا۔

کچھ عرصے تک سکون رہا اس کے بعد آرامیوں کا بادشاہ بن حدد پھر حرکت میں
اس بار اس نے یہودی سلطنت کے دوسرے حصے پر حملہ کر دیا۔ اسے بھی بن
بدترین شکست دی اور ان کے ایک شہر جلات پر قبضہ کر لیا۔ یوں حضرت سلیمان
بعد آرامی اپنے بادشاہ بن حدد کے دور میں حرکت میں آئے اور انہوں نے اپنے
بنی اسرائیل کو بدترین شکستیں دے کر اپنا بول بالا کر رکھا تھا۔

بن حدد کے بعد حزائیل آرامیوں کا بادشاہ بنا۔ آرامیوں کی تاریخ میں یہ
بڑا جنگجو بادشاہ خیال کیا جاتا ہے۔ اس نے اسرائیل کے خلاف پیش قدمی شروع کی
جنوبی سمت میں دریائے ازموں تک پیش قدمی کرتا گیا جو بحرہ جالوت میں گرتا
وقت اسرائیل کا بادشاہ یوآخز بنا جو مکمل طور پر آرامیوں کے بادشاہ حزائیل کے رحم
پر رہ گیا تھا۔ حزائیل اس پر بھی حملہ آور ہوا اور اسے شکست دے کر اس کے پاس
پچاس گھوڑے اور دس رتھیں رہنے دیں اور باقی سارا جنگی سامان حزائیل نے اس
چھین لیا۔ ایسا کرنے سے حزائیل کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ مصر اور عرب کے تجارتی
وہ اپنے قبضے میں رکھنا چاہتا تھا۔ اس مقصد کے پیش نظر اس نے فلسطین کے ساحلی
میں فتوحات کا سلسلہ مزید بڑھایا۔ یہاں تک کہ وہ اسرائیل کے مرکزی شہر پر
چڑھ دوڑا۔ لیکن یہودیوں نے یروشلم کے ہیکل میں سونا جمع کر رکھا تھا۔ وہ حزائیل

میں پیش کیا اور اسے واپس جانے پر آمادہ کر لیا۔ اس طرح آرامیوں کے بادشاہ
نے بنی اسرائیل کی سلطنت کو اپنے سامنے مکمل طور پر مغلوب کر لیا تھا۔

حزائیل کے بعد ایک شخص رزین آرامیوں کا بادشاہ بنا۔ دوسری طرف بنی اسرائیل
یوآخز بھی فوت ہو گیا اس کی جگہ رمتان بنی اسرائیل کا بادشاہ بنا۔ رمتان کے تخت
ہی آرامیوں کا بادشاہ رزین اس کے خلاف حرکت میں آیا اور ایک لشکر لے کر
یروشلم کی طرف پیش قدمی کرنی شروع کی۔

اسرائیل کا بادشاہ رمتان جانتا تھا کہ وہ آرامیوں کے بادشاہ رزین کا مقابلہ نہیں کر
لہذا آرامیوں کے مقابلے میں بنی اسرائیل کے بادشاہ رطیان نے آشوریوں سے مدد
۔ اس وقت آشوریوں کا حکمران تغلت پلاسر تھا۔ جب تغلت پلاسر سے رطیان نے
کی تو تغلت پلاسر اسرائیلی بادشاہ رطیان کی مدد پر آمادہ ہو گیا اور اپنا ایک لشکر لے
تاکہ آرامیوں پر حملہ آور ہو۔

دوسری طرف جب آرامیوں کے بادشاہ رزین کو پتہ چلا کہ آشوری عربوں کا بادشاہ
پلاسر اس پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے تو اس نے یروشلم کی طرف
کر دیا جب کہ وہ مڑ کر تغلت پلاسر کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ لیکن تغلت
مقابلے میں آرامیوں کے بادشاہ رزین کو بدترین شکست ہوئی پھر تغلت پلاسر رزین
شکست دیتا چلا گیا یہاں تک کہ آشوری بادشاہ تغلت پلاسر نے دمشق کے سولہ
اور پانچ سو اکیانوے شہروں کو مکمل طور پر پامال کر ڈالا۔

ان جنگوں میں بربادی کا ایسا نقشہ سامنے آیا جیسے سیلاب آگیا ہو اور آدمیوں کی جگہ
انبار چھوڑ گیا ہو۔ چھوٹے بڑے شہروں کو فتح کرنے کے بعد آشوری بادشاہ تغلت
دمشق کے سامنے اپنے لشکر کے ساتھ آ کر خیمہ زن ہوا۔ پھر وہ دمشق شہر پر حملہ
آرامیوں کے بادشاہ رزین نے شہر سے باہر نکل کر آشوری بادشاہ تغلت پلاسر کا
لیکن رزین کو بدترین شکست ہوئی۔ اس جنگ میں آرامیوں کے بادشاہ رزین کو
گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس طرح آرامیوں کی اس سلطنت کا بھی خاتمہ ہو گیا اور ان
علاقوں پر آشوری عرب قابض ہو گئے تھے۔

○

اتنا کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ دوبارہ کہتا چلا گیا تھا
گو آشودریوں کے ہاتھوں آرامیوں کی سلطنت کا خاتمہ ہوا ان کی سیاسی اور قو
قدمیاں بھی ختم ہو گئیں لیکن ان کی تجارت اور تہذیب پر امن مداخلت بعد میں بھی
رہی۔ آرامی تاجروں کے قافلے پورے شام اور صحرائے عرب میں کافی عرصے تک
رہے۔ تجارت کی غرض سے شمالی سمت یہ لوگ دریائے دجلہ کے منبع تک پہنچتے اور
بابل میں انہوں نے اپنے بڑے بڑے تجارتی مرکز قائم کر لئے تھے۔ صدیوں تک
تجارت انہی آرامیوں کے قبضے میں رہی۔ جس طرح بحری تجارت ان کے کنعانی بھا
حلیفوں کے قبضے میں رہی۔ اسی طرح بری تجارت پر آرامیوں کا قبضہ رہا۔ آرامی
کنعانیوں سے ارغوان اور افریقہ سے زرگل کار پارچوں کے علاوہ تانبہ' آبنوس ا
دانت وغیرہ خریدتے تھے۔ سمندر کی چیزیں یعنی موتی بھی لیتے تھے جن کے لئے
میں خلیج فارس کو کافی شہرت حاصل تھی۔ ان چیزوں کی خرید و فروخت سے آرامی
دولت کماتے تھے۔ تجارت کا یہ سلسلہ اب بھی آرامیوں کے ہی ہاتھ میں ہے۔
یوناف جب یہاں تک کہہ چکا تو کیرش پھر بیچ میں بولی اور کہنے لگی۔ میں
بہت مشکور اور بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے میرے لئے حوریوں' اموریوں اور
پر روشنی ڈالی۔ آپ تھوڑی سی زحمت مزید کریں اور آرامیوں کے مذہب پر
روشنی ڈالیں۔ اس پر یوناف پھر کہنے لگا۔
دیکھ کیرش اپنے حوری' اموری اور اشوری بھائیوں کی طرح آرامی
دیوتاؤں کی پوجا پاٹ اور پرستش کرتے تھے۔ ان کے سب سے بڑے دیوتا کا نام
بجلی اور رعد کا بھی دیوتا تھا۔ اس کی ایک صفت مہربانی کی تھی۔ یہ مینہ برسا
سے زمین میں قوت نمود بڑھتی تھی۔ اس کی ایک صفت قہر کی بھی تھی اس
طوفانوں اور سیلابوں کی شکل میں نمایاں ہوتا تھا۔ اس دیوتا کا ایک لقب زیمو
گرجنے اور برسنے والا۔ دیوتا کو ایک بیل کی پیٹھ پر بحالت قیام دکھایا جاتا تھا اور
قوتوں کا نشان بھی سمجھا جاتا تھا۔
آرامیوں کے اس سب سے بڑے دیوتا کا بہت بڑا معبد ہیراپولس شہر
شام و لبنان کے دوسرے شہروں میں بھی اس کے بہت سے ہیکل اور معبد
تھے۔ شام کے زراعت پیشہ لوگوں کو اس دیوتا سے بڑی محبت تھی۔ آگے چل
کے ساتھ سورج کی کرنوں کو بھی شامل کر دیا گیا تھا۔ اور اس کے سر کو سو
سے آراستہ کرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ سورج کی کرنوں والے سر کے حد

بعلبک شہر میں تعمیر کیا گیا تھا۔
کے مقابلے میں آرامیوں کی سب سے بڑی دیوی اتاغاتس تھی جو حدد کی بیوی
الی تھی۔ یونانی اور رومن اسے شامی دیوی کہہ کر بھی پکارتے تھے۔ یونانی اور
اس دیوی اور اس کی پوجا پاٹ سے ایسے متاثر ہوئے کہ پہلے یہ دیوی یونان پہنچی اور
اس کی پوجا پاٹ شروع ہو گئی۔ یونان سے اس دیوی کے بت اٹلی جا پہنچے اور اٹلی
اس دیوی کے لئے مندر اور جگہ جگہ یادگاریں تعمیر کی گئیں۔ ایک یادگار میں اٹلی
اس دیوی کو ایک تخت پر بیٹھا دکھایا گیا ہے اور دونوں جانب دو شیر ہیں۔ اس دیوی
عام طور پر خواجہ سرا ہوا کرتے تھے۔
یہاں تک کہتے کہتے یوناف کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی
س دیا تھا۔ لمس دینے کے بعد قبل اس کے کہ ابلیکا کچھ بولتی۔ یوناف پہلے ہی
کر کے کہنے لگا۔
! تم نے بروقت میری گردن پر لمس دیا ہے۔ مجھے تمہارا انتظار تھا۔ میں تمہاری
رہنمائی چاہتا تھا۔ کہ ہمیں کب اور کس وقت نطیاس کے پراسرار محل کا رخ
اس پر ابلیکا کہنے لگی۔ سنو یوناف تم اور کیرش آج شام کے وقت نطیاس کے
کا رخ کرو۔ اور ہاں میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ آج اس محل کے اندر قیام
سلیوک اور اوغار کی روحوں کو نواحی بستیوں کے لوگوں کی طرف سے بکرا پیش
ان بھی ہے۔ پھر دیکھو وہ دونوں کیسے بکرے کو ادھیڑ کر کھا جاتے ہیں۔ اس پر
لگا۔
ابلیکا! کیا ہم دونوں کو اپنی اصل شکل و صورت میں نطیاس کے محل کا رخ کرنا
پھر کہنے لگی۔ ہاں۔ تم دونوں اپنی اصلی شکل و صورت میں نطیاس کے محل کا
دیکھو کہ اس کے اندر قیام کرنے والے سلیوک اور اوغار تمہارے ساتھ کیا
کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے خلاف کوئی اقدام کرنے کی کوشش
اس کے ساتھ ہی ابلیکا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔

○

روز شام سے تھوڑی دیر پہلے یوناف اور کیرش سرائے کے کمرے سے نکلے اور
محل کی طرف چل دیئے۔ راستے میں وہ یہودی درویش آرگ کی جھونپڑی کے
گئے۔ آرگ اس وقت اپنے جھونپڑے کے باہر آگ کا الاؤ روشن کئے بیٹھا ہوا

تھا۔ یوناف اور کیرش دونوں آرگ کے قریب آ کھڑے ہوئے۔ آرگ تھوڑی دیر
بڑے غور سے ان دونوں کو دیکھتا رہا پھر وہ پوچھنے لگا۔

سنو' ان سرزمینوں میں خطرات میں پڑنے والے دونوں اجنبیو' اس وقت
شام کا اندھیرا پھیلنے لگا ہے تم دونوں نے کدھر کا رخ کیا ہے۔ اس پر یوناف کہنے لگا
آرگ میرے بزرگ ہم نے تمہارے دائیں جانب جو بستی ہے اس کی سرائے میں
لیا ہے۔ اب ہم دونوں میاں بیوی بابل کے ساحر نطیاس کے محل کی طرف چل
کہ اس کے اندر جو نطیاس نے ایک سحر اور اسرار پھیلا رکھا ہے اسے جاننے کی
کریں۔

یوناف کے ان الفاظ پر آرگ کا چہرہ پیلا پڑ گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک گردن
کچھ سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔ دیکھو میرے عزیزو تم دونوں میاں بیوی کیوں اپنے آپ
اور ہلاکت کی وادی میں ڈالتے ہو۔ تمہیں اس سے کیا غرض کہ نطیاس کے بنا
اس محل میں کیا ہوتا ہے۔ کس نے وہاں قیام کر رکھا ہے اگر اس کے اندر کوئی
کے اندر کوئی اسرار ہے تو تمہیں اس سے کیا۔ ہوتا رہے۔ تم دونوں میاں بیوی جہاں
میرا اندازہ ہے ایک دوسرے سے بے پناہ محبت بھی کرتے ہو۔ پھر کیوں تم لوگ
سے بغلگیر ہونا پسند کر رہے ہو۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ دیکھ بزرگ آرگ ایسی کوئی
نہیں۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم دونوں میاں بیوی نطیاس کے محل میں داخل
صحیح سلامت نکلیں گے اور دوبارہ تمہارے پاس آئیں گے۔ اس پر آرگ فوراً" بولا
کا رب ایسا ہی کرے۔ میں تم دونوں کی سلامتی کی دعا بھی کرتا ہوں اور ساتھ
تنبیہہ بھی کرتا ہوں۔ اس پر یوناف نے فوراً" پوچھ لیا کیسی تنبیہہ۔ جواب میں
آرگ پھر کہنے لگا۔

دیکھ اجنبی میرے خیال میں تو جانتا ہو گا کہ نطیاس کے محل میں سلیوک اور او
روحیں قیام کیئے ہوئے ہیں۔ ان علاقوں میں سلیوک کی روح صرف ایک کے لئے
رکھتی ہے باقی سب کی بدترین دشمن ہے۔ اس لئے کہ سلیوک اور اوغار کی روحیں
ہو چکی ہیں۔ اور جو بھی محل کے اندر جاتا ہے وہ ان کا لقمہ تر بن جاتا ہے۔ اس
نے پوچھا۔ دیکھ بزرگ آرگ یہ سلیوک اور اوغار کس پر مہربان ہیں۔ آرگ پھر
دیکھ اجنبی۔ ان علاقوں میں ایک نوجوان ہے جس کا نام عاتس ہے۔ سلیوک اور اوغار
بس اس کے لئے مہربان اور مخلص ہیں۔ باقی سب کے یوں جانو کہ وہ بدترین دشمن
اس پر یوناف نے پوچھا یہ سلیوک اور اوغار کی روحیں عاتس نام کے جوان پر کیوں

کے ساتھ مخلص ہیں۔
جواب میں آرگ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر وہ بولا اور کہنے لگا دیکھ اجنبی میں
تمہیں اسی طرح سناتا ہوں جس طرح ان سرزمینوں کے لوگوں میں مشہور ہے یا جس
عاتس نے لوگوں کو بتا رکھا ہے۔ دیکھ اجنبی چند ماہ پہلے نطیاس کے اس محل کا اسرار
کے لئے ایک انتہائی اونچا اور ماہر ساحر اور عامل ان علاقوں کی طرف آیا تھا۔ وہ
کو تسخیر کرنے کا بھی بہترین علم رکھتا تھا۔ بس اپنے اسی علم کی بناء پر وہ نطاس کے
داخل ہوا۔ حسب عادت سلیوک اور اوغار نے اسے اپنا لقمہ تر بنانا چاہا لیکن اپنی
الفطرت قوتوں کی وجہ سے وہ ساحرا اور عامل سلیوک اور اوغار کے ہاتھوں سے بچ کر
نکل بھاگا۔ اور دریائے خابور کے کنارے پہنچ گیا۔ ان دنوں برفباری کا موسم تھا۔
اور اوغار نے رات کی تاریکی میں اس ساحر اور عامل کا تعاقب کیا وہ ہر صورت میں
بنانا چاہتے تھے۔ اور اسے بھاگنے کا موقع نہیں دینا چاہتے تھے۔ دریا کے کنارے
اس عامل اور ساحر نے اپنی جان ان دونوں سے بچانے کے لئے کوئی اپنا عمل کیا اور
کو کام میں لاتے ہوئے اس عامل نے سلیوک اور اوغار دونوں کو منجمد کر کے رکھ
اس ساحر کے عمل کی وجہ سے سلیوک اور اوغار دونوں حرکت نہ کر سکتے تھے۔ وہ
ساحر سلیوک اور اوغار کو منجمد کرنے میں تو کامیاب ہو گیا لیکن سلیوک اور اوغار
ایسی دہشت طاری ہوئی کہ وہ خود بھی منجمد ہو گیا اور اسی دہشت کے مارے
خابور کے کنارے دم توڑ گیا۔

اس عامل نے سلیوک اور اوغار دونوں کو دریائے خابور کے کنارے منجمد کر دیا تھا۔
میں وہ ساری رات وہیں پڑے رہے۔ تاہم سردی سے بچنے کے لئے سلیوک
دونوں نے زہریلے سانپوں کی شکل اختیار کر لی تھی۔ کہتے ہیں دوسرے روز عاتس
جس کے ساتھ ان دنوں سلیوک اور اوغار بڑے مہربان ہیں صبح سویرے رفع
لئے دریائے خابور کے کنارے گیا۔ جب وہ فارغ ہوا اور دریا کے کنارے چہل
لگا تو اس نے دیکھا کہ کنارے کے اندر دو چھڑیاں بالکل سیدھی کھڑی تھیں۔
چھڑیاں بھلی لگیں۔ وہ چاہتا تھا ان چھڑیوں کو جو دریا کے کنارے اتھلے پانی میں
تھیں نکال کر واپس بستی میں جائے کہ وہ چونک سا پڑا۔ نزدیک جا کر اس نے
چھڑیاں نہیں بلکہ سانپ تھے۔ چونکہ ان کے چہرے اور آنکھوں سے عاتس نے
لیا تھا۔ باقی سارے جسم پر برف پڑی ہوئی تھی۔ لہٰذا وہ سانپ کے بجائے
لگتے تھے۔ جن پر برف پڑنے کی وجہ سے ان کی رنگت سفید ہو چکی تھی۔

عاتس نام کے اس نوجوان کو جب پتہ چلا کہ وہ چھڑیاں نہیں سانپ ہیں تو ان دونوں کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ بھاگا بھاگا اپنے گھر گیا اور ایک لاٹھی وہ لاٹھی ان دونوں سانپوں پر برسانا ہی چاہتا تھا کہ اسے ایک آواز سنائی دی۔ دونوں سانپ سلیوک اور اوغار تھے جو دریائے خابور کے کنارے منجمد کھڑے تھے جب لاٹھی برسانے لگا تو سلیوک جو سانپ کی شکل اختیار کر چکا تھا عاتس کو مخاطب کہنے لگا۔

دیکھ مہربان عاتس۔ یہ جو دو سانپ تمہیں دکھائی دے رہے ہیں یہ دونوں ہیں۔ اگر تم ان دونوں کو ہلاک کرنے سے باز رہو اور ان کے قریب ہی آگ روشن کا انتظام کرو تو سنو یہ سانپ بے پناہ قوتوں کے اور بے پناہ طاقتوں کے مالک تمہیں ہر چیز سے نواز سکتے ہیں۔ یہ آواز سن کر عاتس جہاں خوفزدہ ہوا وہاں اسے ہوا۔ اس نے پرانے داستان گوؤں سے کہانیاں سن رکھی تھیں۔ شیش ناگ خاص حد تک پہنچ کر انسانی روپ دھار لیتا ہے۔ لہٰذا عاتس کو بھی یہ شک اور شبہ نہ ہو یہ دونوں شیش ناگ ہیں۔ اس نے چونکہ یہ بھی سن رکھا تھا کہ شیش ناگ بڑی دولت اور اموال ہوتے ہیں۔ لہٰذا وہ لالچ میں آ گیا اور سوچنے لگا کہ اگر وہ روشن کر کے ان سانپوں کی خوشی کا باعث بنے تو ہو سکتا ہے کہ وہ اس کی دیں۔

یہ سوچ کر عاتس نام کے اس جوان نے دریائے خابور کے کنارے ادھر ادھر کر لکڑیاں اور گھاس جمع کی اور پھر ان دونوں سانپوں کے قریب اس نے آگ الاؤ روشن کر دیا۔ کہتے ہیں کہ آگ روشن ہونے کی وجہ سے اس عامل نے جو ان منجمد کرنے کا عمل کیا تھا وہ ختم ہو گیا۔ جس کے نتیجے میں سلیوک اور اوغار دونوں کرنے کے قابل ہو گئے۔ آگ روشن ہونے کی وجہ سے ان کے جسموں پر جو تھی وہ بھی جاتی رہی اور گرمی محسوس ہونے کی وجہ سے توانائی اور طاقت بھی آ گئی

کہتے ہیں عاتس کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ دونوں سانپ دریائے خابور کے کنارے ہٹ کر ایک گڑھے کی طرف چلے گئے۔ عاتس تھوڑی دیر تک پریشان حال کنارے کھڑا رہا۔ پھر وہ ان کے تعاقب میں بھاگا۔ جب وہ اس گڑھے کے قریب میں وہ دونوں سانپ گھسے تھے تو وہ دنگ رہ گیا۔ اس پر خوف و لرزہ طاری ہو گیا۔ دیکھا کہ اس گڑھے میں سلیوک اور اوغار دونوں میاں بیوی کھڑے تھے اور جوں اس گڑھے کے کنارے گیا دونوں مسکرا کر اس کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ اس

عاتس کو نطیاس کے اس پر اسرار محل میں آنے کی دعوت دی۔ ان کے کہنے پر محل میں گیا اور کہتے ہیں کہ عاتس کو انہوں نے مال و دولت سے خوب نوازا۔ اب بے دھڑک اس محل میں جاتا ہے۔ سلیوک اور اوغار کی خدمت میں حاضر ہوتا کی خدمت بھی کرتا ہے اور ان کے پاس بیٹھتا بھی ہے اور ان سے خوب کھاتا پیتا اس یہی ایک جوان ہے جس کے ساتھ سلیوک اور اوغار مخلص اور مہربان ہیں رکھو جو کوئی بھی نطیاس کے محل میں داخل ہوتا ہے لوٹ کر نہیں آتا۔ میری ان کو نگاہ میں رکھنے کے بعد نطیاس کے محل کا رخ کرنے کا فیصلہ کرنا۔ میں ایک دونوں میاں بیوی سے کہتا ہوں کہ اپنے ارادے سے باز رہو۔ اس لئے کہ نطیاس کے اندر موت ہی موت ہے۔ اس کے علاوہ وہاں کچھ بھی نہیں۔

آرگ یہاں تک کہنے کے بعد جب خاموش ہو گیا تو یوناف کہنے لگا دیکھ آرگ تیری کہ تو نے ہمیں اس قدر تفصیل بھی بتائی اور ہمیں نطیاس کے محل میں داخل ہی روکا۔ پر دیکھ ہم دونوں میاں بیوی بڑے جنونی ہیں۔ ہم جو ارادہ کرتے ہیں تک پہنچا کر رہتے ہیں۔ دیکھ آرگ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ محل میں داخل بعد ہم ضرور لوٹ کر تیرے پاس آئیں گے۔ پر اس محل میں داخل ہونے کا نہیں کر سکتے۔ ہم نے ہر صورت میں اس محل میں داخل ہونا ہے۔ اس یقین ساتھ کہ وہاں سے نکل کر واپس بھی آنا ہے۔ قبل اس کے کہ آرگ جواب میں یوناف اور کیرش دونوں آگ کے پاس سے ہٹ کر نطیاس کے محل کی طرف چل اس لئے کہ اب سورج غروب ہو گیا تھا۔ اور چاروں طرف گہری تاریکیاں پھیل

○

وہ ایک چھوٹی سی پگڈنڈی تھی جو نطیاس کے محل کی طرف جاتی تھی۔ جو درختوں، جھاڑیوں اور لمبی لمبی بھوری گھاس میں سے ہو کر نطیاس کے محل کی طرف جاتی اس پگڈنڈی پر یوناف اور کیرش تھوڑی دیر ہی آگے گئے ہوں گے کہ کیرش چونک کر پھر اپنا منہ وہ یوناف کے کان کی طرف لے گئی اور کسی قدر پریشانی میں وہ یوناف گی۔

یوناف! میرے حبیب۔ میں ایسا محسوس کرتی ہوں جیسے کوئی پر اسرار چیز جس پگڈنڈی نطیاس کے محل کی طرف جا رہے ہیں اس کے پہلو بہ پہلو سانپ کی طرح سرسراتی

ہوئی وہ بھی نطیاس کے محل کی طرف جا رہی ہو۔ آپ نے شاید اس پگڈنڈی پر چل
غور نہیں کیا۔ اور اس کی آواز کو سننے کی کوشش نہیں کی۔ لیکن میں اس کی سر
اپنے پورے ہوش و حواس میں سن چکی ہوں۔ اس پر یوناف نے تھوڑی دیر تک
کیرش کی طرف دیکھا پھر کیرش کا حوصلہ بڑھانے کے لئے اس نے اپنے لبوں پر ہلکی
مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہا۔ کیرش میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم فکر مند کیوں ہوتی
آگے بڑھتے ہیں۔ میں اندازہ لگاتا ہوں کہ کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی دونوں میاں بیوی
آگے بڑھنے لگے تھے۔

تھوڑا سا آگے جا کر یوناف رک گیا اور بڑی رازداری میں اور انتہائی دھیمی
میں کیرش کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔ کیرش تمہارا اندازہ درست ہے کوئی پراسرار قوت
پگڈنڈی کے پہلو بہ پہلو ہمارے ساتھ ساتھ ایک عجیب سی سرسراہٹ بکھیرتی ہوئی آ
رہی ہے۔ دیکھو تم پگڈنڈی پر آگے بڑھو۔ میں دائیں طرف جھاڑیوں میں دیکھتا ہوں
چیز ہے۔ اس پر کیرش نے فوراً" یوناف کا بازو پکڑ لیا اور بڑے پیار سے کہنے لگی
آپ کو ایسا ہرگز نہیں کرنے دوں گی۔ اگر پگڈنڈی سے اتر کر چلنا ہے تو میں آپ
ساتھ چلوں گی۔ ورنہ دونوں میاں بیوی پگڈنڈی پر ہی چلیں گے۔ یوناف کچھ کہنے ہی
کہ اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ جس پر یوناف بڑی خاموشی کے
ابلیکا کی طرف متوجہ ہوا تو کیرش بھی سمجھ گئی کہ ابلیکا نے لمس دیا ہے۔ لہٰذا وہ بھی
آواز سننے کی کوشش کرنے لگی۔ ابلیکا کہہ رہی تھی۔

یوناف میرے حبیب۔ میں تم دونوں میاں بیوی کی گفتگو سن چکی ہوں تم دونوں
اندازے درست ہیں۔ سنو۔ ایک قوت واقعی سرسراہٹ پیدا کرتی ہوئی پگڈنڈی کے
پہلو نطیاس کے محل کی طرف تمہارے ساتھ چل رہی ہے۔ اور سنو یہ کوئی اور نہیں
سلیوک کی روح ہے جو ایک بہت بڑے سانپ کی صورت میں پگڈنڈی کے پہلو
تمہارے ساتھ ساتھ نطیاس کے محل کی طرف بڑھ رہی ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ وہ
تم پر نگاہ رکھ رہا ہے۔ تمہاری راہ نہیں روکے گا۔ اس لئے کہ وہ تو چاہتے ہیں کہ کوئی
کے محل میں داخل ہو اور وہ اسے اپنا لقمہ تر بنائیں۔ لہٰذا تم دونوں میاں بیوی خاموشی
ساتھ بے دھڑک آگے بڑھتے رہو۔ میں بھی سلیوک کی روح کے سامنے نہیں آؤں
اس پر اپنا آپ ظاہر نہیں کروں گی۔ بہرحال میں تم دونوں پر نگاہ ضرور رکھوں گی۔
بڑھو اور تم دونوں بھی بے شمار قوتوں کے مالک ہو۔ اور اگر کسی موقع پر میں نہ بھی
تب بھی تم ان سب سے بڑی آسانی کے ساتھ نپٹ سکتے ہو۔ اب دوبارہ آگے بڑھنا

ابلیکا کی یہ گفتگو سن کر یوناف اور کیرش دونوں کے چہروں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ
دوڑ گئی تھی۔ پھر دونوں میاں بیوی نے معنی خیز انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔
اس کے بعد پھر وہ دونوں پہلو بہ پہلو نطیاس کے محل کی طرف جانے والی پگڈنڈی پر آگے
بڑھنے لگے تھے۔

یوناف اور کیرش دونوں تیزی کے ساتھ چلتے ہوئے جب محل کے قریب گئے تو
انہوں نے دیکھا کہ محل کے قریب جہاں جھاڑیاں اور گھاس پھوس ختم ہوگئی تھی ان
جھاڑیوں سے ایک شخص نکلا اور وہ بھی محل کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ یوناف اور کیرش
سمجھ گئے کہ وہ یقیناً" سلیوک کی روح تھی جو ان کے پہلو بہ پہلو پگڈنڈی کے ساتھ
سانپ کی شکل و صورت میں چلتی رہی تھی۔ جھاڑیوں سے نکل کر سلیوک محل کے باہر
کھڑی لڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا تھا۔ یوناف اور کیرش دونوں مزید آگے بڑھے اور وہ
محل کے باہر کھڑی لڑکی کے قریب جا کر رکے۔

یوناف اور کیرش دونوں نے دیکھا وہ لڑکی تقدیر کے لذت فشاں لمس میں بخت کی تعبیر
خوبصورت، دیومالائی قصے میں صندلی تحریر جیسی پر جمال، راتوں اور خوشیوں کے طلسم
کے لبوں پر ناچتی کرنوں جیسی خوش کن، گلابی حدت کے ہالے میں اجلی ہنسی اور
گھر میں زندگی کے سہاگ جیسی پرکشش تھی۔ جب کہ اس کے ساتھ کھڑا
چہرے، اپنی شکل و صورت اور اپنی جسمانی ساخت سے لگتا تھا جیسے وہ سفاک
صورت میں تحریص کے زہر، تن کے سندر بن کی اعصاب شکنی، ذلت و نکبت کی
اور طبقاتی جبر میں کسی بشر گزیدہ جیسا کوئی انسان ہو۔

یوناف اور کیرش دونوں تھوڑی دیر تک بڑے غور سے ان دونوں کو دیکھتے رہے جب
کہ وہ دونوں بھی بڑے تعجب اور بڑے شوق سے یوناف اور کیرش کی طرف دیکھنے لگے تھے۔
پھر وہ حسین اور پر جمال لڑکی بولی۔ میرا نام اوغار ہے اور میرے ساتھ یہ میرا شوہر
ہے اس کا نام سلیوک ہے۔ ہم دونوں اس قدیم اور پرانے محل کے محافظ ہیں۔
یہاں تک کہنے کے بعد اوغار رک گئی۔ یوناف اور کیرش دونوں نے اندازہ لگایا۔
اس کی آواز ایسی تھی جیسے سیٹیاں بجاتی ہواؤں میں گیتوں کے آشرم کھڑے ہوئے ہوں،
خوابوں کے صنم کدے میں آبشاروں کی نغمگی جوش مارنے لگی ہو۔ جیسے گیان کی روشنی
کے وجدان میں نغمگی کا ایک طوفان کھڑا کر دیا گیا ہو۔ تھوڑی دیر تک وہ لڑکی رکی
پھر یوناف اور کیرش کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

تم دونوں کون ہو اور اس محل کی طرف کیوں آئے ہو۔ اس پر یوناف باری باری سلیوک اور اوغار کی طرف لمحہ بھر کے لئے دیکھا۔ پھر وہ بولا۔ ہم دونوں ... ہیں۔ میرا نام یوناف ہے اور میری بیوی کا نام کیرش ہے۔ ہم نے اس محل کی ... اور اس کے اسرار سن رکھے تھے۔ جس کی بناء پر ہم اسے دیکھنا چاہتے تھے۔ ہم ... ہی ان علاقوں میں آئے ہیں۔ اور ایک قریبی سرائے میں ہم نے قیام کیا ہے۔ ... اس قدیم اور پرانے محل کو دیکھنے آئے ہیں۔ اس پر اوغار تیز نگاہوں سے یوناف ... دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔ محل کو دیکھنے کے لئے تم دونوں میاں بیوی دن کے ... آسکتے تھے۔ رات کے وقت آنے میں کیا راز ہے۔ اس پر یوناف بولا۔

اس میں راز کی کوئی بات نہیں۔ ہم دونوں میاں بیوی نے سوچا شاید دن ... اس محل میں کوئی نہ رہتا ہو لیکن رات کے وقت تو کوئی نہ کوئی اس کی حفاظت ... اس میں ضرور قیام کرتا ہو گا۔ بس اسی نظریے کے تحت ہم نے رات کے وقت ... رخ کیا۔ اس پر سلیوک اپنی بھاری اور بھیانک سی آواز میں پہلی بار یوناف کو مخاطب ... ہوئے کہنے لگا۔

لیکن اس محل کی طرف آتے ہوئے لوگ ڈرتے اور خوفزدہ ہوتے ہیں ... محل کے آس پاس رہنے والے لوگوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ اس محل کے ... رہتی ہیں جو آدم خور ہو چکی ہیں۔ اس پر یوناف کہنے لگا مجھے ایسے قصے کہانیاں ... شوق ہے اور مجھے روحوں سے ملنے کا اور انہیں دیکھنے کا بھی بڑا تجسس ہے۔ اگر ... میں روحیں رہتی ہیں تو واقعی میں جانوں گا کہ میری ایک دیرینہ خواہش پوری ہو ... تم ہم دونوں پر یہ مہربانی کرنا۔ اگر اس محل میں روحیں رہتی ہیں تو ہمیں انہیں دیکھنے کا ... موقع ضرور فراہم کرنا۔ یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں اوغار کہنے لگی۔

دیکھو ہمارے اجنبی مہمانو! جہاں تک روحوں کا تعلق ہے تو میں تم پر سچائی ... واضح کرتی ہوں کہ اس محل میں روحیں ضرور رہتی ہیں۔ اور وہ ہیں بھی آدم خور ... یوناف نے فوراً" اوغار کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا اگر وہ روحیں جو اس محل میں ... آدم خور ہیں تو تم دونوں میاں بیوی کو نقصان کیوں نہیں پہنچاتیں۔ اس پر اوغار ... ہم دونوں میاں بیوی چونکہ اس محل کے بچپن سے خادم چلے آ رہے ہیں لہٰذا ... ہمیں کچھ نہیں کہتیں۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ اگر تم دونوں میاں بیوی ہم دونوں ... کو اپنے ساتھ ٹھہراؤ تو مجھے امید ہے کہ تمہاری وجہ سے وہ روحیں ہمیں بھی کچھ ... گی۔ اس پر اوغار اپنے چہرے پر گہرا اور تحریص آمیز تبسم بکھیرتے ہوئے کہنے لگی۔

تم دونوں میاں بیوی اس محل میں ہمارے ساتھ قیام کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو ... خوش قسمتی خیال کروں گی۔ تم جب تک چاہو اس محل میں قیام کرسکتے ہو۔ ... کی نظر محل کے صدر دروازے کے قریب بندھے ہوئے ایک بکرے پر پڑی۔ ... اشارہ کرتے ہوئے یوناف نے پوچھا یہ تمہارے محل کے سامنے بکرا کیسا بندھا ... نے ریوڑ پال رکھا ہے۔ اس پر اوغار ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہنے لگی۔

... ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ دراصل اس محل کے محافظ کی حیثیت سے آس پاس ... لوگ ہماری بڑی عزت' بڑا احترام کرتے ہیں۔ وہ ہر ہفتے ہمیں ایک بکرا مہیا ... اس کا گوشت تیار کر کے ہم پورا ہفتہ اپنے استعمال میں لاتے ہیں۔ تاکہ اس ... کر کے اس کی حفاظت کا کام سرانجام دے سکیں۔ اب تم دونوں میرے ساتھ ... اتنی دیر باہر کھڑے رہنا اچھا نہیں ہے۔ اور پھر اب سردی بھی کافی بڑھ گئی ... دونوں میاں بیوی سردی اور ٹھنڈ محسوس کر رہے ہو گے۔ اس کے ساتھ ہی ... اوغار پلٹے اور محل کے صدر دروازے کی طرف بڑھے۔ یوناف اور کیرش دونوں ... بھی چپ چاپ ان کے پیچھے ہو لئے تھے۔

... اور کیرش جب صدر دروازے کے اندر داخل ہوئے تو وہ دنگ رہ گئے۔ ... دیکھا کہ دروازہ خود بخود ان کے پیچھے بند ہو گیا تھا۔ سلیوک اور اوغار ان دونوں ... مختلف کمروں سے گزارتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ یوناف اور کیرش دیکھتے ... کمرے میں بھی وہ داخل ہوتے تھے اس کمرے کا دروازہ آپ سے آپ ان ... ہو جاتا تھا۔ پھر اوغار اپنے چہرے پر خوش کن مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے یوناف ... کر کہنے لگی۔ دیکھو یہ کمرہ تم دونوں میاں بیوی کے قیام کے لئے ہے۔ ہمارے ... کھانے پینے کا سامان ہے وہ تھوڑی دیر تک ہم تم دونوں کو پیش کرتے ہیں۔ ... تم دونوں میاں بیوی یہاں آرام کرو۔ اس کے ساتھ ہی سلیوک اور اوغار پلٹے ... نکل گئے تھے۔ ان کے کمرے سے نکلتے ہی اس کمرے کا دروازہ آپ سے ... ہو گیا تھا۔

یوناف اور کیرش اس کمرے میں بیٹھ کر تھوڑی دیر تک سلیوک اور اوغار کی واپسی کا ... کرتے رہے۔ جب کچھ دیر تک وہ نہ لوٹے تو یوناف اور کیرش ایک دوسرے کی ... معنی خیز کن نظروں سے دیکھنے لگے۔ اس موقع پر یوناف کیرش کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ... چاہتا تھا کہ باہر انہیں کچھ عجیب سی آوازیں سنائی دیں۔ تھوڑی دیر تک وہ دونوں ... سنتے رہے پھر یوناف کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ کیرش آؤ۔ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائیں۔ انسانی اور حیوانی
روپوش ہو کر جائزہ لیں کہ ہمیں اس کمرے میں بند کرنے کے بعد سلیوک اور او
رہے ہیں۔ اس پر کیرش یوناف کے پہلو سے پہلو ملاتے ہوئے بڑی راز داری میں
یہ نہ ہو کہ ہم اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر یہاں سے نکل جائیں تو وہ ہمارا
میں اس کمرے میں آن داخل ہوں۔ اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔ اگر ایسا
ہم دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس کمرے میں آ موجود ہوں
اب دیکھیں وہ دونوں کیا کر رہے ہیں۔ کیرش نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا
دونوں میاں بیوی اپنی جگہ سے اٹھے۔ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے
سے نکل گئے تھے۔

دو کمروں سے گزرنے کے بعد یوناف اور کیرش جب تیسرے کمرے میں
انہوں نے دیکھا کہ سلیوک اور اوغار نے بکرے کو فرش پر گرا رکھا تھا اور پھر یوناف
کیرش کے دیکھتے ہی دیکھتے سلیوک نے وحشیانہ انداز میں اپنے دانتوں سے بکرے
کاٹ ڈالا۔ اس کے بعد انہوں نے عجیب سے انداز اور تیزی کے ساتھ بکرے کی
اتاری۔ کھال اترتے ہی برسوں کے بھوکے بھیڑیوں کی طرح وہ دونوں بکرے کے
پر پل پڑے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے بکرے کا سارا گوشت وہ دونوں کھا گئے اور ہڈیاں
نے کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی ایک ٹوکری میں ڈال کر باہر پھینک دیں اور کمرے
خون گرا تھا اسے انہوں نے دھو کر صاف کر دیا تھا۔ یوناف اور کیرش چونکہ اپنی سری
کو حرکت میں لائے ہوئے تھے۔ انسانی اور حیوانی آنکھ سے وہ اوجھل تھے لہٰذا سلیوک
اوغار دونوں انہیں نہیں دیکھ پا رہے تھے۔ اس لئے کہ اس موقع پر سلیوک اور اوغار
تجسیم میں کام کر رہے تھے۔

بکرے کا سارا کچا گوشت کھانے کے بعد لگتا تھا سلیوک اور اوغار دونوں پر
عالم طاری ہونا شروع ہو گیا ہو۔ تھوڑی دیر تک جس کمرے میں وہ بیٹھے تھے اس
خاموشی رہی۔ اس کے بعد سلیوک اوغار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ اوغار یہ لڑکی جس کا نام ہمیں کیرش بتایا گیا ہے تو نے اسے بڑے غور
دیکھا۔ میں نے بھی پوری توجہ سے اس کا جسمانی جائزہ لیا ہے۔ دیکھ اوغار مجھے وہ
اور بڑی اچھی لگی ہے۔ تو نے جائزہ لیا ہو گا وہ بن کے پھولوں، ساگر کی لہروں
پرکشش، افراط کی خواہشوں، کیسر کی پنکھڑیوں جیسی شاداب، نرم جھرنوں کی ان گنت
تن کے سندر پن میں بھرے مشک و عنبر جیسی حسین ہے۔ میں نے دیکھا اوغار اس

نوں کی بارات۔ ستاروں کی زر نارکلیوں جیسا ہے۔ اس کا جسم رنگوں کی جھلمل،
موتیوں اور کسم کے پھولوں کی مانند ہے۔ اس کے ہونٹ خیالوں کے گلاب، نشے
ہیں۔ اس کے رخسار ریشمی لہروں۔ سرخ اچھوتی کلیوں کے سے ہیں۔ اس کی
کی چھن چھن چوڑیوں کی کھنک اور نغمات برساتی فطرت کی سی ہے۔ میں نے یہ
اس کی سانسوں میں سلگتی خوشبو اور گلابوں کی تازہ مہک ہے۔

دیکھ اوغار میں ارادہ کر چکا ہوں کہ کیرش جیسی حسین اور خوبصورت لڑکی کو اپنے
طرف میں ضرور لا کر رہوں گا۔ چاہے مجھے اس پر جبر اور ستم ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔
غار تو جانتی ہے کہ حسن اور خوبصورتی میری سب سے بڑی کمزوری ہے۔ لہٰذا یہ
ہر صورت میں میرا شکار بن کر رہے گی۔ دیکھ اوغار میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ
تک اس کیرش کو میں اپنے جنسی تصرف میں رکھوں گا۔ جب میرا اس سے جی بھر
دوسرے شکار کی طرح میں اسے بھی اپنی خوراک بنا لوں گا۔

سلیوک کی اس گفتگو کے جواب میں اوغار تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر سوچتی اور
رہی پھر اس نے بڑے غور سے سلیوک کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔ دیکھ سلیوک
اس معاملے میں تیری ہم خیال ہوں۔ جس طرح تو کیرش کو اپنے جنسی تصرف میں
عزم کر چکا ہے اسی طرح میں بھی یوناف کو اپنے جنسی تصرف میں لانے کا عزم کئے
ہوں۔ جس طرح تو نے کیرش کی طرف غور سے دیکھا اور اس کا جسمانی جائزہ لیا اسی
نے یوناف کی طرف غور سے دیکھا اور اس کا خوب جسمانی جائزہ لیا۔ میں نے
یوناف کڑے وقت کی سم خونبار، لو کی دھول اڑاتے طوفانوں جیسا پیاس سے بے
کنارے نئی رتوں کے قصے جیسا قوی، موسم بہار کی آہٹوں شام کے بے انت
جیسا مضبوط ہے۔ اس کی جسمانی اٹھان وحشت ناک داستانوں کی ساعت، اجنبی
کے فاصلوں میں لپٹی خاموشیوں اور ظلمتوں کے بھنور میں گھٹے سناٹوں کے رقص
اس کی جنانگت ظلم کی بہتات، ہواؤں کے جنوں، وقت کے کھردرے ہاتھوں
اس کی جوانی تاریکیوں کے تیز جھکڑوں، کڑے خونی وقت زندگی کے ہر حصار کو
کے ستم کی آگ جیسی ہے۔ اس کی مردانگی آندھیوں اور ہواؤں کی رفتار میں
خون کی بارش کی مانند ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ یوناف اپنی جنس میں ہزاروں
والے طوفانوں، گرجتی دھاڑتی آندھیوں کی طرح ہے۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے
کی بغاوتوں میں ہڈیاں چٹخاتے لاوے جیسے اس جوان کو میں ضرور اپنے جنسی
میں لا کر رہوں گی۔ خواہ اس کے لئے مجھے تمہاری طرح جبر اور ستم سے ہی کیوں کام

لینا پڑے۔

یہاں تک کہنے کے بعد اوغار تھوڑی دیر کے لئے رکی۔ پھر وہ بولی۔ دیکھ [illegible] تمہاری طرح میں بھی کچھ عرصہ تک یوناف کو اپنے جنسی تصرف میں رکھوں گی۔ [illegible] دیکھوں گی کہ میرا جی اس سے بھرتا جا رہا ہے تب میں بھی اپنے دیگر شکاروں کی طرح لقمہ تر بنا کر اس کا بھی خاتمہ کر دوں گی۔

اس گفتگو کے بعد تھوڑی دیر تک کمرے میں خاموشی رہی۔ لگتا تھا سلیوک اور [illegible] دونوں ہی اپنی اپنی سمتوں میں کسی سوچ میں غرق ہو گئے ہوں۔ اس کے بعد سلیوک [illegible] اپنی گردن سیدھی کی۔ اوغار کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

دیکھ اوغار اس یوناف اور کیرش کے معاملے میں ہمیں بڑی احتیاط سے کام لینا [illegible] ہمیں کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہئے جس کی بناء پر ان دونوں پر یہ ظاہر ہو جا[illegible] انسان نہیں بلکہ وہ بدروحیں ہیں جو انتہائی مافوق الفطرت اور خرق عادت قوتیں ر[illegible] ہمیں ان کے ساتھ اپنے سلوک' اپنے رویئے سے یہی ظاہر کرنا ہو گا کہ ہم ان دونو[illegible] ہی انسان ہیں اور ان کے لئے انتہائی مہربان شفیق' نرم اور خیر خواہ ہیں تا کہ وہ ہم [illegible] اور بھروسہ کریں۔ ہم پر اعتماد اور بھروسہ جمنے کے بعد ہم ان دونوں کو اپنے اپ[illegible] تصرف میں لانے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔ جواب میں اوغار بولی۔

دیکھ سلیوک اس معاملے میں میں پوری طرح تمہارے ساتھ اتفاق کرتی ہوں [illegible] طرح تم چاہو گے ایسا ہی ہو جائے گا۔ میں ان دونوں کے ساتھ بڑی نرمی' بڑی ملا[illegible] پیش آؤں گی تا کہ وہ ہم دونوں پر کسی بھی قسم کا شک اور شبہ نہ کر سکیں۔ اوغا[illegible] خاموش ہوئی تو سلیوک پھر بولا۔

دیکھ اوغار میں تمہارے لئے ایک نئی خبر بھی رکھتا ہوں۔ اس پر اوغار نے [illegible] سلیوک کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ کیسی نئی خبر۔ جواب میں سلیوک کہنے لگا۔

دیکھ اوغار تو جانتی ہے کہ ہمارے قریب ہی جو یہودی درویش آرگ کا جھو[illegible] اس کے تھوڑے ہی فاصلے پر پشت کی طرف یہاں کی قریبی بستیوں کا ایک قبرستان [illegible] اس پر اوغار سلیوک کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔ میں نے وہ قبرستان کئی بار دیکھ [illegible] لیکن اس قبرستان کے حوالے سے تم کیا نئی بات کہنا چاہتے ہو۔ ہمارے استاد محترم اور ہم دونوں کے انسانی جسموں کو بھی اسی قبرستان میں دفن کیا گیا تھا۔ یہ علیحدہ [illegible] کہ ہمارے پاس عجیب و غریب قوتیں تھیں جن کی بنا پر ہم اپنی روحوں کو عجیب [illegible] انداز میں حرکت میں لاتے ہوئے یہ موجودہ حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ [illegible]

[illegible] بولا۔

[illegible] اوغار جو بات میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس قبرستان میں پہلے صرف اکیلا [illegible] کن رہتا تھا جس کا نام ملکا تھا۔ میرے خیال میں اس بوڑھے گورکن کو تم نے بھی [illegible]۔ اس پر اوغار فوراً بولی۔ ہاں میں نے ملکا نام کے گورکن کو ایک نہیں کئی بار [illegible]۔ اس پر سلیوک کہنے لگا۔ اگر یہ معاملہ ہے تو دو دن ہوئے اس ملکا کے پاس [illegible] مہمانوں نے قیام کر رکھا ہے ان دو مہمانوں میں سے ایک انتہائی حسین اور پر [illegible] ان ہے جس کا نام تقیم ہے اور ایک انتہائی خوبصورت پر جمال لڑکی ہے جس کا [illegible]۔ یہ تقیم اور بوران دونوں بہن بھائی ہیں اور گورکن ملکا کی بہن کے بیٹی بیٹا [illegible] دونوں بہن بھائی اپنے ماموں ملکا سے ملنے کے لئے آئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ [illegible] گورکن ملکا کے پاس قیام کریں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ جب تک ہمارے اس [illegible] قیام کرنے والے یوناف اور کیرش کو پوری طرح ہم اپنے اعتماد اور بھروسے میں [illegible] لیتے اس وقت تک ہمیں چاہئے کہ تقیم اور بوران کو اپنے جنسی تصرف میں [illegible] اس معاملے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ جواب میں اوغار بے پناہ خوشی کا اظہار [illegible] کہنے لگی۔

[illegible] سلیوک میں اس معاملے میں پوری طرح تمہارے ساتھ ہوں۔ میں تو چاہتی [illegible] اس کام کی ابتدا کریں۔ جواب میں سلیوک کہنے لگا جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں وہ [illegible] دیا۔ سنو آج آدھی رات کے قریب جب کہ ہر طرف سناٹا اور ہو کا عالم ہو گا [illegible] چیلی پیریوں کے روپ میں قبرستان کے اندر گورکن ملکا کی رہائش گاہ میں داخل [illegible] ہمیں دیکھتے ہی وہ تینوں خوفزدہ ہو جائیں گے۔ اسی خوفزدگی سے فائدہ اٹھاتے [illegible] تقیم کو اٹھا لوں گا تم بوران کو اٹھا لینا اور دونوں کو اپنے اس محل میں لے آئیں [illegible] دن تک انہیں اپنے تصرف میں رکھیں گے۔ اور ان سے اپنا جی بھرنے کے بعد [illegible] خوراک بنا لیں گے۔ کہو کیسا رہے گا۔ اس پر اوغار سلیوک کی تائید کرتے ہوئے

[illegible] سلیوک آج آدھی رات کے وقت تمہارے پروگرام کے مطابق ہم ضرور [illegible] داخل ہوں گے۔ اور تیم اور بوران کو اٹھا کر یہاں لانے کی کوشش کریں گے۔ [illegible] اپنے مقصد میں کامیاب رہیں گے۔ میرے خیال میں اب ہمیں یوناف اور کیرش [illegible] چاہئے۔ وہ دونوں اکیلے بیٹھے ہوں گے۔ اور یہ محسوس کر رہے ہوں گے کہ ہم [illegible] تعلق اور بدسلوک قسم کے لوگ ہی۔ میرے خیال میں ہمیں اٹھ کر ان کے

کمرے کی طرف جانا چاہئے اور ان سے معذرت کرنی چاہئے کہ اس وقت ہمار
کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ کل ان کی خوراک اور آرام کا خاطر خواہ بندوبست کیا
ہے۔ اوغار اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔ ہاں تمہارا کہنا درست ہے۔ آؤ
تھوڑی دیر کے لئے یوناف اور کیرش کے پاس جا کر بیٹھتے ہیں۔

اسی وقت یوناف اور کیرش بھی حرکت میں آئے۔ اپنی سری قوتوں کو حرکت
لاتے ہوئے وہ واپس اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں تھوڑی دیر پہلے وہ بیٹھے ہوئے تھے۔
یوناف فورا" بولا اور کیرش کو مخاطب کرکے کہنے لگا دیکھ کیرش ہمیں فورا" ایک بار
سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس کمرے سے نکلنا چاہئے۔ تم دیکھتی ہو
دروازے سے ہم اس کمرے میں داخل ہوئے ہیں اس دروازے کے علاوہ اس کمرے
ایک پشتی دروازہ بھی ہے جو پیچھے جنگل کی طرف کھلتا ہے۔ یہ دروازہ باہر کی طرف
مقفل ہے۔ آؤ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے باہر سے اس دروازے کو
اور پھر واپس سرائے میں اپنے کمرے کی طرف جائیں۔ یہاں قیام کے دوران ہمیں
اور اوغار کے ایک اور پہلو کا پتہ چلا ہے اور وہ یہ کہ دونوں ایک طرح کے جنسی
ہیں۔ لہذا اب ہمیں بڑی دیکھ بھال اور احتیاط کے ساتھ ان پر ہاتھ ڈالنا ہو گا۔ کیرش
یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں
پہلے وہ اس کمرے سے نکل کر پشتی جنگل میں نمودار ہوئے۔ دروازے کے باہر
اور زنگ آلود قفل لگا ہوا تھا اسے اپنی سری قوتوں کے ذریعے یوناف نے کھول
دروازہ بھی اس نے کھول دیا۔ اس کے بعد وہ جنگل میں محل کے گرد چکر لگاتے ہوئے
سمت جانے کی کوشش کرنے لگے تھے جس طرف یہودی آرگ کا جھونپڑا تھا۔

جوں ہی سلیوک اور اوغار اس کمرے میں داخل ہوئے جس میں انہوں نے
اور کیرش کو بٹھایا تھا تو وہ دنگ رہ گئے اس لئے کہ یوناف اور کیرش اس کمرے میں
تھے۔ اس موقع پر اوغار نے بڑی پریشانی سے سلیوک کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے
دھیمی بلکہ رازدانہ آواز میں سلیوک کو مخاطب کرکے پوچھا سلیوک یہ یوناف اور کیرش
غائب ہو گئے ہیں۔ اسی کمرے میں تو ہم ان دونوں کو بٹھا کر گئے تھے۔ اس پر سلیوک
بڑی پریشانی اور جستجو سے سارے کمرے کا جائزہ لیا پھر وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس
کے پشتی دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ اوغار اس کمرے کے پشتی
کو دیکھ وہ کھلا ہوا ہے۔ میرے خیال میں اسی دروازے سے وہ باہر نکل گئے ہیں۔
اوغار نے بڑے خوفزدہ سے انداز میں سلیوک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

لیکن وہ اس دروازے کو کھول کر باہر کیسے نکل گئے۔ تم جانتے ہو برسوں سے یہ
باہر سے مقفل تھا۔ اور وہ قفل ایسا مضبوط اور پائیدار تھا کہ کھل بھی نہیں سکتا تھا۔
اس مقفل دروازے کو یوناف اور کیرش کیسے کھول کر چلے گئے۔ کیا ان کا کوئی اور ساتھی
تھا۔ جس نے باہر سے دروازہ کھولا ہے۔ اور یہ دروازہ کھلنے کے بعد دونوں میاں بیوی
نکل گئے ہوں۔ اس پر سلیوک فورا" کہنے لگا۔ دیکھ اوغار یہ بحث بعد میں بھی کی جاسکتی
قفل کیسے کھلا۔ دروازہ کس نے کھولا اور کیسے وہ باہر نکل گئے۔ آؤ پہلے یوناف اور
کا تعاقب کریں اور دیکھیں وہ کس سمت جاتے ہیں۔ جواب میں اوغار نے کچھ بھی
وہ دونوں بڑی تیزی سے پشتی کمرے سے نکل کر یوناف اور کیرش کا تعاقب کرنے

سلیوک اور اوغار ایک طرح سے یوناف اور کیرش کے پیچھے بھاگ کھڑے ہوئے
تھوڑی ہی دور جا کر انہوں نے یوناف اور کیرش کو جا لیا۔ سلیوک نے آواز دیتے
ٹھہرو میرے دونوں مہمانو' میری بات تو سنو۔ تم کہاں جا رہے ہو۔ سلیوک کے
پکارنے پر یوناف اور کیرش دونوں محل کے پچھواڑے کے گھنے جنگل میں رک
سلیوک اور اوغار دونوں تیزی سے چلتے ہوئے یوناف اور کیرش کے پاس آئے۔
بڑی ہمدردی چاہت اور محبت میں کہنے لگا۔ یہ تم دونوں کو کیا ہوا کہ اچانک تم
سے نکل کر چل دیئے۔ جب کہ تم نے تو ہمارے اس محل میں قیام کرنے کا
کیا تھا۔ اور پھر یہ بات ہمارے لئے مزید تعجب خیز ہے کہ وہ دروازہ تو باہر سے
تم دونوں میاں بیوی نے وہ دروازہ کھول کیسے لیا۔ اس پر یوناف فورا" کہنے لگا۔
دیکھو ہمارے دونوں مہربانو! تم دونوں میاں بیوی ہمیں اس کمرے میں بٹھا کر چلے
ہم تھوڑی دیر تک اس کمرے میں بیٹھ کر تم دونوں کا انتظار کرتے رہے پھر ایسا ہوا کہ
پشتی دروازہ باہر سے کسی نے کھولا۔ پہلے کسی نے قفل میں چابی لگا کر قفل کھولا
بعد دروازے کے دونوں پٹ کھول دیئے۔ جب ہم دروازے کے قریب گئے تو ہم
وہاں کوئی نہ تھا۔ ہم دونوں میاں بیوی باہر نکلے کہ دیکھیں دروازہ کس نے کھولا
ہم یہاں تک آئے ہیں اور اس شخص کو ہم تلاش نہیں کرسکے جس نے وہ تالہ
وہ دروازہ کھلنے سے ہم دونوں اپنی جانوں کے لئے خطرہ محسوس کرنے لگے تھے۔
قفل کھولنے والے کو تلاش کرنے لگے۔ کیا تم میں سے کسی نے اس عقبی دروازے
نہیں کھولا۔ اس پر سلیوک نے اپنے پہلو میں کھڑی اوغار کی طرف بڑی گہری
اور سوالیہ سے انداز میں دیکھا۔ نگاہوں ہی نگاہوں میں کوئی فیصلہ کرنے کے بعد

سلیوک یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

نہیں ہر گز نہیں۔ ہم دونوں میاں بیوی میں سے کسی نے بھی اس کمرے کا
دروازہ نہیں کھولا۔ ہم دونوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ وہ کون سا ایسا شخص
جس نے اس محل میں دخل اندازی کی۔ اور برسوں پرانے اس تالے کو کھول دروا
کھول دیا۔ اور تمہیں خوفزدہ اور ہراساں کرنے کی کوشش کی۔ بہرحال فکر مند ہو
ضرورت نہیں ہے تم دونوں میاں بیوی ہمارے ساتھ آؤ۔ اسی کمرے میں قیام کرو۔ ہم
کمرے کو اندر اور باہر دونوں طرف سے مقفل کر دیتے ہیں اور پھر یہ دیکھتے ہیں کہ کس
وہ دروازہ کھولا۔ یقین رکھو ہم ہر صورت میں اس شخص کو تلاش کر کے رہیں گے جس
وہ دروازہ کھول کر تم دونوں کو ہراساں کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس ساری گفتگو میں یوناف اور کیرش نے محسوس کیا کہ سلیوک اور اوغار آ
جھپکتے تھے۔ اور ان کی آنکھیں لگتا تھا جیسے پتھر کی طرح منجمد ہوں۔ تھوڑی دیر تک
نے باری باری دونوں کو غور سے دیکھا پھر وہ کہنے لگا اب جب کہ ہم اس کمرے
آئے ہیں تو میرے خیال میں ہم پھر کسی وقت تم دونوں کے پاس آئیں گے۔ اس کمر
بیٹھ کر ہم دونوں نے تمہارا کافی انتظار کیا۔ جب تم نہیں لوٹے تو ہم دونوں نے
لگایا کہ تم ہم سے ملنے پر خوش نہیں ہو۔ اس پر اوغار نے فوراً یوناف کی
ہوئے کہا۔ ہر گز نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بلکہ ہم تو تمہیں اس محل
آمدید کہتے ہیں۔ یوں جانو کہ تم دونوں کی حیثیت ہمارے یہاں اس محل میں محترم
عزت مہمان کی سی ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ محل میں اس وقت تم دونوں کو کھا
لئے کوئی چیز نہ تھی۔ لہٰذا ہم دونوں میاں بیوی پشیمان اور شرمندہ سے ہو کر ا
میں بیٹھ گئے تھے کہ تم لوگوں کی کیا خدمت اور میزبانی کریں۔ بس اسی سوچ بچار
دونوں کے پاس لوٹنے میں ہمیں تاخیر ہوئی۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔

اگر یہ معاملہ ہے تو پھر میں اور کیرش جاتے ہیں۔ سرائے میں جا کر کچھ کھا
گے۔ اس کے بعد پھر کسی دن تم دونوں سے ملنے کے لئے آئیں گے۔ اس پر او
بولی۔ یہ زیادتی ہے۔ آپ دونوں کو اس طرح ہمارے سے بے بسوں اور اجنبیوں
رخصت نہیں ہونا چاہئے۔ اس بار کیرش اوغار کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ دیکھو
جب تمہارے پاس ہمیں پیش کرنے کے لئے کچھ ہے ہی نہیں تو میں سمجھتی ہوں
کرنا کچھ اچھا نہیں۔ ہم چند دنوں تک پھر آئیں گے۔ اپنے اور تمہارے لئے
کچھ کھانے پینے کا سامان بھی لے کر آئیں گے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ویرانوں میں

اس محل میں تم دونوں کو کھانے پینے کی اشیاء وافر مقدار میں میسر نہیں۔ اور میرا یہ
اندازہ ہے کہ آس پاس کی بستیوں کے لوگ تم دونوں سے تعاون بھی نہیں کرتے اس پر
کہنے لگی۔ تمہارا اندازہ درست ہے کیرش لیکن اس کے باوجود ہم تم جیسے مہمانوں کو
اس محل میں خوش آمدید کہنے کے لئے تیار ہیں۔ اس پر یوناف فیصلہ کن انداز میں
ابھی ہم چلتے ہیں پھر کسی روز ضرور تم دونوں کی طرف چکر لگائیں گے۔

اس بار سلیوک بولا۔ چونکہ یہ محل تقریباً جنگل میں واقع ہے اس کے پشتی حصہ
خصوصیت کے ساتھ دور دور تک جنگل پھیلا ہوا ہے اور اس جنگل میں ہی نہیں بلکہ
محل کے سامنے اور دائیں بائیں بھی کافی تعداد میں زہریلے سانپ پائے جاتے ہیں بلکہ
لوگوں سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ اس محل کے اطراف واقع اس جنگل میں بڑے خونخوار
بھی پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا میں تم دونوں کو نصیحت کروں گا کہ کسی نہ کسی طرح آج
اسی محل میں کاٹو صبح جب تم رخصت ہونا چاہو گے تو ہم تمہاری راہ نہیں روکیں
بات میں تم دونوں کی سلامتی کے لئے کہہ رہا ہوں۔

سلیوک کی اس نصیحت کے جواب میں یوناف کہنے لگا۔ دیکھ سلیوک میں تمہارا شکر
ہوں کہ تم میری اور کیرش کی سلامتی پر فکر مند ہو لیکن اب جب کہ ہم دونوں واپس
ارادہ کر ہی چکے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لئے کوئی خطرہ اور اندیشہ نہیں
میں آپ دونوں سے رخصت کی اجازت لیتا ہوں۔ اس وعدہ کے ساتھ کہ چند
ہم دونوں پھر لوٹ کر آئیں گے۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے کیرش کا ہاتھ پکڑا
کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ آؤ کیرش! اب چلیں۔ کیرش چپ چاپ اس کے
لی تھی۔ تھوڑا سا آگے جا کر یوناف اور کیرش نے پیچھے مڑ کر دیکھا، سلیوک اور
تک وہیں کھڑے تھے۔ پھر ان کی طرف سے نگاہیں ہٹا کر یوناف اور کیرش تیزی
بڑھنے لگے تھے۔

یوناف اور کیرش تھوڑا سا ہی آگے گئے ہوں گے کہ ایک دم یوناف کی گردن پر
لس دیا پھر ابلیکا کی گھبرائی اور پریشان سی آواز سنائی دی۔ اور وہ کہنے لگی۔ یوناف
دونوں سنبھل جاؤ۔ سلیوک اور اوغار اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے تم
چند قدم آگے بہت بڑے اژدھوں کی شکل میں اپنا پھن اٹھائے تمہاری راہ
ہیں وہ ہر صورت میں تمہیں واپس محل میں لے جانا چاہتے ہیں۔ لہٰذا محتاط
اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے ان سے بچ نکلنے کی کوشش کرنا۔ اس میں
تمہیں دینا چاہتی تھی۔ تم فکر مند مت ہونا اگر ان دونوں نے تمہیں کوئی نقصان

پہنچانے کی کوشش کی تو میں یہیں ہوں اور ان دونوں کے خلاف حرکت میں آ کر کوشش کروں گی۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی۔

ابلیکا کی اس اطلاع پر یوناف نے کیرش کے کان میں کچھ سرگوشی کی جسے کیرش لمحہ بھر کے لئے فکر مند ہوئی تھی پھر جب اس نے دیکھا کہ یوناف کے لبوں پر مسکراہٹ ہے تو اس نے بھی مسکراہٹ اپنے لبوں پر بکھیر لی تھی۔ پھر دونوں میاں آگے بڑھے۔ چند ہی قدم آگے بڑھے ہوں گے کہ ان کے سامنے سیاہ رنگ کے دو بڑے اژدھے کھڑے تھے۔ ان کی آنکھیں چار بڑے بڑے قمقموں کی شکل میں چمک رہی تھیں۔ ان کی چمک براہ راست یوناف اور کیرش پر پڑ رہی تھی۔ وہ اژدھے اتنے بڑے تھے کہ رات کی تاریکی میں وہ جنگل کے اندر کھڑے ستون کی طرح دکھائی دیتے تھے۔ گو ابلیکا ان دونوں اژدھوں کے متعلق یوناف اور کیرش کو پہلے ہی مطلع کر چکی تھی۔ لیکن دیکھتے ہی یوناف اور کیرش مصنوعی انداز میں چونک سے پڑے اور پھر ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے واپس بھاگے اور جھاڑیوں کے ایک بہت بڑے جھنڈ کے پیچھے چلے گئے تھے۔ یوں اپنے سامنے بھاگتے دیکھ کر دونوں اژدھے بھی پھنکارتے ہوئے ان کے پیچھے لگے تھے۔ دوسری طرف یوناف اور کیرش اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور جنگل کروہ یہودی درویش آرگ کے پاس جانمودار ہوئے تھے۔

دونوں اژدھے جب جھنڈ کے قریب آئے جس کی اوٹ میں یوناف اور کیرش چھپے تھے جب انہوں نے وہاں کچھ نہ دیکھا تو تھوڑی دیر تک دونوں اژدھوں نے عجیب انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر رات کی تاریکی میں دونوں اژدھے حرکت میں آئے اور چند ہی لمحوں بعد انہوں نے سلیوک اور اوغار کا روپ دھار لیا تھا۔ اپنا روپ بدلتے ہی سلیوک بولا اور اوغار کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔ یوناف اور کیرش دونوں جھاڑیوں کے اسی جھنڈ کے پیچھے آکر چھپے تھے۔ ہم نے ان کے پیچھے آنے میں بالکل کوئی دیر بھی نہیں کی پھر وہ یوں لمحوں کے اندر کیسے اور کدھر غائب ہو گئے ہیں اس پر اوغار جواب دیتے ہوئے کہنے لگی۔

جہاں تک میں اندازہ لگا چکی ہوں وہ یہاں کہیں نزدیک نہیں ہیں اس لئے کہ نزدیک کہیں بھی مجھے انسانی جسم کی بو باس نہیں آ رہی وہ یہاں سے بھاگ کر کہیں جا چکے ہیں۔ اس پر سلیوک پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ لیکن اس قدر مدت کے اندر وہ بھاگ کر کیسے اتنی دور جاسکتے ہیں کہ ہماری حسیات سے بھی باہر نکل گئے۔ اوغار جواب دیتے ہوئے کہنے لگی۔

یوناف اور کیرش کے اس طرح غائب ہو جانے سے مجھے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہ عام انسان نہیں ہیں۔ اگر وہ عام انسان ہوتے تو رات کی تاریکی میں جنگل کے اندر دو اژدھوں کو اپنے سامنے دیکھ کر ان پر دہشت طاری ہو جاتی اور وہ بے ہوش ہو کر گر جاتے۔ انہوں نے بڑا تندی اور دلیری کا مظاہرہ کیا کہ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر وہ پیچھے بھاگے۔ جھنڈ کے پیچھے آئے اور پھر نجانے کہاں غائب ہو گئے۔ ایسا ہر کوئی نہیں کر سکتا یہ بڑی جرأتمندی کا کام ہے۔ اور ہمیں اب یہ بھی دیکھنا پڑے گا کہ اس یوناف اور کیرش کی حقیقت کیا ہے۔ اور کونسا حربہ استعمال کرتے ہوئے یہ ساعتوں کے اندر جھاڑیوں کے اس جھنڈ سے ہماری حسیات کی حدود سے بھی باہر نکل گئے ہیں۔

سلیوک نے اوغار کی اس گفتگو کو بڑے انہماک سے سنا۔ تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر سوچتا رہا۔ اس موقع پر اوغار پھر بولی اور پوچھنے لگی۔ آخر تم کس موضوع پر سوچ رہے ہو سلیوک بولا اور کہنے لگا۔ محل کا پشتی دروازہ جو برس ہا برس سے بند تھا وہ کیسے کھلا اور کس طرح یوناف اور کیرش اس دروازے سے نکل کر ہمارے ہاتھوں سے بچ کر غائب ہو گئے۔ اس پر اوغار بولی اور کہنے لگی میں بھی پریشان ہوں کہ یوناف اور کیرش دونوں کمرے کے اندر تھے۔ گو اس کمرے کا دروازہ اندر سے بھی بند تھا۔ لیکن باہر سے میں تو کمرے کے باہر بہت بڑا قفل لگا ہوا تھا اور اس قفل کا کسی عام آدمی کا کھولنا مشکل نہیں بلکہ ناممکن تھا۔ اس پر سلیوک کہنے لگا۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ حرکت یہودی درویش آرگ نے کی ہو۔ اس لئے کہ اپنی گفتگو میں یوناف اور کیرش دونوں نے یہودی درویش آرگ کا ذکر کیا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دونوں آرگ کے خوب جاننے والے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ آرگ ان دونوں کو ہم سے بچانا چاہتا ہو اور پشتی دروازہ کھول کر اس نے ان دونوں کو محل سے نکلنے کا موقع فراہم کیا ہو۔ اس پر اوغار کہنے لگی تمہارا اندازہ بھی درست ہوسکتا ہے اگر یہودی درویش آرگ نے یہ حرکت کی ہے تو وہ بھی ہمارے ہاتھوں سے بچ نہ سکے گا۔ سلیوک نے بے پناہ غصہ اور غضبناکی کا اظہار کرتے ہو کہا۔ بس اوغار یوں سمجھو آج کی رات اس یہودی درویش آرگ کی زندگی کی آخری رات ہو گی۔ اس کے ساتھ ہی سلیوک اور اوغار نے پھر اپنا روپ بدلا اور دو چھوٹے سانپوں کی شکل میں وہ محل کے اندر سرسرانے لگے تھے۔

یوناف اور کیرش دونوں یہودی درویش آرگ کے جھونپڑے کے قریب نمودار ہوئے۔ نمودار ہوتے ہی یوناف کیرش کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔ آؤ کیرش آرگ کے

جھونپڑے میں داخل ہوتے ہیں اور اسے بتاتے ہیں کہ ہم دونوں نطیاس کے محل میں داخل ہوئے۔ وہاں تھوڑی دیر قیام کیا اور وہاں سے بحفاظت نکل کے اس کی طرف آئے ہیں۔ اس پر کیرش فوراً" بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ یوناف میرے حبیب۔ ہم ضرور آرگ کے جھونپڑے میں داخل ہوں گے لیکن آرگ کے پاس جانے سے پہلے ہمیں قبرستان کے گورکن ملکا' اس کے بھانجے اور بھانجی بوران سے متعلق بھی کچھ سوچنا ہو گا۔ آپ نے سلیوک اور اوغار کی گفتگو سنی تھی کہ آج آدھی رات کے قریب گورکن ملکا کی رہائش میں داخل ہو کر تقیم اور بوران کو اٹھانے کی کوشش کریں گے اور انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ چھپلی پیریوں کے روپ میں ملکا کی رہائش گاہ میں داخل ہوں گے اور تقیم اور بوران کو اٹھا کر محل میں لے جائیں گے جہاں وہ انہیں اپنی جنسی تسکین کا ذریعہ بنائیں گے اور جب جی بھر جائے گا تو انہیں اپنی خوراک بنا ڈالیں گے۔

کیرش کی یہ گفتگو سن کر یوناف کسی قدر سنجیدہ ہو گیا۔ پھر وہ کہنے لگا۔ تھوڑی دیر تک آرگ کے پاس بیٹھتے ہیں۔ یہاں سے نکل کر سیدھے سرائے جائیں گے۔ وہاں کھانا کھانے کے بعد قبرستان کا رخ کریں گے۔ گورکن ملکا سے ملیں گے۔ آنے والے حالات سے اسے آگاہ کرتے ہوئے ان کی حفاظت کا بندوبست کریں گے۔ اس پر کیرش بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب بس میں آپ کے منہ سے ایسے ہی الفاظ سننا چاہتی تھی۔ آپ نے یہ بات کر کے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ آئیں اب آرگ سے ملتے ہیں۔ پھر سرائے کا رخ کرتے ہیں۔ وہاں دونوں میاں بیوی کھانا کھانے کے بعد پھر گورکن کی رہائش گاہ کا رخ کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اور کیرش دونوں پہلو بہ پہلو آرگ کے جھونپڑے میں داخل ہوئے تھے۔

جونہی دونوں میاں بیوی جھونپڑے میں داخل ہوئے انہوں نے دیکھا درویش آرگ ابھی تک جاگ رہا تھا۔ سردی چونکہ اپنے عروج پر تھی للذا آرگ کے سامنے کچی مٹی کی انگیٹھی میں آگ سلگ رہی تھی۔ یوناف اور کیرش دونوں کو اپنے جھونپڑے میں دیکھتے ہوئے آرگ چونک سا پڑا اور اپنی جگہ پر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ یوناف اور کیرش آگے بڑھے پھر یوناف آرگ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ بزرگ آرگ ہم تھوڑی دیر آپ کے پاس بیٹھنا چاہتے ہیں آپ ہمارے داخلے اور قیام کا برا تو نہیں مانیں گے۔ اس پر آرگ بے پناہ شفقت اور

محبت سے کہنے لگا۔ میرے بچو میں تمہاری آمد پر بے حد خوش ہوں' برا کیوں مانوں گا۔ تمہارے ساتھ تمہاری یہاں موجودگی سے میرے حوصلوں' میرے ولولوں میں پختگی آئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی آرگ پھر اپنی نشست پر بیٹھ گیا۔ اس کے سامنے یوناف اور کیرش بیٹھ گئے اور اپنے ہاتھ انہوں نے مٹی کی انگیٹھی میں جلتی آگ پر پھیلا دیئے تھے۔ پھر یوناف آرگ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

آرگ میرے بزرگ ہم دونوں میاں بیوی اس لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ آپ کو بتائیں کہ ہم دونوں نہ صرف یہ کہ نطیاس کے محل میں داخل ہوئے بلکہ سلیوک اور اوغار نے ہم دونوں کا بہترین استقبال کیا۔ ہمیں محل کے ایک کمرے میں بٹھایا۔ کچھ دیر وہاں بیٹھے پھر ہم وہاں سے نکل کر آپ کی طرف آ گئے۔ اس پر آرگ شک و شبہ سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

بیٹے جو بات تم نے کہی ہے میرا جی اسے ماننا نہیں گو میں ظاہری طور پر تمہاری بات کا اظہار کر لیتا ہوں لیکن یقین مانو میرا دل اسے تسلیم کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ اس لئے کہ آج تک جو بھی نطیاس کے اس محل میں داخل ہوا اپنی جان سے گیا اور اسے محل سے باہر نکلنا نصیب نہ ہوا۔ پھر میں کیسے یقین کر لوں کہ تم وہاں داخل ہوئے اور وہاں سے تم سلامتی کے ساتھ نکل آئے۔ اس پر یوناف پھر بولا۔

آرگ آپ کو ہماری اس گفتگو پر یقین اور اعتماد کرنا ہی ہو گا۔ اگر آپ کہیں تو میں سلیوک اور اوغار کا حلیہ بتا دوں۔ جب کہ اس سے پہلے ان کو ہم میاں بیوی نے نہیں دیکھا۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو محل کے سارے اندرونی حصہ کی تفصیل بھی بتاؤں۔ اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کو محل کے اطراف کی صورتحال بھی بتاؤں کہ اس طرف گھنا اور کس طرف کم گھنا جنگل ہے۔ کیا میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ محل کے قریب کی بستی کے لوگوں نے جو آج بکرا سلیوک اور اوغار کے لئے پیش کیا تھا اس کی حالت ہم نے یوں ہوتے دیکھی کہ سلیوک نے اپنے تیز اور خونخوار دانتوں سے اس کا حلقوم کاٹ ڈالا۔ پھر عجیب سے وحشیانہ انداز میں سلیوک اور اوغار نے اس کی کھال کو اتارا اور پھر سارا بکرا وہ دونوں میاں بیوی مزے لے کر کھا گئے۔ اور ہڈیاں ٹوکری میں ڈال کر باہر پھینک دیں۔ یہ پہلا موقع ہے کہ میں نے کسی کو یوں وحشت کے ساتھ کچا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

یوناف کے اس انکشاف پر آرگ چونک سا پڑا پھر وہ بڑے عجیب سے انداز میں

یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ جو گفتگو میرے عزیز تم نے کی ہے وہ اس
اور پختہ ثبوت ہے کہ تم دونوں میاں بیوی یقیناً" نطیاس کے محل میں داخل ہو کر
بچ نکلنے میں کامیاب ہوئے ہو۔ تمہارے اس معرکے' تمہاری اس کامیاب مہم
دونوں کو سلام پیش کرتا ہوں۔ اب بولو تمہارا کیا ارادہ ہے۔

یوناف بڑی انکساری سے کہنے لگا۔ دیکھ میرے بزرگ آرگ اس وقت میں
بیوی کیرش دونوں سرائے کی طرف جائیں گے کیونکہ ہم بھوک محسوس کر رہے
کے بعد پھر کسی روز ہم سلیوک اور اوغار سے ملنے نطیاس کے محل میں داخل
کوشش کریں گے۔ اب ہم دونوں آپ سے اجازت لیں گے کیونکہ اب ہم
کریں گے۔ جواب میں آرگ مسکرا کے رہ گیا۔ جب کہ یوناف اور کیرش دونوں
آرگ کے جھونپڑے سے وہ نکل گئے تھے۔

○

یوناف اور کیرش ابھی تھوڑا ہی دور گئے ہوں گے۔ وہاں جا کر وہ اپنی
حرکت میں لا کر غائب ہونا ہی چاہتے تھے کہ انہوں نے اپنے پیچھے آرگ کے جھونپڑے
ایک ہولناک اور موت کو پکارتی ہوئی چیخ سنی۔ یہ چیخ یقیناً" آرگ ہی کی تھی۔
کیرش سہم سی گئی پھر اس نے یوناف کا ہاتھ تھام لیا اور خوفزدہ سے لہجے میں کہا
ہے یہ چیخ آرگ کی ہے چونکہ اسی کے جھونپڑے سے بلند ہوئی ہے۔ لگتا ہے
نے وحشیانہ انداز میں حملہ کر دیا ہے۔ جواب میں یوناف نے کچھ نہ کہا۔
ہاتھ پکڑ کر آرگ کے جھونپڑے کی طرف بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ کیرش بھی پوری
بھاگتی ہوئی یوناف کا ساتھ دے رہی تھی۔

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی جب بھاگتے ہوئے آرگ کے جھونپڑے
آئے تو انہوں نے دیکھا کہ آگ کی انگیٹھی کے پاس آرگ زمین پر بے سدھ
یوناف نے آگے بڑھ کر جب اس کا جائزہ لیا تو دنگ رہ گیا۔ اس نے دیکھا آرگ
جسم نیلا ہو چکا تھا اور اس کے منہ سے خون بہہ رہا تھا۔ یہ صورتحال دیکھتے
فکر مندی سے کیرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ لگتا ہے اسے کسی انتہائی
سانپ نے ڈس لیا ہے۔ کیرش اپنا منہ یوناف کے قریب لے گئی اور کہنے لگی۔
تاریکی میں ہمارے اس کے پاس سے رخصت ہونے کے بعد سلیوک اور اوغار
کون اسے ڈس سکتا ہے۔ کیرش کی اس گفتگو سے یوناف کے چہرے پر انفعال

بکھر گئے تھے۔ اس نے آرگ کی نبض پر ہاتھ رکھا اس کے چہرے پر ہلکی سی
نمودار ہوئی اور وہ کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا آرگ ابھی زندہ ہے مرا نہیں
اس کا زہر دور کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری
حرکت میں لایا۔ اپنے دانت اس نے آرگ کے بازو میں گاڑھ دیئے تھے پھر اس
کے ساتھ اس نے سانس کھینچا کہ آرگ کے جسم میں پھیلا ہوا سارا زہر چوس کر
اپنے منہ میں جمع کیا اور پھر اسے باہر پھینک دیا تھا۔

یوناف کی اس کارروائی سے آرگ سنبھل گیا۔ اس کی جسمانی رنگت بھی ٹھیک ہو
سے خون بہنا بھی بند ہو گیا تھا۔ یوناف جھونپڑی کے ایک کونے میں گیا وہاں پانی
برتن پڑا ہوا تھا۔ اس سے پانی لے کر دو تین بار اس نے کلی کی اتنی دیر تک کیرش
دے کر آرگ کو اٹھایا اور انگیٹھی کے پاس لا بٹھایا۔ تھوڑی دیر تک آرگ بڑی
کبھی یوناف اور کبھی کیرش کی طرف دیکھتا رہا پھر اس کی سہمی سہمی اور خوفزدہ
سنائی دی۔

میرے دونوں اجنبی اور نا آشنا مہمانو میرے پاس الفاظ نہیں ہیں جنہیں ادا کر کے
تم دونوں کا شکریہ ادا کر سکوں۔ دیکھو جو کچھ میرے ساتھ بیتی اس کے بعد میرا بچنا
تھا لیکن تم دونوں میاں بیوی نے میرے لئے ناممکن کو ممکن کر دیا۔ میں نے دیکھ لیا
میرے جسم میں زہر پھیل چکا تھا۔ میرے منہ سے خون بہنے لگا تھا۔ بلکہ یوں جانو کہ
کے فرشتوں کو اپنے سامنے حرکت کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ لیکن تم نے میری
امیدوں کو زندگی میں بدل دیا۔ یوں جانو کہ آج رات کی تاریکی میں پہلی بار میں
تمہاری اصلیت کو جانا اور پہچانا ہے۔

سنو میرے بچو۔ تم دونوں امن کا تلاطم اور ولولہ۔ سلامتی کا ہیجان اور ارمان ثابت
ہو۔ میرے لئے تم دونوں خونی انگڑائی' تیزابی تلخیوں' موت کے پیغام' مرگ کی حشر
کے سامنے دل کی آرزو' روح کی امید' حیات کی موج' زیست کا کمال بن کر نمودار
ہو۔ یقیناً" تم دونوں میاں بیوی جبر کی ارزانیوں' ظلمت دہر' اجل کی صبح و شام میں
سالوں کی ردا' زندگی کی عبادتوں کے متلاشی' جذبوں کی معراج اور منزل کا سنگ میل
نمودار ہو جانے والے نیکی کے نمائندے ہو۔ میں تم دونوں کو سلام پیش کرتا ہوں۔
نے مجھے نئی زندگی دی ہے۔ اس کے لئے یوں جانو میرے پاس الفاظ ہی نہیں رہے
تم دونوں کا شکریہ ادا کر سکوں۔

یہاں تک کہنے کے بعد آرگ جب خاموش ہوا تو یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ

بزرگ آرگ تمہیں ہمارا شکریہ ادا کرنے کی ہر گز ضرورت نہیں ہے۔ یوں جانو دونوں تمہارے بچوں کی جگہ ہیں۔ بس تمہاری حفاظت کرنا ہمارا فرض تھا۔ اب تم بتاؤ کہ ہمارے اس جھونپڑے سے نکلنے کے بعد تم پر کیا بیتی۔ کیا چیز تھی جس نے جسم میں اس قدر زہر بھر دیا اور تمہارے منہ سے خون بہنے لگا۔ جواب میں آرگ کہنے لگا۔ دیکھ یوناف میرے بیٹے اگر تم دونوں میاں بیوی تھوڑی دیر تک نہ پہنچتے میری روح میرے جسم کے قفس سے پرواز کر چکی ہوتی۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ … کی یہاں سے روانگی کے بعد مجھ پر کیا بیتی۔

دیکھو میرے بچو۔ جب تم دونوں یہاں سے نکل گئے تو تھوڑی ہی دیر بعد میرے جھونپڑے میں دو سانپ نمودار ہوئے وہ سیاہ رنگ کے انتہائی زہریلے سانپ … میرے قریب آ کر دونوں اپنے پھن اٹھا کر کھڑے ہو گئے اور بڑے زہریلے انداز … طرف دیکھنے لگے تھے۔ پھر ان دونوں سانپوں کی نگاہیں آپس میں ٹکرائیں۔ اس … دونوں نے بیک وقت مجھے ڈس لیا۔ ان کے ڈستے ہی میرے منہ سے دکھ اور تکلیف … باعث کرب خیز چیخیں نکلی تھیں۔ اور یہ چیخیں سنتے ہی وہ دونوں سانپ جھونپڑے … گئے۔ جب کہ میرا جسم نیلا ہو گیا۔ میرے منہ سے خون بہنے لگا۔ اسی وقت تم دونوں … بیوی جھونپڑے میں داخل ہوئے اس کے بعد کیا بیتی یہ تم دونوں جانتے ہی ہو۔

آرگ کے اس انکشاف پر یوناف تھوڑی دیر گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا … دھیمی اور رازدارانہ سی آواز میں آرگ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ آپ کیا خیال … وہ دونوں سانپ کیسے اور کہاں سے نکل آئے۔ کیا اس سے پہلے بھی کبھی آپ کے … حادثہ پیش آیا ہے۔ اس پر آرگ کہنے لگا۔ دیکھ یوناف میرے بیٹے۔ حق بات … نطیاس کا جو قدیم اور پرانا محل ہے اس کے اطراف میں جو جنگل ہے اس میں کوئی … نہیں ہے۔ ایسا زہریلا سانپ تو بہت دور کی بات اس جنگل میں چوہے کھانے والا سانپ نہیں پایا جاتا۔ یہ کہ اس جنگل میں بلی کے قد کاٹھ کے برابر تک کا نیولا خوب … میں پایا جاتا ہے۔ ان کے ہوتے ہوئے کوئی سانپ اس جنگل میں کیسے اور کیونکر … ہے۔ دیکھو میں تم پر حقیقت واضح کروں کہ جو دو سانپ میرے جھونپڑے میں نمودار … اور جنہوں نے مجھے ڈسا وہ سلیوک اور اوغار کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا … انہوں نے مجھے ڈسا ہے تو تم بھی ان سے محتاط رہنا کل یہی حرکت وہ تمہارے ساتھ کر سکتے ہیں۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ آرگ میرے بزرگ اب … اپنی اور نہ ہی ہم دونوں کی سلامتی کے متعلق فکر مند ہونا چاہئے۔ اب اپنے ساتھ …

… سلامتی کا بھی بہترین بندوبست کریں گے۔ دیکھ میرے بزرگ آرگ اب سلیوک … کی طرف سے تمہیں مسلسل خطرہ رہے گا لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ آج کے بعد تم … میاں بیوی کے ساتھ رہو۔ اور اس جھونپڑے کو چھوڑ کر ہمارے ساتھ چلو۔ اس … لگا جو التجا میں تم دونوں سے کرنا چاہتا تھا اس کی پیشکش تم نے مجھے پہلے ہی کر … اس کے لئے میں تم دونوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ میں جان چکا ہوں کہ … سلیوک اور اوغار مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ پر میں زندگی کے دن جو باقی رہتے … تمہارے ساتھ گزارنا پسند کروں گا۔

اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا بزرگ آرگ تم فکر مند نہ ہو۔ ہم سلیوک اور اوغار … تمہاری بہترین حفاظت کریں گے۔ اس پر آرگ فکر مندی کا اظہار کرتے ہوئے … وہ دونوں انسان نہیں روحیں ہیں پھر تم دونوں کیسے اور کیونکر ان دونوں سے میری … سکو گے۔ اس پر یوناف آرگ کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگا۔ بزرگ آرگ تم … ساتھ چلو پھر وقت کے ساتھ دیکھتے جانا کہ ہم کیسے تمہاری حفاظت کرتے ہیں۔ … یوناف کی اس تجویز کو قبول کر لیا۔ اپنا مختصر سا ضرورت کا سامان اس نے سمیٹا۔ … اور کیرش کے ساتھ جانے پر رضا مند ہو گیا۔ تینوں جھونپڑے سے نکلے پھر وہ … کی طرف جا رہے تھے۔

… سرائے میں کھانا کھانے کے بعد یوناف اور کیرش اپنے کمرے کی طرف جانے کے … سرائے سے باہر نکلے تو یہودی درویش آرگ فکر مند اور پریشان ہو گیا تھا۔ پھر وہ … طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

دیکھ میرے محسن! میرے مربی کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اب جب کہ رات گہری … ہے تم دونوں میاں بیوی کس سمت کا رخ کرو گے کیا سرائے سے نکل کر تم … مجھے میرے جھونپڑے میں لے جانا چاہتے ہو یا کہیں اور ٹھکانہ کرنے کا ارادہ کیا … اس پر یوناف کہنے لگا۔

دیکھ میرے بزرگ تمہیں فکر مند اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم … میاں بیوی سلیوک اور اوغار کے ہاتھوں تمہاری حفاظت کرنے کا ذمہ لے چکے ہیں۔ … اس ذمے داری کو اپنا فرض سمجھ کر نبھائیں گے۔ ابھی ہمارے ذمے ایک انتہائی اہم … آج رات ہی کے وقت ہمیں سر کرنا ہے۔ اس پر آرگ نے مزید پریشانی کے … یوناف سے پوچھا کیا میں تمہاری اس مہم کی نوعیت جان سکتا ہوں۔

… آرگ کے اس استفسار پر یوناف نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے آرگ کو

خاموش رہنے کو کہا۔ پھر اس نے ہلکی سی آواز میں ابلیکا کو پکارا۔ جلد ہی ابلیکا
کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا۔ یہ لمس ملتے ہی یوناف بولا اور انتہائی دھیمی اور
آواز میں وہ ابلیکا کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔ دیکھ ابلیکا میں ایک انتہائی اہم گفتگو
درویش آرگ کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں تم دیکھو تمہارے قریب یا آس پاس کہیں
اور اوغار تو موجود نہیں ہیں۔ اس پر ابلیکا نے تھوڑی دیر کے لئے گردن پر لمس
دیا تھا۔ جب کہ یوناف وہیں کھڑا ہو کر اس کا انتظار کرتا رہا۔ پھر ابلیکا نے دوبارہ
اور کھنکھناتی اور مسکراتی ہوئی آواز میں کہنے لگی یوناف میرے حبیب تم جو کچھ آرگ
کہنا چاہتے ہو مطمئن ہو کر کہو یہاں تمہارے نزدیک اور آس پاس کہیں بھی سلیوک
اوغار موجود نہیں ہیں۔ تم جو کچھ آرگ سے کہنا چاہتے ہو کہو میں یہیں ہوں۔ ہمارا
نگاہ رکھوں گی اور جب بھی سلیوک اور اوغار نے ادھر آنے کی کوشش کی میں
سے آگاہ کر دوں گی۔

ابلیکا کا یہ جواب پا کر یوناف یہودی درویش آرگ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور
لگا۔ دیکھ میرے بزرگ آرگ ہم دونوں میاں بیوی اس وقت ان بستیوں کے
قبرستان کی طرف رخ کر رہے ہیں۔ اس پر آرگ نے چونک کر پوچھا وہ کیوں میرے
رات کے اس وقت قبرستان کی طرف جانا کیا خطرناک نہیں ہے۔ اس طرح تو سلیوک
اوغار بڑی آسانی سے ہم پر حملہ آور ہو کر ہمارا خاتمہ کرسکتے ہیں۔ اس پر یوناف
کہنے لگا دیکھ آرگ اس سلیوک اور اوغار کی ایسی تیسی جو ہم پر حملہ آور ہو کر
نقصان پہنچانے کی کوشش کریں۔ دیکھ آرگ قبرستان میں جو گورکن رہتا ہے۔ اور
نام ملکا ہے اس کی بہن کی بیٹی بوران اور بیٹا تقیم اس کے یہاں قیام کئے ہوئے ہیں
تین دن سے ملکا کے یہاں آکر ٹھہرے ہیں۔ ان دونوں کو سلیوک نے دیکھ لیا ہے۔
سلیوک اور اوغار کی گفتگو بڑی تفصیل کے ساتھ سنی ہے۔

سلیوک اوغار سے کہہ رہا تھا کہ یہ تقیم اور بوران بڑے خوبصورت ہیں لہٰذا
اور اوغار دونوں تقیم اور بوران کو اپنا جنسی شکار بنائیں گے۔ وہ آج رات پچھلی
روپ میں قبرستان میں گورکن ملکا کی رہائش گاہ میں داخل ہوں گے اور وہاں سے
بوران کو اٹھا لے جانے کی کوشش کریں گے۔ وہ ان دونوں کو نطیاس کے محل میں
کر سلیوک بوران کو جب کہ اوغار تقیم کو اپنی جنسی تسکین کا ذریعہ بنائے گا۔ اور
کا جی ان سے بھر جائے گا تو پھر سلیوک اور اوغار دونوں تقیم اور بوران کو اپنی خوراک
ان کا خاتمہ کر دیں گے۔

آرگ ہم نے تہیہ کر رکھا ہے کہ آج رات جب سلیوک اور اوغار گورکن ملکا
میں داخل ہوں گے تو ہم نہ صرف گورکن کی حفاظت کریں گے بلکہ اس کے
اور بھانجی بوران کی بھی سلیوک اور اوغار سے حفاظت کریں گے۔ اور ان
اور اوغار کا شکار نہیں بننے دیں گے۔

جب یہاں تک کہہ چکا تو آرگ تحسین آمیز انداز میں یوناف کی طرف
دیکھتا رہا پھر وہ کہنے لگا۔ دیکھ یوناف میرے عزیز۔ تمہارے اور تمہاری بیوی
خیالات کافی حد تک ملتے جلتے ہیں۔ میں تم دونوں کو آج سے نیکی کا نمائندہ کہہ
اس لئے کہ اس کام میں انسانیت کی فلاح اور بقا ہے۔ اگر تم گورکن کے
اور بھانجی بوران کو سلیوک کے ہاتھوں بچانے میں کامیاب ہو جاؤ تو میں سمجھتا
انسانیت کی بہت بڑی خدمت ہے۔ جس کا خداوند تجھے خوب صلہ دے گا۔ اب
بند کرکے تم دونوں میاں بیوی کے ساتھ جانے کو تیار ہوں۔ روانگی سے پہلے
بتاؤ۔

جواب میں یوناف نے پوچھا کونسی بات۔ آرگ بولا تھوڑی دیر پہلے مجھے خاموش
بعد تم نے بڑی دھیمی آواز میں کسی کو پکارا تھا۔ پھر تم نے اس سے گفتگو کی
اور اوغار کی موجودگی سے متعلق استفسار کیا۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں وہ قوت
جس نے گفتگو کی۔ اس پر رات کی تاریکی میں یوناف نے اپنا ہاتھ بڑے
میں آرگ کے شانے پر رکھا پھر وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ بزرگ
پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے اور کیرش کے قبضے میں کچھ مافوق
بھی ہیں بس میں نے انہی میں سے ایک قوت کے ساتھ گفتگو کی تھی۔ یہ
اور اوغار کے مقابلے میں ہماری مدد کرے گی۔ یوناف کی یہ گفتگو سن کر آرگ
میں خوشی اور اطمینان کی چمک پیدا ہوئی تھی۔ پھر بڑے پیارے اور شفقت آمیز
اس نے یوناف کی پیٹھ تھپتھپائی اور کہنے لگا بیٹے تمہاری اس گفتگو نے مجھے مزید
مطمئن کر دیا ہے۔ آؤ اب گورکن ملکا کی رہائش گاہ کی طرف چلیں۔ اس کے
سرائے سے نکل کر قبرستان کی طرف جا رہے تھے۔

کے قریب جا کر یوناف رک گیا اور مشرقی افق کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ اس
ہوئے کیرش اور آرگ دونوں بھی رک گئے تھے۔ پھر کیرش نے پریشانی سے
طرف دیکھتے ہوئے پوچھا آپ کیوں رک گئے ہیں اور کیا چیز غور سے دیکھ رہے
یوناف مشرقی افق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ کیرش ادھر مشرق کی

طرف دیکھو۔ کیسے خوفناک بادل اٹھ رہے ہیں۔ میرا خیال ہے آج رات موسلا دھا
ہو گی۔ لہٰذا اپنی مہم کی کامیابی کے لئے ہمیں مزید محتاط رہنا پڑے گا۔ اس موقع پر کیر
آرگ نے بھی مشرقی افق کی طرف دیکھا۔ واقعی سیاہ رنگ کے گہرے بادل مشرق
ہوئے آسمان پر بڑی تیزی سے پھیلنا شروع ہو گئے تھے۔ کبھی کبھی ہلکی گرج اور
بھی پیدا ہونے لگی تھی۔

وہ آگے بڑھ کر قبرستان کے کنارے گورکن ملکا کی رہائش گاہ پر آئے
دروازے پر انہوں نے دستک دی۔ دروازہ کھولنے سے پہلے اندر سے کسی کی آواز
بلند آواز میں پوچھا کون ہے۔ اس پر یہودی درویش آرگ یوناف کو مخاطب کر کے
چپ رہو میں اس آواز کو پہچانتا ہوں۔ یہ گورکن ملکا کی آواز ہے وہ مجھے اچھی طر
اور پہچانتا ہے۔ اور میری عزت و احترام کرتا ہے۔ لہٰذا میں ہی اس کے ساتھ
ہوں۔ لہٰذا اس کے بعد آرگ نے بلند آواز میں کہا۔

ملکا دروازہ کھولو میں آرگ ہوں۔ تھوڑی دیر بعد جب دروازہ کھلا تو بوڑھا گو
دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔ آرگ نے آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کیا پھر یوناف
کیرش کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا ان دونوں کی طرف دیکھو یہ دونوں میاں بیو
میاں کا نام یوناف اور بیوی کا نام کیرش ہے۔ یہ ایک انتہائی اہم موضوع کے
تمہارے ساتھ گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ان دونوں کو میرے ساتھ تمہارے گھر
ہونے کی اجازت ہے۔ اس پر گورکن ملکا بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا

دیکھ میرے محترم آرگ۔ اس کے لئے میری اجازت لینے کی کیا ضرورت
یہ واقعی مجھ سے کوئی اہم گفتگو کرنا چاہتے ہیں تو اس لحاظ سے یہ میرے صاحب عز
ہیں۔ اور میں ایک اچھے میزبان کی حیثیت سے جو کچھ میسر ہو گا اس سے ان
خدمت کروں گا۔ اس پر آرگ مسکراتے ہوئے کہنے لگا نہیں کسی خدمت کی ضرور
بلکہ تمہاری بہتری کے لئے یہ دونوں کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ اس پر ملکا مزید ممنونیت
لگا۔ میری بہتری اور بھلائی میں کہنا چاہتے ہیں تو باہر کیوں کھڑے ہیں اندر آجائیں۔ اس
ساتھ ہی یوناف اور کیرش دونوں آرگ کے ساتھ مکان میں داخل ہوئے۔ ان
داخل ہونے کے بعد ملکا نے پہلے کی طرح دروازہ بند کر دیا تھا۔

پھر گورکن ملکا ان تینوں کو لے کر ایک ایسے کمرے میں داخل ہوا جس
نوجوان لڑکا اور ایک حسین اور جوان لڑکی بیٹھے ہوئے تھے۔ لڑکا ملکا کا بھانجا تقیم ا
اس کی بھانجی بوران تھی۔ ملکا جب ان تینوں کو لے کر اس کمرے میں داخل ہوا تو

دونوں نے اٹھ کر ان تینوں کا استقبال کیا۔ اس کے بعد ملکا نے ان سب کا آپس میں
کرایا۔ اور جن نشستوں پر پہلے تقیم اور بوران بیٹھے ہوئے تھے ان کے قریب ہی
نشستوں پر اس نے آرگ، یوناف اور کیرش کو بیٹھنے کے لئے کہا۔ جب وہ تینوں بیٹھ
بھی وہاں بیٹھ گیا تھا۔ کمرہ بالکل سادہ تھا جس کے وسط میں ایک بہت بڑا تندور تھا
خوب لکڑیاں بھر دی گئی تھیں اور اس کے اندر آگ خوب بھڑک رہی تھی۔ اور
کے ارد گرد چمڑے کی گدیاں رکھ دی گئی تھیں اور انہیں چرمی گدیوں پر بیٹھ کر
آپ کو تندور میں جلتی آگ سے گرم کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر تک اس کمرے میں خاموشی رہی پھر یوناف نے دھیمی دھیمی آواز میں
ارا۔ یوناف کے ایسا کرتے ہی تھوڑی دیر بعد ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس
کے لمس دینے کے ساتھ ہی یوناف بڑی رازدارانہ آواز میں بولا اور ابلیکا سے
دیکھ ابلیکا اس مکان کے اندر اور اس کے نواح میں دیکھ کہیں سلیوک اور اوغار
سننے کے درپے تو نہیں۔ اس پر ابلیکا فوراً ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی
تھوڑی دیر بعد اس نے پھر لمس دیا اور بڑی رازدارانہ آواز میں یوناف کو مخاطب
لگی۔ دیکھ یوناف میرے حبیب تم جو کچھ گورکن ملکا اس کے بھانجے تقیم اور
بوران سے کہنا چاہتے ہو بلا جھجک کہہ ڈالو اس لئے کہ یہاں سلیوک اور اوغار نہیں

یوناف جب ابلیکا کے ساتھ اپنی گفتگو مکمل کر چکا تب بوڑھا گورکن ملکا بولا اور
مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔ دیکھ میرے عزیز مہمان۔ میں پوچھ سکتا ہوں کہ تو راز
اور دھیمی دھیمی آواز میں کس کے ساتھ گفتگو کرتا رہا ہے۔ اس پر یوناف بولا میں
گفتگو کی ہے یہ ایک راز ہے اس پر سے میں تم سب کے سامنے پردہ اٹھا دوں
اس وقت میں تمہاری اپنی ذات تمہارے اپنے بھانجے اور بھانجی بوران کے لئے ایک
اہم گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر ملکا پریشان اور خوفزدہ سا ہو گیا۔ اور کہنے لگا میرے
تقیم اور بھانجی بوران کے حوالے سے تم میرے ساتھ کیسی گفتگو کرنا چاہتے ہو۔ اس
کہنے لگا۔

دیکھ ملکا۔ نطیاس کے محل کو تم جانتے ہو گے۔ نطیاس کے محل کا ذکر آتے ہی ملکا
کا رنگ مزید پیلا ہو گیا تھا۔ پھر وہ پوچھنے لگا کیوں اس محل کو کیا ہوا۔
یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔ اس محل کے اندر جو لوگ رہتے ہیں کیا تم انہیں بھی
۔ اس پر ملکا بے حد خوف کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ میرے ذی عزت

مہمان۔ نطیاس کے اس محل کے اندر جو لوگ رہتے ہیں ان کا یہاں ذکر نہ ہو۔ اس کہ یہاں اگر ان کے خلاف ایک لفظ بھی کہا گیا تو وہ مجھے ہی نہیں میرے بھانجے اور بھانجی کے علاوہ تم سب کا بھی خاتمہ کر دیں گے۔ اس لئے کہ نطیاس کے اس محل رہنے والے انسان نہیں بلکہ روحیں ہیں۔ اور شاید تم جانتے ہو گے کہ ان کے نام سلیوک اور اوغار ہیں۔

اس پر یوناف فیصلہ کن انداز میں بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ ملکا اگر تم سلیوک اور اوغار کو جانتے ہو تو میں انہی سے متعلق تمہارے ساتھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ ملکا فوراً" بولا کہنے لگا۔ دیکھ میرے عزیز ایک مہمان کی حیثیت سے میں تمہاری بے حد عزت اور ا کرتا ہوں۔ لیکن سن رکھ میرے اس گھر میں سلیوک اور اوغار کے متعلق ہرگز گفتگو کرنا۔ ورنہ میں اسی وقت رات کی تاریکی میں تمہیں اپنے گھر سے نکال باہر کروں گا۔ پر یوناف بڑے غور سے ملکا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ بزرگ ملکا۔ اگر آج کی رات تمہارے بھانجے تمیم اور بوران کے لئے خطرے، انتہائی غضب کی رات ہو۔ تب بھی تم مجھے اس موضوع پر گفتگو کرنے کی اجازت نہ دو گے۔ اور یہ خطرہ سلیوک اور اوغار ہی کی طرف سے ہے۔ اس پر ملکا مزید ہوتے ہوئے پوچھنے لگا۔ لیکن سلیوک اور اوغار کی طرف سے میرے بھانجے اور بھانجی کو خطرہ ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ ملکا اگر تو پوری بات کھل کر ہی سننا چاہتا ہے تو پھر سن۔ لیکن پہلے اجازت دے کہ میں تیرے گھر میں سلیوک اور اوغار کے متعلق گفتگو کر سکوں۔ اس لئے تو نے اگر آج مجھے یہ گفتگو کرنے کی اجازت نہ دی اور مجھے اپنے گھر سے نکال دیا تب تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آج کی رات تمہارے بھانجے تمیم اور بھانجی بوران کی زندگی آخری رات ہو گی۔ یوناف کے ان الفاظ سے بوڑھا ملکا لرز کانپ گیا تھا۔ پھر وہ کپکپاتی آواز میں کہنے لگا۔ دیکھ میرے ذی عزت عزیز مہمان اگر تمہاری گفتگو میرے بھانجے بھانجی کے حوالے سے ہے اور یہ کہ آج کی رات انہیں جان کا خطرہ ہے اور اسی موضوع پر تم گفتگو کرنا چاہتے ہو تو پھر میں بڑی خوشی اور بڑے انہماک سے تمہاری ساری گفتگو سنوں گا۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ دیکھ ملکا۔ میں اور میری بیوی کیرش آج شام کے وقت نطیاس کے محل میں داخل ہوئے تھے۔ اس پر ملکا فوراً" بولا کہنے لگا۔ دیکھ یوناف میں تمہاری اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اس لئے کہ جو کوئی بھی نطیاس کے محل میں داخل ہوتا ہے وہ سلیوک اور اوغار کا شکار ہو کر رہتا ہے۔ اور واپس نہیں

اس پر یوناف پھر کہنے لگا۔ نطیاس کے محل میں ہمارے داخلے اور وہاں سے کے لئے بزرگ آرگ گواہ کے طور پر پیش کئے جاسکتے ہیں۔ اس پر گورکن ملکا انداز میں آرگ کی طرف دیکھنے لگا۔ آرگ نے منہ سے تو کچھ نہ کہا جواب میں اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔ درویش آرگ کی اس حرکت سے ملکا بے چارہ مزید پریشان اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے وہ التجا آمیز لہجے میں کہنے لگا۔ دیکھ میرے معزز جو کچھ تو کہنا چاہتا ہے کہہ۔ میں تیری ساری گفتگو غور سے سنوں گا۔ یوناف کہنے

ملکا تیری بھانجی بوران اور تمہارے بھانجے تمیم کو کہیں نطیاس کے محل میں سلیوک نے دیکھ لیا ہے۔ گفتگو کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے ملکا میں تم پر یہ بھی ہوں کہ میں اور میری بیوی کیرش بھی روحوں کی طرح کچھ مافوق الفطرت قوتیں انہی کو استعمال کرتے ہوئے ہم محل میں داخل ہوئے تھے۔ اور ہم نے سلیوک کی گفتگو سنی تھی۔ یہ گفتگو تمہارے بھانجے اور بھانجی سے متعلق ہے۔

دیکھ ملکا آج آدھی رات کے قریب سلیوک اور اوغار دونوں میاں بیوی چھلی پیریوں میں تمہارے اس گھر میں داخل ہوں گے۔ اور تمہارے بھانجے اور تمہاری بھانجی جانے کی کوشش کریں گے۔ کچھ عرصے تک تمیم اور بوران کو وہ نطیاس کے اپنے پاس رکھیں گے۔ اور جنسی طور پر وہ انہیں اپنے تصرف میں لائیں گے جب جی ان سے بھر جائے گا تب وہ دونوں کو اپنی خوراک بنا کر ہمیشہ کے لئے ان کا گے۔ لہٰذا ملکا آج کی رات صرف تمہارے ہی لئے نہیں بلکہ تمہارے بھانجے کے لئے بھی سخت بھاری اور خوفناک ہے۔ میں، میری بیوی اور آرگ اس لئے ہیں کہ آج رات تمہارے پاس رہ کر ہم تمہاری، تمہارے بھانجے اور بھانجی کی اور اوغار سے حفاظت کریں۔

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں بوڑھے کی گردن جھک گئی تھی۔ پھر اس نے گردن سیدھی کی اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ میرے محترم اگر سلیوک اور اوغار دونوں ہی میرے بھانجے اور بھانجی کو نقصان پہنچانے کا عزم کر تو کوئی بھی طاقت انہیں اس عزم سے روک نہیں سکتی۔ اس لئے کہ انسان کو اپنی سلیوک اور اوغار کا بہترین اور پسندیدہ مشغلہ ہے۔ لہٰذا سلیوک اور اوغار اگر بھانجے اور بھانجی کو اپنے تصرف میں لانے کا فیصلہ کر ہی چکے ہیں تو میرے خیال میں اس فیصلے کو کوئی بھی رد نہیں کرے گا۔ اس پر یوناف چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا

دیکھ ملکا میں خود ان کے ارادے کو رد کروں گا۔ آج کی رات میں تمہاری
رہائش گاہ میں قیام کروں گا۔ اور تمہاری بھانجی اور بھانجے کی حفاظت کروں گا۔
کے قریب جب چھپلی پیریاں تمہاری بھانجی اور بھانجے کو اٹھا لے جانے کے لئے
میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں ان چھپلی پیریوں کو ایسی سزا دوں گا کہ وہ بھاگ
مجبور ہو جائیں گی۔

یوناف کی اس گفتگو سے نہ صرف ملکا خوفزدہ اور پریشان ہو گیا تھا بلکہ قریب
ہوئے اس کے بھانجے تقیم اور بوران کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں اور
سے انداز میں دونوں بہن بھائی کبھی آپس میں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے کبھی
سے اپنے ماموں ملکا کی طرف دیکھنے لگ جاتے تھے۔ اس موقع پر یوناف بولا اور کہنے

دیکھ ملکا تو زیادہ پریشان نہ ہو۔ میں سلیوک اور اوغار کے ہاتھوں تمہارے
بھانجی کی حفاظت کروں گا۔ اس پر ملکا بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ میرے عزیز یہ کام
نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے۔ لہٰذا مجھے خدشہ ہے کہ سلیوک اور اوغار کے سامنے تمہاری
حیثیت نہیں۔ نہ ہی تم ان کے سامنے ٹھہر اور جم سکو گے۔ وہ بڑی آسانی سے
بوران کو اٹھا کر لے جائیں گے۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔

دیکھ ملکا میرے متعلق تو کسی خوش فہمی اور دھوکے اور فریب میں مبتلا نہ ہو
میرا ٹکراؤ سلیوک اور اوغار سے ہو گا تو دیکھئے گا کہ میں کیسی بے پناہ قوتوں کا مالک
اور کیسے ان روحوں کو مار مار کر اس محل کو ان کی رہائش سے خالی کرا لینا چاہتا
یوناف کچھ مزید کہنا چاہتا تھا کہ ملکا بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ میرے عزیز میں کیسے
کہ تم میرے بھانجے اور بھانجی کی حفاظت کرو گے۔ اگر تم ایسا نہ کر سکے تو پھر میرے
بچے اجل اور موت کا لقمہ بن کر رہ جائیں گے۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔

دیکھ ملکا تمہارے بھانجے اور بھانجی کی حفاظت کرنے کے لئے یہ لائحہ عمل
کچھ دیر تک ہم سب اسی تنور کے گرد بیٹھتے ہیں جس میں آگ جل رہی ہے۔
آپ کو گرم رکھتے ہیں پھر آدھی رات سے کچھ پہلے آرگ، تقیم اور بوران کسی
کمرے میں جا کر سو جائیں اور آرام کریں۔ جب کہ اس کمرے میں ملکا میں تم اور
بیوی کیرش موجود رہیں گے۔ میں اور میری بیوی کیرش اپنی شکل و صورت میں نہیں
ٹھہریں گے۔ بلکہ ہم تمہارے بھانجے تقیم اور بھانجی بوران کی شکل و صورت اختیار کئے
ہوئے سلیوک اور اوغار کا انتظار کریں گے۔ جب وہ یہاں آئیں گے اور سلیوک
اور میری بیوی کو بوران جان کر ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے گا تو پھر تم

دونوں مل کر سلیوک اور اوغار کی اس یلغار کا کیا حشر نشر کرتے ہیں۔
اب جب خاموش ہوا تو ملکا پھر کہنے لگا۔ دیکھ یوناف تم اور تمہاری بیوی کیرش کیسے
تقیم اور میری بھانجی بوران کی شکل و صورت اختیار کرو گے۔ اس پر یوناف
ملکا میں اور میری بیوی کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اگر تمہیں شک
ہم تمہیں ابھی یہ کام کر کے دکھاتے ہیں۔ اس کے ساتھ یوناف نے کیرش کو
کیا اس کے بعد دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے۔ اس
یوناف نے تقیم اور کیرش نے بوران کی شکل و صورت اختیار کر لی تھی۔ یہ
دیکھتے ہوئے ملکا پریشان اور دنگ رہ گیا تھا۔ پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے

میرے اجنبی مہمان۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم دونوں میاں بیوی سلیوک
مقابلے میں میرے بھانجے تقیم اور بھانجی بوران کی حفاظت اور مدد کر سکتے ہو۔
دونوں میاں بیوی پر پورا اعتماد اور بھروسہ کرتا ہوں۔ اب بتاؤ اس سارے کام
لئے مجھے، میرے بھانجے اور میری بھانجی کو کیا کرنا چاہئے۔ دیکھ میرے مہربان
سے پہلے ایک گورکن کی حیثیت سے اس قبرستان میں میں اکیلا ہی رہتا تھا۔
ان سے میری بہن کا بیٹا اور بیٹی دونوں مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ انہی دنوں
ان دونوں کو دیکھ لیا ہو گا۔ اور وہ ان کے در پے ہو گیا ہو گا۔ بلکہ اب تو میں
کروں گا کہ تم دونوں میاں بیوی اور درویش آرگ مستقل یہاں میرے پاس
میں میرے لئے یہ جو عمارت بنائی گئی ہے بہت بڑی ہے۔ اس لئے کہ پہلے
عمارت میں اپنی بیوی اور چھ بچوں کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ اس عمارت میں پانچ کے
ہیں۔ لیکن میری بدقسمتی کہ اچانک ان علاقوں میں طاعون پھیلا جس کی وجہ
بیوی اور میرے سارے بچے ہلاک ہو گئے اور میں بدقسمت زمانے کی تلخیاں اور
دیکھنے کے لئے باقی رہ گیا۔ اب میں اپنی بہن کے بیٹے تقیم اور بیٹی بوران کو ہی
سمجھتا ہوں۔ اب میں اپنی جان کی بازی لگا کر بھی ان دونوں کی حفاظت کرنے کے
ہوں۔ کہو میرے مہربان مجھے کیا کرنا چاہئے۔ جواب میں یوناف بولا اور کہنے لگا۔
ملکا جہاں تک میرا خیال ہے یہ سلیوک اور اوغار اب تقیم اور بوران کے پیچھے پڑ
گے۔ اگر تم ان دونوں کو واپس ان کے گھر بھی بھیج دو تب بھی یہ ان کا تعاقب
اور ضرور انہیں حاصل کر کے نطیاس کے محل میں لے جا کر اپنی ہوس کا نشانہ
گے۔ لہٰذا میری طرف سے تمہیں پہلی نصیحت یہ ہے کہ دونوں بہن بھائی کو اب

یہیں اپنے پاس رکھنا۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو نقصان اٹھاؤ گے۔ دوسری بات
کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ تمہاری خواہش کے مطابق میں اور میری بیوی کیرش
آرگ اب کچھ عرصہ تمہارے ہی پاس قیام کریں گے۔ شاید یہ انکشاف تمہار
کہ نطیاس کے محل میں داخل ہونے سے پہلے ہم دونوں میاں بیوی آرگ
اور اس نے ہمیں نطیاس کے محل میں داخل ہونے سے منع کیا تھا۔ اپنی قوتوں
کرتے ہوئے ہم اس محل سے نکلے اور دوبارہ آرگ کے پاس آئے۔ لہٰذا سلیوک
نے یہی سمجھا کہ آرگ ہم سے ملا ہوا ہے لہٰذا آرگ سے ملنے کے بعد جب ہم
گئے تو سلیوک اور اوغار دونوں زہریلے سانپوں کی صورت میں آرگ کے جھو
نمودار ہوئے اور آرگ کو ڈس لیا۔ ہم دونوں میاں بیوی ابھی آرگ کے جھو
تھوڑی دور تھے کہ ہمیں آرگ کی چیخیں سنائی دیں۔ لہٰذا ہم واپس پلٹے۔
جھونپڑے میں آئے تو اس کا رنگ نیلا ہو چکا تھا اور اس کے منہ سے خون بہ
بس ملکا میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا۔ آرگ کے جسم میں جو
تھا وہ میں نے نکال باہر کیا۔ اس طرح آرگ یوں جانو موت کے جبڑوں سے بچ
پھر زندگی بسر کرنے کے قابل ہو گیا۔ اب سلیوک اور اوغار آرگ کو بھی نہیں
گے۔ یہ جہاں کہیں بھی انہیں اکیلا ملا اسے کسی نہ کسی طریقے سے ہلاک کرنے
کریں گے۔ لہٰذا لقیم اور بوران کے ساتھ ہم دنوں میاں بیوی کو آرگ کی
بھی کرنا ہو گا۔

یہ ساری گفتگو سن کر ملکا، لقیم اور بوران تینوں بے چارے کچھ پریشان
تھے۔ پھر گورکن ملکا نے اپنے آپ کو سنبھالا اور کہنے لگا۔

دیکھ ہمارے مہربان مہمان۔ اب تم بتاؤ ہمیں سلیوک اور اوغار سے بچنے
طریقہ کار استعمال کرنا چاہئے۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ دیکھ ملکا۔ آج رات سلیوک
ضرور تمہارے اس گھر میں داخل ہو کر لقیم اور بوران کو اپنے ساتھ لے جانے
کریں گے۔ دیکھ ملکا جس کمرے میں ہم اس وقت بیٹھے ہیں کیا اس سے ملحقہ کوئی
بھی ہے۔ اس پر ملکا فوراً" بولا۔

جس کمرے میں ہم بیٹھے ہیں اس سے ملحقہ ایک کمرہ ہے اور دونوں کمروں
میں ایک دروازہ بھی ہے۔ اور چھوٹی سی ایک کھڑکی بھی ہے۔ اور تم ایسا سوال کیا
ہو۔ جواب میں یوناف کہنے لگا۔ دیکھ میں اور میری بیوی کیرش تمہارے بھانجے اور
شکل میں اسی کمرے میں بیٹھیں گے۔ تم بھی ہمارے ساتھ بیٹھنا تا کہ سلیوک

آئیں تو ہم تینوں کو جاگتے پا کر انہیں کسی قسم کا شک و شبہ نہ ہو۔ اور اگر ہم
بیوی بیٹھے اور تم ساتھ نہ ہوئے تو وہ شک و شبہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔ کہ ملکا
ہے تو لقیم اور بوران کیوں نہ سوئے ابھی تک۔ لہٰذا ہم تینوں تنور کے اندر جلتی
کے پاس بیٹھ کر جاگیں گے۔ اور ان دونوں کی آمد کا انتظار کریں گے۔ اور جب
بوران اور درویش آرگ ساتھ والے کمرے میں آرام کریں گے۔ ہاں ان کی آمد
جاگ جائیں تو یہ کھڑکی کی اوٹ میں کھڑے ہو کر یا دروازے کی اوٹ میں رہ کر
اور ان کے درمیان ہونے والے تماشے کو دیکھ سکتے ہیں۔
یہاں تک کہتے کہتے یوناف جب خاموش ہوا تو حسین بوران پہلی مرتبہ بولی اور
مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ دیکھ میرے بھائی کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ سلیوک اور
ماموں کے علاوہ آپ دونوں میاں بیوی کو بھی نقصان پہنچائیں۔ اس پر یوناف
بوران کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ میری بہن تو فکر مند نہ ہو مطمئن رہ۔ تو
کہ آج رات ہم ان کا ایسا حلیہ بگاڑیں گے کہ یاد رکھیں گے کہ کسی سے پالا پڑا
بار لقیم بولا۔ ہم دونوں بھائی بہن بھی ساتھ والے کمرے میں جاگ کر یہ سارا
والا حادثہ اور تماشہ دیکھنے کی کوشش کریں گے۔ اس موقع پر آرگ بولا اور کہنے لگا۔
دونوں بچو تم فکر کیوں کرتے ہو میں بھی تم دونوں بہن بھائیوں کے ساتھ ساتھ والے
میں جاگتا رہوں گا۔ یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔
دیکھ ملکا تنور کے پاس اس وقت جو لکڑیاں پڑی ہیں کیا ان کے علاوہ بھی تمہارے گھر
کی کچھ لکڑیاں ہیں۔ اس پر ملکا چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ میرے عزیز
گھر میں لکڑیوں کی کمی نہیں ہے۔ بے شمار خشک لکڑیاں ڈھیر کی صورت میں میرے
موجود ہیں۔ اس لئے کہ قبرستان میں درخت بہت ہیں۔ اور انہیں گاہے گاہے میں
گھر میں لکڑیاں جمع کرتا رہتا ہوں۔ اس جواب پر یوناف نے کچھ سوچا پھر وہ کہنے

دیکھ ملکا اس تنور کے پاس ہم کافی لکڑیاں جمع کریں گے۔ اور جب رات آدھی کے
ہونے والی ہو گی تب ہم تنور میں بہت سی لکڑیاں ڈال دیں گے۔ اور میں تمہیں یہ
بتاؤں کہ جو قوت میرے پاس ہے وہ ہمیں سلیوک اور اوغار کی آمد کی بروقت اطلاع
دے گی۔ جونہی سلیوک اور اوغار نطیاس کے محل سے نکلیں گے میرے پاس جو مخفی قوت
وہ ہمیں بتائے گی کہ وہ ادھر آنے کے لئے محل سے نکل چکے ہیں۔ لہٰذا ان کی آمد سے
پہلے ہی ہم تنور میں خوب لکڑیاں ڈال دیں گے جب وہ گھر میں داخل ہوں گے اور اس

کمرے میں آ کر بیٹھیں گے تنور میں تو تنور سے جلتی ہوئی لکڑیاں نکال کر میں
بیوی کیرش ان پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ ملکا تم ہمارا ان کے ساتھ تماشہ دیکھنے
ان کی کیا حالت کرتے ہیں۔ اس پر ملکا خوف زدہ سے انداز میں بولا اور کہنے لگا۔
دونوں میاں بیوی جلتی ہوئی لکڑیوں سے ان پر حملہ کرو گے تو وہ بھی تو کسی رد عمل
کریں گے۔ ایسی صورت میں وہ تمہیں نقصان نہ پہنچائیں گے۔ یوناف جواب میں
ہی والا تھا کہ اس بار لقیم بولا اور کہنے لگا۔

دیکھو یوناف جیسا کہ تم بتا چکے ہو کہ وہ میاں بیوی یعنی سلیوک اور او
پیریوں کے روپ میں ہمارے یہاں آئیں گے۔ ہم نے قدیم اور پرانی کہانیوں میں
ہے کہ پچھلی پیریاں بڑی پراسرار قوتوں کے علاوہ بڑی طاقتوں کی مالک بھی ہوتی
کیونکر دونوں میاں بیوی ان کا مقابلہ کر سکو گے۔ یوناف بولا اور کہنے لگا۔

لقیم تو ساتھ والے کمرے میں رہ کر دیکھنا کہ ہم کیسے ان دونوں بدروحوں
ہیں۔ اور ہاں ملکا تم ایک کام اور کرنا۔ تمہارے پاس کوئی کلہاڑی تو ہو گی۔ ملکا کہنے
نہیں میرے پاس کئی کلہاڑیاں ہیں۔ یوناف کہنے لگا کوئی اچھی سی اور تیز کلہاڑی
کے پاس رکھ دینا۔ میں سلیوک اور اوغار کو ایک ایک داغ دینے کی کوشش کروں
اسی وقت اٹھا اور ایک انتہائی تیز اور دستے والی کلہاڑی لا کر اس نے یوناف کے
دی۔ اور کمرے میں اس نے لکڑیوں کا ڈھیر بھی لگا دیا۔ یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔

بزرگ آرگ اب تم لقیم اور بوران کے ساتھ اٹھو اور ساتھ والے کمرے
جاؤ۔ تاکہ ہم دونوں میاں بیوی لقیم اور بوران کی شکل و صورت اختیار کر کے
ساتھ اس تنور کے پاس بیٹھیں اور سلیوک اور اوغار کا انتظار کریں۔

لقیم، آرگ اور بوران فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور ساتھ والے کمرے میں
تھے۔ یوناف اور کیرش دونوں اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے لقیم اور بوران
شکل و صورت اختیار کر چکے تھے۔ اتنی دیر تک ملکا اٹھا اور یوناف کی طرف دیکھ
کہنے لگا۔ تم دونوں میاں بیوی بیٹھو میں گھر کا بیرونی دروازہ بند کرتا ہوں۔ اور اندر
لگا کر آتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی ملکا باہر نکل گیا۔ اس موقع پر یوناف نے ہلکی
دھیمی آواز میں ابلیکا کو پکارا۔ ابلیکا شاید وہیں کہیں ساری گفتگو سن رہی تھی۔ فوراً
کی گردن پر لمس دیا اور کہنے لگی۔ کہو یوناف تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ اب تک جو
ہے وہ میں سب کچھ سن چکی ہوں۔ میرے خیال میں تم یہ کہنا چاہو گے کہ میں سلیوک
اوغار پر نگاہ رکھوں اور جب وہ نطیاس کے محل سے نکل کر ادھر آنا چاہیں تو میں

اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔
ابلیکا تمہارا کہنا بالکل درست ہے۔ سلیوک اور اوغار جونہی نطیاس کے محل
گورکن ملکا کی اس رہائش گاہ کی طرف آئیں تو ابلیکا تم مجھے پہلے آگاہ کر دینا تا
آمد سے پہلے میں تنور میں جلتی آگ میں خوب لکڑیاں ڈال دوں۔ آج میں ان
ایک بڑا بھیانک کھیل کھیلوں گا۔ اور اس کھیل کے بعد میرے خیال میں آئندہ
گورکن ملکا کی رہائش گاہ میں داخل ہونے کی کوشش نہیں کریں گے۔ اس پر ابلیکا
کہنے لگی۔

یوناف ایسا نہیں ہے۔ وہ بڑی ڈھیٹ قسم کی بدروحیں ہیں۔ تم کتنی بار بھی ان
رہو اور ضرب لگاتے رہو لیکن جس کام کے پیچھے وہ پڑ جاتے ہیں اسے اس
اچھے انجام تک پہنچا کر ضرور چھوڑتے ہیں۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ دیکھ ابلیکا
میں بھی بڑا دراز دست انسان ہوں۔ میں اور کیرش دونوں میاں بیوی بھی ان
ایسے حرکت میں آئیں گے کہ انہیں اپنے سامنے زیر اور مجبور کر کے رکھ دیں

تم یہ کرو کہ سلیوک اور اوغار پر نگاہ رکھو۔ جونہی وہ نطیاس کے محل سے نکل کر
ہوں بس مجھے خبر کر دینا۔ پھر اس کے بعد تم دیکھنا میں کیا کھیل کھیلتا ہوں۔ اس
پر ابلیکا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی الگ ہو گئی تھی۔ اتنی دیر تک ملکا گھر کے اندرونی
کو اندر سے زنجیر لگانے کے بعد وہاں آ گیا تھا۔ پھر وہ تینوں بیٹھ کر سلیوک اور
اوغار کا انتظار کرنے لگے۔

رات گزرتی جا رہی تھی۔ مشرقی افق سے جو بادل نمودار ہوئے تھے بڑی تیزی کے
آسمان پر پھیلنا شروع ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ ستاروں کا فسوں ماند پڑ گیا تھا۔ روشنی
کرتی تاریکیاں جنگل جنگل بھٹکتی موت، زندگی کی راتوں سونے سنسار میں لحہ لحہ
مرگ اور خاک ناچتے ذروں کی طرح پھیل گئی تھی۔
کالے سیاہ اور گہرے بادلوں کے سارے آسمان پر پھیلتے ہی ایسا سماں بندھ گیا تھا جیسے
کے گہرے ویران کنویں اور تاریکی کے بے انت تہہ خانے ابل پڑے ہوں اور
طرف غلامی کی حمد کی خمار انگیزی نفرت ملی کراہت، شیطانی بدروحوں کے خواب اپنا
کر رہ گئے ہوں۔
آسمان پر گہرے گھنے بادل چھانے کے بعد زور دار آندھی اور طوفان آیا تھا۔ جس
کی لامتناہیت میں تعصب کے لاعلاج مرض۔ تخریب ابلیس جیسا خوف و ہراس

پھیلا دیا تھا۔ زور دار آندھی میں تیز اور موسلا دھار بارش بھی شروع ہو گئی تھی۔

تیز جھکڑوں میں برستی بارش نے بدترین طوفانوں کی طرح ہر شے کی رگوں
کا زہر غمگین شاموں، اداس صبحوں کا تاثر، دھڑکتے دلوں کا جادو اور سلگتی روحوں
کے رکھ دیا تھا۔

یوناف، کیرش اور گورکن ملکا آگ جلتے تنور کے اردگرد خاموش سے
اور اوغار کا انتظار کر رہے تھے۔ باہر بادل بری طرح گرج رہے تھے۔ بجلی ہولناک
چمک رہی تھی۔ تیز بارش نے ہر شے کو نم کر کے اپنے سینے کے ساتھ لپٹا لیا
جھکڑوں، موسلا دھار بارش اور گہری تاریکیوں نے ہر سو ہر سمت قیامت کا سا سماں
تھا۔ رات آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی جب آدھی کے قریب گزری تب ابلیکا نے
گردن پر لمس دیا یہ لمس ہوتے ہی یوناف اچھل پڑا تھا۔ کیرش بھی سمجھ گئی کہ
گردن پر ابلیکا نے لمس دیا ہے لہٰذا وہ قریب ہو کر ابلیکا کی گفتگو سننے کی کوشش
تھی۔ لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب۔ سنبھلو۔ سلیوک اور اوغار اس قبرستان کی طرف
لئے نطیاس کے محل سے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ محل سے نکلتے ہی انہوں نے پچھلی
کا روپ دھار لیا ہے۔ وہ بڑی تیزی سے اس قبرستان کا رخ کریں گے۔ لہٰذا ان
کے لئے جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو کر لو۔ تم اور کیرش دونوں فکر مند اور پریشان
میں بھی یہیں ہوں۔ ان پر نگاہ رکھوں گی اور جس موقع پر بھی میری ضرورت پیش
حرکت میں آؤں گی۔ اب تم جو کچھ کرنا چاہتے ہو کرو۔ اس کے ساتھ ابلیکا ہلکا سا
ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔

ابلیکا کے علیحدہ ہوتے ہی یوناف نے قریب پڑی ہوئی مزید لکڑیاں جلتے
میں ڈال دی تھیں۔ پھر وہ اپنے پہلو میں بیٹھے گورکن ملکا کو کہنے لگا۔

ملکا سنبھلو، سلیوک اور اوغار دونوں پچھل پیریوں کا روپ دھارنے کے بعد
محل سے نکل کر ادھر روانہ ہو چکے ہیں۔ یہ خبر سنتے ہی فکر مندی اور خوف سے
پیلا پڑ گیا تھا۔ پھر وہ کہنے لگا دیکھو میرے مہربان مہمانوں یہ خبر سن کر مجھے یوں محسوس
لگا ہے جیسے میرے دل کی دھڑکن اور حرکت بند ہو جائے گی اور میں ہمیشہ کے لئے
جاؤں گا۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ ملکا ہمت رکھو۔ ہم دونوں میاں بیوی
ساتھ ہیں۔ ہماری موجودگی میں وہ دونوں شیطان روحیں تمہیں ہاتھ نہیں لگا سکتیں۔
خوفزدگی اور پریشانی کا اظہار مت کرنا۔ انہیں آنے دو۔ اور سنو اگر وہ اپنی سری

میں لاتے ہوئے مکان میں داخل ہو گئے تب تو خیر اور اگر انہوں نے دروازے پر
دی تو تم بے دھڑک آگے جانا۔ دروازہ کھول دینا تاکہ وہ اندر آ سکیں۔ اس پر ملکا
بارہ بے پناہ خوف کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

اس تیز طوفان اور برستی بارش میں جب دروازے پر دستک ہو گی تو میں وہ طاقت
کہاں سے لاؤں گا کہ آگے جا کر دروازہ کھولوں اور وہ دونوں بدروحیں یعنی سلیوک
اوغار پچھلی پیریوں کے روپ میں گھر میں داخل ہوں۔ میں تو انہیں دیکھتے ہی موت اور
کا شکار ہو کر رہ جاؤں گا۔

اس پر یوناف پھر بولا اور ملکا کی ہمت بڑھاتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ ملکا تمہیں پریشان
کی ضرورت نہیں ہے۔ تم نے اپنی ساری زندگی اس قبرستان کی ویرانیوں اور خوف و
میں گزاری ہے۔ پھر آج تمہیں کیا ہو رہا ہے کہ تم اس قدر خوفزدہ ہو رہے ہو۔ تم
کو دفناتے دفناتے موت کی طرف سے بالکل بے حس ہو چکے ہو گے۔ لہٰذا ہمت
لو اور سنو جس وقت تم دروازہ کھولنے جاؤ گے جو سری اور مخفی طاقت میرے قبضے
وہ تمہارے ساتھ ہو گی اور تمہاری حفاظت کرے گی۔ ایسے موقع پر سلیوک اور
کی جرات نہیں کہ وہ تم پر حملہ آور ہوں۔ اور اگر ان دونوں نے ایسا کرنے کی
کی تو یاد رکھنا میری مخفی طاقت انہیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دے گی۔ لہٰذا یہ
طے شدہ ہے کہ اگر سلیوک اور اوغار نے مکان کے دروازے پر دستک دی تو تم
کھولو گے اور انہیں اپنے سامنے اندر لے کر آؤ گے۔ دروازہ کھولنے سے پہلے ان
ضرور پوچھنا کہ تم کون ہو اور رات کی اس تاریکی میں تم نے کیوں دستک دی ہے۔
چاہتے ہو۔ اس کے بعد جب وہ کوئی معقول جواب دیں تو دروازہ کھولنا پھر انہیں اندر
آنا۔ پر یہ نہیں کرنا کہ اگر وہ معقول جواب نہ دیں تو دروازہ نہیں کھولنا۔ دروازہ ہر
میں کھولنا تاکہ وہ اندر آئیں اور ہم ان سے نپٹیں۔

اس پر ملکا نے تقریباً ہار مانتے ہوئے کہا دیکھو میرے معزز مہمانو میں جانتا ہوں کہ
ایک دن ہے ہی۔ لیکن تمہاری باتوں، تمہارے رویے سے مجھے بڑا حوصلہ اور ہمت
ہے بہر حال تم فکر مند نہ ہو جونہی انہوں نے دروازے پر دستک دی میں دروازہ
لاؤں گا اور انہیں ساتھ لے کر کمرے میں آؤں گا۔ یہ بات طے شدہ ہے۔ اب اس پر
بحث نہیں ہو گی۔ ملکا کی یہ گفتگو سن کر یوناف اور کیرش مطمئن ہو گئے تھے۔ وہ دونوں
لکڑیوں کی طرف دیکھنے لگے تھے جو انہوں نے تنور کے اندر ڈالی تھیں۔ لکڑیاں بڑی
سے آگ پکڑ چکی تھیں۔

اچانک ملکا چونک سا پڑا اس کا رنگ ہلدی ہو کر رہ گیا۔ اس لئے کہ تیز آندھی اور موسلا دھار بارش میں مکان کے بیرونی دروازے پر زور دار دستک ہوئی تھی۔ اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہنے لگی۔ دیکھ یوناف سلیوک اور اوغار پچھلی پیریوں کے روپ میں اس وقت گورکن ملکا کے دروازے پر کھڑے ہیں۔ اور سلیوک نے ہی دستک دی ہے۔ لہٰذا تم تینوں سنبھل جاؤ۔ یہ لمس دینے کے بعد ابلیکا علیحدہ ہو گئی۔ یوناف نے ملکا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ دیکھ ملکا دروازے پر سلیوک اور اوغار پچھلی پیریوں کے روپ میں کھڑے ہیں اور انہوں نے دستک دی ہے لہٰذا جاؤ اور دروازہ کھول دو۔ ملکا نے ہمت کی اور اپنی جگہ سے اٹھا اور کمرے سے نکل گیا تھا تاکہ دروازہ کھولے۔

گورکن ملکا اپنے مکان کے بیرونی دروازے پر گیا۔ دروازے کے سوراخ میں اس نے جھانک کر دیکھا کہ اسے رات کی تاریکی میں کچھ دکھائی نہ دیا۔ پھر وہ بولا اور کسی قدر [illegible] آواز میں پوچھنے لگا۔ کون ہے؟ کس نے دروازے پر دستک دی ہے۔ دوسری طرف سے سلیوک کی آواز سنائی دی تھی۔

دیکھ مہربان گورکن ہم دو مسافر ہیں۔ سفر کر رہے تھے کہ آندھی اور طوفان کا شکار ہو گئے۔ لہٰذا تمہارے اس گھر کے علاوہ ہمیں کہیں ٹھکانہ نہیں ملا۔ اگر تم اپنے یہاں ہمیں رات بسر کرنے کی اجازت دے دو تو ہم دونوں میاں بیوی تمہارے انتہائی شکر گزار ہوں گے۔ اور صبح ہوتے ہی ہم یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔ اور تمہارے لئے مزید زحمت کا باعث نہیں بنیں گے۔ میں امید کرتا ہوں کہ تم ہم لوگوں کے لئے اپنے گھر کے دروازے کھولو گے تاکہ ہم رات بسر کر سکیں۔

ملکا جانتا تھا کہ باہر سلیوک اور اوغار پچھلی پیریوں کے روپ میں کھڑے ہیں لہٰذا اس نے مزید کوئی سوال نہ کیا اور ہمت اور جراتمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دروازہ کھول دیا پھر دروازہ بند کرنے کے بجائے وہ اس کمرے کی طرف چل دیا جس میں یوناف اور کیرش بیٹھے ہوئے تھے۔ ملکا پر ایسا خوف اور ایسی وحشت طاری تھی کہ اس نے مڑ کر پیچھے بھی نہ دیکھا تھا۔ دوسری طرف پچھلی پیریوں کے روپ میں سلیوک اور اوغار دونوں ملکا کے پیچھے پیچھے اس کمرے میں داخل ہوئے جس میں یوناف اور کیرش بیٹھے ہوئے تھے۔ ملکا پہلے کی طرح یوناف کے پہلو میں جا کر بیٹھ گیا تھا جب کہ اوغار اور سلیوک پچھلی پیریوں کے روپ میں تھے ان تینوں کے سامنے بیٹھ چکے تھے۔

یوناف اور کیرش بڑے غور اور بڑے انہماک سے سلیوک اور اوغار کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ دوسری طرف ملکا نے صرف ایک نگاہ ان دونوں پر ڈالی پھر خوف اور وحشت [illegible]

اس نے اپنی آنکھیں لمحہ بھر کے لئے بند کر لی تھیں۔ اس لئے کہ پچھلی پیریوں کے روپ میں سلیوک اور اوغار انتہائی بھیانک اور ہیبت ناک دکھائی دے رہے تھے۔ اس موقع پر سوال ان دونوں کو مخاطب کر کے کچھ پوچھنے ہی والا تھا کہ سلیوک بولا اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ اجنبی اگر میں غلطی پر نہیں تو تمہارا نام تقیم ہے اور تمہارے قریب جو لڑکی بیٹھی ہے اس کا نام بوران ہے۔ تم دونوں آپس میں بہن بھائی ہو اور گورکن ملکا کے بھانجے اور بھانجی ہو۔ کہو میں نے جھوٹ کہا ہے اس پر یوناف مصنوعی تعجب پریشان اور خوف کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ نو وارد میں نہیں جانتا تم دونوں کون ہو۔ تم لوگوں کا حلیہ اور شکل و شباہت بھی عجیب و غریب ہے جو ایک عام انسان کو خوفزدہ کر دینے کے لئے کافی ہے۔ ہم نے تو تمہیں ایک مسافر اور بے بس جان کر پناہ دی ہے لیکن ہمیں کیا خبر تھی کہ تم ایک عجیب اور [illegible] کر دینے والے حلئے میں سفر کرنے والے لوگ ہو۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تم لوگ کون ہو' کہاں سے آئے ہو اور یہ کہ میرا اور میری بہن بوران کا نام تم لوگ کیسے جانتے ہو۔ اس بار اوغار نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا۔ اس کے قہقہے کے دوران یوناف اور کیرش اور ملکا نے دیکھا کہ اس کے دانت کسی خونخوار اور آدم خور چیتے کی طرح خوب نمایاں اور لمبے تھے اور اس کے چہرے سے حرص و ہوس کے علاوہ بھیانک پن اور وحشت ٹپک رہی تھی۔ ایک مکروہ قہقہہ لگانے کے بعد اوغار بولی اور کہنے لگی کہ اگر تم لوگ دروازہ نہ بھی کھولتے تب بھی ہم اس مکان میں داخل ہو کر تم لوگوں کا سامنا کر سکتے تھے۔ ہم دونوں میاں بیوی ہیں تمہارے سامنے ہم چونکہ جواب دہ نہیں لہٰذا ہم یہ نہیں بتائیں گے کہ ہم کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔ ہاں ہم تمہیں یہاں آنے کی غرض و غائت اور مقصد سے ضرور آگاہ کر سکتے ہیں۔ اس پر یوناف کہنے لگا چلو یوں ہی سہی۔ بتاؤ تم کس مقصد کے تحت یہاں آئے ہو۔ اس پر سلیوک بولا اور کہنے لگا۔

ہم اس لئے یہاں آئے ہیں کہ تمہیں اور تمہاری بہن بوران کو اپنے ساتھ لے جائیں۔ اس پر مصنوعی انداز میں یوناف نے چونک کر پوچھا لیکن کیوں۔ اس بار اوغار بولی اور کہنے لگی۔ کیوں کا جواب ہم تمہیں پہلے ہی دے چکے ہیں کہ ہم تمہارے سامنے جواب دہ نہیں ہیں۔ لہٰذا ہم تمہیں تمہارے کیوں کا کیسے اور کس طرح جوب دیں۔ اس پر یوناف اس کی یہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہنے لگا۔ ہم دونوں بہن بھائی بھی تمہارے سامنے جواب دہ نہیں لہٰذا ہم کیوں کر تمہارے ساتھ جائیں۔ اس پر سلیوک بولا اور کہنے لگا۔ اس

معاملے میں تو ہم زبردستی اور جبر کر کے بھی تمہیں اپنے ساتھ لے جاسکتے ہیں۔ یوناف
دھاڑتی ہوئی آواز میں کہا کہ ایسا تو تم دونوں کا باپ بھی نہیں کر سکتا کہ ہمیں زبردستی
جبر کے ساتھ یہاں سے اٹھا کر اپنے ساتھ لے جائے۔

یوناف کے ان الفاظ سے سلیوک اور اوغار دونوں کے چہروں پر بھک سے اڑا
والے وحشی جذبے، نفس پرستی کے طوفان، جرائم کی یادداشتوں کے کہرام رقص کر
تھے۔ جب کہ ان دونوں کی آنکھوں میں دندناتی ہواؤں، اولوں کی بوچھاڑ، خود پر
آشوب، روحانی کرب، تلاطم خیز ولولوں اور شوریدہ سر خواہشوں کے سے بندھ
تھوڑی دیر تک سلیوک اور اوغار کھا جانے والی نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھتے
سلیوک بولا اگر میں اور میری بیوی دونوں اٹھ کر تمہیں اور تمہاری بہن بوران کو
ساتھ لے جانا چاہیں تو کیا تم میں اتنی ہمت ہے کہ ہمیں ایسا کرنے سے روک سکو۔
کے ان الفاظ سے یوناف کا چہرہ روح کو جھلسا دینے والے طوفانوں، نا آسودگیوں کے ان
گرم موسموں اور دستک دیتے اجل لمحوں جیسا ہو کر رہ گیا تھا۔ پھر وہ رقص کرتے
تند و تیز طوفانوں کی شدت موسم کے سایوں اور لوح جان کی پوری توانائی جیسی طا
بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ اجنبی میں نہیں جانتا کہ تو کون ہے لیکن ایک بات یاد رکھنا اگر
گھر کی چار دیواری کے اندر میرے اور بوران کے ساتھ کسی بھی طرح کی بدتمیزی کر
کوشش کی تو میں تم دونوں کو اکیلا ہی مار مار کر تمہارا حلیہ بگاڑ کر رکھ دوں گا۔ یوناف
ان الفاظ کا سلیوک نے کوئی جواب نہ دیا۔ بجلی کے کوندے کی طرح وہ اپنی جگہ
کھڑا ہوا اور وحشیانہ سے انداز میں وہ آگے بڑھا۔ شاید وہ یوناف کو اپنا نشانہ اور
چاہتا تھا۔ یوناف نے جب دیکھا کہ سلیوک اس کی طرف بڑھا ہے تو وہ بھی طوفانی ا
اس کی طرف بڑھا۔ سلیوک جو اس وقت بچھلی پائے کے روپ میں تھا آگے بڑھ کر
پر ضرب لگانا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی یوناف حرکت میں آیا۔ اپنی سری قو
حرکت میں لاتے ہوئے اپنی طاقت میں اس نے دس گنا اضافہ کیا۔ جونہی سلیوک
ضرب لگانے کے لئے فضا میں اٹھا۔ فضا کے اندر ہی یوناف نے اس کا ہاتھ اپنے
لیا پھر اس قدر طاقت اور قوت سے یوناف نے سلیوک کو اپنی طرف کھینچا کہ سلیوک
طرح یوناف کی فولادی چھاتی سے آ ٹکرایا تھا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے ایسی قو
طاقت کے ساتھ ایک گھونسہ سلیوک کی گردن پر مارا کہ سلیوک ہوا میں اچھلتا ہوا
پر بیٹھی ہوئی اوغار کے پہلو میں جا گرا تھا۔

اوغار کے پاس گرنے کے بعد سلیوک کچھ بدحواس سا ہو گیا تھا۔ اس لمحہ اس

میں جرموں کے بھید، قلوب کے توہم میں لہو کے تلاطم کی طرح ہو چکا تھا۔
سلیوک کے یوں پٹ کر اپنے پاس گرنے کی وجہ سے اوغار کی حالت بھی
اجل لمحوں میں ریت کے بگولوں اور حبس کی فضاؤں میں آندھیوں کی
جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر سلیوک اٹھا اور روح کو گھاؤ۔ دل کو خلش دینے
کی تلخیوں اور غضبناکیوں میں وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
تم تو میری گردن پر ضرب لگا کر اپنی موت پر مہر لگا چکا ہے۔ اب دنیا کی کوئی
میرے ہاتھوں سے بچا نہیں سکتی۔ میں چاہتا تھا کہ تمہیں اور تمہاری بہن
ساتھ لے جا کر ایک عزت ایک احترام اور اعلیٰ سعادت سے نوازوں لیکن
بدبختی تمہارے مقدر کی سیاہی تمہیں پکارتی ہے۔ دیکھ اب اپنے ماموں ملکا
گاہ میں تم دونوں بہن بھائی میرے ہاتھوں مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔
گفتگو کر ساتھ ہی اوغار بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے
مخصوص انداز میں کیرش کی طرف دیکھا۔ کیرش بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور اپنی
کو حرکت میں لاتے ہوئے اس نے بھی اپنی طاقت میں دس گنا اضافہ کر لیا تھا۔
ہو چکنے کے بعد یوناف نے کسی بھوکے درندے کی طرح سلیوک اور اوغار کی
پھر وہ سرخ طوفانوں کی طرح غرایا اور کہنے لگا۔
کے گماشتے اس وہم اور غلط فہمی میں مت رہنا کہ تم اور تمہاری بیوی ہم
بھائیوں پر حملہ آور ہو کر اپنی من مانی کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ یاد رکھو
پہلی پیرے ہو لیکن اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ انسان کی عظمت دنیا کی ہر
اعلیٰ و ارفع ہے۔ بشرطیکہ وہ اپنے خدا، اپنے رب کا صحیح بندہ بن کر زندگی بسر
سلیوک میرے ماموں ملکا کے اس گھر میں جو کچھ تو میرے خلاف کرنا چاہتا ہے
یاد رکھنا جب ہم دونوں بھی تجھ جیسے شیطانوں کے خلاف حرکت میں آئیں
کہیں پناہ گاہ میسر نہ ہو گی۔ اس پر سلیوک آگے بڑھا اور کہنے لگا۔ یہ تو تمہیں
ہوں کہ پناہ گاہ تلاش کرنے کی زحمت تمہیں اٹھانا پڑے گی یا ہم دونوں میاں
سلیوک جب آگے بڑھا تو اس کے پیچھے پیچھے اوغار بھی آگے بڑھی تھی۔ دونوں کو
آتا دیکھ کر یوناف اور کیرش بھی ان دونوں سے نپٹنے کے لئے چوکس اور محتاط ہو

اس کے سلیوک اور اوغار دونوں یوناف اور کیرش پر حملہ آور ہوتے۔ یوناف
ایک دوسرے کی طرف مخصوص اشارہ کیا۔ پھر وہ تنور کی طرف لپکے۔ بڑی

تیزی سے کئی جلتی ہوئی لکڑیاں انہوں نے نکالیں اور ان سے انہوں نے سلیوک
پر حملہ کر دیا تھا۔ جگہ جگہ سے جلتی ہوئی لکڑیوں سے یوناف اور کیرش نے
اوغار کو داغنا شروع کر دیا۔ یہ ایسی اذیت تھی کہ سلیوک اور اوغار یوناف اور
سامنے بے بس ہو گئے۔ اور اس کمرے سے بھاگ نکلے۔ اس موقع پر یوناف
میں آیا اور قریب ہی پڑی ہوئی کلہاڑی اس نے اٹھائی اور سلیوک اور اوغار کے
پہلے اس نے کلہاڑی بلند کر کے سلیوک کے شانے پر ضرب لگائی اور اس کے
لمحے اس نے کلہاڑی کا گھاؤ اوغار کے شانے پر بھی لگا دیا تھا۔

یوناف نے جس وقت سلیوک اور اوغار کے شانوں پر اپنی کلہاڑی سے
تھیں۔ اس وقت سلیوک اور اوغار نے ایسی بھیانک چیخیں اور ایسی خوفناک آوا
تھیں۔ گویا قبرستان کے سارے مردے اپنی قبریں پھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوں۔
فضا کے سیل رواں میں فطرت کے دستور کہن سے بغاوت کرتے ہوئے انہوں
گہری تہوں کو خون آلود کرنے کا عزم کر لیا ہو۔ یا یہ کہ ان گنت روحیں پاتال
تلاطم خیز ولولوں کے ساتھ اس جولان گاہ خیر و شر میں سرکشی کے علم بلند
انسانیت کی عظمت اور اس کے وقار کو مجروح کرنے پر تل گئی ہوں۔

یوناف شاید اپنی کلہاڑی سے سلیوک اور اوغار پر مزید ضربیں لگاتا لیکن
اس لئے کہ دروازے کی طرف بھاگنے کے بجائے سلیوک اور اوغار ایک
آئے اور دھوئیں کی مانند وہ فضاؤں میں تحلیل ہوتے ہوئے اوپر اٹھ کر یوناف
سے اوجھل ہو گئے تھے۔ یوناف انہیں اس طرح روپوش ہوتے دیکھ کر پریشان
ہو گیا تھا۔ کچھ دیر تک وہ فضاؤں میں کھویا سا رہا۔ پھر اپنی کلہاڑی پر اپنی
کرتے ہوئے وہ واپس کمرے میں آیا۔ جہاں کیرش کے ساتھ گورکن ملکا انتہائی
فکر مند کھڑا تھا۔ اس موقع پر یوناف نے اپنے آپ کو سنبھالا پھر وہ گورکن کو
کہنے لگا۔

دیکھ ملکا۔ جو وعدہ میں نے تمہارے ساتھ کیا تھا وہ پورا کر دکھایا۔
دیکھتے دیکھ میں اور میری بیوی کیرش کیسے اس سلیوک اور اوغار کی طرف
اور ہمارے سامنے وہ دونوں بے بس ہو کر یہاں سے بھاگنے پر مجبور ہوئے۔
کہ گورکن ملکا یوناف کی اس گفتگو کا جواب دیتا ساتھ والے کمرے سے آرگ
بوران بھی نکل آئے تھے۔ سب سے پہلے آرگ آگے بڑھا اور یوناف کی
ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ میرے بیٹے جو تو نے عہد کیا تھا اسے واقعی پورا کر دکھا

اور اوغار دونوں چھپلی پیریوں کے روپ میں اس کمرے میں آ کر بیٹھے تھے۔ یقین
تھا کہ میرے دل کی حرکت بند ہو جاتی۔ یہی حالت میرے قریب کھڑے تقیم اور
کی بھی تھی۔ لیکن تم دونوں میاں بیوی نے ان کے خلاف حرکت میں آتے ہوئے جی
کر دیا۔ تمہاری خون آلود کلہاڑی بتاتی ہے کہ تم نے ان پر اپنی کلہاڑی کے وار بھی
اس پر یوناف بولا۔ ہاں میں نے ان دونوں کے شانوں پر اپنی کلہاڑی سے ضربیں
اور ان ضربوں کے لگتے ہی تم نے ان کی چیخیں اور دھاڑیں بھی سنی ہوں گی۔
ملکا بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ یوناف تمہارا کہنا درست ہے۔ جس وقت وہ میرے گھر کے صحن میں دھاڑے
تھے تو میں سمجھ گیا تھا کہ تم نے ان پر اپنی کلہاڑی سے ضربیں لگائی ہیں۔ بہرحال
آمد سے پہلے جو کچھ تم نے کہا تھا وہ پورا کر دکھایا۔ اب بتاؤ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔
یوناف کہنے لگا۔

دیکھو میرے عزیزو۔ سلیوک اور اوغار کو ابھی تک میری اور میری بیوی کی حقیقت کا
نہیں ہوا۔ وہ مجھے اور میری بیوی کو تقیم اور بوران ہی سمجھے ہوئے ہیں۔ ہم دونوں
وی نے مل کر جو انہیں یہاں سے بھاگنے پر مجبور کیا ہے اس کے علاوہ ہم نے جلتی
یوں سے ان کے جسموں پر داغ لگائے ہیں۔ اور کلہاڑی سے ان کے شانے بھی
ہیں وہ اپنی ان اذیتوں کا انتقام لینے ضرور لوٹیں گے۔ سنو میرے مہربانو۔ وہ انسان
ہیں کہ ایک بار ضرب کھانے کے بعد جہاں سے ضرب پڑی ہو ادھر کا رخ نہیں
گے۔ بلکہ وہ روحیں ہیں۔ کلہاڑی کی ضرب لگنے کے ساتھ ہی انہوں نے اپنی ہیئت
ان زخموں کو دور کر لینا ہے۔ اور اس کے بعد وہ ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے کوئی
کار تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔

ان حالات کے تحت میں کہوں گا کہ تم لوگ پہلے کی طرح ساتھ والے کمرے میں جا
آرام کرو۔ ملکا کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ یہ بھی آرام کر لے میں اور کیرش اس تنور کے
دیکھ کر وقت گزارتے ہیں۔ اور انہوں نے واپس آ کر اگر ہم پر حملہ آور ہونے کی
کی تو مجھے امید ہے کہ ہم دونوں میاں بیوی پہلے کی طرح ان سے نپٹنے میں کامیاب
یں گے۔ اس پر ملکا کہنے لگا۔

دیکھ مہربان ہمارے محسن کیا ایسا ممکن نہیں کہ تمہارے پاس جو مخفی قوت ہے تم اس
کو کہ جب سلیوک اور اوغار دوبارہ اس گھر کا رخ کریں تو وہ ہمیں پہلے ہی مطلع کر
تا کہ ان کی آمد سے پہلے ہی پہلے درویش آرگ، تقیم اور بوران ساتھ والے کمرے

میں چلے جائیں جب کہ میں تم دونوں کے پاس یہیں بیٹھا رہوں۔ اور جس طرح
نے ان سے نپٹنا ہے اسی طرح پھر ہم انہیں بھاگ جانے پر مجبور کر دیں۔

آرگ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ یوناف نیکی کے فرزند۔ ملکا نے
ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ میرے خیال میں ہم سب کو یہیں تنور کے ار
وقت گزارنا چاہئے اور جب تمہاری مخفی طاقت یہ اطلاع دے کہ سلیوک اور اوغار
حملہ آور ہونا چاہتے ہیں تو میں' تقیم اور بوران پہلے کی طرح سانپ والے کر
جائیں گے۔ جب کہ ملکا تمہارے پاس ہی بیٹھا رہے گا۔ لیکن مجھے امید ہے کہ جس
دونوں میاں بیوی نے مل کر پہلے سلیوک اور اوغار کو یہاں سے بے بسی اور لاچار
یہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کیا ہے ایسے ہی دوبارہ بھی تم انہیں ناکام اور نامراد
ہوئے بھاگ جانے پر مجبور کر دو گے۔

یوناف نے ملکا اور آرگ کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر سب تنور کے ارد گرد
بیٹھ کر آپس میں گفتگو کرنے لگے تھے کہ اس موقع پر یوناف نے ابلیکا کو پکارا۔ جب
نے یوناف کی گردن پر لمس دیا تو یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ ابلیکا۔ تو نے دیکھا
اس بار تو میں نے سلیوک اور اوغار کو کیرش کے ساتھ مل کر مار بھگایا ہے۔ اس
کہنے لگی میں سب کچھ دیکھ چکی ہوں۔ میں تمہیں اور کیرش کو تمہاری اس
مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اب مزید کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ یوناف کہنے لگا دیکھ
سلیوک اور اوغار کا خیال رکھنا۔ وہ ہم سے نپٹنے کے بعد واپس ہم سے انتقام لینا چا
وقت ہمیں اس کی اطلاع کرنا۔ اس پر ابلیکا شفقت اور چاہت بھری آواز میں
دیکھ یوناف ایسا اگر تم نہ بھی کہتے تب بھی میں ان پر نگاہ رکھے ہوئے ہوں۔ اور اگر
پلٹ کر انہوں نے تم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو میں بروقت تمہیں اس کی
دوں گی۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔

○

جس وقت یوناف نے سلیوک اور اوغار کے شانوں پر اپنی کلہاڑی سے ضربیں
تھیں اس کے چند ہی ساعتوں بعد دھوئیں کی شکل میں سلیوک اور اوغار دونوں فضا میں
ہوئے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے جلتی ہوئی لکڑیوں کی اذیت اور کلہاڑی
گھاؤ سے نجات پائی تھی۔ انہوں نے مسافتوں کو سمیٹا۔ پہلے وہ ملکا کے گھر سے نکلے
دھوئیں اور بادلوں کی طرح فضا میں تیرتے ہوئے قبرستان سے باہر ایک جگہ زمین

میں نازل ہوئے۔ تھوڑی دیر تک وہاں کھڑے ہو کر وہ عجیب سے انداز میں
کی طرف دیکھتے رہے پھر اوغار کہنے لگی۔

سلیوک میرے حبیب۔ اس گورکن ملکا کے مکان میں جو ہمیں اس کے بھانج
اور اس کی بھانجی بوران کے ہاتھوں ذلت و رسوائی اٹھانی پڑی ہے میں سمجھتی ہوں
ایسی رسوائی' ایسی بے عزتی اور ایسی پستی تو ہم نے کہیں بھی برداشت نہیں کی۔
ایسا معاملہ ہمارے ساتھ کہیں ہوا ہی نہیں۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ
اس نوجوان تقیم نے تمہاری ضرب کو روکا اور پھر تمہاری گردن پر ایسی زور دار
لگائی کہ تم انتہائی بے بسی کے عالم میں میرے نزدیک آ گرے تھے۔ اس وقت
نہیں آ رہا تھا کہ تم سلیوک ہو یا کچھ اور۔

سلیوک بڑی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ اوغار تیرا کہنا ٹھیک
فضا کے اندر میرے اٹھے ہوئے بازو کو تقیم نے پکڑا تھا تو یوں لگا تھا جیسے
پیکر قوت نے پکڑتے ہوئے کسی سخت چیز کے ساتھ باندھ دیا ہو۔ اور پھر
میری گردن پر مکا مارا تھا تو مجھے یوں لگا جیسے میری گردن پر وہ مکا نہیں بلکہ
ہتھوڑا اپنی پوری قوت کے ساتھ برسا ہو۔ میں انتہائی بے بسی کے عالم میں
ہوا تمہارے قریب آ گرا تھا۔ اس مکے میں ایسی طاقت' ایسا زور تھا کہ میں
رہ گیا تھا۔

اوغار اس معاملے کو ہم یونہی نظر انداز تو نہیں کر دیں گے۔ ہم تقیم اور بوران
اور اپنی بے عزتی کا بدلہ ضرور لیں گے۔ اس پر اوغار فوراً بولی اور کہنے لگی
اس معاملے میں تم سے پورا اتفاق کرتی ہوں۔ میری تجویز یہ ہے کہ آؤ انتہائی
اور پھرتیلے سانپوں کا روپ دھاریں اور گورکن ملکا کے گھر کی طرف
جا کر اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے جس کمرے میں اس وقت ملکا'
بوران بیٹھے ہوئے ہیں اس کے اندر دھواں ہی دھواں کر دیں۔ ایسا دھواں جیسے
اس میں ہاتھ تک سجھائی نہ دیتا ہو۔ اس قدر گہرا دھواں بھرنے کے بعد پھر ہم
سانپوں کی صورت میں اس دھوئیں میں داخل ہوں اور تقیم اور بوران کے علاوہ
ان لیں۔ اس طرح بیک وقت ہم ان تینوں کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ دیکھ سلیوک اگر
بوران کو اپنے تصرف میں نہیں لا سکتے تو پھر ان کے جینے کا حق بھی ہم ان سے

اوغار کی اس تجویز پر خوش ہوتے ہوئے سلیوک کہنے لگا۔ دیکھ اوغار جو تجویز تم نے

پیش کی ہے میں سمجھتا ہوں یہ انتہائی مناسب اور کار آمد ثابت ہو گی۔ آؤ
بدلیں اور نئے طریقے، نئے روپ میں لقیم اور بوران پر حملہ آور ہونے کی
اس کے ساتھ ہی سلیوک اور اوغار اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور
وہ دو انتہائی زہریلے سانپوں کا روپ دھار چکے تھے۔ اور پھر وہ آگے بڑھے اور
اندر بڑی تیزی سے سرسراتے ہوئے وہ گورکن ملکا کے مکان کی طرف جا رہے

وان اور پر شباب رات ہواؤں کے قافلوں، سفر کی لکیروں، فضائے پر آشوب
تی لکھتی بارش میں سحر کو تلاش کرتی ہوئی بڑی تیزی سے اپنی پناہ گاہوں کی
جا رہی تھی۔ طویل رات کے گھنے اندھیرے دکھوں کی کسک، سانسوں کے
یلغار اور شوریدہ فضاؤں سے لپٹے آدھی رات کے وقت دیواروں پر بیٹھ کر
وں کی طرح خوفزدہ منظر پیش کر رہے تھے۔ وقت کے گمنام جزیروں میں ہر شے
وصل میں غرق تھی۔ لمحوں کی حکائتیں اور داستانیں حسرتوں کے بے کران
ات سفر کا شکار ہو چکی تھیں۔
یوناف، کیرش، لقیم، بوران، آرگ اور ملکا تنور کے اندر جلتی آگ کے ارد
وقت گزارنے کے لئے باہم گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک یوناف کی گردن پر
دیا۔ یوناف کی حالت دیکھتے ہوئے کیرش سمجھ گئی تھی کہ ابلیکا کچھ کہنا چاہ
وہ اپنا سر یوناف کے شانے پر رکھتے ہوئے ابلیکا کی گفتگو سننے کے لئے ہمہ
یوناف کی گردن پر لمس دینے کے بعد ابلیکا بڑی تیزی سے بولی اور یوناف
کہنے لگی۔
ے حبیب سنبھلو۔ تم سے ایک بار پٹنے اور مار کھانے کے بعد سلیوک اور
کرنے کی ابتدا کر چکے ہیں۔ دیکھو جب تم نے اور کیرش نے انہیں جلتی
دانا اور تم نے ان دونوں کے شانوں پر اپنی کلہاڑی سے گھاؤ لگائے تب وہ
وں کو حرکت میں لاتے ہوئے دھوئیں کی طرح فضاؤں میں تحلیل ہو گئے اور
گھاؤ اور جلتی لکڑیوں کے زخموں سے انہوں نے نجات حاصل کر لی تھی۔ اسی
میں دھوئیں اور بادلوں کی طرح تیرتے ہوئے وہ قبرستان سے باہر نکلے اور
روپ میں نمودار ہوئے۔ پھر آپس میں صلاح و مشورہ کرنے کے بعد اب
انتہائی زہریلے اور تیز رفتار سانپوں کا روپ دھارا ہے۔ اور بڑی تیزی سے وہ
بڑھ رہے ہیں۔
اب وہ ایسا کریں گے کہ تم پر حملہ آور ہونے سے پہلے جس کمرے میں تم

لوگ بیٹھے ہوئے ہو اس میں کہر ہی کہر، دھواں ہی دھواں بھر دیں گے۔ وہ چونکہ
ہیں اس لئے وہ ایسا کرنے پر قادر ہیں۔ اور اس گہرے دھوئیں کی آڑ لیتے ہو
تم لوگ یہاں بیٹھے ہوئے، تمہیں ڈس کر تمہارا خاتمہ کر دیں گے۔ لہٰذا ان کی
پہلے یوناف اٹھ کھڑے ہو اور اپنے ساتھیوں کا دفاع کرلو۔ میں بھی یہیں ہوں
گی نہیں۔ سارے حالات پر نگاہ رکھوں گی اور جب مجھے احساس ہوا کہ میں خود
کو لپکوں گی۔ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا ہلکا
ہوئی یوناف کی گردن سے علیحدہ ہوگئی تھی۔

ابلیکا جب یوناف کی گردن سے علیحدہ ہوگئی تب یوناف بولا اور ملکا کو مخا
کہنے لگا دیکھ ملکا تم خود اور اپنے ساتھ آرگ، لقیم اور بوران کو لے کر ساتھ وا
میں چلے جاؤ۔ میرے پاس جو خفیہ قوت ہے اس نے مجھے اطلاع دے دی
اور اوغار ایک بار پھر ایک نئے انداز میں ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے اس
ہیں۔ دیکھ اب انہوں نے انتہائی زہریلے اور تیز رفتار سانپوں کا روپ دھارا
جو بھی سامنے آیا اسے ڈس کر اس کا خاتمہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور ا
پہلے جس کمرے میں ہم بیٹھے ہیں اس میں گہرے بادل نما کہر بھر دیں گے تاکہ
میں کسی کو کچھ نظر نہ آئے۔ اور اسی دھوئیں کی آڑ میں وہ یہاں بیٹھنے والے
ان کا خاتمہ کر دیں۔ لہٰذا وقت ضائع مت کرو۔ سلیوک اور اوغار سانپوں کی
کسی بھی وقت یہاں داخل ہوسکتے ہیں۔ لہٰذا اٹھو اور ساتھ والے کمرے
یوناف کی گفتگو کے جواب میں کسی نے کچھ نہ کہا اور وہ اٹھ کر ساتھ والے
گئے تھے۔ یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ میرے بزرگ ملکا۔ جس کمرے میں تم داخل ہوئے ہو اس کا دروازہ
بند کرلو۔ ہمیں اس بار سلیوک اور اوغار سے نئے انداز میں نپٹنا ہو گا۔ یوناف
لقیم اور بوران فوراً حرکت میں آئے اور انہوں نے اس کمرے کا دروازہ اور
لی تھی۔ اس کے بعد یوناف اپنی جگہ سے اٹھا اور خنجر نکال کر اس پر اس نے
عمل کیا اس کے بعد ساتھ والے کمرے کی دیوار کے ساتھ ساتھ اس نے حصار
پھر وہ کیرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ کیرش اس ساتھ والے کمرے کی دیوار کے ساتھ میں نے حصار
کہ اس کمرے میں جس میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں سلیوک اور اوغار کی وجہ
شروع ہو ساتھ والے کمرے میں دھواں داخل نہ ہو۔ اسی کمرے میں ر

ے کہ سلیوک اور اوغار دھواں بھرنے کے بعد اس کمرے میں داخل ہوں۔ ہم
ری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے دفاع کا انتظام مکمل کریں۔ آؤ اپنی قوتوں کو
یں اور انسانی اور حیوانی آنکھوں سے اوجھل ہو جائیں اور سنو کیرش میرے قریب
ساتھ رہنا جب ہم دیکھیں گے کہ اس کمرے میں گہرا دھواں بھر گیا ہے اور اس
ی آڑ میں سلیوک اور اوغار اس کمرے میں داخل ہوئے ہیں۔ دیکھ کیرش اس وقت
وں ایسا کریں گے کہ اپنی سری قوت کو حرکت میں لاتے ہوئے اس کمرے میں
ے اندر آگ ہی آگ بھر دیں گے۔ ہمارے ایسا کرنے سے سلیوک اور اوغار جو
سانپوں کے روپ میں ہوں گے۔ انتہائی کرب اور تکلیف میں مبتلا ہوتے ہوئے پھر
بھاگ کھڑے ہونے پر مجبور ہو جائیں گے۔

اف کے یہ الفاظ سن کر حسین اور پر جمال کیرش کے چہرے پر خوش کن
مودار ہوئی تھی۔ پھر وہ آگے بڑھی یوناف کا ہاتھ اپنے نرم اور گداز ہاتھ میں
اس نے یوناف کے ہاتھ پر ایک طویل بوسہ دیا اور کہنے لگی آپ نے یہ تجویز
یرا دل خوش کر دیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم ایسا کر کے سلیوک اور اوغار کو
اس کمرے سے مار بھگانے میں کامیاب ہوجائیں گے۔ اس کے بعد دونوں میاں
ک بار گہری نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ پھر وہ اپنی سری قوتوں کو
اتے ہوئے انسانی اور حیوانی آنکھ سے اوجھل ہو گئے تھے۔

سری قوتوں کو استعمال کر کے یوناف اور کیرش کے اوجھل اور روپوش ہونے
بعد اس کمرے میں دھواں بھرنا شروع ہو گیا تھا۔ پھر دھواں اس تیزی سے
کے اندر کمرے کی ہر چیز ایک دوسرے سے اوجھل ہو کر رہ گئی تھی۔ یوناف
اس کمرے میں موجود تھے اور ہر شے کی نگاہ سے اوجھل تھے لہٰذا وہ کمرے
صاف اور واضح طور پر دیکھ رہے تھے۔ جب اس کمرے میں گہرا گھنا اور کافی
دھواں بھر گیا تب یوناف اور کیرش نے دیکھا سلیوک اور اوغار دو انتہائی زہریلے
وں کی صورت میں بڑی تیزی کے ساتھ سرسراتے ہوئے اس کمرے میں داخل
دونوں کمرے کے آدھے حصے تک ہی گئے ہوں گے کہ یوناف اور کیرش دونوں
سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے فی الفور کمرے کے اندر جوش مارتی ہوئی
تھی۔ کمرے کے اندر آگ کا بھرنا تھا کہ دونوں سانپ بڑی تیزی سے پلٹے اور
ئی اور بے قراری کا اظہار کرتے ہوئے باہر بھاگ گئے تھے۔ یوناف اور کیرش
انسانی آنکھ سے روپوش ہوتے ہوئے ان کے تعاقب میں لگ گئے۔ انہوں نے

دیکھا گھر سے باہر نکل کر سلیوک اور اوغار نے اپنی ہیئت تبدیل کر لی تھی۔ اور ان
سانپوں سے ایک بار پھر انہوں نے انسانی روپ دھارا۔ پھر وہ بڑی تیزی سے نطیاس
محل کی طرف جا رہے تھے۔

یوناف نے تھوڑی دور تک ان دونوں کو جاتے ہوئے دیکھا پھر وہ کیرش کے
پلٹ کر اسی کمرے میں آگیا جس میں سلیوک اور اوغار نے دھواں بھر دیا تھا۔ ا…
اس کمرے میں دھواں اور آگ بھری ہوئی تھی۔ یوناف اور کیرش ایک بار پھر…
آئے۔ اپنی سری قوتوں کو انہوں نے استعمال کیا اور کمرے کے اندر بھری ہوئی آ…
دھوئیں کو انہوں نے ختم کر دیا۔ تھوڑی دیر تک اکیلے وہ اس کمرے میں بیٹھے…
آرگ، لقیم اور بوران کو انہوں نے اس کمرے میں نہیں بلایا تھا۔ پھر چند لمحوں…
ابلیکا نے یوناف کی گردن پر تیز لمس دیا پھر اس کی کھلکھلاتی اور مسکراتی ہوئی آ…
کی سماعت میں رس گھول گئی تھی۔

سنو یوناف میرے حبیب۔ اب تم لمبی تان کر سو جاؤ۔ سلیوک اور اوغار دو…
بیوی نطیاس کے محل میں داخل ہو چکے ہیں۔ میں ان دونوں پر نگاہ رکھوں گی…
انہوں نے پھر کوئی اور ہیئت تبدیل کر کے تم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو م…
پہلے ہی آگاہ کر دوں گی۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی…
کے جانے کے بعد یوناف نے ساتھ والے کمرے کے دروازے پر دستک دینا شر…

تھوڑی ہی دیر بعد ملکا نے دروازہ کھولا۔ دروازہ کھلتے ہی یوناف بولا او…
دیکھو میرے عزیزو ایک بار پھر ہم دونوں میاں بیوی نے سلیوک اور اوغار کو مار…
ہماری سری قوت نے ہمیں اطلاع دی ہے کہ وہ دونوں میاں بیوی نطیاس کے…
داخل ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اب تم سب لوگ سو جاؤ اور آرام کرو۔ اگر انہوں…
حملہ آور ہونے کی کوئی کوشش کی تو میری خفیہ طاقت مجھے بروقت اطلاع کر د…
اب مزید فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے تم سب لوگ اسی کمرے میں سو جا…
کیرش ہو دونوں میاں بیوی تنور کے ارد گرد کی نشستوں پر سو جاتے ہیں۔ اس پر…
بولی اور کہنے لگی۔ نہیں میرے بھائی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ اور میری بہن…
بہترین محسن، ہمارے ایسے مربی ہیں جن کا احسان ہم کبھی فراموش نہیں کر…
ہمارے ساتھ اسی کمرے میں آرام کریں گے۔ اس میں بستر اور مسہریاں بھ…
سب کے لئے بستر لگاتی ہوں۔ سب اسی کمرے میں سوئیں گے۔ کیرش اور…
بوران کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر بوران اور کیرش نے مل کر سب کے لئے…

…ئے اور سب اسی کمرے میں اپنے اپنے بستر میں گھس کر آرام کرنے لگے۔
…رے روز بارش کا سلسلہ ختم گیا تھا۔ جب سب لوگ صبح کے کھانے سے فارغ
…یوناف کو کوئی خیال گزرا اور یہودی درویش آرگ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ آپ
…جھونپڑے میں مجھے بتایا تھا کہ نطیاس کے محل کے ارد گرد جنگل ہے اس میں کوئی
…یں پایا جاتا۔ اور سانپ نہ پائے جانے کی وجہ آپ نے یہ بتائی تھی کہ اس جنگل
…ی تعداد میں بڑی بڑی نسل کے نیولے ہیں۔ جواب میں یہودی درویش آرگ
…چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی گور کن ملکا بول پڑا۔

…یوناف۔ میرے عزیز۔ نطیاس کے محل کے آس پاس کے جنگل ہی کی بات نہیں
…اس قبرستان کے اندر بھی بے شمار بڑے بڑے نیولے پائے جاتے ہیں۔ بلکہ
…قت تو میرے گھر کے مطبخ کی طرف نیولوں کی لائنیں بندھ جاتی ہیں۔ لیکن تم
…کے متعلق کیوں پوچھتے ہو؟ کیا تم ان سے کوئی کام لینا چاہتے ہو؟ اس پر یوناف
…بڑی خوش کن مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ لمحہ بھر کے لئے اس نے اپنے پہلو میں
…رش کی طرف دیکھا اور کہا۔

…م ملکا۔ تمہارا اندازہ درست ہے۔ میں ان نیولوں سے سلیوک اور اوغار کے
…وں گا۔ اور تم دیکھتے جانا میں نیولوں کے سامنے ان دونوں کو کیسے بے بس کرتا
…رگ ملکا کیا تم مجھے ایسی جگہ بتا سکتے ہو جہاں مجھے کچھ نیولے دکھائی دیں۔ اس
…ا ہوا اور کہنے لگا میرے ساتھ آؤ۔ قبرستان میں بے شمار جگہیں ہیں جہاں
…ادھر بھاگتے پھرتے ہیں اس پر یوناف نے غور سے کیرش کی طرف دیکھا۔ کیرش
…ے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور پھر دونوں میاں بیوی گور کن کے ساتھ ہو لئے تھے۔

…ن ملکا کے ساتھ یوناف اور کیرش جب قبرستان کے اندر آئے تو انہوں نے
…یں بوسیدہ اور پرانی قبروں کے آس پاس جنگلی کیکر اور دوسرے جو کافی جھاڑ
…ان کے اندر نیولے ادھر ادھر بھاگتے پھرتے تھے۔ ان نیولوں کو دیکھتے ہوئے دو
…کو یوناف نے منتخب کیا پھر ان پر اس نے اپنا سری عمل کیا اور انہیں اپنے
…کیا۔ یوناف کا ایسا کرنا تھا کہ وہ دونوں نیولے بھاگتے ہوئے یوناف کی طرف
…ور تمال دیکھتے ہوئے قریب کھڑا ملکا خوفزدہ ہوتے ہوئے پیچھے ہٹ گیا تھا۔ شاید وہ
…نیولے خونخواری کے ساتھ ان پر حملہ آور ہونے لگے ہیں۔ لیکن جب دونوں
…کے قریب آکر اس کے پاؤں پر لوٹنے لگے تو ملکا کو کچھ اطمینان اور سکون
…اس موقع پر یوناف نے کیرش کی طرف دیکھا پھر بڑی رازداری میں وہ اسے

مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ کیرش تو بھی ان پر اپنا سری عمل کرتے ہوئے انھیں اپنے ساتھ مانوس
جس طرح مجھ سے یہ آشنائی کا اظہار کر رہے ہیں اسی طرح تم سے بھی یہ مانوس
گورکن ملکا کے دیکھتے ہی دیکھتے کیرش نے بھی ان دونوں نیولوں پر اپنا سری عمل کیا
جواب میں وہ دونوں نیولے بے چارے کبھی یوناف' کبھی کیرش کے پاؤں پر لوٹنے
پھر ہاتھ بڑھا کر کیرش نے دونوں نیولوں کو اپنی گود میں اٹھا لیا تھا۔ دونوں نیولے
کیرش کے ساتھ کچھ ایسی مانوسیت کا اظہار کر رہے تھے جیسے وہ بچپن سے ہی ان
ہوئے ہوں اور برسوں سے ان کے ساتھ رہ رہے ہوں۔ بہرحال ملکا کے ساتھ
نیولوں کو لے کر یوناف اور کیرش گھر واپس ہو لئے تھے۔

راستے میں کیرش کو مخاطب کرتے ہوئے یوناف کہنے لگا۔ دیکھ کیرش تو دیکھ
اکثر یہ سلیوک اور اوغار کبھی کبھی اژدھے کبھی سانپ کا روپ دھار کر اپنے
لپکتے ہیں۔ اب ہمیں سلیوک اور اوغار کی روح ہی نہیں بلکہ نطیاس کی روح
سامنے نیچا دکھانا ہے۔ اس طرح ہمیں کچھ عرصہ یہاں قیام کرنا پڑے گا۔ اس
کبھی بھی اژدھوں اور سانپوں کی صورت میں سلیوک اور اوغار یا نطیاس کبھی
آئے تو ہم ان دونوں نیولوں سے کام لیں گے۔

وہ اس طرح کہ جب کبھی بھی سلیوک اور اوغار سانپ کے روپ میں
آئیں تو ہم ان نیولوں کی جسامت ہی نہیں ان کی قوت میں بھی دس گنا اضا
کے سامنے لا کھڑا کریں گے پھر دیکھنا ان سانپوں اور ان دو نیولوں کی مڈبھیڑ
یوناف کی اس گفتگو سے کیرش کے چہرے پر خوش کن مسکراہٹ
کہنے لگی یوناف میرے حبیب یہ ایک بہترین تجویز ہے۔ میرے خیال میں جہاں
ان نیولوں کی لڑائی ایک دل بہلاوے کا باعث بنے گی وہاں ان کے ذریعے ہم
اوغار پر ضرب بھی لگا سکیں گے۔ یوناف بولا تمہارا اندازہ درست ہے کیرش ہم
کریں گے۔ کیرش نے جواب میں کچھ نہ کہا کیونکہ وہ گورکن کے مکان میں داخل
تھے۔

تینوں اس کمرے میں آئے جس میں یہودی درویش آرگ' تقیم اور
ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر تک کچھ خاموشی رہی۔ اس کے بعد یوناف بولا اور گو
مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ ملکا۔ میرے بزرگ۔ حالات کچھ ایسے ہو گئے ہیں کہ آرگ کو بھی

کرنا پڑے گا اور ہم بھی کچھ عرصہ یہیں رہیں گے۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو تمہارے
تقیم اور تمہاری بھانجی بوران کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔ اس پر تقیم بولا اور
لگا۔

یوناف میرے بھائی آپ کو یہ الفاظ کہنے کی ضرورت نہیں۔ میرے ماموں تو پہلے ہی
گزارش کر چکے ہیں کہ اب آپ مستقل یہیں رہیں۔ کیونکہ آپ کے یہاں رہنے
ہمیں تحفظ اور زندگی کے لمحوں کی ضمانت مل سکتی ہے۔

تقیم کے ان الفاظ کے بعد تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ اس کے بعد یوناف بولا
کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ جب تقیم بوران کے علاوہ میں کیرش اور آرگ بھی یہاں
تو ظاہر ہے تمہارے اخراجات میں خاطر خواہ اضافہ ہو گا۔ میں جانتا ہوں ایک
کی حیثیت سے تمہارے ذرائع آمدنی بڑے محدود بلکہ نہایت کم ہوں گے۔ جن سے
پہلے اپنے بھانجے اور بھانجی کے ساتھ مشکل سے گزارہ کرتے ہو گے۔ اس سلسلے
میں کروں دیکھ ملکا تم کوئی اعتراض کھڑا نہ کرنا۔ جہاں تک میرا اور بیوی کا تعلق
دونوں بڑے صاحب حیثیت ہیں نیکی کے نمائندے کی حیثیت سے ہمارے پاس کچھ
ہیں جنہیں استعمال کرتے ہوئے ہم اپنی ذرائع آمدنی میں جب چاہیں اضافہ کر سکتے
اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنے لباس کے اندر ہاتھ ڈالا اور سکوں سے بھری ہوئی
تھیلی نکال کر اس نے ملکا کی گود میں رکھ دی تھی۔ پھر وہ کہنے لگا۔

دیکھ بزرگ ملکا۔ سکوں سے بھری ہوئی یہ تھیلی اپنے پاس رکھو اور اپنے کام میں لاؤ
اس گھر کا نظم و نسق چلانے کے لئے خرچ کرو۔ اور سنو اس کے علاوہ بھی جب
تمہیں نقدی کی ضرورت پڑے تو بلا جھجک مجھ سے کہنا میں ہر سلسلے میں تمہاری
پوری کروں گا۔ اس سلسلے میں کبھی بخل سے کام مت لینا۔ اس لئے کہ میں تم
پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میں اور میری بیوی نیکی کے نمائندے کی حیثیت سے دونوں ہی
صاحب ثروت ہیں۔ ہم ہر سلسلے میں تمہاری ضروریات کے مطابق تمہیں نقدی فراہم
ہیں۔ لہٰذا جب کبھی بھی ضرورت ہو مجھ سے کوئی بھی چیز مانگنے میں ہچکچاہٹ محسوس
کرنا۔

یوناف کے ان الفاظ کے جواب میں ملکا نے پہلے اس تھیلی کو کھول کر دیکھا پھر اس
کر دیا۔ پھر بڑی عاجزی اور انکساری سے وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ
یوناف میرے محترم مہمان۔ میرے عزیز۔ تم نے اس سے پہلے جو آرگ اور میرے بھانجے
تقیم اور بھانجی بوران کی عزت بچائی ہے تمہارا وہ احسان ہی اس قابل ہے کہ جس کا میں

بوجھ نہیں اتار سکتا۔ اب یہ نقدی کی تھیلی دے کر تم نے مجھے بالکل ہی زیر بار کر دیا
میرے پاس الفاظ نہیں جنہیں استعمال کرتے ہوئے میں تمہارا شکریہ ادا کروں۔ اس
یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ ملکا تمہیں میرا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم میرے باپ کی
ہو۔ میں تمہارے بیٹے کی مانند ہوں۔ لہٰذا تمہیں شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔
جانو تمہارے اور تمہارے لواحقین کی خدمت کرنا میرے اور میری بیوی کیرش کے فرائ
میں شامل ہے۔ میرے خیال میں تمہارے یہاں کھانے پینے کی اشیاء وافر مقدار میں
ہوں گی۔ پہلے ہمیں کسی قریبی بستی کی طرف جانا چاہئے۔ وہاں سے کم از کم ایک
کھانے پینے کا سامان لا کر یہاں جمع کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ اگر سرما میں بارشوں کا
طویل ہو گیا تو پھر یہاں کھانے پینے کی اشیاء کی بھی قلت ہو سکتی ہے۔ اور میں نہیں
کہ ایسا ہو۔ اس پر گورکن ملکا کہنے لگا۔

دیکھ یوناف میرے بیٹے۔ میرے پاس ایک گدھا ہے۔ اسے میں بستی کی طرف
جاتا ہوں اور ضروریات کا سارا سامان اس پر لاد کر لے آتا ہوں۔ اس پر یہودی درو
آرگ بولا اور فکر مند لہجے میں گورکن کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

دیکھ ملکا تمہارا اکیلے کا بستی کی طرف جانا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ تم جانتے
اس قبرستان کے اطراف میں بے شمار بستیاں ہیں۔ ایک بستی یہاں سے دو فرلانگ
فاصلے پر ہو گی۔ اگر تم اکیلے سامان لینے اپنے گدھے کے ساتھ بستی کی طرف جا
جاتے ہوئے اور آتے ہوئے تمہارا سامنا اور ٹکراؤ سلیوک اور اوغار سے ہو سکتا
تم خیال کرتے ہو جنگل میں وہ تمہیں بچ نکلنے کا موقع فراہم کریں گے۔ کیا وہ تم
رات بھر کی اذیت اور تکلیف کا انتقام نہیں لیں گے۔ اگر انہیں خبر ہو گئی کہ تم سودا
لینے کے لئے اکیلے بستی کی دوکانوں کی طرف گئے ہو تو یاد رکھو وہ راستے میں تمہاری
روک کر کھڑے ہوں گے اور ہر صورت میں تمہارا خاتمہ کرکے رہیں گے۔ لہٰذا میں
تنبیہہ کرتا ہوں کہ کسی بھی صورت اکیلے قریبی بستی کی دوکانوں کی طرف مت جانا۔

یہودی درویش آرگ کے ان الفاظ سے گورکن ملکا کا رنگ خوف اور وحشت
ہلدی ہو کر رہ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر ہراساں کرنے والی موت کی پرچھائیاں رقص
لگی تھیں۔ تھوڑی دیر تک وہ دہشت زدہ سا خاموش اور چپ رہا۔ پھر وہ ہکلاتے
لہجے میں کہنے لگا۔ اگر یہ معاملہ ہے تو مجھے کیا کرنا چاہئے۔ اس پر یوناف گورکن
ڈھارس اور تسلی دیتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ ملکا تمہیں فکر مند اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں اور میری بیوی
تمہارے ساتھ بستی تک چلیں گے۔ یوناف کو یہاں تک کہتے ہوئے رک جانا پڑا۔
کہ یہودی درویش آرگ بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ یوناف میرے بیٹے میں تمہاری اس تجویز سے بھی اتفاق نہیں کرتا اگر تم اور
دونوں میاں بیوی ملکا کے ساتھ قریبی بستی میں سودا سلف لینے چلے گئے تو پیچھے میں
اور بوران رہ جائیں گے ایسی صورت میں اگر سلیوک اور اوغار ہم پر حملہ آور ہو گئے
تو وہ ہم تینوں کا خاتمہ کرکے چلے جائیں گے۔ اس پر یوناف بولا اور فیصلہ کن انداز
لگا۔

دیکھ آرگ میرے بزرگ پھر ایسا کرتے ہیں کہ سارے ہی قریبی بستی کی طرف سودا
لینے جاتے ہیں۔ اس طرح تفریح بھی ہو جائے گی اور ہم اپنی ضروریات کا سامان بھی
لے آئیں گے۔

سب نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ اس کے بعد یوناف نے گورکن ملکا کی
دیکھتے ہوئے کہا۔ دیکھ ملکا تم اپنے گدھے پر کاٹھی ڈالو اور جب کاٹھی ڈال چکو تو ہمیں
بتانا۔ اس کے بعد سب اکٹھے یہاں سے نکلتے ہیں۔ اس پر ملکا اٹھا اور خوشی خوشی وہ
سے باہر نکل گیا تھا۔

ملکا کو گئے ہوئے ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اس سمت جہاں گدھا باندھا جاتا تھا
چیخ بلند ہوئی۔ یہ چیخ یقیناً" ملکا کی تھی اور لگتا تھا کسی نے کند چھری سے ملکا کا
کے رکھ دیا ہو۔ یہ چیخ سن کر آرگ، تقیم اور بوران انتہائی خوفزدہ ہو گئے تھے۔
چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں۔ ان کے رنگ پیلے پڑ گئے تھے۔ اس موقع پر
بولا اور ان تینوں کو مخاطب کرکے کہنے لگا تم تینوں یہیں بیٹھو۔ میں اور کیرش دیکھتے
ملکا کے ساتھ کیا بیتی ہے۔ اس پر یوناف اور کیرش بھاگتے ہوئے کمرے سے نکلے۔ وہ
گئے جہاں گدھا باندھا جاتا تھا۔ انہوں نے دیکھا گدھا مرا پڑا تھا اور گدھے کے
ملکا پڑا تھا اور ملکا کا حلقوم کٹا ہوا تھا اور وہ بھی مر چکا تھا۔ یوناف اور کیرش دونوں
ابھی بڑی پریشانی اور حیرت زدہ سی حالت میں مرنے والے گدھے اور ملکا دونوں
لے ہی رہے تھے کہ جس کمرے سے وہ اٹھ کر بھاگے تھے اس میں بھی ہولناک
بلند ہونا شروع ہو گئیں تھیں۔ ملکا کے کٹے حلقوم کو بھولتے ہوئے یوناف اور کیرش
ہوئے جب اس کمرے میں آئے جس میں سے اٹھ کر وہ گئے تھے تو انہوں نے دیکھا
اس کمرے میں یہودی درویش آرگ تقیم اور بوران کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان

کے حلقوں کٹے ہوئے تھے۔ اور وہ ختم ہو چکے تھے۔

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی ابھی حالات کا جائزہ لینے ہی لگے تھے کہ ان
پشت پر کوئی نمودار ہوا اور دونوں کی گردنیں پکڑ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ یوناف اور کیرش
گردنیں پکڑنے والے کی طرف چونک کر دیکھا وہ کوئی خوب قد آور تھا۔ اس نے اپ
کو سیاہ رنگ کی عبا سے ڈھانپ رکھا تھا اور چہرے پر بھی اس نے اپنی عبا کے رنگ کا
ڈالا ہوا تھا۔ لہٰذا اس کا چہرہ دیکھا نہ جا سکتا تھا۔ یوناف اور کیرش نے بہت کوشش کی
اس کی گرفت سے اپنی گردنیں بچا سکیں لیکن وہ ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہوئے۔ اس
ان دونوں کی گردنیں پکڑنے والے نے رگوں میں خون خشک کر دینے والا ایک ہو
قہقہہ لگایا پھر وہ کہنے لگا۔

لگتا ہے ان علاقوں میں تم ہی نئی صورتحال کے ذمہ دار ہو۔ میرا خیال ہے
بہت قوت تم نے کہیں سے حاصل کر لی ہے۔ اور اس پر اتراتے ہوئے تم نطیاس کے
کو سر کرنے کے لئے چل پڑے ہو۔ یاد رکھو تم دونوں اگر سو بار بھی جنم لے کر نطیاس
محل میں اپنا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کرو تو اس سلسلے میں تم ہرگز کامیابی حاصل
سکو گے۔ اور سنو تم اپنی پوری قوت صرف کر لو لیکن میں تمہیں بتاؤں کہ تم دونوں
گرفت سے اپنی گردنیں نہیں چھڑا سکتے۔

اس اجنبی اور نا آشنا قوت کی گرفت میں یوناف بے چارے کی حالت
بحران' بے چارگی کے المیوں' موت کے کارواں اور حبس کے صید لمحوں جیسی ہو گئی
تھی۔ کیرش بے چاری کو اپنی ذات کی شاید فکر نہیں تھی اس لئے کہ وہ بڑی بے بسی
عالم میں یوناف کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جس کی گردن پر اس طاقت نے ایسی قوت او
ڈال رکھا تھا کہ یوناف کی کمر تک جھک کر رہ گئی تھی۔ یوناف کی حالت دیکھتے ہوئے دکھ
افسوس میں کیرش بے چاری ہجر کے ماتم لمحوں کی ناکامی' سلے لبوں کے نطق' راستے
سائے میں بھٹکتے دل کے وسوسوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر کیرش کے دیکھتے ہی دیکھتے
یوناف کی آنکھوں میں موت کے گہرے سمندر میں لمحوں کی یورش' کاسۂ زیست میں
آلود تیور اور وقت کی شوریدہ مانگ میں وحشتوں کے رقص جیسی کیفیت طاری ہو گئی
اس کے ساتھ ہی یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا۔ اپنی طاقت اور قوت میں
نے دس گنا اضافہ کیا پھر اس نے اپنے دائیں ہاتھ کی جو زور دار ضرب گردن پکڑنے وا
کے پیٹ میں لگائی تو اس کی گرفت یوناف اور کیرش کی گردن سے ختم ہو گئی اور انتہائی
بسی کے عالم میں کمرے کی ایک دیوار سے ٹکراتے ہوئے فرش پر گر گیا تھا۔

الف پھر پلٹا اور اسے قہر بھرے انداز میں مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ حرام خور'
والے گڈریے' بدنیتوں کی اولاد میں تو بجلیوں کے ضمیر' حوادث کے رقص اور
موت کی کراہ' سوگ کی آنچ اور زندان کی داستان الم بن کر نکل جانے والا
طرف دیوار سے ٹکرا کر فرش پر گرنے والا فوراً" ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ
اور انتہائی خونخوار اور غضیلی آواز میں وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا کیوں
کو آوازیں دیتے ہو۔ مجھے اس سے انکار نہیں کہ تمہارے پاس جو قوتیں ہیں'
مال کرتے ہوئے تم اپنا دفاع کر سکتے ہو پر اپنے دل کے ورق پر لکھ رکھو کہ میں تو
فاصلوں سے صبح ازل بن کر نکلنے والا طوفان ہوں۔ تیرہ اور سیاہ سرزمینوں میں
ن بن کر جل اٹھنے والا ہوں۔ اور موت کے تند ریلے سے وقت کے ہمراز کی
ی کر جانے کا فن بھی خوب جانتا ہوں۔ اس پر یوناف بھی دہکتی ہوئی آواز میں
لگا۔

حرام خور تو کوئی بھی ہے مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔ لیکن اگر تو یہ خیال
تو مجھے اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرے گا تو یہ تیری بھول اور غلط فہمی ہو گی۔
ہی ایک جھٹکے کے ساتھ یوناف نے اپنی تلوار نکالی۔ اس پر اس نے اپنا عمل
اس نے تلوار سے اپنے ارد گرد حصار بنا لیا تھا۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے کیرش
یوناف کے پیچھے کھڑے ہو گئی تھی۔ یہ سارا فعل کرنے کے بعد یوناف پھر
اور اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

کون ہے اور میرے ساتھیوں کو تو نے موت کے گھاٹ کیوں اتارا۔ اس پر اس
بھر کے لئے اپنے چہرے سے نقاب ہٹایا اور پھر دوبارہ اس نے اپنا نقاب چہرے
اسی لمحے کے اندر یوناف اور کیرش نے جب اس کی طرف دیکھا تو وہ دنگ رہ
انہوں نے دیکھا کہ وہ انسان نہیں تھا۔ اس کا چہرہ کسی ان دیکھے درندے جیسا
اوپر نیچے کے دو دو دانت انتہائی لمبے اور آخر میں کسی قدر بل کھائے اور جھکے
اور اس شکل و شباہت نے اسے اور زیادہ ہولناک بنا دیا تھا۔ اتنی دیر تک اس
آواز گونجی اور وہ یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

اب بھی تم میرا مقابلہ کرنے کا عزم رکھتے ہو یا میرے سامنے ہتھیار ڈالتے ہو۔
اگر تم دونوں نے میرا کہا نہ مانا تو تم دونوں کو میں لمحوں کے اندر موت سے بغلگیر
تم دونوں کے لئے میرا حکم یہ ہے کہ فی الفور بلکہ ابھی اور اسی وقت یہاں سے
ورنہ یاد رکھو میں تم دونوں کو یہاں کھڑے کھڑے جلا کر راکھ کر دوں گا۔ اس پر

یوناف جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا۔ کہ اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر
ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ یوناف تیرے سامنے اس وقت نطیاس کی روح کھڑی ہے۔ مجھے افسوس
یہ تمہارے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتارنے میں کامیاب ہو گیا۔ دراصل میں
اور اوغار پر نگاہ رکھے ہوئے تھی۔ یہ نہ جانے کہاں سے ٹپکا۔ اور تمہارے ساتھیوں
آور ہو کر ان کا خاتمہ کر دیا۔ میں اس حادثے پر بڑی سخت پریشان اور پشیمان ہوں
یوناف بولا اور دھیمی آواز میں کہنے لگا کوئی بات نہیں۔ اس میں تمہارا کیا قصور
سے نپٹتا ہوں۔ ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔ دیکھ یوناف۔ اس کے سامنے جھکنا
ضرورت پڑی تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ہم تینوں مل کر اسے بھاگ جانے پر مجبور
گے۔ ابلیکا کی اس گفتگو سے یوناف اور کیرش کے حوصلے اور بلند ہو گئے تھے۔
بولا اور نطیاس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میں جانتا ہوں کہ تو ذلت اور رسوائی کا مارا ہوا نطیاس ہے۔ میں جانتا ہوں
تو زندہ تھا تو تیرے پاس بے شمار علوم تھے۔ اور تو نے بابل کے ہاروت اور ماروت
بہت کچھ حاصل کیا تھا۔ مرنے کے بعد اب تیری روح سکون کی تلاش میں ہے لیکن
جیسوں کو سکون میسر نہیں۔ یہ جو کھیل تم نے کھیل رکھا ہے سن رکھو زیادہ
نہیں رہے گا۔ ایک وقت ایسا آئے گا کہ میں تیری راہ میں ایسی دیوار بنوں گا کہ
نہ تو گزر سکے گا اور نہ اسے پھلانگ کر کسی دوسری سمت کو جا سکے گا۔ اس روز
زندان میں بند اس لومڑی سے بدتر ہو گی جو چند لمحوں کی مہمان ہو کر رہ گئی ہو گی۔

یوناف کی اس گفتگو پر نطیاس نے حیرت زدہ اور پشیمانی کے سے انداز
تمہیں کیسے خبر ہوئی کہ نطیاس کی روح ہوں اور یہ کہ میں نے ہاروت اور ماروت
سے علوم حاصل کئے۔ اس پر یوناف نے ایک قہقہہ بلند کیا پھر کہنے لگا دیکھ نطیاس
میں نیکی کا ایک نمائندہ ہوں۔ اور نیکی کے نمائندے کی حیثیت سے میں تم جیسے
خوب پہچانتا ہوں۔ تم ہم دونوں کو ابھی اور اسی وقت بھاگنے کی دھمکی دیتا ہے۔
اس دھمکی کے جواب میں' میں یہاں سے جانے پر انکار کرتا ہوں اور تجھے چیلنج
تجھے جو کچھ کرنا ہے کر دیکھ۔ اور میری تمہارے لئے یہ بھی پیش گوئی ہے کہ انجام
مغلوب ہو گے۔ اور انجام بھی تمہارا ہی برا ہو گا۔

یوناف کے اس چیلنج کے جواب میں نطیاس حرکت میں آیا۔ اپنے چہرے
نے نقاب ہٹایا۔ نقاب کا ہٹنا تھا کہ اس کے منہ سے اس قدر آگ نکلی جیسے ہزاروں

آگ سے بھری ہوئی بھٹیوں کے منہ کھول دیے گئے ہوں۔ وہ آگ بڑی تیزی اور
ری سے یوناف کی طرف لپکی تھی۔ لیکن حصار کے قریب آ کر آگ رک گئی تھی۔
یوناف نے اپنے سامنے اپنی تلوار نکالی جس پر اس نے عمل کر رکھا تھا۔ نطیاس نے
ش کی کہ اپنے منہ سے نکلتی ہوئی آگ سے یوناف اور کیرش کا خاتمہ کر دے لیکن
رنے میں ناکام رہا۔ تھوڑی دیر تک وہ یوناف اور کیرش پر آگ پھینکتا رہا۔ لیکن
آگ کے قریب کھینچے ہوئے حصار کے قریب آ کر رک گئی تھی۔ پھر یوناف اپنی سرخی
حرکت میں لایا۔ اس کا ایسا کرنا تھا کہ اس کی تلوار سے ایسی چمک اور ایسی تیز
کلیں جو نطیاس پر گریں۔ نطیاس کے منہ سے لمحہ بھر کے لئے ایک چیخ نکلی۔ اس
وہاں نطیاس تھا اور نہ کوئی اس کا اتا پتہ۔ وہ ہوا میں تحلیل ہوتے ہوئے وہاں
ہو گیا تھا۔

طیاس کے اس طرح ہوا میں تحلیل ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد یوناف اور کیرش
اور دم بخود سے کھڑے رہے۔ پھر کیرش بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔
بڑی ہولناک شکل تھی نطیاس کی۔ میں نے ایسی بھیانک اور پر ہیبت شکل
تک نہیں دیکھی۔ جس وقت اس نے ہم دونوں کی گردنیں پکڑی تھیں اس وقت
ہو گیا تھا کہ یہ ضرور کوئی مافوق الفطرت قوت ہے جس نے ہم دونوں کو بیک
سامنے بے بس کر دیا ہے۔ لیکن جب آپ نے اس پر ضرب لگائی اور وہ دیوار پر
اب مجھے کچھ حوصلہ ہوا کہ ہم میاں بیوی ضرور اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اس پر
ہلکی مسکراہٹ میں کہنے لگا۔

س وقت نطیاس نے مجھے بے بس کرنے کی کوشش کی اس وقت میں نے اپنی قوت
کا اضافہ کیا۔ پھر جو میں نے اس کے پیٹ میں ضرب لگائی تو ہماری گردنوں سے
پھوٹ گئی۔ اور دیوار سے ٹکراتا ہوا زمین پر جا گرا تھا۔

یوناف کے خاموش ہونے کے بعد کیرش بولی اور کہنے لگی۔ یہ یہودی درویش آرگ'
اور بوران کے مرنے کے بعد ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ دیکھ
پہلے دونوں میاں بیوی مل کر ان کو دفن کرتے ہیں۔ اس کے بعد ہم دونوں میاں
قبرستان کے گور کن کی حیثیت سے کام کریں گے۔ اور یہیں ٹھہریں گے۔ یہیں
کے بعد ہم گاہے گاہے وقفے وقفے سے نطیاس' سلیوک اور اوغار پر ضرب لگانے
ل کریں گے۔ اور مجھے امید ہے کہ ایک نہ ایک روز ہم ان پر قابو پانے میں ضرور
ہو جائیں گے۔ دیکھ کیرش ہو سکتا ہے کہ ہمیں کافی عرصہ گور کن کی حیثیت سے

یہاں قیام کرنا پڑے۔ لہٰذا تم پریشان مت ہونا۔ اس پر کیرش چاہتوں اور محبتوں کا
کرتے ہوئے کہنے لگی۔

آپ کیسی گفتگو کر رہے ہیں۔ جہاں آپ ہوں وہ زندان ہی کی زندگی کیوں
اپنی ساری زندگی وہاں بخوشی گزار سکتی ہوں۔ کیرش کی اس گفتگو سے یوناف
گیا تھا۔ پھر ان دونوں نے مل کر ملکا، آرگ، تقیم اور بوران کو دفن کر دیا۔ اس
دونوں میاں بیوی نے گورکن کی حیثیت سے اس قبرستان میں قیام کرتے ہوئے
شروع کر دیا تھا۔

ایک صبح ہی صبح کھانا کھانے کے بعد جب کہ یوناف اور کیرش اکٹھے بیٹھے
یوناف، کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ کیرش میرا جی چاہتا ہے کہ آج نطیاس کی
رخ کریں۔ اور دیکھیں سلیوک اور اوغار دونوں کس حال میں ہیں۔ جب سے
آئے ہیں ہم نے ابھی تک کھل کر ان کے سامنے اپنی طاقت اور قوت کا اظہار
آج میں چاہتا ہوں کہ انہیں بتاؤں کہ اگر وہ مافوق الفطرت انداز میں دوسرے لوگوں
ہوسکتے ہیں تو ہم دونوں میاں بیوی بھی ان کے خلاف ایسا ہی کرسکتے ہیں۔ اس پر کیرش
اور کہنے لگی۔ میں تو ہر حال میں آپ کے ساتھ ہوں۔ جیسا آپ چاہتے ہیں ویسا ہی
گے۔

اس پر یوناف اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا اگر یہ بات ہے تو پھر آؤ چلیں۔ کیرش
جگہ سے اٹھتی ہوئی بولی کیا ان دونوں نیولوں کو بھی اپنے ساتھ نہ لے چلیں۔ جنہیں
اپنے ساتھ مانوس کر رکھا ہے۔ یوناف نے بڑی مسحور کن آنکھوں سے کیرش کی
دیکھتے ہوئے بڑی نرم آواز میں کہا اچھا ہوا کیرش تم نے یاد دلا دیا۔ ان دونوں
ساتھ جانا از حد ضروری ہے۔ اگر ہمارا ان کے ساتھ ٹکراؤ ہوتا ہے اور وہ سانپ
صورت اختیار کرتے ہیں تو اس صورت میں میں ان نیولوں کی جسامت اور قوت
گنا اضافہ کر کے ان کے سامنے لا کھڑا کروں گا۔ ایسی صورت میں میرے خیال میں
سانپ کی شکل و صورت فراموش کر کے انسانی شکل و صورت میں دوبارہ ہمارے
آ کھڑے ہوں گے۔ کیرش آؤ اب یہاں سے چلیں۔ اس کے ساتھ ہی دونوں میاں
نے ایک ایک نیولا اٹھا لیا۔ اس کے بعد وہ دونوں قبرستان سے نکل کر نطیاس کے
طرف روانہ ہوئے تھے۔

یوناف اور کیرش جب دونوں نطیاس کے محل میں داخل ہوئے تو محل میں
ہونے کے بعد جو پہلا کمرہ آتا تھا اسی میں سلیوک اور اوغار بیٹھے انہیں دکھائی دیے

میں داخل ہوئے سلیوک اور اوغار دونوں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر
اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ ہمارے چند لمحوں کے مہمان اس روز
رات کو ہمارے یہاں سے کچھ کھائے پیئے بغیر ہی چلے گئے۔ اس وقت ہماری
مجبوری تھی اس لئے کہ اس رات ہمارے پاس کھانے پینے کو کچھ نہ تھا۔ لیکن تم
تھا کہ تم اگلے روز پھر آؤ گے لیکن تم نے ایسا نہیں کیا۔ ہم دونوں میاں بیوی
کا بڑا انتظار کیا۔ بہرحال میں تم دونوں کا بڑا شکرگزار اور ممنون ہوں کہ تم اپنا
کرتے ہوئے پھر ہماری طرف آئے ہو چاہے یہ وعدہ تم نے دیر سے ہی پورا کیا
ساتھ ہی سلیوک نے اپنے سامنے خالی نشستوں کی طرف اشارہ کیا اور ان
کے لئے کہا۔ جواب میں دونوں وہاں بیٹھ گئے۔
اور کیرش نے اندازہ لگایا کہ سلیوک ان سے ایسی گفتگو کر رہا تھا جیسے نہ
اوغار کو ان دونوں سے متعلق کوئی شبہ ہو نہ وہ یہ خیال کرتے ہوں کہ یوناف
کے راز کو جانتے ہیں۔ یوناف اور کیرش جب اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تب اس بار
اور پوچھنے لگی تم دونوں میاں بیوی کیا کھاؤ گے۔ میں اس وقت تمہاری میزبانی کے
کروں۔ دراصل میں چاہتی ہوں کہ تم ہمارے یہاں آتے جاتے رہو۔ ہم اس
اکیلے ہیں لہٰذا ہم چاہیں گے کہ تم میاں بیوی سرائے سے اٹھ کر ہمارے
قیام کر لو۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ ہم دونوں میاں بیوی تو کسی اور
کے تحت تمہاری طرف آئے ہیں۔
اس بات کا جواب اوغار دینے ہی والی تھی کہ اچانک سلیوک کی نگاہ یوناف
گود میں رکھے نیولوں پر پڑی۔ جس پر وہ کسی قدر پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے
تم دونوں میاں بیوی نے اپنی گود میں نیولے کیوں بٹھا رکھے ہیں۔ میں سمجھتا
دونوں کو یہاں آئے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ اور تم نے ان دونوں
طرح کیسے اپنے ساتھ مانوس کر لیا ہے۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ دیکھ اوغار ہمارا
کی طرف آنے کا مقصد یہ ہے کہ تم دونوں میاں بیوی یہ محل خالی کر دو اس
یہاں قیام کر کے نہ صرف یہ کہ بنی نوع انسان کو ایک اذیت اور کرب میں
بلکہ تم ان سے اپنے لئے قربانی مانگتے ہو۔ لوگ تم سے ہراساں ہیں اور
وہ شرک میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ جب کہ میں اور میری بیوی دونوں مل کر
شرک سے نجات دلانا چاہتے ہیں۔ جو تم دونوں میاں بیوی اور تمہارے استاد
ان سرزمینوں میں پھیلا ہوا ہے۔

یوناف کے یہ الفاظ سن کر سلیوک اور اوغار کی حالت فضاؤں میں تازگی کی بے چینی، بنجر زمینوں میں دلدل بنتے جوہڑوں، حسد کے نگار خانوں میں وقت کی کرچیوں اور سیال لمحوں کی حدت میں کثرت آلام جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ پر جلد ہی اور اوغار نے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی زخم خوردہ فطرت اور کے کرب کو کسی حد تک چھپا لیا۔ پھر سلیوک بولا اور وہ شعلوں کے لرزاں انداز فکر کی سی تندی میں یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

اگر ہم دونوں میاں بیوی اس محل سے جانے پر رضا مند نہ ہوں اور انکار تمہارا کیا رد عمل ہو گا۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا کہ یہ محل ہمارے استاد نطیاس نطیاس مر چکا ہے لیکن چونکہ ہم دونوں اس کے شاگرد ہیں لہٰذا اس محل پر ہم زیادہ حق کسی کا نہیں بنتا۔ جب ہم اس محل کے حقدار ہیں تو پھر دنیا کی کوئی طاقت یہاں سے نکال نہیں سکتی۔ اس پر یوناف بھی تند لمحوں کی سفاکی اور طلسم کی انداز میں بولا اور ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو سلیوک اور اوغار میں تم دونوں کو بدی کے گماشتوں سے بھی بدتر ہوں۔ اگر تم دونوں نے ہمارے کہنے پر اس محل کو خالی نہ کیا اور جو تم نے خونی رچا رکھا ہے اسے بند نہ کیا تو یاد رکھنا میں اور میری بیوی کیرش دونوں مل کر کے شعلوں کے لرزاں رنگوں کو دھو دیں گے۔ تمہاری حصار ذات کے حجروں گے۔ تمہارے لہو کی تازہ چمک ماند کر دیں گے۔ اور تمہاری مسرتوں کی آس درماندہ احساس میں بدل کر رکھ دیں گے۔ سنو اگر تم اپنی ضد، اپنی ہٹ دھرمی تو ہم دونوں تمہارے کاسہ زیست کو بے ثمر دعاؤں سے بھر دیں گے۔ مت خیال علاقوں کے اندر تم لوگوں نے اپنے گھناؤنے کردار کی وجہ سے ایک خوف اور رکھا ہے۔ ہم دونوں میاں بیوی بے خوفی کے اسم کی طرح تمہارے خلاف حرکت گے۔ اور تمہارے خیالوں کی تجسیم اور تمہاری زندگی کے سبھی موسموں کو خون کر کے رکھ دیں گے۔

یوناف کے ان الفاظ سے ایک بار پھر سلیوک اور اوغار کی حالت بے لباس مظالم کی روداد عذاب لمحوں اور خطاؤں کی کہانیوں جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کھل کر بولا اور الجھے تنفس کی حدت اور تیرگی کے فسوں کی غضبناکی میں وہ یوناف کر کے بولا۔ دیکھ بے بس و لاچار اجنبی جو الفاظ تم نے کہے ہیں کیا تم میں اتنی جرات ہے کہ اپنے کہے ہوئے الفاظ کو عملی جامہ بھی پہنا سکو۔ اس پر یوناف

اور انتہائی غضبناکی اور خونخواری میں کہنے لگا۔ دیکھ سلیوک مجھے اپنے سامنے لاچار مہمان مت سمجھ۔ اگر تو چاہے تو میں ابھی اور اسی وقت تم دونوں کو اس محل سے جانے پر مجبور کر سکتا ہوں۔ اس پر سلیوک اور اوغار دونوں انتہائی خوفناک اور کی طرح اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے تھے پھر اس بار اوغار بولی اور انتہائی اور ڈس لینے والے انداز میں وہ یوناف اور کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف تم اپنی حدود سے بڑھ کر ہمارے ساتھ گفتگو کر رہے ہو۔ تم نے ابھی طاقت، ہماری قوت اور ہمارے ما فوق الفطرت ہونے کا اندازہ ہی نہیں لگایا۔ یاد کھڑے ہو۔ ہماری اجازت کے بغیر تم اس محل سے باہر بھی نہیں نکل سکتے۔ دونوں نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو جس طرح بھوکا درندہ اپنے شکار کو چیر پھاڑ ہی ہم دونوں میاں بیوی بھی تمارے جسموں کو چیر پھاڑ کر تمہاری تکہ بوٹی کر گے۔ اس بار یوناف کے بجائے کیرش بولی اور اوغار کو مخاطب کر کے کہنے

تو بکتی ہے۔ تیری یہ ہمت اور جرات کہ ایسے انداز میں میرے شوہر کو دیکھو ہم دونوں میاں بیوی تمہارے سامنے کھڑے ہیں۔ تم دونوں نے جو اپنی طاقت اور قوت کا مظاہرہ کرنا ہے وہ کر دیکھو۔ اس کے بعد ہمارا رد عمل ہم دونوں میاں بیوی کیسے طوفانی اور مافوق الفطرت انداز میں تمہارے خلاف ہیں۔

یہ گفتگو سن کر سلیوک اور اوغار دونوں کی آنکھیں انگاروں کی طرح سرخ دونوں نے معنی خیز انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ پھر پلک جھپکتے ہی ہیئت بدل لی تھی۔ پھر یوناف اور کیرش کے سامنے سلیوک اور اوغار کے بڑے بڑے سیاہ اور خونخوار سانپ کھڑے تھے جو بری طرح پھنکارتے ہوئے بائیں آگے پیچھے لہرا رہے تھے۔ جس کی وجہ سے کمرے کا ماحول انتہائی رہ گیا تھا۔ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے یوناف اور کیرش فوراً انہوں نے جو نیولے اٹھا رکھے تھے۔ ان پر انہوں نے فوراً اپنا سری عمل طاقت میں بھی دس گنا اضافہ کر دیا اور انہیں زمین پر رکھنے کے بعد ان کی انہوں نے دس گنا اضافہ کیا تو نیولے دونوں سانپوں کی طرف دیکھتے ہوئے درندوں کی طرح غرانے لگے تھے۔

کے لئے وہ دونوں خونخوار سانپ ٹھٹکے تھے لیکن جلد ہی وہ پھر اپنی پہلی حالت

پر آ گئے اس کے بعد دوسرے ہی لمحے دونوں سانپوں کی آنکھوں سے ایسی تیز
روشنی نکل کر نیولوں پر پڑی کہ نیولے جہاں کھڑے تھے وہیں بھسم ہو کر راکھ ہو
یہ صورتحال دیکھتے ہوئے یوناف نے فوراً" اپنی تلوار بے نیام کی۔ اس پر اپنا
اور اپنے اور کیرش کے گرد اس نے حصار کھینچ لیا تھا۔ پھر تلوار نیام میں ڈا
یوناف نے اپنا خنجر نکال لیا تھا۔ کیرش نے بھی اپنا خنجر نکال کر اپنے دائیں ہاتھ
میں لے لیا۔ اس کے بعد دونوں میاں بیوی نے ان خنجروں پر اپنا عمل کر کے
خنجروں کو اپنے سامنے رکھ لیا تھا۔

دونوں بڑی بڑی جسامت والے نیولوں کا خاتمہ کرنے کے بعد وہ سانپ
اور کیرش کی طرف متوجہ ہوئے اور جیسی جھلسا دینے والی روشنی انہوں نے
تھی ویسی ہی انہوں نے یوناف اور کیرش پر بھی پھینکی تھی۔ لیکن دونوں سانپ
پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کچھ پیچھے ہٹ گئے تھے۔ اس لئے کہ ان کی آنکھ
والی روشنی ساری یوناف اور کیرش کے خنجر پر آ کے جمع ہوئی تھی اور پھر وا
ہوتی ہوئی واپس دونوں سانپوں کی طرف گئی تھی۔ اس منعکس ہونے والی رو
کے لئے دونوں سانپ پہلے پیچھے ہٹے پھر انہوں نے اپنی آنکھوں سے نکلنے والی
سمیٹتے ہوئے فوراً" ختم کر دیا تھا۔

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے یوناف اور کیرش نے پھر ایک دوسرے
ہوئے نگاہوں ہی نگاہوں میں دونوں میاں بیوی نے کوئی فیصلہ کیا۔ پھر انہوں
کے ساتھ اپنی تلواریں بے نیام کر لی تھیں تاہم جو خنجر انہوں نے پکڑ ر
بائیں ہاتھ میں لیتے ہوئے اپنے سامنے ہی رکھے۔ اس کے بعد اپنی تلوار
دونوں میاں بیوی حصار سے باہر نکل کر ان سانپوں کی طرف بڑھے تھے۔ یو
اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر وہ دونوں سانپ کسی قدر خوفزدہ ہوئے پھر اپنی سری
میں لاتے ہوئے سلیوک اور اوغار نے سانپوں کا روپ ترک کرتے ہوئے انسا
اس کے بعد وہ پلک جھپکنے میں پھر یوناف اور کیرش کے سامنے سے غائب ہو گ
سلیوک ور اوغار کے اس طرح اچانک غائب ہو جانے کے تھوڑی
نے یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر ابلیکا کی کسی قدر گھبرائی ہوئی اور فکرمند
دی۔ وہ کہہ رہی تھی۔

دیکھ یوناف تم اور کیرش دونوں سنبھل جاؤ۔ سلیوک اور اوغار تم
آور ہونے والے ہیں۔ وہ دوسرے کمرے میں جا کر بڑے بڑے اور انتہائی

گادڑوں کا روپ دھار چکے ہیں۔ اور ابھی تھوڑی دیر میں وہ اڑتے ہوئے دوسرے
سے نمودار ہوں گے۔ اور تم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہوں گے لہٰذا ان کا
کرنے کے لئے تم دونوں میاں بیوی پہلے سے تیار ہو جاؤ۔ یوناف نے ابلیکا کا شکریہ
اس کے ساتھ ابلیکا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔ پھر سلیوک اور اوغار کا
کرنے کے لئے یوناف نے اپنی تلوار بغل میں دے لی اور اپنے دائیں ہاتھ کو جس کے
اس نے قدیم ساحر الحوتب کے طلسم کو جذب کر رکھا تھا وہ ہاتھ اس نے فضا میں بلند
الحوتب کے طلسم کو وہ حرکت میں لایا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد سلیوک اور اوغار دونوں دو خوفناک چمگادڑوں کی شکل میں
کمرے سے نمودار ہوئے اپنے پروں سے انتہائی خوفناک پھڑپھڑاہٹ پیدا کرتے
کیرش اور یوناف کی طرف بڑھے اور اس لمحہ ان کے منہ سے آگ کے شعلے لپک
اسی موقع پر یوناف الحوتب کے طلسم کو ان کے خلاف حرکت میں لایا جونہی فضا
اڑتے ہوئے سلیوک اور اوغار چمگادڑوں کے روپ میں ذرا قریب آئے یوناف کی
لوہے اور چٹانوں تک کو پاش پاش کر دینے والی روشنی نمودار ہوئی جونہی وہ روشنی
چمگادڑوں پر پڑی۔ عمارت کے اندر ہولناک اور دہلا دینے والی چیخیں بلند ہوئیں اور
چمگادڑیں فضاؤں کے اندر ہی دھوئیں کی طرح تحلیل ہو کر نگاہوں سے اوجھل ہو

تھوڑی ہی دیر بعد ابلیکا نے پھر یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر ابلیکا بولی اور کہنے لگی
میرے حبیب لگتا ہے سلیوک اور اوغار تم سے شکست تسلیم کرنے کے بعد یہاں
گئے ہیں۔ اور اب وہ کسی اور سمت یا کسی اور ہیئت میں تم پر حملہ آور ہونے کا
ارادہ نہیں رکھتے۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی پھر علیحدہ ہو گئی تھی۔
علیحدہ ہوتے ہی یوناف بلند آواز میں چلاتے ہوئے کہنے لگا۔

سنو طیاس اگر تم سلیوک اور اوغار کے ساتھ یہیں کہیں ہو تو مجھے غور سے سنو میں
تم تینوں تعمیر کے گلدانوں میں خار، کھلیانوں میں قحط کا ڈھیر، نشیمن میں بجلیاں اور
کی بہاروں میں خزاں کی سنسان رت ہو۔ سنو گناہ آلود ہیولو۔ تم تینوں تقدیر کے
میں تفکرات کے اندھے اوبال، بدبختی کا گھمبیر طلسم، سیاہ رات کے پھیلاؤں میں
کے ٹیڑھے نقوش اور وقت کی غالب تہذیب میں سیاہ انقلاب کے اسباب و علل

سنو انسانی خون کے پروردو۔ میرے سامنے آؤ میرے مقابل آ کے کھڑے ہو میں تم

تینوں کو ایک ساتھ مقابلہ کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ پھر دیکھو میں کیسے تمہارے
نہاں خانوں میں درد و الم کی آگ، چتا کی سلگتی آتش، تمہاری خونی انگڑائیوں میں
تلخیاں بھر کر رکھتا ہوں۔ سنو گناہوں کے سیاہ ہیولو۔ میرا مقابلہ کرو پھر دیکھو کہ
تمہارے گرود اور لوبھ میں نفرت کے طوفان اور عداوتوں کے رتیلے جھکڑ بھرتا ہوں
میں تمہاری یادوں کے پرانے گنبدوں میں اضطرابوں کے بھنور اور جلتے صحراؤں
کھڑے کرتا ہوں۔ ضمیر آدم پر ضرب لگانے والو! اگر تم ہمت و جرات رکھتے ہو تو
سے مقابلہ کرنے کے لئے اس عمارت میں میرے سامنے آکر کھڑے ہو۔

کافی دیر تک یوناف پکار پکار کر نظیاس، سلیوک اور اوغار کو مقابلہ کی دعوت
لیکن نا ہی اس کی پکار کا کوئی جواب دیا گیا اور نہ ہی نظیاس، سلیوک یا اوغار میں
اس کا مقابلہ کرنے کے لئے اس کے سامنے آیا۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے یوناف
دونوں میاں بیوی کوہستانی سلسلہ کے اوپر بنے ہوئے نظیاس کے اس محل
تھے۔ اب یوناف اور کیرش نے مستقل طور پر قبرستان میں قیام کر لیا تھا اور وہ
سے وہ نظیاس، سلیوک اور اوغار کے خلاف حرکت میں آنے لگے تھے۔

○

ایران میں اردشیر کی وفات کے بعد شاہ پور اعظم کا بیٹا شاہ پور سوئم کے
تخت نشین ہوا تھا۔ دوسری طرف رومن شہنشاہ وانسٹینین بھی مر گیا اور اس کی
شخص ٹیوڈوس کو رومنوں نے اپنا شہنشاہ بنا لیا تھا۔

شاہ پور سوئم نے حکومت سنبھالتے ہی آرمینیا کے امور کی طرف توجہ
میں جب آرمینیا کا حکمران مینول فوت ہوا تو آرمینیا میں افراتفری کا عالم بپا
لئے افراتفری کے عالم میں آرمینیا کے لوگ دو گروہوں میں بٹ گئے۔ ایک گروہ
حامی تھا اور دوسرا گروہ ایرانیوں کا طرفدار تھا۔ پس دونوں ہی گروہوں نے دوسرے
سامنے زیر اور مغلوب کرنے کے لئے تگ و دو اور جدوجہد شروع کر دی تھی۔
رومنوں کا طرفدار تھا اس نے ایرانی حما-تیوں کے خلاف رومنوں سے مدد طلب
گروہ جو ایرانیوں کا طرفدار تھا انہوں نے رومنوں کے حمایتی گروہ کے خلاف
بادشاہ شاہ پور سوئم سے مدد طلب کر لی تھی۔

رومن ان دنوں اس حالت میں نہیں تھے کہ آرمینیا میں اپنے حمایتی گروہ
مدد کر سکیں اس لئے کہ شمال کی طرف سے ہن قبائل نے حملہ آور ہو کر ایذا

اور رومنوں کو شکست دی تھی اس سے رومنوں کی عسکری حیثیت پر سخت ضرب لگی
اور رومن اب اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتے تھے کہ ایرانیوں سے جنگ کریں۔
خیال کرتے تھے کہ اگر انہوں نے آرمینیا کے امور میں دخل اندازی کرنے کی
کی تو ایرانی حکومت اٹھ کھڑی ہو گی۔ اس طرح رومنوں اور ایرانیوں کے درمیان
جانے کا خطرہ تھا۔ لہٰذا رومن چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح ایرانیوں سے صلح ہو
دوسری طرف جنگ کے معاملہ میں ایران کا نیا بادشاہ شاہ پور بھی کمزور ثابت ہوا
وہ بھی کوئی جارحانہ قدم رومنوں کے خلاف نہیں اٹھانا چاہتا تھا۔ اس لئے دونوں
مصالحت پر آمادہ ہو گئیں۔ اور ۳۸۴ میں ایک معاہدہ ہو گیا جس کی رو سے آرمینیا
میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔

اس تقسیم کے نتیجہ میں مشرقی آرمینیا ایرانیوں کے تسلط میں آ گیا اور مغربی آرمینیا
کا اقتدار تسلیم کر لیا گیا۔ آرمینیا کے دونوں حصوں کے حکمران اگرچہ قدیم
تھے لیکن آرمینیا کی خود مختار حیثیت ختم ہو گئی۔ شاہ پور سوئم زیادہ عرصہ
اور مختصر سی حکومت کر کے اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

○

پور کے فوت ہونے پر اس کا بھائی بہرام رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ بہرام تخت نشینی
کرمان کا حکمران رہ چکا تھا اس لئے لوگ اسے کرمان شاہ کے نام سے بھی

یا کی تقسیم کے بعد ایک شخص خسرو کو مشرقی آرمینیا کا حکمران مقرر کیا گیا اور
حصہ ایران کے تحت تھا۔ اب رومنوں نے یہ کیا کہ خسرو پر ڈورے ڈالنے
اصل میں رومن چاہتے تھے کہ ایرانی آرمینیا کو بھی رومن تسلط میں لایا
مقصد کے لئے رومن شہنشاہ ٹیوڈوس نے طرح طرح کے لالچ مشرقی آرمینیا
خسرو کو دیئے۔ جس کے نتیجہ میں مشرقی آرمینیا کے حکمران خسرو نے ایرانی
اتار پھینکا اور رومنوں کی حمایت کا اعلان کر دیا۔

ایران کے بادشاہ بہرام چہارم کو جب خسرو کی اس حرکت کا علم ہوا تو وہ سخت
ہوا اور آرمینیا پر فوج کشی کا ارادہ اس نے کر لیا۔ آرمینیا کے حکمران خسرو نے
کچھ رومن شہنشاہ ٹیوڈوس کے کہنے پر کیا تھا اس لئے اسے امید تھی کہ اگر
شہنشاہ بہرام نے آرمینیا پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو قیصر روم ٹیوڈوس

ضرور اس موقع پر اس کی مدد کرے گا۔ لیکن ایسا نہ ہوا اس لئے کہ ٹیوڈوس
کہ ایرانیوں کے خلاف جنگ کی ابتداء کرے وہ ڈرتا تھا کہ کہیں اس کی بھی حالت
ہو جیسی رومنوں کی حالت شاہ پور اعظم کے دور میں ہوئی تھی۔ لہذا جب ایرانی
اپنا لشکر لے کر آرمینیا میں داخل ہوا تو رومن شہنشاہ ٹیوڈوس بالکل غیر جانبدار
نے نہ صرف یہ کہ خسرو کی مدد کرنے سے انکار کر دیا بلکہ مغربی آرمینیا جو رومنوں
میں تھا اس کی حفاظت کا بھی رومن شہنشاہ ٹیوڈوس نے کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں

جب رومن شہنشاہ ٹیوڈوس غیر جانبدار رہا اور مغربی آرمینیا کی بھی اس
نہ کی اور نہ ہی اس سلسلہ میں اس نے کوئی مشرقی آرمینیا کے حکمران خسرو کو
تب ایرانی شہنشاہ بہرام کے حوصلے مزید بلند ہوئے۔ اپنا لشکر لے کر بہرام آر
آور ہوا۔ بہرام کا مقابلہ کرنے کے لئے مغربی اور مشرقی آرمینیا کے حکمران دونوں
ہو کر ایک لشکر تیار کیا اور ایران کے شہنشاہ بہرام کے مقابلہ پر آئے۔
سرزمینوں میں ایران کے شہنشاہ بہرام اور آرمینیا کے دونوں حکمرانوں کے درمیان
جنگ ہوئی۔ جنگ کے شروع میں ہی ایرانی شہنشاہ بہرام وقت کی سراسیمگی
دھند کے سایوں' ویرانیوں کے طالب صحرا اور لہو کے طوفان اٹھاتی لہروں کی طرح
کے دونوں حصوں کے حکمرانوں پر حملہ آور ہوا اور اپنے پہلے ہی حملہ میں بہرام
کے دونوں حصوں کو بدترین شکست دی اور اپنے سامنے سے مار بھگایا۔

اس جنگ میں نہ صرف یہ کہ آرمینیا کے دونوں حکمرانوں کو ذلت آمیز
بلکہ ایرانی شہنشاہ بہرام نے مشرقی آرمینیا کے حکمران خسرو کو زندہ گرفتار کر لیا
مشرقی آرمینیا کا حکمران تھا اور مشرقی آرمینیا براہ راست ایران کے تحت تھا۔
چونکہ ایرانیوں سے جنگ کر کے ایک طرح سے غداری کا ثبوت دیا تھا لہذا
کر کے بہرام نے اس قلعہ فراموشی(۱) میں اسیر کر دیا اور مشرقی آرمینیا میں
اس کے بھائی ورم شاہ پور کو حکمران مقرر کر دیا۔

بہرام بھی کچھ زیادہ عرصہ حکومت نہ کر سکا اس کے متعلق تاریخ میں
معلومات میسر نہیں ہیں لیکن مورخین بتاتے ہیں کہ یہ تھوڑا ہی عرصہ حکومت
کہ اس کے لشکر میں بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی جس کے نتیجہ میں بہرام مارا گیا
زمانے میں رومن سلطنت میں غیر معمولی تبدیلی رونما ہوئی اور وہ یہ کہ قیصر روم
رومن سلطنت کے دو حصے کر دیئے۔ مشرقی سلطنت کا نام بیزنطین رکھا گیا اور
قسطنطنیہ کو اس کا پایہ تخت بنایا گیا۔ مغربی روم کا پایہ تخت البتہ روم ہی رہا۔

روم ایک طرح سے ایران کی ساسانی مملکت کا ہمسایہ بن گیا تھا۔
بہرام کے بعد یزدگرد ایران کا شہنشاہ بنا۔ اسے یزدگرد گناہ گار بھی کہا جاتا ہے۔
پسند حکمران تھا۔ اگر وہ اپنے آباؤاجداد کی طرح جنگجو ہوتا یا اسے کشور کشائی کی
اس کے لئے حالات بڑے موافق تھے۔ اس لئے کہ رومن سلطنت اس وقت
کار ہو کر دو حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔
اس کے علاوہ پہلے گال قبائل نے رومن سلطنت کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے
آور ہو کر اسے کمزور کیا اس کے بعد شمال کے وحشی آلاری قبائل نمودار
نے بھی پے در پے حملہ آور ہو کر رومنوں کو مزید کمزور اور بے بس کر کے
ایرانی شہنشاہ یزدگرد نے ہمسایہ مملکت کی بدامنی سے فائدہ اٹھانے کی طرف
بلکہ جہاں تک ہو سکا اس نے حکومت روم سے دوستانہ روابط مستحکم کرنے کی

کو اس کے ہم وطنوں نے گنہگار کا لقب دیا اور ایرانی تاریخ میں یہی لقب اس
ہو گیا۔ اس کی متعدد وجوہات بیان کی جاتی ہیں۔ اول یہ کہ ایک وقت ایسا بھی
کے شہنشاہ یزدگرد گنہگار نے ایرانی عیسائیوں کے اثر میں آکر اپنا قدیم زرتشتی
دیا اور عیسائیت کا حلقہ بگوش ہو گیا۔ اس کے نتیجہ میں اس نے اپنی سلطنت
عیسائیوں کو ہر طرح کی کھلی آزادی دے دی یہاں تک کہ عیسائیوں نے
گرجوں کے آس پاس سے آتش کدہ گرا کے تباہ و برباد کر دیئے۔
وجہ جو ایران کے شہنشاہ یزدگرد کے گنہگار ہونے کی بیان کی جاتی ہے وہ یہ
لکھتے ہیں کہ یزدگرد انتہائی غرور و سخت گیری رکھتا تھا۔ اسی لئے اس کو گنہگار
کیونکہ یہ نہایت سخت گیر' تند مزاج اور متکبر شخص تھا۔ اس نے تخت نشین
آزاری اور تباہ کاری کو اپنا شعار بنایا۔ با اقتدار لوگوں کو ذلیل کیا۔ بے
بہایا۔ عدل و انصاف کی بیخ کنی کی۔ اس کے قریبی مصاحبوں کو یہ جرات نہ
مظلوم کے حق میں کچھ کہہ سکیں۔
مصاحب کوئی مشیر یا کوئی وزیر کسی موقع پر ایران کے شہنشاہ یزدگرد کے
سفارش کرتا تو یزدگرد جواب میں کہتا۔ جس شخص کی تم سفارش کر رہے ہو
تم نے سفارش کے عوض رقم حاصل کی ہو گی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ یزدگرد
کے ساتھ ساتھ اہل علم کا مضحکہ اڑاتا اور سپاہ اور رعیت کو خوار کرتا
نیکی کرتا تو اسے کوئی صلہ نہ ملتا۔ وہ ہر شخص پر تہمت لگاتا۔ لوگ اس

کے ظلم و ستم سے سخت نالاں تھے لہٰذا اسے یزدگرد گنہگار کہہ کر پکارنے لگے۔

اس کے علاوہ ایرانی شہنشاہ یزدگرد نہ کوئی زیادہ جنگجو تھا اور نہ ہی جنگ کا تجربہ رکھتا تھا۔ اس لئے جنگوں میں حصہ لینے کے بجائے اس نے اپنے سب حریف یعنی رومن سلطنت سے اچھے روابط اور تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کی۔ سلطنت چونکہ یزدگرد کے دور تک دو بڑے حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔ ایک اٹلی دوسری قسطنطنیہ میں لہٰذا اٹلی کی رومن سلطنت کو نظر انداز کرتے ہوئے یزدگرد پوری توجہ قسطنطنیہ کی رومن سلطنت کی طرف کی۔ اس وجہ سے کہ اٹلی کی حکومت ایک طرح سے پس منظر اور گمنامی میں جا چکی تھی۔ اور قسطنطنیہ کی رومن سلطنت نمایاں اور دنیا کے مختلف ممالک میں مشہور ہو چکی تھی۔

اسی بناء پر یزدگرد نے اپنے زمانے میں مشرقی روم کے ساتھ بہت گہرے کئے۔ یزدگرد کے دور میں قسطنطنیہ کا قیصر روم ارکیڈلیس تھا۔ یزدگرد نے اس کے بہترین اور عمدہ روابط قائم کئے کہ قیصر روم ارکیڈلیس نے اپنے شہزادے تھیوڈوسیس کی تربیت یزدگرد کے حوالے کرنے کی کوشش کی۔ تھیوڈوسیس ابھی گہوارے میں تھا۔ قیصر روم چاہتا تھا کہ اس کی تربیت ایرانی طرز پر ہو۔ قیصر روم اپنے اس ولی عہد کے متعلق فکر مند تھا اور وہ اسے ایرانی حملوں سے محفوظ رکھنا چاہتا تھا۔ اس نے حکم دیا کہ شہزادہ تھیوڈوسیس کی تربیت شہنشاہ ایران یزدگرد کے سپرد کر دی جائے۔

یزدگرد نے بھی بخوشی یہ ذمہ داری قبول کر لی اور اس نے یہ ذمہ اٹھایا۔ کوئی سیاسی اہمیت اس کے پیش نظر نہ تھی۔ یزدگرد نے شہزادہ تھیوڈوسیس کے لئے اپنے ایک تجربہ کار دانشمند کو قسطنطنیہ بھیجا تاکہ وہ شہزادہ تھیوڈوسیس کی ... کرے۔ یزدگرد کے نمائندہ نے رومی سینیٹ کو خبردار کیا کہ جو شخص شہزادہ تھیوڈوسیس کی بدخواہی کرے گا۔ ایران کا دشمن سمجھا جائے گا۔ مختصر یہ کہ رومن شہزادے تھیوڈوسیس کی تربیت یزدگرد کے احکامات کے تحت ہونے لگی۔ اس طرح یزدگرد نے بڑی دانشمندی سے کام لیتے ہوئے رومنوں سے اپنے تعلقات استوار کئے۔ اور جب تک وہ حکومت کرتا رہا جنگوں سے بچتا رہا اور اس نے اپنے وقار کے ساتھ رومنوں کے وقار کو ٹھیس نہ لگنے دی۔ چنانچہ اس کے دور حکومت میں ایران میں مکمل امن و امان قائم رہا۔

اپنے دور حکومت میں یزدگرد نے اپنی عیسائی رعایا کی دلداری کی طرف بھی توجہ دی۔ بلکہ عیسائیوں کا یہ مطالبہ بھی اس نے مان لیا کہ حکومت ایران اور اس کی رعایا کے درمیان کوئی سمجھوتا ہو جائے۔

قسطنطنیہ کی حکومت کی طرف سے عیسائیوں کا ایک وفد بشپ مارتا کی سرکردگی میں آیا۔ بشپ مارتا نے اپنی وجاہت اور اپنے وقار اور حیثیت سے یزدگرد کو بے حد متاثر کیا۔ مارتا کے اصرار پر یزدگرد اس بات پر راضی ہو گیا کہ شاہ پور اعظم کے زمانے میں جو گرجے گرا دیئے گئے تھے ان کو دوبارہ تعمیر کرا دیا جائے۔ جو عیسائی مذہبی تعصب کی بناء پر قید تھے انہیں رہا کر دیا جائے۔

اس کے علاوہ عیسائی پادریوں کو اجازت مل گئی کہ وہ مملکت ایران میں جہاں چاہیں ... مارتا نے بادشاہ کو اسی بات پر بھی رضا مند کر لیا کہ سلیوکیہ میں عیسائیوں کی ... منعقد کرنے کی اجازت دی جائے جس میں ایران کے متعلق تمام امور طے کئے ... کانفرنس ۴۱۰ میں منعقد ہوئی۔ اور شہنشاہ ایران کی سلامتی کی دعا سے اس کا افتتاح ہوا۔ اس کانفرنس میں عیسائیت کی از سر نو تنظیم اور اتحاد کے لئے جو فیصلے ... انہیں یزدگرد گنہگار نے منظور کر لیا۔ یزدگرد کے عہد میں عیسائیت کو فروغ تو ہوا ... باہمی تنازعہ جو موجود تھے وہ بدستور قائم رہے۔

یزدگرد نے عیسائیوں کے ساتھ کمال رواداری برتی۔ ہوسکتا ہے کہ یہ سیاسی وجوہ کی ... اور وہ یہ چاہتا ہو کہ قسطنطنیہ کی رومن حکومت اس کی طرف سے مطمئن ہو جائے ... حالات بہتر بنانے کی طرف متوجہ رہے۔ زیادہ تر مورخین اس بات پر متفق ہیں ... نے یہ کام مذہبی رواداری کی بناء پر کیا۔ اس لئے کہ مذہبی رواداری اس کی ... اصل تھی۔ چنانچہ اس نے یہودیوں کے ساتھ بھی مہربانی کا سلوک روا رکھا۔ ... کوئی سیاسی اہمیت حاصل نہ تھی۔ یہاں تک کہ یزدگرد گنہگار کی بیوی یہودی تھی۔ اس کا نام شوشین دخت تھا۔ اور وہ ایران میں یہودیوں کے رئیس کی اکلوتی ...

اپنی حکومت کے آخری دور میں یزدگرد گنہگار نے عیسائیوں کے متعلق اپنا رویہ بدل ... کی دو وجوہات بیان کی جاتی ہیں۔ پہلی یہ کہ وہ کچھ عرصہ بعد عیسائی مذہب سے ... کر پھر اپنا پرانا مذہب اختیار کر گیا۔

دوسری یہ کہ عیسائی اس زمانہ میں اس قدر دلیر اور بے باک ہو گئے تھے کہ کسی کو ... لاتے تھے۔ اس لئے سخت گیری کے سوا چارہ نہ رہا تھا۔

مورخین لکھتے ہیں کہ صوبہ خورستان کے شہر حرمزد اردشیر میں ایک عیسائی پادری نے ... تھا یہاں تک جرات کی کہ بشپ ابدا کی پوشیدہ رضا مندی کے ساتھ آتش کدہ ... جو گرجا کے نزدیک تھا۔ مسمار کرا دیا۔ شہنشاہ یزدگرد نے اس معاملہ کے متعلق دریافت

کیا تو ابدا نے اپنی بریت کا اظہار کیا لیکن ہشو نے کھلم کھلا اقرار کیا کہ میں نے
کدہ مسمار کیا ہے۔ ساتھ ہی دین زرتشت کو برا بھلا بھی کہا۔

ایران کے شہنشاہ یزدگرد گنہگار نے ابدا کو حکم دیا کہ آتش کدہ کو دوبارہ
لیکن وہ انکار پر اڑا رہا تو بادشاہ نے اسے مروا دیا۔ ان حالات سے یہ بھی پ
ایران میں عیسائی آتش کدوں کو نقصان پہنچانے اور عیسائیت کو فروغ دینے میں
تھے۔ اس قسم کی دست درازی کی وجہ سے یزدگرد کے دل میں عیسائیت کے خلا
گیا اور اس کا شفیق ہاتھ عیسائیوں کے لئے آلہ ستم بن کر رہ گیا تھا۔

ایران کا شہنشاہ یزدگرد گنہگار ۴۲۰ میں فوت ہوا۔ ایرانی مورخین اس کی
متعلق ایک عجیب و غریب واقعہ بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک روز ایران
یزدگرد گنہگار جرجان میں شاہی تخت پر بیٹھا تھا اور درباری اس کے آس پاس
ایک خادم یزدگرد کی خدمت میں حاضر ہوا اور بتایا کہ محل کے دروازہ پر ایک
ہے۔ جس کے منہ میں نہ لگام ہے اور نہ پیٹھ پر زین۔ یہ گھوڑا نہایت متناس
ہے۔ اور خوبصورت بھی ہے۔ آج تک ایسا خوبصورت گھوڑا دیکھنے میں نہیں آیا
کہ یہ کسی کے قابو میں نہیں آتا۔ کوئی قریب آتا ہے تو دولتیاں چلاتا ہے۔ لوگ
گرد جمع ہیں اور اسے دیکھ کر خوش اور مسحور ہو رہے ہیں۔

اپنے اس خادم کی باتیں سن کر کہتے ہیں کہ یزدگرد نہ رہ سکا۔ اٹھ کر گھوڑ
سے باہر آیا۔ گھوڑے کی خوبصورتی دیکھ کر یزدگرد نے اس کی تعریف کی اور
کہا۔ یزدان نے یہ ایک نعمت غیر مترقبہ میرے لئے بھیجی ہے۔ پھر یزدگرد گنہگار اس
کے قریب گیا۔ اس کی پیشانی اور ایال پر ہاتھ پھیرا جب کہ گھوڑا یزدگرد گنہگار
چپ، خاموش اور ساکت کھڑا رہا۔

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے یزدگرد نے لگام اور زین لانے کا حکم دیا۔ اور
گھوڑے کی ران پر تھپکی دے۔ اس مقصد کے لئے یزدگرد گھوڑے کے پیچھے آیا
گھوڑے نے یزدگرد کے سینے پر اس زور سے دولتیاں جھاڑیں کہ یزدگرد وہیں گر پڑا
کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی تھی۔

کہتے ہیں کہ یزدگرد کو دولتیاں جھاڑ کر اس کا خاتمہ کرنے کے بعد گھوڑا
ہو گیا۔ کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں سے آیا اور کہاں چلا گیا۔ ایرانی ادب
واقعہ کو نظم کیا گیا اور لکھا ہے کہ یہ گھوڑا ایک چشمہ سبز رنگ سے نمودار ہوا اور
دولتیوں سے ہلاک کر کے غائب ہو گیا۔

مورخین یہ کہتے ہیں کہ یزدگرد گنہگار کی موت کے بعد یہ قصہ اس غرض سے
شاہ کے مرنے کی اصل وجہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔ بات دراصل یہ ہے کہ
نفرت کرتے تھے۔ لہٰذا یزدگرد کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔

کے شہنشاہ یزدگرد گنہگار کی سیرت کے متعلق ایرانی اور رومن نقطہ نظر میں بڑا
مورخین اسے جوانمرد، نیک دل، نیکو کار اور بامروت حکمران سمجھتے ہیں۔
کے نزدیک اس کا لقب گنہگار ہوا جس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہیں کہ اس
طرف جھکاؤ کر لیا تھا۔ بہرحال تاریخی واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ثابت
ارادہ کا بادشاہ تھا۔

جس صورت سے قیصر روم ارکیڈیس کی وصیت پر اس کے بیٹے کی تربیت کی
ارادے کا ثبوت ہے۔ عیسائیوں کے ساتھ تو وہ مروت سے پیش آتا ہی تھا۔
اس نے رواداری برتی۔ یہ اس کی وسیع القلبی کی دلیل ہے۔

تھا اسے شاہی اقتدار کی حفاظت کی خاطر بعض نافرمان امراء پر دست ظلم
بعض مورخین لکھتے ہیں کہ یزدگرد کے جانشین بہرام گور نے اپنی تخت
لوگوں سے جو خطاب کیا۔ اس میں کہا تھا۔ کہ میرے باپ نے اپنے عہد
میں انصاف اور مہربانی کا رویہ اختیار کیا۔ لیکن اس کی رعایا میں سے بعض
قدر نہ کی اور اس کی نافرمانی کرنے لگے۔ اس لئے ناچار میرے باپ نے
لوگوں کا خون بہایا۔

تین بیٹے تھے جن کے نام شاہ پور، بہرام اور نرسی تھے۔ شاہ پور کو یزدگرد
میں ہی آرمینیا کا حکمران مقرر کیا تھا۔ جب کہ بہرام کو ریاست تیرہ کے عرب
ایران کا باج گزار تھا۔ بچپن ہی میں پرورش کے لئے بھیج دیا گیا تھا۔ یہی
تاریخ میں بہرام گور کے نام سے مشہور ہوا۔ تیرہ ایک قدیم شہر ہے جو کوفہ
کے فاصلہ پر واقع ہے۔ شاہ پور اعظم نے اپنے زمانہ میں اس ریاست کا حکمران
کو بنایا تھا۔ اس کے بعد نعمان بن عمرالقیس اس کا جانشین بنا۔ یزدگرد کا بیٹا
ہی تھا کہ یزدگرد چاہتا تھا کہ اپنے بیٹے بہرام کو سرزمین عرب میں بھیج دے تا
صحرا میں ہو۔ اس مقصد کے لئے اس نے تیرہ کے حکمران نعمان بن عم
ہاں بلایا۔ اس کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور خواہش کی کہ اس کے بیٹے بہرام کو
لے جا کر اس کی پرورش کرے۔ نعمان نے اس خدمت کو اپنے لئے فخر کا
شاہی تزک و احتشام کے ساتھ بہرام نعمان کے ساتھ بھیج دیا گیا۔

نعمان نے بہرام کی پرورش کے لئے تین دائیاں مقرر کیں۔ ایک وہ ایران
ساتھ لیتا گیا اور دو عرب سے منتخب کی گئی تھیں۔ بہرام کی پرورش تیرہ میں ہونے لگی
صفائی اور پاکیزگی میں جواب نہیں تھا۔ نعمان نے اب یہ بھی چاہا کہ شہزادہ کی پرورش
کھلی فضا میں کی جائے۔ اس لئے صحرا میں ایک بلند و بالا محل تعمیر کرانے کا ارادہ کیا۔
اس نے سہنار نام کے ایک رومن صناع کو بلایا۔ جس کا شام و عراق میں صناعی میں کوئی
نہ تھا۔ اور محل بنانے کے لئے اس کا انتخاب کیا گیا۔

سہنار نام کے اس صناع نے پانچ سال کے عرصہ میں ایک عظیم الشان محل
اندر تعمیر کر دیا۔ اسی محل میں ایک گنبد نما قلعہ تھا جس کے ارد گرد بلند دیواریں
وہی محل تھا جو بعد میں خوزنق کے نام سے مشہور ہوا جب یہ محل تعمیر ہو چکا تو نعمان
دیکھ کر بے حد خوش ہوا۔ معمار کی تعریف و توصیف کی اور اسے انعام و اکرام سے مالا
دیا۔

اسی محل کے ساتھ ایک گھناؤنی یاد بھی وابستہ ہو گئی۔ وہ اس طرح کہ جس
معمار نے یہ محل تعمیر کیا تھا اور نعمان بن عمرا لقیس نے اس کی صناعی کی تعریف و توصیف
تو وہ رومن صناع اپنی تعریف و توصیف سن کر اور خلاف توقع انعام پا کر نعمان بن عمرا
مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میری محنت رائیگاں نہیں جائے گی تو ایسا محل تیار کر
رات ہوتی تو یہ اندر سے چاند کی طرح چمکتا صبح ہوتی تو یہاں طلوع سحر کا سماں ہو
جوں آفتاب بلند ہوتا اس کی رنگت بھی ویسی ہی ہوتی جاتی جہاں تک کہ اس میں
سہانا منظر دکھائی دینے لگتا۔

نعمان نے اس رومن صناع کی جب یہ گفتگو سنی تو وہ سخت غضبناک اور برافر
اور اس صناع کو مخاطب کر کے کہنے لگا اگر تم اس سے بھی زیادہ خوبصورت محل تعمیر کر
تھے تو تم نے کیوں ایسا محل تیار نہ کیا۔ وہ کونسا حکمران ہے جس کے لئے تم ایسا محل
گے۔

چنانچہ نعمان بن عمرا لقیس نے حکم دیا کہ اس رومن صناع کو اسی محل کی سب
اونچی چھت پر لے جایا جائے جو محل اس نے تعمیر کیا تھا۔ اور اس چھت سے اس
نیچے گرا کر اس صناع کا خاتمہ کر دیا جائے۔ چنانچہ اس رومن صناع کو اس محل کی
اونچی چھت پر لے جا کر نیچے گرا دیا گیا۔ اس طرح وہ صناع ہلاک ہو گیا۔
نعمان بن عمرا لقیس جب فوت ہوا تو ایران کے شہنشاہ یزدگرد گنہگار نے اس کے

نعمان کو اس کا جانشین مقرر کیا۔ منذر یزدگرد کے بیٹے بہرام کا ہم عمر تھا۔ دونوں
ساتھ پرورش پائی تھی۔
بہرام کی خواہش پر اسے علوم سکھانے کے لئے عرب و ایران کے علماء بلائے گئے اور
سال تک تعلیم پا کر اس نے مختلف علوم میں دسترس حاصل کر لی۔ پھر شاہسواری اور
سیکھا۔ ایک بہترین نسل کا عربی گھوڑا اس کے لئے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ جس پر
کے دوران سواری کیا کرتا تھا۔
بہرام کی شکار کے لئے ان گنت داستانیں مشہور ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک دن بہرام اور
سپاہیوں کے ساتھ شکار کو نکلے۔ انہوں نے دور سے دیکھا کہ ایک گور خر ڈر کر
اور ایک شیر اس کے تعاقب میں لگا ہوا ہے۔ تھوڑا سا آگے جا کر انہوں نے
نے گور خر کو دبوچ لیا۔ بہرام اور منذر نے دونوں کا پیچھا کیا کہتے ہیں۔ بہرام نے
تیر چلایا تو یہ تیر شیر کی پشت سے گزر کر گور خر کی پشت میں جا گھسا اور پھر اس
سے نکل کر زمین میں آ گرا اور پھر دونوں جانور گر کر ہلاک ہو گئے۔
منذر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور حکم دیا کہ شکار کے اس منظر کی تصویر کو نئے بننے
کی دیوار پر محفوظ کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ محل جس کا نام بعد میں خوزنق مشہور ہوا
پر شکار کا یہ منظر کندہ کر دیا گیا تھا۔ گور خروں کا شکار کرنا بہرام کا خاص مشغلہ
وجہ سے وہ بہرام گور کے نام سے مشہور ہوا۔
گنہگار فوت ہوا تو اس کے تین بیٹے تھے جو تخت و تاج کے وارث ہو سکتے
شاہ پور جسے یزدگرد نے ایرانی آرمینیا کا حکمران بنا دیا تھا۔ دوسرا دعویدار بہرام گور
مقیم تھا اور جو ابھی نابالغ تھا۔ تیسرا بیٹا کوئی اتنی خاص اہمیت نہیں رکھتا تھا۔
کی زندگی میں امرائے سلطنت اس سے سخت ناراض تھے۔ ان کا خیال تھا کہ
ایک ظالم بادشاہ کے استبداد سے نجات دلا دی ہے۔ اس لئے وہ کسی ایسے
و تاج سپرد کرنا چاہتے ہیں۔ جو اس کے نقش قدم پر چلنے والا نہ ہو۔
بہرام گور سے متعلق ایران کے امرائے سلطنت کا خیال تھا کہ اس کی پرورش صحرائے
ہوئی اس لئے اس کا اخلاق عربوں کا سا ہو گا۔ دوسرا بیٹا شاہ پور اقتدار پسند شخص
باپ کی مرگ کی خبر سنتے ہی آرمینیا کی حکومت چھوڑ کر یہاں چلا آیا ہے۔ تیسرا
نابالغ ہے اور یوں بھی وہ یزدگرد کے کسی بیٹے کو ایران کی قسمت کا مالک نہیں

نشینی کے اہم مسئلہ پر غور کرنے کے لئے تمام امرائے سلطنت مدائن میں جمع

ہوئے آخر سب نے یزدگرد کے بیٹوں کو نظر انداز کر کے شاہی خاندان کے ایک فرد
انتخاب کیا اور اس کی اطاعت کا حلف اٹھا کر اسے تخت نشین کر دیا۔

بہرام گور ایک بہادر شخص تھا۔ اسے عربوں کی حمایت بھی حاصل تھی وہ بن
اپنے حق سے محروم نہ ہونا چاہتا تھا۔ حیرا کے حکمران منذر نے بہرام کے لئے عربوں کا
منظم کیا خود بھی اس کا ساتھ دیا یہ جمعیت مدائن کی طرف بڑھی۔ عرب و عجم کی فو
مقابلہ ہوا جس میں بہرام نے فتح پائی اور بزور شمشیر اپنی وراثت حاصل کرنے میں کامیاب
گیا۔ بہرام گور کے تخت و تاج حاصل کرنے کے متعلق ایک اور روایت بھی مشہور
کچھ یوں ہے۔

بہرام گور خسرو کی تخت نشینی کی خبر سن کر سخت رنجیدہ ہوا اور منذر کے ہمراہ اس
دس ہزار عرب فوج کو ساتھ لے کر مدائن پر حملہ کرنے کے لئے آیا۔ مدائن کے قریب
اس نے خیمے ڈالے۔ یہاں اس نے ایلچی بھیج کر یہ ظاہر کرنا چاہا کہ میں حملہ کرنے کی
سے نہیں آیا کیونکہ ایرانی میرے بھائی بند ہیں۔ مجھے یہ گوارا نہیں کہ ایران کی سرزمین
میدان جنگ بناؤں اور ایرانیوں کا خون بہاؤں۔ میں اپنا حق حاصل کرنے آیا ہوں اور
حق سے میں کسی صورت دستبردار نہیں ہوں گا۔

اگر آپ اپنی رضامندی سے میرا حق مجھے دے دیں تو میں شکر گزار ہوں گا اور
و انصاف کو زندگی کا شعار بنا کر حکومت کروں گا اور حق شناسی کو کبھی فراموش نہیں
گا۔ میں یہ اندیشہ آپ کے دلوں سے نکالنے کے لئے آیا ہوں کہ میں اپنے باپ کا
اختیار کروں گا لیکن اگر ان باتوں کے باوجود آپ لوگ میری مخالفت پر اڑے رہے اور
حق مجھے دینے سے گریز کیا تو لشکر کشی کروں گا اور تم وہ دیکھو گے جو آج تک کبھی
دیکھا۔

ایلچی کی آمد پر ایران کے امرائے سلطنت جمع ہوئے اور بہرام کے پیغام پر غور کر
رہے۔ آخر ایلچی کے ہاتھ یہ جواب بھیجا کہ آج ہماری مجلس برخاست ہوئی ہے۔ ہم
اس کا جواب کل بھیج دیں گے۔ بہرام کا یہ پیغام سن کر ایرانی امراء میں اختلاف رائے پیدا
گیا۔ اب کچھ امراء بہرام کے حق میں ہو گئے اور اسے تخت و تاج دلانا چاہا۔

دوسرے دن پیشتر اس کے کہ امراء کی طرف سے کوئی جواب موصول ہوتا۔ بہرام
میدان میں آیا اور ایرانی امراء سے خطاب کر کے کہا کہ حکومت پر اس شخص کا حق
حسب و نصب کے لحاظ سے اس کا حق دار ہو اور بہادر بھی ہو۔ آپ جانتے ہیں کہ حسب
نصب کے لحاظ سے میرا حق اس شخص پر فائق ہے جس کو آپ لوگوں نے مجھ پر ترجیح

ایران کے تخت و تاج کا مالک بنا دیا ہے۔

اور جہاں تک بہادری کا تعلق ہے اس کے لئے امتحان لے لیا جائے۔ ایرانی تاج دو
کے درمیان رکھ دو۔ ہم میں سے جو تاج اٹھا کے لے جائے ایرانی حکومت اس کے
کر دی جائے۔

بہرام کی یہ تجویز ایران کے امراء نے منظور کر لی اور بہت بڑے کٹہرے کے درمیان
رکھ کر دو بھوکے شیر زنجیر باندھ کر چھوڑ دیئے گئے۔ بہرام نے خسرو کو مخاطب
کیا کہ اگر تم ایرانی تاج کے حکمران بننا چاہتے ہو تو پہل کرو۔ خسرو نے شیروں کے
تاج شاہی دیکھا تو کہا تاج وہ اٹھائے جو تاج پر اپنا حق جتانے آیا ہے اور پھر میں بوڑھا
وان ہو۔ جوان کو چاہئے کہ پیش دستی کرے۔

ن کر بہرام گور کٹہرے کے اندر داخل ہوا۔ ایک شیر اس کی طرف بڑھا اور اس
شیر کے سر پر مارا اور وہ چوٹ کھا کر دور ہٹ گیا اتنے میں دوسرا شیر آگے آیا تو
وار کر کے بہرام گور نے اسے بھی ڈھیر کر دیا۔ بہرام گور کی اس کامیابی پر چاروں
و تحسین کے نعرے بلند ہوئے۔ تالیوں کی آواز سے آسمان گونج اٹھا۔ نعرے ابھی
تھے کہ امرائے سلطنت نے تاج اٹھا کر بہرام کے سر پر رکھ دیا۔ سب سے پہلے
نے اطاعت کا اظہار کیا وہ خود خسرو تھا۔ جسے ایرانی امراء نے ایران کے تخت و
بنا دیا تھا۔ اس کے بعد تمام امراء نے بہرام گور سے وفاداری کا حلف اٹھایا۔

انی مورخین نے تاج و تخت حاصل کرنے کے لئے بہرام گور سے یہ قصہ اس لئے
وب کر دیا کہ صرف چند ہزار عربوں نے ایران پر حملہ آور ہو کر ایرانیوں کو بد
دی اور تاج و تخت زبردستی خسرو سے چھین کر بہرام گور کے حوالے کر دیا۔ اس
صرف دس ہزار کے عرب لشکر کے سامنے پوری ایرانی قوت اور طاقت بے بس
گئی تھی۔ لہٰذا بعض مورخین کہتے ہیں کہ ایرانیوں نے اسی بے بسی اور اپنی شکست
کے لئے یہ قصہ گھڑ کر تاریخ کا ایک حصہ بنا دیا۔ بہرحال حقیقت کچھ بھی ہو۔
کے بعد اس کا بیٹا بہرام گور ایرانی تخت و تاج کا مالک بنا۔

ادھر اٹلی کی بھی عجیب حالت تھی۔ ایران کے شہنشاہ بہرام کے دور حکومت میں
ٹیوڈوس نے رومن سلطنت کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ایک حصہ اٹلی
قرب و جوار کے مقبوضہ جات پر مشتمل تھا۔ دوسرا حصہ مشرقی روم تھا۔ جس
قسطنطنیہ قرار دیا گیا تھا۔ مغربی رومن سلطنت پر بدستور ٹیوڈوس حکمران رہا
شرقی رومن سلطنت کا حکمران ایک شخص ویلنس کو مقرر کیا گیا تھا۔ ویلنس انتہائی

احمق، غیر دانشمند، بے وقوف اور غیر ذمہ دار انسان تھا۔ لیکن چونکہ رومن سلطنت میں
کا بھائی والنٹینین سب سے بہترین سب سے عمدہ اور سب سے ہر دلعزیز جرنیل تھا۔
ویلنس کو مشرقی رومن سلطنت کا قیصر روم مقرر کر دیا گیا تھا۔ یہ سب کچھ والنٹینین کی
وجہ سے ہوا۔ رومنوں کا یہی بہترین جرنیل والنٹینین بعد میں مغربی رومن سلطنت کا
بھی بنا۔

مشرقی رومن سلطنت کے شہنشاہ ویلنس کے دور میں جو سب سے بڑا اور
حادثہ پیش آیا وہ مشرقی رومن سلطنت پر وحشی اور خونخوار ہن قبائل کا حملہ تھا۔
دریائے ڈان اور دریائے وولگا کے اس پار برفانی علاقوں سے نمودار ہوئے۔ ان علاقوں
شمالی ایشیاء سے کوچ کرتے ہوئے پہنچے تھے۔ اور دریائے ڈان اور دریائے وولگا کو عبور
ہوئے وہ ان علاقوں میں بارود کی طرح پھٹ پڑے۔ دریائے ڈان اور دریائے وولگا
کرنے کے بعد جب یہ وحشی ہن قبائل آگے بڑھے تو سب سے پہلے ان کا ٹکراؤ ان
وحشی قبائل آلان سے ہوا۔ آلان چونکہ رومنوں کے ہمسائے میں رہتے ہوئے ایک
متمدن زندگی بسر کرنے لگے تھے لہٰذا جب یہ وحشی اور خونخوار ہن قبائل کے سامنے
یہ آلان قبائل اپنی تمام تر خونخوار اور وحشی پن کے باوجود ہن قبائل کا مقابلہ نہ
ہن قبائل کے ان حملہ آوروں کی تعداد کم از کم دو لاکھ کے قریب تھی۔ اس
بوڑھے، بچے، عورتیں جو ان کے ساتھ شامل تھے ان کی تعداد کا کوئی اندازہ ہی
اپنے پہلے ہی حملہ میں ہن قبائل نے آلان قبائل کو نیست و نابود کر کے رکھ دیا
بڑی تیزی سے آگے بڑھے تھے۔

آلان قبائل کے بعد وحشی گال قبائل اپنی سرحدوں پر آباد تھے۔ آلان قبائل
طور پر خاتمہ کرنے کے بعد ہن قبائل آندھی اور طوفان اور منہ زور سیلاب کی
بڑھے اور گال قبائل پر حملہ آور ہوئے۔

گال قبائل کی ان دنوں دو قسمیں شمار کی جاتی تھیں۔ ایک سفید گال اور
رنگ کے گال۔ سب سے پہلے وحشی ہن قبائل سیاہ رنگ کے گال قبائل پر
ہوئے۔ خود گال قبائل بھی اپنے عروج کے دور میں انتہائی وحشی اور خونخوار قبائل
جاتے تھے۔ اور یہ بھی ہن قبائل ہی کی طرح ایشیاء کے برفانی علاقوں سے نکل کر
حملہ آور ہوئے اور دور تک اپنا راستہ بناتے ہوئے یورپ ہی میں آباد ہو چکے تھے۔

گال چونکہ خود ہن قبائل کی طرح وحشی تھے۔ لہٰذا انہوں نے بڑے زور
ہن قبائل سے ٹکرانے کی تیاریاں کیں۔ آخر دونوں وحشی قبائل ایک دوسرے

ہوئے لیکن سیاہ رنگ کے یہ گال قبائل زیادہ دیر تک انکے سامنے نہ ٹھہر سکے۔ ہن
قبائل نے سیاہ رنگ کے ان گال قبائل کو بھی بدترین شکست دی اور آلان قبائل کی طرح
بھی صفایا کر کے رکھ دیا۔

سیاہ گال قبائل کا خاتمہ کرنے کے بعد ہن قبائل بڑی تیزی سے آگے بڑھے اور ان
علاقوں تک پہنچ گئے جو دریائے ڈینیوب کے قریب تھے۔ یہاں ہن قبائل کی راہ
کے لئے سفید گال قبائل تیار کھڑے تھے۔ اور انہوں نے اپنے سردار ڈیوک **فونگران**
کی سرکردگی میں ہن قبائل سے ٹکرانے کا عزم کیا۔ ڈیوک **فونگون** سے متعلق مشہور تھا کہ
اپنی زندگی میں بے شمار اور ان گنت لڑائیاں لڑیں لیکن کسی بھی جنگ میں اسے
نہیں ہوئی اور نہ ہی اپنے لشکر کے ساتھ اس نے اپنے دشمن کے مقابلہ میں پسپائی کا
لہٰذا سفید ہن قبائل کو پختہ یقین تھا کہ وہ اپنے سردار ڈیوک **فونگون** کی سرکردگی
قبائل کی راہ روک کر انہیں واپس بھاگ جانے پر مجبور کر دیں گے۔

اپنے انہی ارادوں کے ساتھ دریائے ڈینیوب کے اس پار دلدلی علاقوں سے کچھ فاصلہ
گال ہن قبائل کی راہ روک کھڑے ہوئے۔ گال قبائل کو آپ ہی یقین تھا کہ وہ
ماضی میں وحشی ہن قبائل کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے ہیں لہٰذا وہ ان کے لڑنے
کرنے کے انداز سے خوب واقف ہیں اس بناء پر وہ ہن قبائل کو شکست دینے میں
ہو جائیں گے۔ جونہی ہن اور گال ایک دوسرے کے سامنے آئے۔ حملہ آور ہونے
نے پہل کر دی اور وہ تشنہ دہن زمین پر گرجتے بادلوں، پاگل کامناؤں کی اندھی
موت کے لامحدود سمندر میں درد ناک سموں کی طرح ہن قبائل پر حملہ آور ہو گئے

دوسری طرف حملہ آور ہن قبائل نے گال قبائل کے اس حملہ کا کوئی خاص اثر نہ
کے حملہ کو روکنے کے بعد ہن قبائل انتہائی وحشیانہ اور خونخوار انداز میں خواہشوں
، بحر خون کی طغیانیوں، جھوم کر اٹھتے طوفانوں اور کرب آلود ابتلاؤں کے ہجوم کی
طرف سے گالوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ گال مکمل طور پر ہن قبائل کے حملہ کو
ناکام رہے تھے۔ دوسرے گال ایک عرصہ سے دریائے ڈینیوب کے اس پار آباد ہو
ان میں سے کچھ لوگوں نے عیسائیت بھی قبول کر لی تھی۔ اور اب وہ تہذیب یافتہ
لگی تھی۔ لہٰذا زیادہ دیر تک وہ وحشی ہن قبائل کے حملوں کو برداشت نہ کر
وحشی ہن قبائل سے ٹکرانے کے بعد گال قبائل کو احساس ہوا کہ حملہ آور ہن کے
اور ہونے کا انداز ان سے کہیں زیادہ بہتر اور کہیں زیادہ خونخوار ہے۔ اسی بناء پر جلد ہی

جلد حملہ آور ہن قبائل نے گال قبائل کی حالت لکھوری اینٹوں، یادوں کے قدیم
اندھیری رات کے سناٹوں، اضطراب کے بھنور اور دکھ کے بھورے سایوں جیسی کر
کر دی تھی۔ یہاں تک کہ وہ وقت بھی آیا کہ دو لاکھ گال ہن قبائل کے سامنے
کر بھاگ کھڑے ہوئے اور دریائے ڈینیوب کے قریب آن رکے۔

یہاں گال کے سرکردہ لوگوں نے اپنے کچھ قاصد قیصر روم ویلنس کی خد
قسطنطنیہ روانہ کئے اور اس سے درخواست کی کہ ہن قبائل ان پر حملہ آور ہو
کے مقابلہ میں گال کو شکست ہوئی ہے لہٰذا گال کو اجازت دی جائے کہ وہ دریائے
کو عبور کرکے رومنوں کی سرزمین میں آباد ہو جائیں۔

ویلنس کو جب یہ پیغام ملا تو وہ بڑا خوفزدہ ہوا۔ اسے دو طرح کے خطرات
کہ اگر وہ شکست خوردہ گال قبائل کو دریائے ڈینیوب عبور کرکے اپنی سلطنت
ہونے کی اجازت دیتا ہے تو یہ دو لاکھ گال پوری طرح مسلح ہیں اور حرب و ضر
سامان بھی ان کے ساتھ ہے۔ لہٰذا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ گال رومنوں کی سلطنت
ہونے کے بعد حملہ آور ہو کر دور دور تک تباہی اور بربادی پھیلا دیں۔

دوسرا خدشہ قیصر روم ویلنس کو یہ بھی تھا کہ اگر گال رومن سلطنت میں داخل
ہیں اور ان کے پیچھے خونخوار حملہ آور ہن بھی دریائے ڈینیوب کو عبور کرکے
حدود میں داخل ہو جاتے ہیں تو پھر رومنوں کو ایسی صورت میں ناقابل تلافی
پڑے گا۔

اس صورت حال سے نپٹنے کے لئے قیصر روم ویلنس نے قسطنطنیہ میں سینیٹ
طلب کیا۔ آخر کافی صلاح و مشورہ کے بعد سینیٹ کے سرکردہ لوگوں نے ویلنس کو
کہ دو شرائط کی بناء پر گال قبائل کو دریائے ڈینیوب عبور کرنے کی اجازت دی جا
یہ کہ وہ اپنے سرداروں کے کچھ رشتہ داروں میں سے رومنوں کے پاس یرغمال
رکھیں گے۔ اور دوسری شرط یہ تھی کہ دریائے ڈینیوب کو عبور کرنے کے بعد
ہتھیار اور اسلحہ رومنوں کے پاس جمع کروا دیں گے۔ تاکہ رومنوں کے ساتھ ان کے
صورت پیدا نہ ہو۔

رومنوں کی سینیٹ نے اپنے قیصر ویلنس کو یہ مشورہ اس بنا پر دیا تھا کہ
ویلنس سے کہا کہ اگر وہ گال قبائل کو رومن سلطنت میں داخل ہونے کی اجازت
اور وحشی ہن قبائل گال کو شکست دینے اور ان کا قتل عام کرنے کے بعد دریا
کو عبور کرکے رومن سلطنت میں داخل ہوتے ہیں تو پھر رومن کے لئے کسی

راہ روکنا ممکن نہ ہو گا۔ اور ہن پوری رومن سلطنت کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیں
لہٰذا یہ طے پایا کہ گال قبائل کو دریائے ڈینیوب عبور کرنے دیا جائے اور انہیں یہ کہا
وہ دریائے ڈینیوب کے کنارے کے ساتھ ساتھ آباد ہو جائیں تاکہ جب ہن کو یہ
دریائے ڈینیوب کے اس پار گال قبائل آباد ہو چکے ہیں اور رومن سلطنت بھی ان
پناہی کر رہی ہے تو رومنوں کو یہ امید تھی کہ ایسی صورت میں ہن قبائل دریائے
کو عبور کرکے رومن سلطنت پر حملہ آور نہ ہوں گے۔

سینیٹ کی پیش کردہ شرائط جب ہن کے ہاتھوں شکست اٹھانے والے گال کے سامنے
گئیں تو انہوں نے دونوں شرائط کو تسلیم کر لیا۔ دریائے ڈان عبور کرنے سے پہلے
نے اپنے سرداروں کے لڑکے یرغمالیوں کے طور پر رومن حکومت کے حوالے کر
کے جواب میں رومن شہنشاہ ویلنس نے گال قبائل کو دریائے ڈینیوب عبور
کے ساتھ ساتھ آباد ہونے کی اجازت دے دی۔ اور انہیں یہ بھی صاف طور پر
دریائے ڈان کے کنارے آباد ہونے کے بعد وہ رومنوں کے ماتحت اور ان کی رعایا
جائیں گے۔ بہرحال اپنے سرداروں کے لڑکوں کو یرغمالی رکھنے کے بعد گال قبائل
ڈینیوب کو عبور کیا اور رومن سلطنت میں دریائے ڈینیوب کے کنارے کنارے
لگے تھے۔

جب دریائے ڈینیوب کے کنارے کنارے عارضی رہائش گاہیں بنا کر رہنے لگے
نے اپنی دوسری شرط پوری کرنے کی تیاری شروع کی۔ رومن شہنشاہ ویلنس نے
مقرر کئے۔ جو دریائے ڈینیوب کے کنارے آئے تاکہ گال قبائل کو غیر مسلح
جب یہ مسلح رومن دستے گال قبائل کے پاس آئے اور انہیں غیر مسلح ہونے کا
نے رومن دستوں کو رشوت دینا شروع کر دی اور یہ کہا کہ اس رشوت کے
غیر مسلح نہ کیا جائے۔ رومن شہنشاہ ویلنس کا حکم تھا کہ ہر صورت میں گال
مسلح کیا جائے کہ کہیں آنے والے دنوں میں وہ رومنوں پر حملہ آور ہو کر ان
نہ کھڑی کر دیں اور یہ حکم اس نے بڑی سختی کے ساتھ دیا تھا لیکن وہ
گال قبائل کو غیر مسلح کرنے پر مامور کئے گئے تھے وہ بڑی تیزی سے گال
رشوت وصول کرنے لگے اور ان کے ہتھیار انہوں نے انہی کے پاس رہنے

قبائل نے رومنوں کو رشوت دے کر اپنے آپ کو غیر مسلح ہونے سے تو بچا لیا
ڈینیوب کے ساتھ ساتھ جہاں وہ آباد ہوئے تھے جلد ہی قحط کے آثار نمودار ہو

گئے اس لئے کہ وہ علاقہ گال قبائل کی اتنی بڑی تعداد کو خوراک مہیا نہ کر سکا اور بھوک کا دور دورہ ہو گیا۔ یہ صورت دیکھتے ہوئے قیصر روم ویلنس نے اپنے سرکردہ حکم دیا کہ ایشیا سے گندم منگوائی جائے اور اس وقت تک گال قبائل میں تقسیم کی جب تک وہ خود کھیتی باڑی کر کے اپنے لئے خوراک کا بندوبست نہیں کر لیتے۔

قیصر روم ویلنس کا یہ حکم ملتے ہی بڑی تیزی کے ساتھ ایشیا سے گندم ہوئی لیکن بددیانت اور حرام خور رومن سرکردہ لوگوں نے یہ گندم اپنے پاس جمع کر دی اور گال قبائل میں مفت تقسیم کرنے کے بعد بھاری رقوم لے کر ان میں تقسیم کا کام شروع کر دیا۔ گال قبائل بے چارے مجبور تھے۔ لہٰذا جو کچھ رقم ان تھی وہ دے دلا کر گندم خریدنے لگے۔ دوسری طرف ہن قبائل دریائے ڈینیوب سارے علاقوں کو تباہ و برباد کرنے اور لوٹ کرنے کے بعد واپس لوٹ گئے تھے۔

کچھ عرصہ تک سلسلہ ایسے ہی جاری رہا گال بیچارے وہ گندم جو انہیں حکم پر مفت ملنی چاہئے تھی خرید خرید کر اپنا پیٹ بھرتے رہے۔ جب ان کے ہو گئی تب انہوں نے اپنے غلام بیچ کر اپنا پیٹ بھرنا شروع کیا۔ اس کے بعد جب پاس کوئی غلام نہ رہا تو نوبت پھر فاقوں پر آ گئی۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنے کرنے شروع کر دیئے وہ کہتے تھے کہ بچوں کے بھوکے مرنے سے بہتر ہے کہ اختیار کر کے اپنا پیٹ بھرتے رہیں۔ اس طرح گال قبائل نے اپنے بچے بیچ بیچ کرنا شروع کی۔ یہاں تک کہ وہ وقت بھی آیا کہ رومن سرداروں کے پاس ہوئی گندم ختم ہو گئی۔ دوسری طرف گال قبائل کا صبر کا پیمانہ بھی لبریز ہو چکا جو انہیں مفت ملنی چاہئے تھی اسے حاصل کرنے کے لئے اب نہ ان کے پاس نہ کے پاس ایسے بچے تھے جنہیں وہ غلام کی حیثیت سے فروخت کر کے اپنا پیٹ

پھر ایسا ہوا کہ گال قبائل نے اپنے چند متحدہ دستے مہیا کئے جو گالوں کے مہیا کریں۔ یہ دستے ایک رومن قصبے میں گھسے اور وہاں دکانوں کی لوٹ مار اچانک کچھ رومن محافظ دستے بھی پہنچ گئے۔ انہوں نے لوٹ مار کرنے والے حملہ کر دیا۔ ان کے بہت سے افراد کو قتل کر دیا۔ گال قبائل کے سرداروں کو کہ بہت سے گالوں کو رومنوں نے ختم کر دیا تو انہوں نے رومن سلطنت کے اٹھانے کا حکم دے دیا۔ یہ حکم ملنا تھا کہ گال قوم کے اندر ایک انقلاب رونما ہوا کبھی ترکوں، ہن، سیتھین، آلانی اور منگول قوموں کی طرح انتہائی وحشیانہ اور زندگی بسر کر رہے تھے انہوں نے اپنا رنگ دکھانا شروع کر دیا۔ گال جو رومنوں

تہذیب یافتہ ہو چکے تھے اور عیسائیت اختیار کرنے کے بعد انہوں نے وحشت ترک کر دی تھی اب جو کئی ہفتے انہوں نے فاقے برداشت کئے تو وہ عیسائیت کو ترک کر گئے اور تہذیب کی وہ روشنی جو انہوں نے حاصل کی تھی اس کا لبادہ بھی اتار دیا اور اپنی پرانی اور قدیم وحشت اختیار کرتے ہوئے یہ گال رومنوں کے لڑے ہوئے۔ اس طرح دریائے ڈینیوب کے کنارے کنارے دور تک رومنوں قبائل کے درمیان نہ ختم ہونے والی جنگوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ گال قبائل شہروں اور قصبوں پر حملہ آور ہوتے۔ رات کی تاریکی میں جس قدر رومن ان کا قتل عام کرتے اور ان شہروں اور قصبوں سے خوراک حاصل کر کے میں پہنچاتے چلے جاتے تھے۔ اس طرح گال قبائل نے حملہ آور ہو کر زبردستی لئے خوراک حاصل کرنا شروع کر دی تھی۔

طرح دریائے ڈینیوب کے کنارے جگہ جگہ گال قبائل اور رومنوں کے درمیان شروع ہو چکی تھیں۔ اور ان جھڑپوں میں گال قبائل نے نہ صرف رومن قتل عام کیا بلکہ جگہ جگہ انہیں شکستیں بھی دیں۔ اس طرح گال قبائل کرنے کے لئے رومن سلطنت میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ وہ جا پہنچے اور پھر پیش قدمی کرتے ہوئے گال قبائل اینڈریانوپل کے قریب پہنچ

وں کے خلاف گال قبائل کی پے در پے کامیابیوں اور پھر ان کی بلقان اور اینڈریا پیش قدمی سے قیصر روم ویلنس بوکھلا اٹھا۔ اس نے گال قبائل کی راہ روکنے کی بغاوت اور سرکشی کی سزا دینے کے لئے ساٹھ ہزار کا ایک بہترین لشکر تیار ہزار کا لشکر ان رومنوں پر مشتمل تھا جو جنگ کا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ ساٹھ لشکر کو رومن شہنشاہ ویلنس نے اپنے ساتھ رکھا۔ اس کے علاوہ اس نے ایک لشکر تیار کیا۔ اس لشکر کو اس نے اپنے بھتیجے گریشین کی سرکردگی میں رکھا۔ رومنوں کا وہ جرنیل تھا جو اس سے پہلے اٹلی میں کارہائے نمایاں انجام دے چکا تھا اٹلی سے نکل کر اپنے چچا ویلنس کے پاس قسطنطنیہ آ گیا تھا۔ پس رومن شہنشاہ اس کا بھتیجا گریشین اپنے دونوں لشکروں کو لے کر بڑی تیزی سے گال قبائل پر کے لئے اینڈریانوپل کی طرف بڑھے۔

طرف گال قبائل کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنی ہر چیز کو بیچ کر اناج حاصل کر تھے۔ اور اب ان کے پاس کوئی سواری نہ تھی۔ رومنوں کو یہ فوقیت تھی کہ وہ

ان کے مقابلہ میں بہتر اسلحہ رکھنے کے ساتھ ساتھ عمدہ سواریاں بھی رکھتے تھے۔
موقع پر گال قبائل کی خوش قسمتی کہ انہیں اچھا اسلحہ اور سواریاں میسر ہوئیں۔ وہ ان
کہ جنوبی روس کے علاوہ رومانیہ اور یوکرین میں ان گنت سیتھین آباد تھے۔ وہ خوشحال
بسر کر رہے تھے۔ سیتھین گال قبائل کے ہی بھائی بند تھے۔ انہیں جب خبر ہوئی
قبائل کے آگے آگے بھاگتے ہوئے گال قبائل دریائے ڈینیوب کو پار کر کے آباد
اب رومن ان پر حملہ آور ہو کر انہیں مار بھگانے کے در پے ہیں تو یہ بڑی تیزی
قبائل کی مدد کے لئے پہنچنے لگے۔ یہ اپنے ساتھ سواریاں اور بہتر اسلحہ بھی لیتے
کے علاوہ انہی سیتھین کے ساتھ وحشی جرمن بھی آباد تھے وہ بھی رومنوں کو اچھی
نہیں دیکھتے تھے لہٰذا وہ بھی اسلحہ اور فالتو سواریاں لے کر بڑی تیزی سے گال قبائل
کے لئے پہنچنے لگے۔ اس طرح رومنوں کے بہتر اسلحہ اور عمدہ سواریوں کے مقابلے
قبائل کو بھی اچھا اسلحہ اور سواریاں میسر آنے لگی تھیں۔

قیصر روم ویلنس اور اس کا بھتیجا گریشین اپنے لشکروں کے ساتھ بڑی
ایڈریا نوپل کی طرف بڑھنے لگے تھے۔ جہاں گال قبائل نے پڑاؤ کر رکھا تھا۔ دوسری
گال قبائل کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ رومن شہنشاہ ویلنس اپنے بھتیجے گریشین کے ساتھ
بہت بڑا لشکر لے کر ان کی سرکوبی کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے۔ اس وقت تک
کی مدد کے لئے جنوبی روس' رومانیہ اور یوکرین سے وحشی سیتھین اور خونخوار جرمن
چکے تھے۔ رومن شہنشاہ اور اس کے بھتیجے کے پہنچنے سے قبل ہی گال قبائل نے
سے کام لیتے ہوئے کوہستانی سلسلے کے اندر پہلے ہی ایک لشکر گھات میں بٹھا دیا تھا
عین جنگ کے عروج کے موقع پر رومن لشکر کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو
قبائل کی فتح اور رومنوں کی شکست کو یقینی بنا دے۔ یہ سارے انتظامات کرنے کے
سیتھین اور وحشی جرمن بڑی تیزی سے رومن لشکر کی آمد کا انتظار کرنے لگے تھے۔

آخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔ رومن شہنشاہ ویلنس اس کا بھتیجا گر
لشکر کے ساتھ اینڈریا نوپل پہنچے اور گال قبائل کے لشکر کے سامنے صف آرا ہو
قبائل بھی اپنے وحشی سیتھین بھائیوں اور خونخوار جرمنوں کے ساتھ رومنوں کے سامنے
ارا ہونے لگے تھے۔ جنگ کی ابتدا رومنوں نے کی تھی۔ رومن جبر کی طویل ہوتی
میں وقت کے سینوں کے بدترین مکروفریب اور موت اور مرگ کی رقصاں لہروں میں
کی حدت پرکھنے کی لذت کی طرح گال' سیتھین اور جرمنوں پر حملہ آور ہوئے تھے
کا خیال تھا کہ گال ان کے خونخوار حملوں کے سامنے زیادہ دیر تک ٹھہر نہ سکیں گے

قبائل نے بڑی کامیابی سے رومنوں کے حملے کو روک دیا تب رومن کسی قدر فکر
مند ہوئے۔ دوسری طرف گال قبائل نے رومنوں کے حملوں کو روکنے کے بعد
نکل کر جارحیت پر اترنے کی ابتدا کی۔

وہ رومنوں پر ریگ ساحل پر برسوں کے نقوش مٹاتی آندھیوں' خونخوار اور جان
کے باعث میدان جنگ خوف کے کنوؤں' آرزوؤں کی بکھرتی لاشوں' زندگی کے
ماتم کدوں' دشت بے امان اور گردش دوران کے خونی تیور کی صورت اختیار کر گیا تھا۔

اس وقت جب کہ رومنوں اور گال قبائل کے درمیان جنگ اپنے عروج پر تھی
دوسرے کو اپنے سامنے نیچا اور مغلوب کرنے کے لئے ان تھک کوشش کر رہا تھا
قبائل کا وہ لشکر جو کوہستانی سلسلوں میں گھات میں بیٹھا ہوا تھا وہ نمودار ہوا اور
کی سرکردگی میں گال قبائل کے اس لشکر نے رومنوں کی پشت پر وقت کے بدترین
کے نازک قطرے میں گھستی سورج کی تیز شعاعوں اور تنہائیوں کے شہر میں
طوفانوں کی طرح حملہ کر دیا تھا۔ گھات سے نکلنے والے ان گال قبائل کا حملہ ایسا
خوفناک تھا کہ انہوں نے رومن لشکر کی پشت کی کئی صفوں کو ادھیڑ کر رکھ دیا۔ پھر وہ
کے وسطی حصے کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

دوسری طرف سامنے کی طرف سے حملہ آور ہونے والے گال' سیتھین اور جرمنوں
کو پتہ ہوئی کہ ان کے گھات میں بیٹھے ہوئے لشکر نے گھات سے نکل کر رومنوں کی
پشت پر حملہ کر دیا ہے تب انہوں نے اپنے حملوں میں تیزی پیدا کر دی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ
رومن دو طرفہ حملے کے باعث بری طرح پسنے لگے تھے۔ اور ان کی حالت چکی کے دو
پاٹوں کے درمیان پسنے والے اناج کی سی ہونے لگی تھی۔

قیصر روم ویلنس اور اس کا بھتیجا گریشین زیادہ دیر تک گال' سیتھین اور جرمنوں کے
دو طرفہ حملے کو زیادہ دیر برداشت نہ کر سکے۔ آخر انہیں صاف دکھائی دینے لگا کہ اگر
یہ جنگ کچھ دیر اور جاری رہی تو ان کے مقدر میں بدترین شکست کے سوا کچھ نہ
ہو گا اور یہ گال' سیتھین اور جرمن تینوں مل کر سارے رومن لشکر کا قتل عام اور صفایا کر
دیں گے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے رومن شہنشاہ ویلنس اور اس کے بھتیجے گریشین نے
اپنے لشکر کو سمیٹا پھر وہ قسطنطنیہ کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

گال' سیتھین اور جرمنوں کے مقابلے میں اینڈریا نوپل کے مقام پر یہ رومنوں کی
بدترین شکست تھی۔ رومن جب میدان جنگ سے بھاگے تو گال' سیتھین اور جرمن بھی ان
کی ہر چیز سمیٹنے کے بعد ان کے پیچھے لگ گئے تھے اور جس وقت قیصر روم ویلنس

اپنے بچے کھچے لشکر کے ساتھ قسطنطنیہ میں داخل ہوا اس کے تھوڑی ہی دیر کے بعد گال
سیتھین اور جرمن بھی قسطنطنیہ پہنچ گئے اور انہوں نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔

قسطنطنیہ کی بنیا رکھنے والے رومن شہنشاہ قسطنطین نے چونکہ قسطنطنیہ کی آبادی
اس طرح کی تھی کہ اس کے ارد گرد ایسی مضبوط فصلیں تھیں جنہیں عبور کر کے قسطنطنیہ
میں داخل ہونا انتہائی مشکل اور محال تھا۔ اسی بناء پر گال' سیتھین اور وحشی جرمن قبائل
نے کچھ عرصہ تک قسطنطنیہ کا محاصرہ جاری رکھا اور شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرتے
رہے لیکن ان کی ہر کوشش رائیگاں گئی۔ آخر چند ہفتوں تک قسطنطنیہ شہر کی فصیل سے
ٹکرانے کے بعد گال' سیتھین اور جرمن قبائل ناکام دریائے ڈینیوب کی طرف لوٹ گئے۔

گال' سیتھین اور جرمن قبائل کے ہاتھوں رومنوں کی اینڈریا نوپل کے مقام پر
شکست کے چند ہی ہفتے بعد قسطنطنیہ کا شہنشاہ ویلنس فوت ہو گیا۔ اور اس کی جگہ
میں رومنوں کا شہنشاہ ایک شخص تھیوڈوسیس بنا۔

تھیوڈوسیس ایک انتہائی نیک' پارسا' عاقل اور دانشمند انسان تھا۔ جس وقت وہ تخت
نشین ہوا اس سے کچھ ہفتے پہلے گال' سیتھین اور جرمن قسطنطنیہ کا محاصرہ کرنے کے بعد
دریائے ڈینیوب کی طرف لوٹے تھے اور مختلف گروہوں میں بٹ کر انہوں نے دریائے
ڈینیوب کے آس پاس شہروں اور بستیوں کو لوٹنا شروع کر دیا تھا۔

تخت نشین ہوتے ہی سب سے پہلا کام جو تھیوڈوسیس نے کیا وہ کہ اس نے
لشکر کی طاقت اور قوت بحال کی۔ دریائے ڈینیوب کے کنارے اور آس پاس کے علاقوں میں
چھوٹے چھوٹے گروہوں کی صورت میں جو سیتھین' گال اور جرمن لوٹ مار کر رہے
تھے ان پر تھیوڈوسیس نے حملہ آور ہونا شروع کر دیا۔ وہ ان وحشی قبائل کے بڑے لشکر کو
نظر انداز کرتے ہوئے چھوٹے گروہوں پر حملہ آور ہوتا اور ان کا کام تمام کر دیتا۔ اس طرح
اس نے بڑی تیزی سے حملہ آور ہوتے ہوئے وحشی قبائل کی تعداد کم کرنا شروع کر دی
تھی۔

دوسری طرف گال' سیتھین اور جرمنوں کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ نئے رومن شہنشاہ
تھیوڈوسیس نے ان پر حملہ آور ہونا شروع کر دیا ہے۔ اب ان کے لئے ایک طرح کی
مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی۔ یوں کہ اگر وہ چھوٹے چھوٹے گروہوں کی صورت میں
قصبوں اور شہروں کی لوٹ مار کرتے تھے تو ان چھوٹے چھوٹے گروہوں پر تھیوڈوسیس حملہ
آور ہوتا اور ان کا خاتمہ کرتا چلا جاتا۔

اور اگر وہ سارے متحد اور اکٹھے رہ کر کارروائی کرتے تب ان کے بھوکے

مرنے کا خطرہ تھا۔ اس لئے کہ وہ سب اکٹھے رہ کر اپنے لئے مناسب اور ضرورت کے مطابق
خوراک حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ یہ صورت حال گال' سیتھین اور جرمن قبائل کے لئے
انتہائی پریشان کن تھی۔

نئے رومن شہنشاہ تھیوڈوسیس نے وحشی قبائل کی انہی پریشانیوں سے فائدہ اٹھاتے
ہوئے انہیں بات چیت کی دعوت دی۔ ان وحشی قبائل نے اپنے نمائندے تھیوڈوسیس سے
گفتگو کرنے کے لئے روانہ کئے۔ یہ گفتگو انتہائی کامیاب رہی۔ رومن شہنشاہ تھیوڈوسیس
نے وحشی قبائل کو اپنے صوبے تھریس میں آباد ہونے کی اجازت دے دی۔ رومن شہنشاہ
کے ان فیصلے پر یہ وحشی قبائل بہت خوش ہوئے اور وہ تھریس میں آباد ہو گئے۔ رومن
شہنشاہ تھیوڈوسیس نے انہیں اپنے لشکر میں بھی شامل کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس طرح
تھیوڈوسیس کا دور پر امن گزرا۔

تھیوڈوسیس کے بعد اس کا بیٹا آرکیڈلیس حکمران بنا۔ یہی آرکیڈلیس ایران کے شہنشاہ
یزدگرد گنہگار کے دور حکومت میں رومنوں کا شہنشاہ تھا۔ اسی آرکیڈلیس کے بیٹے تھیوڈوسیس
کی پرورش ایران کے شہنشاہ یزدگرد کے سپرد کی گئی تھی۔ آرکیڈلیس صرف تیس سال کی
عمر میں فوت ہو گیا۔ اس وقت اس کا بیٹا تھیوڈوسیس دوئم جس کی تربیت ایرانی شہنشاہ
یزدگرد گنہگار کے سپرد تھی صرف سات سال کا تھا۔ بس جس وقت رومن شہنشا آرکیڈلیس
فوت ہوا تو اس کا سات سالہ بیٹا تھیوڈوسیس دوئم ہی رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ اور اسکی تربیت
یزدگرد گنہگار کے سپرد تھی۔ یہ تھیوڈوسیس جوان ہوا۔ جوان ہونے تک ایران کا شہنشاہ یزد
گرد گنہگار بھی فوت ہو گیا۔ اب صورتحال یہ تھی کہ تھیوڈوسیس دوئم کے مقابل ایران کے
تخت پر یزدگرد کا بیٹا بہرام گور تھا۔

O

یوناف اور کیرش ایک روز قبرستان کی اس قریبی بستی میں داخل ہوئے جس کے
سردار عارث کی سرکردگی میں سلیوک اور اوغار دونوں کو نطیاس کے محل میں بکرا مہیا کیا جاتا
تھا۔ یوناف اور کیرش دونوں نے عارث کی حویلی کے دروازے پر دستک دی۔ عارث کے
غلام نے دروازہ کھولا۔ یوناف نے اس غلام سے عارث سے ملاقات کی اجازت لینے کو کہا۔
تھوڑی دیر بعد وہ غلام لوٹا۔ یوناف اور کیرش کو اپنے ساتھ لے گیا۔ بستی کے سردار عارث
کے مہمان خانے میں دونوں کو جا بٹھایا۔

تھوڑی دیر بعد بستی کا سردار عارث اور اس کے ساتھ بستی کے کچھ سرکردہ لوگ

اس دیوان خانے میں داخل ہوئے۔ یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نے اپنی
اٹھ کر ان سب کا استقبال کیا۔ یوناف اور کیرش کو دیکھتے ہی بستی کے سردار
چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ بڑی خوشی اور اطمینان کا اظہار
یوناف اور کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میں گور کن کی حیثیت سے تم دونوں میاں بیوی کی کارکردگی پر بے حد
پہلا گور کن بہت اچھا' بہت نیک شخص تھا۔ لیکن تم دونوں میاں بیوی اس سے
ثابت ہوئے ہو۔ کہو تم کس سلسلے میں آج مجھ سے ملنے کے لئے آئے ہو۔
بولا اور کہنے لگا دیکھ سردار عارث اگر تو اپنے ان سرکردہ لوگوں کے ساتھ یہاں
تم سے کچھ کہوں۔ یوناف کے کہنے پر بستی کا سردار عارث اور بستی کے سرکردہ
گئے۔ اس کے بعد یوناف اور کیرش بھی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ پھر یوناف سردار عارث
کر کے کہنے لگا۔

دیکھ سردار ہم دونوں میاں بیوی اس لئے تیرے پاس آئے ہیں کہ تم
گزارش کریں کہ آج کے بعد نطیاس کے قدیم اور پرانے محل میں سلیوک اور
مہیا کرنے کا کام بند کر دیا جائے۔ یوناف کی اس بات پر وہاں بیٹھے سارے ہی
سے پڑے تھے۔ بستی کا سردار عارث تھوڑی دیر تک پھٹی پھٹی نگاہوں سے یوناف
دیکھتا رہا پھر وہ پریشان سے لہجے میں کہنے لگا۔ دیکھ یوناف کیا تو ذہنی طور پر
پریشانی اور غم کا شکار تو نہیں کہ تو اس قسم کی گفتگو کر رہا ہے۔ یہ تو کیا
نطیاس کے محل میں بکرا مہیا کرنا بند کر دیں۔ شاید تو جانتا ہو گا کہ نطیاس
دو میاں بیوی نے قیام کر رکھا ہے وہ انسان نہیں بدروحیں ہیں۔ اور اگر ہم
بکرا مہیا نہیں کرتے تو یاد رکھنا یہ دونوں بدروحیں بستی والوں پر چڑھ دوڑیں گی
اس بستی پر ہی نہیں بلکہ آس پاس کی بستیوں پر بھی قہر بن کر ٹوٹیں گی اور
پھر وہ انسانوں کو اپنی غذا بنانا شروع کر دیں گی۔ لہٰذا تمہاری یہ التجا کیسے قبول کی
کہ نطیاس کے محل میں قیام کرنے والے سلیوک اور اوغار کو ہر ہفتے بکرا مہیا
بستی کا سردار عارث جب خاموش ہوا تب ایک دوسرا سرکردہ آدمی بولا
مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ یوناف میں تمہیں نصیحت نہیں بلکہ تنبیہہ کروں
میاں بیوی صرف گور کن کی حیثیت سے قبرستان میں اپنے فرائض انجام دیتے
اور اوغار کے معاملے میں ہمیں کیا کرنا چاہئے کیا نہیں کرنا چاہئے یہ تم دونوں
سے زیادہ ہم بہتر جانتے ہیں۔ لہٰذا آج کے بعد کبھی بھی تم سلیوک اور اوغار

کی ہمت اور جرات نہ کرنا۔ اس پر یوناف اس سردار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ تم
تہذیب' اجڈ اور احمق قسم کے انسان ہو۔ تمہیں کسی سے گفتگو کرنے کے طریقہ
ہی نہیں ہے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں اور میری بیوی دونوں اپنی ضرورتوں کے
گور کن کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اس پر وہی سردار انتہائی
کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ یوناف۔ تو میرے ساتھ انتہائی بدتمیزی کی گفتگو کر رہا ہے۔ تجھے خبر ہونی چاہئے
میرا ایک اشارہ کرنے پر میرے ساتھی تم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ اور تم دونوں میاں بیوی
بوٹی بوٹی کر دیں گے۔ لہٰذا میں تمہیں پھر تنبیہہ کرتا ہوں کہ گور کن ہی رہو۔ ہمارے
سردار اور ہمارے رہبر اور رہنما بننے کی کوشش مت کرو۔ اس پر یوناف بھی آپے سے
گیا۔ انتہائی غضبناکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ میں پھر تم
کہتا ہوں کہ تم انتہائی بدتمیز انسان ہو۔ ایک ایسے احمق اور اجڈ ہو کسی دوسرے
انسان سے بات کرنے کا طریقہ اور سلیقہ نہیں آتا۔ میں تمہیں یہ بھی کہتا ہوں کہ
سلیوک اور اوغار کو ہر ہفتے بکرا دینا بند نہ کیا گیا۔ تو میں اور میری بیوی کیرش دونوں
سلیوک اور اوغار سے بڑھ کر تمہارے لئے مصیبت اور اذیت کا باعث بن جائیں گے۔

یوناف کی اس گفتگو سے جہاں بستی کا سردار دنگ اور پریشان رہ گیا تھا وہاں دوسرے
بھی شک و شبہ کی نگاہ سے یوناف کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ پھر جس سرکردہ آدمی
یوناف کی تکرار ہوئی تھی اس نے اپنے کچھ ساتھیوں کو یوناف پر حملہ آور ہونے کا
دیا۔ یوناف بھی سمجھ گیا تھا کہ وہ اس پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنے ساتھیوں کو
کر چکا ہے۔ لہٰذا جوں ہی تین چار جوان اپنی جگہ سے اٹھ کر یوناف کی طرف لپکے
نے اپنا دایاں ہاتھ ان کی طرف کیا پھر اپنا سری عمل شروع کیا۔ وہ سری عمل ہونا تھا
یوناف کی انگلیوں سے ایسی خوفناک آگ کی چنگاریاں نکلیں کہ ان چنگاریوں نے ان
نوجوانوں کو اپنا ہدف بنایا۔ جو یوناف کی طرف بڑھے تھے۔ اور چنگاریوں کی وجہ سے
چاروں شور' واویلا اور آہ و زاری کرتے ہوئے واپس مڑے اور پھر اپنی نشستوں پر جا کر
گئے۔

ایسا کرنے کے بعد یوناف پہلے کی نسبت زیادہ غضبناکی اور خونخواری میں بولا اور ان
کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سنو بستی کے لوگو۔ میں تمہیں واضح کر دوں کہ میں اپنی
ضروریات کے تحت تمہاری اور دوسری بستیوں کے قبرستان میں گور کن کی حیثیت سے کام
نہیں کر رہا۔ یاد رکھو تم میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو مال و دولت میں میرا مقابلہ کر

سکے یا میری طرح صاحب ثروت ہو۔ اس میں تمہارا سردار عارث بھی شامل صرف تم لوگوں کو سلیوک اور اوغار سے نجات دلانے کی خاطر اور انہیں اپنا اور مغلوب کرنے کی خاطر قبرستان میں گورکن کے فرائض انجام دے رہا ہوں والو اگر تم نے میرا کہا نہ مانا اور سلیوک اور اوغار کو پہلے کی طرح بکرا مہیا کرنا جاری رکھا تو سن رکھنا میں اور میری بیوی کیرش سلیوک اور اوغار سے بڑھ کر خطرناک اور ہولناک ثابت ہوں گے۔ لہٰذا میں تم لوگوں کو آخری بار تنبیہہ کرتا ہوں میرے کہنے کے مطابق سلیوک اور اوغار کو بکرا مہیا کرنا بند کر دیا جائے۔ ورنہ اپنی بدبختی اور اپنی تباہی کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہو جانا۔ آج کے بعد نہ مہیا کیا جائے گا نہ لوگ وہاں چڑھاوے چڑھانے کو جائیں گے۔ نہ ہی ان کے مانگی جائیں گی' نہ ہی دعائیں مانگی جائیں گی۔ اور نہ کوئی عورت' کوئی مرد محل کا رخ کرے گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو بستی کا سردار عارث لگا۔ دیکھ یوناف میں تو یہ دیکھ چکا ہوں کہ تو کچھ سری قوتوں کا مالک ہے۔ جن نے ابھی تھوڑی دیر پہلے ہمارے سامنے کیا ہے۔ دیکھ میں اور میری بستی کے الجھنا نہیں چاہتے ہیں۔ میں جانتا ہوں تم میاں بیوی انتہائی شریف اور رقیق القلب ہو۔ لیکن میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم تمہارے کہنے پر بکرا دیں یا لوگوں کو منع کر دیں کہ وہ نذر و نیاز وہاں نہ چڑھائیں اور دعائیں کھانے پینے کی کوئی بھی شئے سلیوک اور اوغار کو مہیا نہ کریں تو مجھے خطرہ اور اوغار برہم ہو کر بستیوں پر حملہ آور ہونا شروع ہو جائیں گے۔ اور انسانوں کو اپنی غذا بنانا شروع کر دیں گے۔ اس پر یوناف نے بڑی نرمی سے مخاطب کر کے کہا۔

دیکھ سردار عارث جہاں تک تم لوگوں کی حفاظت کا تعلق ہے تو میں ہوں کہ تم لوگوں نے اگر سلیوک اور اوغار کو بکرا مہیا کرنا بند کر دیا اور لوگوں کہ وہ نذر نیاز ان کے لئے نہ چڑھائیں ایسی صورت میں اگر سلیوک اور اوغار کرنے کے لئے بستیوں کا رخ کریں گے تو میں ساری بستیوں کے لوگوں کی ان کروں گا۔ اس پر عارث کہنے لگا۔ دیکھو بیٹے یہ انتہائی مشکل اور دشوار کام ہے کہ سلیوک اور اوغار دونوں بدروحیں ہیں۔ پھر تم دونوں میاں بیوی کیسے ان گے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ سردار ہم ان کا مقابلہ کیسے کریں گے

کی بات نہیں بلکہ یہ میرا اور میری بیوی کیرش کا کام ہے۔ ایک بار تم بکرا بند کرو' کو نطیاس کے محل کی طرف مت جانے دو۔ اس کے بعد تم دیکھنا ہم دونوں میاں سلیوک اور اوغار کی بدروحوں سے کیسے نپٹتے ہیں۔

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں تھوڑی دیر تک بستی کے سردار کی گردن جھکی شاید وہ کچھ سوچتا رہا۔ پھر شاید اس نے کوئی فیصلہ کیا اور فیصلہ کن انداز میں یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ یوناف اگر تو ہمیں یہ ضمانت دیتا ہے کہ تو سلیوک اور اوغار کی سے ہماری حفاظت کرے گا تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آج کے بعد نہ اور اوغار کو بکرا مہیا کیا جائے گا اور نہ لوگ وہاں منت مانیں گے۔ اور نہ نذر و نیاز گے۔ اور بولو تم ہم سے کیا چاہتے ہو۔

بستی کے سردار عارث کا یہ جواب سن کر یوناف اور کیرش دونوں خوش ہو گئے تھے دونوں کے لبوں پر خوش کن اور دلفریب مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ اس پر بستی کا پھر بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ یوناف میرے بیٹے دو دن بعد سلیوک اور اوغار کو بکرا مہیا دن آ رہا ہے۔ تمہارے کہنے پر ہم بکرا مہیا نہیں کریں گے۔ لیکن ساتھ ہی میں تم بھی کہہ دوں کہ بکرے والے دن کے بعد ضرور وہ اپنا آپ دکھانے کی کوشش کریں لہٰذا تم مختلف بستیوں کے لوگوں کو ان کے ظلم و ستم سے بچانا اس پر یوناف بولا اور دیکھ سردار تو اس معاملہ میں بالکل بے فکر رہ میں ساری بستیوں کے لوگوں کا اور اوغار کے حملوں سے دفاع کروں گا۔

اس پر عارث بولا اور کہنے لگا اگر تو ہمیں ہماری سلامتی کی ضمانت دیتا ہے تو دیکھ تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اب نہ سلیوک اور اوغار کو کوئی بکرا مہیا کیا جائے گا اور لوگوں کو نذر و نیاز چڑھانے کے لئے نطیاس کے محل کی طرف جانے دوں گا۔ ہے کہ اب تم بھی اپنا عہد پورا کرو گے۔ اور بستیوں کے لوگوں کو سلیوک اور قہرمانیت سے بچا کے رہو گے۔ اس پر یوناف اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کیرش ہو گئی پھر یوناف سردار عارث کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ عارث میں تمہارا شکر گزار و ممنون ہوں کہ تم نے میری بات مان لی ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر سلیوک اور اوغار کی بدروحوں نے آدم خوری کے لئے کسی بھی حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو میں بستی کے لوگوں کا ان کے سامنے دفاع کروں سلیوک اور اوغار کو ایسی اذیت اور کرب میں مبتلا کروں گا کہ وہ بستیوں کا رخ بجائے بھاگ کر نطیاس کے محل میں پناہ لینے پر مجبور ہو جائیں گے۔

یوناف کا یہ جواب سن کر بستی کا سردار عارث ہی نہیں دوسرے لوگ بھی
مطمئن ہو گئے تھے اس کے بعد بستی کا وہ سرکردہ آدمی اپنی جگہ کھڑا ہوا جس نے
بدتمیزی کی تھی۔ یوناف کے قریب آیا۔ بڑی نرمی اور عاجزی میں وہ یوناف کو مخاطب
کہنے لگا۔ دیکھ یوناف تھوڑی دیر پہلے میں نے جو تمہارے ساتھ بدتمیزی کی تھی اس
میں، میں تم سے معافی مانگتا ہوں اگر تم بستیوں کے لوگوں کی حفاظت کرو تو میں
کہ تمہارا ان بستیوں کے لوگوں پر ایسا احسان ہو گا جسے کوئی اتار نہ سکے گا۔
یوناف نے اس سردار کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا پھر کیرش
یوناف عارث کی حویلی سے نکلا اور قبرستان کی طرف چل دیا تھا۔

عاتس نام کا نوجوان جو سردار عارث ہی کی بستی کا رہنے والا تھا اور جس
اور اوغار مہربان تھے۔ تقریباً" بھاگتا ہوا نطیاس کے محل میں داخل ہوا۔ اس وقت
اور اوغار محل کے اس کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے جس کے سامنے صدر دروازہ
بھاگتا بھاگتا سلیوک اور اوغار کے قریب آ کر کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ سلیوک نے
پہل کر دی اور عاتس کو مخاطب کرکے پوچھنے لگا۔

دیکھ مہربان عاتس تیری حالت سے لگتا ہے کہ تو گھبرایا ہوا ہے پریشان اور
ہے بتا تجھے کیا ہوا تیرے ساتھ کسی نے زیادتی کی، تجھ پر کسی نے حملہ کیا۔
تو ایسا شخص جو تم سے زیادتی کا مرتکب ہوا ہو، آنے والی رات یقیناً" اس کی
آخری رات ثابت ہو گی۔ عاتس جو بھاگتا ہوا آیا تھا اس نے اپنی سانس درست کی
سلیوک اور اوغار کے سامنے بیٹھا اور کہنے لگا۔

سنو میرے محسنو! میرے مہربانو! میں تمہارے لئے ایک حیران کن
والی خبر لے کر آیا ہوں۔ اس پر اوغار نے پوچھا کیسی خبر جو حیران کن بھی ہے اور
دینے والی بھی۔ عاتس بولا اور کہنے لگا۔ آج تھوڑی دیر پہلے قبرستان میں گورکن
ادا کرنے والا یوناف اور اس کی بیوی کیرش دونوں ہماری بستی میں داخل ہوئے
کے سردار عارث کی حویلی میں آئے اس وقت عارث کی حویلی میں ہماری اور
بستیوں کے کچھ سرکردہ لوگ بھی جمع تھے۔ ان سب کو مخاطب کرکے یوناف نے
کے بعد نطیاس کے محل میں رہنے والے سلیوک اور اوغار کو جو ہفتہ وار بکرا مہیا
وہ بند کر دیا جائے کہتے ہیں پہلے تو سردار عارث اور بستیوں کے دوسرے سرکردہ
ایسا کرنے سے انکار کر دیا بلکہ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ ایک سردار نے یوناف
اور اسے تنبیہہ کی کہ وہ گورکن کی حیثیت سے قبرستان تک ہی اپنے آپ کو

اور ان بستیوں کے سرکردہ لوگوں کا رہبر اور راہنما بننے کی کوشش نہ کرے۔ لیکن کہنے
والے کہتے ہیں۔
کہ سردار عارث اور دوسرے سرکردہ لوگوں کے سامنے یوناف نے کچھ مافوق الفطرت
قوتوں کا ایسا مظاہرہ کیا کہ سردار عارث کے علاوہ دوسرے سارے سرکردہ لوگ یوناف اور
اس کی بیوی کیرش کے گرویدہ ہو گئے۔ یوناف کے کہنے پر انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے
کہ آج کے بعد وہ تم دونوں میاں بیوی کو بکرا مہیا نہیں کریں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد عاتس جب خاموش ہوا تو سلیوک بولا۔ اگر ہمیں بکرا مہیا نہ
کیا گیا تو پھر دیکھیں گے کہ کیا بنتا ہے۔ ان بستیوں میں ہم دونوں میاں بیوی ہی نہیں بلکہ
یہاں کی تباہی و بربادی پھیلا دے گا۔ اور یہ جو یوناف اور کیرش آج کل گورکن کے
فرائض انجام دے رہے ہیں لگتا ہے یہاں قبرستان میں ان کی زندگی کے دن بھی تھوڑے
رہ گئے ہیں۔ اور ان دونوں کی وجہ سے قبرستان میں دو قبروں کا اور اضافہ ہونے والا

یہاں تک کہنے کے بعد سلیوک جب خاموش ہوا تو اس بار اوغار بولی اور عاتس کو
مخاطب کر کے کہنے لگی۔

دیکھ مہربان عاتس جو خبر اور اطلاع تو نے ہمیں مہیا کی ہے کیا اس وقت جب کہ
یوناف اور کیرش کی گفتگو بستیوں کے سرداروں اور سرکردہ لوگوں کے ساتھ ہوئی ہے تم بھی
وہاں موجود تھے۔ اس پر عاتس بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا نہیں۔ میں خود تو وہاں
نہیں تھا لیکن جو کچھ میں نے آپ دونوں سے کہا ہے یہ ساری گفتگو مجھے میرے ایک
قریب ترین دوست نے انتہائی رازداری کے ساتھ بتائی تھی اور اس سے یہ باتیں سنتے ہی
میں بھاگا بھاگا تم لوگوں کی طرف آیا۔ جو کچھ میرے دوست نے کہا تھا وہ میں نے تم سے
کہہ دیا ہے۔ اس پر سلیوک بے پروائی کے انداز میں بولا اور کہنے لگا۔
لعنت بھیجیں اس گفتگو پر کسی اور موضوع پر بات کرتے ہیں۔ ابھی دوسرا بکرا مہیا
کرنے میں کچھ دن ہیں۔ اور اگر ہمیں بکرا مہیا نہ کیا گیا تو پھر ہم بستی والوں کو بتائیں گے
کہ بکرا روکنے کے کیا بدترین اثرات نکلتے ہیں۔ اور اسی وقت ہم یوناف اور کیرش کو بھی
بتائیں گے کہ ہمارے خلاف جو مہم انہوں نے شروع کی ہے اس کا انہیں کس قسم کا خونی
نتیجہ بھگتنا ہو گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد سلیوک خاموش ہوا۔ پھر وہ تینوں بیٹھ کر دوسرے
موضوعات پر گفتگو کرنے لگے تھے۔
سردار عارث کی حویلی سے نکل کر یوناف اور کیرش جونہی قبرستان میں داخل ہوئے،

ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ اس پر یوناف ٹھٹکا۔ کیرش بھی متو
کیونکہ وہ جان گئی تھی کہ ابلیکا کچھ کہنے والی ہے۔ ابلیکا نے اپنا ریشمی اور
اس کے بعد اس کی کھنکتی اور شیریں آواز بلند ہوئی اور وہ یوناف کو مخاطب کر کے

یوناف میرے حبیب' عاتس نام کا وہ جوان جس پر سلیوک اور اوغار
وہ اس وقت سلیوک اور اوغار کے پاس نطیاس کے محل میں بیٹھا ہوا ہے۔ تمہاری
کے سردار عارث اور دوسرے سرکردہ لوگوں کے درمیان سلیوک اور اوغار کے
کرنے کی جو گفتگو ہوئی ہے وہ ساری گفتگو عاتس نے سلیوک اور اوغار سے کر
اور انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ اگر انہیں بکرا نہ مہیا کیا گیا تو وہ بستیوں
بربادی پھیلا دیں گے اور یہ کہ تم دونوں کو بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کریں

ابلیکا کی یہ گفتگو سن کر یوناف کے چہرے پر غیض و غضب اور
نمودار ہوئے تھے۔ پھر وہ انتہائی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ سلیوک
ایسی تیسی۔ اور ساتھ ہی ان کے استاد نطیاس سے کیا کہوں۔ میں ان تینوں کو
روز برف کی طرح منجمد کر کے رکھ دوں گا۔ اس روز یہ اپنی ساری سری قوتیں
لامحدود **شکتیاں** بھول جائیں گے۔ دیکھ ابلیکا میں اور کیرش اب ابھی اور
سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے نطیاس کے محل میں نمودار ہوتے ہیں اور
اوغار سے ملتے ہیں۔ عاتس بھی وہیں بیٹھا ہو گا۔ لہٰذا اسے بھی دیکھ لیں گے۔
لے گا تاکہ اسے بھی پتہ چل جائے کہ ان سرزمینوں میں صرف سلیوک اور
الفطرت قوت نہیں رکھتے۔ بلکہ ہم دونوں میاں بیوی بھی ہیں جو سلیوک
میاں بیوی کو اپنے سامنے زیر کر دینے والی طاقت اور قوت کے مالک ہیں۔
اور کہنے لگی۔

ہاں یوناف تمہاری تجویز بہترین اور عمدہ ہے۔ تم دونوں میاں بیوی اپنی
کو حرکت میں لاؤ۔ اور نطیاس کے محل میں داخل ہو کر اوغار اور سلیوک
سخت گفتگو کرو۔ انہیں تنبیہہ کرو۔ ان سے دھمکی میں بات کرو۔ اور جب
تو عاتس تم دونوں سے بے حد متاثر ہو گا۔ اور آئندہ وہ پھر دوبارہ سلیوک
خوفزدہ رہنے کے ساتھ تم سے بھی ڈر ڈر کر زندگی بسر کرے گا۔ یہاں تک
ابلیکا نے ہلکا سا لمس دیا اور یوناف کی گردن سے علیحدہ ہو گئی تھی۔ ابلیکا
ہی یوناف نے کیرش کو مخصوص اشارہ کیا پھر دونوں میاں بیوی اپنی سری
میں لائے اور نطیاس کے محل کے اس کمرے میں نمودار ہوئے تھے جہاں

ان دونوں کو بند کیا تھا۔

اس کمرے میں نمودار ہونے کے بعد یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی صدر
طرف بڑھے۔ مختلف کمروں سے گزرتے ہوئے جس وقت وہ اس کمرے کی
جس میں سلیوک اور اوغار اور عاتس بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے تو انہیں دیکھتے
سلیوک اور اوغار کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں۔ وہاں عاتس بھی انتہا
پریشان اور فکر مند ہو گیا تھا۔ پھر اس نے بڑی رازداری میں سلیوک کو مخاطب
پوچھا۔

میاں مالک' یہ یوناف نام کا گورکن اس کی بیوی محل کے اندرونی حصے سے نکل
جا رہے ہیں۔ کیا میرے آنے سے پہلے یہ محل میں موجود تھے۔ جب کہ میرے
تھا کہ یہ تو ہماری بستی میں داخل ہوئے تھے۔ اس پر سلیوک نے عاتس کو
یہ اس محل میں کیسے آئے اس کے متعلق تم مت پوچھو۔ فی الحال چپ رہو
رد عمل کا اظہار کرتے ہیں۔ سلیوک کے کہنے پر عاتس خاموش ہو گیا اتنی دیر
اور کیرش دونوں میاں بیوی چلتے ہوئے سلیوک اور اوغار کے سامنے آن کھڑے

دیر تک یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی قہرمانیت کے انداز میں سلیوک
طرف دیکھتے رہے۔ سامنے بیٹھے عاتس نام کے اس جوان نے اندازہ لگایا کہ اس
اور اوغار یوناف اور کیرش کے سامنے دبے دبے سے دکھائی دے رہے
دیر تک سلیوک اور اوغار کو غور سے دیکھنے کے بعد یوناف عاتس کی طرف
پوچھنے لگا تم کون ہو۔ اور یہاں ان دونوں کے پاس کیا لینے آئے ہو۔ یوناف
براہ راست عاتس سے مخاطب ہوا تو وہ پریشان اور فکر مند سا ہو گیا۔ لمحہ بھر
نے امداد طلب نگاہوں سے سلیوک اور اوغار کی طرف دیکھا۔ جب سلیوک
کسی رد عمل کا اظہار نہ کیا تب عاتس خود ہی یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

اس بستی کا رہنے والا ہوں جو تم دونوں میاں بیوی کے قبرستان کے قریب ہی
سردار عارث ہے۔ میں سلیوک اور اوغار دونوں میاں بیوی کا پرانا جاننے والا
اکثر و بیشتر ان کی خدمت کرنے کے لئے اس محل میں آتا جاتا رہتا ہوں۔ عاتس
ہی کہنے پایا تھا کہ سلیوک بولا اور عاتس کی نمائندگی کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔
یوناف اپنے آپ میں رہو۔ اپنے جامے سے باہر نکل کر گفتگو کرنے کی کوشش

نہ کرو۔ عاتس ہمارے پاس کیوں آتا ہے کس غرض سے آتا ہے یہ ہمارا اور اس
ہے۔ تم تیسرے فرد کون ہوتے ہو بیچ میں دخل اندازی کرنے والے۔

سلیوک کی اس گفتگو سے یوناف غیض و غضب میں آپے سے باہر ہو گیا
آگے بڑھا اور اپنے پاؤں کی ایک ٹھوکر اس نے سلیوک کو مارتے ہوئے کہا۔ میں
یہ تو اچھی طرح جانتا ہے۔ دیکھ جو حرکتیں تم دونوں میاں بیوی نے جاری کر رکھی
بند کر دو۔ ورنہ میں تم دونوں کو ریزہ ریزہ، لخت لخت کر کے رکھ دوں گا۔

یوناف یہیں تک کہنے پایا تھا کہ سلیوک نے پاؤں کی ٹھوکر کھانے کے بعد
انداز میں اوغار کی طرف دیکھا۔ اس کے اس طرح دیکھنے سے یوناف چوکنا ہو گیا۔
بھی خاص انداز میں کیرش کی طرف دیکھا تھا۔ پھر نطیاس کے محل میں ایک خوفنا
ہو گیا۔ سلیوک اور اوغار دونوں حرکت میں آئے اور انہوں نے اپنی آنکھوں اور
سے خوفناک آگ نکالی اور یہ آگ بڑی تیزی سے یوناف اور کیرش کی طرف
اسی لمحہ کیرش اور یوناف بھی اپنی سری قوت کو حرکت میں لاتے ہوئے اپنا دفاع
جس وقت سلیوک اور اوغار کے منہ سے آگ نکلی تھی اس وقت سلیوک، اوغار
نے دیکھا یوناف اور کیرش دھوئیں کی صورت اختیار کر گئے تھے۔ اور سلیوک اور او
منہ اور آنکھوں سے نکلنے والی آگ اس دھوئیں میں سے ہوتی ہوئی باہر نکلتی چلی
پھر وہ دھواں آہستہ آہستہ چھٹ گیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے یوناف اور کیرش دو
بیوی سلیوک اور اوغار کی پشت پر نمودار ہوئے۔ نمودار ہوتے ہی یوناف نے ا
ایک سخت ٹھوکر سلیوک کی گردن پر دے ماری اور سلیوک بل کھاتا ہوا دور جا گر
اسی موقع پر کیرش بھی حرکت میں آئی اور جس طرح یوناف نے سلیوک کی گردن
لگائی تھی۔ ایسی ہی کیرش نے بھی اپنے پاؤں کی سخت ٹھوکر اوغار کی گردن پر لگائی
بھی سلیوک کی طرح لڑھکتی ہوئی کئی گز دور جا گری تھی۔

یہ صورتحال برپا ہو چکنے کے بعد یوناف گرجتی اور دھاڑتی ہوئی آواز میں
سلیوک کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ سن سلیوک آج تم دونوں میاں بیوی کے
ہی سزا کافی ہے۔ اب ہم جاتے ہیں۔ پھر آئیں گے۔ اور تمہارے ساتھ ایسا
کریں گے۔ جب تک تم نطیاس کے محل کو خالی نہیں کر دیتے تب تک ہم
رہیں گے۔ اور تمہارا ایسا ہی حشر کرتے رہیں گے۔ اس کے ساتھ ہی یوناف
ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا پھر وہ دونوں میاں بیوی نطیاس کے محل سے نکل گئے تھے۔
یوناف اور کیرش کے جانے کے بعد عاتس نے بڑی بے بسی اور لاچارگی

ہوئے پوچھا۔ آقا یہ شخص یوناف اور اس کی بیوی ایسے ہی دراز دست اور
آپ کے ساتھ ایسا سلوک کر کے بچ کے نکل جائیں میں سمجھتا ہوں انہیں
اس محل سے نکلنا نہ چاہئے تھا۔ اس پر سلیوک بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ عاتس تو
تو عنقریب دیکھے گا کہ ہم بڑے خونخوار انداز میں ان دونوں کی زندگی کا
جاؤ جا کر آرام کرو۔ اس کے ساتھ ہی عاتس اٹھا اور نطیاس کے محل سے
ہتی کی طرف چلا گیا تھا۔

کے جانے کے دو دن بعد سلیوک اور اوغار کے سامنے نطیاس نمودار ہوا۔ وہ
رنگ کی عبا پہنے ہوئے تھے اور اپنا چہرہ بھی اس نے سیاہ رنگ کے نقاب سے
اسے دیکھتے ہی سلیوک بولا اور کہنے لگا۔ آقا یوناف اور اس بیوی کیرش نے
بڑی زیادتی کی ہے۔ دو دن پہلے ہمارے پاس عاتس بیٹھا ہوا گفتگو کر رہا تھا کہ
اس بیوی محل کے اندرونی کمرے کی طرف سے آئے ہم سے تلخ گفتگو کی۔ ہم
آنکھوں سے آگ نکالتے ہوئے ان پر حملہ کیا لیکن وہ دھوئیں کی صورت اختیار
ہم سے بچ گئے پھر وہ دونوں اچانک ہماری پشت پر آئے اور پاؤں کی ٹھوکریں
اس کے بعد وہ یہاں سے چلے گئے۔ یہاں تک کہنے کے بعد سلیوک جب
نطیاس انتہائی قہرمانیت میں بولا اور کہنے لگا۔

سلیوک اور اوغار آج کی رات یوں جانو کہ یوناف اور کیرش کی زندگی کی آخری
آج رات آدھی رات کے وقت تم تیار رہنا۔ میں آؤں گا اور ہم تینوں مل کر
اس بیوی پر حملہ آور ہوں گے اور ان دونوں کا قصہ پاک کر دیں گے۔
ساتھ ہی نطیاس نے دھوئیں کی شکل اختیار کی اور وہ فضاؤں میں تحلیل ہو
گیا تھا۔

وقت رومن شہنشاہ آرکیڈیس مرا۔ اس نے اپنے پیچھے اپنی اولاد میں ایک بیٹا
اں چھوڑیں۔ بیٹے کا نام تھیوڈوسیس تھا جس کی عمر اس وقت صرف سات سال
بیٹیوں کے نام پلچیریا، آرکیڈیا اور میرینہ تھے۔ پلچیریا تھیوڈوسیس سے بڑی
اتی دو بہنیں تھیوڈوسیس سے چھوٹی تھیں۔ رومن سلطنت میں عمومیت کے
ھا گیا کہ جب بھی کوئی شہنشاہ مرتا اس کے بعد اس کا بیٹا نابالغ ہوتا تو خود سر جرنیل
خلاف بغاوت کرتے اور اسکی جگہ خود رومن شہنشاہ بن کر نمودار ہو جاتے تھے۔
اس کی خوش قسمتی کہ اس کے باپ کے مرنے کے بعد جب کہ اس کی عمر
سال تھی قسطنطنیہ کی سلطنت کا ایک انتہائی نیک اور ایماندار وزیر میسر ہوا اس

کا نام استھی میوس تھا۔

جس وقت رومن شہنشاہ آرکیڈیس مرا تو سلطنت کا سارا کاروبار استھی میوس اپنے ہاتھ میں لے لیا اور ساتھ ہی ساتھ وہ نابالغ شہنشاہ تھیوڈوسیس کی پرورش بھی کر لگا۔ استھی میوس نے جو سب سے پہلا کام کیا وہ یہ کہ سلطنت کو تھیوڈوسیس کے دشمنوں سے نجات دی۔ دوسرا بڑا کام جو اس نے کیا وہ یہ کہ دریائے ڈینیوب کے کنارے اس جہاز سازی کے بہترین کارخانے لگائے۔ اس سے پہلے قسطنطنیہ کی سلطنت میں کسی رومن شہنشاہ نے جہاز سازی کی طرف توجہ نہ دی۔ وزیر کی حیثیت سے استھی میوس شخص ہے جس نے دریائے ڈینیوب کے کنارے جہاز سازی شروع کی۔ اس طرح اس قسطنطنیہ کی سلطنت کے لئے ایک بہترین بحری بیڑہ بھی تیار کیا۔

لیکن موت نے استھی میوس کو زیادہ مہلت نہ دی۔ اور چند ہی برس بعد وہ فوت ہو گیا۔ استھی میوس کے بعد نابالغ تھیوڈوسیس کی بڑی بہن پلچیریا نے سلطنت کا انتظام سنبھالنا شروع کیا۔ اس نے آگسٹا کا لقب اختیار کیا۔ اور بڑی دانشمندی اور مہارت سے سلطنت کا کام چلانے لگی۔ پلچیریا یعنی آگسٹا چھتیس برس تک قسطنطنیہ پر حکومت کرتی رہی۔ یہ سارا عرصہ وہ نن رہی اور اس نے شادی نہیں کی۔

اس کے شادی نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اسے ڈر تھا کہ اگر اس نے شادی کی تو اس کا شوہر اس سے اس کے بھائی کا تاج و تخت چھین لے گا۔ آگسٹا اپنے بھائی سے بے پناہ اور دیوانہ وار محبت کرتی تھی کہ بھائی کی حفاظت اور اس کا تاج و تخت بچانے کے لئے اس نے شادی نہیں کی۔ اسی طرح اس نے اپنی دونوں بہنوں آرکیڈیا اور میرینا کو مشورہ دیا کہ وہ بھی شادی نہ کریں۔ ہوسکتا ہے کہ ان کے شوہر بھی سازش کر کے تھیوڈوسیس کو تخت و تاج سے محروم کر دیں۔ بس آگسٹا کی طرح اس کی دونوں بہنوں نے بھی شادی نہ کی۔ یہاں تک کہ تھیوڈوسیس جوان ہو گیا اور بادشاہت کرنے کے قابل ہو گیا۔ جوان ہونے کے بعد بھی تھیوڈوسیس نے اپنی بڑی بہن آگسٹا کو انتظام سلطنت میں شریک رکھا اور سارے کام اس سے مشورے اور صلاح سے کیا کرتا تھا۔

قسطنطنیہ کے شہنشاہ تھیوڈوسیس نے جب جوان ہو کر انتظام سلطنت اپنے ہاتھ میں لیا تو سب سے پہلے اسے ایران کی طرف سے مصیبت اور دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔ اس طرح کہ ایرانی شہنشاہ یزدگرد نے کسی دور میں عیسائیت قبول کرلی تھی۔ پھر اپنے امراء اور عوام کے دباؤ کے تحت اس نے عیسائیت ترک کر کے اپنا قدیمی مذہب اختیار کر لیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایران کی عیسائی رعایا اپنے بادشاہ کی حمایت سے محروم ہو گئی۔ اور

...دوں کو عیسائیوں پر ظلم و ستم کرنے کا موقع مل گیا۔

اس ظلم و ستم کی وجہ سے ایران کے عیسائیوں کی کثیر تعداد ایران سے ہجرت کر کے قسطنطنیہ کی طرف جانے لگی تھی۔ جب یزدگرد گنہگار مرگیا اس کی جگہ اس کا بیٹا بہرام گور تخت نشین ہوا تو ایران کے عیسائیوں کا قسطنطنیہ کی طرف ہجرت کرنے کا سلسلہ جاری تھا۔ بہرام گور نے تخت نشین ہوتے ہی ایران کے عیسائیوں کی یہ ہجرت روک دی اور جو عیسائی ہجرت کر کے قسطنطنیہ چلے گئے تھے ان کے لئے اس نے اپنے قاصد قسطنطنیہ کے شہنشاہ تھیوڈوسیس کی طرف روانہ کئے۔ اور ایران سے ہجرت کر کے قسطنطنیہ جانے والے عیسائیوں کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ قیصر روم تھیوڈوسیس نے ایران سے ہجرت کر کے آنے والے عیسائیوں کو واپس دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر بہرام گور نے رومنوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تھا۔

رومن علاقوں پر حملہ آور ہونے کے لئے بہرام گور نے ایک بہترین لشکر تیار کیا اور اس کا سپہ سالار اس نے اپنے ایک جرنیل مہر نرسی کو مقرر کیا۔ یہ مہر نرسی اپنا حسب و نسب ایران کے قدیم بادشاہ اردابوریس اعظم سے ملاتا تھا۔ دوسری طرف رومنوں کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ ایرانی شہنشاہ بہرام گور ان کے علاقوں پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ لہٰذا شہنشاہ تھیوڈوسیس نے بڑی تیزی اور جلدی کے ساتھ ایرانیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے لشکر کی تیاریاں مکمل کیں اور ایک جرنیل اردابوریس کو اس نے اپنے لشکروں کا سالار مقرر کیا اردابوریس کا تعلق وحشی آلانی قبائل سے تھا۔ اور یہ جنگ کا بہترین تجربہ رکھتا تھا۔

رومن شہنشاہ تھیوڈوسیس کو خطرہ تھا کہ اگر ایرانی شہنشاہ بہرام گور نے رومن علاقوں پر حملہ آور ہونے میں پہل کر دی تو ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے لئے فوائد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ لہٰذا بہرام گور کے حملہ آور ہونے سے پہلے ہی تھیوڈوسیس نے اپنے جرنیل اردابوریس کو لشکر دے کر ایرانی سلطنت پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کر دیا تھا۔ جرنیل اردابوریس اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی اور سرعت کے ساتھ دریائے دجلہ عبور کر کے ایرانی صوبے ارزانیس میں داخل ہوا۔ یہ صوبہ ان پانچ صوبوں میں سے ایک تھا جو ماضی میں رومن جرنیل یو کلیشین نے ایران کے شہنشاہ نرسی کے ہاتھوں سے چھینے اور پھر شاہ پور نے انہیں واپس لیا تھا۔ رومنوں نے اس ایرانی صوبے پر حملہ آور ہو کر چاروں طرف تباہی اور بربادی پھیلا دی۔ اور ایرانی قصبوں اور بستیوں کی خوب لوٹ مار کرنے کے بعد ایرانی جرنیل اردابوریس وقت کے دھندلکوں میں بے روک

آندھی، گرم سرابوں میں کرب مسلسل اور سایوں کی طرح ابھرتے خیالات کی طرح شہر نصیبین کی طرف بڑھا۔ شہر کا اس نے محاصرہ کر لیا۔ ایک دن اس نے اپنے لشکر کو کرنے کا موقع فراہم کیا اور دوسرے روز اردابوریس نصیب شہر پر آگ کی طرح مارتے خون، زنجیروں کی اسیری سے رہائی پانے والے خونی لمحوں اور وقت کی قامت آندھیوں کے سلگتے سایوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔ ہو سکتا تھا کہ اپنے ان تیز حملوں وجہ سے رومن جرنیل اردابوریس ایرانی شہر نصیبین کو فتح کرنے میں کامیاب ہو جاتا رومن جرنیل اردابوریس کی بدقسمتی کہ ابھی اس نے نصیبین شہر پر حملے جاری رکھے تھے کہ ایرانی جرنیل مہرزسی بھی اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔ رات کی تاریکی مہرزسی وقت کی بدترین حدت، تلواروں کے سائے میں رقص کرتی بجلیوں، اپنے مرگ اٹھائے آندھیوں اور تلاطم کے اضطراب کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہو ایرانی جرنیل مہرزسی رات کی تاریکی میں دور تک رومن لشکر میں گھستا چلا گیا رومنوں کو اس نے ناقابل تلافی نقصان پہنچایا تھا۔ جس وقت سورج طلوع ہوا کرکے ایرانی جرنیل مہرزسی اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں کے سامنے پڑاؤ کر گیا تھا۔

اسی دوران رومن جرنیل اردابوریس کو یہ خبر ملی کہ ایرانی شہنشاہ بہرام گور لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے نصیبین کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یہ خبر اردابوریس انتہائی خوفناک تھی۔ اس سے پہلے ایرانی جرنیل مہرزسی نے اس کے لشکر پر حملہ اسے بہت نقصان پہنچایا تھا اور ان گنت رومنوں کو رات کی تاریکی میں اس نے موت گھاٹ اتار دیا تھا۔ اردابوریس پہلے ہی مہرزسی کا مقابلہ کرنے سے ہچکچا رہا تھا اسے خبر ملی کہ ایرانی شہنشاہ بہرام گور بھی ایک لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے رخ کر رہا ہے تو اردابوریس بہرام گور کی آمد سے خوفزدہ ہوا اور اس نے نصیبین کا ترک کرکے واپس جانے کا فیصلہ کر لیا۔ رات کی تاریکی میں اس نے محاصرے سازوسامان نذر آتش کر دیا اور پھر وہ نصیبین کا محاصرہ ترک کرکے رات کی تاریکی میں ہو لیا۔

ایرانی شہنشاہ بہرام گور جب نصیبین پہنچا تو اسے خبر ہوئی کہ رومن جرنیل اردابوریس اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ گیا ہے۔ رومنوں کی پسپائی کے بعد بہرام گور نے اپنے لشکر کے ساتھ آرمینیا کا رخ کیا اور آرمینیا کے ایک شہر ازراوم پر حملہ آور ہوا۔ بہرام نے ازراوم کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ تین دن تک جاری رہا۔ لیکن بہرام گور کی وہ اس شہر کو مسخر نہ کر سکا۔

اس کے بعد ایرانیوں اور رومنوں میں گفت و شنید کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور دونوں کے درمیان یہ طے پایا کہ دونوں طرف سے دو نوجوان دست بدست لڑائی کے لئے اس مملکت کا نوجوان فتح پا لے اس مملکت کو فاتح اور کامیاب سمجھا جائے جب اس معاہدے پر راضی ہو گئے تو دونوں لشکروں نے آمنے سامنے پڑاؤ کیا اور دونوں ایک ایک جوان مقابلے کے لئے نکلا۔

دونوں نوجوانوں میں دست بدست لڑائی ہوئی۔ رومن نوجوان نے اپنے پہلے ہی حملے ایرانی سورما کو نیزہ مار کر زخمی کر دیا پھر کمند کے ذریعے اس پر قابو پا کر اسے ہلاک کر رومنوں اور ایرانیوں کے درمیان معاہدہ طے پا چکا تھا کہ انفرادی جنگ میں جو جیتے فاتح قرار پائے گا۔ لہٰذا بہرام گور نے رومیوں کی فتح کو تسلیم کر لیا۔

اس واقعہ کے بعد رومنوں اور ایرانیوں کے مابین صلح کا معاہدہ ہو گیا۔ اس معاہدے ایرانیوں نے عیسائیوں کی آزادی کو تسلیم کر لیا۔ اور جو عیسائی قسطنطنیہ جانا چاہتے انہیں جانے کی اجازت مل گئی۔ بہرام نے رومنوں کو یہ بھی یقین دلایا کہ وہ عیسائیوں کا کا اور انہیں کسی قسم کا نقصان نہ پہنچنے دے گا۔

ادھر قیصر روم تھیوڈوسیس نے بھی ایرانیوں کو یقین دلایا کہ زرتشت کے پیروکار جو سلطنت میں آباد ہیں وہ وہاں امن و امان سے رہ سکیں گے اس کے علاوہ رومنوں نے بھی تسلیم کر لی کہ شمال کے وحشی قبائل کی یلغار اور حملہ کے سامنے وہ ایران کی مدد بھی کیا کرے گا۔

سلطنت ایران میں جو عیسائیوں پر مظالم ہوئے تھے اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ مغربی چرچ کے زیر اثر تھا۔ ایرانی عیسائیوں کی وفاداریاں اس لئے بھی مشکوک تھیں کہ وہ مغربی چرچ کے ماتحت تھے۔ اب ان کی آنکھیں کھلیں اور احساس ہو چرچ کی ماتحتی سے آزاد ہونا چاہئے۔ چنانچہ مشرقی چرچ کے لئے الگ ایک بشپ مغربی بشپ سے بالکل آزاد تھا۔ لہٰذا اس کا یہ اثر ہوا کہ ایرانی عیسائی ہر قسم کی داری سے محفوظ ہو گئے۔

بہرام گور کے دور کی سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ مشرقی آرمینیا کو ایرانی سلطنت شامل کر لیا گیا تھا۔ وہ یوں کہ مشرقی آرمینیا کا حکمران بہرام گور کا بھائی شاہ پور تھا۔ ایران کو وہ خراج ادا کیا کرتا تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو مشرقی آرمینیا کے امراء اردشیر کو جو اشکانی نسل تھا وہاں کا بادشاہ بنایا۔ بہرام گور نے بھی اسے مشرقی کا حکمران تسلیم کر لیا۔

اردشیر نے دس سال تک حکومت کی۔ لیکن امراء اس کے طرز حکومت سے
نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے بہرام سے استدعا کی کہ کسی ایرانی کو ایرانی آرمینیا کا
مقرر کیا جائے۔

چنانچہ آرمینیا کے لوگوں کی خواہش کے مطابق بہرام نے اپنے امرائے سلطنت
مشورہ کرنے کے بعد ایران کے شاہی خاندان سے ایک شخص مہر شاہ پور کو مشرقی آر
حکمران بنا دیا۔ اور ایرانی آرمینیا کو مملکت ایران کا جزو بنا لیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا
آرمینیا کے امراء کی کوتاہ اندیشی سے ایرانی آرمینیا کی رہی سہی آزادی بھی ختم ہو گی
ایرانی آرمینیا کی حیثیت ایران کے ایک صوبے کی سی ہو کر رہ گئی تھی۔

جس وقت رومن اور ایرانی آپس کی جنگوں میں مصروف تھے۔ شمال کی طرف
بہت بڑی طاقت اور قوت کروٹیں لے رہی تھی۔ ایک خونی انقلاب رونما ہونے والا
اور یہ خونی انقلاب ایرانی اور رومن دونوں سلطنتوں کو اپنی لپیٹ میں لینے والا تھا۔
اور قوت ہن تھے۔ جنہوں نے ایران کے شمال میں بلخ اور شمال مشرقی علاقے میں
حکومت قائم کر لی تھی۔ جب کہ قسطنطنیہ کی رومن سلطنت کے شمال میں بحرا
دریائے ڈینیوب کے اس پار سارے علاقوں پر قبضہ کرنے کے بعد وہاں بھی انہوں
حکومت قائم کر لی تھی۔ یہ علاقے کبھی وحشی گال قبائل کے زیر اثر تھے۔ لیکن
نے حملہ آور ہو کر گال قبائل کو وہاں سے مار بھگایا تھا۔ اور اب ان علاقوں میں
اپنی حکومت قائم کر لی تھی۔ اس طرح سے ایرانی مملکت اور رومن شہنشاہ کی مملکت
شمال میں ہنوں کی سلطنت آباد ہو چکی تھی۔ اس مملکت نے رومنوں اور ایرانیوں
سے فائدہ اٹھاتے ہوئے باہم مشورہ کیا اور یہ فیصلہ کر لیا کہ بیک وقت ایرانی او
سلطنتوں پر حملہ کر دیا جائے۔ پس اپنے ارادوں کی تکمیل کے لئے اور رومنوں اور ا
کو بدترین شکست دینے کے لئے ہن بڑی تیزی سے حملوں کی تیاریاں کرنے لگے تھے

○

اس روز زور دار بارش ہو رہی تھی۔ آسمان پر بار بار بادل گرج رہے تھے
چمک رہی تھی۔ یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی شام کا کھانا کھانے کے بعد سو
کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ یہ لمس پاتے ہی یوناف چوکنا سا ہو گیا
بھی یوناف کے قریب ہو کر متوجہ ہو گئی تھی۔ اپنا ریشمی اور ہریری لمس دینے کے
یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب! جو کچھ میں کہنا چاہتی ہوں اسے غور سے سننا۔ آج کی رات تم
میاں بیوی محتاط اور مستعد ہو کر رہنا۔ اس لئے کہ نطیاس، سلیوک اور اوغار تینوں
تم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے۔ یہاں تک کہنے کے بعد
ابلیکا خاموش ہوئی تو یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر وہ ابلیکا
کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
دیکھ ابلیکا۔ اپنی قبرستان کی اس رہائش گاہ میں جس کمرے میں ہم سوتے ہیں۔ میں
ہر روز اس کمرے کے اردگرد اپنی سری قوتوں کو کام میں لاتے ہوئے حصار کھینچ کر
ہوں تاکہ کوئی بھی قوت اس حصار کو عبور کر کے ہم پر حملہ آور نہ ہو سکے۔ کیا تم
کہ نطیاس، سلیوک اور اوغار ہمارے کھینچے ہوئے اس حصار کو توڑ کر ہم پر حملہ آور
میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اس پر ابلیکا کہنے لگی۔
دیکھ یوناف۔ نطیاس کی روح بے پناہ قوتوں کی مالک ہے۔ مجھے خطرہ اور ڈر ہے کہ
ہمارے کھینچے ہوئے حصار کو کوئی طریقہ استعمال کرتے ہوئے یہ نطیاس توڑ کر تم پر
آور ہونے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ اس پر یوناف کہنے لگا۔ دیکھ ابلیکا یہ معاملہ ہے تو
دونوں میاں بیوی جس کمرے میں سوتے ہیں اس میں حصار نہیں کھینچیں گے۔ بلکہ
کمرے میں انسانی اور حیوانی آنکھوں سے اوجھل ہو کر نطیاس، سلیوک اور اوغار پر
رکھیں گے کہ وہ ہمارے خلاف کیا طریقہ کار استعمال کرتے ہیں۔ پس تو یہ کام کرنا کہ
ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے نکلیں تو نکلنے کے ساتھ ہی ہمیں اطلاع کر دینا تاکہ
نپٹنے کے لئے ہم بندوبست کر سکیں۔ اس پر ابلیکا بولی۔ دیکھ یوناف تم دونوں میاں
مطمئن رہو جوں ہی نطیاس، سلیوک اور اوغار تم پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنی اس
آماجگاہ سے نکلیں گے میں تمہیں اطلاع کر دوں گی۔ اس کے ساتھ ہی یوناف کی
لمس دیتے ہوئے ابلیکا علیحدہ ہو گئی تھی۔
ابلیکا کے جانے کے بعد یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی مل کر ان دو بلیوں کو
کھلانے لگے تھے جو ان دونوں میاں بیوی نے پال رکھی تھیں۔
رات گزرتی جاتی تھی۔ بارش اسی طرح جاری تھی۔ بادلوں کے گرجنے اور وقفے
بجلی کے چمکنے سے فضاؤں کے اندر ایسا سماں بندھ گیا تھا جیسے تہذیب کی آندھیوں
رقص رگ و جاں شروع ہو گیا ہو اور فضاؤں کی بے کرانی میں سلگتے فاقوں نے اپنے
جمانے شروع کر دیئے ہوں۔ صحرائے وقت کے جھکڑوں میں مرگ کی سلگتی آگ کی
بجلی کی چمک جب چاروں طرف پھیلتی تو یوں لگتا جیسے وہ زندگی کو ادھیڑ دینے والی رلاتی

آہیں چاروں طرف کھڑی کر دے گی۔ بادلوں کے بار بار گرجنے اور بجلی کے بار بار باعث لگتا تھا گویا سکتی زندگی کی طنابیں کٹ جانے والی ہوں۔ ایسے میں یوناف ا دونوں میاں بیوی اپنے کمرے میں اکٹھے بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ دونوں بلیاں سامنے بیٹھی ہوئی تھیں کہ اچانک ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ یوناف دونوں کو شاید ابلیکا کا ہی انتظار تھا۔ جونہی ابلیکا نے لمس دیا۔ یوناف چوکنا ہو گیا متوجہ ہو گئی تھی۔ ابلیکا کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہی تھی۔

یوناف میرے حبیب۔ تم اور کیرش دونوں میاں بیوی سنبھل جاؤ۔ تم پر ہونے کے لئے نطیاس، سلیوک اور اوغار اپنی کوہستانی آماجگاہ سے نکل کھڑے ہو فکر مند مت ہونا۔ میں بھی تمہارے ساتھ ہی رہوں گی۔ تم دونوں میاں بیوی پر گی۔ اس کے ساتھ ہی ہلکا سا لمس دیتی ہوئی ابلیکا علیحدہ ہو گئی تھی۔

ابلیکا کے علیحدہ ہونے کے بعد یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نے ایک کی طرف معنی خیز انداز میں دیکھا اور دونوں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ دونوں بلیوں کو اپنی گود میں لیا پھر دونوں میاں بیوی تقریبا" بھاگتے ہوئے ساتھ وا میں داخل ہوئے تھے۔ وہاں جا کر وہ دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت اور انسانی اور حیوانی آنکھ سے روپوش ہو گئے تھے۔ شاید وہ اسی کمرے میں رہ سلیوک اور اوغار کی آمد کا انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد بجلی س، سلیوک اور اوغار یوناف اور کیرش کی اس قبر گاہ میں داخل ہوئے۔ بارش اسی طرح جاری تھی۔ تینوں اس کمرے کے سا برآمدے میں آن کھڑے ہوئے۔ جس میں تھوڑی دیر پہلے یوناف اور کیرش تھے۔ وہاں آکر وہ تینوں حرکت میں آئے۔ سب سے پہلے نطیاس نے اپنے دونوں میں بلند کئے۔ پھر وہ انتہائی خوفناک اور جوان اور توانا چیتے کی صورت اختیار کر گیا رنگ کے اس چیتے سے یوں لگتا تھا جیسے اس کی آنکھیں آگ برسا رہی ہوں۔ اس سلیوک اور اوغار حرکت میں آئے انہوں نے بھی اپنی شکل و شباہت بدلی۔ اپنے نے فضا کے اندر بلند کئے دوسرے لمحے وہ انتہائی زہریلے سانپوں کی شکل و صور گئے تھے۔ یوناف اور کیرش نے کچھ کپڑے خشک ہونے کے لئے باہر برآمدے میں ہوئی رسی پر ڈال رکھے تھے۔ تیز جھکڑوں کے باعث کچھ کپڑے رسی سے نیچے گر سلیوک اور اوغار دونوں ان کپڑوں کی طرف بڑھے اور انہوں نے اپنے منہ خوفناک آگ نکالی کہ لمحوں کے اندر وہ کپڑے جل کر راکھ ہو گئے تھے۔

ین اسی لمحہ یوناف اور کیرش اس کمرے میں نمودار ہوئے جس کی کھڑکی برآمدے کی کھلتی تھی۔ پھر اوٹ میں رہ کر یوناف حرکت میں آیا۔ اپنا ہاتھ وہ کھڑکی کے قریب اپنی سری قوت کو حرکت میں لایا۔ اس کے ہاتھ سے ایسی تیز شعاعیں نکل کر روپ دھارنے والے سلیوک اور اوغار پر پڑیں کہ سلیوک اور اوغار نے فورا" روپ ترک کرکے انسانی روپ دھار لیا تھا اور وہ سخت پریشانی اور تکلیف کا اظہار تھے۔ عین اسی لمحہ سیاہ رنگ کے خوفناک چیتے کا روپ دھارنے والے نطیاس نے اف اور کیرش کے انسانی شکل و صورت میں ساتھ والے کمرے میں نمودار ہونے کی انسانی بو پالی تھی۔ لہٰذا وہ برآمدے سے کمرے میں داخل ہوا اور اس کمرے کی جس کمرے میں انسانی شکل و صورت میں یوناف اور کیرش نمودار ہوئے تھے۔

صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف اور کیرش دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں اور دھوئیں کی صورت میں چھت کی طرف صعود کر گئے تھے۔ سیاہ رنگ کا وہ چیتا جو نطیاس تھا اس کمرے میں داخل ہوا اور وہاں کچھ نہ پا کر بری طرح دھاڑ کے رہ یوناف اور کیرش نے اپنے ساتھ دونوں بلیوں کو بھی روپوش کر لیا تھا۔ چیتے کے نطیاس تھوڑی دیر تک اس کمرے میں ٹہلتے ہوئے اونچے اونچے سانس لے کر کی کوشش کرتا رہا۔ پھر وہ اس کمرے سے نکل کر دوبارہ برآمدے میں آیا جہاں اور اوغار انسانی شکل و صورت میں کھڑے ہوئے تھے۔ برآمدے میں آکر نطیاس روپ دھارا۔ وہ اسی طرح اپنے جسم پر سیاہ رنگ کی عبا اور چہرے پر سیاہ رنگ کا لے ہوئے تھا۔ پھر وہ سلیوک اور اوغار کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

شاید ان دونوں میاں بیوی کو ہماری آمد کی خبر ہو گئی تھی۔ لہٰذا وہ اپنی قبرستانی رہائش ڑ کر کہیں بھاگ گئے ہیں۔ لیکن وہ میری گرفت سے بچ نہیں سکیں گے۔ وہ زمین کی اتر جائیں یا آسمان کی رفعتوں میں جا چھپیں۔ میں انہیں ڈھونڈ نکالوں گا۔ اور ان ہر صورت میں خاتمہ کرکے رہوں گا۔ سنو سلیوک اور اوغار۔ یوناف اور کیرش اس چھپ کر ہم تینوں سے بچ نہ سکیں گے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ان دونوں کی ہم تینوں کے ہاتھوں لکھی ہوئی ہے۔ اور یہ انہیں جلد آکر رہے گی۔

ین اسی لمحہ یوناف اور کیرش پھر انسانی شکل و صورت میں اسی کمرے کے اندر ہوئے۔ پھر یوناف حرکت میں آیا۔ دونوں بلیوں کی جسامت اور طاقت میں اپنی سری کو حرکت میں لاتے ہوئے اس نے دس گنا اضافہ کر دیا۔ یوناف اور کیرش کا بلیوں کے اس کمرے میں نمودار ہونا تھا کہ نطیاس پھر حرکت میں آیا۔ اپنے ہاتھ اس نے مافوق

الفطرت انداز میں فضا کے اندر بلند کئے اور ایک بار پھر وہ ایک انتہائی خوفناک اور
کے چیتے کا روپ دھار گیا تھا۔ پھر وہ اس کمرے کی طرف بھاگا جس میں یوناف ا
نمودار ہوئے تھے۔ اتنی دیر تک یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہو
بلیوں کو حملہ آور ہونے کے لئے تیار کیا۔ بلیاں اس وقت بلیاں نہ رہی تھیں۔ اپ
اور جسامت میں دس گنا اضافہ ہونے کے باعث وہ چیتے سے بھی زیادہ بڑی او
صورت اختیار کر چکی تھیں۔ جونہی چیتا برآمدے سے پہلے کمرے میں داخل ہو
بلیاں بھی اس کمرے میں داخل ہوئیں۔ اور چیتے پر بڑے خونخوار انداز میں حملہ آور
تھیں۔

شیر جیسی جسامت اختیار کرنے والی یہ دو بلیاں جب چیتے پر حملہ آور ہوئیں
اصل میں نطیاس تھا ان دونوں بلیوں کے آگے سے بھاگ کھڑا ہوا۔ سلیوک اور ا
نطیاس کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ تینوں کا رخ جنگل کی طرف تھا۔ ج
برابر ان کا تعاقب کر رہی تھیں۔ یوناف اور کیرش بھی دونوں بھاگتے ہوئے ان کا
رہے تھے۔

قبرستان سے ملحقہ جنگل کے عین وسط میں جا کر یوناف اور کیرش بھاگتے بھا
گئے تھے۔ اس لئے کہ انہوں نے دیکھا کہ ان کے سامنے دونوں بلیوں کی لا
تھیں۔ جس وقت یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی ان بلیوں کی لاشوں کا جائ
تھے عین اس وقت برستی بارش اور گھنے جنگل میں ان کے چاروں طرف لہو کو منج
والی چیخیں دل کو خنجر کی چبھن دینے والے خوفناک قہقہے ہوا کے جھونکوں کو شع
تبدیل کر دینے والے غضبناک صدائیں گزرتے وقت کے دھارے کو موت کی تا
نیلگوں آسمان کی وسعت کو ظلم کی لحد میں پھینک دینے والی المناک غراہٹیں سنائی د
تھیں۔

یوناف اور کیرش نے گھبرا کر جب اپنے چاروں طرف دیکھا تو رات کی تاری
اور جنگل میں انہیں اپنے چاروں طرف نطیاس، سلیوک اور اوغار کے علاوہ او
خوفناک بدروحیں گھیرے ہوئے دکھائی دیں۔ پھر نطیاس، سلیوک اور اوغار کی سرکر
ساری بدروحیں یوناف اور کیرش پر حملہ آور ہونے کے لئے اسی طرح اپنی آوا
غضبناکی اور درندگی کا مظاہرہ کرتی ہوئی آگے بڑھنے لگی تھیں۔

رات گہری اور تاریک تھی۔ بارش اسی طرح جاری تھی۔ قبرستان اور نطیاس کے
درمیان میں پڑنے والے گھنے جنگل کے اندر یوناف اور کیرش بلیوں کی لاشوں کے
تھے۔ جب کہ ان کے چاروں طرف نطیاس، سلیوک، اوغار اور ان کے کئی انہی
بدروحیں یوناف اور کیرش کو گھیرے بری طرح شور کرتے ہوئے ان دونوں کی طرف
تھیں۔ لگتا تھا برستی بارش اور رات کی تاریکی میں انتقام کے نقیب، آندھیوں کے
طوفانوں کے رہنما، عمروں کو بہا لے جانے والے خونی اشتہا لئے حیات کے طوفانوں میں
کر رات کے ماتھے سے سحر کی لکیریں مٹا دینے کے درپے ہو گئے ہوں۔ رات کی
اندھیرے کو سناٹوں، بارش کی رم جھم خوف بھری فضاؤں، زہر اگلتی ہواؤں میں
ہونے لگا تھا گویا وقت کے بدترین گماشتے موت کے شور لہولہان سے زمان و مکان
تقدیریں اور خون سے لکھی جانے والی داستانیں رقم کرنے کی تیاریاں کرنے لگے
میں چاروں طرف بستیاں اجاڑتی آندھیوں کا سا جنونی ارتعاش اور شور موجزن ہو

صورتحال دیکھتے ہوئے یوناف فوراً حرکت میں آیا اپنی تلوار اس نے بے نیام کی۔
وہ کیرش کے ساتھ کھڑا تھا اس کے چاروں طرف اپنی سری قوتیں استعمال کرتے
نے حصار کھینچ دیا تھا تاکہ حملہ آور بدروحیں اسے اور کیرش کو کوئی نقصان نہ
۔ اس کام سے یوناف فارغ ہوا ہی تھا کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔
انتہائی نرم اور شفیقانہ سی آواز یوناف کو سنائی دی۔ ابلیکا کہہ رہی تھی۔
یوناف فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں کیرش کو بھی سمجھاؤ کہ پریشان مت ہو ان
جم جاؤ۔ جرات مندی کا اظہار کرو اور انہیں بتاؤ کہ تم ان کے لئے کوئی نرم چارہ
کہ جب یہ چاہیں تمہیں ہڑپ کر جائیں۔ ہرگز نہیں، سناٹوں کے اس جنگل میں ان
کرو کہ تم کسی بھی وقت حرکت میں آ سکتے ہو۔ اپنی ہر سری قوت کو ان کے خلاف
میں بھی یہیں ہوں۔ ضرورت پڑنے پر میں بھی تمہاری مدد کو پہنچوں گی۔ فکر مند

ابلیکا کی اس گفتگو سے جہاں یوناف اور کیرش کو کچھ ڈھارس ہوئی تھی وہاں دونوں
کے چہروں پر خوشی اور اطمینان بخش مسکراہٹ بھی نمودار ہوئی تھی۔ پھر دونوں
سنبھل گئے اس لئے کہ نطیاس، سلیوک اور اوغار اور ان کی ساتھی بدروحیں ان
حملہ آور ہونے کے لئے قریب پہنچ گئیں تھیں۔ یوناف اور کیرش انتہائی اطمینان
میں اس بت کی طرح بے اثر کھڑے تھے جس کا وقت جس کا صناع اور جس کی

پیروی کرنے والے یادوں کے رفتگان کی طرح خاموش ہو گئے ہوں۔ یوناف اور
کھینچے ہوئے حصار کے اندر اس طرح خاموش اور بے حس و حرکت کھڑے
جاندار نہیں بلکہ پتھر کے بت ہوں جو وہاں اچانک کہیں سے لا کر ایستادہ کر دیئے
جونہی وہ روحیں ان دونوں پر حملہ آور ہونے کے لئے حصار کے قریب پہنچیں
کیرش ایک دوسرے کی طرف معنی خیز انداز میں دیکھتے ہوئے آندھیوں اور طوفانوں
حرکت میں آئے۔ دونوں نے اپنے ہاتھ اپنے سامنے پھیلائے پھر جو انہوں نے
قوتیں استعمال کیں تو ان کے ہاتھوں کی انگلیوں سے ایسی خونی شعاعیں نکل کر
والی بد روحوں پر پڑیں کہ وہ چیختی چلاتی پیچھے ہٹ گئی تھیں۔ عین اسی موقع
کیرش کی پشت کی طرف سے بڑھنے والی بدروحوں پر یوناف اور کیرش کی پشت کی
موت کی نیلی شعاعوں کی صورت میں کچھ روشنی پشت کی طرف بڑھنے والی بدروحوں
تھیں۔ یوناف اور کیرش سمجھ گئے تھے کہ ابلیکا حرکت میں آ چکی ہے۔ لہٰذا
سے بڑھنے والی بدروحیں بھی شور اور واویلا کرتی پیچھے ہٹ گئی تھیں۔

جنگل کے اندر اس طرح خاموشی اور سناٹا چھا گیا تھا جیسے وہاں کچھ ہوا ہی
تھوڑی ہی دیر بعد ابلیکا نے یوناف کی گردن پر تیز تیز لمس دیا اور اس کے ساتھ
اور مسرتوں میں ڈوبی ہوئی ابلیکا کی آواز بلند ہوئی اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے
تھی یوناف میرے حبیب بس کھیل ختم ہوا۔ فکر مند مت ہو۔ تم اور کیرش
بیوی جا کے اپنی رہائش گاہ میں آرام کرو۔ **نطباس**، سلیوک اور اوغار تو نطباس
طرف جا چکے ہیں جب کہ ان کی ساتھی روحیں اپنے اپنے مسکنوں کی طرف
دیکھو تم دونوں میاں بیوی اور میرا پہلا ہی حملہ ان سب کے لئے کارگر ثابت ہوا
انہوں نے ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش ہی نہیں کی۔ یہاں تک کہنے کے
خاموش ہوئی تو یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ ابلیکا! میں سمجھتا ہوں کہ زندگی میں اب مجھے بدترین دشمنوں سے پالا
عرصہ تو میں نے کسی دشمن کے سامنے نہیں نکالا۔ میں نے ہر صورت میں اسے
زیر کیا۔ اس پر ابلیکا سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے کہنے لگی۔ دیکھ یوناف یہ
نہیں۔ یہ بدروحیں ہیں اور بدروحیں بھی ایسی جن کی قوت اور طاقت کا کوئی اندازہ
جا سکتا۔ میرے خیال میں تم پہلے شخص ہو جس نے **نطباس** کی روح کو اپنے
شکست خوردہ اور ہزیمت یافتہ کیا ہے ورنہ **نطباس** اپنی زندگی میں بھی اور مرنے
کی روح بھی اپنے دشمنوں کے خلاف من مانی کرنے کی عادی ہو چکی تھی۔

اسے خوب سبق دیا ہے۔ ایک نہ ایک روز ضرور ایسا آئے گا کہ تم ان بدروحوں پر
میں کامیاب ہو جاؤ گے اور اپنا گوہر مقصود حاصل کر سکو گے۔ اب تم دونوں میاں
جا کر آرام کرو۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی جبکہ
اور کیرش دونوں میاں بیوی قبرستان کے اندر اپنی رہائش گاہ میں چلے گئے تھے۔

○

ادھر ہن قبائل نے بیک وقت ایرانی اور رومن سلطنت پر یلغار کر دی تھی۔ پہلے
ان قبائل کے حملہ کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔ اس کے بعد رومنوں پر ان کے
ذکر کیا جائے گا۔

بہرام گور کے زمانہ میں بلخ اور شمال مشرقی علاقوں کے قبائل جنہیں ہن کہا جاتا تھا
ایران کا رخ کیا۔ ان کی آمد اور ایران پر حملہ آور ہونے کی خبریں جنگل کی آگ
پورے ایران میں پھیل گئی تھیں۔ بہرام گور اس بلائے ناگہانی کی خبر سے سخت
پریشان اور غیر مطمئن ہوا اور بجائے اس کے کہ وہ ہنوں کے ٹڈی دل لشکر کا مقابلہ
لئے اپنے ملک کے طول و عرض میں پھیل کر بہترین لشکر مہیا کرتا اور ہنوں کا
اس نے آذربائیجان کی طرف شکار کو جانے کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔

سے پہلے بہرام گور نے رومنوں کے خلاف جنگ کی اگرچہ اس کی مہم ناکام رہی
تھی اپنے حریف کے ساتھ آبرو مندانہ شرائط پر صلح کی تھی۔ آرمینیا کا قضیہ جو
ایران کے لئے ہمیشہ سے درد سر بنا ہوا تھا اسے بھی بہرام گور نے ختم کر دیا تھا۔ تاہم
قبائل ایران پر حملہ آور ہوئے اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے بہرام گور نے
کی طرف شکار کرنے کی ٹھانی تب ایرانی امراء کو اپنے شہنشاہ بہرام گور کے اس
سمجھ نہ آئی۔

بہرام گور شکار کا بڑا دلدادہ تھا۔ اس کا اکثر فارغ وقت شکار ہی میں گزرتا تھا۔
کے متعلق مورخین ایک بڑا دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہیں۔

ایک دن بہرام نے چاہا کہ شکار اور شکار کے لوازم سے لطف اٹھائے۔ چنانچہ
سامان مہیا کیے گئے ان میں ایک مشکیزہ شراب اور طلائی جام بھی تھا۔ بہرام ایک
تھا۔ ایک گانے والی عورت اس کے ساتھ تھی جو رباب بجانے میں اپنا جواب
تھی۔

خوبصورت اور دل آرام خاتون رباب بجاتی اور بہرام شکار کا پیچھا کرتا تھا۔ شکار کے

دوران جب ہرنوں کا ایک دستہ سامنے سے گزرا تو اس نے اپنی ساتھی گانے والی عو
پوچھا۔ بتاؤ کونسا ہرن مار گراؤں جواب میں اس حسین و پر جمال گانے والی نے جواب
میں چاہتی ہوں کہ کوئی ایسی شکار کی صورت ہو کہ جب بادشاہ آپ شکار
ہرن مادہ ہرن کی شکل میں نظر آئے اور مادہ ہرن نر ہرن کی شکل میں دکھائی
بہرام بولا۔ یہ تو تو نے بڑے ہی مشکل کام کی فرمائش کی ہے۔ بہرحال میں تمہاری
پوری کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

اس کے ساتھ ہی بہرام گور نے اپنے بھاری اور سخت نوک کے تیر سنبھالے
ہرن کے دونوں سینگوں کو نشانہ بنا کر اس نے باری باری جب تیر چلائے تو
دونوں سینگ ٹوٹ کر زمین پر گر گئے۔ اس کے سینگ ٹوٹ کر گرنے سے نر
مادہ ہرن کی صورت میں نظر آنے لگا تھا۔

اس حسین و جمیل گانے والی نے جب یہ صورتحال دیکھی تو اس نے
نشانے کی تعریف کی اور کہا اب میری یہ خواہش ہے کہ آپ مادہ ہرن کے سر
میں پرو دیں۔ بہرام گور اس گانے والی کی اس فرمائش سے کسی قدر برہم ہوا لیکن
نے مادہ ہرن کے سر پر نشانہ باندھا جونہی ہرن نے اپنا پاؤں سر کی طرف بڑھایا
طرح مارا کہ وہ تیر اس کے پاؤں سے نکل کر سر میں پیوست ہو گیا تھا اس طرح
پاؤں اور سر(۱) دونوں ایک ہی تیر میں پرو دیئے گئے تھے۔

مورخین بہرام گور کے اس شکار کی ایک تلخ یاد بھی رقم کرتے ہیں۔
ہیں کہ جب اس حسین و جمیل گانے والی نے پے در پے بہرام گور سے
فرمائشیں کیں تو بہرام انتہائی برہم ہوا اور غصے کی حالت میں اس نے اس کو
رباب بجانے والی کو اونٹ سے نیچے دے مارا اور کہا تم نے یہ عجیب و غریب
لئے کیں تھیں کہ میں تیر اندازی میں ناکام رہوں۔ کچھ مورخین کہتے ہیں کہ
کر وہ رباب بجانے والی حسینہ سخت مجروح ہوئی لیکن بعض مورخین کہتے
اونٹ سے گر کر ہلاک ہو گئی تھی۔

بہرام گور کی شکار پسندی کا اثر ادب و آرٹ پر پڑا شاعروں اور افسانہ
کے شکار کو موضوع بنا کر ادب کے سرمائے میں اضافہ کیا۔ دستکاروں نے
کے برتنوں اور قالینوں پر شکار کے مختلف مناظر کی تصویریں بنائیں۔ گویا
ساتھ ساتھ نازک خیالی کے لئے بھی انہیں بہرام گور کی صورت میں ایک
بہرحال جس وقت بہرام گور نے ہن قبائل کے حملہ کے مقابل

طرف شکار کھیلنے کا ارادہ کیا تو ایران کے امراء سخت برہم ہوئے ان کا اصرار تھا
شکار کا ارادہ ترک کرے اور پایہ تخت میں موجود رہے تا کہ ہنوں کے خطرے کا
کے لئے مناسب تدابیر اختیار کی جا سکیں۔

بہرام گور نے اپنے امراء کی ایک نہ مانی اور شکار کی تیاریوں کا اہتمام ہونے لگا۔
میں شکار کو چلے جانا کسی کی سمجھ میں نہ آیا تھا۔ امراء یہ سمجھتے تھے کہ بہرام گور
ہنوں کے مقابلہ کی تاب نہیں لا سکتا۔ آخر شکار کے بہانے فرار کی تدبیر سوچی
وہ لاچار اس بات پر تیار ہو گئے کہ ہنوں کو تحفے تحائف پیش کریں اور خراج
وعدے پر ان سے مصالحت کر لیں۔

طرف ہن قبائل ایران پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنے خاقان کی سرکردگی میں
ایرانی سلطنت کا رخ کر رہے تھے۔ ان ہن قبائل کی داستان اور تاریخ کچھ
حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے ایک سو تریسٹھ سال پہلے دریائے جیحوں اور
سکائی قبائل آباد تھے اور یہ اکثر و بیشتر ایرانی مملکت پر حملہ آور ہوتے رہتے

کہ چین کی سرزمین سے کچھ وحشی قبائل نکلے جنہیں یوچی قبائل کہہ کر پکارا
قبائل انتہائی خونخوار اور بڑے جنگجو تھے یہ دریائے جیحوں اور سیحوں کے
ہونے والے وحشی سکائی قبائل پر حملہ آور ہوئے اور انہیں وہاں سے نکلنے پر

قبائل وطن کو خیرباد کہہ کر بلخ آ گئے لیکن یہاں بھی انہیں چین نصیب نہ ہوا
قبائل ان کا تعاقب کرتے ہوئے وہاں بھی پہنچ گئے اور ایک سو اکتالیس قبل مسیح
سکائی قبائل کو بلخ سے بھی نکال باہر کیا۔

قبائل کی ایک شاخ جس کا نام کوشان تھا اور جو دوسروں کی نسبت زیادہ جنگجو
تھی۔ باقی تمام قبائل کو اس کوشان قبیلہ نے اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا کر بلخ اور
علاقوں میں ایک حکومت قائم کر لی جو ان کے نام کی مناسبت سے حکومت
لگی تھی۔

کو خیال تھا کہ ایران کے قریب ہی چینی قبائل کی ایک طاقتور حکومت قائم
اگر ایران پر دباؤ ڈالنے کی ضرورت ہو تو اس نئی حکومت سے کام لیا جا سکتا ہے
رومنوں نے حکومت کوشان سے دوستانہ روابط و تعلقات قائم کر لئے تھے۔
قبائل نے پانچویں صدی کے اوائل یعنی بہرام گور کے عہد میں دریائے جیحوں کو

عبور کیا اور کوہستانی سلسلہ سے ہوتے ہوئے ایران پر حملہ آور ہونے لگے تھے۔
قبائل ہی تھے جنہیں ہن بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے اور بھی بہت سے نام ہیں۔
انہیں ہیزا بھی کہتے ہیں۔ رومن انہیں ہفتالی کہہ کر پکارتے تھے۔ جبکہ ایرانیوں
ہیپتالی کا نام دیا تھا۔ کچھ اقوام و گروہ انہیں سفید ہن کہہ کر بھی پکارتے تھے۔

بہرحال جس وقت یہ ہن مملکت ایران پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی
تھے اور ایرانی شہنشاہ بہرام گور شکار کھیلنے کے لئے آذربائیجان کی طرف چلا گیا تھا۔
نے پکا ارادہ کر لیا تھا کہ وہ ہنوں کو تحفے تحائف اور خراج ادا کرنے کے وعدے
لوٹ جانے کے لئے کہیں گے۔ دوسری طرف بہرام بغیر کسی مقصد کے آذربائیجان
نہیں جا رہا تھا۔ شکار کا ایک بہانہ تھا وہ اندر ہی اندر ہن قبائل کا مقابلہ کرنے
تیاریوں میں مصروف ہو گیا تھا۔

آذربائیجان کی طرف شکار کے لئے جانے سے پہلے بہرام گور نے اپنے بھائی
نائب سلطنت مقرر کیا اور تین ہزار سوار ساتھ لیکر کوہستان کی طرف روانہ ہوا
اس نے پہاڑی اقوام کو اپنے لشکر میں بھرتی کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ ہن قبائل
سے پہلے ہی پہلے اس نے کوہستانی سلسلوں میں بسنے والے جنگجو قبائل پر مشتمل
ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا تھا۔ اپنے ان سارے اقدامات کو بہرام گور نے پوشیدہ
کوشش کی۔

اصل میں وہ یہ چاہتا تھا کہ ملک کی بہترین فوج جمع کر کے اچانک ہنوں
ٹوٹ پڑے اور انہیں پسپا کر کے اپنی سر زمینوں سے نکال باہر کرے۔ دوسری
قبائل کے خاقان کو اس کے جاسوسوں نے خبر پہنچائی کہ بہرام گور ایرانی شہنشاہ
بھائی نرسی کے سپرد کرنے کے بعد خود فرار ہو گیا ہے۔ یہ خبر سننے کے بعد ہن قبائل
ایران پر حملہ آور ہونے کے لئے پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے پیش قدمی کرنے

عین اس وقت جب ہن قبائل ایران پر حملہ آور ہونے کے لئے ایرانی
داخل ہوئے بہرام گور کوہستانی سلسلہ سے اپنے نئے لشکر کے ساتھ اچانک
رات کی تاریکی میں اس نے ہن قبائل پر خون خشک کر دینے والا شب خون مارا
رات کی تاریکی میں بہرام گور اپنے لشکر کے ساتھ بحر کے طوفان' سیل بلا
خونی دھارے' دہکتی سلگتی فضاؤں میں حوادث کی لہروں اور بدترین کرب
ٹوٹ پڑا تھا۔ دوسری طرف ہن قبائل نے بھی اپنے خاقان کی سرکردگی میں
حملہ کو روکنے کے بعد جوابی حملہ کیا اور وہ بھی بہرام گور کے لشکر پر ظلمتوں کے

ؤں' دھواں دھار گھٹاؤں تیرہ و تار فضاؤں اور صحرا کے سکوت میں وقت کی ہولناک
کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

ایرانی لشکر اور ہن قبائل کے ٹکرانے سے میدان جنگ دھواں زدہ زمین کراہوں'
سانسوں اور اس آگ کی صورت اختیار کر گیا تھا جس میں بحر و بر ابل اور پگھل

بہرام گور کے مقابلہ میں ہن قبائل کو رات کی تاریکی میں بدترین شکست ہوئی۔ بہرام
شب خون اتنا کامیاب رہا کہ ہن قبائل کا سردار جو خاقان کہلاتا تھا وہ بھی اور اس
کے معتمد سردار بھی جنگ میں ہلاک ہوئے۔ خاقان کی ملکہ اسیر ہو گئی اور بہت سا
ایرانی لشکر کے ہاتھ لگا۔ مال غنیمت میں اور گراں مایہ چیزوں کے ساتھ ہن
خاقان کا تاج بھی تھا جس میں جواہرات جڑے تھے۔ یہ تاج آذر گشپ کے آتش
ہنوں کے خلاف فتح کی یادگار کے طور پر آویزاں کر دیا گیا تھا۔ یہ آتش کدہ
کے شہر شیز میں تھا۔ ایران کے شہنشاہ بہرام گور نے وحشی ہن قبائل کی شکست
اکتفا نہ کیا بلکہ ان کا تعاقب کیا اور انہیں دریائے جیحوں سے پار کرا کے دم لیا۔
بہرام گور کے مقابلہ میں ہن قبائل کو اتنی عبرتناک شکست ہوئی تھی کہ جب
گور ایران کا شہنشاہ رہا ہن قبائل کو پھر ایرانی مملکت پر حملہ کرنے کی جرات نہ

قبائل کو شکست دینے کے بعد ایرانی شہنشاہ بہرام گور نے ہندوستان کی طرف توجہ
ان پر اس نے لشکر کشی کی لیکن ہندوستان کا مہاراجہ شنگلت اس وجہ سے بہرام کا
تھا کہ اس نے ایک مشترکہ دشمن ہن قبائل کے ٹڈی دل کو ایران کی سرحدوں
ایران کو تو بچا لیا لیکن اس سے ہندوستان بھی محفوظ ہو گیا۔ اس احسان مندی
ہندوستان کے راجہ شنگلت نے ایرانی لشکر کا خیر مقدم کیا اور مکران اور ایران
ملتے ہوئے کئی علاقے اس نے حکومت ایران کی تحویل میں دے دیئے تھے۔
مورخ یہ بھی لکھتے ہیں کہ راجہ شنگلت نے اپنی بیٹی بہرام گور کے عقد میں دیدی
مہاراجہ شنگلت نے چار ہزار سازندے اور خوش الحان موسیقار ایرانی دربار میں
بہرام گور نے ایران کے مختلف علاقوں میں بسایا۔ ایران کے سیاہ پوست لوری
لوں کی ہی نسل سے ہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایران اور ہندوستان
بہرام گور کے زمانہ میں خاصے مستحکم تھے۔
گور نے چونکہ عربوں میں پرورش پائی تھی جس کا اثر بہرام کے مزاج پر پڑا اور

اس کی طبیعت شعر گوئی کی طرف بھی مائل ہوئی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ بہرام گور
شاعری میں ایک دیوان بھی مرتب کیا یہ دیوان بخارا کے کتب خانے میں موجود تھا۔

اس کے علاوہ بہرام گور نے زراعت کو ملک کی خوشحالی کا سب سے بڑا
ہوئے اس کی بہتری کی طرف بھی توجہ دی۔ کاشتکاروں کو اس نے مراعات دیں
کے لئے نالے کھدوائے۔

ایران کے ضلع اردشیر خورہ اور ضلع شاہ پور میں جہاں بہرام گور کی بڑی
تھیں بہرام گور نے محل تعمیر کرائے۔ ایک آتش کدہ بھی بنوایا جس کا نام اس
رکھا۔

ابرواں فام کی بستی کے نزدیک جو شہر ارد خورہ میں تھی اور جہاں وہ پیدا ہوا
بہرام گور نے چار گاؤں بسائے اور ان میں آتش کدے بنوائے۔ ایک گاؤں اس
لئے تھا اور تین اس کے بیٹوں کے لئے۔ اس نے تین باغ بھی لگوائے۔ ایک
ایک زیتون کا اور ایک سردوں کا جن میں سے ہر باغ میں ایک ایک ہزار درخت
اس نے آتش کدے کے نام پر وقف کر دیا تھا۔

ایران کا شہنشاہ بہرام گور 420 میں فوت ہوا۔ مورخین اس کی وفات کے
ہیں کہ بہرام گور چونکہ شکار کا بڑا شوقین تھا لہٰذا ایک دن یہ شکار کے لئے گیا۔
ایک ہرن آتا دکھائی دیا۔ بہرام نے اس ہرن کو بڑا پسند کیا۔ لہٰذا اپنے گھوڑے
گھوڑے کو اس نے اس ہرن کے پیچھے سرپٹ دوڑا دیا تھا۔

کہتے ہیں راستے میں ایک بہت پرانا کنواں تھا جسے بہرام گور کے آگے بھا
پھلانگ کر بچ گیا لیکن بہرام گور اپنے گھوڑے سمیت اس اندھے پرانے اور قدیم
گر پڑا۔ کہتے ہیں بہرام گور کے ساتھ جو اس کے محافظ دستے کے سپاہی تھے انہوں
کے گھوڑے کو تو اس ویران اور اندھے کنویں سے نکال لیا لیکن بہرام گور کی لاش
سپاہیوں نے اس کنویں میں اتر کر کافی دیکھا بھالا کنویں کا ہر کونہ چھانا لیکن بہرام
نہ ملی۔ اس طرح ایران کا شہنشاہ بہرام گور ہلاک ہوا اور اس کی ہلاکت کے بعد
گرد ایران کا شہنشاہ بنا۔

○

جہاں تک رومن سلطنت پر ہن قبائل کے حملے کا تعلق اور تفصیل
قبائل بحر اسود اور ڈینیوب کے اس پار آباد تھے اور وہاں انہوں نے ایک

قائم کر لی تھی۔ جن دنوں یہ ہن رومنوں پر حملہ آور ہوئے۔ ان دنوں بحرہ اسود اور
کے اس پار آباد ہن قبائل کا حکمران ان کا سردار اٹیلہ تھا۔ جہاں تک اٹیلہ کا تعلق
ان قبائل کا بادشاہ تاریخ عالم میں اپنی جنگی مہارت، اپنی خونخواری، اپنی فتوحات، اپنی
دلیری، شجاعت اور دلیری کی وجہ سے ایک انتہائی نامور جانا پہچانا اور مشہور کردار خیال
ہے۔

حال بحر اسود اور دریائے ڈینیوب کے اس پار بسنے والے ہن قبائل نے اپنے سردار
کی سرکردگی میں رومنوں پر حملہ آور ہونے کی ٹھانی۔ رومنوں کے حکمران تھیوڈوسیس کو
قبائل کے ان ارادوں کی خبر ہو گئی تھی۔ لہٰذا ان کا مقابلہ کرنے کے لئے اس نے
ایک لشکر تیار کر لیا تھا۔ ہن قبائل نے اپنے بادشاہ اٹیلا کی سرکردگی میں دریائے
عبور کیا اور رومن سلطنت میں داخل ہوئے۔

طرف رومن شہنشاہ تھیوڈوسیس دوئم کو بھی ہن قبائل کی پل پل کی خبریں مل
لہٰذا وہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور اپنی سرحدوں کے قریب وہ
قبائل کی راہ روک کھڑا ہوا۔

دریائے ڈینیوب کے قریب ہی ہن قبائل کے بادشاہ اٹیلا اور رومن شہنشاہ تھیوڈوسیس
کے سامنے صف آرا ہوئے۔ ہن قبائل چونکہ ماضی میں رومنوں کے علاوہ
قبائل کو بھی نقصان پہونچا چکے تھے ان کے حوصلے بلند تھے۔ لہٰذا انہوں نے حملہ آور
پہل کی۔ اپنے بادشاہ اٹیلا کی سرکردگی میں ہن آفاق کے دشت جنوں میں
کے حریف، تعصبات کی صرصر موت کی کھلی آغوش اور زہر بھری فضاؤں میں
میں ڈوبی موت کی کھلی آغوش کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

سری طرف رومنوں نے بھی عزم کر رکھا تھا کہ وہ ہن قبائل کو اپنی سلطنت میں
نہیں دیں گے۔ یہیں انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیں گے۔ لہٰذا ہن قبائل کے
جواب میں رومن بھی آندھیوں کی دستک، زمین کے جگر نا آسودہ کے خونی عزائم،
آتش کے تلاطم، صحرا میں نفرتوں کے سیلاب اور رگ رگ کو چومتی صلیب کی
ان قبائل پر ٹوٹ پڑے تھے۔

جنگ کوئی زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکی کیونکہ لمحوں کے اندر ہن قبائل نے اپنے
اٹیلا کی سرکردگی میں رومنوں کی حالت چتاؤں کے دھوئیں کی چادر، بے جہت اذیت اور
دم جیسی بنا کر رکھ دی تھی۔ دریائے ڈینیوب کے کنارے ہن قبائل کے ہاتھوں
کو بدترین شکست ہوئی۔ رومن میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

ہن قبائل نے اپنے بادشاہ اٹیلا کی سرکردگی میں رومنوں کو شکست دینے کے بعد
پڑاؤ کی ہر چیز کو سمیٹا۔ پھر وہ رومن سلطنت کے اندرونی حصے کی طرف بڑھے
سمت بھی وہ آگے بڑھے راستے میں آنے والے ہر شہر ہر قصبے کو انہوں نے جی بھر
یہاں تک کہ ہن قبائل اٹیلا کی سرکردگی میں رومن سلطنت کے مشہور اور معروف
اینڈریا نوپل کے قریب پہونچ گئے۔ رومن شہنشاہ تھیوڈوسیس نے بھاگ دوڑ کر کے ایک
لشکر تیار کیا اور دوسری جنگ کرنے کے لئے وہ اینڈریا نوپل میں ہن قبائل کے سامنے
خیمہ زن ہوا۔

اینڈریا نوپل شہر کے باہر ہونے والی جنگ میں رومنوں نے حملے کی ابتدا کی اور
بیکراں کے تلاطم اور اضطراب، دشت در دشت پھیلی بیباکی، یم بہ یم سیل رواں اور
طوفان کھڑا کر دینے والے عزائم کی طرح ہن قبائل پر حملہ آور ہوئے تھے۔ ہن
اپنی فطری خونخواری کے ساتھ رومنوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ لمحوں کے اندر میدان
ریزہ وصال گھڑیوں، چھاؤں کو ترستے دشت، سیاہ پوش فضاؤں میں منجمد سایوں اور
کھنڈر پناہ گاہوں کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ اینڈریا نوپل شہر سے باہر بھی ہن قبائل
رومنوں کی حالت مفلسوں کی بے زری، حرف و قلم کی قدغن جیسی کر دی اور انہیں
بگولوں، آنکھیں مانگتی تاریکی جیسا بے بس کر کے رکھ دیا تھا۔ اینڈریا نوپل کے باہر ہن
کے ہاتھوں رومنوں کو دوسری شکست ہوئی۔ یہاں بھی رومنوں کا شہنشاہ تھیوڈوسیس
لشکر کو لیکر بھاگ گیا۔ رومنوں کے پڑاؤ سے ہن قبائل کو بہت کچھ ہاتھ لگا۔

رومنوں کو اینڈریا نوپل کے باہر بدترین شکست دینے کے بعد ہن قبائل نے
سلطنت کے اندرونی حصوں کی طرف پیش قدمی کی۔ یہاں تک کہ وہ لوٹ مار کرتے
شہروں کو آگ لگاتے ہوئے رومنوں کے بڑے شہر فلپوپلس پہونچ گئے۔ یہاں ایک
رومن شہنشاہ تھیوڈوسیس ایک نیا لشکر لے کر ہن قبائل کی راہ روک کھڑا ہوا۔

فلپوپولس کے بعد ایک بار پھر رومنوں اور ہن قبائل کے درمیان خوفناک اور
جنگ ہوئی۔ رومنوں کی بدقسمتی کہ اس جنگ میں بھی انہیں بدترین شکست ہوئی اور
قبائل ان کے مقابلے میں بہترین فاتح بن کر نمودار ہوئے۔ لگاتار تین جنگوں میں
کھانے کے بعد رومنوں کو یقین ہو گیا تھا کہ اب وہ کسی بھی میدان میں ہن قبائل کو
دے کر انہیں بزور اپنی سلطنت سے نکل جانے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ لہٰذا انہوں نے
کے بادشاہ اٹیلا کے ساتھ گفت و شنید کا سلسلہ شروع کیا۔

اس گفت و شنید کے نتیجہ میں رومنوں نے ہن قبائل کے بادشاہ اٹیلا کو سالانہ

دینے کا وعدہ کیا جس کے جواب میں اٹیلا نے واپس جانے کا وعدہ کر لیا۔ اٹیلا پہلے ہی
ڈینیوب سے لیکر فلپوپولس تک شہروں اور قصبوں کی لوٹ مار کرتے ہوئے بے شمار
اور مال مویشی جمع کر چکا تھا اب وہ مزید ضرورت بھی نہیں محسوس کرتا تھا اس لئے کہ اس
لوٹ مار کا مقصد تھا وہ پورا ہو چکا تھا۔ اس پر مستزاد یہ کہ رومن حکومت اسے خود سات سو
مہیا کر رہی تھی لہٰذا اس نے رومنوں سے سات سو پونڈ سونا لیا اور اپنے لشکر کے ساتھ
دریائے ڈینیوب کو پار کر کے اپنی سلطنت کی طرف چلا گیا۔

قسطنطنیہ کے شہنشاہ تھیوڈوسیس کی بدقسمتی کہ اٹیلا کے ساتھ معاہدہ ہو جانے کے بعد وہ
سے گرا اور مر گیا۔ اس کی ایک ہی بیٹی تھی جس کی شادی مغربی روم میں ایک
جرنیل ولنٹینین سے ہوئی تھی۔ یہی ولنٹینین بعد میں ولنٹینین سوئم کے نام سے مغربی
سلطنت کا شہنشاہ بنا تھا۔ تھیوڈوسیس جب گھوڑے سے گر کر زخمی ہو گیا اور اسے
کی کوئی امید نہ رہی تو اس نے اپنی بیٹی اور داماد پر اعتبار نہیں کیا بلکہ اپنے بعد
کا کاروبار چلانے کے لئے اس نے اپنی بڑی بہن پلچیریا کو نامزد کیا۔

تک تھیوڈوسیس نابالغ تھا اور پلچیریا حکومت کا کاروبار چلاتی تھی اس وقت تک
شادی نہ کی تھی۔ تھیوڈوسیس نے جب تخت تاج سنبھالا اور بالغ ہو گیا تب پلچیریا
شخص مارسینیوس سے شادی کر لی۔ تھیوڈوسیس کی موت کے بعد پلچیریا اور
دونوں میاں بیوی مل کر کچھ عرصہ حکومت چلاتے رہے لیکن آخر کار یہ دونوں بھی
اور ان کی جگہ ایک شخص لیو قسطنطنیہ کا شہنشاہ بنا۔ لیو کا دور بڑا پرامن اور خوشحالی
۔ ایران کے ساتھ اس کے تعلقات بہتر رہے۔ اس نے جو اپنے دور حکومت میں
اچھا کام کیا وہ یہ کہ اس نے اپنے لشکر کو شمال کے وحشی قبائل کے مقابلہ کے لئے
کے لئے ایشیا سے جنگجو اپنے لشکر میں بھرتی کرنے شروع کر دیئے تھے۔ اس طرح
ایشیا کے لوگوں کو اپنے لشکر میں شامل کر کے اپنے لشکر کی طاقت اور قوت میں خوب
کر لیا تھا۔ لیو کے بعد ایک شخص زینو قسطنطنیہ کا شہنشاہ بنا۔

دوسری طرف رومنوں کی مغربی سلطنت کے حالات کچھ یوں تھے کہ شہنشاہ تھیوڈوسیس
دور میں رومن سلطنت کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ ایک مشرقی روما اور دوسرا
روما۔ مغربی روما کا دار لحکومت روم اور مشرقی روما کا قسطنطنیہ قرار پایا۔
تھیوڈوس کے بعد ولنٹینین دوئم پھر ہنوریوس اس کے بعد سٹلیچو اور الارک یکے بعد

دیگرے مغربی رومن سلطنت کے شہنشاہ بنے۔ یہاں تک کہ الارک کے بعد ولنٹینین
رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ یہ ولنٹینین سوئم مشرقی روما سلطنت کے شہنشاہ تھیوڈوسیس دوئم کا
بھی تھا۔ اس دور تک شمال کے مختلف قبائل مثلاً" برگنڈین' فرینک اور گاتھ وقفے وقفے
رومنوں کی مغربی سلطنت پر حملہ آور ہو کر ان کی طاقت اور قوت میں شگاف اور کمزوری
کے آثار پیدا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ والنٹینین نے بڑی کوشش کر کے ایک بار پھر
روما کے لشکروں کو تقویت بخشی۔

لیکن ولنٹینین سوئم کی بدقسمتی کہ ہن قبائل کا بادشاہ اٹیلا مشرقی رومن سلطنت
بادشاہ تھیوڈوسیس کو شکست دینے کے بعد قسطنطینہ کی حدود سے نکلا اس کے بعد اس
رومنوں کی مغربی سلطنت کا رخ کیا۔ اٹیلا چاہتا تھا کہ جس طرح اس نے رومنوں کی
سلطنت کو ان کے اندر دور تک گھس کر لوٹ مار اور یلغار کی ہے اور انہیں اپنے سامنے
اور مغلوب کیا ہے اسی طرح وہ رومنوں کی مغربی سلطنت میں بھی داخل ہو ان کی لوٹ
کرے اور ان کے سامنے ایک فاتح ایک مظالم قوت کی حیثیت کو شکست دینے کے بعد
اپنے لشکر کے ساتھ بڑی برق رفتاری سے رومنوں کی مغربی سلطنت کی طرف بڑھا تھا۔

رومنوں کی مغربی سلطنت کے لوگوں کو جب خبر ہوئی کہ رومنوں کی مشرقی سلطنت کو
و زبر اور اپنے سامنے مغلوب کرنے کے بعد وحشی ہن قبائل کا بادشاہ اٹیلا اپنے خونخوار
کے ساتھ رومنوں کی مغربی سلطنت کا رخ کر رہا ہے تو وہ بڑے فکرمند ہوئے انہوں
سے بچنے کے لئے سوچ و بچار شروع کر دی کچھ لوگوں نے مشورہ دیا کہ مال و دولت
اٹیلا سے جان چھڑا لی جائے لیکن رومنوں کی مغربی سلطنت کے مالی حالت اس قدر
خراب ہو چکی تھی کہ وہ اٹیلا کو پیش کرنے کے لئے کچھ جمع نہ کر سکے۔ آخر کار رومنوں
شہنشاہ ولنٹینین اور اس کے مشیروں اور چاہنے والوں نے ایک عجیب و غریب تجویز سوچی
استعمال کر کے انہوں نے اٹیلا کے حملہ سے بچنے کی کوشش کی۔

وہ تجویز یہ تھی کہ ولنٹینین سوئم کی ایک بہن تھی جس کا نام حنوریا تھا۔ پوری اٹلی
اس کے حسن اس کی خوبصورتی کا کوئی جواب نہ تھا اور اس کی خوبصورتی ہی کی وجہ
حنوریا رومنوں کی مغربی سلطنت ہی میں نہیں بلکہ مشرقی سلطنت میں بھی اس کے حسن
کی خوبصورتی کے بڑے چرچے تھے۔ آخر یہ تجویز پیش کی گئی کہ حنوریا اپنے خاص
کے ذریعہ ہن قبائل کے بادشاہ اٹیلا سے گفت و شنید کرے اور اسے شادی کی پیشکش
کرے۔ رومنوں کو امید تھی کہ ہن قبائل کا بادشاہ اٹیلا حنوریا کے حسن و شباب اور اس
خوبصورتی کے چرچے سن کر ضرور اس سے شادی پر آمادہ ہو جائے گا اور اگر اس نے

شادی کر لی تو حنوریا مغربی رومن سلطنت کو اٹیلا کے حملوں سے بچانے میں کامیاب ہو
جائے گی۔

اس تجویز کے تحت ولنٹینین سوئم اور اس کے مشیروں نے یہ تجویز حنوریا کے سامنے
رکھی۔ حنوریا نے اسے تسلیم کر لیا۔ پس حنوریا رومن قاصدوں کے ساتھ ہن قبائل کے
بادشاہ اٹیلا کی طرف روانہ ہوئی۔ جو اس وقت اپنے لشکر کے ساتھ دریائے رائن کے کنارے
پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔ حنوریا اور قاصد اٹیلا کی خدمت میں پیش ہوئے۔ حنوریا کی طرف سے
اٹیلا کو ایک انتہائی بیش قیمت اور بڑی نایاب انگوٹھی پیش کی گئی اور ساتھ ہی ان قاصدوں
نے حنوریہ کو اٹیلا کے سامنے پیش کیا۔ حنوریا کے حسن و شباب اس کی خوبصورتی اور جمال
سے اٹیلا ایسا متاثر ہوا کہ حنوریا کو وہ اپنے حرم میں داخل کرنے پر آمادہ ہو گیا لیکن ساتھ ہی
اس نے یہ شرط پیش کی کہ حنوریا کے ساتھ شادی کے بعد مغربی رومن سلطنت کا آدھا حصہ
جہیز کے طور پر حنوریا کے حوالے کر دیا جائے گا لیکن رومن سلطنت نے اٹیلا کی اس تجویز کو
ماننے سے انکار کر دیا کیونکہ اس تجویز کے تحت مغربی رومن سلطنت مزید دو حصوں میں بٹ
جاتی اور رومن کسی بھی صورت ایسی تجویز کو تسلیم کرنے پر تیار نہ تھے۔ یہ خبر جب اٹیلا کو
ہوئی تو اس نے مغربی رومن سلطنت پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں شروع کر دیں تھیں۔

دوسری طرف رومنوں نے ہن قبائل کے بادشاہ اٹیلا کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے ایک
جرنیل اورلین کو تیار کیا۔ یہ اورلین ایک انتہائی جنگجو اور خونخوار جرنیل خیال کیا جاتا تھا اور
ماضی میں یہ شمال کے برگنڈین' فرینک اور گاتھ قبائل کے خلاف بہترین کامیابیاں اور فتوحات
حاصل کر چکا تھا۔ لہٰذا رومنوں کو پکا اور پختہ یقین تھا کہ یہ برگنڈین' فرینک اور گاتھ قبائل کی
طرح اٹیلا کو بھی شکست دے کر بھاگ جانے پر مجبور کر دے گا۔

اٹیلا دریائے رائن کے کنارے سے خزاں کی اداس رتوں' ظلمتوں کے چار سو غلبے'
شعلوں کی راکھ اور تادیب کے روگ کی طرح حرکت میں آیا۔ دریائے رائن کو اس نے پار کیا۔
مغربی رومن سلطنت میں داخل ہوا اور وحشت کے اندھیروں میں چیختی ہواؤں اور اداس دنیا
کے آب و گل' سسکتی ستم طرازیوں کی طرح آگے بڑھا تھا۔ یہاں تک کہ رومن جرنیل
اورلین اپنے لشکر کے ساتھ اٹیلا کی راہ روک کھڑا ہوا۔

اورلین کے سامنے آتے ہی ہن قبائل کا بادشاہ اٹیلا فضائے درد و الم کی بے رحم
موجوں' ٹڈی دل کی یلغار' قحط کے آزار کی طرح رومنوں پر حملہ آور ہوا اور پہلے ہی حملہ
میں اس نے رومن لشکر کی حالت دکھ کے استعارے' تعبیر کے روگ جیسی بنا کے رکھ دی
تھی۔ رومن جرنیل اورلین جو انتہائی بہادر اور جنگجو خیال کیا جاتا تھا۔ وہ اٹیلا کے سامنے

عمروں کی بے جہت مسافتوں میں زندگی کی تلخ گردشوں میں گھر کے رہ گیا تھا۔ اس
اٹیلا نے رومن جرنیل اورلین کو بدترین شکست دی اور اورلین بڑی مشکل سے اپنی
کر اٹیلا کے سامنے سے بھاگا تھا۔ دریائے ڈینیوب کے کنارے رومنوں کو بدترین
دینے کے بعد اٹیلا اپنے لشکر کے ساتھ جست و خیز کرتا ہوا ایک شہر سے دوسرے
بستی سے دوسری بستی اور ایک قصبہ سے دوسرے قصبہ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جہاں
گیا خاک و خون، آگ اور مرگ کا کھیل کھیلتا چلا گیا۔ دوسری طرف رومن شہنشاہ
نہیں بیٹھا ہوا تھا۔ اسے جب خبر ملی کہ دریائے ڈینیوب کے کنارے اس کے بہترین
اورلین کو بدترین شکست ہوئی ہے تو اس نے ایک نیا لشکر تیار کرنا شروع کیا۔ اس
رومنوں کے علاوہ اس نے وحشی گاتھ، برگنڈین، فرینک اور دوسرے خونخوار قبیلوں
کرنا شروع کیا تھا۔ اس طرح ہن قبائل کا مقابلہ کرنے کے لئے قیصر روم نے ایک
بڑا لشکر تیار کیا اور اس لشکر کی تعداد اس لشکر سے کہیں زیادہ تھی جو اس سے پہلے
جرنیل اورلین اٹیلا کے مقابلے کے لئے لیکر گیا تھا۔

دوسری طرف اٹیلا ایک شہر سے دوسرے شہر کو فتح کرتا ہوا اٹلی کے مشہور شہر
طرف بڑھا۔ اس وقت تک اورلین بھی نئے لشکر کو لیکر کالون پہنچ چکا تھا اور یہاں وہ
راہ روک کھڑا ہوا۔ اورلین اب مطمئن اور حوصلہ مند تھا اس لئے کہ اس بار اسے
مہیا کیا گیا تھا اس کی تعداد اٹیلا کے لشکر سے کئی گنا زیادہ تھی۔ اس کے بعد دریا
کنارے سے اس کے ساتھ بھاگنے والے لشکری بھی اس کے ساتھ آ ملے تھے اور
سے ہر صورت میں انتقام لینے کی قسمیں کھا چکے تھے۔ اس طرح ایک بار پھر کالون
پر رومن اور ہن ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہوئے۔

رومن پہلے حملہ آور نہیں ہوئے شاید وہ پہلے اپنے آپ کو دفاع تک محدود رکھنا
تھے۔ لہٰذا حملہ آور ہونے میں پہل اٹیلا ہی نے کی۔ اٹیلا رومنوں پر ازل کی تیرگی میں
جستجو کے بگولوں، آزادی کی زنجیریں توڑ کر غلامی کے عناصر بکھیرتی آندھیوں اور
میں ظلم و تشدد کے بحر کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

رومنوں نے بڑی جرات مندی اور کمال مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اٹیلا کے
کو روکا لگتا تھا وہ قطعاً" اپنے آپ کو دفاع تک محدود رکھنا چاہتے تھے اسی لئے اٹیلا
میں کچھ دیر تک وہ بے جسم آرزؤں، غموں کی منجمد جھیل، کھلتے بکھرتے خوابوں میں
کرنوں کی طرح جمے رہے لیکن اپنی یہ پوزیشن رومن زیادہ دیر تک برقرار نہ رکھ
اس لئے کہ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے اپنے لشکر کے آگے آگے لڑنے والے اٹیلا اور

نے عجیب ہی آوازوں میں جنگی نعرے بلند کرنا شروع کیے ان نعروں کے جواب میں
اور اس کے لشکری رومن لشکر کے اندر خباثت کی گہرائیوں میں دھنستی سوچوں، بے بسی و
کے خوف اور بہادروں کی نوید بن کر ندیوں کے گیتوں کی طرح گھسنا شروع ہو گئے
نعرے لگانے کے بعد لگتا تھا کہ اٹیلا کی سرکردگی میں لڑنے والے ہن سفاک آتش
کی طرح پھٹ پڑے ہوں اور وہ عجیب سے انداز میں حملہ آور ہوتے ہوئے رومنوں،
برگنڈیوں، فرینک اور دوسرے رومنوں کے حمایتی وحشی قبائل کے دل کے دروازوں پر
دستک دینے لگے تھے۔

رومنوں، گاتھوں، فرینک، برگنڈیوں، آلانی اور دیگر خونخوار قبائل نے اپنی طرف سے
کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح ہن قبائل کے حملہ کی روک تھام کرتے ہوئے ان پر
کریں اور انہیں کالون کے مقام پر شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں لیکن ان کی
ناکام ثابت ہوئی۔ اس لئے کہ اٹیلا اور اس کے ماتحت لڑنے والے ہنوں نے لمحوں
اور اپنے دشمنوں کی حالت بوند بوند پانی کو ترستے بادلوں، اداس مضمحل رتوں، بے
مٹی اور لکڑی کے ان تختوں جیسی کر کے رکھ دی تھی جنہیں دیمک نے چاٹ کھایا

کالون کے میدان میں ایک بار پھر اٹیلا کے مقابلے میں رومنوں کو بدترین شکست ہوئی۔
اٹیلا کے مقابلہ میں بھاگ کھڑے ہوئے جبکہ اٹیلا نے اپنے لشکر کے ساتھ بڑے
انداز میں اپنے سامنے شکست اٹھا کر بھاگتے ہوئے رومنوں کا تعاقب کیا تھا اس تعاقب
نے ایسی خونخواری، درندگی اور بربریت کا مظاہرہ کیا کہ بھاگتے ہوئے رومنوں کی
تو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا رومنوں کا سپہ سالار اورلین اور اس کے چھوٹے
کے حملوں سے ایسے خوفزدہ ہوئے ان پر ایسی وحشت طاری ہوئی کہ وہ اٹلی کی
سے نکل کر قسطنطنیہ کی طرف بھاگ گئے وہ جانتے تھے کہ اٹلی میں جہاں کہیں بھی وہ
گے اٹیلا اپنے لشکر کے ساتھ ان کا تعاقب کرے گا اور ہر صورت میں انہیں موت
گھاٹ اتار کے رہے گا۔ قسطنطنیہ پہنچ کر مغربی رومن سلطنت کے سپہ سالار اورلین نے
رومن سلطنت سے مدد کرنے سے انکار کر دیا اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ اگر اٹیلا کے
میں مغربی رومن سلطنت کی مدد کی تو اٹیلا انہیں چھوڑ کر مشرقی سلطنت کی طرف آئے
اور ایک بار پھر ان کی اینٹ سے اینٹ بجا کے رکھ دے گا۔

اب اٹلی کے اندر کوئی ایسی طاقت نہ رہی تھی جو منہ زور اور دراز دست اٹیلا کو روکتی۔
اپنی مرضی سے اپنے سامنے آنے والے ہر شہر کو لوٹ کر آگ لگاتا رہا۔ یہاں تک کہ

اس کے لشکر کے پاس اس قدر سامان جمع ہو گیا کہ اٹیلا کے لشکر کا حرکت کرنا انتہائی
اور دوبھر ہو کے رہ گیا تھا۔ اٹلی پر ان حملوں کے دوران اٹیلا اور اس کے لشکر کے ہاتھ
قدر سازو سامان اور مال و دولت لگا جس کی گنتی اور شمار تک نہ کیا جا سکتا تھا۔ پھر ان
اموال اور جانوروں اور دوسرے سامان کو سمیٹتا ہوا اٹیلا اپنے لشکر کے ساتھ پلٹا اور
ڈینیوب کے اس پار اپنی سلطنت کی طرف چلا گیا۔

اس کے چند ہی دن بعد اٹیلا اچانک اپنے خیمہ میں مردہ پایا گیا اس طرح رومن
اٹیلا کی موت پر سکھ کا سانس لیا اس لئے کہ انہیں اٹیلا کی طرف سے ہر وقت حملوں
لگا رہتا تھا۔ اٹیلا نے اٹلی پر حملہ آور ہو کر رومنوں کی طاقت اور قوت کو کچل اور
رکھ دیا تھا اور رومنوں کی لشکری حیثیت پر اس نے ایسی ضرب لگائی تھی کہ رومن
جیسا اپنے لئے کوئی لشکر تیار نہ کر سکے۔

○

مغربی رومن سلطنت کا شہنشاہ ویلنٹینین سوئم تھوڑے ہی عرصہ بعد فوت ہو گیا
کے بعد ایک شخص رومولیوس مغربی رومن سلطنت کا شہنشاہ بنا۔ رومولیوس مغربی
سلطنت کا آخری شہنشاہ تھا۔ رومولیوس کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں تھا ملک کو اٹیلا
کر تباہ و برباد کر دیا تھا۔ بڑے بڑے لشکروں کو اس نے قتل کر کے ان کا خاتمہ
لہٰذا رومولیوس کے پاس نہ دولت تھی نہ عسکری حیثیت لہٰذا مغربی رومن سلطنت
دیکھتے ہوئے سینٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ مشرقی اور مغربی رومن سلطنت دونوں
اس طرح رومولیوس کے بعد مغربی رومن سلطنت میں شہنشاہیت کا خاتمہ کر کے
رومن سلطنت کے ساتھ منسلک کر دیا گیا اس طرح مشرقی رومن سلطنت کا
رومنوں کا پہلا شہنشاہ تھا جو مشرقی اور مغربی دونوں سلطنتوں کا شہنشاہ بنا۔

دونوں سلطنتوں کے اس ادغام سے اٹلی کی اہمیت کم ہو گئی اور روم شہر کی
ختم ہو گئی اس کے مقابلہ میں مشرقی رومن سلطنت کو خوب اہمیت ملی اور
مرکزیت حاصل ہوئی جو اس سے پہلے کسی بھی شہر کو نصیب نہ ہوئی تھی۔ اب
زینو پوری رومن سلطنت کا شہنشاہ تھا۔ جس کی حدود پورے یورپ کے علاوہ ایشیا
پھیلی ہوئی تھی۔

○

ادھر ایرانی سلطنت میں بہرام گور کی وفات کے بعد اس کا بیٹا یزدگرد دوئم کے لقب
ایران کا شہنشاہ بنا۔ یزدگرد دوئم میں اپنے باپ بہرام گور کی سی شجاعانہ صفات تھیں نہ
تدبر ہی وہ رکھتا تھا چنانچہ اس نے تخت نشین ہوتے ہی امرائے سلطنت کو خطاب
ہوئے کہا۔

"میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے میرے باپ جیسی بہادری کی توقع
رکھ سکیں گے لیکن حکومت کو چلانے کے لئے میں عقل و تدبر سے کام ضرور لوں گا۔
روش اور نیک نیتی کو کسی حال میں نہ چھوڑوں گا۔ باپ کی طرح بیٹھ کر دیر تک دربار
کیا کروں گا بلکہ گوشہ میں بیٹھ کر سلطنت کی بہبودی اور فلاح کی تدبیریں کیا کروں

قدیم زمانے سے لیکر یزدگرد دوئم تک ایرانی سلطنت میں یہ روایت چلی آتی تھی کہ ہر
پہلے ہفتے میں حکومت کے عہدیداروں کو یہ اجازت تھی کہ وہ بادشاہ کے حضور آ کر
اعتدالیوں اور بے قاعدگیوں کو جو کہیں واقع ہوں عرض کریں اور اس کا مداوا
کریں لیکن یزدگرد نے اس رسم اس دستور کو ختم کر دیا۔

تخت نشین ہوتے ہی یزدگرد دوئم کو تین بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔
پہلا مسئلہ یزدگرد کا رومن سلطنت تھی جو گاہے گاہے ایرانیوں سے چھیڑ خانی کرتی
تھی۔ یزدگرد نے سب سے پہلے رومنوں کی طرف توجہ دی یزدگرد کے دور میں رومن
تھیوڈوسیس تھا۔ رومنوں اور یزدگرد کے ساتھ چھوٹی سی ایک جنگ ہوئی جو تاریخ میں
اہمیت نہیں رکھتی۔ قیصر روم تھیوڈوسیس بھی کسی بڑی جنگ کے لئے تیار نہ تھا۔ اس
جنگ کے بعد اس نے صلح کی پیش کش کی۔

صلح کے معاہدے کی رو سے یہ طے ہوا کہ ایران اور روم کی مشترکہ سرحد پر کوئی
کوئی مشترکہ قلعے تعمیر نہیں کرے گی۔ اس کے علاوہ ایک شرط یہ بھی طے ہوئی کہ
کی حکومت دربند کے مقام پر جو قبائیلیوں کے آنے جانے کا راستہ تھا مستحکم چوکیاں
گی اور اس کے اخراجات کا کچھ حصہ رومن حکومت بھی ادا کرے گی۔ چنانچہ حکومت
نے وہاں اس شرط کے مطابق چوکیاں قائم کر لیں۔

دوسرا مسئلہ جو تخت نشین ہوتے ہی یزدگرد کو پیش آیا وہ ہن قبائل کے حملے سے۔
کے تخت نشین ہوتے ہی ہن قبائل کے چھوٹے چھوٹے گروہ پھر اپنی آماجگاہوں اور
سے نکل کر ایرانی سلطنت پر حملہ آور ہونا شروع ہو گئے تھے۔ یزدگرد نے ایک بہت
طاقتور لشکر تیار کر کے ہن قبائل کی طرف روانہ کیا اور انہیں شکست دی یہاں تک

کہ وہ انہیں گورگان سے بھی جہاں ان کی بود و باش تھی مار بھگانے میں کامیاب ہو گیا۔ مہم میں یزدگرد نے جو علاقہ فتح کیا وہاں ایک نیا شہر اس نے بنایا اس شہر کا نام اس شہرستان یزدگرد رکھا یہاں وہ چند سال مقیم رہا۔ یہیں سے چل کر ہن غارت گری کیا کرتے تھے۔

اس کے بعد ہنوں کے ایک ذیلی قبیلے نام جس کا قداری تھا اس نے ایران کے علاقے تالکان پر حملہ کیا۔ یہ قبائل بار بار پسپا ہوتے اور پھر یلغار کرنے لگتے۔ یہاں یہ سلسلہ کئی سال تک جاری رہا۔ آخر یزدگرد ان ساری پیش قدمیوں اور پیش قدمیوں کو روکنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس طرح ہنوں کے مقابلے میں اس نے اپنی سرحدوں کو محفوظ کر لیا تھا۔

تیسرا اور سب سے بڑا مسئلہ جو یزدگرد کو تخت نشین ہوتے ہی پیش آیا وہ مذہبی تبلیغ تھی۔ عیسائیوں نے یزدگرد کے زمانے میں بڑے زور و شور سے تبلیغ شروع کیا اور آرمینیا کو اپنا مرکز بنایا۔ جس سے حکومت ایران اور ایرانی معبدوں کو سخت تشویش ہوئی۔ حکومت کو اس وجہ سے اور بھی زیادہ تشویش لاحق تھی کہ عیسائی مبلغوں کو مشرقی رومن سلطنت کی پوری حمایت اور مدد حاصل تھی۔

ایرانی معبد اب حکومت سے یہ مطالبہ کرنے لگے تھے کہ آرمینیا کے جو لوگ مبلغوں کے اثر میں آکر عیسائیت قبول کر چکے ہیں انہیں اب اپنے قدیم مذہب پر لایا جائے اور یہ فیصلہ ہوا کہ یہ کام شفقت اور محبت سے کیا جائے۔ چنانچہ یزدگرد نے اپنے وزیر مہر نرسی کو اس غرض کے لئے آرمینیا بھیجا لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی اور
ایرانی دارالحکومت مدائن میں اب یہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ جب تک آرمینیا میں عیسائیت کا زور رہے گا ایرانی تسلط برقرار نہیں رہ سکے گا۔ آخر امرائے سلطنت اور معبدوں کے مشورے سے ایرانی سلطنت کے وزیر مہر نرسی نے اپنے بادشاہ یزدگرد کی طرف سے آرمینیا کے امراء کے نام فرمان جاری کیا۔ اس فرمان کی تحریر کچھ اس طرح تھی۔

"ہم نے اپنے مذہب کے اصول اور قواعد جو حقیقت پر مبنی اور مضبوط بنیاد پر ہیں لکھوا کر تم کو بھجوائے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ تم جو ملک کے حق میں اس لئے اور ہمیں عزیز ہو ہمارے پاک اور سچے مذہب کو قبول کرو اور اپنے مذہب کو چھوڑو جس کے متعلق ہم کو بخوبی معلوم ہے کہ وہ باطل اور بے فائدہ ہے۔

ہمارے اس فرمان پر توجہ کرو اور بطیب خاطر اور بارضا و رغبت اس کی تعمیل کرو۔ کسی اور قسم کے خیالات کو دل میں جگہ نہ دو۔ ہم نے ازراہ موافقت تم کو اس

کی اجازت دی ہے کہ اپنے موہوم مذہب کے اصول جو اب تک تمہاری خرابی کا موجب بنے ہیں ہمیں لکھ کر بھیجو۔ اگر تم ہمارے ہم مذہب ہو جاؤ گے تو گر جسمانی اور انسانی کوئی طاقت ہرگز ہماری نافرمانی کی جرات نہیں کر سکے گی۔"

یہ فرمان اور پیغام جب آرمینیا کے عیسائیوں کو ملا تو اس فرمان کے پیش نظر آرمینیا کے عیسائیوں کا ایک عام اجلاس ہوا جس میں طے ہوا کہ یزدگرد کے مراسلے کا جواب سختی سے دیا جائے۔ چنانچہ ایک انتہائی سخت اور گستاخانہ مراسلہ ایران کے شہنشاہ یزدگرد کو بھیجا گیا جس کا مفہوم یوں تھا۔

"ایک ایسا مذہب جس کے متعلق ہمیں معلوم ہے کہ بے سروپا ہے اور بے عقل لوگوں کے اوہام کا نتیجہ ہے اور جس کی تفصیل آپ کے بعض جھوٹے اور مکار عالموں نے ہم تک پہنچائی ہے وہ اس قابل نہیں کہ اسے سنایا پڑھا جا سکے۔ ہم ہرگز آپ لوگوں کی طرح سورج، چاند اور آگ کی پرستش نہیں کرتے اور زمین اور آسمان پر آپ کے جو دیوتا ہیں ہم ان میں سے کسی کو نہیں مانتے بلکہ خدائے واحد اور برحق کی عبادت کرتے ہیں۔ جو زمین اور آسمان اور ان تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے جو ان کے اندر ہیں۔"

یہ مراسلہ ملنے کے بعد ایران کے شہنشاہ یزدگرد نے بڑی شفقت بڑی محبت سے بعض امراء اور شہزادوں کو جو عیسائی مبلغوں کی حمایت میں پیش پیش تھے اپنے ہاں دعوت پر بلایا۔ ان شہزادوں نے دعوت قبول کر لی اور ایران میں داخل ہوئے۔ ایران آ کر ان امراؤں نے منافقت سے کام لیا اور عیسائی ہونے کے باوجود ایران کے شہنشاہ یزدگرد کو یقین دلایا کہ وہ ایران کے زرتشتی مذہب کے پیرو ہیں۔ یہ اس زمانے کا واقعہ ہے جب یزدگرد ہنوں کی جنگ میں مصروف تھا۔ یزدگرد کو امراء کی باتوں کا یقین آگیا۔ لہذا ان کی وہ جاگیریں واپس کر دیں جن کی ضبطی کا اس نے حکم دیا تھا۔ تاہم یزدگرد نے احتیاط کی کہ اس نے بعض شہزادوں کو یرغمال کے طور پر ایران میں روک لیا اور اپنے معبد تبلیغ کے لئے آرمینیا بھیجے۔ یہ وہ وقت تھا جب یزدگرد نے ہنوں کو مار کر گورگان سے نکال باہر کیا تھا۔

اس عرصے میں آرمینیا کے رؤسا نے حکومت ایران کے خلاف بغاوت کی تیاریاں کیں اور پادری لوگوں کو کھلم کھلا ایران کے خلاف جنگ پر ابھارنے لگے لیکن بعض سرداروں میں رقابت چلی آتی تھی جس کی وجہ سے وہ ایک جھنڈے تلے جمع نہ ہو سکے۔ بہرحال حکومت ایران کے خلاف شورش اٹھ کھڑی ہوئی تاہم وہاں کا ایک

سردار جس کا نام وزد تھا جو شاہی خاندان سے تعلق رکھتا تھا ایرانی حکومت کا ...
عیسائیت ترک کر کے پھر اپنے قدیمی مذہب پر آ گیا۔

باغیوں نے اس سلسلے میں رومیوں سے مدد مانگی لیکن رومن اس وقت ...
خطرے کا سامنا کر رہے تھے اس لئے رومنوں کی طرف سے آرمینیا کے عیسائیوں ...
نہ مل سکی۔ ایران کے شہنشاہ یزدگرد نے ایک چھوٹا سا لشکر آرمینیا کے ان باغیوں
کے لئے روانہ کیا اس لئے کہ یزدگرد اس وقت ہن قبائل کے ایک ذیلی قبیلے ...
تالکان کے مقام پر جنگ میں الجھا ہوا تھا۔ چھوٹا سا جو ایرانی لشکر یزدگرد نے ...
بغاوت فرو کرنے کے لئے روانہ کیا تھا آرمینیا کے باغیوں نے اس ایرانی ...
شکست دی اور اسے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔

اتنی دیر تک تالکان کے مقام پر یزدگرد ہن قبائل کے قبیلے کیداریوں ...
اور انہیں بدترین شکست دی۔ اب اس نے آرمینیا کا رخ کیا۔ باغیوں کو ...
شکست دی اور انہیں اسے کیفر کردار تک پہونچایا۔

یزدگرد وہ پادری اسیر کر کے ایران لے آیا جو بغاوتوں کے اصل باعث ...
ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ آرمینیا کی حکومت ایک ایرانی سردار ...
گئی اور آرمینیا میں امن و امان ہو گیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آرم...
اس وقت تک پوری طرح جڑ نہ پکڑی تھی۔ اس بغاوت کو فرو کرنے میں ...
ہوئے۔ مورخین کا کہنا ہے کہ کرکوک شہر جو موجودہ حلوان کے قریب واقع ...
عیسائی معہ اپنے لارڈ بشپ کے قتل ہوئے۔ یہاں اب تک شہر کے باہر پہاڑی ...
عیسائیوں کا خون بہایا گیا تھا ہر سال اجتماع ہوتا ہے اور مقتولین کی یاد منائی جا...

457 میں یزدگرد فوت ہوا تو اس وقت اس کا بڑا بیٹا جو تاج و تخت ...
جس کا نام فیروز تھا وہ سیستان میں تھا جہاں کی حکومت اسے اس کے باپ ...
رکھی تھی۔ بڑے بیٹے فیروز کی غیر حاضری سے یزدگرد کے چھوٹے بیٹے اور ...
بھائی ہرمز نے فائدہ اٹھایا۔ وہ اس وقت پایہ تخت ہمدان میں موجود تھا اس ...
وہ تاج و تخت کا دعویدار ہوا اور امرائے سلطنت اور ایران کے مذہبی ...
بادشاہ کا جانشین تسلیم کر کے اس کی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔

دوسری طرف فیروز بھی اپنے دعویٰ تخت و تاج سے دستبردار نہ ہوا ...
اتنی فوج نہ تھی نہ اتنے وسائل ہی تھے کہ ایران کے پایہ تخت پر حملہ کر...
سیستان میں اس کی اپنی حکومت کو بھی اپنے چھوٹے بھائی ہرمز سے خطرہ لاحق...

...ل سے شاہی خاندان کا ایک طاقتور سردار جس کا نام الہام تھا وہ بڑے بھائی فیروز کو
...ر) تھا لہٰذا فیروز کی طرفداری میں اس نے اندر ہی اندر لشکر جمع کرنا شروع کیا
... کر کے وہ ہرمز پر حملہ آور ہوا۔ ہرمز نے اس جنگ میں شکست کھائی اور اسیر ہو کر
... کیفر کردار کو پہنچا۔ الہام نے ہرمز کا خاتمہ کرنے کے بعد بڑے بھائی فیروز کو
... بلا کر 459 میں ایران کا شہنشاہ بنا دیا۔

...سال فیروز ایران کے شہنشاہ کی حیثیت سے تخت نشین ہوا اسی سال البانیہ میں
...وت کے خلاف بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی۔ البانیہ بحرہ خضر کے مغربی سمت واقع ہے۔
... البانیہ پر بڑی سختی سے لشکر کشی کی اور باغیوں کی سرکوبی کر کے وہاں پھر اس نے
... کا علم لہرا دیا تھا۔

...نشین ہوتے ہی ایرانی شہنشاہ فیروز کو جو سب سے بڑی تکلیف اور دقت پیش آئی
... اندر تیزی سے پھیلتی قحط سالی تھی۔ فیروز کے دور حکومت کے شروع ہی میں
... آغاز ہوا اور دریائے جیحوں سے دریائے دجلہ تک کا تمام علاقہ اس بلائے
...ار ہوا۔ یہ قحط تین سال تک جاری رہا لیکن فیروز نے رعایا کو قحط سے بچانے کے
... فروگذاشت نہ کیا۔

...ین کہتے ہیں کہ فیروز نے ہر شہر میں ایک ایلچی بھیج کر اعلان کیا کہ تونگر اور امیر
...غلوں کے ذخیرے غریبوں اور مساکین کو دیں۔ اس کے علاوہ ایران کے شہنشاہ
...نے امراء کو مراسلے بھیجے کہ غلہ باہم پہونچانے میں کسی بھی طرح کی کوتاہی کے
...وں۔ اس نے یہ بھی تنبیہہ کی کہ اگر کوئی شخص بھوک سے مر گیا تو اس کے
... نزدیکی امیر اور تونگر کی جان لی جائے گی۔ ایرانی شہنشاہ فیروز نے اسی پر اکتفا
...اس نے قسطنطنیہ، ترکستان اور حبشہ سے غلہ درآمد کیا۔ اس کے علاوہ اس نے
... لئے شاہی خزانوں کے دروازے کھول دیئے تھے۔

...طرح ایران کے شہنشاہ فیروز نے دانشمندی سے اہل ایران کو موت کا شکار ہونے
...ا تھا۔ قحط کا زمانہ ختم ہونے کے بعد فیروز نے قحط کے اثرات دور کرنے میں
... ملک کے پانی کے ذخیرے جو خشک ہونے کے باعث برباد ہو گئے تھے پھر سے تعمیر
...اس نئی تعمیر کے سلسلے میں ہر سال ایران میں جشن بھی منایا جاتا رہا۔

... نے زمینیں آباد کرنے کی پوری پوری جدوجہد کی۔ مالیئے کے طور پر جو فصلانہ لیا
...اس نے معاف کر دیا۔ اس کے علاوہ اس نے کسانوں کو مفت بیج تقسیم کئے۔
... لئے اس نے رے کے علاقے میں رام فیروز، گورگان میں روشن فیروز اور

آذربائیجان میں رام فیروز نام کی نئی بستیاں اور شہر آباد کئے۔

ایران کے شہنشاہ فیروز کے عہد حکومت میں ایران میں بسنے والے یہودیوں
ظلم اور ستم ہوئے۔ اس کا باعث یہ تھا کہ ایرانی مملکت میں یہ مشہور ہو گیا تھا کہ
نے دو زرتشتی معبدوں کو زندہ کھال کھنچوا کر مروا ڈالا تھا۔ اس لئے یہودی قوم
بھگتنا پڑا۔ اس سختی اور ستم میں سب سے زیادہ اصفہان کے یہودی شکار ہوئے
وقت اصفہان شہر میں سب سے زیادہ یہودی آباد تھے۔

ایران کے شہنشاہ فیروز کے دور حکومت میں عیسائی دنیا میں بھی بہت انتشار
اس طرح کہ عیسائی اس زمانے میں ایک اصولی مسئلے پر سخت جھگڑے میں مبتلا
دو انتہا پسند فرقے ہو گئے تھے۔

ایک نستوری اور ایک یک فطری۔ نستوری اس بات کے قائل تھے کہ
جداگانہ فطرتیں ہیں۔ ایک بشری اور ایک ربانی۔ اس کے برخلاف یک فطری کے
عقیدہ تھا کہ عیسیٰ کی شخصیت میں یہ دونوں فطرتیں باہم مل کر ایک ہی فطرت
گئیں ہیں۔ دونوں فرقے آپس میں سخت کینہ رکھتے تھے۔

یہ جھگڑا روجہ شہر کے مکتب میں جہاں ایرانی عیسائی مذہبی تعلیم پاتے تھے
اختیار کر گیا تھا۔ اس مکتب کا ایک نامور استاد ابیس تھا جو پرجوش نستوری تھا۔
تو نستوری علماء روجہ سے نکال دیئے گئے۔ علماء میں سب سے پرجوش مارسوما
ایک جلسے میں نستوری عقائد کی اتنے جوش سے حمایت کی تھی کہ غیر نستوریوں
اخراج کا مطالبہ کر دیا تھا۔

بارسوما بظاہر ایک جاہ طلب اور سازشی آدمی تھا لیکن بہرحال وہ ایک
رکھتا تھا اور ایک حد تک اسے ایران کے شہنشاہ کی حمایت اور مدد بھی حاصل ہو

ایران کے شہنشاہ کو ان پادریوں سے کوئی انس تو نہ تھا لیکن وہ دیکھ رہا
فرقے کو استعمال کرتے ہوئے وہ کافی فائدہ اٹھا سکتا تھا کیونکہ ان کی وجہ
عیسائیوں میں ہم مذہبوں کے ساتھ جو مغربی سرحدوں کے پار رہتے تھے نفرت
تھی۔ دوسری طرف رومنوں کا شہنشاہ زینو بھی بڑی منافقت سے کام لے رہا
دونوں عیسائی فرقوں کے معاملے میں غیرجانبدار بنا رہا پر دل میں وہ یک فطری
اور یک فطری فرقے کی اندر ہی اندر مدد کر رہا تھا۔

تاہم ایران کے شہنشاہ فیروز نے ساز باز سے کام لیتے ہوئے اپنی مملکت
کے دونوں فرقوں کو آپس میں لڑا کر انہیں خوب کمزور کر دیا اور اس طرح

اوری میں کامیابی حاصل کی۔ عیسائیوں کے دونوں گروہوں کی اس چپقلش سے
کے بعد ایران کے بادشاہ فیروز کے لئے ایک اور مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی۔
کہ ہن جو اس سے پہلے رومنوں کے خلاف یلغار کرتے رہے تھے اب انہوں نے
اٹیلا کے مرجانے کے بعد ایرانی سلطنت کا رخ کیا۔ ہن قبائل کی اس یلغار
اور ایرانیوں نے آپس کے باہم اختلافات کو فراموش کر دیا اور ہن قبائل کے
برسرپیکار رہے۔

ہن قبائل کا لشکر ایرانی سلطنت کی طرف بڑھا تو ان کی سرکوبی کے لئے ایک
لشکر کے ساتھ ایرانی شہنشاہ فیروز حرکت میں آیا۔ ایرانیوں کی ہنوں کے ساتھ
ہوئی۔ بدقسمتی سے اس جنگ میں ایران کے شہنشاہ فیروز کو ناکامی اور شکست کا
۔ اس شکست کے بعد ایران کے شہنشاہ فیروز نے ہنوں کے سردار اور اٹیلا کے
نواز سے آپس میں مصالحت کے لئے گفت و شنید کرنی شروع کی۔

ایرانی شہنشاہ اور ہن قبائل کے بادشاہ خوش نواز نے یہ طے پایا کہ ایرانی شہنشاہ
کی شادی ہن قبائل کے بادشاہ خوش نواز سے کر کے باہمی اختلافات کا دروازہ
بند کر دے۔ اس شرط پر مصالحت تو ہو گئی لیکن بعد میں ایران کے شہنشاہ
اس شرط کو پورا کرنا ایرانی وقار کے منافی سمجھتے ہوئے اپنی بیٹی اور شہزادی کے
ایک کنیز خوش نواز کے رشتہ ازدواج میں منسلک کرنے کے لئے اس کے یہاں
ہن قبائل کے بادشاہ خوش نواز نے اپنے حرم میں داخل کر لیا۔

راز جلد ہی کھل گیا کہ فیروز کی بھیجی ہوئی لڑکی ایرانی شہزادی نہیں بلکہ ایک
نواز کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ ایران کے شہنشاہ فیروز کی اس بدعہدی پر سخت
ہوا اور اس نے ایران کے شہنشاہ فیروز سے اس سلسلے میں انتقام لینے کا ارادہ

ارادے کی تکمیل کے لئے ہنوں کے بادشاہ خوش نواز نے فیروز کی طرف ایلچی
اسے یہ اطلاع دی کہ ہنوں کے کچھ باغی قبائل اس کی بات نہ مانتے ہوئے
پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں لہٰذا فیروز اپنے کچھ فوجی افسر اور جوان خوش نواز
بھوائے جو نہ صرف یہ کہ باغی ہنوں کے خلاف اس کی مدد کریں بلکہ خوش نواز
یت کا فرض بھی ادا کریں۔

خوش نواز کی اس التجا کے جواب میں تین سو فوجی سوار ہن بادشاہ خوش نواز
روانہ کر دیئے۔ جونہی یہ سوار خوش نواز کے پاس پہنچے تو اس نے بعض کو قتل

کرادیا بعض کے ہاتھ کٹوا کر واپس ایرانی دارالحکومت مدائن بھجوادیا تا کہ اہل ایر
اپنے بادشاہ کی بدعہدی کا پتہ چل سکے۔

اپنے تین سو افسروں کے مارے جانے اور زخمی ہو جانے کی وجہ سے ایرانی
فیروز سخت برہم ہوا اور اس نے ہنوں کے بادشاہ خوش نواز سے انتقام لینے کی ٹھا
ایرانی شہنشاہ فیروز نے بڑے پیمانے پر جنگ کرنے کے لئے پچاس ہزار جوانوں کا ای
لشکر تیار کیا۔ گورگان کی طرف سے ہنوں نے حملہ کرنا چاہا جہاں ایک قدیم دیوار
خضر تک بڑھتی چل گئی تھی۔ کہتے ہیں یہ دیوار سکندر اعظم نے ہنوں کی یلغار کو رو
لئے تعمیر کرائی تھی۔

دوسری طرف ہنوں کے بادشاہ خوش نواز کو جب ایرانی بادشاہ فیروز کے لشکر
کی اطلاع ہوئی تو وہ بڑا ہراساں اور پریشان ہوا اور ایرانی شہنشاہ فیروز کے حملے
لئے اس نے اپنے سرداروں سے مشورے طلب کئے۔ اس موقع پر ایک بوڑھا
اٹھا اور اپنے بادشاہ خوش نواز کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ بادشاہ جس راستے سے ایرانی شہنشاہ فیروز ہم پر حملہ آور ہونے کے
ہے اس راستے میں بلخ سے آگے ایک بہت بڑا بیابان پڑتا ہے دیکھ تو ایسا کر
پاؤں کٹوا کر مجھے اس بیابان میں اس گذرگاہ پر ڈالدے جس گذرگاہ پر فیروز ا
ساتھ بلخ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ایسا کرنے کے بعد وہ ایرانیوں کو فریب دے کر
بچا لے گا۔ ہنوں کے بادشاہ خوش نواز اور دوسرے ہن سرداروں نے اپ
سردار کو بہت سمجھایا کہ وہ اپنی جان پر ظلم نہ کرے لیکن وہ اڑا رہا کہ اس
کاٹ کر ایران کے شہنشاہ فیروز کی گذرگاہ پر ڈالدیا جائے اور یہ کہ اس طرح وہ
ایرانی حملوں سے بچا سکتا ہے چنانچہ اس بوڑھے کے اسرار کرنے پر اس کے
کر فیروز کی گذرگاہ پر ڈالدیا گیا۔

چنانچہ جب راستے میں فیروز کو بتایا گیا کہ ایک معذور پڑا ہے جس کے
ہوئے ہیں تو وہ خود اس کے پاس آیا اور اس کی بدبختی کا سبب پوچھا۔ جوا
بوڑھے ہن سردار نے بتایا۔

میں ہن قبائل سے تعلق رکھتا ہوں۔ میرا قصور صرف یہ ہے کہ میں
خوش نواز سے کہا تھا کہ وہ رعایا پر ظلم و ستم نہ کرے اور خدا سے ڈرے۔
بدل ہے۔ ایرانیوں نے حملہ کر دیا تو تم ان کا مقابلہ نہ کر سکو گے۔ آخر ا
ہاتھ پاؤں کٹوا کر مجھے اس بیابان میں پھنکوا دیا ہے۔

ایرانی شہنشاہ فیروز کو اس پر رحم آیا اور کہا میں تمہیں اپنے ساتھ لے چلوں گا اور
نواز کے ساتھ جنگ کر کے اسے کیفر کردار تک پہنچاؤں گا۔ اس بے دست و پا ہن
نے فیروز کو دعا دی اور کہا۔

دیکھ بادشاہ یہاں سے خوش نواز کا صدر مقام اکیس دن کی مصافت پر واقع ہے اس
میں وہ مقابلے کی پوری پوری تیاری کر لے گا اور تمہیں بے پناہ نقصان بھی پہنچا سکتا
اس لئے میں تمہیں ایسا مختصر راستہ بتا سکتا ہوں جو تمہیں صرف پانچ دن میں ترکستان
سرحد پر پہنچا دے گا اور تمہیں کسی قسم کی تکلیف کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ ہاں پانی
قلت ضرور ہو گی اس لئے پانی کا یہیں سے ذخیرہ کر لیا جائے۔

ایرانی شہنشاہ فیروز کے امراء نے ہرچند فیروز کو سمجھایا اور کہا کہ ممکن ہے اس بوڑھے
ہمت سے کوئی سازش ہمارے خلاف کام کر رہی ہو لہٰذا ہمیں کسی بھی صورت اپنا
میں چھوڑنا چاہیے لیکن ایرانی شہنشاہ فیروز نے اپنے سرداروں کی ایک نہ سنی۔ اس
ہن سردار کو گھوڑے پر لاد لیا گیا اور تمام لشکر اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔

اور لشکر کو بے راہ کر کے اس ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہن سردار نے ایک ایسے مقام پر
دیا جہاں پانی نام کو نہ تھا۔ پانی کا ذخیرہ جو لشکر کے پاس تھا ختم ہو گیا شدت پیاس کے
ایرانی لشکری جاں بلب ہو گئے۔ پھر فیروز نے جب محسوس کیا کہ ایرانی لشکر دشمن کے
میں پھنس گیا ہے تو اس نے اپنے ایلچی بھیج کر ہن بادشاہ خوش نواز سے گفت و شنید
کی درخواست کی۔

ان بادشاہ خوش نواز نے مصالحت کے لئے ایرانی بادشاہ فیروز کو دو شرطیں پیش کیں۔
سے پہلی شرط یہ تھی کہ ایرانی شہنشاہ فیروز خوش نواز کے سامنے منہ کے بل لیٹ کر
سلامت کرے۔ دوسری شرط یہ تھی کہ سرحد پر ایک ستون گاڑا جائے اور فیروز اپنے
لشکر اس ستون سے آگے نہ بڑھے۔ ایران کے شہنشاہ فیروز نے مجبوراً" دونوں شرطیں
کر لیں۔

پہلی شرط انتہائی رسوا کن تھی بہرحال سورج طلوع ہوا اور اس شرط کو پورا کرنے کا
وقت آیا تو ایران کے مذہبی معبدوں نے اپنے شہنشاہ فیروز کو مشورہ دیا کہ لیٹتے ہوئے وہ یہ
سوچ لے کہ وہ ہن بادشاہ خوش نواز کے سامنے نہیں بلکہ وہ یزدان کے حضور جھکا ہے۔ کسی
کے سامنے نہیں جھکا۔ اس طرح یہ شرط پوری ہو گئی اور معاہدہ صلح ہو گیا۔ یوں ہن
کے سامنے ایران کے شہنشاہ فیروز کو انتہائی رسوائی اور ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔

ایرانی شہنشاہ فیروز ہن قبائل کی اس مہم سے فارغ ہوا ہی تھا کہ اسے آرمینیا میں

ایک مصیبت کا سامنا کرنا پڑا اور وہ یہ کہ آرمینیا میں ان دنوں زرتشت کے مذہب کی
زور و شور سے جاری تھی۔ ایرانی حکام اور وہ ارمنی جو عیسائیت ترک کر کے دین ز
کے پیروکار ہو چکے تھے مل کر یہ مذہبی مہم چلا رہے تھے۔

اہل آرمینیا اس تبلیغ سے سخت برافروختہ اور برہم تھے لیکن چونکہ وہ ایرانی
فیروز سے ڈرتے تھے لہٰذا اس مہم کے خلاف وہ کوئی کارروائی نہ کر سکتے تھے۔ آ
انہوں نے سنا کہ ایرانی شہنشاہ فیروز کو ہنوں کے خلاف پیش قدمی میں ذلت آمیز
سامنا کرنا پڑا ہے تو ان کے حوصلے بڑھے اور حکومت ایران کے خلاف انہوں نے
بغاوت بلند کر دیا۔

اس بغاوت کے نتیجے میں آرمینیا کے باغیوں نے آرمینیا کے پایہ تخت ار
قبضہ کر لیا اور ایک ارمنی امیر ساہاک کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ اس بغاوت میں گرجستان
بھی آرمینیوں کا پورا پورا ساتھ دیا۔

ایرانی شہنشاہ فیروز کو جب آرمینیا میں اس بغاوت کی خبر ہوئی تو اس نے گر
اور آرمینیا دونوں ملکوں پر فوج کشی کا حکم دیا۔ جب گرجستھانیوں کو خبر ہوئی کہ
شہنشاہ فیروز ان پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے تو گرجستھان کے
نے آرمینیوں کا ساتھ چھوڑ کر فوراً حکومت ایران کی اطاعت اختیار کر لی۔ اس
گرجستھانیوں کو معاف کرتے ہوئے ایرانی شہنشاہ فیروز آرمینیوں پر حملہ آور ہوا او
بدترین شکست دی۔ اس جنگ میں نہ صرف یہ کہ آرمینیوں کا نیا حکمران ساہاک مارا
آرمنی فوج کا سپہ سالار واہان شکست اٹھا کر اپنی جان بچانے کے لئے بھاگا
تعاقب کیا گیا اور اس کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اس طرح ایرانی شہنشاہ فیروز آرمینیا میں
فرو کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

آرمینیا کی بغاوت فرو کرنے کے بعد اب ایران کے شہنشاہ فیروز کو ہن قبائل ا
آیا جن کے سامنے وہ بڑا ذلیل اور رسوا ہوا تھا۔ ان کے مقابلے میں نہ صرف ا
ہوئی تھی بلکہ ہن قبائل کے بادشاہ خوش نواز کے سامنے اس نے لیٹ کر سر اطاع
تھا اور یہ ایسی بدنامی تھی جسے ہر صورت میں ایرانی شہنشاہ فیروز ہن قبائل کو شکس
دھو ڈالنا چاہتا تھا۔ ہنوں کے خلاف گذشتہ لشکر کشی کے بعد اسے ذلت اور رسوا
کرنا پڑا تھا۔ فیروز کو انتہائی قلق تھا۔ وہ بدنامی کے اس دھبے کو ہر صورت اپنے
دور کرنے کے لئے بے چین اور بیتاب تھا۔ چنانچہ آرمینیا کے حالات درست
بعد اس نے تیسری مرتبہ ہن قبائل پر حملہ آور ہونے کے لئے ایک بہت بڑا لشکر

لشکر میں اس نے پانچ سو ہاتھی رکھے تھے۔

دوسری طرف ہن قبائل کا بادشاہ خوش نواز بھی بڑا تیز، بڑا عیار، بڑا عاقل اور دانش
۔ اسے بھی خبر ہو گئی تھی کہ ایران کا شہنشاہ فیروز ہنوں پر حملہ آور ہونے کے لئے
ی کر رہا ہے۔ لہٰذا بلخ کے اطراف میں صحرائی حصے میں اس نے جگہ جگہ گہرے اور
ے گڑھے کھدوا کر انہیں درختوں کی باریک خشک شاخوں پتوں اور گھاس سے
دیا تھا ان گڑھوں سے وہ ایران کے شہنشاہ فیروز کے خلاف بہت بڑا کام لینا چاہتا

ایران کا شہنشاہ فیروز مشرقی سمت سے چل کر بلخ کی طرف بڑھا۔ جوں جوں اس کی
شہر کے نواحی صحرا میں آگے بڑھتی گئی چھوٹے چھوٹے گروہوں میں ہن مختلف
ے حملہ آور ہو کر ایران کے لشکر میں تباہی مچاتے رہے۔ یہاں تک کہ ہن قبائل
فیروز کے لشکر کو اس جگہ لے آئے جہاں پشت پر انہوں نے پہلے سے گڑھے
ے تھے۔ یہ ساری کارروائی کرنے کے بعد سامنے کی طرف سے ہن قبائل کا بادشاہ
ایرانی لشکر پر خوابوں کے عجائب گھر میں گم سم ویرانوں تیرگی کے فسوں میں روح
خیز سمندر اور ان دیکھے غموں کے پاتال کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔
شہر کے نواح میں صحرا کے اندر ہولناک جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں خوش نواز کے
شکست اٹھا کر ایرانی بادشاہ فیروز کو پسپا ہونا پڑا۔ اس کا پسپا ہونا تھا کہ اس کے لشکر
بربادی پھیل گئی۔ اس لئے کہ اس کی پشت پر جو پہلے سے خوش نواز نے گڑھے
انہیں پتوں اور گھاس سے ڈھانپ دیا تھا ایرانی لشکری انہیں گڑھوں میں گر کر
تھے۔

ایران کے شہنشاہ فیروز کی موت بھی اسی طرح واقع ہوئی اس لئے کہ وہ اپنے متعدد
کے ہمراہ ایک گہرے گڑھے میں جا گرا۔ خوش نواز اس کی شکست اور موت کے
ہن قبائل کے بادشاہ خوش نواز کو بڑی مقدار میں مال غنیمت کے علاوہ فیروز کی
بھی ہاتھ لگی جسے اس نے اپنے حرم میں داخل کر لیا۔ ایرانی شہنشاہ فیروز کو شکست
بعد ہن قبائل ایرانی سلطنت کے مختلف شہروں پر قابض ہو گئے اور ایرانیوں پر
سالانہ خراج عائد کر دیا تھا۔

اس وقت ہن قبائل کے ساتھ جنگ میں ایران کا شہنشاہ فیروز مارا گیا اس وقت فیروز
امراء میں سب سے زیادہ بااثر دو سردار تھے ایک کا نام سوفرا تھا جو شیراز کا رہنے
فیروز کے زمانے میں سفید و سیاہ کا مالک تھا۔ فیروز نے اسے سیستان کی حکومت

سونپ رکھی تھی۔

دوسرا شاہ پور نام کا ایک سردار تھا جو رے شہر کا رہنے والا تھا ان دونوں کو
گرجستان اور آرمینیا کی مہم پر بھیجا ہوا تھا انہیں جب فیروز کی موت کی خبر ملی تو
سیدھے ایرانی مرکزی شہر مدائن پہنچے تا کہ نئے بادشاہ کے انتخاب میں مدد دے سکیں
ان دونوں سرداروں کے اثر و رسوخ اور کوششوں سے فیروز کی موت کے بعد فیروز کا
بیلاش ایران کے تخت و تاج کا مالک بنا۔

○

سلیوک اور اوغار دونوں میاں بیوی محل کے وسطی کمرے میں بیٹھے باہم گفتگو کر
تھے کہ ان کے سامنے ایک دھوئیں کی تجسیم اور ہیولے کی صورت میں نطیاس نمودار
یہ ہیولا بالکل عیاں اور واضح ہوا اور نطیاس ان دونوں کو پوری طرح دکھائی دیا
نطیاس کو دیکھتے ہی سلیوک اور اوغار دونوں میاں بیوی اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے
نطیاس اسی طرح اپنے آپ کو ایک لمبی عبا میں ڈھانپے ہوئے تھا اور چہرے کو بھی
اسی رنگ کے نقاب میں چھپا رکھا تھا۔ تھوڑی دیر تک اس کمرے میں خاموشی
دوران شاید نطیاس ان دونوں کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ سلیوک نے
پہل کی اور نطیاس کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

اے آقا ہم ایک نئی مصیبت میں مبتلا ہو گئے ہیں وہ یہ کہ یوناف اور کیرش دونوں
بیوی نے ہمارے مقابلہ میں کچھ زیادہ ہی پر پرزے نکالتے ہوئے دراز دست ہونا
شروع کر دی ہے۔

اے آقا ان دونوں میاں بیوی نے قبرستان کی قریبی بستی کے سردار اور دوسرے
کے سرکردہ لوگوں سے طویل گفتگو کرنے کے بعد اس بکرے کا نذرانہ بند کروا دیا
سب بستی کے لوگ مل کر ہر ہفتے ہم دونوں میاں بیوی کو پیش کیا کرتے تھے۔

ان الفاظ پر نطیاس تھوڑی دیر خاموش رہا اس کا جسم کانپتا رہا لگتا تھا سلیوک کے الفاظ
پر وہ انتہائی غیض و غضب کا شکار ہو گیا ہو اس کے بعد غصے اور برہمی میں نطیاس کی
ہوئی آواز محل کے اس کمرے میں سنائی دی۔

دیکھ سلیوک اور اوغار اگر ان دونوں میاں بیوی نے مل کر بستی کے سردار
کر تمہارے لئے ہفتہ وار بکرا بند کروا دیا ہے تو کیا تم نے ان دونوں یا بستی کے
خلاف کوئی کارروائی نہیں کی اس پر سلیوک بولا اور کہنے لگا۔

آقا ہم یہ سوچ رہے تھے کہ جب بکرا پیش کرنے کا وقت آئے اور ہمیں نہ پیش کیا
جائے تب ہم اپنی طرف سے کوئی کارروائی کریں گے۔ اچھا ہوا جو آپ آج آ گئے لہٰذا آپ
سے صلاح مشورے کے بعد ہم بہتر طور پر ان دونوں میاں بیوی کے خلاف حرکت میں آ
سکیں گے۔

اس پر نطیاس بڑی برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا ان دونوں میاں بیوی کی کیا مجال
کہ تم تینوں کو اپنے سامنے بے بس و مغلوب کرنے کی کوشش بھی کر سکیں۔ دیکھو تم دونوں
کے لئے بکرا بند کرنے کی وجہ سے میں تمہیں ایسے طریقے سکھاؤں گا جنہیں عمل میں لاتے
ہوئے تم ان بستی والوں کو اپنے سامنے بے بس اور مجبور کر دو گے اور یہ کہ اس معاملہ میں
یوناف اور کیرش بھی تم دونوں کے سامنے عاجز ہو کر رہ جائیں گے۔ جواب میں سلیوک
پھر کہنے لگا اے آقا کیا آپ بتا سکیں گے کہ اس یوناف اور کیرش کے پاس کیا قوتیں
ہیں ان کی بنا پر وہ ہمارا مقابلہ کرنے میں کامیاب رہا ہے حالانکہ اس سے پہلے کوئی بھی
اس طرح ہمارے سامنے جمنے نہیں پایا جس طرح یہ دونوں میاں بیوی جم گئے ہیں۔
نطیاس کسی قدر مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ سلیوک اور اوغار اس میں
شک نہیں کہ یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی کے پاس بے پناہ طاقتیں ہیں۔ سری
اور جسمانی بھی جنہیں استعمال کرتے ہوئے اب تک وہ ہم پر ضرب لگانے کے ساتھ
ہماری ضرب سے بچنے میں بھی کامیاب رہے ہیں۔ اگر ان کی جگہ کوئی اور آدمی ہوتا تو
اب تک میں انہیں پیس کے رکھ چکا ہوتا۔ بہرحال تم دونوں فکر مند مت ہو میں اس محل
میں آج تم پر ایک نئے راز کا انکشاف کرتا ہوں۔ گو اور بھی بہت سے ایسے انکشافات ہیں
جو اس محل کے اندر موجود اور وابستہ ہیں جن کا ابھی تک اظہار نہیں ہوا ان میں سے تم پر
صرف ایک راز کھولتا ہوں اس کے بعد میں کئی اور راز بھی تم پر کھولوں گا۔ جواب میں
سلیوک کچھ کہنے ہی والا تھا کہ نطیاس ان دونوں میاں بیوی کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو گیا
سلیوک کہتے کہتے رک گیا تھا۔

سلیوک اور اوغار کے سامنے کھڑے ہی کھڑے نطیاس نے کوئی عمل کیا جس کے
جواب میں اس کمرے کے سامنے والی دیوار پھٹنے کے انداز میں پیچھے ہٹی اور اس کے اندر
ایک دروازہ نمودار ہو گیا تھا۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے سلیوک اور اوغار کسی قدر پریشان ہو
گئے۔ اسی دوران کمرے میں نطیاس کی آواز گونجی وہ سلیوک اور اوغار کو مخاطب کر کے
کہہ رہا تھا۔ دونوں میرے پیچھے پیچھے آؤ اس کے ساتھ ہی نطیاس دیوار کے اندر رونما ہونے
والے دروازے کی طرف بڑھا سلیوک اور اوغار چپ چاپ اس کے پیچھے ہو لئے تھے۔

جونہی نطاس اس نئے ظاہر ہونے والے دروازے کے قریب گیا سلیوک او
دونوں نے دیکھا دروازے کے قریب سیڑھیاں تھیں جو کسی تہہ خانے میں جا
سیڑھیاں سیاہ رنگ کے سنگ مرمر کی بنی ہوئی تھیں جن کی وجہ سے وہاں اندھیرا
گیا تھا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ جونہی نطاس نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا اس کے
عمل سے سیڑھیوں اور پھر نیچے سارے تہہ خانے کے اندر روشنیاں جگ مگ کر
تھیں۔ دیواروں کے ساتھ چھوٹی چھوٹی صندلی مشعلیں لٹک رہی تھیں جو آپ
روشن ہو گئی تھیں۔ چند سیڑھیاں اتر کر نطاس نے مڑ کر دیکھا اس وقت تک سلی
اوغار بھی تین سیڑھیاں نیچے اتر چکے تھے۔ نطاس نے اپنا کوئی عمل کیا جس کے
وہ دروازہ بند ہو گیا اور دیوار اپنی پہلی حالت پر کچھ اس طرح آ گئی تھی کہ اندر او
کوئی شک تک نہ کر سکتا تھا کہ یہاں کوئی دروازہ ہے یا سیڑھیاں ہیں جو نیچے کسی
کی طرف جاتی ہیں۔

سلیوک اور اوغار ایک بار پھر نطاس کے پیچھے پیچھے وہ سیڑھیاں اترنے
انہوں نے اندازہ لگایا کہ وہ صندلی شمعیں جو سیڑھیوں اور سامنے دکھائی دینے والے
میں روشن تھیں ان کی خوشبو سے ساری سیڑھیوں اور نیچے کے حصے میں دور دور
کے نانے کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ تعجب اور تجسس کے عالم میں سلیوک اور او
کے پیچھے پیچھے سیڑھیاں اتر کر ایک تہہ خانے میں داخل ہوئے۔ اس تہہ خا
گزرنے کے بعد نطاس سلیوک اور اوغار کو لیکر ایک دوسرے تہہ خانے میں
اس میں بھی دیواروں کے ساتھ انکی ہوئی چھوٹی چھوٹی صندلی شمعیں روشن تھیں
شمعوں کی روشنی میں سلیوک اور اوغار نے دیکھا وہ نیا [illegible] جس میں وہ داخل
روشنی میں پہلے تہہ خانے کی طرح اس کی دیواریں بھی چمک رہی تھیں۔ ا
سیڑھیوں کے علاوہ سارے تہہ خانے کی دیواریں بھی سنگ مرمر کی بنی ہوئی
سیڑھیوں کا سنگ مرمر سیاہ رنگ کا جب کہ تہہ خانے کے فرش اور دیواروں پر
لگا تھا وہ سبزی مائل سفید رنگ کا تھا۔

تہہ خانے کے جس نئے کمرے میں سلیوک اور اوغار نطاس کے پیچھے
ہوئے تھے اس میں انہوں نے دیکھا سامنے موٹی موٹی لکڑی کی بنی ہوئی کچھ اونچی
مضبوط میزیں پڑی ہوئی تھیں جن کے اوپر بے شمار کھالیں تہہ کر کے رکھی ہوئی
کھالوں کا جائزہ لیتے ہوئے سلیوک اور اوغار نطاس کے پیچھے پیچھے آگے بڑھے
نے ہاتھ آگے بڑھا کر ایک کھال کو اٹھایا اس کے بعد وہ سلیوک اور اوغار کو مخا

لگا۔

ان سب کھالوں کی طرف دیکھو یہ ساری کھالیں انتہائی قیمتی اور نایاب ہرنوں کی ہیں۔
ان میں نے بڑی کوشش اور تگ و دو کے بعد حاصل کیا اور ان کی کھالیں اتاریں۔ جتنی
کھالیں تہہ کر کے رکھی ہوئی ہیں ان پر وہ سارے علوم درج ہیں جو میں اپنی زندگی میں
جگہوں سے حاصل کرتا رہا۔ اس میں وہ علوم بھی مرقوم ہیں جو میں نے بابل شہر میں
کے دوران دو فرشتوں ہاروت اور ماروت سے حاصل کئے تھے۔ اس پر سلیوک فکر مندی
انداز میں نطاس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور پوچھنے لگا۔

آقا ہمیں آج تک یہ معلوم نہ تھا کہ آپ نے اس عمارت کے اندر ایک ایسا تہہ خانہ
رکھا ہے جس کے اندر علوم کا ایک پورا شہر آباد ہے۔ آقا ان تہہ خانوں میں اگر کوئی
ہو اور ان سارے علوم کو چرا کر ہمارے ہی خلاف استعمال کرنا شروع کر دے تو پھر کیا
گا۔ مجھے خدشہ ہے کہ یہ جو یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نئے نئے ان سرزمینوں
داخل ہوئے ہیں کہیں وہ علوم کے ان خزانوں تک رسائی حاصل نہ کر لیں اور پھر ان
علوم کو چرا کر ہمارے ہی خلاف استعمال کرنا نہ شروع کر دیں۔ اس پر نطاس نے
سا ایک قہقہہ لگایا پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔

دیکھو سلیوک اول تو ان تہہ خانوں کا کسی کو پتہ ہی نہیں ہے اور نہ ہر کوئی دیوار کے
دار ہونے والے اس دروازے کو کھول کر تہہ خانوں میں داخل ہو سکتا ہے اور اگر
ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائے اور کسی سری علوم کو استعمال کرتے ہوئے دیوار کے
دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو جائے تب بھی وہ ان تہہ خانوں کے اندر داخل نہیں ہو
ان تہہ خانوں کی دو صفات ہیں۔ ان تہہ خانوں میں جو بھی داخل ہو گا پہلی سیڑھی پر
رکھتے ہی اس کے پاس جس قدر قوتیں اور علوم ہیں ان سے محروم کر دیا جائے گا اور
تہہ خانوں میں داخل ہونے والوں پر وہ روحیں بھوکے درندوں کی طرح جھپٹتی ہیں اور
خاتمہ کر دیتی ہیں۔ لہٰذا یوں جانو کہ ان تہہ خانوں کے اندر کوئی داخل ہو ہی نہیں
اسی بنا پر علوم کا یہ خزانہ جو میں نے ہرنوں کی کھالوں پر محفوظ کر رکھا ہے آج تک نہ
نے اسے ہاتھ لگایا ہے نہ ہی اس پر کسی نے زبردستی قبضہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

نطاس کے اس جواب پر سلیوک کسی قدر مطمئن ہو گیا پھر وہ کہنے لگا آقا آپ کا
ب سن کر میں بے حد خوش ہوا ہوں۔ اب مجھے اطمینان ہو چکا ہے کہ کم از کم یوناف اور
دونوں میاں بیوی ان علوم تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے اور نہ ہی وہ ان تہہ خانوں
داخل ہو سکتے ہیں۔ اس پر نطاس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ یقیناً" تمہارا یہ خیال درست

ہے۔ اب میں وہ بات کہتا ہوں جس کی خاطر میں تم دونوں کو اس تہہ خانے میں لایا
نطهاس کی اس گفتگو پر سلیوک اور اوغار دونوں میاں بیوی نطهاس کی طرف خوب
گئے تھے۔ نطهاس بولا اور کہنے لگا۔

سنو میرے عزیزو! جس عمل کی ابتدا میں اس تہہ خانے میں کرنا چاہتا ہوں وہ
پورا عمل ہرن کی اس کھال پر لکھا ہوا جو اس وقت تم میرے ہاتھ میں دیکھتے ہو۔ میں
بار تمہیں ایک بات تفصیل سے سمجھا دیتا ہوں اس کے بعد ہرن کی اس کھال پر جو الفاظ
ہیں جو عمل کرنے میں استعمال ہوں گے اسے تم لوگ زبانی یاد کر لینا تا کہ جب میں
کی ابتدا کروں تو اس عمل میں تم پوری طرح میرا ساتھ دے سکو۔ یہاں تک کہنے کے
نطهاس لحہ بھر کے لئے رکا اور پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

میرے دونوں عزیزو سنو۔ جس عمل کی تفصیل میں تمہیں سمجھانے لگا ہوں اس
میں لاتے ہوئے تم ایک انتہائی خوفناک محیر العقول اور انتہائی طاقتور عفریت جنم دے
اور پھر تم اس سے طرح طرح کے کام اپنے فائدے اپنی منفعت کے لئے لے سکتے
دونوں میاں بیوی اس کھال پر لکھے ہوئے سارے عمل کا مطالعہ کرو بلکہ اسے زبانی یاد
کی کوشش کرو۔ اس کے ساتھ ہی ہرن کی وہ کھال نطهاس نے سلیوک کو تھما دی
سلیوک اور اوغار دونوں نے مل کر وہ تہہ شدہ کھال کھولی پھر اس پر لکھی ہوئی تحریر
پڑھنے اور یاد کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر بعد سلیوک بولا اور اوغار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ہم دونوں نے
پڑھ لی ہے اور زبانی یاد کر لی ہے۔ اس پر جو عمل کرنے کا طریقہ ہے اسے بھی ہم
سمجھ لیا ہے۔ اس پر نطهاس نے ان دونوں سے ہرن کی وہ کھال لے لی۔ دوبارہ اس
اسے تہہ کیا اور جہاں سے وہ اٹھائی تھی وہیں رکھ دی تھی۔ پھر وہ ان دونوں کو مخاطب کر
کہنے لگا آؤ اب میں عملی طور پر یہ کام اور فعل تمہارے سامنے کرتا ہوں اور تمہاری
موجودگی میں ایک عفریت کو جنم دیتا ہوں جس سے تم میرے موجودگی اور غیر موجودگی میں
چاہو کام لے سکو گے۔ نطهاس کی یہ گفتگو سن کر سلیوک اور اوغار دونوں کے چہروں
اطمینان بھری مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد نطهاس پھر بولا اور سلیوک اور اوغار کو مخاطب کر
کہنے لگا۔ تم دونوں میرے پیچھے پیچھے آؤ۔ سلیوک اور اوغار چپ چاپ نطهاس کے
لئے تھے نطهاس ان دونوں کو تہہ خانے کے ایک اور کمرے میں لے گیا۔ اس کمرے
وسط میں ایک بہت بڑا میز لگا ہوا تھا۔ دیواروں کے ساتھ مختلف جانوروں کی حنوط کی

بالوں سمیت لٹک رہی تھیں۔ اس کے علاوہ دیواروں کے ساتھ مختلف طرز کے خنجر
اریں بھی آویزاں کئے ہوئے تھے۔ نطهاس نے سلیوک اور اوغار دونوں کو اس میز
کھڑے ہونے کو کہا پھر وہ سامنے والی دیوار کی طرف بڑھا۔ دیوار کے ساتھ لٹکتے
نے مارخور کا خول نما سر اپنے سر کے اوپر کسی آہنی خود کی طرح جما لیا تھا۔ مارخور
کے بعد نطهاس انتہائی بھیانک اور خوفناک لگنے لگا تھا۔ اس لئے کہ اس مارخور
لمبے دو سنگ بالکل سیدھے اوپر کو اٹھے ہوئے تھے اور مارخور کا منہ سیاہی مائل
اور دانت باہر کو خوب نمایاں ہو کر دکھائی دے رہے تھے۔
کچھ کرنے کے بعد نطهاس پھر حرکت میں آیا۔ اب وہ بائیں طرف والی دیوار
بڑھا اور ایک خاصا بڑا لمبا خنجر اس نے سنبھالا جس کا دستہ بھیانک سیاہ رنگ کا تھا۔
کمرے کے وسط میں لگی میز کے عین وسط میں آن کھڑا ہوا تھوڑی دیر تک
کر شاید وہ اپنا کوئی عمل کرتا رہا اس کے بعد اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر
کیا۔ خنجر فضا میں بلند ہونا تھا کہ اس کی نوک سے برق کی طرح چنگاریاں اٹھیں
اٹھنی تھیں کہ تہہ خانے کے اندر ایک شور ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ جیسے
اور وحشی درندے کسی پر ٹوٹ پڑنے کو تیار ہو گئے ہوں۔ یہ صورتحال دیکھتے
اور اوغار کسی قدر پریشان اور فکر مند ہو گئے تھے تاہم ان کے سامنے نطهاس
طرح چپ اور خاموش کھڑا تھا۔
اسی طرح کھڑا اپنا عمل کرتا رہا۔ اس کے ہاتھ میں خنجر جو اس نے فضا میں بلند
اسی طرح اس سے برق نما چنگاریاں اڑتی رہیں اور تہہ خانے کے اندر درندوں
کا سا شور برابر بلند ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ کئی بدروحیں عجیب و غریب سی شکلیں
کمرے میں داخل ہوئیں۔ وہ ساری بدروحیں کمرے کے اس کونے کی طرف گئیں
بڑے بڑے ڈھول اور دفیں پڑی ہوئی تھیں۔ انہوں نے وہ ڈھول اور دفیں
اور اس میز کے قریب آ کھڑی ہوئیں جس میز کے وسط میں نطهاس کھڑا تھا پھر عجیب
میں وہ بدروحیں سارے ڈھول اور ساز بڑے پر کشش انداز میں بجانے لگی تھیں۔

تھوڑی دیر تک ڈھول دف اور دوسرے ساز بجتے رہے اسی طرح نطهاس فضا میں خنجر
کھڑا رہا۔ سلیوک اور اوغار یہ سارا تماشہ خاموشی سے اور انہماک سے دیکھتے رہے۔
دیر بعد ایک انتہائی حسین خوبصورت اور پر جمال لڑکی اس کمرے میں داخل ہوئی۔
چل رہی تھی جیسے سحر زدہ ہو اور کسی کے تابع فرمان رہ کر ہر قدم اٹھا رہی ہو۔ آہستہ

آہستہ اور تجسس بھری چال چلتی ہوئی وہ لڑکی نطباس کے پہلو میں میز کے قریب
ہوئی۔ نطباس جس نے اپنے چہرے اور سر پر مارخور کا سر چڑھا رکھا تھا۔ ایک نگاہ اس
میں کھڑی ہوئی لڑکی پر ڈالی پھر اشارے سے اس نے اسے اپنے سامنے میز پر لیٹ
اشارہ کیا۔ یہ اشارہ ملتے ہی وہ لڑکی چپ چاپ میز پر لیٹ گئی تھی۔

اس کے بعد نطباس پھر حرکت میں آیا اپنا خنجر پھر اس نے اپنے ہاتھ میں لے
اندر بلند کر لیا خنجر سے پہلے کی نسبت زیادہ چنگاریاں نکلنے لگی تھیں یہ عمل شروع
میز پر لیٹی ہوئی لڑکی بری طرح تڑپنے اور تکلیف اور اذیت کا اظہار کرتے ہو
سسکیاں لینے لگی تھی۔ تھوڑی دیر تک ایسا سماں رہا۔ پھر لڑکی بے حس و حرکت ہو
اس پر غشی طاری ہو گئی ہو۔ اس کے بعد نطباس مزید حرکت میں آیا اس نے اپنا
عمل کیا اور اس کے خنجر سے نکلتی ہوئی چنگاریاں رک گئیں پھر وہ خنجر اپنے دونوں
میں اس نے بڑی مضبوطی سے پکڑا دونوں ہاتھ اس نے فضا میں بلند کئے پھر پوری
قوت کے ساتھ وہ خنجر میز پر لیٹی ہوئی لڑکی کے پیٹ میں اس نے گھونپ دیا تھا۔ ایک
کربناک اور دل ہلا دینے والی ایک چیخ بلند ہوئی اور اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی
نطباس کا خنجر اس لڑکی کے پیٹ میں پار ہو گیا تھا۔ چند قطرے خون کے وہاں
زخم یوں لگتا تھا جیسے بالکل منجمد ہو گیا ہو اور وہ خنجر اس اس لڑکی کے جسم کا
ہو۔ کربناک چیخیں بلند کرنے کے بعد اس لڑکی پر پھر پہلے کی طرح غشی اور بے
ہو چکی تھی۔ یہ سارا عمل کرنے کے بعد نطباس نے اپنے سر پر چڑھایا ہوا گور
کر دیوار کے ساتھ لٹکا دیا۔ وہ ساری بھیانک بدروحیں جو اس سارے عمل میں
بجا کر نطباس کا ساتھ دے رہی تھیں وہ حرکت میں آئیں۔ ساز اور ڈھول اٹھا کر
وہیں رکھ دیئے جہاں سے اٹھائے تھے پھر وہ باہر نکل گئی تھیں۔ ان کے جا
نطباس بولا اور سلیوک اور اوغار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میرے دونوں عزیزو! میں جانتا ہوں کہ تم ابھی تک اس سارے عمل
تجسس اور ایک طرح کی جستجو میں مبتلا ہو گے۔ یہ جو روحیں تمہارے دیکھتے
کمرے میں نمودار ہوئیں اور پھر ساز بجانے لگیں یہ برس ہا برس سے اس کل
میری مطیع اور فرمانبردار چلی آ رہی ہیں اور یہ جو عمل میں نے کیا ہے یہ سب اس
ساتھ وابستہ ہیں۔ یہ جو لڑکی میز پر لیٹی ہوئی ہے اور جس پر میں اپنے عمل کی
ہوں یہ قبرستان سے قریب ترین بستی کے سردار عارث کی بیٹی ہے۔ سنو عا
بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں عارث کو سب سے پہلے میں نے اپنا ہدف اس لئے بنایا

تم دونوں کو بکرا مہیا کرنے کا ذمہ دار ہے اس نے چونکہ بکرا یوناف اور کیرش کے کہنے
کر دیا ہے۔ لہٰذا اسے اس کی سزا ہر صورت میں ملنی چاہیے۔

سنو میرے عزیزو آج تمہیں بکرا مہیا کرنے کا دن ہے اگر شام تک بکرا نہ آئے تو پھر
پر لیٹی ہوئی عارث کی لڑکی کو ہم حرکت میں لائیں گے اس کو حرکت میں لانے کا
ہے کہ اس کے پیٹ میں گھونپے ہوئے خنجر کو جونہی نکالا جائے گا یہ ہوش میں آ
گی اور اس کے پیٹ پر جو زخم ہے وہ فی الفور بھر جائے گا۔ اس زخم کی اس لڑکی کو
تکلیف بھی نہ ہو گی۔ یہ لڑکی اب عفریت کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ جونہی اس
سے خنجر نکلے گا یہ اٹھ کر بیٹھ جائے گی۔ اس وقت جو بھی اسے حکم دیا جائے گا یہ
تعمیل کرے گی۔ آج شام ہونے کے بعد اگر تم دونوں کے لئے بکرا پیش نہ کیا گیا تو
کے پیٹ سے خنجر نکال کر اسے یہ حکم دیا جائے گا کہ یہ قبرستان کے قریبی بستی کے
عارث کی درمیانی لڑکی کو اٹھا کے یہاں لے آئے پھر دیکھو یہ تمہارے حکم کی کیا تعمیل

سنو یہ لڑکی اب میرے عمل کی وجہ سے مافوق الفطرت صورتحال اختیار کر چکی ہے۔ یہ
وقت چاہے انسانی و حیوانی آنکھ سے روپوش ہو کر اپنے کام کی تکمیل کر سکتی ہے اور
انسانی و حیوانی آنکھ کے سامنے بھی آ سکتی ہے۔ آج شام تک اگر تم دونوں کے
مہیا نہ کیا جائے تو اس لڑکی کے پیٹ سے خنجر نکال کر اس کے ذریعہ سے اس کی
بہن کو منگوایا جائے گا۔ پھر تم دونوں میاں بیوی ایسا کرنا کہ عارث کی اس لڑکی کا حلقوم
رکھ دینا اس کے جسم کا سارا گوشت نوچ نوچ کر کھا لینا اس کا صرف سر اور چہرہ
رکھنا تاکہ اس کا چہرہ پہچانا جائے کہ یہ لڑکی کون ہے اور اس کے سارے جسم کے
لطف اٹھانے کے بعد اس عفریت کو پھر حکم دیا جائے گا کہ یہ جس بستر سے اس
کو رات کے وقت اٹھا کر لائی ہے وہیں ڈال کے اس کو ڈھانپ آئے اور صبح جب بستی
اور عارث اپنی بیٹی کی یہ حالت دیکھے گا تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اپنی بیٹی کی حالت دیکھ کر
اور یوناف اور کیرش پر برس پڑے گا اور ان دونوں کا یہاں رہنا مشکل اور دوبھر کر دے

یہاں تک کہنے کے بعد نطباس لمحہ بھر کے لئے رکا کچھ سوچا پھر وہ سلیوک اور اوغار کو
کر کے کہنے لگا آؤ اب اس تہہ خانے سے نکلتے ہیں اور باہر بیٹھ کر انتظار کرتے ہیں
بعد بکرا نہ آنے کی صورت میں اس عفریت کو رات کے وقت حرکت میں لائیں
کے ساتھ نطباس اس کمرے سے باہر نکلا۔ سلیوک اور اوغار اس کے پیچھے پیچھے ہو

لئے تھے۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ اس تہہ خانے سے اوپر آئے نطیاس نے اپنا عمل کر
دیوار پھاڑ کر اس کا راستہ بنایا تینوں تہہ خانے سے باہر آئے اور پھر پہلے کی طرح نطیاس
اپنا عمل کر کے دیوار میں نمودار ہونے والے راستے کو بند کر دیا تھا۔ پھر وہ محل
درمیانی کمرے میں تینوں بیٹھ کر انتظار کرنے لگے تھے۔

○

وقت پل پل بہتے سفر کی طرح گزرتا رہا دن کے نحیف لمحوں کی گرفت ڈھیلی ہو
گئی پھر سورج غروب ہو گیا اور شام رات میں ڈھل گئی۔ صفحہ قرطاس پر پھیلی سیاہی
طرح تاریکیاں دھویں کے بادلوں کی مانند چاروں طرف پھیل گئی تھیں۔ رگ رگ
پل میں تاریکیاں جنون کی طرح سرایت کر گئی تھیں۔ راکھ کے انبار کی طرح اڑتے
صحراؤں میں ابد کے سایوں جیسی زندہ حقیقت کی طرح اپنے ٹھکانوں اپنے آشیانوں میں
گئے تھے۔ رات گہری ہو کر ان خوابوں جیسی مایوس کن اور بھیانک ہو گئی تھی جو کبھی
نہ ہوئے ہوں۔ ہر شے اندھیرے کی بھاری تہوں تلے دب کے رہ گئی تھی۔

ایسے میں نطیاس سلیوک اور اوغار حرکت میں آئے۔ نطیاس نے اپنے عمل
سے پھر ایک بار دیوار کے اندر دروازہ نمودار کیا پھر وہ سلیوک اور اوغار کے ساتھ
دروازے سے تہہ خانے میں داخل ہوا۔ دیوار پہلے کی طرح اس نے برابر کر دی
تینوں آگے پیچھے اس کمرے میں داخل ہوئے جس میں عفریت کی صورت اختیار کر
لڑکی میز پر لیٹی ہوئی تھی۔ سلیوک اور اوغار نے دیکھا اس کے پیٹ میں خنجر پیوست
وہ برابر سانس لے رہی تھی۔ نطیاس نے لمحہ بھر کے لئے مسکرا کر سلیوک اور
طرف دیکھا پھر آگے بڑھ کر جونہی اس نے اس کے پیٹ سے خنجر کھینچ کے نکالا
جھٹکے کے ساتھ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ سلیوک اور اوغار دنگ رہ گئے اس کے پیٹ کا زخم
کے برابر ہو گیا تھا بالکل یوں جیسے اس کے پیٹ میں کوئی زخم آیا ہی نہ ہو۔ جونہی لڑکی
کر بیٹھی نطیاس تحکمانہ انداز میں اس سے بولا اور کہنے لگا۔ جا اور قبرستان کی
کے سردار عارث کی درمیانی بیٹی کو اٹھا کے یہاں لے آ۔

نطیاس کا یہ حکم پا کر اس لڑکی کے لبوں پر ہلکی ہلکی انتہائی خوشگوار مسکراہٹ
ہوئی وہ میز سے نیچے اتری اور دھوئیں کی طرح ہوا میں تحلیل ہو کر نکل گئی تھی۔

تھوڑی ہی دیر بعد مافوق الفطرت انداز میں وہ لڑکی اسی کمرے میں پہلے ہوئے
نمودار ہوئی پھر اس کی شکل و صورت واضح ہوئی تو وہ اپنی چھوٹی بہن کو اپنے دونوں

ہوئے تھی اور اسے لا کر اس نے نطیاس کے پہلو میں کھڑا کر دیا تھا اور خود اسی
گئی تھی جہاں سے اٹھ کے گئی تھی۔ اس موقع پر نطیاس نے سلیوک اور اوغار
دیکھتے ہوئے کہا تم دونوں اسے ساتھ والے کمرے میں لے جاؤ اور اپنے کام کی
۔ میں اسے پھر گہری نیند سلا کے آتا ہوں۔ سلیوک اور اوغار بستی کے سردار
درمیانی بیٹی کو اٹھا کے لے گئے۔ وہ بیچاری بری طرح چیخ چلا رہی تھی۔ اپنی مزاحمت
ساتھ ساتھ وہ میز پر آپ سے آپ لیٹنے والی اپنی بہن کو بھی حیرت اور تعجب سے
رہی تھی۔ سلیوک اور اوغار اسے زبردستی اٹھا کر دوسرے کمرے کی طرف لے گئے

نطیاس پھر حرکت میں آیا خنجر اٹھایا اور میز پر لیٹی ہوئی لڑکی کے پیٹ میں پیوست کر
قریب ہی ایک بھدی اور موٹی لکڑی کی بنی ہوئی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا تھا شاید وہ
اوغار کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا تھا۔

دیر بعد سلیوک اور اوغار دونوں میاں بیوی واپس آئے اور سلیوک نطیاس کو
کے کہنے لگا آقا ہم اپنے کام سے فارغ ہو چکے ہیں اس پر نطیاس پھر بولا اور کہنے
ہے تو پھر اسے یہیں اٹھا لاؤ سلیوک اور اوغار پلٹے اور عارث کی درمیانی بیٹی کو اٹھا
اس کی حالت یہ تھی کہ صرف چہرہ بچا تھا باقی صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا جسم کا
نوچ کر انہوں نے کھا لیا تھا۔ وہ بڑا بھیانک منظر تھا جو عارث کی بیٹی کی لاش پیش
۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے لمحہ بھر کے لئے نطیاس کے چہرے پر مضحکہ خیز سی
نمودار ہوئی پھر وہ میز پر لیٹی لڑکی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ جہاں سے اسے اٹھا کے
لٹا آؤ اور اس کے اوپر چادر ڈال کر اس کی لاش ڈھانپ آنا۔ وہ لڑکی پھر اٹھی
بہن کو اس نے اٹھایا اور دھوئیں کی طرح فضاؤں میں تحلیل ہو گئی تھی۔ چند ہی
لوٹی اور پھر دوبارہ میز پر لیٹ گئی تھی۔ اس پر نطیاس پھر حرکت میں آیا خنجر اس
اور پوری قوت سے میز پر لیٹی ہوئی لڑکی کے جسم میں اس نے گھونپ دیا تھا۔ تہہ
ایک بھیانک چیخ بلند ہوئی اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔ لڑکی کے جسم پر کوئی
تھا اور نہ ہی خنجر گھونپنے سے کوئی زخم آیا تھا لگتا تھا خنجر روئی کے کسی ڈھیر میں
تاہم لڑکی پر بے ہوشی اور غشی سی طاری ہو چکی تھی۔

چکنے کے بعد نطیاس نے سلیوک اور اوغار کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا یہ لڑکی
ہماری گرفت اور ہمارے قبضہ میں ہے۔ اسے ساری رات اسی طرح رہنے دو
رکھنا اگلے روز اسے باقاعدگی سے ناشتہ مہیا کرنا ہے اس کا طریقہ یہی ہے کہ یہ خنجر

نکالا جائے گا اس کو کھانا مہیا کیا جائے گا پھر خنجر اس کے جسم میں گھونپ دیا جائے گا
صبح، دوپہر، شام برابر بہترین خوراک مہیا کی جائے گی اس لئے کہ یہ لڑکی اب تمہارے
کام آیا کرے گی۔ اس کے ساتھ ہی نطیاس سلیوک اور اوغار کو لیکر اس تہہ خانے
نکل گیا تھا۔

○

دوسرے روز صبح ہی صبح یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی اپنی قبرستان کی
میں صبح کے کھانے سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر تیز
یوناف کی حالت دیکھتے ہوئے کیرش بھی متوجہ ہو چکی تھی۔ تاکہ وہ ابلیکا کی گفتگو
لمس دینے کے بعد ابلیکا کی انتہائی سنجیدہ اور پریشان کن سی آواز یوناف اور کیرش
سنائی دی۔ ابلیکا کہہ رہی تھی۔

یوناف میرے حبیب سنبھلو ایک مصیبت اور دشواری اٹھ کھڑی ہوئی ہے۔
یوناف نے بڑی پریشانی سے ابلیکا کو مخاطب کر کے پوچھا دیکھو ابلیکا کھل کر کہو کیسی
اور کیسی مصیبت۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔ دیکھ بستی کا سردار عارث کچھ
بستیوں کے سرکردہ لوگ اور بستی کے جوانوں کا ایک گروہ بڑی تیزی سے قبرستان کی
رہا ہے اور وہ سب مل کر تم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے
ابلیکا کے اس انکشاف پر کیرش بیچاری کا رنگ پیلا ہو گیا تھا اور چہرے پر ہوائیاں
لگی تھیں۔ یوناف کا چہرہ بھی کچھ ماندہ پڑ گیا تھا تاہم اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور
مخاطب کر کے پوچھنے لگا لیکن بستی کے لوگ اپنے سردار عارث کی سرکردگی اور
لوگوں کے ساتھ کیوں ہم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔ اس پر ابلیکا
اور کہنے لگی۔

دیکھ یوناف بستی کا سردار عارث اس کی بیوی دوسرے اہل خانہ جب آج صبح
اٹھے تو انہوں نے دیکھا ان کی بیٹی غائب تھی۔ جبکہ ان کی ایک بیٹی جو سب سے پہلے
وہ اٹھی ہوئی تھی۔ درمیانی بیٹی اسی طرح اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی جیسے وہ رات
تھی۔ اسے جگانے کے لئے جب اس کی ماں نے اس کے اوپر سے چادر ہٹائی تو اس
غش کھا کر زمین پر گر گئی اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے خود سردار اس کی بیٹی اور
ہوئے جب وہاں آئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کی جو درمیانی بہن تھی اس کا سر
محفوظ تھا باقی سارے جسم سے گوشت نوچ نوچ کر کسی نے کھا لیا تھا اور صرف

سارا منظر دیکھ کر انہوں نے یہی نتیجہ نکالا کہ کیونکہ گزشتہ دن سلیوک اور اوغار کو
کا تھا اور انہوں نے بکرا مہیا نہیں کیا تھا لہٰذا عارث کی بیٹی کی وہ حالت سلیوک
کی ہے۔
یوناف چونکہ سلیوک اور اوغار کو بکرا نہ مہیا کرنے کی ترغیب تم نے ہی سردار کو
عارث اور دوسری بستیوں کے سرکردہ لوگ تم جانتے ہو کہ ایسا کرنے پر آمادہ نہیں
کہ وہ سلیوک اور اوغار سے خوفزدہ تھے لیکن تم نے ان سب کے سامنے اپنی
کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں بکرا مہیا نہ کرنے پر آمادہ کر لیا۔
سردار عارث اور دوسری بستیوں کے سرکردہ لوگ جوانوں کے گروہ کے ساتھ
بڑھ رہے ہیں تاکہ تم سے باز پرس کریں اور تمہیں ماریں پیٹیں اس لئے کہ
وقت تم نے ان سے عہد کیا تھا کہ اگر سلیوک اوغار نے بستی کے لوگوں پر
کی کوشش کی تو تم ان کی حفاظت اور دفاع کرو گے لیکن چونکہ ہم ایسا نہ کر
وہ لوگ ہم سے باز پرس کرنے اور اس کی سزا دینے اس طرف آ رہے ہیں۔
تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف بولا اور پوچھنے لگا دیکھ ابلیکا
نہیں کہا بھی تھا کہ سلیوک اور اوغار پر نگاہ رکھنا اور اگر تم نے نگاہ نہیں رکھی تو یہ
ہے۔ ابلیکا فوراً" درمیان میں بولتی ہوئی کہنے لگی نہیں یوناف ایسا نہیں ہے میں
اور اوغار پر پوری نگاہ رکھی تھی اس پر یوناف کسی قدر سخت لہجہ میں بولا اور
ان دونوں پر نگاہ رکھی تھی پھر سردار کی بیٹی کا حشر کس نے کیا۔ ظاہر ہے
اوغار کے سوا کوئی ایسا نہیں کر سکتا۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی میں نے محل
رکھی تھی۔ محل کے اندر مجھے نطیاس، سلیوک اور اوغار کہیں بھی دکھائی نہیں
سورج غروب ہونے سے پہلے اور تھوڑی دیر بعد تک میں نے ان سب کو محل
حصہ میں بیٹھ کر باہم کسی دوسرے موضوع پر گفتگو کرتے ضرور دیکھا تھا۔ اس
رات کے باقی حصہ میں میں نطیاس، سلیوک اور اوغار کو وہاں دیکھا اور نہ ہی میں
تھا کہ بستی کے سردار عارث کی بیٹی کو نطیاس اپنے محل میں لیکر گیا ہو۔ اس پر
سے لہجے میں بولا اور کہنے لگا۔

ابلیکا تم نے اگر نطیاس، سلیوک اور اوغار کو محل میں نہیں دیکھا اور نہ ہی تو نے
کوئی سردار عارث کی بیٹی کو وہاں لیکر گیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ سلیوک اور
کے گھر میں داخل ہوئے اور اس کی بیٹی کا یہ حشر کیا۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے
ایسا بھی نہیں ہے۔ وہ یہاں بھی نہیں آئے اگر وہ ایسا کرتے تو ضرور میں ان پر نگاہ

رکھتی- اس پر یوناف سختی سے بولا اور پوچھنے لگا-

اگر یہ معاملہ بھی نہیں ہے تو عارث کی بیٹی کی وہ بھیانک حالت کس نے ...
پر ابلیکا انتہائی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی-

دیکھ یوناف میرے حبیب سمجھ نہیں آئی کہ یہ معاملہ کیسے اور کس طرح ...
میرے خیال میں اس نطباس سلیوک اور اوغار نے کوئی ایسا طریقہ واردات ...
نہ میں دیکھ سکی ہوں اور نہ ہی انسانی اور حیوانی آنکھ اس کا مشاہدہ کر سکی ...
پہلے ہی بتا چکی ہوں کہ یہ نطباس بے پناہ قوتوں کا مالک ہے میرے خیال میں
مافوق الفطرت انداز میں عارث کی دونوں بیٹیوں کو محل میں لے گیا ہو اور ایک ...
نے ایسا کر دیا ہو اور دوسری کا کسی اور رات کر کے پھر عارث کے گھر میں ...
گے- اس پر یوناف تڑپ کر بولا اور کہنے لگا نہیں- ابلیکا ہمیں انہیں ایسا کر ...
چاہیے- اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی لگتا ہے کچھ کام اور کچھ گرفت ہمارے ...
ہوتی جا رہی ہے- یہ جو انہوں نے عارث کی بیٹی کا یہ حشر کیا ہے اس کا ہماری ...
ہماری کمزوری اور نطباس کا غلبہ ظاہر کرتا ہے- بہرحال ہم تینوں کو مزید محتاط ...
یہ جاننے کی کوشش کرنا ہو گی کہ عارث کی بیٹی کی وہ حالت کس طرح اور کیسے ...
کی- ابلیکا شاید مزید کچھ کہتی کہ خاموش ہو گئی اس لئے کہ عمارت کے باہر قبرستان ...
لوگوں کا شور اٹھ کھڑا ہوا تھا- اس پر ابلیکا فکر مندی سی آواز میں پھر بولی اور کہنے ...

دیکھ یوناف تم دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اور ...
کھڑے ہو- اس لئے کہ لوگوں کا جمگھٹا اس عمارت میں داخل ہو کر تم پر حملہ ...
ہے- ابلیکا کے اس مشورے پر یوناف نے عجیب سے انداز میں کیرش کی طرف ...
میں کیرش اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی دونوں میاں بیوی نے جلدی جلدی اپنا
سامان سمیٹا پھر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور جس کمرے میں بیٹھے
روپوش ہو گئے تھے-

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی کے روپوش ہونے کے چند ہی لمحوں ...
ایک ہجوم قبرستان کے اندر گورکن کے لئے بنی ہوئی اس عمارت میں داخل ہوا ...
اس ہجوم کے آگے آگے بستی کا سردار عارث تھا- اس کے چہرے، اس کے انداز ...
لگتا تھا کہ وہ بے پناہ غصے اور غضبناکی کی حالت میں تھا-

عمارت میں داخل ہونے کے بعد عارث نے جب دیکھا کہ عمارت خالی پڑی ...
ایک ایک کمرے میں گیا- جب یوناف اور کیرش اسے کہیں دکھائی نہ دیئے تب ...

... ہوئے کہنے لگا-

... ان دونوں میاں بیوی کو میری بیٹی کے ساتھ پیش آنے والے حادثے کی خبر ہو
... وہ دونوں یہاں سے بھاگ گئے ہیں- ان دونوں میاں بیوی نے ہمارے ساتھ
... کیا ہے- سلیوک اور اوغار کے مقابلے میں وہ ہماری پوری طرح مدد کریں گے
... کرنے میں ناکام رہے ہیں- ان دونوں کی ناکامی کے نتیجے میں مجھے اپنی ہر دلعزیز بیٹی
... پڑا-

... کہنے کے بعد بستی کا سردار عارث تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ اپنے ساتھ
... لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا- دیکھو میرے ساتھیو- نطباس کے محل میں
... سلیوک اور اوغار کے لئے ہفتہ وار جو بکرا ہم نے باندھ رکھا تھا اسے بند کر کے
... غلطی کی ہے- میری تم سے التجا ہے کہ ابھی اور اسی وقت وہ بکرا جو ہمیں کل
... تھا آج محل کے سامنے باندھ دیا جائے- اس پر سردار عارث کا حکم سن کر کچھ
... بستی سے بکرا لیکر محل سے باہر باندھ دیا جائے- ان لوگوں کے جانے کے بعد
... اور وہاں جمع ہونے والے لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا-

... ساتھیو میرے عزیزو اب اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ- جن دونوں میاں
... نمٹنے کے لئے آئے تھے وہ ہماری آمد سے پہلے ہی حادثے کی خبر سن کر بھاگ
... اب یہاں قیام کا کوئی مقصد اور فائدہ نہیں رہا- سردار عارث کا یہ حکم سن کر
... اپنے گھروں کو چل دیے تھے-

... کے محل کے درمیانی کمرے میں سلیوک اور اوغار دونوں بیٹھے باہم گفتگو کر
... کے سامنے ایک ہیولے اور دھوئیں کی صورت میں نطباس نمودار ہوا پھر بالکل
... اسے دیکھتے ہی سلیوک اور اوغار دونوں اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے- نطباس نے
... کے لئے کہا اور خود بھی ایک نشست پر بیٹھ گیا- سلیوک اور اوغار بھی اس کی
... ہوئے بیٹھ گئے- قبل اس کے کہ سلیوک نطباس کو مخاطب کر کے کچھ پوچھتا
... بولنے میں پہل کی اور ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا-

... میرے عزیزو- بستی کے سردار عارث کی جس لڑکی کو تہ خانے میں ہم نے ایک
... صورت میں رکھا ہوا ہے اسے اب ہمیں رہا کرنا ہو گا- اس پر سلیوک نے چونک
... اور کہا لیکن وہ کیوں آقا- اس لڑکی کی وجہ سے کیا ہم پر کوئی مصیبت اور ابتلا ٹوٹ
... اس پر نطباس بولا اور کہنے لگا نہیں- ایسی بات نہیں ہے- بستی کے لوگوں نے
... اور کیرش دونوں کو قبرستان سے نکال دیا ہے یا یوں جانو کہ وہ خود ہی لوگوں سے

ڈرتے ہوئے بھاگ گئے ہیں اور اب بستی کے کچھ لوگ بکرے کو لیکر تمہیں پیش کر
لئے محل کا رخ کر رہے ہیں۔ اب جب کہ لوگوں نے پھر بکرا پیش کرنے کی رسم
کردی ہے تو ہمیں اس لڑکی کو رہا کرنا ہو گا تاکہ وہ اپنے باپ کے پاس واپس چلی
دیکھو تھوڑی دیر تک بکرے کو لیکر کچھ لوگ یہاں پہنچ جائیں گے۔ ان کی آمد سے
پہلے ہمیں عارث کی لڑکی کو رہا کر دینا چاہیے۔ تم دونوں میرے ساتھ آؤ۔ اس کے
نطباس اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پھر اس دروازے سے وہ تینوں اندر داخل ہو
خانے کی سیڑھیاں اترتے چلے گئے تھے۔ ان کے پیچھے دیوار پھر برابر ہو گئی تھی
کمرے میں آئے جس میں عارث کی لڑکی عفریت کی صورت میں میز پر لیٹی تھی اور
پیٹ میں خنجر گڑا ہوا تھا۔ اس کمرے میں آکر **نطباس** نے پہلے اس لڑکی کے
نکالا۔ خنجر نکلتے ہی وہ لڑکی اٹھ کر بیٹھ گئی اور اس موقع پر **نطباس** نے اپنے قر
ہوئے سلیوک اور اوغار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اس لڑکی کی آنکھوں پر پٹی باندھ دو اور اس کی پشت پر اس کے دونوں ہاتھ
کر باندھ دو۔ **نطباس** کے کہنے پر سلیوک اور اوغار دونوں حرکت میں آئے پہلے
مل کر اس لڑکی کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر ایک رسی سے کس پر باندھ دیے
نے اس کی آنکھوں پر بھی خوب زور سے پٹی باندھ دی تھی۔ **نطباس** نے مارخور کا
لیا تھا۔

اس کے بعد **نطباس** مزید حرکت میں آیا۔ اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر دونوں
لیتے ہوئے اس نے فضا میں بلند کیا اور پہلے کی طرح ایک بار پھر اس نے اپنا
جس کے جواب میں اس خنجر کی نوک سے برق کی طرح چنگاریاں نکلنے لگی تھیں
تک ایسا سماں رہا یہاں تک کہ سامنے میز پر لیٹی ہوئی لڑکی بڑی بے چینی اور کر
کرنے لگی اور اس نے دونوں ہاتھوں کو آزاد کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔
دیکھتے ہوئے **نطباس** کے چہرے پر ہلکی خوش کن مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ دونوں ہا
فضا کے اندر اٹھایا ہوا خنجر نیچے کر لیا اور اسے دیوار کے ساتھ لٹکا دیا تھا۔ سر
نے مارخور کا خول بھی دیوار سے لٹکا دیا پھر وہ اس کمرے سے باہر نکلا۔ سلیوک او
بھی اس نے اشارے سے اپنے پیچھے آنے کو کہا۔ سلیوک اور اوغار چپ چاپ اس
ہو لئے تھے۔ **نطباس** ان دونوں کو تہہ خانے کے ایک دوسرے کمرے میں لے گیا
مدہم اور رازدارانہ آواز میں ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میرے دونوں عزیزو۔ اب یہ لڑکی پوری طرح اپنی اصلی حالت میں

میں ہے۔ اب ہمارے ذمے یہ کام ہے کہ اسے اس محل سے باہر پہونچانا ہے۔ جس
میں ہم دروازہ بنا کر اس تہہ خانے میں داخل ہوتے رہے ہیں اس کے ذریعے اسے باہر
محل سے قریب نہیں ڈالا جا سکتا۔ اس طرح یہ بات پکی اور پختہ ہو جائے گی کہ اس
کو اس محل میں لایا گیا تھا۔ لہٰذا ہمارے پاس اس لڑکی کو اس محل سے نکالنے کا ایک
راستہ بھی ہے۔ سنو میرے دونوں عزیزو۔ اس محل کا ایک خفیہ راستہ دریائے خابور
قدیم ماری شہر کے کھنڈرات کی طرف جاتا ہے تم اس لڑکی کو اٹھا کر میرے پیچھے
۔ میں اس خفیہ راہداری میں تمہاری رہنمائی کروں گا۔ سنو راستے میں یا کمرے کے
اس لڑکی کے ساتھ کوئی ایسی گفتگو نہ کرنا جس سے اسے یہ شک تک ہو جائے کہ اسے
محل میں لایا گیا تھا۔ اب تم جاؤ اسے اٹھا کر لاؤ اور اسے اس تہہ خانے سے باہر نکالیں۔
اس لڑکی کا خاتمہ بھی کر سکتا تھا لیکن اس کے باپ نے چونکہ یوناف اور کیرش کو
قیام گاہ سے نکال بھگایا ہے تم دونوں کا ہفتہ وار بکرا بھی اس نے بحال کر دیا ہے
کے اس اقدام کے جواب میں میں اس کی بیٹی کو ہلاک نہیں کرنا چاہتا۔ اب تم جاؤ
اٹھا کر لاؤ تاکہ اسے باہر نکالیں۔ اس کے ساتھ ہی سلیوک اور اوغار اس کمرے سے
چلے گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد سلیوک اور اوغار لوٹے۔ وہ دونوں اس لڑکی کو اٹھائے ہوئے تھے جواب
لڑکی اپنے آپ کو آزاد کرانے اور چھڑانے کے لئے بڑی جدوجہد کر رہی تھی۔
نے سلیوک اور اوغار کو اسے لیکر اپنے پیچھے آنے کو کہا۔ پھر وہ ایک طرف چلدیا۔
وہ ایک کافی وسیع اور کشادہ خفیہ راہداری تھی جس میں **نطباس** سلیوک اور اوغار کی
کر رہا تھا۔ کچھ دیر تک **نطباس** اس خفیہ راستے پر چلتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ راستہ
ہو گیا۔ جہاں راستہ بند ہو گیا تھا وہاں **نطباس** رک گیا اور سلیوک اور اوغار بھی جو
کو اٹھائے ہوئے تھے ایک جگہ کھڑے ہو گئے۔ اس موقع پر **نطباس** اپنے کسی سری
حرکت میں لایا جس کے رد عمل کے طور پر ان کے سامنے جہاں وہ راہداری بند ہو
ایک ایسا راستہ نمودار ہوا جس میں سے ایک شخص جھک کر گزر سکتا تھا اور اس
کے سامنے سیاہ سنگ مرمر کی بنی ہوئی سیڑھیاں بھی دکھائی دے رہی تھیں۔ **نطباس**
میں داخل ہوا سلیوک اور اوغار کو بھی اس نے اپنے پیچھے آنے کو کہا۔ سلیوک او
دونوں اس لڑکی کو اٹھائے اس راستے سے نکل گئے تھے۔ پھر وہ سنگ مرمر کی سیڑھیاں
گئے تھے۔

اوپر جا کر پھر **نطباس** نے اپنا کوئی عمل کیا جس کے جواب میں ان کے سامنے چھوٹا سا

ایک راستہ سا نمودار ہوا۔ اس راستے سے نطباس باہر نکلا۔ سلیوک اور اوغار بھی لڑکی
اٹھائے ہوئے باہر نکل گئے۔ سلیوک اور اوغار نے دیکھا وہ راستہ عین قدیم ماری شہر
کھنڈرات کے درمیان میں نکلا تھا۔ اس راستے سے نکلنے کے بعد نطباس نے اشارے
اس لڑکی کو نیچے رکھنے کو کہا۔ جب سلیوک اور اوغار نے ایک پتھر کے قریب لڑکی کو
اشارے سے انہیں نطباس نے اپنے قریب بلایا جب وہ دونوں قریب آئے تو نطباس
اس لڑکی کو یہیں پڑا رہنے دو۔ اب آؤ جس راستے سے ہم آئے ہیں اسی راستے سے واپس
چلے جائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی ہمیں دیکھ لے کہ ان کھنڈرات میں ہم کسی خفیہ راستے
سے داخل ہوئے ہیں۔ یہاں اکثر لوگ اور ریوڑ چرانے والے گڈریئے پھرتے رہتے ہیں
اس لڑکی کو دیکھ کر خود اس کے ہاتھ پیر کھول دیں گے اور آنکھوں کی پٹی ہٹا دیں گے اور
اپنے گھر چلی جائے گی۔ اس کے ساتھ ہی نطباس پھر اس تہہ خانے میں داخل ہوا سلیوک
اور اوغار بھی اس کے پیچھے پیچھے داخل ہو گئے تھے۔ پھر نطباس نے اپنی سری قوتوں
استعمال کرتا ہوا خفیہ تہہ خانے کے دروازے بند کر دیئے تھے۔

قبرستان سے بستی کے سردار اور دوسرے لوگوں کے چلے جانے کے تھوڑی ہی دیر بعد
یوناف او کیرش دونوں میاں بیوی پھر قبرستان کی رہائش گاہ کے کمرے میں نمودار ہو
دونوں اپنا وہ ضروری سامان اٹھائے ہوئے تھے جو بھاگتے وقت انہوں نے کمرے سے اٹھا
تھا۔ سامان انہوں نے اپنے سامنے رکھ لیا اس موقع پر کیرش بولی اور یوناف کو مخاطب کر
کہنے لگی۔ آپ کیا خیال کرتے ہیں ہمیں اب کیا کرنا چاہیے۔ میرے خیال میں اب
ہمیں یہاں رہنے نہیں دیں گے ہمیں اپنا ٹھکانا بدل لینا چاہیے۔ جواب میں یوناف کیرش
اس سوال کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ اسی وقت ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا
کہتے کہتے یوناف رک گیا اور ابلیکا کی طرف متوجہ ہو گیا۔ خود کیرش بھی چونک کر ہمہ تن
گوش ہو گئی تھی۔ لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

سنو یوناف مجھے غور سے سنو۔ نطباس سلیوک اور اوغار بستی کے سردار کی دونوں
بیٹیوں کو اٹھا کر لے گئے تھے وہ کیسے لے کر گئے اس کا مجھے ابھی تک اندازہ نہیں ہو
انہوں نے ان دونوں کو کہاں رکھا یہ بھی میں نہیں جان سکی۔ میں تمہیں بتا چکی ہوں
نطباس کے پاس بے پناہ قوتیں ہیں ہو سکتا ہے اس نے کوئی قوت استعمال کرتے ہوئے کوئی
ایسا طریقہ کار استعمال کیا ہو جسے میں نہ دیکھ سکی ہوں۔ بہرحال جو اچھی خبر میں تمہارے
لائی ہوں وہ یہ ہے کہ عارث کی بیٹی اس وقت ماری شہر کے کھنڈر میں پڑی ہوئی ہے اس
دونوں ہاتھ اس کی پشت پر بندھے ہوئے ہیں اور اس کی آنکھوں پر بھی پٹی بندھی

ہے۔ اسے کس نے وہاں ڈالا ہے کس راستے سے وہاں پہنچی ہے یہ پتہ نہیں چل سکا۔
تم اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ۔ ماری شہر کے قدیم کھنڈرات میں نمودار ہو۔
کے ہاتھوں کی رسی کھولو آنکھوں سے پٹی ہٹاؤ۔ تسلی دو اور اسے اس کے باپ کے پاس
پہنچاؤ۔ اس طرح مجھے امید ہے کہ اس کا باپ تم دونوں سے جو خفا ہے وہ کسی قدر راضی
ہو جائے گا اور تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرے گا۔ تم میرے ساتھ آؤ۔ میں ماری
کے کھنڈرات میں اس جگہ تک تمہاری رہنمائی کرتی ہوں جس جگہ وہ لڑکی پڑی ہوئی
ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور کیرش فوراً" اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور ابلیکا
ساتھ ہو لئے تھے۔

ابلیکا کی رہنمائی میں یوناف اور کیرش ماری شہر کے ان کھنڈرات میں ایک بہت بڑے
کے پاس نمودار ہوئے۔ وہ لڑکی وہاں پتھر کی ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ اس کی حالت دیکھتے
یوناف اور کیرش کو بڑا ترس آیا۔ عجیب سے انداز میں دونوں میاں بیوی نے ایک
کی طرف دیکھا پھر یوناف نے بڑی رازداری میں کیرش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔
کیرش اس لڑکی کی پشت پر بندھے ہوئے اس کے ہاتھ کھول۔ اس کی آنکھوں سے یہ پٹی
کیرش فوراً" آگے بڑھی۔ پہلے کیرش نے اس لڑکی کی آنکھوں پر بندھی پٹی ہٹائی پھر
ہاتھ بھی کھول دیئے۔ تھوڑی دیر تک وہ لڑکی بڑے عجیب سے انداز میں یوناف اور
کی طرف دیکھتی رہی پھر وہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔

میں تم دونوں میاں بیوی کی بے حد شکر گزار ہوں کہ تم دونوں میری مدد کو آئے۔ اس
یوناف بولا اور پوچھنے لگا دیکھ میری بہن تجھے یہاں کون لیکر آیا کس نے تیرے ہاتھ پشت پر
اور آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ اس پر وہ لڑکی کچھ سوچنے لگی پھر وہ عجیب سے انداز
ہلاتے ہوئے کہنے لگی میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ میں یہاں کیسے آئی۔ بہرحال
اشخاص اٹھا کر یہاں لائے میں اندازے سے یہ کہہ سکتی ہوں کہ مجھے کسی تہہ خانے
رکھا گیا تھا۔ جہاں سے مجھے باہر نکالا گیا ہے۔ مجھ سے کیا کام لیا گیا ہے یہ میں نہیں
میرے ذہن میں کوئی ایسی بات آئی ہے۔ بس جو چیز مجھے یاد ہے وہ یہ کہ میں نے
خواب سا دیکھا اور اپنے بستر سے اٹھ کر مجھے یوں لگا جیسے میں ویرانوں اور جنگلوں
کسی منزل بغیر کسی سنگ میل کے بھاگی چلی جا رہی ہوں۔ اس کے علاوہ میرے ذہن
کوئی بات نہیں آتی۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ میری بہن جہاں تک میں سمجھا ہوں تجھے اور تیری چھوٹی بہن دونوں کو نطباس
کل میں رہنے والی مافوق الفطرت قوتوں نے اٹھایا تھا۔ پھر تیری چھوٹی بہن کا تو ان قوتوں

نے خاتمہ کر دیا ہے اور وہ مر چکی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ تیری جان بچ گئی۔
اس انکشاف پر تھوڑی دیر تک وہ لڑکی ہونٹ کاٹتی رہی پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو
تھی۔ کچھ دیر تک وہ اسی طرح روتی رہی یہاں تک کہ کیرش یوناف کے اشارے
بڑھی۔ لڑکی کو اس نے اپنے ساتھ لپٹا کر تسلی دی اور سمجھایا۔ پھر کیرش بولی اور
اٹھ میری بہن۔ ہم دونوں میاں بیوی تمہیں تمہارے گھر پہونچا دیں۔ کیرش کے
لڑکی اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔

تم دونوں میاں بیوی کا اندازہ درست ہے مجھے **نطیاس** کے محل کی قوتیں اٹھا کر
تھیں۔ دیکھ میرے محسنو کیا ایسا ممکن نہیں کہ **نطیاس** کے محل میں رہنے والی
مقابلہ کیا جا سکے اور انہیں یہاں سے بھاگنے پر مجبور کیا جائے تاکہ وہ ان علاقوں میں
خونخواری اور آنکھ مچولی کا مظاہرہ نہ کر سکیں۔ اس پر یوناف چھاتی تانتے ہوئے کہنے
میری بہن ایسا وقت ضرور آئے گا اس وقت تو تیرا باپ مجھ سے ناراض ہے چونکہ
تیرے باپ سے کہہ کر **نطیاس** کے محل کی قوتوں کے لئے بکرا بند کروا دیا تھا بکرا بند
کی وجہ سے میرے خیال میں وہ قوتیں تمہارے باپ کے خلاف حرکت میں آئیں
تمہاری بہن کو انہوں نے کھا ڈالا۔ بہرحال چلو ہم دونوں میاں بیوی تمہیں تمہارے
پاس پہونچاتے ہیں۔ پھر یوناف نے کیرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کیرش اس کا ہاتھ
اور میرا ہاتھ پکڑو اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائیں اور اس لڑکی کو لیکر اس کے
پاس چلیں۔

جواب میں کیرش نے فوراً اس لڑکی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ اپنا دو
کیرش نے یوناف کے ہاتھ میں دیدیا تھا۔ دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں
لائے اور قدیم ماری شہر کے کھنڈرات سے وہ غائب ہو گئے تھے۔ دوسرے ہی لمحے وہ
میں سردار عارث کے گھر میں نمودار ہوئے۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے جہاں عارث کی
پریشان اور جستجو میں مبتلا تھی وہاں وہ خوش اور مطمئن بھی تھی کہ یوناف اور کیرش
میاں بیوی نے پلک جھپکنے میں اسے اس کے گھر پہونچا دیا تھا۔

یوناف اور کیرش اس لڑکی کے ساتھ جونہی بستی کے سردار کے گھر کے صحن میں
ہوئے ایک کمرے سے بستی کا سردار عارث اس کی بیوی اور بیٹا اور بیٹی بھاگتے ہوئے
آئے اور باری باری وہ اس لڑکی سے لپٹ کر رونے لگے تھے۔ جواب میں وہ لڑکی بھی پھوٹ
پھوٹ کر اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگی تھی اس لئے کہ اسے یوناف اور کیرش نے
تھا کہ اس کی بہن مر چکی ہے۔ تھوڑی دیر تک ایسا ہی سماں رہا بستی کا سردار عجیب سے

اور کیرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے والا تھا کہ اس کی بیوی بول پڑی اور دونوں
کے کہنے لگی۔

بچو میں تم دونوں کی بے حد شکر گزار اور ممنون ہوں کہ تم نے کم از کم
کو تو بچایا۔ اسے کہاں سے لیکر آئے ہو۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ
میرے پاس جو سری قوت ہے اس نے مجھے خبر دی تھی کہ سردار عارث کی لڑکی
کھنڈرات میں پڑی ہوئی ہے۔ اس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے ہیں اور
بندھی ہوئی ہے۔ بس میں اور میری بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے
وہاں پہونچے تمہاری بیٹی کے ہاتھ کھولے اس کی آنکھوں سے پٹی ہٹائی اور اپنی
حرکت میں لاتے ہوئے ہم نے پلک جھپکتے میں اسے یہاں پہونچا دیا ہے۔ دیکھ
میں جانتا ہوں تم۔ تمہارا شوہر اور بستی کے دیگر لوگ ہم دونوں میاں بیوی
اور غضبناک ہو۔ پر خدا جانتا ہے کہ تمہاری بیٹی کے مرنے میں ہم دونوں
کوئی کوتاہی نہیں ہے۔ دیکھ میں جانتا ہوں یہ کام **نطیاس**، سلیوک اور اوغار کا
بیٹی کو اٹھانے اور اسے ختم کرنے میں انہوں نے کوئی ایسا **طریقہ کار** استعمال
ہمیں خبر نہ ہو سکی۔ یہ کام ہماری غفلت کی وجہ سے نہیں ہوا۔ اگر ہمیں خبر
اٹھا رہے ہیں تو ہم کبھی بھی تمہاری بیٹی کو ان کے ہاتھ نہ لگنے دیتے۔
دونوں کی بیٹی کے مرنے کا از حد دکھ اور صدمہ ہے جس وقت سردار عارث اور
لوگ ہم پر غضبناکی کا اظہار کرتے ہوئے قبرستان کی طرف گئے تھے اس وقت
پہلے ہی میری خفیہ قوت نے بتا دیا تھا کہ لوگ ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے
میں اور میری بیوی روپوش ہو گئے تھے۔ دیکھ سردار عارث میں پھر تمہارے
ہوں کہ ان دونوں سے نہ صرف تمہاری بیٹی کا **انتقام لوں گا** بلکہ انہوں نے
مظالم کئے ہیں ان سب کا ان قوتوں سے ایک نہ ایک روز حساب دینا ہو گا۔
ہفتہ وار بکرا مہیا کرتے رہو۔ تم ہم دونوں میاں بیوی کو قبرستان میں رہنے
نہ دو لیکن ہم **نطیاس** کے محل کی سری قوتوں کے خلاف حرکت میں ضرور
ہماری ضد ہو چکے ہیں اور ہر صورت میں ہم انہیں عیاں اور اپنے سامنے
کا عہد کئے ہوئے ہیں۔

کی اس گفتگو کے جواب میں سردار عارث تھوڑی دیر تک گردن جھکا کر کچھ
نے عجیب سے ممنونیت میں یوناف اور کیرش کی طرف دیکھا پھر بولا اور کہنے

دیکھ یوناف میرے عزیز میں جانتا ہوں تم دونوں میاں بیوی ہم لوگوں کے ساتھ مخلص اور وفادار ہو۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ نطیاس ' سلیوک اور اوغار بے پناہ سری کے مالک ہیں اور انہوں نے ایسی ہی کچھ سری قوتیں استعمال کرتے ہوئے تمہیں ہونے دی اور میری بیٹی کا انہوں نے خاتمہ کر دیا۔ بہرحال تم دونوں میاں بیوی سے گلہ اور شکوہ نہیں ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ تم یہیں ہمارے پاس ہی رہو۔ تم طرح قبرستان کی عمارت میں قیام کرو اور گورکن کی حیثیت سے وہیں رہو جس طرح رہتے رہے ہو۔ کوئی تم سے باز پرس اور گلہ نہیں کرے گا۔ میں بستی کے سارے لوگوں دوسری بستی کے سرکردہ لوگوں کو سمجھادوں گا۔ وہ تمہارے ساتھ پہلے جیسا ہی سلوک گے۔ میں تم دونوں کا شکر گزار ہوں کہ کم از کم تم میری ایک بیٹی کو زندہ سلامت پہونچانے میں تو کامیاب ہو گئے۔

جواب میں یوناف بڑی شکر گزار نگاہوں سے عارث کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا سردار عارث میں اور میری بیوی کیرش تم سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ تم ہم سے پرس نہیں کر رہے۔ ہم تمہارا اس بنا پر بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ تم نے ہم دونوں بیوی کو قبرستان کی عمارت میں گورکن کی حیثیت سے رہنے کی اجازت دے دی عارث اگر تم ہمیں وہاں رہنے کی اجازت نہ بھی دیتے تب بھی ہم نطیاس کے محل پاس یا ماری شہر کے کھنڈرات میں اپنا قیام کر لیتے تم جانتے ہو کہ اگر نطیاس ' اوغار بے پناہ قوتوں کے مالک ہیں تو ان کے مقابلے میں ہم بھی ان گنت سری مالک ہیں اور ان قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے ہم ایک نہ ایک روز ان قوتوں کا ضرور کریں گے۔ اب تم ہمیں اجازت دو کہ ہم واپس قبرستان کی عمارت میں جا کریں۔ اس پر عارث کی بیوی بولی اور کہنے لگی بیٹے بیٹھو کھانا کھا کر جاؤ۔ اس پر کیرش اور کہنے لگی دیکھ بزرگ اور محترم ماں۔ ہم دونوں میاں بیوی قبرستان جاتے ہیں وہاں اپنے کھانے کا انتظام کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی کیرش نے یوناف کو مخصوص اشارہ وہ دونوں میاں بیوی عارث کے یہاں سے نکل گئے تھے۔

قبرستان کی طرف جاتے ہوئے اچانک کیرش کو کچھ خیال آیا۔ وہ یوناف کو مخاطب کے کہنے لگی۔ یوناف میرے حبیب یہ جو سردار عارث کی لڑکی ماری شہر کے کھنڈرات پائی گئی ہے تو اس سے مجھے شک گذرتا ہے کہ نطیاس ' سلیوک اور اوغار کا ماری شہر کھنڈرات سے بھی کچھ تعلق ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ کیرش تو صحیح کہ مجھے بھی شک ہوتا ہے۔ بہرحال اس وقت تو اپنی قیام گاہ کی طرف جاتے ہیں۔ پھر کل

شہر کے قدیم کھنڈرات کی طرف جائیں گے اور وہاں ہر چیز کا بغور جائزہ لیں گے اور پھر گے کہ کہیں ان تینوں نے وہاں بھی اپنا کوئی ٹھکانہ تو نہیں بنا رکھا۔ یوناف کے اس سے کیرش خاموش ہو گئی تھی۔ پھر وہ آہستہ آہستہ چلتے اپنی قیام گاہ میں چلے گئے

○

ایران کے شہنشاہ فیروز کے مرنے کے بعد اس کا بھائی بلاش ایران کا شہنشاہ بنا تھا۔ تخت ہوتے ہی بلاش کو آرمینیا کا مسئلہ پیش ہوا وہ اس طرح کہ سابق شہنشاہ فیروز کے زمانے آرمینیا کا حکمران سہاک ' ایرانیوں کے حملے میں مارا گیا تھا لیکن ارمنی فوجوں کا سالار کر نکل گیا تھا۔

سابق شہنشاہ ایران فیروز کی موت کے بعد صورت حال مختلف ہو گئی اور واہان نے آ کر اقتدار قائم کر لیا۔ واہان نے نئے بادشاہ بلاش سے استدعا کی کہ آرمینیا کے وں کو مذہبی امور میں آزاد کر دیا جائے اور ان کے ساتھ رواداری برتی جائے۔

شہنشاہ ایران بلاش شروع شروع میں تو رضا مند نہ تھا لیکن اسی عرصے میں ایک ایسا آیا کہ بلاش نے واہان کی ہر بات کو تسلیم کر لیا۔

واقعہ کچھ یوں پیش آیا کہ سابق شہنشاہ ایران فیروز کے بیٹے قباد نے تخت و تاج حاصل کے لئے نئے شہنشاہ بلاش کے خلاف بغاوت اور شورش برپا کر دی۔ جس سے ایران جنگی شروع ہو گئی۔ واہان نے بڑی دانشمندی سے کام لیا اپنا پورا لشکر لیکر وہ قباد کے میں بلاش کی مدد کو پہونچ گیا۔ ایرانی اور ارمنی فوجوں نے مل کر قباد کی فوجوں کو کچل قباد بھاگ کر سفید ہنوں کے یہاں پناہ گزین ہو گیا۔

بلاش نے احسان مندی کی وجہ سے واہان کی صلاح قبول کر لی اور عیسائی مذہب کی کا اعلان کر دیا۔ واہان نے یہ بات بھی بلاش سے منوا لی کہ آرمینیا سے زرتشتیت کو خارج کیا جائے اور سارے آتشکدے مسمار کر دیئے جائیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کے زرتشتیوں کی نسبت آرمینیا کے عیسائی مذہب کے معاملے میں بہت زیادہ متعصب ان اعلانات کے بعد آرمینیا اور گرجستان دونوں صوبوں کو داخلی خود مختاری حاصل گئی اور وہاں کے امراء اور عوام مطمئن ہو گئے تھے۔

شہنشاہ ایران بلاش بظاہر ایک باہمت آدمی تھا اور رعایا کی فلاح اور بہبود کے لئے کوشاں اس سے متعلق کہا جاتا ہے کہ جب کسی کسان کی کھیتی ویران ہو جاتی تو گاؤں سے

نمبردار کو سزا دیتا کہ اس نے کسان کی مدد کیوں نہیں کی۔ بعض عیسائی مصنفین بھی بلاش
حلم اور شرافت کی تعریف کرتے ہیں لیکن ساری خوبیوں کے باوجود وہ ایسا بادشاہ نہ تھا
وجود سلطنت کے وقار کو دوبارہ بحال کر سکتا۔ اس کی وجہ سے امراء میں اس سے متعلق
اطمینانی بڑھتی گئی یہاں تک کہ بلاش چار ہی سال حکومت کر سکا کیونکہ امراء اس سے تنگ
گئے تھے لہٰذا اسے تخت سے اتار کر اسے اندھا کر کے اس کا خاتمہ کر دیا۔

ایرانی شہنشاہ بلاش کے مرنے کے بعد سابق شہنشاہ ایران فیروز کا بیٹا قباد ایران کا شہنشاہ
بنا۔ بلاش کے زمانے میں اسی قباد نے ایک بار بغاوت اور سرکشی کی تھی لیکن بلاش نے اسے
کچل دیا اور یہ بھاگ کر سفید ہنوں کے یہاں پناہ لینے چلا گیا تھا۔

جب بلاش کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد قباد سفید ہنوں کے خاقان خوش نواز
یہاں پناہ لینے کے لئے روانہ ہوا تو اس کے ساتھ اس کے بعض امراء بھی تھے۔ ہن
کے بادشاہ خوش نواز کی طرف جاتے ہوئے راستے میں قباد نے نیشاپور کے ایک دہقان
یہاں قیام کیا۔

دہقان کی ایک بیٹی تھی جو انتہائی خوبصورت اور پرجمال تھی۔ قباد کا دل اس لڑکی
گیا۔ آخر دہقان نے اپنی بیٹی قباد کی زوجیت میں دیدی یہی دہقان زادی آخر ایران کے
شہنشاہ نوشیرواں عادل کی ماں بنی۔ قباد نے چند دن تک اپنی اس نئی بیوی کے پاس
میں قیام کیا۔ وہاں سے روانہ ہوا۔ روانگی کے وقت یادگار کے طور پر اس نے اپنی
ایک انگشتری دی جس میں ایک یاقوت تھا جو رات کے وقت بھی چمکتا تھا۔ حالات چونکہ
کے لئے اس وقت نامناسب تھے۔ لہٰذا اس نے اپنی بیوی کو اس کے باپ کے پاس نیشاپور
چھوڑا اور خود قباد اپنے سرداروں کے ساتھ ہن قبائل کے خاقان خوش نواز کے پاس کو
گیا تھا۔

قباد جب ہن قبائل کے بادشاہ خوش نواز کے یہاں پہونچا تو خوش نواز نے اسے
یہاں پناہ دی اور خاطر تواضع میں کوئی فرق نہ آنے دیا۔ اسے مدد دینے کا بھی وعدہ کیا۔
نواز کے حرم میں سابق شہنشاہ فیروز کی بیٹی اور قباد کی بہن تھی۔ جو خوش نواز کو قباد کی
آمادہ کرتی رہی لیکن دفع الوقتی کرتے کرتے خوش نواز نے تین سال گزار دیے۔ آخر
نواز کو یہ خیال آیا کہ حکومت ایران نے معاہدہ صلح میں یہ شرط بھی قبول کی تھی کہ
سالانہ رقم بطور خراج ادا کی جائے گی لیکن حسب وعدہ اسے وہ رقم ادا نہیں کی گئی تھی
لئے قباد کو آلہ کار بنا کر خوش نواز نے ایران کے خلاف لشکر کشی کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

چنانچہ خوش نواز نے قباد کو ایک بہت بڑا لشکر مہیا کیا اور قباد کو مشورہ دیا کہ وہ بلاش

کر ایران کا تاج و تخت چھین لے۔ قباد نے لشکر کشی کی ابتداء کی تو اس وقت
مر چکا تھا اور حملے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی۔ آخر امراء نے آپس میں صلاح و
کے بعد قباد کو ایران کا شہنشاہ تسلیم کر لیا۔

وقت قباد شہنشاہ بنا اس وقت ایران کا ایک سردار جس کا نام سوفرا تھا وہ حکومت
پوری طرح غالب تھا کوئی بھی کام اس کی مرضی اور رضامندی کے بغیر نہ ہوتا
سوفرا کی یہ عزت اور وقار ایک آنکھ نہ بھائی۔ وہ کوئی بھی کام سوفرا سے مشورہ کر
چاہتا تھا لیکن مصیبت یہ تھی کہ ایران کا پورا لشکر سوفرا کے ساتھ تھا۔ اس
سوفرا سے اور زیادہ متنفر کر دیا اور وہ کسی بھی صورت ایسے طاقتور اور جاہ پسند
کر سکتا تھا۔

اس نے سوفرا کا خاتمہ کرنے لئے سازش کی اور وہ اس طرح کہ اس نے سوفرا کو
تخت مدائن سے دور رکھنے کے لئے اسے شیراز کی حکومت سونپ دی۔ ادھر
حاسدین نے سوفرا پر طرح طرح کی تہمتیں میں لگا کر اس کے کان بھرے۔ قباد یوں
خلاف کینہ رکھتا تھا چنانچہ اس نے سوفرا کے بدترین دشمن شاہ پور مہران کو
پور مہران سوفرا سے قدیم اور دیرینہ رقابت رکھتا تھا۔ اسی رقابت سے قباد نے
کی کوشش کی اور اس نے شاہ پور مہران کو رے شہر سے اپنے مرکزی شہر مدائن

مہران جب مدائن پہونچا تو قباد نے اسے حکم دیا کہ وہ شیراز جائے اور سوفرا کو
اس کے پاس حاضر ہو۔ چنانچہ شاہ پور مہران شیراز گیا اور سوفرا کو ساتھ لیکر
کے پہونچتے ہی قباد نے اسے اسیر کر کے زندان میں ڈال دیا اور اس کی تمام
کر لی۔ اس پر مزید یہ کہ اختراپردازوں نے اس خیال سے کہ کبھی سوفرا کی خطا
اور اس کا منصب اسے دوبارہ مل گیا تو وہ ضرور ان کے خلاف کام کرے گا لہٰذا
جنہوں نے سوفرا کے خلاف قباد کو بھڑکا کر اسے زندان میں ڈلوایا تھا وہ متفکر
اگر کسی وقت چھوٹ گیا تو ان کی خیر نہیں۔ لہٰذا انہوں نے بادشاہ کو سوفرا کے
الزام لگا کر بھڑکایا۔ آخر اس نے سوفرا کو قتل کرا دیا۔

عہد حکومت میں دوسرا واقعہ خزر قبائل کا ہے۔ قباد کو آغاز سلطنت میں خزر
کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ خزر قبائل تورانی اور التائی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔
ساحل سے لیکر قفقاز حدود تک پھیلے ہوئے تھے۔
وحشی خونخوار اور صحرانورد تھے اور ہمسایہ ممالک میں تخت و تاراج کرنا ان کا

محبوب مشغلہ تھا۔ ان قبائل کا سردار ترخان کہلاتا تھا۔ شروع میں اس کا صدر مقام
تھا بعد میں اس نے اپنا صدر مقام اقل کو بنایا۔

ان قبائل نے لوٹ مار سے ایرانی تاریخ پر گہرا اثر ڈالا۔ ان ہی کی وجہ سے
کو بحیرہ خزر کہنے لگے۔ خزر قبائل نے کنکازیہ سے ہوتے ہوئے وادی کور میں
دور تک ایرانی شہروں اور قصبوں کو انہوں نے لوٹا۔ آخر ایران کے شہنشاہ قباد
خلاف لشکر کشی کر کے سرکوبی کی خزر قبائل کی پیش قدمی کو روکا گیا اور انہیں
سے نکالنے میں قباد کامیاب ہو گیا۔

ایران کے شہنشاہ قباد کے دور کا تیسرا اہم واقع یہ ہے کہ اس کے دور
مزدک کا ظہور ہوا۔ اس مزدک نے ایران میں نیا مذہب پیش کیا۔ جسے اشتراکیت
صورت کہا جا سکتا ہے۔ اس نے بڑی ہوشیاری سے قباد کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔
اسے کیسے حاصل ہوا تاریخوں میں کچھ زیادہ تفصیل نہیں ملتی۔

تاہم جب مزدک نے پہلی بار اپنا حلقہ اقتدار پیدا کر لیا تو کچھ قحط سالی کا دور
میں رونما ہوا۔ اس قحط سے غربا اس قدر پریشان ہوئے کہ جس کی کوئی مثال نہیں
اور متعدد غربا بھوک کا شکار ہو گئے۔ اس موقع مزدک شہنشاہ کے دربار میں حاضر
اے بادشاہ میں اجازت چاہتا ہوں کہ ایک انتہائی قوی مسئلے کے متعلق
کروں۔ قباد نے عرض حال کی اجازت دیدی تو مزدک نے کہا۔

اے بادشاہ اگر کسی شخص کے پاس تریاق ہو اور وہ ایسے شخص کو نہ
نے کاٹا ہو جس کی موت یقینی ہو تو تریاق رکھنے والے کی کیا سزا ہونی چاہیے
بادشاہ بولا اور کہنے لگا ایسے شخص کی سزا موت ہے۔ قباد نے پھر سوالیہ
اگر کوئی کسی کو قید کر لے اور اسے غذا نہ دے اور بھوکا مار دے تو اس کی
چاہیے۔ قباد نے پھر جواب دیا وہ واجب القتل ہے۔

مزدک نے اسی قسم کی باتوں سے قباد کو یہ فرمان جاری کرنے کی ترغیب
شخص غلہ ذخیرہ کرے گا اور محتاجوں کو نہ دے گا اسے سزائے موت دیدی جائے گی
بعد اس نے غربا کو اکسایا کہ امراء کے پاس جس قدر غلہ جمع ہے لوٹ لیں۔

مزدک کے اس حکم پر کہ امیروں کا غلہ لوٹ لیں قباد نے بھی کوئی کارروائی
لئے کہ مزدک کا رنگ قباد پر اچھی طرح چڑھ چکا تھا اور قباد پر یہ بات اچھی
گئی تھی کہ ایران کے معاشرتی نظام میں دولت کی تقسیم غیر مساوی ہے اور
زیادہ تر امراء کے ہاتھ میں ہے۔

بھی امراء کے اقتدار سے خائف تھا اس کی وجہ سے اس نے اپنے سردار سوفرا کو
مروا دیا تھا۔ بہرحال قباد نے مزدکی مذہب قبول کر کے اس کے اصولوں پر عمل
بادشاہ کی حمایت حاصل ہو جانے کے بعد مزدکی مذہب کو کچھ عرصے کے لئے خوب
حاصل ہوا۔

اپنے ایک امیر سوفرا کو اگرچہ شروع ہی میں قتل کرا دیا تھا۔ سوفرا کو با اقتدار
سے قباد خائف تھا لیکن اس سوفرا کی وجہ سے ایران میں اکثر فتنہ پرداز دبے
اور سر اٹھانے کی جرات نہیں کرتے تھے۔ جونہی وہ قتل ہوا بادشاہ کے کئی دشمن
اور جب قباد نے مزدکی مذہب قبول کر لیا تو یہ مخالف امراء بہت زیادہ برہم ہوئے
ایک ملحد کا مذہب قبول کر لیا ہے اور عنان حکومت میں طرح طرح کی بدعتیں
۔ آخر انہوں نے ایک انتہائی قدم اٹھایا اور اسے تخت و تاج سے اتار کر اس
کو تخت نشین کر دیا۔ شروع شروع میں لوگوں کو قباد پر اتنا شدید غصہ تھا
قتل کا مطالبہ کرتے تھے۔ بہرحال اس کو قتل تو نہ کیا گیا لیکن قلعہ فراموشی
دیا گیا۔

تین سال تک قلعہ فراموشی میں محبوس رہا لیکن آخر وہ وہاں سے نکلنے میں
اس کے فرار کے متعلق کئی قصے مشہور ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ قباد کی
موشی میں اس سے ملنے آئی۔ قلعہ کا کوتوال اس پر فریفتہ ہو گیا اور وہ کوتوال کو
قباد کو زندان سے نکالنے میں کامیاب ہو گئی۔
ری روایت یہ ہے کہ تاؤش نامی ایک شخص قباد کا معتمد امیر تھا اس نے کسی
وہاں سے نکالا۔ بہرحال کوئی بھی ہو قباد وہاں سے چل کر ہن قبائل کے
خوش نواز کے یہاں پہونچا جس کے حرم میں اس کی بہن اور اس کے باپ
ی۔

کے خاقان نے قباد کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور اس کی شادی اپنی بیٹی سے کر
علاوہ ہن قبائل کے بادشاہ خوش نواز نے قباد کو مدد کے لئے فوج دی۔ قباد نے
اگر میں اپنا تخت و تاج دوبارہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو خراج ادا کیا
سال قباد کو خوش نواز نے پچیس ہزار کا لشکر مہیا کیا جسے لیکر اس نے ایران کا

طرف قباد کا بھائی جاماسپ جسے ایرانی امراء نے بادشاہ بنا دیا تھا وہ اگرچہ عدل و
شہرت حاصل کر چکا تھا لیکن امراء کی کوئی جماعت اس کی حامی نہ تھی۔ اس

لئے اس نے اسی میں مصلحت دیکھی کہ رضا مندی سے تخت و تاج سے دست بردار
چنانچہ اس نے اپنی خوشی سے دوبارہ قباد کو تخت نشیں ہونے میں مدد دی۔

دوبارہ تخت نشین ہونے کے بعد قباد یہ محسوس کرنے لگا کہ عوام اور امراء
کے خلاف اس وجہ سے تھا کہ اس نے مزدکی عقائد قبول کر لئے تھے اس لئے اب
عقلمندی سے کام لیکر ظاہری طور پر مزدکی مذہب کی حمایت سے ہاتھ اٹھالیا لیکن
دل سے مزدکی ہی کا طرفدار تھا۔ قباد کے سردار تاؤش نے اسے چونکہ قلعہ فراموشی
میں مدد دی تھی لٰہذا قباد نے اسے ایرانی افواج کا سپہ سالار اور وزیر جنگ بنا دیا تھا

دوبارہ تخت نشین ہونے کے بعد قباد نے اپنی حکومت کو مضبوط اور استوار کیا
کچھ قبائل نے بغاوت کر دی جسے قباد نے بڑی سختی کے ساتھ فرو کر دیا اس کے
نے عرب قبائل کے حملوں کا سدباب کیا جو وقتاً" فوقتاً" ایرانی سرحدوں پر حملے کر
تھے۔ بالاخر یہ عرب قباد کے حلیف بن گئے۔

ہن قبائل کے بادشاہ خوش نواز نے جو قباذ کی مدد کی تھی اس کے صلے
خوش نواز کو گرانقدر رقوم دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن جب قباد دوبارہ تخت نشین ہوا
دیکھا کہ خزانہ خالی تھا لٰہذا اس کے پاس رقم نہ تھی جو وہ وعدے کے مطابق
دے سکتا۔ اس موقع پر دفعتاً" اس کو وہ وعدہ یاد آیا جو ماضی میں ایران کے شہنشاہ
رومن شہنشاہ تھیوڈوسیس کے مابین طے ہوا تھا۔

اس معاہدے کی ایک شرط یہ تھی کہ ایرانی حکومت ہن قبائل کی یلغار
کے لئے دربن میں ایک مستحکم فوج متعین کرے گی جس کے عوض رومن حکومت
کو گرانقدر مالی امداد دے گی اس سلسلے میں چونکہ رومن حکومت نے ابھی تک ا
کو کوئی رقم ادا نہ کی تھی لٰہذا قباد نے فیصلہ کر لیا کہ جس قدر اس سلسلے میں
رومنوں کی طرف بنتے ہیں وہ وصول کرے گا اس مقصد کے لئے اس نے
کرنے کے لئے اپنے کچھ سفیر رومن دارالحکومت قسطنطینہ کی طرف روانہ کئے

دوسری طرف رومن شہنشاہ زینو کا دور پرامن طور پر گذر گیا اور اس
شخص اناستاسیس رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ اسی اناستاسیس کے دور حکومت میں
قسطنطینہ پہنچے تو اناستاسیس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رقم کا مطالبہ کیا۔

رومن شہنشاہ اناستاسیس نے یہ سوچا اگر یہ رقم ادا نہ کی جائے تو ایرانی
قبائل کو بروقت رقم ادا نہ کر سکے گا جس کی وجہ سے اس کے تعلقات ان
جائیں گے اور ہن قبائل ایران پر چڑھ دوڑیں گے اور یہ ایران پر حملہ آور

سے اینٹ بجا دیں گے اس طرح رومنوں کے مقابلے میں ایران کمزور ہو جائے گا اور
وہ رومنوں سے جنگ کرنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ اس بنا پر رومن شہنشاہ
اس نے رقم دینے سے پہلو تہی کی اور یہ کہلا بھیجا کہ صلح کے دوران حکومت ایران
کی اس رقم کا مطالبہ نہیں کیا۔ لٰہذا اب اس رقم کی ادائیگی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ قباد
اب سے سخت برافروختہ ہوا اور رومنوں کے خلاف جنگ کرنے کا اعلان کر دیا۔

شہنشاہ ایران قباد نے رومنوں پر حملہ آور ہونے میں بڑی تیزی اور تندی کا مظاہرہ کیا
نے رومنوں کو جنگی تیاری کرنے کی بالکل مہلت نہ دی اور اچانک اس نے اپنی فوج
کے اس حصے میں لا کر کھڑی کیں جو رومنوں کے تسلط میں تھا اور مغربی آرمینیا کے
شہر کا اس نے محاصرہ کر لیا چند ہی دنوں میں اس نے اس شہر کو مسخر کر لیا۔ پھر اس
شہر کا رخ کیا جس کا موجودہ نام دیار بکر ہے۔ یہ وہی آمدہ یعنی دیار بکر ہے جسے ایران
شہنشاہ شاہ پور اول نے فتح کیا تھا۔ یہ قلعہ اگرچہ نہایت مستحکم تھا لیکن قباد نے چار ہزار
کی قربانی دے کر یہ قلعہ فتح کر لیا تھا۔

آمدہ شہر کی فتح کے بعد ایرانی لشکر کا براہ راست رومنوں سے سامنا ہوا۔ دونوں لشکروں
درمیان ہولناک جنگ ہوتی رہی صبح سے لیکر شام تک رومن اور ایرانی ایک دوسرے کو
۔ زمین پر انسانی خون بہتا رہا۔ اس جنگ میں رومنوں کو شدید جانی اور مالی نقصان
جس کی وجہ سے آخر میں انہوں نے ایرانیوں کے ساتھ مصالحت کی ہی گفتگو
نے میں اپنی بھلائی سمجھی۔

تھا اس موقع پر ایرانی شہنشاہ قباد سخت شرائط پیش کرتا اس لئے کہ وہ رومنوں کے
میں اپنے آپ کو فاتح خیال کیا لیکن عین اس وقت ہن قبائل نے خراسان کے
تاخت و تاراج شروع کر دی اور قباد مجبور ہو گیا اور صلح کی گفت و شنید کو ادھورا
وہ ہن قبائل کی سرکوبی کے لئے خراسان کی طرف رخ کیا۔

ایران کے شہنشاہ قباد نے میدان جنگ کو چھوڑا ہی تھا کہ رومنوں نے موقع سے فائدہ
ہوئے دریائے دجلہ کو عبور کیا اور آمدہ اور نصیبین شہروں کا انہوں نے محاصرہ کر لیا۔
میں ایران کے شہنشاہ قباد نے اپنا ایلچی قیصر روم کے پاس بھیجا کہ اس شرط پر
رومنوں کے درمیان معاہدہ صلح طے ہو گیا جس کی رو سے رومنوں نے ایک ہزار پونڈ
سونا ایرانیوں کے حوالے کر کے آمدہ کو پھر اپنے تسلط میں لے لیا۔ یہ صلح سات سال
کے لئے تھی۔ اس لئے یہ معاہدہ سات سالہ کے نام سے موسوم ہوا۔

اس وقت ایران کا شہنشاہ قباد رومنوں کے ساتھ جنگ میں مصروف تھا۔ ہن قبائل کے

ایک ذیلی قبیلے سائبیر نے ایرانی مملکت کے علاقوں آرمینیا اور ایشیائے کوچک پر حملہ
تھا۔ سائبیر کے ان لگاتار حملوں سے حکومت ایران کو بہت تشویش تھی۔ دوسری طرف
ایران رومنوں کے ساتھ جنگ میں بری طرح مصروف تھا لہٰذا وہ ہن قبائل کے خلاف
کارروائی نہ کر سکا۔ آخر جب رومنوں کے ساتھ اس کی صلح ہوئی تب وہ ہنوں کے ا
سائبیر کے خلاف حرکت میں آیا۔

ہنوں کے قبیلہ سائبیر کا مقابلہ کرنے کے لئے قباد نے خوب تیاری کے بعد ا
لشکر تیار کیا۔ پھر اس کی سائبیر قبیلہ کے ساتھ ان گنت جنگیں ہوئیں جن میں قباد نے
قبیلہ کو شکست دے کر ایرانی حدود سے نکل جانے پر مجبور کر دیا۔

سائبیر قبیلہ کو شکست دے کر ایرانی حدود سے نکالنا ایران کے شہنشاہ قباد کا ایک
تاریخی اہمیت کا کارنامہ ہے۔ آئندہ کے لئے ان وحشی قبائل کو روکنے کے لئے قباد
صوبہ قفقار کے ایک شہر کو جس کا نام پرتو تھا ایک مضبوط سرحدی قلعہ کی صورت
اس کا نام اس نے فیروز قباد رکھا تھا۔

رومنوں اور ہن قبائل سے نپٹنے کے بعد ایران کے شہنشاہ قباد نے مزدکیوں کی طرف
توجہ دی۔ مزدکیت شروع شروع میں ایک مذہبی تحریک تھی۔ مزدک خود معاشرہ کی اصلاح
خواہش مند تھا اس لئے دنیاوی نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے اس نے جو
وہ بہت انقلابی قسم کے تھے۔

ابتداء میں مزدک کے اشتراکیت کے عقائد کی ترقی کی رفتار تقریباً" ست رہی
میں وہ بڑی سرعت سے پھیلا مزدکی اپنے فرقے کی بڑھتی ہوئی تعداد سے بہت دلیر
دست درازیاں کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ ان میں ایسے راہنما پیدا ہوئے جو مفاد پر
لئے ان کی وجہ سے بے اطمینانی بڑھنے لگی۔

مزدکیوں کی ان دست درازیوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایرانی سلطنت میں جگہ جگہ
بغاوتیں کیں اور لوٹ مار کا دور دورہ شروع ہو گیا اور ملک ابتری کا شکار ہونے لگا
شہنشاہ قباد جو شروع میں مزدک کی طرف مائل تھا اب مزدکیوں کی سرگرمیوں سے
ہوا اور مزدکیوں کے سدباب کا منصوبہ بنانے لگا۔ اتنے میں مزدک نے چاہا کہ قباد کو
پر آمادہ کرے کہ وہ اپنے بڑے بیٹے کاؤس کے حق میں دستبردار ہو جائے کیونکہ
بوڑھا ہو چکا تھا۔

مزدک کاؤس کی تخت نشینی کے حق میں اس لئے تھا کہ وہ مزدکیوں کا کھلم کھلا
لہٰذا مزدک کو یقین تھا کہ اگر کاؤس بادشاہ بنا تو وہ مزدکیت کو سرکاری مذہب کا درجہ

اس سازش نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔
کا شہنشاہ قباد نے یہ ظاہر کیا کہ اس نے مزدکیوں کی تجویز کو قبول کرتے ہوئے
کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ لہٰذا اس نے فرضی دستبرداری کی تقریب منعقد کرنے کا
اس تقریب میں جب ان گنت مزدکی شامل ہوئے تو قباد نے اپنے لشکریوں کو ان پر
ہونے کا حکم دیا اور ان گنت مزدکیوں کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا تاہم
قتل عام میں شامل نہیں تھا وہ بچ گیا تھا۔

وں کا یہ معاملہ نپٹانے کے بعد شہنشاہ ایران قباد رومنوں کی طرف متوجہ ہونا چاہتا
جس وقت قباد ہنوں کے ایک ذیلی قبیلہ سائبیر کے خلاف جنگ میں مصروف
لشکر ایرانی حدود میں گھس آیا اور دارا کے مقام پر ایک بہت بڑا قلعہ تعمیر کر لیا
ایک دن کی مسافت پر واقع تھا۔ شہنشاہ قباد نے ایلچی بھیج کر قلعہ کی تعمیر پر
اسے ایران اور رومنوں کے درمیان معاہدہ کی خلاف ورزی قرار دیا۔ لیکن قیصر
نے اس احتجاج کا خاطر خواہ جواب نہ دیا۔ لہٰذا سائبیر قبائل اور مزدکیوں سے
کے بعد قباد نے تہیہ کر لیا کہ وہ رومنوں کو سبق ضرور سکھا کے رہے گا۔ لہٰذا
حملہ آور ہونے کے لئے اس نے بڑی تیزی سے تیاریاں شروع کر دیں تھیں۔
طرف رومن شہنشاہ اناستاسیس کو بھی قباد کے ارادوں کا علم اپنے جاسوسوں کے
تھا لہٰذا وہ بھی ایران سے جنگ کرنے کے لئے بڑے پیمانے پر تیاریوں میں
گیا تھا لیکن دونوں شہنشاہ ابھی اپنی جنگی تیاریوں ہی میں مصروف تھے کہ دونوں
بغاوتیں اٹھ کھڑی ہوئیں اور وہ فی الفور ایک دوسرے سے نہ ٹکرا سکے۔
ایرانی شہنشاہ کا تعلق ہے اس کے خلاف گرجستھان میں بغاوت کھڑی ہوئی۔
کے باشندوں نے جو عیسائی تھے حکومت کے خلاف بغاوت کر دی بغاوت کی وجہ
تھی۔

مذہب کے معاملہ میں تنگ نظر تھا اس کے پیش رو نے عیسائیوں کو جو مذہبی آزادی
تھی وہ اس نے سلب کر لی اور گرجستھان کو اس نے دین زرتشتی قبول کرنے پر
اس پر وہ سخت برافروختہ ہوئے اور ایرانی حکومت کا جوا اتار پھینکنے کے لئے علم
بلند کر دیا۔

اس بغاوت کی اطلاع گرجستھان کے حکمران گرگین نے قیصر روم اناستاسیس کو بھی
لیکن اناستاسیس کے خلاف چونکہ بغاوت کھڑی ہو چکی تھی لہٰذا وہ گرجستھان کے
حکمران گرگین کی کوئی مدد نہ کر سکا۔ جس کے نتیجہ میں ایران کا شہنشاہ قباد گرجستھان

پر حملہ آور ہوا اور گرگین کو اس نے بدترین شکست دی اور گرگین اپنی جان بچا کر
روپوش ہو گیا۔

دوسری طرف رومن شہنشاہ اناستاسیس کے خلاف اس کے ایک جرنیل و
بغاوت کر دی تھی۔ یہ وتالین بڑا ہنر مند سالار تھا اور بے پناہ قمار باز تھا۔ یہ دریائے
کے کنارے جس قدر رومن لشکر تھے ان کا سپہ سالار تھا۔ یہ اپنے سارے لشکروں
قسطنطینہ کی طرف بڑھا اور بہانہ یہ کیا کہ وہ قسطنطینہ میں رومنوں کا قدیم اور پرانا
کر دینا چاہتا ہے۔ دریائے ڈینیوب سے قسطنطینہ کی طرف آتے ہوئے وہ اپنے ساتھ
ہن قبائل کی ایک بہت بڑی تعداد بھی لے آیا یہ بلغاری ہن تھے جو بلغاریہ میں آباد
وتالین کے ساتھ ان کے بڑے اچھے تعلقات تھے ان بلغاری ہنوں کو امید تھی کہ اگر
نے اپنی حکومت کے خلاف بغاوت کی اور جنگوں کا سلسلہ شروع ہوا تو ان جنگوں میں
لوٹ مار کرنے کا خوب موقع ملے گا بس اسی حرص و ہوس میں وہ وتالین کے ساتھ
تھے۔

اپنے لشکر کو لیکر وتالین قسطنطینہ کی طرف بڑھا اور بحیرہ فاسفورس کے مضافات
قسطنطینہ کے قریب ہی اپنے لشکر کے ساتھ وہ خیمہ زن ہو گیا۔ وتالین کے
قریب اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہونے پر بڑے بڑے سالاروں اور جرنیلوں پر
دہشت چھا گئی۔ بڑے بڑے سالار خفیہ خفیہ اس سے نامہ و پیام کرنے لگے۔
سالاروں نے وتالین سے دوستی کا عذر پیش کر دیا اور شہنشاہ روم اناستاسیس کو انہوں
اپنی درخواستیں پیش کر دیں کہ انہیں خدمت سے سبکدوش کر دیا جائے۔ اناستاسیس
سب کو سبکدوش کر دیا اور سب کو اس نے زندان اور جیل میں ڈال دیا اور ان کی
عملہ مقرر کر دیا۔ جیل میں ڈالے جانے والے عہدیداروں میں ایک شخص جسٹن اور
بھانجا جسٹنین بھی تھے۔ یہی دونوں اشخاص اناستاسیس کے بعد یکے بعد دیگر رومنوں کے
بنے۔

جسٹن اور جسٹنین دونوں ماموں بھانجا تھے ان دونوں کے لئے دوسرے عہدیدار
ساتھ سزائے موت کا حکم صادر ہونے ہی والا تھا کہ رومنوں کے ایک بڑے سالار
جان تھا اور جسے کبڑا کہہ کر پکارتے تھے جسٹن اور جسٹنین کا سفارشی بن گیا اور
سفارش پر ان دونوں کو زندان سے رہا کر دیا گیا۔ زندان سے رہائی ملنے پر جسٹن کو
اناستاسیس کے محافظ کا سالار مقرر کیا گیا بلکہ اس لشکر کا اسے سپہ سالار بھی بنایا گیا
وتالین کی بغاوت کو فرو کرنا تھا۔

جسٹن نے ایسی بہادری اور دلیری کے ساتھ اپنے بھانجے جسٹنین کی مدد سے وتالین کا
پھر اس نے بحیرہ فاسفورس کے کنارے وتالین کو بدترین شکست دی اس طرح
اٹھا کر دریائے ڈینیوب کے اس پار بھاگ گیا یوں قسطنطینہ میں اناستاسیس
ہونے والی بغاوت فرو ہو گئی۔ تاہم جلدی ہی رومن شہنشاہ اناستاسیس فوت ہو گیا
کی جگہ رومن لشکروں کا سپہ سالار جسٹن رومنوں کا شہنشا بنا۔

رومن شہنشاہ جسٹن نے تخت نشین ہوتے ہی ایرانیوں کے خلاف جارحانہ پالیسی اختیار
اسی غرض سے ایرانیوں کے خلاف ہن قبائل کے خاقان سے معاہدہ دوستی کر لیا یہی
لازیکا کے حکمران کو بھی اس نے اپنے ساتھ ملا لیا تاکہ سب کو ساتھ ملا کر ایران
ہو اور اپنے لئے مفاد حاصل کرے۔

دوسری طرف قباد بھی رومن شہنشاہ کے اس گٹھ جوڑ سے باخبر تھا للذا قباد نے رومنوں
اور ہونے میں پہل کی اور عیسائیوں کے ملک گرجستان کو مسخر کرنے کے بعد وہ
طرف بڑھا اور بڑی تیزی سے اس نے وہاں اپنی فوجیں اتاریں۔

اس کے جواب میں رومن حکومت ایرانی آرمینیا پر حملہ آور ہوئی لیکن شکست کھائی
بلکہ بین النہرین میں بھی ایرانیوں کے مقابلہ میں رومنوں کو بدترین شکست ہوئی
ان جنگوں میں ایک سال گذر گیا۔

دوسرے سال دونوں میں سے کسی حکومت نے جارحانہ کارروائی نہ کی۔ یہاں تک کہ
کے آخر میں ایک مشہور رومن جرنیل بیلی ساریوس نے ایران پر حملہ آور ہونے
کی کمان سنبھالی اور بین النہرین میں ایرانیوں کے خلاف صف آرا ہوا لیکن اس
رومنوں کی قسمت میں شکست تھی رومنوں کی بار بار شکست سے رومن شہنشاہ جسٹن
برداشتہ ہوا کہ وہ مر گیا اور اس کی جگہ اس کے بھانجے جسٹنین کو رومنوں نے اپنا
لیا۔

○

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی ایک روز دریائے خابور کے کنارے قدیم ماری شہر
کھنڈرات میں داخل ہوئے۔ یہ ماری شہر اپنے دور عروج میں حوریوں، اموریوں اور
کا مرکزی شہر رہ چکا تھا۔ جب وہ دریا کے کنارے ماری شہر کے کھنڈرات میں
ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ کھنڈرات میں ابھی بہت سی عمارتیں ایسی تھیں جن کی
ستون ویسے کے ویسے صحیح حالت میں کھڑے تھے۔ کچھ عمارتوں کے بچے کھچے

حصوں پر چھتیں بھی تھیں۔ کئی عمارتیں جو بڑی بڑی چٹانوں اور بڑے بڑے ستونوں کے ذریعے بنائی گئیں تھیں وہ بھی خاصی اچھی حالت میں کھنڈرات میں دیکھی جا سکتی تھیں۔

یوناف اور کیرش تھوڑی دیر تک ماری کے کھنڈرات میں گھومتے رہے یہاں تک کہ اس جگہ آن رکے جہاں ماری شہر کے شہنشاہوں کے محل کے سامنے آرامیوں کے دیوتا نصب تھے۔ وہ دیوی، دیوتا بڑی بڑی چٹانوں اور پتھروں کو تراش کر بنائے گئے تھے۔ ایک بڑے دیوتا کے سامنے یوناف رک گیا اور بڑے غور سے اس دیوتا کو دیکھنے لگا۔ اس پر کیرش بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے لگی۔

یہ کس کا مجسمہ ہے آپ اتنے غور اور انہماک سے دیکھ رہے ہیں۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

یہ آرامی قوم کی سب سے بڑی دیوی اتار غاتس کا مجسمہ ہے اور جب یہ شہر آباد تھا اور آرامی یہاں حکمرانی کرتے تھے تو اس دیوی کی بڑی قدر و قیمت اور بڑی عزت اور وقار تھا۔ یوناف کے یہ الفاظ سن کر کیرش پہلے سے بھی زیادہ انہماک کے ساتھ اس دیوی کے مجسمے کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

اس نے دیکھا دیوی کا مجسمہ سرخ رنگ کے قیمتی پتھر سے بنایا گیا تھا اور یہ پتھر دور سے دیکھنے والے کو سنگ مرمر جیسا لگتا تھا۔ دیوی کے پیروں میں ایک شیر کا مجسمہ دکھایا گیا تھا۔ دیوی کے ساتھ شیر دکھا کر دیوی کی طاقت اور قوت کو ظاہر کیا گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک دونوں میاں بیوی اتار غاتس دیوی کے مجسمے کو دیکھتے رہے پھر وہ تھوڑا سا آگے بڑھے اور دیوی کے قریب ایک بت اور مجسمے کو دیکھنے لگے۔

نیا بت اور مجسمہ جس کے سامنے وہ دونوں میاں بیوی کھڑے ہوئے تھے ایک بیل کی پیٹھ پر بحالت قیام دکھایا گیا تھا۔ اس مجسمے اور بت کے ایک ہاتھ میں سہ شاخہ نیزہ تھا دوسرے ہاتھ میں ہتھوڑا تھا۔ تھوڑی دیر تک اس بت کو بڑے غور سے دیکھنے کے بعد کیرش پھر بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے لگی۔

یوناف یہ کس کا مجسمہ ہے جس کے سامنے ہم اس وقت کھڑے ہیں۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

یہ بت جس کے سامنے ہم کھڑے ہیں یہ اموریوں کے سب سے بڑے دیوتا حدد کا ہے۔ یہ بجلی اور رعد کا دیوتا خیال کیا جاتا ہے اس کے ہاتھ میں جو سہ شاخہ نیزہ اور ہاتھ میں جو ہتھوڑا ہے یہ چیزیں برق و رعد کی علامت خیال کی جاتی ہیں۔

جن دنوں قوم آرام کے دور حکومت میں یہ ماری شہر آباد تھا تو حدد نام کے اس دیوتا کی

قدر دانی کی جاتی تھی۔ آرامیوں، اموریوں، حوریوں میں جس قدر دیوتا اور دیویاں تھیں ان میں حدد کو ان سب پر فوقیت حاصل تھی۔ بلکہ میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ اس حدد کو دیوتاؤں کا دیوتا خیال کیا جاتا تھا اور آرامیوں کی دیکھا دیکھی دوسری بہت سی اقوام نے بھی حدد کو اپنا دیوتا تسلیم کر لیا تھا۔

یوناف یہیں تک کہنے پایا تھا کہ کیرش چونک سی پڑی۔ اس نے دیکھا کہ ان کے سامنے بڑے دیوتا کے مجسمے اور بت میں لرزش اور حرکت سی پیدا ہوئی تھی۔ اس صورتحال پر کیرش ہی نہیں یوناف بھی فکر مندی سے متوجہ ہو گیا تھا۔ اچانک وہ حدد دیوتا حرکت میں آیا اور اس کے جس ہاتھ میں ہتھوڑا تھا وہ ہاتھ ایک دم آگے بڑھا اور اس دیوتا نے اپنے اس ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہتھوڑے کی ضرب پوری قوت سے یوناف کے لگانے کی کوشش کی تھی۔

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے یوناف فوراً حرکت میں آیا اور قبل اس کے کہ حدد دیوتا کا ہتھوڑا یوناف کے جسم پر برستا اپنے دونوں ہاتھوں کو فضا میں بلند کرتے ہوئے اس ہتھوڑے کو پکڑتے ہوئے یوناف نے فضا ہی میں روک لیا تھا۔ پر عین اسی وقت حدد دیوتا کا دوسرا ہاتھ حرکت میں آیا جس میں سہ شاخہ نیزہ تھا پھر دیوتا حدد نے پوری قوت کے ساتھ سہ شاخہ وہ نیزہ یوناف کے دے مارا۔ وہ نیزہ اس قوت کے ساتھ یوناف کے لگا تھا کہ یوناف زمین پر گر گیا اور اس پر غشی طاری ہو گئی تھی۔ یہ صورتحال کیرش کے لئے بڑی پریشان کن تھی اور وہ بڑی بے چینی سے بے ہوشی کی حالت میں زمین پر گرے ہوئے یوناف کی طرف دیکھ رہی تھی۔

اچانک کیرش مزید پریشان ہوتی ہوئی چونک سی پڑی اس لئے کہ سرخ پتھر کا بنا ہوا حدد دیوتا کا خوب قد آور بھاری وزنی اور بڑا مجسمہ مزید حرکت میں آیا لگتا تھا وہ مجسمہ آگے کی طرف جھک رہا ہو۔ پھر کیرش کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ مجسمہ اپنے پاؤں سے اکھڑ کر زمین پر بے ہوشی کی حالت میں پڑے ہوئے یوناف پر گرنے لگا تھا۔

یہ صورتحال حال دیکھتے ہوئے کیرش تڑپ سی گئی تھی۔ حدد دیوتا کا بھاری بھر کم مجسمہ بڑی تیزی سے زمین پر بے ہوشی کی حالت میں پڑے ہوئے یوناف پر گر رہا تھا اسی موقع پر کیرش آندھی اور طوفان کی طرح حرکت میں آئی اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اس نے مجسمے کو فضا کے اندر ہی روک دیا تھا پھر وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھی اور یوناف کو اٹھا کر مجسمے کی زد سے دور لے گئی تھی۔ کیرش کے ایسا کرنے کے بعد وہ مجسمہ حیرت انگیز طور پر پھر اپنی اصلی حالت میں سیدھا کھڑا ہو گیا تھا۔

کیرش یوناف کو اٹھا کر مجسمے کی زد سے جب دور ہٹی تو چونک سی پڑی۔ جب اس نے

یوناف کو زمین پر رکھا تو ہوش میں لانے کے لئے جتن کرنے لگی اس کے قریب ہی
جانب نطاس' سلیوک اور اوغار نمودار ہوئے۔ انہیں دیکھتے ہی غصے اور قہرمانی میں
جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ چند قدم وہ آگے بڑھی تاکہ زمین پر بے ہوش پڑے ہوئے
طرف ان تینوں کو نہ بڑھنے دے۔ اس موقع پر نطاس بولا اور کیرش کو مخاطب کر کے
پوچھنے لگا۔

کیا تم میں اتنی جرات اتنی ہمت اور دلیری ہے کہ ہم تینوں سے زمین پر
پڑے ہوئے اپنے شوہر یوناف کو بچاسکو۔ اس پر کیرش فوراً بولی اور کہنے لگی
تینوں سے اپنے شوہر کی حفاظت کروں گی۔ بالکل یوں مادہ شیر اپنے زخمی نر کی
اس کی طرف بڑھ کر تو دیکھو۔ پھر تمہیں احساس ہو جائے گا کہ میں کس طرح
روکتی ہوں۔ کیرش کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ اوغار حرکت میں آئی
پوری قوت سے اس نے اپنی ٹانگ کو حرکت میں لاتے ہوئے کیرش کی گردن
پاؤں کی ٹھوکر دے ماری تھی۔ یہ ٹھوکر لگتے ہی کیرش بے چاری ہوا میں اچھل
وہ یوناف کے اوپر جاگری تھی۔ اوغار کی ٹانگ لگنے سے کیرش کے منہ سے خون

جونہی کیرش انتہائی بے بسی اور لاچارگی کی حالت میں زمین پر بے ہوش
پڑے ہوئے یوناف پر گری یوناف ہوش میں آگیا اور فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا
دیکھا کہ کیرش اس کے اوپر گری ہوئی ہے اس کے منہ سے خون بہہ رہا ہے
نطاس' سلیوک اور اوغار کھڑے بڑے فخر اور فاتحانہ انداز میں ان دونوں کی طرف
ہیں تو اس کا خون کھول اٹھا اور اس کے چہرے پر موت طاری کرنے والا جلال
تھا۔ پھر وہ ایک دم کھڑا ہوا اور ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے وہ قہر برسانے
لگا۔ میں جان چکا ہوں کہ حدد دیوتا کا مجسمہ تم تینوں ہی نے مجھ پر گرانے کی کوشش
لیکن مت خیال کرو کہ یہ کیرش تمہارے سامنے اکیلی ہے اور تم اسے اپنے
مغلوب کر لو گے۔ پھر یوناف کیرش کی طرف متوجہ ہوا اس کے شانے پر ہاتھ
نے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے بڑی محبت اور پیار میں پوچھا۔

دیکھ کیرش پہلے مجھے یہ بتا کہ تجھ پر کس نے ضرب لگائی۔ جو تیرے منہ سے
لگا ہے۔ اس پر کیرش نے چاہتوں اور محبتوں بھرے انداز میں یوناف کی طرف
کہنے لگی۔ یہ ضرب مجھے اس اوغار نے لگائی ہے لیکن میں اس سے انتقام لے کر
رہوں گی۔ اس پر یوناف چند قدم آگے بڑھا اور نطاس کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا

دیکھ نطاس اگر تو یہ خیال کرتا ہے کہ ہم دونوں میاں بیوی کو اپنا

بس کر لے گا تو یہ تیری بھول' تیری غلط فہمی ہے۔ میں تو تجھے تیری جڑوں سے اکھاڑ
پھینکوں گا۔ دیکھ عنقریب وہ وقت آئے گا جب تم تینوں ہم دونوں میاں بیوی کے آگے آگے
اور ہم تمہارا تعاقب کر رہے ہوں گے۔ یوناف کی اس گفتگو پر نطاس اور سلیوک
پوری طرح یوناف کی طرف متوجہ تھے انہیں خدشہ بھی تھا کہ یوناف اچانک کہیں ان
اور نہ ہو جائے لہذا اس موقع پر کیرش نے پورا فائدہ اٹھایا۔

جس وقت نطاس اور سلیوک کا دھیان بٹا ہوا تھا اور وہ پوری توجہ سے یوناف کی
دیکھ رہے تھے۔ کیرش حرکت میں آئی فضا میں وہ گیند کی طرح اچھلی اور اپنی دونوں
کی ضرب اس قوت اور زور سے اوغار کے لگائی تھی کہ اوغار کئی فٹ فضا میں اچھلتی
اپنی پشت پر ایک پتھر سے جاکر ٹکرائی اور بری طرح آہ و زاری اور واویلا کرنے لگی
عین اس موقع پر یوناف حرکت میں آیا آگے بڑھا اور اپنے دائیں پاؤں کی ضرب اس
سلیوک کے لگائی کہ سلیوک بھی ہواؤں میں اچھلتا ہوا اوغار کے قریب جاگرا۔ پھر اسی
یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نے اپنی طاقت اور قوت میں دس گنا اضافہ کیا اس کے
وہ دونوں نطاس کی طرف بڑھے تھے۔ نطاس بھی ان پر حملہ آور ہونے کے لئے تیار
اسی لمحہ یوناف اور کیرش آگے بڑھے۔ یوناف نے نطاس کا دایاں اور کیرش نے بایاں
پکڑا پھر انہوں نے ایک جھٹکے کے ساتھ نطاس کو فضا میں بلند کیا اور اس زور سے
زمین پر پٹخا کہ نطاس کے منہ سے ان گنت آہیں اور سسکیاں نکل کر رہ گئیں تھیں۔
یوناف اور کیرش ذرا پیچھے ہٹ کر اب ان تینوں کے رد عمل کا انتظار کرنے لگے تھے۔

یوناف اور کیرش کا خیال تھا کہ وہ تینوں سنبھل کر اور اپنی حالت سنبھال کر ان کے
مقابلہ میں آئیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ تینوں اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے پھر انہوں نے
باہم مشورہ کیا اس کے بعد وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور وہاں سے غائب ہو
گئے۔ یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نے فاتحانہ سے انداز میں ایک دوسرے کی
طرف دیکھا پھر اپنے سر پر بندھے ہوئے رومال سے یوناف نے کیرش کا منہ صاف کیا کیونکہ
کیرش کے منہ سے خون بہنے لگا تھا۔ اس کے بعد تھوڑی دیر تک دونوں میاں بیوی ماری کے
کھنڈرات میں گھومتے ہوئے ہر شے کا جائزہ لینے لگے لیکن انہیں کوئی ایسی چیز نہ دکھائی
دی جو وہاں سے نکل کر کوئی بستی کے سردار عارث کی بیٹی کو وہاں رکھ سکتا تھا۔ تھوڑی دیر تک
دونوں میاں بیوی مزید کھنڈرات میں گھومتے رہے۔ اس کے بعد وہ اپنی قبرستان کی رہائش کی
طرف چلے گئے تھے۔

ایران کے شہنشاہ قباد کے مقابلے میں رومنوں کا نیا شہنشاہ جسٹنین تھا۔
میں نہیں بلکہ مقدونیہ کی چٹانوں اور خاموش چراگاہوں میں کسانوں کے درمیان
تمام لوگ ہاتھ کی محنت اور مشقت سے روزی پیدا کرتے تھے۔ جسٹنین کی
بالکل گمنامی میں بسر ہوئی۔ اس کے تخت نشین ہونے تک وہ گمنامی کے دھند
جسٹنین کی خوش قسمتی کہ اس کا ماموں جسٹن قیصر روم انستاسیس کے لشکر میں
اس کے ماموں نے اسے مقدونیہ سے قسطنطنیہ بلا لیا۔ جسٹنین کا اصل نام
اپنے ماموں جسٹن کی نسبت سے یہ جسٹنین کہلایا۔ مرنے والے شہنشاہ جسٹن کی
اولاد نہ تھی لہٰذا اس کے بعد اس کا بھانجا جسٹنین رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ شہنشاہ
ہی اُس نے تھیوڈورا نام کی ایک حسین و جمیل لڑکی سے شادی کر لی تھی۔
کہتے ہیں شہنشاہ بننے سے پہلے جس وقت جسٹنین کی عمر (37) سینتیس سال
روز سردیوں میں وہ موٹا سا اونی چوغہ پہنے قسطنطنیہ کی شاہراہ اوسط کے دوکان
گیا جن میں وہ بڑا ہر دلعزیز تھا۔ شام کے وقت اس نے دیکھا اون بیچنے والے
کر رہے تھے کیونکہ اندھیرا پھیلنے لگا تھا اور چراغ جلنے کا وقت ہو گیا تھا۔ اس
دبلی پتلی عورت بدستور اپنے کام میں مصروف تھی وہ جوان تھی اس کا نام تھیوڈورا
وغیرہ سمیٹنے کے کام میں لگی ہوئی تھی۔ اس کے متعلق مشہور تھا کہ کسی
ایکٹریس رہ چکی تھی اس کا چلن بھی داغدار سمجھا جاتا تھا۔ تاہم کہتے ہیں وہ
تھیوڈورا سے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ قبرص کے ایک شخص کی بیٹی
لڑکیاں تھیں۔ باپ مر گیا اور غریبی کا دور آیا تو لڑکیوں نے رقص و سرود
شروع کی ان تین میں سے ایک تھیوڈورا تھی ایک امیر آدمی اسے ساپڑانیکا
سے شادی کر لی۔ جس سے تھیوڈورا کے یہاں ایک بچی ہوئی لیکن جلد ہی اس
تھیوڈورا کو چھوڑ دیا۔ وہ بیچاری ساپڑانیکا سے پیدل چلتی ہوئی قسطنطنیہ پہنچی
اسکندریا ہی میں چھوڑ آئی۔ خود مختلف شہروں میں دھکے کھاتی پھرتی قسطنطنیہ
یہاں وہ صاف ستھری زندگی بسر کرنے لگی تھی۔ کہتے ہیں کہ پہلی ملاقات میں
تھیوڈورا کو اپنے لئے پسند کر لیا۔
جسٹنین نے تھیوڈورا پر اپنی محبت کا اظہار کیا جواب میں تھیوڈورا بھی اس
مائل ہوئی۔ کہتے ہیں شہنشاہ بننے سے پہلے ہی جسٹنین نے تھیوڈورا کے لئے
یہ محل سمندر کے کنارے ایک ایرانی شہزادے ہرمز نے بنایا تھا۔ ہرمز کا وہ محل
اپنی محبوبہ تھیوڈورا کے لئے خرید لیا۔

ت نشین ہوتے ہی جسٹنین نے تین بڑے احکامات جاری کئے۔ پہلا یہ جو غلام قید تھے
آزاد کر دیئے جائیں۔
دوسرا یہ کہ جو غلام قید نہیں تھے مالکوں کو حق دیدیا گیا کہ جب چاہیں اپنے زبانی حکم
انہیں آزاد کر دیں۔
تیسرا یہ کہ اس نے قدیم رومن دستور منسوخ کر دیا جس کی رو سے باپ خاندان کا
العنان حاکم ہوتا تھا۔ اس نے بچوں کو خاندانی جائیداد کے چوتھائی حصے کا مالک قرار دیا
اولاد کو بھی حق وراثت عطا کرنے کا حکم جاری کیا۔
چوتھا یہ کہ جسٹنین نے لوگوں کو حکم دیا کہ تمام بچے آزاد پیدا ہوتے ہیں اور قوانین
کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے بنائے جاتے ہیں یہ نہیں کہ انسان قانونی ضرورتیں
کرنے کے لئے استعمال کئے جائیں۔
ان قوانین کے علاوہ جسٹنین نے ایک اور بہت اچھا کام کیا اور وہ یہ کہ قسطنطنیہ میں
قانون کا ایک مجموعہ موجود تھا جس میں مختلف ججوں کے فیصلوں اور شہنشاہوں کے
کو نسل بعد نسل محفوظ کیا جاتا رہا۔ رومن سلطنت پھیلی تو مختلف قوموں کے رسم و
بے شمار قوانین میں شامل ہوتے گئے۔ مسیحی کلیسا نے اس پورے مجموعے کو محل نظر
دیا۔ یہ قوانین بے شمار دستاویزوں میں اس طرح بکھرے ہوئے تھے کہ بہت تھوڑے
ان پر دسترس حاصل کر سکتے تھے۔
قیصر روم تھیوڈوسیس نے تمام قوانین کا مجموعہ مرتب کرنے کی کوشش کی جس کا نتیجہ یہ
کہ پرانے اور نئے قوانین گڈمڈ ہو گئے لہٰذا اس نے ایک قانون دان ٹرائبونین کی مدد
رومن قوانین کا نیا مجموعہ مرتب کروایا۔ دس افراد ٹرائبونین کی مدد کے لئے مقرر کئے
تین سال کی مدت میں یہ مجموعہ مکمل ہو گیا۔ شہنشاہ نے حکم دیا کہ اس مجموعے میں جو
قوانین ہیں ان کے برخلاف تمام پرانے قوانین منسوخ سمجھے جائیں۔
اس کے بعد جسٹنین نے ایتھنز فلسفے کی درسگاہیں بند کرا دیں جو افلاطون کے وقت سے
جاری تھیں۔ قانون کی صرف دو درسگاہیں جسٹنین نے باقی رکھیں۔ ایک بیریٹس کی اور
دوسری قسطنطنیہ کی۔ جسٹنین نے شہر کے تمام کلیسا بند کرا دیئے جس میں آرتھوڈکس طریقے
کے خلاف عبادت ہوتی تھی۔ رومنوں کی سلطنت کے سب سے بڑے کلیسا آیا صوفیہ کے
اسقف اعظم کو سب پر برتری حاصل ہو گئی۔
تھیوڈورا جو کبھی انتہائی مفلسی اور غربت کی زندگی بسر کرتی تھی ملکہ بننے کے بعد اس کی
شان و شوکت دیکھنے کے قابل تھی۔ دن کی جب ابتدا ہوتی تو زنان خانے کی سب سے بڑی

حاجبہ پہلے ملکہ کو جھک کر سلام کرتی پھر بڑی مدہم آواز میں بتاتی اب کیا کرنا ہ
حمام کے لئے جاتی تو غلاموں کی ایک قطار نمک' ابٹنے اور خوشبوئیں لئے اس
چلتی- ناز بردار ہاتھ پر موقع کے لئے اسے مناسب لباس پہناتے اس کے تاج
کی لڑیاں آویزاں تھیں وہ گالوں کو چھوتیں تو ملکہ دم بخود رہ جاتی- جسٹنین نے اس
ایک خاص حاجب مقرر کر دیا جو باتیں اسے بتاتا رہتا تھا- وہ محل سے نکلتی تو
سنتری اور افسر اس کے آس پاس آگے پیچھے چلتے- بعض اوقات موسیقار بھی مو
ہوئے اس کے ساتھ ہوتے-

رومن شہنشاہ جسٹنین اپنی ملکہ تھیوڈورا سے اس قدر متاثر تھا کہ اس نے
صرف ملکہ کے کہنے پر جاری کئے-

پہلا حکم یہ کہ بیٹی کو بیٹے کے برابر میراث میں حصہ ملنا چاہیے-

دوسرا حکم یہ کہ شوہر کی وفات کے بعد بیوی کا جہیز اس کی ملکیت بن جائے گا

تیسرا حکم یہ کہ کنیز کا بچہ غلام نہیں سمجھا جائے گا-

چوتھا حکم یہ تھا کہ قحبہ خانوں کے مالکوں کو نکال دیا جائے کیونکہ بعض لوگ
لڑکیوں کو نئے لباس کا لالچ دے کر خفیہ جگہوں میں لے جاتے ہیں وہاں انہیں
خوراک اور بہت معمولی لباس دے کر انہیں بند رکھتے ہیں اور مختلف لوگوں کی
ذریعہ بناتے ہیں- مالک کی لڑکیوں سے تحریریں لے لیتے ہیں اور انہیں خود
ہیں- بعض آدمی اتنے ناپاک ہیں کہ وہ دس دس برس کی بچیوں کو بھی ملوث کر
نہیں کرتے- شہر کو ان سب آلائشوں سے پاک کر دیا جائے-

شاہی محل میں آ جانے کے باوجود جسٹنین اور تھیوڈورا نے ہرمزوالا محل ا
رکھا جو انہوں نے اپنی محبت کی یادگار کے طور پر شروع میں خریدا تھا- پرانے
شاہی محل کے باغ سے ملا دیا تھا- اس باغ کے قریب ہی انہوں نے چھوٹا سا ایک
جس میں دونوں عبادت کیا کرتے تھے-

تخت نشین ہوتے ہی رومن شہنشاہ کو دو معاملات پیش آئے- پہلا یہ کہ مشرق
شدید زلزلہ آیا جس میں رومنوں کا شہر انطاکیہ تباہ ہو گیا- رومنوں کی مجلس شوریٰ
تجویز پیش کی کہ انطاکیہ کے آفت زدہ باشندوں کے لئے خوراک' امداد کا انتظام کیا
جسٹنین نے صرف اس تجویز پر قناعت نہ کی بلکہ لوگوں کو خوراک اور نقد امداد
ساتھ ساتھ اس نے یہ بھی حکم دیا کہ پورا شہر از سر نو تعمیر کیا جائے اور تمام بازار
دوسرا معاملہ جو جسٹنین کو پیش تھا وہ ایران کے ساتھ جنگ تھا- جس وقت

...سٹن فوت ہوا اس وقت ایرانیوں کے ساتھ جنگ جاری تھی- لہٰذا اس جنگ میں
...حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلا کام جو جسٹنین نے کیا وہ یہ کہ اس نے رومن
...بلی ساریوس کو اپنے لشکروں کا سپہ سالار بنا دیا-

...ایرانیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جسٹنین نے یہیں تک اکتفا نہیں کیا بلکہ اس نے شمال
...وحشی ماساجات قبائل سے رابطہ قائم کیا اور انہیں بھاری رقومات دیکر اس نے رومنوں
...مقابلہ میں اپنے ساتھ ملا لیا اس طرح وحشی ماساجات قبائل کا خاقان اپنا لشکر لیکر قسطنطنیہ
...

...وحشی ماساجات قبائل دراصل قدیم سکائی قبائل کی ایک شاخ تھے جو قدیم ایرانی دور
...ایران پر حملہ آور ہوتے رہے تھے یہ قبائل بحرہ آرال اور جنوب مشرقی بحرہ جزر کے
...علاقہ میں آباد تھے- اب ان کا مسکن خوارزم شہر تھا-

...جس وقت ماساجات قبائل کا خاقان اپنا لشکر لے کر قسطنطنیہ گیا تو جسٹنین اپنے لشکر کو
...حرکت میں لایا- اس متحدہ لشکر کا سپہ سالار اعلیٰ جسٹنین نے بلی ساریوس کو مقرر کیا اور
...اس نے حملہ آور ہونے کا حکم دیا- بیلی ساریوس اس متحدہ لشکر کو لیکر ایرانی حدود
...دارا کی طرف بڑھا-

...دوسری طرف ایرانی شہنشاہ قباد کو بھی رومنوں کی پیش قدمی کی اطلاع ہو گئی تھی لہٰذا
...نے بھی اپنے سپہ سالار فیروز مہران کو رومنوں کی راہ روکنے کا حکم دیا- فیروز مہران اپنے
...لیکر بڑی تیزی سے آگے بڑھا اتنی دیر تک رومن اور ماساجات قبائل کا متحدہ لشکر بھی
...پہنچ چکا تھا- ایرانی سپہ سالار فیروز مہران بھی اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں اور ماساجات
...کے سامنے خیمہ زن ہوا-

...دوسرے روز دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہوئے اور جنگ کی ابتدا
...حملہ کی ابتداء رومنوں نے کی اور رومن ظلم کی تطہیر کرتے لمحوں' محرومیت کی راز دان
...اور خاک صحرا چھانتے گراوز کی طرح ایرانیوں پر حملہ آور ہوئے تھے-- رومنوں کی
...کرتے ہوئے ماساجات قبائل کا لشکر بھی زہریلے الفاظ کے تیروں اور جرائم کی یاداشتوں
...الزام کی طرح ایرانی لشکر پر ٹوٹ پڑا تھا-

...جواب میں ایرانیوں نے بھی کوئی کسر نہ رہنے دی تھی- وہ رومنوں اور ماساجات قبائل
...ناتی ہواؤں' اولوں کی بوچھاڑ کی طرح حرکت میں آئے اور جدائی کے زخم ثبت کرنے
...طوفانوں' لہو کی رگیں کاٹ دینے والے جھکڑوں اور موت کی بھاری تہوں کے نزول کی
...وہ بھی رومنوں اور ماساجات کے متحدہ لشکر پر حملہ آور ہو گئے تھے-

دونوں لشکروں کے یوں ٹکرانے سے قلعہ دارا کے نواح میں میدان جنگ
بے حال بستیوں گردش مقیاس میں سانسوں کی سلوٹ سلوٹ اور آتے جاتے
بدحال کرتی مرگ کا سا ساماں بندھ گیا تھا۔

ایرانیوں کے جرنیل فیروز مہران نے اپنی پوری طاقت کو رومنوں کے مقابلہ
بھٹی میں جھونک دیا تھا اس کی کوشش تھی کی ہر صورت میں اپنے سامنے رومنوں
شکست دے۔ دوسری طرف رومن لشکر ایک خندق کے کنارے ایرانیوں کے
آراء تھا۔ جس کی وجہ سے ان کے لئے خاص بچاؤ کی صورت پیدا ہو گئی تھی
نے تیر اندازیوں سے جنگ شروع کی۔ تیروں کا ذخیرہ ختم ہوا تو دست بدست
ہوئی۔ ایرانی لشکر نے رومن لشکر کے دائیں اور بائیں بازو کو پوری طرح اپنے
کر دیا تھا اور قریب تھا کہ دائیں بائیں بازو کے رومن لشکری ایرانیوں کے مقابلہ
کھڑے ہوں۔

لیکن ماساجات قبائل آڑے آئے۔ وہ بدستور رومنوں کو مدد پہنچاتے رہے
کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے۔ ایرانیوں کے سامنے سے پسپا ہو
جب دیکھا کہ مساجات قبائل کے لشکری چٹانوں کی طرح ایرانیوں کے سامنے
تو وہ بھی ماساجات قبائل کی طرف دیکھتے ہوئے پھر ایرانیوں کے خلاف جنگ
گئے تھے تھوڑی دیر کی مزید جنگ کے بعد ایرانی لشکر بالآخر پسپا ہو گیا۔

گو اس جنگ میں ایرانی جرنیل فیروز مہران کو شکست ہوئی تھی لیکن
قدر نقصان ہوا تھا کہ انہیں ایرانیوں کا تعاقب کرنے کا حوصلہ نہ ہوا اس جنگ
لشکر فتح یاب ہوا لیکن یہ بات ان پر بھی واضح ہو گئی کہ رومنوں میں اب
نہیں تھا۔ اس جنگ میں اگر وحشی ماساجات قبائل کی مدد رومنوں کو حاصل
کو یقیناً" ایرانیوں کے مقابلہ میں بدترین شکست ہوتی۔ فتح سے رومنوں کے
ہوئے اور انہوں نے ایرانی آرمینیا کا رخ کیا اور دو مقامات پر جنگ کر کے
ایرانی لشکر تھا اسے شکست دی اور آرمینیا کے وسیع حصوں پر انہوں نے قبضہ

حیرا کا عرب حکمران منذر ایرانیوں کو اپنا حلیف سمجھتا تھا۔ ایرانیوں کے
بڑے اچھے اور خوش گوار تعلقات تھے اسے جب خبر ہوئی کہ رومنوں کے مقابلہ
کو شکست ہوئی ہے تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور رومنوں
جات پر اس خونخواری اور قوت کے ساتھ حملہ آور ہوا کہ شام سے انطاکیہ
علاقہ اس نے پامال کر دیا۔ ان گنت رومن لشکری اس نے جنگی قیدی بنائے

کو اس نے صرف اپنی دیوی العزیٰ کی قربان گاہ کی بھینٹ چڑھا دیا۔
حکمران منذر کی رومنوں کے خلاف ان کامیابیوں اور رومنوں کی تباہی و بربادی
سلطنت کے طول و عرض میں غیض و غضب کی لہر دوڑ گئی رومن حیرا کے عرب
کے خلاف حرکت میں آیا چاہتے ہی تھے کہ قباد اپنا لشکر لیکر منذر سے آملا اور
کر پھر ایرانی علاقوں پر حملہ آور ہونا شروع کیا اس دوران رومن جرنیل بیلی
اپنا لشکر لیکر ایران کے شہنشاہ قباد اور حیرا کے حکمران منظر کے متحدہ لشکر کے
ہوا۔ دونوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں بدقسمتی سے بیلی
ہاتھوں قباد اور حیرا کے حکمران منذر کو شکست ہوئی۔ رومنوں کے ساتھ قباد کے
آخری جنگ تھی اسی سال قباد فوت ہو گیا اور ایرانی لشکر کو پایہ تخت میں واپس

میں قدیم زمانے سے بادشاہ خود اپنا ولی عہد نامزد کیا کرتے تھے لیکن بعد میں
کے تسلط کی وجہ سے اب بادشاہ خود ولی عہد نامزد نہیں کیا کرتے تھے بلکہ
ؤں میں سے امراء جس کو چاہتے بادشاہ بنا لیتے تھے اور اس کے سر پر تاج رکھ
اپنی موت سے پہلے قباد نے خود اپنا ولی مقرر کرنا چاہا۔
تین بیٹے تھے کاؤس، جام اور نوشیروان۔ کاؤس سب سے بڑا اور نوشیروان
ہوا تھا۔ کاؤس مزدکی عقائد رکھتا تھا۔ اس لئے قباد نے اسے نظر انداز کر دیا۔ جام
میں بینائی نہ تھی جس کی وجہ سے وہ بھی ولی عہد کے قابل نہ سمجھا گیا۔
ویسے بھی بہت چاہتا تھا چنانچہ اس نے ولی عہد مقرر کرنے کی پرانی رسم کو پھر
نوشیروان کے حق میں ایران کے سب سے بڑے مذہبی رہنما معبدان معبد کو
دی۔ قباد یوں تو عرصہ سے یہ فیصلہ کر چکا تھا لیکن اسے خدشہ تھا کہ مبادا اس
وراثت کا حق جتائیں اور ملک خانہ جنگی کا شکار ہو جائے اس لئے جب
رومنوں کے مابین جسٹن کے زمانے میں صلح کی گفتگو ہوئی تو قباد نے یہ خواہش
تھی کہ جسٹن نوشیروان کو اپنی حمایت میں لے لے اسی طرح جس طرح قیصر روم
خواہش ظاہر کی تھی کہ یزدگرد اس کے سات سالہ بیٹے تھیوڈوسیس کی تربیت
لے لیکن جسٹن نے یہ ذمہ داری قبول نہ کی۔ اور صلح کی گفت و شنید ناکام

ایک دلیر، مدبر اور دانش مند حکمران تھا اس کی حکومت کی کامیابی کا پتہ اس بات
ہے کہ وہ لگاتار دس سال تک ہن اقوام کو زیر کرنے کے لئے جنگ کرتا رہا آخر

انہیں زیر کر کے دم لیا۔ یہ وہی قبائل تھے جن کے ہاتھوں اس کا باپ فیروز مارا گیا
آخر ساسانیوں کی عظیم حکومت مجبور ہو گئی تھی کہ ان قبائل کو سالانہ خراج ادا کر
شرط پر صلح کر لے۔ بہرحال قباد نے ان قبائل کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کیا۔

ایران کا شہنشاہ قباد یہ سمجھتا تھا کہ زراعت پیشہ لوگ ملک کی خوشحالی کا باعث
ہیں اس لئے اس نے زرعی اصلاحات کی طرف خاص توجہ دی۔ قباد سے پہلے کاشتکار
مالیہ نقدی کی صورت میں لینے کا رواج نہ تھا بلکہ پکی ہوئی فصل کا ایک چوتھائی یا پانچواں
کسانوں سے لیا جاتا تھا۔

اور جہاں سے پانی دور ہوتا اور آبپاشی کی صورت نہ ہوتی وہاں کاشتکاروں سے
دسویں حصہ سے لیکر بیسویں حصہ تک بطور لگان لیا جاتا۔ کسی کاشتکار کو یہ اختیار
سرکاری کارندوں کے آنے سے پہلے پہلے فصل کو ہاتھ لگا سکے۔

قباد نے اس رائج الوقت طریقہ کو ختم کرنے کے لئے یہ حکم دیا کہ زمینوں کی
جائے اور فصل کے مطابق لگان کے لئے رقم مقرر کی جائے قباد کو یہ خیال کیوں
کی وجہ مورخین یہ لکھتے ہیں کہ :

ایک دن قباد گھوڑے پر سوار جا رہا تھا سب سے بڑا مذہبی پیشوا جسے معبدان
پکارا جاتا تھا وہ قباد کا ہم رکاب تھا قباد نے شکار دیکھا اور اس کے پیچھے اپنا گھوڑا
تعاقب میں قباد ایک کوہستانی سلسلہ کے قریب پہنچا تو اس نے دیکھا کہ انگور کی
ہے قریب ہی تنور کے پاس ایک عورت کھڑی ہے۔ پاس ہی اس کا لڑکا ہے۔ جس
سال کے لگ بھگ ہو گی۔

قباد کے دیکھتے ہی دیکھتے لڑکے نے انگور کے ایک گچھے پر ہاتھ ڈالا اور چاہا
کھائے۔ اس پر قریب کھڑی ہوئی عورت جو اس کی ماں تھی خفا ہوئی اور لڑکے
چپت مارے قباد کو اس عورت کی یہ حرکت اور بخیلی پسند نہ آئی اپنے گھوڑے
اس عورت کے قریب گیا۔ پوچھا خاتون یہ انگور کس کے ہیں۔ اس استفسار پر اس
کہا انگور ہمارے ہیں اس پر قباد نے سوال کیا اگر یہ انگور تمہارے ہیں تو انگور
بچے کے ہاتھ سے کیوں چھینا یہ تیرا کیا لگتا ہے اور اسے تو نے کیوں مارا۔
جواب دیتے ہوئے کہنے لگی۔

یہ انگوروں کا باغ بھی ہمارا ہے اور یہ بچہ ہمارا بیٹا ہے۔ پر ہمیں اپنی فصل
اختیار نہیں۔ اس فصل میں ہمارے بادشاہ کا بھی حصہ ہے جب تک کوئی سرکاری
آئے گا اور بادشاہ کا حصہ الگ نہ کرے گا ہم انگوروں کی اس فصل کو ہاتھ نہیں لگا

فصل کی بٹائی کا یہ طریقہ قباد کو ناگوار گزرا اور اپنے معبدان معبد سے کہا کہ کوئی ایسا
جائے کہ کاشتکار سرکاری لگان بھی ادا کر دیں اور فصل پر انہیں پورا اختیار بھی
معبدان معبد نے مشورہ دیا کہ زمین کی پیمائش کرا کر کھیتی، یا درختوں پر نقد لگان
جائے۔ قباد نے اپنی زندگی میں زمین کی پیمائش کا حکم دیدیا تھا لیکن اس کی تکمیل
نوشیرواں کے ہاتھوں مکمل ہوئی۔

کے زمانے کا سب سے عام اور خاص واقعہ مزدکیوں کی سرکوبی ہے۔ مزدک جس
مذہب کی ابتداء ڈالی وہ ایک شخص باماداد کا بیٹا تھا۔ مزدک کہاں کا رہنے والا تھا اس
اختلاف ہے۔ کچھ مورخین کہتے ہیں کہ وہ صوبہ خراسان کے شہر نسا کا رہنے والا
گروہ کہتا ہے کہ وہ استخر کا باشندہ تھا۔ ایک اور مورخین گروہ کہتا ہے کہ وہ تبریز کا
تھا۔ بہرحال اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ ایرانی النسل باشندہ تھا۔

نے جو نیا مذہب پیش کیا اس کے بیشتر عقائد مانی مذہب سے ملتے جلتے تھے بلکہ کہا
کہ مزدکی عقائد مانی عقائد کی اصلاح شدہ صورت ہے۔

بھی زرتشت اور مانی کی طرح نور و ظلمت دو قدیم جوہروں کا قائل ہے لیکن اس
کے متعلق یہ نظریہ پیش کیا کہ جس طرح نور کا فعل کسی ارادے پر مبنی نہیں اسی
کا فعل بھی کسی تدبیر کا نتیجہ نہیں۔ دونوں کا فعل اتفاقی ہے۔

دونوں کے باہم ملنے کی وجہ سے کائنات وجود میں آئی ہے اور مانی کے عقائد کے
کا یہ عقیدہ ہے کہ کائنات کا وجود میں آنا کسی منصوبے کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ
تھا۔ مزدک نے مانی کی نسبت نور کی ظلمت پر برتری کو زیادہ نمایاں کیا ہے۔
عقیدہ بھی تھا کہ نور اور ظلمت کا مل جانا محض اتفاق ہے۔ اسی طرح ان دونوں کا
اتفاق ہی ہو گا۔

مزید کہتا ہے بہرحال انسانوں کو جو تمام مخلوق میں افضل ہیں چاہئے کہ اس دنیا
عمل کر کے نور و ظلمت کے الگ الگ ہونے کا آرزومند رہیں۔ مزدک نے لوگوں
دوسرے سے ہمدردی کرنے کی تلقین کی اور نفرت اور مخالفت سے بچنے پر زور دیا۔
کا عام ترین عقیدہ یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے روئے زمین پر زندگی کے
کئے تاکہ سب یکساں طور پر اس سے متمتع ہوں اور کسی کو دوسرے کی نسبت
ملے لیکن لوگ دوسرے پر ظلم روا رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کی مخالفت پر
ہیں۔ طاقتور کمزوروں پر غلبہ پا کر اناج اور زر و مال کو اپنے لئے مخصوص کر لیتا
ضروری ہے کہ امراء سے دولت لیکر غرباء میں تقسیم کی جائے۔ مال و دولت کو اس

طرح مشترک بنانا چاہیے جس طرح پانی، آگ اور چراگاہیں ہیں۔ انسانی مخلوقات کے
مساوات کی بنیاد قائم کی ہے۔ اس کے نزدیک سب برابر ہیں نہ کسی کو اس کے حق سے
ملتا ہے اور نہ کم۔ ہر چیز سب کے لئے مشترک ہے۔ یہاں تک کہ ازواج اور بیویاں بھی

مزدک کی یہ تحریک شروع میں مذہبی تھی لیکن بعد میں اس نے سیاسی رنگ اختیار
لیا۔ مزدک نے شروع شروع میں قباد سے ملاقات کی اور اسے اپنا گرویدہ بنالیا چنانچہ اس
مزدک کے عقائد اختیار کر لئے اور تحریک کو نہ صرف تقویت حاصل ہو گئی بلکہ اس
سیاسی رنگ اختیار کرلیا۔

بادشاہ کی حمایت سے مزدکی لوگ دلیر ہو گئے۔ اشتراکیت کا پرچار چاروں طرف
لگا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہر جگہ کسانوں نے بغاوتیں برپا کیں۔ لوٹ مار کرنے والے
محلوں میں گھس جاتے تھے اور مال و اسباب لوٹ لیتے تھے۔ عورتوں کو پکڑ کر لے
اور جاگیروں پر قبضہ کر لیتے تھے۔ زمینیں رفتہ رفتہ غیر آباد ہونے لگیں۔ اس سے
سکتا ہے کہ ابتری کس حد تک مزدکیوں کی وجہ سے ایران میں پھیلی تھی۔

ایران کے شہنشاہ قباد نے شروع میں مزدکیوں کو اس لئے اپنی حمایت میں لیا
ایران کے سرکش امراء کے اقتدار کو ختم کرنا چاہتا تھا لیکن اب صورت حال یہ
دیکھی تو مزدکیوں سے بیزار ہو گیا۔ آخر جب مزدکیوں نے یہ کوشش کی کہ نوشیروان
بڑے بھائی کاؤس کو قباد کا جانشین مقرر کیا جائے جو مزدکیوں کا پرجوش حامی تھا
صبر لبریز ہو گیا اور اس نے مزدکیوں کے خلاف کارروائی کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا

قباد نے مزدکیوں کو نیچا دکھانے کے لئے ایک مذہبی کانفرنس منعقد کی۔ جس
کے سرکردہ رہنمائیوں کو اس نے مناظرے کی دعوت دی۔

قباد نے اس کانفرنس میں بڑی دلچسپی لی۔ نوشیروان اب چونکہ ولی عہد سلطنت
چکا تھا اس کے لئے مزدکیوں کا گروہ سب سے بڑے خطرے کا باعث تھا اس لئے اس
اس کانفرنس میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔ وہ چاہتا تھا کہ ہر صورت میں مزدکی
میں شکست کھائیں۔ مزدکی پیشواؤں سے زرتشتی علماء کا مذاکرہ ہوا۔

اس مذاکرے اور مناظرے میں مزدکیوں کو شکست ہوئی۔ شکست کا اعلان
ایرانی سپاہی مزدکیوں پر ٹوٹ پڑے اور ان کا قتل عام شروع کر دیا۔ مزدکی پیشوا
سب مارے گئے۔ ان میں خود مزدک بھی تھا۔ ان سب کی جائیدادیں ضبط کر لی
مزدکی خطرے کا خاتمہ ہو گیا۔ مزدکیت اگر باقی رہی بھی تو اس کی حیثیت خفیہ
کر رہ گئی تھی۔

کے شہنشاہ قباد نے اپنے زمانے میں ملک کی آبادی کی طرف توجہ دی۔ چند نئے
مورخین کے مطابق قباد نے شہر قاذرون آباد کیا جو بوشہر اور شیراز کے درمیان

علاوہ اہواز کی حدود میں اس نے شہر ایقان بسایا۔ اور خیلان کی حدود میں باد آباد
ایک نیا شہر اس نے بسایا۔ دریائے جیحوں کے کنارے بھی اس نے ایک شہر آباد
کے نام سے مشہور ہوا۔ کف کازیہ کا شہر گنجہ بھی اسی کا آباد کیا ہوا ہے۔ یہ
علاوہ اس نے پانی کی نہریں اور نالے بھی تعمیر کروائے۔ بہرحال ایران کا شہنشاہ
لئے بہترین خدمات انجام دینے کے بعد اپنی طبعی موت مرگیا۔

سے پہلے ایران کے شہنشاہ قباد نے اپنے بیٹے نوشیروان کے حق میں وصیت
کہ اس کے بعد ایران کا شہنشاہ نوشیروان ہو گا۔ یہ وصیت سربہ مہر کر کے
کے حوالے کر دی گئی تھی جس کا نام ماہبند تھا۔ اس وصیت کے تھوڑے ہی
نے وفات پائی۔

کاؤس اس وقت اس علاقے کے صدر مقام میں تھا۔ جہاں قباد نے اسے
تھا۔ اس نے جب باپ کی وفات کی خبر سنی تو اپنا حق حاصل کرنے کے لئے وہ
آن پہونچا اور ایران کے تاج و تخت کا دعویدار ہوا۔

میں جانشینی کا فیصلہ کرنے کے لئے امراء کی مجلس منعقد ہوئی۔ ماہبند بھی اس
تھا۔ لہٰذا اس مجلس میں ماہبند نے قباد کی لکھوائی ہوئی وصیت پیش کر دی۔
کاؤس سے جو مزدکیوں کا حامی تھا بددل تھے۔ انہیں یقین تھا کہ ملکی شورشوں کو
نوشیروان ہی موضوع حکمران ہو سکتا ہے۔

انہوں نے کاؤس کا دعویٰ مسترد کر کے قباد کی وصیت پر عمل کیا اور ملک کی
نوشیروان کے سپرد کر دی گئی۔ کاؤس نے بزور شمشیر اپنا حق حاصل کرنے کی کوشش
جنگ میں ناکامی ہوئی اور آخر اسی جنگ میں وہ تخت و تاج ہی کی ہوس میں مارا

ان کی تخت نشینی کے مسئلے پر بعض لوگوں کا یہ خیال بھی تھا کہ اس کا بڑا بھائی
سے اندھا ہی سہی پر اس کے بیٹے قباد کو تخت نشین کر دیا جائے اور جام کو اس
مقرر کر دیا جائے۔ اس سازش کو نوشیروان نے تخت نشیں ہوتے ہی سختی سے
چنانچہ اس شہنشاہ نے بھی جو تاریخ میں عادل کے نام سے مشہور ہوا اپنے بھائی
کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنے کے بعد تخت حاصل کیا۔ بہرحال قباد کے بعد اس کا

چھوٹا بیٹا نوشیروان ایران کا شہنشاہ بنا۔

○

یوناف اور کیرش میاں بیوی ایک روز اپنی قیام گاہ کے اس کمرے میں
کے وسط میں تنور تھا۔ جس میں آگ جلا کر اس کمرے کو گرم رکھا جا سکتا تھا۔
سردی اپنے عروج پر تھی۔ یوناف اور کیرش نے تنور میں آگ خوب بھڑکا رکھی
قریب ہی انہوں نے لکڑیوں کا ڈھیر لگا رکھا تھا جس میں سے وقفے وقفے
بیوی لکڑیاں اٹھا کر تنور میں ڈالتے رہتے تھے تاکہ آگ جلتی رہے اور کمرہ گرم رہے
اچانک یوناف نے ایک لمبی لکڑی اٹھائی اور چاہتا تھا کہ تنور کے اندر جلتی
انگیخت کرے کہ اچانک ہاتھ میں پکڑی ہوئی لکڑی اس نے کمرے کے فرش پر
لئے کہ عین اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا تھا۔ لمس ملتے ہی یوناف
بھی سمجھ گئی وہ بھی یوناف کے قریب ہو بیٹھی تھی۔ لمس دینے کے بعد ابلیکا
لگی۔

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی سنبھلو۔ میں ابھی ابھی نطیاس، سلیوک
گفتگو سن کر آ رہی ہوں۔ وہ تینوں تم دونوں میاں بیوی کی طرف آنے والے
یوناف نطیاس ایک انتہائی بوڑھی اور لاغر عورت کے بھیس میں تمہاری
دروازے پر دستک دے گا جبکہ سلیوک اور اوغار دونوں کو اس نے چھوٹے
میں اپنے ساتھ لگا رکھا ہو گا۔ نطیاس ایک انتہائی غریب اور بھیک مانگنے
روپ میں دروازے پر دستک دے گا۔ اندر آنے کے بعد وہ تینوں مل کر
بیوی کے خلاف کارروائی کریں گے۔ لہٰذا ان کے آنے سے پہلے ہی تم دونوں
اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ ابلیکا میں نے ان تینوں سے نپٹنے کے
ایک بندوبست کر رکھا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یوناف بڑی تیزی سے اٹھا ساتھ
میں گیا اور لوہے کی بڑی بڑی موٹی سلاخیں لے آیا۔ جن کے ایک طرف
موٹی لکڑی کے دستے لگے ہوئے تھے پھر لکڑی کے دستوں سے پکڑ کر لوہے
بھاری سلاخوں کو یوناف نے تنور کی جلتی اور بھڑکتی ہوئی آگ میں رکھ دیا تھا۔
مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ ابلیکا ان تینوں سے نپٹنے کے لئے میں نے یہ بندوبست کر رکھا ہے۔
آئیں گے اور ہمارے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی کوشش کریں گے میں اور

کی ان سلاخوں کو ان پر ایسا برسائیں گے کہ انہیں ہم پر حملہ آور ہونے کے خوب
اور سزا ملے گی اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ یوناف میں تمہارے اس انتظام سے مطمئن ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ ان
آمد سے پہلے تنور سے تھوڑا آگے اپنا سری عمل استعمال کرتے ہوئے حصار کھینچ دو تاکہ
اس حصار کو عبور کر کے تم پر حملہ آور نہ ہو سکیں اور تم جب چاہو لوہے کی ان
گرم سلاخوں کو استعمال کرنے کے لئے حصار کو عبور کر کے ان پر نزول کر سکو۔ اس پر
بولا اور کہنے لگا ہاں ابلیکا تمہاری یہ بھی تجویز درست ہے اور میں ابھی اس پر عمل کرتا
اس پر ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔

سنو یوناف پہلے میری پوری بات سنو۔ ابھی میں نے اپنی گفتگو تمام نہیں کی یہ پہلی
اطلاع ہے جو میں نے دی ہے۔ ابھی نطیاس، سلیوک اور اوغار اپنی کوہستانی آماجگاہ سے نکلے
ہیں۔ کچھ دیر تک وہ تمہاری طرف روانہ ہوں گے۔ اتنی دیر تک میں تمہارے لئے جو
دوسری خبر رکھتی ہوں سنانا چاہتی ہوں۔ اس پر یوناف نے کسی قدر حیرت اور تعجب سے ابلیکا
کو مخاطب کر کے پوچھا ابلیکا ہم دونوں میاں بیوی کے لئے دوسری خبر کیا ہے۔ جواب میں
ابلیکا کہہ رہی تھی۔

دوسری خبر یوں ہے کہ نطیاس، سلیوک اور اوغار سے نپٹنے کے بعد تم دونوں میاں
ارض شام کا رخ کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ ہوں گی۔ جہاں ہم نے جانا ہے وہاں تک
تمہاری رہنمائی کروں گی اس پر ابلیکا کو کریدتے ہوئے یوناف نے کسی قدر تجسس سے پوچھا
ارض شام میں بھی کوئی ایسی مہم اٹھ کھڑی ہوئی ہے جس میں ہماری شمولیت ضروری
اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ یوناف وہ معاملہ کچھ ایسا ہے کہ ارض شام میں ایک مقام پر آنے والے دن کے
دو جوانوں کے درمیان تیر اندازی کا مقابلہ ہے وہ تیر اندازی کا مقابلہ میں تم دونوں
میاں بیوی کو ضرور دکھانا چاہتی ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اس مقابلے کے آنے والے دور پر
دوررس اثرات نمودار ہوں گے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ ابلیکا اگر تمہاری خواہش
اور مرضی یہ ہے کہ ہم دونوں میاں بیوی تیر اندازی کا وہ مقابلہ دیکھیں تو ہم ہرگز انکار نہیں
کریں گے۔ نطیاس، سلیوک اور اوغار سے نپٹنے کے بعد جب تم چاہو گی ہم تمہارے ساتھ
ارض شام کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ اس پر ابلیکا خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی
تم دونوں میاں بیوی خاموشی سے نطیاس، سلیوک اور اوغار کی آمد کا انتظار کرو۔ میں
پاس رہوں گی سارے حالات پر نگاہ رکھوں گی اور جب میں نے محسوس کیا کہ میری مداخلت

ضروری ہو گی ہے تو پھر تم دیکھنا میں ان تینوں کے خلاف تمہاری حمایت میں کس طرح
حرکت میں آتی ہوں۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی یوناف کی گردن سے
علیحدہ ہو گئی تھی۔

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی پہلے کی طرح تنور کے پاس بیٹھ کر اپنے آپ کو گرم
رکھنے کے ساتھ باہم گفتگو کرتے ہوئے وقت گزارنے لگے تھے۔ رات جو کافی گہری ہو چکی
تھی آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی گزرتی جا رہی تھی۔ چاروں طرف خاموشی اور سناٹے کا راج تھا
گویا ہر چیز خواب کی گہری اور لطف اندوز آغوش میں اپنے اطراف و اکناف سے بے خبر ہو
چکی ہو۔ ایک بار آگے جھک کر یوناف اور کیرش نے دیکھا انہوں نے لوہے کی ان سلاخوں کا
جائزہ لینے کے بعد یوناف کیرش کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اسی لمحہ دروازے پر
زور دار دستک ہوئی۔

اس دستک پر یوناف اور کیرش نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر یوناف
اٹھا۔ اپنا خنجر اس نے نکالا اس پر اس نے اپنا سری عمل کیا اور تنور کے سامنے اس نے ایک
حصار کھینچ دیا تھا تاکہ اس حصار کو عبور کر کے نطیاس، سلیوک اور اوغار ان دونوں میاں
بیوی پر اچانک حملہ آور ہو کر فوائد حاصل نہ کر سکیں۔ اس کے بعد یوناف نے کیرش کی
طرف دیکھا اور بڑی رازداری اور سرگوشی میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ کیرش تم یہیں بیٹھو میں دروازہ کھولتا ہوں۔ اس پر کیرش اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی
ہوئی اور کہنے لگی نہیں میں آپ کو اکیلے نہیں جانے دوں گی ہو سکتا ہے اندر داخل ہوتے
ہی وہ تینوں آپ کے خلاف حرکت میں آ جائیں اس لئے میں آپ کو اکیلا نہیں جانے دوں
گی۔ لہٰذا میں آپ کے ساتھ ضرور جاؤں گی۔ یوناف نے کیرش کی اس بات کو تسلیم کیا
اور دونوں میاں بیوی کمرے سے نکل کر دروازے کی طرف بڑھے تھے۔

دروازے کے قریب جا کر یوناف کسی قدر بلند آواز میں بولا اور پوچھنے لگا کون ہے باہر
سے کسی کی کپکپاتی ہوئی دکھ آمیز اور لاچار سی آواز سنائی دی۔ دیکھ بیٹا میں دکھ کی ماری ایک
بڑھیا ہوں۔ دن بھر بھیک مانگ کر اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتی ہوں۔ آج نواحی بستیوں
میں بھیک مانگتے ہوئے دیر ہو گئی رات کافی بیت چکی ہے ادھر سے گزر رہی تھی سوچا کیوں نہ
رات یہیں قبرستان کی اس عمارت میں بسر کر لی جائے۔ میں نے تم دونوں میاں بیوی کی
سخاوت اور رحمدلی کے بڑے قصے سن رکھے ہیں۔ میں امید رکھتی ہوں کہ تم مجھے اور میرے
معصوم بچوں کو رات یہاں بسر کرنے کی اجازت دیدو گے۔ اس پر یوناف پھر بولا اور کہنے
لگا۔

دیکھ خاتون تیرے ساتھ کون کون ہے اس پر باہر سے پھر آواز آئی میرے ساتھ میری
بیٹی اور میرا بیٹا ہے۔ دونوں ابھی معصوم اور نابالغ ہیں اور بھیک مانگنے کے کام میں دونوں ہی
میری مدد کرتے ہیں۔ اس سے آگے یوناف نے کچھ نہ پوچھا ہاتھ آگے بڑھا کر اس نے
دروازہ کھول دیا تھا۔

جونہی دروازہ کھلا ایک انتہائی لاغر اور بوڑھی خاتون اندر داخل ہوئی اس کے ساتھ دو
چھوٹے بچے تھے۔ ایک کا بازو اس نے اپنے دائیں ہاتھ میں دوسرے کا اس نے بائیں ہاتھ
میں بازو رکھا تھا۔ دائیں ہاتھ والا لڑکا۔ بائیں ہاتھ والی لڑکی تھی۔ جونہی وہ بوڑھی خاتون اندر
داخل ہوئی یوناف نے دروازے کو پھر زنجیر لگا دی۔ پھر وہ اس بوڑھی خاتون کو مخاطب کر کے
کہنے لگا دیکھ خاتون تو میرے ساتھ آ۔ تو چونکہ بھیک مانگنے والی لاچار اور بے بس عورت ہے
لہٰذا ہم دونوں میاں بیوی رات بسر کرنے کے لئے تجھے ضرور پناہ دیں گے۔ اس کے ساتھ
ہی کیرش اور یوناف دونوں میاں بیوی آگے آگے اس کمرے کی طرف چلدیئے جس سے اٹھ
کر وہ گئے تھے۔ وہ بوڑھی خاتون اور دونوں بچے بھی پیچھے پیچھے اس کمرے کی طرف بڑھے
تھے۔

کمرے کے دروازے کے قریب جا کر یوناف نے کیرش کو مخصوص اشارہ کیا جس کے
جواب میں پہلے کیرش اس کمرے میں داخل ہوئی۔ یوناف رک گیا اس کے بعد اس نے
بوڑھی خاتون کو اس کمرے میں داخل ہونے کا اشارہ کیا۔ وہ بوڑھی خاتون دونوں بچوں کو لیکر
بلا محابہ اس کمرے میں داخل ہو گئی آخر میں یوناف اس کمرے میں داخل ہوا اور جس جگہ
سے وہ خود اور کیرش حصار کو پار کر کے گئے تھے وہاں اپنے خنجر سے یوناف نے حصار کو پھر
درست کر دیا تھا۔ اس کے بعد یوناف پہلے کی طرح کیرش کے پہلو میں بیٹھ گیا تھا۔

تنور کی جلتی آگ کی روشنی میں یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نے دیکھا بوڑھی
خاتون کی آنکھیں استبداد اور مردم آزاری، تشدد اور تباہ کاری، تاریکیوں کے بے انت
ہالوں، اندھی رتوں کی خونخواری کے سوا کچھ دکھائی نہ دیا۔ تھوڑی دیر تک یوناف اور
کیرش دونوں میاں بیوی اس بوڑھی خاتون اور دونوں بچوں کا جائزہ لیتے رہے پھر یوناف بولا
اور ویرانیاں پھیلاتے بگولوں اور آزار و گزند دیتے طوفانوں اور گرجتی دھاڑتی آندھیوں کی سی
آواز میں وہ اس بڑھیا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ بڑھیا تو مجھے اور میری بیوی کو دھوکہ نہیں دے سکتی۔ تو لاکھ بھیس بدلے اپنا آپ
چھپائے لیکن میں تو تیری آنکھوں میں جھانک کر تیرے دل میں اٹھنے والے سارے ارادوں
اور بدگمانیوں کو بھی جانچ اور بھانپ سکتا ہوں۔ کیا میری طرف سے تیرے لئے یہ انکشاف نیا

اور حیران کن نہ ہو گا بڑھیا خاتون تو حقیقت میں نطباس ہے اور تیرے ساتھ یہ دو ...
ہیں یہ حقیقت میں سلیوک اور اوغار ہیں اور تم تینوں نے یہ روپ دھارا ہے۔ ...
روپ میں تم تینوں ہم دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہو اور ہمیں نقصان پہونچاؤ۔ یوناف کی
اس گفتگو سے وہ تینوں حرکت میں آئے پھر وہ بڑھیا اور دونوں بچوں کا روپ چھوڑ کر اپنے
اصل روپ نطباس، سلیوک اور اوغار کے روپ میں یوناف اور کیرش کے سامنے نمودار
ہوئے تھے۔ یوناف اور کیرش نے اندازہ لگایا اس سے ان تینوں کی حالت ستم کی آگ
ایندھن، درد کی خونی چڑیلوں اور دھول لہو کے گرد و غار جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کے بعد
نطباس بولا اور حشر برپا کرتی طغیانیوں، دھواں دھواں غبار میں تلملاتی مضطرب لہروں
وحشت کے ہیولوں میں چنگھارتے ناچتے شعلوں کی طرح یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
دیکھ نیکی کے نمائندے تو نے ابھی تک نہ ہمیں سمجھا ہے اور نہ جانچا اور بھالا ہے
تو وہ قوتیں ہیں جو جیون کو دھواں دھواں تاریکی میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ ہم وہ طاقتیں ہیں
جو لوگوں میں طوفان اٹھانے کے انداز پیدا کر دیتے ہیں۔ ہم اپنے دشمنوں کے لئے ...
تہہ خانوں میں موت کی گاڑھی خونی کہر اور درد و الم کی آگ بن کر نمودار ہو جانے والے
ہیں۔ اس پر یوناف بولا اور نطباس ہی کے انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔
دیکھ نطباس تیری اور سلیوک اور اوغار تینوں کی ایسی تیسی۔ جو کچھ تم نے کہا میں اسے
بکواس اور بے ہودہ پن سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ دیکھ میں تو وہ نیکی کا نمائندہ ہوں جو بدی
کے مقابلے میں سیل آتش د آہنگ اور آگ کی لپٹوں کا گورکھ دھند بن کر نمودار ہوتا
ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ تیرے جیسی شیطانی آدرشوں کے سیاہ ہیولوں سے کیسے نپٹا جاتا ہے
اس پر نطباس پھر بولا اور کہنے لگا دیکھ نیکی کے نمائندے اتنا مت اترا۔ اتنا مت بن۔ یاد
رکھ آج کی رات تیری اور تیری بیوی دونوں کی زندگی کی آخری رات ہو گی اور تمہاری
زیست کی اس رات کے مقدر میں سحر نہیں ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ نطباس
تو بکتا ہے۔ تو جانتا ہے کہ ایک بار سلیوک اور اوغار بھی روپ بدل کر اسی کمرے میں آئے
تھے جو میں نے ان کا حشر کیا تھا اس حشر سے بھی بدترین حشر میں تم تینوں کا کروں گا۔ اس
کے ساتھ یوناف اور کیرش نے عجیب سے انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا ان کے
اس طرح دیکھنے سے نطباس، سلیوک اور اوغار بھی شاید سمجھ گئے تھے کہ وہ ان کے خلاف
کوئی کارروائی کرنا چاہتے ہیں لہٰذا وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ وہ آگے بڑھ کر یوناف اور
کیرش پر حملہ آور ہوں لیکن جونہی وہ یوناف کے کھینچے ہوئے حصار کے قریب گئے انہیں
اچانک رک جانا پڑا۔ اس صورتحال پر نطباس، سلیوک اور اوغار ٹھٹھک کر رہ گئے تھے۔ ...

... پر نطباس نے اپنے منہ سے حیرت انگیز آگ نکالی وہ آگ اس نے اس حصار
... یوناف نے کھینچا تھا شاید ایسا کر کے اس نے یوناف کے کھینچے ہوئے حصار کی قوت
... کرنا تھا۔
نطباس کا ایسا کرنا تھا کہ یوناف اور کیرش برق کے کوندوں کی طرح اپنی جگہ سے اٹھ
... تین سلاخیں جو انہوں نے آگ میں رکھی ہوئی تھیں وہ آگ کی طرح سرخ
... تھیں ان کے پیچھے لکڑی کے موٹے دستے تھے انہیں سے ایک کیرش نے کھینچ لی
... یوناف نے سنبھال لیں اپنی لوہے کی دونوں گرم سلاخوں سے یوناف نطباس اور
... حملہ آور ہوا جبکہ لوہے کی گرم اور سرخ سرخ سلاخ سے کیرش نے اوغار پر حملہ
... دونوں میاں بیوی نے لگاتار دنادن لوہے کی گرم سرخ سلاخیں ان تینوں کی پیٹھوں
... پر برسانا شروع کر دی تھیں۔
... اور کیرش کے اس عمل اور کارروائی سے نطباس، سلیوک اور اوغار بری طرح
... آہیں اور سسکیاں لینے لگے تھے۔ یہاں تک کہ وہ یوناف اور کیرش کے سامنے
... لگے۔ یوناف اور کیرش دونوں نے اپنی پوری شدت اور غضبناکی سے ان کا تعاقب
... تیزی کے ساتھ وہ ان کی پیٹھوں پر لوہے کی گرم سرخ سلاخیں برساتے رہے
... کہ باہر صحن میں جا کر نطباس، سلیوک اور اوغار اپنی سری قوتوں کو حرکت میں
... دھوئیں کی صورت میں وہ فضا میں اٹھتے ہوئے یوناف اور کیرش کی نظروں سے
... گئے تھے۔ یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی تھوڑی دیر تک صحن میں کھڑے ہو کر
... رہے پھر وہ واپس اس کمرے میں چلے گئے تھے جس سے اٹھ کر وہ باہر نکلے

نطباس، سلیوک اور اوغار قبرستان سے باہر انسانی روپ میں نمودار ہوئے اس کے بعد
... بولا اور بڑی حیرت اور جستجو میں وہ نطباس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ آقا ان دونوں
... کی ہمیں سمجھ نہیں آئی۔ آپ ایک بوڑھی خاتون کا روپ دھار کر مجھے اور اوغار
... حالت میں لیکر ان کی قیام گاہ میں داخل ہوئے تھے۔ پھر مجھے حیرت اور تعجب ہے کہ
... کو کیسے خبر ہو گئی کہ آپ نطباس ہیں اور میں سلیوک اور دوسری اوغار ہے۔ سمجھ
... آئی۔ یا تو اس کے پاس کوئی قوت ہے جو ہماری آمد سے پہلے ہی اسے مطلع کر دیتی ہے
... ہم اس پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں اگر یہ نہ ہو تو کیسے اسے ہماری آمد اور جان پہچان کا
... جاتا ہے۔ اس پر نطباس بولا اور کہنے لگا۔
دیکھ سلیوک تمہارا اندازہ درست ہے اس کے قبضے میں ضرور کوئی قوت ہے جو اسے

ہماری آمد اور روانگی کی اطلاع پہلے سے کر دیتی ہے لیکن تم جانتے ہو میں ہار نہ والا- اب میں اس پر حملہ آور ہونے کا وہ طریقہ آزماؤں گا کہ اسے اور اس کے کوئی قوت ہے اسے خبر تک نہ ہو گی کہ میں اس پر حملہ آور ہونا چاہتا ہوں اب مسکن کی طرف چلتے ہیں- اس کے بعد وہ تینوں اپنے کوہستانی محل کی طرف چلے

یوناف اور کیرش اپنے کمرے میں آ کر بیٹھے ہی تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی لمس دیا- پھر وہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی- دیکھ یوناف میں خوش ہوں میاں بیوی نے مل کر نطباس' سلیوک اور اوغار کو مار بھگایا ہے اب تم دونوں خوب چین اور سکون سے صبح تک آرام کرو- نطباس' سلیوک اور اوغار اپنی کو کی طرف جا چکے ہیں اور دوبارہ حملہ آور ہونے کی کوشش نہیں کریں گے- میں ہوں صبح پھر آؤں گی- اس لئے کہ صبح ہی صبح ہم یہاں سے ارض شام کی طرف گے- اس کے ساتھ ہی ابلیکا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی جبکہ یوناف دونوں میاں بیوی آرام کرنے لگے تھے-

○

دوسرے روز سورج طلوع ہونے کے تھوڑی دیر بعد یوناف اور کیرش دونوں ابلیکا کی رہنمائی میں ارض شام کی طرف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہو گئے تھے- ارض شام میں وہ عربوں کے قبیلہ قضاعہ کی بستی کے باہر نمودار ہوئے میدان میں بہت سے لوگ ایک گول دائرے کی صورت میں جمع تھے- یوناف اور ان لوگوں کے درمیان نمودار ہوئے- انہوں نے دیکھا جہاں لوگ ایک ہالے کی شکل تھے ان کے درمیان مقابلے کے لئے یوناف اور کیرش کے دیکھتے ہی دیکھتے دو جوان درمیان میں جو جگہ خالی تھی وہاں سوکھی کھجور کا ایک قدرے پتلا تنا گاڑ دیا گیا تھا شاید تیر اندازی کا مقابلہ تھا- دو جوان جنہوں نے اس مقابلے میں حصہ لینا تھا وہ مقرر فاصلے پر آ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنے کندھوں پر کمانیں ڈال رکھی تھیں اور ان پر تیروں بھرے ترکش تھے-

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی ان جوانوں کا جائزہ لے رہے تھے کہ اس ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا- اس کے بعد ابلیکا کی رس گھولتی اور مٹھاس آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی- کیرش بھی متوجہ ہو کر ابلیکا کی یہ گفتگو سننے کی کرنے لگی تھی- ابلیکا کہہ رہی تھی-

دیکھ یوناف یہ دو نوجوان جو مقابلے کے لئے نکلے ہیں ان کا تعلق عربوں کے قبیلے قضاعہ سے ہے ایک کا نام رقیع ہے اور دوسرے کا نام قصی ہے- اس کا اصل نام قصی نہیں بلکہ اس کا اصل نام زید ہے لیکن یہ چونکہ اپنے وطن سے دور دراز کی سرزمینوں میں آ گیا ہے اس دوری کی نسبت سے لوگ اسے قصی کہنے لگے اور اب یہ زید کی نسبت قصی کے زیادہ مشہور ہے- اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا-

دیکھ ابلیکا تم کہہ رہی ہو کہ دونوں نوجوانوں کا تعلق بنی قضاعہ سے ہے- پھر تم یہ بھی کہتی ہو کہ ایک نوجوان جس کا نام زید ہے اپنی اصل سرزمینوں سے دور ہے لہٰذا اسے قصی پکارا جاتا ہے اس پر ابلیکا کھلکھلاتے ہوئے کہنے لگی ہاں تم بھی اپنی جگہ ٹھیک ہو پر میں نے کہا ہے وہ بھی درست ہے- اس پر یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا اگر ہم اپنی جگہ درست ہیں تو تفصیل سے بتاؤ کہ تم اپنی جگہ کیسے درست ہو- اس پر ابلیکا اور کہنے لگی-

دیکھ یوناف مکہ کے قریش خاندان سے ایک شخص تھا نام جس کا کلاب بن مرہ تھا- اس کلاب بن مرہ کی بیوی کا نام فاطمہ بنت سعد تھا اور یہ بنو کنعانہ سے تھی- فاطمہ بنت سعد کے بطن سے کلاب بن مرہ کے دو بیٹے پیدا ہوئے- ایک زہرہ بن کلاب اور دوسرا زید بن کلاب کہتے ہیں کلاب بن مرہ جوانی ہی میں فوت ہو گیا اپنے شوہر کے مرنے کے بعد اس کی فاطمہ بنت سعد نے ایک شخص ربیعہ بن حرام سے شادی کر لی- اس ربیعہ بن حرام کا چونکہ شام میں رہنے والے بنو قضاعہ سے تھا لہٰذا نکاح کے بعد ربیعہ بن حرام اپنی بیوی فاطمہ بنت سعد کو مکہ سے ارض شام لے آیا- فاطمہ بنت سعد کا بڑا بیٹا زہرہ بن کلاب تو بڑا تھا لہٰذا جب اس کی ماں فاطمہ بنت سعد نے دوسرا نکاح کیا تو مکہ ہی میں اپنی قوم میں رہ گیا مگر دوسرا بیٹا جس کا نام زید تھا اسے اب قصی کہہ کر پکارا جاتا ہے وہ چونکہ شیر خوار تھا اس لئے اپنی والدہ فاطمہ بنت سعد کے ساتھ مکہ سے ارض شام کی طرف چلا یہیں وہ زید جوان ہوا اور قصی کہلایا- یہی قصی اس وقت مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں اترا ہے-

دیکھ یوناف یہ زید جسے قصی کہہ کر پکارا جاتا ہے اس کا باپ کلاب بن مرہ بنو قریش سے تھا لہٰذا قصی یعنی زید کا اصل وطن تو مکہ ہی ہے- مکہ میں اسے زید ہی کے نام سے پکارا جاتا تھا لیکن جب یہ اپنی ماں فاطمہ بنت سعد کے ساتھ مکہ سے ارض شام کی طرف چلا آیا تو اپنے اصل وطن سے دوری کی بنا پر اسے زید سے قصی کہہ کر پکارا جانے لگا-

ابلیکا شاید مزید کچھ کہتی کہ وہ خاموش ہو گئی- اس لئے کہ مقابلے کی ابتدا ہونے لگی

تھی۔ لہٰذا ابلیکا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی یوناف کی گردن سے علیحدہ ہو گئی تھی۔ مقابلے
مقابلے میں حصہ لینے والے دونوں نوجوانوں کو اس لکیر پر کھڑا کر دیا گیا تھا کہ وہاں سے
کر کھجور کے تنے کو اپنا ہدف بنائیں۔ دونوں جوانوں کو پانچ پانچ تیر دیئے گئے تھے جو
نے کھجور کے تنے پر پیوست کرنے تھے۔ دونوں جوان حرکت میں آئے۔ زید جسے قصی
کر پکارا جاتا تھا اس کے پانچوں تیر کھجور کے تنے میں پیوست ہوئے اس کے مقابلے میں
لینے والا دوسرا جوان جس کا نام رقیع تھا اس کے تیر کھجور کے تنے میں پیوست نہ ہو
تھے۔

قصی جب مقابلہ جیت گیا تو دوسرا جوان رقیع بڑا غضبناک ہوا۔ پہلے مقابلے میں
لینے والے دونوں جوانوں میں گفتگو ہوئی نزع بڑھا اور ایک دوسرے کو گفتنی ناگفتنی
کہنی شروع ہوئیں۔ معاملہ یہاں تک بڑھا کہ دونوں نوجوانوں میں آپس میں ہاتھا پائی
لگی تھی۔ مگر مقابلے کے انتظام کرنے والے لوگ بیچ میں آئے اس طرح بیچ بچاؤ
اس موقع پر ہارنے والا نوجوان جس کا نام رقیع تھا اس نے طعنہ دینے کے انداز میں
قصی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تو ہمارے خاندان سے تو ہے نہیں۔ اگر اتنا ہی اچھا
بہادر اتنا ہی دلیر اور جرات مند ہے تو اپنے خاندان میں کیوں نہیں چلا جاتا۔

مقابلہ ہارنے والے جوان رقیع کے یہ الفاظ زید یعنی قصی کے دل پر تیر بن کر
تھے۔ اس جوان کے طعنہ دینے پر شک ہو گیا تھا کہ شاید اس کا تعلق بنو قضاعہ سے
ہے۔ لہٰذا وہ میدان سے نکل کر بستی کی طرف بھاگا۔ اس موقعہ پر ابلیکا نے یوناف کی
پر لمس دیا کہنے لگی۔ دیکھ یوناف یہ زید یعنی قصی اپنے گھر کی طرف بھاگا ہے شاید
سے اپنی اصلیت کریدنے کی کوشش کرے گا۔ لہٰذا اس گفتگو سے لطف اندوز ہوتے
تم میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ۔ قصی کا تعاقب کرتے ہیں پھر دیکھتے
اپنی ماں سے کیا گفتگو کرتا ہے۔ ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور کیرش دونوں میاں
سری قوتوں کو حرکت میں لائے انسانی اور حیوانی آنکھوں سے اوجھل ہوتے ہوئے
کے تعاقب میں لگ گئے تھے۔

قصی بھاگتا ہوا گھر میں داخل ہوا۔ اس وقت اس کا سوتیلا باپ ربیعہ بن حرام گھر
نہیں تھا لیکن اس کی ماں فاطمہ بنت سعد اپنے بیٹے رزاح بن ربیعہ کو اپنے ساتھ
باتیں کر رہی تھی۔ رزاح قصی کا ماں سے سگا اور باپ سے سوتیلا بھائی تھا۔ غصے کی
میں قصی بھاگتا ہوا اپنی ماں فاطمہ بنت سعد کے پاس آیا اس کی حالت دیکھتے ہوئے فاطمہ
سعد گھبراہٹ اور فکر مندی میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ربیعہ سے فاطمہ

کھڑا ہو گیا تھا۔ قصی قریب آیا یوناف اور کیرش بھی انسانی نگاہوں سے اوجھل
منظر کا نظارہ کر رہے تھے۔ قریب آ کر قصی نے اپنی ماں فاطمہ بنت سعد کو
اور پوچھا۔

میرا باپ کون ہے۔ قصی کے اس غیر متوقع اور اچانک سوال پر ربیعہ گھبراہٹ کا
تھی وہ انتہائی پریشانی کے انداز میں اپنے بیٹے قصی کی طرف دیکھتی رہی ایک نگاہ
بیٹے رزاح پر بھی ڈالی جو قصی کے سوال پر کبھی اپنے بھائی قصی کی طرف دیکھتا
بنت سعد کی طرف دیکھتا رہ گیا تھا۔ حالات کا جائزہ لیتے ہوئے فاطمہ بنت سعد
کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

میرے بیٹے تیرے باپ کا نام ربیعہ ہے تم کیوں اس قسم کے فضول اور غیر
تے ہو۔ اس پر قصی پھر بولا اور کسی قدر غصے کی حالت میں کہنے لگا۔

میرا اور میرے بھائی رزاح کا باپ ربیعہ بن حرام ہی ہے تو لوگوں نے مجھے طعنہ
اس پر فاطمہ بنت سعد نے بڑی اذیت اور تکلیف دہ انداز میں اپنے بیٹے کو
ہوئے پوچھا کس نے تمہیں کیسا طعنہ دیا ہے۔ اس پر قصی بولا اور کہنے لگا دیکھ
آج رقیع کے ساتھ میرا تیر اندازی کا مقابلہ تھا۔ تو جانتی ہے کہ رقیع اپنے
اور شجاع خیال کرتا ہے۔ دیکھ ماں تیر اندازی کے اس مقابلے میں میں نے
دی ہے۔ اس سے شکست کے بعد رقیع آپے سے باہر ہو گیا۔ میرا اس کا
تھا کہ کچھ لوگ بیچ میں پڑ کے ہم دونوں کو پیچھے ہٹا دیا۔ دیکھ ماں اس موقع پر
ہارنے والے رقیع نے مجھے طعنہ دیا۔ اس نے مجھے کہا کہ تو ہمارے خاندان سے
اگر اتنا اچھا اتنا بہادر اور دلیر ہے تو پھر تو اپنے خاندان میں کیوں نہیں چلا جاتا۔
اپنے مرنے والے باپ کی قسم سچ بتانا کیا میں ربیعہ بن حرام کا بیٹا ہوں کیا میرا
اس پر فاطمہ بنت سعد کے چہرے پر اداسیاں اور پریشانیاں ہی بکھر گئی تھیں۔
کچھ سوچتی رہی۔ پھر بیٹے کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

بیٹے کاش تو نے یہ سوال نہ کیا ہوتا۔ کاش تمہیں حسن جوار کا خیال ہوتا۔
باپ کا ہی لحاظ رکھتا۔ میرے بیٹے اگر تو مجھ سے سچ ہی سننا چاہتا ہے تو قسم کعبہ
اپنی ذاتی حیثیت اپنے والد کی حیثیت' خاندان کی حیثیت سے اس خاندان سے
ہے۔ جس میں تو ان دنوں رہ رہا ہے۔ دیکھ میرے بیٹے اب میں تم سے
باں گی۔ یہ میری دوسری شادی ہے۔ میری پہلی شادی مکہ کے ایک محترم'
کلاب بن مرہ سے ہوئی۔ اس سے میرے دو بیٹے ہوئے ایک زہرہ جو تیرا

بڑا بھائی ہے ایک تو۔ دیکھ ۔ میرے بچے تیرا بڑا بھائی زہرہ ان دنوں مکہ ہی میں
وقت میں نے دوسری شادی کی تو شیر خوار بچہ تھا۔ زہرہ تو مکہ ہی میں رہا میں تجھے
ان سرزمینوں میں لے آئی۔ دیکھ میرے بچے تیرا گھرانہ اس گھرانے سے بہت
معزز ہے جس میں تو رہ رہا ہے اور یہ بات میرا موجودہ شوہر ربیعہ بن حرام بھی
ہے۔ دیکھ زید میرے بچے تیرے باپ کا نام کلاب بن مرہ ہے تیری قوم مکہ مکرمہ
اللہ کے پاس آباد ہے۔

اپنی ماں کے ان الفاظ سے قصی فیصلہ کن انداز میں بولا اور کہنے لگا دیکھ م
باپ ربیعہ بن حرام نہیں بلکہ کلاب بن مرہ ہے اگر میری قوم میرا قبیلہ قضاعہ نہیں
قوم مکہ مکرمہ میں بیت اللہ کے پاس آباد ہے تو سن میری ماں قسم کعبہ کے
یہاں ہرگز نہ رہوں گا۔ میں اپنی قوم اپنے بھائی زہرہ کے پاس مکہ چلا جاؤں گا اور
گا۔ مکہ ہی کی بستی اور سرزمین اور شہر کو اپنی مستقل رہائش بنا کر رہوں گا۔
بنت سعد فکر مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔ دیکھ میرے بیٹے تو اکیلا تن
سے کیسے مکہ جائے گا۔ اس پر قصی بولا دیکھ ماں اب تو جو چاہے کر لے میں
مکہ جاؤں گا۔ اپنے بھائی زہرہ کے پاس مستقل رہوں گا۔ ماں نے دیکھا کہ قصی
میں ارض شام سے مکہ جانے پر مصر ہے تب وہ نرم ہو کر بولی اور کہنے لگی۔

قصی سن میرے بچے اگر تو شام کی سرزمین سے نکل کر مکہ جانے پر
میری بات مان۔ چند ہفتوں تک حج کا مہینہ آنے والا ہے۔ حج کرنے کے لئے
عربوں کے بہت سے قافلے مکہ کی طرف جاتے ہیں۔ دیکھ میرے بیٹے تو چند
حج کے لئے کسی قافلے کے ساتھ مکہ چلے جانا۔ میں تیرے ساتھ وعدہ کرتی
نہیں روکوں گی ماں کے یہ الفاظ سن کر فرمانبرداری اور تابعداری میں قصی نے
لی پھر وہ میٹھی نگاہوں سے اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ ماں میں
گا نہیں۔ میں حج کے موسم کا انتظار کروں گا اور جب یہاں سے حاجی مکہ کی
گے تو میں بھی حاجیوں کے کسی قافلے کے ساتھ مکہ روانہ ہو جاؤں گا اور
ساتھ جا رہوں گا۔ اس طرح قصی وہاں سے ہٹ گیا تھا۔ قصی کے ہٹنے کے
سعد کا بیٹا رزاح جو دوسرے شوہر ربیعہ بن حرام سے تھا کچھ دیر تک خاموش
فاطمہ بنت سعد کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ میری ماں تو نے یہ بات مجھ
کیوں چھپائے رکھی کہ قصی میرا سگا بھائی نہیں ہے اور یہ کہ اس کے باپ
مرہ ہے۔ دیکھ ماں چاہے وہ میرے باپ ربیعہ بن حرام کا بیٹا ہو یا کلاب

کا بھائی خیال کرتا ہوں۔ اب اس سے دوری اس سے جدائی میں کیسے برداشت
میری ماں جب حج کا موسم آئے گا تو میں اس کے ساتھ جاؤں گا اور جب حج
لوٹے گا تو میں اس کی منت سماجت کر کے اور سمجھا بجھا کر اپنے ساتھ
آؤں گا۔ وہ میرا بھائی ہے میرا بازو ہے۔ میں چاہتا ہوں وہ یہیں ہمارے پاس
دوسرے بیٹے رزاح بن ربیعہ کی یہ گفتگو سن کر فاطمہ بنت سعد کا دل بھر
پرنم ہو گئیں۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ رزاح بن ربیعہ کے سر پر رکھا۔ پھر
آواز میں بولی اور کہنے لگی۔

ہے میرے بچے۔ میں تمہیں اجازت دیتی ہوں کہ جب حج کا مہینہ آئے
کسی حج کے قافلے کے ساتھ روانہ ہو تو تو بھی اس کے ساتھ جانا۔ پھر جب
واپس آئے تو تو بھی کسی طریقے سے اپنے بھائی قصی کو اپنے ساتھ لے آنا۔
سن کر رزاح خوش ہو گیا تھا اور پھر اس سمت چلا گیا تھا جس طرف قصی
رزاح دونوں بھائی جب اپنی ماں کے پاس سے ہٹ گئے تو یوناف اور کیرش
ربیعہ بن حرام کے مکان کے باہر وہ نمودار ہوئے۔ پھر کیرش بولی اور
کر کے کہنے لگی۔ یوناف میرے حبیب اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ میں چاہتی
میں رہائش کر لیں اور دیکھیں یہ قصی بن کلاب جب ان سرزمینوں
اس پر کیا گزرتی ہے۔ جواب میں یوناف کچھ کہنا چاہتا ہی تھا کہ اسی لمحہ
گردن پر لمس دیا پھر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

کیرش ٹھیک کہتی ہے میں بھی اس تجویز سے اتفاق کرتی ہوں۔ میں چاہتی
ہوں کہ کچھ عرصہ یہیں کسی سرائے میں قیام کر لو اور جب قصی بن کلاب
مکہ کی طرف روانہ ہو تو تم بھی مکہ کی طرف روانہ ہو جانا اور پھر حالات کا
قصی مکہ جا کر اپنی زندگی کا کیا رخ اختیار کرتا ہے۔ اس پر یوناف بولا اور

اگر تمہاری اور کیرش کی یہی مرضی ہے تو نطماس کے محل میں رہنے والی
بلیوک اور اوغار کا کیا بنے گا۔ کیا ہمیں ان کے خلاف حرکت میں نہیں
ابلیکا بولی اور کہنے لگی ان کے خلاف بعد میں بھی حرکت میں آیا جا سکتا
الحال وہ بنی نوع انسان کے لئے نقصان دہ تو نہیں ہیں۔ صرف شرک کا
ختم کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں۔ فی الحال لوگ انہیں بکرا مہیا کرتے
اپنی پرانی ڈگر پر چل رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ایک نہ ایک روز

ہم انہیں ضرور اپنے سامنے زیر اور مغلوب کریں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا لحہ بھر کے لئے رکی پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ دیکھ یوناف میں جانتی ہوں اس سے پہلے میرا تیرا اور کیرش کا نطیاس، سلیوک اور اوغار جیسی طاقتور اور گناہ کی دلدادہ قوتوں سے نہیں پڑا یہ بھی ہمارے لئے نئی چیز ہے کہ نطیاس بے پناہ قوتوں کا مالک ہے اور اس کے ساتھ بہت سی بدروحیں سلیوک اور اوغار کے علاوہ اس کے ساتھ ہیں وہ ہمارے دام گرفت میں نہیں آ رہا لیکن وہ وقت دور نہیں جب ہم اسے اپنی گرفت میں لیں گے۔ فی الحال تم دونوں میاں بیوی انہی سر زمینوں میں قیام کرو اور قصی کے حالات کا جائزہ لو۔

یوناف نے ابلیکا کی اس تجویز کو قبول کر لیا۔ دونوں میاں بیوی قضاعہ کی بستی سے نکلے اور بستی کے باہر صحرا کے اندر انہوں نے ایک سرائے میں قیام کر لیا تھا۔

جب حج کا زمانہ آیا تو قصی بن کلاب حج کے کارواں کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوا اس کا بھائی رزاح بن ربیعہ بھی اس کے ساتھ چلدیا۔ یوناف اور کیرش بھی مکہ جانے والے حاجیوں کے کارواں میں شامل ہو گئے تھے۔

مکہ پہونچ کر قصی حاجیوں کے قافلے سے علیحدہ ہوا۔ اس کا بھائی رزاح بھی اس کے ساتھ تھا۔ دونوں مکہ کے لوگوں سے پوچھتے ہوئے ایک گھر کے دروازے پر رکے اس دروازے پر قصی بن کلاب نے دستک دی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص نے دروازہ کھولا۔ قصی بن کلاب اور رزاح بن ربیعہ نے دیکھا وہ شخص آنکھوں سے اندھا تھا اس کے ایک ہاتھ میں لاٹھی تھی جس کے سہارے وہ چلتا تھا۔ دروازہ کھولنے کے بعد وہ پوچھنے لگا تم کون ہو اور کیوں میرے گھر کے دروازے پر دستک دی ہے۔

اس پر قصی بن کلاب بولا اور اسے مخاطب کر کے پوچھنے لگا کیا میں جان سکتا ہوں۔ اس پر وہ اندھا بولا اور کہنے لگا میرا نام زہرہ بن کلاب ہے۔ قصی بن کلاب جان گیا وہ اس کا بھائی ہے اور اندھا ہو چکا ہے۔ اس کا دل چاہا کہ بھاگ کر آگے بڑھے اور بھائی سے لپٹ جائے پر اس سے پہلے وہ اپنے بھائی سے پوری طرح اپنا تعارف کرانا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ بڑے شوق سے اپنے بھائی زہرہ بن کلاب کی طرف دیکھتا رہا پھر پوچھنے لگا کیا تم کسی ایسی خاتون کو جانتے ہو جس کا نام فاطمہ بنت سعد ہو۔

قصی بن کلاب کے ان الفاظ سے زہرہ بن کلاب اداس اور افسردہ ہو گیا قصی بن کلاب اور رزاح بن ربیعہ کے دیکھتے ہی دیکھتے اس کی آنکھوں میں نمی آگئی

اس نے اپنے آپ کو کسی قدر سنبھالا اور ڈوبتی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔ فاطمہ بنت سعد وہ مجھ بدنصیب کی ماں تھی۔ ہائے حیف۔ وقت اور زمانے نے بھائیوں اور ماں کے درمیان دوری اور بعد حائل کر دیا۔ سن اجنبی میں نہیں جانتا تو کون ہے اور فاطمہ بنت سعد میری ماں کہاں ہے۔ اگر وہ زندہ ہے تو میری دعا ہے کہ جہاں بھی ہو خوش رہے میرے باپ کے مرنے کے بعد اس نے بنو قصی کے ایک شخص ربیعہ بن حرام سے نکاح کر لیا تھا۔ وہ ایسی شفیق ماں تھی کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے جانا چاہتی تھی پر میں نے مکہ ہی میں رہنا پسند کیا۔ اس پر قصی بن کلاب بولا اور پوچھنے لگا۔

اے زہرہ بن کلاب کیا تمہارا کوئی دوسرا بھائی بھی تھا۔ اس پر زہرہ بولا ہاں میرا ایک اور بھائی تھا جس وقت میری ماں نے نکاح کیا اس وقت وہ شیر خوار تھا لہذا میری ماں اسے ساتھ لے گئی۔ اس کا نام زید بن کلاب تھا۔ قصی اب اس سے زیادہ برداشت نہ کر سکا آگے بڑھا اور زہرہ سے بری طرح لپٹ گیا۔ پھر اپنے منہ کو اس کے کان کے قریب لے جاتے ہوئے بڑے پیار سے کہنے لگا۔ زہرہ میرے بھائی میں تیرا چھوٹا بھائی زید بن کلاب ہوں۔ میں آج تک اپنے آپ کو زید بن ربیعہ ہی سمجھتا رہا لیکن چند ہفتے پہلے مجھے پتہ چلا کہ میں زید بن ربیعہ نہیں۔ زید بن کلاب ہوں۔ یہ انکشاف ہونے پر دیکھ میرے بھائی میں تجھے ملنے آیا ہوں اور ارض شام کے بجائے مکہ میں رہنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

قصی بن کلاب کے اس انکشاف پر زہرہ بن کلاب کا دل بھر آیا تھا۔ لاٹھی اپنی اس نے ایک طرف پھینک دی پھر وہ اپنی پوری قوت کے ساتھ قصی بن کلاب سے لپٹ گیا تھا۔ کافی دیر تک وہ اسے پیار کرتا رہا۔ پھر وہ بولا اور کہنے لگا میں محسوس کرتا ہوں تیرے ساتھ کوئی اور بھی ہے۔ اس پر قصی بولا اور کہنے لگا۔ ہاں میرے ساتھ میرا بھائی ہے یہ ہم دونوں کا ماں سے سگا اور باپ سے سوتیلا اس کا نام رزاح بن ربیعہ ہے۔ اس پر زہرہ بولا اور کہنے لگا اسے آگے لاؤ تاکہ میں اس سے بھی ملوں۔ اس پر رزاح بن ربیعہ خود آگے بڑھا۔ زہرہ سے لپٹ گیا۔ زہرہ نے بھی اسے اپنے ساتھ لپٹا کر پیار کیا۔ پھر وہ ان دونوں کو مکان میں لے گیا۔ اس طرح قصی بن کلاب اور رزاح بن ربیعہ نے زہرہ کے یہاں قیام کر لیا تھا۔

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی یہ سارا منظر دیکھتے رہے۔ جب تینوں بھائی گھر کے اندر چلے گئے۔ تو یوناف اور کیرش نے بھی مکہ کی ایک سرائے میں قیام کر لیا تھا۔

جب حج کا زمانہ ختم ہوا تو رزاح بن ربیعہ نے اپنے بھائی قصی بن کلاب کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ وہ واپس اپنی ماں فاطمہ بنت سعد کے پاس چلے لیکن قصی بن کلاب نے واپس جانے سے انکار کر دیا۔ تب رزاح بن ربیعہ بے چارہ مجبور ہو کر حج کے

قافلے کے ساتھ ارض شام کی طرف لوٹ گیا تھا۔

○

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی ایک روز مکہ کی سرائے میں اپنے کمرے میں [illegible] ہوئے تھے کہ کیرش یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ اب جبکہ ہم نے مکہ کی اس [illegible] میں قیام کر لیا ہے تو آپ مجھے مکہ اور اس پر حکومت کرنے والوں کے حالات تفصیل [illegible] سنائیں گے۔ تاکہ میرے علم میں یہاں رہتے ہوئے اضافہ ہو۔ آپ تو اکثر و بیشتر اس [illegible] آتے رہے ہوں گے لہٰذا اس شہر کے سارے حالات خوب جانتے ہوں گے۔ اس [illegible] بولا اور کہنے لگا ہاں میں تجھے اس شہر کے حالات سناتا ہوں۔ سنو۔

اللہ کے نبی ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو مختلف مقامات پر کچھ اس احسن [illegible] آباد کیا کہ وہ ایک سلسلے میں جڑے رہے۔ آپ نے اپنے فرزند اسحاق علیہ السلام کو [illegible] مغرب میں ارض شام میں آباد کیا تاکہ اپنے ننھیال سے انہیں قرب میسر رہے۔ [illegible] سرزمین میں اپنے بیٹے اسماعیل کو آباد کیا ان کا ننھیال چونکہ مصر مغرب میں واقع [illegible] انہیں یہاں آباد کرنے کا مقصد یہ تھا کہ بوقت ضرورت اسماعیل اور ان کا ننھیال [illegible] دوسرے کی اعانت کر سکیں۔

اس کے علاوہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی تیسری بیوی قطورہ سے اپنی اولاد کو [illegible] آباد کیا۔ اللہ کے نبی اسماعیل کی شادی بنو جرحم کے سردار مضاض کی بیٹی سے ہوئی [illegible] عرب کا قدیم حکمران قبیلہ تھا۔ جبکہ اسحاق کا نکاح شام میں اپنے ننھیال میں ہوا [illegible] جرحم جن میں اسماعیل کی شادی ہوئی تھی وہ حجاز میں آباد ہوئے تو آہستہ آہستہ [illegible] تعداد بڑھتی گئی اور جلدی ہی یہ لوگ اس قدر پھیل گئے کہ مغرب میں مصر تک [illegible] ان کا ننھیال تھا جن کی طرف ان کے خیمے یمن تک پھیل گئے۔ جہاں ان کے بھائی [illegible] آباد تھے وہاں بھی ان کی بستیاں شام کی سرحد سے جا ملیں جہاں ان کے بھائی ہو [illegible] تھے۔

اس طرح ایک ہی باپ کے فرزند بابل اور مصر کے قدیم علم و تہذیب کے [illegible] گئے۔ بحیرہ ہند اور بحیرہ احمر جیسی بندرگاہیں ان کے قبضے میں آ گئیں۔ جس کے [illegible] دنیا کی تجارت پر وہ قبضہ کر سکتے تھے اور عرب کا اندرونی حصہ بھی انہیں کے [illegible] دفاعی اعتبار سے ہمیشہ ناقابل تسخیر حصار ثابت ہوا تھا۔ جب اللہ کے نبی اسماعیل [illegible] بنو جرحم حجاز کی سرزمین پر خوب پھیل گئے تو بنو عمالقہ کے بادشاہ سمیدہ بن ہو [illegible]

[illegible] ان پر حملہ کیا۔ مکہ معظمہ کے نشیبی علاقے میں بنو اسماعیل اور بنو عمالقہ کے درمیان [illegible] ہوئی جس میں بنو اسماعیل اور بنو جرحم کو فتح نصیب ہوئی۔ اس طرح بنو عمالقہ کی [illegible] کے بعد مکہ میں بنو جرحم کی سلطنت خوب مستحکم ہوئی جو تین سال تک قائم رہی۔

[illegible] تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے [illegible] رہا تھا۔

[illegible] کیرش گو بنو جرحم مکہ میں ایک زبردست اور باوقار سلطنت کے مالک تھے مگر جب [illegible] حدود خداوندی کو توڑا۔ خلق خدا کو ظلم اور جور کا نشانہ بنایا۔ حرم محترم کی عزت و [illegible] و تاراج کیا۔ باہر سے آنے والے مسافرین کی عزت و آبرو اور مال و متاع کو [illegible] معمول بن گیا۔ بیت اللہ پر چڑھائی جانے والی نذر و نیاز کو نوالہ تر بنایا۔ خزانہ کعبہ [illegible] صرف دراز کیا اور حد یہ کہ کعبہ کے اندر قبیلہ جرحم کے دو یمنی مرد اور عورت [illegible] نائلہ نے بدکاری جیسے قبیح جرم کا ارتکاب کیا۔

[illegible] ان کے مقدر کا ستارہ گردش میں آ گیا۔ ان کا جاہ و جلال اور کروفر ذلت اور [illegible] تباہی اور بربادی کا شکار ہو گیا۔ جب بنو جرحم اس ذلت اس پستی اس گناہ اور [illegible] شکار ہوئے تب ان کے بادشاہ بن عمر بن حارث مفاض بن امر الجبری نے اپنی قوم [illegible] دیکھتے ہوئے انہیں مخاطب کر کے کہا۔

[illegible] میری قوم اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ کعبتہ اللہ کی بے حرمتی سے باز آ جاؤ تم اچھی [illegible] ہو کہ جس قوم نے بھی اس گھر کی عزت و حرمت کو پامال کیا وہ تباہ و برباد ہوئی [illegible] ذلت و رسوائی کی داستان تمہارے سامنے ہے ایسا نہ ہو کہ افعال بد کی پاداش [illegible] تم پر کوئی دوسری قوم مسلط کر دے اور تم ذلیل و خوار ہو جاؤ۔

[illegible] قوم اپنے بادشاہ مفاض کی ان ناصحانہ باتوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کہنے لگی ہم بے [illegible] والے عرب ہیں۔ ہماری افرادی قوت زبردست ہے۔ ہمارے پاس سامان حرب و [illegible] انداز ہے۔ ہمیں کون شکست دے سکتا ہے۔

[illegible] مفاض نے اپنے لوگوں کی اصلاح کی پوری کوشش کی لیکن جب اس نے دیکھا [illegible] اصلاح کی اب کوئی امید نہیں تو اس نے کعبہ شریف کی قیمتی اشیاء کو چاہ زم زم [illegible] راتوں رات اسے مٹی سے بھر دیا۔ اس نے سونے کے دو ہرن جو کعبہ شریف [illegible] ہوئے تھے اس کے علاوہ خزانہ کعبہ، غلاف اور قلعی دار تلواریں بھی چاہ زم زم [illegible] دیں اور زم زم کو اس نے بھر دیا تھا۔

[illegible] ایسا ہوا کہ بنو جرحم کی بدبختی ہوئی اور وہ اس طرح کہ بنو خزاعہ پر حملہ آور ہوئے۔

یہ قبیلہ سبا میں آباد تھا پر ایک کاہن نے پیش گوئی کی کہ سبا کا بند ٹوٹ جائے گا اور
ہر طرف تباہی مچا دے گا۔ ڈر کے مارے اکثر قبائل وہاں سے وطن چھوڑ کر مختلف
آباد ہو گئے۔ اسی طرح خزاعہ بھی ترک وطن کر کے متفرق شہروں سے گزرتے ہو
مکرمہ جا پہونچے۔ وہاں اس نے اقامت کا ارادہ کیا۔

بنو خزاعہ کے سردار عمر بن لحی نے اپنے ایک سردار کو سرداران مکہ کے پاس
ہمیں یہاں کچھ عرصہ تک قیام کی اجازت دیدی جائے۔ مگر مکہ کے سردار بنو خزاعہ کی
گزارش پر سخت غضبناک اور برہم ہوئے اور انہوں نے پوری شدت سے انکار کر
خزاعہ کو وہاں رہنے سے منع کر دیا۔ اس پر بنو خزاعہ کے سردار عمر بن لحی نے قسم کھا
کہ اگر انہیں بخوشی مکہ میں رہنے کی اجازت نہ دیدی گئی تو وہ بزور شمشیر یہاں رہ
گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف چند لمحوں کے لئے رکا پھر وہ کیرش کو مخاطب کر
لگا دیکھ کیرش بنو خزاعہ کا سردار عمر بن لحی وہی بدبخت انسان تھا جس نے عرب میں
کی بنیاد ڈالی۔ اس سے پہلے اہل عرب بت پرستی کی لعنت سے قطعاً نہ آشنا تھے۔
لحی ایک بار ارض شام میں کسی ضرورت کو گیا وہاں بلقا کے شہر معارب میں قوم عمالق
نے بت پرستی کرتے دیکھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے عمر بن لحی بڑا خوش ہوا
عمالیق سے وہ حبل نام کا ایک بت خرید لایا جسے کعبہ کے اندر زم زم پر نصب کر
عبادت شروع کرا دی گئی تھی۔

بہرحال جب بنو جرحم نے بنو خزاعہ کو مکہ میں آباد ہونے سے منع کر دیا
جنگ پر اتر آئے۔ بنو جرحم اور بنو خزاء میں خوفناک جنگ ہوئی اور یہ جنگ
ہوتی رہی۔ خوب کارزار گرم رہا۔ بالآخر بنو جرحم کو شکست فاش ہوئی اور خزاعہ غالب
رہے انہوں نے مکہ پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح مکہ پر جرحم کے بجائے بنو خزاعہ کی
قائم ہو گئی اسی دوران بنو اسماعیل کے کچھ لوگ بنو خزاعہ کی خدمت میں حاضر ہو
سے مکہ میں رہائش کی اجازت طلب کی۔ بنو خزاعہ نے بنو اسماعیل کو مکہ میں رہنے کی
دیدی۔ اس طرح بنو خزاعہ کو مکہ پر حکمرانی کرتے ہوئے تقریباً پانچ سو سال گزر
آج کل ان کا ایک بادشاہ شاہ خلیل بن حبشیہ مکہ کا حکمران ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف جب خاموش ہوا تو کیرش بڑی ممنونیت بڑی
سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ میں آپ کی ممنوں ہوں کہ آپ
کے حکمرانوں اور ان کی قدیم تاریخ کے متعلق مجھے تفصیل سے بتایا۔ اب ہم

صحرائی سرائے میں قیام کرنے کے بعد حالات کا جائزہ لیں گے اور دیکھیں گے کہ
کلاب اپنے آپ کو اب یہاں کیسے کامیاب کرتا ہے۔ جس حج کے کاررواں کے
ارض شام سے یہاں آیا تھا وہ کاررواں تو واپس جا چکا ہے۔ حتی کہ اس کا بھائی
ربیعہ بھی اس کاررواں کے ساتھ لوٹ چکا ہے اب دیکھنے کی بات یہ ہو گی کہ یہ
کلاب اکیلا یہاں رہ کر کس قدر کامیابیاں یہاں حاصل کرتا ہے۔
شاید مزید یوناف سے کچھ کہتی کہ یوناف بیچ میں بول پڑا اور کیرش کو مخاطب کر
لگا۔ کیرش آؤ اٹھو کھانا کھانے چلیں بھوک لگی ہے۔ کیرش کچھ کہتے کہتے رک گئی
کے ساتھ اٹھی اور یوناف کے ساتھ ہوئی۔ دونوں میاں بیوی کھانا کھانے کے لئے
ہیٹار خانے کی طرف چلے گئے تھے۔
سال جب حجاز کا میلہ لگا تو اس میلے میں قصی بن کلاب نے بھی شرکت کی۔ اس
گھڑ دوڑ۔ نیزہ بازی اور فنون حرب و ضرب کے دوسرے مقابلے ہوئے ان سب
بن کلاب نے نمایاں حیثیت حاصل کی۔ یہ میلہ کئی روز جاری رہا۔
روز جب اس میلے کا شام کے وقت اختتام ہونا تھا اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو
تیاری کر رہے تھے ایک بوڑھا بڑی تیزی سے قصی بن کلاب کے پاس آیا اور اسے
کے کہنے لگا۔ دیکھ کلاب کے بیٹے میں جانتا ہوں تو ابھی ان سرزمینوں میں نیا ہے پر
میں حصہ لیکر اور ہر مقابلے میں نمایاں کامیابی حاصل کر کے تو نے شہرت اور
وہ مقام حاصل کر لیا ہے جو برسوں سے یہاں رہنے والے کسی جوان کو نصیب نہ
ابن کلاب مجھے ایک ایسی ہستی نے تمہاری طرف بھیجا ہے جو ان سرزمینوں میں
حیثیت اور بڑی ذی وقار ہے۔ وہ تم سے ملنا چاہتی ہے اس پر قصی بن کلاب
تجسس بڑی حیرانی سے اس بوڑھے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کون مجھے ملنا چاہتا
اس پر وہ بوڑھا بولا اور کہنے لگا۔ حبی بنت خلیل بن حبشہ تم سے ملنا چاہتی ہے۔ اس پر
کلاب نے اس بوڑھے کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔
حبی کون ہے اور اس کا باپ خلیل بن حبشہ کون ہے۔ اس پر قصی بن کلاب کو
ہوئے وہ بوڑھا کہنے لگا۔ اے نوجوان تو ابھی نہیں جانتا یہ خلیل بن حبشہ کون
مکہ کا حاکم اور حکمران ہے۔ جبکہ حبی اس کی اکلوتی بیٹی ہے۔ اس بوڑھے کے اس
قصی بن کلاب اپنی جگہ پر کھڑا رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ بوڑھے کو مخاطب کر کے

وہ حبی نام کی لڑکی ہے کہاں۔ بوڑھے نے اپنی انگلی سے ایک طرف اشارہ کرتے

ہوئے کہا وہ دیکھو وہ سامنے سفید رنگ کے گھوڑے کے پاس جو لڑکی کھڑی ہے وہی
حکمران کی بیٹی حبی ہے۔ اس پر قصی بن کلاب بولا اور کہنے لگا سفید رنگ کا وہ گھوڑا
پاس حبی نام کی وہ لڑکی کھڑی ہے وہ تو میرا ہے۔ اس پر بوڑھا مسکراتے ہوئے کہنے
نے کب کہا ہے کہ وہ گھوڑا میرا ہے۔ دیکھ نوجوان گھوڑا تو وہ تمہارا ہی ہے اور
گھوڑے کے پاس کھڑی ہو کر حبی تمہارا انتظار کر رہی ہے وہ تم سے کچھ کہنا چاہتی
اس کے قریب ہی جو سرخ رنگ کا گھوڑا ہے وہ حبی کا ہے۔ اب تم جاؤ۔ اس
صرف تمہیں بلانے کے لئے بھیجا ہے۔ اس پر قصی بن کلاب چپ چاپ اس کی
چلدیا تھا جہاں اس کے گھوڑے کے پاس مکہ کے حکمران کی بیٹی حبی کھڑی تھی۔

قصی بن کلاب ابھی چند قدم ہی ادھر بڑھا تھا کہ بوڑھے نے پھر آواز دے
روکا۔ قصی بن کلاب اپنی جگہ رک گیا وہ بوڑھا تیز قدم اٹھاتا ہوا قصی بن کلاب کے
اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ ابن کلاب میں ایک بات تو تم سے کہنا بھول ہی گیا۔ دراصل میں جلدی
جو پیغام مجھے ملا تھا اس کا مرکزی حصہ تو میں تم سے کہہ ہی نہیں سکا۔ اس پر قصی
نے مسکراتے ہوئے کہا نہیں کہہ سکے تو اب کہہ لو۔ جواب میں وہ بوڑھا بولا اور کہنے

دیکھ ابن کلاب حبی نام کی یہ لڑکی جو مکہ کے حاکم کی بیٹی ہے۔ جب سے یہ
ہوا ہے تب سے یہ تمہاری کارگزاری پر نگاہ رکھے ہوئے ہے۔ تم نے چونکہ ہر
نمایاں حیثیت حاصل کی ہے اس لئے یوں جانو کہ تم اب اس کی پسندیدہ شخصیت
ہو۔ یوں جانو یہ حبی تمہیں چاہنے تم سے محبت کرنے لگی ہے۔ دیکھ ابن کلاب
کسی عزیز کو مکہ کے حکمران خلیل بن حبشہ کے پاس بھیج سکتا ہے تاکہ وہ تم
سے اس کی بیٹی حبی کو طلب کرے۔ اس پر قصی بن کلاب بڑے تعجب سے اس
طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ میرے بزرگ یہ تو نے کیسی بات کہہ دی۔ یہ تو بہت بڑی بات ہے۔
میں ارض شام سے آیا ہوں ان سرزمینوں میں اجنبی ہوں۔ بس میرا ایک بھائی
وہ اندھا ہے۔ وہ کیسے میرا پیغام لیکر مکہ کے حکمران خلیل بن حبشہ کے پاس جا سکتا
پر وہ بوڑھا بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ ابن کلاب تو اس کی فکر نہ کر۔ اگر تیری رضامندی ہو تو میں کسی روز
آؤں گا۔ تیرے اندھے بھائی زہرہ کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا اور پھر زہرہ تمہارے
کے حکمران خلیل بن حبشہ سے اس کی بیٹی حبی کو طلب کرے گا۔ اس پر قصی بن کلاب

میرے بزرگ تم کیسی بات کرتے ہو۔ خلیل بن حبشہ مجھے جانتا ہی نہیں ہے تو وہ پھر کیسے
کیونکر اپنی بیٹی حبی کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دینے پر رضامند ہو جائے گا۔ اس پر بوڑھا
وثوق اور اعتماد سے کہنے لگا۔

دیکھ بن کلاب یہ کام تمہارا نہیں ہے۔ یہ کام حبی کا ہے تیرا کام اس معاملے پر رضا
ظاہر کرنا ہے۔ اگر تو اپنی رضامندی ظاہر کرے کہ تو حبی کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانے
رضامند ہے تو یہ سارا کام حبی خود ہی کر لے گی وہ اپنے باپ سے اس سلسلے میں اپنی ماں
ذریعے خود کہلوا دے گی اور سن حبی مکہ کے حکمران کی اکلوتی بیٹی ہے۔ یاد رکھنا وہ کسی
صورت اپنی بیٹی کی بات نہیں ٹالے گا۔ اس بوڑھے کی یہ گفتگو سننے کے بعد قصی بن
کلاب تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر وہ فیصلہ کن انداز میں بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ میرے بزرگ پہلے مجھے حبی سے ملنے دو۔ اس سے گفتگو کرنے کے بعد پھر میں اپنا
فیصلہ دوں گا۔ اس پر بوڑھا کسی قدر خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا ہاں۔ یہ
ٹھیک کہا۔ جاؤ پہلے تم حبی سے ملو۔ اس پر قصی بن کلاب پھر بڑی تیزی سے اپنے
گھوڑے کی طرف بڑھا تھا جس کے پاس حبی کھڑی تھی۔ اپنے گھوڑے کے پاس قصی بن
کلاب جا کر رکا اس نے دیکھا وہ لڑکی جس کا نام اسے حبی بتایا گیا تھا وہ گلوں کے روپ،
پھولوں کے نکھار جیسی پر جمال، کلیوں کے خمار، شبنم کی لطافت جیسی شاداب، کھلتی چاندنی کی
کرن، گلاب پنکھڑیوں کی سی حسین اور شگفتہ اور حسین، گدگدی اور زندگی کے بھرپور
لمحوں جیسی پر کشش تھی۔ اس کے گلابی رسدار لب، اس کے سرخ عارضوں کی شکریں
لالی، اس کی نگاہوں میں برق کی جھلمل اس کی نشیلی آنکھیں شگفتہ چہرہ اسے ایک کوندے
برق کا طوفان بنائے ہوئے تھے۔

قصی بن کلاب تھوڑی دیر تک اسے بغور اور انہماک سے دیکھتا رہا پھر اس نے اس کی
آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا اے بنت خلیل کیا تو نے مجھے اس بوڑھے کے
ذریعے بلایا۔ اس پر وہ لڑکی بولی اور کہنے لگی ہاں میں نے ہی تمہیں بلایا ہے۔ اس پر قصی بن
کلاب نے پھر بولتے ہوئے پوچھا کہو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ حبی بولی اور کہنے لگی کیا اس بوڑھے
نے میرے حوالے سے تمہیں کچھ نہیں کہا۔ قصی بن کلاب نے صاف اور سپاٹ لہجہ
استعمال کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

دیکھ بنت خلیل اس بوڑھے نے تو مجھے یہ بتایا ہے کہ تم مجھے پسند کرتی ہو اس پر حبی
فوراً" بولی اور تمہارا اس معاملے میں کیا رد عمل ہے۔ قص بن کلاب فوراً" بولا اور کہنے لگا۔
دیکھ بنت خلیل تم جیسی لڑکی کا کسی سے محبت کرنا ایک نعمت اور سعادت سے کم نہیں ہے

اور پھر تم جیسی لڑکی کی پسندیدگی کا جواب نہ دینا بھی کفران نعمت ہے۔ لہٰذا میں تم
دل کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر تم مجھے پسند کرتی ہو تو میں بھی تمہیں پسند کر
ابتدا کرتا ہوں۔ اس پر حبی کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی اور وہ
محبتوں میں ڈوبی اور شیرینی اور رس بکھیرتی ہوئی آواز میں کہنے گی۔

اے ابن کلاب اگر تم مجھے اپنی زندگی کا ساتھی چننا پسند کر ہی چکے ہو تو پھر
بنت خلیل کہہ کر کیوں پکارتے ہو۔ اس پر قصی بن کلاب بولا اور کہنے لگا۔ دیکھو
مجھے پسند کرنے کی ابتداء کر چکی ہے تو پھر مجھے ابن کلاب کہہ کر کیوں پکار رہی
حبی نے ایک قہقہہ لگایا اور کہنے لگی بس تو پھر معاملہ یہ طے ہوا کہ آج سے تم مجھے
میں تمہیں قصی کہہ کر پکاروں گی۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر حبی پھر بولی اور پوچھنے لگی کیا اس بوڑھے نے
تم سے کچھ کہا۔ جواب میں قصی بولا اور کہنے لگا بوڑھے نے مجھے کہا تھا کہ مجھے اپنے
عزیز کو مکہ کے حاکم خلیل کے پاس بھیج کر اس کی بیٹی حبی کا رشتہ طلب کرنا چاہئے
حبی کیا مجھے ایسا کرنا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو تمہارا باپ جو مکہ کا حکمران ہے
طلب کو ٹھکرا دے۔ اس پر حبی فوراً" بولی نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا میں آج ہی
کے ذریعہ اپنے باپ کے کان میں یہ بات ڈال دوں گی تم کسی بھی وقت اپنے کسی
بھیج سکتے ہو اور جونہی تمہارا کوئی عزیز تمہارے لئے مجھے طلب کرے گا تو میں
دلاتی ہوں میرا باپ انکار نہیں کرے گا۔ اب میں جاتی ہوں میرے ساتھ کی لڑ
بڑی بے چینی سے انتظار کر رہی ہوں گی اس کے بعد حبی اپنے گھوڑے پر سوار ہو
گئی تھی۔ جبکہ قصی بن کلاب بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مکہ شہر کا رخ کر رہا تھا

○

یوناف اور کیرش بھی قریب ہی کھڑے ہو کر یہ ساری گفتگو سن رہے تھے جب
مکہ کی طرف روانہ ہو گئے تب کیرش یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف میرے حبیب تمہارے خیال میں یہ جوڑی کیسی رہے گی۔ اس پر یوناف بولا
کہنے لگا۔ دیکھ کیرش میرا اندازہ ہے کہ اس شہر میں رہتے ہوئے یہ قصی بن کلاب
کامیابیاں حاصل کرے گا۔ مکہ کے حاکم خلیل کی بیٹی حبی کا اسے پسند کرنا اور اپنی چاہت کا
اظہار کرنا اس قصی بن کلاب کے لئے ساری کامیابیوں اور کامرانیوں کے دروازے
دے گا اور پھر تو دیکھتی ہے ان دونوں کی جوڑی بھی خوب رہے گی۔ جہاں قصی بن کلاب

قد آور ایک خوبصورت اور تنومند جوان ہے اس کے مقابلے میں حبی بھی انتہا درجہ کی
خوبصورت پرکشش اور دراز قد ہے لہٰذا میاں بیوی کی حیثیت سے یہ دونوں خوب جچیں
گے آؤ اب ہم بھی مکہ کی طرف کوچ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان دونوں کے حالات
آگے کس رخ پہ بڑھتے ہیں۔ کیرش نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں میاں
بیوی بھی عکاظ کے میدانوں سے نکل کر مکہ شہر کی طرف جا رہے تھے۔

حبی کے لئے جب قصی بن کلاب کا پیغام مکہ کے حکمران خلیل کے پاس پہنچا تو خلیل
قصی بن کلاب کے اندر جوہر آبدار اور شجاعت کے اوصاف تو پہلے ہی دیکھ چکا تھا لہٰذا اس
نے اس پیغام کو شرف قبولیت سے نوازا۔ اس طرح قصی بن کلاب اور حبی بنت خلیل رشتہ
ازدواج میں منسلک ہو گئے۔

اس شادی کے بعد قصی بن کلاب مکہ کے حکمران خلیل کا منظور نظر بن گیا اپنے
بڑھاپے کی وجہ سے خلیل قصی بن کلاب کو اپنا جانشین بنانے سے متعلق بھی سوچنے لگا تھا۔
ضعیف تھا اور لاغر ہونے کی وجہ سے کعبہ کی چابیاں کبھی کبھی خلیل حبی اور قصی بن کلاب کے
حوالے کر دیتا چنانچہ وہ دونوں میاں بیوی کعبہ کا دروازہ کھول کر زیارت کراتے۔ جب بیماری
کے باعث انتقال ہونے لگا تو اس نے کعبہ کی تولیت قصی بن کلاب ہی کے سپرد کر دی یہ
بھی کہا جاتا ہے کہ خلیل کی وفات کے بعد اس کے بیٹے ابو خشام سے قصی بن کلاب نے
ایک مشکیزہ شراب کے عوض کعبہ کی تولیت خرید لی تھی۔

جب قصی اور حبی کی اولاد کی شرافت معزز اور مسلم مانی جانے لگی اور مال و دولت
بھی قصی کے پاس فراوانی ہو گئی تو قصی کے دل میں مکہ معظمہ کی حکومت کا شوق
انگڑائیاں لینے لگا اس کا خیال تھا کہ مکہ کے موجودہ حکمران بنی خزاعہ کی نسبت مکہ کی حکومت
اور کعبہ کی تولیت کا میں زیادہ حقدار ہوں کیوں کہ میں سیدنا اسماعیلؑ کی خالص اولاد قریش
سے ہوں لہٰذا قریش کا زیادہ حق بنتا ہے کہ وہ ان علاقوں کی حکمرانی اور کعبہ کی تولیت کے
مالک ہیں۔ یہ مقام حاصل کرنے کے لئے قصی بن کلاب نے قبیلے بنی کنعانہ اور ارض شام
میں اپنے سوتیلے باپ کے قبیلہ قضاعہ سے مدد طلب کی۔

قریش کے قبیلے بنی کنعانہ نے فوراً" اپنے مسلح جوان قصی بن کلاب کی سرکردگی میں
دے دیئے۔ جبکہ چند ہی یوم بعد قصی بن کلاب کا بھائی رزاح بن ربیعہ بھی اپنے قبیلہ کا
لشکر لیکر اس کے پاس پہنچ گیا جب قصی بن کلاب کو یہ طاقت اور قوت حاصل ہو گئی تو
سب سے پہلے اس نے مکہ کا قبیلہ صوفہ کے خلاف حرکت میں آنے کا ارادہ کیا۔
قبیلہ صوفہ حج کے دوران عرفہ کے بعد لوگوں کو ارکان حج کی اجازت دیتا تھا اس کی

ابتداء اس طرح ہوئی کہ قبیلہ صوفہ کے ایک شخص غوث کی والدہ کے ہاں اولاد
تھی اس نے اللہ تعالیٰ کے نام نذر مانی کہ اگر اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو اسے
خدمت کے لئے وقف کر دے گی۔

جب خداوند نے اسے لڑکا عنایت فرمایا تو اس کا نام غوث رکھا ماں نے اپنی
کی اور غوث اپنے ماموں کے ساتھ مل کر بیت اللہ کی خدمت پر مامور رہا۔ مزدلفہ
کے لئے سب سے پہلے قبیلہ صوفہ ہی آیا کرتا تھا جب اس قبیلے کے لوگ رمی
جاتے تب دوسرے لوگوں کو رمی کرنے کی اجازت دی جاتی تھی۔

اب قصی نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اب یہ خدمت وہ خود ہی انجام دے گا
اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ منیٰ میں جمرات کے پاس پہنچ گیا۔ جب قبیلہ صوفہ اپنے
کے مطابق وہاں آئے تو قصی نے مزاحمت کی اور کہا کہ ان خدمات کے انجام
تمہاری نسبت زیادہ حقدار ہیں۔

فریقین کے درمیان منیٰ کے مقام پر ہولناک جنگ ہوئی طرفین کے
مارے گئے اس جنگ میں بنی صوفہ کو بدترین شکست ہوئی۔ قصی بن کلاب کو
نصیب ہوئی۔

اس جنگ میں قصی بن کلاب کے بھائی رزاح بن ربیعہ نے بہترین خدمات
قبیلہ صوفہ کو شکست ہوئی اور دشمن کا زور ٹوٹ گیا تب رزاح بن ربیعہ یعنی قصی
نے قصی سے درخواست کی کہ لوگوں کو اب رمی کے لئے جانے کی اجازت دی
اپنے بھائی رزاح بن ربیعہ کے کہنے پر قصی نے لوگوں کو رمی کی اجازت دیدی تھی

قصی کی اس کامیابی اور فتح پر مکہ اور ان سرزمینوں کا حکمران قبیلہ
انہیں فکر دامن گیر ہوئی کہ کہیں مکہ کی حکومت ان سے چھین نہ لی جائے۔
نے قصی بن کلاب سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا۔ چنانچہ مکہ کے نواح میں قصی
اور بنی خزاعہ کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی اس جنگ میں بھی قصی بن کلاب
رزاح بن ربیعہ اس کے ساتھ تھا۔ قصی بن کلاب کی خوش قسمتی کہ عین اس
جنگ زوروں پر تھی تو بنو خزاعہ نے صلح کا پیغام بھجوایا۔ دراصل بنو خزاعہ کو
کہ اگر جنگ تھوڑی دیر مزید جاری رہی تو قصی بن کلاب کے مقابلے میں انہیں
شکست ہو گی لہٰذا انہوں نے صلح کی درخواست دی آخر ایک شخص یعمر بن عوف
اور ثالث مقرر کیا گیا اور یہ کہا گیا کہ اس کا فیصلہ فریقین کو قبول کرنا ہو گا۔

یعمر بن عوف نے فیصلہ دیا کہ قصی بن کلاب مکہ کی حکومت اور تولیت کا

زیادہ مستحق ہے اور جس قدر لوگ قصی اور اس کے لشکریوں کے ہاتھوں قتل
ہیں ان کا خون بہا اس کے ذمے نہیں ہے اور نہ ہی اس سے کوئی باز پرس کی جائے
اور جتنے آدمی بنی خزاعہ اور اس کے حمایتی قبیلے بنوبکر کے ہاتھوں قتل ہوئے ہیں ان کا
خون بہا ان کے ذمے واجب الادا ہو گا۔ اس فیصلے کے بعد مکہ کی حکومت قصی کے سپرد کر
دی گئی تھی۔ اس طرح قبیلہ خزاعہ سے مکہ کی حکومت قریش میں منتقل ہو گئی تھی۔

○

کیرش سرائے کے کمرے میں اکیلی بیٹھی تھی جب کہ یوناف کہیں باہر گیا ہوا تھا۔
تھوڑی دیر بعد یوناف بھی اس کمرے میں داخل ہوا اور کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ
میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں۔ اس پر کیرش بولی اور بڑے تجسس اور حیرت سے
اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

آپ مجھے کیسی مبارکباد دے رہے ہیں۔ اس پر یوناف بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے
ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ کیرش۔ بنو خزاعہ اور بنوبکر کے مقابلے میں قصی بن کلاب اور اس کے
بھائی رزاح بن ربیعہ کو بہترین فتح نصیب ہوئی ہے۔ اس فتح کے نتیجے میں اب مکہ کی حکمرانی
خزاعہ سے قریش میں منتقل ہو گئی ہے اور اب قصی بن کلاب مکہ کا حکمران ہو گیا ہے۔
یوناف کے اس انکشاف پر کیرش کے لبوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ بھی جواب میں
کہنے لگی۔ قصی کی اس کامیابی پر میں بھی آپ کو مبارکباد دیتی ہوں۔ کیا ایسا نہ کریں کہ ہم
دونوں میاں بیوی چلیں اور اس فتح مندی اور حکمرانی میں قصی بن کلاب کو مبارکباد دیں۔
یوناف نے کیرش کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں میاں بیوی سرائے سے نکل گئے

○

نطیاس کے محل میں سلیوک اور اوغار دونوں میاں بیوی محل کے وسطی کمرے میں
بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ان کے ساتھ نطیاس نمودار ہوا۔ نطیاس کو دیکھتے ہی سلیوک اور
اوغار دونوں اپنی جگہ پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اشارے سے نطیاس نے ان دونوں کو بیٹھنے کے
لئے کہا۔ جب وہ دونوں اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تب نطیاس بھی ان کے سامنے ایک نشست
پر بیٹھ گیا پھر وہ ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میرے دونوں عزیزو۔ میں تمہارے لئے ایک خوشخبری رکھتا ہوں۔ اس پر اوغار نے

چونک کر پوچھا آقا کیسی خوشخبری آپ لے کر آئے ہیں۔ اس پر نطباس گہری مسکرا
کہنے لگا۔ تم دونوں کے لئے خوشخبری یہ ہے کہ یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی یہا
دفع ہو چکے ہیں۔ کئی ماہ گزر چکے ہیں وہ اپنی قبرستان کی رہائش گاہ میں نہیں دیکھے گئے
کے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ نطباس کے محل میں رہنے والی بدروحوں سے ڈر کر بھا
ہیں۔ میں سمجھتا ہوں ان کا یہاں سے چلا جانا ہمارے لئے بڑا سود مند اور منفعت
اس پر سلیوک بولا اور کہنے لگا۔

آقا اگر یوناف اور کیرش واقعی یہاں سے ہمیشہ کے لئے جا چکے ہیں تو میں
یہ ہماری خوش قسمتی ہے۔ ویسے آقا ان سے متعلق میں ایک بات ضرور کہوں گا
ہمیں کسی ایسے بدترین، کسی ایسے خونخوار اور درندہ صفت دشمن سے پالا نہیں
دونوں میاں بیوی یہاں ہمارے مقابلے میں جم جاتے تو مجھے خدشہ لاحق ہو گیا تھا
ایک روز وہ ہم دونوں کو اپنے سامنے مغلوب کر لیں گے۔ اس پر نطباس بولا اور

دیکھ سلیوک تمہارے اندازے کسی حد تک درست ہیں۔ اس لئے کہ ان دو
بیوی کے پاس بے شمار قوتیں تھیں۔ اگر کوئی عام آدمی ہمارے مقابلے میں ہوتا
میں اسے پانی کی طرح کھنگال کر رکھ دیتا لیکن میں نے اندازہ لگایا کہ ان دونوں میا
پاس بے شمار سری قوتیں ہیں جن کو استعمال کرتے ہوئے انہوں نے ہمیشہ
مغلوب ہی کرنے کی کوشش کی اور اس میں انہیں اکثر و بیشتر کامیابی حاصل ہوئی
لوگ اب خوش اور مطمئن رہو کہ وہ دونوں میاں بیوی یہاں سے جا چکے ہیں
ہی نطباس اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

○

مکہ کا حکمران بننے کے بعد مکہ کی تمدنی، معاشرتی اور معاشی اور سیاسی ترقی
بن کلاب نے ایسے عظیم الشان کارنامے انجام دیئے جن کی یادگار عرصہ دراز
قوم کو ترقی کی جس شاہراہ پر قصی بن کلاب نے گامزن کیا وہ بتدریج اپنے اوج کما
گئی۔ اس نے اپنی حکمرانی کے دوران چند بہترین کام سرانجام دیئے۔

پہلا کام شعر الحرام کی رسم کی ابتدا کرنا تھا۔ اس رسم کے تحت حج کے ایام
میں چراغاں کیا جاتا تھا۔ کہتے ہیں قصی نے مزدلفہ میں چراغ روشن کرنے کی
تاکہ عرفات سے آنے والے حاجی رات کے اندھیرے میں راستے سے بھٹک
آگ دیکھ کہ وہ اپنی منزل پر پہنچ جائیں کہتے ہیں کہ آگ جلانے کا یہ طریقہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیقؓ عمر فاروقؓ اور سیدنا عثمانؓ کے دور
ہی جاری و ساری رہا۔

قصی بن کلاب کا دوسرا سب سے بڑا کام یہ تھا کہ اس نے کعبہ کے قریب ہی ایک بیش
اور ذیشان محل تعمیر کرایا جس کا دروازہ کعبہ کی طرف کھلتا تھا اس محل کا نام دارا
رکھا گیا۔ قریش جب کسی خاص اور اہم کام کا مشورہ کرنا چاہتے تو سب اسی محل میں
باہم مشورہ کیا کرتے تھے۔ یہ قریش کا شوریٰ ہال یا پارلیمنٹ ہاؤس تھا۔ ندوۃ کا ماخذ
اور ندی کا معنی مجمع قوم ہے۔ قوم کے اجتماع کی جگہ کو دارالاجتماع، ندوہ یا دارلندوہ

م کے اجلاس سے متعلق امور بھی یہیں طے کئے جاتے تھے۔ جنگی تیاریوں کے
متعلق امور بھی یہیں طے پاتے تھے۔ شادی بیاہ کی رسوم اور دیگر قومی تقریبات
منعقد ہوتی تھیں۔ تجارتی قافلے جب مکہ سے روانہ ہوتے تو ان کی قافلہ بندی
ں کی جاتی تھی اور جب وہ سفر سے واپس آتے تو قصی کے فضل و شرف کا
نے کے لئے پہلے دارالندوہ ہی میں اترتے تھے۔

کے انتقال کے بعد دارالندوہ کا محل اس کے بیٹے عبدالدار کے تصرف میں آیا۔
الدار سے حکیم بن حزام کی ملکیت میں آیا۔ جس نے امیر معاویہ کے عہد خلافت
درہم میں فروخت کر دیا۔

گوں نے انہیں طعنہ زنی کی کہ حکیم نے باپ دادا کی عزت و شرف کو بیچ ڈالا
اب میں حکیم بن حزام نے کہا اسلام آ جانے کے بعد عزت و شہرت صرف اللہ
اور اطاعت میں ہے۔ ایک وقت وہ بھی تھا جب زمانہ جاہلیت میں یہ مکان
ایک مشکیزہ کے عوض فروخت ہوا تھا۔ جبکہ میں نے تو ایک لاکھ درہم میں

کلاب کا تیسرا سب سے بڑا کام سقایہ اور رفادہ کا ہے یعنی حجاج کو پانی پلانا اور
ب اور نادار حجاج کو ایام حج میں کھانا کھلانا خدام حرم کا سب سے بڑا منصب

حرم میں قریش کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ تم خداوند کے زیر
اور خانہ خدا کے متولی ہو اور حاجی حضرات خداوند کے معزز مہمان ہیں۔ اس
ہیں وہ تمام مہمانوں سے زیادہ عزت و تکریم کے حقدار ہیں لہٰذا تم حج کے
کے لئے کھانے اور پینے کا انتظام کیا کرو۔ ان کی خدمت اور مہمان نوازی ا

وقت تک جاری رکھو جب تک وہ مکہ مکرمہ سے رخصت نہیں ہو جاتے۔

قریش نے اپنے سردار قصی بن کلاب کے اس حکم پر خلوص دل سے
رضا و رغبت اپنے مال سے حصہ نکال کر قصی کے سپرد کر دیتے جس سے سال
رقم جمع ہو جاتی پھر اس مال سے حج کے دنوں میں مکہ معظمہ اور منیٰ میں
کھانے کا انتظام کیا جاتا۔

اس کے علاوہ حجاج کے لئے پانی کی سہولت بہم پہنچائی جاتی منیٰ اور عرفات
حوض بنا کر ان میں پانی جمع کر دیا جاتا تھا جس سے حاجی سیراب ہوتے تھے۔
قوم میں مسلسل جاری رہا یہاں تک کہ آفتاب اسلام طلوع ہوا اور اس
زیادہ تقویت پہنچائی گئی۔

جب قصی بن کلاب بیت اللہ کی تولیت اور مکہ مکرمہ کی حکومت پر
ہو گیا تو اس نے اپنی قوم کو تمام اطراف سے بلا کر مکہ میں آباد کیا۔
تھوڑے فاصلے پر چاروں طرف اس نے قریش کے مکانات بنائے۔ کعبہ
درمیان فاصلے کا نام اس نے المفروش رکھا۔ جسے اب حرم یا مطاف کہا جاتا
مکانات کے دروازے بیت اللہ کی طرف رکھوائے اور ہر دو مکانوں
گیا تاکہ حرم میں آنے کی آسانی ہو۔ جو منصب اور خدمات اہل مکہ کے
نے اپنی قوم قریش کے لوگوں کو دیدیں اس کا خیال تھا کہ جو خدمات ان لوگوں
ہیں وہ دین کا جز بن گئی ہیں انہیں تبدیل کرنا ناجائز اور ناروا ہے۔

قصی بن کلاب پہلا شخص تھا جسے حکومت نصیب ہوئی اور سارا
اطاعت کی اور کعبہ کی تمام خدمات مثلاً" سقایہ، حجابہ، رفادہ، ندوہ وغیرہ اس
آئیں۔ اس نے خود مکہ معظمہ کے بالائی حصہ میں اقامت اختیار کی۔

قصی بن کلاب نے حجاج کی خدمت اور وضع داری کے پیش نظر
بہت زیادہ جدت پیدا کی۔ حجاج کے لئے نہایت خوشگوار قسم کے پانی کا
پانی میں کھجور اور انگور نچوڑ کر اور زیادہ اسے خوش ذائقہ بنایا جاتا۔
مکہ والوں کے لئے وہ بے حد پسندیدہ مشروب تھا اس طرح رفادہ کا
جب تک حاجی مکہ مکرمہ میں رہتے ان کو مقدور بھر نہایت عمدہ اور اعلیٰ
جاتا۔ یہ طریقہ خلفائے راشدین کے دور تک جاری رہا اور ان کے
سلاطین برسر اقتدار آئے انہوں نے اس نیک دستور کو قائم رکھا۔

تجارت اور سوداگری عربوں کا قدیم اور باعزت پیشہ خیال کیا جاتا

تجارت کو منظم کیا۔ قصی کے حکم سے موسم سرما میں یمن سے تجارت کی جاتی
میں ملک شام سے تجارت کا سلسلہ بڑھایا جاتا۔ قریش کے بیوپاری ایشیائے کوچک
جاتے تھے۔ اگرچہ عرب میں لوٹ مار اور بدامنی کا عام دورہ تھا مگر قریش کے کاروان
خطر آیا جایا کرتے تھے۔

قریش کا وطن مکہ مکرمہ تھا جہاں کعبتہ اللہ ہے اور کعبہ کی عظمت اہل عرب کے
گھر کئے ہوئے تھی اس لئے وہ قریش کو جیران اللہ یعنی اللہ کے پڑوسی سمجھتے تھے اور
و تکریم کرتے تھے اسی بنا پر ان کے قافلوں کو راہزنی کا خدشہ نہیں تھا۔

کے قافلے ہر جگہ سے ذی۔عقد کے مہینے میں مکہ لوٹ آتے اور غالباً" اسی مہینے کا
بیٹھنے کا مہینہ اسی وجہ سے رکھا گیا کہ اس ماہ میں قریش کے سارے تجارتی
مکرمہ میں داخل ہو کر آرام سے بیٹھ جاتے تھے۔

عیسائی مورخ لکھتا ہے کہ قریش کے قافلے دو تین ہزار اونٹوں پر مشتمل ہوا
پر سونا، چاندی، چمڑا، گھی اور دوسرا سامان تجارت ہوتا تھا جن کے ساتھ دو دو
آدمی ہوا کرتے تھے۔

کلاب کے چار بیٹے تھے۔ عبدالدار، عبدالعزا، عبد مناف اور عبد۔ جب قصی کا
اس کی تدفین کے بعد اس کے بیٹے عبد مناف کو اس کا جانشین مقرر کیا گیا۔
امور اسے تفویض کئے گئے۔ قصی نے قوم کی بہبود کی خاطر جو محلات تعمیر کرنا
ان کی تکمیل اس کے بیٹے عبد مناف نے کی۔ بلکہ کئی اور بھی اس نوعیت
نے بنوائے۔ یوناف اور کیرش نے بھی قصی بن کلاب کے دور تک مکہ کے
کئے رکھا۔ قصی بن کلاب کے فوت ہونے پر وہ مکہ سے دریائے خابور کی
تھے۔

○

نوشیروان نے حکومت سنبھالتے ہی داخلی امور کی طرف خاص توجہ دی۔ جسے
و بالا کر دیا تھا۔ اس نے ملک کی بدامنی کو دور کرنے اور مجرموں کو کیفر
پہنچانے کے لئے سخت اقدامات اٹھانے میں دریغ نہ کیا۔

اس کے عقائد بنی نوع انسان کے لئے مہلک تھے۔ اس لئے ان کا صفایا
وان نے ہر حربہ استعمال کیا۔ نوشیروان کی سخت گیری اور تدبر سے ملک کے
امن و امان قائم ہو گیا اور تمام کاروبار معمول کے مطابق چلنے لگا۔

اپنے داخلی امور درست کرنے کے بعد نوشیروان حرکت میں آیا اور خارجی
طرف توجہ دیتے ہوئے وہ رومنوں کی طرف مائل ہوا تھا اور رومنوں کے شہنشاہ
اس نے صلح کی پیش کش کی۔

رومنوں کے شہنشاہ جسٹنین نے ایرانی شہنشاہ نوشیروان کی اس پیش کش کو فوراً
لیا اس لئے کہ جسٹنین کے خلاف شمالی افریقہ اور اٹلی میں بغاوتیں رونما ہو رہی
سب سے پہلے جسٹنین ان بغاوتوں کو فرو کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ بھی مشرقی ممالک
چھیڑنا خلاف مصلحت سمجھتا تھا چنانچہ دونوں حکومتوں کے مابین 532 میں دوستی کا
گیا اور شرائط مندرجہ ذیل طے پائیں۔

اول یہ کہ حکومت قسطنطنیہ ایران کو سولہ سو پونڈ سونا سالانہ قلعہ در بند اور
کے دوسرے قلعوں کی حفاظت کے لئے دیا کرے گی۔

دوسری شرط یہ طے پائی کہ رومن سلطنت اپنا صدر مقام بین النہرین میں
قلعہ دارا بدستور رومنوں کے قبضے میں رہے گا۔

تیسری شرط یہ طے پائی کہ لازیکا کے علاقے میں دونوں حکومتوں نے جو
کئے تھے ان سے دستبردار ہو جائیں گے۔

چوتھی شرط یہ تھی کہ رومن اور ایرانی آئندہ ہمیشہ کے لئے اتحادی بن کر

اس دوران رومن شہنشاہ جسٹنین کے خلاف دو طرح کی بغاوتیں اٹھ
تھیں۔ پہلی قسم کی بغاوتیں قسطنطنیہ شہر میں نمودار ہوئیں تھیں۔ جبکہ
بغاوتیں افریقہ، اٹلی اور دوسرے علاقوں میں کی گئیں تھیں۔ سب سے پہلے
کی بغاوت کی طرف متوجہ ہوا۔

قسطنطنیہ میں بغاوت اٹھنے کی وجہ یہ تھی کہ جسٹنین کے کچھ وزراء اور
کوتوال انتہائی ظالم اور بے انصاف تھے اور کوتوال اپنی مرضی سے جس کو چاہتا
موت کی سزا دلوا دیتا تھا۔ اس طرح لوگ اس سے سخت نالاں تھے اور سب
اس کوتوال نے کیا وہ یہ کہ اس نے سینٹ جارج کے گرجے پر پہرے لگا دیئے
کا آنا جانا اس نے بند کر دیا۔

اس صورت حال میں لوگ شہنشاہ اس کے وزیروں اور کوتوال کے خلاف
ہوئے۔ لوگوں کے اس جذبے کو فرو کرنے اور لوگوں کے جلسے جلوس کے
جسٹنین نے ایک یہ کام کیا کہ قسطنطنیہ کے کھیل کے میدان ہپوڈروم میں
اور گھڑ دوڑ کا انتظام کر دیا لیکن اس سے وہ لوگوں کے دلوں کو بہلا نہ سکا

قسطنطنیہ کے گلی کوچوں میں نکل کر کوتوال اور اس کے وزیروں کے خلاف آوازیں بلند
لگے اور اب کہیں کہیں سے آوازیں جسٹنین کے خلاف بھی اٹھنے لگی تھیں۔

سے پہلے لوگوں نے یہ مطالبہ کیا کہ سینٹ جارج کے گرجے پر جو پہرے لگائے
ہٹا دیئے جائیں۔ جب یہ مطالبہ پورا نہ ہوا تو ہجوم نے مزاحم سپاہیوں پر حملے
دیئے۔ ادھر ادھر مکانوں میں آگ لگا دی۔ پھر بہت سے لوگ قسطنطنیہ کے آگسٹس
جمع ہو گئے انہوں نے جلتی ہوئی گھاس پوس سے بھری ہوئی گاڑیاں محل کے برنجی
کی طرف دھکیل دیں۔

تیز ہوا نے آگ کے شعلے دور دور تک پہنچا دیئے چنانچہ ایوان عمائد سے
سب سے بڑے گرجے آیہ صوفیہ میں جا لگی۔ رات بھر میں یہ گرجا جل کر

بدھ تھا جسٹنین نے حکم دیدیا کہ ہپوڈروم کے میدان میں گھڑ دوڑ اور دوسری
جاری رہیں وہ سمجھتا تھا کہ اس طرح لوگ مطمئن ہو جائیں گے۔ لیکن لوگوں
ہونے کے بجائے پھر یہ مطالبہ شروع کر دیا کہ ان وزیروں کو برطرف کر دیا جائے
ظلم کر رہے ہیں۔

نے شاہی نشست گاہ سے اٹھ کر ممتاز عمائدین سے مشورہ کیا یہ مشورہ شاہی
ہوا تھا اس موقعہ پر جسٹنین نے صاف دیکھا کہ مختلف کنبے کشتیوں میں سوار
ایشیائی ساحلوں کی طرف بھاگ رہے تھے۔ اس وقت اسے احساس ہوا کہ واقعی
زیادہ ہی گڑبڑ ہے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے جسٹنین کے خیر خواہوں نے
وزیروں کو برطرف کر دیا جائے بڑے تذبذب کے بعد جسٹنین نے یہ رائے
اپنے ان وزیروں کو اس نے برطرف کر دیا جن کے لئے لوگوں کو شکایات

اس فیصلے کے بعد سرکاری آدمی اور فوجی کمانڈار یہ اعلان کرنے کے لئے
کوتوال اور وزیروں کو برطرف کر دیا ہے اسی وقت قسطنطین کے قسطنطنیہ چوک میں
بڑا جلسہ ہو رہا تھا اس جلسے میں باغیوں نے اب وزیروں اور کوتوال کے
یہ مطالبہ بھی اٹھا دیا تھا کہ جسٹنین کو ہٹا کر کسی اور کو رومنوں کا شہنشاہ بنایا

اب تک بڑے سکون سے کام کر رہا تھا اسے ابھی تک یہ امید تھی کہ سختی
کو پا لیا جائے گا۔ جب اسے یہ خبر ہوئی کہ لوگ اس کی جگہ کسی اور کو

رومنوں کا شہنشاہ بنانے کا ارادہ کر چکے ہیں تو وہ فکر مند ہوا۔ اس موقع پر اس
مشیروں سے مشورہ کیا اور مشیروں نے یہ صلاح دی کہ پہلے ہی مرحلے میں جب
بغاوت کی تو ان کے خلاف فوج کو استعمال کر کے امن و امان قائم کر لینا چاہیے
موقع پر کتنی ہی جانیں ضائع ہو جاتیں پر امن تو ہو جاتا۔ بہر حال اسی روز
محل کی حفاظت کے لئے اپنے دو جرنیلوں کو مقرر کیا۔ ایک بیلی ساریوس اور دو
ان دونوں نے اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ شاہی محل کی حفاظت کی ذمہ داری
لگاتار تین روز تک جسٹنین اس کی ملکہ اور دوسرے لواحقین شاہی محل
رہے۔ آخر تنگ آ کر جسٹنین نے اپنے جرنیل بیلی ساریوس کو حکم دیا کہ
ہٹا دیا جائے۔ بیلی ساریوس اپنے وفادار لشکر کے ساتھ باہر نکلا اس وقت
ہوتا تھا کہ شہر میں جنگ چھڑ گئی ہو۔ جگہ جگہ آتش زنی شروع ہو گئی تھی۔
لوگوں نے جلا دیا تھا۔ بعض پرانے گرجے بھی نذر آتش ہو گئے تھے۔ آیا
اپنی صلیبیں اور خاص بت لیکر جلوس کی شکل میں باہر نکلے۔ انہیں یقین تھا کہ
ہوئے عوام ہتھیار رکھ دیں گے اور قسطنطنیہ میں امن قائم ہو جائے گا۔
لیکن دوسری طرف جسٹنین کے محل کی حفاظت کرنیوالے لشکریوں نے
صلیبیں اٹھائے ہوئے ان پادریوں کو دیکھا تو انہوں نے یہ سمجھا کہ
کرنے کا شاید نیا طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے پادریوں کو مار
تھا۔ عوام کا غصہ مزید بھڑک اٹھا۔ حالات پہلے سے بھی بدتر صورت اختیار
حالات جب بد سے بدتر ہونے لگے تو جسٹنین نے لشکر کے استعمال
اٹھا لی اب وقت حد درجہ نازک ہو گیا تھا۔ شہر میں دن بدن خوراک ناکافی
جسٹنین نے اپنے کچھ سالاروں کو حکم دیا کہ شہر میں منادی کرا دی جائے کہ
جسٹنین کھیلوں کے میدان ہپوڈ روم میں اپنے لوگوں سے روبرو گفتگو کرے گا
یہ اعلان سنتے ہی لوگ جوق در جوق کھیلوں کے میدان میں جمع
وقت پر کھیلوں کے میدان میں پھر منادی کرنے والے نے جسٹنین کی
مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔
شہنشاہ جسٹنین ان تمام حرکات کے لئے رحم کا وعدہ کرتا ہے جو
ہیں کسی کو مجرم نہیں گردانا جائے گا اور نہ کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا۔
اس پر مجمع سے آوازیں آنے لگیں کہ جسٹنین پر کسی بھی صورت
اور یہ کہ ہم اسے اپنا بادشاہ ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں۔ آخر

گئی اور وہ محل کی طرف چلا گیا اس کی غیر موجودگی میں لوگوں نے سابق قیصر روم
کے ایک بھتیجے پائیٹس کو اپنا شہنشاہ منتخب کر لیا۔ یہ صورت حال انتہائی نازک تھی۔
کو اس کے عمائدین اور مشیروں نے مشورہ دیا کہ جسٹنین کو قسطنطنیہ چھوڑ کر
اور چلے جانا چاہیے۔ جس موقع پر جسٹنین کے عمائدین اور اس کے مشیر اس کو یہ
رہے تھے اس وقت جسٹنین کی ملکہ تھیوڈورا بھی وہاں موجود تھی اور وہ ساری
غور اور انہماک سے سن رہی تھی۔ جب یہ فیصلہ ہو چکا کہ جسٹنین اور اس کی
سے نکل کر کہیں اور چلے جانا چاہیے تب ملکہ اپنی جگہ سے اٹھی اور وہ
کے مشیروں اور وزیروں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔
آپ بے تکلف قسطنطنیہ چھوڑ کر جا سکتے ہیں۔ سمندر کا راستہ کھلا پڑا ہے۔ جہاز
آپ کے پاس خاصہ بڑا خزانہ موجود ہے لیکن اگر آپ چلے جائیں گے تو جلاوطنی
کا کوئی موقع نہیں رہے گا اور اگر میں قسطنطنیہ میں ٹھہرا رہتا تو کیا ہوتا اگر
ہے تو جائیں پر میں تو یہیں رہوں گی میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ جو لوگ ایک مرتبہ
ارغوانی لباس پہن لیتے ہیں انہیں کبھی وہ لباس اتارنا نہیں چاہیے۔ جس روز
کہنا چھوڑ دیں گے میں سمجھتی ہوں اس روز میرے لئے زندگی میں کوئی دلچسپی

تھیوڈورا کے یہ الفاظ سن کر رومن شہنشاہ بے حد متاثر ہوا لہٰذا اس نے
کر بھاگنے کے بجائے بغاوت کو فرو کرنے کا ارادہ کر لیا چنانچہ اس نے اپنے
کو حکم دیا کہ وہ آگسٹس کے چوک والے دروازے کی حفاظت کرے جبکہ
بیلی ساریوس کو حکم دیا کہ وہ اپنے زرہ پوشوں کے ہمراہ غلام گردشوں سے
نشست گاہ پر پہنچ جائے اور باغی لیڈروں کو گرفتار کر لیا جائے۔
علاوہ تھیوڈورا نے بھی ایک کام کیا۔ اس نے اپنے ایک جرنیل نرسی کو ڈھیروں
اور اسے حکم دیا کہ وہ بیلی ساریوس سے آگے آگے رہے اور اس کا راستہ صاف
اس طرح کہ وہ باغی لیڈروں کو وہ رقم بانٹ کر اپنے ساتھ ملانے کی کوشش
میں شہنشاہ کے خلاف بغاوت پھیلنے نہ پائے چنانچہ ملکہ کی فراہم کردہ رقم
نے وہ رقم باغی سرداروں میں تقسیم کر دی اور جب بیلی ساریوس کے
اس ہجوم کو بڑی بیدردی سے مارنا شروع کر دیا تھا جو شہر کا امن و امان خراب
ہوئے تھے۔ اس طرح لیڈروں میں رقم تقسیم کرنے اور بیلی ساریوس کی
کرنے کے بعد قسطنطنیہ میں بغاوت فرو ہو گئی تھی۔

بغاوت میں لگ بھگ تیس ہزار آدمی مارے گئے تھے۔ باغیوں نے جس شخص
شہنشاہ بنایا تھا اسے اور اس کے بھائیوں کو بھی جسٹنین نے قتل کرا دیا تھا۔

بغاوت فرو ہو جانے پر جسٹنین نے عام معافی کا اعلان کر دیا اور شہر کے تباہ
کی از سر نو تعمیر اور بے خانماں لوگوں کی آبادکاری پر اپنی ساری توجہ مرکوز کر دی
طرف تھیوڈورا کو یہ بات اچھی طرح یاد تھی کہ جسٹنین کی سلطنت کو بچانے کی خاطر
بڑی قربانی دینے پر آمادہ ہو گئی تھی۔ اب اس نے اپنی شاہانا ذمہ داریوں کو نبھانے
طرح تہیہ کر لیا تھا اس نے شہر کے متعلق ہر قسم کی خبریں مہیا کرنے کا پورا انتظام
ملازمائیں اور خواجہ سرا جگہ جگہ پہونچتے جو کچھ سنتے ملکہ کے کان میں آ کہتے
تاجروں اور مشرق کی سمت سے آنے والے زائروں کی باتیں ہر روز ملکہ کے کانوں
پہنچتی رہتی تھیں۔

اس کے علاوہ ملکہ تھیوڈورا نے ایرانی شہزادے ہرمز کا وہ مکان جو شروع
جسٹنین نے اسے خرید کر دیا تھا وہ محل اس نے ان راہبوں کے حوالے کر دیا
سر چھپانے کی کوئی جگہ نہ تھی۔ چنانچہ اس محل کا نام ہی بیت راہبان مشہور ہو گیا
اپنی اس کارروائی سے بھی لوگوں میں کافی ہر دلعزیز اور مشہور ہوئی۔

قسطنطینہ کی تعمیر نو کے ساتھ ساتھ تھیوڈورا اور جسٹنین نے رومن سلطنت
سے بڑے کلیسا آیا صوفیہ کی عمارت بھی نئی بنانے کا حکم دیا۔ اس نے حکم دیا کہ
عمارت ایسی بنائی جائے کہ جیسی اہل مغرب نے کبھی نہ دیکھی ہو۔ چنانچہ گر
خریدنے کا حکم دیا گیا تاکہ آیا صوفیہ کی عمارت کو خوب وسیع کیا جائے۔ اس
بڑھیا نے اپنے مکان کی فروخت سے انکار کر دیا۔ آیا صوفیہ کی تعمیر میں
دلچسپی کا اظہار کیا کہ وہ خود چل کر اس بڑھیا کے دروازے پر پہونچا اور مکان کی
اسے راضی کر لیا۔

ایک اور شخص جس کی زمین آیا صوفیہ کے قریب تھی اس نے بھی اپنی
انکار کر دیا اسے معلوم ہوا کہ وہ شخص ہپوڈروم میں کھیلیں دیکھنے کا بڑا شوقین
دوڑ اس کی سب سے بڑی کمزوری تھی چنانچہ جسٹنین نے حکم دیا کہ کھیلوں
کھیلیں اور رتھ کے دوڑ کا انتظام کیا جائے۔ جب وہ شخص میدان میں پہونچا
یہ پابندی لگا دی کہ کھیلیں اور رتھ کی دوڑ اس وقت شروع ہو گی جب وہ
کے لئے اپنی زمین فروخت کر دے اس پر وہ شخص اس پر آمادہ ہو گیا اس طرح
اردگرد کی ساری زمین گرجا کے لئے خرید لی تھی۔

اب آس پاس کی زمینیں خرید کر جگہ کا مناسب انتظام ہو گیا تو جسٹنین نے انتھمیس کو
اپنے عہد میں فن تعمیر کا بہترین ماہر اور صناع سمجھا جاتا تھا۔ جسٹنین نے اسے حکم دیا
ری عمارت پتھر اور سنگ مرمر کی بنے اور بھاری ستونوں کے بغیر اتنی وسیع ہو کہ بڑے
مصری مندروں کی طرح اس میں بہت سے لوگ سما سکیں۔ نیز اس کے چھت سپاٹ نہ
جسٹنین چاہتا تھا کہ آیا صوفیہ کا وہ گرجا ایسا بنے جو یروشلم کے ہیکل سلیمانی کو بھی پیچھے
جائے۔

آیا صوفیہ کی تعمیر کے لئے جسٹنین نے سسلی سے سنگ مرمر، کچھ جزیروں سے سنگ
مصر سے سنگ سماق لانے کا حکم دیا اس طرح جسٹنین کے کہنے پر آیا صوفیہ کی عظیم
عمارت کی تعمیر کا کام شروع ہو گیا تھا۔

جسٹنین قسطنطینہ میں اٹھنے والی بغاوت کو فرو کرنے کے بعد آیا صوفیہ کے گرجے کی تعمیر
مصروف ہوا ہی تھا کہ اسے بیرونی بغاوتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ افریقہ اور سلطنت کے کچھ
حصوں سے راہب آئے جنہوں نے تفصیل کے ساتھ جسٹنین کو وہاں کے حالات
ان راہبوں سے جسٹنین کو پتہ چلا کہ افریقہ میں ونڈال، اٹلی میں مشرقی گاتھ، ہسپانیہ
میں گاتھ پوری طرح چھا گئے ہیں اور جگہ جگہ انہوں نے قتل عام کا کام شروع کر دیا
ان راہبوں نے جسٹنین کو یہ بھی بتایا کہ اکھڑ فرینکو نے برگنڈیوں کے ساتھ مل کر جگہ
لوٹ مار اور ڈاکہ زنی کا کھیل شروع کر دیا ہے۔

یہ خبریں سن کر جسٹنین کو اندازہ ہو گیا تھا کہ ان وحشی قوموں کا سیل رک نہ سکے گا
نے اٹلی میں رومنوں کے طور طریقے ایک حد تک اختیار کر لئے تھے لیکن ان کے
من نہیں لمبارڈ وغیرہ موجود تھے۔ ایک ہٹتا تو پہلے کی جگہ دوسرا لے لیتا اور لوٹ مار
اج پر پہونچا دیتا۔ تاہم ان سارے خطرات کے باوجود جسٹنین نے بغاوتوں کو فرو
عزم کر لیا۔ سب سے پہلے اس نے افریقہ کی طرف توجہ دینے کا ارادہ کیا۔

اپنے جنگی بیڑے کو جسٹنین حرکت میں لایا۔ ایک جرار لشکر اس نے اس بیڑے میں
اور لشکر کا سپہ سالار اعلیٰ اس نے اپنے جرنیل بیلی ساریوس کو بنایا اس طرح افریقہ کی
فرو کرنے کے لئے جسٹنین نے بیلی ساریوس کو بحری بیڑے کے ساتھ افریقہ کی طرف
کر دیا تھا۔

جسٹنین نے اپنے جرنیل بیلی ساریوس کی امداد کے لئے ایک خاص منصوبہ بھی تیار کیا۔
طرح کہ جو راہب طرابلس سے قسطنطینہ پہونچے تھے انہیں اس نے اپنے بحری بیڑے
سے قبل ہی واپس کر دیا اور ان کے ساتھ ایک جہاز طرابلس کی طرف روانہ کیا

جس میں ایک سو بیس منتخب آدمی لیبیا کے ساحل پر جا پہونچے اور وہاں لوگوں کو بغاو
آمادہ کر دیا جو رومنوں کے حامی تھے۔

اس طرح قسطنطنیہ سے جانے والے ان ایک سو بیس مسلح جوانوں نے ایک افوا
بھی پھیلا دی کہ سارڈینیا کے گورنر نے رومنوں کی حکومت پر قبضہ کرنے والے و
قبائل کے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ سارڈینیا کے لوگوں نے ونڈال سے نپٹنے کے
قسطنطنیہ سے امداد طلب کر لی ہے۔

ان خبروں کے نتیجے میں ونڈال جو زبردستی افریقہ پر قابض ہو گئے تھے انہوں
بحری بیڑہ پانچ ہزار سپاہیوں کے ساتھ سارڈینیا کی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے روانہ کر
صرف افواہ تھی حالانکہ سارڈینیا میں کوئی بغاوت نہ اٹھی تھی اور ونڈال کا باقی لشکر
اس بدامنی کو فرو کرنے میں مصروف ہو گیا جو قسطنطنیہ سے پہونچنے والے ایک سو
جوانوں نے برپا کر دی تھی۔ اس کے علاوہ کچھ مزید لوگ بھی تاجروں کے بھیس میں
سے افریقی شہر قرطاجنہ پہونچ گئے اور وہاں کی مقامی آبادی کو چپکے چپکے آگاہ کر دیا کہ
کی فوجی قوت پہونچنے والی ہے لہٰذا وہ ہراساں نہ ہوں اور ونڈال کے خلاف جنگ
کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔

قسطنطنیہ سے روانگی کے وقت جسٹینن نے اپنے جرنیل بیلی ساریوس کو پو
سونپ دیئے تھے اور کہدیا تھا کہ تمہارا ہر حکم میرا حکم سمجھا جائے گا۔ ساتھ ہی
بیلی ساریوس کی کارروائی پر نگاہ رکھنے کے لئے ایک وفادار خواجہ سرا سالومن
ساریوس کے ساتھ روانہ کر دیا تاکہ سالومن اس پر نگاہ رکھے اور بیلی ساریوس اخ
کر خود سر اور خود مختار نہ ہونے پائے۔

قسطنطنیہ سے روانہ ہونے کے بعد اپنے بحری بیڑے کے ساتھ بیلی ساریو
پہونچ گیا اور وہاں کے آتش فشاں پہاڑ ایٹنا کے سامنے لنگر انداز ہوا۔ یہاں قیام
بعد بیلی ساریوس مزید آگے بڑھا۔ سسلی کے مشہور ساحل کی بندرگاہ کٹانا میں اس
بحری بیڑے کو لنگر انداز ہونے کا حکم دیا۔ یہاں بھی چند روز اس نے اپنے لشکر
کا حکم دیا اس کے بعد وہ افریقہ کی طرف روانہ ہوا۔

خوش قسمتی سے ہوا موافق تھی اور دوسرے ہی دن سمندر کا سفر طے کر
بیلی ساریوس افریقی ساحل پر پہونچ گیا۔ افریقی ساحل پر پہنچتے ہی بیلی ساریوس
دیہات سے اپنے لشکر کے لئے گھوڑے خریدے۔ ساتھ ہی سخت ممانعت کر دی
کر دیا کہ ہم بیک وقت دو دشمنوں سے نہیں لڑ سکتے اگر لوٹ مار کی گئی تو

نڈالوں کے ساتھ ہو جائیں گے اور ہم لوگوں کے خلاف بد ترین سلوک کریں گے۔ افریقہ
ساحل پر پہونچ کر بیلی ساریوس کو جب یہ پتہ چلا کہ افریقی حکومت پر قبضہ کرنے کے
قرطاجنہ کے سوا ونڈالوں نے فصلیں گرا دی ہیں تو بیلی ساریوس بڑا خوش ہوا اور اس
فیصلہ کر لیا کہ سب سے پہلے قرطاجنہ پر حملہ کیا جائے گا اور شہرپناہ کے اندر محصور ہو
وہ ونڈالوں کے خلاف نہ ختم ہونے والی جنگ کی وہ ابتدا کر دے گا۔

قرطاجنہ شہر سے دس میل باہر بیلی ساریوس اور ونڈال لشکر کے درمیان ہولناک
گ ہوئی۔ اس جنگ میں یقیناً" وحشی ونڈال قبائل کے ہاتھوں بیلی ساریوس کو بدترین
ت ہوتی اور افریقی مہم کا خاتمہ ہو جاتا لیکن اس موقع پر ہن قبائل کے وہ لشکری جو
میں لوٹ مار کرنے کے لئے رضاکارانہ طور پر بیلی ساریوس کے لشکر میں شامل ہو گئے
وہ کام آئے۔ یہ ہن قبائل اپنی وحشت اور بربریت میں سب قبیلوں پر فوقیت رکھتے
جب ونڈال کے مقابلے میں رومن جرنیل بیلی ساریوس کو شکست ہونے لگی تو وحشی
ونڈال کے مقابلے میں سینہ تان کر کھڑے ہو گئے۔ یہ ایسی بے جگری ایسی خونخواری
لڑے کہ ونڈال کو انہوں نے پیچھے ہٹا دیا۔

بیلی ساریوس نے جب دیکھا کہ ہنوں کے مقابلے میں ونڈال پسپا ہوئے ہیں تو اس
اس سنہری موقعے سے فائدہ اٹھایا اور پوری طاقت اور قوت سے اس نے پسپا ہوتے
الوں پر حملہ کر دیا۔ ونڈال بھاگ کر قرطاجنہ شہر میں محصور ہونا چاہتے تھے لیکن بیلی
وس نے انہیں ایسا نہیں کرنے دیا۔ اس طرف جانے والے راستے اس نے روک
ونڈالوں کا اس نے خوب قتل عام کیا اور خود شہر میں داخل ہو کر بیلی ساریوس نے
قبضہ کر لیا تھا۔ اب وہ شہر میں محصور ہو کر اپنے لشکر کو منظم کرنے لگا تھا تاکہ ونڈال
وت کو مجتمع کر کے قرطاجنہ کا محاصرہ کریں تو ان کا مقابلہ کیا جا سکے۔

ونڈال کسی دور میں ہن قبائل کی طرح وحشی اور خونخوار تھے لیکن مختلف تہذیب
علاقوں میں سے گزرنے کے بعد جب یہ افریقہ تک پہونچے تو یہ اپنی پرانی عادات کو
راموش کر چکے تھے۔

یہ ونڈال اب ہر روز حمام پہونچ کر غسل کے عادی ہو چکے تھے۔ خشکی اور تری کی
اشیائے خوردنی ان کے دستر خوانوں پر موجود ہوتی تھی۔ سنہری زیور اور ایرانی ریشم
تھیٹروں اور گھڑ دوڑوں میں وقت صرف کرتے یا شکار کھیلتے رہتے۔ امراء اپنے باغوں
تکلف دعوتوں کا انتظام کرتے جہاں رقص و سرور کی محفلیں گرم ہوتیں اور بھانڈ
اتارتے غرض وہ ہر مصروفیت کے خواہاں تھے جو جنسی تحریک کا سازو سامان بہم پہونچا

سکتی تھی۔

قرطاجنہ پر قبضہ کرنے کے بعد بیلی ساریوس نے آہستہ آہستہ ونڈال قبائل کے
کو جگہ جگہ شکست دینے کے بعد دوسرے شہروں، قصبوں اور بندرگاہوں پر قبضہ کرنا شروع
کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ ونڈال کا وہ بحری بیڑہ جو سارڈینیا کی افواہوں پر مبنی بغاوت
کرنے کے لئے گیا ہوا تھا وہ بحری بیڑہ جب لوٹا تو ہکا بکا رہ گیا تھا کیونکہ اس نے
بندرگاہوں پر رومنوں کا قبضہ ہو چکا تھا۔ اس طرح بیلی ساریوس نے ونڈالوں کے
سارے بحری جہازوں پر قبضہ کرلیا تھا اور سارے لشکریوں کو اس نے موت کے گھاٹ
دیا۔ بیلی ساریوس کو ایک اور بھی فائدہ ہوا اور وہ یہ کہ ونڈال حکمران خاندان کا بیش
خزانہ ایک جہاز پر لاد کر ہسپانیہ روانہ کر دیا گیا تھا لیکن ان کی بدقسمتی کہ راستے میں طو
آگیا اور جہاز پھر افریقی ساحل پر آلگا اور خزانے سے بھرے ہوئے اس بحری جہاز
ساریوس نے قبضہ کرلیا تھا۔

دوسری طرف رومن شہنشاہ جسٹنین کو جب افریقہ میں بیلی ساریوس کی فتوحات
خبریں ملیں تو اس نے بیلی ساریوس کو حکم دیا کہ افریقہ میں حالات درست کرنے کے بعد
قریبی جزیروں پر حملہ آور ہو اور وہاں سے بھی باغیوں کا مکمل طور پر صفایا کر دے۔ چنانچہ
افریقہ میں حالات درست کرنے کے بعد بیلی ساریوس کارسیکا، سارڈینیا، طرابلس پر حملہ
ہوا۔ باغیوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے اس نے بغاوتوں کو مکمل طور پر فرو کر دیا۔ پھر وہ ا
لشکر کے ساتھ باغیوں کا مکمل صفایا کرتا ہوا جبل طارق تک جا پہونچا اس طرح ایک بار
بحیرہ روم رومن سلطنت کے تسلط میں آگیا تھا۔

افریقہ پر دوبارہ اپنا تسلط قائم کرنے کے بعد رومنوں نے پھر وہاں اپنے پرانے
دفاعی حلقے قائم کئے طرابلس غرب اور لیبیا کو ملا کر انہوں نے اس کا نام ٹریپولی رکھا۔ مشرقی
تیونس کو بایئزا ایسم کا نام دیا۔ مغربی تیونس اور مشرقی الجزائر کو نیومیڈیا جبکہ مغربی الجزائر
مراکش کو ماریطانیہ کے نام سے موسوم کیا گیا۔

اسی اثنا میں قرطاجنہ سے قسطنطنیہ کے شہنشاہ جسٹنین کو یہ خبریں پہونچیں کہ
بیلی ساریوس نے ایک طرح کی خودمختاری اختیار کرلی ہے اور اس نے افریقہ میں شاہی
میں قیام کیا ہے اور یہ کہ وہ اب اپنے آپ کو افریقہ کا خودمختار حکمران سمجھنے لگا ہے۔
رومن شہنشاہ جسٹنین کے درباریوں نے یہ خبریں سنیں تو انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا
بیلی ساریوس شہنشاہ سے آزاد ہو گیا ہے۔ یہ خبریں سننے کے بعد جسٹنین نے حکم بھیجا کہ
ساریوس افریقہ کے سابق ونڈال بادشاہ کو لیکر فوراً قسطنطنیہ پہونچے۔ چنانچہ جسٹنین کے

کرتے ہوئے بیلی ساریوس گرفتار شدہ ونڈال بادشاہ کے ساتھ پہلی فرصت میں
پہونچ گیا۔ بیلی ساریوس کی اس حکم برداری پر جسٹنین کے سارے گلے شکوے دور
اور وہ بیلی ساریوس سے خوش ہو گیا تھا۔

ساریوس کے قسطنطنیہ پہونچنے پر ایک بہت بڑا جلوس نکالا گیا جس میں ونڈال
اور شہزادے بھی شامل تھے۔ جنہیں زنجیریں پہنا رکھی تھیں۔ ایک گاڑی تھی جس
قیمتی مال و متاع بھرا تھا۔ اس گاڑی کے ساتھ ساتھ راہب ننگے پاؤں چل رہے
گاڑی میں ہیکل سلیمانی کے تبرکات رکھے ہوئے تھے جو یروشلم سے روما پہونچے
ونڈال لوٹ کر لے گئے تھے۔ ان تبرکات میں ہفت شاخہ شمع دان، نذر کی
شہادت کا صندوق اور سرپوش تھے یہ سب تبرکات واپس یروشلم بھجوا دیئے

شہنشاہ جسٹنین نے کچھ دن تک اپنے جرنیل بیلی ساریوس کو آرام کرنے کا
انتظام کیا۔ پھر ایک عظیم بحری بیڑہ اور لشکر دے کر اس نے اسے سسلی کی طرف روانہ
بتایا گیا کہ بیلی ساریوس اپنے پہلے لشکر کے ساتھ افریقہ کا رخ کر رہا ہے لیکن
جسٹنین نے اپنے جرنیل بیلی ساریوس کو حکم دیدیا تھا کہ وہ ہر صورت میں سسلی
تاکہ وہاں سے نکل کر اٹلی پر اور پھر دوسرے علاقوں پر اپنا قبضہ مستحکم کیا جا
کے حکم پر بیلی ساریوس اپنے بحری بیڑے اور لشکر کو لیکر سسلی کی طرف روانہ

ساریوس کے بعد جسٹنین نے دو بڑے کام کئے پہلا کام جو رومن شہنشاہ جسٹنین
صوفیہ کی تعمیر کی تکمیل تھی۔ پچھلے کئی سال سے آیا صوفیہ کی تعمیر کا کام جاری
کے ستون کھیلوں کے میدان ہپوڈروم کے ستونوں سے اوپر اٹھے تو وہ ملاحوں
نظر آنے لگے۔ یکایک جسٹنین کو یہ اطلاع ملی کہ دو ستونوں میں عمودی شگاف
اور انہی کی محرابوں پر ایک سو بیس فٹ اونچا گنبد بننے والا ہے۔
نے تعمیر کے ذمہ داروں سے پوچھا کیا یہ ستون محرابوں کا بوجھ سنبھال لیں گے
بتلایا ضرور سنبھال لیں گے۔ جسٹنین نے حکم دیا تعمیر جاری رکھی جائے پھر دیکھا
ہوتا ہے۔
کے حکم کے مطابق تعمیر مکمل کی گئی۔ گنبد ہلکے پتھر کا بنایا گیا تاکہ محرابوں پر
شگافوں میں پگھلا ہوا سیسہ بھر دیا گیا۔ چنانچہ یہ عمارت اب تک بدستور قائم

آیا صوفیہ کے معماروں نے ایک نیا طرز تعمیر پیدا کیا تھا جسٹنین آیا صوفیہ کی تعمیر
عجلت سے کام لے رہا تھا۔ وہ اسے قسطنطنیہ کے پرانے گرجوں سے بالکل مختلف رکھنا چاہتا
تھا۔ اس کی آرزو تھی کہ یہ گرجا وضع قطع میں سارے گرجوں سے الگ تھلگ ہو اور
مسیحی گروہوں کا مرکز اجتماع بن جائے۔ طرز تعمیر کی تبدیلی، یونانی تعمیر کا پیش خیمہ ہوئی
رفتہ رومی روایات ختم ہو گئیں۔ لاطینی بول چال کا رواج بھی ختم ہو گیا۔ یونانی ثقافت
لاطینی ثقافت کی جگہ فروغ ملنے لگا۔

پھر ایک روز باقاعدہ جسٹنین آیا صوفیہ کے گرجے کے افتتاح کے لئے آیا۔
گرجے کے قریب آکر اپنے گھوڑے سے اترا تو اس نے دیکھا آیا صوفیہ کے گرجے کے
سامنے صناعوں نے جسٹنین کا سنگ مرمر کا ایک بہت بڑا مجسمہ بنا دیا تھا۔ جس کے ارد گرد
لوگ جمع تھے اپنے مجسمے اور آیا صوفیہ کے گرجے کی عمارت کو دیکھتے ہوئے جسٹنین
آرزو کی کہ کاش سلیمان علیہ آج اپنے تخت پر بیٹھے ہوئے آیا صوفیہ کے گرجے میں
ہوتے کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ اس کا بنایا ہوا گرجا ہر طرح اور ہر لحاظ سے ہیکل سلیمانی کا
ہے بلکہ اسے سے بڑھا ہوا ہے۔

بہرحال افتتاح کے لئے جسٹنین اس عظیم الشان گرجا کے سامنے اپنے گھوڑے
اترا۔ دہلیز سے گزرتے ہوئے اس نے تاج سر سے اتار دیا اور گرجا میں داخل ہو
قسطنطنیہ اسقف کے اعظم سے برکت حاصل کی۔

اس عظیم الشان گرجے کے اندر پہونچ کر اسقف اعظم کے مقابل وہ تخت
بادشاہ کی اس آمد پر شمعوں کے شعلے چاروں طرف رقصاں ہونے لگے تھے۔ روپہلی
اور پیالوں میں رنگ رنگ کے چراغ ہزاروں انسانوں کے سروں پر درخشاں
میں متبرک پردوں کے روپہلی نقوش اور مقدس میز کے زردار کپڑے کی تصویر
رہی تھیں۔ مریم عذرا سے اوپر ایک چہرے کے مدہم نقوش ابھر رہے تھے۔
مریم تھے جن کے ذریعے ان دیکھے خدا کی مرضی پوری ہوئی عیسیٰ ابن مریم کے
فرشتے تھے جنھوں نے اپنے بازو اور پر پھیلا رکھے تھے۔

جسٹنین کو آیا صوفیہ کی آرائش بے حد پسند آئی۔ اس موقع پر آیا صوفیہ
میں ولادت مسیح کے گیت گائے گئے جس میں سے ایک شخص رومانوس کو خاص طور
گیا اس لئے کہ وہ ولادت مسیح کے گیت گانے میں ماہر تھا۔ اس طرح ایک
تقریب میں جب رومنوں کے شہنشاہ جسٹنین نے آیا صوفیہ کے گرجے کا افتتاح
وقت تک رومن شہنشاہ جسٹنین پچپن برس کا ہو چکا تھا۔

آیا صوفیہ کے گرجے کے افتتاح کے علاوہ جسٹنین نے بیلی ساریوس کی روانگی کے
دوسرا بڑا کام کیا وہ یہ کہ اس نے لوگوں کی بہتری کے لئے کچھ احکامات جاری کئے
اس نے شہریوں کے لئے مجسٹریٹ مقرر کئے اور ان کو حکم دیدیا کہ باہر سے آنے
لوگوں کا سیل روکا جائے جس کی وجہ سے مضافات کی آبادی کم ہو رہی تھی اور شہر
آبادی بڑھ رہی تھی۔ عام دستور چلا آ رہا تھا کہ دولت مند لوگ بڑی بڑی رقمیں دیکر
خرید لیتے تھے پھر ان عہدوں سے وسیع مالی فائدہ اٹھاتے تھے۔ جسٹنین نے عہدوں
فروخت ممنوع قرار دیدی۔

رشوت خور افسروں کے خلاف بھی جسٹنین نے بہت سخت قوانین جاری کئے۔ مثلاً"
عہدے کے لئے کسی کو کچھ نہ دے۔

گورنر کو چاہیے کہ اپنے علاقے کے قصبوں اور شہروں میں خود جائے اور اپنے نائبوں
بھیجے۔ ہر افسر عہدے سے سبکدوش ہونے کے بعد پچاس روز تک وہیں رہے تاکہ
حساب کتاب لیا جا سکے اور اس کے خلاف شکایات کی سماعت ہو سکے۔

مذہبی پیشوا اور مقامی مجلس سرمایہ آمد کے ذمہ دار ہوں گے۔

اس کے علاوہ جسٹنین نے اپیلوں کی سماعت کے لئے خاص عدالتیں مقرر کر دیں جو
میں دورہ کر کے زیادہ سے زیادہ پچاس روز کے اندر مقدمے کا آخری فیصلہ سنا دیتی
مجسٹریٹ جنہیں فیصلے کرنے پر متعین کیا جاتا تھا ان کی تقرری پر ان سے مندرجہ ذیل
جاتا تھا۔

میں خدائے برتر اور توانا اور میکائیل اور جبرائیل کی قسم ان چاروں انجیلوں پر کھاتا
ہاتھ میں ہیں کہ میں اپنے آقا جسٹنین اور اس کی ملکہ تھیوڈورا کی خدمت
مفاد میں انجام دوں گا۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ عہدے کے حصول اور تحفظ کے
کسی کو کچھ دیا ہے نہ آئندہ دوں گا۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ تنخواہ کے سوا نہ لوں گا
عہدے سے کوئی فائدہ اٹھاؤں گا۔ اپنے نیک دل آقاؤں کی ساری رعایا کے حقوق کی
کروں گا اگر یہ حلف پورا نہ کر سکا تو اپنے آپ کو نجات دہندہ یسوع مسیح کے فیصلے
سمجھوں گا۔ مجھے یہودا اسکریوتی کی بد انجامی جیزی کا برص اور قائن لعنت نصیب

○

دوسری طرف موسم گرما میں بیلی ساریوس سسلی کی طرف روانہ ہوا لیکن سفر کی

منزل مقصود اخفا رکھی گئی۔ اس لئے کہ عام لوگ سمجھتے تھے کہ بیلی ساریوس جو ا
ونڈالوں کا فاتح ہے وہ ایک بار پھر افریقہ کا رخ کر رہا ہے۔ جبکہ رومن شہنشاہ
بیلی ساریوس کورا زدارانہ انداز میں یہ احکامات دیئے تھے کہ وہ چپ چاپ سسلی
جزیرے کو ان گاتھوں سے چھین لے جو سسلی پر قابض ہو چکے تھے۔ اس
ساریوس کے لئے تمام انتظام خاص احتیاط سے کئے گئے تھے۔ جہاز ایسے تھے
سمندروں میں بھی سفر کر سکتے تھے۔ فوجی افسر ایسے چنے گئے تھے جن کی وفادار
صلاحیت مسلم تھی۔ اس کے علاوہ اس کے ساتھ خاصا بڑا لشکر تھا جس پر زیادہ
اعتماد کیا جا سکتا تھا۔

باقاعدہ رسالہ بھی بحری بیڑے کے ہمراہ تھا۔ اس کے علاوہ جنگجو ہن قبائل
دستے بھی شامل تھے تاکہ ضرورت کے وقت ان کی مدد سے جنگ کی کایا پلٹی جا سکے۔

اس مرتبہ بھی بیلی ساریوس کو پہلے کی طرح پورے اختیارات دے دیئے
اسے تاکید کر دی گئی تھی کہ سسلی پہنچو تو جہاں پہلے لنگر انداز ہوئے تھے وہیں
بھی ٹھہرنا اور طور طریقے ایسے رکھنا جیسے تم اتفاقیہ وہاں جا ٹھہرے ہو۔ سسلی کے
احساس تک نہ ہونا چاہئے کہ اس کا مقصود جزیرے پر قابض ہونا ہے۔ جسٹنین
ساریوس کو یہ بھی حکم دیا تھا کہ اگر با آسانی سسلی پر تسلط کی صورت نکل آئے تو
ورنہ لنگر اٹھا کر افریقہ چلے جانا۔

بیلی ساریوس پہلے کی طرح سسلی کی بندرگاہ کٹانہ میں اپنے بحری بیڑے کے
انداز ہوا اس نے اپنے لشکریوں کے چھوٹے چھوٹے دستے اطراف میں بھیج د
شکل و صورت اور اطوار سے بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ وہ سیاحوں کی حیثیت
مقامات کا معائنہ کرتے پھر رہے ہیں۔ لیکن یکایک بیلی ساریوس کے لشکریوں نے
قبائل کی چوکیوں پر حملہ کرتے ہوئے ان کا قتل عام شروع کر دیا اور ان گنت
انہوں نے قبضہ کر لیا۔

مختلف چوکیوں پر قبضہ کرنے کے بعد بیلی ساریوس نے اپنے لشکر کے ساتھ
جوار کے سارے چھوٹے بڑے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد وہ اپنے لشکر کے
سسلی کے دوسرے بڑے شہر سارا کیوز پر حملہ آور ہوا۔ اس شہر پر بھی اس نے
قبضہ کر لیا۔ سارا کیوز پر قبضہ کرنے کے بعد بیلی ساریوس کی قوت میں خاطر خواہ اضافہ
تھا۔

اب باقی سسلی کا مرکزی شہر پنارس رہ گیا تھا۔ اس پر بیلی ساریوس سوچ سمجھ کر

جانتا تھا کہ یہ جزیرے کا مستحکم مقام تھا اور اس کے اردگرد فصیل تھی۔ آخر
نے کچھ دن اپنے لشکریوں کو آرام کرنے اور ستانے کا موقع فراہم کیا اور اس
پوری تیاری کرنے کے بعد وہ سسلی کے شہر پنارس پر بھی حملہ آور ہوا۔ گاتھوں
کیا۔ لیکن بیلی ساریوس کا حملہ ایسا خوفناک، ایسا وحشیانہ تھا کہ اس نے وحشی گاتھ
ایک نہ چلنے دی۔ اگر صرف رومن پنارس پر حملہ آور ہوتے تو یقیناً" انہیں گاتھ
بھاگ جانے پر مجبور کر دیتے لیکن بیلی ساریوس کے لشکر میں جو ہن قبائل کا لشکر
گاتھوں کی ایک نہ چلنے دی۔ وحشی ہن قبائل رات کی تاریکی میں پنارس شہر کی
گئے۔ ایسا ہونا تھا کہ ہن قبائل فصیل سے اتر کر شہر میں داخل ہونا شروع
کے دروازے انہوں نے کھول دیئے۔

دروازے کھلتے ہی بیلی ساریوس اپنے لشکر کے ساتھ خوفناک سیلاب کی طرح
ہوا اور شہر پر اس نے قبضہ کر لیا۔ شہر پر قبضہ ہونے کے بعد بیلی ساریوس نے
ان پر سنہری سکے برسائے۔

ساریوس کی گاتھ قبائل کے خلاف سسلی میں کامیابیوں سے رومن شہنشاہ
خوش اور مطمئن ہوا۔ اور اب وہ اٹلی پر حملہ آور ہونے کے منصوبے بنانے
ابھی ان دنوں گاتھ قبائل نے حملہ آور ہو کر رومنوں سے حکومت چھین لی
قبائل کا اٹلی میں پہلا سردار تھیوڈورک تھا۔ اس نے اٹلی پر قبضہ کیا اور وہاں
اختیار کر لی۔ اور اٹلی کا انتظام اس نے بڑے اچھے طریقے پر کر لیا۔ اور سب
رواداری رواداranہ تھا۔ بظاہر وہ مشرقی سلطنتوں کے فرمانرواؤں کا وفادار تھا۔ کسی
خلاف شمشیر زن ہونے کی جرات اور ہمت نہ ہوئی تھی۔

قبائل کا سردار تھیوڈورک جب اٹلی کا شہنشاہ بنا تو اس زمانے میں علم و فضل
الزام کے لحاظ سے اٹلی میں دو آدمیوں کو ممتاز ترین حیثیت حاصل تھی۔ ایک
دوسرا سیمیکس۔ تھیوڈورک نے ابتدا میں دونوں سے اچھا برتاؤ کیا پھر بیتھیوس
غداری کا الزام لگایا اور تھیوڈورک نے اسے قید میں ڈال دیا۔

قید میں بیتھیوس نے فلسفے کے متعلق وہ کتاب لکھی جس کی بنا پر اس کی شہرت
ہے۔ تھیوڈورک نے ایک فرمان خاص کے ذریعے بیتھیوس کے ساتھ ربط اور
ممنوع کر دی۔ ایوان عمائد کے ارکان میں سے صرف ایک شخص اس فرمان کے
ہوا اور وہ سیمیکس تھا۔ جس کا پردادا رومن سلطنت کے نہائت عظیم
میں سے تھا۔ سیمیکس کی اس جراتمندی پر تھیوڈورک بے حد سیخ پا ہوا۔ لہٰذا

تھیوڈورک نے بیتھیوس اور سیمیکس دونوں کو قتل کرا دیا تھا۔

آخر اٹلی میں گاتھ قبائل کا پہلا شہنشاہ تھیوڈورک جلد ہی فوت ہو گیا۔ اس
مرنے کے بعد اس کی صرف ایک بیٹی تھی جس کا نام امالا سنتھا تھا۔ اس میں اپنی
جنگی جوہر موجود تھے۔ لیکن گاتھ ایک عورت کو حکمران ماننے کے لئے تیار نہ تھے۔
امالا سنتھا نے اپنے خاندان میں تھیوڈاہڈ سے شادی کر لی۔ تھیوڈاہڈ کے دماغ میں
تھیوڈاہڈ کی طبیعت میں کوئی مناسبت نہ تھی۔

احق شوہر نے جوش کی حالت میں ایک دن اس وقت اپنی بیوی کو قتل کر دیا
جھیل میں نہا رہی تھی۔ اور تنہا حکومت کرنے لگا۔ گاتھوں کو معلوم ہو چکا تھا کہ
کی بدولت اسے تخت ملا تھا اور جو ان کے محبوب سردار کی بیٹی تھی اسے قتل کرا
اس وجہ سے وہ تھیوڈاہڈ کے دشمن بن گئے تھے۔ اور تھیوڈاہڈ کو ہر وقت خطرہ لگا
گاتھ موقع پاتے ہی اسے مار ڈالیں گے۔

جن دنوں رومن شہنشاہ جسٹنین اٹلی پر حملہ آور ہونے کے منصوبے بنا
دنوں تھیوڈاہڈ گاتھوں پر حکومت کر رہا تھا۔ اٹلی پر حملہ آور ہونے سے پہلے
مختلف چالیں چلیں۔ پہلی چال اس کی یہ تھی کہ اس نے پوپ کو سمندر کے را
بلایا اور اس کے ساتھ مشورے کے بعد اٹلی کے گاتھوں سے نجات حاصل کر
بنایا۔ جسٹنین نے پوپ کو سمجھایا کہ ہم لوگ رومن کلیسا کے پیروکار ہیں۔
حکومت کرنے والے گاتھ آریوس کے پیروکار ہیں۔

قسطنطنیہ کا شہنشاہ اور سارے باشندے تثلیث کے قائل تھے۔ یعنی
القدس کا اتحاد معمولی مزدور اور نانبائی سے بھی باتیں ہوتیں تو کہتا کہ تثلیث
نجات کا ذریعہ ہے۔ قسطنطنیہ کے لوگ کہتے کیا ایک معمولی انسان ایک نجار کا
کی نجات کا دروازہ کھول سکتا ہے۔ اگر مریم نے ایک معمولی بچہ جنا تو کیا ا
کہا جاسکتا ہے۔ جب کہ در حقیقت وہ تھی۔ اس طرح رومن کلیسا نے
کرتے ہوئے مریم کو خدا کی ماں اور عیسیٰ ابن مریم کو خدا کا بیٹا قرار دے دیا

دوسری طرف اٹلی پر حکومت کرنے والے گاتھ آریوس کے پیروکار
ایک مسیح بزرگ تھا۔ اس نے مذہب کے اندر جس قدر خرابیاں تھیں انہیں
کوشش کی۔ اس نے عیسائیوں میں اس عقیدے کا پرچار کیا کہ مسیح کچھ بھی
انسان تھا۔ البتہ اسے نیکی کا غیر معمولی درجہ مل گیا تھا۔ مغرب میں آریوسی
عجیب و غریب طریقے پر پھیلا۔ قسطنطنیہ کا ایک بشپ جو آریوسی عقیدے کا

کی تبلیغ کے لئے مقرر ہوا جو وحشی اقوام سے لڑنے کے لئے بھیجی گئی تھیں۔ لہٰذا خود
ان وحشیوں میں تبلیغ شروع کر دی۔ وہ آریسوی عقیدے کا قائل تھا۔ اس طرح
وندال اس مبلغ کی وجہ سے آریوسی عقیدے کے پیروکار ہو گئے۔

اٹلی، اسپین اور افریقہ کے علاوہ سسلی میں حکمران ہوئے تو انہوں نے چند کلیسوں
تثلیث کو ماننے والے تمام کلیسا بند کر دیئے۔ اٹلی سے پوپ کو قسطنطنیہ بلا کر
نے اسے یہ بھی سمجھایا کہ وہ تثلیث کے عقیدے کو ہر سمت پھیلانا چاہتا ہے اور
عقیدے کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے۔ پوپ کو جسٹنین نے یہ بھی سمجھایا کہ گاتھ، ونڈال
چونکہ آریوسی عقیدے کے پیروکار ہیں لہٰذا پوپ کو چاہئے کہ اٹلی میں ان کا
کے لئے پوری طرح اس کا ساتھ دے۔ پوپ نے اس کے لئے حامی بھر لی۔
ضروری ہدایات جسٹنین نے اسے دے کر اٹلی روانہ کر دیا تھا۔

کے ذمے سب سے بڑا کام یہ لگایا گیا تھا کہ وہ اٹلی میں رومن کلیسا کے حامیوں
رے اور انہیں ایک مضبوط اور پر قوت لشکر کی صورت دیتا رہے تا کہ جب
لشکر اٹلی پر حملہ آور ہو تو پوپ کے اکٹھے کرنے والے ان لوگوں سے جسٹنین کے
حاصل ہو۔

اٹلی کے پوپ کو اپنے لئے استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ جسٹنین نے اٹلی کے گاتھ
خلاف ایک اور سیاسی چال چلی۔ اس نے اپنے ایک خاص قاصد کو اٹلی میں آباد
کے ان حصوں کی طرف روانہ کیا جو تثلیث کے قائل تھے۔ اور رومن کلیسا
تھے۔ اس قاصد کے ذمے یہ کام لگایا گیا کہ فرینک سرداروں کو سمجھائے کہ وہ
آور ہونے میں رومنوں کی مدد کریں۔ اس لئے کہ فرینک اور رومن دونوں
کے قائل ہیں جب کہ گاتھ قبائل آریوسی عقیدے کے پیروکار ہیں۔ اس کے
کے ہاتھ جسٹنین نے فرینک سرداروں کے لئے ہیرے اور جواہرات کی رشوت
قاصد اپنے مقصد میں کامیاب رہا۔ رشوت ملنے اور مذہبی ترغیب ہونے پر
کا ساتھ دیتے ہوئے گاتھوں کے خلاف لڑنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔

کے علاوہ اٹلی میں گاتھوں کے شہنشاہ تھیوڈاہڈ پر رعب اور خوف طاری کرنے
جسٹنین نے ایک اور چال چلی۔ جسٹنین نے پیٹر نامی اپنے ایک خاص آدمی کو
شہنشاہ تھیوڈاہڈ کی طرف اٹلی روانہ کیا۔ پیٹر نامی یہ شخص بڑا قابل اور چرب
زبان گوں ہتھکنڈوں میں ماہر تھا۔ سخت نازک حالات میں بھی اس پر کبھی
طاری نہ ہوتی تھی۔ سب سے بڑی بات یہ کہ کوئی اسے خرید نہ سکتا تھا۔ اس کا

فرض یہ قرار دیا گیا کہ وہ موقع بہ موقع اور گاہے بگاہے وہ گاتھوں کے شہنشاہ
خدمت میں حاضر ہو اور اس پر یہ انکشاف کرتا رہے کہ اگر شہنشاہ قسطنطنیہ سے
کی گئی تو خوفناک جنگ شروع ہو جائے گی جس میں تھیوڈاہڈ کی اپنی زندگی بھی
جائے گی۔

یہ سارے انتظامات کرنے کے بعد جسٹنین نے اٹلی پر حملہ آور ہونے کی
سے پہلے اس نے اپنے جرنیل بیلی ساریوس کو حکم دیا کہ وہ سسلی سے نکل کر ا
آور ہو۔ اس کے بعد جسٹنین نے اپنے دوسرے جرنیل منڈس کی سرکردگی میں ا
لشکر دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ دریائے ڈینیوب سے مغرب کی جانب آگے بڑ
قدمی کرتا ہوا ساحل پر اس جگہ پہنچ جائے جہاں کسی زمانے میں سابق رومن
نے اپنے لئے ایک محل تعمیر کیا تھا۔ جسٹنین نے اپنے جرنیل منڈس کو حکم دیا
سمت سے اٹلی پر حملہ آور ہو۔

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے اٹلی کے حکمران گاتھوں کی اب آنکھیں کھلیں۔
پتہ چلا کہ قسطنطنیہ کا رومن شہنشاہ جسٹنین ان کے خلاف گہری چال چل رہا
لئے کہ وہ ان پر تین اطراف سے حملہ آور ہونے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ شمال
طرف سے فرینکو کا حملہ، جنوبی سمت سے بیلی ساریوس کا اور مغربی جانب سے
منڈس کا۔

گاتھوں کے شہنشاہ تھیوڈاہڈ کو جب جسٹنین کے ان تین اطراف کے حملے
ہوا تو وہ بڑا فکر مند ہوا۔ اس لئے کہ وہ پہلے ہی داخلی انتشار اور جھگڑوں کا
بیوی کو قتل کرنے کی وجہ سے عوام اس کے خلاف ہوئے تھے۔ اس صورت
تھیوڈاہڈ نے اندر ہی اندر جسٹنین سے گفت و شنید کی اور اس کا اس نے ا
کا ارادہ ظاہر کر دیا۔ ساتھ ہی اس نے تین ہزار گاتھ جنگجو شہنشاہ کی خدمت
کرنے کا بھی وعدہ کر لیا۔ چنانچہ جسٹنین کو ان حالات سے اطلاع دے دی گئی
پیش کش پر بے حد خوش ہوا اور تمام شرطیں ماننے کے لئے تیار ہو گیا۔
صورتحال تبدیل ہو گئی۔ جس پوپ کے مشورے سے یہ سارا منصوبہ تیار ہوا
دوسری بات یہ ہوئی کہ ڈیلیشیا میں گاتھ قبائل کا ایک لشکر اچانک منڈس کے
آور ہوا اور اس جنگ میں منڈس کا بیٹا مارا گیا۔ اپنے بیٹے کے مارے جانے
ایسا جنون طاری ہوا کہ اس نے گاتھ قبائل کے خلاف گھمسان کی جنگ چھیڑ
کے لشکر اور گاتھوں کے لشکر کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ اس قدر

ل ہوئے کہ منڈس کے لشکر میں بہت کم لشکری ایسے تھے جو اپنی جانیں بچا سکے تھے۔
رومن جرنیل منڈس اور اس کے لشکر کی تباہی و بربادی کا سن کر جسٹنین نے ڈیلیشیا
مقام پر ایک بہت بڑا لشکر روانہ کر دیا۔ اطلاع ملی تو اس نے اٹلی پر حملے روک دیئے اور
لشکر کے ساتھ وہ فوراً" قرطاجنہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

افریقہ میں رومنوں کے خلاف سازش کی وجہ یہ تھی کہ افریقہ میں آباد رومنوں کو
دولت مل گئی تھی۔ اور انہوں نے ونڈال لڑکیوں سے شادیاں کر لی تھیں اور عیش
سے زندگی بسر کرنے لگے تھے۔ یہ عورتیں جائدادوں اور مکانوں کی مالک تھیں۔
سے شادیاں رومن سپاہیوں کے لئے مالی بوجھ ہونے کے بجائے مزید تن آسانی کا
گئیں۔

ادھر قسطنطنیہ سے رومن سپاہیوں کی تنخواہیں افریقہ نہ پہنچیں بلکہ حکم آگیا کہ تمام
حکومت کے حوالے کی جائیں۔ اس کے علاوہ افریقہ میں پادریوں نے آریوسی
بند کر دیئے اور ونڈال عورتوں کو مذہبی حقوق سے محروم قرار دے دیا۔ گویا رومن
کی عیش و راحت کا ذریعہ بھی گیا اور ان کی بیویاں بھی چھن گئیں۔ سپاہی یہ
ماننے کے لئے تیار نہ تھے۔ اور انہوں نے اپنی جمہوری حکومت بنانے کا فیصلہ کر
الوں نے اس صورتحال سے فائدہ اٹھایا اور جگہ جگہ انہوں نے بغاوت کرتے ہوئے
پھیلا دی تھی۔

بیلی ساریوس جب اپنے لشکر کے ساتھ افریقہ پہنچا تو اس نے محصور سپاہیوں کی
بندھائی اس نے خاص لباس پہن کر سڑکوں پر گشت کرنا شروع کر دیا تاکہ اس کی
خبر ہر جگہ پہنچ جائے۔ چند روز تک بیلی ساریوس نے وہاں قیام کر کے صورتحال کا
اس کے بعد اس نے دشمن پر حملے شروع کر دیئے۔ بیلی ساریوس کے حملے کارگر
ہوئے۔ اور جلد ہی اس نے کئی باغی لشکروں کو شکست دے کر بغاوت کرنے والوں کا
دیا۔

باغیوں کے افسروں کو جب خبر ہوئی کہ آہستہ آہستہ بیلی ساریوس ان پر حاوی ہوتا جا
وہ معافی مانگنے کے لئے بیلی ساریوس کے خیمے میں داخل ہوئے۔ اس موقع پر باغی
بیلی ساریوس نے ایک سکہ دکھایا جس پر جسٹنین کی شکل بنی ہوئی تھی اور کہا تم
آقا کے خلاف بغاوت کی جو تمہیں تنخواہیں دیتا ہے اور جس نے تم پر بھروسہ کیا۔
اس پر افسروں نے جواب دیا کہ ہمیں کوئی تنخواہ نہیں ملی بہرحال اگر ہمیں باقاعدگی
ہیں ملتیں تو ہم کبھی بغاوت نہیں کرتے۔ یوں بیلی ساریوس افریقہ میں بغاوت فرو

کرنے میں کامیاب ہو گیا اور جن باغی افسروں نے اس سے معافی مانگی اس
معاف کر دیا۔

بیلی ساریوس افریقہ کی اس بغاوت کو فرو کرنے سے فارغ ہوا ہی تھا کہ ا
جرنیل جرمانوس ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ افریقہ پہنچ گیا۔ ساتھ ہی وہ رومن
یہ حکم بھی لایا کہ بیلی ساریوس فورا" اپنے لشکر کے ساتھ افریقہ سے اٹلی چلا جا
ادھوری مہم پوری کرے۔ اس پر بیلی ساریوس اپنے لشکر کے ساتھ اٹلی چلا گیا۔
نے افریقہ میں آتے ہی اعلان کر دیا کہ میں سزا دینے کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کی
ازالہ کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اس نے لشکریوں کی پچھلی تنخواہیں ادا کر دیں اور
اس عمل سے افریقہ میں مکمل امن و امان بحال ہو گیا۔

رومن جرنیل جسٹنین نے اب تک اٹلی کے گاتھوں کے خلاف جو سیاسی
تھیں وہ ناکام ہو چکی تھیں۔ ڈیلشیا میں رومن لشکر کو بدترین شکست ہوئی اور ا
ان کے کافی آدمی مارے گئے۔ اس پر اٹلی میں گاتھوں کے حوصلے بلند ہو گ
نالائق بادشاہ تھیوڈاہڈ نے خفیہ خفیہ جو عہد جسٹنین سے کیا تھا وہ اس سے
جسٹنین کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ تلوار کے زور سے فیصلہ کی
جائے۔

اس دوران ایک اور حادثہ پیش آیا اور وہ یہ کہ رومن شہنشاہ جسٹنین
خاص قاصد پیٹر نامی کو جو گاتھ قبائل کے شہنشاہ تھیوڈاہڈ پر خوف و دہشت طاری
لئے مقرر کیا تھا اسے تھیوڈاہڈ نے قتل کر دیا۔ تھیوڈاہڈ کو کسی ذریعہ سے خبر ہو
حقیقت میں جسٹنین کا جاسوس ہے۔ پیٹر نے ایک خفیہ ذریعہ سے جسٹنین تک پیغام
حملہ کرنا ہے تو ابھی کر دو کیونکہ گاتھوں کی قیادت دم توڑ رہی ہے۔ اور گاتھوں
کھوپڑی والے بادشاہ تھیوڈاہڈ کی قیادت گاتھوں کے لئے زنجیر پا ہے۔ جب تک
سب کچھ کر لینا چاہئے۔

پیٹر کا یہ پیغام کسی طرح گاتھوں کے بادشاہ تھیوڈاہڈ کے ہاتھ لگ گیا۔
تھیوڈاہڈ نے پیٹر کو قتل کر دیا۔ بہرحال رومن شہنشاہ جسٹنین نے اب اٹلی پر حملہ
اس پر قبضہ کرنے کی ٹھان لی تھی۔ حملہ کی ابتداء کا حکم رومن جرنیل بیلی ساریوس
تھا۔ بیلی ساریوس کے وسائل بہت کم تھے۔ تاہم اس نے انہی سے کام لینے
اٹلی پر حملہ آور ہونے سے پہلے اس نے غلہ خرید کر جہازوں میں بھرا پھر تھوڑا
اس نے سسلی میں چھوڑ دی تا کہ وہاں کا نظم و ضبط برقرار رہے پھر وہ اپنے

ساتھ آبنائے میسینا کے خطرناک راستے سے گزرتا ہوا جنوبی اٹلی میں جا اترا۔
نوبی اٹلی کے گاتھ کماندار کو بڑے عہدے اور انعام کا لالچ دے کر بیلی ساریوس
ساتھ ملا لیا۔ پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ شمال کی طرف پیش قدمی کرنے لگا جب کہ
ری بیڑا بھی سمندر میں ساحل کے ساتھ ساتھ پیش قدمی کر رہا تھا۔ نیپلز کی بندرگاہ
پہنچ کر بیلی ساریوس کو اپنے لشکر اور بحری بیڑے کے ساتھ رک جانا پڑا۔ یہ نیا
یہاں زیادہ یہودی تاجر آباد اور افریقہ کے بربر بھی کافی تعداد میں آباد تھے۔ لیکن
سے کوئی بھی فیصلہ نہ کر سکا کہ گاتھوں کا ساتھ دے یا بیلی ساریوس کا ساتھ دینا

آخر جب نیپلز کے لوگوں نے دیکھا کہ بیلی ساریوس کے لشکر کی تعداد کم ہے تو مقابلہ
تیار ہو گئے۔ بیلی ساریوس بڑا کامیاب سالار تھا لیکن لوگوں کا دل موہ لینے کی
اس میں نہ تھی۔ اسے اپنے بیڑے کے لئے بندرگاہ کی ضرورت تھی۔ لہذا اس نے
لیا کہ نیپلز کو بزور شمشیر فتح کرے گا۔ یہ ارادہ کرتے ہوئے بیلی ساریوس نے نیپلز
رگاہ کا محاصرہ کر لیا تھا۔

محاصرہ مہینے بھر تک جاری رہا اور بیلی ساریوس کی تشویش بڑھتی گئی۔ افسر بے دلی
کرتے ہوئے نظر آتے تھے۔ سوار محاصرے کی ذمہ داری سے پہلو تہی کرتے تھے۔
وران یہ افواہ پھیلنے لگی کہ گاتھوں کا ایک پچاس ہزار کا لشکر بڑی تیزی سے نیپلز کی
رہا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی رومن کانپ گئے اور وہ یہ سوچنے لگے کہ پچاس ہزار گاتھ
کا ریلہ انہیں خاک کی طرح اڑا کے رکھ دے گا۔

اس دوران ایک عجیب واقعہ پیش آیا جس نے بیلی ساریوس کی تمام مشکل حل کر
منوں نے وہ نالی توڑ دی تھی جس سے شہر میں پانی جاتا تھا۔ بیلی ساریوس نے ایک
بھیجا کہ ذرا جا کر اس کی کیفیت دیکھ آئے وہ رینگتا ہوا نالی کے مقام پر پہنچا اور یہ
حیران ہو گیا کہ اس راستے سے وہ شہر کے اندر داخل ہو گیا ہے۔

بیلی ساریوس نے اس اطلاع سے فورا" فائدہ اٹھایا۔ اہل شہر کو آگاہ کر دیا کہ تمہیں
کا آخری موقع دیا جاتا ہے۔ پھر اسی رات تاریکی میں زرہ پوش سواروں کو اسی راستے
داخل ہونے کا حکم دے دیا۔ ہن اور دوسرے وحشی دستے اس راستے سے نیپلز شہر میں
ہو گئے اور شہر کے اندر انہوں نے لوٹ مار کرنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے شہر کے
بھی کھول دیئے۔ اس طرح بیلی ساریوس اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہوا
شہر پر اس نے قبضہ کر لیا تھا۔

نیپلز پر قبضہ کرنے کے بعد بیلی ساریوس نے نیپلز کی حفاظت کے لئے چھوٹا سا
لشکر وہاں چھوڑا پھر وہ بڑی تیزی سے روم شہر کی طرف بڑھا۔ روم شہر اس وقت گاتھ
سے خالی پڑا ہوا تھا۔ اس لئے رومنوں کے شہنشاہ جسٹینین کے کہنے پر فرینک
کوہستانوں کے اس پار رہنے والے گاتھ قبائل پر حملے کر دیئے تھے۔ لہٰذا اٹلی میں گاتھوں
شہنشاہ تھیوڈاہڈ فرینکوں کا مقابلہ کرنے کے لئے شمال کی طرف اپنے لشکر کے ساتھ کوچ
تھا۔ گاتھوں کی اس غیر موجودگی میں ساریوس بڑی تیزی سے آگے بڑھا بڑی آسانی
روم شہر پر وہ قابض ہو گیا اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں محصور ہوا اور بڑی تیزی
نے غلہ اور ضروریات کی دیگر اشیا شہر میں جمع کرنی شروع کر دی تھیں۔ وہ جانتا
فرینک کے ساتھ جنگ سے فارغ ہونے کے بعد گاتھ ضرور روم شہر کا محاصرہ کریں
اور ایسی صورت میں بیلی ساریوس کے پاس کافی ذخیرہ ہونا چاہئے۔ بہرحال روم شہر
کرنے کے بعد گاتھ قبائل کا مقابلہ کرنے کے لئے بیلی ساریوس بڑی تیزی
کرنے لگا تھا۔

شہر میں قیام کے دوران بیلی ساریوس نے اندازہ لگایا کہ گاتھوں کے عہد حکومت
روم کی حالت بدل کے رہ گئی تھی۔ وہ شہر کبھی صاف ستھرا اور انتہائی خوبصورت تھا
کے اندر اور اطراف میں گندگی پھیل چکی تھی۔ رومنوں کے دور حکومت میں جہاں کئی
کتب خانے تھے وہاں صرف ایک کتب خانہ باقی رہ گیا تھا۔ صنعت و حرفت میں
طور پر کمی آ گئی تھی۔ دریائے ٹائبر کے پانی سے فائدہ اٹھانے والی پن چکیاں
دریا کے دہانے پر آشا نام کی جو بندرگاہ تھی اس میں ریت بھر گئی تھی۔

شہر میں محصور ہونے کے بعد بیلی ساریوس نے شہر کا نظم و نسق اپنے ہاتھ
لیا۔ شہر کا اس نے نیا کوتوال مقرر کیا جس کے ذمہ شہر کا نظم و نسق کیا۔ قسطنطنیہ
اپنے ساتھ وہ صناع لے کر آیا تھا۔ ان کے ذریعہ سے اس نے بڑی تیزی سے
کرنا شروع کیں۔ تاکہ ضرورت کے وقت شہر کی حفاظت کی جا سکے۔ پن چکیاں
جاری کی گئیں۔ شہر کے اندر سے مزید رومن بھرتی کیئے گئے تاکہ اگر گاتھوں کے
جنگ میں مصروف ہو تو نئے لشکری شہر کی حفاظت اور نظم و نسق سنبھال سکیں اور
ہونے والے جوانوں کو اس نے جنگی تربیت دینا شروع کر دی تھی۔

اس کے علاوہ قسطنطنیہ کی طرح فصیل کے مختلف حصوں کی حفاظت اور گرانی
لئے بیلی ساریوس نے فوجی دستے مقرر کر دیئے تھے۔ شہر کے بیرونی میدانوں سے
نکالنے کا نظام بگڑ گیا تھا۔ اور اس کی درستگی پر کسی نے توجہ نہیں دی تھی۔

کا پورا علاقہ دلدل بن گیا تھا اور اس سے اٹھنے والے زہریلے بخارات بیماریوں کا
بنے ہوئے تھے۔ خود بیلی ساریوس کے لشکر میں بھی اس گندی دلدل کی وجہ سے
پھیلنے کا خدشہ تھا۔ لہٰذا شہر کے اطراف کی صفائی کر دی گئی تھی۔ اور فالتو پانی کے
انتظام کیا گیا۔

رومنوں کے شہنشاہ جسٹینین نے سیاست سے کام لیتے ہوئے اٹلی کے شمالی حصوں میں
اور فرینکوں کو چونکہ آپس میں لڑا دیا تھا لہٰذا بیلی ساریوس کو یقین تھا کہ گاتھ اور
کئی ماہ تک آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ دست و گریبان رہیں گے۔ لہٰذا اسے
کے دفاع کو مضبوط بنانے کا خوب موقع مل جائے گا۔

لیکن حالات بیلی ساریوس کی امیدوں اور خواہشوں کے خلاف پلٹا کھا گئے۔ اس لئے
کی سیاست کی وجہ سے جو فرینک گاتھوں سے ٹکرا گئے تھے انہوں نے اندازہ لگا
کسی بھی طرح گاتھوں پر قابو پا کر انہیں شکست نہیں دے سکتے اور فرینکوں نے یہ
اندازہ لگا لیا تھا کہ اگر جنگ اسی طرح جاری رہے تو گاتھ آہستہ آہستہ ان پر حملہ آور
ہوئے فرینکوں کا خاتمہ کر دیں گے۔ لہٰذا دونوں وحشی قبائل کے درمیان گفتگو ہوئی۔
نے آپس میں صلح کر لی۔ اس طرح شمال کے کوہستانوں میں گاتھوں اور فرینکوں
ہونے والی جنگ کا اختتام ہوا۔ اب فرینک ایک طرف ہٹ کر انتظار کرنے لگے
اور گاتھ جب آپس میں ٹکراتے ہیں تو اس کے کیا نتائج نکلتے ہیں۔

فرینک کے ساتھ جنگ ختم ہونے کے بعد گاتھ قبائل نے ایک بہت بڑا قدم اٹھایا۔
اب وہ فارغ ہو کر رومنوں کے خلاف برسرپیکار ہونا چاہتے تھے۔ سب سے پہلا
انہوں نے اٹھایا وہ یہ کہ انہوں نے اپنے بے ہمت بادشاہ تھیوڈاہڈ کو قتل کر دیا۔ اور
انہوں نے ایک شخص ویتجس کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ جو ایک آزمودہ کار
کے ساتھ ساتھ ایک بہترین جنگجو اور عمدہ جنگی تجربہ رکھتا تھا۔ نئے بادشاہ
کی سرکردگی میں گاتھ اب روم شہر کی طرف بڑھے تاکہ بیلی ساریوس پر حملہ آور ہو
شہر کو اس سے خالی کرایا جا سکے۔

دوسری طرف بیلی ساریوس کو بھی گاتھوں کی روم شہر کی طرف پیش قدمی کی اطلاع
ی۔ لہٰذا وہ شہر سے اپنے لشکر کے ساتھ نکلا' وہ چاہتا تھا کہ شہر سے باہر گاتھوں کا
کے انہیں روکے اور انہیں شکست دے کر بھاگ جانے پر مجبور کر دے۔ لہٰذا
اینو اور دریائے ٹالیٹر کے قریب گاتھوں کی آمد سے پہلے ہی پہلے اس نے اپنے
کے لئے چوکیاں قائم کر لی تھیں۔ تاکہ گاتھوں کا مقابلہ احسن طریقے سے کیا جا

سکے۔ گاتھ اس قدر غصہ اور غضبناک تھے کہ آتے ہی انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ
جذبے، اس جوش کے ساتھ وہ بیلی ساریوس کے لشکر پر حملہ آور ہوئے کہ پہلے ہی
انہوں نے ان چوکیوں کو منہدم اور برباد کر کے رکھ دیا۔ جو بیلی ساریوس نے اپنے
کے دفاع کے لئے بنائی تھیں۔ چوکیوں کی تباہی و بربادی کے بعد رومنوں اور گاتھ
کے درمیان ہولناک جنگ چھڑ گئی تھی۔ اس جنگ میں بیلی ساریوس مرتے مرتے
ہوا یوں کہ کچھ رومن بیلی ساریوس کا ساتھ چھوڑ کر گاتھوں سے جا ملے تھے اور
اطلاع دے دی کہ بیلی ساریوس خاکستری گھوڑے پر سوار ہے۔ جس کی پیشانی سفید
اطلاع ملنے پر گاتھ قبائل نے اس جگہ اپنے لشکر کا پورا زور ڈال دیا۔ جہاں بیلی
خود جنگ کر رہا تھا۔ گاتھوں کا یہ حملہ اتنا زور دار اور وحشیانہ تھا کہ بیلی ساریوس ان
کے زور اور سختی کو برداشت نہ کر سکا اور اپنی شکست تسلیم کرتے ہوئے میدان جنگ
بھاگ کھڑا ہوا اور روم شہر کی طرف بڑھا۔

گاتھ اپنے سامنے بھاگتے ہوئے بیلی ساریوس اور اس کے لشکریوں کے پیچھے
تھے۔ چاروں طرف دھول ہی دھول دکھائی دیتی تھی۔ کوئی کسی کو دکھائی نہ دیتا
ساریوس اپنے لشکر کے ساتھ جب روم شہر کے دروازے پر پہنچا تو اس نے دیکھا
دروازے بند تھے۔ اس وقت چونکہ سورج غروب ہو رہا تھا، گھوڑوں کے دوڑنے کی
چاروں طرف غبار ہی غبار اور گرد ہی گرد اٹھ رہا تھا۔ لہٰذا شہر کے محافظوں نے
غبار میں شاید بیلی ساریوس اور اس کے لشکریوں کو نہ پہچانا تھا لہٰذا انہوں نے
کھولا۔ اتنی دیر تک گاتھ بھی تعاقب کرتے ہوئے وہاں پہنچ گئے تھے یہ صورت
ساریوس کے لئے انتہائی خطرناک تھی۔ آخر اس نے ایک چال چلی جو یقیناً" کا
وہ اس طرح کہ دروازے کے پاس اس نے اپنے لشکر کو منظم کیا۔ ا
اور تعاقب کرنے والے گاتھوں پر حملہ آور ہو گیا۔ گاتھوں نے سمجھا کہ شہر
بھی فوج نکل آئی ہے۔ اور بیلی ساریوس کے ساتھ مل کر ان پر حملہ کر دیا گیا
اپنی صفوں کو منظم کرنے کے لئے پیچھے ہٹ گئے۔ گاتھوں کا پیچھے ہٹنا تھا کہ
فوراً" اپنے لشکر کے ساتھ مڑا۔ اتنی دیر تک شہر کے محافظوں نے فصیل پر
اس کے لشکریوں کو پہچان لیا تھا۔ لہٰذا انہوں نے دروازے کھول دیئے اور
اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہو کر محصور ہو گیا اور شہر کا دفاع تیزی سے
لگا۔

سورج غروب ہونے کے بعد تاریکی جب پھیل گئی تو اہل شہر پر ہیبت اور

گیا۔ شہر کے اندر طرح طرح کی افواہیں اڑنے لگیں۔ کبھی یہ افواہ اڑتی کہ تھوڑی دیر
گاتھ شہر میں داخل ہو جائیں گے۔ کبھی دوسری افواہ اڑتی کہ گاتھوں نے شہر کی فصیل
ایک جگہ سے توڑ کر شہر میں داخل ہونا شروع کر دیا ہے۔ رات کی تاریکی میں بیلی
ساریوس شہر کی فصل پر بیٹھا ہوا تھا کہ اس کا ایک افسر بھاگا بھاگا آیا اور بیلی ساریوس سے
کہا کہ گاتھ فصیل توڑ کر اندر آ گئے ہیں۔ ابھی وقت ہے آپ اپنے لشکر کے ساتھ یہاں
بھاگ جائیں۔

بیلی ساریوس بڑے اطمینان سے اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ ایک ایک گلی میں پھرا
کہیں دشمن نظر نہ آتا تھا۔ شاید یہ ساری افواہیں گاتھ جاسوس جو شہر میں موجود تھے وہ
رہے تھے۔ بہرحال بیلی ساریوس نے اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ وہ فصیل پر مقررہ جگہ پر
رہیں۔ شہریوں کو بھی اس نے اطمینان دلایا کہ میں ہر صورت میں تمہارے گاتھ
دشمنوں کو شکست دے کر رہوں گا۔

دوسری طرف گاتھ فتح کے یقین سے لبریز تھے۔ انہوں نے روم شہر کے لوگوں کی
طرف ایک پیغام بھجوایا جس میں انہوں نے شہریوں کو برا بھلا کہا کہ تم لوگ بیلی ساریوس
کے لشکریوں کے محکوم بن گئے ہو۔ اس کے علاوہ گاتھوں کے نئے بادشاہ وٹیجس نے بیلی
ساریوس کو پیغام بھجوایا کہ روم شہر کو ہمارے حوالے کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اگر تم ایسا
کرو تو تمہیں عزت سے باہر نکل جانے کی اجازت دے دی جائے گی اور اگر تم نے ایسا نہ
کیا تو تمہارے لشکریوں کے ساتھ تمہاری بھی گردن کاٹ دی جائے گی۔

جواب میں بیلی ساریوس نے کہلا بھیجا کہ وقت آنے والا ہے کہ جب تمہیں سر
چھپانے کو جگہ نہ ملے گی۔ کسی جھاڑی میں بھی تم پناہ نہ لے سکو گے۔ روم ہمارا ہے اور
بیلی ساریوس جب تک زندہ ہے کبھی ہتھیار نہیں ڈالے گا۔

دوسرے روز گاتھوں نے روم شہر پر حملے شروع کر دیئے۔ شہر کے لوگ بیلی ساریوس
کے اعتماد کو حماقت کا سرچشمہ قرار دے رہے تھے۔ اس لئے کہ انہوں نے دیکھا کہ گاتھ
نے فصیل پر جب حملے شروع کئے تو ان کے محاصرہ کرنے والے لشکری جب شہر کی
طرف بڑھے تو انہوں نے بڑے بڑے متحرک برج بنائے تھے جنہیں بیل کھینچتے تھے۔ ان
برجوں کو کھینچتے ہوئے بیل جب شہر کی فصیل کے قریب آئے تو بیلی ساریوس نے جو
مشینیں تیار کی تھیں ان کے ذریعے سے پتھر پھینکے گئے۔ بیلوں کے ساتھ ساتھ ان برجوں
کے ساتھ جو ذرہ پوش گاتھ تھے وہ بھی پتھر لگنے سے مارے گئے اس طرح دو تین بار اپنے
برجوں کو آگے بڑھاتے ہوئے گاتھوں نے روم شہر کی فصیل پر چڑھنے کی کوشش کی لیکن ہر

بار جب شہر کی فصیل کے اوپر سے بیلی ساریوس کے حکم پر منجنیقوں سے سنگ باری کی
تو جواب میں بیل اور گاتھوں کے ذرہ پوش مارے جاتے تو وقتی طور پر گاتھوں
کھینچنے والے برجوں کے آگے بڑھانے کا سلسلہ بند کر دیا۔

اب شہر پر قبضہ کرنے کے لئے گاتھوں نے ایک نیا طریقہ استعمال کیا اور
دریائے ٹائبر پر جو پل بنا ہوا تھا وہ سینٹ اینجلو کے مقبرے تک جاتا تھا۔ گاتھ پل
گزرتے ہوئے سیڑھیاں لگا کر مقبرے پر چڑھنے لگے۔ وہاں بیلی ساریوس کا ایک سالار
دستوں کے ساتھ مقبرے کی حفاظت پر مامور تھا۔ اس لئے کہ مقبرے پر چڑھنے کے بعد
شہر میں داخل ہو جانا آسان تھا۔ چنانچہ اس سالار نے حکم دے دیا کہ مقبرے کے
مرمری مجسمے نصب ہیں انہیں توڑ توڑ کر دشمن پر برساؤ۔ اس سالار کے اس حکم پر
لشکریوں نے ایسا ہی کیا۔ پتھروں کی یہ بارش ایسی سخت تھی کہ گاتھ اپنے زینوں
نیچے اترے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ یوں یہ حملہ بھی ناکام رہا۔

دوسری طرف گاتھ ہار ماننے والے نہیں تھے۔ اس لئے کہ وہ ہمیشہ سے
عادی تھے۔ اس قدر آسانی سے وہ بیلی ساریوس کے سامنے بے بس ہونے پر
تھے۔ رد عمل کے طور پر انہوں نے شہر کے ارد گرد مستقل چھاؤنیاں بنا لیں تاکہ
اندر نہ پہنچ سکے۔ اور دریائے ٹائبر کو بھی روک دیا گیا تاکہ کوئی جہاز روم شہر
تک نہ آ سکے۔

اس کے علاوہ گاتھوں نے پانی کی وہ نالی بھی توڑ دی جس کے ذریعہ سے
پہنچتا تھا۔ اس کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ روم شہر کے حمام پانی سے محروم ہو گئے اور
کے لئے روزانہ غسل کی تفریح بھی ختم ہو گئی۔

شہر کے مضافات سے جو لوگ شہر میں آکر محصور ہو گئے تھے وہ ان حالات
ہو گئے۔ وہ کہتے تھے کہ یہ کیا حماقت ہے۔ شہر کو وٹیجس کے حوالے کر کے امن
لینا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ اگر شہر گاتھوں کے حوالے ہوتا ہے تو انہیں کم از کم
گا۔ اور تازہ پھل میسر ہوں گے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پہلے کی
حماموں میں جا کر نہا سکیں گے۔ بیلی ساریوس نے حکم دیا کہ مضافات کے جو لوگ
نکلنا چاہتے ہیں وہ جا سکتے ہیں وہ لوگ جو شہر کے محاصرے سے تنگ آ چکے تھے
نکل گئے۔ گاتھوں نے بھی ان سے کوئی تعرض نہ کیا تھا۔ گاتھوں نے چونکہ بری
محاصرہ کر لیا تھا۔ شہر میں وہ پانی بھی نہیں آنے دے رہے تھے۔ خوراک بھی انہوں
میں آنی روک دی تھی۔ لہٰذا اس موقع پر بیلی ساریوس نے ایک خط لکھ کر

شہنشاہ جسٹینین کی طرف روانہ کیا۔ اس خط کا متن کچھ یوں تھا۔

"میں نے شہنشاہ کے احکامات کی تعمیل کی ہے۔ اور روم شہر کی کنجیاں شہر پر قبضہ
کے بعد قسطنطنیہ بھجوا دی ہیں۔ وحشی گاتھوں نے ہم پر اس طرح حملے شروع کئے
ہے وہ اگلے ہی لمحے شہر پر قبضہ کر لیں گے۔ باقی رہے ہمارے حالات تو کاش یہ بہتر
جس قدر میرے ساتھ لشکر ہے اس کے ساتھ گاتھوں کا مقابلہ کرنا آسان نہیں رہا۔
بڑے رقبے پر پھیلا ہوا ہے اور سمندر سے منقطع ہے اس وجہ سے رسد نہیں

شہر کے اندر رہنے والے رومنوں کی روش ہمارے متعلق ابھی تک اچھی ہے لیکن
وجہ سے ان کی روش بدل بھی سکتی ہے۔ ان کی دوستی ناکامی کی آزمائش برداشت
گی۔ میرے شہنشاہ یہ صورتحال پیش نظر رکھئے۔ اگر وحشی کامیاب ہوئے تو ہم اٹلی
نکال دیئے جائیں گے۔ اور ہماری فوج تباہ ہو جائے گی۔ ہمارے متعلق عام رائے
ہم نے روم شہر اور ان کے شہریوں کو برباد کر دیا۔ جنہوں نے ہم سے وفاداری
اپنی حفاظت خطرے میں ڈالی۔

جب تک زندہ ہوں شہر نہ چھوڑوں گا تاہم سب کچھ آپ سے صاف صاف کہہ
ہے وہ یہ کہ ہمارے لئے خاصی بڑی رسد کے ساتھ ساتھ اتنا لشکر بھی روانہ
لشکر کی تعداد میں گاتھوں کے مساوی ہو جائیں اور پھر ڈٹ کر ان کا مقابلہ کریں
نکال باہر کریں۔"

ساریوس کا یہ خط ملنے کے بعد رومن شہنشاہ جسٹینین فوراً حرکت میں آیا۔ سب
نے کریمیا سے تعلق رکھنے والے ترکوں کا ایک لشکر بیلی ساریوس کی مدد کے
روانہ کیا گیا۔ یہ ترک انتہائی جنگجو اور خونخوار تھے وہ جانتے تھے کہ گاتھوں نے روم
کیا ہوا ہے۔ اور وہ انہیں روم میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ ترک چونکہ
طریقہ جنگ سے خوب واقف تھے اس لئے کہ ماضی میں انہوں نے مشرق میں
مار کر مغرب کی طرف بھاگ جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ لہٰذا ان ترکوں نے خانہ
بھیس بدلا اور روم شہر کی طرف بڑھے۔

کی خانہ بدوشوں والی چال خوب کامیاب رہی اور وہ آسانی سے شہر کا محاصرہ
گاتھوں کے پاس سے گزرے اور رات کی تاریکی میں وہ روم شہر میں داخل ہو

کریمیا سے آنے کے بعد افریقہ سے وحشی مور قبائل کا ایک لشکر بھی بیلی

ساریوس کی مدد کے لئے پہنچ گیا۔ یہ مور قبائل وہی تھے جو بعد میں اسلامی دور
کہلائے تھے۔

ترکوں اور مور قبائل کی طرف سے کمک ملنے پر بیلی ساریوس اور اس کے
حوصلے بلند ہو گئے۔ اب اس نے اپنے حق میں تین وحشی قبائل سے کام لینے کا
پہلے ہن، دوسرے ترک اور تیسرے مور۔ گاتھ سے لڑائی کا طریقہ اس نے یہ
کہ ہر روز وہ ہن، ترک اور مور دستے شہر سے باہر نکال کر گاتھ قبائل پر حملہ آور
انہیں بے پناہ نقصان پہنچا کر تیزی سے شہر کی طرف لوٹتے۔ جب گاتھ ان کا تعاقب
ہوئے شہر کے قریب آتے تو شہر کی فصیل کے اوپر سے منجنیقوں کے ذریعے
دہکتے ہوئے انگاروں کی بارش گاتھوں پر کی جاتی۔ اس طرح اس طریقہ جنگ
ساریوس نے گاتھوں کو بے پناہ جانی اور مالی نقصان پہنچانا شروع کر دیا تھا۔

روم شہر کا رقبہ چونکہ بہت وسیع تھا اس لئے گاتھوں کا کیمپ بھی مختلف
بکھرا ہوا تھا۔ بیلی ساریوس کے تجربہ کار سوار ایک چھاؤنی کا رخ کرتے لیکن حملہ
کر دیتے۔ رات کی تاریکی میں مور، ہن اور ترک باہر نکلتے اور جو گاتھ قریب
خنجر مار کر ختم کر دیتے اور گھوڑوں پر خود قابض ہو جاتے۔

ان حملوں کے علاوہ ہن، ترک اور مور قبائل نے یہ سلسلہ بھی شروع
خالی گاڑیاں لے کر میدانی علاقوں کی طرف نکل جاتے۔ گاتھوں کو جب پتہ چلتا
تعاقب کے لئے تیار ہوتے۔ اس اثنا میں معلوم ہوتا کہ مور اپنی گاڑیاں
قریب پہنچ گئے۔ گاتھ جب ان پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرتے تو پہلے
فصیل کے اوپر سے ان پر پتھر اور آگ برسائی جاتی۔ اس طرح بیلی ساریوس
نقصان پہنچانے کے لئے مختلف حربے استعمال شروع کر دیئے تھے۔

اس قسم کی جنگ کرتے ہوئے بیلی ساریوس نے گاتھوں کو تھکا کر رکھ
کے علاوہ اپنی رسد اور کمک کا سامان فراہم کرنے کے لئے دریائے ٹائبر کے
لانے کے لئے بیلی ساریوس نے مستول والی چھوٹی چھوٹی کشتیاں تیار کر لی
دریائے ٹائبر کے راستے جو رسد اور کمک ملنے کا جو سلسلہ منقطع ہو گیا تھا وہ
گاتھوں کی ناکہ بندی ان کشتیوں کو نہیں روک سکتی تھی۔ اس لئے کہ وہ
کھڑے ہو کر کشتیوں پر صرف تیر برسا سکتے تھے۔ جب کہ بیلی ساریوس
کے لئے کشتیوں کے دونوں طرف لکڑی کے تختوں کی دیوار کھڑی کر دی تھی۔
کشتیاں سامان لے کر بحفاظت روم پہنچ جاتی تھیں۔ اسی کشمکش میں گرمی کا

اور سرما کی ابتدا ہونے لگی۔

روم شہر کے اندر جو پہلے سے رومن آباد تھے اور جو اب تک گاتھوں کے ماتحت
کرتے آئے تھے۔ بیلی ساریوس کے ساتھ رہتے ہوئے اب تکلیفیں برداشت کرنے
ہو گئے تھے۔ اب انہوں نے خود بیلی ساریوس سے اصرار کرنا شروع کیا کہ
دست بدست جنگ کرنے کے لئے شہر سے باہر نکل کر حملے کرنے شروع کئے
ان کا ایک وفد بیلی ساریوس کے پاس آیا اور اس سے التجا کی کہ گاتھوں سے
مقابلہ کر کے فتح حاصل کی جائے۔

بیلی ساریوس نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی کہ میرے پاس کوئی فتح کا جادو تو
گاتھوں کے پیادہ سپاہی صرف تیر کمان استعمال کرتے ہیں سواروں کے پاس تلواریں
ہوتی ہیں۔ تیر کمان نہیں ہوتے لہٰذا پیادہ فوج سے سابقہ پڑتا ہے تو ہم ان سے
ہیں۔ سواروں سے مقابلہ ہوتا ہے تو ہم اتنے فاصلے پر ان پر تیر چلاتے ہیں جہاں
تلواریں اور برچھیاں کوئی کام نہیں دے سکتیں۔

لیکن دست بدست جنگ میں ہمیں نقصان اٹھانے کا اندیشہ ہے۔ شہریوں کا زور جب
بیلی ساریوس نے شہر سے نکل کر حملہ کر دیا۔ وہ گاتھوں کے کیمپ کے اندر پہنچ
گاتھوں کے بے شمار لشکریوں نے اسے گھیر لیا تاہم بڑی مشکل سے بیلی ساریوس اپنے
کے ساتھ اس گھیراؤ سے نکلا۔ اس جنگ میں رومنوں کو خاصا نقصان پہنچا۔ اور
بمشکل اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر دوبارہ شہر میں داخل ہونے میں کامیاب

اب موسم خزاں ختم ہوا تو بیلی ساریوس نے ہر طرف رسد اور کمک کے لئے اپنے
دیئے۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے ایک جرنیل پروکوپس اور اپنی بیوی انطونیا کو
کر دیا تا کہ وہاں سے وہ کمک حاصل کریں۔ بیلی ساریوس کی بیوی انطونیہ نے
کی اور خاصا بڑا لشکر نیپلز سے لے کر وہ روم آگئی۔ اس سے بیلی ساریوس کو
ہوئی۔

رومن شہنشاہ جسٹنین نے بھی بیلی ساریوس کی مدد کے لئے اپنے ایک جرنیل جان کو
سواروں کے ساتھ روم کی طرف روانہ کیا۔ یہ جان انتہائی دلیر اور جراتمند جرنیل
اسے خونریز جان کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ یہ خونریز جان اٹھارہ سو سواروں کے ساتھ
کے ساحل پر اترا اور روما پہنچ گیا۔ اس کے آنے سے بھی بیلی ساریوس کو بڑی
ہوئی۔ اب بیلی ساریوس نے گاتھوں پر حملہ آور ہونے کا پھر پرانا طریقہ شروع کر دیا

تھا۔ وقفے وقفے سے گروہ در گروہ اس کے لشکریوں کے دستے شہر سے نکل کر گاتھوں...
آور ہوتے۔ انہیں بے پناہ نقصان پہنچاتے' غصے کے عالم میں جب گاتھ ان کا تعاقب...
ہوئے شہر کے قریب جاتے تو ان کی پتھروں اور آگ سے خوب تواضع کی جاتی۔...
گاتھوں کا لشکر گھٹ کر کافی کم ہو گیا تھا۔

جنگ جب طول پکڑ گئی تو گاتھ اپنی کامیابی سے بالکل مایوس ہو گئے لہٰذا ان...
صلح کی بات چیت شروع کر دی۔ ان کا ایک وفد ایک اطالوی ترجمان کو لے...
ساریوس کے پاس پہنچا اور کہا کہ لڑائی فریقین کے لئے مصیبت کا باعث بنی ہوئی...
بہتر یہ ہے کہ صلح کی شرائط طے ہو جائیں۔ انہوں نے بیلی ساریوس سے کہا کہ...
جسٹینین کے قوانین کا احترام کرتے ہیں۔ ہم نے اپنے یہاں رومن قانون ہی جاری...
ہے۔ بیلی ساریوس کو چاہئے کہ یہ حقائق شہنشاہ تک پہنچا دے۔ اور جس قدر...
اب تک اسے مل چکا ہے اسے کافی جانے اور اپنا لشکر لے کر واپس چلا جائے۔

اس پر بیلی ساریوس نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ آپ لوگوں کا اشارہ کس...
ہے۔ یہ میرے آقا کی سرزمین ہے اور اس مال کا ذکر کر رہے ہو۔ جس کا مالک
شہنشاہ جسٹینین ہے۔ یہ شہر جس میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں یہ اصل میں رومنوں کا...
کا ہر مال و دولت بھی رومنوں کا ہے۔ لہٰذا نہ میں یہاں سے جاؤں گا اور نہ اس...
پر اکتفا کروں گا جس کا تم ذکر کرتے ہو۔ اس پر گاتھوں کے نمائندے نے بولتے...
ہم سسلی تمہارے حوالے کرتے ہیں۔ افریقہ پر قبضہ بحال رکھنے کے لئے...
خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس پر بیلی ساریوس کہنے لگا۔

میں آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس کے جواب میں پورا جزیرہ...
کو دیتا ہوں جو سسلی سے بہت بڑا ہے۔ گاتھ نمائندے نے اس تجویز کو رد کر دیا...
لگا ہم آپ لوگوں کو جنوبی اٹلی کا صوبہ کمپانیہ دیتے ہیں جس میں نیپلز شہر بھی ہو گا...
علاوہ ہم سالانہ خراج بھی ادا کرتے رہیں گے۔ بیلی ساریوس پھر بولا اور کہنے لگا۔

مجھے شہنشاہ کی املاک میں کوئی حصہ کسی کو دینے کا اختیار نہیں آخر یہ صلح...
ناکام رہی۔ اس کے بعد گاتھوں نے یہ تجویز پیش کی کہ ہم صلح کی گفتگو کے لئے...
رومن شہنشاہ جسٹینین کی طرف بھیجتے ہیں۔ بیلی ساریوس نے اس تجویز کو مان لیا...
مہینے کے لئے جنگ ملتوی کر دی گئی اور گاتھوں نے اپنا ایک وفد جسٹینین سے گفتگو کے
لئے قسطنطنیہ روانہ کر دیا۔

جنگ تین مہینے کے لئے ملتوی ہو گئی۔ ویتجس نے اپنے سفیر جسٹینین...

...بھیج دیئے۔ بیلی ساریوس نے جنگ کے التواء سے پورا فائدہ اٹھایا اور اس نے
...لشکروں کی آمد کے لئے راستہ کھول دیا اور دریائے ٹائبر کے راستے روم کے لئے بے
...ک غلہ بھی آنے لگا۔

اس کے علاوہ گاتھوں نے جتنے قلعے خالی کئے تھے۔ بیلی ساریوس نے ان سب پر قبضہ
...وہاں اپنے محافظ دستے مقرر کر دیئے۔ گاتھوں نے احتجاج کیا کہ التوائے جنگ کی
...پابندی نہیں کی جا رہیں بلکہ توڑی جا رہی ہیں۔ بیلی ساریوس نے ان احتجاجوں کا کوئی
...دیا۔

...گاتھوں کا شہنشاہ ویتجس حرکت میں آیا اور چند دستے اس نے پانی کی ٹوٹی ہوئی
...ذریعے سے روم شہر میں داخل کر دیئے جب یہ دستے پھرتے پھراتے آبادی میں
...جو پہرہ دے رہے تھے انہوں نے انہیں گھیر لیا اور ان کا قتل عام کر دیا۔ اپنے
...کے مارے جانے پر گاتھوں کے شہنشاہ ویتجس کو بے حد غصہ آیا۔ تاہم چونکہ
...کا دور تھا لہٰذا وہ کوئی عملی قدم نہ اٹھا سکا۔

اس دوران بیلی ساریوس کو دو پیغامات ملے۔ جن کی وجہ سے گاتھوں کے مقابلے میں
...انہیں اور امیدیں پھر تازہ ہو گئیں۔ ایک پیغام گاتھوں کے شہنشاہ ویتجس کی
...سے تھا جو اپنے شوہر سے نفرت کی بنا پر ریونا شہر کو رومنوں کے حوالے کرنے
...دوسرا پیغام اٹلی کے اسقف اعظم کی طرف سے تھا جس نے رومنوں کو ترغیب
...اپنے شہر کو گاتھوں کے قبضے سے نجات دلائیں۔

...ساریوس نے سواروں کے دستے ادھر ادھر بھیجنے شروع کر دیئے۔ جو جا بجا چھاپے
...کے علاوہ اپنے جرنیل خونریز جان کو بیلی ساریوس نے تاکید کر دی کہ جہاں جائے
...۔ فصلوں پر قبضہ کرے لیکن واپسی کا راستہ کھلا رکھے۔ جان نے اپنے حصے
...ساتھ پیش قدمی کی اور ایک شہر رومنی پہنچ گیا جو ایڈریاٹک کی مشہور بندرگاہ
...سے شہر ریونا صرف ایک روز کی مسافت پر تھا۔ ان یورشوں نے گاتھوں کے
...کی ایک طرح سے کمر توڑ کر رکھ دی تھی۔ اسی دوران بیلی ساریوس کو خبر ملی
...شہنشاہ جسٹینین کی طرف سے اس کی مدد کے لئے ایک بحری بیڑہ اور لشکر انکونا کی
...پہنچ چکا ہے۔ بیلی ساریوس فوراً ساحل پر پہنچا اور اس بیڑے کا استقبال کیا اور
...حیران رہ گیا کہ امدادی فوج کا کماندار نرسی تھا جو بیلی ساریوس کو اچھا نہیں سمجھتا
...شہنشاہ کا ایک خط بھی نرسی لایا تھا۔ وہ خط نرسی نے بیلی ساریوس کے حوالے

اس خط میں نرسی کو ہدایت کی گئی تھی کہ سلطنت کی بہبود کے لئے
ہو اس میں بیلی ساریوس کی فرمانبرداری کرے۔ بظاہر بیلی ساریوس کو مختار کل
لیکن اسے یہ احساس ہو گیا تھا کہ بہبود سلطنت کی قید لگا دی گئی ہے اور نرسی
تو بہبود سلطنت کا عذر پیش کرتا ہوا حکم ماننے سے انکار کر دے گا۔

نرسی نے آتے ہی یہ تجویز پیش کر دی کہ سابقہ فوج اور نئی فوج کو مل کر گاتھوں
کرنا چاہئے تاکہ جلد سے جلد آخری فیصلہ ہو جائے۔ بیلی ساریوس جانتا تھا
مہلک ہے۔ اس نے نرسی کو سمجھانا چاہا کہ لڑائی مناسب نہیں ہے۔ البتہ گاتھوں
حوالگی کے لئے مطلع کر دینا چاہئے۔

نرسی اصل حقیقت سمجھ نہ سکا۔ اس نے بیلی ساریوس سے کہا
کرو۔ اس لئے کہ خونریز جان دور تک گاتھوں میں گھس گیا تھا۔ رمنی کے
نے اسے ایک طرح سے گھیر لیا تھا۔ اور اس کی جان خطرے میں پڑ گئی تھی۔
کہ بیلی ساریوس لشکر کے ایک حصہ کے ساتھ جان کی مدد کے لئے چلا جا
عدم موجودگی میں وہ گاتھوں کے خلاف اپنی مرضی سے قدم اٹھا سکے۔

انہی دنوں جب نرسی اور بیلی ساریوس کے درمیان اختلافات رونما ہو
کوہستان الپس کے دروں سے وحشی برگنڈی قبائل کا سیل رونما ہونا شروع
میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ چونکہ وہ گاتھ قبائل ہی کے بھائی بند تھے۔
کو خوف ہوا کہ اگر یہ وحشی برگنڈی گاتھ قبائل کے ساتھ مل گئے تو پھر
قبائل پر قابو رکھنا اس کے لئے مشکل اور ناممکن ہو جائے گا۔

ان ہی دنوں ایک اور مصیبت نمودار ہوئی وہ یہ کہ اسی زمانے میں
آسمان پر ایک دم دار تارہ نمودار ہوا۔ اس کا سر مشرق کی طرف تھا اور
تھے کہ یہ اپنے پیچھے آتشی دم چھوڑتا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کی
سی ہے۔ اس دم دار ستارے سے متعلق رومن شہنشاہ جسٹنین نے اسقف اعظم
اس نے کہا۔

خدا کی قدرت سے آسمان زمین پر متوازن کھڑا ہے۔ ایک ستارہ
ہے۔ یہی سمجھنا چاہئے کہ یہ دیکھنے والوں کے لئے ایک نشان ہے البتہ اس
ہونے کے متعلق کچھ نہیں بتایا جاسکتا۔ اس دمدار ستارے کے نمودار
رومن شہنشاہ جسٹنین کے دل میں یہ خیال اٹھ کھڑے ہوئے کہ اس نے نرسی
بیلی ساریوس پر نگرانی قائم رکھنے کا جو انتظام کیا ہے آیا وہ درست ہے یا

الپس کے اس پار سے وحشی برگنڈی قبائل کے نمودار ہونے پر آسمان پر دمدار
دکھائی دینے کے علاوہ ان دنوں بیلی ساریوس کے ساتھ ایک تیسرا بڑا حادثہ بھی
تھا۔ اور وہ یہ کہ اس نے اپنے ایک سپہ سالار قسطنطین کو پھانسی دے دی تھی۔
کچھ یوں ہے کہ قسطنطین نے ریونا شہر سے نکلتے ہوئے ایک رومن امیر سے
کی نہایت قیمتی جوڑی لے لی تھی۔ ان خنجروں کے دستے خالص سونے کے تھے
اندر ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ جب اس رومن امیر نے اپنے یہ
خنجر قسطنطین سے طلب کئے تو قسطنطین نے وہ خنجر واپس کرنے سے انکار کر دیا۔
رومن امیر نے قسطنطین کی اس زیادتی کی شکایت بیلی ساریوس سے کی۔ بیلی
رعایا کے جان و مال کی حفاظت کو بہت اہمیت دیتا تھا۔ لہٰذا اس نے قسطنطین کو
حکم دیا کہ جس رومن سے اس نے وہ دونوں خنجر لئے ہیں فوراً واپس کر
ساریوس کا یہ حکم پا کر قسطنطین بڑا غضبناک ہوا۔ اس نے نہ صرف یہ کہ خنجر
انکار کر دیا بلکہ جوش غیض و غضب میں موقع پا کر وہ بیلی ساریوس پر حملہ
بیلی ساریوس کو قتل کرنا چاہتا تھا لیکن بیلی ساریوس نے اسے پکڑ لیا اور اس
نے قسطنطین کو گرفتار کر لیا۔ بیلی ساریوس نے اسے موت کی سزا دے دی۔
جسٹنین کسی حد تک بیلی ساریوس پر خفا ہوا کیونکہ وہ تو موت کی سزا منسوخ کر
تھا۔

وہی ہوا جس کا بیلی ساریوس کو ڈر اور خطرہ تھا۔ کوہ الپس کے دروں سے نمودار
وحشی برگنڈی قبائل نے اپنے بھائی بندوں گاتھوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کر لی اور
وحشی قبائل متحد ہو کر آس پاس کے قصبوں پر حملہ آور ہونا شروع ہو گئے
دنوں بیلی ساریوس اطالوی دہقانوں کو فوجی تربیت دے رہا تھا اور اس نے اپنے
کار افسروں کو اس کام کے لئے شمالی دیہات میں بھیج دیا تھا کہ کمک نہ ملنے کی
ان تربیت یافتہ دہقانوں کو برگنڈی اور وحشی گاتھ قبائل کے خلاف استعمال کیا

ساریوس جنگ کو طول دینا چاہتا تھا تاکہ وحشی قبائل کو تھکا کر جنگ ختم کرنے پر
جب کہ جسٹنین جنگ جلد سے جلد ختم کرنا چاہتا تھا۔ نرسی کو یہی تاکید تھی
ختم کرائے۔ دوسری طرف بیلی ساریوس، نرسی اور جسٹنین کی اس رائے سے
رکھتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ پہلے وہ اپنی مدد کے لئے تیار کرے اس کے بعد برگنڈیوں
قبائل کے خلاف حرکت میں آئے۔

انہی دنوں بیلی ساریوس اور نرسی کے درمیان اختلاف رائے اور مخالفت اپنا عروج پر تھی۔ لہذا اس مخالفت سے گاتھوں کے شہنشاہ و یتجس نے فائدہ اٹھاتے ہوئے کے شہر میلان کا محاصرہ کر لیا۔ اس محاصرہ میں گاتھوں کے شہنشاہ و یتجس نے برگنڈیوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس طرح گاتھوں اور برگنڈیوں نے مل کر بڑی میلان شہر کا محاصرہ کر لیا۔

بیلی ساریوس نے اپنے لشکر کا ایک حصہ اپنے دو کمانداروں کو دے کر حکم دیا فورا" وہاں پہنچ کر محصورین کی امداد کریں۔ وہ دونوں کماندار بیلی ساریوس کے بجائے پسند کرتے تھے لہذا وہ چاہتے تھے کہ بیلی ساریوس کے بجائے یہ حکم انہیں نرسی کی طرف سے ملے۔ اصل میں وہ دونوں کماندار میلان جا کر وحشی گاتھوں اور برگنڈیوں کا مقابلہ ہوئے ڈرتے تھے۔ اور خوفزدہ تھے۔ کہ کہیں وہ برگنڈی اور گاتھوں کے ہاتھوں مارے جائیں۔ اس لئے وہ بہانہ چاہ رہے تھے کہ ایسا حکم انہیں بیلی ساریوس کے بجائے طرف سے ملنا چاہئے۔

اس طرح میلان شہر کی مدد کے لئے تاخیر ہوئی اور بروقت رومنوں کی طرف کو کوئی مدد نہ پہنچ سکنے کے باعث محصورین نے برگنڈیوں اور گاتھوں کے آگے ہتھیار دیئے۔

وحشی حملہ آور شہر میں داخل ہوئے تو لوگوں کو بے دریغ قتل کیا گیا۔ بہت سے انہوں نے گرفتار کر لیا۔ میلان شہر کے حاکم کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کو کتوں کے آگے ڈال دیا۔ فتح مندی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میلان سے اپنے دستے گاتھوں کے شہنشاہ و یتجس نے ریونا شہر کی طرف روانہ کئے تاکہ جو حشر میلان شہر کا کیا ہے وہی ریونا کا بھی کریں۔ اس کے علاوہ گاتھوں کے شہنشاہ و یتجس ایک اور بھی قدم اٹھایا۔ اس نے قاصدوں کے دو گروہ راہبوں کے بھیس میں ایران شہنشاہ نوشیروان کی طرف روانہ کئے۔ یہ راہب مقدس مقامات کی زیارت کے سے قسطنطنیہ سے ہوتے ہوئے مدائن شہر پہنچے اور شہنشاہ ایران نوشیروان سے کہا۔

جسٹنین مغرب میں خواہ مخواہ پے در پے جنگ ہے اور برابر طاقت بڑھاتا چلا جا کیونکہ مشرقی جانب شہنشاہ ایران سے اس کی صلح ہو چکی ہے۔ گاتھوں کے شہنشاہ نے اپنے راہب نما قاصدوں کے ذریعے سے ایران کے شہنشاہ نوشیروان سے کیا تھا کہ کیا شہنشاہ ایران یہ ساری صورت حال دیکھتے ہوئے خاموش تماشائی کی بیٹھا رہے گا۔ یہاں تک کہ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے کم اہل جسٹنین روما کی پرانی

کے بعد ایرانیوں پر حملہ آور ہو اور ان سے اپنے پرانے انتقام لے یا یہ کہ شہنشاہ جلد از جلد رومی سلطنت پر حملہ آور ہو اور مشرقی سرحدوں کو خطرے میں ڈال دے۔ حالات کا کوئی سامان نہیں۔ یقینا" ایرانیوں کے لئے یہی بہتر ہے کہ اس گونا گوں میں وہ رومنوں کی مشرقی سمت پر حملہ آور ہوں تاکہ رومنوں کی دن بدن بڑھتی کو روک دیا جائے۔

گاتھوں کے شہنشاہ و یتجس کی طرف سے یہ اطلاعات ملنے پر مدائن (یہ شہر دجلہ کے بغداد سے کوئی پچیس میل جنوب مشرق میں ہے۔ یہاں پہلے اشکانیوں کا محل تھا۔ موسم گرما وہ بسر کرتے تھے۔ اس شہر کا پرانا نام طیسفون ہے۔ جب سلیوکس اس پر اس نے اس شہر کا نام سلیوکی آباد رکھا۔ اس کے بعد ساسانیوں نے اس پر تو اسے دارالحکومت بنایا۔ نوشیروان نے اس شہر میں ایک بڑا محل بنایا۔ اس کی محراب تھی۔ اور اس کے آثار ابھی تک باقی ہیں۔ عرب اس محل کو کسرا کہہ کر عربوں نے اس شہر کا نام مدائن رکھا۔ مدینہ کی جمع ہے یعنی بہت سے شہر۔ متعدد شہر آباد ہو چکے تھے اس لئے مدائن موزوں نام سمجھا گیا۔ نوشیروان کے ایوان کسرا یا ایوان مدائن بھی کہتے تھے۔) شہر میں ایک ہلچل مچ گئی تھی۔ اس موضوع شہنشاہ نوشیروان واقعی سنجیدگی سے سوچنے لگا تھا۔ پھر وہ رومنوں پر حملہ آور ہونے تیزی سے تیاریاں کرنے لگا تھا۔

صحراؤں میں تدمر کو رومنوں کو ایک بیرونی چوکی اور تجارتی مرکز کی حیثیت انہی دنوں وہاں سے کچھ عرب تاجر چین کا ریشم اور عرب کی خوشبوئیں لے کر اور انہوں نے رومنوں کو ایران کے پایہ تخت مدائن کے متعلق خاصی خطرناک

عرب تاجروں نے رومنوں کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ گاتھوں کے شہنشاہ و یتجس نے شہنشاہ ایران کے پاس بھیجے تھے۔ وہ راہبوں کے بھیس میں مقدس مقامات کی بہانے اٹلی سے قسطنطنیہ ہوتے ہوئے مدائن پہنچے اور شہنشاہ سے کہا کہ جسٹنین طاقت حاصل کرتا جا رہا ہے اور یہ قوت حاصل کرنے کے بعد وہ ایران پر حملہ لہذا وہ اس سے پہلے ہی ایران کو رومنوں کے خلاف اعلان جنگ کر دینا چاہئے۔ تاجروں کو یہ معلوم نہ تھا کہ شہنشاہ ایران نے گاتھوں کے شہنشاہ و یتجس کو کیا تاہم ان عربوں کی ان اطلاعات پر جسٹنین فکر مند ہو گیا۔ اس نے خیال کرنا اٹلی میں جنگ بلا تاخیر ختم ہو جانی چاہئے۔ و یتجس اور گاتھوں کو حلیف بنا کر

رکھنا چاہئے تاکہ وہ سرحد پار کے وحشیوں کے خلاف رومنوں کے دفاعی
دیں۔ جسٹنین نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ بیلی ساریوس کو فوج کے ساتھ قسطنطنیہ
کہ اگر ایرانیوں کا شہنشاہ نوشیروان روم پر حملہ آور ہو تو اس کی پیشقدمی کو رو

اسی سال رومن سلطنت میں چند اہم واقعات رونما ہوئے۔ پہلا واقعہ
کے کچھ کاریگروں نے رال، گندھک، چونے اور قلمی شورے کو ملا کر ایک آتش
کر لیا جو جنگ میں بڑا سودمند ثابت ہو سکتا تھا۔ اس مادے کا نام آتش میڈیا رکھا

دوسرا اہم کام جو ہوا وہ یہ کہ جسٹنین نے سرحدوں کی حفاظت کے
چوکیاں قائم کر دیں ور ان کی صورت یہ تھی کہ کافی بلندی کے اوپر پتھروں کا
کر لیا جاتا۔ اس میں ایک یا دو برج بنا دیتے جب کوئی خطرہ پیش آتا تو سپاہی اور
کے لوگ بال بچوں کو اور مویشیوں کو لے کر اس حلقے میں چلے جاتے۔ اور
دشمنوں کا مقابلہ کرتے۔

تیسرا اہم واقعہ جو اسی سال رونما ہوا وہ یہ کہ اس سال وقت کو ظاہر
سن بدلا گیا۔ پہلے روما کی تاسیس سے برسوں کا حساب کیا جاتا تھا۔ اب فیصلہ
سنوں کا حساب عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے ہونا چاہئے۔ اس سال ۱۲۹۵
کے بجائے ۵۴۰ء عیسوی قرار دے دیا گیا۔

چوتھا واقعہ جو رونما ہوا وہ یہ کہ مشرق کے بحری اور بری راستوں
سے ان ممالک کا سازو سامان قسطنطنیہ پہنچنے لگا۔ ساتھ ہی بیرونی ملکوں کے
بھی آئے۔ جسٹنین کے شوق تعمیر نے ان کی ہمت افزائی کی اور قسطنطنیہ
گیا۔

پانچواں جو اہم واقعہ پیش آیا وہ یہ کہ جسٹنین اس فکر میں مصروف
اور مغربی کلیساؤں کا تفرقہ ختم کر کے تمام مذہبی مناقشے روک دے۔ اس
کو مشرقی آرتھوڈیکس کلیسا پر ترجیح دینا شروع کر دی لیکن اس کی ملکہ تھیوڈورا
آرتھوڈیکس کلیسا کی محافظ بنی رہی۔ وہ جسٹنین سے بھی کہتی اور التجا کرتی تھی
دخل نہ دیا جائے۔ بلکہ لوگ مذہب میں جس جس مسلک پر قائم ہیں انہیں
جائے۔

ملکہ نے اپنا پہلا مکان راہبوں کے لئے وقف کر دیا تھا۔ جب کہ
کے لئے ایک نیا عالیشان محل تعمیر کروایا جس کا نام ہیرن رکھا گیا۔ یہاں بھی
سے آئے ہوئے مذہبی راہبوں کو پناہ دے دیتی تھی۔ جسٹنین نے اپنے ایک

اس کے لئے جلا وطنی کی سزا تجویز کی تھیوڈورا نے اسے اپنے پاس بلایا۔ اسے
کے تہہ خانوں میں باطمینان زندگی بسر کرنے کا موقع فراہم کیا۔

ایرانی حملے کے پیش نظر جسٹنین نے اپنے قاصد بھجوا کر گاتھوں کے شہنشاہ ویٹجس کو
کی کہ گاتھوں کا شہنشاہ ویٹجس دریائے پو کے پار ایک حکومت بنا لے اس کا وہ
ہو گا لیکن وہ رومنوں کے شہنشاہ جسٹنین کے نائب کی حیثیت سے زندگی بسر کرے
کے شہنشاہ ویٹجس نے اس تجویز کو قبول کر لیا۔ جسٹنین کے لئے ویٹجس کا
حوصلہ افزا تھا۔

ابھی ویٹجس کے ساتھ یہ معاملہ طے ہوا ہی تھا کہ جسٹنین کے پاس یہ خبر پہنچی کہ
نے یہ معاہدہ قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس پر سب حیران رہ گئے۔ اس
مزید یہ اطلاع ملی کہ گاتھ بیلی ساریوس کو مغرب میں شہنشاہ بنا لینے پر آمادہ ہو گئے
بیلی ساریوس نے یہ پیشکش منظور کر لی ہے۔

خبر ملتے سے جسٹنین ہی نہیں بلکہ قسطنطنیہ پر ایک بجلی سی گر گئی۔ انہوں نے سوچا
بیلی ساریوس کا احترام کرتے ہیں اٹلی کے باشندوں نے اس کی نگرانی میں ہر قسم کی
حاصل کی ہیں۔ اور اس نے روما کو محفوظ رکھا ہے۔ اٹلی پر اس کا قبضہ ہے۔ بیڑہ
پاس ہے اور افریقہ اسے فوراً" شہنشاہ تسلیم کر لے گا۔ اگر ایسا ہو گا تو بیلی ساریوس
میں جسٹنین کی وقعت اور عزت ختم ہو کر رہ جائے گی۔

مگر بیلی ساریوس ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت کام کر رہا تھا۔ اس نے اپنے
اور رفیقوں کو جمع کیا اور کہا کہ اگر پورا ملک اٹلی شہنشاہ جسٹنین کو مل جائے،
سارا خزانہ بھی اس کے ہاتھ لگ جائے اور گاتھ جسٹنین کے سامنے سر تسلیم خم
کیا تم اس صورتحال کو تمام صورتوں پر ترجیح دو گے یا نہیں۔ اور یہ سب کچھ
جان کا نقصان کئے بغیر میں کر سکتا ہوں۔ بیلی ساریوس کے رفیقوں اور مشیروں نے
کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔

اتفاق ہونا تھا کہ بیلی ساریوس نے اپنے شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ گاتھوں اور
سارے مشیروں اور رفیقوں نے بیلی ساریوس کو شہنشاہ بنانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس
ایک شرط عائد کی کہ اطاعت حلف ریونا میں گاتھوں کے شہنشاہ ویٹجس اور
گاتھ امراء کی مجلس شوریٰ کے روبرو لیا جائے گا۔

گاتھوں نے بیلی ساریوس کی اس شرط کو منظور کر لیا۔ چنانچہ بیلی ساریوس اپنے
کے ساتھ ریونا شہر پہنچا۔ شہر کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ اور اندر گاتھ بھرے

ہوئے تھے۔ بیلی ساریوس نے گاتھ سرداروں کو بلایا اور کہہ دیا آپ لوگ آزادانہ
لوٹ جائیں۔ چنانچہ بہت سے سردار اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ ان کے
ہونے کے بعد بیلی ساریوس نے فوراً اپنے لشکر کے ساتھ خزانے اور شاہی محل پر
دیا۔ اس کے بعد جو گاتھ سردار شہر میں باقی بچے ان کے لئے اس نے اعلان کر دیا
سب سردار رومن شہنشاہ جسٹنین کے اسیر ہو۔ وہی تن تنہا شہنشاہ ہے۔ اور بیلی ساریوس
اس کا خدمتگار ہے۔

بیلی ساریوس نے شہنشاہ ہونے کا اعلان صرف ایک سازش کے تحت کیا تھا۔ اور
سازش کے تحت وہ گاتھوں کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنانا چاہتا تھا۔ اور یہ کام کرنے
کامیاب ہو گیا تھا۔ اس طرح اٹلی میں لڑائی ختم ہو گئی اور بیلی ساریوس نے ایک
بہائے بغیر پورا ملک لے لیا۔ بندر گاہوں میں غلے کے جہاز ٹھہرے ہوئے تھے۔ ان
اتار کر اس نے ضرورتمند لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ اس دوران بیلی ساریوس کو
واپس جانے کا حکم ملا اور وہ اپنے لشکر کے ساتھ قسطنطنیہ روانہ ہو گیا۔

○

ادھر مکہ میں قصیٰ بن کلاب کے بیٹے عبد مناف کے بعد اس کے بیٹے ہاشم
حاکم بنے۔ ان کا اصل نام عمرو تھا۔ ہاشم لقب تھا۔ عربی میں ہشم روٹی کا چورا بنانے
کہا جاتا ہے۔ اس کا اسم فاعل ہاشم ہے یعنی روٹی کا چورا کرنے والا۔ اپنے باپ
کے بعد یہ کعبہ کے متولی ہوئے۔

ان کے عمرو سے ہاشم بننے کا سبب کچھ اس طرح سے ہے کہ ایک مرتبہ
سخت قحط کا شکار ہو گیا۔ لوگ بالکل نادار ہو گئے۔ غربت اور بھوک نے ان کو
دیا۔ انہیں کہیں سے بھی خوراک میسر نہ آتی تھی۔ عمرو کو قریش کی حالت زار پر
اور اپنی دولت ساتھ لے کر ارض شام کی طرف سفر کیا۔

وہاں سے بہت بڑی تعداد میں روٹیاں خریدیں، بوریوں اور تھیلوں میں بھر کر
پر لاد کر مکہ مکرمہ لائے۔ یہاں پہنچ کر تمام لوگوں کی دعوت کی۔ روٹیوں کا چورا
اونٹ جن پر روٹیاں لائی گئی تھیں انہیں ذبح کر کے بڑی بڑی دیگوں میں پکایا اور
بڑی پراتوں میں الٹ دیں۔ اور روٹیوں کا چورا ان میں ڈال کر ترید بنایا اور
خوب پیٹ بھر کر کھانا کھلایا۔ قحط کی جان لیوا مصیبت کے بعد پہلی بار فراوانی اور
انہیں کھانا نصیب ہوا۔ اسی سبب سے ان کا نام عمرو سے ہاشم مشہور ہو گیا۔

کے بعد قحط کے زمانے میں ہاشم نے اپنا یہ معمول بنا لیا تھا کہ وہ فلسطین سے
خرید کر لاتے ان کی روٹیاں پکواتے اور ترید تیار کیا جاتا اور وہ اپنی قوم کی

بڑے زیرک اور مدبر تھے۔ اپنے فرائض کو نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام
کو نہایت سیر چشمی سے کھانا کھلاتے۔ انہوں نے منیٰ میں چرمی حوض بنا کر پانی
۔ اپنی دانائی اور حسین معاملات کی بدولت انہوں نے قریش کی تجارت کو چار

شہنشاہ سے ہاشم مراسلت کر کے یہ فرمان جاری کرایا کہ جب قریش کا مال
کے ملک میں آئے تو اس پر ٹیکس نہ لگایا جائے۔ اس کے ساتھ ہی حبشہ کے
ہی اسی قسم کا حکم نامہ حاصل کیا۔ چنانچہ جب قریش کے کاروان تجارت
طرف جاتے تو قیصر روم بڑی عزت و حرمت سے ان کا خیر مقدم کرواتا۔
میں قزاقی اور راہزنی کے باعث راستے محفوظ نہ تھے۔ مگر ہاشم نے مختلف قبائل
ان سے معاہدہ کیا کہ وہ قریش کے کاروان تجارت کو ضرر نہیں پہنچائیں گے۔
ہیں جنہوں نے حجاز کی سرزمین میں قریش کے لئے دو تجارتی سفر رائج کئے
میں دوسرا گرمی کا۔
کی آسائش اور خورد و نوش کی سہولت بہم پہنچانے کے لئے ہاشم ہر سال بہت
دیتے قریش بھی بڑی فراخدلی سے اس معاملے میں ان سے تعاون کرتے۔ ہر
اسی رقم سالانہ پیش کرتا۔ ہاشم چاہ زم زم کے قریب بڑے بڑے حوض بنا کر
کے کنوؤں کے پانی سے بھر دیتے۔ مکہ معظمہ منیٰ اور عرفات میں حجاج کو
ترید جو عربوں کا انتہائی مرغوب کھانا تھا۔ اسے حجاج کی ضیافت کرتے،
بھی روٹی، چھوہارے اور ستو کا حلوہ بنا کر پیش کرتے۔ جب تک حجاج مناسک
نہیں ہو جاتے تھے یہ برابر ان کی ضیافت کرتے رہتے تھے۔
کے آخری ایام میں ہاشم آخری مرتبہ جب تجارت کے لئے شام جا رہے تھے
یثرب میں چند دن کے لئے قیام کیا۔ یثرب کے بازار میں ایک عورت پر آپ
جس کی حرکات و سکنات سے شرافت و فراست ٹپکتی تھی اور وہ عورت حسن و
بے نظیر تھی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس عورت کا نام سلمیٰ ہے اور
خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ ہاشم نے اس عورت کے متعلق یہ معلومات
کے بعد اس کے لئے شادی کا پیغام بھیجا۔ جو قبول کر لیا گیا۔ اس طرح ہاشم کا

نکاح سلمیٰ نام کی اس خاتون سے ہو گیا۔

سلمیٰ سے شادی کرنے کے بعد ہاشم بیوی کو لے کر شام کے سفر پر روانہ
اتفاق سے غزہ کے مقام پر آپ کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت سلمیٰ امید سے تھیں
یثرب لوٹ آئیں اور ان کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام شیبہ رکھا گیا
نے تقریباً" آٹھ برس تک یثرب میں اپنی والدہ کے ہاں پرورش پائی۔ اسی دوران
بھائی مطلب کو ان واقعات کا علم ہوا تو انہوں نے مدینہ پہنچ کر بھتیجے کی تلاش
دی۔ ان کی آمد اور تلاش کی اطلاع جب سلمیٰ خاتون کو ہوئی تو اس نے انہیں
مطلب کو اپنے ہاں تین دن مہمان رکھا اور ان کی خوب خدمت و مدارت کی
نے سلمیٰ پر یہ ظاہر کیا کہ وہ اپنے بھتیجے شیبہ کو اپنے ساتھ مکہ لے جانا چاہتے
نے بڑی فراخدلی سے ایسا کرنے کی اجازت دے دی۔ لہٰذا چوتھے دن سلمیٰ نے
شیبہ کو ان کے ہمراہ مکہ روانہ کر دیا۔

جب مطلب اپنے بھتیجے شیبہ کو لے کر مکے میں داخل ہوئے تو یہ نو عمر
ان کے پیچھے سوار تھا۔ قریش نے اسے دیکھ کر کہا یہ عبدالمطلب ہے۔ یعنی مطلب
ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ خود مطلب نے کہا تھا کہ یہ میرا غلام ہے لہٰذا
سے شیبہ کا نام عبدالمطلب مشہور ہو گیا۔

عبدالمطلب بڑے خوبصورت، جسیم و لحیم دانش ور اور فصاحت و بلاغت
تھے۔ وہ عرب کے قاضی، قریش کے سردار بے حد شریف اور حلیم الطبع تھے
ایک نظر دیکھ لیتا ان پر فدا ہو جاتا۔ ملت ابراہیمی کے مطابق خداوند کی
رمضان کا پورا مہینہ عبادت میں گزارتے۔ غرباء اور مساکین کو کھانا کھلا
جانوروں اور پرندوں کو بھی کھلاتے پلاتے تھے۔ شراب نوشی، محرم عورتوں سے
اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے سخت متنفر تھے۔ اپنی اولاد کو بھی ظلم و ستم
سے بچنے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔

اپنے چچا مطلب کی موت کے بعد حاجیوں کو کھانا کھلانے اور پانی پلا
ان کے سپرد ہوئیں اور تادم مرگ انہیں بحسن و خوبی انجام دیتے رہے۔
کے لئے مکہ میں کئی حوض بنوائے۔ جنہیں کنوؤں کے پانی سے بھر دیتے تھے
زمانے میں زم زم کا کنواں بند تھا۔

مکہ میں عبدالمطلب پہلے شخص تھے جنہوں نے خضاب کا استعمال کیا۔
ایک مرتبہ یمن کے ایک حمیری سردار کے گھر ٹھہرے ہوئے تھے کہ اس

سفید بالوں کا رنگ بدل دیں تو آپ جوان نظر آئیں گے۔ چنانچہ اس نے تجربہ
انہیں مہندی کا خضاب لگایا اور پھر اس پر وسمہ چڑھا دیا۔ جب آپ وطن لوٹے
نے کچھ خضاب تحفتہ" دے دیا اس طرح مکہ میں بھی اس کا رواج چل نکلا۔
حال اپنے چچا مطلب کے بعد عبدالمطلب کعبہ کے متولی اور خدمت گزار کی
فرائض انجام دینے لگے تھے۔

○

روز یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی جب مکہ کی نواحی سرائے کے اپنے
بیٹھے ہوئے تھے کہ کیرش بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔ یوناف
! اب تک جتنے دشمنوں پر ہم نے ہاتھ ڈالا ہے۔ انہیں ہم نے اپنے سامنے ہر
حالت میں زیر اور مغلوب کیا ہے حتیٰ کہ کثرو بیشتر موقع پر ہم نے ذلت کے
عزازیل کو بھی اپنے سامنے زیر کر کے رکھا ہے لیکن یہ نطیاس، سلیوک اور
قوتیں ہیں جنہیں ابھی تک ہم زیر نہیں کر سکے۔ کیا ان تینوں کے معاملے میں
شکست اور ناکامی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔
کی اس گفتگو پر یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ چند ثانیے
سوچتا رہا پھر وہ کہنے لگا۔ تمہارا کہنا درست ہے کیرش میں اسے اپنی ناکامی اور
نہیں کرتا۔ ابھی تک میں ان کے خلاف کوئی بڑا حربہ استعمال کرنے میں کامیاب
جب میرا کوئی ایسا حربہ ناکام رہا تب میں مانوں گا کہ ان تینوں قوتوں کے سامنے مجھے
ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔
کیرش جب سے میں ماری شہر کے کھنڈرات کی طرف سے مکہ کے اس محترم و
کی طرف آیا ہوں تب سے میں نطیاس، سلیوک اور ادغار کو اپنے سامنے زیر اور
کے طریقے سوچتا رہا ہوں۔ انہیں اپنے سامنے شکست خوردہ کرنے کے لئے
میں ایک ترکیب آتی ہے۔
کے ان الفاظ پر کیرش چونک سی پڑی پھر بڑی بے چینی، بڑی بے تابی میں اس
کے اور قریب ہوتے ہوئے پوچھا کیسی تدبیر آپ کے ذہن میں آتی ہے۔ جسے
کہ ہم ان تینوں بدی کے گماشتوں کو اپنے سامنے سرنگوں کر سکتے ہیں۔ اس پر
اور کہنے لگا۔
تینوں سے نپٹنے کے لئے فی الوقت میرے پاس دو طریقے ہیں۔ پہلا یہ کہ کوئی ایسا

دور افتادہ اور ویران کمرہ ہو جس کے اندر میں ان تینوں کو بند کردوں اور ان کی
اور ان کی ساری بدی کی قوتوں کو منجمد کر دوں اور ایسا کرنے کے بعد پھر وہ
کے خلاف اپنی بدترین قوتوں کو حرکت میں نہ لا سکیں گے۔ اور یہ جگہ نطباس
ہو سکتا ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ اس کا کوئی ایسا کمرہ ہو جس پر میں اپنا عمل کروں
کو اس کمرے میں محبوس کر کے رکھ دوں۔ دیکھ کیرش میرے پاس ایسے عمل
استعمال کر کے ان تینوں کو پتھر کی طرح جامد اور منجمد کر سکتا ہوں۔ بشرطیکہ
کچھ عرصہ پہلے مجھے اپنا عمل کرنے کا موقع مل جائے اور پھر وہ تینوں کسی نہ
اس کمرے میں گھسنے پر مجبور کئے جائیں۔ تب مجھے اس عمل میں کامیابی ہو سکی

دوسرا عمل یہ ہے کہ میرے سامنے کسی غیر انسانی شکل و صورت میں
میں ان پر اپنے عمل کو آزماؤں اور ان کی تمام طاقتوں' قوتوں اور ان کی
کی طرح منجمد کر کے رکھ دوں یہ دو طریقے ہیں جنہیں استعمال کرتے ہوئے
پانے میں کامیاب ہو سکتا ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ کبھی نہ کبھی وقت ضرور
میں ان تینوں پر اپنا یہ حربہ استعمال کرنے میں کامیاب رہوں گا۔

کیرش جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ اسی لمحہ یوناف کی گردن
مخصوص ریشمی لمس دیا۔ اس لمس پر یوناف جب چونکا تو کیرش بھی متوجہ ہو
گئی تھی کہ ابلیکا اس موقع پر کچھ کہنا چاہتی ہے۔ لمس دینے کے بعد ابلیکا

دیکھ یوناف' میں تمہاری اور کیرش کی ساری گفتگو سن چکی ہوں۔
تم نطباس' سلیوک اور اوغار پر کرنا چاہتے ہو سمجھ لو اس کا وقت آن پہنچا
الفاظ پر یوناف اپنی جگہ پر ایک طرح سے اچھل سا پڑا پھر وہ بڑی بے تابی
پوچھنے لگا۔ وہ کیسے ابلیکا؟ جواب میں ابلیکا نے کہنا شروع کیا۔

سنو یوناف' نطباس کے محل میں داخل ہوتے ہی بائیں جانب
طرف سے بند ہے۔ صرف چھوٹا سا ایک دروازہ اس میں ہے جس کے
ہوا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ نہ اس کمرے میں کوئی روشندان ہے اور
کھڑکی ہے وہ کمرہ ایک عرصہ سے کسی کے زیر استعمال نہیں رہا۔ مزید
چھت پر ایک عرصہ ہوا کسی نے مٹی بھی نہیں ڈالی۔ جس کی بناء پر بارش
دو جگہ سے اس کمرے کی چھت بھی ٹپکتی ہے۔ ابلیکا یہیں تک کہنے پائی
چہرے پر خوشیاں ہی خوشیاں اور اطمینان ہی اطمینان پھیل گیا تھا۔ پھر وہ
مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ ابلیکا تو نے میری ساری ہی مشکل آسان کر دی ہے۔ اسی کمرے کو میں نطباس
سلیوک اور اوغار کے خلاف استعمال کروں گا اور یہ جو کمرے کی چھت ٹپکتی ہے اس سے
ان تینوں کو عذاب دینے کا ایسا عظیم الشان طریقہ استعمال کروں گا کہ وہ تینوں دنگ رہ
جائیں گے کہ کسی نے انوکھی اذیت اور عذاب میں مبتلا کیا تھا۔ اب باقی یہ بات رہتی ہے کہ
ان کو ہانک کر اس کمرے میں بند کیسے کیا جائے گا۔ اس پر ابلیکا پھر بولی اور کہنے لگی۔

یہ تو بڑا آسان طریقہ کار ہے کوئی مشکل تو نہیں۔ ابلیکا کے ان الفاظ نے یوناف کو
پھر چونکا کے رکھ دیا اور پھر دوبارہ وہ بڑی بے تابی کے سے انداز میں پوچھنے لگا وہ
ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔ دیکھو یوناف اور کیرش تم دونوں میاں بیوی اسی وقت اپنی
قوتوں کو حرکت میں لاؤ۔ نطباس کے محل کے اس کمرے میں نمودار ہو جس کا میں
ذکر کیا ہے۔ اس کمرے تک میں تم دونوں کی راہنمائی کروں گی۔ کمرے میں جو عمل تم
کرنا چاہتے ہو وہ کرو اس کے بعد میں تمہیں یہ بتاتی ہوں کہ ان تینوں کو ہانک کر اس کمرے
میں کیسے کیا جائے گا۔ اور ہاں جہاں تک نطباس' سلیوک اور اوغار کا تعلق ہے وہ تینوں
اس وقت ماری شہر کے کھنڈرات میں ہیں۔ وہ تینوں وہاں گھوم پھر نہیں رہے بلکہ یوں جانو
ایک عمارت جس کی چھت ابھی تھوڑی سی قائم ہے اس کے نیچے بیٹھے وہ تمہارے ہی
محل میں آنے کا صلاح مشورہ کر رہے ہیں۔ لہٰذا جب تک وہ ماری کے کھنڈرات میں
اس وقت تک تم نطباس کے محل کے اس کمرے میں اپنے عمل کی تکمیل کرسکتے ہو۔
دیر نہ کرو اٹھو پہلے اپنا وہ کام مکمل کرو اس کے بعد میں تمہیں بتاؤں گی کہ ان تینوں
کو اس کمرے میں کیسے لایا جائے گا۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا خاموش ہو گئی اس
پر یوناف نے مخصوص انداز میں کیرش کی طرف دیکھا تھا۔ یوناف کا اس طرح دیکھنا تھا
دونوں میاں بیوی ایک ساتھ اپنی جگہوں پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر وہ اپنی سری قوتوں کو
حرکت میں لائے اور ابلیکا کی راہنمائی میں وہ نطباس کے محل کے اس کمرے کی طرف چل
دیئے۔ جس کا ابلیکا نے ذکر کیا تھا۔

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی اس کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا'
ابلیکا کے کہنے کے مطابق وہ کمرہ واقعی نطباس' سلیوک اور اوغار کو بند کرنے کے لئے بڑا
موزوں تھا۔ چھوٹے سے ایک دروازے کے علاوہ اس میں کوئی کھڑکی' کوئی روشندان نہ تھا۔
یوناف نے پہلے بڑے غور اور توجہ کے ساتھ اس کمرے کا جائزہ لیا پھر مڑا اور اپنے پیچھے
کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ کیرش میں اس کمرے میں اب اپنے عمل کی ابتدا
کرتا ہوں تو کمرے سے باہر کھڑی ہو جا پہلے میں اپنی ذات کو اس عمل سے محفوظ رکھوں

گا اس کے بعد پھر میں اس کمرے میں وہ عمل کروں گا۔ اس لئے کہ اگر میں نے ایسا اس عمل سے خود میری اپنی ہی مافوق الفطرت قوتیں ختم ہونے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا تم سے باہر کھڑی رہو۔ نطباس' سلیوک اور اوغار پر نگاہ رکھنا کہ کہیں وہ ماری شہر کے کھ سے ادھر نہ آ نکلیں۔

یوناف کے کہنے پر کیرش فوراً" کمرے سے باہر نکل کر کھڑی ہو گئی تھی۔ یوناف پہلے اپنے آپ پر عمل کیا تاکہ جو عمل وہ اس کمرے میں کرنا چاہتا تھا اس کا ردعمل نہ ہو ایسا کرنے کے بعد یوناف حرکت میں آیا۔ کمرے کے فرش اس کی دیواروں اور چھت پر اس نے وہ عمل کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے کمرے میں داخل ہونے وا صرف ساری سری قوتیں مفلوج اور منجمد ہو کر رہ جاتی تھیں بلکہ وہ وہاں ایک طر محبوس ہو جاتا تھا اور باہر نہ نکل سکتا تھا۔ یہ سارا عمل کرنے کے بعد یوناف کمرے آیا۔ صرف دروازے کا حصہ اس نے خالی چھوڑا تھا اور عمل نہ کیا تھا تاکہ نطباس اور اوغار کو اس دروازے سے اندر داخل کرنے کے بعد پھر دروازہ بند کر دیا جائے۔

یوناف جونہی اس کمرے سے باہر آ کر کیرش کے قریب کھڑا ہوا ابلیکا گردن پر لس دیا اور کہنے لگی۔

دیکھ یوناف مجھے خوشی ہے کہ تم اس کمرے میں اپنے عمل کی تکمیل کر نطباس' سلیوک اور اوغار ابھی تک تینوں ماری شہر کے کھنڈرات میں بیٹھے ہو تم دونوں میاں بیوی ایسا کرو کہ کھنڈرات میں ان پر وارد ہو۔ تم دونوں میاں شعلے بن کر ان پر برس جاؤ۔ ایسی صورت میں وہ تمہارے آگے آگے بھاگ گے۔ ظاہری بات ہے کہ وہ اپنے اسی محل کا رخ کریں گے۔ اس لئے کہ اس جم کر تمہارا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ لہٰذا جونہی وہ اس محل میں داخل ہونے کی کو گے۔ سامنے کی طرف سے میں ایسے شعلوں اور ایسی روشنی سے ان کا استقبال کرو بے بس اور مجبور ہو کر اس کمرے میں داخل ہوں گے جس میں تم نے عمل کیا ان کے داخل ہونے کے بعد تم دروازے پر بھی اپنا عمل مکمل کر لینا۔ اس طرح تجویز کے مطابق کمرے میں محبوس ہو کر رہ جائیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف کے چہرے مسکراہٹ بکھر گئی۔ پھر وہ کہنے لگا۔ ابلیکا یہ طریقہ کار بتا کے تو نے میرا جی خوش اب تو یہیں رہ اور اسی طرح حرکت میں آنا جس طرح تم نے ذکر کیا ہے۔ ہم ماری کے کھنڈرات کی طرف جاتے ہیں۔ اور وہاں سے ان تینوں کو ہانک کر اس محل

اس کے ساتھ ہی یوناف اور کیرش اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور نطباس کے وہ ماری شہر کے کھنڈرات کی طرف چلے گئے تھے۔

ماری شہر کے کھنڈرات کے وسطی حصے میں یوناف اور کیرش اس جگہ آئے جہاں فاصلے پر بڑی چٹان کی ٹیک لگائے نطباس سلیوک اور اوغار بیٹھے ہوئے تھے۔ شاید نہایت اہم موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ یوناف اور کیرش نے ایک چٹان کی اوٹ کر لمحہ بھر کے لئے ان تینوں کو دیکھا پھر دونوں میاں بیوی معنی خیز انداز میں ایک کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے۔ اگلے ہی لمحے انہوں نے تبدیل کی اور اپنے آپ کو انہوں نے آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں اور جھلسا والی نیلی شعاعوں میں تبدیل کر لیا تھا۔ اس کے بعد دونوں میاں بیوی فتح مندی کی سیراب' مایوسی کے بھنور' شدید نفرت کی گرم رو' ہیجان آفریں سمندر اور موت مارتی شعاعوں کی طرح نطباس' سلیوک اور اوغار پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

آگ اور شعلوں کے ان اچانک حملوں سے نطباس' سلیوک او اوغار کی حالت ویران کیفیت جیسی ہو کر رہ گئی تھی۔ اس وقت انہیں کچھ نہ سوجھی نہ وہ جوابی کارروائی نہ اپنا دفاع انہیں یاد رہا بلکہ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بھٹکے آوارہ طیور اندھیرے کی گھنی گہری موجوں میں بھوکی گرسنہ روحوں کی طرح وہ ماری شہر کے سے نکل کر اپنے محل کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

آگ اور نیلی شعاعوں کی صورت میں یوناف اور کیرش موت و مرگ کے رقصاں وقت کی بربادی کے سیلاب کی طرح ان کے پیچھے لگ گئے تھے۔ اب صورتحال یہ طرح کوئی گھوڑ سوار اپنے ہاتھ میں کوڑا لئے اپنے آگے آگے پیدل بھاگنے والے مار مار کر اسے بدحال کر دیتا ہے اسی طرح یوناف اور کیرش بھی نطباس' سلیوک بری طرح جھلسا دینے والی آگ کی طرح نزول کرتے ہوئے ان کے محل تک لے

محل کے صدر دروازے کے قریب آتے ہی نطباس' سلیوک اور اوغار نے سامنے میں داخل ہونا چاہا لیکن اسی لمحے سامنے کی طرف سے ابلیکا حرکت میں آئی اور طرف سے ان پر سمندر کے غصیلے رقص' موجیں مارتی خونی اجل اور بدبختی کے کی طرح آگ کے شعلے لپکنے لگے تھے۔ اب نطباس' سلیوک اور اوغار نے جب بھی آگ ان کے تعاقب میں ہے اور سامنے بھی آگ کے جھلسا دینے والے استقبال کے لئے تیار ہیں تو وہ جلتے مستقبل اور اندھیری راتوں کے غمگین سموں

جیسے اداس اور افسردہ ہو گئے تھے۔ پھر انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، بائیں طرف
کمرے کی طرف بھاگے جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور یہ وہی کمرہ تھا جس میں
کیرش ان سب کو بند کرنے کا عزم کیے ہوئے تھے۔
نطھاس، سلیوک اور اوغار چونکہ انتہائی بدحواسی کے عالم میں تھے لہٰذا
دیکھا نہ تاؤ بس بھاگ کر تینوں اس کمرے میں داخل ہو گئے۔ تینوں کا اس کمرے
ہونا تھا کہ اسی وقت یوناف اور کیرش اس کمرے کے دروازے پر نمودار ہو
سری قوتوں کو عمل میں لایا۔ اس کی سری قوتوں کا عمل میں آنا تھا کہ اس کمرے
ختم ہو گیا اور وہاں دیوار ہموار ہو گئی۔ لگتا تھا اس کمرے میں کبھی کوئی دروازہ
یہ سارا کام انجام دینے کے بعد یوناف کے چہرے پر بے پناہ خوشیاں اور اطمینان
تھے۔ اس طرح کیرش کی بھی عجیب حالت تھی۔ اس کے سلگتے لبوں پر
جواں شاداب چہرے پر جلترنگ مسکراہٹ اور نغموں کی گنگناہٹ تھی۔ اس
شکرگزاری کے موقع پر یوناف کو بہت کچھ کہنا چاہتی تھی پر کچھ نہ کہہ پائی۔
پائی کہ وہ بھاگ کر خوشی سے یوناف سے لپٹ گئی تھی۔ یوناف نے بھی اسے
لیا تھا۔ کچھ ایسے ہی جیسے زندگی کے اسرار اور فطرت کے جمال ایک دوسرے
ہوں۔ جیسے گرم رو گرداب اور رقصاں موجیں ایک دوسرے میں سما گئی ہوں
دوستی اور شرافت نفس ایک دوسرے سے بغلگیر ہو گئے ہوں۔
یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی ابھی ایک دوسرے سے لپٹے ہو
موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ کیرش بھی سمجھ گئی لہٰذا وہ
کے پہلو سے پہلو ملا کر کھڑی ہو گئی تھی۔ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر ہا
مسکراہٹوں میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔ ابلیکا کہہ رہی تھی۔
یوناف میرے حبیب میں تم میاں بیوی کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتی ہوں
خوب نطھاس، سلیوک اور اوغار سے سلوک کیا کہ تم ان تینوں کو اپنے سامنے
لائے جیسے کوئی خونخوار گڈریا اپنے ریوڑ کے جانوروں کو اپنے آگے آگے ہانکے
ایک بار پھر تم دونوں کو مبارکباد دیتی ہوں کہ ان تینوں بد بلاؤں سے تم دونوں کی
گئی ہے۔ اس موقع پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ ابلیکا تو نے کہا تھا کہ جس
نے نطھاس، سلیوک اور اوغار کو بند کیا ہے اسکی چھت اوپر سے ٹپکتی ہے کیا تم
چھت اوپر سے کس جگہ سے ٹپکتی ہے۔ اس پر ابلیکا بولی ہاں میں نشاندہی کر
کیا کرو گے یوناف کہنے لگا بس ابلیکا تو دیکھتی جا میں کیسے اس جگہ سے

پر عذاب طاری کرتا ہوں۔
اس کے ساتھ ہی یوناف محل کے اندر گیا اور پانی کا ایک برتن اٹھا لایا۔ پھر یوناف نے
کو مخاطب کر کے کہا۔ دیکھ کیرش اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ۔ ہم دونوں میاں
اس کمرے کی چھت پر نمودار ہوں۔ یوناف کے کہنے پر عمل کرتے ہوئے کیرش فوراً
سری قوتوں کو حرکت میں لائی اور دوسرے ہی لمحے وہ دونوں میاں بیوی اس کمرے کی
نمودار ہوئے تھے۔ عین اس لمحہ پھر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور اس
نشاندہی کی جس جگہ سے وہ کمرہ بارش کے دنوں میں ٹپکتا تھا۔
نشاندہی ہونے کے بعد یوناف نے جس برتن میں پانی تھا اس پر اپنا کوئی عمل کیا اور
اس نے سارا اس جگہ انڈیل دیا۔ جہاں سے وہ چھت ٹپکتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جب
ٹپکتے ہوئے اس کمرے میں گرنا شروع ہوا تو یوناف اور کیرش نے سنا اس کمرے کے
طرح آہیں بھرنے، شور کرنے اور واویلا کرنے کی آوازیں بلند ہونا شروع ہو گئی
اس پر یوناف نے مسکراتے ہوئے کیرش کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔
دیکھ کیرش اس پانی پر میں نے اپنا سری عمل کیا اور جونہی یہ پانی ٹپک کر کمرے میں
اس پانی کی وجہ سے وہ تینوں ایک عذاب اور اذیت میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اب یہ
اذیت وقفے وقفے سے میں ان تینوں کو دیتا ہی رہوں گا۔ اس پر کیرش کچھ کہنے ہی
ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہنے لگی۔
یوناف میرے حبیب! یہ جو طریقہ تم نے انہیں عذاب اور اذیت میں اپنایا ہے یقیناً
کامیاب ہے۔ میں اس پر تمہیں مبارکباد دیتی ہوں۔ اب دونوں میاں بیوی میری
سنو۔ ہمیں یہاں سے واپس مکہ کی سرائے کی طرف نہیں جانا۔ اس تجارتی
طرف جانا ہے جو مصر سے یمن اور یمن سے مصر کی طرف جاتی ہے۔ وہاں کچھ
ہو رہے ہیں۔ لگتا ہے ان علاقوں میں بھی کوئی انقلاب رونما ہونے والا ہے۔ چلو
میں جا کر شامل ہوتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں وہاں جمع ہونے کے بعد وہ کیسے اور کس
رد عمل کا اظہار کرتے ہیں۔ ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور کیرش دونوں اپنی سری
حرکت میں لائے پھر وہ ابلیکا کی رہنمائی میں یمن کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

ادھر کے ساتھ صلح کا معاہدہ کرنے کے بعد رومنوں نے ایک بڑی پریشانی سے نجات
لہٰذا انہوں نے بڑے اطمینان کے ساتھ اٹلی اور شمالی افریقہ کے خلاف جنگ جاری

رکھی۔ اس طویل عرصے میں رومنوں کے نامور جرنیل بیلی ساریوس کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔

بیلی ساریوس کی کامیابیوں سے نوشیروان کو خطرہ لاحق ہوا کہ ممکن ہے یہ رومن فتوحات کے نشے میں مغرب سے فارغ ہو کر مشرق کا رخ کر لے۔ جن دنوں نوشیروان ساریوس کے متعلق ایسی سوچوں میں غرق تھا انہی دنوں اٹلی اور آرمینیا کے سفیر کے پاس آئے انہوں نے رومن فتوحات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اگر اس موقع سے جنگ چھیڑی گئی تو ممکن تھا کہ پھر رومنوں کا مقابلہ کرنا ایرانیوں کے لئے مشکل ہو اس صورتحال سے نوشیروان سخت فکر مند ہوا اور یہی سمجھا کہ معاہدہ صلح ختم کر کے کے خلاف جنگ کی ابتدا کر دے۔

ادھر رومن شہنشاہ ایرانیوں کی طرف سے مطمئن تھا اس لئے وہ اپنی مشرقی سے غافل رہ کر اپنی پوری توجہ مغربی سرحدوں کی طرف کئے ہوئے تھا۔ نوشیروان بڑھتی ہوئی طاقت کو روکنے کے لئے حرکت میں آیا۔ اپنے جرار لشکر کو لے کر اس قدمی کی۔ پہلے وہ دریائے فرات کی طرف بڑھا دریائے فرات کو عبور کر کے نوشیروان شام پر حملہ آور ہوا اور پہلا شہر اس نے طوفانی انداز میں فتح کر لیا۔ اس شہر میں نوشیروان نے خوب لوٹ مار کی بلکہ قتل و عام میں بھی کسی قسم کی کمی نہ رہنے دی۔

شام کے ان شہروں میں قتل عام سے نوشیروان یہ چاہتا تھا کہ اس کی کی آواز شام کے طول و عرض میں پہنچ جائے۔ اس کے بعد وہ شام کے دارالسلطنت کی طرف بڑھا اس کی دولت کا شہرہ دور دور تک پہنچا ہوا تھا۔

اہل انطاکیہ کچھ عرصہ پہلے زلزلوں کی وجہ سے بری طرح تباہ ہوئے سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ نوشیروان نے شہر پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے ہر طرف ہراس پھیل گیا۔ نوشیروان کا یہ حملہ ایسا اچانک تھا کہ رومنوں نے یہاں مدافعت کا نہ کیا تھا لہٰذا نوشیروان نے بڑی آسانی سے انطاکیہ فتح کر لیا۔ اور یہاں کے ہر پر نوشیروان کا قبضہ ہو گیا تھا۔

رومنوں کے خلاف ان جنگوں کا مقصد نوشیروان کے ہاں شام کو اپنی مملکت کرنا نہ تھا اور نہ ہی وہ ان سرزمینوں میں حکومت کرنے کا کوئی خیال رکھتا تھا چاہتا تھا کہ یہاں بھی تباہی مچا کر اپنی ہیبت کا سکہ بٹھائے چنانچہ جس گھر اسے برباد کر دیا جاتا تھا۔ انطاکیہ کو فتح کرنے کے بعد نوشیروان ایک شہر ایک قصبے سے دوسرے قصبے اور ایک بستی سے دوسری بستی کی طرف آندھی اور

پھیلتا چلا گیا اور ارض شام جو رومنوں کی سلطنت میں شامل تھا اس کے ہر شہر ہر قصبے کو ان نے خوب لوٹا۔ جس وقت نوشیروان یہ سب کچھ کر چکا تو رومن چونکہ نوشیروان ساتھ جنگ کی ابتداء کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھے لہٰذا انہوں نے صلح کی پیشکش کی۔ ان بھی ارض شام پر حملہ آور ہو کر بہت کچھ حاصل کر چکا تھا لہٰذا وہ بھی صلح پر آمادہ اس صلح کی حسب ذیل شرائط مقرر کی گئیں۔

پہلی شرط یہ تھی کہ رومن حکومت پانچ ہزار پونڈ سونا بطور تاوان ایران کے شہنشاہ ان کو ادا کرے گی۔

دوسری شرط یہ تھی کہ دربند اور قفقاز کے دوسرے قلعوں کی حفاظت کے لئے حکومت مزید پانچ ہزار پونڈ سونا نوشیروان کو دے گی۔

گو یہ دونوں ہی شرائط رومنوں کے لئے رسوا کن تھیں لیکن رومن اس وقت کے مقابل آنے کی سکت نہیں رکھتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے ذلت آمیز اور ان رسوا شرائط کو بھی تسلیم کرتے ہوئے نوشیروان کے ساتھ صلح کا معاہدہ کر لیا تھا۔

اس صلح کے بعد نوشیروان انطاکیہ شہر کی بندرگاہ جسے سلیواکیہ کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ نے بحیرہ روم کے نیلگوں پانی میں غسل کیا اور شامیوں کی طرح اس نے یہاں معبد کے قربانی اور نذر و نیاز دی۔ اس تقریب کے بعد نوشیروان نے واپسی اختیار کی۔ اس سفر میں اپای' ادیسہ' دارا اور کئی دوسرے شہروں کے لوگوں نے نوشیروان کو کے طور پر نذرانے پیش کئے۔

ارض شام کا مشہور شہر انطاکیہ جسے نوشیروان نے فتح کیا تھا۔ فن تعمیر کے لحاظ سے خوبصورت شہر تھا۔ نوشیروان انطاکیہ شہر کی خوبصورتی اور اس کی تعمیر سے اس قدر اس نے اپنے لشکر میں شامل تعمیر کے ماہروں اور صناعوں کو حکم دیا کہ انطاکیہ شہر تیار کر لیں۔ ان صناعوں نے نوشیروان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے انطاکیہ تیار کیا۔

صلح کا معاہدہ ہونے کے بعد نوشیروان جب اپنے مرکزی شہر مدائن پہنچا تو اس نے اسی مطابق ایران میں انطاکیہ جیسا ہی شہر بسانے کا حکم دیا تھا۔ جب یہ شہر آباد ہو گیا تو نے اس کا نام رومیا رکھا یہ ایک طرح سے بالکل اور ہو بہو انطاکیہ شہر جیسا تھا شہر کی تعمیر مکمل ہو گئی تب نوشیروان نے انطاکیہ کے لوگوں کو دعوت دی کہ وہ کے اس نئے شہر میں آکر آباد ہوں۔

نوشیروان کی دعوت پر انطاکیہ شہر کے ان گنت لوگ اس نئے شہر میں آباد ہونے

کے لئے آنا شروع ہوئے جب انطاکیہ کے مہاجر نئے شہر رومیا میں آئے تو اسے اپنا ہی شہر
سمجھا اس لئے کہ انطاکیہ اور اس نئے شہر کے نقشے، گلی کوچوں، شاہراہوں، سڑکوں اور
مکانوں کی تعمیر میں کسی قسم کا کوئی فرق نہ تھا جو جو مکان لوگ انطاکیہ میں چھوڑ کر آئے
تھے۔ اسی محلے اسی کوچے جیسے مکان میں وہ رومیا شہر میں آکر خود بخود مقیم ہو گئے۔

نوشیروان نے اس نئے شہر میں بہت سے حمام بنوائے اور ایک گھوڑ دوڑ کا میدان
کرایا اور وہاں آکر بسنے والوں کو خاص رعایت اور حقوق دیئے مثلاً" یہ کہ عیسائیوں کو
پوری مذہبی آزادی ملی۔ اہل رومیا براہ راست شہنشاہ ایران کے ماتحت تصور کئے جاتے
اور اس شہر میں آکر پناہ لینے والے مجرموں کو گرفتار نہیں کیا جاسکتا تھا۔

رومنوں اور ایرانیوں کے درمیان صلح ہونے سے حالات ایک بار درست اور پر
ہو گئے تھے۔ لیکن جلد ہی رومنوں کی وجہ سے یہ صلح کا معاہدہ بھی ختم ہو گیا اس کی
یوں بنی۔

لازیکا میں رومنوں نے اپنا ایک گورنر مقرر کیا تھا جو وہاں کا صرف نظم و نسق
اور سارا انتظام اسی کے ذمہ تھا یہاں کوئی رومن لشکر مقیم نہ تھا۔ آخر اس رومن گورنر
پر پرزے نکالنے شروع کئے اور وہاں اس نے رومن سلطنت سے بات چیت کر کے ایک
بڑا لشکر رکھ لیا اور اس کے اخراجات کا بوجھ لازیکا پر ڈال دیا گیا۔

اس رومن لشکر کے آنے سے یہ حمایت اہل شہر کے لئے باعث زحمت بن گئی
کے حکمران نے ایرانی شہنشاہ نوشیروان سے رومنوں کے خلاف مدد مانگی۔ نوشیروان تو پہلے
رومنوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے کسی وجہ کی تلاش میں تھا اس موقع کو اس
غنیمت سمجھا اور اس نے لازیکا پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر لیا۔ نوشیروان کا یہ خیال
اگر وہ لازیکا پر قابض ہو جائے تو وہاں سے اسے بحر اسود پر قبضہ کرنے میں آسانی
گی۔ اور اگر ایسا ہو گیا تو پھر قسطنطنیہ ایرانیوں کے تسلط سے بچ نہ سکے گا۔ ان
تحت نوشیروان فوراً" لازیکا کی مدد پر آمادہ ہو گیا۔ رومن ابھی حالات کا جائزہ ہی لے
کہ نوشیروان ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور لازیکا پر حملہ آور
نے قبضہ کر لیا تھا۔

لیکن ایرانیوں نے بھی وہاں کے رہنے والوں پر جو مذہباً" عیسائی تھے، اچھا
جس سے وہ ایرانیوں سے نفرت کرنے لگے تھے۔ اہل لازیکا کو بہت جلد محسوس
ایرانیوں کا تسلط ان کے لئے رومنوں کی نسبت انتہائی مہنگا اور ابتر ثابت ہوا ہے۔
نوشیروان بھی اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ جب تک لازیکا میں انقلابی تبدیلیاں

یہاں ایرانی تسلط برقرار نہ رکھا جاسکے گا۔ چنانچہ اس نے یہ منصوبہ بنایا کہ یہاں کی
آبادی کو نکال کر ان کی جگہ ایرانی بسائے جائیں۔

اس منصوبے پر عمل کرنے کے لئے اس نے یہ بھی چاہا کہ لازیکا کے حکمران کو
ادے گا لیکن اس میں اسے کامیابی نہ ہو سکی۔ لازیکا کا گورنر روپوش ہو گیا اور اندر
رومن حکومت سے رابطہ کرتے ہوئے اس نے ایرانیوں کے خلاف ان سے مدد

لازیکا کے حکمران کی پکار پر رومن فوراً" حرکت میں آئے اور رومنوں کا ایک بہت بڑا
پہنچا اور پیٹرا شہر کا انہوں نے محاصرہ کر لیا۔ رومنوں کو یہ یقین تھا کہ ان کے
ایرانی لشکر کی تعداد کم ہے۔ لہٰذا وہ ایرانیوں کو شکست دے کر لازیکا سے نکالنے
ہو جائیں گے۔ لیکن یہ ان کا دھوکہ فریب اور غلط فہمی تھی۔ اس لئے کہ ان
میں نوشیروان خود بھی پیٹرا شہر میں موجود تھا۔ اور پھر چند ہی دنوں بعد ایرانیوں کو
لشکریوں کی کمک پہنچ گئی جس کی وجہ سے نوشیروان کی پوزیشن ان کے مقابلے میں
ہو گئی تھی۔ پیٹرا شہر کے نواح میں ایرانی اور رومنوں کے درمیان ہولناک جنگ
جنگ میں رومنوں کو بدترین شکست ہوئی۔ ایرانی شہنشاہ نوشیروان فاتح کی حیثیت
رومن شکست اٹھا کر پسپا ہوئے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ پیٹرا میں رومنوں کو
کے بعد نوشیروان نے وہاں پر پانچ ہزار سواروں کا ایک لشکر رکھا اور خود ایران
چلا گیا تھا۔

رومنوں کو جب خبر ہوئی کہ شہنشاہ ایران پیٹرا شہر میں اپنا ایک چھوٹا سا لشکر چھوڑ کر
شہر مدائن کی طرف چلا گیا ہے تو رومن ایک اور لشکر تیار کر کے بڑی تیزی سے
طرف بڑھے اور شہر کا انہوں نے محاصرہ کر لیا۔ شہر میں جو ایرانی لشکر تھا اس نے
نکل کر رومن لشکر کا مقابلہ کیا۔ پیٹرا کے میدان میں خونریز جنگ ہوئی۔
لحظہ بدلتی رہی۔
جب اپنے عروج پر آئی تو بدقسمتی سے ایرانی جرنیل تیر لگنے سے جاں بحق ہو
ایرانی بغیر جرنیل کے ہی لڑتے رہے۔ اس موقع پر رومنوں کا پلڑا خوب بھاری تھا
جنگ کا رخ بدل گیا۔ اس لئے کہ میدان جنگ کے ایک حصے میں ایرانیوں نے
سامنے بری طرح پسپا کر دیا۔ اس پسپائی سے جہاں رومنوں کے حوصلے پست
ایرانیوں کے بلند حوصلوں میں اضافہ ہوا۔ جس کی وجہ سے انہوں نے پہلے کی
اور ولولے کے ساتھ حملے کرنا شروع کر دیئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس

جنگ میں بھی رومنوں کو بدترین شکست ہوئی۔ اور رومن لشکر میدان جنگ چھوڑ کر
کھڑا ہوا۔

رومنوں نے یہ صورتحال دیکھتے ہوئے ایرانیوں سے پھر صلح کی درخواست
نوشیروان نے اس صلح کی درخواست کو قبول کر لیا۔ اور یوں لازیکا کے سلسلہ میں ایرا
رومنوں میں صلح ہو گئی لیکن اس صلح سے لازیکا کے حکمران کی مشکل حل نہ ہو
کے رومنوں کے ساتھ کچھ اختلافات پیدا ہو گئے جس کے نتجہ میں رومنوں نے
گورنر پر غداری کا الزام لگایا اور بالاخر اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

اہل لازیکا نے اپنے حکمران کے قتل ہونے پر سخت برہم ہوئے اور
ایرانیوں کا سہارا لینا چاہا۔ لیکن ایرانیوں نے انہیں مدد دینا مناسب نہ سمجھا۔ ان
کر مرنے والے حکمران کے جانشینوں نے رومنوں سے مصالحت کر لی۔ ساتھ
مطالبہ کر دیا کہ ان کے حکمران کے قاتلوں کو سزا دی جائے اور مقتول کے
جانشین مقرر کیا جائے۔

لازیکا میں جو ایرانی سالار تھا اس نے جب دیکھا کہ اہل لازیکا نے
ساتھ ساز باز کرنی شروع کر دی ہے تو وہ رومنوں سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے
ایرانی جرنیل اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں کی ایک قریبی چوکی کی طرف بڑھا
مقام پر تھی۔ اس چوکی میں رومنوں کی تعداد بہت کم تھی۔ اس لئے ممکن تھا کہ
جائے کہ اتنے میں رومن جرنیل نے چال چلی اور یہ خبر مشہور کر دی کہ ایک
لشکر پہنچنے والا ہے۔

یہ سنتے ہی ایرانی سالار نے فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور
ایرانی طاقت دو حصوں میں تقسیم ہو کر رومنوں کا مقابلہ نہ کر پائی۔ آخر
ہوئی اور رومنوں نے انہیں وہاں سے نکال باہر کیا۔

اس شکست سے نوشیروان کو یقین ہو گیا کہ رومنوں سے بحری جنگ
شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا۔ اس لئے کہ رومنوں کا بحری بیڑا مضبوط تھا جس کی
بار لازیکا پر حملہ آور ہوتے اور قبضہ کر لیتے تھے۔ اس کے علاوہ جغرافیائی
بھی لازیکا پر ایرانیوں کا قبضہ برقرار رکھنا ممکن نہ تھا۔ نوشیروان کو اس کے
کے حملوں کا بھی سامنا تھا اس لئے اس نے لازیکا کے سلسلے میں کسی قسم
نہ کیا اور لازیکا سے گلو خلاصی کرانے کی خاطر اس نے خاموشی اختیار کر لی
ان جنگوں کے بعد ایک بار پھر رومنوں اور ایرانیوں نے آپس میں

شدید کی جس کے نتیجہ میں ان دونوں کے درمیان باقاعدہ صلح کا معاہدہ ہو گیا۔ جس
حسب ذیل تھیں۔

اول حکومت ایران لازیکا کو خالی کر دے گی اور رومن حکومت اس کے عوض تیس
سالانہ حکومت ایران کو ادا کرتی رہے گی۔

دوئم عیسائیوں کو مذہبی معاملات میں کامل آزادی ہو گی۔

سوئم حکومت ایران قفقازیہ کے دروں کی حفاظت کرے گی۔

چہارم قلعہ دارا کو ایرانی فوج کا مرکز نہیں بنایا جائے گا۔

پنجم معاہدہ صلح پچاس سال تک کے لئے ہو گا۔

معاہدہ صلح دونوں حکومتوں کے لئے آبرومندانہ تھا۔ ایرانی اس بات پر مطمئن تھے کہ
رومنوں کے قبضہ میں چلا گیا ہے لیکن اس کے عوض رومن گراں قدر رقوم
ایرانیوں کو ادا کرتے رہیں گے۔

کہ رومن اس بات پر مطمئن تھے کہ انہیں تاوان کے عوض ایک انتہائی آباد
ہاتھ آ گیا ہے جس کی سیاسی اعتبار سے بڑی اہمیت ہے۔ تو گویا یہ شرائط
کے لئے قابل قبول تھیں۔ اس معاہدہ سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں فریق اب
آ چکے تھے۔

○

اور کیرش دونوں میاں بیوی ابلیکا کی راہنمائی میں بحیرہ قلزم سے تین میل
اور صنعا شہروں کے درمیان ریت کے ایک بلند ٹیلے پر نمودار ہوئے۔ ان
ایک دوسرے ٹیلے پر چند عرب جوان بیٹھے کسی مسئلے پر باہم گفتگو کر رہے
نمودار ہونے کے بعد یوناف نے ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا ابلیکا
صحرا میں لے آئی ہو اور یہاں ہمارے لئے کیا نیکی کے کاموں میں حصہ لینے
مظہر پیدا ہو سکتا ہے اس پر ابلیکا یوناف کی گردن پر ہلکا سا لمس دیتے ہوئے کہنے

یوناف جس ٹیلے پر تم دونوں میاں بیوی نمودار ہوئے ہو ذرا اس کے بائیں
کے سپاٹ حصے کی طرف دیکھو۔ ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور کیرش دونوں میاں
اس طرف دیکھا تو وہ دنگ رہ گئے۔ صحرا کے اس حصے میں جہاں تک ان کی
خیمے ہی خیمے نصب تھے۔ لگتا تھا صحرا کے اس حصے میں اچانک کسی نے

خیموں کا صحرا آباد کر دیا ہو۔

ان دونوں میاں بیوی نے یہ بھی دیکھا کہ صحرا میں نصب ان خیموں کے بھیڑ بکریوں، اونٹوں اور گھوڑوں کے ریوڑ بیٹھے تھے۔ اس وقت فجر کی زردی سرخی رہی تھی۔ اس لئے مشرقی کوہساروں کی چوٹیوں کے پس منظر میں سورج طلوع صحرائی پرندے اپنے آشیانوں سے نکل کر روزی کی تلاش میں اڑنے لگے تھے۔ ان منظر کو دیکھتے ہوئے یوناف اور کیرش تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر یوناف بولا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ ابلیکا بائیں طرف جو صحرا کے اندر خیمے نصب ہیں کیا یہاں کسی لشکر رکھا ہے۔ جس میں شامل ہونے کے لئے تم ہم دونوں میاں بیوی کو اس طرف یہ جو جس ٹیلے پر تم نے ہمیں نمودار ہونے کا کہا ہے اس کے سامنے جو کچھ یا ان سے ہماری کوئی غرض و غایت ہے۔ اس پر ابلیکا نے ہلکا سا قہقہہ لگایا پھر

دیکھ یوناف میرے حبیب یہ جو سامنے خیمے نصب ہیں یہ کسی لشکر کے یہ عربوں کے مختلف قبائل ہیں جو یہاں خیمہ زن ہیں۔ ان میں زیادہ مشہور عمون، بنو عمالقہ اور بنو قاب ہیں۔ یہ سب قبائل اللہ کے نبی اسماعیلؑ کی اولاد اور تم دیکھتے ہو کہ صحرا کے اندر ان کے خیمے دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ میاں بیوی کو اس طرف اس لئے لائی ہوں کہ ان قبائل کا یہاں جمع ہونا کسی نہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ قبائل یہاں خیمہ زن ہو کر کسی کا انتظار کر اکثر و بیشتر یہ یمن سے مصر کی طرف جانے والی شاہراہ پر صحرائی کاروانوں کی آتے جاتے رہتے ہیں۔ یہ اکثر مصر کے ساتھ تجارت کرتے ہیں اور خوب ان کا یہاں پڑاؤ کرنا مجھے لگتا ہے کہ یہاں کوئی انقلاب رونما ہونے والا ہے۔ تم دونوں میاں بیوی کو اس طرف لائی ہوں۔ اب تم ان صحرائی قبائل میں دیکھو کہ یہ ان سرزمینوں میں کیا انقلاب برپا کرتے ہیں۔

ابلیکا کے خاموش ہونے پر یوناف اسے مخاطب کر کے کچھ پوچھنا ہی چاہتا خاموش ہو رہا اس لئے کہ ان کے قریب ہی ٹیلے پر جو جوان بیٹھے تھے ان میں جوان مغرب کی طرف دیکھتے ہوئے فوراً کھڑا ہو گیا اور غور سے اس طرف دیکھ کچھ فاصلے پر دھول دھول ملگجے سے دھبے دکھائی دے رہے تھے۔

اچانک اس جوان نے خوشی اور مسرت سے چلاتے ہوئے اپنے ساتھیوں کر کے کہا۔

اے رفیقان عزیز! اٹھ کر مغرب کی طرف دیکھو کوئی کاروان اس سمت آ رہا ہے۔

ساتھیو میرے عزیزو! بخدا میرا دل کہتا ہے کہ آنے والا یہ کاروان بنو ادوم کے اور نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ بنو ادوم ہی تجارت کی غرض سے مصر کی طرف گئے اور ان دنوں انہی کے لوٹنے کی امید کی جا سکتی ہے لہٰذا مجھے امید ہے کہ بنو ادوم کارروائیوں کو مکمل کرنے کے بعد ہمارے قبائل کی طرح ادھر کا رخ کر رہے

یہاں تک کہنے کے بعد وہ جوان جب خاموش ہوا تو اس کے چاروں ساتھی بھی ٹیلے پر کھڑے ہو گئے اور اپنی آنکھوں کے اوپر ہاتھ جماتے ہوئے وہ بڑے غور کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ جدھر دھول لحہ بہ لحہ اڑتی ہوئی بلند سے بلند تر ہوتی

عرب نوجوان کے اس طرح پکارنے پر یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی مغرب دیکھنے لگے تھے۔ انہوں نے دیکھا واقعی کوئی بہت بڑا کاروان اس شاہراہ پر سفر کر مصر سے یمن کی طرف آتی تھی۔ اور یہی شاہراہ تجارتی شاہراہ کہلاتی تھی۔ اس کارواں کی وجہ سے دور دور تک گرد و غبار کے بادل اٹھ رہے تھے۔ اور یہ آسمان کی طرف بلند ہوتے جا رہے تھے۔

شاہراہ پر دھول اڑ رہی تھی اصل میں وہ تجارتی شاہراہ تھی جو یمن سے تہامہ، اور کوہ طور کے پاس سے ہوتی ہوئی مصر کی طرف چلی گئی تھی۔

اور کیرش دونوں میاں بیوی ٹیلے پر کھڑے ان عرب نوجوانوں کی طرح مغرب دھول کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ان کے دیکھتے ہی دیکھتے اب ان کے سامنے نمودار ہوا تھا اور اونٹوں کی پر خواب گھنٹیاں صحرا کی رگ و پے میں سنسنی و گی تھی۔ اس پر یوناف اور کیرش کے سامنے ٹیلے پر کھڑے ان عرب نوجوانوں جو پہلی بار مغرب میں اڑتے ہوئے گرد و غبار کو دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے وہ دوبارہ بلند آواز میں کہنے لگا۔ میرے بھائیو! میرے ساتھیو! میرا اندازہ یہ بنو ادوم ہی کا کاروان ہے اور دیکھو یہ کس طرح اس مال سے لدے ہیں جو یہ اپنے لئے مصر سے خرید کر لائے ہیں۔ یوناف، کیرش اور ان عرب ہی دیکھتے بنو ادوم کا وہ کاروان آگے بڑھا اور جہاں پہلے سے بنو اسماعیل صحرا کے سپاٹ سینے پر خیمہ زن تھے وہاں پر بنو ادوم بھی خیمہ زن ہونے لگے

نیا آنے والا قبیلہ بنو ادوم بھی اللہ کے نبی اسماعیلؑ کی اولاد سے تھا اور پہلے
زن وہاں چاروں قبائل کے رشتہ داروں میں سے تھا۔ یوناف اور کیرش جس ٹیلے
تھے اس ٹیلے سے اتر کر اس ٹیلے پر آئے جہاں وہ عرب جوان کھڑے تھے۔ یوناف
قریب آیا اور کہنے لگا۔ دیکھو میرے بھائیو ہم دونوں میاں بیوی تم لوگوں کی طرح
ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہم دونوں میاں بیوی ایسے قبائل سے تعلق رکھتے ہیں
سے ارض شام کی طرف تجارت کے لئے جاتے ہیں۔ اس موقع پر شاید یوناف
سے کام لیا تھا تاکہ وہ ان قبائل میں رہنے کے لئے اپنی اور اپنی بیوی کیرش کے
جگہ بنا سکے اس پر ایک عرب نوجوان بولا۔

اگر تم کسی خانہ بدوش قبیلے سے تعلق رکھتے ہو تو پھر ادھر کیسے آ نکلے
یوناف بولا اور کہنے لگا۔ میری اپنے قبیلے کے سردار سے کسی بات پر تکرار اور
تھا۔ جس کی بناء پر میں نے اپنے قبیلے کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ اور
کے لئے میں یمن کی ان سرزمینوں کی طرف اپنی بیوی کے ساتھ نکل آیا ہوں۔
دوسرا عرب جوان بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ ہمارے بھائی۔ تو جانتا ہے کہ عرب بلا کے مہمان نواز ہوتے ہیں۔
اپنے قبیلے سے نکل چکا ہے تو پھر اپنی بیوی کو لے کر ہمارے ساتھ آ۔ ہم تجھے
کریں گے اور تو ہمارے قبائل میں رہتے ہوئے اپنی زندگی کے باقی دن آرام اور
گزار سکے گا۔ یوناف اور کیرش دونوں اس جوان کے جواب سے خوش ہو گئے
موقع پر ایک اور دوسرا عرب نوجوان بولا اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے
ادوم کے سردار عامر بن فھیرہ سے ملتے ہیں۔ اور ان سے پوچھتے ہیں کہ مصر
تجارتی کاروبار کیسے رہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ پانچوں عرب نوجوان ریت کے
کا رخ کر رہے تھے۔ جہاں مصر کی طرف سے آنے والا بنو ادوم پڑاؤ کر رہا تھا۔
کیرش بھی ان کے ساتھ ہو لئے تھے۔

یوناف اور کیرش کو لے کر وہ پانچوں عرب نوجوان بنو ادوم کے سردار عامر
کے خیمے کے سامنے آ رکے۔ عامر بن فھیرہ اس وقت اپنے خیمے سے باہر اپنی
بچیوں سے گفتگو کر رہا تھا۔ انہیں دیکھتے ہی بیوی اور بیٹیاں خیمے کے اندر چلی
جوان یوناف اور کیرش کے ساتھ آگے بڑھے اور عامر بن فھیرہ سے پرتپاک
ہوئے ان میں سے ایک نے کہا۔

میں بنو مدیانیہ کا مخزوم بن کہلان ہوں۔ بنو مدیانیہ' بنو عمون' بنو عمالقہ اور

پہلے سے ہی خیمہ زن ہیں۔ ہم یہاں آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ میں اور میرے
ایک اہم مسئلہ پر آپ سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور یہ جو دو ہمارے ساتھ اجنبی دیکھ
رہے ہیں یہ دونوں میاں بیوی ہیں۔ ان کا تعلق تبوک کی طرف سے ہے۔ یہ خانہ بدوش
قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں اور ان قبیلے کے سردار نے انہیں قبیلے سے نکال دیا ہے۔ لہٰذا یہ
ہمارے یہاں ہی پناہ لیں گے۔ افسوس کہ ابھی میں نے ان کا نام تک نہیں پوچھا۔
جس وقت آپ لوگ خیمہ زن ہو رہے تھے اسی وقت ہماری ان سے ملاقات ہوئی۔ پھر
یوناف خود ہی بول پڑا اور کہنے لگا۔

دیکھو میرے عزیز مہربان! میرا نام یوناف ہے اور میری بیوی کا نام کیرش۔ اس موقع پر
بنو ادوم کا سردار عامر بن فھیرہ وہیں خیمے کے باہر ریت پر بیٹھ گیا اور یوناف اور کیرش سب
بیٹھ گئے۔ پھر ایک جوان بولا اور عامر بن فھیرہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ سردار
ہمارے قبائل پچھلے دس روز سے یہاں خیمہ زن ہیں۔ معمول کے مطابق اس بار بھی
جوانوں میں تیغ زنی' نیزہ بازی اور گھوڑ دوڑ کے مقابلے ہوتے رہے لیکن اس بار ایک
غیر معمولی واقعہ پیش آیا ہے۔ جو ہم سب کی بے عزتی کا باعث بن گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں
ایک غیر فطری سا واقعہ پہلے کبھی بھی ان صحراؤں کے اندر نمودار نہیں ہوا تھا۔ اس واقعہ
نے جانو شرم اور ذلت کے باعث ہم عرب نوجوانوں کی گردنیں جھکا کے رکھ دی ہیں۔
بنو ادوم کے سردار عامر بن فھیرہ نے ان عرب نوجوانوں کی گفتگو میں دلچسپی لیتے
ہوئے پوچھا۔ کونسا اور کیسا غیر معمولی واقعہ ان صحراؤں میں پیش آگیا ہے اور کیسا حادثہ
رونما ہوا ہے۔ جس کی بناء پر تم سمجھتے ہو کہ ذلت اور رسوائی سے تمہاری گردنیں جھک گئی
ہیں اور اگر میں اس مسئلے کا کوئی حل تلاش کر سکا تو میں وعدہ کرتا ہوں میں تم سب کی
مدد کروں گا۔ اس پر وہی نوجوان جس نے اپنا نام مخزوم بن کہلان بتایا تھا بولا اور کہنے

دیکھو فھیرہ کے بیٹے اس غیر معمولی واقعہ کا باعث بنو عمون کے سردار عدی بن کعب
کا بیٹا سراقہ بن عدی ہے۔ سراقہ بن عدی کے باپ عدی بن کعب کا کہنا ہے کہ اس کا بیٹا
دبلا پتلا اور زشت رو ہے۔ اس لئے وہ ہر وقت اپنے چہرے کو ڈھانپے رکھتا ہے۔
اور ہر وقت ہماری نقاب ڈال کے رکھتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کا چہرہ دیکھا نہیں جا سکتا۔
اس کے باپ کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس کا بیٹا دبلا پتلا ہونے کے ساتھ ساتھ گونگا بھی ہے اور
گفتگو نہیں کر سکتا لیکن ابن فھیرہ اس کے باوجود ان مقابلوں میں اس عیب دار
نے چاروں قبائل کے چیدہ چیدہ جوانوں کو زیر کر کے رکھ دیا ہے۔

دیکھ سردار عامر بن فہیرہ! زیر ہونے والوں میں ہم پانچ بھی شامل
کے اس بد شکل، عیب دار اور زشت رو نوجوان نے تیغ زنی، گھوڑ سواری اور
سب کو عبرت خیز شکست دی ہے۔ دیکھ سردار جب وہ مقابلہ کرتا ہے تو
عفریت اور بھڑکتے شعلوں کی طرح حملہ آور ہوتا ہے۔ وہ صحرائی لومڑی کی
چالاک ہے۔ اور بن زین گھوڑے کو ہانکنا بھی خوب جانتا ہے۔

جہاں تک ہم سب اس کی ذات کا اندازہ لگا سکے ہیں اس کے مطابق
جوان عجیب سا سحر خیز مجاہد اور طلسماتی شخصیت کا مالک ہے۔ وہ سورج کی
طرح اپنے عمل کی ابتدا کرتا ہے۔ اور مرگ کے کھیل یا وہم کے
اپنے مقابل کو پچھاڑ کر رکھ دیتا ہے۔ یوں لگتا ہے اس کی کارکردگی کے پس
کوئی طلسم گر کام کر رہا ہو۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ عرب نوجوان مخزوم بن کہلان لمحہ بھر
بعد وہ دوبارہ بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ سردار عامر بن فہیرہ ہم آپ
ہیں کہ آپ کے قبیلے میں کوئی ایسا جوان موجود ہے جو سراقہ بن عدی کا
سکے؟ آپ کے قبیلے کی آمد سے پہلے ہم پانچوں اور یہ دونوں میاں بیوی
کر اسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ دیکھ سردار عامر بن فہیرہ اس
قبائل کے جوانوں کو ہرا کر اور شکست دے کر ایک طرح سے ان صحراؤں
کر دیا ہے۔ عمومیت کے ساتھ اپنے بزرگوں اور خصوصیت کے ساتھ قبائل
سامنے ہم منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد
خاموش ہو گیا۔ عامر بن فہیرہ تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا
بولا اور ان سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میرے عزیزو! تم لوگ جانتے ہو کہ میرا اپنا کوئی بیٹا نہیں
بیٹیاں ہیں۔ مگر ہاں میرے قبیلے میں ایک ایسا جوان ہے جو سراقہ بن عدی کو
کے ہر عمل میں پچھاڑ دے گا۔ اس جوان کو میں نے اپنا بیٹا بنا رکھا ہے۔
اپنے سگے بیٹے اور میری بیٹیاں اسے اپنے سگے بھائی کی طرح پسند کرتی ہیں
بڑا مقبول اور عزیز ہے۔ اس لئے کہ میرا کوئی بیٹا نہیں۔ جس جوان کی میں
ہوں اس کا تعلق میرے ہی قبیلے سے ہے اور اس کا نام نفیل بن حبیب

یہاں تک کہنے کے بعد بنو ادوم کا سردار عامر بن فہیرہ پھر لمحہ بھر
کے بعد اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔ سنو میرے عزیزو!

ہو چکا ہے اور وہ اپنی ماں زہرہ بنت کلاب اور ایک دس سالہ بہن جندلہ
کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے۔ اس کا خیمہ ہمیشہ میرے خیمے کے پاس نصب کیا

یہاں تک کہنے کے بعد عامر بن فہیرہ پھر رکا دوبارہ بولا اور کہنے لگا ٹھہرو وہ اس
خیمے میں ہی ہے میں اسے بلاتا ہوں۔ اور اس سے تمہاری ملاقات کراتا ہوں۔
اس کے ساتھ ہی عامر بن فہیرہ اپنے خیمے کے قریب ہی ایک خیمے کی طرف منہ کرتے
ہوئے پکارنے لگا۔ نفیل! نفیل تم کہاں ہو بیٹے جلدی سے بھاگ کر میرے

اس کے بعد ایک جوان ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔ جب وہ قریب آیا تو سب نے
دیکھا کی طرح دراز قد، خوب مضبوط، کڑیل اور دوہرے جسم کا جوان تھا۔ اس کی
آنکھوں میں درندے کی سی خونخواری تھی۔ اس کی پیشانی پر ہمت و ارجمند، بخت بلند،
اقبال اور کرشمہ سازی کی مہر عالم تاب کی سی روشنی کی چمک تھی۔ اس کی
دخان روشنی دلوں میں تردد، ذہن میں خلجان اور فکر کو زنگ زنگ کرتے
موت دے رہی تھی۔ اس نے آتے ہی جب سب کو سلام کہا تو یوں لگا گویا
رات کی بلا خیزی اور سمندر کا خروش ہو۔ عامر بن فہیرہ کے پاس آ کر
پرشور آواز میں پوچھا۔

عامر بن فہیرہ کیا آپ نے مجھے آواز دی۔ عامر بن فہیرہ کے چہرے پر ہلکی
نمودار ہوئی۔ پھر وہ بڑی شفقت بڑی نرمی اور پدرانہ محبت میں کہنے لگا۔ نفیل
میرے بچے بیٹھ جاؤ، یوں جانو کہ میں نے تمہیں ایک انتہائی کٹھن کام کو کرنے
کے لئے۔ نفیل میرے بیٹے یہ جوان جو اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہیں یہ ایک
مسئلہ لے کر آئے ہیں۔ اور میرے خیال میں ان کا مسئلہ تم ہی حل کر سکتے ہو۔
سردار عامر بن فہیرہ نے نفیل نام کے اس نوجوان سے ان پانچوں عرب نوجوانوں کے
اور کیرش کا بھی تعارف کرا دیا تھا۔ تعارف کے بعد آنے والا وہ نوجوان نفیل
والا اور پوچھنے لگا۔

سردار عامر بن فہیرہ ان نوجوانوں کو کیا مسئلہ پیش آگیا ہے۔ جس کا حل یہ مجھ سے
چاہتے ہیں۔ عامر بن فہیرہ کے کہنے سے قبل ہی نفیل بن حبیب کی ماں زہرہ بنت
کلاب اور بہن جندلہ بنت حبیب بھی وہاں آ گئی تھیں۔ انہیں دیکھتے ہوئے عامر بن فہیرہ کی
بیٹیاں اور بیوی بھی باہر نکل کر زہرہ اور جندلہ کے پاس کھڑی ہو گئی تھیں۔ عامر بن

فہیرہ نے ایک گہری نگاہ ان پر ڈالی پھر اس نے نفیل بن حبیب سے سراق[illegible] متعلق ساری گفتگو کہہ دی تھی جو مخزوم بن کہلان نے اس سے کہی تھی۔

نفیل بن حبیب نے چند ثانیوں تک کچھ سوچا پھر اس نے اپنے قبیلے کے [illegible] بن فہیرہ کی طرف دیکھتے ہوئے استفہامیہ سے انداز میں پوچھا۔ مجھے بلا کر [illegible] سے آپ کی کیا غرض ہے۔ عامر بن فہیرہ کہنے لگا۔

دیکھ نفیل میرے بیٹے' میرے بچے میں چاہتا ہوں کہ تم بنو عمون کے [illegible] کعب کے بیٹے سراقہ بن عدی سے مقابلہ کرو۔ میرا دل کہتا ہے کہ تم یہ مقابلہ [illegible] گے۔ اور ان صحراؤں کے اندر ہمارے قبیلے کی خوب شہرت اور ناموری ہو گی [illegible] بڑے فخر کے ساتھ ـــــ یہاں تک کہتے کہتے عامر بن فہیرہ رک گیا کیونکہ [illegible] سردار عدی بن کعب' بنو مدیانیہ کا سردار ہلال بن اہیب' بنو عمالقہ کا سردار [illegible] اور بنو قاب کا سردار محارب بن حسن سامنے سے نمودار ہوئے۔ شاید وہ [illegible] ملنے آ رہے تھے۔ ان چاروں نے قریب آ کر عامر بن فہیرہ کو سلام اور خوش [illegible]

عامر بن فہیرہ نے اٹھ کر ان چاروں سے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد [illegible] لوگ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے بھی ان چاروں سرداروں سے مصافحہ کیا [illegible] آنے والے وہ چاروں سردار بھی صحرا کی ننگی ریت پر بیٹھ گئے تھے۔ بنو [illegible] ہلال بن اہیب نے عامر بن فہیرہ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا اے عامر [illegible] مصر جانا کیسا رہا۔ عامر بن فہیرہ کہنے لگا۔

میں اور میرا قبیلہ وہاں گرم مصالحہ' روغن بلسان' خوشبوئیں اور [illegible] تھے۔ جس سے ہم نے خوب نفع کمایا ہے۔ اس بار بنو قاب کے سردار محارب [illegible] پوچھا کہ ہمارے آنے سے قبل کسی اہم موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی؟

جواب میں عامر بن فہیرہ کہہ رہا تھا۔ ہماری گفتگو کا موضوع عدی [illegible] سراقہ بن عدی تھا۔ اس پر بنو عمون کے سردار عدی بن کعب نے پوچھا [illegible] موضوع تھا لیکن کس لحاظ سے۔ اس پر عامر بن فہیرہ نے مخزوم بن کہلان [illegible] کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

یہ جوان مجھے بتا رہا تھا کہ تمہارے بیٹے نے تیغ زنی' نیزہ بازی اور [illegible] قبائل کو مفتوح اور زیر کر دیا ہے۔ اس بناء پر ہم سب نے مل کر فیصلہ [illegible] میرے قبیلہ کا ایک جوان تمہارے بیٹے سراقہ سے ہر قسم کے حربی فنون [illegible] گا۔ اس پر عدی بن کعب نے چونک کر پوچھا۔

[illegible] جوان کون ہے اور کہاں ہے جو میرے بیٹے سراقہ سے مقابلہ کرے گا اور کیا میں [illegible] سے مل سکوں گا۔

اس پر عامر بن فہیرہ نے اپنے سامنے نفیل بن حبیب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے [illegible] بیٹے سے جو جوان مقابلہ کرے گا وہ یہ تمہارے قریب بیٹھا ہے۔ اس کا نام [illegible] ہے۔ عدی بن کعب اس بار نفیل بن حبیب کی طرف دیکھتے ہوئے مخاطب [illegible] اس سے کہنے لگا۔

[illegible] جوان اپنے باپ کو بلاؤ تاکہ تمہارے اور میرے بیٹے کے درمیان ہونے والے [illegible] متعلق گفتگو کی جا سکے۔ نفیل بن حبیب جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس [illegible] اس قبیلے کا سردار عامر بن فہیرہ بول پڑا۔

[illegible] عدی بن کعب اس نفیل بن حبیب کا باپ مر چکا ہے۔ اب تم یوں جانو کہ میں [illegible] باپ کی جگہ ہوں۔ اس موقع پر قریب ہی کھڑی ہوئی نفیل بن حبیب کی ماں نے [illegible] وہاں بیٹھنے والے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا میں زہرہ بنت کلاب اس نفیل بن [illegible] ماں ہوں اور ایک ماں کی حیثیت سے اپنے بیٹے نفیل بن حبیب کو اس مقابلے میں [illegible] کی اجازت دیتی ہوں۔

[illegible] موقع پر عدی بن کعب بڑے غور اور بڑی توجہ کے ساتھ نفیل بن حبیب کی [illegible] رہا پھر کہنے لگا۔ دیکھ ابن حبیب میرا بیٹا بد شکل ہے اس لئے ہر وقت اپنے [illegible] ڈالے رکھتا ہے۔ کاش وہ گونگا اور اکہرے بدن کا جوان نہ ہوتا تو میں اپنے [illegible] میں اسے ایک ناقابل تسخیر جوان بنا کے سامنے لاتا پھر بھی میں نے اس کی [illegible] کوشش' محنت اور سعی کی ہے۔ دیکھ ابن حبیب اگر تو نے میرے بیٹے سراقہ کو [illegible] مجھے ابراہیم و اسماعیلؑ کے رب کی میں تجھے سو عمدہ اور فربہ قسم کی بکریاں انعام [illegible]

[illegible] بن کعب جب خاموش ہوا تو عامر بن فہیرہ بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ کعب کے [illegible] تمہارا بیٹا سراقہ نفیل بن حبیب سے جیت گیا تو ایسی ہی سو بکریاں میں تمہارے بیٹے [illegible] دوں گا جس کا وعدہ ابھی تم نے نفیل بن حبیب سے کیا ہے۔ اگر تمہیں کوئی [illegible] تو یہ مقابلہ آج ہی سہ پہر کو منعقد کر دیا جائے۔

[illegible] بن کعب کہنے لگا۔ مجھے منظور ہے۔ تم لوگ جب چاہو اس مقابلے کا انعقاد کر [illegible] لئے کہ میرا بیٹا ہر جگہ ہر میدان میں ہر قبیلے کے جنگجو اور سورما کو شکست [illegible] تیار ہے۔ یہاں تک کہنے کے بعد عدی بن کعب چند لمحوں کے لئے رکا اس

کے بعد وہ نفیل بن حبیب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے ابن حبیب اپنی پوری تیاری سے آنا میرا بیٹا دبلا پتلا ضرور ہے لیکن
میں وہ آندھی اور طوفان ہوتا ہے۔ دیکھ ابن حبیب میرا بیٹا جب اپنے مقابل
ہے تو زندگی کے صحرا میں موت کی اندھی چاپ کا سماں باندھ دیتا ہے۔ وہ جب
کرتا ہے تو رشتوں کی ڈوریاں کاٹ کر شیشہ جان میں شام کی اداسیاں بھر دیتا
کسی کے خلاف اپنی تلوار کو بے نیام کرتا ہے تو اس کے آشیانہ دل کے در و بام
وقت کی چشم بیدار میں پھنسے ذرہ ذرہ لمحوں کی طرح بنا کے رکھ دیتا ہے۔

دیکھ ابن حبیب میرا بیٹا سراقہ دبلا پتلا اور بظاہر کمزور کمزور سا ضرور
مقابل پر نبض فطرت' ترانہ ملکوتی' غنائے لاہوتی اور مستی میں جھاگ اڑاتے
طرح وارد ہوتا ہے۔ اور اپنے پیچھے دریاؤں کے اضطراب' شعلوں کی بے
وحشت کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑتا۔ یہاں تک کہنے کے بعد سردار عدی
خاموش ہوا تب نفیل بن حبیب بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ عدی بن کعب شکست و فتحمندی میرے اس خداوند کے قبضہ قدرت
تاریکیوں کے کاروانوں کو راہبری اور راہنمائی سے ہمکنار کرتا ہے۔ سن ابن کعب
ناکامی میرے اس رب کے پاس ہے جو ریاضت و ہنر کو ثمر آور کرتا ہے۔ سن
کامرانی اور نامرادی میرے اس معبود کی طرف سے ہے جو وقت کی یلغار کے
گونگے لمحوں کو نطق عطا کرتا ہے۔ ابن کعب کون کامیاب رہتا ہے' کون زیر
ہے کون مغلوب کون کامیاب بن کے نمودار ہوتا ہے۔ اور کون ناکام رہتا
فیصلے مقابلے کے بعد ہی لوگوں کے سامنے آئیں گے۔ بہرحال تم لوگ مقابلے
شکست اور فتح مندی کا فیصلہ تو مقابلے کے میدان میں ہو گا۔ کسے فتح
نصیب ہوتی ہے۔ رب سموات و ارض نے ہمیشہ مجھے سعادت و بقا سے نوازا
میدان میں بھی وہ میرا بھرم' میری عزت رکھے گا۔

نفیل بن حبیب کا جواب سن کر عامر بن فہیرہ خوش ہو گیا تھا پھر اس
طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ نفیل میرے بیٹے تم اپنے خیمے میں جا کر آرام کرو۔ اس
سفر کی تھکاوٹ سے نجات مل جائے گی۔ اور تم اپنے آپ کو مقابلے کے
گے۔ اس پر نفیل اٹھا اور اپنی ماں بہن کے ساتھ وہ اپنے خیمے کی طرف چلا
بن کہلان بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ یوناف اور کیرش کو لے کر وہاں
تاہم قبائل کے پانچوں سردار وہیں بیٹھ کر باہم گفتگو کرنے لگے تھے۔ ان

کیرش کو رہنے کے لئے ایک خیمہ مہیا کر دیا تھا۔ اور ضروریات کا سارا سامان بھی
لا کر یوناف اور کیرش کے حوالے کر دیا تھا۔

○

روز سہ پہر کے قریب بنو ادوم' بنو قاب' بنو عمون' بنو عمالقہ اور بنو مدیانیہ کے
بچے اور بوڑھے ایک کھلے میدان میں جمع ہو رہے تھے۔ یہ وہ میدان تھا
بن حبیب اور سراقہ کے مقابلے کا انتظام کیا گیا تھا۔ مقابلے کے منتظمین نے
لکڑی کے دو کھونٹے پہلے سے گاڑ رکھے تھے۔ شاید پہلے نیزہ بازی کا مقابلہ

تک اس ہجوم کو انتظام کرنا پڑا پھر لوگوں کے ہجوم کے اندر سے نفیل اور
گھوڑوں پر سوار نمودار ہوئے اور میدان میں آ رکے۔ دونوں کے گھوڑے سفید
تھے۔ میدان میں گڑھے ہوئے کھونٹوں کے دونوں جانب لوگوں کا خوب ہجوم
اور سراقہ دونوں مقابلے کے لئے تیار تھے۔ اور قبیلہ بنو قاب کے اس
دیکھ رہے تھے جو کھونٹوں کے پاس کھڑا تھا جسے منصف مقرر کیا گیا تھا۔ اور
میں سفید رنگ کی جھنڈی تھی۔

اس بوڑھے نے وہ سفید جھنڈی بلند کی' نفیل اور سراقہ دونوں نے اپنے
لگا دی تھی۔ دونوں کے دائیں ہاتھ میں نیزے تھے اور بائیں ہاتھ میں دونوں
لگامیں تھام رکھی تھیں۔ کھونٹوں کے قریب جا کر اچانک نفیل نے اپنے
سے لٹکتا ہوا دوسرا نیزہ بھی اپنے بائیں ہاتھ میں تھام کر دونوں کھونٹوں کی
کر لیا پھر اپنے گھوڑے کو ایک سخت مہمیز لگائی۔ اس کا گھوڑا سراقہ سے
گیا اور نفیل نے اپنے دونوں نیزوں سے دونوں کھونٹوں کو اکھاڑ لیا۔ اس
شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا اس لئے کہ جس وقت وہ اپنے کھونٹے کے قریب پہنچا
پہلے ہی اپنے کھونٹے کے علاوہ نفیل اس کا کھونٹا بھی اپنے نیزے سے اکھاڑ

وقت میں دو مختلف نیزوں سے دونوں کھونٹوں کو اکھیڑ لینا انتہائی مشکل کام
کر دکھایا تھا۔ سراقہ بن عدی نفیل کی اس کارکردگی پر شرمندگی محسوس کر
اردگرد کھڑے لوگ بلند آوازوں میں نفیل کو داد دے رہے تھے۔ تھوڑی دیر
مقابلہ شروع ہوا۔ جہاں سے مقابلہ شروع ہونا تھا۔ وہاں اور جہاں ختم ہونا

تھا وہاں بھی ایک ایک منصف ایک ایک سرخ جھنڈی لئے کھڑا تھا۔

جب گھڑ دوڑ کا مقابلہ شروع ہوا تو دونوں گھوڑے تقریباً ساتھ ساتھ
تھے۔ سراقہ اپنے گھوڑے کو مہمیز لگا رہا تھا۔ شاید وہ یہ مقابلہ جیت کر اپنا پلڑا برا
تھا لیکن جونہی وہ آگے نکلنے کی کوشش کرتا نفیل بھی اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر
دیتا اس طرح سراقہ نفیل سے آگے نہ نکلنے پا رہا تھا۔

جس جگہ مقابلہ ختم ہونا تھا اس سے ذرا فاصلے پر نفیل نے اپنے گھوڑ
پے پاؤں کی کئی ٹھوکریں ماریں۔ گھوڑا ہنہناتا، نتھنے پھڑپھڑاتا، قنوطیاں بدلتا ہوا
تھا۔ سراقہ کے گھوڑے سے کئی گز آگے نکل کر نفیل نے گھڑ دوڑ کا وہ مقابلہ
تھا۔

دونوں گھوڑے چونکہ سرپٹ دوڑ رہے تھے اس لئے وہ اس جگہ سے کا
گئے تھے۔ جہاں مقابلے کی انتہا تھی۔ نفیل اور سراقہ دونوں نے اپنے گھوڑ
کی کوشش نہ کی تھی۔ مقابلہ دیکھنے والے لوگ اب پیچھے رہ گئے تھے۔ اس
کے ذہن میں نجانے کیا سمائی کہ وہ اپنا گھوڑا سراقہ کے قریب لایا۔ پھر ہاتھ
سراقہ کو اس کے گھوڑے سے اچک لیا۔ اور اسے اپنے ایک ہاتھ میں فضا میں
اسے صحرا کی ریت پر بری طرح پٹک دیا تھا۔ سراقہ بے چارہ کوئی مزاحمت
طرح ریت پر گرا اور اس کے چہرے سے نقاب اتر گیا تھا۔

نفیل بن حبیب نے جب ریت پر گرے ہوئے سراقہ کی طرف دیکھا
گیا۔ اس نے دیکھا سراقہ مرد نہیں لڑکی تھی۔ اس کی عبا بھی کھل گئی تھی
اور گردن ننگی ہو گئی تھی۔ نفیل نے دیکھا اس کی گردن سرخ مونگے جیسی
گہری نیلی آنکھوں میں طغیان نشاط، تراوت گل اور رویائے جھیل کا سماں
انتہائی خوبصورت چہرہ انار کے تازہ رس کی طرح تروتازہ اور پرکشش تھا۔

اس بنت مہتاب لڑکی کے لب میگوں پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا۔ اس
سے اس کا گوہر نایاب اور حسن صدف جمال اور گہرا ہو گیا تھا۔ اس موقع پر
پر بنت حوا کی پوری طلسم آرائی چھا گئی تھی۔ اس زہرہ جمال لڑکی نے سرا
نفیل کی طرف دیکھا پھر اس کی نگاہیں شرم و حجاب میں آپ ہی آپ جھک گئی

یہ صورتحال دیکھتے ہوئے نفیل بن حبیب تھوڑی دیر تک اپنے گھوڑ
رہا۔ اس کے بعد اس نے اپنی آنکھیں ملنا شروع کر دیں۔ شاید اسے اپنی بصا
پر اعتبار نہیں آ رہا تھا۔ اس کے بعد وہ اپنے گھوڑے سے اترا اور اس اللہ

کی حور اور مجسم رنگ و رعنائی لڑکی کو مخاطب کر کے پوچھا۔

کیا تم سراقہ کی جگہ آئی ہو یا تم ہی سراقہ ہو۔ اس پر اس لڑکی نے ندامت میں اپنی
جھکاتے ہوئے کہا۔

میں ہی سراقہ بن عدی ہوں۔ پھر وہ لڑکی بے چاری اچانک اداس اور افسردہ ہو گئی
کی آواز میں کہنے لگی۔ دراصل میرے باپ کے ہاں کوئی لڑکا نہیں میں ہی اس کا
لڑکی ہوں۔ اس نے بیٹوں کی طرح میری پرورش کی ہے۔ اس نے مجھے بدشکل اور
کر رکھا تھا تاکہ نہ کوئی میری شکل دیکھے اور نہ ہی مجھ سے مخاطب ہو۔ میں نے
سورماؤں کو ان مقابلوں میں شکست دی ہے لیکن حیرت ہے کہ آپ بڑی آسانی
سے جیت گئے۔ میں آپ کے ہاتھوں اپنی شکست تسلیم کرتی ہوں۔

نفیل تھوڑی دیر تک بڑے غور اور تعجب سے اس لڑکی کو دیکھتا رہا پھر دوبارہ اس
تمہارا نام سراقہ ہی ہے۔

مہرو مرجان کے جمال پیکر نے لحن بلبل اور ایک ماورائی ترتیل و ترنم میں
اصل نام نبطیہ بنت عدی ہے۔ میرا نام سراقہ میرے باپ نے مشہور کر رکھا ہے۔
کو ہمیشہ میری ذات پر فخر رہا کہ میں نے قبائل کے بڑے بڑے سورماؤں کو
میں زیر اور مغلوب کیا۔ پر آہ اسے آج میرے ہارنے کا بڑا دکھ، بڑا صدمہ
تک کہنے کے بعد نبطیہ بنت عدی جب خاموش ہوئی تو نفیل چند ثانیوں تک
ہمدردی سے نبطیہ کو دیکھتا رہا پھر اس نے بڑی غمگساری سے پوچھا کیا تم میرے
مقابلہ بھی کرو گی۔

نفی میں سر ہلا کر کہا میں واپس لوگوں میں جا کر کہہ دوں گی کہ میں نے
لی ہے۔ میں آپ سے مقابلہ نہیں کر سکتی۔ آپ ایک طوفان ہیں۔ میں ہوا
جھونکا۔ میرا آپ کا کیا مقابلہ۔

دیر تک دونوں خاموش رہ کر کچھ سوچتے رہے۔ اس کے بعد نبطیہ بڑی
میں بڑی منت کرنے کے انداز میں نفیل سے کہنے لگی۔ اے بنو ادوم کے
کے فرزند میرا راز راز ہی رہنے دینا۔ اگر لوگوں کو خبر ہو گئی کہ میں لڑکی
باتیں اٹھیں گی۔ اور جن جوانوں سے میں نے مقابلے جیتے ہیں وہ میرے
کریں گے کہ ان کا مقابلہ ایک لڑکی سے کرا کے ان کی توہین اور ذلت کی گئی

بڑی ہمدردی، بڑی اپنائیت میں نبطیہ کو مخاطب کر کے کہا اٹھو۔ اپنے چہرے

پر نقاب ڈالو ور چلی جاؤ میں اپنی موت تک تمہارا راز راز ہی رکھوں گا۔ بالکل
بے غم ہو جاؤ۔ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دوں گا کہ سراقہ حقیقت میں ا
خوبصورت اور پرکشش لڑکی ہے۔

نفیل بن حبیب کا یہ جواب سن کر نبطیہ خوش ہو گئی تھی۔ پھر اس
پر نقاب ڈال لیا۔ اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں سے چلی گئی تھی۔ نفیل
گھوڑے پر سوار ہوا اور اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ واپس جا کر نبطیہ بنت عدی
سے باپ کو بتایا کہ وہ اپنی شکست تسلیم کرتی ہے۔ اور یہ کہ وہ نفیل بن
کوئی مقابلہ نہیں کرے گی۔ عدی بن کعب نے بڑی فراخدلی سے اس کی
دیا اس اعلان کے بعد بنو ادوم کے جوان نفیل بن حبیب کو اپنے کندھوں پر
اپنے خیموں کی طرف جا رہے تھے۔

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی بھی اس موقع پر لوگوں کے
تھے۔ جب لوگ اپنے اپنے خیمے کی طرف جا رہے تھے تو یوناف اور کیرش
طرف چل دیئے تھے۔ راستے میں کیرش نے یوناف سے پوچھا۔ اس نفیل
سراقہ بن عدی سے مقابلہ جیت کر حیرت کا مظاہرہ کیا ہے۔ میں نے اپنی
کسی شخص کو ایسے کمالات کا اظہار کرتے دیکھا ہے کہ وہ بیک وقت ا
اپنے دائیں بائیں دونوں کھونٹوں کو گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھے ہی بیٹھے اکھا
بہرحال یہ ایک انتہائی بہادر، جراتمند اور دلیر نوجوان ہے۔ اور یہ واقعی
کا حقدار تھا۔

کیرش کی اس گفتگو کا یوناف کوئی جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ اس
پر ابلیکا نے لمس دیا۔ کیرش بھی متوجہ ہو گئی تھی۔ لمس دینے کے بعد ا
دیکھ یوناف اس نفیل بن حبیب کے ساتھ جس سراقہ کا مقابلہ ہوا
لڑکی ہے اور لڑکی بھی کمال کی حسین و پرکشش ہے۔ دراصل بنو عمون
کعب کا کوئی بیٹا نہیں اس کی واحد اولاد صرف ایک لڑکی ہی ہے۔ جس
عدی ہے اس نبطیہ بنت عدی کی پرورش اس عدی بن کعب نے بیٹوں کی
ہر فنون حرب و ضرب میں ماہر بنا دیا۔ اس نے اپنی بیٹی نبطیہ کو لڑکا ظاہر کیا
کا نام سراقہ بتاتا رہا۔ وہ لوگوں سے یہ بھی کہتا رہا کہ چونکہ اس کا بیٹا
اپنا چہرہ ڈھانپ کے رکھتا ہے۔ اور یہ کہ وہ گونگا ہے اور گفتگو نہیں کر
کی بیٹی سے گفتگو کر کے کوئی یہ نہ جان سکے کہ وہ لڑکا نہیں لڑکی ہے۔ پ

نفیل اور سراقہ دونوں گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے آگے نکل گئے۔ آگے جا کر نفیل بن
نے سراقہ کو اس کے گھوڑے سے اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا اس موقع پر سراقہ کے
نقاب اتر گیا۔ تب نفیل بن حبیب پر واضح ہو گیا کہ وہ لڑکا نہیں لڑکی ہے۔ اس
سراقہ جو حقیقت میں نبطیہ بنت عدی ہے نفیل بن حبیب نے اس سے وعدہ کیا ہے
کے راز کو ظاہر نہیں کرے گا۔ جواب میں سراقہ نے اس کے ساتھ مزید مقابلہ
انکار کر دیا ہے۔ ایسا کر کے اس نے اپنی شکست اور نفیل بن حبیب کی فتح مندی
کر دیا ہے۔ اس پر یوناف بولا اور ابلیکا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

ابلیکا جو انکشافات تو نے ہم پر کئے ہیں کیا یہ سب کچھ تو نے کسی سے سنے ہیں
اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔ میں تم دونوں میاں بیوی سے سنی سنائی
رہی۔ بلکہ میں نے جو کچھ کہا ہے یہ سب کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے
موقع پر یوناف شاید ابلیکا سے کچھ کہتا کہ کچھ جوان ان سے آ ملے تھے۔
ہی رہا۔ پھر وہ دونوں میاں بیوی پہلو بہ پہلو چلتے ہوئے اپنے خیمے کی طرف

○

دن بھر صحراؤں کے اندر جدوجہد اور کشمکش کرتا ہوا دور اپنی مغربی پناہ گاہوں
ہو گیا تھا۔ رات ہو گئی تھی۔ ہر شے کے رگ و پے میں تاریکی گھس گئی تھی۔
کا دودھیا آنچل بکھر گیا تھا۔ بے داغ نیلگوں آسمان ستاروں سے سج گیا تھا۔
اپنی ماں اور بہن کے ساتھ بیٹھا کھانے کے بعد گفتگو کر رہا تھا کہ کسی
سے اسے پکارا۔ زور زور سے کسی نے آواز دی تھی۔ نفیل -- نفیل
کے لئے خیمے سے باہر آؤ بیٹے۔

اور بہن کے پاس بیٹھے ہوئے نفیل نے اس آواز کو پہچان لیا تھا۔ وہ اس
سردار عامر بن فہیرہ کی آواز تھی۔ لہٰذا اپنی جگہ پر بیٹھے ہی بیٹھے نفیل بن
آواز میں پکارتے ہوئے کہا عامر بن فہیرہ اندر آ جائیے باہر کھڑے آپ کیوں

حبیب کے ان الفاظ کے جواب میں تھوڑی ہی دیر بعد عامر بن فہیرہ، نفیل
خیمے میں داخل ہوا۔ اس کے پیچھے بنو عمون کا سردار عدی بن کعب اور اس
کی بیٹی نبطیہ بھی تھی۔ خیمے میں جلتی دو مشعلوں کی مدھم روشنی میں نفیل بن

حبیب نے دیکھا، نبیلہ اس وقت اپنے بلوریں جسم پر قوس و قزح کے رنگوں [illegible]
لباس پہنے ہوئے تھی۔

تینوں آگے بڑھ کر خیمے میں بچھی ہوئی چرمی چادر پر بیٹھ گئے تھے۔ [illegible]
کعب کی بیٹی نبیلہ کو پہچان چکا تھا لیکن وہ لڑکی چونکہ نفیل حبیب کی ماں اور [illegible]
اجنبی تھی لہٰذا وہ بڑے غور اور تجسس سے اس کی طرف دیکھے جا رہی تھیں۔ [illegible]
کعب نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے نفیل بن حبیب کو مخاطب کر کے کہا۔

دیکھ ابن حبیب یہ جو لڑکی میرے ساتھ آئی ہے یہ میری بیٹی نبیلہ [illegible]
آج تک میری بیٹی کا چہرہ کسی نے نہ دیکھا تھا۔ تم پہلے جوان ہو جس نے [illegible]
لہٰذا میں تمہیں ہی اپنی بیٹی سے شادی کی پیش کش کرتا ہوں۔ کیا تم اسے اپنی
رفاقت میں قبول کرتے ہو۔

عدی بن کعب کے ان الفاظ پر نفیل بن حبیب کی ماں زہرہ بنت [illegible]
جندلہ بنت حبیب پریشان اور حیرت زدہ ہو کر رہ گئی تھیں ان کی سمجھ میں [illegible]
کہ وہ کیا معاملہ ہے۔ اس موقع پر زہرہ بنت کلاب کچھ کہنے کا ارادہ رکھتی [illegible]
بیٹا نفیل بن حبیب اس سے پہلے ہی بول اٹھا اور اپنی گردن جھکاتے ہوئے [illegible]
بن کعب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ جو پیشکش آپ نے مجھ سے کی ہے اس کا [illegible]
ماں کا کام ہے۔ جونہی نفیل بن حبیب خاموش ہوا اس کی ماں زہرہ بنت [illegible]
لگی۔ میں اس گفتگو کا مطلب نہیں سمجھی ذرا تفصیل سے کہیں کیا معاملہ [illegible]
بن کعب پھر بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ میری بہن میرے ہاں کوئی بیٹا نہیں۔ یہ میری بیٹی ہے۔ اس [illegible]
میں نے بیٹوں ہی کی طرح اس کی پرورش کی ہے۔ لڑائی اور جنگ کے ہر [illegible]
اور ماہر کیا اسے ہی میں نے سراقہ کے نام سے اپنا بیٹا مشہور کئے رکھا۔ دیکھ [illegible]
اسی سے تمہارے بیٹے نفیل بن حبیب کا مقابلہ ہوا۔ نفیل چونکہ یہ مقابلہ [illegible]
لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ نفیل ہی وہ جوان ہے جو میری بیٹی نبیلہ کو حاصل [illegible]
ہے۔ دیکھ میری بہن میں نے اپنی بیٹی کی پرورش بڑے ناز و نعم سے کی [illegible]
سی لڑکی لگتی ہے لیکن بڑی جراتمند، بڑی دلیر، بڑی وفادار اور مجھے امید [illegible]
کی خوب خدمت کرنے والی ثابت ہو گی۔

لگتا تھا زہرہ بنت کلاب کے ذہن میں ساری بات آ گئی تھی۔ [illegible]
ایک نگاہ نبیلہ پر ڈالی پھر اس کے قیامت خیز حسن اور بے مثل خوبصورتی [illegible]

[illegible] نے کہا۔ دیکھ عدی بن کعب میں شادی کی اس پیش کش کو قبول کرتی ہوں۔ اگر
[illegible] نفیل بن حبیب کو اس قابل سمجھتے ہو کہ وہ تمہاری بیٹی نبیلہ بنت عدی کا
[illegible] پھر سن آج سے نبیلہ میری بیٹی اور میرے بیٹے نفیل بن حبیب کی امانت ہے۔

[illegible] بن فہیرہ نے زہرہ بنت کلاب کے اس جواب پر بے پناہ خوشی اور اطمینان کا
[illegible] ہوئے کہا۔ دیکھ میری بہن اس پیش کش کی قبولیت پر میں تم دونوں طرفین کو
[illegible] تا ہوں۔ میں اس سے پہلے ہی اپنے سارے قبائل کے سرداروں اور سرکردہ
[illegible] ہوں کہ عدی بن کعب کا سراقہ نام کا لڑکا اصلیت اور حقیقت میں لڑکی ہے۔
[illegible] نام نبیلہ ہے۔ اب وہ سارے سردار اور قبائل کے سرکردہ لوگ اپنے
[illegible] لوں کو سمجھا دیں گے جو ماضی میں نبیلہ سے ہارتے رہے ہیں۔ تاکہ وہ کوئی
[illegible] اور افراتفری کھڑی نہ کریں۔ مجھے امید ہے کہ اپنے قبائل کے سرداروں پر
[illegible] کی کرنے کی کوشش نہیں کرے گا۔

[illegible] کہنے کے بعد بنو ادوم کا سردار عامر بن فہیرہ چند لمحوں کے لئے رکا۔ کچھ
[illegible] بعد وہ پھر بولا اور کہہ رہا تھا دیکھ نفیل میرے بیٹے، میں تمہیں بھی ایک
[illegible] تا ہوں اور وہ یہ کہ عدی بن کعب نے مقابلہ کے شروع میں وعدہ کیا تھا کہ اگر
[illegible] ہرا دیا تو تمہیں سو بکریاں دے گا۔ میرے بیٹے عدی بن کعب اپنے وعدے پر
[illegible] وعدے کے مطابق یہ تمہیں سو بکریاں دے گا۔ اور تمہارے جیتنے کی خوشی میں
[illegible] بھی تمہیں دوں گا۔ اس طرح مجھے امید ہے کہ تمہاری سقیم مالی حالت مستحکم

[illegible] کہنے کے بعد عامر بن فہیرہ پھر تھوڑی دیر کے لئے رکا۔ اس کے بعد وہ
[illegible] شاید جاری رکھنا چاہتا تھا لیکن اسے خاموش ہو جانا پڑا کیونکہ خیمے سے باہر
[illegible] شور اور ایک ہنگامہ سا شروع ہو گیا تھا۔ سب گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور
[illegible] گئے انہوں نے دیکھا خیموں سے باہر بے شمار لوگ ادھر ادھر بھاگ دوڑ کر
[illegible] صورت حال دیکھتے ہوئے سب پریشان اور فکرمند ہو گئے تھے۔ اس موقع پر
[illegible] جوان بھاگتا ہوا عامر بن فہیرہ کے پاس آیا اور اپنی پھولی سانسوں میں اسے
[illegible] کہنے لگا۔

[illegible] سردار قبیلوں کے جو جوان مچھلیاں پکڑنے سمندر کنارے گئے تھے وہ ایک بری
[illegible] ان کا کہنا ہے کہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے ایک جرار لشکر یمن پر حملہ آور
[illegible] روانہ کر دیا ہے۔ یہ لشکر یمن کے ساحل پر لنگر انداز ہونے کے بعد اسی

طرف آ رہا ہے۔ کیونکہ انہوں نے ہمارے جوانوں کو جو ساحل پر مچھلیاں
سمت بھاگتے ہوئے دیکھا۔

بنو ادوم کے اس جوان کے اس انکشاف پر عامر بن فھیرہ تھوڑی
سوچوں میں ڈوبا رہا پھر اس نے ڈانٹ دینے کے انداز میں کہا اگر کوئی یمن
کو آیا ہے تو اس سے ہمارے قبائل میں بھگدڑ کیوں مچ گئی ہے۔ اہل
گے۔ ہم تو خانہ بدوش قبائل ہیں ہمارے پاس نہ کوئی جائداد ہے نہ زمین
جس کی ہم حفاظت کریں۔ پھر عامر بن فھیرہ ذرا رکا اور اپنے پہلو میں کھڑے
کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔ میرے خیال میں اگر نجاشی کا لشکر ادھر
ہے تو پھر ہمیں اس کے سپہ سالار سے بات کرنا ہوگی۔ تاکہ وہ ہمارے
پہنچائے۔ آؤ قبائل کے دوسرے سردار ہلال بن اہیب' مضامن بن بسیر اور
کو ساتھ لے کر ان سے بات چیت کرتے ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد عامر
اس کے بعد وہ نفیل بن حبیب کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

نفیل میرے بیٹے تم بھی ہمارے ساتھ آؤ۔ اگر نجاشی کے سپہ سالار
ساتھ ہماری جنگ کی کوئی صورت بن گئی تو تم اپنے قبائل کے متحدہ لشکر کی
گے۔

اس موقع پر بنو عمون کے سردار عدی بن کعب نے مڑ کر اپنی بیٹی
دیکھتے ہوئے کہا۔ نبیہ میری بیٹی میری بچی تم یہیں نفیل کے خیمے میں اس کی
کے پاس رہو۔ میں ان حملہ آوروں کا قضیہ نمٹا کر تمہیں یہاں سے لیتا جاؤں
پر نفیل بن حبیب کی ماں زہرہ بنت کلاب فوراً" بولی اور عدی بن کعب کو
لگی۔

اے بھائی اب جب کہ نفیل اور نبیہ کی شادی تم نے خود اپنی خوشی
سے طے کر دی ہے تو یہ ہمارا خیمہ اب تمہاری بیٹی نبیہ کا اپنا ہی خیمہ
رہنے کا حق رکھتی ہے۔ تم واپسی پر اسے لینے مت آنا یہ میری بیٹی اور نفیل
امانت کی حیثیت سے رات اسی خیمے میں بسر کرے گی۔

اس موقع پر نفیل بن حبیب نے اپنے قریب ہی کھڑی نبیہ کی طرف
بنت کلاب کے اس فیصلے پر نبیہ کے چہرہ پر آرزو انگیز طراوت' ہونٹوں
اس کی بڑی بڑی گہری آنکھوں میں نیلم کی جھلک اور گہری نمایاں ہو گئی تھی
نفیل' عامر بن فھیرہ اور عدی بن کعب وہاں سے چلے گئے تھے۔

سب لوگ اندھیرے میں روپوش ہو گئے تو زہرہ بنت کلاب حرکت میں آئی۔
اور نبیہ کا ہاتھ پکڑ وہ دوبارہ خیمے میں لائی۔ نفیل کی بہن جندلہ بنت حبیب بھی
آئی اور نبیہ کا دوسرا ہاتھ اس نے پکڑ لیا۔ تینوں دوبارہ اسی چرمی چادر پر آ
پھر جندلہ نے نبیہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اور خوشی میں چہکتے ہوئے کہا۔
بہن ہمارے پاس ایک اور نیا خیمہ بھی ہے۔ جو اس بار اخی مصر سے خرید
تمہاری شادی ہو جائے گی۔ تو ہم اپنے لئے دو خیمے نصب کیا کریں گے۔
جندلہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ خیمے کے اس کونے میں گئی جہاں کھانے کی اشیاء
ہوئے تھے۔ جب وہ لوٹی تو اس کے ہاتھ میں اونٹ کی ہڈی سے بنی ہوئی
جو پنیر سے بھری ہوئی تھی۔ جندلہ نے پنیر بھری وہ پلیٹ نبیہ کے آگے
بہن یہ بہت اچھا اور میٹھا پنیر ہے۔ اخی نے یہ مصر سے خریدا تھا۔ کھاؤ
ذائقہ دار ہے۔ اس پر نبیہ نے شرمیلی سی آواز میں کہا میں اکیلی نہیں
دونوں بھی میرے ساتھ کھائیں۔ زہرہ اور جندلہ نے بھی اس کا ساتھ دیا۔
پنیر کھانے کے علاوہ آپس میں خوش کن گفتگو بھی کرنے لگی تھیں۔
بعد قبائل کے ان خیموں کے شہر سے جنوب کی طرف ایک جرار لشکر
قبائل کے سردار نفیل بن حبیب اور چند دیگر چیدہ چیدہ جوان بھی وہاں
کھڑے تھے۔ لشکر نزدیک آ کر رک گیا تھا۔ پھر ان میں سے دو درمیانی عمر
چند محافظوں کے ساتھ اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے ان کے قریب آئے اور
نے انہیں مخاطب کر کے پوچھا تم کون لوگ ہو اور کس غرض سے یہاں
کوئی لشکر ہے اور ہمارے مقابل ہونا چاہتا ہے۔

ان اجنبیوں اور نوواردوں کے جواب میں بنو ادوم کے سردار عامر بن
جرات مندی بڑی دلیری اور بڑی بے باکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنا شروع
ہم نہیں جانتے تم کون لوگ ہو اور کس غرض سے یمن کے اس ساحل پر
چونکہ تم لوگوں نے ہمارے متعلق پوچھا ہے تو میں تم سے یہ کہوں کہ ہم
یہاں خیمہ زن ہیں ہم خانہ بدوش لوگ ہیں اور جگہ جگہ لین دین بھی
اپنی گزر بسر کرتے ہیں۔ سنو نووارد وجگہ جگہ خیمہ زن ہونا یوں جانو ہمارا پیشہ
تم لوگ کون ہو کہاں سے آئے ہو اور کس غرض سے تم نے یمن کے
کیا ہے۔

اس پر ان آنے والے سواروں میں سے ایک بولا اور کہنے لگا۔ میں نجاشی کا سپہ سالار ہوں میرا نام ابو صحم ہے پھر اس نے اپنے دائیں طرف سوار اپنے ایک ساتھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ میرے لشکر کا مقیوم ابرہہ ہے۔ الاشرم (اس کی ایک آنکھ خراب تھی اس لئے اسے الاشرم ہم یمن پر حملہ آور ہونے کے لئے آئے ہیں اور تم لوگوں کو اس معا مدد کرنا ہو گی ہم ابھی اور اسی وقت یمن کے مرکزی شہر صفا کی طرف روانہ لوگوں نے ہمارا ساتھ نہ دیا تو سب سے پہلے ہم تم پر حملہ آور ہوں گے۔ اور بوڑھوں کو قتل کر دیں گے اور تمہاری عورتوں اور بچوں پر قبضہ کر لیں لوگوں نے ہمارا ساتھ دیا تو ہماری فتح کی صورت میں ہمیں حاصل ہونے والے لوگ بھی حصہ دار ہو گے۔ اس کے علاوہ ہم تمہارے قبائل کو کھانے پینے کرنے کے بھی پابند ہوں گے تمہارے ہر دشمن سے ہم تمہاری حفاظت کریں کیا تم لوگ اس سلسلہ میں کیا کہتے ہو۔

ابو صحم کی اس گفتگو پر نفیل بن حبیب کے چہرے پر وحشت کے ہجوم اور عذابوں کے بھنور جیسی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ جبکہ اس کی آنکھوں میں کرب و الم کی یورش' خون میں نہائے عزائم اور سفاک لمحوں کی جوش مارنے لگی تھی۔ اس موقع پر انتہائی غصے اور تکبر میں نفیل بن مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ عامر بن فہیرہ نے نفیل بن حبیب کی ہوئے اسے بولنے سے روک دیا اور پھر وہ خود بڑی نرمی اور بڑی بشاشت مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ ابو صحم جو شرائط تم نے کہی ہیں ان شرائط پر دینے کو تیار ہیں ہم تمہارے حلیف بن کر یمن کے اندر جو بھی تم کارروائیاں ساتھ دیں گے۔

بنو اروم کے سردار عامر بن فہیرہ کا یہ فیصلہ سن کر ابو صحم کے مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر وہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا تم نے مندانہ فیصلہ کیا ہے اس طرح تم ہمارے حوالے سے ان سرزمینوں میں اپنے فوائد حاصل کر سکتے ہو۔ اب جبکہ تم لوگوں نے ہمارا ساتھ دینے کا عزم کر لیا کی تیاری کرو ہم ابھی یہاں سے صفا کی طرف روانہ ہوں گے۔ پانچوں قبائل نفیل اور دیگر جوان ابو صحم کے سامنے سے ہٹ گئے پھر وہ اپنے خیموں کی طرف تھے۔

اپنے خیمے میں داخل ہوا تو بنطیہ کا باپ اور بنو عمون کا سردار عدی بن کعب بھی ساتھ تھا۔ بنطیہ' زہرہ اور جندلہ جو خیمے میں بچھی چرمی چادر پر بیٹھی ہوئی تھیں ان کو دیکھ کر کھڑی ہو گئیں تھیں اس موقع پر عدی بن کعب نے اپنی بیٹی بنطیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ بنطیہ بنطیہ میری بیٹی حبشہ کے بادشاہ کا سالار ابو صحم اور اس کا الاشرم یمن پر حملہ آور ہونے کے لئے اس ساحل پر اترے ہیں ہم دونوں ان کے پاس سے آ رہے ہیں ان کے ساتھ ایک جرار لشکر ہے انہوں نے ہمیں اس جنگ میں ساتھ دینے کو کہا ہے۔ بصورت دیگر وہ ہمارے خیموں کو لوٹ لیں گے اور عورتوں اور بچوں پر قبضہ کر کے جوانوں کو قتل کر دیں گے۔

میری بیٹی کچھ خبر نہیں کہ کب حبشہ کے سالار کے ساتھ ہمارے قبائل کی ٹھن جنگ کی صورت اختیار کر جائے۔ گو عامر بن فہیرہ ان سے تعاون کرنے کا عہد کر چکا ہے لیکن میری بیٹی میری بچی اختلافات کی صورت کسی بھی وقت نکل سکتی ہے اور وہ آمادہ جنگ ہو سکتے ہیں۔ میری بیٹی ایسی صورت میں میری نسبت نفیل کا خیمہ زیادہ محفوظ اور مناسب ہو گا۔ جب تم دیکھو کہ ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں ہے تم فورا" اپنا خیمہ چھوڑ کر نفیل کے پاس آ سکتی ہو آج سے نفیل کی تم کے اس لشکر سے ہماری جان چھوٹ جائے تو میں تم دونوں کی شادی کر دوں جلیں یہاں سے کوچ ہو رہا ہے۔

کعب کی گفتگو سے بنطیہ کی قلب و نظر میں خوشی اور چشم ماہ و انجم جیسی تھی۔ خوشی اطمینان اور سکون میں اس کی حالت دامن آسمان کے نقش و نگار کی تمہید جیسی ہو گئی تھی۔ وہ اپنے باپ کے ساتھ جانے کے لئے خیمے سے چاہتی تھی کہ زہرہ بنت کلاب نے اس کا بازو پکڑتے ہوئے عدی بن کعب سے کہا۔

میرے بھائی کیا آج کی رات بنطیہ میرے پاس نہیں رہ سکتی۔ آج سے یہ میرے اطمینان اور عظمت و حرمت ہے۔ دیکھ سردار عدی بن کعب تو بنطیہ کے اعتماد اور بھروسہ کر سکتا ہے۔ عدی بن کعب نے مسکراتے ہوئے کہا اے اب تمہاری بیٹی اور نفیل کی امانت ہے اس کے حوالے سے میں تم پر اعتماد نہیں کروں گا تو کس پر کروں گا۔ تو تم جب تک چاہو بنطیہ کو اپنے پاس رکھ اب مجھ سے اس سلسلے میں اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں۔ تم بنطیہ کو رکھو اب میں جاتا ہوں تاکہ کوچ کی تیاریاں مکمل کروں۔

عدی بن کعب مڑا اور چلا گیا نفیل نے اپنی ماں کو مخاطب کر کے کہا۔ ما
اکھیڑ کر سامان سمیٹ لیں اور کوچ کی تیاریاں کریں۔ نفیل کے ان الفاظ کے
چاروں حرکت میں آئے اور کوچ کرنے کے لئے نفیل اور بنلیہ خیمہ اکھیڑنے لگ
زہرہ اور جندلہ اپنے خیمے کا اثاثہ سمیٹ رہی تھیں۔

○

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نے عرب قبائل میں رہتے ہو
سواریوں کا بندوبست کر لیا تھا۔ جس وقت عرب قبائل حبشہ کے حملہ آور لشکر
یمن کے مرکزی شہر صفا کی طرف روانہ ہوئے تب یوناف اور کیرش بھی اپ
سوار ان کے ساتھ ہو لئے تھے۔ جس وقت وہ صفا کی طرف رواں دواں
گھوڑے کو یوناف کے گھوڑے کے قریب لائی پھر وہ استفہامیہ سے انداز
مخاطب کر کے پوچھنے لگی۔

یوناف میرے حبیب۔ یمن پر حملہ آور ہونے والے حبشہ کے یہ حملہ آو
سرزمینوں میں گھسے ہیں۔ یمن کے ساتھ ان کا کیا تنازعہ ہے اور کیوں یہ حملہ
کے لئے یمن کے مرکزی شہر صفا کا رخ کئے ہوئے ہیں۔ کیا آپ اس سلسلے
سکتے ہیں۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ ان قبائل کے اندر رہتے ہوئے
سرزمینوں کے متعلق جانتا ہوں یا جان سکا ہوں وہ تمہیں بتاتا ہوں۔ گذشتہ
لوگوں سے بھی میری اس سلسلے میں گفتگو ہوئی تھی۔ ان سے بھی مجھے حبشہ
کے ان سرزمینوں پر حملہ آور ہونے کی وجوہات کا پتہ چلا ہے۔

سنو۔ کیرش، یمن کا ایک باشادہ توبان اسد ابو کرب ہوا کرتا تھا۔ وہ
آور ہوا تھا۔ جہاں یہودیوں سے متاثر ہو کر اس نے دین یہود قبول کر لیا اور
دو یہودی عالموں کو وہ اپنے ساتھ یمن لے گیا تھا۔ یمن میں اس نے
یہودیت کی اشاعت کی اس طرح اس کی اس وجہ سے یمن میں کافی تعداد
یہودی مذہب قبول کر لیا۔

انہی دنوں ایسا ہوا کہ عیسائی مشنری یمن میں داخل ہونا شروع ہوئے اور
یمن کے لوگوں کو بت پرستی کی برائی سمجھائی اور لوگوں کو خدائے واحد کی طرف
تبلیغ سے اہل بخران عیسائی ہو گئے۔ بخران میں عیسائی ہونے والوں نے اپنی
قائم کر لی ان لوگوں کا نظام تین سردار چلاتے تھے۔ ایک سید جو قبائلی

خارجی معاملات اور معاہدات اور لشکریوں کی قیادت کا ذمہ دار تھا۔
عاقب جو داخلی معاملات کا نگران ہوتا تھا اور تیسرا اسقف یعنی بشپ جو مذہبی
تھا۔ جنوبی عرب میں بخران کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ یہ ایک بڑا تجارتی اور
تھا۔ یہاں چمڑے اور اسلحہ کی صنعتیں خوب زوروں پر چل رہی تھیں۔
یمن کے موجودہ بادشاہ زونواس سے ایک غلطی ہوئی اس نے بخران پر جو جنوبی
عیسائیوں کا گڑھ تھا حملہ کر دیا تاکہ وہاں سے عیسائیت کا خاتمہ کر دے اور اس کے
یہودیت اختیار کرنے پر مجبور کرے۔ بخران پہونچکر زونواس نے وہاں کے لوگوں
قبول کرنے کی دعوت دی لیکن ان لوگوں نے انکار کر دیا۔ اس پر زونواس نے
حارثہ کو قتل کر دیا اور اس کی بیوی روما کے ساتھ اس نے اس کی دو بیٹوں کو
اسے اپنی دونوں بیٹیوں کا خون پینے پر مجبور کیا۔ پھر اسے بھی قتل کر دیا۔ اس
اس نے عیسائیوں کے اسقف کی ہڈیاں قبر سے نکال کر جلا دیں پھر اس نے
گڑھے کھدوائے ان گڑھوں میں اس نے آگ روشن کروائی عیسائی عورتوں،
پادری اور راہبوں کو اس نے اس آگ میں پھنکوا دیا۔ کہتے ہیں مذہبی طور پر
ہزار تک عیسائی اس حادثے میں مارے گئے۔
اس حادثے سے ایک عیسائی نوجوان زوسالبان بچ نکلا اور وہ بھاگ کر حبشہ
کے پاس پہونچا اور یمن میں زونواس کے ہاتھوں ہونے والی ظلم کی ساری
کی۔ حبشہ کا بادشاہ نجاشی چونکہ کوئی بحری بیڑہ نہیں رکھتا تھا لہذا اس نے
ایک قاصد کے ذریعے قیصر روم کے گوش گذار کئے۔ چنانچہ رومن شہنشاہ
بیڑہ حبشہ کی طرف روانہ کیا اب اسی بحری بیڑے کو استعمال کرتے ہوئے
کے ساحل پر اترا ہے۔ جس کے ساتھ ہم ابھی صفا شہر کی طرف جا رہے

کے بعد یوناف تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر کہنے لگا دیکھ کیرش یہ ساری
اصل قسطنطینہ کی رومن سلطنت اور حبشہ کے حکومت کے باہم تعاون سے ہوئی
حبشہ کے حکمرانوں کے پاس کوئی بحری بیڑہ نہیں لہذا رومنوں نے یہ بحری بیڑہ
اور اسی بحری بیڑے میں حبشہ کی حکومت کا لشکر یمن پر حملہ آور ہو رہا ہے۔
اور یمن پر حملہ آور ہونے کے لئے مذہبی جذبے کا اظہار کیا جا رہا ہے اور یہ
کہ حملہ یمن کے حکمران زونواس سے مرنے والے عیسائیوں کا انتقام لے

لیکن اس کے پیچھے معاشی اور سیاسی اغراض بھی کام کر رہے ہیں۔ غالباً
اصل محرک سیاسی اور معاشی وجوہات ہی ہیں اور عیسائی مظلوموں کا انتقام
زیادہ کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔

سنو کیرش رومن سلطنت جب سے ملک شام پر قابض ہوئی تھی اسی
یہ کوشش تھی کہ مشرقی افریقہ، ہندوستان انڈونیشیا وغیرہ کے ممالک اور رومن
کے درمیان جس تجارت پر عرب صدیوں سے قابض چلے آ رہے ہیں اسے
سے نکال کر وہ اپنے قبضے میں لے لے تاکہ اس کے منافع پورے کے پورے
حاصل ہوں اور عرب تاجروں کا واسطہ درمیان سے ہٹ جائے۔

اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے پچیس سال قبل مسیح رومن شہنشاہ
ایک بڑا لشکر رومن جرنیل گالوس کی قیادت میں حجاز کے مغربی ساحل پر
اس بحری راستے پر قابض ہو جائے جو جنوبی عرب سے شام کی طرف جاتا تھا
شدید جغرافیائی حالات نے اس مہم کو ناکام کر دیا۔

اس کے بعد رومنوں نے اپنا جنگی بیڑہ بحیرہ احمر میں متعین کر دیا اور انہوں
کو اس تجارت سے محروم کر دیا جو بحر کام سے کرتے تھے اور صرف بری راستہ
باقی رہ گیا تھا۔ اسی بری راستے کو قبضے میں لینے کے لئے اب رومن سلطنت
عیسائی حکومت سے گٹھ جوڑ کیا ہے۔ انہیں بحری بیڑہ مہیا کیا ہے تاکہ اس کے
ذریعے وہ یمن پر حملہ آور ہوں اور عربوں کی بری تجارتی راستے پر جو اجارہ داری
اسے ختم کر دیا جائے۔ دیکھ کیرش میرے خیال میں یمن پر حملہ آور ہونے
ہے۔ اب جبکہ ہم دونوں میاں بیوی بھی ان عرب قبائل کے ساتھ
ہونے والے لشکر میں شامل ہیں۔ دیکھتے ہیں آگے حالات کیا پیش آتے ہیں۔

کیرش یوناف کی اس ساری گفتگو سے کسی قدر مطمئن ہو گئی تھی۔ وہ دونوں
خاموشی سے عرب قبائل کے ساتھ صفا کی طرف بڑھ رہے تھے۔

○

آخر حبشہ کا لشکر صفا کی طرف پہونچا۔ صفا کے حکمران اور حملہ آوروں کے
درمیان جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں یمن کے حکمران کو شکست ہوئی اس طرح
اور اس کی حمیری حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

یمن کے مرکزی شہر صفا پر حمم اور ابرہہ کا قبضہ ہو گیا اور پھر مزید

اس پاس کے شہروں پر بھی قبضہ کرتے ہوئے حبشہ کے لشکر نے پورے یمن پر قبضہ
اس کے بعد ان حملہ آوروں نے یمن کے مختلف شہروں میں اپنے والی مقرر کئے
لشکر کے ساتھ صفا میں قیام کیا۔ پانچوں عرب قبائل بھی شہر کے باہر خیمہ زن
وہ اس بات کی توقع رکھتے تھے کہ حبشہ کے لشکر کا سالار انہیں یمن کی فتح سے
والے مال غنیمت میں سے انہیں حصہ دے گا لیکن حبشہ کے لشکر کے سالار ابو
انہیں کچھ دینے سے صاف انکار کر دیا تھا۔

لشکر کا یہ سالار ابو حمم نہایت جابر اور سنگدل انسان تھا۔ اس نے یمن فتح
اور وہاں کے باشندوں پر ظلم و تشدد شروع کیا۔ کسی کی جان، کسی کا مال اور کسی
حمم کے ہاتھوں محفوظ نہ تھی اس نے وہاں کے روسا کو لوٹ کر محتاج اور غرباء
کر کے رکھ دیا وہ ہر شخص کو جو اس کے سامنے آتا بچھو کی طرح کاٹ کھاتا
اندر اس نے خاک و خون، آتش و آہن، ذلت و رسوائی اور موت و عذاب کا
کر دیا تھا۔

○

اور جبکہ شام رات میں ڈھل گئی تھی۔ جاڑے کی سرد خنک ہوائیں طوفانی شکل
تھیں۔ حرمت شب اپنے پورے شعور و ہوش میں پھیل گئی تھیں اور سحر
وہاں شروع ہو گئی تھیں۔ نفیل اپنے خیمے میں بیٹھا اپنی ماں اور بہن کے ساتھ
رات کی ظلمت میں خیمے سے باہر کسی نے اسے پکارا نفیل نفیل ذرا باہر آو۔
کر باہر آیا اس نے دیکھا خیمے سے باہر وہاں ایک جوان کھڑا تھا۔ اس کی ماں
کلاب اور بہن جندلہ بھی احتیاطاً دروازے پر آ کھڑی ہوئی تھیں اور اپنے بیٹے
اس جوان کی گفتگو سننے کی کوشش کرنے لگی تھیں۔ جس جوان نے نفیل
آواز دے کر بلایا تھا وہ بولا اور نفیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

حبیب تمہیں بنو اودوم کے سردار عامر بن فیرہ نے بلایا ہے۔ میرا تعلق بنو
پانچوں قبائل کے سردار بنو عمون کے سردار عدی بن کعب کے خیمے میں جمع
لشکر کا نائب سالار ابرہہ اور اس کا ایک ساتھی مدیان بھی وہاں موجود ہیں۔ وہ
گفتگو کرنا چاہتے ہیں لہٰذا انہوں نے تمہیں بلا بھیجا ہے۔ نفیل بن حبیب
ماں سے جانے کے لئے اجازت لینا ہی چاہی تھی کہ اس کے بولنے سے پہلے
کلاب بول پڑی اور نفیل کو مخاطب کر کے کہنے لگی ہو آو بیٹے لیکن جلدی آ

جانا اور سنو آتی دفعہ بنطیہ کو اپنے ساتھ لیتے آنا وہ آج پورا دن ادھر آئی
نے اس جوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تم جاؤ میں آتا ہوں۔

وہ جوان چلا گیا نفیل اپنے خیمے میں آگیا۔ جلدی جلدی اس نے زرہ
آہنی خول چڑھایا کمر سے بندھی ہوئی چرمی پیٹی میں اپنی تلوار اور خنجر درست
کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا دیکھ میری ماں اہل حبشہ سے اب مجھے خطر
گی ہے۔ تاہم تم فکر مند نہ ہونا میں جلدی لوٹ آؤں گا۔

اس کے ساتھ ہی نفیل تیز تیز قدم اٹھاتا ہوں خیمے سے باہر نکل گیا
جندلہ خیمے کے دروازے پر دونوں ماں بیٹی اسے جاتا ہوا دیکھتی رہیں۔ جب
میں وہ ان دونوں ماں بیٹی کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تب وہ پہلے کی طرح
اپنے بستروں میں گھس گئی تھیں۔

نفیل جب بنطیہ کے باپ عدی بن کعب کے خیمے میں داخل ہو گیا
قبائل کے سرداروں کے علاوہ حبشہ کے لشکر کا نائب سالار ابرہہ اور اس کا
مدیان بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ عامر بن فہیرہ نے اشارے سے نفیل کو اپنے پاس
کہا اور جواب میں نفیل بن حبیب خاموشی سے اپنے قبیلے کے سردار عامر بن
میں جا بیٹھا تھا۔

عدی بن کعب کا چمڑے کا وہ خیمہ جس میں وہ سب لوگ بیٹھے ہوئے
اور موٹے چمڑے کی چادروں کی مدد سے اس خیمے کو کئی کمروں میں تبدیل کر
وقت یہ سب لوگ خیمے کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ نفیل جب عامر بن
بیٹھ گیا تب ابرہہ نے اپنے سامنے بیٹھے عرب قبائل کے پانچوں سرداروں کو
ہوئے کہا۔ کیا اب میں اپنی گفتگو کا آغاز کر سکتا ہوں۔

جواب میں بنو ادوم کے سردار عامر بن فہیرہ نے بولتے ہوئے کہا۔ ہاں
اپنا مدعا کہہ سکتے ہو۔ ہمیں نفیل بن حبیب کا انتظار تھا وہ آگیا ہے تم جا
جوان ہے جو ہمارے سارے قبائل میں سب سے زیادہ باہمت، جرات مند
زن ہے اس پر ابرہہ نے ایک نگاہ بڑے غور سے نفیل پر ڈالی پھر باری باری
ہوئی ایک نگاہ عرب قبائل کے سرداروں پر بھی ڈالی اس کے بعد وہ کہہ رہا تھا۔

میرے جلیسو تم لوگ اس صحرا کی عزت و حرمت ہو تم بے شک خانہ
بہرحال ان سرزمینوں سے تمہارا تعلق ہے اور اس تعلق کو کوئی بھی توڑ
سکتی۔ ابو سحم نے فتح کے فائدوں میں تمہیں اپنا شریک بنانے کا وعدہ پورا

نے بھی فعل کیا ہے میں اسے تم سے بہتر جانتا ہوں کیونکہ وہ میرا ہم وطن

ان دنوں وہ یمن کے لوگوں پر مظالم کر رہا ہے ایسے ہی وہ کل تمہارے
کرے گا تم خانہ بدوش عرب بحر میں مچھلی کی طرح آزاد اور گزوش دہر،
کی طرح خود رو ہو۔ وہم و اوہام کا پجاری ابو سحم یہاں لوگوں پر ظلم و تشدد
کے علاوہ کچھ نہیں کر رہا بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ اس کے یہ مظالم اور
گے ابھی وہ کھل کر لوگوں کے سامنے نہیں آیا۔ جس وقت ایسا ہوا تم
طرف آگ اور خون کا کھیل ہی کھیل ہو گا۔

سنو صحرا کے فرزندو اگر تم لوگ میرا ساتھ دو تو ہم سب مل کر ابو
ساتھیوں کو نیست و نابود کر کے یہاں کے لوگوں کو ظلم و تشدد سے بچا کر
سے ہمکنار کر سکتے ہیں۔ سنو صحرا کے فرزندو ابو سحم کے لشکر میں میرے
ہیں لیکن بحیثیت سالار کے اس کا لشکریوں پر رعب اور خوف ہے میں
سکتا میں تمہاری مدد کا محتاج ہوں کیا اس نیک کام میں تم سب قبائل میرا
انقلاب برپا کر سکتا ہوں۔

اس گفتگو کے جواب میں سب عرب سردار خاموش تھے اور وہ سوالیہ انداز
کی طرف دیکھ رہے تھے۔ شاید آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد وہ
چاہتے تھے اس موقع پر نفیل بن حبیب نے بولتے ہوئے پوچھا۔ اے ابرہہ
ہے کہ کل تم بھی ابو سحم جیسے نہ ہو جاؤ گے۔ اس پر ابرہہ نے پوچھا
ماننے والے ہو۔

جواب دیتے ہوئے کہا دیکھ ابرہہ ہم سب دین ابراہیمی کے پیروکار ہیں۔
کہا تو پھر میں بھی آج سے اس دین کے ماننے والوں میں شامل ہوتا ہوں اور
کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں ہمیشہ تم لوگوں کے لئے مخلص و ناصر اور حامی و
کر رہوں گا۔

سردار اور ان کے بیچ میں بیٹھا ہوا نفیل بن حبیب چند ثانیوں تک
گفتگو کرتے رہے۔ آخر وہ کسی فیصلے پر پہنچ گئے اس کے بعد عامر بن فہیرہ
کہا دیکھ ابرہہ ہم تمہارا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں۔ ابو سحم سے جان
اپنے لئے ایک فرض بنا لیا ہے۔ ابرہہ نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے
کام آج ہی سے ہو جانا چاہیے۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابرہہ رکا شاید وہ کچھ سوچ کر مزید کچھ کہنا چاہتا
طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔ دیکھ نفیل بن حبیب تمہاری یہاں آمد سے
کے سردار عامر بن فہیرہ تمہاری بہت توصیف و تعریف کر چکا ہے۔ اسی
سامنے رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں ابو صم پر قابو پانے کے لئے یقیناً" تم
سکتے ہو۔

ابرہہ ذرا رکا پھر کہنے لگا دیکھ ابن حبیب آج آدھی رات کے وقت
قریب جنگجو جوان تیار رکھنا میرا یہ ساتھی جو میرے ساتھ بیٹھا ہے اس کا
تمہیں لینے آئے گا اور تمہاری راہنمائی بھی کرے گا جس جگہ یہ کہے گا
مسلح ساتھیوں کو چٹانوں کی اوٹ میں بٹھا دینا۔

دیکھ ابن حبیب ابو صم ابھی تک اپنے لشکر کے اندر خیمے میں ہی
تک وہ صفا کے محل میں منتقل ہو جائے گا پھر اس پر قابو پانا ہمارے لئے
جائے گا۔ اپنے ساتھیوں کو بتا دینا کہ خطرے اور ضرورت کے وقت میں
پروں کا ایک تیر چھوڑوں گا جب یہ تیر دکھائی دے تو فوراً" ابو صم کے
ہو جائیں اس سے آگے کیا کرنا ہو گا یہ ہم انہیں سمجھا دیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابرہہ دم لینے کو رکا اس کے بعد اس
طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیا میری یہ تجویز آپ لوگوں کو قبول ہے جواب
سردار عامر بن فہیرہ نے اپنے دوسرے عرب سرداروں سے گفتگو کرتے
جاننے کی کوشش کی پھر سب کی شاید تائید حاصل کرنے کے بعد اس
ابرہہ ہم اس سے اتفاق کرتے ہیں اور پوری طرح تمہارے ساتھ ہیں

ابرہہ اپنے ساتھی مدیان کے ساتھ اٹھتے ہوئے بولا میں اب جاتا ہوں
وقت میں ایک مخصوص جگہ پر تمہارے قبائل کے سالار نفیل بن حبیب
مدیان اسے لینے آئے گا اور اسے وہاں تک پہنچا دے گا۔ اب تم لوگ
جاتا ہوں۔ سن رکھو اگر ہم نے بڑی کامیابی سے ابو صم کا خاتمہ کر
زندگی میں میں ایک انقلاب برپا کر دوں گا اور ان علاقوں میں تم بڑی
کر سکو گے اس کے ساتھ ہی ابرہہ اپنے ساتھی مدیان کے ساتھ خیمے
یہ سارا معاملہ ہو چکا تو عرب سردار بھی اٹھ کر عدی بن کعب کے
اس موقع پر نفیل بن حبیب بھی جب اٹھنے لگا تو عدی نے اسے مخاطب
بھی ٹھہرو بیٹے مجھے تم سے کام ہے۔ نفیل پھر اپنی جگہ پر جم گیا۔ عدی

کے اندرونی دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے پکارا بنطیہ بنطیہ یہاں آ جاؤ بیٹی
چکے ہیں۔ اب یہاں صرف میں اور نفیل ہی ہیں۔
فوراً" خیمے کے اس کمرے میں داخل ہو گئی لگتا تھا وہ دروازے پر لٹکتے پردے
ساری گفتگو سن رہی ہو وہ آ کر اپنے باپ عدی بن کعب کے پاس بیٹھتی ہوئی
باپ اس خیمے میں جو گفتگو ہوئی ہے وہ میں ساتھ والے کمرے میں پردے
ساری کی ساری سن چکی ہوں۔ جس مہم کے لئے نفیل کو تیار کیا گیا کیا میں
شامل ہو سکتی ہوں۔ اس پر عدی بن کعب نے مسکراتے ہوئے کہا۔
بیٹی دیکھ اب تم نفیل کی امانت ہو میرے بجائے اس کا تم پر زیادہ حق ہے
شامل ہونے یا نا ہونے کی اجازت تمہیں نفیل ہی دے سکتا ہے اس لئے کہ
زندگی کا ساتھی اور مستقبل کا رفیق بنا چکا ہوں۔ بنطیہ نے اس بار بڑی
اور بڑی میٹھی نگاہ سے نفیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کیا آپ مجھے اپنی
لیں گے۔

کے ان الفاظ پر نفیل بن حبیب ذرا سا مسکرایا پھر اپنی مسکراہٹ پر قابو
نے نفی میں سر ہلا دیا تھا۔ بنطیہ نے بھرپور احتجاج کرتے ہوئے پوچھا لیکن
اس مہم میں شامل کرنا نہیں چاہتے۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں آپ کے
بہتر کارکردگی کا مظاہرہ نہ کر سکوں گی۔ اس پر نفیل کہنے لگا دیکھ بنطیہ بات
اصل وجہ یہ ہے کہ کسی لڑکی کو اہم مہم میں شامل ہونے کی اجازت نہیں
نے چونکا دینے والے انداز میں کہا۔ اس سے پہلے جب سراقہ کی حیثیت
میں حصہ لیا کرتی تھی اس وقت تو میں لڑکی نہ تھی اور مجھے ہر مہم
کی اجازت تھی اب اس مہم کے لئے میں لڑکی ہو گئی ہوں اس پر نفیل پھر
انداز میں کہنے لگا۔

اس وقت بات اور تھی اس وقت تیرا مجھ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ تیرے باپ
بجائے لڑکا مشہور کر رکھا تھا اور بنطیہ کے بجائے لوگ تجھے سراقہ کہہ کر
لوگ جان چکے ہیں کہ تم سراقہ نہیں بنطیہ ہو اب لوگ یہ بھی جان چکے
زندگی کا ساتھی بنا دیا گیا ہے۔ لہٰذا اب تم ایک لڑکی کی حیثیت سے اس
لے سکتیں۔

اب سن کر بنطیہ مطمئن ہو گئی تھی وہ مزید کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ نفیل
اب عدی بن کعب کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔ آپ نے مجھے روکا تھا کیا

آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔
جواب میں عدی بن کعب نے نہایت محبت و شفقت میں کہا۔ میں نے
روکا تھا بیٹے کہ اس مہم میں احتیاط سے حصہ لینا اب تم زہرہ بنت کلاب کے
نہیں ہو بنو عمون کے سردار عدی بن کعب کے گھر کا نجم السحر بھی ہو۔ اب
کے بھی بیٹے اور بنطیہ کی آخری امید ہو اس مہم میں کامیاب رہنے کی صورت
ہے ابرہہ تمہاری کارگزاری سے خوش ہو کر یمن کی حکومت میں کسی اہم
کش کر دے۔
نفیل کچھ سوچتے ہوئے کہنے لگا۔ ابرہہ ابو صحم سے بھی برا ثابت ہوا
ہو گا۔ اس پر عدی بن کعب نے مایوسی کے لہجہ میں کہا شکل و صورت سے
بہرحال دلوں کے بھید اور باطن کی خبر تو وہ رب قدیر و کبیر ہی رکھتا ہے۔
ہمارے لئے ابو صحم سے بھی بدتر اور پر تشدد ثابت ہونے کی کوشش کی
خلاف بغاوت کھڑی کر دیں گے اور جگہ جگہ اس کے لشکریوں اور
شروع کر دیں گے اور ایسی بدتر حالت کریں گے کہ یہ یمن سے نکل کر
مجبور ہو جائے گا۔ نفیل کھڑا ہو گیا اور بولا میں اب چلتا ہوں۔ میری ماں
چینی سے میرا انتظار کر رہی ہوں گی جب تک میں جاؤں گا نہیں انہیں
اس پر بنطیہ نے جھٹ کہدیا کیا ہمارے خیمے میں اس قدر حبس ہے کہ آپ
دل نہیں چاہتا۔
بنطیہ کی اس بات پر عدی بن کعب نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا
چہرے پر بھی مسکراہٹ کھیل گئی تھی پھر وہ بولا اور کہنے لگا دیکھ بنطیہ
تو تمام قبائل کے خیموں سے وسیع و عریض ہے۔ ایک تو ماں اور بہن
میرا انتظار کر رہی ہوں گی دوسرے رات کی مہم کے لئے مجھے جا کر تیاری
لئے جا رہا ہوں۔
اس موقع پر بنطیہ نے پہلے اپنے باپ کی طرف بڑے غور سے
آپ اجازت دیں تو میں بھی ان کے ساتھ جاؤں رات کو جب یہ اپنی
میں ان کی ماں اور بہن کے پاس رہوں گی۔ وہ میری ضرورت محسوس کریں
بن کعب نے بخوشی کہدیا بیٹی تمہیں اجازت طلب کرنے کی ضرورت
پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ تم جب بھی نفیل کے خیمے میں جانا چاہو جا سکتی
مکمل آزادی ہے اس لئے کہ تم اب نفیل کی زندگی کی ساتھی ہو۔ اس

دار ہو۔
آپ کا یہ جواب سن کر بنطیہ خوش ہو گئی تھی پھر وہ اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی
ہوئے خیمے سے نکل گئے پھر وہ دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے دور دور تک
کے بیچوں بیچ گزرتے ہوئے اس طرف جا رہے تھے جہاں نفیل کا قبیلہ بنو
کی طرف خیمہ زن تھا۔

○

سے خالی رات صبح کی تلاش میں بھاگتی جا رہی تھی۔ ہر طرف تریاق آمیز
خاموشی اور فرحت بخش و شیریں سکون تھا۔ نفس فردوس ستارے صدیوں کی
گاتے کسی مسافر کی طرح اپنی مقررہ منزلوں کی طرف رواں تھے۔ عکس ارم
مشیت اور دنیا کی بے ثباتی پر ہلکے ہلکے مسکرا رہی تھی۔ ٹھنڈی سرد
کی ممبیر خاموشی میں چٹانوں سے ٹکرا کر سائیں سائیں کر رہی تھیں۔ ایسے
ماحول میں نفیل اور ابرہہ کا معمر ساتھی مدیان ایک چٹان کے پاس سے

پر ابرہہ کا ساتھی مدیان نفیل سے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اس چٹان کے ایک
سے ابرہہ نمودار ہوا اور سرگوشی میں اس نے کہا تم دونوں عین وقت پر آئے
کرایا ہے ابو صحم نے اپنے خیمے میں گانے بجانے والی عورتوں کو فارغ کر دیا
گہری نیند سو رہا ہے۔ اب اس پر قابو پانا ہمارے لئے آسان اور سہل ہو
کے خیمے پر صرف دو پہریدار ہوتے ہیں۔ جنہیں ہم با آسانی ختم کر کے اندر

رکا پھر اس نے نفیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ نفیل نفیل میرے عزیز اس
پانچ ہزار جانثار ان چٹانوں کے پیچھے مستعد و تیار کھڑے ہیں کسی بھی ہنگامی
بدترین حالات پر قابو پانے کے لئے تیار ہیں۔
بھر کے لئے رکا پھر وہ اپنے ساتھی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ مدیان، مدیان تم
چلے جاؤ۔ میں اور نفیل اپنی مہم کا آغاز کرتے ہیں۔ تم میرے اشارے کے
اور لشکریوں پر نگاہ رکھنا۔ ابرہہ کے کہنے پر مدیان چٹانوں کے پیچھے چلا گیا تھا۔ جہاں
ساتھی گھات میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ابرہہ آگے بڑھا اور نفیل کا ہاتھ تھامتے ہوئے
بولا میرے ساتھ آؤ تاکہ ہم دونوں بھائی اپنے کام کی ابتدا کریں۔ نفیل چپ

چاپ ابرہہ کے ساتھ ہو لیا تھا۔ چپ چاپ دونوں چٹانوں کے اندر ہی اندر
بڑھنے لگے تھے۔

چٹانوں سے نکل کر جہاں ہموار میدان شروع ہوتا تھا ابرہہ وہاں بیٹھ گیا
ہاتھ پکڑ کر اسے بھی بیٹھاتے ہوئے اس نے کہا سنو نفیل ہمیں یہاں سے
بڑھنا ہو گا۔ اس لئے کہ اس سے آگے اگر کسی کی نگاہ ہم پر پڑ گئی تو وہ ہمیں
گا۔ اس لئے کہ رات کے وقت اگر کسی نے مجھے تمہارے ساتھ دیکھ لیا تو
گا۔ اس شک کا اظہار وہ ابو سحم سے کرے گا اور ابو سحم ضرور ہمارے
کرنے پر تیار ہو جائے گا۔ لہٰذا آؤ زمین پر لیٹ جائیں اور آگے بڑھیں۔

تھوڑی دور آگے جا کر ابرہہ پھر رک گیا ایک بڑے خیمے کی طرف
کرتے ہوئے کہا۔ وہ سامنے خیمہ ابو سحم کا ہے۔ بس یہی ہماری منزل ہے
میرے ساتھ ساتھ آؤ۔ دونوں پھر خیموں کے بیچوں بیچ آگے بڑھنے لگے
اپنے اپنے خیموں میں گہری نیند سوئے ہوئے تھے اور باہر تیز ٹھٹھرا دینے والی
چل رہی تھیں۔ ابرہہ نے پھر نفیل کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

نفیل نفیل تم خیمے کے دونوں پہریداروں سے نپٹ لینا۔ میں اندر داخل ہو
کام تمام کر دوں گا۔ اس پر نفیل بولا اور کہنے لگا دیکھ ابرہہ تم فکر مت کرو
میں ہی ابو سحم کے خیمے کے باہر پہرہ دینے والے دونوں محافظوں کا خاتمہ کر
نفیل کے اس جواب پر خوش ہو گیا دونوں پھر آگے بڑھنے لگے تھے۔

ابو سحم کے خیمے کے نزدیک جا کر انہوں نے دیکھا خیمے کے باہر آگ
اور باہر دو محافظ پہرہ دے رہے تھے۔ وہ دونوں کھڑے ہو گئے۔ محافظ ان
چونکے لیکن نفیل نے آگے بڑھ کر ان پر حملہ کر دیا۔ جبکہ ابرہہ بھاگتا ہوا
داخل ہو گیا تھا۔ باہر تلواریں ٹکرانے کی آواز سن کر ابو سحم جاگ اٹھا تھا
میں داخل ہوا تو ابو سحم اپنے بستر کے قریب کھڑا تھا۔

ابرہہ آگے بڑھ کر اس پر اپنی تلوار برسانا چاہتا تھا کہ خیمے کے اندر
نمودار ہوئے اور آگے بڑھ کر انہوں نے ابرہہ پر حملہ آور ہونا چاہا عین اسی
میں داخل ہوا اور طوفانی انداز میں حملہ آور ہوتے ہوئے ابرہہ پر حملہ آور
دونوں جوانوں کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اب ابرہہ کو موقع مل گیا
اپنی تلوار برسائی اور ابو سحم کا کام تمام کر دیا۔ اردگرد خیموں میں ابھی
ہوئی تھی۔ وہ تیزی سے باہر آیا اور خیمے سے باہر جلتے الاؤ سے ایک آتش

میں چلا دیا تھا۔ اس موقع پر اس نے دیکھا کہ خیمے کے باہر جو دونوں محافظ بیٹھے
نفیل بن حبیب نے ختم کر دیا تھا اور ان کی لاشیں آگ کے الاؤ کے پاس پڑی
سارا سماں دیکھتے ہوئے ابرہہ دوبارہ خیمے میں آیا اور انتہائی ممنونیت سے اس
طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

کے بیٹے تم نے آج میری جان بچا کر مجھ پر وہ احسان کیا ہے جس سے
بھی سبکدوش نہ ہو سکوں گا۔ سن ابن حبیب قسم یسوع مسیح کی مجھے خبر نہ تھی
کے وقت اپنے خیمے کے اندر اپنی حفاظت کے لئے خفیہ محافظ بھی رکھتا
وقت پشت کی طرف سے ابو سحم کے ان محافظوں پر حملہ آور نہ ہوتے تو
کی جگہ میری گردن کٹ کر اس خیمے میں پڑی ہوتی۔ دیکھ ابن حبیب۔
شکریہ ادا کرتا ہوں۔ تو نے واقعی وہ کام سرانجام دیا ہے جو میرے لئے
دے سکتا تھا۔

دیکھ ابرہہ تم نے مجھ پر جو اعتماد کیا تھا اس پر مجھے بہرحال پورا تو اترنا تھا۔
تم سے تمہارا ساتھ دینے کا وعدہ کر چکا تھا اور جو شخص مجھ پر اعتماد کرتا ہے
کی خاطر تو میں اپنی جان اپنا تن من بھی لٹا دینے کے لئے تیار ہو جاتا
بیب کی اس گفتگو سے ابرہہ ایسا متاثر ہوا کہ اس نے آگے بڑھ کر نفیل
رکھتے ہوئے کہا۔ دیکھ نفیل بن حبیب میرے عزیز۔ میں آج سے ایک
معاوضے پر اپنے لشکر میں تمہیں اپنا نائب مقرر کرتا ہوں۔ ابرہہ کی اس پیش
دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔

میں تیری اس پیش کش کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن تو جانتا ہے کہ ہم تو خانہ
ریوڑ کے لئے چراگاہوں کی تلاش کے علاوہ ہم کبھی مصر کبھی شام کبھی مکہ
ان شہروں میں روزی کمانے کے لئے ہم تجارت کا پیشہ بھی کرتے ہیں۔ پھر
داری میں کیسے اور کیونکر سنبھال سکوں گا۔

نے جواب دینے کے لئے کچھ سوچا پھر وہ بڑی شفقت سے کہنے لگا۔ دیکھ
وہاں کہیں بھی چلے جاؤ یہ عہدہ تمہارے لئے خالی پڑا رہا کرے گا اور اس کا
باقاعدگی سے ملتا رہا کرے گا۔ ابرہہ یہاں تک کہنے کے بعد رکا پھر کسی
اس نے نفیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تم لوگوں کے مصر اور شام جانے کی
آتی ہے اس لئے کہ وہاں تم تجارتی مال کا لین دین کرتے ہو اور خوب نفع
لیکن تم مکہ کیا کرنے جاتے ہو۔ میں نے سنا ہے وہاں چند نخلستان کے علاوہ

صرف پہاڑ ہی پہاڑ ہیں پھر وہاں تم لوگوں کو کیا ملتا ہو گا۔ ابرہہ کی اس گفتگو
نفیل بن حبیب کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ابرہہ کا ساتھی مدیان خیمے میں داخل
مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔ دیکھ آقا پانچ ہزار ہمارے لشکری اور وہ
پہونچ گئے ہیں۔ جواب میں ابرہہ تھوڑی دیر کے لئے گہری سوچ میں ڈو
لگا۔

مدیان' مدیان دو ہزار عربوں کو خیمے کے اردگرد لگا دو وہ ہمارے محا
دیں گے۔ اپنے جوانوں سے کہو کہ وہ اپنے لشکر میں جگہ جگہ پھیل کر
مشہور کرنا شروع کر دیں کہ آج رات ابرہہ اور ابو صحم میں تلخ کلامی ہوئی
کہ ہمیں یمن میں ہی نہ پڑا رہنا چاہیے بلکہ اردگر کے اور علاقوں پر بھی
پر قبضہ کرنا چاہیئے تاکہ ہمارے لشکریوں کو اور مال غنیمت ہاتھ آ
جائیں۔ اور ابو صحم نے اس تجویز سے اتفاق نہ کیا اور آپس میں تکرار
صورت اختیار کر لی اور ابو صحم نے ابرہہ پر حملہ کر دیا لیکن اس حملے میں
اب ابو صحم کو زیر اور مغلوب کرنے کے بعد ابرہہ ہی لشکر کا سالار اعلیٰ
سن مدیان۔ اپنے ان سارے لشکریوں کو کہو کہ لوگوں کے کانوں
رہو۔ تم دیکھو گے کہ ہمارے لشکری ہمارے خلاف محاذ آرائی کے بجا
تعاون کریں گے اور سنو مدیان کچھ لوگ شہر کے اندر بھی بھجوا دو۔ وہاں
درست رکھنے کے لئے جو ہمارا دس ہزار کا لشکر پڑا ہے اس کے جوانوں
ہونے سے پہلے پہلے پہونچ جانی چاہیے تاکہ آنے والی صبح ہم ایک
ارادوں کا اظہار کر سکیں۔ "ابرہہ کی اس گفتگو کے جواب میں مدیان
ہوئے باہر نکل گیا تھا۔ مدیان کے جانے کے بعد ابرہہ نے پھر نفیل بن
ہوئے کہا ابن حبیب تم کچھ کہتے کہتے رک گئے تھے۔ تم مجھے بتانے لگے
شام کے علاوہ مکہ کیا کرنے جاتے ہو۔ بیچ میں مدیان آگیا تھا اب تم
جواب میں نفیل بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ ابرہہ مکہ میں خدا کا ایک گھر ہے جسے ہمارے بزرگ نبی ابراہیم
اسماعیل نے مل کر اپنے رب کی رضا مندی سے تعمیر کیا تھا۔ گو یہ گھر
اسے حضرت آدم نے تعمیر کیا تھا لیکن طوفان نوح میں اس کے آثار
رب کی طرف سے نشاندہی پر اس جگہ پر یہ گھر ابراہیم اور اسماعیل نے
مصر اور شام یمن اور فلسطین اور دیگر دور دراز کے علاقوں

اس کا طواف کرنے حاضر ہوتے ہیں۔ ہم بھی اللہ کے گھر کا طواف کرنے جاتے
اہل مکہ سے تجارت بھی کر لیتے ہیں۔ دور دور کے رہنے والے لوگ اس گھر
ہیں اور اس کی طرف اڈے چلے آتے ہیں۔
جب خاموش ہوا تو ابرہہ بولا اور پوچھا ابن حبیب اس گھر کی دیکھ بھال
نفیل کہنے لگا اس گھر کا ایک متولی ہے اور اس کی دیکھ بھال اور صفائی کا
ابرہہ نے پھر کسی قدر دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا کہ آج کل اس گھر کا متولی
نفیل پھر کہہ رہا تھا۔
اس گھر کا متولی عبدالمطلب ہے۔ یہ شخص انتہائی خوبصورت دراز قد اور اعلیٰ
ہے۔ اس کا تعلق قبیلہ قریش سے ہے جو ہماری طرح اللہ کے نبی اسماعیل

اس گفتگو سے شاید ابرہہ کی دلچسپی میں مزید اضافہ ہوا تھا لہٰذا وہ پھر بڑے
لگا۔ اس شخص کا نام عبدالمطلب کیوں ہے کیا وہ کسی مطلب نامی شخص کا
نے کہا۔ مطلب اس کے چچا کا نام تھا۔ اب ابرہہ نے بڑی جستجو سے پوچھا
غلام ہے۔
اس مسکراہٹ میں کہا ایسی بات نہیں وہ کسی کے غلام نہیں رہے۔ اصل
کا نام عمرو تھا جو زیادہ تر ہاشم کے لقب سے پہنچانے جاتے ہیں۔ عربی میں
کرنے کو کہا جاتا ہے۔ اس کا اسم فاعل ہاشم ہے۔ یعنی روٹی کا چورا کرنے
خطاب ملنے کا سبب یوں ہے کہ ایک بار مکہ میں سخت قحط پڑا۔ لوگ
غربت و افلاس نے ان کا برا حال کر دیا۔ انہیں کہیں سے بھی خوراک
عمرو کو لوگوں کی حالت زار پر ترس آیا۔ اپنی دولت لیکر شام کا سفر کیا اور
روٹیاں لیکر بوریوں میں بھر کر اور اونٹوں پر لاد کر مکہ لایا۔
اس نے کئی روز تک لوگوں کی دعوت کی روٹیوں کا چورا بنایا۔ وہی اونٹ
کی تھیں انہیں ذبح کر کے بڑی بڑی دیگوں میں پکایا اور دیگیں بڑی بڑی
کر روٹیوں کا چورا ان میں الٹ کر خود بنایا اور اہل مکہ کو خوب سیر کر کے
اسی سبب سے ان کا نام ہاشم مشہور ہو گیا کیونکہ اس طرح کی دعوت اور
اہل مکہ کی اکثر کرنے لگے تھے۔
ذرا رکا اپنے خشک ہونٹوں پر اس نے زبان پھیری پھر وہ دوبارہ کہہ رہا
بار تجارت کی غرض سے شام جا رہا تھا کہ راستے میں اس نے یثرب میں

قیام کیا وہاں بازار میں اس کی نظر ایک ایسی لڑکی پر پڑی جس کی حرکات و
شرافت و فراست ٹپکتی تھی اور حسن و جمال میں بے نظیر تھی۔

ہاشم کے معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ اس لڑکی کا نام سلمٰی ہے اور اس کا
سے ہے۔ ہاشم نے لڑکی کے والدین کو اس سے شادی کی درخواست کی جو
سلمٰی سے اس کا نکاح ہو گیا۔ ہاشم اپنی بیوی کو لیکر شام کی طرف روانہ ہوئے
غزی کے مقام پر اس کا انتقال ہو گیا۔

اس وقت سلمٰی امید سے تھی اور اس کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا جس کا
شیبہ رکھا۔ اس لڑکے نے تقریباً" آٹھ برس یثرب میں اپنی والدہ کے پاس
جب ہاشم کے بھائی مطلب کو ان واقعات کا علم ہوا تو اس نے یثرب پہنچ کر
تلاش کرنا شروع کیا۔

ذرا رک کر نفیل نے نظر بھر کر ابرہہ کی طرف دیکھا وہ بڑا متاثر دکھائی
بڑی دلچسپی سے یہ سارے واقعات سن رہا تھا۔ نفیل کہتا چلا گیا۔ سلمٰی کو
آمد اور بھتیجے کو تلاش کرنے کی اطلاع ہوئی تو اس نے اسے بلا بھیجا۔ مطلب
تین دن مہمان رکھا اس کی خدمت و مدارت کی اور چوتھے روز اس کی فرمائش
کے ہمراہ روانہ کر دیا۔

جب مطلب مکہ میں داخل ہوا تو یہ کہ ان کا نو عمر بھتیجا اونٹ پر ان کے
تھا۔ لوگوں نے سمجھا مطلب کوئی غلام خرید کر لایا ہے لہٰذا اس بچے
عبدالمطلب یعنی مطلب کا غلام کہنا شروع کر دیا۔ کیونکہ اس وقت انہیں
مطلب کا بھتیجا ہے۔ تب سے وہ شیبہ کے بجائے عبدالمطلب کے نام سے
شخص آج کل کعبہ کا متولی ہے۔

نفیل بن حبیب جب خاموش ہو گیا تب ابرہہ چند ثانیوں تک گردن
رہا پھر اس نے غور سے نفیل کی طرف دیکھا اور کہا اگر مکہ کے کعبہ سے
صفا شہر میں تعمیر کیا جائے اور لوگوں کو کہا جائے کہ وہ کعبہ کی بجائے اس
و زیارت کریں تو مقامی لوگوں کا کیا رد عمل ہو گا۔

ابرہہ کی یہ گفتگو سن کر نفیل بن حبیب کے چہرے پر ناپسندیدگی اور
نمودار ہوئے تھے پھر اس نے خشمگین نگاہوں سے ابرہہ کی طرف دیکھتے ہوئے
کعبہ اللہ کے حکم پر پیغمبروں کا تعمیر کردہ بیت اللہ ہے۔ اس کے علاوہ کسی
طواف اور زیارت کرنے کے بجائے ان صحراؤں کے لوگ زندگی پر موت کو

حبیب کی یہ حالت دیکھتے ہوئے ابرہہ نے ہنس کر ٹالتے ہوئے کہا میں تو یونہی
تم تو ایک دم سنجیدہ ہو گئے ہو آؤ میرے خیمے میں چلتے ہیں۔ ابرہہ اور نفیل
آئے دو ہزار مسلح جوانوں کے ساتھ وہ خیموں کے اس شہر کے جنوبی حصوں کی
تھے۔

ابرہہ کے لئے نئی صبح کے آغاز کے ساتھ طلوع ہوا اس کے حامیوں نے خیمہ
ابو صحم کو بدنام کیا اور ابرہہ کو بالا و برتر ظاہر کیا اس پروپیگنڈے میں ابرہہ کے
ابو صحم کو ظالم اور ابرہہ کو مظلوم ثابت کیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لشکر میں کسی
بھی ابرہہ کے خلاف اور ابو صحم کی حمایت میں کوئی آواز بلند نہ کی اس طرح
نے ابرہہ کی اطاعت کو اپنی گردن کا جوا بنا لیا تھا اور ابو صحم کو ماضی کی یاد اور
فریب کی طرح بھلا دیا گیا تھا۔

عرب قبائل کو خوب نوازا خوراک، مال و زر سے ان کی خوب مدد کی کیونکہ
نفیل بن حبیب کی بدولت ہی وہ ابو صحم کو قتل کر کے اس کی جگہ خود لشکر کا
بنا تھا۔ مقامی لوگوں کی مدد سے ابرہہ نے قریبی پہاڑوں سے سرخ رنگ کا پتھر
معبد تعمیر کرنا شروع کیا اور خوبصورتی کے لئے اس میں سرخ و سفید زرد و سیاہ
مال کیا گیا۔

معبد تیار ہو گیا تو ابرہہ نے اسے سونے چاندی سے مجلّہ اور جواہرات سے
دروازوں پر سونے کے پترے لگوائے دیواروں پر اتنی زیادہ لاکھ ملی کہ ان کا رنگ

میں ایک بہت بڑا یاقوت نصب کیا جس نے اس معبد کو اور زیادہ پراسرار بنا
اس نے شہر شہر اعلان کرا دیا کہ آئندہ کوئی شخص بھی مکہ میں حج کرنے نہیں
صفا میں اس معبد کا احترام و طواف کیا کرے گا۔ اس اعلان سے عرب قبائل
خلاف نفرت پھیل گئی۔ نفیل بن حبیب نے بھی ابرہہ کے پاس آنا جانا ترک کر
نے یہ مبعبد صفا شہر سے باہر تعمیر کرایا تھا۔ یہ ایک عالی شان عمارت تھی اور
ہی اس نے اسی سرخ پتھر سے اپنے رہنے کے لئے ایک محل بھی بنوا لیا تھا۔

روز ابرہہ اسی معبد میں بیٹھا تھا کہ اس نے اپنے دیرینہ ہم راز اور مخلص مدیان
تھوڑی دیر بعد جب مدیان اس کے سامنے آ کر بیٹھا تو ابرہہ نے بے چینی سے
دیکھتے ہوئے پوچھا۔ سن مدیان تم نے دیکھا ہمارے سختی سے حکم دینے کے

باوجود کوئی بھی ابھی تک ہمارے اس بنائے ہوئے معبد کے طواف کو نہیں آیا [illegible]
کے گروہ در گروہ اور کاروان کے کاروان کعبہ کا حج کرنے مکہ کا رخ کر رہے ہیں کیا [illegible]
ہماری سبکی اور بے عزتی نہیں ہے۔

ابرہہ کی یہ گفتگو سن کر مدیان نے گہری سوچ اور تفکر کے بعد کہا۔ آپ اس [illegible]
شان و شوکت اور بڑھانے کے علاوہ اسے پراسرار بنائیے پھر دیکھئے لوگ خود [illegible]
طرف بھاگے چلے آئیں گے۔ مکہ کے کعبہ کو خدا کے دو بزرگ نبیوں نے تعمیر کیا [illegible]
لئے وہ لوگوں کی توجہ اور احترام کا مرکز ہے جواب میں ابرہہ نے چونک کر مدیان کی [illegible]
دیکھتے ہوئے پوچھا۔ دیکھ مدیان اس معبد کو میں کیسے اور کس طرح پراسرار بناؤں اور [illegible]
شان و شوکت میں کس طرح اضافہ کروں جو کچھ میں کر سکتا تھا وہ تو میں کر چکا ہوں [illegible]
نے پھر کہا۔

دیکھ ابرہہ اول تو معبد کے لئے محافظ و پہریدار مقرر کریں جو اس کی حفاظت [illegible]
اور صفائی کا خیال رکھیں اس کے علاوہ مصر سے ماہر جادوگر منگوا کر اس معبد میں [illegible]
یہاں محیر العقول کارنامے انجام دیں۔ اس طرح معبد کی حیثیت ایک طلسم کدے [illegible]
جائے گی اور اس کے لئے لوگوں کے دلوں میں عزت و احترام اور کسی حد تک [illegible]
لرزہ طاری ہو گا وہ اس طلسم کدہ میں اپنی منتیں اور نذرانے لیکر آئیں گے اور [illegible]
طرف جانے والوں کا رخ اس طرف مڑ جائے گا۔

ابرہہ مدیان کا یہ جواب سن کر بے حد خوش ہوا پھر وہ اسی خوشی میں کہنے [illegible]
مدیان تم نے بالکل درست کہا ہے۔ میں آج ہی اپنے اس نئے معبد کے لئے محافظ [illegible]
ہوں اور کل سے میں مصر کی طرف اپنے آدمی روانہ کروں گا جو وہاں سے ماہر [illegible]
ساتھ لیکر آئیں گے اور اس معبد کو طلسم کدے میں بدل کر اس کی شان و شوکت [illegible]
اضافہ کریں گے۔

دیکھ مدیان مصر سے آنے والے ان جادوگروں کے لئے بیش بہا تحائف روانہ [illegible]
اور انہیں یہاں بلا کر بھی انہیں مالا مال کر دوں گا۔ اس گفتگو پر ابرہہ اور مدیان دونوں [illegible]
طرح سے مطمئن ہو گئے تھے۔ پھر ابرہہ اور مدیان دونوں اس معبد سے نکل کر [illegible]
طرف جا رہے تھے۔

○

عزازیل ایک روز انتہائی گہری سوچوں میں غرق اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے [illegible]

[illegible] ایک جس کا نام ثبو تھا اس کے پاس آیا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
[illegible] میں ایک بہت اہم خبر لیکر آیا ہوں اور اس خبر کے پیچھے ایک راز پنہاں ہے اور یہ
[illegible] بہت بڑا راز ہے مجھے افسوس ہے اس راز پر سے میں ابھی تک پردہ ہٹانے میں
[illegible] نہیں ہوا۔ ثبو کے اس انکشاف پر عزازیل نے چونک کر اپنے اس ساتھی کی طرف
[illegible] پوچھا جو خبر تم لیکر آئے ہو پہلے یہ کہو کہ وہ خبر کس سے متعلق ہے اور کیا راز اس
[illegible] ہے اس پر ثبو بولا اور کہنے لگا۔
[illegible] وہ خبر جو میں آپ سے کہنے کے لئے آیا ہوں وہ ہمارے قدیمی دشمن یوناف اور
[illegible] کیرش سے متعلق ہے۔ اس پر عزازیل نے انتہائی بیزاری' کراہت اور نفرت کا
[illegible] ہوئے کہا۔
[illegible] میرے ساتھی۔ میرے دوست تو ان دونوں بدبختوں سے متعلق کیا خبر لیکر آیا
[illegible] موجودگی نے مجھے نالاں مجھے بیزار کر کے رکھ دیا ہے۔ دیکھ اب تک میں ان
[illegible] اس یوناف کے خلاف حرکت میں آیا۔ بے شمار مواقع پر میں نے اسے اپنے
[illegible] مغلوب کرنے کی کوشش کی لیکن میری بدقسمتی کہ میں کبھی اسے اپنے سامنے
[illegible] شکست دینے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ جب کہ کئی بار اس نے مجھے زک پہونچائی
[illegible] سامنے مغلوب کیا۔ کیا یہ یوناف کے ہاتھوں میری ذلت اور پستی نہیں ہے۔
[illegible] جو خبر اس سے متعلق لیکر آئے ہو کہو وہ کیسی ہے اور کس نوع کی ہے۔ اس
[illegible] اور کہنے لگا آقا دریائے خابور کے کنارے جہاں قدیم ماری شہر کے کھنڈرات ہیں
[illegible] ہی کوہستانی سلسلے کے اوپر ایک انتہائی قدیم محل ہے کہتے ہیں یہ محل کسی
[illegible] جادوگر نے بنایا تھا۔ اس نے اپنے علم کا زیادہ حصہ بابل شہر میں اتارے جانے
[illegible] فرشتوں ہاروت اور ماروت سے حاصل کیا تھا۔ اس سے زیادہ معلومات میں اس
[illegible] متعلق حاصل نہیں کر سکا۔ جو خبر میں آپ سے کہنے والا ہوں وہ یہ ہے۔
[illegible] اور کیرش دونوں میاں بیوی کبھی کبھی اس محل کی طرف جاتے ہیں۔ محل میں
[illegible] ہیں بائیں طرف جو کمرہ ہے اس کی چھت پر جاتے ہیں اور وہاں سے پانی ٹپکاتے
[illegible] پانی ٹپکتا ہے اس کمرے کے اندر سے آہ و زاری اور واویلا اور آہیں بھرنے کی
[illegible] آتی ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے ایسا کر کے یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نے اس
[illegible] کسی کو بند کر رکھا ہو۔ پھر اسے عذاب اور اذیت میں مبتلا کرتے ہوں۔
[illegible] یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر اس کے
[illegible] ہونٹوں پر کن مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس کے بعد وہ خوشی بھری آواز میں اپنے ساتھی

سے کہنے لگا۔

دیکھ ثبو اس میں کوئی شک نہیں تو ایک بہترین خبر لے کر آیا ہے۔ میرا دل [illegible]
یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نے اپنی کسی مخالف قوت کو وہاں بند کر [illegible]
اذیت میں مبتلا کر رکھا ہو گا۔ پہلے تم پوری تفصیل حاصل کرو۔ ابھی اور اسی [illegible]
کے لوگوں میں گھل مل جاؤ اس محل کے متعلق مکمل تفصیل حاصل کرو۔ [illegible]
تھا اس کے متعلق جانو۔ یوناف اور کیرش سے متعلق بھی ان لوگوں سے [illegible]
کرو۔ ہو سکتا ہے انہوں نے بھی کبھی وہاں رہائش رکھی ہو۔ اس کے بعد [illegible]
بتاؤ۔ میرا دل کہتا ہے کہ یوناف اور کیرش نے اپنی کسی مخالف قوت کو یہاں [illegible]
کے ذریعے بند کر کے عذاب اور اذیتوں میں مبتلا کر رکھا ہو گا۔

دیکھ میرے عزیز اگر ایسا ہے تو پھر جن قوتوں کو یوناف اور کیرش نے [illegible]
بند کر کے عذاب میں ڈال رکھا ہے اسے میں رہا کرانے کے متعلق سوچوں [illegible]
ہوں اسے میں رہا کرانے کے بعد ان قوتوں ہی کو میں یوناف اور کیرش [illegible]
کروں گا۔ اگر وہ قوتیں واقعی زور آور اور طاقتور ہوئیں تو مجھے امید ہے کہ [illegible]
شاید میں یوناف اور کیرش کو ایک بار اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر [illegible]
جاؤں۔ اب تم جاؤ۔ کچھ عرصہ ان لوگوں کے اندر رہ کر پوری معلومات حاصل [illegible]
کے بعد میرے پاس آؤ۔ تاکہ میں نئے انداز میں یوناف اور کیرش کے خلاف [illegible]
سکوں۔ عزازیل کا یہ حکم سن کر اس کا ساتھی ثبو اس کے پاس سے چلا گیا تھا۔

○

[illegible] کے شہنشاہ نوشیروان کو اپنی زندگی میں پہلی بار ترکوں سے پالا پڑا۔ یہ ترکوں کے
[illegible] بڑے قبیلے تھے جو اپنے اصل ٹھکانوں سے ہجرت کر کے شمال سے جنوب کی
[illegible] تھے۔ جنوب میں جس کوہستانی سلسلے میں یہ آ کر ٹھہرے تھے وہاں کے مقامی
[illegible] ان ترکوں نے تہس نہس کر کے وہاں اپنی سلطنت قائم کر لی یہاں تک کہ
اپنی سلطنت کی سرحدیں ایران کے ساتھ آ ملائیں۔ تاریخ کے نقشے پر رونما
[illegible] ان ترکوں کا پہلا خاقان ایک شخص طومن تھا۔ جو جلد ہی فوت ہو گیا اور ایک
[illegible] ان لوگوں نے اپنا خاقان بنا لیا۔ لیکن اس کی حکومت کا زمانہ بھی بہت مختصر
[illegible] بعد اس کا بھائی موقان ترکوں کا خاقان بنا۔ یہ وہ پہلا ترک حکمران تھا جس
[illegible] سے دوستانہ روابط قائم کئے۔
[illegible] کہنا چاہئے کہ خود نوشیرواں نے ترکوں کے خاقان موقان سے تعلقات استوار
[illegible] کہ ایران پر آئے دن شمال کے وحشی بن خزر اور دوسرے قبائیل حملہ آور
[illegible] تھے۔ نوشیروان کا خیال تھا کہ اگر وہ ترکوں کے ساتھ اپنے تعلقات اچھے رکھے
[illegible] کے ساتھ مستقبل میں کوئی جنگ ہو جاتی ہے تو ترکوں کی مدد سے وہ شمال سے
[illegible] والے وحشی قبائیل کی یلغار کو روک سکتا ہے۔
[illegible] نظریات کے تحت ترکوں سے اپنے تعلقات بہتر اور استوار کرنے کے لئے
[illegible] ترکوں کے خاقان کی بیٹی کا رشتہ مانگا جو ترکوں کے خاقان نے قبول کر لیا اور
[illegible] کی شادی نوشیروان سے ہو گئی اس طرح دونوں حکومتوں کے تعلقات استوار تر
[illegible] نوشیروان کا شہزادہ اور ولی عہد اسی ملکہ کے بطن سے ہوا تھا۔
[illegible] سے پہلے ہن قبائیل رومن ہی نہیں ایرانی سلطنت کے لئے بھی درد سر بنے
[illegible] نوشیروان نے ترکوں کے ساتھ اپنے تعلقات بہتر بنا لئے تو اس نے ترکوں کو
[illegible] کے خلاف استعمال کرنا چاہا۔ نوشیران کا خیال تھا کہ ہن قبائیل کو اگر کوئی زیر کر
[illegible] وحشی ترک ہیں جو انہیں مار بھگا سکتے ہیں۔ لہٰذا اپنا چھوٹا سا ایک لشکر تیار کر

کے اس نے ترکوں کو ترغیب دی کہ وہ ہن قبائیل پر حملہ آور ہوں جو آ
سلطنت پر حملہ آور ہو کر انہیں نقصان پہونچانے کی کوشش کرتے ہیں۔
اس ترغیب کے تحت ترک ہن قبائیل کے خلاف صف آراء ہوئے۔
جانتے تھے کہ ترک وہ وحشی قبائیل ہیں جنہوں نے انہیں مار مار کر ان کے
بھاگ جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ بہر حال وہ ترکوں کے سامنے جنگ کے لئے تیار ہو
جنگ میں ترکوں کے ہاتھوں ہن قبائیل کو بد ترین شکست ہوئی۔ اس جنگ میں ان
بھی مارا گیا۔ اس طرح ہن قبائیل سے ایرانیوں کی جان چھوٹ گئی۔ ہن قبائیل
کے بعد نوشیروان نے ترک قبائیل کی توجہ خزر قبائیل کی طرف دلائی۔ خزر قبائیل
جو گاہے گاہے سر اٹھاتے اور ایرانی سرحد پر لوٹ مار کرتے رہتے تھے۔ نوشیروان
ترک ان پر بھی حملہ آور ہوئے اور انہیں عبرتناک شکست دی۔ اس حملے میں
کے ہزاروں افراد ترکوں کے ہاتھوں تہہ تیغ ہوئے۔ اس طرح ترکوں نے خزر
بھی نوشیروان کی جان چھڑا دی تھی۔

نوشیروان کا چونکہ رومن حکومت کے ساتھ پچاس سالہ صلح کا معاہدہ ہو چکا
اس دوران وہ چھوٹی موٹی طاقتوں کو ختم کر کے اپنی سلطنت کو بالکل پر امن بنا چکا تھا
جب اس نے ترکوں کے ہاتھوں ہن قبائیل اور خزر قبائیل کا خاتمہ کرا دیا تھا
ہوئی کہ کوئی ایسا بھی موقعہ آ سکتا ہے کہ ترک ایران پر حملہ آور ہو کر تباہی اور
پھیلا سکتے ہیں۔ نوشیروان کو یقین تھا کہ اگر ایسا ہوا تو وہ ترکوں کی راہ نہیں روک
اور ترک یلغار اور ترکتاز کرتے ہوئے اس کے مرکزی شہر مدائن میں آ کر دم لیں

گو ترکوں نے نوشیروان کے لئے ہن قبائیل کو شکست دی تھی خزر قبائیل
تھا لیکن ترکوں کی ان خدمات کو فراموش کرتے ہوئے نوشیروان نے ان کے خلاف
میں آنے کا فیصلہ کیا۔ اس کے لئے نوشیروان نے یہ بہانہ بنایا کہ ترک آ
سلطنت پر حملہ آور ہوتے رہتے ہیں۔ ڈاکہ زنی کرتے ہیں اور اس کے لئے
ہیں۔ اس مقصد کے لئے نوشیروان نے ایرانی سرحدوں کو محفوظ کرنے کے لئے
کو از سر نو تعمیر کیا۔ نوشیروان نے جب ترکوں پر یہ الزامات لگائے تو ترک
ایرانی لشکر پر شب خون مارنے لگے۔

ترکوں کے ایک سردار سنجبو نے رومن حکومت کے اشتعال دلانے پر ایرانی
کی سرحدوں پر حملہ کیا۔ اور کنکار کے بعض قلعوں کو جو نوشیروان نے بنائے تھے
کر کے رکھ دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایرانیوں اور رومنوں کے مابین کشیدگی

آرمینیا سے بھی کشمکش کی خبریں آنے لگیں۔ ان حالات میں ایرانی اور رومن
ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہونے کے لئے بڑی تیزی سے جنگی تیاریاں
گئے تھے۔

○

میں تاریکی خوب گہری ہو گئی تھی۔ رات اپنا آنچل دراز کرتی جا رہی تھی۔
حبیب۔ اس کی ماں زہرہ بنت کلاب اور بن جندلہ اپنے خیمے کے باہر جلتے ہوئے
بیٹھے تھے کہ نبطیہ بھاگتی ہوئی وہاں آئی اور نفیل کے پاس بیٹھتے ہوئے اس نے
کچھ سنا۔

غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا دیکھ نبطیہ تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ کھل
کہنا چاہتی ہو۔ میں تمہاری بات کا مطلب نہیں سمجھا۔ جواب میں نبطیہ نے
آگ کے الاؤ پر پھیلاتے ہوئے کہا۔ ہمارے کعبہ کے مقابلے میں ابرہہ نے
اس میں کسی نے گندگی اور نجاست پھیلا دی ہے۔

کے اس انکشاف پر نفیل بن حبیب تھوڑی دیر تک خاموش رہا تھا اس کے
ہلکی مسکراہٹ تھی پھر اس نے نبطیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ دیکھ نبطیہ مجھے
ہے۔ یہ کام میرے قبیلے کے آدمیوں نے کیا ہے۔ اور ایسا انہوں نے میری اور
فہیرہ کی رضامندی سے کیا ہے۔ اس پر نبطیہ بڑی فکرمندی اور پریشانی میں

ابرہہ کے کچھ آدمی ہمارے خیموں میں داخل ہوئے ہیں اور وہ اس سلسلے
فہیرہ سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے تھے انہوں نے معبد کی صفائی تو
لیکن ہمیں وہ آدمی چاہئے جنہوں نے وہاں گندگی اور نجاست پھیلائی ہے۔

کی ان باتوں سے نفیل بن حبیب کی حالت تخیل کی تشکیل میں گھستے درد کے
شام غریباں میں بھلیتی آتش ہجراں جیسی ہو گئی تھی۔ پھر نفیل انتہائی غصے میں
کی طرح اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور زہریلی اور غصیلی آواز میں کہنے لگا۔
ہماری آزادی میں خلل ڈال رہا ہے اگر حالات ایسے ہی رہے تو ہم بے جھجک
اس کے خلاف بغاوت کر دیں گے۔ دیکھ نبطیہ تم یہیں بیٹھو میں تھوڑی دیر
ہوں۔ اس پر نبطیہ نے بڑی فکرمندی اور پریشانی میں نفیل بن حبیب کو مخاطب کر
آپ اس وقت کہاں جا رہے ہیں۔

نفیل نے ایک بار غور سے اپنے سامنے کھڑی ہوئی نبطیہ کی طرف دیکھا
دیکھ نبطیہ تو کسی سے مت کہنا۔ میں اس وقت ابرہہ کے معبد کی طرف جاؤں
میں نبطیہ کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ اس سے پہلے ہی نفیل بن حبیب کی ماں
نے نفیل کو بڑے شفقت اور پیار بھرے انداز میں کہنا شروع کیا۔

نفیل میرے بیٹے۔ ایسا کوئی بھی قدم نہ اٹھانا جس سے تم کسی مصیبت اور
گرفتار ہو کر رہ جاؤ۔ پہلے تم پر میری اور جندلہ کی ذمہ داری تھی اب نبطیہ کی
بھی تم پر آن پڑی ہے لہٰذا میرے بیٹے میرے بچے میں تمہیں تنبیہہ اور تاکید کر
جو بھی قدم اٹھانا انتہائی احتیاط کے ساتھ اٹھانا۔ اس پر نفیل نے بڑی نرمی اور
دینے کے انداز میں ماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے میری ماں تم فکرمند مت ہو۔ جس کام کا میں نے ارادہ کیا ہے
جلد ہی تمہارے جندلہ اور نبطیہ کے پاس لوٹ آؤں گا۔ اس کے ساتھ ہی
ہٹ گیا۔ زہرہ۔ جندلہ اور نبطیہ اسے فکرمندی اور پریشانی میں جاتا ہوا دیکھ رہی

اپنی ماں۔ بہن اور نبطیہ کے پاس سے ہٹ کر نفیل بن حبیب سیدھا
کے قریب آیا۔ اس نے دیکھا معبد کی صفائی کر دی گئی تھی اور حسب معمول
پہرہ دے رہے تھے۔ دو معبد کے سامنے اور دو محافظ معبد کی پشتی طرف
نفیل معبد کی پشت پر گیا پھر وہاں سے وہ زمین پر لیٹ گیا اور سانپ کی
رینگ کر وہ آگے بڑھنے لگا تھا۔ پھر ایک پہریدار کے قریب جا کر نفیل
کی طرح اٹھ کھڑا ہوا۔ ایک عجیب سی حریفانہ کشمکش میں اس نے پہریدار کو
منہ اس نے اپنے ہاتھ سے بند کر دیا پھر کمر سے خنجر نکال کر پے در پے وار
ڈھیر کر دیا تھا۔

ایک پہریدار کو ختم کرنے کے بعد نفیل بن حبیب نے اس کی لاش معبد کی
ہٹا کر ایک طرف تاریکی اور اوٹ میں ڈال دی تھی۔ دوسرا پہریدار جب پکر
نفیل کو اپنا ساتھی سمجھا۔ لیکن جب قریب آیا تو اسے شک ہوا کیونکہ نفیل کا لباس
ساتھی کے لباس سے نہ ملتا تھا۔ اس نے دھاڑتی ہوئی آواز میں پوچھا کون ہو
نفیل نے بڑی بے پروائی اور بے دھڑک انداز میں معبد کی اونچی اونچی اور
ستونوں والی چھت دار راہداری میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

مجھ سے تمہیں کوئی خطرہ نہیں۔ میں معبد دیکھنے آیا ہوں۔ اس پر پہریدار
ہوئی آواز میں کہا اس وقت تم معبد کے اندر نہیں جا سکتے۔ لوگوں کو صرف

کی اجازت ہے۔

پہریدار کی بات سنی ان سنی کر کے نفیل اس ستونوں والی راہداری میں داخل ہو
پہریدار اس کے پیچھے بھاگا۔ نفیل نے اپنی پوری بیداری اور دانشمندی سے کام لیا اور
ستون کے پیچھے چھپ کر کھڑا ہو گیا۔

پہریدار جب اس کے پاس سے گزرنے لگا تو اس نے کسی بھوکے درندے کی طرح اس
پر چھلانگ لگا دی اور اسے اپنے نیچے بری طرح دبوچ کر اس کا گلا گھونٹ کر اس کا بھی
کام تمام کر دیا۔

اس پہریدار کی لاش بھی نفیل نے گھسیٹ کر ایک طرف ڈال دی اب نفیل معبد میں
داخل ہوا۔ اس نے دیکھا جگہ جگہ دیواروں کے ساتھ مشعلیں جل رہی تھیں۔ نفیل نے ایک
مشعل لی اور معبد کی کھڑکی اور روشندان کے راستے اوپر چڑھ کر اس نے معبد کی لکڑی کی
چھت کو مشعل سے آگ لگا دی تھی۔ پھر وہ نیچے اترا اور مشعل سے جگہ جگہ آگ لگانی
شروع کر دی۔

نفیل بن حبیب نے جو معبد کی کھڑکیوں۔ دیواریوں اور لکڑی کے کام کو آگ لگا دی تو
وہ آگ خوب بھڑک اٹھی اور وہاں سے اٹھتے ہوئے شعلے اب عمارت سے باہر
نکلنے لگے تھے۔ چھت کی آگ بہت زیادہ بھڑک اٹھی تھی لیکن ابھی تک وہ
باہر نہ نکلی تھی۔

معبد کے سامنے والے پہریداروں نے جب عمارت کے اندر سے آگ کے شعلے اٹھتے
دیکھے تو وہ گھبرائے اور بدحواس ہوئے۔ پھر وہ دونوں پہریدار ایک ساتھ بھاگتے ہوئے اندر
آئے۔ نفیل اوٹ میں رہ کر ان دونوں پر گہری نظر رکھے ہوئے تھا جب وہ دونوں
معبد میں داخل ہوئے تو نفیل اپنی تلوار سونت کر ان کی طرف بھاگا اور ان پر
حملہ آور ہوا۔ تھوڑی دیر تک آگ لگے معبد میں تین تلواریں آپس میں ٹکرائیں پر جلد ہی
نفیل نے دونوں پہریداروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

معبد کی آگ اب خوب بھڑک اٹھی تھی۔ پہریداروں کے وہ ساتھی بھی جاگ اٹھے
جو قریب ہی کہیں سوئے ہوئے تھے اور رات کے پچھلے پہر میں انہوں نے پہرہ دینا تھا ان
کی آنکھ کھل گئی۔ نفیل نے جب دیکھا کہ اب معبد نے بری طرح آگ پکڑ لی ہے اور یہ
آگ بجھائی نہیں جا سکتی تو وہ واپس جانے کے لئے معبد سے نکلا۔ ان آٹھ پہریداروں
نے اسے دیکھ لیا اور وہ اسے للکارتے ہوئے اس کے پیچھے بھاگے۔ نفیل اپنی تلوار سونت
کر ان کا مقابلہ کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا تھا۔ اچانک قریب سے لگاتار کئی تیر چلے اور

نفیل کی طرف بھاگتے ہوئے تین پہریدار زمین پر گر کر لوٹنے لگے تھے۔
ان کے دوسرے ساتھی سراسیمہ سے ہو کر ادھر ادھر کوئی آڑھ تلاش
میں تھے کہ ایک بار پھر یکے بادیگرے تیر چلے اور ان پہریداروں میں سے
گر کر لوٹنے لگے تھے۔ آخری پہریدار وحشیانہ انداز میں وہاں سے بھاگ گیا تھا
نفیل پھر اس طرف بھاگا جس طرف سے تیر برسائے گئے تھے۔ وہ چند
بڑھا تھا کہ پتھروں کی ایک اوٹ سے نبطیہ نمودار ہوئی اور آگے بڑھ کر اس
حبیب کے ہاتھ تھامتے ہوئے کہا میں جانتی ہوں اس موقع پر آپ مجھ سے
کریں گے لیکن یہاں رکنا ہم دونوں کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔ لہٰذا آ
سے بھاگ چلیں۔ اس کے بعد آپ جو بھی مجھ سے سوال کریں گے میں اس
گی۔

جواب میں نفیل بن حبیب نے منہ سے کچھ نہ کہا چپ چاپ نبطیہ
کھڑا ہوا۔ اپنے خیموں میں آکر دم لینے کو وہ ایک چٹان پر بیٹھ گئے۔ نفیل
طرف دیکھتے ہوئے اس موقع پر حیرت زدہ آواز میں پوچھا نبطیہ نبطیہ۔ تم وہاں
کیسے پہونچ گئیں تھیں۔

نبطیہ نے بڑے پیار سے کہا میں سمجھ گئی تھی کہ آپ معبد کی طرف
آئے۔ آپ کے پیچھے پیچھے میں بھی مسلح ہو کر ادھر آگئی تھی۔ اپنے اراد
کی ماں' اور بہن دونوں کو مطلع کر دیا تھا۔ میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ جب
نہ ہو اپنے آپ کو ظاہر نہ کروں گی۔ جب آٹھوں پہریدار آپ کی طرف
ہوئی گو مجھے یقین تھا کہ ان آٹھوں پر بھی آپ قابو پا لیتے لیکن ایسی صورت
اور کئی دیگر لوگ بھی آپ کو وہاں دیکھ لیتے اور معبد کو آگ لگانے کا جرم
لئے میں نے ان پر تیر چلا کر ان کا خاتمہ کر دیا۔ میں نہیں چاہتی کہ آپ اس
کر زیادہ دیر وہاں رکیں ایسی صورت میں وہاں آپ کے لئے خطرات ہی خطرات

نفیل بن حبیب تھوڑی دیر تک بڑی چاہت بڑی محبت اور بڑی نرمی
عدی کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر وہ خوش کن آواز میں کہنے لگا۔ دیکھ نبطیہ تم نے
پر بڑا احسان کیا ہے۔ آٹھ پہریداروں کے ساتھ الجھ کر میں واقعی خطرات میں
اس پر نبطیہ نے جذبات اور رو دینے والی آواز میں کہا۔

خدا کے لئے مجھے یہ احساس نہ دلایئے کہ میں نے آپ پر کوئی احسان کیا
فرض تھا۔ قدرت حالات۔ وقت اور ہمارے ماں باپ ہمیں ایک دوسرے

حفاظت آپ کی ذمہ داری اور آپ کی حفاظت میرا فرض ہے اور میں نے اپنا
ہے۔

نفیل بن حبیب نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا کیا تم اپنے بابا کو بتا کر آئیں
نبطیہ فوراً" بولی اور کہنے لگی۔

میں آپ کے یہاں سے اٹھ کر اپنے خیمے میں آئی تو بابا کے پاس آپ کے
عامر بن فہیرہ بیٹھے کسی اہم موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ اگر میں انہیں بتا
جاتی وہ مجھے ادھر نہ آنے دیتے اور آپ کی حفاظت کے لئے کئی جوانوں کو
کر دیتے جس سے ممکن تھا ابرہہ کے لشکریوں کے ساتھ ہمارا ٹکراؤ ہو جاتا
میں ہمارے لئے نقصان دہ ہوتا۔ اس لئے میں بابا کو بتائے بغیر چوری
آپ کی طرف آئی تھی۔

نفیل فوراً" کھڑا ہو گیا اور نبطیہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ نبطیہ وہ دونوں
آپس میں محو گفتگو ہوں گے آؤ چل کر انہیں اپنی کارگزاری بتاتے ہیں
نبطیہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی پھر وہ دونوں اپنے خیموں کی طرف چل دیئے

O

ہوئے پتھر کے محل میں سویا ہوا ابرہہ ایک دم ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا تھا اس
اسے جگایا تھا جب وہ اٹھ کر بیٹھا تو اس نے دیکھا اسے جگانے والا اس کا
مدیان تھا۔ ابرہہ نے پریشانی اور استفسار سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے
نے مجھے اس وقت کیوں جگا دیا۔ اس پر مدیان نے بوکھلائی ہوئی آواز میں کہنا

نے آگ لگا دی ہے۔ میں یہی آپ کو بتانے آیا تھا۔ آگ لگانے والے کو
گیا لیکن ناکامی ہوئی وہ پہریداروں کو بھی موت کے گھاٹ اتار گیا ہے صرف
اس کا کہنا ہے آگ لگانے والا اکیلا و تنہا تھا۔

کر ابرہہ کے چہرے پر مردنی' غم اور مایوسی چھا گئی تھی جلدی جلدی اس نے
باہر بھاگا مدیان بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا جب وہ دونوں محل سے نکل کر
آئے تو انہوں نے دیکھا معبد جل کر راکھ ہو چکا تھا اور آگ اب بجھتی جا
کی دیواریں سیاہ ہو کر زمین پر گر گئی تھیں۔ ابرہہ نے ایک لمبی سانس کھینچ کر

کہا۔

آہ! کس قدر محنت سے میں نے یہ معبد تعمیر کرایا تھا۔ میری ساری … یقیناً" یمن کے مقامی باشندوں یا خانہ بدوش عربوں نے اسے آگ لگائی ہے … کعبہ کے بجائے اس معبد کا حج اور طواف کرنے کو کہتا تھا۔

جواب میں مدیان نے بھرپور غصے اور غضبناکی کا اظہار کرتے ہوئے کہا … عربوں کے خلاف جوابی کارروائی نہ کرنا چاہیے۔ انہوں نے معبد کو آگ … ہے۔ جس کی سزا انہیں ضرور ملنی چاہئے۔ ورنہ وہ ہمارے خلاف کوئی اس … بھی کر سکتے ہیں۔

ابرہہ نے چند ثانیوں کے تفکرات کے بعد کہنا شروع کیا ان پر … ابو حمم نے ان پر سختی کی اور میں نے خانہ بدوش عربوں کے ساتھ مل کر … کے حکومت اس سے چھین لی۔ اگر میں نے بھی سختی کی تو لشکر سے کوئی … خلاف اٹھ کھڑا ہو گا اور میں نہیں چاہتا کہ میرا انجام بھی ابو حمم جیسا ہو … کاٹ دوں گا جس کی بناء پر انہوں نے معبد کو آگ لگائی ہے۔ میں ان … گا پھر ویسا ہی ایک معبد صنعا میں تعمیر کروں گا کہ دور و نزدیک سے لوگ … احترام و طواف کریں۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابرہہ تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ … ہوئے کہہ رہا تھا۔ دیکھ مدیان یمن پر قبضہ کرنے کے بعد جو ہاتھی ہمارے … میں سے کچھ میں کعبہ کو گرانے میں استعمال کروں گا۔ لوہے کی موٹی … ایک سرا کعبہ کے ستونوں کے ساتھ اور دوسرا سرا ہاتھیوں سے باندھ … جائے گا اس طرح پوری عمارت یکمشت زمین بوس ہو جائے گی یہ عربوں … سزا ہو گی۔ اور آئندہ یہاں بننے والی کسی بھی معبد کو وہ آگ نہیں لگائیں گے … میں انہیں سزا دینے میں اب دیر نہ کروں گا۔ میں زیادہ سے زیادہ … سے کوچ کروں گا۔ ان خانہ بدوش عربوں کو بھی میں اپنے ساتھ لے کر جاؤں … آنکھوں سے اپنے کعبہ کی بربادی اور مسماری کے منظر دیکھ سکیں۔ ابرہہ … یہاں تک گفتگو کرنے کے بعد مڑے اور واپس محل کی طرف چلے گئے تھے۔

دوسری طرف نفیل بن حبیب اور نبطیہ نے بھی اپنی کارگزاری … سرداروں کو مطلع کر دیا تھا۔

○

… والی تھی سورج غروب ہونے کے قریب تھا۔ بحرہ قلزم کی طرف سے اٹھنے … ٹکڑے شفق رنگ میں ڈوبنے لگے تھے۔ مغرب میں قرمزی کرنیں اٹھنے … پر گویا طلسمات کا شہود ہونے لگا تھا۔ نفیل اپنی ماں اور بہن کے ساتھ … ایسا تھا کہ شعلہ جمال اور اوس میں بھیگے گل تر کی طرح حسین نبطیہ خیمے میں … پیار بڑی چاہت میں نفیل کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے اپنی شہد و … کہنا شروع کیا۔ آپ ذرا باہر جائیں باہر بابا اور دوسرے چاروں قبیلوں کے … ابرہہ نے آپ پانچوں قبائل کے سرداروں کو بلایا ہے میرا اندیشہ ہے اس … والی آگ سے متعلق گفتگو کرنے کے لئے بلایا ہو گا۔ اس سے گفتگو میں … جھگڑنے اور الجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

نفیل بن حبیب نے جلدی جلدی اپنی عبا کے نیچے زرہ پہن لی پھر سر پر خود … عمامہ باندھ لیا اور اپنی تلوار اور خنجر کی پٹی وہ کمر سے باندھ کر اپنے خیمے … عامر بن فہیرہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ہم سب کو ابرہہ نے بلایا ہے … کے پاس چلیں۔ نفیل منہ سے کچھ کہے بغیر چپ چاپ اپنے قبائل کے … ساتھ ہو لیا تھا۔

… آدمی خانہ بدوش قبیلوں کے پانچوں سرداروں اور نفیل بن حبیب کی … اس کمرے میں لایا جس میں پہلے سے ابرہہ اور مدیان بیٹھے شاید انہی کا … ابرہہ اور مدیان نے سب کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور اپنی اپنی جگہ سے … اٹھتے ہوئے ان سے مصافحہ کیا۔ جب سب لوگ کمرے کی نشستوں پر بیٹھ … گئے اور سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

… قبائل کے سردارو! میں تم پر یہ انکشاف کروں کہ میں اپنے لشکر کے … کعبہ پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر چکا ہوں تین روز بعد میں یہاں سے مکہ … کروں گا اور کعبہ کو مسمار کر کے ویران کھنڈر کر دوں گا۔ تم پانچوں سردار … لے کر اس مہم میں میرے ساتھ ہو گے۔

… گفتگو سن کر نفیل بن حبیب کا رنگ غصے اور غضب کے مارے آگ کی تپی … سرخ ہو گیا تھا۔ پھر وہ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ عدی بن کعب نے اس کا پاؤں … خاموش رہنے کا اشارہ کیا نفیل نے بڑی مشکل سے اپنے آپ پر قابو پایا اور … عامر بن فہیرہ نے ابرہہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

… تو اپنے اس ارادے سے باز رہ کعبہ اس خدا کا گھر ہے جس نے ابراہیم کو

ایمان سمسون کو شہ زوری لقمان کو حکمت موسیٰ کو مہابت ایوب کو صبر و عز...
جمال یحییٰ کو خود آگاہی سلیمان کو سطوت اور عیسیٰ کو سچائی عطا کی وہی اندھیروں کو...
بشارت دیتا ہے۔ کعبہ اسی خدائے نادیدہ کا عزت و حرمت والا گھر ہے مجھے ڈر...
نے اس گھر پر حملہ کیا تو تم پر بڑا غضب اور قہر کا عذاب نازل ہو گا میں ایک...
تم سے کہتا ہوں کہ اپنے اس ارادے سے باز رہ ورنہ تیری حالت آنے والی اقوام...
عبرت خیزی کی شکل اختیار کر لے گی۔

جواب میں عامر بن فہیرہ کی طرف دیکھتے ہوئے ابرہہ نے بڑے غرور...
میں کسی عذاب کسی قہر سے ڈرنے والا نہیں میں جو ارادہ کر چکا ہوں اس...
کروں گا اگر کعبہ خدا کا گھر ہے تو میں دیکھتا ہوں وہ اپنے گھر کی حفاظت کیسے اور...
کرتا ہے کیونکہ ہر گھر کا مالک اس کی حفاظت اور دیکھ بھال کا ذمہ دار ہو...
تمہیں صرف یہ بتانے کے لئے بلایا ہے کہ اس حملے میں تم لوگ بھی میرے سا...
تم میں سے اس بارے میں کسی کو کوئی اعتراض و احتجاج ہے۔

اس بار نفیل بن حبیب نے انتہائی غصے کی حالت میں کہا۔

دیکھ ابرہہ ہم دردمندان کعبہ اس حملے میں کیونکر شامل ہو سکتے ہیں ہم...
ہیں کعبہ کا طواف کرتے ہیں پھر ہم کیونکر تمہارے ساتھ مل کر اس پر حملہ...
ہمارے لئے ایک اساطیری اور مقدس وجود رکھتا ہے۔ ہم دین ابراہیمی کے ما...
ابراہیم نے ہی اپنے رب کے حکم سے اس گھر کی تعمیر کی تھی اور اپنے رب...
میں ایک نبی برپا کرنے کی بھی دعا کی تھی میں سمجھتا ہوں اس نبی کے ظہور...
تاکہ وہ تم سے خدا کے گھر کی حفاظت کرے ہم کعبہ پر اس حملے میں تمہارا...
گے۔

ابرہہ نے تیز نگاہوں سے نفیل کی طرف دیکھتے اور گھورتے ہوئے کہا۔...
حملے میں حصہ مت لینا لیکن تم لوگ میرے ساتھ چلو تاکہ تم اپنی آنکھوں...
بربادی اور اس کی مسماری کا عبرت خیز نظارہ کر سکو۔

اس پر نفیل بن حبیب کچھ کہنے ہی والا تھا کہ عامر بن فہیرہ بول پڑا...
ساتھ ضرور وہاں تک چلتے ہیں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن مجھے خدشہ...
کعبہ کی بربادی کے بجائے ہم وہاں تمہاری اور تمہارے لشکر کی بربادی دیکھ...
اس پر ابرہہ فیصلہ کن انداز میں کہنے لگا۔

یہ تو وقت بتائے گا کہ تم کعبہ کی بربادی کا منظر دیکھتے ہو یا میری اور...

...بہرحال تم لوگوں نے دانشمندی کا ثبوت دیا ہے اب تم لوگ جا سکتے ہو۔ پانچوں
سردار اور نفیل ابرہہ کے محل سے اٹھ کر باہر نکل گئے تھے۔

...گفتگو کرنے کے بعد سب عدی بن کعب کے خیمے میں داخل ہوئے نبطیہ
...انہی کا انتظار کر رہی تھی۔ انہیں دیکھتے ہی وہ خیمے کے دوسرے حصے کی
...گئی تھی۔ سب وہاں چمڑے کے خیمے میں پریشان اور متفکر بیٹھ گئے تھے۔ نبطیہ
...رہ کر انہیں دیکھنے اور سننے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

...چند ثانیوں تک دوپہر کی باد جیسا تکلیف دہ سکوت چھایا رہا پھر نفیل بن حبیب
...کو توڑا اور سب سرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے گفتگو کا آغاز کیا

...قبائل اور اے دردمندان کعبہ ابرہہ نے ایک قبیح فعل کا ارادہ کیا ہے اس
...عذاب جہنم کو آواز دی ہے اس نے کعبہ پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر کے
...کے قلب میں خنجر گھونپ دیا ہے۔ ہماری قدیم رسومات پر لات ماری ہے۔
...لئے عروس کائنات ہونے کے علاوہ ایک اساطیری وجود رکھتا ہے۔ آپ لوگ
...میں وقت و تقدیر کی دست رس کو کاٹ کر ابرہہ کے خلاف بغاوت کھڑی
...اس کو بتاؤں گا کہ اس کی بصیرت دیوار کے اس پار تک نہیں جا سکتی۔

...کہنے کے بعد نفیل کچھ خاموش رہا۔ چند ثانیوں تک لگتا تھا اس نے رک کر
...پھر اس نے گہری گھمبیر مگر کسی قدر غمزدہ سی آواز میں کہنا شروع کیا۔

...قبیلے کا سردار نہیں کسی پر میرا بس نہیں چلتا پھر بھی اے فرزندان کعبہ میں
...کوچ کر جاؤں گا۔ میں صحرائے عرب میں پھیلے ہوئے خانہ بدوش قبائل کو
...گا۔ میں انہیں ابرہہ کے خطرے سے آگاہ کروں گا۔ ہو سکتا ہے کہ خانہ بدوش
...کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور وہ اپنے اس ذلیل ارادے سے باز رہے۔

...بڑا رافع۔ رازق۔ جلیل و غفار ہے وہی نفرت اور بدی کی اس طاقت کے
...مدد کرے گا۔ وہی بارش برکھا اور بارانی لاتا ہے وہی دل کو تھپک اور من کو
...اور اسی کو ہم الغیاث اور الامان کہہ کر پکارتے ہیں او راسی رب کی راہ میں
...خلاف میں بغاوت اور سرکشی کھڑی کر دوں گا۔ میں اپنے خون کے آخری قطرے
...کی حفاظت کے اس کے خلاف جنگ کروں گا۔ آپ لوگوں سے التماس ہے کہ
...ماں۔ میری بہن کا خیال رکھنا۔

...اب خاموش ہوا تو عدی بن کعب نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ واللہ تو اکیلا لڑ...

تنہا نہیں ہے۔ میں آج رات ہی تمہاری شادی اپنی بیٹی سے کر کے
سردار بنانے کو تیار ہوں۔ بخدا بنو عمون بخوشی تمہیں اپنا سردار قبول کر لیں
نفیل نے جھٹ کہا نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں پہلے کعبہ کی حفاظت کا سامان
اپنی شادی سے متعلق سوچوں گا۔

تھوڑی دیر تک خاموشی طاری رہی۔ اس کے بعد عامر بن فہیرہ
نفیل بن حبیب کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔

اے فرزند ارجمند تم اپنے آپ کو اکیلا اور تنہا کیوں محسوس کرتے
قبائیل کے جوانوں پر مشتمل تمہارے لئے ایک لشکر تیار کریں گے۔ لشکر
میں روپوش ہو جاؤ ہم خفیہ اور پوشیدہ طور پر تمہیں ہر چیز مہیا کرتے رہیں گے
کعبہ پر حملہ آور ہونے کے لئے یہاں سے کوچ کرے گا تم اس کے لشکر
مارنے کا سلسلہ شروع کر دینا۔

گو ابرہہ کے لشکر کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ تم اس کا کچھ بگاڑ
سکتا ہے اس دوران دوسرے کئی قبائیل بھی اٹھ کھڑے ہوں اور ابرہہ کے
مزاحمت کھڑی کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ ہم تمہیں کم از کم پانچ ہزار جوان
گے۔ ان کے ساتھ تم آج ہی یہاں سے کوچ کر کے صحرا کے اندر روپوش
سکتا ہے ابرہہ ہماری نگرانی شروع کر دے اور تم کچھ بھی نہ کر سکو۔

دوسرے قبائیل کے سرداروں نے بھی حامی بھری اور عامر بن فہیرہ کی
اس کے اس فیصلے کی بھرپور حمایت کی۔ اس موقع پر نفیل بن حبیب اپنی جگہ
ہوا اور کہا میں اپنی ماں اور بہن سے مل لوں۔ اتنی دیر تک آپ میرے
والے جوانوں کو تیار کریں۔ میں آج رات ہی انہیں لے کر یہاں سے کوچ
نفیل کی اس رائے سے سب نے اتفاق کیا۔ چنانچہ عدی بن کعب کے
اٹھ کر خیمے سے نکل گئے تھے۔ نفیل اپنے خیمے میں داخل ہوا اور اس کی
چمڑے کی چادر پر لحاف اوڑھے بیٹھی تھیں۔ ان دونوں کے سامنے مٹی کی انگیٹھی
تھی اس میں آگ جل رہی تھی۔ اور دونوں نے سردی سے بچنے کی خاطر
آگ پر پھیلا رکھے تھے۔ وہ چپ اور خاموش تھیں شاید بڑی بے چینی سے
کا انتظار کر رہی تھیں۔ نفیل کو دیکھتے ہی زہرہ بنت کلاب کھڑی ہو گئی اور
کہنے لگی۔

شکر ہے تو آ گیا میرے بیٹے۔ تم نے بہت دیر کر دی۔ میں اور تمہاری

نہیں کہ تم نہ جانے کہاں رہ گئے ہو۔ دیکھ میرے بیٹے خیریت تو ہے تو مجھے
پریشان اور بکھرا بکھرا سا لگتا ہے۔
میں نفیل بن حبیب اپنی ماں کے پہلو میں انگیٹھی کے پاس بیٹھتے ہوئے کہنے لگا۔
اس پریشان مت ہونا۔ میں پھر جا رہا ہوں ایک ایسے محترم اور مقدس کام کے
لئے نکلنا مجھ پر فرض بنتا ہے۔ اس پر زہرہ بنت کلاب نے پریشان ہو کر پوچھا۔
میرے بچے اب اس وقت تو کہاں جائے گا۔
حبیب نے ماں سے ابرہہ سے گفتگو اور عدی بن کعب کے خیمے میں ہونے
نفیل سے آگاہ کر دیا تھا۔ نفیل جب خاموش ہوا تو اس نے دیکھا زہرہ بنت
مجبوری کی جامد و ساکت تصویر بنی بیٹھی تھی۔ وہ انجانی اور ان دیکھی سوچوں
لگتا تھا نفیل بن حبیب کے فیصلے نے اسے پریشان اور غمگین کر کے رکھ دیا

اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے نفیل بن حبیب نے کسی قدر بھرائی ہوئی آواز میں
میری ماں کیا تمہیں میرے اس فیصلے سے دکھ ہوا ہے سن میری ماں ابرہہ نفرت
طاقت ہے وہ اللہ کے گھر اور ہماری یکجہتی کے مرکز کعبہ کو گرانے چلا ہے۔ دیکھ
ناموس کبریا ہے اس کی حفاظت ہمارا فرض اولین ہے۔ یہاں تک کہنے کے
حبیب تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ کہتا چلا گیا۔
اور محترم تاریکیوں کے اندر بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھانے کے لئے کوئی تو دیا کوئی تو
مشعل ہونی چاہئے اور یہ دیا یہ چراغ یہ مشعل تیرے ہی خیمے کا کیوں نہ ہو۔
اس کوئی تو ہو جو نوا میں فطرت اور قوانین قدرت کی حفاظت کے لئے پکارے
کے دیکھ میری ماں لبیک کہنے والا تمہارا اپنا بیٹا ہی کیوں نہ ہونا چاہئے۔
میری ماں یہ راتیں یوں ہی سحرتی اور دن یوں ہی شامتے رہیں گے فصل خزاں
فصل بہاراں کی رتیں آتی جاتی رہیں گی لیکن کعبہ کی حفاظت جیسے نیک اور پر از
مواقع میری ماں بار بار نصیب نہ ہوں گے دیکھ میری ماں ابرہہ کعبہ کو گرانے اور
چلا ہے اے میری ماں کیوں نہ تیرا بیٹا وقت کی ثمرن میں کسی نئے ہلکے اور
کھیتی میں کسی نئے ثمر کا اضافہ کرے۔ لوگ اس نیک کام کے صلہ میں ہمارا نام
میں لکھے جانے والے اوراق میں محفوظ کریں اور دیکھ میری ماں چشم یزداں اور نگاہ
میں ہم ترانہ توحید بن کے ابھریں گے۔
نفیل بن حبیب کی اس ساری گفتگو کے جواب میں زہرہ بنت کلاب تھوڑی دیر تک

گردن جھکا کر کچھ سوچتی رہی پھر شاید اس نے کچھ فیصلہ کیا اس لئے کہ اس
شفقت و محبت میں اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے کہا اے فرزند عزیز تو ایک جفاکش
ہے میں تمہارے سارے فیصلوں سے مکمل طور پر اتفاق کرتی ہوں۔

سن نفیل میرے بچے میرے بیٹے تم تو میرے اکلوتے بیٹے ہو قسم ابراہیم کے
اگر میرے سینکڑوں بیٹے ہوتے تو میں ان سب کو ناموس کبریا پر قربان کر کے فخر
اے فرزند میں بخوشی تمہیں اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں سے کوچ کرنے کی اجازت دیتی
ہوں۔

اپنی ماں زہرہ بنت کلاب کے ان الفاظ پر نفیل بن حبیب خوش ہو گیا تھا۔
آگے بڑھا اور اپنی ماں کو اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے کہنے لگا دیکھ میری ماں تو نے
خوش کر دیا ہے نفیل بن حبیب مزید کچھ کہنے والا تھا کہ رک گیا اس لئے کہ
اسی موقع پر عدی بن کعب اور نبطیہ دونوں باپ بیٹی داخل ہوئے تھے۔ زہرہ بنت کلاب
موقع پر اٹھی اور آگے بڑھ کر اس نے پیار سے نبطیہ کو اپنے ساتھ لپٹا لیا تھا جبکہ
کعب نے آگے بڑھتے ہوئے نفیل بن حبیب کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

نفیل نفیل میرے بیٹے جس مہم کی تم ابتداء کر رہے ہو۔ کعبہ کا رب تمہیں اس میں
کامیاب اور کامرانی عطا کرے۔ دیکھ میرے بیٹے میرے بچے نبطیہ بھی تمہارے ساتھ
ابرہہ کے خلاف جنگ میں حصہ لینے کے لئے ضد کر رہی تھی لیکن فی الحال میں نے
روک دیا ہے تمہاری غیر موجودگی میں یہ تمہاری ماں اور بہن کے پاس رہا کرے گی
نبطیہ اب تمہاری ہے میری طرف سے تم دونوں کو اجازت ہے تم دونوں دن کے اجالے
اور رات کی تاریکی میں جب چاہو ایک دوسرے سے مل سکتے ہو۔

اس موقع پر حسین و جمیل نبطیہ بڑے شوق بڑے انہماک سے نفیل کو دیکھے جا رہی
تھی۔ عدی بن کعب نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔ نفیل میرے بیٹے
میرے بچے تم اپنی ماں بہن اور اپنے ریوڑ کے متعلق فکرمند نہ ہونا میں ان سب کی
حفاظت و کفالت کروں گا۔ آؤ اب چلیں اپنے خیموں کے مغرب میں سب سرداران قبائل
مسلح جوانوں کے ساتھ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ میں تمہیں لینے آیا ہوں۔

یہ سننے کے بعد زہرہ بنت کلاب فوراً" آگے بڑھی اور اپنے بیٹے نفیل کو اس نے اپنے
ساتھ لپٹایا کئی بار اس کی پیشانی چومی پھر اس کا گال بڑے پیار سے تھپتھپاتے ہوئے کہا
نفیل میرے بیٹے میرے بچے جاؤ میرے فرزند اس رزم خیر و شر میں خدا کرے تم سرخرو
بن کر ابھرو۔ دیکھ میرے بیٹے میں ہمہ وقت تیری کامیابی تیری کامرانی کے لئے دعا کروں

گی۔ دیکھ میرے بیٹے جان بوجھ کر اپنے آپ کو خطرات میں مت ڈالنا۔ بڑی احتیاط
اور دیکھ بھال کے ساتھ میرے بیٹے ابرہہ کے لشکر پر شب خون مارنے کا سلسلہ شروع

اپنی ماں سے ملنے کے بعد نفیل بن حبیب آگے بڑھ کر اپنی بہن جندلہ کے پاس آیا اور
سر پر ہاتھ پھیرا اس موقع پر جندلہ بھی بے چاری غمگین اور افسردہ سی نفیل بن
لپٹ گئی تھی۔ جندلہ سے علیحدہ ہو کر نفیل بن حبیب نے ایک میٹھی اور الوداعی
پر ڈالی پھر وہ عدی بن کعب کے ساتھ خیمے سے نکل گیا تھا نبطیہ بے چاری کسی
اور کھیتوں میں رکی کہر کی طرح چپ اور اداس کھڑی اسے خیمے سے باہر جاتا
رہی تھی جبکہ نفیل اپنا گھوڑا لے کر اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تھا۔

نفیل کو لے کر عدی بن کعب خیموں کے اس شہر کے مغرب میں آیا وہاں سنگلاخ
ٹیلوں بیچ قبائل کے پانچ ہزار مسلح جوان اپنے گھوڑوں کے ساتھ کھڑے تھے ان
عامر بن فہیرہ کے علاوہ دیگر سردار بھی تھے۔

عدی بن کعب کے ساتھ نفیل بن حبیب کو دیکھتے ہی عامر بن فہیرہ دوسرے سرداروں
کے ساتھ نفیل بن حبیب کے قریب آیا اور اس کے گھوڑے کی گردن پر ہاتھ پھیرتے
ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے ابن حبیب کے بیٹے میں نے یہ قبائل کے پانچ ہزار مسلح سوار تمہارے لئے جمع کر
دیئے ہیں تم ان کے ساتھ یہاں سے کوچ کر جاؤ اس لشکر کے پاس کم از کم دس یوم کی
خوراک کا بندوبست بھی ہے بوقت ضرورت ہم تمہیں ان جوانوں کے لئے خوراک اور
رسد فراہم کرتے رہیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد عامر بن فہیرہ تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ دوبارہ نفیل بن
حبیب کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔ دیکھ نفیل میرے بیٹے اب تم یہاں سے کوچ کر جاؤ ان
جوانوں کا زیادہ دیر یہاں رکنا بھی پر از خطر ہے۔ ابرہہ اس صحرا میں جہنم کی بھٹیاں
سلگا رہا ہے اور یہ بھٹیاں خود اس کی ذات ہی کو جلا کے رکھ دیں گی۔

دیکھ نفیل میرے بیٹے اگر ہم اسے کعبہ پر حملہ کرنے سے نہ بھی روک سکے تو بھی مجھے
یقین ہے کہ ابراہیم کا خدا جو رب سموات و ارض ہے اپنے گھر کی اہانت و بے حرمتی
برداشت نہیں کرے گا اور ابرہہ اور اس کی قوم پر ایسا عذاب نازل کرے گا جو آنے والی
نسلوں کے لئے عبرت کا سامان ہو گا۔ جاؤ میرے بیٹے اب کوچ کر جاؤ۔ خداوند شفیق و شکور
تمہاری نصرت و مدد کرے گا۔

اس کے ساتھ ہی نفیل بن حبیب اپنے گھوڑے پر سوار ہوا ان پا
کے اندر آیا اور بلند آواز میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے جوانان
سالار نفیل بن حبیب ہوں اور تم سے مخاطب ہوں ہم اپنے خدا کے نام
لئے یہاں سے کوچ کریں۔ نفیل بن حبیب کی اس پکار پر سارے لشکریوں
میں لبیک لبیک کہنا شروع کیا۔ پھر نفیل بن حبیب کے کہنے پر سب جوان
سوار ہوئے اور نفیل انہیں لے کر اندھیرے کی اوٹ میں مغرب کی سمت
تھا۔

○

اگلے روز جب سورج چڑھا تو یوناف اور کیرش ان خانہ بدوش قبائل
خیمے سے باہر آئے اس وقت مشرق سے سورج طلوع ہو کر کافی ابھر آیا
کر کیرش نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

اس مبارک موقع پر جبکہ نفیل بن حبیب پانچ ہزار کے ایک لشکر
کوہستانی سلسلہ میں روپوش ہو گیا ہے تاکہ ابرہہ جب اپنے لشکر کو لے
بڑھے تو وہ اس پر شب خون مارنے کی ابتداء کرے۔ اے میرے حبیب
کیا کرنا چاہئے ہمیں بھی نفیل کے لشکر میں شامل ہو کر ابرہہ کے لشکر
والے نیک کام میں حصہ نہ لینا چاہئے۔

کیرش کی اس گفتگو کے جواب میں یوناف تھوڑی دیر تک خاموش
پھر وہ کہنے لگا۔

دیکھ کیرش کعبہ خداوند قدوس کا گھر ہے اور انہی سرزمینوں میں ا
ہونے والا ہے جو کعبہ ہی نہیں آنے والی نسلوں کا پاسبان بن کے اٹھے گا
دل کہتا ہے کہ اگر ابرہہ کعبہ پر حملہ آور ہوا تو ابرہہ اور اس کے لشکری
دو چار ہو جائیں گے۔

دیکھ کیرش جس کام کی ابتداء نفیل بن حبیب نے کی ہے وہ واقعی نیک
ہے اور ابراہیم کا رب نفیل بن حبیب کو اس کا اجر دے گا۔ میں نفیل
حبیب کے لشکر میں شامل ہونے کے بجائے ان خانہ بدوش قبائل کے
کے لشکر کے ساتھ خانہ کعبہ کی طرف بڑھیں گے پھر اپنی آنکھوں سے
اگر کعبہ پر حملہ آور ہوا تو اس کا کیا حشر نشر ہوتا ہے۔ ہاں کیرش آؤ

کی طرف چلیں اور ان سے پوچھیں کہ اگر انہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو ہم
کیرش نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر وہ دونوں میاں بیوی نفیل بن
کی ماں زہرہ بنت کلاب کے خیمے کی طرف چل پڑے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نفیل بن حبیب کے خیمے کے
آئے ایسے موقع پر یوناف نے زور سے کھانس کر اپنی موجودگی کا اظہار کیا۔
پھر بلند آواز میں پکارتے ہوئے کہا۔ اے نفیل کی مادر محترم ذرا خیمے سے باہر
آؤ کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اس پر اس پکار کے جواب میں تھوڑی ہی دیر بعد زہرہ
جندلہ اور نبطیہ تینوں خیمے سے نکل کر دروازے پر آ کھڑی ہوئیں۔ انہیں دیکھتے
یوناف بولا اور پوچھنے لگا۔

زہرہ بنت کلاب کیا تم مجھے جانتی ہو اس پر نبطیہ بولی اور کہنے لگی۔ دیکھ ہمارے
نفیل کی ماں زہرہ بنت کلاب ہی نہیں اب ان سب قبائل کے افراد آپ دونوں
کو آپ جانتے ہیں۔ نبطیہ کی اس گفتگو پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ میری بہن
شکریہ کہ تو نے ہمارے ساتھ ایسی گفتگو کی۔ ہم دونوں میاں بیوی اس لئے آئے
ہیں کہ نفیل بن حبیب کی غیر موجودگی میں اگر زہرہ بنت کلاب کسی چیز کی ضرورت محسوس
کریں تو ہم دونوں میاں بیوی ان کی خدمت کے لئے حاضر ہیں اس کے ساتھ ہی یوناف
نے نقدی کی ایک تھیلی کھولی اور زہرہ بنت کلاب کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا
اے ماں تو اب میری اور میری بیوی کیرش کی بھی ماں ہے لہٰذا یہ نقدی کی تھیلی
نفیل بن حبیب کی غیر موجودگی میں اسے اپنے کام میں لاؤ۔

زہرہ بنت کلاب وہ نقدی کی تھیلی لیتے ہوئے ہچکچا رہی تھی۔ یوناف پھر بولا اور کہنے لگا
اے ماں میں تجھے اپنی ماں کہہ کر پکار چکا ہوں مائیں اپنے بیٹوں سے یوں نقدی لیتے
ہچکچاتی تو نہیں اس کے ساتھ ہی یوناف نے زبردستی نقدی کی وہ تھیلی زہرہ بنت کلاب
کو تھما دی پھر وہ مزید کہنے لگا۔

اے نفیل بن حبیب کی ماں میں اور میری بیوی دونوں تم لوگوں کے قبائل کے خیموں
میں رہیں گے ویسے ہم دونوں میاں بیوی تمہاری طرف آتے جاتے رہیں گے اس کے
علاوہ آپ اگر کسی چیز کی ضرورت محسوس کریں تو مجھے پیغام بھجوا دیں میں آپ کی ہر
ضرورت کا خیال رکھوں گا۔ زہرہ بنت کلاب کے علاوہ جندلہ اور نبطیہ تینوں نے یوناف کا
شکریہ ادا کیا پھر وہ دونوں میاں بیوی وہاں سے واپس اپنے خیمے کی طرف چلے گئے تھے۔

○

تیسرے روز ابرہہ نے ایک جرار لشکر کے ساتھ صنعا سے کوچ کیا اس
اس کے لشکر میں شامل تھے اور ان ہاتھیوں کی مدد سے وہ کعبہ کی عمارت
چاہتا تھا۔ یمن کی حفاظت کے لئے اس نے اپنے رفیق کار مدیان کو لشکر کا
صنعا میں چھوڑا اور خود وہ پانچوں عرب قبائل کو لے کر بحیرہ قلزم کے ساتھ
تیزی سے مغرب کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ یمن کے کوہستانی سلسلے سے نکل
میں داخل ہوا تو اس وقت سورج غروب ہو گیا تھا فضاؤں میں تاریکی پھیل گئی
تاریکی میں سے صحرا کے اندر سے اچانک نفیل اپنے لشکر کے ساتھ نمودار ہوا
کے دور دور تک پھیلے ہوئے لشکر کے پچھلے حصے پر اس نے شب خون مارا تھا۔

نفیل بن حبیب اپنے لشکر کے ساتھ ابرہہ کے لشکر کے پچھلے حصے میں یوں
تھا جیسے کوئی تیز نوک اور دھار کا خنجر کسی نے تربوز میں دے مارا ہو۔ اور اس
عرب اور اونٹوں کے حدی خان بھی اسی کی طرح شعلہ پیراہن بن کر
تھے۔

صحرا کے اس حصے میں ایک شورش محشر برپا ہو گئی تھی۔ نفیل کی
بدوش عربوں کے حملے میں ایک عجیب سا سماں، انوکھا سرور تھا۔ وہ
چھا گئے تھے۔ اور یوں بپھر گئے تھے جیسے کوئی چشم یزداں و ملک کا آشنا
اثر ظلمتوں کے کوہستانوں اور اندھیروں کو منور کرنے کے لئے اترا ہو۔

نفیل بن حبیب کی رہنمائی میں خانہ بدوش عرب زور زور سے اپنے
لے کر طوفانی بپھری موجوں اور شوریدہ سر جنون خیز آندھیوں کی طرح حملہ
تھے۔ ان کی آوازیں گرج کی طرح وزنی اور تلواریں چمکتے شعلوں کی طرح
رہی تھیں۔

جب تک ابرہہ سنبھل کر اس لشکر کے حصے کی مدد کو پہنچتا اس وقت
کے سینکڑوں نوجوانوں کو کاٹ کر بے نشان جھونکوں کی طرح صحرا کے اندر غائب
لگتا تھا کوئی نوری جھرنا ہو جو اپنا کام کر کے خاموش ہو گیا ہو۔ یا کوئی سپنوں کی
پراسرار سایہ ہو جو اندھیرے کی چھاتی ہی میں تحلیل ہو کر رہ گیا ہو۔ ابرہہ
تھوڑی دور تک نفیل کا تعاقب کیا لیکن جب وہ اسے نہ پا سکے تو مایوس اور
لوٹ گئے۔ ابرہہ نے کسی اور شب خون سے بچنے کے لئے وہاں اپنے لشکر
حکم دے دیا تھا۔ پانچوں خانہ بدوش عرب قبائل بھی ابرہہ کے لشکر کے شامل
ہو گئے تھے۔ ابرہہ نفیل کے اس کامیاب شب خون پر ایک طرح سے تلملا اٹھا

نبیہا" کسی متوحش ہرنی کی طرح بھاگتی ہوئی نفیل کی ماں کے خیمے میں داخل
اس وقت نفیل کی ماں زہرہ بنت کلاب اور بہن جندلہ بنت حبیب دونوں اپنے
مغموم اور پریشان بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان دونوں ماں بیٹی کو یہ تو خبر ہو گئی
کے لشکر پر نفیل نے شب خون مارا ہے لیکن کسی نے انہیں یہ نہیں بتایا تھا کہ
اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ وہ یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ شب خون مارنے کے بعد نفیل
ہے۔

ہی دونوں ماں بیٹی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئیں دونوں کے چہرے پر کسی
اطمینان بکھر گیا تھا شاید انہیں نبیہہ سے کسی اچھی خبر کے سننے کی امید تھی اس
چہرے پر بھی سحر کے نور جیسی رونق تھی۔ زہرہ کے قریب آ کر اس نے
حلاوت سے مخمور آواز میں کہنا شروع کیا۔

ماں۔ بابا نے کچھ جوان نفیل کے شب خون سے متعلق معلومات حاصل
بھیجے تھے۔ انہوں نے واپس آ کر بابا کو بتایا ہے کہ نفیل نے ابرہہ کے لشکر
خون مارا ہے اور وہ ابرہہ کے سینکڑوں لشکریوں کو کاٹ کر بھول بھلیوں میں

نفیل کے متعلق یہ خبر سننے کے بعد نفیل کی بہن جندلہ کے ہونٹوں پر گہری
تھی۔ اور وہ خوشی میں آگے بڑھ کر والہانہ انداز میں نبیہہ سے لپٹ گئی
کلاب کے چہرے پر بھی سکون ہی سکون تھا۔ پھر اس نے بھی آگے بڑھ
پیشانی چومی اس کے بعد اس نے کہنا شروع کیا۔

میری بچی ابراہیم کا رب تمہیں اور نفیل کو خوش اور سلامت رکھے۔
میرا بیٹا ابرہہ کے قلب کافر پر ضرب لگانے میں کامیاب رہا ہے۔ کاش اب
اور شمالی صحرا کے قبائل جاگ چکے ہوتے۔ تو ابرہہ کو کعبہ کی طرف
روک کر رکھ دیتے۔

کے بعد نفیل کی ماں تھوڑی دیر کے لئے رکی پھر وہ اپنا سلسلہ کلام
ہوئے کہہ رہی تھی۔

بیٹی۔ اگر جنوب سے شمال تک راستے میں بنو ازد بنو قارد۔ بنو عماد۔ بنو
مرہ۔ بنو حنیفہ۔ بنو ہزیل۔ بنو تمیم۔ بنو عبد القیس۔ بنو بکر۔ بنو طے۔
بنو ثقیف اور دیگر کئی خانہ بدوش قبائل صحرائے عرب میں اپنے خیموں
ہیں جیسے آسمان پر ستارے ہوں اگر یہ سب اٹھ کھڑے ہوں تو جس

طرح ستارے آسمان کو روشن کر دیتے ہیں اس طرح یہ بھی ابرہہ کی تاریکی اور
سکتے ہیں۔ کاش درمندان کعبہ اب تک ایک ہو کر ابرہہ کے لئے سد راہ بن چکے
زہرہ بنت کلاب چند ثانیوں تک سوچتی رہی پھر اس نے نبلیہ سے کہا
میری بچی تو آج رات یہیں رہ۔ نفیل کی جدائی میں تمہاری موجودگی میرے
باعث ہو گی۔ جواب میں نبلیہ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔
دیکھ میری ماں میں خود بھی بابا سے کہہ کر آئی ہوں کہ آج کی رات میں
کے پاس رہوں گی۔ پھر تینوں خیمے کے اندر جلتی آگ کے پاس بیٹھ کر ابرہہ کی
ہونے والے حالات پر گفتگو کرنے لگیں تھیں۔

دوسرے روز صبح ہی صبح ابرہہ نے اپنے لشکر اور عرب قبائل کے ساتھ
کیا۔ دوپہر کے قریب جب وہ صحرائے تہامہ کے اندر سے گزر رہے تھے اچانک
ٹیلوں کے اندر سے نفیل بن حبیب اپنے لشکر کے ساتھ نمودار ہوا اور ابرہہ
نے حملہ کر دیا تھا۔

ابرہہ اس بار اپنے لشکر کے پچھلے حصے میں تھا اس نے یہ احتیاط اس غرض
کہ اگر نفیل بن حبیب حملہ آور ہو تو اس سے نپٹا جا سکے لیکن اس موقع
نے دانشمندی کا ثبوت دیا۔ اور وہ پچھلے حصے کا بجائے ابرہہ کے لشکر کے اگلے
آور ہو گیا تھا۔ اس بار بھی نفیل بن حبیب نے ابرہہ کے لشکر کے سیکڑوں
رکھ دیا صحرا کی ریت خون آلود اور ابرہہ کے لشکریوں میں خوف و ہراس
تھا۔

ابرہہ کے لشکر میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو خانہ کعبہ پر حملے کے
لہٰذا نفیل بن حبیب جب ان پر شب خون مارتا یا حملہ آور ہوتا تو وہ دل
مقابلہ نہ کرتے۔ بلکہ احتیاطاً" پیچھے ہٹ جایا کرتے تھے۔ نفیل ابرہہ کے
لگانے کے بعد جب واپس ہوا تو ابرہہ کے انتہا پسند لشکریوں نے اس کا تعاقب
کے بڑے بڑے اور قدیم ٹیلوں پر مشتمل صحرا ان کے لئے اجنبی تھا
راستوں سے خوب واقف تھا۔ جس کے نتیجے میں یہ تعاقب بھی ناکام رہا
پھر کامیاب ضرب لگانے کے بعد اپنا لشکر بچا کر نکل گیا تھا۔ ابرہہ کے
مرنے والے لشکریوں کی لاشوں پر آہیں بھرنے اور تلملانے کے سوا کچھ
تو بہرحال اپنا کام کر کے جا چکا تھا۔
ابرہہ آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ اس نے طائف کے کوہستانی

نفیل کے حملوں اور شب خون سے محفوظ رہنے کے لئے اس نے یہاں ایک ترکیب
کامیاب رہی۔ اس نے کوہستانی سلسلے میں چاروں طرف اپنے لشکر کے کچھ حصے
تھے۔ جن میں کمند پھینکنے کے ماہر بھی شامل تھے۔ انہیں ابرہہ نے ہدایت کی کہ
حملہ آور ہو تو اس پر کمند پھینک کر اسے زندہ گرفتار کیا جائے۔ اور یہی ہوا۔
لئے کہ نفیل بن حبیب جب ابرہہ کے لشکر پر حملہ آور ہونے کو آیا تو گھات میں
ابرہہ کے لشکر کے مختلف حصے اس کے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑے۔ کوہستان طائف
ہوئی قریب تھا کہ نفیل ابرہہ کے لشکریوں کو مار مار کر بھگا دے۔ ابرہہ کے
نفیل کے قریب جانے کا موقع مل گیا۔ اس نے نفیل پر کمند پھینک کر اسے کھینچ
گھوڑے سے گر گیا۔ اس کا گرنا تھا کہ اس کے ساتھی خانہ بدوش عرب اپنا
خاطر بھاگ گئے۔ ابرہہ کے ساتھیوں نے نفیل کو لوہے کی بھاری اور وزنی
جکڑ لیا تھا۔

وہیں لشکر اور قبائل کو پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔ ابرہہ کا خیمہ نصب ہو گیا تو
کو اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ جس وقت نفیل بن حبیب اس کے خیمے میں
وقت ابرہہ اپنے سنہری تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ ابرہہ کے سپاہیوں نے نفیل کو
لا کھڑا کیا اس وقت وہ زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا پھر بھی ابرہہ کے آگے پیچھے
محافظ کھڑے تھے کہ مبادا کہیں نفیل حملہ نہ کر دے۔

ثانیوں تک زنجیروں میں جکڑے ہوئے نفیل کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے
میں پوچھا اے خانہ بدوش محسن میرے کس فعل اور عمل نے تمہیں میرے
اور سرکشی کرنے پر آمادہ کیا۔

نفیل بن حبیب نے ابرہہ کو کھا جانے والے انداز میں انتہائی شوریلی اور
کہنا شروع کیا۔ دیکھ ابرہہ کیا تمہارا یہ ارادہ ہی تمہاری تباہی اور بربادی کا
کہ تم کعبہ پر حملہ آور ہو رہے ہو۔ وہ خدا کا گھر ہے اس پر ابرہہ نے نرم
میں کہنا شروع کیا۔

ہو کہ اس طرح دن کے وقت حملہ آور ہو کر یا شب خون مار کر مجھے اس
باز رکھ سکتے ہو۔ ہرگز نہیں۔ تمہارے ساتھ کل پانچ ہزار جوان ہیں اور یہ
دسواں حصہ بھی نہیں ہیں۔ تم ناحق میرے خلاف صف آراء ہوئے ہو۔ اگر
تمہاری گردن اڑا سکتا تھا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ تم میرے محسن ہو اور ابو
تم نے میری جان بچائی ہے۔

میری موجودہ عزت و عظمت سب تمہاری وجہ سے ہے اس لئے تم میرے خلاف بھی سخت اور بھیانک کاروائی کرو میں تمہاری جان نہ لینے پر مجبور ہوں۔ اس لئے میرے محسن ہو۔ تم اس وقت تک میرے ساتھ ایک اسیر کی حیثیت سے رہو گے جب میں اپنے کام کی تکمیل نہیں کر لیتا۔ اس کے بعد میں تمہیں رہا کر دوں گا اور تم گے۔ جہاں چاہو گے جا سکو گے۔

ابرہہ یہاں تک کہتے کہتے رک گیا کیونکہ اس کا ایک محافظ خیمے میں داخل ہوا کمر کو خوب خم کرتے ہوئے اور سر جھکاتے ہوئے کہنے لگا۔

اے آقا ہمارے جوانوں نے ایک ایسے آدمی کو پکڑا ہے جو باتوں سے وہ اس وقت خیمے سے باہر کھڑا ہے اس وقت اس کے اہل خانہ اور کچھ دوسرے ہیں کہیں یہ دوسرے عرب قبائل کا جاسوس نہ ہو اور ہمارے لئے کوئی نئی مصیبت کر دے۔ وہ ایسی گفتگو کرتا ہے جو عام آدمی کی سمجھ سے بالا ہے۔

ابرہہ اس گفتگو کے بعد تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا پھر وہ بولا اور فیصلہ کن لگا۔ اس کے ساتھیوں کو باہر ہی رہنے دو اس کو اکیلا ہی میرے پاس بھیجو۔ وہ گیا تھوڑی دیر بعد اپنے ساتھ ایک ایسے عرب کو لایا جو عمر میں چالیس کے قریب جسم خوب بھرا ہوا تھا۔

ابرہہ نے ایک غلط نگاہ اس پر ڈالی پھر غصیلے لہجے میں اس اجنبی سے پوچھا کہاں سے آئے ہو اور کیوں ہمارے لشکر کے گرد منڈلا رہے تھے۔ اس اجنبی کی بھرپور سنگینی میں کہا میرا نام حارث بن حسن ہے میں نجران سے آ رہا ہوں مستقل آباد ہونے کو جا رہا ہوں۔ میرے ساتھ میرے اہل خانہ کے علاوہ کچھ ہیں۔ ہمارے ساتھ ہمارے گھر کا اثاثہ بھی ہے۔

ابرہہ نے پوچھا تم نجران چھوڑ کر مکہ کے ریگ زاروں میں کیوں آباد ہونا اس کی تمہارے لئے کوئی خاص اور عام وجہ ہے۔ اس پر حارث نے بڑی دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ ابرہہ۔ نجران کے کاہن اور منجم ان دنوں یہ عنقریب عرب میں ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ یہود اور نصاریٰ کے علماء انجیل کی بشارتیں دیکھ دیکھ کر اس آنے والے نبی کی نبوت کی خبریں دینے لگے نجران کے ایک منجم نے تو اے ابرہہ تمہارے متعلق بھی پیش گوئی کر دی کہا ہے ابرہہ ہلاک ہو گا اور اس کا لشکر عذاب کا شکار ہو گا۔ اور یہ واقعہ والے نبی کے ظہور کی ایک نشانی ہو گی۔ اس منجم نے یہ بھی کہا ہے کہ

سے ختم ہو جائے گی یہ بھی اس آنے والے رسول کی ایک نشانی ہے۔

نے نفیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حارث سے کہا۔ یہ جوان جس کا نام نفیل ہے اس کی طرح تم بھی دین ابراہیمی کے ماننے والے ہو۔ جواب میں حارث کہنے میں صابئ ہوں ہم حضرت شیث اور حضرت ادریس کے پیروکار ہیں۔ ہمارا مذہب ہمارے یہاں سات وقت کی نماز اور ایک مہینے کے روزے ہیں ہم مرنے والے کا پڑھتے ہیں ہمارے یہاں خانہ کعبہ کی بہت عزت و حرمت ہے۔ ہم صابئیوں میں داخل ہو گیا ہے کہ وہ آتش اور ستاروں کی پرستش کرنے لگے ہیں۔ یہ شرک کا یہ شرک اس آنے والے نبی کی ایک نشانی ہے تاکہ وہ آئے اور انہیں اس پاک کرے۔

چند ثانیوں تک سر جھکائے کچھ سوچتا رہا اس نے اپنے محافظوں کی طرف دیکھتے حالت میں کہا۔ لے جاؤ اسے اس کے اہل خانہ اور ساتھیوں سمیت قیدیوں رکھو۔ اگر میں کعبہ کو مسمار کرنے میں کامیاب ہو گیا تو ان کی گردن اڑا اگر ایسا کرنے میں ناکام رہا تو یہ آزاد ہو گا۔

نے نفیل بن حبیب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا یہ کون جوان ہے جس کا حبیب پکارا گیا ہے۔

ابرہہ بولا اور کہنے لگا یہ میرا محسن بھی ہے اور اس نے میرے خلاف سرکشی کی ہے۔ لہٰذا زنجیروں میں بے بس ہے۔ اس نے پانچ ہزار خانہ بدوش ملا کر لشکر پر حملے کئے اور شب خون مارا ہے۔ یہ مجھے کعبہ پر حملہ کرنے سے اور اپنی اس کوشش میں ناکام ہو کر میری گرفت میں آن پھنسا ہے۔ اس کچھ دیر گردن جھکا کر کچھ سوچا۔ پھر چھاتی تانتے ہوئے کہا۔ دیکھ ابرہہ یہ قسمت اور سعادت مند ہے ابرہہ! تو ہار گیا۔ فتحمند اور کامیاب نفیل بن حبیب نے حارث کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس کا اشارہ پا کر دو محافظ حارث گئے تھے۔

بعد ابرہہ نے دو دوسرے محافظوں کو مخاطب کر کے کہا نفیل کو بھی لے جاؤ۔ خیمے میں رکھو۔ اور خیمے پر پہرہ لگا دو۔ اس کی زنجیریں اتار دو اور خیمے میں ہاتھ پشت پر اور پاؤں بھی باندھ دو۔ تاکہ یہ بھاگنے نہ پائے۔ اسے کھانے کو دو۔ ہر طرح سے اس کا خیال رکھو اس کی حیثیت ایک معزز مہمان کی سی ہو

دو محافظ نفیل بن حبیب کو جب وہاں سے لے جانے لگے تو باہر سے ا
اندر آیا اور ابرہہ سے اس نے کہا۔ باہر خانہ بدوش عرب قبیلے کے سردار ایک
جو نفیل کی ماں ہے اور دو لڑکیاں جن میں ایک نفیل کی منسوبہ اور ایک بہن
نفیل سے ملنا چاہتے ہیں۔ وہ یک دم اپنے تخت سے اٹھ کھڑا ہوا اور محافظ
باہر لے چلو۔ اسے ملنے دو۔

محافظ نفیل کو باہر لائے۔ نفیل نے دیکھا وہاں پانچوں خانہ بدوش قبائل
کے علاوہ اس کی ماں زہرہ بنت کلاب۔ اس کی بہن جندلہ بنت حبیب۔
ہیں۔ نبطیہ کی حالت قابل دید تھی۔ اس کے چہرے سے ایسا لگتا تھا جیسے
حالت پر پھوٹ پھوٹ کر رو دے گی۔ زہرہ اور جندلہ دونوں بھاگ کر نفیل
تھیں۔ اتنی دیر میں ابرہہ بھی اپنے خیمے سے باہر آیا۔ عامر بن ضمیرہ نے
مظاہرہ کرتے ہوئے اس موقع پر ابرہہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اے ابرہہ۔ نفیل بن حبیب کو چھوڑ دے۔ اسے اپنے انتقام کا نشانہ
تمہارے خلاف جو کچھ کیا ہے وہ اس کے ضمیر کی پکار ہے اور اس کے ایمان
مذہبی جذبات کا تقاضہ ہے۔ اگر اسے کچھ ہو گیا تو قبائیل کے لوگ بھڑک
طور پر وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور اپنا ہی نقصان اٹھائیں گے لیکن
نتائج میں تم بھی نہ بچ سکو گے۔ یہ ہماری آنکھ کا تارہ اور وہ سامنے کھڑی
بٹی کا منسوب ہے۔ جو بیچاری اس کی حالت دیکھ کر بت کی طرح خاموش
اندر بے چاری رو رہی ہے۔

ابرہہ نے بڑی خوش طبعی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ بنو ادوم کے
ہو۔ نفیل میرے پاس اسیر ہونے کے باوجود آزاد ہے اس کی حیثیت
صاحب عزت مہمان کی سی ہے۔ اس موقع پر نفیل کی ماں زہرہ بنت کلاب
تھی کہ ابرہہ اسے مخاطب کرتے ہوئے پہلے ہی بول پڑا اور کہنے لگا۔

اے خاتون تو صرف نفیل کی ماں ہی نہیں میرے لئے قابل احترام
کر اپنے خیمے میں چلی جاؤ۔ نفیل کی حالت میرے یہاں ایک معزز مہمان کی
اگر اسے نقصان پہونچانا چاہوں تو بھی نہیں پہونچا سکتا۔ کیونکہ یہ میری
موجودہ شان اور عظمت اسی کے دم سے ہے۔ اس نے ابو حکم سے میری
وقت میرے پاس رہے گا جب تک میں ارادے کی تکمیل نہیں کر لیتا۔
بعد یہ آزاد ہو گا جہاں چاہے رہے۔ اسے کوئی تعرض نہ کرے گا۔ اس

محافظ نفیل کو وہاں سے لے گئے۔ اس کی ماں۔ بہن۔ نبطیہ اور سرداران قبائیل
گئے تھے۔

ایک خیمے میں بند کر کے اس پر دو محافظوں کا پہرہ لگا دیا گیا تھا۔ لوہے کی
میں وہ بندھا ہوا تھا کھول دی گئیں تھیں اب اس کے ہاتھ پاؤں رسیوں سے
گئے تھے۔

غروب ہونے کے بعد جب شام رات میں ڈھل گئی تو ابرہہ کے لشکر کا ایک
لئے کھانا لے کر آیا۔ اس نے کھانے کے برتن خیمے کے اندر ریت پر رکھے
رسیاں اس نے کھول دیں۔ نفیل جب بیٹھ کر کھانا کھانے لگا تو ابرہہ کا وہ آدمی
آیا تھا بڑی رازداری کے ساتھ نفیل کو مخاطب کر کے بولا۔

حبیب۔ ابرہہ کے لشکر میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو ابرہہ کے کعبہ پر حملہ
خلاف ہیں۔ میں بھی ان لوگوں میں سے ایک ہوں۔ اس نے اپنے لباس
ایک لمبا خنجر نکالا۔ اور اسے نفیل کے سامنے ریت میں دباتے ہوئے کہا۔ تم
پہلے کی طرح تمہارے ہاتھ پاؤں رسیوں سے باندھ کر چلا جاؤں گا۔ بعد میں
لوگ سو گئے ہیں۔ تو رسیاں کاٹ کر بھاگ جانا۔

کہتے کہتے وہ نوجوان خاموش ہو گیا تھا کیونکہ باہر پہرہ دینے والے ایک محافظ
اور ایک نظر نفیل کو دیکھ کر واپس چلا گیا تھا۔ اس کے بعد اس نوجوان نے
میں کہنا شروع کیا۔

رہا تھا کہ جب تم دیکھو کہ لوگ سو گئے ہیں تو اس خنجر سے اپنی رسیاں کاٹ
نے تمہارے کچھ آدمیوں سے رابطہ قائم کیا ہے اگر تم بھاگنے میں کامیاب ہو
مشرق کے رخ پر لشکر کے خیموں سے دو فرلانگ دور تمہارے آدمی تمہارے
ہوں گے۔ اب اس خیمے سے نکل کر وہاں تک پہونچنا تمہارا کام ہے۔
پہونچ جاؤ تو جو دو آدمی وہاں تمہارے منتظر ہوں گے ان کے ساتھ دوبارہ
میں شامل ہو سکو گے۔ جو شمال مشرق میں یہاں سے پانچ میل کے فاصلے پر
بیٹھا ہوا ہے۔

کھانا کھانے اور پانی پینے کے بعد مٹی کا پیالہ ریت پر رکھتے ہوئے کہا تم فکر
میں یہاں سے نکل کر اپنے ساتھیوں تک پہونچنے کا سامان کر لوں گا۔ میں
ہوں کہ تم ابرہہ کے لشکری ہو کر میرے فرار کا اس قدر سامان کر رہے ہو۔
کھانا کھا چکا۔ لہٰذا اس نوجوان نے برتن سمیٹتے ہوئے کہا اب میں جاتا ہوں۔ تم

آدھی رات کے قریب اپنے عمل کی ابتدا کر دینا۔

پھر وہ نوجوان اٹھا اور پہلے کی طرح اس نے نفیل کے ہاتھ پاؤں باندھ
چلا گیا۔ نفیل تھوڑی دیر بیٹھ کر کچھ سوچتا رہا۔ پھر وہ پہلو کے بل ریت پر لیٹ گیا
سویا نہ تھا۔ جاگتا رہا۔ آدھی رات کے قریب وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ پشت
اپنے ہاتھ وہ اس جگہ لایا جہاں خنجر دبا ہوا تھا اس نے خنجر نکال کر اپنے
پکڑا پھر اس نے وہ رسیاں کاٹ دیں جس سے اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔

ہاتھ کھلتے ہی اس نے اپنے پاؤں کی رسیاں بھی فی الفور کاٹ دی تھیں
خنجر اپنے لباس میں اڑس لیا اور خیمے کے دائیں حصے میں وہ ریت ہٹا ہٹا کر
صورت بنانے لگا تھا۔

تھوڑی دیر تک وہ اسی کام میں لگا رہا یہاں تک کہ وہ نالی کو خیمے کے
لے گیا۔ خیمے کا پردہ ہٹا کر باہر نکلنے کے بجائے وہ اس نالی میں لیٹ
دروازے کے بجائے اس نے دائیں پہلو سے نالی کے ذریعہ اپنا سر باہر
اس طرف کا پہریدار ایک پتھر پر بیٹھا ہوا تھا۔ سردی سے بچنے کے لئے اس
موٹے اونی کمبل سے خوب ڈھانپ رکھا تھا نالی میں لیٹے ہی لیٹے نفیل
جائزہ لیا پھر وہ سانپ کی طرح رینگتے ہوئے خیمے سے باہر نکلا۔ باہر ہر سمت
سکوت طاری تھا۔ ریت پر رینگتے رینگتے نفیل اس طرف گیا جدھر اس پہریدار کی

قریب جا کر نفیل اٹھا پھر کسی بھوکے اور شکار کے طالب چیتے کی طرح
پر جھپٹ پڑا ایک ہاتھ سے اس نے پہریدار کا گلا دبا لیا تھا اور دوسرے
ریت پر لٹا کر اس کی چھاتی پر اپنا گھٹنا رکھ کر اپنے قابو میں کر لیا تھا۔

جب پہریدار ختم ہو گیا تو نفیل نے اس کی تلوار اور ڈھال پر قبضہ کر
کو اس نے پتھر کی ٹیک دے کر اسی طرح بٹھا دیا گویا وہ زندہ ہو اور پتھر کی ٹیک
دے رہا ہو۔

نفیل نے اس پہریدار سے چھینی ہوئی تلوار اور ڈھال کچھ سوچتے ہوئے
کے قریب ہی رکھ دیا دوبارہ وہ زمین پر لیٹ گیا اور خیمے کے اس طرف وہ
کی طرف بڑھا۔ اسی پر نفیل اس کی پشت سے جھپٹا اور پہلے پہریدار کی طرح
گھونٹ کر اس کا بھی انجام کر دیا تھا۔

اسی دوسرے پہریدار کی لاش گھسیٹ کر نفیل نے خیمے میں اسی جگہ
خود لیٹا ہوا تھا پھر وہ دوسرے پہریدار کی تلوار اور ڈھال لے کر خیموں کے

شمال مشرق کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

لشکر کے چاروں طرف لشکر کے کچھ حصے کسی متوقع شب خون سے نپٹنے کے
تھے نفیل ان لشکریوں کی نگاہوں سے بچتا ہوا شمال مشرق کی طرف خیموں
باہر نکل گیا تھا۔

ابھی خیموں سے تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اس کے پیچھے بھاگ جانے اور فرار
اور ہنگامہ اٹھ کھڑا ہوا۔ نفیل شمال مشرق کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ ابھی وہ
گیا ہو گا کہ اسے اپنے پیچھے گھوڑے کے نتھنے پھڑپھڑانے کی آوازیں سنائی
حرکت میں آیا ایک ٹیلے کی ریت ہٹا کر اس نے اپنا پورا جسم ریت میں چھپا
لینے کو اس نے صرف اپنی ناک باہر رہنے دی تھی۔

بعد پیچھے آنے والے سوار اس کے پاس سے گزرے وہ تعداد میں دو تھے
ایک نے اپنے ساتھی کو مخاطب کر کے کہا وہ اس طرف تو ہے ہی نہیں ہم یوں
بھٹک رہے ہیں اس وقت تک وہ بھاگ کر ضرور اپنے ساتھیوں سے جا ملا ہو
اور ہوشیار ہے دیکھو دو محافظوں کا خاتمہ کر کے بھاگ گیا۔

دوسرے نے کہا یہ سب ابرہہ کی غلطی کے باعث ہوا ہے اب وہ پھر ہم پر
نے کا سلسلہ شروع کر کے ہمارا خون خشک کرنا شروع کر دے گا۔ ابرہہ کو
اس کا خاتمہ کر دیتا۔

کہا خاتمہ کیسے کر دے یہ ابرہہ کا محسن ہے اگر قتل کرے تو محسن کش
اسی نفیل بن حبیب ہی کی باعث ابرہہ کو اقتدار نصیب ہوا ورنہ اب تک
تمام کر چکا ہوتا۔

سوار باتیں کرتے ہوئے آگے نکل گئے نفیل اسی طرح ریت میں اپنے آپ کو
رہا۔ وہ سوار جب کافی دور نکل گئے تو نفیل کو اپنے بائیں ہاتھ دو انسانی ہیولے
چند قدم ادھر ادھر چلتے پھر ٹھٹھک کر رک جاتے ان ہیولوں کی حرکات و
چلتا تھا کہ وہ کسی کی تلاش میں رات کے وقت سرگرداں ہیں۔

اپنے کان ریت سے باہر نکالے تھوڑی دیر بعد ان ہیولوں کی آواز اس کے
ایک ہیولے نے دوسرے کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا۔

بھائی میں کچھ پریشانی اور فکرمندی کا شکار ہو رہا ہوں۔ اس لئے کہ نفیل
اب تک یہاں پہنچ جانا چاہئے تھا۔ یہ اندھے اور تاریکی میں ڈوبے ہوئے صحرا
سوار اسے تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ ان کی سرگردی سے یہ بات تو ثابت ہوتی

ہے کہ نفیل بن حبیب ابرہہ کی اسیری سے رہا ہو کر بھاگ چکا ہے۔ اس پر دوسرے
نے سرگوشی کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

دیکھ میرے بھائی میرے رفیق تیرا اندازہ درست ہے ہمیں تھوڑی دیر اور یہاں
کر انتظار کرنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے نفیل پہنچنے میں کامیاب ہو جائے اور پھر اسے ساتھ
کر ہم اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جائیں۔ اس پر پہلے ہیولے نے کسی قدر
کرتے ہوئے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

اگر نفیل کو تلاش کرنے والوں کی نظر ہم پر پڑ گئی تو ہم دھر لئے جائیں گے
میرے رفیق اگر ہم پکڑے گئے تو ابرہہ ہمارے ساتھیوں کی عبرت کے لئے ہمیں
مصلوب کر دے گا۔ یہ ابرہہ نفیل بن حبیب کو اس وجہ سے مصلوب نہیں کر
ابرہہ کا محسن ہے اور وہ ابو صحم کے ہاتھوں اس کی جان بچا چکا ہے اگر نفیل بن
روز ابرہہ کے کام نہ آتا تو یقیناً" ابو صحم ابرہہ کی گردن کاٹ چکا ہوتا۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی اس کے بعد دوسرے ہیولے نے تسلی دیتے
میں کہنا شروع کیا۔ دیکھو میرے بھائی تم گھبراؤ مت ہمیں ہر صورت میں نفیل کو
چاہئے۔ ہم صبح تک صحرا کے اس حصے میں انتظار کریں گے اور سورج طلوع
تھوڑی دیر قبل یہاں سے بھاگ جائیں گے۔

ہو سکتا ہے اس وقت تک نفیل بن حبیب یہاں آ جائے۔ ممکن ہے دشمن
سے بچنے کے لئے وہ وقتی طور پر کہیں چھپ گیا ہو یا اس نے اپنے آپ کو ہمارے
ریت کے ٹیلے کے پیچھے چھپا لیا ہو۔ دیکھ فکرمند نہ ہو۔ میرا دل کہتا ہے ہم
لے کر جائیں گے۔ رہا ہونے کے بعد اگر وہ اپنے لشکر میں واپس نہ پہونچ سکا
حاضری سے ہمارے ساتھی دل برداشتہ ہو جائیں گے۔ اور پھر وہ منتشر ہو کر
قبیلوں کو واپس ہو جائیں گے۔

ان دونوں کی گفتگو سن کر نفیل ریت سے باہر نکل آیا۔ اپنی تلوار اور ڈھال
وہ کھڑا ہی ہونے والا تھا کہ صحرا کے اندر اسے پھر گھوڑوں کے نتھنے پھڑپھڑانے
سنائی دی۔ وہ دونوں ہیولے جو نفیل کے قریب تھے لیٹ گئے اور رینگتے ہوئے
میں ہو گئے تھے نفیل سمجھ گیا تھا کہ دو سوار جو اسے تلاش کرنے کے لئے آئے
تھے اب واپس آ رہے ہیں وہ رینگتا ہوا آگے بڑھا اور اس جگہ آن رکا جہاں
پہلے گزرے تھے۔ زمین پر لیٹے ہی لیٹے اس نے ریت کا ایک ڈھیر لگا لیا اور اس
میں وہ وہاں لیٹ گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں سوار آپس میں باتیں کرتے ہوئے جب نفیل کے پاس سے
گزرے تو نفیل اٹھ کھڑا ہوا۔ اور بھاگ کر اس نے پچھلے سوار پر چھلانگ لگا کر اسے دبوچ
لیا۔ جب تک اگلا سوار سنبھل کر اپنے پیچھے آنے والے ساتھی کی مدد کرتا نفیل نے
اپنی تلوار سے کاٹ کر نیچے پھینک دیا تھا۔ اور گھوڑے پر اس نے قبضہ کر کے اس کی
لگام کر رکابوں میں اپنے پاؤں جما لئے تھے۔ اتنی دیر تک دوسرے نے نفیل پر حملہ کر
دیا۔

نفیل اس وقت تک مکمل طور پر سنبھل چکا تھا لہٰذا اس نے بڑی آسانی سے حملہ آور
کا اپنی تلوار پر روکا۔ پھر اس نے طوفانی انداز میں اپنی تلوار سے پے در پے حملے کرنا
شروع کر دیئے تھے۔ اچانک نفیل کی تلوار اس کے پہلو پر گری اور اسے کاٹتی ہوئی نکل گئی
اس کی لاش گھوڑے سے نیچے گر گئی تھی۔ نفیل نیچے اتر کر پہلے کی طرح اس طرف
گیا جدھر دونوں ہیولے غائب ہوئے تھے۔ پھر اس نے دھیمی آواز میں انہیں پکارتے ہوئے

میرے رفیقو۔ میرے بھائیو۔ میرے عزیزو۔ دونوں باہر آ جاؤ۔ میں نفیل بن حبیب
یہاں اب رکنا خطرے سے خالی نہیں۔ آؤ باہر آؤ تا کہ اپنی منزل کی طرف بھاگ

دونوں ہیولے ایک ٹیلے کے پیچھے سے نمودار ہوئے۔ اور آ کر ایک ساتھ نفیل سے
لگ گئے۔ ان میں سے ایک نے کہا ہمیں یقین تھا کہ آپ یہیں کہیں ہوں گے۔ اور
اور پر دشمن کی تلاش سے بچنے کے لئے کہیں چھپ گئے ہوں گے۔ نفیل نے پوچھا کیا
تمہارے پاس سواری ہے۔
اس بار دوسرے نے کہا کہ ہاں میرے پاس ایک اونٹ ہے اور اسے ہم ایک میل
شمال مشرق میں صحرا کے اندر گھٹنا باندھ کر بٹھا آئے ہیں۔
جواب میں نفیل نے کچھ نہ کہا بلکہ زقند لگا کر ایک گھوڑے پر سوار ہو گیا اور دوسرے
گھوڑے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا تم دونوں اس گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔
یہاں اب زیادہ دیر رکنا حماقت ہے۔
نفیل بن حبیب کے مشورے پر دونوں اس گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ پھر انہوں نے
گھوڑوں کو ایڑ لگا کر ہانک دیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنے گھوڑوں کو صحرا کے اندر شمال
مشرق کی طرف سرپٹ دوڑا رہے تھے۔

○

ظلمت شب ختم ہو گئی تھی سورج کافی چڑھ آیا تھا۔ عدی بن کعب اپنے [illegible] داخل ہوا۔ نبطیہ دروازے کے قریب ہی کھڑی تھی شاید وہ اس کا بڑی بے [illegible] قراری سے انتظار کر رہی تھی۔ اپنے باپ کو دیکھتے ہی نبطیہ نے پوچھا بابا کیا آپ [illegible] مل کر آرہے ہیں وہ ابرہہ کی اسیری میں کیسے ہیں۔

جواب میں عدی بن کعب کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر [illegible] نبطیہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ نبطیہ میری بیٹی۔ میری بچی۔ تو خوش قسمت ہے [illegible] اب ابرہہ کا اسیر نہیں رہا۔ پچھلی رات اس نے وہ رسیاں کاٹ دیں جن سے اس [illegible] پاؤں جکڑے ہوئے تھے۔ جس خیمے میں وہ بند تھا اس پر دو محافظ پہرہ دے رہے [illegible] نے نہ جانے کیسے اپنی رسیاں کاٹنے کے بعد ان دونوں محافظوں کو بھی ختم کر دیا [illegible] گیا۔ اب وہ ابرہہ کی اسیری میں نہیں۔ ابرہہ اس کے بھاگ جانے پر [illegible] میری بیٹی تو خوش قسمت ہے کہ تو نفیل جیسے بہادر شخص کی منسوب ہے وہ ایک ہنرمند انسان اور جوان ہے۔ کعبہ کی حفاظت میں جو وہ ابرہہ سے برسرپیکار [illegible] اس نیک کام کا اجر ضرور دے گا۔

یہ خبر سن کر نبطیہ کا خوشی سے بوجھل جوان جسم مہک سا اٹھا تھا۔ وہ [illegible] اس کی خوشی اور مسرت باہر سے خوشبو کی طرح محسوس کی جا سکتی تھی۔ [illegible] اس کی آنکھوں اور اس کے جسم کے ہر حصے سے پھول کی طراوت انگیز عار[illegible] تھی۔ تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر نبطیہ نے چہکتے ہوئے کہا بابا کیا یہ ابھی [illegible] ماں اور بہن کو بھی سنا دوں۔

عدی بن کعب نے بڑی شفقت اور انس و محبت میں کہا میری بیٹی تو [illegible] انہیں یہ خبر سنا تاکہ وہ دونوں ماں بیٹی نفیل کی اسیری پر افسردہ اور غمزدہ رہنا [illegible] نفیل کی اسیری پر انہوں نے کھانا ترک کر دیا ہے۔ نبطیہ کسی متوحش غزال [illegible] کلیلیں بھرتی ہوئے بھاگ گئی تھی۔ عدی بن کعب وہاں کھڑے ہو کر پیار [illegible] دیکھے جا رہا تھا۔

○

ابرہہ کی اسیری سے رہا ہونے کے بعد نفیل نے ابرہہ کے لشکر پر [illegible] دیئے تھے۔ ابرہہ پر پہلا اور اچانک حملہ اس نے صحرائے تہامہ اور طائف [illegible] اور دوسرا حملہ اس کے لشکر کی پشت پر طائف کے کوہستانوں میں کیا۔ گو [illegible]

[illegible] قدر زیادہ تھی کہ نفیل اس کے ارادوں سے روکنے اور کعبہ پر حملہ کرنے سے باز [illegible] تاہم اس نے ابرہہ کے لشکر میں خوف و ہراس ضرور پھیلا دیا تھا۔

[illegible] بن حبیب کا خیال تھا کہ اس کی دیکھا دیکھی صحرائے عرب میں پھیلے ہوئے ان [illegible] ابرہہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے اور ابرہہ کعبہ پر حملہ کرنے سے باز رہے [illegible] نہ ہو سکا ابرہہ اپنے لشکر کے ساتھ مکہ کے قریب پہنچ گیا۔ ان نتائج سے [illegible] بددل ہو گیا اور اس نے اپنے سارے ساتھیوں کو اپنے اپنے قبیلے میں چلے [illegible] دے دیا تھا۔

[illegible] ابرہہ اپنے لشکر کے ساتھ طائف اور مکہ کے درمیان کے میدانوں میں [illegible] ابرہہ کا ایک افسر اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا ابرہہ کے قریب آیا اس وقت ابھی [illegible] ہوا تھا۔ فضاؤں میں اندھیرا چھایا ہوا تھا ابرہہ کے اس افسر نے ابرہہ کو [illegible] ہوئے کہا۔

[illegible] آپ سے ایک خوشخبری کہنے آیا ہوں۔ نفیل بن حبیب نے اپنے ساتھیوں کو [illegible] اور اپنے آپ کو اس نے ہمارے حوالے کر دیا ہے۔ شاید وہ ہمیں روکنے [illegible] ہو کر دل برداشتہ ہو گیا ہے۔ وہ اس وقت اپنے گھوڑے سمیت ہماری گرفت [illegible] نے اسے نہتا کر کے اس پر محافظ مقرر کر دیئے ہیں۔

[illegible] اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا یہ بہت ہی اچھا ہوا۔ میں سمجھتا ہوں [illegible] ایک مصیبت ٹل گئی۔ بہرحال اس پر کڑی نگاہ رکھو مکہ اب تھوڑی ہی دور [illegible] میں اسے اپنے سامنے طلب کروں گا اور پھر اس سے گفتگو کروں گا۔

[illegible] سالار واپس لوٹ گیا تھوڑی ہی دیر بعد سورج طلوع ہو گیا اور ابرہہ مکہ [illegible] کے نواح میں چرنے والے بھیڑ بکریوں۔ گھوڑوں۔ اونٹوں کے ریوڑوں پر [illegible] کر لیا۔ پھر اس نے نفیل بن حبیب کو طلب کیا۔

○

ابرہہ [illegible] کل نما خیمے میں اپنے سنہری تخت پر بیٹھا تھا کہ نفیل کو اس کے سامنے [illegible] نے کسی قدر مسکراتے ہوئے اور طنزیہ انداز میں پوچھا کیا تم میرے لشکر [illegible] پر حملے کرتے کرتے تھک گئے ہو جو تم نے اپنے آپ کو میرے حوالے کر [illegible] نفیل نے کھا جانے والی نگاہوں سے ایک بار ابرہہ کی طرف دیکھا پھر اس نے

بڑی بے باکی سے کہا۔ مجھے اس کا اعتراف ہے کہ میں تم سے کعبہ کی حفاظت کرنے میں
ناکام رہا ہوں۔ تم اب مجھے مصلوب کر دو۔ میں اسے اپنی ناکامی کی سزا سمجھ کے قبول کروں
گا۔ لیکن یاد رکھنا مجھے امید ہے کہ کعبہ کا رب اپنے گھر کی حفاظت ضرور کرے گا۔

اس پر ابرہہ نے کہا نہیں تمہیں میں مصلوب نہیں کر سکتا۔ تم اب بھی میرے
میرے مربی ہو۔ تم آزاد اور باوقار طور پر زندہ رہو میں نے تمہاری ساری خطاؤں کو معاف
کر دیا اور سنو۔

یہاں تک کہتے کہتے ابرہہ خاموش ہو گیا کیونکہ اس کا ایک محافظ خیمے میں داخل ہوا
اور اس نے کہا اے مالک عبد المطلب نام کا ایک شخص آپ سے ملنے آیا ہے۔ جس کعبہ کو
ہم مسمار کرنے آئے ہیں۔ وہ اس کا متولی اور نگران ہے اس پر ابرہہ نے کہا اسے اندر
لاؤ۔

تھوڑی ہی دیر بعد ابرہہ کے خیمے میں ایک نہایت وجیہہ اور خوبرو جسیم و
کا خوبصورت جوان اندر داخل ہوا۔ جس کے چہرے سے فصاحت و بلاغت اور
حلیم الطبعی اور شرافت عیاں تھیں۔ یہ حضور کے دادا شیبا بن ہاشم تھے۔

اندر داخل ہوتے ہی عبد المطلب کی نظر نفیل بن حبیب پر پڑی تو انہوں نے
پوچھا تم یہاں۔ پھر آگے بڑھ کر انہوں نے نفیل سے مصافحہ کیا اور کہا دیکھو
تم کعبہ کی حفاظت کے لئے ابرہہ کے لشکر پر جو شب خون مارتے رہے ہو ان کی
داستانیں میں تمہارے قبیلے کے لوگوں سے سن چکا ہوں۔ قسم کعبہ کے رب کی
شرافت تمہاری نجابت کا یہی تقاضہ تھا۔ ایسا کر کے تم نے عربوں میں اپنی عزت
لیا ہے۔

پھر عبد المطلب ابرہہ کے خیمے میں ننگی زمین پر بیٹھ گئے۔ نفیل بن حبیب
پہلو میں بیٹھ گیا ابرہہ عبد المطلب کی شخصیت سے اس قدر متاثر ہوا کہ اپنے
سے اتر کر وہ بھی زمین پر بیٹھ گیا اور بڑے احترام کے ساتھ اس نے عبد المطلب
میں نے سنا ہے تم عربوں کے قاضی اور قریش کے سردار ہو۔

جواب میں عبد المطلب نے بڑی بے اعتنائی سے کہا تم نے جو کچھ سنا
اس پر ابرہہ نے پوچھا تم کس غرض سے میرے پاس آئے ہو۔ عبد المطلب کہنے
کے جن جانوروں پر تم نے قبضہ کر لیا ہے ان میں میرے بھی دو سو اونٹ
میرے اونٹ مجھے واپس کر دو۔

ابرہہ نے برافروختہ ہو کر کہا جب میں نے تمہیں دیکھا تو میرے دل میں تمہارا

احترام پیدا ہوا لیکن تم نے ایک حقیر مطالبہ کر کے اس عزت کو ختم کر دیا۔
تمہارے دین کے کعبہ کو نیست و نابود کرنے آیا ہوں اور تمہیں اپنے اونٹوں کی پڑی
سمجھتا تھا کہ تم مجھ سے یہ التجا کرو گے کہ کعبہ کو مسمار نہ کروں۔

جواب میں عبد المطلب نے کہا اونٹ میرے ہیں اس لئے مجھے ان کی فکر ہے جس کا
وہ خود ہی اس کی فکر اور حفاظت کرے گا۔

نے تکبر اور تفخر میں کہا تمہارا خدا کعبہ کو میرے ہاتھ سے نہیں بچا سکتا۔ اس
المطلب نے ناپسندیدگی اور برافروختگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ تمہیں اختیار ہے جو
دیکھو میرا خدا اپنے گھر کی حفاظت ضرور کرے گا۔ کیا تم نے نہیں سنا سکندر یونانی
کہ وہ بابل میں مقیم تھا کعبہ کی مقدس سرزمین پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا تھا
روز اس نے ادھر کا رخ کرنا تھا اس سے ایک روز قبل موت نے اسے فنا کر

سنا ہو گا بنو جرہم کے اوساف اور نائیلہ نے جو ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے
کعبہ میں بدکاری کا ارادہ کیا۔ تو ان دونوں کے چہرے مسخ ہو گئے اور دونوں پتھر
کر رہ گئے۔ اہل مکہ نے ان دونوں کے پتھر کے جسموں کو اٹھا کر ایک کو کوہ صفا اور
مروہ پر پھینک دیا۔ یہ دونوں بت اب بھی وہاں دیکھے جا سکتے ہیں۔
کعبہ کے احترام کو پامال کرنے پر میرے خدا نے بنو جرہم بنو عمالقہ اور بنو خزعہ کو
رسوا کیا۔ تم بھی اس فعل بد سے باز رہو۔ شاید تمہارے آخری دن آ گئے ہیں میرا
کسی اور قوم کو مسلط کرنے والا ہے۔

پر ابرہہ نے کہا تو پھر اپنے خداوند سے دعا کرو کہ وہ تمہارے کعبہ کو میرے حملے
بچائے۔ عبد المطلب نے کہا کہ وہ خود ہی تم پر ایسا عذاب نازل کرے گا جیسا اس نے
پر سدوم اور عمورہ شہر میں کیا۔ جس طرح اس نے عاد و ثمود پر سخت آندھی اور
کا عذاب نازل کیا۔ میرا خدا وہی تو ہے جس نے ابراہیم کی خاطر نمرود اور موسیٰ کی
فرعون کو فنا کیا۔ وہ مالک الرقاب اور ذو القوۃ المتین ہے۔ جس نے طوفان نوح کی
میں تم جیسے خطا کار اور فتنہ گروں کو اس زمین سے پاک کیا۔

اے رفیق ابلیس۔ یہاں کسی کو ثبات اور دوام نہیں۔ اگر ہماری زبان چپ رہی تو کیا
وہ قادر لم یزل جو خدائے جن و عرش و فرش ہے وہ تجھے معدوم و نابود نیست، و فنا کر
گا۔ میرا رب اسیر صبح و شام نہیں وہ اس شہر کے لوگوں کو دل زدہ اور غم گزیدہ نہ
دے گا اور پھر اے ابرہہ جیسا کہ پرانے کاہن اور منجم آسمانی صحائف اور کتب سے

حوالے سے یہ بتاتے آ رہے ہیں مکہ ہی اس آخری نبی کی جائے پیدائش
خاص و عام اور فخر معجز کلام ہو گا۔

عبد المطلب جب خاموش ہوئے تو ابرہہ نے کہا جاؤ چلے جاؤ۔ تمہارے اونٹ
مل جائیں گے۔ عبد المطلب نے نفیل بن حبیب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا
اسیری میں ہے اسے بھی رہا کر دے۔ میں تجھے ضمانت دیتا ہوں کہ آئندہ یہ تمہارے
خطرناک یا نقصان دہ ثابت نہ ہو گا۔ یہ کعبہ کی حفاظت اور حرمت کے لئے سارا
کرتا رہا ہے۔ اب ہم کعبہ کی حفاظت کعبہ کے مالک کے سپرد کرتے ہیں وہی تجھے اس
بے حرمتی کی سزا اور تمہارے فعل بد کی مکافات دے گا۔ میں اس کی ماں سے وعدہ
آیا تھا کہ اسے ساتھ لیتا آؤں گا۔ اسے چھوڑ دے۔

ابرہہ نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کہہ دیا تم نفیل کو اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو اب
ہے۔ اس سے کوئی باز پرس نہ کی جائے گی عبد المطلب نفیل کو لے کر ابرہہ کے
نکل گئے انہوں نے دیکھا اس خیمے کے قریب ہی وہ نو ہاتھی کھڑے تھے جن
عمارت گرانے کا کام لینے کے لئے ساتھ لایا گیا تھا۔ ان میں جو سب سے بڑا اور
ہاتھی تھا اس کا نام محمود تھا۔

اس موقع پر نفیل بن حبیب نے عبد المطلب سے کہا آپ ذرا رکیے مجھے ان
کے ساتھ بھی اپنا فرض ادا کر لینے دیجئے۔ عبد المطلب رک گئے نفیل بن حبیب
بڑے ہاتھی محمود کے پاس گیا اور اس کے کان میں کہا۔

”دیکھ محمود تو جہاں سے آیا ہے وہیں صحت و سلامتی کے ساتھ لوٹ جا
وقت خدا کے بلد الامین میں ہے۔ ابرہہ تجھ سے کعبہ کو گرانے کا کام لینا چاہتا ہے
کا گھر ہے اور اس کے ماننے والوں کا عزیز ہے اگر تو نے اس ذلیل اور حقیر فعل
لیا تو خدا کے سامنے جوابدہ ہو گا۔

اس گھر کی عظمت و حرمت کی بدولت رفعتوں کا حصول عظمتوں کی تسخیر اور
اغراض کی رونق و فروغ ہوتا ہے۔ ابرہہ کعبہ پر حملہ کرنے والا ہے اور میرا ایمان
کرنے سے قبل وہ تاریخ کے قافلے میں بگولوں کے اندر اڑتی ریت اور لہروں کے
تموج میں بکھر جانے والی اذان سحر کی طرح منتشر اور پراگندہ ہو جائے گا۔ قبل اس
کعبہ کو مسمار کرے قضا کا فرشتہ اس پر نزول کرے گا اور اس کی حالت قوم عاد و
اہل سدوم و عمورہ سے بھی زیادہ ہولناک اور بد ترین ہو گی۔“

پھر نفیل بن حبیب نے ہاتھ میں پکڑا ہوا محمود ہاتھی کا کان چھوڑ دیا اور

ہاتھی بھی فوراً“ زمین پر بیٹھ گیا۔ نفیل کے ہونٹوں پر گہرا اطمینان اور خوشی ملی
مسکراہٹ کھیل گئی تھی۔

اب واپس عبد المطلب کے پاس آیا تو اس نے دیکھا وہاں پانچوں عرب قبائل
سرداروں اور اس کی ماں زہرہ بنت کلاب کے علاوہ نبطیہ اور اس کی بہن جندلہ بھی
زہرہ بنت کلاب نے آگے بڑھ کر نفیل کو لپٹا لیا اور اسے پیار کرنے لگی جندلہ
کر بھائی سے لپٹ گئی تھی۔ اس موقع پر نبطیہ بھی آگے بڑھی اور نفیل کا بازو
اس نے کہا میں آپ کو آپ کی رہائی پر مبارکباد دیتی ہوں۔

محسوس کیا آج نبطیہ کی آواز پھوار رنگ، ترانہ شہد و شکر اور سیل نور و نغمہ
گوار کن تھی اور اس کے ہاتھوں کا لمس صبح آزادی کی تمہید کی طرح نشاط آفریں
طرح پر سرور تھا۔ آج نبطیہ کے چہرے پر شعلے کی سی چمک اور خوش کن مرقوم
رونق تھی وہ اپنے قلب و نظر سے متبسم و شاداں تھی۔

ان حبیب ابھی تک اسی کے خیالوں میں کھویا ہوا تھا کہ عبد المطلب نے اسے
کہا نفیل نفیل تم اپنے قبائل کو لے کر سامنے والے پہاڑوں پر چڑھ جاؤ میں
جا کر متنبہ کرتا ہوں کہ وہ بھی پہاڑوں پر چڑھ کر اپنے آپ کو محفوظ کر لیں۔
یقین ہے کہ ابرہہ کے کعبہ پر حملہ آور ہونے سے قبل ہی کوئی آتش دہن
عذاب اس پر ٹوٹ پڑے گا۔ یہ اپنے فعل بد کے متعلق سوچنا تک بھول جائے

المطلب مکہ شہر کی طرف چلے گئے جب کہ نفیل اپنی ماں، بہن، نبطیہ اور سرداران
ساتھ اس طرف جا رہا تھا جہاں ان کے قبیلے کے لوگ خیمہ زن ہوئے تھے۔
قبائل کے ساتھ پہاڑوں پر چڑھ گیا اور عبد المطلب شہر میں آئے اہل مکہ کی
جماعت کے ساتھ وہ کعبہ میں داخل ہوئے اور اس کا پردہ پکڑ کر بڑی عاجزی و آہ
زاری سے دعا کی کہ اے پروردگار عالم تو اپنے گھر کی حفاظت کر میں بے بس ہو

بعد یہ لوگ شہر میں منادی کرنے لگے کہ متوقع عذاب سے بچنے کی خاطر پہاڑ
اور عبد المطلب بھی اہل مکہ کے ساتھ پہاڑوں پر چڑھ گئے تھے۔
اپنے حملے کی ابتداء کی اس نے ہاتھیوں کو آگے بڑھانے کے لئے محمود ہاتھی
لیکن وہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ فیل بانوں نے اسے آہنی گرز مارے
کا آنکڑا ڈال کر کھینچا مگر وہ اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں جب انہوں نے اسے

یمن کی طرف چلانا چاہا تو فوراً" اٹھ کر چل پڑا۔ شام کی طرف چلانا چاہا تو بھی و
کی طرف بڑھایا تب بھی اٹھ کھڑا ہوا لیکن جب اسے کعبہ کی طرف بڑھایا جا
اور ذرہ برابر آگے نہ بڑھتا۔

اسی اثناء میں سمندر کی طرف سے پرندوں کے غول کے غول آئے
پرندے پر باندھے جب قریب آئے تو لوگوں نے دیکھا ہر پرندے نے چ
برابر تین کنکر اٹھائے ہوئے تھے۔ دو کنکر اپنے پاؤں میں اور تیسرا چونچ میں کا
کی پیاس بجھ گئی ہو اور کوئی قہر آلود طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہو۔

ان پرندوں نے ابرہہ کے لشکر پر سنگ باری شروع کر دی اور آن کی
کے لشکر کو چبائے ہوئے گھاس پھوس کی طرح پیس کے رکھ دیا تھا صرف وہ
کعبہ پر حملے کے خلاف تھے۔ ابرہہ کے صرف ایک کنکر لگا جس کے اثر
میں کچھ ایسا زہر پھیلا کہ اس کا سارا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر گیا اور
اہل مکہ اور خانہ بدوش عرب قبائل پہاڑوں سے یہ سارا منظر دیکھ رہے
گیا اور واپس یمن چلا گیا تھا۔

ابرہہ اور اس کے لشکر کی تباہی اور خاتمے کے بعد طوفانی بارش ہوئی اور
برسا کہ سیلاب کی صورت حال پیدا ہو گئی یہ پانی ابرہہ کے تباہ شدہ لشکر
سمندر کی طرف لے گیا۔ اس طرح وہ میدان پہلے کی طرح صاف ستھرا ہو
خانہ بدوش عرب قبائل نے ابرہہ کے لشکر کی تباہی پر رات بھر
میں انہوں نے نفیل اور نبطیہ کی شادی کر دی۔ اگلے روز شکرانے کے
کعبہ کا طواف کیا اور پھر وہ آزادی اور امن کے گیت گاتے ہوئے واپس
کر رہے تھے۔

○

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی ایک روز مکہ سے تقریباً" ڈھائی
جبل نور پر نمودار ہوئے۔ تھوڑی دیر تک وہ اردگرد کا نظارہ کرتے رہے
اور تاسف آمیز لہجے میں یوناف نے اپنے پہلو میں کھڑی کیرش کو مخاطب کر
دیکھ کیرش یہی وہ سرزمین ہے جس میں آنے والے آخری رسول کا
اس رسول کے آنے تک ہم اپنی زندگی کے دنوں کا ساتھ دے سکیں
سکیں اس پر ایمان لا سکیں اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کر سکیں

ہو کر زمین و آسمان کے مالک اور خداوند سے التجا و التماس ہے۔ کہ وہ ہمیں
رسول تک ان سرزمینوں میں رہنا نصیب کرے۔ یہاں تک کہنے کے بعد یوناف
ہوا تو اس کی تائید کرتے ہوئے کیرش بولی اور کہنے لگی۔

ال میرے حبیب میرے بھی خیالات آپ جیسے ہی ہیں میری بھی التماس ہے
ہیں وہ دن دکھائے کہ ہم آنے والے رسول کا اتباع اس کی فرمانبرداری کر
ال کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم فی الحال انہی سرزمینوں میں قیام رکھیں۔ اور
ان سرزمینوں میں کیسا انقلاب ظہور پذیر ہوتا ہے۔

کہنے کے بعد کیرش تھوڑی دیر کے لئے رکی پھر وہ دوبارہ بولی اور کہنے لگی
ال میرے حبیب میں نے اپنی آنکھوں سے جو کعبہ کے اطراف میں یمن کے
لشکر دیکھا ہے اس سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ کعبہ جو اللہ کا گھر ہے اس
کی خاطر ہاتھ اٹھانا کوئی آسان کام نہیں دیکھ یوناف میرے حبیب کس طرح
سے پرندے آئے انہوں نے کنکر پھینکے اور ابرہہ کو نیست و نابود کر کے رکھ
والا نبی جلد آئے اور ان سرزمینوں میں جو شرک اور بدی کے طوفان اٹھے
انہیں بھی دھو کے رکھ دے۔

اس موقع پر مزید کچھ کہتی کہ اسی وقت ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس
کہتے کہتے رک گئی اور ابلیکا کو سننے کے لئے وہ یوناف کے پہلو سے پہلو ملا کے
لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

ال میں تمہاری اور کیرش کی باہم ساری گفتگو کو سن چکی ہوں فی الحال تم
کوئی ایسا کام نہیں کہ تم ان سرزمینوں سے نکل کر کہیں اور جاؤ۔ رہا سوال
کل کا تو نطیاس، سلیوک اور اوغار تو اس کرے میں بند ہیں اور تم گاہے گاہے
پانی ٹپکا کر عذاب سے دو چار کرتے رہتے ہو اس سلسلے کو جاری رکھو۔ پر میں
مشورہ بھی دیتی ہوں کہ فی الحال تم انہی سرزمینوں میں قیام کرو ہو سکتا ہے
قیام کے دوران ہی خداوند ان سرزمینوں میں اپنا آخری رسول مبعوث کرے
ہوا تو پھر تم اس رسول کے تابع، فرمانبردار اور مطیع بن کر زندگی گزارنا۔

کہنے کے بعد ابلیکا جو خاموش ہوئی تو یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا دیکھ
کہتی ہے۔ تمہاری آمد سے پہلے میں اور کیرش واقعی یہاں قیام کرنے سے
کر رہے تھے اب جبکہ تم بھی تائید کر رہی ہو تو میں مکہ کی اسی نواحی سرائے میں
جہاں اس سے پہلے میں نے قیام کیا تھا۔ ابلیکا نے یوناف کی اس تجویز سے

اتفاق کیا۔ پھر اس سرائے میں قیام کرنے کیلئے یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی
سے اتر کر مکہ شہر کی طرف جا رہے تھے۔

○

ایک روز عبد المطلب مقام حجر میں سو رہا تھا کہ خواب میں کسی نے بڑے
اور تنبیہہ آمیز انداز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے عبد المطلب اٹھ اور
کھود۔ اس خواب کے دوران عبد المطلب نے آواز دینے والے کو مخاطب کر
پوچھا یہ طیبہ کیا چیز ہے تو اس پر اشارہ کرنے والا غائب ہو گیا اور خواب ختم ہو گیا
خواب سے عبد المطلب کسی قدر پریشان تھا اور یہ سوچنے لگا تھا کہ آخر یہ خواب
طرف اشارہ کر رہا ہے۔

دوسرے روز پھر عبد المطلب جب اپنی آرام گاہ میں سویا تو خواب میں پھر
کہنے والا عبد المطلب کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ دیکھ عبد المطلب اٹھ
کھود۔ عبد المطلب یہ خواب دیکھ کر پھر پریشان ہوا اور آواز دینے والے کو مخاطب
ہوئے پوچھنے لگا۔ دیکھ یہ برہ کیا چیز ہے؟ عبد المطلب کے اس طرح پوچھنے پر وہ
والا پھر غائب ہو گیا اور خواب ٹوٹ گیا۔

دوسرے دن کے اس خواب نے عبد المطلب کو مزید پریشان اور پراگندہ
دیا تھا وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ یہ اشارہ کس کس طرف مل رہا ہے اور مجھے کیا
تیسرے روز رات کے وقت خواب میں پھر آواز دینے والے نے آواز دی اور
کو مخاطب کر کے کہا۔ اے عبد المطلب اٹھ اور مضنونہ کو کھود۔ عبد المطلب
پوچھا دیکھ آواز دینے والے یہ مضنونہ کیا چیز ہے؟ تیسرے روز بھی عبد المطلب
آواز دینے والا پھر غائب ہو گیا اور اس کے اس طرح غائب ہونے سے عبد
پریشانیوں اور پراگندیوں میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔

چوتھے روز جب عبد المطلب اپنی خوابگاہ میں سویا تو خواب میں پھر پکارنے
عبد المطلب کو پکارتے ہوئے کہا عبد المطلب اٹھ اور زمزم کو کھود۔ اب معاملہ
کی سمجھ میں آ رہا تھا۔ اس نے پکارنے والے آواز دینے والے کو مخاطب کر
زمزم کیا شئے ہے؟ اس پر خواب میں آنے والے پکارنے والے اور آواز
کہا زمزم وہ چیز ہے جو کبھی نہ سوکھے گا اور اس کا پانی نہ کم ہو گا۔ وہ حج کرنے
بڑے گروہوں کو سیراب کرے گا۔

عبد المطلب وہ زمزم اس وقت لید اور خون کے درمیان غراب اعصم کے گھونسلے
دونوں کی بستی کے قریب ہے۔ یہاں تک بتانے اور گفتگو کرنے کے بعد وہ
اور آواز دینے والا غائب ہو گیا تھا۔

المطلب اب سمجھ گیا تھا کہ خواب میں اسے کیا بتایا جا رہا ہے اور یہ سب کچھ
بعد دوسرے روز عبد المطلب نے اپنے بیٹے حارث کو ساتھ لیا اور اس جگہ کی
لگے جس کی خواب میں انہیں نشاندہی کی گئی تھی۔

کھدائی میں وہ چیزیں ظاہر ہونا شروع ہوئیں جو وہاں دفن تھیں تو عبد المطلب نے
کی اس پر قریش کے بڑے بڑے اور سرکردہ لوگ تاڑ گئے کہ جو کچھ عبد المطلب
میں دیکھا ہے وہ انہوں نے پا لیا ہے کیونکہ کھدائی شروع کرنے سے پہلے عبد
قریش کو اپنے خواب کے متعلق تفصیل سے آگاہ کر دیا تھا۔

صورت حال دیکھتے ہوئے قریش کے سردار عبد المطلب کے پاس آئے اور مطالبہ کیا
یہاں سے نکلے گا اس میں تم ہمیں بھی حصہ دار بناؤ گے اس پر عبد المطلب نے
کر ہو سکتا ہے خواب میں یہ سب کچھ بتا کر مجھے تم سب میں ممتاز کر دیا گیا ہے۔
ہی ان سب چیزوں کا حقدار ہوں جو کھدائی کے دوران یہاں نمودار ہوں گی۔

قریش کے سرداروں نے دھمکی آمیز انداز میں کہا اگر تم نے ہمیں حصہ دار نہ
ہمارے خلاف جنگ کریں گے اس پر عبد المطلب نرم پڑ گئے اور ان کی بات مان
جواب دیتے ہوئے کہا کھدائی سے پہلے اپنے اور میرے درمیان کوئی ثالث مقرر کر
معاملہ کا ہمارے درمیان انصاف کر سکے۔

مطلب کی اس تجویز کے جواب میں اہل قریش نے ثالث کے لئے بنی سعد کی
کا نام پیش کیا جو اس وقت ارض شام میں اپنے قبیلے میں رہتی تھی عبد المطلب
تجویز کو تسلیم کر لیا پس دونوں فریقوں نے ایک دن مقرر کیا اور اس روز عبد
اور قریش کے دوسرے سرکردہ سردار ارض شام کی طرف روانہ ہو گئے اور ان
کے ساتھ ان کے حامی اور ساتھی بھی روانہ ہوئے تھے۔

مطلب اپنے مخالف گروہ کے آدمیوں کے ساتھ جب ارض شام کی طرف جانے
کوچ کرنے لگے تو اس کوچ سے قبل انہوں نے خداوند کے حضور نذر مانی کہ
دس بیٹے ہوئے اور وہ بلوغت کو پہنچ کر قریش کے مقابلے میں ان کی حفاظت
قابل ہوئے تب وہ ان بیٹوں میں سے ایک کو کعبۃ اللہ کے پاس خداوند قدوس
کے لئے قربان کر دیں گے۔

اس کے بعد وہ مخالف گروہوں کے لوگوں کے ساتھ ارض شام کی طرف
گئے۔ راستے میں صحرا کے اندر سے گزرتے ہوئے عبد المطلب اور ان کے
پاس پانی ختم ہو گیا۔

عبد المطلب کے کسی بھی ساتھی کے پاس پانی نہ رہا تھا اور انہیں اس دشت
پیاس لگی کہ ہر ایک کو اپنی موت و ہلاکت کا یقین ہو گیا وہ مخالف لوگ جو عبد ا
ساتھ تھے اور زمزم کا فیصلہ کرانے شام کی کاہنہ کے پاس جا رہے تھے ان کے
موجود تھا۔

عبد المطلب نے ان سے پانی مانگا لیکن انہوں نے پانی دینے سے انکار کر دیا
پیش کیا کہ ہم خود بھی تم لوگوں کے ساتھ اس بے آب و گیاہ دشت میں سفر کر
ہمیں بھی اسی آفت و مصیبت کا خطرہ لاحق ہے جو تم پر اس وقت پڑی ہے
حصے کا پانی تمہیں دے کر خود اپنے آپ کو بھی موت و ہلاکت کے حوالے نہیں کر
اس پر عبد المطلب نے اپنے حامیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

سنو میرے عزیزو۔ میرے ساتھیو۔ تم جانتے ہو ہم میں سے ہر ایک کے
ہو چکا ہے اور پیاس کے باعث میری ہی نہیں تمہاری حالت بھی قابل رحم ہے
عزیزو۔ میرے ساتھیو۔ مخالف گروہ والوں کے پاس پانی ہے لیکن وہ چونکہ ہمیں
پر تلے ہوئے ہیں لہٰذا اس ضرورت کے وقت وہ ہمیں پانی دینے کے لئے
لوگ مجھے مشورہ دو کہ اس موقعہ پر مجھے کیا کرنا چاہئے۔

عبد المطلب کی اس گفتگو کے جواب میں ان کے ساتھیوں میں سے ایک
سارے رفیقوں کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا۔

اے عبد المطلب۔ جو بھی آپ حکم دیں گے ہم پیروی کریں گے۔ آپ
سمجھیں۔ فیصلہ کریں۔ ہم تو ہر صورت حال میں آپ کا ساتھ دیں گے۔ اگر
تو بھی ہم آپ کے مخالفوں کے خلاف سینہ سپر ہو جائیں گے۔ اگر صلح اور
ہوئی تب بھی ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اس پر عبد المطلب نے ان سب کو
ہوئے کہا۔

دیکھو میرے ساتھیو۔ میرے رفیقو۔ اگر ایسا ہے تو پھر سنو۔ ہر شخص صحرا کے
لئے ایک گڑھا کھودے۔ جب کوئی پیاس کے باعث ہلاک ہو جائے تو اسے اس
دبا دیں گے جو اس نے خود اپنے لئے کھودا ہو گا۔ یہاں تک کہ آخر میں صرف ا
رہ جائے گا اور سارے قافلے کی نسبت اس شخص کا بے گور و کفن رہ جانا کوئی

دیکھو میرے ساتھیو۔ میرے عزیزو۔ یہ فیصلہ تمہیں حالات سے مجبور ہو کر دے رہا
اور مجھے امید ہے کہ تم میری اس تجویز سے اتفاق کرو گے۔ عبد المطلب کی اس تجویز
ان کے سارے ساتھی وہاں رک گئے اور ہر کوئی اپنے لئے گڑھا کھودنے لگا جبکہ
گروہ والے بھی وہاں رک کر عبد المطلب کی لاچارگی اور بے بسی دیکھتے ہوئے خوشی
اطمینان کا اظہار کر رہے تھے۔

سارے لوگوں نے اپنے لئے ایک ایک گڑھا کھود لیا تب لوگ صحرا کے اندر تپتی
ریت پر بیٹھ گئے اور اپنی اپنی موت کا انتظار کرنے لگے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے
المطلب نے کچھ سوچا پھر وہ دوبارہ اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگے۔

میرے عزیزو۔ قسم خداوند کی۔ اس طرح اپنے آپ کو موت کے آگے ڈال دینا
کے لئے دوڑ دھوپ نہ کرنا اور کوئی سعی اور جدوجہد نہ کرنا بڑی کمزوری کی بات

جب تک ہم لوگوں کے جسموں میں ہمت و سکت ہے اطراف میں کسی بستی کی
میں نکلتے ہیں۔ کوئی آبادی اور بستی مل جائے وہاں سے ہمیں پانی میسر ہو جب دیکھیں
اب تلاش جاری نہیں رکھی جا سکتی اور جسمانی طاقت اور سکت جواب دے گئی ہے
ان گڑھوں کے پاس لوٹ آئیں گے۔ اور اپنے آپ کو موت کے رحم و کرم پر چھوڑ
لہٰذا میرے رفیقو ہمت نہ ہارو۔ کھڑے ہو شاید خداوند کسی نہ کسی بستی میں ہم
بندوں کو پانی جیسی نعمت عظمٰی عنائیت فرما دے۔

المطلب کی اس گفتگو سے ان کے ساتھیوں کو کچھ حوصلہ اور تقویت ہوئی۔ لہٰذا
المطلب کے کہنے پر سب اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ پانی کی تلاش میں
مخالف گروہ کے لوگ بھی ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئے تاکہ دیکھیں اب
کیا کرتے ہیں اور ان پر کیا گزرتی ہے اور یہ کیسے موت کا شکار ہوتے ہیں۔ وہ
کہ صحرا کے اندر وہ لوگ مارے جائیں گے اور ہم واپس جا کر زم زم اور اس کے
ان کی جانے والی ساری چیزوں پر قبضہ کر لیں گے۔

عبد المطلب بھی اپنی جگہ سے اٹھے اور اپنی اونٹنی کی طرف بڑھے۔ جب وہ اپنی اونٹی
ہوئے تو ایسا ہوا کہ جب انہوں نے نکیل مار کر اونٹی کو اٹھایا تو جب اونٹی اٹھنے لگی
کا ایک پاؤں زمین میں دھنسا اور ایسا ہوا کہ وہاں سے میٹھے پانی کا ایک چشمہ بہہ نکلا۔
اس پر عبد المطلب اور ان کے ساتھی بے حد خوش ہوئے صحرا کے اندر اچانک میٹھے
بہتے ہوئے دیکھ کر وہ بے چارے اپنی اپنی سواریوں سے اتر پڑے۔ بھاگ کر وہ بہتے

چشمے کے قریب آئے جی بھر کے پہلے سب سے پانی پیا اور اپنی آئندہ ضروریات
انہوں نے اپنے مشکیزے بھی بھر لئے تھے۔

اس سارے کام سے فارغ ہونے کے بعد عبد المطلب نے اپنے مخالف گروہ
کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

یا ماشر القریش۔ (اے اہل قریش) خداوند نے ارض شام کے اس بے آب
کے اندر ہمیں پانی عنائیت کر دیا ہے۔ گو اس سے پہلے جب ہمارے پاس پانی
اور ہم زندگی اور موت کے کنارے کھڑے تھے میں نے تم لوگوں سے پانی مانگا
پانی دینے سے انکار کر دیا۔ لیکن میں تم جیسا وطیرہ اور رویہ اختیار نہیں کروں
خداوند نے ہم پر رحم و کرم کرتے ہوئے دور دراز کے دشت میں چشمہ جاری کر
تم لوگ بھی آؤ سیر ہو کر پانی پیو۔ اپنے مشکیزے بھی بھرو۔ ہاتھ منہ بھی دھو۔ اور
مستفید ہو۔ کوئی تمہیں منع نہیں کر سکتا۔ تم ہمارے ہمسفر ہو لہٰذا صحرا میں
اس چشمے میں تم بھی ہمارے ساتھ برابر کے حقدار ہو۔ اس پر مخالف گروہ والے
آئے انہوں نے بھی سیر ہو کر پانی پیا اور اپنی اپنی ضروریات کے مطابق اپنے
بھر لئے تھے۔

اس کے بعد ارض شام کی کاہنہ کے پاس جانے کے لئے جب وہاں سے کوچ
تو عبد المطلب کے مخالف گروہ نے وہاں کھڑے ہو کر باہمی صلاح و مشورے
کیا پھر ان میں سے ایک جو ان کا سرکردہ تھا وہ کوئی آخری فیصلہ کرنے کے بعد
کے پاس آیا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اے ابن ہاشم۔ اب ہم
سلسلے میں تمہارے ساتھ کوئی جھگڑا تکرار نہیں کریں گے۔ جس ذات نے
تمہارے ساتھیوں کو اس پیاسے اور بے آب و گیاہ صحرا اور دشت میں پانی
ہے بے شک اسی نے تمہیں زم زم عنائیت فرمایا ہے۔ پس اے ابن ہشام ہم
کر فیصلہ کیا ہے کہ اب زم زم کا فیصلہ کرانے ارض شام کی کاہنہ کے پاس جانے
مکہ لوٹ چلیں۔ عبد المطلب اور ان کے ساتھیوں نے اپنے مخالف گروہ کے اس
بے حد پسند کیا پھر وہ خوشی خوشی اس صحرا و دشت سے واپس مکہ کی طرف جا رہے

مکہ واپس جا کر عبد المطلب نے دوبارہ زم زم کی کھدائی کا کام شروع کیا۔
زیادہ کھدائی نہ کی گئی تھی کہ وہاں سے سونے کے دو ہرن ملے اور یہ سونے کے
تھے جنہیں بنو جرہم نے اس وقت وہاں دبا دیا تھا جس وقت انہیں کعبہ کی خدمت
کر کے مکہ سے نکالا جا رہا تھا۔ اس کے علاوہ وہاں سے سفید تلواریں اور زرہ بھی

زم زم کھودنے کے دوران کچھ چیزیں بھی ملی تھیں جن کا فیصلہ کرنے کے لئے عبد
ایک نیا اور انوکھا اور عجیب طریقہ کار استعمال کیا۔ اس نے اہل قریش کو جمع کیا
مخاطب کر کے کہا۔

سب چیزیں زم زم کے کھودنے سے ملی ہیں میں ان پر اکیلا دعویٰ نہیں کرتا۔ ان
تقسیم کے لئے میں چھ تیر مقرر کرتا ہوں۔ پھر یہ تیر ہبل(1) پر ڈالے جائیں۔ اور
جس چیز کا تیر نکلے وہ چیز اسی کی ہو گی۔

اہل قریش نے اتفاق کیا لہٰذا چھ تیر لئے گئے ان میں سے دو زرد تیر کعبۃ اللہ
کے گئے۔ سیاہ رنگ کے دو تیر عبد المطلب کے لئے اور سفید رنگ کے دو تیر اہل
سرداروں کے لئے منتخب کئے گئے تھے۔

ان چھ تیروں کو لے کر لوگ کعبۃ اللہ میں داخل ہوئے اور وہاں جو شخص ہبل پر
وہ چھ تیر انہوں نے اس کے حوالے کئے کہ وہ ان تیروں کو ہبل پر ڈالے تاکہ
ہو۔

شخص نے جب تیر ڈالے تو کعبۃ اللہ کے دونوں زرد رنگ کے تیر سونے کے
ہرن کے لئے نکلے۔ عبد المطلب کے دونوں سیاہ رنگ کے تیر سفید تلواروں اور
لئے نکلے۔ جب کہ قریش کے دونوں سفید تیر کسی بھی چیز کے لئے نہ نکلے تھے۔
سونے کے وہ دونوں ہرن کعبۃ اللہ میں نصب کر دیئے گئے تھے۔ یہ پہلا سونا
کعبۃ اللہ کو مزین کیا گیا تھا۔ جبکہ تلواروں کو عبد المطلب نے کعبۃ اللہ کے
لٹکا دیا تھا اس کے بعد زم زم پر عبد المطلب کی ملکیت تسلیم کر لی گئی اور حجاج
کا کام عبد المطلب نے اپنے ذمے لے لیا تھا۔

○

وقت گزرتا رہا۔ عبد المطلب نے جو اپنے دس بیٹوں کے لئے نذر مانی تھی

اللہ میں ہبل نام کا ایک بت ایک باؤلی کے پاس تھا۔ اس پر جو چڑھاوے چڑھتے تھے وہ بھی اسی
کے آس پاس پڑے رہتے تھے۔

تو ایسا ہوا کہ اس کے ہاں دس بیٹے پیدا ہوئے اور جوان ہو گئے۔ تب عبد المطلب
نذر پوری کرنے کا خیال آیا۔ اس پر اس نے اپنے سارے بیٹوں کو جمع کیا اور انہیں
کر کے کہا۔

سنو میرے فرزندوں۔ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرے دس بیٹے ہوئے اور
جوان ہو گئے تب میں ان میں سے ایک کو کعبتہ اللہ کے پاس خداوند کی خوشنودی
قربان کر دوں گا۔ اب تم میرے دس بیٹے ہو۔ دس کے دس جوان ہو چکے ہو۔ اب
سمجھتا ہوں کہ اس نذر کے پورا کرنے کا وقت آ گیا ہے۔

عبد المطلب کے سارے بیٹوں نے اس سلسلے میں باپ سے اتفاق کیا اور پوچھا
"اے ہمارے باپ۔ یہ نذر پوری کرنے کے لئے کیا طریقہ کار استعمال کیا
ہے۔ اس پر عبد المطلب نے کہا تم میں سے ہر کوئی ایک تیر لے اور اس تیر پر
کر میرے پاس لے آئے۔"

سب بیٹوں نے ایسا ہی کیا۔ تب عبد المطلب ان سب کو لے کر کعبتہ اللہ
ہو کر حبل بت کے پاس آئے اور اس حبل بت سے فال لینے کا یہ طریقہ کار تھا کہ اس
کے پاس ہر وقت سات تیر پڑے رہتے تھے۔ اور ہر تیر پر کچھ نہ کچھ لکھا رہتا تھا۔

ایک تیر پر ہاں۔ دوسرے تیر پر نہیں لکھا تھا۔ جب کوئی کام کرنے کا ارادہ ہوتا
تیروں کو دوسرے تیروں میں ملا کر حرکت دی جاتی اگر ہاں والا تیر نکلتا تو وہ اس
لیتے اور نہیں والا تیر نکلتا تو وہ اس کام سے باز رہتے تھے۔

تیسرے تیر پر تم میں سے اور چوتھے پر ہم میں سے نہیں لکھا ہوا تھا پانچویں
میں ملا ہوا لکھا تھا۔ جب کسی لڑکے کا ختنہ یا نکاح ہوتا یا کسی میت کو دفن کرنا
نسب میں شک ہو تو ایسی صورت میں سو درہم اور ذبح کرنے کے لئے کچھ جانور
سامنے پیش کئے جاتے

پھر حبل کو مخاطب کر کے کہتے کہ فلاں کے ساتھ ہم اس طرح کا معاملہ کرنا
جو بات حق میں ہے وہ ہمارے لئے ظاہر کر۔ اس کے بعد تیروں والے سے کہتے
کو حرکت دے۔ اور پھر جو تیر نکلتا اس کے مطابق عمل کرتے تھے۔

ایک تیر پر پانی لکھا ہوا تھا جب پانی کے لئے کنواں کھودنا ہوتا تو وہ پانی والا
دوسرے تیروں کے ساتھ ملا کر حرکت دلاتے۔ پھر جس طرح کا تیر نکلتا پھر ویسا ہی
کرتے تھے۔

پس عبد المطلب اپنے بیٹوں کے ساتھ حبل کے پاس تیروں کو حرکت دینے

آئے اور جو نذر انہوں نے مانی تھی وہ بھی اس تیروں والے سے کہہ دی۔ پھر اس سے
میرے بیٹوں کے یہ تیر ملا کر نکالو اور یہ وہ تیر تھے جن میں سے ہر ایک پر ان کے
کے نام لکھے ہوئے تھے۔

جب اس تیروں والے شخص نے تیر ملا کر نکالے تو عبد المطلب کے سب سے
فرزند عبد اللہ کا نام نکلا۔ گو عبد اللہ عبد المطلب کے سب سے زیادہ لاڈلے اور
فرزند تھے اس کے باوجود عبد المطلب نے اپنے ایک ہاتھ سے اپنے جگر بند کا ہاتھ تھاما
دوسرے ہاتھ میں ایک تیر اور بڑی چھری تھام کر عبد اللہ کو اوساف اور نائیلہ بتوں کے
لے گئے تا کہ اپنے بیٹے کو اپنی مانی ہوئی نذر کے مطابق خداوند کی خوشنودی کے لئے
ر دیں۔

جب عبد المطلب اپنے فرزند عبد اللہ کو ذبح کرنے لگے تب قریش کے سرکردہ لوگ
لس سے اٹھ کر عبد المطلب کے پاس آئے اور عبد المطلب کو مخاطب کر کے وہ کہنے
اے عبد المطلب تم یہ کیا کرنے جا رہے ہو۔ جواب میں عبد المطلب نے بغیر کسی
کے کہا۔

میں نے نذر مانی تھی اور اس نذر کی تکمیل کے لئے میں اپنے بیٹے عبد اللہ کو ذبح
جا رہا ہوں۔ اس پر قریش چلا اٹھے اور کہنے لگے۔ خدا کی قسم اسے ہرگز ذبح نہ
اور اگر آپ نے ایسا کر دیا تو ہر کوئی اپنی نذر کے بعد اپنا بچہ یہاں لایا کرے گا اور
ذبح کر دیا کرے گا۔ اس طرح بچوں کی نسل کشی شروع ہو جائے گی۔

عبد المطلب کی بیوی اور عبد اللہ کی ماں فاطمہ بن عمر کے قبیلے کے ایک شخص مغیرہ بن
نے کہا۔

اے عبد المطلب۔ قسم خداوند کی ایسا ہرگز نہ کرنا جب تک آپ بالکل مجبور اور بے
ہو جائیں۔ اگر اس عبد اللہ کا فدیہ ہمارے مال سے ہو جائے تو ہم ضرور ادا کر دیں
عبد المطلب کے دوسرے بیٹوں نے بھی عبد المطلب کو مشورہ دیا کہ ہمارے بھائی کو
کیا جائے۔ عین اسی وقت قریش کا ایک رئیس اٹھا اور اس نے عبد المطلب کو مخاطب
ہوئے کہنا شروع کیا۔

اے عبد المطلب۔ یثرب میں ایک کاہنہ رہتی ہے جس کا نام سجاح ہے۔ اس کے تابع
موکل۔ شیطان یا روح ہے۔ اس کی مدد سے وہ چھپی ہوئی باتیں بتاتی ہے۔ پس تم
عبد اللہ کو لے کر وہاں چلو اور اس کاہنہ سے اس مسئلے کا حل دریافت کرو۔ اگر اس
نے تمہارے اس جوان بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دے دیا تو تم کو اختیار ہو گا جو چاہو

کرو۔ اور اگر اس نے کوئی ایسا حکم دیا جس میں تمہارے اور تمہارے بیٹے کی اس
سے نکلنے کی کوئی صورت ہو تو پھر تم اسے قبول کر لینا۔

عبد المطلب کو یہ مشورہ پسند آیا۔ لہٰذا وہ اپنے بیٹے اور کچھ معزز لوگوں کے سا
سے یثرب روانہ ہوئے۔ یثرب کی وہ کاہنہ جس کا نام سجاح تھا ان دنوں خیبر گئی ہوئی
پس وہ لوگ یثرب سے خیبر پہونچ گئے۔ اس کاہنہ سے ملے اور سارا واقعہ اس
کیا۔

جواب میں اس کاہنہ نے کہا تم سب لوگ یثرب چلو۔ دو روز قیام کرو۔ میں اپنا
سے پوچھ کر اس اہم بات کا فیصلہ کروں گی پس عبد المطلب اور ان کے ساتھی
یثرب پہنچ گئے۔

یثرب پہونچ کر دوسرے روز جب عبد المطلب اور اس کے ساتھی اس کاہنہ
تو اس نے پوچھا تم لوگوں میں فدیئے اور دیت کی کیا مقدار ہے۔ ان سب نے کہا
اونٹ۔ یہ جواب سن کر اس کاہنہ نے تھوڑی دیر کے لئے کچھ سوچا پھر وہ اپنا فیصلہ
ہوئے کہنے لگی۔

تم سب لوگ واپس مکہ چلے جاؤ اور اپنے بیٹے کو دس اونٹوں کے پاس رکھو اور
اور اونٹوں پر تیروں کے ذریعے قرعہ ڈال لو۔ اگر فیصلہ تمہارے بیٹے کے حق میں
اونٹوں کی تعداد بڑھاتے چلے جاؤ یہاں تک کہ خداوند تم سے راضی ہو جائے اور
بیٹے کے بجائے اونٹوں پر قرعہ نکل آئے جتنے اونٹوں پر قرعہ نکلے اتنے اونٹوں کو ذبح
اس طرح تمہارا خداوند بھی تم سے راضی ہو گا اور تمہارا بیٹا بھی ذبح ہونے سے
گا۔ یہ فیصلہ سن کر سب خوش ہو گئے۔ اور واپس چلے گئے یہاں تک کہ سب
مکہ پہونچے۔

مکہ پہنچنے کے بعد عبد المطلب اپنے بیٹے عبد اللہ اور دس اونٹوں کو لے کر
میں داخل ہوئے اور پھر تیر نکالا تو تیر عبد اللہ ہی کے نام نکلا۔ یہ فیصلہ ہونے کے
المطلب نے دس اونٹ اور بڑھا دیئے اس طرح اونٹوں کی تعداد بیس ہو گئی پھر
عبد اللہ ہی کے نام نکلا پھر اونٹ بڑھا کر تیس کر دیئے گئے تھے پر تیر اس بار بھی
کے نام نکلا۔ اس طرح اونٹوں کی تعداد بڑھتے بڑھتے جب سو ہو گئی تو تیر عبد اللہ کے
اونٹوں پر نکل آیا اس کے بعد تین مرتبہ ایسا ہی کیا تو تیر اونٹوں پر ہی نکلا اس طرح
اللہ کے بجائے عبد المطلب نے سو اونٹوں کی قربانی دے کر اپنے بیٹے کو بچا لیا تھا۔

اس بات کا فیصلہ ہونے کے بعد عبد المطلب نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو واہب

کی بیٹی آمنہ سے بیاہ دیا تھا۔ یوں وقت تیزی سے گزرتا چلا گیا تھا۔

○

ایک روز عزازیل نینوا شہر کے کھنڈرات میں کسی چیز کا جائزہ لے رہا تھا اس کا ایک
اس کے سامنے آیا۔ اسے دیکھتے ہی عزازیل چونک سا پڑا۔ شاید وہ شبر سے کسی
کی توقع رکھتا تھا۔ شبر کے نزدیک آنے پر عزازیل اسے مخاطب کرتے ہوئے کچھ
چاہتا تھا کہ شبر نے بولنے میں پہل کی۔ عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
آقا میں آپ کے لئے ایک انتہائی اہم۔ بہت بڑی اور انتہائی اہمیت کی خبر لے کر آیا
خیال میں اس خبر سے آپ اپنے اور اپنے لواحقین کے لئے بہت سے فائدے
ہیں۔ اس پر عزازیل فوراً" بولا اور کہنے لگا۔ یہ خبر یوناف اور کیرش کے حوالے
اس پر شبر بولا اور کہنے لگا آپ کا اندازہ درست ہے آقا۔ یہ خبر یوناف اور کیرش
تو نہیں۔ بہرحال ان سے حوالہ تو ضرور رکھتی ہے۔ آپ کو یاد ہو گا آپ نے
کام سونپا تھا۔ اس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا۔
مجھے یاد ہے۔ تمہیں ماری شہر کے قریب نطیاس کے محل سے متعلق معلومات
کی ذمہ داری لگائی تھی۔ اس پر شبر بولا اور کہنے لگا۔
آقا۔ اس محل اور وہاں وقفے وقفے سے یوناف اور کیرش کے جانے سے متعلق
معلومات اکٹھی کرنے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اس پر
تیزی سے بولا اور بڑی بے چین سی آواز میں وہ شبر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے
معاملہ ہے تو پھر کہو رکتے کیوں ہو۔ جواب میں شبر کہہ رہا تھا۔ اے آقا۔ نطیاس
ایک بہت بڑے ساحر نطیاس نے اپنے لئے تعمیر کیا تھا جو بابل کا رہنے والا تھا۔
سارے ساحری علوم اس نے سیکھے پھر بابل میں اترنے والے دو فرشتے ہاروت اور
بھی اس نے بہت کچھ حاصل کیا۔ پھر وہ ماری شہر کی طرف چلا گیا۔ ماری شہر کے
ائے خابور کے کنارے اس نے اپنا محل تعمیر کیا اس محل کے اندر چڑے کی
کے اندر اس نے سارے وہ علوم منتقل کر دیئے تھے جو اس نے بابل سے سیکھے یا
ماروت فرشتوں سے حاصل کئے تھے۔
ایسا ہوا کہ نطیاس اس دنیا سے گزر گیا۔ پھر اس محل کے اندر نطیاس کی خونخوار
امانت سے دو روحیں رہنے لگیں۔ ایک روح سلیوک کی اور دوسری اوغار کی۔ یہ
بیوی تھے اور کسی دور میں یہ نطیاس کے شاگرد رہ چکے تھے۔ پھر ایسا ہوا کہ ان

سرزمینوں میں یوناف اور کیرش آئے۔ بار بار انہوں نے اوغار اور سلیوک کے علاوہ
کو بھی اپنے سامنے نیچا دکھایا۔ اے آقا یہ ساری معلومات اس محل سے قریبی بستیوں
میں نے حاصل کی ہیں۔ اس کے بعد میں نے محل میں قیام کیا اور اس انتظار میں
دیکھوں یوناف اور کیرش اگر اس محل کی طرف آتے ہیں تو یہاں کیا کرتے ہیں۔

دیکھ آقا۔ میرے اس قیام کے دوران ایک روز یوناف اور کیرش اس محل کی
آئے۔ محل میں داخل ہونے کے ساتھ ہی بائیں جانب جو کمرہ ہے اس پر وہ اپنی
قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے چڑھے۔ پھر پانی کا ایک برتن یوناف نے اپنے قریب
پر اس نے اپنا کوئی عمل کیا پھر وہ پانی اس نے چھت پر آہستہ آہستہ انڈیلا۔ میرا خیال
کہ چھت سے وہ پانی کمرے میں ٹپکا اور پانی کا چھت کے ذریعے اس کمرے میں
کمرے کے اندر انتہا درجے کی چیخ و پکار کچھ اس قسم کی سنائی دینے لگی جیسے اس
تین ہستیاں ناقابل برداشت اذیت میں مبتلا ہو کر رہ گئی ہوں۔ اے آقا یوناف
دونوں میاں بیوی کچھ دیر تک پانی گرا کر ایسا عمل کرتے رہے اس کمرے میں
چیخ و پکار کی آوازیں سنائی دیتی رہیں پھر یوناف اور کیرش وہاں سے چلے گئے۔
سارا منظر دیکھ کر آپ کی طرف چلا آیا ہوں۔

اپنے ساتھی شبر کی یہ ساری گفتگو سننے کے بعد عزازیل گردن جھکا کر
سوچتا رہا۔ پھر وہ اپنے سامنے کھڑے اپنے ساتھی شبر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ شبر تمہاری اس گفتگو سے میں سارا معاملہ سمجھ گیا ہوں۔ جہاں
سلیوک اور اوغار کا تعلق ہے بے شک وہ بہت زیادہ سری قوتوں کے مالک
جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس کے مطابق یوناف اور کیرش نے ان تینوں کو
اور مغلوب کر لیا ہو گا۔ میرے خیال میں جس کمرے کے اوپر سے یوناف نے پانی
کمرے کے اندر ضرور یوناف اور کیرش نے مل کر نطیاس۔ سلیوک اور اوغار کو
گا۔ اور ان پر وہ اپنا عمل کر کے انہیں بے بس اور مجبور کر دیا ہو گا کہ وہ باہر
سکتے۔ اس طرح اس کمرے میں بند کر کے یوناف اور کیرش دونوں نے انہیں
کر رکھا ہو گا۔

یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ دوبارہ
کے کہہ رہا تھا۔

دیکھ شبر اب میں نینوا شہر کے ان کھنڈرات سے حرکت میں آؤں گا۔
خابور کے کنارے نطیاس کے محل کا رخ کروں گا تم میرے ساتھ ہو گے۔

نطیاس۔ سلیوک اور اوغار کو یوناف اور کیرش کی اس قید سے آزاد کراؤں گا۔ بلکہ
اپنے ساتھ ملاتے ہوئے تینوں کو یوناف کے خلاف کچھ اس طرح استعمال کروں گا کہ
کتا ہے کہ ان تینوں کی مدد سے میں یوناف کو ضرور اپنے سامنے مغلوب کرنے کی
کروں گا۔ یہی میری سب سے بڑی آرزو ہے۔ اب آؤ دونوں یہاں سے دریائے
کے کنارے نطیاس کے محل کی طرف کوچ کریں۔ شبر نے عزازیل کی اس تجویز سے
کیا۔ دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور نینوا شہر کے کھنڈرات سے وہ
خابور کے کنارے نطیاس کے محل کی طرف کوچ کر چکے تھے۔

اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے عزازیل اور شبر دونوں اس کمرے کی
نمودار ہوئے جس کے اندر یوناف اور کیرش دونوں نے نطیاس۔ سلیوک اور اوغار
کر رکھا تھا۔ عزازیل نے دیکھا اس کی چھت پر ایک برتن تھا جو پانی سے بھرا ہوا
اور بڑے برتن سے پانی نکالنے کے لئے قریب ہی مٹی کا ایک پیالہ بھی رکھا ہوا تھا۔
ان دونوں چیزوں کو پہلے بڑے غور سے دیکھتا رہا۔ اس موقع پر وہ اپنے ساتھی شبر کو
کر کے کچھ پوچھنے ہی والا تھا کہ شبر پہلے ہی بول پڑا اور عزازیل کو مخاطب کر کے
لگا۔

آقا۔ مٹی کے اسی پیالے میں پانی لے کر یوناف اس پر کوئی عمل کرتا تھا پھر پانی سے
ہوئے برتن کے قریب ہی جو قدرے پست اور گہری جگہ ہے یہاں وہ پانی گراتا تھا اور
چھت کے ذریعے کمرے میں جب داخل ہوتا تھا تو اس کمرے کے اندر نطیاس۔
اور اوغار جو بند ہیں وہ ایک طرح کے عذاب اور کرب سے دوچار ہو جاتے تھے۔

جواب میں عزازیل نے کچھ بھی نہ کہا۔ پھر وہ آگے بڑھا۔ مٹی کا پیالہ اس نے بڑے
کے پانی سے بھرا پھر وہ چھت پر بیٹھ گیا پیالے کے بھرے ہوئے پانی پر پھر وہ اپنا کوئی
رہا۔ تھوڑی دیر تک خاموشی طاری رہی پھر جب عزازیل نے اپنا وہ عمل ختم کر دیا
بولا اور اپنے ساتھی شبر کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن شبر پانی سے بھرے ہوئے اس پیالے پر میں نے اپنا عمل کر دیا ہے۔ دیکھ اب
قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اس پیالے میں بھرے ہوئے پانی میں حلول کر
گا اور ایسا ہونے کے بعد تو حرکت میں آنا اور پیالے میں جس قدر پانی ہے وہ تو اسی
دینا جہاں یوناف پانی انڈیل کر نطیاس۔ سلیوک اور اوغار کو عذاب میں مبتلا کرتا
تھا۔

یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل لمحہ بھر کے لئے رکا۔ پھر وہ دوبارہ اپنا سلسلہ کلام

جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

دیکھ شبر تیرے ایسا کرنے سے پانی اس چھت سے کمرے میں ٹپکنا شروع ہو ... کے ان ٹپکوں کے ساتھ میں بھی اس کمرے میں داخل ہو جاؤں گا اور جو عمل اس ... کے اندر یوناف نے کر رکھا ہے اس سے میں محفوظ رہوں گا اس لئے کہ اس ... رہنے کے لئے پیالہ بھرے پانی پر میں نے پہلے ہی اپنا عمل کر دیا ہے۔ کمرے ... قطروں کے ساتھ اندر جانے کے بعد میں اپنی اصل شکل و صورت میں آؤں گا اور ... میں جو اس نے عمل کر رکھا ہے اس کا خاتمہ کروں گا اور پھر کمرے سے میں ... سلیوک اور اوغار کو یوناف کے خلاف استعمال کروں گا۔

عزازیل کی یہ گفتگو سن کر اس کا ساتھی شبر بے انتہا خوش ہوا۔ پھر وہ کہنے لگا ... آپ بے فکر رہیں۔ جس طرح آپ نے کہا ہے میں ویسا ہی کروں گا۔

اس کے بعد عزازیل حرکت میں آیا۔ اپنا عمل اس نے کیا پھر وہ ... دھوئیں کی صورت اختیار کر گیا اور یہ دھواں پانی سے بھرے ہوئے پیالے کی طرف ... پھر پانی کے اندر تحلیل ہو گیا۔ ایسا ہونا تھا کہ شبر حرکت میں آیا اور پیالے میں بھرا ... اس نے آہستہ آہستہ اس جگہ انڈیل دیا جہاں یوناف پانی انڈیل کر نطیاس۔ سلیوک ... اوغار کو عذاب سے دوچار کرتا تھا۔

ایسا ہونے کے بعد پانی جو کمرے کے اندر ٹپکا تھا انہیں ٹپکوں کے ذریعے ... اس کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے میں داخل ہونے کے بعد اس نے اپنی شکل ... اختیار کی۔ اس کے بعد جو عمل یوناف نے اس کمرے میں کر رکھا تھا اسے اس ... دیا۔ ایسا ہونا تھا کہ کمرے کے دائیں جانب جو دروازہ تھا وہ دیوار کے اندر نمودار ہوا ... وہ دروازہ عزازیل نے کھولا۔ اور بلند آواز میں وہ کہنے لگا۔ دیکھ نطیاس۔ سلیوک اور اوغار ... تینوں باہر آ جاؤ۔ اب تم یوناف اور کیرش کی اسیری سے رہا ہو چکے ہو۔ اس کے ... عزازیل خود بھی اس کمرے سے باہر نکل آیا تھا۔

عزازیل کے پیچھے ہی پیچھے نطیاس۔ سلیوک اور اوغار بھی کمرے سے باہر آ ... نطیاس تھوڑی دیر تک عزازیل کو غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ ... ہوئی۔ پھر وہ عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ مہربان اجنبی تو نے ہم پر بہت بڑا احسان ... کیا ہے۔ ہم تو سمجھتے تھے کہ قیامت تک اسی کمرے میں ہم ایک عذاب و کرب میں ... رہیں گے لیکن تو نے ہمیں اس اسیری سے نجات دے کر ہم پر بہت بڑا احسان کیا ... تو کون ہے۔ اس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا۔

تم تینوں "یقیناً" مجھے جانتے اور پہچانتے ہو گے۔ چونکہ میں اس وقت انسانی شکل و ... میں ہوں اس لئے تم مجھے نہیں پہچانتے۔ دیکھو میں عزازیل ہوں۔ اس پر نطیاس ... آگے بڑھا اور عزازیل سے لپٹ کر ملا۔ اس پر سلیوک بھی بڑے پرجوش انداز میں ... کو گلے لگا کر ملا۔ پھر نطیاس بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ معزز اور محترم عزازیل۔ ہم تو تمہیں ایک عرصے سے جانتے اور پہچانتے ہیں ... کہ ماضی میں تمہارے ہی دم خم سے ہمارا کاروبار چلتا رہا ہے۔ میں ایک بار پھر ... تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تم آڑے وقت میں ہم تینوں کے کام آئے۔ کبھی ... تو ہم تینوں مل کر تمہارے اس احسان کا بدلہ ضرور چکائیں گے۔

اس پر عزازیل کہنے لگا تمہیں میرے اس کام کا بدلہ چکانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ... کی کا اصل مقصد اور مدعا یوناف اور اس کی بیوی کیرش کو اپنے سامنے زیر اور ... کرنا ہے۔ اور یہ وہی دونوں میاں بیوی ہیں جنہوں نے اپنا کوئی سری عمل کر کے تم ... اس کمرے میں بند کر دیا تھا پس میں نے ان کی سری قوت کو ختم کر دیا اس لئے کہ ... ایک ساتھی نے خبر دی تھی کہ یوناف اور کیرش نے تم تینوں کو یہاں بند کر دیا ہے ... یہاں آیا اور تمہیں یہاں سے نجات دلا دی۔ اگر تم میری مدد کرنا ہی چاہتے ہو اور ... اس کام کا مجھے کچھ صلہ دینا ہی چاہتے ہو تو پھر یوناف اور کیرش کو مغلوب کرنے میں ... کرو۔ میرے ساتھ تعاون کرو۔

عزازیل جب خاموش ہوا تو نطیاس بولا اور کہنے لگا دیکھ عزازیل ہم تمہاری کیسی اور ... مدد کر سکتے ہیں۔ یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی لگتا ہے بہت دراز دست ... تک کسی نے ہمیں اپنے سامنے اس طرح زیر اور مغلوب نہیں کیا جس طرح ان ... میاں بیوی نے اس کمرے میں بند کر کے ہمارے ساتھ معاملہ کیا۔ ایسا معاملہ تو ... ساتھ کبھی ہوا ہی نہ تھا۔ اور نہ ہم اپنے لئے ایسی پستی اور ذلت کی امید رکھتے ... لیکن اے عزازیل تمہاری اس یوناف اور کریش کے ساتھ کیا دشمنی ہے۔ اس پر ... انتہائی خفگی اور غصیلی آواز میں بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ نطیاس۔ میری اور اس یوناف کی دشمنی تو آدم سے چلی آ رہی ہے۔ یہ جھگڑا بڑا ... میرا اس کا کھیل بڑا قدیم سے چلا آ رہا ہے۔ اور میں یہ تسلیم کرتے ہوئے عار ... نہیں کرتا کہ آدم سے لے کر اب تک میں اور وہ دونوں اب تک ان گنت بار ... ٹکرائے اور اس ٹکراؤ میں اکثر و بیشتر یوناف مجھ پر غالب رہا۔ اس پر نطیاس ... پریشانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ عزازیل یہ یوناف کچھ ایسا ہی دراز دست اور زبردست انسان ہے کہ ہر
بھی غالب رہا۔ حالانکہ تم آندھی اور طوفانوں جیسی قوت رکھنے والے ایک عنصر ہو
عزازیل بولا یوں جانو میں اپنی ساری قوتوں ساری طاقتوں کے باوجود اکثر و بیشتر اس
کے مقابلے میں بے بس ہی رہا ہوں۔ ہاں اگر تم میرے ساتھ تعاون کرو تو میں
کہ اس یوناف اور کیرش کو ہم وہ سزا دیں گے کہ وہ اپنی ساری پچھلی کامیابیوں کو
کر کے رہ جائیں۔ نطیاس نے پوچھا عزازیل میں کس طرح تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔

عزازیل بولا اور کہنے لگا دیکھ نطیاس میں نے سن رکھا ہے کہ تمہارے پاس
سری علوم ہیں۔ تمہارے پاس وہ علوم بھی ہیں جو تم نے بابل سے حاصل کئے
پاس وہ علوم بھی ہیں جو خداوند کے نازل کردہ فرشتوں ہاروت اور ماروت سے
حاصل کئے۔ اگر تو یہ سارے علوم میرے کسی ساتھی کو سکھا دے تو ان علوم کو
لاتے ہوئے میرا وہ ساتھی یقیناً" یوناف کو اپنے سامنے زیر کرے گا۔

عزازیل کی اس گفتگو کے جواب میں نطیاس نے تھوڑی دیر کے لئے کچھ
کہنے لگا۔

دیکھ عزازیل تیرا کہنا درست ہے ہم چونکہ تینوں روح ہیں لہٰذا ہم ان علوم
کام نہیں لے سکتے جو ایک زندہ انسان ان سے لے سکتا ہے پہلے یہ کہو کہ
منتقل کرنا چاہتے ہو وہ کون ہے۔ اس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ نطیاس۔ وہ میری جنس ہے۔ میرا ایک ساتھی ہے۔ نام اس کا سطرون
کی بیوی کا نام زروعہ ہے۔ یہ سطرون اور زروعہ ماضی میں یوناف سے ٹکراتے
میں کئی موقع پر سطرون یوناف پر غالب بھی رہا لیکن اکثر یہ یوناف سے پٹتا ہی رہا
سطرون میری جنس سے انتہائی طاقتور اور قوت والا خیال کیا جاتا ہے۔ اس پر
پوچھا۔ یہ سطرون اور اس کے ساتھ زروعہ کون ہے۔ اس پر عزازیل بولا زروعہ
بیوی ہے۔ اور وہ بھی انتہائی طاقتور اور پر قوت عورت ہے نطیاس نے پوچھا
اس وقت کہاں ہیں۔ عزازیل کہنے لگا۔

وہ دونوں اس وقت افریقہ کے صحرائے کالا ہاری میں ہیں۔ وہاں صحرا
کے ایک دریا کے کنارے کچھ جرائم پیشہ اور دہشت گرد لوگوں نے ایک بہت بڑا
کھول رکھا ہے۔ جہاں دنیا بھر کی حسین لڑکیوں کو جمع کرتے ہیں اور ان سے
لیتے ہیں۔ ان سے بیگار میں کیا کام لیا جاتا ہے یہ تو میں تمہیں بعد میں بتاؤں
اور زروعہ انسانی بھیس میں اسی بیگار کیمپ کے محافظوں کے روپ میں کام کرتے

سطرون اور زروعہ دونوں کو اپنے علوم منتقل کرنے پر رضامند ہو جاؤ تو میں ان دونوں کو
اور اسی وقت یہاں بلا سکتا ہوں۔ اس پر نطیاس خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے
کہنے لگا۔

دیکھ عزازیل اب تم ہم تینوں کے لئے بڑی ذی عزت اور محترم و معتبر ہو۔ اب جب
ہمارا تمہارا ساتھ رہے گا ہم تمہاری کوئی بات ٹالنے کی ہمت اور جرات نہیں کر سکتے۔
لالہ سے کہ تم نے اپنے احسان تلے ہمیں ایسا دبا کر رکھ دیا ہے کہ ہم تمہارا ہر کہا
مجبور ہیں۔ لہٰذا میرا فیصلہ یہ ہے کہ تم ابھی اور اسی وقت سطرون اور زروعہ کو بلاؤ
میں وہ علوم منتقل کرنا شروع کر دوں گا جو میں نے بابل کے پرانے ساحروں اور وہاں
نے والے خداوند کے فرشتوں ہاروت اور ماروت سے حاصل کئے تھے۔

دیکھ عزازیل یہ سارے علوم میں نے ہرنوں کی بے حد قیمتی کھالوں پر محفوظ کر رکھے
کھالیں اس محل کے اندر ایک تہہ خانے میں رکھی ہوئی ہیں۔ یہ کھالیں برسوں
ہیں۔ اور ان کی تحریریں اور خود یہ کھالیں ابھی تک ویسی کی ویسی ہی ہیں۔ جیسی
میں تھیں اس لئے کہ ان کھالوں پر بھی میں نے اپنا ایک سحری عمل کر رکھا ہے۔
وہ کھالیں اور ان کی وہ تحریر بوسیدہ نہیں ہونے پاتی۔

نطیاس کا یہ جواب سن کر عزازیل خوش ہو گیا تھا پھر اس نے استفہامیہ انداز میں
پاس کھڑے اپنے ساتھی شبر کی طرف دیکھا پھر اسے کہنے لگا۔ دیکھ شبر تو جا۔ سطرون
اور دونوں کو بلا کر لا عزازیل کا یہ حکم سنتے ہی شبر دھوئیں کی طرح وہاں سے غائب
گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد شبر کے ساتھ سطرون اور زروعہ دونوں نطیاس کے محل کے
نمودار ہوئے۔ عزازیل نے پہلے سب کا آپس میں تعارف کروایا اس کے بعد عزازیل
اور زروعہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو میرے عزیزو۔ کیا شبر نے تم دونوں کو یہاں آنے کا کوئی مقصد بیان کیا ہے۔
سطرون بولا اور کہنے لگا آقا شبر نے ہمیں تفصیل کے ساتھ بتا دیا ہے کہ آپ نے
ہمیں کیوں طلب کیا ہے۔ اس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا۔ سطرون اگر تم دونوں میاں
بیوی ہی چکے ہو تو پھر آج بلکہ ابھی نطیاس سے وہ علوم حاصل کرنا شروع کر دو جو
تمہیں سکھائے گا۔ اس کے بعد تم دونوں میاں بیوی کو ایک بار پھر یوناف اور اس
کی بیوی کیرش کے خلاف حرکت میں آنا ہے۔

دیکھ سطرون اس میں کوئی شک نہیں کہ ماضی میں بے شک کئی مواقع پر تم یوناف پر

غالب رہے لیکن اکثر یوناف نے ہی تمہیں اپنے سامنے زیر کیا۔ جو علوم نطیاس تمہیں
کرے گا ان علوم کو استعمال کرتے ہوئے میرے خیال میں تم یوناف کو اپنے سامنے
کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اس لئے کہ میری جنس میں تم تقریباً" سب سے
پرقوت خیال کئے جاتے ہو۔ اور تمہاری طاقت کے ساتھ ساتھ جب نطیاس کی سری
بھی تمہیں حاصل ہوں گی تو تمہیں یوناف پر غلبہ حاصل کرنے میں آسانی ہو جائے گی
اگر تم یوناف پر غلبہ حاصل کرتے ہو تو میں سمجھوں گا میں نے اپنا مقصد پالیا ہے۔

عزازیل جب خاموش ہوا تو سطرون بولا اور کہنے لگا۔

اے آقا آپ بالکل پریشان نہ ہوں۔ بے فکر رہیں۔ اس محترم اور معزز نطیاس
اگر مجھے کچھ کار آمد علوم سکھائے جنہیں میں یوناف کے خلاف استعمال کر سکوں تو میں
ہوں کہ یوناف کو میں چٹکی میں اڑا کر رکھ دوں گا۔ آقا آپ جانتے ہیں ماضی میں کئی
مواقع پر میں اس کے سامنے چھاتی تان کر رہا ہوں اور اس پر بہترین اور جان لیوا
لگاتا رہا ہوں۔ اب اگر مجھے نطیاس کی سری قوتوں سے بھی لیس کر دیا گیا تو یوناف
سامنے میں ناقابل تسخیر ہو کر آؤں گا۔ اور بہت جلد میں اسے زیر کر کے اس کی چھاتی
پاؤں رکھ کر اپنی فتح مندی کا اعلان کروں گا۔

سطرون کے ان الفاظ سے عزازیل خوش ہو گیا تھا پھر وہ کہنے لگا۔

دیکھ سطرون اب تو اس نطیاس کے ساتھ ہو لے۔ میں اور شبر یہاں سے کوچ
ہیں اس کے ساتھ ہی عزازیل اور شبر دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے
سے غائب ہو گئے تھے۔ جبکہ نطیاس۔ سلیوک اور اوغار تینوں سطرون اور زروہ دونوں
بیوی کو اس محل کے تہہ خانے میں علوم کی منتقلی کے لئے لے گئے تھے۔

○

ایران کے شہنشاہ نوشیروان کے دور حکومت کا سب سے اہم ترین واقعہ ہونے والا
وہ یہ تھا کہ اس کے دور میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت ہوئی۔ نوشیروان
کو چونکہ رومنوں پر حملہ آور ہونے کے لئے مختلف ترغیبات مل چکی تھیں اور وہ اپنی
تیاریاں بھی مکمل کر چکا تھا لہٰذا رومنوں پر حملہ آور ہونے کے وہ بہانے تلاش کر رہا تھا
حملہ آور ہونے کے لئے اسے ایک وجہ ملی۔

نوشیروان نے قیصر روم جسٹینن کے پاس قاصد بھیجے اور یہ انکشاف کیا کہ افریقہ میں
رومنوں کو ونڈالوں کے خلاف جنگوں کے دوران جو مال غنیمت ہاتھ آیا ہے اس میں

برابر کا حصہ ہے اس لئے کہ جن دنوں رومن افریقہ میں جنگوں میں معروف تھے ان
اگر ایرانی حکومت امن قائم نہ رکھتی اور قسطنطنیہ پر حملہ آور ہو جاتی تو رومنوں کو
میں فتوحات حاصل کرنے کا کوئی موقع نہ ملتا۔ لہٰذا رومنوں کو جس قدر افریقہ سے مال
ملا ہے اس میں سے آدھا حصہ ایرانیوں کے حوالے کیا جائے۔

رومنوں کا شہنشاہ جسٹینن جنگ سے پہلو تہی کر رہا تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ ایرانیوں
سے جنگ چھیڑے اس لئے کہ رومن لشکری پہلے ہی مغرب میں طویل جنگوں کے نتیجے
میں تھک چکے تھے لہٰذا افریقہ میں ونڈالوں کے خلاف ملنے والے مال میں سے جسٹینن نے
ایرانیوں کو بھی حصہ دار بنانے کا مطالبہ منظور کر لیا۔ یہ حصہ طے شدہ مقام پر نوشیروان
کے آدمیوں نے وصول کیا اس حصے میں ایک جواہر نگار غلاف بھی تھا۔

اس غلاف میں عیسائیوں نے ایک تبرک محفوظ کر دیا تھا اور نوشیروان کو پیش کیا گیا
قسطنطنیہ کے عیسائیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ اس غلاف میں اس صلیب کی لکڑی کا ایک
...ہ ان کے خیال کے مطابق حضرت عیسیٰ سے منسوب تھی۔

نوشیروان نے لکڑی کا وہ قیمتی غلاف رکھ لیا اور لکڑی کا تبرک یہ کہتے ہوئے واپس
کر تم لوگوں کے نزدیک لکڑی کا یہ معمولی ٹکڑا بے شک اہمیت رکھتا ہو گا لیکن میرے
...اس کی کوئی اہمیت نہیں اور یہ عام سی لکڑی کا ایک ٹکڑا ہے بس۔

رومن شہنشاہ جسٹینن نے چونکہ نوشیروان کا مطالبہ منظور کر لیا تھا لہٰذا نوشیروان
...ابتداء کرنے کے لئے اب کوئی اور وجہ تلاش کرنے لگا تھا۔ دوسری طرف رومنوں
...جسٹینن پر واضح ہو گیا تھا کہ ایرانیوں اور رومنوں کے جس طرح مزاج ایک
...مختلف ہیں اس طرح ان دونوں کی قلم رو کے حالات بھی مختلف ہیں۔

جسٹینن نے اندازہ لگا لیا تھا کہ قسطنطنیہ میں غذائی جنسوں کے لئے بڑی محنت بڑی
...کی پڑتی ہے جبکہ ایرانی سلطنت میں اشیاء کی فراوانی تھی نوشیروان کا سفری خیمہ
...ہوں سے مزین تھا۔ مدائن کے قصر میں اس کی شاہ نشین پر جو قالین بچھتا تھا وہ
...یوں مزین تھا معلوم ہوتا تھا نہایت عمدہ سبزہ لہلہا رہا تھا بیچ میں موتیوں کی لڑیاں
...پر آراستہ کی گئی تھیں جیسے پانی کی نہریں بہہ رہی ہوں۔ جب کہ دوسری طرف
...میں اس قسم کی شان و شوکت اور آرائش استعمال نہ کی جاتی تھی۔

...ں کے علاوہ ایرانی سلطنت میں دریائے دجلہ کے کنارے جو نئی بستی بسائی گئی تھی
...کپڑا بننے کی ایسی کھڈیاں لگا دی گئی تھیں جن پر بہت کم محنت صرف ہوتی تھی۔ اور
...اعلیٰ درجے کا بنایا جاتا تھا۔ ایرانیوں کے مکانات میں ایسے مینار بھی بنا دیئے گئے

تھے جن سے محض ٹھنڈی ہوا ہی داخل نہ ہوتی تھی بلکہ ہوائی پنکھیاں بھی چلتی تھیں
کہ قیصر روم کی سلطنت میں یہ آسائشیں حاصل نہ تھیں۔

پہلی وجہ کے ناکام ہو جانے کے بعد ایران کا شہنشاہ نوشیروان رومن سلطنت
آور ہونے کے لئے کوئی اور بہانہ تلاش کرنے لگا تھا۔ آخر فطرت دونوں ہی حکمرانوں
خلاف حرکت میں آئی اور خود بخود دونوں کے درمیان جنگ چھڑنے کی ایک وجہ پیدا
وہ اس طرح کہ ترکوں کے حکمران ڈزبول نے اس خیال سے کہ نوشیروان
پر حملہ آور نہ ہو اس نے اپنے ایلچی نوشیروان کے دربار میں بھیجے اور مصالحت کرنی
نوشیروان نے اپنے غرور اور اپنی بے جا جراتمندی کو سامنے رکھتے ہوئے ترکوں
ایلچیوں کو زہر دے کر مروا دیا اور کہلا بھیجا کہ وہ طبعی موت مر گئے ہیں۔

ترکوں کے خاقان ڈزبول نے شاہ ایران کے اس سلوک کو ناپسند کیا اور
کا اظہار کیا۔ ساتھ ہی اس نے اپنے ایلچی جسٹنین کے پاس بھیجے اور وعدہ
نوشیروان رومنوں پر حملہ آور ہوتا ہے تو ترک رومنوں کا ساتھ دیں گے۔

اس پیش کش کے جواب میں ترکوں اور رومنوں کے مابین معاہدہ ہو گیا
ہو جانے کے بعد ترکوں کے حوصلے بلند ہو گئے۔ لہٰذا وہ ایرانی سرحد پر حملہ آور
قفقاز کے بعض قلعوں کو نوشیروان نے نئے سرے سے تعمیر کر کے مضبوط کر
ترکوں نے ان قلعوں پر حملہ آور ہو کر انہیں فتح کیا اور وہاں تباہی اور بربادی
کھیلا کہ دیکھنے والا دنگ رہ جائے۔

ایرانیوں کے خلاف ترکوں کی ان کامیابیوں سے رومنوں کے شہنشاہ
حوصلے بڑے بلند ہوئے اور اس نے فیصلہ کر لیا کہ اگر وہ ترکوں کی پشت پناہی کر
طرح ترک ایرانیوں کے لئے دردسر بن سکتے ہیں اور جگہ جگہ انہیں
ہیں۔ اس کے علاوہ جسٹنین کا یہ بھی خیال تھا کہ نوشیروان اب بوڑھا ہو چکا
میں اب پہلا سا دم خم نہیں رہا۔ لہٰذا اگر اس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا
نوشیروان کے خلاف کامیابی حاصل کرنا اب مشکل اور ناممکن نہیں رہا۔

لیکن یہ رومنوں کے شہنشاہ جسٹنین کی غلط فہمی تھی۔ اس لئے کہ جونہی
ترکوں کی پشت پناہی کرتے ہوئے ایران کے خلاف جنگ کی ابتدا کرنا چاہی نوشیروان
حرکت میں آ گیا۔ اتنی دیر تک جسٹنین کا سپہ سالار بیلی ساریوس اپنے لشکر کے ساتھ
شہر نصیبن تک پہنچ چکا تھا۔ بیلی ساریوس نے کوشش کی کہ نوشیروان کی آمد سے پہلے
نصیبن شہر کو فتح کر لے لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی۔ اتنی دیر تک ایرانی شہنشاہ نوشیروان

کر نصیبن شہر پہنچ گیا۔

نصیبن شہر کے باہر رومنوں اور ایرانیوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ رومن
بیلی ساریوس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح نوشیروان کو
کر مار بھگائے۔ بیلی ساریوس کے حوصلے بہت بلند تھے۔ اس لئے کہ اس سے
رومنوں کے لئے افریقہ، سسلی اور دوسرے علاقوں میں شاندار فتوحات حاصل کر چکا
اسے امید تھی کہ وہ ایران کے شہنشاہ نوشیروان کو بھی شکست دے کر مار بھگائے
ہولناک جنگ کے بعد نوشیروان نے بیلی ساریوس کو بدترین شکست دی۔ اور بیلی
شکست اٹھا کر اپنے لشکر کے ساتھ بھاگنے پر مجبور ہوا۔

بیلی ساریوس جب شکست اٹھا کر نوشیروان کے آگے آگے بھاگا تو نوشیروان نے بڑی
سے اس کے لشکر کا تعاقب کیا اور قلعہ دارا تک یہ تعاقب اس نے جاری رکھا
رومنوں کا سائے کی طرح پیچھا کرتے ہوئے اس نے ان کا خوب قتل عام کیا۔ اسی
نوشیروان نے اپنے لشکر کا ایک چھوٹا سا حصہ علیحدہ کر کے انطاکیہ کی طرف روانہ کیا
حصے نے **انطاکیہ** کے نواح میں مختلف علاقوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے خوب تباہی
اور ان گنت علاقوں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ آخر نوشیروان اپنے لشکر کے ساتھ اپنے
آنے والے ہر رومن کو روندتا ہوا قلعہ دارا تک پہنچ گیا۔ جو رومنوں کی ملکیت تھا۔
دارا کا قلعہ بھی بڑا مضبوط اور مستحکم تھا۔ نوشیروان نے اسے محاصرے میں لے لیا۔
پانی جو دریا سے قلعے تک آتا تھا اس کا رخ موڑ دیا اور اہل قلعہ کو پانی فراہم نہ ہو سکا
وہ ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گئے۔ اس طرح قلعہ دارا پر بھی نوشیروان کا قبضہ ہو گیا۔
ان لڑائیوں کے دوران بھی رومن شہنشاہ جسٹنین اپنی مملکت کے فلاح کے کاموں میں
رہا۔ اور مستقبل میں ایران کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کے لئے جسٹنین
ایران کے جنوب اور شمال کے بری اور بحری تجارتوں پر پر پھیلانا شروع کر دیئے تھے۔
اس سے پہلے ایران کے تاجر مشرقی اور مغربی تجارت کے لئے رابطہ بنے ہوئے تھے۔
سے ریشم اور عرب سے خوشبویات قسطنطنیہ پہنچاتے۔ اس کے علاوہ عرب سے یہ
تاجر مصالحے، زعفران اور زندگی کے دوسرے تعیشی سامان بھی لے کر قسطنطنیہ پہنچتے

جسٹنین کے حکم پر رومن بحری بیڑوں نے یہ راستے تجویز کر لئے تھے۔ چنانچہ جنوبی
کے حمیریوں سے دوستی کا معاہدہ کر کے وہ عرب کے جنوبی ساحل پر پہنچ گئے اور وہاں
ہندوستان کی جانب جہاز رانی شروع کر دی۔

شمالی جانب جسٹینین نے بحیرہ اسود کے مشرقی کنارے پر پیٹرا نام کی ایک خوبصورت اور بہترین بندرگاہ تعمیر کرائی اور اس بندرگاہ کے ذریعے ان ہی تاجروں کے اوپر سے چکر کاٹ کر ریشم کی تجارت کی شاہراہ سے تعلق پیدا کرنے کی کوشش کی

نوشیروان بھی رومنوں کے شہنشاہ جسٹینین کے ان سارے انتظامات پر نظر رکھے تھا۔ لہٰذا انطاکیہ کو فتح کرنے کے بعد وہ اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے رومنوں بندرگاہ پیٹرا کی طرف بڑھا۔ نوشیروان نے پیٹرا کی بندرگاہ پر اس زور اور خونخواری کیا کہ فصیلوں کو نگوں کرکے اس نے منہدم کر دیا اور پیٹرا کی بندرگاہ پر اس نے اس موقع پر جب کہ نوشیروان اپنے لشکر کے ساتھ پیٹرا کی بندرگاہ میں پڑاؤ کئے جسٹینین نے ایک اور چال چلی۔ اس نے اپنے ایک جرنیل بیلی ساریوس کو حکم دیا شہنشاہ نوشیروان تو اس وقت اپنے لشکر کے ساتھ پیٹرا میں قیام کئے ہوئے ہے۔ لہٰذا خفیہ راستہ اختیار کرتے ہوئے مدائن کی طرف بڑھے اور اچانک حملہ آور ہو کر ایران مرکزی شہر مدائن پر قبضہ کر لے۔ یہ حکم ملتے ہی بیلی ساریوس بڑی تیزی سے مدائن بڑھا تھا۔ نوشیروان کو بھی اس کی خبر ہو گئی لہٰذا وہ پیٹرا سے کوچ کرتا ہوا مدائن کی تھا۔

بیلی ساریوس کے ذمے اصل کام یہ لگایا گیا تھا کہ وہ کسی نہ کسی طرح حربہ استعمال کرکے نوشیروان کی پیش قدمی کو روک دے۔ بیلی ساریوس کے پاس صرف اٹھارہ ہزار کا ایک لشکر تھا۔ حالانکہ نوشیروان کو دریائے فرات کے عبور روکنے کے لئے کم از کم ایک لاکھ کا لشکر درکار تھا۔

نوشیروان کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے رومن جرنیل بیلی ساریوس غریب تدابیر اختیار کیں۔ وہ چھوٹے چھوٹے شہر مسخر کرتا رہا۔ کوئی مستحکم مضبوط قلعہ راستے میں آتا تو اس سے پہلو تہی کرتا ہوا ایک طرف چھوڑتا ہوا آگے بڑھ جاتا والوں کو یہی اندازہ ہو کہ وہ بہت جلد ایران کے مرکزی شہر مدائن پہنچ کر حملہ آور ہے۔

بیلی ساریوس کی ان پے در پے فتح مندیوں اور کامیابیوں سے متاثر ہو کر شہنشاہ نوشیروان نے اپنے لشکر کا ایک حصہ بیلی ساریوس کی راہ روکنے کے لئے روانہ ساریوس کو اس لشکر کی روانگی کا علم ہو چکا تھا۔ چنانچہ اس نے چاروں طرف دیئے۔ جنہوں نے بیلی ساریوس کو ان راستوں سے آگاہ کر دیا جن راستوں پر ہوا ایرانی لشکر آ رہا تھا۔

یہ خبریں پہنچنے کے بعد مغرب کی طرف آنے والی اس شاہراہ پر بیلی ساریوس اپنے ساتھ گھات میں بیٹھ گیا۔ جب ایرانی لشکر مغرب کی طرف جانے کے لئے اس شاہراہ گزرا تو بیلی ساریوس گھات سے نکل کر اچانک ایرانیوں پر کہر کے آنچلوں میں پٹھنے آتش فشاں زندگی کی معراج میں رقص کرتی بلند ہمتی اور شجر اقبال کو تقسیم کر دینے حسد اور نسلی تعصب کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

انجانے اور ان دیکھے ویرانوں کی اندر ایرانی لشکر اور رومنوں کے درمیان ہولناک ہوئی۔ اس جنگ میں بیلی ساریوس نے ایرانی لشکر کے اگلے حصے کو تباہ و برباد کر کے رکھ دوسرے حصے پر وہ حملہ آور ہونا شروع ہو گیا تھا۔ جس کے نتیجے میں بیلی ساریوس کی میں رومنوں نے ایرانیوں کی حالت عقوبت کے صحرا میں چیختے چلاتے لمحوں اور محرومی سے لبریز حسرتوں کے انبار جیسی کر کے رکھ دی تھی۔ تھوڑی دیر کی مزید بعد ایرانیوں نے شکست تسلیم کر لی اور بیلی ساریوس کے سامنے انہوں نے ہتھیار تھے۔ اس جنگ میں فتح مندی کے نتیجے میں بیلی ساریوس نے ان گنت ایرانی کو گرفتار کر کے قیدیوں کی حیثیت سے ان کا قافلہ قسطنطنیہ بھیج دیا۔ یہ خبریں جب ایران کے شہنشاہ نوشیروان کو پہنچیں تو وہ انتہائی غیض و غضب کی حالت میں اپنے ساتھ مدائن سے روانہ ہوا اور اس سمت بڑھا جہاں بیلی ساریوس نے اپنے لشکر کے پڑاؤ کر رکھا تھا۔

دوسری طرف جب بیلی ساریوس کو خبر ہوئی کہ نوشیروان اس کی سرکوبی کے لئے بڑھ تو اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ کسی بھی صورت نوشیروان کے لشکر کا مقابلہ نہیں کر لہٰذا شکست سے بچنے کے لئے بیلی ساریوس ایرانی حدود سے نکل کر قسطنطنیہ کی بھاگ گیا تھا۔

بیلی ساریوس کا یوں نوشیروان کے سامنے بھاگ کر قسطنطنیہ آنا جسٹینین کو بہت برا لگا۔ اس کے دل میں یہ بات کانٹے کی طرح کھٹک گئی تھی۔ جب بیلی ساریوس قسطنطنیہ پہنچا تو نے اسے طلب کیا اور نوشیروان کا مقابلہ کرنے کے بجائے قسطنطنیہ بھاگ آنے کا پوچھا اور جواب طلبی کی۔ جواب میں بیلی ساریوس نے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے جسٹینین سے کہا۔

میرے لشکر میں شامل گال اور ونڈال صحرا میں گرمی سے تنگ پڑ گئے تھے۔ لہٰذا وہ بہتر جنگ نہیں کر سکتے تھے۔ اس کے علاوہ رسد کی گاڑیوں میں بیمار سپاہی بھرے رہتے کیونکہ جس وقت نوشیروان ہماری طرف پیش قدمی کر رہا تھا ہمارے لشکر میں ایک وبا

بیماری کی صورت میں پھیل گئی تھی۔ مزید یہ کہ بے پرواہ گال اور ونڈال عربوں
آرمینیوں پر بھی حملہ آور ہونے سے نہیں چوکتے جب کہ یہ دونوں قومیں رومنوں
حفاظت پر بھروسہ کئے بیٹھی ہیں۔ اور ایرانی حدود کے اندر پیش قدمی کرنے کے لئے رومن
کی رہنمائی اور مدد کرتی ہیں۔ بیلی ساریوس نے مزید کہا کہ نوشیروان کے سامنے پسپا ہو
سب سے بڑی وجہ خطرناک اور عجیب و غریب بخار ہے۔ جو لشکر میں پھیلنا شروع ہو گیا
طبیبوں کا کہنا تھا کہ یہ وبائی طاعون کی ابتدائی علامت ہے جو مصر سے چل کر رومن فوج
پھیلی ہوئی ہے۔

ایران کے شہنشاہ نوشیروان کو جب خبر ہوئی کہ اس کا مقابلہ کرنے کے بجائے رومن
کا بہترین جرنیل بیلی ساریوس میدان چھوڑ کر قسطنطنیہ کی طرف بھاگ گیا ہے تو اپنے لشکر
ساتھ نوشیروان یروشلم کی طرف بڑھا۔ جسٹنین سے پہلے رومن شہنشاہوں نے یروشلم
استحکامات بہت اعلیٰ پیمانے پر کر رکھے تھے۔ جب کہ جسٹنین ایرانیوں کے ساتھ صلح پر
کرتے ہوئے صرف تھوڑا سا لشکر وہاں رہنے دیا تھا۔ باقی لشکر اس نے وہاں سے ہٹا
تھے۔

اس کے علاوہ جسٹنین نے یروشلم میں مریم کے نام پر ایک خانقاہ نہایت عمدہ بنوائی
زائروں کے راستوں پر جگہ جگہ اس نے کنوئیں کھدوائے۔ قیام گاہیں بنوائیں۔ اور
علیہ السلام کی ایک زیارت طرابلس میں بنوا دی لیکن سارے فلسطین کی حفاظت کے
نے کوئی بڑا لشکر وہاں متعین نہ کیا۔

جسٹنین کو جب خبر ہوئی کہ نوشیروان اپنے لشکر کے ساتھ یروشلم کا رخ کر رہا
وہ بڑا فکر مند ہوا۔ اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ اس لشکر کا سپہ سالار اس
ساریوس کو بنایا اور بیلی ساریوس کو حکم دیا کہ آگے بڑھ کر وہ نوشیروان کی پیش قدمی کو
اور کسی بھی صورت نوشیروان کو یروشلم پر حملہ آور ہونے کا موقع فراہم نہ کرے۔

اپنے شہنشاہ کا حکم ملتے ہی بیلی ساریوس اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور
میں پڑنے والی رومن چوکیوں میں اپنے گھوڑے تبدیل کرتا ہوا انتہائی تیز رفتاری
دریائے فراط کی طرف بڑھا۔ بیلی ساریوس کے لشکر میں ہن کے علاوہ گال، رومن
دوسرے وحشی قبائل شامل تھے۔ بیلی ساریوس چاہتا تھا کہ بڑی تیزی سے پیش قدمی
ہوئے وہ آگے بڑھے اور دریائے فرات کو عبور کر کے وہ نوشیروان کی راہ روکے۔ لیکن وہ
نہ کر سکا۔ اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی نوشیروان دریائے فرات کو عبور کر چکا تھا۔

بیلی ساریوس اب بھی نوشیروان سے ٹکرانا نہیں چاہتا تھا۔ خدشہ تھا کہ اگر

نوشیروان سے ٹکرایا تو اس کی شکست یقینی ہے۔ اس لئے کہ نوشیروان کا ماضی اس کے سامنے
کھلی ہوئی کتاب کی طرح تھا۔ جہاں اس نے جگہ جگہ اپنے دشمنوں کو شکست دی تھی۔ لہٰذا
وہ کسی تدبیر، کسی طریقے سے نوشیروان سے نپٹنا چاہتا تھا۔ لہٰذا جس وقت نوشیروان دریائے
فرات کو عبور کر کے پڑاؤ کر لیا۔ اور چاروں طرف اس نے یہ خبر مشہور کر دی کہ نوشیروان
کے سامنے آنے کے بجائے بیلی ساریوس نے دریائے فرات کو عبور کر لیا اور وہ ایران کے
مرکزی شہر کی طرف پیش قدمی کرنا چاہتا ہے۔ یہ خبریں سن کر نوشیروان تذبذب میں پڑ گیا۔
اسے یہ بھی خدشہ ہو گیا تھا کہ کہیں عقبی جانب سے رومن جرنیل بیلی ساریوس اس پر حملہ
آور ہی نہ ہو جائے۔ لہٰذا اس نے یروشلم کی طرف پیش قدمی روک دی تھی۔ بیلی ساریوس
بھی یہی چاہتا تھا کہ نوشیروان یروشلم کی طرف اپنی پیش قدمی روک دے۔ تاہم ایران کے
مدائن کی طرف حملہ کرنے کا اس کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ کیونکہ ایسا کر کے وہ صرف اپنی
موت ہی کو دعوت دے سکتا تھا لہٰذا دریائے فرات کے کنارے پڑاؤ کر کے وہ حالات کا جائزہ
لینے لگا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس کے دریائے فرات عبور کرنے سے نوشیروان اپنے لشکر
کے ساتھ یروشلم کی طرف نہیں جائے گا۔ اس لئے کہ اسے خطرہ رہے گا کہ اول تو بیلی
ساریوس اس کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو گا یا مدائن کی طرف روانہ ہو جائے گا۔

ان حالات میں ایران کے شہنشاہ نوشیروان نے اپنا ایک سفیر بیلی ساریوس کی طرف
روانہ کیا تاکہ بیلی ساریوس سے اس سلسلے میں گفتگو کی جا سکے۔ اس سفیر کو روانہ کرنے کا
اصل مقصد یہ تھا کہ وہ نہ صرف حالات کا جائزہ لے۔ بلکہ رومن پڑاؤ کے اندر پہنچ کر وہ
چھوٹی بڑی چیزوں کا بغور جائزہ لے۔ اور دیکھے کہ بیلی ساریوس کے کیا ارادے ہیں۔

ادھر بیلی ساریوس کو بھی نوشیروان کے اصل مقصد کا پتہ چل چکا تھا لہٰذا اس نے اپنے
سپاہیوں اور سالاروں کو کہہ دیا کہ ایرانی سفیر کی آمد سے پہلے ہی وہ اپنی مشقیں بڑے زور
شور سے جاری رکھیں۔ پتھر پھینکیں، گھوڑے دوڑائیں اور ایرانی سفیر کی طرف آنکھ اٹھا کر
بھی نہ دیکھیں۔

بیلی ساریوس کے پڑاؤ میں یہ سرگرمیاں جاری تھیں کہ ایرانی سفیر پڑاؤ میں داخل
ہوا۔ بیلی ساریوس نے اس کا پر زور استقبال کیا۔ اس کی دعوت کے لئے بہترین سامان مہیا
کئے۔ سفیر نے بیلی ساریوس کو اپنے شہنشاہ نوشیروان کی طرف سے پیغام پہنچایا کہ رومن
شہنشاہ جسٹنین نے ماضی کی شرائط کی خلاف ورزی کی ہے۔ ان کی [illegible] سے حملے کی نوبت
آئی۔ اس پر بیلی ساریوس نے سراپائے حیرت بن کر ایرانی سفیر سے کہا۔

معلوم ہوتا ہے کسریٰ کا طرز عمل عام انسانوں سے مختلف ہے۔ عام طریقہ یہ ہے کہ

ہمسایوں کے درمیان کوئی تنازع، جھگڑا یا فساد پیدا ہو تو باہم بیٹھ کر بات چیت سے فیصلہ کر
ہیں۔ اگر فیصلہ نہ ہو تو لڑتے ہیں۔ لیکن کسریٰ نے پہلے حملہ کیا پھر بعد میں اس کی مشا
محسوس کی۔ ہمارے یہاں یہ طریقہ عجیب اور انوکھا سمجھا گیا ہے۔

اسی اثناء میں ایرانی سفیر تمام تیاریاں دیکھ چکا تھا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ رومنوں
ایرانیوں کے لئے پھندہ تیار کر رکھا ہے تاکہ نوشیروان اگر یروشلم کی طرف بڑھے تو
ساریوس یا تو پشت کی طرف حملہ آور ہو جائے یا اپنا لشکر لے کر مدائن کی طرف بڑھے۔
نے ان سارے حالات سے نوشیروان کو اطلاع دے دی۔ نوشیروان یروشلم کی طرف
کے بجائے تیزی سے پلٹا اور مدائن کی طرف بڑھا۔ البتہ راستے میں ایک سرحدی مقام
نیکم پر وہ حملہ آور ہوا۔ یہ رومنوں کا شہر تھا اسے نوشیروان نے جی بھر کے لوٹا اس کے
نوشیروان اپنے لشکر کو لے کر مدائن کی طرف بڑھ گیا۔ اس طرح رومنوں اور ایرانیوں
درمیان جنگ ٹل گئی تھی۔

نوشیروان کے اس طرح لوٹ جانے کے بعد بیلی ساریوس نے دریائے فرات کو
کیا اور قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں ایک روز اس نے پڑاؤ کیا تاکہ لشکریوں
ستانے کا موقع ملے۔ اس پڑاؤ کے دوران بیلی ساریوس اپنے کچھ ساتھیوں اور رفیقوں
ساتھ بیٹھا گفتگو کر رہا تھا کہ ایک سالار بولا اور بیلی ساریوس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
مصر سے اٹھنے والی طاعون کی بیماری بڑی تیزی سے قسطنطنیہ کا رخ کر رہی ہے۔ اگر
طاعون کی بیماری سے ہمارا شہنشاہ جسٹنین چل بسا تو کیا ہو گا۔

مجلس میں بیٹھا ہوا بیلی ساریوس کا ایک اور دوست بولا اور کہنے لگا۔ ہم قسطنطنیہ
شہنشاہ نامزد کرنے کا موقع نہ دیں گے۔ بلکہ جسٹنین کی موت کے بعد ہم فی الفور
ساریوس کے شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیں گے۔ اس لئے کہ قسطنطنیہ میں بیلی ساریوس
بیوی انطونیہ بیلی ساریوس کو شہنشاہ بنانے کے لئے پوری تگ و دو سے کام کر رہی
اس مہم میں جسٹنین کا معتمد و خاص پرسٹس اور قسطنطنیہ کا وزیر مال جان ساکن تک
ہیں۔ کہتے ہیں اس مجلس میں رومنوں کے شہنشاہ جسٹنین کی ملکہ تھیوڈورا کے جاسوس
شامل تھے۔ انہوں نے ساری خبریں ملکہ تک پہنچا دیں۔

بیلی ساریوس اپنے لشکر کے ساتھ ابھی مشرق ہی میں تھا کہ ملکہ کو جاسوسوں کے
ذریعے ساری خبریں مل گئیں۔ اس سلسلے میں اس نے اپنے شوہر اور رومنوں کے
جسٹنین سے بھی گفتگو کی۔ پھر وہ سب سے پہلے جسٹنین کے معتمد خاص پرسٹس کے
حرکت میں آئی۔ اس پر خفیہ سرکاری اطلاعات دوسروں تک پہنچانے کا الزام لگایا گیا۔

گرفتار کر کے ایک خانقاہ میں راہبوں کی سی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔

جسٹنین کے معتمد خاص پرسٹس سے نپٹنے کے بعد ملکہ تھیوڈورا بیک وقت وزیر مال
ساکن اور بیلی ساریوس کی بیوی انطونینا کے خلاف حرکت میں آئی۔ اس کے لئے ملکہ
ورا نے ایک عجیب و غریب تدبیر اختیار کی۔

اس نے بیلی ساریوس کی بیوی انطونینا کو ہمراز بنایا اور اس سے کہا کہ وزیر مال جان
کی وجہ سے بیلی ساریوس اکثر بے بس ہو جاتا ہے کیوں نہ وزیر مال کو الگ کرائیں۔
لی ساریوس شہنشاہ کے خاص مقربین میں سے ہو جائے۔ انطونینا سے ملکہ تھیوڈورا نے
ہی کہا کہ وزیر مال کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ اسے اپنی زبان پر قابو نہیں۔
بہتر یہ ہے کہ تم کسی روز وزیر مال کو اپنے پاس بلاؤ اور شہنشاہ کے خلاف غداری کی
پر آمادہ کرو۔ جاسوسوں کا انتظام میں خود کر لوں گی اور اس طرح وزیر مال کا قصہ ختم ہو
ے گا۔

بیلی ساریوس کی بیوی انطونینا ملکہ تھیوڈورا کے چکر میں آ گئی اس لئے کہ وہ جانتی تھی
وزیر مال کا اگر خاتمہ ہو جائے گا اور اس کی جگہ اس کا شوہر بیلی ساریس رومن شہنشاہ
کا معتمد خاص بن جائے تو پھر معتمد خاص بننے کے بعد کوئی بھی طاقت اور قوت
کے بعد بیلی ساریوس کو رومنوں کا شہنشاہ بننے سے روک نہیں سکتی۔

چنانچہ اس تدبیر پر عمل کرنے کے لئے انطونیہ نے فی الفور حرکت میں آتے ہوئے
مال کی بیٹی کے ذریعے یہ چال کامیاب بنانے کا تہیہ کیا۔ اس لئے کہ وزیر مال کی بیٹی
کی بہترین سہیلیوں میں سے تھی۔ اس نے وزیر مال کی بیٹی کو ایک روز اپنے یہاں بلایا
کہا کہ بیلی ساریوس کو ملکہ کے ظلم سے نجات دلانا چاہتا ہے جو قحبہ خانے سے اٹھ کر
پر جا بیٹھی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ سب سے پہلے رومن شہنشاہ جسٹنین کو مار دیا جائے اس
جسٹنین کے مرنے کے بعد ملکہ تھیوڈورا بے دست و پا ہو جائے گی۔ وزیر مال بادشاہ
ائے گا۔ اور بیلی سناؤیوس اپنی مرضی کے مطابق سرحدی جنگیں کر سکے گا۔

وزیر مال کی بیٹی نے بیلی ساریوس کی بیوی انطونینا کی یہ ساری باتیں اپنے باپ تک جا
ائیں۔ وزیر مال کو یہ شک تک بھی نہ گزرا کہ اس کے لئے یہ سارا جال خود ملکہ نے
ہے۔ لہٰذا وہ اس سلسلے میں آخری گفتگو کرنے کے لئے بیلی ساریوس کی بیوی انطونینا
پاس خود آیا اور اس سلسلے میں جب اس نے بات چیت شروع کی کہ کس طرح جسٹنین کا
کر دیا جائے اور اسکے بعد ملکہ تھیوڈورا کو بے بس کر کے مارا جائے۔ جس وقت وزیر
اور بیلی ساریوس کی بیوی انطونینا کے درمیان یہ گفتگو ہو رہی تھی تو ملکہ کے جاسوسوں

نے یہ سن کر جسٹنین کو آگاہ کر دیا۔

اس کے نتیجے میں وزیر مال کی پوری جائیداد ضبط کر لی گئی اور اسے حکم
پادری بن کر قسطنطنیہ کے باہر کسی خانقاہ میں جا بیٹھے۔ البتہ جسٹنین نے اس
آسائش کے لئے مناسب انتظام ضرور کر دیئے تھے۔ جسٹنین کے معتمد خاص
سے نپٹنے کے بعد اب ملکہ تھیوڈورا بیلی ساریوس کی بیوی انطونینا کو اپنا ہدف بنانا چاہ

بیلی ساریوس کی بیوی انطونینا کے خلاف حرکت میں آنے کے لئے بھی ملکہ
نے ایک عجیب و غریب طریقہ کار استعمال کیا۔ بیلی ساریوس مشرقی محاذ پر جاتے
قسطنطنیہ چھوڑ گیا تھا لہٰذا اس کی غیر موجودگی میں بیلی ساریوس کی بیوی انطو
نوجوان سے جنسی تعلقات پیدا کر لئے تھے۔ ان تعلقات کی خبر انطونینا کے بعض
ہو گئی۔ لہٰذا انطونینا نے ان کی زبانیں کٹوا دیں بعد میں قتل کرا کے ان کی لاشیں
ڈلوا دی گئی تھیں۔ ان حالات میں وہ نوجوان غائب ہو گیا تھا۔ جس سے انطو
تعلقات قائم کر رکھے تھے۔

ملکہ تھیوڈورا کو ان سارے حالات کی خبر تھی۔ لہٰذا سب سے پہلے اس
کہ اس نوجوان کو اس نے تلاش کرنا شروع کر دیا جس سے بیلی ساریوس کی
کے تعلقات تھے۔ ملکہ تھیوڈورا کے حکم پر اس کے جاسوس سایوں اور بھو
طرح ادھر ادھر پھیل گئے۔ آخر انہوں نے اس نوجوان کو تلاش کر لیا جس کے
کے تعلقات تھے۔

ملکہ تھیوڈورا نے اس نوجوان کو پکڑ کر اپنے پاس منگوایا اور اپنے محل میں
پھر اس نے بیلی ساریوس کی بیوی انطونینا سے کہا کہ میں تمہیں بیش بہا موتی
چاہتی ہوں۔ چونکہ تم نے وزیر مال سے نپٹنے میں میری خوب مدد کی ہے۔
میں ایک عوامی تقریب کا انتظام کیا گیا۔ اس تقریب میں بیلی ساریوس کی بیوی انطو
مہمان خصوصی طلب کیا گیا۔ انطونینا انعام کی توقع رکھتی تھی۔ لہٰذا وہ خوشی خوشی
تقریب میں ملکہ تھیوڈورا سے ملی۔ ملکہ تھیوڈورا اسے تنہائی میں لے گئی اور ایک
پیچھے سے اس کے نوجوان عاشق کو جس کے ماضی میں اس کے ساتھ تعلق
درباری لباس میں پیش کر دیا اور دھمکی دی کہ اگر تو فی الفور قسطنطنیہ سے نکل کر
اپنے شوہر بیلی ساریوس کے پاس نہ چلی گئی تو میں قسطنطنیہ میں تیرے اس
تعلقات کے سارے راز افشا کر دوں گی۔ اس طرح پوری رومن سلطنت میں
دکھانے کے قابل نہ رہے گی۔ اپنے اس راز کے افشا ہونے پر انطونینا اس

وہ ملکہ تھیوڈورا کے کہنے پر فوراً" قسطنطنیہ چھوڑ کر مشرق میں اپنے شوہر بیلی ساریوس
روانہ ہو گئی۔

آخر بیلی ساریوس جب اپنے لشکر کے ساتھ قسطنطنیہ پہنچا تو سب سے پہلے جسٹنین کے
نے بیلی ساریوس کا استقبال کیا۔ اور اسے اس کے باغیانہ رویئے پر ملامت کی
شہنشاہ جسٹنین بیمار ہے لہٰذا اس کے امور کا فیصلہ ملکہ تھیوڈورا کرے گی۔

سب سے پہلے بیلی ساریوس کے سارے نائب سالاروں کو کہیں دور بھیج دیا گیا۔ بیلی
کو شہری عزت و وقار کا جو مقام تھا اس کے پیش نظر کوئی خاص سزا تو نہ دی گئی
کے اختیارات گھٹا دیئے گئے۔ اس طرح ان سارے امور سے نپٹنے کے بعد تخت و
ملکہ تھیوڈورا کا اقتدار انتہائی مستحکم ہو گیا تھا۔

ان ہی دنوں قسطنطنیہ میں گلٹی والا طاعون نمودار ہوا اور بڑی تباہی پھیلائی۔ اتنے لوگ
تھے کہ فصیل کے اندر قبرستانوں میں دفن کے لئے جگہ باقی نہ رہی۔ پھر لاشیں
میں بھر بھر کر شہر سے باہر لے جاتے اور خندقیں کھود کر ان میں لاشیں پھینک کر ان
ڈال دی جاتی۔ آخر لاشیں کشتیوں کے ذریعے سمندر میں پھینکی جانے لگیں۔ اندازہ
ہے کہ قسطنطنیہ کی سات لاکھ کی آبادی سے کم از کم تین لاکھ آدمی طاعون کی نذر ہو
اور جسٹنین بھی بیمار ہوا لیکن خوش قسمتی سے اچھا ہو گیا یوں موسم سرما تک طاعون ختم

طاعون کے بعد قسطنطنیہ اور اس کے نواحی علاقوں میں قحط نمودار ہوا۔ غلہ لانے والی
اور جہاز باقی نہ رہے تھے جو لوگ زندہ رہے ان کی کیفیت یہ تھی کہ گویا کسی بہت
والے کے باقی ماندہ افراد ہوں۔ لوگوں نے ان ساری مصیبتوں کا ذمہ دار ملکہ تھیوڈورا
ٹھہرایا۔ چونکہ گلٹی والا طاعون مصر کی طرف سے آیا تھا لہٰذا ملکہ کے مخالفوں نے قسطنطنیہ
بات مشہور کر دی کہ وبا ان شہروں سے گزرتی قسطنطنیہ آئی ہے جہاں ملکہ بننے سے
تھیوڈورا عصمت فروشی کی زندگی بسر کرتی رہی تھی۔

قسطنطنیہ میں داخل ہونے سے پہلے چونکہ تھیوڈورا اپنی ایک بیٹی کو اسکندریہ میں چھوڑ
تھی اس کے یہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ کسی کو اس راز کا علم نہ تھا چونکہ مصر میں طاعون
بات بری شکل اختیار کر لی تھی لہٰذا ملکہ تھیوڈورا نے خفیہ خفیہ اپنے نواسے کو قسطنطنیہ بلا
اور اپنے محل میں رکھ لیا۔ اس پر بھی لوگوں نے بہتیرے اعتراض کئے۔ بہرحال طاعون
کے یہ اثرات جلد ہی ختم ہو گئے۔ چونکہ نوشیروان واپس جا چکا تھا۔ اور ایرانیوں کی
سے کسی حملے کا خطرہ نہ تھا۔ لہٰذا روم کے شہنشاہ جسٹنین اور ملکہ تھیوڈورا دونوں مل کر

اپنی سلطنت کے عوام کی بہتری میں لگ گئے تھے۔

○

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی ایک روز مکہ کے نواحی کوہستانی
چہل قدمی کرتے ہوئے باہم گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک یوناف چونک سا
اس کی گردن پر ابلیکا نے اپنا ریشمی لمس دیا تھا۔ اس کی حالت دیکھتے ہوئے
اور مستعد ہو گئی تھی۔ لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

سنو یوناف میرے حبیب سنو۔ ایک مدت دراز کے بعد سطرون اور زروعہ
تم پر حملہ آور ہونے کے لئے اس سمت پیش قدمی کر رہے ہیں۔ سنو تم
سلیوک اور اوغار کو ایک کمرے میں بند کر کے عذاب سے دوچار کیا تھا تو ان
کسی طرح ان تینوں کو وہاں سے رہا کرا لیا ہے۔ اب جو سطرون اور زروعہ دونوں
تم پر حملہ آور ہونے کے لئے آ رہے ہیں تو عزازیل' نطیاس' سلیوک اور اوغار
دونوں کے ساتھ ہیں۔ لہٰذا ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

اور ہاں یوناف ایک بات اور یاد رکھنا۔ سطرون اور زروعہ دونوں میاں
جیسے نہیں ہیں۔ عزازیل نے چونکہ نطیاس کے ساتھ گٹھ جوڑ کر لیا ہے اور
وہ اسے بھی استعمال کرنا چاہتا ہے لہٰذا نطیاس نے اپنے سارے قدیم بابلی
زروعہ کو منتقل کر دیئے ہیں۔ اب وہ پہلے سے زیادہ پرقوت ہو کر تمہارے مقابلے
ہیں۔ بس تم سنبھلو۔ تھوڑی دیر تک وہ تمہارے سامنے نمودار ہونے والے

یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔
جعد کیرش نے فکر مندی سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ یہ سطرون
ہیں؟ اس پر یوناف کہنے لگا۔ کیرش فکر مند مت ہونا۔ سطرون اور زروعہ کا تعلق
جنس سے ہے۔ ماضی میں یہ میرے اور میری بیوی یوسا کے ساتھ ٹکراتے رہے
بار میں نے انہیں مار مار کر اپنے سامنے زیر کیا تھا۔ میرے خیال میں اب یہ
ساتھ مل کر زیادہ طاقت اور قوت حاصل کر کے ماضی میں میرے ہاتھوں پٹنے
کے درپے ہے۔ لیکن میرے خداوند کو منظور ہوا تو میں ایک بار پھر ان شیطانی
حاصل کروں گا۔

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں کیرش شاید مزید کچھ کہنا چاہتی تھی
ہی رہی۔ اس لئے کہ عین اسی لمحہ ان دونوں میاں بیوی کے سامنے سطرون اور

اور ان دونوں کے پیچھے عزازیل' نطیاس' سلیوک اور اوغار بھی اس کوہستانی سلسلے
ہوئے تھے۔ عزازیل' نطیاس' سلیوک اور اوغار پیچھے ہی کھڑے رہے جب کہ سطرون
دونوں آگے بڑھے۔ پھر سطرون یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

نیکی کے نمائندے۔ میں ایک بار پھر بہتر اور اچھی قوتوں سے لیس ہو کر
سامنے آیا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ماضی میں اپنی سابقہ بیوی یوسا
مل کر تم ہمارے خلاف کامیابیاں حاصل کرتے رہے ہو لیکن یوسا اب ختم ہو چکی
تمہاری اس نئی بیوی کیرش میں وہ دم خم نہ ہو گا جو یوسا میں تھا لہٰذا تم دونوں
کے کا انتظار کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ سنو نیکی کے نمائندو' اب وہ پہلے والی
اور خصوصیت کے ساتھ یوناف تم سنو اور میری باتیں اس کیرش کے بھی کان
میرا نام سطرون ہے اور میں اپنی جنس میں سب سے زیادہ طاقتور خیال کیا جاتا
سری طاقت اور قوت کے علاوہ میں نے اکتسابی قوتوں سے بھی اپنے آپ کو
کیا ہے۔ لہٰذا اب صرف تمہاری شکست ہی نہیں موت بھی میرے ہاتھوں یقینی

یہاں تک کہنے کے بعد سطرون شاید تھوڑی دیر کے لئے دم لینے کو رکا پھر بولا اور
لگا۔

نیکی کے نمائندے۔ ان کوہستانی ویرانوں اور دیوالانوں میں' میں اور میری بیوی
مل کر تم پر کربناک بیداری طاری کرتے ہوئے تمہارے جسموں کو ریزہ ریزہ'
لخت لخت کر کے رکھ دیں گے۔ ان ویرانوں میں تمہاری حالت ہم دونوں دھوپ
میں بکھری ہوئی محرومی اور رنج' درشتی اور تلخی جیسی بنا کر رکھیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد سطرون جب خاموش ہوا تو یوناف تھوڑی دیر تک اسے قہر
آلود نظروں سے دیکھتا رہا پھر وہ کہنے لگا۔ دیکھ سطرون تم یہ کیا نئی بکواس کرنے لگے ہو۔ کیا
جانتے کہ میں ماضی میں تمہارے ہی نہیں تمہارے آقا عزازیل کی بھی تخریب کو
انتشار کو گروہ بندی' دشمنی کو اخوت' اختلاف کو اتحاد میں تبدیل کرتا رہا ہوں۔ سنو
گماشتو' جب تک اللہ نے اپنی خصوصی رحمت مجھ پر رکھی میں تم بدکاروں کے
کی دھول میں دفن ہونے کے بجائے چھاتی تان کر کھڑا ہو جاؤں گا۔ اور ماضی
تم پر ضربیں لگاؤں گا۔

دیر کے لئے یوناف رکا پھر وہ کہتا چلا گیا۔ سن سطرون میں وہی یوناف ہوں جو
دل کے صحرا میں محرومیوں کی داستانیں رقم کرتا رہا۔ تمہارے اسرار ہستی

میں روح کی ماندگی، جسموں کا اضمحلال طاری کرتا رہا۔ تمہاری یادوں کے
کے انگاروں کی طرح برستا رہا۔ اور خوابوں کو مسمار کر دینے والی پت جھڑ کی
تم پر نزول کرتا رہا۔ دیکھ میں وہی یوناف ہوں جو لہراتی تاریکیوں میں زہر
طرح تم پر وارد ہو کر تمہاری آنکھوں سے منزل کا غبار اور پاؤں سے امید
کاٹتا رہا۔ سن سطرون تو جانتا ہے کہ ماضی میں ہر موقع پر میں تمہارے ساتھ
پیالوں کا زہر بن کر نمودار ہو گیا تھا۔

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں بڑے غضب آلود انداز میں سطرون
تک یوناف کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ انتہائی بیزاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا
دیکھ نیکی کے نمائندے۔ ماضی کی اپنی ساری کارستانیوں کو بھول جا۔
جو گزر کر بکھر چکا ہے۔ اب تم میرے ساتھ حال کی گفتگو کرو۔ اس حال میں
بنا کر چھوڑوں گا۔ اس کے ساتھ سطرون نے اپنی تلوار کھینچی۔ پھر اس
عمل کرتے ہوئے جب اپنی تلوار کو فضا میں بلند کیا تو اس کی تلوار
چنگاریاں پھوٹ پڑی تھیں۔ پھر وہ اپنی تلوار لہراتا ہوا یوناف کی طرف
طرف زروعہ نے بھی ایسا ہی عمل کیا تھا۔ اس نے بھی اپنی تلوار بے نیام
پر عمل کیا۔ اس کی تلوار بھی چنگاریاں چھوڑنے لگی اور وہ بے پناہ
ہوئی کیرش کی طرف بڑھی تھی۔ یہ صورت دیکھتے ہوئے یوناف اور کیرش
نے ایک دوسرے کی طرف جواب طلب نگاہوں سے دیکھا پھر نگاہوں
میاں بیوی نے کوئی فیصلہ کیا اور ایک جھٹکے کے ساتھ دونوں نے اپنی
کیں۔ انہوں نے بھی اپنی تلواروں پر کوئی عمل کیا جن کے جواب میں ان
بھی سطروں اور زروعہ کی طرف روشنی پھوٹ پڑی تھی۔ یہ صورتحال دیکھ
اور زروعہ لحہ بھر کے لئے ٹھٹکے پھر وہ آگے بڑھنے لگے تھے۔

زروعہ ذرا پیچھے رہ گئی تھی۔ سطرون تیزی سے آگے بڑھا اور یوناف
اس نے اپنی تلوار فضا میں بلند کرتے ہوئے یوناف پر گرانا چاہی تھی
اپنی تلوار فضا میں بلند کی۔ اور سطرون کے وار کو اپنی تلوار پر روک
انقلاب رونما ہوا۔ اس لئے کہ جس وقت دونوں کی تلواریں آپس میں
سطرون نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور یوناف کی گردن پکڑنا چاہی۔ جونہی
یوناف کی گردن سے ٹکرایا یوناف کو یوں لگا جیسے دنیا بھر کی برق اس کے
دی گئی ہو۔ اس پر یوناف تڑپا۔ اپنی تلوار اس نے علیحدہ کر دی اور

گیا تھا۔
اس وقت تک زروعہ بھی آگے بڑھ کر کیرش پر ضرب لگانے والی تھی۔ یہ صورتحال
برق کے ایک کوندے کی طرح آیا ہوا میں بلند ہوا پاؤں کی ایک سخت ٹھوکر اس
کے سر پر ماری جس کی وجہ سے زروعہ بل کھاتی ہوئی دور جاگری تھی۔ اپنی بیوی
حالت دیکھتے ہوئے سطرون اور زیادہ غضبناک ہو گیا تھا۔ یہ سب کچھ کرنے کے
بڑی تیزی سے کیرش کے پاس آیا اور بڑے پیار، بڑی محبت میں اسے مخاطب
لگا۔

کیرش ہمیں بڑے محتاط انداز میں ان دونوں میاں بیوی سے مقابلہ کرنا ہو گا۔
دونوں نے اپنے جسم میں برق بھر رکھی ہے۔ جونہی میری تلوار سطرون سے ٹکرائی
بعد اس نے اپنا ہاتھ میری گردن پر رکھا تو مجھے یوں لگا جیسے برق کا طوفان کسی
جسم میں بھر دیا ہو۔ اس لئے میں جست لگا کر پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اب یوں کرو ہم
میاں بیوی بھی اپنے جسموں میں سری قوتوں کے ذریعے برق بھر لیں۔ اس کے ساتھ
طاقتوں میں دس گنا اضافہ بھی کر لو۔

یوناف کی اس تجویز پر کیرش فوراً حرکت میں آئی۔ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں
اس نے اپنے جسم میں برق بھی بھر لی اور اپنی طاقت میں دس گنا اضافہ بھی کر
دوسری طرف یوناف بھی ایسا کر چکا تھا۔ اب دونوں میاں بیوی کسی قدر مطمئن
ایک جگہ کھڑے ہو کر وہ سطرون اور زروعہ کے دوبارہ آنے کا انتظار کرنے لگے

اس موقع پر یوناف کو اچانک کوئی خیال گزرا اور وہ اپنے پہلو میں کھڑی کیرش کو
کہنے لگا۔ دیکھ کیرش مجھے یاد آگیا۔ ایک بار پھر اپنی سری قوتوں کو حرکت میں
سطرون اور زروعہ نے جو اپنے جسم کے اندر سری قوتوں کی وجہ سے برق بھر رکھی
مدافعت کرنے کے لئے اپنے اندر طاقت پیدا کرو۔ یوناف کی اس گفتگو پر کیرش
خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ لحہ بھر کے لئے اس نے بڑی ممنونیت کے ساتھ
یوناف کی طرف دیکھا۔ پھر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائی اور برق کا مقابلہ کرنے کے
اپنے جسم میں مدافعت بھی بھر لی تھی۔ یوناف بھی ایسا ہی کر چکا تھا۔
یوناف جس نے بری طرح لات مار کر زروعہ کو دور گرایا تھا تو اس کی اس حرکت
انتہا درجے کا سیخ پا ہو گیا تھا۔ دوسری طرف زروعہ کی اس درگت پر پشت پر
... ، ظیاس، سلیوک اور اوغار بھی کسی قدر پریشان اور فکر مند ہو گئے تھے۔

اتنی دیر تک سطرون اور زروعہ پھر پہلو سے پہلو ملا کر یوناف اور کیرش کی طرف [illegible]
قریب آ کر سطرون اور زروعہ دونوں نے اپنی تلواریں لہرائیں۔ پہلے کی [illegible]
اور کیرش نے بھی اپنی تلواروں کو حرکت میں لاتے ہوئے دونوں کے وار اپنی [illegible]
روکے۔ اس موقع پر تلواروں کے ٹکرانے سے عجیب طرح کی چنگاریاں [illegible]
سطرون نے اس موقع پر پہلے جیسی حرکت کی۔ تلواروں کے ٹکرانے کے بعد [illegible]
بایاں ہاتھ آگے بڑھایا کہ یوناف کو اپنی گرفت میں لے۔ دوسری طرف زروعہ [illegible]
ساتھ ایسا ہی کر رہی تھی۔ اب یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی اپنی جگہ [illegible]
اس لئے کہ وہ اپنے اندر مدافعت پیدا کر چکے تھے۔ جونہی سطرون نے اپنا [illegible]
گردن پر رکھا اس کے منہ سے چیخ نکل گئی اور وہ بھیانک چیخیں مارتا ہوا پیچھے [illegible]
لئے کہ اس کی ہی مانند یوناف نے جو اپنے جسم میں برق بھری تھی اس کی [illegible]
کی حالت غیر ہو گئی تھی۔ سطرون کے ہاتھ لگانے سے یوناف پر کچھ اثر نہ ہوا [illegible]
کہ وہ پہلے ہی اپنے اندر مدافعت پیدا کر چکا تھا۔ دوسری طرف جونہی زروعہ [illegible]
مس کیا اس کی بھی حالت سطرون کی سی ہو گئی وہ بھی چیختی چلاتی ہوئی پیچھے [illegible]
سطرون اور زروعہ جس وقت بے بسی اور لاچارگی کی حالت میں پیچھے گرے [illegible]
پر نطیاس بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ عزازیل میں دیکھتا ہوں کہ سطرون اور زروعہ دونوں ہی یوناف [illegible]
مقابلے میں بے بس ہوئے ہیں۔ اور کیسے اپنی بے بسی اور لاچارگی کا اظہار [illegible]
انتہائی کرب میں پیچھے ہٹے ہیں۔ میرے خیال میں اس موقع پر ہم چاروں کو [illegible]
زروعہ کی مدد کے لئے یوناف اور کیرش کے ساتھ ٹکرانا چاہئے۔ نطیاس کی [illegible]
عزازیل کسی قدر فکر مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

نہیں نطیاس ایسا نہیں کرنا۔ ابھی سطرون اور زروعہ ہی کو اس یوناف [illegible]
ٹکرانے دو۔ دیکھ میں تجھ پر یہ بھی انکشاف کر دوں کہ اس یوناف کے [illegible]
بڑی طاقت ہے۔ جس کا نام ابلیکا ہے۔ اگر ہم نے سطرون اور زروعہ کی [illegible]
یوناف اور کیرش کے خلاف حرکت میں آئے تو یہ یاد رکھنا کہ وہ بھی ہمارے [illegible]
میں آئے گی۔ اور ہم سب کو ایسا لپیٹے گی جیسے جنگل کی آگ خشک گھاس [illegible]
میں لیتی ہے۔ اس پر نطیاس فکر مندی سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے [illegible]

دیکھ عزازیل ابلیکا نام کی وہ قوت ایسی زور آور اور دست دراز [illegible]
کو اپنے سامنے بے بس کر دے گی کہ ہم چاروں میں آپ بھی ہیں [illegible]

[illegible] اس پر عزازیل بولا اور کہنے لگا دیکھ نطیاس اپنی بے پناہ قوتوں کے باوجود ابلیکا
[illegible] قوت کے سامنے میں اکثر و بیشتر بے بس اور لاچار ہی رہا ہوں۔ لہٰذا میری مانتا
[illegible] سے تجاوز نہ کرنا۔ سطرون او زروعہ کو یوناف اور کیرش سے ٹکرانے دو۔ پس یہ
[illegible] ٹکراتے رہے تو ابلیکا ہمارے خلاف حرکت میں نہیں آئے گی۔ اور اگر ہم
[illegible] بھی آگے بڑھ کر یوناف اور کیرش کے خلاف سطرون اور زروعہ کی مدد کی تو پھر
[illegible] بھی وہ چنے چبائے گی جو یقیناً" ہمارے لئے ناقابل برداشت ہوں گے۔ عزازیل
[illegible] پر نطیاس خاموش رہ کر تماشہ دیکھنے لگا تھا۔
[illegible] بے بسی اور لاچارگی میں زمین پر گرنے کے بعد سطرون اور زروعہ ابھی اٹھنے
[illegible] تھے کہ یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی آگے بڑھے۔ اپنی تلواریں دونوں
[illegible] کر لی تھیں۔ پھر یوناف کیرش سطرون اور زروعہ پر پل پڑے دونوں نے اپنے
[illegible] کی ٹھوکروں اور لاتوں سے سطرون اور زروعہ دونوں کی خوب پٹائی کی۔ ایسی
[illegible] ان دونوں کو مار مار کر یوناف اور کیرش نے بالکل پژمردہ اور ادھ موا کر کے رکھ

[illegible] کرنے کے بعد یوناف اور کیرش دونوں علیحدہ ہو گئے۔ شاید وہ سطرون اور زروعہ
[illegible] سے کسی نئے رد عمل کا انتظار کرنے لگے تھے۔ تھوڑی ہی دیر بعد سطرون
[illegible] نے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ پھر وہ
[illegible] دوسرے کے قریب آئے۔ تھوڑی دیر تک آپس میں صلاح و مشورہ کیا۔ صلاح
[illegible] کے بعد سطرون اور زروعہ دونوں کے چہروں پر خوشگوار مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔
[illegible] اور کیرش پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھے تھے۔
[illegible] اور کیرش بھی ان کا استقبال کرنے کے لئے مستعد تھے۔ لیکن اس بار سطرون
[illegible] نے اپنے حملہ کرنے کا انداز بدل لیا تھا۔ یوناف اور کیرش کے قریب جاتے
[illegible] نے اپنی تلواریں نیام میں کر لی تھیں۔ قریب جاتے ہی انہوں نے ایک ساتھ
[illegible] عمل کیا کہ ان دونوں کی آنکھوں سے چکا چوند کر دینے والی ایسی روشنی نکلی جس
[illegible] یوناف اور کیرش کی آنکھوں پر اثر کیا۔ اس روشنی کی وجہ سے یوناف اور کیرش
[illegible] ایسی خیرہ ہوئیں کہ کچھ دیکھ ہی نہ سکے اسی حالت میں سطرون اور زورعہ حملہ
[illegible] سطرون نے لاتوں اور مکوں سے یوناف کی تواضع کرنا شروع کر دی تھی جب کہ
[illegible] پے در پے کیرش پر مکے اور لاتیں برسانا شروع کر دی تھیں۔
[illegible] اور زروعہ کے اس نئے انداز کے حملے سے لگتا تھا یوناف اور کیرش دونوں

بری طرح بے بس اور لاچار ہو کے رہ گئے ہوں۔ اس لئے کہ وہ انتہائی لاچارگی کی
میں سطرون اور زروعہ کے ہاتھوں پٹتے جا رہے تھے۔ اسی صورتحال میں اچانک سطرون
زروعہ کے سروں پر بجلی کی چمک سی پیدا ہوئی۔ دوسرے ہی لمحے سطرون اور زروعہ
اور کیرش کو چھوڑ کر چیخیں مارتے ہوئے پیچھے ہٹ گئے تھے۔ اس لئے کہ یوناف اور
کی مدد کے لئے ابلیکا سطرون اور زروعہ پر حملہ آور ہو گئی تھی۔ اس حملے کے
یوناف اور کیرش کو چھوڑ کر سطرون اور زروعہ خوف اور وحشت میں عزازیل'
سلیوک اور اوغار کے پاس جا کھڑے ہوئے تھے۔ اتنی دیر تک یوناف اور کیرش بھی
چکے تھے۔ سطرون اور زروعہ کی آنکھوں سے نکلنے والی روشنی سے جو ان کی آنکھیں
ہوئی تھیں وہ بھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے انہوں نے درست کر لی
اب وہ ایک بار پھر اپنی جگہ مستعد ہو گئے تھے۔

اس موقع پر عزازیل یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے میں سمجھتا ہوں کہ تم دونوں میاں بیوی کے لئے
سزا کافی ہے۔ تم نے دیکھا ہو گا میں ایک طویل عرصے کے بعد دونوں میاں بیوی
آیا ہوں۔ اور تم مانو گے کہ میرا یہ سامنا بھی خوب رہا۔ میں ایک بار پھر تم دونوں
سامنے سطرون اور زروعہ کو لے کر آیا ہوں۔ اور تم نے دیکھا سطرون اور زروعہ
تم دونوں کو اپنے سامنے بے بس کر دیا ہے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر
ابلیکا تم دونوں کی مدد کو نہ آتی تو یقیناً" سطرون اور زروعہ نے مار مار کر تم
حالت کی ہوتی جو اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی۔ دیکھ نیکی کے نمائندے۔ ابھی تو
لیکن یاد رکھنا اب وقفے وقفے سے ہم تم دونوں میاں بیوی پر ایسی ضربیں لگائیں
نہ ایک روز تمہیں اپنے سامنے زیر اور مغلوب ضرور کریں گے۔

عزازیل کی گفتگو کے جواب میں یوناف بولا۔

دیکھ ابلیس خداوند کے دھتکارے ہوئے تو ماضی میں ان گنت مواقع پر
چکا ہے۔ تیرے کئی چاہنے والے تیرے کئی تابعین بھی مجھ سے ٹکراتے رہے ہیں
میں نے ان سب کی حالت ایسی ہی کی جیسے شکنجے میں پھنسی ہوئی کوئی چیز۔ اس
میں شک نہیں کہ وقتی طور پر ان دیوتاؤں میں سطرون اور زروعہ نے مجھے اور
کیرش کو اپنے سامنے بے بس کر دیا تھا لیکن عزازیل ابھی بے شمار مواقع ایسے آئیں
یہ مت خیال کرنا کہ تم نے جو سطرون اور زروعہ کو نطیاس کی فراہم کردہ قوتیں
کیا ہے تو یہ ہمارے سامنے ناقابل تسخیر ہو گئے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ قسم خداوند

اس کعبہ کے رب کی جس پر حملہ آور ہونے کی سزا خداوند نے یمن کے حکمران ابرہہ
کو دی۔ ایک نہ ایک روز ماضی کی طرح اس سطرون اور زروعہ کو بھی تم میرے
سامنے بے بس اور مجبور دیکھ رہے ہو گے۔ عزازیل نے یوناف کی اس گفتگو کا کوئی جواب
نہ دیا۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ سری قوتوں کو حرکت میں لاتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

ان کے جانے کے بعد ابلیکا نے فوراً" یوناف کی گردن پر لمس دیا پھر ابلیکا کسی قدر
طلب آواز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ یوناف تم نے بہت بڑی غلطی
کی ہے۔ تمہارے پاس یقیناً" وہ سری طاقت ہے جسے استعمال کرتے ہوئے تم سطرون اور
زروعہ کی آنکھوں سے نکلنے والی خطرناک اور جان لیوا روشنی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ
سکتے تھے۔ اور اس روشنی سے جو بچنے کے علوم ہیں یہ تمہارے پاس کافی عرصہ سے ہیں۔
میں حیران تھی کہ تم نے ان علوم کو کیوں استعمال نہیں کیا۔ اس پر یوناف ہلکی ہلکی
مسکراہٹ میں کہنے لگا۔

دیکھ ابلیکا تمہارا کہنا درست ہے پر وہ حملہ ایسا اچانک تھا کہ میں کچھ کر ہی نہ سکا۔
اپنی مداخلت کر سکا نہ کیرش کی۔ حالانکہ وہ علوم کیرش بھی جانتی ہے لیکن یہ بھی
طرح ایسی بدحواس ہوئی کہ کچھ کر نہ پائی۔ بہرحال سطرون اور زروعہ کے نئے طاقتیں
حاصل کرنے کے بعد ان سے ٹکرانے کا یہ پہلا موقع ہے۔ اب میرا خیال ہے ان کا ہمارا
ٹکراؤ ہوتا رہے گا۔ اور ان کے ٹکراؤ سے ہمیں بھی کافی تجربات حاصل ہوں گے۔ اس پر
ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

تمہارا کہنا درست ہے۔ یوناف اب میں ان پر نگاہ رکھوں گی۔ اور اچھا موقع جان کر
ہم ان پر حملہ آور ہوں گے۔ اور انہیں بتائیں گے کہ نیکی کے نمائندے ہو کر ہم ہرگز
باطل پرستوں کے سامنے بے بس و مجبور نہیں ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ابلیکا ہلکا سا لمس
دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔ جب کہ یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی اس سرائے کی
طرف جا رہے تھے۔ جس میں ان دونوں نے قیام کر رکھا تھا۔

○

اپنی سلطنت میں خارجی اور اندرونی طور پر کچھ امن قائم کرنے کے بعد جسٹنین
سرکاری کلیسا کے علاوہ جو دوسرے مسیح فرقے تھے ان کے خلاف حرکت میں آیا۔ سب سے
پہلے مسیح فرقے نسطوری کے خلاف اس نے قدم اٹھایا اور اس فرقے کو اس نے قسطنطنیہ
میں باغی قرار دے دیا۔ نسطوری فرقے کو باغی قرار دینے کے بعد نسطوری فرقے کے زیادہ تر

لوگ ایران چلے گئے اور نوشیروان کے یہاں پناہ گزین ہو گئے۔ کچھ نسطوری
شاہراہوں کے ساتھ ساتھ سرحد چین کے صحرائی علاقوں تک پھیل گئے۔

نسطوریوں کے بعد رومن شہنشاہ یونانی کلیسا کے خلاف بھی حرکت میں
نے ایتھنز کی قدیم درسگاہیں بند کر دیں اس کے ایسا کرنے سے وہاں کے سات
معلم ایران پہنچ گئے تا کہ وہاں پناہ لے کر ارسطو کی اخلاقیات کی بقایا جات کو
سکیں۔ ان علماء نے نصیبین شہر میں ارسطو کے فلسفہ پر ایک بہترین درسگاہ قائم کی اور
تصانیف کے مختلف حصوں کا ایرانی میں ترجمہ کیا گیا۔

ان تمام معاملات کے علاوہ رومن شہنشاہ جسٹنین یہ چاہتا تھا کہ ایران سے کوئی
صلح ہو جائے تا کہ دونوں سلطنتوں کو شمال کے وحشیوں کی طرف سے یورش کا جو
ہے اس سے نپٹا جا سکے۔ نوشیروان میں اس قوت کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت
مقابلہ میں زیادہ تھی۔ لہٰذا وہ شمال کے وحشی قبائل کی طرف سے اپنے لئے کوئی
نہیں کرتا تھا۔ اس سلسلہ میں جسٹنین نوشیروان سے کوئی معاہدہ کرنا چاہتا تھا تا
قوتیں آپس میں نہ ٹکرائیں بلکہ اپنی قوتوں کو شمال کے وحشیوں کے خلاف صرف
یہ معاہدہ نہ ہو سکا۔

اس معاہدے کی ناکامی کے بعد رومن شہنشاہ جسٹنین نے اب یہ کوشش
کہ شمال کے وحشی قبائل کو تہذیب و شائستگی کے دائرے میں لایا جائے کیونکہ کسی
کو شکست دینے کے بعد معاملہ ختم نہیں ہو جاتا تھا بلکہ نئے گروہ پیدا ہو جاتے
آئے دن رومنوں پر حملہ آور ہوتے رہتے تھے۔

چنانچہ جسٹنین نے شمال کے وحشی قبائل کے بڑے بڑے سرداروں کے
بلوا لئے اور ان کے بلوانے کا بہانہ یہ کیا کہ جسٹنین انہیں شاہی طرز پر تعلیم و
آراستہ کرنا چاہتا ہے۔ شمال کے وحشی قبائل کے سرداروں نے اسے اپنے لئے
سمجھا کہ ان کے بچے قسطنطنیہ میں شاہی خاندان کی طرح پرورش پائیں۔ لہٰذا انہوں
اپنے بیٹے جسٹنین کے کہنے پر قسطنطنیہ پر روانہ کر دیئے۔

اس کے علاوہ جسٹنین نے دوسرا کام یہ کیا کہ راہبوں اور پادریوں کے
تیار کئے اور شمال کی طرف روانہ کئے جن کا اصل مقصد یہ تھا کہ تبدیلی مذہب
دوستی اور حلیفی پر زیادہ زور دیں۔ چنانچہ یہ راہب اور پادری مختلف وحشی قبائل
گئے۔

وہاں یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے اینٹیں تھاپتے، گرجے تعمیر کر لیتے ساتھ ساتھ

باہم غور و مشورہ کے لئے کوئی جگہ تجویز کر لیتے۔ اس طرح انہوں نے اجتماعی زندگی
رکھی۔ ساتھ ہی نئے طریقے پر زمین کی کاشت وحشی قبائل میں شروع کرائی۔ یہ
تر عورتوں میں کام کرتے تا کہ ان کے ذریعہ سے بچوں پر بھی اچھا اثر پڑے گا۔
کے ذریعہ سے ہی جسٹنین نے وحشی قبائل میں سیاسی مقاصد حاصل کرنے کی
شروع کر دی تھی۔

رومن شہنشاہ جسٹنین کے اس اقدام کی وجہ سے شمال میں تجارت خوب پھیلی اور
کے ساتھ ساتھ رومن تہذیب کا حلقہ اثر بھی وسیع تر ہوتا گیا۔ اس کے علاوہ امن
اور میں جسٹنین نے اپنی تجارت کو بھی وسعت دی۔ رومنوں کے بحری جہاز حبشہ
بحیرہ قلزم کو عبور کر کے عرب میں داخل ہوتے اور وہاں سے ان کے جہاز سیلون
لگانے لگتے تھے۔ کیونکہ چین تک سیدھے راستے ایرانیوں نے روک رکھے تھے۔
ان تجارتی کاروانوں کے ساتھ جسٹنین نے وادی نیل میں بھی وسیع مشنریاں بھیجنی
دی تھیں۔ جن کے اثر سے بہت سی قومیں جو پہلے سے مسیحیت کے زیر اثر
سیاسی اور مذہبی اعتبار سے رومنوں کے قریب تر ہو گئی ہیں۔

انہی دنوں ایران کا شہنشاہ نوشیروان ایک بار پھر حرکت میں آیا۔ اپنے لشکر کے ساتھ
مرکزی شہر مدائن سے نکلا۔ اور ایشیا میں رومنوں کے دوسرے بڑے شہر الروحا کی
جہاں ایشیاء میں انطاکیہ کو مشرقی شہروں میں ملکہ کی حیثیت حاصل تھی۔ وہاں
کے شہر الروحا کو مشرقی سرحدوں کا ایک مستحکم اور مضبوط حصار سمجھا جاتا تھا۔ اگر
اس شہر کو فتح کر لیتا تو رومنوں کے لئے پورے مشرقی محاذ کا سلسلہ اور دفاع درہم
رہ جاتا۔

بہرحال نوشیروان اپنے لشکر کے ساتھ مدائن سے نکلا۔ بڑی برق رفتاری سے وہ آگے
الروحا شہر کا اس نے محاصرہ کر لیا۔ جسٹنین کے پاس اب کوئی ایسا جرنیل نہ تھا جو
کی راہ روکتا۔ اس سے پہلے اس کے پاس اپنا بہترین جرنیل بیلی ساریوس جو کسی نہ
روما پر حملہ آور ہونے والی قوتوں کی راہ روکتا رہا تھا۔ لیکن اب اس پر بغاوت اور
مقدمہ چل چلا تھا۔ اور اسے بالکل نہتا کر کے گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور
تھا۔

ان حالات میں ایران کے شہنشاہ نوشیروان نے بے خطر ہو کر الروحا شہر کا محاصرہ کر
محاصرے کے دوران نوشیروان کی خدمت میں الروحا شہر کا ایک بوڑھا طبیب جس کا
تھا اور جن دنوں نوشیروان بچہ تھا یہ نوشیروان کو طب کی تعلیم بھی دے چکا تھا۔

سٹیفن ایک بہترین طبیب تھا۔ اور حکیم خیال کیا جاتا تھا۔ یہ سٹیفن الروحا شہر کے لوگوں کی طرف سے شرائط صلح معلوم کرنے کے لئے نوشیروان کے پاس پہنچا تھا۔

جب اس سٹیفن نے نوشیروان کے سامنے صلح کی شرائط پیش کی تو نوشیروان کو استہزائی انداز میں جواب دیا اور کہا کہ اگر الروحا کے باشندے ایرانیوں کو لوٹ مار نہ دیں گے تو میں ان کے شہر کو مسمار کر کے اسے بھیڑ بکریوں کی چراگاہیں بنا اس کے اندر رہنے والے لوگوں کو غلام بنا لوں گا۔

سٹیفن جب صلح کی شرائط طے کرنے میں ناکام ہو کر واپس چلا گیا تو اہل دفاع کے لئے تیار ہو گئے۔ نوشیروان نے فصیل کے ساتھ ساتھ اونچے دمدمے حکم دیا تاکہ بلندی سے شہر پر سنگباری کی جا سکے۔ لکڑی اور مٹی سے بنے ہوئے بتدریج شہری دیواروں کے قریب آتے جا رہے تھے۔ اسی دوران الروحا شہر کے مدد کے لئے قسطنطنیہ سے بھی کمک پہنچ گئی تھی۔ اس کمک میں نقب لگانے والے بھی قسطنطنیہ سے آئے تھے جنہیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ سرنگ لگا کر ایرانیوں کے دمدمے دیا جائے۔

ادھر ایران کے شہنشاہ نوشیروان کو بھی معلوم ہو گیا کہ قسطنطنیہ سے سرنگ ماہر الروحا پہنچے ہیں۔ اور انہوں نے سرنگ لگانی شروع کر دی ہے۔ چنانچہ اس ایرانیوں نے بھی سرنگ بنانی شروع کر دی تھی۔ الروحا کے باشندوں کو جب ایرانیوں نے بھی سرنگ بنانی شروع کر دی ہے تاکہ وہ شہر تک سرنگ لے جا کے طور پر انہوں نے سرنگ کا آخری سرا پتھر اور چونے سے بند کر دیا۔ اس نے سرنگ کا سرا چوڑا کر کے ان کی دیواروں کے ساتھ تختے لگا دیئے۔ ان میں دیں۔ ساتھ ہی جگہ جگہ گھاس کے بورے اور گندھک کے ڈھیلے پھیلا دیئے۔ بعد انہوں نے ان سب چیزوں پر صنوبر کا تیل ڈالا اور آگ لگا دی۔

بس گندھک کے ڈھیلوں کو آگ لگنا تھی کہ فی الفور اور آناً فاناً" یہ آگ کے شہتیروں تک جا پہنچی۔ اور وہ سب جل کر خاکستر ہو گئے۔ ایرانیوں نے آگ بجھانا چاہی تو وہ اور زیادہ بھڑک اٹھی۔ اس لئے کہ اس آگ میں کیمیاوی ملا گئے تھے۔ اس طرح شہر کو فتح کرنے کے لئے نوشیروان نے جو دمدمے تیار کئے راکھ ہو گئے۔

اس کے بعد نوشیروان نے کئی اور مرتبہ کوشش کی کہ دمدمے تیار کر کے شہر جائے لیکن اس کی ہر کوشش ناکام رہی۔ ہر مرتبہ اسے شکست کھانی پڑی۔ اس

ب شہر کی فصیل کے قریب جاتے تو اوپر سے شہر کے مرد اور عورتیں ان پر جلتا ہوا ور آگ کے انگارے پھینکتے۔ لہٰذا ایرانیوں نے ڈر کے مارے شہر کی فصیل کے قریب ھوڑ دیا۔

ان حالات میں نوشیروان نے فیصلہ کیا کہ الروحا شہر کا محاصرہ اٹھا کر واپس چلا جانا رومن شہنشاہ جسٹنین کے لئے یہ صورتحال بڑی حوصلہ افزا تھی۔ اسے یقین ہو گیا ہا بجا چوکیاں قائم کرنے ان میں فوجی دستے متعین کر کے سلطنت کے مشرقی حصے کا الی ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ الروحا شہر کے لوگوں نے جو کیمیائی آگ تیار کی تھی۔ الروحا شہر کے لوگوں کو نوشیروان کے حملے سے بچا لیا تھا۔ ان حالات میں رومن سٹنین نے فوراً" ایران کے شہنشاہ نوشیروان کے پاس قاصد بھیجا اور صلح کی ت کی۔ چنانچہ پانچ سال کے لئے رومنوں اور ایرانیوں کے درمیان صلح ہو گئی اور نے ہر سال نوشیروان کو تین ہنڈرویٹ سونا دینا منظور کر لیا۔

اس صلح کے ساتھ ہی ایران کے شہنشاہ نوشیروان نے جسٹنین سے یہ بھی کہا کہ ایک کو کچھ مدت کے لئے دربار ایران میں بھیج دیا جائے۔ یہ طبیب جس کا نام ٹرائبنیس ال تھا لیکن فلسطین میں رہتا تھا۔ اور اپنے فن کا بڑا ماہر خیال کیا جاتا تھا۔ نوشیروان ی وعدہ کیا کہ وہ اس طبیب کے بدلے میں رومنوں کو وہ فلسفی واپس کر دے گا جو ی درسگاہ بند ہونے کے بعد ایران میں پناہ گزین ہو گئے ہیں۔

رومن شہنشاہ نے نوشیروان کی اس پیشکش کو منظور کر لیا لہٰذا ٹرائبنیس طبیب کو یج دیا گیا۔ اس کے بدلے میں نوشیروان نے نہ صرف یہ کہ ایتھنز کی درسگاہوں کے واپس کر دیئے بلکہ اس طبیب کے ملنے سے نوشیروان نے رومنوں کے ایک ہزار قیدی ا کر دیئے تھے۔

یوں جسٹنین جس مصالحت اور امن کا خواہاں تھا وہ قائم ہو گیا۔ ایران کے ساتھ ہوتے ہی قسطنطنیہ میں پھر فنی روایات کا کام شروع ہو گیا۔ مشرقی رومن سلطنت کے جس تہذیبی میراث کی حفاظت کا فرض تھا اس میں سب سے نمایاں حیثیت ان فنون ی جو قسطنطنیہ میں نشوونما پا رہے تھے۔ ان فنی علوم کا سلسلہ ایک طرف قدیم یونانی ے ملتا تھا لیکن اس نے کلیسا کے زیر سایہ ترقی کی تھی اور اس کے اثرات بھی اس لیاں تھے۔ ان حالات میں جب کہ ایران کے ساتھ امن ہوا تو قسطنطنیہ میں نقاشی، تراشی، چاندی، سونے، ہاتھی دانت کا کام، خطاطی، مصوری اور دوسرے علوم نے خوب ی کی۔

ان حالات میں رومن شہنشاہ جسٹنین نے بیلی ساریوس کو بلایا جو گوشہ نشینی کی
بسر کر رہا تھا۔ اسے بلا کر جسٹنین نے اس کے خلاف غداری کے تمام الزامات ختم کر
اس کی ضبط شدہ جائیداد میں سے دو تہائی حصہ بحال کر دی اور کہا کہ جو کچھ تم نے
کا فیصلہ تم پر ہی چھوڑتا ہوں۔ میں تمام الزامات کو ختم کرتا ہوں آئندہ کے لئے
اعمال ہی تمہارے احساسات کی تصدیق کریں گے۔ خود ملکہ تھیوڈورا نے بھی اپنا
جسٹنین کی اس تجویز سے اتفاق کیا اور بیلی ساریوس سے بات کر کے اس کی بیٹی کی
اپنے نواسے اناسٹاسیوس سے ٹھہرا دی تھی۔

اٹلی میں گاتھوں کا مقابلہ کرنے کے لئے بیلی ساریوس کو اس مہم کے لئے
فوج فراہم کرنے میں جسٹنین نے پہلے کی طرح تنگ نظری کا ثبوت دیا۔ اسے اپنی
رکھنے کی اجازت نہ دی۔ اور نہ اسے پچھلا منصب عطا کیا۔ اسے صرف اس
اجازت دی گئی کہ اپنے صرفے پر تھریس اور ٹلمیشیا کے صوبوں سے حسب منشاء
بھرتی کر لے۔ کیونکہ قسطنطنیہ کا خزانہ ان اخراجات کا کفیل نہیں ہو سکتا۔

بہرحال ان بد سے بدترین حالات میں جو لشکر بیلی ساریوس کو مہیا کیا تھا اس
ساتھ بیلی ساریوس قسطنطنیہ سے اٹلی کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

ادھر اٹلی میں بھی ایک نئی قوت ابھر آئی تھی۔ گاتھ' جو اب تک مختلف گر
ٹولوں میں اٹلی کے مختلف شہروں پر حملہ آور ہو لوٹ مار کا کام سرانجام دے
انہیں ایک بہترین جوانمرد جنگجو اور انتہائی نڈر لیڈر مل گیا تھا۔ اس لیڈر کا نام
انتہائی خونخوار اور جنگجو تھا۔ اور اس کے علم تلے سارے گاتھ متحد ہو گئے تھے۔
کے بعد ٹوٹیلا کے پاس ایک انتہائی زبردست اور جرار لشکر تیار ہو چکا تھا۔

ٹوٹیلا بڑا محتاط' بڑا جنگجو انسان تھا۔ وہ شہروں سے دور رہتا اور اپنے سپاہیوں
میں ضائع نہ کرتا۔ لیکن جنوبی اٹلی کے دیہاتی علاقوں کو اس نے اپنی جولان گاہ
اٹلی سے اس کا برتاؤ بہت اچھا تھا۔

یہ ٹوٹیلا جنگ میں ہر طرح کی سختیاں اور درشتیاں جائز رکھتا تھا لیکن جنگ
کو تکلیف نہ دیتا۔ جن دنوں بیلی ساریوس اپنے لشکر کے ساتھ قسطنطنیہ سے اٹلی
دنوں گاتھوں کا سردار ٹوٹیلا اپنے لشکر کو متحد اور منظم کرنے کے بعد جنوب
طرف بڑھا۔ اس کا رخ اٹلی کی بہترین بندرگاہ نیپلز کی طرف تھا۔

○

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی اپنے سرائے کے کمرے میں بیٹھے ہوئے

کی گردن پر ابلیکا نے لمس دیا۔ اس لمس کے موقع پر کیرش بھی متوجہ ہو گئی تھی۔
کے بعد ابلیکا بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

یوناف اب مکہ کی اس نواحی سرائے سے کوچ کرو اور یہاں سے ہمارا رخ اب
صحرائے کالا ہاری کی طرف ہو گا۔ صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلے کے
سطرون اور ذروعہ نے قیام کر رکھا ہے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا کیا صحرائے
اری کی طرف جانے کا ہمارا صرف یہ مقصد ہے کہ ہم سطرون اور ذروعہ سے ٹکرائیں۔
ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

صحرائے کالا ہاری اور اس کے کوہستانی سلسلے کی طرف جانے کا مقصد صرف سطرون اور
ٹکرانا نہیں ان سے اگر ٹکرانا ہو تو یہ ٹکراؤ کسی اور جگہ بھی ہو سکتا ہے۔ وہاں
دو اور بڑے بڑے مقاصد ہیں۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

ابلیکا کیا میں یہ دونوں مقاصد جان سکتا ہوں۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی دیکھو
صحرائے کالا ہاری کے بیچوں بیچ جو دریائے کانگ بہتا ہوا سمندر کی طرف جاتا ہے اس
کانگ کے کنارے کانگ شہر سے تھوڑے فاصلے پر انتہائی خونخوار لوگوں کا ایک گروہ
طرت کام میں مصروف ہے۔ اس گروہ سے کچھ بردہ فروشوں کا تعلق ہے اور یہ
علاقوں سے لڑکیاں اغوا کر کے یا زبردستی اٹھا کر وہاں لے جاتے ہیں اور ان لوگوں
فروخت کر دیتے ہیں۔ یہی ان لوگوں کا دھندا ہے اور یہی ان کا کاروبار ہے۔ جس
روہ کے ہاتھوں یہ لڑکیاں بیچی جاتی ہیں وہ دریائے کانگ کے کنارے اور اس کی
ان لڑکیوں سے تین طرح کے کام لیتے ہیں۔ اس پر یوناف بولا اور پوچھنے لگا۔

کیا تم بتا سکو گی کہ ان اغوا ہونے والی لڑکیوں سے کیا کام لیا جاتا ہے۔ اس پر
لی اور کہنے لگی۔

یوناف یہ گروہ جو صحرائے کالا ہاری اور اس کے کوہستانی سلسلوں کے جنوب اور
اپنے کام میں مصروف ہے انہوں نے بے شمار اور ان گنت دنیا بھر کی خوبصورت
پاس جمع کر لی ہیں اور ان خوبصورت لڑکیوں سے یہ لوگ تین بڑے بڑے کام

کام یہ کہ صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلوں کے اندر جہاں بارش خوب
اور ناریل کے بے شمار ان گنت درخت ہیں۔ ان علاقوں میں کام کرنے والے اس
سارے سلسلے کے ناریلوں پر قبضہ کر رکھا ہے۔ مقامی بے بس اور غریب لوگ
لوگوں کو پہاڑی سلسلے پر ان لوگوں نے کام پر لگایا ہوا ہے۔ یہ سیاہ فام جوان

ناریل کے پودوں سے ناریل توڑ توڑ کر دریائے کانگ میں پھینکتے رہتے ہیں اور ا
دریائے کانگ میں بہتے ہوئے جنوب کی طرف جاتے ہیں اور اس جگہ پہنچتے ہیں جہاں
دھندا کرنے والے لوگوں نے اپنا مسکن بنا رکھا ہے اور وہاں لڑکیوں کے ایک گروہ
ہے کہ وہ دریا میں اس جگہ جہاں پانی جا کر کم ہو جاتا ہے کھڑی ہو جاتی ہیں اور ناریل
نکال کر کناروں پر پھینکتی رہتی ہیں۔ وہاں سے یہ ناریل چھکڑوں کے ذریعے
کنارے اس جگہ پہونچا دیئے جاتے ہیں جہاں چھوٹی سی ایک بندرگاہ کام کرتی
وہاں سے دوسرے ملکوں کو یہ ناریل بھجوایا جاتا ہے اور اس سے خاصی رقومات حاصل
جاتی ہیں۔

دوسرا کام جو ان لڑکیوں سے لیا جاتا ہے وہ یہ کہ کچھ لڑکیاں اپنے ہاتھوں میں
چھلنیاں پکڑے دریا میں کھڑی رہتی ہیں اس جگہ جہاں پانی کم ہوتا ہے ریت کو چھا
ہیں اور سونا تلاش کرتی ہیں۔ کہتے ہیں صحرائے کالا ہاری کا جو شمالی کوہستانی سلسلہ
میں سونے کے بہت ذخائر ہیں۔ پس دوسرا کام جو لڑکیوں سے لیا جاتا ہے وہ سونے
ہے۔

یہ تو دو کام ہوئے تیسرا کام صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلے کے
جاتا ہے۔ یہاں سے دو دریا کوہستانی سلسلے سے نکل کر جنوب کی طرف جاتے ہیں
کاوی نام کی کھارے پانی کی جھیل کی طرف جاتا ہے اور دوسرا دریا اوکاوا ندی
علاقے میں کھو جاتا ہے۔ کہتے ہیں ان دونوں دریاؤں میں انتہائی قیمتی پتھر اور
ہوئے کوہستانی سلسلے سے آتے ہیں لڑکیوں کا ایک گروہ ان دونوں دریاؤں میں
اور یہ کالا دھندا کرنے والے گروہ کے لئے موتی اور جواہرات تلاش کرتا
علاوہ یہاں سے سیپ بھی کافی مقدار میں پکڑ کر باہر بھیجی جاتی ہے جسے اطباء
لاتے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا تھوڑی دیر کے لئے رکی پھر وہ اپنا سلسلہ
رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ سن یوناف ہمارا صحرائے کالا ہاری کی طرف جانے
تو یہ ہو گا کہ ان بیچاری اور بے بس لڑکیوں کو ان ظالموں کے چنگل سے نجات
تاکہ وہ اپنے اپنے گھروں کو واپس جا سکیں۔ ہمارے کام کی دوسری ابتداء صحرا
کے شمالی کوہستانی سلسلے کے انتہائی شمال میں ہو گی۔ یہاں کچھ وحشی قبائل
یہاں یہ بھی بتاتی چلوں کہ کالا دھندا کرنے والا گروہ جو لڑکیوں سے کام لیتا
لڑکیوں میں جو ناکارہ ہو جاتی ہیں یا ان کے کام کی نہیں رہتیں اور لاغر ہو جاتی

ئی قبیلے کی طرف بھجوا دیا جاتا ہے۔
ن یوناف میرے عزیز ان آدم خور قبائل کے اندر سطرون اور زروعہ نے بھی قیام کر
ے۔ انہوں نے چونکہ اپنی مافوق الفطرت قوتوں کا اظہار کرتے ہوئے وحشی قبائل کے
اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا رکھا ہے اور اس طرح سے وہ وحشی قبائل سطرون اور
ے خوفزدہ ہیں لہٰذا آنکھیں بند کر کے ان کے کہنے پر عمل کرتے ہیں۔ اپنی اس
ے فائدہ اٹھاتے ہوئے عزازیل کے کہنے پر سطرون اور زروعہ نے ان وحشی قبائل
طرح کے شرک میں مبتلا کر رکھا ہے۔ یہ شرک کیسا اور کس طرح کا ہے یہ تمہیں
ے پتا لگے گا۔ اب میرے خیال میں یہاں سے کوچ کریں۔ پہلے اس کالے گروہ کی
جاتے ہیں جنہوں نے لڑکیوں کو مشقت میں مبتلا کر رکھا ہے۔ سنو یوناف اور کیرش
دونوں کو یہ بھی بتا دوں کہ کالا دھندا کرنے والے گروہ کے محافظ سطرون اور زروعہ ہی
ہی بھی انہیں کوئی مسئلہ یا مشکل در پیش آتی ہے تو وہ سطرون کو یاد کرتے ہیں اور وہ
ے اندر ان کے پاس پہنچ کر ان کا ہر کام کر گزرتے ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد
لمحہ بھر کے لئے خاموش ہوئی کچھ سوچا پھر وہ کہنے لگی۔
یوناف اس موقع پر میں تم سے ایک بات کہنا بھول گئی تھی وہ یہ کہ کالا ہاری کے
خوبصورت لڑکیاں جمع کی جاتی ہیں بدقسمتی سے کالا دھندا کرنے والے گروہ کے افراد ان
عصمت و عفت کو بھی محفوظ نہیں رہنے دیتے۔ لہٰذا ہمیں نیکی کے نمائندوں کی حیثیت
ان کے خلاف کام کرنا ہو گا۔ کام کی ابتداء کرنے کا یہ بہترین موقع ہے۔ اس لئے کہ
پہلے کافی لڑکیوں کا ایک نیا گروہ صحرائے کالا ہاری کی طرف لایا گیا ہے۔ ان لڑکیوں کو
کام پر لگایا گیا ہے نہ انہیں ابھی بے عصمت کیا گیا ہے۔ اگر ہم کوشش کریں تو ہم
جان ان کی عزت دونوں کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ میرے خیال میں اب ہمیں یہاں
کوچ کرنا چاہیے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔
تم ٹھیک کہتی ہو ابلیکا ہمیں فی الفور اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے
کالا ہاری کی طرف کوچ کرنا چاہیے اور جو ہمارے مقاصد ہیں ان کی تکمیل کرنی
ے۔ میں اور کیرش دونوں میاں بیوی مل کر اپنی طرف سے پوری کوشش کریں گے کہ
ے والی لڑکیوں کو سب سے پہلے بچائیں اس کے بعد دوسری لڑکیوں کی وہاں سے رہائی
انتظامات کریں۔ یوناف کا یہ جواب سن کر ابلیکا خوش ہو گئی تھی پھر وہ کہنے لگی۔ اگر ایسا
پھر آؤ یہاں سے کوچ کریں میں صحرائے کالا ہاری کے ان مقامات تک تمہاری
ائی کروں گی۔ اس کے بعد ابلیکا لس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔ پھر یوناف اور کیرش

اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور ابلیکا کی راہبری اور راہنمائی میں وہ مک...
سرائے سے صحرائے کالاہاری کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

○

وحشی گاتھوں کا خاقان ٹوٹیلا اپنے لشکر کے ساتھ پہلے ہی جنوبی اٹلی میں قبضہ کر...
اور اب وہ بڑی تیزی سے اٹلی کی مشہور و معروف بندرگاہ نیپلز کی طرف بڑھا تھا۔

نیپلز کا محاصرہ کرنے کے بعد ٹوٹیلا نے اہل نیپلز کو پیغام بھجوایا کہ وہ جنگ کے بغیر...
اس کے حوالے کر دیں۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو نیپلز کے لوگ خونخواری اور و...
وہ منظر دیکھیں گے جو اس سے پہلے انہوں نے نہ دیکھا ہو گا۔ اہل نیپلز گاتھ...
خاقان ٹوٹیلا کی طاقت و قوت اور اس کی خونخواری و وحشت سے خوب واقف ...
لہٰذا شہر کی حوالگی سے پیشتر انہوں نے ایک مہینے کی مہلت طلب کی۔

جواب میں ٹوٹیلا نے کمال فراخدلی نرمی اور شفقت سے کام لیتے ہوئے ایک...
بجائے شہریوں کو تین مہینے کی مہلت دیدی۔ اہل نیپلز فتح ہونے سے گاتھوں کے ...
کے ہاتھ ایک بہترین بندرگاہ آگئی اور اس نے بحری بیڑا تیار کرنا شروع کر دیا تھا۔

کہتے ہیں کہ نیپلز میں قیام کے دوران ٹوٹیلا نے سن رسیدہ بنی ڈک سے بھی ملا...
اور اس کے ساتھ بڑی عزت اور بڑے احترام کے ساتھ پیش آیا۔ بنی ڈک ...
مقدس بزرگوں میں شمار ہوتا ہے۔ مغرب میں اسی نے خانقاہی زندگی اور رہبانیت ...
رکھی تھی۔ اس کی خانقاہ نیپلز شہر کے پاس تھی۔ ٹوٹیلا نے جب نیپلز شہر پر قبضہ ک...
ڈک سے ملاقات کی تو بنی ڈک نے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے ٹوٹیلا کے متعلق ...
کی تھی کہ ٹوٹیلا روما شہر میں داخل ہو گا مگر نو سال سے زیادہ حکومت نہ کر سکے گا۔

اسی اثنا میں رومن جرنیل بیلی ساریوس قسطنطنیہ سے اٹلی کے شمال مشرقی کو...
اپنے بحری بیڑے کے ساتھ پہونچ چکا تھا۔ گاتھ قبائل کا خاقان ٹوٹیلا بھی بیلی ساریوس کی
آمد سے بے خبر نہیں تھا لہٰذا اس نے جاسوس اٹلی کے شمال مشرقی حصے کی طرف ...
تاکہ بیلی ساریوس کے لشکر کے متعلق معلومات فراہم کریں۔ ٹوٹیلا بیلی ساریوس کو بڑی ...
دے رہا تھا کیونکہ بیلی ساریوس کی شخصیت نے ایک افسانے کی صورت اختیار کر ر...
اور مشرق اور مغرب دونوں محاذوں پر اس کے کارنامے زریں حروف میں مرقوم تھے ...
بنا پر ایران کے شہنشاہ نوشیروان کی طرح ٹوٹیلا نے بھی اپنے جاسوس بھجوا کر جنگ کی ...
کرنے سے پہلے بیلی ساریوس کے لشکر سے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ...

...ساریوس کی حالت پہلے کی نسبت مختلف تھی۔ پہلے وہ اٹلی میں داخل ہو کر بہترین
...حاصل کر سکا تھا۔ اس بار اس کے پاس طاقت اور قوت کم تھی۔ جو فوج اس کے
...تھی وہ پہلی فوج کی طرح قابل اعتماد نہ تھی اور اٹلی کے تمام علاقوں میں اس وقت
...کا عالم تھا اور ٹوٹیلا ہر مقام پر برق و طوفان کی طرح چھایا ہوا تھا۔ ان سارے
...کا جائزہ لیتے ہوئے بیلی ساریوس نے جسٹنین کو ایک خط لکھا جس کا متن کچھ یوں

...شہنشاہ اگر آپ بیلی ساریوس کو اٹلی بھیجنا ضروری سمجھتے تھے تو وہ ہو چکا ہے۔ میں
...پہنچ کر یہیں بیٹھا ہوں اور حالات کا منتظر ہوں کہ کس طرف کروٹ لیتے ہیں۔
...مدعا اور مقصد مجھے صرف اٹلی سے بھیجنا ہے تو وہ پورا ہو چکا ہے۔ اگر آپ کی
...ہے کہ دشمنوں پر غلبہ پایا جائے تو پھر آپ کو مزید انتظامات کئے بغیر چارہ نہ ہو گا۔
...مقابلہ کرنے کے لئے رومن سپہ سالار کے پاس ایسے آدمی ہونا چاہیے جو اس
...تقویت کا باعث بنیں۔ سب سے بڑھ کر مجھے اپنے خاص دستوں کی ضرورت ہے
...اس کے علاوہ مجھے ایک ایسے بڑے لشکر کی ضرورت ہے جو صرف ترک، ہنوں اور
...وحشی گروہوں پر مشتمل ہو کیونکہ یہی لوگ گاتھوں کا مقابلہ کر کے انہیں اٹلی سے
...سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ مجھے خاصی بڑی رقم بھی درکار ہے جو میں تنخواہ کے طور پر
...میں تقسیم کر سکوں۔

...ساریوس نے اپنے شہنشاہ جسٹنین کو مزید لکھا کہ میرے پاس فوج کم ہے جو رومن
...میں موجود ہیں وہ وحشی قبائل کے ہاتھوں شکستیں کھا کھا کر بددل ہو چکے ہیں۔
...بھی رقم حاصل کرنے کا کوئی امکان نہیں چونکہ یہاں مقیم سپاہیوں کو مدت سے
...ملی۔ اس لئے ان کی مرضی کے خلاف ان سے کوئی کام نہیں لیا جا سکتا۔

...لکھ کر بیلی ساریوس اپنے شہنشاہ کے جواب اور اس کے رد عمل کا انتظار کرنے
...اسی دوران گاتھ قبائل کا خاقان ٹوٹیلا اپنے لشکر کے ساتھ آندھی اور طوفان کی
...کے شمال اور مشرق کے حصوں کی طرف بڑھا جہاں بیلی ساریوس نے اپنے لشکر
...پڑاؤ کر رکھا تھا۔ بیلی ساریوس جانتا تھا کہ ان حالات میں وہ کسی بھی صورت ٹوٹیلا
...نہیں کر سکتا لہٰذا ٹوٹیلا کے سامنے آنے کے بجائے اپنے لشکر کے ساتھ وہ بحری
...سوار ہو گیا اور ایڈریاٹک کے دہانے تک چکر لگاتا رہا۔ اس کی کوشش تھی کہ اٹلی
...سے محفوظ طریقے سے داخل ہو کر ٹوٹیلا کے ساتھ گوریلا جنگ کی ابتدا کرے

اور آہستہ آہستہ ٹوٹیلا سے علاقے چھین کر روم شہر تک پہونچنے کی کوشش کرے۔

لیکن ٹوٹیلا بڑا دانش مند' بڑا سیانا اور بڑا عقل مند حکمران تھا اس نے اٹلی ... طرف ایک مستحکم حلقہ اور حصار سا قائم کر دیا تھا اور کہیں بھی اس نے بیلی ساریوس ... میں داخل ہو کر حملہ آور ہونے کا موقع فراہم نہ کیا تھا۔ اس طرح بیلی ساریوس ... کر سیدھا سسلی پہنچا وہاں سے غلہ خرید کر اس نے اپنے جہازوں میں بھرا اور ... ناکہ بندی توڑ کر دریائے ٹائبر کے دہانے پر پہنچنے کی کوشش کی اس طرح دریا ... ذریعے اپنے لشکر کے ساتھ بیلی ساریوس روم شہر پہنچنا چاہتا تھا اس کی کوشش ... شہر پہنچ کر وہ شہر کے اندر محصور ہو جائے اور پھر ٹوٹیلا کے ساتھ کچھ اس طرح کی ... والی جنگ کرے کہ وہ جنگ کو طول دیتا جائے یہاں تک کہ ٹوٹیلا تھک ہار کر ... وہ پلٹے شہر سے باہر نکل کر وہ اس پر حملہ آور ہو اور اسے ہمیشہ کے لئے اٹلی ... کرے۔

جس وقت بیلی ساریوس اپنے لشکر کے ساتھ دریائے ٹائبر میں سفر کرتے ہو... کی طرف بڑھ رہا تھا ان دنوں ٹوٹیلا بھی آس پاس ہی تھا۔ روم شہر میں ان دنوں ... قلت تھی اس لئے انتہائی نازک صورتحال پیدا ہو گئی تھی۔ تاہم ٹوٹیلا بڑا دور ... دیہاتیوں کو بالکل تنگ نہ کرتا اور فوج کے لئے جس قدر غلے کی ضرورت ... قیمت ادا کر دیتا آخر بیلی ساریوس اپنے لشکر کے ساتھ دریائے ٹائبر کے کنارے ... اب روم شہر اس کے قریب ہی تھا اور شہر کی عمارتیں اسے صاف دکھائی ... ٹوٹیلا بھی اپنے لشکر کے ساتھ بیلی ساریوس کے لشکر کے سامنے آکر خیمہ زن ہو ...

بیلی ساریوس نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ دریائے ٹائبر کے کنارے وہ ٹوٹیلا ... کرے گا۔ اگر اسے فتح نصیب ہوئی تو وہ آگے بڑھ کر نہ صرف یہ کہ ٹوٹیلا کا ... گا بلکہ روم شہر پر قابض ہو گا اور اس طرح وہاں قیام کر کے اپنی طاقت اور ... اضافہ کرے گا دوسری صورت میں اگر اسے شکست ہوئی تو پھر وہ اپنی پشت ... بیڑے پر سوار ہو جائے گا اور دریائے ٹائبر کے ذریعہ پسپائی اختیار کر لیگا۔

بہرحال دریائے ٹائبر کے کنارے گاتھوں کے خاقان ٹوٹیلا اور رومن ... ساریوس کے درمیان ہولناک جنگ کی ابتداء ہوئی۔ جنگ کے شروع میں ... خاقان ٹوٹیلا رومنوں پر دکھ کے جلتے چڑھتے قہری سورج' قانون فطرت کے ... ذلت اور افسوسناک باب میں نفرت کے طوفان اور عناد کی آگ کی طرح ... رومنوں نے بھی اپنے ماضی کو سامنے رکھتے ہوئے نیلے ...

... بھنور کی صورت گاتھوں کو روکنے کی کوشش کی تھی لیکن بالکل ناکام رہے۔ ... سرکردگی میں گاتھوں نے ان پر ایسے جان لیوا اور خوفناک حملے کئے کہ لمحوں کے ... اور اس کے لشکریوں نے رومنوں کی حالت گناہ و ظلم کی لٹی بستی شکم گرسنہ قوت ... صدائے بے ہنگم اور نوائے پریشان جیسی بنا کے رکھ دی تھی۔

... جنگ کوئی زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکی اس لئے کہ تھوڑی ہی دیر بعد ٹوٹیلا نے ... کو بدترین شکست دی اور بیلی ساریوس پسپا ہو کر اپنے بحری بیڑے پر سوار ہوا ... ٹائبر کے نشیبی علاقوں کی طرف چلا گیا تھا۔ ٹوٹیلا کی بیلی ساریوس کے خلاف یہ ... شاندار فتح تھی۔ اس فتح کے بعد ٹوٹیلا آگے بڑھا اور بغیر کسی مزاحمت کے اس نے ... مرکزی شہر روم پر قبضہ کر لیا تھا۔

... گاتھوں نے روم شہر میں داخل ہو کر قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا تھا لیکن بعد ... نے اپنے لشکریوں کو لوٹ مار کرنے کی اجازت تو دیدی البتہ قتل اور آبرو ریزی کی ... کر دی۔ اس تباہی سے روم شہر کی رہی سہی عظمت کو بھی خاک میں ملا کے رکھ دیا

... روم شہر کو فتح کرنے کے بعد ٹوٹیلا کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تھی کہ وہ اٹلی کا نظام ... کیونکر کرے کیونکہ اسے پہلے سے ان انتظامات کا کوئی تجربہ نہیں تھا وہ تو ایک ... خونخوار جرنیل تھا اسے جنگ کرنے کا ہی تجربہ تھا ان حالات میں اس نے اپنا ایک ... بھیجا تاکہ رومن شہنشاہ جسٹنین کے ساتھ صلح ہو جائے اور وہ جسٹنین کا ایک ... وکیل بن کر اٹلی پر حکومت کرتا رہے۔

... گاتھوں کے خاقان ٹوٹیلا کا یہ سفیر جب قسطنطنیہ میں جسٹنین کے سامنے پیش ہوا تو ... نے اسے جواب دیا کہ میرا سپہ سالار بیلی ساریوس صلح و جنگ کے پورے اختیارات ... لہٰذا اس سلسلے میں اس قسم کی گفتگو اسی سے ہونی چاہیے۔ اس طرح ٹوٹیلا کی ... یہ سفارت ایک طرح سے ناکام ہو گئی تھی۔

... سفارت کی ناکامی کے جواب میں ٹوٹیلا نے رومن شہنشاہ جسٹنین کو یہ دھمکی دیدی ... اگر صلح نہ کی گئی تو روم شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی۔ چنانچہ جب اس ... دھمکی کا کوئی اثر نہ ہوا تو اپنی اس دھمکی کو اس نے عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا ... دروازے توڑ دیئے گئے۔ فصیل کے مختلف حصے تباہ کر دیئے گئے۔ یہ خبریں جب ... ساریوس کو پہنچیں تو بیلی ساریوس نے اپنا ایک قاصد ایک خط دے کر ٹوٹیلا کی طرف ... اس خط میں لکھا تھا۔

"صرف عقلمند آدمی جو تہذیب کو سمجھتے ہیں کسی شہر میں حسن و جمال پیدا کر
۔ جو لوگ سمجھ نہیں رکھتے وہ حسن و جمال کو تباہ کر دیتے ہیں۔ بہر حال آنے والی
کے اعمال کی بناء پر ان کی سیرتوں کا اندازہ کریں گی۔ دیکھو ٹوٹیلا روم شہر کو دنیا بھر
میں ممتاز ترین درجہ حاصل ہے نہ یہ ایک دن میں بنا نہ اسے ایک آدمی نے بنایا
بہت بڑے گروہ کی فنکاریاں آہستہ آہستہ مصروف عمل رہیں اس کے کافی مدت
تیار ہوا۔"

یہ خط لکھنے کے ساتھ ہی ساتھ رومن جرنیل بیلی ساریوس نے ٹوٹیلا سے
کیا کہ اگر تم نے لڑائی میں شکست کھائی تو روم شہر کی تباہی سے تمہیں کیا فائدہ
اگر تم فتح مند اور کامیاب رہے تو اس عظیم الشان شہر کی تباہی سے تمہیں کیا
صرف تمہارے اعمال پر ہی تمہاری شہرت کا مدار ہو گا۔

ٹوٹیلا نے چند روز تک روم شہر میں قیام کیئے رکھا چنانچہ کچھ دن بعد وہ
نکلا اور شمالی برف زاروں کی طرف چلا گیا۔ اس کے روم شہر سے نکلنے کی خبریں
ساریوس کو پہنچیں تو بیلی ساریوس فوراً" اپنے بحری بیڑے کے ساتھ حرکت میں آیا
ٹائبر میں سے ہوتا ہوا اپنا بحری بیڑا بیلی ساریوس روم شہر کے قریب لایا پھر
ساتھ وہ حرکت میں آیا اور روم شہر پر قابض ہو گیا۔ اس نے روم شہر کے باشندوں
غذائی اجناس مہیا کیں۔ جب بیلی ساریوس روم شہر پر قابض ہو گیا تو سسلی
جہاز آنے لگے۔ بیلی ساریوس نے روم میں قیام کے دوران ٹوٹے ہوئے دروازے
فصیل کی مرمت بھی کروا دی۔

رومن شہنشاہ جسٹنین کو جب یہ خبریں ملیں کہ ٹوٹیلا اپنے لشکر کے ساتھ نکل کر
چلا گیا ہے اور یہ کہ بیلی ساریوس اپنے لشکر کے ساتھ روم شہر پر قابض ہو گیا
خوش ہوا لہٰذا اس نے وحشی قبیلے لمبارڈ اور شمال کے وحشی قبائلیوں پر مشتمل
ساریوس کی مدد کے لئے اٹلی بھیجا اس لشکر کے آنے سے بیلی ساریوس کی طاقت
بے پناہ اضافہ ہو گیا تھا اور اب اس نے ارادہ کر لیا تھا کہ اگر گاتھ قبائل کے
نے شمال کی طرف سے پلٹ کر پھر اس پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو وہ شہر
نکل کر اس کا مقابلہ کرے گا اور کھلے میدانوں میں اسے شکست دے کر شمال کی
بھاگ جانے پر مجبور کر دیے گا۔

ٹوٹیلا کو جب خبر ہوئی کہ بیلی ساریوس نے روم شہر میں داخل ہو کر اس
میں اضافہ کرنا شروع کر دیا ہے تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ پھر پلٹا اور روم شہر کی

وں کو بھی اس کی آمد کی خبر ہو گئی تھی لہٰذا وہ بھی روم شہر سے نکل کر کھلے
ٹوٹیلا کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہوا۔
ے روز دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہوئے اور جنگ کی
گاتھ اور رومن ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہوئے شکست و ریخت کے
یں اٹھتے سرگرداں بگولوں مہیب طاغوتی قوت اور حسد و نسلی تعصب کی طرح قتل
گے تھے۔ روم شہر سے باہر کافی دیر تک ہولناک جنگ ہوتی رہی بدقسمتی سے اس
ی رومن جرنیل بیلی ساریوس کو ٹوٹیلا کے ہاتھوں بدترین شکست ہوئی۔
کھانے کے بعد بیلی ساریوس اپنے لشکر کے ساتھ دریائے ٹائبر کی طرف بھاگا
بحری بیڑا کھڑا تھا وہ اپنے بحری بیڑے پر سوار ہوا اور اپنے لشکر کو لیکر پھر دریائے
ابی حصوں کی طرف چلا گیا تھا۔ ٹوٹیلا کے ہاتھوں بیلی ساریوس کی یہ دوسری
ت تھی۔ گو قسطنطنیہ سے اس کی مدد کے لئے وحشی قبیلے لمبارڈ اور دیگر قبیلوں
ائے تھے لیکن اس لشکر میں چونکہ ہن اور ترک نہیں تھے لہٰذا بیلی ساریوس کو
وئی تھی اس لئے کہ گاتھوں کا مقابلہ صرف ہن اور ترک ہی کر سکتے تھے جو نہ
کے طریقہ واردات سے آگاہ تھے بلکہ وہ ماضی میں بھی گاتھوں کو کئی بار پے در
دیتے رہے تھے۔ بہرحال شکست کھانے کے بعد اپنے بحری بیڑے کے ساتھ بیلی
ائے ٹائبر میں جنوب کی طرف چلا گیا تھا۔
ک کے بعد ٹوٹیلا کو یہ احساس ہوا کہ اسے بھی اپنا بحری بیڑا تیار کرنا چاہیے
ت کھانے کے بعد جب کبھی بیلی ساریوس اپنے بحری بیڑے میں سوار ہو کر
شش کرے تو ٹوٹیلا بھی اپنے بحری بیڑے کے ذریعے بیلی ساریوس کا تعاقب
ے ایسا سبق سکھائے تاکہ آئندہ وہ اس کے مقابل آنے کی کوشش نہ کرے یہ
کے بعد ٹوٹیلا نے بڑی تیزی سے جہاز تعمیر کرانے شروع کیے اور یہ فیصلہ کر لیا
ے بعد وہ سسلی کو بھی رومنوں سے چھین لے گا۔ آخر ایسا ہی ہوا بحری بیڑا تیار
بعد ٹوٹیلا اٹلی سے نکلا سسلی پر حملہ آور ہوا اور سسلی کے دو بڑے شہروں
ینارمس کو چھوڑ کر اس نے سارے سسلی پر قبضہ کر لیا تھا۔ سسلی پر اپنا قبضہ
کے بعد ٹوٹیلا یہاں سے بھی نکلا پھر وہ آس پاس کے دوسرے چھوٹے بڑے
آور ہوا وہاں سے بھی اس نے رومنوں کو مار بھگایا اور ان سارے جزائر پر بھی
اس طرح ٹوٹیلا نے رومنوں کو ایک طرح سے ان کی مغربی سلطنت سے بالکل بے
ے رکھ دیا تھا۔

ٹوٹیلا کی مغرب میں ان پے در پے فتوحات کے بعد رومن شہنشاہ جسٹنین
کہ رومن اگر اٹلی اور دوسرے جزائر کو ٹوٹیلا سے واپس لیکر فتح حاصل کرنا چاہتے
فتح کے لئے ضروری ہے کہ ایک بہت بڑا لشکر فراہم کیا جائے۔ اس لشکر کے لئے
کا خرچہ مہیا ہو پھر ایک بہت بڑا بیڑا بھی تیار کیا جائے جو لشکر کے ساتھ ساتھ
قریب تر رہے اور ایک قابل ترین آدمی ان سارے لشکروں کا سپہ سالار اور
اگر ایسا نہ کیا جائے تو اس کے سوا اور کوئی صورت نہ تھی کہ ٹوٹیلا کی شرائط
گاتھوں کے حوالے کر دیا جائے۔

لیکن رومن شہنشاہ جسٹنین کسی بھی صورت دوسری صورت کو اپنانا نہیں چاہتا
اٹلی سسلی اور دوسرے جزائر کو گاتھوں کے قبضہ میں نہیں رہنے دینا چاہتا تھا۔
مقابلہ کرنے کے لئے بیلی ساریوس کے بعد رومن شہنشاہ جسٹنین کی نگاہ انتخاب
خالہ زاد بھائی جرمانوس پر پڑی خوش قسمتی سے ان دنوں ایک گاتھ شہزادی
قسطنطنیہ میں قیام کر رکھا تھا۔ اس کی مرضی اور منشا سے رومن شہنشاہ جسٹنین
کی شادی اپنے خالہ زاد بھائی جرمانوس سے کر دی اس طرح وہ ایک بہت بڑا
لگا جس کا سپہ سالار اس نے جرمانوس کو بنا دیا۔ اس طرح جسٹنین کو یہ امید تھی
جب یہ لشکر کو بحری بیڑا لیکر گاتھوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جائے تو جرمانوس
متاسنتھا جسے ایک شہزادی کی حیثیت سے گاتھ بڑی اہمیت و عزت دیتے تھے
گاتھ دو حصوں میں تقسیم ہو جائیں گے اس طرح ان کی طاقت کمزور
رومنوں کو ان پر فتح مندی حاصل کرنا آسان ہو جائے گا۔

یہ فیصلہ کرنے کے بعد رومن شہنشاہ جسٹنین نے بڑی تیزی سے جرمانوس
بیوی متاسنتھا کے لئے لشکر اور بحری بیڑا تیار کرنا شروع کر دیا تھا۔ ساتھ ہی
ملک کے داخلی معاملات کو بھی مستحکم کرنا شروع کر دیا تھا تاکہ اگر گاتھوں کے
طول پکڑے تو سلطنت میں کسی قسم کا انتشار اور بدامنی رونما نہ ہو۔

امن برقرار رکھنے کے لئے اس نے مختلف اقدام کئے۔ مثلاً شہریوں کو
ہتھیار لیکر کوئی باہر نہ نکلے۔ مقررہ نرخ سے زیادہ قیمت پر چیزیں فروخت کرنے
لئے دکانیں اور مال لانے والے جہاز ضبط کر لینے کی سزا تجویز ہوئی۔ معماروں
ملاحوں کو اجرت میں اضافہ کے مطالبے کی ممانعت کر دی گئی۔ لشکریوں کو
کوچ کی حالت میں کسی نجی جائداد پر قیام کے لئے قبضہ نہیں کر سکتے۔
اس کے علاوہ جسٹنین کے حکم سے تجارت کی توسیع کے لئے افریقہ

قیساریہ کی بندرگاہوں میں توسیع کی گئی اور نئی تجارتی شاہراہیں کھول دی گئیں۔
جسٹنین ابھی جنگی تیاریوں میں مصروف ہی تھا کہ بدقسمتی سے اس کی ملکہ تھیوڈورا حلق
سرطان میں مبتلا ہو کر وفات پا گئی۔ اپنی زندگی میں جسٹنین کی ملکہ تھیوڈورا کو قسطنطنیہ
اقتدار رہا کہ ایک موقع پر نوشیروان یہ معلوم کر کے حیران رہ گیا کہ ملکہ نے ایک
سیح کو صلح و امن کے لئے سعی و کوشش جاری رکھنے کی تاکید کی ہے۔ یہ سن کر
بے اختیار پکار اٹھا اور کہنے لگا یہ رومنوں کی سلطنت بھی کتنی عجیب ہے جس پر
ورت حکمرانی کرتی ہے۔

ملکہ تھیوڈورا کے مرنے سے رومن کلیسا کو بڑا دکھ اور افسوس ہوا۔ اس لئے کہ
را نے ان کے لئے بہت کام کیا تھا۔ ایک موقع پر جسٹنین نے رومن کلیسا کے اسقف
جلا وطن قرار دیدیا تھا لیکن ملکہ تھیوڈورا نے اپنا اثر و رسوخ استعمال کرتے ہوئے
جلاوطنی کا حکم نامہ منسوخ کرا دیا اور اسے اس کے سابقہ عہدے پر بحال کرا دیا۔
علاوہ ملکہ تھیوڈورا رومن کلیسا کے راہبوں اور پادریوں کی امداد کے لئے بھی بہت
رتی رہی تھی۔ خاص طور پر اس کی کوششیں ان مشرقی کلیساؤں کی بہبود کے لئے وقف
ان کے ساتھ جسٹنین اپنی مذہبی عصبیت کی بنا پر سختی اور عدم روا داری سے پیش آیا
تھا۔

رومن شہنشاہ جسٹنین کو اپنی ملکہ تھیوڈورا کی وفات کا بڑا دکھ اور قلق ہوا۔ ملکہ کی
کے بعد اگر کوئی شخص اچھے الفاظ سے ملکہ کا ذکر کرتا تو جسٹنین بے حد خوش ہوتا۔
تھیوڈورا کی موت کے بعد اس نے حکم دیدیا تھا کہ تھیوڈورا کے قصر کے زنانہ حصہ کے
کمرے اسی حالت میں رہیں جس حالت میں ملکہ تھیوڈورا نے چھوڑے تھے اس کے
ملکہ تھیوڈورا سے محبت کی بنا پر جسٹنین نے مذہبی معاملات کے متعلق بھی ملکہ تھیوڈورا
خواہشات کو پورا کر دیا اور مشرقی کلیساؤں کو اپنے اپنے طریقے پر عبادت کرنے کی
دیدی تھی۔ حالانکہ پہلے ایسا نہیں تھا۔ ملکہ تھیوڈورا کی موت کی وجہ سے جسٹنین کی
تیاریوں میں کچھ فرق آگیا تھا تاہم گاتھوں کے خاقان ٹوٹیلا کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ
اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کرتا رہا۔

انہی دنوں جسٹنین کو قتل کرنے کی ایک سازش ہوئی اس سازش میں دو سردار شامل
ایک کا نام اردوان دوسرے کا ارشک تھا۔ ان سازشوں کا مقصد یہ تھا کہ جسٹنین کو ختم
اس کے بھائی جرمانوس کو شہنشاہ بنا دیا جائے۔ اردوان نے جرمانوس کے بیٹے جو کہ
پہلی بیوی سے تھا اسے بھی اس سازش میں شریک کرنا چاہا تو جرمانوس کے بیٹے نے

یہ ساری سازش اپنے باپ جرمانوس سے کہہ دی۔

یہ خبریں سن کر جرمانوس رومن شہنشاہ جسٹنین کے محافظ دستوں کے سالار مار
کے پاس پہنچا اور اسے ان ساری باتوں سے آگاہ کیا اور کہا کہ یہ ساری باتیں وہ شہنشاہ
پہنچا دے مارسلیس نے کہا جب تک ثبوت نہ ملے میں یہ معاملہ شہنشاہ تک نہیں پہنچا سکتا

اتفاق سے ایک افسر نے سازشوں کی باتیں سن لیں مارسلیس اس افسر سے واقف
اب اسے یقین ہو گیا کہ سازش موجود ہے لیکن اس سازش کی ابتداء ابھی نہ ہوئی
کیونکہ جو لوگ سازش میں شریک تھے وہ چاہتے تھے کہ جسٹنین کے ساتھ بیلی ساریوس
بھی قتل کر دیا جائے بیلی ساریوس ان دنوں چونکہ چند دن کے لئے قسطنطنیہ سے باہر گیا
تھا لہٰذا سازشیوں کا یہ فیصلہ تھا کہ جب تک بیلی ساریوس قسطنطنیہ نہ آئے سازش
مطابق عمل پیرائی کا سلسلہ ملتوی رکھا جائے۔

کیونکہ سازشیوں کو خوف اور خدشہ تھا کہ اگر انہوں نے جسٹنین کو قتل کر دیا
ساریوس ان کے بعد فوجی طاقت سے کام لیتے ہوئے سازشیوں کا خاتمہ کر دے گا اس
کہ وہ جانتے تھے کوئی بھی جرنیل بیلی ساریوس کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ بہرحال رومن
جسٹنین کے محافظ دستوں کے سالار مارسلیس نے اس سارے واقعے کی اطلاع
دی۔

جسٹنین کو جب اس سازش کا علم ہوا تو جرمانوس کی روش اس کے لئے
شبہ کا باعث بن گئی تھی۔ رومن شہنشاہ جسٹنین یہ سوچنے لگا کہ جرمانوس کو چاہئے
براہ راست اس سازش کی اطلاع جسٹنین کو دیتا نہ یہ کہ جسٹنین کے محافظ دستوں
مارسلیس سے رابطہ قائم کرتا۔

انہی شک و شبہات کی بنا پر رومن شہنشاہ جسٹنین نے جرمانوس کو محل کے اندر
کر دیا تاہم گاتھوں کے خاقان ٹوٹیلا کا مقابلہ کرنے کے لئے اس نے جنگی تیاریاں
رکھیں۔

○

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی ابلیکا کی راہنمائی میں صحرائے کالا ہاری میں
ہوئے۔ صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلے کے اوپر انہوں نے کھڑے ہو کر
کے علاقے کا جائزہ لیا ان کے سامنے جنوب کی سمت کوہستانی سلسلے سے
صورت میں دریائے کانگ نکل کر صحرائے کالا ہاری میں جنوب کی طرف بہ رہا

پشت کی طرف یعنی شمال میں کوہستانی سلسلے سے دو بڑے بڑے دریا بہتے ہوئے شمال
طرف جاتے تھے۔ جن میں سے ایک مکدی کاوی کی کھارے پانی کی جھیل کی طرف چلا
دوسرا اوکاوانگو کے دلدلی علاقے میں آ کر کھو جاتا تھا۔

کوہستانی سلسلے کے اوپر کھڑے ہو کر یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی تھوڑی دیر تک
اردگرد کا جائزہ لیتے رہے پھر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہنے لگی۔ دیکھ
ایک بار پھر دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اور شمال کی طرف
میں جانتی ہوں یہ علاقہ پہلے بھی تمہارا دیکھا بھالا ہے اس لئے کہ پہلے ایک بار تم یوسا
ساتھ سطرون اور ذروعہ کے تعاقب میں اس سمت آئے تھے۔ لہٰذا جنوب کی طرف بڑھو
تمہاری راہنمائی کرتی ہوں اور آؤ اس علاقے کی طرف چلیں جہاں کالا کاروبار کرنے
لوگوں نے اپنا پڑاؤ قائم کر رکھا ہے اور لڑکیوں پر بے جا ظلم کرنے کے ساتھ ساتھ
ان کی عزت اور عصمت سے بھی محروم کر دیتے ہیں۔ ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور
دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور ابلیکا کی راہنمائی میں وہ جنوب کی
کوچ کر گئے تھے۔

چند ہی لمحوں کے بعد ابلیکا کی راہنمائی میں یوناف اور کیرش ایک بہت بڑی بستی میں
ہوئے اس بستی کے مکانات زیادہ تر لکڑی کے بنے ہوئے تھے اور دریائے کانگ کے
سمت واقع تھے۔ اس جگہ دریائے کانگ کے دونوں جانب گھنا جنگل تھا جو دریائے
کے ساتھ ساتھ میلوں چوڑے رقبے میں پھیلا ہوا تھا۔ اس بستی میں نمودار ہونے
ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہنے لگی۔

دیکھو یوناف وہ جو سامنے لکڑی کے بنے ہوئے اونچے اور بڑے بڑے چھپر نما مکانات
دیتے ہیں۔ لڑکیوں سے کام لینے کے بعد انہیں رات کے وقت انہی کے اندر بند کر
ہے۔ بالکل ایسے جیسے بھیڑ بکریاں بند کی جاتی ہیں تاہم ان کے کھانے پینے، اٹھنے
سونے اور دوسری آسائشوں کا خوب خیال رکھا جاتا ہے اس علاقہ میں چونکہ جنگلی
ہیں۔ درندے بھی شامل ہیں لہٰذا ان کی رہائش گاہیں بھی خاصی مضبوط بنائی گئی
کہ رات کی تاریکی میں درندے گھس کر نقصان نہ پہنچائیں۔ اب آؤ میں تم دونوں
بیوی کو اس لکڑی کی عمارت کی طرف لے کے جاتی ہوں جس میں ان نئی لڑکیوں کو
ہے جو کل یہاں لائی گئی ہیں۔ یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا کی پھر وہ دوبارہ بولی اور
لگی۔

دیکھو یوناف اور کیرش دونوں میری بات غور سے سنو جو لڑکیاں کل یہاں لائی گئی ہیں

ان سے ابھی کام لینا نہیں شروع کیا گیا۔ انہیں آج کا دن مکمل آرام دیا گیا ہے۔ ان
ایک لڑکی ہے جس کا نام مارتھا ہے وہ انتہا درجہ کی خوبصورت اور پر کشش ہے اور
ہے اس کا تعلق کسی یورپی ملک سے ہے۔ اس گروہ کا جو سرکردہ ہے اسے دیکھ پا
آج شام مارتھا نام کی اس لڑکی کو اس گروہ کے سرکردہ کے سامنے پیش کیا جائے گا اور
ایسا ہوا تو گروہ کا وہ سرخیل مارتھا نام کی اس لڑکی کو عزت اور عصمت سے محروم کر کے
دے گا اس پر یوناف انتہائی غصے اور غضبناکی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ ابلیکا ایسا ہرگز نہیں ہو گا اگر آج شام اس گروہ کے سرکردہ نے مارتھا نام کی
لڑکی کو اپنے ہاں بلایا اور اسے بے آبرو اور بے عصمت کرنا چاہا تو میں مارتھا نام کی اس
کی حفاظت کروں گا چاہے اس کے لئے مجھے اس گروہ کے سربراہ کا سر ہی کیوں نہ
پڑے۔ یوناف کی اس گفتگو سے ابلیکا خوش ہو گئی تھی۔ کیرش کے لبوں پر بھی
کھیل گئی تھی پھر ابلیکا بولی اور کہنے لگی دیکھ یوناف نیکی کے نمائندے کی حیثیت
میں تم سے ایسی ہی امید رکھتی تھی آؤ میں تمہیں ان لڑکیوں کی طرف لے کے چلی
جو نئی لائی گئی ہیں اس کے ساتھ ہی یوناف اور کیرش ابلیکا کی راہنمائی میں آگے بڑھ
تھے۔

لکڑی کی ایک عمارت کے سامنے ابلیکا نے یوناف اور کیرش کو رکنے کے لئے
ابلیکا بولی اور کہنے لگی یہ جو سامنے لکڑی کی عمارت ہے اس میں ہی ان لڑکیوں کو
ہے جو نئی آئی ہیں۔ دیکھو اس عمارت کے سامنے اس وقت دو محافظ کھڑے ہیں
آنے والی لڑکیوں کی اس عمارت میں کوئی داخل نہ ہو سکے یا یہ کہ وہ یہاں سے
بھاگنے نہ پائیں۔ لہٰذا تم آگے بڑھو میں تمہیں نشاندی کروں گی کہ مارتھا کون ہے۔
محافظ یقیناً" تم سب سے الجھنے کی کوشش کریں گے کسی طریقے سے بس تم ان سے
اس لکڑی کی عمارت میں داخل ہونے کی کوشش کرنا اس کے ساتھ ہی ابلیکا لمس
علیحدہ گئی تھی۔ جبکہ یوناف اور کیرش آگے بڑھنے لگے تھے۔

اچانک یوناف کو کچھ خیال گذرا اور اس نے ابلیکا کو پکارا۔ ابلیکا نے پھر
گردن پر لمس دیا اس کے لمس دینے کے بعد یوناف بولا اور پوچھنے لگا۔

دیکھ ابلیکا مجھے ایک خیال آیا ہے کہ کیا ایسا کرنا اچھا نہ ہو گا کہ ہم ان علاقوں
دونوں میاں بیوی اپنی شکل و صورت تبدیل کر لیں اس لئے کہ سطرون اور زردہ
سرزمینوں میں کالا دھندا کر رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں جب کبھی ان کا اور ہمارا سامنا
ہمیں پہنچان نہ پائیں اور اگر کبھی ان کے ساتھ ہمارا ٹکراؤ ہو بھی جائے تو جب

لگائیں تو وہ حیرت زدہ رہ جائیں کہ ایک انجانے اور اجنبی نے بھی ان کی سری قوتوں
باوجود ان پر ناقابل برداشت ضربیں لگائی ہیں۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی ہاں یوناف
کتنا ٹھیک ہے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اپنی شکل و صورت اپنی ہیئت تبدیل
پھر نئی آنے والی لڑکیوں کی اس عمارت کی طرف بڑھو۔ اس کے ساتھ ہی یوناف کی
پر ابلیکا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔

ابلیکا کے علیحدہ ہونے کے بعد یوناف اور کیرش نے مخصوص انداز میں ایک دوسرے
طرف دیکھا پھر دونوں میاں بیوی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور اپنی شکل و
انہوں نے تبدیل کر لی تھی پھر وہ لکڑی کی اس عمارت کی طرف بڑھے جس میں نئی
والی لڑکیوں کو رکھا گیا تھا۔

جب وہ دونوں میاں بیوی اس عمارت کے قریب گئے تو عمارت کے سامنے جو دو محافظ
رہے تھے وہ آگے بڑھ کر ان کے قریب آئے پھر ان میں سے ایک بولا اور یوناف
کر کے پوچھنے لگا تم کون ہو اور کیوں اس عمارت کی طرف آئے ہو اس پر یوناف
اور خوشگواری میں ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھو ہمارے مہربانو! اس عمارت میں جو نئی لڑکیاں لائی گئی ہیں ان میں سے ایک
جانے والی ہے بس ہم اسی سے ملنا چاہتے ہیں۔ یوناف کے اس انکشاف پر دوسرا
غضبناک ہو کر بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا یہاں سے دفع ہو جاؤ یہاں
لڑکی سے کسی کا کوئی تعلق نہیں اگر تم نے ان نئی آنے والی ان لڑکیوں میں سے کسی
ملنے کی کوشش کی تو یاد رکھنا ہم تم دونوں کی گردنیں کاٹ کے رکھ دیں گے۔ اس پر
بڑی عاجزی اور انکساری سے اس بار دوسرے محافظ کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

کیا تم لوگوں کے رشتے زبردستی ایک دوسرے سے منقطع کرتے ہو۔ اس بار پہلا محافظ
اور کہنے لگا یہاں کسی کا کسی سے کوئی رشتہ نہیں بس ہم تمہیں آخری بار کہتے ہیں کہ
سے آئے ہو ادھر ہی چلے جاؤ اگر ہماری ان بستیوں کے اندر ہمارے سردار یا کسی
محافظ نے تمہیں دیکھ لیا اور انہیں یہ خبر ہو گئی کہ تم کسی لڑکی سے ملنا چاہتے ہو یا
لینے آئے ہو تو یاد رکھنا تم لوگوں کی گردنیں کاٹ کر دریائے کانگ میں پھینک دی
گی۔

ان دونوں محافظوں کے اس لب و لہجہ سے یوناف نے بھی اپنے آپ کو تہ
اس کی چھاتی تن گئی پھر انتہائی کرخت اور غضبناک آواز میں دونوں محافظوں کو
کے کہنے لگا تمہاری لکڑی سے بنی ہوئی اس بستی میں کسی کی جرات نہیں کہ مجھ
سکے اگر کسی نے ایسا کیا تو یاد رکھنا اس کی گردن کاٹ کر دریائے کانگ میں پھ
اور اگر تم دونوں نے بھی مجھے نئی آنے والی لڑکیوں کی اس عمارت میں داخل
اجازت نہ دی تو یاد رکھنا میں تمہارے ہی ہتھیاروں سے تم دونوں کی گردنیں کا
عمارت کے پشتی حصے کی طرف پھینک دوں گا۔

یوناف کی اس گفتگو سے ان دونوں محافظوں کا چہرہ لمحہ بھر کے لئے فق ہو
دونوں نے عجیب سے انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر انہوں نے ایک
ساتھ اپنی برچھا نما تلواریں بے نیام کر لی تھیں۔ پھر ایک بولا اور گرجتی ہوئی
یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تمہاری یہ جرات کہ ہم دونوں کو دھمکی دو کہ تم ہماری گردنیں کاٹ کر اس
کے پچھواڑے میں پھینک دو گے۔ قبل اس کے کہ تم ایسا کرو ہم دونوں تم دو
گردنیں کاٹ کر رکھ دیں گے۔ وہ محافظ ابھی اپنی بات پوری نہ کر پایا تھا کہ
کیرش دونوں نے ایک جھٹکے سے اپنی تلواریں بے نیام کر لی تھیں۔ پھر یوناف
تلوار پر اپنا سری عمل کیا تو اس میں سے ایسی چمک نکلی کہ ان دونوں محافظوں کی
ہو گئی تھیں عین اسی موقع پر کیرش حرکت میں آئی آگے بڑھ کر اس نے دونوں
سے ان کی تلواریں چھین لی تھیں اس کے بعد یوناف آگے بڑھا اور ان دونوں
اس نے ایک ایک ایسا آہنی طمانچہ مارا تھا کہ دونوں محافظ بلبلاتے ہوئے دور جا گر

اب دونوں محافظ سنبھلے اور انہوں نے غور سے یوناف اور کیرش کی طرف
کے چہروں پر وحشت اور خوف و حزن پھیل گیا تھا اور وہ عجیب سے انداز میں
کیرش کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اس موقع پر یوناف پھر بولا اور ان دونوں کو
پوچھنے لگا کیا اب بھی تم اپنے اس ارادے پر قائم ہو کہ ہم اس عمارت میں داخل
لڑکی سے نہیں مل سکتے بتاؤ اگر اب بھی تم اپنے اس عزم پر قائم ہو تو پھر مجھ
طرح تمہارے خلاف حرکت میں آنا ہو گا۔ یاد رکھنا اب بھی اگر تم دونوں
میاں بیوی کی راہ روکنے کی کوشش کی تو میں اب تم دونوں کو معاف نہیں کروں
کے جسموں کے دو دو ٹکڑے کر کے یہاں نزدیک ہی گھومنے پھرنے والے آوارہ

پھینک دوں گا۔

یوناف کی یہ دھمکی کارگر ثابت ہوئی پھر وہ دونوں محافظ سہمے سہمے سے ایک طرف
ہو گئے پھر ان میں سے ایک بولا اور کہنے لگا میں سمجھتا ہوں تم دونوں میاں بیوی
قوتوں کے مالک ہو لہٰذا ہم دونوں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ پر ہم پہ ایک مہربانی
یہاں سے کسی لڑکی کو لے کر اپنے ساتھ نہ جانا یہ لڑکیاں ہمارے سربراہ اور محافظوں
کی ہوئی ہیں اگر ان میں سے ایک بھی ادھر ادھر ہوئی یا گم ہو گئی تو ہمارا سربراہ ہم
کی گردنیں کاٹ دے گا۔ اس پر یوناف کسی قدر نرمی اور شفقت میں بولا اور کہنے

تم دونوں فکر مند نہ ہو میں یہاں سے کسی لڑکی کو اپنے ساتھ نہ لے کر جاؤں گا بس
لڑکی سے گفتگو کر کے یہاں سے ہٹ جاؤں گا۔ میں اس عمارت میں اندر بھی نہیں
تم میں سے ایک اندر جائے اور مارتھا نام کی لڑکی کو بلا کر باہر لے آئے میں اس عمارت
ایک طرف کھڑے ہو کر بس اس سے گفتگو کروں گا اس کے بعد وہ دوبارہ عمارت میں
جائے گی اس سے بڑھ کر میں تمہارے کام میں کوئی مداخلت نہ کروں گا۔ یوناف کی اس
سے دونوں محافظ خوش ہو گئے تھے پھر ان میں سے ایک تیزی سے اندر چلا گیا تھا۔
لڑکی کی اس عمارت کے اندر جس قدر لڑکیاں تھیں انہوں نے بھی یہ سارا منظر دیکھ
لیا اور وہ ساری اٹھ کر دروازے کے قریب آ گئی تھیں کہ دیکھیں دونوں محافظ مزید کس
نپٹتے ہیں۔ جب ایک محافظ "تقریباً" بھاگتا ہوا عمارت کے اندرونی حصے کی طرف گیا تب
اور کیرش اس عمارت کے ایک طرف ہٹ کر چھوٹے چھوٹے درختوں کے ایک جھنڈ
کھڑے ہو گئے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد ایک نو عمر اور سفید فام لڑکی لکڑی کی اس عمارت سے نکلی یوناف
جائزہ لیا وہ سنہری حروف جیسی خوبصورت آب شنگرف جیسی پر جمال ہنر آذر اور سحر
جیسی پرکشش تھی تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی وہ یوناف اور کیرش کے پاس آئی۔ کسی
ہچکچاتی اور شرماتی ہوئی وہ بولی اور پوچھنے لگی۔

کیا آپ دونوں نے مجھے بلایا ہے۔ اس پر یوناف بولا اور اس لڑکی کو مخاطب کر کے
لگا اگر تمہارا نام مارتھا ہے تو پھر ہم دونوں نے ہی تمہیں بلایا ہے۔ وہ لڑکی بولی اور
لگی ہاں میرا ہی نام مارتھا ہے اور اس نام کی کوئی اور لڑکی اس عمارت میں نہیں ہے
پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ مارتھا تو ہمیں نہیں جانتی ہم اس سے پہلے تمہیں نہیں
اور پہچانتے تھے۔ پہلے میں اپنا اور اپنی ساتھی لڑکی کا تعارف تم سے کرا دوں ہم

دونوں میاں بیوی ہیں یوں جانو ہم تمہارے مہربان اور تمہارے خیر خواہ ہیں تم پریشان
کہ ہم نے تمہیں کیوں بلایا ہے۔ اس پر وہ لڑکی بولی اور کہنے لگی۔

میں تم دونوں کو بڑے غور اور انہماک کے ساتھ اس عمارت کے باہر پہرا دینے
دونوں محافظوں کے ساتھ الجھتے ہوئے دیکھ چکی ہوں جب انہوں نے تلواریں نکالیں اور
کے جواب میں تم دونوں نے ان سے تلواریں چھین کر ان کو خوب مارا پیٹا یہ سارا
دیکھ رہی تھی۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ مارتھا پہلے تو مجھے یہ بتا کہ تو خود اور تیرے ساتھ جو دوسری لڑکیاں ہیں کیا وہ
مرضی سے ان انجانی وادیوں کی طرف آئی ہیں اس پر مارتھا نے رو دینے والی آواز
کون ان جنگلوں اور خطرناک جگہوں میں اپنی مرضی سے آتا ہے اور پھر وہ بھی
لڑکیاں یہ کچھ بردہ فروش ہیں جو مجھے اور میری ساتھی لڑکیوں کو زبردستی اٹھا کر
آئے ہیں۔ یہاں آکر مجھے یہ بھی پتا چلا ہے کہ یہ گروہ جس کے پاس ہمیں لا
صرف لڑکیوں سے بھاری مشقت لیتے ہیں بلکہ انہیں ان کی عصمت اور آبرو سے
کر دیتے ہیں۔ اس پر یوناف مارتھا کی ڈھارس اور تسلی کے لئے کہنے لگا۔

دیکھ مارتھا میں اور میری بیوی کیرش نے اسی سلسلے میں تمہیں یہاں بلایا
نئی لڑکیاں لائی گئی ہیں جو تمہارے ساتھ لکڑی کی اس عمارت میں بند ہیں ان میں
سے زیادہ خوبصورت حسین اور پرکشش ہو لہٰذا اس بیگار کیمپ کا جو سربراہ ہے وہ
پہلے تمہیں ہی طلب کرے گا اس پر مارتھا کا رنگ سرسوں اور سورج مکھی جیسا
گیا تھا۔ پھر وہ بولی اور کہنے لگی اگر سب سے پہلے بیگار کیمپ کے اس سربراہ
اور مجھے بے آبرو یا بے عصمت کرنے کی کوشش کی تو میں نے تہیہ کر رکھا
خاتمہ کر لوں گی اس پر یوناف پھر اسے تسلی اور ڈھارس دیتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ مارتھا تمہیں ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں اور میری بیوی کیرش
لئے تو تمہیں بلایا ہے دیکھ تو فکر مندمت ہونا بالکل بے غم رہنا آج شام کے
اس بیگار کیمپ کا سربراہ تمہیں بلائے گا تو تم بلا جھجک اس کے پاس چلی جانا تمہارے
پیچھے ہم بھی بیگار کیمپ کے سربراہ کے کمرے میں داخل ہوں گے جس میں تمہیں
جائے گا اس کے بعد میں اور میری بیوی دونوں بیگار کیمپ کے سربراہ اور اس کے
ساتھیوں سے نپٹ لیں گے۔ دیکھ مارتھا تو فکر مندمت ہونا میں تمہیں یقین دلاتا
بیگار کیمپ کا سربراہ خواہ وہ کیسا ہی دراز دست کیوں نہ ہو میں تمہیں اس
میں بچاؤں گا۔ کسی بھی صورت میں اسے اجازت نہیں دوں گا کہ وہ تمہیں ہاتھ لگا

یوناف کی اس گفتگو سے مارتھا کے چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ کہنے
آپ کی گفتگو سے مجھے بہت ڈھارس اور تسلی ہوئی ہے۔ پر مجھے یہ تو معلوم نہیں آپ
کہاں رہتے ہیں کہاں میں آپ لوگوں سے مل سکتی ہوں اور کبھی مجھے آپ کی ضرورت
تو میں کہاں کھڑی ہو کر آپ دونوں میاں بیوی کو آواز دے سکتی ہوں۔ اس پر
پھر بولا اور کہنے لگا۔

تمہیں کہیں جانے کی ضرورت ہے نہ کہیں کھڑے ہو کر ہمیں پکارنے کی ضرورت
تو بے فکر رہ جب کبھی بھی تو ہماری ضرورت محسوس کرے گی ہم خود تیرے پاس
جائیں گے۔ اس پر مارتھا پھر اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہنے لگی پھر بھی مجھے پتہ تو ہونا
آپ لوگوں کی رہائش کہاں ہے۔ اس پر یوناف مسکراتے ہوئے بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ مارتھا جس طرح تو ان سرزمینوں میں اجنبی اور نا آشنا ہے ایسے ہی ہم دونوں
بیوی آج ہی اجنبی کی حیثیت سے ان سرزمینوں میں داخل ہوئے ہیں۔ بہرحال ہم
اپنا کوئی ٹھکانہ بنانے کی کوشش کریں گے جب ٹھکانہ بن جائے گا تب ہم تمہیں اس
آگاہ کر دیں گے اس کے بعد تم بلا جھجک ہمارے اس ٹھکانے میں آ جا سکو گی۔

یوناف کی اس گفتگو سے مارتھا کو کسی حد تک تسلی ہو گئی تھی پھر وہ بولی اور کہنے لگی
آپ لوگ بھی میری طرح ان سرزمینوں میں اجنبی ہی ہیں تو میں سمجھتی ہوں آپ میری
اور بے بسی کو خوب سمجھ سکتے ہیں اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ مارتھا اب تو
عمارت میں چلی جا مارتھا فوراً" بولی اور کہنے لگی جس وقت اس بیگار کیمپ کا سربراہ
بلائے گا تو مجھے کیسے تسلی ہو گی کہ آپ دونوں میاں بیوی بھی سربراہ کے کمرے میں
آئیں گے اس پر یوناف نے ہلکا سا ایک قہقہہ لگایا او کہنے لگا۔

دیکھ مارتھا تو اس قدر فکر مندمت ہو میں نے جب تم سے وعدہ کر لیا تو یاد رکھنا میں
شخص ہوں جو کبھی بھی وعدہ خلافی نہیں کرتا اب تم مطمئن ہو کر واپس اسی عمارت میں
جا جس سے تم نکلی ہو اس لئے کہ تمہارا اس عمارت سے غائب ہونا وہ جو دو سامنے
پہرے دار کھڑے ہیں ان کے لئے مصیبت کا باعث بن جائے گا۔ اب تو جا میرے خیال میں
رات کے وقت بیگار کیمپ کا سربراہ تجھے بلائے گا اور تو دیکھے گی کہ جس وقت تو اس
کمرے میں داخل ہو گی تیرے پیچھے پیچھے میں اور میری بیوی کیرش بھی وہاں ہوں گے
پھر بھی دیکھنا کہ ہم دونوں میاں بیوی کس طرح تیری حفاظت کرتے ہیں۔

یوناف کی اس گفتگو سے مارتھا مطمئن اور خوش ہو گئی تھی پھر وہ ایک گہری نگاہ یوناف
پر ڈالتی ہوئی پلٹی اور واپس اس لکڑی کی عمارت کی طرف چلی گئی تھی۔ مارتھا کے

جانے کے بعد یوناف نے ابلیکا کو پکارا پہلی بار ہی پکارنے پر ابلیکا نے فوراً ...
پر لس دیا اور پوچھنے لگی۔

دیکھ یوناف میں تمہاری اور مارتھا کی ساری گفتگو سن چکی ہوں کہ ...
اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا دیکھ ابلیکا یہ جو بیگار کیمپ ہے۔ اس کیمپ کا ...
تم مجھے اس کا نام بتا سکتی ہو اس پر ابلیکا فوراً" بولی اور کہنے لگی۔ اس بیگار ...
کا نام مریخت ہے جو تیس سال کی عمر کے لگ بھگ ہو گا ایک انتہائی ...
طاقتور اور مقامی سیاہ فام جوان ہے۔ ظلم زیادتی اور ستم کرتے ہوئے بھی ...
کسی انسان کی جان لینا اس کے لئے بس بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ اس پر یوناف ...
لگا دیکھ ابلیکا اگر یہ معاملہ ہے تو پھر یوں جانو بیگار کیمپ کے سربراہ مریخت ...
اور میری بیوی کے ہاتھوں بدبختی اور کمبختی آنے والی ہے بس اس کے ...
کرتے ہیں اور جب مریخت مارتھا کو بلائے گا تو پھر ہم اپنے کھیل کی ابتدا ...
گفتگو کے بعد ابلیکا علیحدہ ہو گئی تھی۔ یوناف اور کیرش بھی اپنی سری قوتوں ...
لائے اور پھر وہ بھی انسانی اور حیوانی آنکھ سے اوجھل ہو کر وقت گزرنے کا ...
تھے۔

اسی روز جب شام ہو گئی اور نئی آنے والی لڑکیوں کو لکڑی کی عمارت ...
ہو گئے تب عمارت کے پاس پہرہ دینے والے محافظوں کے پاس ایک ...
رازداری سے ان دونوں محافظوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا نئی آنے والی ...
مارتھا کو بلاؤ۔ اسے سردار نے طلب کیا ہے۔ آنے والی نئی لڑکیوں میں ...
زیادہ خوبصورت اور حسین ہے اور سردار کے پاس یہ ایک ماہ تک اس کی ...
سے رہے گی۔ اس آنے والے جوان کی یہ بات سن کر ان دونوں پہرہ داروں ...
معنی خیز مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ پھر ان دونوں میں سے ایک مارتھا کو ...
اندر چلا گیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد مارتھا اس عمارت سے باہر آئی۔ پھر اسی محافظ نے ...
جو ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مارتھا سے کہا جاؤ اس جوان کے ساتھ ...
بلانے آیا ہے اس پر مارتھا نے سوالیہ انداز میں پہریدار کی طرف دیکھتے ...
کیوں بلانے آیا ہے۔ اور یہ مجھے کہاں لے جانا چاہتا ہے۔ اس پر پہریدار ...
آنے والا جوان بولا اور کہنے لگا دیکھ مارتھا تو نئی آنے والی لڑکیوں میں سب ...
اور خوبصورت ہے اور ہمارے سردار مریخت نے تمہارا چناؤ کیا ہے لہٰذا ...

... ہو کچھ تم نے پوچھنا یا گفتگو کرنی ہے اسی سے جا کر پوچھنا یا گفتگو کرنا۔
... چونکہ یوناف اور کیرش کی طرف سے پہلے ہی ڈھارس اور تسلی مل چکی تھی
... مزید کچھ نہ کہا اور اس آنے والے جوان کو مخاطب کر کے کہا چلو میں تمہارے
... ہوں اور تمہارے سردار مریخت سے بات کرتی ہوں۔ پھر وہ چپ چاپ اس
... جوان کے ساتھ ہو لی تھی۔

... ہی دیر بعد وہ جوان مارتھا کو لیکر لکڑی کی بنی ہوئی ایک انتہائی عمدہ اور
... عمارت میں داخل ہوا اس عمارت میں داخل ہوتے ہی مارتھا نے اندازہ لگایا کہ
... وسیع اور اندر سے خوب سجائی گئی تھی۔ اس کے فرش پر قیمتی قالین بچھے
... دو کمروں میں سے گزرنے کے بعد وہ نوجوان مارتھا کو ایک ایسے کمرے میں لے
... ایک انتہائی کریہہ صورت شخص ایک بلند شہ نشین پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ شخص اپنی
... صورت سے بے زنجیر خونی طوفانوں جیسا لگتا تھا۔ اس کی آنکھیں بستیاں مٹاتی تقدیر
... تھیں۔ اپنی جسمانی ساخت میں وہ خوفناک سپنے بنتی لہروں کی طرح تھا اور اپنے
... تاثرات سے یوں لگتا تھا گویا وہ خواہشوں کو جھلسا دینے والی کوئی تپش ہو اپنے
... کی طرف سے وہ اندھیروں کی تقدیر او چکیاں چلاتی آندھیوں جیسا تھا۔ اس
... میں داخل ہونے کے بعد جو جوان مارتھا کو لایا تھا وہ مارتھا سے کہنے لگا یہ شخص جو
... ہے ہمارا سردار مریخت ہے اس نے بلایا ہے اس کے ساتھ ہی وہ جوان کمرے
... گیا تھا۔ اس جوان کے جانے کے بعد مریخت حرکت میں آیا۔ شہ نشین سے وہ
... مارتھا کی طرف بڑھا۔

... مارتھا اپنی جگہ پر پتھر کی طرح بے حس و حرکت کھڑی تھی۔ مریخت اس کے نزدیک
... بڑی نرمی بڑی راز داری میں وہ مارتھا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

... بیٹا" تم جانتی ہو گی کہ تمہیں یہاں کیوں بلایا گیا ہے۔ تم یہ بھی جانتی ہو گی کہو جو نئی
... اس پڑاؤ میں لائی گئیں ہیں ان سب میں تم زیادہ خوبصورت، پرکشش اور جاذب نگاہ
... لہٰذا میری اس ذاتی رہائش گاہ اور خواب گاہ میں آنے کا تمہیں ہی یہ شرف حاصل ہوا
... اور جس لڑکی کو یہ شرف حاصل ہوتا ہے وہ اس شرف کو اپنے لئے ایک بہترین
... خیال کرتی ہے۔

... یہاں تک کہنے کے بعد مریخت جب خاموش ہوا تب مارتھا بولی اور مریخت کی طرف
... دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

... سردار مریخت کھل کر کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ اس پر مریخت نے غور سے اس

کی طرف دیکھا اور پوچھا کیا تم نہیں جانتی ہو تمہیں یہاں کیوں بلایا ہے۔ مارتھا سرہلاتے ہوئے کہا میں کچھ نہیں جانتی مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے۔ اس پر قدر سخت لہجے میں بولا اور کہنے لگا تمہیں میری اس خواب گاہ میں اس لئے لایا ایک ماہ تک اس عمارت میں میری بیوی کی حیثیت سے رہو اور جس لڑکی کو کے لئے اپنی بیوی بناتا ہوں وہ یہاں کی دنیا میں سب سے زیادہ خوش قسمت ہے۔ میں ایک ماہ سے زیادہ کسی کو اپنی بیوی کے طور پر نہیں رکھتا اس کے بعد کرلیتا ہوں۔ اس پر مارتھا ہمت و جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوچھنے لگی۔

دیکھ سردار مریخت اگر میں تمہاری بیوی کی حیثیت سے تمہاری اس قیام کرنے سے انکار کردوں تب۔ مریخت نے ایک بھرپور اور مکروہ قہقہہ لگایا لگا مجھے امید ہے کہ تم ایسی حماقت نہیں کروگی۔ اگر تم کروگی تو اپنے حق میں فیصلہ کروگی۔ مارتھا پھر بولی اور کہنے لگی اگر میں ایسا احمقانہ فیصلہ کر ہی لوں تو گی۔ اس کے ساتھ ہی مریخت اس کمرے سے نکلا۔ مارتھا چپ چاپ اس کے ہو لی تھی۔ مارتھا مڑ کر کبھی پیچھے اور کبھی دائیں بائیں دیکھ لیتی تھی۔ شاید اسے چینی سے یوناف اور کیرش کی آمد کا انتظار تھا۔

مریخت مارتھا کو عمارت کے وسط میں ایک بہت وسیع و عریض حوض کے جس کے چاروں طرف لوہے کا مضبوط جنگلا تھا اور لوہے کے اس جنگلے کو لوہے کی ڈھانپ دیا گیا تھا۔ مریخت لوہے کی اس جالی کے قریب جارکا۔ مارتھا بھی اس جا کھڑی ہوئی۔ مارتھا اس تالاب کی طرف دیکھتے ہوئے دنگ رہ گئی کیونکہ اس اندر ان گنت مگرمچھ تھے جو مارتھا اور مریخت کو دیکھ کر بار بار اپنا منہ اٹھاتے ہوئے انداز میں کھولنے لگے تھے۔ شاید وہ سب آدم خور تھے۔ اس منظر کو دیکھتے ہوئے اور کانپ گئی تھی اور بار بار اپنے پیچھے اور دائیں بائیں دیکھتی کہ یوناف اور کیرش مدد کو پہنچ جائیں اس موقع پر مریخت بولا اور کہنے لگا دیکھ مارتھا اپنی زندگی کو بچا کرنے کا فیصلہ اب تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اگر تم اس عمارت میں میری بیوی کی سے ایک ماہ گزارنے کے لئے رضا مند ہو تو پھر تمہیں دنیا کی ہر عیش اس عمارت نصیب ہوگی اور اگر تم اس فیصلے سے انکار کرتی ہو تو میں ابھی اور اسی وقت اس تالاب میں پھینک دوں گا اور جو تمہارا حشر ہوگا وہ میرے خیال میں تم سوچ لیا ہوگا۔

مریخت شاید مزید کچھ کہتا اور اس کی گفتگو کا مارتھا کوئی جواب دیتی کہ میں

یوناف اور کیرش نمودار ہوئے۔ ان دونوں کو دیکھتے ہی مارتھا کے لبوں پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ جبکہ مریخت ان دونوں کو اچانک وہاں دیکھ کر فکر مند ہو گیا تھا۔ پھر وہ بلند آواز میں یوناف اور کیرش کو مخاطب کر کے پوچھنے اور کہاں سے اس عمارت میں داخل ہوئے ہو۔

اور کیرش دونوں میاں بیوی نے مریخت کے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا کے کنارے آ کر کھڑے ہوئے اپنی تلواریں انہوں نے ایک دوسرے کی ہوئے بے نیام کیں پھر انہوں نے اپنا سری عمل کیا اور اس سری عمل کی وجہ نے تالاب کے اندر جس قدر مگرمچھ تھے انہیں اپنے ساتھ مانوس کر لیا۔ جب وہ یوناف حرکت میں آیا اپنی تلوار اس نے فضا میں بلند کی اور پھر اونچی آواز کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ مریخت میں تمہیں بتاتا ہوں کہ ہم دونوں کون کے ساتھ ہی یوناف اور کیرش نے ایک دوسرے کی طرف معنی خیز انداز میں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے انہوں نے جست لگائی پھر وہ اس تالاب کے تھے۔

وقت یوناف اور کیرش دونوں اس تالاب میں کودے تھے اس وقت مریخت ہی پریشان اور فکر مند ہو گئی تھی۔ پر جلد ہی ان دونوں کی یہ فکر مندی جاتی ہی یوناف اور کیرش اس تالاب میں کودے مگرمچھوں نے انہیں کچھ نہیں کہا تھا پہلے ہی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنے ساتھ مانوس کر چکے تھے۔ اس ہی یوناف اور کیرش دونوں نے اپنی تلواروں کو حرکت دی اور بڑی تیزی کے نے مگرمچھوں کو کاٹنا شروع کر دیا تھا۔ جلد ہی یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی مگرمچھوں کو کاٹ کر ان کا خاتمہ کر دیا جس سے تالاب کا سارا پانی لہو لہو اور ہو کر رہ گیا تھا۔ اس کے بعد یوناف اور کیرش پھر اپنی سری قوتوں کو حرکت میں تالاب سے جست لگا کر وہ اس جگہ آن کھڑے ہوئے تھے جہاں مریخت اور مارتھا تھے۔ یوناف اور کیرش کی اس کامیابی پر مارتھا بے حد خوش اور مطمئن تھی۔ اس شاید مریخت یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کچھ پوچھنا چاہتا تھا کہ یوناف پہلے ہی اور مریخت کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ مریخت اگر تو نے یہ سامنے کھڑی لڑکی ظلم کیا یا اسے بے عصمت و بے آبرو کرنے کی کوشش کی یا اسے تو نے زبردستی قیام گاہ میں روکا تو یاد رکھنا جس طرح ہم نے ان مگرمچھوں کو کاٹا ہے اسی طرح ایک مگرمچھ سمجھ کر کاٹ کے رکھ دیں گے۔

یوناف کی اس گفتگو پر مریخت کا چہرہ غصے اور غضبناکی میں سرخ ہو گیا تھا۔
یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ اجنبی میں نہیں جانتا تو کون ہے اور تیرے ساتھ
کون ہے۔ پر دیکھ تو اس وقت میری حویلی میں کھڑا ہے بیشک میں اس وقت نہتا ہوں
دونوں مسلح ہو اس سے کچھ نہیں ہوتا۔ میری ایک آواز پر میرے محافظ اندر آئیں گے
تم دونوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیں گے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔
دیکھ مریخت دیکھتے کیا ہو بلاؤ اپنے محافظوں کو میں بھی دیکھتا ہوں تم ہمارا کیا
کرتے ہو۔ اس کے ساتھ ہی مریخت زور سے پکارنے لگا۔ جب اس کی اس پکار کا
عمل نہ ہوا تو وہ پاؤں پٹختا ہوا ایک سمت چلدیا تھا۔

مریخت کے جانے کے بعد یوناف بولا اور مارتھا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ
جو وعدہ میں نے تمہارے ساتھ کیا تھا اسے میں نے پورا کر دکھایا ہے۔ دیکھ میں
اپنا نام یوناف اور بیوی کا نام کیرش بتایا تھا پر تو ہمارا نام کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ اگر
ہمارے نام ظاہر کر دیئے تو ان علاقوں میں ایک ایسی بھی قوت ہے جو ہمارے لئے
باعث بن سکتی ہے۔ لہٰذا میری تم سے استدعا ہے کہ ہم دونوں کے نام کسی پر
چونکہ ہم تمہاری مدد اور اعانت کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں اس لئے تم پر اپنا نام
ہے۔ دیکھ واپس جا کر اس عمارت میں جو دوسری لڑکیاں ہیں انہیں بھی بتا دینا کہ
کوئی کسی کی عزت و آبرو کو خطرے میں نہیں ڈالے گا۔ میں ان کی حفاظت کروں گا
پر مارتھا نے گہری مسکراہٹ میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

کاش میرے پاس الفاظ ہوتے کہ میں آپ کی کارگزاری پر آپ کا شکریہ ادا کر
سکتی۔ آپ نے ایسا کر کے مجھ پر وہ احسان کیا ہے جس کا بوجھ میں زندگی بھر
گی۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا ہم نے تم پر کوئی احسان نہیں کیا بس تم
آگے آگے دیکھتی جاؤ کہ ہم کیا کرتے ہیں۔ مارتھا جواب میں کچھ کہنا چاہتی تھی
کو اس نے دیکھا وہ لوٹا تھا اور پوری طرح مسلح تھا۔ لہٰذا مارتھا فکر مند سی ہو
گئی تھی۔ یوناف نے بھی مریخت کو آتے دیکھ لیا تھا۔ لہٰذا وہ بھی مستعد ہو گیا
آ کر مریخت بولا اور پوچھنے لگا۔

دیکھ اجنبی میں نہیں جانتا تو کون ہے تیرا کیا نام ہے پر یہ بتا کیا میرے
نے قتل کیا ہے ان کی لاشیں میری اس عمارت کے صدر دروازے کے باہر
پر یوناف بے پروائی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا ہاں مریخت ان کا خاتمہ
ہے وہ مجھے اندر آنے سے منع کر رہے تھے لہٰذا میں نے ان کا خاتمہ کر دیا

کے قریب محافظ تھے اگر میں ان چھ کا خاتمہ کر سکتا ہوں تو کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ
اکیلے کا خاتمہ نہیں کر سکتا۔ اس پر مریخت اپنی تلوار بے نیام کرتے ہوئے کہنے لگا تو
میں ابھی اور اسی وقت تیری گردن کاٹ کر رہوں گا۔ اس کے ساتھ ہی مریخت
بڑھا اور یوناف پر اس نے حملہ کر دیا تھا۔
مریخت نے یوناف پر اپنی تلوار کا وار کیا۔ یوناف نے اس کی تلوار کے وار کو
پر روکا پھر اپنے بائیں ہاتھ سے یوناف نے مریخت کا تلوار والا ہاتھ پکڑ لیا اور
سے اسے مروڑا کہ مریخت کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ اس صورت حال پر
خوف اور خطرے میں بری طرح کانپنے لگا تھا۔ یوناف آگے بڑھا تلوار اس نے بے
کی پھر اپنا دایاں ہاتھ اس نے مریخت کی گردن پر ڈالا اور ایک جھٹکے کے ساتھ
اٹھاتے ہوئے فضا میں خوب اونچا اچھال دیا تھا۔ اس طرح اچھلنے کے بعد مریخت
زمین پر گرا تھا اس کی کمر پر چوٹ بھی لگی تھی۔ یوناف کے یوں اکیلے ہاتھ سے
بلند کر کے اچھالنے پر مریخت نے شاید یوناف کی طاقت اور قوت کا اندازہ لگا
اس کے چہرے پر خوف اور وحشت کی پرچھائیاں رقص کر گئیں تھیں۔ پھر وہ
مردہ سی آواز میں یوناف کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

اجنبی تو کون ہے کہاں سے آیا ہے میرے ساتھ کیوں دشمنی کرتا ہے۔ کیا چاہتا
یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ مریخت آج تک تو اس بیگار کیمپ کا سردار تھا۔
مظالم روا رکھتا تھا اور جو چاہتا تھا کرتا تھا۔ پر اب تیرا دور ختم ہوا۔ اب میں
کا سردار بنوں گا اور تمہاری حیثیت اس بیگار کیمپ میں جو میں اپنے لئے اور
لئے سواری کے لئے گھوڑے چنوں گا تم ان گھوڑوں کے سائیس ہو گے۔ ان
صفائی ستھرائی اور انہیں کھریرا کرنا تمہاری ذمہ داری ہو گی اور اگر تم نے ان
کوتاہی کی تو یاد رکھنا میں تیرے جسم کے ٹکڑے کر کے اس بیگار کیمپ کے کتوں
ڈال دوں گا۔ بولو کیا تم یہ کام کرنے پر رضا مند ہو۔
اور اسی وقت مجھے اپنا فیصلہ دو۔ اگر تم یہ کام کرنے پر رضا مند ہو تو میں تمہیں
ہوں اور اگر یہ کام کرنے سے انکار کرتے ہو تو میں یہیں کھڑے کھڑے تمہاری
کر تمہارا خاتمہ کر دوں گا۔ اس پر مریخت چلا پڑا اور کہنے لگا میں تمہارے لئے
کے لئے تیار ہوں۔ مریخت کا یہ فیصلہ سن کر یوناف اور کیرش دونوں کے
خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ اس موقع پر مارتھا بھی گہری مسکراہٹ میں
پھر یوناف بولا اور مریخت کو مخاطب کر کے پوچھنے لگا مریخت کیا تمہارے

پاس یہاں کوئی چمڑے کا کوڑا ہے۔ دیکھ جھوٹ مت بولنا۔ جھوٹ بولے گا تو مارا جائے گا
مریخت دونوں ہاتھ باندھتے ہوئے بولا ہاں میرے پاس چمڑے کا کوڑا ہے۔ یوناف بولا
بھاگ کے جاؤ اور لیکر آؤ۔ مریخت مڑا اور بھاگتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد مریخت لوٹا اس کے ہاتھ میں چمڑے کا ایک کوڑا تھا۔ یوناف نے آگے
بڑھ کر وہ چمڑے کا کوڑا اس سے لے لیا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ مریخت میرے
آگے آگے لگ اور اس بیگار کیمپ کی ہر چیز مجھے دکھاؤ کیونکہ اب میں اس کا سردار ہوں
اور اس کی ہر شے پر مجھے نگاہ رکھنی ہے۔ جواب میں مریخت نے اپنے سر کو خم کیا پھر
چپ چاپ یوناف اور کیرش کے آگے لگ گیا تھا۔ مارتھا بھی مسکراتی ہوئی یوناف کے ساتھ
ہو لی تھی۔

مریخت، یوناف، کیرش اور مارتھا کو پہلے لکڑی کی اس عمارت کے قریب لے گیا جس
میں نئی لڑکیوں کو رکھا گیا تھا۔ اس عمارت کے دروازے پر کھڑے ہو کر مریخت بولا اور
کہنے لگا یہ نئی لڑکیاں ہیں جو بیگار کیمپ میں لائی گئی ہیں۔ اس پر یوناف نے اشارے
ان سب لڑکیوں کو اپنی طرف بلایا جب وہ ساری لڑکیاں قریب آئیں تب یوناف بولا اور
بڑی ہمدردی سے انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سنو بھولی بھالی اور بے وطن لڑکیو۔ میں جانتا ہوں تمہیں زبردستی یہاں اٹھا کر لایا گیا
ہے۔ کیا تم میں سے کوئی واپس اپنے گھر کو جانا پسند کرے گی۔ اس پر لڑکیوں نے تھوڑی دیر
آپس میں کھسر پھسر کی۔ پھر ان میں سے ایک بولی اور کہنے لگی پہلے یہ بتایا جائے کہ ہم سے
یہاں کیا کام لیا جائے گا۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ پہلے یہ شخص بیگار کیمپ کا سردار
تھا۔ جو میرے سامنے کھڑا ہے اب اسے سرداری سے معزول کر دیا گیا ہے۔ اب تم
پوچھتی ہو کہ اس بیگار کیمپ میں تمہاری کیا حیثیت ہے تو میں کہتا ہوں تمہاری حیثیت اس
بیگار کیمپ میں وہی ہو گی جو تمہاری تمہارے اپنے گھروں میں تھی۔ تم پر کوئی سختی نہ ہو گی
تم پر کوئی جبر نہ ہو گا تمہاری عزت ہر طرح سے محفوظ ہو گی۔ اس پر وہی لڑکی بولی اور کہنے
لگی۔

اگر ہمیں یہاں ایسا ماحول مہیا کیا گیا تو ہم واپس جانا پسند نہیں کریں گے اس لئے کہ
ہر کوئی یہی سمجھے گا کہ گھر سے نکلنے کے بعد ہم بے آبرو ہو چکی ہیں لہٰذا ہمیں کوئی بھی قبول
نہیں کرے گا۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا کیا سب لڑکیوں کی یہی مرضی ہے اس پر
ساری لڑکیاں اس پہلی لڑکی کی ہاں میں ہاں ملانے لگیں تھیں۔ ان کا جواب سن کر یوناف
خوش ہوا اور کہنے لگا۔

سنو بھولی بھالی غریب الوطن لڑکیو۔ اگر ایسا ہے تو تم آزاد ہو۔ اس عمارت میں کوئی
قید نہیں رکھ سکتا۔ تم اس بیگار کیمپ میں جہاں چاہو جا سکتی ہو۔ گھوم پھر سکتی ہو
پہلے میرے ساتھ آؤ تاکہ دوسری لڑکیاں جو یہاں قید ہیں ان سے بھی بات کر لوں۔
کے بعد انہوں نے بھی یہاں رہنے کی حامی بھری تو پھر تم سب لوگوں کو کام بانٹ دیئے
گے وہ کام تم سب اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق کرو گی۔ کوئی تم پر جبر نہیں
گا۔ اب تم سب میرے ساتھ آؤ۔

ساری لڑکیاں جب عمارت سے باہر نکلنے لگیں تو عمارت کے باہر جو دو مسلح پہریدار
تھے انہوں نے مریخت کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیا ان لڑکیوں کو باہر آنے دیا
اس پر یوناف نے چمڑے کا ایک کوڑا خوب قوت سے مریخت کی پیٹھ پر دے مارا اور
ان محافظوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا آج سے اس بیگار کیمپ کا سردار یہ مریخت
نہیں ہوں۔ اگر تم نے میری حکم عدولی کی تو یاد رکھنا تمہاری گردنیں کاٹ کر رکھ دی
گی۔ یوناف کے اس انکشاف پر ان دونوں پہریداروں نے اطاعت اور فرمانبرداری میں
گردنیں خم کر دی تھیں۔

اس موقع پر یوناف پھر بولا اور ان دونوں پہریداروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ تم
اس جگہ کھڑے ہو وہیں اپنے ہتھیار پھینک دو پھر چند قدم پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ
دونوں نے ایسا نہ کیا تو جس طرح تمہارے اس سردار مریخت کو اپنے سامنے بے
بور کیا ہے اسی طرح میں تمہیں بے بس اور مجبور کرنے کے ساتھ تم دونوں کی
بھی کاٹ دوں گا۔

یوناف کی یہ دھمکی خوب کارگر ثابت ہوئی۔ ان دونوں محافظوں نے اپنے ہتھیار وہاں
دیئے اور پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ پھر یوناف اپنے پہلو میں کھڑی مارتھا کو
کر کے کہنے لگا۔ دیکھ مارتھا آگے بڑھ اور ان دونوں پہریداروں کے ہتھیار اٹھا لے۔
نے آگے بڑھ کر ان دونوں کے ہتھیار اٹھا لئے۔ اس کے بعد یوناف نے کچھ دیر سوچا
عمارت کے دروازے کے قریب ساری جمع ہو جانے والی لڑکیوں کو مخاطب کر کے کہنے

دیکھو اجنبی لڑکیو۔ اس بیگار کیمپ کے لوگ جس قدر لڑکیاں یہاں لاتے ہیں ان سے
ں کی طرح کام لیتے ہیں اور ایک طرح سے انہیں اپنی رعایا بنا کر ان پر حکومت
ہیں لیکن اب وقت آگیا ہے کہ یہاں جو بے بس اور مجبور لڑکیاں ہیں وہ حکمران
اور جو اس سے پہلے بیگار کیمپ کے منتظمین یا کارندے تھے وہ اب لڑکیوں کی رعایا بن

کر ان کے ماتحت کام کریں گے۔
یوناف کے ان الفاظ سے ساری لڑکیاں خوش ہو گئیں تھیں اس کے بعد یوناف
اور کہنے لگا۔ اس بیگار کیمپ کا سرکردہ مریخت اور دونوں محافظ تمہاری نگرانی میں
گے۔ اس پر یوناف کے پہلو میں کھڑی مارتھا بولی اور بڑے پیارے انداز میں
مخاطب کر کے کہنے لگی۔
آپ کا ہم لوگوں پر بڑا احسان ہے کہ آپ ہمیں ان لوگوں کے چنگل سے نجات
رہے ہیں لیکن یہ میری ساتھی لڑکیاں ان پر پہرہ کیسے دے سکیں گی یہ سب نہتی ہیں
ان کے اور ساتھیوں نے رات کے وقت اس عمارت پر حملہ کر دیا تو ہم تو اپنا دفاع
نہیں کر سکیں گے۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔
دیکھ مارتھا ابھی میں نے اپنی گفتگو مکمل نہیں کی۔ جب میں اپنی گفتگو مکمل کر لوں
تمہیں اعتراض ہو تو بولو۔ یوناف کا یہ جواب سن کر مارتھا خاموش ہو گئی تھی۔ اس
یوناف مریخت کی طرف دیکھتے ہوئے بولا اور کہنے لگا۔ مریخت اب تم مجھے اسلحہ
خانے کی طرف لے چلو۔ اس سلسلے میں اگر تم نے بددیانتی کی تو یاد رکھنا میں ایک لمحہ
تاخیر کئے بغیر تمہاری گردن کاٹ دوں گا۔ اس کے ساتھ ہی دونوں محافظوں کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا تم بھی مریخت کے ساتھ ساتھ میرے آگے آگے چلو۔ وہ پہریدار بھی مریخت
کے قریب آ کھڑے ہوئے۔ پھر یوناف نے ان لڑکیوں کو دیکھتے ہوئے کہا تم سب میرے
پیچھے آؤ۔ مریخت دونوں محافظوں کے ساتھ ایک طرف چل پڑا اور ان کے پیچھے
کیرش، مارتھا اور دوسری لڑکیاں بھی ہو لیں تھیں۔
مریخت اور اس کے ساتھ چلنے والے دونوں محافظ تھوڑا سا آگے جا کر ایک عمارت
کے سامنے رک گئے۔ وہاں پہلے سے چار محافظ پہرہ دے رہے تھے۔ اس موقع پر یوناف
مریخت کے قریب آیا اور اس کے کان میں سرگوشی کے انداز میں کہنے لگا۔ یہ کیسی
عمارت ہے۔ اس میں تم ہمیں کیوں لے کر آئے ہو۔ اس پر مریخت بے بسی کی آواز میں
کہنے لگا۔ اسی عمارت کے اندر ہتھیار رکھے جاتے ہیں۔ مریخت کا یہ جواب سن کر یوناف
خوش ہوا پھر وہ دوبارہ بولا اور کہنے لگا۔
اس عمارت کے سامنے جو چار محافظ کھڑے ہیں انہیں حکم دو کہ اپنے ہتھیار پھینک کر
ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو جائیں۔ مریخت یوناف سے اس قدر سہما اور خوفزدہ تھا
بولا اور ان محافظوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
تم چاروں اپنے ہتھیار پھینک دو اور چند قدم پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ۔ مریخت کا کہ آج کی رات ان پر پہرا دو تاکہ یہ یہاں سے بھاگنے نہ پائیں کل پھر میں مزید حرکت

سن کر وہ چاروں محافظ فوراً حرکت میں آئے اپنے ہتھیار انہوں نے پھینک دیئے اور
ہو کر کھڑے ہو گئے تھے۔ یوناف پھر بولا اور مارتھا کو کہنے لگا اپنی چند ساتھی لڑکیوں کے
آگے بڑھو اور ان ہتھیاروں پر قبضہ کر لو مارتھا کے ساتھ کچھ لڑکیاں آگے بڑھیں اور
اٹھا کر پھر اپنی جگہ پر آ کھڑی ہوئی تھیں۔
اس موقع پر یوناف نے کچھ سوچا اور اس کے بعد وہ مارتھا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
دیکھ مارتھا تم اور تمہاری کچھ ساتھی لڑکیاں اب مسلح ہیں محافظ اب چھ ہو چکے ہیں اور
مریخت ہے۔ ان پر تم نگاہ رکھنا باقی لڑکیوں کو لے کر میں اس عمارت میں داخل
اور جس قدر یہاں ہتھیار ہیں ان پر قبضہ کرتے ہیں دیکھ مارتھا تو فکر مند مت ہونا
بیوی کیرش بھی تمہارے ساتھ باہر رہے گی اور کسی غیر متوقع صورت حال میں میری
تمہاری مدد کرے گی اور ایسی صورتحال سے نپٹنا میری بیوی خوب جانتی ہے۔ مارتھا نے
اثبات میں سر ہلا دیا تب یوناف باقی ساری لڑکیوں کو لیکر عمارت میں داخل ہوا۔
یوناف جب عمارت میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا۔ عمارت کے اندر بے شمار
ڈھالیں، نیزے، کلہاڑے اور دوسرے ہتھیار اور اوزار تھے وہ سب کچھ دیکھتے
یوناف کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ عمارت میں داخل ہونے والی لڑکی کو
ہوئے کہنے لگا۔ اس عمارت کے اندر جس قدر ہتھیار ہیں ان سب پر قبضہ کر لو۔ یہ تم
کی ضروریات سے کہیں زیادہ ہیں لہٰذا ایک ایک لڑکی کے حصہ میں کئی کئی ہتھیار
گے یہ سب تم لوگ اٹھا لو جو فالتو ہتھیار ہوں گے کل باقی لڑکیوں کو جب ہم قید سے
لائیں گے تو یہ ہتھیار ان میں بانٹ دیں گے۔ یوناف کا یہ حکم پاتے ہی لڑکیاں فوراً
میں آئیں اور اس عمارت کے اندر جس قدر ہتھیار تھے وہ انہوں نے اٹھا لئے تھے
ان کو لیکر یوناف باہر آ گیا تھا۔
ایک بار یوناف پھر بولا اور ان لڑکیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا اب تم سب لوگ یہ
ہتھیار اٹھا کر اسی عمارت کی طرف چلو جس میں تمہیں قید رکھا گیا تھا اور ان چھ
محافظوں اور ان کے سردار مریخت کو بھی اپنے اپنے آگے ہانکو۔ لڑکیاں فوراً حرکت میں
مریخت اور ان چھ محافظوں کو اپنے آگے آگے جانوروں کی طرح ہانکتی ہوئی وہ
کی طرف چل دی تھیں۔ یوناف اور کیرش بھی ان کے ساتھ ہو گئے تھے۔
اس عمارت کے دروازے پر جا کر یوناف نے لڑکیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ان
محافظوں اور سردار مریخت کو عمارت کے اندر لے جاؤ تمہارے ذمے میں یہ کام لگاتا

میں آؤں گا اور پڑاؤ کے اندر جس قدر دوسرے محافظ ہیں ان پر گرفت کرنے
دوسری لڑکیاں یہاں قید رکھی گئی ہیں ان کی رہائی کا سامان کروں گا اس کے بعد
لوگوں کو بتاؤں گا کہ اس بیگار کیمپ کا نظم و نسق کس طرح چلے گا۔ اور سنو ساری
مارتھا نام کی یہ لڑکی یہ جانو تم سب کی سردار ہے تم سب لڑکیاں اس کا کہا مانو گی
کسی نے ایسا نہ کیا تو یاد رکھنا وہ سزا کی حقدار ہو گی۔ جواب میں ساری لڑکیوں
تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر وہ مریخت اور چھ پہریداروں کو ہانک کر عمارت کے اندر
تھیں کچھ لڑکیاں اردگرد مسلح ہو کر پہرا دینے لگی تھیں۔ یہ سب کچھ ہو چکنے کے بعد
نے اپنے پہلو میں کھڑی مارتھا کو مخاطب کر کے کہا۔

دیکھ مارتھا اب تو بھی عمارت کے اندر چلی جا۔ آج رات کسی نہ کسی طرح
صبح میں تم لوگوں کی اس سے بہتر رہائش کا انتظام کروں گا۔ یوناف کے کہنے پر مارتھا
میں داخل ہوئی اور اس عمارت کا دروازہ اس نے بند کر کے اندر سے زنجیر لگا لی
یوناف اور کیرش رات بسر کرنے کے لئے مریخت کی قیام گاہ کی طرف چلے گئے تھے۔

○

رومن سلطنت کے حالات دن بدن بد سے بدتر ہوتے چلے جا رہے تھے۔ وحشی
مغربی سلطنت کے اکثر حصوں پر پوری طرح قابض ہو چکے تھے۔ دوسری وحشی اقوام
سلافی' لمبارڈ' فرینک اور دیگر شمالی وحشی قبائل نے جب دیکھا کہ گاتھ بے شمار مال
اٹلی سے حاصل کر رہے ہیں تو وہ بھی گروہ در گروہ اٹلی میں داخل ہوئے اور گاتھوں
شہنشاہ ٹوٹیلا کے لشکر میں شامل ہو کر اپنے لئے فوائد حاصل کرنے لگے تھے۔

ٹوٹیلا چار سو جہازوں پر مشتمل ایک بحری لشکر بھی تیار کر چکا تھا۔ اس نے
سسلی بلکہ سارڈینیا' کارسیکا اور دوسرے جزیروں پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔

یوں بحری تجارت میں رکاوٹ پیدا ہونے لگی تھی اور رومنوں کے مقبوضہ
افریقہ میں تھے وہ بھی خطرے میں پڑ رہے تھے اس موقع پر صلاح مشورہ کے لئے
شہنشاہ جسٹنین نے اپنے پرانے اور تجربہ کار جرنیل بیلی ساریوس کو طلب کیا اور گاتھوں
خلاف حرکت میں آنے کے لئے مشورہ کیا۔ رومن شہنشاہ جسٹنین چاہتا تھا کہ بیلی ساریوس
خود لشکر کی سپہ سالاری سنبھالے اور گاتھوں کے علاوہ دوسرے وحشی قبائل کے خلاف
کرتے ہوئے انہیں اٹلی سے باہر نکال دے لیکن بیلی ساریوس نے اس کے لئے
طلب کر لی اور جسٹنین کو یہ مشورہ دیا کہ وہ جرمانوس اور اس کے ساتھی اردوان کی

اور ان دونوں کو لشکر کا سپہ سالار بنا کر گاتھ اور دوسرے وحشی قبائل کے مقابلے
امید ہے کہ وہ اپنے ماضی کے داغ کو دھونے کی کوشش کریں گے۔

بیلی ساریوس کے اس مشورہ پر جسٹنین نے اپنے دونوں جرنیل یعنی جرمانوس اور
اردوان کو رہا کر دیا۔ جرمانوس کو ایک لشکر دے کر اس نے ڈلمیشیا کے راستے اٹلی پر حملہ
کرنے کا حکم دیا جبکہ دوسرے جرنیل اردوان کو بحری بیڑا دے کر سسلی کی طرف کوچ
کا حکم دیا۔ جرمانوس کے ساتھ جسٹنین نے اس کی بیوی اور گاتھ شہزادی متاسنتھا بھی
تھی اس دوران تک متاسنتھا نے گاتھ راہنماؤں اور سالاروں کے ساتھ پیغام رسانی
جاری رکھا تھا اور انہوں نے متاسنتھا کو یقین دلایا تھا کہ وہ گاتھ شہزادی کے
میں جنگ نہیں کریں گے۔ بہرحال جرمانوس اپنے لشکر کے ساتھ اپنی بیوی متاسنتھا کو
آگے بڑھا اس کا ارادہ تھا کہ پہلے وہ وینس جانے والی وادیوں کو وحشی سالانی قبائل
کر دے اس کے بعد اٹلی کا رخ کرے پر جرمانوس کی بدقسمتی کہ سفر کے دوران
اس پر موسمی بخار کا حملہ ہوا اور وہ مر گیا اور اس طرح یہ مہم آپ ہی دم توڑ گئی۔

اب نئی مہم شروع کرنے کے لئے رومن شہنشاہ کے پاس صرف تین جرنیل بچتے تھے۔
بیلی ساریوس جو عمر بھر رومنوں کے دشمنوں کے خلاف جنگ کر کے تھک چکا تھا۔ اب
داری قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ دوسرا خونریز جان یہ شخص ایک دستے کی
کے فرائض انجام دے سکتا تھا لیکن اس کے لئے کسی بڑی جنگ کے نظم و نسق
داری سنبھالنا آسان نہ تھا۔ اس لئے جسٹنین نے اسے رومن لشکروں کا سپہ سالار نہ

اب تیسرا جرنیل جسٹنین کے سامنے نرسی تھا لہٰذا اس کام کو سرانجام دینے کے لئے
نگاہیں نرسی پر جم کے رہ گئی تھیں۔

حالات خاصے پریشان کن تھے۔ کامیابی کی امید بظاہر کوئی نہ تھی لیکن جسٹنین ہار
کے لئے تیار نہ تھا۔ اس نے قسطنطنیہ سے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ لشکر کی تعداد
بڑی تھی اس لشکر میں وحشی لمبارڈ ہن اور دیگر برفزاروں کے قبائل بھی شامل تھے
اس لشکر کا سپہ سالار اس نے نرسی کو بنایا۔ اس فوج کے پاس سامان بھی خاصا تھا۔
کی بھی کمی نہ تھی جبکہ نرسی کا نائب خونریز جان کو مقرر کیا گیا تھا۔

رومن شہنشاہ جسٹنین کے حکم پر نرسی اور خونریز جان اپنے لشکر کو لے کر آگے بڑھے
نے اٹلی کی طرف جانے کے لئے ساحل کے ساتھ ساتھ ایک محفوظ راستہ تلاش کیا۔
بحری بیڑا بھی ساحل کے ساتھ ساتھ ان کے ساتھ تھا یوں یہ لشکر ریونا پہنچا۔ گاتھوں

کے شہنشاہ ٹوٹیلا کو جب یہ خبر ہوئی کہ ایک نیا رومن لشکر اٹلی کے شہر ریونا پہنچا
بڑی برق رفتاری سے اپنا لشکر لے کر ریونا پہنچ گیا۔

ریونا سے باہر رومنوں اور گاتھوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی قریب تھا
جنگ میں گاتھ فتح مند ہو کر نکلتے اور پورے رومن لشکر کا قتل عام کر دیتے کہ ایک
بجھا ہوا تیر ٹوٹیلا کو لگا جس سے وہ لڑائی کے دوران دم توڑ گیا۔

بادشاہ کے مرنے سے گاتھوں کی قوت اور طاقت ٹوٹ گئی اور کوئی ان کی کماندار
رہبری کرنے والا نہ تھا لہٰذا ریونا شہر سے باہر انہیں شکست ہوئی اور وہ بھاگ کھڑے
اور اٹلی کے مختلف قلعوں میں انہوں نے پناہ لینا شروع کر دی تھی۔

اس صورت حال میں نرسی اور خونریز جان سب سے پہلے بڑی تیزی سے
بندرگاہ کی طرف بڑھے جہاں گاتھوں کا بحری بیڑا کھڑا تھا۔ نرسی نے ان پر حملہ کر
اکثر جہازوں پر اس نے قبضہ کر لیا اور بہت کم جہاز گاتھ اپنے ساتھ لے جا کر فرار
میں کامیاب ہو سکے۔ اس طرح نرسی اور جان نے ایک طرح سے اٹلی کو گاتھوں سے
دلا دی تھی۔

اس دوران اٹلی پر ایک اور مصیبت ٹوٹ پڑی وہ یہ کہ نرسی اور خونریز جان گاتھ
شکست دے کر فارغ ہوئے ہی تھے کہ شمال کی طرف سے وحشی فرینک اٹلی میں
ہوئے اور جگہ جگہ انہوں نے خونریزی شروع کر دی تھی۔ نرسی اور خونریز جان ان
جنوبی اٹلی میں تھے لہٰذا شمالی اٹلی میں قتل و غارت گری کرنے کے بعد فرینک جنوب
طرف بڑھے۔

لیکن خونریز جان اور نرسی کی خوش قسمتی اور فرینک کی بدقسمتی کہ جنوبی اٹلی کے
موسموں کے اثر کی وجہ سے فرینک کے لشکر میں بیماریاں پھیل گئیں لہٰذا وہ جنوب سے
کر شمال کی طرف بڑھے۔ اس موقع سے نرسی اور خونریز جان نے فوراً فائدہ اٹھایا
وقت فرینک جنوب سے شمال کی طرف بھاگ رہے تھے تاکہ موسمی بخار سے بچ جائیں
نرسی نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا تعاقب کیا اور ان کا خوب قتل عام کیا۔ یوں فرینک
شکست اٹھا کر کوہ ایلپس کے اس پار بھاگ گئے تھے۔

اب باقی وحشی لمبارڈ قبائل رہ گئے تھے جو اکثر و بیشتر اٹلی پر حملہ آور ہوتے رہتے
لیکن ان لمبارڈ قبائل نے نرسی کے ساتھ گفتگو کرنے کے بعد اس سے صلح کر لی اور نرسی
نے انہیں اٹلی میں آباد ہونے کی اجازت دیدی تاکہ مستقبل میں اگر پھر کبھی گاتھ حملہ
ہوں تو یہ لمبارڈ ان کی راہ روک سکیں۔ نرسی کی اس پیش کش پر لمبارڈ نے شکریہ ادا

ل میں آباد ہو گئے۔ اب بھی اٹلی کے اس علاقہ کو جس میں لمبارڈ آباد ہوئے تھے
کر پکارا جاتا ہے۔

قوت کے خاتمہ سے بحر روم بالکل محفوظ ہو گیا اٹلی کے علاوہ سارڈینیا' کارسیکا اور
ائر پر پھر رومنوں کا قبضہ ہو گیا۔ اب رومن بحری بیڑا ایک بار پھر اٹلی سے گذر
کے ساحل پر لنگر انداز ہونے لگا تھا اور رومنوں کو پھر وہ پہلی سی طاقت اور قوت
گئی تھی۔ فتح کی اس خوشی میں رومن شہنشاہ جسٹنین نے آبنائے جبل الطارق پر
گرجا تعمیر کیا اور اس گرجا کو اس نے مریم سے منسوب کیا۔ مغرب کی طرف
ہونے کے بعد جسٹنین نے مشرق میں بحر اسود کی طرف توجہ دی۔ ماضی میں
بندرگاہ پیٹرا پر ایرانیوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ جسٹنین نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ
حملہ کرے اور اس پر قبضہ کر لے۔ رومنوں کی یہ مہم کامیاب ہوئی۔ پیٹرا پر
سر نو قبضہ ہو گیا۔ اس طرح ایرانیوں کے لئے اس سمندر میں قابض ہونے کا
دیا گیا۔

پیٹرا کے تاجر اور مشنری شمالی قفقاز کی طرف پہنچنے لگے اور آوار قوم کے اندر
عیسائیت کی تبلیغ کا کام شروع کیا یہاں تک کہ آوار قوم کے خاقان کو قسطنطنیہ
دعوت دی گئی تھی۔ یوں دریائے نیپر کے ساحل سے لیکر بحیرہ قزوین تک
گرفت مضبوط ہو گئی تھی اور ان علاقوں سے قسطنطنیہ میں غلہ' خشک مچھلی' پھل'
ے کا سامان خاصی تعداد میں آنے لگا تھا۔

ان دنوں ریشم پیدا کرنے میں واحد ملک تھا جہاں ریشم کے کیڑے پالے جاتے
راہب ثمرقند سے ہوتے ہوئے چین پہنچے ان کا مقصد اور مدعا تھا کہ وہ چین
کیڑے لے کر آئیں اور انہیں شام میں پرورش کریں تاکہ شام بھی ریشم
چین کی طرح مشہور ہو۔ چونکہ چینی ریشم کے کیڑے باہر نہیں لے جانے دیتے
کیڑے لانے کے لئے دونوں راہبوں نے ایک عجیب و غریب طریقہ استعمال کیا۔
لئے انہوں نے بیڈ کی ایک چھڑی استعمال کی۔ یہ بید کی چھڑی اندر سے کھوکھلی
میں وہ ریشمی کیڑوں کے انڈے بھر کر لائے۔ پھر ان انڈوں کی شام میں پرورش
اور شام میں بھی چین کی طرح ریشم پیدا کیا جانے لگا۔

شہنشاہ جسٹنین کے آخری دور میں رومن سلطنت کو بہت سے خطرات اور
سامنا بھی کرنا پڑا مثلاً" یہ کہ پہلی مصیبت یوں نازل ہوئی کہ وہاں وباء پھوٹی جس
ادی ہلاک ہوئے اور اس پر بڑی مشکل سے قابو پایا گیا۔

دوسری مصیبت بارش کی وجہ سے تھی جسٹنین کے آخری دور میں زبردست بار[illegible] ہوئیں جن کی وجہ سے بلقان کی وادیوں میں طغیانوں کے ذریعہ سے دور دور تک بربادی پھیل گئی تھی۔

تیسری مصیبت کچھ یوں آئی کہ عیسائیوں کا بڑا دن شروع ہونے سے کچھ دن [illegible] روز تک زلزلے کے مسلسل سخت جھٹکے محسوس ہوتے رہے۔ جن کے باعث [illegible] عمارتوں میں شگاف پڑ گئے۔ یہاں تک کہ آیا صوفیہ کے گرجے کا گنبد جو بے حد [illegible] مستحکم خیال کیا جاتا تھا وہ بھی گر گیا اور اسے از سر نو تعمیر کرانا پڑا۔

اپنے آخری دور میں موت سے پہلے جسٹنین کی ایک آرزو تھی جو پوری نہ ہو [illegible] چاہتا تھا کہ مشرقی اور مغربی عیسائی کلیساؤں کے اختلافات ختم ہو جائیں اور ساری [illegible] ایک مذہب کی پیروکار بن جائے اس مقصد کے لئے اس نے پاپائے روم کی پیروی [illegible] اور قسطنطنیہ کے اسقفوں پر سختی کی جو اس کے مخالف تھے۔

اپنے دور حکومت کے آخری سالوں میں رومن شہنشاہ جسٹنین نے آیا صوفیہ [illegible] میں ایک کانفرنس منعقد کی تاکہ عیسائی دنیا میں جو مذہبی نزاعی امور ہیں ان کا تصفیہ [illegible] جائے۔ رومن شہنشاہ جسٹنین نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ مذہبی طور پر عیسا[illegible] ہو جائیں لیکن اس کا مقصد پورا نہ ہو سکا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ جسٹنین کی آیا [illegible] میں بلائی جانے والی اس کانفرنس میں مغربی کلیسا یعنی رومن کلیسا اور مشرقی کلیسا [illegible] آرتھوڈیکس کے درمیان اختلافات کی خلیج پہلے سے بھی زیادہ وسیع ہو کر رہ گئی۔

اس کے بعد اچانک رومن شہنشاہ جسٹنین کے لئے ہن قبائل کی طرف سے [illegible] مصیبت اور عذاب اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ ہن قبائل اپنے خاقان اٹیلا اور خوش نواز کے [illegible] اپنے اتحاد اپنی یکجہتی کو قائم نہ رکھ سکے تھے اور ہر قبیلے نے منتشر ہوتے ہوئے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا تھا۔

انہی دنوں ہن قبائل کے سب سے بڑے قبیلے قطری غور نے اپنے سردار زبر گل [illegible] کی سرکردگی میں قسطنطنیہ پر حملہ کر دیا۔ قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے سے اس موقع پر [illegible] اور سلافی قبائل نے بھی قطری غور ہنوں کا ساتھ دیا۔ قطری غور ہنوں کے اس حملے [illegible] رومن شہنشاہ جسٹنین بڑا پریشان ہوا۔ آخر سوچ و بچار کے بعد جسٹنین نے اپنے عمر [illegible] اور انتہائی تجربہ کار جرنیل بیلی ساریوس کو قطری غور ہنوں کے مقابلے میں قسطنطنیہ [illegible] دفاع کا ذمہ دار بنایا۔

قسطنطنیہ سے چالیس میل دور ایک بہت بڑی اور خاصی مضبوط دیوار تھی اور [illegible]

[illegible] کمزور ہو گئی تھی اور جگہ جگہ اس میں شگاف پڑ گئے تھے۔ قطری غور ہن قبائل ان [illegible] کے شگافوں سے ہوتے ہوئے بڑی تیزی سے قسطنطنیہ شہر کی طرف بڑھے تھے۔

بیلی ساریوس کو جب قسطنطنیہ کے دفاع کا ذمہ دار بنایا گیا تو اس نے اپنے پرانے [illegible] فراہم کئے اور شہر سے باہر نکل کر ایک گاؤں میں خیمہ زن ہوا۔ جو قسطنطنیہ شہر سے [illegible] میل کے فاصلے پر تھا۔ ہن قبائل کا مقابلہ کرنے کے لئے بیلی ساریوس نے جگہ جگہ [illegible] دور تک آگ کے الاؤ روشن کر دیئے تھے اور اپنے لشکر کو حکم دیدیا تھا کہ وہ مسلسل [illegible] میں رہیں۔ اس طرح ایسی صورت پیدا کر دی کہ دور سے دیکھنے والے کو معلوم ہوا [illegible] بیلی ساریوس کے پاس ہن قبائیل کا مقابلہ کرنے کے لئے بہت بڑا لشکر موجود ہے۔

بیلی ساریوس ایک پرانا مخلص اور انتہائی تجربہ کار جرنیل تھا وہ ہن قبائل کے ساتھ [illegible] کا وسیع تجربہ رکھتا تھا وہ جانتا تھا کہ ان وحشیوں کو ہمیشہ یہ خطرہ لگا رہتا تھا کہ کہیں ان [illegible] لئے کوئی پھندہ نہ تیار کر لیا گیا ہو۔ ہن جس وقت قسطنطنیہ کی طرف پیش قدمی کر رہے [illegible] تو وہ راستہ ایک جنگل میں سے ہو کر جاتا تھا۔

بیلی ساریوس نے سب سے پہلا کام یہ کیا اس جنگل کے اندر تیر انداز جنگل میں سے [illegible] نے والی شاہراہ کے دونوں کنارے اس نے بٹھا دیئے تھے۔ ہن قبائل کا لشکر جب [illegible] کی طرف آنے کے لئے اس جنگل میں سے گزرا تو ان پر شاہراہ کے دونوں طرف [illegible] مہلک تیروں کا مینہ برسا دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ بیلی ساریوس کے سوار جو گھات میں [illegible] ہوئے تھے وہ بھی بیلی ساریوس کی سرکردگی میں گھات سے نکل کر اچانک ہن قبائل پر [illegible] آور ہو گئے تھے۔

بیلی ساریوس کے اس اچانک حملے سے لمحوں کے اندر چار سو ہن موت کے گھاٹ اتر [illegible] ان کے پیچھے جو ہن آ رہے تھے انہوں نے اپنا رخ موڑتے ہوئے راہ فرار اختیار کر لی [illegible]۔ اس طرح بیلی ساریوس نے اپنی تدبیر سے ہن قبائل کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ [illegible] بیلی ساریوس نے ایک بار پھر قسطنطنیہ کے لئے خطرے کو ٹال دیا تھا۔ بیلی ساریوس کا [illegible] قسطنطنیہ کے لئے یہ آخری بڑا معرکہ تھا۔

قطری غور ہنوں کے فرار ہونے کے بعد جسٹنین شہر سے نکلا۔ شہر سے چالیس میل کے [illegible] فاصلے پر جو حملہ آوروں کو روکنے کے لئے دیوار بنائی گئی تھی اور جس میں جگہ جگہ زلزلوں [illegible] کی وجہ سے شگاف پڑ گئے تھے جسٹنین نے اس دیوار کی مرمت کرا دی۔ اس کے علاوہ [illegible] کے لئے قطری غور ہنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جسٹنین نے انہی کی ایک شاخ اطری [illegible] سے رابطہ قائم کیا۔ ان کے ساتھ جسٹنین کی گفت و شنید بار آور ثابت ہوئی اور اطری

غور ہنوں کو جسٹنین نے اپنی سرحدوں پر آباد ہونے کی اجازت دیدی تھی تاکہ وہ شمال
حملہ آوروں کو آئندہ کے لئے رومن سلطنت کے اندرونی حصوں کی طرف بڑھنے نہ دیں۔
جسٹنین نے یہیں تک اکتفا نہیں کیا بلکہ اس نے بلغاریوں کو بھی دعوت دی اور ا
بھی اپنی سرحدوں پر آباد ہونے کی اجازت دیدی اس کے علاوہ اس نے وحشی قبائل آوا
بھی ایسی ہی دعوت دی اور وہ بھی رومن سلطنت کے سرحدی علاقوں میں آباد ہو گئے ا
طرح سے جسٹنین نے اپنی شمالی سرحدوں کو محفوظ کرنے کی اچھی کوشش کی تھی۔

جسٹنین اب اس قدر ضعیف ہو گیا تھا کہ نقل و حرکت کے لئے دوسروں کا محتاج
اسی زمانے میں اسے قتل کرنے کے الزام میں کچھ لوگ پکڑے گئے جن کے بارے
معلوم ہوا کہ وہ جسٹنین کو قتل کرنے آئے تھے۔ تحقیقات پر انہوں نے بیان دیا کہ یہ
بیلی ساریوس کے داروغہ آئزک کے کہنے پر اٹھایا گیا ہے۔ آئزک کا مقصود یہ تھا کہ
کو گرفتار کر کے ایک خانگاہ میں بٹھا دیا جائے اور اس کی جگہ بیلی ساریوس کو رومنو
شہنشاہ بنا دیا جائے۔

جسٹنین نے اس بغاوت اور اپنے قتل کے جرم میں بیلی ساریوس کو تو کوئی اور سزا
دی پر اس نے اس سلسلہ میں بیلی ساریوس کی پوری جائیداد ضبط کر لی پھر نجانے اسے
ہوا کہ سات ماہ بعد اس نے بیلی ساریوس کی یہ جائیداد واپس کر دی۔ اس کے بعد رو
شہنشاہ جسٹنین نے فیصلہ کر لیا کہ میری وفات کے بعد میرا بھانجا جسٹن شہنشاہ ہو گا اور ا
رشتے کو مضبوط کرنے کے لئے جسٹنین نے اپنے بھانجے جسٹن کی شادی اپنی ملکہ تھیوڈورا
بھانجی صوفیہ کے ساتھ کر دی تھی۔

پھر جسٹنین نے تراسی برس کی عمر میں وفات پائی اسی برس اس کا مشہور جرنیل
ساریوس بھی فوت ہو گیا۔ جسٹنین نے 37 برس تک شہنشاہ کی حیثیت سے رومنو
حکومت کی تھی۔ رومن اسے اپنا حقیقی حکمران سمجھتے تھے۔ جس نے رومنوں کے مطل
العنان کے آقا کی شان پیدا کی۔ رومنوں میں اس کا نام ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر
اور یہی کیفیت اس کے عہد کی بھی ہے۔

رومن شہنشاہ جسٹنین کا دور در حقیقت تبدیل، تغیر اور انقلاب کا دور تھا۔ جس و
جسٹنین قسطنطینہ شہر میں داخل ہوا تو شہر صرف اینٹوں کی عمارتوں پر مشتمل تھا لیکن جس
وقت جسٹنین رومن شہنشاہ کی حیثیت سے دنیا سے رخصت ہوا تو نہ صرف شہر کا ہر حص
سنگ مرمر سے مزین تھا بلکہ اس نے بالکل ایک نیا شہر اور سمندر کے کنارے ایک
سلطنت اپنے پیچھے چھوڑی۔

ام رومن شہنشاہ جسٹنین کے جانشین اور بھانجے جسٹن کی زبان پر تخت پر بیٹھتے ہوئے
ات تھی کہ خزانہ خالی ہے۔ سرحدوں کی حفاظت کے لئے فوج موجود نہیں اور پوری
سلطنت وحشیوں کے رحم و کرم پر رہ گئی ہے۔ جسٹنین ایک شاطر کی حیثیت سے جوڑ
ذریعے وحشی اقوام کو ان کی جگہ پر رکھتا تھا وہ رخصت ہو گیا تو آفت کے ان
کو روکنے والا کوئی نہ تھا بہرحال رومن شہنشاہ جسٹنین کے بعد اس کا بھانجا جسٹن
کا شہنشاہ بنا۔

○

دوسرے روز صبح ہی صبح حسین و جمیل اور خوبصورت مارتھا اس عمارت میں داخل
میں یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نے قیام کر رکھا تھا۔ یوناف اور کیرش
اس وقت عمارت سے نکل رہے تھے۔ مارتھا کو دیکھ کر یوناف کے چہرے پر ہلکی ہلکی
نمودار ہوئی پھر وہ پوچھنے لگا۔ کیا کوئی غیر معمولی حادثہ رونما ہو گیا ہے اس پر مارتھا
راتے ہوئے کہنے لگی۔

ایسی تو کوئی بات نہیں میں اس لئے آئی تھی کہ اب ہمارا اگلا قدم کیا ہو گا۔ اس
بولا اور کہنے لگا۔ بس میں اور کیرش تمہاری طرف ہی آ رہے تھے۔ آؤ اگلا قدم
اس کا فیصلہ وہیں جا کے کرتے ہیں۔ مارتھا چپ چاپ یوناف اور کیرش کے ساتھ
ی۔

تیزی کے ساتھ چلتے ہوئے نئی لڑکیوں کی لکڑی کی عمارت کے قریب آئے اس
لڑکیاں باہر کھڑی تھیں انہوں نے بیگار کیمپ کے سربراہ مریخت اور اس کے
وں کو اپنے گھیراؤ میں لے رکھا تھا جب یوناف کیرش اور مارتھا قریب آئے تو لڑکیاں
ئے ان لوگوں کو راستہ دینے لگی تھیں۔ یوناف مریخت کے قریب آیا اور تحکمانہ
اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ مریخت اب تو مجھے ان عمارتوں کی طرف لے
دوسری لڑکیاں قید کر کے رکھی جاتی ہیں۔ مریخت اور اس کے محافظوں نے جواب
بھی نہ کہا پھر وہ چپ چاپ ایک طرف چل دیئے تھے۔ یوناف کیرش اور مارتھا اور
کیاں بھی ان کے ساتھ ہو لی تھیں۔ اچانک یوناف نے سب کو روک دیا پھر اس
ان کو مخاطب کر کے کہا تم سب نے صرف اپنے لئے ہتھیار اٹھائے ہیں جو ہتھیار تم
کے اندر رکھ کر آئی ہو وہ سب بھی اٹھا لو اس پر لڑکیاں بھاگتی ہوئی گئیں اور عمارت
سے سارے ہتھیار اٹھا لائیں اس کے بعد مریخت کی راہنمائی میں ایک بار پھر وہ

سب آگے بڑھنے لگے تھے۔

لکڑی کی ایک اور عمارت کے قریب آکر مریخنت رک گیا اور یوناف کی طرف دیکھتے
ہوئے کہنے لگا۔ اس عمارت کے اندر بھی لڑکیاں محصور ہیں۔ یوناف آگے بڑھا اور عمارت
کے باہر پہرا دینے والے چار محافظوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ اپنے ہتھیار پھینک دو
یاد رکھو مارے جاؤ گے۔ ان محافظوں نے جب دیکھا کہ ان کا سربراہ مریخنت بالکل بے بس
اور لاچار ہے اور ساری لڑکیاں پوری طرح مسلح ہیں تو انہوں نے ہتھیار پھینک دیے
مارتھا نے آگے بڑھ کر ان کے ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا پھر اس نے اس عمارت کا دروازہ
کھول دیا تھا۔ اندر جس قدر لڑکیاں محصور تھیں وہ بھاگی ہوئی باہر آئی تھیں۔ مارتھا
بولی اور ان لڑکیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

سنو میری عزیز بہنو! اس بیگار کیمپ میں ایک انقلاب رونما ہو چکا ہے اور یہ انقلاب
ان دونوں میاں بیوی کی وجہ سے ہے جو اس وقت تمہارے سامنے کھڑے ہیں۔ میاں کا نام
یوناف اور اس کی بیوی کا نام کیرش ہے۔ بیگار کیمپ کا سربراہ مریخنت ہماری گرفتاری میں
ہے میں ان لڑکیوں میں سے ایک ہوں جنہیں ابھی نیا نیا اس بیگار کیمپ میں لایا گیا ہے
میری ساتھی لڑکیوں نے ہتھیار اٹھا رکھے ہیں تم سب آگے بڑھو اور ان میں سے ایک ایک
ہتھیار اٹھا کر اپنے آپ کو مسلح کر لو سنو اب ہم سب اس بیگار کیمپ کی مالک ہیں۔ میری
بہنو تم جانتی ہو کہ ان لوگوں نے یقیناً تم لوگوں کو بے آبرو کر دیا ہو گا اور اب تم اس
قابل نہیں رہیں کہ واپس اپنے گھروں کو جا سکو لہٰذا اب ہم اس بیگار کیمپ کی مالک اور اس
کی حکمران ہیں اور یہ مریخنت اور اس کے جتنے ساتھی مرد یہاں ہیں جس طرح اس سے
پہلے تم لوگ ان کے اشاروں پر کام کیا کرتی تھیں اب یہ تمہارے اشاروں پر کام کیا کریں
گے۔

مارتھا کے ان الفاظ سے وہ لڑکیاں خوش ہو گئی تھیں پھر وہ آگے بڑھ کر نئی لڑکیوں سے
ہتھیار لینے لگی تھیں۔ اس کے بعد مریخنت نے دو تین اور لکڑی کی عمارتوں کی نشاندہی کی
جن میں لڑکیاں محصور تھیں ان لڑکیوں کو بھی باہر نکالا گیا اور انہیں بھی مسلح کر دیا گیا
جب یہ سارا کام ہو چکا تب یوناف مریخنت کے پاس آیا اور اس کو تحکمانہ انداز میں کہنے
لگا دیکھ مریخنت اپنے کسی ساتھی کو بھیج اور انہیں کہہ کہ اس بیگار کیمپ میں جس قدر
تمہارے ساتھی مرد ہیں وہ سب کے سب اس سامنے والے میدان میں جمع ہو جائیں
جواب میں مریخنت نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر اس نے اپنے قریب ہی کھڑے ایک محافظ
کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ تم نے اس کیمپ کے نئے سربراہ کا حکم سن لیا ہو گا

کیمپ میں جس قدر مرد ہیں انہیں کہو وہ سامنے والے میدان میں جمع ہوں۔ مریخنت کا
حکم پا کر وہ محافظ وہاں سے بھاگتا ہوا واپس چلا گیا تھا۔

اس محافظ کے جانے کے بعد یوناف نے مارتھا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

دیکھ مارتھا اب تو ان ساری لڑکیوں کی سربراہ اور کماندار ہے یہ جو سامنے میدان ہے
لڑکیوں کو اس میدان کے چاروں طرف پھیلا دو تاکہ مریخنت کے جب مسلح جوان یہاں
تو انہیں احساس ہو کہ اگر انہوں نے ہم سے ٹکرانے کی کوشش کی تو پیس کر رکھ
جائیں گے۔

یوناف کا یہ حکم سنتے ہی مارتھا فوراً حرکت میں آئی اور جس میدان کی طرف یوناف
اشارہ کیا تھا اس کے تین اطراف میں اس نے اپنی ساری مسلح لڑکیوں کو پھیلا کر مستعد
حکم دیدیا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد اس بیگار کیمپ میں جس قدر مسلح جوان تھے وہ اس میدان میں جمع
اس وقت وہ پوری طرح مسلح تھے اور ہتھیار اٹھائے ہوئے تھے۔ جب سارے مسلح
جمع ہو گئے تب ان میں سے ایک جو شاید ان کا سرکردہ ہو گا مریخنت کے پاس آیا اور
کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ سردار ہمیں اس میدان میں کیوں جمع کیا گیا ہے۔
کے بولنے سے پہلے ہی یوناف نے اسے اس کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔
اجنبی آج تک تم مریخنت کی سربراہی میں ان بیچاری بے بس اور محکوم لڑکیوں پر
تم کرتے رہے اور انہیں اس بیگار کیمپ میں رکھ کر ان سے کام لیتے رہے ہو اور
بڑی بدتمیزی کی بات یہ کہ تم لوگوں نے انہیں نجانے کہاں کہاں سے ان کے
اٹھایا اب اس بیگار کیمپ میں تم وہ کام کرو گے جو اس سے پہلے یہ لڑکیاں کرتی
اور لڑکیاں تمہارے اس کام کی نگرانی کرتی رہیں گی اور جس طرح تم ان پر ظلم و
رکھتے رہے ہو اسی طرح یہ تم پر ظلم و ستم کریں گی۔ اس پر وہ نوجوان بولا اور بڑے
لہجے میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

کس کی مجال ہے کہ اس بیگار کیمپ میں ایسا انقلاب برپا کرے۔ اگر ان لڑکیوں نے
کسی طرح اپنے آپ کو مسلح کر لیا ہے تو یہ کیا سمجھتی ہیں کہ ہمارے ساتھ مقابلہ کر
گی ہم تو انہیں لمحوں کے اندر کاٹ کے رکھ دیں گے۔ اس پر یوناف نے اپنی تلوار
کی اور بڑے سخت لہجے میں اس جوان کو مخاطب کر کے کہنے لگا کون ان لڑکیوں کو
گا۔ اس پر اس جوان کے پانچ چھ ساتھی اور آگے بڑھ آئے اور ان میں سے ایک
کہنے لگا ہم ان سب لڑکیوں کو کاٹیں گے اور دیکھیں گے کہ مریخنت کو سربراہی سے

محروم کر کے اس بیگار کیمپ میں کون انقلاب برپا کرتا ہے۔

اس نوجوان کی یہ گفتگو سن کر یوناف کا چہرہ غصے میں آگ میں تپے ہوئے
مانند ہو گیا تھا۔ اس نے عجیب سے انداز میں اپنے پہلو میں کھڑی کیرش کی جانب
دونوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور اپنی تلواریں لہراتے ہوئے آگے بڑھ
لمحوں کے اندر انہوں نے ان چھ سات نوجوانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ جو
اور سرکشی پر آمادہ تھے۔ اپنے ان ساتھیوں کے قتل ہونے پر مریخت ہی نہیں بلکہ جس
مسلح جوان وہاں جمع ہوئے تھے وہ سہم گئے تھے پھر یوناف بولا اور تحکمانہ انداز میں ان
جوانوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سنو میں تمہیں صرف تھوڑی دیر کی مہلت دیتا
سارے پانچ قدم آگے بڑھ کر اپنے ہتھیار زمین پر رکھ دو اور اپنے آپ کو غیر مسلح
بصورت دیگر جس طرح لمحوں کے اندر میں نے تمہارے ان چھ ساتھیوں کی گردنیں
دی ہیں اس طرح میں اور میری یہ ساری ساتھی لڑکیاں حرکت میں آئیں گے اور
صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر کے رکھ دیں گے۔

یوناف کا وہ حکم پا کر مسلح جوان سارے آگے بڑھے جس حصے کی طرف یوناف
اشارہ کیا تھا وہاں انہوں نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے تھے۔ اس موقع پر اپنے پہلو میں
مارتھا کی طرف دیکھتے ہوئے یوناف نے کہا۔ دیکھ مارتھا اپنی ساتھی لڑکیوں سے کہو
ہتھیاروں کو اٹھا کر ایک طرف لے جائیں۔ مارتھا فوراً بھاگتی ہوئی ایک طرف گئی اس
کہنے پر کچھ لڑکیاں اندر آئیں اور سارے ہتھیار اٹھا کر لے گئی تھیں۔

پھر یوناف ان سارے جوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے بولا اور کہنے لگا دیکھو۔ آج
بعد تمہارا سردار مریخت نہیں بلکہ میں اور میری بیوی ہیں۔ میرا نام یوناف میری
نام کیرش ہے اور ہمارے بعد اس بیگار کیمپ کی مالک اور سربراہ مارتھا نام کی یہ لڑکی
سنو جس طرح اس سے پہلے یہ ساری لڑکیاں صحرائے کالا ہاری میں بہنے والے دریائے
کے اندر ناریل کے پھل چنتی رہی ہیں یا ریت چھان چھان کر سونا تلاش کرتی رہی ہیں
طرح اب تم یہ کام کرو گے اور یہ لڑکیاں تمہارے کام کی نگرانی کریں گی۔

یوناف یہیں تک کہنے پایا تھا کہ ایک نوجوان آگے بڑھا اور بڑی عاجزی اور ا
میں کہنے لگا دیکھ اجنبی تم مریخت کی جگہ ہمارے سردار ہو چکے ہو تو پھر ہماری ایک
سنو جس قدر جوان اس وقت تمہارے سامنے کھڑے ہیں وہ سارے تو لڑکیوں پر ظلم
والے نہیں یہ سارے کام کرنے والی لڑکیوں کی نگرانی کرتے رہے ہیں بلکہ ہم میں
اکثر وہ نوجوان ہیں جو صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلے کے اوپر جاتے ہیں او

ناریل توڑ توڑ کر کانگ میں پھینکتے ہیں اور انہیں ناریلوں کو لڑکیاں نکال نکال کر کناروں
التی ہیں ہم تو خود محنت مشقت کرنے والے لوگ ہیں بہت کم لوگ ہیں جو ان لڑکیوں کی
رانی کرتے رہے ہیں اور ان پر ظلم کرتے رہے ہیں اور ان کو بے آبرو کرتے رہے ہیں
تو خود بیگار کیمپ میں کام کرتے رہے ہیں۔ جو کام ہم سے آج تک لیا جاتا رہا ہے اس کا
آج تک نہ تو معاوضہ ملا نہ کوئی اجرت۔ بس کھانے پینے کو ہی ملتا رہا۔ ہم خود ان
کی طرح بے بس اور مجبور ہیں۔

اس نوجوان کی یہ گفتگو سن کر یوناف کا چہرہ غصے میں تپ گیا تھا وہ مریخت کے قریب
اور بولا کیا تم ان مردوں سے بھی بیگار میں ہی کام لیتے رہے ہو۔ جواب میں ڈر اور
کے مارے مریخت نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔ یوناف نے پھر اپنی پوری قہرمانی میں
اور یہ جو ناریل اور سونے سے تمہیں آمدنی ہوتی رہی ہے وہ کون لیتا رہا ہے۔ اس پر
نوجوان پھر بولا اور کہنے لگا وہ آمدنی لیتی کس نے ہے اس نے اپنی قیام گاہ میں تجوریاں
ہوئی ہیں وہ سب سونے جواہرات اور مال و دولت سے اٹی ہوئی ہیں۔ دیکھ ہمارے نئے
ہم تمہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہم تو خود پہلے ہی اس مریخت سے تنگ تھے۔ پر
ہمیں ان لڑکیوں کا غلام نہ بنا پہلے ہم مریخت کے غلام تھے اب ان لڑکیوں کے غلام
زندگی گزاریں گے لہٰذا تمہارے نئے سردار بننے سے ہماری زندگیوں میں کیا انقلاب
گا۔ ہمیں کیا فائدہ پہنچے گا اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ جوان تھوڑی دیر رک
نیا فیصلہ کرتا ہوں اس جوان کے چہرے پر خوشگوار لہریں پیدا ہوئی تھیں جبکہ یوناف
مارتھا کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ مارتھا تو ایک بار پھر حرکت میں آ میدان کے چاروں طرف جو لڑکیاں مسلح حالت
ہیں ان کو ایک جگہ جمع کرو اور ان سے پوچھو کہ وہ اپنے گھروں کو تو جا نہیں
اگر ان کی شادیاں ان جوانوں سے کر دی جائیں اور یہاں سے جو آمدنی ہو وہ سب
آئندہ بانٹی جائے اور جو دولت اس مریخت نے جمع کی ہوئی ہے وہ بھی اگر ان میں
دی جائے تو اس پر انہیں کوئی اعتراض ہے اس طرح وہ اپنے شوہروں کے ساتھ
زندگی بسر کر سکتی ہیں اور ان وادیوں میں وہ دریائے کانگ کے کنارے اپنے اپنے گھر
تعمیر کر سکتی ہیں۔ پہلے یہ کہو کہ تم خود اس کے لئے تیار ہو۔ اس پر مارتھا بولی اور کہنے
میں خود تو اس کے لئے تیار ہوں پر میں ان لڑکیوں سے مشورہ کرنے کے بعد پھر
بتاؤں گی اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا پھر تم جاؤ ان لڑکیوں سے پوچھ کر آؤ اس کے
ہی مارتھا بھاگتی ہوئی لڑکیوں کی طرف چلی گئی تھی۔ مارتھا نے قریب جا کر ساری

لڑکیوں کو جمع کیا پھر وہ ان سے صلاح مشورہ کرنے لگی تھی۔

تھوڑی دیر بعد مارتھا بھاگتی ہوئی آئی یوناف کے قریب کھڑی ہوئی اور کہنے لگی
ساری لڑکیاں ان مردوں سے شادیاں کرنے پر تیار ہیں وہ خوش ہیں کہ دریائے کا
کنارے ان کے اپنے گھر ہوں گے اور جو وہ محنت اور مشقت کریں گی اس کا انہیں
ملے گا۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ مارتھا ان ساری لڑکیوں کی شادیاں کرا
پہلے میں تمہیں موقع دیتا ہوں کہ تم ان سارے جوانوں میں اپنے لئے کسی مرد کا انتخاب
جس سے تم شادی کرنا پسند کرو گی۔ اس پر مارتھا بولی اور کہنے لگی میں تو اپنے لئے پہلے
ایک مرد کا انتخاب کر چکی ہوں۔ اس پر یوناف نے بڑے تجسس سے مارتھا سے پوچھا
اپنے لئے کس مرد کا انتخاب کر چکی ہو اس پر مارتھا کچھ جھجکی شرمائی پھر اس نے
نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ میں تو آپ کو اپنی زندگی کا ساتھی چن
ہوں۔

مارتھا کا یہ جواب سن کر یوناف دنگ رہ گیا تھا مارتھا اسے ابھی تک التجا آمیز
سے دیکھ رہی تھی اس موقع پر یوناف نے مڑ کر اپنے پہلو میں کھڑی کیرش کی طرف
کیرش کے لبوں پر خوشگوار اور بڑی گہری مسکراہٹ تھی۔ یوناف بولا اور کیرش کو مخاطب
کے پوچھنے لگا۔

دیکھ کیرش تو نے مارتھا کا جواب سنا اس پر کیرش نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا اور
لگی آپ کو مجھ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ میں مارتھا کا جواب سن چکی ہوں اور
کہتی ہے ہر لڑکی کو اس بات کا حق ہے کہ وہ اپنے لئے اپنے جیون کا ساتھی چنے۔ اگر
آپ کو اپنی زندگی کا ساتھی چن چکی ہے تو اس میں اس نے نا کوئی غلط فیصلہ کیا ہے
بری بات کی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میں آپ کی بیوی ہوں اور کوئی بھی
اپنے مرد کی دوسری بیوی کو پسند نہیں کرتی لیکن میں مارتھا کو خوش آمدید کہتی ہوں
سمجھتی ہوں کہ ہم دونوں مل کر آپ کی بہتر طور پر خدمت کر سکیں گی۔ کیرش کا یہ
سن کر مارتھا ایسی خوش اور بے قابو ہوئی کہ بھاگ کر وہ کیرش سے لپٹ گئی تھی۔
نے کیرش کی پیشانی، گال منہ چوم لیا پھر وہ کہنے لگی۔

کیرش میری بہن تم عظیم نہیں عظیم تر ہو۔ مجھے تم جیسی لڑکی سے یقیناً" ایسے ہی
جواب کی توقع تھی۔ دیکھ کیرش میری بہن تمہاری طرف سے اجازت مل جانے پر مجھے
ہے کہ یوناف میرے ساتھ شادی سے انکار نہیں کریں گے۔ اس پر کیرش کہنے لگی
مارتھا میری بہن اگر یہ انکار کریں تب بھی میں ان کو تمہارے ساتھ شادی کرنے پر

لی گی۔ اس پر مارتھا ایک بار پھر اس سے لپٹ گئی اور اس کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد
ف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ مارتھا میں بھی تمہارے فیصلے کے سامنے سر جھکاتا ہوں۔ جب تم میرا انتخاب کر
چکی ہو تو میں اپنی ذات پر فخر کروں گا تم نے میرا انتخاب کیا ہے۔ دیکھ آؤ پہلے سب مل
ان ساری لڑکیوں اور جوانوں کے جوڑے بنائیں۔ اس کے بعد میں اور تم رشتہ ازدواج
منسلک ہوں گے۔ اس کے بعد مریخت کے مشورے پر یوناف کیرش اور مارتھا حرکت
آئے اور ان سب لڑکیوں اور مردوں کی آپس میں شادیاں کرا دی گئیں تھیں۔ کچھ
کے حصے میں دو دو لڑکیاں آئیں تھیں اس لئے کہ مردوں کی تعداد کچھ کم پڑتی تھی۔
کے بعد ہر ایک کو اجازت دیدی گئی کہ وہ اپنی اپنی بیوی کے ساتھ اپنی اپنی رہائش گاہ
ہے اور یہ کام کاج کے سلسلے میں پورے بیگار کیمپ میں تین دن کی چھٹی کرا دی گئی

اس کے بعد اسی شام یوناف نے مارتھا کو اپنی زوجیت میں شامل کر لیا تھا۔ مریخت
اپنی قیام گاہ میں جتنی دولت جمع کر رکھی تھی وہ ساری نئے شادی شدہ جوڑوں میں تقسیم
دی گئی تھی۔ اس طرح اب سب جوڑے مل کر کام کرنے لگے تھے۔ یوناف کیرش اور
ان کی نگرانی کرنے لگے تھے۔ اس طرح اس بیگار کیمپ کا ماحول ایک طرح سے گھریلو
رہ گیا تھا۔

○

ایران کے بادشاہ نوشیروان کے عہد کے دو بڑے واقعات ہیں۔ پہلا یہ کہ نوشیروان
پر حملہ آور ہوا۔ اور یمن کو اس نے ایرانی سلطنت میں شامل کر لیا۔
نوشیروان کے دور کا عربوں کی سرزمین میں دوسرا اہم ترین اور بین الاقوامی واقعہ یہ کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ جن کی تعلیمات سے مقدر ہو چکا تھا
صدائے مصطفیٰ ایران میں دروش کادیانی کے بجائے اسلامی پرچم لہرائے گا۔
حضور کی ولادت کی رات کہتے ہیں کہ مملکت ایران میں شدید زلزلہ آیا۔ جس سے
نوشیروان کے محل کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ ایران کی مقدس آگ جو ایران کے آتش
کدوں میں ایک ہزار سال سے جلتی آئی تھی دفعتاً" بجھ گئی تھی اور ایران کا دریائے ساوا
خشک ہو گیا تھا اس کے علاوہ ایرانی آتش پرستوں کے سب سے بڑے معبد جسے معبدان
کہا جاتا تھا اس نے ایک خواب دیکھا کہ عربوں کے اونٹ اور گھوڑوں نے دریائے دجلہ

عبور کر کے مغربی ایران کو روند ڈالا ہے۔

معبدان کے اس خواب سے نوشیروان کو آگاہ کیا گیا۔ نوشیروان کو شاہی محل کے کنگروں کے گرنے اور معبدان معبد کے خواب اور مقدس آگ کے خاموش ہو جا[نے] کا حال سن کر پریشانی ہوئی۔ چنانچہ اس نے غسانی قبیلے کے ایک عرب عیسائی کو اپنے [illegible] طلب کیا اور اسے شام کی سرزمین میں ریگستانوں میں رہنے والے ایک کاہن کی طرف روانہ کیا تاکہ معبدان کے اس خواب کی تعبیر حاصل کرے۔

وہ کاہن خوابوں کا احوال بتانے میں بڑا ماہر اور تجربہ کار تھا۔ غسانی قبیلے کے وہ [illegible] عرب کاہن کے پاس جب پہنچا اور اسے معبدان کا خواب کہا تب اس عرب کاہن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

نوشیروان کے محل کے چودہ کنگروں کا گرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کنگروں کی تعداد کے برابر یعنی چودہ بادشاہ مزید حکمران رہیں گے۔ ان کے بعد ساوا کی وادی میں [illegible] فوجیں جمع ہوں گی اور ایرانیوں کو مغلوب کرتی جائیں گی اور اس کے بعد وہ کچھ ہو[گا جو] ہونا ہے اور ہو کر رہے گا۔

نوشیروان کو کاہن کی پیش گوئی سنائی گئی تو اسے سخت رنج ہوا۔ یہ خیال اس [illegible] برداشت سے باہر تھا کہ ساسانیوں کی عظیم حکومت ختم ہو جائے گی۔ صرف ایک بات [illegible] اس کی تسلی ہوئی تھی کہ اس کے بعد کم از کم چودہ بادشاہ اور گزریں گے۔ ساسانی عہد [illegible] پہلے بادشاہوں نے تین سو پانچ سال حکومت کی تھی خود اس کی حکومت کا چالیسواں [سال] تھا۔ جبکہ وہ باقی کے چودہ بادشاہوں کی مدت حکومت کا اندازہ لگا کے وہ مطمئن ہو جا[تا] لیکن اس وقت یہ کون جانتا تھا کہ یہ چودہ بادشاہ صرف تہتر سال ہی حکومت کر پائیں گے۔

نوشیروان کے عہد حکومت ہی میں اس کے بیٹے انوش زاد نے بغاوت کر دی تھی [illegible] یہ بغاوت جلد ہی فرو کر دی گئی۔ ایرانی قانون کے مطابق باغی کی سزا تو قتل تھی [illegible] نوشیروان نے اپنے اس بیٹے کو قتل نہیں کیا بلکہ اندھا کرا دیا تاکہ وہ جانشینی کے قابل نہ رہے۔

اس کے علاوہ نوشیروان نے زرتشتی عالموں سے اچھا سلوک کیا۔ تاکہ ان کی مدد [سے] مزدکیت کا خاتمہ ہو سکے۔ اس کا وجود بنی نوع انسان کے لئے تباہ کن تھا۔ بہرحال وہ [illegible] بات میں ممتاز تھا کہ مذہب کے معاملے میں وہ نہایت فراخدل تھا۔ رفاہ عامہ کے کاموں [میں] اسے عیسائیوں سے مدد لینے میں کوئی دریغ نہ تھا۔

اپنے دور حکومت میں نوشیروان نے عیسائیوں کو مذہبی تبلیغ کی آزادی بھی دے ر[کھی تھی]

ان عیسائیوں کی تبلیغ ہی کا یہ اثر تھا کہ خود بادشاہ کے بیٹے انوشد زاد جس کو تاریخ [انو]شاد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے عیسائیت قبول کر لی تھی۔ نوشیروان نے اپنے دور [illegible] کے شروع ہی میں قومی نقصانات کی طرف توجہ کی جو مزدک کے پیروؤں کی دست [illegible] سے ہوئے تھے۔ نوشیروان نے حکم دیا کہ اشتراکیت کے نظریے کے مطابق جو [illegible] مزدکیوں نے غصب کر لیں تھیں وہ ان کے مالکوں کو لوٹائی جائیں۔

اس نے یہ بھی کہا کہ مزدکیوں کی جائیداد کا کوئی وارث نہ ہو اسے فروخت کر دیا [جائے] اس سے جو رقم حاصل ہو اسے فلاح عامہ کے کاموں میں صرف کر دیا جائے۔ جن [illegible] نے قباد کے عہد میں لوگوں کو زک پہونچایا تھا انہیں حکم دیا کہ اس کی تلافی کریں [illegible] فتنے کے دوران مارے گئے تھے اور ان کے پسماندگان نے ان کی پرورش کا انتظام [illegible] اور ان لڑکیوں کی شاہی اخراجات سے شادیاں کرانے کا سلسلہ بھی شروع کیا۔

نوشیروان بڑا علما پرور تھا۔ علماء کی بے حد قدر کرتا تھا۔ اپنے ولی عہد شہزادہ ہرمز کی [illegible] کے دوران اس نے حکیم بزر جمہر کے علم و فضل کا شہرہ سنا تو اس نے دربار میں بلا [illegible] جب بزر جمہر نوشیروان کے دربار میں پہونچا تو نوشیروان نے اسے اپنے بیٹے ہرمز کی [illegible] سونپ دی اور اس کی قدر و منزلت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ یہاں تک کہ بزر جمہر کو [نوشیر]وان نے وزارت کے عہدے پر فائز کیا۔ اس منصب جلیلہ کو بزر جمہر نے بڑی خوبی [illegible]یا۔

نوشیروان کے زمانے کی بیشتر اصلاحات بزر جمہر کی فہم و فراست کا ہی نتیجہ تھیں۔ [illegible] انتہائی دانش مند، عاقل اور مخلص تھا۔ اس کی دانش مندی سے متعلق ایک حکایت [illegible]یوں ہے۔

کہتے ہیں ایک روز نوشیروان کے دربار میں بہت سے علماء جمع تھے انہیں ملکی، غیر ملکی [illegible] تھے۔ اس اجتماع سے ایک روز نوشیروان نے ایک سوال پیش کیا کہ دنیا میں سب سے [نا]خوشی کی وجہ کون سی ہے۔

نوشیروان کے اس سوال کے جواب میں ایک ایرانی فلسفی اٹھا اور کہنے لگا سب سے [illegible] کی بات بڑھاپا ہے جس کے ساتھ مفلسی بھی ہو۔

ایک ہندوستانی فلسفی اپنی جگہ سے اٹھا بولا اور کہا کہ سب سے ناخوشی کی بات بیماری [ہے ج]س کے ساتھ مفلسی بھی ہو۔

بہرحال مختلف فلسفیوں نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا آخر میں بزر جمہر بولا اور جواب [دیتے] ہوئے کہا کہ انسان کی سب سے بڑی ناخوشی ہے کہ موت نظر آ رہی ہو لیکن ساتھ ہی

اسے یہ غم ستائے کہ اس نے کوئی نیک کام نہ کیا۔ بزرجمہر کا یہ جواب سب علماء کو پ
اور خراج تحسین پیش کیا گیا۔

نوشیروان کے عہد میں سلطنت روما میں مذہبی تعصب چھایا ہوا تھا۔ جبکہ ایران
مذہبی رواداری کی شہرت تھی۔ ایتھنز کا مدرسہ جب جسٹنین نے مذہبی تعصب کی بنا
کروا دیا تو ایتھنز کے سات بڑے بڑے اور نامی فلسفیوں نے نوشیروان کے پاس آ کر
میں پناہ لی۔ نوشیروان نے نہایت خوشدلی سے ان کا خیر مقدم کیا اور ان کی بڑی آؤ
کی۔

اپنے دور حکومت میں نوشیروان نے طب کی طرف بھی بڑی توجہ دی۔ برزویا
نوشیروان کا ایک طبیب تھا جسے نوشیروان نے ہندوستان جانے کی ساری سہولتیں
پہونچائیں۔ یہی طبیب ہندوستان کی شہرہ آفاق کتاب کلیلک دمنہ لایا تھا۔ جس
نوشیروان بہت خوش ہوا اور اسے پہلوی زبان میں ترجمہ کرنے کا حکم دیا۔ یہ کام
نوشیروان نے برزویا کے ہی سپرد کیا تھا۔ برزویا نے یہ کتاب سنسکرت زبان سے پہلوی
میں ترجمہ کر دی اور اس کا نام کلیلت و دمنک رکھا۔

طب کی یہ کتاب کلیہ دمنہ(۱) کے ہندوستان سے ایران لانے کے متعلق طرح طرح
داستانیں تذکروں میں لکھی گئی ہیں۔ اس سلسلے میں ایک مشہور اور معروف اور دل
واقعہ بیان کیا جاتا ہے جو کچھ یوں ہے۔

کہتے ہیں کہ نوشیروان کے دربار سے ایک سو بیس طبیب وابستہ تھے۔ ان میں ایرا
کے علاوہ رومن اور ہندی بھی تھے۔ ان میں ایک نامور طبیب برزویا بھی تھا۔

اس برزویا نے ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ ہندوستان کے پہاڑوں میں ایک بوٹی
جاتی ہے جو مردوں کو زندہ کر دیتی ہے۔ برزویا کو یہ آرزو بے چین رکھتی تھی کہ کسی نہ
طرح اس بوٹی کو حاصل کیا جائے اور اسے بنی نوع انسان کے لئے استعمال کیا جائے۔
چاہتا تھا کہ جیسے بھی بن پڑے وہ یہ بوٹی حاصل کرے۔

(1) آٹھویں صدی عیسوی میں عبداللہ مقفہ نے پہلوی اور عربی دونوں زبانوں میں کامل دستگاہ رکھتا
اس نے اس کا ترجمہ کلیلہ دمنہ کے نام سے عربی میں کیا۔ اسے پیش نظر رکھ کر نصر بن احمد سامانی
عہد میں اس کے شاعر رودکی نے اسے فارسی نظم میں لکھا۔ پھر حمید الدین نے بارہویں صدی میں
نثر میں اس کا ترجمہ کیا۔ سولہویں صدی کے آخر میں حسین واعظ کاشفی نے پھر اسے فارسی میں
ہندوستان میں اکبر اعظم کے لئے فیضی نے اس کتاب کو نظم کی صورت میں تحریر کیا اس کا نام عیار دانش
رکھا۔

اس نے اس بوٹی کا ذکر ایران کے شہنشاہ نوشیروان سے کیا اور ہندوستان جانے کی
چاہی تاکہ اس بوٹی کو تلاش کر کے ایران لا سکے۔ بادشاہ نے اسے بخوشی اجازت
سامان سفر تیار کرنے کا بھی حکم دیدیا تھا۔

دائین سے نکل کر ہندوستان کے پایہ تخت پہونچا تو نوشیروان کا مراسلہ اس نے
کے راجہ کو دیا تو راجہ نے اسے خوش آمدید کہا اور پہاڑوں پر سے بوٹی دریافت
کے لئے برزویا کے لئے آسانیاں بھی پیدا کر دیں۔

زویا نے بڑی جدوجہد اور طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائیں اور پھر بھی بوٹی ہاتھ نہ آئی
حیران پریشان اور فکر مند تھا کہ کیسے اور کیونکر ناکام ہو کر بادشاہ کا سامنا کرے گا
وہ کیا منہ بادشاہ کو دکھائے گا۔

اس نے ہندوستان کے سب سے بڑے اور لائق ترین طبیب کا پتہ پوچھا۔ جب
اس کا پتہ بتایا گیا تو برزویا اس کے پاس گیا۔ اس کتاب کا ذکر کیا جس میں مردے زندہ
والی بوٹی کا حال اس نے پڑھا تھا۔

برزویا سے یہ احوال سن کر بوڑھا طبیب مسکرایا۔ پھر کہنے لگا آپ اس حکایت کے
مطلب کو نہیں پہنچ سکے یہ قدیمی بزرگوں کی ایک رمز ہے۔ پہاڑوں سے مراد علماء ہیں
ے کو زندہ کرنے والی بوٹی ان علماء کے اقوال ہیں اور مردوں سے جاہل مراد ہیں۔
بارت کا مطلب یہ ہے کہ دانا لوگ اپنے پند و نصائح سے جاہلوں کی تربیت کرتے ہیں
مردوں کو زندہ کر دیتے ہیں۔ اس حکیم نے برزویا کو یہ بھی بتایا کہ پند و نصائح کی یہ
لیلک دمنہ سے حاصل ہو سکتی ہے جو ہندوستان کے راجہ کے خزانے کے علاوہ اور
ے بھی دستیاب نہیں ہے۔

برزویا یہ سن کر مطمئن ہو گیا کہ پھر ہندوستان کے راجہ سے استدعا کی کہ کلیلک دمنہ
استفادہ کرنے کی اجازت دی جائے۔

راجہ نے جواب دیا کہ نوشیروان کے پاس خاطر سے صرف اس شرط پر اجازت دی
ہے کہ اسے آپ سرکاری نگرانی میں پڑھیں اور مطلب اخذ کر لیں۔ برزویا اجازت
وش ہو گیا وہ ہر روز دربار میں حاضر ہوتا کتاب کا مطالعہ کرتا اور اس کا مفہوم یاد کر
ب وہ واپس اپنی قیام گاہ میں آتا تو اسے احاطہ تحریر میں لے آتا۔ یہاں تک کہ
ب مکمل ہو گئی۔ اور آخر برزویا ہندوستان کے راجہ سے رخصت لے کر واپس ایران
یا۔

نوشیروان عدل و انصاف میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتا تھا اگرچہ یورپی مورخوں کو

اس کے عدل کے بارے میں اتفاق نہیں وہ اسے ظالم۔ سفاک اور عیار لکھتے ہیں۔ لیکن
حقیقت ہے کہ انہوں نے دشمن کی حیثیت سے اسے دیکھا اور جانبدار مورخوں کی
سے اس پر خیال آرائی کی۔

اس کے برخلاف تاریخ نے اسے عادل کا لقب دیا اور تاریخ کے صفحات میں ہو
کسی کو ملتا ہے اس کا کوئی نہ کوئی تاریخی پس منظر ضرور ہوتا ہے۔ علماء شرق نے متعدد
واقعات بیان کئے ہیں جس سے اس کے عدل و انصاف کا پتہ چلتا ہے۔

کہتے ہیں نوشیروان نے اپنے محل میں ایک گھنٹی لٹکا رکھی تھی۔ جس کے ساتھ
زنجیر بندھوا دی تھی تاکہ جو شخص مظلوم ہو وہ بادشاہ سے شکایت کرنے کے لئے زنجیر
کر گھنٹی بجائے۔

نوشیروان کو جب رومنوں کے مقابلے میں فتح مندی ہوئی تو اس نے مختلف ملکوں
سفیروں کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ ان سفیروں میں رومنوں کا سفیر بھی تھا۔ رومن سفیر
بغور شاہی محل کو دیکھا۔ محل کی اس نے بڑی تعریف اور توصیف کی۔ لیکن محل کے
میں کچھ ٹیڑھا پن اس نے دیکھا تو کہا کہ اسے مربع شکل کا ہونا چاہئے تھا۔ یہ ٹیڑھا پن
میں کیوں ہے۔

اس پر رومن سفیر کو بتایا گیا کہ جس جگہ ٹیڑھا پن ہے یہاں محل کی تعمیر سے
ایک بڑھیا کا مکان تھا اور وہ باوجود ترغیب دلانے کے اسے فروخت کرنے پر آمادہ نہ
نوشیروان نے زبردستی اس کے مکان کی زمین نہ لینی چاہی اور حکم دیا کہ اس کی زمین
دی جائے جس سے یہ گوشہ غیر متناسب ہو گیا۔

یہ جواب سن کر رومن سفیر بڑا متاثر اور حیران ہوا۔ اور کہنے لگا یہ غیر متناسب
متناسب مربع سے کہیں زیادہ خوبصورت ہے۔

اس کے علاوہ بھی مورخین نے بہت سے واقعات اور حکایات نوشیروان کے
لکھی ہیں۔ جس سے اس کے عدل و انصاف کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً" یہ کہ اس نے سزا
کسی قدر ہلکی کر دیں اگلے وقتوں میں بغاوت۔ غداری اور میدان جنگ سے فرار ہونے
سزا فوری موت ہوتی تھی۔ راہزنی بدکاری اور ظلم و ستم کرنے پر سخت جسمانی سزائیں
جاتی تھیں۔ شہنشاہ نے ایسے جرائم کے لئے پہلے کی نسبت بہتر قوانین نافذ کئے۔

نوشیروان سے پہلے جو شخص مذہب سے پھر جاتا تھا اس کو بلا تفصیل فوراً" قتل کر
جاتا تھا لیکن نوشیروان نے حکم دیا کہ مجرم کو کامل ایک ماہ حوالات میں رکھا جائے اور اس
عرصے میں علمائے مذہب اس کو ہر وقت نصیحت کرتے رہیں۔ اور دلائل اور براہین سے اس

کو رفع کریں۔ اگر وہ اپنی غلطی کو مان لے اور توبہ کرے تو اسے آزاد کر دیا
لیکن اگر وہ ضد اور تکبر سے اپنی بات پر اڑا رہے تو پھر اس کے بعد اسے قتل کر دیا

مملکت میں زراعت کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ نوشیروان نے اس پر بھی توجہ دی۔
باڑی کی اصلاح کے لئے اس نے کاشتکاروں کو اچھا بیج مہیا کرنے کا انتظام کیا۔ بیل
باڑی کے اوزار انہیں مہیا کئے۔ آبپاشی کے ذرائع کو بہتر بنایا۔ نوشیروان نے حکم
ملک میں چپہ بھر زمین ایسی نہیں ہونی چاہئے جس میں کاشت نہ ہو۔ جس زمین کا
مالک نہیں اس کی کاشت کا انتظام حکومت کرے اور یہ بھی حکم دیا کہ کوئی شخص اگر
ہونے کی وجہ سے کاشت نہ کر سکے تو اسے شاہی خزانے سے قرض دیا جائے۔

کاشتکاروں سے جس طرح لگان لیا جاتا تھا وہ ان کے لئے تکلیف دہ تھا۔ حکومت کو
لگان وصول کرنے میں بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ نوشیروان کے باپ قباد کے
میں کاشتکاروں کو پکی ہوئی فصل کو ہاتھ لگانے کا اختیار نہ تھا۔ وہ سرکاری کارندوں
انتظار رہتے تھے کہ وہ آ کر سرکاری حصہ وصول کر لیں تو وہ فصل اٹھائی جائے۔

لگان میں آسانیاں پیدا کرنے کے لئے پہلے قباد ہی نے توجہ دی تھی لیکن موت نے
مہلت نہ دی تھی۔ آخر نوشیروان نے تخت نشین ہوتے ہی حکم دیا کہ قباد کی وصیت
مطابق زمینوں کی پیمائش کرائی جائے اور جنس کا حصہ لینے کے بجائے کاشتکاروں سے
نرخ کے مطابق نقد رقم وصول کی جائے۔

یہ کام بہت بڑا تھا لیکن منصف اور ایماندار افسروں کے ذریعے اس کی تکمیل ہوئی۔
کی نئی شرحیں مندرجہ ذیل مقرر ہوئیں۔

گیہوں اور جو فی جریب یعنی دو ہزار پانچ سو اسی گز۔ سالانہ ایک درہم۔ انگوروں پر
آٹھ درہم۔ چارے پر فی جریب سالانہ سات درہم۔ چاولوں پر فی جریب سالانہ
درہم۔ چار ایرانی کھجوروں کے درختوں پر یا 6 ارمنی کھجوروں پر چھ درہم۔ زیتون کے
پر سالانہ ایک درہم۔ ان کے علاوہ باقی ہر قسم کی پیداوار کا لگان معاف کر دیا۔
کے درخت جو ادھر ادھر بکھرے ہوئے تھے ان پر بھی لگان اس نے معاف کر دیا

ایران کے شہنشاہ نوشیروان کا دربار بھی قابل دید اور ایک عجوبہ تھا۔ کہتے ہیں کہ
عام قصر کسری کے ہال میں ہوتا تھا۔ روز پر لوگوں کا انبوہ اس کی ڈیوڑھی میں جمع
فرش پر نہایت نرم قالین بچھائے جاتے۔ دیواروں کے بعض حصوں پر بھی قالین

لٹکائے جاتے

دیواروں کا جتنا حصہ ننگا رہ جاتا اس کو تصویروں سے سجایا جاتا۔ جو نوشیروان کے
سے رومن مصوروں نے بنائی تھیں جن کو قیصر جسٹینین نے نوشیروان کے دربار میں
تھا۔

ان تصویروں میں منجملہ مضامین کے بادشاہ کا محاصرہ اور ان لڑائیوں کے منظر دکھا
گئے تھے جو اس شہر کے اردگرد ہوئیں تھیں۔ نوشیروان کو ان تصویروں میں اس طرح دکھ
گیا تھا کہ سبز لباس پہنے جس گھوڑے پر سوار ایرانیوں اور رومنوں کی صفوں کے آگے
گزر رہا ہے۔ شاہی تخت ہال کمرے کے سرے پر پردے کے پیچھے رکھا جاتا تھا۔ امرا
سلطنت اور حکومت کے اعلیٰ عہدیدار پردے سے مقررہ فاصلے پر جاگزین ہوتے تھے۔

درباریوں کی جماعت اور دوسرے ممتاز لوگوں کے درمیان ایک جنگلہ حائل رہتا تھا
پھر ایسا ہوتا کہ اچانک پردہ اٹھتا تو شہنشاہ تخت پر بیٹھے دیبا کے تکیئے سے سہارا لگا
زر بفت کے بیش بہا لباس پہنے جلوہ گر نظر آتا تھا۔

شاہی تاج جو سونے اور چاندی کا بنا ہوا تھا۔ اور زمرد۔ یاقوت اور موتیوں
مرصع تھا بادشاہ کے سر کے اوپر چھت کے ساتھ ایک سونے کی زنجیر سے لٹکا رہتا تھا جو اس
قدر باریک تھی کہ جب تک تخت کے قریب ہو کر نہ دیکھا جائے نظر نہ آتی تھی۔

اگر کوئی شخص دور سے دیکھتا تو یہی سمجھتا تھا کہ تاج بادشاہ کے سر پر رکھا ہوا
لیکن حقیقت میں وہ اس قدر بھاری تھا کہ کوئی انسانی سر اس کو اٹھا ہی نہیں سکتا تھا۔ اس
لئے کہ اس کا وزن تقریباً ڈھائی من کے قریب تھا۔

دربار ہال کی چھت پر ایک سو پچاس روشندان تھے جن کا قطر 12 سے 15 سینٹی
تھا۔ ان میں سے جو روشنی چھن چھن کر اندر داخل ہوتی تھی۔ تو اس کی پر اسرار کیفی
می جو شخص پہلی مرتبہ اس رعب و جلال کی کیفیت کو دیکھتا تو وہ ہیبت زدہ ہو کر رہ جاتا
جب دربار ختم ہو جاتا اور بادشاہ اٹھ کر چلا جاتا تو تاج اسی طرح لٹکا رہتا تھا تاہم اس پر
کا ایک کپڑا لپیٹ دیا جاتا تھا تاکہ اس پر گرد نہ پڑے۔

اجنبی لوگوں کو دربار میں آنے کی اجازت نہ تھی۔ دربار تو درکنار وہ یہ بھی نہیں
سکتے تھے کہ براہ راست پایہ تخت کی طرف آ سکیں۔ جو کوئی غیر ملکی یا اجنبی پایہ تخت مدا
کی طرف آتا اسے اطراف کے شہروں میں پانچ دن کے لئے روک لیا جاتا۔ اس کے
مدائن کی طرف آنے کی اجازت ہوتی تھی۔

نوشیروان نے اپنے عہد حکومت میں اپنے لشکر کی بہتری اور اصلاح کی طرف

دی۔ اس سے پہلے عام قاعدہ یہ تھا کہ نیچے درجے کے لوگ جو پیادہ فوج میں تھے بلا
اہ کے کام کرتے تھے۔ یہاں تک کہ انہیں اسلحہ اور لباس بھی اپنے پاس سے مہیا کرنا
تھا۔ نوشیروان نے یہ طریقہ بدل دیا جو لوگ نادار ہوتے ان کو گھوڑے اور ہتھیار مہیا
جاتے تھے۔ اس کے علاوہ اس نے ان کی باقاعدہ تنخواہ بھی مقرر کی۔

نوشیروان نے اپنی مملکت کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ پہلے حصے میں خراسان تھا۔
س میں طفارستان۔ زابلستان۔ سیستان کے علاقے شامل تھے۔

دوسرے حصے میں میڈیا تھا جس میں رے۔ ہمدان۔ نہاوند۔ دیور۔ کرمان شاہ۔
فہان۔ وقم۔ کاشان۔ ابہر۔ زبخان۔ آرمینیا۔ آذر بائی جان۔ جرجان۔ اور طبرستان کے
لاقے شامل تھے۔

تیسرے حصے میں۔ رے۔ کرما۔ اور خوزستان شامل تھے جب کہ چوتھے حصے میں
رات سے یمن تک کا علاقہ اور شام اور رومن سرحدی علاقے بھی شامل تھے۔

نوشیروان سے پہلے سارے لشکروں کا ایک ہی سپہ سالار ہوتا تھا لیکن نوشیروان نے
اس میں تبدیلی کی۔ نوشیروان نے وہ عہدہ منسوخ کر کے چار عہدے مقرر کئے۔ یعنی ایک
سالار۔ مشرقی سپہ سالار کہلاتا تھا اس کے پاس خراسان سیستان اور زابلستان وغیرہ
فوج تھی۔ دوسرا جنوبی سپہ سالار جس کے ماتحت فارس اور خوزستان کی۔ تیسرا مغربی
ہ سالار جس کے تحت ہرات سے لے کر رومن سلطنت تک کا علاقہ تھا۔ چوتھا شمالی سپہ
سالار جس کے ماتحت میڈیا اور آذر بائی جان کی فوجیں تھیں۔

نوشیروان کی مملکت کا پایہ تخت طیسفون جسے عرب مورخ مدائن لکھتے ہیں۔ طیسفون
دراصل دو شہروں کا مجموعہ تھا۔ جس کی وجہ سے عربوں نے اسے مدائن کا نام دیا۔ عہد
ساسانی کی آخری صدی میں طیسفون سات شہروں پر مشتمل تھا۔ عرب اور ایرانی منصفوں
کی رو سے دو شہروں کے سوا باقی سب برباد ہو چکے تھے۔

بہرحال بڑے شہر دو تھے ایک طیسفون اور دوسرا دیمہ اردشیر جو پہلے سیلوکیا کے نام
سے موسوم تھا۔

طیسفون دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر اور دیمہ اردشیر (سلیوکیہ) مغربی کنارے
پر۔ دونوں شہر ایک پل کے ذریعے ملے ہوئے تھے۔ شاہ پور دوئم نے ایک اور پل بھی بنوا دیا
تھا تاکہ ایک آنے والوں کے لئے اور دوسرا جانے والوں کے لئے استعمال ہو۔

یہ دونوں شہر بہت مستحکم تھے ان کے اردگرد دیواریں تھیں۔ طیسفون کے
نصف دائرے کی دیوار تھی جس پر برج بنے ہوئے تھے اس کے آثار اب بھی آ

ہیں۔ دریائے دجلہ کے مغربی کنارے پر دہمہ اردشیر یعنی سلیوکیہ کے کھنڈرات نظر آ
ہیں جو کسی زمانے میں بہت بڑا شہر تھا شاہی محلات دریائے دجلہ کے دونوں کناروں پر
ایرانی شہنشاہوں کے عہد کی عمارتوں میں سب سے زیادہ مشہور طاق کسریٰ ہے
نوشیروان نے تعمیر کرایا۔ طاق کسریٰ یا ایوان مدائن کے متعلق مورخین کا خیال ہے کہ طاق
کسریٰ نوشیروان کے محل میں دربار کا ایک ہال تھا جن کے کھنڈرات اب بھی دیکھے جا
ہیں۔ ان کھنڈرات میں ایک اوطاق ہے اور اس کے شرقی جانب تقریباً ۱۰۰ گز کے فاصلے
ایک عمارت تھی جس کی ٹوٹی پھوٹی دیواریں اب بھی ہیں اور جنوب کی طرف ایک ٹیلہ
جسے حریم کسریٰ کہتے ہیں اور شمال کی طرف بعض عمارتوں کے ڈھیر ہیں جو اب ایک
قبرستان کے نیچے آ گئے ہیں۔

ان تمام عمارتوں میں صرف طاق حصہ ہے جس کے کافی آثار اب تک باقی ہیں اس
کے سامنے کا رخ جو مشرق کی جانب کو ہے۔ نو گز اونچا ہے۔ اس میں ایک دیوار ہے جس
میں کوئی کھڑکی نہیں لیکن وہ برجستہ ستونوں اور محرابوں سے آراستہ ہے۔

چھوٹی چھوٹی محرابوں کی قطاریں چار منزلوں میں بنی ہوئی ہیں اس قسم کی دیواروں کے
نمونے مشرق کے ان شہروں میں ہیں جہاں یونانیت کا اثر زیادہ ہوا۔ مثلاً پلمیرا میں
ڈھونڈے جا سکتے ہیں۔

اس عمارت کے سامنے کے رخ پر شاید رنگین استرکاری کی گئی تھی یا سنگ مرمر کی
تختیاں نصب کی گئی تھیں یا جیسا کہ بعض مورخین کا دعویٰ ہے کہ تانبے کے پترے جن
سونے یا چاندی کا ملمع کیا تھا چڑھا دیئے گئے تھے۔

1888ء تک سامنے کا رخ اور مرکزی کمرہ اپنی جگہ قائم تھا لیکن اس سال شمالی
بازو خراب ہو چکا تھا اب جنوبی بازو بھی گرنے کو ہے۔ سامنے کی دیوار کے وسط میں بیضوی
شکل کی عظیم الشان محراب کا دہانہ ہے۔ جس کی گہرائی محل کی دیوار کے آخر تک چلی گئی
ہے۔ یہ دربار کا ہال کمرہ تھا اور اس کی لمبائی تقریباً 45 میٹر اور چوڑائی تقریباً 25 میٹر
تھی۔

سامنے کے رخ کے دونوں بازو کے عقب میں پانچ پانچ کمرے تھے جو اونچائی میں
طاق میں بہت کم تھے۔ اور جن پر محراب اور چھتیں تھیں اور باہر کی طرف ایک بلند دیوار
سے گھری ہوئی تھی۔ عمارت کی مغربی دیوار کے پیچھے غالباً وسط میں ایک مربع شکل کا ہال
کمرہ تھا۔ جو دربار کے کمرے کا جوڑ تھا اور اس کے دونوں طرف دو چھوٹے چھوٹے کمرے
تھے۔ تمام دیواریں اور محرابیں اینٹوں کی بنی ہوئی تھیں اور ان کے آثار کی چوڑائی غیر

حال تھی۔

○

صحرائے کالا ہاری میں دریائے کانگ کے کنارے یوناف۔ کیرش اور مارتھا نے اسی
عمارت کے اندر قیام کر رکھا تھا جو کبھی بیگار کیمپ کے سربراہ مریخت کے استعمال میں ہوا
کرتی تھی۔ یوناف اور کیرش دونوں نے مارتھا کو بھی اپنے ساتھ ساتھ سری قوتوں سے لیس
مسلح کر دیا تھا۔ ایک روز تینوں اس عمارت میں اکٹھے بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے
تھے کہ یوناف کی گردن پر ابلیکا نے لمس دیا۔

کیرش اور مارتھا بھی متوجہ ہو گئیں تھیں۔ اس لئے کہ کیرش کو پہلے ہی ابلیکا کی آمد
اطلاع ہو جاتی تھی مارتھا کو بھی اس نے بتا دیا تھا کہ ابلیکا کچھ کہنے والی ہے۔ لہٰذا دونوں
ہو گئیں تھیں لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

دیکھ یوناف۔ میرے حبیب۔ اس بیگار کیمپ کا سابقہ سربراہ مریخ تمہارے خلاف
میں آ چکا ہے اس نے اپنے ایک ساتھی کو بھیج کر صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی
کے اس پر سطرون کو اپنی بیدخلی اور تمہارے بیگار کیمپ کے قبضہ کرنے کی اطلاع کر
ہے۔ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے سطرون اور زروعہ نے عزازیل۔ نطیاس
سلیوک اور اوغار کو بھی اپنی مدد کے لئے بلا لیا ہے۔ تھوڑی دیر تک وہ دونوں تمہاری
آئیں گے ابھی تک انہیں یہ خبر نہیں کہ اس بیگار کیمپ کے قبضہ کرنے والے یوناف
کیرش ہیں۔ لہٰذا ان کی آمد سے پہلے ہی پہلے تم ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو
میں بھی یہیں ہوں گیا ور ضرورت کے وقت اپنا رنگ انہیں ضرور دکھاؤں گی۔ اس
ساتھ ہی ابلیکا ہلکا سا لمس دیتی ہوئی علیحدہ ہو گئی تھی۔

ابلیکا کا یہ پیغام سنتے ہی یوناف چونک پر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جس کمرے
وہ کیرش اور مارتھا کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا وہاں سے اٹھ کر وہ مطبخ کی طرف بھاگا۔ وہاں
اس نے چند کوئلے لئے۔ پھر وہ اس کمرے کی طرف گیا جس کی کھڑکیاں باہر کی طرف
تھیں۔ اس کمرے کی ایک دیوار پر یوناف نے پہلے اپنا سری عمل کیا۔ پھر بڑی تیزی
ساتھ دیوار پر اس نے سطرون۔ زروعہ۔ عزازیل۔ نطیاس۔ سلیوک اور اوغار کی شبیہیں
ل تھیں۔ اس کے بعد وہ بھاگتا ہوا دوسرے کمرے میں گیا۔ وہاں سے وہ چند کیلیں اور

ال جرمنی نے جو حال ہی میں کھدائی کی ہے اس سے ساسانی عہد کے آرائشی استرکاری کے مزید قطعات برآمد ہوئے
ہیں۔

کچھ پتھر اٹھا لایا تھا اور یہ دونوں چیزیں اس نے اس دیوار سے قریب رکھ دیں تھیں۔ جس پر اس نے شبیہیں بنائی تھیں۔ کیرش اور مارتھا بڑی انہماک سے اب تک یوناف کی یہ ساری کاروائی دیکھ رہی تھیں۔ اس موقع پر شاید مارتھا نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کچھ پوچھنا چاہا تھا لیکن کیرش نے اسے اشارہ کرتے ہوئے خاموش کر دیا تھا۔

کیرش جانتی تھی کہ یوناف کس عمل کی ابتدا کر رہا ہے۔ جب وہ شبیہیں مکمل ہو گئیں۔ کیل اور پتھر بھی یوناف نے وہاں لا کر رکھ دیئے۔ پھر کیرش بولی اور یوناف کو مخاطب کر کے انتہائی چاہت۔ محبت اور مسکراہٹ میں پوچھنے لگی۔

یہ سارا کام مکمل کرنے کے بعد آپ یقیناً مجھے اور مارتھا سے کچھ کہنا چاہیں گے۔ جواب میں یوناف مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

کیرش تمہارا اندازہ۔ تمہاری سوچ درست ہے۔ میں نے عزازیل۔ نطیاس۔ سلیکو اور اوغار۔ سطرون اور زروعہ کی شبیہیں اس دیوار پر بنا دی ہیں۔ دیوار پر میں نے اپنا عمل بھی کر دیا ہے۔ تم دیکھتی ہو کہ دیوار کے قریب میں نے کیلیں اور پتھر بھی رکھ دیئے ہیں۔

دیکھ کیرش تھوڑی دیر تک یہ سارے دشمن اس عمارت کے باہر آئیں گے۔ اور ہم سے باز پرس کرتے ہوئے مجھ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے۔ دیکھ کیرش میں اور تم اس وقت اپنی اصل شکل و صورت میں ہیں لہٰذا ابھی اور اسی وقت حرکت میں آؤ اور اپنی شکل و صورت ویسی بناؤ جیسی ہم نے اس بیگار کیمپ میں داخل ہوتے وقت بنائی تھی۔ اب چونکہ مارتھا ہمارے سارے رازوں سے آگاہ ہے لہٰذا یہ شکل کی تبدیلی اس کے لئے پریشانی کا باعث نہیں بنے گی۔

یوناف کے کہنے پر کیرش فوراً حرکت میں آئی اور اپنا حلیہ اس نے تبدیل کر لیا تھا۔ ااس کے ساتھ ہی یوناف بھی اپنا حلیہ تبدیل کر چکا تھا۔ اس کے بعد یوناف پھر بولا۔ کیرش اور مارتھا دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

جس کمرے سے اٹھ کر ہم تینوں آئے ہیں اس کمرے میں میں اب اکیلا بیٹھوں گا۔ تم دونوں یہاں دیوار کے قریب بیٹھ جاؤ۔ تم دیکھتی ہو میں نے یہاں کیلیں اور پتھر رکھ دیئے ہیں۔ جب عزازیل اور اس کے ساتھی میرے ساتھ تکرار شروع کریں گے تم دیکھو کہ اگر وہ میرے ساتھ ٹکراؤ پر تل گئے ہیں تو تم ان شبیہوں میں کیلیں ٹھونکتی رہنا۔ جو بھی میری طرف بڑھے اس کی شبیہہ میں کیل ٹھونک دینا۔ پھر دیکھو ان کا کیا حشر میں اس عمارت کے اندر اور باہر کرتا ہوں۔

اس پر کیرش بولی اور کہنے لگی آپ کو پریشان اور فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں چونکہ یہ سارا کھیل جانتی ہوں لہٰذا میں مارتھا کو بھی سمجھا دوں گی۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

تو پھر تم دونوں یہاں بیٹھ جاؤ۔ میں سامنے والے کمرے میں بیٹھتا ہوں۔ اور سنو تم دونوں ان کے سامنے آنے کی کوشش نہ کرنا۔ بلکہ آڑ اور اوٹ میں رہ کر اپنا کام جاری رکھنا۔ وہ یہی سمجھیں گے کہ میں کوئی اجنبی ہوں اور اس بیگار کیمپ پر قابض ہو گیا ہوں۔ وہ مجھے پہچان نہیں پائیں گے کہ یوناف ہوں۔ اگر تم سامنے آ گئیں تو شاید وہ اندازہ لگا لیں کہ یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نے اپنا حلیہ تبدیل کر کے اس بیگار کیمپ پر قبضہ کر لیا ہے۔ مجھ اکیلے کو سامنے دیکھتے ہوئے شاید وہ ایسا شک نہ کریں۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

دیکھ کیرش تو مارتھا کو بھی اپنے ساتھ رکھنا۔ جب عزازیل اور اس کے ساتھ میرے ہاتھوں شکست اٹھانے اور مار کھانے کے بعد یہاں سے بھاگیں گے تو ہم تینوں مل کر انکا تعاقب کریں گے۔ مجھے امید ہے کہ وہ صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلوں کے شمال میں ان وحشی قبائل کے اندر رہتے ہوں گے جن کے اندر انہوں نے شرک کی ابتدا کر رکھی ہے۔ ان کا تعاقب کرتے ہوئے انہی وحشی قبائل میں ہم جائیں گے۔ اور دیکھیں گے کہ وہاں انہوں نے کس قسم کے شرک کی ابتدا کر رکھی ہے۔ اس کا بھی ہم خاتمہ کرنے کی کوشش کریں گے اور ہاں جیسا کہ ابلیکا نے بتایا کوہستانی سلسلے اس طرف بھی لڑکیوں کا بیگار کیمپ ہے اور ان لڑکیوں سے کاوی کی کھارے پانی کی جھیل اور اوکاوانگو کے دلدلی علاقوں کی طرف جانے والے دریاؤں میں سے ہیرے اور موتی حاصل کئے جاتے ہیں۔ جس طرح ہم نے یہاں کی لڑکیوں کی گلو خلاصی کرائی ہے اسی طرح ان لڑکیوں کو بھی ہم غلامی سے نجات دلائیں گے۔

یوناف جب خاموش ہوا تو کیرش بولی اور کہنے لگی۔

آپ بالکل کوئی فکر اور غم نہ کریں۔ جوں ہی عزازیل اور اس کے ساتھی آپ کے ہاتھ سے بھاگیں گے میں مارتھا کو لے کر آپ کے پاس آ جاؤں گی پھر ہم تینوں مل کر انکا تعاقب کریں گے۔ اب چونکہ مارتھا بھی ہماری طرح غیر معمولی سری قوتوں سے لیس ہو چکی ہے لہٰذا یہ بھی ان کا مقابلہ کرنے میں ہمارا خوب ساتھ دے سکتی ہے۔ کیرش کی اس گفتگو سے یوناف مطمئن ہو گیا تھا۔ پھر کہنے لگا میں اب سامنے والے کمرے میں بیٹھتا ہوں تم

یہیں اوٹ میں رہنا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف عمارت کے اس کمرے میں جا کر بیٹھ گیا جہاں صدر درواہ سامنے سے دکھائی دیتا تھا۔

یوناف کو وہاں بیٹھ کر زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑا تھا کہ صدر دروازے پر عزازیل، سطرون۔ زروعہ۔ نطیاس۔ سلیوک اور اوغار نمودار ہوئے ان کے ساتھ بیگار کیمپ کا سربراہ مریخت بھی تھا۔ وہ سب عمارت کے صدر دروازے سے اندر داخل ہوئے۔ یوناف کے قریب آنے کے بعد مریخت نے یوناف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سطرون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

یہ ہے وہ شخص جس نے ہمارے کیمپ پر قبضہ کر لیا ہے اور ہم سب کو اپنے سا غلام بنا لیا ہے۔ یہی وہ ہے جس نے لڑکیوں کو آزاد کرا کے یہاں کام کرنے والوں کے ساتھ شادیاں کرا دی ہیں۔ اور اس طرح ان کا دماغ خراب کر دیا ہے کہ وہ کسی کی بات نہیں مانتے۔

یہاں تک کہنے کے بعد مریخت خاموش ہو گیا۔ سطرون چند قدم آگے بڑھا اور سے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے یوناف کی طرف دیکھنے لگا جبکہ عزازیل۔ نطیاس۔ سلیوک اور زروعہ پیچھے ہی کھڑے رہے تھے۔

یوناف کے قریب جا کر سطرون بولا اور اسے مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

تم کون ہو اور کیوں تم نے زبردستی اس کیمپ پر قبضہ کر لیا ہے۔ کیوں تم مریخت اور اس کے ساتھیوں کو اپنا غلام بنایا ہے۔ اس پر یوناف نے سب کچھ جانتے ہوئے عجیب سے مصنوعی انداز میں پہلے عجیب سی پریشانی اور حیرت میں سطرون کی طرف دیکھا پوچھا۔

دیکھ اجنبی میں نہیں جانتا تو کون ہے پہلے اپنا تعارف کرا کہ تو کون ہےاور مریخت کے ساتھ تیرا کیا تعلق ہے۔ پھر میں کچھ کہوں۔ اس پر سطرون ہولناک آواز میں بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ بد بخت انسان جب میں تم سے اپنا تعارف کراؤں گا تو تو اس عمارت میں بھی اپنی تذلیل اور پستی خیال کرے گا۔ اس پر یوناف اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کسی قدر خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ اجنبی جس قسم کا تو رویہ اپنا رہا ہے میں ایسے رویئے کا عادی نہیں ہوں۔ میں نے تم سے پوچھا ہے کھل کر کہو تم کون ہو اس پر سطرون بے پناہ غضبناکی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا

میں وہ قوت۔ وہ بلائے بد ہوں جو نبض نیل۔ رگ دجلہ و فرات ہی نہیں جیحوں سیحوں کی روانی تک کو روک دے۔ اس پر یوناف نے مضحکہ خیز سے انداز میں کہا۔

دیکھ اجنبی میں نے تم سے تمہارا تعارف مانگا ہے تم سے کسی دریا کا نام تو نہیں پوچھا۔ میں تو یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تم کون ہو۔ اور کیا چاہتے ہو۔ اس پر سطرون پھر بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ میرا نام سطرون ہے یوں جانو کہ میں ایک آتش بے دور ہوں۔ ضمیر کے پیچ و تاب پر جب میں وارد ہوں تو شعلوں میں پنہاں غضبناکی کی طرح تہذیب کے ہر کونے کو زخم زخم کر دیتا ہوں۔ اور اپنے دشمنوں کی بیداری کے شعور کو تازہ ہوتے ناسور اور جلتے دلوں میں تبدیل کر دیتا ہوں۔ کہو تم میرا کون سا روپ دیکھنا پسند کرو گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد سطرون جب خاموش ہوا تو یوناف کسی قدر مصنوعی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ عجیب سے لوگوں سے پالا پڑا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ تم نے اپنا تعارف کروا دیا۔ تم عجیب سے لوگ لگتے ہو۔ اس پر سطرون نے ایک ہولناک قہقہہ لگایا اور کہنے لگا عجیب و غریب تو ہم ہیں ہی۔ پہلے تم کہو کہ تم ہو کون۔ اس کے بعد میں تم سے مطلب کی بات کرتا ہوں۔ اس پر یوناف نے اپنے آپ کو سنبھالا اور کسی قدر سنجیدگی سے کہنے لگا۔

اجنبی میں نہیں جانتا کہ تمہارے ساتھی اور تم کون ہو لیکن تم پر میں یہ واضع کروں کہ تم یوں جانوں کہ قدرت کا احتساب ہوں۔ جو گناہ آلود لوگوں پر آسمان سے زمین پر عذاب کی طرح نزول کرتا ہے۔ اور بدی کی ہر سطوت اور ہر جبروت کو فنا کے گھاٹ اتارتا ہے۔

سن اجنبی یوں جانو کہ میں فطرت کے جلال کا پر تو ہوں جو اوہام کی زنجیریں کاٹتا ذہن کی گمراہی اور پستی توڑتا ہے۔ کفر اور الحاد کی آوازوں کو بکھیرتا ہے۔ سن اجنبی میرے دو روپ ہیں۔ ایک میرا روپ ایسا ہی ہے جیسے شام کے تابوت میں رقص رگ و پے۔ میرا دوسرا روپ کچھ یوں ہے جیسے فکر و نظر کی گہرائی میں انسان دوستی کا نقیب۔ سن ان دو روپوں میں سے تو میرا کون سا روپ دیکھنا پسند کرے گا۔

یوناف کا یہ جواب سن کر سطرون عجیب سے انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگا تھا اس کی آنکھوں میں آگ بھر گئی تھی۔ چہرہ بھٹی میں رکھے ہوئے لوہے کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔ اس موقع پر دوسرے کمرے میں دیوار کے پاس بیٹھی کیرش نے اپنے سامنے مارتھا کو مخاطب کرتے ہوئے انتہائی دھیمی سرگوشی کی۔

دیکھ مارتھا میری بہن ابھی کسی بھی کیل کو حرکت میں نہ لانا۔ اس وقت ...
سطرون نام کا شخص یوناف کے مقابل ہے۔ باقی سب اس کے ساتھ سنگی پیچھے ہٹ کر ...
ہیں میرے خیال میں سطرون ابھی تک یہ نہیں جان سکا کہ اس کے سامنے یوناف ہے۔ ...
میرا اندازہ ہے کہ پہلے وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں نہیں لا رہا تو وہ بھی اپنی طبعی ...
کو اس کے خلاف آزمائے گا۔ لہٰذا آؤ دیکھیں آج جب یہ اپنی طبعی طاقتوں اور قوتوں ...
ایک دوسرے کے خلاف استعمال کرتے ہیں تو دیکھیں کون اپنی طبعی قوت کو استعمال کر...
ہوئے دوسرے کو زیر کرتا ہے۔

مارتھا نے اپنے لبوں پر گہری اور خوشگوار مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کیرش کی اس ...
سے اتفاق کیا۔ وہ دونوں رونما ہونے والے واقعات کا بڑی بے چینی سے انتظار کر...
تھیں۔

سطرون تھوڑی دیر تک بڑی غضبناکی میں یوناف کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر وہ ...
انداز میں بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ اجنبی تو نے اپنا تعارف مکمل نہیں کیا۔ میں نے تم سے تمہارا نام پوچھا تھا ...
یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ تم کہاں سے آئے ہو اور اس کیمپ پر حملہ آور ہونے اور ...
قبضہ کرنے کی جرات اور جسارت تم نے کیوں کی۔ اس پر یوناف بھی سطرون ہی کے ...
انداز اور قہرمانی میں بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ اجنبی چونکہ تو نے بھی مجھ سے اپنا تعارف گول مول ہی کرایا ہے لہٰذا ...
بھی ایسا ہی تعارف روا دیا۔ رہا تمہارا یہ استفسار کہ میں کون ہوں اور کیوں میں ...
کیمپ پر قبضہ کیا ہے تو میں بھی تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ تم کون ہو اور کیوں یہاں ...
اور ایسا استفسار تم مجھ سے کرنے والے کون ہو۔ اس پر سطرون کے جسم کی رگ رگ ...
اور غضبناکی میں تن گئی تھی اس کی مٹھیاں انتہائی غضبناکی میں بھینچ گئی تھیں اس کے ...
آگے بڑھا اور آگ برساتے لہجے میں کہنے لگا میں ابھی تمہیں بتاتا ہوں کہ میں کون ...
یوناف بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر آہستہ آہستہ بے فکری سے سطرون سے ٹکرانے کے ...
اس کی طرف بڑھا تھا۔

یوناف کے قریب آ کر سطرون حرکت میں آیا اور اپنے دائیں ہاتھ کو فضا میں ...
کرتے ہوئے اس نے یوناف پر ضرب لگانا چاہی لیکن یوناف نے اس کے برستے ...
کو فضا میں ہی اپنے بازو پر روک دیا تھا پھر وہ اپنے دائیں ہاتھ کو ہتھوڑے کی طرح ...
میں لایا اور ایسا زور دار ایک گھونسا اس نے سطرون کی گردن پر مارا کہ سطرون بل کھا...

... کر پیچھے جا گرا تھا۔

اس کے بعد یوناف پر جیسے جنون اور سودا سوار ہو گیا تھا اس نے سطرون کو سنبھلنے کا
... نہ دیا مشینی انداز میں وہ آگے بڑھا اور زمین پر گرے ہوئے سطرون پر اس نے اپنے
... کی ٹھوکروں کی بارش کر دی تھی۔ بالوں سے پکڑ کر ایک جھٹکے کے ساتھ سطرون کو
... نے اوپر اٹھایا پہلے دو تیستمانچے اس کے منہ پر مارے پھر اسے اپنے دونوں ہاتھوں پر
اٹھایا اور خوب قوت کے ساتھ اسے عزازیل کے اوپر دے پھینکا تھا جس کے نتیجہ میں
عزازیل اور اس کے ساتھ ہی سطرون انتہائی بے بسی کے عالم میں زمین پر گر گئے تھے۔

زمین پر گرنے کے بعد عزازیل اور سطرون دونوں بڑی تیزی سے سنبھل کر اٹھ
... ہوئے پھر عزازیل سطرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا بڑی حیرت کی بات ہے یہ جوان تو
... انگیز قوتوں کا مالک ہے اس نے جو تمہیں یوں چڑیا کے بچے کی طرح اٹھا کر میرے اوپر
... ہے تو لگتا ہے یہ بھی کوئی بے پناہ طاقت اور قوت رکھتا ہے اس پر سطرون پہلے سے
... زیادہ غصے اور غضبناکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ میں دیکھتا ہوں یہ کیسی طاقت اور
... رکھتا ہے اس کے ساتھ ہی سطرون پھر آگے بڑھا تھا۔

عین اسی موقع پر یوناف کی گردن پر ابلیکا نے لمس دیا اور خوشگوار آواز میں وہ کہنے
... دیکھو یوناف تم نے جو سطرون کی حالت کی ہے اس پر میرا جی خوش ہو گیا ہے۔ دیکھ یہ
سطرون ابھی تک اپنی سری قوتوں کو حرکت میں نہیں لا رہا۔ جب یہ لائے گا تب میں تمہیں
اس وقت ہی اطلاع کر دوں گی فکر مند مت ہونا اس کے ساتھ ہی ابلیکا علیحدہ ہو گئی
... اتنی دیر تک سطرون بھی قریب آ گیا تھا۔

یوناف کے قریب آ کر سطرون پھر اس پر حملہ آور ہوا اس بار اس نے بایاں ہاتھ
... نکال کیا تھا اور یوناف پر ضرب لگانا چاہی تھی۔ پہلے کی طرح پھر یوناف نے اس کا
ہاتھ فضا میں پکڑا لیکن سطرون نے بڑی عیاری سے کام لیا جوں ہی سطرون کا بایاں ہاتھ
یوناف نے پکڑا سطرون نے اپنے دائیں ہاتھ کی ایک بھرپور اور طاقتور ضرب یوناف کے
... پر دے ماری تھی۔ تھوڑی دیر کے لئے درد اور تکلیف کے باعث یونا جھکا پر ایک دم
سیدھا ہوا عین اسی موقع پر سطرون نے ایک اور دائیں ہاتھ کی بھرپور ضرب یوناف کی
پسلیوں پر دے ماری تھی۔ یوناف بڑی جرات بڑی ہمت کا مظاہرہ کرتا ہوا سطرون کی اس
ضرب کو بھی برداشت کر گیا تھا۔

اتنی دیر تک موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سطرون نے جب تیسری ضرب یوناف کو لگانا
چاہی تو معاملہ اس کے الٹ ہو گیا سطرون یہ اندازہ کئے ہوئے تھا کہ یوناف اس کی دو

ضربوں سے بد حال ہو رہا ہے لہٰذا وہ جوابی کاروائی نہیں کرے گا لہٰذا اس کی تیسری ضرب لگانے سے پہلے ہی یوناف حرکت میں آیا اور جس طرح تھوڑی دیر قبل سطرون نے اس کے پیٹ پر ضرب لگائی تھی ایسی ہی ضرب یوناف نے بھی سطرون کے پیٹ پر لگائی تھی اور ضرب ایسی قوت ایسی طاقت سے بھرپور تھی کہ سطرون کو یوں لگا جیسے کسی نے انتہائی وزنی آہنی ہتھوڑا اس کے پیٹ میں دے مارا ہو اس ضرب سے سطرون دوہرا ہو کر رہ گیا تھا۔

جس طرح یوناف پر پہلی ضرب لگانے کے بعد یوناف کی بے بسی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سطرون نے دوسری ضرب لگائی تھی اس طرح یوناف نے بھی سطرون کی بے بسی اور لاچاری سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ جب پیٹ پر ضرب لگانے کے بعد یوناف ذرا پیچھے ہٹا اور سطرون درد کی شدت کے بعد دہرا ہوگیا تھا تو یوناف فوراً حرکت میں آیا اور اپنے دائیں ہاتھ کو پوری طاقت کے ساتھ گھماتے ہوئے اس نے زور سے اپنا مکہ سطرون کی گردن کے پچھلے حصہ پر مارا کہ سطرون منہ کے بل زمین پر گر گیا تھا۔ اس کے بعد سطرون پر یوناف اولوں اور بارش کیطرح برس پڑا تھا۔ اس نے سطرون کو اپنے پاؤں کی ٹھوکروں، لاتوں اور بار بار اوپر اٹھا کر مکوں پر رکھ لیا تھا۔ یہاں تک کہ سطرون کو مار مار کر اس نے ادھ موا کر دیا تھا۔ پھر بالوں سے پکڑ کر سطرون کو یوناف نے اوپر اٹھایا۔ اس کے منہ پر بھرپور تین چار تمانچے مارتے ہوئے پوچھا۔ اب بتا تو کون ہے اور مجھ سے کیا چاہتا ہے۔

اس موقع پر سطرون فوراً سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور سنبھل گیا۔

عین اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور پھر کسی قدر تیز آواز میں ابلیکا یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ یوناف۔ سنبھل سطرون اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا چکا ہے۔ وہ اپنی سری طاقتوں کو تمہارے خلاف آزمائے گا۔ ابلیکا یہ پیغام دے رہی تھا کہ یوناف مستعد ہو گیا۔ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے اپنی طاقت میں اس نے دس گنا اضافہ کر لیا تھا۔ اور اس کا ہاتھ بھی اس لمحہ اپنی تلوار کے دستے پر چلا گیا تھا۔

اتنی دیر تک اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے سطرون سنبھل چکا تھا۔ پھر وہ پہلے کی طرح انتہائی غضبناکی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں تم سے کیا چاہتا ہوں۔ لگتا ہے تیری موت ہمارے ہاتھوں لکھی ہے۔ اب جو مار میں تمہیں ماروں گا تو اس مار کے پس منظر میں تم خود ہی جان جاؤ گے کہ میں کون ہوں۔ اس کے لئے مجھے خود تمہیں بتانے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی۔ اس پر یوناف سطرون سے بھی زیادہ کڑوے اور کسیلے لہجے میں کہنے لگا۔

دیکھ اجنبی تو مجھے کیا بتائے گا کہ تو کیا چاہتا ہے۔ جہاں تک میں اندازہ کر سکا ہوں تو

کسی غلیظ اور بدترین بستی کا بھڑوا اور کنجر لگتا ہے۔ تو مجھے کیا سبق سکھائے گا۔ دیکھ میں پہلے مار مار کر تجھے زمین پر لٹا چکا ہوں۔ اب جو میں دوسری مار تمہیں ماروں گا تو تو یہاں ہمارے سامنے سے بھاگ جانے پر مجبور ہو جائے گا۔ اس پر سطرون آگے بڑھا اور کہنے لگا۔ کنجر کی اولاد تو مجھے کیا بھگائے گا۔ ابھی تو خود دیکھے گا کہ تو کیسے یہاں سے بھاگتا ہے۔ سطرون ایک بار پھر یوناف پر حملہ آور ہونے کے لئے آہستہ آہستہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا چکا تھا۔

دوسرے کمرے میں دیوار کے پاس بیٹھی ہوئی کیرش پھر حرکت میں آئی اور اپنے سامنے بیٹھی ہوئی مارتھا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔ مارتھا یہ کل چھ شبیہیں میرے اور تمہارے سامنے دیوار پر بنی ہوئی ہیں۔ جو شخص اس طرف یوناف کی طرف بڑھ رہا ہے اس کا نام سطرون ہے۔ یہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا چکا ہے۔ لہٰذا تین شبیہوں کے دل کی جگہ تم کیلیں ٹھونکو اور باقی تین کے دل کی جگہ میں کیلیں ٹھونکتی ہوں پھر دیکھو کیا حشر ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی کیرش اور مارتھا فوراً حرکت میں آئیں اور انہوں نے شبیہوں میں پتھروں سے کیل ٹھوکنا شروع کر دیئے تھے۔

ایسا ہونا تھا کہ اچانک یوناف کی طرف بڑھتا ہوا سطرون زمین پر گر گیا۔ آہ و زاری کرنے لگا اور بری طرح تکلیف کا اظہار کرتے ہوئے زمین پر لوٹنے لگا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف سمجھ گیا تھا کہ کیرش اور مارتھا دونوں حرکت میں آ چکی ہیں۔ سطرون کے علاوہ ایسی ہی حالت عزازیل، نطیاس، سلیوک اور اوغار اور ذروعہ کی بھی ہو گئی تھی۔ اس موقع پر یوناف فوراً حرکت میں آیا۔

سطرون کو اس کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا اس جگہ لے گیا جہاں عزازیل اور اس کے ساتھی ایک ہی کرب میں مبتلا تھے۔ پھر یوناف پوری طرح حرکت میں آیا اور سطرون کے ساتھ اس نے عزازیل، نطیاس، سلیوک، اوغار اور ذروعہ پر بھی جان لیوا ضربیں لگانا شروع کر دی تھیں۔ ایک موقعہ پر جب اس نے عزازیل کو اٹھا کر سطرون پر بری طرح پٹخ دیا اور وہ دونوں بے پناہ کرب اور تکلیف کا اظہار کر رہے تھے۔ تب عزازیل انتہائی تکلیف اور شدت درد میں بولا اور سطرون کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

دیکھ سطرون میرے عزیز، میرا دل جھوٹ نہ بلوائے یہ اجنبی جس نے مار مار کر ہماری بری حالت کر دی ہے۔ یوناف کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ میرا دل کہتا ہے کہ اس نے اپنا حلیہ بدل رکھا ہے۔ اور یہ یوناف ہی ہے جس نے اس بیگار کیمپ پر قبضہ کر لیا ہے۔

دیکھ سطرون میرا دل کہتا ہے کہ ہماری آمد سے پہلے ہی اس نے ہمارے ساتھ

ٹکرانے کی پوری تیاریاں کر رکھی تھیں۔ جبھی یہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا
جس کا نہ تیرے پاس کوئی توڑ ہے نہ میرے پاس۔ دیکھ اب اس درد و کرب سے نجات
دلانے کی ایک ہی صورت ہے کہ ہم اپنی اپنی ہیئت کو بدلیں۔ تب ہی ہمیں اس سے نجات
مل سکتی ہے۔ اور اپنے ساتھیوں کو بھی کہیں اپنی ہیئت بدل لیں۔ اور یہاں سے بھاگ
چلیں۔ عزازیل کے کہنے پر سطروں فوراً حرکت میں آیا۔ اس کے کہنے پر سب نے اپنی
ہیئت بدلی۔ پھر وہ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ اس پر یوناف نے فوراً مارتھا اور
کیرش کو باہر آنے کے لئے کہا۔ پھر وہ تینوں بھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور
ان کے پیچھے ہو لئے تھے۔

○

قسطنطنیہ میں عظیم شہنشاہ جسٹنین کے بعد اس کا بھانجا جسٹن رومنوں کا بادشاہ بنا تھا۔
اس جسٹن کے عہد حکومت میں ایران کا عظیم الشان شہنشاہ نوشیروان قلعہ دارا پر حملہ آور
ہوا، جو رومنوں کے قبضہ میں تھا۔

قلعہ دارا کی حفاظت کے لئے رومنوں نے اپنی پوری عسکری طاقت کو جنگ کی آگ
میں دھکیل دیا تھا۔ لیکن وہ نوشیروان کو قلعہ دارا سے پسپا نہ کر سکے۔ نوشیروان نے قلعہ
دارا کو محاصرے میں رکھا۔ رومن لشکر جو اس سے جنگ کے لئے آیا تھا اسے اس
شکست دے کر بھگایا۔ اور جو رومن لشکر قلعہ دارا میں محصور تھا۔ اس کی زندگی اس
دن بدن اجیرن کرنی شروع کر دی تھی۔

دریا کا پانی جو دریا سے قلعہ دارا تک آتا تھا۔ اس کا رخ نوشیروان نے موڑ دیا اور
قلعہ کو پانی فراہم نہ ہو سکا۔ اس طرح نوشیروان نے نہ صرف پانی بلکہ خوراک کی بھی ایسی
ناکہ بندی کی کہ قلعہ دارا کو جو محصور رومن لشکر تھا وہ نوشیروان کے سامنے ہتھیار ڈالنے
مجبور ہو گیا۔

قلعہ دارا کے رومنوں کے ہاتھوں سے نکل جانے کا رومنوں کے شہنشاہ جسٹن کو اس
قدر صدمہ ہوا کہ وہ بے چارہ تخت و تاج سے دستبردار ہو گیا اور رومنوں نے ایک
ٹبریس کو اپنا شہنشاہ بنا لیا۔

اس ٹبریس نے پندرہ ہزار پونڈ بطور تاوان ادا کر کے ایران کے شہنشاہ نوشیروان
ایک سال کا معاہدہ صلح کر لیا۔ لیکن وہ غافل نہ بیٹھا۔ وہ اپنی جنگی تیاریوں میں مصروف
اپنے لشکر کی تعداد بڑھاتا رہا۔ اور تربیت کے خوب انتظامات کئے۔

ایک سال کی لگاتار دوڑ دھوپ کے بعد ٹبریس نے گو ایک بہت بڑا لشکر تیار کر لیا
اور اس کی تربیت کا کام بھی مکمل کر لیا اس کے باوجود وہ خیال کرتا تھا کہ ایران کے شہنشاہ
نوشیروان کا مقابلہ کرنے کے لئے اس کے پاس جس قدر عسکری قوت ہے وہ مناسب اور
کافی نہیں۔ اس لئے اس نے تین سال کے لئے نوشیروان کو مزید تیس ہزار پونڈ سالانہ
تاوان کی شرط پر معاہدہ صلح کی تجدید کر لی تھی۔

اس تین سالہ معاہدہ کی مدت ختم ہوتے ہی ایران کے شہنشاہ نوشیروان نے آرمینیا
پر حملہ کر کے اسے اپنے تسلط میں لے لیا۔ پھر رومن آرمینیا کا رخ کیا۔ یہاں کے سکائی
حکمران نے جو رومن حکومت کا وظیفہ خوار تھا۔ ایرانی لشکر کا مقابلہ کیا۔ اس ایرانی لشکر میں
چونکہ خود نوشیروان شامل نہیں تھا لہذا ایرانی لشکر منظم طریقے سے جنگ کا مظاہرہ نہ کر سکا
اور رومن آرمینیا کے حکمران نے ایرانی لشکر کو شکست دے کر پسپا کیا۔ بلکہ یہ شکست ایسی
تھی کہ آرمینیا والوں نے ایرانی لشکر کے پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا تھا۔

ایرانیوں کی اس شکست سے آرمینیا میں ایرانیوں کی یلغار رک گئی تھی۔ تاہم
ایران کے شہنشاہ نوشیروان کو آرمینیا میں ایرانی لشکر کی شکست کا بے حد دکھ ہوا۔ وہ ایک
لشکر لے کر نکلا اور آرمینیا کی ایک سرحدی چوکی پر ایسا شب خون مارا کہ جس قدر وہاں
رومن تھے ان سب کو اس نے تہہ تیغ کر دیا۔ اس کے بعد چونکہ موسم سرما کی آمد آمد
تھی۔ لہذا سرما گزارنے کے لئے نوشیروان نے جنگی سرگرمیاں ملتوی کر دی تھیں۔

نوشیروان کے اس طرح امن کے ساتھ سرما گزارنے کے ارادے کی خبر رومنوں کو
بھی ہو گئی تھی۔ لہذا رومن شہنشاہ ٹبریس نے ایک لشکر ترتیب دیا۔ یہ لشکر ایرانی آرمینیا پر
حملہ آور ہوا۔ دور دور تک اس رومن لشکر نے ایرانی آرمینیا میں تباہی اور بربادی
پھیلائی۔ جگہ جگہ، شہر شہر، گاؤں گاؤں کو لوٹا۔

نوشیروان کو جب صورتحال سے آگاہی ہوئی تو اپنا لشکر اس نے ایرانی آرمینیا والوں
کی مدد کے لئے بھیجا تاہم خود وہ اپنے مرکزی شہر ہی میں رہا۔ یہ ایرانی لشکر کچھ اس قدر
خونخواری سے آرمینیا میں حرکت میں آیا کہ رومنوں کا وہ لشکر جو ایرانی آرمینیا میں قتل و
غارت گری کئے ہوئے تھا اس پر ایرانی لشکر حملہ آور ہوا۔ اور ان سارے رومنوں کو تہہ
تیغ کر کے رکھ دیا۔ اس طرح آرمینیا میں ایک بار پھر رومنوں کو بد ترین شکست ہوئی۔

رومنوں نے اپنا ایک سال خاموشی سے گزارا۔ لیکن ایک سال بعد ہی دونوں
حکومتوں کی جنگی سرگرمیاں پھر سے شروع ہو گئیں۔ دونوں حریف ایک دوسرے کے علاقے
کو تہہ و بالا کرنے لگے۔ اسی اثناء میں رومن شہنشاہ ٹبریس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد

ایک شخص مارس رومنوں کا شہنشاہ بنا۔ تخت نشین ہوتے ہی رومنوں کے شہنشاہ مارس
ایک بہترین لشکر ترتیب دیا اور آرمینیا پر لشکر کشی کی اور وہاں ایرانیوں کا قتل عام کر
خوب تباہی مچائی۔ پھر آرمینیا سے یہ نکلا اور ارضامین اور بین النہرین کی طرف پیش قد
اس پر ہی اس نے بس نہیں کیا بلکہ کردستان میں بھی چھاپا مار جنگ کی ابتدا کی اور
لوٹ مار کی۔

نوشیروان کو رومنوں کے نئے شہنشاہ مارس کی جب ان خونخوار سرگرمیوں کی ا
ملی تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آنا ہی چاہتا تھا کہ اچانک وہ بیمار پڑا اور اس دار
سے رخصت ہوگیا۔

نوشیروان کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ہرمز ایرانیوں کا شہنشاہ بنا۔ نوشیروان ایک
اور انصاف پسند حکمران تھا۔ وہ بہترین جرنیل اور سالار بھی تھا اور ان گنت مواقع
نے رومنوں کو شکست دے کر ایرانیوں کے لئے بہترین فوائد حاصل کئے۔

ایران کے اس عادل شہنشاہ کے متعلق کچھ اقوال بھی منسوب کئے جاتے ہیں
بھی لوگوں کے لئے مشعل راہ خیال کیے جاتے ہیں۔ وہ چند اقوال جو ایران کے
نوشیروان سے منسوب کئے جاتے ہیں۔ مندرجہ ذیل ہیں۔

اگر زمانہ ہمارے موافق نہ ہو تو ہمیں زمانے کے مطابق ہونا چاہئے۔

دنیا سرائے فانی ہے ہم مسافر ہیں۔ سرائے کو چھوڑ کر مسافر کو جانا ہی ہوتا ہے۔

کسی ساکت چیز کو متحرک نہ کرو۔ اور ہر متحرک کو ساکت کر دو۔

وہ بادشاہ جو رعایا کے زر و مال سے خزانے کو پر کرتا ہے اس شخص کی طرح
اپنے گھر کی مٹی کھود کر چھت پر ڈالتا ہے۔

گناہگاروں کو معاف کر دینے میں' میں نے وہ لذت دیکھی جو دشمن سے انتقام
میں نہیں۔

کوئی چیز مملکت کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتی جتنا سستی۔

کوئی چیز ایسا درست راستہ نہیں دکھاتی جیسا باہمی مشورہ۔

تائید ایزدی حاصل کرنے کا عدل سے بڑھ کر کوئی وسیلہ نہیں۔

رحمت خداوندی حاصل کرنے کا احسان سے بڑھ کر کوئی ذریعہ نہیں۔

مقصد کے حصول کا صبر سے بڑھ کر کوئی طریقہ نہیں۔

ہم اس بات کے قائل ہو گئے ہیں کہ خاندان کی بزرگی اور شرافت ہی دراصل
حاصل کرنے کے لائق ہے۔

کہتے ہیں ایک بار لوگوں نے نوشیروان سے کہا کہ ایک شخص اپنے وسائل سے بڑھ
کر اور سخاوت کرتا ہے' اس کے جواب میں نوشیروان نے کہا' کیا تم نے کبھی دیکھا
کہ دریا پہلے خود سیراب ہوئے بغیر زمینوں کو سیراب کرے۔

بہرحال ایرانیوں کے عظیم شہنشاہ نوشیروان کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ہرمز
تخت نشین ہوا۔ جس کی تخت نشینی کے متعلق نوشیروان نے وصیت کی تھی۔ اسی ہرمز کی
ماں ترک خاقان کی بیٹی تھی۔

ایران کے شہنشاہ نوشیروان کی وفات کے ساتھ ساتھ رومنوں کے لئے ایک اور
مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی تھی بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ یہ مصیبت رومن شہنشاہ جسٹن کے دور
میں سر ابھار چکی تھی۔ یہ وحشی قبائل لمبارڈ تھے۔ جو اس سے پہلے ہنگری اور دریائے
ڈینیوب کے اس پار کے علاقوں میں آباد تھے۔ اس علاقے میں دو وحشی قبائل آباد تھے۔
ایک لمبارڈ اور دوسرے آوار۔ دونوں ہی کا تعلق ایشیا سے خیال کیا جاتا ہے۔ ماضی میں یہ
لمبارڈ اور آوار ایک طرح سے گاتھوں کے خلاف کئی مواقع پر رومنوں کی مدد کرتے ہوئے
بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ آخر ان لمبارڈ کا ایک حکمران ایسا بنا جو انتہائی جنگجو' دلیر اور شجاع
تھا اور اس کا نام البائین تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ اٹلی میں رومن سلطنت کی گرفت
کمزور ہوتی جا رہی ہے تو اس نے اس کمزوری سے فائدہ اٹھانے کا عزم کر لیا۔

گو لمبارڈ کے بادشاہ کے حملہ آور ہونے سے پہلے رومنوں نے جگہ جگہ گاتھ قبائل کو
شکست دے کر اٹلی میں امن و سکون بحال کر دیا تھا لیکن یہ لمبارڈ گاتھ قبائل سے بھی
زیادہ خوفناک اور خونخوار ثابت ہوئے۔ اپنے بادشاہ البائن کی سرکردگی میں سب سے پہلے
لمبارڈ نے دریائے ڈینیوب کے جس علاقے پر قبضہ کر رکھا تھا وہ اپنے ہمسائے وحشی قبیلے
آوار کے حوالے کر دیا۔ خود یہ لمبارڈ اپنے پورے قبائل کے ساتھ حرکت میں آئے۔ اس
حرکت میں ان کے ساتھ ساری عورتیں' بچے' جانور' بوڑھے اور پورا ضرورت کا سامان تھا۔
اس سارے سامان کے ساتھ وحشی لمبارڈ قبائل نے کوہستان الپس کو عبور کیا اور پھر اٹلی
کے میدانوں میں داخل ہونے کے بعد دریائے پو کے ساتھ ساتھ پورے میدانوں پر لمبارڈ
نے قبضہ کر لیا تھا۔ اٹلی میں رومنوں کی کوئی ایسی طاقت نہ تھی جو ان وحشی لمبارڈ قبائل کی
راہ روکتی۔

اس سے لمبارڈ قبائل کے بادشاہ البائن کے حوصلے کافی بلند اور مضبوط ہوئے۔
دریائے پو تک سارے میدانی علاقوں پر قبضہ کرنے کے بعد وہ آگے بڑھا۔ اب اس کے
راستے میں پاویا نام کا مشہور رومن شہر آتا تھا۔ جس کے ارد گرد بڑی مضبوط فصیل تھی۔ اور

اس کے اوپر ایسے برج تھے جنہیں رومن ناقابل تسخیر خیال کرتے تھے۔ لیکن یہ مضبوط
لمبارڈ قبائل کے بادشاہ البائن کے سامنے زیادہ دیر تک دفاع کا بند نہ باندھ سکے۔ آخر
شہر پر بھی البائن نے قبضہ کر لیا اور شہر کو اس نے اپنی سلطنت کا مرکزی شہر قرار د
اس کے بعد وحشی لمبارڈ قبائل کا بادشاہ آندھی اور طوفان کی طرح حرکت میں آیا
تیزی سے وہ جنوب کی طرف بڑھا اور اٹلی کے بڑے بڑے شہروں پر قبضہ کرتا چلا گیا۔
میں میلان اور ویرونا جیسے عظیم شہر بھی شامل تھے۔

اسی دوران البائن کو اگر قتل نہ کر دیا جاتا تو وہ طوفانوں کی طرح آگے بڑھتا ہوا
پر چھا جاتا۔ اس کے قتل میں اس کی ملکہ روسامند کا ہاتھ تھا۔ کہتے ہیں روسامند
ڈینیوب کے اس پار ایک وحشی قبیلے کی شہزادی تھی۔ اس قبیلے کے بادشاہ پر البائن حملہ
ہوا۔ اس بادشاہ کا سر اس نے کاٹا اور اس کی بیٹی روسامند کو اپنے قبضے میں کر لیا۔

پھر البائن نے ایسا کیا کہ اس بادشاہ کے سر کو کاٹ کر کھوپڑی کو صاف کیا گیا
کی ایک پیالی کی صورت وضع قطع بنائی گئی اور اس پیالی کے اوپر اس نے سونا چڑھا
البائن نے مرنے والے بادشاہ کی کھوپڑی سے بنے ہوئے جام کو اس کی بیٹی روسامند
حوالے کیا اور اسے حکم دیا کہ اپنے باپ کی کھوپڑی سے بنے ہوئے اس پیالے سے وہ
شراب پلائے۔ روسامند مجبور اور بے بس تھی لہٰذا اس نے اپنے باپ کی کھوپڑی
ہوا پیالہ جس پر سونے کے پترے چڑھے ہوئے تھے، لیا اور اس میں شراب انڈیل کر
صرف لمبارڈ قبائل کے بادشاہ البائن بلکہ اس کے روسا کو بھی پلائی۔

اس کے بعد لمبارڈ قبائل کے بادشاہ البائن نے شہزادی روسامند کو اپنے حرم
داخل کر لیا تھا۔ روسامند اس کے حرم میں داخل تو ہو گئی تھی لیکن اندر ہی اندر وہ
سے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے سلگتی ہی رہی۔ بظاہر وہ البائن کے سا
مخلص اور وفادار رہی۔ جب بھی وہ البائن کی صحبت میں آتی مسکراتی رہتی۔ اپنے حسن
جاذبیت اور اپنی کشش سے پوری طرح البائن کو محظوظ کرتی اور حق زوجیت بھی
دلچسپی سے ادا کرتی۔ لیکن اندر ہی اندر وہ انتقام لینے کے انتظامات بھی مکمل کر چکی تھی۔

وہ اس طرح کہ اس شہزادی روسامند نے البائن کے محافظ دستے کے سالار کے سا
جنسی تعلقات استوار کر لئے۔ کچھ عرصہ تک یہ شہزادی روسامند اپنے حسن، اپنی
ساخت کی کشش سے البائن کے محافظ دستوں کے سالار کو لطف اندوز کرتی رہی۔ پھر
نے اپنی سازش میں شریک کر لیا۔ دونوں نے مل کر البائن کو ایک رات قتل کر دیا
دونوں نے شادی کرنے کے بعد فرار حاصل کیا اور اٹلی سے نکل کر قسطنطنیہ بھاگ گئے

رومنوں کو امید تھی کہ وحشی لمبارڈ قبائل کے بادشاہ البائن کے مارے جانے سے
لمبارڈ قبائل کی اٹلی کے اندر پیش قدمی رک جائے گی لیکن ایسا نہ ہوا۔ البائن کے بعد
لمبارڈ قبائل دو حصوں میں بٹ گئے۔ ایک حصے نے ایک شخص سپالیٹو کو اپنا حکمران
کر لیا۔ دوسرے حصے نے ایک اور لمبارڈ سردار بن وینٹو کو اپنا بادشاہ بنا لیا تھا۔

ان دونوں لمبارڈ حکمرانوں میں سے ایک نے وسطی اٹلی پر قبضہ کر لیا اور دوسرا جنوبی
کا حکمران بن گیا۔ اس طرح وحشی لمبارڈ قبائل شمال میں کوہستان الپس سے لے کر
میں خلیج میسینا تک دندناتے پھرتے تھے۔ اور کوئی ان کی راہ روکنے والا نہ تھا۔

اٹلی پر قبضہ کرنے کے بعد وحشی لمبارڈ قبائل اٹلی سے نکل کر سسلی اور رومنوں کے
جزائر مثلاً" سارڈینیا اور شمالی افریقہ پر بھی وہ قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن بدقسمتی
وحشی لمبارڈ قبائل کے پاس کوئی بحری بیڑہ نہ تھا۔ لہٰذا وہ اپنی اس خواہش کی تکمیل نہ

جسٹن ٹیرونیس اور مارس جو یکے بعد دیگرے رومنوں کے شہنشاہ بنے انہوں نے اپنی
سے پوری کوشش کی کہ اٹلی پر حملہ آور ہو کر لمبارڈ قبائل کو وہاں سے نکال باہر
لیکن وہ ایسا نہ کر سکے۔ جو رومن لشکر بھی وحشی لمبارڈ قبائل کے سامنے آیا لمبارڈ
نے انہیں بدترین شکست دی۔ اور اٹلی سے مار بھگایا۔

رومنوں کا شہنشاہ مارس ایک بار پھر اٹلی میں لمبارڈ قبائل کے خلاف حرکت میں آنا
تھا کہ وہ ایران کے ساتھ جنگوں میں الجھ گیا جس کی بناء پر وہ اٹلی میں لمبارڈ کے خلاف
کارہائے نمایاں انجام نہ دے سکا جس کے نتیجے میں اٹلی میں لمبارڈ نے اپنی حکومتوں کو
مستحکم اور مضبوط کر لیا تھا۔

○

یوناف، کیرش اور مارتھا بڑی تیزی سے عزازیل، نطیاس، سلیوک، اوغار، سطرون اور
کا تعاقب کرتے چلے جا رہے تھے۔ تھوڑا سا آگے جا کر عزازیل اور اس کے سارے
اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور دھوئیں کی طرح فضا میں اوجھل ہو گئے
یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف، کیرش اور مارتھا نے ان کا تعاقب ترک کر دیا۔ پھر
صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلے کے شمال میں جو وحشی قبائل آباد تھے۔ جنہیں
اور ذروعہ دونوں نے مل کر شرک میں مبتلا کر رکھا تھا ان کی طرف بڑی تیزی سے
تھے۔

اودھر عزازیل اور اس کے سارے ساتھی نطیاس کے محل سے باہر نمودار ہوئے
جونہی انہوں نے اپنی شکل و صورت اختیار کی ایک بار پھر وہ تکلیف اور کرب میں
کر رہ گئے تھے۔ اس لئے کہ صحرائے کالاہاری کی اپنی رہائش گاہ میں یوناف نے ان
شبیہیں بنا کر ان پر عمل کرتے ہوئے کیرش اور مارتھا سے کیل ٹھکوائے تھے۔ وہ کام
اس عمل کا اثر ابھی تک باقی تھا۔ لہٰذا عزازیل کے کہنے پر ایک بار پھر سب
ہیئت بدلی۔ اور عزازیل بولا اور اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

سنو میرے عزیزو! تھوڑی دیر تک مزید اپنی اسی نئی ہیئت میں رہو۔ پھر میں
بندوبست کراتا ہوں۔ اس کے ساتھ عزازیل نے اپنے ساتھی شبر کو طلب کیا۔ تھوڑی دیر
تک شبر عزازیل کے سامنے حاضر ہوا۔ عزازیل نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے حکم دیا

دیکھ شبر ابھی اور اسی وقت صحرائے کالاہاری کی طرف جاؤ۔ وہاں دریائے کانگ
کنارے جو بیگار کیمپ ہے اس میں یوناف اور کیرش دونوں نے ہماری شبیہیں بنا کر
سری عمل کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے ہم اپنی اصلی شکل و صورت اختیار نہیں کر
اذیت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جاؤ۔ اس نے اگر ہماری شبیہوں میں خنجر گاڑے ہوں تو
دیکھو یہ کام یوناف اور کیرش کی نگاہ بچا کر کرنا۔

عزازیل کا یہ حکم پاتے ہی شبر حرکت میں آیا۔ وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت
اور صحرائے کالاہاری کی طرف کوچ کر گیا۔ جب وہ بیگار کیمپ میں داخل ہوا تو اس
دیکھا یوناف' کیرش اور مارتھا پہلے ہی وہاں سے صحرائے کالاہاری کے شمالی کوہستانی
کے شمالی حصوں کی طرف کوچ کر چکے تھے' لہٰذا شبر بڑی بیباکی سے یوناف کی رہائش
داخل ہوا۔ اور وہاں عزازیل اور اس کے ساتھیوں کی شبیہوں میں جو اس نے کیل
ہوئے تھے وہ شبر نے نکال باہر کئے' پھر وہ واپس عزازیل کی طرف چلا گیا۔

○

صحرائے کالاہاری کے شمالی کوہستانی سلسلوں کے شمال میں جو دوسرا بیگار کیمپ
جہاں لڑکیوں سے بیگار میں کام لیا جاتا تھا۔ یوناف' کیرش اور مارتھا وہاں وارد ہوئے
طرح انہوں نے دریائے کانگ کے کنارے بیگار کیمپ کا خاتمہ کیا تھا وہاں بھی وہ ان
کی مدد کے لئے بڑی بے باکی سے حرکت میں آئے۔ اور ان کی بھی بیگار کیمپ
خلاصی کرائی۔

جس طرح دریائے کانگ کے کنارے یوناف نے لڑکیوں اور وہاں کام کرنے

کے آپس میں جوڑے بنا دیئے تھے۔ اسی طرح وہ شمال میں بھی حرکت میں آیا اور
جوڑے بنا کر اس نے بیگار کیمپ کا خاتمہ کرتے ہوئے لڑکیوں اور مردوں کو پر
ازدواجی زندگی بسر کرنے کا موقع فراہم کیا تھا۔

سارے کام کرنے کے بعد یوناف کیرش اور مارتھا وہاں سے کوچ کرنے والے تھے
نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ پھر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

دیکھو یوناف! دریائے کانگ کے کنارے بیگار کیمپ میں جو تم نے عزازیل اور اس
کی شبیہیں بنا کر ان میں کیل ٹھکوا کر انہیں جو اذیت اور مصیبت میں مبتلا کیا تھا
چھٹکارا حاصل کر چکے ہیں۔

اس طرح کہ عزازیل نے اپنے ساتھی شبر کو دریائے کانگ کے کنارے تمہاری
طرف روانہ کیا۔ اس نے اس ساری شبیہوں کے اندر سے کیرش اور مارتھا کے
کیل نکال دیئے ہیں۔

تمہارے لئے پہلی خبر ہے اب دوسری خبر یہ ہے کہ اس دوسرے بیگار کیمپ کی
کی زندگی سنوارنے کے بعد ہم نے اب اس وحشی قبیلے کی طرف جانا ہے۔
اور اس کی بیوی زروعہ نے شرک میں مبتلا کر رکھا ہے۔ سطرون نے اس وحشی
ایدونس نام کے دیوتا کی پوجا پاٹ اور پرستش کا کام شروع کروا دیا ہے۔ دیکھو
قبیلے کے قریب ہی ایک سرائے ہے جس میں عموماً" مسافر' سیاح لوگ قیام کرتے

روز پہلے اس سرائے میں ایک یونانی امیر و کبیر سیاح نے بھی آ کر قیام کیا ہے۔
ساتھ اس کے دو خادم بھی ہیں۔ یہ یونانی سیاح اور فلسفی ایدونس دیوتا کے متعلق
ہے۔ اور شاید کچھ دن یہ ان ہی علاقوں میں قیام کرے گا۔ میرے خیال میں تم
یہاں سے کوچ کرو اور اسی سرائے میں جا کر قیام کرو جہاں اس یونانی فلسفی نے
ہے۔ اور اس سے تمہیں بہت کچھ تحقیقات اور معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔
بعد ان وحشی قبائل نے لوگوں کو ایدونس دیوتا کی پوجا پاٹ سے باز رکھنے کی مہم کا
گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا چند لمحوں کے لئے رکی پھر وہ اپنا سلسلہ کلام جاری
کہہ رہی تھی۔

یوناف جو یونانی فلسفی ان سرزمینوں میں ایدونس دیوتا کے متعلق تحقیق کرنے
میں تمہیں بتا چکی ہوں وہ پچھلے کئی روز سے یہاں قیام کئے ہوئے ہے۔ اور

ایدونس دیوتا کے متعلق وہ بہت کچھ معلومات حاصل کر چکا ہے۔ اس یونانی فلسفی کا ہے۔ بظاہر ہے تو وہ یونانی سیاح لیکن اس نے یہودیت اختیار کر رکھی ہے۔ اور کا بہت بڑا اور سختی سے پیروی کرنے والا ہے۔ میرے خیال میں تم تینوں میاں سے ملو۔ اس سے تم بہت کچھ معلومات حاصل کر سکتے ہو۔ ابلیکا کے کہنے پر یوناف اور مارتھا حرکت میں آئے۔ پھر وہ سری قوتوں کے ذریعے اس سرائے کی طرف تھے۔ جس کی ابلیکا نے نشاندہی کی تھی۔ ابلیکا خود بھی سرائے تک ان تینوں کی رہی تھی۔

یوناف، کیرش اور مارتھا تینوں جب سرائے میں داخل ہوئے اور اپنی رہائش انہوں نے سرائے سے کمرہ حاصل کر لیا۔ جس وقت وہ کمرے کی طرف جانے لگے ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ یوناف سرائے کے بائیں جانب جو چھوٹا سا باغیچہ ہے اس کے اندر ہری گھاس اگائی گئی ہے۔ ادھر غور سے دیکھو ایک ادھیڑ عمر کا شخص بھی بیٹھا ہوا یونان کا یہودی فلسفی نیوس ہے۔ جو اس علاقے میں ایدونس دیوتا کے لئے تحقیق ہے۔ اس پر یوناف خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ ابلیکا اگر یہ یونانی یہودی فلسفی نیوس ہے تو میں ابھی اس سے ملا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اس سے مل کر کم از کم ہمارے علم، ہماری اطلاعات میں ہو گا۔ ابلیکا نے اس سے اتفاق کیا۔ پھر یوناف کیرش اور مارتھا کو لے کر سرائے طرف اس باغیچے کی طرف چل دیا تھا جس کی نشاندہی ابلیکا نے کی تھی۔

یوناف، کیرش اور مارتھا کو لے کر جب اس باغیچے میں داخل ہوا تو اس باغیچہ میں گھاس پر ایک شخص بیٹھا ہوا تھا جو عمر کے لحاظ سے چالیس سے او یوناف اس کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

میرے محترم اگر میں غلطی پر نہیں تو تمہارا نام نیوس ہے۔ تم یونان کے ہو اور یہودیت اختیار کر چکے ہو اور ان علاقوں میں تم ایدونس دیوتا پر تحقیقات لئے آئے ہوئے ہو۔

یوناف کے اس اچانک انکشاف پر وہ شخص دنگ رہ گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھتا رہا۔ شاید اس سے کچھ پوچھنے کے لئے وہ کر سکا تھا۔ اتنی دیر تک یوناف کیرش اور مارتھا تینوں اس کے سامنے بیٹھ گئے سنبھلا اور حیرت انگیز سے انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

دیکھ اجنبی جو اطلاع تم نے میرے متعلق دی ہے وہ بالکل سچ ہے اور حقیقت پر مبنی ہے تو کہو تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میں ایک فلسفی ہوں، میرا نام نیوس ہے اور میں اختیار کر چکا ہوں۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ میرے بزرگ تو بھول جا کہ اطلاعات میں نے کہاں سے حاصل کیں۔ بس یوں جانو، میرے پاس کچھ قوتیں ہیں جن سے میں یہ اطلاعات حاصل کر سکتا ہوں۔ تم یہ تو کہو کہ تم نے ان علاقوں میں جانے والے دیوتا ایدونس سے متعلق کیا تحقیقات حاصل کی ہیں۔ اس پر نیوس بولا لگا۔

میں اس دیوتا کے متعلق بہت سی معلومات حاصل کر چکا ہوں۔ پر تم کیوں پوچھتے اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ بزرگ نیوس میرا نام یوناف ہے یہ دونوں میری ہیں۔ ایک کا نام کیرش دوسری کا نام مارتھا ہے۔ یوں جانو ہم بھی اس ایدونس دیوتا کی ہی معلومات حاصل کرنے کے لئے ان سرزمینوں کی طرف آئے ہیں۔ اس پر نیوس کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ اگر تم ایسا کرنے کے لئے آئے ہو تو پھر میرے ہی ہو لہٰذا میں تم پر پورا اعتماد اور بھروسہ کروں گا۔

اب میں یوناف مزید نیوس سے کچھ کہنے ہی والا تھا کہ کیرش بول پڑی اور بوڑھے نیوس کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھنے لگی۔

دیکھ بزرگ نیوس اب جب کہ تو ہم پر بھروسہ اور اعتماد کر چکا ہے اور تمہاری طرح اس سرائے میں تینوں قیام کر چکے ہیں اور ان سرزمینوں میں آنے کا ہمارا اور تمہارا آپس میں ملتا جلتا ہے تو کیا تم ہماری اطلاع کے لئے یہ نہ بتاؤ گے کہ لوگ واحد کو چھوڑ کے مختلف قسم کے دیوی دیوتاؤں کی طرف کیوں مائل ہوتے ہیں اور کی پوجا پاٹ کرنے پر رضا مند ہو جاتے ہیں۔

کیرش کے اس استفسار پر، یونانی یہودی فلسفی نیوس تھوڑی دیر تک سر جھکائے رہا پھر وہ بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ بیٹی تیرا سوال بہت اچھا اور کارگر ہے۔ اس سے متعلق جس قدر میں جانتا ہوں تم تینوں کو بتاتا ہوں۔ سنو میرے بچو!

روئے زمین پر ہر سال جو زبردست تغیرات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ انہوں نے ہر انسان کے ذہن کو شدت کے ساتھ متاثر کیا ہے۔ اور اسے دعوت غور و فکر دی

لیکن ان وسیع اور تعجب خیز تبدیلیوں کے متعلق انسان کے تجسس میں اس کی اپنی

مرضی بھی شامل رہی ہے۔ اس لئے کہ وحشی تک بھی یہ سمجھ لیتا ہے کہ اس کی
تمام تر دارو مدار فطرت کی زندگی پر ہے اور وہی عمل جس سے آب رواں منجمد ہو
جاتا ہے اور زمین اپنے لاجوردی لباس سے معلوم ہو جاتی ہے اس کے وجود کے لئے
خطرے کا باعث ہے۔

اپنے ارتقاء کے کسی مرحلے پر انسان نے یہ سوچا ہو گا کہ اس آفت کا سد باب
کے بس کی بات ہے اور وہ موسمی تغیرات کی رفتار اپنے جادو کے زور سے تیز یا دھیمی
سکتا ہے۔

چنانچہ وہ مینہ برسانے' دھوپ نکالنے' جانوروں کی افزائش کرنے اور زمین کو بار
کرنے کے لئے رسمیں ادا کرتا اور منتر پڑھتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ علم کی ترقی
کے بہت سے توہمات کا خاتمہ کر دیا ہے۔ کم از کم نوع بشر کا سنجیدہ طبقہ اس بات کا
ہو گیا۔ گرما و سرما' بہار و خزاں کا سلسلہ اس کے جادو ٹونوں کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ فطرت
ان بدلتے ہوئے مناظر کے پیچھے کوئی اندرونی عمل بھی جاری تھا۔

یعنی کوئی زبردست قوت کار فرما ہے۔ لہٰذا وہ نباتات کے نمو پانے اور مرجانے
مخلوقات کی پیدائش اور موت کو بھی دیوتاؤں کی گھٹتی بڑھتی طاقت کا نتیجہ سمجھنے لگے۔
انسانوں کی طرح جنم لیتے اور مرجاتے تھے۔ شادیاں کرتے اور بچے پیدا کرتے تھے۔

اس طرح موسموں کے متعلق قدیم سحری نظریئے کی جگہ مذہبی نظریئے نے لے لی
یوں کہنا چاہئے کہ اس نظریے میں مذہبی عقائد کا اضافہ ہو گیا کیونکہ لوگ اب موسم
سالانہ تغیرات کو بنیادی طور پر ان ہی تبدیلیوں سے منسوب کرنے لگے تھے۔ جو ان
خداؤں میں واقع ہوتی رہتی۔

لیکن اب بھی وہ یہ سمجھتے تھے کہ بعض سحری رسموں کے ذریعے وہ خدا کے
حیات کے دیوتاؤں کی کشمکش میں اس کی مدد کر سکتے ہیں۔

انسانوں کا خیال تھا کہ ان کے دیوتاؤں کے گرتے ہوئے ماہ و سال کو تازگی بخشنا
اسے موت کی نیند سے جگانا ان کے اختیارات میں ہے۔ اس مقصد سے لوگ جو رسمیں
کیا کرتے تھے وہ اصل عملہائے فطرت کی تفسیر تھے جس میں انہیں سہولت پیدا کرنی مقصود
تھی۔

کیونکہ سحر کا یہ ایک عام اصول ہے مثل سے مثل پیدا ہوتا ہے۔ اور چونکہ
کے اس مرحلے میں نشو و نما اور انحطاط پیدائش اور فنا کے نشیب و فراز کو انہیں
دیوتاؤں کے شادی بیاہ' موت اور نئے جنم سے منسوب کیا جانے لگا تھا۔ اس لئے ان

سحری مضامین کا موضوع یہی چیزیں بن گئیں تھیں اور ان میں بار آوری کی قوتوں کا
عمل خیز اتحاد شدی شدہ دیوتاؤں کے جوڑوں میں کم از کسی ایک زندگی کا المیہ اور کسی
دوسری زندگی کا مسرت انگیز منظر پیش کیا جانے لگا۔

حقیقت یہ ہے کہ سحر بندھنوں سے نجات حاصل کرنے میں بہت کم مذہب کامیاب
ہوئے ہیں۔ دو متضاد اصول عمل در عمل فلسفیوں کے لئے خواہ کتنا ہی پیچیدہ مسئلہ کیوں نہ
ہو عام آدمی اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ اسے صرف عمل سے سروکار ہے۔ اس کے
اسباب کی تجویز سے اسے کوئی بحث نہیں۔ اگر نوع انسانی ہمیشہ منطقی اصول پر کار بند رہتی
اور دانائی سے کام لیتی تو اس کی تاریخ جہالت اور جرم کی روداد سے عبارت نہ ہوتی۔

موسموں کے تغیر کے ساتھ ساتھ جو نئی تبدیلیاں رو نما ہوتی ہیں ان میں منطقہ
معتدلہ کی حد تک سب سے نمایاں وہ ہیں جو نباتات پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اگرچہ اس تغیر
کا حیوانات پر بھی گہرا اثر پڑتا ہے۔ لیکن وہ اس قدر نمایاں نہیں ہوتا۔

لہٰذا لازم ہے کہ جاڑے کو دفع کرنے اور بہار کو واپس لانے کے لئے جو رسمیں ادا
کی جاتی ہوں۔ ان میں نباتات کو خاص اہمیت دی جائے اور ان کو پرندوں اور چوپایوں پر
فوقیت حاصل ہو۔

بایں ہمہ جو لوگ یہ رسمیں ادا کرتے ہیں۔ انہیں زندگی کے ان دو نباتاتی اور حیوانی
پہلوؤں کے بتانے کا کوئی شعور نہ تھا۔ بلکہ جانوروں اور پودوں کے باہمی رشتے کے متعلق
ان کا عام عقیدہ بڑا مبالغہ آمیز تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نباتات کی نئی زندگی کے سوانگوں میں
مواصلت کے حقیقی یا ڈرامائی منظر میں شامل کر لیا کرتے تھے۔

تاکہ یہ بیک وقت اور بیک کرشمہ جانور اور انسانوں کے عمل کو تقویت پہنچائی
جائے۔ ان کے نزدیک زندگی اور ثمر بری کا خواہ وہ نباتاتی ہو خواہ وہ انسانی ایک ناقابل تقسیم
وحدت تھی۔ جینا اور جلانا' کھانا پینا اور بچے پیدا کرنا یہی کچھ ماضی میں انسان کے بنیادی
ضروریات رہے ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔

انسانی زندگی کی تزئین اور آرائش کے لئے ان میں اور چیزیں بڑھائی جا سکتی ہیں اور
بڑھائی جاتی رہی ہیں لیکن جب یہ فطری احتیاجات پوری نہ ہوں۔ بنی نوع انسان کا خاتمہ ہو
جائے گا۔ لہٰذا کسی حد تک یہی وہ دو چیزیں تھیں یعنی غذا اور بچے جن کے حصول کی سعی میں
موسموں کو منجمد کرنے کے لئے لوگ سحری رسمیں ادا کرتے یا اس مقصد کے لئے اپنے
دیوتاؤں کی طرف رجوع کرتے تھے۔

بظاہر یہ رسمیں دنیا میں سب سے زیادہ باضابطگی سے ان علاقوں میں جاری رہی

ہیں۔ جو بحیرہ روم کے مشرقی کنارے پر واقع ہیں۔ اور مصر اور مغربی ایشیاء والے نباتات کے نمو پانے اور مرجھانے کے سالانہ عمل کو اس اپنے مختلف دیوتاؤں کے سے موسوم کرتے رہے ہیں۔ ان دیوتاؤں میں مصر کا اوسائی رسن دیوتا یونان کا تمو اور قبرس کا ارونہ اور کئی مزید دیوتا بھی شامل ہیں۔ جن کے نام مختلف ہیں لیکن ان وابستہ رسمیں تقریباً" ایک ہی جیسی ہیں۔

یہ وہ پس منظر ہے جس کی وجہ سے لوگ خدائے واحد کو چھوڑ کر دیوی، دیوتا طرف رجوع کرتے رہے ہیں اور ان کی پوجا پاٹ کرتے رہے ہیں۔ اس وقت چونکہ موضوع ایدونس دیوتا ہے لہٰذا میں اسی کے متعلق آپ کو تفصیل سے بتاؤں گا۔ بنیادی پر ایدونس کو بابل اور شام کی سامی قومیں پوجا کرتی تھیں۔ ساتویں صدی قبل مسیح بھگ یونانیوں نے بھی اس دیوتا کی پرستش شروع کر دی تھی۔ اور اس دیوتا کا نام نے ایدونس کے بجائے تموز رکھ دیا۔ اس دیوتا کا اصل نام تو ایدونس ہے۔ یہ شا ادون یا ایدن سے ہے۔ جس کے معنی مالک یا آقا کے ہیں۔ اسی نام سے اکثر ادون کے والے اسے مخاطب کیا کرتے تھے۔

بابل کے مذہبی لٹریچر میں ایدونس کو دیوی عشتار کے شوہر یا عاشق کی حیثیت ظاہر کیا جاتا ہے۔ یہ دیوی فطرت کو تولیدی توانائیوں کا مظہر خیال کی جاتی تھی۔ شادی رسوم میں ان دیوی دیوتاؤں کے باہمی رشتے کے متعلق حوالے ملتے ہیں وہ ادھورے مبہم ہیں۔

تاہم ان سے یہ ضرور ہوتا ہے کہ عقائد کی رو سے ایدونس یعنی تموز ہر سال تھا اس پھلتی پھولتی دھرتی سے رخصت ہو کر عالم بالا کی تاریکیوں میں غائب ہو جا اس کی مقدس ملکہ عشتار سے یونانیوں نے افرودیتی کا نام دیا تھا۔ اس کی تلاش میں دوسرے دیس کے سفر کے لئے روانہ ہوتی۔

قدیم بابلیوں کے قول کے مطابق اس دوسرے دیس کو وہ دیس سمجھا جاتا ہے سے لوٹ کر کوئی نہیں آتا۔ قدیم بابلیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اس مقدس آتشکدہ میں جب عشتار دیوی پہنچتی تو اس کے دروازے اور چگھٹیوں پر گرد جمی رہتی اور دیوی کے جانے سے دنیا سے آتش عشق سرد پڑ جاتی اور انسان اور جانور سب اپنی نسل افزائش سے بالکل غافل ہو جاتے۔ اس لئے کہ عشتار دیوی تولیدی توانائیوں کی مظہر کی جاتی تھی۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ سارے ذی حیات موجودات روبہ فنا ہو جاتے۔ دیوی سے حیوانات کے وظائف جنسی اس حد تک وابستہ تھے کہ ان کی موجودگی کے با

الک کا پورا ہونا ممکن نہ تھا۔

قدیم شامیوں اور بابلیوں کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ عشتار دیوی کے ساتھ ساتھ بڑے سے رب البحر بھی کہا جاتا تھا کہ ایک قاصد اس دیوی اور دیوتا ایدونس کو اس جہان نجات دلاتا اور وہاں کے لئے روانہ ہوتا اور عالم اسفل کی سخت گیر دیوی جس کا نام ل خیال کیا جاتا تھا۔ بادل نخواستہ اجازت دے جاتی کہ عشرات کو جیون کے جال کا چھیتا جائے۔ غالباً" اسے اپنے عاشق تموز یعنی ایدونس کو بھی اپنے ساتھ لے جانے کی بھی اجازت دے دی جائے تاکہ ہم دونوں عالم بالا واپس ہوں اور ان کے قدموں کی برکت سے عالم فطرت پھر سے جاگ اٹھے۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ یونانی فلسفی تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر کچھ سوچا پھر وہ اپنا سلسلہ کلام دوبارہ جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

سنو میرے بچو! ہر سال وسط گرما کے لگ بھگ اس مہینے میں جو اسی کے نام سے موسوم ہے یعنی ایدونس دیوتا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ سارے زن و مرد بانسریوں کی دھن پر دیوتا کا ماتم کرتے تھے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ ہر سال دیوتا مرتا ہے اور اگر وہ بانسریوں کی دھن پر ماتم نہ کریں تو دیوتا زندہ نہیں ہوتا اور اگر دیوتا زندہ نہ ہو تو ان سے ہر قسم کی ہریالی اور نباتات چھین لی جائیں گی۔

چنانچہ یونان کے قدیم ادب سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ متوفی دیوتا کی ایک مورتی پر سے پاک پانی سے دھو کر تیل ملا جاتا تھا اور اسے سرخ عبا پہنا دی جاتی تھی لوگ سوز خوانی کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ عود اور عنبر کی لپٹیں اٹھتی رہتیں۔ گویا مقصود یہ تھا کہ ایدونس کے گزشتہ حواس عود کر آئیں اور وہ خواب اجل سے بیدار ہو جائے۔ ایک منقوش لوح ہے میں جس کا عنوان بابل ادب میں ادونس کا بانسریوں کا بین کے نام سے مشہور ہے۔ ہمیں ان سوز خوانوں کی آواز میں دور کہیں گونجتے ہوئے سروں کی طرح بانسریوں کے پر سوز آواز میں نغمے آج بھی سنائی دیتے ہیں۔ میں نے چونکہ بابلی ادب کو بڑے غور سے پڑھا ہے لہٰذا مجھے ان کے کئی نوحے بھی ازبر ہیں۔

ان کا ایک مشہور اور معروف نوحہ ہے جو بانسریوں کی لے پر عورتیں عموماً" اپنے دیوتا کو زندہ کرنے کے لئے گاتی ہیں۔ وہ نوحہ کچھ یوں ہے۔

اس کے رخصت ہونے پر ہم نوحہ کرتی ہیں۔ اے میرے بچے اس کے رخصت ہونے پر ہم نوحہ کرتے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ یہودی فلسفی تھوڑی دیر کے لئے رکا۔ لمحہ بھر کے لئے

باری باری اس نے یوناف، کیرش اور مارتھا کی طرف دیکھا۔ اس کے بعد وہ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے دوبارہ کہہ رہا تھا۔

سنو میرے عزیزو! ایدونس دیوتا کے متعلق بابلی ادب میں بے شمار حکایتیں اور رسومات پائی جاتی ہیں۔ اللہ کے نبی ذی الکفل نے اسی دیوتا کے خلاف جہاد کرتے ہوئے لوگوں کو وحدانیت کی طرف بلایا تھا۔

کچھ مورخین کا کہنا ہے کہ اللہ کے نبی ذی الکفل نے بیت المقدس کی کچھ عورتوں کو ہیکل کے شمالی دروازے پر ایدونس دیوتا کے لئے آہ و زاری کرتے دیکھا تو انہیں ڈانٹا اور انہیں اس رسم بد سے روکتے ہوئے خدائے واحد کی بندگی اور عبادت کی رہنمائی کی۔

جہاں تک یونانی ادب اور قدیم اساطیر کا تعلق ہے یونانی اساطیر کے آئینے میں ایدونس نام کا یہ دیوتا حسین و جمیل دیوی افرودیتی کا محبوب نظر آتا ہے۔ یونانی دیوی افرودیتی وہی ہے جو عربوں کے یہاں عشتار کے نام سے موسوم ہے۔

کہتے ہیں کہ ایام شیر خواری میں افرودیتی یا عربوں کی عشتار دیوی نے ایدونس دیوتا کو ایک صندوق کے اندر چھپا کر عالم اسفل کی ملکہ پر سیفونی کے حوالے کر دیا تھا۔

لیکن جب پر سیفونی نے صندوق کھولا تو اس بچے کا حسن دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو گئی۔ اور اسے افرودیتی یا عشتار دیوی کو واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ اگرچہ عشق کی دیوی افرودیتی یا عشتار بہ نفس نفیس اسے زندان لحد سے رہا کرنے کے لئے خود عالم اسفل پہنچی تھی۔

آخر موت اور عشق کی ان دیویوں کا قضیہ چکانے کے لئے مہادیوتا ایل یا زیوس حرکت میں آیا اور اس نے فیصلہ دیا کہ ایدونس دیوتا سال کا کچھ حصہ پر سیفونی کے ساتھ عالم اسفل میں بسر کرے اور کچھ عرصہ افرودیتی یعنی عشتار کے ساتھ عالم بالا میں بسر کرے گا۔

یہی وجہ ہے کہ ہر سال ایدونس دیوتا کے ماننے والے اسے زندہ کرنے کے لئے اس کا ماتم کرتے ہیں۔ اس کی زندگی کے لئے گیت گاتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ سال کے چھ مہینے ایدونس دیوتا عالم بالا میں عشتار دیوی کے ساتھ گزارتا ہے۔ اور باقی چھ مہینے وہ عالم اسفل میں پر سیفونی دیوی کے ساتھ بسر کرتا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد جب وہ یہودی فلسفی خاموش ہوا تب یوناف بولا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ ہمارے بزرگ۔ تیری بڑی مہربانی کہ تو نے اس ایدونس دیوتا کے متعلق ہمیں

ات فراہم کیں۔ لیکن اس سے پہلے تو بتا چکا ہے کہ اس دیوتا کے سب سے بڑے مرکز ام اور قبرص میں تھے۔ کیا تم ہمیں شام اور قبرص میں بھی اس دیوتا کے ماننے والوں سے ال بھی کچھ روشنی ڈالو گے تا کہ ہمارے علم میں اضافہ ہو۔ اس پر یہودی فلسفی نیوس تھوڑی دیر سر جھکا کر سوچا پھر وہ کہنے لگا۔

سنو میرے بچو! شام اور قبرص میں اس دیوتا سے متعلق تم تینوں کو تفصیل کے ساتھ تا ہوں۔ سنو!

میرے عزیزو! سب سے پہلے میں ارض شام میں جو ایدونس دیوتا کے مرکز تھے۔ ان متعلق روشنی ڈالتا ہوں۔ پھر قبرص کی طرف چلیں گے۔ شام میں ایدونس دیوتا کا سب بڑا مرکز ببلوس شہر میں تھا۔

یہ شہر سمندر کے کنارے ایک سطح مرتفع پر واقع ہے۔ اور اس میں عشتار یعنی ودیتی دیوی کا ایک بہت بڑا مندر ہے۔ جہاں ایک کشادہ صحن کے اندر خانقاہ سے گھرا ہوا ک مخروط یا حرم نما سنگ مینار سینہ تانے کھڑا ہے۔ جس پر پہنچنے کے لئے زینوں کا ایک سلسلہ چلا گیا ہے۔ یہ عربوں کی عشتار اور یونانیوں کی افرودیتی دیوی کا بت ہے۔

اس عبادت گاہ میں ایدونس دیوتا کی پوجا پاٹ ہوا کرتی ہے بلکہ سچ بات تو یہ ہے کہ ا ببلوس شہر اس کی ادب گاہ تھا اور نہر ابراہیم جو ببلس کے کسی قدر جنوب میں سمندر ہمکنار ہو جاتی ہے وہ قدیم زمانے میں ایدونس کے نام سے ہی موسوم تھی۔ اسی علاقے اس بادشاہ کی حکومت تھی۔ جس کا نام کینی راس تھا۔ اور جسے ایدونس دیوتا کا باپ ل کیا جاتا ہے۔ قدیم تاریخ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس شہر پر ابتدائی زمانے سے آخر بادشاہوں کی حکومت رہی جن کی معاونت شاید اکابرین یا شیوخ پر مشتمل ایک کونسل یا وری کیا کرتی۔

کہتے ہیں کہ ایدونس دیوتا کے باپ کینی راس کے خاندان میں سے جو آخری بادشاہ جس نے ببلس پر حکومت کی اس کا نام بھی کینی راس تھا۔ اور وہ بڑا ظالم اور جابر شاہ تھا۔ یہ کینی راس رومن جرنیل پمپی کے دور تک موجود تھا اور اسی پمپی کے ھوں یہ قتل ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ اسی کینی راس نے کوہ لبنان تک دارالسلطنت سے ایک دن
فاصلے پر کسی جگہ عشتار یعنی افرودیتی دیوی کے لئے عبادت گاہ بنائی تھی۔ یہ مقام غالباً "افا
تھا جو دریائے ایدونس کے منبع ببلس اور بعلبک شہر کے درمیان واقع تھا۔

اس لئے کہ افاقہ میں عشتار کا ایک مشہور شجر اور معبد تھا۔ جسے رومن شہنشاہ
قسطنطین نے وہاں کی رسوم اور عبادت کی فاجرانہ نوعیت کی بناء پر تباہ کر ڈالا تھا۔

یہاں تک کہنے کے بعد یہودی فلسفی پھر تھوڑی دیر کے لئے رکا اس کے بعد وہ
سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

سنو میرے عزیزو! کہتے ہیں یہی وہ مقام تھا جہاں قدیم قصوں کی رو سے ایدونس دیوتا
اور عشتار یعنی افرودیتی دیوی کی پہلی مرتبہ ملاقات ہوئی تھی۔ اور کہتے ہیں کہ اسی کوہستانی
سلسلے کے اوپر ایدونس دیوتا کی لاش کے ٹکڑے سپرد خاک کئے گئے تھے۔

میں نے یہ مقام خود جا کے دیکھا ہے۔ یہاں کوہستانی سلسلے کے اوپر بھاری اور بڑی
چٹانوں کے اوپر عشتار اور ایدونس دیوتا کی مورتیاں کھدی ہیں۔ اور ایدونس دیوتا اپنی تصویر
میں نیزہ ٹیکے ریچھ کے حملے کا منتظر ہے۔ اور عشتار دیوی مغموم بیٹھی ہوئی ہے۔ اس کی
غمزدہ مورتی شاید اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ اسے عنقریب اپنے محبوب ایدونس کے
بچھڑنے کا غم ہے۔

ایدونس دیوتا اپنے عقیدت مندوں اور عبادت گزاروں کے عقیدے کی رو سے زخمی
ہو کر مرجاتا ہے اور ہر سال روئے فطرت اس کے مقدس لہو سے سرخ ہو جاتی ہے۔
سال بہ سال جس وقت بیوگان شام اس کی موت کا ماتم کرتی ہیں تو وہ کوہستانی سلسلے کے
اندر سے ایک مخصوص پھول توڑتی ہیں۔ یہ پھول ایدونس دیوتا سے مختص کیا جاتا ہے۔
پھول توڑ کر ایدونس دیوتا کے عقیدت مند سمندر کے اندر پھینکتے ہیں تاکہ ان پھولوں کی
حیات سے ایدونس دیوتا کو نئی زندگی عطا ہو۔

یہاں تک کہنے کے بعد یہودی فلسفی نیوس دم لینے کے لئے رکا پھر کہنے لگا۔

جدید سیاحوں نے اس شکستہ حال قریئے کے قریب اس مندر کی جائے وقوع دریافت کی ہے جو آج بھی
افاقہ کے نام سے موسوم ہے اور پہاڑ کے دامن میں دریائے ایدونس کی روحانی نخلستانی گذرگاہ کے
پر واقع ہے۔ اس قریئے کو آبشار کے کنارے درختوں کے شاندار جھنڈ گھیرے ہوئے ہیں یہاں سے
فاصلے پر دریائے عاصی کے دہانے کے اطراف پر چٹانیں حلقہ باندھے کھڑی ہیں اور دریا ایک غار کی
صورت میں گرجتا اور سراسراتا ہوا گذرتا ہے۔

سنو میرے عزیزو! یہ تو ایدونس دیوتا کی شام میں کیفیت ہے۔ اب میں تمہیں یہ بتاتا
ہوں کہ یہ دیوتا قبرص میں کیسے پہنچا۔ اور ہاں میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ ایدونس دیوتا
ایک طرح سے لبنان کے بعل دیوتا ہی کی دوسری شکل و صورت ہے۔ جہاں تک قبرص کا
تعلق ہے تو جزیرہ قبرص شام کے ساحل سے اس قدر قریب ہے کہ جہاز کے ذریعے اس کا
فاصلہ صرف ایک دن میں طے ہوجاتا ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ گرمیوں کی سہانی شام پھولتی
شفق کے سامنے اس ساحل سے جزیرہ کے پست اور تاریک پہاڑ تک نظر آتے ہیں۔

وہاں کی پیتل کی کانوں اور سرو اور دیودار کے جنگلوں نے قدرتی طور پر عرب
تاجروں کو جو بحر نورد تھے اپنی طرف کھینچا اور اس کے ساتھ وہاں اناج، شراب اور روغن
کی بہتات کو دیکھ کر انہوں نے ناہموار ساحل کی فطری تہی دامن کے مقابل میں جسے ایک
طرف سے پہاڑوں اور دوسری طرف سے سمندر نے گھیرا ہوا تھا یہ سرزمین انہیں جنت نظر
آئی۔

اس لئے کہ عرب قدیم ہی سے قبرص میں بس رہے تھے اور جزیرے کے ساحلوں پر
یونانیوں کے قدم جمانے کے بعد بھی مدت قدیم تک وہیں رہا کئے۔ چنانچہ قدیم کتبوں اور
سکوں سے پتہ چلتا ہے کہ سکندر اعظم کے عہد تک اس قبرص پر عربوں ہی کی حکومت
تھی۔ لازمی بات ہے کہ جب یہ عرب یعنی فونیکی جزیرہ قبرص میں پہنچے تو اپنے ساتھ اپنے
دیوتاؤں کو بھی لیتے گئے۔ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں کہ لبنانی بعل کے پرستار تھے جو شاید
ایدونس ہی کا دوسرا نام ہے۔ اور قبرص میں داخل ہونے کے بعد جزیرے کے جنوبی ساحل
پر اماتھس کے مقام پر انہوں نے ایدونس اور عشتار دیوی کی پرستش ڈالی اس لئے کہ یہ
دیوتا اور دیوی عربوں کے سب سے بڑے دیوتا اور دیوی خیال کئے جاتے تھے۔ ان عربوں
نے ببلوس کی طرح یہاں بھی عبادت کی وہی رسمیں جاری کیں جو شام میں رواں دواں
تھیں۔

جب پورے جزیرہ قبرص پر عربوں یعنی کنعانیوں کا قبضہ ہوگیا تو اماتھس شہر کی جگہ
قبرص کا شہر فافوس ایدونس دیوتا اور عشتار دیوی کا مرکز بن گیا۔ یہ شہر جزیرے کے شمال
مغربی علاقے میں واقع ہے۔ جزیرہ قبرص شروع سے لے کر آخر تک جس حکومت کے تحت
بھی رہا ان میں فافوس شہر کا علاقہ کوہستانی علاقہ ہے اس پر پہاڑیاں موج در موج سینہ تانے
کھڑی ہیں اور اسے دریا قطع کرتے ہوئے گزرتے ہیں۔ کھیتوں اور نخلستانوں سے اس
کوہستان کی یک رنگی میں نمو پیدا ہوگیا ہے۔

دریاؤں نے صدیوں سے بہتے بہتے اتنی گہری تہیں بنائی ہیں کہ اس کی وجہ سے

اندرونی علاقہ بڑا دشوار گزار ہو گیا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یہودی فلسفی رکا پھر غور سے یوناف' کیرش اور مار
طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا تم لوگ حیران ہو گے کہ یہ علاقہ بھی میں نے اپنی آنکھوں
دیکھا ہوا ہے۔ اور میں تمہیں یقین دلاؤں کہ اس سفر میں انسان کی طبیعت اکتاتی
یونانیوں کا مقدس پہاڑ کوہ اولمپس کا سلسلہ جس کی چوٹیاں سال میں زیادہ تر برف سے
رہتی ہیں۔ فافوس شہر کو شمال اور مشرق سے چلنے والی ہواؤں سے بچاتا ہے اور ا
جزیرے سے الگ کر دیتا ہے۔ پہاڑوں کی ڈھلانوں پر بچے کھچے صنوبر کے بن ابھی
موجود ہیں۔ جن کے سائے میں ادھر ادھر کچھ خانقاہیں کھڑی ہیں۔ یہ منظر بھی اپنے
بڑی دلکشی رکھتا ہے۔

فافوس کا قدیم شہر سمندر سے قریبا" میل بھر کے فاصلے پر ہے۔ اس شہر میں
فونیکیوں نے شام اور لبنان کی طرح اپنے دیوتا ایدونس اور دیوی عشتار کے لئے بڑے
مندر اور عبادت گاہیں تعمیر کیں۔

قدیم قبرصی ادب کا جائزہ لینے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانے میں
دستور سے وہاں کی تمام عورتوں کو بیاہ سے قبل عشتار یا افرودیتی دیوی کی عبادت گاہ
اندر اجنبیوں کے ہاتھوں اپنی آبرو لٹانی پڑتی تھی۔ خواہ اس دیوی کا نام افرودیتی ہو یا
کچھ ہی رہا ہو۔ ایسے ہی دو دستور مغربی ایشیا کے دوسرے حصوں میں بھی جاری تھے۔

اس دستور کا محرک چاہے کوئی رہا ہو۔ یہ امر واضح ہے کہ ان سے عیاشی مقصود
تھی۔ بلکہ یہ دستور مغربی ایشیا کی عظیم دیوی عشتار جسے ام الارباب بھی کہتے تھے اس
عادت کے فرائض میں شامل تھے۔ جس کی نوعیت تمام مقامات پر کچھ اختلافات کے
ایک ہی رہی ہے۔

اس طرح بابل میں کیا امیر کیا غریب عورت کو اپنی زندگی میں ایک مرتبہ عشتار
مندر میں کسی اجنبی کی آغوش گرم کرنی پڑتی تھی۔ اس عقیدت مندانہ عصمت فروشی
وہ جو کچھ کماتی اس کو دیوی کی نظر کر دیا جاتا تھا۔

حال ہی میں ببلوس میں ایک کتبہ ملا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مذہبی عصمت فروشی کا
اس علاقے میں دوسری صدی عیسوی تک باقی تھا۔ اس کتبے میں امیرا نام کی ایک عورت کے بارے
عبارت نقش ہے کہ وہ دیوتا کی خاص حکم کی تعمیل میں کسبی کی حیثیت سے اس کی خدمت انجام دیتی
اس کی ماں اور دوسری بہنیں بھی اس سے پہلے یہی کچھ کرتی رہی تھیں۔ اس کے علاوہ ببلوس کے
میں ایک ستون بھی ملا ہے۔ جو چڑھاوے کو سہارا دینے کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس ستون پر ایک
اعمالنامہ کندہ ہے جس کی اس طرح تشہیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک ایسا چال چلن اور حسب و نسب
رسوائی نہ تھا۔

دیوی کی عبادت گاہ میں اس رسم کی تکمیل کے انتظار میں عورتوں کے ٹھٹ کے
ٹھٹ لگے رہتے تھے۔ ان میں سے بعض کو تو برسوں انتظار کرنا پڑتا تھا۔ شام میں ہیلو پولس
یا بعلبک کے دستور کے بموجب جو اپنے مندروں کی وجہ سے مشہور ہیں ہر دوشیزہ کے لئے
عشتار دیوی کے مندر میں کسی اجنبی کے ساتھ ہم بستر ہونا ضروری تھا۔

اور عورتیں اور کنواریاں سب اپنی اس صورت میں دیوی کے ساتھ اپنی عقیدت کا
ثبوت دیا کرتی تھیں۔

رومن شہنشاہ قسطنطین نے اس رسم کو منسوخ کر دیا اور عشتار کے مندر کو ڈھا کر
اس کی جگہ ایک گرجا تعمیر کر دیا۔

عربوں یعنی فونیکی مندروں میں عورتیں ایک مذہبی فریضے کے طور پر اپنی عصمت
فروشی کیا کرتی تھیں۔ ان کا عقیدہ تھا کہ ان کے طرز عمل سے دیوی خوش اور مہربان ہوتی
ہے۔ اموریوں یعنی کنعانیوں کے قانون کی رو سے ہر اس عورت کے لئے جو بیاہی جانے
والی ہو یہ ضروری تھا کہ وہ مندر کے پھاٹک کے پاس سات دن تک بیٹھی عصمت فروشی
کرتی رہے۔

ببلوس میں لوگ ایدونس کے سوگ میں ہر سال اپنے سر منڈوا دیا کرتے تھے۔ جن
عورتوں کو اپنے بالوں کی قربانی دینے سے انکار ہوتا انہیں اپنے آپ کو اس تہوار کے دوران
میں کسی دن اجنبیوں کے سپرد کر دینا پڑتا اور اس کی کمائی دیوی پر نذر چڑھا دی جاتی تھی۔

یہاں تک کہنے کے بعد ایک بار پھر یہودی فلسفی نیوس دم لینے کے لئے رکا۔ اس
موقع پر یوناف بولا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ بزرگ نیوس تو نے ہمیں بہترین
معلومات فراہم کی ہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ تم ابھی مزید تفصیلات ہمیں بتاؤ گے۔ اس پر
نیوس نے گلا صاف کیا اور پھر وہ کہنے لگا۔

دیکھ یوناف میرے عزیز تم ٹھیک کہتے ہو۔ اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے میں یوں
کہہ سکتا ہوں کہ یہ مذہبی عصمت فروشی صرف ایک قبرص یا ارض شام میں ہی جاری نہیں
تھی۔ بلکہ آرمینیا میں اعلیٰ گھرانے اپنی بیٹیوں کو اپنی ان تیس دیوی کے مندر میں اس کی
عبادت کے لئے وقف کر دیتے تھے۔ جہاں کنواریاں اپنے بیاہ سے قبل ایک عرصے تک
عصمت فروشی کیا کرتی تھیں۔ ان لڑکیوں کے ایام عبادت ختم ہونے پر کسی شخص کو ان کے
ساتھ بیاہ کرنے میں تامل نہ ہوتا تھا۔

اس کے علاوہ آرمینیا میں تو کچھ مقدس مقامات پر ان کسبی عورتوں کی ایک کثیر
تعداد رہا کرتی تھی جو اپنی دیوی کی عبادات کا فرض انجام دیتی تھیں اور مذہبی عصمت فروشی

بھی کرتی تھیں اور گرد و نواح کے شہروں اور دیہات کے مرد اور عورتیں اس دیوی کی
ششماہی جشنوں میں شریک ہو کر منتیں چڑھاتے جو ان لڑکیوں کے کام آتی تھیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد بوڑھا یہودی فلسفی خاموش ہو گیا۔ اس موقع پر یوناف
اور اس مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ میرے بزرگ۔ جس طرح ارض شام میں ایدونس دیوتا کے متعلق مختلف
رسومات جاری ہیں کیا ان علاقوں میں بھی ایدونس سے متعلق کچھ رسمیں جاری اور سار
ہیں۔ اس پر یہودی فلسفی بولا اور کہنے لگا۔

ایدونس والے تہواروں میں جو مغربی ایشیا اور یونان میں اور قبرص میں منائے جا
ہیں۔ کچھ تہوار اور رسمیں اس علاقے میں بھی جاری ہیں۔ مثلاً یہ کہ اس دیوتا کی مو
کا ماتم ہر سال یہاں بھی کیا جاتا ہے۔ ان میں اس کے بتوں کو لاشوں کی مانند کفن پہنا
اس طرح نکالا جاتا ہے جیسے انہیں دفنانے لے جایا جا رہا ہو۔ اور پھر سمندر یا چشموں
پھینک دیا جاتا ہے۔

لیکن یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ مختلف علاقوں میں ایدونس دیوتا کے متعلق رسوما
بھی مختلف ہیں۔ مثلاً مصر کے شہر اسکندریہ میں یہ ہوتا ہے کہ دو بگھیوں پر عشتار ا
ایدونس دیوتا کے بتوں کی نمائش کی جاتی ہے۔ ان کے برابر مختلف اقسام کے پکے پھل
پھولوں کے گملے رکھ دیئے جاتے ہیں اور ان پر بادبان لپیٹ کر ہرے بھرے منڈوے
دیئے جاتے ہیں۔ پھر ایک دن ان دونوں کا بیاہ رچایا جاتا ہے۔ دوسرے دن عورتیں ما
بھیس بھرے سر اور چھاتیاں کھولے مردہ ایدونس کو سمندری ساحل پر لے جاتی ہیں ا
اسے موجوں کے حوالے کر دیتی ہیں۔

لیکن ان کے سوگ میں امید کی خوشی بھی شامل ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وہ یہ
الاپتی جاتی ہیں کہ جانے والا ایک دن ضرور لوٹ کر ان کے پاس آئے گا۔

سنو میرے عزیزو! وہ ساری رسمیں جو ایدونس دیوتا سے تعلق رکھتی ہیں اور ار
شام یا قبرص میں منائی جاتی ہیں وہ ان سرزمینوں میں بھی جاری و ساری ہیں۔ مثلاً ار
شام اور قبرص میں ایدونس کی ذات' نباتات اور اناج کے دیوتا سے عبارت تھی اس ل
ایدونس دیوتا کو خوش کرنے کے لئے اس کے پیروکار باغیچوں کی رسم ادا کیا کرتے تھے۔

اس رسم میں یہ ہوتا تھا کہ مٹی سے بھرے ہوئے گملوں یا ٹوکریوں میں گندم
سویا اور مختلف قسم کے اناج اور پھل بھر دیئے جاتے اور آٹھ دن تک ان کی دیکھ بھال
آبیاری کی جاتی۔ یہ کام عموماً صرف عورتیں انجام دیتیں۔ آفتاب کی تمازت کے اثر

بہت جلد پھوٹ نکلتے لیکن ان کی جڑیں نہیں نکلتیں تھیں۔ اس لئے اتنی ہی جلد
جاتے۔ بہر حال آٹھویں روز ان پودوں کو دونوں دیوتا کے پتلوں کے ساتھ لے جایا
اور سمندر یا چشموں یا دریا میں پھینک دیا جاتا۔ یہ رسم جس کی ابتدا قبرص یا ارض
میں ہوئی۔ یہاں افریقی علاقوں میں بھی ایدونس دیوتا کے لئے منائی جاتی ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ یہودی فلسفی خاموش ہوا تو پھر یوناف اسے بڑی عقیدت
مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ میرے بزرگ میں اور میری دونوں بیویاں تیری بڑی
گزار ہیں کہ تو نے ہمارے کہنے پر ایدونس دیوتا کے متعلق تفصیل بتائی۔ اس سے متعلق
ات سے ہمیں آگاہ کیا۔ دیکھ اب کافی وقت ہو گیا ہے۔ میں اور میری دونوں بیویاں
کمرے میں جا کر آرام کرتے ہیں۔ تم بھی اب آرام کرو۔ پھر کل دوبارہ ہم تمہاری
ت میں حاضر ہوں گے اور مزید تفصیلات تم سے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔
اس یہودی فلسفی نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے ہاں کہہ دی۔ جس کے جواب میں
ف' کیرش اور مارتھا اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چلے گئے تھے۔

اپنے کمرے میں جا کر یوناف رکا پھر وہ کیرش اور مارتھا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ تم
وں میری بات غور سے سنو۔ اس علاقے میں ایدونس دیوتا کے متعلق شرک کو ختم کرنے
لئے میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے۔ اس پر کیرش فوراً بولی اور پوچھنے لگی وہ کیا؟
اب میں یوناف کہنے لگا۔

دیکھ کیرش آج رات کے پچھلے حصہ میں جب کہ چاروں طرف ویرانی اور سناٹا ہو گا
ایدونس دیوتا کے اس بت کی طرف جاؤں گا جو یہاں کے لوگوں نے گھڑ لیا ہے اور اس
عبادت اور پوجا میں مصروف ہو گئے ہیں۔ میں اس بت کو گرا دوں گا۔ میرے خیال میں
ے ایسا کرنے سے ان لوگوں کا عقیدہ ایدونس دیوتا سے ہٹ جائے گا اور وہ مزید ایسے
رک میں مبتلا ہونے سے بچ جائیں گے۔ اس پر کیرش بولی اور کہنے لگی۔ اگر ایسا ہے تو
ت کے پچھلے پہر میں' میں اور مارتھا بھی آپ کے ساتھ جائیں گے۔ اس پر یوناف بولا
کہنے لگا۔ ٹھیک ہے ایسا ہی کریں گے۔ اب آؤ آرام کر لیں۔ اس کے ساتھ ہی تینوں
ں بیوی بستر میں گھس کر آرام کرنے لگے تھے۔

رات اندھیرے کی شال بنتے بنتے اپنے انجام کے قریب پہنچ چکی تھی۔ جہاں ازل پہنائیوں ابدی گہرائیوں جیسی خاموشی اور اندھی بنجر زمین اور کالی رات کی جیسی چپ پھیلی ہوئی تھی۔ کبھی کبھی کوئی پرندہ اپنے پر پھڑپھڑاتے ہوئے اپنی گرسنہ صداؤں سے اپنے ہونے کا احساس دلاتا تھا۔ ورنہ چاروں طرف گہری چپ تھا۔

ایسے میں یوناف' کیرش اور مارتھا سرائے میں اپنے کمرے سے نکلے اور اس بڑھے جہاں بہت بڑی عمارت کی صورت میں ایدونس دیوتا کا مجسمہ استادہ تھا۔ بہت بڑا مجسمہ ایک دیوہیکل چٹان کو تراش خراش کر بنایا گیا تھا۔ اس بڑے مجسمے پاس ایدونس دیوتا کے برنجی بت بھی کافی تعداد میں تھے۔ ہر بت کا دایاں ہاتھ اوپر تھا۔ جس میں بجلی چمکتی ہوئی دکھائی دیتی تھی۔ ان بتوں کے درمیان عشتار دیوی بت بھی تھے۔ اس دیوی کے دونوں بازو یا تو نیچے لٹکے یا چھاتیوں پر بندھے ہوئے وہ غذا باہم پہنچا رہی ہے۔

اس بت خانہ کے قریب آکر یوناف نے پہلے ٹھوکریں مار مار کر سارے بتوں پھوڑ کر رکھ دیا پھر وہ بڑے بت کے قریب آیا۔ دوزانو بیٹھ گیا۔ دعا کے انداز میں اپنے ہاتھ بلند کئے پھر وہ بڑی انکساری میں اپنے خداوند کے حضور دعا مانگ رہا تھا۔

اے خداوند! اے ابراہیم' موسیٰ و عیسیٰ کے خدا! اے تقادیم کہنہ کے رازدار سوچوں کے زہر میں گلوں کا روپ اور دلوں کی کدورت میں پھولوں کا نکھار بھرتا خداوند! تو ہی بیوہ کی بد نصیبی' یتیم کی لاچارگی پر نگاہ رکھتا ہے۔ تو ہی بدبختوں کی آہوں غم زدہ کی سسکیوں کو مسکراہٹوں میں تبدیل کر دینے والا ہے۔

اے خداوند بادلوں کی بلند پروازی' ہواؤں کی شہ زوری کوہستانوں کی سنگینی ہی دم سے ہے' تیری ہی ذات سے دل کا سکون و چین روح کا صبر و تحمل' تخلیق کا فن کا جنون جاری و ساری ہے۔ اے خداوند تو ہی فراق و ہجر کے لمحوں میں انقلاب بھنور کھڑے کرتا ہے۔ تو ہی انحطاط و زوال کے جھگڑوں میں عروج و شباب کے مو رواں دواں کرتا ہے۔

اے خداوند اے ابراہیمؑ کے خدا میں تیری رضا مندی اور تیری خوشنودی کی اس ایدونس دیوتا کے خلاف حرکت میں آنا چاہتا ہوں' مجھے توفیق دے مجھے طاقت دے میں اس بت کو گرا کے پاش پاش کر دوں تاکہ اس کے حوالے سے' اس کی نسبت ان سرزمینوں میں شرک جاری ہے اس کا خاتمہ ہو جائے۔

یہاں تک دعا مانگنے کے بعد یوناف اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر وہ کیرش اور مارتھا کے قریب آیا اور بڑی راز داری میں ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تم دونوں بہنیں اس سامنے والی چٹان کی اوٹ میں چلی جاؤ۔ میں ایدونس دیوتا کے بت کو گرانے کی کوشش کرتا ہوں۔ اور بت کو گرانے کے ساتھ ہی ہم یہاں سے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے سرائے کی طرف چلے جائیں گے۔ یوناف کا کہا مانتے ہوئے کیرش اور مارتھا دونوں فی الفور قریبی چٹان کی اوٹ میں جا کے بیٹھ گئی تھیں۔

یوناف لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا ایدونس دیوتا کے بہت بڑے چٹان سے تراشے ہوئے مجسمے کے قریب آیا۔ ایک بار پھر اس نے بڑے عجیب سے انداز میں بڑی لاچارگی اور بے بسی سے آسمان کی طرف دیکھا پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ بت کی کمر پر جمائے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی طاقت اور قوت میں دس گنا اضافہ کیا۔ ساتھ ہی اس نے ہلکی رازدارانہ آواز میں اللہ اکبر کا نعرہ تین بار بلند کیا پھر اس نے جو بھرپور انداز میں زور لگایا تو چٹان سے تراشے ہوئے ایدونس دیوتا کے مجسمے کو اس نے گرا کے رکھ دیا تھا۔

ایدونس دیوتا کا وہ مجسمہ جو ایک بہت بڑی چٹان سے تراشا گیا تھا وہ اپنی جڑ سے اکھڑ کر گر گیا تھا۔ چونکہ وہ بلندی پر تھا۔ نیچے ڈھلان تھی۔ لہٰذا وہ ڈھلان پر دور تک لڑھکتا چلا گیا تھا اور نیچے آنے تک اس کے ٹکڑے ٹکڑے اور کرچیاں کرچیاں ہو کے رہ گئی تھیں۔

یہ سارا کام کرنے کے بعد یوناف تقریباً" بھاگتا ہوا چٹانوں کی اوٹ میں آیا۔ اتنی دیر میں ایدونس کے پجاریوں اور رکھوالوں نے بھی یوناف کو چٹان کی طرف بھاگتے دیکھ لیا تھا۔ لہٰذا وہ بھی اس کے تعاقب میں چٹان کی طرف بھاگے۔ چٹان کی اوٹ میں کیرش اور مارتھا کے قریب آکر یوناف بولا اور کہنے لگا آؤ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائیں اور سرائے کی طرف چلے جائیں۔ یوناف کی تجویز پر عمل کرتے ہوئے یوناف کے ساتھ کیرش اور مارتھا نے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائیں۔ پھر وہ تینوں مافوق الفطرت انداز میں سرائے کی طرف چلے گئے تھے۔

ایدونس دیوتا کے پجاری جب بھاگتے ہوئے اس چٹان کی طرف آئے جس کی اوٹ میں یوناف ہوا تھا تو وہ دنگ رہ گئے۔ انہوں نے دیکھا وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ کچھ دیر تک وہ پجاری بڑے عجیب سے انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے۔ سورج اب مشرق سے طلوع ہونے والا تھا۔ اور افق پر ہر سو سرخی اور ہلکی ہلکی روشنی بکھر گئی تھی۔ پھر ایک پجاری بولا اور کہنے لگا۔ میں نے بت کو گرانے والے کو خود اس چٹان کی اوٹ میں آتے دیکھا تھا۔ نجانے وہ کہاں چلا گیا ہے۔ اس پر دوسرا پجاری بولا اور کہنے لگا۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ آخر اس اکیلے نے کیسے اتنے بڑے بت کو گرا کر
کر دیا۔ یہ اکیلے شخص کا کام ہو ہی نہیں سکتا۔ اس پر وہی پجاری بولا اور کہنے لگا۔
مانو نہ مانو وہ اکیلا ہی تھا۔ اس پر ایک اور پجاری بولا اور کہنے لگا ہاں میں نے بھی
تھا۔ اس اکیلے نے ہی ایدونس دیوتا کے مجسمے کو گرا کر پاش پاش کیا ہے۔ اس
اور کوئی نہیں تھا۔ اور دیکھو وہ ہمارے سامنے بھاگتا ہوا اس چٹان کے پیچھے آیا تھا۔
یہاں بھی نہیں ہے لگتا ہے وہ کوئی مافوق الفطرت قوت تھی جس نے ایدونس دیو
سامنے مغلوب کیا اور اسے توڑ کر پاش پاش کر دیا گویا وہ طاقت وہ قوت ہمارے اید
کی پرستش اور پوجا پاٹ کرنے کے خلاف ہے۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر ایک دوسرا پجاری بولا اور کہنے لگا دیکھ
ساتھیو میرے دوستو! اگر ایدونس دیوتا واقعی سچائی پر ہوتا یا اس کی کوئی حقیقت
طرح کہ ہم پجاری خیال کرتے ہیں تو یقیناً" یہ اپنا دفاع کرتا وہ شخص جو اکیلا ا
آیا تھا اس پر عذاب طاری کرتا اور اسے تباہ و برباد کر دیتا۔ لیکن چونکہ ایسا نہیں
اکیلے جوان نے ایدونس دیوتا کو گرا کر تباہ و برباد کر دیا ہے۔ لہٰذا میں آج سے عہد
کہ میں ہرگز کسی بھی صورت میں ایدونس دیوتا کی پوجا پاٹ نہیں کروں گا۔ دیکھو
ساتھیو! جو دیوتا خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتا وہ ہم لوگوں کی مدد اور معاونت کیے
ہے۔

دوسرے پجاری بھی دبی دبی اور ہلکی آوازوں میں اس پجاری کی تائید کر
ایدونس دیوتا کے خلاف وہ آوازیں اٹھا رہے تھے۔ پھر وہ بڑے مایوسانہ انداز میں وا
قیام گاہوں کی طرف جا رہے تھے۔

○

یوناف اور کیرش اور مارتھا تینوں اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ سورج ا
ہو چکا تھا۔ اور چاروں طرف سنہری دھوپ پھیل چکی تھی۔ ایسے میں یہودی فلسفی
کے کمرے میں آیا اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ میرے عزیزو! آؤ اس
کے بھٹیار خانے میں جا کر صبح کا کھانا کھالیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آج صبح کا کھانا
میاں بیوی میرے ساتھ کھاؤ۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ بزرگ نیوس تو ہمارے پاس ہی ہمارے کمرے میں بیٹھ۔ ہم نے صبح کا کھا
منگوایا ہے۔ اور اس کھانے میں تمہارا کھانا بھی شامل ہے۔ آج ہمیں ایک خوشی

جس کی بناء پر ہم تمہیں اپنے ساتھ صبح کے کھانے کی دعوت دیتے ہیں۔ تھوڑی
کھانا آنے ہی والا ہے۔ یوناف کی یہ گفتگو سن کر نیوس آگے بڑھا اور یوناف کے
بیٹھ گیا تھا۔

تھوڑی دیر تک کمرے میں خاموشی رہی۔ اس کے بعد یوناف بولا اور یہودی فلسفی
وہ مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ میرے بزرگ! افریقہ کی ان سرزمینوں کی طرف سے آنے سے پہلے کیا تم نے
اور بھی سیاحت کی۔ کسی اور بت یا کسی اور قوم پر بھی تحقیق کا کام کیا۔ اس پر نیوس
تک خاموش رہا۔ کچھ سوچا اس کے بعد یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ میرے عزیز ان سرزمینوں کی طرف آنے سے پہلے میں حجاز کی سرزمینوں میں
ار رہا اس پر یوناف نے فوراً" چونکنے کے انداز میں پوچھا دیکھ نیوس تو حجاز کی
میں کیا کرتا رہا۔ اس پر نیوس بولا اور کہنے لگا وہاں میں نے تین اقوام پر تحقیق
ثمود اور تیسری نبطی قوم تھی۔ جس پر میں نے تحقیق کی ہے۔ اس پر یوناف فوراً"
کہنے لگا۔ دیکھ نیوس میرے بزرگ میں عاد اور ثمود کے متعلق تو تفصیل سے جانتا
میں نبطیوں سے متعلق نہیں جانتا کیا تم نبطیوں سے متعلق کچھ تفصیل بتاؤ گے۔
وس بولا اور کہنے لگا۔

میں نبطی قوم سے متعلق تمہیں ضرور بتاؤں گا لیکن اس سے پہلے میں تمہیں ان سر
میں رونما ہونے والی ایک خبر سے بھی آگاہ کروں۔ اس کمرے میں داخل ہوتے
خیال ہی نہ رہا تھا۔ اب مجھے یاد آیا کہ یہاں ان سرزمینوں میں بھی ایک زیادہ
نہیں کروں گا۔ اور بہت جلد یہاں سے کوچ کر جاؤں گا۔

اس پر یوناف نے بڑے غور اور تیز نگاہوں سے نیوس کی طرف دیکھ کر پوچھا دیکھ
را اشارہ کس انقلاب کی طرف ہے جو ان سرزمینوں میں رونما ہوا ہے۔ اس پر
ولا اور کہنے لگا۔

دیکھو میرے عزیزو مجھے صبح کے وقت گھومنے اور سیر کرنے کی عادت ہے۔ میں ابھی
سے واپس آیا ہوں اور اپنے ساتھ ایک انتہائی اہم خبر لے کر آیا ہوں۔ گھومنے کے
میں ایدونس دیوتا کے معبد کی طرف چلا گیا تھا۔ دیکھو ایسا ہوا کہ رات کے وقت کوئی
الفطرت قوت ایدونس دیوتا کے خلاف حرکت میں آئی۔ ایدونس دیوتا کے بت کو جڑ
اکھاڑ کر اس نے نیچے پھینک دیا اور ایدونس دیوتا کا بت ڈھلان پر لڑھکتا ہوا چور چور
اور اس کے علاوہ وہاں جس قدر ایدونس دیوتا اور عشتار دیوی کے بت تھے انہیں بھی

توڑ پھوڑ کر رکھ دیا گیا ہے۔

سنو میرے عزیزو! اس سلسلے میں میں نے ایدونس دیوتا کے پجاریوں سے معلومات
تو ان کا کہنا تھا کہ رات کے پچھلے پہر سورج طلوع ہونے سے کچھ دیر پہلے جب کہ
میں ابھی تاریکی پھیلی ہوئی تھی ایک مافوق الفطرت شخص ایدونس دیوتا کے قریب نمودار
اور اس نے دھکا دے کر ایدونس دیوتا کو جڑ سے اکھاڑ دیا۔ دیکھ یوناف تم نے اور تمہاری
دونوں بیویوں نے ایدونس دیوتا کو دیکھا نہیں ہو گا۔ میں نے اسے دیکھا ہے۔ یہاں
مقامی صناعوں نے جو قبرص اور ارض شام میں اس دیوتا کے بت دیکھ کر آئے تھے۔ انہوں
نے ایک بہت بڑی چٹان کو تراش کر ایدونس دیوتا کا بت بنایا تھا۔ کہتے ہیں اس
تراش خراش میں ایک شیطانی قوت بھی شامل تھی جس کا نام سطرون تھا۔ وہ نہ جانے
وقت کہاں غائب ہو گئی ہے۔ بہرحال ان پجاریوں کا کہنا ہے کہ وہ مافوق الفطرت شخص
کے پچھلے حصے میں نمودار ہوا اور اس نے ایدوانس دیوتا کے بت کو گرا کر پاش پاش کر

کچھ پجاریوں کا کہنا ہے کہ اس بت کو گرانے کے بعد وہ پر اسرار شخص ایک
چٹان کی طرف بھاگا تھا۔ اور اس کی اوٹ میں ہو گیا تھا۔ پجاریوں کا کہنا ہے کہ وہ اس
تعاقب کرتے ہوئے جب اس چٹان کے پاس گئے تو وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ پجاری
پریشان تھے ان کا کہنا تھا کہ وہ ضرور کوئی مافوق الفطرت قوت تھی جس نے ایدونس
ناپسند کیا اور اس کی پوجا پاٹ اس کی نگاہوں میں نفرت انگیز ہو گئی جس کی بناء پر اس
ایدونس دیوتا کو گرا مارا۔ اب پجاری ایدونس دیوتا سے بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں
انہوں نے عہد کر لیا ہے کہ وہ اب یہاں ان سرزمینوں میں کبھی بھی ایدونس دیوتا کی
پاٹ اور پرستش نہیں کریں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یہودی فلسفی نیوس جب خاموش ہوا تب یوناف بولا اور
لگا دیکھ بزرگ نیوس۔ پہلے تم مجھے نبطی قوم کے متعلق تفصیل سے بتاؤ پھر میں تمہیں
گا کہ ایدونس دیوتا کے بت کو کس نے گرا کر پاش پاش کر دیا ہے۔

یوناف کی اس گفتگو سے فلسفی نیوس کی آنکھوں میں ایک چمک پیدا ہوئی۔
تیز نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ پہلے تم
بتاؤ کہ ایدونس دیوتا کے بت کو کس نے گرا کر پاش پاش کیا۔ اس کے بعد میں تمہیں
قوم سے متعلق تفصیل بتاتا ہوں۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ نہیں بزرگ نیوس
نبطی قوم کی تفصیل بتاؤ۔ اس کے بعد میں تمہیں بتاؤں گا کہ ایدونس دیوتا کو کس
کر چور چور کیا۔ اس پر نیوس بڑی عاجزی اور انکساری سے کہنے لگا۔

اچھا تم تفصیل بعد ہی میں بتانا پہلے یہ بتاؤ کہ واقعی کیا ایک اکیلے شخص نے ایدونس
چٹان نما بت کو جڑ سے اکھاڑ کر نیچے پھینک دیا تھا۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔
ہے۔ اس بت کو گرانے والا ایک ہی شخص تھا اور وہ کون تھا یہ میں تمہیں اس
گا جب تم مجھے نبطی قوم سے متعلق تفصیل سے بتا چکو گے۔ اس پر نیوس
تک خاموش رہا کچھ سوچا پھر وہ ہار ماننے کے انداز میں کہنے لگا۔ سنو میں تمہیں
متعلق تفصیل سے بتاتا ہوں۔

چھٹی صدی قبل مسیح کے اوائل میں بدوی قبیلے کی حیثیت میں نمودار ہوئے۔
وطن وہ صحرائی علاقہ تھا جو شرق اردن کے مشرق میں واقع ہے یہ سرسبز زمین
صدی قبل مسیح سے مختلف چھوٹی چھوٹی بادشاہتوں کا مرکز تھی۔ اردن اور معاد
آموں اور جلات شمال میں سب کنعانی اور آرامی تھے۔ جو ان سرزمینوں میں

ہویں صدی قبل مسیح سے پیشتر اردون اور معاد میں کوئی نہیں رہتا تھا۔ ان کی
ویں صدی قبل مسیح تک بالکل خالی چلی آتی ہے۔

تیسویں صدی قبل مسیح سے انیسویں صدی قبل مسیح تک ان علاقوں میں آبادی رہی پھر صحرا کی جانب سے حملے شروع ہوئے اور بظاہر ان حملوں کی وجہ علاقے تباہ اور برباد ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے کچھ بیرونی قوتوں نے بھی ان علاقوں پر اثر ہونے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہے۔ مثلاً" حضرت داؤد کے زمانے میں یہودیوں کا مذہب کسی بڑی قوت کی شکل میں دریائے اردن کے پار نہ جا سکا اور نہ اس کے جانب قدم بڑھا سکا۔ ان علاقوں میں رہنے والے لوگ وہی تھے جو آگے چل کر کہلائے۔ نبط قبائل میں بعد میں ثمود اور عرب کے قبیلے بنو لیہان بھی شامل ہو گئے یہاں تک کہنے کے بعد یہودی فلفی تھوڑی دیر دم لینے کو رکا پھر دوبارہ اپنا سلسلہ کلام رکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

چوتھی صدی قبل مسیح سے بیشتر نبطی خانہ بدوش ہی تھے۔ وہ خیموں میں رہتے اور آرامی بولتے تھے۔ شراب سے سخت پرہیز کرتے تھے۔ کھیتی باڑی سے انہیں کوئی نہ تھی آنے والی صدی میں انہوں نے گلہ بانی ترک کر دی اور حضروی زندگی اختیار کر کھیتی باڑی اور تجارت میں مشغول ہو گئے۔ تیسری صدی قبل مسیح کے اختتام تک وہ ایسے معاشرے کی شکل میں اعلیٰ پیمانے پر منظم ہو چکے تھے جو حضارت کے لحاظ سے آگے بڑھ چکا تھا اور بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ نیز یہ لوگ خاصے دولت مند ہو چکے تھے۔ ایسی مثال تھی جیسی مثالیں مشرق قریب تک تاریخ میں بار بار پیش آتی رہیں۔ گلہ بان کاشتکار بنے پھر انہوں نے تجارت اختیار کر لی۔ جس سر زمین پر وہ رہتے تھے وہ سر ان کے لئے ناکافی تھی لیکن اس کا محل وقوع ایسا تھا کہ وہاں سے تجارتی قافلے برابر جاتے رہتے تھے اس طرح طبعی قلت کی تلافی ہوتی رہی۔

نبطیوں کی تاریخ میں پہلا قابل ذکر واقعہ تین سو بارہ قبل مسیح میں پیش آیا کے؟ سکندر اعظم کے جانشیں اینٹی گونس کے تحت ان دنوں شام میں جب آرامی حکومت قائم ہوئی تو یونانی دو مرتبہ نبطیوں پر حملہ آور ہوئے۔ لیکن دونوں مرتبہ نبطیوں ہاتھوں یونانیوں کو بد ترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

کہتے ہیں کہ نبطیوں کا دارالحکومت کی ابتدا ایک پہاڑی قلعے سے ہوئی تھی وہ مقام پر تھا جہاں مصالحوں کی تجارت کے مختلف راستے آکر مل جاتے تھے اور یہ خوب تھا۔ یہ چٹانیں جائے پناہ تھیں۔ اس کا نام پیٹرایا الحجر تھا۔ نبطیوں کے دور سے پہلے علاقے میں ادونی آباد تھے اور وہ بھی پیٹرایا الحجر کو ہی اپنے لئے حفاظتی مقام سمجھتے تھے اس مقام کو انہوں نے ہوریوں سے چھینا تھا۔ یہ مقام اس لئے بھی زیادہ محفوظ تھا کہ

بڑی بڑی چٹانوں کو کھود کر شہر کی صورت میں بنایا گیا تھا۔

لفظ پیٹرا صخرا کا یونانی ترجمہ ہے عبرانی میں اسے صبا کہتے تھے اس کا عربی مترادف رقیم ہے۔ وادی موسیٰ میں اس کا محل ام البحارا کہا جاتا ہے۔ اپنے دارالحکومت سے نبطیوں نے اپنا اقتدار پھیلانا شروع کیا۔ اور ان کی نو آبادیاں آس پاس کے شمالی خطوں میں قائم ہوتی چلی گئیں تھیں۔

ادومی اور معادیوں کے جو پرانے شہر تباہ ہو چکے تھے نبطیوں نے انہیں پھر سے آباد کیا۔ ان کی رونق اس طرح لوٹ آئی نیز تجارتی قافلوں کی تجارت کے لئے نئی چوکیاں بنوائی گئیں اور معدنی وسائل کی ترسیل کے لئے نبطیوں نے نئے نئے مرکز قائم کئے۔

اس کے علاوہ دریائے اردن اور حجاز کے درمیان صرف پیٹرا تھا جہاں حد درجہ صاف پانی بہ افراط ملتا تھا علاوہ بریں شہر کو تین طرف سے بالکل ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا یعنی مشرق۔ مغرب اور جنوب کی طرف سے یہ شہر محفوظ تھا اور حملہ آور چٹانوں اور کوہستانی سلسلوں کی وجہ سے اسے تسخیر نہ کر سکتے تھے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یہودی فلفی یبوس دم لینے کے لئے رکا۔ تھوڑی دیر تک خاموشی سے یوناف۔ کیرش اور مارتھا کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر بولا اور کہنے لگا۔

سنو میرے بچو۔ چوتھی صدی عیسوی کے اختتام سے پیٹرا تجارتی راستے کا کلیدی مقام بن گیا اور اس سے جنوبی عرب کے مصالحوں اور خوشبو پیدا کرنے والے علاقوں اور شمال کے چیزیں خریدنے والے علاقوں کے درمیان ایک کڑی کی سی حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔ چار تجارتی راستوں پر ان نبطیوں کا مکمل طور پر قبضہ ہو گیا تھا۔

پہلا راستہ مغربی جانب غزہ کی بندرگاہ کی جانب جانے والا راستہ تھا دوسرا شمالی جانب بصرہ اور دمشق کا راستہ تھا۔ تیسرا ایلا کا راستہ تھا۔ جو بحیرہ قلزم کی مشہور بندرگاہ تھی اور چوتھا خلیج فارس کا راستہ جو صحرائے عرب سے ہوتا ہوا آگے بڑھتا تھا۔ ان چاروں راستوں کے لئے اونٹوں کے قافلے پیٹرا میں مہیا کئے جاتے تھے۔

آبیاری کے ماہر نبطی ضاعوں نے چشموں کے پانی پر اکتفا کرنا مناسب نہ سمجھا۔ بلکہ انہوں نے زمین کی تہہ سے پانی نکالنے کا انتظام کیا اور اس کے لئے انہوں نے مختلف اوزار ایجاد کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں استعمال بھی کیا۔ اور ان سے بھرپور فائدہ اٹھایا اس کے علاوہ وہ بارش کے پانی کو بھی جمع کر لیتے تھے۔ اور اس سے آبپاشی کا کام ایسے لیتے تھے جیسے قوم صبا مارب شہر میں لیتی تھی۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ ان صحراؤں میں نبطیوں نے جو پانی سے کام لیا وہ ایسا معلوم ہوتا تھا انہیں صحراؤں میں وہ معجز نما عصا مل گیا ہو جو بیشتر اس

علاقے میں پھرنے والے ایک سامی گروہ یعنی حضرت موسیٰ کو ملا ہوا تھا۔ اپنے اس عصا یعنی
عصائی سے کام لیتے ہوئے ان نبطیوں نے خشک چٹانوں سے پانی نکالا۔ اس طرح نبطیوں نے
صحرا کے بہت سے خطے کھیتی باڑی کے خطوں کی صورت میں تبدیل کر دیئے۔ عربوں کے
کسی گروہ نے یہ کام اس پیمانے پر نہ اس سے پہلے انجام دیا تھا نہ بعد میں دیا ہے۔

کہتے ہیں تیسری صدی قبل مسیح میں نبطیوں کے متعلق بہت کم ذکر آیا ہے۔ اس
صدی میں نبطی باشندے آباد کاری کے ممکنات کو ترقی دے رہے تھے۔ تاہم دوسری صدی
قبل مسیح کے آغاز میں ہی انہوں نے اتنی قوت حاصل کر لی کہ ایشیا کے قریب کی سیاسیات
میں انہیں نظر انداز کرنا مشکل ہو گیا۔ لیکن انہی دنوں مصر کے بطلیمسی حکمرانوں نے پر
پرزے نکالے اور نبطیوں کے خلاف حرکت میں آئے اور نبطیوں کو اپنا انہوں نے ماتحت بنا
لیا۔ لیکن جلد ہی نبطیوں نے غلامی کا جوا اتار پھینکا اور ایک سو انہتر قبل مسیح میں نبطیوں
نے بطلی موسیوں کو شکست دے کر ایک طرف کر دیا پھر انہوں نے ان علاقوں میں اپنی
بادشاہت کا اعلان کر دیا۔

یہاں تک کہنے کے بعد یہودی فلفی نیوس رک گیا تھوڑی دیر تک دم لیتا رہا پھر وہ
یوناف کیرش اور مارتھا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ یہ تو نبطیوں کے ابتدائی حالات تھے
دیکھو میرے بچو اب نبطیوں میں چند بڑے بڑے بادشاہ ہوئے ہیں میں تمہیں ان سارے
بادشاہوں کے حالات تو نہیں سنا سکتا تاہم جن بادشاہوں کے حالات میں جان سکا ہوں یا
جتنے مجھے یاد ہیں یا جو نبطیوں کے اولوالعزم بادشاہ کہلاتے ہیں ان کے حالات میں تمہیں
تفصیل کے ساتھ سناتا ہوں اور اس کے علاوہ میں تمہیں نبطیوں کے رہنے سہنے کے ڈھنگ
ان کی سلطنت کے دور عروج اور اس کے علاوہ ان کی تجارتی اور صنعتی ترقی اور ان کے
مذہب پر بھی روشنی ڈالوں گا۔

نبطی بادشاہوں کی فہرست میں سب سے پہلا نام الحارث کا آتا ہے جو ایک سو انہتر
قبل مسیح میں نبطیوں کا بادشاہ بنا یہ الحارث ان یہودیوں کا ہمعصر تھا جنہوں نے فلسطین میں
مکابی حکومت کی بنیاد رکھی تھی۔ یہ دونوں خاندان یعنی نبطی اور مکابی شام کے سلیوکی
بادشاہوں کے خلاف طبعی حلیف تھے بعد ازاں دونوں میں اختلافات پیدا ہو گئے تاہم ان
دونوں میں امن اور صلح ہی رہا یہاں تک کہ الحارث کے بعد اس کا جانشین حارثہ ثانی
نبطیوں کا بادشاہ بنا۔ اس نے نبطیوں کی ترقی اور قوت کے لئے بڑے کام کئے۔ اس حارثہ
ثانی کے دور میں غزیٰ کی مکابی سلطنت نے بڑی طاقت اور قوت حاصل کر لی تھی اور وہ
نبطیوں کے خلاف صف آراء ہونے کے متعلق سوچ رہے تھے۔ اس حارثہ ثانی نے اپنی

جنگی میں پہلی بار مکابیوں کے بادشاہ جنایوس کو شکست دی۔ اس حارثہ ثانی کے بعد اس کا
بیٹا عبیدہ نبطیوں کا بادشاہ بنا۔

مکابیوں کے بادشاہ جنایوس کو جب خبر ہوئی کہ حارثہ ثانی فوت ہو گیا ہے اور اس کی
جگہ اس کا بیٹا عبیدہ نبطیوں کا بادشاہ بنا ہے تو اس نے ارادہ کیا کہ نبطیوں پر حملہ آور ہو کر
ان کی سلطنت پر قبضہ کر لے لیکن نیا بادشاہ عبیدہ بڑا جنگجو اور دلیر تھا اپنا لشکر لے کر یہ
مکابیوں کے بادشاہ جنایوس کے مقابلے آیا۔ بحیرہ مردار کے مشرقی ساحل پر دونوں لشکر ایک
دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے۔ اس جنگ میں نبطیوں کے بادشاہ عبیدہ نے مکابیوں کے
بادشاہ جنایوس کو بد ترین شکست دی اور عبیدہ کی اس فتح نے نبطیوں پر جنوبی اور مشرقی شام
کا دروازہ کھول دیا تھا۔

شام کے یہ وہی علاقے ہیں جنہیں ہم حوران اور جبل دروز بھی کہہ کر پکارتے ہیں۔
نبطیوں کے بادشاہ عبیدہ کے سامنے سلیوکیوں اور مصر کے بطلیمیسون کو زیر اور مغلوب ہونا
پڑا تھا۔ عبیدہ کے بعد اس کا جانشین حارثہ ثالث نبطیوں کا بادشاہ بنا تھا۔

اس حارثہ ثالث نے اپنی طاقت اور قوت میں خوب اضافہ کیا۔ اور اپنی اسی طاقت
اور قوت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے۔ اس نے اپنی سلطنت کی سرحد شمال کی طرف مزید بڑھا
لی تھی۔ اس وقت تک رومن تاریخ کے مشرقی منظر پر ابھی تک نمودار نہ ہوئے تھے۔

یہ حارثہ نبطیوں کی قوت کا اصل بانی تھا اس نے بار بار یہودیوں کے ساتھ جنگوں
میں انہیں بد ترین شکست دی بلکہ اس نے ایک بار یروشلم کا محاصرہ بھی کر لیا۔ اس کی
طاقت اور قوت میں اس قدر اضافہ ہو چکا تھا کہ دمشق کے حکمرانوں نے ایک بار اسے اپنی
مدد کے لئے دشمنوں کے خلاف پکارا یہ دمشق کے دشمنوں کے خلاف صف آراء ہوا انہیں
شکست دی اور اس طرح دمشق پر بھی ان کی حکومت قائم ہو گئی تھی۔ اس طرح حارثہ حجاز
ہی نہیں بلکہ شام کا بھی نہایت طاقتور بادشاہ بن گیا تھا اسی حارثہ کے دور حکومت میں پہلی
بار نبطیوں اور عربوں کے تعلقات رومنوں کے ساتھ براہ راست پیدا ہوئے تھے۔

اسی حارثہ کے دور میں رومنوں نے کئی بار کوشش کی کہ حملہ آور ہو کر نبطیوں کے
علاقوں پر قبضہ کر لیں لیکن ہر بار حارثہ نے رومنوں کا مقابلہ کرتے ہوئے انہیں مار بھگایا
اس حارثہ نے جہاں ایک ہاتھ سے رومن لشکروں کو پیچھے ہٹایا وہاں دوسرے ہاتھ سے اس
نے یونانی اور رومن اثرات کا دروازہ بھی کھول دیا۔ وہ اپنی سلطنت کو یونانی تہذیب کے
دائرے میں لے گیا اس طرح اسے یونانیوں نے محب یونانیت کا لقب عطا کیا۔ حارثہ پہلا
شخص تھا جس نے نبطی سکے جاری کئے اور ان سکوں کو اس نے مصر کے بطلیموس حکمرانوں

کے نمونے پر ڈھالا تھا۔

حارثہ ثالث کے بعد حارثہ رابع نبطیوں کا بادشاہ بنا۔ یہ حضرت عیسیٰ کی وفات کے سال بعد نبطیوں کا حکمران ہوا۔ اس کے طویل اور خوشحال دور میں نبطیوں کی سلطنت اپنے کمال عروج تک پہنچ گئی تھی۔ اس حارثہ چہارم نے رومن تحریک کی اشاعت کا سلسلہ بھی جاری رکھا اسی کے ایک والی نے نصرانیوں کے رسول پولوس کو دمشق میں گرفتار کرنے کی کوشش کی تھی۔ فلسطین کے رومن حکمران ہیرودلیس کے بیٹے ہیرودس کی شادی اس حارثہ کی بیٹی سے ہوئی تھی لیکن جب اسے ایک رقاصہ سے شادی کی ضرورت پیش آئی تو حارثہ کی بیٹی کو بے تکلف طلاق دے دی۔ یہی رقاصہ اللہ کے نبی یوحنا کی شہادت کی ذمہ دار تھی اپنی بیٹی کی طلاق پر حارثہ کو اتنا غصہ آیا کہ اس نے یہودی بادشاہ کے خلاف جنگ کی ابتداء کر دی اور اس جنگ میں اس نے یہودی حکمران کو بد ترین شکست دی۔

نبطی سلطنت کے انتہائی عروج کے زمانے میں جنوبی فلسطین مشرقی اردن جنوبی و مشرقی شام اور شمالی عرب اس میں شامل تھے لیکن سلطنت کے شمالی حصے اور مشرقی اردن کے درمیان بلاد عشرہ کا علاقہ حائل تھا وادی سرحان ان دونوں کو ملاتی تھی مشرقی اردن کی مشرقی سرحد پر یہ صحرائی علاقہ قلب عرب اور شام کے درمیان شاہراہ کا کام دیتا تھا اور یہ شاہراہ بلاد عشرہ کے علاقے سے آتی ہوئی شام پہنچ جاتی تھی۔

اس کاروانی راستے پر جہاں قدرتی چشمے تھے وہاں نبطیوں نے کاروانوں کے لئے پانی جمع کرنے اور استعمال میں لانے کے لئے بہترین انتظامات کئے۔ جگہ جگہ تجارتی کاروانوں کی حفاظت کے لئے انہوں نے چوکیاں مقرر کیں جن کے اندر مسلح جوان رکھے جاتے تھے۔ یہ کاروائی شاہراہ دو شاخوں میں بٹ جاتی تھی۔ مشرق جانے والا راستہ مشرق اردن کو جاتا تھا اور اس طرح شاہراہ سے مل جاتا تھا جو سطح مرتفع کے زرخیز حصوں کو قطع کرتی ہوئی نکل گئی تھی۔ مغرب جانے والا راستہ فلسطین کو جاتا تھا یہ دونوں گزرگاہیں بڑی مشہور اور نمایاں رہیں۔ صلح کا زمانہ ہوتا تو ان گزرگاہوں سے نبطیوں کا سامان تجارت جاتا جنگ کا زمانہ ہوتا تو ان گزرگاہوں سے ہتھیار روانہ کئے جاتے تھے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یہودی فلسفی نیوس دم لینے کے لئے رکا تھوڑی دیر خاموش رہا پھر وہ نبطیوں کے متعلق معلومات فراہم کرتے ہوئے پھر بولا اور کہنے لگا۔

ے پیٹرا شہر میں جو بلند عمارتیں اور خوبصورت مقبرے اب تک باقی ہیں۔ نیز مدائن کے آثار اسی حارثہ چہارم کے عہد کی یادگار ہیں۔

نبطیوں کے آخری بادشاہ کے متعلق معلومات میرے پاس کچھ زیادہ نہیں ہیں بس تھوڑے سے حقائق جو مجھے یاد ہیں وہ میں تم تینوں میاں بیوی کو بتاتا ہوں۔ میں یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ نبطیوں کے حکمران عبیدہ ثالث کے زمانے سے سکوں پر ملکہ کی تصویر بھی بادشاہ کے ساتھ نمایاں ہوئی اور یہ سلسلہ سلطنت کا تختہ الٹنے تک جاری رہا

میں نے ایک ایسا مجسمہ بھی دیکھا جس میں عبید اللہ کو خداوند کے رنگ میں یاد کیا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبطی بادشاہوں کی موت کے بعد الوہیت کا درجہ دے دیا جاتا تھا۔

حارثہ رابع کے بیٹے مالک ثانی کے سکوں پر ملکہ کو بادشاہ کی بہن بتایا گیا ہے گویا فرعونی اور بطلیموسی دستور کی طرح بعض نبطی بادشاہوں کی بیویاں ان کی بہنیں بھی تھیں۔ عبیدہ کے مجسمے پر ایک تحریر سے پتا چلتا ہے کہ حارثہ رابع کی بیویوں میں سے ایک اس کی بہن تھی یہی وہ مالک ثانی تھا جس نے یروشلم پر حملہ کیا تھا اسی مالک کے زمانے میں دمشق رومنوں کے حوالے ہوا۔ غالباً" اس وقت رومنوں کا بادشاہ نیرو تھا۔

مالک کا بیٹا اور جانشین اور نبطیوں کا حکمران روبیل ثانی تھا۔ یہ شاید نبطیوں کا آخری بادشاہ تھا۔ کہتے ہیں اس بادشاہ کے بعض سکوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ چند سال تک یہ اور اس کی والدہ حکمرانی میں شریک تھے کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کون سا ایسا واقعہ تھا جس کی بناء پر روبیل ثانی نبطیوں کا آخری بادشاہ ثابت ہوا اور اس کے بعد نبطیوں کی سلطنت کا خاتمہ کر دیا گیا۔

بہرحال یہ بات ظاہر ہے کہ رومن اس وقت تک شام اور فلسطین کی تمام چھوٹی چھوٹی بادشاہتوں کو ہضم کر چکے تھے اور ایران کی عظیم الشان ایشیائی بادشاہت کے ساتھ تیغ آزمائی کی تیاریاں کر رہے تھے۔ لہٰذا وہ اپنے اور ایران کے درمیان میں کسی نیم خود مختار سلطنت کو چھوڑنا قرین مصلحت نہ سمجھتے تھے چنانچہ ایرانیوں سے براہ راست ٹکرانے کے لئے انہوں نے نبطیوں کی سلطنت پر حملہ کیا اور اسے فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ غالباً" روبیل کا عہد ختم ہونے پر رومنوں نے اس کے جانشین کو اپنا بادشاہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور نبطیوں کے علاقوں کو رومنوں نے اپنی سلطنت میں ضم کر لیا۔

(1) موجودہ دور کی کھدائی میں نبطیوں کے متعلق ایک کتبہ ملا ہے جو تھوڑا بہت خراب ہو چکا ہے یہ کتبہ ان دنوں نیپلز کے عجائب گھر میں موجود ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ ایک معبد پچاس سال پیشتر تھا اور اس کی تجدید ہوئی اور حارثہ رابع کے لئے چند چیزیں اس میں مخصوص کر دی گئی تھیں اس کے علاوہ وہ چینی دستاویزوں میں بھی نبطیوں کی تجارتی سرگرمیوں پر روشنی پڑتی ہے۔ موجودہ دور میں بعض نبطی دستاویز جو نیل کے مشرقی ڈیلٹا میر بالا اور دہانہ فرات سے دستیاب ہوئی ہیں ان سے بھی نبطیوں کی تجارتی پر روشنی پڑتی ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد یہودی فلسفی نیوس پھر رک گیا کچھ دیر تک دم لیا پھر [وہ] یوناف کیرش اور مارتھا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ یہ تو نبطی بادشاہوں کے مختلف حالا[ت] تھے جو میں نے تم لوگوں سے کہے اب میں تم لوگوں کے لئے نبطیوں کی تجارت اور صنع[ت] پر روشنی ڈالوں گا۔ سنو میرے بچو۔ تبطیوں کے مرکزی شہر پیٹرا کے تجارتی سلسلے اس وق[ت] کی مہذب دنیا کے نہایت دور افتادہ گوشوں تک پہنچ گئے تھے۔ اور نبطیوں نے دور و نزدی[ک] کی اس تجارت سے بڑا فائدہ اٹھایا۔

نبطیوں کی تجارت کی خاص جنسیں جنوبی عرب کا مصالحے اور بخور، دمشق اور غزہ کے اعلیٰ درجہ کے ریشمی پارچہ جات اور اسقلان کی حنا، صیدون اور صیدا کے شیشے کے برتن اور ارغوان اور خلیج فارس کے موتی تھے نبطی علاقے کی خاص پیداوار یا تو سونا اور چاندی تھی یا تلی کا تیل جسے روغن زیتون کی جگہ استعمال کیا جاتا تھا۔

اسفالٹ اور دوسری منفعت بخش دھاتیں غالباً" نبطی بحیرہ عرب کے مشرقی کنارے سے نکالتے تھے ان کے بدلے میں چین سے ریشم درآمد کیا جاتا تھا۔ چینی ریشم کو شام میں سلوکیوں کے زمانے سے شہرت حاصل تھی اور خام ریشم پہلی صدی عیسوی سے صیدون شہر میں بنا جانے لگا تھا۔

یونان اور روما سے جو چیزیں نبطی علاقوں میں پہنچتی تھیں وہ خاص قسم کے مرتبانوں میں بھر کے آتی تھیں۔

پیٹرا شہر کی طرح ایلا شہر بھی کاروانی منزلوں کے سلسلوں کی ایک کڑی تھی اس طرح بکہ بھی نبطیوں کے دور میں بہترین تجارتی مرکز خیال کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ نبطی اپنے دوسرے شہروں کو بھی ہتھیاروں اور مختلف سامان کے ذخیروں کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ نبطیوں نے جگہ جگہ فوجی دستے راستوں اور شاہراہوں کی حفاظت کے لئے مقرر کئے ہوئے تھے۔ اور نبطیوں کے دور میں یہ تجارتی شاہراہیں بالکل محفوظ خیال کی جاتی تھیں۔

نبطی قافلوں کے راستوں کی حفاظت کرتے تھے اور آنے والوں سے وصول بھی لیتے تھے۔ اس طرح نبطیوں نے نا صرف تجارت سے بلکہ تجارتی شاہراہوں سے بھی خوب دولت حاصل کی۔

(1) ان مرتبانوں کے ٹکڑے حالیہ کھدائیوں کے دوران پیٹرا اور ایلا شہر کے آس پاس سے کافی تعداد میں حاصل کئے گئے ہیں۔

(2) اسی شاہراہ پر ایلا سے پچیس میل مشرق کی جانب موجودہ دور کی کھدائی میں ایک جگہ جبل رام دریافت ہوا ہے۔ محققین کا کہنا ہے کہ یہ وہی مقام بتایا جاتا ہے جسے قرآن مقدس میں ارم قرار دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ دور میں اب جبل ارم کے نام سے دریافت ہونے والے اس مقام کی دلچسپی بڑھ گئی ہے۔

یہودی فلسفی نیوس یہاں تک تفصیل بتانے کے بعد دم لینے کے لئے رک گیا۔ اس دوران یوناف کیرش اور مارتھا تینوں بڑی ممنونیت سے اسے دیکھتے رہے اس کے بعد نیوس بولا اور کہنے لگا اب میں نبطیوں کے متعلق تمہیں مزید معلومات فراہم کرتا ہوں۔

سنو میرے بچو! نبطی تہذیب گو ناگوں عناصر سے مرتب تھی مثلاً" ان کی بولی عربی تھی۔ رسم الخط آرامی تھا۔ مذہب سامی، فن اور طرز تعمیر رومی و یونانی۔ سطحی نظر سے دیکھا جائے تو وہ یونانی معلوم ہوتے تھے لیکن وہ عرب تھے اور عرب ہی رہے۔

کچھ لوگوں کو شک ہے کہ یہ یونانی تھے لیکن ایسے جاہل ہیں جو انہیں غیر عرب قرار دیتے ہیں اس لئے کہ ان کے مخصی نام اور دیوتاؤں کے نام عربی میں تھے۔

گو نبطیوں کی بھی زبان عربی تھی لیکن نبطی تاجر زیادہ نہیں تو کم از کم دو زبانیں ضرور جانتے تھے۔ بالکل ایسے ہی جیسے آج کل قاہرہ اور بیروت کی کیفیت ہے نبطی تاجر عربی اور آرامی کے علاوہ یونانی بھی ضرور جانتے تھے اور لاطینی سے بھی انہوں نے ایک حد تک واقفیت حاصل کر لی تھی اس لئے کہ ان زبانوں کے علاقوں سے ان کے مستحکم تجارتی تعلقات تھے۔

یہاں تک تفصیل بتانے کے بعد نیوس رک گیا ذرا دم لیا پھر وہ کہنے لگا سنو میرے بچو! اب میں تمہیں نبطیوں کے مذہب سے متعلق تفصیل بتاؤں گا۔ سنو۔

نبطی مذہب کا نمونہ وہی تھا جو دوسرے عربوں میں عام تھا۔ یعنی ذرخیزی کے متعلق چند رسمیں ادا کی جاتی تھیں۔ جن کا تعلق کھیتی باڑی سے تھا۔ اس سلسلے میں بلند مقامات اور گھڑے پتھروں کی پوجا کا پرانا طریقہ رائج تھا۔

نبطیوں کے تمام دیوتاؤں میں سب سے بڑا ذولشرا تھا یہ دراصل سورج دیوتا تھا جس کی پرستش پتھر کی ایک بلند لاٹ یا ان گھڑا چار گوشہ سیاہ پتھر کی شکل میں کی جاتی تھی۔ میں نے ایک نبطی معبد کے کھنڈر دیکھے جو بحیرہ لوط کے جنوب مشرق میں   کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ معبد کہتے ہیں پہلی صدی مسیح میں بنا تھا۔ اصل معبد سادہ صندوق کی شکل کا ہے اور اسے حجاز کی سرزمین کے کعبہ سے مشابہت دی گئی ہے۔

سنو میرے بچو نبطیوں کے ہاں ذولشرا کے ساتھ لات کی پوجا بھی کی جاتی تھی جو عربوں کے نزدیک بڑی دیوی تھی۔ یہ دراصل چاند کی دیوی تھی ان کے علاوہ جن نبطی دیوی دیوتاؤں کا ذکر ہے ان میں منات، عزیٰ اور ہبل بھی آتے ہیں۔ اس کے علاوہ آرامیوں کی دیوی اتاغاتس کی بھی پوجا کی جاتی تھی اور اس کا ایک بہترین معبد خربتہ التنور میں واقع تھا یہ غلوں سبزیوں کے پتوں پھلوں اور مچھلیوں کی دیوی خیال کی جاتی تھی۔ نبطیوں کی اکثر

دیویاں تدمر ہیرا پولس اور ہیلو پولس شہر میں بھی پوجی جاتی تھیں اس کے علاوہ نبطیوں کے ہاں سانپوں کی پوجا بھی مذہب کا جز تھی۔

نبطیوں کی عبادت کے متعلق کچھ زیادہ معلوماتِ حاصل نہیں ہو سکیں تاہم نبطیوں کے ہاں ایک شاہی دعوت کا ذکر ضرور کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کوئی بھی اس دعوت میں گیارہ پیالوں سے زیادہ نہیں پی سکتا اور ہر مرتبہ نیا سنہری پیالا استعمال کیا جاتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی مذہبی رسم تھی۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ ابتدا میں جس سنجیدگی سے کام لیا جاتا تھا وہ بعد کی تہذیب کے زیر اثر ختم ہو گئی یہ بھی محققین کا خیال ہے کہ کھانے پر بیٹھتے تو وہ تیرہ تیرہ آدمی گروہ بن کر بیٹھتے تھے اور ہر گروہ کے لئے دو لڑکیاں کھلانے پر مامور ہوتی تھیں اس کے بعد جب نبطیوں نے یونانیت کے طریقے اور عیش آرائیاں اختیار کر لیں تو دیویوں اور دیوتاؤں کے سامی نام بھی بدل گئے اور انہوں نے رومن لباس پہن لیا۔ چنانچہ جب نبطیوں پر یونانی تہذیب غالب آئی تو انہوں نے اپنے بڑے دیوتا ذولشرا کا نام بھی دیونی سوس رکھ لیا تھا۔

کہتے ہیں نبطی بڑے سوجھ بوجھ والے محنتی، منتظم، اور امن پسند لوگ تھے۔ تجارت و زراعت میں لگے رہتے تھے۔ ان کے معاشرے میں اگرچہ تھوڑے سے غلام موجود تھے لیکن قلاش کوئی نہ تھا۔ تمام لوگ دوسرے کا لحاظ رکھتے تھے۔ ایک دوسرے کے خلاف دشمنی اور عناد سے احتراز کرتے تھے اور امن پسند تھے۔ ان کے بادشاہوں میں ایسا جمہوری دور تھا کہ وہ اکثر اپنے کاموں کی روداد مجلس شوریٰ کے سامنے پیش کرتے تھے۔ ان کو اس زندگی کے معاملات میں اتنا انہماک تھا کہ وہ اپنے مردوں کو گوبر سے بھی زیادہ وقعت نہ دیتے تھے۔

---

(1) موجودہ دور میں جو نبطیوں کے کتبے کھدائی کے درمیان ملے ہیں ان سے صاف پتہ چلتا ہے کہ ان کا رہن سہن اور بولی عربوں جیسی تھی اور ان کتبوں کو دیکھتے ہوئے کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کہ ان کی زبان شمالی عرب کی ہی ایک بولی تھی۔ دریافت ہونے والے نبطی کتبوں میں سے ایک نام علی بھی آتا ہے جو آگے چل کر مسلمانوں میں زیادہ عام ہوا۔ عربی ادبیات میں علی نام پہلی مرتبہ نبطی کتبوں ہی میں ملتا ہے اس کے علاوہ دو اور عربی نام بھی نبطی کتبوں میں ملتے ہیں۔ ایک حبیب اور دوسرا سعید۔ بعض دیگر عربی الفاظ بھی نبطی کتبوں میں دریافت ہوئے ہیں مثلاً" قمر اور عیز وغیرہ موجودہ دور میں کھدائی کے دوران ایک اور کتبہ ایسا ملا ہے جس کی پوری تحریر ہی عربی ہے۔

نبطیوں نے مندر، مقبرے اور دوسری عمارتیں بنوائیں اور ایک نیا فن تعمیر کیا یعنی وہ چٹانوں کو کاٹ کاٹ کر اور تراش تراش کر عمارتیں بنایا کرتے تھے ان کے مکانوں کی چھتیں ڈھلواں دار ہوتی تھیں آرائش کے سلسلے میں وہ استرکاری سے کام لیتے تھے۔ استرکاری کا فن ان کے ہاں سے عراق اور ایران بھی منتقل ہوا تھا۔ سنگ تراشی میں پیٹرا کے باشندے دوسرے شہروں کے باشندوں سے زیادہ قریب تر تھے جو صحرا کے حاشئے میں واقع تھے مثلاً" تدمر اور دوسرے شہر۔

یونانی نمونے دیکھ کر نبطیوں نے مٹی کے ظروف کی ایک ایسی طرز ایجاد کی جو اس دور میں بہترین مانی گئی۔ ان کی پیالیوں پرچیوں، قابوں، صراحیوں اور پیالیوں کی جو باقیات اب تک موجود ہیں وہ حیرت انگیز حد تک نفیس ہیں۔ موٹائی میں یہ انڈے کے چھلکے سے ملتے جلتے ہوں گے اور ان پر بہت اعلیٰ کام ہوتا تھا۔

آج بھی نبطیوں کے کھنڈرات میں ہر قسم کے ظروف ملتے ہیں جن میں سادہ مٹی کے ظروف کے ساتھ ساتھ اندانہ دار اور نقاشی والے برتن بھی ملتے ہیں۔ ان برتنوں کے بنانے کے لئے سرخی مائل مٹی استعمال کی جاتی تھی اور نمونے میں پھول پتیوں کو بھی پیش نظر رکھا جاتا۔

آرائش میں انگور یا انگور کی بیل کو خاص اہمیت حاصل تھی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ابتدا میں شراب سے پرہیز اور احتراز کیا جاتا تھا پر وہ ختم ہو چکا تھا۔

فن تعمیرات فنکاری۔ ادبیات اور مٹی کے ظروف کی ساخت میں نبطی اعلیٰ اوصاف کے مالک تھے۔ اور انہیں تاریخ کی بہترین قوموں میں شمار کیا جانا چاہئے وہ ان قافلوں کے محافظ تھے جنہیں مشرق قدیم کے تجارتی جسم میں خون کی نالیوں کی حیثیت حاصل تھی۔ وہ ایسے شہر کے معمار تھے جو انسانی فنون کی تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے۔ انہوں نے جگہوں پر بندھ اور نہریں بنائیں جہاں اب پانی بالکل ناپید ہے۔ آج کل ان نبطیوں کی جگہ وہ بدو اور صحرانورد گرتے ہیں جو نبطیوں کے شہروں کے کھنڈرات پر خیمے نصب کر کے زندگی بسر کرتے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ یہودی فلفی رک گیا۔ تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

یروشلم میں چھان بین کے لئے حال ہی میں امریکہ نے ایک ادراہ قائم کر رکھا تھا اس کے ماہرین آثار قدیمہ نے عقبی سے لے کر بحر لوت کے شمالی حصے کے درمیان پانچ سو ایسے مقامات دریافت کئے ہیں جو نبطیوں سے منسوب کئے جانے لگے ہیں۔

دیکھ میرے عزیز تمہارے کہنے پر پہلے میں تمہیں ایدونس دیوتا کے متعلق بتائی اس کے بعد میں نے تمہیں نبطی قوم کی تاریخ اس کے عروج و زوال کے متعلق پوری تفصیل کے ساتھ بتایا۔ جو کچھ تم جاننا چاہتے تھے وہ میں تمہیں بتا چکا ہوں تمہاری باری ہے تم بولو کہ گذشتہ رات ان سرزمینوں میں ایدونس دیوتا کے بت کو کس نے گرا کر پاش پاش کیا ہے۔

نیوس کے اس استفسار کے جواب میں یوناف نے تھوڑی دیر تک گھورنے کے انداز میں نیوس کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا دیکھ نیوس اگر میں تم سے یہ کہوں کہ گذشتہ رات ایدونس دیوتا کے مجسمے کو میں نے گرا کر پاش پاش کیا ہے تو تم اعتبار کر لو گے اس پر نیوس بولا اور کہنے لگا ہرگز نہیں۔ میں اسے نہیں مانوں گا۔ اور نہ ہی اس پر اعتماد اور بھروسہ کروں گا۔ اس لئے کہ تم اکیلے کسی بھی صورت ایدونس دیوتا کے مجسمے کو گرا کر یوں پاش پاش نہیں کر سکتے جس طرح وہ ہوا ہے۔ اس لئے کہ اس دیوتا کو ایک بہت بڑی چٹان تراش کر بنایا گیا تھا اور اس چٹان کی جڑ زمین کے اندر خوب گہری تھی۔ تم اکیلے کیسے کس طرح اور کیونکر چٹان سے تراشے ہوئے ایدونس دیوتا کے مجسمے کو گرا کر توڑ سکتے ہو۔

نیوس کے خاموش ہونے پر یوناف پھر بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ نیوس تم نے خود کہا تھا کہ مقامی پجاریوں کا کہنا ہے کہ رات کے پچھلے پہر میں ایدونس دیوتا کے بت کو گرا کر پاش پاش کیا گیا اور بت کو گرانے والا ایک ہی شخص تھا جو بت کو گرا کر قریبی چٹان کی اوٹ میں گیا۔ پجاریوں نے اس کا تعاقب کیا لیکن جس چٹان کی اوٹ میں وہ گیا تھا پجاریوں نے کچھ نہیں پایا۔ جب تم خود تسلیم کر چکے ہو کہ بت کو گرانے والا ایک ہی تھا تو تم اس پر کیوں اعتبار نہیں کرتے کہ بت کو میں نے گرایا ہے۔

اس پر یہودی فلسفی نیوس نے تیز نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا اس میں کوئی شک نہیں کہ پجاریوں کا کہنا ہے کہ ایدونس دیوتا کے بت کو گرانے والا ایک ہی شخص تھا۔ لیکن اس ایک سے یہ مطلب نہیں کہ وہ ایک تم ہی ہو سکتے ہو تم ایک عام سے انسان لگتے ہو تم کیونکر ایسی قوت اور طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایدونس دیوتا کے بت کو گرا کر پاش پاش کر سکتے ہو۔ میں سمجھتا ہوں جس طرح کسی قوت نے یہاں ایدونس دیوتا کا بت بنا کر اس کی پوجا پاٹ اور پرستش کرائی تھی اسی قوت کی کسی مخالف قوت نے حرکت میں آتے ہوئے ایدونس دیوتا کو توڑ کر پاش پاش کر دیا ہے۔

اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ نیوس تمہارا اندازہ درست ہے ان علاقوں

ونس دیوتا کی پوجا پاٹ اور پرستش کا کام ایک شیطانی قوت نے ہی کیا تھا جس کا نام طرون ہے اور وہ سطرون میرا بدترین دشمن ہے۔ یوں جانو میں اور میری دونوں بیویاں نیکی کی علامت ہیں۔ ہم تینوں نیکی کے نمائندے ہیں اسی نمائندگی کے تحت میں نے ایدونس تا کے مجسمے کو گرا کر ختم کر دیا ہے اور اس مجسمے کے گرنے سے مجھے امید ہے کہ ان قوں میں جو شرک کا طوفان اٹھا تھا وہ رک جائے گا۔ اس پر نیوس بولا اور اس نے کہا۔

لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ تم اکیلے نے یہ مجسمہ کیسے گرا دیا۔ اگر میں مان لوں کہ اس مجسمے کے گرانے میں تمہاری دونوں بیویاں بھی تمہارے ساتھ تھیں تب میں نہیں مانوں گا اس لئے کہ تم تینوں بھی مل کر اس مجسمے کو نہیں گرا سکتے۔ سن کیا تمہارے پاس سری قوتیں ہیں جن کی وجہ سے تم مجسمے کو گرانے میں کامیاب ہو ہو۔ اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ نیوس تمہارا کہنا درست ہے۔ میرے پاس واقعی ی قوتیں ہیں۔ جنہیں استعمال میں لاتے ہوئے میں نے ایدونس دیوتا کے مجسمے کو پاش کیا۔ اس پر نیوس بولا اور کہنے لگا۔

میرا دل نہیں مانتا کہ تمہارے پاس سری قوتیں ہوں اگر تمہارے پاس ہیں تو کیا تم وتوں کا میرے سامنے مظاہرہ کر سکتے ہو تاکہ مجھے اعتماد اور بھروسہ ہو جائے کہ واقعی ں دیوتا کے مجسمے کو تم نے ہی گرا کر پاش پاش کیا تھا۔ اس پر یوناف نے کیرش اور تا کی طرف مخصوص انداز میں دیکھا پھر اس نے کیرش کے کان میں سرگوشی کی اور کہا یرش ہمارا کام اب یہاں ختم ہو چکا ہے۔ اب ہمیں یہاں سے کوچ کر جانا چاہئے۔ یہ ارتھا سے بھی کہو لہٰذا تینوں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائیں اور یہاں سے غائب ہو ں۔ ہمارے اس طرح غائب ہو جانے سے اس نیوس کو بھی بھروسہ ہو جائے گا کہ ہم تینوں مافوق الفطرت قوتوں کے مالک ہیں۔ یوناف کے کہنے پر کیرش نے فوراً" مارتھا کے ں سرگوشی کی اس کے بعد یوناف نے دونوں کو مخصوص اشارہ کیا جس کے جواب میں ں اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور نیوس کے سامنے سے غائب ہو گئے۔ ان ں طرح غائب ہونے پر نیوس پریشان اور دنگ اپنی جگہ بیٹھا کا بیٹھا رہ گیا تھا۔

○

ادھر رومنوں اور ایرانیوں کی حالت یہ تھی کہ رومنوں کا شہنشاہ مارس بنا تھا۔ جبکہ یں نوشیروان کے بعد اس کا بیٹا ہرمز تخت نشین ہوا تھا۔

هرمز نے اعنان حکومت سنبھالتے ہی اپنے لشکروں کو منظم کرنا شروع کیا۔ ا
رومنوں کے ساتھ اس نے جنگوں کا آغاز کرنا چاہا۔ ایسے ہی جیسا اس کے باپ نوشیر
نے کیا تھا۔ ہرمز اور رومن شہنشاہ مارس کے درمیان ایک دو جنگیں ہوئیں بھی لیکن ان
کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔ لہٰذا دونوں نے آپس میں صلح کی گفت و شنید کرنا چاہی۔

رومنوں کی خواہش یہ تھی کہ قلعہ دارا ایرانیوں کے حوالے کر دیں اور اس
عوض ایرانیوں سے ارزانین کا قلعہ حاصل کرلیں تاکہ اس تبادلے کے باعث آنے وا
دور میں دونوں سلطنتوں کے درمیان امن اور سکون قائم رہے۔

چنانچہ اس سودے کے لئے مذاکرات ہوئے لیکن ہرمز کے نزدیک یہ سودا خسار
تھا۔ اس لئے یہ گفت و شنید ناکام رہی۔ اس ناکامی کی خبر جب رومن شہنشاہ مارس کو ہو
وہ سخت برہم ہوا اور اس نے اپنے چھاپہ مار دستے فوراً" ایرانی سرحد کی طرف روانہ
جنہوں نے سرحد عبور کر کے بین النہرین میں اودھم مچا دیا۔ انہوں نے بستیوں
لوٹا۔ ویران کیا اور آگ لگا کر تباہ و برباد کر دیا۔ ان علاقوں میں چونکہ اس وقت کوئی ا
لشکر نہ تھا لہٰذا کوئی بھی قوت رومنوں کی راہ نہ روک سکی اور رومن اپنی مرضی سے
ہر قصبے کو لوٹتے اور برباد کرتے رہے۔ رومنوں نے آس پاس کے علاقوں کی فصلوں کو
برباد کیا۔ دیہات کو خوب نقصان پہونچایا۔

ایرانی علاقوں کی اس تباہی اور بربادی سے رومن شہنشاہ مارس کا حوصلہ خوب
اور اس نے بڑی تیزی سے ایک بحری بیڑہ تیار کرنا شروع کیا تاکہ اس بحری بیڑے
ایرانیوں کے خلاف حرکت میں لایا جائے۔ آخر جلد ہی رومن شہنشاہ مارس ایک بحر
منظم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور اس بحری بیڑے کو اس نے سرکیثم کی بندرگاہ
کیا۔ ایسا کرنے کے بعد رومن شہنشاہ مارس نے ریگستان عرب کے قبائیل کو ساتھ
تاکہ ان کی مدد سے ایرانیوں پر حملہ آور ہو اور انہیں بد ترین شکست دے۔ عرب
ساتھ گفت و شنید میں مارس کو کسی حد تک کامیابی بھی ہوئی۔ لیکن بعد میں عرب
رومنوں کا ساتھ چھوڑ دیا اور غیر جانبدار ہو گئے۔

اپنے ان علاقوں کی تباہی و بربادی کا بدلہ لینے کے لئے ہرمز نے ایک کافی
ترتیب دیا۔ اور ایرانی علاقوں کا انتقام لینے کے لئے اس لشکر کو رومنوں کے شہر
طرف روانہ کیا۔ لیکن اس ایرانی لشکر کا مقابلہ کرنے کے لئے رومن شہنشاہ مارس بذا
ایک لشکر کی کمانداری کرتا ہوا مقابلے پر آیا اور ایرانی لشکر پر حملہ آور ہو کر ا
بھگایا۔ اس طرح ایرانی شکست اٹھا کر بھاگ گئے اور اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو

اسی سال رومن لشکر میں کچھ بغاوت کی خبریں پھیلیں۔ جس سے ایرانیوں نے فائدہ
اٹھانا چاہا۔ پھر ایسا ہوا کہ ایرانی شہنشاہ ہرمز نے ایک بہت بڑا لشکر ترتیب دیا اور اس لشکر کو
اس نے ارزانین کے اطراف میں جمع کیا تاکہ ارزانین قلعے کے پاس جمع ہو کر یہ لشکر پیش
قدمی کرے اور رومن علاقوں میں داخل ہو کر ایسی ہی تباہی و بربادی کا کھیل کھیلے جیسا اس
سے پہلے رومن ایرانی علاقوں میں کھیل چکے تھے۔ ادھر رومن شہنشاہ مارس کو بھی خبر ہو گئی
کہ ایرانیوں نے ایک بہت بڑا لشکر ارزانین قلعے کے اطراف میں جمع کر لیا ہے۔ لہٰذا
اس نے بھی ایرانیوں کو مار بھگانے کے لئے ایک لشکر روانہ کیا۔ رومنوں کے لشکر کی تعداد
کافی تھی اور انہیں امید واثق تھی کہ وہ ایک بار پھر ایرانیوں کو شکست دے کر ارزانین
قلعے سے مار بھگائیں گے۔

لیکن رومنوں کی بد قسمتی کہ ارزانین کے اطراف میں جو دونوں قوموں کے درمیان
ایک جنگ ہوئی اس میں رومنوں کو بد ترین شکست ہوئی اوور ایرانی فتح مند ہو کر نکلے۔
بھاگتے ہوئے رومنوں کا ایرانیوں نے دور تک تعاقب کیا اور ان کا خوب قتل عام کیا۔
رومنوں کو مار بھگانے اور انہیں شکست دینے سے ایرانی لشکریوں کے حوصلے خوب بڑھ گئے

یہ شکست اٹھانے کے بعد رومن شہنشاہ مارس چین سے نہیں بیٹھا۔ بلکہ اس نے
شکست کا انتقام لینے کے لئے اندر ہی اندر اپنی تیاریاں عروج پر پہونچا دیں تھی جب
اس کی جنگی تیاریاں مکمل ہو گئیں تب وہ ایک بہت بڑے لشکر کو حرکت میں لایا۔ ایرانیوں
کو بھی اس رومن لشکر کی نقل و حرکت کا علم ہو چکا تھا لہٰذا انہوں نے بھی اپنے لشکر کو
آگے بڑھایا۔ مارٹی لو پولس کے مقام پر رومن اور ایرانی لشکر ایک بار پھر ایک دوسرے کے
سامنے صف آرا ہوئے۔ مارٹی لو پولس ان دنوں ایرانی حکومت کے قبضے میں تھا۔ اس قلعے
کے باہر رومنوں اور ایرانیوں کے درمیان پھر ہولناک جنگ ہوئی۔ بد قسمتی سے اس جنگ
میں ایرانیوں کو بد ترین شکست ہوئی۔ رومنوں نے ایرانیوں کا نہ صرف یہ کہ خوب قتل عام
کیا بلکہ آگے بڑھتے ہوئے انہوں نے ایرانیوں کے قلعے مارٹی لو پولس پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔

ادھر ایرانی بھی آرام اور سکون سے بیٹھنے والے نہیں تھے۔ انہیں اپنا یہ قلعہ ہاتھ
سے نکل جانے کا بڑا دکھ بڑا قلق تھا لہٰذا انہوں نے بھی اپنی جنگی تیاریاں عروج پر پہونچا
دیں۔ اور اگلے ہی سال وہ پھر مارٹی لو پولس پر حملہ آور ہوئے۔ رومنوں نے دفاع کیا
لیکن ناکام رہے۔ ایک سال پہلے جس طرح ایرانیوں کو شکست دے کر رومنوں نے ان کا
قتل عام کیا تھا ویسا ہی ایرانیوں نے بھی کیا۔ مارٹی لو پولس کے باہر ایرانیوں نے رومنوں کو

بد ترین شکست دی دور تک ان کا تعاقب کرتے ہوئے ان کا قتل عام کیا اور اپنے قلعہ [illegible] لو پولس کو رومنوں سے چھین کر اس پر قبضہ کر لیا تھا۔

رومن شہنشاہ مارس نے ایک بار پھر اپنی شکست کا انتقام لینے کا تہیہ کر لیا۔ اس [illegible] اپنے لشکروں کا سپہ سالار ایک جرنیل فلپی کس کو بنایا اور فلپی کس کو حکم دیا کہ وہ ایرا[illegible] پر حملہ آور ہو اور ان سے اس کا قلعہ مارٹی لو پولس پھر چھین لے۔ رومن جرنیل فلپی [illegible] ایک جرار لشکر لے کر مارٹی لو پولس کی طرف بڑھا اور قلعے پر حملہ آور ہوا۔ ایرانی لشکر [illegible] تک وہیں تھا۔ دونوں لشکروں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ رومن جرنیل فلپی کس [illegible] اس قلعے کو حاصل کرنے کی سر توڑ کوشش کی لیکن اسے ناکامی ہوئی۔ ایک مرتبہ پھر مار[illegible] پولس کے باہر رومنوں کو بد ترین شکست ہوئی اور بچے کھچے لشکر کو لے کر رومن [illegible] فلپی کس بھاگ کھڑا ہوا۔ رومنوں کی اس شکست سے رومن شہنشاہ مارس کو ایسا [illegible] دکھ ہوا کہ اس نے اپنے سپہ سالار فلپی کس کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ اس [illegible] لشکروں کا سپہ سالار کومن ٹیولس کو مقرر کیا اور ایک اور جرنیل ہرکولیس کو اس [illegible] مقرر کیا گیا۔

یہ سارے انتظام کرنے کے بعد رومن شہنشاہ مارس نے اپنے لشکر کو بین النہر[illegible] حملہ آور ہونے کا حکم دیا اور اپنے دونوں جرنیل کومن ٹیولس اور ہرکولیس کو حکم دیا [illegible] ایرانیوں کے شہر نصیبین پر حملہ آور ہوں اور ہر حالت میں اسے فتح کرنے کی کوشش [illegible]

دوسری طرف ایرانی بھی چوکس تھے۔ رومنوں سے پہلے ہی وہ نصیبین کے نواح [illegible] کھلے میدانوں میں پہونچ چکے تھے تاکہ وہ رومنوں کی راہ روک سکیں۔ نصیبین سے باہر [illegible] بار پھر دونوں افواج کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں رومن جرنیل [illegible] ٹیولس کو بد ترین شکست ہوئی اور اس نے بڑی مشکل سے میدان جنگ سے بھاگ کر [illegible] جان بچائی۔ ایرانیوں نے اس جنگ میں رومنوں کا خوب قتل عام کیا۔ مارس ہار ما[illegible] نہیں تھا۔ اس نے ایک اور لشکر مہیا کیا اور سارے لشکروں کا کماندار اس نے ہرکولی[illegible] بنوا دیا۔ ایک بار پھر رومنوں اور ایرانیوں میں جنگ ہوئی لیکن اس جنگ کا کوئی نتیجہ [illegible] نکلا تاہم اس جنگ میں ایرانی جرنیل مارا گیا۔ جس سے ایرانیوں کے حوصلے پست ہو[illegible] وہ پسپا ہو گئے اور رومنوں نے ایرانیوں کی اس پسپائی کو اپنی فتح پر مامور کیا۔

بین النہرین میں نصیبین کے اطراف میں ایرانی اور رومنوں کے درمیان آ[illegible] مقابلے شروع ہو گئے۔ صورت حال یہ تھی کہ کبھی ایرانی پیش قدمی کرتے ہوئے [illegible] علاقے میں گھس جاتے اور کبھی رومن پیش قدمی کرتے ہوئے ایرانی علاقوں میں [illegible]

[illegible] بربادی مچاتے اور کوئی بھی ایک دوسرے کے سامنے جھکنے کے لئے تیار نہ تھا نہ ہی [illegible]صلہ کن شکست ہوتی نہ ہی کوئی فیصلہ کن فتح حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا۔

اسی دوران شمال سے ایک اور مصیبت طوفان کی شکل میں اٹھ کھڑی ہوئی یہ طوفان نمودار ہونے والے ترک تھے جو اپنے بادشاہ ساوا کی سرکردگی میں شمالی برفستانوں [illegible]ر جنوب کی طرف بڑھے تھے۔

ترک آندھی اور طوفان کی طرح جنوب کی طرف بڑھے سب سے پہلے ان کے [illegible] شہر آیا۔ بلخ شہر اپنی فصیل کی وجہ سے بڑا مضبوط اور ناقابل تسخیر خیال کیا جاتا [illegible] یہ ترک ایسے خونخوارانہ انداز میں بلخ شہر پر حملہ آور ہوئے کہ بلخ شہر کو انہوں [illegible]ر کے اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد انہوں نے پیش قدمی کی اور ایرانی سلطنت کے [illegible]وں کی طرف بڑھے تھے۔

[illegible]ب یہ خبریں ایرانیوں اور رومنوں کو ہوئیں تو وہ آپس کی لڑائی بھول بیٹھے ایرانیوں [illegible]تی کہ ترک بلخ شہر کو فتح کرنے کے بعد ان کے اندرونی علاقوں کی طرف بڑھے [illegible]ں کو یہ فکرمندی لاحق ہوئی کہ کہیں ترکوں کا کوئی اور گروہ دریائے ڈینیوب کی [illegible] قسطنطینہ پر حملہ آور نہ ہو جائے لہٰذا انہوں نے ایرانیوں کے مقابلے سے اپنے [illegible] قسطنطینہ کی طرف سمیٹ لیا تھا۔

[illegible]ر حملہ آور ترکوں کا بادشاہ ساوا بڑی تیزی سے بلخ کو فتح کرنے کے بعد ایرانی [illegible] اندرونی حصوں کی طرف پیش قدمی کرتا چلا جا رہا تھا۔ اس صورت حال میں [illegible] ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ پھر وہ کسی مناسب سپہ سالار کی تلاش اور جستجو میں لگ [illegible] کی کمانداری کرتے ہوئے حملہ آور خونخوار ترکوں کو روک سکے۔ آخر تگ و دو [illegible] بچار کے بعد ایران کے شہنشاہ ہرمز کی نگاہیں ایک جرنیل بہرام چوبین پر جم گئی [illegible]رام چوبین انتہا درجے کا بہادر، مخلص، جفاکش اور نامور جرنیل تھا۔ ہرمز نے اسے [illegible]وں کا سپہ سالار اعلیٰ مقرر کر دیا تھا۔ اس بہرام چوبین کا تعلق ایران کے مشہور [illegible]ان سے تھا اور یہ ان دنوں آذر بائی جان کا حاکم تھا۔

[illegible]پنے لشکروں کا سپہ سالار بنانے اور ترکوں کی راہ روکنے کے لئے ہرمز نے بہرام [illegible] آذر بائی جان سے طلب کیا اور اسے ایران کے سارے لشکروں کا سالار اعلیٰ مقرر [illegible]اس کی کمانداری میں ایک لشکر دیا اور اس کے ذمہ یہ کام لگایا کہ وہ حملہ آور [illegible] راہ روک دے۔

[illegible]ان کے شہنشاہ ہرمز کا حکم ملتے ہی بہرام چوبین آذر بائی جان سے مدائن پہنچا اس

کے تحت کام کرنے کے لئے ہرمز نے جو لشکر تیار کیا تھا بہرام چوبین نے اس لشکر کا
پھر اپنے لشکر کو لے کر وہ ترکوں کی راہ روکنے کے لئے روانہ ہوا۔

آخر بہرام چوبین اور ترکوں کے بادشاہ ساوا کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی
جنگ میں بہرام چوبین کی خوش قسمتی اور ترکوں کی بد قسمتی کہ لڑائی کے درمیان
بادشاہ ساوا مارا گیا اور ترک پسپا ہوئے۔

ترکوں کے بادشاہ ساوا کا بیٹا جس کا نام پرموده تھا وہ ان دنوں بے قند شہر
تھا۔ اسے جب خبر ہوئی کہ ترکوں کو شکست ہوئی ہے اور ایرانیوں کے ساتھ جنگ
کا باپ مارا جا چکا ہے تو وہ تازہ دم لشکر لے کر ایرانیوں کے مقابلے میں آیا تاکہ
سے ترکوں کی شکست اور اپنے باپ کے قتل کا انتقام لے۔

ایک بار پھر ترکوں اور ایرانیوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی لیکن ترکوں
قسمتی کہ عین اس موقع پر جبکہ ترک فتح مند دکھائی دے رہے تھے اور ایرانیوں
ہونے والی تھی۔ ایک ایرانی دستہ حرکت میں آیا اور انہوں نے ترکوں کے نئے بادشاہ
کو گرفتار کر لیا۔ ترکوں کے بادشاہ پرموده کا گرفتار ہونا تھا کہ ترک میدان سے
ہوئے فرار ہو گئے۔

ایرانیوں نے تعاقب کر کے بھاگتے ہوئے ترکوں کا خوب قتل عام کیا۔
چوبین کو لاتعداد مال غنیمت ہاتھ لگا۔ مال غنیمت کی جو اشیاء بادشاہ کے لائق
چوبین نے ہرمز کو مرکزی شہر مدائن میں روانہ کر دیں باقی سارا مال غنیمت اور زر
جو کچھ اس کے ہاتھ لگا تھا وہ سارا اس نے اپنے لشکریوں میں تقسیم کر دیا تھا۔
کارگزاری سے بہرام چوبین اپنے لشکر میں بے حد مقبول ہو گیا تھا۔

بہرام چوبین کے مقابلے میں جب ترکوں کو نہایت تباہ کن شکست ہوئی تو
بہرام چوبین کی بہادری اور جان نثاری کی شہرت ایران کے طول و عرض میں پھیل
ایران میں بہت کم سالار ایسے ہوئے ہوں گے جن کو اس قدر جلدی مقبولیت حاصل
جتنی بہرام چوبین کو ہوئی تھی۔

بالآخر بہرام چوبین کی یہی مقبولیت اس کی بربادی کا موجب بنی۔

اس لئے کہ ایران کے بادشاہ ہرمز کو بہرام کی یہ مقبولیت گوارہ نہ ہوئی بہرام
مقبولیت کو کم کرنے کے لئے ایران کے شہنشاہ ہرمز نے ایک قدم اٹھایا۔ اس
چوبین کو رومنوں کے شہر لازیکا پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا۔

اس حکم سے ہرمز کا مقصد یہ تھا کہ اگر اس جنگ میں بہرام چوبین کو

رت ایران کی عظمت میں خوب اضافہ ہو گا اور رومنوں پر ایرانیوں کا رعب اور دبدبہ
جائے گا۔ اور آئندہ رومن ایران پر حملہ آور ہونے کے لئے مشرق کا رخ نہ کریں
گے۔

اور اگر اس جنگ میں بہرام چوبین کو شکست ہوئی تو بہرام کی مقبولیت ختم ہو جائے
گی۔ اس طرح ایران کا شہنشاہ ہرمز دوہری چال چل رہا تھا۔

حسب الحکم بہرام چوبین لشکر لے کر لازیکا کی طرف بڑھا۔ لیکن رومنوں کو پہلے ہی
ایران کے شہنشاہ ہرمز کے ارادوں اور چوبین کے لازیکا کی طرف پیش قدمی کی خبر مل چکی
تھی۔ لہذا جس قدر لشکر بہرام چوبین لے کر لازیکا کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا اس سے
کہیں بڑا لشکر رومنوں نے لازیکا کا دفاع کرنے کے لئے لازیکا میں جمع کر لیا تھا۔

آخر لازیکا سے باہر رومنوں اور ایرانیوں میں ہولناک جنگ ہوئی بہرام نے اپنی پوری
کوشش کی کہ روایتی بہادری۔ جراتمندی۔ شجاعت کے جوہر دکھاتے ہوئے رومنوں کو
شکست دے لیکن اس کی بد قسمتی کہ وہ ایسا نہ کر سکا اس لئے کہ اس کے لشکر کی اگلی صفوں
کے پاؤں جم نہ سکے اور اس کے لشکر کی اگلی صفیں بری طرح مجروح ہو کر پسپا ہوئی تھیں۔
اس سے لشکر میں افراتفری پھیل گئی اور ایرانی میدان جنگ سے فرار حاصل کرنے لگے۔
اس طرح لازیکا سے باہر رومنوں کے ہاتھوں چوبین کو شکست ہوئی۔

ہرمز بہرام چوبین کی مقبولیت سے پہلے ہی ناخوش تھا اب جو اسے لازیکا میں رومنوں
کے ہاتھوں شکست کی خبر ملی تو وہ غیض و غضب سے بھڑک اٹھا۔ اس نے اپنے امرا کے
سامنے چوبین پر طرح طرح کی بہتان تراشیاں کیں اور اپنے امرا کو مخاطب کرتے ہوئے وہ
کہنے لگا۔

"بہرام نے لازیکا کے میدان میں جانبازی۔ شجاعت۔ جراتمندی اور حب الوطنی سے
گریز کی۔ ملک و قوم کا فرض جو اس پر عائد ہوتا تھا اسے انجام دینے میں اس نے کوتاہی
کی۔ اپنی اور اہل لشکر کی جانوں کو ملک کی آبرو پر ترجیح دی۔"

یہ وہ الفاظ تھے جو ہرمز نے بہرام چوبین سے متعلق اپنے امرا سے کہے تھے۔ پھر
بہرام چوبین کو مزید ذلیل اور رسوا کرنے کے لئے ہرمز نے ایک اور قدم اٹھایا اور وہ یہ کہ
ہرمز نے چند قاصدوں کے ہاتھوں بہرام چوبین کی طرف ایک طوق۔ ایک تکلہ۔ روئی اور
عورت کا لباس بھیجا۔ ساتھ ہی قاصد کے ہاتھ بہرام چوبین کے نام ایک تذلیل آمیز مراسلہ
بھی ارسال کیا۔ جس کا مضمون کچھ یوں تھا۔

"رومنوں کے ہاتھوں لازیکا کے نواح میں شکست کھانے کے بعد جو خیانت تم نے کی

ہے اس کے صلے کے طور پر تم کو یہ طوق بھیجا جا رہا ہے اسے تم اپنے گلے کی زینت بناؤ بلکہ عورتوں کے استعمال کی چیز ہے اور تم ان سے بھی بد تر ہو۔"

بہرام کے پاس جب ہرمز کے ایلچی پہونچے تو اس نے ہرمز کا مراسلہ پڑھا اور تحائف قبول کر لئے۔ دوسرے دن اس نے ہرمز کا بھیجا ہوا طوق اپنے گلے میں پہنا۔ روئی اور عورت کا لباس لے کر لشکر کے سامنے آیا۔

لشکر میں جو امراء اور چھوٹے سالار تھے انہوں نے جب اپنے سپہ سالار بہرام چوبین کو اس حالت میں دیکھا تو وہ بڑے حیران اور پریشان ہوئے۔ بہرام چوبین سے انہوں نے اس حالت کی وجہ پوچھی تو بہرام چوبین نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

یہ میری جانثاری۔ شجاعت اور وفاداری کا صلہ ہے۔ میں نے ایران کے شہنشاہ کے لئے کیا نہیں کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں ان تحفوں کو تم بھی دیکھ لو۔ اور اس کے ساتھ ہی بہرام چوبین نے اپنے سارے فوجیوں کے سامنے وہ پیغام بھی پڑھ کر سنایا جو ایران کے شہنشاہ ہرمز نے اس کے نام بھجوایا تھا۔

یہ پیغام سن کر اہل لشکر کے دل آزردہ اور آنکھیں آبدیدہ ہو گئیں۔ پھر وہ بہ یک وقت کہہ اٹھے کہ اگر آپ کی وفاداریوں اور جانثاریوں کا ایران کے شہنشاہ کی نگاہوں میں یہ صلہ ہے تو پھر ہمیں تو ایران کا شہنشاہ اس سے زیادہ بد تر اور ذلیل کرے گا۔ لہٰذا ہم علی الاعلان ایسے بادشاہ سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔

بہرام چوبین نے جب دیکھا کہ لشکر اس کے ساتھ ہے تو اس نے ایران کے بادشاہ ہرمز کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کا تہیہ کر لیا اب اسے اگر ڈر تھا تو ہرمز کے بیٹے خسرو پرویز کا تھا جو رے شہر کا حاکم تھا اور وہیں قیام کئے ہوئے تھا۔ لہٰذا بہرام چوبین نے باپ کو بیٹے سے بد گمان کرنے کے لئے یہ تدبیر کی کہ رے میں خسرو پرویز کے نام کے فرضی سکے جاری کرا دیئے اور سوداگروں کے ہاتھ مدائن روانہ کر دیئے۔

یہ سکے جب ایران کے بادشاہ ہرمز تک پہونچے تو اس نے سوداگروں کو بلا بھیجا جو انہیں مدائن میں لائے تھے ہرمز نے ان سوداگروں سے دریافت کیا کہ یہ سکے کہاں سے لائے ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ سکے رے میں خسرو پرویز نے اپنے نام سے جاری کئے ہیں۔ چونکہ یہ سکے انہیں شہزادہ ولی عہد نے دیئے ہیں لہٰذا ہم یہ سکے لینے سے انکار نہ کر سکے اب جو حکم ہو وہی کیا جائے۔

ہرمز ان سوداگروں کا جواب سن کر سخت برہم ہوا سکے جاری کرنے سے متعلق اس نے اپنے بیٹے خسرو پرویز سے استفسار کیا۔ ہرمز کے بیٹے خسرو پرویز نے ہرچند اپنی بے گناہی

کا اظہار کیا لیکن ایران کے شہنشاہ ہرمز کو اپنے بیٹے خسرو پرویز کی کسی بات پر یقین نہ آیا۔

آخر خسرو پرویز باپ کی سخت گیری سے ڈر کر آذر بائی جان کی طرف چلا گیا۔ یہاں پہونچ کر وہ مزید خوفزدہ ہوا اور خوف سے بچنے کے لئے اس نے ایران کے سب سے بڑے آتش کدے آذر گشت میں پناہ گزین ہوا۔ ہرمز کو خیال تھا کہ خسرو کے دونوں ماموں بندوی اور بسطام چونکہ اس کے بیٹے خسرو پرویز کے ساتھ ہی قیام کئے ہوئے تھے لہٰذا وہ بھی اس کے بیٹے کی سازش میں برابر کے شریک ہیں۔ لہٰذا اس نے اپنے بیٹے خسرو پرویز کے دونوں ماموں یعنی بندوی اور بسطام کو گرفتار کر لیا اور انہیں زندان میں ڈال دیا تھا۔

اب حالات سارے کے سارے بہرام چوبین کے حق میں جا رہے تھے۔ اسے خدشہ تھا کہ شہنشاہ ایران ہرمز کا بیٹا خسرو پرویز اس کے خلاف کاروائی کرے گا لیکن اب اس نے اپنی چال چلتے ہوئے دونوں باپ بیٹے کے درمیان نفرت کی ایک دیوار کھڑی کر دی تھی۔

خسرو پرویز جس سے بہرام چوبین خائف تھا اپنے باپ سے الگ ہو کر آذر بائی جان میں گوشہ نشین ہو چکا تھا۔ اس کے علاوہ سارا ایرانی لشکر بہرام کا دم بھرتا تھا۔ اس پر مزید یہ ہوا کہ بین النہرین میں جس قدر لشکر تھا وہ بھی وہاں سے کوچ کر کے بہرام چوبین کے ساتھ آملا تھا۔

اب بہرام چوبین نے جب دیکھا کہ حالات سارے کے سارے اس کے لئے سازگار ہو گئے ہیں تو وہ رے شہر میں آیا اور یہاں اس نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ شاہی لشکر پہلے ہی بادشاہ سے بد دل تھا سب کے دلوں میں شہنشاہ ہرمز کی ہر دلعزیزی باقی نہ رہی تھی۔ ادھر بادشاہ فوج کی وفاداری سے بھی محروم ہوا۔ ادھر رعایا کی ہمدردیاں بھی ختم ہو گئیں۔

ہر طرف سے ایران کے بادشاہ ہرمز کے خلاف نعرے بلند ہونا شروع ہو گئے ان حالات میں لوگوں نے زندان کے دروازے توڑ دیئے اور ایران کے شہنشاہ ہرمز کے بیٹے خسرو پرویز کے دونوں ماموں یعنی بندوی اور بسطام کو وہاں سے نکالا۔ بندوی اور بسطام کا زندان سے نکلنا تھا کہ عوام نے اپنے بادشاہ کو مجبور کرنا شروع کر دیا کہ وہ تخت اور تاج سے دست بردار ہو جائے۔

ایران کے شہنشاہ ہرمز نے بڑی کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح وہ عوام کو ٹھنڈا کر کے بدستور ایران کا شہنشاہ رہے لیکن اب عوام اس کے خلاف سخت سیخ پا ہو چکے تھے لشکر پہلے ہی بہرام چوبین کے ساتھ تھا۔ اور جو عام لوگ بغاوت کر رہے تھے ان سے نپٹنے کے لئے ہرمز کے پاس کوئی طاقت اور قوت نہ تھی۔ لہٰذا عوام کے مطالبے پر ایران کے امراء حرکت میں آئے اپنے شہنشاہ ہرمز کو انہوں نے تاج و تخت سے محروم کر دیا۔ تاج و تخت

سے محروم کرنے کے بعد ایرانی امراء نے ہرمز کی آنکھیں بھی نکلوا دیں۔ بعد میں خسرو پرویز کے ماموں بندوی اور بسطام نے اپنے بہنوئی ایران کے شہنشاہ کو قتل کرا دیا۔

کچھ مورخین لکھتے ہیں کہ ایران کا مرنے والا شہنشاہ ہرمز کمزوروں اور مجبوروں پر مہربانی کرتا تھا۔ لیکن امراء کے ساتھ سخت سلوک روا رکھتا تھا۔ مورخین یہ بھی کہتے ہیں کہ ہرمز نہایت مہذب تھا اور غربا اور مساکین پر نہایت مہربانی کرتا تھا۔ لیکن امراء کے ساتھ سختی سے پیش آتا تھا۔ جب سے وہ اس کے مخالف تھے۔ اور اس سے نفرت کرتے تھے۔

مورخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ شہنشاہ ہرمز کو عدل و انصاف کا احساس بے حد زیادہ تھا۔ ہرمز دراصل اپنے باپ نوشیروان کے نقش قدم پر چلنا چاہتا تھا۔ لیکن اس میں وہ دور اندیشی نہ تھی۔ جو اس کے باپ نوشیروان میں تھی۔ امراء تو اس کے خلاف تھے ہی۔ لیکن جب ہرمز نے عیسائیوں سے رواداری برتی تو اس رواداری کی وجہ سے ایران کے مذہبی معبد بھی اس کے خلاف ہو گئے۔ امراء اور معبدوں کے ہاتھوں وہ مارا گیا۔

ہرمز جب قتل ہوا تو اس کا بیٹا خسرو پرویز جو آذر بائی جان میں تھا فوراً" آذر بائی جان سے ایران کے مرکزی شہر مدائن پہونچا۔ اس کے مدائن پہونچتے ہی پانچ سو نوے عیسوی میں امراء نے اسے تاج پہنایا۔ اور ایرانی تخت کا وارث بنا دیا۔

خسرو پرویز نے اعنان حکومت سنبھالی تو فضا بگڑی ہوئی تھی۔ باغیوں کے حوصلے بلند تھے۔ امراء اپنا تسلط جمانے کے لئے دوڑ دھوپ کر رہے تھے۔ اس ناموافق صورت حال کے پیش نظر یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ یہ حکومت کتنے دن چل سکے گی۔

ان ناموافق حالات میں خسرو پرویز نے چاہا کہ ایرانی افواج کے سپہ سالار بہرام چوبین کو اطاعت پر مائل کرے اور اس کی خطاؤں سے درگزر کرے۔ اسی خیال سے اس نے مشفقانہ لہجے میں بہرام کو ایک خط بھیجا جس کا مضمون یہ تھا۔

ہرمز جس سے تمہیں اختلاف تھا وہ اب اس دنیا سے رخصت ہو چکا ہے اگر تم اطاعت قبول کر لو اور پایہ تخت واپس آ جاؤ تو میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں ایرانی فوج کا سپہ سالار اعلیٰ مقرر کر دوں گا۔ اس طرح تمہیں بادشاہ سے دوسرے درجہ کا منصب حاصل ہو جائے گا۔

لیکن بہرام چوبین نے خسرو پرویز کے اس شفیقانہ مراسلے کو درخور اعتناء نہ سمجھا اور نہایت گستاخانہ جواب لکھ کر بھیجا۔ بہرام چوبین نے خسرو پرویز کے نام لکھا۔

دیکھ خسرو پرویز تو نے اپنے باپ سے وحشیانہ سلوک کیا تو نے لوگوں کو آمادہ کر کے اسے اندھا کروایا اور تاج و تخت سے محروم کر دیا۔ اور عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے

لی۔ کوئی بھی اچھا اور فرمانبردار بیٹا کبھی بھی اپنے باپ کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرتا۔ لہٰذا تم اپنا تاج اتار کر میرے حضور میں آؤ تاکہ تمہیں کسی ایرانی صوبے کی حکومت سونپ دوں۔

خسرو پرویز نے اس گستاخانہ مراسلے سے قطع نظر کرتے ہوئے پھر بہرام کو ایک خط اپنے قاصدوں کے ہاتھ بھیجا جس میں لکھا تھا۔

ہرمز کے ساتھ جو وحشیانہ سلوک ہوا اس میں میرا کوئی تعلق نہ تھا۔

اس کے علاوہ خسرو پرویز نے ہر طرح سے بہرام کی دلداری اور دلجوئی کرنے کی کوشش کی لیکن اس کا بھی بہرام پر کوئی اثر نہ ہوا۔ آخر خسرو پرویز نے طاقت کے ذریعے بہرام چوبین کو اپنے سامنے مغلوب اور زیر کرنے کا تہیہ کر لیا۔ اور یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔

اپنے اس لشکر کے ساتھ خسرو خود اپنے لشکر کی کمانداری کرتے ہوئے بہرام چوبین کے مقابلے میں آیا۔ لیکن بیشتر اس کے کہ جنگ ہو خسرو نے ایک بار پھر صلح کی گفت و شنید کرنا چاہی۔ لیکن بہرام چوبین کسی صورت بھی مصالحت پر آمادہ نہ ہوا۔ اس لئے کہ بہرام چوبین خود ایران کا بادشاہ بننے کے خواب دیکھنے لگا تھا۔

بہرام چوبین کا تعلق چونکہ ایران کے نامور خاندان مہران سے تھا اور خاندان مہران کا دعویٰ تھا کہ وہ اشکانی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ بہرام چوبین کو ایران کا بادشاہ بننے کا خیال آیا۔ اسی بناء پر وہ خسرو پرویز کے ساتھ کسی قسم کی گفت و شنید کرنے پر آمادہ نہ ہوا تھا۔

جب اسے خبر ہوئی کہ خسرو پرویز ایک لشکر لے کر اس کی سرکوبی کے لئے نکلا ہے تو وہ بڑے فاتحانہ انداز میں رے شہر سے چل کر مدائن کی طرف آیا۔ خسرو پرویز خود اپنے لشکر کی کمانداری کرتے ہوئے بہرام چوبین کے مقابلے پر آیا۔

بہرام چوبین خسرو پرویز کے مقابلے میں جنگ کا زیادہ اچھا اور بہترین تجربہ رکھتا تھا۔ ماضی میں وہ کئی جنگوں میں حصہ لے چکا تھا اور ایران کے لئے بہترین فتوحات بھی حاصل کر چکا تھا اس کے علاوہ اس کے ساتھ جو لشکر تھا وہ بہتر تربیت یافتہ تھا اور وہ بھی اس سے پہلے بہرام چوبین کے ساتھ کئی کامیاب جنگیں کر چکا تھا لہٰذا مدائن کے نواح میں جب خسرو پرویز اور بہرام چوبین کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی تو اس جنگ میں ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کو بد ترین شکست ہوئی اور خسرو پرویز اپنی جان بچا کر میدان جنگ سے بھاگا اور دریائے فرات کو عبور کر گیا۔

خسرو پرویز کی اس شکست کے بعد ایران میں اب کوئی اور طاقت نہ تھی جو بہرام چوبین کا راستہ روکتی۔ لہٰذا ایران کے مرکزی شہر مدائن کے نواحی میدانوں میں خسرو پرویز کو شکست دینے کے بعد بہرام چوبین نے پہلے خسرو پرویز کو شکست دینے کے بعد بہرام چوبین نے پہلے خسرو پرویز کے بچے کھچے لشکر کا خاتمہ کیا اس کے بعد وہ مدائن کی طرف بڑھا۔

بہرام اپنے لشکر کے ساتھ ایران کے پایہ تخت مدائن میں داخل ہوا۔ ایرانی امراء نہیں چاہتے تھے کہ ایک ایسا شخص تاج و تخت کا وارث بنے جو ساسانی بادشاہوں کی نسل سے نہیں تھا لیکن بہرام چوبین نے ایرانی امراء کو درخور اعتناء نہیں سمجھا اور شاہی تاج پہن کر ایران کا شہنشاہ ہونے کا اعلان کیا اور اپنے نام کے سکے اس نے جاری کرا دیئے تھے۔

ایران کے تاج و تخت کا وارث بننے کے بعد بہرام چوبین نے اپنے رؤسا اور سالاروں کا اجلاس طلب کیا۔ اور اس اجلاس میں اس نے اپنے رفقاء اور سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا کہ مجھ سے شکست کھانے کے بعد خسرو پرویز نے کہاں جانے مقصد اور ارادہ کیا ہو گا۔ اور کس رستے سے گیا ہو گا۔

اس پر ایک سالار اٹھا اور بہرام چوبین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ جہاں تک میرا خیال ہے خسرو پرویز شکست کھانے کے بعد ارض شام سے ہوتا ہوا قسطنطنیہ جائے گا تاکہ قیصر روم ماریس سے کمک حاصل کر سکے۔

یہ سن کر بہرام نے اپنے ایک رفیق اور سالار بہرام سیاؤشان کو چار ہزار سوار دے کر خسرو پرویز کے تعاقب میں بھیجا۔

ادھر خسرو پرویز بہرام چوبین کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد واقعی ہی قسطنطنیہ کا رخ کر رہا تھا۔ اس سفر کے دوران راستے میں خسرو پرویز دوپہر کو ستانے کے لئے اپنے جانثاروں اور ہمراہیوں سمیت عیسائیوں کے ایک معبد میں ٹھہر گیا۔

یہ لوگ تھکے ہارے تو تھے ہی پڑتے ہی گہری نیند سو گئے دفعتاً" اس معبد کے راہب نے انہیں بیدار کیا اور کہا کہ ایک لشکر چلا آ رہا ہے۔ خسرو پرویز نے پوچھا کتنی دور ہو گا وہ لشکر۔ اس راہب نے جواب دیا تقریباً" چھ میل کے فاصلے پر خبر ملی ہے۔

اس لشکر کی آمد کی اطلاع پا کر خسرو پرویز اور اس کے سارے ساتھیوں پر سکتے کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ اور وہ سمجھ گئے کہ بہرام کا لشکر ان کے تعاقب میں آیا ہے۔ یہ خبر سننے کے بعد خسرو پرویز نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے پوچھا۔

اب کیا تدبیر کی جائے۔ تمہاری کیا رائے ہے۔ خسرو پرویز کے اس استفسار پر اس

کے ایک عاقل و دانشور ساتھی نے بولتے ہوئے کہا۔ دیکھ خسرو پرویز عقلمند آدمی کسی حالت میں بھی ثمرہ عقل سے نا امید نہیں ہوتا۔ اس دانش ور کے بعد خسرو پرویز کا ماموں بندوی بولا اور کہنے لگا۔

میں تو ایک ہی تدبیر جانتا ہوں کہ تمہیں رہائی دلا دوں اور خود اپنی جان دے دوں خسرو پرویز بولا۔ دیکھ محترم ممکن ہے اس چارہ گری میں تمہاری جان بھی بچ جائے۔ چارہ گری یزدان پاک کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن اگر تم ہلاک بھی ہو جاؤ تو تمہاری ہلاکت ہمیشہ کے لئے یادگار رہے گی اور اگر بچ جاؤ تو تمہارا خطرہ قبول کرنا تمہارے لئے جاہ و منزل کا باب بنے گا۔

اس گفتگو کے بعد خسرو پرویز کا ماموں بندوی بولا اور خسرو پرویز کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ میرے عزیز اگر یہ معاملہ ہے تو پھر اپنا لباس اتار کر مجھے دے دو خود سادہ کپڑے پہن کر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ یہاں سے نکل جاؤ۔ اور تعاقب کرنے والوں کو مجھ پر چھوڑ دو۔

خسرو پرویز شاید اپنے ماموں بندوی کی ساری تجویز کو سمجھ گیا تھا لہٰذا اس نے اپنی شاہانہ پوشاک اتار کر اپنے ماموں بندوی کے حوالے کی اور خود اپنے دوسرے ماموں بسطام اور دیگر رفقاء کے ساتھ سوار ہو کر وہاں سے نکل گیا۔

بندوی نے شاہی پوشاک زیب تن کی اور راہب سے استدعاء کی کہ یہ ہمارا راز ہے تم ہمارے راز کو افشا نہ کرنا ورنہ میں تمہیں زندہ نہ چھوڑوں گا۔ راہب بولا تم جو چاہو کرو میں کسی سے کچھ نہ کہوں گا۔

اتنے میں بہرام کا لشکر آ پہنچا۔ بندوی نے شاہی پٹکا سر پر باندھا اور معبد کا دروازہ اندر سے مقفل کیا اور خود معبد کی دیوار پر چڑھ آیا۔ تعاقب کرنے والوں نے دیکھا کہ کوئی شخص زر بفت کا لباس زیب تن کئے دیوار پر کھڑا ہے اس کا لباس سورج کی روشنی میں جگ مگ جگ مگ کر رہا تھا۔ انہیں یقین ہو گیا کہ خسرو پرویز یہی ہے۔ لہٰذا انہوں نے اس معبد کے اردگرد گھیرا ڈال دیا تھا۔

بندوی دیوار سے نیچے اتر آیا شاہی لباس اتار کر اپنے کپڑے پہن لئے اور پھر دیوار پر چڑھ آیا اور لشکر کو مخاطب کر کے بولا۔

اے اہل لشکر میں بندوی ہوں اپنے سالار سے کہہ دو کہ دیوار کے قریب آ جائے تا کہ میں اسے ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کا پیغام پہنچا دوں۔ تعاقب کرنے والے لشکر کا سالار بہرام سیاؤشان لشکر سے باہر نکل کر دیوار کے پاس آیا۔ بندوی نے اسے سلام کیا اور

بولا۔

خسرو پرویز کی طرف سے آپ کو سلام پہنچے۔ دیکھ بہرام سیاؤشان یزدان پاک کا شکر ہے کہ ہمارا پیچھا کرنے والے آپ ہیں آپ ہمارے ہی آدمی ہیں اس پر بہرام سیاؤشان نے بندوی کو پہچانتے ہوئے کہا بے شک میں ایران کے شہنشاہ کا غلام ہوں۔ اس پر بندوی بولا اور کہنے لگا۔

اگر تم اپنے آپ کو ایران کے شہنشاہ کا غلام اور فرمانبردار سمجھتے ہو تو خسرو پرویز نے یہ پیغام دیا ہے کہ میں تین دن اور تین رات سے گھوڑا دوڑائے چلا آ رہا ہوں۔ اس لیے سخت پریشان اور مضمحل ہوں میں جانتا ہوں کہ مجھے تمہارے ساتھ بہرام چوبین کے پاس جانا ہو گا اور اپنے آپ کو قضائے یزدان کے سپرد کرنا ہو گا۔

لیکن اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں کچھ ستا لوں آپ اور آپ کے ہمراہی بھی آرام کر لیں۔ شام ہوتے ہی چلے چلیں گے۔

اس پر تعاقب کرنے والے لشکر کا سالار بہرام سیاؤشان بولا۔ میں تم لوگوں کی اس تجویز اس اتفاق کرتا ہوں۔ یہ مناسب بات ہے میں ضرور اس پر عمل کروں گا۔ بادشاہ کا مجھ پر حق ہے اور مجھے یہ حق ادا کرنا ہو گا۔ بہرحال تعاقب کرنے والے لشکر کا سپہ سالار بہرام سیاؤشان خسرو پرویز کے ماموں بندوی کی تجویز پر عمل کرنے پر آمادہ ہو گیا۔

جب شام ہوئی تو خسرو پرویز کا ماموں بندوی پھر دیوار پر آیا اور تعاقب کرنے والے لشکر کے سالار بہرام سیاؤشان کو مخاطب کر کے کہا۔

اب خسرو پرویز نے یہ پیغام دیا ہے کہ آپ نے شام تک انتظار کیا ہے اب رات ہونے کو آئی ہے تاریکی چھانے لگی ہے اگر ممکن ہو تو رات بھر اور صبر کر لو۔ تمہاری یہ مجھ پر بہت بڑی نیکی ہو گی۔ صبح ہوتے ہی ہم سب یہاں سے مدائن کی طرف چل دیں گے۔

جواب میں بہرام سیاؤشان بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ بندوی جیسا تم چاہتے ہو ویسا ہی ہو گا۔ یہ جواب دینے کے بعد بہرام سیاؤشان نے اپنے لشکر کو معبد کے اردگرد پھیلا دیا اور انہیں ہر طرف سے خبردار رہنے کا حکم دے دیا۔

جب صبح ہوئی سورج نکلا۔ بہرام نے لشکر کو سوار ہونے کا حکم دیا۔ اتنے میں خسرو پرویز کا ماموں بندوی پھر دیوار پر آیا۔ اسے دیکھتے ہی بہرام سیاؤشان بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ بندوی تو نے وعدہ کیا تھا کہ صبح ہوتے ہی یہاں سے مدائن کی طرف کوچ کر جائیں گے۔ اب صبح ہو چکی ہے لہٰذا اپنے وعدے کے مطابق تم لوگ باہر نکلو تاکہ مدائن کی طرف کوچ کیا جائے۔ اس پر بندوی بولا اور کہنے لگا۔

چلنا تو ہو گا لیکن سورج کچھ اور اوپر آ جائے تو چلیں گے۔ بہرام سیاؤشان اس پر آمادہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی۔ دوپہر کے وقت بندوی نے پھر استدعا کی کہ دوپہر ڈھل جائے تو چلیں گے اس پر بہرام نے بے صبری کا اظہار کیا تو بندوی نے معبد کا دروازہ کھول دیا اور خود معبد سے باہر نکل آیا اور کہنے لگا۔

دیکھ بہرام میں تو اس معبد میں تنہا ہی ہوں جہاں تک خسرو پرویز کا تعلق ہے تو وہ اب تک یہاں سے جا چکا ہے۔ میں نے چاہا تھا کہ کسی حیلے سے ایک دن او رایک رات تم کو روکے رکھوں تاکہ خسرو پرویز تمہاری دسترس سے باہر ہو جائے اب تم اگر اس کا تعاقب کرو بھی تو تمہاری کوشش رائیگاں جائے گی۔

اب میں حاضر ہوں مجھے جہاں چاہو لے جاؤ۔ یہ سنا تو بہرام ششدر رہ گیا اور یہ سوچا کہ بندوی کو اگر یہاں قتل کر دیتا ہوں تو اس سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ بہتر یہی ہے کہ اس کو بہرام چوبین کے پاس لے چلوں آخر بہرام سیاؤشان نے بندوی کو گرفتار کر لیا اور اسے اسیر بنا کر وہ مدائن کی طرف کوچ کر گیا۔

مدائن پہنچ کر جب بندوی کو ایران کے نئے شہنشاہ بہرام چوبین کے سامنے پیش کیا گیا اور بہرام چوبین کو صورت حال کا علم ہوا تو وہ بندوی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے فاسق و فاجر انسان۔ کیا یہ کافی نہ تھا کہ تم نے ہرمز کی آنکھیں نکلوا کر اسے قتل کیا۔ اب خسرو کو ہماری دسترس سے باہر کر دیا ہے تمہیں ایسی ذلیل موت مروایا جائے گا کہ اس کے ذکر سے لوگوں کو عبرت ہو گی۔ لیکن یہ اس وقت ہو گا جب تمہارا بھائی بسطام بھی ہمارے قابو میں آ جائے گا۔ جو ہرمز کو قتل کرانے میں برابر کا شریک تھا۔

اس گفتگو کے بعد بہرام چوبین نے بندوی کو اپنے سالار سیاؤشان کے سپرد کر دیا تا کہ اسے زندان میں ڈال دے یہاں تک کہ اس کا بھائی ہمارے ہاتھ لگ جائے اور ان سب کو اکٹھی سزا دی جائے۔ بہرام چوبین کے حکم کے برخلاف بہرام سیاؤشان بندوی کو زندان میں ڈالنے کے بجائے اپنے گھر لے گیا اور وہاں اسے نظر بند کر دیا۔

بہرام سیاؤشان کے دل میں بندوی کا احترام تھا اس لئے بندوی کو بہرام سیاؤشان کو اپنا ہمنوا بنانے میں زیادہ کوشش نہ کرنا پڑی۔ آخر دونوں نے سازش کی کہ بہرام چوبین کو چوگان کھیلتے ہوئے قتل کر دیں۔ یہ فیصلہ ہونے کے بعد بہرام چوبین سے چھٹکارہ حاصل کرنے کا تہیہ کر لیا۔

دوسرے روز بہرام سیاؤشان نے زرہ بکتر پہنا اوپر چوگان کھیلنے کا لباس زیب تن کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر چل دیا اتنی دیر میں بہرام سیاؤشان کی بیوی نے جو بہرام چوبین کی

بھانجی تھی بہرام چوبین کو کہلا بھیجا آج میرا شوہر چوگان کھیلنے نکلا ہے لیکن نیچے اس نے زرہ بکتر پہنا ہوا ہے معلوم نہیں اصل ماجرا کیا ہے۔ اس سے خبردار رہنا۔ آخر راز فاش ہو گیا اور بہرام چوبین نے اپنے ہاتھ سے بہرام سیاؤشان کا سر قلم کر دیا لیکن بندوی بچ کر فرار ہو گیا اور آذر بائی جان کی طرف بھاگ گیا تھا۔

○

ایران کا شہنشاہ خسرو پرویز ایرانی حدود سے نکل کر قسطنطنیہ کی طرف بھاگ گیا تھا۔ اب اس کا بھائی شہریار تخت و تاج کا وارث مدائن میں موجود تھا۔ بہرام چوبین کو یقین تھا کہ شہزادے کی موجودگی میں اس کا اپنی حکومت کو برقرار رکھنا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

اس بناء پر اب اس نے ایک چال چلی اور اپنے لشکریوں سے کہا کہ ملک کا بادشاہ شہر یار ہی ہو گا لیکن ابھی وہ بچہ ہے جب تک وہ جوان ہو میں اس کے نام پر حکومت کروں گا۔ لیکن اس یقین دہانی کے باوجو بعض لوگ خسرو پرویز کے ہی حق میں تھے۔

بہرام کو لوگوں کے اختلافات کا علم ہوا تو اس نے مخالفین کو مدائن سے نکل جانے کی اجازت دے دی چنانچہ یہ اجازت ملنے پر تقریباً" بیس ہزار کے لگ بھگ وہ لوگ جو خسرو پرویز کے حق میں اور بہرام چوبین کے خلاف تھے مدائن سے نکلے اور آذر بائی جان کا رخ کیا۔ یہ لوگ آذر بائی جان جا کر ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کے ماموں بندوی سے جا ملے۔ بندوی پہلے ہی آذر بائی جان پہنچ کر بہرام چوبین کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک لشکر ترتیب دے رہا تھا۔

ادھر خسرو پرویز باہر نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب وہ ایک عرب سردار ایاز کی رہنمائی میں رومنوں کی بندرگاہ سر سیسٹیم پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہاں رومنوں نے اس کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور اس کی آمد کی اطلاع قیصر روم مارس کو کر دی گئی۔

مارس نے خسرو پرویز کو قسطنطنیہ بلا لیا پھر مارس نے اپنے مشیروں کے ساتھ کئی دن تک صلاح و مشورہ کرنے کے بعد اعلان کر دیا کہ

قیصر روم ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کو نہ صرف یہ کہ اپنا معزز مہمان خیال کرتا ہے بلکہ اسے اپنا فرزند خیال کرتا ہے۔ اور یہ کہ بہرام چوبین کے خلاف جنگ کرنے میں وہ اپنے فرزند خسرو پرویز کی پوری پوری مدد کرے گا۔

ساتھ ہی قیصر روم مارس نے یہ بھی اعلان کیا کہ حکومت روم خسرو پرویز سے یہ توقع رکھنے میں بھی حق بجانب ہو گی کہ ایرانی آرمینیا پر رومی تسلط قبول کر لیا جائے اور دارا

مارٹی لو پولس یعنی قیافارقین کے علاقے رومنوں کے حوالے کر دیئے جائیں۔

ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز نے یہ شرائط قبول کر لیں۔ آخر میں اپنے میزبان سے قرابت ہونے کے لئے جب خسرو پرویز قیصر روم کے پاس گیا تو قیصر روم مارس نے اسے یہاں تک سرفراز کیا کہ اس نے اپنی بیٹی مریم کو خسرو پرویز کی زوجیت میں دے دیا۔

قیصر روم مارس نے جو ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کو امداد دینے کا وعدہ کیا اس کی خبر ایران بھر میں پھیل گئی۔ بہرام چوبین کے مخالف خوش ہوئے اور امراء اور شرفاء تو ایسے شخص کا ساسانی تخت و تاج حاصل کرنا گوارہ نہ تھا جس کی رگوں میں شاہی خون نہ تھا لشکر میں بھی بہرام کے خلاف بغاوت کے آثار پیدا ہونے لگے۔ عوام اپنے حقیقی شہنشاہ کا خیر مقدم کرنے کے لئے مستعد تھے کہ اچانک خبر ملی کہ موسم بہار میں خسرو پرویز رومن لشکر کی معیت میں دریائے دجلہ کو عبور کر آیا ہے۔

بہرام چوبین کو جب یہ خبریں ملیں تو اس نے اپنے ایک معتمد سالار بری زیکس کو ان رومن لشکر کی راہ روکنے کے لئے روانہ کیا جو خسرو پرویز کی سرکردگی میں دریائے دجلہ کو عبور کر چکا تھا۔ دریائے دجلہ کے کنارے رومنوں اور بہرام چوبین کے لشکر کے درمیان خوفناک جنگ ہوئی۔ لیکن رومنوں کے سامنے ایرانیوں کے قدم نہ جم سکے۔ آخر انہوں نے بہرام چوبین کے سپہ سالار بری زیکس کو اسیر کر لیا۔ خسرو پرویز نے اس باغی سردار کے کان اور ناک کٹوا کر منظر عام میں اس کی نمائش کی اور بالاخر اسے قتل کرا دیا۔

ادھر خسرو پرویز کا ماموں بندوی بھی اس وقت تک آذر بائی جان میں ایک بہت بڑا لشکر تیار کر چکا تھا۔ جب اس نے خسرو کی آمد کی خبر سنی تو وہ آذر بائی جان سے اپنی فوج لے کر کے اس سے آملا۔ یہ جمیعت سیلوکیہ کو فتح کرنے کے بعد مدائن کی طرف بڑھی تھی۔

بہرام چوبین ان شکستوں سے سخت ہراساں ہوا اور اپنی جان کی بازی لگانے کے لئے لشکر لے کر خود میدان میں آیا۔ مدائن کے باہر دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا تو خسرو کا لشکر بہرام چوبین کے لشکر پر ٹوٹ پڑا۔

بہرام کی فوج نے مقابلے کی تاب نہ لا کر راہ فرار اختیار کی اور بہرام بچ کر پہاڑوں کی طرف نکل گیا۔

خسرو نے اس کا تعاقب کیا پہاڑی علاقے میں بہرام چوبین نے رومنوں کو کافی نقصان پہنچا کر پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ لیکن رات کی تاریکی چھائی تو وہ اپنی جمیعت کی کمزوری محسوس کرتے ہوئے کردستان کی پہاڑیوں کی طرف بھاگ نکل گیا تھا۔

خسرو کے راستے میں سب سے بڑا کانٹا بہرام تھا جس کے لئے اس نے بہرام
تعاقب جاری رکھا۔ آخری مرتبہ بہرام اور خسرو پرویز کے درمیان ایک بار پھر جنگ
اس جنگ میں ہاتھیوں کا بھی استعمال ہوا تھا۔ اس جنگ میں بھی پہلے کی طرح بہرام
نے بہادری۔ شجاعت اور دلیری کے بہترین جوہر دکھائے۔ رومنوں کے دائیں بازو کے
پسپا کرنے کے لئے اس نے پے در پے حملے کئے لیکن رومن جرنیل نرسی نے دائیں
کمک پہونچا کر دفاع پر مجبور کر دیا۔ آخر رومنوں نے پھر بہرام کے قلب پر حملہ کیا۔
سے ان کے پاؤں اکھڑ گئے۔ بہرام کے لشکر نے راہ فرار اختیار کی۔ بہرام بھاگ کر
کے یہاں پناہ گزین ہوا۔

ان حالات سے پتہ چلتا ہے کہ ایران کے لوگوں کو شاہی خاندان سے کتنی عقی
تھی۔ کوئی باغی کتنا ہی طاقتور ہو مگر اس کی رگوں میں ساسانی خون نہ ہو تو وہ تاج و
حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا تھا۔

بہرام چوبین ایک شخص گشتب کا بیٹا تھا وہ رے کا رہنے والا تھا اور خاندان مہران
رئیس تھا۔ اس زمانے میں ایران بھر میں اس سے زیادہ نڈر شجاع اور صاحب تدبیر کوئی
شخص نہ تھا۔

گو سیاہی مائل رنگ کا دراز قامت اور دبلا پتلا شخص تھا۔ دبلا ہونے کی وجہ
اسے چوبین کہتے تھے۔

بعض مورخین کا خیال ہے کہ اس کا لقب چوبین نہیں بلکہ شوبین تھا۔ اس لقب
وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ بچپن میں رے کے کسی شخص سے اس کی
ہو گئی۔

اس لڑائی کے دوران بہرام نے اپنے مخالف پر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ بہرام
تلوار سر سے لے کر گھوڑے کی زین تک اس کے دشمن کو کاٹتی ہوئی نکل گئی تھی

اس موقع پر جو لوگ وہاں موجود تھے اور انہوں نے بہرام کی اس ضرب کو دیکھا
وہ بہرام کی یہ ضرب دیکھتے ہوئے حیران رہ گئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے شوبین
ضربت۔ یعنی اس ضرب کو تو دیکھو۔ بس اس کے بعد اس کو شوبین کہنے لگے جو رفتہ
شوبین سے بگڑ کر چوبین بن گیا۔

مورخین بہرام کے فرار کی سرگذشت بیان کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں کہ وہ
کے دوران ہمدان پہونچا اور ایک دہقان کے گھر میں ستانے کے لئے ٹھہر گیا۔ یہاں
بوڑھی عورت نے اس کا خیر مقدم کیا۔ بہرام نے اپنا کھانا نکال کر کھالیا۔ اس کے

ب پینے کے لئے اس نے اس بوڑھی عورت سے برتن مانگا۔
عورت ایک ٹوٹا ہوا کدو لے آئی اور کہا۔ ہم تو اسی میں پانی پیتے ہیں یہ حاضر ہے
بہرام نے کدو میں ڈال کر شراب پی۔ اس کے بعد اسے روٹی رکھنے کے لئے برتن
ضرورت محسوس ہوئی تو عورت سے برتن مانگا تو وہ مٹی کی ایک رکابی لائی جس میں گوبر
جاتا تھا اور کہا کہ ہم اسی پر روٹی رکھ کر کھا لیتے ہیں۔
بہرام دو ایک جام پی چکا تو بوڑھیا سے پوچھا کہو دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ اس بڑھیا نے
اب میں کہا خسرو پرویز ایران کا بادشاہ رومنوں کی مدد سے واپس آگیا ہے۔ بہرام سے اس
جنگ ہوئی جس میں بہرام شکست کھا کے بھاگ گیا ہے۔
اس بڑھیا کی یہ گفتگو سن کر بہرام خوش ہوا اور پوچھا اچھا بہرام نے جو کچھ کیا وہ
ست تھا یا غلط۔ عورت بولی کہتے ہیں اس نے غلطی کی۔ بہرام کو امور سلطنت سے کیا
اسطہ۔ وہ شاہی نسل سے نہیں۔ بہرام کو چاہئے تھا کہ آرام سے شہنشاہ کی نوکری کرلیتا تا
ہ امن و چین سے زندگی بسر کرلیتا۔
اس پر بہرام بولا ہاں یہی وجہ ہے کہ آج میری شراب سے کدو کی بو آ رہی ہے اور
ری روٹی رکھنے کے برتن سے گوبر کی بو آ رہی ہے۔
اس بڑھیا کے یہاں چند دن ٹھہرنے کے بعد بہرام ہمدان سے چل کر ترکستان پہونچ
گیا۔ وہاں ترکوں کے خاقان کے یہاں اس نے پناہ لی جس نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی
لیکن زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ترکستان ہی میں کسی نے اسے قتل کر دیا۔ اس طرح خسرو کو
ایک بہادر اور خطرناک دشمن سے نجات مل گئی۔
اس کے بعد خسرو پرویز فاتحانہ شان سے مدائن میں داخل ہوا۔ اور اپنے بزرگوں کا
خت و تاج حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے اپنی پہلی فرصت میں رومنوں کے لشکر
کی عزت افزائی کی اور تحفے تحائف دے کر رخصت کر دیا۔
خسرو کی حکومت ابھی مستحکم نہ ہوئی تھی اسے معلوم تھا کہ رعایا اسے اچھی نظر سے
نہیں دیکھتی۔ معبدوں کے لئے بھی اس کا آنا خوشی کا موجب نہ تھا۔ رومنوں کا احسان مند
ہونے کی وجہ سے اس کا عیسائیوں کی طرف مائل ہونا لازمی تھا۔ اس کے میلان کی وجہ یہ
بھی تھی کہ اس کی [illegible] ملکہ شیریں بھی عیسائی تھی اس کے علاوہ اس نے قیصر روم مارس
کی بیٹی مریم سے بھی شادی کر رکھی تھی۔ وہ بھی عیسائی تھی۔
اسے جو خطرے ہو سکتے تھے وہ بھی رفع نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے خسرو پرویز نے
ایک ہزار لشکریوں کا دستہ اپنی حفاظت کے لئے مقرر کیا۔ اس کے بعد اس نے باپ کے

قاتلوں کی طرف رجوع کیا اس نے ان کو چن چن کر مروا دیا۔ یہاں تک کہ اس نے کی حیلے بہانے سے اپنے دونوں ماموں یعنی بندوی اور بسطام کو بھی تہہ تیغ کرایا۔ اس لئے کہ وہ اس کے باپ کے قتل میں برابر کے شریک تھے۔

○

نطیاس کے قدیم اور اساطیری محل میں سطرون۔ زروعہ۔ نطیاس۔ سلیوک اور اوگار اکٹھے بیٹھے باہم کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ کہ اچانک نطیاس نے بات کا رخ موڑا اور سطرون کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

دیکھ عزیز سطرون۔ وہ وقت کب آئے گا جب ہم سب مل کر اس یوناف اور اس کی بیوی کیرش کو اپنے سامنے پست اور مغلوب کریں گے۔ اس پر سطرون نے تھوڑی دیر غور سے نطیاس کی طرف دیکھا پھر وہ کہنے لگا۔

دیکھ نطیاس۔ یہ یوناف کوئی عام سا انسان نہیں ہے۔ میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ ماضی میں بھی میرا اس کے ساتھ پالا پڑ چکا ہے۔ یہ بلا کا طاقتور اور بے شمار سری قوتیں رکھنے والا انسان ہے۔ شاید میرے آقا عزازیل نے تمہیں یہ بھی بتا دیا تھا کہ ماضی میں بہت کم مواقع پر میں اس یوناف پر غالب رہا ورنہ اس نے اکثر و بیشتر مجھے اپنے سامنے مغلوب ہی بنا کر رکھا۔ اب جبکہ میں نے تمہارے فراہم کردہ علوم پر بھی دسترس حاصل کر لی ہے میں سمجھتا ہوں اب کوئی موقع ایسا ضرور آئے گا کہ اس یوناف کو میں اپنے سامنے زیر ضرور کروں گا۔

سطرون کا یہ جواب سن کر نطیاس تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا پھر وہ انتہائی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

کیا یہ یوناف ایسا ہی طاقتور اور دراز دست انسان ہے کہ ہم سب مل کر بھی فی الفور اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ جب کہ خود عزازیل بھی ہمارے ساتھ ہے۔ جو ان گنت اور بے شمار قوتوں کا مالک ہے۔ اس پر سطرون نے بڑی سنجیدگی میں نطیاس کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

دیکھ نطیاس۔ اس میں شک نہیں کہ آقا عزازیل بے شمار قوتوں کا مالک ہے لیکن جہاں تک یوناف کا تعلق ہے وہ بھی کسی سے کم نہیں۔ ایک تو طبعی طور پر وہ بے حد طاقتور انسان ہے۔ پھر وہ جب اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر اپنی طاقت اور قوت میں اضافہ کرتا ہے تو یاد رکھنا اس وقت وہ کوہستانوں کو ہلا دینے کی ہمت اور جرات بھی کر سکتا ہے۔

سطرون کی اس گفتگو کا جواب نطیاس دینا ہی چاہتا تھا کہ عین اسی وقت ان کے سامنے عزازیل نمودار ہوا۔ اسے دیکھتے ہی سب اپنی جگہوں پر کھڑے ہو گئے تھے۔

قبل اس کے کہ ان سب میں سے کوئی بولتا اور عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی گفتگو کا آغاز کرتا عزازیل پہلے ہی بولا اور خصوصیت کے ساتھ سطرون کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ سطرون تو نے کئی ہفتوں کی محنت اور مشقت سے صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلوں میں جو وحشی قبائل کے اندر شرک کی ابتدا کی تھی اس کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ اس پر سطرون اور زروعہ دونوں میاں بیوی چونکے پھر انہوں نے پوچھا یہ کیسے ہوا میرے آقا۔ جواب میں عزازیل بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ سطرون جس طرح میرے ساتھیوں نے مجھے اطلاعات فراہم کی ہیں اس کے مطابق ایدونس دیوتا کے مجسمے کو کسی نے گرا کر کانچ کے نازک برتن کی طرح چور چور کر کے رکھ دیا ہے۔ اور اس بت کے گرنے سے جو ایدونس دیوتا کے پجاری تھے وہ بھی دیوتا سے بدظن ہو چکے ہیں اور دیوتا کے خلاف بد زبانی کرنے لگے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جو دیوتا خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتا اس کی کتنی ہی پوجا پاٹ کیوں نہ کی جائے وہ کسی اور کو کیا دے گا۔ یا نوازے گا۔ لہٰذا میں تم سے یہ کہوں کہ جس شرک کی ابتدا تم نے افریقہ کے ان علاقوں میں کی تھی اس کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا تم وہاں پہنچو اور اپنے اس سلسلے کو بحال کرنے کی کوشش کرو۔

عزازیل جب خاموش ہوا تو سطرون بولا اور اسے مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

آقا آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ ایدونس دیوتا کے مجسمے کو کس نے گرا کے پاش پاش کیا ہے۔ حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ ایدونس دیوتا کا مجسمہ میں نے ایک بہت بڑی چٹان کو تراش کر تیار کیا تھا اور لوگ بڑی تعداد میں اس کی طرف مائل ہوئے تھے۔ اور جس چٹان سے میں نے ایدونس دیوتا کا بت تراشا تھا اس چٹان کی جڑیں زمین میں بہت گہری تھیں۔ پھر کیسے اور کس نے اس چٹان نما دیوتا کو گرا کر پاش پاش کر دیا۔ اس پر عزازیل کسی قدر غصے اور خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ سطرون ایسا کام ایک ہی شخص کر سکتا ہے۔ اور وہ یوناف کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ یہ یوناف کے علاوہ کسی اور نے نہیں کیا بلکہ اس نے ہی ایدونس دیوتا کو گرا کر پاش پاش کیا ہے۔ تاکہ دیوتا کے گرنے سے لوگ شرک کی طرف مائل نہ ہوں۔ تم جانتے ہو کہ وہ نیکی کا نمائندہ ہے اور ہر جگہ شرک کے خلاف حرکت میں

آتا ہے۔ پھر اس چٹان نما دیوتا کو صرف یوناف ہی گرا سکتا ہے اور کوئی اس طرح اسے گرا کر پاش پاش نہیں کر سکتا۔

دیکھ سطرون میرا جو آدمی یہ ساری اطلاعات لے کر آیا ہے وہ انسانی شکل و صورت میں وہاں پجاریوں سے بھی ملا۔ ان پجاریوں کا کہنا ہے کہ رات کے پچھلے حصے میں کوئی ایدونس دیوتا کی پشت پر نمودار ہوا اور زور لگا کر اس قوت سے اس نے ایدونس دیوتا کے مجسمے کو کوہستانی سلسلے کی ڈھلان پر پھینکا کہ دیوتا پاش پاش ہو گیا اور وہ گرانے والا شخص بھاگ کر ایک قریبی چٹان کی اوٹ میں ہو گیا۔

ان پجاریوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ انہوں نے اس بت گرانے والے کو دیکھ لیا تھا لہٰذا وہ اس کے تعاقب میں جب چٹان کی طرف گئے تو انہوں نے دیکھا چٹان کی اوٹ میں کوئی نہ تھا۔ پجاریوں کا کہنا ہے کہ وہ حیران و پریشان واپس ہو گئے۔ لہٰذا پجاریوں نے باہم مشورہ کرنے کے بعد ایدونس دیوتا کو ترک کر دیا ہے۔ نہ وہ اس کی پوجا پاٹ کرتے ہیں بلکہ اس سے بد دل ہو چکے ہیں ہاں میں تم سے یہ بھی کہوں کہ ایدونس دیوتا کے بڑے مجسمے کے پاس جو چھوٹے چھوٹے ایدونس دیوتا کے بت رکھے ہوئے تھے وہ بھی توڑ پھوڑ دیئے گئے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد جب عزازیل خاموش ہوا تو سطرون بڑی بے بسی اور بڑی لاچارگی میں عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھنے لگا۔

آقا یہ یوناف کب تک ہمارے سامنے ایک دراز دست اور حیرت انگیز انسان کی حیثیت سے نمودار ہوتا رہے گا۔ کیا ہم پوری طرح اسے اپنے سامنے بے بس اور مغلوب نہیں کر سکتے۔ اس پر عزازیل معنی خیز انداز میں سطرون کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ سطرون۔ نطیاس کے سارے علوم تمہیں سکھانے کے بعد تو میں تم سے یہی امید رکھتا ہوں کہ تم کسی مناسب موقع پر ضرور یوناف کو اپنے سامنے زیر کر لو گے۔ اب تمہارا کام ہے کہ کوئی مناسب موقع جان کر اس کے خلاف حرکت میں آؤ اسے اپنے سامنے مغلوب کرو۔ پھر میں اس کا کوئی انوکھا ہی بندوبست کروں گا۔ اس پر سطرون بولا اور کہنے لگا۔

اے آقا کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس وقت یوناف۔ کیرش اور مارتھا کہاں ہیں۔ عزازیل فوراً بولا اور کہنے لگا میں یہ تو نہیں بتا سکتا کہ وہ تینوں میاں بیوی کہاں ہیں ہاں میں اپنے ساتھیوں کے ذریعے اس کا محل وقوع تمہیں معلوم کر کے بتا سکتا ہوں۔ اس پر سطرون بولا اور کہنے لگا۔

آقا آپ کسی کو بھیج کر یہ پتہ کرائیں کہ ان تینوں میاں بیوی نے کہاں قیام کر رکھا ہے۔ میں پہلے افریقہ کی طرف جاؤں گا اور ایدونس دیوتا کی حرمت کو وہاں بحال کرنے کی کوشش کروں گا اتنی دیر تک آپ یہ معلوم کریں کہ یوناف اور کیرش کہاں ہیں۔ پھر میں اور زروعہ دونوں ان پر وارد ہوں گے اور انہیں ایسا سبق سکھائیں گے کہ زندگی بھر یاد رکھیں گے۔ دیکھیں آقا آپ یوناف اور کیرش کا محل وقوع معلوم کریں۔ میں اور زروعہ افریقہ کی طرف جاتے ہیں۔ اس پر نطیاس فوراً بولا اور کہنے لگا۔

سطرون کا کہنا ٹھیک ہے۔ میں سلیوک اور اوغار بھی سطرون اور زروعہ کے ساتھ افریقہ کی سرزمینوں کی طرف جائیں گے اور دیکھیں گے کہ کس طرح ایدونس دیوتا کے بت کو گرا کر پاش پاش کیا گیا ہے۔ عزازیل نے اس تجویز سے اتفاق کیا پھر سطرون۔ زروعہ۔ نطیاس۔ سلیوک اور اوغار اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے۔ اور دریائے خابور کے کنارے اس قدیم اور پرانے محل سے وہ افریقہ کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

سطرون، زروعہ، نطیاس، سلیوک اور اوغار پانچوں اس جگہ کے قریب نمودار ہوئے جہاں کبھی ایدونس دیوتا کا بت ا-ستادہ تھا اور جسے گرا کر یوناف نے پاش پاش کر دیا تھا۔ بت والی جگہ کے قریب ہی پجاریوں کے رہنے کے لئے چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوئے تھے ان کے نزدیک ہی ایک بلند چٹان پر وہ پانچوں نمودار ہوئے تھے پھر سطرون نے بلند آواز میں پکار پکار کر پجاریوں کو اپنی طرف آنے کا ایک طرح سے حکم دیا تھا۔

سطرون کی اس پکار پر تقریباً سارے پجاری بھاگتے ہوئے اس کے سامنے جمع ہو گئے سطرون تھوڑی دیر تک انہیں بڑے غور اور سوالیہ انداز میں انہیں دیکھتا رہا پھر وہ انتہائی غضب ناک آواز میں انہیں مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

سنو ایدونس دیوتا کے پجاریو! میں نے جب تمہارے لئے ایدونس دیوتا کا بت تراشا تھا تو تمہیں اس دیوتا کا محافظ اور پجاری مقرر کیا تھا۔ کیا میں یہ سمجھ لوں کہ تم اس دیوتا کی حفاظت کرنے میں ناکام ثابت ہوئے ہو اور یہ کہ جو کام تمہارے ذمہ لگایا گیا تھا۔ تم نے اس کی ادائیگی میں غفلت سے کام لیا ہے۔ سطرون کی اس جواب طلبی پر سارے پجاری خاموش رہے تاہم ایک بوڑھا اور انتہائی سنجیدہ قسم کا پجاری حرکت میں آیا چند قدم وہ آگے بڑھا پھر وہ سطرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ سطرون ہمارے آقا آپ دریا کا رخ الٹی سمت بہا رہے ہیں چاہئے تو یہ تھا کہ دیوتا کی حیثیت سے ایدونس خود ہم لوگوں کی حفاظت کرتا نہ یہ کہ ہم پجاری اس کی حفاظت کرتے وہ معبود ہی کیا جو اپنے پجاریوں اور اپنے عقیدتمندوں کی حفاظت کا محتاج ہو۔ ہم نے یہ اندازہ لگایا ہے چونکہ ایدونس دیوتا خود اپنی حفاظت نہیں کر سکا لہٰذا جو دیوتا اپنی

حفاظت نہ کر سکا وہ ہمیں کیا دے گا اور ایسے دیوتا کی پوجا ایسے دیوتا کی پرستش کرنا بالکل
بے کار بلکہ میں سمجھتا ہوں گناہ ہے۔

اس بوڑھے پجاری کی گفتگو سن کر جہاں اس کے ساتھی پجاریوں کے چہروں پر
خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی وہاں سطرون بری طرح سیخ پا ہو گیا تھا۔ اس نے انتہائی
قہرمانی میں اس پجاری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا لگتا ہے۔ تمہاری موت نے تمہیں آواز دی
ہے اور سنو اس کوہستانی سلسلے میں میں تمہیں ایسی موت ماروں گا جو تمہارے دوسرے
ساتھی پجاریوں کے لئے عبرت کا سامان بنے گی۔ پھر سطرون نے پوری طرح چلاتے ہوئے
دوسرے پجاریوں کو کہا کہ جاؤ اپنے رہائش گاہ سے رسیاں لے کر آؤ اور یہ سامنے والی
چٹان سے اس بوڑھے پجاری کو رسیوں سے کس کر باندھ دو پھر دیکھو میں اسے کیا سزا دیتا
ہوں۔

سطرون کی یہ غضبناکی دیکھتے ہوئے کچھ پجاری بیچارے بے بس اور مجبور سے ہو کر
رسیاں لانے اپنے کمروں کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

عین اس موقع پر اسی کوہستانی سلسلہ کے اندر ایک بہت بڑی چٹان کی اوٹ میں
یوناف کیرش اور مارتھا نمودار ہوئے۔ لمحوں کے اندر ہاتھ میں پکڑے ہوئے کوئلے سے
یوناف نے نطیاس سلیوک، سطرون، زروعہ اور اوغار کی شبیہیں چٹان پر بنائی پھر چند خنجر اس
نے چٹان کے پاس رکھ دیئے اس کے بعد وہ مارتھا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ مارتھا تو یہیں بیٹھی رہ میں اور کیرش آگے جائیں گے۔ میں نے یہاں اس چٹان
پر سب کی شبیہیں بنا دی ہیں ہم دونوں میاں بیوی سطرون اور زروعہ سے ٹکرانے کی کوشش
کریں گے اور اگر وہ تینوں ان کی مدد کے لئے آئیں تو تم یہاں اپنی کاروائی شروع کرنا۔ ان
کی شبیہوں پر خنجر خوب زور سے دبانا پھر دیکھنا اس کا کیا اثر ہوتا ہے۔ اس پر مارتھا بولی اور
کہنے لگی۔

آپ دونوں فکر مند نہ ہوں میں اب ان ساری چیزوں کی عادی ہو چکی ہوں۔ جوں
ہی نطیاس، سلیوک اور اوغار نے آپ دونوں کی طرف بڑھنے کی کوشش کی آپ دیکھنا میں
ان کا کیا حشر کرتی ہوں۔ اس پر یوناف نے کچھ سوچا چونکا ایک بار پھر اس نے کوئلہ سنبھالا
اور چٹان پر اس نے عزازیل کی بھی شبیہہ بنا دی تھی پھر وہ مارتھا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ مارتھا ان سب کی مدد کے لئے عزازیل بھی آ سکتا ہے۔ لہٰذا میں نے اس کی بھی
شبیہہ بنا دی ہے اگر ایسا ہو تو تم اس کی شبیہہ میں بھی خنجر گھونپ دینا۔ اس پر مارتھا بولی
اور کہنے لگی۔ میرے پاس جو چمڑے کی تھیلی ہے اس میں کافی کیلیں ہیں اگر خنجروں سے کام
نہ چلا تو میں پتھروں سے ان شبیہوں میں کیلیں گاڑنا شروع کر دوں گی۔ اس پر یوناف نے

ایک قہقہہ لگایا پھر وہ کہنے لگا ہاں مارتھا اب تم خوب تجربہ کار ہو گئی ہو بس تم یہیں بیٹھو میں
اور کیرش آگے بڑھتے ہیں اس کے ساتھ ہی یوناف اور کیرش دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے
مسکراتے ہوئے اس چٹان کی طرف بڑھے تھے جس کے اوپر سطرون، نطاس، سلیوک، اوغار
اور زروعہ کھڑے تھے۔

سب سے پہلے زروعہ کی نگاہ اپنی پشت پر پڑی اور اس نے یوناف اور کیرش کو اپنی
طرف آتے دیکھا تو وہ چونکی اور اپنے پہلو میں کھڑے سطرون کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے
لگی۔ سطرون ذرا اپنے پیچھے دیکھو۔ سطرون اچانک مڑا یوناف اور کیرش کو اپنی طرف آتے
دیکھ کر انتہائی غضبناک ہو گیا تھا سطرون کے ساتھ ہی زروعہ، سلیوک، اوغار اور نطیاس بھی
مڑ کر اپنی طرف آتے یوناف اور کیرش کی طرف دیکھنے لگے تھے۔

یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی جب نزدیک آئے۔ تو سطرون نے ایک بھرپور
قہقہہ لگایا پھر وہ یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

نیکی کے نمائندے خوب وقت پر آئے ہو تم اس زمانے کی مجھے تمہاری ہی ضرورت
تھی میں سمجھتا ہوں تو نے ہی ایدونس دیوتا کے مجسمے کو توڑا ہے۔ لہٰذا اب اس کوہستانی
سلسلے میں میں تم پر وارد ہوں گا تمہاری زندگی کے رنگوں اور خوابوں میں زہر گھولوں گا۔ اور
تمہاری حالت شب کی سلوٹوں میں غم فراق کے قصے سے بھی بدتر بنا کے رکھوں گا۔

سن نیکی کے نمائندے تیرے ظاہر کو گمراہی کے اندھیرے تیرے باطن کو جلتے صحرا
میں بدل دوں گا۔ تیرا جسم میں اسی کوہستانی سلسلے میں سوختہ مقدر جیسا تیرے ارادے غم
فراق کے قصے بنا کر رکھوں گا۔ میں جانتا ہوں تو بہت اتراتا پھرتا ہے پر دیکھنا آج اس
کوہستانی سلسلہ میں میں تیرے سارے وقار و استقامت تیری ساری شجاعت و دلیری کو تیری
ذات کی اندھی مسافتوں اور ماتم سرائے دہر میں تبدیل کر کے رہوں گا۔

سطرون جب خاموش ہوا تو یوناف اور کیرش ایک جگہ رک کر بڑے غور سے انہیں
دیکھتے رہے پھر دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے جنگل کی دھاڑتی
ہواؤں، صحراؤں سے اٹھتی قضاؤں کی طرح مزید آگے بڑھے اس کے بعد یوناف طوفانوں
کے زور بجلیوں کی کڑک کی طرح سطرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن بدی کے گماشتے تیرے جیسے باؤلے کتے میں ماضی میں بہت دیکھ چکا ہوں جو
صرف بھونکنا چاہتے ہیں۔ عملاً" فعلاً" کچھ نہیں کر سکتے اگر تو مجھے ان کوہستانی سلسلوں میں
عجیب و غریب دھمکی دیتا ہے تو میری طرف سے بھی کچھ سن اگر تو میرے خلاف حرکت میں
آیا تو سنتا اس کوہستانی سلسلے میں میں تمہیں ہولناکی کا اسم بنا کے رکھوں گا تیری روح کی
تہوں میں خوف بھری دوپہر کی لو چلا دوں گا اور تیری حالت دیمک چاٹے لکڑی کے تختے،

گھونٹ گھونٹ پانی کو ترستے بادل سے مختلف نہ ہو گی۔ سن جس طرح دھوئیں کے سحاب میں سانسوں کی ٹوٹتی ڈوری کا سماں ہوتا ہے ایسے ہی میں اس کوہستانی سلسلہ میں تیری حالت کروں گا۔ اور اگر تجھے میرے کہے ہوئے ان الفاظ پر کوئی شک ہو تو آگے بڑھ مجھ سے ٹکرا اور اپنا انجام دیکھ۔

یوناف کے ان دھمکی آمیز جملوں پر سطرون کچھ دیر خاموش کھڑا رہ کر سوچتا رہا پھر وہ آگے بڑھا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ آج میں تیرے ساتھ معاملہ طے کر کے ہی رہوں گا۔ اس کے بعد اس نے سلیوک' نطیاس اور اوغار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ میرے تینوں معزز و محترم ساتھیو تم اپنی جگہ پر کھڑے رہو میں اکیلا آج اس یوناف سے ٹکراتا ہوں اس کے بعد سطرون نے اپنی بیوی زروعہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ دیکھ زروعہ اگر یوناف کی بیوی کیرش حرکت میں آئے تب تو بھی اس کے خلاف حرکت میں آنا ورنہ تو بھی خاموش رہ کر تماشا دیکھنا سطرون کے اس فیصلے پر یوناف کے چہرے پر انتہائی خشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر وہ اپنے جسم کو ایک خاص انداز میں بل دیتا ہوا سطرون سے ٹکرانے کے لئے آگے بڑھا تھا۔

جوں ہی یوناف سطرون کے قریب آیا سطرون بجلی کے کسی کوندے کی طرح حرکت میں آیا اور ایک زور دار گھونسا اس نے یوناف کے پیٹ پر دے مارا تھا یوناف بڑی استقامت اور صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس گھونسے کو برداشت کر گیا تھا۔ اس کے بعد گویا سطرون پر سودا اور جنون طاری ہو گیا تھا اس نے کئی مکے لگاتار یوناف کے پیٹ اور شانے پر دے مارے تھے۔ پر سطرون حیران اور دنگ رہ گیا یوناف ان سارے مکوں کو برداشت کر گیا تھا۔ تکلیف کی شدت کے باعث وہ تھوڑا سا جھکا ضرور تھا تاہم وہ زمین پر گرا نہ تھا۔

جوں ہی اپنے مکوں کا ردعمل دیکھتے سطرون سیدھا کھڑا ہوا یوناف حرکت میں آیا اور جس طرح سطرون نے اس کے پیٹ پر گھونسے مارے تھے اسی طرح سب سے پہلے اس نے بھی ایک آہنی ہتھوڑے جیسا گھونسا سطرون کے پیٹ پر مارا دوسرا گھونسا یوناف نے سطرون کی گردن پر تیسرا اس کے چہرے چوتھا اس کی پسلیوں اور پانچواں اس کی کنپٹیوں پر دے مارا تھا۔ یہ پانچ گھونسے کھانے کے بعد سطرون چکرا سا گیا تھا۔ لڑکھڑا کر وہ پیچھے ہٹا قریب تھا وہ زمین پر گر جاتا کہ پیچھے سے اس کی بیوی زروعہ حرکت میں آئی اسے سنبھالا دیا پھر ایک دم زروعہ ہوا میں اچھلی شاید وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا چکی تھی پھر اس نے اپنی دونوں ٹانگوں کی ضرب پوری قوت سے یوناف کی چھاتی پر لگائی تھی۔ یہ ضرب لگنے سے یوناف اپنی پشت پر چٹانوں میں جا گرا تھا۔

زروعہ کا یوں یوناف کے خلاف حرکت میں آنا تھا کہ کیرش کا رنگ غصے اور غضبناکی

سے آگ بگولہ ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ فوراً حرکت میں آئی اور جس طرح زروعہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے ہوا میں بلند ہوئی اور یوناف کی چھاتیوں پر اپنے دونوں پاؤں کی اس نے ضرب لگائی تھی ایسا ہی کیرش نے بھی کیا۔ کیرش کسی گیند کی طرح ہوا میں اچھلی تھی اس لئے کہ وہ بھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا چکی تھی پھر جس طرح زروعہ نے یوناف کی چھاتی پر دونوں پاؤں کی ضرب لگائی تھی ایسی ہی ضرب کیرش نے زروعہ کی چھاتی پر لگائی جس کے نتیجے میں زروعہ کئی گز فضا میں اچھلتی ہوئی بری طرح ایک چٹان سے جا ٹکرائی تھی۔

کیرش نے یہیں تک ہی اکتفا نہیں کیا تھا بلکہ وہ مزید حرکت میں آئی ایک بار پھر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائی۔ ربڑ کے کسی گیند کی طرح فضا میں اچھلی اور دوسرے ہی لمحہ اس نے اپنے دونوں پاؤں کی سخت اور جان لیوا ضرب سطرون کی چھاتی پر لگا ماری تھی۔ اس کے نتیجے میں سطرون بھی ہوا میں اچھلتا ہوا زروعہ کے قریب پتھروں میں جا گرا تھا۔

اتنی دیر تک یوناف سنبھل چکا تھا۔ یوناف نے جب دیکھا اس کی مدد اور حمایت میں کیرش پوری طرح حرکت میں آ چکی ہے تو وہ بھی طوفانی انداز میں اٹھا بھاگ کر وہ سطرون کی طرف بڑھا سطرون کو بالوں سے پکڑ کر اس نے اوپر اٹھایا پہلے دو تین طمانچے اس نے لگاتار سطرون کے منہ پر دائیں بائیں طرف مارے اس کے بعد اس نے سطرون کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور بری طرح زمین پر پٹخ دیا۔ اس کے بعد یوناف نے اسے دم نہیں لینے دیا۔ اس کی پسلیوں اس کے چہرے اس کی بغل اس کی گردن اور رانوں پر اس نے لگاتار پاؤں کی ٹھوکریں مارتے ہوئے سطرون کی حالت بری کرنا شروع کر دی تھی۔

یوناف کے ساتھ ہی ساتھ کیرش بھی حرکت میں آئی تھی جس طرح یوناف نے سطرون کو بالوں سے اٹھا کر خوب کھینچا تھا اسی طرح کیرش نے بھی زروعہ کو بالوں سے پکڑ کر اٹھایا اسے تھوڑی دیر تک پتھروں پر گھسیٹا پھر جس طرح یوناف نے سطرون کے منہ پر طمانچے مارے تھے ایسے ہی کیرش نے بھی زروعہ کے منہ پر چند طمانچے مارے پھر اسے اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا اور یوناف کی طرح وہ بھی زروعہ پر اپنے پاؤں کی ٹھوکریں لگانے لگی تھی۔

سطرون اور زروعہ کو یوں یوناف اور کیرش کے ہاتھوں پٹتے دیکھتے ہوئے چٹان کے اوپر کھڑا نطیاس سلیوک اور اوغار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھو میرے عزیزو! ہمیں اس وقت سطرون اور زروعہ کی مدد کے لئے یوناف اور کیرش کے خلاف حرکت میں آنا چاہئے۔ اس لئے کہ سطرون اور زروعہ کی مدد کرنا ہم پر فرض بنتا ہے اور اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو آج یہ یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی سطرون اور زروعہ کو مار مار کر لگتا ہے ان دونوں کا خاتمہ ہی کر دیں گے۔ اس پر سلیوک خوفزدہ سے

انداز میں بولا اور نطیاس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

اے آقا یہ یوناف بھی عجیب و غریب انسان ہے۔ پہلے اس نے ہم سب کو اپنے سامنے زیر کیا اب یہ سطرون کی حالت بھی بد سے بد تر کر رہا ہے میں سمجھا تھا کہ یہ سطرون بے پناہ قوتوں کا مالک ہے اور اس کے پاس ایسی ایسی سری طاقتیں ہیں کہ یہ لمحوں کے اندر یوناف کو اپنے سامنے زیر کر دے گا لیکن اس وقت جو یوناف اس کی یہ حالت کر رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ سطرون کبھی بھی یوناف کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے میں کامیاب نہیں ہو گا

یہاں تک کہنے کے بعد سلیوک چند لمحے کے لئے رکا۔ پھر وہ دوبارہ نطیاس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ آقا آپ کا کہنا درست ہے۔ اس موقع پر ہمارا فرض بنتا ہے کہ سطرون اور ذروعہ کی مدد کے لئے ہم آگے بڑھیں اور اپنی سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے یوناف اور کیرش کے خلاف حرکت میں آئیں۔ میرے خیال میں اگر ہم سری قوتوں کو استعمال کرتے ہوئے یوناف اوور کیرش پر حملہ آور ہو جائیں تو لمحوں کے اندر ان دونوں کو مار کر ہم یہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ اتنی دیر تک سطرون اور ذروعہ بھی دونوں میاں بیوی بھی سنبھل جائیں گے اور

ان کے سنبھلنے کے بعد یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی دوبارہ ہم سے ٹکرانے کی کوشش نہیں کریں گے۔ اس پر نطیاس بولا اور کہنے لگا۔

میرے دونوں عزیزو اب جبکہ ہم سطرون اور ذروعہ کی مدد کرنے کا فیصلہ ہی کر چکے ہیں تو آؤ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائیں اور ان دونوں میاں بیوی پر حملہ آور ہوں۔ اس کے ساتھ ہی نطیاس سلیوک اور اوغار آگے بڑھے تھے۔ ذرا فاصلے پر چٹان کی اوٹ میں بیٹھی ہوئی مارتھا ان تینوں کی یہ ساری نقل و حرکت دیکھ رہی تھی جب وہ آگے بڑھے تو اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ تینوں یوناف اور کیرش پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے۔ لہذا اس نے اپنے کام کی ابتداء کر لی تھی۔

مارتھا کی طرف سے اس کے کام کی ابتداء ہوئی تھی کہ نطیاس سلیوک اور اوغار وہیں پتھروں کے اندر ایک طرح سے گر سے گئے اور بری طرح لوٹتے ہوئے تکلیف اور درد کا اظہار کرنے لگے تھے۔ پھر جلد ہی ان تینوں نے اپنی ہیئت بدل لی اور جہاں وہ پہلے کھڑے تھے وہیں آ کے کھڑے ہو گئے تھے۔ اس موقع پر سلیوک بولا اور کہنے لگا۔

دیکھ آقا یہ کیسی بد بختی ہے ہم نے ابھی یوناف اور کیرش پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا ہی ہے کہ اسے شاید ہمارے اس ارادے کا علم ہو گیا ہے اور دیکھو وہ کس قدر بھیانک

میں ہمارے خلاف حرکت میں آیا ہے کہ ہمیں اس نے ایک عجیب سی اذیت اور ے سے دوچار کر دیا ہے۔ ایسا ہی عذاب اس نے ایک بار صحرائے کالا ہاری میں دریائے کے کنارے بھی کیا تھا اور وہ بھی ایسا ہی عذاب تھا جیسا اس وقت اس نے ہم پر کیا ہے۔ اے آقا! ان حالات میں ہم کیسے سطرون اور ذروعہ کی مدد کرنے کے لئے اور کیرش پر حملہ آور ہو سکتے ہیں اگر ہم نے دوبارہ ایسا کیا تو ہو سکتا ہے وہ ہماری اس سے بھی بد تر کرے۔

اس پر نطیاس خوفزدہ سے انداز میں بولا اور سلیوک کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ سلیوک میرے عزیز تمہارا کہنا درست ہے۔ یہ شخص بھی عجیب و غریب ہے۔ جھتا ہوں کہ ہم سے بھی زیادہ یہ بے پناہ سری قوتوں کا مالک ہے۔ تم نے دیکھا ہمارا بڑھنا تھا کہ اسے خبر ہوئی اور اس نے ہمیں عذاب سے دوچار کر دیا۔ بہرحال اب ہم کھڑے رہ کر دیکھتے ہیں یہ سطرون اور ذروعہ ان کے سامنے اپنی حالت کیا بنواتے ہیں۔

ادھر یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی نے سطرون اور ذروعہ کو مار مار کر ادھ موا سا دیا تھا۔ پر وہ بھی غیر معمولی اور بے پناہ قوتوں کے مالک تھے۔ جوں ہی ذرا پٹنے میں اور میں یوناف اور کیرش نے ان دونوں کو وقفہ دیا وہ فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں یوناف اور کیرش کے ہاتھوں جو انہیں تکلیف پہنچی تھی اسے انہوں نے رفع کر لیا اور بار پھر تازہ دم ہو کر وہ یوناف اور کیرش کے سامنے جم گئے تھے۔

ان دونوں کی حالت دیکھتے ہوئے یوناف کیرش کے قریب آیا اور بڑی رازداری میں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن کیرش ایک بار پھر یہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے تازہ دم ہو گئے اب یہ ضرور ہمارے خلاف خوفناک اور انتقامی کاروائی کریں گے۔ لہذا ان کے اپنی آنے سے پہلے ہی آؤ دونوں میاں بیوی اپنی طاقت اور قوت میں دس گنا اضافہ کر لیں ہاں اگر وہ اپنی سری قوتوں کو ہمارے خلاف استعمال کریں تو تم بھی ایسا ہی کرنا۔ کیرش فوراً یوناف کی اس تجویز کو قبول کرتے ہوئے اپنی طاقت اور قوت میں دس گنا اضافہ لیا تھا۔ خود یوناف بھی ایسا ہی کر چکا تھا۔

سطرون اور ذروعہ دونوں میاں بیوی بے پناہ غصے اور غضبناکی کا اظہار کرتے ہوئے ف اور کیرش کے قریب آ کر رک گئے۔ پھر سطرون بولا اور کہنے لگا۔ ایک دفعہ ہمیں ں پر گرا کر تم دونوں میاں بیوی نے کیا سمجھ لیا تھا کہ تم دونوں ہم پر قابو پا لو گے۔ ں اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر لو گے۔ ہرگز نہیں ہم تو قیامت تک تم دونوں کا لب کریں گے اور جب تک تم ہمارے سامنے اپنی شکست اپنی ہزیمت تسلیم نہیں کرتے

اس وقت تک میں اور میری بیوی زروعہ دونوں زہر بھرے سایوں کی طرح تمہارا تعاقب کریں گے۔ دیکھ یوناف سنبھل میں تجھ پر حملہ آور ہونے لگا ہوں اگر تو میرے حملوں کے سامنے بچاؤ کر سکتا ہے تو کر دیکھ میری بیوی اس بار ایک طرف ہٹ کر تیرے اور میرے درمیان ہونے والے مقابلے کا نظارہ کرے گی اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔

اگر تم ایسی جرات اور ہمت اور مردانگی کا مظاہرہ کرنا ہی چاہتے ہو تو پھر آگے بڑھو اور مجھ سے ٹکراؤ پھر دیکھو شکست اور ذلت کس کے مقدر میں آتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی سطرون آگے بڑھا اپنا ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے اس نے یوناف پر ضرب لگانا چاہی لیکن یوناف تو اس سے پہلے ہی اپنی طاقت میں دس گنا اضافہ کر چکا تھا سطرون کا فضا میں اٹھا ہاتھ اس نے فضا میں ہی پکڑا پھر اس نے اپنے دوسرے ہاتھ کے الٹے حصے کی ایک ضرب اس زور سے سطرون کے منہ پر لگائی کہ سطرون چکرا کے رہ گیا تھا۔

لیکن سطرون بھی ہار ماننے والا نہیں تھا۔ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے پھر اس نے اپنی تکلیف اور اذیت کو رفع کیا اور دوبارہ وہ یوناف پر حملہ آور ہوا تھا۔

اس بار سطرون اپنی طاقت اور قوت کو مجتمع کرتا ہوا ہوا میں اچھلا اور پھر اپنے دائیں ہاتھ کی ایک بھرپور ضرب وہ یوناف کے شانے پر لگانے میں کامیاب ہوا تھا۔ یہ ضرب لگتے ہی یوناف نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے شانے پر رکھا اور اسے مسلنے لگا تھا اس لئے کہ وہ ضرب کافی شدید تھی۔ یوناف کی یہ حالت دیکھتے ہوئے کیرش کا چہرہ پیلا ہو گیا تھا۔ لیکن وہ اپنی جگہ پر کھڑی رہی اس لئے کہ زروعہ بھی ابھی تک حرکت میں نہیں آئی تھی۔ لہٰذا وہ بھی دخل اندازی نہ کرنا چاہتی تھی۔

یوناف ابھی ضرب لگنے والے شانے کو سہلا ہی رہا تھا کہ سطرون ایک بار پھر ہوا میں بلند ہوا اور یوناف کے دوسرے شانے پر اس نے ویسی ہی شدید ضرب لگائی تھی۔ یہ ضرب لگنے سے یوناف تکلیف کے باعث کراہ اٹھا تھا لیکن جلد ہی وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور دونوں شانوں پر پڑنے والی ضرب کی اذیت سے اس نے نجات حاصل کر لی تھی۔

یوناف کے دونوں شانوں پر باری باری ضرب لگانے کے بعد سطرون بے حد خوش ہوا تھا۔ اب وہ تیسری بار فضا میں بلند ہوا تھا۔ اور چاہتا تھا کہ تیسری ضرب یوناف کے سر پر لگائے جوں ہی ضرب لگانے کے لئے اس نے اپنا ہاتھ گرایا یوناف ایک جست کے ساتھ دائیں طرف ہٹ گیا اور جب سطرون کے پاؤں زمین پر ٹکے تو عین اسی وقت یوناف آندھی اور طوفان کی طرح حرکت میں آیا اور اپنا دایاں ہاتھ حرکت میں لاتے ہوئے اس نے ایک ہتھوڑے جیسا مکا سطرون کی پسلیوں پر دے مارا تھا۔ یہ مکا لگنے سے سطرون کراہ اٹھا تھا اس لئے کہ یوناف نے اپنی طاقت اور قوت میں دس گنا اضافہ کیا ہوا تھا اور جو مکا سطرون کو لگا

تھا اس کی سختی میں بھی دس گنا اضافہ تھا۔

ایک مکا مارنے کے بعد یوناف نے پھر سطرون کو سنبھلنے نہ دیا دوسرا مکا اس نے اس کی پسلیوں کے دوسری جانب لگایا۔ تیسرا مکا یوناف نے اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ سطرون کی بغل کے نیچے دے مارا تھا۔

یوں لگاتار تین ضربیں اور تین مکے پڑنے کی وجہ سے سطرون بوجھ لادے جانے والے اونٹ کی طرح بلبلا اٹھا تھا۔ ذرا فاصلے پر کھڑی زروعہ نے جب یوناف کے ہاتھوں سطرون کو بری طرح پٹتے ہوئے دیکھا اور اس نے یہ اندازہ لگایا کہ سطرون یوناف کے سامنے لمحہ بہ لمحہ بالکل بے بس ہوتا چلا جا رہا ہے تو وہ سطرون کی مدد کے لئے بھاگ کر آگے بڑھی۔ لیکن وہ سطرون کی کوئی مدد نہ کر سکی اس لئے کہ کیرش اس پر گہری نگاہ رکھے ہوئے تھی۔ جس وقت زروعہ سطرون کی مدد کے لئے آگے بھاگی تھی اسی وقت کیرش بھی آگے بڑھی تھی اور وہ زروعہ کی راہ روک کھڑی ہوئی تھی۔

اس کے بعد کیرش نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اس نے فوراً زروعہ کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کرنے کے لئے اس پر مکوں تمانچوں جگہ جگہ ضربوں کی ایک بھرمار کر دی تھی۔

جس وقت کیرش اور زروعہ آپس میں ٹکرائی تھیں اس وقت یوناف جو بری طرح سطرون کو مارتے ہوئے اپنے آگے آگے بھگا رہا تھا اس کی توجہ بٹ گئی تھی اور وہ بڑے غور اور فکرمندی سے کیرش کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ اس صورت حال سے سطرون نے فوراً فائدہ اٹھایا اور سنبھلا اور اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور پھر اس نے یوناف کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے آپ کو تازہ دم کر لیا تھا۔

یوناف کی اس بے توجہی سے سطرون نے دوسرا فائدہ یہ اٹھایا کہ وہ بھاگ کر آگے بڑھا اور کیرش کے اس نے ایک زبردست ضرب لگائی جس کی وجہ سے کیرش بری طرح لڑکھڑاتی ہوئی دور جا گری تھی۔

کیرش کی یہ حالت دیکھتے ہوئے یوناف دہکتے ہوئے کوئلوں کی طرح غضبناک ہو گیا تھا وہ بڑی تیزی سے سطرون کی طرف بڑھا۔ سطرون یہی سمجھا تھا کہ یوناف اب اس سے انتقام لینے کے لئے ضرب لگائے گا لہٰذا وہ یوناف کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح تیار تھا لیکن تیزی سے اس کی طرف آتے ہوئے یوناف نے اچانک اپنا رخ بدلا پھر وہ زروعہ کی طرف بھاگا اور پاؤں کی ایک زور دار ٹھوکر اس نے زروعہ کے پیٹ پر لگائی کہ زروعہ گیند کی طرح فضا میں اچھلتی ہوئی دور جا گری تھی

جس وقت سطرون کو نظرانداز کرتے ہوئے یوناف زروعہ کی طرف بھاگا تھا سطرون بھی یوناف کے پیچھے بھاگا اور جوں ہی یوناف زروعہ کو ضرب لگا کر فارغ ہوا پشت کی طرف

سے یوناف پر سطرون نے بھرپور ضرب لگا دی تھی۔ لیکن سطرون بھی بچ نہ سکا اس لئے کہ اتنی دیر تک کیرش بھی سنبھل چکی تھی اس نے جب دیکھا کہ یوناف اس کی مدد کے لئے ذروعہ کے خلاف حرکت میں آیا ہے اور یہ کہ سطرون نے پشت کی طرف سے یوناف پر ضرب لگائی ہے تو وہ بھاگ کر سطرون کی پشت کی طرف آئی اور اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے وہ فضا میں بلند ہوئی اور دونوں ہاتھوں کی ضرب اس نے اس قوت سے سطرون کے شانے پر لگائی کہ سطرون دوہرا ہو کر رہ گیا تھا۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے یوناف پر گویا سودا اور جنون طاری ہو گیا تھا پہلے اس نے اپنے پاؤں کی ایک اور ضرب سامنے آنے والی ذروعہ پر لگائی اور ذروعہ ایک بار پھر بل کھاتی ہوئی بری طرح پتھروں پر جا گری تھی۔ پھر سطرون کی طرف دیکھے بغیر یوناف نے اپنی پچھلی سمت ایک زور سے ٹانگ لہرائی کہ یوناف کا پاؤں سطرون کے چہرے پر اس بری طرح آ کر لگا کہ سطرون کسی بوسیدہ عمارت کے گرنے والے ستون کی طرح اپنی پشت کی طرف جا پڑا تھا۔

اس کے بعد یوناف نے اپنا کوئی مخصوص اشارہ کیرش کو کیا پھر وہ دونوں میاں بیوی سطرون اور ذروعہ پر حملہ آور ہونا ہی چاہتے تھے کہ وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے وہاں سے غائب ہو گئے۔

چٹان پر کھڑے ہوئے نطیاس۔ سلیوک۔ اور اوغار بھی غائب ہو چکے تھے۔ جس وقت یہ سب نطیاس کے محل میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ عزازیل وہاں پہلے ہی کھڑا ان کا منتظر تھا۔ عزازیل کو دیکھتے ہی نطیاس بولا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

محترم عزازیل۔ اس بار بھی ہم زیر اور مغلوب ہی رہے۔ یوناف اور کیرش نے سطرون اور ذروعہ کو ایسی مار ماری ہے کہ بیان سے باہر ہے جس وقت وہ ان دونوں کو مار پیٹ رہے تھے تو عزازیل میں سلیوک اور اوغار نے بھی آگے بڑھ کر سطرون اور ذروعہ کی مدد کرنا چاہی پر جانے یوناف اور کیرش کے پاس کون سی سری قوت ہے کہ جو کچھ کوئی کرنا چاہے اس کی انہیں پہلے ہی خبر ہو جاتی ہے۔ جوں ہی ہم آگے بڑھے یوناف اور کیرش کی طرف سے ہم پر کوئی سری عمل کیا گیا ویسا ہی سری عمل جو صحرائے کالاہاری میں دریائے کانگ کے کنارے ہم پر ہوا تھا جب آپ بھی ہمارے ساتھ تھے۔ دیکھ محترم عزازیل۔ ہم نے اپنی ہیئت بدل کر بڑی مشکل سے اس اذیت اور عذاب سے نجات پائی

اتنی دیر تک یوناف اور کیرش نے بھی سطرون اور ذروعہ کو مار مار کر چھوڑ دیا تھا۔ پھر مزید مختصر یہ کہ ہم سب اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور ادھر بھاگ آئے گویا اس مہم میں ہم کو بد ترین شکست اور یوناف اور کیرش کو بہترین فتح مندی حاصل ہوئی ہے۔ دیکھ

محترم عزازیل۔ یوناف اور کیرش کے مقابلے میں یہ ہماری بد ترین رسوائی۔ بے عزتی۔ ذلت اور نکبت ہے۔

نطیاس کی اس ساری گفتگو کے جواب میں عزازیل تھوڑی دیر تک بڑی سنجیدگی سے کچھ سوچتا رہا پھر وہ بولا اور کہنے لگا دیکھ نطیاس اب مجھے اپنی ساری قوتوں کو مجتمع کرتے ہوئے اس یوناف کے خلاف حرکت میں آنا ہی ہو گا۔ مجھے اس کی دست درازی ختم ہی کرنا ہو گی۔ مجھے اس کی خونخواری کو لہو لہو خون خون کرنا ہو گا۔ دیکھ نطیاس میرے بزرگ۔ اب مجھے کوئی ایسا حیلہ اور حربہ استعمال کرنا ہو گا جس سے یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی کی ساری سری قوتوں کو برف کی طرح مفلوج کر کے انہیں زنجیروں میں جکڑ کر اسیر کرنا ہو گا تاکہ آنے والے دور میں نہ یہ ہمارے لئے خطرناک ثابت ہوں اور نہ ہمارا ان کا کوئی سامنا یا ٹکراؤ ہو۔

عزازیل کی اس گفتگو کے جواب میں نطیاس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک پیدا ہوئی پھر وہ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

محترم عزازیل۔ آپ نے میرے دل کی بات کہہ دی ہے۔ اگر آپ واقعی یوناف اور کیرش کو ان کی سری قوتوں سے محروم کر کے زنجیروں میں جکڑ کر اسیر کر دینا چاہتے ہیں تو اس کی میرے پاس ایک بہترین ترکیب ہے۔ اس پر عزازیل نے چونک کر نطیاس کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

تمہارے پاس کیا ترکیب ہے نطیاس۔ جواب میں نطیاس پہلے کی طرح بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ محترم عزازیل یہ جو محل ہے اس کے تہہ خانے میں میں نے ایک سحری اور سری عمل جاری کر رکھا ہے۔ جو کوئی بھی اس تہہ خانے میں میرے علاوہ داخل ہو گا اس کی ساری سری قوتیں منجمد اور بے سود ہو جاتی ہیں۔ اگر ہم کسی طرح یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی کو محل کے تہہ خانے تک لانے میں کامیاب ہو جائیں تو وہ ہم سب کے سامنے بالکل بے بس اور لاچار ہو جائیں گے۔

نطیاس کی اس گفتگو سے عزازیل کے چہرے پر خوش کن مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر وہ بولا اور کہنے لگا دیکھ نطیاس۔ تو نے میرے سارے ہی مسائل کا حل پیش کر دیا ہے۔ اب ہم کوشش کریں گے کہ یوناف اور کیرش کو کسی نہ کسی طرح اس محل میں لائیں اور ہمیشہ کے لئے اسے اس محل کے تہہ خانے میں اسیر کر کے رکھ دیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وہ دوبارہ نطیاس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ نطیاس جب تک ہم یوناف اور کیرش کو اس تہہ خانے میں لانے میں کامیاب نہیں ہوتے تم ایک کام کرو۔ اس تہہ خانے کے اندر جو سب سے محفوظ کمرہ ہے اس کی دیواروں کے اندر لوہے کے بڑے بڑے کڑے نصب کراؤ۔ ان کڑوں کے ساتھ مضبوط زنجیریں ڈلواؤ جنہیں کئی انسان مل کر بھی توڑ نہ سکیں جب ہم یوناف اور کیرش پر قابو پائیں گے تو ان دونوں میاں بیوی کو اس تہہ خانے کی ان ہی زنجیروں میں جکڑ کر رکھ دیں گے جہاں وہ اپنی باقی ماندہ زندگی قیدی اور ایک زندانی کی حیثیت سے گزارنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

عزازیل کی یہ گفتگو سن کر سطرون اور زروعہ نے بھی اپنی گردنیں سیدھی کرلی تھیں ان کے چہروں پر بھی خوشی اور اطمینان کی لہریں بکھری تھیں۔ پھر سطرون بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

آقا میں نے اور زروعہ نے آج اپنی پوری کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح یوناف اور کیرش کو اپنے سامنے زیر کرلیں۔ ہم نے ہر حربہ' ہر قوت' ہر سری طاقت استعمال کی لیکن ہمارا کوئی بھی جتن ان کے خلاف کامیاب نہ ہوا۔ ان دونوں نے ہمیں اپنے سامنے مغلوب کر لیا۔ آقا! اس شکست پر میں آپ کے سامنے معذرت خواہ ہوں۔ اس پر عزازیل کہنے لگا۔

سطرون! مجھے تم سے اور زروعہ سے کوئی گلہ یا شکوہ نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی بے پناہ طاقت اور بے شمار سری قوتوں کے مالک ہیں۔ لہٰذا اگر ان دونوں نے مل کر تم دونوں کو زیر کر لیا ہے تو یہ کوئی نئی اور اچنبے کی بات نہیں ہے۔ ایسا ماضی میں بھی اکثر ہوتا رہا ہے۔ مجھے افسوس تو یہ ہے کہ جو قوتیں تمہارے لئے نطیاس سے حاصل کی گئی ہیں۔ وہ بھی یوناف کے خلاف کارگر ثابت نہیں ہوئیں۔ اس پر سطرون کہنے لگا۔

آقا! آپ نے جو نئی تجویز پیش کی ہے جس کے تحت یوناف کو اسیر بنا کر زنجیروں سے تہہ خانے کے اندر جکڑا جائے گا اگر اس میں ہم کامیاب ہوگئے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس یوناف اور کیرش سے ہمیشہ کے لئے ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ اس پر عزازیل نے پہلے ہلکا ہلکا ایک قہقہہ لگایا پھر کہنے لگا۔

سطرون! تمہارا کہنا درست ہے۔ وہ وقت اب دور نہیں کہ ہم یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی کو اس محل کے تہہ خانے میں لانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ پھر ہم انہیں ان کی ساری سری قوتوں سے محروم کرنے کے بعد اس تہہ خانے میں انہیں زنجیروں میں جکڑ دیں گے۔ اس پر سطرون فوراً" کہنے لگا۔

اے آقا! انہیں یہاں تک لانے کے بعد یقیناً" آپ انہیں ان کی سری قوتوں سے محروم کر دیں گے۔ لیکن ان کے ساتھ جو خوفناک قوت ابلیکا کی شکل میں ہے اس کا کیا بنے گا۔ اس پر عزازیل کہنے لگا۔ ہم یوناف اور کیرش پر اس وقت ہاتھ ڈالیں گے جب ابلیکا یوناف کے پاس نہیں ہو گی۔ نطیاس کا کہنا ہے کہ جو کوئی بھی اس تہہ خانے میں داخل ہوتا ہے وہ اپنی سری قوتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس طرح ابلیکا بھی میرے خیال میں اس تہہ خانے میں داخل ہو کر اپنی قوتوں سے محروم ہو جائے گی اور اگر نہ ہوئی تب میں اپنی طرف سے اس تہہ خانے میں ایک ایسا عمل بھر دوں گا جس کی وجہ سے ابلیکا بھی یوناف اور کیرش کی مدد کرنے کے لئے اس تہہ خانے میں داخل نہ ہو سکے گی۔ اب بتاؤ تم خوش اور مطمئن ہو۔

اس پر سطرون بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ آپ نے اپنی گفتگو سے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ اب مجھے قوی امید ہو گئی ہے کہ ہم یوناف اور کیرش پر قابو پا لیں گے۔ اس گفتگو پر عزازیل بھی خوش ہو گیا تھا۔ پھر عزازیل کے کہنے پر سب محل میں داخل ہو گئے تھے۔

○

ایران کا شہنشاہ خسرو پرویز رومن شہنشاہ مارس کا احسان مند تھا۔ اس لئے کہ مارس نے نہ صرف مصیبت کے وقت خسرو پرویز کو اپنے یہاں پناہ دی تھی۔ بلکہ اسے اپنا بیٹا کہا تھا۔ مزید یہ کہ بہرام چوبین کے خلاف لشکر کشی کرنے کے لئے قیصر روم مارس نے خسرو پرویز کو خاصا بڑا لشکر مہیا کیا تھا۔ جس کی مدد سے خسرو پرویز اپنی حکومت بہرام چوبین سے واپس لینے میں کامیاب ہوا تھا۔

اس لئے جب تک رومن شہنشاہ مارس زندہ رہا۔ ایران اور رومنوں کے تعلقات بے حد خوشگوار اور پر امن رہے۔ لیکن ۶۰۲ء عیسوی میں بعض سیاسی طالع آزماؤں نے رومن شہنشاہ مارس کو قتل کر دیا۔ مارس کے قتل کا ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز کو بڑا دکھ اور صدمہ ہوا۔

رومن جرنیل نرسس جس کی کمانداری میں رومن شہنشاہ مارس نے ایک لشکر خسرو پرویز کے حوالے کیا تھا تاکہ خسرو پرویز کو حکومت واپس دلائی جائے وہ نرسس بھی رومن شہنشاہ مارس کے اس وحشیانہ قتل پر سخت ناراض تھا۔

جن باغیوں اور طالع آزماؤں نے مارس کو قتل کیا تھا انہوں نے ایک شخص فوکاس کو رومنوں کا شہنشاہ بنا دیا۔ رومن جرنیل نرسس چونکہ مرنے والے قیصر روم مارس کے حق میں تھا لہٰذا اس نے فوکاس کو رومن شہنشاہ کی حیثیت سے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ قسطنطنیہ سے بھاگ گیا اس نے ایک لشکر اکٹھا کیا۔ عدیسہ شہر میں آیا اور یہاں اس نے نئے قیصر روم فوکاس کے خلاف علم بغاوت بلند کرکے اپنی خود مختار حکومت قائم کرلی۔

جب قیصر روم مارس کے قتل کی خبر ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کو پہنچی تو اس نے رومن علاقوں پر لشکر کشی کرنے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ ۶۰۳ء میں اس نے اپنے لشکر ساتھ پیش قدمی کی اور رومن علاقوں میں داخل ہوا جہاں جہاں اس کا قدم پڑا اسے حاصل ہوئی۔ یہاں تک کہ اس کے لشکر نے بڑی تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے قدیم دارا کا محاصرہ کر لیا جو کبھی ایرانیوں کے لئے ناقابل تسخیر تھا۔

یہ قلعہ ایسا مضبوط اور مستحکم تھا کہ خسرو پرویز نے تقریباً" نو ماہ تک اس قلعے محاصرہ جاری رکھا۔ اس قلعے کے اندر جو رومن لشکر تھا اس نے بہترین جراتمندی شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نو ماہ تک لگاتار ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کو قلعے میں داخل ہونے سے روکے رکھا۔

آخر جب قلعے کے محافظ لشکر کو بالکل ہی کمک ملنا بند ہو گئی اور ان کے پاس خوراک کے ذخیرے بھی ختم ہو گئے تب حاکم قلعہ نے ہتھیار ڈال دیئے اور یہ مضبوط قلعہ بھی خسرو پرویز کے تصرف میں آگیا تھا۔

اس کے بعد ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز نے آمدہ یعنی دیار بکر شہر کا رخ کیا۔ اور چند دن کی لشکر کشی کے بعد اس شہر کو بھی فتح کر لیا گیا۔

ان شہروں اور قلعوں کی فتح مندی سے خسرو پرویز اور اس کے لشکریوں کے حوصلے خوب بڑھے لہٰذا انہوں نے مزید پیش قدمی کی اور اس کے بعد انہوں نے بین النہرین کے رومن قلعے یکے بعد دیگرے فتح کر کے ایرانی سلطنت میں شامل کرنا شروع کر دیئے تھے۔ اس سلسلے میں رومن جرنیل نرسس بھی ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز کی مدد کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ شہر اور قلعے پر قلعے فتح کرتا ہوا ایرانی شہنشاہ آگے بڑھا اور عدیسہ شہر کا اس نے محاصرہ کر لیا۔

ایران کا شہنشاہ خسرو پرویز جب یہاں تک اپنی فتوحات کا سلسلہ وسیع کر چکا تو اسے ایران سے کمک کے طور پر ایک اور بہت بڑا لشکر مل گیا اسے خسرو پرویز کے حوصلے مزید بلند ہو گئے۔ لہٰذا اس نے ایک لشکر علیحدہ کیا۔ اس کی کمانداری اپنے ایک بہترین جرنیل کو دی اور اسے آرمینا پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا۔

اس لشکر نے آرمینیا پر حملہ کر کے آرمینیا کے شہر کا پادو گیا پر چڑھائی کی اسے فتح کیا اس کے بعد یکے بعد دیگرے فریگیا اور بھینیا شہروں پر حملہ آور ہونے کے انہیں فتح کیا اور ان میں قتل و غارت گری اور بربادی کا خوب کھیل کھیلا۔

رومنوں کی بد نصیبی کہ ان کا نیا شہنشاہ فوکاس جیسا کمزور شخص ان کا حکمران تھا۔ وہ ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کی پیش قدمی کو دیکھتا رہا اور اسے روکنے کے لئے اس نے کوئی قدم نہ اٹھایا۔ اس وجہ سے رومنوں کے مشرقی ممالک میں بحرانی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔

خسرو پرویز کے حوصلے اب ایسے بڑھے تھے کہ وہ قصبے پر قصبے اور شہر پر شہر فتح کرتا ہوا قسطنطنیہ کے قریب جا پہنچا اور اس نے اپنی فتوحات کا سلسلہ قسطنطنیہ کے اس قدر نزدیک تک پہنچا دیا کہ قسطنطنیہ کے رہنے والوں نے پہلی مرتبہ سامنے کے کنارے سے ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز کے حملوں کی وجہ سے شہر اور دیہاتوں کو اپنی آنکھوں سے جلتے ہوئے دیکھا تھا۔

رومنوں کو یہاں تک سزا دینے کے بعد ایران کا شہنشاہ خسرو پرویز اپنے ہمسائے یعنی حیرا کی عرب ریاست کے حکمران نعمان کے خلاف حرکت میں آیا تھا۔ حیرا کی ریاست دریائے فرات اور بیت المقدس کو جدا کرنے والے ریگستان کے دائیں کنارے پر واقع تھی۔ اس ریاست پر حملہ آور ہونے کے لئے ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کو ایک بہانہ مل گیا۔

کہتے ہیں کہ عدی نام کا ایک شاعر جو بنیادی طور پر عرب تھا۔ پہلوی زبان میں بھی خوب مہارت رکھتا تھا۔ اور شاعری کرتا تھا۔ وہ خسرو پرویز کے دربار میں مترجم کی حیثیت سے ملازم تھا۔ یہ شخص حیرا کا رہنے والا تھا۔ ایک بار یہ مدائن سے حیرا گیا تو حیرا کے حکمران نعمان نے کسی رنجش کی بناء پر اس عرب شاعر عدی کو قتل کرا دیا۔

عدی کے قتل کے بعد اس کا بیٹا زید خسرو کے دربار میں مترجم مقرر ہوا۔ اس عہدے پر بیٹھتے ہی زید نے تہیہ کر لیا کہ وہ حیرا کے حکمران نعمان سے اپنے باپ عدی کا انتقام ضرور لے گا۔ لہٰذا نعمان کے ساتھ خسرو پرویز کے تعلقات خراب کرنے کے لئے اس زید نے ایک چال چلی۔

ایک روز جب کہ یہ زید ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ زید نے خسرو پرویز کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ عرب رئیس اپنی بیٹیوں کا رشتہ ایرانیوں کو دینا گوارہ نہیں کرتے۔ ساتھ ہی اس نے خسرو پرویز پر یہ بھی انکشاف کیا کہ حیرا کے عرب حکمران نعمان کی ایک بیٹی ہے جس کا نام حذیفہ ہے۔ اور جو عرب کے صحراؤں میں اپنے حسن و جمال میں یکتا اور بے مثال ہے۔

خسرو پرویز نے جب یہ خبر سنی تو اس نے حیرا کے حکمران نعمان کی بیٹی حذیفہ کو اپنے حرم میں لانا چاہا۔ چنانچہ جس روز زید نے نعمان کی بیٹی حذیفہ کے حسن و جمال کی تعریف کی تھی اسی روز خسرو پرویز نے اپنے چند ایلچی حیرا بھیجے تا کہ نعمان پر خسرو پرویز کی خواہش کا اظہار کیا جا سکے۔

جب خسرو پرویز کے یہ ایلچی حیرا کے حکمران نعمان کے پاس پہنچے اور اس کی بیٹی حذیفہ کا خسرو پرویز کے لئے رشتہ طلب کیا تو نعمان نے خسرو پرویز کی اس خواہش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

عرب حکمران نعمان کی اس جسارت پر خسرو پرویز کی پیشانی پر بل آگیا۔ چنانچہ اس

نے فوراً قبیلہ طے کے رئیس ایاس کی طرف اپنے قاصد بھجوائے اور اسے حکم دیا کہ حیرا کے حکمران نعمان کے خلاف لشکر کشی کرے۔ یہ وہی ایاس تھا۔ جس نے خسرو پرویز کی اس وقت مدد کی کہ جب وہ ایران سے قسطنطنیہ کی طرف فرار ہو رہا تھا۔

حیرا کے حکمران نعمان کو جب اس لشکر کشی کا علم ہوا تو وہ بھاگ کر شیبانی قبائل کے رئیس ہانی کے پاس گیا اور اپنا سارا خزانہ اس کے سپرد کر دیا اور اس سے درخواست کی کہ وہ اس کے خزانے کی حفاظت کرے یہ اس کے پاس اس کی امانت ہے۔ نعمان کو یقین تھا کہ خسرو پرویز کی لشکر کشی زید بن عدی کی سازش ہی کا نتیجہ ہے لہٰذا اس سازش کو رفع کرنے کے لئے نعمان فوراً مدائن کی طرف روانہ ہوا تاکہ خسرو پرویز سے ملاقات کرے اور جو غلط فہمیاں ہو گئی ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ اس سلسلے میں حیرا کا حکمران نعمان خسرو پرویز کی خدمت میں حاضر ہوا اور حقیقت حال اس کے سامنے عرض کی لیکن خسرو پرویز کا غصہ فرو نہ ہوا۔ اس نے نعمان کو تین دن اپنے پاس روکے رکھا۔ چوتھے دن اس نے حکم دے دیا کہ نعمان کو ہاتھیوں تلے روند کر اس کا خاتمہ کر دیا جائے۔ چنانچہ خسرو پرویز کے حکم پر نعمان کو ہاتھیوں کے پیروں تلے کچل دیا گیا۔

یہ کام کرنے کے بعد خسرو پرویز نے شیبانی قبائل کے رئیس ہانی کو پیغام بھیجا کہ حیرا کے حکمران نعمان نے اپنا خزانہ امانت کے طور پر اس کے پاس رکھا تھا وہ خزانہ لے کر خسرو پرویز کی خدمت میں حاضر ہو لیکن شیبانی نے جواب دیا کہ جب تک جان میں جان ہے نعمان کی امانت کسی دوسرے کو نہیں دی جا سکے گی اور میں اس کی حفاظت کروں گا۔

یہ جواب سن کر خسرو پرویز نے چالیس ہزار کا لشکر جو ایرانیوں اور عربوں پر مشتمل تھا' شیبانی قبائل کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ پہلے صحرا کے اندر چھوٹی چھوٹی چپقلشیں ہوتی رہیں۔ آخر ذوکار کے میدان میں دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہوئے۔

ایرانیوں کو یقین تھا چونکہ شیبانی قبائل کے مقابلے میں ان کے لشکر کی تعداد کئی گنا زیادہ ہے لہٰذا وہ بہت جلد عربوں کو شکست دے کر نعمان کا خزانہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن عین اس وقت جب جنگ اپنے عروج پر آئی' ایرانی لشکر کے اندر جو عرب سپاہی تھے انہوں نے یہ محسوس کیا کہ عربوں کی تلواروں سے عربوں ہی کے گلے کٹ رہے ہیں لہٰذا انہوں نے ایرانی لشکر کا ساتھ چھوڑ دیا اور فوراً شیبانی قبائل کے ساتھ جا ملے۔

اس سے ایرانیوں کو سخت زک پہنچی اور پھر ایرانیوں کا ساتھ چھوڑنے والے ان عربوں نے اپنے عرب بھائیوں کا ساتھ دیتے ہوئے اس تندی' اس خونخواری سے ایرانیوں پر حملہ کیا کہ انہوں نے بری طرح ایرانیوں کو کاٹنا شروع کر دیا۔ یہ جنگ ایسی ہولناک تھی کہ ایرانی لشکر کا ایک ایک سپاہی عربوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور کسی بھی ایرانی

فراری کو انہوں نے بھاگنے کا موقع نہ دیا' یہاں تک کہ جو ایرانی سپہ سالار تھا اسے بھی عربوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے عربوں کی طرف سے ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز خوفزدہ ہو گیا اور اس نے مزید کوئی کارروائی نہ کی۔

جب تک ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز عربوں کے ساتھ برسرپیکار رہا' رومن سلطنت میں خانہ جنگی کا بدستور دور دورہ رہا۔ رومن شہنشاہ فوکاس کمزور شخص تھا۔ اور نازک حالات پر قابو پانے کا اہل نہ تھا۔ اس نے ایرانی پیش قدمیوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی یوں رومن سلطنت ایرانیوں کے سامنے آٹھ سال تک لگا تار ذلت و رسوائی برداشت کرتی رہی اور آٹھ سال تک رومن سلطنت میں برابر بحران کی سی کیفیت طاری رہی۔

یہاں تک کہ اہل روما کی سینٹ کے اراکین نے اندر ہی اندر سازش کر کے افریقہ کے رومن گورنر کے بیٹے ہرکولیس کو طلب کیا تاکہ وہ قسطنطنیہ پر حملہ آور ہو اور اہل روما کی شہنشاہ فوکاس سے گلو خلاصی کرائے۔

ہرکولیس جو افریقہ کے گورنر کا بیٹا تھا وہ سینٹ کے طلب کرنے پر افریقہ سے بحری بیڑہ لے کر قسطنطنیہ آن پہنچا۔ ہرکولیس اس ارادے سے آیا تھا کہ وہ فوکاس پر فتح پا کر روما کو اس سے نجات دلائے لیکن فوکاس نے مقابلہ کرنے کے بجائے تخت سے دست بردار ہونے کو ترجیح دی۔

آخر ہرکولیس کو فوکاس کے دست بردار ہونے کے بعد رومن سلطنت کا شہنشاہ بنا دیا گیا۔ تخت نشین ہوتے ہی ہرکولیس نے روما کے نازک حالات کی طرف توجہ دی۔

جب عربوں کے مقابلے میں ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کو بدترین شکست ہوئی تو اس نے عربوں کا خیال چھوڑ کر پھر رومنوں کی طرف توجہ دی۔ نئے شہنشاہ ہرکولیس کی اگرچہ خارجہ حالات پر کڑی نظر تھی۔ لیکن ایرانی سپہ سالاروں نے عربوں سے فارغ ہونے کے بعد پھر مزید فتوحات رومنوں کے خلاف حاصل کرنا شروع کر دی تھیں۔

ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز پہلے رومنوں کے شہر الروحہ کی طرف بڑھا۔ بڑی تیزی سے اسے فتح کیا پھر اس نے انطاکیہ کا جا کر محاصرہ کیا اور اسے بھی فتح کر لیا۔ اس کے بعد وہ ارض شام کے عظیم الشان اور قدیم شہر دمشق کی طرف بڑھا اور اسے بھی بغیر کسی مزاحمت کے خسرو پرویز نے فتح کر لیا تھا۔

ان فتوحات کے بعد ایرانی لشکر کے حوصلے جو عربوں کے ساتھ جنگ کے دوران شکست کھانے کے بعد پست ہوئے تھے وہ پھر بلند ہو گئے تھے۔ اب خسرو پرویز نے اپنے لشکر کے ساتھ بیت المقدس کا رخ کیا۔ وہ چاہتا تھا کہ بیت المقدس جسے عیسائی اپنا منبع اور اپنا

مرکز خیال کرتے تھے اسے فتح کر کے اس پر قبضہ کر لے۔

آخر خسرو پرویز نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا اور اسے بھی فتح کر لیا۔ ایرانیوں کی بیت المقدس کی فتح عیسائی دنیا کے لئے بڑا حادثہ اور سانحہ تھا۔ کیونکہ ایرانیوں نے وہاں سے حضرت مسیح کی وہ صلیب جس پر عیسائیوں کا عقیدہ تھا کہ عیسیٰ کو اس پر مصلوب کیا تھا' بیت المقدس سے نکال کر مدائن پہنچا دی تھی۔

بیت المقدس کو فتح کرنے کے بعد ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز نے رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس کے نام ایک خط بھیجا۔ یہ خط غرور اور نفرت کی ایک تاریخی دستاویز ہے۔ اس خط میں خسرو پرویز نے رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس کو لکھا۔

"دیوتاؤں کے دیوتا اور کرۂ ارض کے بادشاہ خسرو کی طرف سے اس کے بے حیا' ذلیل غلام ہرکولیس کی طرف۔ تم کہتے ہو کہ تمہارا یقین خدا پر ہے تو تمہارے خدا نے بیت المقدس کو میرے ہاتھوں سے کیوں نہ بچایا۔ تم مسیح سے بے فائدہ امید لگا کر اپنے آپ کو فریب میں مبتلا نہ رکھو۔ جو خود بھی یہودیوں کے ہاتھوں سے بچ نہ سکا تھا اور صلیب پر لٹکا کر اس کے جسم میں کیل ٹھونک ٹھونک کے مار دیا گیا تھا۔"

ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز نے رومنوں کے خلاف ان ہی فتوحات پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس نے ایران کے قدیم شہنشاہوں کے نقش قدم پر چلنا چاہا۔ لٰہذا اس کام کی تکمیل کے لئے اس نے اپنے ایک نامور سپہ سالار جس کا نام شہر براز تھا ایک بہت بڑا لشکر دیا اور اسے مصر پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا۔

شہر براز شام اور مصر کے درمیانی صحرا کو عبور کر کے وادی نیل کے مشہور شہر سکندریہ جا پہنچا اور اسے بغیر کسی مزاحمت کے فتح کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

اس فتح کا اس وقت کی دنیا پر عجیب و غریب اثر ہوا۔ چونکہ صدیوں پہلے مصر کا تمام علاقہ ایرانیوں کے تسلط سے آزاد ہو چکا تھا۔ اور ساسانی بادشاہوں کی انتہائی تمنا تھی کہ مصر پہلے کی طرح ایران کے ماتحت آجائے جس طرح وہ ایران کے قدیم شہنشاہوں کے ماتحت ہوا کرتا تھا۔ آخر ایرانیوں کی یہ خواہش پوری نو صدیوں کے بعد ایک بار پھر پوری ہوئی اور وادی نیل پر ایرانیوں کا جھنڈا درخشکاویانی لہرانے لگا۔ اس کامیاب مہم سے یقیناً" ایرانی حکومت کے جاہ و جلال میں اضافہ ہوا اور خسرو پرویز کی حکومت مصر کی فتح کے بعد اپنے عروج کو پہنچ گئی تھی۔

رومنوں کے خلاف اس قدر فتوحات حاصل کرنے کے بعد ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز نے ہندوستان کی طرف توجہ دی۔ ایران کی مشرقی سرحد پر اچانک ان دنوں ہن قبائل کے کچھ گروہوں نے حملہ کر دیا تھا۔ لیکن آرمینیا کے سپہ سالار نے ان کی یلغار کو روکا۔

کے خلاف جنگ کی۔ اس جنگ میں ہن قبائل کے گروہ کا سپہ سالار مارا گیا۔ ہن قبائل کی سرکوبی کے بعد خسرو پرویز نے ہندوستان کے شمال مغربی علاقہ پر حملہ کیا اور اسے بھی اپنا زیر نگیں کر لیا۔ ہندوستان پر خسرو پرویز کے اس حملے کا ثبوت خسرو کے بعض سکوں سے ملتا ہے جو اس علاقے میں پائے گئے ہیں۔

یہ سب کچھ کرنے کے بعد ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز نے ایک اور قدم اٹھایا۔ اس نے ایران کے ایک نامور سپہ سالار شاہین کو ایک بہت بڑا لشکر مہیا کیا اور اسے حکم دیا کہ کانسیڈوٹین پر حملہ آور ہو جو قسطنطنیہ کے قریب ہی ایک شہر تھا۔ یہ حکم ملتے ہی ایرانی جرنیل شاہین کا پادوکیا کے راستے کانسیڈوٹین پر حملہ ہوا اور اس پر اس نے قبضہ کر لیا۔

اس شہر پر ایرانیوں کا قبضہ ہونے سے جہاں ایرانیوں کے حوصلے اپنے عروج تک پہنچ گئے وہاں روما کی پوری سلطنت میں خوف و ہراس پھیل گیا تھا۔

رومن شہنشاہ ہرکولیس کو جب خبر ہوئی کہ ایرانی جرنیل شاہین نے کانسیڈوٹین شہر پر قبضہ کر لیا ہے تو وہ قسطنطنیہ سے نکل کر کانسیڈوٹین شہر آیا اور اس نے ایرانی جرنیل شاہین سے ملاقات کی اور اس کے مشورہ سے ہرکولیس نے اپنا ایک سفیر مدائن خسرو پرویز کی خدمت میں بھیجا کہ صلح کے لئے گفت و شنید کی جائے۔

لیکن ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز اپنی فتوحات کے نشے میں سرشار تھا۔ اس نے کسی مشورے یا صلح کو درخور اعتناء نہ سمجھا اور سفارتی آداب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس نے رومن سفیروں کو قید کر دیا۔

بلکہ خسرو پرویز نے یہیں تک اکتفا نہیں کیا۔ اس نے ایک قاصد اپنے جرنیل شاہین کی طرف بھجوایا اور اسے تنبیہہ کی کہ تم نے رومن شہنشاہ ہرکولیس کو بیڑیاں پہنوا کر میرے پاس کیوں نہ بھیجا یہ جو تم نے کوتاہی کی ہے اس کی سزا موت بھی ہو سکتی ہے۔ بہرحال کانسیڈوٹین ایرانیوں نے فتح کر لیا اور اس فتح کے بعد وہ تمام ممالک ایک بار پھر ایرانی بادشاہ خسرو پرویز کے تسلط میں آ گئے تھے جو کبھی قدیم ایرانی سلطنت کا حصہ ہوا کرتے تھے لیکن ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز نے ان ممالک میں اپنی حکومت قائم نہ کی۔ صرف خراج وصول کرنے پر اکتفا کیا تھا۔

اب رومنوں کے حوصلے ایرانیوں کے سامنے کلیتا" پست اور مجروح ہو کر رہ گئے تھے۔ رومتہ الکبریٰ کی عظمت ایران کے شہنشاہ کے سامنے جھک گئی تھی۔ ایرانیوں نے رومنوں کے اہم ترین علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ جن میں بین النہرین کے اہم ترین رومن علاقوں کے علاوہ ایشیائے کوچک کے تمام ممالک شام فلسطین اور مصر ایرانی سلطنت کے تسلط میں آ گئے تھے۔

رومنوں کے پاس صرف قسطنطنیہ کے علاوہ ایشیائے کوچک کی چند بندرگاہیں اور اطالیہ کا کچھ حصہ اور یونان اور افریقہ کے کچھ علاقے رہ گئے تھے۔

پھر رومنوں کی مزید بدبختی کہ انہی دنوں شمال کے وحشی قبائل نے رومن سلطنت پر حملہ آور ہونا شروع کر دیا۔ ان حملوں سے رومنوں کی مصیبت اور دشواریوں میں اور اضافہ ہوا تھا۔ ان شمالی خونخوار قبائل نے رومنوں کے شہر تھریس کو لوٹا اور اب وہ خشکی کے راستے رومنوں کے پائے تخت قسطنطنیہ کی طرف بڑھے تھے۔ رومنوں کے لئے حالات چاروں طرف اس قدر خراب اور خستہ ہو چکے تھے کہ لگتا تھا کہ رومن سلطنت ان حالات سے نکل کر کبھی بھی سنبھلنے میں کامیاب نہ ہو سکے گی۔

ادھر رومنوں کا شہنشاہ ہرکولیس گو ایک جواں ہمت حکمران تھا لیکن نا موافق حالات کی وجہ سے وہ کچھ ایسا بے بس' بددل ہوا کہ اس نے پائے تخت قسطنطنیہ چھوڑ کر افریقہ میں رومنوں کے مرکزی شہر قرطاجنہ کی طرف فرار ہو جانا چاہا۔

اس مقصد کے لئے ہرکولیس نے رومن خزانہ کشتیوں پر لاد کر افریقہ کی طرف روانہ کیا ہی تھا کہ اس کے اس فرار کا راز کھل گیا۔ اس کے اس فرار پر رومنوں نے سخت احتجاج کیا۔ رومنوں کے روحانی پیشوا ہرکولیس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہرکولیس سے انہوں نے حلف لیا کہ وہ پائے تخت کو چھوڑ کر کہیں نہیں بھاگے گا۔

اب صورتحال یہ تھی کہ ہرکولیس کی آنکھوں کے سامنے مملکت روم کے ٹکڑے ہوئے۔ عیسائیوں کی مقدس صلیب اس کے سامنے ایرانیوں نے چھینی اور تو اور' خود قیصر روم ہرکولیس نے پائے تخت کو خیرباد کہنے کا منصوبہ بنایا تھا۔

ایسی حالت میں کون کہہ سکتا تھا کہ ہرکولیس کے اکھڑے ہوئے قدم پھر جم سکیں گے۔ اس کے مردہ جسم میں پھر روح دوڑے گی۔ لیکن عالمی تاریخ نے یہ معجزہ بھی دیکھ لیا۔

جب چاروں طرف سے ایرانیوں نے رومن علاقوں پر مرگ و موت اور تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلا تو ہرکولیس کو اس کے ضمیر نے جھنجھوڑا اور عزت و اقتدار کے نقصان نے اس کی غیرت کو بیدار کیا اور ایسی ڈرامائی تبدیلیاں ہوئیں کہ رومن سلطنت کی گرتی ہوئی دیواریں دفعتاً" سنبھل گئیں۔

گو رومنوں کے بہت سے وسائل ایک ایک کر کے ختم ہو چکے تھے لیکن بحری طاقت ابھی تک ان کے پاس تھی۔ یہی ان کا آخری سہارا تھی۔ ہرکولیس اب اس کو بھی داؤ پر لگا دینا چاہتا تھا چنانچہ وہ اپنا بحری بیڑا لے کر قسطنطنیہ سے روانہ ہوا۔ اس خیال سے کہ یا تو یورپ کو ایرانیوں سے بچا لے گا یا رومنوں کی رہی سہی سلطنت کو بھی پاش پاش کر کے رکھ دے گا۔

گو ایرانیوں کے خلاف اپنی مہم کی ابتدا کرنے کے لئے رومن شہنشاہ ہرکولیس کے لئے موسم بڑا نا موافق تھا لیکن ہرکولیس نے موسم کی پرواہ کئے بغیر سمندر کو عبور کیا اور اپنے لشکر کے ساتھ ایسوس پہنچ گیا۔

یہ وہی مقام ہے جو ایران کے شہنشاہ دارا اور سکندر کا میدان جنگ بنا تھا۔ ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز نے رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس کی اس مہم کو ناکام بنانے کے لئے اپنے بہترین جرنیل شہربراز کو لشکر دے کر ہرکولیس کو روکنے کے لئے بھیجا۔

اتنی دیر تک ہرکولیس آگے بڑھتا ہوا آرمینیا کی سرحد پر پہنچ گیا تھا۔ یہاں دونوں لشکروں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ ہرکولیس بہترین جاں بازی اور جوانمردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایرانی جرنیل شہربراز کے سامنے آیا اور اپنی بہترین جنگی قوتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس نے جنگ کی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اپنی تدبیر سے ہرکولیس نے رومنوں کی تقدیر کا پانسا پلٹ دیا۔ اس لئے کہ اس جنگ میں ایرانی جرنیل شہربراز کو بدترین شکست ہوئی اور ہرکولیس فتح مند رہا۔

رومن شہنشاہ مارس کے بعد رومنوں کی ایرانیوں کے خلاف یہ پہلی فتح تھی۔ اس فتح پر رومنوں کا شہنشاہ ہرکولیس ایسا خوش ہوا کہ اس نے اب ایرانیوں کے خلاف نا ختم ہونے والی جنگوں کا سلسلہ شروع کرنے کا تہیہ کر لیا تھا۔ چونکہ وہ اپنے چھوٹے سے بحری بیڑے کے ساتھ ہی اس جنگ میں شریک ہوا تھا لہٰذا طویل جنگوں کا سلسلہ شروع کرنے کے لئے وہ آگے بڑھنے کے بجائے واپس قسطنطنیہ چلا گیا اور بڑی تیزی سے ایرانیوں سے جنگ کرنے کے لئے اس نے اپنے لشکری بھرتی کرتے ہوئے ان کی تربیت کا کام شروع کر دیا تھا۔

O

دریائے خابور کے کنارے نطیاس کے محل میں سطرون' ذروعہ' نطیاس' سلیوک اور اوغار بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے کہ عزازیل وہاں نمودار ہوا۔ اسے دیکھتے ہی سب اپنی جگہوں پر کھڑے ہو گئے تھے۔ عزازیل بڑا خوش و خرم دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی حالت دیکھتے ہوئے سطرون بولا اور کہنے لگا۔

" آقا! آپ کی حالت سے لگتا ہے کہ آپ کو کوئی بے حد خوشی نصیب ہوئی ہے۔ اس پر عزازیل نے ہلکا ہلکا ایک مکروہ اور کراہت آمیز قہقہہ لگایا پھر وہ کہنے لگا۔

دیکھ سطرون ابھی خوشی حاصل تو نہیں ہوئی لیکن حاصل ہونے کی ایک امید نظر آئی ہے۔ دیکھو میرا قدیم دشمن یوناف اپنی بیوی کیرش اور مارتھا کے ساتھ اس وقت صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلوں پر چہل قدمی کر رہا ہے۔ دیکھو تھوڑی دیر میں سورج غروب ہو گا اور وہ واپس سرائے کی طرف چلے جائیں گے۔ لیکن ایسا ہونے سے پہلے ہی پہلے تم

سب اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاؤ اور صحرائے کالا ہاری کے ان شمالی کوہستانی سلسلوں پر نمودار ہو۔

سنو میرے ساتھیو! میں تمہارے ساتھ ہوں گا۔ صرف سطرون ذروعہ اور اوغار یوناف' کیرش اور مارتھا کے سامنے جائیں گے جب کہ میں' نطیاس اور سلیوک ایک قریبی کوہستانی سلسلہ کے اوپر گھات میں بیٹھ جائیں گے۔

اب سطرون ذروعہ اور اوغار یہ کام کریں گے کہ تینوں یوناف' کیرش اور مارتھا سے ٹکرائیں گے۔ اور ان کے ساتھ لڑتے بھڑتے ہوئے ان تینوں کو اس کوہستانی سلسلہ کی طرف لے آئیں گے جس کے اوپر میں' نطیاس اور سلیوک گھات لگائے بیٹھے ہوں گے۔ جونہی سطرون یوناف کو لے کر ادھر آئے گا سطرون کا یہ کام ہو گا کہ ایک دم پیچھے ہٹ جائے۔ عین اس موقع پر میں اوپر سے یوناف پر ایک بھاری پتھر پھینکوں گا۔ جس سے یقیناً یوناف کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا اور پھر ہم اس پر قابو پانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل جب خاموش ہوا تو سطرون بولا اور کہنے لگا۔

آقا! یہ ایک بہترین اور آسان ترکیب ہے۔ اگر ہم اسے عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہو جائیں تو یقیناً" یوناف سے ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ اس پر عزازیل پھر کہنے لگا۔

دیکھ سطرون ایسا ہی ہو گا۔ پہلے ہم سب اس کوہستانی سلسلے کی چوٹی پر نمودار ہوں گے۔ جہاں میں نطیاس اور سلیوک گھات لگا کے بیٹھیں گے۔ پھر تم تینوں یوناف' کیرش اور مارتھا کے سامنے جانا اور انہیں اپنے ساتھ الجھا کر اس کوہستانی سلسلے کی طرف لانا پھر میں یوناف پر پتھر پھینکوں گا' پھر تم دیکھنا۔ یوناف کس طرح چڑیا کے بے بس اور بے ضرر بچے کی طرح قابو میں آ جاتا ہے۔

عزازیل کی اس ترکیب پر سب خوش ہوئے پھر عزازیل ہی کے کہنے پر سب اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور دریائے خابور سے وہ صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلوں کی طرف کوچ کر گئے تھے۔

سب ایک ساتھ صحرائے کالاہاری کے شمالی کوہستانی سلسلہ کی ایک چوٹی پر نمودار ہوئے۔ ایک چٹان کی اوٹ میں رہ کر عزازیل نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے اشارہ کیا پھر وہ کہنے لگا۔ میرے عزیزو نیچے دیکھو۔ یوناف' کیرش اور مارتھا تینوں اس وقت اس کوہستانی سلسلہ میں چہل قدمی کر رہے ہیں۔ مغرب کی طرف دیکھو سورج غروب ہونے کو جھک رہا ہے۔ لہٰذا سورج کے غروب ہونے سے پہلے ہی پہلے یوناف' کیرش اور مارتھا کے خلاف ہمیں اپنے عمل کو مکمل کر لینا چاہئے۔

یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل دم بھر کو رکا پھر وہ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ سطرون میں نطیاس اور سلیوک یہیں گھات میں بیٹھتے ہیں۔ تو ذروعہ اور اوغار کو لے کے جا اور یوناف' کیرش اور مارتھا سے ٹکرا۔ اور انہیں اپنے ساتھ الجھا کر اس کوہستانی سلسلہ کی طرف لے آنا جس میں اس وقت ہم لوگ کھڑے ہیں۔ اس کے بعد تم دیکھنا۔ میں کیسے یوناف کے خلاف اپنی کارروائی کی ابتدا کرتا ہوں۔ عزازیل کے یہ الفاظ سن کر سطرون خوش ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ذروعہ اور اوغار کے ساتھ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور کوہستانی سلسلے کے اوپر سے غائب ہو کر وہ یوناف اور کیرش اور مارتھا کی طرف بڑھا تھا۔

سطرون' ذروعہ اور اوغار کے یوں غائب ہونے کے بعد کوہستانی سلسلہ کے اوپر عزازیل' نطیاس اور سلیوک ایک چٹان کی اوٹ میں کھڑے ہو گئے تھے پھر نطیاس بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

محترم عزازیل اس یوناف کے قبضے میں جو ابلیکا نام کی قوت ہے اس نے پہلے ہی یوناف کو یہ بتا دیا ہو گا کہ سطرون' ذروعہ اور اوغار ان پر حملہ آور ہونے کے لئے آ رہے ہیں۔ اس پر عزازیل اپنے چہرے پر گہری مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہنے لگا۔ دیکھ نطیاس میں سارے ماحول پر نگاہ دوڑا چکا ہوں۔ اس وقت ابلیکا نہ یوناف کے پاس ہے نہ ہمارے اطراف میں۔ نہ ہی اس نے وہ گفتگو سنی تھی جو ہم نے تمہارے محل میں کی تھی۔ اور نہ ہی اس وقت تک اسے ہماری روانگی اور یہاں پہنچنے کا علم ہے لہٰذا مجھے امید ہے کہ یوناف کیرش اور مارتھا کو ابھی تک ہماری آمد کی اطلاع نہیں اور ابھی تھوڑی دیر تک سطرون' ذروعہ اور اوغار ان سے ٹکرائیں گے۔ یوناف کو اس کوہستانی سلسلہ کی طرف لائیں گے اس کے بعد دیکھنا۔ اسے میں کس طرح اپنے سامنے بے بس کرتا ہوں۔ عزازیل کی یہ گفتگو سن کر نطیاس اور سلیوک دونوں خوش ہو گئے تھے۔ جواب میں انہوں نے کچھ نہ کہا۔

کوہستانی سلسلہ میں اچانک یوناف' کیرش اور مارتھا کے سامنے سطرون' ذروعہ اور اوغار نمودار ہوئے۔ ان تینوں کو دیکھتے ہی یوناف کے ماتھے پر بل اور شکنیں پڑ گئی تھیں۔ اس کا چہرہ بیزاری سے سرخ ہو گیا تھا۔ پھر وہ سطرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ سطرون لگتا ہے پھر تجھے بدبختی' بے حمیتی اور شکست و ریخت کی خارش ہونا شروع ہو گئی ہے۔ دیکھ بدی کے گماشتے چند دن پہلے جو میں نے تیری اور تیرے ساتھیوں کی حالت درد کی تحریروں' کرب کی تفسیروں' یادوں کے خرابوں' جنم کی مجبور تنہائیوں جیسی کی تھی۔ کیا تو اس کو بھول گیا ہے۔ کیا پھر تو تازہ دم ہو کر مجھ سے پٹنے کے لئے اس کوہستانی سلسلے میں نمودار ہوا ہے۔

اس پر سطرون بلند آواز میں بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ نیکی کے نمائندے ازل و ابد پر محیط وقت کے اس کالے سمندر میں ایسے نیکی کے نمائندوں پر کرنوں کے ہجوم کی طرح وارد ہونا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد سطرون لمحہ بھر کے لئے رکا پھر وہ ذروعہ اور اوغار کے سامنے اندھیروں کے تلاطم میں بلاؤں کے ہجوم، پیچ کھاتے دھوئیں کے ناگوں، چڑھتے دریاؤں کی خونی موجوں کی طرح آگے بڑھا۔ اس کے بعد وہ قرنوں اور نرسنگھوں کی سی مہیب آواز میں یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے دوبارہ کہنے لگا۔

سن یوناف! تم جیسے نیکی کے نمائندوں کے لئے عمر کے بقا کو جام زہر آلود کرنا ہمارے اولین فرائض میں شامل ہے۔ تمہارے دل کے دروازے پر خونی دستک دینا اور لوح زیست کو گرد آلود کرنا ہماری سب سے پسندیدہ خواہش ہے۔ سن نیکی کے نمائندے۔ جب تک تو ہمارے سامنے زیر اور مغلوب نہیں ہو جاتا اس وقت تک ہم سحر شکن قوت، منافرت کے غبار اور تن من گھائل کرتے عذاب کی طرح تیرے خلاف حرکت میں آتے رہیں گے۔

سطرون جب خاموش ہوا تو یوناف بولا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ دیکھ بدی کے گماشتے۔ ماضی میں میں تیرے جیسے رات کے دکھ کے ستاروں میں سرکتی، سرسراتی شب اور پر حول وحشت اور دہشت میں کلبلاتی سانپ کی طرح شیطانی قوت بہت دیکھی ہیں۔ تو اچھی طرح جانتا ہے کہ میں نے ہمیشہ ہی شیطانی قوتوں کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کیا۔ اور ان شیطانی قوتوں میں تم اور تمہاری بیوی ذروعہ بھی شامل ہیں۔ جو کئی بار میرے ہاتھوں پٹ چکے ہو۔ تم دونوں ہی نہیں تمہارا آقا بھی میرے ہاتھوں پٹنے والوں میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ تمہارے تینوں نئے اتحادی نطیاس، سلیوک اور اوغار بھی میرے ہاتھوں ہزیمت اور شکست کا منہ دیکھ چکے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف رکا پھر وہ مزید بولتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ سطرون میں جانتا ہوں کہ نطیاس سے تجھے جو علوم حاصل ہوئے ہیں تو ان کی بنا پر زبان درازی کرنے لگا ہے۔ اور دست درازی پر اترا ہے پھر یاد رکھنا تیری یہ زبان درازی، تیری یہ دست درازی، تیرے کسی بھی کام نہ آئے گی۔ جس طرح ماضی میں میں تجھے روئی کی طرح دھنتا رہا ہوں ایسا ہی تیرے حال اور مستقبل میں بھی کرتا رہوں گا۔ اور جب تک مجھے میرے خداوند کا تعاون حاصل ہے اس وقت تک سطرون میں تیری حالت اپنے سامنے مغلوبوں اور مفتوحوں جیسی بناتا رہوں گا۔

یوناف جب خاموش ہوا تو سطرون آگے بڑھ کر اس پر حملہ آور ہو گیا اور ہوا میں جست لگاتے ہوئے ایک زور دار مکا اس نے یوناف کی گردن پر دے مارا تھا۔ یوناف بہترین

صبر اور استقامت کا اظہار کرتے ہوئے اس مکے کو برداشت کر گیا۔ جوابی کارروائی کرتے ہوئے ایسا ہی اس نے ایک بھرپور مکا سطرون کی گردن پر جڑ دیا۔ اور سطرون وہ ضرب پڑنے پر تھوڑی دیر کے لئے بلبلایا ضرور تھا۔ اس کے ساتھ ہی یوناف نے اپنی قوت میں دس گنا اضافہ کیا اور مخصوص انداز میں اس نے کیرش اور مارتھا کی طرف بھی دیکھا تھا یہ اشارہ ملتے ہی کیرش اور مارتھا بھی اپنی قوت میں اضافہ کر چکی تھیں۔

ذروعہ آگے بڑھ کر کیرش سے ٹکرائی تھی۔ جب کہ اوغار مارتھا پر حملہ آور ہوئی تھی۔ اس طرح تینوں کوہستانی سلسلے کے قریب ایک دوسرے پر ازلی اور ابدی دشمنوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

سطرون، ذروعہ اور اوغار چونکہ ایک سوچے سمجھے منصوبے اور سازش کے تحت کام کر رہے تھے لہٰذا ان تینوں سے مقابلہ کرتے ہوئے وہ پیچھے ہٹنا شروع ہوئے اور آہستہ آہستہ وہ یوناف، کیرش اور مارتھا کو کوہستانی سلسلے کے دامن میں لے آئے تھے۔

پھر ایسا ہوا یوناف، کیرش اور مارتھا سے لڑتے لڑتے سطرون، ذروعہ اور اوغار ایک دم پہاڑ کے دامن سے پیچھے ہٹ گئے اسی لمحہ اوپر سے تین پتھر گرائے گئے۔ ایک عزازیل نے دوسرا نطیاس اور تیسرا سلیوک نے۔ ایک پتھر یوناف کے اوپر آن کر گرا۔ اور وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا تھا۔ دوسرا پتھر مارتھا کے اوپر گرا۔ وہ پتھر لگنے سے مارتھا بے چاری ہلاک ہو گئی تھی۔ تیسرا پتھر کیرش پر گرایا گیا تھا۔ لیکن کیرش پہلے ہی پتھر کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ چکی تھی۔ لہٰذا وہ جست لگا کر ایک طرف ہٹ گئی تھی۔ یوں کیرش پتھر کی زد سے بچ گئی تھی۔

مارتھا ہلاک ہو چکی تھی۔ یوناف پتھر لگنے سے زمین پر بے ہوش پڑا تھا اور کیرش انتہائی بے بسی اور لاچارگی میں کبھی مارتھا کی طرف دیکھتی اور کبھی یوناف کی طرف اس موقع پر اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے عزازیل، نطیاس اور سلیوک بھی نیچے اتر آئے تھے۔ پھر عزازیل، نطیاس اور سلیوک، اوغار اور ذروعہ نے کیرش کے گرد ایک گول دائرہ سا بنا لیا اور اس دائرے کو وہ آگے بڑھتے ہوئے تنگ کرنے لگے تھے۔ اس موقع پر عزازیل بولا اور کیرش کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ کیرش پتھر لگنے سے میرے خیال میں مارتھا اور یوناف دونوں ہلاک ہو چکے ہیں۔ اب تو اکیلی ہمارے سامنے ہے۔ اب میں یہ دیکھتا ہوں کہ تو کتنی دیر تک ہمارے سامنے اپنا دفاع کرتی ہے۔ تیرے پاس جتنی بھی سری قوتیں ہیں ان کو حرکت میں لے آ۔ میں دیکھتا ہوں کہ کیسے تو ہمارے سے بچتی ہے۔ ہم آج تجھے فنا کر کے ہی دم لیں گے۔ اس پر کیرش بڑی جراتمندی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

دیکھ بدی کے گماشتے تو بکتا ہے۔ میرا تو کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ میرے خداوند کو منظ
ہوا تو میں خود بھی تم لوگوں کے نرغے سے بچ نکلوں گی اور اپنے شوہر یوناف اور اس
دوسری بیوی مارتھا کو بھی اس کی اصلی حالت میں لے آؤں گی۔

عزازیل پھر بولا اور کہنے لگا یہ سب دل رکھنے کی باتیں ہیں۔ دیکھ کیرش اب
لمحوں بعد تو ہمارے سامنے اپنے آپ کو بے بس اور مجبور دیکھ رہی ہو گی اور ہم اپنی مرض
اور خواہش کے مطابق تیرے ساتھ سلوک کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی عزازیل اور اس
کے ساتھی بڑی تیزی سے کیرش کے گرد گھیرا تنگ کرتے ہوئے کیرش کے نزدیک
نزدیک تر ہوتے چلے جا رہے تھے۔

عین اسی موقع پر کیرش کی گردن پر ابلیکا نے لمس دیا۔ پھر ابلیکا کی خوش کن آوا
کیرش کی سماعت سے ٹکرائی۔

دیکھ کیرش میری بہن تو فکر مند نہ ہونا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں بروقت تمہار
یوناف اور مارتھا کی مدد کو نہ پہنچ سکی۔ درحقیقت میں مکہ کی سرزمینوں کی طرف گئی ہو
تھی۔ اور میری غیر موجودگی میں یہ کھیل کھیلا گیا۔ مجھے افسوس ہے کہ اس کھیل کی ج
ابتدا ہوئی تو میں یہاں نہ تھی۔ بہرحال تم فکر مند نہ ہونا۔ دیکھو دشمن گھیرا تنگ کرتے
رہے ہیں۔ میں تمہاری گردن سے علیحدہ ہو کر یوناف کی طرف جاتی ہوں۔ اور اس کی
گردن پر لمس دیتی ہوں اور پھر اس سے کہتی ہوں کہ وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا
ہوئے اپنے آپ کو بحال کرے پھر مارتھا کی طرف جائے۔ اور اس کی بھی خیریت دریا
کرے۔ اور سری قوتوں سے اس کے بھی اوسان بحال کرے۔ جب تک تم ایسا کرنا جو
میں علیحدہ ہوں تم اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لاتے ہوئے جست لگانا اور عین یوناف کے
پاس جا کھڑی ہونا۔ اتنی دیر تک میں یوناف کو سنبھال چکی ہوں گی۔ اس کے ساتھ ابلیکا
سا لمس دیتی ہوئی کیرش کی گردن سے علیحدہ ہو گئی تھی۔

ابلیکا فوراً ہی یوناف کی گردن پر لمس دے کر اسے ہوش میں لائی۔ پھر ابلیکا کی
کھنکتی ہوئی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔ یوناف سنبھلو، دشمن پھر تم پر حملہ آور ہو
کے لئے پر تول رہے ہیں۔ اپنی سری قوتوں کو بحال کر لو۔ ابلیکا کی اس گفتگو کے جواب
میں یوناف فوراً حرکت میں آیا اور اپنی سری قوتیں استعمال کرتے ہوئے اس نے پتھر
کی اذیت اور زخم سے نجات حاصل کی اور اپنی قوتوں کو اس نے فوراً بحال کر لیا۔

عین اسی لمحہ کیرش بھی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائی۔ بڑی تیزی کے ساتھ
ہوا میں اچھلی اور پھر یوناف کے پاس آن کھڑی ہوئی تھی۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہو
یوناف کے لبوں پر خوشگوار مسکراہٹ پھیلی تھی۔ پھر وہ دونوں بھاگتے ہوئے مارتھا کی طر

گئے۔ یوناف نے جب اس کی نبض محسوس کی تو اس کے چہرے پر دکھ ہی دکھ اور غم ہی غم
بکھر گئے تھے۔ پھر اس نے کیرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ دیکھ کیرش مجھے افسوس ہے کہ
مارتھا مر چکی ہے۔ اس پر کیرش بے چاری بھی مغموم اور اداس ہو کر رہ گئی تھی۔

اتنی دیر تک عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ یوناف کے قریب آیا اور وہ یوناف کو
مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھ نیکی کے نمائندے۔ تو دیکھ چکا ہو گا کہ اس کوہستانی سلسلے میں میرے ساتھیوں
نے تیری کیسی ابتر حالت کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب بھی تمہیں سبق سیکھ جانا چاہئے۔ نیکی
کے پرچار کو ختم کر کے ہمارے سامنے اپنے آپ کو مغلوب سمجھ لینا چاہئے۔

یوناف نے عزازیل کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ پر اسی لمحہ وہ اپنی سری قوتوں
کو حرکت میں لایا۔ ہوا میں وہ بڑے خونخوار انداز میں اچھلا اور پھر اپنے دونوں پاؤں کی
ضرب اس زور سے عزازیل کی چھاتی پر لگائی تھی کہ عزازیل فضا میں معلق ہوتا ہوا بڑی
بے بسی کی حالت میں دور جا گرا تھا۔

عزازیل کے سارے ساتھی عزازیل کی اس بے بسی کو بڑی فکر مندی سے دیکھ رہے
تھے کہ عین اسی لمحہ یوناف پھر حرکت میں آیا۔ جس طرح اس نے دونوں پاؤں کی ضرب لگا
کر عزازیل کو دور پھینکا تھا ایسی ہی ضرب اس نے سطرون کے بھی لگائی تھی۔ سطرون بھی
عزازیل کی طرح فضا میں معلق ہوتا ہوا بری طرح ایک چٹان سے جا ٹکرایا تھا۔ اور چٹان
لگنے سے وہ تکلیف کی شدت کا اظہار کرتے ہوئے زمین پر گر گیا تھا۔

پھر گویا یوناف پر سودا اور جنون سوار ہو گیا تھا۔ وہ آگے بڑھا اور بری طرح اس نے
نطیاس اور سلیوک کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا تھا۔ جب کہ کیرش زروعہ اور اوغار پر حملہ آور
ہو گئی تھی۔ نطیاس اور سلیوک کو مارتے مارتے کبھی کبھی کیرش کی مدد کرنے کے لئے یوناف
اپنے پاؤں کی ٹھوکر یا ہاتھ کی ضرب زروعہ اور اوغار پر بھی لگاتے ہوئے ان دونوں کو کیرش
کے سامنے بے بس کر دیتا تھا۔ اس موقع پر ابلیکا بھی حرکت میں آئی۔ بجلی کی طرح وہ
کڑکی۔ پہلے اوغار پر حملہ آور ہوئی اور اسے ایک پتھر پر دے مارتے ہوئے نیم بے ہوش کر
دیا۔ پھر یہی حالت اس نے زروعہ کی بھی کی۔ اس کے بعد وہ نطیاس پر حملہ آور ہوئی اور
نطیاس کو بھی بری طرح ایک چٹان پر پٹخ دیا۔ اس کے بعد ابلیکا کسی عذاب کی طرح سلیوک
پر بھی برسی۔ جو حالت اس نے نطیاس کی کی تھی ویسی ہی اس کی بھی کی۔

یوناف بھاگتا ہوا اس طرف گیا جہاں عزازیل اور سطرون زمین پر پڑے ہوئے کراہ
رہے تھے۔ یوناف ان پر حملہ آور ہوا۔ ان پر پاؤں کی ٹھوکروں اور مکوں کی بارش کر دی۔
تھوڑی دیر تک ایسا ہی سماں رہا۔ یوناف بری طرح عزازیل اور سطرون کو پیٹتا رہا۔ جب کہ

ابلیکا اور کیرش دونوں مل کر نطیاس، سلیوک اور اوغار اور ذروعہ پر ادھ موا کر دینے والی ضربیں لگاتی رہیں۔

پھر عزازیل اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا۔ اور یوناف کے سامنے سے ہٹ کر ایک چٹان پر نمودار ہوا۔ ہاتھ کے اشارے سے اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا۔ یہ اشارہ ملتے ہی سطرون، نطیاس، سلیوک، اوغار اور ذروعہ بھی پیچھے ہٹ کر عزازیل کے پاس کھڑے ہو گئے تھے۔ اس موقع پر یوناف بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

سن بدی کے گماشتے، تم نے میرا حرکت میں آنا بھی دیکھا۔ اپنے آپ کو شامل کر کے اپنے ساتھیوں کی بھی گنتی کر۔ ہم دو میاں بیوی کے مقابلے میں تم چھ ہو۔ اور چھ کو مار مار کر ہم نے ادھ موا کر دیا ہے اور تم چھ کو اس قدر پیٹا ہے کہ تم ہم دونوں کے سامنے سے بھاگ کر چٹان پر پناہ لینے پر مجبور ہوئے ہو۔ بتاؤ عزازیل آج کا میرا یہ تم لوگوں کو پیٹنا کیسا رہا۔

عزازیل نے یوناف کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا۔ اور وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔ یوناف اور کیرش بھی حرکت میں آئے اور بڑے مغموم انداز میں ان دونوں میاں بیوی نے مارتھا کو دفن کر دیا تھا پھر اپنے سرائے کے کمرے کی طرف جا رہے تھے۔

○

آرمینیا کی سرحد پر ایرانیوں کو شکست دینے کے بعد رومن شہنشاہ ہرکولیس قسطنطنیہ چلا گیا تھا۔ اور بڑی سرگرمی سے اس نے اپنے لشکر کو از سر نو منظم کرنے کا کام شروع کر دیا تھا۔ لشکر کی تنظیم، اس کی بھرتی اور تربیت کے علاوہ رومن شہنشاہ نے شمال کے ان قبائل سے بھی رابطہ کیا اور ان میں سے ایک قبیلے جسے خزر کہہ کر پکارتے تھے اسے اپنے ساتھ ملانے میں کامیاب ہو گیا۔

خزر قبائل کو اپنے ساتھ ملانے اور اپنی جنگی تیاریوں کی تکمیل کے بعد اگلے ہی سال یعنی ۶۲۲ء میں ہرکولیس نے اپنا بحری بیڑہ لالیکا کے ساحل پر لا ٹھہرایا۔ وہاں سے وہ آرمینا پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنے لشکر کے ساتھ وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھا تھا۔ رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس کے حوصلے بڑے بلند تھے۔ اس لئے کہ اس نے اتحادی بھی اپنے ساتھ شامل کر لئے تھے۔ جن میں خزر قبائل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

جس وقت آرمینیا پر حملہ آور ہونے کے لئے رومن شہنشاہ ہرکولیس نے پیش قدمی کی تھی اس وقت تک ایران کا شہنشاہ خسرو پرویز آذربائیجان کے شہر شیز میں قیام کئے ہوئے

تھا۔ جب اس نے رومن شہنشاہ ہرکولیس کی ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ آرمینیا کی طرف پیش قدمی کی خبر سنی تو اس نے فی الفور چالیس ہزار کا ایک بہترین اور تربیت یافتہ لشکر تیار کیا اور بڑی تیزی سے آرمینیا کی طرف بڑھا۔

آرمینیا کی طرف پیش قدمی کرنے کے ساتھ ہی خسرو پرویز نے اپنے بہترین جرنیل شہر براز کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی ایک ایسا ہی لشکر لے کر آرمینیا کی طرف بڑھے تا کہ دونوں ایرانی لشکر متحد ہو کر ہرکولیس کو شکست دیں اور اپنی پہلی ساکھ کو بحال کریں۔ خسرو پرویز کا یہ حکم ملتے ہی اس کا جرنیل شہر براز بھی مدائن سے ایسا ہی ایک لشکر لے کر آرمینیا کی طرف بڑھا تھا۔

رومن شہنشاہ ہرکولیس کو جب خبر ہوئی کہ بیک وقت دو ایرانی لشکر اس کا مقابلہ کرنے کے لئے اس کی طرف بڑھ رہے ہیں تو اس نے ایک لشکر سے نپٹنے کے لئے لائحہ عمل ترتیب دیا۔ اس کے جاسوسوں نے خبر دی کہ ایرانی جرنیل شہر براز ابھی دور ہے جب کہ ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز اپنے لشکر کے ساتھ نزدیک پہنچ چکا ہے۔ لہذا ہرکولیس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ پہلے ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز پر ضرب لگائے گا۔

یہ فیصلہ کرنے کے بعد ہرکولیس بڑی تیزی سے ایرانی لشکر کی طرف بڑھا۔ خسرو پرویز بھی رومنوں کے سامنے ڈٹ گیا تھا۔ دونوں لشکروں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ رومن چونکہ گزشتہ سال آرمینیا کی سرحد پر ایرانیوں کو شکست دے چکے تھے لہذا ان کے حوصلے بڑے بلند تھے۔ اس لڑائی میں انہوں نے بہترین تنظیم کا مظاہرہ کیا۔ جس کی وجہ سے اس جنگ میں ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کو بدترین شکست ہوئی اور وہ اپنی اور اپنے بچے کھچے لشکریوں کی جان بچانے کے لئے میدان جنگ سے جبل زاگروس کی طرف بھاگ گیا اور وہاں جا کر پناہ لی۔

اسی دوران ایرانیوں کا دوسرا لشکر بھی ایرانی جرنیل شہر براز کی کمانداری میں وہاں پہنچا۔ ہرکولیس کی خوش قسمتی کہ اس نے شہر براز کے لشکر کو بھی بدترین شکست دی اور اسے بھی اس نے مار بھگایا۔ ان دونوں لشکروں کو باری باری شکست دینے کے بعد ہرکولیس شیر ہو گیا اور اس نے ایرانی مملکت کے اندر بہت سے شہر اور دیہات تباہ و برباد کر دیئے۔

پھر ہرکولیس نے ایک فاتح کی حیثیت سے اپنی پیش قدمی شروع کی۔ ایرانی مملکت میں وہ آگے بڑھا۔ اس پیش قدمی کے دوران جو بھی ایرانی آتش کدہ ہرکولیس کے سامنے آیا اسے اس نے جلتی ہوئی آگ کو خاموش کر کے اس آتشکدے کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ جو آتشکدے اس دوران ہرکولیس کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوئے اور ان کی آگ کو ٹھنڈا کیا گیا ان میں ایران کا سب سے بڑا اور تاریخی آتش کدہ آزرگشت تاسپ بھی شامل تھا۔

ایران کے خلاف ہرکولیس کی ان مہموں اور فتوحات کی وجہ سے رومنوں کا گرتا ہوا

وقار بڑی حد تک بحال ہو گیا۔ قیصر روم ہرکولیس اپنی مہم سے فارغ ہو کر البانیہ واپس آیا اور وادی کور میں موسم سرما گزارنے کے لئے اس نے قیام کر لیا تھا۔

ادھر ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کو اپنی اس غیر متوقع شکست کا سخت صدمہ ہوا۔ اس نے دوسرے ہی سال اپنا وقار بحال کرنے کے لئے پھر لشکر تیار کیا اور اپنے بہترین جرنیل شہر براز کی کمان میں اس لشکر کو اس نے البانیہ کی طرف روانہ کیا تاکہ ہرکولیس پر حملہ آور ہو کر اسے قسطنطنیہ کی طرف بھاگ جانے پر مجبور کر دیا جائے۔

لیکن ایرانی جرنیل شہر براز جب البانیہ پہنچا تو ہرکولیس نے اس کے سامنے آنے میں کوئی تاخیر یا تامل نہیں کیا۔ البانیہ کے قریب دونوں لشکروں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ خوش قسمتی سے اس جنگ میں بھی ہرکولیس کو فتح ہوئی۔ اور شہر براز شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ گیا۔

ہرکولیس کی ان پے در پے فتوحات سے رومنوں کا وقار کسی حد تک بحال ہو گیا تھا۔ لیکن ہرکولیس کو ابھی بہت سا حساب چکانا تھا۔ لہٰذا ۶۲۵ء میں ایک بار پھر وہ اپنے لشکر کے ساتھ نکلا اور ایرانی شہر ارزامین پر وہ حملہ آور ہوا۔ ایرانیوں نے اپنے شہر کا دفاع کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے اور یوں ارزامین پر بھی ہرکولیس کا قبضہ ہو گیا۔

اس کے بعد فتح کے جھنڈے لہراتا ہوا ہرکولیس اپنے لشکر کے ساتھ مزید آگے بڑھا اور آمدہ شہر یعنی دیار بکر کی طرف آیا اور اسے بھی فتح کیا۔ اس کے بعد وہ میٹرپولس یعنی میافارقین شہر کی طرف آیا۔ ایرانیوں نے یہاں اپنے شہر کا دفاع کرنا چاہا لیکن ناکام رہے اور ایک بار پھر رومن شہنشاہ ہرکولیس نے انہیں مار بھگایا۔

اب رومن شہنشاہ ہرکولیس عقابی شان سے دریائے فرات کی طرف بڑھا۔ ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز کو جب اس پیش قدمی کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے جرنیل شہر براز کو ایک بہت بڑا لشکر دے کر روانہ کیا تاکہ آگے بڑھتے ہوئے ہرکولیس کی راہ روکے۔ اپنے لشکر کے ساتھ شہر براز نے دریائے فرات کے کنارے ڈیرے ڈال دیئے تھے۔ ادھر رومن شہنشاہ ہرکولیس نے دریائے فرات کو عبور کر کے کیلیکیا شہر کا رخ کیا۔ اس صورتحال میں ایرانی جرنیل شہر براز اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور رومن شہنشاہ ہرکولیس کے پیچھے لگ گیا۔ ہرکولیس بھی بے خبر نہ تھا۔ اس کے جاسوس ایرانی لشکر کی نقل و حرکت کی پل پل کی خبر اسے پہنچا رہے تھے۔ لہٰذا ہرکولیس اچانک پلٹا اور اپنے پیچھے آنے والے ایرانی جرنیل شہر براز پر حملہ آور ہو گیا۔ دریائے فرات کے کنارے خونریز جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں بھی ایرانی جرنیل شہر براز کو بدترین شکست ہوئی۔ اور ہرکولیس فاتح رہا۔ شہر براز شکست کھا کر بھاگ گیا۔

ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کو اپنی فتوحات کا یوں اچانک پانسہ پلٹ جانے کا سخت صدمہ اور قلق تھا لیکن وہ اب بھی مایوس نہیں تھا۔ اس نے ایک بار پھر اپنی جنگی تیاریاں اپنے عروج پر پہنچا دیں اور ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور ۶۲۵ء میں رومنوں پر بڑے پیمانے پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا۔ اس مقصد کے لئے خسرو پرویز نے تمام ملکی وسائل جنگی تیاریوں کے لئے وقف کر دیئے۔ اس دفعہ اس نے حکمت عملی اور سیاست سے کام لیتے ہوئے ایران کے شمالی قبائل سے بھی رابطہ قائم کیا۔ اور اہوار قبائل کو اس نے اپنے ساتھ ملا لیا۔ اہوار قبائل کا خاقان رومنوں کے مقابلے میں ایرانیوں کی مدد کے لئے اپنا لشکر لے کر پہنچ گیا۔

اس طرح ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز نے دو لشکر تیار کئے۔ ایک لشکر ہرکولیس کا مقابلہ کرنے کے لئے مامور ہوا۔ اور دوسرا لشکر قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا۔ جس لشکر نے ہرکولیس پر حملہ آور ہونا تھا اس کا سپہ سالار خسرو پرویز نے اپنے جرنیل شاہین کو بنایا۔ اور اہوار قبائل کے خاقان کو اس کے لشکر کے ساتھ خسرو پرویز نے قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا تھا۔

خسرو پرویز کی ان سرگرمیوں سے رومن شہنشاہ ہرکولیس بھی غافل نہ تھا۔ اس نے جواب میں تین لشکر تیار کئے۔ ایک لشکر اس نے قسطنطنیہ کی حفاظت کے لئے متعین کیا دوسرا لشکر اس نے اپنے بھائی تھیوڈور کی کمان میں ایرانی لشکر کا مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا۔ تیسرا لشکر ہرکولیس نے خود اپنی کمان میں رکھا اور وہ لازیکا پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر گیا۔

سب سے پہلے ایرانی جرنیل شاہین اور رومن جرنیل تھیوڈور اپنے اپنے لشکر کے ساتھ ایک دوسرے سے ٹکرائے۔ حالات سے لگتا تھا کہ ایرانیوں کی بدبختی اور رومنوں کی خوش بختی کی ابتدا ہو چکی تھی۔ اس جنگ میں بھی ہرکولیس کے بھائی تھیوڈور نے ایرانی لشکر کے سپہ سالار شاہین کو بدترین شکست دی۔ ایرانی جرنیل شاہین اپنی اس شکست کو برداشت نہ کر سکا اور خود کشی کر کے اس نے اپنا خاتمہ کر لیا۔

یوں ایرانیوں کے مقابلے میں ہرکولیس کا بھائی تھیوڈور بھی کامیاب رہا۔ ایرانیوں کا دوسرا لشکر جو اہوار قبائل پر مشتمل تھا اور جس کی کمانداری اہوار قبائل کا خاقان کر رہا تھا وہ قسطنطنیہ کی طرف بڑھا۔ اہوار قبیلے کے خان نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا۔ ایرانی لشکر کی کمک بھی آئی لیکن ناکام ہوا اور وہ وہاں سے محاصرہ اٹھا کر واپس چلا گیا۔

اب صاف ظاہر تھا کہ حالات رومن حکومت کے موافق تھے۔ ایران اپنی جیتی ہوئی بازی ہار رہا تھا۔ ۶۲۷ء میں ہرکولیس نے حکومت ایران پر کاری ضرب لگانے کے لئے ایرانیوں کے شہر دست گرد کی طرف پیش قدمی کی جہاں کے قلعے میں ان دنوں خسرو پرویز

اپنے لشکر کے ساتھ مقیم تھا۔

یہ قلعہ ایران کے مرکزی شہر مدائن سے ستر میل کے فاصلے پر تھا۔ ہرکولیس ابھی نینوا ہی پہنچا تھا کہ ایرانی لشکر رومنوں کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے آگے بڑھا۔

نینوا کے قدیم اور پرانے کھنڈرات کے قریب رومنوں اور ایرانیوں میں خونریز جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں ایرانی سپہ سالار لڑتا لڑتا مارا گیا اور لشکر چھاؤنی میں واپس آگیا۔ یہاں ہزیمت شدہ ایرانی لشکر کو اور کمک مل گئی لیکن دشمن بدستور دباؤ ڈالتا رہا۔

آخر ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز نے دست گرد کے قریب ایک گہری ندی کے کنارے جو براد رود کے نام سے موسوم ہے اپنے لشکر کو آراستہ کیا۔ دوسرے روز رومن شہنشاہ ہرکولیس بھی اپنے لشکر کے ساتھ اس ندی کے کنارے نمودار ہوا۔ دونوں لشکروں کے درمیان جنگ کی ابتدا ہوئی۔ جنگ کے شروع میں ہی ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کی ہمت جواب دے گئی۔ آخر اس نے ننگ و ناموس بالائے طاق رکھتے ہوئے پایہ تخت کو خیرباد کہا اور اپنی جان بچانے کے لئے بھاگ کھڑا ہوا۔

اس موقع پر ہرکولیس کو بے اندازہ دولت ہاتھ لگی۔ تین سو رومن جھنڈے بھی ملے جو ایرانیوں کی فتوحات میں ان کے ہاتھ آئے تھے۔ ان کے علاوہ چاندی کی کثیر مقدار۔ کم خواب کے فرش اور ریشمی ملبوسات بھی ہرکولیس کو ملے۔

خسرو پرویز کے فرار ہونے کے باوجود ایرانی لشکر نے میدان نہ چھوڑا۔ اتنے میں انہیں اور ایرانی کمک ملی۔ دو سو جنگی ہاتھیوں کا دستہ بھی پہنچ گیا۔

دوسری طرف ہرکولیس نے ایرانی لشکر کی جو یہ ثابت قدمی دیکھی تو اس نے ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کا تعاقب کرنے کا ارادہ بدل دیا اور اس نے مدائن کا محاصرہ کرنے کا خیال بھی ترک کر دیا۔ اور انہی فتوحات پر اس نے قناعت کر لی جو اب تک اس نے حاصل کی تھیں۔ یہ ارادہ کرنے کے بعد ہرکولیس اپنے لشکر کے ساتھ کرزاکا شہر پہنچ گیا اور موسم سرما گزارنے کے لئے اس نے اپنی جنگی سرگرمیوں کو ملتوی کر دیا تھا۔

○

ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کے عہد کا اہم ترین واقع ہے کہ اس کے دور میں حضور نبوت کے اعلیٰ اور ارفع مرتبے پر سرفراز ہوئے۔ پھر آپ نے ایک نامہ مبارک ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کے نام لکھا۔

حضور کا نامہ مبارک جب خسرو پرویز کو پیش کیا گیا اور اس نے یہ خط دیکھا تو [illegible] میں آگیا اور کہا۔ نعوذ باللہ یہ کون ہے جس نے اپنا نام میرے نام سے پہلے لکھا ہے۔

آخر اس کے حکم سے نامہ مبارک کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ جب یہ

آنحضرت کی خدمت اقدس میں پہنچی تو حضور نے فرمایا ایران کے بادشاہ نے اپنی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں۔

یہ خط ملنے کے بعد خسرو پرویز نے دو امراء جن میں سے ایک کا نام باکور اور دوسرے کا نام اجل تھا انہیں ایلچی بنا کر بھیجا۔ انہیں دو مراسلے دیئے۔ ایک حضور کے نام اور دوسرا یمن کے حکمران بازان کے نام تھا۔

یہ بازان ایران کے ماتحت تھا۔ بازان کو خسرو پرویز نے لکھا تھا کہ مدینے پر فوج کشی کرو۔ اور جس شخص نے نبوت کا دعوہ کیا ہے اسے یہاں لاؤ۔ جب کہ ایلچیوں کو اس نے یہ ہدایت کی کہ پہلے وہ مدینہ جائیں اور جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اسے یہاں آنے کی دعوت دیں تاکہ میں سنوں کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔

خسرو پرویز کے دونوں ایلچی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور جو کچھ وہ کہنا چاہتے تھے حضرت سلمانؓ فارسی کی وساطت سے کہا۔ حضور نے ان ایلچیوں کو حضرت سلمانؓ فارسی کے یہاں قیام کرنے کو فرمایا۔

پھر وہ ہر روز حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے اور حضرت سلمانؓ کے ذریعے اپنی خواہش کا اظہار کرتے۔ حضور ان سے شفقت کا سلوک فرماتے۔ ایلچی چھ ماہ مدینہ میں ٹھہرے رہے۔ آخر وہ پریشان ہوئے کیونکہ ان کا مقصد پورا ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔

آخر حضور پر یہ وحی نازل ہوئی کہ ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کو اس کے بیٹے شیرویا نے ہلاک کر دیا ہے۔ اسی عرصے میں ایلچی پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اپنے ترجمان کے ذریعے کہا یا تو آپ ہمارے ساتھ تشریف لے چلیں یا ہمیں واپس جانے کی اجازت دیں۔ ہمارا بادشاہ یہ گوارہ نہیں کرتا کہ ہم یہاں اور زیادہ ٹھہریں۔ اس پر حضور نے فرمایا۔

خداوند نے تمہارے بادشاہ کو ہلاک کیا۔ اس کے بیٹے شیرویا کو اس کام پر مامور کیا جس نے اسے کل رات قتل کر دیا۔

ایران کے دونوں ایلچی یہ سن کر مدینہ سے چل پڑے اور یمن پہنچ گئے اور قصریٰ کا مراسلہ بازان کو دیا۔ اتنے میں ایران کے نئے حکمران شیرویا کا مراسلہ بھی یمن کے بادشاہ بازان کو پہنچ چکا تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ خسرو پرویز نے اس دنیا کو خیرباد کہا اور اس کی بادشاہت مجھے ملی۔ اب تم لشکر سے میرے نام پر بیعت لو۔ اور مدینہ پر فوج کشی نہ کرو۔ جیسا کہ خسرو نے تمہیں حکم دیا تھا۔ اس کے لئے تم میرے حکم کا انتظار کرو۔

ایران کے بادشاہ خسرو کی پے در پے شکستوں سے اس کے وقار کو سخت ٹھیس لگی تھی۔ اور دستگرد کے میدان میں جو اس نے بزدلی دکھائی اور بھاگ کھڑا ہوا تو اس سے اس

کی رہی سہی عزت بھی خاک میں مل گئی تھی۔

عوام کے دلوں میں اب خسرو کے متعلق نفرت اور غصے کے سوا اور کچھ نہ ر
کیونکہ اس نے اپنے نامور سپہ سالاروں کے ساتھ بھی غیر مناسب اور ناروا سلوک کیا تھا
شہر براز کو جب شکست ہوئی تو اسے خسرو پرویز نے مروا دینا چاہا۔ ادھر شاہین نے
کشی کی تو اس کی لاش نکلوا کر اس کی توہین کی گئی۔ یہ دونوں سپہ سالار اپنی جانثاریوں کی
سے عوام میں بہت مقبول تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے سالاروں کو جنہیں رومنوں
مقابلے میں شکست ہوئی زندان میں ڈال دیا گیا۔ یہ وہ واقعات تھے جن کی وجہ سے عوام
امراء اپنے شہنشاہ خسرو پرویز سے سخت برافروختہ ہوئے تھے۔

خسرو اب یہ چاہتا تھا کہ اپنے چھوٹے بیٹے مردان شاہ کو جو اس کی عیسائی بیوی مل
شیریں کے بطن سے تھا ولی عہد مقرر کر دے۔ ایرانیوں کے لئے یہ بات اور بھی ناگوا
تھی۔ اس لئے خسرو کے خلاف بغاوت کا مواد پکنے لگا۔ آخر امراء کی مختصر جماعت نے خس
کے بڑے لڑکے قباذ کو ولی عہد سلطنت مقرر کیا۔ ادھر مدائن کے فوجی دستوں نے شہنشا
اسیر کر کے قلعہ فراموشی میں ڈال دیا۔ جہاں اسے روٹی اور پانی کے سوا کچھ نہ دیا جاتا تھا
اسی زندان میں اس کے متعدد شہزادے اس کی آنکھوں کے سامنے قتل ہو گئے۔ انہی میں
اس کا چہیتا شہزادہ مردان بھی تھا۔ یوں اپنے اہل خانہ کے ساتھ خسرو پرویز کا بھی خاتمہ ہوا

ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز نے عیسائیوں سے بڑی رواداری برتی تھی۔ اس کی بڑی
وجہ یہ تھی کہ اسے قسطنطنیہ میں عیسائیوں کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا تھا۔ اس وجہ
وہ عیسائیوں کا بڑا احسان مند تھا۔

اور پھر مزید یہ کہ اس کی ایک ملکہ مریم خود رومن شہنشاہ مارس کی بیٹی تھی اور اس
کی دوسری بیوی جو اس کی محبوبہ تھی اور جس کا نام شیریں تھا وہ بھی عیسائی تھی۔

شیریں نے ایران میں متعدد کلیسا اور راہبوں کے لئے خانقاہیں تعمیر کروائیں جن میں
خسرو نے بڑی دلچسپی لی۔ عیسائی راہبوں کی دعاؤں پر اسے بڑا اعتقاد تھا۔ یہاں تک کہ وہ
اپنی ابتدائی مہموں میں دعاؤں کی برکت کے لئے راہبوں کو میدان جنگ میں ساتھ لے جا
تھا۔ خسرو کی خاص توجہ کی وجہ سے عیسائیوں کے لئے اشاعت دین کی راہ ہموار ہوئی تھی۔
جو ایران میں خسرو پرویز کی نامقبولیت اور اس کی بدنامی کا باعث بنی تھی۔

○

عزازیل، نطیاس، سلیوک، اوغار، سطرون اور ذروعہ دریائے خابور کے کنارے نطیاس
کے محل میں جمع ہوئے، وہ سب پریشان تھے۔ شاید کسی اہم موضوع پر وہ ایک دوسرے
سے مشورہ کرنا چاہتے تھے۔ جب سب باہم بیٹھ گئے تب نطیاس بولا اور عزازیل کو مخاطب

کر کے کہنے لگا۔

محترم عزازیل ہمارے لئے یہ انتہائی رسوا کن اور ذلت آمیز مقام ہے کہ ہم سب کو
اکیلے یوناف اور اس کی بیوی کیرش نے ایسا زیر کیا کہ ہم سب کو مار مار کر اس نے بھاگ
جانے پر مجبور کر دیا۔ ہم اس کے مقابلے میں سات تھے لیکن وہ دو ہی تھے اور ان دو نے
ہماری پٹائی کی جو کم از کم میرے لئے ناقابل فراموش ہے۔ اس پر عزازیل بولا اور کراہت
آمیز مسکراہٹ میں کہنے لگا۔

ان دونوں میاں بیوی کی یہ مجال نہ تھی کہ ہماری یہ حالت کرتے۔ اصل حقیقت یہ
ہے کہ اس موقع پر ابلیکا کہیں سے ان کی مدد کے لئے ٹپک پڑی تھی۔ ورنہ میں نے نگاہ
دوڑائی تھی۔ آس پاس کہیں ابلیکا نہ تھی۔ وہ اچانک آ دھمکی اور ہم پر حملہ آور ہوئی۔
جس کی وجہ سے یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی ہمارے مقابلے میں کامیاب اور کامران
رہے۔ اس پر نطیاس انتہائی غصے اور غضبناکی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ محترم عزازیل کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم سب سے پہلے اس ابلیکا کو اپنے قابو
میں کریں اس کے بعد یوناف اور کیرش پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اور ایسا
کرنے کے لئے میرے پاس ایک سری علم بھی ہے۔ اور میرے پاس ایک عمدہ تجویز بھی
ہے۔ اس پر عزازیل کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی اور وہ پوچھنے لگا۔

دیکھ نطیاس تو کس طرح ابلیکا کو اپنے سامنے بے بس کرے گا۔ اس پر نطیاس کہنے
لگا دیکھ عزازیل۔ میرے پاس ایک ایسا عمل ہے جس کی بناء پر میں ابلیکا کو اپنی گرفت میں
کر سکتا ہوں۔ اس طرح جب ابلیکا میرے قبضے میں آئے گی تو وہ یوناف اور کیرش کی مدد
نہیں کرے گی۔ اس طرح میرے خیال میں ابلیکا کی غیر موجودگی میں ہم یوناف اور کیرش کو
مغلوب کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

اس مقصد کے لئے دیکھ عزازیل میں اپنے اس محل کے تہہ خانوں میں ایک چلہ
کاٹوں گا۔ اس چلے کی اگر ابلیکا کو خبر ہوئی اور اس نے یوناف اور کیرش کے ساتھ مزاحمت
کرنے کی کوشش تو ہمارے لئے بہت ہی اچھا ہو گا اس لئے کہ اس چلے کا خاتمہ کرنے کے
لئے وہ یقیناً" مجھ پر حملہ آور ہوں گے۔ اور جب وہ تہہ خانے میں داخل ہوں گے تو اس
تہہ خانے میں، میں نے ایسا عمل ڈال رکھا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے سارے ہی سری
علوم سے محروم ہو جائیں گے اور جب وہ سری علوم سے محروم ہو جائیں گے تو میرے خیال
میں ان پر قابو پانا ہمارے لئے بالکل آسان ہو گا اور پھر جو اس تہہ خانے کی دیواروں کے
اندر ہم نے بڑی بڑی زنجیریں لگا رکھی ہیں ان زنجیروں میں ہم یوناف اور کیرش دونوں میاں
بیوی کو جکڑ دیں گے۔ اس طرح ہم یوناف اور کیرش کے خلاف فتح مندی حاصل کرنے میں

کامیاب ہو سکتے ہیں۔

نظیاس کے اس انکشاف پر عزازیل کے چہرے پر خوش کن مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔ وہ بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

دیکھ نظیاس تیرا کہنا بجا اور خوب ہے۔ تو آج ہی اس محل کے تہہ خانے میں چلے میں بیٹھ جا۔ جب کہ میں سطرون اور ذروعہ کو یوناف اور کیرش پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کروں گا۔ یہ ان دونوں سے ٹکرائیں گے اور ان کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ اور ان کے ساتھ لڑتے بھڑتے انہیں اس محل کی طرف لانے کی کوشش کریں گے پھر وہ ان کے سامنے سے بھاگ کر محل کے تہہ خانے میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے جس میں تم نے چلہ پکڑا ہو گا۔ اور یوناف اور کیرش بھی ان دونوں کا تعاقب کرتے ہوئے تہہ خانے میں داخل ہوں گے تو میں بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھات میں بیٹھا ہوا ہوں گا۔ تہہ خانے میں داخل ہوتے ہی یوناف اور کیرش اپنی سری طاقتوں سے محروم ہو جائیں گے اور ہم ان کو قابو کر کے زنجیروں میں جکڑ دیں گے۔

دیکھ نظیاس میں نے تمہارے لائحہ عمل میں کچھ تبدیلی کی ہے تم چاہتے تھے کہ تم چلے میں بیٹھو اور جب یوناف اور کیرش کو اس چلے کا علم ہو اور وہ تمہیں اس چلے سے اٹھانے کے لئے اس قلعے میں داخل ہوں تو پھر ان پر قابو پایا جائے۔ لیکن میں اس سے پہلے انہیں اپنی گرفت میں کرنا چاہتا ہوں۔ تم چلے میں بیٹھو میں سطرون اور ذروعہ کو یوناف اور کیرش سے ٹکراتا ہوں اگر وہ دونوں سطرون اور ذروعہ کا تعاقب کرتے ہوئے اس تہہ خانے میں آ گئے تو تمہیں مزید چلہ کاٹنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

اور اگر یوناف اور کیرش تعاقب کر کے اس تہہ خانہ میں نہ آئے تو تم اپنے چلے کو جاری رکھنا یہاں تک کہ ابلیکا یا یوناف کو جب اس کی خبر ہو گی اور وہ تمہیں یا تمہارے چلے کے خلاف عمل کرنے کے لئے جب تہہ خانے میں داخل ہوں گے۔ تو پھر ہم ان پر گرفت کر لیں گے۔ دونوں میں سے مجھے امید ہے کہ ہمارا کوئی نہ کوئی حربہ ضرور کامیاب ہو گا اور ہم یوناف اور کیرش کو ہر صورت میں اپنے سامنے مغلوب کر کے تمہارے اس تہہ خانے میں دیواروں کے ساتھ لگی ہوئی بڑی بڑی اور مضبوط زنجیروں میں جکڑ کے رکھ دیں گے۔ تاکہ وہ اپنی زندگی کے باقی ماندہ دن اسی تہہ خانے میں ہمارے اسیر کی حیثیت سے گزاریں۔

عزازیل کا فیصلہ سن کر سارے خوش ہو گئے تھے۔ اس موقع پر سطرون بولا اور عزازیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

آقا یہ ایک بہترین تجویز ہے۔ اگر اس کے ذریعہ ہم یوناف اور کیرش کو اس تہہ

خانے میں لانے کے لئے کامیاب ہو گئے تو میں سمجھتا ہوں ہماری ساری دشواریوں کا حل نکل آئے گا۔ اور یوناف اور کیرش سے ہمیشہ کے لئے ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ اس پر نظیاس پھر بولا اور کہنے لگا۔ یہ جو تہہ خانہ ہے جس کا میں نے ذکر کیا ہے اس کا دروازہ میں سری علوم سے سامنے والی دیوار کے اندر ظاہر کرتا ہوں۔ اب میں ایسا کرتا ہوں کہ یہ دروازہ ظاہر کر کے اسے اپنی جگہ پر رہنے دینا چاہتا ہوں تاکہ اس دروازے سے یوناف اور کیرش اندر داخل ہو سکیں۔ اس کے ساتھ ہی نظیاس اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور سامنے والی دیوار کے اندر ایک دروازہ ظاہر کر دیا تھا۔ جس کے ذریعے تہہ خانے میں داخل ہوا جا سکتا تھا۔

یوں عزازیل اور نظیاس کے درمیان طے شدہ لائحہ عمل کے بعد نظیاس اسی روز اس تہہ خانے میں ابلیکا کو اپنے قابو اور گرفت میں کرنے کے لئے چلے میں بیٹھ گیا تھا۔ جب کہ عزازیل سطرون اور ذروعہ کو یوناف اور کیرش سے ٹکرانے کے لئے مناسب موقع اور مناسب جگہ کی تلاش میں سرگرداں ہو گیا تھا۔

○

ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کے عہد میں ایران کو وہ دور بھی نصیب ہوا جو قدیم ایرانی سلطنت کے شہنشاہوں کو حاصل تھا۔ اس دور میں ایران کو وہ شان و شوکت بھی حاصل ہوئی جو ساسانی بادشاہوں کو نصیب نہ ہو سکی تھی۔

ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز شجاعت و تدبر میں دوسرے ساسانی بادشاہوں سے بڑھا ہوا تھا۔ اس وجہ سے اسے پرویز یعنی فتح مند کا لقب ملا۔

تاریخ اس بات کی بھی شاہد ہے کہ جب بہرام چوبین نے خسرو کے باپ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا تو اس کو سب سے بڑا خطرہ خسرو پرویز ہی کی طرف سے تھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی شجاعت کی شہرت ضرور ہو گی۔ لیکن عنان حکومت سنبھالنے کے بعد اس کا کردار جو ظاہر ہوا اس سے خسرو کی شجاعت تدبر کی تصدیق نہیں ہوتی۔

وہ بہرام چوبین کے مقابلے میں آیا تو راہ فرار اختیار کر کے رومن دربار میں جا کے پناہ لی۔ پھر جب رومنوں کی مدد سے اسے دوبارہ ایران کی حکومت ملی اور جو فتوحات اسے حاصل ہوئیں ان کا سہرا حقیقت میں خسرو پرویز کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اس کے دو مشہور سپہ سالار شاہین اور شہر براز کے سر تھا۔

ان فتوحات کا یہ نتیجہ ہوا کہ رومن شہنشاہ ہرکولیس کو صلح کی پیش کش کرنا پڑی۔ خسرو پرویز اگر صاحب تدبر ہوتا تو صلح کی پیش کش قبول کر لیتا اور ایرانی حدود بحرہ اسود اور

دریائے فرات تک تسلیم کر لی جاتیں اور لازیکا' رومی آرمینیا اور بین النہرین ایرانی سلطنت کا جزو بن جاتے۔

لیکن خسرو پرویز اپنی نخوت پسندی کی وجہ سے یہ حقیقت نہ سمجھ سکا اور اپنے وسائل کو بے فائدہ ان ملکوں میں ضائع کرتا رہا جن پر وہ بحری طاقت نہ ہونے کی وجہ سے اپنا تسلط برقرار نہ رکھ سکتا تھا۔ اس کا عہد حکومت لڑائیوں میں گزرا لیکن ایران کو ان لڑائیوں کا کوئی فائدہ نہ ہوا بلکہ اس کے برعکس اس نے ایران کو کمزور کر دیا اور یہی کمزوری بالآخر ساسانی حکومت کے خاتمے کا پیش خیمہ بن گئی تھی۔

کہتے ہیں خسرو پرویز اپنی اس اقبال مندی سے متکبر اور خود پسند ہو گیا تھا اور وہ تباہ کن حرص میں مبتلا ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ لوگوں کے مال و متاع پر بھی حسد کرنے لگا تھا۔

اس کے علاوہ خسرو سے عوام اس لئے بھی ناراض تھے کہ وہ جبر سے ان سے روپیہ وصول کرتا تھا۔ امراء اس سے اس لئے ناخوش تھے کہ وہ ان کے اقتدار کو پسند نہ کرتا تھا۔ وہ سخت کینہ پرور تھا۔ ان امراء کو بھی اس نے مروانے سے دریغ نہ کیا۔ جنہوں نے بڑی وفاداری سے اس کی خدمت کی تھی۔ ان میں بندوی اور بسطام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جو بہترین جرنیل ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے ماموں بھی تھے۔

کچھ مورخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ خسرو پرویز بہت زر پرست حکمران تھا۔ اپنی اڑتیس سال کی حکومت میں اس نے ہر ممکن طریقے سے بے اندازہ دولت جمع کی اور اسے رفاہ عامہ کے کاموں میں خرچ کرنے کے بجائے اپنے خزانوں میں محفوظ کیا۔

اپنے عہد کے اٹھارویں سال میں جب اس نے مدائن میں اپنے خزانے کو نئی عمارت میں منتقل کیا تو اس میں تقریباً" چھیالیس کروڑ اسی لاکھ مثقال یعنی موجود دور کے پانچ ارب روپے کے لگ بھگ کا سونا تھا۔

جواہرات اور قیمتی کپڑوں کی کثیر تعداد اس کے علاوہ تھی اس کی حکومت کے تیرھویں سال کے بعد اس کے خزانے میں اسی کروڑ مثقال وزن کا سونا تھا اور تیسویں سال میں باوجود طویل لڑائیوں کے اس کی مقدار ایک ارب ساٹھ کروڑ مثقال تک پہنچ گئی۔ لڑائیوں سے جو مال غنیمت حاصل ہوتا وہ اس کے علاوہ تھا۔

ایران کا شہنشاہ خسرو پرویز جن باتوں کی وجہ سے خاص طور سے مشہور ہوا ان میں اس کے خزانے بھی ہیں۔ مورخین لکھتے ہیں کہ مشہور خزانوں میں ایک گنج باز آور تھا جو حقیقت میں رومن شہنشاہ ہرکولیس کا خزانہ تھا۔

ہرکولیس نے قسطنطنیہ سے افریقہ کی طرف فرار ہونے کا جب ارادہ کیا تو اپنا خزانہ

تیوں میں بھر کر حبشہ بھیجنا چاہا۔ اس خزانے میں سونا' جواہرات مروارید' یاقوت اور گونا ں دیبائیں تھیں۔ اتفاق سے تند و تیز ہوا چلی۔ سمندر میں طغیانی آئی اور رومن شہنشاہ لیس کا یہ خزانہ بہتا ہوا خلیج فارس کے ساحل پر آ لگا اور خسرو پرویز کے ہاتھ لگ گیا۔ ں نے کہا تھا کہ اس خزانے کا زیادہ حقدار میں ہوں کیونکہ ہوا اسے لے کر میرے پاس ی ہے۔

خسرو پرویز کا ایک اور خزانہ گنج گاؤ کے نام سے موسوم تھا۔ مورخین اس کی تفصیل ں پیش کرتے ہیں۔

ایک دن ایک شخص اپنے کھیت میں ہل چلا رہا تھا۔ اتفاقاً" ہل کی نوک ایک مٹکے کے ستے میں الجھ گئی۔ جو اشرفیوں سے بھرا ہوا تھا۔

کسان نے خسرو پرویز کے دربار میں حاضر ہو کر یہ سرگزشت بیان کی۔ اس پر خسرو پرویز نے حکم دیا کہ سارے کھیت کو کھودا جائے اور جو مال و دولت وہاں سے نکلے اس کے امنے پیش کی جائے۔

یوں خسرو پرویز کے کہنے پر کھیت کھودنے سے سونا چاندی اور جواہرات سے بھرے ہوئے ایک سو مٹکے برآمد ہوئے۔ کہتے ہیں کہ یہ مٹکے سکندر اعظم نے اپنے دور میں اس زمین پر گڑوا دیئے تھے۔ پر وہ انہیں نکالنا بھول گیا تھا۔

مورخین یہ بھی کہتے ہیں کہ ان مٹکوں پر سکندر کے نام کی مہر بھی لگی ہوئی تھی۔ ب یہ ساری دولت' جواہرات پیش کیئے تو اس نے ایک مٹکا کسان کو بطور انعام دیا کیونکہ اس کی زمین سے نکلے تھے۔ اور باقی سارے مٹکوں کے متعلق خسرو پرویز نے حکم دیا کہ س کے خزانے گنج گاؤ میں یہ سارے مٹکے محفوظ کر دیئے جائیں۔

مشہور ایرانی شاعر فردوسی نے اپنے شاہنامے میں ایک اور خزانے کا بھی ذکر کیا ہے ں کا نام گنج عروس تھا۔ ان کے علاوہ بھی فردوسی نے بعض خزانوں کا ذکر کیا ہے۔ جن میں گنج خسروی' گنج افراسیاب زیادہ مشہور اور نامور ہیں۔

خسرو پرویز زر پرست تو تھا لیکن جہاں اپنے جاہ و جلال کو نمایاں کرنا مقصود ہوتا وہاں ے دریغ دولت خرچ کرتا جس کے نقش اس کے تمام ہم عصر بادشاہوں کے دلوں پر تھے۔ س کے شاہی تجملات کا اکثر ادیبوں اور شاعروں نے ذکر کیا ہے۔

مشہور ایرانی روایت ہے کہ ایران میں سنار سونے سے سبزیوں کے نمونے تیار کرتے تھے اور جب مہمان ضیافت کے لئے دسترخوان پر بیٹھتے تو یہ سبزیاں بھی دسترخوان پر چن دی اتی تھیں۔ اور جب کھانا کھانے کے بعد مہمان رخصت ہوتے تو یہ سبزیاں انہیں دے دی اتی تھیں۔ اس کے علاوہ ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز سے کچھ عجائبات بھی وابستہ تھے۔

پہلا عجوبہ خسرو پرویز کے دربار کا جو تھا اسے زرمشت فشار کہتے تھے۔ یہ سونے کی نارنگی تھی جو ہاتھ کے دباؤ سے دب جاتی تھی۔ اسے اکثر خسرو پرویز اپنے ہاتھ رکھتا کرتا تھا۔

خسرو پرویز کے دربار کا دوسرا عجوبہ اس کی دستار تھی۔ اس کی دستار کی یہ خصوصیت تھی کہ اگر اس پر دھبے پڑ جاتے تو دستار آگ میں ڈال دی جاتی۔ آگ کی جلن سے دھبے تو دور ہو جاتے لیکن دستارا پر آگ کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔

ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کا تیسرا عجوبہ اس کا تخت طاؤس ہے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ یہ گنبد کی شکل کا تخت ہاتھی دانت اور ساگوان کا بنا ہوا تھا۔ اس کے پترے اور کٹہرے سونے اور چاندی کے تھے۔ اس کی لمبائی ایک سو اسی ہاتھ تھی۔ چوڑائی ایک سو تیس ہاتھ اور اونچائی پندرہ ہاتھ تھی۔

اس کی سیڑھیاں آبنوس کی تھیں۔ سیڑھیوں کے اوپر سونے کا گنبد تھا۔ تخت کا طاق سونے اور لاجورد کا تھا جس میں آسمان' ستاروں' برجوں اور ہفت اقلیم کی شکلیں بنائی گئی تھیں۔

بادشاہوں کی تصویریں اور رزم و بزم کے مناظر دکھائے گئے تھے۔ اس میں ایک آلہ تھا جس سے دن کے مختلف وقتوں کا پتہ چلتا تھا۔

تخت پر بچھانے کے لئے دیبا اور زربفت کے چار قالین تھے۔ جو چار موسموں کو ظاہر کرتے تھے۔ یہ قالین یاقوتوں اور مرواریدوں سے مرصع تھے۔

اس کے علاوہ خسرو پرویز کا تاج سونے کا تھا اس میں چڑیا کے انڈوں کے برابر مروارید اور انار کے رنگ کی طرح یاقوت جڑے تھے۔ جو رات کے وقت صبح کا سماں پیدا کرتے تھے۔ گنبد کی چھت سے طلائی زنجیر آویزاں تھی۔ جس کے ساتھ تاج بندھا تھا۔ جو بادشاہ کے عین سر پر لٹکا رہتا تھا۔

خسرو پرویز کے دربار کا چوتھا عجوبہ مدائن کے محل کے ہال کمرے میں ایک قالین بچھایا جاتا تھا جس کا نام وہار خسرو یعنی بہار خسرو تھا۔ یہ قالین ساٹھ ہاتھ لمبا اور ساٹھ ہی ہاتھ چوڑا تھا۔ موسم سرما میں اس پر بادشاہ کی محفل لگتی تھی تاکہ آنے والی بہار کا منظر پیش نظر رہے۔

قالین کے بیچوں بیچ پانی کی نہریں اور روشیں دکھائی گئی تھیں جن کے گرد باغ کے سبزے' ہرے بھرے کھیت' میوہ دار درختوں اور پودوں کے منظر تھے۔ جن کی شاخیں اور پھول سونے' چاندی اور مختلف رنگوں کے جواہرات کے تھے۔

خسرو پرویز کے دربار کا پانچواں عجوبہ اس کی بیوی شیریں تھی جو فارسی اور اردو ادب

کے سرمائے میں اضافہ کرنے کا موجب ہوئی۔ یہ ایران کے ایک عیسائی گھرانے کی لڑکی تھی۔ جو حسن و جمال کے اعتبار سے چندے آفتاب اور چندے مہتاب تھی۔ اسے خسرو نے زینت حرم بنایا۔

امراء و اشراف کے نزدیک ایک ادنیٰ گھرانے کی لڑکی کا شاہی حرم میں جگہ پانا سخت ناروا تھا۔ ان کی ناپسندیدگی کی خبر جب خسرو پرویز تک پہنچی تو اس نے انہیں بلایا اور حکم دیا کہ طلائی جام کو خون سے بھرا جائے اور اس میں میل کچیل ڈال دی جائے۔

چنانچہ حکم کی فوراً" تعمیل ہوئی اور خون اور آلائش سے بھرا ہوا جام پیش کیا گیا۔

بادشاہ نے پوچھا یہ جام کیسا ہے' سب یک زبان بولے سخت غلیظ اور ناپاک ہے۔

پھر بادشاہ کے حکم سے اس جام کو الکی سے صاف کیا گیا اور اسے مشک و عنبر کی دھونی دی گئی اور چشم خروص کی مانند مئے گلگوں اس میں ڈال دی گئی۔

یہ کرنے کے بعد خسرو پرویز نے پوچھا اب یہ جام کیسا ہے۔ اس پر سب نے کہا۔ بہت صاف اور گوارہ ہے۔

اس پر خسرو بولا شیریں بھی ایسی ہی ہے۔ جب تک وہ ہمارے پاس نہ تھی' جام کی اولین صورت میں تھی۔ اب یہ شاہی حرم کی زینت ہے۔ اور اس نے دوسرے جام جیسی صاف اور گوارہ صورت اختیار کر لی ہے۔ خسرو کی اس دلیل سے اس کے سارے امراء خاموش ہو گئے تھے۔

جوں جوں وقت گزرتا گیا خسرو کی توجہ شیریں کی طرف پیش از پیش ہوتی چلی گئی اور پھر وہ وقت بھی آیا جب عام عیسائی گھرانے کی یہ لڑکی بادشاہ کے دل کی حکمران بن بیٹھی اور رومن شہنشاہ مارس کی بیٹی مریم جو ملکہ تھی فوت ہوئی تو شیریں محل سرا میں مختار کل ہو گئی۔ مریم کی موت کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسے شیریں نے زہر دے کر ہلاک کر دیا تھا۔

خسرو پرویز اور شیریں کی محبت کے افسانے اس زمانے ہی میں بہت مشہور ہو گئے تھے۔ اس نسبت سے فرہاد اور شیریں کی داستان بھی بہت پرانی ہے۔ بعد میں تو یہ داستان عشقیہ شاعری کا مقبول عام موضوع بن گئی۔ نظامی کی مثنوی شیریں اور امیر خسرو کی مثنوی خسرو شیریں اسی محبت کی یادگار ہیں۔

شعر و ادب کے علاوہ شیریں کی ایک یادگار کھنڈرات کی صورت میں بھی نظر آتی ہے۔ جو قصر شیریں کے نام سے موسوم ہے۔ یہ کھنڈرات مدائن سے ہمدان آنے والی سڑک پر واقع ہیں۔

خسرو کے محل میں دو نامور بیگمات مریم اور شیریں کے علاوہ بارہ ہزار کنیزیں بھی

تھیں۔ یہ بھی خسرو کے دربار کا عجوبہ ہی تھیں۔ ان میں وہ چند ہزار لونڈیاں بھی تھیں جو صرف رقص و سرود کے فن مین ماہر تھیں۔

خسرو کے دربار کا عجوبہ ایک گھوڑا بھی تھا۔ یوں تو خسرو کے پاس پچاس ہزار گھوڑے، بارہ ہزار شتر اور ایک ہزار ہاتھی تھے۔ لیکن ایک مخصوص گھوڑا جس کا نام شب دیز تھا اس کی سواری کے لئے مخصوص تھا۔ یہ نہایت اصیل اور خوبصورت تھا۔ اور مورخین کے مطابق آب و آتش کی صفات کا مجسمہ تھا۔

جس طرح رستم کی وجہ سے اس کا گھوڑا رخش بے حد مشہور ہو اس طرح خسرو کا شب دیز نام کا یہ گھوڑا بے حد مشہور ہوا۔

مشہور روایت ہے کہ یہ گھوڑا خسرو کو اس قدر عزیز تھا کہ وہ کہتا تھا کہ جو شخص بھی اس گھوڑے کی موت کی خبر اس تک پہنچائے گا اس کا سر قلم کر دیا جائے گا۔

پھر اچانک ایسا ہوا کہ شب دیز نام کا یہ گھوڑا بیمار ہو گیا اور آخر کچھ دنوں بعد یہ مر گیا۔ خسرو کے لئے اس کا مرنا ایک حادثہ تھا۔ جان کے خوف سے کوئی شخص یہ اطلاع بادشاہ کو نہ دینا چاہتا تھا لیکن خبر بھی بہر صورت پہنچانی تھی۔

آخر داروغہ اصطبل نے خسرو پرویز کے مشہور گویئے باربد کو وسیلہ بنایا۔ باربد نے خسرو پرویز کے حضور گا کر شعر پڑھے جن کا مضمون کچھ یوں تھا۔

شب دیز نہ اب دوڑ سکے گا، نہ چل سکے گا، نہ سو سکے گا۔

یہ سن کر خسرو پرویز چونک کر بولا۔ بخت شب دیز مر گیا۔ باربد نے کہا حضور ہی یہ فرما رہے ہیں اور کسی کی یہ جرات نہیں ہو سکتی۔ اس پر بادشاہ بولا بہت خوب تو نے اپنے آپ کو بچا لیا اور دوسروں کو بھی۔

خسرو پرویز کے دربار کا ایک اور عجوبہ اس کا موسیقار باربد ہے۔ باربد نے متعدد راگ راگنیاں ایجاد کیں۔ اسے اگر ایرانی موسیقی کا سرچشمہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ مورخین خسرو پرویز کے دربار میں آنے کا ایک دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہیں جو کچھ اس طرح ہے۔

کہتے ہیں خسرو پرویز کے دربار میں گویوں کا رئیس ایک شخص سرگز تھا۔ مرو کے ایک شخص باربد کو بادشاہ کی فن شناسی کا حال معلوم ہوا تو پایہ تخت کا رخ کیا۔

بادشاہ کے دربار کے گویوں کے رئیس سرگز کو معلوم ہوا کہ مرو کا ایک موسیقار آیا ہے جو اود نوازی میں یکتا ہے۔ ساز کے ساتھ خود گاتا بھی ہے۔ سننے والے اس کے نغموں سے مسحور ہو جاتے ہیں۔ وہ اس خیال سے خوفزدہ ہوا کہ بادشاہ کے دربار میں وہ کہیں رسائی حاصل نہ کر لے اور اس پر حاوی نہ ہو جائے۔

سرگز کے دل میں کچھ حسد اور خدشہ پیدا ہوا۔ مبادہ وہ ساز و نغمہ سے دربار پر چھا جائے اور اس کا فن ماند نہ پڑ جائے۔ چنانچہ باربد کو دربار سے دور رکھنے کی کوشش کی۔ ں کام کے لئے اس نے درباریوں اور خادموں کو بے دریغ دولت دی۔ چنانچہ کافی عرصہ ے دربار شاہی میں رسائی نہ ہو سکی۔ اور کسمپرسی کی حالت میں دن گزارتا رہا۔

آخر بادشاہ کے شب و روز کا حال معلوم کر کے باربد کو ایک تدبیر سوجھی۔ وہ بادشاہ کے باغبان کے پاس گیا اور اسے اپنے حال زار سے آگاہ کیا۔ اور کچھ نذرانہ پیش کر کے ں سے استدعا کی کہ پیشتر اس کے کہ بادشاہ باغ میں آئے اور مے گساری میں مشغول ہو ے بادشاہ کی مجلس کے قریب درخت پر چڑھنے کی اجازت دے دے۔

باغبان اس پر راضی ہو گیا۔ بادشاہ کے باغ میں آنے کا وقت ہوا تو باربد سبز ریشمی اس پہن کر درخت پر چڑھ گیا۔ اور درخت کے ہرے پتوں میں نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

بادشاہ نے نزول اجلال کیا اور اپنی مخصوص کرسی کو زینت دی۔ سامنے ندیم حلقہ کر اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے۔ خسرو نے جام ہاتھ میں لیا۔ پھر باربد نے درخت پر بیٹھے بیٹھے عود سنبھالا اور دستانے یزدان آفریں راگنی چھیڑ دی۔

حاضرین اس کی دلنواز آواز سے بے حد محظوظ ہوئے۔ خسرو پرویز اس راگنی سے محظوظ ہوا۔ پوچھا کون گا رہا ہے۔ سب نے ادھر ادھر دیکھا لیکن کچھ پتہ کسی کو نہ چل اکہ گانے والا کون ہے؟ اور کہاں ہے؟

پھر خسرو پرویز نے دوسرا جام ہاتھ میں لیا۔ عین اسی وقت باربد نے دستان پر تو فرہاد ں شروع کی۔ خسرو پرویز کی حیرانی کی انتہا نہ رہی۔ وہ پکار اٹھا، کتنا دلنشین نغمہ ہے۔ دل ہے تمام جسم سراپائے گوش بن جائے۔

آخر مجبور ہو کر خسرو پرویز نے اپنے ندیموں سے کہا کہ جس طرف سے یہ سریلی آ رہی ہے کچھ دور جا کر دیکھیں۔ لیکن کوئی نشان نظر نہ آیا۔

اتنے میں خسرو نے دوسرا جام ختم کر کے تیسرا جام لیا، ادھر باربد نے ایک اور راگنی اندر سبز چھیڑ دی۔ بادشاہ یہ سن کر تڑپ اٹھا۔ اور اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا شاید کوئی ہے جسے خدا نے بھیجا ہے تاکہ ہم اس کے نغموں سے بہرہ مند ہوں۔

پھر خسرو پرویز بلند اور اونچی آواز میں کہنے لگا۔ اے نیک کار آزاد مرد تو نے ہمیں نغموں سے لذت بخشی۔ اب اپنے دیدار سے ہماری آنکھوں کو روشنی دے۔ باربد یہ ر درخت سے نیچے اتر پڑا اور بادشاہ کے سامنے زمین بوس ہوا۔

بادشاہ نے اس کی ساری داستان سن کر اس کی بڑی عزت افزائی کی اور اسے اپنے ر رکھا۔ اور ہمیشہ اس کے فن سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ خسرو پرویز نے اسے اپنے

گوویوں کا رئیس اعظم مقرر کر دیا۔ لیکن پہلے رئیس اعظم سرگز کو یہ تبدیلی پسند نہ آئی تو
آخر اس نے باربد کو زہر دے کر ہلاک کر دیا۔

○

یوناف اور کیرش نے حسب سابق صحرائے کالا ہاری کے شمالی کوہستانی سلسلوں کے قریب سرائے میں قیام کر رکھا تھا۔ ایک روز جب کہ دونوں میاں بیوی سرائے کے نواح میں چہل قدمی کرتے ہوئے باہم گفتگو کر رہے تھے کہ ابلیکا نے اچانک یوناف کی گردن پر لمس دیا۔

یوناف گفتگو کرتے کرتے اچانک خاموش ہو گیا۔ اور ابلیکا کو سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو گیا تھا۔ دوسری طرف کیرش بھی سنبھل گئی تھی۔ لہٰذا وہ بھی یوناف کے قریب ہو کر ابلیکا کو سننے کی کوشش کرنے لگی تھی۔ لمس دینے کے بعد ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ یوناف میں تیرے لئے دو خبریں رکھتی ہوں۔ دونوں انتہائی اہم ہیں۔ پہلی خبر یہ کہ عزازیل اور اس کے ساتھی مجھے تم سے علیحدہ کر کے تم پر گرفت کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے انہوں نے یہ لائحہ عمل اختیار کیا ہے کہ نطیاس کے محل کے تہہ خانے میں خود نطیاس چلے میں بیٹھ گیا ہے۔ جس کے ذریعے وہ مجھے اپنا مطیع اور فرمانبردار بنانے کی کوشش کرے گا۔ اس کے بعد یا تو وہ مجھے تمہارے خلاف استعمال کرے گا یا یہ کہ مجھے تم سے علیحدہ کر کے تمہیں بے بس کر کے وہ تم پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ لہٰذا اگر تم نطیاس کے اس چلے کی ستیاناسی کر سکتے ہو تو کر لو ورنہ یاد رکھو میرے اور تمہارے درمیان جدائی کی دیوار کھڑی کر دی جائے گی۔

یہاں تک کہنے کے بعد ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف تھوڑی دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا' ادھر کیرش کی حالت بھی پریشان کن ہو گئی تھی۔ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ ابلیکا تو نے کہا تھا کہ تیرے پاس میرے لئے دو خبریں ہیں۔ تو اب دوسری خبر بھی کہہ' پھر میں اپنا فیصلہ دیتا ہوں۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

دیکھ یوناف دوسری خبر یہ ہے کہ تھوڑی دیر تک سطرون اور ذروعہ تم دونوں پر وارد ہوں گے اور تم سے اپنی گزشتہ شکست اور ہزیمت کا انتقام لینے کی کوشش کریں گے۔ بس یہی وہ دو خبریں ہیں جو میں تم سے کہنا چاہتی تھی۔

اس پر یوناف بولا اور کہنے لگا۔ دیکھ ابلیکا تیری مہربانی کہ تو نے مجھ سے یہ دو خبریں کہیں' جہاں تک پہلی خبر کا تعلق ہے تو اس کے لئے میرے یہ تاثرات ہیں کہ میں اس

سطرون سے نپٹنے کے بعد نطیاس کے محل کا رخ کروں گا اور جس تہہ خانے میں وہ تمہیں حاصل کرنے کے لئے چلہ کاٹ رہا ہے۔ تو میں اس چلے کی ستیاناسی کر کے رہوں گا۔ میرے خیال میں اس سطرون اور ذروعہ سے نپٹنے کے بعد میں ان کے پیچھے ہی نطیاس کے محل کا رخ کروں گا۔ اس پر ابلیکا بولی اور کہنے لگی۔

ہاں تمہارا یہ اندازہ درست ہے پہلے اس سطرون سے نپٹو پھر اس کے تعاقب میں نطیاس کے محل کا رخ کرو۔ میں بھی تم دونوں میاں بیوی کے ساتھ ہوں گی۔ پھر جو کچھ پیش آئے گا تینوں مل کر سنبھال لیں گے۔ یہاں تک کہتے کہتے ابلیکا خاموش ہو گئی کیونکہ عین اسی لمحہ سطرون اور ذروعہ دونوں میاں بیوی یوناف اور کیرش کے سامنے نمودار ہوئے تھے۔ پھر سطرون بولا اور یوناف کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

دیکھو نیکی کے نمائندے ایک بار پھر اس کوہستانی سلسلہ میں' میں اور میری بیوی ذروعہ تم سے ٹکرانے کے لئے آن کھڑے ہوئے ہیں۔ اور ہم دونوں میاں بیوی کو امید ہے کہ اس بار ہم دونوں یقیناً" تم دونوں پر غلبہ حاصل کر کے رہیں گے۔ اس پر یوناف بے حد خفگی اور غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

سن سطرون یہ سب تمہارے خواب' تمہارے وہم اور تمہاری غلط فہمیاں ہیں جب تک مجھے اپنے خداوند کی نصرت اور مدد حاصل ہے۔ تم کبھی بھی مجھ پر غالب اور فتحمند نہیں ہو سکتے۔ دیکھ سطرون تو نے بے شک اپنی قوتوں کے ساتھ ساتھ نطیاس کی سری قوتوں سے بھی اپنے آپ کو لیس کیا لیکن اس کے باوجود تو مجھ سے کئی بار پٹ چکا ہے۔ پر تم بدی کے نمائندے ہو' بڑے ڈھیٹ اور ضدی۔ اپنی شکست کو تم لوگ قبول نہیں کرتے۔ بار بار میرے ہاتھوں پٹنے کے بعد پھر دوبارہ مار کھانے کے لئے آ جاتے ہو۔ اس معاملے میں تم بڑے ڈھیٹ ہو۔ اس لئے کہ تم مار کھانے کے بڑے تیز اور عادی لوگ ہو۔

یہاں تک کہنے کے بعد یوناف خاموش ہو گیا۔ پھر اپنے پہلو میں کھڑی اپنی بیوی کیرش کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔ دیکھ کیرش قبل اس کے کہ یہ سطرون اور ذروعہ ہم دونوں سے ٹکرائیں آؤ دونوں میاں بیوی پہلے اپنی قوت میں دس گنا اضافہ کر کے اپنے جسم میں برق بھی بھر لیں اور مخالف کی برق سے بچنے کے لئے اپنے اندر مدافعت بھی جمع کر لیں۔ کیرش نے یوناف کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ پھر وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے۔ اپنی طاقت میں دس گنا اضافہ کرنے کے ساتھ برق اور اس کی مدافعت بھی دونوں نے اپنے جسموں میں بھر لی تھی۔ پھر وہ سطرون اور ذروعہ کا مقابلہ کرنے کے لئے مستعد ہو گئے تھے۔

یوناف اور کیرش کو خبر نہ تھی کہ سطرون اور ذروعہ کسی مقصد کے تحت اس کو سلسلے میں ان سے ٹکرانے کے لئے آئے ہیں۔ دوسری طرف ابلیکا کو بھی یہ خبر نہ ہو سکی تھی کہ سطرون اور ذروعہ کا اس طرف آنا ایک سازش کے تحت ہے۔ بس وہ صرف یہ جا سکی تھی کہ اسے حاصل کرنے کے لئے نطیاس نے محل کے تہہ خانے میں چلہ کاٹنا شروع کر دیا ہے۔ اور ابلیکا کی یہی بے خبری یوناف اور کیرش کی پہلی لاعلمی ان سب کے لئے مصیبت اور اذیت کا باعث بننے والی تھی۔

سطرون اور ذروعہ دونوں میاں بیوی ایک ساتھ آگے بڑھے۔ سطرون یوناف پر اور ذروعہ کیرش پر حملہ آور ہوئی تھی۔ جونہی سطرون نے یوناف کے ضرب لگانا چاہی۔ یوناف اس سے پہلے ہی حرکت میں آیا اور اس کی پسلیوں پر اس نے ایک ایسا زور دار مکا مارا کہ سطرون درد کی شدت سے دہرا ہو گیا تھا۔ اس لئے کہ یوناف اپنی طاقت میں دس گنا اضافہ کر چکا تھا۔ اور دس گنا طاقت میں اضافہ کرنے کے بعد وہ مکا واقعی ہی کسی بھی مقابل کے لئے ناقابل برداشت تھا۔

دوسری طرف کیرش بھی ذروعہ کے حملہ آور ہونے کی منتظر رہی۔ جب ذروعہ نے اپنا ہاتھ بلند کیا تاکہ کیرش کے شانے پر ضرب لگائے کہ کیرش نے فضا میں ہی اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر اس کی بغل کے اندر اتنا زور دار مکا اس نے مارا کہ ذروعہ چیختی چلاتی اور جہاں ضرب لگی تھی اس جگہ کو سہلاتی ہوئی پیچھے ہٹ گئی تھی۔

سطرون جب یوناف کی ضرب پڑنے سے شدت درد کے باعث دہرا ہوا تو پھر یوناف پر جنون طاری ہو گیا تھا۔ وہ آگے بڑھا پہلے اس نے اپنے داہنے پاؤں کی ایک سخت ٹھوکر سطرون کے پیٹ پر لگائی پھر اس کی گردن پر اپنے دائیں ہاتھ کا ایک آہنی مکا ایسا مارا کہ سطرون بے بسی کی حالت میں زمین پر گر گیا تھا۔ اس کے بعد یوناف نے اس پر پاؤں کی ضربوں اور ٹھوکروں کی ایک طرح سے بارش کر دی تھی۔

دوسری طرف کیرش بھی بالکل یوناف ہی کی طرح حرکت میں آئی تھی۔ جب بغل میں ضرب کھانے کے بعد ذروعہ پیچھے ہٹی تھی تو وہ آگے بڑھی۔ اس نے بھی یوناف کی طرح ذروعہ کو اپنے پاؤں کی ٹھوکروں پر رکھ لیا تھا۔

تھوڑی دیر تک سطرون اور ذروعہ یوناف اور کیرش کے ہاتھوں بری طرح پٹتے رہے۔ اس دوران وہ ایک دوسرے کے نزدیک بھی ہوتے رہے۔ پھر انہوں نے ایک دوسرے کی طرف مخصوص اشارہ کیا اور جس حالت میں وہ مقابلے پر آئے تھے اسی حالت میں وہ بھاگ کھڑے ہوئے وہ اپنی سری قوتوں کو حرکت میں نہیں لائے تھے بلکہ یونہی بھاگے تھے

یوناف اور کیرش ان کے پیچھے آئیں۔

یوناف اور کیرش جو اصل حقیقت سے ناواقف تھے۔ وہ سطرون اور ذروعہ کے تعاقب میں لگ گئے تھے۔ ادھر ابلیکا جو عزازیل کی چالبازیوں سے پوری طرح واقف نہ تھی وہ بھی یوناف اور کیرش کے ساتھ سطرون اور ذروعہ کے تعاقب میں ہو لی تھی۔

عزازیل کا تو پہلے ہی سے یہ طے شدہ لائحہ عمل تھا کہ سطرون اور ذروعہ اپنے پیچھے پیچھے یوناف اور کیرش کو لے کر نطیاس کے محل کی طرف آئیں۔ بھاگتے ہوئے تہہ خانے میں داخل ہوں اور جب ان کے تعاقب میں یوناف اور کیرش بھی اس تہہ خانے میں داخل ہوں تو پھر آسانی کے ساتھ ان سے نپٹا جا سکے اور اس کام میں سطرون اور ذروعہ پوری طرح کامیاب دکھائی دے رہے تھے۔

وہ تھوڑا سا آگے جا کر اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائے۔ اپنے آپ کو انہوں نے روپوش نہیں کیا بلکہ وہ سری قوتوں کی مدد سے بڑی تیزی کے ساتھ فاصلوں کو اپنے سامنے سمیٹنے لگے تھے۔ یہ صورتحال دیکھتے ہوئے یوناف اور کیرش بھی ایسی ہی سری قوتوں کو حرکت میں لائے اور وہ بھی بڑی تیزی کے ساتھ فاصلوں کو سمیٹتے ہوئے سطرون اور ذروعہ کا سائے کی طرح تعاقب کرنے لگے تھے۔

یوناف اور کیرش کے آگے آگے بھاگتے ہوئے اس دروازے کے ذریعے سطرون اور ذروعہ تہہ خانے میں داخل ہو گئے تھے۔ دروازہ اپنی سری قوتوں کے ذریعے نطیاس نے دیوار کے اندر نمودار کیا تھا۔ ان کے پیچھے پیچھے یوناف اور کیرش بھی اس تہہ خانے میں داخل ہو گئے۔ ان دونوں کا تہہ خانے میں داخل ہونا تھا کہ دونوں ایک بار ایک ساتھ چیخ اٹھے۔ اس لئے کہ انہیں احساس ہو گیا تھا کہ وہ اس تہہ خانے میں داخل ہونے کے بعد اپنی ساری قوتوں سے محروم ہو گئے ہیں۔ ان کی چیخ و پکار سن کر ابلیکا پیچھے ہٹ گئی تھی۔ اور وہ تہہ خانے میں داخل نہ ہوئی تھی۔

یوناف اور کیرش کو جب احساس ہوا کہ اس تہہ خانے میں داخل ہونے کے بعد وہ اپنی ساری سری قوتوں سے محروم ہو گئے ہیں تو وہ تیزی سے پلٹے تاکہ باہر نکل کر اپنی قوتوں کو بحال کر لیں لیکن اسی لمحہ نطیاس اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی سری قوتوں سے دیوار کے اندر جو دروازہ تھا وہ اس نے عجیب مافوق الفطرت انداز میں بند کر دیا تھا۔ اور لگتا تھ کہ وہاں کوئی دروازہ کبھی تھا ہی نہیں۔ اس لئے کہ دیوار برابر ہو گئی تھی۔

اس کے بعد عزازیل کے اشارے پر سلیوک' نطیاس سطرون اور اوغار اور ذروعہ نے یوناف اور کیرش کو گھیر لیا اور بری طرح انہیں مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ اپنی طبعی قوتوں کو

حرکت میں لاتے ہوئے کچھ دیر تک یوناف اور کیرش اپنا دفاع کرتے رہے لیکن وہ ایسا زیادہ دیر تک نہ کر سکے اس لئے کہ وہ سری قوتوں سے محروم ہو چکے تھے۔ جب کہ سطرون‘ ذروعہ‘ نطیاس‘ سلیوک اور اوغار اپنی طبعی قوتوں کے علاوہ سری قوتوں کو بھی استعمال کرتے ہوئے ان کی پٹائی کر رہے تھے۔ آخر مار کھانے کے بعد یوناف اور کیرش ادھ موئے سے ہو کر فرش پر گر گئے تھے۔

جب یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی زمین پر گر گئے تب تہ خانے میں ایک بلند جگہ پر کھڑے عزازیل نے خوشیوں سے بھرا ہوا ایک بھرپور قہقہہ لگایا۔ پھر وہ نطیاس کو مخاطب کر کے کہنے لگا دیکھ نطیاس یہ وہ خوشی کا موقع ہے جسے دیکھنے کے لئے میری آنکھیں آدم سے لے کر اب تک پتھر ہو کر رہ گئی تھیں۔ آج میں بے حد خوش ہوں کہ میں اپنے سب سے بڑے دشمن کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر رہا ہوں۔ دیکھ نطیاس یہ دونوں میاں بیوی اس وقت کیسے بے بس مجبور اور لاچار زمین پر پڑے ہیں۔ اس وقت یہ اپنی ان سری قوتوں سے بالکل محروم ہو چکے ہیں جنہیں استعمال کر کے ماضی میں ہمیں اپنے سامنے مغلوب اور مفتوح کرتے رہے ہیں۔

یہاں تک کہنے کے بعد عزازیل رکا کچھ دیر تک وہ بھرپور خوشی میں مسکراتا رہا پھر سطرون کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سطرون اور ذروعہ تم دونوں میاں بیوی حرکت میں آؤ اور یوناف اور کیرش دونوں میاں بیوی کو لوہے کی ان زنجیروں میں جکڑ دو جو ہم نے ان کے لئے پہلے سے تیار کر رکھی ہیں۔

سطرون اور ذروعہ فوراً حرکت میں آئے۔ یوناف کو سطرون گھسیٹتا ہوا زنجیروں کے پاس لے گیا اور اس کے دونوں ہاتھ‘ پاؤں اور گردن اس نے زنجیروں میں جکڑ دی تھی۔ اسی طرح ذروعہ کیرش کو گھسیٹتی ہوئی زنجیروں کے پاس لے گئی تھی۔ اور جس طرح سطرون نے یوناف کو زنجیروں میں جکڑا تھا اسی طرح ذروعہ نے کیرش کو بھی جکڑ دیا تھا۔ پھر اس تہ خانے میں یوناف اور کیرش کی حیثیت ایک زندانی اور اسیر کی سی ہو کر رہ گئی تھی۔

اس کے بعد عزازیل نے نطیاس‘ سلیوک اور اوغار کو ان دونوں پر محافظ مقرر کیا اور انہیں اسی طرح عذاب سے دوچار کرنے کی تلقین کی۔ جس طرح یوناف اور کیرش نطیاس‘ سلیوک اور اوغار کو کمرے میں بند کر کے اذیتیں دیا کرتے تھے۔ یہ احکامات دینے کے بعد عزازیل سطرون اور ذروعہ کو لے کر خوش خوش اور شادمان وہاں سے چلا گیا تھا۔ جب کہ نطیاس سلیوک اور اوغار نے یوناف اور کیرش کو زنجیروں میں جکڑ کر انہیں اسی عذاب سے دوچار کرنا شروع کر دیا تھا۔ جیسے یوناف اور کیرش انہیں کمرے میں بند کر کے کیا کرتے تھے۔

ماخذ برائے ابلیکا

نمبر	کتاب	مصنف
(1)	تفہیم القرآن	ابوالاعلیٰ مودودی
(2)	معارف القرآن	مولانا مفتی محمد شفیع
(3)	اسلامی انسائیکلوپیڈیا	سید قاسم محمود
(4)	قصص القرآن	مولانا محمد حفظ الرحمٰن
(5)	تفسیر ابن کثیر	علامہ ابن کثیر
(6)	تاریخ ابن خلدون	علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون
(7)	طبقات ابن سعد	علامہ محمد بن سعد
(8)	سیرت النبیؐ	ابن ہشام
(9)	شاخ زریں	جیمس جارج فریزر
(10)	تاریخ ایران	پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی
(11)	طبقات ناصری	منہاج سراج
(12)	دنیا کا قدیم ترین ادب	ابن حنیف
(13)	مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ	چودھری غلام رسول
(14)	تاریخ انڈونیشیا	شاہد حسین رزاقی
(15)	تاریخ بلاد فلسطین و شام	جی لی اسٹرنیج
(16)	تاریخ بیت المقدس	ممتاز لیاقت
(17)	تاریخ مکہ مکرمہ	محمد عبدالمعبود
(18)	تاریخ شام	ڈاکٹر فلپ کے‘ حی
(19)	تاریخ لبنان	ڈاکٹر فلپ کے‘ حی
(20)	تاریخ مدینہ منورہ	محمد عبدالمعبود
(21)	تاریخ قسطنطنیہ	بیرلڈلیم
(22)	توریت	
(23)	انجیل	

1) THE ROMAN EMPIRE ---- H. STUART JONES,
2) ROME ---- ARTHUR GILMAN
3) CARTHAGE ---- ALFRED J.CHURCH
4) VEDIC INDIA ---- T. FISHER
5) CHALDEA ---- ZENAIDE A. RAGOZIN
6) ASSYRIA ---- ZENAIDE A. RAGOZIN
7) PARTHIA ---- GEORGE RAWLINSON
8) BYZANTINE EMPIRE ---- C. W. C. OMAN
9) MEDIA ---- ZENAIDE .A RAGOZIN
10) GREECE ---- T. FISHER
11) CLASSIC MYTH AND LEGEND
12) ROMAN EMPIRE ---- EDWARD GIBBON
13) HISTORY OF THE WORLD ---- H. A. DAVIES
14) THE ANCIENT WORLD ---- JOSEPH WARD SWAIN
15) ANCIENT INDIA ---- JAWAHARLAL NEHRU
16) MONARCHS RULERS DYNASTIES AND KINGDOMS OF THE WORLD
17) MAHABARATA
18) A HISTORY OF CHINESE CIUILIZATION ---- JACQUES GERNET
20) GREATNESS THAT WAS BABYLON ---- H.W.F. SAGGS
21) 100 GREAT KING'S QUEEN'S ---- JOHN CANNING

اسلامی کتب

بنام خیر الانامؐ	قمر اجنالوی	75.00
رسول عربی اور حصہ جدید	سید اسماعیل صاحب	150.00
غلامان اسلام	پروفیسر مولانا سعید احمد	125.00
مرقع نبوتؐ	آغا اشرف	175.00
انبیائے قرآنؑ	آغا اشرف	125-00
عظمت رسولؐ	نصیر الدین حیدر	250-00
786 حکایات اولیائے کرامؒ	نصیر الدین حیدر	150-00
اہم اسلامی تاریخی واقعات	نصیر الدین حیدر	65-00
اخلاق نامہ	نصیر الدین حیدر	90-00
سیرت ابو بکر صدیقؓ	علامہ عبد الحفیظ حیتی	75-00
الفاروقؓ	مولانا شبلی نعمانی	125-00
ام الکتاب	مولانا ابو الکلام آزاد	80-00
مسلمان عورت	مولانا ابو الکلام آزاد	75-00
تذکرہ	مولانا ابو الکلام آزاد	75-00
حرف نیاز (مجموعہ)	رفیع الدین ذکی قریشی	75-00
ریاض نعت (")	رفیع الدین ذکی قریشی	75-00
موت کا منظر	خواجہ محمد اسلام	60-00
کرامات الاولیاءؒ	مولانا ابو نعیم قمر	100-00
سیرت حضرت عثمان غنیؓ	زیب ملیح آباد	75-00
سیرت حضرت علیؓ	زیب ملیح آبادی	150-00
تہذیب سیرت ابن ہشام	غلام احمد حریری	100-00
اسلام کے درخشندہ ستارے	نصیر الدین حیدر	275-00
اسلامی جنگیں	کیف زا	60-00